طلسم ہوشربا

جلد اوّل

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری۔ پٹنہ

یہ مین جمین پیرا احمینستا کو ومن کا کا وری ماما ن کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر
نوعروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا سے غنے

جلد ۸

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار ہشتم

تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوئے شیرین بیان سنج مضامین خوان
پسندیدۂ مجالس امیران ندیمان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی محمد حسین ضیاء جا

مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ حلیۂ طبع محلی ہوئی

باہتمام کیسری داس سیٹھ سنہ ۱۸۷۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد وثنا ے لاتعداد اُس ساقی ازل کو سزاوار ہو کہ جس نے خراب آباد گیتی کو بلصدا سے مستانہ کن فیکون آرایش دی اور نعت معہ تحفہ درود اُس مست پیمانۂ الست کی ہر جرعہ نوش جام خرد کو درکار ہو کہ جس نے سرمستان خمخانۂ کفر وضلالت کی بیک ساغر طہور خمار شکنی فرمائی صلے اللہ علیہ وآلہ العظام واصحابہ الکرام زان بعد خوشہ چین خرمن ارباب علم وہنر ومژشناسان دقائق معانی پرور عالی پایگاہ خاک راہ سیہ محمد حسین جاہ بگوش ہوش سخندان ذی ہوش خطاپوش عرض رساہو کہ داستان امیر حمزہ فسانۂ دلکش ومرغوب پسندیدۂ ہر طالب ومطلوب ہو زہے گوہر دریاے خوش بیانی زہے آفتاب سپہر زور زبانی کہ زبان توصیف وبیان تعریف نسبت اُسکے قاصر ہی بجملہ اُس کے ایک طلسم حیرت زا مسمی بطلسم ہوش ربا بنایت مادر ہو لہذا اُس شاہد دلربائے رعنائی ومحبوب خوش اداے زیبائی کو چاہا کہ زبان اردو میں بطرز فصیح ومجاورت صحیح جلوہ گاہ تحریر مین لائے اور مشتاقان اداے محبوب قصص کو اُسکی کرشمہ بنجی پر بٹھائے بفضلہ وکرمہ وحسن التوفیق وہو الرفیق الاعلے۔

التماس مترجم بخدمت ناظرین والا تمکین فسانۂ ہذا

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ کے سات دفتر ہین اور بغیر ملاحظہ وفاتر مذکور کے دشوار ہی امیر اور عمرو اور زمرد شاہ اور بختیارک اور افراسیاب جادو وغیرہ کے نام سمجھ مین آئین باین خیال گزارش ہی کہ امیر حمزہ پسر سید خواجہ عبد المطلب سردار خانۂ کعبہ کے ہین اور عمرو اُن کا عیار ہی اور امیر حمزہ نے اپنے پوتے کو بادشاہ لشکر کیا ہی کہ نام اُسکا سعد بن قباد ہی اور آپ سپہ سالاری لشکر کی کرتے ہین اور جتنے بیٹے امیر حمزہ کے ہین وہ سب مطیع اُسی پوتے کے ہین جو بادشاہ ہی اور بادشاہ روئے زمین بہت سے کہ جنکا ذکر اس قصہ مین آئیگا وہ سب ہمزہ لشکر کے اپنی اپنی فوج لیے رہتے ہین اور امیر حمزہ ایک بادشاہ جلیل القدر زمرد شاہ باختری

سے کہ جسکو لقا بھی کہتے ہین اور اُس نے دعوے خدائی کا کیا ہی لڑ رہے ہین اس لیے کہ وہ دعوی باطل سے باز آئے اور امیر کے ہاتھ سے جس ملک مین لقا بھاگ کر جاتا ہی وہان کا بادشاہ اور رعایا سب اُسکو اپنا خدا سمجھکر اطاعت کرتے ہین اور برابر اسکے حکم کے امیر سے لڑتے ہین اور لقا کے ساتھ بیٹا نوشیروان کافرامرز سن نوشیروان بھی ہی کہ اُس سے امیر پہلے لڑ چکے ہین اب اُسنے لقا کا ساتھ کیا ہی اور وزیر فرامرز کا بختیارک بن بختک شیطان درگاہ لقا بنایا گیا ہی کس لیے کہ خدائی مین کوئی شیطان بھی چاہیے غرض لقا نے پہلے جاکر طلسم ہزار شکل مین پناہ لی تھی جب وہ امیر نے فتح کر لیا تو لقا کوہستان کی طرف آیا ہی طلسم ہزار شکل کا ذکر پہلے اسم طلسم کے ہی باعث سے کہ طلسم ہوشربا کا تعقیب کو بیان کرنا منظور ہی اس لحاظ سے اُس طلسم کو ترک کیا کہ باعث طوالت افسانہ نہ ہو۔

آغاز داستان حیرت بیان طلسم ہوش رُبا اور داخلہ لشکر لقا کوہستان مین نظم

یعنی لقا لے کہ آمد بجان ۔ درین زیر پردہ آسمان ۔ ز دین دور دار ظالم چونے ۔ بہ احوال جم یا باحوال کے

فرد نگارندہ نقاش معنی قریب	عروس سخن را چنین دادہ زیب

ساقیان تنخانۂ اسرار و جریدۂ نوشان جام افکار بادۂ ارغوانی تجرد تحریر سے ساغر قرطاس کو سطح مطلوب کرتے ہین کہ جب زمرد شاہ باختری نے طلسم ہزار شکل سے رہائی پائی اُسکے وزیر مدبر نے صلاح جتائی کہ ملک کوہ عقیق گلزار سلیمانی کا بادشاہ عالیجاہ قوی بیکران و پہلوانان دوران رکھتا ہی اور اُسی ملک سے ڈانڈا طلسم ہوشربا کا ملا ہی حاکم طلسم فراسیاب جادو شہنشاہ ساحران نہایت زور آور ہی کہ نہیب شمشیر سے اُس کے سرکشان دہر کانپتے اور تھراتے ہین اور بحر آزمائی سے سامری عہد و چنیدہ روزگار کان پکڑتے ہین ابیات خداوندا ز ملک چترو کلاہ ۔ کہ ارزاہی او سکہ زر و ماہ ۔ بدینگونہ آرایش تاج داد ۔ کہ دوران زبیش باو باج داد ۔ فی الجملہ بصلاح وزیر زرشت شیر زمرد شاہ بسمت کوہ عقیق روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طی مراحل جب قریب اُس ملک کے پہونچا ہرکارون نے خبر آمد زمرد شاہ کوہ عقیق کے بارشاہ سلیمان عنبرین موی کو ہی کو دی وہ کشتیان زر و جواہر کی نذر کے لیے تیار کر کے مع ارکان سلطنت شہر کے باہر آیا اور شہر کو وا بستے آراستگی کے حکم دیا تمام شہر آئینہ بند ہوا الحاصل استقبال کر کے لقا کو داخل شہر کیا اور وارد عمارۂ شاہی مین پہونچا یہان امرا و وزرا و ارکین سلطنت اور شیران بسمت حاضر تھے آنکا مجرا اور سلام ہوا مقام صدر مین تخت شاہی بچھا تھا اُسمین جواہر علی دار بیش قیمت جڑا تھا اُسپر لقا آکر جلوہ فرما ہوا ارباب نشاط و ساقیان سیمین ساق مطربان خوش آواز و بامذاق حاضر تھے سبھون نے اپنی خوش لحانی سے ہر شخص کو اپنا محرم و یدار بنایا دور جام مے گلفام بے دغدغۂ نیرنگی ایام چلنے لگا یہان کا بادشاہ دو سپہ سالار رکھتا ہی کہ ایک کا نام منظور زاغ چشم کوہی اور دوسرے کا نام ناظر زاغ چشم کوہی ہی

اور یہ دونون بھائی بادشاہ کے ہین کئی لاکھ سپاہ اپنے ماتحت رکھتے ہین اور سب کا سردار ایک بہادر ہی کہ نام اسکا
لالان لال قبا ہی فن سپاہگری مین یکتا ہی غرض ان بھون نے آکر لقا کو سجدہ کیا اور عرض کی کہ ہم سب جانبازی
و جان نثاری کو حاضر ہین آپ اطمینان سے اس جگہ تشریف رکھیے لقا کو ان کلمات سے تسکین ہوئی اور جاے
سکونت دہین مقرر کی سلیمان عنبر بین موبادشاہ نے دعوت کا سامان مہیا کیا سراقبا و اطاعت لقا مین
جھکایا راوی کہتا ہی کہ جب لقا ہزار مشکل سے بھاگا تھا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران میر علی شان نے
لشکر ظفر پیکر اپنے چار ہرکارے صبادم تیز رفتار کہ نام اُن کے **نامیان خیبری** و **تومیان خیبری** و
سرہنگ مکی و **ابوطاہر** خویش ہین اقا بے بقا کے ہمراہ روانہ فرمائے تھے کہ جس جگہ یہ برگشتہ بخت بآرام تمام
مسکن گزین ہوا در جو اسے پناہ دے اُس بادشاہ کی بقیقت سے اور اُس ملک و سپاہ کی کیفیت سے
ملازمان عالی اور بندگان حضرت قدرت قدرت شاہنشاہی کو اطلاع دین وہ ہرکارے ہمراہی لقا یان
پیک آئے تھے اور با شکال مختلفہ دربار مین سلیمان عنبر بین مو کے موجود تھے انھون نے بیان سپہ سالاران
سلیمان سب سنا در حال فوج اور ملک کا سب دریافت کر کے خدمت امیر کشور گیر مین چلنے کا ارادہ کیا
لقصہ قلعے تک کہ مثل برق اور باد صرصر کے روانہ ہوے یہان امیر حمزہ بعد فتح طلسم ہزار تشکل بارگاہ سلیمانی
مین دنگل ناو عنبر بر تکیہ کن تھے و بادشاہ تمجاہ سعد بن قبا د تخت سلیمانی پر جلوہ فرما تھے سر انپنے بارگاہ کے
انتظام دیے تھے سیر و کیفیت صحرا کی ملاحظہ فرماتے تھے کہ یکایک ہرکارے دوان دوان خدمت سلطان
عالی شان مین آکر پہونچے اور اس قدر بہ تعجیل تمام آئے تھے کہ پیڑیان ہونٹھون پر بندھی تھین کف دہان لبکتی
تھین انھون نے آکر بارگاہ پرتب شہنشاہ عالی جاہ کو مجرا کیا اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا
و با ہم اٹھا کر دعا و ثناے شہریاری بجا لاے اور یون عرض کرتے تھے کہ اے بادشاہ عالی تبار نصفت نشان مطلع

تا سر زند آفتاب سر زباشی	تا طبع دہد ہدم ساغر باشی	تا تاج حیات بر سر خضر بود	در خانۂ اقبال سکندر باشی

عدد سے برگشتہ طالع جو سامنے سے لشکر نصرت اثر کے روبفرار لایا یا دیہ ضلالت کو دہ خرس تبہ ہلاکت طی کر کے
کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین پہونچا اور وہان سکونت ٹھہرائی ہی بادشاہ نے وہان کے اعانت کرنے کا
وعدہ کیا ہی تسلین دی باقی اور جو احوال کہ ہرکارون نے دیکھا تھا وہ سب من وعن و مفصلاً گزارش خدمت
سلطان عالی شان کیا بادشاہ نے اپنے سپہ سالار حمزہ صاحبقران کی جانب دیکھا صاحبقران نے
عمرو بن امیہ سے حکم دیا کہ پہلوان دوران عادی کو بلاؤ اور پیش خیمہ طرف کوہ عقیق کے روانہ کرو حسب ارشاد
فیض بنیاد امیر با توقیر کوس رحیل لشکر ظفر تزیین بجا اور ہر بہادر نے سامان روانگی کیا فرو لد اپنی خیمہ بعد دو دم اور علم
کل جل پڑی بر سر دم و شام + پلٹنین اور رسالے بہ کروفر مرکب ہاے تازی پر سوار پیادے بے شمار بصد عجب

وداب کوچ کرنے لگے بازارین لشکر کی روانہ ہوئین خیمہ خرگاہ مالالی بارگاہ کے اشتر دقاطر دن پر بار ہوئے دلاور
مسلح و مکمل ہوکر چلنے پر تیار ہوئے بادشاہ مع سرداران گرامی کے اور صاحبقران مع عیاران نامی کے سوار ہوکر
بہ رہبری الکاران کے اسی طرف چل نکلے ؎ سوئے دشت شہ کی سواری چلی ✤ کے توکہ با دہباری چلی ✤
قصہ کوتاہ بعد کوچ و مقام دشام و پگاہ لشکر جلالت پژوہ نے قریب کوہ عقیق نزول اجلال وردد اقبال
فرمایا بارگاہ فلک پایگاہ نصب ہوئی بازارین لشکر مین کھل گئین پلٹنین مسل در مسل بآراستگی تمام صحرائے پاکیزہ
اور مقام عمدہ مین اترنے لگین طبل نقارے داخل لشکر مخالفون کے ہوش مثل طائر پریدہ اوڑے سلیمان نے
آمد فوج کی خبر سنکر حکم ربط ضبط ملک فوج کو اپنی دیا اور در قلعہ بند کیا توپین برنجی و آہنی ڈھلی ہوئی لگائین
برج و بارے و کنگرے و فصیلین درست ہوئین الغرض یہان تو یہ تیاری شروع ہوئی اور صاحبقران منتظر مقابلہ
عدو سامنے قلعہ کے دلکش ہوئے مگر فرزند رشید حمزہ صاحبقران ؎ مہ برج خوبی شہ انجمن ✤ بدیع الزمان
گرد لشکر فیکن ✤ کو ہوائے خوش اور صحرائے سبزہ زار دیکھکر شکار کھیلنے کی ہوس ہوئی امیر سے اجازت چاہی
امیر خاموش ہو رہے بدیع الزمان اپنی والدہ ملکہ گردیہ بانو شہزادی ملک ارد بیل کے پاس گئے اور
گزارش کیا کہ آپ مجھے والد ماجد سے اجازت شکار کے لیے جانے کی لا دین ملکہ نے منظور کیا اور جب امیر بارگاہ
مین ملکہ کی تشریف لانے ملکہ نے شاہزادے کی سفارش کی امیر نے بناچاری رخصت دی مگر فرمایا کہ یہ صحرا تمام
ساحران جہان کا مسکن ہی اسلیے مین اجازت نہین دیتا تھا کہ شاہزادہ کسی آفت مین مبتلا ہو لیکن تمہارے
کہنے سے ایک روز کی اجازت دیتا ہون کہ بعد ایک روز کے پھر آئین زیادہ عرصہ نہ لگائین بدیع الزمان
نے ارشاد صاحبقران قبول کیا اور سامان شکار کھیلنے کا رات بھر درست ہوتا رہا جسوقت صیاد فلک دام شعاع
بر دوش کاشانۂ مشرق سے بسوی زار فلک پر صید افگن ثوابت و سیارگان ہوا وہ آفتاب عالم تاب سپہر
صاحبقرانی کوکب شبجہت افروز فلک کامرانی یعنی بدیع الزمان عالی شان بہر شکار عازم میدان ہوا
نور کا تڑکا نسیم سحر کا چلنا شمعون کا جھلملانا غنچون کا مسکرانا بلبلان شوریدہ کا شور جنگل مین رقصان مور
طائرون کا اپنے اپنے کاشانون اور آشیانون سے تلاش آب و دانہ مین نکل مارکر اوڑنا یاد صانع عالم مین
ہر ذی روح مصروف ہر قلب ذکر حق سے مالوف مؤذن قمری منبر سرو پر خطبہ خوان حق سرو گویان بیت
ہر گیا ہیکہ بر زمین روید ✤ وحدہ لاشریک لہ گوید خلاصہ مرام شاہزادۂ عالی مقام با حشم و خدم صحرا مین
صید افگن تھا اور ہر طرف فضائے خوشنما و دشت دکوہ دیکھتا جاتا تھا سامنے کچھ دور سے ایک آہو
مثل معشوق طناز سراپا ناز تھکھیان کرتا طرارے بھرتا پیدا ہوا ابیات جُل زرافت پشت کے اوپر ✤ واہ رے
آہوے پری پیکر ✤ ہم محبوب و دس سے عاری تھا ✤ دل کے رمنے کا وہ شکاری تھا ✤ بدیع الزمان اسکی

رعنائی اور زیبائی دیکھکر شیفتہ اور فریفتہ ہوئے سرداران کو اپنے حکم دیا کہ اسکو زندہ گرفتار کرو خبردار جانے نہ دو
بمجرد حکم ہمراہیون نے حلقہ باندھکر اُسے گھیرا مگر ہرن سنبھلکر کنوتیان بدلکر طرارہ بھر سر پر سے شاہزادہ کے
نکلکر چلا بدیع الزمان نے اُسکے پیچھے گھوڑا اُٹھایا اور کئی کوس نکل آیا سب ساتھی چھوٹ گئے اور یہ اکیلے رہے
اُس وقت کہ جب ہرن پر دسترس نہ پہونچا اور وہ زندہ گرفتار نہوا فوراً ترکش سے تیر آبدار شست عقاب پر
شستہ سوفار بہر کمان مین پیوستہ کرکے لگایا ؎ قضا گفت گیر و قدر گفت دہ ✤ فلک گفت احسن
ملک گفت زہ ✤ تیر اسکے دوسار ہوا وہ ہرن زمین پر گرا شاہزادے نے مرکب سے کود کر اُسے ذبح کیا جیسے ہی
وہ ہرن ہلاک ہوا ایک صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ جس سے دل ثور فلک کا ہلگیا اور ماہ و ماہی تک زلزلہ
پڑگیا کہ ای فرزند حمزہ تو نے بڑا غضب کیا کہ قتل کیا غزال جادو کو یہ سرحد طلسم ہوشربا ہی یہان سے بچکر جانا
اب دشوار ہی جو نہو وہ تھوڑا ہی شاہزادہ نے دیکھا کہ تمام صحرا گرد و غبار سے تاریک ہی آندھیون کا طوفان
برپا ہی بعد لمحہ کے شاہزادے پر بیہوشی طاری ہوئی پھر جو آنکھ کھلی اپنے کو قید گران مین قید پایا سر زانو ے
تفکر پر جھکایا اور یہان امیہ بن عمرو نامدار عیار شاہزادے کا شکار جب آیا دشت کو تیرہ و تار پایا قیامت کا
آثار دیکھا یہ بھی جاننا چاہیے کہ عمرو عیار کے بیٹے امیر حمزہ کے بیٹون کے عیار ہین کیونکہ امیر کے یہان لڑکا
جب شاہزادی سے ہوتا ہی اُسکی وزیرزادی سے عمرو کے یہان لڑکا ہوتا ہی اور اس شاہزادے کا وہی عیار
ہوتا ہی غرض امیہ عیار نے دیکھا کہ جب وہ تاریکی دور ہوئی لاش بدیع الزمان کی خاک پر پڑی ہی وہ
چاندسی صورت خون مین بھری ہی واضح ہو کہ شاہزادہ جب سرحد طلسم پر پہونچا خبر مالک طلسم افراسیاب
کو ہوئی اُسنے محافظ طلسم ملکہ شرارہ جادو سے حکم دیا کہ شاہزادے کو گرفتار کرے اور اُنکی صورت کا پتلا بزور
سحر بنا کر ڈالدے اسلیے کہ دوسرون کو عبرت ہو اور طلسم کے اندر آنے کی جرأت نہ کرین الغرض عیار شہزادے
نام والی لاش سے لپٹ کر رونے لگا اور گریبان اپنا چاک کیا خاک سر پر اور اتالاشے کو گھوڑے پر ڈالکر
لشکر صاحبقران کی طرف چلا راہ مین ہمراہی اور رفیق شاہزادہ کے ملے انمین جو یہ ماجرا غم انگیز نظر آیا
فرط الم سے کلیجہ مُنھ کو آیا رو تے پیٹتے خاک اڑاتے خدمت امیر مین آئے جب اہل لشکر اور امیر نامور نے یہ سانحہ
جانگزا ملاحظہ فرمایا بے تامل نالہ و شیون کیا سارے لشکر اور محلات عظمی مین شور گریہ و بکا بلند تھا ملکہ گردیہ
بانو ان شہزادہ کی پچھاڑین کھاتی تھی اور زبان حال سے سُناتی تھی بیت اے راحت جان و دل ہمارے تو
تنہا ہمین چھوڑکر سدھارے ✤ بلکہ فرو رفتی دمی خبر نہ کردی ✤ بر بیکسیم نظر نہ کردی ✤ یہان تو یہ شور و
نوحہ و زاری برپا تھا مگر عمرو سے امیر نے فرمایا کہ جلد مرکب اشقر و یوزا کو تیار کرکے لاؤ مین تلاش قاتل شہزادے
کے لیے جاؤن اور اُسے قتل کرکے اُسکا بھی سر لاؤن عمرو نے عرض کی کہ ای شہریار گردون وقار مین نے سُنا ہی

کہ شاہزادے کو کسی انسان نے نہین شہید کیا ہی بلکہ صحرا تاریک ہوگیا کچھ معلوم نہوا سوائے اسکے کہ لاشہ
بے سر ملا امیر نے فرمایا کہ واللہ اسمین کچھ اسرار ہی اس حال سے آگاہ پروردگار ہے بلاؤ فرزندان خواجہ
بزرجمہر وزیر نوشیروان کو کہ یہ امیر سے نہایت محبت رکھتے ہین اپنے لڑکون کو لشکر امیر کے ساتھ کردیا ہی
کہ وہ بطور ملازمون کے ہر وقت مستعد رہتے ہین حال خواجہ بزرجمہر اور امیر اول کے دفتر دن مین مذکور
ہی یہان برائے تفریح ناظرین فسانہ اسی قدر کافی ہی الحاصل حسب ارشاد امیر فرزندان خواجہ بزرجمہر کو
بلایا اور بارگاہ مین باعزاز تمام صدر عزت پر بٹھایا شاہزادے کا حال پوچھا خواجہ بزرگ امید اور
خواجہ سیادش اور خواجہ دریادل فرزندان خواجہ بزرجمہر نے تختۂ تفکر پر ذرۂ تعقل کو پھینکا اور زائچہ
کھینچکر نظرات سال کان بروج واشکال رمل سب ملاحظہ کرکے بعد خوض وغور بسیار سر اٹھاکر فرمایا کہ
ای شہریار ذیوقار شہزادہ صحیح وسالم ہی مگر قید شدید مین ساحرون کی گرفتار سکیس دنا چار ہی اور یہ جلاش
آپ کے سامنے آئی ہی اسکے آنے کی تصویر بنائی ہی آپ اسم اعظم پڑھکر پانی پر پھینکیے اور اس لاش پر
چھڑک دیجیے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھیے امیر نے اسم اعظم پانی پر دم کرکے لاش پر چھڑکا وہ لاش
کے آنے کی تصویر نظر آئی امیر نے گردن بیئے سجدہ باری بجالائی کہ تسکر ہی پڑا کہ تو نے خبر حیات فرزند سنائی خواجہ
زادون کو خلعت فاخرہ دیکر رخصت فرمایا اور لاش کو پھینکوا دیا لشکر مین شور و فریاد جو بلند تھا موقوف
ہوا سب نے جان تازہ پائی زندہ رہنے کی شاہزادے کی خوشی منائی امیر نے عمرو کو بلایا اور بہت کچھ زر و جواہر
دیکر واسطے خبرگیری شاہزادہ نامور کے مامور کیا عمرو نے بانداے عیاری سے اپنے جسم کو آراستہ کیا زنبیل اور
جال لیاسی اور گلیم عیاری اور کمند آصفی اور دیو جامہ اور قنطوری تلیا دستہ منڈھی دانیالی
وغیرہ کو سنبھالا اور سب تحفہ اور تبرک جو کوہ سراندیپ پر تھے ساتھ لیے راوی کہتا ہی کہ جب لشکر امیر حمزہ
ہندوستان کو تسخیر کرنے آیا تھا اسی زمانے مین عمرو نے مزار انبیا علیہم السلام کی زیارت کی اور وہان عمرو
کو ایک غنودگی آئی عالم خواب مین جمال باکمال چند انبیا کا دیکھا اور عمرو سے انھون نے فرمایا کہ ہمارے
مزار کے روضہ مین زنبیل وغیرہ اشیائے عیاری رکھے ہین انھین کے لیے زنبیل ایک کیسہ ہی کہ علاوہ اس
دنیا کے ایک عالم اسمین بھی آباد ہی جب تم چاہوگے اسمین سے ہر چیز جو مانگوگے نکلے گی اور جو جا ہوگے
وہ اسمین رکھلوگے گلیم عیاری ایسی ہی کہ جب تم اسے اوڑھ لوگے تم سب کو دیکھوگے اور تمھین کوئی نہ دیکھیگا
اور جال لیاسی یہ صفت رکھتا ہی کہ اگر کروڑون من کے وزن کی چیز ہو مگر جب تم جال پھینکوگے وہ سوا سیر
کی ہوکر اسمین آجائیگی اور جہان کہین منڈھی کھڑی کروگے اور اسکے نیچے بیٹھوگے کوئی گرفتار نہ کرسکیگا جو
اسکے اندر آئیگا اندھا ہوکر رہ جائیگا اور کمند آصفی کو پھینک کر جتنا کہوگے گھٹ جائیگی اور بڑھنے کو

کہو گے بڑھ جائیگی اور کسی چیز سے وہ نہ کٹے گی نہ ٹوٹے گی اور ویو جامہ جب پہنو گے سات رنگ بدلے گا کبھی سبز ہو جائیگا اور کبھی سُرخ کبھی زرد وغیرہ اس طرح سے جتنی چیزین ہین سب کرامت رکھتی ہین عمرو کو جب یہ بشارت ہوئی ان اشیا کو لیا ذکر اُسکا دفتر اول مین ہو گیا خلاصہ ناظرین فسانہ اُن اشیا کا جہان ذکر آوے تو اسی مضمون سے اُسے سمجھ لین اور اُنھین اشیا کو عمرو نے درست کر کے واسطے تلاش کرنے بدیع الزمان کے راستہ لیا اور بسرعت تمام صحرا کی طرف روانہ ہوا کہ ؎ چنان می دوید از نشیب و فراز ۔ کہ گردش نہ بیند بہ شاہین و باز ۔ وہ مہر سپہر عیاری و قطب فلک غجر گزاری بعد طی مراحل جب اُس جگہ جہان بدیع الزمان کشتہ سحر ہوے تھے پہونچا صحرا مین سبزہ زار اور نزہت افزاے فردوس ایک مرغزار دیکھا فرد ہوا سبزہ اش گوہر گسستہ ٭ زمردرا بمرواریدبستہ بہیت ہر گلے گونہ گونہ از رنگے ٭ بوے از گل مے رسید فرسنگے عمرو سیر کنان سراغ مطلب کے لیے ہر طرف روانہ تھا کہ یکایک سامنے سے ایک غول عورتون کا پیدا ہوا عمرو ایک جھاڑی مین چھپ رہا دیکھا کہ کئی سو ارنیان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین قریب پندرہ یا سولہ کا سن جوانی کی راتین مرادون کے دن ٭ چلی آتی ہین اور اُنکے بیچ مین ایک شاہزادی غیرت بخش مہر جبین غزال صحراے رعنائی طاؤس مست گلشن زیبائی بوشاک نفیس زیب جسم کیے جواہر کا زیور پہنے خواصون کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ؎ جیسے گل بلبلون مین بیچ مین شاہ ٭ شمع فانوس مین ستارون مین ماہ ٭ خرامان خرامان جہان جہان جنگل کی کیفیت دیکھتی ہوئی روانہ ہی عمرو بیٹھا ہوا یہ کیفیت دیکھ رہا تھا کہ یکایک ان عورتون مین سے ایک عورت کو رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی وہ سب سے علیحدہ ایک جھاڑی مین پیشاب کرنے بیٹھ گئی اور ساتھ کی سب عورتین شاہزادی کے ہمراہ آگے بڑھ گئین عمرو نے خیال کیا کہ اگر ان عورتون کے ساتھ چلو گے یقین ہی کہ کچھ مطلب برآری ہوگی یہ تصور کر کے جھاڑی سے نکلکر اُس عورت کو کہ پیشاب کر رہی تھی کمندباری اُس نے غل مچائی عمرو نے گیند عیاری کا اُسکے منھ مین ڈال دیا اور تھوڑی بیہوشی اُسکے منھ پر ملدی وہ بیہوش ہو گئی اُسے ایک درخت سے باندھا اور آئینہ نکال اپنے سامنے رکھا رنگ و روغن عیاری کا اپنے منھ مین لگایا اور اُسکی صورت دیکھکر ویسی ہی صورت بنائی اور پوشاک اُسکی اُتارکر آپ پہنی اور اُسے چھوڑکر آپ بجلدی تمام اُن عورتون مین جاکر جو آگے جاتی تھین ملگیا انھون نے اُسے اپنے ساتھ والی سمجھکر کہا او شگوفہ تو بڑی دیر مین آئی وہان کیا کرتی تھی عمرو سمجھا کہ جسے تو بیہوش کر آیا ہی اُسکا نام شگوفہ ہی کہا کچھ ایسی دیر تو نہین ہوئی غرض باتین کرتی ہوئی وہ سب عورتین ایک باغ کے قریب پہونچین عمرو نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہی ہواے سرد مسیح دم عیسیٰ نفس وزان ہی وہ نازنینین اندر باغ کے آئین عجب تیاری کا باغ ہی عمرو نے دیکھا کہ وہ گلشن نگارین گویا ریاض فردوس برین تھا ابیات

باغ کا درمیان دیدہ وا	محو نظارہ گل رعنا	جتنے گل تھے جہان کے اندر	سب تھے اس بوستان کے اندر
اُس گلستان روح افزا کا	باغبان ازل چمن آرا	زمین آسمان بھرو بر گل	انامذہ در جہان گوئی مگر گل

اگر فردوس بر روے زمین ست ۔ ہمین ست و ہمین ست + روش پتری سے درست ہر سو ش پر بجاے سُرخی کے جواہرات کو ٹکڑے ڈالا ہی درختون کو بادلے سے منڈھا ہی مہندی کی ٹٹیان اور تاک انگور لہرایا آراستہ و پیراستہ گرد سبزۂ نوخاستہ باد صبا مستانہ وار آتی ہی ہر ینالے شجر سے ٹکراتی ہی کٹورے پھولون کے شراب تراوٹ و نزہت سے لبریز ہین گل ہر ایک عنبر بیز ہین وسط باغ مین چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہی سو گز تک کا مربع اُسپر فرش ملوکانہ بچھا ہی مسند مغرق جواہر نگار شاہانہ آراستہ ہی تکیہ با سلک مروارید استادہ ہی اور مسند پر ایک عورت ادھیڑ پوشاک نفیس پہنے قریب پچاس برس کے اُسکا سن تکیہ پر کہنی دھرے بصد شان و شوکت بیٹھی ہی عطردان پاندان چوگھڑے چنگیر رکھے ہین جیسے ہی یہ شاہزادی کہ جسکے ساتھ عمر و آیا ہی وہان پہونچی وہ عورت مسند سے اُٹھی اور ہنستی ہوئی اُسے لینے چلی اُسنے بھی آگے بڑھکر باداب تمام سلام کیا اور سب خواصین بھی باعزاز و نیاز دست بستہ بجا کر کے پیچھے ہٹین وہ ضعیفہ کہ اُس تمام شعبدہ جادو ہی کہ جسنے بدیع الزمان کو کشتۂ سحر کر کے مقید کیا ہی اور یہ شاہزادی جو اُسکے پاس آئی ہی یہ بھی ملکہ حیرت جادو زوجہ بادشاہ طلسم افراسیاب جادو کی ہی اور اُسکی بھانجی ہوتی ہی ملکہ شعبدہ نے ملکہ تصویر جادو دختر حیرت جادو کی بلائین لین اور پیار کر کے مسند پر بٹھایا پھر رقاصان طلعت کو حکم دیا کہ حاضر ہون اور سامنے آکر مجرا کرین غرض ناچ ہونے لگا اور جام شراب چلنے لگا اُسی جلسۂ نشاط مین تصویر جادو نے شعبدہ سے پوچھا کہ اے فرزندیون پا پیادہ سر شام صحرا مین کس باعث سے نکلکر آئین اُس نازنین نے گزارش کیا کہ اے مادر گرامی قدر خانہ جان مین نے سنا ہی کہ آپنے کسی بیٹے کو صاحبقران کے گرفتار کیا ہی اور مجھے مسلمانون کے دیکھنے کا کمال اشتیاق ہی کیونکہ یہ لوگ ایسے زبردست ہین کہ جنھون نے خداوند لقا کو عاجز کر رکھا ہی اور خداوندان لوگون کے ہاتھ سے دیار بدیار بھاگتے پھرتے ہین اور سنا ہی کہ ان لوگون نے سیکڑون ملکون کو تہ تیغ کیا ہی اور صدہا طلسمات کو خاک سیاہ و برباد کر دیا ہی لہذا مجھے بھی آرزو ہوئی کہ اُنکی صورت دیکھون کہ کیسی توانائی اور طاقت خداوند لقا نے اُنھین دی ہی اور کیسی شوکت عطا فرمائی ہی شعبدہ نے یہ بیان سُنکر ہنس دیا اور حسب خواہش ملکہ تصویر حکم دیا کہ قیدی کو سامنے لاؤ اور اُسکا حال ملکہ کو دکھاؤ کچھ جادوگر نیان بموجب حکم کے چلین اور باغ کے اندر بارہ دری اور عمارات عالی کئی کوس تک تعمیر ہی اُسی عمارت کے ایک حجرے مین بدیع الزمان کو قید کیا ہی یہان بھی ساحرنیون کا پہرہ ہی اُن کنیزون نے پہرہ والیون کو

لکم شہزادہ جادو سے بچایا اور بدیع الزمان کو بزور سحر غل و زنجیر سے گرفتار ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں بغلوں میں خاردار لسوڑانوں میں جوڑے فولاد کے چڑھوے کمر کی زنجیر کو جادوگر نیان تھامنے سامنے شہزادہ اور ملکہ تصویر کے لائین اور تصویر نے صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کو شہزادہ والا تبار کی دیکھا کہ ایک نوجوان حسین جمیل آفتاب عالمتاب سپہر زیبائی گوہر آبدار محیط خوشروائی ابیات

جمالی دید از حد بشر دور ✦ ندیدہ از پری نشنیدہ از حور ✦ جوانی روی نیکش آفتابی ✦ کہ از نظارہ در دل اضطرابی ✦
ز باغ نوجوانی سرو سبز حسن ✦ بہار بر بہار و حسن بر حسن ✦ کمل نرگسش از سرمۂ ناز ✦ زمژگان بر جگر ہا ناوک انداز ✦
مقوس ابروان محراب پاکان ✦ معنبر سائبان بر خواب تاکان ✦ یہ دیکھتے ہی ایک خانۂ ابرو سے کمان شاہزادے کے تیر عشق جو رہا ہوا ملکہ تصویر کے سینہ سے پار گزرا جیسا دشوار ہوا نظر تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی ✦ وہ نظر ہی وداع طاقت تھی ✦ ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ ✦ صبر خجلت ہوا اک آہ کے ساتھ ✦
ملکہ مسند پر سر رکھکر بیہوش ہو گئی شہزادہ جادو نے گلاب کیوڑہ بید مشک رخسار پر چھڑکا اور ہنگامہ ہوا شہزادے نے بھی ملکہ کو دیکھا کہ ایک نازنین غش سے فرصت پاکر میری طرف بنظر حسرت نگران ہے عجب صورت زیبا اور طلعت جہان آرا ہے کہ مصور آفرینش نے تمثال بیمثال اسکی بنائی ہے شاہزادے کا دل ضبط باوجود اس قید گران کے بیقرار ہو کر اسکے کمند طرۂ تابدار میں اسیر ہوا فی الحقیقت اگرچہ تمام نام نامی اس صورت دہ نگار خانہ مانی کا ملکہ تصویر جادو نما مگر نظارۂ جمال عدیم المثال سے اسکا انسان مثل تصویر بیجس وحرکت آئینہ حیران ہوتا تھا سکتہ ہو جاتا تھا نظم

مانی چو نقش آن بت بدست می کشد	چون می رسد بسا عدا دست می کشد
نقاش چون شمائل آن ماہ می کشد	نوبت بزلف او چو رسد آہ می کشد

کاتب قدرت طراز قدرت نے دل فریبی اسکی لوح زیبائی پر قلم رعنائی سے آپ لکھی تھی ورنہ تمام دہر میں ایسی صورت زیبا دوسری نہ خلق ہوئی تھی شاہزادہ دیکھتے ہی ایک جان کیا بلکہ ہزار جان سے اسیر شیدا ہوا صبر کا یارا نہ رہا ابیات

صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق	کہا صبر نے افراق افراق	تشطط حواسوں نے پیدا کیا
جنوں کا علم دل نے برپا کیا	سر کھنے لگا پاس ناموس و ننگ	لگی عقل اور عشق میں ہونے جنگ

ملرا پٹ تئیں سنبھالا اور خیال کیا کہ ایک قید شدید میں تو مبتلا ہوا اگر یہ راز عشق فاش ہوگا ہر ایک اس طلسم میں دشمن جان دکھائی دیگا جیسا دشوار ہو جائیگا ضبط کر کے خاموش ہو رہا اگر ملکہ شہزادہ نے جب ملکہ تصویر کا حال اتر دیکھا خواصوں کو حکم دیا کہ اس قیدی کو یہاں سے لیجاؤ کہ میری لڑکی نے کبھی کسی کو ایسے رنج و مصیبت میں نہ دیکھا تھا آج اسکو دیکھکر اُسے غش آگیا ابھی نام خدا کنوارا پنڈا ہے خون جسم کا بہت ہلکا ہے یہ حکم سنکر جادوگر نیان

شاہزادہ کو ایک حجرۂ باغ مین لائین اور بند کر کے چلی گئین شاہزادے کو اپنی قید کی مصیبت اسکے عشق مین سب بھولی اداسی کی یاد دل حزین کو بیتاب کرنے لگی بزبان حال اس قید مین یہ درد تھا نظم

عالم کا ترے جہان ہیان ہی	بیتابی دل وہان وہان ہی	زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو	دیوانے کا پانون بیچ میدان ہی

اور یہ خیال آتا تھا کہ کاش بدیع الزمان بھلا وہ مغرور حسن و جمال کاہیکو تمھارا خیال رکھتی ہوگی اگر تم اب اس قید سے رہائی پاؤ گے تو یقین ہی کہ تڑپ تڑپ کر مر جاؤ گے قید عشق مین ۹ مدت قید اسیران محن کیا کیے کل کے سو بار گرے تختۂ زندان سر پر + خلاصہ بیان تو شاہزادے کی یہ کیفیت ہی مگر وہان تصویر جادو نے جب سامنے اپنے مطلوب کو نہ دیکھا آنکھین پھاڑ پھاڑ کر اس باغ مین گل خوبی کو تلاش کیا جب نظر نہ آیا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور انجام کے خیال سے کچھ سوچکر خاموش ہو رہی شرارہ نے پوچھا کہ کیون بیٹی مزاج تمھارا کیسا ہی کہا خالہ جان کیا کہون جی بیٹھا جاتا ہی دل مین ہول سمایا ہی کہ ایسی مصیبت بھی لوگ سہتے ہین یون گرفتار رہتے ہین شرارہ نے کہا کہ ای فرزند تم تو نام خدا شاہزادی ہو تمھین ایسی دہشت نہ چاہیے شاہان روزگار کے یہان گنہگار و امیدوار بھی ہوتے ہین کوئی سولی دیا جاتا ہی گردن مارا جاتا ہی کوئی نوازش خسروانہ سے خلعت و زر پاتا ہی یہ شخص فرزند حمزہ دشمن ساحران ہی افراسیاب جادو نے اسے قید کیا ہی چھوٹنا اسکا بہت دشوار ہی اگر کوئی اور قیدی ہوتا تو مین تمھاری خاطر سے اُسے رہا کر دیتی بلکہ مال و زر دیتی اب تم جاؤ اپنے باغ مین جاکر غنچۂ خاطر شگفتہ کرو ایسے خیال لاطائل دل سے نکال ڈالو تمھارا حال مین اور کچھ دیکھتی ہون کہ ماتھے پر پسینہ ہی ابتک وہی خوف و وہم کا قرینہ ہے اگر یہان ٹھہروگی وہی حال پیش نظر رہیگا اس سے بہتر ہی کہ اپنے مقام پر جاکر ہمرازون کے ساتھ دل بہلاؤ اور کچھ اس قید کی فکر نہ کرو یہ باتین شرارہ کی سنکر تصویر جادو وہان سے اٹھی اور جی مین کہتی تھی کہ چلو اچھا ہی کہ اسنے آپ سے تجھے رخصت کر دیا اگر یہان ٹھہرتی کوئی کلمۂ درد و غم منھ سے نکلتا راز عشق کھلجاتا اب اپنے باغ مین چلکر غم سے دلکو خالی کرینگے اور جی کھولکر خوب روئینگے غرض شرارہ کو اس ماہ کامل نے بہ شکل ہلال خم ہوکر سلام کیا اُسنے بلائین لین اور دعا دیکر رخصت کیا سب کنیزین کہ باغ مین سیر کر رہی تھین ملکہ کے جانے کی خبر سنکر حاضر ہوئین عمرو بھی کہ بشکل کنیز تھا اپنے دل مین سوچا کہ ملکہ چلی جائیگی اسکے ساتھ خدا معلوم کہان جانا ہو تمھارا شاہزادہ اسی جا قید ہی اس حرامزادی شرارہ جادو کو قتل کرو اور بدیع الزمان کو چھوڑا لو یہ خیال کرکے ملکہ شرارہ جادو کے سامنے آیا اور دست بستہ عرض کیا لونڈی کو یہ مقام اور باغ بہت پسند آیا ہی آج میرا جی نہین چاہتا ہی کہ آپ کے قدمون سے جدا ہون لاؤ دوسرے مین نے علم موسیقی کو خوب حاصل کیا ہی اور آج آپ ایسا قدردان مجھے ملا ہی چاہتی ہون کہ شب بھر رہ کر

وہ سب کمال آپ کو دکھاؤن اور اُس کے عوض انعام پاؤن شرارہ نے کہا اے شنگوفہ جیسے تصویر کا مکان ویسے یہ جگہ ہم وہ کہین الگ ہین جہان تیرا جی چاہے بآرام تمام ایک دن دو دن جتنے دن جی چاہے یہین آئے رہ اور اے فرزند ملکہ تصویر اسے یہین چھوڑتی جاؤ تصویر نے کہا بہت اچھا غرض تصویر جادو تو رخصت ہوکر چلی اور شنگوفہ جادو یعنے عمرو بن امیہ یہین ٹھہر گئے لیکن تصویر جادو کا یہ حال ہی کہ پیر کہین ڈالتی ہی اور پڑتا کہین ہی فرط رنج سے جی نڈھال ہی اس سوچ مین چلی جاتی ہی کہ اے ملکہ دل بھی آیا تو کس شخص پر کہ جو دشمن جان و ایمان اور کشندۂ ساحران ہی اس قید سے اُسکا چھوٹنا دشوار ہی افسوس صفت جان گئی یہ باتین کرتی دل سے روانہ تھی کہ یکایک سامنے سے اُسکی کنیز شنگوفہ بدن سے ننگی روتی ہوئی آکر پہونچی تصویر حیران ہوئی کہ شنگوفہ ابھی تو شرارہ کے یہان رہ گئی تھی اور ابھی یہان آپہونچی اور کپڑے اسکے کس نے اتار لیے اس عرصہ مین شنگوفہ شاہزادی کے پاؤن پر آکر گری اور عرض کیا کہ اے ملکہ مین آپ کے ساتھ چلی آتی تھی راہ مین رفع احتیاج کو گئی ایک جھاڑی مین سے ایک شخص نکلا اور اُسنے نہین معلوم کیا کیا مین بیہوش ہوگئی وہ مجھے ننگا کرکے ایک درخت سے باندھکر چلا گیا جب مجھے ہوش آیا آیندہ و روند کو سنت کرکے بلایا اور اپنے تئین رہا کرا کر آپکی خدمت مین چلی تھی شنکر خدا کا پھر حضور کی صورت نظر آئی واضح ہو کہ یہ وہ شنگوفہ ہی جس کی صورت عمرو بنکر ملکہ کے ساتھ گیا تھا غرض ملکہ کو اس ماجرے کے سننے سے حیرت ہوئی اور دل مین کہا کہ اس ماجرے کو مخفی کرو شاید کوئی دوست شاہزادہ بدیع الزمان کا اُسکی شکل بنکر اُنکی رہائی کی فکر مین وہان ٹھہرا ہی معلوم ہوا کہ وہ شنگوفہ نہین ہی کوئی اور ہی اور اگر اس حال کا چرچا کروگی شرارہ آگاہ ہوگی وہ بیچارہ بھی گرفتار ہوگا غرض شاہزادے کی محبت سے کچھ خالہ کا بھی ملکہ نے پاس نہ کیا اور کنیزون کو بلاکر شنگوفہ کو اور کپڑے دلوائے اور کہا دیکھو یہ مستانی میرے ساتھ سے ملکہ شرارہ پاس رہ گئی تھی اسلیے کہ ملکہ کو جانے دو تو مین اکیلی جو جی مین آئے وہ کرون آخر نہین معلوم کہان گئی تھی کہ اپنے کپڑے بھی چھنوا آئی ہر چند شنگوفہ نے کہا داری مجھ پر یہ سانحہ گذرا ملکہ نے کہا چل جھوٹی مجھے کب یقین آتا ہی تسم ہی سامری کی اب جو مجھسے ایسی باتین کریگی سزا دلواؤنگی غرض اسکو دھمکا دیا کہ یہ بار بار اپنی کیفیت بیان نہ کرے اور اس امر کا چرچا نہو اور ملکہ آپ نظر بہ کریم کارساز مسبب الاسباب کرکے کہ یقین ہو کہ اب کوئی صورت بدیع الزمان کی رہائی کی نکل آئیگی اپنے باغ کی طرف متوجہ ہوئی اور جب داخل باغ ہوئی بغیر اپنے گلعذار کے وہ گلشن سراسر نظرون مین خار تھا بقول شاعر نظم

بن ترے سیر چمن خوش نہ کیا اے سروناز		پھول جو ہی میری نظرون مین بہ رنگ خار ہی	
جو چیدہ گل کی گھنی ہی وہ ہی نکل کہان		شکل وک موج بوے گل جگر کے پار ہی	

لالہ دار دل غم عشق سے داغ دار نرگس آسا چشم براہ انتظار سنبل نمط پریشان دزار ملکہ تصویر جادو یا دشہزادہ والا تبار مین دہان فروکش ہوئی مگر بیتاب و بیقرار ہی اب حال ریش تراشندہ کا فران و سربرندہ جادوگران خنجر گزار خواجہ عمرو نامدار کا سنیے کہ یہ جو باغ مین ملکہ شمارہ کے پاس ٹھہرے شام تک تو بارہ دری مین شمارہ کی خواصون کے ساتھ خوش فعلی اور مذاق کرتے رہے کسی کے چٹکی لے لی گال پر گال رکھدیا آنکھ بچاکر چپکا جو مال پایا زنبیل مین رکھ لیا اب کسی کا پاندان ندارد کسی کا مقابہ غائب ایک ہنگامہ ہی نہین معلوم ہوتا کون لیگیا غرض اسی ہنگامہ مین شام ہوئی تو شمارہ نے کھانا شراب کباب سب نعمتین اپنے خاصے پر چنین جب سب ضروریات سے فراغت ہوئی چبوترہ بلورین پر شمارہ فرش بچھواکر بیٹھی باغ مین روشنی ہوئی قندیلین مثل قبہ ہاے نور بہر درخت مین آویزان ہوئین بارہ دری مین ہانڈیان جھاڑ کنول جملہ شیشہ آلات فراشون نے خوب درست کرکے روشن کیے سبحان اللہ ایسی جگہ کا کیا کہنا ؎ آئینہ کا تھا باغ جو ہر تھا + بے تکلف دل سکندر تھا + زر در دیوار گیریون مین بہار + کیے پستان شاہد گلعذار + طرفہ فرشی کنول پھا جو بنا + ہار و نور ایکجا یہ تھے روشن + فوارون کے خزانے مین بادلکتر کر ڈالدیا نہرون کا پانی چھلکا یا گیا القصہ جب آراستگی ہوچکی اسوقت ارباب نشاط کی طلب ہوئی شمارہ نے کہا شنگوفہ کو بلاؤ بحکم شنگوفہ حاضر ہوئی دو پیشواز منگا کر پہنی چوراسی گھونگھرو پانو تین باندھے سازندون اور گایون سے جو ملازم شمارہ تھین حکم دیا کہ سازا پنے اپنے طایفہ مین اور عمرو نے جو ری نے کی اپنے پاس سے نکالی جانا چاہیے کہ عمرو کو کوہ ابوقبیس پر امیر کے ساتھ حضرت جبرئیل نے شاگرد کیا ہی اور تین دانے انگور کے کھلائے ہین کہ ایک دانہ کی خاصیت یہ ہی کہ عمرو خوش الحان ہی اور لحن داؤدی رکھتا ہی اور دوسرے دانے کی تاثیر سے بہتر صورتین بدل سکتا ہی جس صورت کا خیال لائے بقدرت خدا وہی بنجائے اور تیسرے دانے کے سبب عمرو زبان ہر قوم کی سمجھتا ہی اور انھین کے محاورے مین گفتگو کرتا ہی الحاصل عمرو نے بانسری نکالکر لبون سے لگائی اور تھوڑے سے موتی پھانک لیے اور تار برنجی انگوٹھے مین پانون کے باندھا اور دو سر سلابون سے دبایا اور کلابی خراب کی بغل مین دبائی اور پیمانہ ہاتھ مین لیا گت ناچنا شروع کیا اس طرح کہ جب چاہا ایک گھنگرو بجا اور جب چاہا سب بجے اور جب چاہا ایک نہ بجا منھ سے موتی ہر تال اور گت مین نکلکر تار مین پروتے جاتے تھے اور پیمانہ مین شراب ہر بار بھرتا تھا اور اہل انجمن کو پلاتا تھا ناچ مین چھلبل اور اداد کھاتا تھا کہ ہر طرف سے احسنت و آفرین کی صدا بلند تھی کہ نظم

وہ گھنگھنا وہ بڑھنا اداؤن کے ساتھ	دکھانا وہ رکھ رکھ کے چھاتی پہ ہاتھ	کبھی دلکو پانون سے مل ڈالنا
نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا	دوپٹے کو کرنا کبھی منھ کی اوٹ	کہ پردے مین ہو جائے دل لوٹ پوٹ

شرارہ کو ایک عالم حیرت ہو کہ یہ انسان ہی یا شعلہ ہی یا شرارہ عجب طلسم کا ناچ ہی یا نٹری مین گت کا ٹھیکہ بج رہا موتیون کا تسلسل جاری ہی شراب برابر اہل مجلس کو پہونچتی ہی ملکہ شرارہ نے تعریف کی اور مالہ اوتار کر دیا عمرو نے سلام کیا ناچتے ہوئے جاکر سر سامنے کر دیا شرارہ نے گلے مین پہنا دیا اب گت موقوف کر کے عمرو نے گانا شروع کیا کہ صدائے دل چسپ اور نغمۂ دل کش سے ہر ایک کو غش آگیا اور شرارہ پر عالم وجد طاری ہوا کہ مثنوی - ہوا بند مٹھی اس گھڑی اس اصول + بسیرا گئے جانور اپنا بھول + درختون سے مل مل کے باد صبا + لگی وجد مین بولنے واہ وا + جب شرارہ حالت ذوق مین آکر رونے لگی عمرو نے گانا موقوف کیا شرارہ نے کہا اری بسمل کیون چھوڑتی ہی ذبح کیا ہی تو دم نکلجانے دے شگوفہ نے عرض کیا ہی ملکہ حال اپنا مین غزل مین بیان کرتی ہون غزل

آنکھون کو جانتی ہون پیالہ شراب کا	مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا	گھٹی مین مل گیا مری قطرا شراب کا
خمخانۂ جہان مین وہ علامہ دہر ہون	دیتا ہی مجتہد مجھے فتوے شراب کا

جب یہ اشعار شرارہ نے سنے سمجھی کہ یہ طالب شراب ہی لحاظ سے مانگ نہین سکتی بڑی تمیزدار ہی کہ اس نے اہل محفل کو شراب پلائی اور آپ نہین پی بس فوراً حکم دیا کہ میخانے کا اسباب حاضر کر دکنیزین دوڑین اور کشتیان شراب کی اور شاغرد کنڈر و گلابیان سب لاکر موجود کر دین شرارہ نے کہا ای شگوفہ آج تو نے مجھے محظوظ کیا مین نے تجکو اپنا مقرب بنایا اور اپنی انیسون مین داخل کیا آج ساقی گری ہماری صحبت مین کر ہمین بھی شراب پلا عمرو یعنی شگوفہ نے بڑھکر پانچ اشرفیان نذر دین کہ عہدہ ملا شرارہ نے خلعت فاخرہ دیا خلعت پہنکر میخانہ کو شگوفہ نقلی نے آراستہ کیا کنڈر اور شیشہ کو شراب کے جہان جہان جھاڑ روشن تھے وہان مثل گلدستہ کے آراستہ کیا سبز کنڈر اور شیشہ کو سرخ کے برابر رکھا اور اس طرح جھاڑ کے مقابل کیا کہ اسکی روشنی اُسپر پڑے فرش پر گلدستہ رکھے ہوئے معلوم ہون اس طرح کے پھیر بدل کرنے سے غرض یہ تھی کہ جلدی تمام شراب مین بیہوشی آغشتہ کرے غرض آنکہ سب کی بجا کر سب شراب کو آغشتہ بدارو سے بیہوشی کر دیا اور پھر اسی طرح ناچنا شروع کیا اور گلابی شراب کی بغل مین دابکر شراب پیالہ مین بھر کر ناچتا ہوا ملکہ شرارہ کے قریب آیا اور جام کو سامنے کر کے عرض کیا کہ ؎ بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند + شرارہ جادو نے ہاتھ بڑھایا کہ جام لیکر پیے شگوفہ نے اُس جام کو اُچھال دیا اور اُسے سر پر روکا لیکن ایک قطرہ شراب کا چھلک کر نہ گرا اور سر کو سامنے لیجاکر جھکایا اور عرض کیا کہ ای ملکہ افسردن اور سردار دن کو سر سے قلب

پلاتے ہین شرارہ جادو کو اُسکے ہنرہاے شایستہ پر ایک حیرت طاری ہوئی ہی الغرض جام شراب اُسنے لیکر چاہا کہ پی جائے وہ شراب جب اسکے مُنھ کے قریب آئی اور سانس کی ہوا شرارہ کی اُسکو لگی وہ شراب شعلہ ہوکر اوڑی اور جام خالی رہ گیا اب شرارہ کو ہوش آیا کہ یہ کیا ماجرا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص کوئی عیار ہی فوراً کچھ سحر پڑہا اور عمرو پر کہ جو شگوفہ بنا ہوا ساقی گری کر رہا تھا پھونکا عمرو کا رنگ اور وہ روغن جو عیاری کے لیے لگایا تھا کچھ نرہا اور صورت اصلی عمرو کی ظاہر ہوئی شرارہ نے جادوگرنیون کو حکم دیا کہ اسے گرفتار کرو اُنھون نے عمرو کی شکین باندھ لین شرارہ نے کہا او موئے تو نے مجھے مار ہی ڈالا ہوتا دیکھ تو تجھے کس حال زار سے قتل کرتی ہون عمرو نے کہا او قحبہ اب کیا بچ جائیگی مابدولت جہان تشریف لاتے ہین بے نیل مقصود پھر کے نہین جاتے ہین دیکھ تھوڑے عرصہ مین تجھے واصل جہنم کرتا ہون شرارہ کو یہ کلمات سُنکر غصہ آیا اور وہی کہتا ہی کہ جب بدیع الزمان کو شرارہ نے مقید کیا ہی سحر کے بیر مقرر کر دیے کہ اگر کوئی عیار شاہزادہ نامدار کو چھوڑانے آئے تو مجھ خبر ہو جائے یہ باعث تھا کہ شراب شعلہ بنکر اوڑی اور عمرو کو اس نے گرفتار کر لیا فی الجملہ کلمات درشت عمرو سے سُنکر عمرو کو ایک درخت سے بندھوایا اور سحر کا حصار کر دیا کہ اب کوئی شخص باہر نہ نکل سکے اور ایک عرضی مالک طلسم افراسیاب کو مشتمل بر حالات عمرو تحریر کی کہ مین نے اُسے گرفتار کیا ہی اگر حکم ہو سر اسکا کاٹکر بھیجدون اور اگر ارشاد ہو زندہ روانہ کردون اور یہ عرضی اپنی ایک کنیز شعلہ رخسار نامی کو دی کہ خدمت شہنشاہ ساحران مین جاکر پہونچاے شعلہ عرضی لیکر چلی لیکن اب حال افراسیاب جادو و مالک طلسم سُنیے کہ اُسکی عملداری مین ساٹھ ہزار ملک جادوگر اور جادوگرنیون سے آباد ہین اور انکے بادشاہ سب اُسکے مطیع و منقاد ہین اور اس طلسم مین تین مقام ہین ایک پردہ ظلمات ایک طلسم باطن ایک طلسم ظاہر پردہ ظلمات مین بزرگ افراسیاب کے مثل ماہی زمرد رنگ و آفات چہار دست وغیرہ رہتے ہین کہ ذکر انکا وقت فتح طلسم آئیگا اور طلسم باطن مین وزرا امرا مقربان شاہ یعنی افراسیاب کے رہتے ہین مثل ملکہ حیرت وغیرہ اور طلسم ظاہر مین رعایا اور اکابران شہر ساکن ہین اور ظاہر و باطن طلسم کے درمیان ایک دریاے خون بنایا ہی کہ نام اُسکا دریاے خون ہی اور اُسپر ایک پل دھوین کا بنا ہی اور دو شیر دھوین کے اندر پل پر کھڑے ہین اور ایک عمارت پل کے اوپر تین درجہ کی بنی ہی اول درجے مین اُسکے پریزادین شہنائیان اور قرنا مین مُنھ سے لگائے ہین اور دوسرے درجہ مین پریان موتی جھولی مین بھرے ہوے کھڑی اوچھالتی ہین کہ موتی دریا مین گرتے اور دریا کی مچھلیان ان موتیون کو مُنھ مین لیے تیرتی پھرتی ہین اور تیسرے درجے مین بڑے بڑے قدآور جوان قوم کے حبشی ہین کہ دو دو صفین باندھے ہوے باشمشیر برہنہ

کھڑے ہین اور آپس مین لڑ رہے ہین اور خون اُنکے جسم سے بہکر دریا مین گرتا ہی کہ پانی اُسکا وہی خون ہی اسی
سے نام اسکا دریاے خون روان اور نام پل کا پل پریزادان ہی افراسیاب ہر جگہ سیر کرتا پھرتا ہی اور ہر
مقام مین باغ اور عمارتین اور سیرگاہین اور مکانات افراسیاب کے تعمیر ہین کہ ذکر اُنکا بروقت داخلہ عمرو لعل
طلسم کشا شاہزادہ اسعد کے بیان ہوگا غرض یہ ساحرہ فرستادہ شرارہ بزور بحر اوڑکر روانہ ہوئی اور
دریاے خون روان کے کنارے پر پہونچکر پکاری کہ ای شہنشاہ ساحران مین فرستادہ شرارہ جادو کی
حضور پرنور کی خدمت مین حاضر ہون افراسیاب اندر طلسم باطن کے ایک باغ ہی کہ نام اُسکا باغ سیب
ہی وہان ارکان سلطنت کے ساتھ جلوہ فرما تھا کہ یکایک شعلہ رخسار کے آنے کی خبر اُس کے جادو نے
پہونچائی راوی کہتا ہی کہ افراسیاب اتنا بڑا ساحر ہی کہ اندر طلسم کے جو اُسے پکارتا ہی سحر اُسے خبر دیتا ہی
اور ایک کتاب اُسکے پاس ہی کہ نام اُسکا کتاب سامری ہی اسمین سب حال ہر ایک کا معلوم ہوتا ہی اور
بہت سے پنجے کہ بعضے فولاد کے اور بعضے مٹی کے ہین کہ وہ حکم سے افراسیاب کے لڑتے ہین اور سب کام
کرتے ہین اور جسکو حکم ہوتا ہی پنجہ کی صورت ہوکر اُسکو اُٹھا لیجاتے ہین خلاصہ کلام جب شعلہ کے آنے کی
خبر دربار معلوم ہوئی افراسیاب نے ایک پنجہ بھر کا بھیجا کہ وہ اگر شعلہ کو اُٹھا لیگیا اور اپنے افراسیاب
کے پہونچا پنجہ تو غائب ہوگیا مگر شعلہ نے دیکھا کہ باغ کی بارہ دری مین کئی ہزار دنگل اور کرسیان یاقوت کی
کی بچھی ہین اور دنگلون کے پنجے پاے شیر وہان اور نیل چہرہ لگے ہین اور مُنھ سے اُن چہرون کے شعلہ آگ
کے نکلتے ہین اور کرسیون اور دنگلون پر معززان طلسم اور ساحران نامی بہ لباس فاخرہ بیٹھے ہین مثل ملکہ
بہار جادو و نافرمان جادو و زعفران جادو و طاؤس جادو و بشکین موے کاکل کشا و نخمور
سُرخ چشم وغیرہ کہ نام اورون کے وقت پر تحریر ہونگے اور ملکہ حیرت جادو زوجہ افراسیاب تخت پر
پہلوے افراسیاب مین جلوہ گر ہی وہ تخت مقام صدر مین آراستہ ہی جواہرات بیش بہا جڑا ہی اور
سامنے ملکہ حیرت کے پانچ عیار بچیان کہ نام اُنکے صرصر شمشیر زن و صبا رفتار و شمیم نقب زن و
غزالہ کمند انداز و تبر زن گاہ خنجر زن ہین حاضر ہین صرصر شاہزادی ہی اور چار عیار بچیان صرصر کی
مصاحبین ہین اور دو وزیرزادیان کہ نام اُنکے یاقوت جادو اور زمرد جادو ہین ملکہ حیرت کے
سر پر رومال سے کمس رانی کر رہی ہین حضار دربار ہیبت و وقار شاہی سے دست بستہ خاموش بیٹھے
ہین اور چار وزیر افراسیاب جادو کے کہ نام اُنکے باغبان قدرت و صنعت سحر ساز و ابر بق
کوہ شگاف و سرمایہ برف انداز ہین سر پر شہنشاہ جادوان افراسیاب کے مروحہ جنبانی
کر رہے ہین الحاصل شعلہ فرستادہ شرارہ کی جب سامنے آئی مجرا کر کے عرض ہیں کی افراسیاب نے

بعد ملاحظہ جواب لکھدیا کہ عمرو کو قتل کر دشعلہ جواب لے کر رخصت ہوئی افراسیاب نے سحر کا پنجہ بلا کر دریاے خون روان کے پار اُسے بھجوادیا یہ وہان سے شرارہ کے پاس چلی مگر یہان سے شرارہ کے باغ کا فاصلہ ہی یہ تو دوسرے روز پہونچیگی مگر اب حال عمرو کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ بلبل شاخسار گلشن عیاری ایک درخت سے بندھے ہین کہ اسی ہنگام مین جب زیادہ رات گئی شرارہ جاکر بارہ دری مین سو رہی عمرو نے دل مین فکر کی کہ کسی تدبیر سے رہا ہون اور شرارہ کو قتل کر دن اسی تدبیر مین تھا کہ اتفاق سے ایک کنیز شرارہ اُدھر آنکلی کہ جدہر یہ بندھے ہوے تھے اُسے دیکھکر اشارے سے اپنے پاس بلایا اور کہا لے بندی لقا کی ذرا دو باتین میری سُن لے جب وہ کنیز قریب آئی عمرو نے رونا شروع کیا اور کہا کہ مین صبح کو تم جانتی ہو کہ گردن مارا جاؤنگا اور جلاد وغیرہ جو کچھ مال ہی لے لیگا اسلیے چاہتا ہون کہ تجھے مال اپنا سپرد کرون اگر تو میری وصیت سُنے اور کہنا میرا قبول کرے اور یہ بھی تجھے معلوم ہی کہ مین عیار حمزہ صاحبقران ہون جو ہر دو درو گوہر بے انتہا اپنے پاس رکھتا ہون یہ کنیز کہ نام اسکا سمن عذار ہی مال کا نام سُنکر لالچ مین آئی اور پاس عمرو کے بیٹھ گئی اور کہا بیان کر کیا وصیت ہی اور کس قدر مال ہی عمرو نے کہا مال تو بہت ہی مگر پہلے وصیت سُن لو اور وہ یہ ہی کہ جب مین قتل ہو جاؤن تو کچھ مال صرف کرکے شرارہ سے لاش میری مانگ لینا اور اسے کفن دے کر دفن کر دینا اور لشکر صاحبقران مین جاکر نصف مال میرا میری اولاد کو اور بی بی کو دینا اور باقی تم صرف کرنا سمن عذار نے کہا اچھا وہ مال کیا ہی عمرو نے کہا ایک ہاتھ میرا کھول دو تاکہ وہ سب مال نکال کر مین تمھین دیدون سمن عذار نے عمرو کا ہاتھ کھول دیا عمرو نے کسوت عیاری نکال کر زمین پر رکھدی اور کہا میرا دوسرا ہاتھ بندھا ہی تم اسے کھول دو اور جو جو مین کہون اور دون لیلو اُسنے وہ کسوت کھولی اُسمین سے اسباب عیاری کرنے کا نکلنے لگا کہین زنانی پوشاک کوئی مردانی پوشاک کچھ مٹھائی کچھ رنگ و روغن وغیرہ برآمد ہوا عمرو بتلاتا جاتا ہے کہ یہ سب عیاری کرنے کے اشیا ہین اس طرح ہم عورت کی شکل بنتے ہین اور یون فقیر بنتے ہین یون بادشاہ بنتے ہین اس مٹھائی مین بیہوشی ملی ہی یہ میوے آغشتہ بداروے بیہوشی ہین غرض ایک کیسہ زر بھی ان سب چیزون کے بعد نکلا کہ اسمین جواہرات اور اشرفیان تھین عمرو نے کہا یہ تھیلی لے لو سمن عذار بہت خوش ہوئی اور وہ روپیہ لے لیا پھر اس کسوت کو تلاش کرنے لگی اب کی بار ایک ڈبیہ یاقوت احمر کی نہایت سبک ترشی ہوئی کہ جسکی ہوے وہ جگہ تمام منور اور روشن ہوگئی اُسمین سے نکلی عمرو نے وہ درج جلدی سے اُٹھا یا سمن عذار نے کہا اس مین کیا ہی کہا اسمین میری جان ہی جو کچھ مین نے کمایا ہی سب اسمین رکھا ہی کنیز نے کہا یہ بھی مجھے دے دو عمرو نے کہا یہ اپنی قبر مین ساتھ لے جاؤنگا سمن عذار نے کہا اچھا تبلا اس ڈبیا مین کیا چیز ہی عمرو نے کہا اسمین ایک گوہر بے بہا ہی کہ جسکی قیمت اگر ہفت اقلیم کی سلطنت بھی ملے جب بھی کم ہی

سمن عذار نے کہا اے عمرو آخر تو مارا ہی جائیگا یہ بھی مجھے دیدے تیرے عیال و اطفال کے ساتھ کمال سلوک کرونگی عمرو نے کہا خیر تو بھی کیا یاد کرے گی اسے لے لے لیکن ایکبار مجھے یہ ڈبیا کھول کر پھر دکھادے سمن عذار نے عمرو سے وہ ڈبیا لیکر چاہا کہ اُسے کھولے وہ کھل نہ سکی عمرو نے کہا سینے کے برابر رکھکر دونون ہاتھون سے زور کرکے کھولو اُسنے قریب سینے کے لاکر زور کیا وہ ڈبیا کھلی اور اُسمین سے غبار بیہوشی اوڑا اور اُسکے منہ پر پڑا کہ ایک چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی عمرو کا ایک ہاتھ تو کھلا ہوا تھا دوسرا بھی اسنے کھول لیا اور سمن عذار کو اُٹھاکر علیحدہ لاکر ایک گوشہ باغ مین رنگ روغن عیاری لگاکر اُسکو اپنی صورت بنایا اور آپ اُسکی شکل بنا اور اسکی زبان مین ایک روغن ایسا لگایا کہ زبان اُسکی مُنھ مین پھول گئی اور کلام کرنے سے معذور ہوئی اُسے لاکر اسی درخت سے اپنی جگہ باندھ دیا اور سب اسباب اپنا کموت عیاری مین باندھکر وہان آیا کہ جہان سمن عذار سویا کرتی تھی کس لئے کہ جب عمرو شگوفہ بنا ہوا تھا تو سب کنیزون کے رہنے کی جگہ اُنکے ساتھ رہ کر دیکھ لی تھی غرض اُسکے پلنگ پر آکر عمرو لیٹ رہا یہان تک کہ زنداني فلک قید خانہ سے مشرق کے زنجیر شعاع مین مسلسل میدان چرخ مین آیا اور خسرو انجم سپاہ نے دربار سیارگان برخاست کیا

ابیات

سحر چون زاغ شب پر داز برداشت لحاف غنچہ از رخ درکشیدند	خروس صبحدم آواز برداشت سمن از آب شبنم روے خود شست	عنادل لحن دل کش برکشیدند بنفشہ جعد عنبر بوی خود شست

دم سحر شرارہ جادو خواب غفلت سے بیدار ہوئی اور کنیزین بھی سب اُٹھین بعد فراغ امور ضروری شرارہ بارہ دری کے چبوترہ پر فرش بچھواکر بیٹھی اور سب خواصین مع عمرو کے کہ جو بشکل سمن عذار ہی اُسکی خدمت مین حاضر ہوئین کہ اس عرصہ مین شعلہ رخسار جواب لیکر گئے ہوئے عرضی کا افراسیاب کے پاس سے پہونچی اور شرارہ کو وہ تحریر افراسیاب کی دی اُسنے حکم دیا کہ عمرو کو درخت سے کھول کر لاؤ اور قلماقنی سے کہا کہ سر اُسکا کاٹ کنیزین جاکر سمن عذار کو جو بشکل عمرو تھی سامنے شرارہ کے لائین اور قلماقنی خنجر لیکر سر کاٹنے پر مستعد ہوئی سمن عذار بسبب روغن لگا دینے خواجہ کے مُنھ سے بولتی نہین ہے ہر چند رو رو کر اشارے کیا کی مگر کوئی نہ سمجھا ایک ہی ہاتھ مین قلماقنی نے سر اُسکا بحکم شرارہ جدا کیا وہ ساحرہ تھی اُسکے مرتے ہی شور بلند ہوا اور اُسکے ہیرون نے غل مچائی کہ افسوس کشتی سمن عذار جادو اور ایک تاریکی چھا گئی عمرو جو اسکی شکل بنا ہوا تھا اُسی اندھیرے مین بھاگ کر ایک گوشہ باغ مین جا چھپا اور شرارہ سیہ بخت یہ تاریکی دیکھکر اور شور و غوغا سُنکر گھبرائی کہ سمن عذار کا نخل ہستی برباد ہوا اور عمرو نے لبن مکاری کھا دیا اور آپ چھوٹ گیا کنیزون سے کہا کہ سمن عذار کی جگہ دیکھو کہ وہ باغی وہان بیٹھا ہے کنیزین نسیم ہمسا برائے تعمیل چلین اور سمن عذار کی جگہ پر جاکر دیکھا کسی کو نہ پایا شرارہ کو مطلع کیا کہ وہان کوئی نہین ہے اسنے

اچھا صندوقچہ سحر کا جو بارہ دری کے بیچ کے طاق مین رکھا ہے اُٹھا لاؤ مین نے رات کو حصار سحر کر دیا تھا
کہ کوئی باغ کے باہر نکل کر نہ جا سکے یقین ہے کہ وہ دزدِ تم کنیزون مین ملا ہو مین اُس صندوقچہ سے دریافت
کر لونگی یہ حکم کرتے ہی وہ صندوقچہ سحر اُسکے سامنے حاضر کیا تو شرارہ نے اُسکا پٹرا اُٹھایا اُسمین سے ایک
کڑا مثل حلقے کے بیچ مین لگا تھا اُسنے حکم دیا کہ اس حلقے مین سب ہاتھ ڈالو جو عمرو ہوگا اُسکا ہاتھ اسمین
سے نکل نہ سکیگا سب نے ہاتھ حلقے مین ڈالا مگر کسی کا ہاتھ نہ پھنسا شرارہ نے کہا جاؤ صندوقچہ رکھ آؤ
تم مین کوئی عمرو نہین ہے اب مین رات کو اپنا سحر جگا کر دریافت کرونگی کہ عمرو کہان ہے کنیزین صندوقچہ رکھ
آئین لیکن یہ حال عمرو نے گوشہ باغ سے دیکھا خاموش ہو رہا چار طرف نگاہ کی ایک طرف کو ایک جھوپڑی
باغبانون کے رہنے کی معلوم دی عمرو درختون کی آڑ مین چھپتا ہوا اُس درخت کے قریب آیا دیکھا کہ
ایک بڈھیا اسی جگہ لیٹی ہے عمرو نے اس سے پوچھا تو کون ہے کہا گلشن باغبانی کی ماں ہون میرا نام چمپا ہے
عمرو نے ایک بیضہ بیہوشی اُسکے مُنھ پر مار کر اُسے بیہوش کر کے زنبیل مین ڈالا اُسکی صورت بنکر لکڑی ہاتھ مین لے
سامنے شرارہ کے آیا اور اُسکی بلائین لین گرد پھرا شرارہ نے کہا کیون چمپا آج کیا ہے گزارش کی قربان شوم
مین نے آج سنا ہے کہ کوئی چور آپکے جو جو باغ مین رہتے ہین سب کا امتحان کیا ہے کوندی
بھی حاضر ہوئی کہ میرا بھی امتحان لیجئے شرارہ نے کہا ای چمپا تیرے امتحان کی کیا ضرورت ہے مین آج رات
کو سحر تیار کرونگی جہان عمرو ہوگا وہان سے خود چلا آئیگا چمپا نے کہا واری جاؤن کل کی بات کل کے ہاتھ
ہو آج جو سب کے ساتھ کیا ہے وہی میرے ساتھ کیجیے شرارہ نے کہا اچھا صندوقچہ سحر کا اُٹھا لا چمپا نے کہا حضور مین لاتی
ہون تبلا دیجئے کہان رکھا ہے کہا بیچ طاق مین بارہ دری کے چمپا لاٹھی پکڑے چلین اور اندر بارہ دری کے اکر صندوقچہ
کو کھولا سب تو باہر ہین کیلے قابو پاکر بیہوشی کا غبار سب اسمین لگتے کہ کڑے مین ہاتھ نہ گھنے پائے بھر دیا اور پٹرا بند کر کے
صندوقچہ لیکر آہستہ آہستہ چلی شرارہ نے کنیزون سے کہا ارے وہ بڑھیا ہے تم جا کر اُس سے لو غرض ہاتھون ہاتھ صندوقچہ شرارہ کے
پاس آیا اور عمرو بھی چمپا کی شکل بنا ہوا قریب شرارہ کے آکر کھڑا ہوا شرارہ نے جو مین اُسکا پٹرا کھولا ایک
لگہ بیہوشی کا دھوئین کی طرح نکلا کر گرد کی خواصین اور شرارہ جادو چھینک مار کر بیہوش ہوئین عمرو نے
جیسے ہی شرارہ بیہوش ہوئی خنجر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا اور قیامت کا سامان برپا ہوا ہر قلعہ داری اور سنگباری
بزور سحر ہونے لگی بیرون نے غل مچائی مگر اس ہنگام مین عمرو نے گلیم عیاری اوڑھ لی اور نظر مردم سے نہان ہو کر
سفید بھرہ جس کی صدا سے دیو ناچنے لگتا ہے اور مشل اور اشیار کے ایک یہ بھی ہے نکالا سب نے اُس آفت مین سُنا کہ
کوئی کہتا ہے جلدی یہان سے بھاگو ورنہ تم سب مارے جاؤگے ایک صدائے مہیب کے سنتے ہی باقی کنیزین اور
ملازم شرارہ کے باہر باغ کے بھاگے اور عمرو نے جو کنیزین کہ بیہوش ہو گئی تھین اُن سب کے سر کاٹ لیے بڑی

دیر تک شور و غل اور تاریکی رہی آخر وہ ہنگامہ موقوف ہوا عمرو نے دیکھا کہ لاشین جادو گرفتون کی پڑی ہین اور باغ مین جو درخت اور مکانات سحر سے بنے ہوے تھے وہ غائب ہوگئے ہین اصلی درخت اور مکان رہ گئے اور بدیع الزمان چھوٹے ہوے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوئے عمرو کا تماشہ دیکھ رہے ہین عمرو نے جب شاہزادے کی جانب دیکھا اسوقت شاہزادے نے سلام کیا عمرو نے کہا اے فرزند تم کیونکر رہا ہوے عرض کیا شرارہ ساحرہ کے سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان تھین جبکہ واصل جہنم ہوئی وہ سب قید دفع ہوگئی اور حجرہ کھل گیا مین باہر نکل آیا عمرو یہ باتین بدیع الزمان سے کر رہا تھا کہ یکایک ہوا تیز و تند چلی اور بونڈرے اٹھنے لگے اور کچھ بگولے پیچ و تاب کھاتے ہوئے شرارہ کی لاش کے گرد اگرد چکر مارنے لگے اور لاش کو چکر دیتے ہوئے زمین سے اوڑا کر ایک سمت کو لیکر چلے عمرو نے کہا اے بدیع الزمان اب یہان سے جلدی چلو معلوم ہوتا ہے کہ اش شرارہ کی مالک طلسم کے پاس جائیگی اور کوئی لمحہ مین آفت آجائیگی شاہزادے نے کہا کوئی مرکب اگر ہوتا تو راستہ جلدی چلا جاتا عمرو نے کہا گھوڑا تو ایک جگہ بکاؤ ہے مگر روپیہ درکار ہے بدیع الزمان نے لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا عمرو نے زنبیل سے قلم دوات کاغذ نکالا کہ لکھدو تم نوجوان ہو شاید نہ دو تو مین نالش کرکے لونگا بدیع الزمان بہت ہنسے اور رقعہ لاکھ روپیہ کا لکھدیا کہ لشکر مین چلکر لادونگا عمرو نے رقعہ لیکر زنبیل مین رکھا اور باہر باغ کے جاکر زنبیل سے گھوڑا نکالا اور ساز و یراق نکال کر اسے کسا اور سامنے بدیع الزمان کے لایا اور کہا کہ ایک سوداگر سے جاکر ابھی مین نے مول لیا ہے بدیع الزمان نے کہا اچھا تھا کہ دروازے پر گھوڑا لیے منتظر آپکا ایسی آفت مین کھڑا ٹھا عمرو نے کہا اے فرزند حمزہ تجھے سوائے تقدیر کے اور کچھ بھی آتا ہو جلد یہان سے چل ایسا نہو کوئی آفت آتی ہو غرض بدیع الزمان سوار ہوے اور عمرو ہمراہ ہوا دونون باغ سے نکلکر چلے راہ مین عمرو سے بدیع الزمان نے کہا اے عم نامدار معلوم ہو کہ عمرو دودہ شریک بھائی حمزہ صاحبقران کا ہے اس وجہ سے بیٹے امیر حمزہ کے اسکو چچا کہتے ہین اور تعظیم کرتے ہین الحاصل شاہزادے نے کہا کہ چچا جان میرا جانا یہان سے لشکر مین میرے لیئے ننگ و عار ہے کس لیے کہ مین لکھ تصویر جادو پر عاشق ہون وہ سنے گی تو کہیگی کہ فرزند حمزہ میرا جویا تھا اور جان بچاکر اپنے لشکر کو چلا گیا عمرو نے یہ باتین جب سنین بنگاہ غضب بدیع الزمان کو گھورا اور کہا اورے ناشدنی فرد ایک آفت سے تو مرے ہوا تھا جینا + پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی + ہنوز زخم جگر آلے ہین طلسم مین خار و گل سب آفت کے پر کالے ہین ابھی لشکر تک مین پہونچے نہین کہ آپ نیا راگ لائے جلدی یہان

سے چل ورنہ قسم ہی اسی حمزہ صاحبقران کی ہارے کوڑون کے کھال گرا دونگا بدیع الزمان نے کہا مین آپ کو یہ بازو بند قیمتی کئی لاکھ روپیہ کا دیتا ہون اگر کوئی تدبیر کرکے میری معشوق کو مجھسے ملا دیجیے میرا یہ حال ہی بیت یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید + دست از طلب ندارم تا کار من برآید + عمرو نے جب نام بازو بند کا سنا ایکبار خفا ہوکر کہا تو نے کوئی مجکو قرم ساق مقرر کیا ہی رنڈیان ملوانا مین کیا جانون مگر ان ملکہ تصویر شاہزادی ہی اسکی نسبت البتہ کوشش کرونگا لا وہ بازو بند مجھے دے بدیع الزمان نے بازو بند عمرو کو دیا عمرو بدیع الزمان کو لیکر اس طرف چلا کہ جدھر سے تصویر کو آتے دیکھا تھا سمجھا کہ اسی طرف اسکے رہنے کا مقام ہوگا جب وہان پہونچا کہ جس جگہ جھاڑی مین شگوفہ کو بیہوش کیا تھا اور اسکی شکل عمرو بنا تھا وہ مقام بدیع الزمان کو دکھایا اور سارا حال سنایا بدیع الزمان ہنسے اور آگے چلے اب ملکہ تصویر کا ماجرا سنیے کہ عشق بادشاہزادہ عالی تبار مین بیتاب و بیقرار شہرارہ کے پاس آتی تھی اس روز سے یہ حال تھا بیت دن کٹا فریاد سے اور رات زاری سے کٹی + عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری سے کٹی + تصویر خیالی شاہزادے کے لوح سینہ پر کندہ تھی نام کی بدیع الزمان کی رٹ دلکو لگی تھی بیت ہون تصور مین تری صورت تصویر کی + جسم بیجان ہی مرا پیکر بیجان کی طرح + جب یہ حال ملکہ کا کنیزون انیسون جلیسون نے دیکھا باصرار ماجرای عشق استفسار کیا کہ واری کہان دل لگایا کس ظالم جفا کار نے حضور کا یہ حال بنایا آنکھون کو تری حواس مین ابتری روز بروز بدتری ہی ہم سے تو بتلایئے کہ اسکی تدبیر کرین اور اسکو آپ تک پہونچائین ملکہ نے کہا درد اپنا دوا ہی اس کے علاج مین بیکار ہی ہے قطعہ

ہم تو کہتے تھے کہ ناداں ہو جو دلکو دیوے	دیکھین تو چھین لے دل ہمسے وہ کون ایسا ہی
اب اسی شخص کے ہی زیر قدم سر اپنا	سچ کہا ہی کہ بڑے بول کا سر نیچا ہی

انیسون نے کہا ای ملکہ عالم قرابت صمیم اب چا ہے خوش ہون یا ناراض مگر حضور نے سچ تو یہ ہی کہ جیسے اس قیدی کو دیکھا ہی حال اپنا غیر کیا ہی ایک بولی کہ بوا وہ مرد ابھی ایسا سجا رنگیلا حسین جبین ہی کہ ملکہ پر کیا موقوف میرا بھی اپنے دید و نکی قسم عجب حال ہی جب سے اسے دیکھا ہی اسکی زلف گرہ گیر مین دل الجھا ہوا ہی سودا سا ہو گیا ہی راتون کو نیند نہین آتی ہی وہی صورت دیکھنے کو طبیعت چاہتی ہی جب تصویر نے یہ کلمات محبت آمیز انیسون اور کنیزون سے سنے اسوقت اپنے حال سے انھین آگاہ کیا اور حکم دیا کہ تم بزو بحر کبوتر اور فاختہ کی شکل بنکر جاؤ شہرارہ کے باغ کے گرد ٹھہرو اور جو کیفیت وہان گذرے اس سے مطلع کرو غرض ایک روز کنیزون نے آکر عمرو کی خبر سنائی کہ بی بی عمرو جو شگوفہ

بنا ہوا تھا وہ پکڑ لیا گیا ملکہ نے کمال حال اپنا تباہ کیا اس رنج مین تھی کہ دوسرے دن خبر مرگ شہزادہ کی پہونچی اُس وقت وہ لالہ رو گل کی طرح کھلکھلا کر ہنسی اور کنیزون سے کہا کہ اب شاہزادہ چھوٹ کر لشکر مین جائیگا تم جاکر اُسے یہان لے آؤ طالب کو مطلوب سے ملاؤ کنیزین اُسطرف سے چلین اور عمرو اُسطرف سے لیے ہوئے بدیع الزمان کو آتا تھا کہ یکایک دیکھا پانچ چار عورتین کمسن سراپا غرق دریاے جواہر مانگ مین سر کے سیندور بھرا سہ نہین ہر مانگ مین سیندور کی یہ سیدھی لکیر + سر پر رکھی ہی قاتل نے خون بھری شمشیر ہاتھ مین حور مثال پری تمثال آپس مین خوش فعلیان کرتین ناز و انداز سے قدم دھرتی آتی ہین ابیات

ایک ایک اُسمین شوخ دیدہ تھی		پردہ ناموس کا دریدہ تھی	
ایسی بے چین و ایسی گرما گرم		برق و سیماب کو بھی آئے شرم	

قریب مرکب شاہزادہ عالی وقار آکر دست ادب باندھکر تسلیم ادب بجا لائین اور عرض کیا ہماری شہزادی یعنی ملکہ تصویر جادو نے بعد سلام شوق عرض کیا ہی کہ اگر ہرج کا تصور نہو تو دو گھڑی کے لیے ہمارے باغ مین قدم رنجہ فرمائیے یہان تشریف لاکر دل بہلائیے بعد لحہ کے چلے جائیے عمرو نے یہ سنکر تجاہل کرکے کہا کہ ہم جادوگرنیون کو منہ نہین لگاتے اور اُنسے لوٹنا بھی نہین اُٹھواتے اُن عورتون نے عمرو کی طرف بھیانک ہوکر دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا سوکھا یہ کلام کرتا ہی وہ شوخ مزاج تھین عمرو پر پھبتیان کہنا شروع کین ایک نے کہا کہ ہوا یہ تو مرجیا جن ہی دوسری بولی ٹھیا دیو معلوم ہوتا ہی تیسری نے کہا مین تو جانتی ہون بناس ہی عمرو نے کہا مین وہ مرجیا جن ہون کہ سب کو تیتا کا ناچ نچاؤنگا بدیع الزمان نے کہا خواجہ کیا ہرج ہی چلو یہان بھی ہوتے چلین اور اُس شاہزادی سے ملاقات کرلین عمرو نے کہا جہان لونے کسی رنڈی کا پیام سنا بس یہ سمجھ کر لٹوا دیکھ تو چل کے حمزہ سے کیسا ٹھیک ہوا ہون غرض یہ باتین کرتے ہوئے اُن کنیزون کے ساتھ چلے اور قریب باغ تصویر پہونچے ایک عورت نے اُنمین سے بڑھکر ملکہ کو شاہزادے کے آنے کی خبر پہونچائی تصویر نے حکم دیا کہ باغ کو آراستہ کرو سامان عیش و عشرت مہیا کرو بس جلد جلد فراشون نے مکان مین فرش قائم دیا بچھایا اور سب طرح اسباب ملوکانہ عیش و راحت کا موجود کیا ملکہ در باغ پر انتظار مین شاہزادے کے آکر کھڑی ہوئی کہ سامنے سے سواری اس نہال حدیقہ صاحقرانی کی پیدا ہوئی اور تصویر جادو کو دیکھکر شاہزادہ گھوڑے سے اُترا کنیزان ملکہ نے گھوڑا لیجاکر ایک جگہ بندھوا دیا عمرو بھی ساتھ ہو بدیع الزمان جب قریب دروازۂ باغ کے آیا تصویر جادو کو درکس آسا چشم براہ انتظار پایا اسوقت عجب تجمل و شان سے ملکہ تھی آنچل پلو کا دوپٹہ پائجامہ بوقلمون دامانطلس کا

پہنے ہوئے زیور سے آراستہ نظم

بت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا — وہ تجلی تھی کہ موسیٰ کے بھی اڑ جائین ہوش
غرق دریاے جواہر مین قدم سے تا فرق — زیور نور صفا زیب بدن گوہر پوش
وہ حسین جسکی محبت مین دل ہر دم مین داغ — خم ابرو وہ کہ جس کا مہ نو حلقہ بگوش
حلقۂ چشم سیہ یا در میخانۂ ناز — مردمک آنکھ مین یا مغ بچہ بادہ فروش
کان کی بجلیون مین تابش برق سر طور — اختر نور صبیحان تھا کہ نجم در گوش
روی تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح — میرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو بر دوش
حور آئینہ قمر طلعت و آئینہ جمال — نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش
کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم — بیحجابانہ گے جلوہ نما گہ روپوش
جنبش لب کا ارادہ تھا کہ کچھ بات کرے — ناز کی کا یہ اشارہ تھا کہ بس بس خاموش

بس وہ نازنین خواصونکے کاندھے پر ہاتھ رکھے آگے بڑھی اور مسکرا کر بدیع الزمان کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا اور بہت عرض کیا کہ ای شاہزادہ کامگار آپنے اس کنیز بے تمیز کو سرفراز کیا زہے فخر و افتخار میکہ آپ تشریف لائے ؎

ز رہ آمدنت اگر خبر دا شتمے — در رہگذرت گل و سمن کا شتمے
نگذا شتمی کہ پاے بر خاک نہی — خاک قدمش ز دیدہ بر دا شتمے

شہزادہ نے کہا کہ ای ملکہ میرا بھی تمھاری محبت مین یہ حال ہو بیت مارا زخاک کویت پیرا ہنست بر تن ؛ آنہم زاشک حسرت صد چاک تا بدامن ؛ اس جامع المتفرقین نے تمت مجھے ملا دیا یہ باتین کرتے ہوئے وہ گل و بلبل داخل باغ ہوے شہزادے نے دیکھا کہ یہ گلشن نگارین رشک دہ ریاض رضوان ہی نہایت سرسبز و شاداب گلستان ہی درختون کی سبزی و شادابی سنبلہ چرخ اخضر پر طعنہ زن ہی سبزہ غیرت بخش سبزہ گوش شاہدان پرفن ہی جوش و بہار سے یہ حال ہی کہ نظم

عجب نہین جو ابھی وقت ہو زمزمہ سنج — شبیہ مرغ چمن گر کشند بر دیوار
چمن کو دیکھ کے دیکھو اگر بدن اپنا — نظر فریب پر طاؤس کے سے نقش نگار
ہوا نے قوت بالیدگی یہ بخشی ہی — کہ نخل یک شبہ پہونچے ہی تا سر دیوار
ہر ایک شگوفہ نے ہی اپنا عطردان کھولا — شمیم گل کا ہی دوش نسیم پر انبار
اگرچہ سرو روانہ نہین ہی گلشن مین — پر اسکا عکس تو آب روان پہ ہی سیار
ہی نہر مین جلتی آئینہ کی خاصیت — سو دیکھتے ہین جوانان باغ اپنا عذار
گل و ثمر سے درختون کو دیکھکر سرسبز — کیے ہی پنجہ دست دعا اٹھا کے چنار

	مین بے خمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجیے		الکی حرمتِ فیض ہوا و فصل بہار

ہر درخت اصلی کے مقابل درخت جواہر کا نقلی صناعان چابک دست نے بنا کر لگایا ہی اور اسی درخت کا عطر اسکے خوشے مین داخل کیا ہی کہ جب نسیم عنبر شمیم چلتی ہی دماغ جان معطر و معنبر کرتی ہی الحاصل یہ کیفیت بہار دیکھتے ہوے دونون شیدا باہم بارہ دری مین آئے یہان سب طرح کا سامان عشرت مہیا تھا ایک طرف چوکی بچھی کشتی شراب کی اوپر لگی ایک سمت سنہری جواہر نگار ایک طرف چھپر کھٹ مرصع پاؤن کا طرحدار خیشہ آلات فرش شجر سے مکان پیراستہ کہ ؎ لطیف و دلکش و آب و ہوا ے + سبارک منزل و فرخندہ جاے + ملکہ یہان کی کیفیت دیکھکر سب نہر جو بنگلہ تھا شاہزادے کو وہان لائی یہان بھی سب سامان نشاط و طرب موجود تھا مسند خاہانہ بچھا تھا شل عروس شب اول کے وہ بنگلہ سجا تھا دونون عاشق معشوق لب نہر فرش اسکلف پر جلوہ گر ہوئے کشتیان شراب کی حاضر ہوئین ارباب نشاط گانیان ناہید طلعت بلائی گئین ملکہ چلو مین اور عمرو روبرو بدیع الزمان کے دونون بیٹھے عمرو نے مضحکہ کرنا شروع کیا کہ اے بدیع الزمان یہ عورت دیکھ تو کیسی بدصورت ہی کہ آنکھ مین بامھنی اور سر مین بال خورہ رکھتی ہی تصویر یہ باتین سنکر کھسیانی ہوئی بدیع الزمان نے کہا اے ملکہ یہ مرد صاحب طبع ہی اگر اسکو کچھ انعام دو تو ابھی یہ تمھاری تعریف کرنے لگے ملکہ نے ایک صندوقچہ پر از زر و گوہر عمرو کو دیا عمرو نے کہا اے بدیع الزمان کیون سنو آخر پھر یہ شاہزادی ہی کیا تو خوش قسمت ہی کہ ایک مجاور خانہ کعبہ کا لڑکا ہوکر اسکا ہم پہلو ہی بدیع الزمان نے کہا کیون ملکہ دیکھا اب میری بات اسنے شروع کی سب عمرو کی باتون پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے جام شراب سے بھر کر شاہزادے کو دیا اور کہا کہ اے شہریار یہ بادہ محبت ہی اسے نوش فرمایئے ؎ الایا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا + کہ عشق آسان نمود اول دلی افتاد مشکلہا + شاہزادے نے کہا اے بلبل گلستان خوبی تم ساحرہ ہو اور مین مسلمان مصرعہ ببین کفاوت ردہ از کجاست تا بہ کجاست + میرے آپ کے صحبت برابری مشکل ہی اگر سحر سے توبہ کرو تو البتہ شریک بزم ہون اور تمھاری اطاعت مین تمام عمر بسر کرون ملکہ نے کہا اے شہریار مین سحر نہین جانتی ہون کس لیے کہ ابھی کمسن ہون سیکھا نہین ناز و نعم مین اوقات صرف کی ہی مگر اب آپ کے دین کو اختیار کرتی ہون میرا تو یہ مقولہ ہی ؎ اگر ہشتم مسلمانی مرا درکار نیست ۔ ہر رگ من نا گرفتہ حاجت زنار نیست ۔ الحاصل ملکہ نے اسلام قبول کیا پھر تو دور جام و مدام اور پے در پے چلنے لگا ہر دم زبان پر یہ جاری تھا ؎ ساقیا بر خیز و در دہ جام را + خاک بر سر کن غم ایام را ۔ رقاصون نے مجرا کرنا شروع کیا بہت مغنی چنگ عشرت ساز کردہ + نواے خسروی آغاز کردہ عمرو نے تمسخر کرنا آغاز کیا متقاضی زنبیل سے نکالکر دو انگلیون مین اسطرح چھپالی کہ ثابت ہوا اور رقاصہ کے پیچھے جاکر اس طرح سے پیشواز کا لی کہ معلوم ہوا جب رقاصہ نے ہنگام رقص فرمایش کی

پیچھے سے بالکل برہنہ تھی اہل محفل نے ہنسنا شروع کیا وہ رقاصہ گھبرائی عمرو نے بچالا کی دوسری بار آگے سے بھی پیشواز کاٹ لی اب آگے پیچھے سب طرف ننگی تھی شاہزادے نے کہا ری کمبخت ننگی ناچتی ہو اُسنے جو یہ دیکھا شرم کے مارے بیٹھ گئی سب نے قہقہہ مارا بدیع الزمان نے کہا یہ کام عمرو کا ہو ملکہ بہت ہنسی اور قہقہہ عمرو کو گالیان دینے لگی خلاصہ کلام اسی طرح شاہزادہ عالیمقام ہمراہ ملکہ مصروف بعیش و آرام تھا کہ فلک تفرقہ پرداز و گردون شعبدہ باز کو اس صحبت پر رشک آیا ؎ یہ دو دل کو اکجا بیٹھا تا نہین ٭ کسی کا اسے مہل بھاتا نہین ٭ یکایک سامنے جو نہر موجزن تھی اُسکے پانی نے جوش کھایا اور ایک شور و غل پیدا ہوا کہ ہر ایک گھبرایا بعد لمحہ کے سب نے دیکھا کہ پانی کے اندر سے ایک دیو شکل مہیب نکلا ہاتھ مین چقماق چادر لیے تھا اُس ناپاک نے بدیع الزمان کو للکارا کہ باش باش ای پسر حمزہ کے گزاریم کہ از دست من زندہ وسلامت بدر روی بدیع الزمان نے ملکہ کو اپنی پشت پر کر لیا اور آپ سینہ سپر ہو کر آ ٹھکر ڈانٹا کہ او نابکار ادھر آ تو میرا خکار ہوا اس دیو نے چقماق چادر چرخ دیکر سر پر شہزادے کے لگائی شہزادے نے پینترا بدلکر خالی دی اور ایک ہاتھ تیغے کا مارا کہ وہ دیو دو پرکالے ہوا لیکن جب وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا وہ دونون ٹکڑے اسکے جسم کے تڑپ کر اُسی نہر مین جا گرے اور ایک ساعت کے بعد وہی دیو پھر زندہ ہو کر نکلا اور بدیع الزمان پر حملہ آور ہوا بدیع الزمان نے اُسکے حملے کو رد کر کے پھر تلوار سے دو ٹکڑے کیا پھر وہ تڑپ کر دونون ٹکڑے نہر مین جا گرے اور دیو زندہ ہو کر باہر آیا اور اُسنے بدیع الزمان کا مقابلہ کیا جب یہ ہنگامہ ملکہ کی وزیرزادی نیرنگ جادو نے دیکھا ملکہ تصویر جادو سے کہا واری جادن یہ دیو سات بار اس طرح نکلے گا اور قتل ہوگا اور آٹھوین مرتبہ جو زندہ ہو کر نکلے گا پھر قتل نہو سکے گا اور شہزادہ کے دشمنون کو پکڑ لیگا ملکہ نے کہا اے نیرنگ تجھے اسکے قتل ہونے کی تدبیر معلوم ہو تو بتلا دے نیرنگ جادو نے کہا مین اتنا جانتی ہون کہ اس دیو کو شرارہ جادو نے آپکی حفاظت کے لیے یہان معین کیا تھا اور اسکے مرنے کے لیے ایک کمان اور تیر سحر سے بنا کر اسی باغ کی ایک کوٹھری مین رکھدیے تھے پس اگر اُس کمان مین وہی تیر پیوستہ کر کے کوئی اُسپر لگائے اگر وہ تیر اسپر ٹریگا مارا جائیگا اور اگر تیر نہ پڑے دوسرا لگائے دوسرا نہ پڑے تیسرا لگائے کہ یہ ہلاک ہو اور اگر تینون تیر خالی جائینگے تو یہ پھر کسی طرح مارا نجائیگا یہ باتین سُنکر ملکہ نے کہا وہ کوٹھری کہان ہی نیرنگ جادو نے کہا شرارہ نے اس کوٹھری کو سحر کر کے نظر مردم سے پوشیدہ کر دیا تھا مگر اب شرارہ جادو مر گئی ہی اُسکا سحر بھی دور ہو گیا ہوگا۔ یقین ہی کہ وہ کوٹھری دکھلائی دے حضور اندر بارہ دری کے میرے ساتھ چلیے کہ مین تلاش کرون تصویر جادو ہمراہ نیرنگ جادو کے بارہ دری مین آئی دیکھا تو یقیقت مین وہ کوٹھری جسکو کہ کبھی نہ دیکھا تھا یہان موجود ہی خوش ہو کر اسکو کھولا اور اندر جا کر دیکھا تو ایک کمان اور تین تیر

رکھے ہین اُس کمان اور تیرون کو ملکہ لیکر دوڑی یہان بدیع الزمان پانچوین باہر ہو کہ اُس دیو سے مقابل ہو کر اُسے قتل کر چکا ہے اور ٹکڑے اُسکے بدن کے نہر مین گر چکے تھے ابھی پھر زندہ ہو کر نہر سے باہر نہ نکلا تھا کہ تصویر جادو نے وہ کمان اور تیر لا کر دیے اور کہا اب جو وہ دیو نکلے تو اُسے قتل کرنا بدیع الزمان تیر کمان مین پیوستہ کر کے منتظر نکلنے اُس دیو کا ہوا کہ پھر وہ دیو حوض سے باہر آیا اور شاہزادے کی طرف لپکا بدیع الزمان نے تیر سینہ پر اُسکے تاک کر مارا بقدرت قادر بیچون پہلا ہی تیر ہدف مراد پر بیٹھا اور اُسکے تو وہ پشت سے پار گزرا کہ چکر کھا کر زمین پر گرا اور جہان تیر جسم پر لگا تھا وہان سے ایک شعلۂ آتش نکلا کہ اُسکے سارے بدن کو جلا کر راکھ کر دیا ایک شور و غوغا برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی محافظ جادو را اُسوقت بدیع الزمان نے سجدۂ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات ادا کیا اور ملکہ کو تسکین اور دلاسا دیا عمرو نے جسوقت سے کہ وہ دیو نکلا تھا گلیم عیاری کو اوڑھ لیا تھا اور اپنے تئین پوشیدہ کیا تھا کہ ای عمرو بدیع الزمان جانے اور ملکہ جانے یہ کمبخت آپ سے آکر اس بلا مین گرفتار ہوا اور نہ مین چھڑا کر اب تک لشکر مین بھی پہونچا دیتا اب جا کر حمزہ سے کہدینا کہ لونڈا تیرا خراب ہو گیا اور سب حال بیان کرنا غرض جب وہ دیو مارا گیا عمرو نے اپنے تئین ظاہر کیا اور کہا او ناشدنی خبردار اب یہان نہ ٹھہرنا جلدی چل ورنہ کوئی اور آفت آیا چاہتی ہے بدیع الزمان نے کہا ای تصویر اب مین رخصت ہوتا ہون تصویر جادو نے کہا مین بھی آپ کے ساتھ چلتی ہون یہان رہ کر کیا کرونگی یہ سب خبر مین جب افراسیاب کو آپ کے حالات کی پہونچین گی تو مین مار ڈالی جاؤنگی اُسوقت بدیع الزمان نے خواصون سے اپنا گھوڑا منگایا اور اُسپر ملکہ کو بھی سوار کیا اور خود بھی سوار ہوا اور خواصون سے کہا کہ تم ملازم ہو تم سے کوئی مزاحم نہ ہوگا بعد ہمارے چلے جانے کے تمھارا جدھر جی چاہے چلے جانا یا ہمارے لشکر مین کوہ عقیق گلزار سلیمانی کی طرف روانہ کیا کہ مع عمرو باغ سے نکلکر لشکر اسلام کی طرف کا راستہ لیا اب ذرا احوال افراسیاب سنیے کہ باغ سیب مین منتظر بیٹھا تھا کہ سر عمرو کا شرارہ جادو کے پاس سے آتا ہوگا کہ یکایک بگولے لاش کو شرارہ کی چکر دیتے ہوئے باغ سیب مین لائے اور بیرون نے اسکے صدا دی کہ ای شہنشاہ ساحران شرارہ ماری گئی افراسیاب یہ سنتے ہی غضبناک ہوا اور کتاب سامری کو اُٹھا کر دیکھا کہ شرارہ کا قاتل اب کہان ہے اور بدیع الزمان جو قید مین شرارہ کے تھا چھوٹ کر کدھر گیا اُس کتاب مین معلوم ہوا کہ عمرو نے شرارہ کو مارا اور بدیع الزمان اور عمرو دونون باغ مین تصویر کے پہونچے اور بدیع الزمان نے محافظ جادو کو مارا اب مع تصویر کے اپنے لشکر کی طرف جاتا ہے بس یہ معلوم کر کے افراسیاب نے کچھ پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا کہ اُسکے منھ اور ناک کان سے شعلے آگ کے نکلتے تھے

کھور چندن کے تمام جسم مین لگے تھے بت کہنی سے شانے تک بندھے تھے اس نے افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب نے کہا ای اژدر جلد جا بدیع الزمان اور تصویر جادو مع عمرو کے دونون لشکر اسلام کی طرف جاتے ہین انھین گرفتار کرکے زندانخانہ طلسم مین لیجا کر مقید کر اور عمرو کو نہ گرفتار کرنا کہ وہ جاکر حمزہ کو اس حال کی خبر دیگا اور حمزہ ڈرکے ادھر آنے کا ارادہ نکریگا بمجرد حکم افراسیاب اسی وقت اژدر جلایان بدیع الزمان کئی کوس باغ سے تصویر جادو کے دور نکل آئے تھے کہ ایکبار جھاڑی کے اندر سے ایک اژدہے نے سر نکالا اور بدیع الزمان کا سد راہ ہوا عمرو نے تو فوراً کلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگیا مگر بدیع الزمان گھوڑا بڑھا کر اُسکے سامنے آئے اور تیر کمان مین جوڑکر اژدہے پر لگایا وہ تیر جب قریب اژدہے کے پہونچا اُسنے شعلۂ آتش مُنہ سے چھوڑا کہ تیر جل گیا اسی طرح بہت سے تیر لگائے سب تیر جل گئے اور اژدہے نے اپنا دم اوپر کو کھینچا بدیع الزمان اور تصویر جادو کو نگل گیا عمرو نے اُسوقت پتھر فلاخن مین رکھکر مارے وہ پتھر سب خالی گئے اور اژدر نے پکار کر صدا دی کہ ای عمرو جاکر حمزہ سے یہ ماجرا کہدینا کہ یہ صحرا سے طلسم ہوشربا ہی خبردار یہان کوئی آنے کا قصد نہ کرے اب بدیع الزمان کا رہا ہونا دشوار ہی حمزہ اس فرزند سے اپنے صبر کرے کس لیے کہ جو یہان اُسکے چھوڑانے کو آئیگا گرفتار بلا ہوگا اور مارا جائیگا تجھے گرفتار کرنے کا حکم نہ تھا ورنہ اے عمرو تیرا بھی بچکر جانا نہوتا یہ کہکر وہ اژدر نظر سے غائب ہوگیا اور عمرو گریان و نالان گریبان چاک سر پر خاک اڑاتا لشکر امیر کی طرف چلا اور بعد قطع منازل لشکر مین داخل ہوا بارگاہ مین صاحبقران تشریف فرما تھے کہ عمرو نے سلام کیا اور کرسی ہدہد پر متمکن ہوا صاحبقران اور بادشاہ لشکر اور سب سردارون نے پوچھا کہ خواجہ مزاج تو تمھارا اچھا ہی عمرو نے بعد ادائے دعا و ثنا بادشاہی کے سب ماجرا بدیع الزمان اور تصویر کا خدمت امیر مین عرض کیا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ شکر ہی خداوند عالم کا کہ فرزند میرا زندہ ہی اب تدبیر فتح طلسم کرنا چاہیے مگر سلیمان عنبرین موے کو ہی سے فی الحال مقابلہ درپیش ہی کچھ انتظام جنگ کرون تو فتاحی طلسم کے لیے کسی کو بھیجون یہ فرماکر امیر تدبیر جنگ مین مشغول ہوتے ہین لیکن اب حال سلیمان عنبرین موے سُنیئے کہ اسنے لقا کو اپنے یہان اُتارا ہی اور لشکر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنے کا وعدہ کیا ہی کہ مین لڑون گا

داستان نامہ کہ سلیمان عنبرین مو کا افراسیاب جادو بادشاہ طلسم کو واسطے کمک کرنے لقا کے اور آنا افراسیاب کی طرف سے اجلال جادو کا مع چالیس ہزار ساحرون کے واسطے مقابلہ صاحبقران کے اور عیاری کرکے پکڑ لینا اجلال جادو کو عمرو کا ☆ لمولفہٗ

	دو اک جام سے ساقی تندخو		مدد کر ذرا بادہ خوارون کی تو

کہان تک پئین خون دل بادہ خوار	مئے ارغوانی کی دکھلا بہار
وہ جادو بھری آنکھ دکھلا ذرا	کہ ہو معرکہ ساحرون سے پڑا
کسی کا فسون مجھپہ کیا چل سکے	کہ مین تیری آنکھین ہون دیکھے ہوئے
پلا مجکو وہ جام افسون گری	مرے دم سے شیشے مین اترے پری
سخن سنج وغواص دریائے ہوش	چنین رکھیت گوہر بدامان گوش

جادو طرازان دفتر فصاحت ومنشیان بدایع نگار دیوان کدۂ بلاغت سحر سازی خامۂ سامری کیش سے
نیرنگی تحریر حکایت یون دکھاتے ہین کہ جب لشکر ظفر اثر صاحبقران ثعاقب زمرد شاہ بے ایمان
داخل کوہ عقیق ہوا سلیمان نے کثرت فوج اور حشم وخدم امیر کا دیکھکر اپنے دل سے خیال کیا کہ مین
مقابلہ اتنے بڑے لشکر سے نہ کرسکون گا یہ سوچکر اُسنے اطراف وجوانب مین اپنے ملک کے بادشاہون
کو نامے تحریر کیے اور یہ مضمون ان مین مندرج کیا کہ خداوند لقا با تمہارے حمزہ صاحبقران کے
شکست کھاکر میرے ملک مین تشریف لائے ہین بنابرا سکے کہ وہ تم سب کے خدا ہین کچھ میرا پاس
نکرو بلکہ اپنے خداوند کی آکر مدد کرو اور اُن کے مخالفون کو قتل کرو اور خداوند کو اُن کے ملک مین تخت
مین بیجا کر پھر تخت خدائی پر بٹھاؤ اور اگر اس مرقومہ کی نسبت غفلت کروگے خداوند تم سب سے ناراض
ہوکر اپنے قدرت غضب سے تمھین غارت کرینگے اور یہ خداوند کی رحم دلی ہو کہ ان کے بندے
انھین عاجز کر رہے ہین اور خداوند انکو ہلاک نہین کرتے ہین بلکہ فرماتے ہین کہ وہ بندے ہین مین نے
عالم خواب مین اموقت ہین کہ جب مین مست نشۂ شراب تھا پیدا کیے ہین اسی وجہ سے کہ ہنگام
مستی مین غافل تھا قلم تقدیر میرا ان بندون کو سرکش اور مغرور لکھ گیا اور اب وہ تحریر مٹ نہین سکتی یہی باعث
ہو کہ خداوندان بندون کو غارت کرنے سے مجبور ہین اور ایسے انسے خفا ہین کہ وہ بندے توبہ قبول کرانے
کے لیے زبردستی کرتے ہین مگر خداوند توبہ بھی انکی قبول نہین فرماتے بلکہ بھاگتے پھرتے ہین اور وہ لوگ
کہتے ہین کہ توبہ ہماری قبول نہین ہوتی اب خداوند سے سرکشی جہان تک ہوسکے کرین فی الجملہ مناسب
ہو کہ جلد آکر شریک خداوند ہو غرض یہ لکھکر سب کو ہستان کی سرحد کے بادشاہون کو بھیجا کہ تمام ان
بادشاہون کے بروقت انکے آنے کے مدد کرنے کو بیان ہونگے منجملہ انکے ایک عرضی سلیمان نے افراسیاب
ملک طلسم کو بھی لکھی اور اسکے ملک کی سرحد پر ایک پہاڑ ہو کہ وہین سے طلسم شروع ہی اور اس کوہ پر ایک
نقارہ اور چوب رکھی ہو جو کچھ سلیمان کو نامہ وپیام کرنا منظور ہوتا ہی اس کوہ پر لکھکر رکھدیتا ہی اور نقارہ
بجادیتا ہی وہ نقارہ سحر کا ہی اُسکی آواز افراسیاب کے کان مین پہونچتی ہی وہ پنجہ سحر کا بھیجکر نامہ منگا لیتا ہی

الحاصل جب عرضی سلیمان نے لکھی اور نقارہ بجایا افراسیاب نے پنجے کو بھیجکر عرضی منگا کر پڑھی اور جواب لکھا کہ زہے فخر میرا کہ مین اور خداوند کی مدد کرون معلوم ہوا کہ خداوند کو اپنے بندون کی عزت افزائی منظور ہی اسی وجہ سے خود اپنے بندگان مخالف کو غارت نہین کرتے بلکہ چاہتے ہین کہ کوئی بندہ میرا انھین برباد کرے اور اس بندے کو خداوند بدلے اس کام کے سرافراز کرین پس جو خداوند کی مشیت مین گذرا ہی بہت مناسب ہی کیا حقیقت ہی حمزہ کی اور اُسکے لشکر کی مین ایک ساحر زبردست مع چالیس ہزار فوج ساحران کے روانہ خدمت خداوند کرتا ہون وہ پہونچکر کل لشکر حمزہ کو ایک دن مین تباہ و برباد کردیگا یہ جواب عرضی کا لکھکر اسی کوہ پر پنجے سے بھکوا دیا سلیمان کا ایک ملازم منتظر جواب ٹھہرا ہوا تھا اس نامے کو لیکر سلیمان کے پاس آیا یہ اسے پڑھکر بہت خوش ہوا اور تیاری حرب و ضرب کی شروع کی لیکن افراسیاب نے بعد جواب بھیجنے عرضی کے کچھ سحر پڑھکر دھنک دی اُسوقت ایک ٹکڑا ابر پیدا ہوا اور زمین پر اُتر آیا اُسپر ایک ساحر کہ نام اُسکا اجلال جادو وہی سوار تھا اُسنے اُترکر افراسیاب کو تسلیم کی اور کہا سرکار نے مجھے کیون یاد فرمایا افراسیاب نے کہا خداوند لقا قلعہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین تشریف لاکے ہین اور اُنکو کچھ بندگان مغضوب درگاہ خداوندی نے ستایا ہی ان بندون کو تو جاکر ہلاک کرکے خداوند کو انکے شر سے بچا اجلال جادو نے عرض کیا بہت اچھا اور اسی ابر پر سوار ہوکر اپنی جگہ پر آیا چالیس ہزار ساحر کی جمعیت اپنے پاس رکھتا ہی اور طلسم کے متعلق جو ساٹھ ملک ہین انمین سے ایک ملک کا یہ بھی بادشاہ ہی غرض اس چالیس ہزار فوج کو اُسنے حکم تیاری کا دیا اور خود بھی سامان سفر اور رزم درست کرکے ایک اژدہے پر سوار ہوا پھر تو سب ساحر سحر کے جانورون پر کہ جو کاغذ کے اور آرد ماش کے بزور سحر بنائے ہین مثل بط اور قرقرے اور ہنس اور طاؤس اور اژدر وغیرہ پر سوار ہوے ترسول اور نیزول ہاتھ مین لیے منقلہاے آتشین برہم گراتے گولہ سلگاتے گلون مین جھولیان بادلے کی ڈالے کہ ان جھولیون مین اسباب سحر کرنے کا رہتا ہی لیکر بڑے کروفر سے طرف کوہ عقیق کے چلے یہان زمرد شاہ اور سلیمان دارالعمارۃ شاہی مین بیٹھے تھے کہ یکایک ابر تیرہ و تار اُٹھا اور آندھی بڑے زور شور سے آئی برفباری اور سنگباری ہونے لگی سلیمان کہ یہان کا رہنے والا ہی سمجھ گیا کہ کوئی ساحر آیا ہی فوراً مع امراے نامدار استقبال کے لیے چلا اور در قلعہ پر جب پہونچا اجلال جادو کو چالیس ہزار ساحرون سے آتے دیکھا کہ سب ساحر دھوتیان تپسری باندھے اور دو نے مردے کے پتے آگ اور دھتورے کے پھل کمر مین رکھے سحر آزمائیان کرتے آتے ہین سلیمان استقبال کرکے ان سب کو لیے ہوئے داخل قلعہ ہوا تخت پر بیٹھا تھا اجلال اور اُسکے ہمراہیون نے سجدہ کیا اور نذر روی دنگل تخت کے داہنی طرف بچھا تھا وہان بیٹھا سلیمان نے اسکے لشکر کو ایک مقام

عمدہ مین اتارا اور ایک باغ ایوان شاہی کے متصل خالی کرکے اجلال کی دعوت کا سامان وہان موجود کیا وہ باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہوا ساقیان خوش ادا و مغنیان زہرہ لقا لیان قمر پیکر و راشگران سیمبر حاضر ہوئے دربار لقانے برخاست کرکے مع اجلال سی باغ مین آکر صحبت عیش کو برپا کیا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر اسلام نے صاحبقران کی خدمت مین عرض کین امیر واسطے رہائی بدیع الزمان کے تدبیر فتح طلسم مین تھے اس خبر کو سنکر فرمایا کہ خداوند وحدہ لاشریک ہمارا نگہبان ہی عمرو بارگاہ مین حاضر تھا کہنے لگا یا امیر مین جب سے یہان آیا ہون قلعہ کوہ عقیق کے اندر نہین گیا فی الحال جی چاہتا ہی کہ جاکر قلعہ کی سیر کرون اور اجلال کی دعوت کا تماشا دیکھون امیر نے فرمایا کہ ای عمرو وہ سب ساحر ہین ایسا نہو تمھین کوئی پہچان لے اور گرفتار کرے عمرو نے کہا ہرچہ باداباد مین قلعہ مین جاکر دو چار کو لیون کا روزگار کرونگا امیر نے فرمایا تو بسم اللہ تمھین تجارت کرنے کو ایسی جگہ کون روکتا ہی خیر جایئے عمرو بانہ ہاے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف کوہ عقیق کے روانہ ہوا جب قریب دروازے کے پہونچا یہان کچھ افسران فوج سلیمان کی طرف سے حفاظت کو مقرر ہین انکو دیکھکر عمرو ایک ساحر کی قطع بنا جھولی گلے مین ڈالے دھوتی تہمبری باندھے بت کہنی سے ٹخنے تک باندھکر کھڑاؤن پانون مین پہنکر قریب دروازے کے آیا جسنے عمرو کو دیکھا سلام کیا کہ کوئی ساحر ہمراہیان اجلال جادو سے ہی یہ سمجھکر مزاحم نہ ہوئے عمرو نے اندر شہر کے آکر دیکھا کہ کوڑا کھنک رہا ہی گرم بازاری ہر طرف ہی کرسی دکانون کی برابر دونون طرف بیچ مین پختہ پتھر کی سڑک درخت سروسری کے سایہ دار کنارے سڑک کے لگے ہین خریدار بیوپاری سیاح ہر قسم کے لوگ خوشحال و دلشاد ہر طرف لین دین کرتے پھرتے ہین سقون کے کٹورون کی جھنکار دلالون کی بول چال ہر سمت دھوم دھام خلقت کا اژدھام عمارتین گچ اور پختہ تعمیر کمرے نفیس و خوش قطع و دلپذیر عمرو سیر کنان قریب دارالعمارہ شاہی کے پہونچا یہان سے اہل علمہ کو اسی باغ کی طرف کہ جہان سامان دعوت اجلال ہوا ہی جاتے دیکھا عمرو بھی انھین کے ساتھ ساتھ اس باغ مین آیا یہان بڑا سامان اور تجمل شاہانہ دیکھا کہ باغ سرسبز و شاداب آبیاری رحمت نخلبند حقیقی سے سیراب ہی طائران خوش الحان زمزمہ سرا گلشن گلہاے

زنگارنگ سے پھولا پھلا	روفتہ ما رنہا سلسال	وو حتہ مجمع طیر ہا موزون
آن پر از لالہ ہاے زنگارنگ	دین پر از میوہاے گوناگون	باد در سایۂ درختانش
گسترانیدہ فرشش بوقلمون	صحن باغ لب نہر سرو چراغان رشک دہ داغہاے خاطر عاشقان	

ہو فرش مکلف بچھا ہی اجلال مسند پر بیٹھا ہی سامنے ناچ ہو رہا ہی سلیمان خاطرداری مین مصروف ہی عجب طرح کا سمان بندھا ہی جام شراب چل رہا ہی نظم

روش باغ تھی یا خطۂ کاشان
جا کے طوبےٰ سے ملا تھل کا شجرۂ رضوان
خوشۂ تاک پہ تھا خوشۂ پروین کا گمان
تھا مکان نور محل باغ تھا گر نور فشان

ٹھاٹھ سے شیش محل نور کا کاشانہ تھا
یا پری رویون کے جھرمٹ سے پریخانہ تھا

سنتے مرد نگ تو کردی بھی ہو جاتے دنگ
دربا طبلون کے پرتو کا عجب روپ رنگ
اور تالون سے ملا یک پہ ہوا عرصہ تنگ
دل کھچا راگ کی تاثیر سے پانی تھا سنگ

خیال وہ گائے کہ جو خیال مین آئین نہ کبھو
داد دے داد رے گر سنتے تو گرتے بیجو

خلاصۂ کلام عمرو یہ تماشا دیکھتا ہوا اجلال جادو کی پشت پر جا کر کھڑا ہوا ساحر کی صورت بنا ہوا ہی اجلال جہان بیٹھا ہی اسکے سامنے ایک مکان معلوم ہوتا ہی اور اسکے دروازہ پر پردہ پڑا ہی وہ پردہ بار بار اٹھا کر ایک زن حسینہ و جمیلہ اجلال کو دیکھتی ہی اور یہ بھی اسی طرف نگران ہی اہل محفل تو ناچ دیکھ رہے ہین کوئی اجلال کے ادھر دیکھنے کا خیال بھی نہین رکھتا ہی عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا معلوم کیا کہ یہ باغ شاید محلات شاہ سلیمان سے ملا ہوا ہی اور عورتین بھی محلات کی در و بام پر سے ناچ دیکھ رہی ہین اور جس طرف کہ اجلال دیکھ رہا ہی اور وہ عورت جھانکتی ہی یہ بھی سلیمان کی کوئی زوجہ یا دختر ہی بس عمرو یہ خیال کر کے اسی پردہ کی جانب آیا اور ٹھہر رہا کہ ایک کہاری وہان سے کسی کام کو باہر نکلی عمرو نے اُس سے کہا کہ ہماری بی بی یا دشاہ کی بی بی پاس ملازم ہی خدا انھین بلا دو کہاری نے کہا اس پردے مین شاہزادی نسرین عنبوسین دختر بادشاہ ناچ دیکھنے آئی ہین اور بی بی بادشاہ کی علحدہ دوسرے کمرے مین ہین وہان مین نہین جا سکتی تم وہ جو سامنے داہنی طرف کو کمرہ بنا ہی وہان جا کر اپنی زوجہ کو دریافت کرو عمرو نے کہا اچھا اور وہان سے علحدہ ہوا اور سمجھ گیا کہ اس پردے مین دختر شاہ ہی کہ جسکو اجلال دیکھتا ہی غرض کچھ عیاری تجویز کر کے عمرو گوشۂ باغ مین گیا اور ایک مرد ہے کی صورت بنا شملہ نما پگڑی سر پر باندھی چپکن کھربا کی ہوئی پہنی تمغہ پگڑی مین لگایا عصا سونے اور چاندی کا گنگا جمنی ہاتھ مین لیا اور داڑھی سینے تک سفید دست کر کے قریب اُس پردہ کے آیا اور کونا پردے کا اپنی پشت کے نیچے لیکر دیوار سے تکیہ کر کے کھڑا ہوا یہان نسرین نے جو پردہ اٹھایا کونا دبا پایا چاہا کہ پردے کو چھوڑ دے مگر عمرو نے کہا اب ہی شرط بادشاہ سے کہدون کہ یہان جو عورتین ہین وہ اجلال جادو سے اشارے کرتی ہین مگر یہ سنکر دم بخود ہو گئی کہ معلوم ہوتا ہی اس مرد نے مجھے اشارے کرتے دیکھ لیا ایسا نہو کہ میرے باپ سے کہدے یہ سوچکر جھانکنا موقوف کیا

ادھر اجلال نے جب دیکھا کہ جہان سے وہ نازنین جھانکتی ہے اب اُسجگہ ایک چوبدار بوڑھا کھڑا ہے اسکا دل بیقرار ہوا چاہا کہ چوبدار کو ہٹوا دے مگر کچھ بس نہ چلا کیونکہ سمجھا اگر سلیمان سُنے گا تو آزردہ ہوگا کہ زنانی ڈیوڑھی سے کیا کام تھا جو چوبدار کو ہٹا دیا یہ خیال کرکے خاموش ہو رہا مگر دل بیقرار تھا دمبدم عمرو کو دیکھتا تھا عمرو نے اجلال کے دیکھنے پر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ الگ اٹھکر چلو تو میں تم سے کچھ کہون اجلال سمجھا کہ چوبدار اس نازنین کا جو مجھسے نظارہ بازی کرتی تھی محرم راز ہے اسی کا کچھ پیام دیگا یہ سمجھکر مسند پر سے اُٹھا سلیمان سمجھا کہ رفع حاجت کو جائیگا لیکن اجلال نے کسی ملازم تک کو بھی اپنے ساتھ نہ لیا اور الگ آکر عمرو کو اشارہ سے بلایا عمرو پاس آیا اجلال چمنستان مین باغ کے لیجاکر عمرو کو کہنے لگا میان مرد ہے آپنے مجھے کیون اشارے سے بلایا ہے عمرو نے دعا دینا شروع کی اور کہا ای بادشاہ عالیجاہ قاریہ غلام زادہ ملکہ نسرین عنبرین مو کا ہے اور ملکہ کو مین نے گودیون مین پالا ہے اور اب ملکہ مجھسے کوئی امر پوشیدہ نہین کرتی ہین اور ملکہ آپ پر غریفتہ ہوئی ہین اور کہلا بھیجا ہے کہ اگر آپ میرے عاشق ہین تو ایک مکان میرے باپ سے کہکر الگ خالی کر لیجیے اور وہان آپ ہون اور وہ ساحر جو بڑے معتبر اور آپ کے خیر خواہ ہوئین وہ ہون اور کوئی نہو پس ان ساحرون کو بھیجیے کہ بزور سحر آڑتے ہوئے آئین اور مین کوٹھے پر اسی مکان کے سوتی ہونگی میرا پلنگ اُٹھا لیجائین رات بھر مین تمھارے پاس رہون اور صبح ہوتے پھر میرا پلنگ اسی جگہ پہونچا دین یہی باتین کہنے کو مین نے آپ کو بلایا تھا اب فرمایئے کہ کب ملکہ کو بلوایئے گا مین ملکہ سے بیان کرون کہ اس دن وہ کوٹھے پر سوئین اجلال جادو یہ پیام سُنکر ایسا خوش ہوا کہ گلے سے اپنے بالا موتیون کا ہار اُتار کر مرد ہے کو دیا اور کہا مین تجھے مالا مال کرونگا تو ملکہ سے کہدینا کہ میرا بھی تمھاری فرقت مین حال غیر ہے مین آج مکان خالی کرا لونگا اور کل ملکہ کوٹھے پر آرام کرین مین بلوا لونگا یہ وعدہ جب ہو گیا عمرو نے کہا اچھا جایئے اور مکان خالی کرانے کی تدبیر کیجیے اجلال نہایت مسرور ہوکر پھرا اور محفل مین آکر ناچ دیکھنے لگا لیکن عمرو وہان سے پھر کر اُسی پردے کے پاس آیا اور گلیم عیاری اوڑھکر اندر پردے کے گیا وہان دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین یعنی ملکہ نسرین عنبرین موے اپنی چند خواصون کے کرسی پر بیٹھی ناچ دیکھتی ہے عمرو نے یہ دیکھکر گلیم سے اپنے پیر اور دونون ہاتھ اور دونون پانون کو کھول دیا اب سارا جسم تو دکھائی نہین دیتا فقط سر اور دست و پا ظاہر ہین اس طرح سے ملکہ کے سامنے آیا اور کہا مین بے دھڑ کا شہید ہون تم سب کو کہا لونگا ملکہ اور خواصون نے جو یہ صدا سُنی اور دیکھا کہ ایک سردار ہاتھ پانون کٹے ہوئے چلے آتے ہین مارے ڈر کے اوندھے مُنھ زمین پر گر پڑین عمرو نے غبار بیہوشی سب کے مُنھ پر مل دیا کہ سب بیہوش ہوئین اور جلدی اندر اور باہر سب طرف کے دروازے اُس

کمرے کے بند کرکے اسی جگہ بیٹھکر ملکہ کی صورت دیکھ دیکھ کے ویسی ہی اپنی صورت بنائی اور ملکہ کے کپڑے اُتار کر آپ پہنے اور ملکہ کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا جب اسطرح سے عمرو درست ہو چکا اسوقت خواصون کو فتیلہ دفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آئین ملکہ کو دیکھا کہ فتیلہ سونگھا رہی ہے غرض جب خوب اچھی طرح درست ہوگئے کہنے لگین کہ ای ملکہ عالم واسطہ خداوند تعالیٰ کا جلد یہان سے تشریف لیجیے ورنہ وہ بلا کھا جائیگی عمرو جو ملکہ کی شکل بنا ہوا تھا کہنے لگا کہ دیوانیو تم سب سے تو مین ہی مضبوط ہون کہ تم سب بیہوش ہوگئین اور مین ہوشیار ہی رہی سب نے کہا واری جایئے کچھ ہی ہو مگر ہم آپ کو یہان نہ ٹھہرنے دینگے غرض وہ سب عمرو کو ملکہ کے شبہ سے اسطرف کا دروازہ کھولکر اندر ایوان شاہی کے لائین عمرو نے دیکھا کہ مکان نہایت آراستہ ہے جا بجا کمرے اور شہ نشین تعمیر ہین بارہ دری سراسر خوبی سے بھری پردہ رنگ برنگ کے ہر دالان کے سرے پر آویزان ہین اسباب شاہانہ ہر جگہ مہیا خوش قطع چلمنین دیوار گیریان ہین مکان تھا کہ محل تھا ایسے اسجگہ تعمیر تھے چرخ جنپر سرج کرتا تھا شاخ خم ہون ابر دے حیسان جہان اسطرح کے طاق تھے مہر ابدار خلاصہ کلام عمرو نے وہان آکر حکم دیا کہ پلنگ میرا آراستہ کرو اور مسند پر زربفت بچھاؤ کنیزین جہان نسرین رہتی تھی اس مقام کو آراستہ کرنے لگین عمرو پہچان گیا کہ ملکہ جسکی تم صورت بنے ہو اسکی یہ خوابگاہ ہے بس اسجگہ جاکر آرام تمام مقیم ہوا کہ کل رات کو حسب وعدہ اجلال بالاے بام جاکر آرام کرونگا اب یہ تو یہان ٹھہرتے ہین لیکن حال ذرا اجلال جادو کا سنو کہ جب یہ وعدہ کرکے چوبدار سے محفل مین آیا سلیمان سے اسنے کہا کہ مین حمزہ سے لڑنے کے لیے سحر اپنا جگاؤنگا مجھے ایک مکان کنارے شہر کے آبادی سے الگ خالی کر دیجیے سلیمان نے کہا بہت اچھا اور اسی وقت حکم دیا کہ ایک خانہ باغ باغہاے شاہی سے خالی کرکے آراستہ کیا جائے ملازمان شاہی حکم پاتے ہی سرگرم انتظام ہوے اور ایک خانہ باغ کنارے شہر کے خالی کرایا اور اسباب بادشاہ کے یہان سے عیش و آرام کا وہان جانے لگا اتفاقاً بیٹا عمرو کا چالاک بن عمرو واسطے سیر کرنے اس قلعہ کے صورت بدلکر آیا تھا کس لیے کہ جب عمرو امیر سے واسطے سیر کرنے اس قلعہ کے رخصت ہوا تھا تو چالاک بھی عمرو کے پیچھے چلا کہ مبادا اگر والد کہین گرفتار ہو جائین تو مین عیاری کرکے رہا کرون باین خیال یہان آکر سیر کر رہا تھا کہ ملازمان سلیمان واسطے اسباب لیجانے کے اس باغ مین جو اجلال کے لیے خالی ہوا تھا مزدور ڈھونڈتے تھے چالاک ایک مزدور کی شکل بنکر حاضر ہوا دیکھا کہ نمگیرے باسلک مروارید قنا تین چھت پردے اور دیگر ضروریات کی چیزین مزدورون کے سر پر اور چھکڑون پر بار کرکے بھیجی جاتی ہین چالاک کو بھی ایک شطرنجی دی کہ اسے پہونچا دے یہ اسے لیے ہوے اسی خانہ باغ مین آیا اور دری ملازمون کے حوالے کرکے ان سے کہا کہ اور بھی کوئی کام ہو تو مجھے بتلاؤ کہ پوری مزدوری میری ہو جائے انھون نے کہا ٹھہرا رہو اور آپ جاکر اجلال سے عرض کیا کہ مکان علیحدہ حسب الارشاد حاضر ہے جہان ارشاد کیجیے وہان پلنگ حضور کا آراستہ کیا جائے

اجلال نے کہا کوٹھے پر ملازمون نے آکر چند مزدورون کو سے چالاک کے حکم دیا کہ فرش پلنگ نگیرہ وغیرہ کوٹھے پر لیچلو چالاک مزدورون کے ہمراہ بالاے بام اسباب لانے لگا اب کوٹھے پر فرش مکلف بچھایا نگیرہ استادہ کیا ایک جانب چھپر کھٹ جواہر نگار لگایا اسکے نیچے مسند مغرق فرش پر بچھائی ایک طرف میخانہ سجا ایک جانب آبدار خانہ مقرر کیا جب یہ سب سامان درست ہوچکا اور ملازم نیچے کوٹھے کے اُتر گئے مگر چالاک سبکی نگاہ بچاکر پلنگ کے نیچے جاکر چھپ رہا اور فرش کا کونا اوڑھکر اپنے تئین اسنے مخفی کیا ملازمون نے مزدورون کو اُجرت دیکر رخصت کیا اور کہا کہ ایک مزدور اور چاہیے پھر آپ ہی کہا کہ مزدوری لینے خود آئیگا الحاصل اجلال سے جاکر عرض کیا کہ حضور سب سامان تیار ہوا اس عرصہ مین نیچ بھی ہوگئی تھی اور سلیمان نے جو جلسہ دعوت کیا تھا وہ برخاست ہوا اجلال رخصت ہوکر اُسی خانہ باغ کی طرف چلا اور اپنے افسران فوج کو بلاکر حکم دیا کہ مین ذرا سحر تیار کرنے جاتا ہون تم جب تک مین نہ بلاؤن میرے پاس نہ آنا یہ کہکر دو رفیقون کو اپنے کہ ایک کا نام انتظام جادو اور دوسرے کا نام منصرم جادو تھا ہمراہ لیا اور اس باغ مین آیا دیکھا کہ یہ مختصر سا باغ نہایت درجہ بہار آگین رشک دہ فردوس برین ہی ہر شجر فیض باغبان قدرت سے نہال ہو گل ہر ایک زر سے مالا مال ہو کہ ابیات چمن آتش گل سے دہکا ہوا ہے ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا ٭ درختون نے برگون کے کھولے ورق ٭ کہ لین طوطیان بوستان کا سبق ٭ حاصل کلام اجلال بالاے بام آکر رات بھر کا جاگا تھا پلنگ پر سو رہا وہ دونون رفیق اسکے باغ مین سیر کرنے لگے اسی طرح وہ دن تمام ہوا اور ادھر عمرو بشکل ملکہ نسرین ہوا اس روز محل مین کنیزون سے پوشاک اور زیور ملکہ نسرین کے پہننے کا منگا کر دن بھر آرایش و زیبایش مین مصروف رہا چار گھڑی دن رہے حکم دیا کہ پلنگ ہمارا بالاے بام بچھاؤ کہ چاندنی کی کیفیت دیکھین گے اور وہین آرام کرینگے بمجرد حکم پلنگ کوٹھے پر آراستہ ہوا اور اوٹ پھولونکے گجرے کر دیے گلاب اور کیوڑے کے قرابون کے اور عطر کے شیشون کے منھ کھولکر رکھدیے گلدستہ جا بجا چن دیے غرضکہ جملہ طرح کا سامان عیش نشاط مہیا کر دیا اور کنیزون نے عرض کیا کہ واری خود بیگاہ حضور کی درست ہی اسوقت ملکہ یعنی عمرو ہمراہ کنیزان ماہ پیکر کوٹھے پر آیا اور وہین کنیزون سے کچھ میوہ منگا کر کھایا اور مسند پر بیٹھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت وہ زکوۃ حسن شب دیتا تھا بیٹھا باہر ماہ بھی سائل کھڑا تھا چرخ نیلی فام پر ٭ وہ چاندنی کی سیہ ملکہ کے حسن کی بارہا تھہ پاؤن مین مہندی لگی مانگ موتیون سے بھری عجب عالم دکھائی تھی جادہ کہکشان کو راستہ بتاتی تھی کنیزین چکور کی طرح اس ماہ تابان پر خوبی کے تصدق تھین اسی طرح پہر رات تک مصروف لہو ولعب رہین جب زیادہ رات گئی ملکہ اپنے پلنگ پر جا لیٹی اور کنیزین گرد پلنگ کے سو رہین لیکن ملکہ یعنی عمرو نے دوپٹہ منھ پر ڈالکر سونے کے بہانے جاگنا شروع کیا اور منظر قدرت نمائی خدائی کا ہوا کہ دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے مگر اب اجلال

نے پہر رات گئے انتظام اور منصرم اپنے دونون رفیقون سے کہا کہ مین تم سے ایک بات کہتا ہون اگر کسی سے نہ کہو گے اور میرا کام کردو گے تو مال دنیا سے غنی کردونگا اور کل لشکر کا اپنے سپہ سالار بناؤنگا اُنھون نے کہا کہ اگر ارشاد کیجیے تو ہم اپنا سر کاٹ کر حضور کے قدم پر نثار کرین آپ کو جو کچھ ارشاد کرنا ہو فرمایئے کہ غلام اُسے بجا لاوین اور یہ راز ہماری زبان سے ہمارے کان تک نہ سنین گے اجلال نے کہا مرحبا یہی چاہیئے لو سنو وہ بات یہ ہی کہ مین سلیمان عنبرین مو کی دختر ملکہ نسرین عنبرین مو پر عاشق ہون اور وہ بھی مجھ پر فریفتہ ہی اور اُسنے مجھے وعدہ کیا ہے کہ الگ مکان مین ساحرون کو بھیجکر مجھے بلا لو چنانچہ وہ اب کوٹھے پر مکان کے مہمان دعوت میری ہوئی تھی اور ناچ ہوا تھا سوتی ہوگی تم جاکر پلنگ اُسکا اُٹھالاؤ اور اُس کوٹھے پر اور جو عورتین سوتی ہون اُنکو سحر کرکے بیہوش کردینا کہ بعد اٹھالانے ملکہ کے کسی کی آنکھ نہ کھلے اور ملکہ کا کوئی متلاشی نہوا انتظام اور منصرم نے عرض کیا حضور یہ کتنی بڑی بات ہے ایسوقت غلام بجا آوری حکم کرتے ہین یہ کہکر دونون سحر پڑھکے اوڑے ملکہ نسرین کے کوٹھے کے قریب پہونچے دیکھا کہ ملکہ خواب نازنین مین ہے ایک پایتجہ رانون تک چڑھا ہے دوسرا پلنگ کے نیچے لٹک رہا ہے سراپا غرق دریاے جواہر ہے کرتی سوتے مین اوپر چڑھ گئی ہے شکم لوح سیمین کی طرح چمکتا ہے جوڑا بالون کا کھلا ہے زلف چلیپا کمر سے لپٹ گئی ہے ہاتھ کہین ہے پانون کہین جا ہے جوانی کی نیند مین کچھ خبر نہین کہ کیا کھلا ہے انتظام اور منصرم دونون نے دور سے سحر پڑھا کہ کنیزین جو پلنگ کے پاس سوتی تھین اُنپر بیہوشی طاری ہوئی اور ایسی ہوا ٹھنڈی چلی کہ جو جاگتی تھین وہ بھی سو گئین اسوقت وہ دونون ساحر کوٹھے پر سے اُترے اور ملکہ کے پلنگ کو دو طرف سے دونون نے اُٹھایا عمرو کہ باطن مین بیدار تھا سمجھ گیا کہ اب اجلال نے بلایا دیکھئے اب کیا گذرتی ہے غرض نظر بہ فضل کردگار کرکے خاموش ہورہا اور ساحر پلنگ لیے ہوے ایک لمحہ مین پاس اجلال کے حاضر ہوے اور پلنگ فرش پر لاکر رکھدیا اجلال چشم براہ انتظار رکھتا تھا انھین دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا اب تم دونون جاکر نیچے کوٹھے کے آرام کرو اور خبردار کسی کو یہان آنے نہ دینا اور تم بھی بغیر میرے بلائے یہان نہ آنا وہ دونون یہ حکم سُنکر نیچے کوٹھے کے اُتر گئے اور آپسمین مشورہ کیا کہ شاید کسی کام کو اجلال طلب کرے تو اسلیے ایک شخص آرام کرے اور ایک جاگتا رہے غرض ایسا ہی کیا اور باری آپسمین مقرر کی لیکن اجلال یہان ملکہ کے قریب آیا اور دو شمع رخ روشن سے سحر کا شعلہ برق حسن کی چمک سے نظر اُسکی خیرہ ہوئی عجب حسن خداداد نظر آیا کہ پیر فلک نے بھی کسی ایسے نوجوان کو با اینہمہ کہن سالی نہ دیکھا ہوگا اور گوش روزگار نے کسی کے حسن زیبا کا ایسا تذکرہ خوبی نہ سنا ہوگا۔ سراپا

وہ ماہ جبین تھی رشک زہرہ		وہ حسن پری کہ جسکا شہرہ	
سانچے مین ڈھلا تھا جسم پر نور		شعلہ کہون یا رہ جلوۂ طور	

تھا خرمن حسن دانۂ خال — تھے دیکھنے چاندنی کے دو گال
بالون کا وہ پیچ و تاب سر پر — شب کو لیے آفتاب سر پر
نازک تھے جو برگ گل سے وہ گوش — آویزے تھے صدف کے دیکھکر ہوش
پرنور گلے کی تھی صفائی — مہتاب کی جیسے رونمائی
محرم کی بھی وہ غضب کساوٹ — سینے سے کیے ہوئے لگاوٹ
کرتی بھی نفیس ایک پرزر — پہنے ہوئے ناز سے وہ دلبر
لپٹی ہوئی چست و تنگ برمین — تھا نور بھرا ہوا تمامین
کیا آسمین کرون شکم کا اظہار — مہ برج سے نور کے نمودار
ظاہر وہ کمر نہ تھی سرمو — تھا اسکو وبال بار گیسو
کچھ وصف بیان ہو نہانی — رندون کو ہو جس سے شادمانی
بیجا ہو جو دو ہلال کہیے — لازم ہو کہ لامثال کہیے
جوبن سے بھری ہوئی وہ رامین — قربان ہزار دل سے جامین
گلبرگ سے نرم تر کفِ پا — کانٹون سے زیادہ فرش گل کا
ہر دل کو عزیز جان سے تھی — نازک بھی وہ پھول بان سے تھی

اجلال کو صورت دیکھکر بیہوشی طاری ہوئی مگر اپنے تئیں سنبھال کر لگا پانون ملکہ کے دبانے کہ ایکبار عمر و کروٹ لیکر بیدار ہوا اور کنیزون کا نام لیکر پکارا اجلال نے سر اپنا قدم پر رکھدیا اور عرض کیا کہ کنیزین تو یہان ہین نہین مگر یہ غلام تازہ حضور کا حاضر ہی ہے یہ نامیکہ مولا نے نام تو ام بہ درم ناخریدہ غلام تو ام بہ۔ ملکہ نے ایکبار تیوری چڑھاکر اجلال کی طرف دیکھا اور دوپٹہ سنبھال کر اٹھی اور بال بکھرے ہوئے سمیٹ کر جوڑا باندھا اور دونون پانون کو پلنگ سے لٹکا دیا اجلال کی جانب سے منہ پھیر لیا اس ادائے معشوقانہ کو اجلال دیکھکر مرگیا اور پروانہ وار گرد اس شمع کے پھرا ملکہ نے کہا آخر یہ کیا ماجرا ہی تم کوئی جن ہو یا آسیب ہو کون ہو مجھے یہان کون لایا ہی یہ مکان کس کا ہی اجلال نے یہ باتین سنکر عرض کیا کہ ای جانجہان والے آرام دل مشتاقان جیسا آپ کے دادا جی نے مجھے فرمایا ویسا حسب الارشاد حضور یہ غلام عمل مین لایا اور سب ماجرا چوبدار کی گفتگو کا بیان کیا ملکہ یہ حال سنکر مسکرائی اور دامن کو جھٹک کر اٹھی اور کہا اے نابکار ساحر غدار مین اسی طرح پیادہ پا اپنے گھر جاتی ہون اور اس موے بڈھے چوبدار کو جس نے مجھ پر یہ طوفان جوڑا ہی اور تیری عاشقی کا الزام مجھ پر لگایا ہی دیکھ تو کیسی سزا دلواتی ہون کہ وہ بھی یاد کرے اور اس امر کی

خبر اپنے باپ سے کرکے افراسیاب کو نامہ لکھاتی ہون کہ مونڈی کاٹے تجھے وہ ذلیل کرکے طلسم سے نکالدے اسی طرح تو تنگ وموس مین بادشاہون کے در اندازی کرتا ہے اور پرائی بہو بیٹیون کا ستیاناس کھوتا ہے **اجلال** یہ باتین غصہ ناک سنکر ڈرا اور نتین کرنے لگا کہ اے ملکہ عالم حضور ایک لمحہ یہان تشریف فرما ہون تاکہ مین شرط خدمت بجالاؤن اور پھر حضور کو خوابگاہ کی جانب پہونچادون ملکہ نے کہا خدمت تو جاکر اپنی والدہ یا ہمشیرہ کی کرنا خبردار مجھے ایسے کلام زبان پر لائیگا تو سزا پائیگا **اجلال** نے پھر دست بستہ کہا کہ اے ملکہ آپ تھوڑی دیر مسند پر جلوہ افگن ہون مین نظارۂ گلشن جمال کرون اور گلشن باغ حسن کی کرکے دامن نظارہ بھرون مجھے سوائے آپ کی صورت دیکھنے کے اور کچھ کام نہین ؎ گر بر سرو بہ چشم من نشینی ۔ نازت بکشم کہ نازنینی ۔ اے مونس جان عاشقان وائے شہنشاہ خوبان مین تیرا ایک ادنی غلام ہون یہ کہکر قدم پر گرا اور ملکہ اسکی منت دیکھکر خرامان خرامان کہ **بیت** چال چلتے ہین وہ اس انداز سے ۔ مردمے میرود خرام نازے ۔ آکر مسند پر بیٹھی اور **اجلال** سامنے مودب بیٹھ گیا اب یہ کیفیت ہے کہ ؎ چو خانہ خالی و معشوق مست ناز بود ۔ تو انگریست برآنکس کہ پاکباز بود ۔ **اجلال** جب دست ہوس بڑھاتا ہے ملکہ کبھی تیوریان چڑھاتی ہے کبھی روکھی صورت بناتی ہے کبھی مسکی بھرتی ہے کبھی مسکرا کر اسکے خرمن جان پر برق آفت گراتی ہے غمزہ موج تبسم کا زخمی بناتی ہے ہنگامۂ ناز و نیاز گرم ہے ادھر شوق اُدھر شرم ہے جب زیادہ الحاح وزاری **اجلال** نے کی ملکہ نے کہا کہ تو بھی بڑا بیوقوف کاٹھ کا الو ہی پھیکے غمزے کرتا ہے اور خوان دعوت کو بے تکلف رکھتا ہے نہ شراب نہ کباب اور پھر یہ اضطراب مہمان کو یون بلاتے ہین خالی اپنا مطلب جتاتے ہین سچ ہے مردوے بھی کتنے خود غرض ہوتے ہین اور تجھ مین تو بوے محبت ذرا نہین سوائے اپنے مطلب کے دوسرے کی پروا نہین **اجلال** یہ باتین سنکر شرمندہ ہوا اور دل مین سوچا کہ ملکہ سچ کہتی ہے شراب دافع حجاب ہے دو ایک جام پیکر یہ مست ہوجائیگی اور تیری آرزو بر آئیگی اب بخت مساعد ہے کوئی دم مین ہم پہلو یہ دلدار ہے بس اُسی وقت میخانے سے اٹھکر کشتیان شراب کی اور قلیہ مین گزک کے لئے کباب کی لایا اور گلابی اٹھاکر جام جواہر آگین مین شراب ارغوانی لبریز کی اور ساغر ہاتھ پر رکھکر سامنے ملکہ کے بیشکش کیا کہ یہ بادۂ محبت حاضر ہے اسے نوش کیجئے اور داد عیش وخرمی دیجیے کہ ابیات

خلوت ما را فروغ از عکس جام بادہ باد بے چراغ جام در خلوت نمی آرم نشست مجلس دانش بہار و بحث عشق اندر میان	ز آنکہ کج اہل دل باید کہ نورانی بود وقت گل مستوری مستان زنادانی بود جام مے نگرفتن از جانان گرانجانی بود

ملکہ نے وہ جام دست نازک مین لیا اور منھ پھیر کر تیوری چڑھاکر سسکی بھر کر لبون سے لگایا اور اپنا منھ بناکر ساری شراب **اجلال** پر پھینکدی اور کہا یہ شراب میرے کام کی نہین افسوس ہے کہ تو بادشاہ کہلاتا ہے مگر ٹکے کا ٹھرا پیتا ہے

بلکہ وہ بھی اس سے اچھا ہوتا ہی اجلال نے عرض کیا کہ ای ملکہ یہان یہ ملک مال نہین آپ ہی کے باپ کے جو میخانہ بھجوادیا ہے وہی تصرف مین ہی ملکہ نے کہا کہ بادشاہون کو سب جگہ یہ نعمت مہیا ہی ع منم کہ کوہ و دشت و بیابان غریب نیست + اگر تو میرے آنے کے لیے اہتمام کرکے عمدہ شراب کیلئے کھنچوا رکھتا تو بیشکل تھا مگر تجھے سوائے اپنے مطلب کے کسی بات کا کب خیال تھا خیر اب تو آپھنسی جو کچھ تقدیر دکھائیگی دیکھینگے یہ کہکر ایک قلم شراب کی اپنی محرم سے نکال اور جام شراب سے بھرکر اس قلم سے چند قطرے ساغر مین ڈالے کہ رنگ شراب کا گلنار ہوگیا اور اس جام کو بہ نگارین خورشید نما پر اپنے رکھکر سامنے اجلال کے ہاتھ بڑھایا اور کہا او بیمروت ساقی گری کرنا ہمارا کام ہی یہ جام عنایت ہمارے ہاتھ سے نوش کر ؎ نکی پیر مغان مین کہ چو ما بدمستان + ہر چہ کردیم بچشم کرمش زیبا بود ؎ اجلال یہ چشم عنایت اپنے ساقی کی دیکھکر مرہون منت ہوا اور جام اس گلفام کے ہاتھ سے لیکر پی گیا مغاذاللہ وہ قطرے جو قلم سے جام مین ٹپکائے تھے وہ بیہوشی قاتل تھی جو عمرو نے ملادی تھی یکایک اجلال کو چکر آیا اور کہا ای ملکہ بڑی تیز و تند شراب پیتی ہو کہ مجھے تو اسنے ایک ہی چلو مین اُلٹو بنایا ملکہ نے کہا ذرا ٹھکر ٹہلو فرحت حاصل ہوگی اور عجب مزایہ تسراب دکھائیگی اجلال اُٹھا اور دو قدم چلا تھا کہ ہوا مُنھ پر جو لگی بیہوش ہوکر گرا عمرو نے خنجر زنبیل سے نکالکر چاہا کہ اسے ذبح کرے اُسوقت چالاک بن عمرو جو پنجے پلنگ کے چھپا ہوا تھا اور یہ ماجرا دیکھکر حیران ہو رہا تھا کہ یہ کون شاہزادی ہی مگر اب جو دیکھا کہ اسنے اجلال کو بیہوش کیا اور قتل کیا چاہتی ہی سمجھ گیا کہ والدماجد ہین شاہزادی بنکر یہان آئے ہین دل سے کہا کہ واہ واہ کیا عیاری پاکیزہ فرمائی ہی مگر اب قتل کرنا اجلال کا برا ہی یہ سوچکر پلنگ کے پنجے سے نکلا عمرو اجلال کو قتل کیا چاہتا تھا کہ چالاک پر جا پڑا اسنے خنجر کو خالی دیا اور کہا مین ہون فرزند آپکا چالاک عمرو نے ہاتھ روکا اور کہا او نالائق کیون یہان آیا اور کس لیے اس ساحر دشمن صاحبقران کو قتل کرنے سے منع کرتا ہی چالاک نے کہا ای والدماجد ساحر کا قاعدہ ہی کہ جب مرتا ہی بیراسکے غل بچاتے ہین اگر اسکو آپ ذبح کرتے اور شور و غل ہوتا پنجے کو غچہ کے انتظام اور منصرم جو پلنگ لائے ہین موجود تھے فوراً صدا سنکر دوڑے آتے اور گرفتار کرلیتے عمرو نے کہا تو سچ کہتا ہی مگر پھر کیا کرون چالاک نے کہا مین ملکہ کی شکل بنتا ہون یعنی جو آپ بنے ہوے ہین اور آپ اب اجلال کی صورت بنیے اور مین بشکل ملکہ پلنگ پر جاکر لیٹا ہون حضور انتظام اور منصرم کو بلاکر حکم دین کہ پلنگ ملکہ کا تم پہونچا آؤ اور اجلال کو زنبیل مین ڈال لیجیے اور اس طرح یہان سے بچاؤ کرکے چلیے آیندہ جو کچھ اور عیاری کیجیے گا بن پڑیگی عمرو کو یہ تدبیر پسند آئی اور آپ اجلال کی صورت بنا اور چالاک کو ملکہ بناکر پلنگ پر سلاکر اجلال کو زنبیل مین ڈال لیا اور دونون ساحرون کو بلاکر حکم دیا کہ پلنگ ملکہ کا پہونچاؤ وہ بزور سحر پلنگ لیکر اُڑے اور ملکہ کے کوٹھے پر جہان پہلے پلنگ بچھا تھا وہین لاکر رکھا اور آپ وہان سے علحدہ ہوکر سحر پڑھا کہ خواصون کو پہلے جو بیہوش کرگئے تھے

وہ ہوشیار ہوئین یہ دونون تو خدمت اجلال مین جو عمر دہی آئے اور وہان خواصون نے دیکھا کہ صبح قریب ہے
بلکہ اسی طرح سورہی ہی غرض سب اپنے اپنے عہدہ پر سرگرم کار ہوئین اور جالاک بھی تھوڑی دیر کے بعد انگڑائی لیکر
اٹھا اور عمرو نے سب نام خواصون کے اور رہنے کی جگہ بلکہ کی بتادی ہی اسی دستور کے موافق ہمراہ کنیزون کے
نیچے کوٹھے سے اُتر کر آیا اور جہان کا خواجہ نے پتا بتلا دیا تھا اسی جگہ آکر آرام وعیش مین مصروف ہوا اگر عمر و بشکل اجلال
صبح کو مع اپنے رفیقون کے سوار ہوکر دربار مین سلیمان کے آیا سب نے تعظیم کی یہ ذکل بیٹھا اور کہا یا خداوند آپ لشکر
لے کر باہر قلعے کے چلیے تاکہ مین لشکر حمزہ کو غارت کرون اور خدمت شہنشاہ افراسیاب مین جاؤن لقائے سلیمان
کو حکم دیا کہ افسران فوج اور سپہ سالاران لشکر درست ہوکر بیرون قلعہ طیبن اور مقابلہ لشکر حمزہ سے کرین بمجرد حکم یہ
وہ لوگ اپنے بارگاہین لڈنے لگین اور متوجہ جنگ ہوا جنقدر ان ہوے یہان امیر نامدار بیٹھے تھے کہ ہلکارے جو باہر جاسوسی
پر مقرر ہین دوڑے آئے اور بعد دعا وثنا کے عرض پیرا ہوئے کہ آج غلامان جانباز بشکل مبدل دربار مین سلیمان
کی حاضر تھے کہ اجلال نے تہیہ جنگ کیا اور لشکر لقا کا مع لشکر ساحرون کے اور لشکر سلیمان کا مع کوہیون کے قلعے کے
باہر آتا ہی امیر مع سردارون کے واسطے دیکھنے آمد لشکر کے دربارگاہ پر آکر ٹھہرے دیکھا یک دروازہ کوہ عفریت کا کھلا
اور نشان فوج کے ہاتھون پر ظاہر ہوئے انکے بعد ساٹھ ہزار سوار جلتہ پوش چار آئینہ سہ دوشی بدوش پرے سے پرے
ملے مرکب ہلے دور کا بہ پر سوار گزرے کہ اسلحے کے چقا چاق سے گنبد گردان مین غلغلہ پڑگیا پھر انکے پیچھے ستر ہزار پیادے
کمانین پشت پر ترکش مثل طاؤس پھیلے کے برابر دلاویان کمر سے باندھے بانے جنگ کے آراستہ کیے برآمد ہوئے بعد انکے
فوج ساحران پیدا ہوئی کہ ساحراز دہون اور شیرون پر سوار مندرے کا لون مین پرے کنڈل اور حلقے ڈالے
جے سامری و جمشید کی بولتے بحر کی نیز نگیان دکھاتے نکل گئے لیکن عمرو کہ جو نی اکمال اجلال بنا ہوا سنے تمام
اور منصرم سے حکم دیا ہی کہ بابد ولت کے لیے ایک اژدہا تم اپنے بھر سے بنالاؤ کہ اسپر کا ٹھ اکھنچا ہو مین بھرا بنا میدان
رزم مین دکھاؤنگا یہ کام تمھارے سپرد کرتا ہون وہ ساحر حسب الحکم ایک اژدہا بنا کر لائے عمرو اس اژدہے پر
سوار ہوا انھون نے رکاب لی اور بھر کرتے آگ اور تھپر برساتے چلے اور عمرو اب آگے آگے فوج ساحران کے
تھولی بحر کی گلے مین ڈالے تاج بادشاہی سر پر قبائے فرمانروائی پہنے بازوون پر بازوبند باندھے نکلا اسکے بعد دیکھا
کہ چالیس ہاتھی زنجیرہ بندکیے ہین اور اسپر تخت مرصع کھنچا ہی موتیون کا بنگلہ انباری کے عوض تخت پر چھایا ہی اور
اس تخت پر لقا بیٹھا ہی برابر اسکے بیٹا اسکا یاقوت شاہ اور فرامرز بیٹا نوشیروان کا ہی خواصی مین خواجہ
سرا زالدین ملک نجم تیارک شوم کافر پیدین بیٹھا ہوا رومال سر پر لقا کے جھل رہا ہی اور گرد سواری لقا کے
ملکال خون آشام اور طائر عاد کرسی نشین اور ضیغم قدرت اور زنکال خون آشام اور بہت سے سردار
نجانی باختری مشتری حصاری اور سالار فوج مرکبہا کے بری پیکر پر سوار گرد لشکر دنا جدار برآمد ہوے پھر کئی

لاکھ کا لشکر ذامرز کے سپہ سالار قارون رزم زن اور قارن فیل من ابداع لاہوت و جم زرین کلاہ لیے ہوے اور لشکر سلیمان سب کے بعد آیا کہ اس لشکر کے سردار ناظر زراغ چشم و منظور زراغ چشم دلالان لال قبا ہیں غرض امیر نے یہ لشکر فراوان ملاحظہ فرماکر خدا کو یاد کیا کہ الٰہی تو قادر و توانا ہے اور یہ لشکر مثل مور و ملخ کے میدان جنگ کا فاصلہ لشکر امیر سے دیکر اتر گئے اور دہل اور دمامے طبل زرمی بروقت داخل لشکر بجنے لگے ابیات

برآمد شدہ لشکر بے قیاس		زمین در تزلزل فلک در ہراس	
حفیض زمین چون فلک اوج بود		سپہ بیسپہ فوج بر فوج بود	

خیمہ ہاے عالیشان استادہ ہونے لگے کندے سرپچے چوبے قنبے سے بھے سائبان کی قنات تنی بارگاہ مین مسل و مسل پالین چھولداریان نمگیر کھڑے ہوے سردارون کے لیے بارگاہ مین سوارون کے لیے طنبو استادہ تھے لشکر جب اتر چکا اسوقت بازاری بیوپاری کنجڑے قصائی نانبائی کوتڈیے ہرجگہ لجا کر آباد کرنے لگے بازار کے لیے ہرجگہ کوتوال اہلکار محافظ ہوا لشکر مین ایک شہر کی کیفیت حاصل تھی دوکانین کھلی ہوین خرید فروخت ہوتی تھی کہ شام آئی اسلام دوررسیدہ چوک مین گلاس روشن ہوے دوکانون مین چراغ جلنے لگے مردمان لشکر پھرنے لگے چار سپہ سالار لشکر کئی کئی ہزار سوار لیکر لشکر کے گرد طلایہ پر مقرر ہونے کو تا گشت کو اٹھے نرسنگے پھنکے بدمعاش گھرنے لگے بیدار باش خبردار باش کی صدا بلند ہوئی اور ادھر لشکر صاحبقران مین بھی تمام تھا طلایہ پھر رہا تھا الحاصل دونون لشکر کی طرح ہوشیاری ایک دن اور رات مقابلے میں اترے رہے جب دوسرا دن ہوا قریب شام اجلال جادو نے ساحرون کو طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور سلیمان اور نقاد اور جتنے بادشاہ موجود تھے سب نے اپنی اپنی فوج کو ایسا ہی حکم سنایا دلاوران روز آیجا اور شیران بیشۂ وغا نے نقارخانون مین جاکر نقارہ رزم پر چوب لگائی دشت قتال گونج گیا طاس فلک مین جھنا گیا ہوا یہ خبر ہرکارے لشکر اسلام کے خدمت صاحبقران مین لائے اور مجرا گاہ پر ٹھہر کر بعد اداے آداب یون عرض کیا نظم

الٰہی تا جہان باشد تو باشے		جہان را تا نشان باشد تو باشے	
رہین اسد ربہ ہر دم مثل دربان		تنہ روم و عجم اور چین کا خاقان	

عمر و دولت شہنشاہ خضر سے اور خزانہ خسرو سے افزون ہو دشمن تیرہ روزگار زار و زبون ہو آج لشکر ضلالت اثر عدو مین طبل جنگ بجا ہے ہر ایک نامرد آمادۂ کارزار ہوا ہے یقین ہے کہ کل میدان رزم مین آکر آتش عناد و فساد کو مشتعل کرے باقی خیریت ہے امیر نے یہ خبر سنکر طرف بادشاہ لشکر اسلام دیکھا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ یا امیر آپ بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی حکم دیجیے کہ ہمارے لشکر مین بھی بمدد خداے پاک طبل جنگ بجے اور نقارۂ سکندری پر چوب پڑے کس لیے کہ جیسا کچھ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری پیشانی

مین تحریر فرمایا ہی وہی پیش آئی ہی عیاران لشکر اسلام بہ کلام شاد مالی سنکر بایے صاحبقران نامور نقارخانہ سلیمانی اور سکندری مین آکے داروغہ نقارخانہ قلابہ چینی اور کبابہ چینی شاہزادگان چین اور ماچین نے طبل سکندر کو سینگ کر درست کر رکھا تھا غاشیہ اُسپر سے اُٹھالیا تھا اور صدائے نقارۂ رزم لشکر مخالف منتظر حکم بادشاہ تھے کہ عیارون نے آکر حکم شاہ سُنایا اُنھون نے عوض عمرو کے طبل جنگ بجایا واضح ہو کہ طبل رزم سوائے عمرو کے کوئی نہین بجاتا ہی منصب عمرو کا ہی اور اگر عمرو نہ ہو تو اُسکے بدلے بیٹے عمرو کے یا داروغہ نقارخانہ کے تعمیل حکم شاہ کرتے ہین الحاصل طبل جنگ جب بجا زمین وزمان مین زلزلہ پڑ گیا یہ وہ طبل سکندر ہی کہ جسے صاحبقران نے ہندوستان مین دریا کے اندر میل سکندری پر پایا تھا اور عمرو جال لیا سی مین باندھکر اسے لایا تھا ذکر اسکا دفتر اول مین مذکور ہی چونسٹھ کوس اس طبل کی صدا جانے کا دستور ہی غرض یہ معلوم ہوا کہ طبل جنگ بجا سر طائر اسکی صدا سے فلک پر پھڑکنے لگا اور گاؤ زمین کا کلیجہ دہل گیا کوہ دشت ہلگیا نظم

چو بر تخت اسکندر آمد زوال	زناہید مریخ کرد این سوال		جہانرا مگر شور آخر رسید
سر فیل صور قیامت دمید	بگفتا کہ نہ طبل اسکندر ست		ز آواز او گوش گردون کر است

سب لشکر خبردار چھوٹا بڑا بہادر وخام درہو شیار رہو اکہ دم بھر ملک الموت کی گرم بازاری ہی بقدر جان کی خریداری ہی سر تن سے جدا ہونگے یا رزخمون کے بٹینگے آج بادشاہ نے سویرے سے دربار برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی اپنی بارگاہ مین آیا تیاری حرب وضرب کی شروع ہوئی ہتھیار ین صیقل ومصقل ہونے لگین کمانین سینگ کے درست کی جانے لگین بہادر رزم پیکار کی تدبیر سوچنے تھے بزدلے گھبرائے ہوئے منہ نوچتے تھے منچلے جو تھے مشتاقانہ مورچون کو غور کر کے ہنس ہنس کر رزم گاہ کو دیکھتے پھرتے نامرد بلبلے ہونے کا طور سوچتے جرار زرہ جامہ خود وبکتر درست کرتے تھے چہرون پر سُرخی چھائی تھی نامردون کے منہ پر ہوائی تھی لشکر مخالف مین اجلال کے ساحر سحر اظہار کرتے تھے دھڑ دبجا تھا چوکے خون خوک سے دیے گئے تھے مرچین جلتی تھین گوگل سلگتا تھا کلوا بیرون اور نارون پکارا جاتا تھا دوپہر رات سے دونون لشکرون کے نقیب نکلکر شجاعون کو ترغیب جنگ لاتے تھے کہ ؎ جوانِ جوان بخت ہشیار ہو ۔ سلاحون سے اپنے خبردار ہو ۔ غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا آخر کار وہ وقت آیا کہ اریکہ آرائے زنگاری مشرق بکر پہ فرمنروا رہوا ظلمت شب رو بفرار لائی سفیدۂ صبح آشکارا ہوا اشعار

علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب		شہ خاور سپہر گرد ہوا
رونق تخت لاجورد ہوا	ہوا میدان چرخ پر اکبار		شہ انجم سپاہ رو بفرار

تمام لشکر جانبین سے خیل خیل ذیل ذیل گردہ گردہ فسون فسون میدان کارزار مین مسلح ومکمل آنے لگے اور امیر باتوقیر مسجد کریاس مین تشریف لائے فریضۂ نماز ادا کر کے ورد وظائف مین مشغول ہوئے اور

دست دعا اُٹھاکر دعای فتح وظفر درگاہ ربّ لاکبر مین کرتے تھے کہ ای قادر و توانا تو مجکو اس لشکر اشقیا پر فتحیاب فرمانا

ای آنکہ بملک خویش پاینده توئی کار من بیچاره قوی بسته شده		وز داس شب صبح نماینده توئی بکشای خدایا کہ کشاینده توئی	

امیر یہ دعا کر رہے تھے کہ مقبل وفادار تیر اندازون کا سپہ سالار غلام امیر باوقار حاضر ہوا آمین کہی امیر نے مقبل کو دیکھکر ارشاد کیا کہ لشکر کا کیا حال ہی مقبل نے عرض کیا ؎ دو لشکر رسیدند جاے مصاف ٭ دو بیرکا لبستند چون کوہ قاف ٭ امید وار قدوم میمنت لزوم صاحبقران ہین امیر نے فرمایا کہ صندوق اسلحہ کالاؤ مقبل نے صندوق اسلحہ سبجگ رکھنے کا حاضر کیا امیر نے تمام تبرکات جو مزار انبیا علیہم السلام پر سے جہان سے عمرو کو تبرکات ملا ہی اور اسکا مذکور قبل ہو چکا ہی پایا ہی اور وہ خود ہود اور زرہ داؤد اور کمان صالح اور نیزہ سام بن نوح اور موزے راگے چار آئینے وغیرہ ہین اُن سب تبرکات کو ذات بابرکات پر اپنے آراستہ کیا اور تیغہ صمصام اور قمقام کہ بلاغ ابراہیمی سے ملے ہین اور ذکر انکا دفتر اول مین ہی اور شمشیر عقرب سلیمانی اور نیزہ سہراب اور سپر گرشاب یہ سب پردہ قاف مین پائی ہین غرض ان اسلحہ کو زیب جسم فرماکر مسجد سے صاحبقران برآمد ہوے دروازے پر مسجد کے دیوانہ بن قندس دیوانہ اشقر بن دیوار نایئس کہ سازدیراق سے درست کرکے کھڑا تھا امیر کو دیکھکر اسنے تسلیم کی اور گھوڑا حاضر کیا مرکب راکب کو دیکھکر فرفر کرنے لگا امیر نے گردن توسن پر انگشت شہادت سے یا علی لکھکر حلقۂ رکاب مین کہ ہمہ تن منتظر قدم سعادت توام امیر تھا پانون رکھکر ایال پر ہاتھ ڈالکر گھوڑے کی پیٹھ پر جلوہ فرما ہوے جلوہ دار نے دامن قبا درست کیا بسم اللہ کا شور بلند ہوا غرض دست راست مین نیزہ دوسرا زدہا پیکر بائین مین عنان مرکب رشک صرصر بکر نادعلی پڑھا گھوڑے کو مہمیز کیا سب سردار بھی مثل کریت سپہر گردان نعمان بن منظر شاہ یمنی دعامر رودباری وسیف ذوالیدین وابوالعدن گردد طوق حرانگر وادرفرزندان امیر علم شاہ رومی وملک قاسم بن علمشاہ اسفندیار شاہ گیلانی وداراب کشور کشا وایرج بن قاسم وخورشید بن ہاشم وہاشم تیغزن بن حمزہ وکرب دلاور واسد بن کرب لندھور بن سعدان جانشین حمزہ وملک اژدر جانشین حمزہ وغیرہ بکروفر اپنی فوج میدان رزمگاہ کی طرف بھیجکر امیر کی خدمت مین حاضر ہوئے یہ سب پانچسو پچپن سردار ہین کہ انھین لیکر امیر درد ولت آستان بارگاہ ظل اللہ جہان پناہ مالک اورنگ سلیمانی سلطان سریر ہاتوقیر شاہ سعد بن قباد بن صاحبقران پر حاضر ہوئے اور منتظر آمد سلطانی جلوہ خانہ مین ٹھہرے کہ یکایک عیش محل ڈیوڑھی کا پردہ زبنوری چرخی پر کھنچا صدا غراغے کی بلند ہوئی اور انتظام آمد بادشاہ ہونے لگا اول بارہ ہزار طفلان ماہ پیکر لباس عمدہ پرزر پہنے ہوئے ہاتھون مین

کرتے سونے کے پڑے لوٹنے نچھاور کے لیے عود و عنبر اوپر جھونکتے نکلے پھر ہزار ہا پنچشاخے والیان طلائی و نقرئی پنچشاخے لیے وردیان سرخ سرخ زیب جسم کیے نکلے پھر کنول برداریان کنول بلوریں منقش لیے پیدا ہوئیں پھر ہزار ہا نواب ناظر خواجہ سرا انتظام کرتے گزرے اور تخت شاہی کو خادمان محل گھیرے بادشاہ تخت پر سوار کہاریان بیاریان پیاریان لنگے قیمت کے مہنگے پہنے ہاتھوں میں کڑے مگردہان پڑے کانوں میں بالے ناز و انداز ہر ایک کے نرالے جسم گدرایا شباب چھایا تمغے اور مچھلیاں سروں پر لگائے تخت کو اٹھائے ظاہر ہوئیں مرد ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم پکارے امیر و سب سردار مجرا گاہ پر جاکر کھڑے ہوئے ادھر شاہ کی صورت زیبا نظر آئی ادھر سب نے گردن پر تسلیم جھکائی مرد ہا پکارا بادشاہ مہابلی سلطان جہان نگاہ روبرو حمزہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا صاحبقران نے قرنشی مجرا کیا شاہ نے ہاتھ اپنے سینے پر رکھا کہ جگہ تمہاری دل میں ہے امیر تسلیم کر کے بیٹھے پھر سب سرداروں کا مجرا اور سلام ہوا جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن اور قرامرز عاد مغربی وغیرہ امرا سردار مذکور بالا ہر ایک نے بعد سلام و مجرے کے پایۂ تخت بادشاہ کو بوسہ دیا بادشاہ نے حکم سوار ہونے کا کیا سب سردار سوار ہو کر تخت شاہی کو مانند دل قلب میں قائم کر کے گرد حلقہ کیے ہوئے طرف دادگاہ معسکر کے لیکر چلے ڈنکے پر چوب پڑی بیت نقارہ آواز آمد عجیب ؎ کہ نصر من اللہ فتح قریب ؎ نقیب کڑکا کہتے ہیں وہ نور کا تڑکا نسیم عنبر شمیم وزان ہوئی بڑے بڑے تارے فلک پر ظاہر چھوٹے چھوٹے پوشیدہ تھے آگے بادبھاری غرضکہ بڑی تیاری سے بادشاہ عالی تبار دار و دشت معسکر ہوئے یہاں ایک جانب کو فوج سلیمان نے پڑاؤ جمایا اور لقا اور قرامرز کا لشکر نظر آیا کہ چوڑے چوڑے تنے گردنوں میں گینڈوں پر پہلوان سردار گرز بردوش باتن توشی صاحب سطوت و زور پیشانیوں پر شکن ڈالے نیزوں کو سنبھالے حریف کے لشکر کو دیکھ رہے تھے اسی ہنگام میں میدان نے آتش فشاں ہوا برق شعلہ بار چمکنے لگی ابر تیرہ و تار گھر آیا ساحروں کا لشکر اجلال جادو یعنے عمرو لیکر اسی طرف اژدر بحر پر سوار آیا انتظام اور منصرم رکاب پکڑے بحر کی نیرنگی دکھاتے اور چالیس ہزار ساحر بجلیاں چمکاتے تھرراتے تڑپتے بھڑکتے نرسنگا بجتا گھنٹے اور کماقوس کی صدا بلند آکر ایک سمت ٹھہرے کہ آنے سے دونوں لشکروں کے کرۂ ہوا کرۂ خاک بنا گا و زمین کا اس ہلچل سے سینہ چاک تھا طائر آشیانہ بھولے صحرائے رزم میں خوف سے ہر ایک کے ہاتھ پانوں پھولے روئے آئینہ سپہر مکدر نظر آیا چشمہ خورشید غبار زمین سے آگندہ ہوا کہ ؎

زسم ستوران دران بین دشت		زمین شش شد و آسمان گشت ہشت	

آخر کار سلیچہ کار ہوشیار نکلے اور میدان کارزار پست و بلند و ہموار کرنے لگے کنکر تھر خس و خار چنکر جدا انبار لگایا کہیں نقب اور کہیں کمینگاہ کو درست کیا جھنڈی جھاڑی درخت کا ٹکڑ زمین آئینہ سان صاف بنائی پھر سقوں کے آبپاشی کی باری آئی ہر ایک سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا لنگیان بادلے اور کھاروے کی باندھے وردیان پہنے

گھوڑے کمر سے لگائے تیسے گلون مین لٹکے آبشار سنبھالے ہزاری کے فوارے دہانے پر شکون کے چڑھائے چھڑکاؤ کرنے نکلے کہ انکے آبشار نے ساون بھادون کی گھٹا کو شرما دیا سب گرد و غبار کو بٹھا دیا مبارزون کو صورت بہادرون کی نظر آئی سب فوج دریاے آہن مین ڈوبی دکھائی دی کہ ہر ایک از سر تا پا غرق بحر آہن تھا سوا لوہے کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا ؎ چنان مرد خود را در آہن گرفت ؎ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ؎ صف آرائی شروع ہوئی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ چودہ صفین مثل سد سکندر کے آراستہ ہوئین سوارون کے آگے پیادے جنگ کے آمادے دیوار فوج تھے سوار دریاے لشکر مین موج در موج تھے گھوڑے برابر برابر تھوتنی سے تھوتنی پٹھے سے پٹھا دم سے دم سم سے سم ملاے تھے نقیب جو آگے بڑھ آتا تھا اسکے پیچھے کوہ اٹھاتے تھے گھٹے ہوئے کو آگے بڑھاتے تھے دمبدم باجے رزمی بجتے تھے مرکب الف ہوتے تھے کہ یکایک نقیباے خوش آواز اور گویئے کے لڑکے سرود نواز کہ لٹ پٹی دستارین باندھے تھے رنگین لباس زیب قامت کیے انھون نے بالحان دلکش سرود بجا کر مذمت دنیاے دنی گائی یہ صدا بہادرون کو سنائی کہ ؎

ای سلیمان تہ سقف سپہر غدار	تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو	ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا	جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
رات دن جھلین بجا کرتی تھین بہر نثار و نمین	عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
بار دان تھا نہ خزان کو تو کسی موسم مین	کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ	واہ ری تیری تنکفرنی با این عز و وقار
جن پہ پڑتا تھا پریزاد و ملک جھومر کا عکس	آجکل وہ لب جو چمگادڑ کے ہین آئینہ دار
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون بابیلون کے	مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
چیلین منڈلاتی ہین آڑتے ہین بگولے ہر سمت	ہینا بیابان ہین یرزاغ و زغن کے انبار
قصر کو جایند و باخندون کو آنکے دیکھو	تکیۂ گور و گورزن آج ہی ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت	نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ جھلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی	کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

ای بہادران زمان ہی نہ سام ہی نہ صفحہ ہستی پر نشان زال رخون آثام ہی برزو رہا نہ بیژن ہی نہ اس بلندی و پستی پر اسفندیار رویئن تن ہی کیسے بہادر صف شکن تہمتن نوجوان رستم دستان پیر فلک نے بچشم زدن نہ خاک کیے مگر جرأت سے نام باقی ہی ہر ایک کا ذکر شجاعت کا فی ہی لڑائی حسن اتفاق ہی کس لیے ؎ دور مجنون گذشت

دلو بت ماست + ہر کرا پنجہ در نوبت اوست + تلوار کی آنچ مشہور ہو گیلے سوکھے دونون جلتے ہین سر و گردن مین لاگ ہو یہی غضب کی آگ ہو زندگی دونون کے نام ہو نام کرلوا ے نوجوا تو لوٹ پھر کر سرخرو ہو جس کا قدم ڈگمگائیگا وہ پھر کہین آبرو نہ پائیگا دوہرہ لوہا لوہا سب کہین اور لوہا بری بلا ے + پگ آگے پت رہے اور پگ پاچھے پت جا ے + غرض یہ کہکر نقیب میدان سے نکلے اور یہ صدا دلیرون بہادران شجاعت کے شیرون کو شراب پرتگال کی ہوئی بہادری کا نشہ آگیا آنکھین ہر ایک کی لال ہوئین قبضہ ہاے شمشیر چومنے لگے مرکب پر مست ہو کر جھومنے لگے کہ یکایک اجلال جادو نے انتظام اور منصرم سے حکم دیا کہ میرے اژدر کو بزور بھر میدان مین پہونچاؤ انھون نے بھر ٹیڑھکر دستک دی اژدہا بیچ میدان مین اودا کر آیا اجلال نے پکار کر نعرہ مارا کہ یا حمزہ صاحبقران خداوند لقا سامنے موجود ہین جلد انکی خدمت مین حاضر ہو کر سجدہ کرو اور در صورت گردن تابی مین تیری سر کوبی کو آیا ہون میدان مین آتمنا دلی برلا امیر نے یہ سنکر اشقر دیوزاد کو تخت شاہی کی طرف پھیرا اور بولہلہا کر دنے علم اژدہا پیکر کو جلوہ دیا کلہ اژدر کی طرح کے اسمین چھتیس شقہ ہین جب انکو جنبش ہوئی صدا انمین سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی پیدا ہوئی یہ علم خواجہ بزرجمہر حکیم نے اژدہے کے پوست کا بنایا ہی اور چھتیس شقہ اسمین کلہ اژدر کی صورت رکھکر ایسے مخرج بنائے ہین کہ جب انمین ہوا بھرتی ہی مشک و عنبر کی بو اُن سے آتی ہی اور یا صاحبقران یا صاحبقران کی صدا سنائی دیتی ہی الحاصل میدان مین قرق ہوا کہ اور کوئی سردار سوا ے امیر کے لڑنے نہ نکلے سب سردار سپہ سالار پیادہ ہوے اور لشکر کلم جلوہ گری پر آئے امیر سامنے تخت بادشاہ کے آکر گھوڑے سے اتر کر دست بستہ اجازت خواہ ہوے شاہ نے جام کلہ عفریت پُر از شربت قند و نبات عنایت فرمایا امیر نے اُسے ادلش کر کے پہلوان عادی درگ سالار لشکر کو دیا یہ جام دیو عفریت کو قتل کر کے امیر نے اُسکے کلے کی صورت بنایا ہو کہ روز جنگ جب سر مست خسروانہ بادشاہ فرماتے ہین تو اس جام مین آسے شربت دیتے ہین ذکر اسکا دفتر اول مین ہی غرض جام عنایت بادشاہ سے سیر ہو کر اور اجازت حرب لیکر خلعت سے مخلع ہو کر امیر نے دوبارہ خانۂ زین کو مثل آفتاب منور و روشن فرمایا کہ چو شیر بیشہ گیرو برآہو کمین + بجست از زمین بر آمد بزین سب سردار صف کارزار مین رخصت ہو کر ٹھہرے اور امیر گھوڑے کو جولان کر کے طرف نادر دگاہ کے چلے مرکب بھگدری کر تلوارے بھرتا کلائیان شیر کی طرح مارتا روانہ تھا کہ ابیات

دے چو مرکب کہ برق یا بادے	طرفہ دیوانہ یا پریزادے	خوشخرامے ز آب نازک تر
تیز گامے زباد چابک تر	زبے گوشش نرمی کاکل	سنبل و بید و دستہ سنبل

غرض کہ وہ مرکب تین طرارون مین مقابل اجلال جادو پہونچا اجلال نے بعد گفت و شنید بسیار ایک ناریل چوٹی دار اپنی جھولے سے نکالکر اُسپر کچھ افسون پڑھا مگر وہ افسون نہ تھا بلکہ زبان جی تھی کس لیے کہ جب

امیر و عمرو پردۂ قاف گئے تھے تو زبان جنون کی یاد کرآئے تھے ذکر پردۂ قاف دفتر اول مین ہوئی الجملہ عمرو نے بچیلا افسون پڑھنے کے امیر سے کہا کہ مین ساحر نہین ہون آپکا غلام عمرو ہون آپ مجھے اسم پڑھکر گرفتار کر لیجیے مگر اس طرح گرفتار نہ کرنا کہ مجھ دبلے سوکھے آدمی کو آپ ایسے موٹے خنگے سے ضرر پہونچے اور کوئی عضو میرا بیکار ہو جائے امیر نے جب یہ باتین سنین بغور عمرو کی طرف دیکھا عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا اور واضح ہو کہ خواجہ عمرو کی آنکھ مین تل ہی کہ اس نشان سے عمرو پہچانا جاتا ہی امیر کو خواجہ کی عیاری پر ایک حیرت ہوئی اور عمرو نے ایک ناریل پڑھکر امیر پر مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ ناریل زمین پر گر پڑا اور امیر نے گھوڑا بڑھا کر اسم اعظم عمرو پر پھونکا تو سواری کا اثر دماغ کے آٹے کا ہو گیا اور سب نے دیکھا کہ اجلال پیادہ ہوا اور ترسول لیکر امیر پر حملہ کیا امیر نے گھوڑے سے کودا اور ترسول خالی دیکر اجلال کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور نعرہ کیا کہ اے لشکر ساحران مین نے تمھارے افسر کو گرفتار کیا لشکر یہ ماجرا دیکھکر چار طرف سے لینا لینا کہکر دوڑا امیر نے اجلال یعنی عمرو کو جو عیار کہ ساتھ تھا اُسے حوالے کیا اُسنے بہ ظاہر مقید کیا اور لشکر امیر جہان اُترا تھا وہان لے گیا اور امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے لشکر مخالف پر اگرے پھر تو فرامرز اور سلیمان نے فوج کے افسرون کو للکارا اُدھر سے شاہ اسلام نے نعرہ مارا اور سیاہ چار سمت سے گھر آیا اور برق شمشیر چمکنے لگی دونون لشکر آپسمین ملگئے کہ بیت دو لشکر زلشکر در آمیختہ + قیامت زگیتی برانگیختہ + اسی گرمی جنگ مین اجلال کے دونون رفیقون انتظام اور منصرم نے ساحرون کے افسرون کو بلا کر یہ سمجھایا کہ مالک ہمارا گرفتار ہو گیا ہی نہین معلوم وہ اطاعت امیر کی کرے یا نہ کرے لہذا ہمین لڑنا مناسب نہین ہی چاہیے کہ الگ ٹھہرین اور جب لڑائی یکسو ہو اسوقت اپنے مالک کا ساتھ دین غرضکہ سب ساحر ایک طرف ہوے اور لقا اور سلیمان دونون کی فوج نے حملے کیے لشکر اسلام مین نعرے سردارون کے بلند ہوئے زیر تیغ بڑے بڑے خود پسند ہوے ایک طرف امیر کا نعرہ تھا ؎

امیر عرب حمزہ شیر دل + کزو گشتہ سہراب و رستم خجل + کسی سمت لندھور پکارتا تھا ؎ منم صاحب عمرو و جانشین حمزہ در گردان + فسہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان + ایک جانب مالک اژدر صاحب نیزہ دوسر غلام بنی وصاحب حیدر نعرہ زن تھے ؎ منم مالک اژدر خشمگین + پھدارد در لشکر اہل دین ایسی بہم کر تلوار چلی تھی کہ ہر طرف لوہا برستا تھا زخمی پانی کیا بلکہ پناہ پانے کو ترستا تھا ساعقہ شمشیر اور باران تیر اور ایک ہنگامہ دار و گیر تھا سر اولے کی طرح گرتے تھے دریاے خون رنگے کھیت مین موج مارتے کشتے بے گور و کفن کہین سر اور کہین بدن تھے شپا شپ تلوارون کے شور شن شن کا لطف تھا تیرون کی بوچھار زخمون کے ہار تیرون کے گھاؤ سوراخ دار سہرے جوانون کے چہرے مردونامرد دو لھا دولھن کا لطف تھا

اور بقول اس نظم کے کہ نظم

زچشم زرہ خون روان ہر کنار	زخود کردہ قطع نظر روزگار	کمانہا زبس کشمکش در تعب
خدنگ جگر دار پر خندہ لب	زخون بردہ تیغ ہلالے گرد	زرنگین کمانہا فلک توبہ تو
پراگندہ شد اہل جمع عناد	زہا مون چو خار و خس و تند باد	دلیران دین خنجر افراختند
بدنبال کین پروران تاختند	پلنگ دلاور زخون سیر نیست	بہ نخچیر کس مانع شیر نیست
چہ گویم چہ آمد دران انجمن	زتیغ دلیران لشکر شکن	زفوج ستمگر برآمد خروش
نہ دل ماند با کینہ جویان ہوش		

خلاصہ کلام لشکر اسلام نے وہ داد شجاعت دی کہ لقا اور سلیمان کے لشکر کو شکست ہوئی حریف پسپا ہوے اور تاب جنگ نہ لا سکے بختیارک نے دیکھا کہ اس ملک سے بھی بھاگنا پڑیگا پھر کچھ قابو نہ چلے گا یہ سوچکر طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا اور نقارۂ امان بجا کہ لشکر جانبین سے جدا ہوے ادھر کے پہلوان بفتح و نصرت ادھر برگشتہ بخت بصد خفت و ذلت اپنے اپنے ڈیرے خیمے کی طرف چلے امیر نے کشتون کو میدان سے اٹھوایا تین ہزار آدمی لشکر امیر سے اور تین لاکھ فوج شریر سے کام آیا کشتے لشکر اسلام کے دفن ہوے لشکر مخالف کے تو پھینکے الگ زخمیون کی زخم دوزی ہوئی پٹیان زخمون پر چڑھین امیر نے اسدن تو دربار موقوف رکھا دوسرے دن اجلال کو سامنے بلایا اور ارشاد فرمایا کہ شناخت مین خدائے دو جہان کے کیا کہتا ہی اجلال کہ اصل مین عمرو تھا عرض کیا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم امیر نے بسنکر خلعت دیا اجلال اسوقت سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور اہل لشکر کو بلوا کر سمجھایا کہ مین نے اطاعت حمزہ کی اختیار کی ہی تمھین بھی لازم ہی کہ میرے ساتھ رہو اور میری مخالفت نکرو اسوقت کچھ ساحر جو بڑے سیہ قلب تھے وہ تو طرف طلسم کے پاس افراسیاب کے چلے اور باقی مطیع ہوکر ہمراہ اجلال خدمت امیر مین آئے امیر نے سب کو خلعت دیا اسوقت عمرو نے زنبیل سے اجلال کو نکالا اور ستون بارگاہ حشامی سے باندھا جاننا چاہیے کہ امیر کے بیٹھنے کی تین بارگاہ ہین ایک بارگاہ دانیالی دوسری بارگاہ حشامی کہ اس بارگاہ کو خزانہ نوشیروان صرف کرکے حشام پہلوان نے بنایا تھا اور ایک نقارہ بھی درست کیا تھا کہ صدا اسکی بارہ کوس تک جاتی تھی ان دونون چیزون کو امیر نے قتل کرکے حشام کو حاصل کیا اور تیسری بارگاہ سلیمان ہی کہ ملکہ آسمان پری نے بھیجی ہی اور اس بارگاہ سے یہ کرامت ظاہر ہوتی ہی کہ جب اسمین کوئی ساحر آتا ہی جلجاتا ہی اور اسمین کوئی عیار نقب لگا کر نہین آسکتا کس لیے کہ سراپچے بارگاہ کے جسقدر زمین کھدتی ہی اسقدر نیچے ہو جاتے ہین اور سراپچے اور پردہ اور کوئی چیز اس بارگاہ کی خنجر و تلوار کسی اسلحہ سے چاک نہین ہوتی اور کوئی عیار سراپچۂ قنات کو اس بارگاہ کی پھاند کر نہین آسکتا کیونکہ جسقدر انسان جست کرکے بلند ہوا اسی قدر سراپچہ بارگاہ بلند ہو جاتا ہی غرض اس لحاظ سے کہ ساحر اس بارگاہ مین جلجاتا ہی امیر و بخاری

ساحر کی بارگاہ خشامی مین فرماتے ہین فی الجملہ عمرو نے اجلال کو باندھکر پھر فیتلہ دافع بیہوشی سنگھانے وقت زبان اسکے منھ سے کھینچکر سوزن سے چھید دی تاکہ سحر نہ کرے پھر ہوشیار کیا جب آنکھ اجلال کی کھلی اپنے تئین گرفتار دیکھا اور سامنے اپنی صورت کا دوسرا اجلال پایا حیرت ناک ہوکر گھبرایا عمرو نے کہا ذرا ای اجلال جادو چشم خود را واکن و حال خود را تماشا کن منم سرہنگ سرہنگان عالم مولاے ملوک العرب والعجم دوندہ بے درنگ صاحب قنطورہ زرنگ مردان سرہنگ و نامرد از پیش من پالنگ منم جناب فطرت مآب حضرت شیخ الاصحاب مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار پیکر طراز خواجہ عمرو بن امیہ نام دار دیکھا تو نے قدرت خدا کو کہ مین نے تجھے کیونکر گرفتار کیا وہ دختر سلیمان نہ تھی جسنے کو تجھے پر بلایا تھا وہ یہ عبد ذلیل خدا تھا جو تجھے پکڑ لیا اور لشکر تیرا مطیع ہوکر داخل ملازمان صاحب قران ہوا اور ملکہ یعنی معشوقہ تیری میرے پاس گرفتار ہی اگر تو اطاعت کرے معشوق ملے جان بچے اور اگر ملک کا اپنے خیال ہی کہ افراسیاب ضبط کرلے گا تو حمزہ ایک ملک کے بدلے چار ملک دیگا اجلال نے جب یہ کیفیت دیکھی اور جملہ مضمون پر مطلع ہوا دل سے یقین کیا کہ لقا جھوٹا ہی اگر وہ خدا ہوتا اس حال کو نہ پہونچتا اور عمرو کے ہاتھ سے ذلت اسکا کوئی دوست بچاتا الحاصل اجلال نے اشارے سے کہا مین اطاعت کرتا ہون عمرو نے سوزن زبان سے نکالا اور کھولدیا اجلال دوڑکر امیر کے قدم پر آگرا صاحبقران نے خلعت دیکر اپنے سردارون مین داخل کیا اور بارگاہ مین چہل ستون کے باہر دنگل بیٹھنے کو ملا واضح ہو کہ اندر چہل ستون بارگاہ تخت شاہی بچھا ہی اور برابر اسکے دنگل امیر کا ہی اور دنگل امیر کے بعد بیٹے اور پوتے اور جانشین امیر و عمرو کے بیٹھنے کی جگہ ہی باقی سردار تا جلدار عیار بیرون چہل ستون دست راست اور دست چپ مین صاحبقران کے بیٹھتے اور وہ جانشین امیر کے ہین کہ ایک دست راست کے سردارون کا ہی افسر اور نام اسکا لندھور ہی اور دست چپ کے سردارون کا جو افسر ہی نام اسکا مالک ازدر ہی اور جو سردار دست راست کے ہین وہ چاہتے ہین کہ ہم زیادہ بہادری دکھائین اور دست چپی چاہتے ہین کہ ہم اپنی شوکت جتائین اسوجہ سے آپسمین چشمک رہتی ہی اور ایک دوسرے سے دست راست اور دست چپ کے سردار سے چوٹ چلتی ہی اور اسی طرح جو عیار دست راست کے سردارون کے ہین وہ دست چپ کے بہادرون کے عیارون سے چشمک رکھتے ہین اگرچہ سب شاگرد اور بیٹے عمرو کے ہین اور یہ سب عیار ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین اور ان سب عیارون مین چودہ افسر ہین اور ان افسرون کے چار مخصوص افسر ہین اور ان چار افسرون کا ایک شخص افسر ہی اور اس افسر کا ایک استاد اور مالک عمرو ہی اور بعد عمرو کے جوان سب کا افسر ہی بجاے خلیفہ عیاران لشکر ہی نام اسکا مہتر قران ہی اور یہ نظر کردہ حضرت امیرالمومنینؑ ہی کبھی عورت کی صورت بیضرورت بنتا ہی اور نہ کبھی یہ عیار لشکر مخالف

کے سردار اور عیار کے ہاتھ سے گرفتار ہوتا ہی غرض بعد قران کے جو چار افسر ہین نام اُنکے مہتر برق فرنگی و رچالاک بن عمرو و مہتر بزرگ ختائی اور ابوالفتح اصفہانی ہین اور اُنکے چودہ افسر ہین وہ گلباد عراقی و سمک یلطاقی و عمران ختائی و سیارہ بن عمرو و قاقولہ سمرقندی و مہتر سنجر بلخی و مہتر کجر و اصفہانی و امیہ بن عمرو و فرخ بن عمرو و ابوشہاب خرقہ پوش و ابوسعید لنگری و ضرغام شیر دل ہین حال اُنکے چشمک کا خالی لطف سے نہین ہی کسی جگہ بیان ہوگا اب مدعا بر سر مطلب اجلال جادو سے امیر نے فرمایا کہ تمھین جس صف مین بیٹھنا منظور ہو وہان بیٹھو اور یہان کا یہی دستور ہی کہ جسجگہ سردار بیٹھنا پسند کرتا ہی وہان بیٹھتا ہی اجلال کو دست چپ کے سردارون سے الفت پیدا ہوئی اور بائین طرف دنگل بچھوایا مالک نے کمال تعظیم کی اور محبت ظاہر فرمائی امیر نے فرمایا کہ ای اجلال ساحری سے توبہ کرو کہ شیوہ ہم لوگون کا سحر کرنے کا نہین ہم مین ہر ایک شمشیر کا دھنی ہے اُسنے حسب ارشاد امیر سحر کرنے سے توبہ کی اور لقا پرستی ترک کرکے وہ مسلمان ہوا امیر نے حکم جشن کرنے کا دیا عشرت کا سامان مہیا ہوا ساقیان خوش ادا پیمانہ خراب ہوش ربا لیکر حاضر ہوئے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے مستانہ ہوشربا ہوش اور نوشانوش کی بلند ہوئی ؎ ہر طرف ایک جوش مستی شور مستانہ رہا + خوب ہی ابکی برس مے ور دن پہ میخانہ رہا + امیر نے سب کے ساتھ شراب نوشی کی ناچ سامنے ہونے لگا اور ہر ایک مصروف عیش و طرب اُسوقت تھا کہ یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا اور ایک عورت نازنین مہ جبین زہرہ تمکین لباس عمدہ پہنے بارگاہ مین آئی اور امیر کو آکر تسلیم کی اجلال نے پہچانا کہ میری معشوقہ ملکہ نسرین عنبرین مو و مہتر سلیمان ہی یہ گھبرایا کہ محفل مین ایسی مغیرت ہوگئی جو چلی آئی مگر ذکر سُنیے کہ چالاک نے جو محل مین ملکہ کی شکل بنا ہوا تھا جب دیکھا کہ خواجہ چلے گئے اور لشکر مین امیر کے پہونچے اور سلیمان طبل بازگشت بجواکر پھر آیا اسوقت قلعہ سے اس حیلے سے سوار ہوا کہ مین اپنے باپ کو دیکھ آؤن جب سواری باہر نکلے کے آئی چالاک محافے سے نکلکر جست و خیز کرتا ہوا لشکر امیر کی طرف چلا خواصین اور اہل حلہ سوار کے لوگ حیران ہوکر ملکہ کو پکڑنے دوڑے مگر کب پاتے ہین یہ کودپھاند کر عیاری سے نکل گیا اور امیر کے پاس آیا وہان ملازمون نے سلیمان سے جاکر عرض کیا کہ صاحبزادی تمھاری نکل گئین سلیمان تلوار پکڑکر چلا کہ مین حمزہ کے لشکر مین جاکر اُسے قتل کرونگا لیکن بختیارک نے دامن پکڑا کہ کہان جاتے ہو ایسے سانحے تم پر کیا موقوف ہین ہمارے خداوند لقا پر جو بیتے ہین گزرے ہین دو صاحبزادیان اُنکی ایک ملکہ جہان افروز اور دوسری ملکہ گیتی افروز لشکر حمزہ کے ساتھ نکل گئین سلیمان یہ کلام سُنکر ٹھہر گیا اور خداوند لقا نے بختیارک سے کہا ارے حرامزادے شیطان میری لڑکیون کا کیون ذکر کرتا ہی اُسنے کہا خداوند مین دنیا کی مثل کہتا ہون کچھ برا نہ مانیے غرض وہ بات تو ہنسی مین ٹل گئی اور یہان امیر ملکہ کو دیکھکر حیران تھے کہ اُسنے عرض کیا یا امیر مین چالاک بن عمرو ہون اور سب ماجرا گذارش کیا اجلال کو عیاری کا حال سُنکر بڑی حیرت ہوئی کہ اللہ کیا کیا

عیار ہین یون محل مین رہے اور کوئی پہچان نہ سکا ادھر جو اسیس لشکر کفار بشکل سبدل بارگاہ مین حاضر تھے اُنھون نے یہ خبر جاکر سلیمان سے کہی کہ وہ دختر آپ کی نہ تھی چالاک عیار تھا اور سارا ماجرا بیان کیا بختیارک یہ حال سنکر بہت ہنسا اور کہا واہ ای سلیمان سیان اجلال جادو طلسم سے آئے مگر پیر و مرشد یعنی عمرو نے لڑنے بھی نہ دیا اور پکڑ دئے گئے تمھین اپنے گھر کا بھی کچھ حال نہ معلوم ہوا بھلا تم انتظام سلطنت اور فوج کا کیا کروگے اور کیونکر امیر سے بہادر اور ہوشیار سے لڑوگے سلیمان نے کہا ملک جی مین دوسری عرضی خدمت افراسیاب مین بھیجا تا ہون اور مدد طلب کرتا ہون اور ابکی بار نہایت ہوشیاری سے مقابلہ کرونگا یہ کہکر دوسری عرضی افراسیاب کو لکھی اور سارا حال اجلال کا لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ بہت جلد کسی ساحر زبردست کو بھیجیے کہ وہ اگر خداوند کی مدد کرے اس عرضی کو بنا بر دستور کے جیسا اوپر بیان ہو چکا اُسی بہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا افراسیاب کو خبر ہوئی پنجہ وا نہ کیا اور عرضی کو منگایا پڑھا اور غصہ ناک ہوکر اپنے اہل دربار سے کہا کہ سنا تم نے اجلال جادو نمک حرام ہو گیا اور خداوند کا دین ترک کرکے مطیع دشمنان خداوند ہوا لہذا چاہتا ہون کہ تم مین سے ایک ساحر یا ساحرہ خداوند کی خدمت مین جائے اور حمزہ کے لشکر کو غارت کرکے اجلال کو نمک کو باندھکر میرے پاس لائے جب افراسیاب نے یہ کلام تمام کیا دربار مین اسکے ایک ساحرہ نام حسینہ جادو منجملہ اور جادوگرون کے کرسی پر متمکن تھی حکم شاہ سنکر اُٹھی اور عرض کیا کنیز اس جنگ کے لیے جائیگی افراسیاب نے خلعت دیا اور کہا عیارون سے بہت احتیاط رکھنا جاؤ خداوند سامری اور جمشید کے سپرد کیا ملکہ حسینہ جادو دربار سے رخصت ہوکر جس ملک کی طلسم مین حاکم ہی وہان آئی اور بیس ہزار اور جادوگرنیون کو حکم دیا کہ سامان روانگی پئے جنگ و جدال درست کرو اور بہت کوہ عقیق میرے ہمراہ چلو غرض یہ سب تیاری چلنے کی کرتے ہین لیکن افراسیاب نے جواب عرضی لکھکر بہاڑ پر نیچے سے پھکوا دیا ملازم سلیمان اُٹھا لیگئے سلیمان کو جاکر دیا اُسنے پڑھا۔ لکھا تھا ملکہ حسینہ جادو وہان آتی ہین کل لشکر حمزہ کو برباد کر دینگی تم اطمینان رکھو یہ مضمون پڑھکر سلیمان بہت خوش ہوا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر امیر سے جاکر کہین کہ سلیمان نے مدد طلسم سے طلب کی اور جواب بھی عرضی کا آگیا اسے پڑھکر سلیمان خوش ہوا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر مدد کو آیا چاہتا ہی امیر نے یہ خبر سنکر ارشاد کیا کہ جبتک طلسم فتح نہ ہوگا اسی طرح ساحرون کی آمد رہیگی اور بدیع الزمان میرے فرزند کی بھی رہائی نہ ہوگی لہذا ای عمرو پہلے ملکہ نسرین دختر سلیمان کو زنبیل سے نکالکر محلات مین داخل کرو اور اجلال کے ساتھ نکاح کرو اور ہمارے خزانے سے جمیع مصارف ملکہ مقرر ہو بشرطیکہ دین اسلام قبول کرے اور بتپرستی سے باز آئے عمرو نے کہا مین زنبیل سے ملکہ کو جب نکالونگا جب کچھ ملے گا ورنہ زنبیل داخل کرنے روپیہ کے لیے ہی نکالنے کے لیے نہین ہی زنبیل کے اندر جو چیز جاتی ہی اُسکا یہ حال ہی کہ ہر چیز کہ درکان نمک رفت نمک شد امیر خواجہ کی باتون پر بہت ہنسے اور کئی لاکھ روپیہ عنایت

فرمایا عمرو نے جاکر روپیہ خزانچی سے وصول کیا اور ملکہ نسرین کو زنبیل سے نکالکر اپنے خیمے مین بٹھایا امیر نے پوشاک بھی ملکہ نے پہنی اور حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہی اور مین کہان آئی ہون اسی ہنگامہ مین امیر خود خیمے مین تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ ای ملکہ اس طرح عیار میرے تمھین یہان لایا ہی اور سارا حال عمرو کا بیان کیا اور کہا کہ عاشق تمھارا یہان اجلال جادو موجود ہی اب تمکو اختیار ہی چاہو یہان رہکر اپنے عاشق سے نکاح کرو اور اگر یہ منظور نہو تو مین تمھین تمھارے باپ کے پاس بھیجدون ملکہ نے امیر کی مروت دیکھکر عرض کیا کہ مین آپکا دین اختیار کرتی ہون غرض امیر نے برضامندی ملکہ اجلال جادو سے نکاح کردیا اور ملک ومال ان دونون کو بہت کچھ دیا بعد فراغت اس امر کے حکم کیا کہ پسران خواجہ بزرجمہر کو بلاؤ حسب ارشاد خواجہ زادے حاضر ہوئے امیر نے تعظیم کی اور بعزت تمام بٹھایا اور فرمایا کہ آپ ملاحظہ کرین قرعہ پھینک کر کہ طلسم ہوشربا کون فتح کریگا اور افراسیاب کس بہادر کے ہاتھ سے مارا جائیگا خواجہ زادون نے موافق سوال امیر کے قرعہ پھینکا اور زائچہ کھینچا اور بڑی فکر کرکے حال استکمال رمل کی سعادت ونحوست کا دریافت فرماکر کہا کہ یا صاحبقران علم غیب سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا لیکن ہم ازروے قواعد رمل کے عرض کرتے ہین کہ اس طلسم کے فتح کرنے کو تو اسا آپ کا شاہزادہ اسد بن کرب غازی تشریف لیجائے اور اسکے ساتھ پانچ عیار بھی ہون کہ ایک ان مین مہتر قران نظر کردہ مولانا علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہو اور دوسرا برق فرنگی تیسرا عیار شہزادہ اسد کا کہ خود اپنے آقا کے ساتھ جائیگا اور وہ صرغام شیر دل ہو اور چوتھا عیار جسے جانا چاہیے وہ جانسوز بن قران ہو اور پانچوین عیار کا نام ہم نہین عرض کرسکتے مگر سرنام پر اسکے حرف عین ہی عمرو سمجھ گیا کہ مجھے کہتے ہین بول اُٹھا کہ یا امیر ایک حکیم زادہ بھی طلسم مین جانے کے خالی عیارون سے مطلب برآری نہوگی خواجہ زادون نے کہا کہ دیکھیے ہمنے اسی وجہ سے نام نہین بتلایا کہ آخر انھون نے ہمپر اعتراض جمایا خلاصہ آپ جانیے عیار جانین ہم نے صرف بتادیا امیر نے کہا خواجہ تمھارا نام نکلتا ہی تمکو جانا پڑیگا عمرو نے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا امیر نے خواجہ زادون کو تو رخصت کیا عمدہ حوصلہ انعام وخلعت دیا بعد اسکے شاہزادہ اسد بن کرب غازی سے ارشاد کیا کہ ای فرزند طیاری سفر کرو اور واسطے فتح کرنے طلسم کے روانہ ہو اسد اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور آداب بجالاکر بارگاہ مین آیا اور مصروف انتظام روانگی ہوا پھر صاحبقران نے دس لاکھ روپیہ منگواکر پانچ لاکھ اُسمین سے واسطے زادراہ کے چارون عیارکو جن کا بھیجنا منظور ہی عنایت کیے اور پانچ لاکھ جو باقی رہے وہ عمرو سے کہا تم لیکر طرف طلسم کے جاؤ عمرو نے جب روپیہ کثیر دیکھا کہ ملتا ہی کہا یا صاحبقران کچھ روپے پیسے کی مجھے خواہش نہین اور مین ہرگز طلسم مین نہ جاتا مگر کیا کرون کہ فرزند آپ کا گرفتار ہی اس سبب سے مجھے چار وناچار جانا پڑا لیکن آپ میرے شاگردون کو روپیہ دیکر خراب کیا چاہتے ہین یہ کہکر اُن چارون عیارون سے کہا کہ او ناشدنیو تم یہ

پانچ لاکھ روپیہ لیکر سب برباد کروگے لاؤ مجکو دو مین رکھ چھوڑون تمھارے وقت پر کام آئیگا اور تم عیاری کیا خاک کروگے اپنے پاس کا روپیہ صرف کرکے طلسم مین جاؤگے چاہیے کہ وہان سے اور پیدا کرکے لاؤ نہ کہ یہان سے لیجاؤ اور مین نے جو روپیہ لیا تو میرا خرچ بہت ہے وہ عیار سمجھے کہ استاد یہ روپیہ دیکھ چکے ہین چھوڑینگے نہین غرض انھون نے وہ پانچ لاکھ روپیہ بھی عمرو کی نذر کیا انھون نے سب روپیہ زنبیل مین داخل کیا اور بارگاہ سے اپنے خیمے مین آیا اور تیاری سفر کرنے لگا اُدھر وہ چارون عیار بھی درستی سامان سفر مین مصروف ہوے امیر نے انکو عمرو سے مخفی بہت سا روپیہ دیا

روانہ ہونا امیر بیشہ شجاعت و جلادت و بہادری شاہزادہ اسد بن کرب غازی کا مع خواجہ عمرو اور مہتر قران اور برق فرنگی اور جانسوز بن قران اور ضرغام شیر دل کے واسطے فتح کرنے طلسم ہوش ربا کے اور ہر ایک کا داخل ہونا طلسم مین علیحدہ علیحدہ اور مقابلہ ہونا ساحرون سے۔ لمؤلفہ

ترے در پہ اے ساقی لالہ فام
طلب جام مے تجھسے یا تشنہ کام

ہوے جمع پھر آکے میکش تمام
بٹھا دو رمین مجکو رندونکے تو

وہ ساغر بلا جو روانی دکھاے
بدولت ترے ساقی نیکنام

طبیعت کی میرے گرانی دکھاے
دکھاؤن طلسمات کی سیر کر آؤن گا

دکھادون مین نیرنگ عالم تمام
جو اک جام مے اور مین پاؤنگا

دکھاؤن قلم کی وہ جادوگری
روان صفحے پر ہو قلم اس طرح

چلے جھومتا بادہ کش جس طرح
سخن را کمر سی نشاندا بچنین

کہ ہو رنگ زیر زمین سامری
سرصع خیال سخن آفرین

رہروان جادۂ اقلیم معانی و فتاحان طلسم خوش بیانی سیاران منازل غرائب و ندرت طرازان حکایات عجائب طلسم مضامین بدیع کو بہ ستیاری لوح میدان قلم یون فتح کرتے ہین اور عالم خیال مین سر بجیب تفکر ہوکر اس طرح قدم دھرتے ہین کہ اسد دلاور نے اپنی جگہ پر آکر چالیس ہزار سوارون جرار کو حکم دیا کہ طیار ہوکر واسطے فتح کرنے طلسم کے چلین بمجرد حکم شاہزادۂ گردون وقار بارگاہین اور ہیچے چھکڑون پر بار ہوئے اور بہادر افسران فوج مسلح مکمل ہوکر چلنے پر تیار ہوے اسد محلات عظمی مین آیا اور پائے ادب کو اپنی مادر مہربان دختر صاحبقران ملکہ زبیدہ شیر گیر کے بوسے دیکر آنکھون سے لگایا اور عرض کیا کہ ای والدہ ماجدہ یہ غلام آپکا طرف طلسم کے واسطے رہائی مامون جان شاہزادہ بدیع الزمان کے جاتا ہی آپ بھی بدل مجھے رخصت فرمایئے اور دعا مین جو کچھ مجھسے عمداً یا سہواً ہوئی ہون انکو معاف فرمایئے ملکہ زبیدہ شیر گیر ایک تو بھائی کے غم مین مبتلا تھی اب فرزند کے جانے سے آنسو آنکھون مین بھر لائی

اور اسد کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا یہ خبر تمام محلات مین ہوگئی کہ شاہزادہ اسد چھوڑا نے بدیع الزمان کو جاتے ہین اسوقت سب بیبیون نے صاحبقران کی آکر اسد کی بلائین لین اور نذر امام ضامن ماہین شرفیان بازو پر باندھین ملکہ کروبیہ باتونکہ اسد کی حقیقی نانی ہین مفارقت سے اسد کی بے قرار ہوکر خوب روئین آخر سب نے دعاے حرز جان پڑھکر شاہزادے پر دم کی اور دعا دیکر رخصت کیا اسد نے وہان سے آکر اسلحہ خانہ کھلوایا اور اسلحہ طلسم فیروزہ جمشیدی کو جو انھون نے فتح کیا ہے اور ذکر اسکا دفتر ایرج نامہ مین ہے نکلوایا چالیس ہزار خفتان فیروزی نگار اور تیغ ہاے شرربار لیکر اپنے لشکر مین تقسیم فرمائین اور کئی ہزار جوڑیان نقرئی اور طلائی نقارون کی خسترا اور ہاتھیون پر بار کرائین اور عرابے زرنشخ ابرسفید کے ہمراہ لیے اور ایک روز لشکر مین ٹھہرکر سب سردارون سے رخصت ہوا سب امیرالامراے صاحبقران خیمے مین اسد کے آئے اور سب نے گلے لگایا اور رخصت کیا ایک رات اور ایک دن یہی ہنگامہ رہا جب دوسرے روز مسافر مغرب دولتسراے مشرق سے بعزم طے منازل بروج آسمان برآمد ہوا شاہزادہ اسد کے لشکر مین کوس سفر بجا اور شاہزادہ بعد اداے فریضہ نماز سحر سوار ہوا ڈنکے پر چوب پڑی نوبت ونقارہ کی صدا بلند ہوئی امیر مسجد مین مع سرداران نماز پڑھتے تھے بعد فراغ نماز پوچھا کہ یہ نقارے کیسے بجتے ہین لوگون نے عرض کیا کہ شاہزادہ اسد جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا چلو ہم سواری کا سامان دیکھین اور ایکبار وقت رخصت پھر اپنے فرزند کے دیدار سے مسرور ہون یہ فرماکر مسجد سے برآمد ہوے اور ایک مقام بلند پر سر راہ جاکر ٹھہرے سب سردار ساتھ تھے یکایک ہاتھی سامنے سے نمودار ہوے مستکون پر انکے آئینے نصب تھے جھولین زربفتی پڑی تھین علم دار علمون کو جلوے دیتے تھے پھر یرون پر تعریف خداے لایزال تحریر پرچم پر ہر ایک کے سورہ انا فتحنا کی تفسیر انکے بعد گنجبال شتر نال دامی اور نقارے نقرئی وطلائی ہاتھیون اور اشترون پر نقارچی بادلہ پوش پگڑیان گلنار باندھے چپکنین کمخواب کی پہنے دوال مرصع لیے نقارون پر چوب لگاتے دمامے رعد آسا گڑگڑاتے جھل وشان دکھاتے نکلے پھر بانون کی قیچیان اونٹون پر جنکے پھڑیان جواہر کار مرصع پوش طرحدار اونٹون کے غور بند مقیشی ہر ایک گنگا جمنی گلہ مین پڑے اپنی سج دھج دکھاتے آگے بڑھے برابر انکے ہزارہا آدمی پیادہ جنگ پر آمادہ باہم جھل باندھے گروہ گروہ کیے تعداد مین پانچ ہزار لاکھون کے غول کا انبوہ کیے شقتالوی پگڑیان سر پر انگرکھے چست ڈانٹے جوتے خرد نو کے پاؤن مین پہنے خواصیان شیردہان کاندھے پر سنبھالے جس پر غلاف زربفتی چڑھے ایک طرف روانہ تھے اور چار ہزار مرکب کوتل جنگا ساز وبراق مرصع کنڈیے کرتے ہیکلین پہنے کلغیان دہری ایک سر پر اور دوسرے کنوتی کے بیچ مین لگائے پاکھ ہر ایک کے بڑی کھنڈیان پھٹون پر چڑھین سائیس گس رانی کرتے پیدا ہوئے پھر کئی ہزار سقہ کھاردے کی لنگیان باندھے

ور دیان زربفت کی پہنے گلاب کیوڑا بید مشک کا چھڑکاؤ کرتے گرد و غبار بٹھاتے ساتھ ساتھ اُنکے بلیدار کنکر چنتے چلے گئے پھر طفلان ماہ طلعت منقلین سونے اور چاندی کی لیے عود و برمکی کا بگٹا ڈالتے جنگل کو رشک تاتار یا غیرت وہ طبلہ عطار بناتے اپنی سج دھج دکھاتے لباس رنگین پہنے جواہر کے مکڑے ہاتھون مین پڑے ہر ایک شعلہ رخسار ماہ جبین و طرحدار گزر گئے بعد اُن کے مرد ہے عصاہاے نقرئی و طلائی لیے

ادب و تفاوت پکارتے سہ

نقیب اور جلودار اور چوبدار	یہ آپس مین کہتے تھے ہردم پکار	چلاتون جوانو بڑھے جائیو
دو جانب سے باگین لیے آئیو	اُسی اپنے معمول و دستور سے	ادب سے تفاوت سے اور دور سے
بڑھے جاؤ آگے سے چلنا قدم	بڑھے عمر و دولت قدم باقدم	علم شیر بیکر کا پھریرا کھلا اُسکے

سایے مین گھوڑا شاہزادہ تہمتن وصف شکن مرد میدان دلاور نبیرہ حمزہ حجازی اسد بن کرب غازی کا شاہزادہ اسلحہ طلسم جمشیدی لگائی زرہ فیروزہ نگار پہنے ارابے زرد رخ و سفید کے لدے شاہزادہ کے سر پر نثار کرتے نقارے کئی ہزار ایک ساتھ بجتے پس پشت چالیس ہزار سوار جرار چلتہ پوش چار آئینہ شجاعت کا ہر ایک کو جوش گھوڑے سے گھوڑا ملاے باگین اُٹھائے برچھی کنوتیون پر رکب کے رکھے دلاتیان کمر سے لگائے گرز گران بار لیے ارابے ساتھ بڑے حشم و خدم سے ظاہر ہوئے اور امیر کو اسد نے گھڑے دیکھکر مجرا کیا گھوڑے سے اتر کر خدمت مین حاضر ہوا صاحبقران نے گلے سے لگایا اور دعاے فتح و ظفر دی دل بھر آیا اسد نے عرض کیا کہ نانا جان آپ کو حفظ و حمایت خداے پاک مین مین نے دیا امیر نے قبول فرمایا سب سردار گلے سے لپٹ گئے اور ہر ایک نے تنگا تنگ بغل گیر کیا پھر اسد نے کہا سہ یا امیری دانت مولائی + بسفر رفتنم چہ فرمائی + صاحبقران نے فرمایا سہ بسفر رفتن مبارکباد بسلامت روے و باز آئی + ای فرزند پروردگار عالم جلد تر تمھاری صورت پھر ہمین دکھائے اور طلسم مین دشمن پر مظفر و منصور فرمائے تو سدھارو قادر و توانا خداے دو جہان کے سپرد کیا اسد قدم کو اپنے نانا کے بوسہ دیکر پھر اور مرکب پر سوار ہوا سواری بڑے عظم و شان سے مثل باد بہاری آگے بڑھی امیر ادھر پھریرے سردار رونے لگے محلات مین گریہ و زاری کی صدا بلند تھی امیر کے پھرتے وقت شاہزادہ کے بہیر و بنگاہ کے لوگ خیمے ڈیرے بارگاہین گردون پر لدین چلے سامان کوچ و مقام شکار کا اسباب سامان جلسہ ارباب نشاط جنگ و رباب لیے جاتے تھے امیر بارگاہ تک نہ پہونچے تھے کہ یکایک آواز زنگولون کی آئی نگاہ اُٹھاکر دیکھا سامنے سے شاہ عیاران عمرو بن امیہ حامد الآتے ہین چارون عیار ہمراہ ہین لباس عیاری اور کلاہ سرداری پہنے بانے عیاری کے جسم پر لگائے کمند ہر ایک کے سر سے بندھے گوپھن مازو پر لپٹی

بتھرون کا توبڑا گلے مین ڈالے قنطورہ زربفتی اور پتیادے سقلاتی جیلہاے جسم ناحق باد مین پھرتی چست وچالاک بنے ہوے کسوت عیاری ومکاری زیب قد کیے ہوئے امیر کے قدم سے آکر لپٹ گئے امیر نے ہر ایک کو گلے لگایا اور امیر کی مفارقت یاد کرکے ہر ایک بے اختیار رو دیا عمرو نے عرض کیا کہ ای آقاے نامدار وای مولاے قدر شناس اس ساتھ کے کمینے کو فراموش خاطر عاطر نہ فرمایئے گا اور حقوق دیرینہ خدمتگزاری کے عوض دعاے خیر کیجیے گا اس سفر مین دیکھیے کیا ہوگا مقابلہ شہنشاہ ساحران افراسیاب سے ہی طلسم مین جاتا ہون دیکھیے کیا پیش آتا ہی یا امیر اپنی جگہ پر اپنے فرزند کو سردار عیاران کیے جاتا ہون اسکو میری جگہ بٹھایئے گا اور جو مجھسے خدمت لیتے تھے اُس سے اس کام کو فرمایئے گا امید کہ وہ یہ منصب ادا کرے اور وہ چالاک بن عمرو ہی امیر نے منظور فرمایا چالاک اور سب عیار پہونچانے ساتھ آئے تھے انکو یہ حکم بنا بر وصیت خواجہ سنایا سب نے بدل قبول کیا اور چالاک کو اپنا امیر بنایا الحاصل عمرو بھی رخصت ہوکر آگے بڑھے اور تھوڑی دور جاکر ان چارون عیارون سے کہا ای برادران مثل شہور ہی کہ اپنی ڈفلی اپنا راگ الگ الگ صحراے طلسم طے کرکے طلسم مین داخل ہون اور علیحدہ چلنے مین فایدہ بھی متصور ہی کہ اگر کسی جگہ پر کسی کو ضرر ہوگا اور کوئی گرفتار ہوگا تو ایک دوسرے کا وقت پر آکر یاور ہوگا اور جو سب ساتھ چلین گے ایکبارگی گرفتار ہو جاینگے عمرو کے کہنے سے عیار علیحدہ ہوے مہتر قران کسی سمت برق فرنگی ایک جانب صرغام کسی طرف جانسوز کسی راہ سب الگ الگ چلے اور عمرو جست وخیز کرتا اُس راہ کو چھوڑکر کہ جدھر سواری شاہزادۂ اسعد کی جاتی تھی ایک طرف کو چلا مگر اب اول حال شاہزادہ کا مگر اسعد شہسوار کا ذکر کیا جاتا ہی کہ یہ با حشم وخدم قلعۂ کوہ عقیق کی سرحد سے گزر کردہ راہ طے کرکے اس مقام پر کہ جہان نقارہ اور چوب پہاڑ پر رکھی رہتی ہی اور سلیمان اُسکے ذریعے سے نامہ وپیام افراسیاب سے کرتا ہی پہونچے اس کوہ بلند کو دیکھا کہ ایک کوہ کہ منزلون تک بلندی اسکی تا فلک ہی کمند فکر کی رسائی محال طایر وہم پہونچے کیا مجال ؎

یکے کوہ بود و بغایت بلند	برو کہکشان گشتہ گونہ کمند
برفعت زدہ طعنہ بر چرخ پیر	ز سنگش رخ ماہ گشتہ زریر

شاہزادۂ وا لاگہر وہان پہونچکر ایک لمحہ ٹھہرا اور اس کوہ کو اس حق پژوہ نے ملاحظہ کیا قلہ کوہ سے پایین کوہ تک کوٹریالہ رشک لالہ ونرگستان کواکب معلا تھا بہار مثل گلدستے کے بنا تھا گھاٹیون سے آبشار ہو رہا تھا جھرنا جھرتا تھا تذرو کہساری کے قہقہے تھے بلبل شوریدہ کے چہچہے تھے سرکوہ پر نقارہ رکھا تھا اور ایک پیر صد سالہ بیٹھا تھا جب اسعد عازم داخلہ در کوہ ہوا وہ پیر پکارا کہ ہان ہان

نوجوان کیا غضب کرتا ہی دانستہ دہن اژدر مین قدم دھرتا ہی اس پہاڑ کے ادھر طلسمات ہی بلا کی جگہ ہی وہان کا گیا ہوا پھر انہین ملک عدم کے سوا راستہ ملا نہین اپنی جوانی پر رحم کر پھر جا ورنہ تو کجا اور زندگی کجا اسد یہ کلام سنکر للکارا کہ باش او پیر نابالغ جوانمرد کہین مرنے سے ڈرتے ہین قدم ہمت بڑھا کر پیچھے کب پھرتے ہین منم درہم کنندۂ طلسمات سیارہ عجائبات نبیرۂ حمزہ حجازی شہزادہ اسد بن کرب غازی تیرے روکے سے کب رکتا ہون جان بچکر طلسم مین چلا ہون اُس پیر نے جب نام نامی شہزادہ گرامی سنا بکار کہا کہ اگر یہ ارادہ ہی اور فتح طلسم کا تہیہ کیا ہی تو بسم اللہ کون روک سکتا ہی تشریف لیجائیے جو قصد ہو پورا کیجیے شاہزادہ نے گھوڑا آگے بڑھایا اور مع لشکر داخل درۂ کوہ ہوا پہاڑ پر یہان طائران طلسمی اڑے اور نقارہ بجنے لگا طائرون نے جاکر افراسیاب کو خبر دی کہ بارادہ فتح طلسم نبیرۂ حمزہ اسد نام اس قدر فوج سے داخل سرحد طلسم ہوا افراسیاب نے یہ خبر سنکر فی الفور سرحد داران طلسم کو نامے لکھے کہ اسد نامے شہزادہ حمزہ کا تو اسادا خل طلسم ہوا ہی جہان پانا فوراً گرفتار کر لینا ہر ایک ساحر طلسم آمد شاہزادہ و والا تبار سے آگاہ ہوا اور فکر گرفتاری کرنے لگا لیکن شہزادہ نے درد کوہ طے کرکے جب سر بدر کیا تو ایک صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا مین گزر ہوا کوسون تک سبزہ لہلہاتا تھا گل خودرو کی خوشبو سے جنگل بسا تھا اگر کہین خار تھا وہ بھی گل کے گلے کا ہار تھا جھاڑیان زلف معشوق کو شرماتی تھین دریاؤنکی لہرین رفتار جانان یاد دلاکر دل بیتاب کو لہراتین سبزہ چرخ اخضر کا سبزہ تھا خلاصہ یہ جنگل ہرا بھرا تھا ؎

سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ	مردہ ہو جس کو دیکھکر زندہ
سوئے اس سبزے پر اگر بیمار	تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
یہ ہوائے خوش اس سے آتی تھی	روح بالیدگی سی پاتی تھی
بس نظر کرتی تھی جہانتک کام	مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام
کف پا جس نے اُس زمین پہ دھری	چڑھگئی بس دماغ کو سردی
دل شبنم یہ چاہتا تھا وہان	ہون اسی سبزہ زار پر غلطان
اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز	اک طرف تھی نسیم عنبر بیز

شاہزادۂ عالی صفات ہمراہ رفیقان نیکذات سیر گلزار کرتا دشت کو زہت آباد کرتا ایک طرف روانہ تھا کہ سامنے ایک باغ نظر آیا سب نے عرض کی کہ حضور اس باغ پر بہار مین تشریف لیچلین اور نظارہ گل و ریاحین فرمائین اسد اسی طرف چلا اور قریب باغ پہونچا دیکھا دروازہ باغ کا کاریگرون نے پتھر کا مع چوکھٹ بازو بنایا ہے سنگ موسیٰ اور ساق اور معدنیات کو تراش کر مثل آئینہ صاف کیا ہو در باغ مثل آغوش تمنائے عاشق وا

ہو نہ کوئی پاسبان نہ کوئی چوکیدار پر منتظم وہانکی بہار ہی شہزادہ اندر باغ کے آیا اہل لشکر کو بھی لایا ہر طرح کے گل شگفتہ تھے نہرین جاری تھین فوارہ چھوٹتے تھے متصل نہر کے انگور کی تاک تھی ہر شجر کی اسپر تاک تھی جواہر نگار سوتن کھپا پنج کے بدلے سنہری بتیان خاتم بندی کا کام خوشون پر زربفت کی تھیلیان مستانہ وار ہر شجر کا جھومنا وجد مین نو نہ کو خوشے سے چومنا چمن کی روش پٹری خوش قطع ڈالی ہر درخت کی ہموار کم و بیش چھانٹے ڈالی تھی نئی نئی روش نکالی تھی نہرون کے گرد پٹریان بلور کی قریب اسکے ہری ہری گھانس زمرد کو شرماتی تھی نہرون مین فوارے چڑھے بلبل کی روح بلبلائے درد و پڑھے پانی کی شفافی پر جان لہراتی نسیم صبا عنبر فشان

گویا یہ باغ وہ روضۂ رضوان تھا ہر گل و غنچہ نہال نیض نسیم سے مالا مال ؎

کیوڑا اور چنبا گل با چین گڑھل	لالہ و صد برگ نافرمان کنول
منہدی اور بیلا و نرگس جعفری	کر رہے تھے سارے گل جلوہ گری
ہوتی داؤدی و بابونہ کنار	موگرا شبو سبھی تھے بے شمار
سنبل و ریحان صنوبر یاسمن	سیکڑون ہر قسم کے دیکھے چمن
کیا درخت بے ثمر کیا میوہ دار	اپنے اپنے موقع پر سب کی بہار
چادرین تھین چھوٹتی لاکھون سمان	حوض تھے لبریز نہر مین تھین روان
چھوٹتے فوارے یون تھے بیشمار	جسطرح ساون مین پڑتی ہو پھوہار
تھا وہ فرحت بخش دل ایسا مکان	جس کو کہیے ثانی باغ جنان

لیکن اُس باغ مین سناٹے کا عالم سنسان پایا کوئی انسان نہ حیوان بیچ چمنستان مین ایک چبوترہ سو گز سے سو گز تک مربع سو اگز کا مرتفع بنا تھا گرداسکے جا چمن ہر ایک مین لالہ پھولا تھا چبوترہ پر جو بنگلہ بڑا تھا اسمین آکر شاہزادہ ٹھہرا اور لشکر گرد چبوترہ کے اترا کہ یکایک صدا قہقہے کی آئی اور لالہ کا تختہ جو لگا تھا پھول اسکے کھل گئے اور پھولون کے اندر سے اژدہون کے منہ ہزارہون پیدا ہوئے قلہ ہائے آتش چھوڑ کے دم جو اژدھون نے کھینچے شاہزادہ کا سارا لشکر مع خیمہ و خرگاہ و بارگاہ اُنکے منہ مین چلا گیا اور اسعد تنہا رہ گیا چبوترہ سے اوتر کر اپنے رفیقون کی طرف دوڑا پھر ایک آواز قہقہے کی آئی پیچھے پھر کر جو دیکھا تو جس گھوڑے پر سوار تھا اُسکے پرنکل آئے ہین اوتر کر ایک طرف چلا جاتا ہی شاہزادہ اُس ہنگامہ مین حیران تھا کہ لحہ بھر مین پھر اسی طرح وہ باغ نظر آنے لگا اور ویسا ہی لالے کا تختہ ہو گیا شاہزادہ یاد مین اپنے رفیقون کے خوب رویا اور پکارا کہ اے گردون ناہنجار دائے فلک کجرفتار تجکو اتنی صحبت پسند نہ آئی مجھسے تنہا بیابان کی خاک چھنوائی اور بیتابی مین یہ شعر پڑھا ؎ تو ہمرہان قافلہ سے کہدا ہی صبا ؎ ایسے ہی

اگر تمھارے قدم ہین تو ہم رہے + کبھی تلوار پکڑ کر اُٹھتا تھا لیکن کسی کو نہ پاتا کہ اسپر وار کرے اور دل کی بھڑاس نکالے وہ باغ نظر مین خار ہوا اور وہ آسیب پر دیکھا کہ وہ بھی نظر آئی نہ کسی رفیق کی صورت دکھائی دی ناچار ہوکر اس چبوترے پر بیٹھا خیال مین آیا کہ ای اسد یہ مقام طلسم ہی ابھی ایسے ایسے معرکے بہت پیش آئینگے ساحران طلسم کیا کیا نہ دکھائینگے اس پہلی ہی منزل مین گھبرانا یون بلبلانا نچاہیئے قدم ہمت آگے بڑھاؤ اور یکہ و تنہا راہ منزل مقصد چلکر تلاش کرو یہ سوچکر اس باغ مین سب طرف پھرا ایک طرف کو دوسرا دروازہ اور دکھائی دیا اسی دروازے سے نکلکر راستہ لیا سفر پیادہ پائی نصیب ہوا ہر گام پر چھالے لب پر آہ و نالے طلسم کا صحرا جہان کا پھول بھی اُنکے حق مین کانٹے ہوتا شاہزادہ یہ شعر درد زبان فرماتا چلا جاتا تھا بیست مدد ای خضر بیابان بلا + نہین کوئی ہے یہ میدان بلا + اسی طرح تین شبانہ روز راہ طے کی اور کوئی جاے سکونت و آسائش نظر نہ آئی تیسرے روز ایک سواد شہر دکھائی دیا شاہزادہ افتان و خیزان وہان پہونچا دیکھا حصار شہر بلور کا ہی سر سر نور کا ہی دیوار مین نقش و نگار تصویرین شاہ و شہریار کی بنائی ہین شکار گاہین صحرا کوہ و دریا کی صورتین اصل کر دکھائین در شہر وا ہی پھاٹک فیل مست کی طرح جھوم رہا ہی ہزارہا ساحر کھوپڑی پر چندن لگائے صورت مہیب بنائے ماتھون تلک دیے گرلے فولادی ہاتھ مین لیے کسی کا سر انسان کا دھڑ حیوان کا کسی چہرہ حیوان کا جسم انسان کا کوئی فیل سر کوئی اژدر صورت کوئی ببر صورت ہر قسم کی شکلین بحر سے بنائے کھڑے ہین سامنے ان کے آگ کے الاؤ سلگتے ہین ہوم ہو رہے ہین دروازے کے قریب قلعہ ہی ہزارہا برج اسمین بنا ہی ساحر روئین تن فیل بدن برج مین بیٹھا ہی گھنٹے اور ناقوس بجتے ہین بھجن سامری و جمشید کی تعریف مین گا رہے ہین شاہزادہ یہ ماجرا ملاحظہ کرتا داخل شہر ہوا کسی نے منع نہ کیا جب اندر شہر کے آیا ملک کو آباد پایا گلی کوچے صاف دل عاشق کی طرح دکانین ستھری اور شفاف ہر طرف اکابر شہر اور اشراف سرگرم کاروبار لین دین اور بہوار جاری ہر مکان و دکان کی تیاری بڑی ایک طرف صرافہ دوسری طرف بزازہ چار طرف صراف چادرین بچھائے کوڑی پیسے اور درم دینار کا ڈھیر لگائے بزاز اطلس و گلبدن کے تھان کھولے بیٹھے ہین خریدار بھرتے ہین کسی سمت حلوائی تھال سونے چاندی کے لگائے جنمین مٹھائی انواع و اقسام کی لذیذ و عمدہ چنی ہوئی بیچ رہے ہین کہین نانبائی ہین کسی طرف کنجڑے اور قصائی ہین کہین بساط خانہ کی سجاوٹ ہی کہین گل فروشون کی بہار کسی طرف ساقنون کی بناوٹ ہی رنڈیان طرحدار چکلہ چوک مین آباد تماشا بین دل شاد عورتین جوان لنگے زر لفت کے دھوتی کے انداز پر کسے ساریان آدھی اڈسے اور آدھی باندھے بعض کے دوپٹے مین پلکا ٹنکا کرن لگی اُسکی گاتی سورج سے زیادہ جگمگاتی سب گوکھرو کی انگیا بھی وضع دار کچونکا اور بہار جوہر نگار

کرشے ہاتھون مین پڑے پاؤن مین تین تین سونے کے چھڑے ناز و انداز دکھاتی عاشقون کو لبھاتی تھین کمین
گیرین سنکر فین سونے چاندی کی ترازو مین سیوے تولتین عاشق تنون کو نارپستان و سیب زنخدانکی بہار
دکھاتین کہ سدا اپنے عاشق سے یون نعرہ زن کہ لے نارپستان و سیب ذقن شاہزادہ اُس شہر
کی سیر دیکھتا پھرتا اور ازبسکہ بھوکا تھا ایک حلوائی کی دوکان کے پاس آیا مشت زر جیب سے نکالکر اُسکے
حوالہ کیا کہ تھال مٹھائی کا میرے واسطے لگا کر بھیجے اور آپ ارادہ کیا کہ الگ جاکر ٹھہرے حلوائی نے وہ زر
جو اسد نے دیا اسکو پھینکدیا اور کہا اے شخص یہ زر اپنا لے ہمین یہ روپیہ نہین چاہیے اسد نے وہ روپیہ
لے لیا اور فرمایا کہ بھائی اسمین کیا برائی ہی اُس نے کہا ایسے روپے میرے یہان انبار لگے ہین بلکہ لڑکے بچے
کنکر سمجھکے انھین اشرفیان روپے سے کھیلتے ہین یہ کہکر اپنے ایک ملازم کو حکم دیا کہ جاکر تھوڑا سا زر و جواہر
دامن مین بھر لائے اور اُس مرد اجنبی کو دکھائے وہ گیا اور جھولی بھر کر جواہر لایا اسد کو دکھایا شاہزادے
نے کہا پھر یہان خرید و فروخت کی کیا صورت ہی کہا سکہ رائج الوقت ہمین دو اور جو چیز جی چاہے مول لو شہزادہ
نے کہا یہان کس کا سکہ چلتا ہی کہا افراسیاب کا اسد نے کہا اس شہر کا کیا نام ہی کہا شہر نا پرسان
اسے کہتے ہین اور کاغذ کے روپے چلتے ہین یہ کہکر اُسنے اپنے غلے سے ایک روپیہ نکالکر دکھایا کہ یہ سکہ یہان
چلتا ہی شاہزادہ نے دیکھا کہ کاغذ کے پرچے پر تصویر ایک بادشاہ کی ہی دوسری طرف کاغذ کے کچھ نقش
و نگار ہین حلوائی نے کہا ایسا ہی روپیہ دو تو سودا ملے ورنہ اپنا راستہ لو اسد نے جب یہ کلام سنا وہان سے
دوسری دوکان پر آیا اور چاہا کہ اس سے کچھ سودا لے وہان بھی یہی جواب پایا اسد بھوکا تھا از حد غصہ مین
آیا اور کہا آخر تو اس شہر کو نا پرسان کہتے ہین کوئی پوچھنے والا نہین تم بھی بازار لوٹ لو تمام شہر مین غدر
کرو یہ سوچکر ایک حلوائی کی دوکان سے تھال اُٹھایا اُسنے چور چور کہکر غل مچایا لوگ دوڑے اسد
نے جو قریب آیا گردن پکڑکے ایک کا دوسرے سے سر لڑایا اور دو ایک کو جہنم مین بھیجا ایک غلغلہ ہوا
کوتوال شہر دوڑا اسد نے تلوار کھینچی اور دو ایک کو زخمی کیا اور دوکان پر حلوائی کی چڑھ گیا اور اسکے بیٹھنے
کی چوکی بیچ سڑک پر بچھائی تھال مٹھائی کا آگے رکھ لیا اور کھانا شروع کیا اور جو پاس آیا اُسے مارا دوکاندار
بھاگ کے حاکم پاس گئے راوی کہتا ہی افراسیاب نے اپنی زوجہ ملکہ حیرت جادو کے لیے یہ شہر آباد
کیا ہی اور حاکم یہان کی حیرت ہی اور اسجگہ ایک گنبد بنا ہی کہ نام اُسکا گنبد بے نور ہی اور اسمین تین درجے
ہین ایک درجے مین بارہ ہزار ساحر رہتے ہین اور دوسرے مین کئی ہزار گھنٹے ٹنگے ہین ناقوس رکھے
ہین اگر وہ بجین تمام ساکنان طلسم بیہوش ہو جائین اور تیسرے درجے مین حیرت جادو بیٹھکر سیر طلسم
کرتی ہی یہان سے طلسم کی سب کیفیت دور تک دکھائی دیتی ہی اور اُسکے ایک طرف طلسم گلشن ہے

ملکہ حیرت کا خاص مسکن ہی عجب دلچسپ جگہ ہی طلسم ظاہر مین یہ مکان بنا ہی اور یہ شہر اسی لیے آباد ہوا ہی تاکہ ملکہ جب گبند کی سیر کو آئے کسی چیز کی تکلیف نہو سب چیز مین یہان پائے غرض بجملہ اسوقت ملکہ حیرت اسی گبند مین جلوہ گر ہی طلسم کی سیر دیکھنا مدنظر ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی سترہ سو کنیز زیور سے آراستہ دست بستہ سامنے کھڑی ہین کہ یکایک فریاد ہی کا غل سنا زمرد جادو اپنی وزیرزادی سے حکم دیا کہ دیکھو یہ کون شفتالو کرتا ہی کس نے ظلم کیا ہی یہ کیا ماجرا ہی زمرد جادو نے جاکر حال دریافت کیا اور فریادیون کو سامنے گبند کے لائی ملکہ نے ماجرا پوچھا رعایا نے اسعد کے ظلم کی کیفیت سنائی ملکہ نے ایک خواص گلشن جادو نام سے حکم دیا کہ جاکر اس لیٹرے کو پکڑ لائے تاکہ سزا دی جائے گلشن جادو بموجب حکم کے ہمراہ فریادیون کے چلی اور قریب شاہزادے کے آئی دیکھا کہ ایک جوان رعنا رشک مہ پیرکنعان تخت پر بازار مین بیٹھا ہی تلوار ہاتھ مین ہی مٹھائی کھا رہا ہی لیکن شعشہ نور حسن سے اسکے وہ بازار تمام منور اور روشن ہی گلی کوچہ رشک دہ وادی ایمن ہی ایسا حسن کبھی دیکھا نہ سنا کہ سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے + ایسا بیمثل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا + گلشن جادو دیکھتے ہی اسعد کو فریفتہ ہوئی اور پکاری کہ کیون صاحب تم کون ہو جو ہماری ملکہ کی رعیت پر اسطرح کا ظلم کرتے ہو اور چیزین چھین کر کھاتے ہو اسعد نے اسکی صدا سنکر سر اٹھایا دیکھا ایک ساحرہ ماتھے پر ٹیکا سینہ در کا لگائے ساری باندھے جھولی گلے مین سحر کی ڈالے چلی آتی ہی دل مین خیال کیا کہ مقرر یہ تجھ پر سحر کریگی اور پکڑ لیجائیگی پھر ساری شیخی کرکری ہو جائیگی کچھ کرتب کیجیے اور اس حرامزادی کو سزا دیجیے یہ سوچکر پکارا کہ ذرا ہمارے پاس آؤ تو اپنا حال سنائین اور تمھارے ساتھ تمھاری ملکہ کے پاس چلین گلشن جادو قریب اسعد کے آئی اسعد نے آنکھ سے اشارہ کیا گلشن سمجھی کہ یہ مرد انجھیر ہی فوراً آکر اسعد کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال لیا اور کہا چلو ملکہ کے پاس پھلون اور دل مین یہ ہی کہ ملکہ سے مانگ کر مزے اڑاؤن اپنے گھر لیجاؤن اسعد نے جب ہاتھ اسکا پایا ایک جھٹکا دیا کہ یہ گری اسکی گردن پکڑ کے کپڑا اپنا پیرہن پھاڑ کر اسکے منھ مین ٹھونسا کہ سحر نکرے اور اسی کے دوپٹہ سے مشکین باندھکر ایک دوکان کے ستون سے باندھ دیا اور پانچ چار کوڑے مارے کہ بلبلا گئی اسعد نے پھر بیٹھکر مٹھائی کھانا شروع کی دوکاندار یہ حال دیکھکر دور سے غل مچاتے ہین اسعد کو دھمکاتے ہین مگر کوئی پاس نہین آتا ہی اسعد مٹھائی کھائے جاتا ہی آخر پھر جاکر ملکہ حیرت سے کہا حیرت نے یہ سنکر ہنس دیا اور اپنی وزیرزادی زمرد جادو سے کہا جاکر اس موے کو پکڑ لا اور گلشن کو چھڑا اسے لاکر یہان پہونچا دے وزیرزادی یہ سنکر سحر کرکے آئی اور آکر اسعد پر سحر کیا کہ ہاتھ پاؤن کی طاقت جاتی رہی گلشن کو کھولدیا اور اسعد کی گردن مین پنجہ ڈالکر لے کر اڑی گلشن بھی ساتھ ہوئی اسعد کو ملکہ حیرت کے سامنے لاکر ڈالدیا اسعد نے دیکھا کہ ایک

زن حسینہ لباس پر زر پہنے مسند پر بیٹھی ہو سترہ سو عورت سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہو اسد نے منھ اس کی جانب سے پھیر لیا لیکن حیرت صورت اسد کی دیکھکر حیرت مین آگئی اور پوچھا کہ اے گرفتار رنج والم تو کل کسکے گلستان کا ہو بیان کیونکر آیا شاہزادے نے فرمایا کہ نراسا حمزہ صاحبقران کا ہون واسطے فتح کرنے طلسم کے آیا ہون ملکہ حیرت نے جب نام صاحبقران کا سنا فرط حیرت سے سر دھنا اور گھبراکر خواصون سے کہا میرا صندوقچہ اُٹھا لاؤ وہ گئین صندوقچہ جاکر لے آئین ملکہ نے صندوقچہ کھولکر ایک تصویر نکالی اور شاہزادۂ اسد کی صورت سے ملائی بعینہ مطابق پائی اسد سے پوچھا کہ نام تیرا کیا اسد ہی فرمایا ہان اسد یہی عبد ذلیل خدائے صمد ہی حیرت نے خواصون سے کہا یہ بیشک طلسم کشا ہی تصویر مطابق ہی نام سے نشان اور پتہ ملتا ہی اسے صحرائے طلسم مین پھینکدو اگر طلسم کشا ہی از خود طلسم سے نکلجائیگا اور اگر کوئی دوسرا ہی تو صحرا مین سرگردان ہوکر جان دیگا یہ حکم سنکر جادوگرنیون نے کچھ منتر پڑھا شاہزادۂ اسد بیہوش ہوگیا وہ اُٹھاکر صحرائے طلسم مین لائین اور چھوڑکر چلی گئین بعد لمحہ کے شاہزادۂ کی آنکھ کھلی ایک صحرائے سبزہ زار مین اپنے تئین پایا اُٹھکر ایک طرف روانہ ہوا دیکھا کہ یہ صحرا نزاہت آگین بمونہ بہشت برین ہو سہ ہر نخل کی شان جیسے طوبے ٰ سبزے سے تھا دشت چرخ خضرا + سرو شمشاد وقمری و فاختہ کی فریاد تھی بلبل کی زبان پر گل کی شکایت حد سے زیادہ تھی سہ

سنبل مین تھا طرز ذوذوائب		شبنم مین تھا جلوۂ کواکب	
مانند شفق وہ پھول رنگین		تھا رشک نجوم لطف نسرین	

کنوئین جا بجا پختہ بنے جنکی چاہ مین باؤلی دوانی ہوشیار ڈالوان ڈول پھرے پٹریان جگت کی ایسی تھی کہ انگور کی تاک جو انھین جھانک لے تو شرمائے ہر طرف نہرین اور چشمہ جاری لب گردانون پر آنکے گلکاری درخت گلدار بیلا موتیا نسترن جوہی شبو چنبیلی نرگس یاسمن کسی جگہ لالیکے پیالے یاقوت رنگ کسی طرف گل فرنگ کہین نیبو نارنگی ترشاوے کی میٹھی میٹھی اور بھینی بھینی خوشبو کہین سنبل بازلف پریشان کہین سوسن سوزبان سے باغبان قدرت کا مدح خوان ہر تختہ مین باد بہاری مستانہ وار لڑ کھڑاتی پھولون کے پھولنے سے اتراتی سہ ہر خیابان مین دوڑتی تھی نسیم + جیسے کاندھے پہ اپنے بار شمیم سہ

نہرین تھین لطیف مثل کوثر		لہرین تھین تمام سلسبیل گوہر	
پانی تھا اثر مین آب حیوان		نظارہ تھا جس کا مایۂ جان	

جھیلین لہراتین رفتار معشوق کی ادا دکھاتین گھاٹ کوسون تک ہری ہری اگی ہوئی تازگی اور سرسبزی بھری ہوئی ہرن پاڑھے چیتل پھرتے دریائی جانور کلیلین کرتے دعا دان کوکلا ہریل پدا کوئل و پپیہا

درختون پر جھولا جھولتے نہال نہال ہوکر جھومتے نہرون کے کنارہ قازبط و مرغابی قرقرے پانی مین منقارین ڈالکر پرون کو بھگوتے اور صاف کرتے پھر پریان لیتے پرون کو اپنے چھر چھراتے سہ

چہ دشتے رنگ فردوس برین بود	خیابان در خیابان حور عین بود
مثال خط خوبان سبزہ در گل	چو زلف از ہر طرف پیچیدہ سنبل
ز فیض باغبان گردیدہ گل ہا	چو چشم مے پرستان مست شہلا

اسد یہ کیفیت بہار دیکھتا ایک مقام پر آیا کہ وہان چمنستان مین بہت آدمیون کو گلچینی کرتے پایا پوچھا کہ ای برادران یہ کون مقام ہی اور تمھارا کیا نام ہی گلچینی کرنے سے کیا کام ہی انھون نے کہا کہ حال ہمارا ایک بڑی داستان ہی مگر مختصر سایہ بیان ہی کہ ہم سب اپنے اپنے ملک کے شہزادے ہین بہر شکار نکلے تھے اس صحرا مین آکر پہونچے اس سے پھر کے جانہ سکے کس لیے کہ جب جاتے ہین راستہ نہین پاتے ہین آخر بناچاری اسی جگہ بود و باش اختیار کی ہی یہان ایک شاہزادی رہتی ہی ہر روز گہنا پھولون کا پہنتی اوا اسکے لیے ہم پھول چنکر گہنا بناتے ہین خواص اسکی آکر سر شام گہنا لیجاتی ہی ہمین اسکے بدلے مین کھانا دے جاتی ہی نظر بفضل خدا رکھتے ہین اور وہی کھانا کھاکر عمر عزیز بسر کرتے ہین اب تم بھی اس صحرا سے نکل نہ سکوگے ہمارے ساتھ رہو اور پھول چنکر گہنا بناؤ اسی طرح یہان زندگی ہوگی اور روٹی ملے گی اسد نے کہا استغفر اللہ مجکو مالی پن نہین آتا یہ تمھین کو مبارک رہے انھون نے کہا ابھی تازہ وارد ہو پیٹ بھرا ہی موٹے تازے بنے ہو جب کچھ دن رہوگے چربی گھلے گی فاقہ کروگے آپ ہی بناؤگے اسد یہ باتین سنکر اُنسے ہمکلام نہ ہوا اور الگ جا بیٹھا قصد کیا درختون سے کچھ میوہ توڑکر کھائے اور چشمے سے پانی پیکر پیاس بجھائے یہ سوچکر شاخ درخت پر ہاتھ ڈالا وہ ہاتھ مین نہ آئی اونچی ہوگئی اور جو میوہ کہ گرا پڑا تھا وہ بھی نظر سے غائب ہوگیا جب درخت پر چڑھنے کا قصد کیا چڑھا نہ گیا اور پانی چشمون کا بھی ہاتھ نہ آیا جب پانی مین ہاتھ ڈالا دیکھا پانی نہین ریگ ہی ناچار بیٹھ رہا یہانتک کہ وہ دن تمام ہوا اور قریب شام چند کنیزان ماہ تمام مزدورنیون کے سر پر خوان کھانے کے رکھوائے آئین اور پکارین کہ اے مقیدان طلسم کھانا لو اور گہنا دو سب آدمی دوڑے گہنا لیکر حوالے کیا اور کھانا لیا کنیزین چلی گئین اور وہ سب کھانا کھانے لگے اسد بیچارے دور سے بیٹھے دیکھا کیے یہانتک کہ انھون نے سب کھانا کھالیا اور انھین ایک نوالہ بھی نہ دیا اسد اُس رات کو بھوکا پیاسا سو رہا جس دم مرغ زرین بال فلک آشیانہ مشرق سے چراگاہ فلک مین آیا ابیات

تا گہ از جیب افق خضر صبح	بر تن شب کسوت ظلمت درید
تا کہ کند زندہ دل مردہ را	صبح چون عیسے نفسے بر کشید

	راس فلک دستہ ریحان ربود		سرخ گل از دستہ گردون دمید

وہ سب قیدی پھول چننے مین مصروف ہوے اور شہزادے نے اٹھکر فریضہ نماز ادا کیا پھر قیدیون نے
اگر سمجھا یا کہ اے گل نورستہ حدیقہ جوانی دامے زیب و زینت باغ کامرانی کیون اپنی بہار زندگی پر خزان
لاتا ہی یہ پھول سا چہرہ گل کی طرح کمھلایا جاتا ہی آج ہمارے ساتھ چلکر گھنا بنا شام کو بآسایش تمام کھانا
کھا ورنہ صحراے طلسم مین بھوکا پیاسا مرجائیگا پانی ملے گا نہ دانہ پائیگا شہزادے نے کہا تم جاکر اپنے کام مین
مشغول ہو میرے سمجھانے سے باز آؤ وہ سب جاکر پھول چننے لگے اور اسد بیٹھا رہا آخر وہ دن بھی تمام ہوا
شام کو خواصین کھانا لیکر آئین شہزادے نے اپنی جگہ سے اٹھکر عورتون کو ڈانٹا کہ سب کھانا رکھدو
اور تم چلی جاؤ ان عورتون نے جب اسکے برسر پرخاش دیکھا قیدیون کو پکارا کہ جلد آؤ یہ مواسنڈا تمھارا
کھانا چھینے لیتا ہی وہ سب دوڑے اسد نے دو ایک کے سر قبضہ شمشیر مار کر پھوڑے خواصون کو طمانچے لگائے
مزدورنیکولا تین مارین سب کھانا چھین لیا اور کپڑے اتروا لیے آپ بیٹھکر ان قیدیون کو دکھا دکھا کر کھانا
شروع کیا اور خواصین روتی پیٹتی برہنہ پاس اپنے مالک کے آئین ملکہ مہ جبین الماس پوش بھانجی
افراسیاب جادو مالک طلسم کی ہی کہ افراسیاب نے اسکو اپنی بیٹی کیا ہی اور طلسم کی سلطنت کا مختار
بنایا ہی روز نوروز تخت پر ملکہ کو بٹھاتا ہی اور جشن کرتا ہی اس جشن مین اٹھارہ ہزار شہزادیان اور
بادشاہ مالکان ممالک طلسم ظاہر و باطن و ظلمات سب ملکہ مہ جبین کو نذر دیتے ہین اور سلام
کرتے ہین چنانچہ ملکہ کو طلسم مین یہ صحرا پسند آیا ہی اسجگہ افراسیاب نے ایک مکان اسکے رہنے کو بنایا ہی ملکہ
یہان رہتی ہی اور صندل جادو بہن افراسیاب کی رہکر ہمراہ اسکی حفاظت کرتی ہی اتفاق سے
اسوقت صندل جادو دربار افراسیاب مین گئی تھی کہ خواصین روتی ہوئی آئین ملکہ نے کہا خیر
تو ہی کہا حضور ایک قیدی نیا آیا ہی کہ وہ نہ پھول چنتا ہی نہ گھنا بناتا ہی زبردستی دکھاتا ہی چنانچہ
اسوقت اسنے سب قیدیون کو اور ہمین مارا اور کھانا چھین لیا ملکہ نے کہا ابکی بار تم نہ جاؤ محلدار اور کہاریان
قیدیون کو کھانا پہونچا ئین بموجب ارشاد ملکہ محلدار عصا گنگا جمنی لیے کہاریون کے سر پر خوان
کھانے کے رکھوا کر چلین جب قریب اسد کے پہونچی کہا او موے قیدی کیون تیری شامتین آئی ہین
قضا سر پر کھیلتی ہی کہ تونے سرکاری آدمیون کو مار کر کھانا چھین لیا اور دیکھو تو سہی کس ڈھٹائی سے
بیٹھا زہر مار کر رہا ہی جیسے اسی نے پکوایا ہی اسد کو یہ باتین سنکر غصہ آیا اور دل سے کہا کہ تم بھی بہت
دق ہوے ہو اٹھکو بھی مارو اٹھکر محلدار کو مارنا شروع کیا اور دوپٹہ اور عصا اور ہاتھون کے کڑے
سب چھین لیے کہاریان خوان چھوڑ کر بھاگین اور قیدی سب جا بجا چھپ رہے اور اسد کہاریون کے

پیچھے دوڑا ہنگامۂ عظیم برپا ہوا ملکہ غل سنکر باہر مکان کے نکل آئی دیکھا کہ ایک نوجوان حسین کمسن آفتاب رو خال ہنداو چشم یوسف ثانی اٹھتی جوانی ہی نشہ شراب مین چور ابیات

دو چشمش دو آہوے مردم شکار	دو ابرو دو سر فتنۂ روزگار
بہر خندہ کز لب برانگیختے	نمک بر دل خستگان ریختے

کہاریون کے پیچھے چلا آتا ہی رفتار مستانہ سے خفتگان کو جگاتا ہی دیکھنا تھا کہ ملکہ اسکا پر شیفتہ اور فریفتہ ہوئی اور پکار اہان ہان ای نوجوان یہ کیا کرتا ہی شہزادے نے نگاہ اٹھاکر جو دیکھا ایک معشوق پری پیکر سامنے نظر آیا جسنے اپنے تیر نگاہ کا دل کو صید بنایا عجب مہر درخشان سپہر خوبی و گوہر بے بہا درج محبوبی کو جلوہ گر دیکھا کہ جسکی زلف شبگون ظلمات پر طعنہ زن اور مانگ سے اسکی جادۂ کہکشان فلک کو راستی کا چلن سکھاتی جبین نور آگین مانند حوصلہ والا ہمتون کے بلند پشت جسکے رو برو خود پسند ابرو کمان نار پستان سیب زنخدان نازنین نازکبدن یاقوت لب صنمے کبکر فتاری طوطی گفتاری شمشاد قدی ماہ رخساری شمس سپہر زیبائی و زیبائی سہ

دو زلفش منزلہاے آگاہ	دران منزل ہزاران خضر گمراہ
زدیش گر عرق بر گل چکیدے	ازان گل تا ابد سیلے دمیدے
دو ابرو بر بیاض گردن حور	چو بسم اللہ بر سر سورۂ نور
جفا پروردۂ چشم سیاہش	اجل صیقل گر تیر نگاہش
پریشان گیسوان آن پری زاد	چو سنبل ریختہ بر فرق شمشاد
فتادی سایہ گر بر رخ زمویش	نشستی چون رگ گوہر بر دیش
دہان او شکر ریز تبسم	چو غنچہ گشتہ لبریز تبسم
ز دندانش سخن ناگفتن او لے	در شاداب را ناسفتن او لے
لب لعلش بہ پہنائے کمیدن	ز قن چون آب در عین چکیدن
قدش سروے کہ چشم بلاز و دور	بیاض گردنش فوارۂ نور
بلا مشغول چشم نیم مستش	شکست بندی دہا بدستش
رعونت با خرام او ہم آغوش	ہر آنکس دید او را رفت از ہوش
سخن کوتہ کنم یا وصف آن حور	ز سر تا پاے او نور علے نور

اسد دیکھتے ہی اس سراپا نور کو نقد حال کھو بیٹھا زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا وہ نازنین بھی شکرائی اور

اسد کے پاس آئی کہا ای شخص لیٹرا پن کرنا اچھا نہین اپنا مطلب دلی ہم سے بیان کر اس لوٹ مار سے کیا فائدہ
ہو شہزادہ اسکی گہربریزی کلام سے مالامال ہوکر گویا ہوا کہ ای یار دلنواز وای مایۂ ناز مین اپنی جان سے تنگ تھا
جب باعث اس ننگ کا ہوا کئی فاقہ گزرے تھے کہ مین نے کھانا چھینا ملکہ نے کہا فاقہ مستی تمھاری ظاہر ہوا سے
مین کیا کرون کہین اپنا ٹھکانا کرو کوئی اور گھر دیکھو شاہزادے نے کہا ای ملکہ ہم تشنہ دیدار تمھارے ہین زکوۃ
حسن تمسے مانگتے ہین ملکہ نے کہا بیغیرتی کا خدا بھلا کرے سوال دیگر جواب دیگر مین کچھ کہتی ہون تم اور سنتے ہو
چلو اپنا راستہ لو اسد نے کہا سہ خاک ہی اپنی اٹھے تو اس مکان سے اٹھے + ہم جہان چون نقش پا بیٹھے نہ وانسے
سے اٹھ سکے + ای ملکہ ہم کہان جائینگے تمھارا سنگ آستان ہمارا سر ہی محبت سے مجبور ہر بشر ہی یہ باتین
ہو رہی تھین کہ خواصون نے عرض کیا ای شہزادی یہ راستہ کا مقدمہ ہی یہان نہ ٹھہریے انکو بھی
گھر لیجیے ایسا نہو کوئی آجائے دشمنون کو برنج پہونچائے الزام دے بدنام کرے ملکہ نے یہ سنکر شہزادے سے کہا اگر
ایسے ہی آپ بھوکے ہین میرے غریب خانہ مین تشریف لیجیے کھانا نوش فرمایئے دل بھلا یئے شہزادہ ہنسکر
ملکہ کے ساتھ ہو لیا ملکہ انھین لیے ہوئے قریب اس مکان کے آئی اسد نے اس مکان رشک وہ گلستان کو دیکھا کہ
چار دیواری پر اسکے مصقلہ کیا ہوا ہی جواہر کی پچی کاری ہی مذہب مطلا ہی در و دیوار کی صفا کے روبرو آئینہ
سکندر کو رنگ غیرت حاصل اور حوالی رنگین کے مقابل فغفور چین کا آتش حسرت پر دل کمرے گرداگرد
تعبیہ شیشہ نشین سراپا پری کی تصویر بلند قصر تا باوج فلک منارون کی چمک سے

طیور دہم بر عمرے پریدہ		بہ دیوارے حصارش نارسیدہ	
ز سنگ انداز او سنگے کہ جستے		پس از فرتے سر کیوان نشستی	

ملکہ مہ جبین شاہزادے کو دروازے پر چھوڑ کر ایک کمرے پر چڑھ گئی کنیزون کو حکم اہتمام کرنے کا دیا مسند پر زر
بچھوائی لیکن یہان اسد نے بیتابی کرکے چاہا کہ کمرے کے زینے پر چڑھ جاؤن جیسے ای دو تین سیڑھی پر قدم
رکھا کسی نے اٹھا کر نیچے پھینکدیا پھر قصد کیا ایسا ہی ہوا دو تین بار اسی طرح اسد نے چٹنی کھائی لیکن کمرے
پر جا نہ سکا اس عرصہ مین ملکہ اوتر کر آئی کیفیت شہزادے کی دیکھی تو ہنسی اور کہا پرائے مکان مین آپنے چلے آنا
کھیل سمجھ لیا یہ کہکر اپنی وزیرزادی ملکہ دل آرام جادو سے کہا کہ پھوپھی صاحبہ یعنی صندل جادو
اس جگہ حصار کھڑا باندھ گئی ہین کہ کوئی غیر آدمی مکان مین جا نہ سکے اسوقت تو کوئی ایسا سحر کر کہ راستہ ہو جائے
اور مین اسد کو مکان کے اندر لیجاؤن دلارام نے افسون پڑھکر دستک دی راہ کھل گئی ملکہ مہ جبین شہزادے
کو لیکر کوٹھے پر آئی اور مسند پر لاکر بٹھا دیا خواصون کو حکم دیا دسترخوان چنو خاصہ حاضر کرو بمجرد ارشاد ملکہ فی الفور
اغذیہ لطیف گوناگون اور طعامہاے لذیذ بو قلمون انھون نے حاضر کیا ملکہ نے اسد سے کہا بسم اللہ نوش فرمایئے

اور بعد فراغ تشریف لیجایئے اسعد نے کہا ای جانجان تیرے سبب ذقن کو دیکھکر میری پیاس بھوک گئی اب کھانے کو ہمین لخت دل اور پینے کو خون جگر ہی تمھارا دیدار مدنظر ہو اگر ہمین کھانا کھلانا منظور ہو گلشن اسلام کی بیسر کرو خارستان ضلالت سے نکلکر بحر کرنے سے تائب ہو ملکہ یہ سوال شاہزادہ کا شنکر دم بخود ہوئی اور کچھ سوچکر جواب دیا کہ بحر کرنا مجھے نہین آتا مگر دین سامری اور خداوند لقا کے ترک کرنے مین کلام ہو کس لیے کہ ان خداوندون کا بڑا نام ہو اسعد نے کہا ای ملکہ اگر لقا سچا ہوتا تو میرے نانا حمزہ صاحبقران سے بھاگتا نہ پھرتا ملکہ نے جب نام امیر کا سنا سمجھی کہ یہ شخص عالی نسب والا حسب ہو بہت خوش ہوئی اور اسعد کے سمجھانے سے لقا پرستی کو ترک کیا شہزادہ اور ملکہ دونون کھانا کھانے مین مصروف ہوے باتین محبت کی کرتے جاتے تھے کہ یکایک آندھی تیرہ وتار اُٹھی اور برق شعلہ بار چمکنے لگی شہزادہ گھبرایا دود سے پناہ مانگنے لگا دیکھا ایک سلحرہ اژدہے پر سوار ڈروانی صورت بنائے پیزالہ نیلا قصابہ باندھے کالی بھریا اور لمبے بالون کی جٹائین لٹکائے مٹی تھوپے ہڈیون کھوپڑیون کے ہار گلے مین ڈالے آپہونچی ملکہ اور اسعد کو بیٹھے دیکھکر پکاری او شوخ دیدہ ننگ خاندان یہ کون ہی جسے تو لیے بیٹھی ہی ملکہ یہ سنکر کھڑی ہو گئی اور کہا ای پھوپھی یہ مقید طلسم بھوکا پیاسا یہان آنکلا تھا مین نے رحم کھاکر بلا لیا اور کھانا کھلایا اب یہ چلا جائیگا وہ ساحرہ کہ نام اُسی کا صندل جادو ہی یہ باتین سنکر اسوقت تو خاموش ہو رہی مگر دل مین سوچی کہ یہ قیدی گنہگار افراسیاب ہی آپ ہی قتل ہو جائے گا لیکن ملکہ کو یہان سے لے چل اب یہان رکھنا اچھا نہین ابھی چیرہی ورنہ خراب ہو جائیگی یہ سوچکر وہ بھی اسبات پر آمادہ ہو گئی کہ اسکو لیکر وہان سے کسی طرح چلدے بس دیکھتے ہی شیدا ہوئی اور خیال کیا کہ تو بڑھیا ہی طلسم مین تجھے کوئی پوچھتا نہین یہ قیدی اپنا جان بچنا غنیمت جانے گا اسے تو افراسیاب سے مانگ لینا اور مزے اوڑانا فی الحال اس سے سوال وصل کرایسی فکر کرکے ملکہ سے کہا کہ مین سامنے جو کمرہ ہی اُسمین جاکر ٹھہرتی ہون تو اس جوان کو میری صحبت کے لیے راضی کرکے وہان بھیجدے مین خطا تیری معاف کرونگی ورنہ تجھے اُسکے پاس بیٹھنے کی سزا دونگی یہ کہکر اسعد کے پاس آئی کہا ای شخص لیڑا پن کرنا اچھا نہین صورت پندرہ برس کی حسینہ وجمیلہ جیسی کوئی عورت ہو ایسی بنائی کہ اب جو کوئی اُسے دیکھے اُسکے جمال پر فریفتہ ہوئے اور یہان ملکہ نے اسعد سے کہا لو صاحب مبارک ہو پھوپھی جان تمپر عاشق ہوئین اب ہمین آپ کیون پوچھین گے کیونکہ خدا نے ایسی معشوق طرحدار کہ جسکا سن سات سو برس کا ہوگا عنایت فرمائی جایئے اُسکے ساتھ مزے اوڑایئے اسعد نے ان باتون کا ملکہ کو جواب نہ دیا اور اُٹھکر صندل جادو کے پاس چلا مہ جبین نے آبدیدہ ہوکر دامن پکڑ لیا اور کہا کیون صاحب اتنی ہی دیر مین آپ نے ہماری محبت دل سے بھلا دی جیسے ان تلون مین تیل ہی تھا

اسد نے ملکہ کو گلے لگایا آنسو پوچھے تسکین دی کہ جانی مین تیرا غلام ہون دیکھنا کہ مین اس قحبہ کے پاس جاکر کیا کام کرتا ہون الغرض ملکہ تو روتی رہی اور اسد دامن چھڑا کر کمرے مین صندل جادو کے گیا دیکھا کہ وہ ایک عورت خوبصورت بنی ہوئی بصد انداز مسند ناز پر بیٹھی ہی سامنے کشتی شراب کی لگی ہی پلنگڑی جواہر کے پایون کی بچھی ہی اسد جاکر برابر بیٹھ گیا اُسنے پہلے تو اغماض جتایا پھر جام شراب بھر کر دیا اسد نے جام لیکر کہا کہ ای جانمن اپنی بھوئی شراب مجھے دے کہ پیون اور دل مضطر کو اپنے تسکین دون اور مین تو تیرا تشنہ آب زلال وصال ہون یہ کہکر گود مین اُٹھا لیا صندل جادو غمزہ کی وجہ سے نہین نہین کیا کی لیکن اسد نے پلنگڑی پر لٹایا اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا اور دونون ٹانگون کو بائون سے گانٹھا صندل جادو سمجھی کہ یہ پیار کرتا ہی اب مطلب تیرا حاصل ہوا چاہتا ہی مگر اسد نے اس طرح گلے کو دبایا کہ نفس جسد مین پیچیدہ ہوا گلا اسد دبائے تھا پھر بھی نہ ہو سکا لاکھ تڑپی مگر پنجہ مین شیر کے آچکی تھی کب چھوٹ سکتی تھی آخر کو طائر روح نے قفس تن سے پرواز کی اسوقت وہ صدائے مہیب آئی کہ معلوم ہوا آسمان پھٹ پڑا اسد کو دیکھا الگ جا کھڑا ہوا اور مہ جبین روزن در سے اختلاط اسد کا دیکھ دیکھ کر جل رہی تھی اور دل سے کہتی تھی کہ ہم سے تو کیا کہکر آیا تھا یہان یہ مردوا اس بڑھیا پر ریجھ کر کیا کیا دار و مدار کر رہا ہی اس عرصہ مین صدا دار دگیر کی بلند ہوئی تاریکی عالم مین چھا گئی آندھیان اٹھنے لگین پتھر پڑنے لگے آگ برسنے لگی بعد ملحے کے صدا آئی کہ مارا مجھے دغا سے نام میرا صندل جادو تھا افسوس ہی کہ سات سو برس کی عمر مین کوئی پھول باغ جوانی سے نہ چنا تھا کہ صرصر اجل نے گل حیات کو پژمردہ کیا ملکہ یہ سنتے ہی گھبرائی اور دل آرام جادو سے کہا بڑا غضب ہوا پھوپھی جان کو انھون نے مار ڈالا دلارام نے کہا واری آپ کی محبت مین شہزادے نے اپنی جان کا کچھ خیال نہ کیا اور اُسے ہلاک کیا ذرا غفلین جاکر دیکھئے تو حال کیا ہی اور کیا گزری ہے ملکہ مع دلارام کے اندر کمرے کے آئی اسوقت وہ تاریکی بھی دور ہو چکی تھی لاش صندل جادو کی برہنہ پڑی تھی اور اسد ایک جانب کھڑا ہنس رہا تھا کہ ملکہ روتی ہوئی آئی اور کہا واہ وا صاحب تمنے میری پھوپھی کو مار ڈالا اسد نے کہا کیون ملکہ کیا مین نے اسے جلد جہنم واصل کیا مہ جبین نے کہا سبحان اللہ کیا کہنا ڈریے آپ کے دیدے سے کہ ایسی چاہنے والی پر کچھ رحم نہ کیا دوسرے یہ کہ میری ہی پھوپھی کو مارا اور مجھی سے تعریف کرایا چاہتے ہو اسد نے گلے مین ملکہ کے ہاتھ ڈالدیے پیار کیا ملکہ نے ہاتھ جھٹک کر کہا کیا میرا بھی گلا گھونٹ دوگے اسد نے کہا میری جان تجھپر قربان اگر مین تیرا گلا گھونٹ دون تو پھر مین بھلا کب زندہ بچون یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک صندل جادو کی کھوپڑی چٹخی اور ایک طائر خوشرنگ اُسمین سے نکلا اور

افسوس افسوس کہتا ہوا اڑا دلارام نے کہا ای ملکہ یہ طائر نہین ہی یہ تو جو صندل جادو کے جسم ناپاک مین تمام عمر کا سایا تھا وہ نکلا ہی افراسیاب پاس جاکر اسکے مرنے کا حال کہیگا آپ کے بھی دشمن شکل ماکہ تصویر جادو اور شاہزادہ بدیع الزمان کے گرفتار ہوجائینگے مہ جبین نے گھبراکر کہا پھر ہمین کیا کرنا چاہیئے دلارام جادو نے کہا اسد کو بھیجکر بھاگیے اور طلسم سے باہر نکل جایئے اسد نے کہا مین واسطے فتح کرنے طلسم کے آیا ہون بغیر قتل کیے افراسیاب کو طلسم سے نہ جاؤنگا مہ جبین نے منت کرکے کہا ای دلارام مجکو سحر نہین آتا اگر تجھسے ہوسکے ہم دونون کو بھگالے چل دلارام جادو نے عرض کیا ای ملکہ مین ایسی ساحرہ نہین کہ کسی ملازم افراسیاب سے مقابلہ کرسکون یا طلسم کے باہر آپ کو لیجاؤن مگر آپ کے کہنے سے مین کمرے کے نیچے اوترکر ایک پہاڑ کی صورت بزور سحر بنتی ہون آپ شاہزادہ کو لیکر آیئے اور اس پہاڑ کی کسی گھاٹی مین مع اسد کے چھپ رہیئے مین آپ کو لیکر اس شکل سے بھاگون ملکہ نے کہا اچھا دلارام جادو نیچے کمرے کے جاکر زمین پر غلطک مارکر ایک پہاڑ بنگئی اور مہ جبین اسد کو لیکر نیچے کمرے کے اُتری اور پہاڑ پر جاکر ایک جگہ پوشیدہ ہوئی اسوقت وہ پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑکر چلا اور جتنی کنیزین انیسین جلیسین ملکہ کی تھین وہ یہ ماجرا دیکھکر رونے لگین مگر دلارام نے کچھ خیال نہ کیا اور انھین روتا ہوا چھوڑکر ملکہ اور شاہزادے کو لیکر روانہ ہوئی اُدھر وہ طائر جو کہ صندل جادو کے سر سے نکلا تھا پاس افراسیاب کے باغ سیب مین پہونچا افراسیاب تخت سلطنت پر متمکن تھا ارکان دولت و درا امرا حاضر تھے تاج ہو رہا تھا کہ یہ طائر سامنے تخت کے جاکر گرا اور پکارا کہ ای شہنشاہ ساحران صندل جادو کو اسد نے قتل کیا یہ کہکر اُس جانور کے مُنہ سے ایک شعلۂ آتش نکلا اور پر دن مین ساری آگ لگی جلکر خاک ہوگیا افراسیاب یہ خبر سُنکر رونے لگا اور سب اہل دربار کو سیاہ پوش ہونے کا حکم دیا اور ملکہ حیرت جادو کو شہر ناپرسان سے بُلوایا اُس سے سب حال کہا وہ بھی رونے لگی افراسیاب مع تمام ارکان سلطنت و اکابران طلسم جہان صندل جادو کی لاش پڑی تھی آیا کنیزین مہ جبین کی حاضر تھین آکر قدم پر گرین کہ ہم بے قصور ہین افراسیاب نے پوچھا کہ مہ جبین کہان گئی کنیزون نے سب ماجرا مفصلاً اسدا ور ملکہ کا عرض کیا افراسیاب نے کہا باہر طلسم کے کیا مجال جو جاسکے اب پہلے مین لاش صندل جادو کی اُٹھوالون بعد اُسکے اس گیسو بریدہ کو سزا دون یہ کہکر حکم دیا کہ تجمل دجلوس طلسمی حاضر ہو بمجرد حکم گھنٹے اور ناقوس بجانے والے نام سامری و جمشید کا لینے والے حاضر ہوئے فولاد کے سواران طلسمی چلے ہین بامیان طلسم نے بنائے ہین جلوس طلسم کا لیکر آئے تمام اکابران طلسم جمع ہوئے اور لاش صندل جادو کی بڑی دھوم سے بنابر آئین دین جمشیدی اُٹھائی الغرض جب

افراسیاب نے اسکام سے فرصت پائی بادل ملول باغ سیب مین آکر فرمان واجب الاذعان بنام شاہان ممالک طلسم اس مضمون کے لکھکر روانہ کیے کہ دلارام جادو و مہ جبین نبیرہ حمزہ اسعد کو لیکر بھاگی ہین انکو جہان پانا حضور مین گرفتار کرکے لانا اور منجملہ اُن فرمانون کے ایک حکم نامہ بنام ملکہ مہرخ جادو لکھا مہرخ جادو مہ جبین الماس پوش کی نانی ہی کاہنہ بے بدل ہی ساحری اور منجمی مین بھی لاثانی ہی افراسیاب کی رشتہ دار ہی ذی لیاقت و ہوشیار ہی پہلے طلسم باطن مین رہتی تھی لیکن جب سے بیٹیا اسکا تشکیل جادو ملکہ خوبصورت جادو دختر حیرت جادو پر عاشق ہوا مہرخ سحر چشم نجوت افراسیاب طلسم ظاہر مین چلی آئی اور پشتہ رنگین حصار ایک طلسم ہی طلسم ظاہر مین بود و باش اختیار کی افراسیاب جب حال عشق خوبصورت سے آگاہ ہوا اُسے گرفتار کرکے سحر کرکے ہنڈولے پر بٹھادیا دریاے خون روان کے اُس طرف ایک بیابان سبزہ زار ہی کہ وہان خوبصورت ہنڈولے پر جھولا کرتی ہی اور ترنا اُسپر سے ممکن نہین ہی اور تشکیل جادو کو افراسیاب نے باس خاطر مہرخ سحر چشم چھوڑدیا ہی اس سے کسی طرح کا تعرض نہ کیا ہی اسلیے کہ مہرخ سحر چشم معززان طلسم سے ہی اور راز طلسم جانتی ہی بارہ ہزار ساحر اسکے مطیع و منقاد ہین پشتہ رنگین حصار مین آباد ہی یہ اُنکی حاکم ہی افراسیاب خوفناک رہتا ہی بظاہر خاطرداری کرتا ہی اور باطن مین عداوت رکھتا ہی فی الحال اُسنے یہ خیال کیا کہ اگر مین مہ جبین کو مسل تصویر جادو کے گرفتار کرونگا مہرخ سحر چشم کہ نانی اسکی ہی برا مانیگی ایسا نہو فتور کرے اور طلسم کشا سے ملجائے بدین لحاظ پہلے نامہ ہی کو تحریر کیا کہ ای ملکہ مہرخ تو اسی تمھاری ہمراہ اسعد کے بھاگی ہی باوجود اسکے کہ مین نے اسے بادشاہ طلسم بنایا مرتبہ بڑھایا لیکن اُسنے کچھ میرا خیال نہ کیا ننگ و ناموس سے ہاتھ دھویا چاہیے کہ بمجرد دیکھنے نامے کے مہ جبین کو تلاش کرکے حاضر حضور کردے تاکہ تمھاری خاطر سے ملکہ کو چشم نمائی کرکے چھوڑدون اور طلسم کشا کو قتل کرون اگر تمنے اس حکم کی تعمیل مین کچھ عذر ہوگا ملک و مال ضبط کرکے قتل کی جاؤگی سرکار کی باغی کہلاؤگی یہ مضمون عتاب مشحون ضبط تحریر مین لاکر زنار جادو نام اپنے ملازم والا احترام کو دیا کہ مہرخ کے پاس لیجائے اور جواب باصواب لائے زنار جادو نامہ لے کر بعد قطع مسافت لاہشہر رنگین حصار مین پہونچا خبر اُسکے آنے کی مہرخ سحر چشم کو ہوئی اُسنے استقبال کرایا دارالعمارۃ مین لائی سامان دعوت مہیا کیا ناچ راگ و رنگ کا جلسہ ہوا بعد فراغ امورات مہمانداری باعث تشریف آوری پوچھا کہ کس سبب سے آپ نے کلبۂ احزان کو اس عاجزہ کے سرفراز فرمایا زنار جادو نے نامہ افراسیاب کا دیا مہرخ نے جب مضمون نامہ پر اطلاع پائی چونکہ عقیلہ و فہیم ہی آہستہ یہ زبان پر لائی کہ ای زنار جادو آپ ٹھہرے رہین مین جواب نامہ سمجھکر دیتی ہون اپنے مشیرون سے صلاح لیتی ہون زنار جادو مقیم رہا اور

مہرخ وہان سے اٹھکر الگ مکان مین آئی ازبسکہ علم کہانت مین دخل تام رکھتی ہی زائچہ کھینچا اور اسد اور افراسیاب کے طالع کا حال دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ اسد شہسوار عالیجناب قاتل افراسیاب ہی طلسم کو فتح کریگا جو اُسکا شریک ہوگا وہ عزت پائیگا جان بچے گی آبرو ملے گی جو اُس سے مخالفت کریگا مارا جائیگا گھر برباد ہوگا کہین ٹھکانا نہ پائیگا غرض جب یہ اُسے علم سماوی سے ظاہر ہوگیا دل سے کہا مہ جبین تیری نوزنظر ہی اُسکی شراکت کر افراسیاب نکھرام ہی اُس سے کنارہ کرنا بہتر ہی کس لیے کہ لاچین جادو جو پہلے بادشاہ اس طلسم کا تھا اسکو اُسنے قید کیا ہی اور تیرے فرزند شکیل جادو سے بسبب عشق خوبصورت جادو عداوت رکھتا ہی اور اسکی معشوقہ کو طرح طرح کی تکلیف دیتا ہی عجب نہین جو فرزند تیرا اس غم مین مرجائے دنیا سے گزر جائے چاہیے کہ بیٹے اور نواسی کی جان بچاؤن افراسیاب سے لڑکر دل کی لگی بجھاؤن اسوقت سے بہتر پھر کوئی زمانہ نہ ملے گا فال بھی نیک ہی طلسم کشا بھی آیا ہی فی الجملہ یہ سوچکر نامے کے جواب مین عرضی افراسیاب کو لکھی جسکی عبارت یہ تھی ای شاہ جادوان وای شہنشاہ ساحران ایک توقیع توقیع جہان مطاع نے اس نحیفہ کے درود فرمایا سہ حقیر خاکسار کو تا باوج آسمان پہونچایا جو کچھ کہ نسبت میری نواسی کے عتاب ظاہر ہوا ہی جان نثارون کو بڑا استعجاب ہوتا ہی یون تو کمترینہ ہمیشہ سے معتوب درگاہ ہی کوئی نہ کوئی الزام ضرور ملا ہی چشم ترحم اور نظر مکرمت میری طرف مدت سے نہین ہی دور افتادہ بساط عزت خانہ نشین ہی مگر اس امر خاص مین سراسر بقصور ہی محبت سے بشر مجبور ہی کوئی بشر اپنے نورنظر کو زیر تیغ نہ رکھے گا خود مریگا لیکن اُسکا مرنا گوارا نہ کرے گا خلاصہ یہ کہ اس حقیرہ سے ممکن نہین کہ مہ جبین کو ڈھونڈھکر گرفتار کرے اور اسکی گردن زیر تیغ بیدریغ دھرے حضور مالک ہین چاہے مجکو سرفراز کرین خواہ اُسکے عوض سزا دین جو کچھ ہو سکے میرے حق مین قصور وکوتاہی نکرین مجھے نہ آپ سے کچھ سروکار ہی نہ مہ جبین کی ذلت درکار ہی زیادہ حد ادب عرضی تیار ہوئی زنار جادو کے حوالے کی وہ لیکر طرف افراسیاب کے روانہ ہوا ادھر مہرخ نے اپنے بارہ ہزار ساحرون کو حکم تیار ہونے کا دیا وہ سب مسلح و مکمل ہوکر حاضر ہوئے خیمے ڈیرے لدے مہرخ نے اپنی مان ملکہ ماہ جادو کو بھی ساتھ لیا اور ایک نامہ اپنے بیٹے شکیل جادو کو لکھا بیٹا اُسکا کوہستان مین بسبب عشق ملکہ خوبصورت کے رہتا ہی صحرا پسند ہی گھر بُرا معلوم ہوتا ہی بارہ ہزار ساحر اُسکے ساتھ بہر حفاظت مہرخ نے کر دیے ہین وہ بھی صحرا مین رہتے ہین غرض اسکو اطلاع دی کہ ای فرزند ہم سے اور افراسیاب سے بگڑ گئی تمھین لازم ہی کہ ہم تک آؤ اور فوج کو بھی اپنے ساتھ لاؤ جب نامہ شکیل کے پاس پہونچا بہت خوش ہوا کہ اب یا تو افراسیاب کے ہاتھ سے مارے جائینگے یا اپنی معشوقہ ملکہ خوبصورت کو پائین گے سہ یا تو سر دیتے ہین یا لیتے ہین دلبر یا + آج جھگڑا ہی چکا لیتے چلکر اپنا + اُسی

وقت باہ ہزار کا لشکر لیکر نبی مان کے پاس آیا مہرخ چوبیس ہزار کی جمعیت سے واسطے ڈھونڈھنے مہ جبین کے روانہ ہوئی لیکن زمار جادو نے جاکر جواب مین نامہ کے عرضی مہرخ کی افراسیاب کو دی یہ ناری آتش غضب سے جلا جب عرضی پڑھی فوراً چند ساحرون کو حکم دیا کہ مہ جبین کو گرفتار کرلاؤ اور جو اُسکی حمایت کرے اُسے بھی سزا دو اور مین لشکر کشی کیا ایک عورت پر کرون تم چند ساحر مہرخ کی فوج کے لیے کافی ہو بھر دحکم دینے کے ساحر بہر گرفتاری مہ جبین د اسعد روانہ ہوے نام اُنکے وقت پر بیان ہونگے مگر اب حال ان دونون شیدائے یکدیگر یعنی اسعد و مہ جبین کا سنیے کہ دلارام جادو اسی طرح پہاڑ بنی ہوئی پانچسو کوس نکلگئی مگر سرحد طلسم سے باہر نہ جا سکی کمین کوہ چینی نظر آیا کسی طرف کوہ لاجورد دکھائی دیا طلسم کے عجائبات و غرائبات نظر آئے کہین خارستان نظر آیا کہین گلزار دکھائی دیے اسیطرح کوہستان اور دریاے و خار سب مقام طے کیے جب بہت دور اپنی دانست مین نکل آئی اسوقت ایک جگہ ٹھہری اسعد و مہ جبین سے کہا کہ پہاڑ پر سے اوترا دہ اوترے آپ بصورت اصلی بنی اور براہ پوشیدہ پھران دونون کو لیکر چلی تھوڑی دور پر ایک صحراے سبزہ زار ملا کہ جہان ہر سمت پھولون کا انبار تھا درخت گنجان سایہ دار لگے تھے بیچ اُسکے چشمے پانی کے بہتے تھے نظم پڑی آبجو ہر طرف کو بہے + کہین سرو پر قمریان چہچہے + کھڑے شاخ در شاخ باہم نہال + رہین ہاتھ جون مست گردنمیان ڈال + ملکہ نے کہا ای دلارام اس جنگل مین کچھ دل آرام پاتا ہی بھوکے پیاسے بھی ہین دل بیٹھا جاتا ہی ذرا ایک لمحہ ٹھہر کر کسل راہ سے آسودہ ہون کچھ ممکن ہو تو کھاؤن دلارام کو حال پر شہزادی کے رونا آیا کہ افسوس یہ وہ شہزادی عالیجاہ ہی کہ جسکے ہوا کا پایہ پکڑ کر ستر ہزار بادشاہزادیان چلتی تھین جادہ اطاعت سے قدم باہر نہ دھرتی تھین آج وہی بیسر و پا صحرا مین روان دوان ہی نہ ڈنکا نہ تخت نہ چتر شاہی سچ ہی کہ بادشاہ عشق کی بارگاہ رفیع مین رتبہ شاہ و گدا یکسان ہی اور اسپر بھی دیکھیے جو جان بچے کس جا امان ملے زمین و آسمان دشمن ہی ہزار طرح کا درپیش رنج و محن ہی افراسیاب جویان ہوگا ہزارہا ساحر بھیجا ہوگا کوئی دم مین آ گفت آیا چاہتی ہی آئینہ خیال مین جلوہ عدوس مرگ دکھاتی ہی مگر خیر یہ شاہزادی تھک گئی ہی ذرا ٹھہر جاؤ دیکھو کیا ہوتا ہی اور مقدر کیا دکھاتا ہی یہ سوچکر دلارام اُس ہیئت فرحناک مین قریب ایک پہاڑ کے ٹھہری لیکن ملکہ اپنے حال پر فرہاد آسا سر پٹک کر رونے لگی اسعد نے اُس شیرین ادا کی دلداری کی ملکہ نے کہا ای بیوفا ہم نے تیرے لیے کیا کیا نہ رنج سہل لیا قطعہ

اگرچہ پتھر مین تخم الفت کا ای ستمگر ہم اپنا بوتے	تو تھا یقینا کہ اسکے پنجے کبھی تو روتے کبھی تو سوتے
نہ ایسی گلیو نمین تیری خاطر کیے ہین نالے پھرے ہین روتے	خراب خستہ ذلیل و رسوا نہ تجھسے ملتے نہ ایسے ہوتے

خیر اسکا کیا گلہ ہی یہ بھی قسمت کا لکھا ہی مگر اسوقت کچھ غذا ممکن ہو تو کہین سے بہم پہونچاؤ تاکہ شدت گرسنگی دور ہو اسعد نے کہا ای ملکہ تم یہان ٹھہرو مین کوئی آہو شکار کرلاؤن اور اُسکے کباب لگا کر کھلاؤن یہ کہکر تیر و کمان لیکر اسعد روانہ ہوا اور دلارام کو ملکہ پاس چھوڑا پہاڑ سے دور جاکر ہرن ملا از بسکہ پیدل تھا اُسکے تعاقب مین دور نکل گیا اور یہان

جب شاہزادہ کو عرصہ ہوا دلارام نے کہا مین جاکر شہزادہ کو بلالون ایسا نہو کوئی ساحر ملجائے اور اُنکے دشمنون کو گرفتار کرے یہ کہکر روانہ ہوئی تو مہ جبین اکیلی رہی اور شہزادے کی تنہائی مین اپنے حال زار پر روتی تھی اور کہتی تھی

اے فلک کبتک مجھے دربدر پھرائیگا ؎

دادی غربت مین پھری پھرون مہین وحشت لیے	ہر دم غم واندوہ سے سو بار مرکر جیے
کیا کیا نہ داغ اس زندگی مین چشم عبرت نے دیے	کر یاد باشندون کی ہم وانکے بہت رویا کیے
غربت مین جا نکلے تھے کل اک شہر ویرانکی طرف	اس سوچ مین تھی کہ وہ ساحر جو افراسیاب نے

روانہ کیے تھے اُنمین ظلمات جادو نام ایک ساحر اُدھر نکلا مہ جبین کو بیٹھے دیکھکر دل سے خیال کیا کہ یہ ایسی حسینہ و جمیلہ زر و زیور سے آراستہ ہو اور شاہ نے حکم اُسکے قتل کرنے کا دیا ہو اسے دھوکے سے اپنے گھر مین لیجاکر سوال وصول کر اگر منظور کرے تو عورت بھی نصیب ہو اور مال و زر بھی کھتی ہو بڑی آسائش سے بسر ہوگی اس ہنگامہ مین یہ کوئی گمان نکریگا کہ مہ جبین تیرے یہان ہو بلکہ یہ سمجھینگے کہ اسد بھگا لے گیا غرض یہ امور سوچکر قریب ملکہ کے آیا اور سلام کیا ملکہ اس بیحیا کو دیکھکر دل مین ڈری کہ یہ مجھے گرفتار کریگا لیکن اُسنے کہا اے ملکہ مین آپکا دوست ہون شہزادہ اسد اور دلارام جادو کیون آپ سے جدا ہوے ملکہ نے کہا واسطے تلاش آب دوانے کے گئے ہین ظلمات نے صرف حال دریافت کرنے کو پوچھا تھا جب دلارام و اسد کی کیفیت معلوم کرچکا اُسی وقت مکاری سے کہا اے ملکہ شاہزادہ اسد میرے باغ مین تشریف لیگئے اور مجھے اپنا مطیع کیا اب اسی جگہ بیٹھے ہین اور مجھے آپ کی بلانے کو بھیجا ہے ملکہ نے کہا دلارام آئے تو مین چلون اُسنے کہا مین آپکو پہونچاکر اُسے بھی ڈھونڈھ لاؤنگا ملکہ اُسکے کہنے سے اُٹھکر ہمراہ ہوئی یہ ملکہ کو لیکر اپنے باغ مین آیا ملکہ نے اس باغ کو نہایت سرسبز پایا درخت گلدار لگے تھے چمن نسیم عطر آگین سے بسے تھے خلاصہ کلام ملکہ آکر بارہ دری مین باغ کی ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی کہا اسد کس مقام پر ہین اُنھین بلا دو ظلمات نے کہا مہ جبین اب نام اسد کا نہ لو مین تمپر فریفتہ ہون تمھارا دیکر یہان لایا ہون تم میرا وصل منظور کرو تمہاری جان بچے گی یہان بحفاظت تمام بیٹھی رہو گی جب اسد قتل ہو جائیگا اور شہنشاہ کا غصہ کم ہوگا اسوقت اپنے گھر چلی جانا ملکہ جب اس مضمون سے آگاہ ہوئی گھبرا گئی اور کہا اے ظلمات اتنا سمجھ لینا کہ اگر میری آبرو مین کچھ فرق آیا مین فوراً اپنے تئین ہلاک کرونگی اور انگشتری الماس چبا لونگی ظلمات منت کرنے لگا قدم پر سر دھرنے لگا ملکہ نے نانا اسوقت یہ دھمکانے لگا زبردستی دکھانے لگا ملکہ نے استغاثہ درگاہ خدا مین کیا کہ اے خدائے دو جہان وارث مظلومان مجھ مظلومہ کی آبرو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا اسوقت قدرت خدا سے ایک ساحر دخان جادو نام متلاشی ملکہ ناکام اُدھر آنکلا اور آواز ملکہ کی سنکر اندر باغ کے آیا ظلمات کو ملکہ کے ساتھ دست اندازی کرتے دیکھا اُسنے ڈانٹا کہ او بیحیا کیا کرتا ہے ظلمات اُسے دیکھکر سمجھا کہ راز تیرا فاش ہوگیا یہ جاکر افراسیاب سے کہیگا وہ تجھے اس حرکت ناشایستہ کی سزا دیگا لازم ہے کہ اسے مار ڈالون اور ملکہ کے ساتھ

کر بدستی وصل کرون یہ سوچکر دخان پر ایک گولا فولادی سحر کرکے مارا کہ وہ پٹاسمین سے دھوان نکلا سارے
باغ مین تاریکی ہوگئی دخان نے یہ سحر اُسکا دیکھکر فوراً ایک مشکیزہ اپنے جھولے سے نکالا اور اُسمین سے
پانی لیکر اور اُسپر پڑھکر اُس تاریکی کی طرف اچھال دیا وہ سیاہی دھوان ہوکر ایک طرف سمٹکر ہوگئی اُسنے
پھر دوسرا چھینٹا پانی کا مارا کہ وہ ظلمات پر پڑا اور قطرے پانی کے چنگاریان بنکر اُسکے جسم کو جلانے لگین
آخر سارے جسم سے ظلمات کے شعلے نکلنے لگے اور جلکر خاک ہوگیا صدائے مہیب پیدا ہوئین غلغلہ عظیم
برپا ہوا بعد کچھ عرصہ کے وہ آفت مٹی اور صدا آئی کہ کشتی مرزا نام من ظلمات جادو بود دخان اُسے قتل کرکے
ملکہ کے پاس آیا اُس شعلہ رو کے جمال سے وہ جگہ منور پائی اُسکے دل مین بھی بُرائی آئی ملکہ پر ہزار جان سے شیفتہ
ہوا اور دست بستہ ملکہ سے عرض کیا کہ اے شہ خوبان اگر تو میرے یہان رہنا گوارا کرے تو مین تمام عمر گردن تابی کرون
اور شہنشاہ سے عرض کرکے خطا تیری معاف کرادون اور مقربان شہنشاہ سے مین ہون کوئی ایسا ویسا نہین ہون
ملکہ نے جب یہ کلام اُس نافرجام سے سنے کہ اے دخان جادو تیری تو وہ مثل ہوئی ؎ کہ از چنگال گرگم در ربودے ✤
چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی ✤ اس خیال خام کو اپنے دل سے دور کر جو میری عصمت مین فرق لائیگا تو پھر بچکو
زندہ نپائیگا دخان سمجھا کہ یہ عاشق طلسم کشا کی ہے تجھسے رانی ہوگی یہ تصور کرکے سحر پڑھکر ملکہ پر پھونکا کہ ملکہ
خود اسپر فریفتہ ہوئی اور کہا مجھے تیرے کہنے سے انکار نہین ہے دخان نے خیال کیا کہ یہ مکان پرایا ہے اور مالک
مکان کو تو قتل بھی کر چکا ایسا نہو کہ کوئی وارث آجائے یا کوئی فرستادہ افراسیاب ادھر آنکلے تو پھر قباحت ہوگی
جان بھی جائیگی اور ملکہ بھی چھن جائیگی یہ سوچکر وہان سے اٹھکر چلا کہ ملکہ سحر کے زور سے اُسپر شیدا ہے یہ بھی اُٹھکر چلی
دونون باغ سے نکلکر صحرا مین روانہ ہوے اور دخان اپنے گھر ملکہ کو لیچلا اتفاقاً اسد ہرن کو شکار کرکے وہان
گیا تو ملکہ کو جہان بٹھا آیا تھا جب اس جگہ ملکہ نہ ملی ڈھونڈتا ہوا ادھر آنکلا کہ دخان ملکہ کو لیے جاتا تھا اسد نے
دور سے دیکھا کہ ایک ساحر کے پیچھے ملکہ دوڑی چلی جاتی ہے سمجھا معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ سحر مین مبتلا ہے بس ایک
تیر چوتاک کر مارا دخان غافل تھا کہ تیر سینے پر پڑا پشت کو توڑ گیا فلاباری کھاکر گرا اور مرگیا غل اور شور اُسکے مرنے
کا بھی پیدا ہوا اسد پاس ملکہ کے آیا ملکہ اُسکے مرنے سے ہوش مین آچکی تھی اسد سے لپٹ گئی اور رو رو کر سب
ماجرا کہا اسد ملکہ کو لیکر ایک درۂ کوہ مین آیا اور کمر سے دوشالہ کھولکر بچھایا اور لکڑیان جنگل کی جمع کرکے اپنی تلوار
کو پتھر پر مارکے شرارہ پیدا ہوا آگ نکلی ہرن جو شکار کرکے لایا تھا اُسکے کباب لگائے آپ بھی
کھائے اور ملکہ کو بھی کھلائے پانی چشمے سے لاکر پلایا اور شکر خدا کا کیا ہنوز آسودہ
ہوے تھے کہ یکایک بجلی چمکی اور رعد بڑے زور شور سے گرجا ایک ساحر سیاہ رو تیرہ درون فرستادہ
افراسیاب سے آکر پہونچا اسد اور ملکہ جبین کو دیکھکر للکارا کہ اب کہان جاؤگے تم شعلہ جانو یہ نعرہ

اسد صنکر تلوار پکڑ کر دوڑا اس ساحر نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین مین اسد کا نصف جسم غرق ہوگیا اُسوقت حسب اتفاق دلارام جو اسد کو ڈھونڈھنے نکلی تھی یہان آکر پہونچی اور اس ساحر کو دیکھکر ایک ناریل پتری دار سحر کا مارا شعلہ جادو نے پھر کچھ افسون پڑھا کہ سحر دلارام جادو کا رد ہوگیا اور پھر آپ ایسا سحر کیا کہ شعلہ بنکر اسد اور دلارام اور مہ جبین کے لپٹ گیا اور اُڑا کر لیچلا راہ مین اسنے خیال کیا کہ مبادا کوئی مددگار انکا ملجائے اور تجھ سے چھین لے اس سے بہتر ہے کہ اُنکے سر کاٹ کر پاس افراسیاب کے لیچلون اور انعام مین ملک و مال لون یہ سوچکر ایک جگہ ٹھہرا اور ارادہ انکے قتل کرنے کا کیا اُسوقت مہ جبین نے رو کر کہا اوظالم پہلے میرا سر تن سے جدا کر تاکہ اپنے مطلوب کو بیجان نہ دیکھون خاک و خون مین غلطان نہ دیکھون یہ نابکار ملکہ کا سر کاٹنے چلا اُسوقت اسد نے پکار کر کہا اے نامرد ازلی و ابدی پیشتر مجکو ہلاک کر کب جائز ہے کہ مرد زندہ رہے اور عورت اُسکے سامنے قتل کیجاے یہ ساحر ملکہ کی طرف سے شاہزادہ کی طرف پھرا اسوقت دلارام نے للکارا کہ اے بانی جفا کہان زیبا ہے کہ کنیز زندہ رہے اور مالک اسکے ہلاک ہون قبل اُنکے قتل کرنے کے میرا کام تمام کر شعلہ انکے کلام سے حیرت مین تھا کہ پہلے کسے قتل کرون لیکن اس حال مین اسد نے رجوع قلب سے درگاہ داور میں غریبان مین بلبلاکر دعا کی کہ اے پروردگار ہمکو شر سے اس ظالم اظلم کے بچا

ابیات

حاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہین	ریجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا
باغ و بہار آتش نمرود کو کیا	مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا
موسی کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی	فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا
طوفان مین ناخدا کے کشتی ہے نوح کی	حقا جواب ہی نہین تجھسے جلیل کا
آوازہ تیرے عدل کا ہے لبسکہ گوش زد	پشے سے زور جل نہین سکتا ہے فیل کا

خداوندا ایسا سبب ظاہر کر کہ یہ کافر واصل جہنم ہو شہزادہ کا دعا کرنا تھا کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا اور خدا نے ایک دیو کو اس ظالم پر مسلط فرمایا ملکہ آسمان پری زوجہ صاحبقران والی ملک کوہ قاف کبھی کبھی غیرت اپنے شوہر کی ستاتی ہے اسوقت بھی ایک دیو غیرت نامہ یے طرف لشکر حمزہ کے قاف سے اُڑا ہوا جاتا تھا شور گریہ و زاری سنکر متوجہ زمین کا ہوا اسد کو گرفتار دیکھا اور ایک ساحر کو درپے قتل پایا ازبسکہ اسد کو یہ دیو بچاتا تھا فوراً اُسنے گردن شعلہ جادو کی پکڑ کر سب اعضا اُسکے توڑ مروڑ لقمہ بنا کر منہ مین ڈال لیا اور نگل گیا پیٹ مین جاتا تھا کہ معلوم ہوا دم نکلا دوڑنے لگا کہ کمبخت یہ لقمہ کیسا تھا جسنے معدہ مین جاکر یہ آفت برپا کی آخر خدا خدا کر کے وہ شور موقوف ہوا اسد نے رہائی پائی

دیو نے آکر سلام کیا اور حال پوچھا اسد نے کہا تو کون ہے دیو نے کہا آپ کی نانی ملکہ آسمان پری کا بھیجا ہوا پاس امیر کے جاتا ہون اسد نے کہا میری بھی تسلیم نانا جان سے کہدینا اور سب سردارون کو بھی سلام کہنا اور جو حال کہ ابتک گزرا تھا وہ سب بیان کرکے کہا امیر سے کہدینا اور تو نے بہت بُرا کیا کہ جو اس ساحر کو مار ڈالا ہم لوگ اگر چاہین تو سارے عالم کے ساحرون کو دیوون سے کھلوا دین اور ہلاک کرا دین لیکن ہمت مردان روزگار سے بعید ہے کہ جو انسان کو جنون سے لڑائین کس لیے کہ جو فعل انسان کر سکتا ہے اُس سے جن بری ہے پھر جنون سے ہنگام جنگ مدد لینا نامردی ہے اگر میری حیات خدا کو رکھنا ہوتی کوئی اور صورت اس ساحر کے مرنے کی نکالتی بس یہ کیا کم ہے کہ ساحر سحر کرتے ہین اور ہم اُنکو عیار سے ہلاک کراتے ہین سحر کا معاوضہ مکاری کر کے لیتے ہین دوسرے جنگ مبنی بر خدع ہے جنگ مین دھوکا دینا خدا اور رسول نے نہین منع فرمایا ہے ابتو جا لیکن دوبارہ ایسا نہ کرنا دیو سلام کرکے اوڑکر چلا اور اسد ملکہ کو لیکر ایک صحرا مین آیا تینون درہ مین چھپکر بیٹھے افراسیاب اُنکا متلاشی ہے اور مہرخ ساحر چشم ڈھونڈھنے نکلی ہے ساحر ہر طرف فکر مین تینون کی پھرتے ہین غرض انکو تو اس حال مین رکھیے اب ذکر خواجہ عمرو اور چارون عیارون کا سنیے

داخل ہونا خضر دشت طراری رہرو بادیہ مکاری سالک مسالک جادۂ عیاری خواجہ عمرو ابن امیہ ضمری کا طلسم مین مع چارون عیاران نامدار کے براہ مختلف اور قتل کرنا ساحرون کو اور پہونچنا پاس اسد اور مہ جبین کے اور ملاقات ہونا مہرخ ساحر چشم سے لمؤلفہ

وہ دارو پلا ساقی مے پرست — کہ جو ایک ہی جام مین کر دے مست
بہانہ نہ کر بادہ خوارون سے تو — حوالے کر آب سا غر مشک بو
پھرین مست بڑ مارتے ہر طرف — چلین رند بنکارتے ہر طرف
ترے فیض سے ہون مین جادو کلام — فسونساز مشہور ہو میرا نام
وہ فقرے دون مین زاہد خشک کو — چلے میکدے کی طرف مست ہو
سکھا مجھکو ساقی وہ عیاریان — کرون جا کے واعظ سے مکاریان
نہو حرمت دخت رز کا خیال — بنے رند کا قول سحر حلال
ذرا جاہ پھر میکدے کو چلو — کہ راہ طلسمات دریافت ہو

بزم سخن طرحی خوش نوا		بدین زمزمہ شد ترنم سرا	

سخن سازان معانی و غریب و رمز شناسان کلام بے ریو دریب جادو بیانی سے تسخیر طلسم ضمیر تزنگ تدبیر یہ عجز نمایان اسطرح فرماتے ہین و بنظر دور اندیشی جادۂ خطرناک کی طرف سر بچکر یون قدم اٹھاتے ہین کہ جب عیار بینظیر والا تدبیر ہنر پرور خواجہ عمرو اور چارون عیار نامور جنکے نام پہلے بیان ہوئے الگ الگ طلسم کی جانب چلے جاتے تھے براہ مختلف صحرا کو طے کرکے سرحد طلسم مین آئے لیکن ایک دوسرے کا حال جویان رہا ساحرون کی صورت بناکر چار طرف طلسم مین پھرنا شروع کیا کہین صحراے سرسبز دیکھا کسی طرف دریاے زخار موجزن پایا پہاڑون کی دانگ طلسم پر کے نئے نئے سو انگ ہر طرف بگلے ساحرون کے بنے چوکیان جادوگرون کی بحکم افراسیاب بیٹھین ساحر سحر کرتے آگ اور پتھر برستے الغرض عیار علیحدہ علیحدہ سب کیفیت دیکھتے چلے جاتے ہین کہ ایک مقام پر جو عمرو آکر پہونچا صحراے عجیب و ہان دیکھا کہ گھانس کے بدلے کوسون تک مقیش اُگا ہے جنگل سارا چاندی کا ہے عمرو نے اپنے دل سے کہا یہ سارا جنگل ممکن ہوتا تو مین نہین مین رکھ لیتا ہاے کیا کرون کچھ بس نہین کیونکر اسے اٹھاؤن اسی فکر مین تصور کیا کہ جہانتک ہو سکے گھانس یہان کی کاٹ لون بس ہنسیا زنبیل سے نکالکر گھانس کاٹنے لگا مگر ہر طرف پھر پھر کر دیکھتا جاتا کہ ایسا نہو کوئی آجائے اور جلدی جلدی کاٹے جاتا تھا کچھ تھوڑی گھانس کاٹی تھی کہ یکایک صدا آئی باش اے وزد مکار مین تیرے تلاش مین تھا اب کہان جائیگا عمرو نے یہ آواز سنکر گردن اٹھائی اور کہا افسوس کیا تقدیر بُری ہے ناچار اٹھکر جونگاہ کی تو سامنے سے ایک ساحر کو آتے دیکھا کہ سارا بدن اُسکا چاندی کا ہے بال سر کے مقیش کے ہین اسباب سحر کا لیے کالے سانپ سر سے لپیٹے للکارتا ہے عمرو اُسے دیکھکر بھاگا اُسنے سحر پڑھکر دستک جو دی پاؤن عمرو کے زمین مین چمٹ گئے آگے نجا سکا وہ ساحر تلوار کھینچکر قریب آیا اور کہا تیرا ہی نام عمرو ہے افراسیاب کو مکر تیری بیشتر ہے مین نے تیری گرفتاری کو یہ جنگل بزور سحر چاندی کا بنایا ہے آخر تجھے پایا اب شہنشاہ کے پاس سر ترا کاٹ کر لیجاؤنگا انعام پاؤنگا عمرو نے کہا مین عمرو نہین ہون گھسیارا ہون بیسبب کا مارا ہون اُسنے کہا تو مجھسے مکاری کرتا ہے افراسیاب پہلے ہی خبر تیری دے چکا ہے یہ باتین ہوتی تھین کہ اور عیار جو الگ ہین اُن مین سے مہتر قران نے ایک بلندی پر سے یہ سب ماجرا دیکھا اور ایک عیاری سوچکر روانہ ہوا یہان یہ ساحر کہ نام اُسکا مقرنس جادو ہے عمرو کو قتل کیا چاہتا تھا کہ ایک سمت سے صدا آئی بھائی ذرا ٹھہر نا مقرنس نے

جو دیکھا ایک ساحر جسکے گلے مین سانپ لپٹے ہین ترسول لیے ہے مندرے کان مین پہنے ہے پکارتا چلا آتا ہے **مقرنس** ٹھہر گیا وہ ساحر قریب آیا اور کہا اس چور سے جب تک مال میرا نہ قبول کرا لیجے اُسوقت تک قتل نہ فرمایئے یہ میرے گھر سے سارا اسباب اُٹھا لایا خبردار اسباب تو در کنار دیکھیے یہ موتی اکیلا رہگیا اسکی جوڑی کا یہ چورا لایا یہ کہکر ایک موتی برابر بیضہ مرغ کے نکالکر **مقرنس** کو دکھایا یہ دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور کہا بھائی یہ تحفہ نایاب چیز پائی ہے ذرا مجھے دو تو اچھی طرح دیکھون یہ تم کہان سے لائے اُس ساحر نے کہا مین کوہ مروارید پر رہتا ہون اور وہان گوہر قدرت سے سامری کی زمین مین پیدا ہوتے ہین یہ اُنھین موتیون مین سے مین نے دو چھانٹ کر رکھے تھے ایک یہ چورا لایا دوسرا میرے پاس ہے لو دیکھو یہ کہکر **مقرنس** کو موتی دیا اُسنے لیکر سب طرح سے دیکھا اور بڑی تعریف کی اُس ساحر نے کہا بھائی اسکو ذرا مُنھ کی بھاپ دے لو پھر اسکی چمک اور آب و تاب دیکھو **مقرنس** نے اُس موتی کو دہن کے قریب لاکر مُنھ کی ہوا دینا شروع کی وہ موتی شق ہوگیا اور جیسے پھلجھڑی چھوٹتی ہے اس طرح سے دھوان اُس مین سے نکلا **مقرنس** کے دماغ مین مُنھ اور ناک کی راہ سے جاکر پیچیدہ ہوا اور وہ چکر کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا اُس ساحر نے کہ جو موتی لیکر آیا تھا ایک نعرہ کیا **نعرہ قران سریع السیر چون باد بہاری + جہان سر بہنگ در خنجر گزاری + بہ میدان اژدر آتش فشانم منم مہتر قران شیر ژیانم +** یہ نعرہ کرکے ایک بقعہ مارا کہ **مقرنس** جادو کا سر پھٹ گیا ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا وہ جنگل چاندی کا سب ہوگیا بیابان ہول خیز دکھائی دیا **عمرو** نے رہائی پائی **قران** کو گلے سے لگایا اور عیاری کی تعریف کی **قران** نے کہا یہ سب حضور ہی کی تربیت کا اثر ہے اب فرمائیے کیا ارادہ ہے چلنے کا قصد کدھر ہے **عمرو** نے کہا بیٹا الگ الگ چلنا صلاح ہے تم اپنی راہ لو خدا حافظ جاؤ **قران** سلام کرکے روانہ ہوا اور **عمرو** ایک طرف چلا لیکن خبر مرگ **مقرنس** جادو سحر کے طائرون نے **افراسیاب** کو پہونچائی اُسنے فی الفور سکندری ایک پتلا فولاد کا پیدا ہوا اُس سے کہا یہ نامہ میرا **مہتاب جادو** کے پاس بیابان رخشان مین لیجا پتلا نامہ لیکر چلا اور بیابان رخشان مین پاس **مہتاب** کے آیا نامہ دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا اے **مہتاب** جادو **عمرو** اور چار عیار **مقرنس** کو مار کر تمھارے جنگل کی سرحد مین آئے ہین اُنکو گرفتار کرنا خبردار غافل نہ ہونا پتلا تو نامہ دے کر چلا گیا لیکن **افراسیاب** نے **مقرنس** کے چند عزیز ساحرون کو حکم دیا کہ جاکر لاش **مقرنس** کی اُٹھاؤ اور قاتل کی اُسکے تلاش کرو وہ لوگ بھی روانہ ہوے اور بعد لاش اُٹھانے کے فکر گرفتاری عیاران کرنے لگے **مہتاب** جادو کو جو پتلا نامہ دے گیا ہے اُسنے بنابر احتیاط ایک مکان وسط صحرا مین بزور سحر بنایا اور اسے خوب آراستہ کیا فرش مکلف بچھوایا پلنگ مرصع فرش پر لگایا کوئی سامان راحت ایسا نہ تھا جو وہان موجود نہ کیا چند ساحر

دروازے پر پہرا دینے بیٹھے اور ایک چادر کاغذ کا ٹکڑا دروازے پر اُس مکان کے لگا دیا اور کچھ ایسا سحر پڑھا کہ چاند ماہ فلک کی طرح روشن ہوا مہتاب کمرہ مین مکان کے بیٹھکر می روشنی کرنے لگا پھر اُسکے خیال مین آیا کہ عیار بشکل مبدل آتے ہین پہچانے نہین جاتے ہین اس سے بہتر ہے کہ وہ تدبیر کرون کہ جس طرح کی صورت بنکر عیار آئین پہچان لیے جائین یہ سوچکر کچھ کاغذ کی چڑیان کترین اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ سب زندہ ہوکر اڑین اور کمرے کی کانس پر جا بیٹھین خاصیت انمین یہ رکھی کہ جب عمرو آئے ایک چڑیا کانس سے اُڑکر زمین پر گرے اور پکار کر کہے عمرو آیا اور چڑیا جلجاے پھر جب اور کوئی آئے دوسری چڑیا گرے اور اُسکا نام بتائے اور جلجائے اسی طرح اب جو غیر شخص آئیگا چڑیان اُسکا نام بتلا دینگی یہ سحر بناکر مہتاب جادو باطمینان تمام بیٹھکر تماشا دیکھنے لگا کہ عمرو اور قران وغیرہ عیار جنگل مقرنس جادو کاٹے کرکے اُسکے صحرا مین آئے اور عمرو نے دور سے دیکھا کہ بیچ جنگل مین ایک مکان بنا ہے اور چاند بڑا سا نکلا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آسمان کا چاند ہے بلکہ وہ بھی مقابل اُسکے ماند ہے دروازے پر ساحر بیٹھے ہین کڑھا و چڑھے ہین پکوان پکتا ہے ساحر ڈفلیان بجاتے ہین بھجن سامری کی توصیف مین گاتے ہین عمرو نے یہ ماجرا دیکھکر تصور کیا کہ یہ حرامزادے مزے سے بیٹھے ہین انکو چلکر ہلاک کرا اس صحرا کو اُنکے جسد ناپاک سے پاک کرے یہ سوچکر ایک ساحر کی صورت اپنی بنائی اور روانہ ہوا جب قریب اُس مکان کے پہونچا ساحرون کے گانے کی تعریف کی اُنھون نے پوچھا کہ تم کہان رہتے ہو کیا نام رکھتے ہو عمرو نے کہا مجھے نواز جادو کہتے ہین اور کوہ قلماق کا رہنے والا ہون ساحرون نے کہا اچھا بیٹھو اور کچھ گانا سُناؤ عمرو بیٹھ گیا اور اسطرح بلحن دلکش ایک تان لگائی کہ مہتاب اندر کمرے بیقرار ہوگیا اور دروازے سے کمرے کے سر نکالکر ساحرون سے کہا کہ اس گانے والے کو یہان لے آؤ ساحر عمرو کو اندر مکان کے لائے جب عمرو نے قدم اندر کمرے کے رکھا ایک چڑیا کانس سے گری اور پکاری عمرو آیا عمرو نے جو سُنا کہ چڑیا نے نام تیرا بتا دیا فوراً گھبرا اُڑھکر نظر سے غائب ہوگیا مہتاب نے دیکھا کہ اب وہ گویا نہین ہے ساحرون سے کہا وہ گویا نہ تھا عمرو تھا چڑیا کو بولتے سُنکر چھپ گیا تم سب جاکر بہت ہوشیاری سے باہر بیٹھو ساحر یہ کیفیت دیکھکر حیران ہوئے اور باہر آکر باہم مشورہ کیا کہ اب کوئی شخص آئے اُسے گرفتار کرلین گے خلاصہ کلام یہ سب ہوشیاری تمام بیٹھے اور عمرو یہان کی سب حقیقت دریافت کرکے اس جگہ سے دور جنگل مین نکل گیا اور زنبیل عیاری بجائی عیار جو جا بجا منتشر تھے اُنمین سے برق فرنگی نے زنبیل کی صدا سنکر آپ کو پاس عمرو کے پہونچایا اور کہا استاد خیریت تو ہے عمرو نے کہا اے فرزند مین مناسب جانتا ہون کہ تم اپنی صورت میری شکل کی طرح بناؤ اور یہ سامنے مکان بنا ہے ساحرون کا مجمع ہے اس طرف جاؤ وہ لوگ تمھین عمرو سمجھکر گرفتار کرینگے کس لئے کہ وہان سحر کی چڑیان بولتی ہین اور اپنے جانے کا سب حال کہا اور کہا جب تم پکڑ لیے جاؤ گے ساحرون کو اطمینان ہوجائیگا کہ عمرو کو ہمنے گرفتار کرلیا ہے پھر مین جاکر عیاری کرون گا

اور تمھین چھوڑا ونگا برق نے کہا بہت خوب اور اسیوقت اپنی صورت کو عمرو کی طرح بنایا اور ساحرون کیطرف روانہ ہوا جب قریب اُنکے پہونچا وہ تدشورہ کر ہی چکے تھے کہ اب جو آئیگا اُسے گرفتار کرینگے برق کو عمرو سمجھکر قید کرلیا اور شور و غل جو اُنکے قید کرنے سے ہوا مہتاب نے گھر سے پوچھا کہ کسے گرفتار کیا ساحرون نے کہا آپ پہچانتے کون ہی ہم تو جانتے ہین عمرو ہی مہتاب نے کہا یہان لاؤ تمین پہچانونگی برق کو سامنے اُسکے لیگئے جیسے ہی برق نے قدم اندر کمرے کے رکھا چڑیا گر پکاری کہ برق آیا اور جل گئی مہتاب نے کہا کیون عیار تیرا نام برق ہوا اُسنے کہا نہین میرا نام عمرو ہی ساحر نے جواب دیا کہ میری چڑیا جھوٹی نہین ہی برق نے کہا بھلا میرا نام برق ہوتا اور مین اپنے تئین عمرو بتلاکر کیون بتلاکرتا کیا مین نہین جانتا کہ عمرو کے سب طلسم مین دشمن ہین اچھا اگر آپ مجھے عمرو نہین جانتے نہ سہی مہتاب دل مین سوچا کہ یہ بھی سچ کہتا ہے کوئی اتنے بڑے مجرم کے نام سے اگر بری ہوتا ہوگا تو وہ اور اپنے تئین بچائیگا نہ کہ اور گنہ گار بنائیگا یہ خیال کرکے کہا اچھا اے عمرو تونے اپنے تئین چھپایا کیون نہین کہدیا ہوتا کہ مین برق ہون اُسنے کہا میرے کہنے سے کیا ہوتا آپ سحر سے دریافت کرلیتے آپ کو سب طرح کی سحر سے قدرت حاصل ہے مہتاب نے کہا تقریر تیری سچی ہے مگر میرے سحر نے جو نام تیرا خلاف بتلایا شاید تیرا نام علاوہ عمرو کے برق بھی ہو برق نے کہا میرا اصلی نام برق ہے اور مشہور عمرو ہی مہتاب نے کہا کیون مین نہ کہتا تھا کہ سحر میرا غلط نہین اب ظاہر ہوا کہ تو بھی سچا ہے اور سحر بھی درست ہے مگر ایک امتحان اور کرلون کہ تصویر عمرو کی میرے پاس شہنشاہ نے بھیجی ہے اُس سے تیری صورت ملالون یہ کہکر صندوقچہ سے تصویر نکالکر مطابق کی کچھ سر مو عمرو کی صورت مین اور اُس قیدی کی شکل مین فرق نہ پایا یقین کامل ہوا کہ یہ عمرو ہے بہت خوش ہوکر ایک طرف بندھوادیا لیکن اب حال عمرو کا سُنئے کہ جب برق گرفتار ہوچکا اور اُنھون نے دور سے یہ سب ماجرا دیکھا پس اپنی صورت ایک زن حسینہ جمیلہ کی بنالی کہ جسکے جمال جہان آرا کو دیکھکر فرط حجاب و ندامت سے بدر کامل بھی گھٹکر ہلال ہوجائے سراسر شعلہ نور قدرت خدا کا ظہور حور و پری کہنا خطا حسن ایسا کسی نے دیکھا نہ سنا شوخی و کرشمہ ناز و ادا ہر ایک اپنے اپنے موقع پر خوشنما پیشانی چودھوین رات کا چاند تھی بلکہ چاند کی بھی روشنی اُسکے آگے ماند تھی چشم غزالین سرمہ آگین آہوے رم خوردہ کشور چین ؎ چشم تو فتنہ دوست یا آہوست یا میاد خلق ٭ یا دو بادام سیہ یا نرگس شہلاست این ٭ لب لعلین درج یاقوت رخسار تابناک آئینہ اسکندری دندان سلک گوہر ؎ تیرے دندان لب نے کردیا بقدر عالم مین ٭ گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان کو ٭ بازو قوت بازوے نازو ادا کلائی بلورین جسکے دیکھنے سے عشاق کو کل آئی جب آستین سے باہر آئی گویا شمع فانوس سے نکل آئی ؎ یہ اُسکے ہے ساعد دنکا عالم کہ جسنے دیکھا ہوا وہ بیدم ٭ نیام تیغ قضاے مبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا ٭ سینہ

گنجینہ نور شکم تختہ بلور چھاتیان انمول ؎ سوہن موہن من ہرن کنچن بران اڈول ؛ کڑے کرارے چکنے اونچے گورے گول ؛ بلکہ فرد حسن روز افزون نے گنجائش نپائی سینے مین ؛ بنگیا انگیا کے پردے مین سمٹکر چھاتیان ؛ اور ناف کا شکم مین یہ عالم ہے بیت ہے نور کا دریا شکم صاف نہین ہے ؛ گرداب یم حسن مین ہر ناف نہین ہے ؛ ساق پا کا وہ نورانی عالم کہ بیدل جسکی یاد مین سرنیزا نور ہین لاکھ فکر کرین مگر اُسے نپا ئین ؎ لے سر سے تا بناف تو تھا نور کا بدن ؛ رانین بنائین گوندھ کے سیدا شہاب مین ؛ پاے نازک کی صفت کیا بیان ہو معلوم ہوتا تھا ؎ صانع عالم نے جب تیرا بنایا کالبد ؛ پاؤن صندل کے بنائے اور اگر کی ایڑیان ؛ الغرض اس حسن و جمال سے اپنی صورت کو آراستہ و پیراستہ کیا ؎ زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مینگرم ؛ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست ؛ لباس سرخ سونے کا زیور اپنے قد زیبا پر زیبا مزین و مجلی کیا کنگنا کلائی مین باندھا اور پیراہن کو تا بدامن چاک کیا زلف شکفام رخ انور پر بکھیر کر گھونگھٹ بنایا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہ تابان ابر سیہ مین آگیا ہے اس صورت سے زار و زار مانند ابر نوبہار کے روتا ہوا عمر و روانہ ہوا اور جہان مہتاب جادو کمرے مین بیٹھا جنگل کی کیفیت دیکھ رہا تھا اُسکے سامنے کی جھاڑیون مین رونا شروع کیا اور شور و فریاد بلند کر کے شکوہ فلک بے مہر اور مذمت دنیاے فانی کرنے لگا نظم

ہان ولاکر نظر بدیدۂ غور	دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور	کبھول مت دیکھ دیکھ آرایش
نہین دُنیا مقام آسائش	کوئی بزم طرب کا بانی ہے	کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
کہین چوتھی ہے اور چالا ہے	کہین افضال حق تعالی ہے	ہے کہین شادی حنا بندان
اور کہین شور مرگ فرزندان	ہے یہ دنیاے دون کا سر رشتہ	نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

کیون اے چرخ کج مدار و اے گردون ناہنجار یہ تو تو بتا کہ مین نے تیری کیا خطا کی تھی کہ جسکے بدلے اور پاداش مین تو نے مجکو یہ سزا دی ہا افسوس صد ہزار افسوس ؎ جو گل نہ کھلنے پاے تھے پھول انکے ہو گئے باسند سے رولا اٹھتے ہی تکیہ مین سو گئے ؛ اسطرح پر تڑپکر اور بلبلاکر عمرو رویا کہ دل سنگ آب ہو گیا اور شور و اویلا کان مین مہتاب جادو کے نیرنگ آیا اُسنے جھاڑی کیطرف جو غور دیکھا ایک مرد مہ شب اوّل کو کہ ماہ تابندہ فلک حسن ہی خسوف کے رنج و محن مین مبتلا پایا لباس سارے جسم کا تار تار ہو دشنۂ غم سے سینہ فگار ہو سر کے بال پریشان ہین تنہائی کے عالم مین اپنے حال پر گریان و نالان ہو مہتاب اُسے دیکھکر درپے حقیقت ہوا اور ساحرون کو حکم دیا کہ اس عورت کو بدلداری تمام بلاؤ ساحر حکم سنکر چلے جب قریب پہونچے وہ نازک اندام ساحرونکو دیکھکر گرنی پڑتی اور طرف چلی ہر چند منت سے کہا کہ ہمارے مالک تمھین بلاتے ہین مگر اُسنے کچھ جواب نہ دیا ساحرون نے آکر مہتاب سے اسکے سماعت نکرنے کی حقیقت کہی یہ اُس رشک ماہ خورشید خاوری کو دیکھکر بیقرار ہوا تھا خود اٹھکر چلا اور جھاڑی کے پاس جب آیا پھر وہ گلفام افتان و خیزان بھاگی اُسنے بڑھکر ہاتھ پکڑلیا اور اُسکے روے زیبا و سراپاے خوش ادا کو

بنظر غور دیکھا شعاع تنویر حسن کی چمکے نظر خیرہ ہوئی ابیات

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
ہر چین تھی موجۂ لطافت

بینی کے قریب کب تھے ابرو
شہباز نے دا کیئے تھے بازو

آنکھین اُستاد سامری تھین
نشے مین شراب کے بھری تھین

دنبالہ کب اُن مین سرمے کا تھا
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

دیکھتے ہی دست و پا کی قوت جاتی رہی جی سنسنا گیا قریب تھا کہ غش آجائے لیکن اپنے تئین سنبھالا اور کہا اے غیرت وہ بتان آذری واسطہ خداوند سامری کا اپنے حال پر ملال سے مجھے آگاہ کر کہ تو کس طلسم حسن کی گوہر ہے اور کس درج گران بہا کی جوہر ہے اسطرح کیون زار و نزار ہے کیا تجھے آزار ہے اس زہرہ جبین نے یہ کلام سُنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور اس طرح پھوٹ کر روئی کہ مہتاب جادو کا دل بھر آیا اور تسکین کرنے لگا اسوقت اُس عاقلہ نے کہا کہ مین کیا اپنا حال زار بتاؤن اور کس کس رنج کا اظہار کرون ؎

چہ گویم از سر و سامان خود عمریست چون کاکل ❊ سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بردوشم ❊ جنکے ہم طالب دیدار ہین انکی صورت نہ یا ملک عدم مین جا کر دیکھین گے ہائے وہ ہمین چھوڑ کر پیوند خاک ہوے مین انکو اچھی طرح جی بھر کر دیکھنے بھی نپائی کہ وہ دنیا سے چل بسے بیت انکو روتا ہون جو تھے اپنے ہنسانیوالے ❊ گور مین سوتے ہین پہلو کے سُلانیوالے ❊

یقین ہے کہ ہماری قبر پر پس مردن نرگس آگے گی پتہ کشتۂ انتظار کا بتائیگی غزل

ہماری قبر پہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار
اُٹھو اُٹھو کہ پھر آئی چمن مین فصل بہار

پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے
رہے نہ ایک گریبان مین کسی کے تار

پڑھون مین قصۂ لیلیٰ کو کیا بہ بانگ بلند
عدم کے خواب سے مجنون نہ کہین بیدار

بقول شاعر شیرین کلام سُن اک نقل
ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار

ٹھہر ٹھہر کے ہر ایک آشنا کی تربت پر
جو دیکھتا ہون کہ اک سمت کو ہی نرگس زار

سوال اُس سے کیا مین نے ایگل نرگس
تو سرنگون ہے بھلا کس لیے بخاک مزار

تب اُسنے ہو متبسم جواب مجکو دیا
عزیز مجکو تو نرگس نہ جانیو زنہار

کہ کام ہے گل نرگس کا نرگستان مین
سو اُسکا گور غریبان مین کیلیے ہو گذار

مین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی
کہ زیر خاک بھی اب تک ہی حسرت دیدار

اے عزیز مین ایک ساحر جلیل القدر کی بیٹی ہون کہ نام اُسکا عیسب جادو تھا ہمیشہ سے پیشہ تجارت کرتا تھا مین اپنے چچا کے لڑکے پر عاشق ہوئی کہ نام اُسکا ماہ سیما جادو تھا ابھی ہنوز سبزہ بھی رخسار پہ آغاز نہ ہوا تھا

عین شباب وجوانی کے دن تھے مرنیوالے بہت کمسن تھے جب میرے باپ نے ماجرائے محبت میرا نسبت اُسکے سُنا مجھے اُسکے ساتھ منسوب کرکے شادی کی فکر کی خلاصہ کلام جس روز میری برات تھی اُس روز ایک زنگی کہ مجھپر ایک مدت سے فریفتہ تھا اور مین اُسکے قبضہ مین نہ آتی تھی میری شادی کی خبر سُنکر رات کو مع دس بیس قزاقون کے آکر کود امیرے شوہر کو کہ ہنوز اُسنے شربت وصل نہ پیا تھا کہ ذائقہ تلخی مرگ کا چکھایا اور میرے والدین اور چچا سب کو قتل کیا مین اُسی ہنگامہ آفت زا مین بھاگ کر صحرا نورد ہوئی یہ کہانی میری ہے اب کچھ عرصے کی اس جہان فانی مین مین بھی مہمان ہون اس غم سے جان دونگی مہتاب جادو یہ قصہ جانکاہ سُنکر رونے لگا اور اپنی زبان کو بہر تسکین اُس غنچہ دہان کے کھولا کہ اے معشوق سراپا ناز جو مرگئے اُنکا غم تا کجا ؎ کسی کی مرگ پر ایدل نہ کیجے چشم تر ہرگز ؛ بہت سا رو لیئے اُنپر جو اس جینے پہ مرتے ہین ؛ اب تمھین لازم ہی کہ میرے کلبۂ احزانکو اپنے قدوم مسرت لزوم سے چلکر آباد کرو اور عمر عزیز بمصاحبت مجھ ایسے عاشق جانباز کے بسر بخاطر شاد کرو بیت وگرنہ تو بیرک رُک کے مرجائیگی اسی طرح جی سے گذر جائیگی مین بھی فراسیاب کا مصاحب ہون مالک طلسم صاحب طالقت ہر قسم ہون تمام عمر غلامی کرونگا اور اچھی طرح رکھونگا ورنہ ؎ یہ حسن وجوانی اور اُسپر یہ غم ؛ ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم ؛ اُس نازکبدن نے یہ باتین سُنکر کہا کہ مین شوریدہ سر و بخت کسیکے یہان رہنے کے قابل ہون فرد در محفل خود را مدہ ہیچ مپنی را ؛ افسردہ دل افسردہ کند انجمنی را ؛ مہتاب جادو نے بہت قسمین دین اور پاؤن پر سر رکھا نتیجہ کیا اُس سراپا ناز نے کہا بھلا صاحب تمھارا نام کیا ہے کیا پیشہ کرتے ہو کام کیا ہے اُسنے کہا مہتاب جادو مجھے کہتے ہین یہان سے سرحد کوہ لاجورد تک کے ساحر میری اطاعت کرتے ہین اس قمر پیکر نے جب نام اُسکا سُنا کانون پر ہاتھ رکھے کہا مین ساحر کے نام سے ڈرتی ہون کارخانہ سحر کا دیکھکر میرے دم پر بنتی ہے ساحر ہزار ہزار برس کا سن رکھتے ہین جب چاہتے ہین فوراً عورت بنجاتے ہین جب جی چاہتا ہے مرد بنجاتے ہین مہتاب نے یہ کلام سُنکر دل سے کہا تو نے ناحق اپنے تئین ساحر اظہار کیا اب مطلب سارا فوت ہوگیا کہا اے دلدار مین تیرے نثار کبھی تیرے روبرو سحر نہ کرونگا اور مین ابھی کمسن ہون تین سو پچیس برس کا سن رکھتا ہون اس غارتگر ایمان نے کہا قسم کھاؤ کہ کبھی مین ساحری نہ کرونگا مہتاب نے قسم جمشید کی کھائی کہ کبھی اس قول سے نہ پھرونگا اُسوقت یہ محبوبہ مہتاب کے ساتھ ہوئی اور وہ لیے ہوئے اُسی مکان مین آیا جیسے ہی اس گلفام نے اندر کمرے کے قدم رکھا کانس سے ایک چڑیا اُڑی اور زمین پر گر کر پکاری عمرو آیا اور جلگئی مہتاب نے اپنے دلمین کہا مین عمرو کو ایکبار قید کرچکا ہون تصویر ملائی وہ بھی مطابق پائی تھی اب یہ چڑیا جھوٹی ہے ادھر تو اسنے یہ خیال کیا اُدھر اُس معشوقہ نے کہا اسی باتون سے مین نہ آتی تھی لو اب جاتی ہون سحر کے سبب سے میری جان جائیگی مہتاب تو فریفتہ ہو رہا تھا کہنے لگا اے جانمن یہان عیار آتے ہین مین نے اپنی حفاظت کو یہ چڑیان تیار کی ہین کہ مجھے خبر دیتی ہین اسنے کہا تو مین باز آئی یہ چڑیا بھی کو عیار بناتی ہے اب تم مجھسے پرہیز کرو مین عیار ہون ایسا نہ ہو مین تمھین مار ڈالون یہ کہکر

اُٹھکر چلی مہتاب اُٹھکر لپٹ گیا اور خوشامد کرکے پھر اندر کمرے کے لایا ایک چڑیا گری اور پکاری کہ عمرو آیا اُس نازنین نے کہا اے مہتاب اب کون شخص غیر آیا جو اس چڑیا نے تجھے آگاہ کیا مہتاب نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ سحر مین کچھ فرق پڑ گیا اور دوسرے یہ کہ تم ڈرتی بھی ہو مین اس سحر کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دسنکدی کہ سب چڑیان زمین پر گر کر جل گئین کہا لو اب بیخوف ہوکر بیٹھو عمرو مسند زرین پر بیٹھا سامنے برق فرنگی بندھا ہے کہ آنکھ سے آنکھ ملی برق نے پہچانا کہ یہ عورت نہین ہے اُستاد ہین لیکن یہان عمرو کے لیے مہتاب نے کھانا منگایا اور کہا تم بھوکی ہو کھانا کھالو بعد اُسکے پھر ہم تم داد عیش دین اور آرام کرین اس غنچہ دہن نے کہا مین نے کئی دن سے شراب نہین پی واس میرے درست نہین ہین اب نہ مجھے بھوک ہی اور نہ پیاس ہے شراب کی تلاش ہے اپنا یہ تکلف دعوت موقوف رکھو اور ایک جام شراب مجھے دو قطعہ نہ مجھے تخت چتر و افسر دے ؎ نہ مجھے دولت سکندر دے ؎ جام مے رکھدے طاقت کسر کے پھر سیر اچھلو شراب سے بھر دے ؎ مہتاب نے اُسیوقت کشتی شراب کی سامنے لاکر رکھی کہ لو جس قدر دل چاہے پیو اس گل اندام نے جام مے ارغوانی لبریز کرکے اُسے دیا مہتاب نے کہا تنے بڑے عرصے سے نہین پی پہلے تم پیو اُسنے کہا مین بھی پیتی ہون تم لو تو سہی یہ باتین ہوتی تھین کہ دمان افراسیاب کو خیال آیا مہتاب کو مین نے لکھا تھا اُسکا کچھ حال نہ معلوم ہوا عمرو کو اُسنے گرفتار اب تک نہین کیا یہ کیا سبب ہے لاؤ کتاب جمشید و سامری دیکھکر اُسکی کیفیت دریافت کرون بس کتاب اُسنے دیکھی تو ظاہر ہوا عمرو عورت بنا ہوا پاس مہتاب کے بیٹھا ہے اُسے قتل کیا چاہتا ہے یہ دیکھکر اُسنے کچھ سحر پڑھا ایک پتلا زمین سے نکلا اُس سے کہا جلد جاکر مہتاب سے کہدے کہ یہ عورت جو تیرے پاس بیٹھی ہے عمرو ہے اور جو بندھا ہے وہ برق عیار ہے دونون کو پکڑ کر لیجا کہ میرے پاس لائے پتلا یہ حکم سُنکر چلا اور یہان عمرو نے مہتاب کی آنکھ بچاکر تھوڑا سا سفوف بیہوشی مُٹھ مین رکھ لیا تھا اور جام شراب مین بھی بیہوشی ملائی اور اسے دیا ابھی مہتاب نے جام نہ پیا تھا کہ زمین تھرائی عمرو سمجھ گیا کہ کچھ آفت آئی اس عرصہ مین پتلا زمین سے فرستادۂ افراسیاب علا عمرو اُسے دیکھکر مہتاب کے ادھی کہکر لپٹ گیا اُسنے کہا دوڑو نہین مگر عمرو نے رخسار پر رخسار رکھکر مُنھ سے سفوف بیہوشی جو پھونکا اُسکی ناک مین وہ گیا چھینک آئی اور مہتاب بیہوش ہوگیا ادھر پتلے نے کہا اے مہتاب یہ عمرو ہے حکم شہنشاہ ہے اسے گرفتار کرے ہر چند پتلا پکارا کیا مگر مہتاب بیہوش ہو چکا تھا سُنتا کون ناچار پتلا بڑھا کہ مین مہتاب کے قریب جاکر حکم شہنشاہ ادا کرون عمرو نے پتلے کو آتے دیکھکر چال الیاسی اسپر مارا کہ پتلا جال مین پھنسا عمرو نے جال سے ایک جگہ پتلے کو باندھ دیا اور برق کو کھولدیا اور مہتاب کو مارڈالا آواز دار و گیر آنے لگی غل ہنگامہ اور شور بلند ہوا تاریکی ہوگئی ملازم مہتاب کے جو چند ساحر باہر بیٹھے تھے وہ دوڑے اس اندھیرے مین جسنے قدم کمرے مین رکھا عمرو اور برق نے پہچانا کہ گردن کٹ گئی اور زیادہ شعلے اُٹھنے لگے بہت سے ڈر گئے جو دو ایک بچے وہ مارے ڈر کے باہر ہی سے باہر بھاگ گئے کہ نہین معلوم

اندر کیا آفت ہے الغرض بعد کچھ دیر کے وہ آفت دور ہوئی عمرو نے پتلے کو جال سے نکالکر چھوڑ دیا اور کہا جاکر اُس سخرے افراسیاب سے کہدینا کہ بدولت واقبال تجھے عنقریب قتل کیا چاہتے ہین پتلا یہ حال سُنکر جال سے چھوٹتے ہی بھاگا اور عمرو نے جو کچھ مہتاب کا مال واسباب تھا وہ لوٹ کر داخل زنبیل کیا برق کو لیکر محرا مین آیا برق نے کہا اُستاد فرمایئے کیا قصد ہے کہا بیٹا اپنی راہ لو الگ الگ چلو وقت پر آنا برق سلام کرکے ایک سمت جست وخیز کرتا ہوا روانہ ہوا اور عمرو ایک طرف کو چلا لیکن پتلے نے خبر مرگ مہتاب جادو افراسیاب سے جاکر کہی اور اپنا حال مین گرفتار ہونا جو کچھ گذرا تھا سب بیان کیا افراسیاب کو یہ حال سُنکر غیظ وغضب طاری ہوا اور خود قصد کیا کہ جاکر عمرو کو پکڑ کر لاوے اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا کہ ای شہنشاہ ساحران ایک متنفس شاطر حمزہ کو گرفتار کرنے جانا حضور کو مناسب نہین بہت بندگان حضور ایسے ہین کہ حمزہ تک کی گرفتاری کو کافی ہین چہ جاے کہ ایک عیار اُسکی کیا حقیقت ہے آپ ایک طلسم مین کسی ملازم کو اپنے ایک سحر ایسا تعلیم فرماکر بھیجکر گرفتاری عمرو روانہ فرمایئے کہ عیار جس رنگ وقطع سے سامنے آئین وہ پہچان لے اور گرفتار کرکے حاضر حضور کرے افراسیاب عرض اُنکی سُنکر سمجھا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین اور بنگاہ غضب باغ کے ایک چمن کی طرف دیکھا وہ چمن اُسکی گرمی آتش نگاہ سے جلنے لگا اور خود بھی شعلہ بنکر اُس آگ کے اندر غائب ہوا بعد لمحہ کے جو برآمد ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تختی جواہر کی ہاتھ مین تھی اُس تختی پر ایک تصویر زن حسینہ کی کھنچی تھی کہ ؎

ایکچہرۂ زیبا ے تو رشک تبان آذری ٭ ہرچند وصفت میکنم درحسن زان زیباتری ٭ افراسیاب نے دیکھتے ہی زمین شق ہوئی اور ایک ساحر نکلا نہایت کریہ منظر بدہیئت تھا اُسنے وہ تختی اُس ساحر کو دیکر حکم دیا کہ اے آذر جادو جلد روانہ ہو عمرو عیار مہتاب کو قتل کرکے ہنوز اسی جنگل مین ہے اُسے تلاش کرکے گرفتار کرلا اور اُسکے پہچاننے کو یہ تصویر دیجاتی ہے جو شخص تجھے راہ مین ملے پہلے تو اس تصویر کو دیکھ لینا یہ تصویر گو کہ عورت کی ہے مگر جو شکل عیار تبدیل کرکے آئیگا اور اُسکی جو صورت کہ اصل مین ہوگی ویسے ہی یہ تصویر ہوجائیگی اور اگر وہ عیار ہوگا تو یہ تصویر جیسی اسوقت عورت کی ہے ویسی ہی ہوجائیگی آذر جادو وہ تختی تصویر کی لیکر روانہ ہوا اور مہتاب کے جنگل مین پہونچکر چار طرف عمرو کو ڈھونڈھنے لگا لیکن عمرو بھی اُس جنگل مین ایک مقام پر بیٹھا دل سے کہہ رہا تھا کہ اے عمرو دیکھیے انجام کار یہان آنے کا کیا ہوتا ہے لاکھون ساحر موجود ہین کہانتک قتل ہوسکینگے مقدمہ طلسم ہے نہین معلوم لوح طلسم کہان ہے خدا جانے اسدپر کیا گذری کدھر گیا ہے زندہ ہے یا مرگیا اِس سوچ مین عمرو بیٹھا تھا کہ ایک ساحر کو ہر طرف تجسس کنان دیکھا کہ جیسے کسی کو ڈھونڈھ رہا ہے عمرو نے دل سے خیال کیا کہ اس حرامزادے کو بھی مارنا چاہیئے جو ساحر کم ہو وہی سہی یہ سوچکر ایک ساحر کی صورت بناکر چلا اور آذر جادو نے دیکھا کہ ایک جادوگر مہیب صورت کہ جسکے کان آنکھ ناک سے شعلہ آگ کے نکلتے ہین چلا آتا ہے آذر جادو خود قریب اسکے آگیا اور پوچھا تم کون ہو عمرو نے کہا اپنا نام بتایئے آذر نے نام اپنا بتادیا اور کہا عمرو کو ڈھونڈھنے آیا ہون عمرو نے کہا مین بھی اسی فکر مین ہون مہتاب جادو کا عزیز ہون جیسے خبر اُسکے مرنے کی سُنی ہے تلاش عمرو کی کرتا ہون آذر

بولا کہ چلو ہم تم چلکر فکر کرین عمرو اُسکے ساتھ ہوا اور اس فکر مین تھا کہ قابو پاؤن تو قتل کرون لیکن آذرجادو کو خیال آیا کہ شہنشاہ نے کہدیا تھا کہ جو راہ مین ملے پہلے تو تصویر کو دیکھ لینا یہ سوچکر اسنے تصویر کو دیکھا تصویر نے صورت اصلی عمرو کی پیدا کی تھی کہ توٹری سا سرزیرہ سی آنکھین خوبانی سے کان کلیجہ کیطرح گال تانگا سی گردن رہی کیطرح ہاتھ پانون نیچے کا جسم چھ گز کا اوپر کا تین گز کا یہ حلیہ مبارک دیکھکر آذرجادو گھبرایا اور سمجھا کہ کوئی عیار ہی کہ مکاری سے صورت اُسنے جادوگر کی بنائی ورنہ اصل صورت اُسکی ایسی ہی جیسی اس تصویر نے صورت بدلی ہے بس یہ دیکھکر اُسنے کچھ سحر پڑھا کہ عمرو کے دست و پا کی قوت جاتی رہی اور ایک زنجیر جھولی سے اپنی نکالکر عمرو کے ہاتھ باندھے اور لے کر چلا عمرو نے ہرچند کہا کہ اے برادر مجکو کیون بلاسبب آزار دیتے ہو آذر نے کہا او مکار تو مجھسے عیاری کرتا ہے ترا ہی نام عمرو ہے مجھے ترے حال کی خبر ہے عمرو کو غصہ آیا کہا بچا اب بچے نہین معلوم ہوتے کوئی دم مین جہنم رسید ہوا چاہتے ہو ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار داخل طلسم ہوا ہی کوئی نہ کوئی آکر قتل کریگا آذر نے کہا مین سبکو قتل کرونگا تیرے دھمکانے سے نہ ڈرونگا غرض عمرو کو لیکر چلا دور سے ضرغام شیر دل نے دیکھا کہ استاد کو کوئی ساحر پکڑے لیئے جاتا ہے یہ چھڑانے کی فکر مین کوس بھر آگے نکل گیا ایک جگہ اہیر گائے بھینس چرا رہا تھا اُسکے سامنے صورت بدلکر آیا اور کہا دیکھو جھاڑی مین بھیڑیا بیٹھا تیری گائے کو تاک رہا ہے اہیر گھبراکر جھاڑی کیطرف دوڑا ضرغام نے پشت کیطرف سے کمند ماری حلقے کمند کے گردن مین پڑے ہوئے منھ سے بھی بولا نہ گیا ضرغام نے زمین پر گراکر بیہوشی منھ پر ملدی اہیر بیہوش ہوگیا کپڑے اُسکے اُتارکر آپ پہنے انگوچھا سر پر باندھا اور دھوتی باندھکر مزے سے پہنکر اُسکی شکل دیکھکر ویسی ہی اپنی صورت بنائی اور لکڑی لیکر گاؤ وغیرہ چرانے لگا اہیر کو جھاڑی مین چھپا دیا اس عرصہ مین آذرجادو مع عمرو یہان آکر پہونچا چونکہ دھوپ بھی تھی اور دور کا چلا ہوا آتا تھا اہیر کو دیکھکر کہا اگر تیرے پاس لوٹیا اور دودھ ہو تو پانی لاکر مجکو پلا دے اہیر نے کہا گسیان تم گھام سے چلے آتے ہو کہو تو دودھ دوہکر لاؤن وہ پیو جل نہ پیو آذر نے کہا اچھا لے آ اہیر نے ایک گائے کو چمکارکر پاس بلایا اور دوہا اور پیتل کی لٹیا مین بھرکر بیہوشی ملاکر آذر کو دیا اُسنے چاہا کہ پیون مگر خیال مین آیا کہ مہتاب کو دو عیارون نے ملکر مارا ہے ایسا نہو کہ یہ بھی عیار ہو تصویر کو دیکھ لو یہ سوچکر تصویر کو دیکھا اُسکی صورت بصورت اصل ضرغام ہوگئی تھی اُسنے فوراً ضرغام کو سحر پڑھکر قید کر لیا ہرچند ضرغام نے کہا کہ مین اہیر ہون مجھپر کیون ظلم کرتا ہے نیکی کا عوض یہی ہے اُسنے کہا او نالائق تو بڑا مکار ہے مین خوب پہچانتا ہون یہ کہکر جس زنجیر مین عمرو بندھا تھا اُسمین اُسے بھی باندھکر آگے بڑھا عمرو نے کہا مین کہتا نہ تھا کہ ہزارون عیار طلسم مین آئے ہین اب ہم دو کو گرفتار کیا تو کیا کوئی دم مین تو ہلاک ہوا چاہتا ہے مناسب ہے کہ ہماری اطاعت کر آذرجادو دل مین ڈرا کہ یہ سچ کہتا ہے عیار سب طرف پھیلے ہین دیکھیے کیونکر طلسم باطن مین پاس شہنشاہ کے پہونچتا ہون لازم ہے کہ اب جو راہ مین ملے بغیر تصویر دیکھے اُس سے بات نہ کرون یہ تہیہ کرکے آگے روانہ ہوا لیکن عیار جو سب

شفق ہین اور دمبدم مقام بلند پر جاکر ایک دوسرے کے حال کو دریافت کرلیتا ہی انمین سے برق نے ایک جگہ
دور سے دیکھا کہ ایک ساحر دو عیار گرفتار کیے لیے جاتا ہی دیکھکر پہاڑ کے درے مین بیٹھکر لنگا پھر بنا اور سب سامان عیاری
کسوت سے نکالکر صورت اپنی زن مہ جمال کی بنائی ہاتھ پانون مسادر سے رنگے پور پور چھلے پہنے ہاتھون مین وہ
پور پور چھلے ۔ تھے جنسے بخون طپان محلے ۔ لنگا لگام کا بناچہری سرخ رنگی اور ٹھی سیندور مانگ مین بھر اٹپیان پار کے
کاجل آنکھون مین لگایا بندیا اور جیکا ماتھے پر لگایا جھکے اور ترکیان کالون مین پہنین ہاتھون مین پہونچیان اور پانون مین کڑے
اور دسون پیر کی انگلیون مین انوٹ بچھوے پہنکر بوتل شراب کی آغشتہ بادرد بہوشی ہاتھ مین لی اسی صورت بدلی کہ جیسے
کلوارن ہوتی ہی مگر وہ حسن و جمال رنگ و روغن عیاری سے درست کیا کیت سندر روپ سروپ مہامن یون لیکھے
جسے آنکھون مین لیجے ۔ جیون مور سو جیون کے چھب دیکھے دیکھی چھب دیکھے ہی چھپے ۔ پان کھوات مہارا وسارس
چاہے تو چندر کو ندیکھے ۔ اٹک اور بناؤ بنے نہ بنے ٹھک بیٹھے ہی کمد کو دیکھا ہی کیجے ۔ الحاصل وہ دلفریب گھونگھٹ
نکالے ہاتھ مین بوتل شراب کی لیے اٹکھیلیان کرتی طرف آذرجادو کے چلی ؎ وہ اس طرح سے اچپلی آتی تھی ۔
قیامت جلو مین چلی آتی تھی ۔ آذرجادو کے سامنے جب ہوکر نکلی اسنے دیکھا ایک مہ پارہ حسین شوخی و ناز و ادا
بھری ہے رشک وہ حور و پری ہے مستانہ چال چلتی دل عاشق کو پانون سے ملتی آتی ہے ؎

ہے نام خدا ادا چھرے کچھ زور دتماشا		یہ آپ کی رنگت	
گات ایسی پھبین قہر پھبین اور جھمکڑا		اور اُسپہ ملاحت	
جادو ہی نگہ چھب ہی غضب لہر ہی کھڑا		اور قد ہی قیامت	
غارتگر دین وہ بت کافر ہے سراپا		اللہ کی قدرت	

دیکھتے ہی آذرجادو مائل ہوا اور کہا بی کلوارن ذرا ادھر آؤ تھوڑی شراب دیتی جاؤ
اس نازنین نے ذرا سا گھونگھٹ ہٹاکر مسکراکر اسکی طرف دیکھا اور کہا یہ شراب
بکاؤ نہین ہے آذرجادو نے جب اُسکے رُخ زیبا کو دیکھا عقل و ہوش
کھویا کہ مطلع ۔ چشم بتو افتاد و جودم حک شد ۔ ہر چیز کہ در کان نمک رفت
نمک شد ۔ آذرجادو قریب گیا اور کہا کہان جانی ہو اس غنچہ
لب نے متبسم ہوکر کہا جہان میرا جی چاہتا ہے تم پوچھنے والے کون ہو
کوئی کوتوال ہو آذرجادو نے دیکھا کہ یہ ہنس ہنسکر باتین کرتی ہی معلوم
ہوتا ہے کہ راضی ہے یہ سمجھکر ہاتھ پکڑ لیا اُسنے ہان ہان کرکے کہا دیکھو
کوئی آجائیگا مین بدنام ہون گی تمھارا کچھ نہ جائیگا آذرجادو نے کہا

ذرا چلکر سایہ دار کے نیچے ہم تم دونون بیٹھین شراب پیئین دو دو باتین کرین پھر چلی جانا جلدی کیا ہی ہمارے تمھارے ملاقات ہو جا ئیگی ہمیشہ اطاعت کرون گا جو کچھ کہا ؤن گا وہ دون گا وہ نازنین کھلکھلا کر ہنسی اور کہا ملاقات اپنے گھر والون سے کرو کیا میرے خاوند نہین ہے مین ایسے راہ گیرون سے بات نہین کرتی آذر منتین کرنے لگا پاؤن پر سر دھرنے لگا کہا مین اسی طلسم مین رہتا ہون مسافر نہین ہون مصاحب افراسیاب ہون اس مہوش نے کہا تم کوئی ہو مین ایسی شوخ دیدہ نہین ہون جو یکایک مردون کے دم پر چڑھ جاؤن آذر سمجھا کہ یہ ناز معشوقانہ کرتی ہے جس زنجیر مین عمرو اور ضرغام بندھے تھے اُسے اپنی کمر سے باندھا اور تلوار کو گود مین اُٹھا کر چلا وہ نہین نہین کہا کی اُسنے درخت کے نیچے لاکر اُتارا اور کمر سے اپنی چادر کھولکر بچھائی عمرو اور ضرغام کو درخت سے باندھا اُس معشوقہ کو بٹھایا اور کہا میری جان تجھپر جاتی ہے تو میرے پہلو مین بیٹھکر دل غمگین کو شاد کر اُس ماہ پیکر نے ٹھنڈھی سانس بھر کر یہ شعر پڑھا کہ شعر ہم آزما چکے ہین بہت سرد و گرم عشق ؎ اسکو فریب دو کہ جو ناکردہ کار ہو ؎ آذر جادو نے گلے لگایا اور بوسہ لینے کو منھ بڑھایا اُسنے ہاتھ سے مُنھ ہٹا دیا کہا بس بس مجھ سے ایسی باتین نکرو یہ مُنھ دیکھے کی محبت ہے مردون کی ذات بیمروت ہے خبر اگر مجھ سے وارد ملال منظور ہے قسم سامری کی کھاؤ کہ کسی عورت سے سوا تیرے بات نکرونگا آذر جادو نے قسم کھائی کلوارن نے جام شراب سے بھر کر دیا اُسنے جب جام ہاتھ مین لیا خیال آیا کہ تو نے تصویر کو نہین دیکھا لازم ہے کہ بنا بر احتیاط تصویر دیکھ لے پھر اس محبوبہ سے داد عیش و خرمی دے یہ سوچکر تصویر دیکھی اسنے صورت اصلی برق کی پیدا کی تھی آذر جادو نے کچھ سحر پڑھکر کلوارن پر پھونکا کہ رنگ روغن عیاری اُڑ گیا اور برق کی صورت اصلی ہو گئی اُسنے اسکو بھی زنجیر سے باندھ لیا اور کہا عیارون نے تار باندھا ہے کہ قدم قدم پر آکر دھوکا دیتے ہین عمرو نے کہا او حرامزادے اب کیا بچ بھی جائیگا کوئی آن مین قتل ہوا چاہتا ہے آذر خوفناک ہوا مگر ان تینون عیارون کو لیکر چلا دور سے جانسوز نے دیکھا

پیچھے پیچھے چلا اتفاقاً ایک جگہ جنگل مین کسی ساحر کا باغ بنا تھا نہایت سرسبز و آراستہ پھولونسے بھرا تھا

عجب باغ تھا رشک مینو سواد کرے یاد جنت کی کم ایک بار		اگر دیکھے رضوان تو ہو شاد شاد کہ دیکھی نہین خلد مین یہ بہار	

آذر جادو از بسکہ تھکا ماندہ تھا اس باغ کے اندر آیا اور ایک چمن مین ٹھہرا جانسوز نے اسے باغ مین جاتے دیکھکر اپنی صورت مالی کی بنائی بیلچہ ہاتھ مین لیا قینچی درختون کی سرتراشی کرنیکی کمر مین کھرپی پھول جھولی مین بھرے اور باغ مین آیا جنگل سے ایک درخت کھودتا لایا اسے چمن مین بویا آذر جادو سمجھا کہ یہ اس باغ کا باغبان ہے درخت لینے گیا تھا اب آیا ہے پاس جاکر کہا اے مالی یہ باغ کسکا ہے جانسوز نے نام بتاکر کہدیا کہ ملکہ نیفشہ جادو کا آذر سمجھا کہ طلسم مین ہزارہا ساحر رہتا ہے کوئی نیفشہ بھی ہوگا یہ سوچکر خاموش ہو رہا لیکن مالی نے دو ایک گلدستے اور گردے بناکر ٹوکری مین لگائے بیچ مین اُسکے میوہ رکھا اور سامنے آذر کے ڈالی لگائی اُسنے کچھ بعد یہ انعام دیا ڈالی سے میوہ نکالکر چاہا کھاؤن پھر یاد آیا کہ تصویر دیکھلون تصویر جو دیکھی وہ بشکل اصل جانسوز بنگئی تھی اُسنے کہا او نابکار باغبان تو مجھے فریب دیتا ہے معلوم ہوا کہ تو عیار ہے جانسوز نے چاہا کہ بھاگ جاؤن لیکن اُسنے سحر کرکے اُسے بھی گرفتار کیا اور اُسی بخیر سے باندھکر مارے خوف کے اُس باغ مین نہ ٹھہرا پھر ان سب کو لیکر چلا جب کچھ راہ طے کی خیال کیا کہ مین کہین مخفی ہوکر بیٹھون اور عرضی شہنشاہ کو لکھون کہ مجھے عیارون نے گھیرا ہے چار کو تو مین نے گرفتار کیا ہے لیکن ابھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہین حضور ساحرون کو میری مدد کے لیے بھیجین اور اُن قیدیون کو منگوالین کہ مین انکے سبب سے اڑ کر نہین چلسکتا اگر اکیلا ہون تو اُڑکر بندہ سحر آپ کی خدمت مین آؤن بس یہ تصور کرکے چلا کہ کوئی جگہ عافیت کی ملے تو ٹھہرون لیکن ابکی بار نظر کردہ شاہ مردان اعنی مہتر قران نے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر اُستاد کو سع تین عیارون کے گرفتار کیے لیے جاتا ہے بحر عیاری مین غوطہ زن ہوا اور گوہر مقصد حاصل کیا کہ اے قران چار یہ عیار پے در پے واسطے قتل اس نابکار کے گئے کیا سبب ہوا جو گرفتار ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اسکے پاس ایسا سحر ہے کہ جو اُسکے سامنے جاتا ہے پہچان لیتا ہے ایسی کوئی فکر کرو کہ نہ منھ سے بولے نہ اسکے پاس جاؤ اور مار ڈالو یہ سوچکر گلشن مکاری کی سیر کرنے لگا آخر گل مراد سے دامن بھر کر اُسکے آگے راہ تجویز کرکے کہ ادھر ہی سے آئیگا جاکر ٹھہرا اور جنگل سے لکڑیان جلدی جلدی کاٹ کر چار طرف ستون بنائے اوپر چھت پر پتیان بچھادین اور ساری چھت پر بلدار درخت کی بیل چھادی یہ معلوم ہوتا تھا کہ منڈھی کسی فقیر کی ہے غرض اس مندھی کے دروازے پر سیلی تاگے ٹھنکے ٹھنکے سے درست ہوکر تہمد باندھکر الف آزادی قنفقہ کی طرح ہاتھ سے ناک تک کھینچکر تلک پیشانی پر دیکر بیٹھا ایک ٹھیک آکے رکھی گرد اپنے لکڑیان بڑی بڑی سلگادین اور دو دو انچ بیہوشی روئی بن بھر کر نتھنون مین رکھی کہ دھوان تاثیر نہ کرے سر دن بیہوشی لکڑیون پر ڈالی کہ دھوان چہار طرف پھیلا بیچ مین لکڑیون کے آپ بیٹھا کہ بعد تھوڑے عرصے کے آذر

جادو چار دن عیاردن کو لیے آکر پہونچا دیکھا ایک فقیر بیٹھا اپنی موج مین جھوم رہا ہی ٹھیک رکھی ہی دھونی رمائے ہی دسپنا ٹھیک مین گھر سا ہی مندھی کی ایک طرف تلسی کا پیڑ لگا ہی آسنی بچھی ہی سامنے چلم گانجہ پینے کی رکھی ہی کنول دھرا ہی تپسی معلوم ہوتا ہی آذر جادو نے یہ دیکھکر آگے بڑھکے پالاگن کی ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا بابا جی کچھ اشیس دیجیے عیار میرے فراق مین پھرتے ہین مین کھیم کسل سے افراسیاب کے پاس پہونچ جاؤن اس فقیر نے یہ باتین سنکر اسکی طرف بہ نگاہ قہر گھورا آذر نے دیکھا کہ آنکھین لال لال ہین مارے خوف کے بیٹھ گیا یہان تک کہ خوب دھوان بیہوشی کا اسکے دماغ مین پہونچا اسوقت فقیر نے کہا او نالائق مین بھی عیار ہون تجھے قتل کرنے یہان بیٹھا ہون آذر یہ کلام سنکر گھبرایا اور چاہا کہ اٹھکر پکڑلون بیہوشی دماغ مین پہونچ چکی تھی اٹھتے ہی گرا قران نے اٹھکے بغدا مارا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے برفباری سنگباری ہونے لگی ہول خیز صدائین آنے لگین بعد لمحہ کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من آذر جادو بود سرے اسکے ایک طائر خوشرنگ نکلا افسوس افسوس کہتا طرف افراسیاب کے چلا اور عمرو اور تینون عیار رہا ہوے قران نے تسلیم کی عمرو نے شاباش کہی اور سب عیارون کو رخصت کیا ہر ایک الگ الگ روانہ ہوا اور صحرا مین جاکر ایک دوسرے کی نظر سے چھپ گیا اور عمرو بھی بطور مخفی چلا اس عرصہ مین رات ہوگئی کہ مسافر چرخ سراے مغرب مین جاکر فروکش ہوا اور سیاہ دشت فلک رفقاے ثوابت انجمن سپہر مین رونق بخش ہوا جانوران صحرائی آرام پذیر ہوے طائران دشت بسیر اور خنون پر لینے لگے ابیات

شب چو سرا پردہ گلے کشید		مہر فلک شد ز جہان نا پدید	
زنگی شب برمہ و بر اختران		خندہ زنان دست بدندان گزید	
از چمن طائر نیلو فرے		نسترن و نرگس و گل شبگفید	

عیار سب درہ ہاے کوہ مین استقامت پذیر ہوے کسو تہاے عیاری سے روٹی نکالکر کھائی جھرنون سے پانی پیا شکر رزاق عالم کیا سو رہے لیکن عمرو یونہین فاقہ سے درہ کوہ مین ٹھہرا دل سے کہا زنبیل سے روٹی نہ نکالونگا حمزہ کی نوکری مین یہی نقصان عظیم ہی کہ اپنے پاس سے کھانا پڑتا ہی رات کا وقت ہی کہین جا بھی نہین سکتا دن بھر کمبخت آذر نے قید رکھا خیر اب صبر کرون بھوکا سو رہون غرض ایک جگہ پتھر کی چٹان پر لیٹا جب بہت بھوک نے غلبہ کیا اٹھکر درختون کے پھل توڑے اور کھاکے زنبیل سے بہت افسوس کرکے سوکھے ٹکڑے روٹی کے نکالے بھوک کو دور کیا اور لیٹ رہا مگر وہ طائر جو سر سے آذر کے نکلا تھا باغ سیب مین پاس افراسیاب کے آیا اور بآواز بلند پکارکر کہا کہ ای بادشاہ طلسم آذر جادو مارا گیا افراسیاب یہ خبر سنکر تھرانے لگا مارے غصہ کے ہونٹھ چبانے لگا اور ایک ساحر

ارماق جادو سے کہا کہ تم جاکر فلان صحرا مین لاش آذر کی پڑی ہی اُٹھا کر دفن کر دینا اور جو تصویر کہ مین نے اُسے دی تھی واسطے گرفتار کرنے عیارون کے وہ اُسکے پاس ہوگی اُسے لاکر مجھے دینا مین صبح کو ایک ایسے ساحر کو بھیجونگا کہ وہ سب عیارون کو گرفتار کرلائیگا اسوقت رات ہوگئی ہی تم بھی جنگل مین نہ ٹھہرنا تصویر لیکر لاش دفن کرکے چلے آنا یہ کہکر افراسیاب مشغول عیش وآرام ہوا اور ارماق وہان سے جہان آذر مارا گیا تھا آیا لاش اُسکی دفن کی اور تصویر لیکر پھر گیا جاکر افراسیاب کو دی اس عرصے مین رات تمام ہوئی سلاح مشرق جھوٹی زرّ شعاع کی لیے چرخ شعبدہ باز آیا نظم

صبح کہ قندیل زر آفتاب		شعلہ زد از گنبد نیلے قباب	
مہرۂ مہر از دل صندوق چرخ		یافت ز انوار فلک انقلاب	
صنعتِ مشاطۂ صبح سفید		باز کشود از رخ زنگی نقاب	
جوہری چرخ جواہر فروش		کرد عیان دانۂ در خوش آب	

دم سحر عیاران نامور نے اطاعت خدا مین گردن جھکائی جب فارغ ہوے کمر ہمت چست باندھکر اپنی اپنی جگہ سے آگے راہ لی افراسیاب بھی خواب نوشین سے بیدار ہوا اور باغ سیب مین جاکر سریر جہانبانی پر بیٹھا ارکان سلطنت حاضر ہوے تاج سامنے ہونے لگا دور جام شراب چلنے لگا جب دماغ افراسیاب کا بادۂ ناب سے گرم ہوا چند ساحرون کو حکم دیا کہ عمرو اور چار عیار طلسم مین آئے ہین اور ساحرون کو قتل کرتے ہوے قریب دریاے خونروان پہونچ چکے ہین اور مہرخ صحراے نرگس زار تک اسلام و جبین کو ڈھونڈھتی ہوئی جاتی ہی اور اسد وغیرہ بھی درہ کوہ مین چھپے بیٹھے ہین لہذا تم لوگ اب عیارون کے فراق مین نہ جاؤ بلکہ جہان اسد بیٹھا ہی اسطرف جاؤ کہ وہین مہرخ بھی آتی ہی اور عیار بھی آتے ہین ہی سب کو گرفتار کرنا یہ کہکر تھوڑی خاک اُن ساحرون کو دی کہ یہ مٹی قبر سامری و جمشید کی ہی جس ساحر پر تھوڑی خاک ڈالدوگے گو کہ کیسا ہی زبردست ہوگا مگر بیہوش ہوجائیگا وہ ساحر کہ نام اُنکے بروقت مقابلہ مہرخ بیان ہون گے خاک لیکر روانہ ہوے لیکن حال عیاران سُنیے کہ کوہ دوشت طلسم طے کرتے چست وچالاک اپنے اپنے سایہ سے رم کرتے چلے جاتے ہین اور سب الگ الگ ہین عمرو رات بھر کا بھوکا پیاسا یہ سوچتا چلا جاتا ہی کہ کوئی گانون یا شہر ملے تو عیاری کرکے صبح کا وقت ہی بھنی کروں اور روٹی کھاؤن اسی سوچ مین کچھ دور چلا تھا کہ سامنے ایک سواد شہر دکھائی دیا یہ جلد راہ طے کرکے قریب حصار شہر آیا دیکھا چار دیواری اسکی سنگ مرمر کی بنی ہی منقش و رنگین ہی دروازہ فولادی لگا ہی مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہی کوئی دربان نہین ہی بلکہ یہان کوئی انسان نہین ہی عمرو اندر شہر کے

گیا یہان دکانین آراستہ تھین جابجا اشیاے نفیسہ و اقمشہ و اجناس لطیفہ کا ڈھیر لگا تھا لیکن کسی دکاندار کا پتہ نہ تھا کسی سمت جوہری کی دوکان کہین بزازہ کسی طرف صرافہ تھا مگر کوئی نظر نہ آتا تھا عمارتین مرتفع و بلند جگہ دلپسند مکانات شہر کے خالی نہ کوئی انکا وارث نہ والی عمرو سیر کرتا ہوا ہر طرف شہر مین پھرا ایک سمت میدان دیکھا وہان قلعہ مستحکم اور نہایت استوار بنا تھا تا سقف سپہر دوار بلند و مرتفع تھا کہ نظم

یکے قلعہ دید کز محکمی	کزو خیرہ گشتہ سر آدمی		
زبامش سر چرخ کوتاہ دست	سپہر بلند از بلندیش پست		
سریر جہان برکشیدہ بجاہ	دران قلعہ چون ستارہ بماہ		
فلک نقشی از طاق ایوان او	مہ و مہر و بہرام دربان او		

دروازہ اس قلعہ کا بھی کھلا تھا کوئی روکنے والا نہ تھا عمرو اندر گیا دیکھا ایوان شاہی بنا ہی تخت جواہر کار بچھا ہی گرداگرد تخت کے کرسیان اور دنگل آراستہ ہین چار کرسیان قریب تخت بچھی ہین اُنپر پتلیان کاغذ کی بیٹھی ہین عمرو جب اور آگے بڑھا پتلیون نے کہا کیون سوے تو یہان بھی آیا عمرو پتلیون کو بولتے دیکھکر حیران ہوا خیال کیا کہ مقام طلسم ہی ایسی باتون کا کچھ تصور نکرو اور یہان سے محل چلو یہ سوچکر قلعہ سے باہر نکلا شہر مین آکر دوکانین خالی مالک سے پاکر کچھ چیزین اُٹھا کر چاہا کہ زنبیل مین رکھلون کہ یکایک زمین شق ہوئی انھین چار پتلیون مین سے جو قلعہ مین تھین ایک پتلی نے زمین سے نکلکر عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا موذی کا ٹے چوٹے خیریت اسی مین ہی کہ جو چیز اُٹھائی ہی رکھدے عمرو نے جو اُٹھایا تھا جلدی سے رکھدیا پتلی نے ہاتھ چھوڑ دیا اور زمین مین سما گئی عمرو آگے چلا پھر لالچ آیا کہ افسوس یہ سب چیزین مفت جاتی ہین پھر ایک جگہ سے کچھ اسباب اُٹھایا فوراً زمین شق ہوئی عمرو بھاگا کہ پتلی آئی وہ چیزین لیکر بھاگا اور بہت دور جاکر ایک گلی مین ٹھہرا جیسے ہی پاؤن لگے تھے کہ پتلی نے زمین سے نکلکر ہاتھ پکڑ لیا اور کھینچتی ہوئی وہین لائی جہان سے عمرو نے وہ چیز اُٹھائی تھی عمرو کا کچھ بس نہ چلا ناچار جو کچھ لیا تھا وہ سب رکھدیا پتلی غائب ہوگئی اور عمرو نے بمجبوری وہان سے آگے کی راہ لی دل مین کہتا تھا کہ کل سے آج تک دو کوڑیان بھی نصیب نہ ہوئین کیا بدقسمتی ہی آخر لاچار ہوکر اس شہر سے باہر نکلا اور جنگل کا راستہ لیا یہانتک کہ بعد قطع منازل دریاے خونروان پر پہونچا دیکھا کہ بحر زخار ہی موج تھا رہی نہنگان خون آشام دمبدم سر پانی سے نکالتے ہین غوطہ مارتے ہین سہ سمکین آبے کہ مرغابی در دامن نبود + کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود + بلکہ اشعار

آب تھا یا کہ بحر تھا زخار	جس کا ہر قطرہ موج تھا تہ دار		

موج کا ہر کنارہ طوفان پر گذر آب جب نہ تب دیکھا		مارے چشمک حباب عمان پر ساحل اُسکا نہ خشک لب دیکھا	

بیچ دریا پر پل بنا ہی لیکن وہ دھوئین کا ہی تین درجے پل کے ہین اوپر کے درجہ مین ہزارہا برج بنے ہین پریان اور دیو بوقین اور شہنا منھ سے لگائے کھڑے ہین اگر ایک بوق بجے سارے طلسم کے ساکن بیہوش ہو جائین پریزادین برج کے اندر موتی جھولیون مین بھرے اچھالتی ہین ایک درجے مین زنگی لڑ رہے ہین سر کٹکر گر رہے ہین خون زخمون کا انکے بہکر دریا مین جاتا ہی بجاے پانی کے خون بہتا ہی ہر چند عمرو نے کوشش کی کہ دریا کے پار جاؤن کسی طرح ممکن نہوا کس لیے کہ حد طلسم ظاہر اور باطن کے درمیان مین یہ دریا واقع ہوا ہی اور اُس طرف طلسم باطن ہی بغیر حکم افراسیاب کوئی وہان نہین جا سکتا ہی ساحران تامی کے رہنے کی جگہ ہی ناچار جب عمرو نہ جا سکا روغن و رنگ عیاری لیکر ایک گوشہ مین ٹھہر کر صورت اپنی پندرہ سولہ برس کے نوجوان کی بنائی ڈاڑھی مونچھ کپڑے سے باندھکر اسپر رنگ ایسا لگایا کہ چہرہ بھولا بھولا بچون کی طرح معلوم ہونے لگا آنکھون مین سرمہ کا دنبالہ دیا ہاتھون کو حنا آلودہ کیا انگرکھا بسنتی رنگا ہوا پہنا گلبدن کا پائجامہ زیب تن کرکے کنگنا کلائی مین باندھا بھاری ادگی مقیش کی پھندنے لگے موتی اسمین ٹکے پاؤن مین پہنکر زنبیل سے لٹیا اور ڈور ٹکا لکر دریا مین شست پھینکی اور کنارے ڈور پکڑکر آپ ٹھہرا اتفاقاً خمار جادو بہن مخمور سرخ چشم کی کہ یہ دونون معشوقہ افراسیاب کی ہین اور بڑی زبردست ساحرہ ہین طلسم باطن مین رہتی ہین اسوقت خمار جادو کسی کام کو گئی تھی پھری ہوئی اپنے گھر جاتی تھی جب قریب دریا کے پہونچی دیکھا ایک نوجوان کہ ہنوز سبزہ بھی اُسکے رخسار تابان پر آغاز نہین ہوا ہی سرو قامت سہی بالا ہی بحر حسن و جمال کا گوہر یکتا ہی

ابرو ہلال فلک ہین بدر سیما ہی کہ قطعہ

سُنتے ہین کہ تھا حسن کا بانی یوسف سب کہنے کی ہی بات کہ یون تھا دون تھا		رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف ہرگز بھی نہ ہوگا اسکا ثانی یوسف	

شست ہاتھ مین لیے کھڑا ہی خمار جادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ شخص ایسا نادان ہی جو اتنا نہین جانتا کہ دریاے سحر ہی اسمین مچھلیان کہان یہان بھی شکار کھیلتا ہی لاؤ اسے سمجھاؤن اور مشقت بیفائدہ سے بچاؤن یہ سوچکر اپنے اژدہے پر سے اُتری اور قریب عمرو کے آئی کہا میان صاحبزادے یہ کیا سودا ہی کہ دریاے سحر سے مچھلیان شکار کرنا چاہتے ہو عمرو نے اسکے پکارنے سے نگاہ اُٹھاکر دیکھا کہ ایک ساحرہ غیرت ماہ و مہر نیز کمسن لباس اور زیور سے آراستہ مالے مروارید کے گلے مین پڑے بال بال موتی

پروے کر ابیات

لٹین منھ پہ چھوٹی ہوئین سر بسر	کہ بدلی ہو جون مہ کے ایدھر اودھر
وہ بین پونچھی ہوٹونکی مسی غضب	کہ منھ پر تھی گویا قیامت کی شب
فقط کان مین ایک بالا پڑا	کہ توکہ تھا مہ کے ہالا پڑا
وہ پشواز اگری وہ نرگس کے ہار	وہ کمخواب کی بندر دمی ازار
بندھا سر پہ جوڑا پڑی زردشال	کمر کی لچک اور مٹک کی وہ چال
وہ شبنم کی انگیا بنی تنگ و چست	کنار دن پہ مینا بنت کی درست
وہ اٹھتی ہوئی چین پشواز کی	وہ مسکی ہوئی چولی انداز کی
وہ مستی کا عالم وہ توڑے چھڑے	وہ پائون مین سونے کے دو دو کڑے

دیکھتے ہی عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا کہ فاقے سے تجھے دو روز گزرے خدا نے شکار خوب فربہ بھیجا اس ساحرہ کو قتل کر کے زیور و لباس اوتار لو خیر کچھ قرض ادا ہو جائیگا یہ خیال کر کے اسکی جانب سکرا کر دیکھا اور پوچھا کہ تم کیا کہتی ہو مین نے سنا نہین خمار جادو نے کہا مین یہ بھاتی ہون کہ یہ دریا اصلی نہین ہی بلکہ بھر سے بنا ہی اسمین شکار ماہی کرنا سراسر حماقت ہی اس رنج و تعب سے باز آ اور اپنے گھر جا عمرو نے کہا واہ ہم کئی مچھلیان شکار کر چکے کباب بھی لگائے اب دو ایک اور شکار کر لین تو جائین اور اپنی بی بی کو کباب کھلا کر راضی کرین خمار جادو نے جب سنا کہ مچھلیان یہ شکار کر چکا بحر حیرت مین غرق ہوئی اور کہا العزیز تو کہان رہتا ہی اور بی بی کا ذکر کیا کرتا ہی عمرو نے کہا ہماری شادی کل ہوئی تھی جب ہم بی بی سے اختلاط کرنے لگے اسنے کہا ہم دریاے خوزروان کی مچھلیون کے کباب کھائینگے تو تمسے بات کرینگے ورنہ منھ سے نہ بولینگے یہ سنکر ہم مچھلیان پکڑ کر لیے جاتے ہین خمار اسکی بھولی بھولی باتین سنکر مارے ہنسی کے لوٹ گئی اور کہا او سورکھ نادان جورو تیری فاحشہ ہی تجھے اسنے خراب کیا ہی کہ دریاے بحر پر جا کر کچھ بے ادبی کرے تاکہ مارا جائے اور مین مزے اوڑاؤن خبردار اب ایسی حرکت نہ کرنا میرے ساتھ چل تجھے چاند کی صورت کی جورو دلادونگی ایسی قحبہ عورت سے ہاتھ اٹھا عمرو نے یہ بات سنکر کہا خراب اور فاحشہ تو آپ ہوگی چل اپنا کام کر میری جان اپنی بی بی پر قربان ہی خمار جادو نے یہ خیال کیا کہ یہ ابھی بالکل بے سمجھ معلوم ہوتا ہی اور بچہ ہے سن ہی کسی سے پھنسا نہین نوش وصل نیش فصل کا مزا چکھا نہین اسوجہ سے اپنی بی بی پر فریفتہ ہی اگر ہو سکے تو ایسے کمسن کو اپنے پاس رکھو اور اسکی رعنائی و زیبائی کی بہار لوٹو اب اس سے گفتگو سخت نہ کر کچھ لگاوٹ کی باتین کر یہ منصوبہ کر کے قریب عمرو کے آئی اور کہا اے رشک قمر کس منزل مین تم رہتے ہو

عمرو نے کہا کہ تمھارے دل مین رہتے ہین خمار جادو نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا لاؤ ہمین بھی اس مچھلی کے کباب جو تمنے شکار کی ہی کھلاؤ عمرو نے کہا خوب اگر ہم تمھین کباب کھلا دین تو اپنی بی بی کے لیے کیا لیجائین خمار جادو نے اسے گلے سے لگایا اور کہا ہم تمھاری بی بی بنین گے عمرو نے کہا سچ کہو تم ہماری بی بی بنوگی اسنے کہا ہان عمرو نے اسکو لپٹ کر خوب پیار کیا اور کہا ہمین جورو سے مطلب ہی خواہ تم ہو یا کوئی ہو چلو الگ چلکر بیٹھین اور کباب کھلائین خمار جادو کنارے دریا کے ایک درخت کے نیچے آکر بیٹھی عمرو نے چادر کمر سے کھولکر بچھائی اور اسے بٹھایا اور جیب سے کباب ماہی نکالکر سامنے رکھے خمار جادو نے کہا اگر شراب بھی ہوتی تو لطف تھا عمرو نے کہا میرا گھر یہان سے قریب ہی ابھی لایا اور بحر کر کے بہت جلد آؤنگا گھر تمھین نہین لیجا سکتا کس لیے کہ زوجہ میری خل مچائیگی یہ کہکر اٹھا اور گلیم عیاری اوڑھکر غائب ہوگیا خمار جادو سمجھی کہ بڑا ساحر ہی جب تو نظر سے پوشیدہ ہوگیا الحاصل عمرو نے بعد لمحہ کے زنبیل سے گلابی شراب کی نکالکر آغشتہ بداروے بیہوشی کی اور گلیم اتار کر ظاہر ہوا اور سامنے خمار جادو کے شراب حاضر کی اسنے جام بھر کر عمرو کو دیا عمرو نے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا جان جہان پہلے تم پیو اور لبون سے جام لگا دیا خمار جادو کو اسکا اٹھلانا بہت پسند آیا دو منھ اپنا کھول دیا عمرو نے سارا جام حلق مین انڈیل دیا حلق کے نیچے شراب کا اوترنا تھا کہ ایک چھینک آئی اور چکر کھاکر زمین پر خمار گری اور بیہوش ہوگئی عمرو نے زیور اور لباس اوتار لیا اور اسکے بالون مین موتی پروئے تھے عمرو نے استرا نکالکر سارا سر مونڈ لیا کہ اب کون ایک ایک موتی نکالے اور خنجر لیکر چاہا تھا کہ اسے ذبح کرے کہ یکایک دریا مین تلاطم ہوا اور نگہبان دریاے خونردان کے دوڑے عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگیا لیکن پاسبان دریا خمار کو اٹھاکر پاتال فراسیاب کے لیگئے اسنے معشوق کا یہ حال دیکھکر افسوس کیا اور لباس پہنایا ہوشیار کیا حال پوچھا خمار جادو نے کہا ایک شخص دریاے خونردان پر مچھلیان پکڑ رہا تھا مین نے منع کیا اسنے کہا مین شکار کر کے کباب بھی لگا چکا ہون تو تم بھی کباب کھاؤ مین نے تعجب کر کے ایک کباب کھایا بیہوش ہوگئی یہ سب کہا مگر اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا فراسیاب نے کہا وہ عیار ہوگا ای ملکہ طلسم مین عیار آئے ہین اب تم جہان کہین جانا کسی کے فریب مین نہ آنا ورنہ عیار قتل کر ڈالین گے بڑے دمباز اور جعلساز ہین مین نے ساحرون کو بھیجا ہی وہ آلین تو ملکہ حیرت جادو کو مع لشکر ساحران بہر جنگ مہرخ روانہ کرین اور اسد کو قتل کراؤن یہ کہکر دستک دی کہ چند ساحر خوشرنگ درختان باغ سے اڑکر پاس آئے اسنے حکم کیا کہ جاکر جہان اسد و مہرخ بیٹھے ہون وہان کے درختون پر بیٹھو اور جو کچھ مشورہ وہ کرین وہ سب حال سنو اور مجھے آکر اطلاع دو طائر یہ حکم سنکر اڑ دیے اور اسد کی طرف چلے مگر عمرو دریا کے کنارے کنارے پھر روانہ ہوا اور اس پار نہ جاسکا آخر کچھ عرصے کے بعد ایک پہاڑ کے قریب پہونچا دیکھا کہ یہ کوہ پرشکوہ

زیور سے گلون کے مثل عروس شب اوّل کے آراستہ ہو دامن کوہ مانند قلب پاکدامنون کے مصفا ہو کوسون تک زعفران کے کھیت ہین گلہاے زرد سے صحرا بسنتی ہو سہ

زردی گلون پہ چھائی تو ظاہر ہوا بسنت		دیکھو اگر تو رنگ پہ فصل خزان ہو	

بلکہ بیت پسند دلکو مرے چھاؤن ہو بولونکی + عجب بہار ہو ان روزون زرد پھولونکی + پہاڑ سے آبشار ہو رہا ہو اوپر کوہ کے گانا ناچ ہوتا تھا صدا اسکی سنکر عمرو گھاٹیون کو طے کرکے سر کوہ پر آیا یہان عجب جلسہ نظر آیا دس بیس نازنین ماہ پیکر لباس زعفرانی اور ارغوانی زیب تن کیے بیٹھی ہین فرش ملوکانہ بچھا ہو ناچ ہو رہا ہو درخت مین جھولا پڑا ہو کچھ عورتین جھولتی ہین تھوڑی کھڑی پینگ دیکر جھلا رہی ہین جب پینگ بڑھتا ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ ان کافرون کا ارادہ آسمان چھو لینے کا ہو ہر ایک مثل طاؤس مست جھومتی ہے جھولے پر وہ غرور حسن ہو کہ ہوا سے باتین کرتی ہو عمرو نے انھین دیکھکر چاہا کہ کسی درخت کی آڑ مین بھیکر شکل اپنی تبدیل کرون اور ان مہجبینون مین جاکر ملون لیکن انھون نے جیسے ہی عمرو نے پہاڑ پر قدم اپنا رکھا دیسے ہی غل مچایا کہ عمرو آیا عمرو کو کچھ بن نہ آیا اور گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا اور خیال کیا کہ یہ مرحلے طلسم کے ہین بغیر طلسم کشا کے فتح نہونگے ان عورتون پاس جانا بیکار ہی معلوم ہوتا ہو کہ یہ تیلیان بانیان طلسم ہین علم نیرنج سے بنا لی ہین ان سب کا حال لوح طلسم بتائیگی یہ سوچکر پہاڑ کے نیچے اترا اور آگے کا راستہ لیا یہانتک کہ بعد قطع منازل اس طرف نکلا کہ جہان درہ کوہ مین ایک ساحرہ کھڑی ہو اور اسد بیٹھا ہو ایک نازنین حور مثال پہلو مین جلوہ گر ہی یہ معلوم ہوتا ہو کہ وہ کوہ نہین ہی بلکہ برج حمل مین قران شمس و قمر ہی عمرو نے پکار کر کہا کیون ای چھوکرے خوب واسطے فتح کرنے طلسم کے تو آیا تھا کہ رنڈی بازی مین پڑ گیا اسد نے آواز عمرو کی پہچانی نگاہ اٹھاکر دیکھا اور عمرو کو پہچانکر اٹھ کھڑا ہوا کہا دادا جان آیئے واضح ہو کہ عمرو نے اسد کے باپ یعنی کرب کو اپنا بیٹا کیا ہو اس وجہ سے اسد انھین دادا کہتا ہو غرضکہ اسد نے تسلیم کی عمرو نے گلے لگایا دعاے جان درازی دی اور آکر درہ مین بیٹھا اور بھیا نک ہو کر ملکہ مہجبین کو دیکھا اور کہا ای اسد یہ کس بدقطع بدصورت عورت کو تو نے ہم پہلو کیا ہو لا حول ولا قوۃ کیا تیری بھی نیت ہی ملکہ یہ کلام سنکر بہت بگڑی اور شرمندہ ہوئی اسد نے کان مین کہا ای ملکہ یہ لالچی بہت ہین اگر انھین کچھ دو تو ابھی تمھاری تعریف کرنے لگین انکے بڑا کہنے کا کچھ خیال نہ کرو ملکہ نے کڑے جواہر کے ہاتھ سے اتار کر عمرو کو دیے عمرو نے کہا ای ملکہ تیرے لائق یہ نواسا حمزہ عرب کا کب ہی تو وہ شاہزادی عالیوقار ہی کہ تیرے ہم رتبہ بڑے بڑے شاہان روے زمین نہین اسد اور دلارام اور ملکہ سب عمرو کی باتون پر ہنسنے لگے عمرو نے کہا خدا تمھین ہنستا ہی رکھے اسد نے کہا ای

ملکہ طلسم فتح ہوجائیگا دادا جان آگئے کیا غم ہی انشاء اللہ پہلوانون کو مین مارونگا اور ساحرون کو یہ فی النار کرینگے
ملکہ یہ باتین سُنکر خوش ہوئی لیکن حال سنیئے کہ مہرخ جو چوبیس ہزار ساحر کا لشکر لیکر چلی تھی اسد کو ڈھونڈھتی
لشکر سے آگے اکیلی بڑھ آئی اور شکیل جادو سے کہا کہ تم لشکر عقب مین لیکر آؤ غرضکہ مہرخ بھی آکر قریب
اسی درہ کوہ کے پہونچی جہان اسد وغیرہ تھے دلارام جو پہرے پر کھڑی تھی اُسنے مہ جبین کو خبر دی
کہ نانی جان آپکی آئی ہین یہ سنتے ہی ملکہ سمجھی کہ ہم سبکو گرفتار کرنے کو آئی ہی کہا اب بڑا غضب ہوا اسد
نے کہا مین جاکر قتل کرتا ہون اور تلوار لیکر اُٹھا اور عمرو گلیم اوڑھکر پوشیدہ ہوگیا کہ مبادا گرفتار ہوجاؤن
تو کچھ نہو سکے گا لیکن جب اسد تلوار لیے سامنے مہرخ کے آیا اُسنے کہا کہ ای شاہزادۂ عالی تبار یہ کس لیے آپ
مع شمشیر برہنہ تشریف لائے ہین مین آپکی دوست ہون اور اطاعت کرنے آئی ہون مہ جبین کی نانی ہون
میری بچی کہان ہی یہ باتین سُنکر مہ جبین اُٹھکر دوڑی اور مہرخ کے قدم پر گری اُسنے سر اُسکا سینے سے
لگایا اور کہا ای فرزند دیکھیے انجام ہمارا اور تمھارا کیا ہوا فراسیاب بڑا زبردست ہی مین بگڑکر چلی تو آئی
ہون لیکن مقابلہ شہنشاہ نہین کرسکتی وہ چاہے گا تو ایک آن مین ہم سبکو برباد کردیگا اسد نے کہا وہ
کیا گیدی ہی جو برباد کردیگا خدا ہمارا حافظ ونگہبان ہی تم باطمینان تمام یہان بیٹھو ہم جانبازی وسرفروشی
کو حاضر ہین اگر تم ہماری شریک ہوئی ہو تو خدا کی رحمت پر تکیہ وبھروسا کرو مہرخ نے کہا یہ سب جو تم نے
کہا سچ ہی مگر ظاہر بھی کچھ دیکھا جاتا ہی اسد بولا کہ ریش تراشندہ مُنکران وسر بزندۂ جادوگران یہان
تشریف لائے ہین ایک دن افراسیاب کو بھی مثل سگ بخس کے مار ڈالینگے مہرخ نے کہا سب کو
دیکھا ہی افراسیاب ایسا زبردست ہی کہ کوئی مقابلہ نہین کرسکتا لیکن مین جو آئی ہون تو کیا اب پھر تھوڑی
جاؤنگی چاہے جان رہے یا رہے مقابلہ کرونگی اسوقت دلارام نے کچھ فرش بچھایا سب بیٹھے لیکن عمرو
ظاہر نہوا کہ شاید یہ باتین اُسکی ازراہ مکاری ہون اور چاہتی ہو کہ جب سب جمع ہولین اُسوقت گرفتار
کردون غرضکہ جب سب بیٹھے پھر مہرخ نے کہا ای شاہزادے مین نے نجوم مین دیکھا ہی کہ تو قاتل بادشاہ طلسم
ہی اسوقت صفت اور شوکت افراسیاب بیان کرکے تیری شجاعت کا امتحان کرتی تھی بارے الحمدللہ کہ
تو قوی دل اور مرد مردانہ وشیر بیشہ جلادت ہی ع اینکار از تو آید ومردان چنین کنند بالحاصل یہ آپسمین
سب بیٹھے گرم سخن تھے کہ فرستادگان افراسیاب مین سے راہدار جادو آکر پہونچا اور مہرخ کو بیٹھے
دیکھکر للکارا کہ باش اے نکحرام مثل مشہور ہی کہ دریا مین رہنا اور مگر سے بیر شہنشاہ سے بچکر کہان جائیگی مہرخ
نے اس ساحر کو آتے دیکھکر اپنے جھولے سے سحر کا گولا فولادی نکالا اور پھر پڑھکر مارا کہ وہ گویا قریب راہدار
کے جاکر پھٹا اور اُسمین سے ہزارہا پرکالے آتش کے مثل تیر شہاب کے نکلے اور راہدار پر چلے اسکے پاس

خاک قبر جمشید سے ایک چٹکی خاک اُسنے اوڑائی وہ پرکالے آتش کے دور ہوے اور پیشقدمی کرکے دوسری چٹکی خاک کی مہرخ اور دلارام پر ڈالی کہ یہ دونون بیہوش ہوگئین اُسوقت اسد نے اُٹھکر تلوار ماری راہدار نے سحر لڑھکر جو پھونکا اسد بیحس و حرکت ہوگیا اُسنے مع مہ جبین سبکی مشکین باندھولین اور لیکر چلا عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا گلیم اُتار کر ظاہر ہوا اور کلہ فلاخن مین پتھر ساڑھے پانچ سیر کا بلورین ہشت پہل مرشا ہوا رکھکر پکارا کہ ای راہدار جادو ذرا ٹھہر نا راہدار آواز سُنکر رُکا کہ اتنے عرصے مین نشانہ عمرو کا بندھ گیا اور ایسا تاک کر پتھر مارا کہ کاسۂ سر ریزہ ریزہ کر دور جا کر گرا صدہاے مہیب پیدا ہوئین اور مہرخ ہوشیار ہوئی دیکھا اِسنے کہ آدھیان اُٹھ رہی ہین اور شور بگیر بگیر کا بلند ہی یہ دیکھکر اُسنے سحر کیا کہ وہ آفت تو موقوف ہوئی اور لاش راہدار جادو کی پڑی دیکھی اور ایک عجیب الخلقت انسان یعنی عمرو کو کھڑا دیکھا از بسکہ عمرو کو پہچانتی نہ تھی چاہا کہ سحر کرکے گرفتار کرلون یہ بھی کوئی ساحر ہی عمرو اُسکے ارادہ پر مطلع ہوا اور فوراً حباب بیہوشی مارا کہ مُنھ پر پڑا پھٹا اور بیہوشی آمیز پانی ناک مین مہرخ کے گیا کہ یہ بیہوش ہوگئی اور عمرو گلیم اوڑھکر پھر چھپ گیا لیکن دلارام اور اسد وغیرہ کہ سب رہا ہو چکے تھے اُنھون نے مہرخ کو پھر ہوشیار کیا اُسنے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی اسد نے کہا کہ دادا جان نے راہدار کو مار کر ہم آپ کو چھوڑایا اور آپ نے اُنکو گرفتار کرنا چاہا اُنھون نے پھر آپ کو بیہوش کر دیا اور یہان سے چلے گئے مہرخ نے کہا پھر اُنکو بلاؤ اسد نے کہا آپ ہی بلایئے اُسنے باآواز بلند کہا ای شہنشاہ عیاران مین آپ کی بہت مشتاق ہون صورت مبارک اپنی دکھایئے کیا مین قابل ملاقات نہین ہون جو مجھے آپ دیکھکر چھپ جاتے ہین عمرو نے کہا رونمائی چاہیے اگر کچھ مُنھ دکھائی دو تو صورت دکھائین اسد اور سب ہنسنے لگے اور مہرخ نے زیور اپنا اُتار کر رکھا اور کہا لیجیے رونمائی حاضر ہی عمرو یہ دیکھکر ظاہر ہوا اور وہ زیور لیکر داخل زنبیل کیا مہرخ نے جو صورت عمرو کی دیکھی جیسی کہ سابق مین ذکر کیگئی نہایت حقیر پائی سمجھی کہ یہ کیا کسی سے مقابلہ کریگا خواجہ نے اسکی نگاہ پہچانی کہ مجھے بنظر حقارت دیکھتی ہی کہا تم جانتی ہو کہ یہ دبلا پتلا آدمی کیا کر سکیگا کسی سے کیونکر لڑیگا مہرخ نے کہا تو ٹھیک ہی جو میرے دل مین آیا وہ پہچان گیا عمرو نے کہا مین پیشانی پر جو شکن پڑتی ہی اُسکی سطر بنا کر پڑھتا ہون جو کسی آدمی کے دل مین آئے وہ بتلا دیتا ہون یہ باتین ہو رہی تھین کہ دوسرا ساحر فرستادۂ افراسیاب فولاد جادو نام آکر پہونچا اور عمرو نے اُسکو دیکھکر کہا ای مہرخ تم بڑی ساحرہ ہو دیکھین اس سے کیونکر لڑتی ہو کیونکہ فولاد نے آتے ہی پہلے ان سبکو دور ہی سے ڈانٹا تھا کہ خبردار ای باغیان مین آپہونچا اب کہان بچکر جاؤگے مہرخ نے کہا ای عمرو پہلی بار تو مین بیہوش ہوگئی تھی مین نے نہین دیکھا کہ تم نے کیونکر راہدار جادو کو مارا اسوقت دیکھون کہ اسے کیونکر قتل کرتے ہو عمرو نے کہا مثل سگ

نجس کے اسے مارے ڈالتا ہون یہ کہکر بصورت اصل جس طرح بیٹھا تھا اسی طرح اٹھکر سامنے فولاد جادو کے آیا اور للکارا کہ ادبیا کیا بکتا ہی اور جھک مارتا ہی ادھر آ کہ تو میرا شکار ہی فولاد جادو نے ایک ناریل جھولی سے نکالکر بحر پڑھنا شروع کیا عمرو نے بھی ایک ترنج نکالا اور کچھ بدبدانے لگا فولاد سمجھا کہ یہ بھی ساحر زبردست ہی غرضکہ عمرو نے کہا ای نالائق تو پرائے بھروسے پر لڑنے آیا ہی پس پشت تیرے اور ایک جادوگر آتا ہی فولاد نے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے اتنی دیر مین جست کرکے اسکے قریب اپنے تئین پہونچایا اور جب اسنے ادھر دیکھا کہ کوئی بھی نہین عمرو جھوٹا ہی دھوکا دیتا ہی بس عمرو کی طرف پھرا عمرو نے حباب بیہوشی منھ پر مارا کہ چھینک آئی اور چکر کھا کر گرنے لگا عمرو نے گرتے گرتے اسکے خنجر مارا کہ سر کٹکر دور گرا شور نشور قیامت آسا بلند ہوا اندھیرا ہوگیا مہرخ نے بحر پڑھکر دستک دی کہ وہ سیاہی موقوف ہوئی عمرو کو دیکھا کہ تسبیح لیے الگ کھڑے یا حافظ یا حافظ پڑھ رہے ہین کہ خداوندا بچانا مجھکو مہرخ پاس آئی اور کہا ای شہنشاہ عیاران سبحان اللہ کیا کہنا کتنا جلد اسکو آپ نے جہنم واصل کیا مین آپ کی کنیز ہون آیئے بیٹھیے یہ کلام ہو رہے تھے کہ سامنے سے گرد اڑی اور نقارون کے بجنے کی صدا آئی دیکھا تو آگے آگے نقارچی زری پوش بادلے کی پوشاک پہنے دمامے شتری اور فیل بجاتے جنکی صدا سے کوہ و دشت تھراتے ہین پیدا ہوے اور ساحرونکی سواریان ظاہر ہوئین اژدہا پر کالے کالے کھنچے منھ سے انکے شعلے آگ کے نکلتے ساحر زبردست صورتین مہیب بنائے اسباب سحر کرنے کا لیے نمودار ہوئے اور یکایک اس دشت مین آگ اور پتھر برسنے لگے اور ایک ہنس پر جسکا جسم مثل آگ کے روشن اور چمکتا تھا شکیل جادو بیٹا مہرخ کا اسپر سوار اور چالیس ہزار ساحر پرا باندھے اور آتش کے جانورون پر مثل طاؤس آتشین اور فیل آتشین وغیرہ پر بیٹھے چلے آتے ہین اور ماہ جادو مادر مہرخ تخت پر سوار اژدہے اٹھائے لیکر آئے لشکر چوبیس ہزار کا بڑے کروفر سے آیا خیمے اور بارگاہین جملہ سامان حرب وضرب شکیل اپنے ہمراہ لایا اسکی سواری کا اسوقت یہ جلوس تھا کہ شہزادہ اسد دیکھکر فرمانے لگا کہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے لشکر امیر کا کوئی سردار آتا ہی نظم۔

زبس تھا سواری کا ایسا ہجوم	ہوا جب کہ ڈنکا پڑی ایک دھوم
برابر برابر کھڑے تھے سوار	ہزارون ہی تھین ہاتھیونکی قطار
سنہری روپہلی وہ عماریان	شب و روز کی سی طرح داریان
وہ ماہی مراتب وہ تخت روان	وہ نوبت کہ دولھا کا جیسے مکان
سوار و پیادے صغیر و کبیر	جلو مین تمامی امیر و وزیر
سجے اور سجائے بھی خاص و عام	لباس زری مین ملبس تمام

طرق کے طرق اور پرے کے پرے چلی پایۂ تخت کے ہو قریب		کچھ ایدھر اودھر اُس سرے اِس سرے بدستور شاہانہ پنتی جریب	

مہرخ نے کہا ای شاہزادۂ اسعد آپکا غلام شکیل جادو میرا فرزند آتا ہی حضور دست مرحمت اسکے سر پر رکھین اور تسکین دین اس عرصہ مین شکیل شاہزادے کو اور اپنی مان کو سامنے کھڑا دیکھکر ہنس سے اُتر کر حاضر ہوا اور اسعد اور عمرو کو تسلیم کی اسعد نے بغلگیر کیا عمرو نے تسکین دی مہرخ نے حکم کیا کہ لشکر اپنی جگہ اُترے بمجرد ارشاد اُسی وقت بیلدار نکلے اور جنگل کی جھاڑیان جھنڈیان کاٹکر میدان کو صاف کرنے لگے سطح صحرا کو شفاف صورت آئینہ کردیا خیام ذوی الاحترام نصب ہونے لگے رن گڈھ بننے لگا دمدمے تیار ہوے کہین نقب لگائی کسی جا سرنگ کا ڈھنگ کیا کہین مورچہ کشادہ بنایا کہین تنگ کیا جنگی سامان درست ہوگیا بیچ لشکر مین چشمۂ آب کے قریب بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی منڈیون اور گنج کے جھنڈے گڑ گئے چوپڑکا بازار سجا گیا دکانون کے نشان ڈالے گئے خیام شاہی کے روبرو اردوے معلی کا طور مقرر ہوا اسکین بے چوبے کنڈیان راوٹیان استادہ ہوئین لشکر اترا عیش محل کی زنانی بارگاہ علیحدہ استادہ ہوئی درد دولت مقرر کی سردارون اور شاہ کے جلوس کے لیے وسط لشکر کی بارگاہ ٹھہرائی پھر تخت طاؤسی مقام صدر مین آراستہ ہوا چار طرف دنگل کرسیان بچھ گئین سامان راحت جملہ درست ہوا کسی طرف باورچیخانہ بنایا کہین آبدارخانہ مقرر کیا ایک سمت میخانہ سجا گیا لشکر مین بازار مین کھل گئین کٹورا کھنکنے لگا مہرخ بارگاہ مین داخل ہوئی اور اسعد سے عرض کیا کہ بسم اللہ تخت سلطنت حاضر ہی جلوس کیجیے شاہزادے نے کہا مجھے دعوی سلطنت کا نہین مین تو ایک سپہ سالار بادشاہ لشکر اسلام کا ہون دعوی سپاہگری کا رکھتا ہون یہ بادشاہت شہنشاہ لشکر اسلام کی ہی اسکی حکومت ملکہ مہ جبین کریگی اور چند حقہ زرین تحفہ جات انواع واقسام کے خدمت شاہ اسلام مین بطور خراج ہر سال بھیجا کریگی یہ کہکر عمرو سے کہا آپ منجم ہین ساعت سعید تبلایئے کہ ملکہ کا جلوس میمنت مانوس اورنگ شاہی پر ہو عمرو اور مہرخ نے کہ دونون بے بدل علم سماوی جانتے ہین زمان عشرت اقتران اور آوان سعادت توامان مین ملکہ مہ جبین کا ہاتھ پکڑکر تخت سلطنت پر جلوہ گر کیا تاج شاہی سر پر رکھا اسعد اور مہرخ وغیرہ اور سب امرا و سائے نذرین دین صدائے مبارک باد بلند ہوئی رقاصان زہرہ جبین و مہرخان مہر تمکین حاضر ہوئین تھاپ طبلے پر پڑی ناچ ہونے لگا ساقیان حور پیکر جام و صراحی بادہ احمر لیکر آئے اہل انجمن داد عشرت دینے لگے صدائے نوشا نوش بلند ہوئی ہر طرف میکشون کی زبان پر جاری تھا کہ ای ساقی خوش ادا سدا یترا دور رہے عیش و نشاط کا یہی طور رہے بیت برکن زیادہ جام

ودمادم بگوش ہوش ۔ بشنواز وحکایت جمشید وکیقباد ۔ عہدون کے خلعت بٹنے لگے ملکہ مہرخ کو وزارت
کا خلعت ملا ولارام کو مصاحب خاص بادشاہ کیا اسد نے لشکر کی سپہ سالاری اختیار کی عمرو کو مشیران
سلطنت مین داخل کیا اور یہ رتبہ دیا کہ جو خواجہ مشورہ دین اُسے بادشاہ لشکر ضرور منظور کرے اور خواجہ
عمرو کے حکم سے گردن تابی نکرے اور اگر خواجہ بادشاہ سے ناراض ہون تو اُسے سلطنت سے معزول کردین
غرضکہ کچہری و زارت مقرر ہوئی مہرخ آکر بیٹھی انتظام ہونے لگا پہلے جو خزانہ اپنی فوج کے ہمراہ لائی تھی
اُسے منگوا کر میر بخشی کے حوالہ کیا اور حکم دیا کہ ڈھنڈورا پٹے اور قریب قریب جو اس جنگل کے گانون
قصبہ واقع ہوے ہین وہان جاکر منادی ندا کرے کہ جس کسی کو نوکری کرنا ہو وہ آئے اور ملازمت کرے
اور فوج ساحران یعنی سپاہی و پہلوان وغیرہ بھرتی کیے جائین لام بندھے یہ ارشاد لشکر ملازم
بہر تعمیل حکم روانہ ہوئے دہل زنی شروع ہوئی لوگ آنے لگے وزیر اعظم کو نذر دیکر عہدے پانے لگے کسی کو
کمیدانی کا خلعت ملا کوئی رسالہ دار مقرر ہوا اسوقت عیار جو الگ الگ دور عمرو سے چلے آتے ہین انمین
سے ضرغام شیر دل اور مہتر قران اور جانسوز قریب اس صحرا کے پہونچے اور آواز ڈھنڈورے کی
لشکر ساحرون کی صورت بناکر لشکر مین آئے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ عمرو امیر اسد کا لشکر ہے اور
انکی جانب سے فوج بھرتی ہوتی ہے یہ عیار بھی نذر لیکر بارگاہ مین آئے وزیر اعظم مہرخ کو نذر دی اُسنے
پوچھا تم کون ہو عیارون نے کہا شہر عجائب کے رہنے والے ہین جادو جانتے ہین نوکری کرنے آئے
ہین وزیر نے پوچھا کہ کیا تنخواہ لوگے کہا ہزار ہزار روپیہ ماہواری وزیر نے کہا اچھا تمھارا سحر دیکھین
کہ کیسے ساحر ہو عیار بولے بہت خوب اور قران نے ایک ناریل جھولی سے نکالکر سب کے دکھانے کو
کچھ افسون پڑھا اور مہرخ کے منھ پر مارا ہر چند اُسنے دستک دی اور رد سحر کیا مگر وہ ناریل منھ پر لڑکر بیٹھا اور دھوان
اسمین سے نکلا کہ مہرخ بیہوش ہوگئی حاضران دربار ساحر جتنے تھے اُنھون نے سر پٹھکر چاہا ہوش مین
لائین وہ تو بیہوشی سے بیہوش تھی کسی طرح سے ہوشیار نہوئی سب نے کہا یہ بڑے زبردست ساحر
ہین کہ انکا سحر کسی سے رد نہین ہوسکتا عیارون سے کہا بس امتحان ہوچکا آپ سحر اپنا اوتار لیجیے
قران نے تھوڑا پانی منگا کر رد سحر بظاہر پڑھا اور مہرخ کے منھ پر چھینٹا دیا وہ فوراً ہوشیار ہوگئی عیارون
نے کہا آپ نے ہمارا سحر دیکھا کہا ہان بڑا زبردست سحر ہے اچھا ہزار ہزار روپیہ کی تنخواہ ہر ایک کی ہم نے
مقرر کی عیارون نے کہا ایک شرط یہ بھی ہے کہ ہم ایک مہینے کی پیشگی لینگے اور عمرو عیار کے برابر بارگاہ
مین بیٹھین گے مہرخ نے ایک مہینے کی تنخواہ پیشگی منگوادی اور کہا خواجہ کے برابر بیٹھنے کے لیے چلو مین اُسنے
اجازت دلادون انھین لیکر پاس عمرو کے اندر بارگاہ سلطانی کے آئی عیارون نے دیکھا تخت شاہی

آراستہ ہی چار دن گوشون پر تخت کے طاؤسان زمردین بال جواہر کے کھڑے ہین اور دمین انکی بلند اور
کشادہ ہوکر سر بادشاہ پر چتر ہوگئی ہین مہ جبین الماس پوش بڑے کروفر سے جلوہ گر ہی تاج لعل و یاقوت
کا سر پر ہی قبائے قلم کار جواہر وزر پہنے ہی چار قب شہنشاہی در بر ہی پٹکا بیش بہا کمر سے بندھا ہی ہار
موتی گلے مین پڑا ہی دلارام سر پر مورچھل بال ہما کا لیے مگس رانی کر رہی ہی سامنے دست ادب باندھے
ہزارہا ساحر کھڑے ہین شاہزادہ اسد دنگل پر قریب تخت بیٹھے ہین خواجہ عمرو کرسی جواہر پر متمکن ہین عیارون
نے وہ تینون توڑے جو تنخواہ مین ملے تھے خواجہ کو نذر دیے عمرو نے آنکھ چار ہوتے ہی پہچانا کہ میرے
ساتھ کے عیار ہین اٹھکر ہر ایک کو گلے لگایا مہر نے حیران ہوکر پوچھا کہ خواجہ آپ انکو کیا جانتے ہین عمرو
نے کہا ای ملکہ یہ عیاران لشکر اسلام ہین اور جانسوز و خنجر غمام و قران انکے نام ہین انمین قران میرا
شاگرد رشید نظر کردہ شاہ مردان اسد اللہ الغالب علیہ السلام ہی ہر جگہ آکر قید اعدا سے مجھے چھڑاتا ہی اور
کبھی گرفتار نہین ہوتا ہی اور ایک شاگرد میرا اور برق فرنگی طلسم مین آیا ہی نہین معلوم کہان ہی یقین ہی کہ عنقریب
ملے الغرض مہر عیارون سے ملی اور بہت خوش ہوئی اور قریب بارگاہ شاہی چار خیمہ بلند استادکرائے
پلنگ اور فرش میز کرسی دنگل اور جملہ سامان راحت و آرام انمین موجود کردیے اور عیارون سے کہا
خیمے مین چلکر آرام فرمائیے قران نے کہا مین کبھی خیمہ مین نہین رہتا پہاڑون کے درے اور غار میرے خیمے
ہین مین نظر کردہ شیر خدا ہون ہمیشہ صحرا مین رہتا ہون یہ کہکر بغدا شک کر جست کی سرا پردہ بارگاہ
پھاند گیا اور جنگل کا راستہ لیا وہ دو عیار جو باقی رہے انسے عمرو نے کہا تم خیمون مین فروکش ہو اور
لشکر کی حفاظت کرو اور اندر خیمہ کے اس طرح رہنا کہ اگر کوئی تمکو ڈھونڈھے تو نہ پائے عیارون نے
کہا بہت خوب اور خیمون مین آکر پہونچے ہاتھ منھ دھویا کسل سفر سے آسودہ ہوئے کھانے کی قسم
سے جملہ نعمتین موجود تھین نوش کرکے دربار مین آکر ناچ دیکھنے لگے لیکن حال برق فرنگی کا سنیے کہ یہ
بھی صحرا اور طلسم ہوا تھا اور سیر کرتا ہوا سب عیارون کی خبر لیتا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک مقام بلند پر
سے کھڑے ہوکر جو دیکھا تو صحرا مین لشکر کثیر اُترا نظر آیا برق ساحر بنکر لشکر کے اندر آیا حال پوچھا ایک
آدمی نے کہا یہ لشکر اسد اور عمرو کا ہی اور سارا حال بیان کیا برق نے دل سے تجویز کیا کہ اب استاد اور
سب ساتھی تو بآسائش ایک جگہ مقیم ہین تو چلکر کوئی کارنمایان کرا سکے بعد لشکر مین چلا آئیگا یہ تصور
کرکے صحرا مین چلا گیا اور ہر طرف صید مطلب کا جویا ہوا یہانتک کہ ایک جگہ کنوان پختہ جنگل
مین بنا دیکھا اور گزرگاہ خلائق اس مقام کو پایا جی مین کہا ای برق یہ کنوان ایسی جگہ واقع ہوا ہی کہ ضرور
ساکنان طلسم مسافر وغیرہ ادھر سے گزرتے ہونگے اور پانی پیتے ہونگے ایسا سوچکر برہمن کی صورت آپ

بناز نار گلے مین ڈالا قشقہ ماتھے پر دیا دھوتی نا نوون تک کی باندھکر ڈول اور رسی لیکر کنوئین کے چبوترے پر بیٹھا بعد تھوڑے عرصہ کے بچاس ساحر ایک ملک کے مالک طلسم سے لاکھ روپیہ خراج کے لیے افراسیاب کے پاس جاتے تھے کنوئین پاس ٹھہرے اور برہمن سے کہا ہمین پانی بھرکر پلادے برہمن نے پانی پلایا اور کہا میرے پاس ستو بھی ہین تمھارا جی چاہے تو لو بہت سستے دام کے ہین ساحرون نے کہا کتنے سیر ہین برہمن نے کہا چار پیسے ان سب نے لاپچ مین آکر مول لیا اور تھالیان اپنی نکالکر نمک سے گھولکر کھاتے ہی بیہوش ہوگئے برق نے سب کے سر کاٹ ڈالے ایک حشر برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ آفت دور ہوئی برق نے دو لاکھ وہ پیہ ایک درخت کے نیچے خنجر سے گڈھا کھود کر دفن کر دیا اور وہان سے پاس عمرو کے چلا اور لشکر مین ساحر کی صورت بنکر داخل ہوا اور دربار گاہ پر آکر ملازمون سے کہا کہ ہماری خبر شہنشاہ عیاران سے کردو کہ جان نثار جادو حاضر ہی خادمون نے جاکر عمرو سے عرض کیا عمرو حیران ہوا کہ یہ کون آیا غرض حکم دیا کہ بارگاہ مین آئیند و ملازم برق کو سامنے لائے برق نے بھی سامان دربار دیکھا بہت خوش ہوا اسدا اور مہ جبین اور عمرو کو سلام کیا اور ایک رقعہ ہاتھ پر رکھکر عمرو کو نذر دی اس رقعہ کو عمرو نے لیکر پڑھا لکھا تھا کہ لاکھ روپیہ مین آپکی نذر کے لیے فلان صحرا مین درخت کے نیچے دفن کرآیا ہون چلکر وصول کیجیے عمرو نے پڑھکر نگاہ غور برق کو دیکھا اور پہچانکر گلے لگایا اور کہا ای ملکہ مہرخ اسی عیار کا ذکر مین کرتا تھا یہی برق فرنگی ہی الغرض اسکے لیے بھی خیمہ نہایت عمدہ اور اسباب راحت مقرر کیا کہ یہ خیمے مین آیا اور غسل کیا بخ راہ سے آسودہ ہوا کھانا تناول کیا اور سو رہا لیکن عمرو بارگاہ سے نکلکر بموجب نشان بتلانے برق کے اس کنوئین کے قریب پہونچا اور درخت کے نیچے سے لاکھ روپیہ کھود کر داخل زنبیل کیا اور دل سے کہا ایک اس بچارے شاگرد نے تمھاری پریشانی کا خیال کیا ورنہ اور سب تو بالکل نالائق ہین یہ باتین دل سے کرتا ہوا پھر لشکر مین آیا اور بآرام تمام مسکن گزین ہوا لیکن اس عرصہ مین وہ طائر خوشرنگ جو افراسیاب کے واسطے خبر گیری اسدا اور مہرخ کے مقرر کیے تھے وہ اس جنگل کے درختون پر بیٹھے یہ سب ماجرا یعنی آنا مہرخ کا اور مارا جانا رہدار اور فولاد کا پھر جمعیت لشکر ہونا آپس کا پاک فوج بھرتی کرنے کے لیے منادیکا ندا کرنا دیکھکر پاس افراسیاب کے آئے اور جملہ کیفیت بیان کی افراسیاب کو غصہ آیا اور اسیوقت ایک نامہ ملکہ حیرت اپنی زوجہ کو لکھا کہ بمجرد دیکھنے نامہ کے ای ملکہ شہر نابرسان سے تم میرے پاس آؤ مجھے کچھ مشورہ کرنا ہی یہ نامہ ایک قاصد کو دیا اسنے حیرت پاس پہونچایا وہ تخت سحر پر سوار ہوکر مع کنیزون و خصیون جلیسون کے پاس افراسیاب کے آئی اسنے کہا ای ملکہ حیرت تمنے اس خرام مہرخ کو دیکھا

کر مجھپر جمعیت کی ہی اور فوج لوکر رکھتی ہی طلسم کشا کی شریک ہوئی ہی ای بایے خود اگر دریاے خونروان کی
ایک پری کو حکم دون اور ایک بوند اگر بجا دے تو ساری خلقت بیہوش ہو جائے مجھے ہنسی آتی ہی مہرخ اور
مجھسے مقابلہ حیرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ مین مہرخ کو بلوا کر سمجھاتی ہون اسکی کیا مجال ہی جو آپ سے
مقابلہ کرسکے افراسیاب نے کہا اچھا بلواؤ اور سمجھاؤ تمھاری عزیز بھی ہی اور اسی باعث سے مین بھی تامل کرتا ہون
اور دوسرے اپنی پرورش اور اوسکے ملازم ہونے کا خیال ہی اور بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ بادشاہ طلسم سے
ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ رعیت اور ملازم اسکے منحرف ہوکر آمادۂ جدال و قتال ہونگے اسوقت شاہ طلسم اپنے
لطف و مدارکرے اور جنگ نہ کرے درحالت رزم و پیکار نقصان بادشاہ طلسم ہوای حیرت قسم ہی سامری
کی اگر یہ امور مانع حرب و ضرب نہوتے تو ایک چشم زدن مین مانند حرف غلط کے ان باغیون کا نقش
ہستی مٹا دیتا حیرت نے عرض کیا اسمین کیا شک ہی مگر اسی سے ہی کہ بموجب مثل پیشہ چو پرشد بزندیل طلا
باہمہ تندی و صلابت کہ اوست ۔ الحاصل اسنے ایک نامہ مہرخ کو لکھا کہ ای ملکہ تمھین مناسب ہی کہ جبکا تمک
تمام عمر کھایا اور جسکے سایۂ عاطفت مین تمام عمر پلی ہو اسکے ساتھ آمادۂ رزم و پیکار ہو لہذا ازراہ پرورش مالکانہ
و مرحمت خسروانہ تمھین اطلاع دیجاتی ہی کہ بمجرد دیکھنے منشور گرامی کے کمر خدمتگاری باندھکر میرے
پاس مثل کنیزون حلقہ بگوش کے اپنے تئین پہونچاؤ کہ خطا تمھاری شاہ طلسم سے اجازت لے کر معاف
کردون درصورت انحراف ورزی بادشاہ طلسم کا تو بزار مرتبہ ہی مین ایک کنیز ناچیز اسکی اس طرح تمھین
ہلاک کرونگی جس طرح مور ضعیف کو مار ڈالتے ہین اگر اپنا بھلا چاہتی ہی تو تھوڑے لکھے کو بہت جانکر فوراً
تعمیل حکم کرنا ۔ اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ + اگر جنگجوئی نباید درنگ + نامہ تمام والسلام ایک طائر
کو دیا کہ جاکر مہرخ کو پہونچا دے اور جواب لا دے وہ طائر منقار مین نامہ لیے بارگاہ مہرخ مین آیا اور آغوش
مین اسکے بیٹھ گیا مہرخ نے نامہ منقار سے لیکر پوچھا کہ ای طائر تجھے کس نے بھیجا ہی طائر نے کہا ملکہ حیرت جادو
نے مہرخ نے نامہ پڑھا بروقت آگاہ ہونے مضمون مندرجہ رنگت چہرے کی متغیر ہو گئی اور مارے
خوف کے کانپنے لگی عمرو نے جو یہ حال دیکھا نامہ آپ اسکے ہاتھ سے لیکر پڑھا اور نامے کو مارے غصہ کے
چاک کر ڈالا اور جواب اسکا ایک تختہ کاغذ پر اس طرح لکھا کہ حمد و نعت سے ابتدا کی ظاہر ہو کہ یہ قبیلہ
پہلے جناب رسول کے گرویدہ ہی مگر ہر پیغمبر نے خبر جناب پیغمبر کی دی تھی تو عمرو وغیرہ اعتقاد رکھتے ہین لہذا لکھا نظم

خداوندی کہ لطفش ہبقیاس است		ز قہرش ہر دو عالم در ہراس است	
محمدؐ آنکہ چون نورش علم زد		قلم بر صفحۂ ہستی رقم زد	
ز لطفش روضۂ رضوان گلستان		ز قہرش آتش دوزخ فروزان	

علی شیر خدا دست پیمبر		مس ایجاد را گوگرد احمر	

پس از حمد و نعت بدان دانگاہ باش ای ملکہ حیرت و افزا سیاب منم ریش تراشندۂ ساحران و سر بریدۂ جادوگران میرے ہی خنجر جانستان نے دمامہ جادو جو پوتی سامری کی تھی اسکی گردن کاٹی اور مین نے ہی ساحر شمش کی جو دریا مین مسکن گزین تھا اور ساحران روزگار کا استاد کہلاتا تھا جان لی مین وہ ہون کہ خداوند مدام خبیثہ کو جسنے جہنم واصل کیا کشمیر و کاشغر و ام البحال کے ساحران نامی کو مارا عنطلی آباد مین مالک بن زرد ہشت کا سر اوتارا غرض کس کسکا نام لون کہ جسے مین نے مارا ہی بلکہ شاہان روے زمین کو جنکا کہ گوشہ گوشہ تا بفرقدان پہونچا تھا تخت سے اتار کر تختۂ تابوت پر سلایا نظم

آن منم بادشاہ عیاران	کہ ستانیم باج از شاہان
بر زبان کسان چو مہر مبین	نام من روشن ست دان توقیعین
ہر زمان صورتے دگر دارم	از ضمیر کسان خبر دارم
از قدم آتشین عالم سوز	گر کنم عزم پویہ اول روز
ہمرہی من نہ کرد گاہے نسیم	کہ بمغرب رسیم و برگردیم
نالۂ ماز مکہ ہر کہ شنود	در ہما ندم وداع عمر نمود
مے کنم نعل از خر مردہ	بارہا از اجل گرد بردہ
با وجود حقارت تن من	نتوان بود غافل از فن من
ہر کس از من گرفت جبہ یافت	کرد قطع امید خود ز حیات
آفت روزگار مردو رنم	ملک الموت وقت خویشتنم

لائق ولازم یہ ہی کہ ملکہ تصویر جادو اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنے ہمراہ لیکر آستان عالیجاہ ملکہ مہ جبین الماس پوش پر تم دونون حاضر ہو کہ فی الحال ملکہ موصوف بادشاہ طلسم ہی خطا تمھاری صاحبقران سے معاف کرادیگی درصورت انکار اس تحریر کے اگر ناک تمھاری کٹوا کر گدھے پر رسیاہ کر کے نہ چڑھایا اور تشہیر نہ کرایا تو نام اپنا عمرو نہ بتایا ہوگا یہ مضمون لکھکر طائر کے حوالہ کیا اور زبانی بھی کہدیا کہ اس غیبانی چڑ و حیرت سے کہدینا کہ مالزادی تیرا اب عنقریب سر مونڈ دونگا تو ہی کس بھروسے پر جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نکرنا خدا مالک ہی یہ کہکر طائر کو رخصت کیا وہ اڑتا ہوا پاس حیرت کے آیا اور نامہ دیا اور زبانی پیام عمرو کا حرف بحرف کہا کہ مرخ ملکہ تو نامہ پڑھکر کانپنے لگی تھی مگر ایک دبلا سوکھا آدمی بیٹھا تھا اسنے نامہ کو آپ کے چاک کر ڈالا اور جواب نامہ لکھا اور بہت کچھ برا آپ کو کہا حیرت یہ ماجرا

لشکر نامہ لیے افراسیاب کے پاس آئی اور کہا ای شہنشاہ آپ سچ فرماتے ہین کہ یہ لوگ بغیر سزا دیے نہ مانینگے دیکھیے یہ میرے نامہ کا جواب دیا ہی اور اُس عیار دزد نے بہت نامزا آپکو اور مجھے کہا ہی افراسیاب نے نامہ لیکر پڑھا اور ایسا غصہ مین آیا کہ ہونٹھ چبانے لگا لال ہوگیا اور کہا جب چیونٹی کے پر نکلتے ہین تب ہی تھا آتی ہی اب فوج حرامزادی کی شامت آئی ہی راوی کہتا ہی کہ ادھر تو افراسیاب لشکر کشی کی فکر مین ہی اور اُدھر مہرخ نے عمرو سے بعد چلے جانے طائر سحر کے کہا کہ خواجہ تمنے بڑا غضب کیا کہ حیرت کو گالیان دین اب کوئی لمحہ مین آفت آیا چاہتی ہی ہم تم سب مارے جائینگے عمرو نے کہا ای ملکہ تم بڑی بودی ہو صبر نیگا پہلے نجوم کے علم سے دریافت کر چکی ہو کہ شہزادہ کی فتح ہوگی اور پھر گھبرائی جاتی ہو مین نے نامہ دیکھا کہ تم پڑھکر بدحواس ہوگئی تھین افسران فوج جو حاضر بارگاہ تھے اُنکی دل شکنی کا احتمال تھا جب مالک دل ہار دیگا تو فوج کیا لڑیگی اسلیے مین نے یہ کلمات کہے کہ سب سنین اور سمجھین کہ کچھ تو یہ بھی قوت رکھتے ہین جب تو ایسے کلام مقابل میرا تنے بڑے اولوالعزم کے کرتے ہین اب تمھین چاہیے کہ دلکو مضبوط کرو اور ذرا سی بات مین گھبرا نہ جایا کرو دیکھو تو وہ قادر مطلق کیا کرتا ہی وہی معین ہیلپر بیکسان ہی مہرخ نے فرمانا عمرو کا بدل قبول کیا بہذا یہ لوگ تو حالت امید و بیم مین ہین مگر افراسیاب کا ذکر سنو

داستان لشکر کشی کرنا افراسیاب جادو کی عمرو اور مہرخ پر اور بھیجنا تین سردارون کو مع ساٹھ ہزار فوج ساحران کے اور عیاریان کرنا عیارون کا اور مقابلہ دو لشکرون سے اور بعد جنگ عظیم کے شکست کھانا فوج افراسیاب کا اور مارا جانا ساحرون کا لمؤلفہ

کدھر ہی تو اے ساقی ہوشمند	وہ مے دے کہ جو نشہ کر دے دوچند
غضب مین ہی رند و نکی جان حزین	سبو ہی کہین اور خم ہی کہین
اِدھر آمد محتسب کی خبر	ہی پیر مغان کے بھی غصہ کا ڈر
اُدھر رند بگڑے ہین اب بیحساب	اِدھر عزم ہی میکدہ ہو خراب
پھرا ایسا رندون سے گردون دون	ہے گا عبث دختر رز کا خون
خرابی پہ انجام کے ہی نظر	دل میکشان کو ہی خوف و خطر
دل بادہ خواران نہ توڑے کوئی	نہ شیشے کی گردن مروڑے کوئی
پلا رند کو وہ شجاعت کا جام	کہ زاہد کی ساقی ہو قلبا تمام
رحیق شجاعت کا یہ نشہ ہو	جو اک دار مین محتسب ہووے دو

شکم محتسب کا ہی مثل سبو		عوض مے کے بہ جائے اسکا لہو	
مسلح مکمل ذرا جاہ ہو		روان تیغ افسانہ گوئی کرد	
تہین توان رستم این داستان		چنین داد درخش سخن راعنان	

دلاوران رزمگاہ معانی و شجاعان عرصۂ سخندانی پرچم کشایان لوائے نصرت انتمائے عسکر مضامین و رایت افرایان لشکریان ظفر قرین بعد تکمین اشہب تیز گام زبان کو میدان تقریر مین اسطرح جولان گر فرماتے ہین اور تیغ تیز بیان کے جوہر معرکۂ تحریر مین یون دکھاتے ہین کہ جب افراسیاب اور حیرت کو آئینہ ضمیر مہر منیر مہرخ نیک تقریر خالی از صفا و مکدر از غبار ریخ و عنا ظاہر ہوا سوائے پیکار کے اور کوئی صورت نہ دیکھی اور خود حیرت بہر مقابلہ عازم ہوئی افراسیاب مانع ہوا کہ ایک کنیز سے بھی جو ناچیز ہو اُسکے مقابلہ کو شاہزادی طلسم اور زوجہ بادشاہ طلسم کا جانا مناسب نہین کیا اور کوئی ملازم باقی اب نہین یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ابر چار طرف سے گھر آیا اور ہزارون بجلیان سنہری و روپہلی رنگ کی چمکنے لگین برسے آتشباری ہونے لگی اور سنگباری دیر تک رہی پھر وہ ابر شق ہوگیا اور تین تخت ظاہر ہوے کہ ساحر آنپر سوار تھے نہایت کریہ منظر بد قطع و نابکار تھے انھون نے افراسیاب کو مجرا کیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ شہنشاہ نے غلامون کو کس لیے طلب فرمایا ہی افراسیاب نے حال مہرخ سے فساد ہونے کا اور اسد وغیرہ کا بیان کرکے کہا کہ تم تینون ساحر ساٹھ ہزار فوج ساحران لیکر جاؤ اور ان باغیون کو باندھکر حاضر حضور کرو وہ تینون ساحر کہ نام جاموش جادو و شہباز جادو و کوہان جادو کوہ پیکر رکھتے ہین یہ حکم پاکر مستعد روانگی ہوے اور اپنے مقام پر پھر آکر ساٹھ ہزار لشکر کے سردارون کو بلاکر حکم افراسیاب سے خبردار کیا طبل سفر بجا خیمے ڈیرے اژدرون پر لد گئے اور ساحر سحر کے جانورون پر سوار ہوکر سحر کی نیرنگیان دکھاتے روانہ ہوئے اور دریاے خونروان سے گذر کر قریب لشکر مہرخ پہونچے یہان مہ جبین اور اسد وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے کہ میدان سے صدا ہیبت ہولناک رعد آسا آنے لگین مہرخ نے کہا خواجہ فوج آتی ہی عیار یہ کلمہ سنتے ہی بارگاہ سے نکل کے جست و خیز کرتے جنگل کی طرف چلے گئے اور سواریان ساحرون کی نمودار ہوئین مہرخ نے سحر پڑھنا شروع کیا اور جتنے ساحر یہان تھے سب روسحر پڑھنے لگے اسلیے کہ وہ فوج جو آتی ہی آگ پتھر برساتی ہی ایسا نہو کہ ہمین کچھ مضرت پہونچے الحاصل بڑے کروفر سے لشکر ساحران غدار کا داخل ہوا اور میدان رزم کیلئے جگہ چھوڑ کر لشکر مہرخ کے مقابل اُترکے خیمے نصب ہوے بارگاہین استادہ ہوئین بازارین کھل گئین جاموش وغیرہ اپنی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے طائر زرد سحر بنا کر خبر کیواسطے بھیجے ہر طرف ایک ہنگامہ قیامت زا برپا ہوا ساحر ہوم کرنے لگے جاموش نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ملازمون نے حکم کی تعمیل کی اور نفیر سحر کو دم دیا نقارہ سحر کا بجنے لگا گوش فلک

تک اُسکی صدا سے کر ہوا طائران بحر خبر لیکر بارگاہ مین مہرخ کے آئے اور بزبان عبرت شاے ملکہ مہ جبین بادشاہ لشکر بجالائے کہ قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک پر نور باد	دادِ عدلت در سراے آخرت معمور باد
اے فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر	تیغ تو بر فرق دشمن نامور و منصور باد

بعد دعا کے عرض کیا کہ لشکر حریف مین طبل رزم بجا ہی ہر ایک آمادہ حرب ہوا ہی یہ کہکر طائر اُڑ گئے لیکن یہ مہ جبین نے شہزادہ اسد کی طرف دیکھا اسد نے مہرخ کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی مدد طلاے قہار کے بھروسے پر طبل جنگ بجے اور نفیر بحر کو دم ملے بموجب ارشاد ملازم دوڑے اور نقارہ حربی پر چوب لگا مہرخ اور شکیل نے نفیر بحر بجائی کہ گنبد گردون تک صدا اُسکی گئی زمین ہلنے لگی ہر ایک آگاہ ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا گرم بازار قضا ہوگا

ز غرّیدن کوس روئینہ تاس	نیوشندہ را داد بر جان ہراس
تبیرہ بلرزید چون تند شیر	برقص آمد آن اژدہاے دلیر

اس ہنگام مین دو دن تمام ہوا اور وقت شام دونون لشکر دن کے طلایہ دار مخلے حفاظت کرنے گئے ہادر آلات حرب و ضرب کی درستی مین مشغول ہوے اور انتظار صبح جدال و قتال کرتے تھے نظم

چون بجاے شاہ زنگ برآمد ز کوہسار	تاریک گشت دیدۂ میناے روزگار
شد از براے لشکر شب بر فلک عیان	چندین ہزار مشعل فانوس روزگار
پروین روانہ گشت براے سحر دلی	جاسوس گشت زہرہ و مرشد طلایہ دار
بر خندق سپہر نگندند تخت پل	تا شاہ زنگبار از انجا کند گزار

طرفین کے ساحر تیاری سحر کی کرتے تھے جاموس جادو نے خون خوک سے زمین کو لیپا اور دھرد بجانے لگا کچھ گولے فولاد کے پتلے آرد ماش کے تیار کیے سینکون کے تیر بنائے افسون پڑھکر دم کیا پھر جتنے قابو مین تھے سب کو بھینٹ دیکر جگایا گوگل سلگایا اور اسطرف مہرخ نے جوت کھڑتی کی اگیار کیا شراب کی نو تلون کو آگ پر لنڈھایا اور ایک پتلی موم کی بنائی جسکی وضع اور شکل ایک خوبصورت عورت کی تھی اُسکو زیور تنکون کا پہنایا اور اگیار مین ڈالدیا سحر پڑھکر دستک دی کہ اسوقت اے زن سحر جادو تت پر آمادہ پتلی آگ مین پگھل گئی اور آپ آرام گاہ مین جاکر استراحت پذیر رہوئی مگر عیار جو جنگل مین لشکر حریف کو دیکھ کر چلے گئے تھے انمین سے برق فرنگی اور ضرغام شیر دل نے حیلے عیاری کے چلے برق نے اپنے تئین ایک بڑھیا بنایا بال سر کے اور پلکین بھوین سب سفید سر ہلتا ہوا لکڑی ہاتھ مین لیے پر کے پائچون کا پائجامہ پہنے چادر اوڑھے تیاری بغل مین دبائے کوہان کے خیمے کی طرف چلا اور ضرغام خدمتگار بنکر پیچھے پگڑی باندھکر چادر سے کمر بستہ پاک کمر سے لگا کمی پر شالی رومال تہ کیا ہوا ڈالکر ہر طرف لشکر مین پھرنے لگا اتفاقاً

کو ہان کا ملازم ایک ساقی خیمے سے نکل کر کسی کام کو بازار مین آیا ضرغام اُسکے پاس گیا سلام کیا اسنے کہا بھائی مزاج اچھا ہی کہا جی خیریت ہی آپ سے کچھ کہنا ہی اگر نہ سُنیے گا آپ کے لیے سخت قباحت ہی ساقی گھبرایا کہ یہ خدمتگار کسی رئیس کا لشکر مین ہی شاید اسنے کوئی خبر بد تیری نسبت سُنی ہی یہ سوچکر کہا اے برادر کہو کیا ہی اُسنے کہا الگ تنہائی مین چلو اور ہاتھ پکڑ ایک گوشہ مین لایا اور کہا دیکھو تمھارے پیچھے کون آتا ہی ساقی نے پیچھے پھر کر دیکھا ضرغام نے کمند ماری کہ گلے مین کمند پڑی ہوئی منھ سے بولا نہ گیا اُسنے بیہوش سمجھا کر بیہوش کر کے کپڑے اُسکے اُتار کر پہنے اور اُسکی صورت بنکر خیمہ مین جہان اہل عملہ کو ہان کے اُترے ہین آیا اور منتظر اسکا ہوا کہ جس کام کو مجھ سے حکم ہوگا مین سمجھ جاؤنگا کہ جسکی صورت مین بنا ہون وہ اسی کام پر مامور تھا اسی فکر مین تھا کہ ایک شخص نے کہا میان ساقی میخانہ درست کر رکھو شاید حضور شراب مانگین ضرغام سمجھا کہ تو ساقی کی شکل بنا ہی پس فوراً گلابیان شراب کی درست کرنے لگا لیکن برق بڑھیا بنا ہوا تھا قریب خیمہ کو ہان آکر رونے لگا اور فریاد کا غل مچایا کو ہان خیمے سے نکل آیا اور بڑھیا سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا بیٹا اپنا حال کیا بیان کرون یہان قریب ایک گانون ہی وہان رہتی ہون جب سے لشکر صرخ آیا ہی سارا گھر لُٹ گیا مین فریاد لیکر آئی ہون گردون کی ستائی ہون کو ہان نے کہا تو چلکے میرے خیمے مین بیٹھ صبح کو مین سب لٹکھرامون کو قتل کرونگا جتنا مال تیرا گیا اسکا دونا تجھے ملجائیگا بڑھیا دعا دیتی ہوئی اُسکے ساتھ خیمے مین آئی اسنے دیکھا کہ ایک پٹاری بڑھیا کے پاس ہی کہا بڑی بی اس پٹاری مین کیا ہی بڑھیا نے کہا بیٹا تم سے تو کچھ پردہ نہین البتہ اور لوگ جو یہان ہین اگر انھین ہٹا دو تو اس پٹاری کو دکھاؤن کو ہان نے سب اپنے ملازمون کو خیمے کے باہر کر دیا بڑھیا نے پٹاری دی کہ لیجیے دیکھیے آپ کو خود ہی معلوم ہو جائیگا جو کچھ اسمین ہی اُسنے پٹاری لیکر ڈھکنا اُٹھایا غبار بیہوشی کا بقہ ایسا اُڑا کہ کو ہان چھینک مار کر بیہوش ہوا برق خنجر کھینچکر اسکی چھاتی پر چڑھا کہ ذبح کرے لیکن کو ہان نے ایک مٹی کی پتلی حفاظت کیواسطے خیمے کے گوشے مین کھڑی کر دی تھی اور سحر کیا تھا کہ جو کوئی آفت مجھپر آئے تو یہ پتلی بچاے پس جیسے ہی برق سینہ پر سوار ہوا پتلی دوڑی اور لپٹ گئی اور زمین پر گرا کر مشکین باندھلین کو ہان پر پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور کہا یہ بڑھیا نہین ہی عیار ہی تمھین قتل کرتا تھا کو ہان نے کہا کیون او نابکار تو نے غضب کیا تھا کہ مجھے مار ہی ڈالا تھا صبح کو تیرے حمایتیون کو بھی گرفتار کرون تو تجھے قتل کرون یہ کہکر ستون سے اُسے باندھ دیا خدمتگار کو پکارا اور کہا ساقی سے کہو کہ میخانہ حاضر کرے دو ایک جام شراب پیکر سو رہون کہ صبح کو مقابلہ کرنا ہی خدمتگار نے ساقی کو پکارا کہ صراحیان شراب کی حاضر کرو ضرغام صراحی و جام لیکر حاضر ہوا اور شراب آغشتہ بداروے بیہوشی کو ہان کو پلائی یہ پیتے ہی بیہوش ہوا اُسنے بھی چاہا کہ اسکو ہلاک کرون وہی پتلی دوڑی اور ضرغام سے لپٹ گئی اُسے بھی گرفتار کیا اور کو ہان کو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا اور کہا یہ بھی

عیار ہی تجھے قتل کرتا تھا اسنے اسے بھی باندھ دیا یہان تک کہ آثار سحر ظاہر ہوے اور آمد شاہ خاور کی بارگاہ زنگاری چرخ مین شہرہوئی کہ نظم

سپیدہ دم کہ ازین صحن دشت نیلی فام	شدند منہدم از تیغ صبح لشکر شام
رخ زمانہ شد از نور مہر کافوری	بسان مہر تبان گرچہ بود عنبر فام
زبیم رو بہزیمت نہاد زنگی شب	کہ ترک روز عیان شد بکف گرفتہ حسام
شدند فیل کنیز حبش پس دیوار	چو نوعروس ختن پا نہاد بر سر بام

وقت سحر کوہان کوہ پیکر ساحرون کا لشکر لیکر سوار ہوا ایک طرف سے جاموس اور شہباز کا لشکر آمادہ کارزار ہوا یہ تینون لشکر دو فرسخ سے میدان مصاف مین آئے ادھر مہرخ اور قبکیل بہ مدد خدائے جلیل فوج لیکر چلے تیس چالیس ہزار ساحر اور جو لوگ نئے ملازم ہوے ہین سب ساتھ تھے شاہزادہ اسعد بیدار ہوا وضو کر کے طاعت رب العزت بجا لایا اور مسلح اور مکمل ہوکر در دولت پر آیا ملکہ مہ جبین کا تخت لیکر کہاریان عیش محل سے نکلین ہر ایک سردار نے مجرا کیا نوبت و نقارے بجے نیساول اور چوبدار دور باش پکارتے تھے علمون کے دھجے سلامی کے لیے لچکنے لگے قلب لشکر مین تخت شاہی قایم ہوا دلآرام طاؤس سحر پر سوار برابر تخت کے خدمتگاری ملکہ کی کرتی ہوئی ساتھ ساتھ با حشم و خدم داخل میدان مصاف ہوئی میدان جنگی جانبین کے ساحرون نے درست کیا کسی نے سحر کر کے بجلیان گرائین کہ جو درخت اور جھاڑیان میدان مین تھین وہ جل گئین کسی ساحر کے سحر سے ابر گھر آیا اور بارش ہوئی گرد و غبار دفع ہوا دشت نبرد صاف ہو گیا پراجمنے لگا نابخ ترنج اچھلنے لگا برنجی تھالیان چمکنے لگین سامری و جمشید کی جے بولنے کی صدا بلند ہوئی سحر کے بیرون کا شور مچانا سنائی دیا میمنہ میسرہ صفوف کارزار آراستہ ہوئین دونون لشکرون کے نقیب نکلے اور پکارے کہ کہان ہین سامری و جمشید وزر و ہشت سب اپنی نیرنگیان دکھا کر اس دنیا سے روپوش خمخانہ عدم کے جرعہ نوش ہوے ساحران نامی آج دن معرکہ کا ہی نام کر لو خوب جی کھولکر لڑو بھڑو ابیات

نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا	کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہی
ہوے زر کے خاطر تو منعم خراب	بڑی فکر انھین مال و دولت کی ہی
عمارات عالی بناتے ہین کیون	یہ دنیا سراسر بیخ و آفت کی ہی
لحد کوئی اپنی بناتا نہین	جگہ جو کہ عقبے مین راحت کی ہی
سکندر نہ باقی رہا دہر مین	یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہی
شجاعو یہ میدان جنگاہ ہی	جگہ امتحان اور جرأت کی ہی

	بڑھاکر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے		سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہی

جب نقیب نقابت کرکے میدان جنگ سے کنارے ہوے بہادر جتنے تھے وہ فرط شجاعت اور نشہ جرأت سے جھومنے لگے اور شہباز جادو نے اپنے اژدر سحر کو میدان مین پہونچایا نیرنگیان سحر کی دکھائین پھر للکارکر کہا ای تکھرا مہرخ آ میرے مقابلہ کو کہ ؎ بہ بینیم تا سر بلندی کراست ٭ درین کار فیروزمندی کراست ٭ مہرخ نے نعرہ تحریف سنکر اپنے تخت سحر کو آگے بڑھایا ہر ایک اہل لشکر دعاے فتح وظفر مانگنے لگا یہ سامنے شہباز کے پہونچی اُسنے ایک تیر سحر کا مارا مہرخ نے افسون پڑھکر دستک دی کہ تیر الٹا پھر گیا شہباز نے فولاد کا گولا سحر پڑھکر مارا مہرخ نے تخت سے پرواز کی گولا تخت پر پڑا کہ اُسے توڑ گیا لیکن مہرخ بلندی سے تلوار بنکر جو گری شہباز مع اژدر کے دو ٹکڑے ہوا پھر اور آگ برسنے لگی صداے ہولناک آئی ساحر مطیع شہباز دولوے رائی بولے سرسون کے دانے منقلہاے تشین پر جلنے لگے ہار مرچون کے ساحرون نے توڑکر گولون سے مارے وہ اژدہے بنکر مہرخ پر چلے ادھر شکیل نے ساحرون کو حکم دیا انھون نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین مین زلزلہ آیا اور ابر گھر آیا برق چمکنے لگی پانی برسنے لگا لشکر حریف مین جسکے سر پر بوند اُس پانی کی پڑی بیہوش ہو گیا یہ معاملہ دیکھکر جاموس میدان بنر دمین نکلا اور ایک آفتاب کاغذ کا کترکر ہاتھ پر رکھکر سحر پڑھا کہ وہ سورج اُڑکر بلند ہوا اور دھوپ ہر طرف پھیل گئی ابر سحر جو چھایا تھا کھل گیا اور لشکر مہرخ مین جسپر دھوپ پڑی وہ پتھر ہو گیا کوہان اور جاموس لشکر پر ترسول پھینکر اگرسے ہزارہا ساحر مارے گئے تاریخ اور ترنج اور نارنیل سحر کے چلنے لگے اُسوقت اسعد کا جی جنگ مغلوبہ دیکھکر بیچین ہوا ملکہ سے کہا مین بھی تلوار کھینچتا ہون مہ جبین نے بظاہر کہا بسم اللہ اسعد نے گھوڑا اُٹھایا اور چلاکہ مہ جبین نے دلآرام سے کہا شاہزادہ سحر نہین جانتا ہی اس جگہ لڑنا اسکا مناسب نہین گرفتار ہو جائے گا دلآرام نے یہ کلام سنکر دستک دی کہ گھوڑا شاہزادے کا ہنوز صف دشمن تک نہ پہونچا تھا کہ پر پیدا کرکے اُڑ گیا ہر چند اُس شہسوار نے روکا تلوار چلانے لگا مگر مرکب معلق درمیان ہوا کے جاکر ٹھہرا اسد ناچار اوپر سے سامان لڑائی کا دیکھتا تھا اور پشت دست کاٹتا تھا مگر دلآرام و مبدم شاہزادے کو دیکھ لیتی تھی کہ مبادا وہان کچھ آفت نہ آئے اور کوئی ساحر گرفتار نہ کرلیجائے الحاصل لشکر مین ایک تلاطم برپا تھا جاموس لڑتا ہوا قریب مہرخ کے آیا اور سحر پڑھکر کچھا سو یکون کا مارا مہرخ تخت سے گر کر زمین مین غرق ہوئی اور وہان سے طبقہ زمین توڑکر پشت پر جاموس کے نکلی اور للکارکر ایک تیر جو مارا پیٹھ کے پار نکل گیا یہ مرکر گرا ہزارون آوازین ہول خیز آئین اور آفتاب جو اُسنے بنایا تھا وہ کاغذ ہوکر گرپڑا دھوپ ڈھل گئی ساحر جو پتھر کے ہو گئے تھے وہ بہیئت اصلی ہوئے اور لڑنے لگے کوہان نے جو یہ ماجرا دیکھا فوراً اپنی ران کو چاک کیا اور خون اُسکا لیکر چند سنگریزون پر چھڑک کر سحر دم کرکے چار طرف پھینک دیے ایک آندھی تاریک آئی اور سب کی آنکھین بند ہو گئین بعد لحہ کے جو آنکھ کھلی سب نے دیکھا

کہ بڑے بڑے پہاڑ عظیم الشان زمین سے اکھڑے ہوے لشکر مہرخ پر گرا چاہتے ہین یہ دیکھکر فوج شکیل کی بھاگی اسوقت مہرخ نے کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ای زن سحر آؤ واضح ہو کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ ایک پتلی مہرخ نے موم کی بناکر شب جنگ آگ مین ڈالدی تھی اور کہا تھا کہ اسوقت ای زن سحر جاؤ وقت پر آنا لہذا اسوقت اسی کو طلب کیا دستک کا دینا تھا کہ ایک برق چمکی اور صدا چھم چھم کی آئی اور ایک عورت تخت پر سوار گہنا پہنے پوشاک نفیس زیب جسم کیے ظاہر ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس نازنین کو سراپا حور کہنا عقل کا

تصور ہی بلکہ مثنوی

	وہ مکھڑے کا عالم وہ کنگھی کا رنگ		شب ماہ ہو دیکھکر جسکو دنگ		
	وہ مسی اور اسکے لب لعل فام		سواد دیار بدخشان کی شام		
	ستم اسپہ سرمے کی تحریر سے		کھنچے ہاتھ کافر کی شمشیر سے		

بلکہ آنکھون کا یہ عالم تھا کہ کبت بڑے بڑے نینن لال لال ڈورا اور کارے کارے بھورا تا مین نبکو منات ہیں ترین چترائن تمالی چنچل سی چاہ دیکھے مین مرگ مگجن لجات ہی + دامنی سی کوندے تمالی سوو ہو نار وجات کو اکبار دیکھو تو پرانن اگھات ہی + یا ہی کے کاسے کہون یا ہوتے ہوئے چپ رہون لاج کے جہاج مین مانو موتی بھرے جات ہی + وہ جوبن کا عالم وہ ابھری ہوئی گات وہ چھاتیان کہ نظم۔

	لٹھی اس کی ترکیب اور وہ بدن		وہ پوشاک وزیور کی اسپر پھبن		
	وہ چھپ تختی اس کی نزاکت نزاد		چمن زار قدرت کی نخل مراد		
	لگاپا سے وہ نازنین تا بہ فرق		سراپا جواہر کے دریا مین غرق		

میدان مین کر ٹھہری کوہان جب لڑتا ہوا اسکی طرف آیا اس ماہ وش نے پکار کر کہا کہ ای کوہان ہم تمھارے واسطے یہان آئے اور تم ہمسے مخاطب بھی نہین ہوتے لو ہم جاتے ہین یہ صدا کوہان نے جو سنی اس پری تمثال کے روے زیبا کو دیکھ خنجر نما کا اسکے زخمی ہوا اور قریب اسکے آیا اس پری نے کہا کہو کیا ارادہ ہی اسنے کہا تیرا عاشق وشیدا ہون جان ودل سے تجھپر فریفتہ وشیفتہ ہون پریوش نے کہا میرا ہاتھ آنا بہت دشوار ہی یہ کہکر پھینکیا اس نے زمین کے ہاتھ مین جواہر آگئین تھی وہ کوہان کے جھلی ہوا جو اسکے لگی کوہان شعر عاشقانہ پڑھنے لگا مگر وہ زن حسینہ تخت اڑا کر چلی کوہان نے پکار کر کہا ؎ مراکشتی دتکبیرے نگفتی + عجب سنگین دلی اللہ اکبر + اور منت کر کے بلایا سر پانون پر رکھدیا ایسا مبہوت ہوا کہ لڑنا بھولا اس حور نژاد نے کہا کہ مین کنیز ملکہ مہرخ کی ہون اور تو میری ملکہ سے لڑتا ہی کیسا تو میرا عاشق ہی فوج کو اپنی منع کر بحر پنا دفع کر کوہان نے یہ سنکر بحر پڑھا کہ وہ پہاڑ جو گھیرے تھے کنکر ہوکر گرے اور فوج کو منع کیا کہ لڑنے سے رکی اور جب جنگ سے لشکر نے فرصت پائی سب محو دیدار اس کبک رفتار کے ہوے

اور ہر ایک نے عقل و ہوش کھوئے ادھر کوہان نے منت کرنا شروع کیا پری نے کہا مین نے سُنا ہی کہ تو نے عیارون کو گرفتار کیا ہی اُنکو بلا دے اُسنے اُسی وقت عیارون کو حاضر کیا ملکہ نے خلعت و زر دیا ضرغام اور برق چھوٹکر اپنے لشکر مین گئے ہر ایک سے ملکر ہر طرف جنگل کے روانہ ہوئے بعد رہا ہونے عیارون کے اُس ترک سنگدل نے کہا کہ اے کوہان اگر تو میرا عاشق صادق ہی تو اپنے ہاتھ سے گردن اپنی قلم کر کوہان یہ حکم پاکر مستعد ہوا اور خنجر کھینچکر اپنی گردن پر رکھا اور پکارا کہ بیت یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہی + سر بوقت ذبح اپنا اُس کے زیر پاے ہی + چاہتا ہی کہ گردن اپنی جدا کرے اُس غارتگر جان نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا اگر تو مر جائے گا تو ہمارے حسن کی بہار کو کون دیکھے گا کہ بیت نہ عاشق تو معشوقون کو پوچھے کون دنیا مین + جہان مین قدر ہی گل کی فقط عشق عنادل سے + خیر ہم بھی تیرا ساتھ دینگے مگر ایک شرط سے کہ اگر تو حیرت کا سر لاکر ملکہ مہرخ کو نذر دے تو ذائقہ شربت وصل کا میرے چکھے اُدھر تو اُسنے کوہان سے یہ شرط کی اور اِدھر سارا لشکر کوہان کا جو اُسپر عاشق ہو رہا تھا کہ گویا مصرعہ خلقے بمنت یک طرف آن شوخ تنہا یک طرف + اُن سب سے پکار کر کہا کہ اے عاشقان ثابت قدم جاؤ اور حیرت حرامزادی کے جھونٹے پکڑ کے کھینچتے ہوے لاؤ اور یا سر اُسکا حاضر کرو کوہان اور کل لشکر یہ صدا سُنکر گریبان پھاڑ کر لینا لینا کہتے خیمے خرگاہ سب سامان چھوڑ کر طرف طلسم باطن کے چلے اور دریاے خون روان سے گذر کر قریب باغ سیب کے پہونچے یہان ہزارون ساحر ملازم افراسیاب تھے اُنھون نے روکا اُنھون نے قتل و غارت شروع کی لاش پر لاش گرادی شور عظیم بلند ہوا حیرت اور افراسیاب غلغلہ سُنکر باہر باغ کے آئے دیکھا کوہان لڑتا ہوا آتا ہی افراسیاب نے کتاب جلدی دیکھی معلوم ہوا کہ تیلی سحر کی خاک جمشیدی سے مہرخ نے بنائی ہی اور اُسپر یہ ساحر فریفتہ ہو کر آئے ہین اب یہ ہوشیار نہونگے یہ دیکھکر اُسنے گولا سحر کا پڑھکر کوہان کے سینے پر مارا کہ پشت سے گذر گیا اور ہزارہا ہزار برق سحر کر کے گرا ئین فوج ہمراہی کوہان کی سب جل گئی اُدھر وہ سب ساحر مر کر گرے یہان تیلی سحر کی یعنی وہی عورت جسپر یہ سب فریفتہ ہوے تھے میدان رزمگاہ مین کھڑے کھڑے جلگئی مہرخ نے کہا افراسیاب نے معلوم ہوتا ہی کوہان اور اُسکے ساتھیون کو مارا کہ تیلی سحر کی اُنھین کے لیے بنی تھی وہ مرے یہ بھی جل گئی غرض نقارے فتح کے بجے اور خیمے ڈیرے لشکر حریف کے لوٹ لیے گئے اور جہان بارگاہ کوہان کی تھی وہان لشکر اپنا اُتارا آگے بڑھکر کوس پہلی جگہ سے بارگہ مہ جبین کی استادہ ہوئی اسد کو ہوا سے اُسکا داخل بارگاہ کیا سب سردار زیبدہ کرسی و دنگل ہوے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا اسد نے پوچھا کہ اے ملکہ مہرخ مجھے گھوڑا کیون اُڑا لے گیا تھا اُسنے کہا اے شہزادہ عالی وقار آپ سحر نہین جانتے ہین بدین لحاظ کہ ساحرون سے کچھ دشمنان حضور کو گزند پہونچے دلآرام نے سحر کر کے وہان بھیجدیا اسد نے کہا آپ لوگون نے مجکو بزدل مقرر کیا ہی اے بایمان خود اگر بار دیگر کوئی ساحر ایسی حرکت کریگا تو مین اُسکو قتل کرونگا اے ملکہ جہان کہین ہم لوگ ہوتے ہین پہلے آپ سینہ سپر کرتے ہین

ہمارے لیے بڑا ننگ ہو کہ جان اپنی بروز نبرد بچا ئین مہرخ نے عرض کیا کہ بہت خوب ایسا ہی ہوگا یہ باتین کرکے مصروف عیش ہوے لیکن عیار جو بوقت جنگ جنگل مین چلے گئے تھے اُن مین سے چار عیار لشکر مین آئے قران نہ آیا یہ سب تو بعشرت ٹھہرے ہین لیکن افراسیاب نے حیرت سے کہا کیا بُرا وقت ہو کہ اپنے نوکرون اور مطیعون کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنا پڑا اور ساٹھ ہزار کا لشکر ایک آن مین مع تین سردارون کے مارا گیا بانیان طلسم یہ لکھ گئے ہین کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ ادنی ملازم شاہ طلسم سے مقابلہ کرینگے اور بادشاہ اگر طرح نہ دیگا تو شانی اُسکے اوپر کی ہوگی فی الجملہ یہ وہی آثار ہین اور وہی زمانہ ہی لیکن اے ملکہ میرے لیے چاہیے کچھ ہو طلسم رہے یا نہ رہے جان بچے یا نہ بچے گو شمالی سے اس فرقہ شریر کا نام کی مین باقی نہ آؤنگا کیا پاؤن کی جوتی سر پر چڑھاؤنگا الغرض اسی طرح کے کلام افراسیاب کر رہا تھا کہ یکایک آگ اور پانی ایک ساتھ برسنا شروع ہوا افراسیاب نے کہا کوئی مغزز ساحر آتا ہی اہل دربار مین چند ساحران گرامی کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائین ساحر لینے چلے بعد کچھ عرصہ کے نوبت و نقارے مابین ارض و سما بجتے ہوے سُنائی دیے اور ایک ساحر شیر پر سوار تصویر ین سامری و جمشید کی گلے مین پہنے صورت سیب بنائے بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیے در باغ سیب پر آکر اترا فوج کو باہر ٹھہرایا آپ اندرون باغ آیا افراسیاب اور حیرت کو تسلیم کی حیرت نے پہچانا کہ میرا بھانجا ہی بہران خبر سوار جادو بس پہچانکر اُٹھ کے گلے لگایا بلائین لیکر برابر اپنے بٹھایا پوچھا کہ اے فرزند کس وجہ سے آئے ہوا اُسنے کہا مین نے سُنا ہی کہ چند ملازم خاص جان سے منحرف ہو گئے ہین اور آمادہ بفساد ہین لہذا اُنکی سرکوبی کو حاضر ہوا ہون مجھے رخصت فرمایئے کہ جاکر سزاے معقول دون حیرت نے کہا بیٹا اور ملازم اُنکی سزا دہی کو موجود ہین اُن باغیون کی حقیقت کیا ہی تمھارا جانا مناسب نہین کچھ عیار لشکر حمزہ سے داخل طلسم ہوے ہین وہ فریب دیکر ساحر کو قتل کر ڈالتے ہین اسوجہ سے ابتک وہ مفسد بچے ہین ورنہ مدت ہوئی ہوتی کہ ہلاک ہو گئے ہوتے بہران نے اصرار کیا کہ مین ضرور جاؤنگا اور عیارا ن اور سرداران لشکر حریف کا کام تمام کرونگا خلاصہ یہ کہ بدقت تمام اُسنے اجازت جنگ پائی اور افراسیاب نے اپنے یہان سے فوج بیکران اُسکے ساتھ کی ایک غلغلہ طلسم باطن مین پڑگیا کہ بھانجا حیرت کا لڑنے جاتا ہی بڑے بڑے ساحر نامی گرامی واسطے رخصت کے آئے اور بہران سے ملے حیرت نے افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ حضور بھی چلکر گنبد نور پر کہ وہان سے احوال طلسم معلوم ہوتا ہی بیٹھیے اور تماشا جنگ کا دیکھیے اور بہران سے کہا اے فرزند تم قریب دریاے خون کے اُترنا کہ وہان سے منزل بھر پر لشکر مہرخ کا ہی اور پشتہ رنگین حصار وہان سے قریب ہی غرض بہران نے یہ سب منظور کیا اور فوج کو حکم کمربندی کا دیا کہ نظم

بفرمود زین را بپیکران نہند — کہ برباد تخت سلیمان نہند
ہوا ہاے گردن کشان شد بلند — علم شد علم ہم سنان شد بلند
ز غریدن کوس و فریاد نای — ندانست سر چرخ گردون زپای
بزیبے نشستند گردان بزین — کہ برکند از نقش خود دل نگین
زمین یک قلم از سم باد پا — تو گفتی روان شد بسیر ہوا
چو اخگر قبا کرد خاکستری — دران ورطۂ نیلوفر خاوری

غرض لشکر کثیر لیے دریاے خون روان سے بیران گزر کر قریب پشتۂ رنگین حصار آکر پہونچا اور فوج کو اترنیکا حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی سارا لشکر مقیم ہوا طائران بحر ملکہ مرخ نے طبل و نقارہ کی آواز سنکر روانہ کیے کہ دیکھو یہ دہل نما کیسے بجتے ہین طائر اڑے اور آکر لشکر پر مطلع ہو گئے یہان مہ جبین و دراسدار عمرو وغیرہ بارگاہ مین مصروف عیش تھے کہ طائران بحر نے آکر عرض کیا ؎

شہا بود بکام تو چرخ کبود رنگ — صد ملک زیر حکم تو باشد چہ روم و زنگ
لطفت بدوستان تو باشد بہ بزم عیش — قہرت بدشمنان تو نازل بروز جنگ

لشکر حریف خود سے قریب دریا کر اترا ہی بحر ہستی سے کنارا چاہتا ہی باقی خیریت ہی یہ خبر عیار لشکر بھیجکر بارگاہ سے نکل گئے اور بحر امین مخفی ہوئے مرخ نے کہا لشکر ہمارا ابھی کچھ آگے بڑھکر اترے بحر حکم فوج نے کوچ کیا سامان جنگ ساتھ لیا ساحر تخت مہ جبین کو گھیرے بڑی جمگ دمگ سے چلے نظم

پس از چند روزے بصحرا رسید — کہ ہمسنگ آن چشم گردون ندید
بزد خیمہ بر دامن پہن دشت — طناب خود از قبہ اش پارہ گشت
شد از مجمر آسمان چون سپند — بلند این ندا بہر دفع گزند
جہان داور از چشم بد باد دور — ز اصحاب دین تا بیوم نشور

فی الجملہ دونون لشکر میدان بہر جنگ چھوڑکر مقابلہ مین آئے بیران نے اسروز لینے سے تامل کیا اور بارہ سو ساحران کا طلایہ گرد لشکر کے مقرر فرمایا اور اپنی بارگاہ کے گرد اکیسو ساحرونکو بٹھایا حکم ایسے کر دیا کہ کوئی عورت مرد اپنے یا پرائے لشکر کا اندر بارگاہ کے نہ آنے کس لیئے کہ عیار بصورت مبدل آکر قتل کر ڈالتے ہین اور سب در بارگاہ پر نہایت ہوشیار رہین کسی کو اپنے پاس آنے نہ دین سب نے کہا ایسا ہی ہوگا اور آکر دروازے پر بارگاہ کے بیٹھے پہرا دینے لگے اس اثنا رمین وہ باقی دن تمام ہوا اور ستارون کی فوج کا میدان فلک مین آشکارا ہونے لگا ترک خنجر دار گردون بہر طلایہ گرد چرخ کے مقرر ہوا ؎

خالی ز رخ جہان ز شب عنبرین نہاد		در مخزن انچہ داشت فلک بر زمین نہاد	
ہندوے شب ز رویہ عیان شد ز روس صبح		بر روے شرم کاہکشاں آستین نہاد	
آورد سر فرو ز فتن شہ نجوم		انگشت از ہلال فلک بر جبین نہاد	

سر شام بصد انتظام لشکری مصروف استراحت و آرام ہوئے لیکن عیار جو صحرا مین گئے تھے انمین سے برق نے ارادہ عیاری کرنے کا کیا اور درے مین پہاڑ کے ٹھہر کر درویش تارک الدنیا کی صورت اپنی بنائی تہمد کمر سے زانو تک باندھی جسم سارا خاک آلود کیا بال سر پر بڑے بڑے لگا کر زانو تک لٹکائے ناخن برابر ایک بالشت کے انگلیون مین لگائے ایک ہاتھ سیدھا کر کے اس طرح کر خت کیا کہ معلوم ہو خشک ہو گیا ہی اور دوسرے ہاتھ سے گھڑا شراب سے بھرا بیہوشی آمیز کمر پر رکھا اور وہان سے سامنے بارگاہ بہران کے آیا وہ سو آدمی جو پہرے پر تھے انکی طرف سے کترا کر نکلا ان سب نے اسکو تپسی جانکر مودب ہو کر سلام کیا مگر برق نے کسی کو جواب نہ دیا اور انکے روبرو سے بھاگا انھون نے آپسمین کہا یہ فقیر صاحب کمال معلوم ہوتا ہی اسکے پیچھے چلو اور ہو سکے تو اسے ٹھہرا کر کچھ اپنے حق مین پوچھو یہ خیال کر کے اٹھے اور فقیر کے پیچھے چلے درویش انھین آتے دیکھکر ایک جگہ بیٹھ گیا اور زمین مین لکیرین کرنے لگا جب یہ قریب پہونچے پھر اٹھکر چلا اور اب کی بار دور جا کر ٹھہرا مشت خاک اٹھا کر آسمان کی طرف پھینکی منہ سے بڑبڑانے لگا جب یہ لوگ پھر پاس آئے فقیر بھاگ کر دوسری طرف جا کر چکر کرنے لگا خوب گھوما یہ سب کھڑے دیکھا کیے بعد لمحہ کے فقیر پھر بھاگا ایکی دفعہ لوگ بھی پیچھے دوڑے فقیران سبکو لشکر سے دور لگا لایا اور گھڑا شراب کا زمین پر رکھکر آپ بھاگ کر جھاڑی مین چھپ رہا ساحرون نے کہا یہ فقیر خدا رسیدہ تھا دنیا داردن سے ملوث نہ ہوا جب ہم سبنے اسے بہت گھیرا تو وہ ہمارے لیے یہ گھڑا چھوڑ گیا دیکھین اسمین کیا ہی بس آؤ گے جا کر اس سبکو دیکھا ایک آبخورہ اسپر ڈھکا تھا اسکو جو اٹھایا شراب سے گھڑے کو ملو پایا آپسمین کہا کہ اس شراب کے پینے سے کہ ایسے عارف تپسی کے پینے کی ہی دین و دنیا کا فائدہ ہوگا کسی نے کہا یقین ہی کہ کوئی بیماری تمام عمر نہوگی کسی نے کہا بیماری کیسی عمر بڑھاپے کی غرض اسی جگہ بیٹھ گئے اور ایک ایک آبخورہ شراب کا سب نے پیا اور اٹھکر بارگاہ بہران کی طرف چلے فقیر کے غائب ہونیکا تاسف کرتے جاتے تھے تھوڑی ہی دور گئے ہونگے کہ ہوا سرد معلوم ہوئی جوگی بیہوشی نے تاثیر کی سر نیچے ٹانگین اوپر اوندھے منہ زمین پر گرے تن بدن کی خبر نرہی بیہوش ہو گئے برق جھاڑی مین چھپا بیٹھا تھا خنجر لیے نکلا اور اکر قتل کرنا شروع کیا جلد جلد پچاس ساحرونکے سر کاٹ ڈالے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا برفباری ہونے لگی اور برق شعلہ بار چمکنے لگی پتھر کی سلین برسنے لگین بہرون نے غل مچایا جنکی گردنین قلم ہوئی تھین انکی لاشین اڑکر بارگاہ بہران مین گئین بہران باطمینان مشغول میگوشی تھا لاشین دیکھکر باہر نکلا یا ساحر دورے سب نے دیکھا کہ

آندھیان اُٹھ رہی ہین ایک حشر برپا ہی ساحر مہوش پڑے ہین ایک تخص خنجر لیے گردنین کاٹتا پھرتا ہی برآن نے
سحر پھینک دستک دی کہ برق کے پانون زمین نے پکڑ لیے بعد لحہ کے جب وہ شور و غل و تاریکی دور ہوئی برآن
گرفتار کرکے برق کو اندر بارگاہ کے لایا اور کہا او نالائق سچ بتا کہ تو کون ہی برق نے کہا کہ مین ملک الموت جان
ساحران ہون تجھے قتل کرنے آیا ہون مجھے معلوم نہ تھا کہ ان ساحرون کی گردن کاٹنے سے یہ آفت آئیگی لاچین اندر
بارگاہ کے جائینگی ورنہ گرد ھاکھود کے توپ دیتا سب کو زندہ درگور کرتا اور ابھی کیا گیا ہی عنقریب تجھے واصل جہنم کرونگا
بیک لحظہ بیک ساعت بکیدم ✤ دگرگون شیوہ احوال عالم ✤ گھڑی مین کچھ ہی لحہ مین کچھ ہی ابھی ہم رہا تھے ابھی
قید ہوے اب پھر رہائی ہوگی مصرعہ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ✤ تجھے قتل کرکے لشکر مہوش مین صحیح
وسلامت جائینگے برآن کا برق کی باتین سنکر جی چھوٹ گیا کہ بل بے تیری جرأت اور حوصلہ سچ کہا تھا
حیرت نے کہ عیار پرکالہ آفت ہین غرض دل قوی کرکے کہا ای برق لاکھ تو مجھے دھمکائے مگر مین تجھے صبح کو
قتل کرونگا ابھی اسلیے ہلاک نہین کرتا کہ شاید کوئی اور عیار تیرے رہا کرنے کو آئے تو اسے بھی گرفتار کرون برق
نے کہا یہ نوبت ہی ابکی بار جو آئیگا تمھارا فیصلہ کردیگا الحاصل برق کو مقید کرکے برآن نے حصار کردیا کہ اندر
بارگاہ کے جو کوئی آئے پھر نکلکر نجائے یہ سحر کرکے پلنگ پر لیٹ رہا برق کے پانون زمین پکڑے ہی یہان تو
یہ حال ہی لیکن جب برق نے ساحرون کو قتل کیا تھا اور غل ہوا تھا تو دور سے قران نے دیکھا تھا پھر اسے
گرفتار ہوتے دیکھا ساحر کی صورت بنکر لشکر برآن مین آیا چاہا اندر بارگاہ کے جاؤن پھر خیال آیا کہ اگر حصار
سحر کا ہوگا تو نکلنا دشوار ہوگا اس خیال سے رات بھر گردش لشکر کے گرد کی مگر کچھ نہو سکا آخر گریبان صبر غم
مین برق کے چاک ہوا اور جلاد فلک با تیغ تیز قتل گاہ سپہر مین داخل ہوا ابیات

چو گلعذار فلک ز نرگس خمار آلود	بصد کرشمہ ز خواب سحرگہی بگشود
تبرک روز ندائے سحرگہی برسید	کہ سر ز خواب برآور کہ چشم شب بغنود
دواج زرد بپوشید ترک یغمائی	پرند کحلی گردون ز پشت شب بربود
لوائے شاہ سحر از افق علم برزد	ز چین فتاد بہندوستان درخش کبود

صبح کو برآن نے بیدار ہوکر چند جام مے گلفام کے پیے اور باہر بارگاہ کے برآمد ہوا برق کو اسی طرح قید رکھا باہر آکر
ساحرون کو حکم دیا کہ سواری حاضر کرو مین ہوا کھاکے جب آؤنگا تو اس بے ادب عیار کو قتل کرونگا ساحرون
نے شیر لاکر حاضر کیا برآن سوار ہوکر صحرا کو چلا قران نے اسے جاتے دیکھکر صحرا کا راستہ لیا اور کچھ مین جاکر شیر کی
تلاش کی ایک جگہ شیر بیٹھا تھا از بسکہ نظر کردہ اسد اللہ الغالب ہی سامنے شیر کے جاکر بید مجنون للکارا شیر چھپر
اٹھاکر چلا قران نے تھپڑ مغالی دیکر دونون کلائیان پکڑکر گھونسا مارا کہ شیر لیت ہوکر زمین پر گرا قران نے

کسوت عیاری سے ویسا ہی زین اور ساز جیسا بہران کے شیر کا دیکھا تھا نکالکر شیر کو آراستہ کرکے بہران کی صورت بنکر
سوار ہوا اور لشکر کی طرف چلا جب قریب بارگاہ پہونچا ساحر خدمت مین اپنا مالک جانکر حاضر ہوئے قران نے
انسے کہا کہ اندر بارگاہ کے جاکر اس عیار کو میرا سحر اتار کے لے آؤ کہ سامنے لشکر مہرخ کے لیجاکر قتل کرون اور فارغ ہوکر
ایک ہی بار سواری سے اترون جب ساحر حسب الحکم سحر دفع کرکے برق کو لائے قران اُسے لیکر لشکر کے کنارے لایا اور اپنا
نام برق سے بتاکر کہا جاؤ سمجھ بوجھکر عیاری کرنا برق شیر پر سوار دیکھکر حیرت مین آگیا اور کہا ای خلیفہ یہ شرف خدا نے
آپ ہی کو عنایت کیا ہو کہ جیتا شیر جنگل سے پکڑ لائے الحاصل دونون جنگل مین آئے قران نے شیر پر سے زین وغیرہ اُتار کر
چھوڑ دیا کہ جاؤ اب تمھارا کام نہین شیر بھاگ گیا اور برق پھر صورت بدلکر لشکر مین بے قتل بہران آیا ہر طرف
پھرنے لگا لیکن بہران جو ہوا کھا کر آیا ساحرون نے دیکھا سمجھے کہ عیار کو قتل کرآیا سب حاضر خدمت ہوے یہ اُترکر
بارگاہ مین جب پہونچا دیکھا عیار قیدی نہین ہی ساحرون سے کہا وہ عیار کہان گیا سب نے عرض کیا کہ آپ
ہی بھی آکر اسے اپنے ہمراہ لے گئے تھے بہران نے کہا تم کچھ سودائی ہو مین جب کا گیا اب آیا ہون مین کب اُسے
لیگیا وہ سب قسمین کھانے لگے اور سب حال بیان کیا بہران کی عقل دنگ ہوگئی کہ کیا زبردست عیار ہین کہ میری
صورت بنکر کیا جلد اُلو اپنا کام کرگئے اور سب تو سب یہ کمبخت شیر کہان سے لائے دل سے کہا اب جان بچنا مشکل
ہی ساحرون کو بلاکر حکم دیا کہ اگر حیرت اور افراسیاب بھی آئین تو بغیر میری اطلاع بارگاہ مین نہ آنے دینا اور گرفتار کرلینا
یہ حکم دیکر مشغول می نوشی ہوا اور قصد کیا کہ آج شام کو طبل جنگ بجواکر کل مہرخ اور اسکے لشکر سے مقابلہ کرون اور
سب کو قتل کرکے بازگشت کرجاؤن یہ تو اس فکر مین تھا ہی مگر وہان حیرت اور افراسیاب شہر نارپسان مین آکر
گنبد نور مین بیٹھے ہین باہم اختلاط کر رہے ہین کہ حیرت نے کہا ای شہنشاہ میرا بھانجا دور دور سے لڑنے گیا ہو
نہین معلوم کیا کیفیت گزری آپ کتاب سامری دیکھکر خیریت اسکی بتلایئے میرا جی لگا ہی افراسیاب نے کتاب
دیکھکر حال برق اور قران کی عیاری کا بیان کیا حیرت بدحواس ہوگئی اور کہا ایسا نہو عیار اُسے قتل کرڈالین
موے حرامزادے ہین کہ جیتا شیر جنگل سے پکڑ لائے بس سنے اپنی وزیرزادی زمرد جادو سے کہا تم میرا نامہ
پاس بہران کے لیجاؤ اور کہنا تمھین بلایا ہی اور نامہ لکھا کہ اے بہران تم میرے پاس آؤ مجھے تم سے ایک کام ضروری
ہے اکیلے آنا لشکر کو ساتھ نہ لانا حیرت نے قصد کیا ہی کہ بہران کو بلالون اور کسی افسر کو فوج مین بھیجدون غرضکہ نامہ
لیکر زمرد جادو بزور سحر آرمی اور لشکر کی طرف روانہ ہوئی یہ ساحرہ بہت خوبصورت ہی چہرہ مانند ماہ تابان ہو زلف
عنبر فام دراز مثل شب ہجر عاشقان سینہ بھرا ہوا گات خوشنما سارا بدن نور کے سانچے مین ڈھلا لب لعلین
سے آگے دہان بدخشان کی کیفیت دکھاتی تھی دندان سلک گوہر کی آبرو مٹاتے تھے چاہ زنخدان مین
ہزارون دل ڈوب جاتے تھے نظم

جعد وہ جعد کہ کٹنے مین ہو جسکے ہر لہر		گھر ڈوبا دینے کو عشاق کے دریائے اشک
چہرے مین ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جسے		یاد کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک
زلفین بکھری ہوئین یون چہرہ اوپر مانگین تھی دل		جس طرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک

بناز و ادا مہ پارہ نامہ حیرت کا لیے پران پران لشکر ہبران مین پہونچی جب اندر بارگاہ کے جانے لگی ساحرون نے آکر گھیرا اور محاصرہ کرکے قید کیا ہبران سے جاکر کہا کہ زمرد جادو آئی ہین لیکن ہمنے آنے نہین دیا قید کر لیا ہی ہبران نے کہا مین ہوشیار ہون تم اندر بھیجدو شاید عیار ہو ساحرون نے آکر اسے اجازت دی زمرد جادو اندر بارگاہ کے آئی ہبران نے انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اتار کر پھینکدی اور کہا ای زمرد جادو یہ انگشتری اٹھاتی لاؤ اور آکر بیٹھو اگر تم اصل مین زمرد جادو ہوگی تو اسے اٹھالوگی ورنہ ہاتھ جلے گا اور انگوٹھی نہ اٹھیگی زمرد نے کہا اول تو جب مین لشکر مین آئی بے عزت ہوئی کہ ساحرون نے گرفتار کیا اب تم یہ ڈھکوسلا تبلاتے ہو یہ کہکر اسنے سحر پڑھکر انگوٹھی اٹھالی اور آکر مسند پر بیٹھی ہبران نے جام شراب دیا مگر اسنے کہا چلو ہٹو مین ایسے بودے سے بات نہین کرتی ایسا ہی اگر عیارون کا ڈر تھا تو لڑنے کو کیون آگے تھے ہبران نے تنہائی مین جو ایسی حسینہ عورت کو ناز کرتے پایا فریفتہ ہوکر چاہا کہ سوال وصل کرون گال پر ہاتھ رکھکر کہا ای ملکہ اسقدر خفا نہو اچھا ہم بودے سہی لو شراب پیو زمرد جادو اسکا ارادہ سمجھ گئی اور گردن نیچی کرکے شرماکر کہا تم مجھ سے ایسی باتین نہ کرو نہین مین تمھاری خالہ سے کہدونگی ہبران خاموش ہو رہا اسنے نامہ دیا پڑھا کہا مین شام کو آؤنگا سہ پہر کو یہان سے چلونگا زمرد پیام لیکر چلی مگر ہبران اسکے عشق مین مبتلا ہوا بستر غم پر تڑپنے لگا اور زمرد جادو بھی پھر پھر کے دیکھتی جاتی تھی غرض نامہ لیے کنارے لشکر کے پہونچی برق گرد لشکر کے عیاری کرنے کی فکر مین تھا اسنے زمرد جادو کو جاتے دیکھا اسکے ساتھ ہوا مگر زمرد جب کنارے لشکر کے پہونچی بزور سحر اڑکر روانہ ہوئی برق حیران رہگیا آخر کچھ عیاری سوچکر دہ مین پہاڑ کے بیٹھکر دھانی جوڑا کہ سراسر جوہر دلستانی تھا زیب قد کرکے صورت کو بمثل بشکل زمرد جادو کیا لباس اور زیور زمرد مین سے جسم کو مزین کرکے گلزار دہر کو رشک سے خار دیا چشم غزالین سرمہ آگین سرمستان خمخانہ عشق کے لیے میخانہ تھین دیار بیخودی کی راہ بتاتی تھین بیت یہی ارادہ ہو ان کالی کالی آنکھون کا + شکار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہین + رخسار تابناک غیرت خورشید بلکہ سہ مہ کامل جوانسے لڑجائے صاف منھ پر طپانچہ پڑجائے۔ دہن تنگ نکتہ انتخاب غنچہ کا سامنے اسکے دل خون لب نازک مسیحائی پر آمادہ گلوے

نازک صراحی بادہ نظم

	وہ گلا یار کا صراحی دار		پتلی پتلی رگون کا اس سے ابھار
	وہ سینہ حسینون کی مد نظر		کہ ابھرے ہوے دو تھے انپر ثمر

ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے		تو لگائے وہ اپنے سینے سے	
وصف ہوے کمر ہی حد سے فزون		اور سر ہو جو موشگافی کردن	
وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا		تار خط شعاع مہر کہا	
طبع نازک نے بھید یہ پایا		آئینے مین شکم کے بال آیا	
آگے جگہ حیا کی ہی لب بند چاہیے		باہم نگاہ کلک لین پیوند چاہیے	
ساق پا مین تو نور کا تھا ظہور		یا تراشی ہوئی تھی شاخ بلور	
پائجامے مین یون تھی عکس فگن		شمع فانوس مین ہو جون روشن	
لال منہدی سے دونون تھے کف پا		ہاتھ ملتا تھا جنیہ وزد حنا	
قد کی تعریف مین ہی حیرانی		کلک قدرت کہو کہ سرو سہی	
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا		پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا	

صراحی شراب ناب کی آغشتہ بلاروے بیہوشی کرکے جام ہاتھ مین لیکر مقام سبزہ زار دیکھکر برق شکل دلربائی اور خوش ادائی بیٹھکر شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اور دل سے کہتا تھا کہ جو کوئی ساحر اسطرف آئیگا وہ تیرے حصکا ہی قتل کردونگا اس غرصہ مین دن ڈھلا اور ببران آج کے دن بھی جنگ موقوف کرکے ساحرون کو لشکر کی حفاظت کیلیے تاکید کرکے حیرت کے پاس چلا اور اڑتا ہوا اسی گلزار پر بہار مین پہونچا کہ جہان برق بصورت زمرد بیٹھا تھا اسنے اسے دیکھکر یہ پکار کر پڑھا کہ بیت فاتحہ قبر پہ پڑھ بیٹھ کے جانے والے + کبھی ہم بھی تجھے ترے ناز اٹھانے والے + ببران نے صدا سنکر طرف پستی کے نگاہ کی زمرد جادو کو دیکھا کہ صحرا مین بیٹھی ہی وہین سے پکار کر پوچھا کہ ای ملکہ زمرد خیر تو ہے کیون یہان بیٹھی ہو کیا ابھی خالا پاس نہین گئین زمرد نے یہ سنکر ٹھنڈی سانس بھری اور کہا تمھین کیا آزار گالن دشت محبت کا پوچھنا کیا جہان جی لگا وہین بیٹھکر روز بحر کو شام کیا ابیات

غلام نرگس مست تو تاجدار انند		خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند	
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار بہ بین		کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند	

ببران سمجھا کہ بارگاہ مین تو نے اسے چھیڑا تھا یہ بوجہ اسکے کہ سارا لشکر وہان موجود تھا راضی نہوئی مگر تو نے جو وعدہ شام کے قریب جانے کا کیا تھا اسلیے اسنے راہ مین ٹھہر کر تیرا انتظار کیا ہی یہ بھی تجھپر فریفتہ ہی یہ سوچکر بروے زمین اتر آیا اور قریب نے مرد کے زمرد نے اسکے آنے سے یہ شعر پڑھا شعر ہاے اوج سعادت بدام ما افتد ہ اگر تو اگذری بر مقام ما افتد + ببران نے سنکر ہاتھ پکڑ لیا اور یہ شعر پڑھا کہ لمولفہ اسقدر تاثیر دی حق نے ہماری آہ کو + آپ سے بیخبر کیا اس بت گمراہ کو + یہ کہکر پاس اس نازنین کے بیٹھا اور چاہا بوسہ لے لب شیرین کا لے زمرد نے کہا بس ببران لگ رہو ایسے بیمروت دنیا مین دیکھے نہ سنے ہم دن بھر

ہوا ہی کہ فرہاد آسا جان شیرین فراق مین برباد کر رہے ہین اور کوہ و دشت مین سر ٹکراتے ہین آپ اب محبت جتانے آئے ہین
ای بیران جس روز سے تجھے دربار مین ہنے دیکھا ہی اسی دن سے اس مخبط دل کا برا ہو کہ مبتلا ہوا تھا سہ رسوا ہوا خراب ہوا
مبتلا ہوا + کیا جانیے کہ دیکھتے ہی تجھکو کیا ہوا + بیران نے کہا ای جان جان میری بھی تجھپر جان جاتی ہی قطعہ

ایذا ہین اُٹھائے ہوے دکھ پائے ہوے ہین	ہم دل سے بہ تنگ آئے ہین اُکتائے ہوے ہین
اب تک تو غضب کرتا ہوا اپنا دل بیتاب	روکے ہوے ڈانٹے ہوے دھمکائے ہوے ہین

جان من سمجھین بتاؤ کہ مین کیا کرتا مجبور و ناچار تھا کہ سہ تا نہ دہد دلبر کی جانب سے کشش + عاشق بیچارہ کہہ کیا کر سکے +
تمھارے رعب حسن سے ای شہنشاہ خوبان لب سوال خاموش تھے ہم خود بیقرار و مدہوش تھے بارے سہ للہ الحمد
بر آن چیز کہ خاطر میخواست + آمد آخر پس پردۂ تقدیر پدید + اب ہم تم داد عیش دین اور غم ایام ماضی فراموش کرین
زمرد نے کہا لے بیران ہمارا تو یہ حال ہی سہ

تم سے دو بول کہہ کے ہارے ہین	تم ہمارے ہو ہم تمھارے ہین

یہ کہکر رخسار پر رخسار رکھ دیا باہین گلے مین ڈالین بیران کو محبت دیکھ کے یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے جوش تمنا
کا و فور حسرت دل ناصبور نے ہاتھ پاؤن نکالے تاب ضبط نہ رہی گلے سے لگایا خواہان وصل ہوا زمرد نے کہا ٹھہر شراب
پی لین تو مزا اُڑائین یہ کہکر صراحی سے شراب جام مین نکالی اور کہا لو یہ بادۂ محبت ہی نوش کرو اس نے چاہا کہ جام
پیے مگر حال پیے کہ حیرت کے پاس زمرد اصلی جاکر پہونچی اور کہا بیران نے شام کے قریب آنے کو کہا ہی جب دن کم رہا
حیرت نے افراسیاب سے کہا ہی شہنشاہ کتاب دیکھیے کہ میرا بھانجا ابتک نہین آیا افراسیاب نے کتاب دیکھکر سر پیٹ
لیا کہا ای حیرت اسے برق عیار زمرد کی شکل بنکر قتل کیا چاہتا ہی اور فلان صحرا مین قریب پہاڑ کے بیٹھا ہی حیرت
نے کہا ای زمرد جلد جا اور بیران کو آگاہ کر دے مین بلکہ بھر تیرے ساتھ کیے دیتی ہون اور خاک جمشیدی دیتی ہون کہ
بیران کو بیہوش کر کے اُٹھا لا زمرد خاک جمشید لیکر چلی اور قریب صحرا کے پہونچکر پکاری کہ ای بیران کیا غضب کرتا ہی اپنی
قضا اپنے ہاتھ بلاتا ہی یہ جو تیرے پاس بیٹھا ہی جلد اسے گرفتار کر لے کہ یہ عیار ہی برق یہ صدا سنکر گھبرایا اور زمرد
کو آتے دیکھکر کہا لے بیران فلک کو منظور نہین کہ ہم تم ایک جگہ بیٹھین دیکھو کوئی عیار
میری شکل بنکر تمھین دھوکا دینے آتا ہی بیران ایسا مزے مین تھا کہ اسکو آنا زمرد کا بہت ناگوار ہوا
اور یقین ہو گیا کہ بیشک یہ عیار ہی جو پکارتا آتا ہی زمرد جو وہان تھی اُس سے کہا چھپ جاؤ مین اس زمرد
کو جو آتی ہی پکڑے لیتا ہون برق اُٹھکر ایک جھاڑی مین چھپ گیا اور بیران کھڑا ہو گیا اس عرصہ مین
زمرد قریب پہونچی اور کہا ای بیران وہ عیار جو تمھارے پاس بیٹھا تھا کہان گیا اسنے کہا اے ملکہ
تمھین دیکھکر بھاگ گیا یہ کہکر قریب زمرد آکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا لے نابکار تو مجھے بھکانے آیا

ہے اس ہنگام مین برق کی زمرد بنا ہوا جھاڑی سے نکلا اور پکارا اے بیران نہ چھوڑنا اس نابکار کو بیران
نے ایک تھپڑ زمرد اصلی کے سحر پڑھ کر مارا زمرد دزدیدہ وی حیرت کی ہی بڑی معزز اور زبردست ساحرہ
ہے آتے ہی زور سحر رخسار اپنا سخت مانند پتھر کے کرلیا ورنہ سر اسکا تن پر سے اڑجاتا اور غصہ مین آکر خاک مین
بیران پر چھڑک دی کہ بیہوش ہوکر گرا برق یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا مگر زمرد جادو نے سحر پڑھا کہا گیر زمین نے
پاؤن برق کے پکڑلیے زمرد نے دو پنجہ کاغذ کے کاٹکر سحر پڑھا کر وہ پنجہ مثل پنجۂ انسان کے ہوگئے انھے حکم دیا
اے پنجۂ سحر ان دونون کو اٹھاکر طرف گنبد نور کے چلو پنجے چمککر مثل برق کے گئے اور بیران اور
برق کو اٹھاکر لے چلے زمرد بھی اڑتی ہوئی پیچھے پیچھے پنجون کے چلی اور گنبد نور پر آئی اور حیرت سے
کہا واہ واہ بی بی بھانجے آپ کے اپنا پرایا نہین پہچانتے ایسی مستی مین آگئے دیدون مین چربی چھاگئی تھی
کہ مجھے تھپڑ سحر کا مارا اگر میرے مقام پر کوئی اور ساحرہ ہوتی تو یقین تھا کہ مرجاتی بھجے یہ وہ ہین
بھانجے آپ کے اور یہ وہ عیار ہے جسے بغل مین لیے بیٹھے تھے مگر مین آپ کی نوکری نہین کرتی مار پٹ
کی مجھے عادت نہین حیرت نے زمرد کی دلداری کی اور بیران کو ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی
حیرت اور افراسیاب کو بیٹھے دیکھا اٹھکر سلام کیا حیرت نے کہا عیار کو بغل مین لیے بیٹھے تھے
اور زمرد کو تنے تھپڑ مارا کچھ میرا بھی پاس نہ کیا اتفاقہ ہوا کہ دوست دشمن کو پہچانتے بیران نے کہا مجھے
تصور ہوا اور بہت نادم ہوئی حیرت نے برق کی طرف دیکھکر کہا کہ کیا موے نے صورت بنائی ہے کیون بی
زمرد دھوکا کیونکر بیران نہ کھاتا بھلا کچھ بھی فرق تمھاری شکل مین اور اس سوڈی کالے حوانا مرگ
کی صورت مین ہی بی بی بگڑ نیکی جگہ نہین رنڈی مرد مین جب ساتھ ہوتا ہے طبیعت آپ مین بڑے بڑے
کی نہین رہتی یہ کہکر سحر پڑھا کہ برق کی صورت اصلی ظاہر ہوئی اور رنگ روغن عیاری کا چھوٹ گیا
کہا اے برق مین تجھے چھوڑے دیتی ہون جاکر مہرخ سے کہدینا کہ کیون قضا آئی ہے وہ مہ جبین کو لے کر چلی آئے
مین شہنشاہ سے خطا معاف کراوونگی برق نے کہا اپنی جگہ پر بیٹھکر قحبہ باتین کیسی بناتی ہے یہ خبر نہین کہ کچھ دن جو زندگی ہے
غنیمت ہے ورنہ لاش چیل اور کوے کھائینگے اور مہرخ آپکے باپ کی نوکری جو وڈی چلی آئیگی حیرت نے یہ باتین سنکر
ایک ساحر کو حکم دیا کہ ہر اس بے ادب کا کاٹ ڈالے برق نے جب یہ سامان دیکھا رجوع قلب درگاہ خدا مین استغاثہ کیا کہ۔

ہر کس بکسے نالد و مارا تو بسے	من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے
تو گوئی ہر آنکس کہ دردے دتاب	دعاے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا بیران نے کہا خالہ جان اس عیار کے ہاتھ سے مجھے ذلت ہوئی ہے اسے میرے

حوالے کیجئے کہ لشکر مہرخ کے سامنے لیجاکر قتل کرون تاکہ سب کو عبرت ہو اور اسکا حال خراب دیکھین حیرت نے کہا اے فرزند مین اب تمکو نہ جانے دونگی بہران نے کہا مجھے سب کے سامنے ذلت ہوئی ہے اپنا گلا کاٹ ڈالونگا جو مجھے جانے نہ دیجیے گا یہ کہکر خنجر کھینچکر اپنے گلے پر رکھا حیرت نے ہاتھ اسکا پکڑا اور بہت فہمایش کی مگر اسنے نہ مانا حیرت نے بمجبور اُسے اجازت دی اور کہا جلد جاکر اس عیار کو قتل کر کے لشکر حریف کا بھی خاتمہ کر نا بین ساحران نامی تمھاری مدد کو ضرور بھیجونگی بہران نے ایک شیر کاغذ کا کتر کر سحر کیا کہ وہ زندہ ہوا اسپر برق کو بٹھاکر پیچھے آپ بھی سوار ہوا اور وہان سے طرف اپنے لشکر کے چلا لیکن یہان قران نے جب برق کو رہا کیا تھا اسوقت سے مستعد حال برق تھا اور ہر جگہ ڈھونڈھتا پھرتا تھا وہ تھوڑا سا دن تلاش مین گندا اور اب وہ وقت آیا کہ شاطر روزگار نے شاہد شب کی آرایش ستارون کے زیور سے کی اور پیشانی سپہر پہ چاند بیکی قمر کی لگائی عالم ظلماتی نورانی ہوا کہ فرو نکھری عروس زلف کی زلف سیاہ تھی ٭ روشن فلک پہ ہر جگہ قندیل ماہ تھی ٭ قران پھرتا ہوا اس محل مین پہونچا کہ جہان برق گرفتار ہوا تھا اور زمرد پکڑکر لیگئی تھی الغرض وہان لمحہ بھر ٹھہرا تھا کہ سامنے سے بہران کو دیکھا کہ شیر پہ سوار برق کو آگے بٹھائے آتا ہے سمجھا کہ گرفتار ہوگیا ہے بس ایک کاغذ خط کی طرح لپیٹکر اسپر لفافہ کیا اور اندر لفافہ کے غبار بیہوشی بھرا کاغذ اسطرح اندر لفافہ کے رکھا کہ اگر اسکو کوئی نکالے تو جب تک نظر سے نہ کھینچے کاغذ نہ نکلے اور مہر لفافہ پہ ملکہ حیرت کی کرکے صورت اپنی ساحرہ کی بناکر بہران کو پکارتا ہوا چلا بہران دور نکل گیا تھا قران کی آواز سُنکر ٹھہرا قران قریب پہونچا اسنے پوچھا تو کون ہے قران نے کہا کہ فرستادۂ حیرت اسنے کہا ابھی مین انکے پاس سے آتا ہون تجھے مین نے وہان نہین دیکھا اور دوسرے ابھی مین آیا ابھی انھون نے آدمی بھیجا قران کو یہ حال کچھ معلوم نہ تھا جواب کیا دیتا مگر تبوری چڑھاکر کہا مین کچھ نہین جانتا یہ خط دیا ہے اسے پڑھو جو لکھا ہو اسکا جواب دو اور اے بہران کیا تو کہ ہر وقت حیرت کی چھاتی پر چڑھے رہتے ہین جو تم کہتے ہو کہ مین نے تجھے وہان نہین دیکھا مین اپنی جگہ پر تھا مجھے بلاکر نامہ دیا کہ بہران کو دے آؤ مین لیکر آیا تم میرے ساتھ ہندی کی چندی کرتے ہو بہران نے یہ باتین سُنکر نامہ لیا اور کہا رات کا وقت ہے لشکر مین چلو تو پڑھکر جواب دون قران نے کہا تو کسی کے ہاتھ جواب بھیجدینا مین جاتا ہون ورنہ تم ساحر ہو تو سحر کی شمعل روشن کرکے خط پڑھکر جواب دیدو اگر برا نہ مانو تو مین روشنی کردون بہران کو غیرت آئی ایک تنکا فوراً زمین سے اُٹھاکر سحر کیا کہ شمعل سا جلنے لگا اسے قران کے ہاتھ مین دیا کہ لیجیے رہو مین خط پڑھون قران نے شمعل ہاتھ مین لی اور وہ خط کھولنے لگا قران نے غبار بیہوشی کا شمعل پر ڈال لیا بہران کے مُنھ مین لگادی اُسنے مُنھ اپنا ہٹایا مگر دھوان سب ناک کی راہ سے دماغ مین پیچیدہ ہوا اور مُنھ بھی جل گیا چکر کھاکر زمین پہ گرا قران نے بغدہ مارا کہ سر پھٹ گیا تڑپ کر ہلاک

ہوا آفت برپا ہوئی صدائین مہیب آنے لگین برق چھوٹکرہا گا قران جنگل مین چلا گیا شنجون اسکے لشکر پر گرا شکیل نے نفیر سحر بجائی مگر برق نے لشکر مین جاکر شکیل اور مہرخ سے کہا کہ جلد لشکر تیار کرو بیران مارا گیا شکیل نے نفیر سحر بجائی فوج مین کمر بندی ہوئی ساحر اژدر اور طاؤس پر سوار ہوے مہرخ اور شکیل سے چالیس ہزار سحران نامی کے آکر فوج پر گرے گولے فولادی ہار فلفل کے اور گچھے پیکان کے سوئیان سحر کی برسنے لگین فوج بیران کی غافل اتری ہوئی تھی ایک دم مین ہزارون ساحر مارے گئے آندھیان بلند ہوگئین بجلیان چمک کر گرنے لگین نارنج اور ترنج اور ناریل چلنے لگا دریاے خون ہر طرف جاری ہوا عمرو جنگل مین تھا صدا بگیر و بکش کی سنکر دوڑا دیکھا لشکر بیران کا قتل ہو رہا ہے عمرو نے بھی خنجر کھینچا اور گلیم عیاری کندھے پر رکھی کہ اگر ساحرون کے نرغہ مین پھنس جاؤنگا تو گلیم اوڑھ کر نکلونگا الحاصل لڑنا شروع کیا کہ جب غلطک ماری چھ چھ آدمی کے پاؤن کاٹے جب جست کی ٹھکانے پر ساحر کے پاؤن رکھے آسنے چاہا کہ پاؤن پکڑلون خواجہ نے خنجر مارا کہ سر قلم کیا پھر وہان سے دوسرے ٹھکانے پر پہونچا جو ساحر مرکر گرتا ہے اسکی ہمیانی کاٹ لیتے ہین جسکے قریب خیمہ پہونچے جال الیاسی مارکر مع فرش خیمہ وغیرہ بندر زنبیل کیا اُدھر اسد غل سنکر سوار ہوا مہ جبین کا تخت دلارام نے حاضر کیا نقارے بجنے لگے تخت شاہی روانہ ہوا اسد کی حفاظت کے لیے پچاس ساحر ملکہ نے مقرر کیے کہ ساحرون کے مرجانے کے اوپر آنے دین وہ ساحر مخفی نگاہ اسد سے روبحر بڑھتے چلے اور اسد تلوار کھینچکر لشکر ساحران پر گرا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگادئے ہر بانبرہ بلند تھا نظم

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آورو کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

ایک طرف سے تخت مہ جبین کے ہمراہ دلارام سحر کرکے آگ اور پانی برسانی چلی آتی ہے آخر وہ تشیر نرسی ہوئی کہ لشکر حریف مین بھگدر پڑ گئی لیکن بہادر جو تھے وہ سینہ سپر کیے جنگ پر تلے ہین ذرا پیر اس نہین مرکر گر رہے ہین اسد نے مارے تلوارون کے تہلکہ ڈالدیا ہے ہزارہا کو مارا ہے نظم

شنیدم ہمی راند آن ناخدا	بہ دریاے خون کشتے ناخدا
زنوک سنانش فلک بستہ خاک	ز دادم نم از خنجرش بردہ خاک
زشستش خدنگ آنچنان جست صاف	کہ سیمرغ وعنقا پرد پشت قاف
چو خط شعاعی عجم کند	کشیدہ سر آفتاب بلند
ہم از سایۂ گرز او چرخ پیر	سر افگندہ تا روز محشر بزیر

عنان را دلیران رہا ساختند	بیکبارہ بر دشمنان تاختند
ز لعل سنوران آتش نژاد	بدریا بہ تب لرزہ ماہی فتاد
زین دید پا بر ہوا جائے خویش	ملک راند اُلست از برائے خویش
بیکدم شد آئینۂ روزگار	ز گرد سپہ صورت زنگبار
ز گرد سپہ نوک رخشان سنان	نمایان چو شب انجم از آسمان
ز بس برق تیغ آتش افروختہ	ہوا خرمن کہکشان سوختہ

آخرکار ساحران غدار نالان و گریان دریاے خونخوار سے اُتر کر بھاگے ہوئے گنبد نور پر آئے اور **افراسیاب** اور **حیرت** کو خبر ہوئی کہ فوج **ہیران** کی بھاگ آئی **حیرت** نے گھبرا کر کہا ارے لوگو میرے بچے کی تو خیر ہے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو خدمت سامری مین گئے پہلے ہی عیارون نے مار ڈالا یہ سُنکر **حیرت** نے سر پیٹ لیا کہا ہاے میرا فرزند ہے ہے میرا نوجوان آخر مونڈی کاٹے عیارون نے پچھوڑا خلاصہ کیا ایک دم گنبد نور مین برپا ہوا **افراسیاب** نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ بگولے اور آندھی پیدا ہوئی اور لاش **ہیران** اُڑا کر گنبد نور پر لے گئے تمام ساحران نامی سیہ پوش ہوے اور لاش اُٹھانے کا انتظام کرنے لگے لیکن **مہرخ** وغیرہ نے اسباب خیمۂ بارگاہ لشکر حریف کا لوٹ لیا نوبت و نقارے فتح کے بجے جہان لشکر **ہیران** تھا وہان لشکر کو اپنے اُتارا میان سے دریاے خونخوار سامنے نظر آتا ہے اور قلعہ پشتہ رنگین حصار قریب ہے جب لشکر اُتر چکا عیار بھی لشکر مین آئے بارگاہ مین مہ جبین کو نذر فتح دی خلعت ملے ارباب نشاط حاضر ہوے ناچ ہونے لگا اس اثنا مین صبح ہوئی کہ خسرو انجم سپاہ شکست کھا کر میدان فلک سے دور بھاگا اور علم زرین شاہ خاور کے پرچم کو نسیم دولت سحر نصرت نے اُڑایا سواری سلطان سیارگان کی تجمل داخل دشت ہوئی ؎

دم صبح کاین قاتل بید رنج	ز مشرق برآمد چو با طشت و تیغ
رُخ از آتش کینہ افروختہ	کہ گردد جہانے ازان سوختہ

صبح کو لاش **ہیران** کی بڑی دھوم سے **افراسیاب** نے اُٹھائی جب فراغت پائی **حیرت** نے کہا ای شہنشاہ مجھے رخصت فرمائیے کہ جاکر ان نکھٹوں کو قتل کردون **افراسیاب** نے کہا اب کی ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ جو پہلے عیارون کو قتل کرے نہ اسے بیہوشی تاثیر کرے نہ کسی حربے سے مرے یہ کہکر سحر پڑھا اور پکارا کہ اے فولاد بیہوشی خوار جلد حاضر ہو پکارنا تھا کہ ایک ساحر گینڈے پر آگ کے سوار طویل قامت زشت چنگال ہوا سامنے آیا اور **افراسیاب** کو تسلیم کی اسنے کہا کہ تم جلد بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہو عیار طلسم مین آئے ہین اندھیرا ہو گیا **ہیران** مارا گیا ابتک مین نے طرح دی کہ اب بھی راہ پر یہ بامی آئین اور جس طرح مطیع و فرمانبردار تھے ویسے ہی رہین

مگر اُنکی قضا آئی ہے مین بارہ پتلے فولادی تمھارے ساتھ کیے دیتا ہون وہ نہ بیہوش ہونگے نہ کوئی اُنھین قتل کرسکیگا سب کو باندھکر وہ تمھارے حوالے کرونگے یہ کہکر دستک دی کہ بارہ پتلے روئین تن ہاتھ مین ننگی تلوارین لیے زمین سے نکلے انکو حکم دیا کہ تم فولاد کے ہمراہ جاؤ اور انکا حکم بجالاؤ فولاد نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ پتلون کی کیا ضرورت ہے مین اکیلا کافی ہون بیہوشی سیر دن شراب مین ڈالکر پیا ہون جب مجھے نشہ ہوتا ہے حربہ کوئی بھی اثر نہین کرتا نہ میرا کچھ عیار کرسکتے ہین نہ ساحر اور پہلوان مجھسے لڑسکتے ہین افراسیاب نے کہا براہ احتیاط کیا ہرج ہے لیتے جاؤ اور کارسرکار بجالاؤ فولاد سلام کرکے بارہ ہزار ساحر لیکر مع خیمہ وخرگاہ روانہ ہوا بارہ پتلے ہمراہ رکاب جلے جاؤ شکر ادب ونفاوت وہ ورباش کی صدا دینے لگے بڑے عظمت وشان سے نظم

روانہ ہوا لشکر کینہ جو	پئے آراستہ ساحر زشت خو
پئے سحر کرنے کا اسباب تھے	پئے جنگ دل اُنکے بیتاب تھے

بعد قطع منازل ومراحل دریا سے گذر کر قریب لشکر مہرخ آکر پہونچے نقارون کی صدا گوش دلاوران حق نیوش مین آئی مہرخ نے طائران سحر بہر خبر روانہ کیے طائر اوڑے اور لشکر حریف کی جاکر خبر دریافت کرکے حاضر خدمت ہوے اور زبان وصف بیان سے تعریف بادشاہی کرنے لگے نظم

اے بہرکارے رفیقت قل ہو اللہ احد	دے نگہدار تن وجان تو ذ اللہ الصمد
الم یلد یارب ولم یولد بہ جاد ستیز	دافع غم لم یکن لہ کفوا احد

شہریار کی عمر دراز ہے دشمن کمبخت کا مزاج ناساز ہے فولاد بیہوشی خوار نام ایک ساحر ناکام فوج لیکر آتا ہے اور ملازمان حضور پُرنور سے عزم گردن تابی وسرکشی رکھتا ہے طائر خبر عرض کرکے پھر چلے گئے اور جا بجا خبر لشکر حریف ہوے یہان مہرخ نے نام فولاد کا سُنکر عمرو سے کہا خواجہ انا للہ وانا الیہ راجعون یہ حرامزادہ نہ مارے مرتا ہے نہ کاٹے کٹتا ہے سیر دن بیہوشی پی جاتا ہے پھر اسپر اثر نہین کرتا کوئی حربہ جسم پر اسکے کارگر نہیں ہوتا ہے عمرو نے کہا اے ملکہ خداوند عالم کی مدد چاہیے بڑے بڑے سرکش جنھون نے یہ بندوبست کیا تھا کہ جب ہم اپنی موت آپ طلب کرین اسوقت مرین اور قضا ہماری نہ دن کو آئے نہ رات کو اور اسوقت موت آوے کہ نہ ہم کھڑے ہون نہ بیٹھین نہ لیٹین یہ سب امر ارحم الراحمین نے اپنی شان قہاری دکھانے کو منظور فرماے اور اس نافرمان کو اطمینان ہوگیا کہ مین کبھی نہ مرونگا پھر آخر فنا ہوے ذکر شد او بد سیر سنا ہوگا کہ کس طرح پر حسرت وارمان ہلاک ہوا کہ بہشت مین بھی داخل نہوا تھا گھوڑے کی رکاب سے پانون نکل کے زمین تک بھی نہ پہونچا تھا کہ جان کے خواہان آگئے نہ دن تھا نہ رات تھی ہنگام صبح صادق تھا کہ وہ کاذب ورہبشت پر واصل جہنم ہوا یہ فولاد سخرا کیا لیاقت اور حقیقت رکھتا ہے اور وہ مالک اسکا

افراسیاب کیا ہے بلکہ وہ حرامزادہ لقا کیا بیہودہ ہے اے ملکہ ؎ عزیز کیہ از دہ گمش سیر تبا فت +
بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت ۔ جس نے پروردگار حقیقی سے انحراف کرکے اپنے تئین خدا بنایا خسر الدنیا
والآخرۃ ہوا کہین ٹھکانا نہ پایا دیکھو لقا ماندے حمزہ صاحبقران کے کیسا دربدر خاک بسر بھاگتا
پھرتا ہی اے ملکہ تم نظر بفضل کریم کارساز رکھو اگر کوئی آفت مین پھنس بھی جاؤ تو اپنے اعتقاد مین فرق نہ
لاؤ مین جاتا ہون اور اس فولاد بے حیا کو قتل کرتا ہون یہ کہکر عمرو بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا لشکر کی خبر لشکر
عیار پہلے ہی چلے گئے تھے اور تدبیر مین مشغول تھے قہران جنگل مین تھا اور جب سے فوج حریف کی آئی تھی اسوقت
سے یہ بھی بہ ہوشیاری فکر عیاری کررہا تھا مگر اب اوّل حال عمرو اور خرغام اور جانسوز کا بیان ہوتا ہے کہ
یہ تینون عیار صورت سامرون کی بناکر لشکر فولاد مین آئے اور عمرو نے دربارگاہ پر آکر چوبدارون سے کہا ہماری
خبر جاکر عرض کرو کہ موت جادو نام آپکی ملاقات کو آئے ہین چوبدار نے جاکر عرض کیا فولاد نے اذن باریابی
عمرو سے چوبدار نے آکر کہا تشریف لیجائیے بلاتے ہین عمرو بارگاہ مین گیا دیکھا فولاد جنگل پر بیٹھا ہے ہزار ہا
شعلہ آگ کا جنگل سے نکلتا ہے سر پر تاج رکھا ہے کہ جو آگ کی طرح دہکتا ہے کمر سے زنجیر آتشین باندھے ہے
صدہا سامر گرد و پیش بشکل مہیب کرسیون پر بیٹھا ہے بارہ پتلے فولادی تلوارین لیے ٹہل رہے ہین جب کلام
کرتے ہین چنگاریان آگ کی منہ سے گرتی ہین نقیب اور چوبدار بحراگاہ پر حاضر ہین عمرو نے بھی آکر تسلیم کی
مرد ہابکار انگاہ روبرو فولاد نے نگاہ اٹھاکر اشارے سے سلام کیا اور دیکھا کہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے
کالے سانپ سر سے لپٹے ہین ہر بار زبانین نکالتے ہین موتی کے مالے گلے مین ڈالے ہی زنجیر سونے کی کمر مین بندھی
ہے جھولی سحر کی اسباب رکھنے کی بادلے کی ہے فولاد نے معزز جان کر قریب اپنے طلب کیا اور فرنگل بیٹھنے کو دیا
عمرو بیٹھا فولاد نے حال پوچھا کہ آپ کون ہین باعث تشریف آوری کیا ہی عمرو نے کہا مین قلعہ رنگین حصار
کا رہنے والا ہون میرا گھر بار سب مہرخ نے چھین لیا ہے مدت سے اسکی بربادی کی دعا کرتا تھا تاب مقاومت
اس سے نہ رکھتا تھا حضور کے تشریف لانے کا حال سنکر کمال خوشی حاصل ہوئی مین بھی حاضر ہوا فولاد
نے کہا آپ نے بہت خوب کیا جو آپ چلے آئے یہ آپ کا گھر ہے مین ان نکحرامون کو قتل کرکے انکا اسباب
و مال شہنشاہ سے تمھین دلادونگا یہ کہکر خلعت منگواکر عمرو کو دیا اسنے نذر دی مقرب خاص بنا ادھر
خرغام اور جانسوز بھی لشکر مین پھر رہے تھے اور چاہتے تھے فولاد تک پہونچین کہ انھون نے
دیکھا کہ دو خدمتگار بارگاہ سے نکلکر ایک طرف کو جاتے ہین عیارون نے تعاقب کیا اور جہان تنہائی
دیکھی پکارے کہ بھائی ٹھہرنا وہ دونون ٹھہرے عیار قریب پہونچے اور کہا ہم تھوڑا عطر لیکر آئے تھے
کہ یہان فروخت کرینگے مگر رسائی نہین ہوتی تم اپنی معرفت بکوا دو خدمتگارون نے کہا ہم دیکھین کیسا عطر

ہے عیارون نے دو شیشے عطر کے کمر سے نکال کر دیے خدمتگار عطر سونگھ کر بیہوش ہوئے اُنھون نے کپڑے اُتار کر دونون کو گٹھے مین ڈالدیا اور روغن عیاری نکال کر اُنھین دونون کی صورت بنکر یہ بھی دونون عیار بارگاہ مین آئے اور پس پشت فولاد کے آکر کھڑے ہوے اس عرصہ مین عمرو نے جو موت جادو بنا ہوا بیٹھا تھا جام شراب سے بھر کر فولاد کو دیا اور کئی شقال بیہوشی قاتل شراب مین ملادی فولاد جام لے کر بے اندیشہ انجام پی گیا کچھ بیہوشی نے تاثیر نہ کی اور فولاد مزے سے شراب کے پہچان گیا کہ اس شراب مین بیہوشی تھی معلوم ہوتا ہے کہ موت جادو کوئی عیار ہے بس یہ سوچکر کچھ افسون پڑھکر آہستہ موت جادو کی طرف پھونکا کہ عمرو نکل سے چمٹ گیا فولاد نے کہا اے عیار جانا مین نے کہ تو میرے قتل کو آیا ہے لاجتنی چاہے بیہوشی مجھے بلادے یہ کلام سُنکر خضر غلام اور جانسوتا جو پیچھے کھڑے تھے آپسمین کہنے لگے کہ اگر یہ بیہوش نہ ہوا تو اسے خنجر سے ہلاکر مین ہی نہ کہ پکڑ لیے جائینگے خدا مالک ہے پس دونون نے دہنی اور بائین جانب سے خنجر آبدار مارے کہ فولاد کے جسم پر پڑے جھنجھنا ہوا اور خنجر ٹوٹ گئے عیار بھاگے فولاد نے سحر پڑھکر دستک دی کہ دونون منھ کے بل گر پڑے اسنے حکم دیا ساحرون نے آکر مع عمرو اور دونون عیارون کے گرفتار کرکے لاکر حاضر کیا فولاد نے سحری قید انکو نیچا کر حکم کیا کہ میری بارگاہ سے ملاکر ایک خیمہ استادہ کرو اور انکو وہان رکھو بجرد حکم خیمہ استادہ کرکے عیارون کو لیجاکر قید کیا فولاد نے ایک افسون پڑھا کہ گرد خیمہ میدان حصار آتش کا ہوگیا اور کہا کیا اقبال شہنشاہ ہے کہ عنایت سے سامری کی پہلے عیار ہی گرفتار ہوے بس اب طبل جنگ بجے تاکہ مہرخ کا بھی خاتمہ کردون اسکے کہنے کے بموجب لشکریون نے نفیر سحر کو دم دیا اور قرناے جنگ بجایا سارا لشکر خبردار ہوا کہ کل مقابلہ لشکر حریف سے ہوگا طائران سحر مہرخ کے دربار مین آئے اور بعد اداے دعا و ثنا حال گرفتاری عیاران اور بیخانقارہ رزمی کا گزارش کرکے پھر بہر تجسس خبر روانہ ہوے یہان مہرخ کو ہراس ہوا اور کہا اے ملکہ مہ جبین آپ نے سُنا کہ عیار گرفتار ہوگئے ہم مین سے کوئی مقابلہ فولاد سے نہین کرسکتا اگر تمھاری راے مین آئے تو آج رات کو بھاگ کر کہین چھپ رہین ورنہ سب مارے جائینگے مجھے راہ طلسم سے باہر جانے کی معلوم ہے تم سب کو پاس صاحبقران کے لے چلون وہ خود تشریف لائینگے تو البتہ مقابلہ شاہ طلسم سے ہوسکے گا اسد نے یہ کلام سُنکر کہا اے ملکہ عمرو عیار ہزار بار فریب ہوے ہین اور جھوٹے ہین کچھ اسکی فکر نہ کرو اور تم بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دو بھاگنا غلامان صاحبقران کے لیے بڑا ننگ ہے اگر بھاگ کر ہم لوگ لشکر امیر مین جائینگے تو وہ نکلوا دینگے اور کہینگے جان ندیگی بھاگ کیون آئے تمھارا میرے پاس کچھ کام نہین ہے ملکہ تمھارا جی چاہے جاؤ تمھین عورت جانکر امیر پناہ دینگے لیکن

مین ہرگز نجاؤن گا مہرخ نے کہا ہم آپ کے ساتھ ہین اگر یہ مرضی ہو تو بسم اللہ حکم طبل جنگ بجنے کا دیجیے اسد نے ساحران لشکر اور سپہ سالاران فوج سے ارشاد کیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل رزم بجے ملازم حکم شاہزادہ والاشیم بجا لائے ڈنکے پر چوب پڑی فوج جان دینے پر اڑی اس اثنا مین سلطان نور ریز نے چرخ سے نیزہ خطوط شعاعی کے پرچم کو لپیٹ کر راہ گریز اختیار کی اور آمد زنگبار کی ہوئی ابیات

شاہ خاور چلا سما پر سے		اور انجم بھی نکلے اندر سے	
ماہ نے موتیون کو را کھر کیا		اور بھبوت اسکا اپنے مُنھ پہ ملا	
تاج نورانی رکھ کے سر اوپر		ہوا تخت فلک پہ جلوہ گر	

جادرون نے اسباب جنگ کو درست کرنا شروع کیا ہر ایک آمادہ مرگ و سزاے قضا ہوا مہرخ و شکیل نے چار سو ساحر زبردست بلاکر ہوم کیا گرد اگیارکے ڈھیر دیجنے لگا سوم کے اژدہے بناکر آگ مین ڈالے اسے وعدہ لیا کر جب تعین بلائین حاضر ہو تابیرون کو بھینٹ دیکر اقرار لیا لشکر کے ساحر اپنا اپنا سحر جگاتے تھے بھینٹ مین بھینگے اور چیلین چڑھاتے تھے مرجین جلتی تھین گوکل سلگاتے تھے ہر جگہ جھکے ہوتے تھے ادھر اسد نے اپنی فوج کو حکم آراستگی دیا جو لوگ سحر نہین جانتے ہین انھون نے قلعہ اور خیمہ کو مستقل کرنا شروع کیا غرضکہ چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی طلایہ پھرا کیا باجا جگی بجا کیا یہانتک کہ ہندوے دل شب کی تاریکی دعاے سحری سلیمان روزگار سے برطرف ہوئی اور زبان ہدایت نشان شاہد صبح سورۂ نور اور والشمس کی تلاوت کرنے لگی زمانہ مین دھوم آمد خورشید ہوئی نظم

برتخت مرصع نشست شاہ ملمع بدن		چیب مرغ درید شاہد گل پیرہن	
ساقی سیمین شکست ساقی زرین قدح		پیکر پروانہ سوخت شمع تذرو لگن	
خاتم زرین کہ داد دست سلیمان بباد		صبح بہ صحرا فتاد از دہن اہرمن	
آتش سوے نمود از کمر کوہسار		دامن گردون گرفت آہ دل کوہکن	
بیضۂ نیلین نہاد طائر مشکین جناح		جلوۂ طاؤس کرد طوطی شکر شکن	

سب کو اسد دلاور بعد فراغ نماز سحر مسلح و مکمل ہو کر در دولت پر مہ جبین کے حاضر ہوا مہرخ و شکیل نے افسران فوج کے ہمراہ لشکر طوق و بند اور جوق جوق شہ سوار مصاف کی طرف روانہ کیا اور خود جلوہ خانہ شہنشاہی مین آئے مہ جبین بہ تجمل تمام برآمد ہوئی ہر ایک کا مجرا سلام ہوا تخت ملکہ کا دولا رات سحر آیا یا تخت کے ساتھ کل سرزنان لشکر بمع اسد نامور کے دادگاہ کی جانب چلے نقیب ہر سو دل اور بہادر تفاخر و تعارف پکارتے تھے صدہا طرفہ العین تھا نقارے بجتے تھے کہ نظم

علمداران علم بالا کشیدند		دلیران رخت بہ صحرا کشیدند	
غریو کوس بانگ و نالے برخاست		زمین چون آسمان از جاے برخاست	

یہ سب دشت قتال مین داخل ہوے ادھر فولاد رات بھر سحر کرنے مین مصروف تھا صبح کو اپنے گینڈے پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحرون کو ہمراہ لیا بارہ پتلے تلوارین برہنہ کیے ساتھ چلے ترہیان پھونکنے لگے گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے گینڈا اسکا طرارے بھرتا چلا کر بیت کر گدنے کز سم خارا شگاف ٭ رخنہ فگندے بدل کوہ قاف ٭ بڑے جوش و خروش سے لشکر حریف بھی میدان کارزار مین آیا ساحرون نے ابر برسا کے بجلیان سحر کی گرا کے میدان جنگی کو صاف کیا صف آراؤن نے صفوف کارزار کو ترتیب دیا نقیب نکل کے نقابت کرنے لگے کہا اے نامور و نام رستم کا شاد و آج ہے وہ معرکہ ٭ پھول سونگھو ڈھال کا اور کھاؤ پھل تلوار کا ٭ اے مردان بکوشید تا جائز زنان نچشید ست روز جنگ ست جنگ باید کرد ٭ کوشش نام دنگ باید کرد ٭ جب صدا دیکر نقیب کنارے ہوے فولاد نے گینڈا اڑایا اور میدان مین آکر للکارا کہ اے فرقہ لشکر ام عازم دشت قتال ہو آمادہ جنگ و جدال ہو اسے لاف زنی کرتے دیکھکر شکیل جادو نے مرکب سے اُتر کر دست بستہ سامنے تخت مہ جبین کے آکر اجازت حرب لی اور سامنے فولاد کے آیا اُسنے کہا لا ضرب کیا حربہ چاہتا ہی شکیل نے سحر پڑھکر دستک دی کہ گرد فولاد کے تاریکی ہو گئی اور اس اندھیرے مین کچھ بچے پیدا ہوے اور نیزہ و تیر و شمشیر فولاد پر لگانے لگے فولاد نے گینڈے کو بڑھا کر مشت خاک اُٹھا کر سحر کر کے طرف فلک کے اُڑا دی وہ تاریکی دفع ہوئی اور بچون کی ہستی مٹا دی اور ایک گولا افسون پڑھکر مارا کہ شکیل کے گرد دھوان ہو گیا اور اسکی بو سے شکیل بیہوش ہو کے گرا فولاد نے پتلے سے کہا جا کر اٹھا لا پتلا گیا اور شکیل باندھ کر لے آیا یہ حال دیکھکر ساحر اجازت لیکر مہ جبین سے فرداً فرداً مقابلے کو نکلے مگر جو آیا فولاد نے ناریل مارا کہ اسمین سے دھوان نکلا اور سب زر کو بیہوش کر دیا پتلا آیا اور باندھکر لے گیا یہان تک کہ ملکہ مہرخ مقابلے کو نکلی اور ایسا سحر کیا کہ چار طرف سے آندھی آئی اور جو دھوان کہ فولاد نے بدو سحر پیدا کیا تھا اسے اس آندھی نے پراگندہ کر دیا اور مہرخ نے نارنج سحر زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور ایک اژدھا ہوا قلعہ آتشین منھ سے چھوڑا اس نے دم اوپر کو جو کھینچا فولاد کھنچتا ہوا اُسکے منھ کی طرف چلا اور پکارا کہ پتلا مارے طلسم بچانا کہ مجھے اس خجستہ مہرخ نے بڑے غضب کا سحر کیا ہی پتلے اژدر کے لپٹ گئے اور اسے چیر پھاڑ ڈالا پھر ادھر سے پھر کے پتلے مہرخ کو لپٹ گئے مہرخ نے بہت سحر کیے اور نیچے سحر کے مارے مگر پتلون پر کچھ تاثیر نہوئی اُسوقت مہ جبین نے فوج سے حکم دیا کہ جا کر مہرخ کو بچاؤ فوج ہر طرف سے لینا لینا کہکر چلی ساحر سحر کرنے لگے بجلیان چمکنے لگین صدائین مہیب پیدا ہوئین یہ ماجرا دیکھ کر فولاد نے چار ناریل میدان جدال کے چارون کونون پر مارے کہ وہ ناریل زمین مین غرق ہو گئے اور زمین سے شعلے آگ کے نکلکر ایسے بلند ہوے کہ چار طرف لشکر مہ جبین کے دیوار آگ کی ہو گئی اور دھوان اس آگ سے نکلکر لشکر پر مثل سرپوش کے ڈھک گیا

اب ہر طرف دیوارین ہین اور اُوپر دھوان ہے جو ساحر نکلنے کا قصد کرتا ہے دیوار سے آگ بڑکر جلا دیتی ہی جو اُڑکر جاتا ہو دھوان بیہوش کرتا ہی فوج تو اس آفت مین پھنسی مگر ملکہ مہرخ کو جو پتلے پہنے گئے ہین ہرمنید لگنے چاہا کہ انکے ہاتھ سے مین بچون مگر رہائی نہوئی اور پتلے باندھکر سامنے فولاد کے لائے فولاد نے قید سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان آگ کی شکیل اور مہرخ کو پھانکر ارابے پر بٹھایا اور اپنے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا اُسی وقت خیمہ ڈیرہ اُکھڑا کوس سفر پہ چوب بڑی لشکر نے کوچ کیا عمرو اور خضر غلام اور جانسوز جنکو پہلے گرفتار کیا تھا انکو بھی قیدی بناکر ہمراہ لیا اور سحر پڑھا دستک دی کہ وہ حصار آتش جو گرد لشکر مہ جبین تھا از خود روانہ ہوا اسد اور دلارام اور ساری فوج نے حصار کو اپنے قریب آتے دیکھکر بناچاری خود بھی ہر دو اختیار کی کس لیے کہ اگر ٹھہرین تو دیوارین آتش سحر کی جلا دین لشکری نالان و گریان یارب مستغیث پکارتے چلے اور فولاد اسکے حال پر قہقہے لگاتا اپنی فوج کے سردارون کو اولوالعزمی دکھاتا روانہ ہوا اس حال حیرت اشتمال کو دور سے قران اور برق کیونکہ یہی گرفتار ہونے سے باقی ہین اور سب فوج کے عیار و سردار حتی کہ سگان لشکر تک اندر حصار کے مقید ہین برق یہ کیفیت مصیبت کی دیکھکر رونے لگا اور قران سے کہا کہ خلیفہ مین جاتا ہون اس حرامزادے فولاد کو مارے خنجرون کے ٹکڑے کیے ڈالتا ہون اور یا اپنی جان دیتا ہون قران نے کہا اے برادر بھلا تمہارے جانے سے کیا مطلب نکلے گا اس ساحر پہ نہ کوئی حربہ کارگر ہوتا ہی نہ بیہوشی تاثیر کرتی ہے جسر عیاری اسپر کیا ہوسکے خدا کو یاد کرو اور اسکے ساتھ چلو جہان کہین منزل پر یہ ٹھہرے وہان کچھ فکر کرو الغرض قران اور برق اسکے لشکر کے ساتھ الگ الگ بطور مخفی چلے لیکن گنبد نور پہ افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ فولاد پر دیکھون کیا گذری کتاب مین معلوم ہوا کہ سب کو حصار آتش مین گرفتار کیے فولاد لاتا ہے یہ دیکھتے ہی اسنے تاج کو براہ تخوت کج کیا اور کہا اے حیرت دیکھا تیے تمرہ بغاوت کا کہ اس طرح حال زار سے سب قید ہوئے حیرت نے کہا اے شہنشاہ سب نمکحرامون کو دار پہ کھینچے افراسیاب نے چند ساحرون کو حکم دیا کہ خلعت گرانبہا اسکے لیجاؤ اور ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے سپہ سالار من کیا کہنا مرحبا صد مرحبا کیا جلدی تمنے اس جنگ کا خاتمہ کیا ہمنے یہ خلعت تمھین روانہ کیا ہے اور علاوہ اسکے بھی امیدوار الطاف خسروانہ رہو دمبدم عنایت شاہانہ تمہارے حال پر افزون ہوگی ان قیدیون کو لیکر باغ عشرت مین جو قریب شہر نافرمانیہ ہے اور اسی پار دریائے خونروان کے طلسم ظاہر مین واقع ہوا ہے آؤ ہم بھی وہین آتے ہین سب کو سزا دینگے کیا مضائقہ ہے کہ اس طرف دریا کے سب قیدیون کو لاؤ اور تکلیف بیفائدہ اُٹھاؤ یہ نامہ ساحرون کو دیکر مع خلعت فاخرہ کے روانہ کیا ساحر پاس فولاد کے آئے نامہ دیا خلعت پہنایا فولاد بہت خوش ہوا اور ساحرون کو رخصت کرکے راہ

گنبد نور کی چھوڑ کر طرف باغ عشرت کے چلا اور **افراسیاب** ملکہ **حیرت** کو اور ساحران نامی کو لیکر بعد پہنچنے نامے کے بحشم و خدم باغ عشرت مین داخل ہوا اور باغ کے سامنے جو میدان اور صحرا واقع ہوا تھا اس مین وارین استادہ کرائین اور جلادون کو طلب کیا کئی ہزار جلاد تیغے باندھے ہار انسان کی ناک دکان کے کٹے کا پہنے تنگ بانده صافی تیغہ صاف کرنے کی جس سے خون تازہ کی بھبک پیدا کاندھے پر ڈالے حاضر ہوے اور پکارے **بیت** سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعمہ بر صیاد چیست + کس کا پیمانہ عمر لبریز ہوا ہے اور سررشتہ حیات منقطع شہنشاہ کو کون سے گنہگارون کا قتل کرانا منظور ہے **افراسیاب** کا حکم ہوا کہ تم سب مستعد رہو گنہگار آتے ہین کل یا پرسون میرا سپہ سالار لیکر حاضر ہوگا جلادون نے زیردار بستر لگائے اور حکم شاہ سے انعام بیکران پانے کے امیدوار ہوئے **افراسیاب** اندر باغ کے صحبت آرا ہوا ناچ ہونے لگا قانون اور بین اور چنگ و رباب بجنے لگا درخت باغ کے بادلے سے منڈھے گئے نہرین چھلکائی گئین اور فوارے چھوٹنے لگے یہان تو یہ سامان عشرت زا ہے مگر **فولاد** قیدیون کو لئے برسم بلغز کہین نہ ٹھہرا یہانتک کہ شہر نافرمانیہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ حصار شہر سونے کا ہے و شہر پناہ پر قلعہ بنا ہی ہزارون ساحر مختلف صورتین بزور سحر بنائے آغوے ہین لکڑ سلگتے ہین ہوم کر رہے ہین قلعے کے کوسون تک تختہ لالہ و نافرمان کے ہین پھول انکے کھلے ہین مالک اس قلعہ کی ملکہ **نافرمان جادو** **افراسیاب** کی طرف سے ہے ساحرہ زبردست اور معزز ہے حسن و جمال بھی رکھتی ہے لک و مال بھی رکھتی ہے اسے طائران سحر نے خبر پہونچائی کہ **فولاد** بیہوشی خوار جادو سپہ سالار شاہ طلسم گنہگاران شاہ کو لیے آپ کی سرحدین داخل ہوا ہے طرف باغ عشرت کے جاتا ہی **نافرمان** یہ خبر سنکر تخت سے اٹھی اور طاؤس سحر پر سوار ہوکر مع تحفہ و تحائف کے واسطے ملاقات کے چلی اور قلعہ سے جب باہر آئی حصار آتش کو سون تک دیکھا اور اندرون حصار قیدیون کے رونے کی صدا سنی **فولاد** کو بارہ پلون سمیت اور فوج ساحرون کے ایک طرف جاتے پایا طاؤس آگے بڑھا کر پکاری کہ اے بہادر زبردست کیا کہنا واہ وا ذرا ٹھہرو **فولاد** اسے دیکھکر ٹھہرا فوج بھی رکی سحر کیا کہ حصار بھی ٹھہرا **نافرمان** قریب پہونچی اور کہا میرے قلعے مین تشریف لیچلیے ایک چمچہ آشکانیار کرون نوش فرمایئے تو جایئے **فولاد** بھی سوچا کہ مین دور سے چلا آتا ہون کہین ٹھہرا نہین آج یہ جگہ آسایش اور حفاظت کی ہے ٹھہر جاؤن یہ خیال کرکے کہا مجھے جانا ضرور ہے گنہگار ساتھ ہین مگر آپ کے فرمانے سے مجبور ہون اچھا تشریف لیچلیے مین حاضر ہوتا ہون **نافرمان** وعدہ مستحکم لیکر پھری اور شہر مین آکر حکم آرایش ملک دیا تمام شہر آئین بندھوا دکانین آراستہ ہوئین دکاندار پوشاکین نفیس پر زر پہنکر بیٹھے **نافرمان** نے

باغ پر بہار مع عمارت دلکشا و فرخ افزا کے خالی کرایا فرش شاہانہ بچھوایا سامان دعوت مہیا کیا جب درستی ہو چکی ارکان دولت و اعیان سلطنت کو ہمراہ لیکر فولاد کے استقبال کو باہر قلعے کے نکلی فولاد بیرون قلعہ فوج کو گرد حصار قید یون کے اُتار کر بارہ پلون کو اور سردارون کو ہمراہ لیکر شہر کیطرف چلا تھا کہ راہ مین ملکہ نافرمان ملی اسکے ساتھ اندر شہر کے داخل ہوا دیکھا کہ ملک نہایت آباد ہے رعیت دلشاد ہے کہ **ابیات**

سب رعیت تھی چار دہ سالہ — ہر جوان غیرت گل لالہ
کیا عمارات شہر کا ہو بیان — چشم بد دور نور کے تھے مکان
جو مکان تھا بلند ایسا تھا — صاف آتی تھی قدسیون کی صدا
تھا جو بازار اس مین چوپڑ کا — چار رکن جہان سے بڑھکر تھا
قصر فردوس چوک کے کمرے — جگمگے اُن مین لالہ رویون کے
قصر لیلے سے ہر مکان بڑھ کر — چشم مجنون ہر ایک روزن در
دونون جانب وہ نور کا بازار — بیچ مین اسکے اک سڑک ہموار
تھی ریاض جنان ہر ایک دُکان — در نہایت تھے انکے عالیشان
خوبصورت تھا وہ خم محراب — کہیے قوس قزح کا اِس کو جواب
تھے دوکاندار خوبرو سارے — فلک حسن کے وہ تھے تارے
بیچتے تھے وہ جنس حسن ادا — ماہ ہوتا تھا مشتری اُنکا

فولاد تماشائے شہر دیکھتا ہمراہ نافرمان اسجگہ پہونچا کہ جو باغ اسکے لیے خالی کیا گیا ہے سبحان اللہ جو شہر ایسا آراستہ ہو وہان کے باغ کا کہنا کیا جڑی دروازے کی ہاتھی دانت کی خوبصورت ترشی ہوئی لگی سر دروازہ پر کلس سونے کے چڑھے اینٹ سورج کھی یاقوت کی بنا کر لگائی تھی کہ سورج کو شرماتی تھی طاؤس جواہر کے زمرد مین بال کلس پر چڑھے تھے منقار مین ماے گوہر کے لیئے تھے چاردیواری باغ کی برنجی تھی طلائی احمر کا مصقل کیا ہوا تھا جواہر موقع اور مناسب جگہ پر جڑا تھا فولاد اندر باغ کے آیا اسے نہایت سرسبز پایا چمن بندی معقول طور سے کی تھی روشین درست و نہرین لطیف پیڑون پر سُرخی یاقوت احمر کی کٹی تھی درخت پر بہار مہندی کی مثیان اور تاک انگور آراستہ پانی نہر کا ہر خیابان مین روان چشمہ ہر ایک قلب صافی والا ان منقار ہر شجر پر طائرون کا ہجوم آمد بہار کی دھوم بلبل کا شور قمری نعرہ زن جوش پُر بہار گلشن ہر ست گلہاے رنگارنگ غیرت دہ نگارخانہ ارژنگ ہے تو یہ ہے **نظم**

سبزہ سے ہر روش پڑی — لعل و یاقوت کی کٹی سُرخی
روشون پر ستارے چھڑکے تھے — زرون کی طرح وہ چمکتے تھے
جو شجر تھا پھلا تھا پھولا تھا — رشک جنت جو کہیے تو ہے بجا

تھے جواہر کے جس جگہ اشجار
لائق دید تھی وہان کی بہار

صحن گلشن تھا آسمان کا جواب
پھول سب غیرتِ گل مہتاب

چہچہے بلبلون کے تھے ہر سو
قمریون کی وہ سرو پہ کو کو

کہین کوئل شجر پہ کوکتی تھی
کہہ رہا تھا پپیہا پی پی پی

ایک بارہ دری سراسر خوبی سے بھری بیچ مین چمنستان کے بنی تھی فرش ملوکانہ اور مسند شاہانہ سے آراستہ تھی اسباب عیش و راحت مہیا تھا شیشہ آلات سجا تھا **فولاد** وہان آکر مسند پر بیٹھا بارہ پیالے در سردار گردش مین بادب تمام بیٹھے **ملکہ نافرمان** نے حکم دیا ساقی زیبا طلعت پیمانہ جواہر آگین مین شراب ارغوانی پر نکالی کرکے دینے لگے ہر ایک بادہ پرست مست ہوکر ساقی سے خطاب کرتا تھا **نظم**

مین کب سے تھا ترا مشتاق ساقی
مدت مین ہوا ہے تو ملا قی ساقی

جانے نہ یہ دور جلد بھر دے مجھکو
شیشے مین جو کچھ رہی ہو باقی ساقی

نافرمان ہر سمت انتظام کرتی پھرتی تھی اشیاء فردی اہل انجمن کو پہونچاتی تھی چاندنی رات کا عالم نسیم کا فرفر چلنا خوش گلوؤن کی آواز کا سننا خلاصہ کلام یہان تو یہ جاسہ ہے دھوم دھام ہے خلقت کا اژدہام ہے کہ اہل محفل مصروف دھد دھام ہین ہر تان پر روئین کھڑے ہوے ہین مگر حال **قران** اور **برق** کا سنیے کہ لشکر **فولاد** کے ہمراہ زار و نالان تدبیر سازی لشکر **مہرخ** مین فکر کرتے چلے جاتے تھے جب انھون نے دیکھا کہ لشکر **فولاد** ٹھہرا صورتین ساحرون کی طرح پر بنا کے لشکر مین داخل ہوے اور **نافرمان** کا آنا دعوت کا کرنا سب حال دریافت کرکے یہ بھی ساتھ ساتھ **فولاد** کے شہر **نافرمانیہ** تک آئے **فولاد** تو جاکر باغ مین مصروف عیش و نشاط ہوا لیکن دونون عیار در شہر پناہ پر ٹھہرے اور **برق** سے **قران** نے کہا تم مزدور کی صورت بناؤ اسنے فوراً دھوتی باندھ ننگے سر ننگے پاؤن انڈوا سر پر رکھ کر مزدور اپنے تئین بنایا اور **قران** نے اپنی شکل باورچی کی بنائی میلے کچیلے کپڑے پہنے جسمین ہلدی اور گھی کے دھبے تھے کمر مین چھپان ترکاری لپیٹنے کی رکھین اور سانی گھی اور مصالہ چھاننے کی کندھے پر ڈال کے لشکر **فولاد** مین آیا اور کئی من ترکاری آلو اور ارہی وغیرہ خرید کرکے ٹوکرا سر پر **برق** کے رکھوا کر طرف شہر کے چلا اور در شہر پناہ پر پہونچا جانا داخل قلعہ ہون حاجب اور دربان مانع ہوے کہ بغیر حکم کے ہم جانے نہ دینگے **قران** نے کہا ہم سرکاری باورچی ہین لشکر **فولاد** سے حسب الحکم **ملکہ نافرمان** ترکاری لیے جاتے ہین دربانون نے کہا ذرا ٹھہرو ہم اجازت تمھارے لیے منگالین **قران** نے کہا اگر دعوت مین کھانا دیر کو تیار ہوا جواب تم دے لینا اچھا ہم پھرے جاتے ہین اور یہ ترکاری سرکار نے منگوائی تھی نہین پہونچا دینا یہ کہکر ٹوکرا ترکاری کا اونڈیل دیا اور آگے کا راستہ لیا چوبدار نے دیکھکر آپسمین کہا کہ ایسا نہ ہو کہ کھانا پکنے مین دیر ہو خاصے کا وقت ٹلجاوے **فولاد** بھوکا رہے باورچی سے پرسش ہووے گی دربان نے کہا تو ایسی آفت آئیگی کہ نوکری جانا کیسا

جان بھی جائیگی اس باورچی کو جانے دو یہ سوچکر پکارے کہ میان صاحب ابھی باورچی صاحب جاتے آپ کو کوئی روکتا نہین قران نے کہا اب کچھ ضرورت نہین ہم نہین جاتے یہ کہکر آگے چلا سپاہی دوڑے اور اگر ہاتھ پکڑلیا کہا خفا نہو جیے جائیے قران نے کہا مین اب جاکے کیا بناؤن تمھاری جھجھٹ مین اتنی دیر ہوئی اب تم گفتگو کرلینا مین نہ جاؤن گا سپاہی لگے منتین کرنے قران نے انکار کرنا شروع کیا یہان تک کہ جتنے سپاہی تھے سبنے اپنے پاس سے کچھ روپیے جمع کرکے دیے کہ باورچی صاحب اسکی مٹھائی کھائیے گا اور خفا نہو جیے ہم بھی حکم کے تابعدار ہین آپ شوق سے جائیے ہمنے پہچانا نہ تھا قران نے وہ روپے لیے اور ترکاری ٹوکرے مین بھر کر برق کے سر پر رکھا اور اندر شہر کے آباد دیکھا بازارین ہر قسم کے اشیا کی آراستہ ہین وضیع و شریف شہر کے خرید و فروخت مین مصروف ہین قران نے تہ فروشون کی بازار مین آکر ایک کبڑیے سے کہا یہ ترکاری باورچی خانے سے ہمکو ملی ہے کس لیے کہ جو بچ رہتی ہی وہ ہم لوگون کا حق ہے غرض ہم اسے بیچتے ہین تم اپنا نفع رکھ کر لے لو کبڑیے نے اُن سے کہا چلو تابوہین دو روپیہ دیتے ہین قران نے قیمت لے لی اور آگے بڑھ کر دونون صورت خدمتگار کی بنے اور اگر اُس باغ مین پہونچے کہ جہان فولاد کی دعوت ہے باغ اور عمارت کو نہایت دلچسپ پایا سامنے فولاد کو مسند پہ جلوہ گر دیکھا کسی سمت میخانہ سجا تھا کہین آبدارخانہ ارباب نشاط کے بستر کسی چمن مین نونہالان باغ حسن کے جمگھٹے تھے فولاد رقص و سرود کی کیفیت دیکھنے مین مصروف تھا کہ برق نے قران سے کہا کسی طرح اسکو ہلاک کرو یہ رات گذرنے نہو اگر صبح ہوگئی تو لشکر مہرخ ہلاک ہوگا اسکی بھی صبح ہوجائیگی کیونکہ فولاد یہان سے جو چلے گا افراسیاب پاس پہونچے گا پھر وہان کچھ نہو سکے گا برق نے کہا اے خلیفہ میری عقل کچھ کام نہین کرتی کیا کرون اگر عیاری کرکے اسکے پاس بھی پہونچون تو کیا کرون گا نہ یہ بیہوش ہوگا نہ یہ مارا جائیگا قران نے کہا دیکھو یہ جو فولاد کے پہلو مین ساحر بیٹھا ہے اسکی صورت بخوبی غور کرلو اور اسکی صورت نیز ملکہ نافرمان کو پکڑلو اور اُسکی شکل بنو تو مین ایک حیلہ کرون برق نے کہا بہت خوب اور ایک گوشۂ باغ مین بیٹھکر برق مصاحب فولاد کی شکل کہ نام اسکا مریخ جادو تھا بنا اور قران نے ایک فانوس روشن کرلی اب آگے آگے قران روشنی دکھاتا ہوا اور پیچھے برق دونون باغ سے باہر نکلے اور دارالعمارۃ شاہی کے پاس آکر دریافت کیا کہ ملکہ نافرمان کہان ہین ملازمون نے کہا دولتسرا مین مصروف انتظام دعوت ہین اُنھون نے کہا جاکر عرض کردو کہ ایک صاحب فولاد کے پاس سے آئے ہین ملازمون نے جاکر اُن کے آنے کی اطلاع دی نافرمان اسیوقت باہر نکل آئی دیکھا مریخ جادو ہے کہا کیون آپ باغ سے تشریف لائے مجھے بلالیا

ہوتا مریخ نے کہا آپ ذرا تکلیف فرماکر تنہا میرے ساتھ چلیے فولاد نے جس کام کو کہا ہے اُسے میں اور آپ انجام دون نافرمان نے کہا اچھا چلیے غرض سب ملازمون کو چھوڑکر آپ تنہا مریخ کے ساتھ ہوئی یہانتک کہ برق اسکو لیے ہوے ایسی جگہ لایا کہ جہان راستہ نہ تھا اور کوئی اُدھر آتا نہ تھا گوشہ تنہائی تھا برابر تو چلا ہی آتا تھا ایک جاب بیہوشی مارا کہ نافرمان کے مُنھ پر وہ پڑا بیہوشی اسمین سے اُڑی یہ بیہوش ہوگئی اسکو برق نے اور زیادہ بیہوش کرکے زبان اسکی سوزن سے چھید دی تاکہ شاید ہوشیار ہوجائے سخن نہ کرسکے اور کپڑے اُسکے اُتار لیے قران نے اٹھاکر ایک مقام پر درخت بجو نیز کرکے نافرمان کو اوپر درخت کے چڑھ کر باندھا اور پتون مین چھپادیا اور برق ملکہ نافرمان کی صورت بنا اور قران سے کہا اے برق تم جاکر در باغ پر ٹھہرو مین بھی آتا ہون غرض برق یہان سے روانہ ہوا اور نافرمان کی صورت بنا ہوا در باغ پر آیا جتنے ملازم اور ارکان سلطنت تھے اپنا مالک سمجھ کر حاضر ہوے اور دست بستہ سامنے کھڑے ہوے کہ اس اثنا مین ایک شخص میلے کپڑے پہنے کچھ بھلجھڑیان اور مسالحہ ہاتھ مین لیے حاضر ہوا اور نافرمان کو سلام کیا اسنے پہچانا کہ قران ہے اور وضع آتشبازی کی بنائی ہے برق سمجھا کہ اس سے آتشبازی کی نسبت کچھ پوچھون تو معلوم ہو کہ کیا عیاری خلیفہ نے سوچی ہے یہ سوچکر کہا ای آتشباز کتنے وزن تیرے پاس تیار ہین اور کتنے اسوقت تیار کرسکتا ہے قران نے کہا حضور آتشبازی تیار کرسکتا ہون برق نے کہا اچھا کیا لیگا اسنے کہا لاکھ روپیہ برق نے کہا اتنا روپیہ بہت ہے آتشباز نے کہا آپ روپیہ نہ دیجیے بارود دلوا دیجیے جنکی صرف ہوگی آپ کے سامنے ہوگی مین گھر نہ لیجاؤن گا مزدوری میری دلوا دیجیے گا برق نے پوچھا کتنی بارود چاہیے آتشباز نے کہا پچیس کپّے برق نے کپتان کو طلب کرکے حکم دیا کہ پچیس کپّے بارود کے حاضر کرو اسی وقت بارود کے چھکڑے لدے ہوے آئے آتشباز نے کہا کہ پشت باغ پر یہ بارود رکھوا دیجیے اور ایک قنات گھروا دیجیے کہ مین اکیلا آتشبازی بناؤنگا ایسا نسخہ بھی کسی کو یاد نہوگا کہ اکیلے اتنی بارود دم بھر مین صرف کرے اور آتشبازی بنائے یہ کلام آتشباز کا سُنکر نافرمان یعنی برق سمجھ گیا کہ خلیفہ یقین ہے فولاد کو جلادینگے پس بموجب انکی درخواست کے قنات باغ کی پشت پر دور تک گھروادی اور بارود رکھوادی سبکو منع کردیا کہ کوئی اُدھر نہ جائے آتشباز یعنی قران نے دکان آکر جوڑی خنجر کی لیکر نیچے باغ کے جہان تک بارہ دری تھی اور فولاد مع اپنے سرداران اور بتلون کے بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا سرنگ کھودی اور ازبسکہ جوان زبردست قوم کا حبشی ہے اور تنکر کردہ ہے ایک پہر کے عرصہ مین مشرق کی سمت سے مغرب کے جانب تک اور جنوب سے شمال کی حد باغ تک نقب لگاکے اپنے چادرے کے دو فتیلے بنائے بارود سب نقب بیچ بچھائی پچیسون کپّے ڈالدیے فتیلے دبتی نقب مین سے لگاکے قنات سے باہر نکلا برق در باغ پر کرسی بچھائے انتظار مین بیٹھا

تھا کہ دیکھون خلیفہ کیا کرتے ہین اُسوقت آتشباز نے آکر کہا حضور آتشبازی تیار ہے ذرا میرے ساتھ آیئے تو مین اپنی استادی آپ کو لے چلکر دکھاؤن مگر کسی کو ساتھ نہ لائیے برق نے ملازمون اور مکان سلطنت وغیرہ سے کہا ٹھہرو ہم بلائین گے اور آپ آتشباز کے ہمراہ باغ کی پشت پر آیا قران نے کہا اے برق مین نے نقب لگائی ہے تم جاؤ اور درخت پر سے ملکہ نافرمان جو بندھی ہو اُسے کھولکر ہوشیار کردو مین آگ نقب مین دیتا ہون یہ طبقہ اُڑکر طرف فلک کے جائیگا زانا فرمان بھی حال خراب فولاد کا دیکھے اور اشک حسرت بہائے کیونکہ زبان اسکی سوزن سے چھدی ہے کچھ کہہ نہ سکیگی بمجبوری سے سب کچھ دیکھے گی برق بموجب ارشاد قران گرم رفتار ہوا اور درخت پر جاکر چڑھا نافرمان کو کھولا ہوشیار کیا جو آنکھ کھلی اپنے تئین ایک عذاب الیم مین بالائے شجر گرفتار پایا اس عرصہ مین قران نے نقب کے فتیلون مین آگ لگائی اور بھاگ کر دور جا کھڑا ہوا فتیلے سلگتے ہوے جب سرنگ مین پہونچے خدانخواستہ وہ صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ معلوم ہوا فلک پھٹ پڑا اور بارہ دری جسمین فولاد اور اسکے سردار اور قبیلے سریپٹ کے اُڑکر طرف آسمان کے گئے تمام عالم مین تاریکی چھاگئی بارہ دری اور چھپر اور مکان اور کنواڑے بارہ دری کے تمام قلعہ مین برسنے لگے صدمہ آواز سے شہر کے مکانات کی کنڈیان کھل گئین رعایا بھاگی حاملہ عورتون کے حمل ساقط ہوے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا جتنے ملازم نافرمان تھے سب باغ کی طرف دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی خلقت بھاگی کہ یکایک صدائین پیدا ہوئین بیرون نے ساحرون کے مرنے کا غل مچایا کہ کشتی مرا نام من فولاد بیہوشی خوار جادو بود آگ اور پتھر برسنے لگے قران ایسے وقت قیامت مین غنیمت پاکر حقہ ہاے لفتی داغ کر شہر کے مکانات پر پھینکے کہ جابجا شہر مین آگ لگی بہت آدمی جل گئے جب تک اُسکے بجھائین جب تک اور کئی مکان مین آگ قران نے لگادی تمام شہر مین یا جمشید و یا سامری کا غل ہوا شعلے آتش کے بلند ہوے سارا شہر حصار پناہ کے باہر نکل گیا یہان کا حال سُنیے کہ فولاد کے مرنے سے حصار آتش سحر لشکر مہ جبین اور اسد پر سے دور ہوا اور مہرخ اور شکیل اور عمرو بیع دو عیارون کے جو مقید زنجیر سحر لشکر فولاد مین تھے چھوٹ گئے اور عمرو نے صدائے مہیب سرنگ اُڑنے کی سُنکر کہا اے ملکہ مہرخ وہ مارا مہرخ نے کہا خواجہ کیا کہتے ہو عمرو نے کہا ہم سچ کہتے ہین یہ صدا جو آئی تھی فولاد کے مرنے کی تھی معلوم ہوتا ہے کہ قران یا برق نے اُسے جہنم رسید کیا زندان خانے سے باہر نکلو دیکھو لشکر بھی ہمارا آرہا ہوگا فولاد کے بارہ ہزار ساحرون کو قتل کرنا چاہئے مہرخ اور شکیل وغیرہ کہنے سے عمرو کے باہر نکلے اور

نعرہ بلند کیا سحر کرکے دستک دی آندھی سیاہ اُٹھی تیر آسمان کی جانب سے برسنے لگے ساحر محافظ زندان بھاگے ادھر دلارام نے مہ جبین سے کہا واری جاؤن آپکی نانی جان ملکہ مہرخ نعرہ کرتی ہین لشکر آپ کا جس طرح کمر باندھے لڑنے آیا تھا اسی طرح حصار سحر مین گرفتار ہوا تھا اب وہ حصار نہین ہے آپ بھی لشکر فولاد پر جا گرے مہ جبین نے تخت آگے بڑھایا پچاس ساٹھ ہزار ساحرون سے آکر لشکر فولاد پر گری تاریخ وترنج سحر کے گولے فولادی اور کچھ پیکان کے سوئیان اور مرچون کے بارہ بڑھ پڑھکر جانبین سے ساحر لگانے لگے بجلیان چمک کر گرنے لگین ترسول اور نیزول چلنے لگے ایک طرف سے نعرہ اسد کا بلند ہوا اور گھوڑا اُٹھا کر فوج ساحرین در آیا ایک جانب سے عمرو ملکہ مہرخ کے ساتھ لڑتا ہوا چلا اور نعرہ بلند کیا خنجر مارتا پکارتا ہر طرف جاتا تھا کہ نظم

سردار دندگان آفاق		من آمدہ در دو زندگی طاق	
از راہ فنون دمکر و حیلہ		آشوب کنم در قبیلہ	
شیراز دم تیغ من گریزان		آدر دپناہ سوے قیران	
نام عمر ست شاہ عیارا		ہستیم قضا برائے کفار	

جب غلطک عمرو لگاتا تھا دس دس کے پانون اڑاتا تھا جب جست کرتا تھا دس دس کے سر کٹتے تھے جو ہر کے گرتا تھا ہمیانی اسکی کاٹ لیتا تھا خلاصہ کلام اسد وغیرہ سب نے جمع کردہ ساکھے کی تلوار کی کہ نظم

درخشان سنانہا ز گرد و غبار		چو شمع فروزان بہ شبہائے تار	
ز چکچاک شمشیر زہر آبدار		برآمد فغان از دل روزگار	
شیا شاپ تیر و ترنگ کمان		چو قوس قزح شد زہ آسمان	
ز بار گدورت چو گل تہ نشین		بدریائے خون یکسرہ شد زمین	
دلیران اسلام و مروان کین		خرد شان زہر سو چو شیر عزین	
جدا ہر یکے خنجر افراختہ		یکے کار صد کینہ جو ساختہ	
ز بس کشتہ صحرا پدیدار نہ		بروے زمین جاے رفتار نہ	
بیفتاد چندان سر و یا و دست		کہ گفتے تو دست قضا را بہ بست	

بارہ ہزار ساحرون مین سے فولاد کے ایک بھی زندہ نہ بچا سبکو گھیر کر بہادرون نے تہ تیغ کیا اور میان سے اسی طرح لڑتے ہوے سمت قلعہ نافرمانیہ چلے اس عرصہ مین وہ رات تمام ہوئی یعنی لشکر خنجر افگنان شکست کھاکر خنجر بیضاے کینہ سوز شاہ نیمروز سے روبفرار لایا اور سلطان سیارگان نے قلعہ سپہر وار کو تسخیر کرکے اپنا عمل ہر طرف بٹھایا رعب جلال دکھایا کہ نظم

صبح چون آفتاب نورانی خرمن جان بسوخت برق بلا		سر کشید از حجاب ظلمانی سبز شد گلشن جفا و قضا	

صبح کو حال معلوم ہوا کہ رعایائے قلعہ نافرمانیہ اور فوج وغیرہ بھاگ کے باہر نکل آئی مہرخ اس بھاگی ہوئی فوج پر آگری وہ لشکر رات بھر کا خستہ و شکستہ تھا اور مالک آنکا موجود نہ تھا وہ کیا لڑتا کوئی لمحہ بھر سحر کی لڑائی اور شمشیر زنی ہوئی تھی کہ فوج بھاگی اور رعایا نے امان مانگی مہرخ نے نقارہ امان بجوایا اور سب رعایا برایا کو لیکر اندر قلعہ کے داخل ہوئی اس عرصہ مین برق کے پاس قران آیا اور کہا قلعہ فتح ہوگیا مہرخ کے پاس نافرمان کو بھیجدو غرض یہ دونون نافرمان کو بھیس کر کے پشتارہ لگا کر روانہ ہوئے مہرخ دارالامارۃ شاہی مین آکر تخت پر ملکہ مہ جبین کو بٹھا چکی تھی شہر مین دوہائی پھر رہی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا سزا پائیگا دارالامارۃ مین ناچ ہو رہا تھا نذرین اکابران شہر کی مہ جبین کو گذر رہی تھین کہ قران اور برق آکر پہونچے پشتارہ نافرمان کا سامنے رکھدیا مہرخ اٹھکر دونون سے لپٹ گئی اور کرسی زرین پر بٹھایا حال پوچھا قران نے کیفیت نقب دیکے اڑا دینے کی بیان کی سارا دربار ہنسنے لگا مہ جبین نے بہت بھاری خلعت منگا کر دونون عیارون کو عنایت کیا دونون نے وہ خلعت نذر عمرو کو دیا عمرو نے خلعت لیکر زنبیل مین رکھا اور ایک رومال گاڑھے کا نکالکر بطور خلعت قران کے کندھے پر ڈالا قران نے عرض کیا کہ زہے فخر یہ کسی نے ایسا خلعت استاد سے کب پایا تھا برق نے کہا استاد مین بھی اس عیاری مین خلیفہ کے شریک تھا مجھے بھی خلعت دیجیے عمرو نے کہا تو ابھی اس قابل نہین اور قران میرا جان بخش ہی تو انکی برابری کیا کریگا یہ انھین کا مرتبہ ہی کہ ایسا خلعت مین نے دیا برق نے کہا اب دیکھیے دھوم کی عیاری کرونگا کہ آپ سے خلعت لونگا الحاصل نافرمان کو ستون دارالامارۃ سے باندھا اور فتیلہ داغ بیہوشی دیکر ہوشیار کیا ایک بار پہلے جو نافرمان ہوشیار ہوئی تھی تو نقب اڑتے اور شہر جلتے دیکھا تھا اب جو آنکھ کھلی عجب سامان نظر آیا کہ تخت پر مہ جبین جلوہ فرما ہی دربار آراستہ ہی اسد دنگل شوکت پر بیٹھا ہی یہ دیکھ کر نافرمان نے آنکھین بند کرلین کہ شاید مین خواب پریشان دیکھ رہی ہون مگر عمرو نے پکار کر کہا کہ ای ملکہ نافرمان یہ خواب نہین ہی بیداری ہی جسکی دعوت تمنے کی تھی وہ سرنگ دیکر اڑا دیے گئے ملک تمھارا ملازمان مہ جبین کے قبضہ مین آیا درصورت اطاعت تمھاری جان بخشی ہوگی اور مخالفت کرنے سے قتل کیجاؤگی نافرمان ساحرہ زبردست نہایت عقیلہ ہی سمجھی کہ اوبار طلسم پر آیا ہی اسد بیشک طلسم کشا ہی یہ خیال کرکے اشارے سے کہا مین اطاعت کرتی ہون مجھے چھوڑ دیجیے عمرو نے اٹھکر سوزن اسکی زبان سے نکالی اور ستون سے کھول دیا نافرمان نے آکر

تخت شاہی کو ملکہ مہ جبین کے بوسہ دیا ملکہ نے خلعت منگا کر دیا سرفراز کیا اور کہا جب ہم طلسم فتح کرینگے علاوہ اس ملک کے اور بھی ملک تمھین دینگے یہ کہکر حکم دیا کہ منادی ندا کرے جسکو ساتھ اپنی شاہزادی ملکہ نافرمان کا دینا منظور ہو وہ افسر فوج آکر حاضر ہو حسب الحکم ملکہ دہل زنی ہوئی بھاگی ہوئی فوج کوہ و دشت سے آکر حاضر ہوئی سب نے سوال اطاعت کیا ہر ایک نے قبول کرکے اپنا اپنا عہدہ بدستور لیا پچیس ہزار ساحر جمع ہوے سب نے انعام بکران یا بعد اس تسلط کے عمرو نے کہا اے ملکہ اس قلعے مین ٹھہرنا نہ چاہیے افراسیاب کی فوج آکر گھیرے گی کچھ بنائے نہ بنے گا یہان سے اپنی قدیم جگہ پر چلکر ٹھہرو اس مین یہ فائدہ ہو کہ اگر کوئی زبردست آکر گرفتار کریگا راہ مین کہین ٹھہریگا عیار مارے گا اور اگر یہان سے آکر پکڑلے جائیگا بہت جلد افراسیاب پاس پہونچے گا کچھ تدبیر بن نہ پڑیگی مہرخ نے اُسیوقت بموجب مشورہ عمرو کے نقارہ کوچ کا بجوایا نافرمان نے کہا مین ساتھ چلتی ہون ورنہ افراسیاب زندہ نہ چھوڑیگا غرضکہ لشکر مین کمربندی ہوئی عیار و سردار مع نافرمان کے سب طائران بحر اور سوار یون پر بحر کی سوار ہوکر روانہ ہوے اور جہان فولاد سے مقابلہ ہوا تھا اسی جگہ قریب پشتہ رنگین حصار لشکر آکر اترا بارگاہ فلک پایگاہ نصب ہوئی مہ جبین آکر تخت پر بیٹھی ناچ ہونے لگا بخواری شروع ہوئی قران جنگل مین چلا گیا یہان سب باطمینان ٹھہرے ہین مگر افراسیاب باغ عشرت مین مصروف عیش و نشاط تھا اور انتظار فولاد کے آنے کا کرتا تھا دارین استادہ تھے کہ دوسرے دن کچھ لوگ شہر نافرمانیہ سے بھاگے ہوے قریب باغ عشرت پہونچے اور داد بیداد کرنے لگے افراسیاب نے حکم دیا کہ ان فریادیون کو حاضر کرو ساحر دوڑے افراسیاب نے کیفیت پوچھی انھون نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ قلعہ نافرمانیہ برباد ہوا اور فولاد کے ہلاک ہونے کی حقیقت کما حقہ جو کچھ گذری تھی بیان کی سنتے ہی افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا حیرت رونے لگی افراسیاب نے دلداری کی اور کہا ای حیرت اگر مین چاہون تو بحرہ ہفت بلا کی ایک بلا کو حکم دون وہ سارے لشکر مہرخ کو کھالے مگر مین طرح دیتا ہون کہ یہ لوگ میرے ملازم اور پروردش یافتہ ہین کیا انھین یکایک قتل کرون چاہتا ہون کہ ایسی گوشمالی دون کہ سرکشی چھوڑ دین اور اسد وغیرہ کو گرفتار کرکے لائین حیرت نے کہا ای شہنشاہ اپنا کام اپنے ہی سے کچھ خوب ہوتا ہی مجھے اجازت دیجیے فوج طلسم میرے ساتھ کیجیے کہ جاکر مقابلہ لشکر حریف سے کرون اور سب کو گرفتار کرکے حضور مین لاؤن افراسیاب جواب دہ ہوا کہ ای حیرت تمنے دیکھا کہ عیارون نے فولاد کو کس طرح سنگ دیکر اڑا دیا پھر تمھین کیونکر ایسے سرکشون کے مقابلہ مین بھیجدون اب مین بھی پردہ ظلمات مین رہا کرونگا طلسم ظاہر مین نہ آؤنگا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ ای بادشاہ مین حکم احکام کس سے دریافت کرونگی افراسیاب نے

جواب دیا کہ تم خود پردہ ظلمات مین آنا اور اگر مین تمھارے پاس آؤن گا تو آئینہ بحر کے اندر رہونگا اور تم دیکھوگی کہ مین بیٹھا باتین کر رہا ہون مگر مین نہونگا بلکہ میری صورت کا پتلا ہوگا اور اب جو ساحر مقابلہ لشکر مہرخ کو جائے جہاں اپنا خیمہ نصب کرے اس زمین کو زور بحر تہہ کر دے کہ کوئی عیار سرنگ نہ لگا سکے اور بہت ہوشیاری سے لڑے یہ باتین خوفناک افراسیاب نے جو کہین سکا ایک چیلا ہوا ارژنگ جادو نام فن بحر مین مہارت تمام رکھتا ہو سر پر رومال جھل رہا تھا یکایک سامنے آیا اور دست بستہ عرض رسا ہوا کہ ای شہنشاہ غلام کو آپ نے کس دن کے لیے پرورش کیا ہو آپ مجھے حکم دیجیے کہ ان نکموں کا جاکر خاتمہ کرون اور سب کو دم بھر مین گرفتار کرلاؤن مجکو نہ کوئی سرنگ سے اڑا سکے گا نہ کوئی عیار میرے پاس آسکے گا افراسیاب نے کہا کونسا سحر تجھے یاد ہو اسنے عرض کیا کہ جو شخص میرے پاس آئیگا مین افسون پڑھکر پھونکونگا اگر وہ عیار ہوگا تو صورت اسکی تبدیل ہو جائیگی مین گرفتار کرونگا اور میرے گرد خیمہ کے تہ زمین سے بھی کوئی نہ آسکے گا افراسیاب نے کہا بہتر جاؤ اور ابھی مہرخ شہر نافرمانیہ کے حوالی مین ہوگی گرفتار کرلاؤ اور عیارون سے بہت ہوشیار رہنا ارژنگ اسی وقت باغ کے باہر آیا نفیر سحر کو بجایا ساحران نامی حاضر ہوے اِنسے حکم دیا کہ دس ہزار ساحر تم مین سے میرے ساتھ چلین اور کام لشکر حریف کا تمام کرین ساحر یہ حکم سنکر تیار ہوے اور شیرواژدر پلنگ پر سوار ہوکر اسباب حربی لیکر ہمراہ چلے نظم

صدائے بوق تھی اک شور محشر	ہوا تھا اس سے گوش چرخ بھی کر
ہوے میدان کی جانب وہ سبک خیز	کیا اژدر کو ہر ساحر نے مہمیز
قدو قامت تھے انکے مثل کہسار	سیہ کاری مین مانند شب تار
صدا کرنا کی تھی اک شور محشر	پراگندہ ہو دل جس سے سراسر
زمین نعل ستوران سے مشبک	صدائے پاشنہ تھی آسمان تک

الغرض بشوکت تمام ارژنگ بعد قطع منازل و طی مراحل قریب قلعہ نافرمانیہ پہونچا آکر سارے شہر کو خراب و برباد دیکھا کہ عمارت شہر کی جلی ہوئی فوج فراری رعایا پریشان ہر شخص بیامان اسنے اس جا قیام کیا اور ایک نامہ لکھا کہ جسکا مضمون یہ تھا پس از تعریف خداوند جمشید و سامری ذیمرد شاہ باختری ای گروہ باغی آگاہ ہو کہ منم ارژنگ جادو سحر کی میرے پناہ نہین کوئی طلسم مین میرے منہ آج تک چڑھا نہین اور کوئی زبردست لڑکر سر برہوا نہین تمھارے نقش ہستی کو دم بھر مین مٹا دونگا گور مین سب کو سلا دونگا نظم

نہ اپنے زور و شوکت پر ہو مغرور	سلیمان کے ہی آگے دیو بھی مور
نہین ای کام اژدر جاے آرام	کہ شیشے کا ہی خارا سے بد انجام

نہین کچھ فائدہ اس شور و شر مین — مناسب آشتی ہی اے دلاور مین
دو سر رکھتا ہی کار و بار پر خاش — مسوزان خلق را بر جاے خود باش
عداوت ہی بہت شاہونسے ممنوع — در توبہ ہی وا اور عذر مسموع
شراب تند لشکر سے نہ کھا جوش — خمار اسکا پشیمانی ہی بیہوش
اٹھا دے اپنی خاطر سے جو تو عذر — وہان چاہے صف نعلین یان صدر

اے مہرخ اگر دیکھتے ہی نامے کے یہان آکر حاضر ہوئی تو روز بد دیکھے گی نامہ تمام والسلام یہ لکھکر ایک تصویر بھونی سے چھر کی نکالی اور کہا ای تصویر بھر یہ نامہ مہرخ پاس لیجا اس تصویر نے نامہ اٹھالیا اور زمین مین سما گئی مہرخ بارگاہ مین اپنی متمکن تھی ناچ ہو رہا تھا سامان عشرت مہیا تھا کہ تیلی زمین سے نکلی اور گود مین مہرخ کے گری نامہ کا جواب طلب کیا مہرخ نے نامہ جب پڑھا بدحواس ہوگئی عمرو نے اسے منتشر دیکھکر پوچھا کہ ای ملکہ خیر تو ہی مہرخ نے کہا خواجہ ارژنگ چیلہ افراسیاب کا جسے شہنشاہ نے خود تعلیم کیا ہی اور بجاے اپنے فرزند کے پالا ہی وہ لڑنے آیا ہی اب سوا مرگ کے چارہ نہین مقابلہ کرنے کا یارا نہین عمرو نے کہا ای ملکہ خدا کو یاد کر کے جواب نامہ جنگ کرنا تا تک جو آیا فرعون با سامان آیا مگر ہر فرعونے را موسیٰ دیکھا تمنے کہ عیاران نامدار نے کس طرح مار ڈالا کہ حسرت و آرزو واپسر گریان تھی چیل کوؤن نے لاش کھائی تھی گور بھی بنا لی تھی غرض عمرو کے کہنے سے جواب نامہ یون لکھا نظم

لکھا نام خدا آغاز مکتوب — کہ بسم اللہ ہی ہر کام مین خوب
پھر اسکے بعد توصیف رسالت — کہ یہ نقطہ ہی سرتاج عبادت
کیا پھر یہ جواب نامہ تحریر — مین تیری مدعی ہون مثل شمشیر
اسد خوش بخت ہی اور مرد جرار — جو اس فوج دلاور کا ہی سردار
نہ دیکھا تونے کچھ نیرنگ اوبار — تصور کر ذرا تو اے گنہ گار
کہ نامی ساحرون کو ایک دم مین — عمرو نے دی جگہ ملک عدم مین
کریگا تجکو بھی گردون پشیمان — کر استغفار تو اور ترک طغیان
ہمین بھی تیری جان بخشی ہی منظور — وگرنہ صلح کرنا دل سے رکھ دور

یہ جواب باصواب رقم فرماکر تصویر کے حوالہ کیا وہ لیکر زمین مین سما گئی اور پاس ارژنگ کے پہونچی اور وہ تحریر دی اسنے پڑھکر قصد کیا کہ کوچ کرون ادر ادھر مہرخ نے حکم کیا کہ تیاری فوج کرے اور لڑنے چلے اسوقت ملکہ نافرمان نے کہا ای ملکہ مجھے اجازت دیجیے کہ مین یہانسے جاؤن اور ارژنگ سے کہون کہ مہرخ کے لشکر نے میرے ملک پر تسلط کر لیا تھا عیارون نے مجھے پکڑ لیا تھا اس سبب سے مصلوت وقت سمجھکر مین نے اطاعت کر لی تھی

فی الحال ای ارژنگ آپ تشریف لائے ہین میرے یہان اگر آکر دعوت نوش فرمایئے مین بھی آپکے ہمراہ ہوکر کینہ
دیرینہ لشکر مہرخ سے نکالون اور سب باغیون کو قتل کرکے اپنا بدلہ لون بس وہ میرے یہان آئیگا کینزا سے قتل کرڈالونگی
یا گرفتار کرلیگی مہرخ نے کہا ایسا نہو وہ تمھین گرفتار کرے کیونکر تنہا تمھین جانے دون اور مصیبت ڈالون اس اثنار
مین برق نے کہا ای ملکہ آپ نافرمان کو سہ فوج روانہ فرمایئے انکے نامہ وپیام مین وہ رکے گا مین جاکے قتل کرڈالونگا
آپ ابھی لشکرکشی نہ کرین اور زحمت بیفائدہ نہ اٹھائین آخر مہرخ نے نافرمان کو روانہ کیا اور بطور اخفا
شکیل کو پندرہ ہزار ساحر کی جمعیت سے بھیجا کہ جم قریب لشکر ارژنگ وقت کے منتظر کمینگاہ مین جاکر
ٹھہرو یہ بھی روانہ ہوا ساتھ لشکر کے برق اور ضرغام اور جانسوز بھی چلے اور بعد قطع مسافت راہ قریب
لشکر حریف پہونچکر کمینگاہ مین بیٹھے اب حال نافرمان سنیئے کہ اپنے قلعے مین آکر ایک نامہ بلجاجت ومنت ارژنگ
جادو کو لکھا کہ ای فرزند شہنشاہ افراسیاب یہ کنیز مجبب مصیبت مین گھری تھی اطاعت مہرخ سے سراسر مجبوری تھی
کوئی حامی ومددگار اس وقت بدمین نہ تھا اگر مطیع اسکی نہوتی تو کیا کرتی زہے خوش نصیبی میری کہ جو حضور یہان
تشریف لائے غریبخانہ مین تشریف لایئے مجھے سرفراز فرمایئے مین معاوضہ اس قوم شریر سے لونگی اور ہمراہ آپکے
ہوکر لڑونگی یہ تحریر ایک ساحر معزز لیکر ارژنگ پاس آیا اور نامہ دیا اسنے پڑھا اور برائے امتحان کچھ سحر پڑھکر
دستک دی ایک پتلا زمین سے پیدا ہوا اسنے ایک کاغذ اسے دیا وہ بھی پڑھا لکھا تھا کہ یہ رقعہ ازراہ فریب
نافرمان نے لکھا ہو وہ صدق دل سے شریک عمرو کی ہو اور تجھے قلعہ مین بلاکر قتل کیا چاہتی ہو خبردار اسکے
دھوکہ مین نہ آنا اسنے وہ کاغذ تو پڑھکر پتلے کو دیا کہ وہ لیکر زمین مین غرق ہوا اور نافرمان کے رقعہ کا جواب لکھا
کہ ای نمکحرام مین تیری چال جانتا ہون ایسے فقرے مین کب آنا ہون تونے مجھے بھی کوئی ایسا ویسا ساحر
سمجھ رکھا ہو تم ارژنگ جادو کوئی دم مین تجھے اور تیرے مددگار کو گرفتار کرکے عذاب الیم سے قتل کرونگا تو اپنی
خیر سنا مین پہلے مہرخ کو جاکر گرفتار کرلاؤن پھر تجھے گرفتار کرون تو طلسم سے کہان جائیگی کوئی لمحہ مین اپنے کردار
کا تماشا دیکھے گی یہ جواب لکھکر نامہ دار کو دیا وہ لے گیا مگر عیار کمینگاہ مین لشکر ٹھہراکر بشکل مبدل گرد اسکے
خیمے کے پھر رہے ہین کہ ضرغام ایک خدمتگار کی صورت بنکر اندر اسکے خیمہ کے اور جانسوز ساحر بنکر در خیمہ
پر کھڑا ہوا اس عرصہ مین ارژنگ نے جو نگاہ کی دیکھا کہ ایک خدمتگار کھڑا ہی اسے شبہ ہوا اسی وقت سحر کیا
کہ ضرغام کا رنگ ورو غن چھوٹ گیا اور صورت اصلی ہوگئی اسنے کہا خدمتگار لے یہ رقعہ نافرمان کو دے آ
اور ایک کاغذ اٹھا کر دکھایا ضرغام کاغذ ہاتھ سے آکر لینے لگا اسنے ہاتھ پکڑلیا اور کہا او نابکار تو میرے ساتھ
بھی عیاری کرنے آیا تھا ضرغام نے چاہا کہ خنجر ماروں مگر ارژنگ نے ایسا سحر کیا کہ دست وپا کی حرکت جاتی
رہی اور پکارا کہ کوئی حاضر ہی جانسوز ساحر بنا دروازے پر کھڑا تھا حاضر حاضر کہتا ہوا اندر آیا ارژنگ نے

کہا عیار آماشروع ہوئے ایک کو مین نے گرفتار کیا ہی اسے لیجا کر قید کر جانسوز نے کہا آپ اپنا سحر اپنے سے دفع کر دیجیے مین اپنے سحر مین اسے مبتلا کر کے قید کرون اسنے اپنا سحر دفع کر دیا جانسوز بازو پکڑ کر ضرغام کو چلا مگر ارژنگ کو کچھ شبہ ہوا ہنوز درخیمہ تک دونون نہ پہونچے کہ اسنے سحر کیا کہ جانسوز کی اصلی صورت ہو گئی بس پہچانکر اسکو بھی مقید کر لیا اور ایسا سحر کیا کہ دونون کمر تک زمین مین غرق ہو گئے اس عرصہ مین وہ دن گذرا اور نقاش قدرت نے صفحہ سپہر پر صورت ثوابت و سیار منقوش فرمائی اور مصور آفرینش نے پیکر دلفریب شاہد ماہ کو جلوہ بخش کیا نظم

چلا جب بادشاہ ملک خاور	شعاع مہر کا نیزہ اٹھا کر
ہوئی ظاہر یکایک فوج انجم	نشان مہر عالم سے ہوا گم
فلک پر تھا ستارون کا یہ انبوہ	کہ جیسے فوج مردم پر سر کوہ

سر شام برق بطور مخفی پاس نافرمان کے گیا اور کہا ای ملکہ جو عیار پاس ارژنگ کے جاتا ہی وہ پہچانکر اسے گرفتار کر لیتا ہی مین اسکے پاس نجاؤنگا آپ مجھے ایک خیمہ اور پلنگڑی جواہر نگار کی و فرش شاہانہ عنایت کیجیے نافرمان نے کہا حاضر ہی لیجایئے برق نے چھکڑے پر سب اسباب مذکورہ بار کیا اور قلعے کے باہر اگر ایک صحراے سبزہ زار پر بہار قریب خیمہ ارژنگ تجویز کیا کہ جہان گلہاے رنگارنگ کھلے تھے چشمے چقر بہتے تھے نظم

چمکے تھے غنچے لال تھے لب کو بلونکی طرح	پنکھا کرے تھی انکو صبا بسکہ ہر زمان
جھوکے سے باد کے تھین کشاکش مین یکدیگر	شاخ کمانکی طرح سے پھولون کی وٹالیان
تاراج خواب کرتے تھے بلبل کے چہچہے	قصے کہین جگاتی تھی شارک کی داستان
تمری بھرے تھی نعرۂ حق سرو کہین	ادراک طرف کو فاختہ کو کرے تھی دان
تھا بسکہ برفروختہ رخسارۂ چمن	ہر دم سپند لاکے جلاتا تھا باغبان

برق نے پھکڑا تو قلعے مین بھیجدیا اور خیمہ اس مقام فرح افزا مین استادہ کیا اور پھولون کے ہار سے سارا خیمہ چھپا دیا وہ ہار سب عطر بیہوشی مین بسائے تھے عبیر سے اس طرح ڈالے تھے کہ خیمہ گلدستہ معلوم دیتا تھا اور عطر بیہوشی بہت سا سارے خیمہ کے اندر اور باہر چھڑکا تھا اپنے دماغ کو بند کر لیا تھا ناک مین روئی رکھ لی تھی غرض اندر خیمہ کے پلنگڑی آراستہ کی اور گل تکیے لگائے عطر بیہوشی ان مین بھی ملدیا تھا چادر پلنگ پر عطر مین ڈوبی ہوئی بچھائی مسند زیر پلنگ لگائی مرتبے اٹھا دیے روبرو خیمے کے وہ صحراے سبزہ زار ہی کہ جسکے دیکھنے سے روح تازی ہوتی تھی فرش اہتابچے فرش چاندنی بچھایا تھا ہر ذرۂ ریگ بیابان ثوابت آسمان سے

سیر کرتا تھا چشمہ ہر طرف موجزن انکے کنارے پاڑہی چیتل گورو گوزن وہرن چاندنی مین پھرتے تھے برق نے صورت اپنی جوگی کی بنائی کانون مین کنڈل اور مندرے پہنے بالون کی جٹائین بنکر خاک آلودہ کین ہاتھون مین سلیمانی دانون کی سمرن باندھکر گلے مین سیلیان پہنین مالے ڈالے منھ پر موتیون کو خاک کرکے بھبھوت ملا زری کا حلقہ سر پر رکھا اور مرگ چھالا در خیمہ پر بچھاکر بیٹھا اور طنبورا لیکر بجانے لگا اور بھجن سامری کی تعریف کے گانے لگا یہان ارژنگ دونون عیارون کو قید کرکے اپنے خیمہ مین بٹھا اور پھر کردیا کہ اب اندر خیمہ کے اپنا پرایا کوئی نہ آسکے خدمتگارون تک کو باہر نکال دیا اور زمین کو تھپر سے بھی زیادہ سخت کردیا کہ کوئی عیار نقب نہ لگائے خلاصہ کلام باانتظام تمام بیٹھا تھا کہ یکایک صداے دلکش بھجن گانے کی کان مین آئی اٹھکر در خیمہ پر آیا معلوم ہوا کہ پشت خیمہ پر جو جنگل ہی ادھر سے آواز آتی ہی اسی طرف روانہ ہوا اور قریب خیمہ برق پہونچا چاندنی چھٹکی تھی برق نے اسے آتے دیکھا آپ اٹھکر بھاگا اور ایک جھاڑی مین ندی کے کنارے آکر چھپ رہا لیکن ارژنگ نے جو کر دیکھا کہ مرگ چھالا بچھا ہی خیمہ آراستہ ہی مسند پر زرگی ہی پلنگ جواہر آگین بچھا ہی مگر کوئی نہین ہی ایک سناٹا ہی یہ خیمہ کے اندر حیران ہوکر آیا ایسی جگہ معقول تھی اور لپٹ خوشبو کی آتی تھی کہ شام جان اسکا معطر و معنبر ہوا اور پلنگڑی پر بیٹھا خیال کیا کہ ایسا نہو کسی عیار نے یہ خیمہ اپنے رہنے کو درست کیا ہو یہ سوچکر افسون پڑھا کہ زمین سے ایک تصویر تیھر کی کاغذ لیے نکلی اس سے کاغذ لیکر جو پڑھا لکھا تھا کہ یہ خیمہ برق فرنگی عیار کا ہی اور تجھے وہ قتل کرچکا اب تو مردہ ہی یہ پڑھ ہی رہا تھا کہ عطر بیہوشی کی خوشبو تو کام کرچکی تھی ہی سارے دماغ مین بس چکی تھی کہ یکایک چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا برق اسکو خیمہ کے اندر جاتے دیکھکر آہستہ جھاڑی سے نکلا تھا اور قریب خیمہ پہنچکر حال اسکا دیکھ رہا تھا جب ارژنگ بیہوش ہوا برق خیمہ مین آیا اور خنجر سے سر اسکا کاٹ ڈالا ایک شور عظیم برپا ہوا اور سلین برسنے لگین قیامت کی طرح ہنگامہ ہوا صدا آئی مارا مجھے کہ نام میرا ارژنگ جادو تھا برق بھاگ کر لشکر شکیل جو کمینگاہ مین تھا وہان گیا اور کہا جلد چلو ادھر سا حر صداے دار و گیر سنکر دوڑے دونون عیار جو خیمہ مین ارژنگ کے قید تھے وہ چھوٹ گئے اور بھاگ کر قلعہ نافرمانیہ مین پہونچے نافرمان سے کہا ارژنگ مارا گیا جلد لشکر تیار کرکے شبخون کرو نافرمان فوج کو ترتیب یکر بعجلت تمام قلعہ سے نکلی اور ایک طرف کو شکیل آکر پہونچا دوطرف سے ارژنگ کے لشکر کو گھیرکر شبخون مارا سحر کی لڑائی شروع ہوئی

شمشیر زنی ہونے لگی نظم

برآئین دارا برون از حصار	برآمد سپہدار جم اقتدار		
یلان تیغ دیا دو را فراختند	رجز خوان بنا ورد گہ تاختند		
سپاہ دو سو گرم پیکار گشت	دمہ تا بماہی خبردار گشت		

زمین گشت رنگین زخون یلان		چنان کز شفق دامن آسمان	
پس از وصف شیران شمشیر زن		کہ رنگین زبان گشتہ در کام من	

الغرض ساری رات لڑائی سحر کی رہی اور تیغ آزمائی ہاتھون کی صفائی رہی صبح کو جب علم زرنگار شاہ خاور درمیان کوہسار بلند ہوا اور کہکشان کوترک فلک نے نیام انتقام مین کیا قطعہ

چو خورشید در صبح دم طبل جنگ		فرو کوفت بر بام چرخ دورنگ	
تزلزل زمین و زمان را گرفت		تپش نبض جان جہان را گرفت	

لشکر ارژنگ شکست کھاکر طرف باغ عشرت کے بھاگا نافرمان نے خیمہ و خرگاہ افراسیاب نقد وجنس لوٹ لیا برق نے بہت کچھ لوٹا کہ چلکر عمرو کو نذر دونگا اور نافرمان سے کہا یہان نہ ٹھہرو اسی طرح لشکر مہرخ کی طرف چلو تو فوج سب مسلح و مکمل تھی ہی نقارے خوشی کے بجاتے قہقہے لگاتے روانہ ہوئے اور بعد مرحلہ پیمائی کے داخل عسکر نصرت اثر ہوے مہرخ نے سب کو گلے سے لگایا اور صدائے مبارکباد بلند ہوئی کہ سب عید کی طرح سب گلے مل مل + غنچہ کی طرح ہنستے تھے کھل کھل + برق کو مہرجبین نے بہت بھاری خلعت دیا اور سب عیارون کو سرفراز کیا لیکن فوج ارژنگ کی شکست خوردہ چاک گریبان و سینہ زنان باغ عشرت کے قریب پہونچی افراسیاب سرگرم عیش و نشاط تھا اور سترہ ہزار ساحر معزز گرد و پیش بیٹھا تھا رقاصہ مجرا کر رہی تھی دور مے گلگون کا چلتا تھا کہ یکایک صدائے نوحہ و شیون کان مین آئی خبر دریافت کرائی معلوم ہوا کہ ارژنگ مارا گیا فوج جو اسکے ساتھ گئی تھی وہ بھاگ کر آئی ہی چند افسرون کو ان مین سے اپنے روبرو بلایا اور حال مفصل ارژنگ کے قتل ہونے کا دریافت فرمایا اور سب کیفیت سنی پشت دست کو دندان حسرت سے کاٹا حیرت نے کہا ای شہنشاہ اب مجھے تاب باقی نہین ہی مین جاتی ہون اور ان نمکحرامون کو سزا دیتی ہون افراسیاب نے کہا تمھارا جانا مناسب نہین تم باغ سیب مین جاکر معہ ارکان سلطنت ٹھہرو مین پردۂ ظلمات مین جاتا ہون وہان سے جب آؤنگا جیسا مناسب ہوگا کیا جائیگا یہ کہکر سوار ہوا چونسٹھ ہزار نقارے برروے ہوا بجنے لگے اور تخت طاؤسی جبر افراسیاب سوار ہی سامنے اس تخت کے پریزادین طلسمی ہاتھون مین ساز لیے تخت روان پر بھر کے سوار آگرنا چنے لگین اور بہت سی پریان بچکاریان لیے سونے روپے کے گھڑے کولے پر رکھے زنگ کے بدلے گلاب اور کیوڑہ بید مشک انمین بھرا آپسمین رنگ کھیلتی ہوئین قمقمے اچھالتی چلین چارون وزیر تخت کے گوشون پر کھڑے چنور بال ہاکا لیے گمس رانی مین مصروف ہوئے ایک ابر سرخ زنگ تخت پر آکر سایہ فگن ہوا اور موتی ابر سے برسنے لگے اور تخت از خود سواری کا سن سن ہوا کی طرح روانہ ہوا جدھر سے سواری نکلی درخت اور طائر اور انسان سب یا افراسیاب

یا افراسیاب کی صدا دینے لگے اسی طرح طرف ظلمات کے چلا گیا کسی کو نہ معلوم ہوا کہ کدھر سے وا اصل بردہ ظلمات ہوا حال بردہ ظلمات بروقت داخلہ عمرو کے بیان ہوگا لیکن حیرت بعد جانے افراسیاب کے طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور معارکان دولت کے بڑے حشم و خدم سے آکر باغ سیب مین پہونچی اور تخت پر بیٹھی تمام سردار ساحر زیبا دہ کرسی و ذنگل ہوے ناچ شروع ہوا ساقیان مہ لقا جام بادۂ احمر دینے لگے اسوقت ہوا سرد سرد چلنے لگی اور گھٹا چارطرف چھاگئی سارے پھول باغ سیب کے کھل گئے درخت نشۂ جوش بہار سے جھومنے لگے طائران سحر سامنے حیرت کے آکر زمزمہ سرا ہوئے کہ اے ملکہ عالم ملکہ بہار جادو تشریف لاتی ہین حیرت نے کہا جب ہی یہ عالم بہار کا یکایک ہوا تھا اچھا کچھ لوگ استقبال کو جائین اور باعزاز تمام لائین ساحران معزز روانہ ہوے اور ملکہ بہار کا استقبال کیا بہار داخل باغ ہوئی سب اٹھ کر کھڑے ہوے حیرت نے گلے سے لگایا بلائین لین پاس بٹھایا کس لیے کہ بہار جادو چھوٹی بہن حیرت جادو کی ہی اور ایسی خوبصورت ہی کہ باغبان قدرت نے چمن حسن کو اسکے اپنی آبیاری رحمت سے سرسبز فرمایا ہی اور گلشن روزگار مین سرو قامت کو اس غنچہ خوبی کے بوٹا سا خلق کیا ہے ابیات

شہریار لشکر جور و جفا برق تمثال آتشین و شوخ و شنگ	زیب بخش کشور حسن و ادا سوز جان نادیدنان فرنگ

افراسیاب ہزار جان سے اسپر شیفتہ و فریفتہ ہی اور صدہا مرتبہ سوال وصل کر چکا ہی مگر بہار نے حیرت اپنی بہن کے باعث سے انکار کیا ہی دربار مین کم آتی ہی کوہ آرام طلسم مین ایک مقام ہی وہان رہتی ہی طلسم مین غدر سنکر اور ساحرون کے مارے جانے کی خبر سنکر پاس اپنی بہن کے آئی ہی ہر ایک ساحر جلیل القدر اسپر مائل ہی مگر بخوف اسکے کہ افراسیاب اسے پیار کرتا ہی کوئی خواستگاری عقد کی نہین کرتا ہی بہار ناکتخدا ہی اور حیرت بوجہ عشق افراسیاب چاہتی ہی کہ بہار طلسم مین نہ رہے مگر ظاہر مین خاطر کرتی ہی خلاصہ کلام جب بہار بیٹھی حیرت نے اشارہ کیا ساقی جام سامنے بہار کے لایا میکشی شروع ہوئی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بہار نے کہا باجی یہ کیا غلغلہ طلسم مین ہی حیرت گویا ہوئی کہ اے بہن اس مہرخ حرامزادی کی قضا آئی ہی شامت زدی نے ملازمان شہنشاہ کے ساتھ بغاوت اختیار کی ہی جان نثارون کو حضور کے قتل کرتی ہی اب مین جاکر گرفتار کرکے ایسے بڑے حال سے جوتیان لگا کر قتل کرونگی کہ اس طلسم مین تو اس طرح کوئی بیعزت نہوا ہوگا بہار نے یہ باتین سنکر برا مانا کس لیے کہ مہرخ اسکی عزیز ہی اور کہا کہ بہن یہ تو ناحق کہتی ہو ملکہ مہرخ سے اور مہ جبین سے آخر عزیزداری کیسی بلکہ خون شریک ہی کہین لاٹھی مارنے سے پانی جدا ہوتا ہی یہ کس طرح تمہارے منھ سے نکلا کہ جوتیان لگا کر قتل کرونگی

بکھ وہ ہم لوگون سے کم نہین ہان البتہ شہنشاہ اور ساحران صاحب مرحلہ طلسم یا بلائے سفت مجرہ یا ساکنان دریاے ہفت رنگ و دریاے نیل وغیرہ اسکے اوپر غالب آسکتے ہین یا ہم اور تم مقابلہ کرسکتے ہین یا چار دن وزیر شہنشاہ کے لائق مقابلہ ہین سنا ہی کہ فولاد بیہوشی خوار کو بھر کرکے اژدہے سے نگلوالیا ہوتا اگر پتلے طلسمی ہوتے تو بچکر آنا فولاد کا میدان جنگ سے دشوار تھا پھر ایسے معزز بزرگ عالی خاندان کو تم کیونکر جوتیان لگاؤگی حیرت یہ کلام سنکر فرط غیظ سے آگ ہوگئی اور کہا دھوکری تو سر دربار شوکت مہرخ کی بیان کرکے میرے سرداروں کو خوف زدہ کرتی ہی نکھرامی درپردہ اسی کو کہتے ہین تو بھی انھین باغیون مین مل گئی ہی جب تو طرفداری کرتی ہی یہ کہکر لوگون سے کہا کہ کیا دنیا مین خون سفید ہوگیا ہی کہ جب ایسے شخص نکھرامی کرین تو پھر اور کسی سے کیا امید ہوگی لو صاحب ہمارے سامنے اور مہرخ کی تعریف وہ حرامزادی اب ہماری عزیز ہی یا دشمن اسی مین اسے جوتیان نہ لگاؤنگی تو کیا سر پر چڑھاؤنگی بہار نے سخنان درشت سنکر کہا بس بس منھ سنبھالو نکھرام جو ہوگا وہ ہوگا مجھے کیا کام کسی سے میری پیزار یہ جھگڑے جانے دو ابھی منھ نہ لگنا نہین ہین بھی اپنے نام کی ہون سارا شہزادی پن تمھارا معلوم کردونگی مجھے ذرا پندوجہ شاہ ہونا نہ جتانا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک سواری ظلمات کی طرف سے افراسیاب کی آئی تجمل سواری جو پہلے ذکر کیا گیا ایک جانب ٹھہرا اور افراسیاب رستہ اچھا لتا ہوا خوش طبعی کرتا تخت سے اترا اہل دربار بہر تعظیم اٹھے مجرا اور سلام ہر ایک کا ہوا اور تخت پر بیٹھا دیکھا کہ بہار جادو کے اشک تصل و پیہم جاری ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ مشاطہ حسن نے سوتیون کا سہرہ چہرہ زیبا پر اس عروس بہار کے آراستہ کیا ہی یا صدف کا منھ کھلا ہی کہ لآلی آبدار اگل رہی ہی رنگ چہرہ کا فرط نزاکت سے گل کی طرح مسخ ہوا افراسیاب یہ حال دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا اور پوچھا کہ اے غیرت دہ گلشن مہر سپہر سے تو بری رہے کونسا الم پہونچا ہی کہ شکل غنچہ دل تنگ ہی بہار نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ اب مین نکھرام ہون اور ارادہ رکھتی ہون کہ بہار لشکر مہرخ پر جاکر وہ خزان لاؤن کہ غنچہ لیب آسا اسکے مدد گار نالہ و شیون کرین او یہ مجھے رحم نہ آئے اور باغ ہستی مین کسی باغ کا نخل قامت باقی نہ رہے لیکن باغ طلسم سے ہم بھی مانند بوے گل پریشان ہوے وا ے چمن بندر یا فن سلطنت آپ کے قدم سے جدا ہوے یہ کلام اس غنچہ دہن کے افراسیاب نے جو سنے اور دیکھا کہ چشم نرگسی مین اشک شبنم نمط بھرے ہین لب نازک مثل برگ گل حرارت غضب سے اور تیزی صہباے کلام سے تھرا رہے ہین کہ ابیات

طبیعت کو پیدا ہوا ہی ملال		ٹھہرنا اسے یان ہوا ہی محال	
لبون پر ہنسی چتونون مین حجاب		[illegible] بظاہر بباطن عتاب	

کھسیانی ہوکر باتین کر رہی ہی افراسیاب نے حیرت کو گھڑکا کہ اگر یہی لوگ نمکحرام ہونگے تو نمک حلال تم کہانسے ہوئین حیرت نے کہا یہ باتین سب مجھپر آئینہ ہین چلو مجھ سے ایسی باتین بناوٹ کی نہ کرو مین آدمی کی نگاہ پہچانتی ہون تم انکی پشتی بھلا کیونکر نہ لوگے یہ طنز بھی بہار کو برا لگا اور افراسیاب پتے کی بات سنکر چپ ہورہا بہار نے اپنے دل سے یہ مشورہ کیا کہ چلکر مہرخ کا لشکر برباد کرے اور وہان سے کسی طرف نکلجاے یہ تجویز کرکے گلریزی گلشن کلام مین کی کہ ای شہنشاہ آخر حضور کسی جان نثار کو بہر مقابلہ حریف بھیجیے گا مجھی کو روانہ فرمایئے افراسیاب سوچا کہ اگر مین روکتا ہون حیرت کہیگی کہ معشوق کو لڑنے جانے نہ دیا اس سبب سے بہار کو اجازت دی کہ اچھا جاؤ لیکن تم الگ رہنا کسی اپنے نوکر کو حکم دینا کہ وہ لشکر مہرخ کا فیصلہ کردے اور مین بھی تمھاری مدد بھیجونگا بہار نے کہا آج تک تو مین نے کسی کی مدد نہین چاہی اگر آپ بھی بہر امداد تشریف لائے تو مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگی کہین ایسا غضب نہ کیجیے گا جو کسی کو بھیجیے افراسیاب نے کہا سچ ہی ای ملکہ تم ایسی ہی ہو اور خلعت رخصت منگا کر دیا بہار تیوریان چڑھائے منھ پھولائے سوار ہوکر کوہ آرام مین آئی اور ایک دن اپنے مقام پر رہکر اپنے سپہ سالار میخوار کر گدن پیشانی کو حکم ترتیب لشکر دیا بارگاہ زرد بفضی بسنتی رنگ کی اژدر سحر پر بار ہوئی اور ساٹھ ہزار جادوگر نیان اور ساحر افراسیاب لشکر کا لیکر آمادہ سفر ہوے جب کہ دوسرے دن اریکہ آرای چرخ زنگاری باچتر زرین شعاع اور نگ سپہر پر جلوہ گر ہوا ابیات

چو در خانۂ زین نشست آفتاب		روان گشت فتح و ظفر در رکاب	
برآمد یکے قرص زرین حباب		فرو رفت ظلمت بدریاے آب	
رُخ خود نمود آفتاب منیر		زرویش جہان گشت روشن ضمیر	

صبحدم نفیر سحر بجی اور لشکر نے کوچ کیا ملکہ بہار تخت پر سوار ہوئی سامنے ملکہ کے تخت پر گلدستے گلزار کو جو ہنستے رکھے تھے گھٹا تخت پر چھائی تھی اور مہین مہین بوندیان پڑتی تھین جدھر سے سواری نکلتی تھی ساون کے تحتے از خود ظاہر ہوتے تھے اور پھولتے تھے خواصین سر پر چتر زرین ملکہ کے لگائے تھین اور خود بخود کچھ پریزادین ظاہر ہوکر پچکاریان لیے رنگ کھیلتی تھین ہولیان گاتی تھین اور جادوگرنیان اور ساحر ہمراہ کے چاندی سونے کے پھول ملکہ کے اوپر سے نثار کرتی تھین سحر کی نیرنگیان دکھاتی تھین آگے آگے میخوار بعہدۂ سپہ سالاری اژدہے پر سوار پشت پر ساحر ساٹھ ہزار ابیات

کہ سب مثل بلبل کے تھے نغمہ سنج		علم گیر و بے رنج بردفت رنج	
زرہ پوش مردان جنگ آزما		لیے ساتھ اسباب سب سحر کا	
وہ اڑتی ہوئی بیرق اس فوج کی		کہ دریاے لشکر کی وہ موج تھی	

ہزبران جنگی بہ آئین جنگ		کشیدند بر مرکبان تنگ تنگ	
پلان غرق آہن ز سر تا بپا		چو شیرے کہ گیرد در آیمنہ جا	

غرضکہ بڑے جاہ وحشم سے پانچ پانچ کوس کا کوچ و مقام بہار کرتی روانہ ہوئی جب ایک منزل لشکر کوہ آرام سے نکل آیا ایک جگہ بہار ٹھہری تھی کہ میخوار کرگدن پیشانی نے عرض کیا کہ ای ملکہ اگر اجازت دیجئے تو بارہ ہزار ساحرون سے یہ غلام آپکا آگے جاکر لشکر مہرخ کو گرفتار کرے کس لیے کہ بروقت تشریف آوری حضور کے زحمت بندگان عالی کو نہو صرف سر کٹوا کر پاس شہنشاہ کے بھیجنا باقی رہے بہار نے کہا اچھا جاؤ اور میرا سکھایا ہوا سحر جاتے ہی کرنا میخوار حسب الارشاد منجملہ ساٹھ ہزار ساحر کے بارہ ہزار ساحر جو اُسکی اردلی خاص کے تھے منتخب کر کے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام راہ طے کر کے قریب لشکر مہرخ عالی مقام پہونچا اور خیمہ استادہ کرایا نقارے داخلے کے بجے لشکر اُترنے لگا مگر میخوار نے اپنے خیمے کے برابر خیمہ اور برپا کرایا اور اسباب سحر کا لیکر اسمین سحر کرنے بیٹھا خون خوک سے چوکا دیا صندل کی چوکی پر کھڑے ہوکر سحر پڑھنے لگا سور کے لہو سے آپ بھی نہایا منقل آتشین پر اگ دھتورے کے پھل رائی سرسون نمولے جلاتا تھا لیکن طائر سحر ملکہ مہرخ اُسکے لشکر کو اُترتے دیکھکر بارگاہ مہ جبین مین حاضر ہوے اور بزبان فصیح دعاے شہنشاہی بجا لائے کہ ابیات

اے تاج شاہی را فروغ از تارک والاے تو		وی خلعت شاہنشہی زیبا ست بر بالاے تو	
بدرالدجاے مکرمت مہر سپہر آبہت		غد فخر تخت سلطنت کا مد بزیر پاے تو	

میخوار سپہ سالار بہار آیا ہی اور ارادہ فساد رکھتا ہی مہرخ نے عمرو سے کہا خواجہ خدا خیر کرے بہار کا آنا بڑا قہر ہوا اس سے ہم کوئی مقابلہ نہین کر سکتے تا اینکہ اسکے سپہ سالار کے بھی ہمسر نہین ہو سکتے ملکہ اور خواجہ مین تو باتین ہونے لگین اور عیار خبر لشکر سے نکل کے صحرا مین چلے گئے عمرو نے کہا ملکہ خدا مالک ہی گھبرانا نہ چاہیے لیکن عمرو ہر چند تسکین دیتا ہی مگر سارے لشکر مین کھل بلی پڑگئی اور کم اعتقاد بزدل جو تھے وہ بھاگنے لگے جو ساحر مطیع اور بہادر تھے انھین یقین واثق مرگ کا ہو گیا عمرو نے بعد دعا دینے کے چاہا کہ مین بھی لشکر سے نکل جاؤن اُسوقت یکایک آسمان پر ابر آیا اور اس ابر سے ہزارون ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے نافرمان نے کہا ای ملکہ معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ سرخ موے کا کل کشا حاکم قلعہ سرمویان آتی ہی مہرخ نے ساحران معزز کو بہر استقبال بھیجا عمرو یا تو جاتا تھا یا ٹھہر گیا کہ دیکھون کون آتا ہی لیکن جب خسکیل وغیرہ براہ تعظیم سرخ مو کے پاس پہونچے سرخ مو ملکہ نافرمان کے گلے سے لپٹ گئی کس لیے کہ ان دونون مین بہنا پا ہی اور یہ نافرمان کو سمجھانے آئی ہی کہ کیون شریک عمرو کی ہوئی اب بھی بازگشت کرے اور میرے ساتھ چلے غرض کہ بارگاہ مین آئی ساحرہ جلیل القدر ہی اور صاحب ملک و مال ہی

تیس ہزار ساحر اُسکے مطیع ہین افراسیاب بھی خاطر کرتا ہی حسینہ جمیلہ بھی ہی مہرخ نے اُٹھکر تعظیم کی اور دنگل زرین پر بٹھایا اسنے دیکھا کہ ملکہ مہ جبین تخت پر جلوہ گر ہی دربار لگا ہی ایک کرسی جواہر آگین پر عمرو بیٹھا ہی عمرو کا چونکہ جلیہ سارے طلسم مین افراسیاب نے پہلے ہی جاری کیا تھا اسی سبب سے مہرخ مو نے بھی شناخت کیا اور عمرو کی صورت عجیب دیکھ کر ہنسی اور کہا اے نافرمان بہن یہ تمنے کیا غضب کیا کہ شہنشاہ سے بگاڑی افسوس مفت اپنی جان کھوئی نافرمان نے کہا بس ستارۂ اقبال شہنشاہ عمرو اوج پر ہی افراسیاب مارا جائیگا طلسم فتح ہوگا جو عمرو کا شریک ہوگا وہ بچے گا باقی سب مارے جائینگے تم بھی بہن بلجاؤ مہرخ مو یہ تقریر سنکر بہت ہنسی اور کہا چہ خوش کجا افراسیاب اور کجا عمرو واہ ری آپکی عقل کہان زمین اور کہان آسمان تم مجھے بچھاتی ہو اگر ہزار دن ساحر دن کو عیار قتل کرینگے تو بھی کیا ہوگا افراسیاب کی فوج اسقدر ہی کہ ایک قلعہ ہی اسمین کئی سو کنوئین ہین اسکے ہر ایک کنوئین مین بیشمار مچھر بھرے ہین مگر وہ مچھر نہین ہین بلکہ ساحران طلسم اور لشکر افراسیاب ہی اگر اُس مین سے ایک کنوان کھولدے تو سارا طلسم پر از فوج ساحران ہوجائے بھلا شہنشاہ سے کون مقابلہ کرسکتا ہی اور فرض کیا عمرو سب طرح غالب آئیگا مگر لوح طلسم کہان سے پائیگا کیونکہ بے لوح طلسم فتح نہین ہوتا اور لوح اس طلسم کی افراسیاب خود بھی نہین جانتا کہ کہان ہی پس عمرو کہان سے لائیگا نافرمان نے کہا اے مہرخ مو وہ مسبب الاسباب کوئی سبب تو پیدا کریگا کہ لوح ملے گی اور طلسم فتح ہوگا تمنے سنا نہین کہ مصرعہ دشمن گر تو یست نگہبان قوی تر ست مہرخ مو نے کہا معلوم ہوا کہ اے بہن اب ہمارے تمھارے جدائی ہوئی ہم کسی طرح عمرو ایسے ذلیل شخص کی اطاعت نہ کرینگے اس طرح کی باتین باہم بارگاہ مین ہو رہی تھین کہ وہان میخوار اتنے عرصہ مین سحر پڑھ چکا بھینٹ دیچکا اور اسی طرح خون خوک مین نہایا ہوا در خیمہ پہ آکر کھڑا ہوا لشکر مہرخ کی طرف سحر پڑھکر پھونکا کہ ایک ابر لشکر پر محیط ہوا اور ہوا کے سرد سرد جھونکے چلنے لگے مہرخ مو نے کہا دیکھو کوئی آفت آئی یہ کہکر پرواز کرکے چلی لیکن ابر سارے لشکر پر محیط ہوگیا تھا ہوائے سرد کا جھونکا لگا بیہوش ہوکر گری بعد کچھ عرصہ کے پھر ہوش مین آئی اور کہا اے نافرمان تیری محبت مین مین بھی گرفتار ہوئی نافرمان اور مہرخ اور شکیل وغیرہ سب غافل تھے اور جانتے تھے کہ میخوار جب طبل جنگ بجوائے گا اُسوقت مقابلہ ہوگا غرض کہ اس جلدی مین سب سحر پڑھنے لگے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اور ہوائے سرد کے جھونکے جو جسم مین لگے سب بیہوش ہوگئے اور بعد لمحہ کے جو ہوشیار ہوئے پکارتے تھے نظم

منادیست در کوچۂ میفروشش گر جانش گیرند دو امان کشند		کہ امروز در ہر کہ یابند ہوش کشاکش بدیوان ستان برند

سب بیہوت ہوکر جھومتے تھے اور صراحی و جام لیکر میخواری کرتے تھے کوئی کسی کے دھول لگاتا تھا کوئی کسی کی مونچھ اکھاڑتا تھا کسی کو عالم مستی مین دریا موجزن معلوم ہوتا تھا ناک پکڑکر زمین پر گرتا تھا اپنے دانست مین غوطہ لگاتا تھا کوئی کہتا تھا کہ ؎

اے دنیا مین ذرا دیکھ ہوسناک تماشا	پھر خاک مین تو دیکھے گا کیا خاک تماشا

اب تو یہ عالم ہو کہ تمام لشکر ایک جگہ جمع ہوکر دھولک بین پکھاوج لیکر ہولیان گانے لگا کہ فرد میکشو ابکی تو رنگ ایسا جمایا چاہیئے ٭ واعظ آئین بھیٹون پر ہولیان گاتے ہوے نعرۂ مستانہ اور شور قلقل مینا سے ہر طرف ہنگامہ تھا ہر ایک میخوار کہہ رہا تھا کہ **غزل**

بیاد کشتی ما در شط شراب انداز	غریو و ولوله در جان شیخ و شاب انداز
مرا به کشتی باده در افگن ای ساقی	که گفته اند که کوئی کن و در آب انداز
ز کوے میکده برگشته ام ز راه خطا	مراد گر ز کرم در ره صواب انداز
بیار زان می گلرنگ مشکبو جامی	شرار رشک و حسد در دل گلاب انداز
اگرچه مست خرابم تو نیز لطفے کن	نظر برین دل سرگشته و خراب انداز
به نیم شب اگرت آفتاب مے تابد	ز رخ دختر گلچهر زر نقاب انداز
مهل که روز وفاتم بخاک بسپارند	مرا بمیکده برد در خم شراب انداز
گر از تو یک سر مو سر کشد دل حافظ	بگیر و در خم زلفش به پیچ و تاب انداز

الحاصل یہ تو سب اس کیفیت سے ابر بحر کے نیچے سقید ہین کہ جو مہرخ کے لشکر سے باہر جانے کا قصد کرتا ہی اسکو ہواے سرد کا جھونکا ابر سے نکلکے بیہوش کر دیتا ہی اور جو زیر ابر ہی وہ مست ہو رہا ہی لیکن سوائے **عمرو** کے اور عیار لشکر سے پہلے ہی نکل گئے تھے اُنھون نے دور سے یہ کیفیت اپنی فوج کی دیکھی زنفیل عیاری بجائی **قران** زنفیل سنکر عیارون کے پاس آیا اُنھون نے یہ حال کہا **قران** فکر کرتا ہوا عیاری کی ایک طرف چلا اور تینون عیار ایک سمت روانہ ہوے ادھر میخوار بعد فراغ سحر خوانی ازبسکہ خون خوک مین نہایا تھا اسلیے حکم دیا کہ پانی سقے حاضر کرین غسل کرینگا سقے مشک لیے دریا جو لشکر کے قریب تھا وہان آئے اتفاق سے **قران** تدبیر عیاری سوچتا دریا پر آنکلا سقون کو پانی بھرتے پایا اُنسے پوچھا کہ یہ پانی کہان جائیگا اُنھون نے کہا میخوار نہائینگا **قران** نے ایک سقے سے کہا کہ بھائی مجھے تم سے ایک بات کہنا تھی بلکہ ایک امانت تمھاری میرے پاس ہی تمھارے ایک دوست نے مجھے دی ہی سقایہ کلام سُنکر لالچ مین آیا اور سوچا کہ ہرچند مین اس شخص کو پہچانتا نہین مگر کیا حرج ہی شاید کسی نے کچھ بھیجا ہو تو الگ جاکر لے لون یہ سوچکر

علحدہ ہمراہ قران کے آیا قران نے اُسے لیجاکر جباب بیہوشی منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اُسے درخت سے باندھ کر قران اُسکی صورت بنا مشک کندھے پر ڈالی لنگی کھاروے کی پہنی کمسہ کمر سے لگایا کانٹا سینے کے برابر لٹکایا اور وہان سے بجلدی تمام آکر دریا سے مشک بھری اور کمر مین بغدہ اپنا چھپا کر مشک اُٹھاکر لشکر میخوار مین آیا دیکھا اندر خیمے کے سب سقے جاتے ہین قران بھی خیمے مین آیا دیکھا میخوار چوکی پر بیٹھا ہی اور سقے مشک لاکر اسکے جسم پر ڈالتے ہین اور پھر پانی بھرنے جاتے ہین قران نے پشت پر آکر ایک ہاتھ سے دہانہ مشک کا کھولا اور دوسرے ہاتھ سے بغدہ کمر سے نکالا مشک کندھے پر سے اُتار کر میخوار کے سر پر اُڑھادی وہ حیران ہوکر پھرا تھا قران نے چمک کر بغدہ مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا تیور اکر گرا تھا کہ قران نے سر کاٹ ڈالا شور و غل پیدا ہوا تمام عالم مین تاریکی چھا گئی ساحر و دیو قران حبست کر کے خیمہ سے نکلکر بھاگا جب ساحر اندر خیمے کے آئے صدا سنی کہ مارا مجھے نام میرا میخوار کر گدن پیشانی تھا ساحرون نے لاش اُٹھائی رونے پیٹنے لگے لیکن لشکر مہرخ پر وہ ابر جو محیط تھا شق ہوکر برطرف ہوگیا اور سب کو ہوش آگیا وہ حالت مستانہ دفع ہوئی مہرخ مو نے کہا بہن نافرمان مین جاتی ہون یہ کیا تھا کیا ہوگیا نافرمان نے کہا میخوار کے سحر مین ہم سب مسحور تھے اُسکو کسی عیار نے قتل کیا ہم لوگ رہا ہوگئے مہرخ مو کے ہوش اُڑ گئے کہ کیسا جلد عیارون نے میخوار کو قتل کیا کہا بہن مین مان گئی واہ واہ واکیا کہنا نافرمان نے کہا بہن کہان جاؤگی ٹھہرو دیکھو اب کیا ہوتا ہی مہرخ مو ٹھہر گئی اس عرصہ مین قران بھاگ کر صحرا مین پہونچا اور زنبیل عیاری بجالی برق صدا لشکر دوڑا آیا اور کہا ای خلیفہ لشکر میخوار مین یہ شعلے کیسے بلند تھے شور و غل ہو رہا تھا قران نے کہا میخوار کو مین نے جہنم واصل کیا جلد جاکر لشکر مہرخ کو لاؤ اور فوج کو حریف کی قتل کرو برق بعجلت تمام پاس مہرخ کے آیا اور کہا جلدی چلیے لشکر میخوار کو قتل کیجیے مہرخ نے نفیر سحر بجائی جلد جلد فوج مین کمر بندی ہوئی ساٹھ ہزار ساحر آکر لشکر میخوار پر کہ بارہ ہزار ساحر تھے گرے سحر چلنے لگا سلین برف کی گرنے لگین کسی ساحر نے دریاے سحر کے زور سے ظاہر کیا کسی نے آگ برسائی کسی نے پتھر برسائے کسی سمت پیکان تیر برستے تھے ایک ہنگامہ قیامت رہا مہ جبین نے تخت آگے بڑھایا دلارام نے سحر کی بجلیان گرائین عمرو موافق اپنے دستور کے کبھی لوٹ مار کر کبھی جست کر کے خنجر زنی کر کے سر و پا نون قلم کرتا تھا مردون کو لوٹتا تھا اسد کا نعرہ ایک طرف بلند تھا نعرہ

اسد نامور ضیغم روزگار	نظر کردۂ شیر پروردگار
ز تیغم بمیدان جنگ آوران	شود چار سو الامان الامان

ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا تھا برق شمشیر چمکتی تھی سر مثل باران کے برستے تھے فکیل شہزادہ اسد کی حفاظت کرتا ہوا ساتھ ساتھ لڑتا جاتا تھا اور صف لشکر دشمن کو پراگندہ کرتا تھا **نظم**

بجوش غضب صورت شیر نر	بہر سمت چون مے شدی حملہ در
نمایان شدی این چنین کارزار	ز تن شد جدا سر ہزاران ہزار
بسے گیر چون گلہ را گوسفند	گریزندہ از بیم جان می شدند
تزلزل فتادہ چو در رزمگاہ	پراگندہ می گشت فوج و سپاہ
یکے داشت در سر ہوائے گریز	یکے چارہ جو از دم تیغ تیز
یکے را روان خون ز زخم سنان	بمیدان یکے تشنہ لب داد جان
بگیتی است تا رسم فتح و شکست	چنین فتح کس را ندادہ دست
نہ چشم زرہ این چنین فتح دید	نہ گوش سپہر در مصافے شنید

خلاصہ یہ کہ دم بھر مین بارہ ہزار ساحر لشکر حریف کے مارے گئے بھیر و بنگاہ بازاری لوگ بھاگ کر سمت بہار جادو روانہ ہوئے مہرخ نے خیمہ ڈیرہ مال و خزانہ ساز و سامان سب لوٹ لیا الیارن پڑا تھا کہ ؎ یک وجب جائے ز سیلان خون پاک نبود ٭ کشتہ پتان بود دگر خاک نبود ٭ غرضکہ لوٹ مار کر کے سب اپنے پڑاؤ پر آئے سردار داخل بارگاہ ہوے صحبت عیش برپا ہوئی نذرین فتح و نصرت کی مہ جبین کو گذرنے لگین سرخ مو نے بھی اٹھکر نذر دی اور کہا ای ملکہ اب اگر مین اپنے ملک کو جاؤنگی ازبسکہ آپ کے یہان جنگ مین شریک تھی افراسیاب زندہ نہ چھوڑیگا لہذا مین بھی آپ کی کنیز ہون خواہ جان جائے یا رہے مہرخ نے گلے سے لگایا اور خلعت سرخ مو کو دیا اسنے ایک نامہ اپنے سپہ سالار شمشاد فیل پیکر کو لکھا کہ مع فوج و لشکر و مال و خزانے کے لشکر مہرخ مین آکر پہونچو کہ ہمنے اطاعت عمرو کی اختیار کی یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ وہ بزور بحر پرواز کر کے سمت ملک سرخ مو یان روانہ ہوا لیکن اب حال سنیئے کہ ملکہ بہار منزل بمنزل اسطرف چلی آتی ہی اور منتظر ہی کہ نامہ میخوار شعر بمضمون گرفتاری لشکر حریف آئے تو مین جلدی جاکر سر سب کے کاٹون اور افراسیاب کو بھیجون یہان تک کہ ایک دن صحراے سبزہ زار و نشاط افزا مین اتری تھی کہ ساحر نالان و گریان بھاگے ہوے آکر پہونچے بہار نے صداے استغاثہ سنکر ربرو اپنے طلب کیا اور حال استفسار فرمایا انھون نے حال بربادی لشکر اور خزان آنا بہار گلشن عمر میخوار پر بیان کیا العیاذ باللہ بہار یہ کیفیت سنکر زرد ہو گئی اور فرط غضب سے پشت دست کو کاٹنے لگی اور اسیوقت طاؤس بحر پر سوار ہوئی طاؤس بحر سیمرغ

تھا اسقدر عظیم الجثہ اور رحیم و شحیم تھا کہ نظم

پر دبا کش چو شاخہاے درخت		پاے او بود مثل پایۂ تخت	
چون ستونش بلند منقارے		نہ ستون لیک درمیان غارے	

تجمل سواری بھی سب چھوڑا اکیلی اُس طاؤس پر بیٹھکر روانہ ہوئی فوج کے سرداروں نے جو بہار کو جاتے دیکھا اُسی وقت نقارہ کوچ کا بجایا اور ساحر جلد جلد سوار ہوئے مگر بہار نے افسروں سے کہا میں آگے جاتی ہوں تم پانچ کوس جب لشکر مہرخ باقی رہے وہاں آکر ٹھہرنا میں جاکر اُنکا خاتمہ کیے دیتی ہوں لشکر لیجانے میں یہ قباحت ہی کہ عیار کثرت مردم سے شناخت نہیں کیے جاتے ہیں اور وہ لشکر یوں میں لشکر آفت برپا کرتے ہیں میں کھڑے کھڑے سبکو گرفتار کرکے چلی آؤنگی یہ کہکر دو چار کنیزوں اور انیسوں جلیسوں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی یہاں بارگاہ مہرخ میں سامان عشرت مہیا ہر ایک مائل عیش و طرب بیٹھا تھا مگر مہرخ اندیشہ ناک تھی کہ میخوار سپہ سالار بہار کا مارا گیا وہ ضرور آئیگی بکھیڑا مچا یگی عمرو بھی سُن چکا تھا کہ میخوار پہلے بہار سے آیا تھا وہ قتل ہوا ہی اب کوئی دم میں آفت آیا چاہتی ہی یہاں سے نکل جانا چاہیے غرضکہ عمرو نے مہرخ سے کہا خدا حافظ میں جاتا ہوں تم ہر ایک بلا میں دست استقلال سے دامن صبر نچھوڑنا اور گھبرا نہ جانا آمد بہار کی خبر ہی میں ٹھہرنا مناسب نہیں یہ کہکر بارگاہ سے نکل گیا عمرو کے جانے سے اور عیار بھی جنگل کی طرف روانہ ہوے اور مہرخ تدبیر دفع سحر بہار میں مصروف ہوگئی اس عرصہ میں یکایک ہوا ے سرد علیلی دم مسیح نفس وزان ہوئی اور خود بخود تمام لشکر میں مہرخ کے غل پڑگیا کہ بہار آئی بہار آئی مہرخ اور تمام افسر ساکنان بارگاہ بیتابانہ باہر نکل آئے دیکھا رو برو لشکر کے طاؤس زمردین بال تھرا رہا ہی اور ملکہ اُسپر سوار ہی جب سب بارگاہ سے اور اپنے اپنے خیموں سے لشکری باہر نکل آئے اور ایک جا جمع ہوکر صورت زیبا اور طلعت جہان آرا بہار کی دیکھنے لگے اُسوقت بہار نے کچھ سحر پڑھ کے دستک دی کہ بہار کی جانب سے گھٹا گھنگھور اُٹھی مہرخ اور تمام ساحر سحر پڑھ پڑھکر دستکیں دینے لگے مگر طرفۃ العین میں غبار رنگ رنگ زمین سے اُڑا کل لشکر کی آنکھیں بند ہوئیں اور گھٹا ہر سمت چھا گئی پھر جو مہرخ وغیرہ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ہر طرف چمنہاے طولانی لہلہانے لگے ہیں باد صبا جھومتی ہوئی بروش مستانہ خرامان ہی اور ایک گز بھر کا بلند حصار بلورین کوسوں تک سامنے نظر آتا ہی کس لیے کہ جسوقت آنکھیں اہل لشکر کی بند ہوئی تھیں تو ملکہ بہار نے ایک تختہ کاغذ کا اپنی جھولی سے سحر کی نکالکر اور قلم دوات لیکر اس تختہ کاغذ پر ایک طلسم لکھا کہ وہ تختۂ قرطاس ایک باغ بنکر تیار ہو رہا ہی یا یسلیے طلسم بنایا کہ جو اندر اس باغ کے آئیگا مبہوت ہوجائیگا اور چونکہ تختہ کاغذ پر باغ بنا ہی اس میں کوئی

نقب نہ لگا سکے الحاصل سب نے دیکھا کہ بہار جادو اپنے طاؤس کو اڑا کر اندر اس باغ کے چلی گئی یہ دیکھتے ہی تمام لشکری اور مہرخ اسی باغ کی طرف چلے کہ ابیات

دفعتاً وہ سامنے سے چار باغ آیا نظر
وصف فضا دابی مین جسکے ہری ہر سرزبان

کفر نشِ مستانہ دکھلانے لگا پائے خیال
بسکہ اسکی چار دیواری تھی صاف آئینہ سان

پشتۂ دیوار پر اُسکے وہ سبزہ دوب کا
خوار سرسبزی سے جسکے سبز خط گلرخان

ہر دریچہ پر گمان تھا صاف جسم حور کا
قدرت حق کا نمایان تھا ہر اک جانب سمان

صورت تصویر سب کو ٹکٹکی سی لگ گئی
فرط حیرت نے بھلا دی دل سے فکر دوجہان

جون قدم آگے رکھا سب نے بگشت باغ
صنعتین دیکھین ایس گلچین قدرت کی عیان

لڑکھڑاتی پھرتی ہی باد بہاری ہر قدم
نکہت گل نے ہر اک جانب مین کھوئے عطردان

وجد کی حالت مین صف باندھے کھڑے ہین جھومتے
ہر طرف کیلے بشکل حلہ پوشان جنان

دار بستون سے عیان ہی چرخ اخضر کی بہار
تاک کے خوشے یہ ہی عقد ثریا کا گمان

طرفہ سرسبزی نے کی ہی ہر طرف سے سرکشی
ہی زمین فیروزہ گون ولا جوردی آسمان

سجدۂ خالق مین ہی ہر شاخ نخل میوہ دار
خم مین جو حدت کی ہر اک غنچہ کھوئے ہی دہان

نشۂ عشرت مین سنبل ہی کہین بانون پڑی
کرتی ہی تعریف سوسن باغ کی باصد زبان

آبشارون سے خجل ہین چشمہ ہائے سلسبیل
حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گمان

ہی تماشاگاہ روح مومنین ہر کنج باغ
خوش گلے سے ہر چمن ہی رشک گلزار جنان

نغمہ آرایان گلشن ہین بہم مرغولہ سنج
دیتے ہین گلبانگ عشرت طائران خوشنوا ن

چہچہے کرتے ہین گل پر عندلیبان چمن
زمزمہ پرواز کو کو سرو پر ہین قمریان

قہقہہ زن کبک ہین شمشاد کے سائے تلے
کرتے پھرتے ہین تذرو روان چمن اٹھکھیلیان

ہی نکلتا موج آب جوے لہر ساز کا
لحن داؤدی سے پانی بھر رہے ہین باغبان

نخل کے تبلون سے آتی ہی جلاجل کی صدا
ہر روش پر کر رہے طاؤس ہین اٹھکھیلیان

چل رہا ہی دور ساغر ہر طرف ہی بزم عیش
ہی کمند آہوے دلگیر زلف ہوشربان

تھا ب سے طبلون کی ہی پیر فلک گردش مین آج
پہونچی بائین کی کمک ہی از ثریا تا آسمان

اندر باغ کے چبوترہ بلور کا سارا سر نور کا تعمیر تھا نگینہ ۱۵ سپر ہا سلک گوہر استادہ تھا بیچ اسکے فرش قاقم سنجاب کا بچھا تھا
نازنینان قمر پیکر جام و سبو لیکر حاضر تھین ملکہ بہار کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر تھی اور چھڑی جواہر کی جگمگو جڑی

ہاتھ مین لیے آراستہ ملبوس و زیور تھی سامنے گلدستہ اور تحفے رکھے تھے بہار کی صورت دلا ویزد یکھکر اسوقت گلرخان گلشن روزگار مثل ہزار ہزار جان سے تصدق اور نثار تھے زلیخا نے یہ صورت خواب مین نہ دیکھی تھی اور پریون نے اڑکر اگر پائی ہوگی تو اسکی کنیزی ہاتھ آئی ہوگی بال سر کے طار جان عاشقان کے لیے دام تھے

زلف گرہ گیر مین گرفتار دہاے بیدلان ناکام تھے کہ سراپا نظم

زبان منھ مین آگاہ اسرار غیب	دہن جزم الحمد بتیک وریب	بنا گوش سے صبح محشر خجل	
سیہ خال اس مین سویداے دل	وہ غبغب مین اک موج آب زلال	دکھاتے تھے اک جا پہ بدر و ہلال	
ترقی پہ جوش بہار چمن	بر و دوش گلدستۂ یاسمن	سمن سینہ و نازک اندام نرم	
عیان شرم شوخی مین شوخی مین شرم	وہ شانے وہ بازو وہ ساعد وہ دست	کہ رین جس کی بیعت صنوبر پرست	
وہ چھاتی کی رنگت وہ بھٹنی سیاہ	کہین دیکھ کر جس کو اہل نگاہ	زلبس آئینہ سان ہی تن کی صفا	
یہ سینے پہ پڑتا ہی عکس آنکھ کا	پسینے کے قطرون مین بوے گلاب	صفاے شکم سے خجل ماہتاب	
درخشندہ ناف اس دریاک کی	اگر زہرہ تھی پردۂ خاک کی	وجود کمر کی لطافت گواہ	
نہان چشم مین مثل تار نگاہ	وہ رانین بنا لی تھین سانچے مین ڈھال	پھسل جاے جہین نگاہ خیال	
نہ ہو ساق کیون رشک شمع طور	کہ تھی پشت پا اسکی رخسار حور		

اس باغ کی بہار اور شکل بہار دیکھ کر مہرخ اور شکیل و راسید اور مہ جبین نافرمان اور سرخ مو اور ماہ جادو اور دلارام سالار سردار سب بکاے کہ ابیات

کہان گل کہان مرتبہ خار کا	کہان مین کہان سا منا یار کا
مرے بخت برگشتہ سے ہی بعید	کہ دیکھون مین آنکھون سے یہ روے عید

اے ملکہ بہار ہم لوگ آپ کے پروانہ وار شمع رخسار پر عاشق اور نثار ہین ہمارے حال زار پر نظر فرمایئے نظم

در بدر خاک بسر ہو گئے رسوا ہو کر	کیسے برباد ہوے آپکے شیدا ہو کر
آیئے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف	فرش بنجائین ابھی دامن صحرا ہو کر
صبر ہوش و خرد و تاب و توان لیگئے آپ	دل تڑپتا ہی بیابان سینہ مین تنہا ہو کر
چھوڑون بھال خدا خیر سے کاٹے تیر	گھٹتے گھٹتے ہی مہ چارہ دہ پورا ہو کر

اے ملکہ ہمین اپنی غلامی اور کنیزی مین سرفراز فرمایئے ملکہ بہار نے کچھ انکے حال پر اعتنا نہ کیا اور ایک گلدستہ اٹھا کر انکی طرف کھینچ مارا پھر سب کی آنکھین بند ہو گئین اس گلدستے کی ایک ایک پنکھڑی الگ ہو گئی اور پھولون کا گجرا بنکر لشکریان مہرخ کے ہاتھون مین پڑگئی جب گجرے سب کے ہاتھون مین بندھ

گئے اُسوقت سب بیتین کرنے لگے اور کہتے تھے کہ ای ملکہ بہار تو بہ تو بہ ہمکو عمرو عیار و زومکار نے بہکایا تھا اب ہماری خطا حضور معاف کرین اور ہم سبکو پاس شہنشاہ افراسیاب کے لے چلین بہار نے کہا اچھا تم سب میرے پیچھے چلے آؤ مین تمھین پاس شہنشاہ کے لیچلون یہ کہکر جست کرکے طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور باہر باغ کے نکل کے چلی ساہی خلقت پیچھے اُسکے دیوانہ وار بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتی ہوئی روانہ ہوئی وہ باغ سحر اُسکے جانے سے غائب ہوا لیکن عیاران لشکر نے دور سے سارے لشکر کو مستانہ روش پر جاتے دیکھا دفیل عیاری بجائی سب ایک جگہ جمع ہوے برق نے کہا استاد مین عیاری کو جاتا ہون عمرو نے کہا ساحرہ زبردست ہی تم اسپر غلبہ نہ پاؤگے اور اگر تمنے اسے بیہوش بھی کردیا تو قتل کروگے اور لشکر کو چھڑاؤگے اور مین چاہتا ہون کہ بہار کو گرفتار کرکے اپنا مطیع کرون لہذا اگر تم بہار کو قتل نہ کرو تو جاکر عیاری کرو برق اور سب عیارون نے کہا یہ ہمسے نہوگا عمرو نے کہا تم سب ٹھہرو اور آپ زنبیل پر ہاتھ رکھکر معجزہ طلب کیا کہ یا جناب آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میری صورت نظر مردم دُنیا مین ایک طفل چہاردہ سالہ کی دکھائی دے یہ دعا مانگ کر جام حضرت اسحاق پیغمبر علیہ السلام نکالا کہ جس مین آب جنت ہمیشہ بھرا رہتا ہی اس آب طاہر و مطہر سے سارے جسم کو تر کیا ہوا گویا پانی چھڑکتے ہی پلٹ گئی یعنے عمرو کی شکل زیبا ایک طفل خوب صورت کی ایسی دکھائی دینے لگی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ انگرکھا گلنار پہنے ہی تین کمر پٹیان لگی ہین ٹوپی گوٹا پٹھا نگے سر پر ہی جواہر اور گوہر آسین ٹنکے ہین کہ ؎ ترے جواہر طرف کلہ کو کیا دیکھین + ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتے ہین + گلے مین طوق منت کے تیرہ پڑے ہین ظاہر ہوتا ہی کہ تیرہ برس عمر کے گذرے ہین ابھی چودھوان سال پورا نہین ہوا ہی جو طوق منت کا پنھایا جاتا مگر چتون سے اس طفل ماہ طلعت کی گویا عاشق مزاجی پیدا ہی ؎

اسیری عشق کو منظور تھی اپنی لڑکپن مین	پنھائے طوق منت کے بہانے میری گردن مین

پائجامہ اطلس کا پاؤن مین جوتا بھاری پہنے کہ دم رفتار ہر ایک دیکھ کر کہے بیت

شاہ راہ ہستی موہوم مین وہ چال چل	اپنی آنکھون کو بچھائین دوست دشمن زیر پا

بھولی بھولی صورت رخسار نازک پھول سے حسن خداداد مین یگانہ زمانہ کہ بموجب اس مجسمہ کے

دیکھے زلیخا گر تجھے ہوجائے بیخود دیکھکر	یوسف کو کہتے ہین حسین لیکن نہوگا اسقدر
انسان کو کیا چیز ہی پریون کے یان جلجائین پر	ہرگز نیاید در نظر صورت زردیت خوبتر
تمسے ندانم یا قمر یا زہرہ و یا مشتری	

اس شکل مرغوب پرجیب دکھانے کے لائق ہوا اسوقت بہار کی سواری سے دو کوس آگے نکل گیا اور

ایک صحراے پاکیزہ اور دشت ریاض روضہ رضوان دیکھکر ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا آنکھین بند کرلین اور بند انگرکھے کے کھولدیے ٹوپی اتار ڈالی ہاتھ کان پر رکھکر تانین مارنا شروع کین اور اشعار عاشقانہ اور غزل پر مضمون مہاجرت محبوب گانے لگا اور روتا جاتا تھا کہ غزل

کشتہ اک عالم ہی چشم لعبت خود کام کا
استخوانون مین مزا پاتے ہین سگ باد ام کا

اے تپ غم گور مین لیجیو جوانی مین مجھے
دوپہر ہی موسم گرما مین وقت آرام کا

تختۂ میت فراق یار مین معراج کی
وحی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا

بادشاہی ہو گدائی کوچۂ محبوب کی
زیر پا ہر ایک قدم ہی یان محل آرام کا

اے صنم عاشق سے ملتی ہی تمہین آنکھین مری
نشہ للہ دے شراب حسن کے دو جام کا

گیسوؤن نے کردیا وہ چند حسن روے یار
نور ہوتا ہی زیادہ تر چراغ شام کا

عرصۂ روے زمین ہوجاے دست کربلا
یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا

داخل کعبہ ہوا کتم عدم سے برسہ
پردہ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا

سیکڑون ہی دل ہین مثل ماہی بے آب اسیر
یار کا چاہ زنخدان بھی ہی چشمہ دام کا

ہو سیہ مستی مین اپنے عالم دیوانگی
حلقۂ چشم پری خط ہی ہمارے جام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ
حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

بہار قیدیون کو لیے چلی آتی تھی جب کوئی آدھ کوس وہ مقام رہا کہ جہان یہ کھڑا گا رہا تھا اسنے صداے دلکش سُنی کلیجا تھام لیا اور بیقرار ہوکر اپنے ہاتھ کے طاؤس کو اڑایا اور اسی صدا کی طرف چلی کس لئے کہ جیسا یہ سحر باغ و بہار کا کرتی ہی ویسے ہی یہ رنگین مزاج اور علم موسیقی مین بھی دخل رکھتی ہی غرضکہ قریب عمرو کے پہونچی عجیب کیفیت دیکھی کہ ایک طفل حسین مہ جبین اٹھتی جوانی محبوب لاثانی شاخ درخت پکڑے آنکھین بند کیے گا رہا ہی اور اسطرح ترنم سرا ہی کہ اس جگہ کے چرند اور پرند سب محو ہین کوئی طائر اس نازنین کے بازو پر بیٹھا ہی کسی نے سر پر آشیانہ کیا ہی کوئی ہاتھ پر مسکن گزین ہی مگر اس لڑکے کو اپنی دھن مین کچھ خبر نہین ہی کانون مین بالے پڑے ہین بازو بند جواہر کے بندھے ہین گلے مین ہسکل خوشنما پڑی ہی ہاتھون مین مہندی لگی ہی چہرہ چودھوین رات کا چاند ہی بلکہ وہ بھی روبرو اسکے ماند ہی لباس پر تکلف سے آراستہ ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی کا لاڈلا بیٹا ہی بہار قریب اس گل رخسار کے گئی اور پکار کر پوچھا کہ اے سرو قامت تو نونہال کس گلشن شاداب کا ہی کہ اس طرح اس دشت پرخطر مین کھڑا ہی تیرے والدین کا کیسا پتھر کا کلیجا ہی ابیات

اس وقت کہان اس دشت مین آ ہوا جلوہ گراے بت پور لقا

	میری جان ہی جاتی برائے خدا کچھ کہ تو ذرا تو حالت دل
نہ فقط تری زلف ہی دام ملا نہ فقط تیرے خال ہین ہوش ربا	
	ہین یہ عشوہ و غمزہ و ناز و ادا کبھی باندھے کمر پے غارت دل

عمرو نے یہ صدا سنکر آنکھین کھولین اور سہم کر بہار کی صورت دیکھی اور ہاتھ باندھکر سلام کیا اور کہا مین جانتا ہون مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ جگہ آپکی ہی بہار نے دیکھا کہ تجھے دیکھکر اسکا رنگ رخ زرد ہوگیا ہی اور بسبب بچنے کے ڈر گیا ہی یہ سمجھکر اپنے طاؤس پر سے کود پڑی اور قریب آنے لگی عمرو ہاتھ جوڑتا روتا ہوا پیچھے ہٹنے لگا اور کہتا تھا کہ مجھ سے قصور ہوا اب کبھی یہان نہ آؤنگا بہار نے دل سے کہا ہی ہی یہ بالکل نا سمجھ ہی نہین معلوم کیونکر یہان آیا ہی بس نے چمکار کر کہا کہ میان ڈرو نہین ہم تمھین پیار کرینگے تم کس کے صاحبزادے ہو عمرو چمکارنے سے بہار کے ٹھہرا اور اٹھلا کر بولا کہ تم ہمین مارو گی تو نہین ہمین باجی امان نے سارا ہم یہان بھاگ آئے بہار نے یہ سنکر خیال کیا کہ افسوس والدین اسکے ڈھونڈھتے ہونگے اور یہ یہان بھاگ آیا ہی جب ہی مین حیران تھی کہ یہ بچہ جنگل مین کیون کھڑا ہی معلوم دیا کہ مارے ڈر کے بھاگا ہی بس اسنے کہا نہین نہین تم خوف نہ کھاؤ ہم تمکو نہ مارینگے عمرو نے کہا سامری قسم نہین مارو گی بہار نے کہا سامری قسم کچھ نہ کہینگے عمرو آگے چند قدم بڑھا اور پھر سہم کر پیچھے ہٹا اسوقت بہار سوچی کہ کمبخت اسکے مان باپ نے ایسا مارا ہی کہ لڑکا سہما جاتا ہی یہ تصور کرکے ایک گلدستہ بہت خوشرنگ اور پر بہار جھولی سے نکالا اور کہا یہ لوگے عمرو نے دل سے خیال کیا کہ یہ ساحرہ ہی اگر سحر کر دے گی تو کچھ نہ بنے گا گلدستہ دیکھتے ہی ہنسکر بولا کہ ہان لینگے بہار نے گلدستہ چھپا لیا اور کہا آؤ ہمارے گلے لگجاؤ تو دین عمرو دوڑکر گلے سے لپٹ گیا اور کہا وہی پھول دو باجی لاؤ وہی دو بہار نے دونون گالون پر خوب پیار کیا اور کہا چل مین تجھے اپنا بیٹا کرونگی عمرو نے کہا باجی امان کیا تمھین ہو بہار بولی کہ ہان عمرو گویا ہوا کہ پھر ہمین پھول دو بہار نے پوچھا کہ بتاؤ تمھارا گھر کہان ہی عمرو نے کہا ہمارا گھر بہت دور ہی ادھر دیکھو وہ سامنے بہت درخت ہی بس اودھر ہی ہمارا مکان ہی وہ دکھائی دیتا ہی بہار نے کہا چل جھوٹے گویا انکا گھر ایسا قریب ہی کہ سامنے دکھائی دیتا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواصین اور انیسین آکر بہار کی پہونچین عمرو انیسین دیکھکر بہار کی گود سے تڑپ کر نکلا اور بولا کہ ہم جاتے ہین بہار نے اپنی خواصون سے کہا کہ بچہ ڈرتا ہی تم لشکر کی طرف جاؤ مین آتی ہون خواصین آگے بڑھ گئین اور بہار نے کہا میان باجی کو اپنی چھوڑ جاؤ گے عمرو بولا کہ پھر کیا تمھارے گھر چلین بہار نے کہا ہان عمرو نے کہا ہمین ہرن پکڑ دو گی بہار نے پوچھا کہ ہرن کیا کرو گے عمرو گویا ہوا کہ اے باجی ہماری باجی امان ایک دن کہتی تھین کہ ہم

جو اپنے بہتیا کی شادی کرینگے تو ہرن کا گوشت پکا ئینگے ہمنے سن رکھا تھا آج ہم جنگل مین جو بھاگ کے آئے ہین تو ہرن لیتے جائین اماں خوش ہوکر ہمارا بیاہ کر دینگی بہار خوب ہنسی اور کہا تجھے جورو کے ملنے کی بڑی خوشی ہی اگر تو میرا بیٹا بنے گا تو شہزادی کوئی بیاہ لاؤنگی تو اپنے باپ کا نام بتا مین اُسے بلوا کر مانگ لون عمرو نے کہا ہمارے ابا کا نام امیہ جادو اور ہمارا نام گلرنگ جادو باجی ہمارے گھر چلو بہار نے کہا تمھین گھر اچھی طرح یاد نہین ہی تم ہمارے ساتھ چلو مین گھر تمھارا لوگون سے ڈھونڈھوا کر تمھارے باپ کو بلوا بھیجونگی عمرو نے کہا اچھا ہمین گود مین لیچلو بہار نے اسے گود مین لیکر اپنے طاؤس پر بٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوئی بہار کے بموجب حکم لشکر اسکا پانچ کوس کے فاصلے پر لشکر مہرخ سے آکر اترا تھا بہار کئی کوس تو آہی چکی تھی تھوڑے ہی عرصہ مین داخل لشکر ہوئی سرداران فوج کو بلا کر حکم دیا لشکر مہرخ میرے سحر مین گرفتار ہوکر آیا ہی جب تک گجرے اُنکے ہاتھون مین بندھے رہین گے ہوش نہ آئیگا بنابرا حتیاط تم لوگ پہرا کرلو کوئی افتاد نا پڑے اور کنیزون کو حکم دیا کہ اندر بارگاہ کے سب سامان عشرت مہیا کرکے تم سب بیرون بارگاہ آج کی رات رہو خبردار کوئی اندر بارگاہ کے نہ آئے کہ عیار تم مین ملکر چلے آئینگے دل تمھارا ہی اسوقت لشکر مہرخ کے سر کٹ نہ سکین گے کل صبح سب کو قتل کرونگی اور آج خستہ و شکستہ بھی ہون آمد و رفت مین تھک گئی ہون گرد میری بارگاہ کے بھی کوئی نہ رہے مین اپنی حفاظت آپ کرلونگی کنیزون نے یہ حکم پاکر مصروف کار و بار ہوئین اور فوج نے جاکر لشکر مہرخ کو گھیر لیا پہرا مقرر ہوگیا ادھر خواصون نے مسند پر زر بچھائی پلنگ ڈسی جواہر کی آراستہ کی فواکہات کی ڈالیان خوشرنگ نرالیان لگا دین کشتیان شراب ناب کی قابون مین بہر گرگ کباب کی رکھدین خاصے کے خوان چن دیے عطردان چنگیر چوگھڑے پاندان جملہ سامان موجود کرکے آپ سب بیرون بارگاہ چلی آئین اور ملکہ بہار مع عمرو کے داخل بارگاہ ہوئی سرا پردۂ بارگاہ کے فراشون سے اٹھوا دیے اور کہا شام قریب ہی تم بھی اب روشنی کرکے باہر چلے جاؤ فراشون نے دن ہی سے شیشہ آلات روشن کر دیا اور چلے گئے صرف بہار اور عمرو تنہا رہے اس اثنا مین وہ دن تمام ہوا اور رقاصۂ فلک پیشوا ز ستارہ دار زیب قامت فرما کر رو بر د خسرو انجم کے مجرا کرنے کو حاضر ہوئی اور ترک سپہر خنجر لیکر بعہدۂ پاسبانی خیمۂ صبح کے در پر ٹھہرا کہ

نظم

دکھایا ماہ نے جب روے پر نور		دھوئین کی طرح ظلمت ہو گئی دور	
ہوا گردون کا تخت آبنوسی		فروغ ماہ سے نور تجلی	
رہ شب تھی روز روشن سے بھی بہتر		بسان مہر تھا ہر ایک اختر	

عمرو کو بہار نے کچھ میوہ اور مٹھائی کھلائی کھانے کے لیے خاصہ اور طعام لذیذ سامنے رکھا عمرو نے کہا مین کھانا نہ

کھاؤنگا غرضکہ میوہ کھایا اور بہار کھانا نوش فرماکر مسند پر بیٹھی اور کہا میان صاحبزادے کچھ گاؤ عمرو نے کمر سے نے نکالی اور بجانے لگا اور کبھی اشعار مضامین عشق انگیز اور کبھی مہاجرت آمیز گاتا تھا نظم

تا عمر بود در ہوس روے تو باشم	در خاک شوم خاک سر کوے تو باشم
فردائے قیامت نرود جانب بے	در سایۂ سرو قد دلجوے تو باشم
خوش آنکہ زبان از پی دشنام برآری	من دست برآورده دعاگوے تو باشم
پہلوے تو پیوستہ نشینند رقیبان	تا من نتوانم کہ بہ پہلوے تو باشم
از غمزۂ تو ساحری آموزم و ازوے	موے شوم و در خم گیسوے تو باشم
ہر گہ کہ تو از ناز بری دست بجوگان	خواہم ہمہ تن سر شوم و گوے تو باشم
از شاخ گل تازہ منم بلبل این باغ	معذورم اگر شیفتۂ روے تو باشم
روزے کہ فلک خواند مرا نام ہلالی	میخواست کہ من مایل روے تو باشم

اسوقت گرد بارگاہ بہار کے جانوران صحرائی محو ہوکر چلے آئے اور ہوا چلنے سے تھم گئی سمان بندھ گیا بہار زار زار مثل ابر نو بہار کے گریان ہوئی اور حال سم پر بیقرار ہوکر حسرت سے منھ تکتی تھی بعد بہر بھر کے عمرو نے نے کو رکھ دیا اور خاموش ہورہا بہار بیتاب ہوگئی اور کہنے لگی کہ میان صاحبزادے کیون مجھے گھائل کرکے تڑپتا چھوڑتے ہو ابھی کچھ اور شغل کرو کہ یہ جان حزین تسکین پائے عمرو نے کہا میرے سر مین درد ہوتا ہی بہار نے خیال کیا کہ اگر ایک جام مے گلگون اسکو پلا دون تو اسکے نشے مین خوب یہ کیفیت دکھائیگا بس ساغر شراب سے بھر کر کہا لو میان یہ شربت پی لو عمرو نے کہا خوب کیا ہم جانتے نہین یہ شراب ہی ہمارے گھر مین بھی سب پیتے ہین لاؤ ہم بھی پیین بہار لے کشتی مین حاضر کی عمرو نے اپنے قاعدہ کے بموجب یخا نہ آراستہ کیا اور گلابیون کا گلدستہ بنایا یخ شیشے کے برابر سبز کنڈر لگایا بہار بہت خوش ہوئی اور دل سے کہا یہ لڑکا کسی اولوالعزم کا معلوم ہوتا ہی لیکن عمرو نے اس الٹ پھیر کرنے مین شراب آغشتہ بدار دے بیہوشی کی اور کہا ای ملکہ تم پہلے پیو کہ میرے مجلس ہو تو پھر ہم بھی پیئن گے بہار اسکی شایستگی پر آفرین کرنے لگی اور عمرو نے جام سامنے کیا بہار ساغر لیکر پی گئی پھر دوسرا جام عمرو نے پیش کیا کہ تنہا جام نہین پیتے ہین اور انکار میکشی سے زیبا نہین نظم

دے پیر مے فروش کہ ذکرش بخیر باد	گفتا شراب نوش و غم دل ببر زیاد
گفتم بباد میدہد این بادہ نام و ننگ	گفتا قبول کن سخن و ہر چہ باد باد
پر کن زیادہ جام دو مادم بگوش ہوش	بشنو ازین حکایت جمشید و کیقباد

بعد دو چار ساغر پلانے کے عمرو نے دو جام نگاہ بچا کے اپنے گریبان مین اونڈیل لیے کہ بہار کو معلوم ہو کہ خود بھی پیتا ہی اور بھرنی لیکر بجانے لگا اسوقت بہار ایسی مست تھی کہ بار بار گلابی کا منھ چومتی تھی اور مستی مین آکر خود بھی گاتی تھی دین و دنیا فراموش تھا ہر دم نوشانوش تھا اور عمرو کہا کرتا تھا کہ ہم

شراب و مینا و جام و ساقی بہار باغ ابر و برق باران
سب ایکجا ہین اب آج باہم ہوا ہی تقدیر سے یہ سامان

فلک جدائی کی گھات مین ہی یہی محل دعا ہی یاران
ہوئی ہی مدت مین وصل کی شب حشر تک ہو سحر نمایان

کرون مین اپنے جھکا کے سر کو خدا سے تو ای صنم دعا کر

ہوے ہین مدت مین دونون باہم خوشی ہو دل کو گلہ نہ کیجے
نہین ہی کوئی مخل صحبت گلے مین ہاتھو نکو ڈال دیجے

شراب گلگون بھری ہی شیشے مین دست تسکین جام لیجے
حجاب بیجا ہی وصل کی شب نقاب نیٹے شراب پیجے

ہماری سینے کچھ اپنی کہیے لپٹیے اب منھ سے منھ ملا کر

یہی محبت نا و نوش شب بھر رہی اور بہار کو اپنے تن و جان کی خبر نہ تھی یہانتک کہ معشوقہ سپہر نے حجلۂ مشرق سے چہرۂ پر نور اپنا خلوتیان شب کو دکھایا اور محفل فروز انجم نے انجمن کو کب بر خاست فرمایا نظم

شب ہوئی آخر نمایان ہو چلے آثار صبح
آتش خورشید نے کی گرمی بازار صبح

روے روشن سے اٹھایا مہر گردون نے نقاب
مردمان دہر تھے مصروف کار و بار صبح

عمرو نے دیکھا کہ بہار جا دو سند پر بیہوش پڑی ہی پاجامہ رانون تک چڑھ گیا ہی دوپٹہ کہین پڑا ہی سینہ کھلا ہی عمرو نے زبان نکال کر بہار کی سوزن سے چھید دی اور اٹھا کر ستون سے خیمے کے باندھا اور فلیتہ بیہوشی کے دفع کرنے کا سلگا کر سنگھایا بہار کو چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی عمرو نے سلام کیا اور کہا باجی تمنے ہمین ہرن نہ منگا دیا بہار کو اجتک وہی خیال شبینہ تھا چاہا کہ جواب دے لیکن زبان منھ سے نکلی ہوئی اور چھدی تھی بولا نہ گیا اور سارا نشہ ہرن ہوا گھبرا کر اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی عمرو نے کوٹ زنبیل سے نکالا اور بغیظ و غضب تمام پکارا کہ منم خسھنشاہ عیاران عالم ریش تراشندۂ منکران سر برندہ ساحران ۵

کزان استاد عیاران عالم
سراپا دانش و عقل مجسم

بہر کشور بلاے جان کفار
عمرو آن شاہ عیاران عیار

ای بہار دیکھا تو نے قدرت کردگار کہ کس طرح مین نے تجھے اسیر اور دستگیر کیا در صورت اطاعت جان بچے گی ورنہ کوئی دم مین سر و ملک عدم ہوگی بہار ازبسکہ حیرت سے رنجیدہ ہو کر آئی تھی اور طلسم سے باہر نکل جانے کی عازم تھی اس سبب سے اشارے سے کہنے لگی کہ مجھے رہا کردو مین مطیع ہوتی ہون عمرو نے فوراً سوزن زبان سے نکالکر کھول دیا بہار جب چھوٹی سوچنے لگی کہ اس عیار نے جس طرح

فریب کیا اسی طرح لازم ہی کہ اُسکے ساتھ دغا کرون اور دوسرے اسے لیاقت کیا ہی جو تجھ ایسی ساحرہ
اسکی اطاعت کرے پھر ہی تو ملکہ حیرت اپنی بہن ہی اس سے انحراف اچھا نہین یہ سوچکر اسنے عمرو کی
جانب جنگاہ قہر دیکھا عمرو نے کہا ای بہار مین نے تیرے اشارہ کرنے کے اعتبار پر رہا کیا لیکن یہ خیال نکرنا
کہ اب مین رہا ہوچکی ہون میرا عمرو کچھ نہین کرسکتا ای بایان خود اسطرح مار ڈالونگا کہ جیسے کوئی مچھر
یا چیونٹی کو مار ڈالتا ہی جو کچھ تجھ سے اسوقت ہوسکے قصور نکرنا بلکہ اپنے ساحرون اور مددگارون کو
بلالے یہ کہکر عمرو باہر بارگاہ کے نکل آیا اور بہار نے نعرہ کیا کہ لینا اس زرد کو ساحرو دوڑے عمرو نے شتابی
حضرت دانیال علیہ السلام کی جسکا ذکر تصریح وار پیشتر مین لکھ چکا ہون نکالی اور چھتری کی طرح استادہ
کرکے اسکے نیچے بیٹھ رہا بہار اور سب ساحرون نے آکر گھیرا اور کہا ای مکار اب تو کہان جائیگا یہ کہکر
بہار نے ایک گلدستہ عمرو پر مارا کہ چار طرف تختے لالہ وناقرمان کے کھل گئے اور عالم بہار پیدا ہوا مگر
عمرو منڈھی مین بیٹھا رہا کچھ سحر نے تاثیر نہ کی کیونکہ منڈھی کی یہی خاصیت ہی اور عمرو جہان ایسا ہی
مجبور ہوتا ہی وہان برکات سے کام لیتا ہی صاحبقران نے قسم لے لی ہی کہ کسی کو گلیم اوڑھکر یا منڈھی
کھڑی کرکے قتل نکرنا کس لیے کہ بشر سے بعہدۂ بشری کام لینا چاہیئے مردان عالم کو زیبا نہین کہ
کسی کو مجبور کرکے قتل کرین خلاصہ کلام جب عمرو پر سحر نے تاثیر نہ کی اسوقت ساحرون سے بہار
نے کہا کہ اسے گھیرے رہو مین جاکے پکڑے لاتی ہون یہ کہکر اندر منڈھی کے قدم رکھا اُسیوقت سر نیچے
اور پانون اوپر الٹی منڈھی کے دروازے پر لٹک گئی عمرو نے دو کوڑے مارے کہ یہ نازک اندام تڑپ
گئی عمرو نے زنبیل سے جار پریان نکالین اور ایک پلنگڑی جواہر کے پایون کی نکالکر منڈھی کے
براہ معجزہ کہا کہ مثل خیمے کے وسیع ہوجا بمجرد ارشاد منڈھی نے ہیئت خیمہ کی پیدا کی کہ کلس اسپر یاقوت
کے چڑھے تھے سرپچے اور پردے جواہر دوز تھے اور عمرو نے پلنگڑی بچھائی پریون نے فرش آراستہ کیا
عمرو پلنگڑی پر لیٹا پریان ہاتھ پانون دبانے لگین عمرو نے حکم دیا کہ ما بدولت رات بھر آرام پذیر نہین
ہوے ہین خبردار بیدار نہ کرنا یہ کہکر آنکھین بند کرلین ادھر ساحرون نے جو بہار کو نکلے دیکھا سحر
کرکے چھڑانے آئے جو آیا اُلٹا لٹک گیا اور سحر بھول گیا پری نے عمرو سے بیدار کرکے عرض کیا کہ کوئی
آیا ہی عمرو پری پر خفا ہوا کہ کہدیا تھا مجھے نہ جگانا اور تو نے جگا دیا اور اُٹھکر کو ڑا ساحرون کو مارنا شروع
کیا انھون نے فریاد کرنا اور دوہائی دینا آغاز کیا اور ساحر جو باہر کھڑے تھے وہ سحر کرنے لگے کسی نے سحر کیا
کہ دریاے آتش پیدا ہوا اور منڈھی اسمین غرق ہوگئی اسقدر آتش نے مثل آب کے طغیانی کی لیکن
منڈھی کو کچھ ضرر نہوا جب آگ کو ساحرون نے اس ارادے سے کہ عمرو کو دیکھین جل گیا یا نہین فرو

کیا دیکھا عمرو اسی طرح زد و کوب ساحرون کو کر رہا ہی یہ دیکھکر پھر سحر کرنے لگے کبھی تھپڑ برسا کر منڈھی کو چھپا دیتا کبھی پانی مین سحر کرکے غرق کیا اور تلوارون سے منڈھی کو کاٹنے کا قصد کیا لیکن کچھ نہوا اور جو اندر گیا الٹا ہوکر لوٹ گیا اسوقت عمرو نے بہار سے کہا کہ ارے ملکہ اگر مین چاہتا تو تمھین پہلے ہی بغیر عیاری کے گرفتار کر لیتا لیکن میرے آقا کا حکم نہین ہی کہ اس طرح کسی کو ہلاک کرون ہان تم لوگ ساحری کرتے ہو اس لحاظ سے ہم لوگ تم سے یہ مکاری و عیاری پیش آتے ہین اور اگر تم لوگ بمردانگی مثل پہلوانون کے مقابلہ کرو تو شہزادہ اسعد ہم بنرو ہو اور پھر عیار عیاری مکرین اب بھی لازم ہی کہ اطاعت کرو ورنہ اے بہار قسم ہی پروردگار کی قتل کرکے صاف مین چلا جاؤن گا کوئی میرا کچھ نہ کر سکے گا بہار نے کہا خواجہ مجھے چھوڑ دیجیے مین تابعدار ہون عمرو نے منڈھی سے حکم کیا کہ بہار کو چھوڑ دے حسب ارشاد بہار رہا ہوئی اور منڈھی مین بیٹھکر سوچنے لگی کہ جان دینا بنی گوارا کرون یا عمرو کی اطاعت کرون عمرو نے قیافے سے پہچانا کہ بہار کو ابھی مطیع ہونے مین تامل ہی اسوقت کہا کہ ای بہار تجھ ایسی محبوبہ حسینہ زیرک اور دانشمند ہوکر زمرد شاہ کو سجدہ کرے اور کچھ اپنے مآل کار پر غور نکرے یہ امر بہت بعید ہی زمرد شاہ اگر کسی طرح کی لیاقت اور قدرت رکھتا ہوتا تو یون دربدر ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے بھاگتا نہ پھرتا بس اگاہ ہو کہ خداوند عالم خالق دو جہان ہی کہ ابیات

شہ لا شبیہ و شریک لہٗ	الہ الصمد وحدہ وحدہٗ
سمیعٌ بصیرٌ علیمٌ خبیر	محیطٌ علے کل شے قدیر
کریم و حمید و غفور الرحیم	حمید و مجید عزیز الحکیم
صفا بخش افلاک شمس و قمر	ضیا بخش نور جبین سحر
خداوند و علام دانائے غیب	مبرا ز نقص و معرا ز عیب

پھر ایسے خداوند اور خالق حقیقی کی بندگی چھوڑ کر اسکے بندے یعنے لقا کو پرستش کرنا زیبا نہین اس خارستان فسق و فجور سے نکلکر گلشن ہدایت کی سیر کرو لقا اور افراسیاب چند روز مین مار ڈالے جائینگے یہ خیال بیجا ہی کہ لقا بچا لیگا الغرض عمرو نے ایسا کچھ وحدانیت پروردگار مین بیان کیا اور اپنی شوکت از راہ عیاری دکھائی اور عظمت اپنی منڈھی استادہ کرکے جتائی کہ بہار کے آئینۂ دل سے زنگ کفر دور ہوا قلب کو سرور ہوا اور گانے پر بھی عمرو کے فریفتہ تھی دوڑکر قدم پر عمرو کے سر رکھ دیا اور عرض کیا کہ مین ایک کنیز ناچیز آپکی ہون عمرو نے سر اسکا سینے سے لگایا اور کہا ای ملکہ از راہ عیاری جس طرح مین تمکو باجی کہتا تھا اب بھی تم میری بہن ہو انشاء اللہ دیکھنا کہ اس طلسم مین کیا تمھارا رتبہ ہوتا ہی

بہار نے عرض کیا کہ مین بھی کوئی قصور جانبازی اور سرفروشی مین نہ کرونگی الحاصل یہ عہد و میثاق باہم کرکے ملکہ بہار منڈھی کے باہر نکلی اور افسران فوج سے کہا کہ مین نے اطاعت عمرو اختیار کی تم لوگ اگر میری نوکری کرو بہتر اور اگر تمھین اطاعت عمرو نہ منظور ہو تو جدھر جی چاہے چلے جاؤ غرضکہ کل فوج نے اقرار اطاعت کیا اور بہار نے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ لشکر مہرخ جو دیوانہ ہو رہا تھا اور شعر عاشقانہ ہر شخص پڑھتا تھا وہ موقوف ہوا اور سب ہوش مین آئے گجرے پھولون کے جو بندھے تھے وہ مرجھا کر ہاتھون سے کھل گئے اب ساٹھ ہزار کا لشکر بہار کا تھا اس مین سے جو پہلے قتل ہوا وہ مارا گیا باقی قریب پچاس ہزار ساحر کے مطیع الاسلام ہوئے بہار جادو نذر لیکر چلی عمرو نے منڈھی اکھاڑ دی اور روانہ ہوا بہار پاس مہرخ کے آئی اور مہ جبین کو نذر دی شہزادہ اسعد نے اور مہرخ نے بہار کو گلے لگایا اور کہا تمھارے آنے سے ہمارے لشکر کو تقویت ہوئی مہ جبین سب کو لیکر بارگاہ اور خیام شاہی جہان نصب تھے وہان آئی کیونکہ وہ مقام پانچ کوس لشکر بہار سے تھا اب بہار اور نافرمان کے شریک ہونے سے لشکر بہار اور مہرخ ایک ہوگیا وہ فاصلہ جاتا رہا لاکھ ڈیڑھ لاکھ فوج ساحران ملازم مہ جبین ہوئی غرضکہ جب سب افسر وغیرہ اپنے اپنے مقام پر آئے عیش و عشرت مین مصروف ہوئے بہار آکر کرسی جواہر آگین پر دربار مین مہ جبین کے بیٹھی ارباب نشاط حاضر ہونے لگے جام مے اور غوالی کا دور آغاز ہوا عیار بھی لشکر مین آئے اور شریک بزم عیش ہوئے اسوقت خبر طائران سحر نے آکر عرض کیا کہ سپہ سالار ملکہ مہرخ مومع لشکر داخل ہوا مہرخ نے لوگ بہر استقبال بھیجے لشکر کو اترنے کا حکم صادر فرمایا شمشاد فیل پیکر پاس مہرخ مو کے حاضر ہوا فردا اسباب و خزانہ کی جو ہمراہ لایا تھا پیش کرکے اسباب و مال سپرد کیا الحاصل یہ سب بدستور تمام عیش و آرام مین مشغول ہوئے لیکن افراسیاب کو آرزدہ ہو کر ملکہ بہار کا چلے آنا بہت شاق گذرا تھا جب بہار سے اجازت رزم لیکر بسبب کج بحثی حیرت کے روانہ ہوئی اور ایک دن کا عرصہ ہوا افراسیاب از بسکہ عاشق ہے یہ بھی متغص ہو کر طرف کوہ چینی کے چلا گیا جسدن کوہ چینی پر پہونچا یہ بہار گلہائے رنگارنگ سے مثل گلدستہ کے ہے اور ہزار در ہزار رنگ کے درخت گلدار اور سایہ دار لگے ہین جانور زمزمہ سرائی کرتے ہین افراسیاب دل بہلانے لگا لیکن غنچہ و گل کو دیکھکر اور زیادہ یاد اس گل پیرہن یعنے ملکہ بہار جادو کی آئی چند شعر پڑھے اور غم دل کو برطرف کرنا چاہا جب دل مضطر تسلی یاب نہوا اسوقت ایک نامہ پر از اشتیاق و عذر و معذرت حال ماضی متضمن بہ شکر رنجی ملکہ حیرت تحریر کیا جسکا مضمون یہ تھا کہ بیت از خون دل نوشتم نزد یک دوست نامہ ✤ الی نہایت دہر اُمن ابجرک القیامہ بلکہ سہ سواد دیدہ حل کردم نوشتم نامہ سوے تو

کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروے تو + جہاندار کشور خوبروئی شہریارا قلیم نکوئی سلطانیہ ملک حسن وجمال خسروماہ طلعتان خیرین مقال ضیا افروز چہرۂ دروے پری نورافزائے رخسار دلبری گلعذار سراپا بہار جان عشاق ملکہ بہار سلامت چمن آرزو گلہائے مراد سے دولت رنگین رہے ہر شاخ تمنا مین مثل لب لعلین تمھارے کے تزیین رہے غنچۂ راحت وآرام اس باغ ہستی مین بشکل دہن صبح خندان اور شام کلفت بصورت چہرۂ منفعل سرور گریبان اے جان جان تمھارے ناراض ہوکر روانہ ہونے سے اپنا درد مفارقت سے یہ حال ہو کہ ابیات

دل من زدرد رویت زچمن فراغ دارد	کہ چو سرو پائے بندست چو لالہ داغ دارد
سر فردنیاید بکمال ابروے کس	کہ درون گوشہ گیران زجہان فراغ دارد
سند ارچو ابر بہمن کہ درین چمن بگریم	طرب آشیان بلبل بنگر کہ داغ دارد
من شمع صبح گاہی سند ار بہم بگریم	کہ سوختیم وداد ما بت ما فراغ دارد
سر درس عشق دارد دل دردمند حافظ	نہ بخاطر تماشا نہ ہوائے باغ دارد

حیرت کے کہنے کا برا نہ ماننا مجھے اپنا عاشق صادق جاننا اس مہم عظیم سے واپس آؤ عاشق کو شربت دیدار پلاؤ کسی اور ملازم کو بھیجا جائیگا کام حریفون کا وہ تمام کریگا تمھین مسند ناز زیبا ہو سینہ عاشق پر سونا اچھا ہو تم مبارز معرکۂ شب زفاف ہو نہ میر دشت مصاف یہ قلمبند کرکے پھر ٹرچھا زمین شق ہوئی ایک پتلا پیدا ہوا اُسے نامہ دیکر حکم کیا کہ جہان بہار بیٹھی ہو وہین یہ نامہ پہونچانا پتلا نامہ لیکر چلا یہان بہار مطلع ہوکر بارگاہ مہرخ مین جلوہ فرما ہی کہ پتلا آکر پہونچا اور نامہ دیا بہار نے پڑھکر جواب لکھا کہ فلک بارگاہ انجم سپاہ مشتری خصائل زہرہ شمائل برجیس شیم عطارد رقم بہتر سے بہتر ساحران جہان کے افسر عالی جناب شہنشاہ اقبال مآب سلامت غرض عشق سے فارغ البالی نصیب رہے اور چشم خوبان مین صورت زیبا تمھاری حبیب رہے نامہ محبت شمامہ کہ سراسر گلدستہ گلستان محبت اور لوبادۂ بوستان مودت تھا پہونچا عشق کجا اور عاشقی کا نام جہان سے اٹھ گیا کس لیے کہ سلامت جارحت کو میری آپ نہ دم دے کے پوچھیے اپنے ہی دل سے آپ قسم دیکے پوچھیے + فی الحال اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کرتے ہین قطعہ

بدنامی سہینگے ہم تمھاری خاطر	رسوائی سہینگے ہم تمھاری خاطر
تم بھی جو کرو بات ہماری منظور	تو کیون نکریگے ہم تمھاری خاطر

آئینہ رخسار حیرت کے حیران رہو ہمسے ہاتھ اٹھاؤ اگر دعوی عشق ہمارا ہی تو تحفۂ طلسم لیکر مع قید شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکۂ تصویر جادو کے یہان آؤ اور اطاعت عمر و کی اختیار کرو کہ بعد اب بدل تابعداری

عمرو کی اختیار کی ہی اور اپنی جان اُنکے قدمون پر نثار کی ہی نامہ تمام والسلام جواب پتلے کو حوالے کیا وہ لیکر کوہ چینی پر آیا افراسیاب نے نامہ پڑھا اور ایک شعلہ آہ کا سینے سے نکالا کہ جسنے عقل و ہوش کو جلا دیا بیقرار و بیتاب ہوکر اُسیوقت دستک دی کہ گھٹا بر روے ہوا آئی اور ابر آکر پہاڑ پر اُترا اُسپر تین ساحر سوار تھے اُنھون نے افراسیاب کو مجرا کیا دیکھا کہ افراسیاب کمال غمگین اور آزردہ ہی وہ ساحر دست بستہ سامنے کھڑے رہے افراسیاب نے حکم دیا کہ ای شدید جادو ای قہر جادو و عذاب جادو تمھین چاہیے کہ با فوج بیکران یہان سے روانہ ہو اور ملکہ بہار مجھسے خفا ہوکر لشکر حریف سے ملگئی ہی اُسے جس طرح ہو سکے سمجھا کر میرے پاس لے آؤ اور اگر براہ آشتی نہ آئے تو زبردستی مقابلہ کر کے گرفتار کرنا اور مین تمھارے لیے قبر جمشید پر جاکر ایک تحفۂ طلسم لاتا ہون بہار زبردست بہت ہی یون گرفتار ہوگی مین چادر جمشیدی بھیجونگا اور اسی لیے قبر جمشید پر جاتا ہون لہذا تم روانہ ہو چادر پہونچنے کا انتظار کرنا وہ تینون ساحر کوہ چینی کے متصل جو ملک واقع ہین وہین کے حاکم ہین بموجب حکم افراسیاب اپنی جاے حکومت پر آئے اور ستر ستر ہزار کا لشکر تیار کر کے روانہ ہوے کہ نظم

حرامی لیسنان مردار خوار	زمردیرستان ہمہ نابکار
بمیدان برفتند از ہر طرف	چو افواج دجال بستند صف
صدا ہا برون آمد از طبل جنگ	درنگا درنگ و درنگا درنگ
بود شور طبل و چنان کرنا ے	تو گوئی بجنبد کوہ ہے زجاے

القصہ بعد کوچ و مقام شام و پگاہ متصل لشکر مہرخ پہونچے خیام لشکریان نصب ہوے اردوے معلی کا نقشہ درست ہوا لشکر اُترا شدید داخل خیمہ ہوا آمد فوج کی خبر طائران سحر نے جاکر مہرخ اور مہ جبین سے عرض کی مہرخ نے افسران فوج کو بلا کر حفاظت کی تاکید کی لشکری ہوشیار ہوے سردار سالار سحر جگانے لگے کہ مبادا شدید غفلت دیگر ضرر پہونچائے اور فوج پر چڑھ آئے باجے پلٹنون اور رسالون مین بجنے لگے ہتھیار صیقل ہوتے تھے مگر افراسیاب کوہ چینی سے باغ سیب مین آیا سب نے تعظیم کی لیکن افراسیاب کے تیور بدل پڑا ہوا کمال آزردہ آکر تخت پر بیٹھا حیرت نے کہا ای شہنشاہ مزاج ہمایون کیسا ہی افراسیاب نے بغصہ جواب دیا کہ ای حیرت تمھاری کج بحثی نے آخر یہ نوبت پہونچائی کہ ملکہ بہار جادو وجا کر شریک عمرو کے ہوئی حیرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اُس چھوکری کو بڑا غرور ہو گیا تھا اپنا ثانی دوسرے کو نہ جانتی تھی تو اُسکے پہلے ہی سے بدتھے میرے سامنے مہرخ کی تعریف کرتی تھی شہنشاہ کو اسکا ملال نہ چاہیے بہت جان نثار ایسے

ہین کہ آن واحد مین اُسے گرفتار کر کے حاضر حضور کرینگے افراسیاب نے کہا یہ فقط کہنے کی باتین ہین لاکھون روپیے صرف کر کے مہرخ اور نافرمان اور بہار وغیرہ کو پرورش کیا سحر سکھلایا اب یکایک کیونکر ان سب کو قتل کر ڈالون اور مین اب تک یہی چاہتا ہون کہ ان سب کو راہ راست پر لاؤن لہذا مین جاتا ہون قبر جمشید پر وہان سے چادر لاؤنگا اب تم گنبد نور پر جاؤ مجھے تمھارا رہنا نہین منظور انسان تالیف قلوب کر کے اپنی فوج کے سردارون کا دل بڑھاتا ہی یا بُرا بھلا کہکر دشمن بناتا ہی یہ کہکر طرف قبر جمشید کے روانہ ہوا اور حیرت رنجیدہ ہو کر طرف گنبد نور کے آئی مگر بیان شدید یلاور قہر وغیرہ نے کئی نامے پے در پے پاس بہار جادو کے بھیجے اسمین مضمون فہمایش اور پند و نصیحت کے تھے کہ ای ملکہ اب بھی کچھ نہین گیا ہی مالک سے سرکشی کرنا اچھا نہین چلی آؤ نکھرا مون کا ساتھ ندو دین جمشید و سامری نہ برباد کر و بہار نے ہر بار جواب سخت دیا دن بھر سوال و جواب تقریر بیجا رہی یہان تک کہ وہ دن گذرا اور ساحر شب نے ہوم کرنے کیلیے دانہاے انجم کو بدلے رائی سرسون کے ظلمت کی جھولی سے نکالا اور ہندوے زحل فلک سیر آسن مار کر بیٹھا اور سحر نیا جگانے لگا سلطان فلک چہارم سے مقابلہ ٹھہر گیا کہ ابیات

فروزان چو شد شمع پر نور ماہ	منور شد این اطلسی بارگاہ
برآمد پے گشت بہرام چرخ	نہ برداشت از فتنہ یک گام چرخ
سواد زحل بہر تیرہ دلان	چو سرمہ گلو گیر شد در جہان

شدید یلاور قہر وغیرہ نے مشورہ کیا کہ شہنشاہ کے اگر چادر جمشید لانے کا راستہ دیکھین گے تو سارے طلسم مین نامرد کہلائینگے اس بہار کی حقیقت کیا ہی طبل جنگ بجوا کر اُسے گرفتار کرو جب تک چادر آئے اپنا کام کر رکھو کہ باعث نامردی ہی یہ صلاح ٹھہرا کر حکم طبل رزم کے بجنے کا دیا ساحرون نے نقارہ رزمی بجایا کہ نظم

برآمد ز نقارہ خانش این صدا	کہ آمد محل قضاے شما
بہ دوزخ بود جاے کافر مدام	بحق محمد علیہ السلام

مہرخ کو خبر طارون نے سحر کے طبل رزمی بجنے کی دی ادھر بھی دہل زنی ہوئی اور نفیر سحر بجی فوج کے افسر سامان حرب کرنے لگے چار پہر رات تیاری رہی نبگالی باجے بجا کے پوئین تالی گئین اور بیرون کو بھینٹ دیکر قابو مین کیا چوکیان بلائین مومن بھوگ ہر ایک کو لگایا بھوگ دیکر وعدہ لیا ایک دوسرے نے حریفون کے نام پر منتر کی جاپ کی جوت کا مٹیان آڑایا مال کی گیلی مٹی برنار یل ناری کے ساگ مین لپیٹ کر دیا

جلایا کالا بھینگا اور کلپھڑی اور نیل کنٹھ کے خون سے جوت اُڑایا گیا چراغ کی لو تیز کی سان کی مٹی تیلی کے مردے کی راکھ مرگھٹ کے ٹھیکرے مُردون کی ہڈیان جمع کر کے دستک پڑھنت کی تیار کی ناریل اور ترنج ونارنج کی لاگ مقرر کی جو سامری و جمشید کی بول کر اگیاری بڑھائی رات بھر کی دھونی رما کر سو رہے ادھر بہادرون نے خنجرہاے آبدار کو تیز کیا سان دیکر سنگ چٹایا تلوارون کی باڑھ کو درد را بنایا کھانڈون کے دو دو انگل کے پٹھے چڑھ وادیے باڑھ ہاتھ سے پٹنے لگی شمشیر ہر ایک آئینہ عروس مرگ بن گئی لوہا ایسا صاف ہوا کہ ہر ایک عازم دشت مصاف ہوا رات بھر شجاعت کی باتین جوانمردی کی گھاتین رہین یہان تک کہ شعبدہ باز فلک نے حقہ زرین کیسۂ مشرق سے نکالکر تماشا گاہ چرخ مین گردش دہ ہوا اور خنجر بیضاوی خورشید کو ترک فلک نے آسمان کی سان پر لگایا نظم

دگر روز کاین خسرو خاوری	برآمد باین چرخ نیلو فری
بدا ندر کفش ریزۂ سندروس	فرو ریخت بر صفحۂ آبنوس

شاہزادہ اسد نے صبحدم فریضہ نماز سحر ادا کیا ہر ایک ساحر کہ مطیع الاسلام ہی دل سے یاد خدا کرنے لگا بظاہر اُسی طرح اپنی حالت ساحری پر رہا یکایک وردی پلٹن کی بجی لشکر مین ترئی پھکی کمر بندی ہوئی افسر سوار ہوئے سوار و پیدل مرنے پر تیار ہوے ایک طرف تخت مہ جبین کا دلارام بزور بحر اڑاتی ہوئی ظاہر ہوئی مہیج اور نافرمان اور شکیل اور مہیج مہوا اور بہادر بڑے کروفر سے تخت پر اور طاؤسہاے بحر پر سوار حاضر خدمت ملکہ مہ جبین ہوئین اور سب نے فراخی مجرا کیا قلب لشکر مین تخت شاہی کو رکھ لیا جوق جوق طوق طوق بیرق بیرق اور سنجق سنجق علم علم اور حشم حشم ساحران نامی بازوے لبط واژدر پر سوار دار و دشت مصاف ہوے ایک سمت سے شہزادۂ اسد فوج غیر ساحران لیے مرکب کوہ طفل کوہ سرین پر سوار ران پٹری کی لڑگھٹ دکھاتا گھوڑا طرارے بھرتا ظاہر ہوا کہ ابیات

مشتری رایت و قمر منظر	آسمان گردش و زمین پیکر
سوے بالا چو دعوت مظلوم	سوے پستی چو رحمت داور

لشکر مہیج کے آگے بعہدۂ سپہ سالاری آکر اسد ٹھہرا تھا کہ سامنے سے بجلیان چمکنے لگین رعد کی طرح آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی کالے کالے بادل جنگل سے امڈے فوج شدید اور عذاب اور قہر لیے ہوے مثل دریاے مواج کے بڑے جوش و خروش سے آکر پہونچے ساحرون نے بجلیان گرائین درخت اور جھاڑیان جل گیئن سامنے کی آڑ ہٹی پھر ابر بحر برسایا گرد و غبار اٹھایا صف آراؤن نے صف آرائی کی چودہ صفین مثل سد سکندر کے جانبین سے آراستہ ہوئین نقیب شاہان ماضی کا حال پڑھکر ترغیب

جنگ بہادرون کو دلانے لگے کرڑکیت ہر سمت پکارتے پھرتے تھے کہ بہادران نظم

باحوال جم جاے عبرت نکوست
نشانی نہ از کاسۂ مغز اوست

سکندر کہ یک عمر آئینہ ساخت
ز آئینۂ مرگ چون سنگ باخت

نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ
کہ بشکست چون فرق کسری بسنگ

کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد
ندارى ز کاؤس و دارا بیاد

فریدون خداوند کلیل و تخت
ز دنیا نباچار بربست رخت

جگر خون شد از دہر افراسیاب
کہ گشتی از و زہرۂ شیر آب

بخاک سیہ فرق رستم نگر
کہ اورنگ دیدے از گرزہ کوہ سر

چو بہزن بچاہ بلا شد ہزار
نماند آن یل برزوے نامدار

جہان با کسی پائدارے نکرد
بکس این جفا پیشہ یاری نکرد

مگر آن کہ نام شجاعان عصر
بماند نکو تا بہ فرداے حشر

شجاعت خدا و رسل را پسند
شجاعان دنیا بجنت رسند

کدام است کس آن یل ارجمند
کہ آید بہ میدان بتیغ و کمند

دہد جلوۂ نام جد و پدر
بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر

نقیبون کی صدا نے ہر ایک کو مرنے کی آرزو جتائی لڑنے کی ہوس بڑھائی قہر نے اژدر بڑھایا اور میدان مین آیا آگ تپھر برسا کر اپنی اولوالعزمی دکھا کر نہیب دی کہ اے فرقہ تکمہ امان آؤ میرے مقابلہ کو کہ گو شمالی تمھین واجبی دی جاے نافرمان نے اپنا طاؤس اڑایا اور تخت مہ جبین کے سامنے آئی اجازت حرب چاہی مہ جبین نے خلعت دیا سپر دبخدا کیا نافرمان سامنے اس نافرمان کے آئی سحر چلنے لگا قہر نے ایک ناریل مارا کہ گولے کی طرح آکر ران پر نافرمان کے پڑا توڑ کر پار نکل گیا یہ زخمی ہوئی اسوقت مریخ نے تخت بڑھایا اجازت لیکر سامنے اسکے گئی اسنے گولا اسکے بھی مارا مریخ مونے خالی دیکر اپنی کا کل کو پریشان کیا اور ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکالی اور اسکو کھولکر ستارے نکالے اور ہاتھ پر رکھکر اڑا دیے کہ فلک کی جانب جاکر تابندہ ہوے اور وہان سے تیر شہاب کے مانند ٹوٹ کر جو گرے قہر کو توڑ کر زمین مین چلے گئے شور قیامت کی طرح صدائین آنے لگین مریخ کے ساحرون نے سحر پڑھکر ہر قہر کے اپنے قابو مین کیے ران چاک کر کے خون کے چھینٹے بعینٹ مین دیے وہ آفت مٹی عذاب جاودانے بھر مقابلہ کیا اسطرف سے شکیل نے اپنا اژدر نکالا عذاب نے ترسول کے کئی حلے کیے شکیل نے سب چوٹین خالی دین

اور بحر پڑھکر تلوار کا وار کیا کہ وہ تیغہ بحر برق بنکر جو گرا اُسکے خرمن ہستی کو جلا دیا اُسوقت شدید بغضب شدید میدان مین آیا اور ایک سانپ جھولی سے نکال کر میدان مین پھینکا کہ اس سانپ نے شکیل کو کاٹا ہر چند اُسنے ردِ بحر کیا کچھ نہوا بیہوش ہوکر گرا مہرخ نے اٹھوا منگایا اور ساحر جھاڑنے کے لیے مقرر کیے کہ مر نہ جائے اُسوقت مہرخ موبھر مقابلے کو نکلی سانپ نے اُسے بھی گھیرا اُسنے ایک طاؤس کا غذ کا کتر بحر کرکے اُڑایا کہ وہ طاؤس اُڑتا ہوا آیا اور سانپ کو منقار مین داب کرلے گیا دونون لشکرون سے واہ واہ ہوئی کہ شدید کو غصہ آیا اور کمان مین تیر رکھ کر بحر پڑھکر مارا مہرخ موبھر نے دستک دی چالیس سپر مین آپ سے آپ سامنے اڑ گئین مگر تیر شدید کا سب سپرون کو توڑکر مہرخ موبھر کے شانے پر لگا کہ یہ بھی زخمی ہوئی اور میدان سے ہٹ گئی اسوقت شدید نے للکارا کہ اے بہار مین تیرے گرفتار کرنے کو آیا ہون تو آکر مقابل ہو کہا تک چھپے گی بہار تخت پر بازیب و زینت جلوہ گر تھی اور کئی سو خواص در در گوش مرصع پوش سامنے پھولون کی ڈالیان لیے کھڑی تھی گلدستے سامنے چلے تھے کہ شدید کا پکارنا سنا فوراً تخت آگے بڑھایا اور ایک گلدستہ اُٹھاکر جنگل کی طرف مارا کہ پہاڑون کی جانب سے ایک ظلمت مثل شب دیجور پیدا ہوئی اور تاریکی تمام عالم مین چھاگئی اُسوقت بہار نے مقابلہ کھولکر اپنی پیشانی پر افشان اور چاند ٹیکی لگائی اُسوقت اس تاریکی مین ایک جلد اور ستارے چمکتے ہوے دکھائی دینے لگے اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ چاندنی رات ہی دن نہ ظاہر ہوتا تھا شدید دیکھکر ردِ بحر پڑھ دینے لگا کہ بہار نے دوسرا گلدستہ مارا اور پکاری کہ اے بہار آؤ جھونکے ہوائے سرد کے آنے لگے اور لشکر شدید کے ساحر تالیان بجانے لگے کہ بہار نے تیسرا گلدستہ مارا ہزارہا عورت نازنین مہ جبین ہاتھون مین ساز اور باجے لیے پیدا ہوئین اور وہ عورتین بعضی ترکن اور بعض فرنگن اور ہندا در ملک وار سب ملک کی اور ہر ایک قوم کی تھین اور سب مہ پارہ غیرت وہ مہر و ماہ تھین بس اُنھون نے سازا پنے اپنے نہایت خوش آہنگی سے بجاے کہ لشکر حریف ان زہرہ وشون پر عاشق ہوا کہ بہار نے چوتھا گلدستہ مارا کہ آنکھین اہل لشکر کی بند ہوئین اور موسم بہار کا ظاہر ہوا عجب لطف تھا کہ شب ماہ مین پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی اور باغ و چمنستان دور تک دکھائی دیتے تھے نسیم مشک بار ہر نیاے شجر سے سر ٹکراتی تھی غنچے چٹک کر جماہی لیتے تھے کہ بقول شاعر نظم

بساط خاک سے خوش کیون نہو مزاج ہوا	کہ روکش پر طوطی ہی سطحہ غبر		
نسیم ہو رہی ہی صدقے ہر خیابان پر	گلون سے بھرتی ہی دامن کو اپنے باد صبا		
زبسکہ محو تماشاے لالہ و گل ہی	نہین جھپکتی ذرا چشم نرگس شہلا		
شگوفہ یون نظر آتے ہین باغ مین ہر جا	ہر ایک شاخ پہ گویا کہ ہین ید بیضا		

کسی کے نرگس مخمور سے چھلکے ہین یہ	جو سر جھکائے ہی ہر گل بدوش باد صبا
صبا پہ ابکی برس اسقدر ہی رنگ نشاط	کہ ہاتھ ہوتے ہین رنگین چھو کے برگ حنا
کسی کے روے عرقناک کے تجسس مین	چمن مین قطرون سے شبنم کے گل ہین آبلہ پا
ہر ایک گل پہ کرے نثار گوہر اشک	اسی امید پہ کہسار سے اٹھی ہی گھٹا
چمن مین دیکھ کے گل نخل بار در ہر سو	یہ کہ رہی ہی اٹھا کر چنار دست دعا
مین بے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجیو	الٰہی حرمت فصل بہار کا صدقا

بہار نخت سے اتر کر درمیان چمنستان کے چلی گئی اور وہ زنان پری پیکر جو صحرا سے آئی تھین وہ بھی داخل باغ ہوئین شدید اور سب اہل لشکر گلشن کے اندر جب جانے لگے دیکھا کہ سامنے سے بہار ظاہر ہوئی اور اوسوقت اُسکے حسن و جمال کی یہ کیفیت تھی کہ اگر حور بھی دیکھتی تو اُسکی کنیز ہو جاتی نظم

ماہ سے کب جبین مقابل ہی	نقص داغ اسمین ہی یہ کامل ہی
رشک خورشید تھی وہ پیشانی	چاند سے تھی دو چند نورانی
وصف ابرو مین کیا کرون تحریر	تھی دعاے ہلال کی تفسیر
کیا ہو تعریف چشم ہون حیران	صاد کہتے تھے قاری قرآن
روشنی قلوب تھین آنکھین	چشم بد دور خوب تھین آنکھین
غنچہ بینی و گل رخسار	چمنستان عیش کی تھی بہار

بہار کو دیکھتے ہی شدید شیفتہ ہوا لیکن بہار نے ایک خواص کو اشارہ کیا کہ وہ نشتر اور طشت لیکر آئی اور پکاری کہ اے فریفتگان جمال عدیم المثال ملکہ بہار مہر تمثال تھوڑا خون اپنے جسم کا نذر اُس سفاکہ کے کرو یہ نشتر اور طشت حاضر ہی اسکی رسید دو یہ صدا سُنکر سا حران لشکر شدید دوڑے اور ایک دوسرے پر سبقت آنے مین کرنے لگا جو پاس اُس کنیز کے آیا اُسنے ہاتھ کی فصد کھولدی طشت ہاتھ کے نیچے رکھدیا کہ خون اُس مین گرنے لگا اور وہ بیہوش ہوگیا پھر دوسرا آیا اُسنے بھی رگ جان پر نشتر کھایا اور یہ کہتا ہوا بیہوش ہوا بیت

مرا کشتے و تکبیر نگفتی	عجب سنگین دلے اللہ اکبر

اب طرفہ ہنگامہ بیداد کرم تھا اور لاش پر لاش گر رہی تھی ایک دوسرے پر پیش قدمی نشتر کھانے مین کرتا تھا اس اثنا مین بہار نے دوسری کنیز سے اپنی اشارہ کیا کہ شدید کو طلب کرے کنیز نے بہ آواز بلند کہا اے شدید ملکہ عالم تمھین طلب فرماتی ہین جلد آؤ شدید طرف بہار کے کنیز کی صدا سنکر چلا اور بہار اُسے آتے دیکھ کر وہان سے پھری اور اُس گلشن سحر مین دور جاکر ٹھہری شدید پیچھے پیچھے چلا

تمام قریب آیا دیکھا کہ بہار چھڑی ہاتھ مین لیے گلگشت کر رہی ہی جوڑا اڑھا بندھا ہی آنچل بلو کا دوپٹا سینے سے ڈھلکا ہوا ہی پائچے کلائچے پڑے ہین برابر زانون کے سلوٹین پڑی ہین گہنا پھولون کا پہنے سیر مین چمپستان کے مصروف ہی جیسا حسن پہلے تھا اُس سے اِسوقت سوحصے زیادہ ہی شدید دست بستہ سامنے کھڑا ہوا بہار نے ایک چھڑی ماری اور کہا اسی منھ پر دعوی عشق کا رکھتا ہی کہ حیرت نے سردربار مجھے گالیان دین بُرا بھلا کہا اور تو نے کچھ اُسکا معاوضہ نہ کیا شدید نے کہا ای راحت جان مجھے کب یہ کیفیت معلوم تھی بہار نے دو تین چھڑیان اور لگائین اور کہا حرامزادے تو نے اب جو یہ ماجرا سُنا تو کیا کیا کچھ بھی تجھے میرا پاس ہوا اُسنے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دین تو حیرت کو جوتیان لگاتا سامنے لاؤن بہار نے چھڑی سے اُسے خوب پٹیا کہ سخرے ہم حکم دین جب تو بدلا لے تجھے آپ سے کچھ ہماری محبت نہین شدید نے چھڑیان کھکر کی جو کھائین بیخود ہوگیا اور باقی حواس بھی جاتے رہے اور کہا ای ملکہ مین ابھی اُس غیبانی حیرت کو جھونٹے پکڑ کے لاتا ہون بہار نے کہا تیری بات کا اعتبار نہین بُلا اپنے افسران لشکر کو اُسنے افسرون کو طلب کیا اسوقت بہار نے اس کنیز کو جو فصد کھولتی تھی منع کیا اور سب سردار پاس آئے اُسنے کہا تم سب کو اطلاع دیتی ہون اور رشتہ اقرار تمھارے ہاتھ مین باندھتی ہون کہ حیرت نے مجھے گالیان دی ہین جو اُسے جاکر بدلت تمام قتل کرے وہ میرے وصل سے شاد کام ہو یہ کہکر ایک ایک گجرا پھولون کا کنیزون سے سب کے ہاتھ مین بندھوا دیا اور شدید کے ہاتھ مین خود گجرا باندھا بس شدید اور کل لشکر بیتابانہ شعر عاشقانہ پڑھتے روانہ ہوے اور ہزارون نشتر کھاکر راہی ملک عدم ہوے تھے غرض کل فوج خیمہ خرگاہ مال اسباب چھوڑ کر طرف گنبد نور کے چلے جب یہ جا چکے بہار نے پیشانی سے افشان چھڑائی اور بڑھکر دستک دی کہ وہ عالم بہار اور شب ماہ کی کیفیت سب برطرف ہوئی آفتاب نکل آیا لشکر مہرخ مین نقارے فتح کے بجے اور مال و اسباب لشکر شدید اپنے قبضے مین مہرخ نے کیا بہار جادو کے سر زرنثار کرتی ہوئی اور تعریف کرتی مہ جبین پھر بارگاہ مین داخل ہوئی اور خلعت گرانبہا عنایت کیا لشکر نے کمر کھولی سامان جشن کیا تھاپ طبلے پر پڑی ناچ ہونے لگا کہ بہیت ہوئی گانے والون کی اک دھوم دھام + تماشائیون کا ہوا اژدحام + یہان تو یہ سامان عشرت برپا ہی لیکن شدید دیوانہ روے بہار بصد اضطرار زبون وزار دریاے خون رواں کے پار اُتر کر قریب گنبد نور پہونچا اور وہین سے گالیان حیرت کو دینے لگا کہ پکڑ لاؤ اس فحبہ کو فاحشہ حرامزادی مردار حیرت نابکار کو اُسنے میری معشوقہ کو گالیان دی ہین اور شہر نا پرسان مین آکر لوٹ شروع کر دی جو ساحر ملا اُسے ہلاک کیا واویلا فریاد الغیاث کا شور تمام شہر مین برپا ہوا حیرت گنبد نور پر تھی جب یہ ہنگامہ اُسنے سُنا

ساحرون سے کہا دیکھو یہ کیا ماجرا ہی ساحر گئے اور خبلائے حیرت نے بارہ ہزار ناقوس نواز جو اُس گنبد کے درجہ پائین مین رہتے ہین اور سابق مین ذکر اُسکا ہوا تھا انھین حکم دیا کہ ان سب کو روکو وہ ساحر چلے اور شدید کی فوج سے لڑنے لگے ہر جانبین سے ہونے لگا ناقوس نواز ازبسکہ زبردست ہین انھون نے ہزار دن کو قتل کیا لیکن شدید لڑتا ہوا قریب گنبد نور کے پہونچا اور اوپر چڑھنے لگا مگر وہ گنبد طلسمی سحر بند ہی شدید سے چڑھا نہ گیا گر پڑا پھر اُٹھکر چاہا چڑھ جاؤن پھر گرا اُسکی تو یہ کیفیت ہی اور لڑائی زیر گنبد ہو رہی ہی مگر حال افراسیاب سُنیے کہ ظلمات مین گیا اور وہان سے بیابان ہستی مین پہونچا اور اس جگہ سے دریاے آتشین طلسم کو طی کیا اور قبر جمشید کے قریب پہونچا حال ان مقامات مذکور کا آگے تصریح وار بیان ہوگا انشاء اللہ تعالی بالجملہ اس جگہ لاکھون ساحر بہیئت مہیب قیام پذیر تھے اور ایک عمارت معلق بروے ہوا تعمیر تھی اور اُس قصر مین جھولے پڑے تھے سات کنیزین جمشید کی ان پر جھول رہی تھین افراسیاب اُترکر قریب اُس عمارت کے پہونچا دیکھا سارا مکان جواہر کا بنا ہی ہزارہا گھنٹہ ٹنگا ہی گنبد بنے ہین یہان جو ساحر رہتے ہین بلاے بے درمان اور آفت روزگار ہین افراسیاب کے جانے سے گھنٹے بجنے لگے اور غلغلہ ہوا کنیزان جمشید جھولے سے اُترکر آئین افراسیاب نے ایک پانؤن سے کھڑے ہوکر جمشید کی پوجا کی اور پانؤن کی بوٹی کاٹ کر گنبد پر اُس مکان کے چڑھائی اندر مکان کے جانے کی اجازت ملی اندر جب آیا سات لونڈیون نے سلام کیا اور کہا ای شہنشاہ ساحران آج کدھر آئے افراسیاب نے کہا قبر خداوند جمشید پر جاتا ہون کنیزون نے کہا ابھی قبر خداوند بہت دور ہی بیابان سرد ستان جب طی کرے اور تخت الشعاع کی روشنی پر چلے اسوقت حجرہ ہفت بلا تک پہونچے پھر اسکے آگے جب چلے تو قبر خداوند پر پہونچے لیکن اسی جگہ سے قبر کی سرحد ہی اور کچھ تحفہ طلسم یہان بھی ہین تو کس لیے قبر خداوند پر چلا ہی افراسیاب نے کہا چادر جمشید مجھے دو کہ مخالفون نے گھیرا ہی جس کی مدت خداوند سامری و جمشید کتاب سامری نامے مین لکھ گئے ہین یعنے عمرو کی وہ طلسم مین آیا ہی ہزارون ساحر بندگان جمشید قتل ہو چکے ہین طلسم مین عذر ہوتا ہی کنیزان جمشید نے کہا چادر جمشید موجود ہی لیجا تو بادشاہ طلسم ہی تجھے اختیار ہی جو جی چاہے وہ کر یہان انگشتر جمشیدی اور مالا وغیرہ نہین ہی اور کچھ چیزین خداوند کی طلسم نور افشان مین ہین کہ وہان کا بادشاہ تیرا پلیت کوکب روشن ضمیر ہی کہ دریاے ہفت رنگ کے اوپر ہمیشہ تجھ سے اور اُس سے جھگڑا رہتا ہی افسوس تو نے سارا ملک اپنا برباد کیا اور اب تحفہ جات طلسم پر نیت لگائی ہی خداوند جمشید فرما گئے ہین کہ آخر بادشاہ اس طلسم کا بہت نالائق ہوگا کہ اس سے بندوبست کچھ طلسم کا نہوگا سارے تحفے اور عجائبات غارت ہونگے اور ہماری بھی قضا اب قریب ہی تو ایک

دن ہمکو بھی لیجا کر لڑوائے گا تو وہ ہی آخر بادشاہ ہی کہ جسکی خبر خداوندی دے گئے ہین جاکر وہ صندوق
جو سامنے رکھا ہی اُس مین چادر جمشیدی ہی لے لے یہ کہکر کلید ایک کنیز نے سامنے پھینکدی مگر افراسیاب
یہ باتین ان کنیزون کی سنکر رونے لگا اور کہا اب آپ فرمائین تو مین چادر نہ لے جاؤن اور مین نے
ہر چند چاہا کہ مہرخ وغیرہ سے مقابلہ نہ کرون اور اب تک یہی انجام سوچکر طرح دیتا ہون اور چاہتا ہون
کہ وہ لوگ منحرف راہ راست پر آئین اسی لیے چادر لینے آیا ہون کہ سب کو گرفتار کرکے سزا دے کر
پھر بدستور انھین سرفراز کردن کنیزون نے کہا یہ سب کچھ انتظام کرتا ہی لیکن صرصر شمشیر زن
عیار بچی کو واسطے مقابلے عیارون کے کیون نہ بھیجا کہ جو ساحر تیری طرف سے لڑنے جاتا اُسکی وہ
حفاظت کرتی اور یہ مکاری عیارون عمرو وغیرہ کی پیش نہ جاتی افراسیاب نے کہا سچ کہتی ہو
اب یہان سے جاکر عیار بچیون کو بھیجونگا یہ کہکر کنجی لیکر صندوق کے پاس آیا اور اسے کھولا ایک
شعلہ آتش اُسمین سے نکلا کہ جسم پر افراسیاب کے سوزش اسکی پہونچی افراسیاب نے فصد اپنی کھولکر
خون اپنا بھینٹ مین دیا وہ شعلہ آتش فرد ہوا اُس مین سے ایک چادر ریشمی جواہر دوز خاک قبر جمشید
سے بھری ہوئی نکلی تاثیر اُسکی یہ ہی کہ اگر افراسیاب بھی سحر کرے تو صاحب چادر پر تاثیر نہ ہو اور اگر لشکر
مخالف پر اُس چادر کو ہلائے ہوا سے اسکی کیسی ہی زبردست ساحرون کا لشکر ہو مگر بیہوش ہوجائے گا
افراسیاب اُس چادر کو لے کر پھرا اور بزور سحر پرواز کنان طلسم باطن مین پہونچکر باغ سیب
مین ٹھہرا اور بحر کی دستک دی کہ ایک ساحر نامی گرامی کہ جسکا سارا جسم مثل آتش کے دہکتا تھا زمین
کے اندر سے نکل کر سامنے افراسیاب کے آیا اور سلام کیا افراسیاب نے اُسے دیکھکر حکم دیا کہ ای
روتاس جادو یہ چادر جمشید لیجا اور ملکہ بہار اور مہرخ وغیرہ کو گرفتار کرلاؤ سوائے تمھارے کون
لائق اُس چادر کے دینے کا تھا تم بھی معززان طلسم سے ہو روتاس نے عرض کیا کہ یہ شہنشاہ کی
عنایت ہی جو مجھے ایسا جانتے ہین ورنہ مین بھی ایک بندہ سامری ہون اور حضور کی رعیت اور
نوکر غرض روتاس نے فخریہ چادر کو لیکر اپنے پاس رکھا اور عرض کیا کہ اکیلا جاؤن یا کچھ فوج بھی ہمراہ
لون افراسیاب نے کہا فوج پہلے مین شدید اور قہر وغیرہ کے ساتھ بھیج چکا ہون تم بھی ازراہ احتیاط
بارہ ہزار ساحر لے لو اور فی الفور روانہ ہو مین گنبد نور پر جاتا ہون وہین گرفتار کرکے سب کو لانا کہ
وہ مقام فی الجملہ اور مقامات سے نزدیک بھی ہی اور ایسا بلند ہی کہ مین بھی تماشا تمھاری جنگ کا وہان
سے دیکھونگا یہ کہکر خود سوار ہوکر افراسیاب گنبد نور کی طرف چلا اور روتاس نے اپنی جگہ پر آکر بارہ ہزار
ساحر ہمراہ لیے اور خیمہ خرگاہ بار کرایا نقارہ کوچ کا بجایا خود ہنس پر سوار ہوا اور چلا

نظم

بجنبش درآمد از ایشان زمین		بمیدان کشیدہ عنان بہر کین	
ہزبران جنگی بآئین جنگ		کشیدند بر مرکبان تنگ تنگ	
بزرک بریزک سو بسو در شتاب		نہ در دل سکونے نہ در دیدہ خواب	

اب یا تو امی طرف چلا لیکن افراسیاب جو گنبد نور کی طرف آیا دیکھا تمام شہر نا پرسان قتل ہو رہا ہی اک غلغلۂ داد بیداد بلند ہی شدید گنبد پر جانے کا قصد رکھتا ہی یہ ماجرا دیکھ کر سمجھا کہ سحر مین بہار کے گرفتار ہی پس غصہ ناک ہو کر چاہا کہ ایک ایسا سحر کردن کہ جو حال شدید کا وہی کیفیت بہار کی ہو جاے اور شدید ہوشیار ہو سحر اُلٹا پلٹ جائے مگر خیال کیا کہ بہار اس سحر کے پھیرنے سے مر جائیگی اور اگر جیتی بھی رہی تو کمال آزردہ اور خفا ہو جائیگی مراد دلی تیری بر نہ آئیگی معشوقہ کو ناراض کرنا اور ضرر پہونچانا اچھا نہین کہ ؎

گو کہ ساقی مین نہین آج مروت باقی		خیر زندہ ہین اگر یار تو صحبت باقی	

یہ سوچکر ایک تربچ اٹھا کر تخت سے شدید کے مارا کہ سینے کے پار ہو گیا غلغلہ اسکے مرنے کا برپا ہوا پھر افراسیاب نے اپنے ہاتھون کو ہلایا برقین و سون انگلیون سے چمک کر گرین اور ہمراہیان شدید کے خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دیا بڑی دیر تک غل شور رہا جب وہ ہنگامہ برطرف ہوا افراسیاب گنبد پر آیا حیرت نے تعظیم کی افراسیاب نے کہا ای حیرت یہ تمھاری بھینا بی بہار کا سحر تھا کہ شدید آپ مین نہ تھا یہ تمھاری ذات سے اتنا بڑا لشکر میرا ہلاک ہوا حیرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ مجھے رخصت فرمایئے کہ جا کر اُس چھوکری کو سزا دون افراسیاب جواب دہ ہوا کہ مہر خ نے مجھ سے مخالفت کی اسکی گرفتاری کی تدبیر مین خود کرونگا لیکن تمھین اپنی بہن کے مقدمے مین اختیار ہی وہ اور تم برابر ہو جاؤ لیکن چاہر جمشید دیکر مین نے روتاس کو بھیجا ہی وہ گرفتار کر لائیگا اگر اس سے گرفتار نہ ہو سکے گی تو تم جانا یہ کہکر افراسیاب گنبد کے ایک کمرے کو کھلوا کر کہ جدھر دریاے خون رواں ہی اور طلسم ظاہر و باطن دکھائی دیتا ہی تخت بچھوا کر بیٹھا چاردن وزیر اور ارکان دولت خدمت مین حاضر تھے تاراج ہونے لگا حیرت جام شراب سے بھر کر دینے لگی اُس وقت افراسیاب نے ایک ساحر کو حکم دیا کہ ہماری پانچون عیار بچیون کو حاضر کرو وہ ساحر شہر نگارستان مین آ حاضر شمشیر زن کی جاگیر مین یہ ملک بادشاہ طلسم نے دیا ہی اور وزیرزادی اسکی صبا رفتار ہی اور باقی عیار بچیان یعنے شمیمہ نقب زن اور صنوبر کمند انداز اور تیز نگاہ خنجر زن مصاحب خاص صرصر ہین اور پانچون یہ کم سن اور ہم سن ہین اور ساتھ کھیل کر بڑی ہوئی ہین اور انکو سحر ساحری سے نفرت کلی ہی یہ سب

سحر نہین جانتی ہین لیکن عیارہ بے بدل ہین الحاصل ساحر نے آکر حکم شہنشاہ سے مطلع کیا اسیوقت
بانے عیاری کے جسم پر آراستہ کرکے سب حاضر خدمت افراسیاب ہوئین اور تسلیم کرکے روبرو کھڑی رہین
شاہ نے حکم دیا کہ ای صرصر کہ عیار مع عمرو کے طلسم مین آئے ہین اور سکرون ساحرون کو قتل کر چکے ہین مین
سمجھا تھا کہ سحر کے آگے عیاری نہ چلے گی مثل مشہور ہی کہ زور کے آگے ظلم نہین چلتا مگر عیارون نے آفت
برپا کردی ہی فی الجملہ مکار سے مکار ہی جیت سکتا ہی تمھین چاہیے کہ جاکر انسے مقابلہ کرو اور گرفتار کرکے حاضر حضور
کرو اور ہرچند کہ تم سحر نہین جانتی ہو مگر سارے طلسم مین جہان جی چاہے ظاہر و باطن و ظلمات وغیرہ
مین پھرنا کوئی تمھین مانع نہوگا صرصر یہ حکم پاکر مع چارون عیار بچیون کے شاہ کو مجرا کرکے رخصت ہوئی
خلعت رخصت ہر ایک کو ملا یہ سب چلین اور جست و خیز کرتی ہوئی قبل پہونچنے لشکر روتاس کے
اس صحرا مین جو قریب لشکر مورخ ہی پہونچین اور فکر عیاری کی کرنے لگین یہ جنگل تو عیارون کا رمنا ہی عمرو
اور قران وغیرہ پھرا کرتے ہین اتفاقاً عمرو مع تین عیارون کے بارگاہ سے نکل کر واسطے بالا دوی
کے جنگل مین آیا تھا کہ ایک سمت سے صدا ارنگولہ عیاری کی سنائی دی سب عیار اس صدا پر چلے اور آگے
بڑھکر دیکھا کہ پانچ عورتین کم سن حسینہ و جمیلہ بانے عیاری کے جسم پر آراستہ کیے جوڑے ترچھے باندھے گانیان
دوپٹہ کی مارے پانچون مین گرہ لگائے پانون مین گھنگورے اور پیتاوے پہنے گوپھنین بازو پر باندھے کمندین
سر سے لپیٹے پتھر کا توڑا اور کسوت عیاری لگائے پنجے اور خنجر بران ہاتھون مین لیے ترو ترکش اور سپر سے
درست زر و زیور سے آراستہ مانگ ہر ایک نکالے اپنے سامنے سے بھر کتی اچھل کود اور جست و خیز کرتی چلی
آتی ہین کا ابیات

ادھ چھیڑ چھاڑ بہم اس طرح کی گرما گرم	کہ جنکی شوخیون سے دل کو ہو سرور بیشمار
کبھی جو انگلیون کی فندق انکی دیکھے وہ	بہار بیر بہوٹی کی طرح جائے سمٹ
مشاطین معشوقون سے سرزمین ایران کی	ادا و ناز سے وہ روم و شام دیوین لوٹ
ہزارون کوس دلا اور زمین کھسک جائے	کبھی جو انکے دبے پانون کی سنے آہٹ

آگے سب کے تاج دلبری سر پر رکھے صرصر شمشیر زن اکڑتی اور بل کرتی کہ سینے پر دو لقا بدار سر کترا نی اکڑا اور
مڑوڑ مین تھے دم رفتار دل کو عاشق کے پانون سے ملتی تھی آفت کے فیل ستم کے رہوار جلو مین اس شاہ
خوبان کے تھے غمزہ ادا دامن ناز کو سنبھالے تھے اور بعد اسکے وزیر زادی اسکی بعد حسن و ناز سبزہ رنگ
جٹی بھوین آفت کا برکالہ تھی اور اسکے برابر برابر تینون عیار بچیان شوخ و شنگ غمزہ گر جان
نامہ و نگ تھین کہ سرد کو وقت خرام چٹکیون مین اڑاتی ہین گل کو رنگ دلبری سکھاتی ہین نظم

تھین حسین ایسی وہ گل خندان
اُن پہ مرتے تھے مہوشان جہان

ان مین اک اک یہ خوبصورت تھی
آگے اُنکے پری کو خجلت تھی

شوخ دیدہ کوئی کوئی چنچل
چال مین انکی سیکڑون چھلبل

چال مستانہ کوئی چلتی تھی
کوئی باتون سے دلکو ملتی تھی

بکھرے جوڑون کی آن بان نئی
وہ نیا جوبن اور شان نئی

عمدہ زیور لباس سب ملبوس
خوب آراستہ بشال عروس

ناک مین کیل کوئی پہنے تھی
نتھ کسی کی تھی ایک موتی کی

سب کو بالا تباتے تھے بالے
طائر دل کے جال تھے چالے

نیلے ڈورے کسی کے زینت گوش
انتیان لومین رہزن دل و ہوش

بجلیان پہنے کوئی ماہ جبین
جبت کی بالیان کسی کی تھین

ایک گل رو کی ناک مین تنکا
تنکے جنوائے حسن کم سن کا

طوق منت کا پہنے ایک پری
تھی کسی گل کے پانون مین بیڑی

نورتن تھے کسی کے بازو پر
پہنے ہیکل کوئی پری پیکر

اونچی چوٹی کسی کو دل سے پسند
مینڈھیون کا کسی کے حسن دوچند

رخ پہ چھوڑے ہوے کوئی پٹے
کوئی جوڑا ادا سے باندھے ہوے

تھی دھوان دھار ایک کی مستی
قہر ڈھاتی تھی پان کی سرخی

انگرکھا تھا کسی کے زیب بدن
قتل کرتا تھا گوٹ کا جوبن

چست محرم غضب کچون کا ابھار
تنگ کرتی دکھا رہی تھی بہار

پٹتے تھے دل کسی کے منہدی پر
فندق پاپہ صدقے تھے گل تر

عمرو نے انھین دیکھکر زنبیل عیاری بجائی قران زنبیل کی صدا سنکر جنگل مین جہان تھا دوڑکر عیارون پاس آیا اور عیار بچیون نے زنبیل کے بجتے ہی ہوشیار ہوکر خنجر نیام سے کھینچے اور نعرے کیے اور اپنا اپنا نام لیکر حملہ کیا عیارون نے بھی نعرہ کیا اور اپنا اپنا نام لیا تاکہ آپس مین ایک کو ایک پہچان لے اور بروقت عیاری کرنے کے دھوکا نہ کھائے غرض عمرو نے بڑھکر حصرصر کو رد کا اور صبا رفتار نے آکر قران کوتو کا شمیمہ نے برق سے چشمک کی اور صنوبر نے جانسوز کو کج ادائی دکھائی تیز نگاہ سے اور ضرغام سے نظر بازی ہونے لگی اور سب عیارون نے انھین دیکھتے ہی تیر عشق کھایا اور

ایک دوسرے کے تیر مژگان اور خنجر ابرو کا گھائل ہوا اور شعر عاشقانہ زبان پر لایا عمرو نے صرصر سے کہا ای جان جان بیت

اگر زلف سیاہت بر سر تاراج ایمان شد		بفکر رہزنی افتد سیاہی گر پریشان شد	

صرصر نے ایک خنجر جھپٹ کر مارا اور جواب دیا سہ

منادی میکند ام و ز زنار سر زلفم		کہ بے ایمان بمیرد ہر کہ ایمان را نگہدارد	

ادھر قران نے صبا رفتار سے کہا کہ ای یار دلنواز فرد

چو خنجر میزنی بر سینۂ من		توئی در دل مبادا بر تو آید	

صبا رفتار نے چمک کر خنجر مارا اور جواب دیا کہ بیت

سر نوشتے کہ بد افتاد بہ تدبیر چہ سود		کس بناخن نکشاید گرہ پیشانی	

ادھر برق نے شمیمہ سے مقابل ہو کر صدا دی کہ سہ

ہزار سال پس از مرگ چون تو باز آئی		ز خاک نعرہ برآمد کہ مرحبا ای دوست	

شمیمہ نے مسکرا کر ایک نیمچہ مارا اور کہا فرد

دشمنی را ہمچو بیخ خیمہ میخواہم مدام		سر بسنگ و تن بخاک ریسمان در گردنش	

جانسوز نے ہنگام جدال صنوبر سے عرض کیا کہ بیت

عالمے کشتہ شد و چشم ترا ناز ہمان		صد قیامت شد حسن تو در آغاز ہنوز	

صنوبر نے تیوری چڑھائی اور بجاز داد لڑتی ہوئی جب قریب آئی جواب دہ ہوئی کہ سہ

آفت صد درد و ماتم آلش صد خرمنم		سادہ لوحی بین کہ گوئی راحت جان منی	

صفر غام جب تیز نگاہ سے لڑتا تو یہ شعر زبان پر لاتا کہ سہ

می تواں پرسید احوال اسیران گاہ گاہ		رسم یاری ایچنین نبود دست یاران واہ واہ	

تیز نگاہ اسکے حال زار پر بہت ہنسی اور کہنے لگی اے نادان سہ

نغمۂ افسانۂ غمہای خود با من مگوی		سوختم از استماع این حکایت آہ آہ	

القصہ بعد اس رمز و کنائے کے آپس میں خنجروں کی تھپکیاں اور سپروں کی اوجھڑیں چلنے لگیں عیار بچیوں نے حلقے کمند کے جو دہ گانٹھ کے عیاروں پر مارے کہ گردن اور کمر میں آکر لپٹے عیاروں نے اتنا جلد سبک ہو کر جست کی کہ جیسے عینک سے نگاہ نکلتی ہے کہ سب حلقے پاؤں کی طرف سے بچھا ہو کر زمین میں گرے اور عیاروں نے بلندی سے زمین تک اترتے اترتے پنجے مارے کہ عیار بچیاں جست کر کے

دس دس قدم پر جاگرین پانچ عیار اور پانچ عیار بچیون نے اپنی کو دپھاندین دو کوس کا میدان باندھا شامگین بھرنے لگے اور کبھی سمٹ کر گز بھر زمین کے گرد مین گتھ جاتے تھے کبھی بصفۂ سبھو بغی پر چلتے تھے اور کبھی بھلاوے باہم دیتے تھے پنجون کی جھکائیان دیجاتی تھین خنجرون کی جھنکار بلند تھی عیار باتک کے بیچ باندھ کر عیار بچیون کی گود مین بیٹھ جاتے تھے اور بوسے لیتے تھے عیار بچیان اپنے تئین قریب پہونچاکر کاٹ کھاتی تھین دو گھنٹہ آپسمین بلارد ور عایت جنگ حریفانہ رہی اُس وقت عیار بچیان جستین کرکے اور نعرے مار کے کہتی ہونی کہ ای خانمان برباد ان دیکھو تو ہم کس طرح تمھین ہلاک کرتے ہین ایک طرف چلی گئین اور عیار بھی ایک درہ کوہ مین ٹھہرے عمرو نے کہا کہ بھائیو مین تمھین چارون کو اطلاع دیتا ہون کہ صرصر میری معشوقہ دلنواز ہی اگر تم مین سے کوئی اسے مار ڈالے گا تو مین اُس سے بہت بری طرح پیش آؤنگا قران نے کہا صبار فتار بر بندہ علی ہذا القیاس فریفتہ ہی اُسکی بھی حفاظت سب عیارون کو روا ہی برق نے شمیمہ کا عشق بیان کیا اور جانسوز نے صنوبر کا حال الفت مذکور کیا صرغام نے تیز نگاہ کی نسبت سب سے سفارش کی لہذا ہر ایک کو ہر ایک کے معشوق کی شناخت ہوگئی اور سب نے باہم عہد کیا کہ کسی کو کوئی قتل نہ کرے عمرو نے کہا اسوقت کہ جب طلسم فتح ہوگا اور عیار بچیان گرفتار ہونگی اور مطیع الاسلام ہونگی تو صاحبقران کو اُنکے قتل کرنے کا اختیار ہی فی الحال مناسب نہین کہ ہم تم انھین ہلاک کرین یہ باہم مشورہ اور پیمان کرکے حفاظت لشکر مین مصروف ہوے اور اُسی طرف عیار بچیان بھی جنگل مین ایک جگہ ٹھہرے مین اور صبار فتار نے صرصر سے کہا کہ تیرا رنگ آج مجھے اور ہی کچھ نظر آتا ہی ہونٹھ چاٹتی ہی چہرے کا رنگ زرد ہی پاؤن کہین ڈالتی ہی پڑتا ہی کہین کا کل پریشان ہی جیسے کوئی دیوانہ ہوتا ہی یہ کیا ماجرا ہی صبار فتار نے کہا واری مجھ کو آپ کیا کہتی ہین ازراہ ادب حضور کو کہہ نہ سکتی تھی اب جو حضور نے چھیڑا ہی تو الامر فوق الادب کسوت عیاری سے آئینہ نکال کر ذرا چہرہ زیبا کو دیکھیے کہ صاف آثار عشق پیدا ہین آنکھون مین تری حواس مین اتبری ہی آپ کی تو وہ مثل ہی کہ اپنی بالی اور پر گنوالی صرصر نے کہا نوج خدا نہ کرے یہ تیری ہی عادت ہی کہ جہان مردے کو دیکھا اور پھسل پڑی تو دیوانی ہی کہ مجھپر یہ گمان کرتی ہی اور خیر اگر مین ایسا بھی کرون تو میرا عاشق آج عیاران عالم کا شہنشاہ ہی حمزہ صاحبقران کا وزیر اعظم کلید عقل و رنفس ناطقہ ہی تو کیا سمجھ کے یہ بھی ہی اور میری برابری کرتی ہی صبار فتار نے ہنسکر کہا کہ خفا نہو جیے تو مین عرض کرون مجھپر اگر نگاہ ڈالی ہی تو نظر کردۂ مولانا و مقتدانا حضرت غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے جو جان بخش عمرو ہی اور اپنے ملک زنگبار کا بادشاہ ہی لیکن ان تینون چھوکریون نے کیا سمجھ کے اپنا حال غیر

کیا ہی شمیمہ نے کہا کیا خوب اب جو شاہزادی سے بس نہ چلا تو اپنی خفت ہم پر مٹائی تمھاری مجالت میری آنکھون پر ماشاء اللہ کیا ذہن کی تیزی ہی مانتی ہون آپ کو اچھا صاحب یون ہی سہی پھر عاشق مین میرے تمنے برائی کیا تصور کی ہی ملک فرنگ کے ملکون مین ایک ملک کا بادشاہ شاگرد رشید عمرو ہی ہان جو کچھ کہو توان دونون کو کہو صنوبر نے خفا ہو کر کہا بی شمیمہ تم مین کیا بری عادت ہی کہ اپنی بات اور پر ڈالتی ہو یہ تمھین ایسی اودماتی ہو میرا تو عاشق تم سب سے اچھا ہی مگر مین ذرا بھی حقیقت نہین جانتی بی صبا زقار کی کہا دیکھ کر توان نظر کردہ اور بادشاہ زنگبار ہی اسکے فرزند نے مجھ سے محبت کی لیکن وہ بڑا جان دیا کرے مین کب سماعت کرتی ہون ایسے چودہ ہزار مرتے ہین ہان بی تیز نگاہ کو جو کچھ کہو وہ بجا ہی یہ کلام تیز نگاہ نے سنکر کہا آئی گئی مجھپر ہوئی بی ہوش مین آؤ اپنے دہی کو کوئی بھی کھٹا کہتا ہی گو کہ مجھے تو ضرغام سے کچھ واسطہ نہین لیکن جو وہ مجھ پر جان دے تو جبکی تم سب نے تعریف کی ہی اُن سب سے افضل ہی اول تو نظر کردہ مثل قران کے اور دوسرے وزیر طلسم کشا کا جو حاکم طلسم کا ہونے کو آیا ہی سچ پوچھو تو جو شخص ساکن طلسم ہو وہ گویا اسکی رعیت ہی صرصر نے یہ باتین سنکر ایک قہقہہ لگایا اور کہا مبارک ہو آج سے ہم آپ کو تسلیم کرین گے تمھاری رعیت ہم کہتے ہین خدا حضور کو سلامت رکھے کیون نہو وہی مثل ہی کہ سیان بھیے کو توال اب ڈر کاہے کا تیز نگاہ کو سب نے آڑے ہاتھون لیا اور یہ شرمائی پسینے پسینے ہو گئی اور کہنے لگی واہ واہ تم سب نے مجھے دیوانی مقرر کیا ہی ای لوگو آپ اپنے لوٹھون کی تعریف کرو تو کچھ نہو مین نگوڑی بیوقوف جو بول اٹھی تو سب نے ہنسی دل لگی مین اڑانا شروع کیا ای بی بی ایک تو مجھ کمبخت کو سات پانچ نہین آتا یہ تمھین لوگ چربانک ہو کہ آپ اپنے مطلب کی کہہ جاؤ اور دوسرے کو بیٹھ کر ہنسو صبا زقار نے کہا جرواتو جھاڑ کا کانٹا کیون ہو گئی اسمین جھینپنے کا اور خجلت کا کیا موقع تھا ہماری شہزادی نے یہی کہا نہ کہ اب ہم تمھاری رعیت ہوے پھر میری جان اسمین جھینپنا کیا تم نے آپ ایسی بات کہی نہ آسمان پر تھو کو نہ گریبان مین آئے القصہ اسی طرح کی باتین پانچون باہم دیر تک کرتی رہین اور مقصود اس کلیات سے انکا یہ تھا کہ ایک دوسری کے عاشق کو شناخت کرے اور گویا در پردہ باہم رعایت کرنے کی عاشقون کی نسبت سب نے سفارش کی کہ عیارون کو بباطن دوست رکھنا چاہیے اور بظاہر دشمنی کرنا لازم ہی غرض سب ایک سمت چلین اس عرصہ مین روتاس جاد و بعد قطع منازل قریب لشکر مہرخ پہونچا اور قیام پذیر ہوا خبر مہرخ کو پہونچی یہ بھی ہوشیاری اور بیداری مین مصروف ہوئی ادھر صحرا سے عیارون نے آمد لشکر دیکھی اور عیار بچیان بھی آگاہ ہوئین اور دونون فکر عیاری کرنے لگے مگر روتاس ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوا اور دوسرے روز جب پیر

دہقان فلک بیلچہ کہکشان کا لیکر واسطے آبیاری کشت انجم کے مزرعۂ فلک مین آیا اور شاہ خاور گشت کرکے مقام مغرب مین قیام پذیر ہوا مشعل ماہ خیمۂ زرنگاری روشن ہوئی نظم

از فراق شاہد شب زور را آمد زوال		ز سر شک لالہ گون این سبز میدان پر شدہ	
داشتہ از بسکہ شوق دیدنش در دل وصال		دیدہ شد از نور خالی در تماشا پر شدہ	

طبل جنگ اور نفیر سحر لشکر روتاس مین بجا شور و غلغلہ اقبلوا بلند ہوا طائران سحر اڑتے ہوئے دربار مین حاضر ہوے اور سامنے مہ جبین کے باادب تمام ٹھہر کر اس طرح عرض کرتے تھے ابیات

کف عطا سے ترے ابر گوہر افشان کے		مناسبت نہ کرے طبع نکتہ سنج پسند	
صدف نے ابر سے منہ کھو کر گہر مانگے		ترے کرم نے دیے بے سوال حاجتمند	
نہ چشم مہر نے دیکھا کوئی ترا ثانی		سنا نہ گوش فلک نے کوئی ترے مانند	
مدام تا کہ عروسان ماہ و انجم کا		ہو جلوہ گاہ لب بام آسمان بلند	
ترے قبالے مین شاہا عروس دہر رہے		الٰہی تو رہے اقلیم سبعہ کا خاوند	

حریف نے رزم کے ارادے پر طبل جنگ بجوایا ہے اور ارادہ بیکار رکھتا ہے مہرخ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بجے طبل جنگ خدا ہمارا نگہبان ہو اسیوقت افسرون نے نائے ترکی اور نقارۂ رزمی بجایا نظم

بلرزید طاس فلک از صدا		بہیبت ز نقارہ آمد ندا	
کہ اے نامداران میدان کین		برآرید سر دشمنان از زمین	

ہر ایک بہادر خبردار ہوا اور تیاری جدال مین سرگرم تھا چار پہر رات شور ساحرون کے سحر کا اور غریو بہادرون کی اسلحہ ورزی کا تھا یہان تک کہ وہ وقت آیا کہ شاطہ دہر نے روے زیبائے شاہد صبح کو آئینۂ خورشید دکھایا اور مانگ کو عروس دہر کے صندل سے بھر کر جلوہ افروز عالم کیا قطعہ

چو زنگی شب دید روے سیاہ		در آئینۂ عالم افروز ماہ	
ز داز غصہ آئینہ را بر زمین		بخندید ناگہ سحر از کمین	

صبحدم فوج گردہ گردہ مہرخ اور بہادر نافرمان وغیرہ لیکر روانہ دشت مصاف ہوئین مہ جبین مع اسد دلاور کے بہ تزک و احتشام رزمگاہ مین آئی اسوقت فوج عدو بھی بڑے دبدبے سے داخل رزمگاہ ہوئی ساحرون نے پرے جماے دلاورون نے صف کشی کی میدان رزم تیار ہوا نقیبون نے صداے دلکش دی کہ ابیات

درین رواق زبرجد ز خانۂ خورشید		نوشتہ یکدد سہ بیتے بآب زر دیدم	

کہ ای بد دولت دہ روز گشتہ مستغنی	سباش غرّہ کہ از تو بزرگتر دیدم
شبے کہ تاج مرصع صباح بر سر داشت	نماز شام ورا خشت زیر سر دیدم
زحادثات جہان بس ہمین پسند آمد	کہ خوب زشت و بد و نیک در گذر دیدم
مساز خاطر خود با جہان دون کہ درو	ہزار بادشہ و میر بیشتر دیدم

ای بہادران سرائے فانی مقام عبرت ہی یہ میدان قتال جائے غیرت ہی تمام کر لو لڑ بھڑ لو پھر کون رہا ہی اور کس کی رہے گی ؎

رستم ہی نہ اب ہی سام باقی	مردون کا فقط ہی نام باقی

یہ کہکر جب لقیب خاموش ہوے روتاس خود میدان مین نکلا اور سحر کی نیرنگیان دکھانے لگا آپ پھر برسانے لگا بعد اسکے ولولہ العزمی دکھانے کے للکارا کہ ای تمکو امو تم مین کوئی ایسا ہی کہ مجھ سے مقابل ہو اور میرے سحر کا جواب دے ساحران ملازمان مہرخ نے نکلکر مقابلہ آغاز کیا روتاس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ صحرا کی طرف سے ہزار در ہزار طائر پیدا ہوے اور لشکریان مہرخ کے سر پر بیٹھ چکے سر پر جانور بیٹھا فوراً وہ درخت ہو گیا اور نہال قامت مین اسکے پتے ہرے ہرے نکل آئے کوئلین پھوٹین اور ٹہنیان جھومنے لگین طائر آپس نشیمن گزین ہوے مہرخ اور شکیل وغیرہ ساحران نامی دمشکین بحر کی دیتے تھے اور اپنے تئین بچاتے تھے اسوقت ملکہ بہار جو تخت طاؤسی پر زینت و زیب سوا تھی بھی کہ یہ سحر بنین کرتا ہی گویا روتاس تجھ پر طعن کرتا ہی کہ سب کو درخت بناتا ہی یہ سوچ کر تخت سے کود کر دوپٹے کو سر سے سنبھالتی ہوئی سامنے روتاس کے آئی اور اپنے جوڑے کو اس آفت روزگار نے کھولکر ایک ڈبیا نکالی اور ڈبیا کو جو وا کیا اسمین ایک تیلی بہت خوبصورت ہاتھی دانت کی رکھی تھی اپنی انگلی کاٹ کر اس تیلی پر خون ٹپکایا اور کہا ای سامری کی تیلی مین نے اسی دن کے لیے تجھے سر پر چڑھا رکھا تھا کہ طائران سحر آکر میرے لشکر پر آشیانہ کرین اور انسانون کو شجر بنا دین یہ کلام بہار کے سنکر تیلی قہقہہ مار کر ہنسی اور ڈبیا سے نکلکر غائب ہو گئی بعد لمحہ کے سب نے دیکھا کہ ایک جال بر روے ہوا پھیلا ہی اور اسقدر دراز ہی کہ منزلہا منزل گسترده دکھائی دیتا ہی اور جملہ طائران سحر روتاس اس دام مین گرفتار ہین اور وہی تیلی بہار کی ہاتھ مین چھری لیے جانورون کو جال سے نکال نکال کر ذبح کر رہی ہی اور خون اسکا لشکریان مہرخ پر چھڑکتی ہی کہ جو جو انسان درخت ہو گئے ہین وہ سب آدمی بنے ہین یہ ماجرا روتاس نے جب دیکھا کہ تیلی نے سب کو آدمی بنایا اور بہار تیرے مقابل کھڑی ہی ابکی یقین ہی کہ تجھ پر بھی حربہ کریگی اسکا سحر اتارنا مشکل پڑے گا بڑا سخت مقابلہ

ہوگا یہ تصور کرکے اُسنے چادر جمشید کو نکالا اور پرواز کرکے برروے ہوا جاکر لشکر مہرخ پر اُس چادر کو جھاڑا خاک جمشید برسی اور اسی وقت بہار اور مہرخ اور نافرمان وغیرہ بیہوش ہوگئے اور جب سردار تمام سے ملکہ مہ جبین اور سرخ مو اور شکیل اور دلارام کے بیہوش ہوے لشکر مین بھگدر پڑگئی اور ساحران روتاس نے ہزارون کو زندہ گرفتار کیا اور سب کو ہتھکڑیان بیڑیان اپنے سحر کی پہنا کر چادر جمشیدی کو ہلایا اور کہا اے چادر خداوند واسطہ خداوند جمشید کا یہ سب ہوشیار ہوکر اپنی گرفتاری کا حال خراب دیکھین اُسی وقت بہار اور مہرخ وغیرہ سب سردار ہوشیار ہوئے اور دیکھا کہ ہم سب گرفتار ہین ناچار خاموش ہورہے اور روتاس نے حکم دیا کہ آج سب قیام پذیر ہون کہ مین لڑنے سے خستہ بہت ہون کل سب کو لیکر خدمت شہنشاہ مین جاؤنگا حسب الحکم لشکر نے اُسکے کمر کھولی سب قیدیون کو قید کیا اور پہرا مقرر ہوگیا روتاس اپنی بارگاہ مین مسند عزت پر آکر متمکن ہوا اور خادم خدمتگار سب کو باہر بارگاہ کے کہا کہ جاکر ٹھہرو صرف اپنی رنڈی کو اندر بارگاہ کے رکھ لیا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ سوائے اُس رنڈی کے اور جو کوئی اس بارگاہ مین آئے تو بیہوش ہوجائے کیونکہ اُسکو خوف عیاری کا ہوا کہ ایسا نہو عیار ہیان آئین الحاصل یہ تو باطمینان تمام بیٹھا مگر عیارون نے گرفتاری دور سے دیکھکر صلاح کی اور سب بصورت مبدل لشکر مین آئے اور ضرغام نے ایک خدمتگار کو دربارگاہ پر سے الگ بلایا اور کہا مجھے تم سے کچھ کہنا ہی جب وہ علیحدہ آیا ضرغام نے بیضہ بیہوشی مارکر اُسے بیہوش کرکے پیرہن اُسکا اُتار لیا اور اُسکی صورت بنکر بارگاہ کے قریب آیا اور چاہا اندر جاؤن ساتھ کے نوکرون نے کہا اندر نجاؤ منع کیا ہی ضرغام نے کہا تم کیا جانو کہ مین کس کے لیے جاتا ہون یہ کہکر اندر بارگاہ کے قدم رکھا جیسے ہی اندر آیا بیہوش ہوکر گرا روتاس نے اُٹھکر اُسے اُٹھایا اور سحر پڑھکر جو پھونکا روغن در رنگ عیاری اُڑگیا صورت اصلی رہگئی روتاس نے سحر سے اندر بارگاہ کے مقید کیا اور پھر بیٹھکر رنڈی سے اختلاط کرنے لگا اسوقت جانسوز ساقی مہر طلعت اور زیبا صورت بنکر قریب بارگاہ آیا اور خدمتگارون سے کہا مین نوکری کی خواہش رکھتا ہون اسوقت یہان اکیلے بیٹھے ہین اگر کہو تو جاکر عرض حال کرون اُنھون نے کہا اندر جانے کا حکم نہین ہی اگر تمھارا جی چاہے تو جاؤ لیکن جو خفگی ہو تو ہم نہین جانتے جانسوز نے کہا مین اپنی کیفیت عرض کرکے ابھی آتا ہون یہ کہکر اندرون بارگاہ قدم رکھا اور تھوڑی دور گیا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا روتاس نے اُسکو بھی گرفتار کرکے بزور سحر روغن عیاری اسکا بھی دفع کیا اور کہا عیارون نے صورت بدل کر آنا شروع کیا الغرض یہ پھر اپنی محبوبہ سے ہمکلام ہونے لگا اور ادھر برق نے دور سے دیکھا کہ دو عیار اندر بارگاہ کے داخل ہوے مگر کچھ مطلب برآری نہوئی

بس یہ گرد بارگاہ کے پھرنے لگا اتفاقاً روتاس کے پاس طوائف ہی اُس کا خیمہ ایک طرف استادہ تھا
اور اُس رنڈی کا نوکر ایک چھوکرا گڑگڑی بھر رہا تھا برق اُس کے پاس آیا اور کہا بے سن تو ادھر تو آج
کل تو نے میرے کتے کو کیون مارا تھا وہ چھوکرا حیران ہوا کہ کیسا کتا کہنے لگا اجی پہچانتے بھی ہو برق کان پکڑ کے
کھینچتا ہوا لیچلا کہ بچا آج مکرتے ہو چلو تو جس کے سامنے مارا ہی دیکھو تو اُس سے پوچھ کر کیسا ٹھیک بنا ہ
ہون یہ کہتا ہوا اُسے تنہائی کے مقام پر لایا اور بیہوش کر کے اُس کی صورت آپ بن کر آیا اور
گڑگڑی بھرنے لگا کہ اتنے مین ایک خدمتگار آیا اور کہا تو اب تک چلم ہی بھر رہا ہی بائی جی حقہ مانگتی ہین
برق نے کہا آگ تو سلگاتا ہون غرض تمباکو مین بیہوشی ملا کر چلم بھری اور خدمتگار کو گڑگڑی تیار کر کے
دی کہ لیجاؤ اُس نے کہا تو آپ لیجا ہمین حکم اندر جانے کا نہین ہی برق گڑگڑی لیکر اندر بارگاہ کے
گیا یہ بھی اوروں کی طرح سے بیہوش ہو گیا روتاس نے اسے بھی گرفتار کیا اور بڑھ کر جو دم کیا اُسکی
صورت بھی اصلی ہو گئی اُس وقت اس نے کہا کیا عنایت سامری و جمشید کی ہی کہ عیار بغیر زحمت
کے گرفتار ہوئے کچھ تردد بھی نہ کرنا پڑا یہ کہتا ہوا پھر اپنی مطلوبہ کے ہم پہلو بیٹھا تینون عیارون پر سحر کر دیا
کہ دست و پا بجیں ہو گئے لیکن اب کی بار عمرو صورت صبار فتار عیار بچی کی بن کر آیا اور افراسیاب
کی مُہر بنا کر فرمان لکھ کر اس طرح لپیٹا کہ ہر ایک تہ مین کاغذ کی بہت باریک غبار بیہوشی بھر دیا طغانہ
پر مُہر کی اور دربار گاہ پر آیا اور نوکرون سے کہا میری خبر کر دو کہ صبار فتار شہنشاہ پاس سے آئی ہی دلازمون
نے کہا ہمین اندر جانے کا حکم نہین ہی آپ خود جایئے عمرو سمجھا کہ اندر جانے مین کچھ نہ کچھ قباحت ہی
جب تو یہ نہین جاتے یہ سوچ کر دروازے ہی سے پکارا کہ اے روتاس جادو منم صبار فتار نامۂ
شہنشاہ لیکر آئی ہون یہ صدا جو روتاس نے سُنی کہا اندر آؤ عمرو نے کہا نامۂ شہنشاہ کی یہی تعظیم ہی
کہ دربار گاہ تک نہین آیا جاتا ہان صاحب مقرب جو زیادہ ہوتے ہین وہ یہی کرتے ہین یہ کلام جو روتاس
نے سنے شرمندہ ہو کر باہر آیا صبار فتار نے سلام کیا اور نامہ نکالا کہ لیجئے اس کا جواب لکھ دیجئے روتاس
نے کہا آپ اندر تشریف لیچلین اور ایک جام شراب پئین تب جواب لکھون عمرو نے کہا تم جیسے پاتے ہو
اندر بارگاہ کے بلاتے ہو عیارون کا تمھین کچھ ڈر نہین ہی روتاس نے کہا نہین بارگاہ سحر بند ہی جو
کوئی یہان آئیگا بیہوش ہو جائیگا صبار فتار نقلی نے کہا مین سحر نہین جانتی ہون اور عیار بچی ہون
اسی لیے تم بلاتے تھے کہ مین بیہوش ہو جاؤن اور مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ بہر گرفتاری عیاران تم نے
کوئی تدبیر ضرور کی ہو گی پھر یہ عیاری سے بعید تھا کہ جو چلی آتی اگر آتی تو گرتی ہاتھ مُنھ ٹوٹتا روتاس
نے اُسکی عقل پر آفرین کی اور بارگاہ سے سحر کو اُتارا کہ اب جو آئے بیہوش نہو اور صبار فتار نقلی کا

ہاتھ پکڑکر اندر بارگاہ کے لایا عمرو نے دیکھا کہ تین عیار بیحس و حرکت پڑے ہین اور ایک زن حسینہ و جمیلہ زرد زیور سے آراستہ مسند پر بیٹھی ہی عمرو بھی ایک جانب بیٹھا اور نامہ روتاس کو دیا لفافے سے نامہ نکالنے لگا غبار بیہوشی اڑا اور خوشبو آنے لگی اس نے نامہ کو سونگھا کہ یہ خوشبو کیسی ہی پس سونگھتے ہی بیہوش ہوا ادھر عمرو نے ایک بیضہ بیہوشی منھ پر اس طوائف کے مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوئی اس وقت روتاس کا خنجر سے سر کاٹ ڈالا بیرا اس کے شور و غل کرنے لگے آگ پھر برسنے لگے عمرو نے رنڈی کا زیور اتارا لیکن اس کے مرنے سے عیار قیون رہا ہوئے اور لوٹنے لگے برق نے جلد چادر جمشید اس کے جمبولے سے نکال کر جست کی اور سلیچہ بارگاہ پھاند کر بھاگا اور غل جو ہوا ساحر دوڑے عمرو اور دونون عیار بھی کود کر بھاگے ادھر قیدیون پر سے سحر روتاس کا دفع ہوا اور سب چھوٹ گئے بہار اور مہرخ وغیرہ نے بزور بحر پرواز کی اور بردے ہوا جا کر ہار فلفل اور کچھ پکان کے اور گولے فولاد کے لشکر روتاس پر مارے ابر بحر کے اٹھے صدا مین رعد آسا پیدا ہوئین کہین بجلیان گرنے لگین کہین آگ برسنے لگی بہار نے گلدستہ مارا کہ عالم بہار پیدا ہوا اور ہزارہا ساحر دیوانہ وار صحرا کو چلا مہرخ اور تشکیل نے ہزارون کو قتل کیا نافرمان اور مہرخ مونے ستارے گرائے یتیر برسائے کہ نظم

برسنے لگے آگ تیھر دہان	بلند آتش سحر کا تھا دھوان
کبھی شعلے اٹھتے تھے ہر سمت سے	بچاتے تھے غل بیر ہر ایک کے
ہزارون نے دی جان افسوس سے	بہت بھاگ کر دان سے زندہ بچے

الحاصل لشکر روتاس تباہ و برباد ہوا اور بفتح و فیروزی مال و اسباب لوٹ کر مہرخ اور مہ جبین اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین منادی نے ندا کی فوج بھاگی ہوئی کوہستان سے آئی لشکر بدستور آدل دوبارہ آراستہ ہوا جشن ہونے لگا لیکن عمرو جو بھاگا اسے خیال آیا کہ چادر جمشیدی جو عیار لے گیا ہی اس سے چل کر نے لے یہ سوچکر جنگل مین آیا اور زنبیل عیاری بجائی ضرغام اور جانسوز حاضر خدمت ہوئے لیکن برق نہ آیا کہ استاد چادر جمشید چھین لین گے یہان عمرو نے ان دونون عیارون سے پوچھا کہ تم مین چادر جمشید کون لایا ہی انھون نے کہا ہمین قسم نمک صاحبقران کی ہی کہ ہم نہین لائے عمرو نے کہا زنبیل کی صدا پر برق نہین آیا معلوم ہوتا ہی کہ وہی لے گیا بس کوڑا پکڑکر واسطے ڈھونڈھنے برق کے چلا لیکن برق جو چلا تھا اسکے ذہن مین آیا کہ اگر طلسم ظاہر مین رہونگا تو استاد چادر چھین لین گے اور استاد اپنے پاس زنبیل و گلیم وغیرہ رکھتے ہین اور امیرے پاس کوئی چیز ایسی نہین ہی کہ جس سے سحر تاثیر نہ کرے لہذا چادر جمشید اپنے پاس رکھون اسے استاد کو

نہ دون یہ خیال کرکے طرف طلسم باطن کے چلا مگر اب کیفیت سنیے کہ عیار بچیان جنگل مین تھین اور ساتھ ساتھ لشکر روتاس کے آتی تھین لیکن انھین افراسیاب نے یہ حکم دیا تھا کہ عیار دن کو پکڑ لاؤ یہ تو فکر گرفتاری عیاران کرتی تھین لشکر روتاس سے انھون نے کچھ مطلب نہ رکھا تھا ان کا اصل مطلب تو عیار دن کا گرفتار کرنا تھا اسی فکر مین تھین اب روتاس جو قتل ہوا اور اس کے مرنے سے غلغلہ بلند ہوا صرصر نے کہا اے صبارفتار بڑا غضب ہوا عمرو نے روتاس کو مارا شہنشاہ کہین گے کہ تم سب لشکر مین موجود تھین اور حفاظت نہ کر سکین جلد چلو اور عمرو کو گرفتار کرو بس سب متفرق ہوکر پھر گرفتاری عیاران چلین صبارفتار گنبد نور کی طرف آئی اور صرصر لشکر مہرخ کی سمت گئی اور اس نے دور سے دیکھا کہ عمرو کو لڑا پکڑے ایک مقام بلند پر کھڑا ہر طرف نگران ہی اور پیچ خیال چار طرف دوڑاتا ہی صرصر نے ایک گوشے مین ٹھہر کر صورت اپنی برق کی بنائی اور جست وخیز کرتی ہوئی عمرو کی طرف سے ہوکر نکلی عمرو تو جویاے برق کھڑا ہی تھا اسے دیکھ کر جھپٹا اور قریب آکر کہا اے برق سچ بتا کہ تو چادر جمشید لایا ہی یا نہین اگر لایا ہی تو مجھے دے صرصر ہاتھ باندھ کر پانون پر عمرو کے گری اور کہا استاد وہ چادر آپ مجھ ہی کو عنایت کیجیے عمرو نے کوڑا اٹھایا کہ کچھ شامت آئی ہی لا مجھے دے صرصر نے پانون پکڑ کے عمرو کا کھینچ لیا اور گرتے وقت اسکے بچالاکی تمام ایک حباب بیہوشی مارا کہ بیہوش کر دیا اور چادر عیاری بچھا کر دو حلقون سے کمند کے دونون ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پانون اور دو حلقون سے گردن دکمر کو باندھ کر یسا توان حلقا اس طرح باندھا کہ عمرو ایک گٹھری ہوگیا صرصر نے چادر عیاری مین لپیٹ کر پشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی سینے کے قریب لگا کر جست وخیز کرتی طرف گنبد نور کے چلی لیکن برق جو گنبد نور کی طرف چلا اسنے دور سے دیکھا کہ صبارفتار کو دتی چلی آتی ہی برق بہت جلد صرصر کی صورت بنا اور صبارفتار کی طرف سے ہوکر نکلا اس نے پکارا کہ اے شہزادی کہان چلین صرصر نے کہا الگ آؤ یہان نہ ٹھہرو صبارفتار قریب آئی برق نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ تو ہے عیار بد بلا ہین ابھی مجھ سے اور عمرو سے سامنا ہوا تھا وہ سامنے جھاڑی مین چلا گیا ہی اب ایک طرف سے اے صبارفتار تم جاؤ اور ایک سمت سے مین یہ کہکر اس کے ساتھ باتین کرتا ہوا دوڑا لایا اور کہا دیکھو پیچھے کون آتا ہی صبارفتار نے پھر کر دیکھا برق نے بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کر دیا آپ اس کی صورت بنا اور اسے عمرو کی صورت بنا کر پشتارہ باندھ کر طرف گنبد نور کے روانہ ہوا اور بسبب چادر جمشید کے دریاے خونخوان سے گذر کر شہر نا پرسان مین آیا کسی نے منع نہ کیا بلکہ دو ایک نے پوچھا بی صبارفتار کسے لائی ہو اس نے کہا عمرو کو اسی طرح گنبد نور

چڑھ آیا یہان ہزار ہا ساحر ملازم اور رفیق افراسیاب بیٹھا تھا تاج ہو رہا تھا شہنشاہ تخت پر جلوہ گر تھا کہ صبار فتار نقلی نے آکر سلام کیا اور پشتارہ سامنے ڈالدیا افراسیاب نے پوچھا کسے باندھا ہی اس نے کہا کہ عمرو کو اور پشتارہ کھول کر عمرو کو ستون سے باندھ دیا اس عرصہ مین صرصر نے جو عمرو کو گرفتار کیا تھا آکر پہونچی ہر طرف ایک غل ہوا کہ صرصر اور ایک عمرو کو لاتی ہی برق نے افراسیاب سے عرض کیا کہ حضور مین جو عمرو کو لائی ہون اُس کے عقب مین کوئی عیار بشکل صرصر آیا ہوگا مین پوشیدہ ہوئی جاتی ہون آپ صرصر کو گرفتار کر لیجئے یہ کہکر صبار فتار نقلی تخت شاہی کے پیچھے چھپ رہی اس اثنا مین صرصر پشتارہ باندھے حاضر ہوئی اور سامنے تخت کے رکھدیا افراسیاب نے اُس وقت ایک ساحرہ سے اشارہ کیا کہ اُس نے صرصر کو گرفتار کر لیا اور پشتارہ جو لائی تھی اسے بھی کھولا اُس وقت برق جو تخت کے پیچھے چھپا تھا ظاہر ہوا اور عمرو کو بندھا دیکھکر رونے لگا اور کہا ای شہنشاہ صرصر کو یہ عیار عمرو کی شکل بنا کر لایا ہے اور آپ اُس کی صورت بن کر آیا ہی افراسیاب نے عمرو کو چھوڑ دیا اور صرصر اصلی کو بندھوا دیا صبار فتار نقلی یعنے برق نے صرصر کے گرفتار ہونے کے بعد چاہا کہ سب کو شراب پلا کر بیہوش کر دون لیکن صرصر نے کہا ای شہنشاہ آپ غضب کرتے ہین مین صرصر ہون ہر چند اس نے کہا مگر کسی نے نہ سنا اور برق نے صرصر کے پاس آکر چپکے سے کہا کہ استانی منم برق تم استاد کو پکڑلائین اور سب کے سامنے ننگی کھلی پھرتی ہو کہو تو اس وقت ناک کی پھُنگی کٹوالون یہ باتین سن کر صرصر نگی دوہائی دینے اور برق نے حکم دیا کہ اس پر مار پڑے اُس وقت صرصر پر مار پڑنے لگی اور صرصر نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ آپ کتاب سامری دیکھیے کہ اس مین عمرو کون ہی افراسیاب نے یہ بات پسند کی اور کتاب سامری منگائی اس وقت برق نے کہا حضور ایک بات نوٹدی کی سُن لیجیے مین کان مین کہونگی یہ کہکر قریب افراسیاب آیا اس نے بات سننے کو کان لگایا برق نے ایک ہاتھ سے تاج لیا اور دوسرے سے ایک دھول ماری اور نعرہ کیا منم برق فرنگی اور جست کر کے بھاگا افراسیاب نے حکم دیا کہ لینا جانے نہ پائے ساحر بمجرد حکم دوڑے اور بھر پڑھنے لگے ہنگامہ جو ہوا عمرو تو رہا ہو چکا تھا اُس نے لوٹنا شروع کیا اور جال ایسا سی نکال کر مارا کہ حیرت کا پاندان اور مقاب طلائی اور کرسی ہائے جواہر نگار سب لوٹ کر داخل زنبیل کین افراسیاب گھبرا کر تخت پر کھڑا ہو گیا اور سحر پڑھا کہ ہزار ہا چلا طلسمی دوڑا عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور گنبد کے نیچے اتر گیا ادھر برق بھی بھاگ کر پیچھے آیا ساحرون نے گھیرا لیکن بسبب چادر جمشید کے تاثیر نہوئی اور جو ساحر گرفتار کرنے قریب گیا چادر کی تاثیر سے شعلے جسم سے اُٹھنے لگے اور بدن مین آگ لگ گئی سب پھر آئے اور افراسیاب نے

صرصر اور صبا رفتار کو جو بندھی تھین کھلوایا اور دلاسا دیا مگر برق اور عمرو نے شہر تاراج کرنا شروع کیا عمرو نے جال جس دوکان پر مارا فرش تک دوکان کا مع کل اسباب کے کھینچ لیا غلغلہ ہوا دوکانین جلد جلد بند ہونے لگین کسی راہگیر نے پوچھا ارے بھئی یہ کیا ہنگامہ ہی ایک دوکاندار نے کہا عمرو شہر مین آیا ہی لوٹتا پھرتا ہی راہگیر سمجھا کہ اکیلا کہانتک لوٹے گا معلوم ہوتا ہی فوج لیکر آیا ہوگا یہ سمجھکر آگے چلا راہ مین جو ملا کہدیا ارے میان بھاگو فوج آگئی لوگ قتل ہوتے ہین یہ سن کر وہ شخص بھاگا اُسے بھاگتے دیکھکر اور لوگ بھی بھاگے جدھر گئے بھگدر پڑگئی سب کی زبان پر جاری ہی کہ فوج آگئی اب کوئی اپنے لڑکے کا ہاتھ پکڑے بھاگا جاتا ہی کوئی اپنی عورتون کو لئے بدحواس ایک ایک سے پوچھتا ہی ارے بھائی کوئی ناکہ بھی کھلا ہی کدھر جائین کوئی رو رہا ہی کہ افسوس گھر گئے لیکن بہادران دلاور ہتھیار لگائے اپنے اپنے دروازون پر مونڈھے اور کرسیان بچھائے جان دینے پر آمادہ با استقلال تمام بیٹھے ہین لوگ آ آکر اُن کے سامنے خبرین کہہ رہے ہین کہ حضرت آپ بیٹھے کیا کرتے ہین مفت جان دیجئے گا ابھی ابھی میرے سامنے جوہری بازار قتل ہوچکا ہی اور چوک لُٹ رہا ہی ہم تو جاتے ہین آپ بھی بھاگیے بہادرون نے جواب دیا کہ جناب ہم تو جو کوئی آئیگا اول تو عذر کرین گے اگر نہ مانا دیکھیے گا وہ جمکر ساتھے کی لڑائی ہوگی اور ایسی تلوار چلے گی کہ حریف کے دانت کھٹے کردین گے غرض کہ ایک تہلکہ عظیم برپا ہی اور عمرو اور برق لُوٹتے پھرتے ہین صرافون کی تھیلیان غائب ہوتی ہین اور جوہریون کے ڈبے گم ہوتے ہین بساطخانہ برباد ہورہا ہی بزازون کی گٹھریان ندارد ہوئی ہین مٹھیرون کے برتن لُٹ رہے ہین اسباب کوئی پھینک کر بھاگا ہی کوئی اگر جان بچاکر نہین بھاگا ہی تو اہل محلہ کے خالی گھرون مین کود کر اسباب اُٹھا رہا ہی کوئی اسباب کو کنوئین مین پھینک رہا ہی کوئی تہ خانہ مین چھپ کر بیٹھا ہی کوئی کہتا ہی میرے بھائی لشکر عمرو مین نوکر ہی مجھے اُس نے سند لادی ہی مین سب کو بچا لونگا میرے یہان چلے آؤ الحاصل یہ غوغا جب افراسیاب نے سنا کہ شہر کے لوگ بھاگے جاتے ہین فوج امداد کی آگئی اُس نے اس وقت حکم دیا کہ ساحر جاکر جو کوئی ہو اُسے غارت کرین ساحر گنبد پر سے اُتر کر چلے اور افراسیاب خود اُتر آیا حیرت نے ایک بھر کیا کہ لاکھون اژدہا پیدا ہوا اور شہر کی طرف چلا عمرو نے سندھی استاد کی اور برق نے چادر جمشید کی اوڑھی اور ایک طرف ٹھہرا رہا اژدہون نے بہت لوگون کو نگل گیا سب کو یقین بالکل ہوگیا کہ فوج آگئی اور زیادہ بھگدر پڑگئی اور اژدر کچھ آدمیون کو نگل کر پھر آئے حیرت نے کہا ای شہنشاہ مین نے سب کو اژدہون سے نگلوالیا یہ کہہ رہی تھی کہ ایک ساحر سامنے سے پشتارہ بدوش پیدا ہوا اور افراسیاب کو سلام کیا اُس نے پوچھا پشتارہ مین کیا ہی

ساحر نے کہا عمرو کو لایا ہون یہ کہکر پشتارہ کھولنے لگا سب جھک کر دیکھنے لگے اُس ساحر نے یکایک جست کرکے ایک دھول افراسیاب کے لگائی اور نعرہ کیا منم برق اور دوسرا تاج لیکر بھاگا صنعت سحر ساز جو وزیر تھی اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ سوائے افراسیاب اور حیرت کے سب بیہوش ہو گئے مگر برق اور عمرو پر کچھ تاثیر نہوئی اور صنعت نے رد سحر کیا سب ہوشیار ہوئے اُس وقت دیکھا کہ شمیمہ آئی اور سلام کرکے الگ ٹھہری شاہ نے کہا جاکر عمرو کو پکڑ لا اس نے عرض کیا کہ حضور سے جو تدبیر لین عرض کرون اس طرح عمرو گرفتار ہوگا افراسیاب نے کہا بتلا شمیمہ نے کہا تخلیہ چاہئی ہون افراسیاب علحدہ پاس شمیمہ کے آیا شمیمہ نے جست کرکے پھر ایک دھپ لگائی اور نعرہ کیا منم برق اور تیسرا تاج جو ہزار افراسیاب منگا کر پہنتا ہی لیکر راہی ہوا اب کی بار سرمایہ برف انداز وزیر دوم نے سحر کیا کہ سلین برف کی گرنے لگین اور وہ سردی ہوئی کہ دانت ہر ایک کے بجنے لگے اور صدہا ساحر شہر کے مرگئے سرمایہ نے سحر اپنا رد کیا اور کہا برق اور عمرو مرگئے ہون گے اُس وقت ایک ساحر بھاگا ہوا آیا اور کہا دوہائی شہنشاہ کی لوٹے لیتا ہی افراسیاب نے دستک دی کہ دیکھو تدبیر عمرو کی ہوئی جاتی ہی اُس ساحر نے کہا دیکھیے ای شہنشاہ آپ کے پیچھے برق کھڑا ہی تاج لیا چاہتا ہی افراسیاب نے پیچھے پھر کر دیکھا ادھر ساحر نے جست کی اور دھول مار کر نعرہ کیا کہ منم برق اور چوتھا تاج لیکر بھاگا اسوقت وزیر سوم باغبان قدرت نے ایک ہار اپنے گلے سے توڑ کر پھینکا کہ ہزار دن شگفتے گلاب کے ظاہر ہوئے اور پھولون سے گلاب کے لال خوش رنگ نکل کر اُڑے اور چار طرف عمرو و برق کو ڈھونڈھنے لگے عمرو اندر منڈھی کے تھا اور برق کو بسبب چادر کے کوئی پہنا تا تھا آخر کار جب یہ دونون نہ ملے وہ لال مردان شہر کے سرون پر بیٹھے کہ اہل شہر دیوانے ہوئے اور نعرے متانے کرتے شعر پڑھتے صحرا کو چلے اس وقت تو عجب عالم شہر کے لوگون کا تھا کوئی کسی کے گلے مین باہین ڈالے پیار کر رہا تھا کہ بمقتضائے نظم

کونسی بلا ہی جان تیرے نہین ای یار مست	دیکھیے جس کوچے مین پڑ مارتے ہین چار مست
میکدہ مین نشہ کی عینک دکھاتی ہی مجھے	آسمان مست و زمین مست و در و دیوار مست

یہ حالت دیکھکر باغبان نے سحر اپنا رد کیا مگر عمرو اور برق کا پتہ نہ لگا پھر یکایک برق بصورت اصل ظاہر ہوا افراسیاب نے اُسے دیکھکر کچھ سحر پڑھا سب نے دیکھا کہ ایک آئینہ بمقدار قامت انسان کھڑا ہی اور افراسیاب مثل تصویر کے قلب آئینہ مین جلوہ گر ہی برق نے دور سے تپھر مارا اُلٹا پھر آیا اور ابرق کوہ شگاف جو تھے وزیر نے کچھ سنگریزہ ہائے سحر پڑھکر مارے کہ بڑے بڑے پہاڑ زمین سے معلق اُکھڑ کر طرف برق کے چلے برق کو بسبب چادر جمشید کے وہ پہاڑ کنکریان معلوم ہوئے لیکن اہل شہر پہ جو

گرے عیاذاً باللہ ہزارون دب گئے ایک تہلکہ عظیم پڑگیا اُس وقت عمرو دوبارہ منڈھی سے نکلا اور لوٹنے لگا مگر گلیم اوڑھے تھا ساحران زبردست کو سحر کرتے پہاڑون کے نیچے سے نکلے اور ایسے ویسے مرگئے ابریق نے غوغا سُن کر سحر کو دفع کیا عمرو نے اب کی بار جہان افراسیاب کھڑا تھا اس کے سامنے آکر منڈھی تھڑی کی سب نے دیکھا کہ عمرو فقیرون کی جیسے منڈھی ہوتی ہی اُس کے اندر پلنگڑی جواہرنگار بچھا کے بآرام تمام لیٹا ہی اور دو پریان پانون دباتی ہین افراسیاب نے کہا عمرو بھی بڑا زبردست ساحر ہی تم مین ہی کوئی ایسا کہ جو اس کا مقابلہ کرے اور گرفتار کرلے یہ کلام سُن کر ایک ساحر طمطراق جادو نام آگے بڑھا اور سحر پڑھتا ہوا منڈھی کے اندر گیا سر نیچے اور پانون اوپر ہوگئے اُلٹا لٹک گیا عمرو نے اُٹھ کر کوتلے تھوڑے سے مسلکائے اور ایک بوٹی اُس کے جسم کی کاٹی وہ چیخنے لگا عمرو نے کہا حرامزادے مین تیرے کباب لگا کر کھاؤن گا کیونکہ ساحرون کا گوشت مجھے بہت لذیذ معلوم ہوتا ہی یہ کلام سُنکر ساحر بہت خائف ہوئے اور بھائی طمطراق جادو کا کہ بنام وقواق جادو معروف تھا دوڑا آیا اور کہا ای عمرو میرے بھائی کو نہ کھا چھوڑ دے مین تجھے ہزار اشرفی دون گا عمرو نے کہا پانچہزار اشرفی لون گا اُس نے کہا اچھا پانچ ہزار اشرفی لے مگر چھوڑ دے اور اشرفیان منگا کر سامنے منڈھی کے ڈھیر کردین عمرو نے اُس وقت طمطراق کو منڈھی سے چھڑایا اور بیہوش کر کے زبان تھوڑی سی کاٹ لی اور منڈھی سے ہاتھ نکالکر جال مار کر اشرفیان کھینچ لین اور طمطراق کو باہر ڈال دیا وقواق نے بھائی کو اپنے اُٹھایا دیکھا تو اُس سے بولا نہین جاتا ہی زبان کٹی ہی بس غضبناک ہوکر ہزارون طرح کے منڈھی پر سحر کیے کبھی پتھر سے منڈھی کو چھپا دیا اور کبھی آگ سے پوشیدہ کردیا مگر کچھ نہ ہوسکا اس وقت عمرو نے منڈھی کے چار دن ستون پکڑے اور اکھیڑ کر چھتری کی طرح سر پر لگائی اور ایک طرف روانہ ہوا اس وقت منڈھی مثل ایک گنبد کے ہوکر روانہ ہوئی اور عمرو اس کے اندر چلا اور برق بھی ساتھ ہوا افراسیاب نے کتاب سامری مین دیکھا مگر کچھ نہ معلوم ہوا اور کہا ہم بھی جاتے ہین یہ کہکر ایک طرف روانہ ہوا اسوقت دیکھا کہ آندھی تیرہ و تار آئی اور ہزارون گھنٹے اور ناقوس بجتے ہوئے برروے ہوا سنائی دیے اور سواری بڑے عزم و شان سے ایک اور افراسیاب کی آئی سب نے تعظیم کی افراسیاب نے اُس افراسیاب سے جو آئینہ مین جلوہ گر تھا کہا کہ ای ہم شبیہ جاؤ تمھین بڑی تکلیف ہوئی اور عیارون نے سخت بے ادبی کی یہ کہنا تھا کہ افراسیاب جو آئینہ کے اندر تھا غائب ہوگیا اور افراسیاب اصلی نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ برق کے پاس چادر جمشیدی تھی اس سبب سے سحر تاثیر نہ کرتا تھا اور تجھے کیا ضرورت شدید یا ایسی تھی کہ تحفۂ طلسم اور لباس خداوند کو جا کر لایا یہ اُسی کی شومی تھی جو ہم شبیہ نے تیری دھولین کھائین

اگر تو اپنے ہم شبیہ کو چھوڑ کر چلا نہ جاتا تو یہی حال تیرا ہوتا راوی کہتا ہی کہ عیارون نے صرصر وغیرہ کا جو دھوکا کر دیا تھا تو افراسیاب نے اپنے بائین ہاتھ کو دیکھا تھا اس مین معلوم ہوا تھا کہ دوپہر اس وقت کے تجھپر سخت ہین ذلت حاصل ہوگی اگر یہان ٹھہریگا چاہیے کہ اس جگہ سے ٹل جا بس افراسیاب نے یہ معلوم کر کے ایک دستک دی تھی اور آہستہ سے کہا تھا کہ ای ہم شبیہ آؤ اسی وقت ہم صورت اس کا آیا اور یہ خود غائب ہو گیا ساحران درباری ہنگامہ پردازی مین عیارون کی مصروف تھے کسی پر ظاہر نہ ہوا کہ شہنشاہ طلسم ہی یا کوئی اور ہی جاننا چاہیے کہ افراسیاب کے دہنے ہاتھ مین حال بہبودی اور فلاح معلوم ہوتا ہی اور بائین ہاتھ مین اسکی ذات کا حال بدی اور شر فساد و ذلت وادبار ظاہر ہوتا ہی اور سات شخص نہایت زبردست اور معزز طلسم ہین کہ ان کے ہمزاد دریائے نیل مین رہتے ہین اور جب تک وہ ہمزاد نہ مارے جائین گے وہ ساتون شخص بھی نہین قتل ہون گے چاہے انھین ہزار مرتبہ عیار بیہوش کرین ازانجملہ اُن آدمیون مین سے افراسیاب اور حیرت بھی ہین کہ صدہا مرتبہ عیار انھین بیہوش کرین گے مگر قتل نہ کر سکینگے اور باقی حال ہمزادون کا بروقت ملنے روزنامچہ میر بحر کے طلسم کشا اور عمرو کو بیان ہوگا آمدم برسر مطلب افراسیاب عیارون کی شورش دیکھکر غضبناک ہوا اور عیار بیہودن سے خطاب کیا کہ نالائقان تم کو مین نے اسی واسطے بھیجا تھا کہ سارا شہر عیار آکر برباد کر دین صرصر نے عرض کیا کہ ای بادشاہ عالیجاہ کنیز حسب الارشاد عمرو کو پکڑ لائی تھی اور عمرو شہنشاہ عیاران ہی آسان نہین ہی کہ کوئی اُسے گرفتار کرے لیکن حضور نے اُس وقت میرا عرض کرنا پذیرا نہ فرمایا اور اُسے چھوڑ دیا اب جیسا ارشاد عالی ہو بجا لاؤن افراسیاب نے کہا برق دریائے خونروان کے پار اُتر جائیگا اور عمرو نہ جا سکے گا کس لیے کہ اُس کے پاس تحفۂ طلسم نہین ہی اور اگر اس دروازے سے عمرو نکل کے جائیگا کہ جدھر سے اسعد داخل اس شہر مین ہوا تھا البتہ دریا نہ پڑیگا مگر جہان اب لشکر عمرو ہی اس مقام سے پھر فاصلہ اتنا ہی ہو جائیگا کہ جیسا اسعد نے راستہ طے کر کے اپنے تئین یہان پہونچایا ہی الحاصل جس طرف سے عمرو جائے اُسے جا کر گرفتار کرلے اور جب گرفتار کرنا تو ایک اپنی عیار بچی سے کہلا بھیجنا اور تو عمرو کو لیکر دریا کے پار جا کر ٹھہرنا کہ مین آکر سامنے صرخ وغیرہ کے قتل کرونگا صرصر یہ حکم پاکر روانہ ہوئی اور افراسیاب پھر اہل دربار کی جانب مخاطب ہوا اور کہا کیا سخت مشکل ہی کہ جسے واسطے گرفتاری بہار بھیجتا ہون وہ مارا جاتا ہی ایسا کوئی نہین جو بہار کو پکڑ لائے اُس وقت ایک ساحر عمرو جادو نام اپنے مقام سے اٹھا اور عرض کیا کہ بہار کی بھی یہ لیاقت ہوئی کہ وہ ملازمان شہنشاہ سے گرفتار نہ ہو سکے مین جاتا ہون اور اُسے ابھی حاضر کرتا ہون افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ فوج و لشکر

ہمراہ لو نمرود نے کہا ہمارا اس قابل نہین ہی کہ جس پر مین فوج لیکر جاؤن اور دوسرے لشکر کی کثرت سے عیار شناخت نہین ہو سکتے اور آکر فتور کرتے ہین مین خدمتگار بھی ساتھ نہ لون گا اور بارگاہ مہرخ مین گھس کر بہار کو گرفتار کرون گا دیکھون میرا کوئی کیا کرتا ہی یہ کہکر بزد بھر پرواز کرکے روانہ ہوا لیکن حال برق کا سنیئے کہ یہ جو شہر سے نکل کے چلا دریا کے پار بسبب چادر کے چلا آیا واضح ہو کہ شہر نایرسان کے چالیس دروازے ہین ہر طرف کی راہ ہر ایک دروازے سے ہی بعض دروازے ایسے ہین کہ طلسم ظاہر مین بغیر دریا کے اترے آدمی آتا ہی اور بعض در ایسے ہین کہ بیرون طلسم چاہے تو ادھر سے چلا جاے اور بعض در ایسے ہین کہ بغیر دریا کے اترے کوئی طلسم ظاہر مین نہین آسکتا ہی لہذا حضر جو چلی خیال مین آیا کہ شاید عمرو اسی طرف سے گیا ہو کہ طلسم ظاہر مین پہونچ گیا ہو تو چاہیئے کہ مین بھی اُسی طرف سے چلون اور ڈھونڈھتی ہوئی دریا کو اُترون اس راہ مین جہان کہین عمرو ملے تو گرفتار کرون اور اُس مین یہ فائدہ ہی کہ عمرو جو اُس طرف سے آتا ہوگا اور تو طلسم ظاہر کی طرف سے چلے گی عین مقابلہ پر عمرو کے پہونچے گی یہ مضمون تجویز کرکے پہلے طلسم ظاہر مین آئی لیکن یہان کا حال سنیئے کہ برق جو پہلے آیا ہی اُس کو شمیمہ اور صنوبر اور تیز نگاہ طلین اور سب نے برق کو گھیر اونچے چلنے لگا برق گو کہ اکیلا تھا مگر سب کو جواب دیتا تھا اُس وقت جانسوز بھی آگیا اور دونون لڑ بھڑ کر نکل کے چلے اور برق ایک طرف ہو گیا اور جانسوز ایک طرف چلا برق کو یہ خیال ہی کہ چادر میرے پاس ہی کوئی لے نہ لے اس لیے الگ رہتا ہی لیکن جانسوز کو عیار بچون نے پھر اکیلا پاکر ہر طرف گھیر لڑائی ہونے لگی صنوبر نے کمند پشت پر سے لگائی جانسوز جست کرکے نکلا تھا کہ شمیمہ نے دوسری سمت سے کمند ماری جانسوز الجھ کر گرا تیز نگاہ نے بیغہ بیہوشی لگاکر بیہوش کر دیا اور پشتارہ باندھ کر صنوبر سے کہا تم اسے دربار شہنشاہ مین لیجاؤ ہم دونون اور عیارون کی فکر مین جاوینگے صنوبر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی اور وہ دونون اور طرف چلین لیکن صنوبر کو پشتارہ بدوش ضرغام نے جاتے دیکھا کوس بھر آگے جاکر ایک جھاڑی مین چھپ کر بیٹھا اور کمند کو دور تک پھیلا کر خس پوش کرکے سر کمند کا اپنے ہاتھ مین رکھا کہ صنوبر جب قریب کمند کے پہونچی دل اُسکا دھڑکنے لگا اور حفظ ماتقدم کی راہ سے پکار کر اُس نے کہا کہ ای عیار مین نے تجھے پہچانا ضرغام سمجھا کہ یہ تجھے پہچان گئی چاہا کہ جھاڑی سے نکل کر اس کے مقابل ہون پھر خیال آیا کہ شاید یہ مکاری کرتی ہو ابھی ذرا ٹھہرو اسی فکر مین تھا کہ صنوبر نے پھر فلاخن مین رکھکر مالا کہ ضرغام کے برابر آکر گرا یہ سمجھا کہ بیشک یہ تجھے پہچان گئی چاہتا تھا کہ باہر جھاڑی کے نکلے اس وقت صنوبر نے دوسرا پتھر دوسری سمت لگایا ضرغام کو یقین ہوا کہ تقدم بالحفظ کرتی ہی چپکا بیٹھا رہا صنوبر نے جب خوب امتحان کر لیا سمجھی کہ جنگل سنسان ہی اس سبب سے دل تیرہ خوفناک

ہوتا ہی بس جست کر کے بیچ مین کمند کے جا کر اُتری اور چاہا کہ دوسری جست کر کے اس راہ خطرناک سے گذر جاؤن ضرغام نے ایک ڈھڑکا شیر کی صدا کا بنا کر مارا کہ صنوبر چھچکی اور ضرغام نے کمند گھسیٹی چلتے پچی ہوئے اور صنوبر گری ضرغام جھپٹ کر آیا اور حباب بیہوشی لگا کر اُسے بیہوش کر دیا اور جانسوز کو پشتارہ سے کھول کر ہوشیار کیا اور چاہا کہ صنوبر کو باندھے اُسوقت صرصر جو عمرو کو ڈھونڈھتی آتی تھی اس طرف آنکلی اور صنوبر کو گرفتار ہوتے دیکھکر نیچہ کھینچ کر دوڑی کہ باشید اے ناعیاران کہان جاؤگے میرے ہاتھ سے ضرغام اور جانسوز بھی خنجر پکڑ کر مقابل ہوئے اور کہا اُستانی صاحبہ جس دن اُستاد تمھین پکڑ لیجائینگے داد دلوائینگے چکی پسوائینگے ہمارے اُستاد روٹی کپڑا اپنی کسی زوجہ کو نہین دیتے ہین اور رات بھر پاؤن دبواتے ہین صرصر نے کہا تمھارے اُستاد کو گہری گور مین تو پونگی موؤن جوانا مرگ استانی تمھاری کون ایسی تیسی ہی اور بہ غیظ و غضب یہ کلمات کہکر لڑنے لگی اور نیچے مثل برق کے چلنے لگے صرصر لڑتی ہوئی قریب صنوبر کے آئی اور ایک بیضہ دافع بیہوشی منھ پر مارا کہ صنوبر کو چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی پھر تو برابر سے مقابلہ شروع ہوا لیکن صرصر بہر گرفتاری عمرو آئی تھی اس کو عرصہ ہوتا تھا اس سبب سے جست کر کے ایک طرف چلی اسے جاتے دیکھکر صنوبر بھی ایک سمت روانہ ہوئی مگر صرصر متلاشی عمرو تھی دریاے خونروان سے تلاش کیا جب پار اُتری ایک مقام پر دیکھا کہ عمرو دریا سے چاہتا ہی کہ پار اُترون لیکن راہ نہین ملتی بھٹکتا پھرتا ہی صرصر نے سر راہ ایک رومال پھینک دیا جب عمرو اس طرف آیا دیکھا کہ رومال محمودی کا پڑا ہی اور اُس کے گوشون مین کچھ بندھا ہی عمرو نے اسے اُٹھا کر دیکھا اس کے ایک گوشے مین پچاس اشرفیان تھین اور ایک کونے مین کچھ روپیے اور پیسے اور ایک کونے مین چکنی ڈلیان اور الائچیان بندھی تھین رومال سارا عطر مین بسا تھا عمرو سمجھا کہ یہ طلسم باطن ہی ساحران معزز اس جانب سے گذرتے ہین کسی شوقین کا یہ رومال گر پڑا ہی اُس نے اشرفیان اور روپے وغیرہ کھول کر جاہا داخل زنبیل کرون کہ رومال جو عطر مین بسا تھا اُس کی خوشبو سے دماغ بس گیا اور عمرو چکر کھا کر گرا صرصر جو پوشیدہ تھی نعرہ کر کے قریب آئی اور پشتارہ عمرو کا باندھ کر دریا سے بموجب حکم افراسیاب پار اُتری اور چاہا کہ کسی عیار بچی کو زنبیل بجا کر بلاؤن اور شہنشاہ کو اطلاع دون اسی فکر مین تھی کہ اُسے برق نے دور سے دیکھا بس فوراً اپنی صورت تیز نگاہ کی بنائی کہ زلفین دونون رخسار پر آراستہ کر کے دھانی دوپٹہ اوڑھ کر لبون کو مسی آلود کیا اور گھوٹا پان کا جمایا اور کسوت عیاری سے خون ایک بوتل مین جو بہر عیاری بھر رکھا تھا نکال کر مقوے کے ہاتھ اور پانون اور ایک سر بسع گردن کے بنا کر اپنے

سر پر گردن مقتوے کی لگائی اس کی رگون مین خون تازہ بھر دیا اور سر اور چہرہ اپنا اندر اُس گردن کے چھپا لیا اور سر مقتوے کا اس گردن پر لگا کر گردن سے جدا کر کے صرف تسمہ ایک لگا رہنے دیا اور وہی دست دیا بھی مقتوے کے پوست تازہ سے منڈھے ہوئے ہاتھ پاؤن پر لگا کر اصلی اعضا چھپا کر سب کو جدا کر کے باین ہیئت مجروحانہ و مقتولانہ گذرگاہ صرصر تجویز کر کے پڑ رہا صرصر جو عمرو کو لیے اپنی ساتھ والی عیارہ کو بلانے کی فکر مین ادھر آئی دیکھا ایک لاش پڑی ہی جس کے ہاتھ اور پاؤن کٹے ہین اور خون تازہ رگون سے جاری ہی سر جدا ہی نرخرہ کٹا ہی صرف تسمہ گردن مین لگا ہی یہ دیکھکر جب قریب آکر غور سے دیکھا تو تیز نگاہ اپنی عیارہ کو پایا از بسکہ یہ سب بہلیں آپس مین ایک دوسرے کو کہتی ہین اور محبت ہر ایک کو باہم کمال ہر بس دیکھتے ہی دل صرصر کا اُمنڈ آیا اور کہا افسوس موے عیارون نے میری بہن کو مارا اور بیتیا بانہ روتی ہوئی ہاے میری بہن تیز نگاہ تم مجھ سے جدا ہو گئین یہ کہکر پشتارہ عمرو کا پٹک کے لاش سے لپٹ گئی اور لگی بین کرنے یہ تو لپٹی ہوئی رو رہی تھی کہ یکایک کٹی ہوئی گردن سے ایک دھار خون کی نکلی اور صرصر کے منھ پر پڑی کہ تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی برق بغرہ کر کے اُٹھا اور چادر عیاری بچھا کر صرصر کو اُس چادر پر لٹا دیا اور عمرو کو پائینتی بٹھایا پاؤن صرصر کے آغوش عمرو مین رکھدیے اور فتیلہ بیہوشی صرصر اور دوسرے ہاتھ سے عمرو کو سونگھایا کہ دونون ہوشیار ہوے اور برق نے سامنے صرصر کے آکر کہا کہ استانی مین آداب عرض کرتا ہون واہ دن دہاڑے آپ اُستاد کو میرے بیے جنگل مین پڑی ہین کوئی باغ یسر نہین تھا تو شیے مین چلی آئی ہوتین یہ بدتمیزی حضور کو نہ چاہیئے ادھر سے اس نے یہ کہا اور عمرو کی جو آنکھ کھلی صرصر کو اپنا ہم بستر دیکھا ای جان جہان و آرام دل مشتاقان کہکر لپٹا کہ ؎

نہال عیشم از وصلش بر آورد	ز بخت خویش برخوردارم امشب

صرصر نے جو یہ حال اپنا دیکھا کہا موے حرامیو تم بڑے غضب کے ہو اور ایک دوہتی سینے پر عمرو کے لگائی کہ دور جا کر گرا عمرو پکارا کہ بیت لاتین چلین گی سینے پہ اپنے شب وصال + کیا کیا نہ غل مچایا گی غلطان پائے دوست ہ صرصر شرما کر ایک طرف جست کر کے چلی گئی اور عمرو نے برق کا ہاتھ پکڑ کر کہا بیٹا مین تجھ سے چادر جمشیدی نہون گا بارگاہ مین آؤ بھلا کر بارگاہ مین لایا برق نے چار دل تاج افراسیاب کے مہ جبین اور اسعد کو نذر دیے اسعد نے وہ تاج عمرو کو دیے اور مہ جبین نے لاکھ اشرفیان انعام برق کو دین اور بہار نے پچاس ہزار اشرفی عنایت کین سرداران نامی نے رطب اللسان تعریف کی ہر طرف سے آفرین آفرین کی صدا بلند تھی کہ مصرعہ تبارک اللہ ازین

قصہ ہا کہ تست ۔ ساقیان مہوش پیانہ شراب سرخوش لے کر مجلس افروز اس محفل خلد شاکل کے تھے اور مغنی بصد طرب نغمہ و دلکش سناتے تھے کہ ابیات

صبح دولت میدمد کو جام ہمچون آفتاب		قرصتی زین بہ کجا باشد بدہ جام خراب	
خانہ بے تشویش و ساقی یار و مطرب بذلہ گو		موسم عیش ست دور ساغر و عہد شباب	
شاہد ساقی بدست افشان و مطرب پاکوب		غمزہ ساقی ز چشم می پرستان بردہ خواب	

اس وقت عمرو نے برق سے کہا اے فرزند مین اس لیے تجھ سے چادر جمشید مانگتا ہون کہ حکم صاحبقران یہ ہی کہ ایسی اشیاے نادرہ سے اور تبرکات انبیا علیہم السلام سے بغیر ضرورت شدید کے کوئی کام نہ لینا اور تم چادر پاتے ہی شہر نا پرسان مین چلے گئے اور افراسیاب سے مقابل ہوئے اگر ایسا مین چاہتا تو گلیم اوڑھ کر اب تک سب کے سر کاٹ ڈالتا اور طلسم فتح کر لیتا پس تمھین چاہیئے کہ صرف عیاری کر کے معین اور یاور طلسم کشا کے رہو اور چادر جمشید مجھے دو برق نے کہا مجھے چادر کیا کرنا ہی انشاء اللہ ہزارون ساحرون کو بغیر چادر کے قتل کر دونگا یہ کہکر وہ چادر جمشید عمرو کے حوالے کی بیان تو یہ صحبت گفت و شنید برپا تھی کہ یکایک صداے مہیب آئی اور ایک پنجہ چمک کر گرا نعرہ بلند ہوا کہ منم نمرود جادو اور بہار جادو کو پکڑ کے لے چلا اہل دربار مبہوت وغیرہ کھڑے ہو گئے اور ہزار ہا نار پل اور ترنج اس پنجہ پر مارے لیکن وہ دست ساحر زبردست تھا کچھ تاثیر نہ ہوئی اور بہار کو وہ پنجہ لیکر ایک پہاڑ پر آیا عمرو اور سب عیار بھی دوڑے گئے اس وقت نمرود نے پہاڑ پر سے بزور سحر ایک نہیب دی کہ اے فرقہ نمک حرام یہ نہ کہنا کہ نمرود چھپا کر بہار کو لے گیا مین یہان ٹھہرا ہون تم مین سے جسے حوصلہ ہو وہ آکر چھین لے یہ نعرہ کر کے ایک پتلا سحر کا قلعہ کوہ پر مقرر کر دیا کہ جو کوئی آئے اے پتلے مجھے خبر کر دینا اور آپ پہاڑ پر بزور سحر فرش بچھا کر بیٹھا بہار اس کے سحر سے بیہوش ہو گئی تھی اس کو ایک طرف لٹا دیا اس عرصہ مین عمرو ایک ساحر کی صورت بن کر آیا اور کاسہ جواہر کا جس مین دانے انار کے نہایت خوشرنگ برابر بضہ مرغ کے تھے ہاتھ مین لیکر پہاڑ پر چڑھ آیا پتلے نے منع کیا کہ یہان نہ آؤ عمرو نے نہ مانا اس وقت پتلا پکارا کہ اے نمرود ہوشیار ہو جاؤ کہ عمرو آیا نمرود یہ صدا سن کر گویا ہوا کہ آنے دے پتلا خاموش ہو رہا اور عمرو نمرود کے پاس آیا سلام کیا اور کہنے لگا اے نمرود پتلا تمھارا چھوٹا ہی مین افراسیاب کا ملازم ہون یہ دانے انار کے باغ سیب سے آئے تھے اتنے تمھین بھیجے ہین یہ کلام سن کر نمرود بہت ہنسا اور کہا اے عمرو تو بڑا مکار ہی مین تیرے فقرے مین نہ آؤن گا دیکھون کس طرح کے دانے ہین یہ کہکر کاسہ ہاتھ مین لیا دانے انار کے دیکھے کہ ایسے کبھی نہ دیکھے تھے ہاتھ مین اٹھا کر بغور دیکھنے لگا اتنے مین

سے بھاپ نکلنے لگی اور بار یک دھوان نکل کے دماغ مین گیا کہ چھینک آئی اور بیہوش ہوا عمرو نے فوراً سر کاٹ ڈالا غل وشور ہوا اور تاریکی پھیل گئی بعد تھوڑی دیر کے صدا آئی کہ کشتی مارا نام من نمرود جادو بود اور ایک طائر خوشرنگ اس کے سر سے نکل کے طرف افراسیاب کے گیا اور بہار رہا ہوئی عمرو کو لیکر لشکر مین آئی سب نے خوشی کی جلسہ انبساط آغاز ہوا مگر طائر نے جاکر افراسیاب سے حال نمرود بیان کیا وہ جل گیا اسوقت حیرت نے اصرار کیا کہ مین ضرور بہر مقابلہ حریف جاؤن گی ساحران نامی کو ساتھ لون گی افراسیاب نے اجازت دی حیرت کارسازی لشکر مین مصروف ہوئی مگر حال لقا کا سینے کے پہلے ذکر ہوا تھا کہ سلیمان عبنرین موے کوہی نے نامہ بھیجا تھا کہ کسی کو بہر مدد خداوند بھیجو تو افراسیاب نے حسینہ جادو کو حکم دیا تھا کہ تم جاؤ مگر حسینہ اپنے مقام پر آکر بیمار ہو گئی لقا پاس نہ پہونچی عرصہ جو ہوا سلیمان نے دوسرا نامہ اسی مضمون کا لکھکر ہما کے پر رکھوا کر نقارہ بجوایا پنجہ پاس افراسیاب کے اسوقت نامہ لایا کہ حیرت کارسازی مین مشغول تھی افراسیاب نے نامہ پڑھکر ایک سردار لشکر سے اپنے حکم دیا کہ ای سرمست جادو تم جاؤ اور خداوند کی مدد کرو سرمست حکم پاکر اپنی جگہ پر آیا اور فوج لیکر قریب بارہ ہزار ساحر کے سمت کوہ عقیق بڑے کروفر سے روانہ ہوا

داستان روانہ ہونا سرمست جادو کا واسطے مدد لقا کے اور مقابلہ کرنا امیر سے اور عیاری چالاک بن عمرو کی اور لشکر کشی کرنا حیرت کا با فواج قہار لشکر مریخ پر اور مدت دراز تک مقابلہ کرنا سحر کی لڑائیان باہم ہونا اور عیاریان کرنا عیارون کا اور عیار بچیون کا مؤلفہ

کدھر ہے تو اے ساقی لالہ فام	شراب شجاعت کا دے ایک جام	ترے جام نے ساقی مہ لقا
طلسمات کا رنگ دکھلا دیا	بھرے ساقیا آج تیرا ہی دور	پلا دے مریخ کا جام اور
شجاعت کے ساغر مین دے مین نثار	دکھا جوہر تیغ کی پھر بہار	چمکنے لگے برق شمشیر آج
رہے سکۂ نقد جان کا رواج	گھٹا کالی کالی سپر کی اٹھی	چلی آتی ہی فوج اڑی ہوئی
گرجتے ہین پھر رعد آسا نقیب	شجاعون کو جام شہادت نصیب	برسنے لگے خون کا دنگڑا
رہے کھیت رن کا ہرا ک لہلہا	کھلین نخل قامت پہ گل زخم کے	یہ ہے خون کی نہر ہر سمت سے
فسون سازیان حیلہ پردازیان	ہر اک سمت پھر دیکھین عیاریان	نہ کرمے کے دینے مین کچھ دیر آج
ترے رند کے دل کا ہی یہ علاج	دکھادون مین پھر معرکہ جنگ کا	ملے جام گر خون کے رنگ کا
بیا بشنو اے ہمدم راستان	کہ باز آمدم بر سر داستان	چہرہ پردازان خرد مس شجاعت

وآرایش دہندگان شاہد رعنائے جلادت سواد زلف لیلائے بیان کی زینت شانۂ تقریر سے اسطرح فرماتے ہین اور خال سیاہ نکات تحریر کو رخسار آئینہ تمثال محبوبہ قرطاس پر یون بتاتے ہین کہ جب حیرت بہر مقابلہ مہرخ عازم سفر ہوئی ساحران طلسم مثل گلنار جادو و طولان بن شہاب جادو و شہاب اژدرگیر جادو و قیتل جادو و شنگوفہ جادو و قیماس جادو و مجور جادو وغیرہ ستر لاکھ ساحر ہمراہ رکاب کمر باندھ کر چلنے پر طیار ہوئے افراسیاب نے اپنے دو وزیرون ابریق کوہ شگاف اور سرمایہ برف انداز کو ساتھ کر دیا زمرد جادو اور یاقوت جادو وزیرزادیان چنور بال ہما کا سر پر جھلنے لگین اور ملکہ حیرت سوار ہوئی تخت اسکا ایک ابر کے اندر غائب ہو گیا اور ہزارون نقارے طلسمی بجنے لگے اور مثل ننگلے کے معلوم دیتا تھا اور وہ ننگلہ مینا نگار تھا ہزارہا کرسیان یاقوت نگار اس مین بچھی تھین بیچ مین تخت جواہر آگین آراستہ تھا اور مثل شعلۂ جوالہ کے جسم حیرت کا اس تخت پر سنورا اور روشن دکھائی دیتا تھا آگے ننگلے کے ناقوس اور گھنٹے از خود بجتے تھے صدا سامری کے جرس بولنے کی از خود بلند تھی اور جب حیرت اشارہ کرتی طولان بن شہاب ایک تیر فلک کی طرف اچھالتا تھا اور وہ تیر شق ہوتا تھا اور ہزارون توپین چھوٹنے کی صدا آتی تھین اور لاکھون ستارے ٹوٹ کر گرتے اور سر بر حیرت کے نثار ہوتے تھے اور جرار آزمایان عرصۂ جلادت مرکبہاے پرندپر سوار کہ جن کے اسلحہ کی صدا سے شور الامان از زمین تا آسمان بلند ہر ایک ذی رتبہ خود بسند ساحران نامی مبارزان گرامی روانہ تھے

نظم

سپہ را چو حیرت بمیدان کشید	صف لشکر ساحران بستہ دید	چو لشکر قدمہا بمیدان نہاد
بجوشن در جامہ وماہی قتاد	بپشت سمند فلک اقتدار	بگشتہ ہزبران جنگی سوار
بپوشیدہ درع وکمر بستہ تنگ	بباز وکمانہا تیر کش خدنگ	کمند چو زلف عروسان چین
بفتراک زین بستہ از روی کین	تزلزل ز لشکر فتاد آنچنان	کہ کرد آسمان روز محشر گمان
بخون ریختن پنجہ را باز کرد	بہ تیغ وخدنگ آزمان ساز کرد	خلاصہ کلام بڑے جوش و خروش

سے مثل دریاے ذخار وہ لشکر قہار روانہ ہوا اور بعد قطع منازل قریب پشتۂ رنگین حصار پہونچا مہرخ اور مہ جبین دربار مین بصد آئین جلوہ فرما تھین کہ گھنٹون کے بجنے کی صدا آئی اور نقارون کی آواز نے زمین ہلائی سب سردار باہر نکل آئے فوج ساحران کی آمد دیکھی اور سواری حیرت کی نظر آئی سب الحفیظ والامان پکارے اور مہرخ وغیرہ بدحواس ہو گئین ہلچل پڑ گئی لیکن حیرت کی بارگاہ میدان رزم کا فاصلہ درمیان لشکر حریف دیکھکر استادہ ہو گئی سو کلس یاقوت نگار چمکنے لگے اور منزلون تک خیمے

ساحرون کے استادہ ہوگئے بازارین کھل گئین جا بجا خرید و فروخت ہونے لگی بارگاہ کے روبرو اردے معلے کا طور ہوا نقشہ ہی کچھ اور ہوا حیرت اثر کر داخل بارگاہ ہوئی اور تخت حکومت پر بیٹھی گردگردن کش ساحران سامری منش زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے آباد تھتون کے جنگل ہوئے عیار بچیان بھی صحرا سے آکر حاضر دربار ہوئین اور انتظام کرنے لگین یہ تو اس جگہ فکر جنگ و جدال مین مصروف ہین مگر ؎ ازین قصہ یکدم فراموش کن ؛ زجائے دگر داستان گوش کن ؛ سرمست جادو کا اول حال بیان کیا جاتا ہی کہ بارہ ہزار ساحر لیکر بہ تزک و احتشام بہر مدد لقا سمت عقیق کوہ رہ نورد ہوا تھا بعد طوی راہ طلسم سے باہر نکلا اور حوالی کوہ عقیق مین پہونچا اس جگہ صحرا سے سبز و خرم پاکر ہوا ے صید انگنی دل مین سمائی دامن کوہ مین خیمہ استادہ کیا فوج کو ٹھہرا کر آپ شکار کھیلنے لگا اور بعد شکار طائران صحرائی بموجب نظم

شکار افگنان در یمین تاختہ		بقصد گوزن اسپ انداختہ	
ز وحشی غزالان بسے ہر طرف		بہ تیر کماندار گشتہ ہدف	

بہت گور و گوزن شکار کیے لیکن ایک آہو تیر کھا کر سامنے سے بھاگا اُسنے اُس کے تعاقب مین گھوڑا اٹھایا اتفاق سے وارا ب کشور کشا فرزند امیر پہلے سے اس دشت مین نخچیر کنان تھا اُسنے جو ہرن کو آتے دیکھا تیر جوڑ کر کمان مین لگایا کہ آہو گرا شہزادے نے اُسے ذبح کیا ہ اس اثنا مین وہان سرمست آکر پہونچا اور اپنے صید کو سامنے دارا ب کے پڑا دیکھکر للکارا کہ ارے تو کون ہی کہ میرے صید کو تونے ذبح کیا دارا ب نے کہا ای بہادر مین نہ جانتا تھا کہ یہ شکار زبون تیرا ہی ورنہ دست اندازی نہ کرتا اب یہ آہو بلکہ اور جو مین نے شکار کیے ہین تو لیجا اور مجھے معاف کر سرمست مست و نخوت تھا عذر شاہزادے کا نہ سنا اور ڈانٹا کہ اے نامعقول مجھے تو نے گوشت کا بھوکا تصور کیا ہ جو لالچ دیتا ہو منہم سرمست جادو بدلے اپنے صید کے تجھے شکار کر دونگا دارا ب نے کہا تم لوگ ساحر اپنے سحر کرنے پر بہت نازان ہوا گر تلوار کے رُخ آؤ تو معلوم ہو سرمست نے قسم کھائی کہ مین تجھپر سحر نکر دونگا دیکھون کہ تو میرا کیا کر لیتا ہی لاضرب مردان عالم شہزادے نے فرمایا ؎ تو اول برآور تمناے خویش ؛ کہ من خصم را میدہم جاے پیش ؛ سرمست نے تیغہ کھینچکر سارے جسم کا زور بازوؤن مین شریک کر کے رکابون پر کھڑے ہو کر بقوت تمام سر دارا ب پر لگایا دارا ب نے اسقدر مرکب اپنا حریف کے گھوڑے سے قریب کیا اور مانند غنچہ سمٹ کر زیر سپر سارا جسم اپنا مخفی کیا کہ قبضہ اور دنبالہ سپر پر ٹہرا باقی سارا ہاتھ خالی گیا اس گھات سے تلوار نہ پڑی کہ جو زور قہ حیات اُنکی طوفانی ہوتی سرمست تلوار نکا کر جھونک سے سنبھلنے پایا تھا کہ دارا ب شمشیر کھینچکر پکارا خبردار خبردار یہ نہ کوئی کہے کہ غفلت مین مارا بیت تو ضربی زدی ضرب من نوش کن ؛ ہمہ شادی از دل

فراموش کن بہ غرضکہ تلوار لگائی سرمست نے بازو پر قوت اور تیغہ بارہ دار سر پر آتے دیکھکر اپنے تئین جست کرکے کفل مرکب پر پہونچایا اور سپر کو سامنے کیا شمشیر صاعقہ خصال شاہزادہ بلند اقبال سپر سے اس طرح گذری کہ جیسے ابر تیرہ سے برق ظاہر ہوتی ہی اور خود و دبلغا و زرہ ٹوپ و غرق چین وغیرہ کو کاٹ کرتا دو ابرو حریف کے پہونچی سرمست نے بعجلت تمام داستانے دم شمشیر مین مارے کہ وہ جھنجناکر سر سے نکلی مگر چادر خون کی منھ پر پڑگئی اور صدمۂ زخم سے بیہوش ہوکر گرا داراب نے چاہا سر کاٹ لون پھر خیال کیا کہ بسمل و بے بس کو قتل کرنا شایان مردی نہین ہی یہ سوچکر ٹھہرا کہ ناگاہ آندھی سیاہ آئی اور سامنے سے ایک ساحرہ سیہ جردہ کریہ منظر آہن صورت کہ اُسکا ناگن جادو نام ہی اُس نے سرمست کو دودھ بلاکر پرورش کیا ہی آکر پہونچی اور اپنے فرزند کا یہ حال دیکھکر بہ غضب تمام سحر کیا کہ داراب کے گرد ایک برج آتشین بن گیا کسی طرف سے راہ نکلنے کی نہ رہی پھر اُسنے سرمست کو اُٹھایا اس عرصہ مین زرروم جادو ملازم سرمست مع فوج جو پیچھے رہگیا تھا آکر پہونچا اور شہزادے کے ملازم بھی حاضر ہوئے باہم دونون فوجون مین جنگ آغاز ہوئی لیکن فوج ساحران نے بزور بھر ایک لمحہ مین شکست دی فوج داراب ہزیمت کھاکر سمت کوہستان گئی مگر سرمست اُسی جا اُترا اس وقت فتاح کشوری جو ہمراہ فوج آیا تھا صورت اپنی بدل کے یعنے ایک ہیزم کش بنکے کہ لکڑیون کا گٹھا سر پر رکھکر جو تیان لاٹھی مین لگاکر لشکر سرمست مین آیا ادھر کچھ لوگ بھاگ کر لشکر امیر مین آئے اور سب کیفیت گرفتاری شہزادہ صاحبقران سے کہی امرالشکر کے فکر مین قتل سرمست کے لیے روانہ ہوئے اور امیر بھی چلنے کی تیاری کرنے لگے لیکن وہان ناگن نے مرہم بھر زخم پر سرمست کے لگایا کہ وہ اچھا ہوگیا اُسوقت اُسنے بہت کچھ نشیب و فراز بسنگ و جدل کرنے کے سرمست کو سمجھائے اور کہا اب یہان نہ ٹھہر کوچ کرکے خداوند پاس جایہ کہکر آپ رخصت ہوئی اور سرمست بھی اُسی وقت مع لشکر ساحران ارادے پر قید داراب کی لیکر لشکر لقا مین پہونچا ساتھ اُسکے فتاح عیار بھی آیا یہان لقا تخت پر بیٹھا تھا کہ یکایک آندھی اٹھی اور آگ تیھر برسنے لگے تاریکی ایسی پھیلی کہ اندھیرا ہوگیا لقا فرط خوف سے تخت سے اُتر کر نیچے چھپا بعد لمحہ کے سرمست آیا اور تخت خالی دیکھکر مستفسر ہوا کہ خداوند کہان ہین بختیارک نے تعظیم دی اور کرسی پر بیٹھایا عرض کیا کہ آپ تشریف رکھین خداوند بھی آتے ہین اور تخت کے سامنے پردہ ڈالکر لقا کو اُسکے نیچے سے نکالا اور کہا یا خداوند اگر آپ اسی طرح زیر تخت ڈر کر پوشیدہ ہوجیے گا تو لوگ سست اعتقاد ہوجائینگے الحاصل درست ہوکر لقا تخت پر بیٹھا سرمست نے سجدہ کیا اور آمد اپنا بیان کیا کہ شاہ طلسم نے بہر مدد حضور مجھے بھیجا ہی لقا نے خلعت فاخرہ دیا سلیمان اور بختیارک نے لشکر ساحران مقام پاکیزہ و بہتر مین جاکر اُتروایا

ہر سمت ڈہرو بجنے لگا اور ناقوس پھونکے گئے ساحر آرام گزین ہوئے بارگاہ مین شراب و کباب چنگ و رباب کا جلسہ شروع ہوا ناچ ہونے لگا لیکن نامیان و تومیان خیبری ہر کارے بصورت مختلف دربار مین لقا کے موجود تھے انھون نے بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ لشکر کی جا کر مجرا گاہ پر ٹھہر کر بصد عجز و نیاز دست دعا بلند کیا اور یہ قطعہ دعائیہ زبان پر لائے قطعہ

ای فریدون ہمت دارا حشم یا الٰہی تا ابد باقی رہے		وے ز ذاتت رفت از دنیا ستم ملک و مال و جاہ و اقبال و علم	

بہر امداد لقا گمراہ سرمست جادو نام ایک ساحر ناکام با جمعیت دس بارہ ہزار ساحر تیرہ روزگار برائے مقابلہ لشکر ملازمان حضور دشمن شکار آیا ہی دارا ب کو شکارگاہ سے قید کر کے ہمراہ لایا ہی صاحبقران یہ خبر سنکر جو واسطے رہائی دارا ب کے جاتے تھے توقف پذیر ہوئے کہ اب یہین وہ آگیا ہی سمجھا جائیگا اور ادھر سرمست کی دعوت کا سامان ہوا اور اسکے نائب زردم کے لیے لقا نے اپنا اولش خاص بھیجا چوبدار خوان لیکر باہر بارگاہ کے آیا اور مزدور کی تلاش کی فتاح عیار جو لکڑی ڈالا بنکر ہمراہ لشکر آیا تھا مزدور بنکر آیا اور خوان سر پر رکھ کر چلا جب کچھ دور گیا ایک جگہ پانون کو لغزش دیکر خوان کو گرا دیا چوبدار اسکو برا بھلا کہکر برتن اور کھانا جو گر گیا تھا اٹھا کر درست کر کے رکھنے لگا فتاح بھی اسکے ساتھ اٹھاتا جاتا تھا اور نگاہ بچا کے کھانے مین بیہوشی ملاتا جاتا تھا جب سب کھانا درست کر کے دہان سے لیکر پاس زردم کے چوبدار آیا اور عرض کیا کہ یہ خاصہ خداوند نے اپنا اولش بھیجا ہی زردم بہت خوش ہوا چوبدار تو چلا گیا مگر فتاح پشت خیمہ پر چھپ کر ٹھہر رہا یہانتک کہ زردم کھانا کھا کر مع اپنے رفیقون کے بیہوش ہوا فتاح سرانچہ چاک کر کے اندر خیمہ کے آیا اور سر زردم کا مع اسکے رفقا کے جدا کیا غل برپا ہوا لوگ دوڑے لینا لینا کا ہنگامہ ہوا فتاح سرانچہ چاک کر کے نعرہ کر کے بھاگا اور آپ بھی لینا لینا کہتا ہوا نکل گیا اس ہنگامہ کی خبر سرمست کو ہوئی اس نے بختیارک سے کہا کہ مین کسل سفر سے بھی آسودہ نہونگا طبل جنگ بجواؤ کہ مین ان سب کو غارت کرون بختیارک نے کہا بہت مناسب ہی غرض اتنا دن جو باقی تھا اسمین لاشین زردم اور اسکے رفقا کی اٹھوائین جبکہ وہ دن تمام ہوا اور وہ ہنگام آیا کہ خورشید عالم گیر مانند سیرون کے دستگیر اور مستید ہوا اور لشکر خدیو زنگی ظلمت نے رایت سیاہ تعزیت سراے روزگار مین برپا کیا لاش نباتات النعش کی گورستان فلک مین آئی اور شبنم اشک حسرت بہانے لگی نظم

عروس بزم زمانہ چو گشت حجلہ نشین		ز غصہ ملک سراے چرخ شد غمگین	

خدیو نور بظلمت زبی پناہی رفت		چو یونس ابن متی در دہان ماہی رفت	

سرمست نے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور نقارۂ رزم نواخت مین آیا ہرکارون نے مکرر خدمت شاہ اسلام مین جاکر بعد دعا وثنا کے خبر طبل بجنے کی گذارش کی بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی بجے حسب ارشاد چالاک بن عمرو نے نقارخانہ سلیمانی مین جاکر طبل سکندر اور طبل حشامی کو بجایا زمان وزمین مین تزلزل آشکار ہوا نامے ترکی اور سنج کیومرثی اور نفیر افراسیابی کو دم ملاچار پہر رات تیاری آلات حرب وضرب رہی اور دونون لشکرون مین نقیب بہادرون کو ہوشیار اور خبردار کرتے تھے دلاور جان دینے پر تیار تھے آخر شب گذر کردہ وقت آیا کہ عسس لیل باخیل انجم طلایہ داری سے برخاست ہوا اور شہنشاہ فلک چہارم کی آمد کا غلغلہ شبستان مشرق سے چار دانگ عالم مین پھیلا کرایا

چو دارای خور شید شد بر سپہر	جہان راست از لشکر دیو چہر	ز روے زمین گرد غم دور شد	
دل آئینہ عالم نور شد	زمہ تا بماہی جہان یافت کام	فلک شد بکام دل خاص وعام	

دم بحر لشکر طائفہ طائفہ انبوہ انبوہ میدان رزم مین جانبین سے وارد ہوے اور امیر مسجد کرباس مین آکر اوراد وظائف مین مصروف تھے کہ چالاک نے آکر خبر عرض کی کہ فوج دریا موج دشت نبرد مین جاچکی امیدوار برآمد ہونے صاحبقران روزگار کے ہوا امیر سلح بنجوگ سے آراستہ ہوکر مسجد سے باہر آئے سردارا بلند احتشام حاضر ہوے امیر مرکب اشقیر دیوزاد پر سوار ہوکر مع تمام سردارون کے در دولت ظل اللہ بادشاہ عالم پناہ پر پہونچے یہان بادشاہ تخت سلیمانی پر سوار عیش محل سے برآمد ہوے نقیبون نے صدا بسم اللہ کی دی سب سردارون نے مجرا کیا نوبت ونقارے بجے مرد ہے ادب اور تفاوت سے پکارنے لگے سواری حضور عالم کی طرف داوگاہ مصاف کے چلی گرد سرداران ذی وقار بیچ مین وہ شہریار بڑے جاہ وحشم سے دشت قتال مین پہونچے دیکھا کہ ایک طرف سے لقا بھی سرمست کو لیکر وارد ہوا اور بہادرون نے صف کشی کی پست وبلند زمین ہموار ہوئی سطح گرد وغبار بٹھا چکے نقیب نقابت کرنے لگے میدان جنگی پاک صاف ہوا سرمست اجازت لقا سے لیکر بارادۂ رزم وپیکار آژدر سحر اڑا کر میدان مین نکلا اور لشکر امیر کو للکارا کہ ای بندگان مغضوب درگاہ خداوندی تم مین کون ایسا ہی جو مجھ سے آکر نبرد آزما ہو لشکر اسلام سے مندویل اصفہانی اجازت شاہ سے میدان مین آکر مقابل ہوا سرمست نے سحر کیا کہ صحرا کی جانب سے گرد اڑی اور ایک سوار آلات حرب سے مسلح ومکمل پیدا ہوا مندویل سے کہا لاحربہ غرضکہ باہم نیزہ چلا سوار قدرت نے نیزہ بعد رد وبدل ہونے کئی طعن کے ہاتھ سے نکال دیا مندویل نے تلوار کھینچی سوار قدرت نے بند دست پکڑ کے تلوار چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر مندویل کو فرس زین سے اٹھا کر زمین پر

ے پٹکا اور مقید کر کے سپرد لشکر سرمست کے کیا اور پھر نصیب دی کہ اور تم مین جسے تمنا مرگ کی ہو وہ آکر
مقابل ہو سرداران فوج اسلام آتے تھے اور سوار قدرت کے ہاتھ سے گرفتار ہوتے تھے اس طرح کئی سو سردار
گرفتار ہوے آخر وہ دن آخر ہوا اور لیلی لیل عذرا مثال غم مفارقت دامن روزگار مین سیہ پوش ہو کر مجلہ
نشین الم ہوئی اور عیسی گردون نشین نے دامن خورشید تھام کر طلوع ہونے سے ممانعت فرمائی نظم

فگندہ پردۂ ظلمت بر رخ خود خورشید	کہ بر لوش نشستہ واز پس حجاب پدید
عطارد از غم تاثیر بخش این تدبیر	کشیدہ بود قلم راز دفتر تقدیر

سر شام طبل بازگشت بجوا کر سرمست پھر گیا دونون لشکرون کے سپاہیون نے کمر کھولی ور آسودہ ہوے لیکن
چالاک واسطے تلاش کرنے سوار قدرت کے چلا کر دیکھون یہ کہان سے آیا تھا یہان بختیارک نے سرمست
سے کہا کہ حمزہ کو اسم اعظم یاد ہی جب وہ مقابلے مین آئیگا کوئی سحر اُسپر تاثیر نہ کریگا اور سب جادو باطل
ہو جائیگا سرمست نے یہ کلام سنکر سر چڑھا کر ناگن جادو آئی اُس سے کہا کہ حمزہ کے گرفتار کرنے کی کوئی
تدبیر کرنا چاہیے کہ حمزہ مالک باطل السحر ہو ناگن نے کہا مین جانتی ہون اور عیارون سے پوشیدہ ہو کر اسم
اعظم امیر کا بند کر دونگی کہ پھر اُسے یاد نہ آئے بختیارک نے کہا سردار جو مقید ہوے ہین انکو عیار چھڑا
لے جائینگے آپ کا رہنا یہان مناسب ہی ناگن نے ایک تعویذ بختیارک کو دیا کہ جب مجھے بلانا منظور
ہو اور میری ضرورت ہو تو اس تعویذ کو آگ سے سیکنا مین اسی وقت آؤنگی یہ کہکر ناگن پرواز کر کے
کسی طرف چلی گئی مگر چالاک تلاش مین سوار قدرت کے ہر طرف پھرا کہین پتا اسکا نہ لگا آخر ایک خدمتگار
کی صورت بنکر بختیارک کے خیمے مین آیا اُسنے چالاک کو پہچانا از بسکہ بختیارک کے باپ بختک کا
ایسے عمرو نے بچایا کو بختیارک کو کھلایا ہی تو اُس روز سے بختیارک مقدمہ عیاران مین نہین دخل دیتا ہی جانتا
ہی کہ یہ مار ڈالینگے اور بہ ظاہر نہایت عجز و انکسار سے پیش آتا ہی الحاصل چالاک کی بڑی تعظیم کی اور
مقام بلند پر بٹھایا اور عرض کیا مرشد زادے آج آپ کہان تشریف لائے پہلے یہ فرمایئے کہ میری جان
کی خیر ہی یا نہین چالاک نے کہا اجل تمھاری قریب پہونچی ہی آج اسی ارادے سے ہم آئے ہین کہ
ملک جی تم سے کچھ حال پوچھین اور اگر نہ بتلاؤ تو تمکو عذاب زندگی سے چھڑا دین بختیارک سفید چادر
اوڑھ کر سامنے چالاک کے لیٹا اس طرح کہ جیسے مردہ ہوتا ہی چالاک نے کہا ملک جی آج تم بچوگے نہین
لو اُٹھو یہ دو خرے میرے ہاتھ سے کھالو بختیارک نے گڑگڑا کر عرض کیا کہ حضور جو کچھ پوچھنا ہو پوچھین اور
اگر قتل کرنا ہو تو سر حاضر ہی بیہوش کرنے کی مجھے کیا ضرورت ہی چالاک نے خنجر دکھایا کہ اے قوم ساق یہ مجھ سے
بھی چہ میگوئیان کرتا ہی جلد ان خرمون کو کھا بختیارک نے کہا بہت خوب کھاتا ہون اور ناچار وہ

خرمے کھائے اور بیہوش ہوا چالاک اسکا پشتارہ باندھکر خیمہ کو پھاندکر جست و خیز کرتا ہوا صحرا مین پہونچکر پہاڑ پر چڑھ گیا کہ ایسا نہ ہو کوئی آجائے اور وہان بختیارک کو ہوشیار کرکے پوچھا کہ سچ بتلا یہ سوار کہان سے آتا ہی بختیارک نے کہا اگر بتلا دون تو مجھے چھوڑ دیجیے گا پھر تو نہ قتل کیجیے گا چالاک نے دھمکایا کہ جلد بتلا یہ اقرار کیون لیتا ہی جی چاہیگا معاف کرینگے اور مزاج مین آئیگا قتل کرینگے بختیارک نے کہا اور مین کچھ نہین جانتا ہون مگر اتنا معلوم ہی کہ ناگن اسم اعظم بند کرنے گئی ہی اور ایک تعویذ دے گئی ہی کہ جب اس تعویذ کو آگ پر رکھو تو ناگن اسیوقت آئے گی سو اسے بلاؤن یہ اسلیئے بختیارک نے کہا کہ ساحرہ ہو آئیگی مین چھوٹ جاؤنگا اور چالاک کو گرفتار کرا دونگا لیکن چالاک نے عیاری تجویز کرکے کہا کہ اچھا ناگن کو بلا بختیارک نے آگ پر تعویذ رکھا تھا یک ایک سناٹا ہوا اور ساحرہ آئی اور اسنے پوچھا کہ ملک جی تمنے کیون مجھے بلایا ہی اسنے منھ سے تو کچھ نہ کہا مگر اشارے سے چالاک کو تبلایا یعنے یہ دشمن ہی اسے گرفتار کرو ناگن اشارہ نہ سمجھی چارطرف دیکھنے لگی چالاک اسکے آنے سے پوشیدہ ہوگیا تھا جب اسکو چارسمت پھر پھر کر نگران دیکھا یہ چالاکی تمام پھر گوپھن مین رکھکر مارا کہ ناگن کا کاسہ سر ترش کر دور گرا اور یہ زمین پر گرکر واصل جہنم ہوئی شور و غوغا اسکے مرنے کا ہوا بختیارک آنکھین بند کرکے بیٹھ گیا چالاک نے اسے خبر سے باندھ دیا اور آپ ناگن کی صورت بنکر سرمست کے خیمے مین آیا اسنے اپنی دایہ کو دیکھکر باادب تمام سلام کیا اور پوچھا کہ اسم اعظم بند کرآئین ناگن نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا مجھ پر تین روز بہت سخت ہین عیارون سے جان بچنا مشکل ہی میرے ساتھ چل کہ ایک تدبیر تجھے تبلاؤن یہ کہکر سرمست کو جنگل مین لاکر ایک سیب اپنے پاس سے نکال کر دیا کہ اسے کھالے باغ سامری کا ہی اسکے کھانے سے عمر بڑھ جائیگی کوئی قتل نہ کرسکیگا سرمست نے سیب لیکر کھایا اور بیہوش ہوا چالاک نے اسکا بھی کاٹ ڈالا ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا آگ چھر برسنے لگے اور دارا اور وغیرہ سردار جو مقید تھے وہ چھوٹ گئے اور سب نے مشورہ کیا کہ اس نقاحرامزادے کو قتل کرو بس تلوار لیکر لشکر پر اسکے آگرے فوج ساحران غافل اتری تھی زدوکشت جو شروع ہوئی سمجھے کہ اہل اسلام بھی معلوم ہوتا ہی کہ بڑے زبردست ساحر ہین کہ جنھون نے ہمارے افسرون کو مارا بس یہ سوچکر بھاگ کھڑے ہوے اور نامدار بہادرون نے لشکر حریف پر

شمشیر زنی کی نظم

بناگہ چو تیر از کمینگاہ جست	جہان پہلوان تیغ رخشان بدست	سپاہ ستم تا خبردار شد
بیابان ز خون ارغوان زار شد	پلانے کہ بودند اندر کمین	برون تاختند از یسار و یمین
چکاچاک شمشیرہا شد بلند	ز ہر سو غریو تیرہا شد بلند	سنان ہاے رخشان چو دندان فیل

نمودہ بہ شب تیرہ از چند میل	برآمد سرنے بر مح السماک	تو گفتی فتاد آسمان روے خاک
بگیرو بہ بند و بکش بود و بس	ہمہ دادخواہان بیدادرس	ہمہ دست پاے یلان جا بجا
فتادہ بہ صحرا ز پیکر جدا	شد ازا نخوان ریزہ ہا ریگ زار	نشستہ دران تا بزانو سوار
زبس خون بدامان جرخ کبود	شب تیرہ داغ دل لالہ بود	اخر چو وقت چشم خونبار لیلاے

لیل سے اشک خونین گرے اور دامن بحر شفق لالہ گون سے رنگین ہوا ۵

بصبح زخاور بہ تخت سپہر	بسر تاج زر شد چو دارا ے مہر
علم شد بہ زیر سپہر بریں	چو وسعت دعاے اجابت قرین

بہ فتح و فیروزی سرداران اسلام داخل لشکر ہوے اور لشکار نجیدہ شکست خوردہ قلعہ عقیق مین چلا آیا ساحر بھاگ کر طلسم مین گئے اور سلیمان نے عرضی پھر افراسیاب کو لکھی افراسیاب گنبد نور مین تخت پر متمکن تھا اور حیرت مقابلہ مہرخ مین آکر اتری ہی کہ ساحر بھاگے ہوئے خدمت افراسیاب مین پہونچے اور پنجہ عرضی سلیمان کی بھی لایا عرضی پڑھکر افراسیاب کو غیظ و غضب طاری ہوا خیال مین گذرا کہ عیار قیامت ڈھاتے ہین اور سرگروہ ان عیارون کا ہے چند عیارون کے طلسم مین آیا جبکہ وہ تجھ سے قتل نہین ہوسکتا تو خداوند کے یہان تو لاکھون عیار ہین وہ تو حقیقت مین کمال پریشان ہونگے یہ مضمون تجویز کرکے دو نامے اسیوقت لکھے ایک نامہ ملکہ حیرت کو بھیجا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے ملکہ ابھی طبل جنگ بجاکر مقابلہ نکرنا اگر مقابلہ کرکے تم لشکر حریف کو زیر و زبر کروگی تو عیار اسمین خلل انداز ہونگے اور فتور برپا کرین گے چاہیے کہ اوّل صرصر وغیرہ کو بھیجکر عیارون کو گرفتار کرو بعد اسکے مہرخ وغیرہ کا گرفتار کرنا تمھارے نزدیک کیا بات ہی یہ نامہ ایک سحر کے پتلے کو دیا کہ بارگاہ حیرت مین لیجائے پتلا نامہ لے کر روانہ ہوا اسوقت دوسرا خط ملکہ حسینہ جادو کو بھیجا اسمین لکھا تھا کہ ای ملکہ تم وعدہ کرگئی تھین کہ مین خداوند کی مدد کو جاؤنگی مگر سنا ہی کہ مزاج تمھارا ناساز ہوگیا فی الجملہ اگر مزاج تمھارا اصلاح پر نہو تو اطلاع دو کہ بہر مدد خداوند کسی اور کو بھیجا جاے اور اگر صحت سے ہو تو خداوند کے پاس جاؤ یہ نامہ بھی ایک پتلے کو دیا کہ وہ نامہ پاس حسینہ کے لایا اسنے نامہ پڑھکر عرضی لکھی کہ اب عنایت جمشید سے مین اچھی ہون اور خداوند کے پاس جاتی ہون آپ اطمینان رکھیے یہ جواب جب افراسیاب پاس پتلا لایا یہ پڑھکر خاموش ہورہا مگر حیرت پاس نوشتہ پہونچا اسنے بموجب لکھنے افراسیاب کے صرصر سے کہا جاکر عمرو کو پکڑ لا کہ شہنشاہ کا حکم آیا ہی صرصر نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور اسباب عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئی مگر حال عیارون کا سنیے کہ بارگاہ مہرخ مین مشغول عیش و نشاط تھے جس وقت حیرت فوج لیکر آئی اسکے آنے سے عیار سب صحرا مین چلے گئے اور فکر عیاری

کرنے لگے کہ بارگاہ حیرت چلکر لوٹین اسی اندیشے مین عمرو ایک گانون مین کہ قریب گنبد نور کے تھا آیا وہان دیکھا تو ایک مقام پر نگیرہ استادہ ہی اور بہت سے ساحران کا مجمع ہی ناچ ہو رہا ہی دولھا خلعت پُر زر پہنے مسند پر بیٹھا ہی شراب کا دور چل رہا ہی عمرو یہ ماجرا دیکھکر خوش ہوا کہ اچھی جگہ آئے کچھ مل رہیگا اس برات کو لوٹو مفلس بھی ہو کہین تو کچھ ملے یہ سوچکر علحدہ ٹھہر کر اپنی صورت کلانوت کی بنائی ڈاڑھی سینے تک بڑھائی اور رنگت سرخ و سفید روغن لگاکر درست کی گالون پر جھریان پڑی معلوم دیتی تھین کوزہ پشت مرد پیر اپنے تئین بناکر کرتا پہنا اور پگڑی سر پر باندہ کمر جوڑی ڈکی کمر سے لگائی دائرہ ہاتھ مین لیا اور سامنے اہل محفل کے آکر اس طرح مبارکباد گائی کہ سب کو وجد طاری ہوا تاثیر جادو میروہ کے لڑکے کی برات تھی اسنے کلانوت کو فن موسیقی مین طاق دیکھا حرمت کرکے بلا کر بٹھایا اور کہا کچھ شغل کیجیے یہ آپکا گھر ہی جو مجھ مین مقدور ہو وہ آپ کی خدمت بھی کرونگا عمرو نے دعا دی کہ ترقی اقبال ہو مراتب اعلی رہے سرکار کا بول بالا رہے اور بیٹھ کر نی بجا کر گانے لگا غزل

ساقی حدیث شروگل ولالہ میرود	دین بجشت با تلاتہ بغسالہ میرود
مژدہ کہ نوعروس چمن حد حسن یافت	کاراین زمان زصنعت دلالہ میرود
بلبل ببار می وزد از بوستان شاہ	دزد ژالہ بادہ در قدح لالہ میرود
آن چشم جادوانۂ عابد فریب بین	کش کاردان بحر بدنبالہ میرود
خوی کردہ میخرامد و بر عارض سمن	از شرم روے او عرق از ژالہ میرود
ایمن مشو ز عشوۂ دنیا کہ این عجوز	مکارہ مے نشیند و محتالہ میرود
چون سامری مباش کہ زر داد و از خری	موسی بہشت و در پے گوسالہ میرود

اس شغل مین عمرو مصروف تھا کہ صرصر جو مثلاشی عمرو روانہ ہوئی تھی جب جنگل مین پہونچی صدا گانے کی دور سے سُنکر اسی طرف آئی شادی مین ایک پیر کلانوت کو گاتے دیکھا بنگاہ اول پہچانا کہ یہ عمرو ہی پہلے تو گانا گھڑی بھر سُنا کی اور دل سے کہتی تھی کہ سبحان اللہ تیرا عاشق بھی ہر فن مین طاق اور شہرۂ آفاق ہی لیکن بموجب حکم اپنے مالک کے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے آئی تھی اُسنے محفل مین آکر تاثیر جادو سے آہستہ کہا کہ یہ کلانوت عمرو ہی اسے گرفتار کرلو ادھر عمرو نے صرصر کے لب ہلتے دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ یہ تری گرفتاری کے لیے کہتی ہی تجھے پہچان گئی ہی یہ تجویز کرکے اُٹھا اور پاس تاثیر کے آیا اور کہا حضور دیکھئے وہ کون آتا ہی تاثیر پھر اُٹھا کہ عمرو نے دھول لگائی اور کلاہ مروارید نگار اسکی لیکر بھاگا ساحر پیچھے دوڑے تھے کہ صرصر نے کہا آپ ٹھہرین مین گرفتار کیے لاتی ہون اور پنجہ کھینچکر چھٹی صحرا مین عمرو آکر ٹھہرا تھا کہ صرصر نے پہونچکر ڈانٹا کہ باش اے نابکار عیار

کہان جائیگا میرے ہاتھ سے عمرو نے بھی خنجر کھینچا اور لڑنے لگا اسوقت برق فرنگی بھی ایک سمت سے پیدا ہوا اور کہا استانی صاحبہ کو آداب عرض ہی صرصر نے کہا ای برق ستا دیتا کیا شہنشاہ عیاران ہی کہ اکیلا مجھ سے لڑ نہین سکتا اسی منہ پر دعوی عیاری کا اگر دعوی ہی تو یہان سے تو چلا جا مین اور یہ سمجھ لون برق نے کہا میرا کام ہی کیا ہی جہان عاشق و معشوق یکجا ہون وہان ٹھہرنا نہ چاہیئے آپ درپردہ مجھے ٹال کر تنہائی چاہتی ہین یہ کہکر ایک طرف چلا اتفاقا ادھر سے صبا رفتار آئی تھی برق سمجھا کہ جو یہ صرصر پاس جائیگی استاد کو لڑنے مین دقت ہوگی پس اُسنے للکارا کہ کہان جاتی ہی صبا رفتار شمشیر کھینچکر آپڑی برق سے چوٹ چلنے لگی لیکن صرصر اور عمرو جو لڑ رہے تھے قضائے کار سیاح جادو رام ایک ساحر تاثیر جادو کے یہان شادی مین جاتا تھا اس طرف سے ہوکر نکلا اُسنے دیکھا کہ ایک عورت اور ایک مرد لڑ رہے ہین یہ دیکھکر بزور بحر دونون کو گرفتار کیا صرصر نے کہا مین ملازم افراسیاب ہون تو نے مجھے کیون گرفتار کیا ہی عمرو نے کہا حضور یہ جھوٹی ہی مین کلانوت ہون اور یہ میری زوجہ ہی ازبسکہ مین بوڑھا ہون اور بیمار دن کے نیچے خراب ہی جب مین اسے کسی سے گرفتار دیکھتا ہون اور اُسکے قتل کا ارادہ کرتا ہون یہ مجھ سے لڑتی ہی لیکن اب چھوڑ دیجئے آج اس حرامزادی کی مین ناک کاٹونگا سیاح نے کہا مین نے بھی سنا ہی کہ افراسیاب نے صرصر شمشیرزن کو بہر مقابلہ عیاران بھیجا ہی لیکن مین پہچانتا نہین کس لیے کہ دربار شاہ مین ہم ادنی رعایا کیونکر جا سکتے ہین جوہر ایک کو پہچانین اس سبب سے شبہہ ہی کہ تم مین سنین معلوم کون سچا ہی عمرو نے کہا آپ ہمارا حال اس شادی مین چلکر دریافت کر لیجیے سیاح نے کہا مین وہان تو جاتا ہی تھا یہ کہکر دونون کو پنجہ سحر سے اٹھاکر شادی مین لایا اور تاثیر جادو سے ملاقات کرکے سارا حال بیان کیا تاثیر نے کہا اتنا مین جانتا ہون کہ پہلے یہ کلانوت آیا تھا اسکے بعد یہ عورت آئی کلانوت میری ٹوپی لیکر بھاگا یہ علامت اُسکے عیار ہونے کی ہی اور صرصر کو مین بھی نہین پہچانتا اور نہ مین نے کسی عیار کو دیکھا لیکن بذریعہ رسائی دربار شاہی خوب نکلا ہی آپ ان دونون کو پاس حیرت کے بجائیے کہ وہ طلسم ظاہر مین تشریف لائی ہین سیاح نے کہا کہ اگر چوکا وغیرہ دیکر سحر سے چاہون دریافت کرلون کہ عمرو اس مین کون ہی اور صرصر کون مگر یہ وسیلہ دربار کی رسائی کا خوب ہی آپکی شادی مین ٹھہرون تو جاؤن یہ کہکر عمرو اور صرصر دونون کا ہاتھ باندھ دیا اور آپ بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا اس عرصہ مین برق جو صبا رفتار سے لڑ رہا تھا ہنگام جنگ جست کرکے ایک غار مین جا گرا صبا رفتار پیچھے پیچھے غار مین کود دی کہ اب تو کہان جائیگا برق نے وہان حلقے کمند کے لگائے تھے جب صبا رفتار کودی برق نے جھٹکا مارا کہ اچھلکر برق کی گود مین آگری برق نے بیہوشی کا غبار منہ پر مل دیا کہ بیہوش ہوگئی اسکو عمرو کی صورت بنایا اور آپ اسکی شکل بنکر پشتارہ باندھکر تاثیر جادو کی شادی مین آیا بنے

کہا کہ ایک عورت کسی کو لاتی ہی اس وقت صبار فتار یعنے برق قریب پہونچا دیکھا کہ صرصر اور عمرو بندھے ہین اُسنے سیاح جادو کی بلا مین لین اور کہا حضور نے میری بہن کو کیون باندھا ہی سیاح نے کہا مجھے شناخت نہ تھی انھین حیرت کے پاس لیجاؤنگا برق نے کہا کہین عورت مرد کا فرق بھی چھپتا ہی مین وزیرزادی صرصر کی ہون اور یہ صرصر شاہزادی ہی اور یہ کلانوت عمرو کے ساتھ کا عیار ہی عمرو نہین ہی عمرو کو مین گرفتار کرلائی ہون سیاح کو برق کے کلام کی تصدیق ہوئی اسوقت ایک ساحر اور شادی مین مہمان آیا تھا اُسنے کہا میرے پاس تصاویر عیاران وعیار بچیان ہین آپ مطابق کرلیجیے یہ کہکر اُسنے صندوقچہ منگاکر تصویرین نکال کر مطابق کین اُسوقت صرصر کو چھوڑ دیا اور برق جو صبار فتار کو عمرو بنا کر لایا تھا اُسے بندھوا دیا صرصر جو چھوٹی اُسنے برق کو پکڑا مگر خیال کیا کہ یہ مسخرے جتنے اس شادی مین ہین سب اندھے ہین اپنی سزا کو پہونچین گے تجھے انھون نے بے عزت کیا ہی ذرا ٹھیک بننے دے یہ تصور کرکے چلی گئی لیکن یہان برق نے سیاح سے کہا حضور مین نے منت مانی تھی کہ جب عمرو کو گرفتار کرونگی اُسوقت ایک جلسہ عیش کرکے ساحران روزگار کو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤنگی دیکھیے کیا قدرت سامری ہی کہ ایسے وقت مین عمرو کو پایا کہ جلسہ ساحران جمع ہی مجمع بھی معقول ہی یہین سب کی شراب سے دعوت کرون اے تاثیر جادو میخانے کی نسبت جو کچھ صرف ہو وہ مجھ سے لو اور خمخانہ میرے سپرد کرو تاثیر جادو نے کہا یہ تو گھر ہی جسقدر جی چاہے شراب پیجیے اور سب کو پلایئے دام کی کیا احتیاج ہی صبار فتار یہ کلام سنکر مسکرائی اور میخانہ اپنے قبضے مین کرکے جام وساغر کے الٹ پھیر کرنے مین شراب آغشتہ بداروے بیہوشی کی اور اہل محفل کو پلائی جب سب شراب پی کر بیہوش ہوئے برق نے عمرو جو کلانوت بنا ہوا بندھا تھا اُسکے کھول دیا اور سب ساحرون کے سر کاٹنے لگا اور عمرو جو رہا ہوا سب کو لوٹنے لگا دو چار ساحر قتل ہوئے تھے کہ ادھر افراسیاب نے کتاب دیکھی کس لیے کہ جب سے حیرت کے مقابلے کو گئی تو اسے خیال ہی کہ ایسا نہو عیار میری زوجہ کو بھی بیعزت کرین تو رمبدم کتاب دیکھتا ہی الحاصل کتاب مین معلوم ہوا کہ گنبد نور کے قریب جوگا نون ہی وہان عمرو اور برق نے آفت برپا کی ہی افراسیاب نے دل سے اپنے کہا کہ کہان تک طرح دون آج عمرو کو گرفتار کرکے قتل کرڈالون بس اُسنے ملکہ خمار جادو کو کہ جسکا سر پہلے عمرو مونڈ چکا ہی اور ذکر اُسکا سابق مین بیان کیا گیا ہی اُسے حکم دیا کہ ایک جگہ شادی مین عمرو اور برق قتل اور غارت کررہے ہین تم جاکر پکڑ لاؤ اور صبار فتار بندھی ہی اُسے کھول دینا خمار یہ حکم پاکر ازبسکہ عمرو سے نہایت جلی ہی بزور بحراڈی شادی کے مقام پر پہونچکر پکاری کہ باشید اے ناعیاران برق تو یہ صدا سنکر بہت جلد جلد یا عمرو ایک جگہ بھاگ کر پوشیدہ ہوا اور خمار چونکہ جویا عمرو ہی کی تھی برق بنکر جوگری عمرو کو

پنجہ مین داب کرلے اڑی اور چلتے وقت ایک بھرا ایسا کیا کہ صبا رفتار جو بندھی تھی کھل گئی اور ایک سمت کو بھاگ کر چلی پھر خمار نے کچھ انگشت سے اشارہ طرف فلک کے کیا کہ ایک لکہ ابر آکر شادی کے لوگ جو بیہوش پڑے تھے اپر برسنے لگا کہ وہ سب ہوشیار ہوئے اور حالت محفل دگرگون دیکھکر اور لاشین ساحرون کی دیکھکر آپس مین کہنے لگے کہ عیارون نے آخر مکاریان کرکے یہ نوبت پہونچائی غرہ کہ یہ سب تو اپنے کاروبار مین مصروف ہوئے اور خمار گیتی نورد عمرو کو لیے پاس فراسیاب کے آئی اور سلام کرکے عمرو کو سامنے پیش کیا عمرو تموج ہوا سے بیہوش ہوگیا تھا جب اُسکی آنکھ کھلی دربار افراسیاب دیکھا شاہ کو سلام کیا افراسیاب نے کہا کیون ای عمرو یہ دن بھی تجھے یاد تھا عمرو نے کہا کیون نہ تھا اب ہم اس دربار کو لوٹ کر جائینگے تمھاری ڈاڑھی مونڈکر جائینگے آج اسی لیے آئے ہین افراسیاب کو غصہ آیا اُسنے ایک نامہ حیرت کو لکھا کہ ای ملکہ عالم ہمنے عمرو کو گرفتار کیا ہی تمھین چاہیے کہ لشکر افسردن کو سپرد کرکے اس جگہ تنہا چلی آؤ کہ تمھارے سامنے عمرو کو قتل کرین کیونکہ تم بہت اسکے قتل سے خوش ہوگی اس نامہ کو پنجۂ سحر کو دیا وہ لیکر چلا اور عمرو کو ایک قفس آہنی منگاکر اُس مین بند کردیا کہ حیرت آئے تو قتل کرون لیکن پنجہ سحر نے نامہ جاکر حیرت کو دیا حیرت پڑھتے ہی نامے کے کھلکھلاکر ہنسی اور ایسی خوش ہوئی کہ کبھی خوش اس طرح نہوئی تھی افسران فوج کو بلایا اور سارا ماجرا بیان کیا لشکر کی نسبت حفاظت کرنے کی تاکید کی اور حکم دیا کہ طبل شبارت رشادمانی بجین کہ عمرو قتل ہوتا ہی تو بہت خوشی کی لشکر مین بجنے لگی اور حیرت سرخ جوڑا پہنکر سراپا یاقوت کا زیور زیب بدن کرکے طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور طرف گیتی نورد کے چلی لیکن یہ خبر طائران سحر نے جاکر ملکہ مہ جبین اور مہرخ وغیرہ کو پہونچائی کہ عمرو قید ہوگئے ہین اور لشکر حیرت مین نقارے شادمانی کے بجتے ہین حیرت خود واسطے قتل کرنے عمرو کے گئی ہی بہار اور مہ جبین اور نافرمان وغیرہ سب نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ہم لوگ بھی جان دینگے یا خواجہ کو چھڑالینگے مہرخ نے کہا گیتی نورد پر پہونچنا بہت محال ہی اسد نے فرمایا کہ عمرو کو کوئی قتل کرسکے یہ کبھی محال ہی وہ نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین سر بر بندۂ جادوگران ہین جب اپنے منھ سے تین بار خواستگار موت ہون جب اُنکی قضا آئے افراسیاب کی کیا طاقت ہی جو انھین کسی طرح کا ضرر پہونچائے لازم ہی کہ اُنکے لیے ہم سب دست بدعا ہون اور التجا بدرگاہ حافظ حقیقی کرین یہ کہکر سب مصروف دعا ہوئے اور پکارے کہ ای خالق اکبر کریم ورحیم ہم سب نے بسبب عمرو کے دین اسلام ملت بیضا اختیار کیا ہی تجھے وحدہٗ لاشریک جانا ہی تو ہی خواجہ کی جان کا حافظ ونگہبان ہی نظم

اے خالق سرور دو عالم		ستار عیوب ورب اکرم		سلطان کریم نام تیرا	

رحمان و رحیم نام تیرا	خالق ہی تو ہی سمیع و ناظر	سب راز نہان ہین تجھ پہ ظاہر
بندہ عاجز ہی اور مجبور	تجھ مین قدرت ہی اور مقدور	چاہے جسے عرش پر بٹھا دے
چاہے جسے خاک مین ملا دے	قادر ہی محیط ہی تو سب پر	اب میری دعا یہی ہی لب پر
یارب تو پناہ دے عمرو کو	صحت کی سنا دے پھر خبر کو	یہ لوگ تو مصروف دعا ہین شغول

گریہ دیکھا ہین لیکن حیرت شادان و فرحان گنبد نور مین پہونچی حضاران دربار نے تعظیم دی پہلوے افراسیاب مین بیٹھی خواصون نے چنگیر چوگھڑے عطردان سامنے رکھدیے پاندان طلائی واکر کے گلوری حیرت نے بنائی اور اپنے ہاتھ سے افراسیاب کو کھلائی گلے مین باہین ڈال کر بناز و تبختر کہا کہ اب دیر نہ فرمایئے اس سوذی کو راہ عدم دکھایئے افراسیاب نے حکم دیا کہ آج رات کو تمام ساکنان شہر نابرسان سامنے اس قصر کے میدان مین جمع ہون اور اسکے حال زار کو دیکھین اسوقت دن قلیل ہی بروز فردا عمرو کے کیے کی ندامت ہوگی بڑی حسرت سے جان اسکی جائیگی لہذا بمجرد حکم منادی نے دہل زنی کی اور تمام شہر مین یہ خبر مشتہر ہوئی کہ کل صبح کو عمرو قتل ہوگا اور اپنے کردار ناسزا کی سزا پائیگا اہل شہر آآکر جمع ہونے لگے اور باہم بون حرف زن تھے کہ دیکھیے آخر سرکشی کا یہ نتیجہ ہوتا ہی کہ انجام کو انسان زندگی سے ہاتھ دھوتا ہی بعضے ریزک دوانا عبرت کرتے تھے کہ ای سہادران یہ وہی عمرو ہے کہ جو وزیر اعظم حمزہ صاحبقران ہی جنھون نے لقا ایسے کو جو دعوی خدائی کا رکھتا ہی عاجز کر رکھا ہی اسی طرح یہ فلک کج مدار اور گردون غدار صاحبان جاہ و اقبال کا دشمن ہی اسنے بڑے بڑے نامورون کو ہلاک کیا اور ظلم و ستم تہ خاک کیا کہ ابیات

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا		نہ سکندر ہی نہ آئینہ حیرت افزا
رتبہ دولت قیصر ہی نہ اقلیم قباد		پایہ حشمت سنجر ہی نہ ملک دارا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے		گرد اڑتے کہین دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال		جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
ن خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم		کف افسوس ہی بچا جو ہی اس گلشن کا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین کھلتے دیکھا		ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اُنکی صورت کو ترستی ہین یہ آنکھین افسوس		صورت نور نظر آنکھ مین تھی جنکے حیا
نہ وہ ہنگامہ صحبت ہی نہ وہ طرز نشاط		نہ وہ انداز سخن ہی نہ زبان گویا
ربط اخلاص کے باہم جو تھے معمول گئے		دفعۃً ہمسفر ویسا ہمین بھول گئے

اس شور و تسین مین زمانی فلک قید خانہ مغرب مین جاکر مقید ہوا اور سرے دہر مین تعزیت قتل عمرو کی برپا

ہوئی شام غم نے سیہ پوش ہو کر مُنہ دکھایا نظم

بالون کو پریشان کیا لیلے شب نے	اور شبنم عمدیدہ لگی اشک بہانے
سیارے ہزار دیدۂ حسرت سے فلک کے	اور تیرگی کسی چھائی تھی انجم کی چمک پر

افراسیاب قفس کے در پر قفل دیکر بحر خوان ہوا کہ سوائے میرے کوئی پنجرے کو عمرو کی قید کے کھولنے سکے یا مین مارا جاؤن تو کھلے اس مستحکم طور سے خواجہ کو مقید کر کے سحر عمرو کے جسم پر سے رفع کر دیا جب رات زیادہ گئی سب عیش و عشرت مین سرگرم ہوئے عمرو کی جانب سے اعتبار تھا کہ پنجرے سے نکل نہ سکے گا بہ ین لحاظ چندان کوئی اسکی طرف نگران نہ تھا عمرو نے ایک پتلا مقوے کا بنیل سے نکالا اور روغن اُسپر لگا کر اپنی صورت کا بنایا اور اُسے بجاے اپنے بٹھا کر آپ ایک گوشۂ قفس مین گلیم اوڑھ کر سب کی نظر سے غائب ہو گیا یہان رات بھر خلقت جمع ہوا کی اور تھاپ طبلے پر پڑا کی ہر ایک ساحر مستعد رہا کہ اُسنے ہم سب کو لوٹا ہی کل ایک ایک ضرب اُسپر لگا ئین گے کوئی کہتا تھا مین ترسول اور سانگ سے کلیجہ اُسکا چھید ونگا کوئی حرف زن تھا کہ زبان قفا سے کھینچونگا کوئی ارادہ رکھتا تھا کہ مین آنکھین اُسکی نکالونگا اسی ہنگام مین آثار سحر ظاہر ہوئے اور مرغ منور فلک قفس مشرق سے نکل کر مائل پرواز ہوا اور بال زرین سے انجمن دہر پر ضیا بار ہو کر عالم نورانی اور تیرگی شب کا منے سے کافور ہوئی نظم۔

عیان جو گشت بمیدان چرخ چھر نور	تتق کشیدہ بر افلاک لمعہ لمعہ نور
ز آتش دل و از آب چشم چرخ دژم	بلالہ داغ رسید و بردی گل شبنم

صبح کو افراسیاب نے بھر ڑھا کہ قفل در قفس کا کھلا اور ساحرون سے حکم دیا کہ عمرو کو نکالو ساحرون نے ہاتھ ڈال کر پتلے کی گردن پکڑ کر باہر کھینچا عمرو جو گلیم اوڑھے تھا ساتھ پتلے کے باہر نکل آیا اس طرف تو پتلے کو ساحر زدوکوب کرنے لگے اور عمرو نے اُسباب گنیزان سہ جال و جادو گرنیان حسینہ و بمثال کا جو حاضر دربار تھین جال مار کر لوٹنا شروع کیا پاندان اور مقابا اور صندوقچہ و گلاس و عطردان و سبودان و چنگیر وغیرہ جو کچھ سامان راحت وہان تھا سب نذر زنبیل کیا اور ایک خواص سے کہا ہم جاتے ہین اُسنے دوسری اپنے ساتھ والی سے کہا کہ کوئی کہتا ہی ہم جاتے ہین کہ عمرو نے پھر کہا ابے او سنکرے افراسیاب ہم جاتے ہین اس صدا کو سُنکر سب ساحر گھبرائے اس اثنا مین کرسی دونگل میز و فرش و چلمین و پردے سب غائب ہوے اسوقت دیکھا تو وہ پتلا جسے عمرو سمجھ کر پیٹ رہے تھے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور سب نے دیکھا کہ کاغذ کا پتلا ہے جسے ہم سب زدوکوب کرتے ہین نہایت نادم ہوے افراسیاب نے خمار جادو سے کہا کیون اے مردار تو اپنی رسوخیت جتانے کو پتلا عمرو کی صورت کا بنا لائی تھی یہ کیا ماجرا ہی جلد کیفیت صحیح عرض کر خمار نے کہا ای

شہنشاہ جب مین پشتارہ لائی تھی تو آپ نے عمرو سے باتین کی تھین بھلا پتلا کیونکر گویا ہوتا اگر یہ فرمایئے کہ پتلا میرے سحر کا تھا تو حضور کتاب سامری دیکھین شرارت میری ظاہر ہو جائیگی افراسیاب نے کتاب ملاحظہ کی معلوم ہوا کہ خمار بیچ کہتی ہی، بیشک عمرو کو لائی تھی مگر وہ فریب دیکر نکل گیا یہ معلوم کر کے افراسیاب نے اپنے وزیر باغبان قدرت سے حکم دیا کہ جلد عمرو کو گرفتار کر باغبان نے سحر پڑھکر دستک دی کہ دھوئین کی ایک لاٹ از زمین تا چرخ برین بندھ گئی اس دھوئین سے حکم کیا کہ جہان عمرو ہو وہان سے لا خبردار ساتھ اسکا نہ چھوڑنا دھوان منتشر ہو کر متلاشی عمرو چلا لیکن عمرو باہر گنبد کے نکلا جس قدر تماشائی اہل شہر جمع تھے انکی پگڑیان اور شملے اور ٹوپیان اور کمر کے پٹکے اور جو چیز دستیاب ہوئی جال مار کر لوٹی ایک ہنگامہ برپا ہوا سب بھاگے کہ کوئی نظر نہین آتا اور ہم لٹ رہے ہین ایسا نہو کہ اول کی طرح آفت مین مبتلا ہون ایک لمحہ مین سناٹا ہو گیا دروازے گھرون کے بند ہوئے دکانین بڑھ گئین عمرو بھی جہان تک مل سکا لوٹتا ہوا ایک دروازے سے شہر کے اپنے لشکر کی جانب چلا گلیم اتار کے نذر زنبیل کی اور آگے کی راہ لی کہ دفعتہً چار طرف سے دھوئین نے گھیر لیا اور بگولے کی طرح عمرو کو چکر دیتا ہوا لے چلا یہان تک کہ سامنے باغبان کے لاکر حاضر کیا اسنے ہاتھ پکڑ کے روبرو افراسیاب کے پیش کیا کہ یہ ہنگامہ حاضر ہوا افراسیاب نے عمرو کو دیکھکر خطاب کیا کہ کس طرح سے تجھے ہلاک کرون عمرو نے کہا مین تو زیر فلک کسی کو نہین دیکھتا جو بری نظر سے مجھے دیکھے افراسیاب نے کہا اسوقت تو میرے قابو مین ہی جو چاہون تجھے سزا دون عمرو نے جواب دیا کہ ہان یا مین تیرے قابو مین ہون یا تو میرے قابو مین ہی مین تو جانتا ہون کہ سیکڑون جوتی سر مبارک پر آپ کے اسوقت پڑ جائینگی اور اس صورت سے دوسری صورت بدل جائیگی افراسیاب کو بہت غصہ آیا لیکن اہل دربار سے کہا اسکی وہ مثل راست ہی کہ ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید دار عمرو سے کہا اسکی وجہ کچھ بیان کر کہ تجھے کیونکر یقین ہی کہ مجھے کوئی قتل نہین کر سکتا عمرو نے عرض کی کہ ای شہنشاہ اول ایک بات مجھے یہ بتلایئے کہ آپ لقا کو کیا سمجھتے ہین افراسیاب نے کہا ہم اپنا خدا جانتے ہین عمرو نے جواب دیا کہ پھر خدا کے اختیار مین موت اور حیات ہی یا نہین سب ساحرون نے کہا بیشک خداوند کو سب باتون کا اختیار ہی چاہین جلائین اور چاہین ہلاک کرین عمرو نے کہا مین جو ساحرون کو قتل کرتا ہون تو حکم خداوند سے ورنہ مجھ ایسے ادنے امتنفس کی کیا حقیقت ہی جو ملازمان شہنشاہ ساحران جہان کو قتل و غارت کرون ہندی مثل ہی کہ جاکو راکھے سائیان مار نہ سکے کوئے + بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوئے + مجھے خداوند نے اس طلسم مین اسلیے بھیجا ہی کہ بندے مجھے یاد نہین کرتے ہین تو جا کر انھین ہلاک کر لہذا مین ملک الموت خداوند ہون جس جس کو خداوند نے بتلا دیا ہی اُن بندگان سرکش و نافرمان کو غارت کرونگا مین خداوند کا

بندہ خاص مقرب ہون افراسیاب اور سب ساحرون نے یہ کلام سُنکر کہا کہ آمنا وصدقنا بغیر حکم خداوند پتا نہین ہلتا ہی عمرو بیشک سچ کہتا ہی اُسوقت سب تو یہ پکارنے لگے کہ حقیقت مین ہمسے نافرمانیان خداوند کی بہت سرزد ہوتی ہین لیکن کہتے تھے کہ ؎ رائی گھٹے نہ تل بڑھے بے صاحب کی چاہ ✣ لاتحرک ذرۃ الا باذن اللہ ✣ افراسیاب اُٹھکر باادب تمام ہاتھون کو عمرو کے بوسہ دیا اور سحر دفع کرکے مودب عرض کیا کہ ای ملک الموت خداوند تشریف شریف ارزانی فرمایئے اور یہ تبلایئے کہ کس کس کی قضا آئی ہی عمرو کرسی جواہر آگین پر بیٹھا اور کہا یا شہنشاہ مین یہ راز خداوندی نہین تبلا سکتا مگر علاوہ برین اور جو جو کمالات خداوند نے مجھے عطا فرمائے ہین بہتر صورتین بدلنے کا اختیار دیا ہی خوش گلو کیا ہی اگر حکم ہو تو وہ ہنرہاے شایستہ دکھاؤن ورنہ مشیت خداوندی سے مین خود آگاہ نہین ہون آپ کو کیا تبلاؤن افراسیاب نے کہا اچھا ہنر اور کمال اپنے ہمپر ظاہر کیجیے سچ ہی کہ راز خداوند پر کون اطلاع پاتا ہی عمرو یہ کلام سُنکر بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا سب نے کہا یہ بیشک ملک الموت خداوندی ہی لیکن خواجہ نے ایک گوشے مین جاکر گلیم اتاری اور صورت اپنی زن پیری پیکر کی بنائی لباس پر تکلف پہنا زیور جواہر سے جسم کو مزین کیا اسوقت ؎

چو رویش مہر و مہ تابان نباشد	چو قدش سرو در بستان نباشد	چو لعل و لولوش در دلفریبے
در دریا و لعل کان نباشد	چو فندق پستہ اش خندد بجالم	چرا بادام من گریان نباشد
بآن نسبت نباشد ہیچ تن را	نہ تن باشد کہ شلش جان نباشد	سوادِ کفر دلف او کہ دل را
بروے تو ازان ایمان نباشد		

غرضیکہ افراسیاب کے سامنے باین خوبی و دلبری عمرو نے آکر سلام کیا وہ اس صورت زیبا و حسن دلآرا کو دیکھکر حیران تھا آخر اُسنے استفسار کیا کہ ای غنچہ گلستان خوبی تو کون ہی اور یہان کیونکر آئی ہی اُس رنگین ادا نے جواب دیا کہ ؎

رد و رہش نہ دام و بر من گذر نہ کرد		صد لطف چشم داشتم و یک نظر نہ کرد

ای شہنشاہ یہ کنیز آپکے سلسلہ الفت مین گرفتار ہی بادل بیقرار ہی افراسیاب نے ہاتھ پکڑکر قریب اپنے بٹھالیا حیرت کو نہایت درجہ ناگوار ہوا آتش حسد سینے مین مشتعل ہوئی اُسوقت وہ حور رشک گویا ہوئی کہ ای ملک حیرت مین عورت نہین ہون بلکہ شیر بیشہ عیاری عمرو بن امیہ ضمری ہون افراسیاب کو سکتہ ہوگیا اور دل سے کہتا تھا کہ یہ بیشک بندۂ مقبول خداوند لقا ہی اس صورت بدلنے پر خلعت گران بہا عنایت کیا اور بعجز تمام کہا کہ بیت

تو ہی محرم لقا کے راز و تقدیرات کا اُسکی		عیان ہین تیرے اوپر اُسکے سارے راز پنہانی

اب چاہیے کہ اہل مجلس کو ترنم سرائی کرکے محظوظ فرمایئے اور نغمہ سنج گلشن صحبت ہو جیسے عمرو نے یہ حکم پاکر مجرا

کرنا شروع کیا اور پہلے گت ناچ کے نے نوازی شروع کی اور اس طرح سے گایا کہ اہل مجلس کو وجد طاری ہوا اور جھومنے لگے اور یہ غزل عمرو گاتا تھا نظم

رسید مژدہ کہ آمد بہار و سبزہ دمید	وظیفہ گر سرسبز شدہ است گل زوعید
صفیر مرغ برآمد بط شراب کجاست	فغان فتادہ بہ بلبل نقاب گل کہ درید
زروی ساقی مہوش گلے بچین امروز	کہ گرد عارض بستان خط بنفشہ دمید
چنان کرشمۂ ساقی دلم زدست ببرد	کہ با کسے دگرم نیست روی گفت و شنید
بکوئے عشق منہ بے دلیل راہ قدم	کہ گم شد آنکہ درین رہ برہبری نرسید
زمیوہ ہائے بہشتی چہ ذوق دریابد	کسیکہ سیب زنخدان شاہدی نگزید
گلے بچید زبستان آرزو دل من	مگر نسیم مروت درین چمن نوزید

پھر تو یہ حال تھا کہ ہر ایک مست و سرشار بیٹھا تھا اور عمرو عیار نے پرتیفہ کر کے شراب آتشہ بدار دے بیہوشی کے جام لبریز کر کے سامنے افراسیاب کے آیا اور جام کو طرف فلک کے پرتاب دیکر سر پر روک کے پیش کیا افراسیاب مالامال محبت تھا جام لیکر پی گیا پھر تو تمام ساحر انجمن نشین ہاتھ سے ساقی جفا و ستم شعار عمرو نامدار کے مست و سرشار ہوے سب کو دورا باندھ کر شراب بیہوشی آمیز پلائی جسوقت کہ ہوائے کسر دکا جھونکا منہ پر افراسیاب کے لگا پکارا کہ ای عمرو یونے دوسو خداوند تیرا گانا سننے آئے ہین اور سامری و جمشید تعریف کر رہے ہین عمرو نے عرض کیا سب کی ٹانگ لیجیے ہر ایک کو بلا کر بٹھایئے افراسیاب عالم مستی مین حیرت کا ہاتھ پکڑ کے ناچتا ہوا اٹھا بیہوش ہو کر منہ کے بل گرا ادھر ساحران دربار آپس مین جوتی پزار لڑ کر بیہوش ہوے منجوارون نے باہم کسی کی مونچھ اکھاڑی ایک نے دوسرے کے دھول ماری برانے لگا کوئی اپنے کنبے بھر کا حال کہتا تھا غرضکہ جب سب بیہوش ہوئے عمرو نے خنجر لیکر دس بیس ساحرون کے سر جدا کیے اور جال الیاسی مار کر اسباب لوٹنے لگا اسوقت مرنے سے ساحرون کے غلغلہ دار و گیر برپا ہوا ابر جھوم کر ہر طرف سے اٹھے بجلیان چمکنے لگین بر غل مچانے لگے لیکن عمرو افراسیاب اور حیرت کو قتل کرنے چلا جیسے ہی تخت کے قریب آیا یکایک زمین شق ہوئی اور چند پریان دُر دُر گوش مرصع پوش ظاہر ہوئین ہاتھون مین پچکاریان اور گگرے پر از مشک و گلاب لیے تھین انھون نے سر افراسیاب کا زانو پر رکھا اور پچکاری منہ پر لگائی پکارین کہ اے شہنشاہ بیدار ہو جیے افراسیاب ہوشیار ہوا اس وقت پریان زمین مین سما گئین عمرو لاشین جہان ساحرون کی پڑی تھین وہان چھپ کر لیٹ رہا اور لیٹے لیٹے پارچہ گوشت خون آلودہ زنبیل سے نکالکر اپنے گلے پر رکھا اور سارے منہ کو خون آلود گوشت رکھکر مجروح بنایا اب عمرو بھی مقتول

معلوم دینے لگا مگر افراسیاب جو ہوشیار ہوا سب محفل کو بیہوش اور لٹا ہوا پایا اور بہت آدمیون کو قتل کیا ہوا دیکھا اسی وقت کچھ اشارہ طرف فلک کے کیا ابر سحر گھر آیا اور برسنے لگا سب ہوشیار ہوے حیرت نے کہا ای شہنشاہ عمرو نے کیسی مکاری کی افراسیاب نے کہا مجھ سے بچکر کہان جائیگا ابھی گرفتار کرتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ جو کچھ اسباب لٹ گیا ہی وہ سب حاضر کرو بمجرد حکم ایک آن مین کرسی دونگل جام و ساغر گلدستے و فرش وغیرہ سب موجود ہو گیا اور صحبت آراستہ ہوئی ساحر لاشین اٹھانے کی تدبیر مین مصروف ہوے افراسیاب تخت پر جلوہ گر ہوا اور کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو لاشون کے درمیان مین مجروح صورت بنائے لیٹا ہی اسے کسی سے گرفتار کرا کر بھیجے چند گھڑیان بہت سخت ہین خبردار یہان نہ ٹھہرنا طرف طلسم باطن کے چلا جایہ معلوم کرکے اسنے ساحرون سے کہا کہ ابھی لاش کسی کی نہ اٹھے ان مین عمرو ہی یہ کہ رہا تھا کہ صرصر عیار بھی حاضر ہوئی اسنے بھی خبر گرفتاری عمرو کی سنی تھی افراسیاب نے اسے دیکھ کر کہا ای صرصر ان لاشون مین عمرو کو بچا کر گرفتار کر صرصر جا کر لاشون کو ڈھونڈھنے لگی اور سب ساحر صرصر کی طرف دیکھنے لگے افراسیاب اسوقت سب کو اور سمت مشغول دیکھ کر اپنی صورت کا پتلا اپنی جگہ بٹھا کر آپ غائب ہو گیا کسی کو نہ معلوم ہوا کہ کب گیا بلکہ سب پر ظاہر ہی کہ شاہ بیٹھا ہی الحاصل صرصر ہر طرف لاشون مین پھری اور عمرو کو پہچان کر جست کرکے سینے پر چڑھی چاہا کہ شکین باندھ لون عمرو نے دونون پانون صرصر کے گلے مین ڈالکر مثل کشتی گیرون کے قفل مارا کہ صرصر نیچے اور آپ اوپر ہو گیا اور جلد منھ سے سفوف بیہوشی منھ پر صرصر کے پھونکا کہ وہ بیہوش ہوئی عمرو اسے گود مین لیکر بھاگا ساحر حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہی مگر حیرت نے نعرہ مارا کہ کیا بیٹھے منھ دیکھتے ہو جلد اسے گرفتار کرو ورنہ وہ صرصر کو لیجائیگا ساحر دوڑے مگر عمرو گنبد نو سے نکل کر مثل برق و باد کے بھاگا ہوا شہر ناپرسان مین آیا اور خیال کیا کہ شہر مین سب ساحر ہین مجکو گرفتار کرلین گے یہ سوچکر صحرا جو پشت گنبد کی طرف ہی اور ہر سیر حیرت وہ جگہ مقرر ہی ادھر بھاگا اتفاقاً اس طرف سے صبا رفتار اور تیمیہ عیار بھی دونون آتی تھین انھین دیکھ کر صرصر کو ایک غار مین ڈال دیا اور آپ نیچہ لیکر ان دونون سے لڑنے لگا ازبسکہ یہ شہر ناپرسان ہی عالم کی جائے آمد و رفت ہی ایک ساحر مصاحب افراسیاب ہوشیار جادو نام طائر سحر پر سوار مع خادم و خدمتگار دربار افراسیاب مین جاتا تھا اس طرف سے ہو نکلا عیار بچیون کو شخص غیر سے لڑتے دیکھکر سمجھا کہ یہ عمرو ہی جسنے سحر کرکے گرفتار کرون عیار بچیون نے کہا ای ہوشیار جادو آپ اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے عیاری کے فن مین زیبا نہین کہ کسی ساحر سے حریف کو گرفتار کرائین ہوشیار نے کہا یہ نادان ہو دشمن کو قتل ہی کرنا چاہیے یہ کہکر سحر پڑھنے لگا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا

اسوقت وہ ساحر جو عقب عمرو کے دوڑے آتے تھے یہان آکر پہونچے اور عیار بچون نے کہا کہ عمرو نے صرصر کو ہمارے سامنے غار مین ڈال دیا ہی ساحر چلے کہ صرصر کو نکالین عمرو گلیم اوڑھے موجود تھا غار مین کود گیا اور ایک اژدہا مقوے کا زنبیل سے نکال کر غار کے باہر اُسکا مُنھ نکالا ساحر جو قریب غار کے آئے اژدر کو بیٹھے دیکھکر بھاگے اور دور جاکر کھڑے ہوئے دیکھا کہ اژدر کے مُنھ سے قلہ ہاے آتشین نکلتے ہین اب کوئی آگے نہین بڑھتا دور سے منتر سانپ پکڑنے کا پڑھ کر پٹپین مارتے ہین کنڈل گردا پنے کھینچ لیا ہی لیکن اُس اژدر پر کچھ تاثیر نہین کرتا آپسمین کہتے ہین کہ یار وہ بڑا زبردست اژدہا ہی کسی سے دفع نہ ہوگا افسوس صرصر کی مفت جان گئی اسوقت ایک رفیق ہوشیار کا ہمنشین جادو نام کہ نہایت بوڑھا تھا اور ساحر بے بدل تھا اُسکو بہت کچھ زر و جواہر دینے کو کہا کہ جاکر کسی طرح صرصر کو نکال لائے وہ سحر پڑھتا ہوا چلا عمرو نے اُسے آتے دیکھکر اژدر کو اندر غار کے کر لیا وہ سمجھا کہ میرے سحر نے اژدر کو دفع کیا پس دلیرانہ اندر غار کے کودا عمرو نے وہان حلقے کمند کے لگائے تھے اُس مین اُلجھکر گرا عمرو نے جناب بیہوشی دماغ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا عمرو نے پھر اژدر کو باہر غار کے نکالا سب ساحر جو دور کھڑے تھے سمجھے کہ ہمنشین کو بھی اژدر نے مار لیا یہ پھر اُسکے دفع کرنے کی تدبیر مین مصروف ہوے اور عمرو نے اس عرصہ مین ہمنشین کے کپڑے اُتار کر اُسکی صورت آپ بنکر وہی لباس پہنا اور اُسکو زنبیل مین ڈال لیا ہے حسب کر کے اژدر کو کنارے غار کے بٹھا کر آپ باہر نکلا اور پکارا ای میان یہان صرصر ہے کوئی ہی ساحرون نے جو اسے آتے دیکھا اور خیال کیا تو اژدر بھی بابا پکارے کہ ارے بھاگ بھاگ اژدہا ایسا نہو ضرر پہونچائے عمرو یہ سُنکر بے تحاشا بھاگا اور سامنے ہوشیار کے آکر گر پڑا بیہوش ہوگیا دانت بیٹھ گئے ساحرون نے آکر اٹھایا دیکھا جسم اسکا نیلا ہوگیا ہی ہوشیار نے عیار بچون سے کہا صرصر ہم سے نہین نکل سکتی عیار بچیان خود فکر نکالنے کی کرنے لگین اور ہوشیار نے اپنے رفیق یعنے عمرو کو اُٹھوا کر سواری پر ڈال کر افراسیاب کے دربار مین آیا دیکھا کہ شاہ تخت پر بیٹھا ہی اُسنے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور قریب تخت آکر سارا حال اپنے رفیق اور اژدر کا معرض بیان مین لایا افراسیاب اصلی تو چلا گیا تھا یہ ہمشبیہ اُسکا تھا اُسنے حکم دیا کہ کوئی حکیم آئے اور علاج کرے شہر ناپرسان سے حکیم طلب کیا اُسنے دفع زہر کی دوا عمرو کو دی ایک صحنچی مین اُس قطر کے پلنگ بچھا کر عمرو کو لٹا دیا علاج اور معالجہ ہونے لگا اس عرصے مین صرصر کو اندر غار کے ہوش آیا جست کر کے باہر غار کے نکلی اور دیکھا ایک اژدر بیٹھا ہی پہلے تو رو مین نکل آئی پھر ایسی خائف ہوئی کہ پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا اور دربار افراسیاب کیطرف چلی راہ مین شمیمہ اور صبا رفتار سے ملاقات ہوئی اُن سے پوچھا عمرو کا کچھ حال معلوم ہی کہ کہان ہی اُنھون نے کہا واری عمرو آپکو غار

مین پھینک کر آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا تھا ہم جانتے ہین کہ نکل گیا ہوگا صرصر نے کہا پھر دربار مین جانا بیکار ہی مفت مین خفت ہوگی سب کہین گے کہ عمرو کو گرفتار نہ کر سکی چلو صحرا مین عمرو کو تلاش کرین یہ باہم ارادہ کر کے تینون عیار بچیان روانہ ہوئین لیکن یہان جب عمرو کا علاج ہوا اسکو ہوش آیا اس اثنا مین سواری افراسیاب کی بڑے جاہ و حشم سے آئی اور تخت پر آکر جلوہ گر ہوا سب نے تعظیم کی شاہ نے کہا ای ہمشیرہ جاؤ وہ چلا جو اسکی صورت کا تھا غائب ہو گیا سب سا حر سمجھے کہ پہلے جو ہم سب کو عمرو نے ذلت دی اور بیہوش کیا تھا تو شہنشاہ ہمارے ساتھ نہ تھا بلکہ اسکا ہمشیرہ تھا بعض کہنے لگے کہ حضرت بھلا شہنشاہ ساحران مادہ طلسم کیونکر بیہوش ہوتا ایک نے کہا ہم آج تک یہی نہین جانتے کہ شہنشاہ اصلی کون ہی ہمنے اصل صورت افراسیاب کی نہین دیکھی باوجودیکہ تمام عمر دربار مین اسکے رہے افراسیاب تک کون پہونچ سکتا ہی نہین معلوم وہ کہان رہتا ہی اور کیا اسکا مرتبہ ہی الحاصل جب افراسیاب آیا رقاص سامنے آکر بجرائی ہوئی ہنگامہ عشرت گرم ہوا اسوقت ہوشیار جادو نے سب حال اپنے رفیق کامگر شہنشاہ سے عرض کیا افراسیاب نے کہا بڑے خیر ہوئی ورنہ رفیق تمہارا ہلاک ہو جاتا اب کہو کیسا ہی اسنے عرض کی کہ فیض سامری سے اب اچھا ہی اسوقت عمرو بھی سامنے افراسیاب کے اپنی جگہ پر سے اٹھکر حاضر ہوا اور تسلیم کی افراسیاب نے مزاج پوچھا اسنے عرض کیا عنایت سامری اور اقبال شاہی سے اب اچھا ہون اسنے اجازت بیٹھنے کی ہوئی کرسی پر متمکن ہوا اور ناچ دیکھنے لگا لیکن چور فاصلہ کہ گا رہی تھی اسکو نام دھرنے لگا کہ یہ دیکھیے اس جگہ بے سُر ہو گئی یہان اُسکی آواز نے پتی لی اس جگہ گلا اسکا پھر اگیا اس مقام پر آواز لہرا گئی دیکھیے ساز سے الگ تال اُڑی سم جاتا رہا حلق اور تانو بگڑ گیا یہ باتین افراسیاب سنکر گویا ہوا کہ ای ہمنشین بارہ تمھین گانے مین خوب دخل ہی اسنے کہا آپکے اقبال سے بڑے بڑے جلسے دیکھے ہین اور گانے پر کیا ہی سب علم مین دخل تام ہی کس لیے کہ آپ ایسے شہنشاہ کا دربار دیکھتا چلا آتا ہون افراسیاب نے کہا اچھا کچھ گاؤ عمرو سلام کر کے سامنے بیٹھ کر گانے لگا اور اس طرح ترنم سر تمھا ملونفہ

فراق یار خونخوار مین یہان شیون پہ شیون ہی	عجائب جوش گریہ ہی کہ تر دامن پہ دامن ہی
تہ زلف معنبر رخ پہ تیرے خال ہندو ہی	متاع جان و ایمان کے لیے رہزن پہ رہزن ہی
عجب شوق شہادت ہی ترے عشاق کو قاتل	کریگا قتل کس کس کو جھکی گردن پہ گردن ہی
تری تلوار مین جوہر جمن زنمون کے بان تن پر	ہمارے قتل سے قاتل عیان گاشن پہ گلشن ہی
جماتے ہین ہری گیسو بنا کر منھدی ملتے ہین	پھٹا پڑتا ہی عالم آج کل جوبن پہ جوبن ہی
پیا پے بوسے لینے سے پڑے ہین نیل عارض پر	چمن مین حسن کے ای گل ترے سوسن پہ سوسن ہی

فنا کے بعد بھی باد آئے کب نظارہ یاری سے
مشبک کر دیا سینے کو خنق تیر مژگان نے
رقیبون نے بھرے ہین کان وہ کہتے ہین محفل مین

چھری تختون مین رخنہ قبر مین روزن پہ روزن ہی
دل صد چاک مین اپنے نیا روزن پہ روزن ہی
نہ آئے جاہ اسی درمان یہی قدغن پہ قدغن ہی

افراسیاب اسکا گانا سنکر بہت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ دیا عمرو نے کہا حضور مین ایک بتی ایسی روشن کرتا ہون کہ اسکی روشنی مین پریان ناچتی ہوئی نظر آتی ہین اور راجہ اندر کے اکھاڑے کی سیر دکھائی دیتی ہی مین نے یہ سحر اپنے دادا کی کتاب مین لکھا ہوا دیکھا تھا اسمین سے یاد کیا ہی وہ سنتا ہون کہ بنگالے سے سیکھ آئے تھے افراسیاب نے مشتاق ہوکر حکم دیا کہ ای ہمنشین وہ بتی جلد روشن کر دہم دیکھین کیسا سحر ہی عمرو نے کہا پانچ سیر چربی اور اسیقدر رال اور گھی وغیرہ منگایئے حسب الحکم اسی وقت جو اشیا طلب کیے حاضر ہو گئے عمرو نے پردہ ڈال کر الگ سب سے بیٹھکر بہت بڑی مشعل بنائی اور بہوشی سیرون اس مین ملائی اور بیچ محفل مین اسکو روشن کیا دھوان اسکا سارے قصر مین پھیلا عمرو نے کہا بعد دو گھڑی کے پریون کا ناچ دکھائی دیگا سب مشعل کی جانب دیکھے جایئن اور آپ الگ بیٹھکر بڈبڈانے لگا اس لیے کہ معلوم ہو سحر پڑھ رہا ہی سب اہل دربار مع افراسیاب اور حیرت کے مشعل کی طرف دیکھ رہے ہین اور کثرت تماشائیان اسقدر ہی کہ ایک پر دوسرا جھکا ہوا ہی کہ دیکھین اب کیا ہوتا ہی جب دو گھڑی گذرین دھوان بیہوشی کا اچھی طرح سے سب کے دماغ مین سرایت کر گیا اور اسکے نشے مین کہنے لگے کہ فی الحقیقت پریان ناچ رہی ہین بعضے کہتے تھے دیکھو وہ راجہ اندر سامنے بیٹھے ہین بعضے خود اٹھکر ناچنے لگے یہان تک کہ افراسیاب اور حیرت مع اہل دربار کے سب بیہوش ہوکر گرے عمرو نے پھر دس بیس کے سر کاٹے اور جال الیاسی مارکر سارے قصر کا اسباب جو دوبارہ آراستہ کیا گیا تھا لوٹ لیا ویسے ہی ہنگامہ شور و قیامت زا بلند ہوا ساحرون کا نام لیکر ہیر پھیر کے شور کرتے تھے آندھیان اٹھتی تھین بگولے پیچ و تاب کھاتے تھے عمرو پھر خنجر پکڑکے افراسیاب کی جانب چلا کہ سر اسکا جدا کرے دفعۃً زمین شق ہوئی اور پریان نکلین عمرو گلیم اوڑھ کر بہت جلد گنبد کے باہر نکل گیا اور پریون نے چیکاری کلاب دیکھوڑے کی لگا کر افراسیاب کو ہوشیار کر دیا اور آپ زمین مین سما گئین افراسیاب نے رنگ محفل دگرگون دیکھ کر ابر بھر برسا کر سب کو ہوشیار کیا اور مشعل بہوشی کو بجھوایا پھر نئے سر سے اسباب راحت منگا کر قصر کی آرایش فرمائی جب سب زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے ہر ایک عمرو کی فطرت پر حیران کا بر تھا اور افراسیاب نے از راہ نباوٹ کہا کہ بیشک عمرو بندہ مخلص خداوند تعالی ہی اور کسی طرح ہلاک نہ ہوگا وہ سچ کہتا تھا کہ جس جس کو خداوند نے بتلا دیا ہی مین انکو قتل کر دونگا مجھے بھی یقین ہی کہ ضرور وہ ایسا ہی

کریگا لیکن چونکہ حکم خداوند مجکو یوہین ہی کہ عمرو کو قتل کرون اس لحاظ سے ای حیرت تم جاؤ اور لشکر مہرخ سے
مقابلہ کرو مین اور کچھ تدبیر کرتا ہون یہان بلانا عمرو کا اچھا نہین حیرت یہ سُنکر طاؤس سحر پر سوار ہوکر
طرف لشکر کے روانہ ہوئی اور کنیزان مہ جمال ساتھ تھین مگر عمرو جو گبند نور سے چلا خیال مین اسکے آیا کہ ایک بار
پہلے جو مین یہان سے چلا تھا تو دریاے سحر کے کنارے بہکتا پھرتا تھا اب کی بھی اس طرف سے نہ جا سکونگا
اس سوچ مین متلاشی راہ دیگر صورت ساحر کی بنکر شہر ناپرسان مین پھرنے لگا کہ ایک جگہ چند ساحرون کو
باتین کرتے سُنا کہ آپس مین کہتے ہین کہ عمرو بلاے بے درمان ہی دوبار شہنشاہ کو زک دیکر نکل گیا ایک نے
کہا کہ یہان سے جانہ سکے گا دریا بیچ مین حائل ہی دوسرے نے کہا کہ اگر مشرق کے دروازے کی طرف جائیگا
تو طلسم ظاہر ہین پہونچے گا اُس ملک کے چالیس دروازے ہین تیسرے نے کہا جو اتنا بڑا عیار ہوگا وہ راہ نہ جانتا
ہوگا عمرو اُنکی باتین سُنکر مشرق کے دروازے کی طرف چلا اور جب کنارے شہر کے پہونچا ایک دروازہ
عالیشان دیکھا ہزارہا ساحر کو بعہدہ نگہبانی بیٹھے پایا ساحر کی صورت تو بنائے تھا بے اختیار دوڑا دربانون
نے کہا کہان جاؤگے عمرو نے کہا لشکر حیرت مین ملازم ہون عمرو کے تعقب مین جاتا ہون مجھ سے
باتین نہ کرو کہ دیر ہوگی شہنشاہ خفا ہونگے یہ کہتا ہوا باہر دے کے نکل کر روانہ ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک
جانب دریاے خون روان دیکھا اور دوسری جانب سواد لشکر حیرت نظر آیا نہایت خوش ہوکر قدم
آگے بڑھایا تھوڑی دور راہ قطع کی تھی کہ لشکر مہرخ دیکھا عمرو داخل لشکر ہوا جسنے خواجہ کو دیکھا دوڑکر لپٹ گیا
اور غل ہوا کہ خواجہ آئے جتنے سردار کہ مصروف دعا تھے شادان و فرحان باہر بارگاہ کے نکل آئے بہزاد مہرخ
اور مہ جبین اور نافرمان سب آکر گلے ملے نثار کرکے داخل بارگاہ ہوے تو بتین خوشی کی بجنے لگین عمرو کرسی
پر آکر بیٹھا اور سب ماجرا دربار افراسیاب کا بیان کیا سارے دربار مین قہقہے پڑنے لگے اس اثنا مین حیرت
داخل لشکر ہوئی طبل داخلے کے بجے افسران فوج نے پیشوائی کی تخت پر آکر بیٹھی اور فکر جنگ مین مصروف ہوئی
لیکن اب حسینہ جادو کا حال سُنیے کہ سمت لقا کے روانہ ہوئی تھی لہذا لشکر ساحران لے کر تخت بحر پر
سوار ہوکر بڑے کروفر سے کوچ و مقام کرتی داخل عقیق کوہ ہوئی لقا بارگاہ مین بیٹھا دربار جمع تھا ناچ
ہو رہا تھا کہ سحر کی علامت ظاہر ہوئی اور سرخ رنگ کے ابر فلک کی جانب ظاہر ہوے پھر تو بختیارک
اور سلیمان سمجھے کہ کوئی ساحر آتا ہی بہر تعظیم اُٹھے اور لشکر ساحرون کا زمین پر اُترا حسینہ بھی اُتری سب نے
اسکے حسن و جمال کو دیکھا کہ بزور سحر اُسنے اپنی صورت بہت خوبصورت بنائی ہی بروقت مقابلہ لشکر ہمراہ
کیفیت اسکے حسن و جمال کی گذارش کی جائیگی غرضکہ سرداران لقا پیشوائی کرکے اسے لے گئے اور
بختیارک نے لشکر ساحران مقابل لشکر امیر اُتروایا خیمے بارگاہین استاد ہوگئے بازارین کھل گئین لیکن

حسینہ نے آکر لقا کو سجدہ کیا لقا نے پکار کر کہا کہ سر خود از سجدہ بردار کہ زحمت خود را بر تو نصیب کردم حسینہ اٹھی اور ذنگل پر بیٹھی لقا نے خلعت دیا اور حسینہ نے عرض کیا کہ یا خداوندیہ کون بندگان مغضوب آپکے ہین جو آپ سے ہمسری کرتے ہین لقا نے کہا یہ قصہ طویل ہی اس حال کو میر شیطان یعنے بختیارک خوب جانتا ہی حسینہ اسکی جانب متوجہ ہوئی بختیارک نے کل حوال امیر کا خروج کرنا ابتداے زمانہ نوشیروان سے اور تا ایندم جو کچھ ساتون دفترون مین مذکور ہی بیان کیا اور کہا اے ملکہ حمزہ کی زبردستی کا نمونہ تمھارے طلسم مین اسد اور عمرو عیار موجود ہی کہ آج تک شہنشاہ سے گرفتار نہو سکا حسینہ نے کہا میرے نام پر طبل جنگ بجے مین سب کو بم بھر مین غارت کر دونگی بختیارک نے ہنس کر جواب دیا کہ ابھی آپ تشریف لائی ہین ذرا دنیا کی ہوا کھایئے پھر تو آخر فنا آخر فنا حسینہ جادو نے کہا ملک جی تمھین قاروے مین بھاے نظر آتے ہین بختیارک نے جواب دیا کہ اے ملکہ مین اس لحاظ سے کہتا ہون کہ طلسم مین ایک عمرو گیا ہی اور یہان ایک لاکھ اسی ہزار ثانی عمرو ہین طلسم مین ایک اسد گیا ہی یہان اسد کے باپ اور دادا موجود ہین یہ وہ بندے خداوند نے سرکش پیدا کیے ہین کہ مارے مرتے ہین نہ کاٹے کٹتے ہین حسینہ بولی کہ خداوند کا فضل شریک حال چاہیے تم دیکھنا کہ مین انکا کیا حال کرتی ہون غرضکہ دو چار دن تو حسینہ کسل راہ سے آسودہ ہوئی اور انکی دعوت سلیمان کے یہان رہی ناچ اور جلسۂ نشاط مہیا رہا ایکدن سہ پہر کے دربار مین اسنے لقا سے عرض کیا کہ آج رات میرے نام پر طبل جنگ بجے کہ کل ان خداپرستون کا کام تمام کردون حسب الحکم اسکے جب شہنشاہ گردون بارگاہ زنگاری سپہر سے مراجعت فرماکر رواق مغرب مین استراحت پذیر ہوا اور خیمۂ مشک فام شہریار ظلمت برپا کیا گیا اور طناب رسیمان سیاہ چار دانگ عالم مین دراز ہوئی ابیات

شدہ جلوہ گر شاہد شب نباز		بپوشید از ماہ زرین کلاہ	
نگاہے چو گردہ گرفتار گشت		دل پیر گردون بزلف سیاہ	

طبل جنگ لشکر لقا مین بجا یہ خبر ہرکارے لشکر اسلام کے دریافت کرکے خدمت شاہ مین حاضر ہوے اور کل حال حسینہ کی آمد کا گذارش بندگان بادشاہ قدر قدرت کیا کہ قطعہ

واوگر افلاک ترا جرعہ کش پیالہ باد		دشمن دل سیاہ تو غرقہ بخون چو لالہ باد	
زردۂ کاخ رفعت پاست نے فرط ارتفاع		راہ روان راہ را راہ ہزار سالہ باد	
زلف سیاہ بر چمت چشم و چراغ عالم است		جان زنسیم دولتت در شکن کلالہ باد	
اے مہ برج معدلت مقصد کل ز آدمی		بادۂ صاف دائمت قدح و پیالہ باد	

	چون بہوای مدحتت زہرہ شود ترانہ ساز		حاسد بد ز سماع آن بہدم آہ و نالہ باد	
	نہ طبق سپہر و آن قرصۂ ماہ و خور کہ ہست		از لب خوان قسمت سہل ترین نوالہ باد	

حسینہ جادو نام ساحرہ نے طلسم سے آکر ارادہ بروز فردا رزم و پیکار کا کیا ہی لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی ارشاد فرمایا کہ ہماری فوج مین بھی نقارہ رزمی بجے بموجب ارشاد چالاک بن عمرو نے نقارہ خانۂ سکندری مین جاکر طبل سکندر پر دوال دیا قرنائے جنگی سے صدا شر و فساد کی ظاہر ہوئی ہر ایک بہادر ہوشیار ہوکر سامان جدال کرنے مین مصروف ہوا ہر سمت شور و ہل و بوق بلند تھا نظم

	چو نقارۂ جنگ بنواختند		یلان کار جنگ آوری ساختند	
	دہل زن دہل زن بہ تحسین او		ببین دین او دین او دین او	

تمام رات تیاری جدال و قتال کے اسباب مین بہادر مصروف رہے جسوقت کہ سلطان زرین کلاہ سریر سپہر پر جلوہ فرما ہوا اور تاجدار عالمگیر با چتر شعاع میدان فلک مین آکر حکمرانی کرنے لگا نظم

	صبح چو شد انوری بستہ بزینت گری		تا بہ دم خاوری منبعث بوالحسن	
	شاہ ولایت پناہ میر امامت سپاہ		نصرت دین الٰہ فخر زمین و زمن	

نقارے تزک و احتشام سے سوار ہوا ساحران غدار کو ہمراہ لیا حسینہ جادو تخت سحر پر سوار میدان کارزار مین آئی اور لشکر کی صف باندھی اسوقت امیر بھی نماز صبح سے فارغ ہوکر مع تمام امیران لشکر کے جلوخانے مین بادشاہ کے حاضر ہوے بعد لمحہ کے سواری ظل اللہ کی عیش محل سے برآمد ہوئی سب سردارون نے مجرا کیا اور تخت شاہی کو قلب لشکر مین دل کی طرح کرکے وارد دشت مصاف ہوے صف آرا خروج کے پرے جمانے لگے بیلچہ کار پست و بلند زمین ہموار کرتے تھے سقے گرد و غبار آبشار کرکے بٹھاتے تھے نقیب رغبت مذمت دنیا کہکر بہادرون کو سناتے تھے قطعہ

	ولا تا توان مہر گیتی مورز		کہ تیغ سیاست بکینت کشد	
	قضا و قدر زیر زینت کشد		گرفتم کہ بر آسمان رفتم	

مشو عزہ گر ابلق چرخ را	
اجل عاقبت در کمینت کشد	

ہان ای نوجوانون یہ گوے ہی یہ میدان ہی جان دینے کا سامان ہی سو کوئی لیتا بھی اب نہین ہی نام + کون سی گور مین گیا بہرام + آج کل کرکے سر میدان سرخرو ہو نام کر لو یہ صدا دیکر نقیب کنارے ہوے اور ایک پہلوان ہیران ببر جنگ رخصت لقا سے بہر حرب لیکر میدان مین آیا اور سلح شوری دکھاکر بل من مبارز کا نعرہ مارا لشکر اسلام کے سردارون کو للکارا کہ ہی کوئی ایسا جو میرا ہم نبرد ہو جو آئے یقین ہی کہ گرد برد ہو امیر کی جانب سے خاقان بن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین قورچی باشی حمزہ صاحبقران

اجازت قتال شاہ اسلام سے لے کر گھوڑا اٹھا کر بیران کا آکر ہم نبرد ہوا اور باہم نیزہ بازی شروع ہوئی بہرام نے نیزہ ہاتھ سے بیران کے ہوائی کیا اُس وقت حسینہ نے سحر کیا کہ بہرام کے جسم کی طاقت جاتی رہی بیران نے کمربند فولادی مین ہاتھ دے کر بہرام کو قاش زین سے اٹھالیا اور زمین پر دے پٹکا سینہ پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور اشارہ کیا کہ طرار تیز رفتار عیار سلیمان عنبرین موے نے آکر حباب بیہوشی بہرام کے منھ پر مار کر بیہوش کر کے لیجاکر اپنے لشکر مین قید کیا ادھر بیران نے پھر نہیب دی کہ اور جسکو خواہش مرگ ہو وہ آکر مقابلہ کرے مند و یل اصفہانی نے نکلکر مقابلہ کیا حسینہ کے سحر سے اُسکا بھی وہی حال ہوا اُسکو بھی گرفتار کیا مہلہل جنگ عراقی نکلا یہ بھی مقید ہوا اسی طرح آلا گردو مالا گردو کیلی رزال وکبی نرال وغیرہ سترہ سردار نامی لشکر امیر کے گرفتار ہوے اسوقت لشکر اسلام مین صف بیسرہ کے علم جلوہ گری پر آئے اور فیلی اور شتری دمامے بجنے لگے اور صفدر وصف شکن شہزادۂ ہاشم تیغ زن نے گھوڑا بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے پی جنگ اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے خلعت سے مخلع کیا اور کہا سپرد خدا نے قہار کیا اُس وقت ہاشم نے امیر سے خطاہاے گذشتہ کی معافی چاہی امیر حمزہ نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا اور حرز ہیکل دافع سحر گلے مین پہنادی دعاے صحیفۂ ابراہیمی پڑھکر دم کی اور رخصت فرمایا ہاشم گھوڑا اڑاکر سمت میدان چلا کہ ؎

بمیدان خرامید ہاشم جوان		سمندو پرنژاد در زیر ران	

تین ٹھیکے مین میدان کا فاصلہ طے کر کے حریف سے ہم تگاور ہوا اور بیران کو گرد برو کر دیا بیران نے تیغہ آبدار کھینچکر بر سر شہزادۂ عالی وقار لگایا شہزادے نے بہ فن سپاہ گری رد کر کے شمشیر بنیام انتقام سے لے کر خبردار کر کے کمر کو تبلا کر سر پر مارا ہر چند حسینہ نے سحر کیا لیکن بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نہ ہوئی اور تلوار نے شہزادہ کی بیران کے دو پرکالے کیے طبل و بوق لشکر اسلام مین بجے اور شہزادۂ دلاور نے پھر مبارز طلبی کی حسینہ جادو خود میدان مین نکلی اور ایک چیلی اپنی صورت کی سامنے ہاشم کے بزور سحر چھوڑ کر آپ غائب ہو گئی سب دیکھ رہے ہین کہ حسینہ شاہزادے سے مقابل ہی غرض کہ اُس سحر کی چیلی نے جو ہمشکل حسینہ ہی شہزادے پر تلوار ماری شہزادے نے خالی دیکر جو ہاتھ مارا اُس چیلی کے دو ٹکڑے ہوے اور دونون ٹکڑے اُسکے جسم کے اڑکر طرف فلک کے گئے اور وہان سے بعد لمحہ کے آواز خلخال اور پازیب کے بجنے کی چھم چھم آئی اور شہزادے نے دیکھا کہ ملکہ حسینہ با زلف دلاویز و قامت رعناکہ جسکے لب ہزارہا مردہ دلون کو زندہ کرتے اور ترکان چشم خنجر مژگان سے لاکھون کو بیجان بناتے شمشیر موج تبسم سے صدہا مجروح اور زخمی نظر آتے نظم

دوش می آمد در خسار برافروختہ بود
تا کجا باز دل غمزدۂ سوختہ بود

رسم عاشق کشی و شیوۂ شہر آشوبی
جامۂ بود کہ بر قامتِ او دوختہ بود

کفر زلفش رہ دین میزد و آن سنگین دل
در رہش مشعلہ از چہرہ برافروختہ بود

دل بسی خون بکف آورد و دلی دیدہ بریخت
اللہ اللہ کہ تلف کرد کہ اندوختہ بود

جان عشاق بسپند رخ خود میدانست
دانش چہرہ براین کار برافروختہ بود

ہاشم تیغ زن نے جب صورت دلفریب اس غارتگر صبر و شکیب کی دیکھی عاشق و شیدا ہو کر یہ کار انظم

درختی دوستی بنشان کہ کام دل بیار آرد
خیالِ دشمنی برکن کہ رنج بیشمار آرد

خدارا چون دل ریشم قراری بستہ باز لفت
بفرما تا لعل نوشین را کہ جان را برقرار آرد

اُس قمر رخسار نے کہا ای شہزادہ ذی وقار وای عاشق جان نثار معشوق سے لڑنے آئے ہو اور دم محبت کا بھرتے ہو لاؤ اسلحہ اپنے مجھے دو ہاشم نے تیغہ اور سپر اور خنجر کل جنہیں حوالہ کیں اُسوقت نازنین نے کہا ہیکل گلوے معشوق کے لیے زیبا ہی تمنے کیوں اسے پہنا ہی میرے گلے مین پہنا دو ہاشم نے کہا ای یار دلنواز و ا

سراپا یۂ ناز نظم

ای یار اگر جان طلبی جان تبو بخشم
از جان چہ عزیز ست بگو آن تبو بخشم

اور حرز ہیکل اُتار کر اُسکے گلے مین پہنا دی اسوقت وہ مہ جبین لشکر لقا کی جانب چلی اور ہاشم شعر عاشقانہ پڑھتے دیوانہ وار اسکے ساتھ ہو لیے اور کہتے جاتے تھے ابیات

دست از طلب ندارم تا کام من برآید
یا جان رسد بجانان یا جان ز تن برآید

بکشائی ترحم را بعد از وفات بنگر
کز آتش درونم دود از کفن برآید

بنمائی رخ کہ خلقے والہ شوند و شیدا
ہر دم چو بیوفایان نتوان گرفت یاری

جب ہاشم لشکر لقا مین پہونچے طرار عیار نے حباب مار کر بیہوش کیا اور انھین بھی لیجا کر زندان مین قید پہنچا کر بٹھایا ادھر طبل آسائش لقا نے بجوایا اور لشکر قریب شام پھر کر اسودہ ہوا نظم

رہی تا شام خونریزی نہایت
بھرا دوزخ ہوئی معمور جنت

رہی پھر صبح پر موقوف وہ جنگ
کہ عرصہ زندگی کا ہی بہت تنگ

امیر بھی داخل بارگاہ ہوے اور حمام فرما کر دربار مین آئے یہان بسبب گرفتاری سرداران سناٹا سا چھا رہا تھا بادشاہ نے موقوف کرا دیا تھا کہ امیر نے آکر مجرا کیا اور دنگل پر متمکن ہوئے لیکن لقا طبل شادیانہ

بجاتا پھرا اور داخل بارگاہ ہوا رقص و سرود کی بزم گرم ہوئی جام گردش مین آیا لشکریون نے کمر کھولی اسی طرح ایکدن کا فاصلہ دے کر جب دوسرے روز عشرت کدہ جہان مین شام دلفروز عاشقان نے پردہ پرند مشکین رخ زیبائے نہار پر ڈالا والیل اذا یغشیٰ کا زمانہ ہوا کہ ابیات

چو روے جہان گشت تاریک تر	منور نمود از رخ خود قمر		
شگفتہ درین چرخ نیلوفری	بشکل گل نسترن شتری		

لقا نے طبل جنگ بجوایا بادشاہ اسلام سے سرکاردن نے جاکر بعد دعا و ثنا کے اطلاع دی یہان بھی لشکر سکندری پر چوب لگی جانبین سے رات بھر تیاری رہی جب آئینہ مہر مین شاہد صبح نے منھ دیکھا اور والنہار اذا تجلیٰ نے فروغ یاران گذری اور دن آیا نظم۔

ہوئی محفل آرائے چرخ برین	عروس زمان یا جبین مبین		
ہر اک سو تھی عالم مین جلوہ کنان	رخ صاف سے تھا منور جہان		

دلاوران روز ہیجا لشکر لے کر میدان مین آئے اور صف شکنون نے پرے جمائے امیر سپاہ بادشاہ اسلام اور لقا مع حسینہ نافرجام کے جانبین مین آکر ٹھہرے ساز تمام باجے بجاتے بھجن گاتے ترسول اور نیزول لیے اسباب سحر ہمراہ جنگاہ مین کھڑے ہوے بعد صفوف آرائی جدال و قتال ہنگامہ کارزار گرم ہوا حسینہ طاؤس سحر پر سوار ہوکر پرے سے نکلی اور لشکر اسلام کے سردارون کو للکارا کہ ارادہ حرب رکھتی ہون ای بندگان سرکش تمھین سزا دینے آئی ہون آؤ تشنہ شمشیر کے طعمہ بنو یہ نہیب لشکر آج ؎

اولاد ارشد حمزہ عالی نسب	کیست علم شاہ کہ رستم لقب		

زینت بارگاہ سلیمان رستم پہلوان و پیل کن کشندہ فیل ہندی دو دیل ہندی کشندہ بدکیشان فرنگی ابن حمزہ صاحبقران یعنے علم شاہ نوجوان بادشاہ سے رخصت لیکر میدان مین چلے اور آکر حسینہ کے مقابل ہوے حسینہ نے سحر پڑھکر صورت اپنی ایسی بنائی کہ نہایت حسین اور زہرہ جبین ہوگئی کہ لب لعلین رنگ لعل بدخشان کا مٹاتا تھا اور دندان گوہر غلطان کی آبدریزی فرماتا تھا خندہ نمک پاش جان مجروح تھا ادا و ناز غمزہ و انداز بے چھری ذبح اور حلال کرتا بمقتضاے نظم۔

اسکا اسوقت تھا غضب کا نکھار	خار کھاے چمن مین اسپہ بہار		عنبرین زلف و چشم آفت زا		
حسن قامت جدا قیامت زا	گرمی چہرے مین تھی نئے ڈھب کی		مشتری تھی وہ بوسۂ لب کی		
دے رہا تھا فریب سیب ذقن	کھو رہا تھا شکیب سیب ذقن		ماہ پیشان پر شیفتہ تھے ہزار		
تھا انار ایک اور سو بیمار	پستۂ لب پہ لوگ پستے تھے		شاخ بینی پہ ناک گھستے تھے		

تھے ان آنکھون کے عشق مین بدنام ڈورے ڈالین نہ کس طرح بادام دیکھے گر اُسکی چھاتیون کی بہار
شق ہو غیرت سے مثل غنچہ انار چست محرم پھنسی پھنسی کرتی تھی غضب کی بندھی ہوئی گاتی
لال اطلس کا جامہ بوٹے دار گل لالہ کی دے رہا تھا بہار دست رنگین مین دست بند کڑے
پائے نازک مین بھی غضب کے چھڑے دھوئین لب کی اڑاتی تھی مسی خون کرتی تھی پان کی سُرخی

علمشاہ دیکھتے ہی اُسپر عاشق ہوے ہر چند کہ سردار اور فرزندان امیر ساحرہ کو کہ کیسی ہی حسینہ و جمیلہ ہو مگر اُسکی طرف توجہ نہین کرتے لیکن بسبب سحر کے حسینہ پر شیفتہ ہوئے اور ایسے بہوت ہو گئے کہ اپنے سر و پا کا ہوش نرہا سوائے چہرۂ زیبائے دلدار اور کچھ نظر نہ آتا تھا نہ امیر کا خیال نہ بادشاہ کا پاس سراسر بدحواس شعر عاشقانہ لب پر اشک خونین سے چشم تر لب نالہ سے ہمراز زبان پر یہ از نظم

گفتم غم تو دارم گفتا غمت سر آید گفتم کہ ماہ من شو گفتا اگر بر آید
گفتم ز مہر دزان رسم وفا بیاموز گفتا ز ماہ رویان این کار کمتر آید
گفتم دل رحمت کے عزم صلح دارد گفتا بکش جفا را تا وقت آن بر آید
گفتم کہ بر خیالت راہ نظر ببندم گفتا کہ شیر دشت این از راہ دیگر آید
گفتم خوش آن ہوا کز باغ خلد خیزد گفتا خنک نسیمے کز کوے دلبر آید
گفتم کہ نوش لعلت مارا بآرزو کشت گفتا تو بندگی کن کان بندہ پرور آید

اور جب شیدائے یکدیگر مین باہم افسانۂ حسن و عشق پڑھا گیا حسینہ لشکر کیطرف چلی اور شہزادہ ہمراہ ہوا اسوقت بختیارک نے طبل بازگشت بجوایا امیر بھی رنجیدہ اور دل کبیدہ میدان سے پھرے اور یہان بختیارک نے سردار واسطے استقبال علمشاہ کے بھیجے کہ وہ پیشوائی کرکے لے گئے لقا بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ علمشاہ داخل ہوے سب نے اُٹھکر تعظیم کی اور یہ آکر قریب حسینہ جادو کے بیٹھے اور شعر عاشقانہ پڑھنے لگے بختیارک نے شہزادہ سے عرض کیا کہ باعث تشریف آوری حضور کیا ہے علمشاہ نے کہا ملک جی مین تمھارا بندہ بے دام ہو جاؤنگا تم میرے وصل پر ملکہ کو رضامند کردو بختیارک نے جواب دیا کہ آپکے کام مین کوشش و سعی وافر کرونگا پھر آیندہ آپ کی تقدیر دیکھیے مین ابھی ملکہ کو سمجھاتا ہون یہ کہکر پاس حسینہ کے بیٹھا اور علمشاہ سے کہا آپ اُٹھ جایئے یہ اُٹھکر علیحدہ کرسی پر زیب پر بیٹھے بختیارک نے حسینہ سے اطلاع دی کہ ای ملکہ یہ فرزند امیر ایک بار ملکہ زلفین جادو دختر خان اعظم صلحال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو پر عاشق ہوا تھا زمانہ مقابلہ نوشیروان مین اور زلفین جادو نے یہ شرط کی تھی کہ سر اپنے باپ حمزہ صاحبقران کا اگر میرے مہر مین دو تو تمھارے ساتھ مین نکاح کرون اس شہزادے نے مقابلہ امیر سے اس زمانہ مین کیا

تھا لہذا مین چاہتا ہون کہ تم بھی ای حسینہ چند شرائط اس سے کرو ایک تو یہ کہ سر اپنے باپ کا لاوے اور دوسرے یہ کہ بارگاہ سلیمانی بادشاہ لشکر اسلام سے لائے کہ اس مین کہو مین نکاح کرونگی اور تیسری شرط یہ کہ خداوند لقا کو سجدہ کرے اور ای حسینہ تم کچھی اور رکی رہو یہ نہین کہ جوان خوبصورت دیکھکر وصل پر راضی ہو جاؤ اس لڑائی مین دو فائدے ہین ایک تو یہ کہ امیر اگر شہزادے کے ہاتھ سے قتل ہوے چشم ماروشن دل ماشاد اور اگر علمشاہ مارا گیا تو امیر اس کے غم مین روتے روتے ہلاک ہو جائینگے اور لشکر اسلام مین سے کوئی شخص علمشاہ کو قتل نہ کریگا اور یہ تمھارے اشتیاق مین ہزارون کو ہلاک کریگا حسینہ نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ ملک جی تمھے تدبیر بہت عمدہ تجویز کی ہی ان مسلمانون کو باہم لڑوا کر قتل کراؤ اور مجھ سے جورکے رہنے کو کہتے ہو تو مین ایسی متانی نہین ہون کہ جو یکایک پھنس جاؤنگی گو کہ میری سن چار سو سال کا ہی اور ہمیشہ ایسے ہی نوجوانون کی تلاش مین رہتی ہون مگر ایسا تھوڑی ہی کہ جو مطلب کی بات ہو اسے اپنے مزے کے لیے برباد کردون تم جاؤ اور جو بن پڑے وہ عمل مین لاؤ لیکن اتنا کرنا کہ شب کو اس نوجوان کو میرے پاس بھیجدینا کہ سوائے وصل کے اور اختلاط ظاہری کر کے دل بہلایا کرونگی اور نظارہ جمال سے اسکے آنکھون کو روشنی دونگی بختیارک اسکو بلا کر کے پاس علمشاہ کے آیا اور گویا ہوا کہ ای شہزادہ عالی وقار مین نے بہت کچھ آپ کے کام مین کوشش کی پہلے تو ملکہ راضی نہوتی تھین مگر بڑی مشکل سے راضی ہوئی ہین اور کہتی ہین اگر میرے خداوند کو سجدہ کرین اور سر اپنے باپ کا لاکر میرے مہر مین دین اور بارگاہ سلیمانی لائین تو البتہ میرے وصل سے کامیاب ہون علمشاہ نے یہ باتین سنکر جواب دیا کہ ملک جی مین ابھی خداوند کو سجدہ کرتا ہون یہ کہکر اٹھکر لقا کو سجدہ کیا لقا نہایت خوش ہوا اور خلعت منگا کر شہزادے کو دیا اور پکارا کہ مین نے تقدیر کی حسینہ جادو بندی میری اس بندۂ قدرت کے ساتھ نکاح کرے اسوقت علمشاہ نے کہا ملک بختیارک آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے تاکہ مین بارگاہ بادشاہ سے اور سر حمزہ کا واسطے ملکہ کے لاؤن بختیارک نے جواب دیا کہ مین ملکہ سے جاکر کہتا ہون کہ تمھارے عاشق نے سب شرطین منظور کین اور سجدہ خداوند کو کیا ای شہزادے جیسا ملکہ کہین گی ویسا مین آپ سے عرض کرونگا مین خود طبل بجنے کی اجازت نہین دے سکتا کس لیے کہ اگر ملکہ کہین کہ تم نے کیون میرے عاشق کو بغیر میرے پوچھے لڑوایا تو مین کیا جواب دونگا یہ کہکر پاس حسینہ کے ایا اور گویا ہوا کہ ای ملکہ مین نے جو تدبیر کی تھی وہ راست و درست آئی علمشاہ باپ سے اپنے لڑنے کو تیار ہی لیکن اب سے ایک فکر اور لاحق ہوئی ہی کہ حمزہ مالک باطل السحر ہی اسم اعظم جانتا ہی جسوقت علمشاہ اسکے سامنے جائینگے وہ سحر تمھارا رد کر دیگا اور یہ محنت اکارت ہو جائیگی ہوش شہزادے کو آجائیگا سب میری محنت برباد ہو جائیگی حسینہ نے کہا ملک جی مین بھی اسی تدبیر مین ہون کہ کسیطرح

اسم اعظم لوح سینہ حمزہ پر سے بزور سحر مٹا دون اور ایسا سحر کردون کہ حمزہ اسم اعظم بھول جائے مگر یہ سحر یکایک نہین ہو سکتا دو چار روز مین اسکی تدبیر ہوگی **بختیارک** نے کہا ای ملکہ اب تم **علمشاہ** کو لیکر ایک باغ پر بہار مین اس جگہ کے فروکش ہو اور لذت بوس و کنار اٹھاؤ شراب پیو کباب کھاؤ وصل سے پرہیز رکھنا باقی سب لذت اٹھانا مین اور تدبیر کرتا ہون یہ کہکر قریب **علمشاہ** آیا اور کہا ای شہزادے مین نے ملکہ سے سب آپ کی کیفیت بیان کی وہ فرماتی ہین کہ مین چند روز اپنے شیدا کو لے کر تنہائی مین رہون گی اور دونون جانب سے حسرتین دل کی نکالین گے پھر اسکے بعد مقابلہ کرینگے ابھی طبل جنگ نہ بجے لہذا اے شہزادے ملکہ کو صرف آپ کی محبت کا امتحان کرنا منظور تھا ورنہ وہ خود لڑنے کو کیا کہ ہین اب آپ چین سے مزے اٹھایئے **علمشاہ** نے کہا ملک جی مین سب طرح حاضر ہون جو ملکہ فرمائین وہ بجا لاؤن **بختیارک** نے **سلیمان عنبرین مو** سے کہکر حوالی کوہ **عقیق** مین ایک باغ پر بہار سراسر سرپا گل و لالہ زار واسطے حسینہ اور شہزادہ عالی تبار کے خالی کرا دیا اسباب عشرت جام و سبو ساغر مشک بو ساقی مہ جمال فرش شاہانہ کنیزان خوش رو و خوش خصال اغذیہ لطیف و گوناگون سب مہیا کر دیا حسینہ کا ہاتھ پکڑ کر **علمشاہ** کا داخل باغ ہوئی دیکھا کہ باغ مین گویا متنفس بہار ہی لب نہر سرو جوبار ہی درخت گنجان اور سایہ دار لگے ہین خوشے لٹکتے ہین ہر شجر گلون سے لدا ہی پھولا پھلا ہی نہ خزان کا خوف ہی نہ صیاد و گلچین کا کھٹکا ہی

بموجب نظم

بیٹھے ہوے بادلون سے درخت	زمین و ہوا صاحب تاج و تخت	ہر اک سمت ان نور کا اژدحام
لگے آئینے قد آدم تمام	ملبب وہ پاکیزہ چوپڑ کی نہر	پڑے چشمہ ماہ سے جس مین لہر
پڑے اسمین فوارے چھٹتے ہوے	ہوا بیچ موتی سے لٹتے ہوے	بیچ باغ کے بارہ دری سراسر

نعمتون سے بھری مسند لگا فرش پلنگڑی جواہر نگار بچھی گائین خوش گلو حاضر رقاصان قمر پیکر جلوہ گر غرض کہ یہ دونون شیدائے یکدیگر مسند پر بیٹھے اور اختلاط کرنے لگے جام مے ارغوانی پیے بوس و کنار ہونے لگا لیکن جب **علمشاہ** خواہان وصل ہوتے ہین حسینہ ٹال جاتی ہی غصے کی آنکھین دکھا کر تیوری چڑھاتی ہی جب شاہزادہ بگڑتا ہی تو مسکراتی ہی گلے مین ہاتھ ڈالکر مناتی ہی اور کہتی ہی کہ ای شاہزادہ سمن عذار نا چار ہون حکم خداوند سے ورنہ یہ کنیز تجھ پر ہزار جان سے شیفتہ و نثار ہی اگر چاہا خداوند تعالی نے تو عنقریب تجھے اپنے شرف وصل کا ذائقہ چکھاتی ہون دو دن تامل کر شہزادہ بیتابی بیان جب کرتا ہی اسوقت حسینہ مجبور ہو کر **علمشاہ** کو پلنگ پر بارادہ ہمبستری لاتی ہی اور بروقت آمادہ ہونے شہزادے کے یہ سحر کر دیتی ہی کہ **علمشاہ** سو جاتے ہین اور حسینہ بھی بیتاب ہو کر سو جاتی ہی اور دل سے کہتی ہی کہ اگر مین اس سے وصل کرون اور خداوند کا

کام نہ ہو تو یہان سے طلسم تک تیرا نام بدنام ہوگا افراسیاب سُنکر طلسم سے نکال دیگا اس سے مناسب ہی
کہ دو ایک دن حسب تجویز ملک بختیارک خاموش ہو رہون اور جب حمزہ قتل ہوے اس یار دلنواز کو
طلسم مین لیجا کر مزے کرون اور خداوند کی خوشی سے اس شہزادے کو اگر حمزہ سے لڑاؤن بھی تو قتل کسی
طرح سے نہونے دون بختیارک بھڑوا میرے معشوق کو قتل کرایا چاہتا ہی جو کہتا ہی کہ میرا دونون طرح سے
فائدہ ہی یعنے امیر کو یہ قتل کرے یا امیر اسکو غرضکہ اس طرح کے منصوبے دل سے کرتی ہی اور کبھی خیال کرتی
ہی کہ اس سے وصل حاصل کرنہین معلوم کیا فلک سامان دکھائے ایسا نہو کوئی آفت آئے ؎

شب عشرت غنیمت دان و دادِ خوشدلی بستان	کہ آئین جہان گاہے چنین گاہے چنان باشد

لیکن پھر خوف کرتی ہی کہ خداوند ایسا نہو ناراض ہوکر فرط غضب سے مجھے اور اسے دونون کو غارت کر دین یہ
دونون اسی طرح باہم داد عیش دیتے ہین اور اگر کسی وقت حسینہ دربار مین آتی ہی تو علمشاہ ہمراہ آتے
ہین مگر ان سب باتون کی خبر ہر کارے اور جاسوسون نے امیر سے جاکر عرض کی تمام سرداروں کو ایسے
مجاہد کے اسلام سے منحرف ہوجانے کا بڑا رنج ہوا لیکن بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ایہا الناس شہزادہ
علمشاہ معذور ہی اپنے ہوش مین نہین مجبور ہی اگر ہمسے لڑنے کو آئے تو کوئی اسکے زخم نہ لگائے نہ ہلاک کرے
اب سب کو انتظار ہوا کہ یہ مقابلہ سخت مشکل ہی مثل مشہور ہی کہ جو ہمین نہ مارے تو ہم تمام عالم کو مار ڈالین
الحاصل لشکر اسلام مین بڑی پریشانی ہی اور امیر غم فرزند سے نوحہ گر ہین یہ حال چالاک بن عمرو دیکھکر
چلا کہ مین جاکر حسینہ کو قتل کر دون اور ادھر بختیارک نطرار تیز رفتار عیار سے حکم دیا کہ جس طرح ہوسکے
حمزہ کو گرفتار کر لا کہ مین سارے لشکر اسلام کو علمشاہ کے ہاتھ سے قتل کراؤن طرار بانہ ہاے عیاری
سے درست ہوکر روانہ ہوا اور جب قریب لشکر اسلام پہونچا اپنی صورت ایک خدمتگار کی طرح پر بنائی
دربار گاہ مین ہمراہ ملازمان سرداران لشکر داخل ہوا اور ایک گوشے مین ٹھہر رہا جب نصف
شب کے قریب دربار بادشاہ نے برخاست فرمایا سب یکایک جو اٹھے اس اژدہام مین طرار دنگل
کے نیچے چھپ رہا سب سردار اپنے اپنے خیمے اور بارگاہ مین آئے لیکن امیر بارگاہ سلیمانی مین رہے
بادشاہ عیش محل مین داخل ہوے لشکر مین طلایہ پھرنے لگا نرسنگا پھنکتا تھا مقبل وفادار بہادر
نگہبانی دربار گاہ پر تیر و کمان لے کر بیٹھا مگر طرار نیچے دنگل کے چھپا بیٹھا رہا جب نفیر خواب صاحبقران
کی بلند ہوئی اسوقت اس عیار نے پروانے بیہوشی کے بنے ہوے دنگل کے نیچے سے پھینکے کہ وہ
شمعون پر آکر گرے اور دو دو بیہوشی سب بارگاہ مین پھیلا خدمتگار جو پانون امیر کے دبا رہے تھے وہ
بیہوش ہوے اور طرار دنگل کے نیچے سے غلطک لگاکر قریب پلنگ امیر کے آیا اور کانٹے سے دو

شب خوابی منھ پر سے امیر کے ہٹاکر کفچہ مین بیہوشی رکھکر کفچے کی نتھنے مین امیر کے رکھی جب امیر نے سانس اوپر کی لی طرار نے دوسری جانب سے پھونکا کہ بیہوشی دماغ امیر مین سرایت کر گئی اور چھپنیک مارکر بیہوش ہوے اسوقت طرار قریب دربارگاہ آیا اور آواز امیر کی طرح نباکر مقبل کو پکارا مقبل نے کہا حاضر اور اندر بارگاہ کے جیسے ہی قدم رکھا طرار نے پہلو پر سے حباب بیہوشی مارا کہ یہ بھی بیہوش ہوکر گرا طرار نے خدمتگارون کی ٹانگین کھینچکر پلنگ کے نیچے گرادیا اور چادر عیاری بچھاکے کمند سے امیر کو باندھکر چادر مین لپیٹ کے پستارہ اٹھاکر پیٹھ پر لگایا اور بارگاہ سے نکل کے قناتون کی آڑ مین چھپتا ہوا اٹھتا بیٹھتا نظر مردم سے پنہان ہوتا چلا جب سو تکھتا ہی کہ روندائی ہی زمین مین مثل چلپاسہ کے لپٹ جاتا ہی جب طلایہ نکل جاتا ہی یہ آگے چلتا ہی اسی طرح تکتے اور بلی کی چال چلتا ہوا کنارے لشکر کے پہونچکر سیدھا ہوا اور وہان سے جست وخیز کرتا بعجلت تمام روانہ ہوا راہ مین اسکے خیال مین آیا کہ لشکر مین اگر امیر کو لیجائیگا عیار اگر چھڑا لیجائینگے یہ سوچکر ایک درۂ کوہ مین آیا اور چاہا کہ سر کاٹ کر لیجاؤن پھر سوچا کہ ابھی عمرو ایسا عیار زندہ ہی وہ تجھے زندہ نہ چھوڑے گا اور فرزندان وسرداران امیر قیامت برپا کردینگے دوسرے علمشاہ لشکر خداوند مین آیا ہی اسکو اگر محبت پدری آئے اور کہے میرے باپ کو کیون ہلاک کیا تو تیری جان مفت جائیگی یہ خیال کرکے اسی جگھ ایک غار تنگ وتاریک تجویز کرکے امیر کو غار مین ڈال کر تھپر اسکے منھ پر رکھدیا اور وہان سے آکر سارا ماجرا بختیارک سے اُسنے بیان کیا کہ امیر کو ایسی جگھ بند کرآیا ہون کہ بے دانہ وآب ہلاک ہوجائیگا بختیارک نے کہا تونے خوب کیا جو یہان نہ لایا ورنہ عیار چھڑا لیجاتے اور ادھر صبح کو لشکر اسلام مین امیر کے چوری جانے کا غوغا ہوا شاہ اسلام نے عیارون کو واسطے تلاش کرنے اور خبر لانے کے معین فرمایا ابوالفتح اور سمک وغیرہ روانہ ہوے لیکن بختیارک نے باغ مین آکر حسینہ سے کہا کہ اب تمھارا مطلب برآئیگا سارے لشکر کو حمزہ کے قتل کرواور علمشاہ کو لڑواؤ حمزہ کو مین نے چرکا منگایا ہی حسینہ نے کہا تمک جی طبل جنگ بجواؤ اور علمشاہ سے کہا اگر میرا وصل منظور ہو تو وعدہ وفا کرو یعنے سر اپنے باپ کا لاؤ انھون نے کہا نقارۂ زرہی بجے مین حمزہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرونگا بختیارک باغ سے آکمر راضی کرکے بارگاہ مین آیا اور یہ حال تقاسے کہکر حکم دیا کہ طبل رزمی بنام علمشاہ نواخت مین آئے بموجب حکم عیار بہر نواخت طبل چلے یہان تو یہ حال ہی اور باپ بیٹے مین تیاری جنگ کی ہورہی ہی مگر اب ذکر عمرو کا طلسم مین سنو کہ حیرت تیاری مہرخ سے لڑنے کی کرتی تھی مگر افراسیاب نے ہوشیارجادو کہ جسکے رفیق کی صورت بنکر عمرو نے لوٹا تھا اس سے کہا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر مہرخ کو گرفتار کرکے حوالے حیرت کے کرو اور دو شیشے پر از آب سحر ہوشیار کے سپرد کیے کہ ان شیشون کا پانی اور بہت سے پانی مین ملاکر گرد لشکر کے چھڑکرا دینا

جو عیار بارادۂ عیاری آئے گا بیہوش ہوجائے گا اور طبل جنگ بجوا کر جب مقابلۂ حریف مین جانا تو جو مقابل آکر ہو اُس پانی کا چھینٹا اُسپر مارنا وہ بیہوش ہوجائے گا اسی طرح کل لشکر حریف کو پکڑ لینا اور عیار عیاری کرنے ضرور آئینگے انھین بھی قید کرلینا ہوشیار یہ حکم پاکر اور شیشۂ آب سحر کے لیکر اپنے گھر آیا اور جو ساحر کہ اُسکے ملازم ہین اُنکو حکم شہنشاہ سُنا کر چلنے کا حکم دیا اُسوقت اُسکی مان یعنے مغیلہ جادو نے سُنا کہ بیٹا میدان لڑنے جاتا ہی مغیلہ ساحرہ زبردست ہی اُسنے بھی تیاری کی کہ مین بھی اپنے فرزند کی حفاظت کو جاؤن گی غرضکہ ہوشیار سب گھر کا انتظام کرکے پاس افراسیاب کے آیا اُسنے خلعت رخصت عنایت فرمایا اور بارہ ہزار ساحر ہمراہ کیے اور رخصت کیا ہوشیار اژدر پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر سوار بیاے بحر پر سوار ہوکر گھنٹے اور ناقوس بجاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے روانہ ہوے لیکن مغیلہ مادر ہوشیار پر پرواز پیدا کرکے مخفی واسطے حفاظت کرنے اپنے فرزند کے اُڑکر چلی یہان تک کہ بعد قطع مسافت راہ ہوشیار قریب لشکر حیرت پہونچا حیرت نے رفیق سمجھکر استقبال کرایا سردار ہوشیار کو لے کر داخل بارگاہ حیرت ہوے اور لشکر اسکا ملحق لشکر حیرت اُترا بارگاہ اور خیمے استادہ ہوے ہوشیار نے کل کیفیت اپنے آنے کی ملکہ حیرت سے بیان کی اور عرض کیا کہ طبل جنگ بجوایئے مین کل لشکر حریفون کا خاتمہ کردون حیرت نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسوقت سردارون نے اُسکے نقارۂ رزمی بجایا طائران بحر یران خدمت ملکہ مہ جبین مین حاضر ہوے اور منقار اُٹھاکر بزبان فصیح و بلیغ مدح و ثناے شاہی بجا لائے زبان ادب سے اس طرح گویا تھے نظم

دارای جہان نصرت دین خسرو کامل		ای ملک عالم ملک عالم و عادل	
ای آنکہ درا سلام پناہ تو کشودہ		بر روی جہان روزنۂ جان و تن و دل	
شاہا فلک از بزم تو در رقص و سماع است		دست طرب از دامن این سلسلہ مگسل	
می نوش جہان بخش کہ از خم کمندت		شد گردن بدخواہ گرفتار سلاسل	

ہوشیار جادو نام ایک ساحر فرستادۂ افراسیاب آیا ہی حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہی ارادۂ رزم و پیکار سے آگے سرکار کو اختیار ہی یہ کہکر طائر بحر اُڑ گئے اور مہ جبین نے مہرخ سے کہا کہ آپ بھی نقارۂ حرب کے بجنے کا حکم دیجیے آج تمام سے تیاری جنگ کیجیے مہرخ نے عرض کیا بہت اچھا افسرون کو بلاکر لڑائی کی اطلاع دی سارے لشکر مین خبر ہوگئی یہان تک کہ قریب شام جب چرخ نیلی فام پر شاہ مسند نشین سپہر جلوہ گر ہوا اور شاہ نیمروز منھ چھپاکر روبفرار لایا گوشۂ مغرب کو ماوا و ملجا بنایا نظم

شد دہ مسند آرای چرخ برین		سپہدار انجم بصد زیب و زین	

ستادند ہر سو بہ خدمتگری | کمر بستہ بہرامش و مشتری

اسوقت حسب الحکم مہرخ شور کرنای بلند ہوا اور دہل رزم بجا صدائے پرآشوب بمقتضائے یوم ینفخ فی الصور عرصہ جدال مین باانتظام قتالون افواجا وتبر قیب فی دین اللہ افواجا بلند ہوئی نظم

علم گشت افغان ز رین خم | جہان کر شد از نالۂ گاودم
قیامت بہ فکر قیامت فتاد | ندارد کسے این قیامت بیاد

ساحران ذی رتبہ جمشید وقت سامری مرتبہ سحر کو جگانے لگے بہادر و دران اسلحہ جنگ کو درست کرتے تھے مہ جبین دربار برخاست کرکے داخل عیش محل ہوئی عیار سب مع عمرو کے صحرا کی سمت روانہ ہوے اور وہ درہ کوہ مین پوشیدہ ہوکر بیٹھے اسد کارسازی لشکر کرنے لگا کہ ابیات

ہر اک سو تھا اک شور محشر عیان | کہ چکر مین تھا خوف سے آسمان
دلاور جو آمادۂ جنگ تھے | شجاعت سے رخ سب کے گلرنگ تھے
بھلا کس طرح آئے ہر دل کو تاب | دل سنگ دہشت سے ہوتا تھا آب
دکھانے لگا کوئی نیرنگیان | کسی نے کیا سحر تیار یان
کوئی سنکھ پوجے پہ بیٹھا بجاے | کوئی بیر کو اور یون کو بلاے
کوئی اپنی دھونی رمانے لگا | کوئی سحر اپنا جگانے لگا
ادھر فوج مین شور تھا ہر جگہ | نقیبون کی آتی تھی پیہم صدا
جوانو جوان بخت ہوشیار ہو | سلاحون سے اپنے خبردار ہو

مہرخ اور سرخ مودنا فرمان و شکیل و بہار ہر ایک نے باین لحاظ کہ کل ملکہ حیرت زوجہ افراسیاب سے مقابلہ ہوگا نایاب اور منتخب سحر جگائے تپلیان نبائین طاؤس زرین بال درست کرکے اژدہاے سامری کے وقت کے منتر جگائے بیرون سے حریف کی بھینٹ دینے کا اقرار کیا وقت جنگ حسب الطلب آنے کا وعدہ لیا رات بھر یہ تیاری رہی دم سحر جب فراش قضا نے قصر لاجوردی فلک مین تخت پہ فرش بچھایا اور خدیو زمانہ مع تاج مرصع کے اورنگ نشین دیوان کدۂ عالم ہوا ابیات

بروز گر چون ز مشرق دیار | قد افراخت این رایت روزگار
بہ تخت فلک خسرو شیرگیر | برآمد مسیحا بہ مہر منیر
روان شد سپہ از دو سو رزم خواہ | عیان شد علمہا سفید و سیاہ
ز ضرب سم با پایان زمین | غباری شد و شد بجرح برین

تو گفتے سرافیل صور فنا
ومد و مہبدم در دم کرنا

شکارے عقابان کمانہا بچنگ
برانداختہ مرغ جان را خدنگ

دران بیشہ از صولت شیرہا
جدا گشت از قبضہ شمشیرہا

زلبس از رہِ خون دلہا چکید
ز ہر حلقہ شد چشمہ ر خون پدید

اجل بود سرگشتہ در رزم گاہ
کہ بیرون رود چون زپیش سپاہ

بلائے چنین کس ندارد بیاد
کہ خون در رکاب یلان او فتاد

تیر بشبگان شجاعت ودلاوران عرصۂ جلادت ساحران نامی وسرداران گرامی عازم دشت قتال ہوے سردار ساحر تخت اور مرکب پر سوار ہوکر آمادۂ جدال ہوے اسد نے مقابلہ مین ملکہ حیرت کے لباس جنگ جنایاب زیبا تھا اس سے جسم پر قوت کو اپنے چاق اور درست فرمایا عمدہ سلح پہ سنجوگ ترتیب دیا کہ نظم

بخود سے سرفراخت آن سرفراز
کہ انا فتحنا شش بود سے طراز

زرہ کش قبائے زراندود بود
زصنعت گری ہاے داؤد بود۔

بزیر زمین جلوۂ کرد چست
چو سد سکندر بزین برنشست

تو گوئی کہ سہراب یل زندہ شد
فلک زیر شمشیر او مردہ شد

اس کروفر سے مہ جبین کا تخت قلب لشکر مین لے کر وارد دشت مصاف ہوے جلوخانۂ بارگاہ سے تا میدان جدال سامان تزک واحتشام مہ جبین کا آراستہ تھا ہر سمت فیلان جنگی اور اشتروں کی قطار ہودج ہاے زرین پریلان وعلمداران لشکر سوار کہ جل زربفتی پر ہر فیل کی چادر ستارہ دار فلک شرمندہ نظم

جھمکے خورشید لے ہودج زرین پہ جبین
فیل گرشہ کی سواری کے کھڑے ہون در پر

جل زربفت مین وہ چاند کہ ہر شخص کہے
شب دیجور پہ ہی نور کی ڈالی چادر

کئی ہزار اعراب زرنگ وسفید کے ہمراہ زرنشار ہوتا لقاخانۂ شتر وفیل پر لدا لقاچی زری بادلے کی پوشاکین پہنے للت بھروین بھاس کی تامین اڑاتے کڑکیت ترغیب وتحریص بہر زرم دلاتے وارد ہوئے کہ ایک جانب سے سواری ملکہ حیرت کی پیدا ہوئی سب نے دیکھا کہ ہزارہا بنگلے مینا نگار روے ہوا اڑتے چلے آتے ہین اور چونسٹھ ہزار نقارے طلسمی بجتے ہین گرد وپیش جادوگرنیان اور ساحر لباس وزیور سے درست ہاتھون مین سمرنین مرجان وگوہر کی باندھے کالون مین کنڈل اور اوراج اور بالے

وجھالے پہنے ساریان جواہر دو زلاکھون روپیکا اسپر کار جواہر کیا باندھے طاؤسان زرین بال پر سوار اڑتے دشت مصاف ہوئین اسوقت ملکہ حیرت کے اوج مراتب کے روبرو مہ جبین کے سامان احتشام کی کچھ حقیقت نہ تھی جہان ملکہ بیٹھی تھی اُن بنگلون مین فرش زربفتی بچھا تھا تاج ہو رہا تھا پشت پر لاکھون ساحرون کا مجمع تھا ڈہرا دور تاقوس بجتا تھا غرضکہ ہوشیار جادو نے حکم دیا کہ ساحرون نے بجلیان کڑا کر میدان قتال کے درخت وغیرہ ہلا دیے اور ابر بھی برسایا گرد و غبار بٹھایا نقیبون نے نکل کر نہایت کی کرد کیتون نے کرد کا کہا ندمت دینا ہر ایک کو سنائی کہ کہان ہین دارا و کیقباد و منوچہر سب پیوند خاک ہوے نام شجاعت باقی رہ گیا اور وہ ہلاک ہوے کہ ابیات

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر		کہ آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر	
زتیغ و تیر مبدان تمتعے بردار		کہ در کمین گہ عمر است مگر عالم پیر	
نعیم ہر دو جہان ای جوان نام بجوے		کہ این متاع فروشند آن بہائے گزیر	

جب نقیب کنارے ہوے یسمنہ و میسرہ و قلب و جناح وغیرہ صفین آراستہ ہوئین اسوقت ہوشیار جادو اجازت حیرت سے لیکر میدان مین نکلا اور غرائبات کر کے دکھلا کر مبارز طلب ہوا اس طرف سے ملکہ سرخ موے کا کل کشا نے اجازت لیکر از در سحر کو اڑایا اور ہوشیار کا آکر مقابلہ کیا اُسنے ایک پیکان تیر مارا سرخ موے نے سحر کیا کہ ایک پنجہ چمڑی لیے اُس جگہ از خود ظاہر ہوا اور تیر کو کاٹ دیا سرخ موے نے کاکل کو اپنی پر نشان کیا کہ سر پر حریف کے لاکے بلا نازل کرے اُس مین سے ہزارہا ستارہ گر کر سمت فلک چلا اور وہان مثل تیر شہاب کے فوج پر ہوشیار کے گرا ہزارون ساحر مر گیا ہوشیار نے غصہ مین آکر شیشہ آب سحر جھولی سے نکالا اور ایک پکھال پانی طلب کر کے اسمین پانی شیشے کا جس سے حریف بیہوش ہو ملا دیا واضح ہو کہ اسکو دو شیشے افراسیاب نے پانی کے دیے ہین ایک کا پانی بیہوش کرتا ہی اور ایک کا پانی ہوشیار کر دیتا ہی الحاصل اُس پکھال مین شیشہ آب سحر کو لے کر ہوشیار نے ایک روئی کے گٹھے پر ڈالا اور سحر کیا کہ وہ روئی مانند ابر کے اڑ کر سمت فلک گئی اور ابر لشکر مہ جبین پر آکر محیط ہوا اور بارش باران شروع ہوئی جسپر بوند پانی کی آکر پڑی وہ بیہوش ہو گیا پہلے سب سے سرخ موے میدان مین کھڑی تھی بیہوش ہو گئی اور اب پانی بڑے زور شور سے برسنے لگا بہادر مہرخ وغیرہ ساحران نامی نے سحر کر کے بنگلے سرون پر اپنے چھائے لیکن قطرات باران بنگلون کو توڑ کر پہونچے اور سب بیہوش ہوے لشکر مین بھگدڑ پڑ گئی ساری فوج مہرخ کی بھاگ گئی اسد نے بجان واحد گھوڑا اٹھایا کہ مین لوکر اپنی جان دون لیکن پانی کی جو بوند پڑی بیہوش ہو کر گرا لشکری کوہ و دشت و بیابان

مین جاکر متوانی ہوے جو سا حرکہ سردار اور بہادر تھے وہ نہ بھاگے سب بیہوش ہوگئے ہوشیار نے جو سردار کہ بیہوش ہوے تھے اُنکی مشکین بندھوالین اور طبل بازگشت بجواکر پھر حیرت زرنثار کرتی ہوئی پھر کر بارگاہ مین اپنی داخل ہوئی جشن نوروزی کی بنا کی تمام لشکر نے کمر کھولی اس حال کی عرضی افراسیاب کو لکھی اور قیدیون کو سامنے طلب کیا وہ سب بیہوش تھے اُنپر قید ہوشیار نے اپنے سحر کی بنھائی زبان مین ہر ایک کے سوزن دیا اور دوسرے شیشے سے پانی لے کر سب پر چھڑکا کہ ہر ایک کو ہوش آیا اپنے تئین قید سخت مین مبتلا پایا سر جھکا کر سب خاموش ہورہے لیکن حیرت نے کہا کیون بی مہرخ یہ دن بھی تمھین یاد تھا مہرخ نے اشارہ طرف فلک کے کیا کہ خدا ہمارا مالک ہی اشارے سے کلام ایسلیے کیے کہ زبان چھدی ہی جو بات حیرت کہتی ہی یہ لوگ اشارے سے جواب دیتے ہین حیرت کو غصہ آیا اور حکم دیا کہ دارین استادہ ہون کہ دم بھر ملک الموت کی گرم بازاری ہوگی ایک کی بھی جان نہ بچے گی بمجرد حکم آرہ کش تسمہ کش جلاد حاضر ہوے دارین کھڑی ہوگئین غلغلہ چارسو بلند ہوا اور ہوشیار کو حکم دیا کہ ان گنہگارون کو لیجاکر مقید کرے اور شب بھر تمام لشکر کی حفاظت رہے کہ کوئی عیار نہ آئے ہوشیار سب قیدیون کو لے کر اپنی بارگاہ مین آیا اور ہر ایک کو ستون ہاے بارگاہ سے باندھ دیا اور اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ ایک خدمتگار صرف یہان رہے اور باقی کوئی نہ رہے اور تم جاکر لشکر کے سقون کو حکم دو کہ ایک ایک مشک پانی کی لے کر آئے تاکہ مین آب سحر مشک کے پانی مین ملادون وہ لیجاکر گرد لشکر ہر طرف چھڑکین اور حصار کردین بمجرد حکم سب ملازم باہر بارگاہ کے آئے اور ایک خدمتگار کو بلاکر حکم دیا کہ جاکر اندر ٹھہرو اور سقون سے بھی حکم ہوشیار کا سُنایا وہ بھی مشکین لے کر چلے اور پانی بھر کر سب تو باہر ٹھہرے ایک اندر بارگاہ کے گیا ہوشیار نے پہلے اُس شیشے کا پانی جس سے انسان ہوشیار ہوتا ہی سقے کو دیا کہ اسکو اپنے جسم پر مل لے اور بعد اسکے وہ شیشہ دیا کہ جسکا پانی بیہوش کرتا ہی کہ اس مین سے چند قطرے اپنی مشک مین ڈالے سقے نے پہلے پانی جسم پر ملا اور پھر مشک کے اندر دوسرے شیشے کا پانی ڈال کر باہر آیا اور جاکر حصار کرنے لگا اسی طرح فرداً فرداً پھر نسبت سے سقے گئے اور پانی لاکر حصار کرنے لگے مگر اب حال عیاران سنیے کہ لشکر کی بربادی اور سردارون کی گرفتاری دیکھکر اپنی جگہ سے چلے پہلے سب سے قران ایک خدمتگار کی صورت بنکر قریب لشکر ہوشیار آیا سقون کو دور سے پانی چھڑکتے دیکھکر وہ راہ کترا کے چلا کہ اس پانی سے نباہ بانی مشکل ہی کچھ نہ کچھ فساد ہی ورنہ گرد لشکر کے شب کو چھڑکاؤ سے کیا مطلب ہی غرضکہ دوسری راہ سے لشکر کے اندر قدم زن ہوا ایک سقا ادھر سے آتا تھا اس سے کہا پانی چھڑک آئے سقے نے جواب دیا کہ ابھی اتنا بڑا لشکر حیرت کا کئی فرسخ کے گرد مین اترا ہوا ہی یہ ایک دن کا کام ہی کئی روز مین حصار

ہوگا قران یہ سُنکر سمجھا کہ تیری رے سلیم تھی یہ حصار آب سحر کا ہوتا ہی جو آئیگا مقید ہوگا اسی فکر مین قریب بارگاہ ہوشیار آکر ٹھہرا کہ وہ خدمتگار جو اندر بارگاہ کے تھا دو گھنٹے کے بعد باہر نکلا اور پکارا کہ اب کوئی اور آکر اندر بارگاہ کے ٹھہرے مین اپنی نوکری کر چکا قران جواب دہ ہوا کہ بھائی اسی لیے پہلے ہی سے کمر باندھے کھڑے ہین کہ نوکری بدلانا ہوگی لیکن مجبور تھے کہ اندر ایک ہی آدمی کے رہنے کا حکم ہو ورنہ اندر چلے آتے اچھا تم جاؤ مین حاضر ہون وہ خدمتگار یہ کلام سُنکر چلا گیا اور قران اندر بارگاہ کے گیا اور سر پر ہوشیار کے رومال جھلنے لگا لیکن ضرغام اور جانسوز بھی صورت بدلکر لشکر مین آنے لگے انھون نے کچھ خیال ستون کے پانی چھڑکنے کا نہ کیا جیسے ہی قدم اندر زمین حصار شدہ کے رکھا دونون بیہوش ہوکے گرے ہوشیار نے چند ساحر کمینگاہ مین بٹھا دیے ہین کہ جو شخص بیہوش ہوکے گرے اُسکو میرے پاس لانا وہ ساحران دونون کو اُٹھاکر سامنے ہوشیار کے لائے اُسنے سحر کیا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت جو تبدیل ہوئی وہ سمجھا کہ یہ عیار ہین پکارا کہ شکر ہی سامری کا کہ دو عیار تو پھنسے انھین بھی ستون سے باندھکر میخواری مین مصروف ہوا اور جو ستا کہ آتا ہی پانی مشک مین اُسکی ملا دیتا ہی کہ ابکی بار عمرو بھی پھرتا ہوا فکر مین عیاری کرنے کے قریب اسکے لشکر کے آیا اور ستون کو پانی چھڑکتے دیکھ کر راہ کاٹ کر اور طرف چلا ایک مقام پر خیمہ چھوٹا سا استاد دیکھا وہان ایک سقا روٹی بیٹھا کھا رہا تھا عمرو نے کنارے ٹھہرکر اپنی صورت بھی ستون کی ایسی بنائی کھا رہے کی لنگی باندھی تسمہ گلے مین ڈالا سر پر پگڑی باندھی بیچ پگڑی کا اندھیری ڈالنے کے لیے کھلا رکھکر گردن مین لپیٹ لیا کٹورے کمر سے لگائے کانٹے نسے میں باندھے تسمہ مشک باندھنے کا کاندھے پر اُلٹ کر ڈالا اور مشک آڑنی کر کے گلے مین ڈالکر پشت پر بیٹھالی اور اس سقے کے سامنے جورو لی کھا رہا تھا آکر سلام کیا اُسنے کہا آؤ عمرو قریب گیا اُسنے کہا کہو کہان نوکر ہو عمرو نے کہا بھائی اب تو برادری کا کچھ خیال کرو ہمین بھی اپنی سرکار مین نوکر رکھا دو آج کل بیکار ہین سقے نے جواب دیا کہ آجکل ضرورت ہی حصار کیا جاتا ہی مین نوکر رکھا دونگا عمرو نے پوچھا کہ روٹی بے وقت کیون کھاتے ہو اُسنے کہا بھائی فرصت نہین ہی حصار کرنے اور پانی چھڑکنے سے عمرو بولا کہ اتنے دن کو بھی خفقان رہتا ہی بھلا کہیے پانی چھڑکوانے سے کیا فائدہ ہی سقے نے سارا حال شیشہ آب سحر کا اور بیہوش ہو جانے انسان کا حصار کے اندر آنے سے بیان کیا اور ماجرا آب سحر سے اطلاع دی عمرو نے یہ ماجرا سارا سُنکر اِدھر اُدھر کی بات کہکر کچھ مٹھائی کمر سے نکالی اور کہا اسکے ساتھ روٹی کھاؤ سقے نے مٹھائی کھائی وہ آفشہ بیہوشی تھی کھاتے ہی بیہوش ہوگیا عمرو نے اُسکو خیمے مین کسی جگہ پوشیدہ کر دیا اور سب لباس اُسکا لیکر اُسکی صورت آپ بنکر خیمے مین ہوشیار کے آیا اور اس سے

کہا حضور پانی ہوگیا اور ملا دیجیے اُسنے شیشہ پانی کا جو بیہوش کرتا ہی عمرو کو دیا کہ اسمین سے چند قطرے ملائے عمرو نے کہا پہلے مجھے وہ پانی تو دیجیے کہ جس سے مین خود بیہوش نہ ہون ہوشیار نے پوچھا کہ تو کیا آپ ہی پانی چھڑکنے آیا ہی عمرو نے کہا نہین مین اپنے بھائی کی طرف سے آیا ہون وہ مانذا ہوگیا ہی ہوشیار نے پہلے اُسکے بدن پر وہ پانی جو بیہوش کو ہوشیار کرتا ہی ملنے کو دیا اور پھر وہ شیشہ بیہوشی دیا عمرو نے پانی شیشہ بیہوشی کا چلو مین اوندیلا ہوشیار نے کہا ارے بیوقوف مشک مین پانی ڈال یہ کیا کرتا ہی عمرو نے کہا بیوقوف تو اور تیرا باپ دیکھ یہ کیا کرتا ہون یہ کہکر وہ چلو جو لیے تھا اُسکا چھینٹا ہوشیار کے منھ پر مارا کہ اُسنے پھر صدا بھی نہ دی بیہوش ہوکر گرا عمرو نے فی الفور خنجر سے سر اُسکا کاٹ ڈالا غلغلہ واویلا اور ہیہاہو اور بکش کا بلند ہوا اسوقت عمرو نے ضرغام و جانشوز کو کھول دیا جب یہ چھوٹے سوزن زبان بہار و مہرخ وغیرہ سے کھینچنے لگے اور جو چھوٹا اُسنے دوسرے کو رہا کیا لیکن عمرو جال مار کر ساری بارگاہ کو لوٹنے لگا اسوقت کہ دو ایک ساحر کو عیارون نے رہا کیا ہوگا غل دشور ہوشیار کے مرنے کا سنکر ساحر اُسکے لشکر کے بارگاہ کی طرف دوڑے اور باد بہوشیار مغیلہ جادو جسکا ذکر کیا گیا تھا کہ اپنے بیٹے کی حفاظت کو مخفی ساتھ آئی ہی یہ ہنگامہ سنکر نیزہ رسمار اڑتی ہوئی بارگاہ مین آئی اور بحر ٹھہرا ایک دوہتر زمین پر اُسنے مارا عمرو جو لوٹتا پھرتا تھا نصف زمین مین غرق ہوا اور مغیلہ چلی کہ عمرو کو پکڑ لے جاؤن قران جو خدمتگار بنا پہلے سے کھڑا تھا جھپٹ کر قریب آیا اور پکارا کہ ملکہ ذرا سنبھلیے گا مغیلہ ٹھہری کہ قران نے چمک کر بغدہ مارا کہ سر پھٹ کر بھیجا دور گرا اور سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے تڑپ کر مرگئی پھر شور برپا ہوا اور عمرو چھوٹ گیا پھر لوٹنے لگا اس اثنا مین سب ساحر جو مقید ہوئے تھے چھوٹے اور جو ملازم کہ ہوشیار کے دوڑے تھے آنسے لڑنے لگے بہار نے سحر کیا کہ عالم بہار پیدا ہوا چمنستان پر از گل دریا مین ظاہر ہوئے ہر ایک ساحر پر عالم وجد طاری ہوا اور پکارنے لگے ملوالف

مبارک اے دل غمگین چمن مین پھر بہار آئی	نسیم وصل جانان لیکر نہایت بیقرار آئی
تصور نے مرے مجکو مبارکباد مطلب دی	کہ آنکھ اٹھتے ہی میرے سامنے تصویر یار آئی
گھڑی بھر بھی نہ گذری تھی کہ گذری منفعل ہوکر	نہایت آج چھوٹی ہوکے شام انتظار آئی
نہین معلوم مژدہ اسمین یہ کس گلرو کی آمد کا	ہوا راحت فزا کچھ آج سوے لالہ زار آئی
خوشا قسمت کہ مدت مین یہ گردش کی زمانے نے	کہ ہر شاخ تمنا ساتھ لیتی اسپنے بار آئی
کہا مردون نے زندہ ہوکے کیسا جشن ہی یارب	کہ روح رفتہ بعد از عمر سوے جسم زار آئی
نوید روح افزا کی ہوئی ہین اسقدر دھومین	کہ شام ہجر مشتاقان قریب انتشار آئی

طبیعت لوٹی جاتی ہی غضب کا حسن ہی اسمین	نہایت کا کل شب آج ہو کر آبدار آئی
صدا پیدا ہی گلشن مین یہ غنچون کے تبسم سے	مبارک ہو بہار آئی مبارک ہو بہار آئی
مبارک آج ہوئے جاہ تمکو وصل جانان کا	چمن مین یہ ترانہ آج گانے کو ہزار آئی

اسوقت بہار نے کل لشکر کو ہوشیار کے حکم دیا کہ جا کر لشکر حیرت کو قتل کر دو وہ سب لشکر حیرت بر آگرے اور مہرخ و بہار و نافرمان و سرخ مو وغیرہ مع اسد و مہ جبین کے سب آکر فوج حیرت پر گرے ہاہر جون کے اور گچھے سو مُون کے اور پیکان سحر کے چلنے لگے گولے فولادی پڑنے لگے حیرت جشن برپا کر کے نہایت خوش و خرم بیٹھی تھی سب ساحر غافل از شعبدہ بازی فلک آتشے ہوے تھے کہ یکایک سحر کی مار پڑنے لگی اوّل ہی حملے مین ہزارون ساحر مارے گئے اور غلغلہ بلند ہوا بجلیان گرنے لگین سیلین برف کی پڑتی تھین ابر دھوندھ ہوکار اُٹھتے تھے تاریکی عالم مین چھائی تھی ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا حیرت گھبرا کر سوار ہوئی اور حکم دیا کہ جلد مشعلہاے سحر روشن ہون ساحرون نے مشعلین سحر کر کے جلائین اسوقت مہرخ نے سحر کیا کہ سب مشعلین گل ہوگئین اور وہ خونریزی ہوئی کہ یقین ہی کہ سبزہ کبھی اس سرزمین پر نہ جمے گا اور اگر اُگے گا لالہ بادل و اغدار پیدا ہوگا یا دم الاخوین نکلے گا عیاذاً باللہ ایک قیامت کبریٰ برپا تھی ہوشیار کی فوج کہ خاص افراسیاب نے منتخب کر کے بہر رزم بھیجی تھی اسنے ہزارون ساحر حیرت کا ہلاک کیا اور ادھر اسد و لاور نے صدہا کو زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا کہ ابیات

چو باز گرسنہ بصید پلنگ	چو شیر ژیان سوی آہوی لنگ
پے قتل کفار و اعداے دین	بمیدان جنگاہ و افواج و کین
چنان گرم گردید بازار جنگ	کہ می سوخت برہاے تیر و خدنگ
بہ فوج عدو بود اجل خندہ زن	ہمی کرد پرواز جانہا ز تن
سراپردہ در زیر نعل ستور	شدہ سرمۂ دیدہ مور کور
لبے دیدہ مجروح و خونبار بود	جہانے پر از نالہ زار بود

اُسوقت ملکہ حیرت تخت پر سے کود کر زمین مین غرق ہوئی اور قلاب زمین کو جیسے کسی نے جنبش دی اس طرح کا تزلزل ارض وغیرہ مین پڑگیا بڑے بڑے پہاڑ سر ٹکرانے لگے مہرخ و بہار نے آپس مین مشورہ کیا کہ حیرت کے سحر سے خدا کی پناہ ابھی سب گرفتار ہو جائینگے اس سے مناسب ہی کہ یہ فتح خداداد ہاتھ آئی ہی اب پھر چلو بس یہ مشورہ کر کے نفیر سحر بجائی کہ سب سردار جدا ہوے اور بہ پیروزی و نصرت اپنے لشکر مین آئے اور عیار بھی قتل و غارت کر کے نکل گئے تھے وہ سب بھی حاضر ہوے مہ جبین

کے حکم سے منادی ہوئی کہ جو لوگ بھاگ کر صحرا و کوہ مین پنہان ہوے تھے آکر شریک ہوے بازار لشکر مین کھلے خیمے آباد ہوے مہ جبین تخت پر بیٹھی ناچ ہونے لگا کہ نظم

مطرب از نغمہ ہاے داؤدی	دل ہمی برد و جان ہمی بخشید
گشت رقص آن جنان کہ پردہ	پردۂ عشق عاشقان بدرید

ادھر حیرت زمین سے نکلی لشکر کے سردار براہ جانبازی حاضر تھے فوج فراری اور پراگندہ ہو گئی تھی ہر ایک کو جمع کیا اور بارگاہ شاہی اور خیام لشکر درست ہونے لگے جب سب ترتیب ہو چکی حیرت چین بہ جبین بارگاہ مین آئی اور اپنی جگہ پر سردارون کو مامور کر کے طاؤس سحر پر سوار ہو کر پاس افراسیاب کے روانہ ہوئی افراسیاب اس روز باغ سیب مین گنبد نور سے آیا تھا کہ سواری حیرت کی پہونچی سب اہل دربار نے تعظیم دی پاس شاہ طلسم کے بیٹھ کر ماجرا جانا تمام ساحرون کا اور قتل ہونا ہوشیار کا تمام ذکر کیا افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ تیرے سحر نے کام مغیلہ اور ہوشیار کا تمام کیا عمرو نے شیشہ ہاے آب سحر سے انکو مارا یہ ماجرا دریافت کر کے غضب افراسیاب پر طاری ہوا اور کہا ای حیرت تمام لشکر کو لیجاؤ ابکی بار مین نمک حرامون پر وہ بلاے مبرم بھیجتا ہون کہ بحال خراب سب باغی ہلاک ہونگے حیرت بموجب ارشاد شہنشاہ سوار ہو کر بعد طی مسافت راہ لشکر مین پہونچی ملازمون نے تعظیم دی تخت پر جلوہ گر ہوئی لیکن ادھر افراسیاب نے حکم محکم بنابر حاضر کرنے سات برقون کے صادر فرمایا راوی کہتا ہی کہ اس طلسم مین سات بجلیان ہین کہ وہ مانند بجلی کے ندا کرتی ہین اور بروز جنگ چمک کر صف لشکر دشمن پر گرتی ہین کہ سارے لشکر کو جلا دیتی ہین لہذا حسب الحکم ساحر واسطے سحر کے طلب کیے گئے ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ ابر سرخ رنگ بر روے ہوا ظاہر ہوے اور ان مین بجلیان چمکتی ہوئی قریب دربار شاہ پہونچکر زمین پر اترے اور بجلیان زمین مین لوٹنے لگین یہان تک کہ مجسم بشکل انسان ہو گئین سب نے دیکھا کہ سات جادوگر نیان جوان کہ جسم انکے سنہرے ہین لباس اور زیور سے آراستہ و پیراستہ ہین غرض کہ ان ساتون نے کہ نام انکے برق مخشر اور برق لامع اور برق خاطف اور برق شعلہ بار اور برق چشمک زن اور برق ساطع النور اور برق صاعقہ بیز ہین شہنشاہ کو تسلیم کی اور عرض پیرا ہوئین کہ حضور نے کنیزون کو کس لیے یاد فرمایا ہی افراسیاب نے کہا تم مین ایک برق واسطے اعانت ملکہ حیرت کے جائے اور کام فوج عدو کا تمام کرے اور باقی چھ برقین میرے حکم کی منتظر اپنے مقام پر رہین بروقت نامہ ہمارا پہونچنے کے حکم کی تعمیل کرین یہ سخن شاہ کا سنکر برق خاطف نے عرض کیا کہ کنیز جاکر سب خطاکار دارون کو سزا دیگی افراسیاب نے اسکو خلعت رخصت دیا سب برقین

اپنے اپنے ملک سکونت مین آئین اور برق خاطف نے اپنی جگہ پر پہونچکر کارسازی لشکر کرکے ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیے خیمہ اور بارگاہ لدواکر ابرِ سرخ مین چمکتی ہوئی بڑے زور شور اور چمک دمک سے سمت لشکر حیرت روانہ ہوئی کہ ساحران ہمراہی اسکے صورتین ہیبت ناک بنائے ابر پر سوار حربے آتشین لیے ساتھ تھے لشکر تمام بر روے ہوا جاتا تھا رعد کی صدا برق کا چمکنا خوف سے زہرہ آب کرتا تھا

ہراک ساحر زشت رو بدسیر	زبون شکل و بدہیئت و بدگہر	سمگار و سفاک و مست شراب
دماغون مین نخوت ہلاک بر عتاب	شریر اور بیرحم و وہ جنگ جو	روانہ ہوے بہر رزم عمرو

بعد روانگی برق خاطف پاس افراسیاب کے صرصر شمشیر زن اور صبا رفتار حاضر ہوئین انھین دیکھکر شہنشاہ ساحران نے مُنھ پھیر لیا عیار بچیون نے عرض کیا کہ حضور والا ہمارا قصور کیا ہی شاہ نے ارشاد کیا کہ عمرو اور اُسکے ساتھ کے عیار حیب سے داخل طلسم ہوے ہین کیسے کیسے نامی ساحرون کو قتل کر چکے ہین اور تم باوجودیکہ سرکار کا نمک مدت مدید سے کھاتی ہو اور گھر بیٹھے تنخواہ پاتی ہو لیکن آج تک کوئی سردار لشکر باغیان کا گرفتار کرکے نہ لائین اور نہ کسی کو اُن مین سے قتل و ہلاک کر سکین یہ کلام عتاب آمیز بادشاہ کے سُنکر صرصر خجل ہوئی اور فرط ندامت سے سر نیچا کرکے عرض رسا ہوئی کہ اب جس طرح ممکن ہوتا ہی مین جاکر اسعد کو کہ دعوی طلسم کشائی کا رکھتا ہی اور مہ جبین کہ بادشاہ لشکر مخالف ہی ان دونون کو گرفتار کرکے لاتی ہون کہ اُنسے بڑھکر اور کوئی جان در روح عمرو نہین ہی ان کے قید ہونے سے کمر فوج حریف کی ٹوٹ جائیگی شہنشاہ تصور اس لونڈی کا معاف کرین میری جانب سے خاطر عاطر صاف کرین افراسیاب اس کلام سے بہت خوش ہوا اور خلعت عیار بچیون کو دیکر سرفراز فرماکر واسطے گرفتاری اسعد و مہ جبین کے روانہ کیا اور آپ مصروف عیش ہوا

گرفتار ہونا شیر بیشۂ شجاعت شہزادہ اسعد اور مہ جبین کا روباہ خصالی سے عیار بچیون کی اور قید کرنا افراسیاب کا اِن دونون کو اور بعد رنج و الم کے بادشاہ ہونا لشکر مین عمرو کی صلاح سے مرخ کا اور مقابلہ برق خاطف سے بربادی لشکر اور عیاریان کرنا باہم عیارون کا برقون پر اور رہائی لشکر کی مؤلفہ

آج ساقی سے نہ مطلب ہی نہ مجھ جام سے کام خود فراموش ہوے ساقیا میکش ایسے		بادۂ رنج سے بیہوش ہین میخوار تمام میکدہ بھول کے مسجد کیطرف جانے لگے	

جادۂ راہ عدم زلف بنی ساقی کی		سر سے بڑھ کر جو چلی جا کے کمر تک پہونچی	
جوش پر موسم گل آیا تو افسوس افسوس		بند میخانہ کا در ہو گیا افسوس افسوس	
محتسب نے کیا پابند شریعت ہم کو		پارسائی کی لگائی گئی تہمت ہم کو	
قید یہ شرع کی کب تم سے اٹھیگی اے جاہ		اجی لاحول ولا قوۃ الا باللہ	
واقفانے کہ در سخن سفتند		شرح این داستان چنین کردند	

متقیدان سلسلہ سخن و پابندان کلام زینت افزاے انجمن اس داستان رنج والم کو حیطہ تحریر مین اس طرح لاتے ہین اور زنجیر اسطار تسطیر مین مضامین فسانہ عجیب کو یون قید فرماتے ہین کہ جب خضر اور صبا رفتار بہر گرفتاری شہزادہ اسعد نامدار روانہ ہوئین دریا سے گذر کر حبست دخیز کرتی قریب لشکر مہرخ پہونچین اور خضر نے اپنی صورت مرد ہے کی بنائی عصاے طلائی ہاتھ مین لیا سر پر گول پگڑی باندھی تمغہ اسپر لگایا طرہ مقیشی لٹکایا چپکن پہنی سب طرح سے درست ہو کر لشکر مین پھرنے لگی اور صبا رفتار ایک زمیندار کی صورت بنی دھوتی رانو تک باندھی سرزانی کمر تک پہنی انگوچھا سر سے لپیٹا اور لشکر مین ٹہلنا شروع کیا اس جگہ ہر مقام پر انتظام تھا کوتوال لشکر سرگرم کاربازار ین آراستہ خوش وضع بیوپاری قطع دار خریدار ہر سمت گرم بازاری ہو رہی تھی رعایا داد خرمی دے رہی تھی ہر بارگاہ کے سامنے بازار لگی تھی سردار اور ساحر کی آمد و رفت تھی عیار بچیان دن بھر پھرا کین یہانتک کہ جہان گرد عالم افروز گشت لگا کر ملک مغرب مین مقیم ہوا اور میدان فلک مین بازار ثوابت و سیارا راستہ و پیراستہ ہونے لگا کہ نظم۔

ازین مصیبت عظمی لباس لیلی لیل		سیاہ چون خط مشکین بسورۂ واللیل	
زحل معاینۂ غربال چرخ رامی بخیت		بفرق عالمیان گرد خرن نم می ریخت	

اسوقت مہ جبین نے شب کا دربار تا دیر ٹھیکر برخاست فرمایا اور ہر ایک سردار اپنی اپنی بارگاہ مین آیا اسعد اور مہ جبین جو مقام کہ عیش محل اور خبستان مقرر ہوا وہان آکر مسند عشرت پر متمکن ہوے عیار بچیان بھی عیش محل کی ڈیوڑھی پر آکر ٹھہرے یہان ملازمان ملکہ کنیزین اور ترکنین حبشنین قلماقنیان وغیرہ آمد و رفت رکھتی ہین اندر باہر واسطے کاروبار کے پھرتی ہین اتفاق سے ایک حبشن کسی کام کو باہر نکلی صبا رفتار اسکے ساتھ ہوئی قریب اسکے آکر سلام کیا اور کہا مین زمیندار ہون ملکہ نے میرے گاؤن پر لگان زیادہ کر دیا ہی سر خط کر کے نان کار کا حق بھی لے لیا ہی مقدمہ میر کچہری مین ملکہ مہرخ کے سامنے پیش ہی آپ تخلیے مین ملکہ سے میری سفارش کر دیجئے اور یہ کہکر ایک ڈالی جس مین عمدہ عمدہ پھل تھے اور کئی سو اشرفیان تھین اس حبشن کو دین وہ نہایت خوش ہوئی اور زمیندار کو تسکین دیکر دعدہ مقدمے کے

سرسبز کرا دینے کا کیا اثر فیان لے کر کمر مین رکھین اور پھل کھانا شروع کیے دو ایک تمر کھائے تھے کہ بیہوش ہوئی صبار فتار اُسکو اُٹھا کر گوشے مین لائی اور اُسکے کپڑے اُتار کر اُسکی صورت جیسی تھی ویسے ہی اپنی صورت بنا کر اُسکو اُسی جگہ پوشیدہ کر کے آپ داخل شبستان ملکہ ہوئی اِدھر صرصر نے دیکھا کہ ایک کنیز محل سے نکلکر جاتی ہی یہ اُسکے قریب آئی اور کہا کیون کل تو نے سب چوبدارون کو گالیان کیون دی تھین کنیز نے کہا بھڑوے کچھ پہچانتا بھی ہی مجھسے ایسی باتین نہ کر نہین عصا چھین کر ملکہ عالم سے کہکر خوب ٹھیک کرونگی صرصر نے اس کنیز کا ہاتھ پکڑ لیا کہ چل میرے افسر کے پاس وہ کنیز اور زیادہ بُرا بھلا کہنے لگی صرصر نے ایک طمانچہ اُسکو مارا ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی کنیز طمانچہ پڑتے ہی بیہوش ہو گئی صرصر اُسکو اُٹھا کر تخلیہ مین جہان آمد و رفت لوگون کی نہ تھی لائی اور پیرہن اُسکا اُتار کر بعینہٖ اُسکے مانند صورت اپنی بنائی اور اُس کنیز کو پوشیدہ کر کے آپ داخل شبستان ملکہ ہوئی دیکھا یہان اسعد و مہ جبین باہم مسند پر تکلف پر بیٹھے داد عیش و نشاط دے رہے ہین کشتی شراب کی رکھی ہی دور جام و گلفام چل رہا ہی گانے خوش گلو زہرہ جبین بیٹھی گا رہی ہین پلنگڑی جواہر نگار آراستہ ہی سامان نشاط رکھا ہی صرصر کنیزون مین مل کر کار و بار کرنے لگی کشتیان شراب کی میخانہ سے لاکر سامنے رکھتی تھی جس کام کو حکم ہوتا تھا پہلے آپ اُسکو بجا لاتی تھی اور اسی طرح صبار فتار حبشن بنی ہوئی ہر طرف پھرتی تھی اور سب چیزون مین کھانے پینے کی بیہوشی ملاتی تھی اِدھر صرصر نے شراب و کباب مین بیہوشی ملائی کہ ملکہ اور شہزادہ نشہ سے مدہوش ہوے اور لڑکھڑاتے ہوئے اُٹھ کر پلنگ پر دونون گئے اور بیہوش ہو گئے اور سب ملازم صحبت کے لوگ بھی وہ اشیا آغشتہ بداروے بیہوشی کھا کر بیہوش ہوے اِدھر اہل عملہ کو بیہوشی کھلا صبار فتار نے بیہوش کیا اور اسعد کو پلنگ پر سے اٹھا کر چادر عیاری مین پشتارہ باندھا اور صبار فتار نے مہ جبین کا پشتارہ باندھا سب کو اُسی طرح سے بیہوش و مدہوش چھوڑ کر محل کے خیمے سے باہر نکلین اور بہ فن عیاری اپنے تئین طلایہ داران لشکر کی نظر سے مخفی کرتی ہوئی کنارے لشکر کے ہو نچکر مثل برق و باد کے جست و خیز کرتی ہوئی دریاے خون روان سے گذر کر باغ سیب مین پہونچین جو رات کہ باقی تھی اُسکو وہین بسر کیا جسوقت کہ بیہوشی نیند کی خفتگان عالم پر سے دفع ہوئی اور شبستان فلک شعبدہ باز مین فتیلۂ آفتاب بہر دفع بیہوشی نوم روشن ہوا رات گذر کر روز روشن نے منھ دکھایا ابیات

ہوا مہد خورشید دامان صبح لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان		ہٹا شب کے غم مین گریبان صبح چھپا نور مین جادۂ کہکشان	

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا
مسیحا نفس تھی نسیم وزان	اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان

صبح کو افراسیاب تخت پر آکر جلوہ گر ہوا اہل دربار حاضر ہوے نقارے طلسمی بجے اسوقت عیار بیون نے دونون پشتارے لاکر سامنے شہنشاہ کے رکھ دیے اور عرض کیا کہ یہ دونون گنہگار اسد و مہ جبین حاضر ہین افراسیاب بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ اپنر سحر ایسا کرد و کہ زمین سے اُٹھ نہ سکین پھر انکو ہوشیار کرو ساحرون نے حکم کی تعمیل کی یعنے سحر ٹرھکر دونون کو ہوشیار کیا جب آنکھ اسد کی کھلی دربار افراسیاب مین اپنے تئین پایا کہ شہنشاہ جادوان تخت پر ہی ہر ایک امیر و زیر و گل آتشین پر متمکن ہی ساحران نامی کا مجمع ہی اُسوقت اسد نے پکار کر نہیب دی کہ سلام میرا اس مجلس مین اُس شخص پر ہی جو خدا کو وحدہ لاشریک لہٗ جانتا ہو اور اُسکے پیغمبر کو بندہ اُسکا اور رسول اُسکا سمجھتا ہو یہ صدا ساحرون نے جب سُنی کانون مین اپنے انگلیان دے لین کہ یہ گنہگار خدائے نادیدہ کی تعریف کرتا ہی اور افراسیاب کو غصہ آیا اُسنے جلاد کو بلایا کہ اسے قتل کرو اور مہ جبین کو بہت کچھ سمجھایا کہ عشق سے شاہزادہ کے ہاتھ اُٹھائے مہ جبین نے نہ مانا اور کہا لاکھ جان سے مین فدائے نام اسد ہون کہ

بلبل اسی رشک گل کی ہون مین	تم کیا ہو ہزار مین کہون مین

بلا نظم

بلبل ہون مین اک دل حزین کی	ہون فاختہ سرو ناز نین کی
کیا غیر سے مجھ کو آشنائی	شہزادے کے عقد مین ہون آئی
انس بن ہوا گر فرشتہ و حور	سائے سے مرے رکھے خدا دور

افراسیاب نے اسکو بھی زیر تیغ بٹھایا اسوقت عاشق و معشوق بچشم حسرت باہم نگران تھے اور آنسو آنکھون مین بھرے گیسو پریشان تھے اور ایک دوسرے سے خطائین معاف کراتا تھا پھر ملکہ نے بخشوع و رجوع قلب درگاہ رب اکبر مین فریاد کی اور پناہ چاہی کہ خداوندا ہمکو اس آفت سے بچا نظم

از بسکہ ہو دل کو یاس میرے	اور جی کو مرے ہراس گھیرے	فوج کفار چار سو ہی
وارث کا مرے ہر اک عدو ہی	شر سے اعدائے دین کے اسکو	تو حفظ و امان مین اپنے رکھیو
وارث کو نہ میرے کوئی ہو غم	رکھ راج سہاگ میرا قائم	عاشق کا نہ اپنے قتل دیکھون
مین تیری مدد کی منتظر ہون	آنکھین مری روز بد نہ دیکھین	دشمن مرے رانڈ ہو کے بیٹھین
برق آکر گرے کاشانہ مین جل جاؤن	لیکن بے وارثی نہ کہلاؤن	دے آج رہائی مجکو یارب

اور ہوئین یہ روبیہ عدو سب لب استغاثہ کمان آرزو تھے کہ تیر دعا ئین سے نکل کر ہدف اجابت سے لب معشوق ہوا ہنگام قتل وزرالمراد ست لبتہ سامنے افراسیاب کے آئے اُسنے پوچھا کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو سب نے عرض کیا کہ ہماری جان بخشی ہو تو عرض کرین افراسیاب نے کہا جان تمھاری بخشی جو کلمات کہ خیر سگالی اور ترقی خواہی کے ہون اُنھین عرض کرو کہ الطاف خسروانہ سے ملازمان والا مرتبہ شاہ پذیرا فرمائین گے یہ عنایت شاہ دیکھکر ارکان سلطنت گویا ہوئے کہ بانیان طلسم نے واسطے فاتح طلسم کے فوراً قتل کرنا نہین لکھا ہی حضور کتاب سامری دیکھین جیسا حکم ہووہ عمل مین لائین افراسیاب نے اُنکی رائے باصواب کو پسند فرماکر آفرین کہی اور کتاب سامری دیکھی اسمین لکھا تھا کہ اسعد کا ہلاک کرنا بہتر نہین ہی کس لیے کہ عمرو گلیم اوڑھ کر سب کے سر آکر کاٹ ڈالے گا کچھ کسی کے بنائے نہ بنے گا لازم یہ ہی کہ طلسم کشا کو مقید کرو اور عمرو اور دوسرے عیارون کو بھی گرفتار کرو اسوقت سب کو قتل کرنا افراسیاب یہ تحریر دیکھکر پکارا کہ تم لوگ سچ کہتے تھے کتاب قتل اسعد کا حکم نہین دیتی لہذا ان دونون کو لے جاکر گنبد نور مین قید کرو اور دروازے شہر تا پرسان کے جو طلسم ظاہر کی طرف ہین انکو مین سحر کرکے نظر مردم سے پنہان کیے دیتا ہون نہ کوئی شخص میرا سحر باطل کرسکے گا نہ وہ رظاہر ہونگے پھر کس طرف سے کوئی عیار اور آنکا مددگار آئیگا جو انھین چھڑائیگا یہ حکم سنتے ہی کئی لاکھ ساحر غدار دبیو فاو بے شرم و شریر دم مردم آزار نے قید سحر کی اسعد اور مہ جبین کے جسم پر پنہائی اور مارسخ و سیاہ ہاتھ پاؤن مین سحر کے پہنائے اور لشکر روانہ ہوئے اور شہر تا پرسان مین جب آئے تمام مرد و زن رعایا اُس شہر کی قیدیون کی تماشائی ہوئی اور کہتی تھی یہ وہی سرکش ہی جسنے طلسم مین آفت برپا کر رکھی ہی الحاصل گنبد نور مین طلسم باطن کی جانب ایک حجرہ تنگ و تاریک مین ان دونون شمع انجمن خوبی کو مقید کیا اور کئی لاکھ ساحرون کا پہرا مقرر ہوگیا اور افراسیاب نے سحر کر دیا کہ دروازے طلسم ظاہر کی جانب کے سب مخفی ہو گئے اور دریاے خون رواں ہر طرف بہنے لگا یہان تو یہ کچھ بندوبست ہوگیا لیکن لشکر مہرخ مین صبح کو سب سردار واسطے لینے ملکہ کے عیش محل کی طرف چلے اس عرصہ مین وہ حبش اور کنیز جنکو عیار بیہان بیہوش کر گئی تھین ہوشیار ہوکر طرف محل کے چلین کہ اس سمت سے ملازم مہ جبین کے روتے پیٹتے آئے بہار و ناقوان نے پوچھا کیا ہوا سب نے عرض کیا کہ ملکہ عالم اور شہزادۂ دلاور کو بستر خواب پر سے کوئی اُٹھا لے گیا یہ ماجرا لشکر تمام سردار رونے لگے اور سارے لشکر مین کہرام پڑگیا عمرو و غوغاے مردمان لشکر جو صحرا سے آیا یہ سانحہ جانگداز سنا کر عیش محل مین پیتر انا پا صرصر اور صبا رفتار کے پاؤن کا نشان پایا کہا اے ملکہ مہرخ شہزادے کو صرصر لیگئی ہی مہرخ نے یہ سنکر کہا کہ افراسیاب انھین زندہ نہ چھوڑیگا پھر تو

عجب طرح کا ایک تلاطم لشکر مین برپا ہوا اور مہرخ کہتی تھی کہ نظم

اے اشجع دہر تو کہان ہی | نظرون سے مری کدھر نہان ہی | کس سمت گیا کہان ہی مشغول
کیون یاد مری تجھے گئی بھول | کس درد مین مبتلا ہی افسوس | ہی ہی ترا حال کیا ہی افسوس
ہی وائے گیا ہی تو کدھر کو | بھیجون مین کسے تری خبر کو | ہی دیو وہ یا کوئی بلا ہی
جو تجھ کو اٹھا کے لے گیا ہی | ڈھونڈھون کہان تجکو ای دلاور | دیکھون پھر اب تجھے مین کیونکر
وہ حسن و شباب تیری صورت | وہ تیری شجاعت اور قوت | کیونکر مرے دل سے بھولے ای وای
کس طرح نہ ڈھونڈھتی پھرون | دوری سے تری مین جان بلب ہون | حالت نزع مین اجل طلب ہون
عالم وہی وہ ہی روز و شب ہی | اک تو ہی نہین یہ کیا غضب ہی | روتی ہون گلے سے لگ کے دلکے
دو شخص جو بیٹھتے ہین مل کے | کچھ تجھ کو خبر نہین کہ ای یار | دل تفتہ و جان تفتہ و زار
یہ مین ہی گنج گنج مہرخ | تجھ بن ہی اسیر رنج مہرخ | موت آتی نہین کہ کاش جاؤن
برق آ گرے کاش مجھ پہ جل جاؤن | آتی نہ مین یہان ز بطن مادر | جو ایتین یہ آفتین نہ سر پہ
یا ہوتے ہی جان و سگدرتی | جیون نہ سک سکے مرتی | اسوقت ملکۂ نافرمان نے

آنچل رو سے مہرخ پر سے ہٹایا اور کہا ای ملکہ اس فلک بے مہر کا یہی نقشہ ہی اسکے ہاتھ سے کون خوشنود رہا ایسے ایسے کرشمے اسکے باین ہاتھ کا کر تب ہین کیا آپ نے نہین سنا ہی نظم

اک طرفہ شعبدہ ہی طلسم کبود رنگ | اک صلح ہی مزاج فلک مین تو لاکھ جنگ
گوپن سے کہکشان کے جہان یار جمع ہون | ہر وقت پھینکتا ہی یہ اک تفرقہ کا سنگ
ایذا دہی مزاج مین ہی اسکے روز و شب | مطلق نہین کسی کا اسے پاس ننام و ننگ

شکوۂ فلک تا کجا چاہیے کہ دامن صبر و ثبات استقلال سے چھوٹے سلسلۂ شکیبائی نہ ٹوٹے کہ ابیات

کبھی تو یہان ہی نسیم بہار | کہین باد صرصر ہی اور چند خار | کہین کونپلین اور پتے ہرے
کہین پت جھڑ اور ڈنڈ سوکھے کھڑے | کہین شور مرغولۂ عندلیب | کسی جا پہ ہی نالۂ واحبیب
کہین ایک گلشن بروسند ہی | کہین کانٹون سے راستہ بند ہی | کہین طوطیان خوشنوا کی دھوم
کہین شور کرتے ہین یان چند بوم | کسی شے کو یان کی نہین اعتبار | خزان کے تصرف مین ہی یہ بہار
نہ گل کو بقا نے ثمر کو ثبات | کبھی رات سے دن کبھی دن سے رات | بہار نے رو کر گریبان کو تار تار کیا

اور مانند ابر نو بہار کے گریان ہو کر کہتی تھی کہ ای چرخ جفا پیشہ یہ کیا تو نے بیحال کیا ہی مجھ خانماں آوارہ کو اب کسکا سہارا ہی کہان جاؤنگی کسکی ہو رہونگی نظم۔

پا برہنہ خاک پر مجھ کو پھرائے دربدر		خاک کے سر پر کرے دامان گل کا سائبان	
ابر دریا بار کو برسائے دشت خاک پر		خشک کھیتی مزرعہ امید بہر پیر و جوان	
ہنس کو موتی چگاتا ہی سدا یہ بے تمیز		پوست کھینچے پر بہا کا دیکھے مشت استخوان	
میل کھینچے دیدۂ بینا مین یہ تاریک عقل		پر کرے کحل الجواہر دیکھے چشم سرمہ سان	
تا کجا کیجے بیان اس سفلہ خو کا اب مزاج		اک تیرے پر نہین گاہے چنین گاہے چنان	

اسوقت عمرو نے ہر ایک کے اشک حسرت پونچھے اور مہرخ سے کہا کہ تمنے خود نجوم مین دیکھا ہی کہ اسد طلسم کشائی کریگا افراسیاب کو ماریگا پھر اس قدر شور گریہ مچانا زیبا نہین بجاے ملکہ مہ جبین کے تخت سلطنت پر ملکہ کے آنے تک بیٹھو اور لشکر سنبھالو انشاء اللہ عنقریب اسد رہائی پاے گا وہ جامع المتفرقین ہمکو اس سے ملائیگا یہ اولاد صاحبقران ہین ایسے قران صعب بہت اپنے واقع ہوتے ہین کچھ اسکا غم نہ کرو افراسیاب اگر شاہزادے کو قتل کرے تو بایمان خود گلیم اوڑھکر بیچے سر کاٹ ڈالون اب تم توکلت علی اللہ قدم ہمت بڑھاؤ کچھ وسواس دل مین نلاؤ غصہ لعد ریج و غم کے عمرو نے ملکہ مہرخ کو تخت سلطنت پر بٹھایا کہ جب تک مہ جبین قید سے رہا ہو آپ حکومت کرین مہرخ نے ناچار قبول کیا پھر ویسا ہی سامان برپا ہوا سردارون نے نذرین دین تھاپ طبلے پر پڑنے لگی لیکن عمرو واسطے تدبیر عیاری کے روانہ ہوا اس طرف برق خاطف ایک لاکھ فوج ساحران سے ابر مین چمکتی ہوئی بڑے تزک و احتشام سے داخل لشکر حیرت ہوئی اور نامۂ افراسیاب کا متضمن بہ گرفتاری اسد و مہ جبین اور بھیجنا برق خاطف کا بہر مقابلہ مہرخ ملکہ حیرت کو پہونچایا حیرت نے استقبال برق خاطف کا کرایا لشکر کو اتروایا بارگاہ فلک فرسا استاد کرائی سامان راحت مہیا کر دیا برق خاطف بارگاہ مین آکر تخت پر مثل برق کے چمکنے لگی خوف سے عیارون کے ظاہر بصورت اصل نہ ہوئی جو بارگاہ مین آتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ تخت پر بجلی کوند رہی ہی اس حال کی خبر طائران پرند نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی یہ تدبیر حفاظت لشکر مین مصروف ہوئی لیکن برق خاطف نے ایک نامہ مہرخ کو اس مضمون کا لکھا کہ اگر میرے پاس آئے تو خطا تیری مین شہنشاہ سے معاف کرا دون ملک مال دلا دون سرکشی سے باز آ اطاعت مین گردن جھکا ایک پتلے کو بھر کر کے نامہ دیا اسنے لاکر مہرخ کو دیا اسنے نامہ پڑھ کر جواب لکھا کہ اے برق خاطف آگاہ ہو کہ عمرو سربرندہ جادوگران ہی عیارون سے ہر اک ساحر پناہ مانگتا ہی جائیے کہ فرمانبرداری شہنشاہ عمرو کی اختیار کرو ورنہ اپنی سزا اپنے کنار مین دیکھے گی پتلے نے نامے کا جواب لاکر برق خاطف کو پہونچایا یہ پڑھتے ہی مثل شعلۂ جوالہ کے اسی وقت لشکر مہرخ کی طرف چلی

اسکے لشکر نے جو اُسے جاتے دیکھا قرنا اور نفیر بجائی اور بعجلت تمام طائران بحر پر سوار ہوکر ساتھ ہوئے اسکے آنے کی خبر مہرخ نے سُنکر جلد اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور سب فوج کے سردار سوار ہوئے اور آکر مقابل برق خاطف کے ٹھہرے۔ برق خاطف نے چمک کر گرنا شروع کیا نامی ساحر دن نے سحر کر کے چالیس سپر بن سر پر سایہ کین سب دیکھتے ہین گھٹا چھائی ہی بجلی کوندھ رہی ہی لشکریان مہرخ پر چمک چمک کر گرتی ہی کہ خرمن ہستی اُنکا جلا کر خاک کرتی ہی عجب غوغا دونون لشکرون مین برپا تھا سر چل رہا تھا لاش پر لاش گرتی تھی رن کے کھیت ہرے بھرے تھے تار نفس کے جھولے کشاکش مین پڑے تھے شام تک ہزار دن ساحر نامی رہرو ملک عدم ہوئے قریب شام برق خاطف پکاری کہ اے مہرخ یہ نمونہ اپنے غضب کا مینے تجھے دکھایا ہے اسوقت تو بھری جاتی ہون کل تم سب کا نقش ہستی مٹا دونگی بے گور و کفن خاک مین ملا دونگی یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی مہرخ بھی رنجیدہ و دل کبیدہ بارگاہ مین داخل ہوئی لشکر پھرا ہر ایک کے دل مین خوف زیادہ پیدا ہوا بزدلے بھاگ گئے بہادر دعا کرتے تھے نظم

	خداوندا بگردانی بلا را		زبون گردان زبردستان مارا	
	بحق آن دو گیسوئے محمدؐ		ازین آفت نگہداری تو مارا	

لیکن عمرو جو واسطے عیاری کے چلا لشکر برق خاطف کے قریب پہونچا دیکھا لشکر حیرت سے کچھ فاصلے پر قریب ایک دریا کے فوج اُتری ہوئی ہی عمرو صورت ایک نوجوان کی بنکر دریا مین اُترا اور غوطے لگانے لگا اتفاقاً ایک خدمتگار برق خاطف کا ادھر آنکلا اُسنے عمرو سے پوچھا کہ میان گبرو دریا مین سے کیا نکالتے ہو عمرو نے کہا جو تقدیر کا ہوتا ہے کوڑی پیسہ روپیہ وہ مل جاتا ہے اُسنے کہا ہم پیسے پھینکین تم نکالو گے عمرو نے کہا ہان خدمتگار نے پیسے پھینکے عمرو غوطے لگا کر نکالنے لگا جب پیسے ہو گئے خدمتگار نے کہا اب کل آنا آج ہم جاتے ہین ہماری نوکری کا وقت ہی برق خاطف بیحوان اُسوقت پئین گی میری تلاش ہو گی یہ کہکر چلا عمرو بھی دریا سے نکلکر اسکے ساتھ ہوا اور کہا آج یہ بتا کو بیحوان مین بھرنا نایاب زلف ہے اگر سند آجائے تو مین تمھین دوکان بتلا دونگا اُسنے بتا کو لی عمرو نے کہا سونگھو کیا خوشبو ہی اُسنے سونگھی چھینک آئی اور بیہوش ہوا عمرو اُسکے کپڑے پہن کر اور اسی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ برق خاطف مین آیا دیکھا تخت پر ایک بجلی کوند رہی ہے عمرو نے پکار کر کہا حقہ حاضر ہے یہ صدا سُن کر وہ بجلی ٹھہری اور اکٹھا ہو کر تخت پر عورت سنہرے بدن کی آکر بیٹھی جسم اُسکا اس طرح چمکتا تھا کہ جیسے سورج کی جوت ہوتی ہی عمرو نے بیحوان لاکر سامنے لگایا وہ عمرو کو بغور دیکھنے لگی اسوقت عمرو نے وہ شیشہ کمر سے نکالا جو ہوشیار کو قتل کر کے پایا تھا اور اس مین سے پانی چلو مین لیکر ایک چھینٹا

برق خاطف کے مارا کہ بیہوش ہوکر گری لیکن جس تخت پر بیٹھی تھی وہ اُس کے بیہوش ہوتے ہی اُڑکر طرف فلک کے چلا گیا عمرو حیران ہوکر بھاگا ادھر مہرخ سے آکر کہا کہ برق خاطف مع تخت کے اُڑگئی یہ سنتے ہی مہرخ نے نفیر سحر بجائی سب فوج تیار ہوئی سب کو لیکر لشکر برق خاطف پر آگری وہ لوگ غافل اُترے ہوئے تھے اول ہی حملے مین ہزار دن مارے گئے باقی ہوشیار ہوکر لڑنے لگے سحر چلنے لگا ہر طرف سے فوج گھر آئی شور بگیر و بہ بند کا بلند ہوا ہزار ہا اژدر آتش فشان ایک ایک نارنج اور ناریل سے ساحرون کے نکل نکلکے فوج کو نکلنے لگا صدہا تیر مثل شہاب ثاقب کے چلنا ہوا فلک پر سے گرتا تھا اس ہنگامۂ قیامت خیز کی خبر ملکہ حیرت سُنکر سوار ہوئی اور آکر لشکر مہرخ کو رد کنے لگی کر نظم

ہوے جسدم علم شمشیر و بازد	دو دستی پیٹا ہر فقنے نے تر تو
یہ اُن گردون رکابونکا ہوا جوش	سر خورشید سے بھی اُڑگیا ہوش
سنان نیزہ کا شعلہ تھا یہ تیز	کہ شاخ آہکی ہوئی تھی شاخ گلریز
دل ہر سنگ برق تیغ سے آب	صدلے کرنا سے تھا کوہ یہ آب
بھری ایسی عقاب تیر مین باد	کہ مرغ آسمان کرتا تھا فریاد
شرر افشان تھے یہ گوپال و شمشیر	کہ خاکستر ہوا تھا بیشۂ شیر
ہوا تھا موجۂ خون سے جو تر زین	کہ زرین کیا دامن صحرا تھا رنگین

برق خاطف کا لشکر بہت کام آچکا تھا اور غفلت مین جو اپر سحر کی مار پڑنے لگی بس تاب نہ لاسکے اور بھاگے ہر چند کہ حیرت نے لڑائی کو سنبھالا لیکن جب برق خاطف کی فوج بھاگی لشکر حیرت بھی پس پا ہوا اور اُسوقت حیرت نے طبل امان بجوایا اور مہرخ کو بھی حیرت کا خوف تھا یہ بھی پھری لشکرون نے کر غلولی سب نے عمرو کی بہت تعریف کی ہنگامۂ بزم نشاط گرم ہوا لیکن تخت برق خاطف کا اُڑتا ہوا باغ سیب مین پاس افراسیاب کے آیا افراسیاب نے سحر رد کرکے اُسکو ہوشیار کیا اور کتاب سامری دیکھی حال معلوم ہوا کہ تیرے ہی سحر نے اسے ذلیل کرایا یعنے شیشۂ آب سحر سے عمرو نے اسکو مار ڈالا ہوتا ساحرہ زبردست تھی اسکے بیر اسکو اُڑا لائے اِدھر برق خاطف ہوشیار تو ہوئی مگر آب چشمۂ سامری کا اُسنے چھینٹا کھایا تھا اسوجہ سے بیمار ہوگئی اور رخصت ہوکر اپنے گھر کی طرف گئی افراسیاب نے اسوقت تیلا سحر کا بھیجکر دوسری برق کو طلب کیا کہ نام اُسکا برق محشر ہے جب خبر تیلے نے اسے دی وہ بڑے کروفر سے مع اپنے فرزند ارجمند عدد جادو کی خدمت شاہ مین حاضر ہوئی افراسیاب نے کہا اے برق محشر تم جاکر شراکت ملکہ حیرت کی کرو اور فوج مخالف سے لڑو یہ حکم پاکر برق محشر ایک لاکھ

ساحر لیکر روانہ ہوئی اور تخت اُسکا ابر مین غائب ہوا خیمہ ڈیرا لدگیا بڑی اولوالعزمی سے چمکتی ہوئی شعلہ باری کرتی چلی نظم

وہ لشکر اور سرداران لشکر	چلے مہ کے عقب مانند اختر
تک وتاز سواران کا یہ اسلوب	کہ وہ میدان تھا پیچیدہ مکتوب
وہ رایت مختلف تھے جنکے الوان	فرنگستان ہوا اُن سے بیابان
قیامت شور و شر ہر چار سو تھا	کہ طوفان سے تلاطم وہ فزون تھا
ہوا تھا زہرہ گاؤ زمین خون	زمین کیسی سراسیمہ تھا گردون
جنود اُسکا کران سے تاکران تھا	نہ تھا لشکر کہ وہ ریگ روان تھا

غرضکہ بعد قطع منازل لشکر اسکا قریب لشکر مہرخ کے کہ وہان سے دو منزل کا فاصلہ اردو سے مہرخ کا ہوگا آکر پہونچا اور صحرائے سبزہ زار مین ایک باغ نہایت پرتکلف تعمیر تھا وہان اُتاکس لیے کہ طلسم مین ہر ایک مقام پر افراسیاب نے اپنی سیرگاہ اور باغات بنائے ہین برق محشر آکر باغ مین اُتری لیکن یہان سے قریب ایک کوہ پر شکوہ ہو کہ وہان کی مالک ایک ساحرہ ہو باران جادو نام کہ حسن وجمال مین اپنا عدیل ونظیر نہین رکھتی ہے بہت سے ساحر اُسپر شیفتہ و دلدادہ ہین منجملہ اُن کے رعد جادو فرزند برق محشر کا بھی اس آفت روزگار پر عاشق ہے جب لشکر اس جگہ پر برق محشر کا اُترا رعد جادو واسطے دیکھنے اپنی معشوقہ پری پیکر کے روانہ ہوا اور اُس کے مکان پر جب پہونچا ایک ساحرہ اُسکی ملازم کو بلوا کر بہت کچھ زر وجواہر دے کر اس بات پر اُسے آمادہ کیا کہ وہ باران جادو کو بالاے بام لیکر آئے تاکہ بمقتضائے ؎

آسمان اور زمین کا ہی تفاوت ہر چند	اے صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

نظارۂ جمال عاشق ذلیدہ حال کرلین وہ ساحرہ گئی اور کسی بہانے سے باران جادو کو کوٹھے پر لے کر آئی رعد اُسکی صورت زیبا کے دیکھنے مین محو ہوا اُسوقت باران کے اور چند عاشق آگئے اور رعد کو زیر قصر معشوقہ دیکھکر آتش رشک مین جلے اور ایسا سحر کیا کہ رعد غفلت مین گرفتار ہوگیا اُنھون نے گرفتار کر لیا اور رشکین باندھ کر لے چلے کہ اسکو کسی جنگل مین چل کر مار ڈالین کس لیے کہ یہان سے قریب اس کی مان برق محشر اُتری ہوئی ہے یہان قتل کرنا اس کا اچھا نہین یہ سوچکر رعد کو لے کر چلے یہ ساحر تو اسے لیے جاتے ہین لیکن عمرو بارگاہ سے نکلکر صحرا مین آیا اور دل سے کہتا تھا کہ برق خاطف بھاگ گئی ہے یقین ہے کہ افراسیاب کوئی اور بلا بھیجے گا

اسی فکر مین تھا کہ دو تین ساحرون کو دیکھا کہ ایک نوجوان کو گرفتار کیے لیے جاتے ہین عمرو نے خیال کیا کہ اس مجرم کو اگر رہا کرو نگا یدا حسان متذہو کر تمھارا شریک ہوگا آثار عظمت اسکے چہرے سے ظاہر ہین یقین ہو کہ کوئی ساحر نامی ہی یہ تصور کر کے ایک درے مین پہاڑ کے ٹھہر گیا جامہ کہ جو سات رنگ دمیدم بدلتا ہی نکال کر پہنا اور مقوے کے دس سر اپنی صورت کو چھپا کر سر کے اوپر لگائے اور کئی ہاتھ بنا کر لٹکائے سرون مین کئی کئی منہ تھے کہ ہر منہ سے رباتین مثل ار سیاہ کے باہر آتی تھین اور وہ روغن اپنے جسم پر ملا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر بن مو سے شعلہ آگ کا نکلتا ہی جب اس صورت سے تیار ہو چکا سفید مہرہ لیکر بجایا اس مہرے کی صدا سے دیو ناچنے لگتا ہی ساحر جو رعد جادو کو لیے جاتے تھے وہ صدائے مہیب سنکر بیکل ہوے اور خوفناک ہو کر دیکھنے لگے کہ سامنے سے عمرو ظاہر ہوا انھون نے دیکھا کہ ایک شخص مہیب صورت دس سر والا کہ جسکے جسم سے آگ نکلتی ہی اور جامہ اسکا کبھی سرخ اور کبھی نیلا اور کبھی سیاہ اور کبھی سبز اور زرد وغیرہ ہوتا ہی ہماری طرف آتا ہی یہ سب ساحر مارے خوف کے سجدے مین گر پڑے اور عمرو پکارا کہ منم عزرائیل یعنے ملک الموت خداوند تعالا وہ ساحر صدا سنکر تھر تھر کانپنے لگے اور پوچھا کہ آپ کیون تشریف لائے ہین عمرو نے کہا تم اس گنہگار کو قتل کرنے لیے جاتے ہو مین اسکی روح قبض کرنے آیا ہون اور تمھاری بھی عمر تمام ہو چکی ہی عنقریب تم سب کی بھی روح قبض کرونگا ان ساحرون نے بمنت عرض کیا کہ اے ملک الموت خداوند کوئی تدبیر ایسی فرمایئے کہ ہم ابھی نہ مرین اور کچھ زمانہ تک تو زندہ رہین عمرو نے کہا کچھ خیرات کرو شاید خداوند کو رحم آئے انھون نے جو کچھ مال اور جواہر اپنے پاس رکھتے تھے وہ عمرو کے حوالے کیا عمرو نے ایک سیب نکال کر انھین دیا کہ اسکی ایک ایک قاش کھاؤ عمر بڑھ جائیگی ان سب نے سیب لیکر کھایا ایک لمحہ مین بیہوش ہو کر گر پڑے عمرو نے تاثیر کی کہا اے ملک الموت ہمارا جی سنتا ہی عمرو نے کہا عمر بڑھتی ہی رگین کھنچتی ہونگی غرضکہ دم بھر مین وہ سب بیہوش ہوے عمرو نے خنجر لیکر سب کے سر جدا کیے غلغلہ اور شور برپا ہوا رعد جادو جو بزور بھر کر دنگ تھا انکے مرتے سے گویا اور شنوا ہوا شعلے آتش کے اور غل و شور بیرون کا دفع ہوا رعد نے عمرو کو گھورنا شروع کیا عمرو نے کہا مین نے تیری جان بچائی ہی اور تو مجھے گھورتا ہی رعد نے کہا آپکا نام کیا ہی کہا فرشتہ قدرت رعد نے کہا اے ملک قدرت مجھے ان ساحرون نے غفلت مین گرفتار کر لیا ورنہ مین فرزند برق محشر کا ہون بزور زمین مین غرق ہو کر حریف کے برابر نکلتا ہون اور مثل رعد کے اس طرح چیخ مارتا ہون کہ ساحر کا سر پھٹ جاتا ہی اور جو بڑا زبردست ساحر ہوتا ہی اگر اسکا سر نہین پھٹتا تو بیہوش ہو جاتا ہی مان میری اوپر سے بجلی کی طرح گرتی ہی اسکو دو ٹکڑے کرتی ہی لہذا ہم دونون کو افراسیاب نے بہر مقابلہ مہرخ بھیجا

ہو جاکر سب کا ہم خاتمہ کر دینگے جب عمرو نے یہ ماجرا سنا دل سے تصور کیا کہ خوب ہوا جو تم اسکو مل گئے ورنہ بڑی مصیبت پڑتی اب اسے بھی ہلاک کرو عمرو کو یہ فکر ہوئی تھی کہ یکایک ابر پیدا ہوا اور برق مخشر اپنے فرزند کو ڈھونڈھتی ہوئی بڑے جوش و خروش سے عنقریب آکر پہونچی کس لیے کہ جب اسنے رعد کو مقام فرودگاہ مین نپایا خیال کیا کہ لشکر حریف قریب ہوا ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار اسے مار ڈالے الحاصل جب عمرو نے برق مخشر کی آمد دیکھی گلیم اڑھا کر غائب ہو گیا رعد کو یقین واثق ہوا کہ یہ ملک قدرت خداوند تھا اور ادھر برق مخشر اپنے بیٹے کو پہچان کر زمین پر اتری اور عورت بنکر فرزند کو گلے سے لگایا ساحران کی لاشین پڑی ہوئی دیکھ کر حال پوچھا کہ انھین کس نے ہلاک کیا رعد نے جملہ کیفیت اپنی گرفتاری کی اور آنا ملک قدرت کا بیان کیا اور کہا ابھی وہ یہان کھڑے تھے آپ کو آتے دیکھ کر چلے گئے برق مخشر نے کہا وہ بڑا کم نصیب تھا جو چلا گیا اگر میرے سامنے آتا تو دامن امید اسکا گوہر مقصد سے مالا مال کر دیتی رعد نے کہا وہ فرشتہ قدرت ہین اور یکایک کھڑے کھڑے غائب ہو گئے شاید ابھی یہان تشریف رکھتے ہون مین پکارتا ہون یہ کہکر پکارا کہ اگر آپ یہان ہون تو ہمپر کرم فرمایئے امان جان آئی ہین عمرو نے یہ صدا سنکر گلیم اتاری اور ظاہر ہوا برق مخشر نے بعجز تمام جھک کر تسلیم کی اور عرض کیا کہ آپ ہمارے محسن ہین ہمارے لڑکے کو آپ کی وجہ سے خداوند سامری نے دوبارہ خلعت حیات عنایت فرمایا چاہیئے کہ میرے غریب خانہ پر حضور قدم رنجہ فرمائین جہان مین فروکش ہون وہان چلین جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا آپ کی خدمت کرونگی عمرو نے کہا کیا مضائقہ برق مخشر نے کچھ پڑھا کر ایک تخت جواہر آگین اڑتا ہوا آیا اسپر عمرو اور رعد کو سوار کیا اور برق مخشر اسی طرح بجلی بنکر چمکتی ہوئی ساتھ چلی یہان تک کہ مقام فرودگاہ پر اپنے لائی عمرو باغ پر بہار مین اترا دیکھا اس جگہ ہر سمت درختہاے میوہ دار لگے ہین بیچ پھولے پھلے ہین کہ ابیات

زمین کا کرون کیا مین وانکی بیان	کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیان
بنی سنگ مرمر سے چوپڑ کی نہر	گئی چار سمت اسکے پانی کی لہر
قرینے سے گرداسکے سرو سہی	کچھ اک دور تھے اس سے سیب و بہی
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن	کہین نرگس و گل کہین یاسمن

باغ مین قصر عالیشان بنا ہوا اسمین ہر ایک چیز نایاب زمانہ ہو عمرو کو برق مخشر نے مسند پر بٹھایا کنیزان پرازر و جواہر حاضر کین اور عرض پیرا ہوئی کہ یہ حضور کے لائق نہین ہین لیکن براہ کرم انھین قبول فرمایئے اور سچ تبلایئے کہ آپکا نام کیا ہو عمرو نے کہا تبلا چکا ہون کہ میرا نام فرشتہ قدرت ہو پھر پوچھنا

بیکار ہی یہ سنکر برق محشر نے صندوقچہ اپنا منگاکر ورق جمشیدی نکالے اور اُن مین دیکھا کہ یہ شخص فرشتۂ قدرت ہی یا کوئی اور ہی اُن اوراق مین نکلا کہ یہ عمرو عیار ہی مہرخ کا طرفدار ہی اسنے تیرے بیٹے کی جان بچانے کو یہ صورت بنالی ہی کچھ دیکر اُسے رخصت کردے ورنہ کچھ فتور کریگا اور اگر بن پڑے تو مار ڈال کہ یہ بڑا مکار ہی یہ حال دیکھکر برق محشر نے بنگاہ غضب عمرو کی جانب دیکھا عمرو نے کہا اب تیری بھی شامت آئی ہی جو تو گھورتی ہی مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی ہی مثل مشہور ہی نیکی برباد گنہ لازم برق محشر نے جواب دیا کہ مصرعہ جنکو سمجھے تھے مسیحا وہ ہلاکو نکلے + تیرا نام عمرو ہی خوب اسوقت بمقتضائے ع معاف دھوکا دے رہے ہین مجکو بازیگر کھلا + مجھے فریب مین تو نے لیا ای دشمن شہنشاہ اب کہ تیرا کیا حال کرون عمرو نے کہا دیوانی ہی یہ کہکر بچگئی اس وقت اب جو تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نکہ برق محشر نے کہا تو نے مجھپر احسان کیا ہی کیا تیرے ساتھ بدی کرون مجھسے یہ زر و جواہر جو تیرے سامنے رکھا ہی لے اور چلا جا عمرو نے کہا چلے نہ جائینگے تو کیا تیرے یہان رہنے آئے ہین یہان تو عمرو سے باتین ہو رہی تھین لیکن ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ برق محشر پر کیا گذری کتاب مین نکلا کہ برق محشر نے عمرو کو اپنے مقام پر لاکر مسند پر بٹھایا ہی زر و گوہر پیش کش کیا ہی باتین کر رہی ہی یہ معلوم کرتے ہی آگ ہوگیا اور مخمور سرخ چشم اسکی معشوقہ بہن خمار کی بناز و ادا پاس بیٹھی تھی واضح ہو کہ خمار اور مخمور مثل بہا کے معشوقہ افراسیاب ہین لیکن ان دونون نے بھی بخوف ملکہ حیرت کے دخل منظور نہین کیا ہی اور ساحرہ بے بدل ہین غرضکہ مخمور سے افراسیاب نے غصہ مین حکم دیا کہ ملکہ برق محشر قریب لشکر مہرخ ایک باغ مین عمرو کو لیے بیٹھی ہی تم جاکر عمرو کو گرفتار کرلاؤ اور اگر برق محشر کچھ بولے تو اُسے بھی سزا دینا مخمور یہ حکم پاکر بحر کے آڑی اور بعجلت تمام برق محشر کے پاس پہونچی اُسنے بڑی تعظیم تواضع کرکے اُسے بٹھایا لیکن مخمور نے ڈانٹا کہ ای برق محشر دشمن کو تمنے لاکر مقام عزت پر بٹھایا ہی شہنشاہ کو غصہ آیا ہی خیریت اسمین ہی کہ عمرو کو گرفتار کرکے لے جانے دو ورنہ شر کرو ورنہ آفت آئیگی جان پر بن جائیگی برق محشر نے کہا ای بہن عمرو نے میرے لڑکے کی جان بچائی ہی یہ میرے دین و ایمان سے بعید ہی کہ اسے اسوقت کسی آفت مین مبتلا کرون مخمور نے کہا بی بیٹھی رہو افراسیاب کو دیکھو اسوقت دھرم دین سب طاق پر رکھو کیون ناحق اپنے تئین برباد کروگی اور تم اگر اسکی نسبت جان بھی کھو دو مگر مین حکم عدولی شہنشاہ کی نکرونگی اس موے کو گرفتار کرکے لے جاؤنگی اسوقت کہ برق محشر اور مخمور سے تکرار ہوتی تھی عمرو نے قابو پاکر اُسی شیشے سے جو کہ ہوشیار سے پایا تھا پانی لیکر ایک چھینٹا مخمور کے منھ پر مارا کہ یہ بیہوش ہوکر گری اور عمرو خنجر کھینچکر دوڑا مگر فی الفور ایک پنجہ پیدا ہوا اور مخمور کو اُٹھا لے گیا برق محشر نے کہا

ای عمرو اب تم جلد یہان سے چلے جاؤ اور مین بھی طلسم مین کہین جاکر چھپونگی افراسیاب اب دشمن ہوگیا
جہان پائے گا مجھے مار ڈالیگا تم نے غضب کیا جو مخمور پر دست اندازی کی عمرو نے کہا اے برق مخشر مصرع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست :: اور کہین کیون جاکر پوشیدہ ہو میرے ساتھ لشکر مہرخ مین چلو
اور باآرام تمام لبسر کرو تمنے آج تک دیکھا جو کہ ہمارے شریک ہوے بفضلہ تعالیٰ زندہ اور سالم اکر دنکے
ساتھ موجود ہین اور انشاء اللہ چند روز مین طلسم فتح ہوگا ہمارے شریک جو ہین پھر اُنکے مراتب پیش
صاحبقران دیکھنا اور بالغرض تمھارے نزدیک ہم لوگ افراسیاب سے مغلوب بھی ہوئین گے
جب بھی یہ تصور کرلو کہ جو تمھارا حال ہوگا وہی ہمارا حال ہوگا مرگ انبوہ جشنی دارد آگے تم جانو جو
میرے نزدیک بہتر تھا وہ بتلا دیا برق مخشر نے کہا خواجہ سچ کہتے ہو چلو ہم تمھارے شریک ہوے بھاگنے
اور چھپنے سے یہی بہتر ہو کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دین اور حوصلہ دل کا نکال لین خیر بسم اللہ یہ کہکر اُٹھ کھڑے
ہوئے لشکر کو حکم دیا کہ نقارہ کوچ کا بجے بموجب حکم طبل سفر بجا خیمہ ڈیرا لدا برق مخشر تخت پر سوار ہوئی
عمرو کو برابر بٹھالیا اور رعد کو ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ بڑے کروفر سے چلی لیکن یہاں مخمور جب
ہو تیار ہوئی اُسنے عرض کیا کہ مین برق مخشر سے عتاب و خطاب کر رہی تھی کہ عمرو نے چھینٹا پانی کا
اُنکے اوپر مین بیہوش ہوگئی افراسیاب نے یہ ماجرا سُنکر کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ شیشۂ آب بحر سے
اُسنے بھی عمرو نے بیہوش کیا تھا اور اب برق مخشر شریک اُسکی ہوکر طرف لشکر مہرخ کے گئی یہ معلوم کرکے
دستک دی ایک تپلا پیدا ہوا اُسکو حکم دیا کہ برق لامع کو بلا لا تپلے نے جاکر اُسکو خبر دی برق لامع
جب حاضر ہوئی افراسیاب نے حکم دیا کہ تم جاؤ لشکر مہرخ کی طرف برق مخشر جاتی ہو اُسکو گرفتار کرو
برق لامع بڑے تزک و احتشام سے ایک لاکھ ساحر اپنے ملازم ہمراہ لیکر چمکتی ہوئی روانہ ہوئی
اور اثنائے راہ مین اُسنے خیال کیا کہ برق مخشر لشکر مہرخ مین تو جاتی ہی پھر اثنائے راہ مین روکنا بیکار ہی
اُسکو وہین مع اُسکے رفیقون کے گرفتار کرونگی مین دوہری محنت بھی نہ پڑیگی اور ناموری بھی زیادہ ہی یہ
سوچکر اُسی سمت چلی اور بعجلت تمام راہ طے کرکے قریب لشکر حیرت پہونچی حیرت نے استقبال کیا
بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اترا برق لامع بارگاہ مین دن بھر بخوف عیاران بجلی بنی رہی جب پچھلا پہر
دن باقی رہا اور مشعل مہر بزم گردون مین گل ہونے لگی اور شمع انجمن افروز ماہ کی روشنی محفل
کائنات مین ہوئی نظم

ہوا دریاے مغرب مین فرو مہر اُٹھا ایسا غبار لشکر زنگ		کہ گرد آلودہ ہی دھونے ذرا چہر کہ تھا رخت جہان کعبے کا ہم رنگ	

برق لامع بارگاہ مین ظاہر ہوئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم نقارہ رزمی پر چوب پڑی تہلکہ لشکر مین پڑگیا طائران بحر نے جاکر مہرخ سے عرض حال کیا یہان بھی نفیر تحزبجی اب تیاری اسباب جدال و قتال دونون لشکرون مین شروع ہوئی کہ نظم

جو تھے اُس جا پہ شایان ایالت — لگے کرنے وہ تدبیر شجاعت
کیے تیار وہ ہراک نے نارنج — کہ پہونچے اُس سے دشمن کو بہت رنج
ہراک تھے اپنے فن مین ایسے کامل — کہ بحر سامری کرتے تھے باطل
معاذاللہ جو وہ ہوئین غضبناک — نظر آئین فلک بھی اک کف خاک

چار پہر رات تک یہی ہنگامہ برپا رہا جبونت کہ دارالامارۃ مشرق سے شاہ زرین کلاہ نے برآمد ہوکر سر بر سپہر پہ بہ کرّ و فر تمام جلوس فرمایا اور دارائے ظلمت سامنے سے رو بفرار لایا کہ نظم

اٹھی محفل سے آخر شمع نمناک — گریبان بھر آیا نظر چاک
فلک پر شاہ خاور کا عمل تھا — روان لشکر بے جنگ و جدل تھا

برق لامع ابر بحر مین چمکتی ہوئی ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیے اور حیرت بنگلہ زنگار مین سوار بجمعیت بسیار وارد دشت مصاف ہوئی اس طرف مہرخ اور بہار وغیرہ فوج لیکر آئین ہر طرف بوق کی صدائے گوش فلک کر تھا ساحرون کے غول چلے آتے تھے ایک ہنگامہ شور و شر تھا اول ابر بحر برسا کر بجلیان گرا کر صحرا کو پاک و صاف کیا پھر نقیبون نے نکل کر بہادرون کا حوصلہ بڑھایا نظم

شجاعو چلو لڑنے والو بڑھو — زمانے مین کچھ نام پیدا کرو
نہ دارا ہی باقی نہ کاؤس ہی — نہ گودرز و بیژن نہ یان طوس ہی
نہ شنکل نہ بزرو نہ شنکادہ ہی — فریدون کہان ہی کہان کادہ ہی
جہان مین شجاعت سے ہی نام نیک — وہی زندہ ہی جس سے ہو کام نیک

ہان ای نامدارو آج اس میدان سے سرخ رو ہوکر پھرنا باپ دادا کے نام کی شرم رکھنا جب نقیب کنار ہوے برق لامع میدان مین آکر تڑپنے لگی اور جو ساحر مہرخ کی طرف سے نکلا برق لامع چمک گری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے اور پھر پرزے ہوا بجلی کی طرح تڑپنے لگی سب کی نظر خیرہ تھی کچھ چمک کے سوا دکھائی نہ دیتا تھا آخر یہ بند ہوا اب کوئی مقابل ہونے کو نہ گیا اسوقت برق لامع صف لشکر پر آگری ہزارہا کو جلایا اور ہلاک کیا ساحران نامی رو بھر بڑھنے لگے اور ساری فوج مین بھگدر پڑ گئی اسوقت مہرخ نے تاج اتار کر بدرگاہ کبریا محتاج ہوکر استغاثہ کیا کہ نظم

یا فاطمہ بنت مصطفٰے مدد ے		دے مظہر ذاتِ کبریا مدد ے	
بر قصد ہلاکم ست این گربۂ فوج		ای زوجۂ ضیغم خدا مدد ے	

تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا یکایک ابر صحرا سے نمودار ہوا اور اس ابر مین نشان لشکر کا پرچم اڑتا ہوا نظر آیا ہزارہا ساحر اژدہون پر سوار اور تخت پر برق محشر مع عمرو کے بڑی رونق سے آئی نظم

ظفر پیکر جو لشکر کا نشان تھا		وہی پشت و پناہِ موسنان تھا	
سر دامن سے وابستہ ظفر تھی		چمک سے اُسکے خیرہ ہر نظر تھی	
پئے دشمن ہوا ہی تیر خامہ		لکھون اُس کو مین سطر فتح نامہ	
ہر اک سو جنگ دیدہ مرد فوج		روان تھے دشت مین ہر سو چون موج	

خلاصہ کلام لشکر برق محشر نے ایک طرف پر اجایا اور برق محشر نعرہ کرکے بجلی بنکر لشکر پر برق لامع کے جا گری ہزارون کو اُسنے بیجان کیا یہ ماجرا دیکھکر برق لامع حریف پر گرنا موقوف کرکے پھری اور برق محشر سے جاکر لپٹ گئی اب تو دو بجلیان بر روے ہوا پیچ و تاب کھاتی نظر آتی تھین اور سوا برق کی ترپ کے میدان مین کچھ دکھائی نہ دیتا تھا ہر بار صدایا سامری اور جمشید کی ساحر سناتے تھے باجے بجاتے تھے علم ہاے لشکر بلند ہوتے تھے ڈنکے پر چوب پڑتی تھی وہ غلغلہ برپا تھا کہ شور محشر بھی ایسا ہی ہوگا رعد جادو تخت پر سے کود کر زمین مین مزور سحر غرق ہوا اور برق محشر گتھی ہوئی برق لامع سے زمین پر گری اب دونون بجلیان زمین پر لوٹنے لگین اُسوقت زمین شق ہوئی اور رعد جادو نے سر نکالا جہان برق لامع لوٹ رہی تھی وہین پر رعد نکلا اور اس طرح کی چیخ ماری کہ جیسے ہزار دہ ہزار بجلیان ایک بار گرین برق لامع ازبسکہ ساحرہ زبردست تھی نہین تو سر پھٹ جاتا لیکن بیہوش ہوگئی اور برق محشر چمک کر اڑ گئی وہان سے کڑکڑا کر اور تڑپ کر چاہتی ہی کہ برق لامع پر گرے لیکن اسکو بھی یک بیک اُٹھا لے گیا اسکے لشکر سے رعد نے نکل کے پھر چیخ ماری کہ بہت ساحرون کے سر پھٹ گئے اور بہت سے بیہوش ہوے اُسوقت برق محشر چمک کر گرنے لگی جبر گری دو ٹکڑے ہوا فوج برق لامع کی پسپا ہوئی یہ ماجرا دیکھکر حیرت نے فوج کے سردارون کو حکم دیا کہ روکو اُسکو اُدھر مہرخ آگے بڑھی لشکر حیرت اور مہرخ آپس مین مل گئے سر چلنے لگا لیکن رعد دمبدم زمین سے نکل کر چیختا تھا اور برق محشر گر رہی تھی ایک تہلکہ عظیم برپا ہوا تھا تاریخ اور ترنج چلاتا تھا کسی طرف سے بہار نے عالم بہار ظاہر کرکے ساحرون کو دیوانہ بنایا تھا کسی سمت سرخ مونے کا کل کھولکر ہزارہا ستارہ گرایا تھا کہین نافرمان نے آفت برپا کی تھی کہین جاشکیل نے لاش پر لاش گرائی تھی کہ نظم

وہ برق شعلہ افگن جب گری تھی — صفائی فوج دشمن کی ہوئی تھی
ہوئی تھی بحر خون مین غرق وہ فوج — ہر اک تلوار کی تھی خون فشان موج
کمر سے کھینچ کر ہر اک نے شمشیر — اٹھایا جسنے سر مارا اسے تیر
خم شمشیر محراب دعا تھا — جھکائے سر کو ہر سرکش کھڑا تھا
رگ و پے مین دم خنجر رواں تھا — بنا دستہ عدو کا استخوان تھا

حیرت نے یہ آفت دیکھ کر طبل امان بجوا دیا اور آپ آسمان کی طرف اڑ گئی وہان سے سحر کیا کہ دریاے آتش جوش مار کر آیا آسمان کی سمت سے آگ برسنے لگی مہرخ نے بھی طبل آسائش بجوایا حیرت نے دریا کو ٹھنڈا کیا اور لشکر لیکر پھری مہرخ بھی داخل بارگاہ ہوئی برق محشر اور رعد جادو نے آکر نذر دی سب سے ملے مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت کیا اور رعد کو اپنے گلے سے نولاکھ روپے کی قیمت کا ہار اتار کر پہنایا عہدۂ افسری دیا جشن کرنے کی تیاری ہوئی اُن دونون کی دعوت کی ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا اب یہان تو یہ رنگا رنگ عیش و نشاط ہی لیکن بموجب بیت سمند قلم کی مین پھیرون عنان ✣ حسینہ کی آگے لکھون داستان ✣ لشکر لقا مین علمشاہ مسحور ہوکر آئے ہین عاشق حسینہ جادو کے ہین اور بمشورۂ بختیارک حسینہ نے حکم طبل جنگ کے بجنے کا دیا تھا غرضکہ ایک روز جب ضیا بخش عالم یعنے نیر اعظم رونق افروز کاشانۂ مغرب ہوا اور وزیر نور آگین نے اُسکے یعنے نیر اصغر نے مملکت سپہر کا انتظام کیا کہ نظم

شام تیرہ ہوئی جو مشک نشان — نور ظلمت مین ہوگیا پنہان
رات جنگل مین بولتی سن سن — کھڑے ہوتے تھے جس سے موے بدن
ہوش رستم کے بھی کرین پرواز — ہر طرف سائین سائین کی آواز

لشکر مین لقا کے بنام علمشاہ طبل زدم پر چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر سمع ہمایون شاہ بصفت نشان بادشاہ لشکر اسلام مین پہونچائی شہنشاہ سعد بن قباد نے نقارہ رزمی بجوایا دلاور بہادر سامان جنگ کرنے لگے سلح خانے کھل گئے ہتھیار پسند کرکے لگانے ہر ایک نے زیب تن فرمائے مرکب کے زین و لجام کو درست کیا چار پہر رات یہی مشغلہ رہا جسوقت کہ سکہ مہر دار العیار مشرق سے نکلکر بازار فلک مین آیا اور دینار قمر کا چلن مٹا کر رواج پذیر ہوا کہ نظم —

جس گھڑی آفتاب گردون گرد — ہوگیا طالب ستیز و نبرد
دیکھ یہ حال لشکر اجسم — ہوگیا صحن آسمان پر گم

شاہ اسلام بہت سویرے عیش محل سے برآمد ہوے سرداروں کا مجرا وسلام ہوا حضرت جمجاہ مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوکر تخت پر تاج کو رکھ کر کوتل ہمراہ لیکر مع تمامی لشکر کے وارد میدان قتال ہوے اس جانب کو لقا مع علمشاہ اور حسینہ کے مثل بلا کے نازل ہوا تخت لقا کے برابر مرکب پری پیکر پر علمشاہ سوار تھے انکے پس پشت کل سالار سردار تھے حسینہ پری حسینہ وجمیلہ بنکر آئی تھی سحر سے صورت زیبا بنائی تھی الحاصل میدان کو درست کیا پست کو ہموار بنایا بلند کو کھود ڈالا پھر صفوف آرائی شروع ہوئی کہ ابیات

کی نقیبوں نے جب صف آرائی	بھولا رفتار چرخ مینائی
طبل و نقارہ تھے بلند آواز	طائر شور بوق در پرواز
میمنہ میسرہ ہوا تیار	قلب لشکر مین تھے کھڑے سردار
دونون لشکر ہوے قریب قریب	یہ صدا دی اجل نے ہو کے نقیب
وقت جنگ است جنگ باید کرد	کوشش نام و ننگ باید کرد

بعد صفوف آرائی جدال وقتال علمشاہ نے لقا سے اجازت حرب لیکر گھوڑا اٹھایا اور میدان نبرد مین پہونچکر دلاوران اسلام کو للکارا کہ تم مین سے جسے حوصلہ میری ہم نبردی کا ہو وہ آکر مقابلہ کرے لشکر اسلام سب اس نہیب سے رونے لگا اور کہا ہم اپنے شہزادے کو قتل کرنے نہ جانینگے اس وقت دارائے دولت آرائے سواد اعظم ملک ہندوستان رکن رکین لشکر اسلام دل وجان صاحبقران جانشین امیر یعنے لندھور بن سعدان نے ہاتھی اپنا آگے بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لی کہ مین جاکر شہزادے کو سمجھاتا ہون اور سامنے آیا علمشاہ نے کہا ای ہندی یعنی خورکم قدرے تو مجھ سے مقابلہ کرنے آیا ہے اچھا کیا ہنر جنگ یاد رکھتا ہے لاحربہ لندھور نے عرض کیا کہ ای شہزادۂ ذوی الاقتدار میری کیا مجال جو آپ سے مقابلہ کرون آپ آقازادے مین ملازم لیکن حضور نے ایک عورت شنقتل قحبہ بازاری ساحرہ اور فاحشہ کے لیے لشکر سے اپنے باپ کے لڑنا اختیار کیا ہے افسوس ہے کہ آپ کو پاس نہ آیا شاہ سے بھی انحراف کیا علمشاہ نے یہ باتین سنکر غضبناک ہوکر للکارا کہ ای ہندی تو نے اپنی مالکہ اور افسرہ یعنے میری ناموس محترمہ کو گالیان دین رہ تو سہی مین تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر ایک تیغہ برسر لندھور مارا اسنے بنا چاری ہاتھ کی تھپکی دی کہ تیغہ پٹ ہوا اسوقت بند دست پر ہاتھ ڈال دیا علمشاہ نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کشمکش کے زور جو ہوے مرکب گھٹنون کے بل زمین پر بیٹھ گئے دونون کو دیکھے اور دامن گردان آستینین چڑھاکر باہم پہلے کشتی شروع ہوئی

یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو زندہ پیل یا اہرمن مست سر ٹکرا رہے ہین یہ ماجرا دیکھکر حسینہ جادو نے سحر کیا کہ زور و طاقت لشدھور کی جاتی رہی جیسے معلوم ہوا کہ ہاتھ پانون کا دم نکل گیا اسوقت علمشاہ نے چارون شانے چت کر دیا اور شکین باندہ کر لشکریان لقا کے سپرد کیا یہان لشکر اسلام کے جہان سردار قید ہین وہین لشدھور کو بھی قید کیا اور امیر کو عیار پہلے ہی گرفتار کر کے غار مین بند کر آیا ہی علمشاہ کو رد کتا کون یہ تیغہ پکڑ کے صف لشکر اژدر پر آگرے جو سردار کہ قید سے بچے ہین ناچار وہ لڑنے لگے اور بادشاہ اسلام نے بھی گھوڑا اٹھایا اور لقا کا لشکر بھی جلا شاہ اسلام نے نعرہ کیا نعرہ

منم شاہِ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
بمن میرسد بازوے بہمنی	کہ اسفندیارم برد زین تنی

دو دریاے لشکر آپس مین ملکر شمشیر زنی کرنے لگے اسلحے کی چقا چاق اور شور ہاے ہو بلند ہوا نظم

ہو گیا گرم عرصہ گاہ نبرد	مرد آیا مقابل ہر مرد	آہن تیغ شعلہ ریز ہوا
گرم میدان رستخیز ہوا	محو تھے یک دگر دم پیکار	کیا مقابل ہوئی تھی جنت و نار
بہ دم تیغ و خنجر بران	تھے یلان ہر طرف بخون غلطان	بہت انصار دین شہید ہوے
تھے سعید اور بھی سعید ہوے	کر کے جام شہادت اک اک نوش	ہوا حوروں سے جا کے ہم آغوش
ادھر بھی بہت سے نار پرست	گئے پایین نار دست بدست	صبح سے لے کے تا بہ نیمۂ روز
دم تیغ یلان تھا شعلہ فروز	ہوا ذی حوصلون کا حوصلہ تنگ	رستمون مین رہی نہ طاقت جنگ

علمشاہ کی رعایت سرداران اسلام کرتے ہین یعنے آپنے زخم نہین لگاتے ہین اور انھون نے ہر ایک کو زخمی کیا ہی اور لشکریون کو جان سے مارا ہی بادشاہ اسلام بھی انکے ہاتھ سے زخمی ہوے آخر لشکر نے شکست کھائی اور لوگ بادشاہ کو ہوادار پر ڈال کر بھاگے عیاران لشکر نے جانبازی کر کے ناموس صاحبقرانی کو سوار کر لیا اور ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور سب سردار بادشاہ کو لیکر دامن کوہستان اور شعاب جبال مین متواری ہوے خیمے ڈیرے بارگاہ وغیرہ سب چھوٹ گئی علمشاہ نے آکر بارگاہ سلیمانی پر قبضہ کیا اور جب کسی کو اپنا ہم نبرد نپایا بارگاہ اکھڑوا کر طبل بازگشت بجوا کر پھرے اور کہا کل مین کوہ پر جہان لشکر اسلام پناہ گزین ہی حملہ کرونگا اور ایک تن کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا الغرض لقا زرنثار کرتا ہوا سر پر علمشاہ کے پھر کر داخل بارگاہ ہوا لشکر نے کمر کھولی جشن ہونے لگا علمشاہ نے کہا مین بارگاہ سلیمانی لے آیا ہون میرا عقد حسینہ سے ہو جائے عنقریب سر حمزہ بھی لاؤنگا ادھر حسینہ بھی بہر وصل شہزادہ بیقرار تھی اسنے بھی بختیار کے کہا کہ اب تامل نہ کرو نکاح

میلکر دو بختیارک نے کہا ای ملکہ تم نے جلدی کرکے کام بگاڑا خیر آج تیاری کرو تاکہ عقد ہو جائے اور اُسکے وصل سے تم سرور ہو یہ سنکر حسینہ باغ مین آئی حکم آرایش دریبایش اپنے ملازمون کو دیا انھون نے پانی نہرون کا چھلکایا درختون کی سرتراشی کی بارہ دری کو آراستہ کیا سامان نشاط مہیا کردیا کہ ایات

کی وہ سب جا منقش و رنگین — خوب کی فرش سے دہان تزئین
ہمہ دیبائے روم اور حریر — مخمل و پرنیان بر دے سریر
وہان گلدستون سے کہین تھی بہار — کہین آئینہ رونق دیوار
سارے کمرون مین لخلخون کا بخور — اور چراغان کا ہر طرف کو وفور
بید و مشک و گلاب سب موجود — اور جلایا تھا مشعلون مین عود
پھر دُلھن کا بھی سب جلوس کیا — رونق حجلۂ عروس کیا
پھر تو اُس جا عروس ماہ لقا — ہوئی خلوت مین آسریر آرا

اور بارگاہ سلیمانی مین واسطے علمشاہ کے بزم نشاط کو ترتیب دیا طائفے حاضر ہوے نظم

بارگہ تھی وہان جو عالیشان — کیا بزم نشاط کا سامان
تخت نوشاہ کو کیا برپا — تھے نصب جس مین لعل بیش بہا
پہلوے تخت کے یمین و یسار — چار سو کرسی مرصع کار
بیٹھے اُن کرسیون پہ غیرت بدر — شاہ و شہزادگان عالی قدر
تھے مغنی لیے سب اپنا ساز — اک طرف مطربان خوش آواز
نغمۂ دلفریب ہوتے تھے — مرد و زن ناشکیب ہوتے تھے

علمشاہ خلعت فاخرہ پہن کر سہرا باندھ کر دولھا بنے ہوے تخت پر جلوہ گر تھے جام مے ارغوانی کا دور چلتا تھا ہنگامہ نشاط گرم تھا انکو تو اس مزے مین چھوڑ دیے لیکن لشکر میر کا ذکر کیجیے کہ بادشاہ حالت رخمداری مین پہاڑ پر بیہوش پڑے ہین اور گرد امرایان سلطنت سب کے سب زخمی ہین جب بادشاہ کو ہوش آتا ہی فرماتے ہین کہ مجھے گھوڑے کی پیٹھ پر باندھ کر لشکر حریف مین جانے دو کہ اس بے عزتی سے لڑنا اور جان دینا بہتر ہی اس کلام سے شاہ کے غیرت ناموس امیر مین بلند ہوتا ہی لیکن جب آنکھ بادشاہ کی دوبارہ غش سے کھلی فرمایا کہ ایک عمرو کے نہونے سے لشکر اسلام پر آفت ہو برائے نام سبھی عیار جمع ہین لیکن کسی سے کچھ نہین ہو سکتا یہ کلمہ طنز مہتر بن مہتر جالاک

بن عمرو کو سنکر برا معلوم ہوا اور دل سے مشورہ کیا کہ یا تو چل کر اپنی جان دیدے یا اس قحبہ حسینہ کو مار ڈالے
یہ سوچکر بہانے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا اور جب لشکر لقا مین پہونچا دھوم علمشاہ کی شادی کی
دیکھی خدمتگار کی صورت بنکر ایک شخص سے پوچھا کہ کس کی شادی ہی اُسنے سب ماجرا حسینہ کے عقد کا
بیان کیا اور کہا حسینہ باغ سے بیاہ کے آئیگی چالاک باغ کا پتا پوچھکر چلا اور قریب باغ پہونچکر صورت
اپنی ایک ساحر کی بنائی کھوے چندن کے تمام جسم پر لگائے بال قتیلہ بٹ کر جٹائین خاک آلودہ کرکے
لٹکائین سامری و جمشید کی تصویرین کہنی تک باندھین تیمبری دھوتی باندھکر ایک تختی ماتھے پر سہرے
کی اس طرح سے جڑی کہ معلوم ہوتا تھا گویا ماتھا سہرے کا ہی اور اس تختی پر کندہ کیا ہی کہ مصاحب خاص
افراسیاب جادو ہاتھون مین ترسول اور منقل آتشین لیکر اندر باغ کے آیا جنسے پوچھا کہ آپ کون ہین کہا
افراسیاب کے پاس سے آیا ہون لوگون نے بڑھکر حسینہ سے خبر کی یہ جلد عروسی سے باہر نکل آئی اور
استقبال کیا اندر بارہ دری کے لائی کہا تشریف رکھیے چالاک نے کہا ہمین بیٹھنے کا حکم نہین یہ نامہ تمھین
شہنشاہ نے دیا ہی اسکا جواب لکھ دیدیہ کہکر ایک نامہ نکال کر دیا حسینہ نے پڑھا لکھا تھا کہ مرحبا کیا کہنا ای
حسینہ تم نے بڑا کام کیا کہ لشکر حمزہ کو برباد کیا ہم باغ سامری مین سیر کو گئے تھے وہان سے میوہ تھوڑا
لائے تھے سب اپنے ملازمون کو تقسیم کیا تھین تھوڑا سا مکار جادو کے ہاتھ بھیجا ہی اس میوے کے
کھانے سے عمر بڑھتی ہی کس لیے کہ باغ سامری مین بڑی بڑی کرامت ہی تمھین چاہیے کہ اس میوے
کو ہمارے سر کی قسم جسوقت پہونچے اُسی وقت کھانا اور اُن لوگون کو جو تمھارے مصاحب خاص
ہون میوے کھاتے وقت رکھ لینا باقی اور کو ہٹا دینا مبادا ایسا نہو کہ کوئی ناپاک ہو اور اُسکا
پرچھاوان پڑجائے اور بے ادبی ہو اب تم لڑائی بہت جلد فتح کرکے یہان آؤ تو ملک و مال اور
زیادہ عطا کیا جائے نامہ تمام والسلام یہ مضمون حسینہ پڑھکر شاد ہوئی اور سب کنیزون سے کہا تم باغ
کے باہر جاکر ٹھہرو اور چند انیسون کو اپنے پاس رکھ لیا لیکن اُنسے بھی کہ دیا کہ اگر نجس ہو تو یہان نہ ٹھہرو
بعد اس انتظام کے کہا ای مکار جادو لا کیے میوہ دیکھے چالاک نے کمر سے اپنی میوہ بہت سا
نہایت خوش رنگ و آبدار تر و تازہ نکالا اور پلیٹین منگا کر اسمین چنا پہلے آپ ڈنڈوت کی پھر حسینہ
کو دیا اسنے بھی سر پر رکھا اور کہا کیا پرورش شہنشاہ کی ہی مگر ہر حال مین اپنی کنیزون کا خیال رکھتے
ہین اور چونکہ اپنے سر کی قسم نامہ مین شہنشاہ نے لکھی ہے کہ ابھی میوہ کھانا لہذا ای مکار مین تمھارے
سامنے کھاتی ہون تم شہنشاہ سے عرض کر دینا یہ کہکر وہ میوہ کہ آغشتہ بیہوشی تھا آپ بھی کھایا
اور انیسون کو بھی کھلایا کھاتے ہی بیہوش سب ہوئین اور چالاک نے سب کے سر کاٹ ڈالے

حسینہ کو بھی ذبح کیا انکے مرتے ہی شور و غل برپا ہوا تاریکی چھاگئی ساحرنیان اور ساحر باغ کے باہر سے دوڑے لیکن چالاک نے اسی تاریکی مین حرز ہیکل امیر کی گلے سے حسینہ کے اتار لی اور دیوار باغ پھاند کر روانہ ہوگیا اور ساحر بھی گھبرا کر بھاگے ہنگامہ بپا ہوا اب کیفیت سنیئے کہ بارگاہ سلیمانی مین علمشاہ جو دولھا بنے بیٹھے تھے حسینہ کے مرنے سے سحر اپنے سے اتر گیا اور لمحہ بھر بیہوش ہوگئے پھر جو آنکھ کھلی دیکھا مین دربار لقا مین بیٹھا ہون اور وضع میری زمرد پرستون کے مانند ہی یہ دیکھ کر انھون نے اہل دربار سے پوچھا کہ مین کس حال مین ہون انھون نے کہا آپ کی شادی ہی اور آپ نے خداوند کو سجدہ کیا ہی سارا حال عشق اور لڑنا انکا ازابتدا تا انتہا سب بیان کیا علمشاہ غضبناک ہوکر اٹھا کہ افسوس اس کافر نے مجھ ایسے مجاہد سے لشکر اسلام کو قتل کرایا اور اپنے تئین پرستش کرایا پس شمشیر کھینچکر نعرہ کیا کہ نظم

علمشاہ روی شہ فیل زور		که بر تخت مردوق افگنده شور	
من آنم که نامم زهر انجمن		نخوانند جز رستم پیلتن	

بارگاہ لقا مین تہلکہ پڑگیا غلغلہ جو ہوا سرداران امیر ایک خیمہ مین متعید تھے اپنے سے بھی بیخبر بوجہ مرنے حسینہ کے اتر گیا تھا نعرہ علمشاہ سنکر لبدھور اور ہاشم تیغزن وغیرہ قید آہن توڑ کر اسلحہ جنگی ہاتھ مین پکڑ کے نکلے اور دربانون کو مار کر اسلحہ لیکر بارگاہ کی طرف دوڑے علمشاہ بھی لڑتے ہوے باہر آئے تھے لشکر لقا جو باہر اترا ہوا تھا اسپر گرے فوج جلدی کمربندی کرنے لگی لیکن انھون نے ہزارون کو دم بھر مین قتل کیا ایک تہلکہ پڑگیا اس عرصہ مین چالاک نے جاکر پہاڑ پر لشکر اسلام کو اس حال کی اطلاع دی جو سردار کہ بہت زخمی نہ تھے وہ فوج تیار کرکے اگرے راوی کہتا ہی کہ امیر حمزہ کو عیار جو غار مین بند کر آیا تھا بعد ایک روز کے وہ ہوشیار ہوے اور پتھر در غار پر سے ہٹاکر باہر نکلے لیکن راہ بھول کر کوہستان مین پھرا کیے دو روز کے بعد ایک کاہ کش کو ملا اسے اجرت دیکر ہمراہ لیا اور اسوقت قریب لشکر پہونچے کہ سردار اور علمشاہ فوج سے لقا کی لڑ رہے تھے کہ یہ بھی آکر حملہ آور ہوے اور اسم اعظم پڑھا کہ سحر ساحران حسینہ کا کچھ اثر نہ کرسکا اور بڑھکر تلوار چلنے لگی سر کٹ کاسئہ گدائی کے ٹھوکرین کھانے لگا نظم

ہوے حمزہ کے گرد با تیر و شور		تھا سلیمان پہ اک ہجوم مور	
ایک تلوار اور دو سہ چہار		پیکر ناریان ہوے فی النار	
بڑھے جبدم مہاجر و انصار		تھام کر تیغ و دشنہ و تلوار	

گوش تک چلہ کمان لائے	رخ بمیدان امتحان لائے
تھا جوان سے جوان تو پیر سے پیر	گرد سے گرد تھا گریبان گیر
کام کرتی جہان تلک کہ نظر	نظر آتے تھے لوٹتے تن و سر
گردن اُن سرکشوں کی پست ہوئی	بادۂ خون سے مرگ مست ہوئی
سپروں کا جو ابر چھایا تھا	تیغ نے صاعقہ دکھایا تھا
مومنین زور تیغ یزدان سے	لے گئے گوے فتح میدان سے
خوف شیران دین سے اہل ضلال	سب گریزان ہوے مثال غزال
کافران گلہ گلہ رو بگریز	مومنان برقفا بہ خنجر تیز

آخر لقا شکست کھا کر قلعہ عقیق کوہ مین چلا گیا اور ساحر طرف طلسم کے بھاگے اور بہت سے مارے گئے امیر نے تمام اسباب حریف کا لوٹ لیا اور بارگاہ سلیمانی لیکر جہان پہلے استاد تھی وہین برپا کرائی لشکر آخر بازارین کھلین پہاڑ پر سے ناموس اور بادشاہ وغیرہ سب داخل لشکر ہوے ہر ایک کی زخم دوزی ہوئی چالاک نے حرز ہیکل امیر کو دی اسے خلعت امیر نے دیا اس طرف بختیار کنے عرضی سلیمان سے پھر لکھوائی کہ ای افراسیاب اب اور کسی کو بھر امداد اپنے خداوند کے روانہ کر دکس لیے کہ حسینہ نے خداوند کی یہ خطا کی کہ وہ پسر حمزہ پر عاشق ہوئی لہذا خداوند نے اُسکو غارت کر دیا اب خداوند منتظر ہین جلد تعمیل حکم بجالانا یہ لکھکر پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوا عرضی اُٹھا لے گیا لیکن حال طلسم کا سُنیے کہ پنجہ اُٹھا کر برق لامع کو یا اس افراسیاب کے باغ سیب مین لایا اُسنے رو بحر کر کے اُسکے ہوشیار کیا اور حقیقت حال زبانی اسکی سُنکر فرط ندامت سے سر دھنا برق لامع کو اُسکے ملک کی سمت رخصت کیا اور چاہا کہ برق چشمک زن کو طلب کر کے بہر مقابلہ مہرخ روانہ کرون اُس وقت ایک ساحر زبردست آفت جادو نام مقرب بارگاہ شاہی سردار ذی احترام حال پر شاہ کے ہنس پڑا افراسیاب رنجیدہ بیٹھا تھا اُسکو بیجا خندہ زن ہوتے دیکھ کر بغضب تمام فرمایا کہ ای بے ادب بجائے افسوس و گریہ حال پر اپنے مالک کے ہنستا ہے آفت نے کہا ای بادشاہ مین عمرو اور مہرخ کے اقبال کو دیکھ کر ہنستا ہون کہ کیسے کیسے لازم اور جان نثار سامری و جمشید کے یادگار اُن لوگون کے ہاتھ سے ذلت اُٹھاتے ہین اور بھاگ بھاگ آتے ہین حقیقت تو یہ ہے کہ عمرو پر فتحیاب ہونا بہت مشکل ہے افراسیاب ان کلمات لاطائل سے آگ ہوگیا اور کہا بدسیر نالائق دور ہو آج سے دربار مین نہ آنا تو شوکت حریف کی بیان کر کے

میرے اہل دربار کی دل شکنی کرتا ہی جادہ صواب سے خلاف قدم دھرتا ہی آفت ساحر معزز ہی اسکو سخنان درشت کی تاب نہ آئی اور گویا ہوا کہ ای افراسیاب اسی غرور اور استکبار سے سامری نے تجھپر یہ بلا نازل کی ہی کہ بمصداق سہ غرور جنے کیا مور و عناب ہوا ۔ معلم الملکوت آج تک خراب رہا ۔ ان ذلتون کو بھی اٹھا کر تو باز نہین آتا مین سچ کہتا ہون کہ عمرو کو تو قتل کر سکے گا بلکہ دین بھی سکا مجھے بچا معلوم ہوتا ہی افراسیاب نے کہا معلوم ہوا کہ تو بھی شریک عمرو کا ہی جبھی اسکی تعریف و طرفداری کرتا ہی خیر اس بدزبانی کا مزا بھی تجھ کو چکھاتا ہون دیکھون کہ عمرو کیونکر تجھے بچاتا ہی یہ کہکر اپنے ملازمون کو کہ ہزار دن ساحر اسوقت حاضر دربار تھے حکم دیا کہ اس گستاخ کو گرفتار کرین ساحر آفت کو قید کرنے اٹھے اسنے بھی چاہا کہ سحر کرون لیکن یہ تنہا تھا وہ بہت تھے کچھ بس نہ چلا اور ساحر دن نے فوراً مقید کر لیا افراسیاب نے حکم کیا کہ دریاے خون روان کے پار سے لے جاؤ اور گنبد نور کے سامنے طلسم ظاہر مین جو میدان وسیع ہی وہان لکڑیون کا انبار کر کے اسے سامنے لشکر مہرخ کے جلا دو کہ وہ بھی اسکا حال خراب دیکھے اور وہان تک عیار وغیرہ سب آسکتے ہین دیکھون کہ اسکو کیونکر چھڑا لے جاتے ہین آج شب بھر یہ تیرہ روزگار اسی میدان مین قید رہے کل صبح کو مابدولت بھی گنبد نور پر جلوہ مہرخ کا لشکر دکھائی دیتا ہی اس طرف کے کمرے مین آکر بیٹھین گے اور سیر اسکے جلنے کی اور حسرت کرنا اسکے مددگارون کا ملاحظہ کرینگے یہ حکم سنکر کئی ہزار ساحر آفت کو مقید کر کے بحفاظت تمام لے چلے تمام طلسم باطن مین غلغلہ پڑگیا اور آفت کے گھر مین بھی یہ خبر پہونچی زوجہ اسکی ملکہ ہلال سحر افگن جادو بیع کئی سو کنیزان خوش جمال کے روتی پیٹتی چلی کہ دیدار آخری اپنے شوہر کا دیکھ لون اور جتنے دوست اور ملازم آفت کے ہین وہ سب گریان و نالان باموے پریشان چاک گریبان روانہ ہوے لیکن خوف سے شاہ طلسم کے کوئی پاس نہین جاتا ہی بلکہ سب دور دور چلے آتے ہین جس وقت کہ قید اسکی دریا سے پار اتری سارے طلسم ظاہر مین غلغلہ پڑگیا اور طائران بحر نے خبر جاکر حیرت کو پہونچائی یہ بھی سوار ہوئی کہ اس حال کو چل کر دیکھون سب افسران فوج ساتھ ہوے نقارے طلسمی بجنے لگے منادی نے ندا کی جو شخص شہنشاہ طلسم سے سرکشی کریگا یہی حال اسکا بھی ہوگا شدہ شدہ یہ خبر لشکر مہرخ مین بھی پہونچی مہرخ نے سنا کہ آفت جادو ہماری محبت مین جلایا جاتا ہی عمرو نے بھی سنا سب کے سب بیقرار ہو گئے اور مہرخ نے نفیر سحر بجائی کل لشکر تیار ہوا چاہا کہ جاکر آفت کو چھین لاؤن مگر عمرو نے کہا ای ملکہ فوج بادشاہ طلسم سے تم مقابلہ اگر کر سکتین تو ہم پھر شاہ طلسم کو قتل نہ کر ڈالتے یہ مصیبت کیون اٹھاتے بھلا تم کیونکر آفت کو چھین لاؤگی اس سے بہتر ہی کہ سرداران لشکر نزد بھر

کچھ زمین مین غرق ہو جائین اور کچھ آسمان کی طرف اڑین اور چھپ کر بر سر موقع ٹھہرین جب میرے نعرے کی صدا سنین اور افراسیاب کو بیہوش دیکھین اسوقت قتل و غارت آغاز کرین اور تھوڑا لشکر یہان رہے اور تھوڑا سردارون کے ساتھ جائے اور کمین گاہ مین بیٹھے اور یہ سب انتظام پردہ شب مین تمام کرنا اتنا دن جو باقی ہو اسے گذرنے دو ورنہ حال کھل جائے گا لیکن مین ابھی سے جاتا ہون اور فکر عیاری کی کرتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور صحرا مین پہونچکر ذیل عیاری بجائی سب عیار ایک جگہ جمع ہوے اُنسے سارا حال کہا سب نے عمرو سے بیان کیا کہ ہم یہ یہ عیاری کرینگے جو عیاریان کہ عیارون نے بیان کین وہ عمرو نے پسند کین کہ حال اُنکا آیندہ مذکور ہوگا اور سب عیار چلے عمرو بھی ایک سمت روانہ ہوا اور اس طرف ساحران غدار آفت کو لیے ہوے اسی میدان مین پہونچے حیرت بھی آئی اور ایک طرف ٹھہری اور ازبسکہ حکم افراسیاب تھا کہ شب بھر مقید رکھکر انبار ہزم لگانا اس وجہ سے جب ماتم کدہ دہر مین عروس روزگار نے لباس سیاہ پہنا اور شام غم نے بعد الم منہ دکھایا کہ نظم

عابد زندہ دار شب مہتاب	اس مصلاے نیلگون پہ شتاب
رشتۂ کہکشان کو لے بصفا	دانۂ اختران پرونے لگا
اُسکو تسبیح کی تھی اس لیے فکر	تا کرے اپنے کبریا کا ذکر

آفت کے واسطے چوکی اور پہرا مقرر ہوا ایک طرف حیرت کا خیمہ استادہ ہوا یہ بھی فروکش ہوئی ایک ساحر تدبیر جادو نام جنگل کٹوا کر ہر سمت سے منگوا کر لکڑیان انبار کرنے لگا لشکر کا طلایہ ہر طرف پھرتا تھا اور اس طرف مہرخ نے حسب نصیحت خواجہ نصف فوج کو ہمراہ لیا اور براہ مخفی روانہ ہوئی اور قریب اُس بیابان کے پہونچکر سا حر سمت زمین و آسمان جاکر چھپے کمین گاہ مین ٹھہری لیکن عیار جو مشورہ کر کے چلے تھے ان مین سے برق فرنگی قریب اُس میدان کے جب آیا اُسنے تدبیر کو لکڑیون کی تدبیر کرتے دیکھا صورت اپنی ایک ہیزم کش کی ایسی بنائی اور تبر کاندھے پر رکھکر سامنے تدبیر کے آیا کہا مین ایک درخت کاٹ رہا تھا اُس مین سے شعلہ نکلا اور وہ شعلہ پری بنکر ناچنے لگا مین بھاگا آپ بھی چلکر دیکھیے تدبیر کو ایک تعجب ہوا اور برق کے ہمراہ چلا برق اُسکو تنہائی مین لایا اور حباب بیہوشی اسکے منہ پر لگا کر اسے بیہوش کر دیا اور غار مین کپڑے اُتار کر بند کر کے اُسکی صورت آپ بنکر آیا اور ہر سمت انتظام لکڑیان جمع کرانے کا کرنے لگا اب لکڑیون کو اس طرح انبار کرایا کہ بیچ انبار مین اسکے جوف رکھا ایسا کہ اگر چاہین تو دو

یمن آدمی اس جوف مین آکر جدھر چاہین چلے جائین یہ تو اس کام مین مصروف ہی کہ قران ہی یہان آیا اور لکڑیون کا انبار دیکھ کر ایک جگہ جنگل مین بیٹھ کر نقب کھودنے لگا کہ نیچے لکڑیون کے جاکر نکلون اُسوقت ضرغام اور جانسوز بھی آئے اور صورت ساحرون کی بناکر لکڑیون کے ڈھیر پر روغن بیہوشی آمیز اور بیہوشی ڈالنے لگے یہ سب تو اپنے اپنے کام مین مصروف ہین لیکن ذکر عمرو کا سنیے کہ یہ جو مشورہ کرکے چلا کنارے دریاے خون روان کے روانہ ہوا یہان تک کہ قریب ایک باغ کے پہونچا دیکھا گلشن نگارین ہی رشک وہ بہشت برین ہی درخت سرکشیدہ و بلند ہر نہال فیض باغبان ازل سے نہال دار چمند لیکن ہر طرف اوداسی چھائی ہی ہر ایک گل گریبان چاک ہی نہ وہ رعنائی ہی نہ زیبائی ہی نظم

تھی ہمہ لاجورد جو دیوار	اس مین رخنے پڑے ہزار ہزار
تھین جو سقفین منقش رنگین	ہین ابابیل آشیانہ گزین
گیرو افاختہ کا پیرا ہن	ہین سرکنگرہ دگورد گوزن
شاخ پر بلبل حزین یکسو	کر رہی ہی صدا سے فاعتبروا

عمرو جب اندر باغ کے پہونچا ایک گوشہ مین ٹھہر کر نظارہ کنان ہوا عجیب معاملہ نظر آیا یعنے بلکہ ہلال سحر افگن زوجہ آفت کی جو غم شوہر مین گھر سے چلی تھی طلسم ظاہر مین یہ باغ اسکی سیرگاہ ہی اس لیے یہان ٹھہری ہی کہ شب بھر بیخ و ماتم و نوحہ و شیون کرے اور صبح کو اپنے شوہر کے پاس جاکر اپنی بھی جان دے لہذا عمرو نے دیکھا کہ کئی سو عورتین سیہ پوش ملکہ کو گھیرے مشغول گریہ و بکا ہین اور بیچ مین وہ غیرت ماہ تابان خسوف الم مین مبتلا اپنے شوہر حزین کو یاد کرکے بلبلاتی ہی اور روتی ہی کہ نظم

بید مجنون کا اک درخت وہان	جسکے سایے مین عاشقون کو امان
شاخ تھا بے وہ نازنین کم سن	حسن مین بے نظیر و حسن کے دن
نہ تو دنیا کی کچھ خبر اسکو	نہ تو پروا ے یا د سر اسکو
تھی وہ بیزار اپنے جینے سے	کام تھا خون دل کے پینے سے
گاہ جانان کا نام لیتی تھی	گاہ دل تھام تھام لیتی تھی
گاہ پہرون خموش رہتی تھی	گاہ باد صبا سے کہتی تھی
اے صبا ہو گذار گردان تک	یعنے زندان مین میرے جانان تک

کہیو اک نامراد مرتی ہے		نزع مین تجھ کو یاد کرتی ہی	
دیکھ کر اس طرح اُسے مایوس		برگ ملتے تھے وان کف افسوس	

عمرو نے بین کرکے جو اُسکو سُنا سمجھا کہ یہ زوجۂ آفت ہی فوراً گوشہ باغ مین چھپکر صورت اپنی ایک ضعیفہ عورت کی بنائی کہ سر سفید کوزہ پشت لکڑی ہاتھ مین لیے روتی ہوئی ہائے ای فرزند کہتی ہوئی سامنے اُس نازنین کے پہونچی اور سر سے پا تک بلائین لین گلے لگاکر خوب روئی اور کہا مین آفت کی کھلائی ہون غرض بعد رونے پیٹنے کے کہا ای ملکہ در باغ تک تم تنہا میرے ساتھ چلو مین ایک تدبیر کو بہر رہائی تمھارے شوہر کے جانتی ہون تم بھی وہ کیفیت سُن لو ہلال سب کو چھوڑکر اکیلی بڑھیا کے ساتھ چلی عمرو نے اُسکو تنہائی مین لاکر جیاب بیہوشی مُنھ پر مارا کہ بیہوش ہوگئی پس پیرہن اُسکا لیکر اپنی صورت مثل اُسی کے بنائی اور اسے زنبیل مین رکھ لیا وہان سے جب پھرکر اُسی جگہ آیا کہ وہ کنیزین کھڑی تھین یکایک پکارا کہ ست ست اُسوقت کنیزین انیسین جلیسین قدم پر گرکر سمجھانے لگین کہ ای نازک بدن یہ سن وسال تیرا جلنے کے قابل نہین واسطہ سامری وجمشید کا اس برہ کی آگ کو دل سے بجھا ہلال نے جواب دیا کہ ؎

جسے عشق کا تیر کاری لگے		اُسے زندگی جگ مین بھاری لگے	

ساری عمر آتش فراق مین جلنے سے یہ بہتر ہی کہ اپنے دلدار کے ساتھ جل کر زائرہ مہاجرت سے ٹھنڈی رہون کہ ؎

لازم ہی سوز عشق کا شعلہ عیان نہو		جل بجھیے اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو	

یہ کہکر زار زار روئی اور پکاری کہ دوہرہ

آہ کرون تو جگ جلے اور جنگل جلجاے		یہ پانی جیرا جلے کہ جیمان آہ سماے	

اور کنیزون سے حکم کیا کہ لاؤ اسباب عروسی کہ اس رات کو سامان آخری اور وصال جاودانی کرلین اور ملاقات روحانی کے لیے آراستہ ہولین کنیزین کشتیان لباس وزیور کی سامنے لائین ہلال نے اپنی زلفون کو سنوارکر اور بالون کو بکھیر کر پشت پر ڈالا ہر بال مین موتی پرویا کہ یہ معلوم ہوتا تھا بقول کسے بشر ہندی بیت

چپکے چھو چھار مانون مورنگھ وار پھولن کی وار دوسو تن بچارے ہین	
مین منہار گدھون ناگن کے ناگ کدھون نار گتول کی سو ہین سنوارے ہین	

گاجر سون کارے اندھیارے سون کی ندھیارے پریم بیت اوپر ڈارے سدا سون سدھارین

لاجے لہکارے گوری بیٹھی اوپر ڈارے سونے کی دیوالا اوپر جوتی کے پنارے ہین

اور مسی کی دھڑی اور پان کا لاکھا اس طرح جمایا کہ دل اہل کا دھڑی دھڑی کرکے لوٹ لیا بلکہ لاکھے نے جان عشاق پر کرور اکیا کہ کبت

کبگنگاک کہا کہیے ایما یا ہی گن راجت اور بسی کی

جاؤن سے درسی مسکیان سو کان بھی بس تیری پیچھی کی

چندر کے آنن ہین تل راجت ایسی راجت دانت مسی کی

پھولن کی پھلوارن مین مانون کھیلت ہین جھولنا جیسی کی

اور سر سے پانک تک سرخ لباس زیب جسم فرمایا شعلۂ آتش عشق کو دونا بھڑکایا گات کو ابھار کر جوبن کا عالم دکھا کر دل عاشق کو بیتاب بنایا کہ کبت

سبو کی سی ہٹو اکدھون انار بارہ کی سی ہیل کے ٹھاٹھ مانون نارنگی لگائی ہین

ہیا پھاٹک کے ٹھاٹھ گھی دریائی کی سی مردنگی کی سنگ دیا الٹ ڈھرائین ہین

کھیلنے کے گیند آئی چکوی چکوا بھجوا ہوت تیری بھجن مین کنج کی سی چھائین ہین

کہت پریم داس رہے پریم ہی کے ساتھ کام چوٹ کاڑھے کو تومری لگائین ہین

المختصر جب اس طرح آراستہ و پیراستہ ہو چکی کنیزان خوش رو و یاسمن بو نے ستی کی پوجا کی اور ہار پھولون کے دونے مٹھائیون کے گرد اس نازک بدن کے ڈھیر کر دیے اور تخت پر ملکہ سوار ہوئی کہارون نے تخت اٹھا لیا ہلال نے قہقہہ لگایا اور بقول شاعر ہنست کھیلت اب چلی ہی سائین کے دربار کو۔ ایک ناریل لیے دمبدم اسکو اچھالتی روانہ ہوئی جدھر سے وہ تخت نکلا تمام ساحران طلسم رعایا برایا سب کا مجمع ساتھ ہوا ہر ایک مراد اور منت مانگنے لگا پوجا ہونے لگی ستی کے ہاتھ سے برسانے کے طلبگار ہوے چاہتے تھے کہ اسیس دے اور ستی جب خلق کا مجمع زیادہ دیکھتی تھی تخت ٹھہرا کر نصیحت دیتی تھی دون ہر ایک کو سناتی ہر سے گیان دھیان لگانے کی تاکید کرتی کہ بچا جو اپنے ہر سے پیت کرے اور گھٹ مین جسکے وہ بسے ہردے مین سمائے تن من اسی کے نام پر سا پنے اسکو پران چھوڑنا آسان ہو جب چولا چھوٹے تب سکھ پائے سنسار مین پریت کی ہر کی اچھا سپورن ہو جس سے ہر دم ہر سے بھینٹ رہے ایک ہو جائے کر نظم

الف ایک بورنگی سائین		ہر گھٹ مین واکی پرچھائین	

جہان دیکھو تہان روپ ہی نیارا		ایسا ہی بورنگی پیارا	
دھن کہے تو کیا کہے کچھ کہنے کی نہین بات سمندر سما بوند مین ایہ جگ بڑو دکھات			

ڈنلی اور بانسری سامنے تخت کے بجتی تھی ستی کسی کو پھول توڑ کر دیتی کسی کو خاک پوجا پر کی اگیار کے حوالہ کرتی کلام نصیحتانہ فرماتی روانہ تھی یہان تک کہ نارۂ فراق شاہد شب مین جلتا ہوا گنبد مشرق سے نیر تابان نکل کر تخت فلک پر سوار ہوا اور جگر سوزی عالم کو دکھانے لگا نظم

اک طرف سے عیان ہوا خورشید طالب طاعت آلہ ہوا		صبح کو لے کے جا نماز سفید بیٹھے خود شکل سجدہ گاہ ہوا	

صبح ہوتے ہوتے ستی اُسی میدان مین جہان انبار ہیزم ہی پہونچی اور افراسیاب بھی اپنی خوابگاہ سے اُٹھکر گنبد نور پر آکر جلوہ گر ہوا اور اس طرف آفت جادو آفت مین مبتلا بادل حزین و جریح قلب سے درگاہ خداوندمین استغاثہ کر رہا تھا کہ خداوندا مین بھی مثل مہرخ کے مطیع اسلام ہوا ہون مجھ پر سے اس آفت کو دور کر دے اور واسطہ خاصان خدا کا دلایا کہ سبت سگر وسنسار پکارت ہی جبر پل ءکہ انتر تو ہین سکھایو + تین سو برس بنی جی سے آگے ناہر سے سلمان کو چھڑایو + پھیر پڑی جب کھیر کی تب انتر مار کے سین چلایو + بین بنتی کرون سنگھ الہ کہ میرے ہی بار کو بیر لگایو + یہ دعا کر رہا تھا کہ یکایک ہنگامہ ہوا اور بخت ستی کا وہان آیا ساری خلقت اُسی طرف چلی اور بخت کو گھیر پوچھنا شروع کیا کہ ہمارے یہان اولاد کب ہوگی کسی نے کہا مین محتاج ہون مجھے دھن دولت کب ملیگی اسی طرح سب سوال کرتے تھے اور جواب ستی سے پاتے تھے کہ اس غافلہ کو دیکھ کر افراسیاب نے ساحران دربار سے حال پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی ایک نے عرض کی کہ زوجۂ آفت جادو شوہر کے ساتھ جلنے آئی ہی یہ سُنکر اُسنے بھی ستی کو اپنے روبرو طلب کیا اور اُسکے جمال دلفریب کو دیکھ کر غش کر گیا بہت سمجھایا کہ ای نازنین ملک ومال لے مجھے اپنا شیدا جان کر جلنے سے باز آ اس ماہ وش نے جواب دیا کہ ای بادشاہ جب اس برہ کی آگ ٹھنڈی ہو تب چولا سکھی رہے ان دھن دولت بھی سب خاک ہی کہ دوہو

لکڑی جل کوئلا بھئی اور کوئلا جلکر راکھ		مین ماین ایسی جلی نہ کوئلا بھئی نہ راکھ	

یہ کہکر بخت سے کود کر آفت کے پاس آئی اُسکو بحکم شہنشاہ ساحر انبار ہیزم پر بٹھا چکے ہین کہ ستی نے وہان پہونچکر اُسکو گود مین لیا اسوقت ساحرون نے آکر ستی کے ہاتھون پر کاجل پار کر امتحان لیا کہ یہ جل جائیگی یا عشق اسکا جھوٹا ہی دیکھین عشق کی آگ اسکے تن من کو جلا چکی ہی یا نہین غرضکہ جب کاجل

اتھیلی پر پارا ستی بیٹھی ہنسا کی اسوقت اس میدان مین ایک انبوہ خلائق تھا حیرت مع تمام ساحران نامی کے گرد انبار کے کھڑی تھی کہ یکایک ضرغام وجانسوز نے جو انتظام کرتے پھرتے تھے بچے گھی اور تیل کے سب مین بیہوشی ملی ہوئی تھی لکڑیون پر لاکر انڈیلے اور برق نے پولا جلاکر آگ لگا دی یکایک شعلہ بلند ہوا اور چار سمت سے آگ بھڑکی اسوقت عمرو جو آفت کو لیے بیٹھا تھا اُسے جال مین لپیٹ کر زنبیل مین رکھکر اُس جوف مین کود اجو برق نے بنایا تھا جب تہ زمین پر پہونچا وہان قران نقب لگائے بیٹھا تھا اُسنے کمند مار کر عمرو کو گھسیٹ لیا اور براہ نقب جہان سے نقب لگائی تھی اُس مہرے پر نکلا اس عرصہ مین سارے انبار مین آگ لگی اور بیہوشی کا روغن اور منون بیہوشی جو اُسپر پڑی تھی اسکا دھوان کئی سو کوس تک پھیلا جتنے ساحر جمع تھے اور حیرت مع فوج کے چھینکین مار کر بیہوش ہوکر گرے اسوقت عمرو اور قران خنجر کھینچ کر دوڑے اور نعرہ بلند کر کے بیہوش ساحرون پر گرے اور سر کاٹنے لگے ان کے سب کے تھنون مین پھول واقع بیہوشی بڑھے ہین کہ خود بیہوش نہو جائین پھر تو برق فرنگی اور ضرغام اور جانسوز سب ساحرون کے سر کاٹتے تھے اور انکے نعرے کی صدا سنکر مہرخ اور بہار اور نافرمان اور رُمح سود وغیرہ کوئی زمین سے اور کوئی آسمان کی طرف سے پیدا ہوکر آفت برپا کرنے لگے تاریخ اور ترنج گولے فولادی لگاتے تھے کہ ساحرون کے سینے ٹوٹتے تھے اور شعلے انکے مرنے سے اور زیادہ بلند تھے آندھیان اُٹھی تھین اور دھوان بیہوشی کا ایسا بلند ہوا کہ افراسیاب کے کمرے مین جاکر گھٹا اور افراسیاب کمرے پر نیچے کو جھکا ہوا یہ ہنگامہ دیکھتا تھا کہ یکایک بیہوش ہوکے قلابازیان کھاتا ہوا طرف نشیب کے چلا کہ پتلے زمین سے پیدا ہوے انھون نے شہنشاہ کو روکا اِس عرصے مین اندر کمرے کے سب اہل دربار بھی بیہوش ہوے لیکن مہرخ کی فوج کمین گاہ سے جو نکلی اُسنے اور تمام سردارون نے تھوڑے عرصہ مین ہزارون کیا بلکہ لاکھون آدمی ہلاک کیے

ایک تلاطم ڈال دیا کہ نظم

کھینچی مہرخ نے سحر کی تلوار		شعلے اُٹھنے لگے ہزار ہزار	
صاعقے بجلیان گرین ہر سو		ہو گئے ڈھیر کشتہ ہاے عدو	
شور تھا ہر طرف کو ایسا بلند		ہوا پر فلک کو بیم گزند	
برق محشر جہان گری ایکبار		لشکر ساحران ہوا فی النار	
سر دشمن پہ مثل برق آئی		بلکہ مثل اجل بفرق آئی	

جب کہ وہ برق جگمگانے لگی		پشت گاؤ زمین چرانے لگی	
وہ چمکنا جو یاد آتا ہی		مہر گردون پہ تھرتھراتا ہی	
پر تو تیغ سے وہان ناگاہ		جل گئی ہر طرف زمین پہ گیاہ	
سر برستے تھے ہر طرف چون میغ		تیز تھا ہر طرف کو شعلۂ تیغ	

دریاے خون جاری ہوا عمرو اسباب لشکر حریف کا لوٹتا پھرتا ہی جو مرتا تھا اُسکا پیرہن وغیرہ لیتا تھا کہ اس ہنگام مین چلے آکر حیرت کو میدان قتال سے اُٹھالے گئے اور افراسیاب کو بھی ہوشیار کردیا اُسنے آنکھ کھولکر ہنگامۂ محشر برپا دیکھا ساری فوج کو غلطان خون مین غلطان پایا حیرت کو ہوشیار کرکے مارے ندامت کے پر پرواز پیدا کرکے سمت ظلمات چلا گیا اور حیرت جو ہوشیار ہوئی اُسنے سب کو ابر بحر برسا کر ہوشیار کیا اور آمادۂ جنگ ہوئی اسوقت مہرخ اور بہار وغیرہ سمجھین کہ ہم گبند نور پر جا نہ سکین گے اور حیرت اگر دریاے خون رواں سے اشارہ کریگی تو دریا سحر کا ہی ہم سب کے لیے حایل ہوجائیگا پھر کوئی نکل نہ سکے گا فی الفور یہ سوچکر طبل بازگشت بجوا کر پھری عیار بھی بھاگ گئے یہان تک کہ سب بخیریت تمام قتل و غارت کرکے اپنے لشکر ظفر احتشام مین پہونچے اور داخل بارگاہ ہوے جشن عالی ترتیب دیا اسوقت عمرو اور سب عیار بھی آگئے عمرو نے آفت و ہلال سحر افگن کو زنبیل سے نکالا اُنھون نے اس آفت سے اپنے تئین بارگاہ مین پایا باہر سمت حیران ہوکر دیکھنے لگے اسوقت عمرو نے کہا ای آفت مین تجکو قسم بیکرا ایسے مہلک سے بفضلہ تعالی رہا کرلایا اور سارا ماجرا مفصل کہسنایا پھر تو آفت نے اُٹھ خواجہ کے قدم پر سر رکھا عمرو نے سر اُسکا سینے سے لگایا مہرخ کو نذر دلائی خلعت ملے بارگاہ مین انکی اُستاد ہوئین بعیش و آرام تمکین گزین ہوے لیکن افراسیاب رنجیدہ ظلمات سے پھر کر باغ سیب مین آیا ادھر حیرت نے لاشین ساحرون کی اُٹھوائین اور گریان و نالان بقیہ لشکر کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی اور جا ہا کہ لشکر مہرخ سے بدلے لیکن منتظر حکم افراسیاب ہوئی کہ دیکھون اس امر مین شہنشاہ کی کیا راے ہی اور ادھر افراسیاب جب باغ مین آیا بغضب تمام باغبان قدرت اپنے وزیر سے حکم دیا کہ جاکر بارگاہ مہرخ سے عمرو کو گرفتار کرلا اور جو کوئی بولے اُسے سزا دینا باغبان اسی وقت حجاز زمین مین بزور بھر غرق ہوکر چلا کہ اندر زمین کے تو کوئی عیار نہ ملے گا اور میان عمرو بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یکایک ذہن مین آیا کہ ای عمرو اتنی بڑی ذلت تیری ذات سے شاہ طلسم کو ہوئی یقین ہی کہ کوئی نہ کوئی تیری تلاش مین اسنا ہوگا تجھے چھپ جانا چاہیئے یہ سوچکر زنبیل سے ایک پہلوان

ملک کشمیر کا نکالا واضح ہو کہ عمرو نے اکثر ساحرون کو زنبیل مین قید کیا ہی بہت سے پہلوان جو مسلمان نہین ہوے وہ زنبیل مین قید ہین اُنکو زنبیل کے محافظ جن کھانے دیتے ہین اور مقیدان زنبیل جانتے ہین کہ ہم گویا ایک شہر مین ساکن ہین کیونکہ زنبیل مین سات شہر آباد ہین اور زنبیل آدم صفی اللہ نے عمرو کو دی ہی مثل ایک بٹوے کے ہی ذکر اسکا پہلے بھی مذکور ہوا فی الجملہ اس پہلوان کو بیہوش کر کے اپنی صورت اُسکی بنائی اور بارگاہ مین ایک صحنچی کے اندر پلنگڑی پر اسے لٹا دیا اور آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا اس عرصہ مین باغبان زمین بارگاہ مرخ مین پہونچا اور طبقہ زمین کا توڑ کر باہر نکلا پکارا کہ منم باغبان قدرت ساحران نامی نے گولے اور نابخ وغیرہ مارے لیکن اُسنے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ ہوائے سرد چلنے لگی اور حضاران بارگاہ بیہوش ہوے باغبان نے دیکھا کہ عمرو بارگاہ مین نہین اسنے خیال کیا کہ سب بارگاہ دیکھ لون تو اور سمت صحرا وغیرہ مین ڈھونڈھنے چلون بس ہر صحنچی اور سرا پردہ وغیرہ مین تجسس کنان ہوا ایک جگہ پلنگڑی پر عمرو کو سوتے دیکھا بجہ کمر مین دیکر اُٹھایا اور چلتے وقت ٹھوکر اپنا آمار لیا کہ مرخ وغیرہ کو ہوش آیا اور باغبان نے بلندی سے پکار کر کہا کہ ای نگہبان مجھے حکم شہنشاہ صرف عمرو کی گرفتاری کا تھا ورنہ تم سب کے سر کاٹ ڈالتا خیر اب عمرو کو لیے جاتا ہون ہی کوئی تم مین ایسا کہ چھین لے اسکو اُسوقت پھر ساحرون نے نایل وغیرہ سنبھال کر تصد مقابلہ کا کیا لیکن عمرو جو گلیم اوڑھے موجود تھا اسنے کان مین مرخ کے کہا مین گلیم اوڑھے کھڑا ہون تم سرداروں کو روکو کسی کو لڑنے نہ دو مرخ نے سرداروں کو ممانعت فرمائی کہ باغبان سے مزاحم نہو خواجہ کا خدا مالک ہی لے جانے دو سب ساحر رکے اور باغبان اُڑا ہوا تھوڑی دیر مین بخدمت شہنشاہ پہونچا اور عمرو کے مثل کو سامنے ڈال دیا افراسیاب نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد حسب الطلب حاضر ہوا کہا اس کو ہوشیار کر کے قتل کر ساحرون نے نقلی عمرو کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب اُس پہلوان کی آنکھ کھلی ایک بادشاہ جلیل القدر کے دربار مین اپنے تئین پایا گھبرا کر شہنشاہ کو سلام کیا افراسیاب نے کہا کیون او نابکار دیکھا تو نے کہ مین نے کتنا جلد تجھے گرفتار کیا اب بڑے عذاب سے تجھے ہلاک کرونگا اس پہلوان نے عرض کیا کہ ای بادشاہ مین عیار نہین ہون بلکہ حضور کا غلام ہون اور ہم مذہب خداوند تعالا کا پوچھنے والا ہون افراسیاب نے کہا ارے مین تیرے فریب مین اب نہ آؤنگا اور جلاد سے کہا اسے قتل کر اس پہلوان نے کہا کہ ای بادشاہ آپ عدل فرمایئے تحقیق خوب کر لیجیے مین کشمیر کا رہنے والا ہون خدا پرستون نے مجھے زیر کر کے چاہا کہ مسلمان کرین لیکن مین نے نہ منظور کیا اسوقت عمرو نے مجھے زنبیل مین قید کیا آج مین حیران ہون کہ نہین معلوم حضور تک کون بھلایا اور کیونکر زنبیل سے چھوٹا

افراسیاب کو اسکے کلام عجز الئیام سے شبہہ ہوا اور کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ یہ سچ کہتا ہی عمرو نے اسکو اپنی شکل بنا کر لٹا دیا تھا کہ باغبان پکڑ لایا ہی یہ معلوم کر کے پہلوان کا مکر و دغا و بازنگ و فن عیاری چھوڑا اصل صورت ظاہر ہوئی اسکو رہا کر کے خلعت دیا اور ملازم کر لیا بعد اسکے باغبان سے کہا کہ تو کیا عمرو کو گرفتار کر لایا تھا اُسنے عرض کیا کہ مین نے عمرو کی صورت کا انسان دیکھکر مقید کیا مجھے فن عیاری مین دخل نہین مین سمجھا کہ یہی عمرو ہی میرا اس مین تصور کیا ہی افراسیاب نے عذر اسکا پذیرا فرمایا اور ایک بچے کو حکم دیا کہ صرصر عیارہ کو لشکر حیرت سے اٹھا لائے بچہ جا کر صرصر کو لایا صرصر نے شہنشاہ کو تسلیم کی اسکو حکم ہوا کہ تو عیارہ ہی عمرو کو چان کر گرفتار کر کے حاضر کر اور اگر نہ لائیگی تو بایمان خود تجھے قتل کرونگا کس لیے کہ تو کسدن کے لیے ہی دیکھ عیاران لشکر اسلام کیسی جانبازی کر رہے ہین صرصر لرزان و ترسان عتاب شاہ دیکھ کر باغبانے عیاری سے درست ہو کر روانہ ہوئی اور جب دریا کے کنارے پہونچی اور عیار پچیان طلسم اسنے سارا ماجرا بیان کیا وہ بھی بہر عیاری روانہ ہوئین اور صرصر بہ شکل مبدل قریب لشکر موج پہونچکر ہر طرف پھرنے لگی اتفاقاً ایک کنیز ملکہ موج کی کسی کام کو جاتی تھی صرصر اسکے پاس آئی اور کہا ملکہ پاس مجھے بھی ملازم کرا دیجیے کنیز نے کہا کچہری مین جا کر جو کچھ عرض کرنا ہو کر دیجہ سے یہ کام تعلق نہین صرصر کنیز کے ساتھ باتین کرتی ہوئی ایسے مقام تک آئی کہ جہان تنہائی تھی دانستہ نہ چلتا تھا اور اس جگہ فرصت پاکر ایک بینی بیہوشی مشت پر کنیز کے مارا کہ وہ بیہوش ہوئی پیرہن اسکا اتار کر اسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور آکر داخل بارگاہ موج ہوئی جب سامنے موج کے آئی ملکہ نے حکم دیا کہ آفتابہ چوکی پر رکھ آئین رفع احتیاج کو جاؤنگی صرصر لوٹا پانی سے بھر کر چوکی پر رکھنے آئی اس عرصہ مین موج بھی آئی صرصر نے اکیلا پاکر ایک حباب بھر کر بیہوشی کا مشت پر مارا کہ موج بیہوش ہو گئی صرصر نے اسی جگہ بیٹھ کر صورت اپنی شکل صورت موج کے بنائی اور لباس اسی کا پہن کر اسکے دست و پا سمیٹ کر اس طرح باندھا کہ ایک گٹھری ہو گئی اس گٹھری کو ہاتھ مین لٹکائے وہان آئی کہ جہان توشک خانہ تھا اور جو لوگ وہان تھے انکو حکم دیا کہ تم یہان سے ہٹ جاؤ مین ایک چیز مخفی رکھونگی وہ سب چلے گئے صرصر نے ایک صندوق مین موج کو بند کر دیا اور جب اس جگہ سے باہر آئی ملازمون کو بلا کر وہ صندوق دکھا کر کہا خبردار اسے نہ کھولنا ورنہ قتل کر ڈالونگی غرض کہ اس صندوق پر مہر سرکاری ہو گئی اور صرصر وہان سے آکر موج کی جگہ تخت پر بیٹھی اور بعد لمحہ کے حکم دیا کہ دسترخوان سامنے والی مچھلی مین بچھاؤ مین کچھ کھاؤنگی بموجب حکم دسترخوان بکاول نے چنا موج نقلی وہان آئی اس اثنا مین عمرو جو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا تھا

ظاہر ہو کر باہر بارگاہ کے چلے تو گیا بعد اسکے پھر آیا دیکھا مہرخ تخت پر نہین ہی لوگون سے پوچھا ملکہ کہان گئین
ایک نے کہا کھانا نوش فرمانے سامنے والی صحنچی مین تشریف لیگئی ہین عمرو یہ سنکر پاس مہرخ کے آیا ملکہ نے
کہا خواجہ کھانا کھایئے عمرو نے کہا بسم اللہ آپ نوش فرمایئے ملکہ نے اصرار کیا کہ کچھ تھوڑا سا تناول فرمایئے
عمرو ملکہ کے مصر ہونے سے کھانے لگا جب کھا چکے کنیزون نے ہاتھ دھلایا اور مہرخ نے دست پاک اپنا
عمرو کو دیا اور خاصدان آگے بڑھایا اور کنیزون سے کہا مجھے خواجہ سے کچھ مشورہ کرنا ہی تم یہان سے بارگاہ
مین جاکر ٹھہرو وہ سب وہان سے چلی آئین اور عمرو نے رومال سے جو مہرخ نے دیا تھا منھ پونچھا رومال مین
روغن بیہوشی ملا ہوا تھا منھ پونچھتے ہی جھینک آئی اور عمرو بیہوش ہوا صرصر نے عمرو کا پشتارہ باندھا
اور قنات چاک کرکے باہر نکلی جست وخیز کرتی ہوئی چلی باہر لوگون نے دیکھا کہ مہرخ ایک گٹھری لیے
جاتی ہی لیکن مہرخ چونکہ بادشاہ لشکر ہی کوئی بسبب رعب شاہی کے کچھ کہہ نہ سکا اور صرصر مثل صرصر کے اڑی
ہوئی کنارے لشکر کے پہونچی اتفاقاً صحرا کی طرف سے برق فرنگی آتا تھا اسنے جو اُسے دیکھا سمجھا کہ عیار کوئی ہی
فوراً نیچہ کھینچ کر آڑا صرصر نے نیچہ کھینچا اور لڑنا شروع کیا عین جنگ مین صرصر نے قریب پہونچکر حلقے کمند کے
مارے برق جست کرکے حلقہ کمند سے باہر نکلا اور قریب آکر ایک بیضہ بیہوشی منھ پر مارا کہ صرصر جھینک
مار کر گری برق نے چاہا پشتارہ لے لون اُسوقت صبارفتار صحرا کی طرف سے للکارتی ہوئی آئی اور
خنجر پکڑے حملہ آور ہوئی برق نے اس سے لڑنا آغاز کیا لیکن صبارفتار لڑتے لڑتے قریب صرصر کے
پہونچی اور ایک حباب دافع بیہوشی منھ پر صرصر کے مارا کہ وہ ہوشیار ہوگئی اور ان دونون کو لڑتے
دیکھکر قابو جو پایا عمرو کا پشتارہ لیکر بھاگی برق پیچھے دوڑا صبارفتار سدراہ ہوئی برق نے زفیل بجائی کہ
صحرا سے کوئی اور عیار آجائے لیکن صرصر جو بھاگی زفیل سنکر سمجھی کہ تو مگر جائینگی عیار آجائینگے یہ سوچکر
پل پریزادان جو دھوئین کا بنا ہوا اسکے بیچ کے درجے سے چلی اور پکاری کہ اے پل بحق افراسیاب
مجھے راستہ دے اُسی وقت اُسکے اس کلام سے دھوان شق ہوگیا اور راہ ہوگئی برق منھ دیکھکر رہگیا اور
صبارفتار بھی جست کرکے نکل گئی برق لشکر مین پھرکر آیا دیکھا یہان غلغلہ تھا کہ مہرخ اور عمرو کھانا کھاتے
کھاتے غائب ہوگئے یہ ماجرا سنکر برق نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ مہرخ کی صورت بنکر صرصر خواجہ کو پکڑ لے
گئی ہی یقین ہی کہ مہرخ کہین بیہوش پڑی ہونگی اُسوقت داروغہ توشک خانے نے کہا کہ ملکہ کچھ
صندوق مین بند کرگئی ہین اُسے دیکھیے کہ کیا ہی برق نے صندوق جاکر کھولا اس مین مہرخ کو بند پایا ہوشیار
کرکے لاکر تخت پر بٹھایا مہرخ کو حال گرفتاری عمرو سنکر بڑا رنج ہوا سب لشکر مین اندوہ والم کی باتین ہونے
لگین اس عرصہ مین وہ کنیز جسکو صرصر نے بیہوش کیا تھا ہوشیار ہوکر آئی لیکن اب حال صرصر کا سنیے کہ عمرو کو

لیے جب دھوئیں سے گذری طرف طلسمات کے چلی اس لیے کہ ایسی راہ سے چلون کہ کوئی عمرو کو دیکھ نہ لے
اور اس ہنگام مین عمرو کی بیہوشی اُتر گئی آنکھ جو کھلی دیکھا کہ مین پشتارے مین بندھا ہون اور صرصر لیے
جاتی ہی مگر وہ مقام تنگ و تاریک ہی کہ جہان خوف سے زہرہ آب ہوتا ہی عمرو یہ دیکھکر چپ ہو رہا
اور صرصر اس تاریکی کو طے کرکے قریب آتش بہ بخی اور پکاری ای بیابان آتش بحق افراسیاب
مجھے راہ دے یہ کہکر آگ سے بھی گذری اور جب اور آگے بڑھی یہان ایسی تاریکی تھی کہ زمین و آسمان کچھ معلوم
نہ دیتا تھا اور راستہ مفقود تھا صرصر وہان ٹھہری ایک ساحر اُس جگہ ظاہر ہوا کہ تمام جسم اُسکا مشعل کی طرح
روشن تھا اُسنے صرصر کی کمر مین پنجہ دیکر چرخ دے دیکر ایک طرف پھینکا عمرو نے مارے ڈر کے آنکھین
بند کرلین بعد لحہ کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک تپلا آگ کا صرصر کو لیے جاتا ہی یہان تک کہ وہ تپلا لیے ہوئے
قریب ایک آگ کے دریا کے پہونچا اور اُس مین کود اندر دریا کے سیا ہی تھی وہ تپلا غوطہ لگائے ہوئے
چلا عمرو کی مارے خوف کے جان نکلی ہوئی ہی دل سے یاد دد کو اس اندھیرے مین یاد کرتا چپکا
بندھا ہوا صرصر کی پیٹھ پر پڑا ہی لیکن وہ ساحر اُس دریا کے کنارے پہونچا اسوقت ایک سوار
سامنے سے آیا اور صرصر کو نیچے مین ہاتھ ڈال کر اُڑا بہت دور جا کر ایک پہاڑ نظر آیا اُسپر وہ سوار
اترا اور صرصر کو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا سر نیچے پاؤن اوپر غلطان و پیچان صرصر چلی عمرو کی آنکھین
فرط دہشت سے بند ہو گئین بعد کچھ عرصے کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ صرصر بچھے ہوے ایک باغ مین
آئی کہ باغ سیب یہی ہی سارا باغ طلسم کے مانند بنا ہی درخت گلدار پُر بہار فصل خزان و آسیب
صرصر حوادث دوران سے بری ہر طرف کو طراوٹ اور سرسبزی طائران خوش الحان بحر کے
جانور بزبان فصیح بیان دشیوا زبانی جب نغمہ سرائی کرتے ہین یا افراسیاب یا افراسیاب
کی صدا دیتے ہین عمارات سب طلسمی تعمیر ہر ایک حجرہ اور قصر پری کی تصویر کلین سقف اور ستون مین نگین
بارہ دری جواہر آگین کہ مثنوی

ریاحین و گل اس مین انواع کے	طلسمات کل اُس مین انواع کے
طلسمات کے سارے دیوار و در	نہ یان کے سے کوٹھے نہ بان کے سے در
نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر	نہ سردی نہ گرمی کا اُس مین خطر
کسی کو ہو جس چیز کا اشتیاق	نظر آئے وہ چیز بالائے طاق
جواہر کے جاندار وحش و طیور	خرامان پھرین صحن مین دور دور
پھرین دن کو سارے وہ حیوان ہو	کرین رات کو کام انسان ہو

لگے ہر طرف گوہر شب چراغ	وہی دن کو گوہر وہی شب چراغ
بنائے ہوے خار اور سب نہال	گل و غنچہ سب وان کے دور از خیال
صدا آپ سے آپ گھڑیال کی	کہین ناچ کی اور کہین تال کی
رہے وان کے حجرون کا جو در کھلا	تو دنیا کے باجون کی آئے صدا
اگر بند کر دیجیے ایک بار	تو جون ارغنوان راگ نکلین ہزار
مکانون مین مخمل کا فرش و فروش	بخط سلیمانی اُن پر نقوش
طلسمات کے پردے اور چلمنین	ارادے پہ دل کے کھلین اور بندھین

بیچ بارہ دری مین تخت خاہی آراستہ تھا افراسیاب اُسپر جلوہ گر تھا ہزارہا ساحر دست بستہ حاضر تھا کہ خضر نے پہونچکر مجرا کیا اور پٹارہ عمرو کا سامنے رکھ دیا عرض کیا یہ کمنگار سرکار حاضر ہی کنیز حکم عالی بجا لائی اور جانبازی کر کے عمرو کو لائی افراسیاب نے خضر کو خلعت بیش بہا عنایت کیا اور حکم دیا عمرو کو کھولو سنو عمرو کو پٹارے سے نہ نکالا تھا کہ نیچہ عرضی سلیمان عنبر بن موکی مشتملبر احوال قتل حسینہ جادو جسکا ذکر اول مذکور ہوا لیکر آیا افراسیاب نے جب عرضی پڑھی جواب مین اُسکے عرضی خدمت لقا مین لکھی کہ یا خداوند مکرمین نے فی الحال عمرو ایسے دشمن خداوند کو گرفتار کیا ہی لہذا ملک بختیار کو شیطان کو اپنی درگاہ کے یہان بھیجدیجیے کہ وہ آکر عمرو کو قتل کرین اور انھین کے ہمراہ مین فوج ساحران کردونگا کہ وہ فوج حمزہ کے لشکر کو غارت کردیگی یہ عرضی لکھکر ملکہ خمار جادو کو دی کہ اسیوقت پاس خداوند کے لیجائے اور شیطان خداوند کو لے آئے خمار جادو عرضی لیکر بزدبحر آئی اور تبجیل تمام مسافت راہ طیکر کے کوہ عقیق کے قلعے مین پہونچی اور براہ ادب در دروازے پر دارالامارت شاہی کے ٹھہر کر چاہا اپنے آنے کی اطلاع کرائے قضارا یہان چالاک بن عمرو واسطے جاسوسی اور دریافت حال بارگاہ لقا مین آیا تھا دروازہ پر دارالامارۃ کے مردہا بنا کھڑا تھا خمار نے اُس سے کہا میان مرد ہے صاحب جا کر عرض کر دو کہ طلسم ہوشربا سے خمار جادو فرستادہ افراسیاب آئی ہی عرضی شاہ طلسم کی لائی ہی چالاک نے کہا آپ ٹھہریے مین عرض کرتا ہون اور اندر بارگاہ کے گیا اور بغیر کچھ کہے سنے باہر آکر خمار سے کہا کہ ای ملکہ جو حکم تمھاری نسبت ہوا ہی اُسے آکر سُن لو خمار اُسکے ساتھ ہولی چالاک اُسے تنہائی مین لایا اور کہا خداوند نے یہ بھیجدیا ہی کہ اسے کھاکر ہماری بارگاہ مین آ تمھارا جسم نورانی ہو جائیگا خمار نے سجدہ کیا اور کہا کیا سرفرازی خداوند کی اپنے ایک ایک حقیر ناچیز بندون کے حال پر ہی کہ مجھ حاضر ہوتے ہی سرفراز فرمایا

نظم

آن کہ پامال جفا کرد چو خاک راہم		خاک می بوسم و عذر کرمش میخواہم	
من نہ آنم کہ بجور از تو بنالم حاشا		چاکر معتقد و بندۂ دولتخواہم	

بعد واے شکریہ وہ پھل لیکر کھایا کھاتے ہی یہ تمر ملاکہ سر نیچے اور پانون اوپر ہوگئے بیہوش چالاک کی بن پڑی استرا نکال کر اُسکا سر مونڈا اور نامۂ افراسیاب اُسکے پاس سے لیکر خود نامہ لکھ کر اُسکی جھولی مین رکھ اپنا راستہ لیا بعد چار گھڑی کے خمار کو ہوش آیا سنبھلکر اُٹھی دل سے خیال کیا کہ وہ پھل جو خداوند نے بھیجا تھا اسکی یہی تاثیر ہوگی کہ انسان کھاکر ہوش مین نہ رہتا ہوگا کیونکہ اول کی کثافت اور آلایش جب دفع ہوگی اور قالب پلٹے گا ضرور ہی کہ انسان بیہوش ہو جائیگا اب یقین ہی کہ مین آج ایسی پاکیزہ ہوگئی کہ جیسے بطن مادر سے پیدا ہوئی تھی یہ منصوبہ کرتی ہوئی اور اپنے جسم کو نورانی ہوجانا سمجھکر بار بار دست و پا کو دیکھتی ہوئی چلی کچھ سر کے منڈنے کا خیال بھی نہ کیا یہان تک کہ داخل بارگاہ لقا ہوئی اور خداوند کو اپنے تخت پر جلوہ گر دیکھ کر سجدہ کیا اہل دربار نے دیکھا کہ ایک ساحرۂ حسینہ وجمیلہ آئی ہی لیکن سر منڈا کے سب ہنسنے لگے اور لقا نے کہا ای بندی قدرت کی سر سجدے سے اُٹھا کہ رحمت اپنی ہمنے تجھپر نازل کی خمار نے سر اُٹھایا لقا نے قریب اپنے کرسی عنایت کی یہ آکر بیٹھی اُسوقت بختیارک نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر ایک شعر

پڑھا فرد	
حسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق	زلفین وان منڈ گئین یان جال پریشان ہوگیا

لیکن اس رمز کو بھی خمار نہ سمجھی اور نامۂ افراسیاب نکال کر سامنے خداوند کے پیش کیا لقا نے اپنے منشی کی جانب اشارہ کیا منشی نے نامہ لیکر لفافہ چاک کرکے جا کہ پڑھون اُس مین کلمات نا ملائم اور دشنام سیکڑون تحریر تھین کیونکہ نامہ چالاک نے بدل لیا تھا غرضکہ منشی نے براہ ادب خداوند عرض کیا کہ یہ نامہ بخط طلسم لکھا ہی مجھ سے پڑھا نہین جاتا یہ سنکر بختیارک نے کہا لاؤ مین پڑھ دون منشی نے نامہ حوالہ کیا بختیارک نے جو اسے دیکھا بہت ہنسا اور کہا خداوند سنیے اس نامہ مین لکھا ہی کہ ابے ادبے عزت حرامزادے مسخرے گدھے نالائق قرساق بدتمیز خرس بادیہ ضلالت میمون خصلت خنزیر طینت خبیث صورت بداصل و بیہودہ شکل سیاہ رو تیرہ درون گمراہ اعنی زمرد شاہ مردود درگاہ آر یعنی اللہ وایانا بعد ہزاران ہزار لعنت کے اے ملعون خدا تجھ کو جہنم کرے کہ تو نے ہزارہا بندگان خدا کو برگشتہ کر رکھا ہی لازم ہی کہ خدمت با سعادت حمزہ صاحبقران عالی تبار مین حاضر ہوکر دین مبین اسلام اختیار کر اور دعوی الوہیت سے

باز آور نہ لشکر کشی کر کے فوج ساحران بھیج کر اس طرح تجکو راہ دارا ببوار دکھاؤنگا کہ حسرت تیرے حال بد مآل پہ گریہ کریگی اور تیرا کوئی نام لینے والا بھی باقی نہ رکھونگا تھوڑا لکھا بہت جانا نامہ تمام کر تو ہزار ہا دشنام یہ مضمون سنتے ہی لقا فرط غضب سے مثل رعد کے گرج گرجایا اور پکارا کہ اس افراسیاب حرامزادے کی اب شامت آئی ہی تقدیر کر کے اُسے مین غارت کیے دیتا ہون اور دوزخ مین بھیجتا ہون خمار یہ غصہ دیکھکر تھر تھر مثل بید کے کانپنے لگی اور عرض پیرا ہوئی کہ یا خداوندیہ نامہ شہنشاہ سلیمان نے ہرگز نہین لکھا معلوم ہوتا ہی کہ اثناے راہ مین نامہ کسی نے بدل لیا کس لیے کہ میرے روبرو جب شہنشاہ نے عمرو کو گرفتار کرایا تو منشی سے یہ لکھوایا تھا کہ خداوندا اپنے شیطان درگاہ ملک بختیارک کو بیان بھیجین کہ وہ آکر عمرو کو اپنے ہاتھ سے قتل کرین اور فوج ساحران طلسم سے ساتھ لے جائین لہذا اس تحریر کے خلاف یہان یہ گالیان لکھی نظر آتی ہین مجھے بڑا تعجب ہی کہ یہ کیا ماجرا ہی آپ خداوند ہین آپ پر سب واضح و روشن ہوگا بختیارک نے یہ تقریر سنکر کہا جب ہی یہ نامہ بدلا ہوا ہی عمرو کا گرفتار ہونا غیر ممکن ہی مین جانتا ہون کہ اُسنے کسی کو اپنی صورت کا بنا کر قید کرا دیا ہوگا اور آپ تمھارے ہمراہ چل کر کسی مقام پر قابو پا کر نامہ بدلا ہوگا اور ای ملکہ کیا تمھارے طلسم مین یہ رسم ہی کہ عورتین بھی سر منڈاتی ہین خمار سمجھی کہ یہ دلگی کرتے ہین کہا ای شیطان خداوند آپکا تو یہ کام ہی ہی کہ ہر ایک سے تمسخر کیجیے لیکن مجھ حقیرہ ناچیز سے کہ خداوند کی پرستار ہون سخراپن نہ فرمایئے طلسم مین تو وہ زنان پری پیکر زہرہ جبین حور شمائل ہین کہ جنکی زلف چلیپا مین ہزارہا دل بیدلون کے گرفتار رہتے ہین اور مار کاکل کے ڈسے ہوے پانی نہین مانگتے ہین سر منڈانے کی آپ نے خوب کہی بختیارک نے جواب دیا کہ پھر تمنے کیا منت مانی تھی کہ خداوند کی زیارت کو جاؤنگی اور اس وقت سر منڈاؤنگی سر پر ہاتھ رکھکر دیکھو کہ کوئی بال بھی باقی ہی یا میرا کہنا کچھ غلط ہی خمار نے گھبراکر سر پر ہاتھ رکھا سر مو بختیارک کے کہنے مین فرق نہین بال کیسے کھونٹی بھی کوئی نہ تھی صاف چکنا سارا سر پایا یہ دیکھتے ہی رونے لگی اور کہا ملک جی آپ صحیح فرماتے ہین کہ عمرو میرے ساتھ ساتھ چلا آیا بلکہ راہ مین میرے کاندھے پر چڑھا تھا یقین ہی کہ وہ ہی سوار ہوگا اور ایک جگہ مجھے پھل کھلا کر مردہ نے بیہوش بھی کیا تھا اور ایک بار طلسم مین عمرو نے میرا سر اور بھی مونڈا تھا یہ کلام جب بختیارک نے سنے پکارا صلواۃ برمحمدؐ و برآل محمدؐ و لعنت بر لقا کیون بی خمار تم نے دیکھا کہ عمرو کیسا مقبول بندہ خداوند ہی اب تم ظہور نکا دیکھو واضح ہو کہ بختیارک نے چاہا کہ امتحان کر لون کہ عمرو یہان آیا ہی یا نہین اور جانتا ہی کہ جہان عمرو ہوتا ہی اگر اُسکی تعریف کرو تو وہ ظاہر ہو جاتا ہی اس لحاظ سے گویا ہوا کہ یا مرشد برحق اگر آپ تشریف

لائے ہین تو اپنا ظہور ادکھایئے اسکے اس کلام سے چالاک جو خمار کا سر مونڈکر چلا تھا تو خدمتگار کی صورت
بنکر بارگاہ مین کھڑا یہ سب حقیقت دیکھ اور سن رہا تھا دل سے خیال کیا کہ مین صورت عمرو کی بنکر ان کو دکھا دونگا
تاکہ خمار جو عمرو کو یہان دیکھکر جائیگی تو افراسیاب سے کہے گی کہ عمرو کوہ عقیق مین ہے یہ سُنکر
افراسیاب کو شبہہ ہوگا کہ یہ عمرو جس کو مین نے قید کیا ہے عمرو نہین ہے پس وہ عمرو کو چھوڑ دیگا اور تیرا نام ہوگا
کہ ہزار دن کوس سے عیاری کرکے عمرو کو چھڑا دیا یہ تجویز کرکے باہر بارگاہ کے جاکر صورت اپنی عمرو کی ایسی
بنائی اور یہان بختیارک مدح وثنا عمرو کی کر رہا تھا کہ سر اُٹھا کر چالاک بیچ بارگاہ
کے اُترا اور اس لیے کہ بختیارک کو کسی طرح کا شک نہ رہے بائین آنکھ کا مثل عمرو کے اسکو دکھا دیا اور
پکارا کہ ای خمار میرے ہاتھ سے تو بچ گئی ورنہ مین کو مار ڈالتا خمار نے جب عمرو کو دیکھا بے اختیار اُٹھکر
دوڑی کہ او موئے سونڈی کاٹے غضب کیا تونے کہ میرا سر دوبارہ مونڈا اور مجھے سارے
طلسم مین اور دربار خداوند مین ذلیل کرایا یہ کہتی ہوئی جب قریب ہوئی چالاک نے ایک بیضہ بیہوشی
ناک پر تاک کے مارا کہ اسکے پڑتے ہی بیہوش ہوکر گری اور چالاک جست کرکے بھاگا ملازمان لقا تو حرکات
عیارون کی سے بخوبی واقف تھے وہ بیٹھے رہے کسی نے تعاقب نہ کیا اور بختیارک نے
خمار کو ہوشیار کرایا بختیارک نے کہا ای بلکہ اب تم جواب نامہ کا لیکر جاؤ اور یہ بھی لیتی جاؤ
افراسیاب کو دکھانا اور سب کیفیت بیان کرنا یہ کہکر منشی سے حکم دیا کہ نامہ تحریر کرے بدین مضمون کہ بندہ
خاص الخاص خداوند شہنشاہ ساحران افراسیاب جادو کو بعد نزول رحمت خداوندی معلوم ہو
کہ تم ایسے غافل بادشاہ ہو کہ تمھارے ملازم تمھین دھوکے دیتے ہین کہ عیار بچی تمھارے عمرو کی صورت
بناکر کسی کو لے آئی ہے اور تمھین کچھ معلوم نہوا عمرو تمھارے نامہ دار کے ساتھ یہان چلا آیا عجب
کیا ہے جو اس غفلت کا تمھاری یہ نتیجہ ہو کہ وہ تمکو کسی دن قتل کر ڈالے لہذا میرے شیطان
کا آنا ایسے غفلت شعار فراموش کار کے پاس زیبا نہین جب تم تحقیق اصلی عمرو کو گرفتار کرکے اطلاع دوگے
اسوقت شیطان کا آنا ہوگا اب تمھین چاہیے کہ بہر ہدد خداوند فوج ساحران روانہ کرو نہین تو خداوند
غضب اپنا تمھارے طلسم پر بھیجینگے اور ناراض ہوکر کسی طرف چلے جائینگے یہ قلمبند کرکے منشی نے
لقا کی مہر ثبت کرکے خمار کے حوالے کیا اُسنے نامہ لیکر خداوند کو سجدہ کرکے عرض کیا کہ میرے بال سر پر پیدا کر دیجے
لقا نے کہا ای بندی میری تو بروز نوروز آنا مین تجھے ایسا حسن و جمال عطا کرونگا کہ بہتر
میری حوران جنان سے ہو جائیگی اور پھر کبھی ضعیف نہوگی غرضکہ تسکین اور تشفی دیکر اُسکو
رخصت کیا اور یہ نامہ لیکر اڑی یہانتک کہ تھوڑے عرصہ مین افراسیاب کے پاس پہونچی وہ منتظر اسکا بیٹھا تھا کہ اسنے

جواب نامہ لاکر دیا اور وہ نامہ بھی جو چالاک لکھا ہوا تھا پیش کیا اور اپنا سر منڈا ہوا دکھلایا افراسیاب مارے خوف کے کہ افسوس میرے باعث سے خداوند کو گالیان ملین کانپنے لگا اور خمار کا سر منڈا ہوا دیکھکر بڑا رنج ہوا اور یقین ہوگیا کہ بیشک صرصر اپنی رسوخیت جتانے کے لیے کسی کو عمرو کی صورت بنالائی ہی اسوقت حکم کیا کہ عمرو بندھا ہوا ہی اسکو کھولکر ہمارے سامنے لاؤ ساحر عمرو کو دیر لائے عمرو تو پہلے ہی سے ہوشیار تھا خمار کا بیان سن رہا تھا سمجھ گیا کہ وہان کسی میرے فرزند یا شاگرد نے سراس قحبہ کا مونڈکر اور میری شکل بنکر دکھایا ہوگا اور دھوکا دینے سے تجھے چھڑانا چاہا ہی پس جب سامنے افراسیاب کے آیا اور اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی کہا حضور صرصر نے مجھسے کہا تھا کہ مین تجھے عمرو کی صورت بنا کر سامنے شہنشاہ کے لیے چلتی ہون وہ تجھے قید کرینگے مین رات کو آکر چھوڑ دونگی اور تجھے پانچ ہزار روپے دون گی تو کہدینا کہ مین عمرو ہون ورنہ مین ایک طوائف رہنے والی طلسم ظاہر کی ہون افراسیاب نے یہ سنکر ساحرون سے کہا اسے اُتار لو اور عمرو سے کہا کہ جاہان جی چاہے چلا جا اور پانچ ہزار روپیہ اپنے پاس سے اُسکے سچ کہدینے پر عنایت فرمائے عمرو سلام کرکے روپیہ لیکر باغ سے باہر نکلا اور سمجھا شاید کوئی آفت آئے تم بچا نے جاؤ اس سبب سے گلیم اوڑھ کر چلا اور ادھر افراسیاب نے کہا بلاؤ تو اس ناعیار غیبانی صرصر کو اسی باغ مین کہ بہت دور تک ہی ایک جگہ آرام پذیر تھی کہ ساحرون نے آکر حکم شہنشاہ متضمن بحاضری سُنایا یہ لرزان و ترسان سامنے آئی افراسیاب نے حکم دیا کہ باندھو اسکو ساحرون نے ستون بارہ دری سے صرصر کو باندھا اور مار پڑنے لگی صرصر پکاری کہ میرا کیا قصور ہی افراسیاب نے کہا حرام زادی مجھے پیش خداوند ذلیل کرایا دیکھو یہ نامہ آیا ہی تو ایک طوائف کو لالچ دیکر عمرو بنا کر لائی ہی شرط کہ ناک کٹوا ڈالون صرصر نے کہا کبھی ایسا نہین ہی مین عمرو کو پہچان کر پکڑ لائی تھی اُسوقت خمار نے کہا دیکھ میاں سر عمرو نے مونڈا بھلا مجھے کیا پڑی تھی جو اپنا سر آپ مونڈکر تجھے جھوٹا بناتی صرصر نے عرض کیا اب کتاب سامری ملاحظہ فرمایئے میرے اور کسی کے کہنے پر نہ جایئے اگر میرا کہنا غلط ہو تو مجھے قتل کیجیے ورنہ کوئی اپنا سر منڈوا تا پھرے مجھ پر تہمت جوڑے برائے نسگون کو اپنی ناک کٹوائے مجھے کیا غرض خمار نے جھلاکر کہا او قحبہ میرے منھ نہ لگنا ایک تو چوری دوسرے سر زوری صرصر بولی کہ قحبہ جو مجھکو کہے گی وہ آپ ہوگی مین شہنشاہ کے سوا اور کسی کی نہ اُٹھاؤنگی اسوقت افراسیاب دونون پر خفا ہوا کہ میرے روبرو یہ گستان زیبا نہین اور کتاب سامری دیکھی سب حال جو اوپر مذکور ہوا نظر آیا کہ صرصر سچی ہی تو نے عمرو کو ناحق چھوڑدیا اور خمار کا سر چالاک کے مونڈا ہی یہ معلوم کرکے صرصر کو رہا کرکے خلعت دیا اور

حکم دیا کہ عمرو دریا کے پار نہ جا سکیگا جلد جا کر گرفتار کرلا صرصر تعاقب عمرو مین روانہ ہوئی افراسیاب نے بھی دربار برخاست فرمایا ہر سردار اپنے اپنے گھر آیا لیکن خمار کینہ صرصر سے اور صرصر کو خمار سے پیدا ہوا کہ ذکر اسکا آگے مذکور ہوگا مگر اب حال سنیے کہ عمرو باغ سے نکل کر گلیم اوڑھکر جو چلا جب دور نکل گیا گلیم اتار لی اور دیہی صورت ایک اگھوری جنیت کی ایسی بنا لی کہ لنگوٹی باندھے جھکڑ کا اور ٹھیکے شراب کی بوتل ہاتھ مین بغل مین مردے کی کھوپڑی ڈالے بیہودہ بکتا چلا کہ راہ مین اگر کوئی ساحر ملے تو اسکو قتل کر کے دریا سے اسکی صورت بنکر پار اتر جاؤن اسی فکر مین جاتا تھا کہ صرصر ڈھونڈھتی ہوئی آ کر پہونچی اور عمرو کو اگھوری بنا ہوا دیکھکر اسنے پہچانا اور للکار کر نیچہ پکڑ کر مقابل ہوئی عمرو بھی ناچار لڑنے لگا کچھ دیر تک جنگ بہ فن عیاری ہوتی تھی کہ ایک سامنے سے ساحر پیدا ہوا یہ ساحر رہنے والا اسی صحرا کا تھا جہان عمرو لڑ رہا تھا غرضکہ جب عمرو نے اسے آتے دیکھا کہا کہ اے صرصر دیکھ تیرے عقب مین کون آتا ہی اسنے پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے قریب جاکر بیضہ بیہوشی مارا کہ صرصر کے منھ پر پڑا اور چکر کھا کر گرنے لگی عمرو نے گود مین اٹھا کر بغل مین ڈال لیا اور چاہا کہ بھاگ جاؤن لیکن وہ ساحر قریب پہونچ گیا تھا اسنے سحر کیا کہ عمرو وہین کھڑا رہگیا وہ پاس آیا اور کہا کہ اے اگھوری تو کس لیے لڑ رہا تھا اور مین نے اسلیے تجھے روکا کہ تو جس عورت سے لڑ رہا تھا اسے تو نے کیا کیا کہان یکایک غائب کر دیا عمرو نے کہا وہ میری زوجہ تھی جس سے مین لڑتا تھا اور مین بھوکا تھا اسکو کھا گیا یہ سنکر اس ساحر کو ایک حیرت ہوئی اور کہا آج تک مین دربار شاہی مین نہین پہونچا تھا آج یہ وسیلہ اچھا ہی کہ تجھے خدمت شاہ مین لے جاؤن کہ ایسا ساحر آنکے یہان کوئی نہوگا کہ جیتے آدمی کو کھڑے کھڑے نگل لے یہ کہکر سحر کر کے عمرو کو لیکر اور القاقا افراسیاب جو دربار برخاست کر چکا تھا تو وزیر اسکا باغبان قدرت اپنے باغ مین آکر مع اپنی زوجہ ملکہ گلچین جادو کے بیٹھا میخواری کرتا تھا کہ یہ ساحر عمرو کو لیے اسی طرف سے اڑتا ہوا نکلا گلچین نے دیکھا کہ ایک ساحر آدمی کو پنجہ مین ڈالے اڑا جاتا ہی اسنے اپنے شوہر سے کہا اسکو بلاؤ دیکھو یہ کون ہی باغبان نے سر بڑھایا یہ ساحر عیار مین سے ہی شمل نامی ساحر دن کے سحر نہین جانتا ہی باغبان کے سحر کرنے سے آگے نہ جا سکا ناچار اوتر آیا باغبان کو دیکھ کر تسلیم کی اسنے پوچھا کہ یہ کون ہی جسے تو گرفتار کیے لیے جاتا ہی ساحر نے کہا یہ شخص اپنی زوجہ سے لڑ رہا تھا پھر یکایک اسے کھا گیا مجھے تعجب ہوا مین اسکو پاس شہنشاہ کے لیے جاتا تھا باغبان کو بھی یہ ماجرا سنکر ایک تعجب ہوا اور نگاہ سحر عمرو کو گھورا ازبسکہ یہ ساحر زبردست ہی اسکے گھورنے اور نظر گرم سے عمرو کے جسم سے روغن عیاری اڑ گیا اور چنگاریان جسم سے اڑنے لگین اسوقت

باغبان نے نگاہ بحر سے دیکھنا موقوف کیا اور اُس ساحر سے کہا یہ اگھوری نہین عمرو ہی اور عمرو سے دریافت کیا کہ تو کسے کھا گیا عمرو نے کہا اپنی زوجہ کو کسی کے سامنے نہین کرتا ہون اور نہ اُسکو تنہا کسی مکان مین رکھتا ہون بلکہ اپنے ساتھ زنبیل کے اندر رکھتا ہون اور زوجہ میری عیار ہے بدل ہی صحرا مین اسکو جب زنبیل سے نکالتا ہون وہ مجھسے لڑتی ہی لہذا اُسوقت مین اور وہ دونون لڑا ہے تھے کہ یہ ساحر آیا مین نے اسکو نامحرم سمجھکر اپنی بی بی کو زنبیل مین رکھ لیا نکل تو مین کسی کو نہین گیا یہ حقیقت عمرو سے سُنکر گلچین نے کہا اپنی جورو کو نکال ہم بھی دیکھین کہ کیسی ہی عمرو نے کہا مین غیر مرد کے سامنے کاہے کو نکالون سب کو ہٹا دیجیے اور مجھے کچھ روپیہ دیجیے تو نکالون گلچین نے سب کو وہان سے ہٹا دیا لیکن باغبان بیٹھا رہا اور اُسنے کہا ای عمرو تو اپنی زوجہ کو میرے روبرو نکال مین تجھے بہت کچھ دونگا عمرو نے کہا پہلے روپے منگا دو تو کیا مضائقہ باغبان اور اسکی جورو نے بہت کچھ زر منگا کر دیا عمرو اُسوقت ایک گوشۂ باغ مین گیا اور صرصر کا منھ زنبیل سے نکال کر صورت اسکی تبدیل کر دی اور وہان سے سامنے باغبان کے آیا اور کمر کے برابر سے صرصر کو پکڑ کے اُسکے سامنے ڈالدیا گلچین نے ایک نازنین عورت کو باحسن و جمال دیکھا کہا عمرو کی بی بی بہت خوب صورت ہی اچھا اسے ہوشیار کر عمرو نے کہا یہ بھاگ جائے گی گلچین نے کہا کیا مجال جو میرے سامنے سے بھاگے عمرو نے کہا بھاگ نہ سکے گی تو فقرے دیگی کہے گی مین صرصر ہون اور آپ اُسوقت میرے دشمن ہو جایئے گا گلچین اور باغبان دونون نے قسم کھائی کہ ہم اسکا کہنا نہ مانین گے اسوقت عمرو نے صرصر کو ایک درخت سے باندھکر فتیلہ دفع بیہوشی سونگھایا کہ اُسے ہوش آیا اور باغبان اور گلچین کو بیٹھے دیکھا فریاد کی کہ ای وزیر اعظم شہنشاہ مجھے آپ نے کیون باندھا ہی اس ساربان زادے عمرو کے کہنے پر نہ آیئے گا مین اسکو پاس شہنشاہ کے لیجائے لے جاؤن کہ انکو اسکی تلاش ہی عمرو نے یہ سنکر کہا حرام زادی شہنشاہ اپنے یار کے پاس مجھے لے جاکر کیا کریگی آج تیری ناک کاٹونگا اب صرصر جو بُرا بھلا کہتی ہی تو سب جانتے ہین کہ یہ شوہر و زن باہم ہیں بلکہ گلچین نے کہا ای عمرو جورو تیری زبان دراز ہی صرصر کو عمرو تمانچے لگانے لگا کہ کیون ای گیسو بریدہ پھر زبان درازی کریگی اور باغبان اور گلچین ہنسنے لگے اسوقت صرصر نے کہا یہ دل لگی ای لوگو اچھی نہیں مین شہنشاہ سے کہونگی آپ کا وزیر بھی عمرو سے مل گیا باغبان نے کہا تو شہنشاہ کے پاس کیونکر پہونچے گی صرصر نے کہا مین عیارہ صرصر ہون ہر وقت دربار مین حاضر رہتی ہون عمرو یہ سُنکر بولا کہ دیکھیے مین نہ کہتا تھا کہ یہ اپنے تئین صرصر بتلاتی بڑی مکارہ ہے اور پھر دو ایک طمانچے لگائے اسوقت صرصر نے حال گذشتہ جو دربار مین

گذرا تھا اور افراسیاب کا قبال گرفتاری عمرو جوارادہ تھا اور اُسنے مشورہ کیا تھا وہ سب بیان کیا اور کہا اگر مین صرصر نہوتی تو کیونکر اس کیفیت کو جانتی اس سے صرصر کے باغبان کو شبہ ہوا اور باغ سے ایک پھل توڑکر اُسپر سحر پڑھا کہ وہ متشقق ہوا اور اسمین سے ایک طائر خوش رنگ نے نکل کر بہ خوش الحانی آواز دی کہ یہ عورت جو بند ہے صرصر ہی یہ صدا دیکر وہ طائر چلا گیا اور باغبان نے صرصر کو عذر خواہی کرکے رہا کر دیا اس ہنگام مین سب تو صرصر کی جانب مخاطب تھے عمرو نے گلیم اوڑھی اور غائب ہو گیا مگر جب صرصر چھوٹی پکاری کہ وہ ناعیار کہان گیا عمرو نے جواب دیا کہ موجود ہین باغبان خائف ہوا کہ صدا آتی ہی اور عمرو دکھلائی نہین دیتا ہی اتنے مین صرصر نے کہا مین جانتی ہون عمرو نے کہا ہم بھی ساتھ ہین غرض کہ صرصر باغ سے نکل کے روانہ ہوئی اور عمرو وہین ٹھہرا رہا کہ بن پڑے تو اس جگہ کا سب مال لوٹون اور ساحرون کو قتل کرون الحاصل بعد چلے جانے صرصر کے گلچین نے کہا صرصر کے جھگڑے مین عمرو کو بھی ہاتھ سے کھویا مین نے اسکے اوصاف بہت سنے تھے اگر یہان ہوتا تو کمال اُسکے دیکھتی عمرو نے جواب دیا کہ ہم یہین ہین لیکن اس لیے پوشیدہ ہین کہ تم لوگ ساحر ہو ہمین گرفتار کرکے پاس افراسیاب کے لیجاؤ گے گلچین نے یہ آواز سُنکر کہا قسم ہی سامری کی یہان کوئی تجھے دغا نہ کرے گا عمرو پکارا کہ اچھا کچھ روپیہ منگا کر رکھو تو ہم آئین گلچین نے روپیہ جمع کرایا عمرو گلیم اُتار کر ظاہر ہوا گلچین نے خاطر کرکے بٹھایا اور کہا ای عمرو ہم آپکے گانے کے بہت مشتاق ہین کچھ ہمین سُنائیے عمرو نے نکالی اور گھنگرو پانون مین باندھے رقص کرنا آغاز کیا اور اہل انجمن کو بیخود کر دیا باغ کے طائر اپنی نغمہ سرائی بھول کر ہمہ تن مصروف سماع ہوے اور گل اُس گلشن کے ہمہ تن گوش ہو کر سُننے لگے برگ ہوا سے جنبان نہ تھے بلکہ تالیان فرط عشرت سے بجاتے تھے درخت جھوم جاتے تھے دہن غنچہ خموش تھے بلبل شوریدہ کے سر مین جوش تھے نظم

لگا گانے پٹا وہ اس آن سے	نکلنے لگی جان ہر تان سے	عجب تان پڑتی تھی انداز سے
کہ بے کل تھی ہر تال آواز سے	وہ تھی گٹکری یا لڑی نور کی	مسلسل تھی اک پھلجھڑی نور کی
لگی دیکھنے آنکھ نرگس اٹھا	گلون نے دیے کان اپنے لگا	لگے ہلنے آو جد مین سب درخت
کھڑے ہو گئے سرو ہو کر درخت	درختون سے گرنے لگے جانور	بنے مثل آئینہ دیوار و در
ہوے نہر کے سنگ پانی پھل	پڑے سارے فوارے اُسکے اچھل	ہوئین قمریان شوق سے نعرہ زن
بھرا اشک سے بلبلون کے چمن	عجب راگ کو بھی دیا ہی اثر	کہ ہو جائے پتھر کا پانی جگر

بندھا اس طرح کا جوآن جا سمان	ہوا سب کے دل کا عجب حال دان	بندھا اس طرح کا جو اسدم سمان
ہوا بھی لگی رقص کرنے وہان	کئی لاکھ روپیہ کا جواہر عمرو نے انعام مین پایا تھا خوب اپنا رنگ	

جمایا تھا کہ وہان افراسیاب پھر وہان آکر بیٹھا اور کتاب سامری دیکھی یعنے معلوم ہوا کہ صرصر گرفتاری عمرو کو گئی تھی اسپر کیا گذری کتاب مین نظر آیا کہ باغبان قدرت اپنے باغ مین بیٹھا عمرو کا گانا سن رہا ہی اور صرصر کا جو حال کہ اوپر مذکور ہوا سب دریافت ہوا یہ دیکھکر غصہ ناک ہوا کہ ہمارے دشمن سے وزیر ہمارا اس لطف و مدارا سے پیش آئے افسوس ہی کہ اتنا بڑا معزز کاریرداز رکن سلطنت شریف سے یون ملجائے کتاب کو اسی غصہ مین بند کرکے دستک دی کہ تیلا زمین سے پیدا ہوا اُس سے حکم کیا کہ باغبان کے یہان عمرو بیٹھا گا رہا ہی اُسکو اور باغبان کو جاکر پکڑ لا تیلا یہ حکم سُنکر روانہ ہوا یہان عمرو گاتے گاتے ذرا ٹھہرا تھا کہ سناٹے کی آواز آئی اوپر جو دیکھا تو ایک تیلے کو آتے پایا عمرو نے جلدی سے گلیم اوڑھ لی اور تیلا جو چمک کر گرا عمرو کو تو نہ پایا باغبان کی کمر مین ہاتھ دیکر لے اڑا یکبارگی امنم فرستادۂ شہنشاہ افراسیاب اور باغبان کو لیے صاف چلا گیا گلچین گھبرائی کہ اب مقرر آفت آئی اور یہان تیلے نے سامنے افراسیاب کے باغبان کو پہونچایا افراسیاب اسے دیکھکر تازیانہ لیکر اٹھا اور چند کوڑے مارے کہ کیون اے نمک حرام میرے دشمن کو لیکر اس طرح اپنے گھر مین بیٹھا تھا باغبان نے سارا حال سحر کے گرفتار کرلانے کا اور صرصر کی کیفیت صاف صاف عرض خدمت بندگان شہنشاہ مین کرکے التماس پیرا ہوا کہ کمترین بمقتضائے ۵ من بندہ حضرت کریم + پرورد ۂ نعمت قدیم + کبھی نمک حرامی نہ کرون گا اب شہنشاہ نصفت نشان مجھے رہا کرین کہ اُس مفتری جعلساز کو حاضر حضور معلے کرون افراسیاب نے اس کلام مین راستہ صدق استشمام فرمائی اور رہا کردیا باغبان بغضب تمام واسطے لینے عمرو کے روانہ ہوا لیکن یہان عمرو کا ذکر سنیے کہ جب تیلا باغبان کو اُٹھا لے گیا عمرو نے خالی مقام پاکر گلیم اُتاری اور گلچین سے کہا بلکہ مین نے ایک تدبیر دفع غضب افراسیاب تجویز کی ہی اگر بارہ دری مین علحدہ چلو تو بیان کرون گلچین اُٹھ کر تخلیہ پذیر ہوئی عمرو نے اُسکو بیہوشی لگا کر بیہوش کیا اور دری مین لپیٹ کر بارہ دری مین کسی جا چھپا دیا اور آپ رنگ و روغن عیاری بلکہ اُسکو ایسی صورت بنا لباس اسکا لیکر زیب جسم کیا وہان سے آکر مسند ناز پر بصد امتیاز بیٹھا کنیزون نے عرض کیا کہ حضور عمرو کہان گیا عمرو نے جواب دیا کہ اُسکو تو قدرت غائب ہوجانیکی ہی نہین معلوم کہان گیا ہی سب خاموش ہورہین کہ ایسا ہی ہوگا اس عرصہ مین باغبان آکر پہونچا اور زدجہ سے مستفسر ہوا کہ گلچین نقلی نے کہا کہ وہ تو جب آیا تھا جب ہی غائب ہوگیا تھا باغبان

نے کہا ازبسکہ واسطے اس ناعیار کے شہنشاہ نے مجھے سر دربار ذلیل کیا مین اسکے تجسس مین جاتا ہون دریا سے پار تو جا نہ سکے گا گرفتار کر کے پاس شہنشاہ کے لے جاؤنگا یہ کہکر بزہ در بھر پرواز کر کے چلا یہان عمرو جوگل چین بنا ہوا ہی بعد اسکے جانے کے سوچا کہ باغبان تجسس بسیار جب مجکو نپائے گا یقین ہی کہ سحر سے دریا فتہ کرے کہ عمرو کہان ہی سحر چلا دیگا کہ گلچین بنا ہوا بیٹھا ہی وہ آکر مجھے گرفتار کرلے گا یہ سوچکر باغبان کی دو بیٹیان ہین نہال جادو اور مہر جادو نام انھین عمرو نے طلب کیا جب وہ حاضر ہوئین انکی بلائین لین اور بحبت مادرانہ جتائی خوب پیار کیا اور کہا ای فرزند باپ تمہارا عمرو کی تلاش مین گیا ہی اور وہ عیار بد بلا ہی ایسا نہو کہ تمہارے پدر کو کسی طرح کی گزند پہونچائے یا ڈھونڈھے اور تجسس سے نہ ملے تو شہنشاہ کی خفگی آئے بدین لحاظ ہم تم بھی چلین اور عمرو کو تلاش کرین نہال جادو نے کہا بہتر ای والدہ چلے گلچین نے تخت بزور بھر منگوایا نہال نے ایک تاریخ زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا اور دھوان اس مین سے نکل کر سمت فلک کے گیا بعد لمحہ کے ایک تخت اڑتا ہوا آیا اور زمین پر اترا گلچین اور نہال دونون سوار ہوے مہر کو حفاظت مکان کے لیے چھوڑکر روانہ ہوئین اور گلچین نے نہال سے کہا کہ ای چھوکری دیکھون کتنا جلد تو اس تخت کو لے چلتی ہی کچھ سحر بھی سیکھا ہی یا دن بھر کھیلا کرتی ہی نہال نے ایسا سحر کیا کہ تخت اڑتا ہوا قریب دریاے خون رواں پہونچا اسوقت گلچین نقلی نے لبون کو جنبش دیکر کہا میرے سحر خبر دیتا ہی کہ عمرو دریا کے پار اتر گیا ہی مگر ہنوز صحرا مین پھرتا ہی جلد سحر کر کے چلو تو گرفتار کرین نہال نے سحر کر کے تخت روان کیا اور دریا کے پار پہونچی لیکن اس طرف باغبان ہر سمت عمرو کو ڈھونڈھتا پھرا جب کہین پتا نہ چلا اسنے ایک بت اپنی کلائی سے کھولکر کچھ افسون پڑھکر کہا ای سامری کی تصویر تجھے واسطہ سامری کا سچ بتلا کہ عمرو کہان ہی وہ بت گویا ہوا کہ تیری زوجہ کی صورت بنکر ہمراہ تیری دختر نہال جادو کے دریا کے پار اترا ہی اور تیری لڑکی کو قتل کر کے جایا چاہتا ہی باغبان یہ حال سنکر بعجلت تمام چلا اور بت کو لیکر کلائی مین باندھ لیا یہان عمرو پار اتر کر نہال کو بیہوش کیا چاہتا تھا کہ باغبان آکر پہنچا اور للکارا کہ باش ای ناعیار کہان جائیگا مین آپہونچا نہال یہ صدا سنکر حیران وار ہر طرف دیکھنے لگی کہ پدر پیر کسے للکارتا ہی اور عمرو نے ایک دھول نہال کے لگا کر فوراً کلہ عیاری اوڑھ لی اور تخت پر سے کود کر نعرہ کیا کہ باش او حرامزادے منم مہر سپہر عیاری نظم

عمرو م کہ کلہ از سر قیصر بہ برم		رنگ از رخ بختک بداختر ببرم	
در محفل خسروان چو گردم ساقی		تیغ و سپر و صبوح و ساغر ببرم	

بچگیا تو میرے ہاتھ سے اور سارا گھر تیرا در نہ جہنم رسید مین کرتا یہ کہکر عمرو تو چلا گیا اور باغبان نہال کے پاس آیا اور گویا ہوا کہ تونے بڑا غضب کیا جو عمرو کو دریا کے پار اتار دیا نہال نے عذر عدم واقفیت کیا باغبان اسے لیکر بیچارا اپنے مکان مین آیا اور ڈھونڈھکر گلچین کو بارہ دری کے اندر سے نکال کر ہوشیار کیا اور سارا ماجرا بیان کرکے کہا مین جانتا ہون عمرو اپنی بارگاہ مین جاکر ظاہر ہوگا وہان سے پکڑ لاؤنگا گلچین نے قدم پر سر رکھا کہا ای باغبان بواسطہ سامری و جمشید کا ان عیارون کے مقدمہ مین دخل نہ دے جب شہنشاہ اسنے عاجز ہو رہا ہی تو ہماری کیا حقیقت ہی ایسا نہو کہ عیار عاجز آکر قتل کر ڈالین ابھی دیکھا کہ عمرو کہان آیا تھا اور کہان سے کہان پہونچ گیا اور شہنشاہ کے کچھ بنائے نہ بنا باغبان اسکے سمجھانے سے خائف ہوا اور افراسیاب کے پاس گیا سارا ماجرا بیان کیا کہ عمرو اس طرح سے نکل گیا افراسیاب خاموش ہو رہا اسلیے کہ اگر اسکو زیادہ تنبیہ کرونگا ایسا نہو کہ یہ بھی جاکر غیر کمک مریخ کی کرے اب یہ سب تو دربار مین بیٹھے اور عمرو بھی آکر داخل بنی بارگاہ مین ہوا سب سردار خوش ہوے بعشرت تمام بیٹھے لیکن صرصر کا حال سنیے کہ یہ جو مقام باغبان پر سے چلی خیال مین اسکے آیا کہ عمرو تو دریا کے پار اتر نہ سکے گا لشکر مریخ خالی ہی قران صحرا مین رہتا ہی اور عیار فکر عیاری مین گئے ہونگے تو چل کر مریخ یا بہار یا کسی اور سردار کو گرفتار کر لا اور جیسا کہ عمرو نے تجھے ذلیل کیا ہی ویسا ہی اسے بھی جلا غرضکہ دریا سے اتر کر بشکل مبدل داخل لشکر مریخ ہوئی اور فکر عیاری کرنے لگی دن بھر اسنے قیام کیا جس وقت عیار دشت گرد ملک خیمہ مغرب مین جاکر چھپا اور شاہد شب نے آئینہ مین ماہ رخ زیبا اپنا ملاحظہ کیا اور عروس چرخ نے پیشانی کو پُر افشان کیا نظم

تھی اس شب یہ تارون کی جلوہ گری سیاہی شب خوشنما تھی کمال	دولھن کی ہو جون مانگ موتی بھری کہ جس طرح محبوب کے رخ پہ خال

مریخ نے دربار برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی خوابگاہ مین آیا بیٹا مریخ کا شکیل کہ سابق مین مذکور ہوا تھا کہ دختر حیرت ملکہ خوبصورت پر عاشق ہی اور خوبصورت بسبب جرم عشق کے قید ہی لہذا شکیل جب اپنے خیمے مین آتا ہی یاد زلف مین اپنی معشوق کے بصد پریشانی وہ رات بسر کرتا ہی شعر عاشقانہ پڑھتا ہی کہ ؎ الجھن کو دل کی دام محبت بنا گیا + دھیان اُنکے گیسوؤن کا بڑا بھلا سا تھا + اس رات کو بھی موافق معمول کے دل غمناک لیے بصد اضطرار اپنے خیمے مین آکر سوزان مانند ابر بہار گریان و نالان ہوا گریبان تا بدامن چاک کیا ہر چند کہ وہ شب چاندنی رات تھی مگر اسکے لیے بغیر روے تابناک اپنے مہ رو کے اندھیرا تھا کہتا تھا کہ یہ پیر گردون میرا دشمن ہوا ہی

یہ چاند نہین رال کا گولا دیدۂ ثوابت سے مجھے گھورتا ہی مشعل ماہ روشن کرکے جلاتا ہی اور کبھی کہتا تھا

نظم

ای ستم پیشہ اک ذرا انصاف	اگر گنہگار کا گناہ معاف	گو کہ معشوق ظلم کرتے ہین
عہد و پیمان سے بھی گذرتے ہین	پر نہ اتنا کہ خلق مرجاوے	جی سے عاشق کبھی اگذر جاوے
اور اگر ہی تجھے یہی منظور	پاس سے اپنے رکھ نہ آنا دور	ہی قسم تجکو اپنے کاکل کی
تجکو سوگند ہی تغافل کی	غفلت و ظلم و جور کا صدقہ	اپنے انداز و طور کا صدقہ
میان سے کھینچ خنجر بیداد	پھیر دے میرے حلق پر جلاد	جس مین عاشق کا کام ہوجائے
اُسکا جھگڑا تمام ہوجائے	گو دیے سو پیام ہو بتاب	پر ادھر سے ملا نہ ایک جواب

دمبدم عشق اُسکا بڑھنے لگا | غزل عاشقانہ پڑھنے لگا

غزل

چشم کا کام اشکباری ہی	چشمۂ فیض ہی کہ جاری ہی	ہم کہین اور تم کہین صاحب
خاک یہ زندگی ہماری ہی	کس کا سونا کسے ہی آتی نیند	شب ہجران ہی اور زاری ہی
یہ سبک تو نے کردیا ظالم	میرا مردہ بھی سب کو بھاری ہی	کر نہ برباد اسکے کوچے سے
ای صبا خاک یہ ہماری ہی	جو نہین تھا کسی شمار مین آج	اسی عاشق کی دم شماری ہی

شعر عاشقانہ پڑھتے پڑھتے ہاتھ کھنے لگے گریبان دیکھین پانون چل نکلے کہ بیابان دیکھین سو

نہ شاید عشق را گنج سلامت	خوشا رسوائی کوئے ملامت

بیٹھے بیٹھے ترنگ آئی دل مین یہ سمائی کہ چلکر بیابان مین غم دل کو خالی کرو تاکہ مجنون کردار یاد مین اُس لیلےٰ غدار کے یہ رات بسر ہو صبح کو لشکر مین چلے آنا کوئی اس حال سے مطلع نہ ہوگا دل مضطر بہل جائیگا آسیب الم ٹل جائیگا یہ تصور کرکے روتا ہوا صحرا نورد ہوا اور ہر گام پر بادل ناکام اشک حسرت بہاتا تھا یہ غزل زبان پر لاتا تھا نظم

کیا کہون مین کہ اب کہان ہی دل	اُس گلی مین روان دوان ہی دل	ہی یہ بایک دگر سبک وضعی
دل سے مین مجھے سرگران ہی دل	گاہ پہلو مین گاہ یار کے پاس	دیکھیو تو کہان کہان ہی دل
اسقدر اسپہ رکھ نہ بار فراق	ناتوانون کا ناتوان ہی دل	ظاہرا دوستی کی کس سے امید
پہلو مین دشمن نہان ہی دل	پیچھے صاحب لون کے تا نظے سے	صورت گرد کاروان ہی دل

یہ غزل پڑھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ صرصر جور فکر عیاری مین پھر رہی تھی اُسکو تنہا جاتے دیکھکر ساتھ ہولی جب

شکیل صحرا مین پہونچا ایک تختۂ سنگ پر قریب کر ہسار بیٹھکر غم دل کا برطرف کرتا تھا اور سیر گلزار سے دل بہلاتا تھا حضر تو رہنے والی اسی طلسم کی ہی اور اسکے تاجرائے عشق پر وقوف رکھتی ہی اسوقت اسے بیقرار دیکھکر اپنی صورت ایک کنیز کی کہ جیسی کنیز ملکہ خوبصورت کی ہین بنائی اور سامنے آکر تسلیم کی اور کہا واری آپ نے مجکو پہچانا شکیل نے جواب دیا کہ مین کیا جانون مین اپنے تئین خود نہین جانتا ہون کہ مین کون ہون کہ مطلع ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہون + پر یہ خبر نہین ہی مین کون ہون کہان ہون + حضر نے کہا مین کنیز ملکہ خوبصورت تمھاری معشوقہ کی ہون جب سے ملکہ قید ہوئین مین صحرا مین رہتی ہون شکیل نے یہ جو سنا کہ کنیز معشوقہ ہی اسوقت تو موجب بیت

قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو		خوب گذری جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

باہم رونے لگے اور کنیز نے کہا ای شیدائے جمال یار تیری مفارقت مین ملکہ زار کا بھی یہ حال تھا اور یہ مقال تھا کہ ابیات

تھے جو تم دونون یکدیگر مانوس	ہوے پابند حسرت وافسوس	عشق اُسکا تو تیرے دل مین تھا
تیرا عشق اسکے آب وگل مین تھا	مثل مجنون ہوا تو صحرا گرد	وائے معشوق وائے حسرت ودرد
اودھر کو دہ مایۂ خوبی	تھی سیہ پوش صورت لیلی	شمع کی طرح روز گھلتی تھی
بات دل کی مگر نہ کھلتی تھی	کچھ نہ کھاتی تھی اور نہ پیتی تھی	بس تیرا نام لے کے جیتی تھی
اس کی ہی نقل نقل غم اندوز	کہ یہ قصہ ہی قصۂ جانسوز	کیا محبوس اسے برنج ومحن
پابہ زنجیر وطوق در گردن	اب نہ وہ ہی نہ وہ زمانہ ہی	کچھ عجب عشق کا فسانہ ہی

شکیل یہ ماجرائے حسرت افزا سنکر کنیز کے گلے لپٹ کر زار زار رویا اور گویا ہوا کہ ای فلک غدار ابیات

اس طرح سے مرا یہ حال ہوا	نہ میسر مجھے وصال ہوا	یونہی ہجران مین جان جائیگی
روح بھی واں نہ چین پائیگی	بسکہ ہی حسرت وصال صنم	نکلے گا کیا اٹک اٹک کر دم
دل جو تڑپے گا بار بار مرا	ہوگا زیر وزبر مزار مرا	وصل جانان سے مین نہ شاد گیا
ہاے دنیا سے نامراد گیا		

یہ بیقراری دیکھکر کنیز یعنے حضر نے ایک خاصدان کمر سے نکالا اور اسمین اُس دردیدہ حال کے رکھکر عرض کیا کہ اے رہرو بادیۂ الفت واے سرگشتہ کوے محبت ملکہ نے بروقت مقید ہونے کے کچھ چکنی ڈلیان اور الائچیان اپنے لب نازک سے جھوٹی کرکے اسمین رکھین تھین اور مجکو حکم دیا تھا کہ جہان کہین ہمارا شیدا ملے اسے دینا اور ہمارا حال پر ملال کہدینا شکیل نے خاصدان سے الائچیان لیکر کھائین اور بیہوش ہوگیا حضر اسکو پشتارہ

عین باندھکر روانہ ہوئی اس ہنگام میں بافق خونین جگر مشرق تلاش یار مین میدان فلک پر سرگرم طلب
ہوا اور عجوزہ سیہ جردہ شب نے چادر زمین منہ چھپایا یعنے بمقتضاے ابیات

صبوحی تو دے ساقی لالہ فام	کہ رو دھو کے ہی رات کالی تمام
ہوا آفتاب عالم بھم طلوع	اودا سی کا ہونے لگا دن شروع

صرصر شہپارہ بے داخل بارگاہ حیرت ہوئی اور ملکہ کو تسلیم کرکے پشتارہ سامنے رکھدیا
حیرت مستفسر ہوئی کہ کسکو لائی ہی اُسنے عرض کیا فرزند مہرخ شکیل کہ شیدائے خوبصورت
ہی حیرت نے قید سے بچاکر ہوشیار کیا جب آنکھ شکیل کی کھلی اپنے تئین گرفتار دربار حیرت دیکھ بایا بے اختیار
زبان پر لایا نظم

بچشم لطف گر بینی گرفتاران رسوا را	بماہم گوشۂ چشمے کہ رسوا کردہ ما را
پس از مردن نخواہم سایۂ طوبیٰ دہے خواہم	کہ روزے سایہ بر خاکم فگند آنسرو بالا را
مرا کاوز تمناے تو آید صد بلا بر سر	ز سر بیرون نخواہم کرد ہرگز این تمنا را

ای ملکہ مین آپ غم دلدار سے زندان الم مین گرفتار ہون اسیر طرۂ گیسوے تابدار ہون مجھے گرفتار کرنا کیا
بقول شخصے آج نہ سوا کل مرجاؤنگا یہ کہکر بہت رویا حیرت نے اسکے حال پر رحم کیا اور
کہا اے شکیل تو بھی کوئی غیر نہین مہرخ کا فرزند اور مہ جبین دختر شہنشاہ کا مامون ہی اگر میری
اطاعت کرے اور اپنی مان کا ساتھ نہ دے تو خوبصورت کی شادی تیرے ساتھ کردون
شکیل نے کہا مجھے نہ مان کا ساتھ منظور ہی اور نہ آپ کا بلکہ دُنیا سے کارہ ہون غلام ملکہ
خوبصورت جادو مین بچارہ ہون نظم

ہست آرزوے کشتن ازان تند خو مرا	گر او نکشت مے کشد این آرزو مرا
جان من از جدائی آن مہ بلب رسید	اے وائے گر فلک نہ رساند باو مرا
باذوق چست و جوی تو آسودہ خاطرم	آسودگی مباد ازین جستجو مرا
ننگ ست عاشقان جہان را ز نام من	عاشق کشوے ہر چہ توانی بگو مرا
گفتی کہ آبروے ہلالی سر شک اوست	رسوائے خلق میکند این آبرو مرا

جواے ملکہ فرمایئے بجا لاؤن کہیے تو آپ کے لیے مہرخ سے جاکر لڑون حیرت نے قید اُسکی دور کرکے خلعت
دیا اور اُسکی خاطر سے طاؤس جادو نام ایک ساحر کو حکم کیا کہ ملکہ خوبصورت کو قید سے رہا کرکے
باغ عشرت مین لاکر حمام کراکے مسند انبساط پر جلوہ کرے طاؤس نے حسب الحکم ہنڈولے

پرسے سحر کے خوبصورت کو اُتارا اور باغ مین پہونچا دیا اس گلعذار کے آنے سے اس باغ کی رونق بہار ہوئی اور اس غنچہ دہن نے بھی اپنی آرائش و زیبائش کی اور اپنے عاشق کے ملنے کی خبر سُنکر خوش ہوئی اور اُدھر جب صبح ہوئی خبر گرفتاری شکیل ملکہ مہرخ نے سُنی اور بعد لمحہ کے خبر پہونچی کہ شکیل پھر اُسی طرح سے سامری پرست ہوگیا اور حیرت کا شریک ہوا مہرخ کو یہ خبر سُنکر بڑا رنج ہوا لیکن عمرو دربار مین موجود تھا کہنے لگا ای ملکہ جب طلسم فتح ہوگا ہزارون بیٹے بیٹیان مل جائین گے اگر اصلی نہونگے تو بہت سے اکربن جائینگے اصل تو یہ ہی کہ فرزند تمھارا غم مین اپنے ولدار کے مرجاتا وہان زندہ رہیگا یہ اُسکی جان بچنے کا خوب سہارا ہی مطلب اصلی پر تم نظر رکھو ایسی ویسی باتون کا دھیان کرنا اچھا نہین مجھے دیکھو کہ شہزادہ اسد قید ہوگیا اور مجھکو رنج نہ کیا اور تیمور پر میل نہ لایا الحاصل مہرخ غم فرزند کو بھلا کر صبر کنان استقامت پذیر ہوئی مگر وہان شکیل نے حیرت سے بمنت عرض کیا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو ایک نظر ملکہ خوبصورت کو دیکھ آؤن حیرت نے اجازت دیدی کہ جاؤ اور ایک شب باغ عشرت مین رہکر اپنی مطلوبہ کا نظارۂ جمال کرو اور طاؤس سے حکم دیا کہ بطور مخفی ان دونون شیدا کی نگہبان رہے کہ کسی طرح کا اختلاط باطنی باہم نہ کرنے پائین غرضکہ طاؤس پوشیدہ روانہ ہوا اور شکیل نے بھی بموجب بیت

وعدۂ وصل چون شود نزدیک	آتش شوق تیز تر گردد

تیاری چلنے کی فرمائی نہادھوکر پوشاک نفیس سے اپنے تئین آراستہ کیا نظم

ہوا جب کہ داخل وہ حمام مین	عرق آگیا اُسکے اندام مین	نہادھو کے نکلا وہ گل اس طرح
کہ بدلی سے نکلے ہی مہ جس طرح	غرض شاہزادے کو نہلا دُھلا	دیا خلعت فاخرانہ پہنا
جواہر سراسر پنہایا اُسے	جواہر کا دریا بنایا اُسے	لڑی لٹکن اور کلغی اور نورتن
عدد ایک سے ایک زیب بدن	مرصع وہ سر پیچ جون موج آب	سنور بہ شکل گل آفتاب
وہ موتی کے مالے بصد زیب و زین	کہین جسکو آرام جان تن کا چین	جواہر کا تن پر عجب تھا ظہور
کہ اک اک عدد اسکا تھا کوہ طور	غرض اس طرح ہو کے آراستہ	خرامان ہوا سرو نوخاستہ
نکل گھر سے جسدم ہوا وہ سوار	کیے خوان گوہر کے اُسپر نثار	یہ خبر خوبصورت نے بھی سُنکر

اپنے تئین آراستہ کیا باغ کی زیبایش فرمائی جلسۂ عشرت منعقد ہوا نظم

ساقیا مے پلا شتاب شتاب	مطربا تو سُنا دے چنگ و رباب	واہوا ہی دور نشاط بسر دور
غم دیرینہ ہی دلون سے دور	آج عاشق کو وصل جانان ہی	بزم عشرت کا روز سامان ہی

یاد بیداد گر سے داد ملی
کھو زہرہ فلک پہ ہو رقصان
کیا تخت مرصع ترتیب
خوب ہی آج اپنی کی تزئین
تھا جو چودہ برس کا سن و سال
باغ کے در پہ پہونچا خرم و شاد
سن کے آواز عاشقِ رنجور
رونقِ بزم ہوئی وہ ماہ تمام
پھر یہ بولی کہ شکر عزّ و جل
کہ میسّر ہوا جمال حضور
ہوگا اُسکا نصیب جو دیدار
کیا عاشق خوشی کے مارے پھول
اُٹھکے اُس مہ نے تب شتاب شتاب
ہوش مین آیا وہ جوان ناگاہ
اشک حسرت سے مُنھ کو دھوتا تھا
اے مین تیری خدائی کے قربان
کہین جی سے نہ مین گذر جاؤن
خاک پہ جا کے گر پڑا آخر
رو یا یان تک کہ بہ چلا سب دل
آکے بیٹھا قریب گل اندام
حاکمِ کشورِ مراد ہوے
دل ہوے شاد گھر ہوے آباد
بولا اُس ماہ رو سے وہ مضطر
تاکہ ایمان کی ہو نہ بربادی
سُن کے اُسکا کلام عاشق زار

نامرادون کو بھی مراد ملی
یعنے اُٹھی وہ غیرت بستان
لا رکھین کرسیان قریب قریب
اُس کا نظارۂ رخ زیبا
چون مہ چار دہ عروج کمال
پھر در باغ سے یہ دی آواز
دوڑی دروازے پر وہ رشکِ چمن
ہوئی اسکے وہ سات بار نثار
ہوے سب غم مرے خوشی سے بدل
تھی یہی آرزو بس اک میری
سجدۂ شکر مین کرونگی ہزار
بسکہ مانوس تھا وہ محنت کش
لیے طاقون سے شیشہ ہاے گلاب
دیکھتا تھا فلک کو باحسرت
وصل مین زار زار روتا تھا
یار سے ہمکنار ہوتا ہون
آج ایسا نہ ہو کہ مر جاؤن
ہوا پیش آلہ سر بسجود
ہو گئی خاک اُس جگہ کی گل
ہوئی آراستہ سرور کی بزم
دونون آپس مین شاد شاد ہوے
اس طرف شرم اور حیا سے خمش
پاس مادر کے اب چلو دلبر
کہا اُسنے مین آپ کی ہون کنیز
سحر سے کر کے تخت اک تیار

مہر تو دائرہ بجا دے بان
کیا آراستہ تمام مکان
بیٹھی بن ٹھن کے وہ بصد آئین
برق جانسوز خرمن دلہا
اتنے مین وان تشکیل حسن نژاد
در پہ حاضر ہے عاشقِ جانباز
ساتھ لے اپنا عاشق ناکام
کہا ہے بخت خفتہ اب بیدار
دیدۂ دل ہوا مرا پر نور
مدتون سے یہی تھی مشتاقی
دیکھ اُس رشکِ گل کا یہ معمول
ہو گیا بس خوشی کے مارے غش
اُسپہ چھڑکا گلاب خاطر خواہ
تھا عجب وقت اور عجب صحبت
زیر لب کہہ رہا تھا یہ ہر آن
جاگتا ہون مین یا کہ سوتا ہون
کہکے یہ تخت سے اُٹھا آخر
کیے سو اُسنے سجدۂ معبود
اُس پری نے اُٹھایا ہاتھ کو تھام
ہوا دونون کے دل کو اور بھی عزم
نہ رہی ہجر کی مصیبت یاد
اُسطرف خواہش وصال کا جوش
کرین لشکر مین چل کے ہم شادی
مجھے خاطر حضور کی ہے عزیز
دیکھ کر ہر طرف کو وہ ہوشیار

خوبصورت کو کرکے اُسنے سوار	سمت مہرخ چلا وہ بادل شاد	دل کی پائی بہت دلون مین مراد
دیکھا طاؤس نے جو یہ سامان	دوڑی بیتاب ہوکے وہ نالان	راوی کہتا ہی طاؤس جادو

جوان دونون کی بطور مخفی محافظ تھی اور حیرت نے اُس سے کہدیا تھا کہ جب یہ اختلاط باطنی کرین تو انھین منع کرنا لہذا جب اُسنے انھین جاتے دیکھا گھبراکر دوڑی اور یہ دونون باغ سے نکل کر ایک پہاڑ کے قریب پہونچے تھے کہ اُسنے آکر روکا شکیل سے سر چلنے لگا تخت سے اُتر کر مقابلہ کیا تا تاریخ دتمر بج کی مار ہونے لگی طاؤس نے ایک نا ریل سحر پڑھکر مارا کہ شکیل نصف زمین مین غرق ہوگیا اُسنے چاہا کہ گرفتار کرکے لیجاوے اسوقت اتفاق سے ضرغام اسطرف آنکلا اور یہ ماجرا دور سے دیکھکر ایک غلولہ بیہوشی غلیل مین رکھکر قلہ اُسکی ناک پر مارا کہ طاؤس بیہوش ہوکر گری ضرغام نے آگر زبان مین سوزن دیکر اُسکو ایک درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا اور کہا اگر اطاعت ملکہ مہرخ کی اختیار نہ کریگی خنجر ظلم سے ہلاک ہوگی اور حمد وثناے خلاق دوجہان بزبان فصیح سامنے اُسکے بجالایا کہ زنگ کفر طاؤس کے آئینہ دل پر سے دور ہوا اور اشارے سے کہا کہ مین تابعدار ہون ضرغام نے اسے رہا کیا اُسنے شکیل کو زمین سے نکالا اور خوبصورت کو لے کر روانہ ہوئی یہان تک کہ داخل لشکر مہرخ ہوئی ضرغام نے یہ خبر مہرخ کو دی وہ مع سرداران نامی کے شادان وفرحان بیٹھے اور بہو کو لے کر بارگاہ مین آئی ہر ایک گلے سے ملا طاؤس کو خلعت سرداری دیا جشن رشک جم کی بنا کی صحبت عیش وعشرت برپا ہوئی یہ کیفیت بعد دو ایک روز کے حیرت نے سُنی شعلہ غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوا اور چاہا کہ لشکر تیار کرکے اُسیوقت چڑھ جاؤن اور سب کو ہلاک کردون مگر صرصر اور صبار فتار عیار نیان حاضر تھین انھون نے عرض کیا آپ تامل فرمائین ہم جاکر سردار لشکر یعنے مہرخ کو گرفتار کرکے لاتے ہین شکیل کے بدلے اُسے قتل فرمایئے گا یہ کہکر دونون روانہ ہوئین اور صرصر ایک خدمتگار کی صورت بنکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئی اور صبار فتار باہر ٹھہری یہان بارگاہ مین ناچ ہورہا تھا عمرو بھی بیٹھا ہوا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک خدمتگار گوشہ مین کھڑا ہی اور چارطرف دیکھتا ہی عمرو پہچان گیا کہ عیارہ ہی اپنے مقام پر سے اُٹھا اور چاہا کہ بھاگ جاوے دیکر پکڑ لون لیکن صرصر بھی عمرو کا عندیہ پہچان گئی اور سراسیمہ فراکر باہر کو دکر چلی اور پکاری منم صرصر شمشیر زن اور نکل گئی اور صبار فتار جو باہر کھڑی تھی صحرا سے قران آتا تھا اُسنے پہچانا اور دھوکا دے کر پشت پر سے آکر گود مین اُسے اُٹھا لیا صبار فتار ہر چند تڑپی مگر نہ چھوٹ سکی اس ماجرے کو دور سے صرصر دیکھ رہی تھی فوراً عمرو کی صورت بنکر آئی اور کہا اے قران یہ تیری

معشوقہ ہی لا مجھے اسکو دے کہ سزا دون تجھے اسکے ساتھ عتاب وخطاب کرنا اچھا نہین قران نے یہ کلام سنکر عمرو بیمحہ کے صبا رفتار کو دیدیا صرصر اسکو لیکر چلی اور پکاری تم صرصر اسوقت عمرو بھی باہر بارگاہ کے آیا اور دونون پیچھے عیار بچون کے دوڑے مگر وہ مثل برق وباد جست وخیز کرکے نکل گئین عیار پھر آئے اور صرصر پھر دوبارہ شکل تبدیل کرکے لشکر مین آئی اتفاق سے ایک جانب خیمہ ماہ جادو اور مہرخ کا تھا اور ماہ بسبب کبر سنی کے خیمے مین رہتی ہی دربار مین کم جاتی ہی صرصر صورت عمرو کی بنکر اسی خیمے مین گئی ماہ نے تعظیم کرکے مسند پر بٹھایا کشتیان شراب کی سامنے رکھین صرصر نے جام شراب سے بھر کر ماہ کو دیا ماہ نے عرض کیا خواجہ سلامت نوش فرمائین صرصر نے کہا ای ملکہ صحبت رندان مین تکلف کیا ہی لیجیے مین بھی پیتا ہون یہ جام تو آپ پی لیجیے ماہ نے ساغر لے کر بیک جرعہ درکشید کیا صرصر نے اسکے ملازمون کو کار وبار کے بہانے سے ہٹا دیا الغرض ماہ شراب پی کر بیہوش ہوئی صرصر اسکو کسی جگہ مخفی کرکے آپ اسکی شکل بنی اس عرصہ مین رہرو جادہ فلک نے ٹپکا زرین کمر سے کلبہ مغرب مین کھولا اور روزگار غدار عجوزہ تیرہ روئے لیل سے آباد ہوکر مشعل ماہ روشن کرنے لگا نظم

قضارا وہ شب تھی شب چاردہ	بڑا جلوہ لیتا تھا ہر سمت مہ
نظارے سے تھا اسکے دل کو سرور	عجب عالم نور کا تھا ظہور
عجب جوش تھا نور مہتاب کا	کہے تو کہ دریا تھا سیماب کا

صرصر بشکل ماہ جادو پاس ملکہ مہرخ کے آئی مہرخ دربار برخاست کرکے آرامگاہ مین عشرت پذیر ہوئی آرام گیر تھی اپنی مادر کو دیکھ کر اٹھی اور بصد توقیر صدر نشین عزت کیا ماہ نے کہا ای فرزند عیار بچیان آئی ہوئی ہین آج مین تیرے پاس پلنگ بچھا کر سوؤنگی اور تجھپر ہاتھ رکھے رہونگی اس لیے کہ کوئی تجھے زحمت نہ پہونچائے مہرخ نے پلنگڑی جواہر نگار اپنے پلنگ کے برابر اسکی بچھوادی سامان راحت مہیا کر دیا ماہ نقلی آرام پذیر ہوئی یہانتک کہ جب سب سو گئے اسنے بیہوشی منہ پر مہرخ کے ملی کہ بیہوش ہوئی اور پشتارہ اسکا باندھ کر سرانچہ چاک کرکے لے چلی لیکن لشکر مین طلایہ پھر رہا تھا پہرے والون نے اسے جاتے دیکھا اور سد راہ ہوے صرصر نے خنجر کھینچ کر دو ایک کو رخمی کیا اور چاہا لڑ بھڑ کر نکل جاؤن غلغلہ بلند ہوا عمرو غل سنکر طیے سے نکل کر دوڑا اس عرصے مین صرصر لڑ بھڑ کر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی مگر عمرو نے تعاقب اسکا نہ چھوڑا قضارا صرصر جب صحرا مین پہونچی وہان قران ملگیا اس سے خنجر چلنے لگا کہ عمرو بھی آکر پہونچا اور صرصر کو گھیرا مگر صحرا کی ہوا ٹھنڈی جو لگی مہرخ کو ہوش آگیا دیکھا مین چادر مین لپٹی ہون اسی وقت

پچھڑ کھا کر چادر عیاری چاک ہو گئی اور حلقہ کمند کے جو دست و پا مین بندھے تھے کھلے مہرخ پشارے سے باہر نکلی اور بحر پر جھکر صرصر کو پکڑ لیا صرصر نے کہا بحر سے جب چاہو عیار کو پکڑ لو مجھے تو دعوی عیارون سے مقابلے کا ہی قران نے یہ کلام سنکر کہا اے مہرخ اسکو چھوڑ دو یہ سچ کہتی ہے ہم اسکو انشاء اللہ بفن عیاری زیر کرینگے مہرخ نے صرصر کو چھوڑ دیا صرصر اور قران خنجر زنی کرنے لگے اور جنگ عیاری شروع ہوئی کبھی بھیہ ہائے بہوشی دونون جانب سے چلتے تھے اور کبھی کمند کے حلقے پڑتے تھے عمرو اور مہرخ کھڑے دیکھ رہے تھے مگر اُس جنگل مین ایک ساحر رہتا ہی ملازم افراسیاب کہ نام اُسکا نثار جادو ہی وہ ہنگامہ سنکر اپنی جگہ سے یہان آیا قران اور عمرو ساحر کو آتے دیکھکر فرار ہو گئے اور صرصر بھی ایک طرف چلی گئی کہ مین جاکر اور کچھ کرون اور نثار جادو پاس مہرخ کے آیا اور اُسکو پہچان کر براہ ادب تسلیم کی استفسار حال کیا کہ حضور کیونکر یہان تشریف لائین مہرخ نے کیفیت گرفتار کرلانے صرصر کی بیان فرمائی نثار نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ حضور کی اطاعت کرون آپ کا شریک ہون لہذا اگر ملکۂ عالم اس احقر کے کلبۂ احزان کو رونق بخشین و عوت نوش فرمائین تو مین بھی اپنے اہل و عیال و مال و منال کو لیکر آپ کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلون یہ عرض مہرخ نے پذیر فرمائی اور اسکے ساتھ چلی نثار اپنے مسکن پر لایا مہرخ نے دیکھا کہ بالاے کوہ ایک قصر رفیع بنا ہی شیشہ آلات موقع و مناسب جگہ پر لگا ہی مکان نہایت آراستہ ہی نثار نے مسند پر بٹھایا کشتیان شراب کی ڈالیان فواکہات کی حاضر کین اطاعت کا اظہار کیا مہرخ نے چند جام شراب پیے اُسمین نثار نے بیہوشی ملائی تھی یہ پی کر بیہوش ہو گئی نثار نے صندوق مین اُٹھا کر بند کر دیا کہ صبح کو پاس افراسیاب اور حیرت کے لے جاؤنگا لیکن ادھر عمرو اور قران جو لشکر مین پھر کر آئے دیکھا کہ ابھی مہرخ یہان نہین آئین خیال کیا کہ صرصر تو یہان موجود تھی ہی معلوم ہوتا ہی کہ بعد ہمارے چلے آنے کے وہ پھر ملکہ کو پکڑ لے گئی یہ تصور کر کے دوبارا تلاش مین روانہ ہوے اور عمرو صورت ایک ساحر کی بنکر لشکر حیرت مین آیا یہان صرصر بھی صحرا سے پھر کر آئی تھی اور دربارگاہ حیرت پر کھڑی تھی کہ عمرو آکر پہونچا اور کہا بی صرصر آج تو تنے بڑا کام کیا کہ مہرخ کو گرفتار کرلائین صرصر نے بنگاہ غور عمرو کو دیکھکر پہچانا اور کہا مین کسی کو نہین لائی عمرو نے کہا مجھ سے اور مکاری صرصر نے قسم کھائی کہ مین نہین جانتی عمرو وہان سے تلاش مین چلا اور راہ مین برق فرنگی سے ملاقات ہوئی اُس سے بھی کیفیت ساری بیان کی وہ بھی تجسس مین روانہ ہوا یہانتک کہ رات بھر ہر جگہ ڈھونڈھتے پھرے جسوقت بستر خواب سے آفتاب بیدار ہو کر دشت نورد فلک ہوا اور ظلمت شب نے بحر عالم سے کنارہ کیا کہ مثنوی

چھپا ماہ لے اپنے منھ پر نقاب لیے روز کو ساتھ آنے لگا		اُٹھا بستر خواب سے آفتاب وہ سوتون کو شب کے جگانے لگا	

عمرو اور برق متلاشی قریب کوہ جہان نثار رہتا ہی پہونچے اور پہاڑ پر مکان عمدہ بنا ہوا دیکھکر سمجھے کہ شاید مہرخ یہان ہی دونون علحدہ ٹھہرے لیکن برق ساحر بنکر در قصر پر آیا یہان ایک عورت ملازم نثار کھڑی تھی اُس سے ہنس کر کہا آج بعد مدت تمھین دیکھا کہو مزاج تو اچھا ہی وہ عورت سمجھی شاید یہ مجھے پہچانتا ہے جواب دہ ہوئی کہ جی ہان دعا کرتی ہون کہیے آپ تو اچھی طرح ہین برق نے کہا سامری کا شکر ہی یہ آج اکیلی کیون کھڑی ہو اس نے کہا ہمارے یہان نے مہرخ کو قید کیا ہی ہم یہان پہرا دیتے ہین برق یہ سُنکر باتین کرتے کرتے اُسکے قریب گیا اور کہا نہین معلوم اس پہاڑ پر کیسی گھانس لگی ہی کہ جس مین بدبو آتی ہی مین نے جو ایک پتی توڑی ہاتھ مین بو آنے لگی ہی دیکھو تو یہ کاہے کی بو ہی یہ کہکر اپنا ہاتھ اُسے سونگھایا وہ بیہوش ہوکر گری برق اُسکو اُٹھاکر الگ لایا اور کپڑے اُتار کر اُسکی ایسی صورت بنائی اور اندر مکان کے گیا یہان اور ملازم نثار کے تھے انھون نے کہا ای نورتن تم پہرا چھوڑ کر چلی آئین برق نے جواب دیا کہ رات بھر مین نے پہرا دیا کسی نے میری خبر نہ لی اب اور کسی کو بھیجو کیا مین ہی پہرا دینے والی ہون ملازم خاموش ہو رہے اور برق نے دیکھا کہ نثار خواب سے بیدار ہوکر مسند پر بیٹھا ہی میخواری کر رہا ہی برق جاکر سر پر اُسکے رومال ہلانے لگا لیکن اب حال سُنیے کہ عمرو بھی اُس پہاڑ سے اُترکر ایک گویا بنا اور رنی لیکر بجانے لگا صدائے دلکش بانسری کی کان مین نثار کے گئی اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ اس نی نواز کو بلا لاؤ ملازم گئے اور عمرو کو سامنے بلاکر لائے نثار نے دیکھا کہ ایک بٹھا کلانوت مفلوک پریشان روزگار ہی جی مین کہا قدرت سامری کی ہی کہ صورت اور قطع اسکی ایسی ہی لیکن کمال ایسا جانتا ہی الحاصل حکم کیا کہ اپنا ہنر ہمین بھی دکھاؤ عمرو سلام کرکے نی بجانے لگا نثار بہت خوش ہوا اور انعام بہت سا کلانوت کو دیا کہا آج اگر تو یہ اگانا سنوگے تو کل مہرخ کو لے کر پاس افراسیاب کے جاؤنگا عمرو نے کہا آپ نے مہرخ کو کہان قید کیا ہی نثار نے پہلے تو روہین کہدیا کہ سامنے والے صندوق مین بند ہی پھر خیال مین اسکے آیا کہ کلانوت کو مہرخ کا حال پوچھنے سے کیا مطلب معلوم ہوتا ہی کہ یہ عیار ہی یہ سوچکر ہنسا اور پکارا کہ ای عیار بچانا مین نے تجکو اور بھڑ پھکر عمرو کو گرفتار کیا اُسوقت برق جو سر پر رومال جھل رہا تھا اُسنے خنجر بیاض گردن پر پشت پر سے مارا کہ سر نثار کا کٹ کر دور گرا اور غلغلہ اُسکے مرنے کا بلند ہوا ملازم اُسکے دوڑے مگر برق تو سن چکا تھا کہ مہرخ صندوق مین بند ہی اُسنے اُس تاریکی مین جھپٹ کر صندوق کھولدیا

مہرخ مرنے سے نثار کے ہوشیار ہو چکی تھی باہر نکلی اور جتنے ملازم نثار کے تھے انکو قتل کیا اُدھر عمرو نے جال مار کر سارا گھر لوٹ لیا الحاصل قتل و غارت کر کے وہان سے اپنے لشکر کی طرف چلے راہ مین ایک ساحر ملازم حیرت ملا اُسنے ان سب کو پہچان کر کہا آج اور تم عیش کر لو کل سب ہلاک ہو گے مہرخ نے کہا ہمین کون سوائے خدا کے مار سکتا ہی اُس ساحر نے کہا ای عمرو مین حیرت کے دربار مین تھا کہ افراسیاب کا نامہ اس مضمون کا آیا کہ ای ملکہ ہم شرارہ جنگ جوے تند خوے جادو کو کل بھیجین گے وہ آکر کام سب باغیون کا تمام کریگی لہذا اس وجہ سے مین کہتا ہون کہ اب تم سب قتل ہو گے یہ کہکر وہ ساحر تو چلا گیا اور مہرخ نام شرارہ جنگجو کا شنکر گھبرائی اور رنگ اسکے چہرے کا فرط دہشت سے سفید ہو گیا عمرو نے پھر لب کو بہر تسکین کھولا کہا ای ملکہ گھبراؤ نہین خدا قادر ہی مین ابھی جاتا ہون لشکر مین بھی شرارہ کو نہ آنے دونگا راستے مین دیکھ بھال لونگا یہ کہکر چلا اُس وقت برق بھی ایک سمت روانہ ہو گیا مہرخ وہان سے لشکر مین اپنے آئی اور سب سے ملاقات کر کے سر بر جہانبانی پر متمکن ہوئی مگر حال سنیے کہ برق جوہر عیاری چلا طلسم ظاہر ہو کر کے کنارے دریاے خون روان جو صحرا ہی وہان آکر ٹھہرا کہ شرارہ اسی طرف سے آئے گی مین عیاری کرونگا لیکن اس جنگل مین ایک مقام پر جھولا پڑا تھا اور تین عورتین نہایت حسینہ و جمیلہ جواہر کا گہنا پہنے جھول رہی تھین برق نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ جادوگرنیان ہین ایسا نہو مجھے گرفتار کر لین یہان سے کسی اور طرف چلکر ٹھہرنا چاہیے یہ سوچکر راہ کاٹ کے اور سمت چلا اُن عورتون نے پکار کر کہا کہ ای برق ادھر آ ایک پینگ دیتا جا برق نے کچھ جواب نہ دیا اور بھاگ کر دو کوس کے فاصلہ پر نکل گیا وہان بھی وہی درخت وہی عورتین جھولتے دیکھین برق وہان سے بھی بھاگ کر تیسری طرف کئی کوس نکل گیا اس جگہ بھی وہی ماجرا نظر آیا یعنے انھین عورتون کو جھولتے پایا ابکی بار چوتھے سمت کو بھاگا جب کئی کوس گیا وہی درخت اور عورتین جھولتے دیکھین اور انھون نے کہا ای بیوقوف ادھر آ ہمین پینگ دے کہان بھاگا بھاگا پھرتا ہی برق ناچار اُنکے پاس گیا اور کہا ہم عیار ہین ہمارا ستانا بہتر نہین آیندہ تم جانو ہر چند برق نے دھمکایا اُنھون نے نہ مانا اور گرفتار کر کے سمت افراسیاب چلین اب عمرو کا حال سنیے کہ یہ جوہر قتل شرارہ جنگجو روانہ ہوا ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ چار طرف کوہستان اور اُسکے بیچ مین صحراے سبزہ زار گل و ریاحین سے معمور دیکھا ہر سمت نضارت اور تراوت کا وفور دیکھا جانور شاخہاے درخت پر نغمہ پیرا گلہاے رنگارنگ شگفتہ عمرو نے تصور کیا کہ اس جنگل کو آراستہ کر دا اور یہین ٹھہرو صحرا پاک و پاکیزہ ہی کیا عجب ایکم

کر شعارہ یہان آکر فروکش ہو یہ سمجھکر زنبیل سے قرابے گلاب کیوڑے کے نکالکر سب آمیختہ بعرق بیہوشی تھے درختون پر چھڑکے اور پھول اودبیہ بیہوشی کے نکالکر ہار گوندھ کر درختون پر ڈالے سارا جنگل عطر بیہوشی سے بسا دیا اور آپ ایک بڑھیا کوزہ پشت نود سال کی صورت بنکر لاٹھی ٹیکتا ہوا درہ کوہ سے نکلکر ایک جگہ مخفی ہوکر بیٹھا تھا کہ دور سے دیکھا تین عورتین برق کو گرفتار کیے لیے جاتی ہین یہ دیکھتے ہی آن عورتون کے پاس گیا اور لگا دوہائی دینے اور رونے انھون نے سبب گریہ استفسار کیا اس نے کہا بی بیو اس موے چوٹے کو جو تمنے گرفتار کیا ہی اس سے میرا باندان دلادو مین تمبا کو بغیر ہلاک ہوجاؤنگی یہ مونڈی کاٹا تین بار میرا باندان چورا لے گیا ہی مین حیرت کی طرف سے اس جنگل مین محافظ ہون پہرا دیتی ہون آن عورتون نے برق سے کہا موے بتلا اس بڑھیا کا باندان تونے کیا کیا برق یہ باتین بڑھیا کی سنکر سمجھ گیا کہ بڑھیا نہین استاد ہین مجھے چھڑانا چاہتے ہین یہ سمجھ کے کہنے لگا اگر باندان دیدون تو تم مجھے چھوڑ دوگی یہ کلام سنکر وہ عورتین اسکو ماننے لگین برق نے کہا خفا نہو چلو مین تبلا دون جہان بڑی بی رہتی ہین اسی جگہ ایک غار مین انکے تینون باندان رکھے ہین آن عورتون نے بڑھیا سے پوچھا تم کہان رہتی ہو اسنے کہا وہ سامنے جو درہ کوہ ہی اسکے آگے بڑھکر میرا مکان ہی یہ تینون عورتین اسی طرف چلین یہانتک کہ درہ کوہ سے نکل کر جب اس صحراے سبز و خرم مین پہونچین جسے عمرو نے درست کیا ہی خوشبو سے گلہاے بیہوشی کے بیہوش ہوکر گرین عمرو اور برق نے فی الفور سر انکے کاٹ ڈالے العیاذ باللہ وہ غل و شور برپا ہوا کہ کبھی ایسی آفت نہ آئی تھی آگ پتھر برسنے لگے وہ صحرا تمام برباد ہوگیا اور محافظان دریاے خونخوار دوڑے عمرو اور برق ان عورتون کا زیور و لباس اتار کر بھاگ گئے اور محافظ دریا لاشین انکی اٹھاکر باغ سیب مین افراسیاب کے پاس لے گئے اور سب ماجرا کہا کہ عیارون نے صحراے طلسم کے محافظون کو مارا شاہ نے لاشین آن جادوگرنیون کی اٹھوائین اور بفرط غضب اسی وقت حکم دیا کہ اے شعارہ جنگجو جلد حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ برروے ہوا شعلہ ہاے آتش پیدا ہوے اور مثل آتشکدے کے نظر سامنے آئے اس آتشکدے سے ایک زن پری پیکر مہر طلعت سرخ لباس پہنے از سر تا قدم یاقوت احمر کا زیور زیب جسم کیے ظاہر ہوئی افراسیاب کو جھک کر تسلیم کی اسنے حکم دیا کہ ابھی ابھی تم ایک لاکھ فوج جو اپنے پاس رکھتی ہو لیکر یاس حیرت کے جاؤ اور کام لشکر حریف کا تمام کر و خبردار ایک تن کو بھی زندہ نہ چھوڑنا اور دمبدم مرحمت خسروانہ کا ہماری انتظار کرنا بڑا تمھارا رتبہ کرین گے بعد فتح ملک و مال دینگے شعارہ حکم شاہ سنکر اپنی جگہ پر آئی ایک لاکھ فوج کی ترتیب اور درستی

کرکے آتشکدے مین مخفی ہوکر بڑے عظم وشان سے روانہ ہوئی اور برہم یلغرو دریا سے اُتر کر قریب لشکر حیرت پہونچی کہین راہ مین نہ ٹھہری حیرت نے خبر سُنکر استقبال کرایا شرارہ داخل بارگاہ ہوئی ملکہ کو نذر دی خلعت پایا لشکر اُسکا اُترا بارگاہ عالی استادہ ہوئی سامنے اُسکے ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ایک نامہ بنام ملکہ مہرخ لکھا مضمون یہ تھا کہ منم شرارہ سحر میرا سب پر ظاہر اور روشن ہے کوئی ایسا نہین جو میرا مقابلہ کرسکے تجھے لازم ہے کہ میرے پاس ای مہرخ چلی آ خطا تیری معاف کروادونگی اور اگر نہ مانا تو منوادونگی اس نامہ کو ایک پتلے کے ہاتھ پاس مہرخ کے بھیجا پتلے نے نامہ لاکر بارگاہ مہرخ مین پہونچایا مہرخ نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ مین کنیز شہنشاہ عمرو کی ہون حرام لادے افراسیاب اور قطامہ حیرت کو نہین جانتی اے شرارہ جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور وکوتاہی نہ کر ناخدائے بزرگ ست یہ لکھکر پتلے کو دیا اسنے لاکر شرارہ کو دیا یہ پڑھکر غضبناک ہوئی وہ دن جس قدر باقی تھا تامل پذیر رہی جسوقت کہ نیر جہانتاب آتشکدۂ مغرب مین جاکر مخفی ہوا اور ماہ منیر فلک نے حکومت زنگبار ظلمت شب حاصل کرکے سکہ نورانی اپنا جاری فرمایا نظم

تھا شرارہ کا اس جگہ پہ مقام		کہ گیا روز اور آئی شام	
جب کہ اس شب کی تیرگی چھائی		طبل رزمی کی وان صدا آئی	

اُس خبر کو طائران پرند کی زبانی سُنکر عیاران لشکر سمت صحرا چلے گئے اور مہرخ نے بھی نفیر بجوائی دلاورون اور بہادرون نے جنگ کی تیاری شروع کی سلحخانہ کھل گیا سب تیار ہونے لگا مہرخ نے حکم دیا کہ ابیات

ہون نقیبان وجارچی تیار	کہین لشکر مین یہ پکار پکار	جلد ہون جلد پیادہ اسوار
غرق دریائے آہنی تیار	ہان در قور خانہ وا کردو	اسلحہ سب کے روبرو دھردو
رات بھر اہتمام جنگ کرین	صبح کو فکر نام ونگ کرین	ہوے مصروف ساز جنگ وجدل
کوئی کرتا تھا رمح کو صیقل	ہوا ناگہ بگنبد گردان	علم آفتاب جلوہ کنان
ہوا بہر انتظام جنگ	زیب بخش زمردین اورنگ	مرکب چرخ پر سوار ہوا
شہ سواران دو چار ہوا	دیکھکر رزم وجنگ کے اوضاع	لے لیا نیزۂ خطر شعاع
پشت پر کچھ نہ تھی سپر درکار	خود ہوا صورت سپر یکبار	ماہ انجم سپاہ تنگ ہوا
شہ خاور سے قصد جنگ ہوا	بستر خواب سے شرارہ پلید	ہوئی بیدار با غرور شدید

کہا آمادہ سب سپاہ رہے | سوے میدان کین نگاہ رہے | اپنا اسباب حرب منگوایا
ساز سامان سحر کا آیا | جب مہیاے کارزار ہوئی | اژدہے پر لعین سوار ہوئی
پھر تو گھوڑون پہ سب نے زین باندھا | کمر کفر کو بہ کین باندھا | لے کے وہ فوج قاہرہ ملعون
ہوئی اُردوے فوج سے بیرون | ہوئی ایسی غبار کی کثرت | ہوگیا میلا شیشۂ ساعت
ہوئی مرخ بھی اسطرف تیار | ہوئے آمادہ رزم سب سردار | سب ہوے خود آہنی برسر
چار آئینہ و زرہ در بر | اور کمر مین وہ تیغ برق صفات | آب سیل فنائے تصر حیات
ہو برہنہ دم غضب جس آن | ہو عیان کل من علیہا فان | زیر ران تھے وہ توسن چالاک
سرعۂ چشم جنکے سم کی خاک | تھے ہزبر ژیان وہ جرأت مین | حکم پروردگار سرعت مین
اس طرح ہو کے الغرض تیار | چلی میدان کو مرخ جرار | بولا اقبال یون بطور نقیب
آ شد دشمن کی پہونچی موت قریب | جب کہ میدان رزم مین پہونچی | کی نقیبون نے پھر صف آرائی
ناگہان وہ شرارۂ بافر | اپنی صف سے نکل پڑی باہر | اژدہے کو کیے ہوے جولان
آئی میدان مین مثل پیل دمان | خویشتن را زبہر جنگ آراست | از صف دشمنان مبارز خواست
اسکی آمد سے چھا گیا یہ ہراس | ایک کے بھی بجا رہے نہ حواس | تھے جو نام آوران دہر بڑے
مثل تصویر تھے خموش کھڑے | اژدہے پر رجز وہ پڑھتی تھی | بیم و دہشت ہر اک کی بڑھتی تھی
اب سنین ناظرین افسانہ | کہ شکیل جوان نر راد | عازم جنگ ہو شرارہ سے
دل مین اسکے خیال یہ آئے | نئی پیدا کہین نہ آفت ہو | تیری معشوقہ خوبصورت کو
پاکے تنہا کوئی اسیر کرے | بار ندہ تیرے سر پہ دھرے | سحر وہ جانتی نہین مطلق
کہین ایسا نہو کہ پاے قلق | دل مین یہ سوچکر جوان نے وہان | اک کنیز مہارکو اسکے آن
پاس اپنے بلا کے اُس سے کہا | خوبصورت کو یان سے تو لیجا | نام تھا اس کنیز کا مہران
کرکے طاؤس سحر کو جولان | خوبصورت کو بس بٹھا اک بار | لے گئی وان سے جانب کہسار
پھر شکیل آیا اپنی مانکے پاس | اور کہا اسطرح سے بے وسواس | حکم ہو مجھکو مادر دانا
کہ کرون بند بند اسکا جدا | کہا مرخ نے اے پسر مخروش | جنگ نادیدہ خموش خموش
گر تو خلطان بخاک و خون ہوگا | حال مان کا بہت زبون ہوگا | نہ دی اسکو غرض اجازت جنگ
رعد جادو نے پھر کیا آہنگ | پانون دونون زمین پر مارے | سحر سے غرق ارض ہو بارے
پاس نکلا شرارہ کے جاکر | خشم مین آکر گری وہ اژدر سے

سحر پڑھکر سنبھل کے پھر اسنے	کرلیا قید رعد جادو کو	اور چاہا کرے ہلاک اسکو

جسوقت رعد کو قتل کرنا چاہا برق مجسم ان رعد کی پانون پر آکر گر پڑی کہا اے شرارہ مین تیری کنیز ہون میرے فرزند کو چھوڑ دے اسنے رحم کھاکے چھوڑ دیا اور آپ پرواز پیدا کرکے اڑکر بروے ہوا جاکر ٹھہری اور ناریل لشکر مہرخ پر مارا کہ وہ قریب صف لشکر شق ہوا اس مین سے ہزارہا ماران سیاہ ظاہر ہوے کہ انکے منھ سے چنگاریان آگ کی نکلتی تھین وہ سانپ لشکر بھر مین پھیل گئے اور چنگاریان اڑانے لگے ایک آن مین وہ چنگاریان شعلہ بنکر لشکریون کو جلانے لگین اور سردارون کے دست وپا مین شرارے کی طرح لپٹی تھین اسوقت سرداران مہرخ رد سحر کرکے اپنے تئین بچاتے تھے باران سحر آتش بجھانے کو برساتے تھے کہ شرارہ نے دوسرا تاریخ اور مارا اور پکار کر کہا کہ اے افسران لشکر لینا ان نکمے لشکریون کو فوج اسکی ترسول فیول شمشیرہاے بران سحر کا سامان لیکر لشکر مہرخ پر آپڑی ایک طرف سے حیرت جو ہمراہ شرارہ بہر تماشاے جنگ میدان مین آئی تھی مع اپنی فوج کے حریف پر گری مہرخ بھی آگے بڑھی سحر چلنے لگا تاریخ تریخ اچھلنے لگا دو لشکر آپسمین مل گئے شمشیر سحر شکل برق گرنے لگی نظم

ہلے اپنی جگہ سے وہ دلاور	بڑھایا پانون لشکر نے برابر
کس و ناکس ہوے مصروف پیکار	میانون سے کھنچین تلوارین اکبار
فلک سرگشتگی اپنی گیا بھول	زمین ہلنے لگی برعکس معمول
صدا گرزون سے یہ نکلی پیاپے	کہان سہراب ہو رستم کہان ہی
تبرزین نے کیا ہر زین کو صاف	سوارون کے کیے سر چاک تا ناف
یہ ڈوبے خون مین وہ تیغزن تھے	جو سنگین دل تھے وہ لعل یمن تھے

خوب گھمسان کی تیغ زنی اور سحر کی لڑائی ہوئی بہار اور مہرخ اور نافرمان وغیرہ نے ہزارہا کو تہ تیغ کیا صدہا کو دیوانہ بزور سحر بنا دیا لیکن شرارہ نے بلندی سے تیسرا تاریخ مارا کہ اسکے فتح ہونے سے چادرین آتش کی لشکریون پر مہرخ کے پڑنے لگین اور دیکھا تو وہ سب آتش جمع ہوکر ابر کی طرح چادر آتشین ہوئی اور سر لشکر پر جھکی اور پوشیدہ کرنے لگی اسوقت مہرخ اور بہار اور شکیل سرداران نامی بھاگے اور لشکر نے شکست فاش کھائی اس سحر کا توڑ نہو سکا شرارہ اور حیرت قتل و غارت کرتی ہوئین متعاقب حریف کئی کوس آئین اور سرداران مہرخ مع کچھ فوج ہزیمت خوردہ کے قریب کوہ کہ نام اسکا کوہ لاجورد تھا پہونچکر متواری بشعاب جبال ہوے اور بہت لشکری خاک و خون مین غلطان و تپان ہوکر راہی عدم تھے شرارہ قریب شام ہلاک و غارت کرکے

پھری اور جاسوس واسطے خبر کے بھیجے کہ خبر لائین باغی کس طرف گئے اور کہان پوشیدہ ہیں الغرض
جب خیمے مین اپنے مسند پر بیٹھی سحر پڑھا کہ گرد اسکے آتشکدہ بن گیا اسمین پوشیدہ ہوگئی اور حکم کیا
کہ رقاصہ آکر بجرئی ہو جشن وطرب کی بنیاد کی جائے بمجرد حکم بزم نشاط ترتیب پذیر ہوئی یہ کیفیت
شکست دور سے عیاران لشکر اسلام نے بھی دیکھی اور بقصد عیاری چلے یہانتک کہ قران بہ شکل
مبدل شہزادہ کے خیمے کے قریب پہونچا اور چاہا کہ اندر جاؤن یکایک آواز آئی کہ ہوشیار ہو جاؤ قران
آتا ہی قران یہ صدا سنکر جست کرکے بھاگا اور نکل گیا ادھر شہزادہ سے سب نے پوچھا کہ آواز کون دیتا ہے
اُسنے کہا مین نے پتلا سحر کا بٹھلایا ہے کہ جو آئے گا پتلا بروے ہوا صدا دیگا اور آنے والے کا نام بتلا ئیگا اور
عیار بھی جو قریب خیمہ آئے پتلے نے اُنکا نام بھی بتلایا سب بھاگے اور جاکر مہرخ جہان چھپی تھی پہونچے
اور کہا ای ملکہ ہم لوگ عیاری کو جاتے ہین تو جانتین سکتے اب یقین ہی کہ قضا آئی سارے لشکر مین شور
گریہ بلند ہوا اُسوقت عمرو بھی آیا اور حال پر دردمندون کے اشک حسرت بہانے لگا اور ہر ایک
کو تسکین دولاسا دیتا تھا لیکن عیار پھر بہر عیاری روانہ ہوے اور ادھر شہزادہ ناچ دیکھ رہی ہی
کہ افراسیاب کا نامہ اسکے پاس آیا اسمین لکھا تھا کہ مہرخ کا حال ہمنے کتاب سامری مین دیکھا معلوم
ہوا ہی کہ کوہ لاجورد مین سب محرم جاکر پیچھے ہمنے فوج لیکر چڑھ جاؤ اور سب کو گرفتار کرلو
یہ نامہ پڑھکر شہزادہ نے نفیر سحر بجائی اور اُسوقت کمر بندی فوج کی کرکے سوار ہوئی اور بریم یلغار
قریب کوہ لاجورد پہونچکر محاصرہ کیا عین غفلت مین کوئی بھاگ بھی نہ سکا اُسوقت عمرو نے
مہرخ سے کہا مصلحت یہ ہی کہ تم سب جاکر اس ملعونہ کے قدم پر گر پڑو اور کہو کہ ہماری خطا
شہنشاہ افراسیاب سے معاف کرا دیجیے وہ تم سب کو امان دیگی پھر مین سمجھ لونگا یہ رائے
خواجہ کی پسند کرکے مہرخ کشتیان زر وجواہر کی واسطے نذر کے ہمراہ لے کر مع تمام سردارون
کے روانہ ہوئی شہزادہ قریب درکوہ خیمہ زن تھی اور فوج گرد پہاڑ کو گھیرے تھی کہ خبر آمد
مہرخ سنی باہر خیمے کے نکل آئی دیکھا تو مہرخ دبہار وغیرہ ہاتھون کو رومال سے باندھے
چلی آتی ہین یہ معاملہ دیکھ کر اپنے فوج کو متعرض ہونے سے منع کیا اور آگے بڑھی اُسوقت
مہرخ دوڑکر اُسکے قدم پر گری اور جو کچھ عمرو نے سکھلایا تھا زبان پر لائی شہزادہ نے
ہر ایک کو گلے سے لگایا نہایت خوش ہوئی کہ میرے سبب سے یہ ہنگامہ عظیم مٹا اور
سب کو لیکر داخل خیمہ ہوئی مقام پاکیزہ مین ہر ایک کو بٹھایا اور اُس وقت عمرو بھی
اسکے خیمے مین آیا اور عرض پیرا ہوا کہ مین بھی ملازمت شاہ طلسم کی کرونگا شہزادہ نے

عمرو کی بھی تعظیم کی اور کرسی پر بٹھایا مگر آپ بزور بحر اپنے آتشکدے مین پوشیدہ ہوگئی اور حکم دیا کہ ارباب نشاط حاضر ہوے ناچ ہونے لگا ساقی مہ لقا جام بادۂ ارغوانی سب کو دینے لگا عمرو نے کہا ای ملکہ آپ بھی آکر شریک بزم ہوجیے شرارہ نے آتشکدہ مین سے جواب دیا کہ ای عمرو مین تیرے خوف سے آگ مین چھپی رہتی ہون عمرو نے عرض کیا کہ اگر مجھے دغدغہ باقی ہی تو پھر میرا ٹھہرنا بیکار ہی شرارہ گویا ہوئی کہ نہین تم خفا نہو مین ظاہر ہوتی ہون اور یہ صدا دیکر آتشکدے سے مثل شعلہ جوالہ کے باہر آکر تخت پر بیٹھی اور صورت اصلی اپنی بنائی سب نے دیکھا کہ ایک زن خوبصورت تخت پر بیٹھی ہی عمرو نے پھر عرض کیا کہ اگر مجکو حکم ہو تو ساقی گری کرکے اپنا ہنر شایستہ دکھاؤن شرارہ ہنسکر بولی کہ مجھے بیہوشی دیا چاہتے ہو تو دیا کہو عمرو نے کہا توبہ توبہ اب کبھی ساقی گری کا نام نہ لونگا یہان یہ باتین ہو رہی ہین ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دوبارہ دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو براہ مکاری پاس شرارہ کے آیا ہی اور یقین ہی کہ اُسے قابو پاکر قتل کرے اس کیفیت کو معلوم کرکے نامہ لکھا اور پتلے کو دیا کہ شرارہ کو پہونچاے پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا اور شرارہ کے پاس پہونچکر نامہ دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ عمرو عیاری کرنے آیا ہی اُسکے فقرے پر نہ آنا سب باغی اسوقت تمھارے قبضۂ قدرت مین ہین انکو گرفتار کرکے سمت لشکر حیرت پھر جاؤ کہ ہم آکر ہر ایک کو وہان دار پر کھینچین گے نامہ پڑھتے ہی شرارہ نے ایک ایسا سحر کیا کہ گرد عمرو اور مہرخ وغیرہ سب سردارونکے آتش کا حصار ہوگیا اور شرارے دست و پا مین لپٹ گئے سب نے کہا ای ملکہ ہمارا قصور کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ تم سب جعلساز ہو دیکھو تمھارے مکر پر شہنشاہ نے مجھے مطلع کیا یہ نامہ بھیجا ہی یہ کہکر سب کو گرفتار کرکے چھکڑے اور گردون کو طلب کرکے سوار کیا اور خود بھی وہان سے کوچ کرکے سمت لشکر حیرت چلی اس معاملہ کو وہ لوگ جنکو مہرخ کوہ مین بہر حفاظت بقیہ لشکر و مال و منال چھوڑ آئی تھی دیکھکر گریان ہوئے اور یقین واثق ہر ایک کو اپنی ہلاکت کا ہوگیا اس امر کے قاصد ہوے کہ جاکر لشکر شرارہ پر گرین اور اپنی بھی جانین دین اس عزم پر مستحکم ہوے تھے قران انکے پاس آیا اور ان سب کو ایسے ارادے سے مانع ہوکر کہا تم سب درگاہ قادر و توانا پروردگار دو جہان مین دست دعا بلند کرو اور مین جاکر اس قصہ شرارہ کا کام تمام کرتا ہون لیکن ایک ساحر تم مین سے میرے ساتھ چلے الحاصل ایک ساحر کو لشکر سے ساتھ لے کر قران روانہ ہوا اور یہان اہل لشکر استغاثہ کرنے لگے نظم

ولہ الکبریاء والجبروت ولہ الملک کائنا ما کان		ولہ الاقتدار والملکوت ولہ الاحسان والامتنان	

واسطہ اُن خدا شناسون کا		سر جھکون کے ہی تیری رہ مین یا	
تو ہی قادر حیات پر ہی کریم		تو ہی احیا کن عظام رمیم	
شر سے دشمن کے دے پناہ ہمین		اُسکے قابو سے رکھ نگاہ ہمین	

یہ تو مصروف استغاثہ تھے لیکن قران ساحر کو لیے ایک درہ کوہ مین آیا اور ساحر سے کہا کہ طاؤس سحر کر کے بنا دے اُسنے ایک طاؤس بزور سحر موم کا بنایا قران نے اُسپر زین سلک گوہر سے مزین باندھا منقار مین طاؤس کے الماس موتی کا دیا اور گلے مین جواہر بہت سا لٹکا کر آراستہ کر کے اپنی صورت مثل افراسیاب کے بنائی اور اس طاؤس پر سوار ہو کر اُس ساحر سے کہا کہ یہین سے تو ایسا سحر پڑھتا ہوا میرے ساتھ چل کہ طاؤس اُڑتا ہوا پاس شہزادہ کے پہونچے اور اثنائے راہ مین بھی کچھ آگ برسے آندھی آئے پتھر گرین تاکہ علامت آمد ساحر جلیل معلوم ہو اُسنے حسب الارشاد مثل ملازمون کے شکل اپنی درست کر کے رکاب پکڑ لی اور سحر پڑھا کہ آندھیان اُٹھنے لگین آگ پتھر برسنے لگے اور طاؤس روانہ ہوا شہزادہ رہگرائے منزل مقصد تھی کہ یکایک آثار آمد ساحر دیکھکر ٹھہری اور جدھر سے آگ برستی آتی تھی اُسیطرف دیکھنے لگی کہ سامنے سے افراسیاب تاج مرصع نگار سر پر رکھے لباس فاخرہ پہنے طاؤس سحر پر سوار ظاہر ہوا شہزادہ شہنشاہ کو آتے دیکھکر آتشکدے سے باہر نکلی اور بہر تعظیم چلی قریب آکر تسلیم کی افراسیاب نے طاؤس ٹھہرایا اور کہا ای ملکہ کیا کہنا ماشاء اللہ کتنا جلد تمنے اس جنگ کو فتح کیا اور یہ کہکر طاؤس پر سے کودا اور وہ ساحر جو آگ پتھر برساتا تھا ساتھ تھا اُسنے سحر موقوف کیا کہ وہ آندھی وغیرہ موقوف ہوئی شہزادہ نے کشتیان نذر کی پیش کش کین اور با انداز زر لفنی ڈالکر چلی حکم دیا کہ خیمہ اس جگہ استادہ ہو ملازم اُسکے مصروف انتظام ہوے اور افراسیاب نے کہا ای شہزادہ مین گنبد سامری پر گیا تھا وہان مین نے ایک سحر یاد کیا ہی کہ بارہ برس آیندہ کا حال معلوم ہوتا ہی اگر تم آنکھین بند کر کے بیٹھو اور تین بار یا سامری یا سامری کہو تو اسکی ترکیب تمھین بھی بتلا دون شہزادہ یہ الطاف خسروانہ دیکھ کر نہایت مسرور ہوئی اور ایک جگہ صاف و پاکیزہ دیکھکر اُسی صحرا مین آنکھین بند کر کے بیٹھی اور یا سامری یا سامری کہنے لگی قران سر پر تو طرفہ ہی تھا بعد اجو سر پر باطمینان تمام لگاتا ہی سر پھیٹ کر بھیجا دور جا کر گرا اور قران نے نعرہ کیا اور جست کر کے بھاگا اور ایڑیان رگڑ کر شہزادہ جہنم واصل ہوئی بیرغل کرنے لگے ساحر کے ملازم دوڑے مگر مہرخ اور بہار اور نافرمان وغیرہ کے بھی گرد جو آتش تھی وہ دفع ہوئی اور صدا سنائی دی کہ کشتی مرا نام من شہزادہ جنگ جوے تند خوے جادو بود بصد انکر عمر دیجا کہ ای ملکہ مہرخ وہ مارا اس حرامزادی کو اسکی فوج زندہ

بچکر نہ جانے پائے مہرخ اور سب سردار ناریل و ترنج وغیرہ لے کر پرہ پر آئے کہ لشکر شرارہ پر جو مرنے سے اپنے مالک کے بدحواس تھا جا گرے ہزار ہا کو ایک ہی وار مین ہلاک کیا تہ خون و خاک کیا سرخ نیزوں کا کل کشا نے کاکل کو پریشان کیا ہزار ہا ستارہ ٹوٹ کر گرا اور تیر شہاب کی طرح ہر ایک کو تو گیا بہار نے گلدستہ مارا آمد فصل بہار ہوئی ہوا سرو علیٰی دم سیح نفس چلنے لگی غنچے چٹک کر گل ہوے چمنہاے طولانی پر از گل دریا مین پھولنے پھلنے لگے ساحر دیوانے ہوے تلوار کمر کی چلنے لگی نظم

سر دشمن پہ ایسے تیر مارے	خیابان چمن رشتے تھے سارے
گل تازہ تھا ہر فرق بریدہ	وہ صحرا بنگیا باغ رسیدہ
ہوے تھے اسقدر زخمون سے سرشار	کہ ہر ساحر بنا تھا رشک گلزار
قلم ہوتا ہی فصل دے مین گلزار	بنی فصل بہاری انکی تلوار
لہو مین تر بتر کشتے تھے بالکل	نظر آتے تھے ہر سو خرمن گل
نیا پھولا تھا گل ظلم و ستم کا	ریاض زندگی اجڑا پڑا تھا
پھرے ہین ہم بہت باغ جہان مین	بہار ایسی نہین دیکھی خزان مین

ساحران شرارہ جو کچھ بھاگ کر بچے وہ نالان و گریان سمت افراسیاب روانہ ہوے اور خبر گرفتاری مہرخ اور عمرو وغیرہ سنکر حیرت بھی سوار ہو کر پاس شرارہ کے چلی تھی لیکن راہ مین یاقوت جادو وزیرزادی نے اسکی خبر عرض کی کہ مین نے سنا ہی شرارہ جہنم واصل ہوئی مہرخ بفتح و فیروزی آتی ہی حیرت اس سانحے کو سنکر پھری اور اپنے لشکر مین آئی ادھر مہرخ بھی سب کو قتل و غارت کر کے اپنی فوج کو جو بھاگ گئی تھی جمع کرنے لگی وہ لشکری جو پہاڑ پر مصروف دعا رتھے فتح کی خبر سنکر حاضر ہوے نقارے فتح و ظفر کے بجنے لگے ایک روز وہان ٹھہر کر نئے سر سے کارسازی لشکر فرما کر دوسرے روز نقارہ کوچ کا بجایا اور بحشم و خدم مراجعت کی یہانتک کہ مقابل حیرت پہونچکر بارگاہ استاد کرائی اور جاے قیام قدیم پر لشکر نصرت اثر کو اتروایا خیام زری احترام سرداران عالی مقام کے نصب ہوے لشکر مین گھما گھم ہونے لگی مہرخ تخت پر بیٹھی بہار سے کہا تمھاری کنیز ماہ خوبصورت کو میدان جنگاہ سے سمت کوہستان لے گئی تھی اب اسکو طلب کرو کس لیے کہ ماکھ دشمن و دوست یہان مین ایسا نہو کہ کچھ بیچ پڑ جاے بہار برادر عظیم کہ کام یہ بادشاہ لشکر کا ہی خود واسطے لینے خوبصورت کے روانہ ہوئی لیکن وہان کی کیفیت سنیے کہ مہران کوہستان مین ایک دریا کے کنارے خوبصورت کو لیے سیر کرا رہی تھی اور وہان ایک ساحر رہتا ہی رعیت شاہ طلسم کہ نام اسکا ناگ جادو ہی اسنے

خوبصورت کو پہچانا اور قریب آکر گویا ہوا کہ ای مہران تو لونڈی بہار کی ہی تجھے کیا قتل کرون تیری کچھ حقیقت میرے نزدیک نہین ہی لیکن ملکہ خوبصورت دختر ملکہ حیرت زوجہ بادشاہ طلسم ہم اسے ضرور لیجاؤنگا یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دم کیا کہ ایک مار سیاہ زمین سے نکلکر مہران کے لپٹ گیا اور ایسا زہر آلود سانپ تھا کہ مہران اُسکے لپٹنے سے بیہوش ہوگئی ناگ جادو نے آکر خوبصورت کو اُٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوا اتفاقاً ایک سمت سے صرصر آتی تھی اُسنے یہ معاملہ دیکھا کہ دختر ملکہ حیرت گرفتار ہوئی دل مین اسنے تصور کیا کہ ناگ جادو اگر شاہزادی کو لیجائیگا نہین معلوم کیا کرے ایسا ہو کہ بیحرمتی ہو لازم ہو کہ اس سے چھین لون یہ خیال کرکے پاس اُسکے آئی اور بمجرد بیہوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اُسنے سر کاٹ ڈالا غل و شور ہوا صدا آئی کہ مارا مجکو نام میرا ناگ جادو تھا اُسکے مرنے سے مہران کو ہوش آگیا اور تعجب مین خوبصورت کے چلی لیکن صرصر ملکہ کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر خیمے مین لائی اور صبا رفتار اور شمیم سے کہا تم حافظ رہنا کہ کوئی پشتارہ نہ لے جائے اور آپ بارگاہ حیرت مین آکر عرض کیا کہ مین ملکہ خوبصورت کو گرفتار کرکے حضور کے سامنے لاؤن اگر آپ اسکو قتل نہ کرین تو یہ امر ممکن ہی حیرت نے کہا وہ میری دختر ہی مین اُسکو کچھ نہ کہونگی تو جلد گرفتار کرلا صرصر یہ اقرار لیکر اپنے خیمے مین آئی اور پشتارہ لے کر چلی اُسوقت قران لشکل مہلک لشکر حیرت مین پھر رہا تھا صرصر کو پشتارہ بدوش جاتے دیکھکر سمجھا کہ یہ کسی ہمارے لشکر کے سردار کو لائی ہی پکارا کہ اُستانی مارہی ڈالونگا جو آگے قدم اُٹھایا صرصر نیچہ کھینچ کر آپڑی لشکر مین غلغلہ ہوا اس وقت بہار جو واسطے بلانے خوبصورت کے چلی تھی جب کوہستان مین پہونچی ناگ کی لاش دیکھی اور کسی کو نہ پایا سمجھی کچھ فتور ہوا ڈھونڈھتی ہوئی لشکر حیرت مین آئی صرصر کو پشتارہ لیے لڑتے دیکھکر سمجھ گیا کہ پاؤن صرصر کے زمین نے پکڑ لیے اور آپ پشتارہ لیکر اڑگئی اور ایک نیچہ بھرکا بھیجا کہ وہ صرصر کو بھی لیکر چلا قران لشکر سے نکل گیا کہ پرائے مقام پر ٹھہرنا اچھا نہین غرض کہ بہار پشتارہ لیے لشکر سے جب صحرا مین آئی قضائے کار ایک ساحر مصاحب خاص افراسیاب کچھ پیام شہنشاہ کا لیے پاس حیرت کے جاتا تھا اُسنے بہار کو جاتے دیکھکر للکارا بہار مقابل اس ساحر کے ہوئی کہ نام اسکا علامہ جادو ہی اُسنے دیکھا کہ مین بہار سے لڑ نہ سکونگا بس خاک قبر جمشید اُسکے پاس تھی اُسکو بہار پر ڈالا کہ یہ بیہوش ہوگئی علامہ سب کو لے کر چلا اس کیفیت کو دور سے برق فرنگی نے دیکھا کیونکہ عیار تو صحرا مین پھرا ہی کرتے ہین یہ یہان موجود تھا بے تحاشا دوڑا اور لشکر مہرخ مین جاکر شکیل سے سارا ماجرا کہا وہ حال گرفتاری مطلوب سُنکر دیوانہ وار با چشم اشکبار بیقرار ہوکر چلا اُسکو جاتے دیکھکر محبت مادری سے

بیتاب مہرخ بھی روانہ ہوئی تھوڑی دور گئی تھی کہ ادھر سے عیار جان تلاش مین صرصر کے چلی تھین
انھین سے صبار فتار نے مہرخ کو جاتے دیکھکر فی الفور صورت اپنی صرغام عیار کی بنائی اور پاس
مہرخ کے آکر حباب بیہوشی ناک پر مار کر بیہوش کر کے پشتارہ لگا کر لے چلی کچھ دور گئی تھی کہ قران
لشکر حیرت سے پھرا آتا تھا اسکو دیکھکر بغداستان کر دوڑا صبار فتار پشتارہ پھینک کر بھاگی
قران نے مہرخ کو ہوشیار کیا دونون چلے مگر شکیل نے پہلے جاکر علامہ کو گھبرا لڑائی سحر کی ہونے
لگی منتر اور جنتر پڑھے جانے لگے کبھی یہ غرق زمین ہوا کبھی وہ آسمان پر اڑ گیا دھوان آتش سحر کا
بلند ہوا اور دریاے سحر موج مارنے لگا اسوقت صرصر کو یہان موجود تھی ہی اسنے یہ کیفیت دیکھکر ایک
بیضہ بیہوشی مار کر شکیل کو بیہوش کر دیا اور علامہ اسکو بھی بزور سحر گرفتار کر کے لیچلا صرصر پہلے آکر
لشکر مین پہونچی حیرت کو خبر ملی کہ علامہ آپ کی دختر کو مع اسکے عاشق کے اور بہار کے لاتا ہی حیرت
خوش ہوکر سوار ہوئی لیکن علامہ کے ذہن مین آیا کہ ان سب مجرمون کے سر کاٹ کر لیچل ایسا نہو راہ
مین کچھ اور پیچ پڑے اور یہ رہا ہو جائین اس طرح کا خیال کر کے ایک پہاڑ پر ٹھہرا ادھر سے عمرو بھی
شکیل کو جاتے دیکھکر لشکر سے چلا تھا اسی پہاڑ کے قریب پہونچا اور صورت ساحر کی بنا کر علامہ کے
سامنے آکر اسکو ڈانٹا کہ او بیحیا تو کون ہی جو پرائی جورو بیٹی کو پکڑ لایا ہی بڑا دغاباز معلوم ہوتا ہی یہ کلمات
سنکر علامہ نے پوچھا آپ کون ہین عمرو نے جواب دیا کہ یہ زمین شہنشاہ کی طرف سے میرے قبضے مین ہی
یہانکا مالک ہون علامہ گویا ہوا کہ بھائی خفا نہو مین شکیل اور خوبصورت اور بہار مہرمان شاہ
کو لایا ہون عمرو نے ہنسکر کہا بھائی مین نے تمکو پہچانا نہ تھا تمھاری زوجہ تو میری بھاوج ہی آؤ میرے
گھر چلو کھانا کھا کر چلے آنا علامہ نے عذر کیا بلجاجت کہا ای برادر پہلے ان گنہگارون کو قتل کر لین تو
چلین عمرو بولا کہ ذرا مین اس شکیل کو دیکھون کہ کیسا خوبصورت ہی جو دختر حیرت اسکے ساتھ خراب
ہی علامہ نے اپنے سحر مین خوب مسحور کر کے شکیل کو ہوشیار کر کے عمرو کو دکھلایا کیونکہ بوجہ آمد ساحران
اسنے ہر ایک کو بزور سحر نظر مردم سے پوشیدہ کر دیا تھا الحاصل عمرو نے جب اسکو دیکھا کہا ای عزیز
لاؤ مین اسکا سر کاٹ لاؤن اور شکیل کا ہاتھ پکڑ کے الگ لایا اور کہنے لگا ہم چار کے باپ ہین پندرہ
لاؤن کے پیٹ سے پیدا ہوے ہین ہمین کچھ دو تو تمھین چھوڑ دین شکیل اس گفتگو سے حیران
ہوا کہ کوئی ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہی یہ پندرہ سے پیدا ہوے ہین شاید عمرو ہی یہ سمجھکر خوش
ہوکر بولا کہ پانچہزار روپیے دونگا مجھے چھوڑ دو عمرو یہ اقرار لیکر علامہ پاس آیا اور کہا بھائی وہ تو
خود مرا ہی مجکو رحم آتا ہی کیا اسکو قتل کرو گے علامہ بولا کہ وہ مطیع شہنشاہ بھی تو نہین ہوتا عمرو نے

کہا مین اُسکو سمجھاتا ہون اور پھر شکیل کے پاس آکر کہنے لگا شاید تم روپیہ بعد رہائی ندو تو مین کیا کرون اس سے بہتر ہے کہ خوبصورت کا زیور مجھے دیدو شکیل کو یقین واثق ہوگیا کہ اب ضرور رہا ہوے یہ شخص بیشک عمرو ہوا اور نہایت درجہ مسرور ہوکر جواب دہ ہوا کہ گنا کیسا مین غلام ہون اور محبوبہ میری کینز آپ کی ہی جایئے سارا زیور لیجیے عمرو یہ سُنکر سمجھ گیا کہ اب یہ مجکو پہچان گیا غرض وہان سے پھر علامہ پاس آیا اور کہا بھائی تم سچ کہتے ہو یہ لوگ بڑے سرکش ہین مطیع نہین ہوتے اب انکو یون قتل کرون کہ پہاڑ کے نیچے سے پتھر اُٹھا لاؤ اور اُنکو بٹھا کر لگاؤ کہ سر انکے پھٹین اور تڑپ تڑپ کر جان دین علامہ نے کہا آپ انکے محافظ رہیے مین پتھر لاتا ہون یہ کہکر پہاڑ کے نیچے اُترا پتھر لے کر آتا تھا کہ عمرو نے زنبیل سے پتھر نکالکر بلندی سے اسطرح اسکے سر پر ڈھلکایا کہ سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے غلغلہ اسکے ہلاک ہونے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے سب قیدی چھوٹے اور شکیل اپنی معشوقہ کو لیکر چلا مگر اُس پہاڑ پر ایک ساحر ظالم جادوے کو ہی رہتا تھا وہ غل سنکر دوڑا اور سحر پڑھکر عمرو کو آسیب گرفتار کیا اسوقت بہار نے ایک گولا فولادی مارا کہ ظالم کے سینے پر پڑا اور پشت کو توڑ گیا شور گیر و دار اسکے مرنے سے بھی بلند ہوا اور لاشین اُن دونون کی ہوا کے بگولے مین لپٹ کر پاس افراسیاب کے چلین اور بہار سب کو لیے چلی تھین کہ حیرت مع چند ساحران نامی کے آکر پہونچی اور سد راہ ہوئی اس سے اور بہار سے رد و بدل سحر کی آغاز ہوئی تھی کہ مہرخ اور قران بھی آکر پہونچے اور لڑائی باہم شروع ہوئی بہار نے ہارا اپنے گلے سے توڑ کر مارا کہ ٹھنڈی ہوا اور سامنے ایک چمن پرازگل و یاسمن شگفتہ و سرسبز نظر آیا ہر ایک ساحر ہمراہی حیرت پھولونکی خوشبو سے مست ہوا اور کیفیت بہار ترقی پذیر ہوئی

نظم

بس اک سبزہ زار مین اک باغ	باغ خلد برین کا چشم و چراغ
ظاہر رکھ دیا تھا باغ کا اسم	تھا وہ باطن مین باغ باغ طلسم
ثمر و برگ سے کوئی ڈالی	شاخ سست سخی نہ تھی خالی
تھی گلون سے زمین بوقلمون	اک طرف میوہ ہاے گوناگون
میوے حد و شمار سے افزود	فصل و بے فصل کے بھی موجود

حیرت بھی مست ہوکر جھومنے لگی اور تعریف گلون کی کرتی ہوئی اندر چمن کے گئی ایک پھول گلاب کا توڑ کر چاہتی ہی کہ سونگھے اسوقت ایک قمری اُڑتی ہوئی آئی اور اُسنے وہ پھول حیرت کے ہاتھ سے اپنے پنجے مین لے لیا اور منقار اُٹھا کر گویا ہوئی کہ اے ملکہ عالم آپ زوجہ بادشاہ طلسم ہوکر کہان مین بہار جادو کے مسحور ہوتی ہین خبردار اس چمن کے ہر ایک پھول کو بدتر از خار سمجھیے گا ورنہ وہ آسیب

صرصر حوادث روزگار سے پہونچے گا کہ پھر کبھی نظر نہ آئیگی شاخ درخت نئی مصیبت ڈالے گی زبان تمری سے یہ کلام سنکر حیرت ہوشیار ہوگئی اور خیال کیا کہ اگر تو پھول سونگھ لیتی تو قیامت ہو جاتی غرضکہ اس چمن سے باہر بزور سحر نکلکر مقابل بہار ہوئی دو ایک سحر ردو بدل ہوئے تھے کہ اپنے مقام پر افراسیاب کو کچھ حیرت سے شورے کی ضرورت ہوئی اسنے ایک پنجۂ سحر بھیجا کہ جاکر حیرت کو اٹھالائے پنجۂ سحر بہنگام جلال اسکو اٹھائے گیا اور سامنے افراسیاب کے لایا حیرت نے شہنشاہ کو تسلیم کی اور سارا ماجرا بیان کیا اور اس طرف مہرخ وغیرہ نے ہمراہیان حیرت کو نابخ و ترنج مار کر بزور سحر شکست دی کتنوں کو ہلاک کیا جب کوئی روکنے والا نرہا اسوقت سب کو لیکر مع عیارون کے اور ملکہ خوبصورت اور تسکیل وغیرہ کے داخل اپنے لشکر مین ہوئی بارگاہ مین تخت شاہی کو مزین فرمایا حکم رقص و سرود دیا ہنگام عشرت گرم ہوا پیالۂ شراب کا گردش مین آیا لیکن یہان افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ مین نے تمکو اس لیے بلایا ہی کہ میرا قصد ہی اس ہنگامہ کی خبر جو طلسم مین غلغلہ پڑا ہوا ہی خدمت بنیرۂ سامری مین کردن کس لیے کہ کل کو جو زیادہ کچھ فتور یہان پڑے تو بنیرۂ خداوند فرمائین گے کہ ہمسے کیون نہ اطلاع کی اس لحاظ سے اب کہلا بھیجنا چاہیے یقین ہی کہ وہ وہین سے بیٹھے بیٹھے سب باغیون کو غارت کردینگے حیرت نے کہا ای شہنشاہ بنیرۂ خداوند داؤد جادو ایسے نہین ہین کہ آپ سراسری اُنسے کہلا بھیجیے چاہیے کہ ہزار ہا روپیے نذر بھینٹ وغیرہ کے لیے کر آپ خود تشریف لیجایئے اور کئی روز وہان رہکر ملاقات اُنسے کیجیے جب کہین عرض حال کی نوبت پہونچے گی اور اگر کسی کو بھیجے گا اسکو زیارت بھی نصیب نہوگی اسوجہ سے بہتر ہی اُنکے بھائی جو کنیز سے پیدا ہین مقصود جادو اُنکو نامہ لکھکر یہان بلایئے کہ اُنکی بھی قضا کسی کے ہاتھ سے نہین ہی وہ سب عیارون کو گرفتار کردینگے اور وہ بھی بنیرۂ سامری ہین اتنا فرق ہی کہ وہ کنیز سے ہین اور داؤد زوجۂ فرزند سامری سے القصہ ایک نامہ مشعر بہ حالات آشوب طلسم و منحرف ہونا مہرخ وغیرہ کا اور عیارون کا فساد کرنا لکھکر پاس مقصود جادو کے روانہ کیا اور خواہش مدد کرنے کی ظاہر کی اور نامے کے ہمراہ بہت کچھ تحفہ و ہدیہ بھی بھیجا جب یہ نامہ مقصود کو پہونچا حال بادشاہ طلسم پر بہت افسوس اُسنے کیا اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ تیار ہو مین بہراعانت افراسیاب جاؤنگا یہ حکم سنکر بیٹا اُسکا شکل کش جادو عرض پیرا ہوا کہ اس لڑائی پر مجھ کو روانہ فرمایئے کہ جاکر فتح کرون اور ہنر آزمائی کرکے حوصلہ دل کا نکالون ابھی حضور کا جانا ایسے مقام پر جہان چند نفر بے حقیقت مجتمع ہون اچھا نہین مقصود نے بعد انکار بسیار التماس اُسکا پذیرا فرمایا اور باجمعیت بیشمار فوج ساحران غدار سے روانہ کیا اور افراسیاب کو تحریر کیا کہ تمھاری

مدد کے واسطے اپنے فرزند کو اس طرف بھیجا ہی وہ اوّل لشکر باغیان کو جاکر غارت کریگا بعد اُسکے حضور مین حاضر ہوگا یہ کہکر تو افراسیاب کو بھیجا اور شکل کش سے کہا کہ پہلے تم لشکر حیرت کے قریب جاکر مقابلہ مہرخ سے کرکے جب سب کو گرفتار کرلینا اُسوقت شہنشاہ طلسم سے ملاقات کرنا اور نشیب فراز جنگ کے اور سامان سحر سازی کرنے کے لیے یہ پند و نصایح بہت کچھ کرکے روانہ کیا کہ بمصداق نظم

سپاہے بہ ہمراہ او کرد گفت	کہ ای طاق در رزم و اقبال جفت
ز مہرخ دہمرا ہیا نم ز جان	سپہ برکش و از غم دارہان
عمرو را گر زندہ بر دار کن	گل چشم اعدا پر از خار کن
سر شیر جنگی گر آری برم	نہی منت تاج زر بر سرم
دہم بر تری بر دلیران ترا	پلنگے سزد جنگ شیران ترا
بحکمش بہ زین دیو آدم ربا	برآمد چہ بر کوہ قاف از دہا
ببالا و پہنائے او کس نبود	پس از زین عنق زیر چرخ کبود
بجنبید لشکر بلرزید دشت	نہان آسمان شد ہوا تیرہ گشت

یہ لشکر اس طرف سے روانہ ہوا اور نامہ پہلے افراسیاب کو پہونچا اُسنے حیرت کو سمت لشکر روانہ کیا اور کہدیا شکل کش کی تعظیم کرنا اور بحیثیت اُسکے حریف کے مقابل ہونا حیرت اپنے لشکر مین آکر منتظر ہوئی کہ فرزند مصور بعد قطع منازل و مراحل قریب لشکر پہونچا حیرت استقبال کرکے بارگاہ مین لائی لشکر کو اُسکے مقیم کرایا سامان دعوت مہیا کیا آمد شکل کش کی خبر طائران پرند نے مہرخ کو پہونچائی اُسنے کہا اگر مصور خود آتا مقام بڑے اندیشے کا تھا لیکن اس چھوکرے سے ڈرنا کیا ہی خدا ہمارا قادر و توانا ہی یہ کہکر مشغول کارسازی جنگ ہوئی ادھر بارگاہ مین حیرت کے دن بھر ہنگامۂ خاطر و مدارات گرم رہا جسوقت کہ مصور قدرت نے صفحۂ زرین فلک کو منقش بہ نقش ثوابت و سیارگان فرمایا اور مرقع دہر سے چہرۂ روشن مہر منیر پوشیدہ ہوا ابیات

زمان شب تیرہ نزدیک شد	بہ چشم لیان دہر تاریک شد
شدہ جامۂ چرخ نیلی سیاہ	کمر بستہ بر کینہ خواہی سیاہ

دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا اور درستی اسباب حرب مین ہر ایک بہادر مصروف اور مہرخ و بہار نے سحر کا قلم بناکے تصویرین اپنی اور سرداران لشکر اپنے کی بناکر اپنی بیرون کے سپرد کین اور جنسے اس امر کا وعدہ لیا کہ صبح کو شکل کش تصویرین ہم لوگون کی بناکر سحر کی مقراض تیار کرکے کاٹے گا

پس جو اعضا وہ تصویر کا کاٹے گا وہی عضو ہمارا بھی کٹ جائیگا لہذا تم محافظ رہنا کہ بحر اُسکا ہمپر تاثیر نہ کرے اور کوئی عضو ہمارا بیکار نہو یہ تو اس کام مین مشغول ہین اور کل لشکر مین بحر کی تیاری رہی ہتھیار درست وصیقل ہونے لگے ادھر شکل کش نے تیغچی بحر کی تیار کی اور تصویرین حریف کے لشکریون کی بنا لین اگیار کر کے پوجے اور پاٹ سے فراغت کی اور لشکر کی بھی اسکے یہی کیفیت رات بھر رہی آخر وہ زمانہ آیا معترض گردش دہر نے پردہ شب کو قطع کیا اور گریبان بحر کو چاک کر کے لباس نورانی آفتاب کو پہنایا نظم

برآمد شہنشاہ مشرق دیار — نمایان ظفر شد از و آشکار
کشیدند صف از یمین و یسار — ہمہ حلقہ در گوش چون زلف یار
ز اسلامیان پیر و برنا ہمہ — چو شیران نمودند عزم رمہ
رسید آن زمان شکل کش روسیاہ — بخون دیدلب تشنہ جنگی سپاہ
برافراخت بازوے خون ریختن — کہ مثلش نہ بود فتنہ انگیختن
چو آگہ شدہ مہرخ از عزم او — بیاراست لشکر پے رزم او
جہان تیرہ شد روز حشر آشکار — بلرزید خورشید سیماب وار

صدائے نعرۂ جنگی سے شور نشور قیامت برپا تھا ساحرون کی نیرنگ سازی سے غلغلہ ایسا بلند تھا کہ گوش فلک کر ہو گیا تھا بعد صفوف آرائی جانبین کے اور میدان قتال صاف ہونے کے نقیب نکلے اور تعریف شجاعان پیشین کی شجاعت کی سُنا کر دل بہادرون کا بڑھانے لگے اگلے معرکے جواہر شمشیر زبان چمکا کر دکھانے لگے بہادرون کے دل مین اُمنگ آئی نوبت جدال و جنگ آئی شکلکش اپنا زور بحر بڑھا کر میدان مین آیا اور بعد عربدہ سازی و شعبدہ پردازی جادوگری دکھانے کے للکارا کہ ای فرقہ نمک حرامان دیکھو تو تمھین کس طرح ہلاک کرتا ہون آغشتہ بخون و خاک کرتا ہون اسوقت مہرخ تخت اپنا بڑھا کر اسکے سامنے آئی اور پکاری کہ او چھوکرے کیا بکتا ہی کوئی دم مین پر حسرت ارمان دُنیا سے جائیگا شکل کش کو غصہ آیا اور مہرخ کی صورت کا ایسا ایک پتلا اپنی بحر کی جھولی سے نکالکر پھینکا اور پکارا کہ ای شامہ بحکم سامری مہرخ کو پکڑ لا وہ پتلا چلا ادھر سے مہرخ کودی اور اُسنے آکر پتلے کے ہاتھ پر بحر پڑھکر اُٹھا لیا اور کہنے لگی افسوس ہی کہ اس پتلے کی ساری صورت اور ہاتھ اور پانون شکل کش کے ایسے ہین مگر سر نہین ہی تو وہ مین بنا کر لگائے دیتی ہون اس کلام سے وہ پتلا بصورت شکل کش ہو گیا اور طرف اسی کے واسطے اسکے گرفتار کرنے کے چلا اسنے پھر بحر پڑھکر

اُٹھاکر جھولی مین ڈال لیا ادھر مہرخ پھر سحر کرنے لگی اور وہ رو کرتا جاتا تھا اور کاغذ نکال کر سحر کے قلم سے تصویر مہرخ کی کھینچتا جاتا تھا یہ تو اس کام مین اور مقابلہ مہرخ مین سرگرم تھا اور جانتا تھا کہ جب اُسکو گرفتار یا قتل کرونگا اسوقت دوسرا شخص میرے مقابلے کو آئے گا ازبسکہ ناتجربہ کار تھا اُسکو غافل دیکھکر رعد جادو پاؤن مار کر اپنے صف لشکر مین غرق زمین ہوا اور ان اسکی برق محشر اپنے فرزند کے ارادے پر مطلع ہوکر بزور سحر اُڑ گئی شکل کش غافل کھڑا اردو بدل سحر کی کر رہا تھا کہ رعد نے اسکے پہلو پر زمین سے نکلکر بڑے زور سے چیخ ماری کہ یہ بیہوش ہوکر اژدر سے زمین پر گرا افسران فوج اسکے اُٹھانے چلے تھے کہ برق محشر چمک کر اسپر گری اور اسکے جسم کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی العیاذ باللہ شکل کش کا کام تمام ہوا صدہا ہے مہیب رعد آسا آنے لگین کہ مارا مجھے نام میرا شکل کش جادو تھا پھر تو مہرخ کی بن آئی گولا فولادی پکڑ کر آگے بڑھی اور اس طرف سے شکل کش کی فوج بھی اپنے مالک کو مردہ دیکھکر روتی پیٹتی غریبان چاک لبنضب تمام برائے انتقام آکر دوچار ہوئی جانبین سے سحر ہونے لگا کسی نے ایسا اپنا سحر بھیجا کہ شخص مقابل خون تھوکنے لگا کسی نے ایسا جادو کیا کہ حریف از خود تڑپ کر ہلاک ہوا بعض کے سحر سے ماران سیاہ نکلے کتون نے عقرب زہر آلودہ ظاہر کیے ابرہاے مختلف رنگ برروے ہوا آتے تھے آگ پانی ساتھ برساتے تھے سراسر جگہ برستے تھے اور جسم دریاے خون مین تیرتے پھرتے تھے ایک معرکہ عظیم برپا تھا ہر طرف لوہا برستا تھا جب سحر آزمائی سے سر برنہوے تر سول پسول لیکر باہم ایک سے دوسرا لڑنے لگا شمشیر زنی آغاز ہوئی وہ زمین ایک دم سرزمین خون بنی نظم

روان خون شد از جوہر تیغہا		بسینہ چو آب از رگ میغہا	
زخون شد زمین چون عقیق یمن		زہے نامداران شمشیر زن	
زمرکب بہر جا کہ راکب فتاد		بضرب سم باد پا شد بباد	

الحاصل فوج نے شکل کش کی لاش بڑی تلاش سے حاصل کرکے راہ ہزیمت اختیار کی اور حیرت جو تماشا جنگ کا اپنی فوج کے ساتھ کھڑی دیکھ رہی تھی اسنے چاہا کہ جاکر مقابلہ کرے لیکن سمجھی کہ لڑائی بگڑ گئی آخر طبل امان بجوا کر پھر گئی اس طرف مہرخ بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوئی اور حمام کرکے تخت شاہی پر جلوس کیا دربار سرداران عالی تبار سے معمور ہوا تاج ہونے لگا ہر ایک مسرور ہوا اور فوج ہزیمت خوردہ پاس افراسیاب کے گئی اور لاش شکل کش کی سامنے ڈال دی افراسیاب نہایت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ افسوس مصور جادو کا ایک ہی فرزند تھا جو کام

آیا مجکو اُسنے کمال شرمندگی ہو آخر لاش کو جلوا دیا اور بزور بھرا ایک پتلا بصورت شکل کش بنایا اور اسکے قالب مین ایک بیر ٹھہایا جس سے وہ پتلا زندہ ہوگیا اُسکو ہمراہ فوج باقی ماندہ کے اسی جادہ وچشم سے پاس مصور کے روانہ کیا اور نامہ لکھا کہ ای بنیرہ سامری فرزند تمھارا بڑی شجاعت کر کے خدمت سامری مین گیا یعنے مارا گیا مین نے اسکی صورت کا پتلا تمھارے پاس بھیجا ہی چالیس روز یہ زندہ رہے گا تم اسکو اچھی طرح پیار کرلو اور اپنے دلکو تسکین دے لو غرض کہ فوج نامہ لیکر ہمراہ اس پتلے کے روانہ ہوئی اور ادھر افراسیاب فکر مین ہوا کہ قاتل شکل کش کو بھی گرفتار کر کے پاس مصور کے بھیجدون کہ وہ اُسکو قتل کر کے بدلا اپنے فرزند کا لین حاصل کلام صرصر تمشیرزن کو طلب کر کے حکم دیا کہ رعد جادو کو گرفتار کرلائے صرصر نے عرض کیا کہ ابھی لائی یہ کہکر بانہاے عیاری سے درست ہوکر روانہ ہوئی اور صورت اپنی تبدیل کر کے داخل لشکر مہرخ ہوئی اور گھات مین لگی تھی کہ ایک کنیز کسی کام کو نکلی صرصر اُسکے ساتھ ہوئی اور ایک مقام پر تنہائی پاکر بیضۂ بیہوشی لگا کر اُسکو بیہوش کر کے اسکی ایسی صورت اپنی بنائی اور وہان بارگاہ مین آکر سر پر رعد کے مگس رانی کرنے لگی ناگاہ عمرو کی نظر صرصر پر پڑی دیکھتے ہی اسنے پہچانا اور اپنے مقام پر سے اُٹھا کہ دھوکا دیکر پکڑ لون لیکن صرصر بھی سمجھ گئی کہ عمرو نے تجھے پہچان لیا جست کر کے بھاگی عمرو نے پکار کر کے کہا کہ لونڈی جاتی کہان ہی صرصر نے جواب دیا کہ او غلام کچھ شامت آئی ہی تیرے باپ کو بھی لونڈی میسر تھی عمرو پیچھے اسکے دوڑا مگر وہ نکل گئی اِدھر مہرخ نے پوچھا کہ یہ کون گستاخ تھا جو خواجہ کو اس طرح کہ گیا عمرو نے جواب دیا کہ صرصر بہرگرفتاری رعد جادو آئی ہی غفلت دیکر لیجائیگی ہوشیار رہنا چاہیے غرض اب سب جگہ طریق حزم واحتیاط جاری ہوا جبکہ دربار مہرخ نے برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے خیمے مین آئے لیکن مہرخ اپنے خیمے مین بخوف عیاری بیدار رہی اور بہار بھی ہوشیار تھی کہ صرصر فرصت پاکر شکل اپنی برق محشر کی بناکر آئی اور خیمے کے قریب رعد جادو کے پہونچکر نگہبانون سے کہا تم سب غافل ہو مین خود اپنے فرزند کی حفاظت کرونگی یہ کہکر اندر خیمے کے گئی اور رعد کو بیہوش حالت خواب مین کر کے بسبب ہوشیاری واحتیاط سرداران پشتارہ تو نہ باندھ سکی لوہین کاندھے پر لاد کر لے چلی نگہبانون نے جو دیکھا غل کیا سارے لشکر مین لینا لینا کی صدا بلند ہوئی عمرو بھی غلغلہ سنکر دوڑا اور سمجھا کہ صحرا کی طرف گئی ہوگی آگے جاکر روکون یہ سوچکر اُسی سمت چلا لیکن یہ ہنگامہ صرصر نے جو دیکھا خیال کیا کہ سب آگے جاتے ہین تو یہین ٹھہر جاہیں ایک خیمے کی آڑ مین بیٹھ رہی جب سب آگے نکل گئے اُسنے رعد کا پشتارہ باندھا اور لیکر روانہ ہوئی جب قریب صحرا کے پہونچی عمرو اس طرف سے آتا تھا

اُسنے روکا صرصر نے زفیل عیاری بجائی کہ صبا رفتار صدا سنکر دوڑی آئی اسوقت عمرو نے بیغہ بیہوشی بجالاکی لگاکے صبا رفتار کو بیہوش کردیا اس عرصہ مین برق فرنگی یہان آگیا اور صرصر کو گھیرا اسنے بھی اس چالاکی سے بیغہ مارا کہ برق کو بیہوش کردیا اور عمرو سے لڑنا آغاز کیا اور پیچھے ہٹتے ہٹتے دور جاکر بھاگی قضارا ادھر سے قران آرہا تھا صرصر کو جاتے دیکھکر بغدہ تان کر دوڑا چاہتا تھا کہ بغدہ سر پر لگائے کہ عمرو جو پیچھے آتا تھا پکارا کہ ہان ہان کیا کرتا ہی خبردار یہ میری معشوقہ ہی اپنی اُستانی کو بھول گیا قران نے ہاتھ روکا صرصر پشتارہ پھینک کر بھاگی کہ عیارون نے گھیر لیا اگر رعد کو نہ چھوڑ جائیگی تو یقین ہی خود گرفتار ہو جائے غرض کہ یہ تو بھاگ کر ادر سمت گئی اور قران نے رعد کو ہوشیار کیا ادھر برق اور صبا رفتار بھی ہوشیار ہوکر اپنی اپنی طرف راہی ہوئے عمرو اور قران لشکر مین رعد کو لائے اور کہا اب بہت ہوشیار رہنا الحاصل سب آرام گزین تھے کہ صرصر پھر بہ شکل مبدل داخل لشکر ہوئی اور ایک کلوارن کی ایسی صورت اپنی بنائی کہ ٹیکا ماتھے پر لگا ہوا سرمہ آنکھون مین گھلا ہوا مسی اور پان سے لب لعلین آراستہ ناک مین حلقہ نتھ کا پڑا نوٹ بچھوے پانون مین پہنے ننگا سنجا خلد زیب بدن کیے دوپٹہ کی گاتی باندھے سبوچہ شراب کمر پر اُٹھائے ہاتھ مین بوتل لیے بصد انداز دناز چلی کہ نظم

موے زلف اسکے کیون نہون خمدار		تھی وہ معشوق آتشین رخسار	
دختر نیک اختر خوبی		آفتاب سپہر محبوبی	

غرض باین حسن و ادا قریب بارگاہ رعد پہونچی پہرے پر سپاہی اور افسر جو تھے اُنھون نے اسکو دیکھکر پکارا کہ بی کلوارن تھوڑی شراب ہمین دیتی جا صرصر نے سبوچہ شراب سامنے لاکر رکھا اور اپنے جمال پری مثال کو بھی دکھایا ہر ایک اسپر شیفتہ ہوا اور کہا تمھین ایک ایک جام ہم سب کو پلا دے کہ ساقی خوش ادا کے ہاتھ سے پینا کیفیت زیادہ دکھاتا ہی صرصر نے ہر ایک کو جام مے پلایا وہ شراب بیہوشی آمیز تھی سب بیہوش ہو گئے صرصر نے بارگاہ کا سراپچہ چاک کرکے ایک مٹھی پر دانے ساختہ دوا سے بیہوشی اندر بارگاہ کے پھینکے کہ شمعہاے موی دکا فوری پر جاکر گرے اور دھوان انکا دماغ مین خدمتگارون کے پہونچا اور بیہوش ہوے صرصر نے جھانک کر دیکھا جب سب کو بیہوش پایا آپ لوٹ لگاکر اندر آئی اور رعد کے پلنگ پاس بیٹھ کر کفچہ مین بیہوشی رکھکر اسکے دماغ مین پھونکی اور بیہوش کرکے پشتارہ باندھ کر بجلی دربان وغیرہ تو بیہوش تھے غل کون کرتا صاف لیکر نکل گئی اور پاس شہنشاہ افراسیاب کے لائی اُسنے حکم دیا کہ ای صرصر اسکو بجنسہ پاس معتمد کے

پہونچادے صرصر پشتارہ رعد کا لیکر شہر ارژنگ کی طرف چلی مگر اب دہان کا حال سُنیے کہ جب ہمشیرہ شکل کش یعنے پتلا مع نامہ فرستادۂ افراسیاب پاس مصوّر کے پہونچا اور جسوقت کہ اُسے معلوم ہوا کہ میرا فرزند مارا گیا عجیب طرح کا شور نوحۂ وشیون برپا کیا ارکان سلطنت قلم کش جادو اور بہزاد اور نقاش جادو اور مانی جادو وغیرہ سب سیاہ پوش ہوے اور شکل کش کی ماں ملکہ صورت نگار جادو فرزند کے مرگ کی خبر سنکر بیہوش ہوکر گری اور جب ہوش مین آئی گریبان چاک کرکے پکاری کہ ای فرزند تم میری نظر سے پنہان ہوگئے افسوس نظم

جب ترا دھیان مجکو آتا ہی		دل بیتاب تڑپا جاتا ہی	
لے گئی ہی اجل کدھر تجکو		کھا گئی کون سی نظر تجکو	
نالۂ دردناک کرتی تھی		اور گریبان کو چاک کرتی تھی	
ساتھ جتنے تھے اسکے خویش و تبار		رو رہے تھے بسان ابر بہار	

بعد گریۂ و بکا اس پتلے کو خوب سا پیار کیا اور اپنی آغوش محبت مین بٹھایا گلے سے لگایا پھر افراسیاب کو تحریر کیا کہ اس پتلے کو ہمنے پیار کر لیا خوب جی بھر کر فرزند کا دیدار دیکھا اب اسکو آپ ہی رکھیے ہم یہان سے بھیجتے ہین اور فوج لیکر پے انتقام حریف کو برباد کرنے آتے ہین اس مضمون کے ہمراہ پتلے کو بھی روانہ کیا اسکے جانے کے بعد ملکہ صورت نگار زوجہ مصوّر نے اپنی کنیزون کو درستی سامان سفر کا حکم دیا بعد دو ایک روز کے خیمہ ڈیرا لدوا کر مع کئی لاکھ فوج قاہرہ کے سمت لشکر حیرت چلی اسکی ایک دختر ملکہ الماس پریچہرہ نام ہی جب وہ مان کے جانے پر مطلع ہوئی خدمت مین آکر ضد کرنے لگی کہ مین بھی ساتھ چلونگی اور اپنے بھائی کے قاتل کو مارونگی مادر نے ہرچند سمجھایا کہ تم ای فرزند سحر نہین جانتی ہوا بھی کم سن ہو گھر مین کھیلو وہان جنگ و جدل ہی نہ جاؤ مگر الماس نے نہ مانا ناچار اسنے ساتھ لیا اور بڑے عظم و شان سے روانہ ہوئی مصوّر نے زوجہ کو جاتے دیکھ کے کارسازی خود بھی لشکر کی فرمائی سلطنت اپنی ایک مشیر کے سپرد کرکے بعد جانے صورت نگار کے لشکر حیرت کی راہ لی مگر اول زوجہ اسکی جو روانہ ہوئی تھی قریب لشکر حیرت پہونچی کہ وہان سے اگر منزل بھر اور چلے تو لشکر مین حیرت کے پہونچے اسنے وہان بارگاہ استادہ کرائی اور کہا کل آپ یہان سے کوچ کرونگی ساری فوج صحرا اور کوہستان مین اتری کڑھاؤ چڑھ گئے پکوان پکنے لگے بارگاہ مین تاج ہونے لگا عیش و نشاط مین ہر شخص مصروف ہوا اسوقت اتفاقاً صرصر جو رعد کو لیکر چلی تھی اس صحرا مین پہونچکر اسنے لشکر کثیر اترا دیکھا اور بارگاہ استادہ پائی

ایک لشکری سے حقیقت دریافت کی کہ مالک اس لشکر کا کون ہی اسنے کہا صورت نگار مادر شمشیر کش لڑنے جاتی ہین صرصر یہ سُنکر بہت خوش ہوئی کہ مجھے اتنی دور نہ جانا پڑا اب رعد کو اسکے سپرد کرکے پھر جاؤن یہ سوچکر اندر بارگاہ کے قدم زن ہوئی ملازمون نے روکا کہ کہان جاؤگی ٹھہرو اُسنے کہا جاکر اطلاع کر صرصر شمشیر زن آئی ہی وہ لوگ گئے اور صورت نگار سے اطلاع کی اُسنے صرصر کو روبرو بلوایا صرصر نے جاکر دیکھا کہ تخت شاہی پر صورت نگار بیٹھی ہی ہزار ہا ساحرا ور جادوگر بنیان گردو پیش زیب وہ کرسی و دنگل ہین جلسۂ طرب جمع ہی صرصر آداب بجالائی پشتارہ سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کہ گنہگار رعد کو لائی ہون یہ حاضر ہی صورت نگار بہت خوش ہوئی اور صرصر کو بہت بھاری خلعت دیا مقام عزت پر بٹھایا تعظیم دتواضع کرکے رخصت کیا اور حکم دیا کہ ملکۂ الماس پری چہرہ کو بلاؤ کہ آکر اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کرین کس لیے کہ وہ اسی لیے ساتھ آئی ہین لوگ بنابر حکم بلانے گئے الماس پری چہرہ اس صحرا مین سیر سبزہ زار کر رہی تھی سات سو انیسین جلیسین ساحرہ ساتھ تھین کہ خبر طلب ہوتے اپنی مادر کی سُنکر بڑی آرائش و زیبایش کرکے مان کے پاس آئی صورت نگار نے بیٹی کا حسن و جمال دیکھکر اپنی ایڑی دیکھی اور اُٹھکر بلائین لیکر پاس اپنے بٹھایا پھر قید سے رہا کرکے رعد کو ہوشیار کرایا سامنے بلوایا عتاب و خطاب کرنے لگی مگر الماس پری چہرہ نے دیکھا کہ ایک نوجوان بیس بائیس برس کا سن و سال نہایت حسین و جمیل قید پنجے سامنے کھڑا ہی چہرہ اسکا مانند ماہتابان ہی جٹی بھوین اور بھرے بھرے ڈنڈ پھری پھری بازو کی مچھلیان ہین آثار شجاعت و مردت چہرے سے ظاہر ہین خلق دہمت سے

سب ماہر ہین کرا بیات

قامت تھا کہ سرو بوستان تھا	موزونی مین فرد بیگمان تھا	وہ قد کہ قیامت اُس سے پیدا
وہ سر کہ فاختہ ہو شیدا	پیشانی کا بل بلاے دل تھا	سونا تھا کسوٹی پر کہ تل تھا
تھے صورت دام موے پیچان	تل دانہ تھا بہر طائر جان	ابرو مین نہ خم تھا بہر آداب
مسجد مین بنی ہوئی تھی محراب	وہ آنکھ کہ عین نور یزدان	تھی سرمۂ طور سے فروزان
سرخی کے جو دو ڈورے آنکھ مین تھے	نیرنگ فلک پہ تھے قمر کے	پلکون پہ نثار ہر نظر تھی
چلمن در چشم یار پر تھی	رخسارون کا وصف کیا لکھین ہو	دو ماہون کا سامنا کہان ہو
وہ چلے اس کے خوشنما لب	تھے جام مے صفا لبالب	خندہ تھا کہ تھا تبسم نار
لب کھلتے تو کھلتا حسن کا راز	نادر تھی صراحی دار گردن	گردون سے تھی باوقار گردن

وہ سا عد و دست و بازو و پا	دُنیا مین نہ تھا نظیر اسکا	القصہ وہ سر سے لے کے پا تک
سرمایۂ دلبری تھا بیشک	الماس پری چہرہ اسکی صورت زیبا دیکھتے ہی ہزار جان سے فریفتہ اور جانثار ہوئی اور کمند گیسو مین گرفتار ہو کر بیقرار ہوئی ہونٹ چاٹنے لگی حسرت سے مُنھ تاکنے لگی جی بیتاب ہوا تاب و تحمل کا یارا نہ رہا ولولۂ عشق سے جوش جنون طاری سرگرم شکباری ہوئی کہ بمقتضاے نظم	

در پردہ لگا وہ عشق کا تیر	تڑپی سر خاک مثل نخچیر	قابو نہ رہا دل و جگر پر
ٹوٹا کوہِ ملال سر پر	آنکھون مین بسی اسی کی تصویر	دل دادہ ہوئی اسی کی دلگیر
جی رہ گیا بس ترس ترس کے	بڑھنے لگے حوصلے ہوس کے	دل پہلو مین اسطرح تھا بیتاب
آتش پہ نہ ٹھہرے جیسے سیماب	آخر وہ ماہ جبین کچھ انجام کار سوچکر کہ دیوانی تیرا بھی کدھر خیال ہی تو کہان اور یہ کہان ہمکنار ہونا اس سے امر محال ہی اس دھیان مین دل بھر آیا رونے لگی اسکی مادر نے گلے سے لگایا اور سمجھی کہ افسوس بھائی کے قاتل کو دیکھ کر یہ اپنے برادر کو یاد کر کے ابتک ریزان ہی سمجھانے لگی کہ بیٹی بھائی تیرا رونے سے جی نہ اُٹھے گا مفت مین فرط الم سے دل تیرا خون ہوگا ملکہ کے رونے پر سب اسی طرف متوجہ ہوے کوئی بلائین لینے لگا کوئی نثار ہوتا تھا کوئی تسکین دیتا تھا غرضکہ ایک ہنگامہ ہوگیا اسوقت رعد یا تو اپنی گرفتاری سے منفعل سر در گریبان گردن جھکائے سامنے کھڑا تھا یا تین سنکر آنکھ اُٹھا کر جو دیکھا اس غارت گر جان و ایمان یعنے ملکہ الماس پر بیخبر سے دوچار ہو شہباز نگاہ کا شکار ہوا عجب صورت طلعت جہان آرا اسکی دیکھی کہ یہ معلوم دیتا تھا کہ زلف سیاہ اسکی غیرت دہ شب تار ہی رخسار تابان پر تصدق آفتاب نصف النہار ہی لب نازک برگ سمن کو شرماتا ہی سرخی لب پر لعل بدخشان کا دل خون ہوا جاتا ہی غم مین اپنے بھائی کے سیاہ پوش ہی نہین چشمۂ خضر ظلمت مین روپوش ہی غمزہ و ناز خوبان اسکی ایک ایک آن و ادا پر نثار ہین طرحدار دہر اسکے فرمان بردار ہین کہ ابیات

ماہ رو مہ جبین دور در گوش	صاحب حسن اور مرصع پوش	
اُس پری کا وہ عارض پر نور	آرسی مین نہ پائے عارض حور	
عضو مین سر کشیدہ ہی بینی	جسنے اُسکو سکھائی خود بینی	
بسکہ یون اسکی ابرو ے خم ہی	فی الحقیقت کہ جان عالم ہی	
گل ہی گوش آنکھ ہی اگر نرگس	اس طرف گل ہی اسطرف نرگس	

لب و دندان سے اسکے لعل و گہر ہین چھپے کان بحر مین جاکر
جو خندہ جو آشکار ہوے موتی اُن دانتون پر نثار ہوے
اسکے سیب ذقن کا وصف ہو کیا ید قدرت کا ہی ترنج طلا
صبح صادق بیاض گردن ہی اختر صبح خال روشن ہی
کون اس ہاتھ کے مقابل ہو ایسی گردن مین جو حمائل ہو
ہی حنا خون عاشقان جہان پنجہ ہی رشک پنجۂ مرجان
کیا بیان ہو صفائی سینہ ہی شکم صاف مثل آئینہ
سینہ پر دو ترنج پستان ہین یا یہ دو سیب باغ رضوان ہین
جسم مین ہی مگر سیہ پوشاک ہی عزادار اور بہت غمناک
صاف رخت سیاہ سے پیدا ہی سیہ پوش کعبۂ دلہا
دیکھ کر رعد اسکا روے نگار ہوگیا مثل تیر خوردہ شکار
محو یاد اسکے تھے جوان و پیر یا ہوا آپ صورت تصویر
آئینہ حسن دیکھ دیکھ بلند دل مین اپنے کیا بہت سا پسند
ہوگیا شکل دیکھ نورانی مثل آئینہ صرف حیرانی
لگا کہنے اگر نصیب ہون یار ایسا معشوق ہی مجھے درکار
شرف اندوز ہون جو اک بار ی جان و دل سے کرون پرستاری
دل مین یہ سوچ سوچکر گفتار چپ رہا اپنے دلمین پھر وہ زار

مگر صورت نگار نے جلاد کو بلوایا اور اس بلیس کو قتل کرنا چاہا اسوقت بقدرت کردگار نامہ مصور آیا کہ اے ملکہ صورت نگار ہمنے سنا ہی کہ رعد گرفتار ہوکر آیا ہی لہذا اسکو یہان قتل کرنا لشکر حیرت قریب ہی وہان لیجاؤ ہم بھی آتے ہین سب باغیون کو دکھا کر اسکو دار پر کھینچین گے اور جو اسکی مدد کو آئیگا اسے بھی سزا دینگے صورت نگار اس مضمون سے جب آگاہ ہوئی جلاد کو قتل رعد سے روکا اور ایک اپنے ملازم فولاد آہن رباے جادو کو حکم دیا کہ رعد کو آج کے دن قید رکھے فولاد اسے لیکر ایک درہ کوہ مین آیا اور رعد کو اپنے سحر کی ٹھکر دیان اور پٹریان بچھا کر وہان بٹھایا آپ باہر آکر سحر پڑھا کہ اس درۂ کوہ کے گرد حصار آتش کا ہوگیا اور دھوان ایسا بلند ہوا کہ وہ مقام بالکل پوشیدہ ہوا اسی جگہ پر حصار سے ہٹ کر خیمہ استادہ کرنے فولاد

یہ نگسبانی مع رفقا ملازم اپنے کے بیٹھا مگر جب بارگاہ سے رعد کو قید کرکے لیگئے ملکہ الماس پری پیکر صورت دلدار یاد کرکے بیتاب ہوئی اور بعد کچھ لمحہ کے ماں سے رخصت چاہی کہ مین بھی اپنی بارگاہ جاکر آرام کرون اس نے اجازت دی اسنے سواری طلب کی خسخانہ حاضر ہوا جلوس سواری کا موجود ہوگیا یہ سوار ہوکر چپلی برابر خسخانہ کے میان عشرت خواجہ سرا گھوڑے پر انتظام کرتا جاتا تھا یہان تو یہ حال ہی لیکن لشکر عمرو مین جب ملازم رعد کے ہوشیار ہوے اور اپنے مالک کو نپایا جاکر مہرخ سے بیان کیا کہ کوئی رعد کو پکڑ لے گیا برق محشر یا در رعد بیقرار ہوکر گریان ہوئی اور نہایت بیتابی کرنے لگی عمرو نے تسکین دی اور کہا صرصر اسی فکر مین پھرتی تھی وہی لے گئی ہوگی مین جاکر چھڑائے لاتا ہون تم کچھ غم نہ کرو یہ کہکر روانہ ہوا راہ مین برق فرنگی ملا اس سے بھی سارا حال کہا برق بھی چلا اور ڈھونڈھتا ہوا قریب لشکر صورت نگار پہونچا لشکر آتے دیکھکر صورت اپنی بدیل کرکے ہر طرف پھرنے لگا نہ اسنے رعد کو درہ کوہ مین قید کرنے لیجاتے دیکھا اسوقت عیاری سوچنے لگا کہ کسی طرح سے اسکو رہا کرنا چاہیے اسی فکر مین تھا کہ سواری کا جلوس نظر آیا یہ بھی سی کیساتھ ہوا اور ایک آدھ سے حال دریافت کیا کہ سواری کس کی ہی ظاہر ہوا کہ ملکہ الماس پری پیکر دختر مہ رخ جاتی ہی برق اسی فکر مین ساتھ ہولیا کہ بن پڑے تو اسکو پکڑ لے جاؤن اسی اندیشہ مین اسنے دیکھا کہ میان عشرت خواجہ سرا کا نوکر گڑگڑی ایک جگہ ٹھہر کر بھر رہا ہی برق اسکے پاس آیا اور پکارا ارے میان ذرا ادھر دیکھنا اسنے منھ اٹھا کر دیکھا برق نے بیضۂ بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوگیا اسکو تو کسی جگہ چھپا دیا اور آپ اسکی ایسی صورت بنکر گڑگڑی بھر کر خواجہ سرا پاس آیا گڑگڑی اسکے ہاتھ مین دیکر کہا ذرا ٹھہر جایئے سب کو آگے جانے دیجیے مین نے ایک خبر آپکی نوکری کی نسبت بہت بڑی سنی ہی وہ بیان کرونگا خواجہ سرا متوحش ہوکر ٹھہر رہا جب سب دور نکل گئے برق نے اسکو بھی حباب بیہوشی لگاکر گھوڑے سے گرا دیا اور خوب بیہوش کرکے اسکی طرح شکل اپنی بنا کر گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوا اس عرصہ مین ملکہ اپنی بارگاہ مین جو صحرا مین بہر سبز و تفریح لشکر سے الگ برپا تھی پہونچی اور اترکر سب کنیزون انیسون جلیسون کو علیحدہ کرکے آپ سمت صحرا کے سرایچہ بارگاہ اٹھوا کو بیٹھی اور یاد معشوق کرنے لگی کبھی روتی کبھی شکایت فلک کجرفتار کرتی گاہ دیوانہ وار بکتی کبھی باد صبا سے مخاطب ہوکر کلام کرتی کبھی یہ غزل پڑھتی غزل

گلہا ست در باغ رخت ہر یک بہ از گلزار ہا		دزآرزوے ہر گلے در سینہ دارم خار ہا

گر بے تو بینم یک نظر بر جانب گلزارہا — از خامہ در چشم فتد گلہا و از گل خارہا
دی خوب بودی در نظر امروز زان ہم خوبتر — خوب اند خوبان دگر اما نہ این مقدارہا
مصر ملاحت جاے تو در چار سو غوغاے تو — تو یوسف از سوداے تو شوریست در بازارہا
سر در رہت بنہادہ ام جان در رہ ات دادہ ام — من بارہا افتادہ ام کار من ست این کارہا
ہر دم بجست و جوے تو صد بار آیم سوے تو — ہر بار پیش روے تو خواہم کہ میرم بارہا
تو با قدا فراختہ رہ سوے باغ انداختہ — سر در ز خجالت ساختہ چادر پس دیوارہا
ہر دم چو چنگ از عربدہ در سینہ صد ناخن زدہ — صد نالہ زار آمدہ از ہر رگم چون تارہا
می نوش بر طرف چمن نظارہ کن سرو و سمن — تا من بکام خویشتن بینم دران رخسارہا
اے محرم راز نہان در بند من بگشا زبان — کز نام و ناموس جہان دارد ہلالی عارہا

اسی طرح مصروف یاد دلدار تھی کہ برق فرنگی خواجہ سرا بنا ہوا آیا اور دیکھا کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہی بلکہ غمگین معلوم ہوتی تھی برق اسکی پشت پر کھڑا ہوکر بطور مخفی اسکے نالۂ جانکاہ اور بیان قصہ غم بے انتہا کو سننے لگا کہ ملکہ نے آہ بھر کر کہا کہ اے رعد تو نے اپنی صورت دکھا کر میری جان لی اور حسرت تیرے ملنے کی دل مین لے کر مین دنیا سے چلی برق یہ بیان سنکر سمجھ گیا کہ عاشق رعد پر ہوئی ہی بس سامنے اسکے آیا ملکہ اسکو دیکھکر چپ ہو رہی اور آنسو پوچھکر روکھی صورت بنائی برق نے کان مین جھک کر کہا اے ملکہ مجھے تمھارا عاشق ہونا معلوم ہی تا حق چھپاتی ہو مین تمھارے گھر کا غلام ہون اگر کہو تو آسمان کے تارے توڑلاؤن تم حال اپنا بیان کرو مجھ سے قسم لے لو جو کسی سے کہون بلکہ سعی کرکے مطلوب سے تمھین ملاؤن ملکہ نے جب اسے اپنے حال پر مہربان پایا سارا ماجراے عشق کہ سنایا برق نے جب سنا کہ رعد پر عاشق ہی خوش ہوا اور کہا ملکہ عالم زندان خانے مین جہان آپکا عاشق مقید ہی چلین اور محافظ زندان سے اظہار کرین کہ مین اپنے بھائی کے قاتل سے کچھ پوچھون گی محافظ اس بہانے سے جب در زندان وا کریگا مین عیار ہون واسطے چھڑانے رعد کے آیا ہون وہان پہونچکر چھڑالون گا الماس پری چہرہ یہ مژدہ جانفزا سنکر فرط عشرت سے غنچۂ نمط کھل کھلاکر ہنسی اور پکاری کہ بیت برین مژدہ گر جان فشانم رواست کہ این مژدہ آسایش جان ماست ✣ پھر سواری کو حکم دیا کہ ہوادار حاضر ہوا ملکہ سوار ہوئی برق کو ہمراہ لیا یہ خواجہ سرا بنا ہوا سواری کے ساتھ چلا یہان تک کہ مقام فولاد پر پہونچی اسنے ملکہ کی تعظیم کی ملکہ نے وہی اظہار کیا جو برق نے سکھلایا تھا فولاد نے حصار آتش دفع کیا ملکہ پاس

رعد کے گئی اور دیدار معشوق سے خرسند ہوئی لیکن برق پاس فولاد کے بیٹھا رہا اسے ملازم شہزادی
کا سمجھ کر شراب وکباب کی صلاح دی برق نے اول تو انکار کیا پھر اسکے اصرار زیادہ کرنے سے جام بادہ
احمر سے لبریز کر کے اور اسکی نگاہ بچا کر سفوف بیہوشی ملا کر اسکے سامنے پیش کیا کہ پہلے آپ نوش
کریں تو مین بھی پیون فولاد جام لے کر پی گیا برق نے جو لوگ کہ اُسکے ملازمون مین وہان موجود
تھے کسی کو شراب بیہوشی آمیز پلائی اور کسی کو میوہ آغشتہ بیہوشی دیا کہ ملکہ کے کھانے کا ہی لیجیے
آپ بھی کھائیے الحاصل وہ سب کھا پی کے بیہوش ہوے برق نے فی الفور سب کے سر کاٹ
ڈالے انکے مرتے ہی تاریکی ہو گئی غل وشور پیدا ہوا اور رعد رہا ہو گیا الماس پری چہرہ یہ
ہنگامہ غل کا سنکر ڈری نہین معلوم کہ کیا آفت آئے مگر رعد نے اپنے تئین رہا دیکھکر کہا ای ملکہ تم مجھے
دیکھتی ہی رہین اور فولاد کو کسی نے مار ڈالا ملکہ کو بڑا تعجب ہوا کہ کتنا جلد عیار نے فیصلہ کیا اسی عالم
حیرت مین تھی کہ برق آیا اور کہنے لگا ای شیدائے یکدگر اب جلدی یہان سے چلو ایسا نہو کہ صورتگار
ماہ ملکہ اس حال سے آگاہ ہو اور تم دونون کو خرابی مین ڈالے کس لیے کہ یہان سے کوس بھر کے
فاصلے پر وہ فروکش ہی ملکہ نے یہ کلام سنکر کہا ای برق میری بارگاہ کے کنارے لشکر کے قریب
صحرا ہی وہان کوئی نہین آتا ہی ایک لمحہ چلکر رہم اور رعد دونون بیٹھین اور اسباب ذخیرہ لین
تو سمت لشکر مرخ روانہ ہون برق نے کہا اسباب بہت ہو رہے گا یہان ٹھہرنا مناسب
نہین ملکہ نے اصرار کیا برق ناچار ہو گیا الماس پری چہرہ اپنی بارگاہ مین رعد کو لائی
مسند پر تکلف پر بٹھایا اور اسباب عیش ونشاط مہیا کر دیا کشتیان شراب ناب کی اور قابین
بھر گزک کباب کی حاضر کین دور جام شروع ہوا نظم

لیا دونون نے عیش گہ مین قرار	تھے جہان فرش ومسند زرنگار
وہ مکان اور خالی از اغیار	ہوے آپس مین گرم بوس وکنار
اس طرف منتین ہزار ہزار	اُس طرف بات بات پر انکار
یہان ہر وقت ناصبوری تھی	وان کنارہ تھا اور دوری تھی
اس سے کہتی تھی وہ پری تمثال	چل کے لشکر مین ہی قرار وصال
ہو کے مایوس تب کیا یہ خطاب	طاق سے لا صراحی مے ناب
تب اٹھی وہ پری لبصد ناز	اور کیا سوے طاق دست دراز
لے لیا شیشہ رے گلفام	دوسرے ہاتھ سے اُٹھایا جام

بادۂ عیش سے ہوے مخمور
لذت عشق سے تھے دونون چور

ایک کا ہاتھ ایک کی بالین
ایک کے لب سے ایک کو تسکین

تھا وہان اسکو شغل مے نوشی
غم و شادی سے تھی فراموشی

سر و پا کا نہ ہوش تھا باقی
آپ ہی رند آپ ہی ساقی

اس پری کو وہ پیار کرتا تھا
گاہ بوس و کنار کرتا تھا

کبھی آغوش مین سلاتا تھا
لب سے لب کو کبھی ملاتا تھا

یہ تو اس طرح تھا یہان سرشار
فتنۂ خفتہ پر ہوا بیدار

وہ ستم پیشۂ دغا کارہ
یعنے صورت نگار مکارہ

ہوئی آگہ کہ رعد چھوٹ گیا
اور محافظ جو تھا وہ قتل ہوا

اسکو جو دختر پری چہرہ
اسکے باعث ہوا یہ ہنگامہ

جا کے دہدان مین بیخبر اسکو
کیا فی النار والسقر اسکو

سن کے یہ حال دختر اکبار
غیظ سے ہو گئی سراپا نار

چلی وان سے عجب غضب مین بھری
اور دربار گاہ پر پہونچی

جتنی کنیزین اور ملازم ملکہ کے تھے وہ مارے خوف کے بھاگ گئے اور صورت نگار نے اندر جاکر دونون عاشق و معشوق کو لپٹے پڑے دیکھا خون آنکھون مین اتر آیا کچھ بحر پڑھکر دستک دی کہ جہان یہ دونون طالب و مطلوب لپٹے تھے اتنا ملکر از مین کا اکھڑا اور وہ طبقہ بر روے ہوا چلا صورت نگار آپ بھی بزور بحر اڑکر چلی برق جو باہر بارگاہ کے کھڑا تھا یہ ماجرا دیکھکر روتا ہوا پیچھے اسی طبقے کے روانہ ہوا ادھر اسکو خواب غفلت سے رعد اور الماس پر بجلی کی کھلی رعد نے چاہا کہ بزور بحر ملکہ کو لیکر اڑ جاؤن مگر بحر یاد نہ آیا اسوقت ملکہ سے کہا معلوم ہوتا ہی ہم تم گرفتار ہو گئے ملکہ رونے لگی افتاب حسرت سے منھ دھونے لگی کہ ای فلک بیمہر تجھے اتنی بھی صحبت پسند نہ آئی اور ایک لمحہ مین جدائی دکھلائی اسی طرح کبھی شکایت چرخ غدار کرتی تھی اور کبھی باہم گلے لگکر روتی تھی بیقراری سے بصد اندوہ و حرمان گریہ و زاری کرتی تھی اور یہ زبان پر جاری نظم

ای فلک تو نے کیا مجھے
میرا دلبر چھڑا لیا مجھ سے

سر بسر کر دیا مجھے ناشاد
کس سے جا کر کرون تری فریاد

تو نے سب گھر کا گھر کیا تہ تیغ
ہاے عاشق مراد ریغ دریغ

وہ تا زمین یہ فریاد کر رہی تھی صورت نگار نے دوبارہ سحر کیا وہ طبقہ زمین دو ٹکڑے ہوگیا ایک پر رعد اور دوسرے پر الماس پری چہرہ الگ ہوگئے ایک ٹکڑا ایک سمت اور دوسرا دوسری طرف چلا اُسوقت تو عجب حالت دونون پر رقت کی طاری تھی کہ جسکے لکھنے سے خامۂ دوزبان اشک سیاہ گراتا ہی اور سینہ اُسکا شق ہی دل پر ہزار طرح کا قلق ہی کہ نظم

جب تلک سامنا تھا عاشق کا	تھے بہم دونون گرم نظارہ
جب ہوا وہ نگاہ سے اوجھل	لگی کہنے وہ ہاتھ کو مل مل
ای فلک کچھ نہ رحم آہ کیا	تو نے آخر مجھے تباہ کیا
صبر سب کو اگر کیا تو کیا	ہوکے تنہا کوئی جیا نہ جیا
ہوگئی اس طرح سے وہ بیتاب	جیون تڑپتی ہی ماہی بے آب

اسی طرح نالان وگریان یہ دونون جدا ہوے لیکن برق فرنگی جو نیچے چلا آتا تھا انکو جدا ہوتے دیکھکر مجبور رہوا کہ اب کس کے ساتھ جاؤن اور کسے تنہا چھوڑون آخر اپنے لشکر کیطرف بھاگا اور آکر سارا ماجرا برق محشر مادر رعد جادو سے بیان کیا وہ اپنے فرزند کے غم مین بیقرار تھی یہ کیفیت سنکر بیتابانہ بزور سحر اڑی اور قریب الماس پری چہرہ کے پہونچکر کڑک کے گری اور اسکو پنجے مین داب کر اڑکے چلی کہ صورت نگار نے اپنے تئین بہت جلد قریب اسکے پہونچاکر ایسا سحر کیا کہ ہزارہا تپلا اڑتا ہوا آکر برق محشر کے لپٹ گیا اسنے ہرچند سحر کیا تڑپی اور پھڑکی مگر چھوٹ نہ سکی صورت نگار نے بھی اپنے سحر مین مبتلا کرکے صحرا مین کہ نہایت بھیانک اور دہشت ناک جگہ تھی لائی اور وہان کچھ سحر پڑھکر طرف آسمان کے پھونکا کہ وہ ٹکڑا جسپر رعد مقید تھا اڑتا ہوا آکر پہونچا اسے بھی اُتارا اور ایک تپلے کو سحر کے کچھ لکھکر دیا کہ وہ تپلا غائب ہوگیا بعد ملے کے زمین شق ہوئی ایک ساحر نکلا اور تسلیم کرکے سامنے کھڑا ہوا صورت نگار نے اس سے خطاب کیا کہ ای ظالم تیرہ روے جادو تجھین اسلیے طلب کیا ہی کہ ان تینون کو اپنی قید مین رکھو لشکر مین انکا قید کرنا باعث بدنامی تھا کہ مقدمہ دختر کا ہی ہر کہ دمہ آگاہ ہوتا کہ دختر مصور جادو بسبب جرم عاشقی کے گرفتار ہی اور دوسرے یہ کہ عیار لشکر مین پہونچکر انکو رہا کریجاتے اس لیے یہان مین لائی ہون اور تمھارے سپرد کیے جاتی ہون یہ کہکر قیدیون کو دیکر آپ پرواز کرکے اپنے لشکر مین چلی آئی اور اس ساحر نے ایک برج سحر کا بناکر سب قیدیون کو مقید کیا کہ حال انکا بروقت رہا

ہونے کے بیان ہوگا مگر جبکہ صورت نگار شکر مین آئی حکم دیا کہ فوج کوچ کرے اسی وقت خیمہ وخرگاہ بار کراکر مع لشکر شکست اثر کے طرف حیرت کی فوج کے چلی جب قریب پہونچی طائران بحر نے ورود لشکر کی خبر حیرت کو دی کہ زوجہ مصور صورت نگار جادو آتی ہین حیرت سنتے ہی مع سرداران ذی وقار کے بہر استقبال چلی راہ مین پا انداز جواہر کے بچھوا دیے اور بڑے تزک واحتشام سے لیکر داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو اسکے متصل اپنے لشکر کے اتروایا اور ہر ایک کے لیے سامان عیش وآرام اپنے یہان سے بھجوایا سب آرام سے مسکن گزین ہوے اور صورت نگار نے حیرت سے کہا کہ مین رعد اور الماس پریچہرہ کو قید کرنے آئی ہون تمھاری دختر خوبصورت پسر مہرخ پر عاشق ہوا اور میری بیٹی رعد پر فریفتہ ہوئی ہی ہماری تمھاری مثل ہی کہ ایک حمام مین سب ننگے لہذا ای حیرت آج شام کو طبل جنگ بجے کہ مین کام سب باغیون کا تمام کردون اور اپنے فرزند کے خون کا انتقام لون حیرت دن بھر اسکی دعوت وضیافت مین مصروف رہی جسوقت کہ گردش گردون نے تابخیر اپنی دکھائی یعنے رخ زیباے عروس کو ظلمت شب سے تاریک سیاہ بنایا بمقتضاے نظم

گردش گردون خورشید را پنہان کند	بس نمایان ظلمت شب را در ایوان کند
روز را پنہان کند شب را پدیدار آورد	انچہ را باید کہ با این کردا بن با آن کند

طبل رزمی حسب الحکم صورت نگار نواحت مین آیا اس خبر کو جاسوسون نے خدمت مہرخ مین بعد دعا وثنا کے عرض کیا یہان بھی نفیر بحر بجی دونون لشکرون مین تیاری بحر کی اور آلات حرب وضرب کی رہی واضح ہو کہ اس دفتر مین ہزارہا مقام پر لڑائیان واقع ہین اس لحاظ سے ہر ایک جنگ مین اس حقیر نے اختصار پر نظر کی ہی کہ طوالت کلام سے سوائے ہرزہ سرائی کے کچھ فائدہ نہین پس وہ لڑائی جو کسی ساحر زبردست کی اور نامی کی لطف کے ساتھ ہوگی وہ تصریح واربیان ہوگی باقی سراسری ذکر کیا جائیگا تاکہ سامع اور قاری کو یہ فسانہ بیمزہ معلوم ہو آمدم برسر مطلب گوشب بھر ہنگامہ بہر کارزار گرم رہا جبکہ خورشید زرین علم چار دانگ عالم مین بجاہ وجلال تجلی بخش ہوا ابیات

چو خورشید تابندہ در مسجدم	برام گردون گردان علم
زخرگاہ خاور برآورد سر	زخاور بیاراست با باختر
دو لشکر میدان چو شیران شدند	گریزندگان چون دلیران شدند
بہر جاے موے شدہ شرزہ شیر	بہر گوشہ زالے چو رستم دلیر

شد از نوک پیکان سما چاک چاک ز بس نوک تیغ و سنان خون فشاند		سنان اندر آمد برمح اسماک بہ خون آسمان کشتی ماہ راند	

صورت نگار اور حیرت لشکر لے کر بڑے کروفر سے نبردگاہ مین آئین ایک جانب سے مہرخ اور بہار مع دلاوران روزگار کے وارد ہوئین میدان جنگاہ کو آراستہ کیا گرد و غبار ابر بحر برساکر بٹھایا صفوف ہاے قتال ترتیب پذیر ہوئین نقیب نقابت کر چکے کرکیت کڑکا کہکر علیحدہ ہوے صورت نگار اژدر بحر پر سوار بہر مقابلہ نکلی اور لشکر حریف پر نعرہ زن ہوئی اسکے سامنے بہار جا دوگئی ایک ناریل صورت نگار نے مارا کہ وہ شق ہوا اور ہزار ہا تصویرین برچھائین کے مانند پیدا ہوکر بہار کے لپٹ گئین بہار نے گلے کا ہار اتار کر آسمان کی طرف پھینکا ایک لڑی موتیون سے بھری زمین سے فلک تک لٹکی ہوئی نظر آئی بہار اس لڑی پر چڑھ گئی وہان سے ایسا کچھ سحر کیا کہ آفتاب کے مانند ایک شعلہ چمک کر گرا برچھائیان سب جل گئین صورت نگار نے یہ کیفیت دیکھ کر اپنے ہاتھ سے ایک تصویر کھینچکر اس لڑی کی سمت پھینکی تصویر زمین پر گر کر جب سیدھی ہوئی شعلے کچھ منھ سے چھوڑے کہ وہ لڑی موتی کی جل گئی اور بہار زمین پر گری لیکن بزور سحر گر سنبھلی اور اپنے سر کے بال توڑ کر اس تصویر پر مارے کہ وہ بال کمند بنکر تصویر کو لپٹ گئے اور کشان کشان سامنے بہار کے لائے اسنے اسکو مقراض لیکر کاٹ ڈالا اور ایک گلدستہ نکالکر صورت نگار پر مارا اس گلدستہ سے سنہرے اور روپہلے پھول برسنے لگے صورت نگار اور ہمراہی اسکے عالم مدہوشی مین محو ہوکر سب جھومنے لگے اور تعریف ملکہ بہار کی کرنے لگے اسوقت زمین شق ہوگئی اور چند تتلیان نکلین باغبانون کی طرح پھول چننے لگین اور پکارین کہ اے ملکہ صورت نگار آپ زوجہ مصور ہوکر ایک چھوکری کے سحر پر مفتون ہوئین ہوشیار ہوجیے اور سنبھلیے یہ کلام سنکر چمک کر صورت نگار ہوشیار ہوئی اور نیچہ پکڑ کر بہار پر آپڑی اور آپسین بزور سحر شمشیر زنی شروع کی اسوقت حیرت نے فوج کے سردارون کو للکارا ساحر ہر طرف سے چلے ادھر مہرخ فوج نے کر آگے بڑھی دونون لشکر آپسین مل گئے جنگ مغلوبہ ہوئی ہر طرف سے ابر اٹھکر برستے تھے اور آندھیان زور شور سے اٹھتی تھین آگ اور پتھر برستے تھے صدایا سامری یا جمشید کی بلند تھی لاش پر لاش اور مردہ پر مردہ گر رہا تھا گولے فولادی چلتے تھے دامن صحرا خون سے گلنار تھا تہلکہ عظیم برپا تھا نظم

روان گشت شمشیر زہر آبدار بہ کونین شد در ستیز آشکار			

نہ افلاک شد نقش یک پیکرش		دو گیتی عرض بد زیک جوہرش	
زبر نش سماوات شد مضمحل		بہ پیچید برہم چو طی السجل	
زبرتے کہ از تیغ او فروختے		دم نار سینا از و سوختے	
بہم رخت نقش وجود عسلم		تو گفتے چو او شانہ بد بر قدم	
زمین آب گردید از اضطراب		زمان را شد از فرط بیم اضطراب	
ولیکن چو عاجز شد نداز مصاف		نمودند شمشیر کین در غلاف	

جب کہ شہنشاہ زرین قبا مراجعت فرما کر بارگاہ مغرب مین آیا اور شاہ گردون پیرائے انجم بلوح کواکب جلوہ فرمائے مسند چرخ ہوا سپاہ جانبین سے جدا ہو کر طبل بازگشت بجا کر اپنی اپنی خوابگاہ مین آئی حیرت سے صورت نگار نے کہا مین آج لشکر حریف کی تصویرین بناتی ہون کس لیے کہ میدان قتال مین اس چھوکری پہار کے ہاتھ سے ذلیل ہوئی ہون اب کسی کو ان مین سے زندہ نہ رکھونگی حیرت جواب دہ ہوئی کہ جو مناسب جانیے وہ عمل مین لایئے اسی طرح دونون گرم سخن تھین کہ ایکبار زمین شق ہوئی اور تیلا نامہ لیے پیدا ہوا نامہ حیرت کو دیا افراسیاب کی جانب سے اس مین لکھا تھا کہ اے ملکہ حیرت اسوقت تم گنبد نور پر آؤ مجھے کچھ مشورہ کرنا ہی اور صورت نگار سے کہدینا ابھی رزم کو موقوف رکھین یہ مضمون پڑھکر تیلے کو جواب دیکر رخصت کردیا کہ شہنشاہ سے کہنا جیسا آپ نے فرمایا وہی عمل مین آئیگا اور آپ آراستہ و پیراستہ ہو کر گنبد نور کی جانب عازم ہوئی چلتے وقت جنگ مین توقف کے لیے صورت نگار سے کہا اور صرصر سے حکم دیا کہ تو عیارہ ہی خبردار کوئی عیار یہان آکر ملکہ صورت نگار کو زحمت نہ پہونچائے اور فریب مین نہ لائے صرصر نے عرض کیا کیا مجال کسی کی جو یہان آسکے غرض سب انتظام کرکے حیرت چلی گئی اور صرصر ہر تحفظ حاضر رہی لیکن جسدم لشکر جنگاہ سے پھرے تھے عیار ارادہ کرکے کہ اگر ہو سکے تو جاکر صورت نگار کو قتل کرین چلے تھے سب بصورت ہائے مبدل داخل لشکر حیرت ہوے اور عمرو صورت فراش کی بنکر بارگاہ مین آکر شمعون کا گل کترنے لگا اور بیہوشی ہر ایک شمع پر ڈالتا تھا کہ دھوان اسکا بلند ہوا اور سب بیہوش ہوے مگر صرصر نے عمرو کو پہچانا اور صورت نگار سے آہستہ کہا کہ وہ عمرو بشکل فراش شمع کا گل کتر رہا ہی صورت نگار نے ایسا شور مچایا کہ دو تیلے زمین سے نکلکر عمرو کے لپٹ گئے اور سامنے اسکے لائے اسنے پوچھا تو کون ہی عمرو نے جواب دیا کہ ملک الموت جان ساحران میرا نام ہی صورت نگار نے کہا کچھ

تجھے اپنی جان کا خوف یہان آتے نہ آیا عمرو بولا کہ ہمین سوائے خدا کے کوئی نہین مار سکتا صورت نگار کو غصہ آیا چاہا کہ حکم قتل کا دے اسوقت صرصر نے عرض کیا کہ مجھ دیجیے مین اسکو حیرت پاس لیجاؤن صورت نگار نے کہا بہتر ہی لیجا لیکن جب عمرو گرفتار ہوا غلغلہ ہوا کہ عمرو پکڑ گیا یہ ماجرا اور عیار جو آتے ہین انھون نے بھی سُنا اور برق فرنگی بہت جلد صورت صبار فتار کی ایسی بنکر سمت بارگاہ چلا اس طرف سے صرصر لیے ہوے عمرو کو آتی تھی اسنے سلام کر کے پوچھا کہ اس نا عیار کو کہان لیجایئے گا صرصر نے کہا گبند نور پر صبار فتار عرض پیرا ہوئی کہ آپ یہان محافظت کیجیے اور اسکو مجھے دیجیے کہ مین پہونچا آؤن صرصر نے اسکو اپنی عیار بھی سمجھ کر حوالہ کیا برق قیدی کو لیکر چلا جب دور نکل گیا ہتھکڑی بیڑی کاٹ دی اور کہا شتاب مین ہون برق فرنگی اسوقت عمرو خوش ہوا اور پھر صبار فتار کی طرح صورت بدل کے عمرو بارگاہ مین گیا صرصر نے اسے دیکھکر کہا ای صبار فتار تو اتنا جلد گبند نور پر عمرو کو پہونچا آئی عمرو نے جواب دیا کہ مین لیے جاتی تھی ایک پنجہ آیا اور لے گیا صلا آئی کہ ہم فراسیاب کے فرستادہ ہین صرصر یہ ماجرا سُنکر خاموش ہو رہی اور عمرو نے کہا ای صرصر میرے سر مین درد ہوتا ہی مین سونے جاتی ہون یہ کہکر لیٹ رہی لیکن برق جو عمرو کو رہا کر کے چلا ایک مقام پر صبار فتار اصلی اسے ملی برق نے صورت صرصر کی بنا کر اپنے تئین قریب لے جا کے پہونچا کر باتین کرنے مین ایک حباب بیہوشی لگا کر اسے بیہوش کر کے صورت اسکی بنکر لشکر مین آیا اور ادھر صبار فتار بعد لمحہ کے جو ہوشیار ہوئی اپنی شکل مانند ضرغام عیار کے بنا کر بہر گرفتاری برق چلی برق کنارے لشکر کے کھڑا تھا کہ اسنے آکر پکارا برق پہچان گیا اور خنجر لیکر جھپٹا صبار فتار نے ایک تیر مارا برق نے جست کی کہ خالی دون مگر تیر بانون کے انگوٹھے مین لگا زخمی ہوا اور اسکے پیچھے دوڑا وہ بھاگ کر بارگاہ مین چلی گئی صورت نگار اور صرصر نے جو اس صبار فتار کو دیکھا حیران ہوئین کہ ایک صبار فتار تو یہان سوتی ہی یہ دوسری اس جگہ اور آئی بس اسکو پکڑا صبار فتار نے کچھ پتے اور نشان ایسے دیے کہ یقین ہوا یہ سچی ہی مگر اسوقت عمرو جو لیٹا ہوا تھا یہ باتین سنکر بھاگا پیچھے صرصر اور صبار فتار چلی اور جاکر گھیرا عمرو نے کئی تیر آتشبازی کے داغ کر ان دونون پر لگائے یہ دونون جست کر کے پیچھے کو آ گئین لیکن دھوان بیہوشی آمیز پھیل چکا تھا دونون کے دماغ مین گیا تھوڑی دور جاکر ایک تو کسی جھیل کے کنارے اور ایک دامن کوہ مین پہونچکر بیہوش ہو گئین عمرو انکا تعاقب چھوڑ کر صورت صرصر کی ایسی بنکر بارگاہ مین آیا اور صورت نگار سے کہا ای ملکہ ذرا آپ میرے ساتھ چلیے مین ایک تماشا آپ کو دکھاؤن

وہ صرصر سمجھ کر اسکے ساتھ ہوئی عمرو کنارے لشکر کے اسے لایا اور بیضۂ بیہوشی مار کر بیہوش کر کے
پشتارہ باندھ کر لے چلا اور صرصر اور صبا رفتار کو ہوش آیا وہان سے جو بارگاہ صورت نگار
مین آئی غلغلہ سنا کہ کوئی ملکہ کو چرا لے گیا یہ سنکر دونون تلاش مین دوڑین اور یہان عمرو نے چاہا
کہ صورت نگار کو مار ڈالون اسوقت زمین تھرانے لگی اور صدا ہاے مہیب آنے لگین عمرو
سمجھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے اکیلی ہلاک نہو سکے گی اپنے لشکر مین جاکر باعانت ساحران
اسے قتل کرنا چاہیے غرض سمت لشکر چلا مگر صرصر جو خبر گرفتاری صورت نگار سنکر روانہ ہوئی
عمرو کا تعاقب چھوڑ کر لشکر مین مہرخ کے آئی اور صورت اپنی برق فرنگی کی ایسی بنا کر
مہرخ سے بولی کہ ای ملکہ ذرا میرے ساتھ چلو عمرو کنارے لشکر کے کھڑے آپ کو بلاتے ہین
مہرخ کہ عیارون سے گردن تابی نہین کرتی ہی فوراً اسکے ساتھ ہوئی جب کنارے لشکر کے
تنہائی مین پہونچی صرصر نے ایک بیضۂ بیہوشی لگا کر اسکو بیہوش کر کے کسی جگہ صحرا مین چھپا دیا
اور اسکی ایسی شکل بنکر لباس اسکا پہنکر بارگاہ مین آئی ملازمون سے کہا مین سامنے والی
صحنچی مین آرام کرنے جاتی ہون اگر عمرو آکر پوچھین تو بتا دینا یہ کہکر جا کے لیٹ رہی عرصہ مین
عمرو پشتارہ صورت نگار کا لیے آیا اور پوچھا کہ مہرخ کہان ہین لوگون نے کہا وہ سامنے صحنچی مین
آرام کرتی ہین عمرو نے جاکر جگا دیا اور کہا ای ملکہ مین صورت نگار کو لایا ہون یہ کہکر پشتارہ
سامنے رکھا مہرخ نے کہا خواجہ یہ بڑی مشکل سے مرنگی جہان مین شب کو سوتی ہون تم وہان جاکر
ایک جھولی اسباب سحر سامری کی رکھی ہے اسے لے آؤ اسمین ایک گولہ فولادی ہے اسی سے
اسے قتل کرونگی عمرو بموجب اس کے کہنے کے جھولی لینے گیا اور صرصر نے پشتارہ اٹھا کر دوش پر
رکھا سر بچہ بارگاہ خنجر سے چاک کر کے باہر نکلی اور دور جاکر پکاری کہ ننم صرصر ای عمرو یون آنکھون
مین خاک ڈالکر لیجاتے ہین اور عیاری اسکو کہتے ہین یہ نعرہ سنکر لشکری دوڑے اور غلغلہ بلند
ہوا عمرو بھی غل سنکر دوڑا اور حال سنا کہ صرصر بشکل مہرخ تمی پشتارہ لے گئی عمرو کا رنگ زرد
ہوگیا اور نہایت درجہ خفقان ہوا کہ معلوم ہوتا ہے اسنے مہرخ کو مار ڈالا جب تو اس خاطر جمعی
سے آکر سو رہی تھی یہ سوچکر بیتابانہ عقب صرصر روانہ ہوا لیکن لشکر کے ساحر جو پیچھے صرصر کے
دوڑے تھے اور چاہتے تھے کہ بزور سحر اسکو گرفتار کرین صرصر نے یہ معاملہ دیکھکر صورت نگار
کو ہوشیار کر دیا اور اسنے ہوشیار ہو کر دیکھا کہ بہت سے آدمی لینا لینا کہتے چلے آتے ہین اور عمرو بھی
آتا ہے بس مشت خاک اٹھا کر پڑھنی لگی عمرو نے اپنے لوگون سے کہا بھاگ جاؤ یہ زبردست ہے

قتل ہوجاؤگے ساحر کچھ زمین مین غرق ہوگئے اور کچھ سمت آسمان اڑ گئے اور عمرو بھی بھاگا مگر کہتا گیا
کہ ای صرصر قسم ہی نمک حمزہ کی اگر تو نے مہرخ کو مار ڈالا ہی تو تجھے زندہ نہ چھوڑونگا صرصر نے کچھ جواب
نہ دیا لیکن عمرو جو بھاگا صورت خدمتگار کی بنکر بارگاہ صورت نگارین جا کھڑا ہوا کہ صورت نگار
اور صرصر بھی آئین اور صورت نگار نے پوچھا کہ ای صرصر تو نے مہرخ کو کیا کیا صرصر نے عرض کیا کہ
بیہوش کر کے رکھ آئی ہون اُسے کہا جا کر لے آ صرصر روانہ ہوئی عمرو بھی چلا جب صرصر لشکر
سے نکل گئی عمرو نے للکارا کہ کہان جاتی ہی صرصر خوف ناک ہوکر بھاگی کہ عمرو قسم کھا چکا ہی
مار ہی ڈالے گا مگر عمرو نے دوڑکر کمند ماری صرصر جست کر کے حلقون سے نکلی اُس جست
کرنے مین ٹہنا ایک درخت کا سر مین لگا گر پڑی عمرو نے باندھ لیا اور خنجر لے کر ذبح کرنا چاہا
صرصر نے نگاہ عاجزانہ عمرو کی جانب دیکھا اور کہا خواجہ ہمارا قتل کرنا جائز ہی عمرو از بسکہ
فریفتہ ہی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہا ای صرصر تبلا مہرخ کہان ہی ہنوز صرصر تبلانے
نپائی تھی کہ سامنے جہان درہ کوہ تھا وہان سے ایک ساحر ناقوس جادو نام رعایائے
طلسم مین سے پیدا ہوا اور عمرو کو دیکھکر بپھر گرفتار کر لیا اور صرصر کو پہان کر چھوڑ دیا یہ
بھاگ کر چلی کوس بھر مارے خوف کے نکل گئی جیسے ہی ایک جگہ ٹھہری آواز آئی کہ کہان بھاگ
کر جائیگی صرصر نے پھر کر جو دیکھا قران کو بندہ تانے آتے پایا گھبرا کر پھر بھاگی قران ٹھہر گیا اس
اثنائے مین ناقوس گرفتار کیے عمرو کو ادھر سے نکلا قران صورت ساحر کی طرح بنا کر پکارا کہ
ارے تو کون ہی اور یہ جگہ میرے قبضہ مین ہی یہان کیون آیا ہی ناقوس نے کہا بھائی خفا نہو
مین گنہگار شہنشاہ عمرو کو گرفتار کیے لیے جاتا ہون قران اسکے قریب آگیا اور گویا ہوا کہ تم آئے
مگر یہ کون ہی جو پیچھے تمہارے ہی ناقوس نے پیچھے پھر کر دیکھا قران نے بندہ اس زور سے
مارا کہ سر کے ٹکڑے ہو گئے اور شورا سکے مرنے کا بلند ہوا عمرو چھوٹ کر ایک طرف چلا راہ مین
دیکھا کہ برق فرنگی سے اور صبار قتار سے پنجہ چل رہا ہی اور پشتارہ مہرخ کا رکھا ہی کس لیے کہ مہرخ
جہان بیہوش پڑی تھی صبار قتار ادھر آنکلی اور پشتارہ باندھکر چلی تھی کہ برق آگیا اور لڑنے
لگا الحاصل جب عمرو آکر بیہوش نگاہ صبار قتار کی بہکی اور خیال عمرو کی طرف گیا برق نے
قابو پاکر بیحیثی مارا یہ گری اُسکو باندھ کر ڈال دیا اور مہرخ کو ہوشیار کر کے کہا جایئے مگر
اب کسی کے فریب مین نہ آنا مہرخ وہان سے لشکر مین آئی اور یہان عمرو نے صورت اپنی
صبار قتار کے مانند بنائی اور برق فرنگی کو مہرخ کی طرح بنا کر پشتارہ مین باندھ کر بارگاہ

صورت نگار مین آیا اور عرض کیا یہ مہرخ حاضر ہی اسنے کہا اسے ہوشیار کرو اور بہت خوش ہوکر انعام دیا عمرو نے برق کو ہوشیار کردیا اسمین صورت نگار واسطے رفع احتیاج کے گئی راہ مین دست راست کو بارگاہ کے ایک زینہ بنا ہی وہان سات پتلیان حیرت کے بحر کی ہین اسوقت زینہ پر سے پتلیان اُترین ایک پتلی نے کہا آج صورت نگار کچھ بہت خوش ہی دوسری پتلی بولی کہ صبا رفتار گرفتار کرکے مہرخ کو لائی ہی اس باعث سے یہ خوش ہی تیسری پتلی بولی یہ مقام کچھ خوشی کا نہین ہی چوتھی پتلی نے کہا کہو تو یہ ماجرا مین کہدون پانچوین پتلی نے کہا مین بتلاے دیتی ہون چھٹی پتلی نے جواب دیا کیا کہو گی ساتوین پتلی بولی کیا بک بک لگائی ہی ارے کمبختون جو ہونا تھا وہ ہوا مہرخ ہی نہ صبا رفتار ہی اور برق فرنگی کو مہرخ بناکر لایا ہی صورت نگار یہ باتین پتلیون سے سُنکر جلدی پیشاب کرکے پھری لیکن اندر بارگاہ کے عمرو نے بھی گفتگو پتلیون کی سُنی اور جلد اپنی صورت صرصر کی بنائی ہی جب صورت نگار اندر بارگاہ کے آئی عمرو نے برق کو اشارہ کیا وہ اُٹھکر بھاگا عمرو پکارا کہ ای ملکہ نسم صرصر مین جو آئی تو عمرو پہلے بھاگ گیا اور اب برق بھاگا جاتا ہی لینا اسکو صورت نگار پیچھے برق کے دوڑی جب دور گئی عمرو بھی بشکل نسم صرصر دوڑتا آتا تھا اُسنے ایک بیضۂ بیہوشی مارکر بیہوش کرکے پشارہ باندھکر بہت جلد صورت نگار کو بارگاہ مہرخ مین پہونچایا مہرخ نے حکم دیا کہ سب سردار جمع ہوکر اسے تیر بارا کرین سردار جمع ہونے لگے لیکن صرصر جو بارگاہ صورت نگار مین گئی سنا کہ کوئی ملکہ کو پکڑ لے گیا یہ سنتے ہی صرصر ایک خدمتگار بنکر فی الفور بارگاہ مہرخ مین آئی یہان تیاری قتل کرنے کی ہورہی تھی کہ صرصر نے قریب پشارۂ صورت نگار کے پہونچکر ایک حباب دافع بیہوشی اسکے منھ پر مارا کہ وہ ہوشیار ہوگئی اور ایک گولا سحر پڑھکر اسنے مہرخ کے مارا اور چمک کر تخت شاہی پر مانند برق کے گری مہرخ زمین مین غرق ہوگئی اور شکیل نے ایک نابچ مارا کہ پانون صورت نگار کا زخمی ہوا مگر صرصر کو بنجے مین داب کر اُڑ گئی اور اپنی بارگاہ مین آئی اُس وقت حیرت جو گنبد تو پر گئی تھی پھر کر آئی صورت نگار نے کہا ای حیرت کل جب سے تم گئی ہو آج تک عیارون نے خاک مین دم کردیا ہی صرصر نے بڑی جانبازی کی ورنہ مین ہلاک ہوجاتی حیرت نے صرصر کو خلعت بیش بہا دیا اور سارا ماجرا عیارون کا سنا اسوقت ایک پتلا آیا اور نامہ لاکر اسنے حیرت کو دیا اسمین لکھا تھا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین حیرت یہ مضمون پڑھکر بہر استقبال چلی بعد کچھ کے سواری فراسیاب کی بڑی دھوم سے آئی سب نے تعظیم کی شاہ بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا

ساری حقیقت عیارون کی اور مقابلہ کی سنکر گویا ہوا کہ ای صورت نگار تم ناحق بلا مین گرفتار ہوتی ہو اپنے گھر بیٹھو اور کچھ بحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ساحر زمین سے پیدا ہوا اور اُسنے تسلیم کی اُسسے حکم دیا کہ ای باران جادو تم لشکر مہرخ کو جاکر برباد کردو مگر خوبصورت جادو کو گرفتار کرکے دریاے شور پر لیجانا وہان ہنڈولا لگا کھڑا ہی اُسپر اُسے بٹھا دینا یہ حکم دیکر تھوڑی دیر ٹھہر کر سوار ہوکر چلا گیا اور داخل باغ سیب ہوا ادھر باران نے کارسازی اپنے لشکر کی فرمائی بارگاہ اسکی علیحدہ نصب ہوئی اور یہ خود بارگاہ مہرخ مین آیا ایک کرسی خالی بچھی تھی اُسپر متمکن ہوا اور کہنے لگا کیون ای نگہبانان تم شہنشاہ سے منحرف ہوگئی ہو مین تمکو سزا دینے آتا ہون یہ کلام سنکر عمرو نے اُٹھکر حلقے کمند کے مارے باران بزور بحر بادل سنکر حلقہ ہاے کمند سے نکلا اور کڑک کر جو گرا خوبصورت کو پکڑ کر اڑ گیا یہان ساحرون نے ناریل اور ترنج وغیرہ بہت لگائے لیکن وہ نہ رُکا اور خوبصورت کو لیے ہوے دریاے شور کے میدان مین پہونچکر ہنڈولے پر بٹھا دیا اور ادھر خوبصورت کے پکڑ جانے سے تسکیل پر آفت آئی وہی بلبلا تا شور بچاتا عشق مین گریہ وزاری کرتا شعر عاشقانہ پڑھنا آغاز ہوا عمرو نے تسکین دی اور پوچھا کہ ای مہرخ یہ ساحر کیا بحر کرتا ہی اُسنے کہا خواجہ یہ باران ہی پانی برساتا ہی جسپر قطرے پانی کے پڑین گے وہ درخت ہوجائیگا مگر ہمیشہ یہ رعد اور برق جادو کا مطیع تھا وہ دونون اُسکے افسر تھے اگر وہ لشکر مین ہوتے اور قید نہو جاتے تو یہ بھاگ جاتا عمرو نے کہا مین انکی رہائی کے لیے جاتا ہون اور ہوسکا تو خوبصورت کو بھی چھڑا کر لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور لشکر سے نکلکر زنبیل عیاری بجائی سب عیار صدا سنکر حاضر ہوے ہر ایک سے واسطے تلاش کرنے رعد و برق محشر کے تاکید کی سب تجسس کنان چلے مگر باران دریاے شور سے مراجعت کرکے داخل لشکر ہوا اور حسب الحکم افراسیاب تیاری رزم مین مصروف ہوا جسوقت کہ چشمۂ آفتاب دریاے مغرب مین جاکر ملا اور جوے نوزائی کہکشان کی بحر اخضر چرخ پر موج زن ہوئی کہ

نظم

بجنبید عروس روز بلا بسکہ شد سیاہ	سلما سا چرخ معجر مشکین فام بست
آمد ز بہر جنگ جوانان بتیغ تیز	در معرکہ بہ فوج بہ بہر نظام بست

نالے ترکی اور نفیر رزمی کا شور لشکر باران سے بلند ہوا اور مہرخ کے سمع ہمایون مین جب صدا پہونچی اسنے بھی نقارہ رزم کے بجنے کا حکم دیا طبل جنگ دونون طرف گڑگڑانے لگے ساحر بحر جگانے لگے

اتھیار سیقل ہوتے تھے بھینٹ دیجاتی تھی اگیارہو رہی تھی چار پہر ہی سنگامہ گرم رہا جبکہ ہندوے فلک پوجا کرکے گنبد چرخ سے گیا اور صنم پرست مشرق برجی تھالی ہاتھ مین لیے بتخانہ چرخ مین آیا بمقتضاے ابیات

بربست فلک نقاب انور		بگشود عروس چرخ زیور	
چترشبہ شام سرنگون شد		شب در دم صبحدم زبون شد	

سپاہ ہر دو سو کینہ خواہ صبح کو بڑے کروفر سے میدان قتال مین آکر صف آرا ہوئی قلب لشکر مین مہرخ اور باران دونون سمت جلوہ گر تھے کوس حربی بج رہے تھے غرضکہ بعد ترتیب عرصہ گاہ نبرد ایک ساحر باران کی طرف سے میدان مین نکلکر مبارز طلب ہوا اس طرف سے سرخمو نے نکلکر ایک گولا فولادی مارا کہ اسکے سینے کے پار نکل گیا اسی طرح چند ساحرون کو ملازمان مہرخ نے مارا اسوقت باران کو غصہ آیا اور خود میدان مین آکر بحر پڑھکر طرف فلک کے پھونکا یکایک کوہستان کی طرف سے کالی گھٹا اٹھی اور ابر آکر لشکر مہرخ پر ہر طرف کو محیط ہوا اور تقاطر ہونے لگا جسپر بوندیڑی وہ درخت ہوگیا کوپلین اور ہرے ہرے پتے نکل آئے ساحران نامی نے ہر چند رد سحر پڑھا مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اسوقت ملکہ بہار جادو گلدستہ لے کر آگے بڑھی باران سوچا کہ یہ بحر کریگی تو دیوانہ بنا دیگی پیچھے ہٹکر پاس بہار کے آیا اور خاک قبر جمشید اسکے پاس تھی وہ چھڑک دی بہار بیہوش ہوگئی پھر اسنے بحر پڑھکر دستک دی کہ پانی زور زور برسنے لگا اور سب لشکری بیہوش ہوکر درخت ہوگئے اور بھگدڑ پڑی سب بھاگ گئے یہ نقارہ فتح و ظفر بجاتا ہوا پھرا اور خیال کیا کہ عیار میرے فراق مین ضرور آئینگے اس لحاظ سے لشکر مین نہ رہا قریب طلسم باطن جاکر بزور بحر ایک تالاب بناکر اندر اسکے مقیم ہوا لیکن عیارون نے دور سے جو یہ حال لشکر کا دیکھا تصور کیا کہ رعد و برق محشر کو اب کہان ڈھونڈھین اس سے بہتر ہی کہ چلکر باران کو مارین یہ تہیہ کرکے چلے ادھر سے صبا رفتار آتی تھی سابق مین بیان ہوا تھا کہ اسکو عمرو اور برق بیہوش کرکے اور خود سی کی صورت بنکے واسطے گرفتار کرنے صورت نگار کے گئے تھے الحاصل یہ بندھی تھی جب ہوشیار ہوئی آیند و روند سے کہا مجھے چور باندھ گئے ہین کھولدو ایک شخص نے اسے کھولا یہ وہان سے جو چلی تو اسوقت عیارون کو ملی اور عیار تردد مین تھے ایک طرف چلے گئے لیکن برق نے قریب جاکر کمند ماری صبا رفتار بچکر گری اور گرتے گرتے بیضۂ بیہوشی اسے مارا کہ برق بھی بیہوش ہوکے گرا اور ایک ساعت کے بعد برق ہوشیار ہوا دیکھا صبا رفتار کے گلے مین کمند کا حلقہ بچی ہوگیا ہی یہ دیکھکر لگا کمند کھولنے کہ خلیفہ کی معشوقہ ہی

ایسا نہو مرجاے جب کمند کھولدی صبا رفتار نے کہا ہاے میرا ہاتھ ٹوٹا برق نے گھبراکر چھوڑ دیا وہ جست کرکے نکل گئی برق بھی تدبیر مین قتل کرنے باران کے چلا گیا مگر پہلے عمرو اور ضرغام تالاب پر باران کے پہونچے اور ضرغام بھاگا تھا کہ اسنے ٹھہرکے گرفتار کرلیا سامنے باران کے اندر تالاب کے لایا اُسنے چاہا کہ قتل کردن اسوقت ایک نامہ افراسیاب کا اسکے پاس آیا لکھا تھا کہ اے باران جو لوگ تمنے گرفتار کیے ہین مع مہرخ وغیرہ کے اُنکو کنارے دریاے خون روان کے لیکر آ وہان عمرو انکے چھڑانے کو آئیگا ہم قید کر لینگے اور شیطان خداوند لقا یعنے بختیارک کو طلسم مین بلوا لینگے کہ وہ اگر عمرو کو قتل کرین کس لئے کہ ہم پہلے بھی شیطان کو بلوا چکے ہین اور اُس دفعہ ہمکو ایک خجالت بھی اُسے ہوئی تھی اب ہم چاہتے ہین کہ اُس حجاب کو رفع کردین یہ نامہ جب باران نے پڑھا تالاب سے نکل کر اپنے لشکر مین آیا اور لشکر کو حکم کوچ کرنے کا دیا اور لشکریان مہرخ کو اسی طرح درخت بنائے ہوے چھکڑون پر لاد کر گرد پھرا چوکی مقرر کرکے مع اپنے لشکر کے روانہ ہوا جب کنارے دریاے خون روان کے پہونچا بارگاہ کنارے دریا کے اسٹادکرائی اور قیدیون کو سامنے بارگاہ کے قید کیا یعنے میدان مین چھکڑون سے اتروا کر رکھا اور ضرغام شیر دل کو بھی نہین مین بیہوش کرکے ڈالدیا آپ بارگاہ مین بعشرت تمام بیٹھا لیکن عیار جو اسکی فکر مین چلے تھے جب یہ تالاب سے سہر کے نکل آیا تو عیار بھی اسکے لشکر کے ساتھ دور دور رہین آکر پہونچے ان مین سے جانسوز ایک جادوگر کی ایسی صورت بنکر اسکی بارگاہ مین گیا جیسے ہی اندر بارگاہ کے پہونچا باران نے پہچان کر گرفتار کرلیا اور پھر سے جہان سب مقید تھے وہین اُسے بھی قید کرایا اور ایک عرضی خدمت افراسیاب مین لکھکو بھیجی کہ خداوند نعمت کے بموجب حکم معتبرین قیدیون کو لیکر کنارے دریا کے حاضر ہوا ہی جب یہ عرضی افراسیاب کو پہونچی اُسنے خمار جادو سے کہا ای ملکہ عنایت سامری سے سب باغی قید ہوے لیکن عمرو اور دو تین عیار باقی ہین اور عمرو سر تمھارا مونڈ چکا ہی کہ اُسے تم پہچان کر جہان ملے اور جس طرح ہو سکے گرفتار کرلاؤ کہ تم پیش خداوند ایک بار جب شیطان کو لینے گئین تھین تو ذلیل بھی ہوئین تھین اب اگر عمرو کو لاؤ تو میری اور تمھاری ندامت جاے خمار نے عرض کیا بہت اچھا مین تلاش کرکے لاتی ہون افراسیاب نے اسوقت خمار کی بہن محمود مہرخ چشم سے حکم دیا کہ تم بھی اپنی بہن کے ساتھ جاکر تلاش کرو غرضکہ یہ دونون روانہ ہوئین انکا حال پہلے بیان ہو چکا ہی کہ دونون معشوقہ افراسیاب کی ہین اور بخوف حیرت وصل منظور نہین کرتی ہین فی الجملہ جب یہ روانہ ہوئین تو دو طرف دونون جو یا عمرو کی چلین اور خمار جب دریاے پار اتر کر قریب لشکر باران پہونچی صحرا مین جادوگر بنا ہوا عمرو جاتا تھا اسنے

پہچانا اور پکار کر کہا میان جادوگر مزاج تو اچھا ہی ذرا ٹھہرنا عمرو نے خمار کو آتے دیکھکر اور یہ کلمات سنکر خیال کیا کہ یہ مجھے پہچان گئی اسی وقت گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا خمار ہر سمت ڈھونڈھتی پھری جب خوب تلاش کر چکی تھک کر باران کے خیمے مین آئی اسنے استقبال کیا اور بہت توقیر کرکے مسند عزت پر بٹھایا مستفسر حال ہوا خمار نے اپنے آنے کا سبب اور تلاش عمرو کا باعث بیان کرکے کہا کہ مین اب سحر کرونگی عمرو جہان ہوگا آپ چلا آئیگا مگر ایک چوکی صندل کی منگا دو کہ اسپر بیٹھکر سحر کرون باران نے ملازمون سے اپنے حکم کیا کہ ایک چوکی صندل کی لاؤ اور خمار اٹھکر نہانے دھونے مین مصروف ہوئی مگر عمرو جو گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا تھا آگے جاکر گلیم اوتاری دیکھا کہ ایک چوبدار کسی طرف جاتا ہی اسکے پاس آکر پوچھا میان مرد ہے صاحب کہان جاتے ہو اسنے کہا میری چوکی باران کی ڈیوڑھی پر ہی اس وقت پہرا بدلا کرا اپنے گھر جاتا ہون عمرو نے یہ سنکر ایک پھل اپنی کمر سے نکال کر اسے دیا اور کہا بھائی اس جنگل مین ایسے پھل ہزارون لگے ہین ذرا کھاکر دیکھو ایسے مزے کے ہین کہ کوئی میوہ ایسا نہوگا اسنے یہ تعریف سنکر وہ پھل کھایا اور بیہوش ہوا عمرو نے اسے غار مین ڈال دیا اور اسکے کپڑے لیکر اسی کی صورت بنکر باران کی دگا پر آکر ٹھہرا اسوقت ایک ساحر اندر سے بارگاہ کے نکلا اس سے پوچھا کہیے کچھ فرمایا ہی اسنے کہا میان مرد ہے ایک صندل کی چوکی حضور مانگتے ہین خمار جادو اسپر بیٹھکر سحر پڑھینگی عمرو یہ سنکر خاموش رہا اور وہ ساحر چوکی لیکر آیا جب اندر بارگاہ کے چلا عمرو گلیم اوڑھکر اسکے ساتھ اندر آیا اسوقت خمار نہاکر دھوتی باندھکر اس چوکی پر بیٹھی اور اسباب سحر سازی سامنے رکھکر یعنے آگ دھتورے کے پھل دولے مردے کے تیے گوگل دیپ دھوپ چندن رائی سرون کے دانے نبولے اور کلیجڑیان بھینگے وغیرہ لیکر اگیاری کرکے شراب اور سور کی بھینٹ دیکر منتر پڑھنا شروع کیا عمرو گلیم اوڑھے اسکے پس پشت چوکی پر آبیٹھا وہ منتر تو اسی بات کا تھا کہ عمرو جہان ہو یہان چلا آئے جبکہ عمرو موجود تھا تو وہ کیا تاثیر کرتا کچھ حال عمرو کا معلوم نہوا سحر لے یہی خبر دی کہ عمرو اسی جگہ ہی آخر ناچار ہوکر کہا ای باران عمرو کا کہین پتا نہین لگتا اسنے کہا بھلا وہ ایسا ویسا ہی جو تمھارے سحر سے چلا آئیگا وہ بھی بڑا کامل شخص ہی اسکی تعریف خداوند سامری نے سامری نامہ مین تحریر کی ہی یہان تو یہ باتین ہین مگر وہان چوبدار کو جو عمرو بیہوش کرآیا تھا وہ ہوشیار ہوا لیکن سوچا کہ ابھی مجھپہ وہ حالت طاری ہوئی تھی اور ایسی سنسناہٹ جسم مین اٹھی کہ جیسے جان نکلتی ہی اور کچھ خبر نہ رہی تھی اب شاید مین مرگیا ہون اور بعد مرگ جو سنا کرتے تھے کہ

آدمی زندہ کیا جاتا ہی وہی کیفیت میری ہی مین اصل مین مردہ ہون یہ سوچکر ہاتھ پانون ہلائے گھبراکر اُٹھا اور غار سے باہر نکلا ہر طرف حیران وارد دیکھتا ہوا چلا اور خیال کیا کہ کہین مردہ بھی راہ چلتا ہی یہ سمجھکر لیٹ رہا بعد لمحہ کے اُٹھا کہ ابتو ہوش وحواس درست ہین چلو یہان کب تک لیٹے رہوگے غرض اُٹھکر چلا مگر اسی طرح برہنہ تھا کیونکہ پیرہن عمرو اُتار لے گیا تھا یہانتک کہ جب قریب لشکر یاران ہونچا ایک دوست اُسکا ملا اُسنے کہا ارے بھائی ننگے کیون پھرتے ہو اُسکو وہم ہوا کہ مین کپڑے پہنے تھا جب سے بیہوش ہوا ہون خود بھی اپنے تئین برہنہ پاتا ہون اور یہ بھی مجھے ننگا بتاتا ہی لہذا بیشک مین مرگیا ہون کفن یقین ہی مجھے نہین دیا یونہین ننگا گڑھے مین کسی نے ڈال دیا پس اپنے تئین مردہ سمجھکر دوست کی بات کا کچھ جواب نہ دیا کہ مردے بولتے نہین ہین اس آشنا نے آگے بڑھکر ہاتھ پکڑکر کہا میان جواب نہین دیتے ننگے چلے جاتے ہو اسنے کہا تم مجھے دیکھتے ہو ملاقاتی نے اسکے کہا خوب کیا اندھا بنایا ہی صریحًا تو سامنے ننگے کھڑے ہو چوبدار نے کہا بھائی مین مرگیا ہون تم دوست ہو تمھین کیا ستاؤن ورنہ مار ڈالتا دوست اسکا یہ سنتے ہی خوف ناک ہوکر بھاگا کہ جا بجا طلسم مین ہزارون آدمی روز قتل ہوتے ہین کیا عجب ہی جو یہ بھتنا ہو یہ سمجھکر وہ تو بھاگا اور چوبدار کا وہم زیادہ ہوگیا یقین واثق ہوا کہ مین مردہ ہون حاصل کلام وہان سے بہیئت کذائی اندر بارگاہ یاران کے آیا وہ اس کیفیت سے چوبدار کو دیکھکر بگڑا اور بعضی جادوگر نیان تھین وہ مردہ کو ننگا دیکھکر دوہی اوہی کرکے اُٹھ گئین یاران نے اسے گھڑکا کہ ابے او مسخرے بے ادب یہ کیا ماجرا ہی چوبدار نے کہا پہلے یہ تو فرمائیے کہ مین جیتا ہون کہ مرگیا ہون یاران یہ کلام سُنکر ہنسنے لگا اور حاضرین دربار سارے ہنسی کے لوٹ گئے اور زیادہ تر مسخرہ کرکے اُسکو بنانے لگے یاران نے کہا قوت واہمہ اسکو بڑھ گئی ہی اور حکما کا مقولہ ہی کہ واہمہ خلاق ہوتا ہی اور کابوس پیدا کرتا ہی رفتہ رفتہ نوبت بہ غشی اور صفت لدغ اور لسع کی حاصل ہوتی ہی اور یہ صفت کبھی غم وہم اور کبھی فرط تنعم وسرت اور کبھی عشق وزیادتی سوداویت سے باخلاف حرارت قلب واقع ہوتی ہی فی الجملہ اسکو بسبب غم کے یہ حالت طاری ہی، سکر پر تشفی دلجوئی کی قریب بلاکر حال استفسار کیا کہ تو کس حال مین بسر کرتا ہی اور کوئی سانحہ تازہ تو تجھپر نہین گذرا چوبدار نے عرض کیا کہ ابھی راہ مین ایک شخص ملا تھا اسنے ایک پھل دیا وہ کھاکر مین مرگیا ہون یاران نے کہا ای خمار دیکھو عمرو نے اسے بیہوش کیا تھا اور فرط تشکیک سے یہ کہتا ہی کہ مین مرگیا ہون مگر بڑا تعجب ہی کہ اتنا قریب عمرو تھا اور تمھارے بلانے اور سحر کرنے سے نہ آیا یہ کیسا تمھارا سحر تھا خمار یہ سُنکر محجوب ہوئی مگر یاران نے

چوبدار کو جب جانا کہ شبہہ مین گرفتار ہو واسطے دفع توہم و توحش بیجا حکم دیا کہ لیجاؤ اور اسکی گردن مارو
جلاد با تیغ برہنہ جب سامنے آیا اسوقت چوبدار سوچا اگر مین مردہ ہوتا تو انکے سامنے سے غائب
ہو جاتا یہ مجھے قتل نہ کر سکتے لہذا مین زندہ ہون مفت جان جائیگی چاہیے کہ منت کرون یہ خیال کر کے
منت اور عاجزی کرنے لگا باران نے کہا کیون دیکھا جب اسکو خوف دلایا تو قوت اور اکیہ قوت واہمہ
پر غالب آئی اچھا ہو گیا مصاحب اُسکے تعریف کرنے لگے اور چوبدار کو کچھ انعام دیکر سمجھا دیا کہ مجھے
عیار بیہوش کر گیا تھا وہ یہ سُنکر اچھا ہو گیا اور باہر بارگاہ کے آیا عمرو جو کلیم اوڑھے تھا یہ بھی نکلکر صحرا
مین جاکر ٹھہرا مگر خمار جو ندامت زدہ ہوئی تھی اُسنے سحر کیا کہ دھوان پیدا ہوا اس سے کہا ای دود بگر
جہان عمرو ملے وہان سے پکڑلا دود سحر روانہ ہوا عمرو نے صحرا مین آکر گلیم اتاری تھی کہ دھوان آکر لپٹ
گیا اور بگولہ کی طرح چکر دیتا ہوا لے چلا یہان تک کہ بارگاہ باران مین سامنے خمار کے لایا اسنے کہا
کیون ای عمرو تو نے ہزار دن ساحر ہمارے پیارے سرمونڈا اب کہہ تیرا کیا حال کرون عمرو نے جواب دیا میرا
یہی کام ہی جو روپیہ دے مجھے نوکر رکھے اُسکے ساتھ جانبازی کرون حمزہ میرے مالک نے اس لیے
مجھے بھیجا ہی کہ ساکنان طلسم کو قتل و غارت کرون ابھی تم نوکر رکھ لو تمھارا ویسے ہی حکم بجالاؤن خمار نے
کہا او دزد و مکار تو مجھے دم دیتا ہی تجھے افراسیاب کے سامنے لیے چلتی ہون شیطان خداوند مختار ک
کی دعوت ہی وہ آکر تجھے قتل کرینگے عمرو کے یہ کلام سنکر ہوش اڑ گئے لیکن دل کو مضبوط کر کے کہا او
غیبانی کیا بکتی ہی مین جانتا ہون کہ افراسیاب کی اب قضا مجھے وہان لیے جاتی ہی اور تیرا ایک بار
سر مونڈا تھا اب کی دفعہ ناک کاٹون گا خمار کو ان باتون سے غضب طاری ہوا اور ایک پتھر اُٹھاکر
مارا کہ عمرو بیہوش ہو گیا اسے چادر مین بطور پشتارہ کے باندھ کر کاندھے پر لادا باران سے رخصت ہو کر
روانہ ہوئی اور عیار جو آئے ہوے تھے انھون نے دیکھا کہ ساحرہ پشتارہ لیے جاتی ہی لشکریون سے
حال گرفتاری عمرو سُنکر اسکا تعاقب کیا چنانچہ ضرغام اور جانسوز تو قید ہو چکے ہین صرف
برق فرنگی اور قران باقی ہین یہ دونون چلے لیکن ایک ایک جانب اور دو سرا دوسری سمت
راہ مین برق کو صرصر اور صبا رفتار اور تیز نگاہ خنجر زن عیار بچیان ملین اور سب نے گھیرا
برق لڑنے لگا مگر وہ تین یہ اکیلا صرصر نے بیضۂ بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کر کے باندھا اسوقت
ایک پنجہ چمک کر برق کی طرح گرا اور تینون عیار بچیون کو مع برق کے اُٹھا لے گیا بعد لمحہ کے جو عیار بچیون
نے دیکھا تو ہم صورت نگار کی بارگاہ مین ہین انھون نے سلام کر کے کہا آپ نے ہمین کیون بلایا
ہی صورت نگار نے کہا ای صرصر تو نے میرے ساتھ جانبازی بہت کی تھی اور مجھے عیارون سے بچایا

تھا اُسدن سے مین نے ایک پنجہ بھرکا تیرے ساتھ کردیا تھا کہ جب تجھے عیار گھیرین وہ پنجہ اُٹھا لائے اور دشمن سے بچالے صرصر یہ سنکر گویا ہوئی کہ ملکۂ عالم کی عنایت مین کچھ شک نہین مگر یہلوگ عیار ہین خدا جانے کس فکر مین پھرتے ہین کیا کیا تدبیرین کرتے ہین اگر پنجہ یوہین ہمین لے آیا کرے گا تو کام کا ہیکو ہوگا آپ پنجے کو منع فرمائین کہ اب کبھی ہمین نہ لائے ورنہ ہم لوگری سے درگذرے صورت نگار یہ باتین سنکر شرمندہ ہوئی اور پنجۂ بھر کو انکے ساتھ رہنے سے منع کیا پھر برق فرنگی پر عتاب و خطاب کرکے کچھ بھر پڑھا کہ یکایک ایک ساحر اُڑتا ہوا آیا اُس نے کہا کہ اے ظالم تیرہ روے جادو اس مجرم کو بھی لیجا کر وہین قید کر جہان رعلدا اور برق محشر مقید ہین ظالم بموجب حکم کے برق کو لیکر اُڑا اتفاق سے اسی صحرا سے ہوکر گذرا کہ جہان باران اُترا ہوا تھا اُس مقام پر قران نقارے نے ساحر کو دیکھا کہ برق کو پکڑے اُڑا جاتا ہی قران نے پیچھے بطور خفا اُسکے ساتھ چلا غرضکہ کچھ دور گیا تھا کہ پھر عیار بچیون کو آتے دیکھا خیال کیا کہ اسوقت انسے نہ بولو کیونکہ سب قید ہوگئے ہین ایک تم اکیلے باقی ہو ایسا نہو کہ مقید ہوجاؤ یہ تصور کرکے راہ کترا کے چلا ادھر صرصر نے ساتھ والیون سے کہا قران کبھی ہمکو دیکھکر نہین بھاگا لیکن آج راہ کاٹ کے جاتا ہی لازم ہی کہ ہم بھی خبر نہون یہ کہکر ایک طرف کو چلین مگر قران اُس ساحر کے ساتھ آتے آتے ایک صحراے ہول خیز اور وحشت انگیز مین پہونچا وہان ایک گنبد بنا تھا لیکن بہت وسیع مثل قصر عالیشان کے اس ساحر نے وہان اُترکر کچھ بھر پڑھکر دستک دی کہ گنبد مین ایک کھڑکی پیدا ہوئی اُسمین وہ برق کو لیکر چلا گیا کھڑکی پھر بند ہوگئی قران باہر رہ گیا مگر ایک عیاری سوچکر صورت اپنی سڑی سودائی کی ایسی بنائی کہ لنگوٹی باندھکر جسم غبار آلودہ کرکے مٹی کا ڈھیلا لیکر کھاتا ہوا سامنے گنبد کے آکر چیخنے لگا کہ اس گنبد پر کبوتر بیٹھا ہی مگر ہرن نگل رہا ہی ہرن نگل رہا ہی ہرن کی دم مین اونٹ بیٹھا ہی گھوڑا ہاتھی کھاتا ہی چیل لیے جاتی مچھر پر گدھا سوار ہی لیجیو لو ہی۔ لے ادھر دیکھ واہ رے مردوے خوب ناچتا ہی ایک کان مین سارا مکان ہی سر پر چارپائی کھا چاہی ہوا کی رت بھری موت نے بچے جنے قضا گابھن ہوئی رات نے انڈا دیا دن نے چھپکلی سے جوڑا کھایا یہ صدا جو ساحر نے سنی گھبراکر گنبد سے نکل آیا یہ کون ہی جو داہی تباہی بک رہا ہی آکر جو دیکھا تو ایک مست آدمی ہی قریب آکر کہا ارے تو کیا بکتا ہی بیفائدہ غل مچا رکھا ہی قران بولا آنکھین ہون تو تم دیکھو تم تو اندھے ہو لو یہ ڈھیلا کھا لو آنکھین کھلجائین ظالم سمجھا کہ فقیر مست ہی اسکی دی ہوئی چیز سے انکار نہ چاہیے ڈھیلا لیکر کھایا ظاہر مین وہ مٹی تھی مگر مزا اشٹمائی کا تھا کیونکہ قران نے بفن عیاری ۱۲ ما تھا لہذا وہ سمجھا کہ یہ درویش صاحب کمال ہی سارا ڈھیلا کھا گیا بیہوش ہوکر گرا

قران نے قتل کر ڈالا شور و غوغا بلند ہوا وہ گنبد ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہو گیا قران نے دیکھا کہ رعد و برق محشر و برق فرنگی و الماس پری چہرہ بیہوش پڑے ہین انکے منھ پر پانی چھڑکا سب ہوشیار ہوے اور قران سے کہا آپ کیونکر تشریف لائے اسنے کہا مین نے ظالم تیرہ رو کو مارا اور حال لشکر بھی بیان کیا باران نے آکر سب کو گرفتار کیا ہی سارا لشکر تباہ اور برباد ہو گیا ہی یہ ماجرا سنکر برق محشر نے بغضب تمام کہا کہ جب ہم قید ہوے تو افراسیاب نے باران کو بھیجا کیا ہوا سیانا ہی اور باران بھی اپنے تئین ساحر جانتا ہی سامنے نہ آیا مونڈی کاٹے کو دن لگے ہین قضا آئی ہی ہمارے سبب سے اور ہمارے زور سے باران ہی بھلا اب چلتی ہون دیکھون حرامزادہ کیا کرتا ہی قسم ہی اپنے ایمان کی کہ جاتے ہی گر اسکو نہ مارا تو نام اپنا برق محشر نہ رکھایہ کہکر رعد اور برق محشر دونون چلے الماس پری چہرہ کو بیہوش کر کے قران نے پشتارہ باندھ لیا اور مع برق فرنگی کے واسطے سیر دیکھنے کے لشکر باران کی سمت روانہ ہوے ادھر افراسیاب نے باران کو لکھ بھیجا کہ سب قیدیون کو دریا کے اس پار لے آؤ انھین قتل کرین باران نے کشتیان تیار کین ساحرون کو حکم دیا کہ مجرمون کو سوار کرو اسباب بار کرو حفاظت سے لشکر اترے غرضکہ کنارے دریاے خون روان کے کھڑا انتظام کر رہا ہی ہنوز اتارا کسی کا نہین ہوا ہی کہ برق محشر آ کر پہونچی اور رعد جادوگر جا باران نے دیکھا کہ بجلی چمکتی ہوئی اور رعد گرجتا آتا ہی مارے خوف کے بھاگا مگر رعد فوراً زمین مین غرق ہو کر قریب اسکے نکلا اور اس طرح چنچاک کہ بیہوش ہو کر گرا برق محشر جاک کر گری دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اتر گئی ہنگامہ رستخیز آسا بلند ہوا شور و غل اور تاریکی اسکے مرنے سے پیدا ہوئی اور سرداران صبح اور بہار وغیرہ جو درخت ہو گئے تھے بحالت اصلی ہو کر سب ہوشیار ہوے اور اسباب بھر تو پاس ہی تھا یعنے میدان جنگاہ سے گرفتار ہوے تھے سب لشکر باران پر گرے بہار نے گلدستہ مارا کہ عالم بہار پیدا ہوا صبح کے درخت سرسبز و شاداب ہوے چمنہاے طولانی پر از ریاحین و لالہ ارغوانی ہر سمت ظاہر تھے طائرون کا شاخہاے شجر پر ہجوم نغمہ سرائی کی دھوم ہا دہباری کی چال مستانہ طاؤسون کی روش معشوقانہ گلہاے رنگارنگ کی بہار لب غنچہ سے یہ نغمہ طرب اظہار غزل

باغ مین آمد بہار ہی آج		چشم نرگس کو انتظار ہی آج	
پا بہ زنجیر موج آب ہے کیون		باغ مین سرو جوئبار ہی آج	
آئیگا کیا کوئی صنوبر قد		تمرہون کا مگر شکار ہی آج	

نگہت گل ہوئی ہی مژدہ رسان	مرکب باد پر سوار ہی آج
مین نے پوچھا صبا سے باغ مین کیون	ابر نیسان گہر نثار ہی آج
کہا باد صبا نے اے نادان	سینۂ دشمنان نگار ہی آج

ساحر لشکر باران کے دیوانے ہوے اور بحر کرنا بھولے آپس مین تیغ اور تبر ناریل وغیرہ پڑنے لگے مہرخ نے گولے فولادی مارے نافرمان نے پیکان تیر برسائے دم بھر مین دریاے خون کنارے دیا خونروان کے جاری ہوا لاش پر لاش اور مردے پر مردہ گرا شمشیر بحر نے ہزارون کو بچان کیا خاک وخون مین غلطان کیا ایک آفت عظیم برپا ہوئی سوت نے کسی کو نجات نہ دی نظم

چنین رفت روشن گر این رقم	ز آئینہ سینہ ام گرد غم
کہ مہرخ روان شد چون آتش زیاد	عنان داد بر رخش صرصر نژاد
چو شیر گرسنہ پی میش رفت	سپاہ ستم پیشہ از خویش رفت
بخون تیغش از بسکہ آلودہ بود	بعینہ ہلال از شفق مے نمود
بہر سو کہ شبرنگ راتاختے	یلان را ز زین سرنگون ساختے
عقاب اجل بال و پر باز کرد	ز تن مرغ جان عزم پرواز کرد
ز بس تیر جست از کمان آسمان	شد از انجم زخمہا خونفشان
زمین شد ز خون قلزم موج خیز	چو قلزم زدی موجہ اش تیغ تیز
ز سینے کجا لحبہ مے نمود	اگر بود خون بود و جامی نمود

ایک تن بھی انمین سے زندہ نہ چھوڑا لیکن کنارہ دریاے بحر کا تھا اس طرف ساحران نامی اور محافظ دربار رہتے ہین انکے خوف سے قتل وغارت کرکے بہت جلد اپنے فرودگاہ کیجانب مراجعت فرمائی سواے عمرو کے اور سب عیار رہا ہوکر ہمراہ چلے عمرو کو خمار پکڑ لیگئی ہی حال انکا مذکور ہوگا لیکن یہ سب جو چلے قتل وقتال کرنے مین ہنگام شب ہوگیا یعنے ماہ منیر لشکر ستارون کا لے کر میدان فلک مین آپہونچا اور نیر اعظم خوف سے روپوش ہوگیا اس وقت مہرخ دس بارہ کوس آچکی تھی کہ راہ بھول گئی یہ مکان سب طلسم باطن کے معلوم دیتے ہین ایسا نہو کہ یہان گرفتار ہوجائین اور طلسم باطن مین قید ہوے تو چھوٹنا دشوار ہوگا بہار نے کہا سچ کہتی ہو جلدی چلو غرضکہ بزور بحر وہ راہ چھوڑکر دست راست کو چلے اور دس کوس نکل گئے وہان دیکھا کہ قصر عظیم الشان نہایت پرتکلف بنا ہی پردے مخمل کاشانی کے سبز وسرخ وزرد پڑے ہین دروازے صندل کے

لگے ہین سائبان زربفتی تمامی کے کھنچے ہین موتیون کی جھالر لگی ہی نگیرے کی بڑی تیاری ہی سنہرے روپہلے آفتابے جواہر نگار ہین نہایت طرحدار ہین شیشہ آلات فانوس اور مرزنگ اور جھاڑ اور کنول بلورین رنگ برنگ کے اپنے اپنے مقام پر آراستہ ہین کوسون تک سامنے مکان کے کاسہاے بلور بالوان مختلف پیراستہ ہین ان مین مجمر پھولون کے لگے ہین گل لالہ ونرگس ویاسمن ونافرمان کھلے ہین گرد کوہستان ہی بیچ مین یہ مکان ہی پہاڑون کی دانگ پر طاؤس دلدرو بسروش مستانہ خرامان ہین ہر سمت چشمہاے آب روان ہین جامے دلکش دبر بہار ہی چادرین چھولتی ہین

بالی کوہ سے آبشار ہی کیفیات

عمارت کی خوبی دردن کی وہ شان
چقین اور پردے بندھے زرنگار
کوئی دور سے در پہ اٹکا ہوا
وہ مقیش کی ڈوریان سربسر
چقون کا تاشا تھا آنکھون کا جال
وہ مخمل کا فرش اسمین ستھرا بچھا
رہین تکیے اسمین روشن مدام
مغرق زمین پر تمامی کا فرش
زمین کا طبق آسمان کا طبق
در و بام سارے تھے وانکے سفید
زمین نور کی آسمان نور کا

گئے جس مین زربفت کے سائبان
دردن پر کھڑی دست بستہ جار
کوئی رہ پہ خوبی سے لٹکا ہوا
کہ مہ کا بنا جس مین تار نظر
نگہ کو وہان سے گذرنا محال
بڑھے جس سے پاے ہوس کی بنا
معطر شب و روز جس سے مشام
چمک جسکی لے فرش سے تا بعرش
سنہرے روپہلے ہون جیسے ورق
ہر اک طاق محراب صبح امید
جدھر دیکھیے ادھر سمان نور کا

سب اس مقام دلکش اور بہار مین بفرحت خاطر ٹھہرے کہ ایک سمت سے صدا آئی اے ساحرہ کہان پھر رہی ہو یہ مقام شہنشاہ طلسم کے رہنے اور سیر کا ہی لازم ہی کہ کسی گوشے مین رہکر شب بسر کرو صرخ نے برق محشر سے کہا خدا جانے یہ کیسا مکان ہی اور کسکی آواز ہی ہمنے تمام عمر یہ جگہ نہین دیکھی یہ جانتے ہین کہ آج طلسم مین پھنس گئے جہانتک ہو سکے راہ فرار اختیار کرین یہ کہکر بزور سحر سناٹا مار کر اٹھے اور بائین طرف بارہ کوس تک چلے گئے لیکن جہان تک گئے ویسے ہی مکانات اور کوہستان لالہ زار وغیرہ نظر آیا جب تین منزل گئے اور وہی سامان دیکھا ناچار تھک کر ایک مقام پر ٹھہرے اور بہار نے صرخ سے کہا بہن آج کی رات یہین اتروون کو راستہ دریافت کر کے چلین گے اب

ایسے ہم بھی حلوا نہین ہین جو کوئی نگل جائے گا جو خدا چاہیگا وہ ہوگا یہ باتین کر رہے تھے کہ ایک ساحر سامنے سے ظاہر ہوا اور بولا کہ ای ملکہ مین تم سبکو پہچان گیا ہون جو تم افراسیاب سے پھر گئین یہان آرام کرو صبح کو چلی جانا مجھے کچھ تم سے عداوت نہین ہی مہرخ نے پوچھا کہ یہان کچھ کھانے کو بھی ملسکتا ہی اُسنے کہا ہان سب کچھ حاضر ہی یہ کہکر چلا گیا بعد لمحہ کے خوان کھانے کے اور گلابیان شراب سرجوش کی لیکر آیا مہرخ اور بہار وغیرہ نے بہار کے تختہ ہاے سنگ پر فرش بچھوایا اور بیٹھکر کھانا کھایا شراب پی اس ساحر سے پوچھا کہ یہ کونسا مقام ہی اور آپ کون ہین اسنے جواب دیا کہ یہ کوہ چینی مقام سیرگاہ شہنشاہ جادوان افراسیاب کا ہی اور منزلہا منزل تک طلسم ظاہر ہے تا طلسم باطن اسی طرح کی آرایش و زیبایش سے آراستہ ہی اور دریاے خونروان پہاڑ کے درے سے ہوکر بہا ہی تم جس جگہ بیٹھی ہو یہ ابھی طلسم ظاہر ہی اور مین اسی حوالی مین رہتا ہون نام میرا گہربار جادو ہی الغرض تا دیر وہ ساحر بیٹھا رہا پھر رخصت ہوکر اپنے گھر گیا اور اپنی ماں صدف جادو سے سارا ماجرا مہرخ کے آنے کا بیان کیا اسنے کہا ای فرزند تو ان سب کو یہان نہ ٹھہرنے دے ایسا نہو کہ افراسیاب سُنے کہ ہمارے حریف کو اپنے گھر مین جگہ دی اس باعث سے غضب مین گرفتار کرلے بیٹے نے اُسکے کہا وہ آپ سب صبح کو چلے جائین گے ہمکو انسے کیا کام ہی اور افراسیاب سے کون کہے گا اور اُسکی خاموش ہو رہی لیکن مخفی اسنے ایک نامہ حیرت کو مشعر بحالات اسجگہ سے لکھکر تیلے کے ہاتھ بھیجا حیرت اس مضمون سے آگاہ ہوئی زمرد جادو وزیرزادی سے کہا باران شاید مارا گیا لیکن شہنشاہ صاحب اقبال ہین کہ مہرخ وغیرہ سب جتنے ہین کوہ چینی پر بیٹھے ہین بھلا وہان سے کہان جائینگے زمرد اور یاقوت نے کہا بلا سے افراسیاب نے سحر سے حکم دیا ہوگا وہ سب کو گھیر کر لے گیا ہوگا غرض نامہ لیکر حیرت طاؤس پر سوار ہوئی اور پاس افراسیاب کے گئی وہان پہونچکر پہلوے شاہ مین بیٹھکر نامہ صدف پیش کیا شاہ ساحران نے پڑھکر کہا مجھے بھی تیلون نے سحر کے خبر دی ہی کہ باران مارا گیا اور قیدی چھوٹ گئے مگر اب معلوم ہوا کہ کوہ چینی پر ہین خیر مین گرفتار کراتا ہون اور سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر سیاہ فام بدہیئت زشت انجام حاضر ہوا اُسنے حکم دیا کہ ای کامل جادو سب باغی کوہ چینی پر ہین انھین گرفتار کرلا وہ ساحر سب حسب الحکم روانہ ہوے پھر دوسرے ساحر صندل جادو سے حکم دیا کہ پانچون عیار بچیون سے جاکر کہدے کہ سمت کوہ چینی جاکر حفاظت کامل کی کرین صندل نے جاکر عیار بچیون سے حکم سُنایا یہ بھی روانہ ہوئین ادھر حیرت سے کہا اب ہم چاہ زمرد پر میلا

کرکے سب کو غارت کرینگے لہذا تم بھی لشکر مین جاؤ اور ہمارے حکم کا انتظار کرو حیرت بھی رخصت ہوکر لشکر مین آئی اور کامل جاکر برابر کوہ چینی کے پہونچا اور ایک نعرہ مارا کہ باشیدائے نکحرام اب کہان بچکر جاؤگے اور ناریل سحر پڑھکر مارا کہ وہ پھٹا چالیس پتلے اسمین سے نکلکر پکارے کہ ای خیرہ سر ان قصنا تمھاری یہان لائی ہی بہار نے سحر پڑھکر جواب دیا کہ خیرہ سر تم کسے کہتے ہو ہم بندے سامری وزردشت وجمشید کے ہین اور تابعدار افراسیاب کے ہین کامل نے کہا تم نکحرام ہو اگر تابعدار ہوتے یہ غضب تمپر نہ آتا اور پتلون سے اشارہ کیا انھون نے گھیر لیا اور اسنے دوسرا ناریل مارا مہرخ اور بہار وغیرہ نصف جسم سے زمین مین غرق ہوگئین ہر چند رد سحر پڑھا مگر موثر نہ ہوا پتلون نے ایک زنجیر مین سب کو باندھ لیا اور لیکر چلے برق محشر اور رعد جادو سب سے الگ ایک چشمے کے کنارے سوتے تھے یہ قید ہونے سے محفوظ تھے دفعۃً انکی آنکھ جو کھلی وہان سے اٹھکر آئے دیکھا کہ جہان سب اترے تھے اب ہان کوئی نہین یہ اڑکر روانہ ہوے راہ مین دیکھا کہ سب ایک زنجیر مین بندھے ہین اور ایک ساحر گرفتار کیے لیے جاتا ہی یہ دیکھکر رعد زمین مین غرق ہوکر قریب کامل کے نکلا وہ تو غافل تھا اسنے اس زور سے چیخ ماری کہ بیہوش ہوکر گرا اوپر سے برق محشر جو چمک کر گری وہ پرکالے کرتی ہوئی زمین مین اتر گئی غلغلہ بلند ہوا کہ کشتی مرا نام من کامل جادو بوچالیسون پتلے اسکے سحر کے غارت ہوگئے زنجیر کھل گئی سب چھوٹ گئے اور اپنے لشکر کی سمت چلے اس ہنگام مین گریبان سحر چاک ہوا اور نیر جہانتاب نے روے روشن اپنا دکھایا سب کو راستہ نظر آیا ساحر ایک جا جمع ہوکر چلے مگر عیار متفرق ہوگئے کہ جو کوئی آفت آئیگی تو ہی اعانت کرینگے الحاصل جب یہ روانہ ہوے افراسیاب کو پتلیون نے سحر کی خبر دی کامل مارا گیا اسنے اسی وقت برق چشمک زن کو بلایا اور حکم کیا کہ جاکر ایک نکحرام کو زندہ نہ رکھنا سب کے سر کاٹ کر لانا اگر اسکے خلاف کریگی تو سزا دونگا برق چشمک زن اڑی اور بغضب تمام روانہ ہوئی لیکن عیار بچیان جو چلی تھین انھون نے راہ مین مہرخ وغیرہ کو دیکھا جلدی صورت مثل عیارون کے بناکر پاس بہار وغیرہ کے آئین باتین کرتی ہوئی چلین لیکن بیہوشی کا سفوف آنکھ بچاکر اڑاتی جاتی تھین راہ کا غبار بیہوشی آمیز اور گرد ہر ایک کے منھ پر جو پڑی سب چھینک مار کر بیہوش ہوے عیار بچیون نے چادرین عیاری کی بچھاکر دو دو تین تین آدمیون کو اپنے زور وقوت کے موافق باندھا اور لادکر لے چلین باقی ماندہ کو کھینچکر صحرا کی جھاڑیون مین چھپا دیا کہ پھر آکر لیجائینگے غرضکہ جب یہ لے گئین اسوقت برق چشمک زن وہان آکر پہونچی جو پتا

کہ افراسیاب نے اُسے دیا تھا اس جگہ پر کسی کو نپایا از بسکہ بفرط غیظ وہان سے آئی تھی ایک کوہ پر جو گری اُسکو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اُس پہاڑ کے قریب کہین برق فرنگی عیار موجود تھا اُسنے دیکھا کہ ایک جادوگرنی جسکے بائون کی ایک لٹ سنہری اور ایک روپہلی ہی بجلی بنکر اُس پہاڑ پر گری ہی اسی وقت اُسکے قتل پر آمادہ ہوکر ساحر کی صورت بنکر بت کہنی سے تا بشانے باندھکر جھولا گلے مین ڈالکر یاران سیاہ مقولے کے بناکر جسم مین لپیٹ کر سامنے اُسکے جاکر پکارا ای ملکہ خیر تو ہی یہ کیا غصہ ہی برق چشمک زن نے اُسکو ساحر سمجھکر سارا حال بیان کیا اور کہا مین مجبور ہون شہنشاہ سے کہ دنگی کہ مہر خ وغیرہ نکل گئین اگر فرمایئے تو لشکر سے اُنکے جاکر گرفتار کرلاؤن برق فرنگی نے کہا ای ملکہ تم ایسی ہی ہو لیکن دور سے آئی ہو ذرا ٹھہر کر دم لے لو اور میرے پاس کچھ میوہ ہو حکم ہو تو حاضر کرون نوش فرمایئے برق چشمک زن نے کچھ سوچکر کہا کیا مضائقہ ہی لاؤ ہم تم ایک ہین پرہیز کیا ہی برق فرنگی نے گری بادام کی اور کشمش پستے وغیرہ بیہوشی آمیز جھولی سے نکالکر سامنے رکھے برق چشمک زن نے وہ میوہ بغور دیکھا سحر نے خبر دی کہ یہ بیہوشی آمیز ہی اور زہر آلودہ ہی کھانا نہ چاہیے یہ معلوم کرکے برق فرنگی کو از روے غصہ پنجے مین داب کر اڑ گئی اور سامنے افراسیاب کے باغ سیب مین لاکر پہونچایا کہا اور تو کوئی نہین ملا یہ عیار حاضر ہوا افراسیاب سمجھا کہ اسنے نزاکت اور امیری کو کام فرماکر سب باغیون کو تلاش نہین کیا ورنہ نہ لٹنا کیا تھا وہ سب تو راہ مین تھے کیا اتنے عرصے مین کہ یہ دونون پہونچی نہین وہ سب اپنے لشکر مین پہونچ گئے یہ سوچکر بغبھتہ گویا ہوا کہ مالزادی فیحبہ مین نے تجھے کب حکم دیا تھا کہ تو صرف ایک عیار کو پکڑ لائی اور اپنی خالاؤن کو تلاش نہ کرے گی چل دور ہو میرے سامنے سے اور اس عیار کو حیرت پاس پہونچا دے برق چشمک زن یہ عتاب دیکھکر ڈری اور برق فرنگی کو لیکر پاس حیرت کے آئی اُسنے خاطر کی کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا کیونکر آئی یہ بیان کیا چاہتی تھی کہ ایک ساحر نے آکر عرض کیا کہ عیار بچیان بشمارے لا دے آئی ہین حیرت نے زمرد سے کہا جاکر صرصر کے خیمے سے خبر تو لا کہ کس کو لائی ہین زمرد گئی اور جاکر خبر لائی کہ مہرخ کو مع اسکے سرداروں کے گرفتار کرکے لائی ہی یہ کیفیت برق چشمک زن سنکر حیرت سے عرض رسا ہوئی کہ شہنشاہ مجھ سے بسبب نہ گرفتار کرنے باغیون کے خفا ہین اسوقت صرصر سے ان قیدیون کو اگر دلا دیجیے تو مین پاس شہنشاہ کے لیجاؤن اور خطا اپنی معاف کراکر سب کو اُنکے سامنے قتل کرون حیرت نے کہا لیجاؤ کیا مضائقہ ہی برق چشمک زن وہان سے اُٹھکر صرصر کے خیمے مین آئی اور کہا لاؤ مجرمون کو مجھے دو کہ پاس شاہ طلسم کے لیجاؤن صرصر نے کہا کیا خوب تمھاری

تو وہ غل ہوئی جان دین بی فاختہ اور کوے میوے کھائین تم کون گنہگار دن کی لیجانے والی ہم آپ
لیجائین گے برق چشمک زن ایسی باتون سے بہت خفا ہوئی اور گالیان دینے لگی صرصر نے صبار فتار
سے اشارہ کیا کہ لینا اسکو صبار فتار نے ایک بھینٹ بیہوشی مارا کہ یہ دھم سے آہی صرصر پشتارہ باندھکر
سامنے حیرت کے لائی اور کیفیت واقعہ سے مطلع کیا صرصر پر حیرت خفا ہوئی کہ اب تیری یہ مجال
ہی کہ شہزادیون کو طلسم کی ذلیل کرتی ہی جلد اسے ہوشیار کر صرصر نے اسکو ہوشیار کیا برق چشمک زن
ہوشیار ہوکر پکاری کہ ارے ادھر صرصر بھی چمک کر گرتی ہون دو ٹکڑے تیرے ہوتے ہین حیرت نے کہا ہان
ہان بی بی حق بجانب ہی آن عیارنیون کے کہ سر پنا ہتھیلی پر لیے پھرتی ہین برق چشمک زن
نے جواب دیا کہ تخت پر جو بیٹھی ہو تو سیاہ چادر آنکھون کے آگے پڑگئی ہی اپنے اپنے دن سب بھول جاتے
ہین یہ دربار ٹھہرنے کا مقام نہین ہی یہ کہکر اڑکر روانہ ہوئی اور بحر اپنا چلتے وقت برق فرنگی پر سے
دفع کرتی گئی اور کہا کہ ای صرصر شہنشاہ سے تیرے حال کی خبر کرکے دیکھ تو کس طرح پیش آتی ہون صرصر
یہ کلام سنکر خوف ناک ہوئی اور حیرت کے قدم پر گری اسنے سر اٹھاکر سینے سے لگایا اور کہا تو گھبرا نہین میرے
سر کے ساتھ تیرا سر ہی یہ کہکر برق فرنگی کی طرف مخاطب ہوئی کہ بتلا اب تیرا کیا حال کرون برق فرنگی نے
نے دیکھا کہ جسم تیرا ہلکا ہی اسوقت تو مسحور نہین معلوم دیتا ہی یہ سمجھکر کہنے لگا کہ ای ملکہ ہم یہان کیا آئے
دو چار کی قضا آئی زمرد نے کہا ہو کیا بکتا ہی شامتین آئی ہین برق فرنگی نے کہا ہم سچ کہتے ہین جہان
ہمارے قدم آئے دس بیس کا سکاٹ لیا پانچ چار کو لوٹا اور چلے گئے حیرت کو غصہ آیا اور تریچ اٹھاکر
چاہا مارے برق جست کرکے اور ایک دھول صرصر کے لگاکر بھاگا صرصر پیچھے دوڑی غلغلہ ہوا کہ
لینا جانے نہ پائے برق جو بارگاہ سے باہر نکلا یہ بھی کہتا چلا ارے یارو بھاگو لشکر حریف آگیا یہ ہنگامہ
سنکر لشکر مین بھگدر پڑی دکانین بند ہونے لگین صراف روپے پیسون پر اوندھے پڑگئے کہ پہلے ہمین
کوئی قتل کرے پھر روپیہ لے عورتین اپنے مردون سے لپٹ گئین کہ صاحب خدا کے لیے خیمون سے
نہ نکلنا مردکہ رہے ہین اجی جو یہان آئیگا تو ہم لڑینگے وہان جاکر کیا کرینگے غرض ایک تلاطم ہوگیا
برق بھاگا ہوا صحرا مین جو آیا صرصر نے آگھیرا نیچہ چلنے لگا برق نے ایک نیچہ پٹ کرکے کہ ہاتھ آستانی
کاٹنے لگایا ہتکٹی کی چوٹ پڑی ہاتھ سے انگوٹھیان اتر کے گر پڑین برق نے پھر کمند ماری
صرصر انگوٹھیان جھک کر اٹھاتی تھی کہ کمند مین پھنسی مگر اسوقت حیرت پنجہ بنکر یہان آئی اور صرصر
کو گرفتار ہوتے دیکھکر چمک کر گری گھبراہٹ ایسی تھی کہ برق جو بھاگا اسکا تعاقب نہ کیا صرصر
کو پکڑ لیگئی لیکن لشکر مین نہ لائی دریاے خونروان کے اس پار لیگئی برق نے آکر انگوٹھیان صرصر

کی اٹھالین اور ساحر بنکر دریا کے پار یہ بھی چلا جب پل پر زاد ان پر پہونچا دریا سے بسبب انگشتری صرصر کے راہ دی لیکن ایک نگہبان دیو برق کے پیچھے دوڑا کہ اے عیار وہ انگشتری دیدے جو شہنشاہ نے صرصر کو عطا فرمائی ہی نہین مین تجھے مار ڈالونگا برق نے ایک انگشتری کہ جسکے نگینے پر نام افراسیاب کا کندہ تھا اُتار کر پھینک دی اب جو چلا دریا سے شعلے آگ کے نکلنے لگے اور غلغلہ ہوا راستہ بند ہو گیا برق وہان سے پھرا کہ اب چلکر سردارون کو چھڑاؤن سن تو چکا ہی کہ صرصر گرفتار کر کے لائی بس صورت اپنی صرصر کی ایسی بنائی اور اُسکے خیمے مین گیا وہان پشارے لیے صبا رفتار بیٹھی تھی اسنے دیکھا کہ صرصر پانی پسینے مین غرق آئی ہی نیچے مین دندانے پڑے ہین بھول سپر کے گر گئے ہین اسنے یہ ہیئت دیکھکر پوچھا اے شہزادی کیا کیفیت گذری اُسنے کہا یہ غلغلہ تمنے نہین سنا برق فرنگی سے خوب شمشیر زنی تجھے ہوئی اب لاؤان مجرمون کو پاس حیرت کے لیجاؤن یہ کہکر پشارے کھولکر فیتلہ دفع بیہوشی سب کو دیدیا مہرخ اور بہار وغیرہ جو ہوشیار ہوے صبا رفتار انھین دیکھکر بھاگی اور یہ دس پانچ سردار جو ہوشیار ہوے سب حال سنکر نایخ ترنج پکڑ کر لشکر حیرت پر گرے اسوقت وہ لوگ جنھین عیار بچیان بیہوش کر کے جھاڑیون مین ڈال آئی تھین وہ ہوشیار ہوکر روانہ ہوے اور فوراً آکر یہان پہونچے مہرخ کو مصروف جنگ دیکھ کر ترسول نیمسول حربہاے سحر لیکر حملہ آور ہوے یہ لوگ تو پہلے ہی سے ڈرے ہوے تھے اور سن رہے تھے کہ لشکر حریف آیا ہی اس لڑائی مین گھبرا کر بھاگے مگر بہادر اور ساحران نامی ملازم افراسیاب سینہ سپر کر کے لڑنے لگے شمشیر اک سمت سے بجلی بنکر گرنے لگی اور جوے خون جاری ہوا سر حباب آسا اُسمین بہتے تھے دھڑ غوطے کھاتے تھے کہین آگ برستی تھی کہین ہیر غل مچاتے تھے رعد زمین سے نکلکر چنگھاڑ مارتا تھا برق محشر چمک چمک کر گرتی تھی آفت عظیم اور ہنگامۂ رستخیز گرم تھا تلوار کی آنچ مین گیلا سوکھا سب جلتا تھا اپنا پرایا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا نظم

برآمد بمرکب ہز برتریان	علم گشت رایات نصرت نشان
زآواز طبل و فغان جرس	جہان را گرہ شد گلو در نفس
بہ جنبید لشکر چو در مازباد	بآئین کہین پروران از عناد
چو رعد خروشان سپہ بید ریغ	ہمی زد بگشت علد برق تیغ
دلیران زدشمن چو پرداختند	بغارت گری دست افراختند
غنیمت گرفتند گردان بسے	غنی گشت از سیم و زر ہر کسے

بیشتر جو لشکر تباہ ہوگیا تھا اور شعاب وجبال مین متواری ہوا تھا یہ ہنگامہ سُنکر آنے لگا آخر لشکر حیرت شکست کھاکر پیچھے ہٹ گیا اور مہرخ کا جو خیمہ وخرگاہ پہلے جنگ باران مین غارت ہوگیا تھا اور قبضہ لشکریان حیرت مین تھا وہ لوٹ کر اور حاصل کرکے اپنے مقام فرودگاہ پر آئی بارگاہِ فلک پایگاہ نصب ہوئی بازارین آراستہ ہوئین دوکانین کھلین طلایہ پھرنے لگا انتظام ہونے لگا سرداران عالی تبار داخل بارگاہ ہوے مہرخ سریر جہانبانی پر بصد فر وتمکین جلوہ فرما ہوئی دربار گرم ہوا جشن کی تیاری ہوئی رقاص پریچہرہ آکر رقص کرنے لگے ساقی حور رخسار جام بادۂ گلنار لیکر میکشون کو مسرور اور مخمور کرنے لگے سب عیار بھی عمرو کے سوا بارگاہ مین آئے مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت فرمائے اور عمرو کے لیے دست بدعا ہوے کہ وہ بھی اس پروردگار پنجہ خمار جادو سے جلد رہائی پائین اُسوقت برق فرنگی نے کہا مجھے انگوٹھیان صرصر کی ملی تھین اُسمین ایک انگوٹھی ایسی تھی کہ دریاے سحر نے راستہ دیا تھا لیکن مین اس پار اس سبب سے نہ گیا کہ آپ لوگون کو چھڑانا منظور تھا لہذا اب واسطے چھڑانے کے جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور عیار بھی واسطے تلاش کے روانہ ہوے مگر وہان حیرت جو صرصر کو لیکر پار دریا کے گئی ایک جگہ ٹھہری اور کہا اے صرصر اسوقت مین ایسی گھبرائی کہ عوض گرفتار کرنے برق کے مجھے گرفتار کرلائی غرض مین پاس شہنشاہ کے جاتی ہون ایسا نہو کہ جاکر برق چشمک زن کچھ آتش افروزی کرے اب تم لشکر کی طرف جاؤ صرصر وہان سے سمت لشکر چلی و حیرت پاس افراسیاب کے آئی یہان آکر دیکھا کہ برق چشمک زن نہین آئی معلوم ہوا کہ اپنے ملک کو گئی اُسنے سارا ماجرا افراسیاب سے صرصر اور برق چشمک زن کی لڑائی کا بیان کیا افراسیاب نے کہا مجھے سب کیفیت چلیے ہی سے بزور سحر معلوم ہوای حیرت جب ادبار آتا ہی یہی کیفیت ہوتی ہی آپس مین نفاق ہوتا ہی بھی اُلٹی ہوجاتی ہی بھلا مین تم سے کہتا ہون اگر برق چشمک زن سب کو مانگتی تھی اسمین کیا حرج تھا اب اچھا ہوا کہ تم تو ادھر آئین وہان برق فرنگی نے سب کو ہوشیار کردیا اُن باغیون نے سارا تمھارا لشکر لوٹ لیا اور بعشرت اسی طرح سے جیسے قبل مین تھے اپنے لشکر مین بیٹھے ہین دیکھو قیدی جدا چھوٹ گئے اور برق چشمک زن علیحدہ رنجیدہ ہوکر چلی گئی لشکری تمھارے علیحدہ قتل وغارت ہوے یہ بی صرصر کی ذراسی رسوخیت جتانے سے خرابیان ہوئین اور تم کیسی منتظم تھین کہ عیار کے کہنے سے آفت برپا ہونے کا خیال نہ کیا اگر ہمارے ملازم نمک حلال ہوتے تو یہ سوچتے کہ جیسے ہم مجرمون کو لے گئے ویسے اگر کوئی دوسرا لیجائے گا تو کیا حرج ہی غرض ان حریفون کو قتل کرڈالنے سے ہی جسطرح ہو ہلاک ہوجائین بس یہ خیال کسی کو نہین اب تم جاؤ لشکر بھاگا ہوا پھر جمع کرو مین انتظار مین

ہون کہ خمار اور مخمور گرفتار کرنے عمرو کو گئی ہین وہ آلین اور مین شیطان خداوند کو بلا کر عمرو کو قتل کرلون اور دون کی بھی فکر کرون کس لیے کہ سب سے زیادہ سرکش عمرو ہی ہی حیرت ایسے کلمات سنکر محجوب ہوئی اور حال تباہی لشکر سنکر بہت جلد وہان سے روانہ ہوکر اپنے لشکر مین آئی اور بھاگی ہوئی فوج کو منادی کرا کر پھر جمع کیا بارگاہ استاد کرائی بازار کھلی واسطے رفع ندامت کے حکم رقص سرد دیا یہان بھی تاج ہونے لگا مگر حال صرصر سُنیے کہ دریا سے اتر کر سوچتی چلی کہ لشکر موج مین چلکر صورت کسی عیار کی بنکر عیاری کرون کیونکہ برق فرنگی جو رہا ہو گیا ہی اسنے ضرور بالضرور اپنے سردارون کو چھڑایا ہوگا الحاصل ایسے خیالات کرکے صورت اپنی اسنے عمرو کی ایسی بنائی تھوڑی دور گئی تھی کہ چند ساحر ایک جگہ بیٹھے تھے انھون نے اُسے دیکھکر جانا کہ کوئی عیار لشکر حریف کا ہی یہ جانکر بحر پڑھکر صرصر شمشیر زن کو گرفتار کرلیا ہر چند اُسنے کہا کہ مین عیار نہین ہون صرصر میرا نام ہی ملازم شاہ طلسم ہون لیکن ساحرون نے نہ مانا اور چاہا سر کاٹ لین مگر برق فرنگی تلاش عمرو مین جو چلا تھا اِدھر آنکلا دیکھا کہ ساحر ایک عیار کو قتل کیا چاہتا ہی قریب آکر دیکھا تو عمرو کی صورت نظر آئی مگر بغور دیکھکر پہچانا کہ صرصر ہی دل سے کہا اسکو بھی چھڑا دینا چاہیئے اُستاد کی منظور نظر ہی غرض صورت اپنی ساحر کی ایسی بنا کر پکارا بھائی تمنے بڑا کام کیا جو اس مکار کو گرفتار کیا جلد اسکا سر کاٹ لو صرصر حیران ہوئی کہ یہ دوسرا دشمن کون پیدا ہوا مگر برق قریب آیا اور کہا اسکی بوٹیان کاٹ کر کھاؤنگا اسنے ہزار دن ساحر قتل کیے ہین میرا اسکا بنانا چاہیئے بڑے کام آئیگا یہ کہتا ہوا صرصر کے نزدیک آکر چپکے سے کہا اُستانی کہو تو بچالون منہ برق فرنگی سوقت صرصر گویا ہوئی کہ موے اُستانی کیے کہتا ہی اور احسان کیا جتاتا ہی اگر مین کہدیتی ہون کہ یہ بھی میرے ساتھ کا عیار ہی تو ابھی مارا جاتا ہی برق اسکے اس کلام سے گھبرایا کہ واہ احسان فراموشی دیکھیے اور الٹے دھمکاتی ہی مگر بسبب معشوقہ ہونے اُستاد کے چھڑانا اسکا منظور تھا اُس ساحر کے پاس جاکر باتون مین لگا کر بیخبر بیہوشی مارا اور بیہوش کرکے سر کاٹ ڈالا غلغلہ گیر و دار بلند ہوا صرصر چھوٹ کر بھاگی برق نے پکار کر کہا اپنے ماتھے پر کوئی نشانی بنواؤ یا ناک کی پھنگی اُستانی کٹواؤ کہ لوگ بچائین اور عیارون اور عیار بچیون مین فرق معلوم کیا کرین صرصر نے کہا مونڈی کاٹے مجھے بھی ٹھٹھے بازی کرتا ہی کچھ کمبختی آئی ہی مثل مشہور ہی مان چھوڑ موی سے ٹھٹھا برق بولا کہ استانی خفا نہو مجھے تصور ہوا لیکن اتنا بتلا دو کہ اُستاد کو کون پکڑ لے گیا ہی صرصر نے کہا خمار جادو گرفتار کرکے طلسم باطن مین پاس فراسیاب کے لیگئی ہی اب چھوٹنا ایسی جگہ سے عمرو کا دشوار ہی برق نے کہا خدا مالک ہی غرض صرصر ایک جانب اور برق اپنی راہ روانہ ہوئے

پہونچنا شہنشاہ عیاران عمرو بن امیہ نامدار کا طلسم باطن مین پاس افراسیاب کے اور آنا بختیارک کا طلسم مین واسطے قتل کرنے عمرو کے اور عیاری کر کے لوٹ لینا عمرو کا دربار افراسیاب کو اور آوارہ پھرنا طلسم باطن مین اور قتل کرنا ساحران نامی کو وہان کے اور آنا بعد ایک مدت کے بفن عیاری دریاے سحر سے آتر کر اپنے لشکر مین اور مدد کرنا مخمور سرخ چشم کا عاشق ہوکر شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ پر عمرو کی اور سیر طلسم باطن عمرو کا کرنا مولفہ

ای ساقی خوش جمال میرے
ای دلبر ذی کمال میرے
ای شعلۂ حسن عالم افروز

عشرت ہو نصیب تجکو ہر روز
ای میرے انیس و یار ساقی
ای میرے وفا شعار ساقی

تا چند امید مہربانی
بے لطف ہی عیش زندگانی
کثرت پہ ہی دل کی بیقراری

ہی بنت عنب کی انتظاری
کب تک رہین زندہ تیرے پیتا
اک اور دے جام بادۂ ناب

وہ مے کہ ہو آبدار و شفاف
جسپر کہ یقین کی مہر ہو صاف
وہ مے کہ ہے جسمین جگ کے ساقی

ہو شاہد معنوی ملاقی
یرنگ فسون و سحر سازی
اک گردش جام کی ہی بازی

ہی سیر طلسم دل کو منظور
کردے مجھے جام مے سے مخمور
دکھلاؤن بہار باغ مضمون

ہو بلبل دل ہر اک کا مفتون
وہ پھول جھڑین مری زبان سے
شرمندہ چمن ہو داستان سے

سرسبز ہو بات میری ایجاد
جو دیکھے کہے کہ ماشاء اللہ
ہو شاہد داستان کا وہ حسن

نکھرے رنگ بیان کا وہ حسن
ہر دل کو رہے دھیان اسکا
آنکھون مین بنے مکان اسکا

ای جاہ بیان کر و فسانہ
مشتاق سخن ہی سب زمانہ
از سوزن فکر دلفش عالی

در رشتۂ کشم چنین لآلی
شرحان نکات اعلاے یرنگ طرازی و محرران داستان

دبستان عربدہ پردازی خامہ کو میدان فصاحت اور بلاغت مین اس طرح جولانگر فرماتے ہین اور شوخی طبع سے چشم جادو نظران مین جلوۂ شاہد معنوی اس طرح دکھاتے ہین کہ جب خمار جادو اس مخمور بادہ عیاری یعنی عمرو بن امیہ ضمری کو خیمہ باران سے لے کر بزور بحر روانہ ہوئی دریاے خون روان سے گذر کر کوہ عقیق سرخ اور کوہ زمرد اور کوہ لاجورد وغیرہ کی سیر کرتی

ہوئی چلی کس لیے کہ یہ سب کوہستان اسی طرح آراستہ ہین کہ جیسا کوہ چینی کا اول ذکر کیا تھا غرض کہ جب ان مقامات سے آگے بڑھی بیابان زعفران زارین پہونچی یہ جگہ سیرگاہ ملکہ زعفران جادو بھانجی افراسیاب کی ہی بیان سے تا قلعہ زعفرانیہ طلسم باطن مین یہ ملکہ حاکم ہی اس جنگل مین جو پہاڑ اور چشمہ ہاے آب روان ہین ان کو اسنے نہایت درجہ آراستہ کرایا ہی مقام دلکش وفرح افزا بنایا ہی خمار اس جگہ ٹھہر کر مصروف سیر وتماشا ہوئی دیکھا کہ منزلون تک اشجار پہ بہار وگلدار لگے ہین جال موتیون کے پڑے ہین تختے زعفران کے کھلے ہین دامنگ کوہ پر عقیق زرد کے تاندے رکھے ہین درخت نرگس شہلا ونرگس بیمار کے اسمین چشم خوبان کو شرماتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ خفتگان خاک چشم براہ انتظار ہین سرو جویبار برلب انہار ہین طائران خوش لہجہ وشیواز بان شوق دیدگل مین مثل ارغنون باصوات دلخراش آہنگ خوش نوائی سے ساز کیے ہوے اور غزال دشت عکس گلہاے احمر سے قباے یاقوت نگار دربرجست وخیز کرتے ہین وہ صحراے سبزہ خورم رشک دہ باغ ارم تھا زینت دہ بہار گلہاے گلشن عالم تھا فصل آذری ہزار جان سے اسپر شیدا رنگ بہار اسپر فریفتہ کہ ابیات

سبزہ دمید از چمن سرو دہم از جویبار	پیک صبا ہر نفس گفتہ سخن بیقرار
لیلی گل جلوہ گر طرح بطرح دگر	بلبل مجنون سیر نغمہ گر دبیقرار
سنبل ونسرین باغ ہر دو تر و تر و داغ	لالہ دل پر ز داغ سرزدہ از شورہ زار
ترسم اگر یاسمن میل نرگس کند	چشم شقائق شود از رمد عقدہ تار
بلبل بے برگ راہ وہ نبوا مژدہ	غنچہ گل گو دمید از بن ہر برگ وخار
سوے گلستان بین سرو قد نازنین	تا کہ چہ از مار وطین سرزدہ در نوبہار

ایک سمت پہاڑ پر چہل ستون تعمیر تھا روبرو اسکے بنگلہ جواہر آگین خوبی مین پری کی تصویر تھا پردے زنبوری پڑے تھے فرش مکلف پر مسند باسلک گوہر بچھے تھے اسباب نشاط وطرب مہیا تھا شیشہ آلات سجا تھا ملکہ زعفران جادو لباس زعفرانی پہنے دست نازک مین چھڑی عقیق زرد کی ایک ڈال ترشی ہوئی لیے پکھراج کے تخت پر لب نہر بصد انداز جلوہ فرما تھی اور چار سو کنیزین جوڑے زعفرانی زیب قامت کیے گرد وپیش ستادہ تھین ناچ ہو رہا تھا ہنگامۂ انبساط گرم تھا جلسہ سرور مین ہر ایک بے شرم تھا نظم

مفرق بچھی مسند اک جگمگی	کہ تھی چاندنی جسکے قدمون لگی

نہ پھولے سماتے تھے تکیے دھرے — کہ تھے حسن مین وہ سراسر بھرے
بلورین صراحی و جام بلور — دل و دیدہ وقف تماشاے نور
کنیزان مہ رو کی ہر طرف ریل — چنبیلی کوئی اور کوئی راے بیل
شگوفہ کوئی اور کوئی کام روپ — کوئی چت لگن اور کوئی سیام دوپ
کہین چٹکیان اور کہین تالیان — کہین قہقہے اور کہین گالیان
وہ مسند پہ اک نوجوان حسین — کہ تھی غیرت افزاے مہر مبین
نگہ آفت و چشم عین بلا — مژہ دین صفون کو الٹ برملا
وہ ابرو کہ محراب دیوان حسن — جھکی شاخ نخل گلستان حسن
وہ رخسار نازک کہ ہو جاین لال — اگر آئینہ بوسے کا گذرے خیال
وہ بینی کہ جس کی نہین کچھ نظیر — تھی انگشت قدرت کی سیدھی لکیر
وہ بازو وہ ساعد بھرے گول گول — برابر ہوا الماس کے جسکا مول
وہ ساق بلورین وہ انداز پا — پھرے ہر بحر چشم دل مین سدا

الحاصل خمار سیر کنان قریب اس جلسۂ طرب کے جب پہونچی ایک کنیز نے اسے دیکھا اور اپنی ملکہ سے کہا کہ خمار جادو ایک پشتارہ لیے کسی طرف جاتی ہین زعفران یہ سنکر اٹھی اور پکار کر اسنے کہا کہ ای ملکہ خمار جادو یہ ہمارے پہاڑ کے نیچے جاتا اور ہم سے ملاقات نہ کرنا بڑی بیمروت ہو واہ کیا کہنا جیسے کبھی کی صاحب سلامت ہی نہ تھی خمار نے یہ صدا سنکر ہاتھ باندھے کہ ای شاہزادی مجھے ایک کام ضرور کا ہی اسوقت معاف فرمایئے پھر کبھی حاضر ہونگی زعفران نے کہا میرے سر کی قسم گلوری کھاتی جاؤ کھڑے کھڑے ایک جام شراب پی لو پھر چلی جانا خمار عرض پیرا ہوئی کہ بہت خوب حاضر ہوتی ہون غرض پہاڑ پر آئی زعفران نے خاطر کر کے اسے بٹھایا اور پوچھا ایسا کیا کام جلدی کا ہی اور یہ پشتارہ کیسا ہی اسنے جواب دیا کہ شہنشاہ منتظر میرے ہونگے مجھے عمرو کے گرفتار کرنے کو بھیجا تھا اسے لیکر جاتی ہون اس پشتارے مین وہی بندھا ہی زعفران نے کہا مین نے شہرہ اسکا سنا ہی ذرا مین اسکی صورت دیکھون کہ کیسا ہی صندل جادو و دیو زادی بھی اسکی بجد ہوئی کہ ہان ای ملکہ ذرا پشتارہ کھولیے تو مین بھی دیکھون کہ اس عیار کی کیا قطع ہی خمار منع کرنے لگی کہ حضور یہ بڑا مکار ہی ادھر پشتارہ کھولا ادھر یہ بھاگ گیا اور یا کوئی مفسدہ اسنے برپا کیا میری محنت ساری برباد جائیگی شہنشاہ مجھپر اور آپ پر خفا ہونگے اسکو نہ کھولیے زعفران

اسکے انکار کرنے سے آزردہ ہوئی اور کہنے لگی کیا ضرور ہی اسکا ہوشیار کرنا بھلا ہم اس لائق کب ہین کہ کوئی ملازم مامون صاحب کا ہمارا کہنا مانے اچھا بی لیجاؤ جس مین اپنی بہتری سمجھو وہ بات کرو خمار نے دیکھا کہ بھانجی شہنشاہ کی ناراض ہوتی ہی ناچار پشتارہ کھولا اور عمرو کو ہوشیار سحر دفع کرکے کیا لیکن بیحس و حرکت رکھا کہ بھاگ نہ جائے لہذا عمرو کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین مقام پر بہار اور حلیہ حسینان طرحدار مین پایا حیران ہوا کہ مین کہان تھا اور کس جگھ آیا مگر ازبس خطیر ہی نہایت ادب سے ملکہ زعفران کو سلام کیا اور لب عجز کو ستایش و تحسین مین کھولا کہ سامری و جمشید کی پناہ رہے بخت یار اور طالع مددگار دولت و اقبال غمگسار رہین ستارۂ عزت فلک رفعت پر تابندہ ہو اس حقیر سراپا تقصیر کا آرزو دامن امید گوہر آرزوے مالا مال ہوجاگا اپنی مراد دلی حسب الخواہ پائیگا قطعہ

سالہا شد کہ بخت مسکینم چونکہ نگذاشت باغبان قضا		وعدہ ہا داد کرد تسکینم گلے از باغ آرزو نچینم	

یہ قطعہ اس خوش الحانی سے پڑھا کہ ملکہ بیقرار ہوگئی اور صندل نے کہا حضور مین نے سنا ہی کہ یہ گاتا بہت خوب ہی اس سے کچھ گوایئے ملکہ نے خطاب کیا کہ ای عمرو ہم مشتاق ہین اپنا گانا سنا عمرو نے جواب دیا خداوندمین انھین باتون مین بدنام ہون لوگون نے ریش تراشندہ کا فرزان سربرند جادوگران مشہور کیا ہی حالانکہ مین نے کبھی جوتی کو بھی نہین مارا ملکہ خمار جادو فرماتی ہین کہ میرا سر مونڈا بھلا ایسی تہمت کا کیا ٹھکانا آپ مجھے گوایئے کہین ایسا نہو دو چار سر منڈ جایئن خمار کی ناک کٹ جائے دس پانچ قتل ہون اس سے بہتر ہی کہ مجھکو جانے دیجیے گا لے بجانے کا ذکر نہ فرمایئے خمار سر منڈانے کا حال بیان کرنے سے بہت شرمندہ ہوئی اور زعفران خوب ہنسی اور مصر ہوئی کہ اے عمرو کچھ تو سناؤ عمرو نے کہا ملکہ عالم ایسے وقت مین ہوش و حواس تو درست نہین ورنہ بی خمار قتل کرانے کے لیے لیجاتی ہین ہاتھ پاؤن مین دم نہین بیحس و حرکت پڑا ہون کیا گاؤن اور کیا بجاؤن یہ کہکر رونا شروع کیا اور اس بیکسی سے رویا کہ زعفران بھی رونے لگی صندل نے بہت افسوس کیا اور خمار سے سب بجد ہوئین کہ اسپر سے سحر اتار لو ہرچند اسنے کہا کہ لوگو یہ بڑا جعلساز ہی تمکو فریب دیکر چلا جائیگا لیکن کسی نے کہنا اسکا نہ مانا ناچار خمار نے سحر دفع کیا عمرو اٹھکر بیٹھا اور بہت دعا ملکہ کو دی ملکہ نے کہا قسم سامری و جمشید کی مین بھی بہت کچھ تجھے دونگی اور افراسیاب سے چلکر خطا معاف کراکر جاگیر و منصب دلوادونگی اچھا ہمین گانا سنانا عمرو نے عرض کیا کہ

حضور کی خاطر منظور ہی جو کچھ مجکو ہنر یا دہی ظاہر کرتا ہون مگر ایک بھاری جوڑا اور پشواز جواہر دو و زیور الماس کا منگا دیجیے کہ سنگھار کر کے گاؤن بھی اور ناچون بھی اور یہ نہ سمجھیے گا مین چور نہین ہون کہ جو آپ کا مال لیجاؤنگا اور نہ اُسے بدل لونگا بجنسہ بعد فراغ رقص حاضر کر دونگا ہان اگر آپ کی لونڈی جھوٹے سے سچا بدل لے تو میرا قصور نہین زعفران ہنسنے لگی اور کہا خواجہ تم بڑے ظریف ہو اور لائق صحبت سلاطین روزگار ہو یہ فرما کر حکم کیا کشتیان بساط سہاے پُرتکلف سے آراستہ اور زیور جواہر سے پیراستہ حاضر کرو حسب ارشاد سب چیزین مہیا ہوئین عمرو نے علحدہ جا کر صورت اپنی ایک جوان طرحدار کی ایسی بنائی اور لباس اور زیور زیب بدن کر کے سامنے آیا ملکہ نے پہلے جو صورت دیکھی تھی تو بہت حقیر اور عجیب و مخلقت پایا تھا اسوقت بصد رعنائی و زیبائی دیکھکر حیران ہوئی کہ کیا قدرت اسکو سامری نے دی ہی کبھی انسان ہی اور کبھی پری ہی دیر تک جمال جہان آرا کو دیکھتی رہی کر نظم

وہ طرۂ زلف عنبر بن مو	شہرہ ہی جہان مین اُسکا ہر سو	ہر طائر دل کے واسطے دام
ہر صبح بہار کے لیے شام	ہر جان کے لیے کمند الفت	آزاد و ازل کو بند اُلفت
وہ آئینہ جبین روشن	تھا جو کہ نظر کے زیر دامن	ہر جلوہ فروش ہر عالم
کیونکر نہ اسے دعا مین بن ہم	یارب دے اُسمین ریزش نور	رونق بخش اُسکو صورت حور

غرض کہ عمرو سازندون سے وہان کے سنگت کر کے پہلے گت ناچا اور دل ارباب محفل کو خوب لبھایا پھر نے بجانے لگا اور خوش الحانی سے غزل و اشعار گانے لگا ہر ایک کو دیوانہ بنایا جب اس غزل کو میر کی گایا نظم

آلٹی ہو گئین سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا	دیکھا اس بیماری دل نے اپنا کام تمام کیا
عہد جوانی رو رو کاٹا پیری مین لین آنکھین مون	یعنے رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا
ناحق ہم مجبورون پر یہ تہمت ہی مختاری کی	چاہتے ہین سو آپ کرین ہین ہمکو عبث بدنام کیا
کاش اب بخت سے بر قع اُٹھا دے ورنہ پھر کیا حاصل ہے	آنکھ مندے پر اُسنے گو دیدار کو اپنے عام کیا
یان کے سفید و سیہ مین ہمکو دخل جو ہی تو اتنا ہی	رات کو رو رو صبح کیا اور دن کو جون توون شام کیا
ساعدِ سیمین دو نون اُسکے ہاتھ مین لا کر چھوڑ دیے	بھولے اسکے قول و قسم پر ہاے خیال خام کیا
ایسے آہوے رم خوردہ کی وحشت کھونی مشکل تھی	سحر کیا اعجاز کیا جن لوگون نے تجھکو رام کیا
میر کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو اُنے تو	قشقہ کھینچا دیر مین بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

اس غزل کا گانا تھا تمام حاضرین محفل رونے لگے اور مست ہوکر جھومتے تھے اس عرصہ مین خنیاگر چرخ چارم نے لباس پرتکلف و زرین کا شانہ مغرب مین جاکر آتارا اور ناہید فلک نے سامنے شہنشاہ سیارگان کے آکر مجرا کرنا شروع کیا انجمن ترتیب ہوئی پینے دن گذرا اور رات آئی ابیات

جب منزل شب مین رہرو روز گنبد گردون کا تھا جو بے در		لے گوہر شبنم آیا پر سوز تابان ہوے اُس مین ماہ و اختر	

شام ہوتے ہی تمام صحرا مین روشنی ہوگئی قندیلین نورآگین درختون مین آویزان مکانات مین جھاڑ اور کنول روشن تھے بزم مین مردنگون کی دوسری باڑھ آراستہ ہوئی شمع دانون پر کنول کے اندر گلاس چڑھ گئے اکے اور دوشاخے شمع موی اور کافوری سے منور ہوے عمرو نے قابو پاکر پرداے بیہوشی کے بنے ہوے نکالکر کمر مین رکھے اور کچھ دونون مٹھیون مین لیے بھاؤ بتاتا ہوا جب قریب کسی شمعدان یا مردنگ کے پہونچا مٹھی سے پردا نے شمعون پر ڈالنے لگا یہانتک کہ بعد چند عرصے کے وہ بیہوشی بلند ہوا اور ہر ایک کے دماغ مین سرایت کرگیا سب کا سر پھرنے لگا خیال مین آیا کہ باعث کثرت مے نوشی ہی چاہیے کہ اٹھکر ٹہلین تاکہ ہواے سرد سے یہ کیفیت دفع ہو خلاصہ کلام زعفران اٹھی کہ جاکر نہر مین منہ دھوآؤن مگر ایک قدم آگے بڑھی تھی کہ منہ پر ہوا لگتے ہی بیہوش ہوکر گری صندل اور خمار اٹھانے کو اٹھین یہ بھی بیہوش ہوین پھر تو جو اٹھا وہ دنیا سے اٹھا گھڑی بھر کے عرصے مین ساری سبھا بیہوش ہوگئی ایک عمرو باقی رہ گیا کہ اسنے وہ پھول اُس دوا کے بنے ہوے کہ جس سے بیہوشی تاثیر نہ کرے اپنے منخرین مین رکھ لیے ہین واضح ہو کہ اب جہان کہین ذکر عیارون کے بیہوشی اُڑانے کا آئے تو ناظرین سمجھ لین کہ عیار اپنا دماغ اسی قطع سے بند کر لیتے ہین اب کسی جگہ تصریح اسکی نہ کیجائیگی الحاصل جب سب بیہوش ہوے عمرو نے جال لیا سی نکالکر اشیاے موجودہ بزم پر ڈالا اور اسباب لوٹ کر زنبیل مین رکھا اس جگہ نقش بوریا بھی نہ چھوڑا فرش اور چھت اور پردے چلمنین اور شیشہ آلات وغیرہ سب نثار کرکے کنیزون کا زیور اور لباس اتارا جب سب غارت اور لوٹ چکا تو خنجر لیکر چلا کہ زعفران اور خمار کا سر کاٹ لون اسوقت افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ خمار اب نہین آئی دیکھون اُسپر کیا گذری لہذا معلوم ہوا کہ عمرو بیابان زعفران نازنین سب کو قتل کیا چاہتا ہے اسنے سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اسکو بھیجا کہ جاکر دست قاتل سے سب کو بچالے یہان عمرو سر خمار کا کاٹنا چاہتا ہے کہ ایک پنجہ زمین سے نکلا اور اسکو لیکر زمین مین غرق ہوگیا عمرو دوبارہ

زعفران کیطرف لپکا کہ اسے ہلاک کردون اُسوقت مخمور سرخ چشم کہ یہ بھی عمرو کو ڈھونڈھنے نکلی تھی
اسکا اول ذکر ہوچکا ہی یہان آئی اور اس ماجرے کو دیکھکر للکاری کہا شل ہی وزد مکار کیا کرتا ہی عمرو
اسکی صدا سنکر جا ہتا تھا کہ بھاگے یکایک زمین سے خمار نکلی اور بھر کر کے اسنے عمرو کو بیحس وحرکت
کردیا اور زعفران کو ہوشیار کیا مخمور نے ابر بھر برسایا سب کنیزین وغیرہ ہوشیار ہوئین مگر سب
برہنہ تھین اٹھکر اندر قصر کے جاکر لباس تبدیل کرکے آئین زعفران نے سب حال بیہوش ہونے کا
سنا اور انجمن کو تباہ وبرباد پایا خمار نے عرض کیا کہ ای ملکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا میرا کہنا یقین آیا یا نہین افضل
کیا سامری نے کہ سبکی جان بچگئی ورنہ یہ تو اپنا کام کرچکا تھا اور دیکھیے نہ کچھ اسنے کھلایا نہ پلایا باتون
باتون مین بیہوش کردیا مجھے اسنے جانا کہ یہ شراب وغیرہ کسی کو پینے نہ دیگی اس لحاظ سے شراب کا
نام بھی نہین لیا لیکن ہمین معلوم کیا طلسمات کیا کہ سب کو بیہوش کردیا اسکے وصف سامری نامہ مین
لکھے ہین یہ بہت بلاے بدہی مکار از حد ہی زعفران نے کہا واسطہ سامری وجمشید کا جلد اسکو یہانسے
لیجاؤ اب مین بھی یہان نہ ٹھہرونگی اپنے قلعے مین جاؤنگی ایسا نہو اسکے شومی قدم اور نحوست ذات
سے سارا جنگل اُغشتہ بدار وے بیہوشی ہوگیا ہو خمار یہ سنکر رخصت ہوئی اور عمرو کو سحر سے بیہوش
کرکے پشتارہ باندھ کرلے چلی مخمور نے اسوقت کہا ای خمار اسکا لیجانا دربار افراسیاب مین اچھا نہین
ہی ایک تو یہ کہ ایسا نہو کہ کچھ وہان بھی فساد کرے دوسرے عیارون کو اپنا دشمن بنانا مجکو بہتر نہین
معلوم ہوتا آیندہ تمکو اختیار ہی جان بچنا مشکل پڑجائیگی لازم ہی کہ اسکو دریاے بحر کے پار لیجاکر
چھوڑ آؤ اور شہنشاہ سے چلکر کہدو کہ عمرو راہ مین چھوٹ گیا خمار یہ کلمات سنکر خفا ہوئی اور کہنے لگی
ای بہن مخمور تمھارا طور مجکو بے طور نظر آتا ہی سامری خیر کرین عیارون سے بہت دھمکاتی ہو اور
انکی طرفداری کرتی ہو خیر تمھارا جو جی چاہے کرو لیکن مین تمھارا می نکرونگی یہ کہکر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی
مخمور بھی زعفران سے رخصت ہوکر چلی لیکن سوچتی ہوئی کہ تونے اسوقت آکر عمرو کو گرفتار کرایا
اسکے دل مین کینہ تیرا جاگزین ہوا ایسا نہو کہ تجھے گزند پہونچائے اور دوسرے تو راز طلسم جانتی ہی عمر
طلسم آخر ہوچکی ہی عمرو کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا بلکہ جو ساحر اس سے بغاوت کرے گا وہ مارا جائیگا
پس لائق ہی کہ اسوقت عمرو کو رہا کرا کے عذر کرے کہ میرے ساتھ کبھی بدی نہ کیجیے گا یہ سوچکر پیچھے
خمار کے روانہ ہوئی اور ایک جگہ درہ کوہ مین مخفی ہوکر ٹھہرا کہ خمار جنگل مین جاتی تھی اسکے سر پر
ایک ٹکڑہ ابر کا آکر چھایا اور اسمین سے تقاطر ہونے لگا کچھ بوندیان خمار پر پڑین وہ یہ تو جانتی نہ تھی
کہ مجھپر کوئی سحر کریگا اس باعث سے بیہوش ہوگئی مخمور نے آکر پشتارہ کھولا عمرو کو ہوشیار

رد سحر کر کے کر دیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ کنیز پر نظر عنایت رکھیے گا اور حال سوقت مین عرض نہین کر سکتی ہون اور نہ اسوقت خمار کو قتل فرمایئے کیونکہ مین بدنام ہونگی اور نہ مین دریاے سحر کے پار اسوقت آپ کو لیجا سکتی ہون کس لیے کہ وقفہ قلیل ہی مین اور آپ پکڑے جائینگے اس سے بہتر ہی کہ بھاگ جایئے یہ کہکر ایک سمت چلی گئی عمرو بھی بھاگ کر کہین پوشیدہ ہوا اور مخمور نے دور جاکر سحر اپنا خمار پر سے دفع کر دیا اور اسکو ہوش آگیا اور عمرو کو رہا دیکھکر اپنے تئین آپ سے بیہوش ہوجانا جانکر بہت خائف ہوئی اور پریشان پیدا کر کے عمرو کو ڈھونڈھتی ہوئی دریا سے پار اتر کر بارگاہ حیرت مین آئی سارا حال اُس سے بیان کر کے کہا مین اکیلی شہنشاہ پاس نہ جاؤنگی راہ مین کچھ فتور ہی جب تو مین ہوئی ہوگئی اور دوسرے شہنشاہ مجھپر خفا ہونگے کہ عمرو کو کیون نہ لائی خمار یہ ذکر کر رہی تھی کہ سواری افراسیاب کی بڑی عزم و شان سے یہان آئی کس لیے کہ جب خمار کو عرصہ آنے مین بہت ہوا شاہ لشکر کی جانب آیا کہ دیکھون وہان کیا رنگ ہی لہذا ملکہ حیرت نے مع سرداران کے استقبال کیا افراسیاب نے بارگاہ مین تخت شاہی پر جلوس فرمایا خمار نے جملہ کیفیت ابتدا سے انتہا تک عرض کی تا اینکہ آپ سے آپ بیہوش ہونا اور عمرو کا چھوٹ جانا بھی کہا افراسیاب نے جواب دیا کہ کوئی عیار عمرو کے چھڑانے کو تمھارے ساتھ دریاے سحر کے پار اتر گیا ہوگا وہی فکر مین ہوگا تمھین بیہوش کر کے اُسے لے گیا اور یا کوئی دوست عمرو کا طلسم باطن مین ہی کہ اُسنے تم سے غفلت مین اسکو لے لیا فی الجملہ اگر پار دریاے سحر کے عمرو ہی تو وہان سے رہائی ممکن نہین کوئی سوائے میرے اس پار اُسکو نہین لا سکتا ہان جو کوئی راز طلسم سے آگاہ ہی وہ شاید بیہوش بخادے اب ملک بختیارک کو بلانا چاہیے عمرو کو جب چاہونگا یہان طلسم باطن سے گرفتار کر لیا جائیگا یہ کہکر کچھ بحر پڑھکر دستک دی کہ جنگل کیطرف سے ایک شیر اور شیرنی دھڑکا مارتے ہوے بارگاہ مین آئے اُنکو ایک نامہ لکھکر دیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند شیطان درگاہ بختیارک کو طلسم مین روانہ فرمایئے کہ سیر طلسم بھی کرین اور عمرو اپنے دشمن کو بھی قتل فرمائین نامہ شیر کو دیکر پھر بحر پڑھکر دستک دی کہ ایک عقاب سفید اُڑتا ہوا آکر بیہوش اور سامنے پر کھولکر بیٹھ گیا اُسکی پیٹھ پر ایک چوکی جواہر جڑی رکھ ریسمان سے مضبوط باندھ دی چوکی پر بچھونا اطلس و کمخواب روم کا کر دیا شیر سے کہا سرحد طلسم تک تو اپنی پشت پر شیطان خداوند کو سوار کر کے لانا پھر وہان سے عقاب پر سوار کرنا کہ یہ اُڑکر طلسم باطن مین میرے پاس لائیگا کس لیے کہ ظاہر کے طلسم مین عیار ہین وہان سے اُڑکر آنا بہتر ہی ایسا نہو کہ انھین کچھ گزند پہونچے الحاصل شیر و شیرنی نامہ لیکر چلے اور عقاب اُڑکر سمت کوہ عقیق روانہ ہوا پھر افراسیاب بھی سوار ہوا کہ

باغ سیب مین جاکر عمرو کو گرفتار کرلائے یہانتک کہ باغ مین پہونچکر وہ بقیہ شب عیش و آرام مین بسر کی کہ مہمانان خوان یغما سے چرخ رخصت ہوے اور میزبان زمانہ نے خسرو سیارگان کے لیے دستر خوان گرما گرم بچھایا یعنے رات گذری اور دن آیا ابیات

	جب اوڑھی عروس شب نے چادر		نکلا پردے سے شاہ خاور		
	ثابت وہ جو شب کو تھے ستارے		خورشید نکلتے ہی سدھارے		

افراسیاب خواب استراحت سے بیدار ہوکر اورنگ شہی پر کلاہ مہی سر پر رکھکر جلوہ گر ہوا چار ہزار ساحران نامی آکر حاضر ہوے اور مجرا کرکے اپنے اپنے رتبے کے موافق بیٹھے اُسنے حکم دیا کہ کچھ جادوگر روانہ ہون اور عمرو طلسم باطن مین آیا ہوا ہی اُسے گرفتار کرلائین ساحر بموجب حکم کے روانہ ہوے مگر اب حال اس رہرو جادہ عیاری خضر بادیۂ طراری کا سُنیے کہ جب مخمور انھین رہا کرکے چلی گئی اور یہ بھی بھاگے از بسکہ رات کا وقت تھا ایک درخت پر چڑھکر اُس شب کو بسر کیا ہنگام سحر وہان سے اُترکر صورت ساحر کی بنکر آگے کا راستہ لیا جب کئی کوس رہروی کی ایک مرغزار دلکشا مین گذر ہوا صحراے سبز و خرم غیرت بخش گلزار ارم دیکھا ایک زینت دہ ایوان کسرے و طاق فریدون وہان بنا تھا کہ حصار اسکا نہایت درجہ مصفا تھا بیت

	زہے صفاے عمارت کہ در تماشائش		بدیدہ بازنہ گردد نگاہ از دیوار		

ہزار دروازے اُس منزل عالیشان مین لگے تھے کہ پٹ اُنکے جواہر آگین تھے ہر دروازے پر حلقین دل صد چاک عاشق کی طرح آویزان تھین جلیان انکی طلائی مینے کے کام کی کلابتون کی ڈوڑیان تھین روبرو چمنستان پرفضا لگا تھا جواہر کے طائر اصل کی طرح گلشن ہرا بھرا تھا ہر سمت چشمہ ہاے آب شیرین بصد لطافت جاری گلشن مین بروش مستانہ روان بادبہاری خلاصہ یہ کہ بڑی تیاری تھی بیت

	نقشے مین وہ گلشن نگارین		گلزار ارم سے تھا خوشتر آئین		
	گول اسکے ستون ساعد حور		چلمن مژگان چشم مخمور		
	دکھلاتا تھا وہ مکان ہا و ہو		محراب کے در سے چشم و ابرو		

مکان کے ایک دروازے پر ساحر تنہا بیٹھا تھا عمرو اسکو دیکھکر راہ کاٹ کر اور طرف چلا مگر جدھر گیا اور جہانتک گیا وہی مکان ملا اور اسی ساحر کو بیٹھے دیکھا ناچار پھر ایک طرف قدم زن ہوا اسوقت وہ ساحر پکارا کہ ارے تو کون ہی جو یہان آیا ہی یہ مقام سیرگاہ شہنشاہ ساحران عالم افراسیاب کا ہی عمرو نے یہ صدا سُنکر جواب دیا کہ بھائی کیا مین نہین جانتا ہون کہ یہ جگہ شاہ طلسم کی ہی مگر مین

کام کو جاتا ہون ساحر نے کہا اس جگہ کو ہزار درہ کہتے ہین جو شخص ادھر سے گذرتا ہی وہ نشانی لیکر
آتا ہی اور مجھے دکھلاتا ہے اسوقت اسکو راستہ ملتا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص واقف کار رہنے والا
طلسم باطن کا ہی غرضکہ اگر تیرے پاس نشانی نہین ہی تو البتہ تو غیر ہی تیرا گرفتار کرنا زیبا ہی عمرو اس گفتگو
کو سنکر ہنسا اور کہنے لگا تو بڑا بیوقوف ہی بھلا کوئی بھی بغیر نشانی یہان آسکتا ہی یا مین ہی آتا نشانی میرے
پاس موجود ہی اس ساحر نے کہا مین دیکھون عمرو غبار بیہوشی کا مٹھی مین لیکر اسکے پاس گیا اور کہا لو دیکھو
وہ جھک کر دیکھنے لگا عمرو نے غبار بیہوشی منھ پر اڑا دیا کہ تمام آنکھ اور منھ اور ناک مین بیہوشی بھر گئی
اور بیہوش ہوکر وہ گرا عمرو نے کپڑے اسکے اتار لیے اور اسے چمن مین اور زیادہ بیہوش کرکے کسی جگہ چھپا کر
آپ اسکی سی صورت بنکر مکان کے دروازہ پر بیٹھا کچھ دیر اسے گذری تھی کہ سامنے سے ایک اژدر
آتش فشان پیدا ہوا اسپر کا ٹھہرا کھچا تھا اور ایک ساحرہ اور ایک ساحرہ سوار تھی کنڈل دونون کے
کانون مین پڑے تھے صندل کے قشقے ماتھے پر دیے تھے دونون اژدھے پر سے اتر کر سیر مین مشغول ہوے
عمرو نے شیب دی کہ ارے تم کون ہو لاؤ نشانی مجھے دکھاؤ پھر قدم آگے بڑھاؤ ان دونون
نے یہ سنتے ہی اپنی جھولی سے پرچہ کاغذ کا نکالکر عمرو کو دیا اسنے دیکھا کہ اسپر تصویر افراسیاب کی
بنی ہی سمجھا کہ یہان کی یہی نشانی ہی خاموش ہورہا وہ ساحر سیر کرکے ایک سمت کو چلے گئے ان کے
بعد پھر ایک جادوگر اور جادوگرنی آئی عمرو یہان کے آئین سے بخوبی تو واقف نہین تھا اور
دستور یہان کا یہ ہی کہ جو ساحر معزز قریب عزیز شاہ طلسم ہو اسکے لیے کچھ سند اور نشانی کی ضرورت
نہین ہی بلکہ جب کوئی ایسا شخص جلیل القدر یہان آتا ہی تو دروازے پر مکان کے بیٹھنے والا اٹھکر
تعظیم اسکی بجا لاتا ہی اور دونون ہاتھون سے سلام کرتا ہی اسوقت یہ ساحر اور ساحرہ جو آئے
معززان طلسم سے تھے عمرو اسی طرح طالب نشانی ہوا اور انکی تعظیم بجا نہ لایا انھون نے بھڑکھکر
فوراً اسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا خیر تو ہی مجھے کیون قید کیا ہی میرا کیا قصور ہی ساحر نے کہا تو نے دستور
کے بموجب ہماری تعظیم نہین کی عمرو نے جواب دیا کہ دستور مجھے کیا معلوم نہین لیکن میرے دونون
گھٹنے نقدرت سے دکھتے ہین اٹھا بیٹھا مشکل سے جاتا ہی اور ساحرہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا
کیون آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ مین کھڑا ہوتا تھا لیکن گر پڑا اٹھا نہین گیا ساحرہ نے عمرو کے آنکھ
ملا کے کہنے سے اور اسکے گواہ بنانے سے کہا ہان مین نے دیکھا تھا کہ یہ اٹھتا تھا مگر اٹھا نہین گیا ساحر
نے اپنی زوجہ کی بات کو تصدیق جانا اور عمرو کو چھوڑ دیا مگر پوچھا کہ اچھا دوسرا آئین تو نے کیون
نہ ادا کیا عمرو نے جواب دیا کہ مارے درد کے ہوش و حواس میرے درست نہ تھے مجھے یاد نرہا اسنے

کہا اب یاد ہی عمرو بولا ہان یاد ہی وہی تعظیم و تواضع کرنا ساحر نے کہا اور دوسری بات عمرو نے سوچ کر
کہا ای تو بہ دیکھیے ابھی یاد تھا کیا سہو مزاج مین ہوگیا ہی کہ ذرا سی بات یاد نہین رہتی ساحر نے کہا اب
یاد رکھنا نہین موقوف ہو جاؤگے روزگار جاتا رہیگا وہ بات یہ ہی کہ دونون ہاتھون سے سلام کرنا
عمرو نے عرض کیا واہ واہ یہ تو مین پہلے ہی عرض کر چکا تھا کہ تعظیم و تواضع پس تواضع مین سب باتین آگئین
آپ نے خود مجھے اسوقت چکر مین ڈالا غرض وہ دونون بھی سیر کر کے چلے گئے انکے جانے کے بعد یکایک
آندھی آئی اور ہر طرف اندھیرا ہوگیا بعد لمحہ کے ایک ساحر طویل قامت مہیب صورت **ظلمات** سیہ وفام
جادو نام یہان آیا عمرو نے جانا کہ یہ کوئی بڑا زبردست جادوگر ہی تعظیم کرو ایسا نہو کہ یہ بھی کچھ پرسش
کرے یہ سمجھ کر اپنی جگہ سے اٹھکر دونون ہاتھ سر پر رکھکر رسم سلام بجا لایا **ظلمات** بہت خوش ہوا اور
دس روپے انعام دیے عمرو روپے لیکر سوچا کہ بن پڑے تو اسکو قتل کر دیہ سوچکر کہا سرکار آیئے کوئی
لحظہ تشریف رکھیے **ظلمات** یہ کلمات سنکر گھورنے لگا اور کہا آج تو نے خلاف دستور بات کیون
کی مجھے بیٹھنے کو کیون کہا عمرو نے جواب دیا بیشک خطا تو ہوئی معاف فرمایئے اور آپ چلے جایئے
ظلمات نے کہا یہ کہنا بھی خلاف قانون ہی جب میرا جی چاہیے گا جب جاؤن گا عمرو دل مین
سوچا کہ یہان بات کرنا مشکل ہی خاموش ہو رہا پس چپ ہو رہا وہ ساحر بھی سیر کر کے روانہ ہو گیا
بعد کچھ عرصہ کے ایک نازنین عورت پری پیکر صاحب حسن و جمال فلک خوبروئی کی ہلال غیرت
ماہتاب رشک خورشید جہانتاب گھوڑے پر سوار پشواز پہنے دامن پشواز کا کاندھے پر
ڈالے لباس پر تکلف اور زیور مرصع زیب قامت کیے یہان آئی اور عمرو سے پوچھنے لگی کہ ای ساحر
جادو اد مرے کوئی ساحر تو نہین گیا ہی عمرو نے کہا مین نہین جانتا اُس نازنین نے سحر کر کے عمرو
کو گرفتار کر کے اپنے گھوڑے پر بٹھا لیا اور کہا اب تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ ہم بات پوچھین اور تو کہے
مین نہین جانتا مین تجکو سامنے شہنشاہ کے لیجا کر سزا دونگی یہ کہکر گھوڑا بڑھا کر چلی عمرو اسکے پیچھے
تو بیٹھا ہی تھا کمند کا حلقہ اسکی گردن مین پھانکر جھٹکا مارا کہ حلقہ بچی ہوا فوراً خنجر سے سر کاٹ ڈالا
العیاذ باللہ وہ ہنگامہ قیامت آسا بلند ہوا کہ زمین تھرائی کوہ و دشت مین وہان تزلزل واقع ہوا
عمرو گھوڑے پر سے کود کر بھاگا اور ایک پہاڑ پر چڑھ کر درخت پر چڑھا اتفاق سے وہان درخت
سب آم کے تھے اسکے پتے توڑ کر آشیانے کی طرح اپنے بیٹھنے کی جگہ بنا کر چھپ رہا لیکن سزا اس ساحرہ کا
جسکو بھی قتل کیا ہی آڑتا ہوا باغ سیسب مین پاس **افراسیاب** کے گیا اور پکارا کہ مجھے عمرو نے مارا
افراسیاب شعلۂ قہر غضب سے ہوگیا اور ایک ساحر ذو فنون **جادو نام** کو حکم دیا کہ عمرو مقام

ہزار درہ مین ہی جلد اُسکو گرفتار کرلا ذوفنون جادو اُسی وقت روانہ ہوا اور جاے مذکور پر پہونچکر متلاشی پھرنے لگا یہانتک کہ اُس پہاڑ پر جہان عمرو درخت پر مخفی تھا آکر ہر سمت تجسس کنان ہوا عمرو نے درخت پر سے دیکھا کہ ایک ساحر ہر سمت پھرتا ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ کسی کو ڈھونڈھتا ہی یہ معلوم کرکے جب وہ تلاش کرتا ہوا دور گیا عمرو نے درخت سے اُتر کر زنبیل سے اپنی صورت کا پتلا نمدے کا نکالکر ایک درخت کے نیچے چادر اوڑھا کر لٹا دیا اور آپ پھر درخت پر چڑھکر پتون کے آشیانے مین چھپ رہا بعد لمحہ کے ذوفنون جو ادھر آیا دیکھا زیر درخت کوئی چادر اوڑھے سوتا ہی اُسنے پہلے سحر سے حصار کردیا اور یہین وحرکت بنایا کہ ایسا نہو کہ اُٹھکر فرار ہوجائے پھر قریب آکر چادر ہٹا کر صورت دیکھی ازبسکہ عمرو مشہور بہت ہی اس باعث سے سب ساحر تصویر اسکی رکھتے ہین اُسنے بھی تصویر لیکر مطابق کی عمرو کی صورت شناخت کرکے خوش ہوا اور پنجے مین داب کر اُڑتا ہوا خدمت افراسیاب مین آکر عرض پیرا ہوا کہ اسکو بڑی مشکل سے جال سحر لگا کر مین گرفتار کرلایا ہون حاضران دربار نے تعریف اُسکے سحر کی فرمائی شاہ نے حکم دیا کہ اسکو ہوشیار کرو اسوقت اُسنے سحر اپنا دفع کیا اور ہر چند پتلے کو جھنجھوڑا مگر وہ ہوشیار نہ ہوا ایک ساحر نے اُٹھکر غصہ کرکے لات ماری کہ حرامزادے دم چرائے پڑا ہی اُٹھتا نہین ہی لات اُسکی پیٹ مین پتلے کے گھس گئی پھر تو سب حیران ہوے اور افراسیاب نے پانی چھڑکوایا کاغذ وغیرہ پھٹ گیا غرض معلوم ہوا کہ پتلا نمدے کا کاغذ سے منڈھ دیا ہی افراسیاب نے کہا اب اہل دربار مجھے مضحکہ کرتے ہین اور پتلے عمرو کی صورت کے بناکر لاتے ہین یہ کہکر ذوفنون کو مارکوٹ اور بے عزت کرکے دربار سے نکلوا دیا اور دوسرے ساحر دانا سے جادو کو حکم دیا کہ تو جاکر عمرو کو لا یہ ساحر عقلمند بہت ہی سوچا کہ عمرو کا لانا غیر ممکن ہی ایسا نہو کہ مین جاؤن اور ذوفنون کی طرح ذلت حاصل ہو اس سے بہتر ہی کہ شاہ سے کوئی حیلہ کردون یہ تجویز کرکے اُسنے عرض کیا کہ اے شہنشاہ نصفت نشان عمرو مرد عیار کہ عیار خوب شناخت کرسکتا ہی آپ صرصر کو بلاکر حکم دیجیے کہ کسی ساحر کو ہمراہ لیجاے اور پتا لگاکر اسے گرفتار کرادے افراسیاب کو یہ راے بہت پسند آئی اور ایک پنجہ بحر روانہ کیا کہ جہان کہین صرصر ہو اُسکو اُٹھا لاے پنجہ روانہ ہوا مگر اب حال صرصر کا سنیے کہ جب زبانی خمار کے حال گرفتاری عمرو اُسنے سُنا صورت اپنی مثل عمرو کے بناکر بارگاہ مہرخ مین آئی یہان سب سردارون نے جب سے سُنا تھا کہ عمرو طلسم باطن مین قید ہوکر گیا ہی نہایت درجہ مغموم تھے اور بہر رہائی دست دعا بدرگاہ کبریا بلند رکھتے تھے اسوقت صرصر کے آنے سے بہت خوش ہوکر اُٹھے اور عمرو سمجھ کر بغلگیر ہوے اور کہا خواجہ خداے تعالی نے آپ کو وہان سے رہائی دی صرصر

براہ مکاری کہا کہ مین ہی ایسا تھا کہ ساحرون کو فریب دے کر وہان سے چھوٹا خدا نے دوبارہ میری زندگی کی اگر دوسرا ہوتا تو ہلاک ہوجاتا یہ کہکر کہا عیار کہان گئے ہین انھین بھی دیکھنے کو دل چاہتا ہی صرصر نے جواب دیا کہ آپکے ڈھونڈھنے کو گئے ہین آتے ہونگے یہ کہکر تصدقات بہت سے صرصر پر سے اُتروا کے ارباب نشاط کو بلوایا ساقیان سہ لقا حاضر ہوے جام مے گلفام گردش مین آیا ناچ ہونے لگا صرصر نے اپنے ہاتھ سے اہل انجمن کو شراب پلانا شروع کیا اور نگاہ بچاکر دارو سے بیہوشی پیمانہ ساغر مین ملا کر ہر ایک کو دیا کہ سب بیہوش ہوے اسنے خنجر نکال کر چاہا کہ سب کے سر کاٹ ڈالون عمرو بھی گرفتار ہوگیا لشکر کا خاتمہ مین کردون جیسے ہی آگے خنجر لیکر چلی تھی کہ نیچہ افراسیاب کا بھیجا ہوا آگرا اور اُسکو اُٹھا لیگیا اسوقت برق فرنگی جو پھرا مین پھر کر لشکر مین آیا سُنا کہ عمرو آئے ہین خوش ہوکر بارگاہ مین گیا دیکھا کہ ساری محفل بیہوش پڑی ہی اور تیرہ صرصر کا بنا ہی سمجھا کہ عفصہ ہی ہوگیا تھا اسنے سب کو ہوشیار کیا اور کہا یہ کیا ماجرا گذرا سب نے حال بیان کیا اُسنے کہا اب جو یہان آیا کرے اول بزور بحر دریافت کرلیا کرو پھر آنے دو اسوقت خدا نے بچایا ورنہ سب کا خاتمہ تھا فی الجملہ بیان تو سب مصروف عیش ہوے لیکن نیچہ صرصر کو سامنے شاہ طلسم کے لایا اُسنے شہنشاہ کو مجرا کیا اور بہت افسوس کے ساتھ عرض کنان ہوئی کہ مین اسوقت سب نمک حرامون کا کام تمام کر چکی تھی اور جملہ کیفیت معروض بیان مین لائی افراسیاب نے کہا ای صرصر ان باغیون کو جسوقت مین چاہون ایک آن واحد مین غارت کردون لیکن ضرورت شدید عیارون کے قتل کی ہی اور اُس مفتری جلساز عمرو کا گرفتار کرنا مقدم ہی تو جاکر پہچان کر گرفتار کرلا صرصر سلام کرکے بموجب ارشاد روانہ ہوئی مگر کیفیت عمرو کی بیان ہوتی ہی کہ یہ درخت پر سے اُتر کر پہاڑ کے نیچے آیا اور آگے چلا راہ کا ملنا دشوار تھا کوہ و دشت مین آوارہ پھرتا تھا کبھی کنارے دریاے بحر کے جاکر تدبیر اُترنے کی کرتا مگر ممکن نہ ہوتا ناچار پھر کر اور سمت جاتا ہزارہا مکان اور باغات ساحرون کے دیکھتا اور ساحرون کو دربار مین پھرتے چلتے پاتا اُن سے اپنے تئین چھپاتا ہوا جاتا تھا جہانتک جاتا صحراے عجائبات اور طائر اور درندہ گزند اور چوپاے انواع و اقسام کے دیکھتا نہ اسنے کبھی ایسے جنگل دیکھے تھے اور نہ اس طرح کے طائر اور جانور نظر سے گذرے تھے غرضکہ اسی طرح سیر کنان بہوشیاری تمام ایک جگہ پہونچا وہان دیکھا کہ پانچ آدمی ساحر وضع یعنے پگڑیان باندھے تمغے گلے مین طلائی دانے جواہر کے کرتے اُنکے ہاتھون مین پڑے لباس پر تکلف پہنے کہین جاتے ہین عمرو نے انھین دیکھکر تجویز کیا کہ مال اور لباس انکا لینا چاہیئے بس فی الفور کسی گوشہ مین ٹھہر کر ایک ضعیفہ عورت کی صورت بنا اور ایسا کبیر سن اپنے تئین بنایا کہ سر ہلتا ہوا لاٹھی ہاتھ مین گرہ پانچون مین دی

ہوئی چادر محمودی کی اوڑھے دونا مٹھائی کا لیے آہستہ آہستہ چلکر پکارا کہ بیٹا ذرا ادھر آؤ مجھ غریب کا کام کرتے جاؤ وہ پانچون کچھ آگے بڑھ گئے تھے اسکی صدائے حزین سنکر پھرے دیکھا ایک بڑھیا پکار سہی ہی محتاج جانکر اسکے پاس آئے اور کہا بڑی بی کیا کہتی ہو اسنے کہا بیٹا گھر سے یہانتک اس عالم ضعف و ناتوانی اور بڑھاپے مین ڈھونڈھتی ہوئی آئی کوئی نذر دینے والا نہین ملتا تم ذرا اس شیرینی پر سامری و جمشید کی نذر دیدو ساحرون نے مٹھائی لیکر نہایت ادب کے ساتھ کچھ پڑھکر اور ڈنڈوت کرکے کہا لو نذر ہو چکی عمرو نے دو دو ڈلیان پانچون کو دین کہ اتنا تبرک تم بھی لیتے جاؤ انھون نے وہ لیکر وہین کھالین کہ ذرا سے کے واسطے کہان باندھین کیا لیجائین جب کھا چکے بیہوش ہوکر گرے عمرو نے اُنکے کپڑے اور کڑے اور تمغے وغیرہ جو کچھ انکے پاس تھا سب لے لیا اور تمغہ جو پڑھا لکھا تھا کہ ملازم و خدمتگار افراسیاب جادو معلوم ہوا کہ خدمتگار مالک طلسم کے ہین عمرو نے ایک رقعہ لکھکر ان مین سے ایک کے گلے مین باندھ دیا مضمون اسکا یہ تھا کہ منم ریش تراشندۂ کافران برندۂ سر کافران وکشندۂ جادوگران عمرو بن امیہ ضمری او حرامزادے افراسیاب خبریت اس مین ہی کہ مجھے دریاے بحر کے پار بھجوادے ورنہ سارا طلسم برباد کردون گا ہزارہا ساحران نامی مارون گا مکانات اور باغ لوٹون اور غارت کرون گا ورنہ بے وقوف کوئی اپنے دشمن کو گھر مین بلاتا ہی میرے یہان رہنے مین سارے طلسم مین بدانتظامی اور بدعملی ہو جائیگی سوائے بدتری کے کوئی بہتری کی صورت نظر نہ آئیگی آیندہ تجھے اختیار ہی الحاصل جب رقعہ باندھ چکا آپ کسی جگہ چھپ کر بیٹھ رہا بعد کچھ عرصہ کے ساحر ہوشیار ہوے اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر سمجھے کہ وہ بڑھیا بلا تھی کہ ہمارا مال لیگئی یہی غنیمت ہوا کہ جان چھوڑ گئی شکر سامری کرتے ہوے چلے کہ ایک نے اس سے کہا جسکے گلے مین رقعہ بندھا تھا کہ یہ کاغذ تمھارے گلے مین کیسا ہی اسنے یہ سنکر کاغذ کھولا اور لیکر پاس افراسیاب کے آیا سب حال کہا اور رقعہ دیا وہ پڑھکر غضبناک ہوا مگر کیا چارہ تھا پیچ و تاب کھاکر خاموش ہو رہا مگر عمرو پھرتا ہوا دوبارہ کنارے خون روان کے گیا اور چاہا جست کرکے ادھر جاؤن یہ سوچکر پہلے ایک پتھر پھینکا وہ اُلٹا پھر آیا اور ایک باٹ دریا کا بڑھ گیا اور شور عظیم پیدا ہوا ایک ایک موج برابر کوہ کے اُٹھنے لگی عمرو بھاگ کر ایک درۂ کوہ مین چلا گیا اور صورت اپنی پنڈت کی بنائی قشقہ دیکر دھوتی زانو تک کی باندھکر پوتھی لیکر بیٹھا لیکن صرصر جو فکر مین عمرو کے ڈھونڈھتی چلی راہ مین مخمور سے ملاقات ہوئی اسنے پوچھا کہ بی بی صرصر کہان جاتی ہو اسنے جواب دیا کہ ایک کام ضروری ہی اسکے نہ بتانے سے مخمور سمجھ گئی کہ سوائے گرفتاری عمرو کے اور کیا کام ہوگا مگر یہ ٹال کر طرف دربار کے چلی گئی ادھر صرصر پھرتی پھرتی وہان پہونچی جہان عمرو پنڈت بنا ہوا بیٹھا تھا اسنے دیکھتے ہی

پہچانا اور کہا پنڈت صاحب مزاج اچھا ہی کہیے آپ کے بچار مین اسوقت کیا نکلتا ہی قید ہوجائیگا یا کھلے بندھن پھریگا عمرو یہ گفتگو سنکر سمجھ گیا کہ یہ تجھے پہچان گئی سنبھل کر گویا ہوا کہ ای صرصر مجھ ایسے غریب اور بیچارے پر رحم کھانا چاہیے کہ دور از احباب خانمان وآوارہ ہون غریب الدیار اور محتاج وبیچارہ ہون ایسی جگہ پھنسا ہون کہ بمقتضائے بیت

ہر پھیر کے دائرے اسی مین رکھتا ہون مین قدم		آئی کہان سے گردش پرکار یا نون مین

صرصر نے کہا تم ایسے بیچارے محتاجون پر رحم کیا جاسے تو طلسم کیسا ساحران عالم تباہ وبرباد ہوجائین تم مسافر ہو یا دعوے طلسم کشائی رکھتے ہو اور اگر غریب بھی ہو تو کیا تمنے نہین سنا کہ فرد

کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالب		تم کو بیہری یاران وطن یاد نہین

اب افراسیاب کے گھر مین آپ تشریف لائے ہین وہ بھی بلاے بے درمان ہی مثل مشہور ہی یا سر نہین یا سرو ہی نہین یا تو اسنے تمھین ہلاک کیا یا تمنے اُسے عمرو نے کہا انشاء اللہ ہمین اُسکو قتل کرینگے موت اسکی ہمین یہان لائی ای صرصر بولی کہ بخیریت اسکو تم پاؤ گے کہان وہ آئینہ گھر مین رہتا ہی اپنا ہمشیہ محفل مین بٹھا کر آپ غائب ہوجاتا ہی عمرو نے کہا صدہا ساحر آئے کوئی آگ مین رہتا تھا کوئی پانی مین لیکن بروقت قتل کے کیسا مین نے انھین ظاہر کرلیا اسی طرح اس گیدی کو بھی پاکر زیر تیغ کرونگا آئینہ گھر مین اگر ہوگا مین پھر مارونگا صرصر نے کہا اچھا اب سنبھلیے باتین ہوچکین وقت گرفتاری آپہونچا عمرو نے ہنسکر جواب دیا کہ کیون شامتین آئی ہین معشوقہ سمجھکر طرح دیتا ہون ورنہ ابتک آغوش لحد مین سلا دیتا صرصر بیچہ پکڑ کر آگے بڑھی اور کہنے لگی چل تجھکو سامنے شہنشاہ کے پچھلون اور سفارش کرکے چھڑا دون لیکن خواہ مخواہ اقرار رہا کردینے کا تجھسے مین نہین کرسکتی ہون کہونگی بہت کچھ آیندہ شہنشاہ کو اختیار ہی عمرو نے کہا وہ سخی ہی کیا اور اسکا اختیار کیا تو مجھے دریاے سحر کے پار پہونچا دے جسوقت حمزہ صاحبقران طلسم مین تشریف لائینگے وہ بیڑا پار تہ کرینگے صرصر ہنسی اور جواب دہی ہوئی کہ حمزہ کا آنا بخیریت ہی بیچ مین طلسم آئینہ اور طلسم ہزار رنگ اور طلسم حیرت سدراہ ہین جب اتنے طلسمات فتح ہون تسوقت انکا آنا ہو یہ کہکر بیچہ مارا اور کمند عمرو پر لگائی عمرو سوچا کہ تم اس سے مقابلہ کرو اور کوئی ساحر آجائے تو مفت مین قید ہوجاہیے کہ بھاگ کر کہین ایسی جگہ چلو کہ کچھ مطلب نکلے اس سے لڑنے مین سواے قباحت کے کچھ فائدہ نہین یہ سوچکر وار اسکا رد کرکے بھلا دیا کمند گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا صرصر ناچار ہر طرف ڈھونڈھکر پاس افراسیاب کے گئی اور عرض رسا ہوئی کہ میرے ساتھ ایک ساحر کردیجیے تو جلد عمرو کو گرفتار کرلاؤن ورنہ عرصہ بہت ہوگا وہ نہایت زبردست ہی یون مشکل سے ہاتھ آئے گا افراسیاب نے ایک ساحرہ شگوفہ سحر ساز جادو کو

حکم دیا کہ تم اسکے ساتھ جاؤ لیکن کچھ نشانی بتاتی جاؤ کہ تم پر اگر وہان کچھ آفت آئے تو مجھے یہان معلوم ہو جائے شگوفہ یہ حکم پاکر اٹھی اور اپنے گلے مین جو مالا پہنے تھی اسمین سے ایک دانہ لیکر سامنے شاہ کے زمین مین بو دیا فی الفور درخت پیدا ہو کر بلند ہو گیا اور شگوفہ و ثمر اس سے ظاہر ہوئے اسوقت ساحرہ نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اگر مین کسی جا قتل ہو جاؤن گی تو یہ درخت برباد ہو جائیگا یہ میرا نہال ہستی ہی جب تک یہ تر و تازہ ہی جانیے گا کہ کنیز جیتی ہی یہ کہکر صرصر کے ہمراہ روانہ ہوئی لیکن وہ نابکار سنا بج فلک مکاری جو گلیم اوڑھ کر راہی ہوا ایک پہاڑ پر چڑھ کر یک نگاہ دوڑایا کہ اگر کوئی بستی نظر آئے تو وہان چلکر دو چار کو مارون دس پانچ ساحرون کے گھر لوٹون تاکہ افراسیاب بھی یاد ہی تو کرے کہ عمرو کا بلانا ایسا ہوتا ہی غرض کہ جب ہر طرف خیال اڑایا دور سے ایک قلعہ فلک فرسا دکھائی دیا کوہ سے اتر کر اسی طرف کا راستہ لیا جب قریب پہونچا ایک حصن حصین بصد فر و تمکین تعمیر دیکھا کہ حصار اسکا بلور کا تھا سنگ موسی اور سماق اور سورنیات بیش بہا کے برنج ہزار در ہزار بنے تھے پھاٹک جواہر آگین سراسر نور کا تھا دور قلعہ مزین کے خندق کندہ تھی لب گردان اسکی یاقوت احمر سے بنائی تھی کہ دور سے تابندہ تھی پل تختہ خندق پر فولادی پڑا تھا دروازے پر ہزارہا ساحر ہلباس پر تکلف بیٹھا تھا گرداگرد قلعہ کے پشتہ دیوار پر چمنستان پر بہار لگا تھا سبزہ لہلہاتا تھا کہ نظم

اللہ رے اوج داری شان	فرہاد کی روح اسپہ قربان
ہمت کی بلندیان جہان پست	مانند زمین نہ آسمان پست
رفعت مین وہ عرش کے مقابل	وسعت مین دل حکیم کامل
ہر تیر فرط غرور شان سے	باتین کرتا تھا آسمان سے
دور اسکا بیان مین کیونکر آئے	اوج اسکا نظر مین کیا سمائے
شبدیز سخن کمر شکستہ	مرغان نگاہ پر شکستہ

عمرو نے صحرا مین جاکر گھاس جھلکر گٹھا اسکا سر پر رکھا جسم سارا غبار آلود کر کے شکل کوشل گھسیارے کے بناکر قلعے کا راستہ لیا خندق سے گذر کر جیسے ہی دروازے مین قدم رکھا دیوار قلعہ پر ایک طائر بیٹھا تھا اسنے پکار کر کہا کہ عمرو آیا ساحرہ صدا طائر کی سنکر دوڑے مگر عمرو نے گٹھا پھینک دیا اور اندر شہر کے بھاگا ساحرون نے در شہر کو بزور سحر نظر سے عمرو کی مخفی کر دیا اور تلاش کرتے چلے دو ایک انمین سے زعفران جادو کے پاس واسطے اطلاع دینے کے گئے کس لیے کہ قلعہ اسی کا ہی جسوقت سے کہ یہ سیر گاہ سے پھر کر آئی ہی اور عمرو کے ہاتھ سے بیہوش ہو کر زک اٹھائی ہی قلعے مین آکر

سنے طائران بحر کو مقرر کیا اور ساحرون کو ٹہلایا کہ عمرو یہان اگر آئے تو مجھے خبر ہو جائے خلاصہ کلام طائر بحر آکر اسکے پاس پہونچے اور آمد عمرو کے مخبر ہوے صندل جادو وزیرزادی نے عرض کیا اے ملکہ جلدی آپ زمین و آسمان سارا جہان بحر بند فرمایئے کہ یہ دزد مکار نکل کے جانے پائے زعفران نے فی الفور بحر پڑھکر دستک دی کہ دیوارین قلعے کی بلند ہوئین اور شعلہ فشان ہو گیئن ہر طرف راستہ نکلجانے کا بند ہو گیا اور دروازہ بھی ناپدید ہو گیا بندوبست کامل کرکے بہت ہوشیاری اور خبرداری سے نجس عمرو مین مصروف ہوئی لیکن عمرو بھاگا شہر کے کوچے و بازار مین صورت اپنی تبدیل کرکے پھرنے لگا عجب شہر پاکیزہ اور مینو سواد بہشت نژاد دیکھا کہ عمارات مرتفع و بلند سر اپا سقف سپہر سے گھتی قصرہاے بہشت سے باج لیتی رعایا برایا حسین اور خوش وضع طرحدار دو طرف دوکانین آراستہ بیچ مین سڑک ہموار بازارین بیشمار ذی حوصلہ بیوپاری اور خریدار حسینان دہر کا مجمع جنکا عارض آتشین رنگ رشک شعلہ و شمع دوکانون مین اجناسہ نفیسہ کا انبار حرفے اور بیچنے والے مالدار اور تجار جوہری بازار کی چمک دمک پر صیرفی فلک کا دل قربان جواہر انجم کو اسپر نثار ہونے کا ارمان نظم

بام و ایوان فلک بنز لہا	شدہ تعمیر ز روح دلہا
قصرہا چادر مہتاب بدوش	خانہا سیر ارم در آغوش
حسن با آن چشم و جلوہ ناز	بجلو داری خوبان ممتاز
ہر یکے لالہ رخے گل بدنے	گاشن رنگ و بہار چمنے

عمرو نے دل سے کہا بن پڑے تو سارا شہر لوٹ لیجیے اور رونق بازار ساحران عذار کی خراب و برباد کر دیجیے یہ سوچکر دکان پر ایک جوہری کے جاکر نگین الماس و یاقوت طلب کیے اُسنے اول تو مفلوک وضع عمرو کو دیکھکر انکار کیا پھر سوچا کہ تجھے اپنے دام سے مطلب ہے دکھلانے مین کیا ہرج ہے غرض چند دانے لعل و گوہر و نگین الماس و یاقوت درج سے نکالکر دکھلائے عمرو نے انکو زنبیل مین رکھ لیا اور اپنے پاس سے بڑے بڑے نگینے جھوٹے نکال کر دیدیے کہا یہ جواہر کام کا نہین ہے مین نہ لونگا جوہری نے جو اُن نگینون کو جھوٹا دیکھا غل مچایا اور گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا ارے اس دغاباز نے مجھکو لوٹا میری فریاد کو پہونچو لوگ بازار کے چار طرف سے دوڑے اور ہنگامہ عظیم برپا ہوا عمرو نے کہا یہ مجھے لیے مرتا ہے مین بیچارہ غریب آدمی نگینے جواہر کے کیا کرتا اور اسنے مجھے جواہر کب دیا کہ مین بھلا لینے کے قابل تھا سب نے کہا یہ سچ کہتا ہے اب لوگ جوہری سے پوچھنے لگے اجی مہاراج جی تم نے اسے جواہر دیا کس لیے ایک نے کہا لالہ کسی امیر کو دے مرو تو کچھ وصول بھی ہو اس مفلس حادرے کیا ملے گا ایک شخص بولا ارے بھئی اس سے

کبھی کی عداوت ہو گی بعض نے کہا یہ بڑے بڑے نگ ایسا مرد مفلوک کہان سے پائیگا جو بدل لیگا غرضکہ
سب نے جوہری کو قائل کیا اسنے کہا ابھی دس کا غذارون کے سامنے مین نے اسکو جواہر دیا ہی تم سب اُسکے
مجھے سمجھاتے ہو سب نے کہا اچھا یہ تخص کہین گیا تو نہین تھا اسنے کہا نہین کہا تو تلاشی لے لو عمرو نے
یہ سنکر سبکو تلاشی دی جواہر تو زنبیل مین تھا اور زنبیل بروقت تلاشی لینے اور قبضہ ہونے عمرو کے غائب
ہو جاتی ہی کیونکہ وہ معجزے کی ہی پس کہین جواہر کا پتا نہ لگا پھر تو ہزار دن دشنام عمرو نے جوہری کو دین
اور مارنے کو دوڑا لوگون نے کہا جانے دیجئے یہ جوہری بڑا دغا باز ہی الحاصل بیچارہ جوہری صبر کر کے
بیٹھ رہا اور جو لوگ فہایش کرتے تھے وہ بھی اپنی راہ گئے اور تخلیہ ہوا عمرو نے پھر اسی جوہری کے پاس آکر
کہا تمھارا مال وہ کتنے کا تھا جو جاتا رہا اسنے کہا کہ بتیس ہزار روپیہ کا عمرو نے کہا اگر دس ہزار روپیہ مجھکو
دو تو تمھارا جواہر دیدون جوہری نے بموجب مثل کے کہ جاتا دھن دیکھے تو آدھا لیجیے بانٹ دس ہزار
دینار دینا قبول کیے عمرو نے جیسا اُسکا جواہر تھا ویسا ہی جواہر مصری کا بنا ہوا زنبیل سے نکالا اور
اشرفیان دس ہزار روپیہ کی لیکر اسکے حوالہ کیا اور آپ وہان سے روانہ ہو گیا جوہری جب دکان بڑھا
کر اپنے گھر گیا سارا ماجرا اپنی زوجہ سے بیان کیا کہ آج اس طرح سے ایک ٹھگ دس ہزار روپیہ مجھسے
لے گیا زوجہ نے کہا وہ جواہر جو اسنے پھیر کر دیا اس مین نہ کچھ فتور ہو لاؤ مین تو دیکھون جوہری نے درج جو
کھولا روئی کے اندر لپیٹ کر جواہر رکھا تھا گرمی سے مصری پگھل گئی جواہر کا پتا نہ رہا اسوقت دونون
لگے سر پیٹنے اور روتے ہوے پاس ملکہ زعفران کے دہائی دینے گئے اور در دولت پر سر پھوڑنے لگے
ملکہ نے انھین پاس بلوا کر سب حال دریافت فرمایا اور کہا تم سچے ہو یہ کام عمرو عیار کا ہی جب وہ
گرفتار ہوگا تمھارا مال دلا دیا جائیگا اور حکم دیا کہ شہر کے سب جوہری ہمارے باغ مین آکر جمع ہون
تاکہ اس مقدمہ کی تحقیقات کیجائے یہ حکم جوہریون کو جب پہونچا سب روانہ ہوے عمرو نے جوہریون
کو جاتے دیکھکر ایک شخص سے کیفیت پوچھی معلوم ہوا کہ جسکا مال تمنے لیا ہی وہ نالشی ہوا ہی یہ سب زعفران
کے پاس جاتے ہین غرض یہ حال پوچھکر خود بھی جوہری بنا چپکن پہنکر چکوے دار پگڑی سر پر دوپٹا گلے
مین ڈالکر بھاری جوتا پاؤن مین انگوٹھان جواہر کی ہاتھون مین پہنکر جوہریون کے ہمراہ باغ مین
زعفران کے آیا سبحان اللہ اسکے باغ کا کیا کہنا جس کا شہر ایسا پاکیزہ حسن خیز زرریز پھر اسکے گلشن
نگارین کا کیا پوچھنا در باغ پر پھول جواہر کے لگائے تھے کہ شداد کی روح کو شرماتے تھے چوکھٹ
دہانہ ایک ڈال طلاے خالص کے تھے اور چار دیواری اسکی سنگ یشب کی بنی تھی کہ سودا زدون
اور ضعیف دلون کو قوت اور فرحت بخشتی تھی اندر باغ کے درخت کے تراشی کیے ہوے تھاے

آنکے بلورین بنے ہوے تنے درختون کے سونے چاندی سے منڈھے ہوے روش پٹری سے درست کسی طرف ایک کیفیت کے ساتھ دار و بست دریاچین اور گل انواع اقسام کے پھولے ہوے بار اثمار سے خوشے جھولے ہوے نہرین آب گوہر سے زیادہ مصفا طائر خوش نوا شاخون پر نغمہ سرا گرد باغ کے عمارت عالی قصر و منظر بنے تھے درخت بلند ہوکر لب بام تک پہونچے تھے کوٹھون کی منڈیر پر پھل درخت کے رکھے تھے کہ لیٹے لیٹے جس میوے کو جی چاہے وہ لبون سے آکر لجاے فرش قاقم و سنجاب کا ہر قصر و شہ نشین پر بچھا تھا بیچ باغ مین نگیرۂ پرزر رکھا تھا بیچ اسکے تخت یاقوت سرخ سے مزین اور مطلا آراستہ تھا کہ سیان و نگل مرصع کار و طرحدار گرد تخت کے گلدستے لگے انجمن جمشید جسم کو شرماتے تھے اسکندر کی بزم کو غیرت لاتے تھے ابیات

تھی حسن فزا فضاے گلشن	تھی وجہ ہواے گلشن
دیکھے نرگس کے طرفہ سامان	اپنی خوبی پہ آپ حیران
لالے نے کیے چراغ روشن	جس سے کہ تمام باغ روشن
رقاص نسیم ہر روش پر	شاخین بھی جھومتین برابر
گرمی آفتاب گل سے	سایے گلبن کے بیٹھے نیچے
ہنسنا غنچون کا جلوہ زا تھا	مشرق مبیح بہار کا تھا
الجھی ہوئی پیڑون سے نزاکت	بہتی ہوئی نہرون سے لطافت
نہرون مین عکس پھولونکے تھے	پانی مین لعل بہ رہے تھے
شبنم سے بھرے تھے کاسۂ گل	جنت مین جیسے ساغر مل

فی الجملہ جب جوہری جمع ہوے ملکہ زعفران مع کنیزان زری پوش در فیق و انسان ذی ہوش کے باغ مین آکر زیر نگیرۂ زرنگار تخت پر جلوہ گر ہوئی اور ہر ایک جوہری کو بلا کر تحقیقات مقدمہ کی کرنے لگی یہانتک کہ نوبت عمرو سے بھی پرسش کی آئی سامنے طلب کر کے استفسار کیا کہ اس جوہری کا جواہر جو شخص لے گیا ہے وہ کبھی تیری دکان پر بھی آیا تھا کبھی تو نے اُسے دیکھا تھا عمرو نے عرض کیا پانچہزار روپے کا مال ایک روز وہ میرے بھی لے گیا لیکن مین صبر کر کے خاموش ہو رہا نالش و فریاد ہنگامہ کچھ نہین کیا اب اگر آپ کے یہان قید ہو کر آئیگا تو مین بھی اپنا مال اس سے لونگا زعفران نے کہا تمھین سب کو مین نے اسواسطے طلب کیا ہے تا ہوشیار اور خبردار کردون کہ قلعہ مین ایک عیار آیا ہے وہ سب لوٹتا پھرتا ہے اپنا اپنا مال نہایت ہوشیاری سے رکھنا اور جو کچھ تمھارا جاتا رہا وہ سرکار سے اسوقت

لیلو آیندہ کو شنوائی سنو گی یہ فرماکر صندل سے حکم دیا کہ پچیس ہزار روپے لاکر ان دونون جوہری کو دو اُسنے فوراً روپیہ حاضر کیا بیس ہزار اُس جوہری کو پانچہزار عمرو کو عنایت ہوا اس انصاف کو دیکھکر سب جوہری دعا دینے لگے اسوقت حکم ہوا کہ جو کچھ جواہر ہمراہ لائے ہو وہ حضور مین گذرانو کہ ہم بھی خریدینگے جوہریون نے جواہر اپنا اپنا دکھایا لیکن عمرو چپکا کھڑا رہا اس سے کہا تو بھی دکھلا عمرو نے جواب دیا کہ میرے پاس جواہر ناقص ہی حکم ہوا کہ دکھلا تو شاید پسند آئے عمرو نے مُسکراکے ایک درج کمر سے نکالا اور اُسکو وا کرکے موتی برابر سفید مرغ کے ہاتھ پر رکھکر دکھایا وہ جگہ تمام روشن ہوگئی اور زعفران بیقرار ہوکر تخت سے اُٹھ کھڑی ہوئی پوچھا ای جوہری یہ موتی فرد ہی یا اسکی جوڑی بھی ہی عمرو نے کہا کیا خوب آپ نے قدر کی ایک کسی بادشاہ نے آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا جوڑی کی ایک ہی کہی زعفران نے کہا سچ ہی جو اسکی نسبت کہو بجا ہی یہ کہکر اور جوہریون کو رخصت کردیا انھین نہایت تعظیم سے بٹھلایا کہا قیمت اسکی اگر واجبی ہو تو یہ موتی مین ماموں جان افراسیاب کو لیکر بھیجون عمرو نے کہا کوئی اسکی قیمت کیا دے گا یہ ہمارا ہی کلیجہ تھا کہ اسکی جوڑی کا موتی کھول کرکے کھا گئے زعفران نے پوچھا کس لیے اُسکو کھایا تھا کچھ فائدہ تو بیان کرو عمرو نے جواب دیا کہ مین نے سیاحی بہت کی ہی ایک بار سنگلدیپ بھی جانے کا اتفاق ہوا تھا ہر چند کہ یہ ذکر طولانی ہی لیکن خلاصہ یہ ہی کہ وہان ایک درویش صاحب کمال کے ذریعہ سے امرنگر مین پہونچا اور خدمت مین راجہ اندر کے گیا اُنھون نے ایک جوڑی موتی کی عنایت فرمائی تاثیر اسکی یہ تبلائی کہ جو کوئی ایک موتی کھائے سات سو برس کی عمر پائے اور کبھی بوڑھا نہو لہذا ایک تو مین کھا گیا اور دوسرا یہ موجود ہی یہ بیان سُنتے ہی زعفران لوٹ ہوئی اور کئی کرور روپے صندل اور زعفران دونون نے ملکر منگائے اور بڑی منت سے عمرو کو دیکر راضی کیا عمرو نے کہا اس روپے کا جواہر منگا دیجیے اسقدر لیجانے مین مجکو تکلیف ہوگی اور بارہ دری مین چلیے مین تدبیر اس موتی کے کھانے کی تبلا دونگا غرضکہ اُس نے جواہر لیکر اور ان دونون کو بارہ دری مین لاکر موتی کھول کرکے کھلایا یہ کھاتے ہی بیہوش ہوگئین عمرو نے خنجر نکالکر چاہا کہ اُنکے سر کاٹ ڈالون مگر زمین شق ہوگئی اور ایک شیر نکلا عمرو نے شیر کو دیکھکر فی الفور صندل کو اُٹھاکر زنبیل مین رکھ لیا اور زعفران پر ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا تھا کہ شیر نے چیخ ماری زعفران ہوشیار ہوگئی شیر تو غائب ہوگیا لیکن اُسنے عمرو کو پکڑ لیا اور کہا او دغا باز تو نے غضب کیا تھا کہاں لیے جا رہی ڈالا ہوتا اور گرفتار کیے باہر بارہ دری کے لائی ہر طرف صندل کو تلاش کیا کہین پتہ نہ ملا عمرو سے پوچھا سچ بتا کہ تو نے صندل کو کیا کیا عمرو نے کہا ای ملکہ مین ساحرون کا گوشت نہایت رغبت سے کھاتا ہون اسکو مین کھا گیا بہت بھوکا تھا زعفران جواب دہ ہوئی کہ تو غلط کہتا ہی یہ سامنے تیرے

جو درخت صندل کا لگا ہی یہ خشک ہو جاتا جو تو صندل کو کھا لیتا قاعدہ ہی کہ جب یہ حربہ جاتا ہی اسکے بھر
کی بنائی ہوئی چیز گم ہو جاتی ہی عمرو نے کہا سچ تو یہ ہی کہ اسکو مین نے زنبیل مین رکھا ہی زعفران کو اور زیادہ
استعجاب ہوا لیکن کہنے لگی کہ ای عمرو تو اگر صندل کو چھوڑ دے تو مین تجھکو اپنے قلعے سے باہر کر دون
عمرو گویا ہوا کہ اگر دریاے خون رواں کے پار بھیجدو تو البتہ اسکو مین دیدون ملکہ نے کہا یہ میری مجال
نہین کہ دریا کے پار تجھے بھیجون یا ختیار شہنشاہ کو ہی عمرو عرض پیرا ہوا کہ دو لاکھ روپیہ دو اپنے قلعہ کے باہر
نکال دو تو بھی صندل ملسکتی ہی زعفران نے قبول کیا اور روپیہ منگوا دیا اور قلعہ کے باہر بھیجدینے کی
نسبت قسم کھائی عمرو بارہ دری مین گیا اور زنبیل سے ایک زن ساحرہ کو کہ اکثر مقامات پر گرفتار کر کے
رکھا ہی نکالا اور صورت صندل کی بنا کر اسکو فہمایش کر دیا کہ تجھے زنبیل کی قید سے رہائی ملتی ہی اور
وزیرزادی زعفران ایسی شاہزادی کی کہلائیگی خبردار سوا ے صندل جادو کے اور کچھ اپنے تئین
نہ جتلانا اس ساحرہ کو خوشی اپنی رہائی کی ہوئی اور کہنا عمرو کا بدل منظور کیا یہ اسکو لیکر سامنے زعفران
کے آیا اسنے اٹھکر وزیرزادی جانکر گلے سے لگایا اور پاس اپنے بٹھایا شفقت سے ہاتھ پشت پر رکھا
چنانچہ زعفران ایسی زبردست ساحرہ ہی کہ اسکے گلے ملنے اور پیٹھ پر ہاتھ رکھنے سے سارے جسم مین
اس عورت کے سوزش ہونے لگی اور تاب نہ لائی اٹھکر بھاگی زعفران نے کہا ای صندل کیون
تجھے صبر یاد نہ رہا کہ اس مین عمرو نے بات بنائی کہ آدمی زنبیل مین جانے سے صبر بھول جاتا ہی کیونکہ اگر
یاد رہے تو ساحر پھر وہان رہے کیون زعفران نے کہا سچ ہی افسوس مین نے بڑی مشکل سے صبر سکھایا
تھا خیر پھر جتلایا جائے گا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک آندھی آئی اور آگ ہر طرف برسنے لگی بعد لمحے
کے ایک بجلی کوندھتی ہوئی آئی زمین پر گر کر ہوئی اور زن خوبصورت بنکر بلباس سرخ زنگ پر زرد
زیور یاقوت احمر قریب جسم کے سامنے پہونچی زعفران پہچان کر ملنے کو اٹھی یعنے یہ برق شرر ریز
اسکی دوست ہی اکثر اسکے پاس آتی ہی حاصل کلام دونون باہم بغلگیر ہو کر بڑی گرم جوشی کے ساتھ
بیٹھکر گرم سخن ہوئین زعفران نے سارا حال عمرو کا بیان کیا اور صندل کو دکھایا اسنے بھی اٹھکر
سلام کیا برق شرر ریز نے بغور دیکھکر کہا ای ملکہ یہ صندل نہین ہی عمرو بڑا دغاباز ہی اسنے دمامہ
جادو اور ساحر شمشیر ایسے جادوگرون کو مارا ہی خداوند سامری اسکی صفت سامری نامے مین لکھ گئے ہین
بھلا وہ صندل کو دیدے گا یہ سنکر زعفران نے اس عورت کو دھمکانا شروع کیا کہ سچ کہ تو کون ہی
اسنے کہا مین شہر کامروکی رہنے والی ہون اور عمرو نے مجھے زنبیل مین قید کیا تھا اسوقت مجھے صندل
بنایا ہی حال سرایہ ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی زعفران نے کہا ای برق شرر ریز تم سچ کہتی تھین اس

سوے نے دغا کی عمرو کھڑا یہ باتین سنتا تھا بولا کہ حرامزادی تو نے میرے ساتھ بھی تو دغا کی وعدہ کیا تھا کہ چھوڑ دون گی پھر مجکو کہان رہا کیا بھلے کو مین نے صندل کو نہین دیا ورنہ ہلاک ہوجاتا برق یہ سنکر بولی کہ ای عمرو تو آدمی نہایت لائق ہی مین تجکو اپنے ساتھ لیچلون گی تو صندل کو دیدے عمرو نے جواب دیا کہ مجھپر سے سحر دفع کردو باغ کے باہر جانے کا راستہ ہو تو مجھے یقین آوے کہ تم چھوڑ دوگی ابھی تو اپنی مضبوطی تم سب کیے ہو اور مجھ سے صندل کو مانگتی ہو زعفران نے یہ باتین سنکر سحر اپنا دفع کیا راستہ کھولا اور کہا لاؤ صندل کو عمرو کمر مین ڈھونڈھنے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ دیتا ہون سب تعجب سے دیکھ رہے تھے کہ عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا زعفران گھبرائی کہا دیکھو بہن مواد غا کر گیا برق نے کہا کہین گیا نہین یہین ہی تم سحر کرو کہ اس عرصے مین عمرو نے جال مار کر لوٹنا شروع کیا فرش و کرسی و دنگل و تخت پاندان و چنگیر و مقابا وغیرہ جملہ اسباب غائب ہوگیا اور ایک ہنگامہ مچا عمرو نے پکار کر کہا ہم جاتے ہین کنیزین غل کرنے لگین کہ کوئی کہتا ہی ہم جاتے ہین ایک نے کہا بوا اس نے جانے دیجیو ہم لٹ گئے دوسری بولی کہ غضب ہوا میری تو گٹھری تک نگوڑے نے نہ چھوڑی خلاصہ کلام ایک لمحہ مین سارا گھر صاف نظر آنے لگا نقش بوریا تک عمرو نے نہ رکھا اور باغ سے نکلکر چلا دروازے پر چلتے وقت ترکنون اور حبشنون سے بھی کہتا گیا کہ ہم جاتے ہین اور جو کچھ اسباب انکا پایا وہ بھی لیکر شہر کے اطراف جوار در قریہ جات ہین اُس طرف چلا اور ایک گانون مین پہونچکر صورت اپنی سپاہی کی ایسی بنا کر ٹھہرا ادھر زعفران نے ایک طائر باش کے آنے کا بزور سحر بنا کر اُڑایا کہ جہان کہین عمرو ہو وہان جاکر دیکھے اور مجکو آکر خبر دے طائر اُڑ کر گیا اور اسنے ایک مرتبع سحر کا منگا کر دیکھا کہ عمرو کس کی صورت کی طرح بنا ہی اس ہنگام مین وہ طائر سحر اُڑ کر اسی گانون مین پہونچا کہ جہان عمرو تھا اور پھر کر آیا اور پکارا کہ موضع زعفران پور مین عمرو ہی زعفران یہ خبر سنکر اور مرتبع سحر مین دریافت کر کے کہ عمرو کی صورت سپاہی کی ہی اوڑی کہ جاکر پکڑ لاؤن جب مقام عمرو پر پہونچی طائر سے پوچھا کہ کس طرف ہی اُسنے پکار کر کہا کہ وہ درخت کے نیچے بیٹھا ہی یہ سنکر ادھر ہی چلی مگر جانور کا بولنا عمرو نے بھی سنا جلدی سے گلیم اوڑھ کر بھاگا زعفران وہین ٹھہری اور طائر کو پھر بھیجا کہ خبر لا عمرو کدھر گیا طائر چلا لیکن عمرو نے ایک جگہ آکر گلیم اتاری تھی کہ طائر سر پر آکر ٹھہرا اور پھر کر چلا عمرو سمجھ گیا کہ یہی طائر معلوم ہوتا ہی کہ تیری خبر دیتا ہی بس گلیم اوڑھ کر بھاگا وہان طائر نے جاکر خبر دی زعفران اُڑتی ہوئی آئی لیکن کسی کو نہ پایا پھر طائر کو۔ وانہ کیا جب طائر آیا عمرو جہان ظاہر ہوا تھا دیکھ کر پھرا اور خبر جاکر کہی ساحرہ ادھر چلی ادھر عمرو نے گلیم اوڑھکر اپنی راہ لی اب

عمرو آگے آگے اور زعفران پیچھے پیچھے دوپہر اسی طرح پھرے آخر عمرو تھک کر ایک غار مین اتر گیا اور جال ایسا سی سر غار پر لگا کر گلیم اتار کر بیٹھا کہ جانور آیا اور دیکھ کر جا کر مخبر ہوا زعفران اڑ کر غار پر آئی اور عمرو کو بیٹھے دیکھ کر پکاری کہ حرامزادے اب کہان جائیگا عمرو نے بھی کہا مالزادی قحبہ آتو سہی یہان زعفران بغضب تمام پنجہ بنکر گری غار مین پہونچکر جال مین پھنسی اور عمرو نے کھینچکر زنبیل مین ڈال دیا اور غار سے نکل کے روانہ ہوا زعفران ہنوز زندہ ہی پھر اسکا باقی ہی تپلون نے سحر کے عمرو کو گھیرا اور ہر ایک کہتا تھا کہ ہماری بی بی کو چھوڑ دے عمرو بھاگتے وقت کہتا جاتا تھا کیون شامت آئی ہی اگر مجھے تم ستاؤگے مین تمھاری بی بی کو مار ڈالونگا تپلون نے خائف ہوکر برق شہر ریز کو جو مہان آئی ہی اس حال سے مطلع کیا برق شہر ریز ساحرون و تپلاہاے سحر کو لیکر دوڑی غوغاے عظیم برپا ہوا ساحر پیچھے پیچھے عمرو کے غل مچاتے جاتے ہین لیکن اس خوف سے کہ زعفران کو عمرو ہلاک کر ڈالے کوئی ہاتھ نہین ڈالتا عمرو بھاگا ہوا ویرانے سے آبادی مین آیا اور ہر کو و برزن مین پھرنے لگا لیکن جب شور و غل ساحرون کا کسی طرح کم نہوا اسوقت عمرو نے قصد کیا کہ زعفران جادو کو مار ڈالون اسی فکر مین ہر سمت پھرتا تھا کہ ایک مقام پر حلوائی روغن کڑھاؤ مین گرم کر رہا تھا عمرو نے زنبیل کا منھ کھولکر جال مین زعفران کو رکھکر کھینچ کر باہر نکالا تپلون نے اور ساحرون وغیرہ نے چاہا کہ لپٹ کر چھین لین عمرو نے جال کو کڑھاؤ مین جھاڑ دیا زعفران چھوٹ کر روغن مین گری اور جلکر تمام ہوگئی ایک بنگامہ قیامت برپا ہوا تمام عالم تاریک تھا تپلاہاے سحر جو عمرو کو گھیرے تھے اسکے مرتے ہی غائب ہوگئے ساحر اس آفت کو دیکھکر بھاگے برق شہر ریز بھی خائف ہوئی کہ عمرو بلاے بدہی ایسا نہو تو بھی گرفتار ہو جائے یہ سوچکر گریزان ہوکر اپنے مقام کی طرف گئی اور عمرو نے اتنا ریکی اور شور وغیرہ مین جال مار کر دکانون کو لوٹنا شروع کیا دکاندار سر پٹتے ہین دکانین بند ہوتی ہین اہل شہر بھاگتے پھرتے ہین آفت برپا ہی آخر اسی حالت مین یکایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من زعفران جادو بود قلعہ جو سحر بند تھا راستہ مسدود تھا کھل گیا عمرو بھاگ کر قلعہ کے باہر نکل گیا اور صحرا نورد ہوا اس خیال سے کہ کسی طرح دریاے خون رواں کے پار اتر جاؤن لیکن اس حال صرصر کا سنیے کہ ہمراہ شگوفہ سحر کے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے چلی تھی تلاش کنان قریب اس صحرا کے پہونچی جہان عمرو پھر رہا ہی خلاصہ کلام عمرو نے دور سے دیکھا کہ صرصر ایک ساحرہ کے ہمراہ کسی کو ڈھونڈھتی ہوئی جاتی ہی یہ دیکھکر کوس بھر اسنے عمرو آگے نکل گیا اور وہان اپنے تئین ظاہر کیا صرصر نے اس ساحرہ سے کہا ای شگوفہ دیکھو وہ عمرو کھڑا ہی عمرو نے یہ کلام سنکر جھاڑی مین اپنے تئین چھپایا لیکن صرصر پنجہ پکڑ کر

دوڑی عمرو جھاڑی کے اندر ہی اندر چلکر ایک غار مین اُتر گیا حرحر نشان پا دیکھتی ہوئی جھاڑی کو ڈھونڈھتی چلی اس عرصہ مین شگوفہ سحر نے کہا ای بہن کسی طرف سانس لینے کی صدا آتی ہی حرحر اُسکے کہنے سے ہر طرف نگران ہوئی ادھر عمرو نے اژدہا غار سے مقوے کا بنا کر نکالا کہ بجاے آنکھون کے یاقوت سرخ نصب تھا مشعل کی طرح آنکھین روشن تھین مُنھ سے شعلے آتش کے نکلتے تھے حرحر اور شگوفہ اُسکو دیکھکر بھاگین اُنکے پیچھے عمرو بھی غار سے نکلکر چلا اور چاہتا تھا کہ قابو پاکر انھین گرفتار کرلے اتفاقاً ایک مقام پر شگوفہ کو احتیاج پیشاب کرنے کی ہوئی حرحر سے علحدہ ہوکر جھاڑی مین گئی عمرو نے پشت پر سے آکر حلقے کمند کے مارے اُسنے گھبراکر پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے بیضہ بیہوشی مارکر اُسکو بیہوش کردیا اور پیرہن اُسکا اُتار کر رنگ و روغن عیاری سے لگا کر اُسکی ایسی صورت بناکر حرحر پاس آیا اور اسکے ہمراہ آگے روانہ ہوا کچھ دور چل کر گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا حرحر سمجھی کہ شگوفہ ساحرہ زبردست ہی بزور سحر غائب ہوگئی ہی لیکن عمرو نے دور سے ایک ساحر کو اس طرف آتے دیکھا تھا اسوجہ سے غائب ہوکر دوڑا اور قریب اُسکے پہونچکر گلیم اُتار کر ظاہر ہوا وہ ساحر ساکن طلسم باطن صاحبان اعزا مین سے تھا شگوفہ سحر کو جانتا تھا اس نے استفسار کیا کہ آپ کہان جاتی ہین عمرو نے کہا تلاش عمرو مین پھرتی ہون لیکن تم سے تجھ کہنا ہی یہ کہکر قریب اُسکے جاکر جناب بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا عمرو اُسکو اُٹھاکر جھاڑی مین لے گیا اور زیادہ بیہوش کرکے اُسکو اپنی صورت اصلی کے مانند بنایا اور پیٹھ پر لادکر چلا یہان حرحر حیران تھی کہ شگوفہ غائب ہوکر کدھر گئی اور ڈھونڈھتی پھرتی تھی کہ ایک جانب سے اسکو دیکھا کہ عمرو کو لادے ہوے آتی ہی حرحر جھپٹ کر نزدیک آئی اور گویا ہوئی کہ آپ نے شاید اِسی کو کہین دیکھا تھا جو غائب ہوگئی تھین بارے محنت ٹھکانے لگی اچھی تدبیر سے حضور نے گرفتار کیا ورنہ اُسکا ہاتھ اکماد شوار تھا لیکن امید یہ آپ سے رکھتی ہون کہ سامنے شہنشاہ کے یہ نہ فرمایئے گا کہ مین نے عمرو کو گرفتار کیا ہی بلکہ یہ اظہار کیجئے گا کہ حرحر نے مقید کیا ہی کیونکہ عیار کا گرفتار کرنا ہم عیار بچون کا کام ہی دوسرے یہ کہ اس مفتری کو مجھے عنایت فرمایئے تاکہ اِسکو تارے مین باندھکر لے چلون شگوفہ نقلی یعنی عمرو نے جواب دیا کہ اُسکو ہوشیار کرکے جی چاہتا ہی حال پوچھون حرحر نے کہا کہین ایسا غضب بھی نہ کیجئے گا یہ ہوشیار ہوا اور آفت لایا فوراً چھوٹ جائیگا پھر قید نہ ہوسکیگا مناسب ہی کہ اسکو مجھے حوالے کیجئے آپکے باعث سے میری عزت افزائی ہوگی آیندہ آپ کو اختیار ہی شگوفہ نے اسکے التماس کو پذیرا کرکے اس ساحرہ کو دیا حرحر نے چادر عیاری بچھاکر حلقہ ہاے کمند سے خوب مضبوط باندھکر شکار کو درست کرکے دوش پر رکھا اور نہایت تیز شاہ اڑا

فرحان روانہ ہوئی آگے بڑھکر شگوفہ سے مصلحت کی کہ خاص طلسم کی راہ سے دربار مین چلین ایسا نہ ہو کہ روبراہ چلنے مین کچھ فتور پڑے غرض دونون اسی طرف چلین یہانتک کہ ایک صحرا مین پہونچین کہ سارا جنگل سونے کا تھا ہر سمت آگ لگی ہوئی معلوم ہوتی تھی گھانس اور درخت کیا بلکہ زمین تک طلاے احمر کی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ صنع طراز قدرت نے طلائی زیور گیاہ اور نباتات کا شاہد صندلین خسار ارض کو بچھایا ہی یا فصل بہاری نے لباس استبرق اتار کر سنہری پوشاک زیب قامت فرمائی ہی پھول اور پھل درختون کے کل خورشید کو شرماتے تھے رشک سے آتش حسرت مین جلاتے تھے میوہ دار اشجار سر بسر پربہار پھولون کے درختون پر عقد ثریا تھا سبحان اللہ کیا قدرت صیرفی قدرت کی ظاہر تھی کہ چشمہ آب کی بھی رنگت سنہری تھی موجون سے یہ کیفیت عیان تھی کہ سونا بوتہ زرگر مین پرخ کھاتا ہی سنہری گھاس سنہرے کی طرح لہلہاتی انجم سپہر برین کو شرماتی گرداگرد اس جنگل کے پہاڑ سونے کے سربلند تھے جھرنے جھڑتے زعفرانی پھول آپس مین ملے ہر ایک کے دلپسند تھے آبشار کا جوش موج تبسم کو کندنی رنگون کے شرماتا تھا فی الحقیقت اسکی شان مین یہ زیبا تھا

نظم

تھا سمت وہ آبشار کا جوش	جھرنے وہ کہ آئین مردے کو ہوش	صناعی صانع ازل کی
پتھر سے صاف جھلکی	کیفیت سبز و اس ادا سے	جو ہاج ہے خلد کی فضا سے
اللہ اللہ وہان کا جوبن	قربان صدقے ہزار گلشن	قدرت کی بہار اس جگہ تھی
رنگین کن دامن نگہ تھی	گھبراتے جو چرخ کے فرشتے	پھرتے چلتے وہین پہ آتے
تھہرے بھی وہان کے سونیکے تھے	ہر سمت چٹان سے پڑے تھے	لاکھون آہو ہزار دل سے جیتے
چرتے گھاس اور پانی پیتے	بشاش و کلیل مین نظر آئے	گر بھاگے کبھی کبھی ادھر آئے

غرو بہمہ صرصر کے شگوفہ بنا ہوا یہ سیر و کیفیت دیکھتا چلا جاتا تھا اور دل مین سونے کا جنگل دیکھ کر للچاتا تھا کہ کس طرح پاؤن جو اس جنگل کو زنبیل مین رکھ لون پھر سوچتا تھا کہ یہ طلسمی کارخانہ ہی بظاہر یہ سونے کا دکھائی دیتا ہی نظربندی کا ایسا طریقہ ہی اسپر طمع کرنا سراسر بیجا ہی غرض اسی طمع دل سے باتین کرتا روانہ تھا یہانتک کہ کوہستان سے وہان کے جب گذر گیا تو ایک جنگل مروارید کا ملا یہان گھاس اور پتے درختون کے زمرد کے تھے اور پھول جواہر کے پھل موتیون کے لگے تھے ہر نوک گیاہ پر گوہر شب چراغ نصب تھا سماے گوہر نگار تھا یا قدرت رب تھا چمنستان روشن سبزہ ہزار طرح کا جوبن رونق دہ گلشن نگارین بلکہ فردوس برین تھا کہ ادبیات

سنہرے کا ہوا سے لہلہانا	جوبن ہمہ پھول کا دکھانا	لپٹا پیڑون سے عشق پیچان

ہر غنچہ و گل تھا عطر افشان	خوبی سے بھرا ہوا وہ گلزار	تایات و نفیس و سادہ پرکار

جب اس مقام سے اور آگے بڑھے ایک دیوار چینی کی از زمین تا چرخ برین سر کشیدہ نظر آئی کہ منزلون تک درازی اُسکی تھی روبرو اس دیوار کے ہزارہا پتلا بلور کا سپر و شمشیر ہاتھ مین لیے کھڑا تھا اور بیچ مین دیوار کے ایک پتلی مثل تصویر کے نصب تھی اُسکے نزدیک صرصر نے جاکر کہا اے تصویر طلسمی بحق شہنشاہ طلسم مجکو راستہ دے اُس پتلی کا بیچ شق ہوا اور ایک دروازہ ظاہر ہوا صرصر اور عمرو دونون داخل ہوے اور ایک تڑاقا پیدا ہوا وہ در بند ہو گیا صرصر اور عمرو آگے بڑھے ایک بیابان مین پہونچے کہ وہ مرغزار دلکشا تھا سراسر نکہت سمن و گلاب سے بھرا تھا نسیم سحاب وہان کی معطر کن مشام جان تھی تسیم گل مثل زلف عنبر سای شاہدان کے عطر افشان تھی طرفہ تر یہ طلسمات تھا کہ ہر سمت ابر گھرا ہوا جیسے موسم برسات تھا ساون کا مہینہ معلوم دیتا تھا کہین پانی برستا تھا کہین مطلع صاف نظر آتا تھا ساونی بھولی تھی گھٹا گھنگھور جھائی تھی غرضکہ ایسے مقام فرحت بخش کی صفت مین یہ اشعار کافی ہین حظ نفس ناظرین کو وافی ہین نظم

بوتلین لاو برانڈی کی منائین دن سہان	آجکل باغ پر عالم ہی گھٹا برجون
ہاے کیا باغ ہی کیا ابر ہی کیا سبزہ ہی	بوندیان پڑتی ہین جلتی ہین ہوائین سن سن
پانی پتون سے ٹپکتا ہی خمیرا بو سہین پیڑ	دھوئی دھلائی روشین صاف ہین جیسے درپن
باغ مین آکے یہان تک تو جھکی ہی بدلی	پگڑیان بھیگین جو مالی تو جھکا لین گردن
بادل امڈے چلے آتے ہین جدھر کو دیکھو	بجلیان کوندھتی ہین شور ہی آتر دھن
یون گھٹا چھائی ہی یون کوند رہی ہی بجلی	جیسے نیلم کے نگینے پہ جڑا ہو کندن
اسقدر زور سے چلتے ہین ہوا کے جھونکے	پیڑ اس طرح جھکے جاتے ہین جسطرح دلھن
مینھ برسنے کی ہی آواز ہوا کا غل ہی	شور سے سر پہ اٹھاتے ہین چمن مرغ چمن
اسقدر چار طرف ابر ہی ماشاء اللہ	چشم بد دور نہین دیکھا ہی ایسا ساون

اُس دشت طراوت بیز مین ہر چند کہ بارش ہوتی تھی مگر جسم پر ایک بوند نہ پڑتی تھی صرصر اور شگوفہ تفلی سیر کنان ایک ایسے مقام پر پہونچین کہ وہان آٹھ ہنڈولے کھڑے تھے یہ دونون ایک ہنڈولے پر جاکر بیٹھین کہ یکایک زمین شق ہوئی اور دو بچے پیدا ہوے اور دونون کی کمر مین ہاتھ دیکر اُڑے ایک صحراے سبزہ زار مین لاکر انھین اُتار کر غائب ہو گئے انھون نے اس جنگل کو بھی نہایت سبزہ خرم پایا یعنے سبزہ وہان کا سبز رنگون کو لجھاتا تھا سبزہ بختان دہر کو شرماتا تھا جہ پھول تھا

شگفتہ خاطرون کے دل کا فراغ تھا بلکہ مرہم داغہاے تیرہ بختون کے لیے چراغ تھا ہر ایک شجر خضر راہ
اشتیاق تھا مجنون کے دل کو قامت لیلیٰ کا طور دکھا کر تسکین دینے مین طاق تھا ہر سمت چشمے
جاری اور گرد و جھیلون کے سبزہ زنگاری تبقہا نظم

ہر اک طرح کے تھے وہان پرچمن | کسی مین بنفشہ کسی مین سمن | کہین لالہ تھا اور کہین جعفری
کہین راے بیل اور رتن کنجری | کہین چاندنی تھی کہین موگرا | کسی جا مدن بان اور موتیا
کسی جا سے آتی تھی شبو کی بو | کہین پر کھلا تھا گل نازبو | کسی جا لگا تھا گل آفتاب
کہین تھا ہزار ابصد آب و تاب | کہین تھی وہ شبنم کی گل پر بہار | کہ گوہر کرے ابر نیسان نثار
غرض تھا وہ گلزار رشک جنان | تھین ہر شاخ پر بلبلین نغمہ خوان | یہ دونون اس بیشہ فرحت افزا

مین روان تھین کہ سامنے سے صدا طرفہ کی سنائی دی اور بڑے جاہ و تجمل سے ایک سواری ساحر
جلیل القدر کی آئی آگے آگے یساول اور چوبدار عصاے طلائی اور جواہر آگین لیے ادب اور تعظیم
گویان حاضر رہا خادم بلباس پرتکلف ہمراہ سواری پویان دو رباش کا شور بلند اور ایک تخت مرصع
کار و دلپسند پر طوفان جادو نام ساحر ذی احترام سوار پشت پر ہمراہان نامدار کی قطار قریب آکر
پہونچا صرصر نے بڑھکر سلام کیا اسنے سلام لیکر پوچھا کہ بی بی صرصر کہان چلین اسنے جواب دیا
کہ عمرو کو دربار شہنشاہ مین لیے جاتی ہون طوفان جادو نے کہا مین بھی وہین چلتا ہون میرے ہمراہ
چلو سواری موجود ہی سوار ہو لو صرصر عرض پیرا ہوئی کہ حضور ہم عیار بیمان ہر جگہ پھرا کرتی ہین سواری
اگر ڈھونڈھین تو کام کیونکر چلے آپ تشریف لے چلین کنیز پیچھے پیچھے آتی ہی یہ سنکر وہ ساحر آگے بڑھا
اور صرصر اور شکوفہ بھی چلین جب اس صحرا سے گذر کر آگے بڑھین تو ایک تر پولیا ملا اسکے آگے ایک
دیوار بلور کی تھی صرصر نے دیوار سے کہا کہ مجھے واسطہ بادشاہ طلسم کا راستہ دے وہ دیوار شق
ہوئی یہ دونون داخل ہوئین اور آگے بڑھین تو ایک لشکر ساحرون کا اترا ہوا دیکھا کہ خیمے خرگاہین
اشادہین ساربان کی قنات تنی ہی کڑھاؤ چڑھے ہین چہل پہل ہو رہی ہی بستر ساحرون کے لگے ہین
جا بجا چوکے دیے ہین آنی سنی ہر جگہ بچھی ہی پوجے پاٹ مین بعض مصروف ہین بعضے اشنان گیان دھیان
مین ہین کنوئین پختہ بنے ہین دھوتی چھانٹ رہے ہین کوئی سورج سے آنکھ ملائے ہاتھ جوڑے
کھڑا ہی کوئی ہوم کر رہا ہی سامنے اگیار کے جاپ کرتا ہی کوئی رسوئی کرنے مین مشغول ہی بھوننا بان
لگا رہا ہی کسی نے سب کام سے فراغت پائی آرام مین ہی کوئی عیش و نشاط کے کام مین ہی حرف دارہ
کہین بج رہا ہی کسی جگہ چکارا اور ڈھولک کا سمان ہی کوئی کشرت کرتا ہی پٹا بانک ہوتا ہی کہین

ڈنڈا اور بگدر کا چرچا ہی کوئی تاپ دیکھنے مین مصروف ہی کہین حسن خوب سے کوئی مالوف ہی حاصل کلام صرصر جب اُس لشکر مین داخل ہوئی میر طلایہ نے روکا اور کہا کیا باعث ہی کہ تم روبراہ نہ آئین خاص طلسم سے جہان کوئی سوائے شہنشاہ کے نہین جاتا اُدھر سے آئین اس مین کوئی بھید ہی صرصر نے لاحاصل کہا اور اس خیال سے کہ گذرگاہ خلائق کی طرف سے آنے مین خوف رہائی عمرو تھا بیان کیا میر طلایہ نے کہا اچھا تم یہین ٹھہر جاؤ مین اجازت شہنشاہ سے نسبت تمہارے منگا لون تو جانے دون صرصر ٹھہر گئی اور اُسنے ایک ساحر کو پاس افراسیاب جادو کے بھیجا وہ ساحر گیا اور پیش شاہ جادوان کیفیت صرصر اور شگوفہ کی معرض بیان مین لایا وہان سے حکم ہوا کہ آنے دو کوئی مزاحم نہو ساحر نے آکر میر طلایہ کو حکم شہنشاہ سے مطلع کیا اُسنے ان دونون کو اجازت دی یہان سے جو آگے بڑھین تو پشت باغ نسیب نظر آئی اس سمت کو بھی دروازہ عالیشان جواہر آگین لگا تھا اور ہزارہا ساحر بعہدۂ نگہبانی کھڑا تھا صرصر آکر مع عمرو یعنے شگوفہ کے داخل باغ ہوئی ہرچند کہ عمرو پہلے بھی اس باغ مین آچکا ہی مگر دوسرے در سے آیا تھا ایکبار طلسمی راہ سے پشت باغ کی طرف سے آیا ہی کیفیت آرایش اور زیبایش کو اس طرف کی اُس جانب سے دوچند پایا اور علاوہ اس کے یہ باغ مسکن ہوا افراسیاب کا روز بروز آراستگی اسکی بڑھتی جاتی ہی ہر روز ایک کیا ہزارون بہارین تازہ بزور سحر اسمین پیدا کی جاتی ہین خلاصہ کلام اب جو عمرو نے اس بوستان کو دیکھا تو بیخود ہوگیا اور دلمین اپنے درود پڑھنے لگا بلا تشبیہ فاوخلی فی عبادی وادخلی جنتی کا نقشہ نظر آیا کہ ہر ایک درخت نیلم اور پکھراج اور الماس اور زمرد کا لگا ہی اور سونے کی زمین پر مینا کیا ہوا ہی لعل بدخشان اور عقیق یمنی کے نگینے جڑے ہین کہ ستارون کو شرماتے ہین زمرد کے چمن زمین گردانکے فیروزے کے کٹہرے بصد جوبن ہین پھولون کی سرخی گل سرخ آفتاب کو شرماتی ہی بو باس سے نسیم عنبر آگین ہی سنبل پیچان زلف شاہدان کو پیچ سکھاتی ہی معشوقون کی فندقون سے عناب رنگین تر اور سرو اکر طنے مین قامت خوبان سے بہتر طرفہ تر یہ کہ لعل کے درختون مین موتیون کے گچھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ خورشید کے درخت مین ستارے لٹکتے ہین نہرون کی لب گردا لبن جڑاؤ انمین گلاب اور کیوڑہ بھرا تھا زمرد کی ڈالیون کا اُنپر سایہ تھا بلبلین اور مرغابیان گوہر نگار جواہر کی انمین تیرتی تھین غوطہ بازی اور کلیلین کرتی تھین جوش فصل بہار تھا یہ سمان اظہار تھا نظم

اسقدر باغ مین ہی کثرت سنبل و سمن انتہا ہی کہ جگہ نالۂ بلبل کی نہین	لیں جماہی بھی تو کھلتے نہین غنچے ونکے دہن جسطرح سے کہ گلستان نہین جاے سخن

سبحان اللہ وہ سہانا باغ کہ چشم و چراغ گلزار دہر اسکو کہنا زیبا ہی یا داغ وہ ریاض رضوان ہی نظم

کل تھے سب اپنے اپنے جوبن پر	بوے گل تھی ہوا کے توسن پر	تھا عجب لطف پر جمال چمن
جھومتے تھے پڑے نہال چمن	فصل تھی وہ ربیع گل و مل کی	گرم جوشی تھی بلبل و گل کی
رقص کرتی تھی موج باد نسیم	تھا نہ ساتھا عطر دان شمیم	باغ کل مین کہین نہ گرد و غبار
نور افشان مگر تھا وہ گلزار	تھا زمین سے سپہر تک کیف	نور سے تھا خلاصہ کل معمور
کسنے دیکھا جہان مین ایسا باغ	تھا وہ باغ ارم کا چشم و چراغ	خلاصہ یہ کہ صرصر اور شگوفہ

یعنے عمرو جنستان کو طے کرکے ایک ایوان عظیم الشان مین پہونچے کہ جہان افراسیاب سریر جہانبانی پر جلوہ آرا تھا اور دنگلون پر ہزارہا ساحر دست بستہ بیٹھا تھا صرصر نے پشتارہ اُس ساحر کا جسکو عمرو نے اپنی صورت کا بنادیا ہی بعد بجا آوری آداب و تسلیم سامنے شہنشاہ کے رکھ دیا اور حیران رہنا اپنا تلاش مین اور جد و جہد گرفتار کرنے مین عمرو کے مبالغہ کے ساتھ بیان کیا اُسکو خلعت عنایت ہوا انعام فراوان عطا کیا پھر شگوفہ سحر نے بھی مجرا کیا اسپر بھی الطاف خسروانہ فرماکر حکم بیٹھنے کا دیا اور خراج اسکے ملک کا معاف کردیا پھر مخمور سرخ چشم سے مخاطب ہوکر حکم دیا کہ شیرا اور شیرنی وغیرہ کو پاس شیطان درگاہ ملک بختیارک کے مین نے بھیجا تھا مگر نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ وہ اب تک تشریف نہین لائے اب ذرا تم تکلیف کرکے کوہ عقیق تک جاؤ اور شیطان خداوند کو لے آؤ میری طرف سے عرض کرنا کہ وہ ناعیار یعنی عمرو گرفتار ہوا ہی حضور جلد تشریف لاکر اُسے قتل کرین دیر نہ فرمائین مخمور نے یہ حکم پاکر اول تو انکار کیا کہ حضور میری بین خمار جادو وہان جاکر رک اُٹھا چکی ہین مین نہ جاؤنگی آخر جب افراسیاب نے مکرر اور سہ کرر کہا ناچار اُٹھکر اپنے مقام پر آئی اور دو ہزار کنیزان زرین پوش کو ہمراہ لیکر خود بھی زر و زیور سے آراستہ ہوکر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی قلعہ کوہ عقیق مین شیرا و شیرنی جاکر پہونچے تھے لقا اور اہل دربار گھبرائے تھے کہ یکایک ابر سنہری رنگ کا سر قلعہ پر چھایا اور ریزہ یاقوت کی بارش ہونے لگی وہان کے ساحر واقف کار گویا ہوے کہ علامت آمد مخمور سرخ چشم معلوم ہوتی ہی یہ کہہ ہی رہے تھے کہ تخت آکر اترا اور ملکہ مخمور سرخ چشم ہزاران ناز و انداز سے پاپوش جواہر کا زیور پہنے لباس شاہانہ زیب قامت کیے دو ہزار کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے ہمراہ تخت سے اُتر کر سامنے آئی اور خداوند کو سجدہ کیا نذر دی و نگل عنایت ہوا با ادب تمام بیٹھی لقا نے پوچھا کہ اے بندی یاقوت حاضر ہونے کا کیا باعث ہی مخمور نے گرفتار ہونا عمرو کا اور بلانا اُسنے کا ملک بختیارک کو واسطے قتل کرنے عمرو کے اور شیرا اور شیرنی بھیجکر مع مرغ کے طلب کرنا بیان کیا بختیارک نے یہ باتین سُنکر ایک قہقہہ مارا عمرو کا گرفتار ہونا کار یست مشکل و امریست دشوار مین طلسم مین جاکر

اپنی جان نہ دونگا پیر و مرشد کی قضا کسی کے ہاتھ سے نہین اگر وہ قید بھی ہو کر آتے ہین تو دو ایک کے سر کاٹ کر لوٹ مار کر کے چلے جاتے ہین بالفرض شاہ جادوان نے انھین گرفتار کرایا ہوگا جبتک ہمین یہان سے وہان پہونچون اتنی دیر مین وہ شاہ کا سر کاٹ کر چلے جائین گے مخمور سرخ چشم نے کہا کہ ملک جی شہنشاہ طلسم بغیر فتح طلسم ہلاک نہین ہو سکتا ہی آپ تشریف لے چلین غرضکہ بعد مقالات بسیار کے بختیارک پشت طائر پر سوار ہوا اور شیر اور شیرنی ہمراہ چلے آگے بڑھکر پسوار کرینگے مگر مخمور سرخ چشم جو خداوند سے رخصت ہوئی تو تصور کرنے لگی کہ آخر تو اتنی دور آئی ہون لازم ہی کہ لشکر حمزہ صاحبقران کو بھی دیکھتی چلون یہ تصور کر کے بیرون قلعہ جب پہونچی تو لشکر امیر کی طرف چلی اور تخت اپنا بزور سحر ایک مقام بلند پر اتار کر کیفیت لشکر دیکھنے لگی دیکھا کہ بازار لشکر کے ہر سردار کی بارگاہ کے آگے آراستہ ہی اور اردوئے معلے کا نقشہ ہی ایک طرف سونے کی بازار ہی دوسری سمت جواہر کا انبار ہی کہین چینی کا بازار خاقان چین کی کھلی ہی کہین فرنگستان کی بازار لگی ہی مگر اُن بازارون کی طرف رقم ہو تو بیان افسانہ عدم ہو خلاصہ یہ کہ ایک سمت بارگاہ سلیمانی کو دیکھا کہ ہزارہا کلس سونے کے اُسپر چڑھے ہین اور ہر کلس پر طاؤس جواہر کے منقار مین مالے مروارید کے لیے بیٹھے ہین دونون جانب سڑکین کنارے اُنکے بازار چار طاق بلقیس آراستہ ہی سڑک پر جواہر کٹا ہی سقے بادلہ نگار لنگیان باندھے کٹورے چاندی سونے کے کمر مین رکھے چھڑکاؤ کر رہے ہین سرداران عالی تبار اپنی اپنی بارگاہ سلیمانی مین جاتے ہین اور لشکر امیر جہان تک پیک نگاہ جاتا ہی اُترا ہوا نظر آتا ہی بلکہ براہ مبالغہ یہ اندازہ ہی کہ از مشرق تا مغرب از جنوب تا شمال فوج ظفر موج صاحبقران موجزن ہی لشکر مین ڈنکے بج رہے ہین پتیلیان چڑھی ہین قورمے بھن رہے ہین بہادر ہاتھ تلوارون کے نکالتے ہین تودے بنائے ہین تیر اندازی ہو رہی ہی کسی جا سجا دے بچھے ہین لوگ تلاوت صحیفہ ابراہیمی کتب ربانی مین مصروف ہین مخمور جاہ و جلال لشکر کا دیکھ کر دنگ ہو گئی اور دل سے کہتی تھی کہ کلہ گوشہ صاحبقران آج تا باوج آسمان پہونچا ہی کب کوئی اُنکے مقابل ہو سکتا ہی زہے خوبی لشکر و زہے عزم شان و کر و فر بہ فجوائے نظم۔

یکے ملک در راہ رزم آوران		بہ معمورگی بہتر از اصفہان	
بہ رونق زبت خانۂ چین نکو		ولے مردمش صالح و نامجو	

مخمور سرخ چشم حیران کار کھڑی تھی کہ ایک سمت سے سامان اور تجمل سواری ظاہر ہوا ہشو بچھ کا شور سنائی دیا دیکھا کہ آگے آگے سقے گلاب و کیوڑا چھڑکتے نکلے بعد اُنکے طفلان مہر صورت منقلین

روشن کیے عود و عنبر سلگاتے گذرے پھر خاص بردار اور چوبداروں کے پرے ظاہر ہوے جب یہ سب آگے بڑھے اُسوقت سواران ذری پوش تنظام کنان پیدا ہوے اُنکے پیچھے گلدستے اور درخت جواہر کے جنمین پھلے موتی کے آویزان تھے ملازم لیے وردیان معقول پہنے نکلے اور سامنے سے مرکب پری پیکر شاہزادہ والا تبار برہم زنندہ زمرد بے ایمان و گل گلزار صاحبقران نو رسیدہ مومنان و مسلمانان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران اعظم نورالدہر بن بدیع الزمان عالی ہم برآمد ہوے گرد اُنکے سردار جنکو شاہزادے نے زیر کیا ہے مرکبون پر سوار ہین ایک ایک ان مین ذیوقار ہین مثل طہماس بن عنقویل دیو پیر و رو فضل بن گیا حور خون آشام وغیرہ کئی سردار ہمراہ ہین ذکر اُنکے زیر ہونے اور اطاعت مین شاہزادے کے آنے کا دفتر چہارم ایرج نامہ مین مذکور ہے حاصل کلام مخمور نے صورت جان پرور شاہزادۂ عالی گوہر کو جو دیکھا ششدر رہ گئی کس لیے کہ اس جوان حسین صاحب تمکین کو پایا کہ جبکا روے زیبا آفتاب تابان کو شرماتا تھا اور شوکت و صولت مین فسانۂ رستم کو قصہ بیہودہ بتاتا تھا نظم

ببر کردہ لباس رعوانی	بہار حسن و آغاز جوانی
قدش چون سرو بستان سر کشیدہ	ز غم آسودہ و آفت ندیدہ
رخش تابان میان زلف پرتاب	چنان کاندر شب تاریک مہتاب
لبے چون غنچہ لبریز تبسم	دہانے راہ خندیدن ورد گم
جبین و عارض آن غیرت حور	نمودے معنی نور علی نور
دو ابرویش بحکم نرگس مست	پئے تاراج دل دادہ بہم دست
نوشتہ دست قدرت چشم بد دور	دو نون سرنگون بر سورۂ نور
چگویم وزدی آن چشم پر فن	کہ دل بردی بیک زدیدہ دیدن
ز مژگان دستگاہی ساحری داشت	ید طولے بہ فن دلبری داشت
ہر آن زخمی کہ میزد تیر مژگان	لب او سرنگون کردی نمکدان
حلاوت زخم دل را زان نمک بود	کسے نشنیدہ شیرینی نمک سود
چگویم وصف آن سیب زنخدان	کہ بردہ گوے حسن از ماہرویان
بیاض گردن آن رشک گلشن	نبودے چارہ جز گردن نہادن
سخن از زیر نافش کفر و شین ست	ز عورت چشم پوشی فرض عین است

زساق وساعدش جان را جلا بود بلاؤ فتنہ جاؤشان راہش		زدست و پاش دل بیدست و پا بود اجل قربان برچشم سیاہش	

محمود سرخ چشم دیکھتے ہی بیتاب و بیقرار ہوئی اور ہزار جان سے شاہزادہ پر نثار ہوئی غشی طاری ہوئی کنیزون نے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا اس عرصے مین سواری شہزادہ کی نکل گئی یہ چار کف افسوس ملکر رہگئی کچھ بس نہ تھا آخر مجبور غم عشق کو سینۂ حسرت و سینہ مین پنہان کرکے زار و نالان طرف طلسم کے روانہ ہوئی دل سے کہتی تھی کہ بغیر شراکت عمرو کی کیے مطلوب کا ملنا دشوار ہے دوسرے تو طلسم مین رہے اور عمرو ملازم امیر کی رفاقت نہ کرے جب معشوق سے سامنا ہوگا اور وہ اسکی شکایت کرینگے تو بڑی ندامت ہوگی یہان سے چلکر عمرو کو پار دریاے سحر کے لے چلو اور مرخ کی اطاعت مین سرگرم ہوا اسی طرح کی فکر کرتی اور چشمہ چشم سے خون ناب بہاتی یہ اشعار فراق مین زبان پر لاتی

اشعار

کاے گل تازہ رح گلشن ناز عار نست آئینۂ جوہر دار ہرکجا جلوۂ قامت داری شعلۂ طور چرا غم از تو بسر زلف پریشان سوگند بخدنگ نگہ و برق وہلا بہ وفا یکہ ز در راندۂ تست زندہ کن رسم مسیحائی را	بلبل جان بہوایت مساز ای بیک جلوہ خرابم کردی روز بازار قیامت داری وای از دست تو ای پریدار بشکست دل و پیمان سوگند بنگاہے کہ در و بردۂ دل بہ بجائیکہ زجان خواندۂ تست بخش جانے تن سودائی را	ای دم واشد زلف طرار بہ نگہ سینہ کبابم کردی آب در رنگ گل و اعم از تو بقسم نوبت تقریر فتاد بگمان داری ابروے و دتا بہ حیاے کہ کند غنچہ خجل بخش جانے تن سودائی را

اسی طرح با دل زار و اشکبار داخل طلسم ہوئی اور اس طرف مرخ سحر نے بختیارک کو طلسم مین لاکر اتار اشیرنی اور شیر نے سوار کیا سیر طلسم کراتے تمام مقامات عجائب و غرائب دکھاتے لے چلے طلسمان طلسم نے اسکی آمد کی خبر فرا سیاب کو پہونچائی وہ بہر استقبال مع حرامیان حرامی کے آیا یہان تک کہ بڑے عزم و شان سے اول لشکر حیرت دکھانے کو طلسم ظاہر مین لایا حیرت اور صورت نگار سردارون کو لیکر پیشوائی کو آئی نقارے طلسمی بجنے لگے مرخ کا لشکر دکھایا اور سب حال بیان کیا بارگاہ مین لاکر ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا فرا سیاب نے حکم دیا کہ جب تک ملک جی لشکر مین تشریف فرمائین باغ سیب مین کچھ سردار جاکر دعوت کی تیاری کرین باغ کے مکان اور عمارتین آراستہ ہون فرش بدلا جائے شیشہ آلات سجا جائے میخانہ درست ہو مطبخ مین طعام

لذیذ تیار کیا جائے اس حکم کو سنکر شگوفہ نقلی یعنے عمرو جو ہمراہ شہنشاہ کے استقبال کے لیے آیا تھا اور اس تدبیر سے دریا کے پار اُترا تھا کہ شگوفہ اصلی جسکو بیہوش کر چکا ہی اسکی کنیزین اور ملازم اس کے مطیع ہین اور اپنا مالک جانتے ہین اُسنے حکم دیا کہ سواری سحر سے تیار کرو کہ مین شہنشاہ کے ہمراہ چلون اور مین عمرو کے گرفتار کرلانے مین خستہ ہون ورنہ خود سحر کرتی کنیزین حکم بجالائین اور تخت سحر کا بناکر دیا عمرو سوار ہوکر افراسیاب کی سواری کے پیچھے ہولیا ادھر تو کنیزون نے سحر پڑھکر تخت کو روان کیا ادھر افراسیاب نے کنارے دریا کے پہونچکر حکم کیا کہ ای دریا مجھے اور میرے ہمراہیون کو راہ دے غرض کہ اس تدبیر سے عمرو اُتر تو آیا اور قصد رکھتا تھا کہ اپنے لشکر مین جاؤن مگر اسوقت حکم تیاری باغ اور سامان دعوت سُنکر بیقرار ہوا اور دل سے کہا اگر بن پڑے تو اس دعوت کو چلکر لوٹو اور بختیارک حرامزادہ جو تمھین قتل کرنے آیا ہی اُسکو جوتیان لگاکر خوب ذلیل کرو بس یہ سوچکر اپنی جگھ سے اُٹھکر اُسنے عرض کیا کہ ای شہنشاہ کنیز جاکر انتظام دعوت کرتی ہی افراسیاب بسبب گرفتار کرلانے عمرو کے اس سے خوشنود ہی جواب وہ ہوا کہ بہتر ہی ہمنے سب کاروبار تمھارے متعلق کیا دیکھین کہ کس شایستگی سے اس کام کو انجام دیتی ہو حسن خدمت مین ملک و مال ہمسے لیتی ہو شگوفہ نقلی آداب بجالاکر رخصت ہوئی چلتے وقت افراسیاب نے سحر پڑھکر دستک دی کہ نگہبان دریاے خون رواں کو اسکے جانے کی اطلاع ہوگئی شگوفہ نقلی دریا پر پہونچکر تخت کنیزون سے روان کراکے پار اُتر گئی اور باغ سلیب مین پہونچکر عہدہ دارون یعنے داروغہ مطبخ خانہ اور مکاندار اور فراش اور مالک میخانہ وغیرہ کو بلاکر حکم سُنایا انعام بیکران پانے کا امیدوار کیا سب درستی جلد جلد ہونے لگی آئینے قد آدم نصب ہوئے چھتین مکلف لگائی گئین دیوارگیریان صاف و شفاف درست ہوئین شیشہ آلات ہانڈیان جھالے کنول وغیرہ مزین مرتب طور سے ترتیب کیے مرد نگیمون کی دوہری باڑھ سامنے مسند کے لگائی چنگیر چوگھڑے گلدستے چننے گئے مکان کے کونون پر گھڑیان جڑدین تصاویر آئینے کے اندر شاہان دہر کی درست کین باغ کے درخت شبنم و بادلے اور زربفت سے منڈھوائے نہرون مین گلاب کیوڑہ اور بید مشک بھروایا ہزارے کا فوارہ ہر جگہ چڑھوایا اوٹ پھولون کے مناسب جگہ پر کھڑے کیے نازنینان مہرجال وماہ تمثال بہر خدمت گذاری مقرر کین کہ وہ باغ مین ہر طرف کو کاروبار کرتی پھرتی تھین کوئی سامان اور کوئی چیز ایسی نہ تھی جو اُس جگہ موجود نہو بلکہ بمقتضاے مثنوی

باغ کا ہے کو تھا پرستان تھا		تحفہ ہر طرح کا مگر وان تھا		ہر طرف بید مشک کا چھڑکاؤ

خوبرویون کا ہر جگہ پہ جماؤ
پھرتے تھے اس طرح ہوا کھاتے
ہوش پریون کے تھے اُڑے جاتے

سیم وزر کی بنی تھی ہر دیوار
اور جواہر کے اُسپہ نقش و نگار
فصل گل نے کیا تھا متوالا

جھومتی تھی چمن مین باد صبا
نسترن اور رائے بیل کہین
کہین نرگس کہین گل نسرین

موتیا تھا کہین کہین بیلا
کہین سوسن کسی جگہ چنپا
عشق پیچان کہین کہین جوہی

سانولی تھی کسی جگہ پھولی
جعفری تھی کہین کہین لالا
چوگلا تھا کہین کہین کاغا

تاک انگور پر غضب کی بہار
لوٹے جاتے تھے دیکھکر میخوار
لچھے ایسے تھے سنبل تر کے

جیسے بکھرے ہون بال دلبر کے
ہر گل تر تھا عارض مہرو
تھی چنبیلی مین جسم یار کی بو

تھے کسی جا پہ رقص مین طاؤس
تھے بہت اہل دید کو مانوس
نہر چوپٹر تھی چار سو جاری

لہرین لیتی تھی رحمت باری
تھی جو تعمیر بحر پر کوٹھی
نئے انداز کی عمارت تھی

اُسکو دیکھے تو ہو پری شیدا
بیخودی سے رہے نہ کچھ بھی خبر
قصر جنت سے تھی کہین وہ بلند

پھونچے اسپہ نہ وہم کی بھی کمند
خوبصورت ہر ایک حلقۂ در
کہین آغوش حور سے بہتر

تھا درخشندہ ہر ستون اُسکا
ساقی محبوب سے کہین اعلا
سب درون مین تمامی کے رہے

تھا نگارون مین شعاع مہر کے تھے
نصب تھے اُن مین آئینے ایسے
رشک رخسار مہ جبین کیے

ہانڈیان اسطرح کی تھین نایاب
کہیے بحر صفا کے انکو حباب
جھاڑ ہر رنگ کے قرینے سے

چھت کی زنجیرون مین لٹکتے تھے
کتنی پرنور تھی ہر اک مرزنگ
ہو دل حور جسکو دیکھ کے دنگ

خوبصورت تھی ایسی ہر تصویر
دیکھ پائے پری تو ہو تسخیر
فرشی جھاڑ و نیمن نور ایسا تھا

جلوۂ نخل طور پیدا تھا
سبز مخمل کا فرش وہ نایاب
نیند آجائے جسکا دیکھ کے خواب

میزین الماریان بہت خوشتر
ہر طرح کے چنے ہوے کنٹر
بعض مین کیوڑا بعض مین تھا گلاب

دشمن ہوش تھی کسی مین شراب
تھا چھڑکھٹ لگا ہوا ایسا
پانون پھیلائے دیکھکر لیلا

سردے پرنور وہ سفید سفید
عاشقون کی ہو جیسے صبح امید
آگے اُسکے تھی مسند پُرزر

گاؤتکیے لگے ہوے اُسپر
قابل دید تھی ہر الماری
شیشے کنڈا چاریون سے بھری

لالٹینین بھی اسقدر نایاب
کہیے شمس و قمر کا انکو جواب
خلاصہ یہ کہ جب سارے مکان

کی آراستگی ہو چکی اسوقت میخانہ عمرو نے خود جاکر سجا اور خمہاے شراب مین بہوشی خوب ملائی
سیرون کیا بلکہ منون بہوشی صرف کی دارو غہ میخانہ سے کہا کہ شراب کے تیز اور عمدہ کرنے کا
نسخہ یہ تیار کیا ہی اس سفوف کو ملاؤ وہ اسکا مطیع حکم تھا جو کہا وہی بجالایا بعد اسکے باورچی خانے

مین جاکر ہر ایک دیگ کا منھ کھول کر بیہوشی ملائی اگر کسی نے دیکھا بھی تو کہا یہ گرم مصالحہ مین نے لاکھون روپیہ صرف کرکے بنایا ہی آج شہنشاہ کو حظ کھانے کا اٹھے گا اور میری بدولت سب باورچیون کو انعام ملے گا غرض کہ جب سب اپنی تدبیر کرچکا منتظر آمد افراسیاب ہوا وہان شاہ طلسم دن بھر بختیارک کو لشکر کی سیر کراتا رہا جسدم میزبان دہر نے تنور فلک کو آتش مہر سے سرد کیا اور قفلی کو ماہتاب کے دسترخوان اطلس چرخ پر چنا **نظم**

نور چشم سیہ اوڑھا شب کا	سرخ چشم نہار صید ہوا
پھیلا عالم مین دام گیسوے شام	پھر دکھایا فلک نے روے شام

افراسیاب باحشم وخدم بختیارک کو لیکر داخل باغ سیب ہوا اور آرایش قصر دیکھکر کمال محظوظ ہوکر شگوفہ کو خلعت دیا مقام صدر پر مہمان کو بٹھایا تمام باغ مین روشنی ہوئی اور رقاصان پری وش حاضر ہوئین اسوقت مخمور سرخ چشم بھی آکر بیہوشی اور شریک جلسۂ دعوت ہوئی اسطرف حیسرت بھی لشکر سرداران ذی رتبہ کو سپرد کرکے مکان دعوت مین آئی جب سب جمع ہوچکے اس وقت وہ ساحر جسکو عمرو نے اپنی صورت کا بنا دیا ہی اور پشتارہ مین بندھا پڑا ہی اسکو سامنے طلب کیا اور پشتارہ کھلوا کر بختیارک کے ہاتھ مین خنجر دیا کہ اسکا سر قلم کرو اُسنے بائین آنکھ کو عمرو کی دیکھا اُس مین تل شناخت کرنے کا ہی اُس ساحر بیہوش مین بیٹھنے جو عمرو کی صورت ہوا اُسکی آنکھ مین تل بنایا بختیارک مسند پر سے اُٹھکر کے ناچنے لگا اور پکارا کہ صلوٰۃ برابراہیم پیغمبر خداوند نعمت لقای افراسیاب جلد مجکو یہان سے رخصت کردے اب اس جگہ کوئی لمحہ مین آفت آیا چاہتی ہی مین پہلے ہی کہتا تھا کہ پیرومرشد برحق کو کون گرفتار کرسکتا ہی اس اثنا مین مخمور نے کہا ملک جی آپ کو شبہہ ہی جلد اُسکا سر جُدا کیجیے یہ عمرو ہی شہنشاہ نے بڑی جستجو سے اسے قید کیا ہی تل کا کیا دیکھنا کہین بہ گیا ہوگا بختیارک نے کہا مین مسلمان ہون اشہدان لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ مجھسے سر نکٹ سکے گا اور کیون کسی بیچارے اپنے عزیز برادری کے ساحر کو قتل کیا چاہتے ہو شہنشاہ عمرو کے دشمن قید ہون یہ کوئی تم مین کا ساحر ہی اور علاوہ برین اُس شخص کے سر مین اتنوا ایک بال بھی نہین جو جو تیان حضرت کی کھائے یہ کہکر رفیدہ سر پر سے اُتار کر دکھایا فی الحقیقت کھوپڑی صاف اور چکنی تھی افراسیاب اور سب اہل دربار ہنسنے لگے کہ دراصل یہ شخص شیطان ہی ہی اور مخمور سرخ چشم سے اشارہ کیا کہ اسے بکنے دے تو سر عمرو کا کاٹ لے بختیارک نے کہا ابھی تم ہنستے ہو کوئی گھڑی مین رلاؤگے مختصر یہ کہ اسکا کہنا نہ سنا مخمور سرخ چشم نے حکم

شاہ طلسم سے سر عمرو مصنوعی کا جدا کیا بختیارک آنکھین بند کر کے بیٹھ گیا اور اس ساحر کے مرنے سے شور اور غوغا بلند ہوا کہ کشتی مرا نام من فریاد جادو بود آگ چھر برسنے لگے بختیارک خوب اچھلا اور کودا اور پکارا کہ وہ مارا مین نہ کہتا تھا کہ جناب ستطاب معلی القاب گردون رکاب شاہون کے شاہ ہم غریبون کے پناہ سرکردہ روزگار عمرو نامدار کو کون پا سکتا ہی افراسیاب بہت ذلیل ہوا اور اٹھ کر وہ درخت جو شگوفہ نے اپنے حیات کی نشانی کا لگایا تھا اسے دیکھا ازبسکہ وہ ابھی زندہ صحرا مین پڑی بیہوش ہی اس باعث سے درخت کو سرسبز اور شاداب پایا سمجھا کہ شگوفہ سحر جو یہان موجود ہی یہ تو اصلی ہی لیکن عمرو کے گرفتار کرتے وقت معلوم ہوتا ہی اسنے دھوکا کھایا یا اصلی عمرو کو پایا نہین ناموری کے واسطے کسی کو عمرو بنالائی یا عمرو کسی کو اپنی صورت کا بنا کر آپ اسکے پنجے سے نکل گیا بہرحال ایسا ہی کچھ فتور ہوا ہے مضمون شاہ طلسم سوچکر خاموش ہو رہا لیکن بسبب تر و تازہ ہونے درخت حیات کے یہ گمان مطلق نہ ہوا کہ شگوفہ سحر کی شکل بنا ہوا عمرو یہان موجود اور متنظم ہی غرضکہ مسند پر آکر بیٹھا اور گویا ہوا کہ ملک جی آپ سچ فرماتے تھے عمرو گرفتار نہین ہوا مگر آپ دعوت نوش فرمائین مین عمرو کو گرفتار کراتا ہون بختیارک نے کہا مین دعوت سے باز آیا آپ مجھے خداوند یاس بھیجدیجیے افراسیاب نے بمنت تمام روکا اور حکم دیا کہ سامان عشرت حاضر کرو بموجب ارشاد شگوفہ نقلی جو منصرم کاروبار ہوا اسنے میخانہ سے کشتیان بادہ ناب کی آغشتہ بدار و بے بیہوشی حاضر کین اور ساقیان ماہ لقا جام بھر کر سامنے لائے پہلے بختیارک نے پی پھر اہل انجمن نوش کرنے لگے گائینن خوش گلو دہرہ جبین ساز سے دمساز ہو کر تانے لگانے لگین عجب سمان بندھا کہ فلک پیر بھی اپنی گردش بھولا اس اثنا مین افراسیاب کو شراب بیہوشی کا نشہ دوبالا ہوا اسنے اپنے دونون ہاتھون کو دیکھا اسکے دہنے ہاتھ مین یہ صفت ہی کہ حال اچھی بات کا اور ساعت نیک ظاہر ہوتی ہی اور بائین ہاتھ مین حال بری باتون کا اور ساعت بد معلوم ہوتی ہی فی الجملہ اسوقت بائین ہاتھ سے ثابت ہوا کہ چند گھڑیان اسدم تیرے لیے ذلت اور برائی کی ہین تھوڑی دیر کے لیے محفل سے چلا جا ورنہ خرابی ہوگی یہ دریافت کر کے حالت نشہ مین اور کچھ زیادہ تفتیش نہ کر سکا اسی طرح انجمن کو چھوڑ کے اپنے ہمشبیہ کو اپنی جگہ بٹھا کر آپ غائب ہو گیا اور بسبب حرکت کرنے کے کچھ دیر مین بیہوشی نے تاثیر کی اپنے مقام پر بیہوش ہو گیا ادھر اہل محفل جو مصروف ناؤنوش تھے بعد لمحہ کے بیہوش ہونے لگے شگوفہ نقلی نے ایک خم شراب کی خادم خدمتگار وغیرہ کو دی کہ شیطان خداوند کی دعوت مین حکم شاہ طلسم ہی کہ کوئی محروم نہ رہے لہذا تم بھی شراب پیو اور ناچ دیکھو سب ادنی و اعلی خوشنود ہو کر مشغول میخواری ہوے ادھر بعض اہل عملہ ساحرون کو حکم دیا کہ

جسکو خواہش کھانا کھانے کی ہو وہ مطبخ مین جاکر بلا تامل کھانا نوش کرے خلاصہ کلام ایک آن مین اونے واکابر وغیرہ کو بیہوشی طاری ہوئی اور باہم گفتگو بیہودہ مستون کی طرح کرتے اور جوتی پیزار آپسمین لڑتے مردے کی طرح بیحس وحرکت ہوے مگر ہمشیہ افراسیاب آئینے کے اندر بیٹھا رہا اور بیہوش نہوا عمرو اسے دیکھکر گھبرایا اور سامنے اسکے بھی جام شراب بھرکر رکھا اسنے کچھ اعتنا نہ کی پھر عمرو نے اسے سلام کیا اسنے ہاتھ ماتھے پر رکھ لیا مگر منھ سے نہ بولا عمرو نے دل سے کہا مطلب ہی فوت ہوتا ہی اب ہرچہ باداباد جو کچھ قتل وغارت منظور ہو وہ کرو وقت کو ہاتھ سے نہ دو یہ خیال کرکے اول بختیارک کو ہوشیار کیا اسکی جو آنکھ کھلی عمرو کو باخبر برہنہ پایا اور سب محفل کو مدہوش پایا جلدی سے تسلیم کی اور عذرخواہ ہوا کہ جناب عالی وہ شخص تو آپ کے غلام کا غلام بلکہ تلام کا احتلام ہی جو حکم ہو بجا لاؤن عمرو نے کہا ملک جی اب باتین نہ بناؤ وہان سے ہمارے قتل کرنے کو آئے تھے آج تم بچوگے نہین اچھا لو یہ خنجر حاضر ہی جلدی سران ساحران نابکار کے جداکرو بختیارک نے عرض کیا بہت خوب یہ حرامزادے سب اسی قابل ہین اور واجب القتل ہین عمرو نے اسوقت رفیدہ اتار کر ایک جوتی سر بختیارک پر لگائی کہ نالائق باتین بناتا ہی جس کام کو کہا ہی اسے نہین کرتا بختیارک پر جوتی پڑی کیلون سے نعلین کی سر سے خون جاری ہوا مگر سر کو سہلا کر کہتا جاتا تھا کہ زہے سعادت اس فرزند خوش نصیب کی جسکو ایسا باپ شفیق اور مہربان ملا کہ نصیحت فرمائے قسم ہی اپنے دین وآئین کی کہ کوہ عقیق مین مجھے یہ لذت نہ حاصل تھی سر کو اس نعلین کا بڑا اشتیاق تھا آخر طالع یاور اور بخت رسا نے مدد کرکے سر کو اس جوتی تک پہونچایا عمرو اسکی باتون سے ہنسا اور سمجھا کہ یہ ایسی فطرتین کرکے وقت کو ضایع کریگا تم اپنا کام کرو پس دریا غ جاکر بند کیا اور زنبیل سے دس پانچ قیدی جنکو اکثر اوقات پکڑ کر زنبیل مین ڈال لیا ہی نکالکر حکم دیا کہ جلد یہان کا اسباب فرش وتخت وکرسی ومیز اور دنگل وغیرہ سمیٹ کر ایک جاکرو عرصہ ہوگا تو تمھین مار ڈالونگا وہ سب اسباب ایک جاکرنے لگے اور عمرو جو مال کہ ڈھیر ہوجاتا تھا اسکو جال ایسا سی مارکر زنبیل مین رکھتا تھا اور آپ بھی ہر جگہ جال مارکر لوٹتا پھرتا تھا اور بختیارک ساحرون کا لباس اور ساحرنیون کا زیور براہ خوف بعجلت تمام تر اتار کر ایک جگہ انبار کرتا تھا یہانتک کہ دو گھڑی مین سارا باغ ویران کرکے عمرو نے ساحرنیون کا سر مونڈنا شروع کیا اور قیدیون سے اپنے روغن وغیرہ منگا کر کہا ان سب کا منھ کالا کرو لیکن جب مخمور کے سر مونڈنے کی نوبت آئی عمرو کو احسان اسکا یعنے چھڑا دینا خمار کے ہاتھ سے یاد آگیا اسکا سر مونڈنے اور پوشاک لینے سے باز رہا باقی ہر ایک کا سر مونڈکر اور ہار جوتیون کا گلے مین پہنا کر منھ کالا کیا اور ساحرون کے نعشین کو تانت سے باندھکر درختون مین دو سر سر تانت کا باندھ دیا اور بعضون کو عورت کی

بنا کر بعض کے پہلو مین لٹا دیا اور کسی کو بچھوا لا اور بندر والا بنا کر ڈگڈگی ہاتھ مین دیدی جب ان کا مون اور کوٹنے سے فرصت پائی بختیارک کو مارنا شروع کیا کہ جلد سر کٹکے کاٹ وہ ناچار چھاتی پر چڑھ کر ساحرون کو ذبح کرنے اور مارنے لگا شور نشور محشر کی طرح ہنگامہ برپا ہوا عمرو نے اسوقت کھال نکالنے کی نکالی کہ جسپر بڑے بڑے بال تھے اور گھنڈیان پیٹ کی جگہ اسمین لگی تھین اسکو پہنکر زمین پر گر کر مثل سگان تازی کے جست کر کے ایک گوشۂ باغ مین جا کھڑا ہوا اور چلتے وقت ایک رقعہ لکھکر مقام نشستگاہ افراسیاب پر ڈالدیا اسمین لکھا تھا کہ این کار عمرو نامدار ست عزعلکہ خود ایک گوشہ باغ مین بصورت کلب جا کر ٹھہرا بعد لمحے کے جب افراسیاب اپنے مقام پر ہوشیار ہوا باغ کی جانب چلا اب اوسطف کی بات سنیئے یعنی وہ شگوفہ سحر جسکو عمرو بیہوش کر کے صحرا مین چھوڑ آیا تھا ہوشیار ہوئی اور ہر سمت صرصر کو تجسس کرنے لگی اور عمرو کو بھی ڈھونڈھتی پھری جب کہین پتا نہ لگا تو سمجھی کہ صرصر شاید عمرو کو پکڑ لے گئی ہوگی یہ سوچکر باغ سیب کی طرف روانہ ہوئی اور اسوقت آکر پہونچی کہ عمرو جا چکا تھا اور بختیارک ساحرون کا سر خود عمرو سے کاٹتا پھرتا تھا شگوفہ نے کیفیت مجلس اور اسکا ذبح کرتے پھرنا دیکھکر تصور کیا کہ عمرو جو قید ہوکر آیا ہی اسنے قابو پاکر سب کو بیہوش کیا ہو وہی سب کے سر کاٹ رہا ہی بس دیکھتے ہی وہین سے سحر کیا کہ بختیارک کے دست و پا بیحس ہوے اور شگوفہ نے آکر تازیانہ سحر سے تیار کر کے مارنا شروع کیا اور بختیارک نے عمرو کو اسی صورت کا بنا ہوا دیکھا تھا سمجھا کہ خواجہ ہین غرض وہ منت و سماجت کرنے لگا کہ حضور مین تعمیل حکم کر رہا ہون بہتون کے سر کاٹے ہین مجھے زدوکوب نفرمایئے شگوفہ نے اس کلمہ پر اور زیادہ مارا اسوقت تو یہ لگا دوہائی دینے کہ دوہائی افراسیاب کی مجھے گھر مین بلا کر خوب دعوت کی کہ کھانے کے بدلے خوب مار کھلائی ارے واسطہ سامری و جمشید کا کیون مجھے مارے ڈالتے ہو ہر چند یہ چیختا ہی اور غل مچاتا ہی مگر شگوفہ سماعت نہین کرتی اور اسکو پیٹے جاتی ہی ایک ہنگامہ بلند ہی کہ ادھر سے افراسیاب آکر پہونچا اور اسنے دیکھا کہ ساری محفل بیہوش پڑی ہی اور شگوفہ تازیانہ لیے بختیارک کو مار رہی ہی یہ دیکھکر اسکے ذہن مین آیا کہ شگوفہ بنکر عمرو یہان موجود تھا اسنے سب کو بیہوش کیا اور اب شیطان خداوند کو مار رہا ہی اس تعین کے ہوتے ہی بغیظ و غضب تمام سحر پڑھکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ برق بنکر شگوفہ سحر پر گری کہ دو ٹکڑے کر کے زمین مین اتر گئی اور اسکے مرنے کا شور اٹھا اور صدا آئی کہ افسوس مردیم و جان دادیم کشتی مرا نام من شگوفہ سحر جادو بود یہ ندا سنکر افراسیاب گھبرایا کہ یہ تو شگوفہ اصلی تھی اور نہایت پریشان ہوکر باغ مین آکر جو درخت حیات کو دیکھا شگوفہ کے مرتے ہی وہ جل گیا تھا اسوقت افسوس کر کے خیال کیا کہ اور سب بیہوش ہین مگر شیطان خداوند ہوشیار ہی اغلب ہی کہ یہ

عمرو ہوبت کچھ سمجھ کے اسکی جانب بہ نگاہ غضب دیکھا بختیارک نے کہا ابھی تو یہ قحبہ مجھے پیٹ رہی تھی
جو واصل جہنم ہوئی اب تو گھورتا ہی کیون گھر مین بلا کر بجیلہ دعوت عداوت پر کمر باندھی ہی کب کی
مجھ سے دشمنی نکالی ہی ای افراسیاب دیکھا تو نے استاد برحق کی عیاری کو اب مناسب ہی کہ مجھے پاس
خداوند کے بھیجدے افراسیاب ان باتون کو سنکر قاصد ہلاکت تھا لیکن رک گیا کہ ابھی ایک دھوکھا
کھا چکا ہون ایسا نہو کہ پھر افسوس کرنا پڑے اور پشیمانی ہو لیکن براہ تحفظ سحر سے حصار گرد بختیارک
کے کر کے ابر سحر برسایا کہ اہل محفل ہوشیار ہوے مگر کسی نے پہلو مین اپنے عورت کو لیٹے پایا جان جان
کہکر اس سے لپٹا اور کسی نے بیدھڑک اٹھنے کا قصد کیا تو انتیشین بندھے تھے جھٹکا جو لگا ہاے کر کے
پھر گر پڑا کسی نے منھ جو پھیرا جوتی ہاتھ مین پنھادی تھی وہ تڑاق سے رخسار پر لگی کسی نے ہاتھ کو جو اٹھایا
کیا اور حرکت دی تو ڈگڈگی بجنے لگی خلاصہ یہ کہ وہ تمسخر اور استہزا ہوا کہ افراسیاب خود بھی ہنس پڑا اور
سب کو ڈانٹا کہ ذرا ہوشیار ہو کر اٹھو تمھاری حالت اسوقت دوسری ہی اب جو سب نے اپنی اپنی
کیفیت دیکھی نادم ہو کر سنبھل کے اٹھے اور بحکم کے نانت انتیشین سے کھولی اور گوشے مین گئے عورتین
اوہی اوہی کہکر بدن چراتی ہوئین اٹھکر بھاگین اسوقت مخمور بھی اٹھی اور ساحر و ساحرنیون کے
سر منڈے دیکھکر اپنے سر پر بھی ہاتھ پھیرا دیکھا میرا سر نہین منڈا ہی علیحدہ اٹھکر جا کے آئینہ دیکھا
تو منھ کالا نہ تھا پھر لباس اور زیور کو بھی بدستور پایا سمجھی کہ عمرو کو جو تو نے ایکبار رہا کیا تھا یہ اسکا
نتیجہ ہی غرضکہ افراسیاب نے اول کتاب سامری دیکھی کہ بختیارک اصلی ہی یا عیار ہی معلوم ہوا کہ اصلی ہی
اسوقت عذرا اور معذرت کر کے اسکو بٹھایا اور حکم دیا کہ نئے سر سے سامان عشرت مہیا ہو چونکہ یہ بادشاہ
طلسم ہی اسی وقت ہزارہا ساحر و ساحرہ دوڑ پڑے اور فرش و مسند و شیشہ آلات وغیرہ درست ہوا میز اور
کرسی و دنگل بچھ گئے میخانہ پہلے کا آغشتہ بہوشی جانکر بھکوا دیا اور نئے سر سے خمہاے شراب احمر
تیار کرا لی گئین کھانا وغیرہ بھی بدلا گیا اس کاروبار کے کرنے مین لوگ اندر اور باہر پھرنے چلنے لگے
عمرو اسی طرح کتابنا ہوا باہر باغ کے نکلکر صحرا نورد ہوا جب سب درستگی ہو چکی افراسیاب نے کہا
کچھ ساحر جائین اور عمرو کو ڈھونڈھ لائین یہ سننا تھا کہ بختیارک اٹھ کے قدم پر گر پڑا اور پکارا کہ
مجھے تاب مار کھانے کی نہین ہی واسطہ اپنے دین و آئین کا کہ مجھے خداوند پاس بھیجدو اور سارا بدن
اپنا دکھایا کہ دیکھو فگار ہو گیا ہی اب تم پھر عمرو کے گرفتار کرنے کا حوصلہ کرتے ہو افراسیاب نے
ہر چند روکا مگر اسنے نہ مانا آخر وہ جو دو چار گھڑی رات کہ اس ہنگامہ مین باقی رہی تھی اس عرصہ مین
کچھ تحفہ جات طلسم بہم پہونچا کر جسوقت شب گرد فلک مع لشکر کواکب کوچ کر گیا اور شہنشاہ زرین

	قبائے شرق اورنگ فیروزہ نگار پہنا کر بٹھایا	

تاریکی شب ہوئی جو کافور گردون کے چراغ جھلملا کے		پھیلا دم صبح صبح کا نور گل ہوگئے جھوکے سے ہوا کے	

بختیارک کو طائر بحر پر بٹھلا کر سمت کوہ عقیق بھیجا اُس جلدی مین لشکر جوہر مقابلہ حمزہ درکار تھا وہ بھی ساتھ نہ کر سکا بعد روانگی اسکے حیرت کو بھی لشکر کی جانب روانہ کیا اور اہل دربار سے کہا اب مجکو لازم ہی کہ عمرو کو زندہ قید کر کے پاس شیطان خداوند کے بھیجدون تاکہ جو کچھ انھون نے یہان دلت اٹھائی ہی اُسکا معاوضہ اُس سے کرین اور میری بھی ندامت دفع ہو لیکن اوّل مجکو سزا دینا اس حرامزادی صرصر کو ضرور ہی کہ یہ کیسا عمرو کو گرفتار کر کے لائی تھی یہ کہکر واسطے احضار کے حکم ہوا نیچے گئے اور صرصر کو صحرا سے اُٹھا لائے کس لیے کہ صرصر اُس مکان دعوت مین ساتھ شاہ کے آئی تھی یہان سب اشیا پہلے ہی آغشتہ بیہوشی ہو چکے تھے ہر چند کہ یہ عیارہ تھی اور اُسنے ایک ایک کارپرداز کو میزان فراست مین تولا تھا مگر کسی کو غیر نہ پایا تھا اور شنگوفہ یعنے عمرو الگ الگ رہتا تھا بلکہ اپنے ہاتھ سے مجلس مین شراب بھی دینے نہ آتا تھا فلہذا صرصر بچان نہ سکی اور شریک صحبت ہو کر بیہوش ہوگئی جب ہوشیار ہوئی عمرو کی فطرت پر خبردار ہو کے بھاگی کہ عتاب شہنشاہ مجھ پر ضرور آئیگا کہ عمرو کو گرفتار کیسا کر لائی تھی فی الجملہ اُسوقت جو پہنچے اُسکو اُٹھا لائے افراسیاب نادیانہ پکڑ کے اُٹھا اور کہا حال زادی ایسا ہی عمرو کو قید کر کے لاتے ہین صرصر نے کہا حضور شنگوفہ نے گرفتار کیا تھا اور یہ کہکر قدم پر گر کر نہایت عذر کر کے وعدہ کیا کہ اب ضرور بالضرور اصلی عمرو کو لاؤنگی غرض بحجت تمام شاہ جادوان نے خطا اُسکی معاف کی اور یہ دوبارہ واسطے گرفتار کرنے عمرو کے روانہ ہوئی جب باغ سے آگے بڑھی دور سے عمرو نے اُسے جاتے دیکھا خیال کیا کہ اس سے بولنا کچھ ضرور نہین جانے دو اور عمرو کا وہ خوف ساحرون پر طاری ہی کہ ایک جگہ حیات جادونام ایک ساحر نے عمرو کو جاتے دیکھا دہشت سے کانپا اور راہ کاٹ کے چلا گیا کہ یہ بہت ہی بلا ہی اس سے سامنا کرنا اچھا نہین ہی اب خواجہ تو صحرا لوردہین لیکن انتظام شاہ طلسم کا مذکور سُنیے کہ بعد بھیجنے صرصر کے ببران خشیم صورت شیر سوار جادو ایک اپنے رفیق خاص سے کہا تو جا کر جب تک مین عمرو کو گرفتار کر آؤن سر کاٹ اور کل نمک حرامون کا کاٹ لا کہ ہمراہ قید عمرو کے پاس خداوند کے بھیجون ببران آداب بجالا کر رخصت ہوا اسوقت افراسیاب نے ایک نامہ مصور جادو کو کہ نبیرۂ سامری ہی لکھا مضمون اسکا یہ تھا نظم

کہ اے سرورِ جادوانِ جہان		ترے حکم مین ہی ہزارون کی جان	
تو ہی قدوۂ دودۂ سامری		جگائی ترے نام نے ساحری	
بھلا کون تیرے مقابل مین ہی		ترا غلغلہ چاہ بابل مین ہی	
کمینہ ترا بندہ زردشت نام		مقرر ہی شہپال تیرا غلام	

آپ سابق مین اپنے ملک سے اسطرف نہضت فرما ہونے والے تھے باعث توقف سوائے خیریت مزاج ہمایون کے کوئی اور امر نہو فی الحال یہ عقیدت گزین عمر و عیار کے طلسم باطن مین آنے سے پریشان حال ہی ترصد کہ حضور نزول اجلال فرمائین تاکہ واسطے انتظام طلسم باطن کے ذات گرامی کافی ہو اور مین طلسم ظاہر کا بندوبست کرون یا جناب والا طلسم ظاہر پر توجہ مبذول کرین احقر طلسم باطن مین رہے و دیگر حالات بروقت شرف حضوری گزارش خدمت ہونگے زیادہ نیاز اس نامے کو طائر بحر کے حوالے کیا وہ لیکر روانہ ہوا مصور کا ذکر سابق مین لکھا گیا تھا کہ خبر قتل شکل کش سنکر چلا تھا مگر ایک مقام پر آکر پہونچا اسکو یاد آیا کہ اس زمانے مین میرے سحر پڑھنے اور سامری کے نام پر جلد بیٹھنے کا وقت ہی یہ خیال کرکے اسی جا فروکش ہوا کہ بعد چلہ پورے ہونے کے جاؤنگا اسوقت طائر نے جاکر نامہ افراسیاب کو دیا پڑھکر شادمان ہوا اور جواب اسکا اس طرح سے لکھا ابیات

اے شہنشاہ آسمان رفعت		اے شہ نیک خو و با صولت	
بادشاہ جہان و گردن کش		حاکم ساحران عالی منش	

نامۂ محبت مشحون کے مضمون سے مطلع ہوکر واسطے قتل باغبان طلسم ظاہر کے عنان عزیمت کو ہمنے منعطف کیا بمدد سامری فیصلہ جنگ کرکے تم سے ملاقات کرینگے اطمینان رکھو اس نامہ کو طائر لیکر سمت شاہ طلسم گیا اور اسنے کوچ کیا بعد قطع منازل و طی مراحل با فوج قاہر قریب طلسم ظاہر پہونچا لیکن جب طائر بحر نے شاہ طلسم کو جواب نامے کا لاکر دیا وہ اسے پڑھکر خوشنود ہوا اور اسی وقت حیرت کو لکھ بھیجا کہ بنیرۂ سامری اس طرف آتے ہین انکی تعظیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا حیرت اس تحریر کو پاکر مع سرداران استقبال کو چلی ادھر سے ببران اپنی فوج لے کر بڑے کروفر سے دریاے خون روان کے پار اترا حیرت نے اسکے استقبال کے لیے یاقوت اپنی وزیرزادی کو بھیجا اس نے جاکر پیشوائی کی ادھر حیرت پاس مصور کے پہونچی اسکے جاہ و جلال کو دیکھا کہ ابیات

پیل سا ایک اژدرِ خون خوار		اسکے اوپر تھا وہ خبیث سوار	
اپنے فن مین تھا وہ لعین کامل		سحر جادو مین مستعد قابل	

ادھر اُس طرف سے ببران اور ایک جانب سے مصوّر مع افواج قاہرہ داخل لشکر حیرت ہوئے ایک ہنگامہ اور غلغلہ برپا تھا انکے آنے کی خبر مرخ کو ہوئی دربارگاہ پر اپنی کھڑے ہو کر مع سرداران کے آمد لشکر دیکھنے لگی کہ ابیات

تینون مین چمک تھی بجلیون کی	جلتی تھین جا بجا مین ناریون کی
اُمڈی ہوئی کفر کی گھٹا تھی	گھوڑون مین رعد کی صدا تھی

مختصر یہ کہ بارگاہ مین برپا ہوئین لشکر اترے مصوّر اور صورت نگار زن و شوہر باہم ملاقی ہوئے ببران بھی شریک انجمن ہوا مصوّر نے اُس سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہی کہ ہم تم ملکر حریف سے لڑین اُسنے جواب دیا کہ مجھے سامری کی مدد کے سوا کسی کی اعانت نہین درکار ہے یہ کلمہ مصوّر اور صورت نگار کو بُرا معلوم ہوا مگر خاموش ہو رہی حیرت نے دعوت و ضیافت دونون کی فرمائی شغل مے نوشی رہا جسدم نقاش دہر نے صفحہ دہر سے نقش زرین خورشید کو مٹایا اور ورق سبز سپہر کو ستارون سے زر افشان کیا کہ نظم

جہان دار انجم بصد عظم و شان	قدم رنجہ فرمود بر آسمان
بیاراست بر طرخ بزم سرور	منور جہان گشت از نور طور

ببران نے حکم نواخت طبل جنگ دیا نقارہ رزمی گرگڑایا طائران سحر اور عیارون نے جاکر مرخ کو بھی مطلع کیا ادھر بھی نفیر سحر کو دم بدم اشارات بھر طرفین سے تیاری رہی ساحرون نے سحر جگایا بہادر اور دلاورون نے تلوارون کو سان پر چڑھایا طول ہر مقام پر بیجا ہی شب گذر کر آخر وہ وقت آیا کہ آہوے دشت اخضر گردون یعنی ماہ صید ہوا اور صیغم فلک باد بدبہ و شوکت میدان چرخ پر آیا کہ ابیات

ماہ تابان ہوا نگہ سے نہان	ہوا گردون پہ مہر جلوہ کنان
چلے دشت وغا کو دو لشکر	ہر طرف تھی صدائے شور و شر

لشکر دونون طرف سے بعظم و شان تمام میدان قتال مین آئے ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا کہ ابیات

زمین ہل گئی آسمان ہل گیا	سمندون سے دونون جہان ہل گیا
چقا چاق خنجر بہ گردون رسید	زمین خون شد و خون بگیتی رسید

حکم صف آرائی ہوا میمنہ میسرہ وغیرہ درست کیا گیا سردار آگے بڑھے پہلے جوش جوانی دکھانے لگے نام و منھ چھپانے لگے نقیب للکارے بہادرون کو پکارے مذمت دنیاے فانی زبان پر لائے وہ نظم

سنانے کہ عروس مرگ کا ہر ایک مشتاق ہوا یعنی نظم

عیش و می دیار جوش مستی کب تک		پیچ و غرور و خود پرستی کب تک	
اس دیر خراب سے جانا ہی ضرور		غافل ہشیار ہو کہ ہستی کب تک	

اے نامدار و آج میدان جنگ کو بزم عروسی بناد و خون مین سرخرو ہو کر عدو کو نہلا دو تمع ناموری کو روشن کرو عروس مرگ سے منعقد ہو تلوارون کی جھنکار کو ساز کا بجنا بھو نعرون کو ہل من مبارز کے راگ تصور کرو کہ نظم۔

عنان راز دشت و غبار متاب		کہ نامرد کہ ہر دو عالم خراب	
شجاعت خدا ورسل را پسند		شجاعان ز دنیا بجنت رسند	

اس صدا کو سنکر بہادر بشاش ہوے نامرد بدحواس ہوے بیران اژدر اڑا کر میدان مین آیا اور حریفون کو للکارا اس طرف سے سرخ مو نے نکل کر سامنا کیا ناریل بحر کا مارا بیران نے بحر دکر کے آرد باش جھولے سے نکال کر دو شیر اُسکے بنائے اور بحر کیا کہ وہ زندہ ہوے اُنھین میدان مین چھوڑ کر آپ الگ کھڑا ہو گیا اُن شیرون کے روبرو جو آیا اُنکا شکار بنا ساحرون کو اُنھون نے نگلنا شروع کیا یہ حالت دیکھکر سرخ کو تاب باقی نہ رہی جنگ مغلوبہ کا حکم دیا شمشیر بحر پکڑ کر جا پڑی دونون فوجین آپسمین غتھ پتھ ہو گیین بحر چلنے لگا جادو نامرد اس ہنگامہ مین مر کر گرنے لگے بجلیان چمکین رعد گرجا پتھر برسے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رہا آخر نوبت شمشیر زنی کی آئی تلوار کھینچی پھر تو یہ عالم تھا نظم

لڑائی عجب دشمنون سے ہوئی		سرون کی جدائی تنون سے ہوئی	
چلی جس گھڑی تیغ خارا شگاف		سرون پر چڑھی اُتری پائین ناف	
بڑھے جب جوانان خنجر گذار		نہ پائی کسی نے بھی راہ فرار	

لیکن کثرت فوج بیران اور حیرت بہت تھی لشکر اسلام کے پاؤن اُکھڑ گئے اور سرداران نامی طعمہ شیران بحر ہوے بیران شام کے قریب بافتح و فیروزی پھرا اور خیمے مین آکر مشغول تنعم و عیش ہوا لشکر نے اُسکے کمر کھولی مگر عیاران عمرو اُسکے قتل کی فکر مین چلے اور برق فرنگی بشکل مبدل لشکر مین حریف کے آیا ایک خیمے مین کچھ ساقی گلا بیان شراب کی درست کر رہے تھے انکے پاس جاکر پکارا کہ میان اولاد جادو یہان ہین ایک ساقی نے کہا کون اولاد جادو اُسنے کہا ہمارے بھائی ہین ملازم بیران ساقیون نے کہا ہم نہین جانتے آگے جاکر دریافت کرو برق بولا بھائیو مجھ کو ذرا صورت نگار کے ساقی کو تبلا دو وہ ہین میرے بھائی بھی ہین ساقیون نے اُسکو پتہ بتایا برق نے

کہا بھائیو لشکر آنا بڑا ہی کہ اسمین ملنا غیر ممکن ہی اگر تم مین سے ایک شخص براہ مہربانی ذرا تکلیف
اٹھاکر میرے ساتھ چلے تو بہت مناسب ہی یہ سُنکر اسکی منت کرنے پر رحم کھاکر ایک شخص ساتھ ہوا راہ
مین برق نے ایک گلابی شراب کی نکالی اور کہا دیکھو یہ مین نے کیتکی کی شراب کھینچی ہی اپنے بھائی کو
دو نگا ساقی نے رنگ و بو کی تعریف کی برق نے کہا تم اسے پیکر دیکھو اسنے ذرا سی شراب پی اور بیہوش
ہوا برق نے پیراہن اُسکا اتار کر آپ پہنا اور مانند اُسکے اپنی صورت بنائی اور اُسکو کنارے لیجا کر
ڈالدیا آپ وہان سے بے تامل بارگاہ مین ہیران کے پاس آیا وہ مسند پر تکلف پر بیٹھا تھا جب برق
نے سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے عرض کیا کہ سرکار کا ساقی ہون اُسنے کہا لا شراب مجھے پلا اُسنے
جام سادی شراب کا پہلے اُسے پلایا اور دوبارہ آغشتہ بیہوشی ایک ساغر دیا ہنوز وہ پیے نپایا تھا کہ
صبار فتار عیارہ یہان آئی اور اُسنے برق کو پہچان کر پکار کے ہیران سے کہا کہ یہ ساقی عیار ہی خبردار
اسکے ہاتھ سے شراب نہ پینا برق یہ صدا سُنکر بھاگا مگر ہیران نے بڑھکر گرفتار کر لیا صبار فتار
نے کہا مین جاکر ملکہ حیرت سے اسکے گرفتار ہونے کا ذکر کرون یہ کہکر چلی گئی لیکن برق کی گرفتاری کی
خبر لشکر مین منتشر ہوئی ضرغام بھی فکر مین عیاری کی آیا تھا وہ یہ حال سنکر اپنے تئین صبار فتار
کی ایسی صورت بناکر پاس ہیران کے آیا اور کہا ملکہ حیرت نے کہا ہی کہ جس عیار کو تمنے گرفتار کیا ہی اُسے
ہمارے پاس بھیجدو ہیران نے کہا اچھا لیجاؤ لیکن صبار فتار نے عرض کیا کہ آپ واقف ہین ہم عیار بچیان
سحر نہین جانتی ہین یہ سحور بہ سحر ہی مین لیجانا سکون گی آپ سحر اس پر سے دفع کر دین ہیران نے سحر
اپنا اُتارا برق کو ضرغام گرفتار کیے باہر لایا اور رہا کر دیا عیار نعرے مار کے بھاگے یہ خبر ہیران کو ہوئی
کہ عیار کو عیار آکر رہا کر لے گیا یہ سُنکر اُسنے رات بھر ہوشیاری اور بیداری رکھی جس وقت ستارۂ سحری
فلک پر چمکا اور آفتاب تابان نے مُنہ دکھایا ہیران لشکر لے کر وارد دشت مصاف ہوا اور اسطرف
مہرخ بھی آکر صف آرا ہوئی ہیران نے سحر کے شیر بناکر میدان مین چھوڑے کہ وہ لشکریون کو نگلنے لگے
اُس وقت قران نے مہرخ کو ایک تدبیر بتلائی مہرخ نے حسب فہمایش قران پکار کر کہا کہ ای ہیران
اگر تم ہمارے پاس آکر تخلیے مین ایک بات سُنو اور شرط ہماری منظور کرو تو ہم اطاعت شہنشاہ جادوان
کرین اور راہ مخالفت سے قدم ہٹائین ہیران یہ صدا سُنکر مہرخ کی طرف چلا مہرخ بھی صف لشکر سے آگے
بڑھی اور کہا صحرا مین ہم تم چلین وہان نہ تمھین کوئی اندیشہ نہ مجھے کچھ خوف فوج نہ میرے ساتھ نہ تمھارے
ہیران کو یہ امر بہت پسند ہوا اور ہمراہ مہرخ جنگل کی طرف چلا راہ مین قران نے نقب کھود کمند بچھا کر
خس پوش کی تھی ہیران اُلجھ کر نقب مین گرا اوپر سے مہرخ نے تاریخ سحر پڑھکر مارا اور قران نے نقب سے

نکلکر بغدہ لگایا کہ بہران کا سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہوا صدا ہاے مہیب پیدا ہوئین آندھیان اٹھین لشکری جنکو شیر کھا گئے تھے وہ پھر ظاہر ہوے اور شیر بھر کے غائب ہو گئے یہ معرکہ جو لشکر بہران نے دیکھا اور حال مرگ اپنے مالک کا سُنکر مہرخ پر حملہ کیا ادھر مہرخ بھی آکر پہونچی اور فوج لیکر ہم نبرد ہوئی دو لشکر باہم ایک ہو گئے اور نابخ و ترنج بھر کے چلنے لگے بھڑکر تلوار ایسی چلی کہ خون کی ندی بہی نظم

جو سر کہ پناہ خود مین تھا		تلوار کے ہاتھون گود مین تھا	
آری تلوارون کو بنایا		بے سر سردارون کو بنایا	
گھوڑے چکرا کے راہ بھولے		پھر پھر کے بگڑے بگولے	
چنگاریان تیغون سے اڑائین		کیفیتین جنگ کی دکھائین	

آخر لشکر بہران نے شکست پائی ہنگامۂ گیر و دار کی صدا سنکر حیرت بھی سوار ہوئی لیکن خبر سنی کہ لڑائی بگڑ گئی بہران مارا گیا ناچار سمت بارگاہ واپس آئی مصور جادو کو بہران کے اس کلام کا کہ مین کسی کی مدد نہین چاہتا رنج تھا اس باعث سے خبر نہ ہوا اور اپنی بارگاہ مین بیٹھا رہا قصہ کوتاہ مہرخ بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوئی اور حیرت نے کل کیفیت جنگ و جدال افراسیاب کو لکھی اُسنے جب اس واقعہ پر اطلاع پائی آتش غضب زیادہ بھڑکی دوسرے سردار ساحر زبردست طوفان بلا افگن جادو کو نام لیکر پکارا زمین کو تزلزل ہوا اور شق ہو گئی طوفان نے نکل کر مجرا کیا اسنے حکم دیا کہ بجمعیت کثیرہ اسی وقت طلسم ظاہر مین جاکر سر بکھرا مون کاٹ لا بموجب حکم وہ بڑے کروفر سے لاکھ ساحر لیکر روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ پار دریاے بحر کے اُترا حیرت نے خبر لشکر استقبال کرایا اور طوفان نے کہلا بھیجا کہ مین جب مقام کرونگا اور آرام پذیر ہونگا مہرخ اور اُسکے ہمراہیون کو قتل کرونگا اور یہ پیام دیکر لشکر مہرخ پر چڑھ آیا سرسواری نقارہ رزمی بجوایا فوج کو صف آرا کیا مہرخ بھی نکل کھڑی ہوئی طبل و بوق بجنے لگے عیار سب بھاگ گئے نقیب نقابت کرکے ہٹے اور کڑکیت کرکے کہکر کنارے ہو گئے اُس وقت طوفان آگے بڑھا اور مشت خاک اُٹھاکر بحر پڑھکر لشکر مہرخ پر پھینکی فوراً آندھی پیدا ہوئی اور تمق گرد ایسا بلند ہوا کہ سارا لشکر مہرخ کا اُسمین چھپ گیا ہر ایک کی آنکھ مین گرد گئی اور کل لشکریون کی بینائی جاتی رہی مع مہرخ سب اندھے ہو گئے ہر چند ساحران زبردست نے بحر پڑھکر دستک دی سد بھر کیا لیکن کچھ نہوا صداے یارباہ و یا مستغاثاہ بلند ہوئی کھل بلی پڑ گئی اُسوقت مہرخ نے کہلا بھیجا طوفان ہم سب تابعدار افراسیاب کے ہوتے ہین تم ہماری خطا شہنشاہ سے معاف کرادو طوفان بلا افگن جادو نے یہ کلام سُنکر جواب دیا کہلے مہرخ تونے فریب سے بہران کو

تا رامین تیرے مکر مین نہ پھنسون گا اچھا مین تیرے لشکر پر سے اپنا سحر دفع کیے دیتا ہون مگر تجھ کو پاس شہنشاہ کے اسی طرح اندھا بنائے ہوے لیجاؤن گا یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر فلک کی طرف پھونکا یکایک ہوا سرد چلی اور ابر گھر آیا پانی برسنے لگا جتنے سردار نامی مثل نہار وغیرہ کے تھے سب مسخ کے وہ تو اندھے رہے اور باقی سب لشکر بینیا ہوگیا یعنے سارے لشکر پر وہ پانی سحر کا پڑا مگر سرداران زبردست پر ایک بوند نہ پڑی عیار جو لشکر سے نکل گئے تھے پانی برستے دیکھکر لشکر مین بشکل مبدل آئے اور تردد کرنے لگے کہ یہ پانی کسی ظرف مین بھر لین تاکہ مسخ کے کام آئے گا اور سردارون کی آنکھین روشن کرے گا غرضکہ ہر چند تردد کیا وہ پانی ممکن نہوا اور طوفان نے آکر سب سردارون کو قید کر لیا وہان سے طبل ظفر بجاکر پھر اقیدیون کو ایک خیمہ مین ہتھکڑیان بیڑیان سحر کی آتشاک پنھاکر مقید کر دیا ساحر حفاظت کو مقرر کیے آپ اُتر کر بارگاہ پر جاکر آرام پذیر ہوا لشکر نے بھی کمر کھولی بارگاہ مین ناچ ہونے لگا ساقی مہ جبین جام مے گلگون دینے لگا اسوقت برق فرنگی ساقی بنکر بارگاہ مین گیا اور عرض پیرا ہوا کہ مجھے حیرت نے شراب تحفہ دیکر بھیجا ہی طوفان نے کہا لا دیکھون وہ کیسی شراب ہی اور کیسا اسکا مزا ہی برق فرنگی نے جام شراب سے بھر کر پیش کیا اسنے اس جام کو بنظر سحر اس طرح گھورا کہ شراب شعلہ بنکر اڑ گئی اسوقت اسنے ایک بیضہ زمین پر مارا اور کہا اے عیار اس بیضہ کو اٹھالا مجھے معلوم ہوا کہ تو برق عیار ہی مگر مین تیری خطا معاف کر دون گا یہ کلام سنکر برق بیضہ سحر اٹھانے کو جھکا اس بیضہ سے ایسا دود غلیظ نکلکر اسکی آنکھون مین لگا کہ یہ بھی اندھا ہوگیا طوفان نے قید کر لیا اور آپ پھر مصروف بادہ نوشی ہوا دوبارہ ضرغام ساحر بنکر اندر بارگاہ کے آیا اور سلام کر کے عرض کرنے لگا کہ مجھے مصور نے بھیجا ہی اور نامہ دیا ہی طوفان بلا افگن جادو نے پھر ایک بیضہ سحر زمین پر پھینکا اور گویا ہوا کہ اسکو اٹھاکر میرے پاس آ اور نامہ دے ضرغام جب بیضہ اٹھانے کو جھکا دھوان آنکھون مین لگا یہ بھی اندھا ہوا اسکو بھی اسنے گرفتار کر لیا اور پھر مے نوشی کرنے لگا اسوقت زمین شق ہوئی اور ایک پتلا پیدا ہوا اسنے نامہ دیا اس نے لے کر پڑھا افراسیاب کی طرف سے لکھا تھا مرحبا صد مرحبا اے طوفان تم نے بڑا کام کیا ہم نے نظارہ جادو کو مع خیمہ و خرگاہ اور خلعت کے تمھارے پاس بھیجا ہی تم سب قیدیون کو لیکر دریاے سحر کے کنارے آؤ اور اسی بارگاہ مین جو ہمنے بھیجی ہی فروکش ہو کہ اس بارگاہ مین بہت تمکو آسائش ملے گی اور عیارون کی عیاری وہان نہ چلیگی ہم عمرو کو گرفتار کر کے وہین آتے ہین سب کے سر کاٹ کر پاس خداوند تعالے کے بھیجین گے اس نامہ کو پڑھکر چلے کو اس نے رخصت کیا اور آپ اسی وقت کوچ کر کے ارابے پر قیدیون کو بٹھلاکر سمت دریاے خونخوار چلا اسکے لشکر کو کوچ کرتے قمران نے دیکھا ایک ساحر کی صورت بنکر

لشکریون پاس آکر مستفسر ہوا کہ بھائی مین ملازم حیرت ہون مجھے نہین معلوم کہ تم لوگ سوقت کہان جاتے ہو انھون نے جواب دیا کہ مفصل تو ہمین بھی نہین معلوم کہ طوفان کا کیا ارادہ ہی مگر اتنا سنا ہی کہ دریاے خونروان کے کنارے کوئی ساحر خیمہ لاتا ہی قران یہ سنکر وہان سے بعجلت تمام قدم زن ہوا اور کنارے دریاے بحر کے پہونچا یہان نظارہ جادو بارگاہ لیے منتظر طوفان تھا کہ قران بشکل ساحر اسکے پاس گیا اور کہنے لگا کہ جب تم شاہ طلسم سے رخصت ہوکر چلے آئے تو شہنشاہ کو پھر کچھ یاد آیا انھون نے مجھے بھیجا ہی ذرا الگ چلو تو وہ راز تم سے بیان کرون نظارہ اٹھکر اسکے ہمراہ تنہائی مین آیا قران نے جاب بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کیا اور وہین گڑھا کھود کر اسکو دفن کر دیا اسلیے کہ اسکو اگر قتل کرونگا غل ہوگا ہمراہی اسکے آگاہ ہونگے اس سے بہتر ہی کہ یہ آپ سے آپ اندر زمین کے ہلاک ہوجائے فی الجملہ اسے دفن کرکے اور لباس اسکا لیکر اسی کی ایسی صورت بنکر اسکے ہمراہیون پاس آیا اور حکم دیا کہ بارگاہ واسطے طوفان جادو کے استادہ کرو ملازمون نے تعمیل حکم کی قران نے بارگاہ مین پلنگ دی جواہر نگار بچھوائی مسند پر زر آذست کرائی اور گل تکیون مین پلنگ کی چادر مین مسند تکیہ مین عطر بیہوشی آمیز ملدیا اور سامنے مسند کے گلدستے رکھے اُن مین بھی عطر ملا سب درستی کرکے آپ الگ خیمے مین جاکر ٹھہرا بعد دو پہر کے طوفان آکر پہونچا قیدیون کو الگ ٹھہرایا حصار بحر کر دیا اسوقت نظارہ نے آکر سلام کیا اور کہا بارگاہ آپ کے لیے شہنشاہ نے جو بھیجی ہی وہ سامنے استادہ ہی جاکر آرام فرمایئے طوفان یہ سنکر داخل بارگاہ ہوا اور مسند پر جا بیٹھا چند ساحر رفیق و مصاحب اسکے گرد و پیش بیٹھے اور سارا لشکر بارگاہ سے علیحدہ اترا نظارہ نقلی نے خادم خدمتگارون سے کہا تم اندر بارگاہ کے نجاؤ کہ عیار تم مین ملکر چلے جائینگے وہ لوگ بھی حسب الحکم باہر ٹھہرے لیکن اتنے عرصے مین وہان طوفان خوشبوے عطر بیہوشی سے مع اپنے سب رفقا کے بیہوش ہوگیا قران خدمتگارون کو رخصت کرکے جو اندر آیا سب کو بیہوش پایا بغدے سے ہر ایک کا سر جدا کیا شور و ہنگامہ برپا ہوا تاریکی تمام عالم مین چھا گئی گرد و غبار اور آندھیان پیدا ہوئین ساحر دوڑے قران نعرہ کرکے بھاگ گیا مگر کئی ہزار سردار لشکر مہرخ کے جو گرفتار اور اندھے ہوکر یہان آئے تھے وہ اسکے مرتے ہی چھوٹ گئے اور تاریخ و تریخ اور مرجون کے ہار گچھے سوئیون کے لیکر لشکر طوفان پر حملہ آور ہوے گو کہ جمعیت لشکر اسکی بہت تھی مگر یہ سردار بڑے زبردست ہین انھون نے ایسے عمدہ عمدہ سحر کیے کہ ہزارون کو قتل کیا کبھی مہرخ نے گولے فولادی لگاے دریاے آتش پیدا کیے ساحرون کو جلایا کبھی بہار نے فصل بہار مین ظاہر کرکے ہزارون کو دیوانہ بنایا جس طرف نگاہ جاتی تھی گلہاے رنگارنگ اور شگوفہاے بوقلمون نظر آتے تھے ہر رگ ہر اک تالیان بجاتے تھے غنچے مسکراتے تھے بلبل گلستان چہچہ زن تھی کہین نرگس اور کہین یاسمن تھی

جس نے اُس سبزہ زار مین قدم رکھا ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ روے بہار بنا اور کسی طرف ساحر شمشیر سحر لیے قتل کرتے تھے دریا خون کے بہتے تھے سر مثل ژالے کے گرتے تھے **نظم**

کشیدہ ہمہ تیغ کین از غلاف	پے قتل کفار و اہل خلاف	یکے نیزہ زد بر عماری نہی
یکے تیغ بر ہود ج آہنی	یکے بسمل از خنجر آبدار	یکے کشتہ از تیر سینہ فگار
یکے نوک پیکان جدا خواستہ	یکے مرگ را از خدا خواستہ	یکے بود بے پا و بے سر یکے
یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے	یکے بود بر نوک نیزہ طپان	بخاک اوفتادہ یکے نیمجان

الحاصل فوج عدو نے شکست کھاکر راہ فرار اختیار کی اور مبرخ اپنے لشکر کی طرف چلی لیکن حال سنیئے ادھر افراسیاب نے خمار جادو سے کہا کہ ای ملکہ تم طوفان سے جاکر کہو کہ وارین استاد کرار کھے اور جلاد کو حکم دے کہ کل شہنشاہ اگر سب مجرمون کو قتل کرینگے اور سر اُنکے خداوند پاس بھیجین گے خمار حسب الارشاد روانہ ہوئی اور قریب دریاے سحر کے پہونچی وہان عمرو آوارہ متلاشی راہ پھر رہا تھا خمار کو اُسنے دور سے دیکھا دل سے تصور کیا کہ اس قحبہ کو بہونس کر کے اسکی صورت بنکر دریا کے پار اُتروا دو اگر پار نہ جانا ہو سکے نہ سہی مگر اسکو تو ذلیل کرو طینت سے تو آگاہ ہو چکا ہی کہ یہ ساحرہ متانی ہی فوراً اپنی صورت ایک جوان حسین طرحدار مہ جبین شوخ و شنگ غارتگر جان بعنبان فرنگ بنا کر کلاہ مروارید نگار پہنکر درمیان راہ کو دل سے قیاس کر کے کہ اس راستہ سے یہ جایگی آکر کھڑا ہوا اور ایک شاخ درخت تھام کر رو تا تھا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا **نظم**

مثل تصویر چپ وہ سینہ فگار	زانوے غم سے آفتاب رخسار	آرزو اضطراب دل کی مزید
شوق گلچین باغ حسرت دید	صبر شیدائے بیقراری دل	ضبط فرمان خاطر بسمل

خمار جب قریب آئی عمرو کا ہاتھ پکڑ کر جھنجھوڑا کہ اے نوجوان کیا باعث تیرے گریہ کرنے کا ہی عمرو نے آنکھ اُٹھاکر اُسکو دیکھا اور زیادہ رونے لگا خمار نے جب باصرار حال استفسار کیا عمرو نے کہا مین عاشق و شیدا ملکہ بہار کا ہون اور وہ شریک عمر و ہی کوئی قابو میرا نہین اوّل شاہ طلسم کے خوف کچھ اس سے کہہ نہ سکتا تھا مگر صورت زیبا دیکھ لیتا تھا لیکن اب تو وہ بھی محال ہی کوئی دل بہلانے والا نہین ملتا پھر گریہ نہ کرون تو کیا کرون خمار نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ ای نادان معشوق باوفا مثل عنقا ہی گو گرو احمر کی خاصیت رکھتا ہی کیون دیوانہ ہوا ہی عمرو نے کہا جو تمنے حال پوچھا ہی تو دلداری لازم ہی تم ہی اپنی غلامی مین مجھے قبول کرو مین مالدار بہت ہون اور کوئی والی وارث میرا نہین ہی عشق مین خانمان آوارہ پھرتا ہون خمار یہ باتین سنکر ہنسنے لگی عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا گلے سے لپٹایا خمار نے کہا دیکھو کوئی

آجائیگا مین بدنام ہونگی تم تو نام خدا انگلی پکڑتے پہونچا پکڑتے ہو کتنا جلد مزے مین آگئے عمرو نے کہا اے
ملکہ بیت غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو + جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہی + یہ کہکر گود مین اٹھا کر
کنارے لایا اور چادر بچھاکر اسکو بٹھایا خاصدان کمر سے نکالا کہا گلوری کھانے کا مجھے بڑا چسکا ہی تو تم بھی
کھاؤ خمار گلوری کھاکر بیہوش ہوئی عمرو نے زیور اور لباس اسکا اتارا ازبسکہ بالون مین یہ موتی پروئے
رہتی تھی اس باعث سے اسکا سر مونڈ لیا قصد اسکے مار ڈالنے کا کیا تھا کہ یکایک آندھی آئی عمرو
بھاگ گیا مگر بونڈلا چکر دیتا ہوا پاس افراسیاب کے خمار کو لایا اسنے اپنا دوشالہ اسکو اوڑھایا ہوشیار
کیا اسنے عرض کیا کہ عمرو مجکو کئی بار ذلت دے چکا ہی مین اسے قتل کرنے جاتی ہون جہان ہوگا ڈھونڈھکر
مارون گی افراسیاب نے کہا تامل کرو مین تدبیر کرتا ہون یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک کچھ طائر
اڑتے ہوے آئے اور سامنے ٹھہر کر گویا ہوے کہ ای شہنشاہ طوفان اور نظارہ دونون مارے گئے
اور قیدی چھوٹ گئے یہ سننا تھا کہ افراسیاب فرط غضب کا پینے لگا اور ایک اپنے ملازم اہل دربار
مین سے زلزلہ جادو نام کو حکم دیا کہ مہرخ وغیرہ چھوٹ کر اپنے لشکر کی طرف جاتے ہین دربار مین گرفتار کرنا
زلزلہ پر پرواز پیدا کرکے بزور سحر روانہ ہوا اور بسرعت تمام لشکر یان عدو پر پہونچکر ایک نارنج مارا کہ وہ
نارنج زمین مین آکر سما گیا زمین کو تزلزل ایسا آیا کہ سرداران مہرخ گر پڑے اسوقت رعد جادو نے
سحر سے اپنے حین پاس اسکے پہونچایا اور برق محشر بجلی بنکر اڑ گئی رعد نے اس زور سے چیخ ماری
کہ زلزلہ بیہوش ہوکر گرا اوپر سے برق محشر چمک کر گری اسکے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اتر گئی
شور و غوغا اسکے مرنے سے بلند ہوا سب سردار سنبھل کر آگے چلے تھے کہ ایک ساحر اژدرخوار جادو نام
سامنے سے پیدا ہوا اور نعرہ مار کر پکارا کہ ای نمکحرامان میرے رہنے کی جگہ پر تم زلزلہ کو مار کر چلے بھی جاؤ گے
اور سحر کیا کہ ہزارہا اژدر آتش فشان پیدا ہوا اور سب کو اژدہون نے گھیرا ہر چند ساحران مہرخ
نے سحر کیا کچھ نہ ہو سکا سب مضطر ہوکر گریہ وزاری کرنے لگے اس وقت مہتر قران دیو کوہ سے
ساحر کی صورت بنا ہوا پاس اژدرخوار کے آیا اسنے پوچھا کہ تو کون ہی جواب دیا کہ ہم مہتر قران ہین
اسنے چاہا کہ سحر سے گرفتار کرون قران نے جھک کر نعرہ مارا کہ سر پہ بیٹھکر جگر مین در آیا اژدر مر کر گرا
ہنگامہ بلند ہوا اژدہے غائب ہوے پھر مہرخ آگے بڑھی اس عرصہ مین خبر قتل زلزلہ اور اژدر
شاہ طلسم کو ہوئی اسنے زانو پر ہاتھ افسوس کرکے مارا اور پکارا کہ ای قدرت سہ چشمی آؤ یہ ساحرہ
لونڈی جمشید کی مشہور ہی اور اسی طرح سات کنیزین جمشید کی ہین کہ حال انکا وقت پر ذکر ہوگا خلاصہ
کلام ایک ساحرہ فلک کی طرف سے ظاہر ہوئی اس سے کہا تو جاکر عمرو کو پکڑ لا اسنے کہا مین

روز بلندی سے دیکھا کرتی ہون کہ عمرو دوڑا دوڑا پھرتا ہی جب کہو جب گرفتار کرلاؤن مگر اسوقت مین
بچاؤنگی کسی اور کو بھیجو افراسیاب بسبب کنیز ہونے جمشید کے اس ساحرہ کی حرمت اور توقیر کرتا ہی اسکے
انکار کرنے سے خاموش ہورہا یہ ساحرہ چلی گئی اسوقت دوسری کنیز کو بلایا قدرت کو پکارا وہ بھی اڑتی
ہوئی آئی اس سے کہا کہ تو جاکر عمرو کو پکڑلا اُس نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ ہمین حکم جمشید نہین ہی کہ
ہم عیار سے مقابلہ کرین دوسرے کنیزان جمشید کا یہی رتبہ ہی کہ آپ انھین جنگ جدال کا حکم کرتے
ہین آپ کو ہم لوگون کی پرستش لازم ہی ایسے کلمات کہکر یہ بھی چلی گئی افراسیاب اسوقت غضبناک تھا
اور زیادہ غضبناک ہوا اور کنیز سوم کو پکارا کہ ای خونخوار چہار دست جاؤ اور ایک ساحرہ کریہ منظر
کہ جسکے چار ہاتھ تھے اور زبان منھ سے باہر نکلی تھی اڑتی ہوئی سامنے آکر اُتری اسکو حکم دیا کہ مہرخ کو مع
اُسکے ہمراہیون کے تو جاکر گرفتار کر مین عمرو کو اور کسی سے قید کراؤنگا اس کنیز نے کچھ عذر و انکار نہ کیا اور
اسی وقت سمت مہرخ چلی مگر مہرخ جو بحر اژدر سے نجات پاکر روانہ ہوئی تھی قریب ایک پہاڑ کے
پہونچی دیکھا کہ یہ کوہ درمیان سے شق ہی اسکے اندر ایک قصر عالیشان تعمیر ہی مختصر سا باغ لگا ہی مگر
نہایت آراستہ ہی چار طرف کو چار بنگلے بنے ہین بیچ مین بارہ دری ہی سراسر خوبی سے بھری ہی مہرخ کو
دن بھر رہروی کرتے گذرا اور لڑتے بھڑتے دن تمام ہوا تھا اس مقام کو نزہت آگین پاکر وہین قیام کیا
رات بھر بعیش و آرام بسر کی صبح کو اُٹھکر چلی تھی کہ خونخوار آکر وہین پہونچی اور للکاری کہ منم کنیز ک جمشید تم
لوگ اب کہان بچکر جاؤ گے یہ صدا سُنکر مہرخ نے گولہ فولادی بحر ژدھکر مارا خونخوار کنیز جمشید ہوا اسکے سامنے
وہ گولہ موم کا ہوگیا اسوقت بہار نے گلدستہ مارا کہ پھول کھلے اور چمن وغیرہ صحرا مین ظاہر ہوئے خونخوار
نے منھ سے اُف جو کی چمنستان بہار مین آگ لگ گئی سب جلگئے پھر رعد نے جاکر چیخ ماری اور برق مخشر
بجلی بنکر گری مگر خونخوار نے کمند بھر مارکر دونون کو پکڑ لیا غرض اسی طرح سب ساحرون نے اپنے اپنے
حربے کیے موثر نہوے اور خونخوار نے بحر ژدھکر دستک دی زمین شق ہوئی ہزارہا پتلا نکلا اور ہر ایک
کے لپٹ گیا سب کو باندھکر سامنے خونخوار کے لایا عیار جو ساتھ تھے وہ پہلے ہی بھاگ گئے تھے بس
وہ بچ گئے اور سب کو لیکر خونخوار سمت شاہ طلسم روانہ ہوئی عیار دور دور اسکے ساتھ چلے
اور ایک جگہ برق فرنگی بڑھیا بنا کہ سر ہلتا ہوا لاٹھی ٹیکتا کوزہ پشت بال سفید اس ہیئت سے
سامنے خونخوار کے آکر لگا دوہائی دینے کہ ای ملکہ مین لٹ گئی عیار مونڈی کاٹے پیر اسارا گھر لوٹ لیگئے
مجکو فقیرنی کردیا آپ ذرا چلکر ملاحظہ کیجئے خونخوار اسکی فریاد سُنکر گویا ہوئی کہ مین کسی کے گھر نہین
جاتی اور بحر ژدھکر بڑھیا کو پکڑکے ہمراہ قیدیون کے باندھا بڑھیا نے غل مچایا کہ ایک تو میرا گھر لٹ گیا

دوسرے قید ہوئی خونخوار بولی کہ مین تجھے شہنشاہ پاس لیے چلتی ہون وہ تیرا گھر بھرا باد کر دے گا
اے مکار تو جانتا ہی کہ مین غافل ہون مجھ سے تیرا فریب نہ چلے گا یہ کہکر آگے آگے چلی اب کی بار ضرغام
ایک کسان بنکر سر پر انگوچھا باندھ مرزائی پہنکر گوپھن لیکر ایک کھیت کے کنارے کھڑے ہوکر گلہریان اور
طوطے ہکانے لگا جب خونخوار وہان پہونچی کسان نے پکارکر کہا خبردار ادھر نہ آنا تمھارے ساتھ لوگ
بہت ہین کھیت میرا پامال ہوجائیگا خونخوار نے کہا بھلا موے پہچانا مین نے مین ادھر ہی سے جاونگی
ضرغام سمجھ گیا کہ یہ تجھے پہچان گئی کھیت مین کود کر بھاگ گیا اور پھر ایک سارنگی خونخوار کے پاس آیا کہا
مجھے شہنشاہ جادوان نے بھیجا ہی کہا ہی کہ پہلے جو بڈھیا بنکر آیا تھا وہ برق فرنگی عیار ہی اسکے فریب
مین نہ آنا اور راہ مین ہوشیاری رکھنا خونخوار نے جواب دیا کہ مین ایسی ہوشیار ہون کہ تجھے بھی نہ
چھوڑونگی یہ کہکر بحر سے ضرغام کو بھی پکڑکر جس رسن مین سب بندھے تھے باندھ لیا اور آگے روانہ
ہوئی یہ سب کیفیت دور سے قران نے دیکھی کہ دو عیار گرفتار ہوگئے لہذا آپ بصورت اصل آکر
خونخوار کے قدم پر گرا کہ یہ دونون بھائی میرے قید ہوے ہین اور استاد میرا طلسم مین پھنسا ہی لشکری بھی
سب مقید ہوکر وہین جاتے ہین تم مجھے بھی باندھ لو اور لیتی چلو مین اکیلا یہان رہکر کیا کرونگا شاہ طلسم
میری جان کا دشمن ہی خونخوار نے کہا ای قران تو بڑا معقول شخص ہی تو نے بہت اچھا کیا جو میرے
پاس چلا آیا مین خطا تیری شہنشاہ سے معاف کرا دونگی قران نے کہا دیکھیے ایک عیار اور آپکے
پیچھے کھڑا ہی خونخوار پھر کر دیکھنے لگی قران نے بغدہ اس زور سے مارا کہ سر کٹ کر دور گرا نمل دشور
پیدا ہوا تاریکی پھیل گئی بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا سب قیدی رہا ہوکر پھر آگے چلے مگر سیر دن
نے سحر کے یہ خبر شاہ طلسم کو پہونچائی کہ خونخوار ماری گئی یہ سننا تھا کہ جھلا کر اٹھا اور چاہا کہ خود جاکر باغیون
کو سزا دونگا مگر ایک ساحر قہر نگاہ چہار چشم نام دربار مین حاضر تھا سامنے آکر عرض کیا کہ حضور کو
کہان مناسب ہی جو ادنے ملازمون کے مقابلے کو جائین یہ کمترین جاکر سب کو سزا دیگا اور باندھکر
روبرو دے شاہ حاضر کریگا شاہ طلسم اسکے سمجھانے سے رکا اور یہ دربار سے باہر آیا بارہ ہزار ساحر
منتخب اپنی ہمراہی کے لیے اور تخت سحر تیار کیا جب سب درستی ہوچکی اسوقت افراسیاب
سے آکر رخصت چاہی خلعت رخصت عنایت ہوا یہ ساحر سامری منش سب اسباب سحر اپنا
لیکر تخت پر سوار ہوا چار آنکھین مشعل کی طرح اسکی روشن تھین درحقیقت شعلہ افروزی مین
گلخن تھین اس قدر بدہیئت تھا کہ نظم

سیہ گردون بد درے بردہ راہی		بزنجیر سر فیل سیاہی	

شتر مرغے ز دام دہر جستہ		زبام آسمان بالا نشستہ	
محاسن چہرۂ پر ترکہ مویش		بسان طوق گردن در گلویش	

بارہ ہزار ساحر گرد و پیش تخت کو گھیرے رال اڑانے ڈمرو بجاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے روانہ ہوے یہان مہرخ وغیرہ بعد طے مسافت راہ اپنے لشکر کے قریب پہونچی تھین کہ یکایک ابر سحر رنگ برنگ کے پیدا ہوے اور آگ تھہر برستے نظر آئے مہرخ ٹھہر گئی دیکھا کہ تخت قہر نگاہ ظاہر ہوا اسنے پہچان کر کہا خدا خیر کرے لیکن چارہ کیا تھا اپنے سرداروں کو حکم صف آرائی دیا اس طرف قہر نگاہ نے حکم کیا کہ محاصرہ کر لو خبردار انمین سے کسی کو زندہ نہ رکھو یہ سنکر آپ آگے بڑھا اور للکارا کہ کون مجھ سے ہم نبرد ہوا چاہتا ہو اس صدا کو سنکر ہلال سحر افگن آگے بڑھی واضح ہو کہ اسکے شوہر کو عمرو نے ستی بنکر رہائی دلائی تھی جب سے یہ شریک ہوا لمحاصل اسنے طوق اپنے گلے سے اتار کر مارا کہ وہ اژدر بنکر قہر نگاہ پر آیا وہ شدت اور جوش اس سحر کا دیکھ کر گھبرایا ایک چٹکی خاک قبر جمشید جھولی سے نکال کر اژدر پر ڈالی کہ وہ پانی ہو کر بہ گیا اسوقت یہ اڑکر بلندی پر گیا اور وہان سے خاک کو اڑایا کہ یکایک آندھی آئی اور سب سردار مہرخ کے آشفتہ بہ غبار سحر ہو کر بیہوش ہو گئے اسوقت اسنے خیمہ سحر کا استاد کراکر سب کو اس مین قید کیا اور آپ وہان سے چڑھ دوڑا لشکر تو مہرخ کا قریب تھا اسپر آکر سحر کیا اور خاک اڑاکر ہر ایک کو بیہوش کر دیا اور سب کو چھکڑون پر ڈالکر کھڑی سواری حیرت سے جاکر ملاقات کر کے بہر حفاظت قیدیان کچھ ساحر حیرت سے لیکر روانہ ہوا اثنائے راہ سے مہرخ وغیرہ کو رہا کیا اور گردون پر ڈالکر راہی ہوا یہانتک کہ کنارے دریاے خون روان کے پہونچا ازبسکہ اس آمد و رفت مین اسنے کہین قیام نہ کیا تھا نہایت خستہ و شکستہ حال تھا لشکر کو حکم دیا کہ آج رات کو یہان مقام کرو مین شہنشاہ کو عرضی لکھکر دریافت کرون کہ قیدی کہان رہین دریا کے اس پار قتل کیے جائینگے یا آپکی خدمت مین آئینگے غرضکہ بارگاہ استاد ہوئی لشکر نے کمر کھولی یہ جاکر اندر بارگاہ کے مصروف میخواری ہوا اسوقت عیار جو اسکے ساتھ فکر رہائی سرداران کرتے چلے آتے تھے اُن مین سے برق فرنگی ایک ساحر بنکر اندر بارگاہ کے آیا اور دست بستہ التماس کیا کہ حضور کا نام سنکر آیا ہون محتاج ہون گردون کا ستایا ہون سحر ساحری سب کچھ جانتا ہون مگر نوکری کہین نہین ملتی امیدوار ہون کہ اپنے ملازمون مین مجھے جگہ دیجیے آدھو سیر آٹے کے سہارے سے لگا دیجیے قہر نگاہ یہ تقریر سنکر بر سر رحم ہوا اور برق کو بلاکر اسنے اپنے پاس بٹھایا مصاحب خاص کا خطاب دیا اور اپنا ملازم کیا برق نے قصیدہ اسکی تعریف مین پڑھا اور دل مین اسکے گھر پیدا کیا یہ تو اسکے قتل کی فکر مین تھا کہ وہان فراسیاب نے

کتاب سامری دیکھکر معلوم کیا کہ قہرنگاہ سب کو گرفتار کرکے کنارے دریا کے اگر اُترا ہی اور عیار اگر اُسکو قتل کیا چاہتا ہی یہ معلوم کرکے اُسنے غدار جادو نام ایک ساحرہ سے کہا کہ تو جلد قہرنگاہ کے پاس جا اور کہنا کہ یہ جو تمھارا مصاحب ہی برق فرنگی عیار ہی اُسکو گرفتار کرلو اور عیارون سے ہشیار رہو صبح کو جیسا تمھین حکم میرا پہونچے اُسکے بموجب تعمیل کرنا یہ حکم پاکر غدار جادو واپس کر روانہ ہوئی اور یاس قہرنگاہ کے پہونچی اس نے تعظیم اور استقبال کیا مگر اُسنے آتے ہی سحر پڑھکے برق کو گرفتار کرلیا اور حکم افراسیاب سے قہرنگاہ کو بھی مطلع کیا اُسنے برق کو بیہوش کرکے سب مقیدون کے پاس بھیجدیا کہ وہین اُسکو بھی رکھو اور غدار کو بٹھایا اُسوقت قران مشکل مبدل لشکر مین موجود تھا برق کو قید ہوتے دیکھکر ایک مہنت کی صورت بنکر قریب بارگاہ آیا اُسوقت سارے بارگاہ کے اٹھے تھے اور روشنی تمام لشکر مین ایسی تھی کہ شب تار بہ از روز روشن تھی غدار نے مہنت کو آتے دیکھکر قہرنگاہ سے کہا کہ یہ مہنت قران ہی اُسنے چاہا کہ گرفتار کرے مگر قران اُسکے ارادے پر مطلع ہوکر بھاگ گیا اُسوقت افراسیاب کا نامہ آیا ایک چیلے نے لاکر خط دیا اس مین لکھا تھا کہ ای ملکہ غدار تمھین عیار اگر پریشان کرتے ہین لہذا اس چیلے کو ہم نے ایک اسم تعلیم کرکے بھیجا ہی اُس اسم کو اس سے تم سیکھ لو جو عیار تمھارے پاس آئیگا اور تم اسم پڑھوگی سحر کا بیر تمھین اُسکے حال سے خبر دیگا اور قہرنگاہ سے کہنا کہ تم قیدیون کو لیے وہین ٹھہرو اب عیار تمپر قبضہ نہ پائینگے مین عمرو کو گرفتار کرا کر وہین آتا ہون سب کے سر پر عمرو کے کاٹونگا یہ نامہ پڑھکر غدار نے چیلے سے اسم سیکھ کر اُسے رخصت کیا اور قہرنگاہ کو بھی مضمون نامہ سے آگاہی دی اور باطمینان تمام سکونت اختیار کی اور ادھر افراسیاب نے بھی آرام کیا دربار برخاست ہوا جسدم انجمن آرائے چرخ بریں یعنے خسرو کج کلاہ ماہتاب تابان رواق سپہر سے روانہ ہوگیا اور نیر اعظم شبستان مشرق سے برآمد ہوا نظم

برآمد شہنشاہ مشرق دیار		منور شدہ دیدۂ روزگار	
چو فرمانش در دہر جاری شدہ		خداوند انجم فراری شدہ	

شاہ جادوان رونق افزائے سریر جہانبانی ہوا اور حکم دیا کہ صرصر جب سے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے گئی ہی ہنوز اُسکو پکڑ کر نہ لائی اب ایک ساحر تم مین سے جائے اور صرصر کو ڈھونڈھکر اُسکے ساتھ ساتھ رہے جس شخص کو وہ عمرو بتلائے فوراً گرفتار کرکے حضور مین لائے یہ حکم سنتے ہی خمار جادو کہ دشمن جان عمرو ہوا اور کئی بار سر مونڈوا چکی ہی اُٹھ کھڑی ہوئی عرض کیا کہ نیز جاتی ہی اور اسی دم اُس مفتری کو لاتی ہی اور اُڑ کر روانہ ہوئی صرصر تلاش عمرو مین کوہ و دشت کی خاک چھانتی پھرتی اور

ہر جگہ دیکھتی بھالتی چلی جاتی تھی کہ خمار اڑتی ہوئی آئی اور اُسکے ساتھ چلی اب حال عمرو سُنیئے کہ یہ جو خمار کا سر مونڈکر چلا تو ایک گانون مین پہونچا دیکھا اس جگہ بہت سے ساحرون کا مجمع ہی دف اور دائرہ بج رہا ہی جام ومینا غوانی کا دور چلتا ہی ایک ساحر دولھا بنا مسند پر بیٹھا ہی عمرو سمجھا کہ کسی کی شادی کا سامان ہی لاؤ اسے چلکر لوٹو یہ سوچکر اپنی صورت مثل ساحر کے بنائی اور قریب محفل پہونچکر صاحب سلامت کی وہ لوگ سمجھے کہ یہ ساحر اسی اطراف کا رہنے والا ہی پاس خاطر ہم قومی جلسہ دیکھنے چلا آیا ہی بس سب نے توقیر وعزت کے ساتھ بلاکر مجلس مین بٹھایا عمرو نے کشتی شراب کھینچکر جام شراب سے بھر کر اہل انجمن مین سے ایک شخص کو دی اُسنے کہا آپ نوش کیجئے مین پی چکا ہون عمرو نے کہا یہ کبھی نہوگا مین اپنے ہاتھ سے سب کو جب پلا لونگا اُسوقت آپ پیونگا غرضکہ اصرار کرنے سے عمرو کے اُسنے شراب پی پھر تو دور شروع ہوا سب کو شراب بیہوشی ملاکر پلائی وہ سب جوتی پیزار لڑکر بیہوش ہوگئے عمرو نے جال لیا سی مار کر وہان کا اسباب زنبیل مین رکھا یہانتک کہ پیرہن بھی سب کا اُتار لیا جب لوٹ چکا اُسوقت خنجر لیکر ہر ایک کو ذبح کرنے لگا دھوان بلند ہوا شعلے اُٹھنے لگے بیر سحر کے غل مچانے لگے اتفاقاً صرصر اور خمار صحرا مین چلی جاتی تھین غل وشور سنکر اُدھر کو لپکین یہان پہونچکر دیکھا کہ عمرو ساحرون کو ذبح کر رہا ہی خمار سے صرصر نے کہا دیکھو وہ عمرو ایک ساحر کے سینے پر سوار ہی خمار دیکھتے ہی عقاب بنکر جو گری عمرو کو پنجے مین داب کر لے اُڑی عمرو پکارا کہ ای صرصر قحبہ تونے پکڑوایا تو ہی دیکھنا کس طرح پیش آتا ہون اور اس خمار غیبانی کی ابکی ناک کاٹونگا خلاصہ کلام عمرو کو تو لیکر خمار روانہ ہوئی لیکن صرصر دوڑتی ہوئی پہلے افراسیاب پاس پہونچی شاہ کو تسلیم کی اور عرض پیرا ہوئی کہ عمرو کو اس کنیز نے گرفتار کرا دیا ملکہ خمار لاتی ہین شاہ طلسم یہ خبر سُنکر بہت خوش ہوا اور اُسکو خلعت سے مخلع کیا حکم دیا کہ یہین حاضر رہ مین عمرو کو قتل کرون تو جا صرصر حسب الحکم ٹھہری اس اثنا مین خمار بھی آکر پہونچی اور عمرو کے ہاتھ پانون بھر سے بیکار کر کے سامنے ڈال دیا کہ یہ گنہگار حاضر ہی افراسیاب نے کہا کیون عمرو تجھے یہ دن بھی یاد تھا عمرو نے کہا ای بادشاہ میرا اس مین کیا قصور اور خطا ہی مجھے خداوند تعالےٰ نے کیون طلسم مین بھیجا ہی مین بارہا عرض کر چکا ہون کہ خداوند نے مجھے بہر قتل ساحران حکم دیا ہی افراسیاب نے کہا تونے شیطان خداوند کے سامنے مجھے ذلیل کیا اب تجکو مع تیرے ہمراہیون کے قتل کر کے سب کے سر خداوند پاس بھیجونگا عمرو نے جواب دیا کہ اگر میری قضا خداوند نے تیرے ہاتھ سے مقرر کی ہی تو کیا چارہ ہی اور اگر تیری موت میرے قبضہ مین دی ہی تو مین تجھے ہلاک کرونگا بہر صورت جو خداوند نے تقدیر مین لکھا ہی وہ

ہونا ہی افراسیاب نے کہا اچھا اب مین آزماتا ہون کہ کون شخص سکا قاتل ہی یہ کہکر حکم دیا کہ ای خمار اسکو
دریاے سحر کے پار لے چلو مین بھی آتا ہون خمار چاہتی تھی کہ لیکر روانہ ہو مگر صرصر نے آگے بڑھکر عرض کیا کہ یا
اگر دریا کے پار اتر جائے گا تو وہان اور عیار آکر رہا کرلے جائینگے پھر ہاتھ آنا اسکا دشوار ہوگا اس سے بہتر ہی
کہ یہین سر اسکا جدا فرمایئے بعد اسکے جاکر اورون کو قتل کیجیے شاہ کو یہ راے پسند آئی اور جلاد کو طلب کیا
اسوقت مخمور سرخ چشم جو عاشق شاہزادۂ نورالدہر ہی یہ حال دیکھکر اپنے دلمین گھبرائی کہ عمرو کا قتل
ہونا باعث ناراضی تیرے معشوق کا ہی پس فوراً سامنے افراسیاب کے دست بستہ آئی اور کہنے لگی کہ
ای شہنشاہ یہان سے شیطان خداوند ذلت اٹھاکر گئے ہین اور عالم بدحواسی مین اچھی طرح آنکی دعوت
بھی آپ نے نہین کی اب دشمن اقبال سے حضور کے گرفتار ہین ابکی بار شیطان کو پھر بلایئے اور انکے
ہاتھ سے سب کو قتل کرایئے اس مین باعث ناموری حضور زیادہ ہی آیندہ سرکار کو اختیار ہی افراسیاب
نے کہا بات تو نے بہت بہتر کہی بس اسی وقت نامہ اس مضمون کا لکھا کہ یا خداوندا آپ کے اس خادم کو
شیطان قدرت سے بڑی ندامت ہی کہ وہ جناب شیطنت مآب میرے یہان تشریف لائے لیکن
ذلت اٹھاکر چلے گئے کوئی خدمت حقیر انکی نہ کرسکا اب انکے دشمن یعنی عمرو کو مع اسکے مطیعون کے
بخوبی شناخت کرکے گرفتار کیا ہی امید کہ شیطان خداوند مکرر نزول اجلال فرماکر اس عبد حقیر کو سرفرازی
بخشین اور اپنے روبرو سب کو قتل ہوتے دیکھ کر مسرور ہون توقع کہ اس التجا سے مین محروم نہ رہون
فقط یہ مضمون حوالۂ خمار کے کیا کہ خداوندا پس لیجائے خمار نے عرض کیا کہ سابق مین مجکو زک اور ذلت یہان
جانے سے مل چکی ہی ابکی بار کسی اور ساحر کو بھیجیے اور مجھے معاف رکھیے افراسیاب نے یہ عذر سنکر ملکہ نفیر جادو
نام ایک معزز ساحرہ کو نامہ دیا کہ تم لیجاؤ اور شیطان خداوند کو لے آؤ نفیر جادو نامہ لیکر آراستہ پیراستہ ہوکر
تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین قریب کوہ عقیق کے پہونچی یہان جب سے لشکر تلقا آیا
ہی عیاران صاحبقران کہ سب ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین انمین دو ایک دس پانچ ہر وقت
صورت بدلے لشکر مین حریف کے پھرا کرتے ہین دو چار قلعہ مین پندرہ بیس بارگاہ تلقا مین
موجود رہتے ہین اسوقت چالاک بن عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحرہ دربارگاہ تلقا کی طرف جاتی ہی
خیال کیا کہ اسکو ذلیل کرنا چاہیے بس اسی وقت صورت اپنی شکل بختیارک کی بنائی اور نفیر کی طرف
چلا اسنے جو شیطان کو آتے دیکھا ٹھہر گئی اور جھک کر سلام کیا کس لیے کہ بختیارک کو بسبب ہونے
طلسم کے سب ساحران نامی پہچانتے ہین فی الجملہ اسنے پوچھا کہ ملک جی صاحب آپ کہان جاتے
ہین چالاک نے کہا کچھ بندے خداوند کے پہاڑ کے غار مین عبادت بیٹھے کر رہے ہین ان کو خداوند کا

اولش دینے جاتا ہون اگر اس کھانے مین سے کوئی ایک دانہ کھائے تو سو برس عمر مین زیادہ ہون یہ کھانا مخصوص انھین عابدون کے لیے خداوند روز بھیجتے ہین جو دنیا کو ترک کرکے یاد خداوند مین مصروف ہین نفیر یہ باتین سُنکر منت کرنے لگی کہ اس کھانے مین سے تھوڑا مجھے دیجیے کہ میری عمر بھی دراز ہو جائے چالاک نے بڑی خوشامد اور عاجزی کرنے کے بعد ایک ٹکڑا شیرمال کا اپنے پاس سے نکال کر دیا نفیر نے ڈنڈوت کرکے لیکر کھایا اور بیہوش ہوگئی چالاک نے اسکی تلاشی لی نامہ شاہ طلسم کا پایا سب پڑھ کر پھاڑ کر پھینکدیا اور دوسرا نامہ اپنی طرف سے لکھکر لفافے مین رکھکر نفیر کی کمر مین رکھا اور سارا سر اسکا مونڈکر منھ اسکا کالا کرکے اپنا راستہ لیا اور دربار لقا کے قریب پہونچکر صورت اپنی مثل صورت عمرو کے بنائی اور علحدہ جاکر ایک گوشہ مین ٹھہرا کہ کوئی مجھ کو شناخت نہ کرے جب نفیر کو ہوش آیا حیران حیران وہان سے اُٹھکر دربار مین آئی چالاک بھی عمرو بنا ہوا بارگاہ مین گیا نفیر نے خداوند کو سجدہ کیا اور نامہ پیش کیا لقا نے اُسکو کرسی بیٹھنے کو دی بہت کچھ رعایت کی پھر نامہ لے کر منشی کو دیا اُسنے لفافہ چاک کرکے جو نامے کو دیکھا اُس مین کچھ سخت و سُست نسبت لقا کے لکھا تھا یہ دیکھکر اُسنے بختیارک کو نامہ دیدیا کہ آپ پڑھیے مجھسے نہین پڑھا جاتا بختیارک نے جب اُسے دیکھا ایک قہقہہ لگایا اور نفیر کی جانب بغور دیکھا سر اسکا منڈا پایا ہنسکر کہا کہ ای ملکہ یہ نامہ تم سے کسی نے بدل لیا اور سر تمھارا مونڈوایا اب تم زبانی بیان کرو کہ شاہ طلسم نے تمھین کس لیے بھیجا یہ گفتگو جو نفیر نے سُنی گھبراکر اپنے سر پر ہاتھ مارا اور سر منڈا پایا رونے لگی آخر عرض کیا کہ ملک جی آپ کو شاہ جادوان نے بلایا ہی عمرو وہان گرفتار ہوکر آیا ہی بختیارک نے کہا توبہ توبہ شہنشاہ عیاران عالم ہو عمرو عمرو کیا کہتی ہو بھلا وہ گرفتار ہوتا کیا جانین اور اگر قید ہوکر آئے ہونگے تو دو ایک ساحرون کے سر کاٹینگے گھر لوٹینگے چلے جائینگے یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک نعرہ ہوا منم عمرو بن امیہ اور چالاک جست کرکے تخت لقا کے قریب آیا ایک دھول خداوند کے لگاکر تاج لیا لقا نے نعرہ کیا کہ لینا اس بندۂ بے ادب کو نفیر گھبراکر دوڑی چالاک نے ایک جاب بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گر پڑی اُسوقت لوگ اٹھانے کو دوڑے اہالیان دربار دوڑے لینا لینا کہتے ہین لیکن چالاک پر کوئی ہاتھ نہین ڈالتا کس لیے کہ جانتے ہین کہ رات کو عیار آکر ہمارا سر جداکر ڈالینگے غرضیکہ چالاک جست و خیز کرکے قریب بختیارک پہونچا اور خال بایں آنکھ کا پھڑکا کر دکھایا بختیارک کو یقین ہوا کہ بیشک عمرو ہی اور چالاک نے بعد خال دکھانے کے دو چار جوتیان سر پر اُسکے لگائین پھر تو تمام ملازمین لقا دوڑے چالاک پر ہجوم ہوا اُسنے خنجر کھینچکر دو ایک کو زخمی کیا دس پانچ کو جان سے مارا یعنے جب غلطک

لگائی دو دو کے پانون کاٹے اور جب جست کی پانچ چار کے سر اڑا دیے بارگاہ مین ہنگامہ پڑگیا کہ یکایک نفیر کو ہوش آیا حیران تھی کہ یا الٰہی یہ کیسا ہنگامہ ہی ایک عمرو وہان ہی ایک نے یہان آکر آفت برپا کی ہی اسی پریشانی مین ترنج پکڑکر بڑھی تھی کہ چالاک سرانچہ بارگاہ پھاند کر بھاگا لوگ پیچھے دوڑے جو قریب آیا اسکو خنجر مارا یہان تک کہ مثل برق جہندہ کے نظر سے ایک لمحہ مین غائب ہوگیا خلاصہ یہ کہ بعد اس ہنگامہ کے نفیر سے بختیار کے کہا کہ اے ملکہ تمنے عمرو کو دیکھا اب جاکر شاہ طلسم سے سب ماجرا کہدینا اور میرا جانا طلسم مین کسی طرح نہوگا یہان گھر بیٹھے تو جوتیان پڑتی ہین جان بچانا مشکل ہی مین وہان جاکر کیا اپنی جان دون نفیر آخرکار یہان سے روانہ ہوئی اور سامنے شہنشاہ جادوان کے آئی لیکن تھراتی اور کانپتی ہوئی افراسیاب نے اور سب اہل دربار نے اسکا سر منڈا دیکھا سمجھے کہ کوئی آفت اسپر آئی پوچھا کیون خیر تو ہی بدحواس کیون ہی اسنے عرض کیا کہ عمرو میرے ساتھ دربار خداوند مین جاکر پہونچا اور راہ مین میرا سر مونڈا خداوند کا تلج لیا اور شیطان کو جوتیان لگائین اب شیطان نے کہا ہی کہ میرا آنا طلسم مین نہوگا افراسیاب نے کہا وہ عمرو جو یہان قید ہی اسے حاضر کرو جب عمرو سامنے آیا کہا سچ کہ تو کون ہی عمرو سمجھ گیا کہ تیرے اصلی عمرو ہونے مین کسی نے نفیر کا سر مونڈکر شک ڈال دیا ہی پکارا کہ اے شہنشاہ مین بیچارہ غریب آپ کی رعیت کنارے دریا کے کھڑا تھا اسوقت دو عورتین آئین اور مجھے مارنے لگین اور کہا تو عمرو ہی آخر زبردستی میری مشکین باندھ کر اور کچھ رنگ میرے منھ پر ملکر لے چلین راہ مین دھمکاتی تھین کہ موے جو تونے اپنا نام عمرو نہ بتایا تو ہم مار ڈالینگے افراسیاب یہ باتین سنکر آگ ہوگیا اور کہا بلاؤ اس غیبانی صرصر کو اور کیون رے خمار یہ تونے کس کو گرفتار کیا تھا اسنے کہا اے شہنشاہ حضور کے نمک کی قسم مین نے اسکو اسوقت قید کیا ہی جب یہ ساحرون کو قتل کر رہا تھا یہ سنکر نفیر نے کہا بی مٹھو جھوٹ کے پل نہ باندھنا بھلا تم عمرو کو پکڑ لیتین تو میرے ساتھ کون جاتا گو مین جھوٹی سہی خداوند تو جھوٹے نہین خداوند نے اپنی آنکھون سے دیکھا سارے دربار نے شیطان کو دیکھا اے دس پانچ آدمی وہان جان سے مارے گئے افراسیاب نے کہا اے نفیر توبہ کر بھلا خداوند کیا جھوٹ بولینگے یا نہین دونون صرصر اور خمار کی شرارت ہی پس کچھ بحر پڑھکر دستک دی کہ قید عمرو کی دفع ہوگئی اور حکم دیا کہ بارہ ہزار روپے لاکر اس مرد غریب کو دو اس غوصہ مین صرصر سامنے آئی عمرو سمجھا کہ یہ کوئی فتور کریگی سلام کرکے رخصت ہوا راہ مین لوگ تورے روپے کے لائے تھے اُنسے لیکر نذر زمینل کیے یہان صرصر نے عرض کیا کہ حضور عمرو کو بغیر کتاب سامری دیکھے رہا نہ کیجیے گا شاہ نے کتاب اُٹھاکر دیکھی معلوم ہوا کہ یہی عمرو تھا

جسے تونے چھوڑ دیا اور ادھر عمرو دروازے پر باغ کے پہونچا کچھ لوگ دست بقچہ لیے لباس شاہ کا بیٹھے تھے اُنسے کہا شاہ دست بقچہ مانگتے ہین اُنھون نے حوالے کیا وہ لیکر آگے چلا تھا کہ یہان افراسیاب نے کہا لینا یہ شخص جانے نہ پائے ساحر چلے تھے کہ وہان عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگیا ساحر ڈھونڈھکر پھر آئے کہین پتا نہ لگا اسوقت افراسیاب نے غصہ کرکے ایک تازیانہ زمین پر مارا اور آپ اُٹھ کھڑا ہوا یکایک لاکھون ستارے چمکنے لگے ساحر چاند و سورج بنکر شکل طائر کے تلاش عمرو مین چلے سب نے دیکھا کہ افراسیاب نے صورت اور پیدا کی یکایک کڑک کر زمین پر اُترا اس صورت سے کہ سانولا رنگ بھرے بھرے بازو پتلی کمر خوب صورت جوان تاج الماس سر پر بازو پر کے بیش قیمت مالے ہیرے کے گلے مین کنٹھا مروارید کا پہنے دوپٹہ بنارسی کمر سے باندھے قشقہ ماتھے پر کھنچا کرسی پر آکر بیٹھا اسوقت دو سو گھنٹے بجے اور چار سو ناقوس پھنکے کئی سو مشعلون پر بخور لونگ اور سیاہ مرچ کا ہونے لگا تمام ساحرون کو خبر ہوئی کہ افراسیاب آئینے سے نکلکر کرسی پر بیٹھا ہی تمام عمر کسی نے اُسے نہ دیکھا تھا چار طرف سے دوڑے طلسم مین غلغلہ ہوا لاکھون ساحر آکر سجدے مین گر پڑے لاکھون روپے چڑھگئے عمرو نے بھی سُنا کہ روپیہ ڈھیر ہوا ہی مال بہت سا جمع ہی ساحر جاتے ہین اشرفیان جواہر چڑھاتے ہین عمرو کے بھی منھ مین پانی بھر آیا دل سے کہا چھپے کب تک ہوگے چلو بھی یا تو مارا شاہ طلسم کو یا اپنی جان گئی خلاصہ عمرو گلیم اُتار کر چلا اُدھر افراسیاب نے ساحرون سے کہا کہ عمرو آتا ہی دیکھو کیا بے کلیجہ عیار ہی ساحرون نے عرض کیا کہ حضور کیا مجال جو یہان آئے شاہ نے کہا ای بلائے قدرت تم بھی ہوشیار رہو وہ روپیہ لینے آئیگا اس اثنا مین اشرفیون اور جواہر کے ڈھیر پر عمرو نے آکر جال مارا افراسیاب نے کہا دیکھو وہ لے گیا ساحر پیچھے دوڑے عمرو بھاگ کر غائب ہوگیا اس کیفیت مین شاہ مصروف تھا کہ پنجہ نامہ لیکر آیا دیکھا تو خداوند لقا کا نامہ ہی دستور لقا کے نامہ بھیجنے کا سابق مین لکھا گیا ہی غرض لکھا تھا کہ ای افراسیاب تونے نہ کسی کو ہماری مدد کو بھیجا نہ آپ آیا اور شیطان کو بلاکر طلسم مین عمرو کے ہاتھ سے ذلیل کرایا اب اگر عمرو گرفتار ہو تو فوراً سر کاٹنا اور میرے پاس سر اُسکا بھیجنا اور جلد کسی ساحر نامی کو بھیجکر حمزہ کو غارت کرا دے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب بولا کہ فی الواقع شیطان خداوند کو بڑی ذلت ہوئی ہی اچھا مین عمرو کو وہین قید کرکے بھیجتا ہون کہ شیطان اُسکو قتل کرکے خوش ہون یہ کہکر اپنے سر پر ہاتھ پھیرا وہان عمرو کی گردن و کمر مین ایک حلقہ مثل دھوئین کے پڑ گیا اُس نے دل سے کہا قید ہوے خیر رضینا بالقضا چلو جو کچھ خدا کو منظور ہو پہلے تو اور سمت کو چلا دیکھا اس طرف اندھیرا معلوم ہوتا ہی اور سمت چلا اُدھر بھی تاریکی دیکھی آخر

افراسیاب کی طرف چلا ادھر روشنی نظر آئی عمرو ٹھہر رہا کہ مین کہین بچاؤنگا اسوقت معلوم ہوا کہ کوئی از خود ڈھکیلتا لیے جاتا ہی نا چار افغان وخیزان خدا کو یاد کرتا ہوا کہ اے خالق تیرے سوا میرا کوئی رفیق نہین کہ بیت

تولی یاری دو فریاد ہر کس		بہ فریاد من فریاد خواہ رس	

قصہ کوتاہ سامنے افراسیاب کے پہونچا وہ دیکھتے ہی گویا ہوا کہ ای دزد و مکار تو بہت دنون اڑا پھرا مہرخ کو تو نے بہکایا ساحران نامی کو مارا اب کوئی فقرہ تجھے یاد ہی عمرو نے کہا ای شہنشاہ میرا قصور معاف فرمایئے کہ شعر

ہر چند نیم لایق بخشایش تو		بر من منگر بر کرم خویش نگر	

افراسیاب نے کچھ عذر و التماس پذیرا نہ کیا اور کتاب سامری کو دیکھا تا معلوم کرے کہ یہ اصلی عمرو ہی یا اس مرتبہ بھی دھوکا ہی غرض کتاب مین نکلا کہ یہ اصلی عمرو ہی اسکی باتون پر نہ جانا اور فریب مین نہ آنا اسکا یہان رکھنا مناسب نہین کیونکہ تیرے ہاتھ سے یہ قتل نہوگا براہ کرم چھوٹ جائیگا چاہیے کہ اسکے ہلاک کی تدبیر کرکے بکھیڑا مٹا قصہ پاک کر کتاب سے یہ حکم دیکھ کے فی الفور تخت سحر تیار کرکے عمرو کو سوار کیا اور حصار جادو اور انظار جادو نام دو ساحر اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ساٹھ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر تم خداوند باختر کے پاس جاؤ انکے دشمنون کو غارت کرو اور عمرو کو ساتھ لیتے جاؤ خداوند جس طرح چاہین اسکو قتل کرین تم اسکے قتل ہونے کی کیفیت اور لشکر حمزہ کے غارت ہونے کا حال لکھ بھیجنا تاکہ اور باغی مہرخ وغیرہ جو گرفتار ہین مین انھین بھی ہلاک کرون اور سب کو نیست و نابود کرون وہ دونون ساحر حکم شاہ پاکر باہر آئے اور ساٹھ ہزار ساحر کو حکم تیاری لشکر دیا انتظام ہونے لگا طبل و نقارے بجے ماقوس پھنکے کمر بندی ہوگئی اسوقت مخمور مہرخ چشم کہ جو شاہزادہ نوراللہ مہر پر عاشق ہوا اپنے دل مین بیقرار ہوئی کہ مبادا اس فوج سے لشکر اسلام نے شکست کھائی اور میرے مطلوب پر کچھ آفت آئی تو مین دیدار جانان سے محروم رہونگی لازم ہی کہ اسی لشکر کے ساتھ جاؤن اور اپنے دلبر کو دیکھ آؤن اس مضمون کو سوچکر رو برو شاہ طلسم کے گئی اور دست بستہ اجازت خواہ ہوئی کہ اگر حکم حضور پاؤن تو خداوند کی زیارت کو جاؤن افراسیاب نے اسکو بھی اجازت دی اور یکایک وہ تپلا یعنے جو بہت خوبصورت جوان کرسی پر آکر بیٹھا تھا اور حکم اور احکام دے رہا تھا اسکے جسم مین آگ لگ گئی جلکر غائب ہوگیا ہزارون گھنٹہ ایک بار بجا ماقوس کی صدا آئی اور آواز ہوئی کہ ای ساحرو شہنشاہ آئینہ سحر مین تشریف لے گئے یہ خود نہ تھے بلکہ تپلا سحر کا ان کا ہمشبیہ تھا آئین اور انتظام کرنے آیا

تھا خلاصہ یہ کہ جب شاہ طلسم داخل آئینہ سحر ہوا دربار برخاست کیا گیا ساحر اپنی اپنی جگہ پر گئے مخمور بھی اپنے گھر آئی اور تیاری چلنے کی کرنے لگی چالیس کنیزین اپنی ہمراہی کے واسطے حور وش نازک اندام منتخب فرمائین اور خود بھی دریاے جواہر مین غوطہ زن ہوئی پوشاک نفیس و پرتکلف سے آراستہ ہوکر حنا دست و پا مین لگائی مسی ہونٹھون پر ملکر پان کی لالی جمائی کہ ابیات

رنگین لبون سے جان لے چین	گویا کہ شفق مین ہین ہلالین
یکتا ہین چمک مین دانت سارے	یا برج دہن مین ہین ستارے
پیدا ہوئین اُسکے رخ سے راہین	بس ہون جنت مکان نگاہین
تھی اُس کی ہر ایک ادا مناسب	بدبین کو نظر شہاب ثاقب

اس سج دھج سے درست ہوکر تخت سحر پر سوار ہوئی اس شان و شوکت سے روانہ تھی کہ شہنشاہ حسن کی بارگاہ پر جاہ شان غمزہ و ناز فدائے دو رباش عالم کو دیتے تھے نظم

اللہ رے حسن واہ رے نور	طینت مین پری تو شکل مین حور
آگے آگے وہ عہدہ دارین	بے حکم یلک بھی جو نہ ماربن
سر پر تھی تمکنت مگس ران	جلوہ آئینہ دار حیران
پہلو مین سنبھالے تھی نزاکت	فرش آگے بچھاتی تھی نزاکت

اور اس سرعت کے ساتھ تخت روان کیا کہ ساحر جو قید عمرو کی لیکر چلنے کو تھے ہنوز جا نہ چکے تھے کہ یہ آکر پہونچی ساحر بھی اپنی اپنی سواریون پر چڑھکر ڈمرو بجاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے خواجہ کو لیکر بڑے جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہوے کہ ابیات

اژدہے زیر ران ہر اک کے تھے	قفلے ماتھون پہ اپنے کھنچے تھے
سیلے ترسول تھے وہ ہاتھون مین	سحر کرتے تھے باتون باتون مین
رال اُڑاتا تھا اپنے لب سے کوئی	کوئی کہتا تھا جے ہی سامری کی
تیغ بران ہر اک کے زیب کمر	ڈھالین فولادی پشت کہ اوپر
شان و شوکت غرض دکھاتے تھے	سحر کے تخت کو اڑاتے تھے
عازم لشکر لقا تھے وہ	بانی جور و پر جفا تھے وہ

مخمور سرخ چشم اپنے دل سے باتین کرتی تھی کبھی ہنستی تھی اور کبھی روتی تھی دل مضطر طپان تھا کھٹکا تھا کہ دیکھیے اس عشق کا انجام کیا ہوتا ہی جان جاتی ہی یا معشوق ملتا ہی خلاصہ کلام اسی طرح

کوچ و مقام کرتی ہمراہ ساحرون کے جادۂ خطرناک مین قدم دھرتی طلسم سے باہر نکلی اسوقت خاطر غمگین اور زیادہ حزین ہوئی شوق دیدار نے غلبہ کیا ذہن مین آیا کہ جاکر محبوب کی تلاش تنہا کر سب کے ساتھ جانا اچھا نہین راز عشق ظاہر ہوگا ہر کہ دمہ اس سے ماہر ہوگا یہ سوچکر حضار سے کہا تمھارے ساتھ بکھیڑا بہت ہی مین آگے جاکر خداوند سے تمھارے آنے کی خبر کرتی ہون یہ کہکر اپنے تخت سحیر کو بڑھا کر روانہ ہوئی کنیزون سے بھی حکم دیا کہ تم پیچھے آؤ دربار خداوند مین میری رسائی ہولے تو تمھین مین طلب کرونگی لونڈیان بموجب حکم ٹھہرین اور ملکہ آگے بڑھی جب تنہا ہوئی بلبل دل ہوائے ملاقات مین اپنے گل کی بیقرار ہوا سرشک خونین چشم سے بہانے لگی اور شعر عاشقانہ گانے لگی کہ **غزل**

در پی آن دلبر شیرین شمائل میروم	دل بی اور رفت من ہم از پی دل میروم
میروم نزدیک آن قصاب گو خونم بریز	من ہلاک قتل خویشم سوی قاتل میروم
گر زند تیغ از سر کویش نخواہم رفت لیک	چند گامے ہمچو مرغ نیم بسمل میروم
چون بکوے او روم ترسم رقیبان پی برند	زانکہ من از گریہ خود پاے در گل میروم
ای کہ میگوئی برد تحصیل در عشق کنن	میروم اما پئے تحصیل حاصل میروم
وادی درد و بلا در عشق ہر یک منزلست	کردہ ام عزم سفر منزل بمنزل میروم
میروم سوئش باستقبال و خوشحالم کہ باز	میرسد اقبال و من ہم در مقابل میروم
در رہ عشق اے ہلالی از من آگاہی مجو	زانکہ من این راہ را بسیار غافل میروم

خلاصہ کلام اسی طرح آہ برلب و فغان برزبان قریب لشکر صاحبقران پہونچی ایک مقام بلند پر کھڑے ہوکر یک تلاش اپنے یوسف گم گشتہ کے روانہ کیا لیکن شاہزادۂ عالی تبار نور الدہر دربار مین پاس امیر کے جلوہ فرما تھے مخمور کو کچھ پتہ انکا نہ ملا اور خوف یہ بھی تھا کہ اگر لشکر اسلام کا کوئی عیار یہان آئے اور تجھے ساحرہ سمجھکر مثل خمار اور نفیر کے کوئی ذلت دے اور ہلاک کرے تو اچھا نہ ہوگا آخر مجبور و ناچار ہوکر طرف لشکر لقا روانہ ہوئی یہ قلعہ کوہ عقیق مین تخت خدائی پر بیٹھا تھا کہ یکایک ابر سنہری رنگ کا ظاہر ہوا اور پھول سنہری برسنے لگے وزیر یعنے بختیارک نے کہا یا خداوند کوئی بندۂ خاص آپ کا آتا ہی ذرا اپنی مشیت سے ہمین تو خبر دیجیے کہ کیا نئی تقدیر آپ نے فرمائی ہی لقا نے کہا قدرت کے کارخانے مین کسی کو دخل دینا نہ چاہیے جو کوئی ہوگا وہ سامنے آئیگا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے ابر شق ہوا اور تخت مخمور سرخ چشم کا بارگاہ مین اترا ملک بختیارک اٹھ کھڑا ہوا تعظیم دی مخمور سرخ چشم نے

سلام کیا اور آگے بڑھکر لقا کو سجدہ کیا نذر پیش کرکے دست بستہ عرض رسا ہوئی کہ شہنشاہ جادوان نے دو ساحر جلیل القدر بہر مقابلہ حمزہ مع ساٹھ ہزار ساحرون کے بھیجے ہین اور قید عمرو عیار کی وہ ساحر لاتے ہین یہ سُننا تھا کہ لقا نے تاج اپنا بفخریہ کج کیا اور کہا کہ ای بندگان قدرت دیدی قدرت مرا دھر بختیارک اپنے چوتڑ پیٹنے لگا اور گویا ہوا کہ ملکہ تمھارے دیکھنے کو آنکھین ترستی تھین اچھا چلیے ہم اور آپ اُن ساحر فرستادگان شاہ کو استقبال کرکے لے آوین مخمور نے کہا آپ کیون تکلیف فرماوین یہ کنیز جاکر انھین بلائے لاتی ہی یہ کہکر اسی حیلے سے دوبارہ تجسس مطلوب مین روانہ ہوئی مگر اسکے جانے کے بعد بختیارک نے لقا سے عرض کیا کہ یا خداوندا سوقت مین اور آپ تنہا ہون اپنی مشیت سے مجھے آگاہ فرمایئے کہ عمرو جو قید ہوکر آیا ہی اُسکو قتل کیجیے گا اور تقدیر مین آپنے اُسکا ہلاک ہونا لکھا ہی کہ نہین لقا جواب دہ ہوا کہ نوے ہزار برس پیشتر سے مین نے یہی تقدیر مین اسکی لکھا ہی کہ جب وہ طلسم سے قید ہوکر آئیگا تو مارا جائیگا یہان یہ باتین مسرت وانبساط کی شیطان وخداوند سے ہورہی تھین مگر مخمور قریب لشکر اسلام آئی لیکن بخوف قدم آگے نہ رکھا اور ہر طرف نگران جمال یار تھی دل سے کہتی تھی کہ بمقتضاے بیت

تماشا ہی اگر آئینہ بے زنگار ہو پیدا		در و دیوار سے نقش جمال یار ہو پیدا	

ہر چند تجسس در جویاے یار ہی مگر شبیہ دلدار آئینہ نظر مین جلوہ گر نہوئی ناچار آگے بڑھکر حضار کو خبر دی کہ خداوند کا حکم ہی جلد قیدی کو حاضر کرو ساحر اسکے ہمراہ عمرو کو لیکر بر سم یلغار راہی ہوے جب قریب قلعہ جاکر پہونچے سلیمان عنبرین مو نے آگر استقبال کیا اور فوج ساحران کو مقام پاکیزہ مین اتروایا بارگاہین اور خیمے نصب ہوے بارگاہ کے روبرو بازارین کھل گئین طبل ونقارے قیام اور داخلہ لشکر کے بجے عیاران لشکر اسلام صورت بدلکر واسطے خبر دریافت کرنے کے آئے کچھ لشکر ساحران مین ٹھہرے کسی قدر قلعہ مین گئے مگر حضار اور انظار عمرو کو سامنے لقا کے لائے خود سجدہ کیا نذر دی ڈنگل عنایت ہوئے بیٹھے لقا نے عمرو سے کہا کہ کیون ای بندہ گستاخ و بے ادب اب کہ کس عذاب شدید سے تجھے ہلاک کرون عمرو نے کہا یا خداوند تدبیر کیا تصور ہی آپ نے خود مجھے وہ طاقت عنایت کی ہی کہ مین نے جناب کی ڈاڑھی کو اپنے پیشاب سے مونڈا ہی آج بھی ایسی ہی کچھ آپ نے تدبیر کی ہوگی پھر وہی معاملہ پیش آیا چاہتا ہی لقا ان باتون سے غضبناک ہوا اور بختیارک نے کہا یا خداوندا اب وہی تدبیر جاری فرمایئے جو آپ ابھی مجھسے وعدہ کرچکے ہین یہ کلام سُنکر عمرو نے بختیارک کو گھورا اور کہا ملک جی تم مجھے جانتے نہین کہ مین کون ہون

سنم عمرو آج میرے روبرو جو یہ گویان کرنا خیر سمجھا جائیگا بختیارک گھوڑنے سے عمرو کے ڈر گیا اور لگا
گرد پھرنے پکارا کہ ای شہنشاہ عیاران مرشد برحق مین اس حرامزادے لقا مردود درگاہ خدا سے
ہر چند کہتا ہون کہ حضور ریش تراشندۂ کافران کو کوئی تکلیف نہ ہونچا مگر یہ گیدی نہین مانتا پھر
آپ ہی اپنی سزا کو پہونچے گا لقا نے کہا او حرامزادے کیا بیہودہ بکتا ہی بختیارک بولا کہ مین سچ کہتا
ہون جناب معلے القاب کو کہ ہماری جان کی پناہ شاہ خواجہ سلامت ہین تو باعزاز تمام
رہا کردے ورنہ سر منڈیگا ناک کٹیگی جوتیان پڑینگی لقا ایسی باتون سے نہایت غیظ مین آیا اور
حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس ملعون یعنے بختیارک کو بھی قتل کر دو بختیارک بولا کہ مین سچ کہتا ہون آپ
اگر عہدۂ شیطنت دیا ہی تو مین ایسی ہی باتین کرونگا نہین یہ طوق لعنت آپ کا حاضر ہی کسی اور
کو پہنایئے اور شیطان بنایئے لقا نے حکم قتل عمرو کی نسبت صادر فرمایا اور بختیارک کو بری کر دیا
بموجب حکم جلاد آکر حاضر ہوا عمرو کو لیکر میدان خونی مین آئے قلعہ کوہ عقیق کے سامنے جو بیابان
واقع ہی وہان چبوترہ نکبت کا بنا اور بوریاے فلاکت بچھایا گیا جلادان قوی بازو بیرحم تیغہ ہاے
آبدار لیے ہر طرف پھرنے لگے کل لشکر لقا مین کمربندی ہوگئی ایک طرف ساٹھ ہزار ساحر حضار کے
تیار ہوے اور صف باندھکر ٹھہرے ایک سمت سوارون کے پرے اور پیادون کی قطار آراستہ ہوئی
کماندار لیس ہوکر تیر چلہ کمان مین جوڑکر مستعد تھے کہ اگر کوئی حمایت کو عمرو کی آئے تو جیتا نہ بچے
عمرو کے حال زار پر مردوزن قلعے کے ہنستے تھے لیکن دانشمند عبرت گزین تھے کہ ایہا الناس یہ نفس
حمزہ ہی یہ وہ شخص ہی کہ جس نے ساحران عالم کو قتل کیا شہنشاہ عیاران اپنے تئین بنایا آج
اس طرح بے بس ہی نہ کوئی رفیق ہی نہ مونس ہی بعض کہتے تھے اسپر کیا منحصر ہی چرخ جفا پیشہ
نے بڑے بڑے نامیون کو ذلیل کرکے ہلاک کرایا ہی اور پیر زال دنیا نے بہت نوجوانون کو پُر حسرت
وارمان دنیا سے اُٹھایا ہی آج نہ دارا ہی نہ سکندر ہی نہ وہ چتر و اورنگ ہی نہ افسر ہی نہ کلاہ ہی
نہ تاج شہی نہ سریر عزت ہی فی الحقیقت یہ سراے فانی مقام عبرت ہی نظم

کہان شداد وہ بہشت آرا	اس چمن کا کرے جو نظارہ	گو سکندر بھی شاہ عالی تھا
جب گیا وہ تو ہاتھ خالی تھا	آج کرے گذشتگان پہ نظر	ہوگا کل تو بھی عبرت دیگر
ہی یہ دنیا وہ گرگ کہنہ آہ	لاکھ یوسف گرے درین چاہ	بحر حیرت مین عقل کیون نہ غرق
ہی زمین اور آسمان کا فرق	کہین ہوتا ہی قطع پیراہن	کہین مردم کو ہی تلاش کفن
کہین سامان غسل صحت ہی	کہین ترتیب غسل میت ہی	کوئی تخت روان پہ جلوہ نما

کہین مردہ دبا بل دوش ہوا	اک دو ٹھن سے دو چار ہوتا ہی	اک کنار لحد مین سوتا ہی
قصر نیوا کے سو گیا شداد	قبر کی کوٹھری نہ رکھی یاد	ہین یہ خواہان حشمت دنیا
تشنۂ تلزم سراب نما	اسکے شربت مین زہر ہی سودہ	نوش ہی اسکا نیش آلودہ

قصہ کوتاہ ہر طرف ہنگامہ برپا تھا صغیر و کبیر کا مجمع تھا ایک جانب مخمور سرخ چشم بھی سج اپنی کنیزون کے کھڑی تھی مگر حیران تھی کہ تو نا حق خون عمرو مین شریک ہوئی کاش طلسم سے نہ آتی یہ بدنامی اپنے ذمے نہ اٹھاتی اب معشوق سے ندامت ہوئی بڑی قیامت ہوگی یہ سوچ رہی تھی کہ وہان لقا بھی فیل پر سوار ہوکر برآمد ہوا جلادون نے عمرو کو زیر تیغ بٹھایا اور سامنے لقا کے آکر پوچھا کہ اس گنہگار کے بارے مین کیا حکم خداوندی ہی اس گبر نے گرد گرد آکر صدا دی کہ لاکھون حکم کا ایک حکم تمکو دیا جاتا ہی کہ جلد سر اس گنہگار کا کاٹ کر حاضر کرو جلادو وہان سے آکر مستعد قتل ہوے خواجہ کی گردن پر کوتلے کا خط دیا اور کہا جو کھانا ہوائے اجل رسیدہ وہ کھالی لے جو کہنا ہو وہ کہ سن لے کوئی دم مین پیمانہ عمر باد فنا سے لبریز ہوگا اور رخت ہستی اتارا جائیگا عمرو نے انھین تو مطلق جواب نہ دیا لیکن دل کو رجوع بخضوع و خشوع بدرگاہ خداوند قہار دافع البلیات وکافی المہمات کیا بے اختیار رو کر پکارنے لگے کہ ای قادر و توانا وای فریادرس غریبان تو صادق الوعدہ ہی مجھ سے تو نے وعدہ فرمایا ہی کہ جب تک مین تین بار موت اپنے مُنھ سے نہ مانگون اسوقت تک نہ مرون آج نرغۂ اعدا مین گرفتار ہون بے یار و غمگسار ہون سوا تیرے کون میرا مددگار ہی

اور اس بیکسی مین یاد ہی نظم

ترے لطف و کرم سے کچھ نہین دور	کہ غالب ہون مین اس فرقہ پہ مجبور
نہین ہی کوئی تیرا مثل و مانند	بری ہی شرک سے تو ای خداوند
تری حکمت سے ہی ہر شی ہویدا	شب تاریک سے ہی صبح پیدا
زمین و آسمان حیرت فزا ہین	یہ دونون تیری قدرت سے بپا ہین
بچالے اس بلا سے مجکو یارب	کہ تو غالب ہی اور مجبور ہین سب

اس دعا کے مانگنے سے نسیم قبول چمنستان دہر مین وزان اور صبح عشرت گریہ کرنے سے خندہ زن تھی یعنی عیاران لشکر امیر مثل نجاسم کتوری و دیگر عیار جو بہر خبر آئے ہوئے تھے اس ماجرے جانگزا کو دیکھکر افغان و خیزان بارگاہ سلیمانی مین آئے اور رو برو شاہ اسلام یون التماس پیرا ہوے کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ کیوان جاہ قطعہ

ای عدالت گستر و عالم پناہ و داد بخش	کس زبان سے ہم کریں تیری عدالت کی ثنا
شمع کا شعلہ پتنگے کو جلا سکتا نہین	بسکہ شہرہ معدلت کا تیری ہو بجا بجا
نازیانہ ہو نسیم صبح کو موج نسیم	غنچہ تصویر کے گر ہوے پیراہن قبا
نام ہی جس شہر مین حفظ و حمایت کا تری	دست خوبان مین نہ ٹھہرے خوف سے درد حنا

آج کچھ ساحر عمرو کو طلسم سے گرفتار کر کے لائے ہین اور لقا انکا کل ہستی خموش و پژمردہ کیا چاہتا ہی اور نخل حیات تیغ سیاست سے قلم ہوتا ہی اس خبر کو سننا تھا کہ بادشاہ نے امیر کی جانب دیکھا صاحبقران ہلے یار وفادار کہکر دنگل پر سے اٹھے اور انکے اٹھنے سے کل سردار دست راست اور دست چپ کے اور فرزندان امیر وغیرہ سب کھڑے ہو گئے لشکر مین حکم کمربندی کا پہونچا تیاری ہونے لگی مگر امیر نے کسی کی راہ نہ دیکھی باہر بارگاہ کے آکر اشقر دیوزاد مرکب پر سوار ہو کر چل نکلے انکے بعد قاسم اور نورالدہر اور ایرج اور علمشاہ وغیرہ بیٹے پوتے اور سردار مثل لندھور اور مالک اور فرامرز اور جمہور وغیرہ کے روانہ ہوے ایک سمت سے طبل و بوق کی صدا بلند ہوئی اور پلٹن اور رسالے اور پیادہ و سوار لیتا لیتا کہتے چلے پھر تو بادشاہ بھی مع تاجداران ذیوقار کے تخت مرصع پر سوار برآمد ہوے طبل سکندری پر چوب پڑی فلک تھرایا اور زمین ہلی کہ نظم

چلے ایسے بزرگی سے وہ مردم	کیا چرخ بریں نے آپ کو گم
وہ صحرا دشت محشر ہو بہو تھا	قیامت غلغلہ ہر چار سو تھا
ہوا نیزون سے وہ جنگل نیستان	نیستان تھا وہ جولانگاہ شیران
خدا کی راہ مین باندھے کمر تھے	یہے ہمراہ اقبال و ظفر تھے

یہانتک کہ روبرو قلعہ پہونچکر اس مجمع فوج مخالف پر دل امیر شمشیر کھینچکر اور نعرہ کر کے گرے کہ نعرہ

امیر عرب حمزہ نام دار	عم مصطفےٰ شاہ اشقر سوار

لشکریان عدو نعرہ امیر سنکر لرزان ہوے مگر لقا کے سامنے بختیارک اللہ اکبر اللہ اکبر کہکر اذان دینے لگا کہ مین پہلے ہی کہتا تھا او مشرک خدا تو مسلمان ہو جا اب دیکھ کہ حمزہ تیری جان پر کیا آفت لاتا ہی اور مین تو اول ہی سے مسلمان ہون لقا نے یہ معاملہ دیکھکر نعرہ مارا کہ سرعمرو کا جلد جلا کر ڈالو سپاہی اور جلاد بڑھے تھے کہ ادھر مخمور نے مخفی کچھ سحر ایسا پڑھا کہ کوئی نہ بڑھ سکا اور امیر نے صفون کو زیر تیغ بران رکھ لیا پھر تو حضار جادو اور ساٹھ ہزار ساحر ماریل و ترنج سحر کے مارتے تھے اور امیر اسم اعظم پڑھتے قتل کرتے بڑھتے ہوے آتے تھے کہ یکایک ایک سمت سے نعرہ شاہزادہ قاسم بلند ہوا نعرہ

	ملک قاسم آن ترک خادر سیاہ		زخم تیر برابر و نیزہ بہ ماہ
	زآب دم تیغ شستم زمین		ہمہ باختر شد بہ زیر نگین

اور شاہزادہ ذیوقار یلارک افراسیابی کا لشکر پر آپڑے کہ ایک جانب سے نعرہ نورالدہر کا ہوا نعرہ

ہمائے اوج رفعت بادشاہ عرصہ مردی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش	عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ

پھر تو ایک کے بعد ایک کا نعرہ بلند ہوا اور تلوار بھر کر چلنے لگی ادھر لقا کے حکم سے تمام سنجانی و باختری اور مشتری حصاری حملہ آور ہوے نیزہ ہاے بہادران تل گئے سینہ تانکر بے تامل بلگئے تیغون کی ہوا سن سن چلنے لگی سر مثل برگ خزان کے گرنے لگے نخلبند اجل سربلند دن کے شجر قامت کی سرتراشی کرنے لگا مندلیب آسا نقیب سرگرم فغان تھے جوہر تیغ عریان کے پھول کھلے نظر آتے تھے وہان زخم مثل غنچہ مسکراتے تھے سپر کے پھول گل سوسن کو شرماتے اور گل ہاے زخم کلی کی طرح بکس کر رہجاتے تھے چمک تیغ آبدار کی نہر گلشن کی طرح لہراتی تھی زندگی حباب آسا بے ثبات تھی سپہ دن کی تاریکی سے روز روشن تھا یارات تھی کہ نظم

کیا حمزہ نے جب گھوڑے کو جولان	نظر آنے لگے سر گوے چوگان
چلے آپس مین یہ خنجر دو دستی	کہ جیسے بزم مین ساغر دو دستی
فلک نے سینہ اور خورشید نے سر	جرار یا دیکھ تیردن کو ہوا پر
سیہ کاردن کے رخ زخمون سے تھے لال	سنان نیزہ سے پیکر تھے غربال
ہوئی خونریز شمشیر درخشان	نبے تھے دست و بازو ان شاخ مرجان
جنھین تھا ناز شمشیر دودم پر	پڑا تھا انکا سر اُن کے قدم پر
ہوا نیزے سے زخم سینہ دریا	سپر بھر بھر کے خون زخمون سے چھلکا
طراز دکھی وہ شمشیر دوپیکر	قلم ہر تن ہوا اُس سے برابر
قیامت تھی ادھر محشر وہان تھا	ہر اک سرداریان پیل دمان تھا

مخمور اپنی کنیزون کو لیکر علیحدہ جا کھڑی ہوئی اور ساحرون پر سحر کرنے لگی تاکہ میرے مطلوب شاہزادہ نورالدہر پر اور اُسکی فوج پر سحر تاثیر نہ کرے اسکے سحر کرنے سے جو کوئی شاہزادے کے قریب آتا تھا بچ کر زندہ نہ جاتا تھا اور عیاران لشکر اسلام نے باہم مشورہ کیا کہ سوائے امیر کے اور کوئی لشکری رد سحر نہین جانتا ہے ایسا نہو کہ لشکری مسحور ہو جائین لازم ہے کہ ہم سب عیار بھی جا کر مقابلہ

کرین یہ سوچکر ایک لاکھ اسی ہزار عیار یانہ ہاے عیاری سے درست اور چست ہوکر چلے دھمدھمیان بجنے لگین وہان آکر پہونچے کہ جہان ساحرون کا غول تھا اور گولے فولادی ہاے فلفل سوئیان وغیرہ ساحر لگا رہے تھے عیارون نے ہوا کے رُخ پر کھڑے ہوکر حقہ ہاے آتشبازی داغ کر صف لشکر ساحران پر لگائے ایک لاکھ اسی ہزار حقہ ایک بار آکر لشکر مین پھٹا اور اُن مین سے ایسا دھوان پیدا ہوا کہ سارا زمانہ تاریک ہوگیا ساحرون کے مُنھ جُھلس گئے اور گھبراکر کوئی کسی طرف اور کوئی کسی جانب بھاگا بعض آکر چلے اسوقت مقبل وفادار کہ تیر انداز بے بدل ہی اُسنے چالیس ہزار ناوک فگن لیکر حملہ کیا اور تیر مارنا شروع کیے طائر روح ساحران صید ہونے لگے ایک طرف سے حضار آکر چلا تھا کہ مقبل نے تیر دلدوز تاک کر مارا اسکے سینے پر پڑا اور مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذر گیا قلابازی کھاکر زمین پر گرا اور تڑپکر ہلاک ہوا اُسکے مرتے ہی غلغلۂ دار وگیر برپا ہوا اور عمرو جو اسکے سحر مین مبتلا تھا چھوٹ گیا ادھر سردار لڑتے بھڑتے قریب عمرو کے پہونچے اور ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دین عمرو گھبراکر اُٹھا اور چست کر کے تخت لقا پر چڑھ گیا ایک دھول بڑے زور سے اسکے سر پر لگائی اور تاج اُتار لیا بختیارک نے کہا لیجیے بسم اللہ مال آپکا ہی اور اپنا فیدہ اور دوشالہ وغیرہ اُتار کر سامنے کیا خواجہ نے وہ بھی لیا اور جسنے انکو گرفتار کرنے کا قصد کیا عمرو نے خنجر مار کر راستہ ملک عدم کا دکھلایا خلاصہ یہ کہ جب فوج ساحران نے شکست کھائی اور انظار جادو با معدودے چند بھاگ کر زندہ بچا اسوقت لشکر اسلام کا غلبہ زیادہ ہوا عمرو بھی لڑتا اور لوٹتا ہوا قریب مرکب صاحبقران پہونچا اور رکاب کو بوسہ دیا امیر گھوڑے سے اُتر کر گلے سے لپٹ گئے عمرو نے عرض کیا ابھی لڑائی فتح نہین ہوئی حضور سوار ہون مین ہمراہ ہون امیر دوبارہ سوار ہوے اور نعرہ اللہ اکبر کر کے حملہ آور تھے پھر عجب ہنگامۂ آفت گرم ہوا کہ نظم

گھر قتیلون سے بھر دیے ہر سو		لشکرون کے پشتے کر دیے ہر سو	
جس طرف گھوڑے کو کیا مہمیز		کافرون کو ملی نہ راہ گریز	
الامان مُنھ سے کہتے جاتے تھے		ٹھوکرین کھاکے رہتے جاتے تھے	

اسی طرح جسدم امیر تخت لقا کے قریب پہونچے بختیارک نے طبل بازگشت بجوادیا کہ یہی آئین امیر کا ہی یعنے جب طبل امان لشکر مخالف مین بجتا ہی تو امیر حریف کو طالب امان سمجھ کر پھر مقابلہ نہین فرماتے غرض جسوقت نقارہ امان بجا لشکر دونون جانب کے پھرے امیر بھی بارگاہ کی طرف واپس ہوے سردار سر پر امیر کے نثار کرنے لگے عمرو پکارا کہ اے بہادران کیون مال ضائع کرتے ہو یہ

سب جمع کر کے مجھے حوالے کرو کہ مین نہایت محتاج ہون امیر ہنسے اور کہا خواجہ تمھارے لیے اور بہت کچھ ہی عمرو نے عرض کیا اگر یہ اور وہ ملکر مجھے لٹجاتا تو اچھا تھا یہ کہکر جال لیا سی لگایا کہ سب مال اسمین آگیا اور لوٹنے والون نے ایک جبۂ بنایا اسی طرح شادان و فرحان جملہ سردار ہر چند کہ خون مین تر بتر اور خستہ لڑے بھڑے اور پریشان تھے مگر عمرو کے آنے سے بارگاہ مین چلے آئے عمرو ہر ایک کے گلے سے ملا اور کرسی پر بیٹھا بادشاہ بھی خرسند ہوے اور کشتیان جواہر کی امیر اور بادشاہ نے منگوا کر عنایت فرمائین عمرو نے سارا ماجرا جو کچھ طلسم مین گذرا تھا حرف بحرف بیان کیا امیر نے عیارون کی فطرتین سنکر اُن سب کے لیے بھی بھاری خلعت عنایت فرمائے کہ ہماری طرف سے قران اور برق وغیرہ کو دینا عمرو نے کہا کہ مین اُن چھوکرون کو روپیہ دیکر خراب تو نہین کرونگا مگر کہدونگا کہ امیر نے تمھین بھی خلعت دیا تھا عید کے دن پہننا امیر اور سب سردار اس تقریر سے ہنسنے لگے اور عمرو نے کل مال نذر زنبیل کر کے کہا مین جاتا ہون امیر آبدیدہ ہوے اور فرمایا کہ خواجہ ایک روز تو توقف کرو عمرو جواب دہ ہوا کہ پھر مین جا نہ سکونگا ابھی سب ساحر جاتے ہین انکے ساتھ مین بخوبی پہونچ جاؤنگا یہ کہکر وہان سے اُٹھکر چلا کہ ملکہ سرو سیمتن اپنی بی بی سے ملآؤن اور اپنی شہزادیون یعنی امیر کی بی بیون سے بھی مل لون غرض داخل محلات ہوا جمیع خاتونان معظمہ اس کے آنے سے مسرور ہوئین اور بہت کچھ زر و جواہر دیا حال طلسم سنا خواجہ کا مزاج پوچھا لیکن وزیرزادیان اُن شہزادیون کی بیبیان عمرو کی ہین انھون نے عمرو کو گھیرا اور کہا کیون صاحب بعد مدت کے تم طلسم سے آئے مگر کچھ تحفہ اور سوغات ہمارے لیے نہ لائے اچھا جو کچھ کمایا ہو وہ تبلاؤ ہم لوگون کو کچھ تو دو عمرو نے کہا طلسم مین خود میرا لاکھون روپیہ صرف ہوگیا اب مین محتاج اور پریشان ہون چاہتا ہون کہ تمھارا زیور لیکر فروخت کرون تاکہ رفع تکلیف ہو یہ باتین سنکر محل مین ایک قہقہہ اُڑا اور عورتون نے خواجہ کو چار طرف سے گھیرا کہ ہمتو ضرور کچھ تم سے لینگے اسوقت مجبور ہو کر عمرو نے کچھ جھوٹے نگینے اور ہلدی کی گرہین لوہے کی کیل یک آدھ دسپنا وغیرہ نکال کر دیا اور کہا گھر والیان کمبخت نہ پریشانی کو جانتی ہین نہ مفلسی کو مانتی ہین انکو چوری کرو اور جہان سے بنے لاکر دو سب ہنسنے لگے اور عمرو گھبرا کر اُٹھا کہ یہان ٹھہرونگا تو لٹ جاؤنگا اور وہان سے اُٹھکر ملکہ سرو سیمتن کے پاس گیا ملکہ نے خواجہ کو اعزاز سے بٹھایا اور بڑے تپاک اور گرمجوشی سے ملاقات کی یہ بی بی عمرو کی بہت پیاری ہی عمرو یہان بیٹھکر مصروف مینوشی ہوا اور باتین اخلاص محبت کی کرنے لگا لیکن ادھر جب لقا عاجز اور درماندہ ہو کر اپنی بارگاہ مین آیا لشکر بھاگا ہوا آکر پھر فروکش ہوا انتظار بھی چند

ساحرون سے بارگاہ مین حاضر ہوکر عرض رسا ہوا کہ یا خداوندا اب لشکر ساحران باقی نہین مین رخصت ہوتا ہون شاہ طلسم سے جو کچھ فرمایئے عرض کرون لقا نے کہا کہدینا کہ ای شاہ جادوان تیری ملاقات کو میرا جی چاہتا ہی مگر ان بندون نے مجھے بہت پریشان کیا ہی اور ان کو عالم مستی مین مین نے پیدا کیا ہی ان کی قضا مین بھول گیا خلق ہی نہین کی بس سرکشی کرتے ہین اور مجھے سجدہ نہین کرتے ہین تو کہدینا کہ کسی ساحر زبردست کو پھر میری مدد کے لیے بھیجے ابکی بار مین اُس مستی کے عالم کی تقدیر کی ہولی کو پھیرونگا اور بندگان مغضوب کی قضا پیدا کرونگا بختیارک اس تقریر کو سنکر بولا کہ یا خداوند آپ نے عمرو کی قضا بھی تو فرمایا تھا کہ آج ہی اور قتل کی تقدیر آپ کر چکے تھے پھر عمرو کے عوض حضار کی قضا آئی یہ بالعکس تقدیر آپ نے کیسی فرمائی لقا نے کہا قلم قدرت میرا جدھر مین نے چاہا اودھر پھیر گیا تجھے مشیت خداوندی مین کچھ دخل دینا نہ چاہیے بختیارک خاموش ہورہا اور انتظار رخصت ہوکر باہر نکلا اس عرصہ مین مخمور بھی آکر لقا سے مرخص ہوئی اور جب باہر بارگاہ کے آئی سب اژدر اور طائران بحر پر سوار ہوے یہ بھی طاؤس بحر پر چڑھکر چلی جب طاؤس بلند ہوا یہ لشکر اسلام کو بنگاہ حسرت دیکھتی جاتی تھی اور وہان جب عمرو محل مین گیا بادشاہ نے دربار برخاست کیا سردار اپنے اپنے خیمون مین بہر آسایش و آرام آئے نورالدہر بھی آکر اپنی بارگاہ کے دروازے پر کھڑے ہوے آنکھون اس ہماے اوج عاشقی ہجران کشیدہ رنجور ملکہ مخمور نے دیکھا دل بیتاب کو تاب نہ آئی کنیزون سے کہا تم درۂ کوہ مین جاکر ٹھہرو مین آتی ہون لونڈیان حسب الارشاد اس طرف گئین اور یہ شاہین صیدگاہ محبت والفت اپنے طاؤس کو پھیر کر قریب بارگاہ شاہزادۂ بلند قدر اُتری اور سامنے آکر پکاری کہ ای بیوفا رسم وراہ الفت یہی ہی کہ ہم آوارۂ دشت ادبار پھرین اور تجھے خبر نہو کہ بمقتضاے نظم

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست	سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست
سرم بہ دنیا و عقبے فرو نمے آید	تبارک اللہ ازین فتنہا کہ در سر ماست
درا ندرون من خستہ دل ندانم کیست	کہ من خموش او در فغان و در غوغاست
مرا بکار جہان ہرگز التفات نبود	رخ تو در نظر من چنین خوشش آراست

یہ صدا سنکر شاہزادہ نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا ایک اختر آسمان دلربائی گوہر دریاے آشنائی گل گلزار ناز کی بلبل شاخسار دلبری یوسف جمال زلیخا خصال ماہ کی صورت چکور کی سیرت لیلیٰ کی سج مجنون کی وضع شمع کا رنگ پروانے کا ڈھنگ بزم کی آرائش پہلو کی زیبائش نیند کی کھونے والی لپٹ کر

سونے والی کو ملاحظہ کیا کہ سرگرم گفتار ہوا ایسے حسین شوخ و چنچل کو دیکھا کہ بے صبر اور بیتاب ہوگیا ہوش و حواس عیش و راحت سب بھولا کہ ابیات

بوٹا سا قد قیامت عالم	زلف چہرے پہ آفت عالم	راستی قد کی اک قیامت تھی
کم سنی اسپہ اور آفت تھی	حسن لاثانی ایک عالم مین	پھول ساتن عرق کے شبنم مین
ہائے رے وہ بنا کھچا کھڑا	تمتایا وہ چاند سا مکھڑا	صدقے آرایش اور نثار بناؤ
اس بگڑنے مین بھی ہزار بناؤ	سر بسر زلف کے وہ بال الجھے	گیسوے خم بہ خم کمال الجھے
قابل دید اس پری کا حال	مشکل معشوق جیسے صبح وصال	گو کہ سرمہ ہی تھا نہ غازہ تھا
پر محبت کا یہ تقاضا تھا	دل سے ہو جایئے نثار اسپر	غرض آتے تھے لاکھ پیار اسپر

شاہزادۂ والا منزلت دلدادہ اور شیفتہ ہوکر قریب اس گلفام کے آیا ملکہ نے مسکرا کر منھ پھیر کر کہا جلو اب منھ دیکھی محبت نہ جتاؤ مین ایسے بے مروت سے بات نہین کرتی یہ فرماکر اور پھر کر روانہ ہوئی یہ کشتۂ خنجر ناز و مجروح شمشیر انداز بیتاب و بیقرار ہوکر پکارا کہ ای مسکن گزین خاطر عاشق حزین جملہ

تڑپتا ہی مریض ہجر کیونکر دیکھتے جاؤ	اجی دم توڑنے کی سیر دم بھر دیکھتے جاؤ
دم رخصت ذرا حسرت کے تیور دیکھتے جاؤ	نکلتی کسطرح ہی جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاؤ تو مڑکر دیکھتے جاؤ	

ای دلدار دلے مایۂ ناز یہ کیا مجھ ناشاد پر عتاب ہی کہ آپ ہی تو بری کی طرح سایہ ڈال کر دیوانہ بنایا اور پھر نظر پھیری شاہزادہ یہ کہتا ہوا اور شعر عاشقانہ پڑھتا اسکے پیچھے جاتا تھا لیکن وہ بت پرفن کچھ جواب نہ دیتی تھی یہانتک کہ لشکر سے نکل کر ایک درۂ کوہ مین جب پہونچی وہان گئی شاہزادہ قریب پہونچا مخمور نے تیوری چڑھاکر کہا کہو صاحب کیا ہی کیون مجھ کمبخت کا پیچھا پکڑا ہی لو اچھا مین ٹھہری ہون کیا کہتے ہو شاہزادہ نے کہا واللہ ای جان زار کی تسکین سیر تو یہ حال ہی کہ نظم

اگر نام عاشقی ترے نزدیک ننگ ہی	کر لے نہ قتل مجکو عبث پھر درنگ ہی
اس خانمان خراب کو لیجاؤن مین کدھر	دل پر تو یہ فضا بھی بیابان بھی تنگ ہی
تیری درشتیون کو سمجھتا ہون آشتی	تجکو تو میرے ساتھ عبث عزم جنگ ہی
کرتا ہی اسقدر تو خفا درد کو عبث	ظالم وہ اپنی جان سے آپ ہی تو تنگ ہی

یہ کہکر اشک سے رخسار کو تر کیا مخمور شاہزادے کے رونے سے بے چین ہوگئی اور ہنسکر اپنے دست نازک سے

آنسو پوچھنے لگی اور کہا مجھ خانماں آوارہ سے محبت کرنا دل لگانا اچھا نہین کہ شہنشاہ طلسم افراسیاب کے پھندے سے میرا نکلنا محال ہی اسوقت ہمراہ ساحرون کے چلکر کے تمھارے دیکھنے کو چلی آئی تھی شاہزادے نے کہا کیا تم بھی ساحرہ ہو اسنے کہا ہان یہ سننا تھا کہ نورالدہر سُن ہوگئے اُنکے چپ ہونے سے مخمور سمجھ گئی کہ تجھے ساحرہ جو انھون سُنا ہی تو تیرے حسن و جمال کو عارضی بزور سحر بنا ہوا جانکر یہ خاموش ہوے ہین یہ تصور کرکے ہنسی اور لب لعلین سے گہرفشان ہوئی کہ اے دلبر دغاباز دا ے عاشق جان نواز مین مثل اُن ساحرنیون کے نہین ہون کہ جنکا سن سال دو دو سو برس کا ہوتا ہی اور وہ سحر سے صورت اپنی جوانون کی بناتی ہین میرا سن چودہ سال کا ہی شہزادہ اس تقریر کو سُنکر دل مین شاد ہوا لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ امیر کسی ساحرہ کے ساتھ اپنے بیٹون اور پوتون کے عقد کرنے پر راضی نہین ہوتے ہین پس اس سے وصال ہونا غیر ممکن ہی اور تیری طبیعت اسپر آئی ہی دیکھئے کہ مقدر مین کیا لکھی رسوائی ہی یہ سوچکر یا تو چہرے پر سُرخی آئی تھی یا پھر وہ غنچہ دہن مرجھاکر زرد ہوگیا مخمور سوچی کہ شاہزادے کو تیرے کم سن ہونے کا حال سُنکر فرحت حاصل ہوئی تھی مگر اب پھر کچھ فکر لاحق ہوئی ہی ازبسکہ یہ عاشق ہی شاہزادے کے خفا رہنے سے دل اسکا خفا ہوا اور ہاتھ گردن مین ڈالکر اپنا دوشالہ سر سے اُتارکر فرش کیا اور شہزادے کو بٹھلایا لگی منت اور خوشامد کرنے کہ کیون صاحب ہمسے کیون خفا ہو کیا باعث ہی ابیات

دل بھرا آتا ہی خدا کی قسم	بہت سوقت ضبط کرتے ہین ہم	کچھ خفا ہو تو ہم سے فرماؤ
لو ہمین بیٹھو اب نہ شرماؤ	مین سنون تو مرا قصور ہی کیا	سبب رنجش حضور ہی کیا
رنج تکلیف ہمکناری ہی	یا خطا اور کچھ ہماری ہی	کون کہتا ہی تم گلا نہ کرو
بے تکلف کہو حیا نہ کرو	ہمکو قائل کرو لڑو ہم سے	مثل گیسو اُلجھ پڑو ہم سے
خوش ہو رنج فراق دور ہوا	عذر کرتے ہین لو قصور ہوا	خود مقر ہوتے ہین خطا پر ہم
ناحق اس درجہ آپ ہین ناہم	ناز بردار ہی پہ کرتے ہین ناز	سب اُٹھاتے ہین عاشق جانباز
رنج فرقت کا ذکر زائد ہی	اس سے کیا جی خدا تو شاہد ہی	ہم ہین معشوق تمکو زیبا تھا
ہم سے کرنا تمھین فریب تھا	روٹھنے کا سبب بھی ہم سمجھے	یہ روکھائی یہ ضد یہ دم سمجھے
آپ ہمکو اگر ستائینگے	دیکھو پھر ہم بھی روٹھ جائینگے	اس طرح اپنے عاشق کو لپٹ کر

سنا یا کہ شاہزادے کو آیندہ کا خیال ماضی ہوا سب رنج و غم بھولا بے اختیار ہنس پڑا ملکہ نے تیوری چڑھائی روکھی صورت بناکر گلے سے باہین نکالکر الگ سرکی شاہزادہ اس سے لپٹ گیا اور کہا ای

آرام دل بیقرار مین تجھے خفا نہ تھا بلکہ یہ سوچتا تھا کہ دادا میرے امیر جب تجکو ساحرہ سنینگے تو میرے ساتھ نکاح نہ کرینگے مخمور نے ہنسکر کہا چہ خوش آپ نکاح کی فکر ابھی سے کرنے لگے ای صاحب مُنھ بڑواؤ ہوش مین آؤ عقل کے ناخن لو کجا مین اور کجا تم کیسا نکاح اور کہان کا بیاہ بس اک نظرے خوش گذرے ہمنے تمھین دیکھا تمنے ہمین دیکھ لیا اور آگے سب جھگڑا ہی مجھے اور بات سے نفرت ہی شاہزادے نے کہا دیکھیے اسکی سند نہین یہ انکار اچھا نہین مخمور نے کہا اور تو مین کچھ جانتی نہین لیکن دل سے راغب بطرف دین اسلام ہون انشاء اللہ بعد فتح طلسم بحر ساحری سے توبہ کرونگی آج کل طلسم مین مجھے مدد عمرو کی کرنا ہی اور نیچہ افراسیاب سے نکلنا ہی نہین تو ابھی مسلمان ہوجاتی شہزادے کو اطمینان ہوا کہ جب یہ مدد خواجہ کی کریگی اور بدل مسلمان ہوگی تو امیر جلد دے حسن خدمت اور رفاقت مسلمانان کی وجہ سے خوشنود ہوکر میرے ساتھ نکاح کرنے مین تامل نہ کرینگے یہ سمجھ کر آغوش محبت کھولکر اُس پروردہ مہد ناز و رسج ادائی کو سینے سے لپٹا لیا دل کھولکر پیار کیا مخمور نے کہا چلیے چلیے آپ وہی ہین جو ابھی طوطے کی ایسی نگاہ پھیرتے تھے مُنھ سے نہ بولتے تھے ہمین آٹھ آٹھ آنسو رولایا اور آپ کے تیور پر میل نہ آیا اب لگے جھوٹھ موٹھ کا عشق جتانے شاہزادہ نسبتین کرنے لگا ہنگامۂ راز و نیاز گرم ہوا اب یہ شیدائے یک دیگر تو یہان اپنے ارمان نکالتے ہین لیکن کیفیت عمرو کی سُنیے کہ اپنی بی بی سے بخوبی ملکر رخصت ہوا کہ مین طلسم کو جاؤن ایسا نہو کہ ساحر چلے جائین اور مین تا تیار رہجاؤن غرض کہ لشکر سے نکلکر جب صحرا مین آیا ہر سمت صید مطلب کا جویا تھا کہ یکایک دیکھا کچھ عورتین ایک مقام پر بیٹھی ہین اور باہم باتین رمز و کنایہ کی کرتی ہین اور کچھ اشارہ درۂ کوہ کی طرف کرتی جاتی ہین عمرو ساحر کی ایسی صورت بنکر پاس گیا اور گویا ہوا کہ ہائے انتظار وغیرہ سب طلسم کو گئے ہم بھی جاتے ہین تم ابھی یہین بیٹھی ہو یہ کلام سُنکر اُنھون نے کہا کہ ہم کنیز ملکہ مخمور کی ہین اور ملکہ درۂ کوہ مین کسی کام کو گئی ہین آلین تو ہم بھی طلسم کو جائینگی عمرو اُن کی باتون سے خوش ہوا اور دل سے کہنے لگا کہ خدائے برتر کی کیا کارسازی اور بندہ نوازی ہی کہ میرے جانے کا سبب پیدا کردیا اب چلکر ایک بار حمزہ کو اور دیکھ لون پھر سوچا کہ مبادا یہ ساحرین چلی جائین اور تو رہجائے لازم ہی کہ نہ جاؤن مگر عاشق روے امیر ہی تاب نہ آئی دوڑتا ہوا پاس امیر کے آیا اور پاؤن پر گرا امیر نے بھی گلے سے لگایا آخر کار رخصت ہوکر پھر انھین عورتون کے پاس بصورت ساحر آیا اور اُن مین سے ایک کو کہا کہ تم ذرا میرے ساتھ آؤ میرے کسی عزیز کا یہان گھر ہی یہ سب بیچاریان حیران بیٹھی ہین ان کے لیے مین شراب و کباب وغیرہ بھیجدون کنیزان کے

کہنے سے ساتھ ہوئی عمرو اسکو جب صحرا مین دور لیکر آیا تو حباب بیہوشی اُسکے مُنھ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہو گئی اُسکا پیرہن اُتار کر اور اُسکی ایسی صورت بنکر اسے زیادہ بیہوش کر کے آپ چند گلابیان شراب کی لیکر اُن عورتون کے پاس آیا اور شراب اُنھین دی کہ اس ساحر نے بھیجی ہی سب ساحرنون نے وہ شراب پی اُنھین بیہوش کرنا منظور نہ تھا اسوجہ سے شراب آغشتۂ بیہوشی نہ تھی غرض یہ سب راستہ مخمور کا دیکھ رہی ہین لیکن وہان ملکہ نے شاہزادے سے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا کہ لیجئے خدا حافظ و ناصر اب عرصہ بہت ہوا ہی میری راہ شاہ طلسم دیکھتا ہوگا جب اور ساحر جا کر پہونچین گے اور مین نہون گی تو نہایت خرابی ہوگی یہ کہکر اُٹھی شاہزادہ اسکے جانے سے آبدیدہ ہوا پھر تو مخمور بھی رونے لگی اور اُسوقت عاشق و معشوق کا عجب حال تھا کہ نظم

قہقہہ لب پہ بن گیا نالا	خون بہا آنکھون سے تو دھو ڈالا	دلکو سوچ و تاب ہونے لگے
شدتون سے عذاب ہونے لگے	دل تو اُمڈا مگر رہے خاموش	تھم گئے اشک آ کے بر سر جوش

قصہ کوتاہ دونون روتے یا دھر وہ طلسم کیطرف روانہ ہوئی مخمور چلتے وقت کہتی گئی کہ نظم۔

کرم مجھپہ رکھنا ذرا میری جان	مین دل چھوڑے جاتی ہون اپنا یہان
جدا اُسکے ہونے سے وہ نوجوان	گیا تو و لے مُنھ پہ آنسو روان

نور الدہر الفراق الفراق گویان سمت لشکر روانہ ہوئے اور مخمور اشتیاق اشتیاق کہتی ہوئی پاس اپنی کنیزون کے آئی طاؤس پر سوار ہوئی سب کنیزین طاؤس اور طائران بحر پر چڑھکر ہمراہ چلین عمرو بھی اس کنیز کے طاؤس پر کہ جسکو بیہوش کر آیا ہی سوار ہوا کیونکہ ابھی وہ کنیز زندہ ہی سحر اُسکا کام دیتا ہی قاعدہ ہی کہ جب تک ساحر زندہ رہتا ہی اشیاے ساختہ سحر اُسکی قائم رہتی ہی اور بعد ہلاک ہونے کے باطل ہوتی ہین قصہ مختصر مخمور فراق مین شاہزادے کے روتی اور بے تابیان کرتی بعد قطع مسافت راہ طلسم باطن مین پہونچی کہ وہین رہتی ہی عمرو کو بھی طاؤس لیے ہوئے طلسم باطن مین آیا عمرو نے ہر چند چاہا کہ مین طلسم ظاہر مین رہجاؤن مگر وہ طاؤس زمین پر نہ اُترا یہان تک کہ باغ سیب کے قریب پہونچے دیکھا تو انتظار بھی کچھ دیر ہوئی ہی کہ اگر پہونچا ہی لوگ اُسکی ہمراہی مین اُتر رہے ہین یہ بھی سامنے شہنشاہ کے نہین گیا ہی غرض کہ مخمور وہین اُتری لونڈیون سے کہا تم راہ کی خستہ و شکستہ ہو گھر جاؤ مین شہنشاہ سے ملکر آتی ہون کنیزین رخصت پاکر سوار ہو کر چلین عمرو بھی اُنکے ساتھ روانہ ہوا یہان تک کہ ایک درہ کوہ سے نکلکر صحرا کو طے کر کے قریب شہر کے پہونچا دیکھا دروازہ شہر کا نہایت بلند فولادی مانند فیل مست کے جھوم رہا ہو ہزارہا ساحر کا پہرا ہی چار دیواری

شہر پناہ کی منقش و رنگین پتھر کی تعمیر ہی لیکن اسقدر صاف و شفاف ہی کہ آئینہ مہر کو شرماتی ہی اپنے رو برو اندھا بناتی ہی عمرو ہمراہ کنیزون کے اندر شہر کے آیا اُسکو نہایت خوبی سے معمور پایا عمارتین پختہ اور طرح طرح کے پتھرون کی یعنے سنگ یشب و سنگ موسیٰ و ساق وغیرہ کی بنی تھین حسن مین پری تھین دکان اہل حرفہ اور پیشہ وردن کی چشم انتظار عاشق کی طرح کھلی ہوئی ہر قسم کا اسباب نفیس و نادران مین بھرا تھا دکاندار پوشاک عمدہ پہنے دکان پر بیٹھا تھا شہر کے چوک کی صفت اگر تحریر ہو طول تقریر ہو مختصر یہ کہ اگر اس جگہ کو چرخ چہارم لکھون تو سچا کو آرزو مند سکونت بناؤن اور اگر بہشت سے مشابہت دون تو رضوان پر احسان کرون نظم

لگے تھے ہر اک جا پہ وان سنگ و خشت	ہر اک کوچہ اُسکا تھا رشک بہشت
عمارات گچ کی وہان بیشتر	کہ گذرے صفائی سے جسپر نظر
کرون کیا مین وسعت کا اسکی بیان	کہ جون اصفہان تھا وہ نصف جہان
ہنرمندوان اہل حرفہ تمام	ہر اک نوع خلقت کا تھا اژدحام
یہ دل چسپ بازار تھا چوک کا	کہ ٹھہرے جہان بس وہین دل لگا
جہان تک کہ رستے تھے بازار کے	کہے تو کہ تختے تھے گلزار کے

کنیزین اس شہر مین ترین سواریان بھر کی اُتر کر کسی طرف چلی گئین عمرو بھی اُنکے ساتھ اتر کر چلا اور وہ سب سیر کرتی ہوئین قریب دار العمارۃ شاہی کے پہونچین یہ کاخ عالیشان قصر فریدون پر طعنہ زن تھا مشکوی کیخسرو کہ سینے مین رشک سے مقابل اسکے روزن تھا کہ بمقتضاے مثنوی

کہان تک کہون اُسکا جاہ و حشم	محل اور مکان وان کے رشک ارم
وہ دولت سرا خانۂ نور تھا	سدا عیش و عشرت سے معمور تھا

عمرو ہمراہ لونڈیون کے اندر قصر کے گیا دیکھا تخت سلطنت کئی سو زینے کا مرصع کار مقام صدر پر بچھا ہی تاج خالی تخت پر رکھا ہی گرد تخت کے کرسیون اور چنگلون پر اہل دربار و زیر و میر و شیر متمکن ہین لیکن سب ساحران پر فن ہین فرش معقول قاقم و سنجاب کا بچھا ہی جا بجا شیشہ آلات سجا ہی ایک طرف پردہ اسی قصر مین پڑا ہی وہان ہزارون ساحر یعہدۂ دربانی کھڑا ہی کنیزین بے تامل پردہ اُٹھا کر چلین عمرو نے دیکھا کہ یہ زنانی ڈیوڑھی ہی صدہا مکان اور کمرے چار سمت بنے ہین اور سامنے ایک بھاٹک جواہر نگار لگا ہی پردہ زنبوری پڑا ہی یہان چوبدار عصا بردار طلائی عصا لیے جواہر کے کڑے اُنکے ہاتھون مین پڑے کھڑے ہین پرستارین یہان بھی پردہ اُٹھا کر آگے بڑھین عمرو نے بھی

ساتھ قدم بڑھایا نقشہ ہی کچھ اور نظر آیا یعنے باغ جنت نظیر دیکھا ہری از وصف تحریر دیکھا کہ رضوان اسکی خوبی اور سرسبزی کو پہچانتا ہوگا بلکہ اُسکا دل جانتا ہوگا نظم

گل نرگس تھا یا کہ دیدۂ حور	کہون زنبق کو بینی پُر نور
گلِ سوسن کا حسن کہیے کیا	مسی مالیدہ تھا دہن گویا
دلِ عاشق تھا پھول لالہ کا	داغ کیونکر نہ اسمین ہو پیدا
کیا انارون کا ہو بیان جوبن	کہون پستان شاہدان چمن
سرو مین خوش قدون کا تھا انداز	جسکی قمری تھی عاشق جانباز

کنیزین وہان جو بارہ دری اور صحنچیان بنی تھین اُن مین جاکر بیٹھین اور آمد ملکہ مخمور کی خبر اس مین ہزار عورتین موجود تھین انسے کہی اور اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوئین مگر ان کنیزون اور خادمان محل نے آنے کی اپنی مالکہ کے خبر سنکر بہت جلد آرایش اور زیبایش مکان اور فرش و فروش شیشہ آلات پلنگ وغیرہ کی فراہمی مسند بچھائی اور گلدستے چن دیے اور عطردان و چنگیر پھولون کے رکھے شراب اور کباب خوان پر الوان نعمت موجود کیے غرض کہ جملہ ساز و سامان سے درست ہوکر انتظار ملکہ کرنے لگین حال اُس رنجور و مجبور یعنی مخمور کا سنیئے کہ یہ اندر باغ سیب کے گئی اور شاہ طلسم کو مجرا کرکے دنگل پر بیٹھی خمار نے اسکی بلائین لین اور گلے سے لگایا چہرا اُترا پایا کہا کیون بہن تمہارا جی کیسا ہی مخمور نے کہا اچھی ہون تم جانو راہ کی تھکی ماندی آتی ہون اور مین سچ کہون مجھے راہ چلنے کی عادت بھی نہین تغیر حواس اور مزاج کی یہی وجہ ہی مخمور یہ کہہ ہی رہی تھی کہ انتظار نے آکر افراسیاب کو تسلیم کی اور کل سرگذشت عمرو کی رہا ہوجانے اور حضار کے مارے جانے اور لقا کے پیام دینے کی بیان کی افراسیاب نے جواب دیا کہ مجھے سب خبر ہی یہ کہکر بغضب تمام پکارا کہ ای مخمہ ادھر آ مخمور گھبراکر تھراتی ہوئی سامنے آئی شاہ نے خطاب کیا کہ کیون او بچیا تو جب خدمت خداوندمین گئی تھی تو پہلے ہر سمت اپنے یار کو ڈھونڈھتی پھری آخر جب مسلمانون سے لڑائی شروع ہوئی تو علیحدہ جاکر کھڑی ہوئی اور سحر کرتی تھی تاکہ مسلمانون پر سحر تاثیر نہ کرے اور انجام کار یہ ہی کہ چلتے وقت درۂ کوہ مین اپنے یار کو لگا کر لائی اور خوب رنگ رلیان منائین سچ کہہ کہ یہ کیا ماجرا تھا واضح ہو کہ جب مخمور طلسم سے واسطے لقا کے پاس جانے کے ہمشیہ افراسیاب سے اجازت خواہ ہوئی تھی تو اُسکو مظنہ یہ گذرا کہ ایک بار یہ لقا پاس ہوآئی ہی دوبارہ آپ سے درخواست کرکے یہ کس لیے جاتی ہی اس گمان کے آتے ہی شاہ جادوان نے مخفی ایک تیلا سحر کا اسکے ہمراہ کردیا تاکہ جو کچھ وہان یہ کرے اُس سے وہ تیلا مجھے خبردار کرے جسوقت مخمور شاہزادہ نورالدہر کو پہاڑ کے

درے مین لے گئی اور باتین کرنے لگی پتلے نے سحر کے افراسیاب کو اسکے آنے سے پہلے آکر خبر دی اور پتلا سحر کا
ز لبکہ مخمور کے ساتھ درۂ کوہ مین تھا ساباعث سے عمرو کی عیاری کی کیفیت اور کنیز کے بیہوش کرنے کا
حال اُسکو نہ کھلا ورنہ آمد عمرو کا بھی حال شاہ جادوان کو معلوم ہوجاتا خلاصہ کلام جب مخمور پر اُس نے
زجر و توبیخ کی وہ رونے لگی اور ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی کہ کنیز نہ تو سحر مسلمانون کے بچنے کے لیے کرتی
تھی اور نہ کسی کی جویا تھی ہان اتنی خطا مجھ سے بیشک ہوئی کہ جب مین وہان سے پھری ہون
تو ایک جگہ لشکر حمزہ مین بہت سے آدمی کھڑے تھے مین اُنکو دیکھنے گئی اُنمین سے ایک جوان حسین
مجھے خوبصورت عورت دیکھکر دوڑا مین بھاگی اور درۂ کوہ مین جاکر چھپی وہ بھی پیچھے پیچھے وہان آیا اور
میرے حال کا مستفسر ہوا مین بقصہ اپنی کیفیت بیان کرکے آمادہ ہوئی کہ سحر سے اُسے گرفتار کرون
وہ بھاگ کر لشکر مین چلا گیا مین طلسم مین چلی آئی اب عنایت بیغایت خسروانہ حضور سے امیدوار
ہون کہ اتنی خطا میری معاف فرمائیے افراسیاب گویا ہوا کہ دیکھ تیرا جھوٹ سچ ابھی ظاہر ہوا جاتا
ہی یہ کہکر اسکے بازو کی طرف نگاہ قہر دیکھا مخمور کے بازوؤن پر اکے زمرد کے بندھے تھے اور ان پر
تصویرین تھین ایسی کہ جیسے نگینے پر نقش وغیرہ کندہ ہوتے ہین بس شاہ کے گھورنے سے دونون
بازوؤن کے اکھل کر گر پڑے اور افراسیاب پکارا کہ اے پتلیون تم بتاؤ کہ یہ کس سے باتین کرتی
تھی اور کسکا دم محبت کا بھرتی تھی وہ پتلیان گویا اسکے حق مین گرامانکا تبین تھین کہ جو کچھ مخمور نے وہان
کیا تھا وہ سب بیان کرنے لگین اور کہنے لگین ای شہنشاہ یہ اس مردوے کے سامنے اپنا عشق جتاکر
روئی تھیں افراسیاب ہنسا اور پکارا کہ ای تجبہ سناتو نے کہ پتلیون نے کیا کہا مخمور نے عرض کیا کہ مین لاکھون
ساحر جو جنگ مین مارے گئے انکے لیے روتی تھی یہ کہکر قدم شاہ پر گری کہ خطا میری معاف فرمائیے
افراسیاب نے کہا سو کوڑے مارونگا جب معاف کرونگا یہ کہکر دستک دی کہ زمین سے دو ساحر
بدہیئت کریہ منظر تازیانے لیے نکلے اور طرہ زلف محبوب پر مار پڑنے لگی جسم نازنین سے فوارے خون
کے چھوٹنے لگے پیرہن سب تار تار ہوا جیناد شوار ہوا آخر غش کھاکر گر پڑی دانت بیٹھ گئے اُسوقت
خمار پرستی بہن اسکی سامنے شہنشاہ کے آئی اور گویا ہوئی کہ ای شہنشاہ آپکے جو مزاج مین آتا ہی
وہ کرتے ہین ہماری کسی کی آبرو اور عزت کچھ نہین سمجھتے افراسیاب نے کہا پتلیان سارا ماجرا بیان کرتی
ہین اور تو مجھی کو الزام دیتی ہی خمار نے کہا خدا جانے پتلیان مانزادیان کیا بکتی ہین آپ میری بچی کی
جان لیجیے گا اور مخمور کے اوپر روتی ہوئی گری شاہ طلسم نے تازیانہ والون کو منع کیا کہ اب زدوکوب
نہ کرو وہ حکم پاتے ہی زمین مین سما گئے افراسیاب نے کہا ای خمار مین نے اس لیے اسکو سزا دی کہ

اور دن کو عبرت ہو ورنہ مجھے کیا چاہے کوئی کسی پر عاشق ہو یا اسکا دشمن بنے مگر میرے دشمنون سے لطف و مدارنہ کرے خمار نے کہا ہم کنیزون کی مجال ہی جو خلاف حکم شہنشاہ کوئی امر کرین یہ کہکر مخمور کو گود مین اٹھاکر باہر باغ کے آئی اور بزور بھر تخت تیار کرکے سوار ہوکر چلی بعد لمحہ کے اسی شہر اور عمارت اور باغ مین جہان عمرو کنیز بنا ہوا موجود ہی پہونچی اسوقت مخمور کو بھی ہوش آیا خمار نے پوچھا کہ بہن تمھین سچ بتاؤ کیا کیا مخمور نے جواب دیا کہ افراسیاب بھڑوے کی شامت آئی ہی جو ہمارا جی چاہا وہ ہمنے کیا کیا مین کسی کی لونڈی باندی ہون وہ اپنا دیا ہوا ملک مال دھر چھوڑے مین اب شریک جان و دل سے عمرو کی ہون خمار نے ایسے کلمات سنکر بہت سمجھایا کہ بہن شہنشاہ سے بگاڑ کر ہم کہان رہینگے مثل چلی آتی ہی کہ دریا مین رہنا اور مگرمچھ سے بیر مخمور نے کہا بی اپنے کام لگو یہ سمجھا تاکہ کر رکھو وہ مسخرا میرا کیا کریگا آج تک بہار کا اسنے کیا بنا لیا کہ لے سب بیٹے ہین مین شاہزادی ہون کوئی پاجی نہین جو مار کھا کر چپکی ہو رہون اگر تو مین اپنی ذات کی اشراف اور اپنے نام کی مخمور جو اس موے کے اپنے شہزادے کے ہاتھ سے دھرے نہ اٹھواؤن ہان جبتک مین یہان ہون اسوقت تک مجبور اور اسکے بس مین ہون چاہے اور زدوکوب کرے خمار نے کہا تم جانو تمھارا کام جانے تمھین غصہ بیڈھب سوار ہی یہ کہکر خمار رخصت ہوکر روانہ ہوئی کیونکہ اسکے رہنے کی جگہ اور ہی یہ دو بہنین دو قلعہ کی حاکم ہین خلاصہ خمار جاکر دربار شاہ طلسم مین پہونچی اور مخمور پر ایک تو مار پڑی ہی اور دوسرے یاد اپنے گلعذار کی اسی دل سے لگی ہی بیتاب اور بیقرار مثل عندلیب زار بال شوق کھولے نالہ و شیون کرتی چمنستان مین آئی اور چبوترہ بلورین پر جو وسط باغ مین بنا تھا فرش مکلف بچھا تھا وہان آکر بیٹھی کہ خاطر مضطر تسلی پاوے لیکن سیر گلزار نے اور زیادہ ہوائے عشق بڑھائی وہ گلبدن بیکلی سے گھبرائی جب یاد قامت یار آئی صورت سرو دکھائی دی چشم نرگس کو دیدۂ حیران سمجھی زلف سنبل کو گیسوے پریشان سمجھی نخل ماتم نظر آیا گل کو اپنے لخت جگر سے مشابہ پایا باد صبا کو صرصر حادثہ روزگار پایا لالے نے داغ دل دکھایا سبزہ رنگ آئینہ نہر تھا جان بلبل پر صیاد کا قہر تھا گھٹا غم و اندوہ کی ہر طرف چھائی تھی گلشن دہر کو تاریک جان کر وحشت تنہائی تھی گھبراکر کہتی تھی کہ مسدس

صرصر حادثہ اس باغ مین کیا چلتی ہی آتش گل سے گلستان کی ہوا جلتی ہی	شاخ بیٹونکے عوض لاش بلبلون سے پھلتی ہی برق آفت سر اشجار سے کیا ٹلتی ہی
داغ سینے کے ہین جو پھولونکے پیشکار ہین	

زخمون کی نہرین ہین اور خون کے فوارے ہین

گرد خاطر گلچین ہی ہر اک غنچۂ گل
باغبانون کے لیے دام بلا ہی سنبل
رگ گل نیش ہی ہر رگ جان بلبل
راست بازون سے اٹھی رسم محبت بالکل

ردائے سیب خزان مین عجب ایجاد کیا
سرو نے فاختہ کو صدقے مین آزاد کیا

ای مخمور یہ گل خندان نہین ہین زخم خندان ارغوان خون غلطان ہی سرو سرو چراغان ہی ہر شاخ خنجر عریان ہی موج بحر شمشیر بران ہی جامۂ گل خون مین تر ہی طفل غنچہ بے شیر مادر ہی نارنج بجنیس رنج سراسر ہی شمشاد پر قمری رنجور ہی یا دار پر منصور ہی سوسن سیاہ پوش ہی نرگس مخمور بادۂ الم سے بیہوش ہی قصہ مختصر وہ نسرین عذار بادل خار خار و سینہ فگار یاد محبوب گل اندام مین اسی طرح بیقرار تھی آخر نظم

دل کے واشد سے بے توقع ہو
ہر شجر کے تلے بہت سا رو
دیکھ گلشن کو نا امیدانہ
رخ کیا اس نے جانب خانہ

یعنے وہان سے اٹھکر بارہ دری مین آکر پلنگ پر گرمی حرارت عشق کی تپ چڑھی دین و دنیا کی خبر نہ رہی سارا دن مثل مردے کے پڑی رہی آخر اسکے دود آہ سے عالم مین تاریکی چھائی اور شب ہجر کالی بلا سی چشم عاشقان مین نظر آئی کہ ابیات

شب فرقت اسی کو کہتے ہین
لوگ آفت اسی کو کہتے ہین
جان لینا ہی کام اسی شب کا
شام غربت ہی نام اسی شب کا
جان بچتی نہین یہ وہ ہی شب
شب بیمار ہی اسی کا لقب
ہی بلاے فراق یار یہی
ہی شب اول مزار یہی
یہی ظالم بسر نہین ہوتی
اسی شب کی سحر نہین ہوتی

چند کنیزون نے سارے مکان مین روشنی کی اور رقاصون کو بلوایا تاکہ ملکہ کا دل بہلے رنج و غم بھولے اور چند پرستارین آکر پاؤن ہاتھ دبانے لگین اور بمنت ملکہ کو جگانے لگین کہ واری آج کیا صدمہ و ملال ہی دشمنون کا کیا حال ہی ہم حضور کی بلا لیکر مرجائین ناشاد اور نامراد دنیا سے گذر جائین کچھ ہم سے تو ارشاد فرمایئے دل پر جو گذرتی ہو بتایئے کہ اسکی تدبیر کرین اگر کسی پر دل آیا ہو تو اسکو تسخیر کرین ان باتون کی صدا جب کان مین اس جوہر کان خوبی کے پہونچی چشم حیران

واکی خواب وصل یار دیکھ رہی تھی آنکھ کھلتے ہی نہ وہ یار تھا نہ وہ بوس وکنار تھا بلکہ زمانہ شب جدائی تھا گھبراکر پکاری نظم

سب عمر جاگ کر تری حسرت مین کھوئی ہی	او موت کیا تو مر گئی کس نیند سوئی ہی
مجھ بخت جان کو موت نہ آئیگی حشر تک	آب حیات سے مری مٹی بھگوئی ہی
رو رو کے بھی کٹی نہ شب تار ہجر یار	بھاری ہوئی ہی جون جون یہ لگی بھگوئی ہی

اس بیقراری کو دیکھ کر کنیز مین قدم پر گرین اور بہت مستفسر حال ہوئین اس مست بادہ محبت نے کف افسوس ملکر کہا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ عمرو عیار سے جا بجا مین ملاقی ہوئی مگر اپنے راز سے اسکو آگاہ نہ کیا اور مفت اسے اپنے ہاتھ سے کھویا اگر پہلے ہی اسکے ساتھ چلی جاتی تو یہ ذلت نہ اٹھاتی اب کیا ہوتا ہی گیا وقت کہان ہاتھ آتا ہی اسوقت عمرو کو وہ عقیق مین ہی اسے کہان پاؤن جو اپنا داغ دل دکھاؤن اس گفتگو کو سنکر عمرو جو کنیز کی شکل بنا ہوا تھا ملکہ کے قریب گیا اور مسکرانے لگا پکارا کہ اے ملکہ اس کنیز نے سر دینے مین قصور نہین کیا اور اب بھی یہ سر حاضر ہی جو تیان لگایئے مخمور نے کہا اری خیلا تو کیا بیہودہ بکتی ہی وہ باتین کہ جسکا سر نہ پاؤن کہہ رہی ہی مین عمرو کا ذکر کرتی ہون تو کہتی ہی سر حاضر ہی بھلا اس بات کا جوڑ ملتا ہی عمرو نے جواب دیا کہ پھر عمرو کہان گیا جہان پہلے تھا وہین اب بھی ہی اگر گیا تھا تو چلا بھی آیا مخمور نے کہا تو دیوانی ہی صریحًا تو لقا کے دربار مین کہ تو بھی میرے ساتھ تھی عمرو کو حکم گردن زنی ملا اور حمزہ اگر چھڑا لے گیا تو باتین بناتی ہی مجھے چند راتی ہی عمرو نے کہا قربان جاؤن یہ سب سچ ہی لیکن اگر کچھ زر نقد خرچ کیجیے تو مین عمرو کو بلا لاؤن مخمور نے جواب دیا کہ کیون واہیات باتین کرتی ہی اگر عمرو کو بلا لاتو مین پانچ ہزار روپیہ دیتی ہون عمرو بولا کہ اگر قسم اپنے دین وآئین کی کھایئے تو ابھی بلا لاؤن مخمور نے کہا قسم مجھے اپنے دین وایمان کی کہ پانچہزار روپیے تجھے دونگی اور خواجہ کی خدمت بدل وجان کرونگی مال ومنال ومتاع کثیر دونگی یہ قسم لیکر عمرو نے کہا بی بی مین ہی عمرو ہون مخمور بولی تو مجھ سے دل لگی کرتی ہی کچھ سودا ہوا ہی اسوقت عمرو نے ایک گوشے مین جاکر اپنی صورت بنائی اور ملکہ کو آکر مجرا کیا پکارا کہ بی بی تم نے عمرو کو پایا لاؤ جو دینے کو کہا تھا وہ دلواؤ مخمور دیکھ کر حیران ہوگئی اور کہنے لگی خواجہ تم کیونکر آئے عمرو نے سب حال اپنے آنے کا بیان کیا اب کیفیت سنیئے کہ جس لونڈی کو عمرو بیہوش کر آیا تھا جب اسے ہوش آیا تو اٹھ کر اپنی بی بی کو ڈھونڈھنے پھری آخر جب پتا نہ ملا سوچی کہ تو چل بی بی آرہین گی پس بزور سحر اڑ کر چلی اسوقت آکر پہونچی مخمور نے لونڈی کو دیکھا کہ لنگوٹی باندھے بتون سے سارا جسم چھپائے آتی ہی یقین واثق ہوا کہ عمرو یہی

شخص ہی جو تیرے پاس ہی کیونکہ اُس کے کپڑے بیہوش کرکے لیے تھے جب تو یہ برہنہ آئی ہی خلاصہ کلام
عمرو کو پہچان کر بعزت تمام بٹھلایا پانچہزار روپیہ کیساکئی لاکھ کا جواہر پیش کیا لیکن جب ان فراسیاب کا
ذکر کیا جاتا ہی کہ جب اُسنے مخمور کو سزا دی اور خمار اُسکو گھر پہونچا گئی ازبسکہ مثل بہار شہنشاہ اُسپر بھی
فریفتہ اور نثار ہی پہلے تو غصہ مین اُسے آزار پہونچایا پھر بہت پچتایا اور یہ خیال آیا کہ مبادا یہ بھی بہار
کی طرح ہاتھ سے جاتی رہے اور مریخ کے پاس چلی جائے تو اچھا نہوگا یہ سوچکر ایک ساحر کو حکم دیا کہ جاؤ
ہماری طرف سے ملکہ کو سلام شوق کہنا اور پیام دینا کہ شب کے دربار مین کیا اہمین سرفراز نہ فرماؤگی
ساحر حسب الحکم آکر شہر مخمور مین پہونچا اور دار العمارۃ مین پہونچکر اپنے آنے کی اطلاع کرائی جب محل
مین خبر پہونچی عمرو گلیم اوڑھکر چھپ رہا اور مخمور نے ساحر کو سامنے بلایا اُسنے آکر پیام شاہ سب
سُنایا اور بہت کچھ سمجھایا مخمور کہ شاہ سے رنجیدہ ہی مگر نہایت درجہ عقیلہ و فہمیدہ ہی سوچی اگر
حسب الطلب نہ جاؤن گی شاہ کو میری تلاش ہوگی اور کتاب سامری دیکھکر میرا حال دریافت کریگا
اور سب راز عمرو کے ملنے کا کھلجائیگا پھر نکلنا یہان سے دشوار ہی اور چلے جانے مین شاہ غافل
رہیگا اور تجھے بھی حال دربار مین جو کچھ گذرے گا وہ معلوم ہوتا رہیگا یہ سوچکر ہمراہ ساحر فی الفور
تخت بحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی عمرو بھی کنیز بنکر ایک گوشے مین باغ کے جاکر ٹھہرا کہ ملکہ آئے تو
پھر کچھ معاملہ بنے ادھر مخمور دربار مین پہونچی شاہ طلسم اسکے چلے آنے سے بہت خوش ہوا اور
کہا ای ملکہ اب خفگی جانے دو تم مجھے جان و دل سے زیادہ عزیز ہو مخمور نے کہا مین تابعدار ہون آپ
مالک ہین یہ ذلت جو مجھے ہوئی عین میری عزت ہی شاہ جادوان نے اُسکو خلعت اور کئی
ملکون کی حکومت کا حکم دیا یہ خلعت پہنکر اپنی جگہ پر جاکر بیٹھی اُسوقت خمار سے شاہ مخاطب
ہوکر گویا ہوا کہ اب میرا ارادہ یہ ہی کہ جملہ باغی جو کنارے دریاے سحر کے قید ہین اُنکو بلاکر سمجھاؤن
پھر خیال کرتا ہون کہ ان نمک حرامون نے گھر غارت کیا ہی مار ڈالنا بہتر ہی خمار نے جواب دیا کہ
میرے نزدیک قتل کرنا اُنکا مناسب ہی آیندہ جو حضور کی رائے یہ سُنکر فراسیاب پکارا کہ ای
جلاد جلاد حاضر ہوا اسی وقت زمین سے ایک ساحر مریخ ہیبت سر کٹا ہوا ہاتھ مین لیے تیغہ چوڑا
باندھے پیدا ہوا شاہ کو مجرا کیا اُسنے کہا تم جاؤ اور غدار کے شریک ہوکر سر قیدیون کے جدا کرو
کسی کا پاس نکرنا مریخ اور بہار وغیرہ سب کو ہلاک کرنا جلاد آداب بجالاکر رخصت ہوا اُسکو
بھیجکر رات بھی زیادہ گئی تھی دربار برخاست ہوا اور سب ساحر اپنے اپنے گھر سدھارے مخمور
بھی چلی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ افسوس عمرو میرے یہان تنہا رہگیا یہی سوچتی اور دست تاسف

ملتی اپنے گھر مین آئی عمرو گوشۂ باغ سے نکل کر اُسکے پاس آیا مگر اُسکو پریشان اور بدحواس پایا استفسار کیا کہ ای ملکہ مزاج ہمایون کیسا ہی اسوقت مجکو آئینہ مصفاے خاطر نازک غبار تردد سے مکدر معلوم دیتا ہی

مخمور نے ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور کہا قطعہ

آہ ازین روزگار برگشتہ	کہ زمن لحظہ لحظہ برگردد
گر فلک را بکام خود خواہم	او بکام کسے دگر گردد
در زجام نشاط سبزہ نہم	بادہ خون نابۂ جگر گردد
در قدم بر بساط سبزہ نہم	سبزہ در حال نیشتر گردد
نیک بر ایں خوشم کہ طالع من	نتواند کہ زین بتر گردد

مجھ شوریدہ بخت کو کچھ بن نہین پڑتا لوگ طعنہ دینگے بدنام کرینگے کہ مخمور کے یہان عمرو بیٹھا رہا اور سارا لشکر مہرخ کا قتل ہوگیا عمرو نے گھبراکر پوچھا کہ کیون خیر باشد مہرخ پر کیا گذری کوئی خبر متوحش اگر سنی ہو تو جلد بیان کرو مخمور نے سارا ماجرا دربار کا اور بھیجنا جلاد جادو کا بہر قتل مہرخ وغیرہ ذکر کیا عمرو کا دل اس کیفیت کو سنکر بھر آیا رونے لگا کہ افسوس مین طلسم مین رہا اور رفیق میرے اسطرح ہلاک ہوے مخمور نے کہا خواجہ اگر مین حضور کی مدد کرون جب بھی کچھ نہو سکے گا کیونکہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوگیا دم بحر وہان بازار ملک الموت گرم ہوگا سب کا فیصلہ ہوجائیگا مین یہ سوچتی ہون کہ اگر آپ کے ہمراہ چلکر جلاد سے سامنا کرون اور بالفرض اسکو قتل کرون تو بھی کوئی بچاؤ کی صورت نہین اب چاہ زمرد پر حیلہ ہوگا صنعت سحر ساز اور گلچین جادو اور باغبان قدرت اور مہین جادو وغیرہ کو حیرت لیکر محفل آرا ہوگی اسوقت دوست اور دشمن ساکنان طلسم سے جو کوئی ہوگا وہ میلے مین حاضر ہوگا پھر کس کی وہان مجال ہی جو شہنشاہ کا مقابلہ کرسکے عمرو نے کہا دور کے ڈھول سہاونے اسوقت ای ملکہ اگر مجکو دریاے سحر کے پار پہونچا دو پھر تماشہ دیکھو کہ لمحہ مین نہ جلاد رہے نہ غلام رہے کسی کو بھی زندہ نہ رکھون اور مہرخ کو چھڑالون تم جاؤ زمرد کے ملنے تک بیٹھی رہو تمھارا جی چاہے اسوقت شریک ہونا مہرخ کو چھڑانا لازم ہی مخمور نے کہا ایک شرط سے مین تمکو پار دریا کے بھیجتی ہون کہ مجھے وہان جاکر بھول نہ جانا اور میری سفارش خدمت صاحبقران مین کرنا تاکہ عقد میرا اُسکے نیرے کے ساتھ ہوجائے عمرو نے جواب دیا کہ یہ کتنی بڑی بات ہی جہان ملکہ تصویر جادو کا نکاح بدیع الزمان سے اور اسد کا مہ جبین سے ہوگا وہان تمھارا عقد بھی نور الدہر سے ہوگا قصہ کوتاہ مخمور نے بعد عہد و پیمان لینے کے ایک چکی الماس کی اپنے

پاس سے نکالی اور کہا تم دریا کے کنارے جاکر سات بار اس چکی کو پھرانا اسمین سے ایک ڈورا نکلے گا اور اُدھر دریا سے اژدہا پیدا
ہوگا وہ ڈورا اژدہے کے لپٹ جائیگا تم آہستہ آہستہ کھینچنا جب وہ اژدہا کھنچکر قریب آئے تم اپنے تئین اُسپر سوار کرنا وہ تمکو لیکر دریا
مین چھاند جائیگا آنکھین بند ہوجائینگی بعد لحظہ بھر کے تم اپنے تئین اس پار پاؤگے لیکن یہ خیال رہے کہ چکی جانے
نہ پائے ہزارون ساحر اسکی تلاش مین ہین اگر یہ جاتی رہیگی تو افراسیاب مجھے مار ڈالے گا عمرو
نے کہا جسوقت تم سگا بھیجوگی یہ چکی تمکو بھیجدونگا اور اے ملکہ تم میری محسنہ ہو مین تمسے کبھی بُرائی نہ کرونگا
مخمور نے جواب دیا کہ خواجہ رات تھوڑی ہی اور تمھین دریا تک جانا ہی اور راہ بھی خطرناک ساحران
غدار کا جا بجا مسکن ہی تم کیونکر صبح تک پار اُتروگے اور اپنے رفیقون کو بچاؤگے دوسرے یہ کہ جس طرف
سے سب ساحر پار جاتے ہین وہ گھاٹ اور ہی تمنے اس جگہ کو دیکھا بھی نہوگا اس راہ مین ہزار دن
ساحر بطور پاسبانون کے مقرر ہین راہ سخت دشوار گذار ہی اور کسی طرف سے اگر اترنے کا قصد
کروگے تو دریا مین تلاطم ہوگا اور شاہ طلسم کو خبر ہوجاویگی ساحران دریا کہین گے کہ یہ شخص کوئی
نیا جانیوالا ہی جو خلاف راہ سے اُترتا ہی اور گھاٹ سے اُترنے مین کوئی خبر نہوگا عمرو نے یہ تقریر
سنکر کہا کہ پھر کیا کرون نظر بخدا کرکے جاتا ہون وہی منزل رسا گم کردگان اور ہادی سبیل گم گشتگان
ہی مخمور بولی کہ اب اگر شرکت کی تو پوری کرنا چاہیئے تو تم ٹھہرو مین گھاٹ تک پہونچائے دیتی ہون
یہ کہکر جھولی سے سحر کی ایک پشت خار نکالا اور کچھ سحر پڑھا کہ وہ پشت خار کے ہاتھ از خود کھجلانے
لگا اور یکایک پنجہ بنکر عمرو کی کمر مین لپٹا ملکہ نے کہا کہ خواجہ خدا حافظ مجھے اپنی کنیز ہر وقت سمجھنا
خدا تمکو فتحیاب کرے اور مقصد دلی کو پہونچائے عمرو نے بھی تسکین کے کلمہ بہت کچھ کہے آخر وہ
پنجہ اُسکو لیکر روانہ ہوا اور بعد لحہ بھر کے قریب ساحل دریاے سحر پہونچا عمرو کو چھوڑ دیا عمرو نے
کنارے بیٹھ کر چکی پھرائی کنارے دریا کے اژدر نکلکر ٹھہرا تھا کہ چکی مین ڈورا نکلکر اژدہے کے لپٹ گیا
عمرو نے ڈورے کو آہستہ آہستہ کھینچا کہ وہ اژدر قریب آیا عمرو اُسکی صورت دیکھکر نہایت خائف تھا
کہ مُنھ سے اُسکے شعلے آگ کے نکلتے تھے اور قلاب کھینچنے کی صدا زہرہ آب کرتی تھی لیکن جان پر کھیل کر
سوار ہوا اژدر فی الفور دریا مین کود پڑا عمرو کی آنکھین بند ہوگئین مگر حبشیون کے لڑنے سے جو اوپر
پُل کے درجے مین لڑ رہے ہین اور اکثر ذکر اُنکا اوپر لکھا گیا ہی کھچا کھچ کی صدا اور سر کٹنے کی آواز سُنتا تھا
اور جدھر ہاتھ پھیلاتا تھا گیلی مٹی ہاتھ مین آجاتی تھی عمرو دل سے کہتا تھا کہ پُل پر نزدیان پر زنگی لڑتے
ہین اُنکی صدا آتی ہی مگر پر یان موتی اچھالتی ہین کوئی موتی ہاتھ نہین آتا اور اسی لالچ سے دمبدم
دست طمع دراز کرتا تھا کہ کوئی موتی ملجائے کبھی کہتا تھا کہ نام بزرگ تھوڑے دریاے سحر دریاے سحر

سنتے تھے مگر یاں خزانہ موتی ہونگا کچھ بھی نہین غرض کہ بعد کچھ دیر کے عمرو کو اژدر نے دوسرے کنارے پر اتارا
ڈورا جلی کا چھوٹ گیا اژدر غائب ہوگیا عمرو نے سجدہ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات کیا اور آگے بڑھا
دیکھا لشکر قہر نگاہ دور تک اترا ہوا ہی اور ایک سمت بارگاہ مین غلام بیٹھی پہرا دے رہی ہی اس
اثنا مین دیکھا کہ جلاد جا دو فوج لیے دریا سے اترا اسکی آمد کی خبر سنکر قہر نگاہ اور غلام نے استقبال
کیا بڑے تزک اور احتشام سے لیکر داخل بارگاہ ہوئے لشکر اسکا اترا جلادنے بقیہ رات مین یہ
انتظام کیا کہ سولیان استادہ کرائین چبوترے نکبت کے یعنے ریگ کے بنوائے اسپر بوریے
قہر کے بچھوائے صبح اور بہار وغیرہ سب سردارون کو لاکر دار کی زنجیرون مین الٹا کر کے ٹانگ
دیا جلادون کو انکے سر پر تعین کیا اور کہا ہنگام صبح شمع حیات تمھاری نسیم جنبش شمشیر ستم سے
گل ہوگی ہر ایک کی صبح ہو جائیگی یہ کہکر آپ بارگاہ مین آکر پیخواری کرنے لگا ادھر سب قیدیون
کو اپنی زندگی سے یاس ہوئی اور برق فرنگی نے کہا افسوس دم آخر ہمنے اپنے استاد عمرو کی بھی
صورت نہ دیکھی اسکے یہ بیان کرنے سے سب رونے لگے اور نوحہ اور شیون کی صدا بلند ہوئی ساحر
جو وہان موجود تھے انکے حال زار پر ہنستے تھے اس صحرا مین ہر نخل صریح سے سرو ہفتا نظر
آتا تھا اور ہر برگ کف افسوس ملتا تھا رات سائین سائین کرتی تھی یا مادر دہر ٹھنڈی
سانس بھرتی تھی آہین کرتی تھی موجین دریا کی سر ٹکرا رہی تھین گھانس نہ تھی جسم زمین کے رونگٹے
کھڑے ہو گئے تھے شور اقتلو ہر سمت بلند تھا سوائے خدا کے کوئی پناہ دینے والا نظر نہ آتا تھا
اسی رنج و ماتم مین گریبان سحر آخر چاک ہوا اور عروس نہار نے سفیدۂ سحر سے رنڈسالہ پنا روز
محنت نے منھ دکھایا کہ نظم

تھی سپیدی سحر کی شکل کفن		آہین بھرتی تھی وان نسیم چمن	
وہ گل آفتاب با صد درد		مثل برگ خزان ہوا تھا زرد	

وہ صبح صادق نور کا تڑکا دیکھکر برق فرنگی اور سرداران مطیع الاسلام نے حمد الٰہی اپنی زبان
پر جاری کی سبزۂ خوابیدہ بھی بیدار ہوا اور ہر برگ و گیاہ پتا پتا حمد صانع گلشن طلسم عالم
کرنے لگا اسوقت برق نے کہا اپنی رہائی کے لیے رجوع قلب سے ہم سب ملکر دعا کرین کچھ
بعید نہین جو نسیم قبول گل مراد شگفتہ کرے اور دل حزین کو ٹھنڈھاک بخشے سب نے اسکے
کہنے سے ہاتھون کو بلند کیا اور پکارے کہ ای یار اکہ ای دستگیر یا افتادگان اے بے نیاز قادر و توانا
یا مالک الملک یا ذوالجلال والاکرام کہ نظم

خداوندا شبم را روز گردان		چو روزا ندر جہان فیروز گردان	
شبے دارم سیہ چون بخت امید		درین شب روسپیدم کن چو خورشید	

ہر ایک بلبلا کر استغاثہ کر رہا تھا کہ صبائے مراد گل کھلانے لگی عمرو نے وہان صورت خمار جادو کی طرح بنائی اور ایک تھالی برنجی مین تشتریان میوے سے لبریز کرکے رکھین اور لشکر ساحران مین آیا خبر اسکے آنے کی غدار اور جلاد کو ہوئی از بسکہ وہ سحر جو چلے کی معرفت غدار نے یاد کیا ہی کہ جو عیار آئے مجھے معلوم ہو جائے اس سحر کو رات بھر پڑھکر اُسنے پہرا دیا ہی جب صبح ہوئی خیال آیا کہ اب سب ہوشیار ہین میری نگہبانی کی کچھ احتیاج نہین ہی بس سحر موقوف کیا تھا کہ خبر آمد خمار سنی سب نے آکر استقبال کیا بارگاہ مین لائے خمار نے کہا کہ شہنشاہ جادوان نے فرمایا ہی یہ میوہ لیکر سب قیدیون کو کھلاؤ کہ اتنے دنون سے وہ سب بھوکے پیاسے ہین کسی کو تشنہ اور گرسنہ قتل نہ کرنا چاہیئے اور یہ تشتریان تین تمھین عنایت فرمائی ہین اور قسم دی ہی کہ ابھی کھانا جلاد وغیرہ نے وہ سب میوہ تقسیم کرنیکے واسطے لیا ایک ایک مٹھی جاکر سب قیدیون کو دیا کہ یہ صدق شاہ طلسم کھا لو آخر تو دم بھر مین ہلاک ہوگے وہ سب سردار مشغول بہ دعا تھے مصروف گریہ وبکا تھے میوے کو لیکر اُنھون نے پھینکدیا اور اُسی طرح دعا کیے گئے مگر یہان خمار نقلی نے اصرار کرکے میوہ قہر نگاہ اور جلاد اور غدار کو مع اُن کے رفیقون کے کھلایا بعد لمحہ کے سب کا منھ خشک ہوا قہر نگاہ نے کہا یہ کیسا میوہ ہی جسنے نشہ پیدا کیا خمار نقلی نے جواب دیا کہ افراسیاب کے باغ کا یہ میوہ ہی وہان کے درخت پانی کے عوض شراب سے سینچے جاتے ہین اسی گفتگو مین زبان اینٹھ گئی اور ہر ایک سمجھا کہ یہ خمار نہین کوئی عیار ہی جسنے بیہوشی ہمین کھلا دی یہ سمجھ کر عمرو کی جانب بنظر قہر دیکھا عمرو نے بھی آنکھین لال پیلی کین اور گھورنے لگا پھر پکارا کہ ای خیرہ سران منم سرہندہ ساحران عمرو بن امیہ ساحر یہ نعرہ سنکر اسکی طرف لپکے مگر بیہوش ہوکر گرے عمرو نے خنجر کھینچکر مارا لیکن دست گیا خطا بھی نہ پڑا سمجھا کہ انھون نے بزور سحر اپنا جسم از دھونکا بنایا ہی یہ معلوم کرکے زنبیل سے تھوڑی آگ نکالی اور کڑاہی نکالکر سیسہ گرم کرکے تینون کا منھ چیر کر پلا دیا سیسہ پیٹ مین پہونچکر تاگلو ایک سلاخ بنگیا دل وجگر انکا جل گیا تڑپ تڑپ کے ہلاک ہوگئے پھر تو آندھی سیاہ آئی اور صدائے ہولناک پیدا ہوئی آگ تھر برسے پیر پکارے کہ مارا غدار جادو اور قہر نگاہ اور جلاد جادو کو عمرو نے جال مارکر اسباب بارگاہ کا غارت کیا وہان سے بعجلت تمام بھاگا ساحر جو قیدیون پر تعین تھے غل سنکر دوڑے مگر ان تینون کے مرنے سے مسرح

اور بہار عید سحر سے چھوٹین اور سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان توڑین اسباب لیکر اپنے تئین لشکر حریف پر پہونچایا
دم بھر مین لاش پرلاش مردے پر مردہ گرایا برق محشر بصورت برق فلک کی طرف لگی اور پسر اسکا رعد جادو
زمین مین غائب ہوا پھر لشکر حریف مین نکلکر گرجنے لگا بجلی لے لگر کر خرمن ہستی کو جلانا شروع کیا کہین مہرخ
نے گولے فولادی مارے ابر گھر آیا باران کے بدلے سانپ برسنے لگے موذیون کو مار لیا کسی طرف بہار نے
عالم بہار پیدا کر کے نخل زندگی دشمنان کو بے برگ و بار کیا شمشیر جہاد کے زور سے از خود چلنے لگی دو بار نے
لگا غل و شور کا ہنگامہ قیامت تھا وہ شور کہ الحفیظ کی جا غل بیر ہر ایک کر رہا تھا نظم

تھا سحر کی جنگ کا عجب رنگ — دشمن ہوے اپنی جان سے تنگ — ظاہر تھا کہین طلسم کا ساز
آتی تھی کہین مہیب آواز — تھا ایسا غبار سحر چھایا — اندھا آئینہ جہان بنایا
ہر سو تھے پون ہراک نے بھیجے — دشمن کو پڑے تھے جی کے لالے — تلوارین چمک رہی تھین ہر سو
لہرین لیتی تھی موت کی جو — تلوار جو گذری دوش و بر سے — بوندون کی طرح سے سر تھے برسے
بھڑکر ایسی چلی تھی تلوار — تھے ملک عدم کو راہی سردار — لشکر نہ عدو کا تاب لایا
لڑنے سے ہراک نے جی چھپایا — بھاگے ہر ایک جی چھپا کر — مہرخ سب کو پھری بھگا کر
برباد ہوا حلال دشمن — غارت کیا سارا مال دشمن — اسوقت عمرو نے کی ملاقات
خوشنود ہوے وہ سب نکو ذات — القصہ بھون کو وان سے لیکر — لشکر کی طرف پھرے دلاور

عمرو نے بعد فتح لوٹ مار کر سب سردارون سے کہا کہ اس لڑائی کی خبر شاہ طلسم کو ہوگی کوئی دم مین
آفت آئیگی یہان ٹھہرنا مناسب نہین تم سب فرداً فرداً بھاگ کر لشکر کی طرف جاؤ مین بھی آتا
ہون بنا بر حکم عمرو کے سردار پرواز پیدا کر کے اڑے بعضے زمین مین غرق ہو کر چلے عیار بھی کوئی کسی طرف
اور کوئی کسی سمت بھاگے عمرو بھی ایک طرف بھاگ کر روانہ ہوا لیکن افراسیاب کا حال سنیے کہ یہ
دم سحر آئینہ سحر مین آکر جلوہ گر ہوا اہل دربار حاضر ہوے پایہ بپایہ تمام سردار بیٹھے اُنسے گویا ہوا کہ
اب کوئی لمحے مین سر باغیون کے آیا چاہتے ہین ہنوز یہ کلمہ ورد ہان تھا کہ دو طائر ایک اُن مین
سبز اور ایک سرخ رنگ تھا سامنے آئے اور بزبان فصیح گویا ہوے کہ ای شہنشاہ عمرو دریاے سحر کے
پار اُتر گیا اور اُسنے غدار وغیرہ کو ہلاک کیا قیدی سب رہا ہو گئے لڑائی ایسی ہوئی کہ بہت سا حریفون
سے حضور کے کام آئے یہ خبر عرض کر کے طائر نظر سے غائب ہو گئے اور افراسیاب براہ تاسف
دست افسوس ملنے لگا زانو پر ہاتھ کئی بار مارا اور پکارا کہ اس عیار نے ذلت پر ذلت دی ای اور مین
یہ حیران ہون کہ یہ عیار خداوند کے یہان گیا تھا حمزہ اگر چھڑا لے گیا تھا یہ طلسم مین کیونکر آیا اور

پھر طلسم باطن مین کیونکر پہونچا اگر یہ کہا جائے کہ انظار جادو کے ساحرون مین ملکر یہان چلا آیا تو پھر اب دریاے سحر کے پار اُسے کس نے پہونچایا اسمین کوئی ساحر واقف کار جلیل رتبہ میرے یہان کے سردارون مین سے اُسکا شریک ہوا ہی بغیر اس امر کے جانا اُسکا ممکن نہ تھا خیر اب دریافت کرکے اس طرح سزا دون گا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اسکے حال پر گریہ کرینگے یہ کہکر برہم ہوکر آئینہ سے غائب ہوگیا اہالیان دربار ساحران نامدار کانپنے لگے کہ اب دیکھیے اس جرم کے عوض کس پر آفت آتی ہی اُسوقت کے دربار مین مخمور بھی حاضر تھی شاہ طلسم کی گفتگو سُنکر تھرانے لگی مگر پھر دل کو قوی کرکے سوچی کہ جسوقت تجھسے کچھ پوچھے تو بھی برابر سے سوا بجواب کرنا کچھ اسکی زر خرید تو ہی نہین یہی نہ وہ بادشاہ ہی تو رعیت ہی پھر خدا کی جو مرضی اور مقدر کا جو لکھا آخر یہ سوچکر بعد غائب ہونے شاہ طلسم کے آئینہ سے یہ بھی اپنے گھر مین آئی اور سحر کا اسباب نکالا سب کو دیکھا بھالا کہ شاہ طلسم سے لڑونگی

داستان افراسیاب کا واسطے گرفتار کرنے عمرو کے طلسم بنانا اور عمرو کا قید ہونا اس طلسم مین اور مکاری کرکے چھوٹنا اور مخمور کا حال کھلنا اور شریک عمرو ہوکر لشکر مہرخ مین چلے آنا اور عیاری عیارون کی پے در پے کرنا ساحرون سے واسطے مخمور کے

نازون کے اُٹھانے والے ساقی	رندون کے چھکانے والے ساقی	اللہ رکھے تجھے سلامت
رندون کے ہی دلکو تجھسے راحت	آباد تجھی سے انجمن ہی	آرائش محفل سخن ہی
پھر زندہ ہوے ہین تیرے بیتاب	ایک اور دے جام بادۂ ناب	وہ جام کہ جسپہ جان ہی قربان
وہ جام کہ جس سے نکلین ارمان	وہ جام جو رشک جام جم ہو	وہ مے کہ نہ جسکا نشہ کم ہو
وہ نشہ کہ جو دکھاے نیرنگ	تقریر مین ہو طلسم کا ڈھنگ	دل مین ہی بھری اُمنگ ساقی
سوجھی ہی نئی ترنگ ساقی	کرنا ہی مجھے طلسم کی سیر	دیدے مجھے جام خم کی ہو خیر
سب چھوڑکے اپنا تنت منڈا	ساقی مین گدا ہون تیرے در کا	وہ آج پلادے جام ساقی
جس مین کہ ہو تیرا نام ساقی	اقلیم سخن کو مین کرون سر	مداح رہین مرے سخن ور
تحریر مین میری ہو وہ افسون	ہر لفظ پہ سامری ہو مفتون	رنیت وہ باغ کامرانی

ای جاہ سنے مری کہانی	وہ پھول جھڑین مری زبان سے	ہر صفحہ نہ کم ہو بوستان سے
مشتاق ہین اہل بزم ای جاہ	سب دیکھ رہے ہین دیر سے راہ	آغاز بیان کر دہان سے
رونق دہ سخن کو داستان سے	از نخل قلم گل معانی	شگفتہ شود بہ خوش بیانی

گلگونہ کشان عارض شاہد بیان وآرایش دہندگان عروس داستان پیرایہ رنگین حال گرانمایہ تقریر یا تمکین سے بالاے والاے محبوب قسوید کو اس طرح مزین و مجلے فرماتے ہین اشتیاق مشتاقان دلدار فسانہ بڑھاتے ہین کہ جب افراسیاب بادل بیتابی منہ سحر سے حیران ہو کر غائب ہوا اور دریاے سحر کے پار اُترا تو لشکر مہرخ سے تا ساحل دریاے سحر افسون پڑھکر ایک طلسم باندھا کہ اسمین وہ کیفیت پیدا ہوئی جیسے طلسم ہوشربا مین طلسم ظاہر اور باطن بنا ہی ساحران نامی کو طلب کر کے اس طلسم مین مامور کیا اور آپ نظر سے غائب ہوا مگر جب اُسنے طلسم کو تعمیر کیا اسوقت مہرخ اور مطیع اور شریک اُسکے کہ بزور سحر بھاگ کر چلے تھے لشکر مین آ گئے مہرخ نے پراگندہ لشکر کو اپنے آکر جمع کیا بارگاہ برپا کرائی بازارین لگین لشکر مقابل فوج حیرت اور مصور اُترا فتح کی خوشی مین جشن کی بنیاد کی نغمہ تہنیت مغنیون نے آغاز کیا حیرت کو اُنکے چھوٹ آنے سے بڑی حیرت تھی اسوقت صرصر مع عیار بچون کے حاضر ہوئی اور سب ماجرا جنگ جدال اور رہائی مجرمان کا عرض کر کے کہا شہنشاہ اس بار تشریف لائے اور باغ عشرت مین گئے ہین آپ بھی تشریف لے چلیے حیرت نے کہا مین اس فکر مین ہون کہ اگر شہنشاہ اجازت دین تو لشکر اعدا کو لڑکر ہلاک کرون دوسرے شہنشاہ کے بغیر طلب مین کہین نہ جاؤن گی صرصر یہ باتین سُنکر خاموش ہو رہی مگر اب کیفیت سُنیے کہ عمرو اور دوسرے عیار جو روانہ ہوے تھے صحرا مین ٹھہرتے ہوئے لشکر کی طرف چلے ان سب کو اتنا عرصہ آنے مین ہوا کہ افراسیاب طلسم بنا گیا سب اس طلسم کے اندر رہ گئے اس طلسم کا ماجرا سنیے کہ عمرو صحرا مین چلا جاتا تھا اُسنے دیکھا کہ چار سمت بڑے بڑے پہاڑ ہین اور سب کے درے بند ہین لیکن ایک کوہ مین درہ کھولا ہوا ہے عمرو اس درہ مین داخل ہوا جب درے سے سر بدر کیا صحراے لطیف و سرسبز دیکھا جس مین دو قصر بلند ایک دست راست اور ایک دست چپ کی جانب تعمیر تھے آرایش اور زیبایش مین پری کی تصویر تھے مانی اُنکے نقش و نگار پر اثر رنگ نثار کرے اور بطلیموس محیط اُسکی جہات پر قربان فرمائے وہ قصر ہاے دلکشا بے قصور رشک دہ کاخ آسمان تھے جسکے ثنا خوان حور و غلمان تھے آستان کو اُنکی اگر فلک سے مشابہت دیجائے تو احسان چرخ پر کیا جائے اور ہلال کو اگر محراب در سے شابہ کیا جائے تو نظر سے وہ بدر کامل بنے ہر سمت اُن مکانون کے پردے پڑے تھے اطلس چرخ کو شرماتے تھے

چھتین منقش و رنگین لگی تھین داغ وہ بہشت برین تھین ہر والان کے سامنے سائبان دریفتی لگے تھے
تگیرے بادلے کے با سلک گوہر استادہ تھے اور ستون ہر ایک الماس نگار تھا سراسر جواہر نگار تھا
کرورون روپے کا مال و اسباب اسمین دھرا تھا شیشہ آلات موقعہ سے سجا تھا کہ ابیات

وہ مکان غیرت گلستان تھا	قصر جنت سے بڑھ کے سامان تھا
چشم عاشق ہر ایک حلقۂ در	دل رضوان نثار تھا اسپر
پردۂ چشم عاشقان پردے	راز دل کی طرح سے بستہ تھے
دخل بے رونقی کو وان کب تھا	شیشہ آلات نور کا سب تھا

عمرو نے وہان کے سامان کو دیکھکر دل سے کہا کہ ؎

انچہ نصیب است بہم میرسد	ورنہ ستانی بہ ستم میرسد

ان مکانون مین جو مال ہی وہ تیرے ہی لیے خدا نے رکھوایا ہی پھر ع خدا دیوے جسکو وہ کیونکر نہ لے
لو پوچھنا کون ہی بسم اللہ کر دیہ سوچکر اندر مکانون کے گیا کوئی وہان مالک اور چوکیدار و پاسبان
نہ دیکھا جال لیا سی مار کر سب اسباب مع چھت اور پردے اور قلمین اور میز اور کرسی وغیرہ نذر
زنبیل کر کے آگے کا راستہ لیا یکایک صدا غیب سے آئی کہ کہان لیجاؤ گے اب تو پھنسے ہو اس صدا کو
سنکر بھاگا اور قریب ایک پہاڑ کے پہونچا دیکھا یہان مولسری کے درخت سایہ دار لگے ہین نظر کو
ٹھنڈک بخشتے ہین ایک درخت کے نیچے ایک ساحر تمامی کی دھوتی باندھے بیٹھا ہی جواہر کے بٹ
بازوکون پر بندھے گلے مین موتی کا مالا ہی عمرو اسکی راہ کترا کر چلا کہ یکایک زمین سے تبلی پیدا ہوئی
اور پکاری کہ ای خرسان جادو موا چوٹٹا بھاگا جاتا ہی عمرو یہ صدا سنکر سمجھا کہ اب بھاگ نہ سکوگے
چلو اس ساحر کا بھی مال لو اپنے تئین قید کرا دیگا چارہ سوائے اسکے نہین جو مرضی خدا کی یہی سوچتا
ساحر کے پاس پہونچا اور حرف زن ہوا کہ ای بھائی تم کون ہو ساحر ہنوز جواب دینے نہ پایا تھا کہ تبلی
بولی کہ اسی مونڈی کاٹے نے سارا مکان طلسم لوٹ لیا چور تو اسباب اور روپیہ وغیرہ لیا ہی اسنے
چھت کے پردے تک اتار لیے خرسان نے یہ ماجرا سنکر چاہا کہ عمرو کو گرفتار کرے اس نے کہا اندھے
تو پچانتا بھی ہی وہ چور کوئی اور ہوگا مین ساہوکار ہون خرسان نے کہا یہ تبلی تجھی کو بتاتی ہی عمرو
نے جواب دیا کہ یہ قحبہ جھوٹی ہی خرسان نے کہا مین نہین مانتا ساحر کی تبلی جھوٹ نہ بولے گی یہ کہکر ایسا ساحر
کیا کہ عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے عمرو نے کہا بھائی جان یہ تبلی سچی ہی مین بھی سچا ہون ساحر نے
پوچھا تو کیونکر سچا ہی عمرو بولا کہ میرا حال سنو مین چھ لاکھ روپیہ کا قرضدار ہون اور خداوند سامری

وجمشید سے دعا کرتا تھا کہ مجھے مال ملے میری دعا قبول ہوئی اور یہ دو مکان مال سے بھرے خداوند نے مجھے عطا فرمائے پھر اسمین تیلی کے اور تیرے باپ کا کیا اجارہ ہی اور مجھے تو نے کیون قید کیا ہی خرسان اس تقریر کو سنکر ہنسا اور گویا ہوا کہ خداوند چاہتے تو دو تین پہاڑ سونے کے کر دیتے تجھے اپنے خزانہ غیب سے دیتے پر یا مال خداوند دینے والے کون تھے تو سراسر دروغ کہتا ہی عمرو نے کہا اچھا خفا نہو جو کچھ مین نے لوٹا ہی وہ سب ایک غار مین رکھ آیا ہون تم چلکر لو خرسان چلنے پر راضی ہوا تھا کہ وہی چلی بولی ارے موے کیون فقرے دیتا ہی مکاری کرتا ہی غار مین تو مال اسباب کب لے گیا تو وہین میرے سامنے سب کھا گیا جو کچھ تھا وہ تو نے اپنے پیٹ مین رکھ لیا ای خرسان تو اسکے دم مین نہ آنا نہین یہ مردا تجھے ایسا نہو ضرر پہونچائے خرسان بولا ای تیلی کیا بکتی ہی بھلا یہ چھت پر دے کرسی میز وغیرہ کیونکر کھا گیا تیلی بولی کہ سامری کی قسم مین سچ کہتی ہون سب اسباب اسنے پیٹ مین رکھ لیا ہی عمرو نے کہا ای خرسان تجھے قسم جمشید کی ہی سچ کہ کہین انسان بھی اتنی بڑی چیزین کھاتے ہین بھلا یہ مال زادی تیلی جھوٹی ہی کہ سنین خرسان کہ حیرت ناک تھا بولا کہ تو سچ کہتا ہی اچھا چل مین تیرے ساتھ چلتا ہون یہ کہکر ساتھ ہوا بحر اپنا عمرو پر سے دفع کر دیا عمرو اسکو ایک غار پر لایا اور کہا اسمین اتر وہ اترنے لگا عمرو نے پشت پر سے خنجر ایسا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا غل اور شور ہوا کہ کشتی ساحر خرسان را عمرو نے اسکے بت وغیرہ جھولا بحر کا لے کر آگے کا راستہ لیا کہ یکایک آواز مہیب آئی اور ایک ساحر اور پیدا ہوا عمرو کو اسنے بزور بحر گرفتار کیا اور لیکر چلا اسوقت اور عیار بھی اس طلسم مین پھنس گئے ہین اُن مین سے مہتر قران ادھر آنکلا اور عمرو کو گرفتار دیکھ کر اپنی صورت مثل ایک ساحر کے بنا کر اس ساحر کے پاس آیا اسنے پوچھا تو کون ہی جواب دیا کہ جو ہین سو ہین تجھے کیا اپنی فکر کر دیکھ پیچھے تیرے کوئی کھڑا ہی اور تجھے مارا چاہتا ہی اسنے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا قران نے بغدا مارا کہ سر کے سو ٹکڑے ہوے تڑپ کر یہ بھی ہلاک ہوا آندھی آئی صدا پیدا ہوئی کہ مارا خون ریز جادو کو عمرو نے قران کو گلے سے لگایا اسنے کہا استاد سب طرف پھرتا ہون راستہ نہین ملتا ہی اور میرا دل خوف سے از خود دھڑکتا ہی پریشان پھر رہا ہون خدا بچاے معلوم ہوتا ہی کہ طلسم مین پھنس گئے ہین یہ کہتے کہتے ایکبار جست کر کے بھاگا اور درہ کوہ مین جا کر غائب ہو گیا عمرو حیران ہوا کہ کوئی آگے نہ پیچھے یہ کیون بھاگ گیا اسی سوچ مین تھا کہ ایک ساحر نے آکر سلام کیا اور کہا ای عمرو تو کیا تمام عالم کو مار ڈالے گا ارے ظالم تو ذرا تو رحم کر اور یہ مقام ساحرون سے بھرا ہی تو کہانتک قتل کریگا مثل مشہور ہی سو دن سنار کی تو ایک دن لوہار کی کبھی نہ کبھی تو بھی دھرا جائیگا عمرو اسکی تقریر

سنکر سوچا کہ یہ اچھے ناصح مجھے ملے انسے کچھ کہو سنو نہین اپنا کام کرو یہ سمجھکر گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا اور دور جاکر گلیم اتارکے آگے بڑھا یہان تک کہ ایک جنگل مین پہونچا دیکھا کہ یہ صحرا تمام ریگستان ہی اور جہان سے یہ ریگستان آغاز ہوا ہی وہان ایک تختہ آئینہ کا دیا ہوا ہی اور سب طرف سے راستہ بند ہی عمرو گھبرایا کہ اب کدھر جاؤن ناچار جست کرکے اس آئینہ کو پھاندکر ریگستان مین آیا واضح ہو کہ افراسیاب نے جو طلسم بنایا ہی یہ اسکا باطن ہی یہان سے نکلنا بغیر طلسم مٹائے افراسیاب کے ناممکن ہی عمرو اس ریگستان مین پریشان و برباد پھرنے لگا اور بگولے کی طرح چکر کھاتا تھا جدھر جاتا تھا راہ نہ ملتی تھی دل سے کہتا تھا آج تو پھنسا وہ ساحر جو نصیحت کرتا تھا سچ کہتا تھا شاید درپردہ یہی خبر دیتا تھا کہ تو ایسے مقام پر جانے والا ہی جہان قید ہوجائیگا غرضیکہ اور تھوڑی دور جوگیا زبان شدت تشنگی سے باہر نکل آئی زنبیل سے پانی نکالکر پیا پانی پینے سے اور زیادہ پیاس معلوم ہوئی اپنے حال پر اشک حسرت بہانے لگا اور سوچتا تھا کہ ای عمرو پانی کہان تک زنبیل سے نکالون مفلس ہوجاؤنگا حمزہ جب کبھی صحرا مین پیاسا ہوتا تھا تو ایک جام آب سو لاکھ روپیہ کو مین بیچتا تھا آج افسوس ہی کہ زنبیل سے پانی کیسا کھانا بھی نکالنا پڑیگا لاکھون روپیے کا نقصان ہوگا اسی اندیشے مین چلا جاتا تھا مگر پیاس بری چیز ہوتی ہی! بکی بار برف مین جھلی ہوئی صراحی پانی کی نکالی اور پانی پیا اوّل سے بھی زیادہ پیاسا ہوا بلبلا کر بھاگا دیکھا ایک جگہ چند درخت گنجان لگے ہین پہنچے اُسکے سبزہ اُگا ہی نظر کو تراوت بخشتا ہی عمرو اس سبزہ پر آکر گر پڑا کچھ پیاس کو کمی ہوئی ہوا ٹھنڈھی جسم کو لگی ذرا حواس درست ہوے ایک طرف جو نگاہ اُٹھاکر دیکھا ایک دیوار گنگا جمنی سونے چاندی کی معلوم ہوئی اُسمین دروازہ بھی سونے کا لگا تھا اور دونون پٹ مین اُسکے آئینے نصب تھے جیسے کھڑکیان ہوتی ہین اندر اس چار دیواری کے باغ لگا ہوا ہی عمرو اُٹھ کے چلا کہ دیکھون یہ باغ کسکا ہی جب قریب درکے پہونچا آئینون مین سے دیکھا کہ باغ بہشت آئین بصد خوبی و طراوت لگا ہی کہین نرگس شہلا کہین سنبل پیچیدہ ہی نہرین لہرین لے رہی ہین متوالون کی طرح جھومتی ہین کسی طرف شاخ گل پر بلبلون کا ہجوم ہی ہر سمت آمد بہار کی دھوم ہی وسط باغ مین چبوترہ بلور کا ہی نگیرا استادہ ہی چار سو کلس یاقوت کے اُسپر چڑھے نیلم کے طاؤس کلسون پر بیٹھے ہین اُنکی منقارون مین موتی کے مالے ہین نگیرے کی چولون مین جواہر کے آویزے ہین گوہر کی جھالر چار طرف لٹکتی ہی ہوا سے لہرین لیتی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ بحر گوہر باب و تاب موج مار رہا ہی بیچ نگیرے کے فرش مشجر کا بچھا ہی مقیش اُسپر کترا ہوا ہی فرش پر تخت آراستہ ہی اُسپر افراسیاب جلوہ فرما ہی اس بہار اور آرایش کی نسبت یہ کہنا زیبا ہی کہ بہ مقتضاے قصیدہ

سحر بہار کے چھینٹون مین آگئی یہ لپٹ — کہ صاف چاند سے مکھڑے کے کھل گئے گھونگٹ
ہوا دماغ مین باد بہار کے یہ بھری — تو خوب پھولونکی چھڑیان چلین ہان سرپٹ
صبا کے جھونکے سے کچھ ڈالیان جو لہرائین — کہ گھوڑیان عربی جائین جس طرح سرپٹ
یکایک ایسا ہی عالم ہوا کہ عقل کے — اکھاڑے پریون کے آکے اُترے جھٹ پٹ
نظر پڑا تھا جو بلور کا احاطہ ایک — سکان واں کے مرصع عجیب اک جگھٹ
ستون ہیرے کے ہر سمت مشک بیز تمام — انوکھے ڈول کے دیکھے چھپر کھٹ و چوکھٹ
ہزارون رنگ کے فوارے گوہر افشان تھے — ہر ایک جا پہ پری پیکرون کے غٹ کے غٹ
چھتون مین موتیون کی جھالر اور تمامی کا فرش — سب ایک ڈال مرد کے وان کیواڑ اور پٹ
کسی مین پارۂ الماس کے لگے کنڈے — جڑی ہوئی کہین یاقوت سرخ کی چوکھٹ
لگے ہوے گہر شب چراغ اکثر جا — تجلی اُنکی کہ اک نور کی تھی پھیلاوٹ

عمرو اس سامان کو دیکھکر سمجھا کہ تیری گرفتاری کے لیئے یہ سب تدبیر کی ہی افراسیاب بیٹھا ہی تم یہان ٹھہرو ہر چند مال و اسباب کا یہان کے ضرر نقصان عظیم ہی لیکن خوف و بیم ہی لعنت بھیجو بھاگ چلو یہ سوچکر جست و خیز کرکے صحرا کا راستہ پکڑا کوسون نکل گیا سوائے اس ریگستان کے اور کچھ نہ دیکھا اسوقت رجوع قلب سے پکارا کہ یا حضرت خضر آپ کہان ہین راہ بتایئے حضرت خود تو راستہ نہین بھولے ہین یہ کیا ماجرا ہی اسی طرح جب اور آگے بڑھا جنگل تپنے لگا آفتاب عازم برج حمل ہوا اور تمازت سے جسم جلنے لگا نظم

اُس دشت مین برستگ دود — یا ریگ روان تھی یا وہ رود — سایے کو پتا نہ تھا شجر کا
عنقا تھا نام جانور کا — مرغان ہوا کے ہوش اڑی — نقش کف پا تھی ریگ ہی

عمرو پسینے مین غرق تھا اور پسینا بہکر جو زمین پر پہونچا تھا تو خاک پر پتلا بصورت عمرو بنگیا تھا اس مصیبت مین تو گرفتار تھا ہی اُسپر اور طرہ یہ ہوا کہ ایک طاؤس زرین بال مرصع دم اڑتا ہوا آیا اور پکارا کہ مجھے بڑی شدت سے بھوک لگی ہی اور پیاسا بھی ہون یہ صدا دے کر غائب ہوگیا اسکے اس کہنے نے وہ تاثیر کی کہ عمرو مارے بھوک کے بیتاب ہوگیا اور بلبلا کر ہر سمت درختون کو دیکھا کہ پتیان کھاؤن مگر وہانکے درخت کیا جو ایک آدھ تھا بھی تو لنڈ منڈ سوکھا ڈنڈا اسوقت بناچاری زنبیل سے روٹی نکالی چاہا کھائے روٹی باہر زنبیل کے جب آئی مٹی ہوگئی حیران ہوکر پھینکدی کہ یہ روٹی کیا خاک کھاؤن اور پھر زنبیل مین ہاتھ ڈال کر گویا ہوا کہ دادا جان یا جناب

ابوالبشر لشکر جلاد مین جو مٹھائی مین نے لوٹی ہی وہ عنایت فرمایئے کہ تازی ہرنی الفور مٹھائی زنبیل سے نکلی مگر جب ڈلی منھ مین رکھی مٹی ہوگئی منھ کڑوا ہوگیا تھوک دی اسی طرح جب پیاس کی شدت ہوئی پانی زنبیل سے نکالکر پیا اور زیادہ گرمی معلوم ہوئی اُٹھکر پھر اور طرف بھاگا کہ شاید کہین پناہ ملے مگر پناہ ملنا کجا اب کی ایک ایسے دشت ہولناک ومہیب ووحشت خیز مین جا پڑا کہ جہان بگولہ دیو کی صورت تھا دشت میدان قیامت تھا وزے غول بیابان بنکر آنکھین دکھاتے تھے کانٹے زبان دراز ہوکر کج بحثی پر آمادہ تھے جیب ودامن سے خواہ مخواہ اُلجھتے تھے دل کے پھپھولے پھوڑنا کیا حرارت سے اور زیادہ چھالے پڑتے تھے الحفیظ والامان وہ گرمی وہ تابش وہ لون کہ باد سموم جسکی دہشت سے روان دوان سمندر کا دل اُس جا بیتاب تھا شعلہ بیقرار مثل سیماب تھا ہر جھونکا ہوائے گرم کا دوزخ کی لپٹ سے کچھ کم نہ تھا کہ ابیات

دیکھا تو عجب مقام دیکھا	سامان خزان تمام دیکھا	چٹیل میدان پیڑ سوکھے
پھرتے تھے درندے پیاسے بھوکے	پت جھڑ کے دن غضب کے ایام	جنگل بیابان دشت ناکام
زردی ہر پیڑ سے نمودار	جیسے یرقان کا ہو آزار	وہ دشت کہ جس مین دم پہ بنجائے
آکے ہوا بھی ٹھوکرین کھائے	وہ ریگ روان کہ اللہ اللہ	اک گام مین طی عدم کی ہو راہ
سب پر جو غم خزان تھا طاری	پوشاک درختون نے اُتاری	کانٹے سوکھی زبان دکھاتے
ہر سمت بگولے خاک اڑاتے	وہ دشت کہ جسمین قصہ کوتاہ	تھے دیکھتے غول خضر کی راہ
جلتے ایسے وہان کے کنکر	چنگاریان تھین قدم قدم پر	اکڑتے تھے جز رو زرد پتے
کانٹون نے لیے ہوا کے لتے	جو گھانس زمین مین وہان تھی	سوکھی کسی پیاسے کی زبان تھی
سوکھے ہوے پیڑ کھڑکھڑاتے	آواز سے تھے وہ سر پھراتے	چلتی تھی غضب ہوائے وحشت

آخر ایک جگہ تھک کر فرط تشنگی اور شدت گرسنگی سے گر پڑا اور غش آگیا اُسوقت از خود جسم مین سردی معلوم ہوئی اُسکی آنکھ کھل گئی دیکھا زمین شق ہوئی اور ایک عورت نکلی کہنے لگی اے عمرو یہان سے اُس باغ کے در پر جا جہان شہنشاہ تشریف فرما ہین اور وہان پکار کر کہ صدقہ افراسیاب کا روٹی دو تو تجکو کھانا ملے گا اور پیاس بجھے گی عمرو نے دل مین کہا اب مجھے صدقہ افراسیاب کا کہنا پڑا اور ایک آہ سرد کھینچکر فلک کو دیکھا اور رویا ناچار بموجب اسکے خسہ

سچ کہا ہی کچھ نہین اسکا علاج		آدمی جیتا نہین ہی بن اناج	
بھوکھ مین رہتی نہین کچھ شرم لاج		آنکہ شیران را کند روبہ مزاج	

	احتیاج است احتیاج است احتیاج	

وہان سے اُٹھکر کراہ کراہ بنالہ وآہ قریب اُس باغ کے آیا وہان افراسیاب نے دو کنیزون سے کہا عمرو تو آتا ہی جاؤ اُسکی خبر لو اور اُسکا حال زار دیکھو مجکو اُس سے کچھ دریافت کرنا نہوتا تو اسی جنگل مین تھکا اور بھکا کر اُسکو مار ڈالتا اب جب تک طلسم ہوش ربا ہی جبتک میری زندگی باقی ہی اور جب میری زندگی ہی میرا بنایا ہوا طلسم بغیر میرے مٹائے نہ مٹیگا اور عیار یہان سے رہا نہونگے یہ کہکر کنیزون کو روانہ کیا لونڈیان بنا بر حکم در باغ پر آئین اور عمرو کو دیکھکر ہنسین پوچھا رے تو کون ہی یہان کیون آیا ہی عمرو کو اسوقت اپنا نام بتاتے غیرت آئی کہ عیار حمزہ ہوکر اس ہیئت سے یہان وارد ہون کیا اپنا نام بتاؤن بس کہنے لگا میرا نام کیا پوچھتی ہو مسافر ہون غریب الدیار ہون مبتلاے آفت روزگار ہون بھوکھا پیاسا خستہ وخراب ادھر آنکلا ہون نظر ترحم کی تم سے امید رکھتا ہون کنیزون نے مسکراکر باہم چشمک کی کہ کیا غریب اور مسکین بنتے ہین گویا کچھ جانتے ہی نہین نکے چالتے پیڑ تک باقی نہین رہے اور ان کے کاٹے کا منتر نہین ہی غرض کہ عمرو سے گویا ہوئین کہ جب تک تم اپنا اصلی نام ظاہر نہ کروگے یہان سے کوئی رعایت تمھاری بنسبت عمل مین نہ آئیگی ہر چند کہ ہم جانتے ہین کہ تم وہ ذات شریف ہو کہ ہر دیار وامصار مین نام تمھارا مشہور ہی اور ساحرون کے قلب پر لکھا ہی مگر نام پوچھنے کے لیے حکم شہنشاہ ہی اگر نام بتاؤ تو روٹی پاؤ روٹی ملے آسودہ ہو عمرو یہ تقریر سنکر سمجھا کہ افراسیاب کو مجھے ذلت دینا منظور ہی ورنہ یہ سب مجکو پہچانتی ہین پھر کچھ ہی کیون نہ ہو تو بھی اپنا نام نہ بتاکہ بموجب مطلع

	عدو سے دل نے جھکایا تھا جانمن مجکو		اگر سنبھال نہ لے میرا بانکپن مجکو	

اسی فکر مین تھا کہ خدائے تعالی کو بات رکھنا تھی دو کنیزین اور باہر نکلین اور کہنے لگین کہ شہنشاہ سلطان عمرو کو یاد فرماتے ہین ارشاد کیا ہی کہ نام ونشان کی پرسش نہ کرو یہان اسکو لے آؤ عمرو یہ سنکر خائف ہوا کہ دیکھیے یہ ناہنجار میرے ساتھ کیا کرتا ہی مین نے صدہا ساحرون کو مارا اُسے کئی بار ذلت دی معشوق کا اسکے سر مونڈا بہت ساحرون کو اُس کے اپنا مطیع بنالیا اب جو کچھ بدی یہ میرے ساتھ نہ کرے وہ تھوڑی ہی آج تو پھنسا بہت بُری جگہ ہی کہ یہان سے نکلنا دشوار ہی زہنیل کھانے پینے کی مدد نہین کرتی خیر جو مرضی میرے رب کی آج یا تو مین نہین اور میری بات نہین یا یہ مسخرا افراسیاب نہین دل سے یہ مشورہ کرتا باغ مین آیا کہ ابیات

	پژمردہ کیا میان گلزار		ہر گل نظر آیا صورت خار	
	غنچہ نے چٹک کے منھ چڑھایا		سنبل نے اُلجھ کے پیچ کھایا	

	ہر سر دنے بل لی اکڑ کے		سبزے نے کڑی کی پانون پڑ کے

آخر سامنے تخت افراسیاب کے آیا اور اُسکو تسلیم کی اُسنے بھی بطور مزاج پرسی پوچھا کہ کیون خواجہ سلامت مزاج آپ کا اچھا ہی عمرو نے کہا ہزار شکر ہی اُس رب اکبر کا جو مجھے یہان لایا ہی افراسیاب گویا ہوا کہ ای عمرو مین تجھ سے ایک بات پوچھون تو سچ بتلا دیگا عمرو نے کہا آپ مجھے جھوٹا جانتے ہین مین کہتا ہون کہ اپنی ساری عمر مین مین نے کوئی لفظ جھوٹ کہی ہی نہین اچھا پوچھیے جو کچھ مین جانتا ہون گا عرض کرونگا آیندہ ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہی شاہ طلسم نے کہا اگر تو سچ کہدیگا تجھے اپنے سحر سے رہائی دونگا ورنہ یونہین بھوکا پیاسا رکھکر ہلاک کرونگا کیا ممکن جو میری زندگی مین تجھے کوئی چھڑا سکے عمرو نے کہا دھمکا کے مار ڈالیے گا یا پوچھیے گا کہ تو دیا جو کچھ ہمکو معلوم ہی اور جانتے ہین بتلا دینگے خیر آپ کو یقین نہین تو جھوٹ ہی اب بتلا ئینگے ہمسے نہ پوچھیے افراسیاب نے کہا نہین تو سچا ہی مین نے بنا بر احتیاط تجھسے ایسے کلام کیے اب مجھے پوچھنا یہ ہی کہ تجکو دریاے سحر کے پار کس نے اُتار دیا اور تو کوہ عقیق مین خداوند کے پاس کر طلسم مین کیونکر آیا عمرو نے یہ کلام سُنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا ای شہنشاہ یہ امر تو لائق پوشیدہ کرنے کے نہین آپ ناحق مجھ سے شرطین کرتے تھے مین پیارا بندہ اپنے خدا کا ہون جب مین اس پار آنے کے لیے عاجز ہوا اپنے خدا سے دعا کرنے لگا اُسنے ایک حور جنت سے بھیجدی اُسنے مجھے کاندھے پر سوار کر کے اس پار اُتار دیا افراسیاب نے پوچھا کہ تیرا خدا کون ہی یہ سُنکر عمرو خوب ہنسا اور کہا مین نے بارہا عرض کیا ہی کہ زمرد شاہ باختری یعنے خداوند لقا کا مین فرشتہ قدرت ہون اور طلسم مین مجھے خداوند نے ملک الموت بناکر روانہ فرمایا ہی اور پھر آپ پوچھتے ہین کہ تیرا خدا کون ہی ای وہی ہمارا ایک خدا ہی آج اُسکا کوئی ثانی نہین اور نہ شریک ہو سکتا ہی اور مین سچ کہون اسی ایک خدا کو مین مانتا ہون اور سجدہ کرتا ہون اور پونے دو سو خداؤن کا مین قائل نہین اور آپ کیا جانیے خداوند کے اور میرے کیا راز و نیاز ہین اب اسوقت مین کہتا ہون خداوند کو پرستش کرنا سامری و جمشید کی بُری معلوم ہوئی مجھے حکم دیا کہ جاکر پرستاران غیر معبود کو قتل کر بظاہر خداوند باتین مہربانی کی فرماتے ہین مگر تم لوگون سے خوش نہین خوشنود اس سے ہین جو انھین کو بذات واحد مانے کیونکہ خداوند کا قول ہی کہ جو خدا مر گیا اُسکی خدائی بھی مر گئی اور ای شاہ جاودان بھی تو سہی کہ مین چھٹانک بھر کا اور تو ہزار من کا میرا تیرا مقابلہ کیا یہ خداوند کی ناراضی کا باعث ہی جو مجھ کو تجھپر غلبہ ہو جاتا ہی افراسیاب یہ باتین سُنکر بولا کہ جو کچھ تو نے کہا ہی یہ سب صحیح اور درست ہی اب بیان کر کہ حور جنت تجھے دریاے سحر مین غوطہ مار کر اُس پار لے گئی یا اُڑکر اُسنے ادھر پہونچا دیا عمرو نے کہا

جب حور اپنی پیٹھ پر لاد کر لے چلی تو بیچ دریا مین آکر اُسنے غوطہ لگایا مین نے دیکھا کہ نالہ خون کا بہ رہا ہی اور مین اسمین ڈوبنے لگا اسوقت ایک کشتی پیدا ہوئی خداوند لقا اُسپر سوار تھے انھون نے مجکو اس نالے سے نکالا اور ناؤ پر بٹھا کر پار لے چلے مجکو ایسی بدبو اور تعفن خداوند مین آتی ہوئی معلوم دی کہ دماغ میرا پراگندہ ہوگیا اور مین بیہوش ہوگیا پھر جو میری آنکھ کھلی تو اپنے تئین پار دیکھا افراسیاب نے پوچھا کہ خداوند مین بو بدکیون آتی تھی عمرو نے کہا بو آنے کا باعث یہ ہی کہ خداوند دس دس روز تک پائخانہ پھر کر آبدست نہین لیتے اور منھ تو کبھی دھوتے ہی نہین دانتون مین پھپھوندی لگ گئی ہی جب بات کرتے ہین منھ اُنکا نہین کھلتا ہی بلکہ سنڈاس کا در کھلتا ہی اور اسکا سبب یہ ہی کہ بندون کے کام سے انھین لمحہ بھر کی مہلت نہین کسی کو مارنا کسی کو جلانا کسی کو امیر بنانا کسی کو فقیر کرنا اور اسی طرح قس علی ہذا پس آپ ہی فرمایئے کہ آبدست کسوقت لین اور منھ کب دھوئین افراسیاب گویا ہوا کہ تو نے کلمات بیہودہ بہ نسبت شان خداوندی کہے مگر سچ کہا کس لیے کہ جب ہم بندے اُسکے ایک طلسم کے انتظام کرنے مین علی الدوام رہتے ہین اور منھ نہین دھو سکتے ہین پھر خداوند کو تو سارے عالم کا انتظام فرمانا مارنا جلانا روزی دینا کیونکر مہلت کوئی دم کی ہوتی ہوگی یہ سخن شاہ جادوان کہ رہا تھا کہ ایک کنیز عرض رسا ہوئی اے شہنشاہ آپ کس کی باتون مین لگے ہین یہ مکار ہی بھلا اس سے پوچھیے کہ دریاے سحر مین نالہ کہان افراسیاب کنیز پر اس بات سے خفا ہوا کہ بیہودہ تو کیا جانے جو دخل در معقولات دیتی ہی دریاے سحر مین خون تو بہتا ہی اُسی کو خون کا نالہ کہتا ہی اسمین جھوٹ کیا ہی کنیز شاہ طلسم کے تلخ بولنے سے چپ ہو رہی اور اُسنے پوچھا کہ ای عمرو یہ تو معلوم ہوا کہ مقرب خداوند تو ہی لیکن خداوند کو بظاہر تجھ سے عداوت کیون ہی اور شیطان تو تیرا دشمن جانی ہی یہ کیا معاملہ ہی اور یہ بتا کہ خداوند کو کبھی فرصت ہوتی تھی یا اب ہوتی ہی اسکا حال تجکو معلوم ہوگا عمرو نے کہا اسکا سبب مجھ سے سُنیے خداوند کو ایکبار فرصت پہر بھر کی ہوتی تھی اس مہلت مین خداوند سوچے کہ ایسا کوئی فعل کرون کہ جس سے میری خدائی مین شیطان پیدا ہو چونکہ شغل بیکاری مین اسوقت خداوند تھے فعل حرام کرنے لگے اور شیطان پیدا ہوا جب اسکو پیدا کر چکے اور وہ بندون کو بہکانے لگا اُسوقت خداوند نے چاہا کہ اسکا بھی کوئی سرکوب پیدا کرون اور وہ ایسا شخص ہو کہ مجھ سے بھی گستاخی کرے اور بمنزلہ میرے باپ کے ہو پس لاکھ برس چرخ مار کر مجکو پیدا کر کے اپنا باپ بنایا یہی باعث ہی کہ مین خداوند کی ڈاڑھی مونڈتا ہون اور شیطان سے مجھ سے دشمنی ہی کہ مین اسکا سرکوب ہون اور خداوند نے فرمایا ہی کہ ای عمرو تو میرا باپ ہی اکثر وقت مین تو مجھ پر غلبہ کریگا اور مجکو جو جیان لگائیگا ڈاڑھی مونڈیگا اب مین فی الحال اس

عہدے سے معزول ہون آج کل مجھے کشندۂ ساحران اور ملک ملوت جادوگران خطاب ملا ہی اور
اب بھی ڈاڑھی مونڈانے کی اور شیطان کو ذلت دینے کی جب ضرورت ہوتی ہی تو خداوند مجھے بلا لیتے
ہین افراسیاب یہ باتین سنکر سُن ہوگیا اور بولا کہ بھلا اب کیا کہا جائے سچ ہی کہ مشیت خداوند کوئی
پہچان سکتا ہی اچھا ای عمرو ایک بات یہ بتلا دے کہ خداوند تو تجھے اس پار اُتار گئے تو اب کیا تقدیر
فرما گئے ہین عمرو نے جواب دیا کہ اِس دن تو کچھ نہین فرمایا مگر کل ایک نامہ مجکو فرشتۂ قدرت کے
ہاتھ خداوند کا پہونچا اگر اسپر عمل کرون تو سارا طلسم برباد ہوجائے لیکن یہ بھی مجال نہین کہ مین سارے
مضمون نامہ پر عمل کرون گو کہ میرا رتبہ پیش خداوند بہت ہی مگر مین بھی غضب سے اُسکے ڈرتا ہون اگر
بالکل نہ مانون تو غضب خداوندی اور اُسکے عتاب مین گرفتار ہون افراسیاب نے کہا مضمون نامہ سے
مجھے اطلاع دے کہ کیا اسمین لکھا ہی عمرو نے کہا اس قدر راز خداوندی آج میری زبان سے نکل
گئے اب آگے بتانے کا حکم نہین ہی اور ایسی جسارت مجھے بھی نہ چاہیے اب جو کچھ تمھین میری نسبت
کرنا ہو وہ کرو اور مین بھی نامے پر خداوند کے عمل کرون دیکھون آج تم مجھپر غالب ہوتے ہو یا مین
تمھین ذلیل کرتا ہون یہ کلام سُنکر افراسیاب گویا ہوا کہ ای عمرو خفا نہو جہان اور باتین تو نے
بتلائی ہین وہان اتنی بات اور بتلا دے کہ نامے مین کیا لکھا ہی عمرو نے کہا آپ میرے پیچھے نہ پڑین
مین بتلائے دیتا ہون اسمین لکھا ہی کہ طلسم کے ساحران نامی کو قتل کرنا اور شاہ طلسم نے چونکہ ہماری
مدد کی ہی اُسکو نہ مارنا اُسکی اطاعت کرنا مجھے اس نامے پر عمل کرنے مین پس و پیش یہ ہی کہ آپ کی
اطاعت اگر کرون تو حضور مجھے اپنا دشمن صعب جانتے ہین اپنا رفیق اور مطیع کا ہیکو جانین گے
اور دوسرے جب آپکی اطاعت کرلی پھر ساحران نامی کو قتل کیونکر کرونگا اگر قتل کرونگا تو آپ
مجھے مکار اور غدار جانین گے فرمائین کہ عمرو نے مکر کیا فرمایئے ایسی صورت مین کیا کیا جائے
افراسیاب نے کہا اگر تو میری اطاعت بدل و جان قبول کرے اور نامہ خداوند پر عمل کرے بشرطیکہ
وہ نامہ مجھے بھی دکھائے تو مین تجھ سے صاف ہوجاؤن اور بہت بڑا مرتبہ تیرا کرون عمرو نے کہا
نامہ میرے پاس موجود ہی کیا آپ سے مین خلاف تھوڑی عرض کرتا ہون لیجیے ملاحظہ کیجیے یہ
کہکر زنبیل سے ایک کاغذ مثل خط کے نکالا کہ اسکے لفافہ پر مہر لقا کی ثبت تھی اور آداب اور نام
عمرو کا القاب کے ساتھ لکھا تھا غرضکہ اس نامے کو افراسیاب کے حوالے کیا اُسنے خداوند کی مہر کو
بوسہ دیا سر پر رکھا اور بڑی عظمت کے ساتھ نامہ وا کیا دیکھا کہ لکھا ہوا ہی ای عمرو تو اطاعت اور
فرمانبرداری شاہ طلسم کی اختیار کرنا اور فریب اور مکر نہ کرنا اور مسخ اور مسخ ہو اور بہار اور نافرمان اور

رعد اور برق محشر وغیرہ کو مع اپنے ساتھ کے عیار برق فرنگی وصرغام وغیرہ کو لیکر پاس شاہ جادوان کے جانا اور شاہ ساحران کو بھی چاہیے کہ حسن خدمت مین عمرو کے بہت روپیہ اسکو دے اور اسکو اچھا وسیع سمجھے اور عمرو ساحران نامی کو کہ اب وہ مست بادہ غرور ہین قتل کرے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب نے ہزار اشرفیان منگائین اور بارہ کشتیان جواہر کی اور بارہ توڑے روپیون کے اور سب عمرو کو وہ روپیہ عنایت فرمایا اور کرسی پر جواہر کی بٹھایا اور کہا جا کر اب اپنے مطیعون کو لے آ عمرو نے کہا مین صحرا سے جا نہین سکتا ہون کیونکر انھین لاؤن افراسیاب نے اسیوقت سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ تختہ آئینہ کا جو صحرائے ریگستان مین لگا تھا ٹوٹ گیا ادرا دھر اور عیار جو ہر سمت پریشان پھر رہے تھے انھین راہ ملی کہ جست وخیز کر کے کچھ عرصہ مین لشکر مہرخ مین پہونچے یہان افراسیاب نے عمرو سے کہا کہ اب راستہ کھل گیا کوئی روکنے والا نہ رہا جا کر سب باغیون کو لے آ عمرو نے عرض کیا ای شہنشاہ ایسا نہو کہ مین راستہ بھول جاؤن آپ کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ وہ مجھے تخت سحر پر بٹھلا کر پہونچا دے شاہ نے ایک ساحر کو طلب کر کے عمرو کو رخصت کیا وہ ساحر اسکو لیکر قریب لشکر مہرخ پہونچا اور کہا ای عمرو شہنشاہ سے جو وعدہ کیا ہو اسکو بھول نہ جانا اور بیٹھ نہ رہنا ورنہ شہنشاہ پھر پکڑ بلوا لینگے عمرو بولا کہ جو تمنے کہا سو کہا مگر تھوڑی ہونگے تم جاؤ مین آتا ہون ساحر چلا گیا عمرو بارگاہ مین آیا ساحرون نے نذرین دین سردارون نے استقبال کیا گلے ملے عمرو اپنے مقام پر بیٹھا مہرخ نے تصدق بہت سا اتروایا یہ تو اب فکر مین عیاری کے ہوا ادھر حال طلسم باطن سب سے کہہ رہا ہی مگر وہان افراسیاب نے نامہ حیرت جادو کو لکھا کہ ای ملکہ آج تم باغ عیش مین جا کر تیاری کر دہم بھی آتے ہین جب یہ نامہ حیرت کو پہونچا اور اسنے چلنے کی تیاری کی سب لشکر مین یہ خبر مشتہر ہوئی مہرخ نے بھی سنا کہ حیرت جاتی ہی اسنے عمرو سے کہا کہ اب یقین ہی کوئی آفت آئیگی عمرو نے کہا جیسا ہوگا سمجھ لینگے پیش از مرگ واویلا کیا ضرور ہی مہرخ نے کہا ای عمرو دریاے عقاب و دریاے سرخاب اور دریاے طاؤس سب غضب کے دریا ہین انکا حال کسی کو معلوم نہین اور دریاے خون روان تو آپ دیکھ آئے ہین اسی طرح باغات بھی شاہ جادوان کے ہین کہ انمین پتلیان مثل پریون کے کاروبار کرتی ہین اگر انھین سے ایک پتلی کو حکم دے تو ہم سب کو وہ آکر گرفتار کر لیجائے باغ عیش مین افراسیاب نے اسی لیے حیرت کو بلوایا ہی عمرو نے کہا مین وعدہ کر آیا ہون سب مخالفون کو راضی کر کے لاتا ہون یقین ہی کہ یہ اسی کی عیاری ہی خلاصہ کلام یہان تو یہ تذکرہ ہو رہا ہی اور سب عیار بھی اسوقت بارگاہ مین موجود ہین لیکن حیرت جا کر باغ عیش مین پہونچی اور آمد شاہ طلسم کے لیے اسکو خوب آراستہ و پیراستہ کرایا اسوقت سوار ہی افراسیاب کی برسے

نزک اور احتشام سے آئی کہ ستر ہزار جاودگر نیان در در گوش مرصع پوش گلنار جوڑے پہنے ہمراہ تھین اور ابر سرخ رنگ سر پر مثل چتر کے سایہ فگن تھا موتی اس مین سے برستے تھے حیرت اسکو آتے دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور باغ کی بارہ دری مین بارہ سو در بنے ہین ہر ایک در مین گھنٹے لٹکتے ہین وہ سب بجنے لگے بارہ ہزار سنکھ پھونکا حیرت نے گیارہ سو اشرفیان نذر دین افراسیاب تخت پر بیٹھا اٹھارہ سو کرسیان جواہر نگار گرد تخت کے بچھ گئین وزرا امرا حاضر ہوکر بیٹھے باغ کی نہرین مثل دریا کے ہین اسمین فوارے چھوٹتے ہین اور وہ فوارے زندہ مچھلیون کے سر سے جاری ہین پتلیان بزور بحر حسینہ و جمیلہ عورتون کی طرح ہین اور زیور پوشاک عمدہ زیب قامت فرمائے ہر سمت کار و بار مین مشغول رہتی ہین کوئی آبدار خانے مین صراحیان برف کی لگاتی ہی کوئی میخانے مین گلابیان خراب کی اور قابین کباب کی کشتیون مین آراستہ فرماتی ہی کسی کو مطبخ کا اہتمام سپرد ہی کوئی صنعت ایسی بناتی ہی کہ بہار باغ اسکے مقابل گرد ہی پریان اور حورین انکی ہر آن واد پر شیدا ہون دل و جان سے مبتلا ہون کہ نظم

جتنی تھین حسین و نازنین تھین		نازک اندام و مہ جبین تھین	
چہرہ تھا قمر ہلال بر و		عاشق کی شب مراد گیسو	
یکتا تھے چمک مین ثانت سارے		یا برج دہن مین تھے ستارے	
دیدون کی سفیدی و سیاہی		تھین شب و روز کی گواہی	
پیشانیان تھین جو عرش اعظم		معراج کی شب تھی زلف پرخم	
تھی انکی ہر اک ادا مناسب		بدبین کو نظر شہاب ثاقب	

غرضکہ شہنشاہ ساحران تخت پر جلوہ گر ہوا حیرت پہلو مین بیٹھی پتلیان سامنے آکر ناچنے لگین اسوقت صرصر شمشیر زن چارون عیارون و عیار بچیون کے حاضر خدمت تھی افراسیاب مسکرا کر اسکی جانب نگران ہوا اور کہا بی صرصر اب تمھاری عیاری تو ہو چکی ہماری اطاعت عمرو نامدار عیارون کے شہنشاہ زینت بارگاہ بمقتضاے مصرعہ خداوند زنبیل و نطع گلیم ہونے بدل قبول کی ہی اب اسکا وہ رتبہ اور مرتبہ مین کرونگا کہ شاہان روے زمین رشک کرینگے اور تیرا نکاح بھی اُنکے ساتھ کر دیا جائیگا صرصر نے کہا اے اپنی ایڑی چوٹی پر سے قربان کرون وہ موا اپنی صورت تو چینی مین پیشاب کر کے دیکھے حضور مجھ سے ایسی دل لگی نہ فرمائین اگر سرکار کو ذلت دینا اور قتل کرنا منظور ہو میرا سر حاضر ہی اور خداوند نعمت کو اس مکار کی بات کا یقین تھا اور یہ مین

جانتی ہون وہ بڑا دغاباز ہی افراسیاب گویا ہوا کہ وہ آپ سے تھوڑی مکاری کرتا ہی خداوند تعالے
اسکو اسی سرشت کا خلق کیا ہی اور ایسا مرتبہ رکھتا ہی کہ حوریہ جنت خداوند اسکو اپنی پیٹھ پر سوار
کرکے دریاے سحر سے پار لے گئی ہی اور خداوند خود تشریف لاتے تھے وہ بموجب بیت

وہ ہی محرم لقا کے راز و تقدیرات کا		عیان ہی اسکے دل پر سارا اسکا راز پنہانی	

تیری مجال ہی جو اسکو قربان کرسکے وہ مہرخ کو لینے گیا ہی اور ابھی مرتبہ راستی آمیز اسنے مجھسے وعدہ کیا ہی
صرصر یہ باتین سنکر بہت ہنسی شاہ طلسم خفا ہوا کہ او بیہودہ میرے کلام پر ہنسنا کیا معنی تو مجکو لغو
جانتی ہی صرصر نے دست بستہ عرض کیا کہ کیا طاقت جو کنیز آپ پر ہنسے مقرر عمرو سب باغیون کو لائیگا
افراسیاب نے جواب دیا کہ تو مجکو دروغ پردہ بناتی ہی بالفرض اگر وہ نہ آئیگا تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان
جائیگا صرصر نے کہا آپ جاہین مجکو دو سو جوان لگا یئے مار ڈالیے لیکن مین یہی کہونگی کہ وہ عیاری
کرکے آپ کو دھوکا دیکر نکل گیا کبھی جو مہرخ کو لائے حیرت نے اسوقت کہا ای صرصر تجھے کیا ہوا ہی
جو شہنشاہ کے کلام صداقت التیام کو دروغ کہتی ہی اور بیکار بحثتی ہی تو نہین جانتی کہ بیت

عقل شاہونکی ہی سب عقلون کی شاہ		رہم شب تاریک و عقل شاہ راہ	

لازم ہی کہ خاموش رہ افراسیاب نے کہا ای ملکہ حیرت تم دیکھو مین ابھی اس مردود کو جھوٹا بناتا ہون
اور منھ مین اسکے گوہ دیتا ہون یہ کہکر ایک چیلی کو اس باغ کی پکارا کہ ای مہرخ چشم گوہر بدن ادھر آ
ایک چیلی نہایت خوبصورت جواہر کا زیور پہنے سامنے آئی اس سے کہا تم لشکر مہرخ مین جاؤ عمرو کو
میری جانب سے دعا کہنا اور بہت بہت مزاج پوچھنا اور کہنا تمھارے منتظر باغ عیش مین بیٹھے
ہین چاہیے کہ اپنے قدوم بہجت لزوم سے اس باغ کو پُر بہار کرو اور بمصداق الکریم اذا وعد وفا
سب کو اپنے ہمراہ لیکر تشریف لاؤ چیلی یہ پیام سنکر روانہ ہوئی اور بارگاہ مہرخ مین آئی اسکو دیکھکر
سب ساحر گھبراے اور تاریخ و تسبیح سحر کے سنبھالے چیلی نے کہا مین لڑنے نہین آئی ہون بلکہ حضور
پرنور عالی جناب والا خطاب شہنشاہ عیاران کے پاس پیام لائی ہون عمرو کا کلیجہ چار چار ہاتھ
اچھلنے لگا کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی مگر وہ چیلی قریب آنکے آکر گویا ہوئی کہ شہنشاہ نے آپ کو دعا کہی
ہی مزاج پرسی کی ہی اور فرمایا ہی کہ ہم تمھارے منتظر ہین اپنا وعدہ ایفا کرو چیلی یہ کہہ رہی تھی اور
قران عیار بغدہ تان کر اسکی پشت پر کھڑا تھا عمرو نے قران کو اشارے سے منع کیا اور چیلی سے کہا
تم الگ چلو تو مین جواب دون اور اٹھکر علیحدہ اسکو لاکر کہا کہ شہنشاہ سے میری تسلیم بصد تعظیم
کہنا اور پیام دینا کہ حضور کے اقبال سے مین سب کو راضی کرچکا ہون کل لیکر حاضر خدمت ہونگا

پتلی یہ جواب پاکر رخصت ہوئی یہان دل مین عمرو نے کہا جو دم ٹلے وہی غنیمت ہو مگر پتلی چلکر افراسیاب کے پاس آئی اور جو کچھ عمرو نے کہا تھا وہ بیان کیا افراسیاب نے اسوقت کہا کہ ای صرصر تو نے سنا کہ میرے دوست عمرو نے کیا کہلا بھیجا صرصر نے عرض کیا بالکل سچ ہی ضرور وہ سب کو بلا لینگے یہ کہکر صبا رفتار کی طرف دیکھکر قہقہہ لگایا شاہ طلسم آگ ہوگیا ادھر صبا رفتار لاکھ لاکھ ہنسی کو روکتی رہی مگر ضبط نہو سکا ہنس پڑی شاہ بولا کہ اگرچہ تمھین ان گستاخیون کی سزا دینا چاہیے مگر قائل کر کے کل اگر عمرو حسب وعدہ آکر پہونچا تو پھر تمکو بہت ذلیل کرونگا صرصر نے کہا حضور مالک ہین جو چاہین فرمائین لیکن یہ سب فقرے ہین ہم عیار نیان ہین عیار کی باتون کا اندازہ پہچانتے ہین بھلا کل کیا ہی اور آج کیا ہی جب سب راضی ہی ہین تو پھر کیون نہین لاتا ہی افراسیاب نے کہا اچھا مین ابھی تجھے قائل کرتا ہون یہ کہکر پھر اسی پتلی کو روبرو طلب کرکے کہا تو پھر عمرو کے پاس جاکر بعد دعا کے کہنا کہ جیسے کل ویسے آج بمقتضائے مصرعہ برکریمان کار ہا دشوار نیست + آپ ابھی تشریف لائیے اور اگر کچھ حیلہ اور مکاری کرنا ہی تو قسم سامری جمشید کی بوٹیان کاٹ کر زاغ وزغن کا طعمہ بنا دونگا پتلی یہ پیام سنکر پھر روانہ ہوئی اور جب قریب بارگاہ مہرخ پہونچی خبر عمرو کو ہوئی کہ گوہر بدن پتلی پھر آتی ہی یہ سنتے ہی کانپنے لگا کہ ایکی اس کا آنا خالی از علت نہین ہی رنگ بیرنگ نظر آتا ہی اس عرصہ مین پتلی نے آکر پیام سنایا اسکو جواب دیا کہ حضور سے عرض کر دینا مین باغ عیش بین نہین آؤنگا میرے لیے طلسم ظاہر مین جو گنبد نور یعنے قلعہ طلسمی کے نیچے بارگاہ مخملی استادہ ہی وہان جناب تشریف لائین مین حاضر ہوتا ہون پتلی یہ سنکر چلی گئی اور شاہ جادوان سے سب کیفیت بیان کی اسنے کہا کیون صرصر دیکھو اب سب آتے ہین کہ تیرا کیا حال کرون صرصر نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا اور افراسیاب نے اپنی کنیزون اور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جاؤ بارگاہ مخملی مین آراستگی کرو مین بھی آتا ہون کنیزین حسب الحکم چلین اور عمرو کو پھر اطلاع دی کہ اچھا بارگاہ مخملی مین تم آؤ ہمنے وہان تمھاری دعوت کی ہی عمرو جب اس حال سے آگاہ ہوا مہرخ اور بہار وغیرہ سب ساحرون نامی سے کہنے لگا کہ مین شہنشاہ سے وعدہ کرآیا ہون کہ ہر ایک اپنے مطیعون کو آپکے پاس حاضر کرونگا غرض تم سب میرے ہمراہ چلو اور شاہ طلسم کے قدم پر گرو مہرخ نے کہا در گور چہ ائین پھوئین ہم سے یہ نہو سکے گا ہمکو لڑنا اور مرنا قبول ہی عمرو نے جواب دیا کہ تمھارا کیا نقصان ہی جب تم جاکر پانون پر گروگی افراسیاب چلا جائیگا اور اس کام کرنے کے بدلے مین مجھپر رعایت کریگا اسد اور بدیع الزمان کو چھوڑ دے گا تم پھر منحرف ہوجانا مین اپنے شہزادون کو لیکر طلسم سے چلا جاؤنگا مثل مشہور ہی آپ زندم جہان زندم

اور تمھین لڑنا ہوگا تو بگاڑ کرتے کچھ دیر لگتی ہی اور بی بی اگر تم نہ مانوگی تو مین شہنشاہ کے پاس جاکر کہدونگا
کہ میرا کہا کوئی نہین مانتا آپ جائیے وہ جانین اس کہنے مین میری جان بچ جائیگی تم سب ماری جاؤگی
مہرخ نے کہا ہمکو مرجانا قبول ہی مگر اس خوک پیکر کے پاس جانا نہین منظور ناظرین کو معلوم ہوگا کہ عمرو کو عیاری
کرنا جو منظور ہی بدین لحاظ ایسی باتین اپنے مطیعون سے کرتا ہی تاکہ شاید کوئی پتلا سحر کا شاہ طلسم کہا تب
سے سنتا ہو تو میرا راز نہ کھلے بلکہ مخبر وغیرہ یہ خبر اسکو پہونچائین کہ عمرو صحیح راضی کرکے سب کو لایا ہی اور
دوسرے ان سرداردن کا امتحان بھی لیتا ہی کہ دیکھون سب بدل جنگ پر راضی ہین یا کچھ مزاج
مین خلل اور فتور رکھتے ہین قصہ مختصر جب سب کو راسخ الاعتقاد دیکھا مہرخ وغیرہ سے بطور مخفی کہا
کہ مین تم سب کے دل دیکھتا تھا اب لازم ہی کہ تم سب سردارون کو لیکر ایک علیحدہ خیمے مین چلو یہان آفت
کوئی آئیگی اور سارے لشکر مین اس امر کی مطلق خبر نہو یہ کہکر آپ اٹھکر ایک خیمے مین گیا اور بظاہر دربار
مین کہتا گیا کہ مین شہنشاہ کے پاس جاتا ہون جسکو میرے ساتھ چلنا ہو وہ آئے مہرخ وغیرہ تو سب انکی عیاری
سے خبردار ہو چکے تھے براہ بناوٹ کے بولے کہ ہم سب تابعدار آپ کے ہین جہان لے چلیے گا آپ کے
ہمراہ ہین یہ کہکر الگ تخلیے مین آئے اور چاردن عیار بھی ساتھ تھے جب تنہائی مین سب آئے عمرو نے
کہا آخر تو چلتے ہی ہین ایک ایک جام شراب تو پی لین عیارون سے اشارہ کیا کہ وہ میخانے سے جاکر
شراب لائے مگر بیہوشی آمیز کردی وہی شراب سب کو پلائی بہار اور طاؤس اور رعد اور برق اور
مہرخ مواور مہرخ اور شکیل وغیرہ کئی سو سردار بیہوش ہوگئے ان سب کو اکٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا
زنبیل کا حال اول مین ذکر کیا ہی کہ اسمین سات شہر آباد ہین اور ساری دنیا کو اگر چاہے تو اسمین رکھ لے
بدین سبب کہ وہ تبرک عطیہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہی پھر اُن حضرت کے دیئے
تحفے مین اس کرامت کا ہونا مقام استعجاب نہین المختصر بعد داخل کرنے زنبیل کے سب عیارون سے
حکم کیا کہ کئی سو ساحر لشکر سے ملازمین وغیرہ کو بلا لاؤ عیار جاکر جادوگرون اور جادوگرنیون کو لائے اُن
سبکو بھی شراب پلاکر بیہوش کیا اور سبکو مہرخ اور بہار وغیرہ کی ایسی شکل بنائی اور ہوشیار کرکے سمجھایا کہ
سب افراسیاب کے پانون پر گرنا اور اپنے کو مہرخ اور بہار وغیرہ بتلا کر عرض کرنا کہ جو کچھ ہم سے
خطائین سرزد ہوئی ہین وہ براہ نوازش مالکانہ معاف فرمائیے خبردار جو کچھ مین نے تعلیم کیا ہی اسمین
سرمو فرق نہو اگر ذرا بھی زبان مین لکنت ہوگی تو مین سب کو مروا ڈالونگا سب ساحرون نے کہا ہم اسطرح
کہین گے آپ کے تابعدار ہین حضور کا فرمانا بجا لائینگے خلاصہ کلام سبکو سواریون پر بھر کی اور تخت ہائے
سحر پر سوار کرکے اپنے ہمراہ لیا اور عیارون مین سے قران نے عرض کیا کہ یہ عیاری مجکو نہین آتی ہی مین

نہ جاؤنگا مگر اور عیار ہمراہ چلے انکو بھی تخت بحر پر برابر اپنے بٹھالیا اب بڑے جاہ و تجمل سے سواری چلی کہ نقارے آگے آگے بجتے ساحر ترنج اچھالتے طائران بحر سر پر ہر ایک کے سایہ کیے نقیب باوب اور نقابت کی صدا دیتے آگے آگے عمرو پیچھے پیچھے سردار روانہ تھے اور بارگاہ مخملی کی طرف جاتے تھے وہان بنا بر حکم شاہ طلسم حیرت وغیرہ نے آکر اس بارگاہ کو فرش اور شیشہ آلات سے آراستہ کیا ہر سمت نخلے رکھدیے گلدستے چن دیے تخت شاہی کے روبرو کئی ہزار کرسیان یاقوت احمر کی لگادین گرد و نگل ہاے زرین بچھ گئے مردنگون کی دوہری بارہ لگادی رقاصون کو حکم پہونچ گیا دربارگاہ پر گلاب و کیوڑے کا چھڑکاؤ ہونے لگا مرد ہے عصاے زرین لیکر دورویہ کھڑے ہوے اندر بارگاہ کے خواصان قمرسیما نازک اندام ہر سمت سرگرم انتظام ہوئین کہ بمقتضاے نظم

سب خواصون نے حسب حکم یہان — از سر نو سجا تمام مکان
صاف کرکے وہ ایک ایک مقام — فرش دیبا بچھا دیا ہی تمام
سقف و دیوار و در سپہر آرا — شیشہ آلات سے سجے کیا کیا
روشنی کا تھا وہ جو سب سامان — نور سے بھر گیا تمام مکان
اوٹ پھولون کے تھے جو کچھ بہواے — حسن سے وہ ہوا کے رخ پہ لگاے
زلفین کالی بلائین تھین سب کی — ٹیڑھی ٹیڑھی ادائین تھین سبکی
غرض اس طرح کا سمان تھا واہ — دنگ ہوتا جو کرتا ایک نگاہ

جب یہ سب درستگی ہوچکی شاہ جادوان کو اطلاع ہوئی مع انیس ہزار ساحر کے اسی شوکت سے جیسے بارہا ذکر اسکی سواری کا بیان ہوا ہی آکر داخل بارگاہ مخملی ہوا اور تخت پر جلوس فرمایا سب افسر پایہ بپایہ بیٹھے اس اثنا مین نقارے کی صدا کان مین آئی طائران بحر نے آکر خبر دی کہ شہنشاہ عیاران مع مہرخ وغیرہ کے آتے ہین یہ سنکر ساحران نامی کو بہر استقبال روانہ کیا انھون نے آکر پیشوائی کی عمرو کو بعزت و حرمت سب اہراہیون سمیت داخل بارگاہ کیا جب سامنا فراسیاب کا ہوا مہرخ اور جملہ سردار دوڑکر پانون پر گر پڑے اور عفو تقصیرات ماضی کے خواستگار ہوے کہ ہم سب حضور کے تابعدار جان نثار اور فرمانبردار ہین ہماری خطائین اگر لائق بحل ہون معاف فرمایئے ورنہ کنیزون اور غلامون کو جو چاہیے وہ سزا دلوایئے کہ قطعہ

گر گنہ کردم اگر عصیان نمودم عفو کن — ور گذر از جرم من کاخر غلام خانہ زاد
ورنہ با خصم قابل عفو تو اینک طشت و تیغ — کس نمیدانم کہ خواہد خواست از دست تو داد

افراسیاب نے اُسوقت سب کے سر اُٹھا کے سینے سے لگائے اور دست شفقت پشت پر پھیرا فرمایا کہ تمھاری کچھ خطا نہین ہی جیسا خداوند نے میری تقدیر مین لکھدیا تھا وہی پیش آیا کہ بموجب مصرعہ

گرد و سر بر نگرد و سر نوشت دیگر جو شدنی ہوتا ہی ہوتا ہی وہی

یہ کہکر خلعت منگوا کر سب کو عنایت فرمائے عمرو کو بہت بھاری خلعت مع چند کشتیون جواہر کے دیا سب سردار سامنے کرسیون پر بیٹھے اور عمرو قریب شاہ بیٹھا اُسوقت صرصر کہ پہلے ہی سے عمرو کے سب کولانے کی قائل نہ تھی اور شاہ طلسم سے بحثتی تھی اُسوقت بغور مہرخ اور بہارا و رسخ مو وغیرہ کو دیکھکر پہچان گئی کہ یہ اصلی سردار نہین ہین مصنوعی ہین یہ سمجھکر صبار فتار سے بولی کہ تو دیکھتی ہی یہ بہارجو بیٹھی ہی اسکے دانت پر دانت چڑھتے ہین اور آنکھون پر باریک حلقے دیے ہین کیا خوب شکلین تبدیل کی ہین صبار فتار نے چپکے سے کہا بی بی تمنے خوب پہچانا سامری قسم مجھ سے مطلق نہ شناخت ہو سکی فی الجملہ یہ باتین باہم کرنے لگین عمرو نے اُنکے لب ہلتے دیکھے اور جنبش لب کو اس طرح غور کیا کہ حرکت کو اُنکی لفظ بنا کر معلوم کر لیا کہ یہ آپسمین نئی ہین عمرو صورتین سب کی بدل کے لایا ہی بس اس مضمون کو سمجھ کر ڈانٹا کہ اے صرصر تو بار بار ہر ایک کا منھ تکتی ہی شاید تجھے یہ گمان ہی کہ مین نے عیاری کی ہی مجھ سے ایسی حرکت سانھ شہنشاہ ساحران کے نہو گی کہین کالے کے سامنے چراغ جلا ہی یہ کلام جو افراسیاب کے گوش زد ہوے ازبسکہ اوّل ہی سے صرصر کو یہ جھوٹا بنا رہا تھا اسوقت سمجھا کہ صرصر بطریق عداوت مجھے شبہے مین ڈالا چاہتی ہی اور عمرو چونکہ اُسکا ہم پیشہ اور حریف ہی اسلیے فروغ اُسکا نہین چاہتی ہی ایسا کچھ سمجھ کر گویا ہوا کہ اے صرصر اب جو تو کچھ کہے گی تو سزا پائیگی تجھے شرم نہین آتی کہ عیارہ ہو کے سارا قیاس تیرا غلط ٹھہرا صرصر شاہ کو غصہ مین دیکھ کر خاموش ہو رہی اس اثنا مین صبار فتار کسی ضرورت سے باہر بارگاہ کے گئی برق فرنگی اسکے پیچھے گیا اسلیے کہ صرصر سارا کھیل بگاڑا چاہتی ہی کہ مین کوئی تدبیر کرون غرضکہ صبار فتار کو اُسنے دیکھا کہ یہ دور نکل گئی اور عرصہ مین آئیگی پس لگ جا کر صبار فتار کی ایسی صورت بنکر بارگاہ کی طرف چلا یہان صرصر کو کھڑے کھڑے پھر تاب نہ آئی اور دل مین سوچی کہ آج اس مسخرے افراسیاب کی شامت آئی ہی پھڑوا دیوانہ ہوا ہی کسی طرح سمجھتا ہی نہین تو نے اُسکا نمک ہمیشہ کھایا ہی پھر آگاہ کر دے یہ سمجھ کر آگے بڑھی کہ مین کان مین بادشاہ کے بقسم رازِ عیاری عمرو بیان کرون ہنوز قریب شاہ نہ پہونچی تھی کہ برق بشکل صبار فتار بارگاہ مین آیا اور اُسنے اشارے سے صرصر کو بلایا کہ ادھر آؤ جب وہ قریب آئی ہاتھ پکڑ لیا کہ باہر چلو مجھے کچھ مشورہ کرنا ہی صرصر اسکے ساتھ باہر آئی اور یہ قریب صحرا جب اسکو لایا حباب بیہوشی اُسکے منھ پر

مارا صرصر چاہتی تھی کہ سنبھلے اُسنے بچالا کی کمند ماری اسمین اُلجھی دھر حباب کی بیہوشی نے اثر کیا بیہوش ہوکر گری برق اُٹھاکر جنگل مین لایا اور ہوشیار کیا مگر مشکین باندھ لین اور کہا اری اُستانی مالزادی تو عیارون کو پکڑوایا چاہتی ہی۔ ہی شرط کہ ناک کی پھنگی کاٹ لون یہ کہکر دو تین طمانچے مارے کہ چڈ و تو جانتی نہین اُستاد ہمارے بغیر عیاری کوئی کام نہین کرتے اور پھر تو رخنہ پردازی کرتی ہی صرصر ناک کھا کر لگی کوسنے کہ موے مونڈی کاٹے کیون مارے جاتا ہی مین تیرے اُستاد کو گہری گور مین تو پون اور تیرا حلوا اور بھتی کھاؤن مرے جوا مرگ خدا کرے تیرے ہاتھ ٹوٹین تو ناشاد اور نامراد دُنیا سے جائے برق نے کچھ جواب نہ دیا اور درخت مین خوب کھینچکر باندھ دیا اور کہا یہان پڑی تڑپا کر اور آپ پھر بارگاہ کیطرف چلا اب حال سُنیے کہ عمرو نے بیٹھے بیٹھے وہان کا سب سامان اور بارگاہ کی آراستگی لاکھون روپیون کا مال جو دیکھا تجویز کیا کہ اس سب مال کو لینا چاہیے اور بن پڑے تو شاہ طلسم کو جہنم رسید کرنا چاہیے یہ سوچکر لگا گفتگو نے ازبسکہ الحان داؤدی رکھتا ہی شہنشاہ ساحران کے قلب پر تاثیر ہوئی اور کہنے لگا کہ ای عمرو آج اگر ناگوار نہو تو کچھ گاؤ اور ہمین محظوظ کرو عمرو نے کہا میرا گانا تم کاہے کو پسند کروگے گانا معشوقان قمر پیکر و زہرہ جبین کا اچھا ہوتا ہی کہ انکی صورت بھی دیکھیے اور حالات باطنی پر بھی غور کرتے جایئے مجھ بیچارے بڈھے واڑھی ورانا آدمی کا گانا کیا کہ بموجب بیت بری نہفتہ رخ دیو در کرشمہ و ناز ✦ بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی است ✦ افراسیاب یہ باتین سُنکر گویا ہوا کہ آپ کو حیلہ نہ کرنا چاہیئے مین نے بارہا آپ کو گاتے سُنا ہی اس طلسم مین تو کوئی آپکے مثل نہین گاتا ہی عمرو نے کہا یہ سب آپکا الطاف ہی جو میری تعریف فرماتے ہین ورنہ مین نے تو برائے احتیاج عیاری کچھ سیکھ لیا ہی اگر آپ فرماتے ہین تو مجھے عذر نہین اور یہ کہکر اُٹھا کہا ایک پیشواز مغرق بجواہر منگا دیجیے اور آپ گوشے مین جاکر ایک زن خوبصورت مہر طلعت کی صورت بناکہ فی الحقیقت اسکے چہرہ زیبا سے حسینان دہر شرماتے تھے بمصداق نظم

گلبدن خوب و نیک نامی حور	اپنے عالم مین ایک تھی وہ حور	رات کی طرح لمبے لمبے بال
چاند کے ٹکڑے گورے گورے گال	وہ نگاہین بلا تھین آفت تھین	نیچی نظرین غضب قیامت تھین
رخ مہر سپہر جلتا تھا	تیغ ابرو پہ دم نکلتا تھا	پھینکا تیر نظر جو تک کر ہاے
مرغ دل رہ گیا پھڑک کر ہاے	کالی زلفون سے سانپ ہارے	دونون رخسار جیسے انگارے
آنکھون کو ساحری مین یکتائی	بھرتے تھے لب دم مسیحائی	جادو آنکھون کے جب نظر آئین
سامری کی بھی آنکھین کھل جائین	دھوم تھی لب کے زندہ کرنیکی	خضر کو آرزو تھی مرنے کی

یہ صورت دیکھکر افراسیاب بیچین ہوگیا اور پیشوازاد رزیور طلائی مرصع منگاکر حوالہ کیا عمرو آراستہ
بلباس وزیور ہوکر سامنے ناچنے لگا اور سازندے شہنشاہ جادوان نے بلوائے کہ وہ ساز بجانے لگے
اسوقت تاج کا اسکے یہ عالم تھا کہ فلک پیر بھی عالم محویت مین آکر اپنی گردش بھولا تھا پشت خم
نہ تھی بلکہ جھک کر اسی تاج کے دیکھنے مین مصروف تھا کہ نظم

آفت جان ہی تیرا ای سرو گل اندام رقص	ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص
دم فنا ہوتا ہی ظالم کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ	خرمن امید کو ہی برق کا پیغام رقص
ایکدن لایا تھا جام مے ترے ہونٹھون تلک	آج تک کرتا ہی یہ گردون مینا فام رقص

اسی طرح جب اپنے ناچنے پر اہل محفل کو دیوانہ بنایا تو نی کو نکالکر لبون سے لگایا اور اس طرح بجایا کہ ناہید
فلک کو حیران کیا ساری مجلس زار زار مثل ابر بہار کے روتی تھی عقل و ہوش کھوتی تھی شاہ طلسم کو
سکتا تھا اور دنگ بیٹھا تھا عمرو حسب خواہش نوجوانان غزل اور اشعار عاشقانہ گاتا تھا غزل

اقاتل اپنا جو کرے گنج شہیدان آباد	دہن زخم کہین خانہ احسان آباد
کون ہی جو تری دور مین نہین مرتا ہی	ایک گھر رہنے نہ دیگی شب ہجران آباد
بعد فرہاد کے پھر کوہ کنی مین نے کی	بعد مجنون کے کیا مین نے بیابان آباد
مدتین دل کی خرابی کو ہوئی ہین دیکھین	پھر بھی ہوتا ہی کبھی یہ دہ ویران آباد
سرو اکڑتے ہین تو غنچے ہین شگفتہ ہوتے	یون ہی رہجاے الٰہی یہ گلستان آباد
ساری رونق ہی یہ دیوانونکے دم کی آتش	طوق و زنجیر سے ہوتا نہین زندان آباد

گاتے گاتے وہ باقی دن تمام ہوا اور فلک رقاص نے پیشواز ستارہ اور زیب قامت فرمائی انجم ہر ایک
زنگولہ پاے خنیا گر سپہر بنا معشوقہ شب انجمن عالم مین آئی کہ نظم

برآمد درین بزم فیروزہ فام	بہ کف مشعل ماہ بگرفتہ شام
جہان گشت روشن ز انوار او	شدند عاشقان وصلت یار جو

عمرو نے گانا موقوف کیا اور آہ سرد بھر کر رونے لگا شاہ جادوان نے بیقرار ہوکر سبب رنج
وملال استفسار کیا عمرو نے کہا اسوقت مجھے محفل خلد مشاکل حمزہ یاد آتی ہی کہ جس روز کبھی انکے
سامنے گاتا تھا تو لاکھون روپے انعام پاتا تھا اور اس رات کو روشنی بھی مین ہی کرتا تھا نیرنگ
بازی اور شعبدہ پردازی دکھلاتا تھا افراسیاب مستفسر ہوا کہ روشنی کرنے مین کیا کمال ظاہر ہوتا ہی
عمرو بولا کہ عجائبات دکھلائی دیتا ہی ایک شمع سے ہزارون طرح کے پھول نکلتے ہین اور دریا بہتے

نظر آتے ہین باغ پھلے پھولے دکھائی دیتے ہین افراسیاب نے حیران ہوکر پوچھا کہ اس طرح کی روشنی بھی ہوتی ہی عمرو نے کہا یہ سب تماشہ حمزہ کی صحبت تک تھا نہ ایسا کوئی قدردان ہوگا نہ مین روشنی کرونگا شہنشاہ ساحران نے کہا یہان کروڑون روپیہ آپکے واسطے حاضر ہین آج وہ روشنی ہمین بھی دکھایئے یہ فرماکر کئی لاکھ روپیہ کا جواہر منگواکر عنایت فرمایا عمرو اسوقت ہنستا ہوا اٹھا اور فراشون کو بلاکر شمعہاے مومی اور کافوری آنکے پاس سے مانگ کر رکھ لین اور اپنے پاس سے شمعین نکالکر دین کہ ان کو ہانڈیون اور جھاڑون وغیرہ مین روشن کرو اور اپنے ہاتھ سے سامنے تخت کے جو مرزنگ اور فانوسین تھین بتیان لگاکر روشن کر دین اور تخت کے چار کونے پر نخلے اور گلدستے رکھ دیے شمعین جو روشن ہوئین انمین سے پھول مثل آتشبازی کے نکلنے لگے اور دھوان اسکا بلند ہوا اور جھاڑو فانوس مین جو بتیان روشن ہوئین وہ کوئی اودی اور کوئی سرخ کوئی سبز طرح بہ طرح کی رکھتی تھین اسوقت مثل گلزار پر از ریاحین کے باغ لگا ظاہر تھا سنہرے روپہلے انواع واقسام کے پھول پتیون سے نکل رہے تھے ہر ایک محو تماشہ تھا اور تعریف عمرو کی کرتا تھا کہ ایسی گلکاری کی شمعین کبھی ہمنے نہ دیکھی تھین عمرو اس ہنگامہ مین سامنے افراسیاب کے گانے لگا یہان تک کہ دھوان بتیون کا کہ آتشبازی کی طرح چھوٹ رہی تھین بارگاہ مین گھٹا اور ہر ایک شمع بیہوشی آمیز تھی اسکے دھوئین سے اول ساحر نشے مین ہوے اور جوتی پیزار باہم لڑنے لگے حیرت نے شہنشاہ سے کہا شمعون کی لو سے سنہرے سانپ نکل کے میرے منھ پر چڑھے آتے ہین افراسیاب نے جواب دیا بو سے لیتے ہین عمرو سے کہا اسکے بعد کیا تماشہ ہوگا اسنے جواب دیا کہ اس روشنی کے بعد اندھیرا ہی کوئی دم مین چراغ گل پگڑی غائب گو کہ عمرو نے پتے کی کہی لیکن کوئی تشہ مین سمجھا نہین اسمین ایک ساحر نے کہا دیکھو خدمتگار کیا بے وقوف تھے کہ کرسیان الٹی بچھا گئے ہین یہ کہکر اٹھے اور سیدھی کرسی کو اپنی دانست مین سیدھا کیا یعنے الٹی کرکے بچھائی اب جو بیٹھنے لگے گر پڑے اور بیہوش ہو گئے قصہ مختصر مع افراسیاب اور حیرت کے سب بیہوش ہو گئے عمرو اور دوسرے عیارون نے سب کپڑے اہل دربار کے اتار لیے اور اپنے ساحرون کو الگ کرکے ہوشیار کیا انھون نے حکم سے خواجہ کے وہان کا اسباب اٹھاکر ایک جگہ اکٹھا کیا اور عمرو نے جال مارکر مع شیشہ آلات اور فرش اور تخت وغیرہ کے نذر زنبیل فرمایا ادھر عیارون نے ہر ایک کے منھ کالے کیے اور کسی کو ریچھ والا اور کسی کو بندر والا بنایا ایک کو زن حسینہ بناکر دوسرے کے پہلو مین سلایا اور عمرو نے خنجر لیکر قصد کیا کہ سر افراسیاب کا جدا کرے لیکن جب تخت کے قریب گیا کسی نے اسکو

ڈھکیل دیا لاکھ تدبیر کی مگر تخت تک نہ پہونچا اُسوقت دل سے کہتا تھا کہ ہاے افسوس کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا کیونکر اسکو مارون اسی فکر مین تھا کہ یکایک آسمان کی جانب سے صدا آئی سنم افراسیاب جادو اور لکہ ابر پیدا ہوا عمرو گیہم اوڑھ کر غائب ہوا اور عیار جستین کر کے بھاگے ساحر جو ہمراہ تھے یعنے مہرخ نقلی وغیرہ بزور سحر زمین مین سما گئے بارگاہ پر بجلی بڑے زور شور سے تڑپ کر گری اور جتنے ساحر بیہوش پڑے تھے اُنکی کمر مین لپٹ کر لے اوڑی عمرو وہان سے بھاگ کر دور نکل آیا اور ایک درہ کوہ مین ٹھہرا سمجھا کہ شاید شاہ طلسم مجھے گرفتار کرے تو مہرخ وغیرہ میری زنبیل مین ہین وہ بھی قید ہو جائینگی لازم ہی کہ انھین زنبیل سے نکالون یہ سوچکر درہ کوہ مین چاندنی بچھائی اور سب ساحرون کو نکالکر لٹایا پانی چھڑک کر ہوشیار کیا مہرخ اور بہار جو ہوشیار ہوئین اُٹھ بیٹھین اور گویا ہوئین کہ ای شہنشاہ عیاران ہم سب تو اپنے خیمے مین تھے یہان کیونکر آئے خواجہ نے سب کیفیت عیاری اپنی بیان کی سب ہنسنے لگے اور کہا جو کچھ آپ نے کیا وہ خوب کیا لیکن آگے تو یہ اقرار آپ نے فرمایا تھا کہ مین اپنے سب مطیعون سے ای شہنشاہ جادوان تیرا شریک ہون اب تو وہ نقض عہد کیا اتنا بڑا غضب ہوا کہ تم اُسکو بیہوش کر کے لوٹ لائے اب وہ بڑا ستم ڈھائیگا اور پیچھا نہ چھوڑیگا کوئی نہ کوئی آفت آیا چاہتی ہی عمرو نے کہا ہم آفت سے نہین ڈرتے لیکن یہ بتاؤ کہ افراسیاب کیونکر قتل ہوا اور حیرت کیونکر ہلاک ہو بہار نے جواب دیا کہ خواجہ افراسیاب بغیر روح طلسم کے مارا نجا یگا وہ اصل مین نہین معلوم کہان رہتا ہی کسی نے اسکو آج تک دیکھا نہین اور حیرت کا ہمزاد جبتک قتل نہوگا اُسکو بھی کوئی نہین ہلاک کر سکتا عمرو نے کہا سمجھا جائیگا اب اپنے لشکر مین چلو یہ لشکر وہان سے بزور بھر سب اُڑے ازبسکہ بارگاہ مخملی مین اسی لیے بیرون طلسم عمرو نے جانا منظور کیا تھا کہ وہان سے راستہ کھلا ہوا اور لشکر اسکا قریب تھا کچھ دیر مین سب داخل لشکر ہوے اور بارگاہ مین پہونچکر داد عیش و کامرانی دینے لگے رقاص حاضر ہو کر مجرا کرتے تھے دور جام بادہ احمر آغاز تھا بعد کچھ دیر کے عیار اور ساحر جو ہمراہ گئے تھے وہ بھی آئے اور بنساط و مسرت مین مصروف ہوے لیکن وہان جب حیرت کو اور کل ساحرون کو بجلی اُٹھا لے گئی باغ سیب مین سب پہونچے اور شاہ طلسم ایک تو وہان بیٹھا تھا اور دوسرا بیہوش تھا جو موجود تھا اُسنے سب کو ہوشیار کیا ایک غائب ہوگیا اور ایک آئینہ بھر مین جا بیٹھا مگر نہایت غضبناک تھا اور سب ساحر جو ہوشیار ہوے کسی نے اپنے تئین عورت بنا ہوا پایا اور کسی نے اپنا چہرہ سور کا ایسا دیکھا سب برہنہ بحالت تباہ اور رو سیاہ تھے اور اس حال کو دیکھکر وہ تماشے کی سب کی صورت تھی کہ اپنے اوپر آپ ہنستے تھے حیرت ہوشیار ہوکر

اودہی اودہی کہکر بارہ دری مین چلی گئی اور سب جادوگرنیان بھاگین خلاصہ کلام ہر ایک نے جاکر اپنے منھ سے کالک چھڑائی اور لباس پہنکر دربار مین آئین افراسیاب نے کہا ای حیرت مجھ مین وہ قدرت ہی کہ ابھی اُس عیار مکار کو پکڑ بلاؤن مگر مین دیکھتا ہون کہ یہ کیا قدرت سامری ہی اس عیار کو مین نے بارہا گرفتار کیا وہ مجھے ذلت دیکر نکل گیا اور ابکی بار تو بہت رسوائی ہوئی اور مجکو اُسنے بہت ذلیل کیا صرصر سچ کہتی تھی ناحق اُسکے قول کو نہ مانا ویسے ہی سزا پائی یہ کہکر کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ صرصر درخت سے بندھی ہی تجھے کو بھیجکر اُسکو کھلوا منگایا اور خلعت دیا پھر کچھ بحر ٹھہکر حالی بجائی اور زلزلہ آیا زمین تھرائی ایک ساحر پیدا ہوا کہ سر اپنا ہاتھ مین لیے تھا یعنے دھڑ سے جدا تھا پس اُسکو حکم دیا کہ ای بیسران جادو تو جاکر عمرو کو خیمہ مہرخ سے پکڑلا اسوقت حیرت بولی کہ اگر وہ خیمہ مہرخ مین نہو شاہ جادوان نے کہا جہان ہو وہان سے گرفتار کرلا خبردار چھوڑنا نہین بیسران جادو سلام کرکے روانہ ہوا اسکے بھیجنے کے بعد حیرت سے گویا ہوا کہ مجکو یہ حال نہ ثابت ہوا کہ عمرو کی موت خداوند سامری اور لقا وغیرہ نے کیونکر مقرر کی ہی چلو آج دادی جان سے چلکر پوچھین وہ سب حال جانتی ہین جس طرح وہ قتل کرنا اُسکا فرمائین اُسی طرح ہلاک کرنا چاہیے یہ کہکر دربار برخاست کر حیرت کا ہاتھ پکڑکر تخت پر سوار کر چلا کسی کو ساتھ نہ لیا طلسم مین منرلون چلا گیا صحرا اور کوہ کو طی کرکے متصل ایک پہاڑ کے پہونچا کہ وہ بالکل سونے کا ہی اور چار پتلیان سونے کی اُسپر کھڑی تھین مثل زنان پری پیکر حور چہرہ کے خوبصورت تھین لباس نہایت نفیس اور پُرزر پہنے سراپا جواہر کے زیور سے آراستہ تھین سامنے پہاڑ کے بارہ کوس تک تختے لالہ و نافرمان کے پھولے تھے درخت سب بادلے سے منڈھے تھے قندیلین اُن مین جواہر کی لٹکتی تھین اور جال موتیون کے پڑے تھے گھانس پرمقیش کترا ہوا پڑا تھا ہر تختۂ گلشن مین نہرین آب صاف اور شفاف کی موج مارتی تھین صفیلین اُنکی یاقوت احمر کی تھین کنارے کنارے فوارے چڑھے تھے آبشارے ساون بھادون کی گھٹا کو شرماتے تھے جواہر کے طائر درختون پر بیٹھے تھے اور زمزمہ سنجی کرتے تھے ہر سمت آمد فصل بہار تھی عروس گلشن سنگھار کیے نوجوانان چمن کو لبھانے پر تیار تھی اودی گھٹا پہاڑ سے لیکر تمام صحرا مین چھائی تھی اُسمین بجلی جو چمک رہی تھی تو آبی دوپٹے مین پچکے کی گوٹ لگی تھی اور عشق پیچان زلف مہوشان کی طرح رخسار صندلین شاہد عنبر بر آراستہ تھا نظم

بہار چمن کا نیا رنگ تھا	ترانے مین بلبل کے آہنگ تھا
ہر اک پھول کی تھی انوکھی پھبن	کھڑے جھومتے تھے نہال چمن
جماتی سی کی تھی سوسن دھڑی	لٹاتا تھا زر کو گل اشرفی

بھرا تھا جو نہروں میں آب روان		صفا میں تھا رخسار حور جنان	

افراسیاب جب اور نزدیک پہاڑ کے پہونچا دہ پتلیاں سونے کی قہقہہ مار کر ہنسیں ایک پتلی بولی افراسیا
آ ملہی دوسری نے جواب دیا اب کیون نہ آئینگا تیسری نے کہا غرض ایسی ہی ہوتی ہی جو تھی گویا ہوئی کہ آیا ہی
تو رک کیون رہا اسمیں کیون نہین یہ کہنا انکا **افراسیاب** نے سُنا اور ہاتھ **حیرت** کا تھام کر پہاڑ پر چڑھ گیا
بلندی پر پہاڑ کی ایک عمارت بلند قصر فلک سے خوبی مین دو چند تعمیر تھی چار دیواری اسکی بلورین
صفا مین مثل قلب روشن ضمیر تھی ہر سمت کو ہزارہا کمرے ایسے بنے تھے کہ طاق نیلی رواق کو شرماتے

تھے کہ **ابیات**

تھی وہ بارہ دری پری پیکر	جان انسان دیتے تھے اُسپر
سقف و ایوان اس بہار کے تھے	صدقے دل آنپہ سو ہزار کے تھے
چاندی سونے کے تھے درونکے پٹ	گنگا جمنی ہر اک کی تھی چوکھٹ
اِسطرح کے بنے تھے نقش و نگار	صدقے سو جان سے ہوا نپہ بہار
پردے ایسے ٹنگے ہوے تھے وان	جنسے کھلتا تھا راز معشوقان
وہ غضب انپہ لہر کا اُتو	جسپہ لہراے ہر بت خوشخو
کار چوبی بہت ستارون کی	آنکھ جھپکاتی تھی وہ تارون کی
پھول ہر ایک یون چمکتا تھا	شبہ ہوتا تھا مہر گردون کا
غیرت مہر و ماہ ہر محراب	قصر تھا کاخ آسمان کا جواب

افراسیاب فرط ادب سے اندر مکان کے نہ گیا اور در پر جا کھڑا ہوا کہ یکایک قصر کی پشت پر پڑا قا
ہوا اور آندھی اُٹھی جہان تاریک ہو گیا بعد لمحے کے آندھی گھٹی اور تخت اُڑتا ہوا نظر آیا اُسپر ایک ساحرہ
نہایت ضعیف کہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت کئی سو برس کا سن گویا بڑھاپے کی جوانی کے
دن جھرمان گالون پر ڑین چھاتیان سوکھ کر سینے سے چمٹی ہوئین کوزہ پشت کمر دوہری جوانی
اور شباب جو کھو گیا تھا اُسکو ڈھونڈھتی سر پر نیلا قصابہ باندھے محمودی کی جادر اوڑھے آکر پہونچی
افراسیاب اور **حیرت** نے جھک کر نہایت ادب سے سلام کیا اس ضعیفہ نے کہ نام اُسکا ملکہ
آفات چہار دست جادو ہی اور دادی شاہ طلسم کی ہی دعاے جان درازی دی اور ہاتھ
پھیلائے **افراسیاب** نے سر بچا کر اُسکے سینے سے لگا دیا اُسنے بلائین لین پیار کیا ہنگامۂ تکلم شعلہ ہاے آتش
اُسکے ہر بن مو سے نکلنے لگے اور صورت مہیب ہو گئی اور جھلا کر بولی اے لڑکے کیون طلسم تجھ سے نہ سنبھل سکا

گھبرا گیا آخر چھوکرا ہی نہ افراسیاب نے کہا دادی جان مین کیا کرون خداوند لقا ہی کو یہ منظور ہوا کہ عمرو کو مجھ پر غالب کیا ورنہ مین نے اُسکو دریاے سحر کے اس پار سے پکڑ بلایا تھا خداوند نے حور یہ بھیجکر بلکہ خود تشریف لاکر اُسکو اس پار بھیجدیا آفات یہ تقریر سُنکر خوب ہنسی اور کہا اے چھوکرے تو کیا بیہودہ بکتا ہی لقا کیا تقدیر کریگا وہ آپ بھاگتا پھرتا ہی عیارون سے ذلت کیا کیا نہین اُٹھاتا ہی بھلا کچھ بھی اُس سے ہو سکتا ہی تجھے اپنے گھر کی تو کچھ خبر نہین کہ کون کس فکر مین رہتا ہی اے نادان تیری چہیتی مخمور سُرخ چشم نے عمرو کو دریاے سحر کے پار اُتار دیا اور کل واقعہ مخمور کا یعنے جو کچھ عمرو سے باتین ہوئی تھین اُسنے کہدین اور پھر شاہ طلسم کو اُسنے سمجھایا کہ سُن زمین آسمان ٹل جائے تمام طلسم غارت ہو جائے سب ساحر مارے جائین مگر تو یہ چار کام نہ کرنا یعنے اول طلسم کے آئین مین فرق نہ ڈالنا دوسرے حجرہ ہفت بلا کو نہ کھولنا تیسرے گیارہ مہینے بعد اسد طلسم کشا کو قتل کرنا بیچ مین ارادہ نہ کرنا ورنہ آئین طلسم مین فرق آئیگا چوتھے کیسی ہی آفت آئے اور جنگ سخت آکر پڑے وہ اکیس ساحر جو یادگار زمانہ سامری ہین اُنکو لڑنے نہ بھیجنا اور عمرو ابھی مارا نہ جائیگا تو نے بیسوان کو بھیجا ہی سُن لینا کہ اُسکا بھی کام تمام ہوا اب جاؤ چاہ زمرد پر سیلا کرو اُس روز مہرخ اور بہار اور شکیل وغیرہ سب ہونگے اُسوقت لڑائی کا سامان کرنا لیکن عمرو سے ہوشیار رہنا وہ جب بھی مکاری کریگا اور تو قضا عمرو کی پوچھنے آیا ہی کہ کیسا ہی اور کیونکر ہی اسبات کو مین جب سے عمرو یہان آیا ہی اُسی روز سے تمام کتابون مین طلسم کی اور خداوند سامری کی تصنیف مین تلاش کر رہی ہون لیکن پتہ نہین ملتا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ عمرو کشندہ ساحران ہی پس اے فرزند لازم ہی کہ اُس سے غافل نہ رہ ذرا بچکر چل تو مارا جائیگا اچھا اب گھر جاؤ مین بھی جاتی ہون افراسیاب اور حیرت نے تسلیم کی بڑھیا نے اشارہ کیا تخت اونچا ہوا اسوقت وہ چار دن چپلیان گویا ہوئین ایک چپلی بولی جانا ہی تو جاؤ دوسری نے کہا چلتے ہو تو چلو تیسری نے کہا موم ہی جو موم ہی پگھل جائیگا چوتھی بولی پہاڑ کو آگ لگ جائیگی افراسیاب جلد حیرت کو لیکر پہاڑ کے نیچے اُتر گیا کہ چپلی نے کہا ہی آگ ضرور لگے گی وہی ہوا نیچے اوترتے ہی چھ دن سے شعلے نکلے اور سارا مکان اور صحرا وغیرہ دھڑ دھڑ جلنے لگا افراسیاب اور حیرت نے پیچھے پھر کر نہ دیکھا اور شاہ طلسم نہایت غضبناک کہتا ہوا کہ اس مخمور نازادی کو جلکر بڑے عذاب سے ہلاک کرونگا اور اُسی غصہ مین باغ گلزار کی طرف چلا کچھ عرصہ مین داخل باغ ہوا یہ باغ بھی مثل باغہاے طلسم کے جسکا ذکر اکثر مقام پر ہوا ہی تعمیر ہی دنیا کی خوبی اور عمدگی سے معمور ہی چمنستان مین جواہر کے درخت سایہ دار لگے تھے مگر طلسمات کے تھے کہ ایک ایک تجر مین سات طرح کی ڈالیان تھین اور ایک ڈالی مین کئی وضع کے پھول اور پھل تھے

حلاوت بخش جان بمنظر تھے گلشن جواہرین ہرا بھرا اور پھولا پھلا تھا بلبلین چہکتی تھین میوہ گوناگون لگا تھا کہ نظم

ہلا تی تھی اُسکی صبا ڈالیان — بجاتے تھے برگ شجر تالیان
کہین باغ مین آبشارونکا جوش — کہین سرو پر قمریونکا خروش
کہین زمزمہ شاخ پر جا بجا — ہلین وجد مین آکے شاخونکے سر
کہین بلبل و گل کا افسانہ تھا — کہین رقص طاؤس مستانہ تھا
غرض زعفران سے زمین انکی پر — پڑے سنگریزے سو یاقوت و دُر
زمین زرد مخمل سی با آب و تاب — ہزار دن پڑے نافہ مشک ناب
ہر اک نہر ایسی تھی اُس مین رواں — صفائی مین جون طبع روشندلان
کنارون پہ اُنکے جواہر کا کام — وہ فیروزہ فام اور یاقوت فام

بیچ باغ مین بارہ دری بنی تھی جسکے ستون مین نہایت کاری کی تھی ساری عمارت جواہر جڑی تھی گویا کان جواہر کی تھی اور بلندا سقدر تھی کہ فخر سے سر عزت اپنا فلک پر رکھے تھی نظم

عمارت نہ تھی تھا وہ باغ بہشت — طلا اور نقرہ کی ایک ایک خشت
عجائب صفا کی عمارت تمام — جہان چشم خورشید جھپکے مدام
عریض و طویل اُسمین موتی کے در — طلسمات کا سب بنا تھا وہ گھر

سب دروازون مین بارہ دری کے پردے پڑے تھے اور چار سو کنیزان خوش الحان پری تمثال برق وش حور منش وہان حاضر تھین لیکن دو سو اندر بارہ دری کے اور دو سو باہر تھین اندر کی عورتین آج تک باہر نکلی نہ تھین اور اُنکو کبھی کسی نے دیکھا نہ تھا اور بارہ دری کے اندر کا حال بھی کسی کو معلوم نہ تھا کہ اسمین کیا چیز ہے اُسوقت شہنشاہ ساحران کے آنے سے باہر کی لونڈیون نے تسلیم کرکے پردے بارہ دری کے باندھ دیے گویا راز طلسم کا پردہ فاش کیا مثل برق کے چہرے اندر کی کنیزون کے چمکنے لگے اور اُنکے حسن کے رو برو باہر کی عورتون کا رنگ پھیکا ہوگیا بلکہ باغ کے پھول اُنکے رخسار نازک کے رو برو زرد ہو گئے گلاب اور یاسمن گرد ہو گئے کہ بمقتضائے ابیات

وہ نور کی صورتین تھین محجوب — گلہائے چمن تھے اُنسے مجوب
ایک ایک تھی اُن مین غیرت حور — تھین حسن مین اپنے سب وہ مغرور
طرار و وجیہ و شوخ و بیباک — خوشرو خوش خو حسین و چالاک

ابرو مین کجی تو زلف مین بل	اُلجھی ہوئی کاکل مسلسل
وہ طبع کڑی وہ نرم روئی	ظاہر چتون سے گرم خوئی

ہر ایک نے شاہ جادوان کو تسلیم کی اور عہدے ہاتھون مین لیکر باادب پشت پر کھڑی ہوئین شہنشاہ آگے بڑھکر بیچ ایوان مین جا کھڑا ہوا وہان بھی پردہ پڑا تھا جب اُس پردے کو کنیزنے اُٹھایا ایک تخت بچھا ہوا نظر آیا کہ ہر رنگ کا جواہر اُسمین نصب تھا تخت کہکشان فلک اُسکے مقابل کب تھا اس تخت پر تپلا پتھر کا ہم صورت افراسیاب بیٹھا تھا اُس تپلے کو ہاتھ سے بلایا کہ ای ہمنام ہمارے پاس آ وہ اُٹھکر سامنے آیا اُس سے حکم کیا کہ تم ہمارے ہمنام ہو ہمارا تمھارا ایک واسطہ ہی ابھی جاؤ اور مخمور کو پکڑ لاؤ یہ حکم سُنتے ہی وہ تپلا زمین پر گرا اور دھوان بنکر اُڑا سامنے سے غائب ہوگیا شہنشاہ ساحران اسی تپلے کی جگہ پر جلوہ فرما ہوا حیرت پہلو مین بیٹھی تھی کچھ بھر پڑھ کر دستک دی باغ کے سب پھول کھل گئے اور چھوٹے چھوٹے طائر خوش رنگ پھولون سے نکلکر زمین پر گرے لوٹنے لگے اور صورتین اُنکی پریون کی بن گئین کہ نہایت درجہ حسینہ و جمیلہ تھین پیشوازین زنگ برنگ کی زیب قامت فرمائین باغنج و دلال روبرو شاہ جادوان کے آکر ناچنے لگین اور کنیزان بارہ دری جام و صراحی لیکر شراب گلگون پلانے لگین شاہ جادوان انتظار مخمور مین یہان بیٹھا ہی لیکن کچھ حال عمرو کا سُنیئے کہ بیدلان انکی گرفتاری کو چلا ہی غرضکہ جس شب کو عمرو ذلت شاہ طلسم کو دیکر درہ کوہ سے سب کو بارگاہ مین لایا رات بھر ہنگامہ عشرت یہان گرم رہا جبکہ شہنشاہ طلسم فلک ایوان مشرق سے برآمد ہوکر باجاہ و جلال حکمران ہوا و لشکر خواب دیدۂ عالم سے فرار کر گیا کہ ابیات

شہنشاہ زرین کلاہ سپہر	گرفتہ ز مشرق چو راہ سپہر
جہان گشت از نور او کامیاب	ز چشم خلایق روان گشتہ خواب

صرخ بھی دربار مین نقارہ نوازی فرماکر سریر مملکت پر جلوہ فرما ہوئی سب سردار حاضر ہوے اور بعد مجرا کرنے کے پایہ بپایہ بیٹھے ہنگامہ حکمرانی گرم ہوا عمرو بھی کرسی پر متمکن تھا کہ آپ اگرچہ کہ کھانے کا وہ وقت نہ تھا مگر عمرو کو بھوک معلوم ہوئی دل سے اُسنے مشورہ کیا کہ از خود بیوقت بھوک معلوم ہونا علامت سحر کی ہی شاہ جادوان نے تیرے لیے کوئی سحر کیا ہوگا یا ساحر تجھے گرفتار کرنے آتا ہی یہ سوچکر چلا صرخ نے پوچھا کہ خواجہ کہان چلے آپ کا جانا باہر بارگاہ کے آجکل اچھا نہین ہی کہ شاہ طلسم حضور کی فکر مین ہی عمرو نے جواب دیا کہ بیرادم گھبراتا ہی ذرا پھر آؤن تو آکما ہون

یہ کہکر نکلکر چلا گیا جب یہ جا چکا اُس گھڑی زمین تھرائی اور بیسران ظاہر ہوا مہرخ وغیرہ نے گولے سحر کے سنبھالے بیسران نے ہنسکر کہا ای نمک حرامون تم لوگ مجھ سے کیا لڑوگے دم بھر مین چٹکی سے ملکر مثل شپہ و مگس تم کو ہلاک کرونگا ناچار اس سے ہون کہ تم سے لڑنے کو مجھے شاہ نے نہین حکم دیا جس کام کے لیے بھیجا ہی اُسکا انتظام اُسکا کرکے چلا جاؤن گا تم سب اپنی جگہ پر بیٹھے رہو اگر مجھے چھیڑوگے تو اچھا نہین ہی یہ عتاب و خطاب سُنکر سب اہل بارگاہ خاموش ہو رہے اور بیسران تلاش عمرو مین یک نگاہ کو ہر طرف دوڑانے لگا اتفاق روزگار سے کنیز ملکہ بہار جادو پر کہ نام اُسکا محبوب پری چہرہ جادو ہی یہ عاشق ہی اور جب بہار طلسم باطن مین رہتی تھی شاہ کی مطیع تھی اسی زمانہ سے یہ عشق رکھتا ہی اور کنیز بھی اُسپر فریفتہ ہی مگر بوجہ خوف ملکہ بہار کے اُس سے مل نہین سکتی ہی اور بیسران بھی بسبب اس شرم کے کہ کنیز کو ملکہ بہار سے مانگنا باعث ننگ و عار ہی کچھ کہہ نہ سکتا تھا اُسوقت اُسنے دیکھا کہ محبوب پری جادو ستون بارگاہ کی آڑ مین کھڑی ہی مگر مجھے دیکھکر ہنستی ہی بناؤ سنگار کیے ہی مسی لگائے لکھوٹا جمائے ہی ہاتھون مین پور پور چھلے ہین منھ پر زلفون کے ساتھ پٹے چھوٹے ہین کنگھی چوٹی سے درست بندی ماتھے پر دیے چھاتیان اُبھارے دکھا رہی ہی یہ عالم معلوم ہوتا ہی کہ بیت

رنگ تھوکا پیٹ ملایم اور کچون مین سختی ہی	سینہ سے لے ناف تلک اک صندلکی سی تختی ہی

اور اسوقت اپنے عاشق کو دیکھکر اُسنے اٹھلانا شروع کیا کبھی چھپ جاتی ہی اور کبھی سامنے آکر توری چڑھاکر منھ بناکر سرہلاتی ہی کبھی مٹک کر بیٹھ جاتی ہی اور کبھی چھلانگ مارکر ادھر سے اُدھر پھرتی ہی کبھی گریبان کھول دیتی ہی اور سینے پر سے دوپٹہ ہٹاتی ہی چھاتیان دکھاتی اور گاہے آنچل اُلٹکر سر پر ڈالتی ہی اور منھ عاشق سے چھپاتی ہی ان اداؤن کو دیکھ کر بیسران مرمر گیا اور دل سے کہتا تھا رباعی

رفتار مین یہ کسی کے انداز کہان	باتون مین کسی کے ایسی آواز کہان
خوبی ہی تمھین یہ ختم محبوبی کی	یہ عشوہ کہان کسی مین یہ ناز کہان

ادھر تو یہ محو جمال کنیز تھا اور کنیز بھی سمجھی کہ مدت کے بعد تیرا چاہنے والا آیا ہی یا ہر بارگاہ کے چلکر دو دو باتین کرلے یہان ملکہ بہار کے روبرو دال نہ گلے گی یہ سوچکر ٹالا بالا بنا اُدھر جا اِدھر آ شدہ شدہ دربارگاہ پر پہونچکر اس طرف اُسے دیکھکر پیچھے پھری کہ دیکھو مطلوب بھی آتا ہی یا نہین جب کسی کو آتے نہ دیکھا کھنکھاری اور آپ سے آپ اُونچی کرکے بارگاہ سے نکل گئی بیسران نے جو آواز اُسکی

سُنی سمجھا کہ تجھے درپردہ بلا لی ہی یہ بھی نکل آیا اور پاس کیجر کے پہونچکر گویا ہوا کہ کیون صاحب مزاج اچھا ہی اُسنے جواب دیا کہ دعا کرتی ہون تم اچھے رہے کیونکر آئے اُسنے کہا آیا تو مین عمرو کے گرفتار کرنے کو ہون مگر تمھارے فراق مین بھی بیچین تھا اور خواہش دیدار رکھتا تھا کہ رُباعی

واللہ ہم اے صنم نہ بھولین گے تمھین	جب تک یہ ہو دم مین دم نہ بھولینگے تمھین
یاد آپ کی ایک دم فراموش نہین	تم بھولو تو بھولو ہم نہ بھولینگے تمھین

اے محبوب عاشق نواز جب بہار شہنشاہ سے منحرف ہوئی تھی اُسوقت تم میرے پاس چلی آئی ہو تین اور تمھاری بی بی کو کیا ضرور تھا کہ عمرو کی شریک ہوئین محبوب نے کہا میرے سامنے کچھ اُنکو کہنا نہین کہ وہ میری مالک ہین اور مین کیا مستانی تھی جو تمھاری ہو رہتی اپنی بی بی کو چھوڑ دیتی مردون کی بات کا اعتبار کیا تجھے میری محبت ذرا بھی ہوتی تو آج تک میرے پاس نہ آسکا اب لگا باتین بنانے بیسران بولا کہ جان من جیسے تم پرائی تا بعدار تھین ویسے ہی مین بھی تھا غیر لشکر مین کیونکر آتا مگر فرقت مین میرا یہ حال تھا کہ رُباعی

بے چین جو در د دل سے ہم ہوتے ہین	سر پٹک پٹک کے جی کھوتے ہین
لے شام سے تا سحر ترے بن گھر مین	سب سوتے ہین اور ہم پڑے روتے ہین

اے یار بے وفا اب شکوہ و شکایت موقوف کر کے ذرا سامنے درہ کوہ مین چلکر کچھ محبت آرا ہو کہ دل مضطر میرا تسلی یاب ہو محبوب نے تیوری چڑھا کر کہا کہ مجکو اکیلے مین جانے سے کیا مطلب ہی تو مسٹنڈا مستی مین بھرا ہوا ہی میری عزت مین خلل آجائیگا بس مین نے تجکو دیکھا تو نے مجھے زیادہ ہوس نکر بیسران بولا کہ اے غمگسار سیم اندام میرا آنا یہان پھر کا ہے کو ہوگا آج کا ملنا غنیمت جان کر میری مراد بر لا گھڑی بھر شراب و کباب کا تنہائی مین شغل ہو بوس و کنار کی لذت ملے پیاری آج تو اپنا یہ جی چاہتا ہی کہ رُباعی

بوسے سے جو منھ موڑ و تو موڑو اپنا	تک پاؤن تو دابے ہمیں دو اپنا
گر نام سے عاشقی کے ننگ آتا ہی	نوکر چاکر غلام سمجھو اپنا

محبوب بولی چل باتین نہ بنا مجھے مردوے دم دھاگے جھانسے نہ بتا مین کمبخت سرکار کے کام کو باہر آئی تھی یہان جان غضب مین پڑگئی یہ کہکر آگے بڑھی بیسران ساتھ ہوا پیچھے پھر کر مسکرا کر اُس سے کہا ارے مین بدنام ہو جاؤنگی تو میرے ساتھ نہ آ غرضکہ اسی طرح باتین بناتی ہوئی درہ پہاڑ مین آئی عاشق اُسکے ساتھ آیا باہم اختلاط کرنے لگے محبوب نے دوپٹہ اپنا بچھایا اور اس

چیلے سے گہنا پاتا اِترانے کی راہ سے سب دکھایا کہ مجھے لونڈی نہ جانیا مین گہنا پہنے ہون اب کبھی اٹھلاتی ہی کبھی ٹھنکتی ہی کبھی سر اُسکے زانو پر رکھکر لیٹ جاتی ہی اور دل سے کہتی ہی آج جو میرے ہی سو راجہ کے نہین ہی یہ غمزے کر رہی تھی کہ عمرو جو بارگاہ سے پہلے چلا آیا تھا ادھر آنکلا اور دیکھا کہ کنیز بہار کی ایک ساحرہ کے ساتھ اختلاط کر رہی ہی اور دو بوتلین شراب کی سامنے رکھی ہین عمرو نے خیال کیا کہ یہ ساحر میرے ہی لشکر کا ہی اس کنیز سے پھنسا ہی تو چکر دھمکا کے اس لونڈی کا گہنا لے یہ سوچکر فی الفور بڑھیا کی ایسی صورت کہ ہاتھ پانون کا پلتے سر ہلتا ہوا کوے کی ہڈیان نکلین سر جیسے گالا روئی کا ٹوٹی سی لکڑی ہاتھ مین جوتی کی ایڑیان نکلی ہوئین کھٹ کھٹ کرتی آئی لونڈی جھجک کر بیسران سے الگ ہوئی کہ اولی کوئی آماہی بیسران نے دیکھا کہ ایک بڑھیا آتی ہی ادھر اُس بڑھیا نے اُسکو دیکھکر دعا دی کہ سامری یہ جوڑی قایم رکھے راج سہاگ میری سہاگن کا بنا رہے میان پانون مرید رہین میری بی بی کی ایڑی دیکھکر کسی کا منھ نہ دیکھین لے مین صدقے تمھین ہنسنا بولنا نصیب یہ کہکر کراہ کر کے بیٹھ گئی محبوب کی جان مین جان آئی کہ یہ کوئی واقفکار نہین ہی پوچھنے لگی کہ بڑی بی کہان چلین اس جنگلے مین کیون پھرتی ہو بڑھیا نے کہا بلیا لون اس موے پیٹ کے کارن اس بڑھاپے مین مٹی خراب ہی ستیا ناس برباد ہر طرف خاک چھانتی بیر بنتی پھرتی ہون اسوقت لشکر مین مانگنے جاتی تھی تمھاری باتون کی آواز سنکر ادھر چلی آئی سامری و جمشید تمھاری عزت و حرمت رکھین مکان قریب ہی وہان چل کے ہنسو بولو بیسران نے کہا مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہین مین بحکم شاہ طلسم عمرو کو پکڑنے آیا ہون یہان سے اٹھون تو اُسکو گرفتار کرلے جاؤن بڑھیا بولی واری اُس موے کا پکڑنا کیا مشکل ہی کل میرے نکلا آکر تو گیا تھا مین نے بھی چٹکی کھینچکر ماری غارتی کی ٹانگ جانتی ہوگی یہ کہکر کہا صدقے گئی مجھے مدت سے شراب نہین ملی کنیز نے ایک بوتل شراب کی حوالے کی بڑھیا دعائین دینے لگی اور شراب جام مین انڈیلی پھر بوتل مین ڈال دی اس اولٹ پھیر مین بچالا کی تمام گھائی مین پڑا بیہوشی کی دوا تھی شراب مین ملا دی اور گویا ہوئی کہ قربان اتنی شراب مین کیا کرونگی تم بھی پیو عیش کرو مین بڑھیا ہون مجھسے کیا حجاب کرتی ہو مین نے جوانی مین بیسیون کے ساتھ مزے اوڑائے بقول شخصے کالے سر کا ایک نہین چھوڑا کنیز ہنسنے لگی کہ بڑھیا بڑی دل لگی باز ہی آخر بڑھیا کے ہاتھ سے دونون نے شراب پی اور بیہوش ہوگئے عمرو نے بوتل شراب کی زنبیل مین رکھی اور اُسکو قتل کرنا چاہا وہ روئین تن بزرگ تھا عمرو نے کرچھا اور سیسہ زنبیل سے نکالکر گرم کرنا چاہا تھا کہ قران جو ہمیشہ صحرا نورد رہتا ہی لشکر مین کم جاتا ہی دور سے

یہ کرشمہ دیکھ رہا تھا وہین سے پکارا کہ اوستاد آپ تکلیف نہ کرین مین آیا اور قریب آکر اس زور سے
بغدہ مارا کہ بیسران کے دو ٹکڑے ہوے واصل جہنم ہوا غل وشور برپا ہوا کہ مارا بیسران کو عمرو نے
صورت اصلی بنا کر محبوب کو ہوشیار کر دیا اسنے جو عمرو کو دیکھا جان مین جان آئی تھانے لگی اور پانون پر
گری کہ خواجہ میری بی بی سے یہ حال نہ کہنا عمرو نے زنبیل سے کوڑا نکالکر مارنا شروع کیا کہ مالزادی
دشمنون کو ہمارے بغل مین لیے بیٹھی تھی اور اب نخرے بگھارتی ہی غرضکہ خوب مارا وہ سارا بناؤ سنگار خاک
مین ملا دیا اور جھونٹے پکڑکر لے چلا کہ چل تو سہی قحبہ سامنے بہار کے تجھے بھی قتل کرونگا کنیز نے
بہت منت کی کہ اور جتنا جی چاہے آپ زدوکوب کر لیجیے مگر وہان نہ لیجایئے میری جان بچایئے
عمرو نے کہا جو کچھ تیرے پاس ہی اور جو تو نے جمع آج تک کر کے رکھا ہی وہ سب مجھے دیدے تو بچے گی
محبوب نے کہا چار جوڑے بھاری کپڑون کے اور سو روپے نقد تو مین نے اپنے مقام پر جمع کر کے رکھے
ہین اور باقی یہ گہنا ہی عمرو نے سب گہنا لے لیا اور کہا جو بہار پوچھین گی کہ گہنا کیا کیا تو کیا بتائیگی کنیز
نے کہا کہدونگی گہنا اوتار کر دریا کے کنارے رکھکر نہانے مین مصروف ہوئی کوئی چرا لے گیا عمرو نے
کہا دو روپے کا پیتل لیکر پہن لے گا ہے کو وہ بات کہ جس مین پرسش ہو کنیز نے کہا آپ چلیے
مین بات بنا لون گی اور دل مین یہ خیال کرتی تھی کہ بی بی کا مال چرا کر سب کچھ ہو جائیگا کچھ غم نہین
اسوقت تو جان بچ گئی خلاصہ کلام وہان سے سب بارگاہ مین آئے مرخ مستفسر ہوئی کہ خواجہ
کہان گئے تھے عمرو نے کہا بہنی کرنے خبر دو چار کوڑیان جو قسمت کی تھین مل گئین یہ جو بی محبوب
کھڑی ہین انکی بدولت بیسران کو بھی ہمنے مارا اور مال بھی پایا اس بیان سے محبوب کانپنے لگی
کہ ایسا نہو عمرو میرا حال کہدے اور عمرو نے اٹھکر کنیز کو الگ بلاکر کہا کہ اگر آدھا روپیہ مجھے دینے کا
اقرار کر تو بہار سے تجھے انعام دلوا دون کنیز نے کہا مین بہت کچھ دے چکی ہون اب مجکو معاف
فرمایئے عمرو بولا کہ دون جو کچھ تو نے درۂ کوہ مین کیا ہی لونڈی قدم پر گر پڑی اور گویا ہوئی کہ آپ
سب مال لے لیجیے گا جو کچھ بی بی دین سب آپ کا یہ سنکر عمرو کرسی پر آکر بیٹھا بہار نے کہا خواجہ
میری کنیز کو پسند کیا ہو تو حاضر ہی اس مردار کو بھی یہ لیاقت ہی کہ آپ سے تخلیے مین باتین کرے
عمرو نے جواب دیا کہ ای ملکہ یہ کنیز ہماری محسن ہی اس نے ہماری جان بچائی بیسران کو درۂ کوہ
مین لگا کر لے گئی اور مجکو خبر کر گئی مین نے جاکر کام اسکا تمام کیا لیکن اس بیچاری کا گہنا روپیہ اس
ہاتھ مین جاتا رہا اسی کو اسنے مجھسے الگ بلاکر کہا کہ بی بی سے مجکو دلا دیجیے بہار نے جب یہ ماجرا
کنیز کی رفاقت کا سنا کئی توڑے روپون کے اور جڑاؤ زیور اپنے پہننے کا منگوا کر عنایت کیا کنیز مالا مال

ہوگئی عمرو نے اُسکے جاے سکونت پر جاکر آدھا مال وصول کیا اور بارگاہ مین پہونچکر مصروف عیش ونشاط ہوا اور روز بروز گلرنگ آغاز تھا اور بربط وچنگ مغنی بجاتا تھا سب خوش اور بہت خوش بیٹھے تھے اب انکو اس حال مین چھوڑیے اور ماجرا اس رہرو جادۂ اشتیاق وگام فرساے بیابان فراق قتیل تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو بیقرار ونا صبور یعنے ملکہ مخمور کا سُنیے کہ بعد اُتار دینے پار دریاے سحر کے عمرو کو مفارقت مطلوب سے سخت گھبرائی جان لب پر آئی ہزار طرح کا دل مین خیال آیا کہ شاہ طلسم جب عمرو کو جکی دینے کا حال سُنے گا تو کیا کچھ ستم برپا ہوگا تو گرفتار ہوگی سارے طلسم مین رسوائی بڑھے گی آفت مین جان پڑے گی خیراے مخمور عشق کے کارن جو نہووہ تھوڑا ہی پانون بھی خانۂ زنجیر مین جانے کے مشتاق ہین کان بیڑیون کا غل سُننا چاہتے ہین ہاتھون کو شغل گریبان دری ہی رسوائی تو اس کام مین دھری ہی جتنی بے عزتی ہو عین عزت ہی دیر انگی اور بہر نہ پائی عاشق کے لیے مقام فخر اور سعادت ہی کہ ابیات

غیر بدنامی ہمین کیا چاہیے الفت مین نام	بے نشان ہو جایئے بس یہ نشان درکار ہی
زیست بدتر مرگ سے ہی گر نہووے وصل یار	ورنہ جی تن کو مرے نے تن کو جان درکار ہی
ہووے شاداب گلشن کب بغیر از آب جو	سینۂ پرداغ کو اشک روان درکار ہی
سب طرح سے بہتر اپنے حق مین ہی دل بستگی	جون دہان زخم یان کسکو زبان درکار ہی

اسی سوچ مین کبھی بارہ دری مین پلنگڑی پر مردے کی طرح پڑی رہتی اور گاہے گلشن مین بے تابانہ جاتی تڑپتی اور بلبلاتی غم دل کو زبان پر لاتی رو کر یہ سناتی رباعی

گر دل نہ یہ مبتلا کسی پر ہوتا	یہ کاہے کو اس طرح سے مضطر ہوتا
کمبخت یہ دل تو میری چھاتی کا ہی جم	کاش اسکے عوض بغل مین تیمر ہوتا

اسی طرح اپنے حال مین مبتلا تھی کہ یکایک تڑاقا ہوا اور افراسیاب زمین سے نکلا مخمور گھبراکر شرط ادب بجالائی اور تسلیم کرکے عرض پیرا ہوئی کہ بیت

ہماے اوج سعادت بدام ما افتد	اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

حضور نے بڑا کرم کیا جو مجھ کمینہ کے کلبۂ احزان کو منور اور مزین فرمایا اُس چلے نے کہ ہم شیشہ تھا افراسیاب کے اور باغ گلزار سے واسطے اسکی گرفتاری کے شاہ جادوان نے بھیجا تھا کچھ اسکی باتون کا جواب نہ دیا اور کمر مین پنجہ دیکر لے اوڑا دم بھر مین سامنے شہنشاہ طلسم کے لایا مخمور نے دیکھا کہ حیرت پہلو شاہ مین بیٹھی ہی مگر دونون غضبناک ہین اس اسیر پنجۂ فراق نے دونون کو سلام کیا افراسیاب نے

بہ غصہ خطاب کیا کہ کیون ای قحبہ بے حیا مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو نے عمرو کو دریاے سحر کے پار اوتار دیا مخمور نے عرض کیا کہ لوگ مجھ سے اس طلسم مین خار کھاتے ہین جلتے ہین کسی نے تہمت لگائی ہی ورنہ مین عمرو کو پار کیون اتار دیتی وہ موا میرا کون تھا اور مجھے اس سے کیا مطلب تھا افراسیاب نے کہا دیکھ تیرا جھوٹ معلوم کیے دیتا ہون پس پڑھکر دستک دی کہ ایک تخت فلک کی جانب سے اترا اسپر ایک ساحر جام اور صراحی لیے بیٹھا تھا اس سے حکم کیا کہ اے حباب جام زبردست جادو پیالہ شراب کا حیرت کو دے اسنے ساغر حیرت کو دیا اور حیرت نے اسکو مخمور سرخ چشم کے حوالے کیا کہ ای ملکہ اگر تم سچی ہو تو اس شراب سامری کا جام پیو مخمور نے وہ جام لیکر پی لیا شاہ طلسم نے سحر کیا اور کہا کہ ای حباب تم جاؤ اور کاتب نامۂ اعمال سے کہو حاضر ہو یہ کہتے ہی وہ ساحر تخت اوڑا کر چلا گیا اور زمین سے ایک پتلی کاغذ اور قلم اور دوات لیکر نکلی افراسیاب نے کاغذ وغیرہ مخمور کو دیا اور کہا لکھ اپنا نامۂ اعمال اسکو جام پینے سے وہ بیخودی چھائی تھی کہ اپنے حال سے گو کہ ماہر تھی مگر غیر کا سانحہ سمجھتی تھی فی الفور سارا ماجراے عشق نورالدہر اور عمرو کا اپنے گھر مین رکھنا اور پھر دریاے سحر کے پار چکی دیکر اوتار دینا سب حال لکھ دیا جب لکھ چکی شاہ طلسم نے سحر پڑھا کہ وہ تاثیر جام سحر برطرف ہوئی اور یہ اپنے ہوش مین آئی اسوقت خطاب کیا کہ دیکھ تو نے اپنے ہاتھ سے کیا لکھا ہی اس حیرت زدہ آئینہ رخسار محبوب نے سب کیفیت اپنی معاینہ کی اور سمجھی کہ حال میرا آئینہ ہی اب جواب کیا دے مانند تصویر کے خاموش ہو رہی کہ مصرعہ خاموشی کے سوا نہین تقصیر کا جواب ٭ اسوقت افراسیاب نے پھر دستک دی پتلی قلم اور دوات لیکر چلی گئی اور وہ ساحر یہ منظر بدہیئت تازیانے لیے زمین سے نکلے اور مخمور پر مار پڑنے لگی جسم نازنین فگار ہوا پیرہن تار تار ہوا اور سو کوڑے جب پڑ چکے یقین تھا کہ طائر روح اسکا قفس تن سے پرواز کر جائے کہ حیرت نے دست بستہ کہا ای شہنشاہ بس یہ اپنی سزا کو پہونچی اب میری خاطر سے درگذر فرمایئے شاہ طلسم نے اسکا التماس پذیرا فرمایا اور جادو کیا کہ چار پتلیان تخت لیکر آئین اسنے کہا اس مجرمہ کو اسکے گھر پہونچا دو اور ساحران تازیانہ زمین مین سما گئے پتلیون نے تخت پر مخمور کو ڈال کر گھر پہونچا دیا اور آپ تخت لیکر چلی گئین کنیزین اور ہمراز ین انیسین وغیرہ مخمور کے پاس آئین اور اسکا عالم دیکھ کر رونے لگین پلنگ پر مردے کی طرح لٹا دیا اور گرد اس ماہ سپہر عاشقی کے سب نے حلقہ کیا کوئی پٹی سے سر ٹکرانے لگی کوئی شور گریہ مچانے لگی کسی نے چہرۂ بے نظیر کی چیر چیر بلائین لین کوئی بے قرار ہوئی کسی نے گالیان شاہ طلسم کو دین کہ اس بھڑوے افراسیاب نے

ہی ہی اس نازنین کی جوانی پر بھی رحم نہ کیا اس جلاد سے کیونکر اسکا پٹنا دیکھا گیا کوئی ملکہ کا منھ پکڑ کر کہتی تھی کہ مین واری کچھ منھ سے تو بولو اے ملکہ اس تیری چنڈری کا صبر موے افراسیاب کی جان پر پڑے جسنے تجھے زخمی کیا اور مرنے کے قریب پہونچایا کھٹیا سے لگایا افسوس نصیب نے مجھے کس قصائی کے پالے ڈالا ایک نے کہا ای لوگو مین یہ حیران ہون کہ اس جوانمرگ افراسیاب کا ہماری ملکہ نے کیا ڈھالا بگاڑا تھا یہی نہ کہ ایک شخص پر جی آگیا پھر اسمین میری جان اسکا کیا اجارہ اور اس مقدمے مین وہ تو کیا جنکی عرش پر جھولتی ہی ہر وقت تلوار سے جنکی خون ٹپکتا ہی وہ کچھ نہین کر سکتے تو بھلا یہ بھڑوا کیا کریگا وہ اپنی جرو اکی تو خبر رکھے کہ ہر طرف ہنڈاتی پھرتی ہی مثل مشہور ہی کہ جو دو دل راضی تو کیا کرے قاضی یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک مخمور نے دو ایک ہچکیان لین اور ہاتھ پانون ٹپکنے لگی جیسے کوئی دم توڑتا ہی یہ کیفیت طاری ہوئی اسوقت سارا محل تلے اوپر ہوگیا اور ایک کہرام مچ گیا سب چھوٹے بڑے پچھاڑین کھانے لگے اور گرد ملکہ کے پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ ابیات

ہاے افسوس کیا یہ آہ ہوا	ہاے سب گھر کا گھر تباہ ہوا
کیا کیا ہاے درد کا چارا	بے اجل تو نے ای فلک مارا
کھائی تھی جسنے پھول کی نہ چھڑی	اسپہ یہ ضرب تازیانہ پڑی
کوڑے ایسے لگاے ہین اسکے	بیٹھ پر پڑ گئے نشان جسکے
ہاے کوڑون کا درد مان گئی	ہاے افسوس اسکی جان گئی
کس سے اس ظلم کی کرین فریاد	سر بسر کر دیا ہمین ناشاد

قصہ مختصر کسی نے مرہم سحر ملکہ کے لگایا اور کسی نے ٹانکے دیے کیوڑا اور فواکہات کا عرق حلق مین ٹپکایا کہ کچھ اس رنجور کو افاقہ ہوا ملازمین اسکی تیمارداری کرتے ہین دیکھا چاہیے کہ بعد صحت کے یہ کیا کرتی ہی اور کہان جاتی ہی مگر شاہ طلسم کو بعد اسکے گھر بھیجدینے کے طائران سحر نے خبر دی کہ بیسر ان جوہر گرفتاری عمرو گیا تھا وہ مارا گیا اس خبر کو سنکر غضبناک وہان سے اٹھا اور باغ سلیمان مین آیا یہان اہالیان دربار حاضر تھے سب نے تعظیم کی گھنٹے بجے ناقوس پھنکے بخور سلگنے لگے شاہ تخت پر بیٹھا اور وزیر سے اپنے یعنے باغبان قدرت سے کہا جلد جاکر عمرو کو پکڑ لا از بسکہ وزیر اول مرتبہ عمرو کے ہاتھ سے زک پا چکا ہی تامل پذیر ہوا تھا کہ شاہ جادوان نے نگاہ غضب جو اسکو گھورا فرط خوف سے کہ مبادا مثل مخمور مجھپر نہ عتاب ہو کہ عمرو سے یہ ملا ہوا ہی جب تو اسکی

گرفتاری مین رکتا ہی فوراً روانہ ہوگیا جب یہ جا چکا حیرت سے کہا ای ملکہ تم بھی لشکر مین جاؤ اب مین ایک ساحرہ یا ساحر کو بہر مقابلہ مہرخ بھیجونگا حیرت یہ حکم سنکر روانہ ہوئی اور چلتے وقت دو تین اپنے ملازم چھوڑ کر اُنسے کہہ گئی کہ جب عمرو گرفتار ہوکر آئے تو مجھے خبر کرنا میرے دل مین بھی اُسکے جانب سے شعلے اُٹھ رہے ہین اپنے ہاتھ سے دو ایک طمانچے اُسکے مارونگی یہ کہکر چلی گئی اور لشکر مین آئی یہان بھی سب نے استقبال کیا یہ آکر داخل بارگاہ ہوئی اور تخت پر بیٹھی یہان صرصر اور صبا رفتار حاضر تھین وہ عرض رسا ہوئین کہ ای ملکہ نسبت گرفتاری عمرو کیا شہنشاہ نے صلاح ٹھہرائی حیرت بولی کہ ای صرصر کیا وہ عیار نگوڑا شرارہ ہی یا کوئی جن ہی آسیب ہی جھلاوہ ہی کہ قید ہوتا ہی اور پھر بمقتضائے بیت

تو کی از خاک و باد و آب و آتش		نمی شاید کہ بر یک حال باشی	

وہ ایسا آنکھون کے سامنے سے الوپ اور تلپٹ ہوجاتا ہی کہ پتا ہی نہین لگتا ہی ابکی بار باغبان قدرت اسکی گرفتاری کو گیا ہی دیکھا چاہیے کہ کیا ہوتا ہی وہ قید ہوگا یا کچھ فتور برپا کرے گا لیکن اب کی سوا جوہتے چڑھا تو شہنشاہ بغیر قتل کیے نہ رہین گے مگر مجھے افسوس یہ ہی کہ تم عیارنیون سے کچھ نہو سکا کبھی ایسی عیاری نہ کی کہ شہنشاہ خوش ہوتے عیارنیون نے عرض کیا کہ واری کئی مرتبہ ہم اسکو پکڑ لائے وہ فریب دیکر چھوٹ گیا ہماری عیاری مین کیا قصور ہی اب ہم اپنے ملک کی طرف جاتے ہین وہان سے آکر پھر کوشش کرینگے اور جب تک باغبان قدرت پر جو کچھ گذرے گی وہ بھی ظاہر ہوجائیگا یہ کہکر رخصت ہوکر چلین راہ مین برق فرنگی نے انکو جاتے دیکھکر صورت اپنی تیز نگاہ عیارہ کی ایسی بنائی اور پاس جاکر کہا کہ کہان کا ارادہ ہی صرصر بولی کہ بہت دنون سے گھر نہین گئی ہون آج چاہتی ہون کہ خبر لے آؤن تم بھی جی چاہے چلو برق یہ سنکر ساتھ ہولیا راہ مین اُسنے کہا بہن تمنے کچھ سنا بھی باغبان قدرت گیا ہی عمرو کو پکڑنے اس کلام کو جو برق نے سنا رنگ چہرے کا زرد ہوگیا اور چپ ہوگیا صرصر اُسکے خاموش ہونے اور تغیر رنگ سے پہچان گئی کہ یہ تیز نگاہ نہین برق عیار ہی فوراً جھنجھلا کر بولی کہ موے نا عیار مجھے دم دینے کیون ساتھ چلا آتا ہی جا دور ہو اپنے باوا سے کہدینا کہ ذرا بچا رہے باغبان قدرت بڑا زبردست ساحر ہی برق نے کہا اُستانی تم تو اتنا خفا کیون ہوتی ہو ہم تمھاری محبت سے کبھی کبھی چلے آتے ہین اور تم ہو کہ سیدھے منھ بات نہین کرتین صرصر نے کہا کہ تیری محبت کو جھلسا اور تیری اُستانی کو کیا منہ کو سون جوانامرگ آیا باتین چکنا نے موے غارتی نے کیا دل لگی نکالی ہی اُستانی بناتا ہی تیرے

اُستاد کو بو کا لگاؤن سات جھاڑو اتوار منگل مارون جادفان بھی ہو برق کو ازبسکہ خبر باغبان کے آنے کی اُستاد سے کہنا تھی اسوجہ سے اسکو غصہ ناک پاکر راہی ہوا اور پاس عمرو کے بارگاہ مین آیا عرض رسا ہوا کہ آپ کی گرفتاری کو باغبان آیا چاہتا ہی عمرو نے کہا خدا مالک ہی مہرخ بولی کہ خواجہ تم چھپ رہو وہ ڈھونڈھ کر چلا جائیگا عمرو بولا کہ ایسے مقام مین نہ چھپا ہون اور نہ چھپون گا ایک بار مین نے باغبان کو قتل کرتے کرتے چھوڑ دیا تھا ذلیل وزبون بہت کیا تھا اب پھر اُسکی شامتین آئی ہین یہ کہکر علحدہ ہوگیا اور زنبیل سے ایک شخص کوکہ اکثر ساحر زنبیل مین ڈال لیتا ہی نکالکر اپنی ایسی صورت اُسکی بنائی اور وقت تبدیل کرنے شکل کے اُسے بیہوش کردیا تھا اب ہوشیار کرکے اُس سے کہا کہ تو میری قید مین تھا اس شرط سے تجھے چھوڑ دیتا ہون کہ خبردار کوئی کیسا ہی دھمکائے ڈرائے خوف دلائے تو یہی کہنا کہ مین عمرو ہون اگر اسکے خلاف کریگا تو مجکو تو جانتا ہی مار ڈالون گا اور اگر میرا نام و پتا بتائے گا تو تیری عزت و آبرو بھی ہوگی اور لوگ حرمت کرینگے غرضکہ بہت کچھ اُسکو سمجھا کر اندر بارگاہ کے بھیجا کہ قریب تخت شاہی میرے بیٹھنے کی کرسی بچھی ہی وہان جاکر بیٹھ یہ قیدی باشدہ ملک روم ہی حسب اجازت عمرو کرسی پر آکر بیٹھا لیکن برسون سے بھوکا تھا کیونکہ زنبیل مین دن بھر لونڈی ڈھلوا کر سوکھے ٹکڑے دیے جاتے ہین اسوقت اس رومی نے بیٹھتے ہی خوب شراب پی اور کہا مین بھوکا ہون مہرخ نے عمرو اسکو جان کر حکم دیا کہ جلد خواجہ کے لیے خوان نعمت حاضر کرو اور سامنے والی صحنچی مین دسترخوان چنا جائے حسب الشاد بکا دل نے کھانا موجود کیا اور رومی آکر دسترخوان پر بیٹھا پھر تو بقول سعدیؒ بیت

المحد گر سنہ در خانہ خالی بر خوان		عقل باور نکند کز رمضان ندیشد	
	بلکہ فرد		
اگر نعشے دو کس بر دوش گیرند		لیئم الطبع پندارد کہ خوان است	

اس مرد بھکے نے قرار واقعی ہتھے مارے اور سیر ہوکر کئی سیر کھانا کھایا بعد فراغ طعام کچھ عرصے مین تبخیر ہوئی کہا مین سوؤن گا وہین پلنگڑی بچھا دیگئی لیٹ رہا مہرخ نے خدمتگار چیستی کے لیے بھیجے اور پردے چھڑا دیے یہ لیٹا کیا کہ خراٹے لینے لگا اسوقت برق کہ خبر کہکر چلا گیا تھا پھر بارگاہ مین آیا اور مستفسر ہوا کہ اُستاد کہان ہین مہرخ بولی کہ آرام کرتے ہین اُسنے جاکر پردہ اُٹھا کے دیکھا تو نفیر خواب بلند تھی دل سے کہا اُستاد کبھی ایسے غافل نہین ہوتے تجھے لاؤ جگا کر دیکھون کہ کون ہی یہ تجویز کرکے اُسے بیدار کیا اور پوچھا تم کون ہو اُسنے کہا مین عمرو ہون برق پہچان تو چکا ہی تھا کہ اُستاد

نہین ہین ہنسکر بولا کہ واہ ہمین نے بتایا اور ہمین سے یہ باتین رومی نے کہا پھر جانتے ہو پوچھتے کیون ہو مین وہی پہلوان رومی ہون برق نے کہا اچھا آرام فرمایئے وہ لیٹ رہا اور یہ دل سے کہتا ہوا کہ واہ اُستاد خوب الگ ہوے اور اچھا اُس کو رول دیا چلا گیا کہ دیکھون اُستاد کہان گئے ہین لیکن چلتے وقت مہرخ سے کہتا گیا کہ جو کوئی استاد کو پکڑنے آئے تو اُس سے مقابلہ نکرنا گرفتار کرلیجانے دینا یہی کہکر اوستاد سوئے ہین یہ کہکر آپ روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے باغبان قدرت بزور سحر اندر زمین کے سماکر اور آکر وہین نکلا کہ جہان وہ رومی سو رہا ہی لیکن اُسکے آنے سے ہوا گرم چلنے لگی مہرخ وغیرہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے گویا ہوئی کہ ای بہار کوئی صحنچی مین آیا ہی زمین ہل رہی ہی بہار نے کہا سچ کہتی ہو مجھے بھی سحر برابر خبر دے رہا ہی اس اثنا مین رومی کو باغبان نے دیکھکر کہا ای مکار پہان چھپا ہی اپنی قضا سے غافل کس آرام سے سو رہا ہی یہ کہکر پنجہ کمر مین دیکر اوڑہا نم باغبان قدرت یہ صدا مہرخ وغیرہ نے سُنی کہا ارے صحنچی کے پردے باندھ دو مین دیکھون تو خواجہ کے پاس کون آیا ہی پردے جو باندھے گئے عمرو کا پلنگ خالی پایا رونے لگی افسوس کہ اب کی شاہ طلسم اُسکو زندہ نچھوڑیگا کیونکہ اُسکے ہاتھ سے اُسکو ذلت بہت ہوئی وہ جانی دشمن ہی پس اے مہرخ جب ایسا دوست مارا جائے تو خاک لطف زندگی ہی سب کارخانہ ہیچ ہی چاہیے کہ چلکر دریاے سحر مین اپنے تئین گرادین یہ سوچکر طاؤس سحر پر سوار ہوئی لاکھ ساحر ہمراہ ہوے لشکر مین تلاطم پڑگیا جلد سب نے کمر مرنے پر باندھی برق جو تلاش عمرو مین گیا تھا ہر طرف پھر کر آیا یہان سب کو آمادۂ سفر دیکھا پوچھا کہ انکا کیا ارادہ ہی مہرخ نے جواب دیا کہ خواجہ کی محبت مین جان دینا منظور ہی دریاے سحر مین جاکر گرینگے اور طلسم باطن پر حملہ کرینگے برق نے کہا آدمین با دیہی چاہیے ہو اور شرط محبت کے یہی لائق ہی لیکن خواجہ یہان موجود ہین اُنکے دشمن پکڑ جائینگے تم جاکر آرام کرو اور سب کیفیت عیاری بیان کرکے کہا اس راز کو پوشیدہ رکھنا اور جب ذکر آئے تو افسوس کرنا کہ ہر ایک کو گرفتاری اُنکی ثابت رہے اور تم دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی مہرخ یہ کلمات سُنکر خیمہ مین آئی اور بموجب فہمایش کے کاربند ہوئی لیکن اول حال عمرو کا سُنیے کہ یہ جو بارگاہ مین پہلوان کو بھیجکر چلا تو کئی کوس اپنے لشکر سے نکل گیا ایک جنگل مین پہونچا وہان ایک مکان بنا تھا اسکے دروازے پر ایک ساحرہ عورت بیٹھی تھی اور دو لڑکے کھیل رہے تھے عمرو بڑھیا کی صورت بنکر اُسکے سامنے گیا اور کہا سامری بھلا کرے مین بہت بھوکی ہون کچھ ہو تو کھلوا اُس عورت نے گھر مین اُسکو بُلا لیا اور روٹی دی بڑھیا نے دعا دی کہ جمشید و سامری تیرے بچون کو خوش رکھے جیا تو نے بھوکے کا پیٹ بھرا اس عورت نے پوچھا

کہ بڑھیا تیرا کوئی ہی اُسنے جواب دیا کہ مجھ کمبخت کا کوئی نہین ہی سب کو کھا گئی تم مجھے روٹی دو تمھارے ہی یہان رہون اور پچاس اشرفیان نکالکر دکھائین اتنیمین وہ ساحرہ پاس آبیٹھی اور کہا بڑی بی یہ کیا کروگی بڑھیا بولی کہ میرے بھلے بُرے وقت کے کام آئینگی تین تین فاقے کرتی ہون مگر انھین صرف نہین کرتی لگا رکھی ہین اور انکے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہی تم علیحدہ چلو تو بتا دون پس یہ کہکر اور ہاتھ اس ساحرہ کا تھام کر کوٹھری مین لے گیا اور اُسکے مُنھ پر ہاتھ بیہوشی کا بھرا ہوا مل دیا وہ بیہوش ہوکر گری اُسکو زنبیل مین رکھا مگر پیرہن اسکا لیکر اُسی کی ایسی صورت بنکر باہر نکلا جو دو ایک نوکر چاکر تھے اُنسے کہا یہ بڑھیا بڑی دغاباز ساحرہ تھی کوٹھری مین جاکر زمین مین سما گئی اب کوئی گھر مین آنے نہ پائے اور لونڈی سے کہا کھانا جلد پکا میہان آتے ہون گے کنیز نے کہا سالن بگھار چکی ہون روٹی پکانا باقی ہی غرضکہ اسی طرح عمرو تو بشکل ساحرہ امورات خانہ داری مین مصروف ہی مگر باغبان قدرت اُس رومی کو سامنے شہنشاہ کے لایا اس رومی نے یہ باغ طلسمی اور دربارشاہ طلسم جو دیکھا ہوش جاتے رہے اور جی چھوٹ گیا کہ بڑے بڑے ساحر بیٹھے ہین گھنٹے ناقوس گھڑیال بج رہے ہین دف اور جھانجھ اور نفیر کی صدا بلند ہی اس حال کو دیکھکر گھبراکر سب کو ایک سرے سے جھک جھک کر سلام کرنے لگا اور افراسیاب نے کہا کیون اے عمرو تونے میرے ساتھ جو سلوک کیا ہی وہ بھی یاد ہی اب اُسکا بدلا مین تجھ سے لیتا ہون رومی نے کہا آگے جو ہوا سو ہوا اب مجھے روٹی دو مین یہین رہون افراسیاب بولا کہ او بدذات نابکار تو مجھے دم دینے لگا یہ سُننا تھا کہ رومی تو پہلوان ہی اُسکو بھی غصہ آیا اور گویا ہوا کہ بدذات تو اور تیرا باپ نابکار بیہودہ بھلے مانسون سے یون ہی بات چیت کرتے ہین افراسیاب نے جھلاکر کہا حرامزادے زبان دراز تو اپنی حرمزدگی ہر بار جتاتا ہی رہ تو جا تیری ایسی تیسی کی پہلوان نے کہا حرامزادہ تو اور تیری ہفتاد پشت بلکہ اینٹی چینٹی تک مسخرے کیا بڑھکر بولتا ہی گردن اوکھا لیکر پھینک دون گا تکرار جو ہونے لگی حاضرین دربار آپس مین کہنے لگے کہ میہان یہان سے ٹل جانا چاہیے آج عمرو بھی بگڑا معلوم دیتا ہی یقین ہی کہ بڑا فتور کریگا ایک ساحر نے کہا بھائی ڈر کیا ہے تم بڑے نامرد ہو یہ سوائے کہ سینے کے اور کیا کریگا زبان کھلی ہی دست و پا بندھے ہین اُسنے کہا واہ ہم آزما چکے ہین دم بھر مین آدمی مرد سے عورت بنتا ہی جو تیان پڑتی ہین مُنھ کالا ہوتا ہی یہ کہکر دو ایک ساحر اُٹھے کسی نے پوچھا کہان چلے کہا رفع احتیاج کو اُٹھکر جو گئے پھر آئے اور افراسیاب نے بہ غصہ حکم کیا کہ اے باغبان اس بے ادب کا سر کاٹ لے وہ پہلوان پکارا کہ واہ نام بڑے درشن تھوڑے ایک تو مین مدت تک زنبیل مین قید رہا اب یہ

میرا سر کاٹتے ہین یہ سنکر اکہ مجھپر احسان کرتے اور روپیہ دیتے کہ مین روم کا آدمی ہون یہان سے روم تک نام کرتا **افراسیاب** نے یہ تقریر سُنکر کہا کہ اسکے فقرے پر اور دم مین نہ آنا جلد سر اسکا کاٹ لے یہ سُنتے ہی **باغبان** شمشیر بران لیکر چلا مگر اسکے بازو پر اکہ بندھا تھا اسمین رقعہ جمشیدی رکھا ہوا ہی اُسپر نقش تھا کہ یہ شخص بیشک **عمرو** نہین ہی رومی پہلوان ہی یہ معلوم کرکے **باغبان** رُک رہا اور ندامت زدہ ہوا کہ **عمرو** فریب دیکر مجکو نکل گیا اب شاہ طلسم مجکو ذلیل وزبون کریگا اسکے ٹھہرنے سے **افراسیاب** نے پوچھا کہ کیون کس وجہ سے کیا پس و پیش ہی **باغبان قدرت** نے کہا اکہ جمشیدی پر نقش ہی یہ عمرو نہین ہی اور اکہ شاہ جادوان کو دکھلایا جب اسکو بھی ظاہر ہوا کہ یہ شخص رومی ہی **عمرو** نہین ہی بہ غضب تمام گویا ہوا کہ اس مرد غریب کو چھوڑ دو مین اُس ناعیار کو بغیر گرفتار کیے باز نہ رہونگا یہ کہکر کچھ بحر پڑھکر دستک دی تہ زمین سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی کہ بال سر کے پریشان کیے تھی سر کو برہنہ کیے حیران وار ہاتھ مین آئینہ لیے سامنے آکر سلام کرکے ٹھہری **افراسیاب** نے آئینہ اُسکے ہاتھ سے لیا اُسپر غلاف سُرخ مخمل کا چڑھا تھا اُسکو اُتارکر پھر کچھ بحر و رو زبان کیا کہ دو عورتین اور زمین سے نکلین ایک کے ہاتھ مین پچکاری اور دوسرے کے ہاتھ مین رومال اُنسے حکم کیا کہ آئینہ صاف کرو پس پچکاری لیے جو عورت تھی اُسنے پچکاری مار کر گرد آئینے کے دھوئی اور دوسری نے رومال اُٹھاکر خوب صاف کیا اور سامنے شہنشاہ کے لگایا اُسنے کہا اے **باغبان** دیکھ اس آئینہ مین جہان **عمرو** ہوگا نظر آئیگا **باغبان** قریب آکر دیکھنے لگا اب کیفیت **عمرو** کی سُنیے کہ اس ساحرہ کی صورت بنکر یہ جو بیٹھے بعد لمحہ کے اس ساحرہ کا شوہر آیا اور اُسکو اپنی زوجہ سمجھکر گویا ہوا کہ جلد جو کچھ کھانا تیار ہو لاؤ مین بہت بھوکا ہون **عمرو** نے اُسکو بھلا کر ہاتھ دُھلاے دسترخوان بچھایا کھانا نکال کر سامنے رکھا آپ رومال لیکر جھلنے لگا اُسوقت اُس ساحر نے ہاتھ پکڑکر اپنے پہلو مین اُنھین بٹھایا اور کہا صاحب تم بھی ہمارے سر کی قسم کھاؤ **عمرو** بھی از راہ بناوٹ کے کھانے مین مصروف ہوا اسی حالت کو آئینہ کھر مین **باغبان** نے دیکھا کہ صحراے سبزہ زار مین اندر مکان کے میان بی بی بیٹھے کھانا کھا رہے ہین اُسنے کہا اے شہنشاہ مجھے **عمرو** اس آئینہ مین نہین معلوم ہوتا **افراسیاب** نے کہا جو بات آئینہ ہو اُسکو کیا تبلایئے او بیوقوف یہ عورت مرد کے ساتھ کھانا کھانے مین مصروف ہی نہین دیکھتا کہ نوالے جیب و آستین و دامن مین رکھتی ہی آپ نہین کھاتی یہ وہی مفتری فریب شعار ہی یعنے **عمرو** کس لیے کہ آئینہ کا خلاصہ ہو کہ جسکے جو یا ہو اُسکے مقام کو ظاہر کردیگا آگے اپنی سمجھ ہی اب تم سیدھے اسی جنگل مین جاؤ اور اس ساحر کو کہ بیابان جادو نام ہی اس حال سے مطلع

کرکے اُسکی جورو کو پکڑ لاؤ مین اُسکو یہان عمرو بنا لونگا **باغبان قدرت** یہ باتین سُنکر بزور بحر اُڑکر چلا اور چشم زدن مین **بیابان** کے مکان پر پہونچا وہ کھانا کھانے مین سے اُٹھ کھڑا ہوا تعظیم دی اور تسلیم کی اور عرض رسا ہوا کہ خوش آمدی زہے فخر میرا کہ وزیر اعظم میرے کلبۂ احزان مین تشریف لائین **باغبان قدرت** نے اُسکی باتون کا تو کچھ جواب نہ دیا مگر ایک دانہ ماش کا سحر کرکے اُسکی جورو کی گود مین ڈالدیا **عمرو** اُسکو دیکھکر چاہتا تھا کہ بھاگ جائے لیکن دانہ ماش کے سبب سے آدھے دھڑ مین دم اپنے نپایا یکایک زمین پر لوٹنے لگا کہ ہائے میرے کولے مین درد ہوتا ہی **بیابان** جورو کا یہ حال دیکھکر سخت مضطرب ہوا اور کہا ای وزیر اعظم اُسکا کولا سحر سے اچھا کردیجیے مین اپنی بی بی کو چاہتا ہون **باغبان** بولا کہ ای نادان یہ تیری زوجہ نہین ہی اُسکو اسنے غائب کردیا ہی یہ **عمرو** عیار ہی مجھے شہنشاہ نے اُسکی گرفتاری کو بھیجا ہی **بیابان** یہ سُنکر سر پیٹنے لگا کہ ہی ہی میری بی بی **عمرو** نے اُسکا ہاتھ پکڑکر کہا صاحب کیون روتے ہو مین تمھاری زوجہ موجود ہون اُسکو بکنے دو یہ جھوٹا ہی **باغبان** نے جو سُنا کہ یہ مجکو جھوٹا بناتا ہی کچھ سحر پڑھا کہ ایک ابر فلک پر آیا چند بوندیان اُسمین سے **عمرو** پر گرین کہ رنگ و روغن عیاری اُسکا دھوگیا اور صورت اصلی نکل آئی وہ ساحر پچھاڑین کھانے لگا اور کہتا تھا ای **عمرو** واسطہ تجھے اپنے دین و مذہب کا میری جورو کو بتادے کہ کہان ہی **عمرو** نے کہا مین بھوکا تھا اُسکو تو بڑی دیر ہوئی کہ ہضم بھی کرچکا اگرچہ **باغبان** نہ اسا تو مین تجکو بھی چٹ کر جاتا یہ کہکر **باغبان** کی طرف مخاطب ہوکر کہا مجکو سامنے **افراسیاب** کے نہ لیجا اور تجھے ایک بار کی اپنی ذلت یاد نہین ہی جو پھر میری ایذا رسانی پر تو قدم زن ہوا یقین جانا کہ جو مجکو سنائیگا جیتا نہ بچیگا مین گشتہ ساحران عالم ہون تو اپنے اوپر رحم کر اور میرے درپے آزار نہو **باغبان قدرت** یہ گفتگو سُنکر خوفناک ہوا اور اُسکی جمشیدی کو دیکھا اسپر منقوش پایا کہ جو یہ کہتا ہی سچ کہتا ہی یہ مارا کسی سے نہ جائیگا مگر اُسوقت اُسکو چھوڑ جانے مین شاہ جادوان تجکو ذلیل کریگا پکڑ لیجا تجھے وہین سے آنا اُسکے تجسس مین مناسب نہ تھا **باغبان** کو جب یہ دریافت ہوا اپنے آنے سے نادم ہوکر بنا جاری **عمرو** کو پنجہ مین داب کر اوڑا **عمرو** نے کہا ای **باغبان** ذرا ٹھہر جا اور ایک بات میری اور سُن لے اُس کلمے سے وہ ٹھہر گیا **عمرو** نے کہا تو مجھے طلسم باطن مین لیے چلتا ہی تو اتنا کام کر کہ مجکو باندھ کے زمین کے اوپر چل تاکہ دریاے سحر تک میرے عیارون اور رفیقون کا گذر ہی وہ مجھے اور مین انکو دیکھ لون جب دریا کے کنارے پہونچنا اُسوقت جسطرح جی چاہے لے چلنا اور قسم نمک حمزہ کی اگر یہ میرا کہنا نہ مانا تو مین تجکو جہان پاؤنگا مار ڈالونگا **باغبان** نے کہا تو یہ چاہتا ہی کہ مین پانون سے چلکر دریاے سحر

تک جاؤن تاکہ راہ مین اور عیار مجھے چھڑالین تو یہ امر بخیر ہی مین ایسا ویسا ساحر نہین ہون جو کسی کے دم مین آجاؤن اچھا تیری خاطر سے مین چلتا ہون یہ کہکر زمین پر اوتر کر چلا اب اُسکو تو جانے مین عرصہ ہوگا جب تک دربار افراسیاب کا حال سُنیے کہ وہ آئینے مین بیٹھا سب کیفیت معائنہ فرمایا کیا جب باغبان قدرت لیکر عمرو کو راہی ہوا اُسنے سب اہل دربار سے کہا کہ وہ عیار گرفتار ہوا یہ خبر جو مشہور ہوئی حیرت اپنے ملازمون کو اس خبر کے لیے یہان چھوڑ گئی تھی اُنھون نے جاکر حیرت کو اطلاع دی کہ چلیے عمرو گرفتار ہوا حیرت خوش ہوکر سوار ہوئی اور بعد قطع راہ دربار شاہ جادوان مین پہونچکر پہلو مین بیٹھی شاہ طلسم نے سب حال بیان کرکے کہا باغبان قدرت اب عمرو کو لایا جاہتا ہی خلاصہ کلام سب منتظر آمد باغبان کے بیٹھے تھے کہ یکایک فلک کی طرف سے صدائے مہیب آئی گھٹا تمام عالم مین ایسی چھائی کہ اندھیرا ہوگیا بعد لمحے کے تخت سحر ظاہر ہوا اُسپر ایک ساحرہ مہیب صورت سوار تھی سر سے پا تک سانپ کالے کوڑیالے دھامن ناگن وغیرہ اسکے لپٹے تھے اور ہمراہ اُسکے دو لاکھ ساحر یا جے بجاتے تھا لیان بربنجی لیے مشعلین روشن کیے جو سامری کی بولتے تھے اس ساحرہ کو آتے دیکھکر شہنشاہ ساحران نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ بھبوت جادو دختر جنین جادو کہ جو تیرے طلسم مین ایک ملک کی حاکم ہی بہر مقابلہ مہرخ آئی ہی کتاب کو دیکھکر اُسنے بند کر دیا اس عرصہ مین بھبوت بھی آکر حاضر ہوئی شاہ کو مجرا کیا اُسنے کہا کہو تمھاری ماں کا مزاج کیسا ہی وہ کیون نہ آئین ساحرہ نے عرض کیا کہ وہ بھی حاضر ہونیکو ہین مین پہلے اسلیے حاضر ہوئی ہون کہ اپنی ماں کے آنے تک آپ سے اجازت لیکر کام سب نگہرامون کا جاکر تمام کرون لہذا حضور مجھے اجازت دین کہ لشکر مہرخ کی طرف جاؤن افراسیاب نے کہا ابھی چلی آتی ہو ذرا دم لو اپنی بہن کو بلا بھیجو وہ جنگ دیدہ کار آزمودہ ہین تم تنہا نہ جاؤ بھبوت گویا ہوئی کہ آپ مجھے بودا اگر جانتے ہین تو مین اپنے گھر جاتی ہون ورنہ مجھے اجازت دیجیے یہ کلام سُنکر حیرت نے کہا ای شہنشاہ یہ ہمیشہ سے دیوانی ہی اسوقت آپ کا کہنا نہ مانے گی اسے جانے دیجیے اچھا ہی ادھر تو عمرو کو باغبان پکڑ کر لائے اور ادھر مہرخ کو یہ جاکر گرفتار کرے سب کا فیصلہ ایک ہی دفع ہوجائے یہ تقریر شاہ جادوان کو پسند آئی کہا ای حیرت تم بھی جاؤ زیر گنبد نو بارگاہ استاد کراؤ سب سامان آرام و آسایش واسطے بھبوت کے درست کرو حیرت نے عرض کی مین سب درستی یہین سے کیے دیتی ہون اور اپنی وزیرزادیون زمرد جادو اور یاقوت جادو سے حکم دیا کہ جلد بارگاہ جاکر آراستہ کرو شراب و کباب ہمہ نعمت موجود کرو خبردار کوئی

تکلیف نمود وزیرزادیان روانہ ہوئین اور اکر مختار جادو کو حکم پہونچایا کہ وہی داروغۂ بارگاہ ہی اُسنے علیحدہ بارگاہ حیرت سے زیر طلسم بارگاہ اور خیمہ سلطانی جسمین جھالر مروارید کی لگی تھی استادہ کردیا فرش مخملی بچھ گیا نگیرے سنہرے اور روپہلے جواہر و وزآراستہ کردیے جملہ سامان راحت درست کرکے اطلاع دی اُسوقت بڑے کروفر سے ملکہ بھبوت سوار ہوکر چلی کہ طبل و نقارے بجنے لگے جھانجھ اور نفیر بجنے لگی ساحران غدار ترنج اور ناریل اوچھالتے شعلے رال کے اوڑاتے چلے کچھ عرصے مین دریا سے اوتر کر داخل طلسم ظاہر ہوئی یہان منصور اور صورت نگار پہلے سے موجود ہین اُنھون نے ساحر بہر استقبال بھیجے بھبوت نے آکر اوّل منصور کی ڈنڈوت کی اور پانوں کو بوسہ دیا کہ آپ بلیرہ سامری ہین کل میری لڑائی کو حضور ملاحظہ فرمائین کہ کس شان سے اُن نگوڑا مونکا کام تمام کرتی ہون یہ کہکر داخل بارگاہ ہوئی اور شغل بادہ خواری کرنے لگی لشکر اُسکا اُترا اور آرام مین مصروف ہوا لیکن جسوقت کہ شہسوار یکہ تاز میدان سپہر نے خیمۂ مغرب مین جاکر ٹیکا زرین خطوط شعاع کا کمر سے کھولا اور نظر خلق سے مخفی ہوا جہان مین تاریکی بسبب آمد ساحرہ کے سب چھاگئی اور مشعل ماہ خیمہ چرخ زنگاری مین روشن ہوئی کہ ابیات

پڑا تھا جو ایوان گردون سیاہ		ہوا تسکل مشعل شب افروز ماہ	
ہوا مہر گردون جو مستور پھر		بچھی ہر طرف چادر نور پھر	

بھبوت نے طبل جنگ بجوایا نقارۂ رزمی گڑگڑایا طائران بحر نے یہ خبر بارگاہ ملکہ مہرخ مین پہونچائی کہ ایک ساحرہ بھبوت جادو نام بہر مقابلہ لشکر نصرت اثر آئی ہی اور طبل رزم اُسنے بجوایا ہی آمادۂ بجدال ہوئی ہی مہرخ نے کہا ہمارا بھی خدا قوی و توانا ہی اچھا ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی پر چوب پڑے بموجب ارشاد ملکہ دلاوروں نے نقارہ جدال بجایا صدائے شر و فساد اُس سے بلند ہوئی لشکر مین لڑائی کی خبر مشتہر ہوئی ساحران نامی بحر جنگ نے لگے بہادر اسباب حرب و ضرب آراستہ کرنے لگے چار پہر رات تک یہی ہنگامہ دونون لشکرون مین برپا رہا آخر وہ وقت آیا کہ افسون گر فلک خاور مٹھ سے نکلکر میدان چرخ مین آیا اور منقل ظلمت سوز کو بجادوگری مقابل خسرو انجم روشن کیا جہان نورانی ہوا کہ نظم

چو تیغ نور در کف کردہ خورشید		سیاہِ تیرہ یکسر گشت ناپید	
نوشتہ منشی قدرت باعجاز		بروے ہر ورق صد نکتۂ راز	
زدہ جوش از دو سو طوفان پولاد		ز بس لرزان زمین شد سست بنیاد	

سیاہ کینہ خواہ جانبین سے وارد دشت مصاف ہوئی ساحر اور جادوگر نیان اژدہون پر سوار ہر ہر کر تین بجرنگ بجرنگ کا دم بھرتین بیرقین اور جھنڈیان ہاتھون مین لئے ایک طرف آکر ٹھہرین اور ایک جانب شیران بیشۂ تہور و جلادت صف باندھکر کھڑے ہوے گھٹا سحر کی چھاگئی اور بجلیان گرنے لگین رن بولنے لگا اور باجا جنگی بجنے لگا صفین جدال و قتال کی میمنہ و میسرہ وغیرہ جم گئین افسران لشکر آگے بڑھکر کھڑے ہوے قلب مین مہرخ کا تخت قائم ہوا ادھر بھبوت کا اژدھا سب سے آگے بڑھا ہوا ٹھہرا نقیب اور کرکیتون نے کڑکا کہنا شروع کیا اور مذمت دنیاے فانی کو باواز بلند سنایا زندگی سے دل ہر ایک کا پھیرا کہ نظم

ہر آن کس کہ بر کام گیتی نہد دل		بنزدیک اہل خرد نیست عاقل	
چو نقد بقا نیست در جیب ہستی		ز دامان او دست امید بگسل	

ہان دلیرو دنیا پر دل نہ لگاؤ نام دلاوری کا دمانے مین چھوڑکر معرکہ جنگ مین مرکر زندۂ جاوید ہوجاؤ اس صدا سے بھون پر سناٹا ہوگیا اور ہر ایک شجاعت کا دم بھرنے لگا بھبوت اژدر کو شامل مرکب اژدہا کر ہر حرب بیچ میدان مین آئی آگ پتھر برسانے لگی سرا پا میدان کا دکھانے لگی اور بغضب تمام کلمات رجز اور اپنی ثنا خوانی مین سرگرم تھی اسوقت اس ملعونہ کی یہ کیفیت تھی کہ نظم

چو گامے چند در میدان قدم زد		بناگہ فتنۂ عالم علم زد	
بھبوت ساحرہ بردہ بلا نوش		غریوان ترز ابر آسمان پوش	
قدم در پیش و بر لب گفتگو داشت		کہ مہرخ واگذار این کار ناراست	
چو خارہ بہ دامانم میاویز		کہ بہرے یاد دارم مرگ انگیز	
ندائی دیو م ای فرخندہ بنیاد		کہ دارم پنجۂ خود ہمچو پولاد	
بہ شکل سہمناک ساحران را		تبر سانم چو طفلان ہر جوان را	
چو مہرخ این سخنہا گوش کردہ		بغصہ جام جرات نوش کردہ	
بگفت ای سادہ لوح و بخت در خواب		چہ جاے گفتگوے بزز قصاب	

بھبوت کو غضب کلام مہرخ سے طاری ہوا اور للکاری کہ بھیج کسی کو میرے مقابلے مین تشوات جادو ملازم مہرخ عقاب اڑاکر اسکے سامنے جاکر ہم نبرد ہوا اسنے ایک ناریل بھر پھینکر جو مارا تشوات کا سینہ توڑ گیا اسوقت مہرخ ملازم میدان ہوئی کل لشکر کے سردار گرد تخت کے آکر جمع ہوے اور عرض کیا ہم جانبازی کو حاضر ہین ان سب کو تسہیل و آسانی تشفی دیکر رخصت فرماکر تخت

آگے بڑھایا باجے بجنے لگے ملعون کو جلوہ ملا مرخ میدان مین پہونچی بھبوت نے اپنے ہاتھ پر بھر بڑھکر
آنکھون پر اپنی رکھ لیے یہان مرخ کی بینائی چشم جاتی رہی بھبوت نے شمشیر سحر کھینچکر چاہا کہ سر کاٹ لے
مرخ نے گھبراکر دستک جادو پڑھکر دی کہ دو بنجے چمک کر گر پڑے اور اُٹھاکر سامنے سے بھبوت کے
لے گئے اُسنے قہقہہ مارکر کہا لو وہ جاتی ہین یہ کلمہ بہار کو بُرا معلوم ہوا اور ایک گیند کھینچکر مارا بھبوت نے
دو انگلیان اپنی بلند کین کہ وہ شل مقراض کے بن گئین اور گیند بہار کا کٹ گیا چمنستان اور عالم بہار
ظاہر ہوا اور وہ گیند جو کٹا پھول اسکے سب زمین مین بچھ گئے اُسوقت بھبوت نے کہا اے ملکہ بہار
ذرا اپنے پھولون کی بہار دیکھو بہار یہ سُنتے ہی اپنے طاؤس پر سے اُتر کر اُن پھولون کے قریب جا بیٹھی
اور چھونے لگی بھبوت تلوار لیکر اسکا سر کاٹنے چلی تھی کہ رعد جادو زمین مین غرق ہوکر اُسکے پاس نکلا
اور ایسی تیغ ماری کہ بھبوت از بسکہ غافل چلی آتی تھی اور قتل بہار کا خیال رکھتی تھی اسکے چیخنے سے
بیہوش ہوکر گری پھر تو برق محشر بجلی بنکر کڑکڑا کر جو گری اسکو کاٹکر اور دو ٹکڑے کرکے زمین مین
اُتر گئی اور پھر زمین سے نکلکر اُسکے لشکر کی طرف چلی ادھر دونون ٹکڑے بھبوت کی لاش کے باہم
تڑپ کر ملگئے اور اُٹھکر ایک سمت چلے گئے صدائے گیرودار بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من بھبوت جادو
بود ہنگامہ جو برپا ہوا برق محشر چمک کر لشکر مخالف پر گرنے لگی اور رعد چنگھاڑ مارنے لگا اور
بہار پر سے سحر دفع ہوگیا ایک جانب سے مرخ بھی بنیا ہوکر آئی اور کل لشکر لیکر فوج برحریف کے
حملہ آور ہوئی دونون سمت سحر چلنے لگا کہ نظم

ببلن شیر نر مرخ غضبناک	بیامد بر سر آن فوج سفاک
ہوا خواہان میدان را رضا داد	کہ گیرند از کف خون تیغ پولاد
ز یک سو کوس کین آمد بفریاد	ز دیگر سو جوابش کوہ می داد
ز یک سو لشکر آمد زرد گرسو	دو شیر یکدلان شد روے بر رو
چو چشمان بتان از بس کماندار	جہانے را بہ دم کشتند یکبار
ز جا شیر فلک فرسای جنبید	فلک حیران کہ کوہ از جاے جنبید
مزاج خون بخون گرم پیوست	دم شمشیر نوک نیزہ اش بست

دم بھر مین ہزارہا سرکش فوج مخالف کا مارا گیا دریاے خون موج زن تھا آخر لشکر بھبوت کا رو بفرار
لایا اور ساحران مرخ قتل و غارت کرتے بڑھے چلے اُسوقت مصوّر بغضب تمام آگے بڑھا واضح ہو
کہ سحر مصوّر کا یہ ہو کہ تصویرین اول کُل لشکر عدو کی قلم سحر سے کھینچکر رکھ لیتا ہو پھر طبل جنگ بجوا کر

مقابلے مین آکر تصویرون کا سر کاٹکر سب کو ہلاک کرتا ہی فی الجملہ جب سے یہ آیا ہی تصویرین تیار کر رہا ہی اسی سبب سے ابتک نہین لڑا ہی آیندہ حال اسکی جنگ کا بیان ہوگا اسوقت اسنے طغیانی بحر لشکر دیکھکر ایک ماریل زمین پر مارا کہ اسمین سے دھوان نکلکر مثل دیوار کے روبرو ے لشکر مہرخ چھاگیا اب جو آگے بڑھا اس دیوار دورے سے پرچھائین مانند تصویر کے نکلی اور اُسکے لپٹ گئی یہ معاملہ دیکھکر مہرخ طبل امان وآسایش بجواکر بفتح و فیروزی پھری مال غنائم تقسیم فرمایا اپنی فوج کے کشتون کو اٹھوایا بارگاہ مین سریر حکمرانی پر جلوہ گر ہوئی اور مصروف بعشرت ہی لیکن وہان لاش بھبوت کی اُڑتی ہوئی سامنے افراسیاب جادو کے پہونچی اور طائران سحر نے واقعہ رزم پر اطلاع دی شاہ طلسم نے براہ افسوس دانو پر ہاتھ مارا اور کہا دیکھو مین اسی دن کے لیے اسکو منع کرتا تھا اُس نے اپنی ضد کی اور کہنا نہ مانا آخر بچہ تھی نہ مفت جان گنوائی اب اسکی ماں سے مجھے بڑی ندامت ہوگی اب چاہ زمرد پر ضرور رسیلا کر کے سب باغیون کو ہلاک کرونگا اول کام عمرو کا تمام کرون تو تدبیر کردن باغبان نہین معلوم کہان بیٹھ رہا جواب تک عمرو کو نہ لایا ان خدا پرستون سے بیڈول سامنا پڑا ہی نہ کسی ساحر سے کچھ ہوسکتا ہی نہ کچھ مجھسے بن پڑتا ہی بلکہ روز بروز ذلت ہوتی جاتی ہی کیا صورت کرون جو یہ زبردست غارت ہون یہ کلام کر رہا تھا کہ یکایک پنجہ سحر نامہ لایا اُسکو جو دیکھا تو لقا کا نامہ پایا کھڑے ہوکر تعظیم بجالایا سر پر رکھا آنکھون سے لگایا رزنار کیا پھر لفافہ چاک کر کے پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ جادوان نظم

زہے فرماندہی عالی مقامے	زہے شاہنشے فرخندہ نامے
نکو خلق و نکو روے و نکو کار	زعلم و حکمت و دانش خبردار
بعہد تو نہ بینم ہیچ کس را	کہ رنجاند برسود و گمس را
فلک قدرو فلک رفعت فلک جاہ	گذشتہ پایۂ تمکینت از ماہ
بہ تمکین و وقار است آسمانے	بعلم و حکمت و دانش جہانے

اے بادشاہ نہایت مقام استعجاب ہی کہ مثل تیرے ہمارا بندہ ہوکر یون غفلت اپنے خداوند سے رکھے کسقدر افسوس کا مقام ہی کہ ہمنے اپنی رحمت کاملہ سے اٹھارہ ملک باختر چھوڑے اور تیری ملک اور علداری مین قدم رنجہ فرمایا محض اس خیال سے کہ تیری عزت افزائی کرین اور ان اپنے بندگان مغضوب یعنی خدا پرستون کو تجھ سے قتل کرائین مگر تونے کچھ اسکا شکریہ نہ ادا کیا ہم اب مجبوراً تقدیر کر کے تیرے طلسم کو غارت کردینگے اور یہان سے سمت کوہ زلال چلے جائینگے کیونکہ اب تھوڑے بندگان

مغضوب ہمکو بہت ستاتے ہین اور تجھ سے کچھ ہماری خبر گیری نہین ہو سکتی ہی نامہ تمام کیا گیا والسّلام
یہ مضمون پڑھکر شہنشاہ نے کہا فی الحقیقت مجھ سے کوئی خدمت خداوند کی نہو سکی یہ سب شکایت اُنکی
بجا ہو کس لیے کہ نہ یہان عمرو گرفتار ہو سکا اور نہ وہان کوئی ساحر ایسا گیا جو اُسوقت تک کام
خدا پرستون کا تمام کرتا اب مین ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ جاتے ہی حمزہ کا فیصلہ کر دے یہ کہکر
کچھ بحر پڑھکر دستک دی زمین کو زلزلہ ہوا اور ایک اژدہاے مہیب صورت نکلا اُس نے سامنے
شاہ کے ایک ساحرہ کو آگل دیا اُس ساحرہ کا سارا جسم مثل شعلے کے دہکتا تھا آنکھین یاقوت
رمانی کی طرح تھین اور ہنگام رفتار چنگاریان جسم سے اُڑ کر گرتی تھین اُس سے حکم دیا کہ اے قہار
شعلہ بدن جادو تم خداوند کی خدمت مین لشکر ساحران لیکر جاؤ اور کام لشکر حمزہ کا تمام کرو
خبردار ایک کو بھی لشکر مسلمانان سے زندہ نچھوڑنا شعلہ بدن تسلیم کر کے دوبارہ دہن اژدر مین
گئی اور اپنی جگہ پر پہونچی اور لشکر ساحران کو حکم تیار ہونے کا دیا بھر دار شاد اسی ہزار ساحران نابکار
سوار ہوے باجے جنگی بجنے لگے ترسول ہنسول اس طرح چمکتے تھے کہ پنجۂ خورشید کو شرماتے تھے
لگے ابر کے سرون پر بزور سحر سایہ فگن سب سے آگے تخت ملکہ قہار شعلہ بدن کا اژدہے اُٹھائے
اور پیچھے تمام لشکر ساحرون کا پرا جمائے بڑے کروفر سے سمت کوہ عقیق روانہ ہوے اُنکے جانے کے
بعد شاہ طلسم نے کچھ بحر پڑھکر تالی بجائی یکایک آندھی بڑے زور شور سے آئی اور ایک ساحر پیدا ہوا
کہ مثل فیل کے دو دانت منھ سے اُسکے باہر نکلے تھے جب اُسنے افراسیاب کو تسلیم کی اُسنے حکم دیا
کہ اے طوفان فیل دندان جادو ہمنے قہار شعلہ بدن کو خدمت خداوند مین بھیجا ہی وہین
تم بھی جاؤ اور پانچ کشتیان جواہر کی منگوا کر حوالہ کین کہ خداوند کو میری جانب سے نذر دینا اور
ایک عرضی بھی اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے سپرد کی مضمون اُسکا یہ تھا کہ جناب خداوندی سے
عظمت و جلال کے ساتھ سرفراز نامے نے نزول جلال اور ورود اقبال فرمایا حسب خواہش
تقدیر خداوند جو کچھ صعوبت کہ مجھپر گذری ہی اگر تحریر کرون تو شاکی مشیت خداوند کا کہلاؤن
فی الجملہ دو ساحر با فوج کثیر خدمت اقدس مین حاضر ہوتے ہین حال اور نام اُنکے بروقت اُنکے
پہونچنے کے آپ کو ظاہر ہو جائینگے اور یہ کام حضور کے دشمنون کا تمام کرینگے خلاصہ یہ کہ عرضی
اور کشتیان نذر کی لیکر طوفان روانہ ہوا اُسکے مطیع چالیس ہزار ساحر ہین وہ بھی ہمراہ ہوے
اور باحشم و خدم سمت لقا چلے لیکن اول قہار شعلہ بدن طلسم سے باہر نکل بعد قطع منازل
قریب قلعہ عقیق کوہ پہونچی لقا دارالامارۂ شاہی مین سریر آرا تھا کہ لکھ ہاے ابر باران مختلف

پیدا ہوے اور علامت آمد ساحران ظاہر ہوئی آگ پتھر برسنے لگے لقا نے خوش ہوکر کہا کہ میرا کوئی بندہ قدرت آتا ہی یہ سخن و در زبان تھا کہ قہار شعلہ بدن تخت سے اُتر سامنے آئی خداوند کو سجدہ کیا سات بار گرد تخت کے پھری نذر دی اور دنگل پر بیٹھی لشکر ساحران کو بیرون قلعہ سلیمان نے اُتروایا یہان بختیارک نے قہار سے کہا ای ملکہ تمھارے آنے سے ہمکو بڑا رنج ہوا اُسنے گھبراکر پوچھا کہ ملک جی صاحب کیا گزری حضور کو پہونچا ہی بختیارک نے جواب دیا کہ مجھے تمھارے مارے جانے کا ملال ہی کہ تم مثل شعلے کے تو جسم رکھتی ہو اس کروفر سے آئی ہو لیکن دو چار گھڑی کی مہمان ہو ہاے افسوس یہ سب سطوت و صولت دم بھر مین خاک مین ملجائیگی قہار نے کہا ای شیطان درگاہ کیا خدا پرست بڑے زبردست ہین جو آپ مجھے پہلے ہی سے مارے ڈالتے ہین پیشاز مرگ واویلا یہ آپ ہی کا کام ہی بختیارک گویا ہوا کہ مسلمان تو ایسے زبردست ہین کہ خداوند اُنسے دو بدر بھاگتے پھرتے ہین خیر اب تم آئی ہو دم میں جو ہونے والا ہی وہ ظہور مین آئے گا اور ای ملکہ تم طلسم مین حال عیارون کا سُنتی اور دیکھتی ہوگی یہان ویسے ایک لاکھ جوراسی ہزار ہین تمھارا بچنا غیر ممکن ہی قہار نے کہا مین سارے لشکر حمزہ کا کل یہین خاتمہ کردونگی تم کہتے کیا ہو مجھے موے عیار کہان پا سکینگے اب بیرون قلعہ چلو تاکہ طبل جنگ بجے اور لڑائی کی ٹھہرے بختیارک نے پھر سمجھایا کہ ای ملکہ کچھ دن دُنیا کی ہوا کھاؤ جلدی نہ کرو پھر تم کہان اور ہم کہان قہار نے اصرار کیا کہ شیطان صاحب زیادہ باتین نہ بنایئے باہر تشریف لے چلیے اسکے کہنے سے لقا اور بختیارک اور منظور زاغ چشم وغیرہ قلعہ کے باہر نکلکر لشکر مین داخل ہوے بارگاہ استادہ ہوئی سب سامان درست کیا اندر بارگاہ کے خداوند تخت نشین ہوئے تاج ہونے لگا پیالہ شراب کا گردش مین آیا جب دماغ قہار بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم نواخت طبل جنگ دیا ساحرون نے کوس رزم پر چوب لگائی جو اسپین لشکر اسلام خبر لیکر داخل بارگاہ عرش اشتباہ امیر کشور گیر ہوے شاہ سعد تخت سلیمانی پر جلوہ فرما تھے سرداران عالی وقار گرد و پیشین جمع تھے کہ ہرکارون نے محراگاہ پر ٹھہر کر زبان نیاز نثار عرض کیا اور یہ قطعہ بفصاحت پڑھا قطعہ

درگاہ تو قبلۂ شہان باد		عمر تو برابر جہان باد	
ہمنام و نشان آسمان باست		در دہر زدولتت نشان باد	

لشکر حریف مین نقارۂ رزم قہار شعلہ بدن نامی ساحرہ نے آکر بجوایا ہی بروز فردا معرکہ رزم ٹھہرایا ہی باقی امن و امان ہی خانہ دولت دشمن ویران ہی یہ عرض کرکے ہرکارے کنارے ہوے اور مصدر

عزت شاہنشاہی سے واسطے نقارہ نوازی کے حکم شرف نفاذ پایا چالاک بن عمرو نقارخانہ سکندری مین آیا اور طبل سکندر پر چوب پڑی چونسٹھ کوس جسکی صدا گئی دل ساکنان دنیا کے ہل گئے بہادر مرنے پر تل گئے شور کرنا سے زلزلہ اذا زلزلت الارض زلزالہا آشکارا ہوا اور نفخ فی الصور فتاتون افواجا کا زمانہ گویا قریب آیا کہ نظم

صدائے گوش وکرنا شد بگردون		دل کروبیان از خوف محزون	
نبودہ آن صدا بدشور محشر		فلک درگردش و لرزان شدہ بر	

دلاوران عرصۂ شجاعت ہوشیار ہوکر مصروف درستی الات حرب ہوے جس وقت کہ شہنشاہ گردون سریر کی آمد آمد خسروانجم دریافت کرکے عرصہ گاہ سپہر سے رد بفرار لایا اور بادشاہ ثوابت نے اورنگ فلک پر بصد شوکت وحشمت جلوس فرمایا کہ ابیات

شبے چون شاہ انجم خیمہ آراست		شفق اطلس بزیر پائے انداخت	
چراغ روشن نہ گردد ماہ انور		کہ گیتی ہست از نورش منور	

شاہ اسلام نے شام ہوتے ہی دربار برخاست فرمایا کہ ہر ایک بہادر اول شام اپنی ضرورت سے فراغت کرکے اور پچھلی رات کو آمادہ جنگ ہوکر آستانہ شاہی پر حاضر ہو غرضکہ دونون لشکرون مین سامان حرب فراہم ہونے لگا ساحر منتر اور جنتر جگانے لگے موہن بھوگ بیرون کو چڑھانے لگے کہین سور کا بھوگ دیا کسی نے بکرا جھٹکا دیا کوئی سامری اور جمشید کو جاپ کرتا تھا اور مالا لیے آسنی پر آسن جمائے دھیان لگا لگائے اسطرح پکار رہا تھا کہ ابیات ہندی

سنیے مالک پکار ہماری		ہم تو آئے سرن تہاری	
مین پاپی اپرادھی گھیرو		پاپ ہری مین ادھم پیڑو	
تا سین دکھی رہون دن راتا		ہوا و سہائے مونہے بدھاتا	
کیسی سنی سینہہ پکارا		اب کا بھیو ہماری بارا	

ہر سمت ایک ہنگامہ قیامت زا برپا تھا نقیب ہر سمت پکار رہے تھے بہادرون کو کلمات شجاعت پہلوانان گذشتہ سنا کر رغبت جدال وقتال دلاتے تھے اہل سلام غسل فرما کر پوشاک کو کفن سمجھکر حنوط کرتے تھے مشت خاک گریبان مین رکھتے تھے کہ اے خاک تو لحد ہو جو لاش ہیبل کو دے نہ کھائین بعد مرگ تو آسمان سے دو گز زمین چھینکر اپنے قبضہ مین لائین کہ بیت

خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم		دو گز کفن ملے گا کسی ملک بخیل سے	

الحاصل چار پہر یہی ہنگامہ شر و فساد گرم رہا تلوارون کے قبضہ کھڑکتے رہے سپرون کے پھول اور خنجر چمکتے رہے آخر نسیم سحری سن سن مثل تیر کے چلی اور گل خورشید خارہاے شعاع مین اسطرح گھرا ہوا چرخ مین ظاہر ہوا کہ جیسے اسد نیستان جرأت نیزون مین گھرتا ہی نظم

سحر گہ تیغ خورشید ظفر کوش	شفق خونین کفن افگندہ بر دوش
کفن بر دوش و بر کف تیغ و خنجر	برون آمد بجنگ نجم و اختر
ز تارو پود تیغ و خنجر صاف	ہوا گشتہ پر ندا آہنین باف

امیر مسجد کرباس مین داخل ہوے اور فریضہ نماز سحر ادا فرماکر دعا کرنے لگے کہ اے خالق لیل و نہار مجھے اس لشکر روسیاہ کفار پر فتحیاب فرماکر سرخرو کرنا ادھر امیر تضرع و زاری درگاہ باری مین کرتے اور بلبلاتے تھے اس طرف لشکر دلاور لیکر دشت نبرد مین جاتے تھے غول کے غول اور گروہ کے گروہ سردارون کے در دولت آستان عالی جاہ ظل اللہ شہنشاہ گیتی ستان پر حاضر ہوتے تھے کہ یکایک سلطان عالم پناہ کا تخت کہاریان اٹھائے آئین کہارون نے تخت بدلوایا شاہ کا جمال نظر آیا ہر شخص مجرے کو جھک گیا مرو ہے نے نگاہ روبرو کرکر تسلیم و آداب کرنا ہر ایک کا جتایا تخت شاہی کو بوسہ دیکر سب نے بیچ مین کر لیا اور سواری حضور عالم کی میدان مصاف کی طرف چلی اس امر کی خبر عیارون نے امیر سے جاکر عرض کی امیر فی الفور اسلحہ جنگ زیب قامت فرماکر حاضر خدمت شہنشاہ عالم پناہ ہوے اور مجرا کرکے بعہدہ سپہ سالاری کل لشکر کے آگے ہوکر روانہ ہوئے اسوقت اس لشکر نصرت اثر پر عسکر نجم فلک دوار نثار تھا کہ ابیات

فراوان اسپ بازین مکلل	برفتار از صبا صد رہ معجل
ہزاران فیل ز چون کوہ الوند	تو گوئی آسمان مانند بودند
شمار فوج شہ افزون ز تعداد	ہمہ سرکش قوی دل ہمچو پولاد
نکو آرایشے زاندازہ بیرون	چمن را شد در شکش دل پر از خون

قصہ کوتاہ بڑے جاہ و تجمل سے برآمد دشت مصاف ہوے کہ آنے سے اس فوج دریا مثل طرفہ موج کے فلک شیشہ ساعت بنگیا اس قدر غبار بلند ہوا پلٹنون اور رسالون مین طرم بجے نرسنگے پھنکے ہل من مبارز کی صدا بلند ہوئی کہ بہرام چرخ فلک پر گھبرایا ناقوس فلک ہاتھ سے چھٹی تیر سپہر قلم کو بناکر سپہ گری چھوڑی منشیون مین نام لکھایا غرضکہ پرے صفون کے جمے دلاور آگے بڑھکر ٹھہرے تھے کہ سامنے سے لشکر ساحران نظر آیا لقا ہاتھی پر بصد زیب و زینت سوار

کئی لاکھ سرکشان روزگار آمادۂ کارزار شمشیرین کاندھون پر رکھے دریاے آہن مین غوطہ مارے خداوند کے ہاتھی کو گھیرے صحراے قتال مین وارد ہوے ایک جانب قہار شعلہ بدن اژدہے پر سوار ہمراہ اسکے ساحران غدار صف آرا ہوے اونچی نیچی زمین بیلدارون نے برابر کی اور سقون نے آبپاشی کرکے گرد و غبار بٹھایا میمنہ و میسرہ آراستہ ہوا نقیبون نے للکارا صدا دی کہ دنیاے فانی مین نوجوانون زندگی کا عرصہ تنگ ہی یہ میدان مصاف جاے نام و ننگ ہی زینت دہ بزم شجاعت نبو شمع ناموری روشن کر و جوش جرأت و جنگ رستمی دکھادو

کہ لفجواے نظم

اب کام لو نیزہ و تبر سے		تلوار چلے عدو سے بھڑکے	
وہ تم سے عیان ہو شان جرأت		دُنیا مین رہے نشان جرأت	
آب شمشیر خوب برسے		پانی کو وہان زخم ترسے	
ہو گلشن نام و ننگ شاداب		تحسین کرے تم پہ روح سہراب	

نقیبون کی صدا سے بہادر بشاش ہوے نامرد بدحواس ہوے قہار جادو جلال لشکر امیر دیکھکر دنگ تھی اور دل سے کہتی تھی کہ ان سے لڑکر سربر ہونا غیر ممکن ہی اسوقت بختیار نے کہا اے ملکہ کس فکر مین ہو جاؤ مقابلہ کرو قہار نے جواب دیا کہ رنڈیون کو مردون سے لڑوانا ملک جی تمھارا ہی کام ہی ایک پہلوان آیا چاہتا ہی وہ لڑے گا یہ کہکر آسمان کیطرف دیکھا اور پکاری کہ اے سوار قدرت شہنشاہ افراسیاب آؤ اس صدا کے دینے سے ایک تڑاقا ہوا اور سوار قدرت یعنے ایک نوجوان زرہ جوشن وغیرہ پہنے ہتھیار لگاے گوشہ صحرا سے پیدا ہوا اور اُسنے آکر لقا کو مجرا کیا تخت کو بوسہ دیا اور اجازت خواہ بہر حرب ہوا لقا نے کہا مین نے سب مسلمانون کا مرنا تیرے قبضے مین دیا یہ سنکر وہ میدان مین آیا اور صلح شوری کرکے سراپا میدان کا دکھاکر بہیبت وسطوت رجز پڑھنے لگا کہ نظم

مین وہ رستم وقت ہون بیگمان		نہین اور مجھ سا کوئی پہلوان	
جو نامردیون پر اگر آؤن مین		نیا رنگ دُنیا مین دکھلاؤن مین	
مجھے سب طرح سے ہی زیبا غرور		مری تیغ اُڑائے رُخ مہر سے نور	

ہی کوئی اے فرقہ اسلامیہ تم مین ایسا کہ مجھسے آکر ہم نبرد ہو اس نہیب کو سنکر دست راست سے شہزادہ نورالدہر نے گھوڑا دوڑایا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آکر عرض کیا کہ مجھے میدان کی

رضا دیجیے تاکہ اس گمراہ کو باندھ کر حضور مین حاضر لاؤن اور یا جان گرامی اپنی حضور پر نثار کرون بادشاہ نے انکو خلعت سے مخلع کیا اور بسپرد پروردگار عالم کے کیا شہزادہ مرکب چمکا کر روانہ ہوا اور سامنے حریف کے پہونچکر تگاور زنی کی سوار قدرت کا گھوڑا اچھیٹر کھا کر سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور مرکب شہزادے کا زور مین ڈپٹ کے ساتھ جسقدر حریف کا گھوڑا ہٹا اُسی قدر آگے بڑھ گیا شہزادہ چوش شجاعت سے یہ اشعار حریف کی رجز خوانی کے جواب مین زبان پر لایا کہ اشعار

مین ہون نامدار جہان بے عدیل	مین ہون نسل صاحبقران جلیل
وہ شمشیر ران ہی مجکو ملی	کہ ہیبت سے ہی قہر رستم ہلی
مقابل ہو مجھ سے کہان اتنی تاب	وہ برزو وہ بیژن وہ افراسیاب

اوبے حیا کیا منھ سے لاف وگزاف بکتا ہی لا ضرب میدان مردان عالم سوار قدرت نے بہ غضب تمام نیزہ مارا شہزادے نے نیزہ کی سنان کو اپنی سنان نیزہ پر روکا چند بار رد و بدل ہوئی تھی کہ نیزہ سوار قدرت کے ہاتھ سے اُنھون نے نکال دیا اُسنے جھلا کر گرز گرانبار چرخ دیکر سر شہزادہ پر لگایا اُنھون نے گرز کو اپنے گرز پر روکا کلہ عمود مین پھل پڑ گئے آخر نوبت شمشیر زنی کی آئی سوار نے تلوار سر شہزادے پر لگائی شہزادے نے روکر کے تیغہ خارا شگاف نیام سے نکالا اُسوقت قہار نے مخفی طور پر سحر کیا کہ شہزادے کے آدھے دھڑ کو بیجان کر دیا اور سوار قدرت نے بروقت تلوار اپنے سر پر آنے کے شہزادے کی کلائی پر ہاتھ ڈالا شہزادے نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا لیکن آدھا جسم تو دم نہ رکھتا تھا کچھ نہ زور چلا سوار قدرت نے انکو قاش زین سے اُٹھا کر زمین پر پٹکا اور باندھکر لشکر مین بھیجدیا لقا نے قید کرایا سوار قدرت نے پھر مبارز طلبی کی لشکر اسلام سے شہزادہ نورالدہر کے سردار ایک کے بعد ایک آکر کینہ خواہ ہوے مگر بسبب سحر کرنے قہار کے گرفتار ہو گئے شام ہونے تک چالیس بہادر اسیر سر پنجہ تقدیر ہوے اُسوقت طبل بازگشت قہار نے بجوایا اور پکار کر کہا کہ ای خدا پرستو آج تمکو اور مہلت دیتی ہون اگر تمنے خداوند کو سجدہ نہ کیا تو کل سب کا خاتمہ کر دونگی ادھر بہادرون نے للکارا کہ او مردار کیا بکتی ہی انشاء اللہ کل تجکو راہی ملک عدم دکھائینگے عیارون نے کہا کہ آج ہی رات کو ای تجھے ہم تجھے زندہ نچھوڑینگے غرضکہ لشکر جا بٹھین کے پھرے کمر کھولی آسودہ ہوے لقا اپنی بارگاہ مین نہایت خوش وخرم آکر پہونچا اور حکم رقص وسرود دیا ناچ ہونے لگا

بختیارک نے کہا ای قہار آج تم بہت ہوشیار رہنا عیار ضرور آئینگے اسپر بھروسہ نہ کرنا کہ خداوند نے سلانون کو گرفتار کرادیا ہی خداوند ڈھلتا پانسا ہین اور تھالی کے بیگن ہین تقدیر پلٹ دیتے ہین لقا نے کہا اے ملکہ مین حفاظت کو فرشتے مقرر کردون گا بختیارک بولا کہ عزرائیل کو مقرر فرمایئے گا قہار بولی کہ آج پھر نقارہ حرب بجوایئے مین سب کو گرفتار کردون اور طلسم مین چلی جاؤن بختیارک نے کہا اے ملکہ جلدی نکرو دیر آید درست آید رفتہ رفتہ سب کو گرفتار کرنا مثل مشہور ہی نہ دوڑ کے چلے نہ گر پڑے آج کا دن ٹھہر جاؤ کل مقابلہ کرنا قہار نے اسکا کہنا نہ مانا اور طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے امیر سے جاکر خبر دی امیر کے یہان بھی حکم کوس حرب کے بجنے کا صادر ہوا اسوقت چالاک نے عرض کیا کہ غلام کے نام پر طبل بجوایئے کل سوار قدرت سے مین لڑونگا امیر نے فرمایا کہ مین تجھے بجاے عمرو کے جانتا ہون کیونکر دانستہ قتل اور گرفتار کراؤن تیرے پاس تحفہ جات اور تبرکات مثل عمرو کے کہان ہین چالاک قدمون پر گرا کہ یا امیر اب مین ذلیل ہونگا جو منھ سے نکلتا ہی ویسا ہی کرنا چاہیے لازم ہی کہ میرے نام پر طبل بجوایئے اسکے اصرار کرنے سے امیر نے اجازت دی کہ بنام چالاک طبل بجے پھر تو نقارے پر چوب پڑی سارے لشکر مین خبر مشتہر ہوئی کہ کل چالاک سے مقابلہ ہی دیکھا چاہیے کہ مشیت ایزدی مین کیا گذرا ہی یہ خبر لشکر لقا مین جب پہونچی بختیارک کھڑے ہوکر ناچنے لگا اور پکارا کہ وہ مارا لیجیے مرشد زادے کل مقابلہ کرینگے پھر سوار قدرت کا بچنا غیر ممکن ہی یہ باتین تھین کہ سوار قدرت بھی بارگاہ مین آیا اُس سے کہا واسطہ سامری کا بہت ہوشیار رہنا چاہیے اب تم بچتے معلوم نہین ہوتے سوار قدرت نے کہا مین آسمان پر جاکر رہونگا مجھے عیار کہان پائینگے یہ کہکر اڑ کے چلا گیا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی دربار برخاست ہوے چالاک اور ابوالفتح صورت بدلکر لشکر ساحران مین گئے ایک ساحر سے اجنبی بنکر پوچھا کہ سوار قدرت کہان ہین ہم انکی ملاقات کیا چاہتے ہین ساحر نے کہا سوار قدرت آسمان پر جاکر رہا ہی کل اُس سے اور چالاک سے مقابلہ ہی یہ سُنکر چالاک گھبرایا دل سے کہا تونے ناحق اپنے نام طبل جنگ بجوایا اب صبح کو امیر کو کیا منھ دکھاؤنگا بڑی ذلت کا سامنا ہی سوار قدرت کا ملنا محال ہی لاؤ چلکر بختیارک سے اُسکا حال پوچھون یہ سوچکر روانہ ہوا ادھر لقا نے دربار برخاست کیا تھا سردار اپنی اپنی جگہ پر جاکر مقیم تھے بختیارک اپنے خیمہ مین تھا کہ چالاک در خیمہ پر آیا اور دربانون سے کہا جاکر ملک جی کو اطلاع کرو کہ چالاک تمھارے پاس آئے ہین دربانون نے جاکر عرض کیا بختیارک گھبراکر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ارے تمنے انکو روکا

کیون جلد باعزاز تمام لاؤ لوگ چالاک کو بلانے گئے بختیار کے سر و قد اٹھکر تسلیم کی اور گویا ہوا کہ اے مرشد زادے آج آپ نے بڑا کرم فرمایا آیئے تشریف لایئے بمقتضائے بیت

نگویم بہر تشریف قدومت خانہ ٔ دارم	غریبم خاکسارم گوشہ ٔ ویرانہ ٔ دارم

چالاک پاس آکے بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ ملک جی ہمارے باپ کو کوئی ضرورت ہوتی تھی تو تمھارے پاس آتے تھے آج ہم بھی آئے ہین کہ تم سے کچھ پوچھین لیکن شرط یہ ہی کہ اگر سچ بتا دوگے خیریت گذرے گی ورنہ یہ خنجر ہان دیکھو اُسکو پہچانتے ہو اور ہم بھی منھ چھٹ انتہا سے زیادہ ہین بختیار کے کہا کہ مین تو غلام کا آپ کے غلام ہون جو فرمایئے بجا لاؤن اُسنے کہا سوار قدرت کو بتاؤ کہان ہی بختیار کے نے کہا اگر آپ کو ذلیل کرنا منظور ہی تو ذلت دیجیے جو مزاج مین آئے وہ میرے ساتھ کیجیے مگر مجکو قسم ہی اپنے مرشد برحق یعنے آپ کے والد ماجد کی کہ سوار قدرت کا مسکن مین نہین جانتا ہون اتنا سنا ہی کہ وہ آسمان پر رہتا ہی پھر کیا ہی آپکے نزدیک زمین اور آسمان سب یکسان آپ دوش صبا پر سوار ہوکر جایئے گا اور مجھے یقین ہی کہ اُسے قتل کیجیے گا یہ تقریر اُسکی سُنکر چالاک سمجھا سچ کہتا ہی یہ حال سوار قدرت کا نہین جانتا ہی ورنہ میرے باپ کی قسم نہ کھاتا آخر ناچار ہوکر وہان سے پھرا اس عرصہ مین رات بھی تھوڑی رہگئی اسنے خیال کیا کہ اب چلکر قہار شعلہ بدن کو مار ڈال سوار قدرت اُسی کا بلایا آتا ہی اُسکے مرنے سے وہ نہ آئے گا یہی سوچتا ہوا خیمہ قہار کے قریب آیا اُس قحبہ نے صحن خیمہ مین پلنگ بچھوایا ہی اور سرا پردے خیمہ کے اُٹھوا کر دور دور سپاہ حرون کی چوکی بٹھائی ہی اور آپ پلنگ پر لیٹ کر پھول بکھیر کے اپنے اوپر بچھائے کہ سارا بدن آگ کیطرح دہک رہا ہی آپ غافل سو رہی ہی چالاک نے دور سے سوائے شعلہ آتش کے جب کچھ نہ دیکھا گھبرایا کہ اب کس کو بیہوش کرون اور کسے قتل کرون آخر ناچار ہوکر وہان سے بھی پھرا اس اثنا مین نوبت صبح کی بجنے لگی اور ستارے مثل گل باد خزان کے چمن آسمان مین مرجھا گئے غنچہ صبح لہلہایا گلشن نیلوفری سپہر مین گل خورشید پھولا کہ نظم

سحر گہ از شبستان شاہ خورشید	برون آمد ز مشرق بجو امید
جہان پیمان شدہ مثل جوانمرد	بچارا طراف عالم خوش گذر کرد

صبحدم لشکران ہر دو سو خیل خیل و ذیل ذیل آمادہ ٔ حرب و پیکار میدان جنگاہ مین وارد ہوے امیر بھی نماز پڑھ کے تمام اسلحہ زیب قد کرکے در دولت پر آئے شب داروں نے مجرا کیا بادشاہ جمجاہ برآمد ہوئے نقارون پر چوب پڑی ہر ایک نے تعظیم دی تخت شاہی کے ہمراہ جمسار

سردار روانہ ہوے اور بڑے کروفر سے میدان جنگاہ مین آئے بدستور روز اول مقام رزمی پاک وصاف ہوا بیلچہ درکار ریست و بلند زمین کو ہموار کر چکے سقون نے آبپاشی کی گرد بٹھائی صفین جم گئین نقیب نقابت کرنے لگے خلاصہ یہ کہ جب دونون لشکر لڑنے پر تلگئے یعنے لشکر لقا آکر صف آرا ہوا اسوقت امیر نے ملاحظہ فرمایا کہ سب عیار اپنے اپنے سردار کے ساتھ حاضر ہین لیکن چالاک نہین ہی عیارون سے پوچھا کہ چالاک کہان ہی اُنھون نے عرض کیا کہ حاضر ہوتا ہی امیر نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ مارے غیرت کے روپوش ہوگیا خنجر مار کر مر گیا سوار قدرت سے لڑ نہ سکا اب بڑی سبکی ہوئی عیارون نے عرض کیا کہ ہم سب لڑنے مرنے کو حاضر ہین ایک عیار نہونہ سہی امیر نے جواب دیا کہ طبل جنگ تو اُسی کے نام پر بجا ہی بات مین تو فرق آیا یہ فرما رہے تھے کہ قہار ساحرون کے ہمراہ ایک طرف آکر ٹھہری اور آسمان کو دیکھا سوار قدرت فلک کی جانب سے بلا کی طرح نازل ہوا اور میدان مین آکر مبارز طلبی کی دست راست کے سردارون نے کہا کل ہمارا شہزادہ گرفتار ہوا ہی ہمین لوگ آج جائینگے کوئی اور ارادہ سوار کے ساتھ ہم نبرد ہونے کا نکرے یہ کہ رہے تھے کہ صحرا کیجانب سے گرد اُٹھی اور ایک سوار مرکب باد رفتار زیر ران تاج سر پر رکھے خنجر کمر مین سپر پشت پر اور نقاب چہرے پر ڈالے پیدا ہوا امیر نے اُسکی جانب دیکھا اور وہ بھی مسکرایا امیر نے پہچانا کہ چالاک ہی دعا فرمانے لگے کہ خداوندا اُسکو مظفر اور منصور فرمانا اور چالاک سوار قدرت سے لگاؤ زن ہوا اور للکارا کہ منم غلام صاحبقران سوار قدرت ہنسکر پکارا کہ ابھی تو میرے سامنے چھوکرا ہی چل تجکو اپنا ساقی بناؤن گا چالاک نے کہا او بچیا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہی مین تیرا ساقی اجل ہون تو کیا بکتا ہی اوھر آ لاضرب مردان عالم سوار قدرت نے جھلا کر تلوار ماری اُسنے جست کر کے خالی دیکر ایک بیضۂ بیہوشی مارا کہ سوار قدرت کی ناک پر پڑا وہ چھینک مار کر بیہوش ہوگیا چالاک نے کاٹھی خالی کر کے خنجر مارا کہ سر کٹ جاے مگر خنجر اُچٹ گیا اُسنے جسم بزور سحر اپنا سخت مثل پتھر کے بنایا تھا یہ دیکھتے ہی وہ تو بیہوش تھا اور گھوڑے سے زمین پر گرا چاہتا تھا کہ چالاک نے کمند مار کے اپنے گھوڑے کو بھگایا سوار قدرت بھی کھنچتا چلا اور پتھر اور درخت سے ٹکرا کر سر پھٹ گیا اعضا ٹوٹ گئے آخر مر گیا صداے دار و گیر بلند ہوئی کہ کشتی سوار قدرت را قہار کا رنگ سفید ہوگیا اور نجیتارک ناچنے لگا پکارا صلوٰۃ برابراہیم و لعنت بر لقا فوج ساحران اور کافران لینا لینا کہتی چلی ادھر سے امیر بھی اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھتے ہوے آگے بڑھے جسکی

تاثیر سے سحر اثر نہ کرے ابر سیاہ ہر طرف سے گھر آیا پھر تو نظم

بڑھے لڑنے والے کھنچی تیغ تیز		ملی امن کو دان سے راہ گریز	
چلی جس طرف کو وہ جنگی سپاہ		دلاور ہوے جس طرف کینہ خواہ	
ہوئی لاش پر لاش اس جا تپان		چمکنے لگے خنجر خون چکان	
برسنے لگا آب پیکان تیر		بہادر ہوے سہم کر گوشہ گیر	

ہزارہا ساحر اور لقا پرست مارے گئے لشکر امیر چڑھتا چلا آتا تھا بختیارک نے طبل امان بجوادیا اور لشکر لیکر پھرا امیر بھی بفتح و فیروزی پھر کر داخل بارگاہ ہوئے چالاک کو خلعت عنایت کیا اور بہ عشرت تمام بیٹھے مگر عیار باہم مشورہ کرکے واسطے قتل کرنے قہار کے روانہ ہوے یہان لقا وغیرہ سب بارگاہ مین آکر ٹھہرے ہین کہ ابر آسمان کیطرف آیا اور بجلی چمکی بختیارک نے کہا یا خداوند یہ کیا تقدیر فرمائی ہی لقا نے قہقہہ مارا اور کہا ہماری تقدیر کو کون پہچان سکتا ہی دیکھو ہمنے سوار قدرت کو اپنی رحمت نازل کرکے بہشت مین بھیجدیا وہان وہ سیر کر رہا ہی یہ کلام سب حضاران دربار سنکر کہنے لگے کہ برحق تو جاگتی جوت کا خداوند ہی جو چاہے وہ کرے سب تو یہ کہ رہے ہین اور بختیارک چپکے چپکے کہتا تھا کہ جھوٹے پر لعنت ہی اس گفتگو کے درمیان مین وہ ابر جو نمودار ہوا تھا قریب آیا اور طوفان فیل دندان فرستادہ شاہ طلسم آکر پہونچا سلیمان نے جاکر لشکر اتروایا مگر اُسنے وہ کشتیان جو اپنے ساتھ لایا تھا خداوند کو نذر دین اور نامہ بادشاہ ساحران کا دیا آپ سات بار تخت خداوند کے گرد پھرا سجدہ کیا بختیارک نے خداوند پر سے پانی اُتار کر اُسکو پلایا اور کہا یہ احسان یاد رکھنا اس پانی کے پینے سے دس برس عمر ہر روز بڑھتی اور ٹھنڈک رہتی ہی طوفان نے کہا بیشک میرا سارا بدن خنک ہوگیا بختیارک نے چپکے سے کہا جو حرامزادہ آتا ہی وہ جھوٹا ہی آتا ہی قصہ مختصر طوفان برابر قہار کے بیٹھا سب نے دیکھا کہ تین جوڑے اسکے سر پر بندھے ہین ایک جوڑے سے آگ کے شعلے نکلتے ہین اور دوسرے سے دھوان بختیارک کھاکر بلند ہوتا ہی تیسرے سے سانپ گردنین باہر نکالتے ہین اُسکو دیکھکر ابلیس بھی پناہ مانگتا ہی جسوقت یہ بیٹھا ساقی نے جام لاکر شراب کا دیا اُسنے پیا اور حال پوچھا بختیارک نے سب حال سوار قدرت کے مارے جانے کا بیان کیا اور کہا ملکہ بڑے بخت مین ہین یہ حال سنکر اُسنے کہا کہ ای ملکہ افسوس ہی کہ اتنی بڑی تم ساحرہ ہو اور تمسے کچھ نہو سکا اب تم بیٹھو مین کام خدا پرستون کا تمام کیے دیتا ہون اسکے ان کلامون سے قہار کو بھی غصہ آیا اور گویا ہوئی کہ خداوند فیصل قلعہ پر چلکر تشریف رکھین اور تماشہ دیکھین کہ مین مسلمانون کو ہلاک کرونگی اسکے کہنے سے لقا مع تمام

سردارون اپنے کے کوہ عقیق پر جا بیٹھا اور قہار نے ایک ناریل چوٹی دار بھر پڑھکے مارا کہ لشکر امیر
مین وہ آکر گرا یہ لشکر چوبیس کوس کے گرد مین اترا ہی چالاک چبوترہ کوتوالی پر بازار چار طاق بلقیس
مین کھڑا تھا اور ابوالفتح کا ہاتھ پکڑے باتین کر رہا تھا کہ ناریل کا گرنا دیکھا ہاتھ چھڑا کر بھاگا اور
دو کوس پر جاکر ایک کلوار کی دوکان پر ٹھہرا دیکھا کہ ناریل سے مہیب صدا پیدا ہوئی اور شعلے
نکلکر باہم جمع ہوکر مثل چادر آتش فشان کے بنگئے اور تمام لشکر پر وہ چادر پھیلنے لگی چالاک
یہ آفت دیکھکر پھر بھاگا اور لشکر کی حد سے باہر نکل گیا ابوالفتح اور چند عیار اور بھی بھاگ گئے باقی
کل لشکر پر وہ چادر پھیل گئی صرف بارگاہ سلیمانی محفوظ رہی کہ اسپر کچھ تاثیر نہین کرتا ہی اور نہ کوئی
ساحر اسمین آسکتا ہی اگر آئے تو جل جاے غرضکہ اہل لشکر کو وہ گرمی معلوم ہوئی کہ زبان شدت
تشنگی سے مُنھ کے باہر نکل پڑی اور چادر آتش مین سے آگ برسنے لگی امیر اور بادشاہ اور سردار
جو اندر بارگاہ سلیمانی کے ہین وہ تو بچے ہین باقی سب اہل لشکر آفت مین گھرے ہین امیر نے
پانی پر اسم اعظم دم کرکے مشکون مین ملوا کر حکم دیا کہ جہان آگ برسے وہان چھڑکو تاکہ جلنے سے بچو
لیکن جب تک پانی چھڑکین زمین کرۂ نارنگی خیمے بارگاہ مین ہزارون جلین اور ہزارہا آدمی
ہلاک ہوگئے لشکر مین ہل چل پڑگئی پانی چھڑکنے سے آتش زمین کی ٹھنڈی ہوتی ہی لیکن وہ
چادر تنی ہوئی ہی نہ اُس تک پانی بسبب بلندی کے پہونچتا ہی نہ وہ آفت دفع ہوتی ہی
عجیب مصیبت ہی کہ نظم

زمین آگ کی آسمان آگ کا	جدھر دیکھیے اک سمان آگ کا
جلا اس قدر رشک سے آسمان	ہوا آخرکار آتش فشان
درختون سے پیدا شرارے ہوے	چمک مین ہر ایک گل ستارے ہوے
پھپھولے کی صورت تھی ہر اک کلی	زمین گلشن دہر کی یون جلی

خلاصہ کلام لشکری تمام بھاگ کر اندر بارگاہ سلیمانی کے جا کر چھپے لیکن سارا لشکر ایک بارگاہ مین
کیونکر سما سکے امیر نے پانی پر اسم اعظم پڑھکر دیا کہ اسکو جسم پر ملو اور پیو سارے لشکر مین وہ آب تقسیم
ہوا تاکہ جلنے سے تو بچے مگر اس آگ مین سب طرف سے گھرے ہین اسطرف لقا بیٹھا ہوا کہہ رہا
تھا کہ اے بندگان دیدید قدرت ہی میرا نام قہار عرض پیرا ہی کہ یا خداوند تیری بہت بڑی قدرت ہے
تونے ایک مجھ ایسی بندی گندی ناچیز کو یہ طاقت عنایت فرمائی ہی اب مین سب مسلمانون کا کام
تمام کیے دیتی ہون ایک حمزہ مالک اسم اعظم ہی وہ اگر بچ گیا تو تیر بغیر مارے مر جائیگا اگر جیا تو کیا

رفیقون کے غم مین اُسکا بچنا محال ہی بختیارک نے کہا یہ تو سب سچ ہی لیکن ایک تو مسلمانون کو مرنے کی عادت نہین ہی دوسرے خداوند کے نواسے اس لشکر مین ایرج ہین اور قاسم داماد ہین کہین خداوند رحم کھاکر تقدیر نہ پلٹ دین لقا جواب دہ ہوا کہ اب کی سب کے ہلاک کی مین نے مضبوط تقدیر کی ہی اسکو نہ پھیرونگا یہ باتین کرکے فصیل قلعہ سے اُتر کر بارگاہ مین سب آکر بیٹھے اور ناچ ہونے لگا خوشی کرنے لگے شراب کا دور شروع ہوا بختیارک کہتا ہی دیکھا چاہیے کہ یہی خوشی روز رہتی ہی یا آج کے دن کی ہی کیونکہ مسلمان ایسی ایسی صعوبتین بہت اُٹھا چکے ہین اُنکا خدا بڑا دیر دست ہی کوئی دم مین معاملہ دگرگون ہوا چاہتا ہی یہی گفتگو تھی کہ چالاک اپنی فوج کی مصیبت دیکھکر روتا ہوا صورت بدل کے جو چلا بارگاہ لقا مین خدمتگار بنکر آیا مگر قہار کے پہرون نے خبر دی کہ عیار آیا اُسنے بختیارک سے کہا کہ عیار یہان موجود ہی اُسنے پوچھا کہ تمھین کیونکر ثابت ہوا اُسنے کہا کہ جب کوئی دشمن آئیگا تو میرا سر خبر دیگا اور آنکھ پھڑکنے لگے گی یہ باتین جو چالاک نے سُنین سمجھا کہ یہان جو ٹھہروگے تو گرفتار ہو جاؤگے یہ قصہ پہچان لیگی یہ سوچکر بارگاہ سے نکل گیا دروازے پر صورت بدلے ہوے ابوالفتح کھڑا تھا اُسکو پہچان کر الگ لیجاکر سب حال کہا اور دل جو حالت لشکر پریشان تھا تو دونون پھر فراش بنکر داخل بارگاہ حریف ہوے قہار نے کہا ملک جی عیار فی الحقیقت بڑے حرامزادے ہین پہلے ایک آکر چلا گیا تھا ابکی وہ دوسرا اور لایا ہی بختیارک نے کہا اے ملکہ یہ لوگ بلائے بے درمان ہین تمھین جیتا نہ چھوڑینگے پھر جان ہی تو جہان ہی اپنی جان بچاؤ کسی ایسے مکان مین جاؤ کہ جہان فرشتے خان کا بھی گذر نہو مجھے یہ رات تم پر خیریت سے کٹتی نہین معلوم ہوتی صبح کو لمبی لمبی لیٹی ہوگی ہم افسوس کرتے ہونگے قہار بولی کہ ملک جی جو باتین آپ نے کہین وہ میرے خاطر مین آئین جو تمنے کہا وہی ہوا اپنی نگہبانی اپنے ہی سے خوب ہوتی ہی سچ ہی جو مین اپنی محافظ نہونگی تو کون ہوگا یہان سے دو کوس پر ایک باغ ہی کہ باغ جمشیدی اُسکو کہتے ہین اور صحرا بھی وہان طلسم کا ہی کہ کسی کا وہان گذر نہ ہوگا جو جائے قید ہو جائیگا مین جاکر وہان رہونگی اور اسم اعظم حمزہ سحر سے بندکر کے آکر ہر ایک کو ہلاک کرونگی بختیارک نے کہا اے ملکہ تدبیر تو اچھی ہی لیکن نہ تمھین ہماری خبر نہ ہمین تمھاری مگر خیر بمقتضاے بیت گر قسمت ہی اے حضرت دل کو ہے تپان کا + تو جاؤ کیا آپ کو اللہ کے حوالے + یہان سے چلے جانے مین جان بچ جائیگی قہار نے کہا مین تم سے ملنے کی تدبیر

کیے دیتی ہون یہ کہکر دو جادوگرنیون سے حکم دیا کہ جو ملک جی حکم دین تم اُسکو بجالانا کچھ عذر نہ کرنا جادوگرنیون نے اپنے سر کے بال نوچکر بختیارک کو دیے کہ ملک جی یہ بال جب تم آگ پر رکھوگے ہم دونون حاضر ہوکر جو فرماؤگے بجالائینگے بختیارک نے بال لے لیے اور جادوگرنیان اور قہار زور سحر اُڑکر چلی گئین چالاک اور ابوالفتح یہ باتین سُنکر ساحرنیون کے چلے جانے سے صحرا مین آئے اور مشورہ کرنے لگے کہ باغ جمشید مین چلکر قہار کو مارین اس مین چالاک نے کہا مین جاکے اس بختیارک کو مارے ڈالتا ہون کیونکہ جو کچھ شرارت ہی اُسی کی ہی ابوالفتح نے جواب دیا کہ تمین ایسا کام نہ کرنا خواجہ عمرو ہمیشہ ڈاڑھی مونڈنے اور جوتیان لگانے کا خراج اُس سے لیا کرتے ہین وہ ناراض ہون گے کہ میری آبرو کھوئی چالاک نے کہا کچھ ہی کیون نہو مین تو جاتا ہون یہ کہکر خدمتگار کی ایسی صورت بنکر روانہ ہوا ادھر بختیارک جب جادوگرنیان جا چکین تو بارگاہ سے اُٹھکر اپنے خیمے مین آیا چالاک اسکے ساتھ ہولیا یہ اپنے خیمے مین پہونچکر کھانا کھاکر شراب پیکر آرام کیا چاہتا تھا کہ رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی خدمتگار کو پکارا کہ آفتابہ چوکی پر رکھکر آیہان چالاک جو خدمتگار بنکر آیا تھا اُسنے پانی وغیرہ مین بیہوشی ملاکر اور خدمتگار کو بیہوش کیا اسوقت بختیارک نے جو پکارا آفتابہ لیکر بیت الخلا مین آیا بختیارک اسکو دیکھکر اپنی جگہ سے اُٹھکر چوکی پر آکر کھڑا ہوا کہ خدمتگار جالے تو مین بیٹھون مگر خدمتگار نے کہا کہ ملک جی ہگا تو ہگا موتا تو مارہی ڈالونگا اب بختیارک گھبرایا اور گویا ہوا کہ کیون بے حرامزادے مالکون سے ایسی ہی گفتگو کرتے ہین چالاک نے کہا ہم ایسے مالکے کا منھ مہری مین دے دیتے ہین بختیارک ان باتون سے بھلاکر پکارا کہ کوئی حاضر ہی چالاک نے کہا ہمارے سوا کوئی حاضر نہین اور موت تو ہر وقت ساتھ رہتی ہی بختیارک ان باتون سے سمجھا کہ شاید عمرو طلسم سے آگیا ہو یہ جانتے ہی جھک کر باادب سلام کیا اور کہا آپ طلسم سے کب تشریف لائے یہ آفتابہ اور سب میرے ٹیمے کا مال اسباب آپ کی نظر ہی چالاک نے کہا یہ میرے کس کام کا ہی اگر والد ہوتے تو زنبیل مین رکھ لیتے مجکو ہزار روپیہ روز امیر عنایت کرتے ہین وہی میرا خریج ہی مین تیرے پاس اسلیے آیا ہون کہ ہمیشہ عمرو پر تو نے احسان کیا ہی جو مشکل ہوئی ہی وہ بمصداق بیت مشکل ز تو جہ تو آسان ٭ آسان ز تغافل تو مشکل ٭ تجکو قسم ہی لقا کی سچ بتادے کہ قہار کے پاس کیونکر جاؤن چالاک نے منت سماجت کرکے پوچھا کہ شاید بتلادے لیکن بختیارک نے نہ بتلایا اسوقت اُسکو بیہوش کرکے چالاک درہ کوہ مین لایا اور شکلا سلام کی بیقراری

دیکھکر دل تو جلا ہوا تھا ہی لکڑیان کچھ جمع کرکے آگ سلگا کر کسوت عیاری سے کڑھائی اور تیل نکالکر کڑھائی آگ پر رکھکر تیل گرم کیا اور بختیارک کو ہوشیار کر دیا جو آنکھ کھلی دیکھا مین بندھا ہون ادھر چالاک نے کرچھے سے تھوڑا سا تیل جلتا ہوا اسکے جسم پر ڈالا کہ یہ بلبلا گیا اس سے بہ غصہ پوچھا کہ اے نطفہ شیطان جلد بتا کہ قہار کہان ہی نہین تو مار ہی ڈالونگا جہان لشکر اسلام پر یہ آفت ہی وہان تجھے بھی جہنم رسید کرونگا اور اسی کڑھائی مین تلونگا اُسنے کہا کہ مجھے کھولدو تو بتا دون چالاک نے کھول دیا اور کہا اگر کچھ حرمزدگی کی تو یہ سمجھ لینا کہ مین نہین ہون بختیارک سوچا کہ میان جان ہی تو جہان ہی اس اثنا مین چالاک نے تیل کا ایک چھینٹا اور دیا کہ یہ تڑپ گیا اور جلدی سے بال جادوگرنیون کے آگ پر رکھے پھر تو بقول نسیم بیت

بال آگ پر رکھتے آندھی آئی	وہ دیوی بال باندھی آئی

دونون جادوگرنیان حاضر ہوئین اُسنے کہا ملکہ قہار کو بلا لاؤ وہ چلین اور باغ جمشید مین پہونچکر ملکہ سے عرض کنان ہوئین کہ ملک جی آپ کو درہ کوہ مین کھڑے بلاتے ہین قہار یہ سنتے ہی اُٹھی اور سمجھی کہ اکیلے مین شیطان خداوند نے جو مجھے بلایا ہی یقین ہی کہ کوئی تماشہ قدرت خداوند کا دکھائے گا یا مجھ سے کچھ راز کی باتین کریگا یہ سوچکر کنیزون سے کہا تم ٹھہرو مین اکیلی جاؤنگی غرضکہ تنہا اُڑکر پاس ملک جی کے پہونچی چالاک اُسکو دیکھکر پہاڑ پر چڑھ گیا اور بختیارک دوڑکر قدم پر گرا چپکے سے کہا ملکہ مجھے عیار پکڑ لایا ہی مارے ڈالتا ہی اور سب حال کہدیا قہار اسکے کہنے سے چار طرف دیکھنے لگی چالاک نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ یہ ہر سمت نگران ہی سمجھا بختیارک نے کچھ حال کہدیا یہ سمجھکر کلہ گوپھن مین پتھر رکھکر مستعد ہوکر ٹھہرا مگر قہار نے جب کہین عیار کو نہ پایا بختیارک کی جانب دیکھا اُسنے ہاتھ اونچا کرکے اوپر کو بتایا قہار پہاڑ کے اوپر چلی کہ پکڑ لاؤن چالاک نے پتھر گوپھن کا چرخ دیکر مارا اسکے سر پر جو پڑا سر پھٹ گیا بیٹھ گئی مگر جسم اپنا کرغت ایسا بنایا تھا کہ ہلاک نہوئی چالاک گھبرایا کہ بڑا غضب ہوا پس جلدی تمام سر کوہ پر آکر ایک سل ہزارمن کی ڈھلکا دی کہ قہار سنبھل کر دوبارہ اُٹھکر چلی تھی کہ جو پتھر گرا اسکے نیچے پڑا تھا ہوکر رہگئی دم پھڑپھڑاکر نکل گیا غل شور اور تاریکی ہوئی کہ کشتی قہار شعلہ بدن جادو را بختیارک بھاگ کر درہ کوہ مین غار کے اندر چھپ رہا کہ مجھپر آفت نہ آئے اور چالاک پہاڑ سے اُتر کر ڈھونڈھنے لگا کہ اس شیطان حرامزادے کو جو تیان لگاؤن اُسنے قتل کرانے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا تھا غرضکہ ہر سمت آکر ڈھونڈھنے لگا جب کہین پتہ نہ چلا شادان و فرحان لشکر کی طرف چلا

یہان کل لشکر اسلام پر سے وہ چادر آتش دفع ہوگئی ہر ایک نے رہائی پائی امیر نے سجدۂ شکر بدرگاہ دافع البلیات ادا فرمایا اُسوقت **چالاک** نے آکر سلام کیا اور سب کیفیت عرض کی امیر نے اسکو خلعت سے سرفراز فرمایا اور حکم دیا کہ جلسۂ انبساط آغاز ہونا چاہیے لگا ادھر **بختیارک** بھی غار سے نکلکر اپنے لشکر مین آیا نوکر اسکے سب ڈھونڈھتے پھرتے تھے اسکے آنے سے خوشنود ہوئے مگر یہ بارگاہ لقا مین آیا اور کہا یا خداوند خبر منگوایئے وہ چادر آتشین لشکر اسلام سے دفع ہوگئی قہار آپ کی جہنم واصل ہوئین یہ کہکر سارا ماجرا کہہ سنایا لقا نے کہا کہ ہم کو **حمزہ** کے حال پر رحم آگیا ہمنے تقدیر پھیر دی یہ باتین تھین کہ **طوفان** اپنے خیمے سے بارگاہ مین آکر بیٹھا اور کہا ملک نہین معلوم کہان گئی ہین **بختیارک** بولا کہ وہ بہشت نصیب ہوئین **طوفان** گویا ہوا کہ ملک جی بدکلمہ منھ سے نہ نکالو **بختیارک** جواب دہ ہوا کہ بدوینک مین کچھ نہین جانتا ہون مجھی سے بلوایا اور مار ڈالا دیکھو ہمارے دل مین بھی پھپھولے پڑے ہین اور تن پر بھی چھالے ہین یہ کہکر جسم برہنہ کرکے وہ تیل کے چھینٹے دکھائے اور سارا حال کہا **فیل دندان** حیران ہوا ہوش اڑ گئے کہ عیار بڑے زبردست ہین **بختیارک** نے کہا اب تم اپنی خیر مناؤ لڑو نہین خداوند پاس رہو پھر سمجھ لینا **فیل دندان** سمجھا کہ شیطان سچ کہتا ہی لیکن کیا کرون شہنشاہ سلاحران کہے گا کہ تجھ سے کچھ نہو سکا بہتر ہی کہ عرضی لکھون جیسا جواب آئے ویسا بجا لاؤن غرضکہ اُسنے عرضی تحریر کی اور کل کیفیت یہان کی لکھی اور **لقا** نے نامہ لکھا کہ ای شاہ جادوان جو جادوگر تم بھیجتے ہو اُسکو غرور ہوتا ہی ہم اُسکو غارت کر دیتے ہین کوئی ایسا زبردست بھیجو کہ ہمکو راضی رکھے اور کام خداپرستون کا تمام کرے یہ مضمون مع عرضی **فیل دندان** کے ہاتھ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ اُٹھا کر **افراسیاب** پاس لایا اُسنے عرضی اور نامہ پڑھکر فکر کی کہ کس شخص کو بھیجون جو صاف باطن ہو اور کام ان خداپرستون کا تمام کرے ایکی ایسا شخص جائے کہ عیار اُسپر غالب نہ آسکین اور بیہوشی اُسکو تاثیر نہ کرے خلاصہ کلام یہ تھا اس فکر مین ہی لیکن بمقتضاے بیت

زبحر سخن گوہر آرم بکف + تو یسم کے داستان شگرف + یعنے جسوقت کہ نخلبند حدیقہ عیاری و گل چین باغ طراری خواجہ **عمرو بن امیہ ضمری** کو باغبان قدرت جوگرفتار کرکے لے گیا راہ مین ایک باغ اُسنے اپنی سیر کے لیے بنایا ہی وہان آیا یہان چار سو لونڈیان نازنینان مہرصورت حاضر تھین اُنھون نے مجرا کیا **عمرو** بحر بین مسحور ہی اُسکو بٹھا دیا آپ مسند پر بیٹھکر دم لینے لگا کنیزون سے اختلاط کرنے لگا دو ایک کنیزین جو منھ چڑھی تھین اُنھون نے پوچھا کہ یہ شخص جو گرفتار ہی کون ہی اُسنے کہا **عمرو** عیار ہی ایک لونڈی بولی آپ ناحق اُسکو پکڑ لائے کیونکہ جو اُسکے ساتھ دشمنی کرتا ہی وہ

مارا جاتا ہی آپ اسکو چھوڑ دیجیے اسنے بڑے بڑے ساحر مارے ہین سرکشون کے سر اُتارے ہین آپ
شاہ طلسم سے کہدیجیے گا کہ عمرو مجھے نہین ملا یہ گفتگو باغبان سُنکر یونڈیون پر خفا ہوا اور ایک طمانچہ
کنیز کے مارا کہ مین نکھرام نہین ہون جو شاہ کے حکم سے گردن تابی کرون اسوقت عمرو نے بھی موقع
پاکر کہا ای باغبان میرے ساتھ دشمنی کرنا بہتر نہین ہی میرا کچھ نہین جائیگا مین ایک ٹکے کا پیادہ ہون
مارا گیا تو کیا اور زندہ رہا تو کیا مگر جو تو مارا گیا تو پھر کیسی ہوئی اس گفتگو مین عمرو مصروف تھا کہ ایک
طائر اُڑتا ہوا آیا اور سب باتین سُنکر سامنے شاہ جادو انکے گیا جملہ تقریر یہان کی اُس سے بیان کی
افراسیاب نے کہا وزیر میرا نمک حلال ہی وہ ضرور عمرو کو لائیگا ہمارے پانچ چار جو چیدہ اور منتخب
ساحر ہین انھین مین سے وہ بھی ہی یہ تو تعریف کر رہا ہی مگر باغبان باغ سے لیکر عمرو کو پھر روانہ
ہوا لیکن حال سُنیے کہ برق فرنگی بھی جنگل مین ہر تلاش عمرو پھر رہا تھا کہ دیکھون اُستاد
سے اور باغبان سے کیا معاملہ درپیش ہوا اسکو ایک ساحر نے پھرتے دیکھکر پکڑ لیا اور لیکر
چلا راہ مین اسکے ایک دوست کا مکان تھا وہان برق کو لایا وہ دوست اسکی ساحرہ
ہی نازک اندام جادو نام اُسنے جو برق کو دیکھا تو اُسپر فریفتہ ہوگئی اور اس ساحر کی پشت پر آکر
عین غفلت مین ناریل سر پر پھکر مارا کہ اُسکے سینے کے پار گذر گیا غل اور شور ہوا مگر اُسنے برق کا ہاتھ
پکڑکر بٹھایا اظہار تعشق کیا برق تو عیار بے بدل ہی اسکو اپنے اوپر شیفتہ پاکر اُسی کی محبت کا دم بھرنے
لگا اور شراب منگوا کر اپنے ہاتھ سے اسکو جام بھر کر دیا لیکن آنکھ بچا کر بیہوشی اُسمین ملا دی کہ
ساحرہ جام پی کر بیہوش ہوگئی برق نے سارے کپڑے اُسکے اُتار کر زیور وغیرہ لیکر سر اُسکا
کاٹ ڈالا اور آپ اُسی کی ایسی صورت بنکر روانہ ہوا راہ مین دیکھا کہ عمرو کو باغبان لیے
جاتا ہی برق راہ کاٹ کر کنارے دریا کے اس طرح آیا کہ یہ معلوم ہو جیسے اُس پار سے دریا اُتر کے
آیا ہی اور قریب آکر سلام کر کے ایک نامہ افراسیاب کی طرف سے دیا اور زبانی بھی کہا کہ آپنے
مجھے کا ہے کو بھیجا ہوگا مین کنیز ہون شہنشاہ نے مجھے آپکے پاس بھیجا ہی اور فرمایا ہی کہ ہمنے عمرو
کو گرفتار کرنے کے لیے تمھین بھیجا تھا تمنے بڑی دیر لگا ای اب جلد لیکر آؤ ہم منتظر ہین باغبان نے
اسکی تقریر سُنکر خیال کیا کہ جب مین اپنے باغ مین تھا اسوقت طائر سحر آکر خبر دے گیا تھا
شہنشاہ نے پھر اس کنیز کو کیون بھیجا اس مین معلوم ہوتا ہی کچھ دھوکا ہی یہ سوچکر منھ سے اُف
جو کی برق زمین پر گر کر لوٹنے لگا اُسنے کہا سچ بتا تو کون ہی برق نے کہا سچ تو یہ ہی کہ سامنے
درہ کوہ مین میرا مکان ہی اور مین ساحرہ ملازم شہنشاہ ہون باغبان کو اس بدلی ہوئی

تقریر سے اور زیادہ شک ہوا اور ایک چٹکی خاک کی اُٹھاکر سحر پڑھکر پھینکی برق کمر تک زمین مین غرق ہوا باغبان نے کہا اگر سچ سچ اپنی حقیقت کو تو بتا دے تو قسم ہی سامری کی کہ تجھے چھوڑ دونگا نہین مار ڈالون گا برق نے دیکھا کہ ابکی جھوٹ بولے اور زمین مین سما گئے ناچار گویا ہوا کہ عیار برق فرنگی میرا نام ہی استاد کو اپنے چھڑانے آیا تھا خود ہی گرفتار ہوگیا باغبان نے اسکے سچ بولنے سے چٹکی بجائی دو جادوگر پیدا ہوے اور بغلون مین ہاتھ دیکر برق کو زمین سے دونون نے کھینچ لیا باغبان نے سحر کر دیا اور لکھا کہ اسکو ہمراہ لیتا آؤن یا نہ لاؤن سا حر بہت جلد عرضی خدمت شاہ طلسم مین لے گئے اُسنے پڑھکر جواب لکھا اور عیارون سے کچھ مطلب نہین تمنے برق سے سچ بولنے پر راضی کرنے کا اقرار بھی کیا ہی اُسپر احسان کرکے چھوڑ دو اور عمرو کو یہان لے آؤ جب یہ جواب عرضی باغبان کو پہونچا پڑھکر برق سے گویا ہوا کہ تم سب کو گرفتار کرلیتا کچھ بات نہین ہی مین تجھپر احسان کرتا ہون کہ تجھے چھوڑے دیتا ہون جا اب کبھی شرارت نہ کرنا یہ کہکر سحر اسپر سے اُتار لیا برق نے کہا کہ مین نے تو کوئی دقیقہ تیرے مار ڈالنے مین باقی نہ رکھا تھا مگر قضا تیری نہ تھی اور اُستاد کی قسمت مین گرفتاری تھی خیر یار زندہ اور صحبت باقی بقول شخصے فرد

اچھا کیا جو آپ نے باندھا ہی ہمسے بیر		جیتے رہے تو بھیجینگے اور مر گئے تو خیر	

باغبان نے کہا شاباش مردان عالم چنین ہمت دارند یہ کہکر بازو عمرو کا پکڑکر اُڑ گیا برق روتا ہوا مجبور وہان سے پھرا اور باغبان سامنے شاہ جادوان کے عمرو کو لایا اور عرض کیا یہ مجرم حاضر ہی یہ کہکر سامنے پیش کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا کہ اے عمرو بقول جرأت غزل

مرنا ہی نظر آیا انجام گرفتاری		پیغام اجل لایا پیغام گرفتاری	
ایسے ہوے متوالے جینے کے بڑے لالے		تجھے زہر کے سو پیالے اک جام گرفتاری	
کیون دام مین گھبراتے صیاد کو گر پاتے		کیا چین سے کٹ جاتے ایام گرفتاری	
تا روز شمار اُنکا ہوئے نہ شمار اصلا		کیا کہیے کہ ہین کیا کیا آلام گرفتاری	

اب کوئی دم کے تم مہمان ہو عمرو نے کہا اے شہنشاہ آپ مین سب طرح کی قدرت ہی مجھ ادنے شخص کا زور کیا چل سکے آپ کو لازم ہی ابکی مرتبہ مجھے اور چھوڑ دیجیے اور قلم عفو میرے حرف جرائم پر پھیر لیے مین اسکا احسان تمام عمر مانونگا افراسیاب نے کہا کئی بار تجھکو چھوڑ دیا اور تو نے مجھکو ذلیل کیا اب تجھے زندہ نرکھونگا عمرو نے کہا جو آپ فرماتے ہین سچ ہی مجھے بھی یاد ہی باغ عیش مین حضور کے لیے بڑی ذلت ہوئی تھی غرض الماضی لا یذکر مضی ما مضی وہ باتین

جانے دیجیے خداوند تعالیٰ نے جو مقدر مین لکھا تھا وہ ہوا اس گفتگو سے افراسیاب کا دل بر سر رحم آیا تھا کہ حیرت نے دیکھا کہ بڑا ستم ہوا عمرو فقرہ دیکر چھوٹنا چاہتا ہی بس پہلوے شاہ طلسم سے اُٹھکر قریب عمرو کے آئی اور دو تھپڑ مارے لات اونچی کی کہ موے جوانا مرگ دغاباز جہنم شہنشاہ کو دم دیا چاہتا ہی ہمکو تو نے موم کا سمجھا ہی کہ جب پایا پگھلا لیا تیری بات سُننے والے کو کیا نکو سون غارت ہو دیکھو تو تجھے کس طرح قتل کرتی ہون یہ عتاب عمرو دیکھکر رونے لگا اور دل سے پکارا کہ خداوندا اب زیادہ مجھے ذلت نہ دلوا تو عالم الغیب ہی خوب جانتا ہی کہ مین کافرون ساحرون کو قتل کرنے آیا ہون تاکہ تیرا دین جاری ہو اتنی میری مدد کر دعا مانگتے ہی عمرو کے دلکو تسکین ہوئی چہرے پر سُرخی آگئی افراسیاب نے پوچھا کہ ای عمرو تو مردے کی طرح پڑا تھا لیکن اب کچھ خوش معلوم ہوتا ہی عمرو نے کہا میرے خدا نے مجکو تسکین دی شاہ نے پوچھا کہ تیرا خدا کون ہی عمرو نے جواب دیا کہ میرا خدا وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی جسنے تمام طلسم دُنیا کو بارشاد کلمۂ کن خلق فرمایا تجھ ایسے ساحر اور منکر کو یہ رتبہ عنایت کیا کہ اُسکے خاص بندون پر جبر و تعدی کرتا ہی اب مجکو اس وقت ہدایت عالم غیب سے ہوئی کہ تو گھبرا نہین افراسیاب کو تو ماریگا اور تیرا کوئی کچھ نہ کر سکے گا اور اُس چڈو حیرت کو اگر مین نے بڑی ذلت سے نہ مارا تو اپنا نام نہ رکھا حیرت یہ تقریر سُنکر بڑی اور دل کڑا کرکے بولی کہ ارے او موے جلساد تو مجھے دھمکاتا ہی اب اپنی خیر منا عمرو نے کہا ارے قحبہ لونڈی گھنا لباس پہنکر اتراگئی ہی تو نام میرا عمرو تجھے چرناٹوپی پہناکر کوے ہکنی بنایا ہوگا اتفاق سے افراسیاب نے حیرت کے باپ کو کچھ روپے دیے تھے اُسوقت عمرو نے لونڈی جو کہا حیرت بہت جھپی اور کہا ارے ایسے تیسے میرا لونڈی پن ثابت تو کر عمرو نے جواب دیا کہ اپنی امان اور باوا سے پوچھ لیجا اب تو حیرت اور بھی زیادہ جھپی اور فرط غضب سے تھر تھر کانپنے لگی عمرو نے کہا قاعدہ ہی کہ لونڈی کو جو لونڈی کہو تو وہ روتی ہی اور بی بی کو جو لونڈی کہو تو ہنستی ہی یہ رونا تیرا عین دلیل کنیز ہونے پر ہی اس گفتگو مین ابریق کوہ شگاف نے اور سرمایہ برف انداز نے کہا ای ملکہ یہ جب چپ ہوگا جب اسکا سر کاٹا جاے گا آپ اسکو قتل کریے اور اسکے مُنھ نہ لگیے حیرت نے کہا اے شہنشاہ اسکو جلد قتل فرمایئے افراسیاب نے اسکے کہنے سے کتاب سامری دیکھی کہ عمرو کی نسبت کیا کیا جاے کتاب مین لکھا تھا کہ عمرو کو حیرت کے حوالے کرو وہ اُس ملک مین لیجاے جو خاص اُسکی حکومت مین تو نے دیا ہی اور اصل مکان اُسکے رہنے کا ہی وہان لیجا کر عمرو کو قتل کرے کس لیے کہ جہان خون اُسکا گرے گا وہان آبادی نہ رہے گی اور وہ مقام اور ساکن

اُس جگہ کا دونون برباد ہو جائینگے عمرو ایسا گنہگار سامری ہی کہ خداوند سامری جہان اُسکا خون گرے گا وہان آب رحمت نہ برسائین گے یہ معلوم کر کے حیرت کی طرف مخاطب ہو کر کہا ارے ملکہ ذرا کتاب تم تو دیکھیو کہ اسمین کیا لکھا ہی حیرت نے مسکرا کر آنکھون کو گردش دیکر گات اپنی دکھا کر جھک کر کتاب کو دیکھا اور حکم پڑھکر عرض رسا ہوئی کہ مین لیے جاتی ہون اسمین ساحران حاضر دربار پکارے کہ ای شہنشاہ ہمکو آثار کچھ بیہوشی اُگرانے کے معلوم ہوتے ہین کسی نے کہا میرا دماغ خشک ہوا جاتا ہی شاہ طلسم نے کہا کچھ کچھ بو تو مجھے بھی معلوم ہوتی ہی عمرو نے جواب دیا کہ رستم کی دھاک مارتی ہی حیرت نے کہا قربان جمشید سامری کے میرا جی چاہتا ہی کہ موے کی گردن اپنے ہاتھ سے مارون وہی حکم کتاب مین بھی نکلا عمرو بولا کہ وہی بھڑوا سامری ہی جسکا تابوت چالیس گز کا لٹکا ہوا ہی اور اُسمین سے کوئی شیطان صدا دیتا ہی پانچ کوس تک آسمان سونے کا اُسکے مُنہ پر بنا ہی حیرت اور افراسیاب یہ کلام سُنکر گھبرائے اور مستفسر ہوے کہ تو سامری کی سرکار کو کیا جانے عمرو نے کہا مین ان سب خداؤن کے پاس رود جاتا ہون اور جو وہ حکم کرتے ہین اسکے بموجب تم لوگون کی نسبت عمل کرتا ہون اتنا جانتا ہون کہ حیرت کی قضا آئی ہی حیرت یہ سنتے ہی اُٹھی اور بولی کہ کچھ ہی کیون نہو مین تجھے آج بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگی اور چاہا کہ مین پنجہ دیکر اُڑا کر لیجاے کہ افراسیاب نے کہا ہان ہان ای ملکہ تمھاری یہ لیاقت نہین جو اسکو اُٹھا کر لے جاؤ زمرد جادو اور یاقوت جادو سے کہو وہ لیجائینگی تم باحشم و خدم بعد کو یہان سے جانا اور کام اسکا تمام کرنا یہ گفتگو سُنکر حیرت خوش ہوئی اور کہا حضور میری قدر و منزلت کرنے والے جب تک گنگا جمنا مین پانی رہے جب تک سلامت ہین اچھا ای زمرد تو اُسکو لیکر چل مین بھی آتی ہون اور ای یاقوت تم مثل محافظ کے ہمراہ جاؤ نہایت احتیاط سے میرے باغ مین لیجا کر اسکو رکھو مین آکر قتل کرون گی زمرد اور یاقوت نے حسب ارشاد تخت بزور سحر تیار کیا اور عمرو کو منتر سے بے حس و حرکت کر کے اُسپر بٹھایا لیکر روانہ ہوئین عمرو کی آنکھین کھلی ہین اور زبان قابو مین ہی باقی سب اعضا بیکار ہین کوہ و دشت طلسم کو دیکھتا خدا کو یاد کرتا چلا آتا ہی یہان تک کہ ایک ملک کے قریب پہونچا دیکھا چار دیواری اس شہر کی آئینے کی ہی اور تصویرین صحرا و باغ و ممالک کی آئینون مین بنی ہین کسی جانور نیزون کے جلسے اور رنگ پاشی کی تصویر ہی کسی مقام پر شاہون کی شکارگاہ کا نقشہ بصد خوبی کھنچا ہی در قلعہ بصد شان و شوکت تعمیر ہی اسقدر بلند ہی کہ فکر مہندس اُسکی برتری کو نہ پہونچے اور پیک اندیشہ وہان تک جانے سے قاصر رہے ہر کنگرہ اُس کا گنبد چرخ سے مقابل اور ہر مینار اُسکا

طارم فلک سے برتری مین کامل کے بمقتضاے ابیات

سر قلعہ است بر کوہ فلک سر — بنا کردہ زسنگ و آہن و زر
بلند از فکرت ہر دور بینی — ز برج آسمان بالانشینی
نہ پرد بر فرازش مرغ تدبیر — شود اندیشہ اندر نیم رہ پیر
نباشد پاسبانش را بدل پاک — زجاسوس خیال دزد ادراک
چو خواہد چرخ بوسد آستانش — زہمت کردہ باشد نردبانش

ہزارہا ساحر دروازے پر نگہبان تھا دروازہ کھلا تھا زمرد اور یاقوت اندر شہر کے داخل ہوئے عجب حسن آباد اور دلکشا شہر دیکھا کہ جسکی رونق کے سامنے بستی ستارون کی فلک پر اجاڑ نظر آتی تھی ہر ایک عمارت اُسکی قصور بہشت شداد پر طعنہ زن تھی اور دوکاندار پوشاکین عمدہ اور پرتکلف پہنے تختون پر جلوہ گر تھے تحفہ اسباب نادرہ روزگار اور اشیاے نفیس سامنے رکھے بیع و شرا مین سرگرم تھے سستے کٹورے کھنکاتے تھے دلال خریدارون کو بلاتے تھے کہ بمصداق نظم

ہر دکان تھی جمی دلھن کی طرح — صاف آراستہ چمن کی طرح
گل فروشون کی ایک سمت قطار — ہر جگہہ پر تھے پھولون کے انبار
کوئی دیتا تھا اس طرح کی صدا — لے یہ بدھی وہ ہو جوا لبیلا
اک طرف تھا وہ کنجڑ ونکا نکھار — خار کھائے چمن مین آنپہ بہار
پان والون کے گرہمون وصف بیان — سُرخ یاقوت کی طرح ہو زبان
بیٹھے ہین اس غرور و نخوت سے — جیسے حاکم یہی ہین بنگلے کے
تھی جو تنبا کو والے کی دوکان — طرفہ سامان نرالی اُسکی شان
ایک جانب کو تھے جو خوشبو ساز — اُنکی دوکان کا نیا انداز
نکہت عطر غم کو کھوتی تھی — روح پژمردہ تازہ ہوتی تھی
کیا دوکان کلال کی ہو صفت — عقل حیران ہو دیکھکر صنعت
مٹی کی کب نبائی تھین پریان — قاف سے اڑکے آئی تھین پریان
نیچے ہندا ایک سو قرینے سے — نیچے اپنی دوکان مین باندھے تھے
تھی وہ عطار کی لطیف دکان — جملہ امراض کی دوا یکجا
بیٹھے تھے کچھ علاقہ بند وہان — اپنی اپنی بجے ہوے تھے دکان

حسن بندش کا اُنکے کیا کہنا — کام تھا عمدہ گوندھنا گہنا
کچھ دُکانون مین بیٹھے سادہ کار — کر رہے تھے انگوٹھیان تیار
ایک جانب کو بیٹھے تھے صراف — لکھون اُنکے چلن کے کیا اوصاف
کہین ایک ہنڈوی سکھارتا تھا — دیکھتا تھا کوئی بھی کھاتا
پوچھتا تھا کسی سے یون دلال — مُہر کا بھاؤ کیا ہی کندن لال
مقابل دید جوہری بازار — ہر دُکان غیرت عروس بہار
خوشنما ایک سو تھا بزازہ — ہر طرح کا وہان تھا تھان نیا
تھے وہ شیرین زبان حلوائی — روح فرہاد صدقے ہوتی تھی
اک طرف نان بائی بیٹھے تھے — شیرمال و کباب بیچتے تھے
اک طرف ساقنین پری پیکر — جان انسان دیتے تھے جن پر
ہر طرح کا غرض وہان تھا جماؤ — دل کہے یان سے اب نہ پھر کر جاؤ

قصہ کوتاہ عمرو بیسر دیکھتا ہوا اور دل سے سیر کرتا ہوا کہ اس شہر کو خوب لوٹونگا قریب ایک باغ کے پہونچا زمرد اور یاقوت تخت اندر باغ کے لائین یہ باغ زوجہ بادشاہ طلسم کا ہی اسکی خوبی کا کیا کہنا در باغ جواہر نگار تھا اندر گلزار جواہرین طرحدار تھا ہر نخل ہر ایک پھلا پھولا ثمردار گلبون سے لدا ہوا تھا روشین جواہر آگین گلشن سپہر کو شرماتی تھین منھدی کی ٹٹیان مینا کار نظر آتی تھین نظم

خوشا آب وہوائے دلکشا را — کہ فرحت مے فزاید آن دل آرا
ازو خلدِ برین یک قطعہ باغے — بلا دد ہر را چشم وچراغے
کہ آن باغ آبروے ہفت کشور — نگاہ از دیدن او تازہ و تر
بود نشود نما آنجا روان را — بہار دیگرست آن بوستان را
صفائے شام را اینجا مبر نام — چہ نسبت صبح صادق را ست باشام

ہزارون قصر وایوان عظیم الشان پتھر کے تعمیر تھے جواہر کا کام اُنپر کیا تھا چشم حیران کا نیا تماشہ تھا لیکن حیرت ازبسکہ یاس افزا ہی رہتی ہی اس باعث سے کچھ فرش وغیرہ سامان نہ تھا خواصین اور مالنین اپنے اپنے مقام پر ساکن تھین زمرد و یاقوت کے آنے سے سب حاضر ہوئین انکو باادب سلام کیا اُنھون نے کہا کہ ملکہ عالم تشریف لاتی ہین بہت جلد اس جگہ کی آراستگی کرو تمنے باسی گھر ڈال رکھا ہی دیکھو تو ملکہ آکر خفا ہوتی ہین کہ جھاڑو بھی یہان نہین دلواتی ہو

کنیزین یہ خبر سنتے ہی سرگرم کار و بار ہوئین جھٹ پردے چلمنین وغیرہ درست کین فرش قاقم و سنجاب کا بچھایا زینت بخش ریاض رضوان اُس باغ کو بنایا زمرد اور یاقوت نے عمرو پر سے سحر دفع کرکے اُس مکان کی ایک کوٹھری مین بند کر دیا اور تین قفل برابر ران شتر کے فولادی لگا دیے اور سحر کر دیا کہ کوٹھری کے دروازے پر شعلے آگ کے چرخ مارنے لگے اور اژدہے منھ پھیلا کر بیٹھے غرض اس طرح قید شدید مین مبتلا کرکے آپ بھی انتظام کرنے لگین مکان اور باغ کو دولھن کی طرح خوب سجایا اور چبوترہ بلورین پر فرش بچھوا کے آپ بیٹھین اور انتظار بلکہ حیرت کا کرنے لگین لیکن عمرو جو کوٹھری مین بند ہوا وہان سجدہ شکر بدرگاہ خدائے تعالیٰ ادا کیا کہ مین نے ان ساحرون کے ہاتھ سے نجات پائی اور خنجر لیکر زمین کو کھودنے لگا دیکھا کہ زمین یہان پتھر کی ہی اور فولاد سے بھی زیادہ سخت ہی اُسوقت تو گھبرایا اب کیا کرون اور اُسی حالت اضطرار مین دعا کرنے لگا کہ یا حضرت ابوالبشر دادا جان کوئی طریقہ عیاری تعلیم فرمایئے اس دعا کرنے سے چونکہ نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین فی الفور تائید غیبی ہوئی اور ذہن مین تدبیر عیاری آگئی ایک آدمی زنبیل سے گمنگار واجب القتل نکالکر بیہوش کیا اور اُسکی زبان مین دوا ایسی لگا دی کہ منھ مین زبان پھول گئی اور گویائی موقوف ہوئی پھر اسکو مثل نئی صورت کے بنا کر وہین لٹا دیا اور آپ گلیم اوڑھ کر قریب دروازے کے کونے مین بیٹھ رہا یہان زمرد اور یاقوت انتظار مین تھین کہ ملکہ حیرت بڑے عظم و شان سے اپنے مکان مین آئی اہلکار اور منتظمان سلطنت نذرین لیکر حاضر خدمت ہوئے لیکن اُسنے وزیرزادیون سے پوچھا کہ تم نے عمرو کو کیا یا زمرد نے عرض کیا کہ کوٹھری مین بند ہی حیرت خفا ہوئی کہ تمنے بڑا غضب کیا وہ دزد وہان سے نکل گیا ہوگا انھون نے کہا کہ کیا مجال ہی حضور چلین اور ملاحظہ فرمائین نہایت تحکم اور حفاظت کے طور پر ہمنے اُسے رکھا ہی یہ سنکر حیرت اُنکے ہمراہ کوٹھری کے دیپر آئی اور زمرد نے سحر پڑھکر آتش اور اژدر دفع کیے قفل کھولکر دروازہ وا کیا عمرو متصل دروازہ تو بیٹھا ہی تھا اور بہ سبب گلیم کے کوئی اُسکو نہ دیکھ سکتا تھا دروازہ کھلتے ہی نہایت آہستہ سے باہر نکل آیا اور باغ مین آکر ٹھہرا ادھر حیرت نے دیکھا عمرو لیٹا ہوا ہی کہا ہوا موتدی کا ٹاٹ کیے پڑا ہی دیکھو یہ ثابت ہوتا ہی کہ جیسے مرگیا یہ کہکر زمرد سے کہا کہ جا اس مکار کو اندر سے نکال لا زمرد اندر گئی اور حیرت سب کو لیے دروازے کو گھیر کر کھڑی ہوئی اور پکار پڑھنے لگی کہ ایسا نہو کہ اُٹھکر یہ بھاگ جائے آخر زمرد عمرو کو بزور پکڑ نیچے مین دبا کر باہر لائی اور حیرت نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ بمجرد حکم ظلماقنی نے حاضر ہوکر تسلیم کی

اُسکو ارشاد کیا کہ اس مجرم کا سر جلد جدا کر قلماقنی نے دوڑکر خنجر مارا کہ سر عمرو مصنوعی کا جدا ہوگیا اور خون کا تھالا بند ہوگیا لاشہ تڑپنے لگا اسنے حکم کیا کہ دھڑ اُسکا لیجاکر کسی مزبلے پر پھینکدو اور سر کو لیکر ایک خوان مین اپنے ہاتھ سے رکھکر کسناکسکر خوان پوش جھالردار زردوزی کے کام کا اُسپر ڈالکر زمرد اور یاقوت کے حوالے کیا کہ شہنشاہ ساحران کے پاس لیجاؤ میری جانب سے بھی مبارکباد دینا اور نذر خوشی کی گذرانناا اور پوچھنا کہ قتل عمرو کا جشن کہان فرمایئے گا کس لیے کہ جیسا حکم ہو ویسا کیا جاے زمرد اور یاقوت ساحر کے سر پر خوان رکھکر حسب الارشاد ملکہ روانہ ہوئین اور باغ سیلب مین پہونچین شاہ طلسم اور تمام اہل دربار نے دیکھا کہ زمرد وغیرہ خوان جس پر جواہر دوز بالاپوش پڑا ہی ہمراہ لائی ہین سب نے کہا ملکہ نے اپنے باغ کا میوہ بھیجا ہی پھر خیال کیا کہ سر عمرو کا ہوگا ساتھ اس خیال کے سوچا کہ عمرو کا مارا جانا دشوار ہی مگر زمرد نے آکر عرض کیا کہ آج دن خوشی کا ہی اس خوان کو کھولکر ملاحظہ کیجیے ملکہ نے نایاب تحفہ بھیجا ہی شاہ جادوان نے اپنے ہاتھ سے خوان کھولا سر عمرو کا کٹا ہوا دیکھا فرط خوشی سے کھڑا ہوگیا اور کوہ عقیق کی جانب سجدہ کیا کہ لقا کا ہزار شکر ہی جس نے میرے ہاتھ سے ایسے دشمن کو ہلاک کرایا مین اس لایق نہ تھا مجکو عزت دی سارا عالم اس سے عاجز تھا اور کوئی اُسکو قتل نہ کر سکتا تھا آج اسکا خاتمہ ہوا تمام حاضران دربار عرض رسا ہوے کہ یہ حضور کا اقبال ہی شہنشاہ نے ایک قہقہہ لگایا اور تاج اپنا سر سے اُچھال دیا اور سب کو حکم دیا کہ میرے ساتھ نعرے خوشی کے تادیر بلند رکھین پھر تو ہا ہا ہا اُہو ہو ہو کی صدا بلند ہوئی اور چوٹڑون پر ہاتھ پڑنے لگے اور ساحر جو آگے بڑھکر قریب تخت آتا تھا شاہ طلسم ہاتھ پھیلا کر اُسکو گلے لگا لیتا تھا وزیرزادیان حیرت کی نذر جو لیکر آئین تھین وہ پیش کی اور جشن کے تعین کرنے کا دن پوچھا افراسیاب نے کہا آج ہی رات کو جشن کرین اور ملکہ سے کہنا باغ عیش مین جاکر تیاری کرین کہ وہ مقام نہایت آراستہ ہی اور میدان وسیع و فرح افزا ہی ساکنان طلسم سب وہان بآرام تمام مقیم ہو سکتے ہین زمرد اور یاقوت یہ حکم پاکر چلین اور شہنشاہ ساحران اُسی وقت اُسی تجمل سے جو اکثر ذکر کیا ہی سوار ہوا نقارے طلسمی بجنے لگے آٹھ ہزار جادوگرنیان دُر و رگوش مرصع پوش لباس دھوم دھامی پر تکلف پہنے کمال آراستگی کے ساتھ ہمراہ ہوئین یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک پر ستارے چمکتے ہین کچھ پریزادین شہنشاہ کو چنور کرنے لگین اور مقیش اور بادلہ جھولی مین بھرے اُچھالتی جاتی ہین موتیون کا مینھ ابر سحر سے برستا جاتا تھا سترہ سو جادوگرنیان پرون کی طرح سر پر اُڑتی ہوئین سایہ کیے

تھین اور سترہ سو آگے آگے عہدہ ہاتھون مین لیے اہتمام کرتی تھین پس پشت ستر ہزار ساحران جلیل القدر سواریون پر سحر کی سوار روانہ تھے اور طلسمی جو برقین کہ باقی ہین یعنی بعض ماری گئین اور برق محشر مسلمان ہوگئی جو بچی ہین وہ داہنے بائین تخت شہنشاہ کے چمکتی ہوئی جاتی تھین کہ اُنکی چمک سے افراسیاب یک بگہ نور معلوم ہوتا تھا نظم

فلک کی طرف تخت افراسیاب	چلا اس طرح سے بصد آب و تاب
چمکتی تھین برقین یمین و یسار	پس پشت ساحر تھے ستر ہزار
کنیزان مہ رو زرین لباس	لیے عہدے ہاتھون مین سب آس پاس
سر شہ پہ کرتی تھین گوہر نثار	خوشا شوکت و شان و غرو وقار

اس طرف سے تہمورث بہ تجمل تمام روانہ ہوا اور ادھر زمرد اور یاقوت نے ملکہ حیرت سے جاکر جب پیام شاہ طلسم کہا وہ بھی اسیوقت سوار ہوکر مع تمام ساحرنیون کے روانہ ہوئی اور قبل پہونچنے شاہ جادوان کے پہونچی اول خود حمام کیا اور پوشاک نفیس و پُرزر پہنکر مسی لگائی لکھوٹا جایا کمال زینت سے آراستہ ہوکر حکم دیا کہ آتشبازی جاکر سامنے باغ کے نصب کرو اور باغ کے درخت بادلے سے منڈھے جائین اور تھیلیان در لفت کی خوشون پر چڑھائی جائین خلاصہ یہ کہ جملہ طرح کی تیاری جسکا بیان آیندہ کیا جائے گا اور اسی انتظام مین وہ دن تمام ہوا اور شاہ طلسم فلک اول با جماعت کواکب گلشن سپہر مین واسطے جشن کے آیا ہوا اور ناہید فلک کو حکم رقاصی و خوش آہنگی دیا کہ ابیات

شبے چون جیب صبح آبستن نور	چو خورد امن فشان بر شمع کافور
تجلی شمع خلوت خانۂ او	چراغ آسمان پروانۂ او
ہوا صافی چو رائے مرد آگاہ	زمین از شیر شستہ گاذر ماہ
بدان خوبی شبے آیا چہ شب بود	کہ چون معشوق نو عاشق طلب بود

شام ہوتے ہی حیرت نے بھر بڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا اور اُسنے بھی افسون پڑھا کہ باغ کی گھاس جو لگی تھی ہر نوک گیاہ پر پھول یاقوت زنگ کھل گئے اور مثل گوہر شب چراغ کے تابندہ اور روشن ہوئے اور حصار باغ آئینہ کا نظر آنے لگا کہ جو چیز بیرون باغ تھی سب دکھائی دیتی تھی چار سمت درختون مین قندیلین اور فانوسین جواہر کی آویزان ہوکر ضیا بخش گلزار بہار ہوگئین باغ کی عمارت کے اندر شیشہ آلات روشن ہوئے

روشنی ہو رہی تھی کہ سواری افراسیاب کی آکر پہونچی حیرت نے تعظیم کے مراسم ادا کیے لیکن شہنشاہ باغ کے باہر اترا اور ایک ناریل بھر کا سمت باغ پھینکا کہ در باغ یا تو ظاہر نہ تھا مگر اب دکھائی دیا اور پردہ زبوری لٹکتا نظر آیا چار پتلیان مثل پریون کے زمین سے نکلین اور پردہ در کو اٹھا کر کھڑی ہوئین شاہ جادوان نے کچھ پڑھا کہ ہزار پھول ستارون کی طرح فلک کی طرف سے گرنے لگے اور آپ داخل باغ ہوا حیرت کا ہاتھ پکڑ لیا اور سیر کرتا ہوا چلا جسقدر ساحر کہ ہمراہ آئے تھے انمین سے معززین تو ساتھ رہے اور باقی باغ کے باہر ٹھہرے یہ گلشن طلسمی کہ جسکا مذکور پہلے بھی ہو چکا ہی کئی کوس کے گرد بنا ہی آج بوجہ جشن ہونے کے کمال مزین و آراستہ کیا گیا ہی ہر روش پر جواہر چھڑکا ہوا ہی اور زمانہ کے پھول جواہر کے لگے ہین کاسہ ہائے چینی و بلورین دھرے ہین بعض انمین نرگس دان الماس تراش ہی تاک انگور پر ایسا جوش ہی کہ میکشون کو اسکی تلاش ہی خوشون پر تمامی کی تھیلیان چڑھی ہین کلا بتوون کی ڈوریان کسی ہین درختان اصلی کے مقابل شجر جواہر کے لگے ہین پالوہرن چمنستان مین کودتے ہین ہرنگ انکے چاندی سونے سے منڈھے ہین جھولین زر دوزی کی اور تمامی کی پڑی ہین اور درخت تمام بادلے سے منڈھے ہین اور ہر درخت کے نیچے چبوترے بلور کے بنے ہین اور نہرین اور حوض آب صاف و شفاف سے لبریز ہین انمین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتی ہین تماشہ خیز ہین مہندی کی ٹیٹون پر عشق پیچان لپٹا ہی مقیش کترا ہوا روشون پر پڑا ہی گیند مقیشی اور قمقمے درختون مین لٹکے ہین سرو کے درخت قامت رعنائے معشوق کو شرماتے ہین ہر سرو کی چوٹی پر طاؤس ناچتے ہین اٹھارہ سو باغبانیان کم سن جواہر مین غرق زربفت کے بھنگے پہنے گاتیان باندھے پیلے سنہرے روپہلے لیے روش پٹری بنا رہی ہین گھنا گوندھتی ہین ڈالیان لگاتی ہین جا بجا رقاصان زہرہ جبین ناچتی ہین اور بنگلے چار طرف کو تعمیر ہین صدہا گلرخ یاسمین پیکر کنیزین حاضر ہین مردنگ جھاڑ فرشی کنول رکھے ہین دیوارون مین دیوار گیریان اور آئینے نصب ہین پردے مخملی اور باناتی کارچوبی کام کے بندھے ہین چلمنین عمدہ چاندی اور سونے کی ٹھیلون پر پڑی ہین تخت جواہر نگار بچھے ہین محمودی کی چاندنیان کھنچی ہین ہزارہا سقنیان جوان گلاب کیوڑہ بید مشک مشکون مین بھرے چھڑکاؤ کرتی ہین بیچ باغ مین چبوترہ جواہر کا بنا ہی تکیہ رو پہلی تمامی کی جھالر کا استادہ ہی آٹھ سو استادے الماس نگار پر ٹھہرا ہوا ہی ہر ایک استادے پر طاؤس جواہر کا ناچتا ہی سونے چاندی کی میخین لٹکا ہین ریسمان وغیرہ کلا بتوون کی ہین مثل کرن

آفتاب کے جھالر شعاع بیز ہو پہنچے اسکے تخت شاہی لگا ہو مگر جواہر آمیز ہو نو سو کرسی الماس کی گرد تخت کے گسترده ہین مسندین رو پہلی پر تکلف لگی ہین جنیر خوبان طلسم با فشرده ہین سفید سفید گلابیان الماس تراش شراب انگوری سے ملو سرخ و سبز کشتیون مین چنی ہین منقلون مین عود و عنبر کا بخور ہو رہا ہی شمع ہائے موی کافوری جلتی ہین شہنشاہ طلسم ملکہ کا ہاتھ پکڑے تخت پر آکر بیٹھا اور حکم دیا کہ کوئی سامان عشرت و کار عیش اٹھا نرہے جلد تماشے میرے روبرو کیے جائین پھر تو ہنڈولون اور جھولون پر اسی ہزار پریزاد جا بیٹھین اور پینگ بڑھنے لگا اور ملار بھک کے گانے لگین جھولے کے پٹرون مین جو گھنگرو منصب تھے ان سے آواز چھم چھم کی بلند ہوئی اور شاہ کے روبرو بھی رقاصان قمر پیکر بصد تزئین و آرایش ناچنے لگین باغ مین بیقیاس اڑنے لگا پریان ایک دوسرے پر قمقمے تاک تاک کر لگانے لگین پچکاریان رنگ کی چلنے لگین وف دائرہ الگوجا قانون بین چنگ جلترنگ سب طرح کے ساز اور باجے تمام باغ مین بجنے لگے صداے اودغون ہر سمت پھیلی شراب کا دور شروع ہوا جنیر گلال اڑنے لگا سرو چراغان کی بہار اور چاندنی دیکھنے کی کیفیت نہایت لطف سے آغاز ہوئی باہر باغ کے منزلون تک ساحر علیش مین مصروف ہوگئے اور داد عیش و نشاط دینے لگے اور حکم ہوا آتشبازی چھوٹے بجبردار شاد چرخیون مین آگ لگائی عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی انارون کے پھول گلنار و سنہری گلزار طلائی کا رنگ دکھلانے لگے سبحان اللہ کیا جلسہ مبارک تھا کہ بمقتضاے نظم

ز آتشبازے بے دود و روشن	زمین پر از جواہر کردہ دامن
انار آتشین بر خاستندے	تو گوئی نخل زر بر داشتندے
ستارہ گنج گنج از بسکہ بر خاست	ہوا را یکسر از پروین بیاراست
گروہ لولیان مشتری رو	برائے رقص ہر سو در تگاپو
جلوس تخت را آمادہ گشتند	بپاز نگولہ ہا را چست بستند
نشید دلبری آغاز کردند	در عشرت بدلہا باز کردند
ہمانجا ساقیان سیم اندام	بکف بگرفتہ مینائے می و جام
ہمہ میخوارگان را مست کردند	بیک پیمانہ عقل و ہوش بردند

جلسے اور جگمگے جگمگے بادہ خوار ڈٹ گئے خنیاگران ناہید سر نے تانین مارنا شروع کین اور مبارکباد گانے لگین عمرو کے قتل ہونے کی یہ خوشی ہوئی کہ ملک و مال نعام پانے لگین شاہ طلسم کے

دلکو بھاتی تھیں اور فرط عشرت سے یہ غزل گاتی تھیں غزل

فصل گل ہی لو یے کیفیت میخانہ آج	دولت ساقی سے مالا مال ہی پیمانہ آج
بادشاہِ وقت ہی اپنا دل دیوانہ آج	داغ سودا ہمکو دیتا ہی جنون نذرانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہوون مین دیوانہ آج	کج کلاہ گل دیتا ہی میرے واسطے ویرانہ آج
مجھ سے دریانوش کو ساقی پلاتا ہی شراب	دیکھتا ہو نمین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہی فصل گل	عقل کل کہیے اُسے جو کوئی ہی دیوانہ آج
وصل کی شب ہی کہان ساقی تکلف برطرف	مین تمھین پیمانہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج
دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند	بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج
عرش پر ہی اندنو نہین اہل دنیا کا دماغ	کونسا گھر ہی نہین جسمین ہی بالا خانہ آج

جب یہ ہنگامہ بنساط گرم ہوا اور زر و جواہر ہر ایک لوٹنے لگا شاہ جادوان نے حکم محکم دیا کہ آج جو کوئی ہمسے کچھ طلب کرے وہ اُسکو ملے یہ سُنکر حیرت پہلو سے اُٹھکر سامنے دست بستہ آکھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ اگر حضور ناراض نہون تو مین کچھ مانگون افراسیاب نے گلے لگاکر بوسہ لیا اور کہا ای ملکہ قسم سامری و جمشید کی کہ جو خواہش کروگی مین فوراً عطا کرون گا حیرت گویا ہوئی کہ مین اُمید رکھتی ہون آج شہنشاہ ملکہ مخمور سرخ چشم کا میرے کہنے سے قصور معاف فرمائین اور آج دن بڑی خوشی کا ہی اسکو بھی اس جلسہ مین بلائین افراسیاب نے اُسکی سفارش منظور فرماکر ایک ساحر کو حکم دیا کہ مخمور کو جاکر باعزاز تمام لیوان لے آؤ وہ ساحر حسب ارشاد روانہ ہوا اب حال اس مجروح تیغ ستم کا سُنیے کہ شاہ طلسم نے جب اُسکو زدوکوب کرکے گھر بھیجدیا تھا بعد چندے اُسنے صحت پائی اور یاد محبوب کرنے لگی محبت نور الدہر کا دم بھرنے لگی ہر وقت بیقرار رہتی ہر شب شمع سان سوز دل سے بیتاب اشکبار رہتی شعلہ خار پر اپنے ہر روز پروانہ دل کو نثار کرتی کہ نظم

زبان چون نام زلف یار بردی	چو مارے نیم گشتہ تاب خوردی
گہ از جور فلک دل تنگ می بود	گہے با بخت خود در جنگ می بود
بہ تنہائے نشستہ در شب تار	ہمہ شب تا سحر گریستے زار
شبش تا صبح گہ این کار بودی	بروزش کار بس دشوار بودی
بدولیش اشک چون گلگونہ پرواز	سیہ روزے بہ چشمش سرمہ انداز
ہلال آسا شدہ بدراز ضعیفے	سراپا چشم خود گشت از نحیفے

ندانم شب بہ چشمش چون گذشتے		کہ روزے چون شفق در خون نشستے	
تراشیدے بناخن خال رورا		خراشیدے دل و میکند مورا	
بماتم بزم شیون ساز کردہ		سرود غم بلند آواز کردہ	

اسی اندوہ و رنج مین آج طلسم مین غلغلہ شادمانی سُنا جب دریافت کرایا معلوم ہوا کہ عمرو کے مارے جانے کی خوشی ہی شاہ طلسم نے جشن کیا ہی ساکنان طلسم کا دل شاد ہوا ہی اس خبر کو سُنتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑی جب ذرا ہوش آیا نالہ جانکاہ کیا اور رو رو کر پکاری کہ اے گردون دون افسوس ہی کہ تو نے میری امید توڑی اب کس ذریعہ سے مین اپنے مطلوب تک پہونچونگی اور اگر مطلوب کا سامنا ہوگا تو کیسی ندامت ہوگی ہائے ای مخمور تو زندہ رہے اور عمرو مارا جائے کاش جب وہ کل آیا تھا تو جاکر تو اُسکی مدد کرتی اور ساتھ ہی قید ہوکر اپنی جان دیتی اب ذرا باغ عیش مین چلکر دریافت تو کر کہ اُس بیکس پر کیا گذری اور کیونکر مارا گیا یہ تجویز کر کے سادی پوشاک سفید زیب قامت کی اور کچھ کنیزون کو ساتھ لیکر جایا چاہتی تھی کہ ساحر فرستادہ افراسیاب آکر پہونچا اور گویا ہوا کہ ای ملکہ مبارک ہو کہ قصور تمھارا شہنشاہ نے معاف فرمایا اور حیرت نے سفارش تمھاری کی اب چلو بلایا ہی جشن مین شریک ہو اس کو سُنکر جانا تو منظور ہی تھا کچھ عذر و حیلہ نہ کیا اور تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور باغ عیش مین پہونچی یہان کا سامان عشرت اقتران دیکھکر اشک حسرت گرائے کہ اللہ اللہ عمرو کے مرنے کی یہ خوشی ہی اور تو بھی اس جشن مین شریک ہوئی ہی دوست کے مرنے کا جشن آنکھ سے دیکھتی ہی خیر شکر ہی جو خدا دکھائے کہ بیت

ستم دیکھتے ہین جفا دیکھتے ہین	دکھاتا ہی جو کچھ خدا دیکھتے ہین

یہی سوچتی ہوئی تخت سے اُتر کر داخل باغ ہوئی اور شاہ جادوان کو مجرا کیا حیرت نے اُسکو پاؤن پر گرا دیا شاہ ساحران بھی بدل محبت رکھتا ہی اسکے سر کو سینے سے لگایا خلعت عطا کیا اسنے بھی قتل عمرو کی مبارکباد دیکر نذر دی اور داہنی طرف تخت شاہی کے رومال لیکر جا کھڑی ہوئی شاہ کے سر پر جھلنے لگی شہنشاہ نے پھر طائرون کو بزم مین بلایا اور حکم کیا کہ جاؤ اور طلسم مین جاکر پکار آؤ کہ کوئی شخص محروم نہ رہے جسکو ہم سے مانگنا ہو ہماری ملاقات کرنا ہو وہ آئے ہم سے مانگے طائر سحر اُڑے اور سب طرف پکار آئے بعد لمحے کے ساحران نامی آنے لگے اور ابر سُرخ رنگ بردے ہوا ظاہر ہوئے اُسپر سے پانچ ساحر لباس پر تکلف پہنے اُترے نام اُنکے

شوریدہ نفیر افگن نفیر آواز جادو باران بلا افگن جادو خونخوار شمشیر زن آہو چشم جادو دو سر ہنگ جادو طومار جادو تھے اُنکے بعد دو بادشاہ خراج گذار شہنشاہ جادوان خضران سبز رنگ جادو و ضمیران روشن تن جادو آکر پہونچے اُنکے ساتھ ستر ہ سو فولاد کا مسلح لشکر آیا اور نہرین بروے ہوا بہتی نظر آئین کہ جن مین آٹھ سو مچھلیان اُچھلتی تھین اور کچھ دیر بروے ہوا قائم رہکر پھر نہرون مین گرتی تھین اور نو سو طاؤس زرین بال اُن بادشاہون کے سر پر پرون کا سایہ کیے تھے قصہ مختصر یہ سب باغ مین داخل ہوے اور بادشاہ کو نذر دے کر کرسیون پر بصد انداز بیٹھے اور کہا اے شہنشاہ مبارک ہو کہ خداوند تعالیٰ اور سامری نے یہ دن دکھایا کہ آپ کے ہاتھ سے ریش تراشندۂ کافران و سر برندۂ ساحران مارا گیا یہ وہ شخص تھا کہ جسکے خوف سے ساحران عالم چھپتے پھرتے تھے اب آپ کا نام تمام زمانے مین ہوا تعالیٰ نے بڑا احسان کیا لیکن اس جشن مین نبیرۂ سامری یعنی مصور کو آپ نے کیون نہ بلایا افراسیاب نے کہا وہ مقابلہ فوج باغیان مین گیا ہے ملکہ حیرت بھی یہان ہین لشکر بے سر دالہ رہتا اگر مین اُنکو بلاتا دوسرے معزز اور بزرگ ہین وہ ہر وقت چلہ کش رہتے ہین اور تصویر مین لشکر حریف کی کھینچتے ہین ہر جگہ جانے مین تکلیف اُنکو ہوتی ہی انھین وجہون سے مین نے اُنکو زحمت نہین دی شوریدہ وغیرہ نے کہا حضور یہ سب سچ ہی لیکن کوئی افسر یہان سے انتظام فوج کے لیے جائے اور اُنکو ضرور بلوایئے اور ایک عرضی اور نذر کے لیے تحفے طلسمی پاس خداوند کے بھیجیے اور شکریہ اُنکا ادا کیجیے کہ اُنھون نے اپنے فضل و کرم سے ہم بندون کی جان بچائی شہنشاہ جادوان نے اُنکے کہنے کو منظور کیا اور کہا میری رائے مین یہ ہی کہ سر عمرو کا بھی عرضی کے ساتھ بھیجون کہ شیطان خداوند اسکو دیکھکر خوش ہون اور لشکر حمزہ مین کہرام پڑجاے بغیر مارے سب مرجائین یہ تقریر سنکر سب نے کہا بہت مناسب ہی یہی کرنا چاہیے پس اُسی وقت پانچ ساحرون کو طلب کرکے ایک سونے کے خوان مین سر عمرو کا رکھ کر خوان پوش جواہر دوز ڈالکر کچھ تحفے طلسم کے دیکر کہا کہ اسکو پاس خداوند کے لیجاؤ اور ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر اُنکے حوالے کی کہ یا خداوند غلام پر آپ نے بڑا کرم کیا اور مین نے فراغت پائی کوئی دغدغہ باقی نہ رہا عمرو کو مین نے مارا سر اُسکا بملاحظۂ بندگان حضور بھیجتا ہون یہان مینے جشن کیا ہی وہان آپ اور شیطان آپکا اور سب بندے حضور کے داد عیش و نشاط دین گے بعد فراغ جلسۂ عشرت ساحر نامی کو آپ کی خدمت مین بھیجے گا جو آکر کام لشکر حمزہ کا بھی

تمام کر دے گا غرضکہ یہ عرضی اور سر عمرو کا دو جادوگر لیکر راہی ہوے اور اُنکے بعد ایک نامہ مصور کو بھی تحریر کیا کہ اے بنیرۂ سامری حضور لشکر کسی افسر جلیل کو سپرد کر کے اس جلسۂ نشاط مین اگر شریک ہون کہ آپ کے دادا نے ہمپر بڑا فضل کیا اور عمرو کو قتل کرایا یہ نامہ بھی ایک ساحر لیکر چلا مگر وہ ساحر سر لیے ہوے کوہ ہفت رنگ اور دریاے ہفت رنگ وغیرہ طے کر کے کوہ عقیق مین پہونچے لقا بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ساحر حاضر ہوے بختیارک خوان دیکھکر سمجھا کہ افراسیاب نے بیوۂ طلسم بھیجا ہی اسنے لقا سے کہا یا خداوندیہ کونسی آپنے تقدیر فرمائی ہی تبلایئے کہ اس خوان مین کیا ہی لقا بولا کہ قدرت جانتے ہین مگر تبلائین گے نہین بختیارک نے دل مین کہا کہ اس مسخرے کو معلوم ہی کیا ہی جو تبلائے اس اثنا مین ساحرون نے تسلیم کی اور سجدہ ادا کر کے خوان سامنے رکھا تحفے پیش کیے عرضی دی بختیارک نے دیکھا کہ یہ پانچون ساحر رنگ بین شربور ہین ہار پہنے اور عبیر و گلال مُنھ پر ملے ہین نہایت محظوظ نظر آتے ہین دیکھکر اُنسے پوچھا کہ شہنشاہ ساحران نے کیا بھیجا ہی ساحرون نے کہا ملک جی تمھارے دشمن کا سر ہی عمرو مارا گیا یہ سُننا تھا کہ کھڑے ہوکر ناچنے لگا اور کہا ارے سچ کہتے ہو یا میرے خوش کرنے کو یونہین کہتے ہو اُنھون نے کہا عرضی پڑھیے معلوم ہوجائیگا اُسنے عرضی پڑھی اور لقا کے صدقے ہوا کہ قربان تیرے کیا تو نے تقدیر کی ہی کہ میری اُمید بر آئی یہ کہکر پگڑی اپنی اُچھالی اور گویا ہوا کہ آج کے دن سے بڑھکے کوئی دن مبارک نہوگا جسکی رات کو یہ مژدہ طرب ناک مین نے سُنا یہ تو اس طرح خوش ہورہے تھے اور عیاران لشکر اسلام مین سے دو عیار قاسم کتوری اور قاسم تنگ رو اپنی صورت بدلے یہان موجود تھے پھر مشورہ کیا کہ سر عمرو کا ان ساحرون سے لیتے چلو تو اچھا ہی اس فکر مین یہ تو مصروف ہوے ادھر خوان گیا اور بختیارک نے سر کو اُٹھاکر سب کو دکھایا کہ یہ وہ ہین جنھون نے میرے باپ کا حریسہ پکایا اور میرے حلوا پکانے کی فکر مین تھے مجھے جوتیان لگاکر خراج مانگتے تھے کہ ہماری جوتیون کے صدقے مین تیرے سر پہ بال نہین جتنے سال بھر مین جو حجام کو تجھے دینا پڑتا ہی وہ ہم کو دے مگر مجھکو تعجب یہ ہی کہ انکا خدا بڑا زبردست ہی انسے اور خدا سے انکے وعدہ تھا کہ جب تک تین بار یہ موت نہ مانگین اُسوقت تک نہ مرین پھر یہ مرکیونکر گئے اور یہ بھی مجھے یقین ہی کہ خدا انکا جھوٹا نہین یہ کہکر سر گود مین رکھکر بائین آنکھ چیر کر تل جو عمرو کی آنکھ مین دیکھا کہ وہی نشانی اُنکی ہی کہ براہ عیاری کوئی صورت خواجہ بنکر آئین مگر تل جب بختیارک کو دکھائین تو یہ شناخت کرلے خلاصہ یہ کہ وہ تل سبز رنگ اُسوقت اُسنے آنکھون مین نہ پایا

خوب غور کرکے دیکھا جب بھی نہ معلوم ہوا تو لگا سر ہلانے لقا نے کہا ارے کیا ہی پکارا کہ اجی کیا کہون کیا ہی کچھ نہین افراسیاب کا ستیاناس جائے خدا جانے کسکا سر بھیجا ہی لقا بولا کہ تو کیا بکتا ہی بھلا تجھے کیونکر ثابت ہوا کہ سر عمرو کا نہین ہی اسنے کہا خال آنکھ کا نہین دکھائی دیتا ہی لقا نے کہا بیشہ خاص ہمارا عمرو ہی ہمکو بھی ثابت ہی کہ وہ مارا نہین گیا بختیارک نے کہا تو غارت ہو تیری خدائی برباد ہو اور مارا جائے تو کیسی تقریر کرتا ہی کہ مین خوش ہوکر رنجیدہ ہوتا ہون لقا نے تسکین اسکو دی کہ تو بدمزہ مت ہو تیری خاطر سے مضبوط تدبیر ابھی کرون گا یہ کلام سنکر ساحرون کو بڑی حیرت ہوئی اور شیطان نے پوچھا کہ شاہ طلسم ای ساحران اسوقت کہان ہین کہا باغ عیش مین ہین اسنے کہا جاؤ خبر لو باغ وہ سب برباد ہوگیا ہوگا اور شاہ طلسم کا نخل ہستی قطع ہوا ہوگا طلسم مین ماتم برپا ہوگا عمرو کے دشمن مارے جائین جاکر تو دیکھو تمھین میرا کہنا یقین نہوگا خیر اپنی آنکھ سے ملاحظہ کر لو یہ کہکر گرم پانی منگا کر اس سر کو دھلوایا رنگ روغن اسکا جاتا رہا اصلی صورت اس مردہ زنبیل کے قیدی کی نکل آئی ساحرون سے کہا دیکھا تمنے اب جلد یہان سے جاؤ ورنہ تمھارے سر لانے کی کیفیت حمزہ کو ظاہر ہوگی تو وہ پھر بہر قصاص یہان آجاویگا خدا ذمہ خوب پیٹینگے تمھارا جانا یہان سے دشوار ہوگا وہ ایک کو زندہ نہ چھوڑے گا ساحر اسکے کہنے سے بعجلت روانہ ہوے اور ادھر وہ دونون عیار جو یہان موجود تھے سب حال دیکھ سنکر خدمت امیر مین گئے اور کل کیفیت عرض کی سب سردار بختیارک کی گفتگو سنکر ہنسنے لگے اور امیر نے فرمایا کہ عمرو کا خدا مالک ہی انشاء اللہ وہ فتحیاب ہوگا یہان تو یہ گفتگو فرماکر امیر نے دربار برخاست فرمایا کہ رات زیادہ آئی ہی غرضکہ سب آرام پذیر ہوے اور دوساحر پرواز پیدا کرکے بتعجیل تمام پاس شہنشاہ ساحران کے پہونچے یہ حیرت سے بیٹھا اختلاط کر رہا تھا چھیڑ رہا تھا اور بوسے لیتا تھا حیرت بگڑ رہی تھی کہ شہنشاہ آپ سب کے سامنے نہ ستایا کیجیے صاحب میرے کپڑے سب کے روبرو کھلے جاتے ہین نگوڑی مین پسینے پسینے ہوئی جاتی ہون اور تمھین اپنے کام سے کام آنی بانی سے نہین چوکتے اسی صحبت مین یکایک وہ ساحر آکر پہونچے مگر بدحواس رنگ رو سفید افراسیاب انھین اس حال سے دیکھکر سمجھا کہ عمرو بندہ مقرب خداوند تھا شاید اسکے مرنے سے خداوند ناراض ہوے ورنہ ان ساحرون کے ہاتھ مجھے خلعت سرفرازی ضرور بھیجتے اور انکو بھی نہال کر دیتے خیر پوچھ تو کہ کیا ہوا آخر انسے پوچھا کہ خیر تو ہی وہ ساحر بولے کہ خاک خیر ہی دیکھیے یہ کہکر سرخوان سے نکالکر دکھایا سارا حال بیان کیا افراسیاب یہ سنتے ہی حیرت کی طرف گھورنے لگا اور مخمور دل مین خوش ہوگئی ادھر حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپ مجھے

کیا گھورتے ہین جو آپ نے فرمایا وہ کنیز بجالائی اور جس شخص کو کہ وزیر آپ کا گرفتار کرلایا اُسے مین نے
قتل کیا شاید وہ عمرو نہو گا جسنے وزیر باغبان پکڑلایا یہ سُنکر باغبان نے کہا مجکو قسم ہو سامری
کی مین نے نہایت ہوشیاری سے اور سحر سے خوب دریافت کرلیا تھا جو کچھ بیچ پڑا وہ طلسم مین
پڑا افراسیاب نے حیرت سے کہا میرے سر پر ہاتھ رکھو تو کہ کوئی فتور مین نے نہین کیا حیرت نے
قسم کھائی اور زمرد اور یاقوت سے کہا سچ بتاؤ یہ کیا ہوا انھون نے کہا بلا لون اگر اسمے کچھ ہوا ہو
تو ناک اور چوٹیان ہماری کٹوا ئیے گدھے پر سوار کرکے تشہیر کرائیے شاہ طلسم نے کہا راہ مین تم جب
عمرو کو لیکر چلین تھین تو کہین ٹھہری تھین اُنھون نے عرض کیا کہ کہین نہین اب مخمور دل مین
بہت خوش ہو کہ اس سخرے افراسیاب کو کیفیت ظاہر ہو گی کہ عمرو کا گرفتار کرنا ایسا ہوتا ہو غرضکہ
افراسیاب تحقیقات کرنے لگا اور زمرد اور یاقوت سے کہا کہ تمکو مار ڈالون گا ورنہ صحیح بتاؤ کہ
عمرو کیا ہوا اُنھون نے عرض کیا کہ ہمنے کوٹھری مین اُسکو بند کردیا تھا شاہ نے کہا جب کوٹھری
کھلی تو وہان دو عمرو تھے یا ایک اُنھون نے کہا ایک بھڑوے نے تو یہ آفت ڈھائی ہو دو ہوتے
تو قیامت ہی آجاتی اس کلمہ پر حاضرین دربار ہنسنے لگے اور دست بستہ کہا کہ آپ کتاب سامری
دیکھین شاہ جادوان نے زانو پر ہاتھ مار کہا ہماری عقل پر تھر پڑے ہین اگر پہلے ہی کتاب
دیکھ لیتے تو خداوند کے روبرو ذلت نہوتی ہان جب باغبان گرفتار کرکے لایا تھا جب مین نے
کتاب دیکھی تھی اُسوقت بیشک معلوم ہوا تھا کہ یہ عمرو اصلی ہو باغبان کی کچھ خطا نہین ہو
مین اس اعتبار پر رہا کہ میری زوجہ نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہو اب اسمین کچھ شبہہ اور شک
نہین ہو خیر جو مقسوم مین ہوتا ہو وہی پیش آتا ہو یہ کہکر سامنے جو گلدستے رکھے تھے اُنمین سے
ایک پھول لیکر پھینکا باغ کی طرف اور بحر پڑھا کہ ایک طاؤس اُڑکر سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ
کتاب لا طاؤس جاکر کتاب لایا اسے وا کرکے دیکھا لکھا تھا کہ جب عمرو کوٹھری مین بند ہوا تھا
تو اُسپر قید سحر نہ تھی یہ غفلت تیرے کارپردازون کی ہو اُسنے اپنی صورت کا ایک شخص زنبیل
سے نکلکر بنا دیا اور آپ گیدم اوڑھکر نکل گیا ابھی حیرت کے شہر مین ہو مگر کچھ دنون مین چلا جائیگا
یہ حال دیکھکر کتاب بند کی اور پوچھا کہ رات کتنی باقی ہو لوگون نے کہا اب صبح قریب ہو شاہ نے فرمایا
کہ دربار اور جلسہ برخاست اے حیرت تم اپنے ملک کو جاؤ اور سحر کا حصار کردو عمرو نکل کے جانے
نہ پائے مین ذرا آرام کرون تو آتا ہون یہ حکم سُنتے ہی جملہ ساحران نامی اُٹھ اُٹھکر روانہ ہوے اور
حیرت اپنی وزیرزادیون کو لیکر اپنے شہر کی طرف گئی شاہ جادوان نے وہین آرام فرمایا یہان تک

کر سلطان انجم نے مجمع کواکب کو برخاست فرمایا اور ساحر مشرق سلاسل شعاع لیے بہر گرفتاری دزد ظلمت شب میدان سپہر مین آیا بمقتضاے نظم

مگر منشے قدرت خامۂ زر		گرفتہ از شعاع مہر انور	
کہ آرایدبیاض دے این بزم		بہ اوراق فلک روشن کند نظم	

افراسیاب خواب استراحت سے اُٹھا اور سواری طلب کی ہنوز سوار نہوا تھا کہ **مصوّر** کی سواری آپہونچی کیونکہ نامہ شاہ طلسم جسکا مذکور اوّل کیا گیا اُسکو پہونچایہ اُسوقت آکر داخل ہوا شہنشاہ جادوان اُسکے آنے سے ٹھہر گیا اور تعظیم کرکے بٹھایا سب حال بیان کیا **مصوّر** نے کہا مین جاکر **عمرو** کو گرفتار کیے لاتا ہون **افراسیاب** نے جواب دیا کہ آپ یہین تشریف رکھین حضور کے آنے سے ابھی مین بھی نہ جاؤن گا یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستکدی ایک آندھی سیاہ آئی تمام عالم مین گرد چھا گئی کہ بمقتضاے بیت

بھرا رہے دل گردون غبار دشمن سے		کمی ہو کچھ تو کہو میری مشت خاک سے لے	

اس آندھی سے دو ساحر مرگ چھالون پر سوار اُڑتے ہوے باغ مین آکر اور ترے شاہ جادوان کو سلام کیا اُسنے حکم کیا کہ **غبار** جادو و **حسام** جادو تم دونون دو سمت جاؤ **غبار** ملکہ **حیرت** کے ملک کو جائے ملکہ بھی وہان موجود ہین **عمرو** کو گرفتار کرکے اُنکے حوالے کرے اور **حسام** لشکر **مہرخ** کا جاکر کام تمام کرے یہ سُنکر دونون ساحر روانہ ہوے **حسام** اپنی جگہ پر آیا اور لشکر تیار کرایا دو سحر اپنے جگاے ایک **باران** دوسرا **آسمان** جب یہ دونون جادو اپنے قبضہ مین کرچکا اسوقت ابر سحر پر سوار ہوکر بجمعیت چالیس ہزار ساحران نابکار راہی ہوا اور **غبار** جب اپنی جگہ پر آیا اُسنے سحر سے زمین کی کچھ مٹی سونگھکر دریافت کرکے تیار کیا اور تخت پر بیٹھکر سمت شہر **حیرت** چلا ادھر **حیرت** نے آکر رات کو آرام نہین کیا ہزارہا ساحر کو بلاکر حکم دیا کہ شہر کے دروازے ہر طرف کے بند کردو **عمرو** اس شہر مین زندہ موجود ہی سب ملکر ڈھونڈھو جو گرفتار کرلائیگا مال دُنیا سے مستغنی کردونگی سارے شہر مین اس حکم سے انتظام ہونے لگا اور ساحر ہر سمت ڈھونڈھنے لگے بعضے طائر بنکر اُڑے اور بعض ہر ایک گوشے اور غار وغیرہ مین متلاشی ہوے لوگون کے گھر کی تلاشی ہونے لگی در شہر پر تین تین پہرے بیٹھ گئے ہر گلی اور کوچے مین ساحر پھرنے لگے اور چوکی پہرا مقرر ہوا کوتوال شہر گردش اور گشت کرنے لگا گلی گلی یہی چرچا ہونے لگا کہ **عمرو** دیکھیے کیونکر گرفتار ہوتا ہی یہان تو یہ بندوبست ہی لیکن **عمرو** کی کیفیت سُنیے کہ یہ جو گلیم اوڑھکر کوٹھری سے نکلا اُسوقت تک باغ مین ٹھہرا رہا کہ **حیرت** طلاع عیش

مین واسطے جشن کرنے کے گئی یہان چند ملازم اور کنیزین باقی رہگئین عمرو نے قابو پاکر ازسبکہ رات
کا وقت ہی تھا کچھ پروانے بیہوشی کے شمع وچراغ پر پھینکے کہ جسکے دھوئین سے کنیزین بیہوش ہوکر
سو رہین عمرو نے سب اسباب وہان کا جال مار کر نذر زنبیل کیا اور جہانتک کہ ممکن ہوا لباس لونڈیونکا
اور زیور اُتار لیا پھر وہان سے نکلکر صورت ساحر کی بناکر اندر شہر کے پھرنے لگا یہانتک ایک جگہ
شہر مین ویرانہ تھا اور مکان بے مرمت تھے زمین مین غار پڑے تھے یہ ایک غار مین اوتہ کر رات کو
بیٹھ رہا اور سوچا کہ ساحر بڑے بڑے زبردست ہین تو یہان چھپ نہ سکے گا اور اگر گلیم کی وجہ سے تو مخفی ہا
تو کچھ لطف عیاری نہین کیونکہ گلیم تو اس کام کی ہی کہ جہان ایسے ہی دباؤ مین پھنس جائے اور نکلنا
ممکن نہو گلیم اُوڑھ لے یہ سوچکر خنجر لیکر نقب کھودنا اسی غار مین شروع کی اور اہل شہر کے مکانات کو
علم مساحت سے وہان بیٹھے بیٹھے بنظر فراست پیمایش کر لیا یہانتک کہ نقب ایک مکان کے اندر
کھود کر پہونچائی جب دہنہ نقب توڑا اتفاق سے کوٹھری مین مُہرہ نقب کا ٹوٹا دیکھا یہان
بورے اناج کے مثل گیہون اور چانول سے بھرے رکھے ہین معلوم ہوا کہ کسی بنیے کا گھر ہی عمرو
نے نقب سے بورے نکالکر جال مین باندھکر اُٹھائے اور نقب کے مُنہ پر لاکر رکھے اور پیندے اُنکے
کاٹ دیے کہ اناج کھسک کر نقب مین چلا گیا اور اوپر سے بورا خالی ہوگیا اسنے پھر نقب مین گھسکر اناج
دہنے بائین ہٹاکر بورے کے اندر چلے آنے کا راستہ کیا جب یہ بندوبست کر چکا پھر خنجر لیکر اندر سے
نقب کو اور سمت کھودنے لگا اور مٹی اُسکی زنبیل مین بھر لیتا تھا یہان سے مکان تو رعایائے شہر
کے قریب قریب ہین دوسرا مُہرہ نقب کا نان بائی کے مکان مین نکلا عمرو نے رات کا وقت ہی
تھا سر نکالکر نقب سے جو دیکھا تو نقب والان مین ٹوٹی ہی اور سب سوتے ہین یہ دیکھکر یہان
کوٹھری تجویز کر کے سرنگ اسی طرف لیچلا اور کوٹھری مین سر نقب کا نکالا یہان دیکھا کہ شطرنجی پر
شیرمال وکباب اور روٹیان اور کلیجے وغیرہ رکھے ہین اور اوپر چادر ڈھنکی ہی یہ دیکھکر دل سے
کہا ای عمرو خوب آئے اس جگہ مُہر نقب کو اندر گھسکر طبقہ زمین سرے سے ملا کر لیپ دیا کہ اوپر سے
نقب نہ معلوم ہو اور مین جب آؤن تو ڈھیر مٹی کا ہٹا کر چلا آسکون غرضکہ جب اس انتظام سے
فراغت پائی یہان سے تیسری سمت نقب مین شاخ نکالی اور کھودتا ہوا چلا ایکبار کلوار کی دوکان
مین سر نقب کا نکلا اسنے اس سرے کو تو مٹی کے اندر کی طرف سے بند کر دیا اور دوکان کی کوٹھری مین
جاکر مہرہ توڑا اس مقام کو بھی بوتلون سے شراب کی بھرا دیکھا کہ سب بوتلین بادۂ خوشگوار اور رنگین سے
مملو تھین سیلے یہان بھی اندر سے نقب کو لیپ پوت کر برابر کیا اور چاہا کہ چوتھی سمت چلون

مگر اس اثنا مین آوازِ آدمیون کی بول چال کی کان مین آئی اور سمجھا کہ رات تمام ہوگئی یعنے خورشید کلندز زرین لیے نقاب فلک مشرق کی سرنگ سے باہر نکلا عمرو سوچا کہ اب مخفی ہوجانا چاہیے ورنہ حال کھل جائیگا یہ تصور کرکے براہ نقب غار مین آکر بیٹھا اور اپنے کسل کو نقب کھودنے اور مٹی اٹھانے کے کرویٹن لیکر دفع کرنے لگا اور پہر بھر خوب پا و راز کرکے آرام کیا اور جال لیا سی سر غار پر تان دیا کہ شاید جو کوئی مجھے پکڑنے آئے تو اسمین پھنس جاے لیکن کوئی اس طرف کو نہ آیا یہ سوکر اٹھا زنبیل سے پانی نکالکر منھ دھویا وضو کیا وظیفہ بحری جو قضا ہوا تھا ادا کرنے لگا اس اثنا مین بھوک معلوم ہوئی براہ نقب مکان مین تان بائی کے گیا اور ہاتھ بہر سو تاخ کرکے دو چار خیر مال وغیرہ لیکر پھرا اور کلوار کی کوٹھری مین جاکر ایک گلابی شراب کی لیکر غار مین آیا شراب پی کھانا کھایا چپکا ہوکر بیٹھا کہ بیت

تم ہو اور غیر ہین اور انجمن آرائی ہی	ہم ہین اور درد ہی اور گوشۂ تنہائی ہی

اب وہان غل و شور تمام ساحرون کا سنتا تھا اور ہر طرف سے بگیر بگیر کی صدا آتی تھی گھنٹے و ناقوس بجتے تھے لوگ ہر سمت دوڑتے پھرتے تھے فی الجملہ انکو تو اس حال مین چھوڑیے مگر حال سنیے کہ حیرت تو انتظام مین مصروف رہی صبح کو جو غوغا کیا تو سارا مکان لٹا ہوا پایا کمال غضبناک ہوئی اور چاہا کہ خود عمرو کو ڈھونڈھنے نکلے اس اثنا مین خبر پہونچی کہ عیار جادو بھیجا ہوا شاہ طلسم کا آیا ہی یہ سنکر زمرد اور یاقوت کو بہر استقبال بھیجا انھون نے جاکر تعظیم کرکے اسکو اپنے ہمراہ پاس ملکہ کے پہونچا اسنے حیرت کو آکر سلام کیا اور حال پوچھا ملکہ نے سب حال بیان کرکے کہا اب تم دریافت تو کرو کہ عمرو کہان چھپا ہوا ہی اسنے حکم ملکہ سے باہر باغ کے آکر ایک مشت خاک زمین سے لیکر بحر پڑھکر سونگھی اور ملکہ سے آکر کہا کہ مجھے ثابت ہوتا ہی کہ عمرو زمین کے اندر کسی گڈھے مین بیٹھا ہی لہذا مین جاکر پکڑے لاتا ہون یہ کہکر زمین سونگھتا ہوا چلا جب شہر مین پہونچا آدمیون کا غول اسکے ساتھ ہوا اسنے سب کو منع کیا کہ میرے ساتھ نہ آؤ کیونکہ غل سنکر عمرو بھاگ جائیگا لوگ اسکے منع کرنے سے رکے اور یہ اکیلا چلا یہان تک کہ قریب اس غار کے پہونچا کہ جہان عمرو مخفی ہی اور عمرو نے بھی دیکھا کہ ایک ساحر اس سمت کو آتا ہی اگر یہان آجائیگا تو حال اس غار کا ظاہر ہوجائیگا پھر بیٹھنے کا بھی ٹھکانا نہ رہیگا یہ تصور کرکے اندر سے غار کے نکلکر بیچ میدان مین چادر اوڑھ کر لیٹا اور جسم کو اپنے مثل مردے کے کرخت بنایا سانس روک لی اور آنکھین ایسی کہ جیسے مردے کی بے نور اور بھٹی ہوتی ہین کنٹیان بیٹھی ہوئی اور منھ ٹیڑھا کیے

ہوئے اور اندر منھ کے سفوف بیہوشی بھر لیا خلاصہ یہ کہ جب غبار گڈھے کی طرف چلا اور مٹی نے بزور سحر سونگھنے سے عمرو کی خبر دی کہ اسی جگہ ہوا اپنے چار طرف بیک نگاہ دوڑایا ایک شخص کو چادر اوڑھے پڑا دیکھا یہ دوڑ کر قریب آیا اور سحر پڑھنے لگا کہ اٹھکر بھاگ نہ جاے لیکن خیال کیا تو دیکھا کہ اس شخص کے جسم کو ذرا حس و حرکت نہین ہی شاید سوتا ہی ایسا کچھ سمجھ کر چادر کو چہرے سے ہٹایا سب آثار مردے کے پاے حیرتناک ہوکر پاس بیٹھ گیا اور بغور دیکھنے لگا جسوقت کہ جھک کر چہرے کو غور کرنے لگا عمرو نے منھ سے سفوف بیہوشی جو پھونکا اسکے منھ پر پڑا اور چھینک مارکر بیہوش ہوا عمرو نے اٹھکر فی الفور سر کاٹ ڈالا غل اور شور اور تاریکی پھیل گئی عمرو اسکا پیراہن اور جھولا اسباب سحر کا لیکر غار مین کود گیا اور نقب مین جا بیٹھا غلغلہ اور ہنگامہ سنکر ساحر اور اہل شہر دوڑے لاش اٹھاکر حیرت پاس لے چلے وہ بھی صداے گریہ و بکا سنکر دوڑی ہنوز دروازہ باغ تک نہ پہونچی تھی کہ لاش غبار کی ساحر لیکر آئے اور عرض پیرا ہوے کہ ای ملکہ غبار کو عمرو نے مارا حیرت اس حال کو دیکھکر گریان ہوئی آئینہ عشرت اسکا رنگ آلود غم والم ہوا آخر لاش غبار کی تخت سحر پر رکھکر بجمعیت چند ساحران خدمت شاہ جادوان مین بھیجی افراسیاب باغ عیش مین مصور سے سرگرم گفتگو تھا کہ نعش ساحر لیکر حاضر ہوے اور تقریر الم تاثیر مقدمہ قتل ہونے غبار کی حصار بیان مین مقید کی افراسیاب سنتے ہی اس خبر کے مثل ہار دم بریدہ کے پیچ و تاب کھانے لگا اور بولا کہ مین حسام جادو کی راہ دیکھ رہا ہون کہ وہ لشکر مہرخ کا خاتمہ کرکے اور سرباغیون کے لیکر آئے تو مین جاکر عمرو کو خود گرفتار کرون فی الجملہ شاہ جادوان حسام کا منتظر ہی اور وہ دریاے سحر سے اوترکر قریب لشکر مہرخ جب ہونچا دل سے اپنے مشورہ کیا کہ مین مقابل مین اگر خیمہ زن ہونگا تو عیار آکر ستائینگے اور حریف بھی ہوشیار ہوجائیگا اس سے مناسب ہی کہ اسی وقت تاخت تاراج پر کمر ہمت چست باندھون اور عیش و عشرت دشمن کو مبدل بہ غم کرون سب کے سر کاٹکر خدمت شہنشاہ مین لے جاؤن کہ نظم

چو برد شمنان خیزم آید سمند	یقین گردنش آرم اندر کمند
چو این وقت غافل شدہ بگذرم	عجب نیست فردا شود ابترم

ایسا کچھ تصور کرکے سرداران لشکر کو اپنے ارادے پر مطلع کیا اور بعزم خونریزی بارگاہ مہرخ کی سمت چلا یہان تمام سردار خبر گرفتاری عمرو زبان برق سے سنکر واسطے رہائی خواجہ کے دعا کر رہے تھے اور گریان و نالان تھے کہ یکایک صداے نفیر سحر کان مین آئی طائران سحر اور عیار

جو بامرجا سو سی صحرا و بیابان مین پھر رہے تھے آمد لشکر اعلا دیکھکر اور رُخ اُس فوج کا اپنے لشکر کی طرف نظر کرکے برجناح استعجال بارگاہ مین آئے اور عرض پیرا ہوئے نظم

زمین بوسید و شہ را این دعا کرد — بجان تسلیم و منت ہا ادا کرد
زبان بکشاد و گفت ای فرد اقبال — کہ گیرد ماہ و مہر از روے تو فال
ز اقبالش جہان را عید نوروز — بزم و رزم جوے باد فیروز
تمامی ساحران و بت پرستان — ہمہ رزم آوران و کینہ خواہان
بعزم جنگ رُخ دارند این سو — بہ قصد بیہودہ اندر سنگاپو

مہرخ بمجرد استماع اس خبر کے اُٹھ کھڑی ہوئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لشکر نصرت اثر تیار ہوئے کس لیے کہ لشکر حریف یکایک ایسا نہو کہ حملہ کرے لازم ہے کہ بیت

علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد — دریغ سود ندارد چو رفت وقت ز دست

فی الفور بمجرد ارشاد فیض بنیاد اس خیرون نقارہ رزم گڑگڑایا شور و شر کا زمانہ آیا ساحر تخت ہاے سحر پر سوار ہوے جان دینے پر تیار ہوے ہنگامہ قیامت خیز گرم ہوا ہنوز حسام نہ آنے پایا تھا کہ بمقتضاے فرد

نہ نشستہ یکے عربدہ آشوب گر خواست — نا رفتہ یکے فتنہ بلاے دگر آمد

یعنے جوانان خنجر گذار با شمشیر بران مرکبہاے تازی نژاد پر سوار برآمد ہوے ہاتھون مین وہ دو سیفین اور تیغین جوہر دار لیے تھے کہ جنکی ضرب سے عدو کو راہ فنا دکھاتے تھے کہ نظم

چون برگ گندنا است بسبزی ولی نسود — در بوستان معرکہ چون شاخ ارغوان
نیلوفری در آب نہان با خود این عجب — نیلوفریست آتشدہ آب اندرون نہان

ایک سمت سے سواران زرین لجام گھوڑے چمکاتے اپنی شوکت دکھاتے روانہ تھے کہ ابیات

گر دون گردے زمین نوردی — کز چشمۂ مہر آب خوردی
ہر بار کہ در نور رفتے — صد باد صبا بگرد رفتے
ہر بار کہ در عرق شدے غرق — باران بودے و در میان برق

ایک جانب سے فیلان بحر رو سے ہوا پران تھے اور ساحر لباس زرق برق پہنے اپنے سوار تھے کہ نظم

ابرند و بے قطرۂ ایشان سحر خنجر — برج اند و بے بارۂ ایشان صفت ہیجا
دندان یکے سخت شدہ در دل مریخ — خرطوم یکے حلقہ زدہ گرد ثریا

جادوگرنیان نازنین نازک بدن گاتیان دوپٹون کی باندھے جھولیان اسباب بحرسازیکی گلون مین ڈالے آمادۂ جنگ و پیکار تختہ ہائے بحر و طائران تیز پرواز پر سوار کہ بمصداق شعر

یکے چون لالہ باروے درخشان	یکے چون گل بخوبی دامن افشان

مہرخ کا تخت قلب لشکر مین لیے نابخ و ترنج اوچھالتی ہوئین آگ پانی سے اور پانی آگ سے نکالتی تھین۔ یہ معلوم ہوتا تھا نظم

زمین سے اوج فلک تک تھا اسطرح ہنگام	کہ شور حشر کا ہنگامہ ہوتا تھا معلوم
رواں تھے ساحر نامی برائے جنگ و جدل	لیے تھے ہاتھ مین سب اپنے سحر کی منقل
بزور بحر برستے تھے ایسے انگارے	فلک سے گرتے ہین جسطرح رات کو تارے

قصہ مختصر جب نزول لشکر کی حد سے دو کوس آگے فوج بڑھی لشکر حریف سے دوچار ہوئی حسام جو لشکر لیے آتا تھا اس کثرت سپاہ کو دیکھکر نعرہ زن ہوا کہ ہان ای دلیروان نمک حرامون کو گھیرو خبرداران مین سے کوئی زندہ بچکر نہ نکل جائے کسی طرف پناہ نپائے فوج نے یہ حکم سنتے ہی صف آرائی کی اس ہنگامہ کی خبر لشکر حیرت کو بھی معلوم ہوئی یہان مصتور اپنی جانب سے بہزاد جادو افسر کر گیا ہی وہ بھی فوج لیکر حسام کا اکر شریک ہوا بوقِ ترکی اور قرناے رزمی بجنے لگے کوس و دہل کے شور نے گنبد گردون و دوار کو ہلایا مبارزان شجاعت شعار نے قدم ہمت میدان مین جمایا میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہوا ہر ایک طاق و جفت ہوا علمون کے پھریرے لہرائے نشانون کے پرچم کھلے نقیب بلند آواز سے پکارنے لگے غیرت آمیز صدائین سنانے لگے

کہ بمقتضائے ابیات

دولت دنیا کہ تمنا کند	باکہ وفا کرد کہ با ما کند
مغز وفا نیست درین استخوان	بوے امان نیست درین خاکدان

محبت دنیا سے ہاتھ اٹھاؤ کب تک اس دار بے ثبات مین حیات کی امید ہو آخر ایک دن مرنا ہی اگر آج لڑکے جان دی تو زندگی جاوید ہی ؎

بمیرا ے دوست گر خواہی رہائی	کہ بے مردن نیابی آشنائی

اور کسی نے کیا خوب کہا ہی کہ قطعہ

از سر گذشتہ پاے بمیدان نہ و ببین	گوئی مراد ما ست ز چوگان آرزو
خواہی کہ بخت روے بیاید بکام دل	باید شدن بمعرکہ با خصم روبرو

اس صدا کے سُننے سے قبضہ ہاے شمشیر آبدار اور سیر کمانون کے کڑکنے لگے منچلے ہونٹھ چبا چبا کر عدو کو گھورتے تھے صفون پر سناٹا تھا کوئی طائر بھی اڑکر ادھر نہ آتا تھا رن بولتا تھا تمام عالم سنسان نظر آتا تھا اس اثنا مین حسام بدانجام اژدر کو اڑا کر وسط میدان مین آیا یہ نابکار خود بھی بہت کریہ منظر و بدہیئت ہی اسوقت براہ مہابت بزور سحر اپنی صورت نحس کو اور سے زیادہ مہیب کیا تھا کہ

چو دیوے دو نخ از عفریت روئی		چو زاغ گلخن از بیہودہ گوئی	
ازین سنگین و لے پولاد جانے		چو ہجران دل گداز جانستانے	

میدان مین پہونچکر خوب سحر کی نیرنگیان اسنے دکھائین اور ٹھہر کر مبرز کی طرف بصد عتاب مخاطب ہوکر کہا ای نادان کجا تو اور کہان شہنشاہ ساحران کہ بیت

کے تواند بود شیر شرزہ آہو را شکار		کے تواند گشت باز دجرہ تیہو را مطیع	

کہان تک لاف برابری ماریگی اور ملازمان شہنشاہ مین سے کس کسکو قتل کرے گی ان چند باغبان پاشکستہ پر جو تیرے پاس جمع ہوگئے ہین غرہ نکر اور لازم ہی کہ رفیقان نیک سرشت عقیدت اندیش سے صلاح لیکر سرکشی سے باز آ قدم برسر گرکہ قطعہ

اگر تکیہ بر گنج و تیغ و سپاہ		ز فرزانگان رای و تدبیر خواہ	
شود رای نیکو ترا دستگیر		بجاے کہ ضایع بود تیغ و تیر	

اگر مرا نقیاد میرے فرمان سے نہ ہٹا یا خطا تیری شاہ جادوان سے معاف کرا دونگا ورنہ درصورت انحراف درزی سزاے معقول دونگا عمرو جو تیرا معاون باکمر و کید ہی وہ بھی طلسم مین قید ہی تو بھی راہ راست پر آ اپنی جان بچا کر غور کر کہ شہنشاہ والا مرتبت کا کیا رتبہ ہی خداوند سامری نے کیا مرتبہ دیا ہی کہ نظم

دیو کا نجا رسید سر بمہد		مرغ کا نجا پرید پر نہد	
نرود جز ببدرقہ بیرون		از ہوا و زمین او گردون	

یہ شہنشاہ کا حکم دوقار ہی کہ تجھ ایسی نکحرام کو ابتک زندہ چھوڑا ہی ای بے ادب یہ تجھے کب زیبا ہی کہ قطعہ

ستیز ندانی با خداوند بخت		ستیزندہ را سر برو چون درخت	
گوزنے کہ در شیر ان شود		بمرگ خودش خانہ ویران شود	
چو سر بایدت سرتاب از خراج		وگرنہ سر با تو ماند نہ تاج	

مبرز نے یہ تقریر عتاب آمیز سنکر شمشیر زبان کے جوہر دکھلانے اور پکاری کہ او بیحیا قطعہ

اگر دشمن از تیغ دارد ستیز		مرا ہم زبانِ سنان ہست تیز	
چو من آرزوے نبرد آورم		دل دشمنان را بدرد آورم	

حسام نے یہ کلام ملالت انجام سنکر ایک نابخ بحر پڑھکر مارا پھر توسع نعوذ باللہ ازین آتش ار کہ آرد دود + اُسمین سے دھوان نکلا اور عنقریب تھا کہ شق ہوکر آفت تازہ اور بلائے بے اندازہ پیدا کرے مبرخ نے اس نابخ کو آتے دیکھکر سمت فلک کچھ افسون پڑھکر پھونکا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُس نابخ کو روک کر غائب ہوگیا حسام کا جب بحر رد ہوگیا بغصہ شمشیر صاعقہ بار کھینچکر بڑھا اسوقت بہار اپنا طاؤس بڑھاکر میدان مین آئی اور گویا ہوئی کہ ای حسام تمھین لازم ہی کہ ہم پا اُفتادون کی اگر دستگیری کرو اور شرط مردمی یہ ہی کہ مغلوب کی مدد کرو اُو ہمسے ملجا و ایسے نا منصف اور ظالم بادشاہ کی اطاعت کرنا عقل مصلحت سنج کے خلاف ہی افراسیاب لایق اور بہبود اور نا انصاف ہی بیت

بے مزد بود آنچہ ہر خدمتے کہ کردم		یارب مباد کس را مخدوم بے عطا	

ہم کیسی اطاعت اور تابعداری سرکار کی بجا لائے پھر آخر اُسکے صلہ مین کیا ملا تم بھی انجام کو کیا پاؤگے اس سے بہتر یہ ہی کہ ؎

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است		با دوستان تلطف با دشمنان مدارا	

اور شہنشاہ ساحران کے یہان مثل تمھارے بہت لڑنے والے ہین ہم البتہ مجبور و بیچارے ہین تمکو لازم ہی کہ بموجب فرد

رہ نیک مردان آزادہ گیر		چو استادہ دست افتادہ گیر	

حسام بدانجام ان کلمات نصیحت التیام کو سنکر حرف زن ہوا کہ مین نکھرام نہین ہون جو مثل تیرے اپنے مالک سے منحرف ہوجاؤن بہار نے کہا اچھا اب ہوشیار ہوجا اور نیچہ بحر و وڑکر مارا اس نے جسم اپنا بزور بحر از دہات کا بنایا نیچا اُچٹ گیا بہار نے دوبارہ تیر مارا وہ بھی خالی گیا حسام نے دونون حربے رد کرکے ایک ناریل مارا کہ وہ پھٹا اور آٹھ ہزار پیکان تیر اُسمین سے نکلکر لشکریان مبرخ پر گرا سر سے گذر کے پاؤن کی طرف سے نکل گیا بہت سا حر ہلاک ہوے بہار گلدستہ لیکر بڑھی حسام سمجھا کہ اب یہ باغ سر بنائے گی میرے لشکر کو صرصر ستم سے برباد اور خزان رسیدہ کرے گی لازم ہی کہ مین بھی تحفہ طلسم سے کام لون یہ سوچکر اپنے جھولے سے حلقہ جمشیدی نکالکر مارا بہار کی گردن مین وہ حلقہ پڑکر بچی ہوگیا اور وہ بیہوش ہوگئی اُسنے گرفتار کرلیا اور وہی حلقہ لیکر یہ آگے

بڑھا مہرخ نے للکارا کہ اے حامی اوازلی کہان آتا ہی اُسنے حلقہ دوڑکر مارا مہرخ کی گردن بھی پھنسی اور اسیر ہوگئی اسوقت وہ دونون بحر یعنے باران بحر اور آسمان بحر جو ہمراہ اپنے لایا تھا اُنکو حسام نے زبان پر جاری کیا سب نے دیکھا کہ ایک سمت دھوان بلند ہوا اور بڑھتے بڑھتے شکل آسمان سبز فام کے سر لشکر مہرخ پر قائم ہوچنچے اُس آسمان دودی کے لکہ ہاے ابر گھر آئے اور پانی برسنے لگا جسکے سر پر بوند گرتی تھی تیر کا کام کرتی تھی ساحران حامی سپر بن بحر کی سر پر رد کے تھے ہر طرف ایک تلاطم مچا تھا اس ہنگام مین برق محشر نے کہا ای فرزند رعد اس باران بحر مین ہماری کسر باقی ہی یعنے رعد گرجتا ہی چلو ہم بھی اپنا کام کرین یہ سُننا تھا کہ رعد زمین مین غرق ہوا اور برق چمک کر فلک پر گئی ادھر برق کو چمکتے دیکھکر حسام سمجھا کہ قاعدہ ہی جب پانی برستا ہی بجلی ضرور چمکتی ہی یقین ہی کہ میرے سحر کی یہ بجلی ہی غرضکہ یہ تو غافل رہا اور رعد زمین سے نکلا اُسوقت برق کا چمکنا مع حسام کے سب دیکھ رہے تھے کہ رعد نے چیخ ماری بہت ساحرون کے سر پھٹ گئے اور حسام ازبسکہ زبردست تھا اُسکا سر تو نہین شق ہوا مگر بیہوش ہوگیا اوپر سے برق جو کڑکڑا کر گری اسکے جسم نجس کو کاٹ کر زمین مین اوتر گئی العیاذ باللہ شور نشور قیامت برپا ہوا وہ آسمان سحر پھٹکر لشکریان حسام اور حیرت پرگرا ہزارہا ساحر دیکر مرا مہرخ اور بہار قید سے چھوٹین

فوج نے مہرخ کی حملہ کیا پھر تو نظم

گروہے رزم جوے فتنہ انگیز		ہمہ بر کینہ بابیباک وخون ریز	
مکین خواہی میان را تنگ بستہ		ولے چون سنگ را در جنگ بستہ	

رعد نے چیخین مارنا شروع کین اور برق چمک چمک کر گرنے لگی اسوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت

سینہ کوہ از سنان برق بیشد چاک چاک		وز صداے رعد می لرزید بر خود جرم خاک	

برق چالیس گز کی دراز ہوکر اڑی اور ترچھی پڑ پڑ کر گرنے لگی ہر بار دو دو سو تین تین سو کو جلا کر خاک سیاہ کرتی تھی دم بھر مین چالیس پچاس سو ساحر جلا دیا آخر لشکر حیرت مین طبل امان بجا بہت ساحر رو بفرار لائے اور ہزارون گرفتار ہوے بہتون نے اطاعت کی مال و متاع حریف لوٹکر مہرخ نقارۂ فتح بجاکر میدان سے پھری اور خیام ذوی الاحترام مین پہونچکر مصروف عیش و نشاط ہوئی لشکر نے کمر کھولی ہنگامہ نشاط گرم ہوا اُدھر لشکریان حسام بھاگ کر دریاے سحر کے پار گئے افراسیاب براہ نخوت مصور سے گرم سخن تھا کہ مین آج تک طرح دیتا تھا کہ یہ لوگ راہ راست پر آوین ورنہ میرے غصہ کی پناہ نہین اب دیکھنا سب کے سر حسام کا لٹکرلاتا ہوگا یہ باتین

تمام نہوئی تھین کہ صدہ سے واویلا کان مین آئی خادم دوڑے اور ساحران حسام کو سامنے لائے انھون نے تیغ بیان سے خاطر بادشاہ کو مجروح بنایا اور دلکو دونیم دو دو آہ سینہ شہنشاہ سے نکلا اس شکست کی خبر سُنکر دست تاسف ملے اور کہا ؎

آہ ازین طالع برگشتہ کہ ہر روز مرا		رہ بجاے نمایدکہ بلا بیشتر است	

اُن مفرورون سے پوچھا کہ حسام کو کس نے قتل کیا کہا برق محشر نے اُسکو قتل کیا لیکن سب لوگ کہتے تھے کہ افراسیاب حرامزادے مکھڑے نے بھیجکر قتل کرایا اس کلمہ پر اہل دربار مُنھ پھیر کر مُسکرائے اور سرمایہ وزیر نے اُن ساحرون کو گھُرکا کہ سب لوگ کچھ کہتے ہین تم اپنی زبان سے نہ کہو عوام الناس کا قاعدہ ہی کہ خواہون کو سردارون کو بُرا بھلا کہتے ہین لیکن کوئی حضور مین ایسی بات کہتا ہی افراسیاب یہ تقریر سُنکر گویا ہوا کہ اگر مین انکو سزا دلواتا ہون تو لوگ کہینگے مُرخ سے تو کچھ بس نہین چلا اپنے ملازمون کو ہلاک کرتا ہی اس سے لازم ہی کہ تا قتل ہونے نمکحرامون کے جو کچھ کوئی کہے سنون اور خاموش رہون کیونکہ جاندپر خاک ڈالے سے نہین پڑتی مین جیسا ہون ویسا ہی رہون گا یہ کہکر بغل مین ہاتھ ڈالا اور ایک کاغذ کا پتلا نکالکر پھینکا اور حکم کیا کہ جہان صرصر عیارہ ملے اُسے پتلے اُٹھا لا یہ مجرد حکم کے وہ مثل کاغذ بادی کے اُڑتا ہوا روانہ ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرد

اب تو وہ شکل کاغذ بادی		نہ زمین کا نہ آسمان کا ہی	

صرصر شکر حیرت مین اندر خیمے کے متمکن تھی اور صبا رفتار کہتی تھی کہ واہ رے عمرو موذی کاٹا بلا کا عیار ہی نگوڑا طلسم مین جب سے آیا ہی آفت ڈھائی ہی اب شہر مین حیرت کے ہی لیکن کسی کے ہاتھ مین نہین آتا ہی صبا رفتار کے چھیڑنے کو صرصر گویا ہی کہ ہان بہن تمھارا جی جانتا ہوگا جیسا عمرو ہی اُسکا شاگرد قران اس بلا کا ہی کہ تیرے دلکو زخمی اُسنے کیا ہی صبا رفتار یہ سُنکر کھسیانی ہوکر حرف زن ہوئی کہ حضور کو اگر بُرا لگتا ہی تو مین نام بھی عمرو کا نہ لونگی خلاصہ کلام انھین باتون مین تھین کہ وہ کاغذی پتلا آکر گرمین صرصر کے لپٹ گیا اور اُڑکر چلا صرصر سمجھی کہ رعد و برق نے جو حسام کو قتل کیا ہی تو مرخ اندیشہ مند ہوئی ہی کہ عیار بچیان کوئی عیاری نہ کرین اس لحاظ سے مجھے گرفتار کرایا ہی یہ تصور کرکے بکنے لگی کہ ہم سے اور عیارون سے گرفتار کرنے کی شرط ہی نہ کہ ساحرون سے لڑنا ہمارا کام ہی اس پتلے نے کچھ سماعت نہ کی اور دریاے سحر کی طرف چلا اب صرصر سمجھی کہ افراسیاب نے معلوم ہوتا ہی کہ بلایا ہی یقین ہی کہ یہی کہے گا کہ حسام مارا گیا اور تجھ سے کچھ نہو سکا پھر میرے بھی جو مزاج مین آئیگا جواب دونگی

غرضکہ اسی شش و پنج مین یہ تھی کہ تپلا سامنے شاہ جادوان کے اسکو لایا اسنے مجرا کیا اور ہاتھ جوڑکر کھڑی ہوئی افراسیاب نے کہا ای صرصر تو نے کئی بار اقرار کیا کہ مین عمرو کو پکڑ لاؤنگی مگر آج تک گرفتار نکر سکی صرصر نے کہا کہ قربان ہوجاؤن کینز تو کئی بار اسکو پکڑ لائی مگر اُسکی قضا نہ تھی چھوٹ چھوٹ گیا شاہ نے کہا اچھا اب جاکر رعلا اور برق کو پکڑ لا اور ملکہ حیرت کے پاس پہونچادے صرصر تسلیم کرکے رخصت ہوئی اور شہنشاہ نے ایک نامہ حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مین عمرو کی گرفتاری کو ساحر زبردست بھیجتا ہون اور خود بھی آتا ہون لیکن صرصر رعلا اور برق مخشر کو اگر تمھارے پاس گرفتار کرکے لائے تو فوراً سر اُن دونون کا کاٹ ڈالنا اس نامے کو ایک پنجہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر چلا ادھر صرصر کو پنجہ سحر اُٹھاکر اسکے خیمے مین پھر پہونچا گیا صبا رفتار اسکے جانے سے متردد تھی اسوقت خوش ہوکر پوچھنے لگی کہ ای شہزادی آپ کہان تشریف لیگئی تھین صرصر نے سب کیفیت بیان کرکے کہا چلو برق مخشر کو پکڑ لائین یہ کہکر کسوت عیاری دا کرکے آئینے سامنے رکھکر صورتین اپنی دونون نے تبدیل کین ایک تو خود عورتین نازنین حور جمال ہین اور دوسرے اور بناوٹ سے مہ پارہ حسینہ اور جمیلہ بارہ بارہ برس کی کم سن لڑکیان بنین وہ زیبا صورت ہر ایک کی تھی کہ ماہ شب چاردہ اُنکے رخسار پر نور سے روشنی اور نور اقتباس کرتا تھا اور چراغ جہان افروز آفتاب کہ قندیل فلک ہی پر تو شمع جمال دل آرا سے اُن سب کے تاب فرض لیتا تھا الحق وصف مین اُن خوبان روزگار کے یہ زیبا ہی کہ نظم

لباس ارغوانی کردہ دربر	تو گوئی بستہ سر داز لالہ زیور
دو چشم ترک بر دلہا کمین ساز	دوابرو بر جگر دو ناوک انداز
رخش تابان ز چین زلف پُرتاب	چنان کاندر شب تاریک مہتاب
زمشک تازہ یک یک موی شستہ	بآب زندگانی روی شستہ

اس خوبی و زینت سے آراستہ ہوکر منتظر ہوئین کہ رات کو چلکر دست بردی کرین یہانتک ٹھہری رہین کہ سیمرغ زرین جناح آفتاب آشیانہ مغرب مین گیا اور غراب شب سیاہ چہرے نے دام ظلمت اطراف عالم مین بچھایا کہ نظم

روز چو در پردہ بپوشید راز	راز برون داد شب پردہ ساز
صوفی خورشید بخلوت نشست	کرد فلک سبحہ پر دین بدست

جب رات ہوئی دونون اپنے خیمے سے نکلکر روانہ ہوئین اور لشکر مہرخ مین پہونچین جسنے لشکر مین دیکھا

اوپر شیفتہ اور فریفتہ ہوا عاشق تن شعر پڑھنے لگے نوجوان آواز کسنے لگے کوئی بولا کہ مین اس زلف کا سودائی ہون کوئی پکارا کہ مین رخ انور کا شیدائی ہون کہ رباعی

ہے شوخ کا مار زلف کالا کافر	حلقہ مارے ہی آسیہ بالا کافر
اس چشم پہ آنکھ پڑتے ہی دل یہ بولا	جادو برحق ہی کرنے والا کافر

اور کوئی بیقرار ہوکر انکے پیچھے چلا اور کہتا جاتا تھا کہ اے یار دلنواز اے سراپا مایۂ ناز ایک نظر ادھر بھی دیکھ لو کہ یہ دل مضطر تسلی یاب ہو اور مجھ بیتاب کی جان بچے کہ اشعار

گر دش چشم سے مرے کا صرر کیا ہوگا	دیکھ لوگے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھا لینگے	پھیرے ہمسے او بے دید نظر کیا ہوگا

اور کسی نے انکی اچپلاہٹ اور چلبلاہٹ دیکھ کر دل سے دعا دی کہ فرد

جو دھوان سال خدا خیر سے کاٹے تیہ	گھٹنے لگتا ہی مہ چار دہ پورا ہوکر

ہمراہ ان دونون کے مجمع عاشقان ہر سمت سے ہجوم جوانان تھا کہ فرد

شہر مین شہرہ ہی کس قد قیامت کا ترا	جلوہ گاہ حشر ہر ہر کوہ برزن ہوگیا

اسی طرح لشکر سے گذر کر دربار گاہ مہرخ پر پہونچین حاجبان درگاہ سے کہا کہ ہماری خبر ملکہ عالم سے جاکر عرض کرو کہ دو لڑکیان حاضر ہوئی ہین دربانون نے کہا تم کہان سے آئی ہو انھون نے کہا کہ ہم کچھ فوج لیکر تو آئے نہین ہین جو تم پوچھا گچھی کرتے ہو جاؤ ملکہ سے بیان کرو جہان سے ہم آئے ہین آپ ہی ثابت ہو جائیگا اس تقریر سے دربان خاموش ہوے اور عرض بیگی نے جاکر مہرخ سے بعد دعا وثنا کے دست بستہ التماس کیا کہ دو لڑکیان آستانہ عالی پر حاضر ہین تمنا باریاب ہونے کی رکھتی ہین مہرخ نے بھر دسنے کے حکم دیا کہ سامنے لاؤ ملازمان بارگاہ دونونکو روبرو لائے انھون نے مجرا گاہ پر سے باادب استادہ ہوکر مجرا کیا اہل دربار مین سے جسنے انکی صورت پاکیزہ کو دیکھا دیوانہ رخ زیبا نبا اور بہار اور رخ موونا فرمان وغیرہ دیکھکر گویا ہوئین کہ ہی ہی کمبختین ابھی بالکل کم سن ہین نگوڑیون پر نہین معلوم کیا مصیبت پڑی ہی جوگر سے نکلین ایک ساحرہ بولی کہ ناشدنیان صورتین تو بھولی بھولی رکھتی ہین معلوم ہوتا ہی کہ کسی اشراف کی بیٹیان ہین ایک نے کہا بہن دیکھو یہ الڑھ بھی ہین کچھ شعور نہین ہی بال بھی رخ پر سے نہین ہٹاتی ہین غرضکہ اپنی اپنی بولیان سب بولتے تھے اور انکے حسن وجمال پر فریفتہ تھے فی الحقیقت انھون نے اپنی بناوٹ ایسی ہی کی تھی کہ کرتیان آستینون دار پہنے جھولیان گلے مین ڈالے ناک مین ایک ایک موتی کی نتھنی پہنے تھین مگر روے زیبا مثل گل تازہ کے نسیم تمناے عاشقان

سے شگفتہ اور زلف مثل سنبل پُرتاب کے کہ ہزارون نافہ مشک ناب اس مین پوشیدہ تھے آراستہ اور پیراستہ کرکے آئی تھین الحق اُنکی شان مین یہ زیبا تھا کہ ابیات

زسنبل بہ ہمن مرغولہ بستہ	زمرغولش بنفشہ گشتہ وستہ
زمستی نرگس جادوش درخواب	زسودا سنبل ہندوش پُرتاب

مہرخ نے نہایت شفقت سے اُنکو کرسی قریب تخت بیٹھنے کو مرحمت کی اور براہ نوازش و تفقد حال اُنکا پوچھا دونون لڑکیان رونے لگین لآلی آبدار شاہوار اشک متصل اور مسلسل صدف چشم سے ڈھلک کر رخسار پر آنے لگے خوب دھارم دھار رونین مہرخ بیقرار ہوگئی اور پاس اپنے بلایا اُنکے حال زار پر رحم آیا آنسو پوچھے دلاسا دیکر بٹھایا انھون نے کہا ہم ہینکل جادو کی بیٹیان ہین باپ اور ماں ہمارے شہر و ملک عدم ہوے ہم اکیلے رہگئے کوئی روٹی دینے والا کیسا خالی سر پر ہاتھ رکھنے والا بھی نرہا اب محنت و مشقت کرتے ہین تیرا میرا کام کاج کرکے روٹی میسر آتی ہی کھاکر پڑ رہتے ہین لیکن جوان جہان ہین اور کمبخت پیلا چمڑا ہمارا ایسا ہی جسکے سبب سے ہر شخص اُبرو کا خواہان رہتا ہی مردوے تاکتے جھانکتے ہین آوازے کستے ہین غریب سمجھکر ہر شخص جو پاتا ہی سو کہہ لیتا ہی لہذا ہم آپکے پاس آئے ہین کہ ہمین کنیزی مین قبول فرمایئے اور رعد اور برق محشر کا شاگرد کرا دیجیے کہ ہمکو انھین کا سحر پسند ہی انکا کاروبار کرینگے اور سحر بھی سیکھین گے آپ کے فرمانے سے اگر وہ ہمین رکھ لین تو عین عنایت ہی اس تقریر کو سُنکر مہرخ نے رعد اور برق محشر کی جانب دیکھا اور رعد اپنا نام اُنکی زبان سے سُنکر انھین کی طرف متوجہ ہوا اور بنظر غور اُسنے دیکھا کہ وہ نازنیان مہ پارہ کم سن قبول صورت ہین چھاتیان ابھرتی آتی ہین معلوم ہوتا ہی کہ گٹھلیان چھوٹی چھوٹی چھاتیون مین ابھی پڑی ہین مہندی ہاتھون مین لگی ہی پور پور چھلے پہنے ہین پاؤن مین چھاگلین پڑی ہین گلے مین طوق اُن خورشید رخسارون کے ہلال آسا پڑا ہی کان کے بالے رخسار پر حلقہ فگن ہین کہ نظم

ماہ را مہر میہمان کردہ	زہرہ با مشتری قران کردہ
ماہروئے مشکبوئے دل کشے	جانفزائے دلفریبے مہ وشے

رعد کا دل ہاتھ سے جاتا رہا اور عرض پیرا ہوا کہ ای ملکہ مہرخ مین انکو بدل جادو تعلیم کرونگا ادھر برق محشر نے کہا حضور ملاحظہ فرمائینگی جو کچھ انکی کیفیت ہوگی دس ہی پانچ روز مین شاہ طلسم کا مقابلہ کرینگی اور طلسم کی جو برقین ہین اُنکا جواب یہی دینگی میرے ساتھ رہنے پائین چمکا کرینگی

اور آپ کے لشکر مین مجھ سمیت تین برق ہو جائینگی مریخ نے کہا انکو اپنے ساتھ خیمے مین لیجاؤ سرکار سے خرچ انکے آب خورش کا ملے گا لیکن بحر سکھانے مین انکو مارنا پیٹنا نہین یہ سمجھ لو کہ بے مان باپ کی بچیان ہین برق محشر نے جواب دیا کہ مین اپنی بیٹیان سمجھون گی اور خصوصًا حضور کا درمیان انکے بارے مین ہی کوئی تکلیف کسی طرح کی انھین نہوگی اور طریقہ تعلیم اور تربیت وہ اختیار کیا جاے گا کہ بمقتضاے رباعی

از تربیت ست کاب گوہر گردد	خون ورتہ نافہ مشک اذفر گردد
وآن آہن تیرہ روے بے قیمت را	اکسیر چو تربیت کند زر گردد

قصہ کوتاہ رعد اور برق محشر انکو لیکر اپنے خیمے مین آئے مریخ نے بھی دربار برخاست فرمایا رات کا وقت تھا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے برق محشر نے لڑکیون کے لیے مسندین اور پلنگڑیان جواہر کار بچھوا دین جملہ طرح کی نعمتین بہر آسایش مہیا کر دین اور کہا صبح کو اہل عملہ کنیزین اور ملازم وغیرہ سب بلوا دونگی اسوقت تم شراب پیو کھانا تناول کر کے آرام کرو یہ تقریر سنکر دونون مندر جلوہ گر ہوئین رعد بھی انکے پاس آکر بیٹھا اور نظارہ جمال حور مثال کرنے لگا برق محشر نے کہا بیٹا تو انکو اس طرح نظر حسرت سے دیکھتا ہی کہ بس نہین تیرا جو لگا ہون سے انھین پی لے رعد نے جواب دیا کہ امان جان تم مان ہو تم سے کیا پردہ ہی میرا دل اپنر آگیا ہی یہ کہکر ان کی گردن مین ہاتھ ڈالکر لاڈ کرنے لگا کہ میری امان تیرے صدقے تیرے قربان برق محشر تیوری چڑھا کر بولی کہ لونڈے کیا بکتا ہی حواس پکڑ عقل کے ناخن لے مجھے یہ باتین نہین اچھی معلوم ہوتین چونچلے کی باتین کسی اور سے جا کر کر اور سنو نخرے کی خوبی بزرگی خردی سب ڈوبی بحان اللہ اب تو خوب چل نکلا ہی مجھے بھی صاف صاف کہنے لگا شامتی غارت ہوے موے بھیا تیرے جیے کتا نہ جیے خدا کی شان جن جاے انھین لجائے ابھی کل کا ذکر ہو کہ لنگوٹی باندھے پھرتا تھا آج اس قابل تو ہوا کہ رنڈی بازی کرنے لگا چل پرے دور ہو نگوڑے نکل یہان سے کیا مجھے مریخ کے سامنے ذلیل کرائیگا رعد ان کے غصہ کرنے سے پانؤن پر گرا اور لوٹنے لگا کہ اب اس مقدمہ مین نہ بولیے مین جانؤن اور یہ جانین برق محشر آخر ماں ہی اسکے حال پر رحم کھا کر چپ ہو رہی مگر بمزید احتیاط خود بھی لڑکیون کے پاس آکر بیٹھی کہ شاید رعد انکو ستائے اور یہ ناراض ہو جائین اور ادھر صرصر بھی رعد کی بیقراریان دیکھکر گھبرائی کہ مبادا یہ ہمپر دست درازی کرے تو ہم کچھ اسکا نکر سکین گے یہ سوچکر اپنے پاس سے ایک بیضہ نکالا اور برق سے گویا ہوئین کہ ہم تو سحر نہین جانتے ہین لیکن یہ انڈا ہی

ہمنے ایک جگہ پر پڑا پایا ہی لوگون سے جو ہمنے اسکا حال پوچھا تو ہر ایک ساحر زبردست نے یہی کہا کہ تمھاری قسمت بہت اچھی و نیک تھی جو یہ تمنے پایا یہ انڈا عقاب جمشید کا ہی اس مین عجیب عجیب خوبیان آتی ہین رعد نے کہا لاؤ مین دیکھون صرصر نے اسکو حوالے کیا رعد نے کہا تم بھی انڈا دینے لگین لڑکیان بولین تم ٹھٹھے بازی کرتے ہو برق نے کہا بیٹا تمنے انسے کیا کہا رعد نے ماں کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر مارے ہنسی کے پیٹ پکڑ کر لوٹنے لگا اور وہ بیضہ آپ بھی سونگھا اور مانکے نتھون سے لگا دیا اس مین عنصب کی بیہوشی تھی دونون سونگھتے ہی بیہوش ہو گئے یہان رعد نے بسبب اپنی بیلان طبیعت کے تخلیہ تو کر رکھا تھا ہی کوئی ملازم بھی موجود نہ تھا صرصر اور صبار فتار دونون کو پشتارے مین باندھکر خیمے سے پشت پر لادے باہر نکلین لیکن جس وقت کہ یہ بارگاہ مین مرخ پاس آئی تمھین تو عیار صحرا مین تھے جب پھر کر بارگاہ مین آئے تو حال سُنا کہ دو لڑکیان آئی ہین اور رعد و برق کے خیمے مین ہین برق فرنگی نے ضرغام سے کہا کہ چلکر لڑکیون کو دیکھا چاہیے یہ کہکر دونون خیمہ مین آئے یہان دونون عیار بچیان جا چکی تھین عیارون نے خیمہ خالی پایا تاہم خیال کیا کہ یہ بیشک عیار لڑکیان تھین بوجہ قتل کرنے حسام کے ان دونون کو پکڑ لیگئی ہین یہ سمجھکر عیار دوڑے اور عیار بچیان اٹھتی بیٹھتی سگ و گربہ کی چال چلکر لشکر سے باہر نکل گئین اور صحرا مین پہونچین عیار بھی آکر جنگل مین پہونچے اور حفظ ماتقدم کر کے ایک نہیب دی کہ خبردار کہان جاتی ہو ای لکاتاؤ ہم بھی آپہونچے یہ صدا عیار بچیون نے سُنی سر پر پاؤن رکھکر بھاگین اور ایک ایسے مقام پر پہونچین کہ کوڑیا پھولا تھا ہری ہری گھاس لہلہا رہی تھی تالاب چشمے پانی سے بھرے تھے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی چاندنی چھٹکی ہوئی تھی اس جنگل مین قران تھا عیارونکی صدا سُنکر بندہ پکڑ دوڑا ادھر تیز نگاہ عیار بچی صرصر کی کمک کو آئی تھی اور ایک جگہ نقب لگا کر چھپی بیٹھی تھی برق اور ضرغام جو دوڑے چلے آتے تھے اُس نقب مین گرے تیز نگاہ نے کمند ماری ضرغام کی گردن پھنسی اور برق تڑپ کر نقب کے باہر نکلا تیز نگاہ نے ضرغام کو کھینچ لیا اور حباب مار کر بیہوش کر کے نقب سے نکلی مگر برق نے ضرغام کے گرفتار ہونے کا کچھ خیال نہ کیا اور صرصر کے تعاقب مین چلا یہانتک کہ صحرائے سنہرہ زار مین برابر آپہونچا اور پکارا کہ واہ واہ اُستانی کیا خوب عیاری کی مگر مین جان بچکر آیا ہون اب کہان جانے دیتا ہون صرصر نے پلٹ کر جواب دیا کہ موے تیرے اُستاد نے بھی کبھی روکا تھا جو تو بھی روکے گا یہ کہکر صبار فتار اور صرصر پنجہ پکڑ کر برق پر آگرین برق بھی بجلی کی طرح چمکنے لگا ایک چوٹ صرصر پر اور ایک صبار فتار پر کرتا تھا کبھی روکا کبھی مارا خنجر کی جھنکار بلند ہوئی اور بیضہ ہائے بیہوشی چلنے لگے اسدم تیز نگاہ بھی

ضرغام کو پشتارے مین باندھے یہان آپہونچی اور برق کو گھیر ابرق گہار کی لڑائی لڑنے لگا صرصر نے تاک کر بیضہ بیہوشی مارا برق نے جست کر کے خالی دیا زمین پر جیسے ہی آترا تھا کہ صبار فتار نے حباب مارا اسنے لوٹکر وہ بھی خالی دیا لیکن سنبھلنے نپایا تھا کہ تیز نگاہ نے دوڑکر خنجر مارا برق ابکی جوتڑپا دوڑکر گھرا اور وہان سے سنبھل کر پھر دوڑا تینون عیار بچیون کو روکا کسی پر کمند ماری کسی پر خنجر مارا اور کسی کا وار روکا ہمہ تن چشم بن گیا عجب رنگا رنگ مہ بپا تھا کہ ؎

بشمشیر سے یکے تا صد تواں کشت	برائے لشکرے را لشکرے پشت

اسی غوغا اور ہنگامے مین قران بندہ تانے تعرہ زنان آکر پہونچا صبار فتار نے صرصر کو پکارا کہ واری وہ موا کالیا آتا ہی قران یہ صدا سنتے ہی صبار فتار کے سر پر آیا ہر چند اسنے روکا اور متوالے حربے کیے لیکن قران درانا گھس پڑا اور چاہا کہ گود مین اٹھالون اسوقت وہ اوہی اوہی کر کے بھاگی اور پکاری کہ ای صرصر مین تو بھاگتی ہون وہ پیچھا نہین چھوڑتا صرصر اور تیز نگاہ اس پکارنے سے ادھر متوجہ ہوئی تھین کہ برق نے نیچہ دہنے ہاتھ سے صرصر پر اور خنجر بائین ہاتھ سے تیز نگاہ پر مارا کہ دونون کے پشتارے کٹ گئے اور برق محشر و ضرغام زمین پر گرے برق نے دوڑکر دونون پر حباب دافع بیہوشی مارے کہ دونون ہوشیار ہوگئے یہ ماجرا دیکھکر صرصر سمجھی کہ برق محشر ایسا نہوکہ غصے مین آکر ہمپر گرے جو دو ٹکڑے کرے اسوجہ سے سر پر پانون رکھکر بھاگی ادھر ہیبت سے قران کی صبار فتار بھی پشتارہ پھینک کر بھاگی رعد کو بھی عیارون نے ہوشیار کر دیا برق محشر صرصر کی عیاری پر مطلع ہوکر بغضب تمام گویا ہوئی کہ اس موئی عیار بچی کی یہ حقیقت ہوئی کہ مجھپر عیاری کرنے آئی تھی ابھی اسکے رخت ہستی کو جلا کر خاک کرونگی اور خرمن عمر کو برباد کرونگی یہ کہکر چمک کر چلی تھی کہ قران پکارا ہان ہان یہ خواجہ عمرو کی منظور نظر ہی جو اسکو قتل کریگا اسکو خواجہ سے مقابلہ کرنا ہوگا اور عمرو اسکو جیتا نرکھے گا برق محشر مارے ڈر کے یہ تقریر سنکر پھر آئی قران اور برق وغیرہ سب ملکر خیمے مین آئے برق محشر نے شکریہ برق فرنگی کا ادا کیا اور در نقد سامنے رکھا کہ آپ کے باعث سے میری جان بچی برق نے کہا میری کیا حقیقت ہی مین ایک بندۂ ناچیز پروردگار ہون وہی سب کی جان بچاتا ہی برق محشر بولی کہ یہ سب سچ ہی مگر آپ ہی لوگون کے سبب سے ہمارا بچاؤ اور زندگی ہی ورنہ ادھر تو ساحرون کا سامنا اور عیار بچیون کا مقابلہ ہی ادھر افراسیاب ایسے کا سامنا ہی مگر ہم بھی سر دینے کو مرنے کٹنے کو حاضر ہین قصہ کوتاہ عیار رخصت ہوکر صحرا کو چلے راہ مین دیکھا کہ ایک شخص نعرہ زن درد و فراق اور نوحہ کن رنج مہاجرت و اشتیاق جوہر رطوبت عزیزی

آتش فراق مین گلاتا ہی اور شمع وار شعلہ ہجر معشوق سے جلتا ہی اور زبان حال سے یہ کہتا ہی کہ ابیات

کیا کیا نہین ظلم آہ مجھ پر ہوتا سوتے مین بھی اشک چشم یون جاری ہین		ہر لحظہ تری جدائی مین ہون روتا نکلے ہی زمین سے جیسے کوئی سوتا	

برق جب اس اسیر سلسلۂ الم کے قریب گیا تو پہچانا کہ شکیل جادو ہی مفارقت مین اپنی معشوق ملکہ خوبصورت کے ہر شب یونہین بیقراریان کرتا ہی اور معشوقہ کا اسکی حال اول لکھا گیا ہی کہ نجیب سحر نے بحکم شاہ ہندوے پر دریاے سحر کے میدان مین بٹھا دیا ہی کہ وہ جھولا کرتی ہی غرضکہ برق نے اسکو تسلی اور دلاسا دیا اور کہا مین تیری معشوقہ کو چھڑانے جاتا ہون یہ کہکر سمت دریاے سحر چلا اس اثنا مین گاذر روزگار نے پوشاک سیاہ رنگ لیلاے لیل کو دھوکر سفید کیا اور بحر نور مین ہر ایک انجم غوطہ زن ہوا شعاع آفتاب سے دریاے زرین موج گیر عالم تھا کہ نظم

زمین و آسمان لبریز از نور مصفا چون ضمیر عارفان بود		جہان غوطہ زدہ در بحر کافور سحرگہ نوا فشان آن چنان بود	

برق یاد خالق نور و ظلمت کرتا ہوا قریب ساحل دریاے سحر پہونچا اور بحر فکر مین غوطہ زن ہوا کہ کیونکر پار دریا کے جاؤن اور اُس گوہر تلزم محبوبی کا پتا پاؤن یہ تو اس فکر مین ٹھہرا تھا صرصر نے دور سے دیکھا کیونکہ یہ بھاگ کر دریا سے ہنوز پار نہ اُتری تھی اب جو برق کو دیکھا اپنے دل سے مشورہ پذیر ہوئی کہ کل اسی بھڑوے نے مجھے گھیرا تھا اور پشتارے چھین لیے تھے اُسکا بدلہ آج لینا چاہیے یہ سوچکر اپنی صورت عمرو کی ایسی بنائی اور راہ کاٹ کر برق کے سامنے سے آئی تاکہ معلوم ہو کہ دریا کے اس پار سے آیا ہی فی الجملہ جب برق نے اُستاد کو آتے دیکھا دوڑکر قدم پر گرا اور گویا ہوا کہ رہے میمون و مبارک یہ صبح عالم افروز ہی کہ آفتاب عالمتاب سپہر عیاری نے ہم خاکساران ذرہ مثال پر پرتو مرحمت ڈالا اور چشم مشتاقان مین نور مثل طور کے مشاہدۂ جمال عین الکمال حضرت اُستادی الاستاد سے تجلی پذیر ہوا بیت

دمید صبح سعادت کہ یار باز آمد		ہزار شکر کہ آن غمگسار باز آمد	

صرصر نے سر اُسکا اُٹھا کر سینے سے لگایا اور وقت بغلگیر ہونے کے مُنھ سے سفوف بیہوشی پھونکا کہ برق کے دماغ مین اُسنے سرایت کی اور بیہوش ہوگیا اُسنے پشتارہ باندھ کر پشت پر لادا اور آگے بڑھی راہ مین خیال آیا کہ درباب گرفتاری عیاران سرکار شہنشاہ طلسم سے حکم شرف نفاذ نہین پایا مبادا شہنشاہ کہے کہ عیارون کو لاکر طلسم کی راہ دکھاتی ہی تو تیرے واسطے قباحت ہوگی یہ

سوچکر پار دریاے سحر کے نہ گئی پشتارہ لیے اپنے خیمے مین آئی اور ارادہ کیا کہ اول گرفتار کے حال سے شاہ طلسم کو اطلاع دون اگر وہ طلب فرمائین تو لیجاؤن اسی فکر مین تھی کہ تیز نگاہ اور شمیمہ نقب زن بھی یہان آئین صرصر نے اُن سے کہا کہ ابھی میرے قریب نہ آؤ پہلے ہاتھ دھولو مین دیکھ لون کہ تم کوئی عیار تو نہین ہو اُن دونون عیارنیون نے دست و پا دھوکر اسکا شک مٹایا اور نشان اور پتے سب دیے اُسوقت اُسنے کہا کہ تم پشتارہ لیکر یہان ٹھہرو مین دربار شہنشاہ مین جاکر اسکے لیجانے کی نسبت دریافت کرآؤن عیارنیون نے عرض کیا واری کچھ نوش جان فرمایئے تو پھر تشریف لیجایئے گا کہ آپ کو کل سے یہی محنت شاقہ پڑرہی ہو صرصر اُنکے کہنے سے ٹھہر گئی لیکن تسکیل صبح ہوتے وقت یاد محبوب مین رو دھوکے خیمے مین گیا وہان سے دربار شاہی کی طرف چلا راہ مین خرام سے ملاقی ہوا اُس سے کہا کہ برق میری معشوقہ کو چھڑانے گیا ہی ابھی تک نہین آیا خرام اس کیفیت کو سُنکر دریاے سحر کی طرف راہی ہوا اور اُسوقت پہونچا کہ صرصر پشتارہ برق کا باندھ رہی تھی اُسنے گرفتار ہونا برق کا دیکھکر صورت اپنی مثل ایک جادوگرنی کے بنائی سندلی سیندور کی ماتھے پر لگائی دو چار ٹیکے نیل کے جسم پر دیے گلے مین صندل کا مالا پہنا لہنگا قیمتی زیب قامت کیا پھر پیشواز اوپر سے پہنی دوپٹے کی گاتی باندھکر گلے مین ڈالی کچھ ہاتھون مین باندھی اور قد کو مثل سرو روان کے کر چمن روح پرور مین اُگا ہوا آراستہ کیا اور چہرہ کو مانند رخسارہ تازہ گل کے بنایا کہ جو آب حیات سے دھویا ہوا تھا نظم

نگارے دلفریبے جانگدازے	پری پیکر بتِ عاشق نوازے
زنقش سنبل اندر تاب می شد	زرشک عارضش گل آب می شد

اس صورت سے درست ہوکر خیمہ صرصر کے قریب آکر اس طرح جست کی کہ سر بچے بھاندھ کر بیچ صحن خیمہ مین اُترا اسلیے کہ معلوم ہوا اُڑتی ہوئی آئی ہو صرصر عیار بچون سے باتین کر رہی تھی جادوگرنی کو دیکھکر مراسم تعظیم بجالائی اور مستفسر ہوئی کہ باعث رونق افروزی حضور کیا ہی ساحرہ نے کہا مین دربار شاہ جادوان سے آئی ہون شہنشاہ نے کتاب دیکھکر معلوم کیا ہی کہ تمنے برق فرنگی عیار کو گرفتار کیا ہی اسلیے مجھے بھیجا ہی اور تاکید اکید ارشاد فیض بنیاد ہوا ہی کہ قیدی کو جلد لیکر حاضر ہو تمھین عیش و آرام سوجھا ہی اور مین متردد ہون صرصر نے کہا مین عیش کرنے والی سدقہ گئی کنیز ابھی ابھی تمھارے ساتھ چلتی ہی ساحرہ نے کہا مین ٹھہر نہین سکتی تم قیدی لیکر آؤ مین جاتی ہون یہ کہکر صحن خیمہ سے پھر جست کی اور خیمہ پھاندکر یہ جا وہ جا اپنا راستہ لیا صرصر کو یقین واثق ہوا

کہ بیشک یہ ساحرہ فرشادہ شاہ طلسم تھی کیونکہ اگر عیار آتا تو مجھ سے پشتارہ برق کا طلب کرتا نہ کہ یون چلا جاتا معلوم ہوتا ہی کہ پل پریزادان کے دربانون نے شہنشاہ کو قید ہونے کی برق کے خبر دی ہوگی اسنے اس ساحرہ کو بھیجا اب جانا لازم ہی یہ سوچکر سب ساتھ کی عیار بچیون سے کہا تم یہین ٹھہرو مین جاکر قیدی کو دے آؤن وہ سب تو ٹھہر رہین اور یہ پشتارہ اٹھاکر چلی وہان صرغام نے کنارے دریاے بحر کے جاکر ایک جگہ کھود کر اپنا جسم زمین مین چھپایا یعنی زمین کھودی ہوئی مین لیٹا اوپر سے مٹی ڈال لی بالکل زمین دوز ہوگیا اور گرد اپنے حلقہ ہاے کمند بچھاکر خس پوش کر دیے سر کمند کا اپنے ہاتھ مین رکھا ہاتھ بھی زیر خاک چھپا لیا صرف دو نتھنین اور آنکھین کھلی رہین اور مثل خفتگان خاک چشم براہ انتظار تھا کہ صرصر کنارے دریا کے آکر پہونچی اور چاہتی تھی کہ جست کرکے پل پر جائے جیسے ہی حلقہ ہاے کمند مین پانون رکھا صرغام نے جھٹکا مارا کہ پانون مین حلقہ پھنسا ہوا اور یہ اوندھ کر گر گئی صرغام تڑپکر اٹھا اور نعرہ کرکے سینے پر سوار ہوا صرصر نے کہا ارے موے تو کہان تھا اسنے کہا استانی ساحرہ بنکر کون گیا تھا تمنے اتنا بھی نہ پہچانا یہ کہکر پشتارہ اسکے پاس سے جداکرکے اسکو بیہوش کیا اور برق کو ہوشیار کرکے سب کیفیت بیان کی صرصر کی شکین باندھکر ہوشیار کیا اور کہا مین تجکو ذبح کرونگا اسنے کہا مین تیرے بس مین ہون جو چاہے سو کر عیار بولے کہ استاد چاہتے تمکو نہوتے اور گھوڑے کا داغا دلوانا منظور نہوتا تو البتہ ہم زندہ نہ رکھتے صرصر نے ہنسکر کہا کیون شامتیون مین دانہ دلنے کے قابل ہون نام خدا کیا کیا ارمان تم لوگون کے دل مین ہین غرضکہ دونون عیار اسکو لیکر بارگاہ مہرخ کو چلے کچھ دور راہ طی کی ہوگی کہ ریگ پنجہ کمر مین صرصر کے پڑا اور لیکر سمت فلک چلا گیا عیار بھاگ کر علحدہ ہوے یہ پنجہ فرستادہ افراسیاب تھا کہ اسنے جب عیار بچیون کو عرصہ ہوا تو پنجہ روانہ کیا کہ صرصر جہان ملے اٹھا لائے اسوقت پنجہ نے اسکو لیجاکر دربار شہنشاہ مین پہونچایا اس نے تسلیم کرکے سب کیفیت عرض کی ہنوز افراسیاب نے کچھ نہ کہا تھا کہ نامہ حیرت کا آیا اسکو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ نسبت گرفتاری عمرو بندگان حضور سے کوئی حکم شرف صدور نہین پایا امید کہ شہنشاہ خود نزول اجلال فرمائین یا کسی ملازم خاص کو روانہ کرین کہ یہ مہم سر ہو افراسیاب نے نامہ پڑھکر دستکدی اور پکارا کہ اے آسمان شعلہ خوار جادو حاضر ہو اس صدا کے ساتھ ہی ایک آسمان تمام باغ پر چھا گیا اور اسمین سے شعلے برسنے لگے بعد لمحے کے وہ آسمان شق ہوا اور ایک ساحر مثل شعلے کے زمین پر گرا آنکھین مثل شعلے کے روشن تھین رنگ جسم از سر تا پا نیلا منھ سے دھوان اسکے نکلتا تھا صورت ناپاک کو اس شریر کی دیکھکر ترک فلک کا بنتا تھا فی الحقیقت بموجب نظم

کھوپڑی اُسکے سر کی وہ اوندھی
جیسے ہوے بخیل کی ہانڈی
آنکھ وہ جسمین تھا نہ ایک خلل

چشم بد دور غیرت حنظل
ناک تھی یا کہ غوک تھا مردہ
دانت تھے مثل سلک خرمہرہ

تھے وہ رخسار یا چمک صحرا
یا کوئی گلگلا ہو سخت جلا
یون وہ لب اُسکے غیرت زاغی

جیسے کیلے کی ہو پھلی داغی
کان اُسکے اگر نظر آئین
شپرک اُنکو دیکھ شرمائین

پوست تھا اُسکا کرگون سے سخت
یا کہ کمبخت خر کا تھا کمبخت
سر سے پا تک وہ خرش بدوین

ہو بہو تھا سیاہ دیو لعین

شاہ جادوان کو اُسنے سلام کیا شہنشاہ نے ارشاد فرمایا کہ عمرو دو تین روز سے ملکہ حیرت کے شہر مین ہی تم اُنکو ڈھونڈھکر گرفتار کرلاؤ یہ حکم سنتے ہی وہ ساحر اُڑکر اپنے آسمان بھر مین جاکر مخفی ہوا اور مع آسمان سمت ملک حیرت روانہ ہوا یہ بلاے آسمانی تو عمرو کے لیے جاتی ہی لیکن عمرو کی کیفیت سُنیے کہ یہ غار مین بفراغت تمام مسکن گزین ہین اور دل سے مشورہ ہی کرلے عمرو شکر ہی خدا کا چندے پریشانی سے جا بجا پھرنے کی تو بچے ہی کہ صحبت مردمان زہر افعی سے بھی زیادہ بدتر ہی کہ مثنوی

قعر چہ بگزید ہر کو عاقل ست
ظلمت چہ بہ کہ ظلمتہاے خلق

زانکہ در خلوت صفاہاے دل ست
ے گریزد عاقل از غوغاے خلق

اسی کیفیت مین دور سے دیکھا کہ ایک دھوبی بیل پر لادی لادے کندھے پر میلے کپڑون کی گٹھری رکھے جامدانی کا انگرکھا پہنے ہاتھون مین چاندی کے کڑے پڑے ہوئے بموجب مثل دھوبی کا چھیلا آدھا اُجلا آدھا میلا بنا ہوا برابر گاتا آتا ہی اور پیچھے اُسکے بہت سے دھوبی بیلون پر کپڑے لادے اور بیلون کے گلے مین گھنٹیان پڑی ہوئین کسی بیل پر دھوبن ٹانگین پھیلائے سوار ڈوری ناتھ مین بندھی ہوئی ہاتھ مین لیے ہوے گھما گھما کر بیل کو مارتی جاتی اور کسی بیل پر باٹا اور تناؤ کے بانس لدے پیچھے اُسکے دھوبی پتیلا بھٹی چڑھانے کا اور ناند اسوندن کرنے کا کندھے پر اوندھائے لڑکے کا ہاتھ پکڑے بھیارے بھیا کہتا چلا آتا ہی عمرو کی طمع اُنکو دیکھکر جنبش مین آئی اور گلیم اوڑھکر غار سے باہر نکلا اور قریب اُنکے پہونچکر اس قدر توقف پذیر ہوا کہ دھوبی بیچ چوک مین اُس شہر کے پہونچے عمرو نے زنبیل کی کنڈیان کھولین اور گلیم اُتاری آدمیون کے مجمع مین ٹھہرکر ایک لادی پر جو سب سے آگے تھی جال لپاسی مارا اور زنبیل مین رکھ لی آپ الگ جاکر کھڑا ہوا دھوبی نے جو دیکھا کہ لادی بیل پر نہین ہی گھبراکر دو چار مرد آدمی کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہ تمنے لادی اُتاری ہی سب دھوبی جمع ہو گئے اور گالیان اُن شریف بیچارون کو دینے لگے کہ اے کمینون ہم مرے

گھونسون کے تمھارا پلیتھن نکال دینگے ایک بولا کہ وہ کل رسید کرون گا کہ مغزان کا پھوٹ جاے گا
دوسرے نے کہا بھاڑو کے بھاڑ دو وہ تھا پڑ جاؤن گا کہ چہرہ بگڑ جاے گا مجھے بھی ٹال ٹال کے کوئی
اور بنایا ہی کہ مال گھما دیا لادی ٹہلا دی مارے مار کے بھیان توڑ دونگا اُس ہنگامے کا وہ غوغا
بلند ہوا کہ ساکنان شہر اور دوکاندار سب مجتمع ہو گئے اور دھوبی اور لڑکے اور دھوبنین بیل یکجا
ٹھہرا کر اُن مرد آدمیون کے گرد جمع ہونے عمرو نے فرصت جو پائی کترا کر بیلون پاس گیا اور جال مار کر
مع بیل ور لادیان سب نذر زنبیل کر کے گلیم اوڑھ کر ٹھہرا ادھر وہ بیچارے بھلے مانس حیران تھے کہ
یا اللہ ہم کس آفت مین پھنسے اور لوگون کا اُسپر ہجوم ایک کہتا تھا کہ یہ کس آفت کے چور ہین
جو دن دہاڑے اتنی بڑی لادی غائب کر لے گئے کوئی کہتا تھا کہ ارے چوٹٹوا اس دھوبی پر رحم
کرو یہ بیچارہ مر جائیگا غریب آدمی ہی کوئی کہہ رہا تھا کہ یہ دھوبی ملکہ حیرت کا ہی اُسکا مال چرا لینا
دل لگی نہین ہی ٹنڈیان کس جا ینگی سیدھے بندھے قید مین سڑ جائینگے اسی طرح ہر شخص اپنی اپنی کہتا
تھا وہ لوگ چپکے کھڑے تھے کچھ نہ کہتے تھے اس اثنا مین ایک دھوبی نے جہان بیل کھڑے
تھے اُدھر دیکھا بیلون کو نپایا اور آگے بڑھکر دیکھا کہ شاید کہین چلے گئے ہون جب کسی طرف
سراغ نپایا سب دھوبیون سے آکر کہا کہ بھیا بیلون سمیت کوئی لادیان لے گیا یہ سننا تھا
کہ سب نے دوہائی دنیا شروع کی اور شور ایسا مچایا کہ شہر کا کوتوال مع اپنے پیادون کے دوڑا اور
آکر سارا ماجرا سُنکر مع چند اُن راہ گیرون کے جنکو پہلے پکڑا تھا اور دھوبیون کو لیکر حیرت کے
پاس چلا جب قریب باغ ملکہ سب پہونچے دھوبی پکارے کہ دوہائی ملکہ عالم کی ہم آپ کی پرجا مارے
لوٹے گئے حضور کی پوشاک بھی چور لے گئے آج تک طلسم مین یہ اندھیر نہ تھا جو اب ہی حیرت
نے جب شور و غل فریاد کا سُنا ملازمین سے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہی یہ کہہ ہی رہی تھی کہ عرض ہوئی
کوتوال امیدوار باریابی ہی ملکہ نے سامنے اُسکو طلب کر کے سب کیفیت سُنکر اُن دو آدمیون
کو سامنے اپنے بلوایا اور کہا تمنے یہ کیا حرکت کی وہ رونے لگے اور عرض رسا ہوے کہ حضور چوری
کبھی نہ کرینگے چاہے مارے فاقون کے مر جائین حیرت نے اُنکے انکار سے زمین پر دو ہتڑ مارا
اور ایک چلا اُسمین سے نکلا چیلے سے پوچھا کہ کپڑے دھوبیون کے کس نے لیے ہین چیلے نے ہنسکر
جواب دیا کہ ملکہ عالم رود بود نادان بنتی جاتی ہین سواے عمرو کے اور کوئی بھی لینے والا ہوا ہے
ملکہ آپ کو ہوشیار رہنا چاہیے وہ شخص اس شہر مین آیا ہوا ہی کہ جسکی نسبت یہ
بجا ہی قطعہ

دز دیست کہ دہر از دہن مار بدزدد		خال از رخ زنگی بشب تار بدزدد	
پاپوش بدزدد زپے پیک دوندہ		نعلاں ز قدم استر رہوار بدزدد	

یہ کہکر وہ پتلا زمین مین پھر سما گیا اور ملکہ نے کوتوال سے کہا یہ مرد آدمی سب بے تقصیر ہین انھین رہا کردے لادی دھوبیون کی عمرو عیارے گیا ہی ان دھوبیون کو ہماری سرکار سے دو تین سو روپیہ دلا دے کہ بیل وغیرہ خرید لین اور جنکے کپڑے گئے ہین اُن کو قیمت دین کوتوال نے حکم ملکہ کی تعمیل کی روپیہ لیکر دھوبی اپنے گھر گئے اور کوتوال شہر مین آکر انتظام کرنے لگا اس اثنا مین عمرو ایک ساحر بنکر بزاز کی دوکان پر گیا اور عمدہ عمدہ تھان کپڑے کے دیکھنے کو طلب کیے بزاز نے سامنے لاکر ڈال دیے اسنے دیکھتے دیکھتے اُنکو غائب کردیا بزاز نے غل مچایا اور چاہا گرفتار کرے عمرو نے گلیم اوڑھ لی اب بزاز حیران اور دکان سے اُتر کر اور دوکان داروں کو دوکان سپرد کرکے ڈھونڈھنے چلا عمرو نے اُس کو جاتے دیکھکر بہت جلد اُسکی سی صورت بنکر دوکان پر آکر ساری دوکان لوٹ لی اور بظاہر کوٹھری مین قفل لگایا دکاندار سمجھے کہ دوکان بڑھاکر چور کی تلاش مین جا یگا عمرو وہان سے ہٹ کر گلیم اوڑھکر ٹھہرا اس ہنگام مین بزاز ہر سمت چور کو ڈھونڈھکر جو آیا دوکان بند پائی قفل کھولکر جو دیکھا سب مال ور گٹھریان ندارد سر پیٹتا باہر نکلا اور ساتھ کے دوکاندارون سے لڑنے لگا کہ مین تمھین سونپ گیا تھا تمنے میرا اسباب لیا ہی دوکاندار کہتے ہین ابھی تو پلٹ کر آیا تھا دوکان جڑ کرکے پھر چلا گیا ہم کیا جانین تیرا مال کیا ہوا بزاز کہتا ہی مین آیا ہی نہین تم کیون جھوٹ بولتے ہو تمکو میرا اسباب دینا ہوگا خلاصہ کلام اسقدر تہتک ہوا کہ سب بزاز اور جوہری وغیرہ اس بزاز کو اپنی اپنی دوکان سے اٹھکر زدوکوب کرنے لگے عمرو نے ان سب کو مصروف فتنہ فساد دیکھکر دوکانین خالی پائین گلیم اوتاری اور جال آکر مارا بہت دوکانون کو لوٹ کر زنبیل مین بھرا اور گلیم اوڑھکر اپنا راستہ لیا دوکاندار جب لڑ بھڑکر دوکانون مین آئے سب اسباب غائب پایا اور زیادہ شور وغوغا مچایا کوتوال دوڑکر آیا سب حال سُنا یا دوہائی تہائی کا شور بلند پایا سبکو لیکر ملکہ کے پاس آیا ملکہ ایک بار تو پتلے کو بلاکر معلوم کرچکی تھی اسنے بزازون اور جوہریون کو روپیہ دلواکر حکم دیا کہ دوکانین اپنی اپنی بند رکھو ایک چور اس شہر مین آیا ہی کہ وہ سب کو دیکھتا ہی اور کوئی اُسکو نہین دیکھ سکتا فی الجملہ وہی سب کو لوٹتا ہی اگر اب اپنے مال کی تم آپ حفاظت نکروگے تو کچھ سماعت یہان نہوگی یہ کہکر کوتوال سے حکم دیا کہ ڈھنڈھورا تمام شہر مین پٹوادے یعنے جو کوئی اپنے اسباب کی حفاظت نہ کریگا اور اسباب اُسکا تلف ہوگا

تو سرکار کچھ ساعت اسکی فریاد کی نہ فرمائینگی ہان اُس چور کا بندوبست گرفتار کرنے کا سرکار کر رہی ہی جب وہ قید ہوگا اُسوقت شاید مال مسروقہ اس سے ملے لازم ہی کہ تا گرفتاری اُس دزد کے نگہبانی سب اپنی آپ کرین کوتوال یہ حکم سُنکر رخصت ہوا اور منادی کو حکم دیا کہ اُسنے سارے شہر مین دہل زنی کی اور حکم ملکہ سے جو اوپر مذکور ہوا رعایا کو باخبر کیا پھر تو تمام شہر مین ہلچل پڑ گئی دوکانین بند ہونے لگین رعایا شہر نے اسباب اپنا اپنا تہ خانون مین رکھا اور عورتون نے گہنا اپنا زمین مین گاڑا اُنکو ایک عالم ہو کا نظر آنے لگا کتے گلی کوچون مین بھونکنے لگے سناٹا ہو گیا اور ہزارہا ساحر تلاش مین عمرو کی نکلا کوئی کہین چھپ کر بیٹھا اور کوئی بچاس آدمیون کو ساتھ لیکر ہر سمت پھرنے لگا عمرو یہ کیفیت دیکھکر پھر غار مین جا بیٹھا اور براہ نقب نانبائی کی دوکان سے جاکر شیرمال وکباب لیے اور کلوار کے یہان سے شراب لیکر اپنی جگھ پر آیا کھانا کھایا اور شراب پی آرام پذیر ہوا دل سے کہتا تھا کہ بیت

خلوتے خواہم کہ دور چرخ اگر چون گرد باد		خاکدان دہر را بیز دنیا بدگر دمن	

حاصل کلام یہ تو فارغ از کار روزگار تنمکن ہین اور وہان حیرت متردد بیٹھی تھی کہ یکایک آسمان تمام باغ پر آگر چھایا اور چمک صاعقہ کی ظاہر ہوئی آسمان شعلہ خوار فلک پر سے چکر کھاتا ہوا زمین پر اترا حیرت مراسم تعظیم بجالائی اور اس کو مسند پر تکلف پر بٹھایا جام شراب کا بھر کر دیا اُسنے عرض کیا کہ اے ملکہ مین عمرو کو گرفتار کرنے آیا ہون بعد اُسکی گرفتاری کے عیش وعشرت کرون گا ابھی شراب بھی نہ پیون گا حیرت نے کہا خوب ہوا جو تم آئے مجکو یقین ہی کہ تم اس مکار کو ڈھونڈھ لوگے مین تو ہزارون ساحرون کو بھیج چکی ہون کہین پتہ نہین معلوم ہوتا ہی اُسنے کہا اے ملکہ جب تمھین پتا نہین ملتا کہ زوجہ شاہ طلسم ہو تو مین بھلا کیا کر سکونگا ملکہ نے کہا اسپر کیا مقرر ہی ایک کام ہم سے نہ نکلا تم سے راست آیا ہم تم ایک ہین کچھ جدائی نہین ہی یہ تقریر شعلہ سُنتے ہی اُٹھا اور گوشۂ باغ مین کہ جہان بہت سے درخت کھنے لگے تھے اگر زمین لیپی لونگ اور ہار رکھے مالا لیکر جپنا شروع کیا بعد ساعت بھر کے سر اُٹھا کر کہا اے ملکہ عمرو آسمان پر نہین ہی یہ کہکر سحر پڑھنے لگا لمحہ بھر کے بعد گویا ہوا کہ زمین پر بھی نہین ہی اسی طرح ابکی جو سحر پڑھا معلوم ہوا کہ زیر زمین ہی اُسنے پھر سحر خوانی آغاز کی اب کی دریافت ہوا کہ سمت مشرق ایک غار مین بیٹھا ہی یہ معلوم کرتے ہی اُٹھا کہ مین جاکر پکڑے لاتا ہون حیرت سمجھی کہ ایسا نہو یہ بھی مارا جاے اس باعث سے کہنے لگی کہ مین بھی ساتھ چلتی ہون اور ہمراہ ہوئی اسکے ساتھ زمرد جادو اور یاقوت وغیرہ ساحر اور جادوگرون کا غول ہمراہ ہوا شعلہ خوار نے کہا بھیڑ دیکھکر عمرو بھاگ جائیگا اچھا مین سحر کرتا ہون کہ وہ جہان چھپا بیٹھا ہی بلبلا کر نکل آئے اور جب تہ زمین سے نکل آئے اُسوقت ساحر اسکو

گرفتار کرلین یہ کہکر در باغ پر سب کو لیکر کھڑا ہوا اور ایک ناریل اپنے آسمان سحر کی طرف مارا کہ وہ آسمان چکر کھانے لگا اور ایک چادر آتش سین سے گر کر چار طرف پھیلی اور اندر زمین کے سما گئی دھوان تہ زمین سے نکلنے لگا اور یہان غار مین اسقدر گرمی عمرو کو معلوم ہوئی کہ دم گھٹنے لگا پیاس کی شدت ہوئی زنبیل سے پانی نکالکر پیا اس عرصہ مین دھوان غار مین گشادہ مقام عمرو کے لیے پاہ بابل بنگیا عمرو یہان ٹھہر نہ سکا نقب کی راہ سے بینے کے گھر گیا کوٹھری مین ٹھہرا دیکھا یہان زمین بھی تپتی ہی اور شرر ریز ہی عمرو گیہون کے بورے مین جا بیٹھا کیونکہ بورے مین بیٹھنے کا ٹھکانا پہلے ہی کر رکھا تھا وہان حرارت کم ہوئی اور تشنگی بھی کس لیے کہ شعلہ خوار نے زمین گرم ہونے کا سحر کیا ہی اور بورے زمین سے بلند ہین اندر طبقہ زمین اسقدر گرم ہوا کہ تنور ہوگیا اور جس طور بھاپ موسم سرما مین چاہ سے نکلتی ہی اس طرح دھوان نکلنے لگا اور ہر طرف پھیلا اور زمین کے تفتیدہ ہونے سے ارض وسما شعلہ خیز بنگیا خلقت شہر کی گھبرائی ہنگامہ مچ گیا ہر ایک کی زبان پر اُف اُف جاری ہوا فریاد ہر شخص پکارنے لگا زمین سے دھوان نکلتا تھا اور فلک سے چادر آتش گر کر اندر زمین کے سما جاتی تھی ہوا گرم چلتی تھی رعایاے شہر گھرون مین اور تہ خانون مین چھپتی تھی مگر مرتی نہ تھی سکنوین شہر کے خشک ہو گئے تھے عجب حال تھا کہ قطعہ

زگرما آن چنان می شد نفس گرم		کہ لب از تاب آن چون شمع میسوخت	
زباد گرم پندارے کہ تفتدیر		بدنیا دوزخے دیگر برافروخت	

ساحران زبردست وہان کے بزور سحر کے اپنی جان بچاتے تھے اور ایسے صدہا ہلاک ہو گئے تھے شور گریہ وماتم جو برپا ہوا حیرت نے کہا اے شعلہ اس سحر کو موقوف کر وانسے جواب دیا کہ یقین ہی شدت گرما سے عمرو مر گیا ہوگا حیرت نے مسکراکر کہا میری دانست مین عمرو کا بال بیکا نہوا ہوگا اسکو ایسا ویسا نہ تصور کرنا وہ بمقتضاے بیت

سراپاے او جملہ ریوست درنگ		وزانسون او زیرکان گشتہ دنگ	

جلدی اسکی گرفتاری کی تدبیر کرو اس سحر مین میری رعیت ہلاک ہوئی جاتی ہی آسمان شعلہ خوار نے کہنے سے حیرت کے سحر گرمی کا موقوف کیا اور زمین کو لیپ کر خون خوک سے چوکا دیگر سحر پڑھنے لگا اور ماش کے آٹے کے پتلے بنا کر گرد چوکے کے رکھے ماش پڑھکر اُنپر مارے کہ پتلون نے پھر بری لی اور بعد لمحہ کے جاندار ہو کر سامنے آئے سلام کیا انکو اسنے حکم دیا کہ زمین مین سما جاؤ اور لوگون کے مکانون مین کوٹھریون مین نکلو اور کوئی غار و مغاک نشیب نہ چھوڑو سب

جگہ جاکر تلاش کرو جس جگہ عمرو کو دیکھنا مجھے آکر خبر کرنا خبردار کوئی دقیقہ تجسس مین فروگذاشت نہ رکھنا یہ حکم سنکر قریب سو پتلے کے زمین مین سما گیا اور رعایاے شہر کے مکانون مین کوٹھری وغیرہ مین آکر ڈھونڈھنا شروع کیا اتفاقاً جہان عمرو بورے مین بیٹھا ہی اسی کوٹھری مین بنیے نے روپیہ پیسہ رکھنے کے لیے غلہ کا صندوق رکھا ہی اسوقت بنیا بکری کا کچھ روپیہ رکھنے کوٹھری مین آیا اور روپیہ گن کر غلہ مین ڈالکر چلا گیا عمرو نے کھنکار جو روپیہ کی سنی بیچین ہوگیا اور جب بنیا کوٹھری بند کرکے چلا گیا عمرو بورے سے نکلا اور غلہ کا صندوق جال مارکر زنبیل مین رکھا بورے مین جایا چاہتا تھا کہ ایک پتلا یہان بھی تہ زمین سے نکلا عمرو جال لیکر چلا کہ پتلے پر مار دن مگر پتلا اسکو دیکھکر جلدی زمین مین سما گیا عمرو سمجھا کہ یہ مجھے دیکھ گیا ہی مکر کوئی آفت برپا کرے گا یہ سوچکر بورے مین جاکر نقب مین گیا اور نقب کا مہرہ مٹی سے لیپ کرنا نبائی کے مکان مین آیا اور کوٹھری مین چھپ کر بیٹھا ادھر پتلے نے جاکر شعلہ خوار کو خبر دی کہ عمرو بنیے کے مکان مین کوٹھری کے اندر ہی میرے سامنے روپیہ لیکر بورے مین چھپا ہی شعلہ خوار یہ خبر سنکر حیرت سے گویا ہوا کہ آپ ٹھہریے مین گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور پتلے کو ہمراہ لیا یہانتک کہ بنیے کے گھر پر آیا بنیا سمجھا کہ یہ سردار زبردست ہی من دو من غلہ خریدنے آیا ہی یہ سمجھکر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا کیجیے گا مین سب سے کم نرخ پر آپکے ہاتھ بیچون گا شعلہ خوار نے اسکی بات کا کچھ جواب نہ دیا اور درانہ گھر مین چلا گیا بنیا سمجھا کہ شہر مین غدر تو پڑا ہی ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوٹنے آیا ہی یہ معلوم کرکے غل مچانے لگا کہ دوہائی ہی سرکار کی گھر لوٹے لیتے ہین ارے یہ کیا اندھیر ہی دن دہاڑے ڈاکہ پڑتا ہی دوڑو فریاد کو پہونچو مارے ڈالتے ہین اسکی آواز سے بنیے سب دوڑے اسوقت پتلے نے کہا ابے بنیے چپ رہ غل کیون مچاتا ہی جب لوٹین جب ہی کہنا اسقدر چیخنا تیری کوٹھری مین چور بیٹھا ہی اور تیرے غلے کا روپیہ سب اسنے نکالا ہی ہم اسکو قید کرنے آئے ہین اب تیرے غل سے عجب نہین جو وہ بھاگ گیا ہو پتلے کے اس کلام سے بنیا خاموش ہوا اور شعلہ خوار کوٹھری کھولکر اندر گیا پتلے سے پوچھا کہ وہ دزد کس بورے مین ہی پتلے نے بتایا اس نے پہلے سحر کا حصار کردیا کہ عمرو نکل نہ جائے پھر بورا گراکر سب گیہون ہاتھ سے الٹ پلٹ کر دیکھے اور پتلے سے کہا ابے وہ کیا سوئی تھا جو نہین معلوم ہوتا ہی تو کیسا دیکھ گیا تھا پتلے نے کہا مین ضرور دیکھ گیا اب چاہے چلا گیا ہو شعلہ نے اور بورے بھی چاک کرکے ہاتھون سے اناج ہٹا ہٹا کر دیکھے کہین پتا نہ ملا اسکو غصہ آیا سحر پڑھکر پتلے پر پھونکا کہ وہ پتلا جل گیا آپ کوٹھری سے باہر نکلا بنیا اپنا

غلہ لٹا ہوا دیکھکر سر پیٹنے لگا کہ ہائے میرا روپیہ چور لے گیا آخر ناچار گیہون سمیٹ کر بورے مین پھر بھرے اور بورا کھڑا کرکے باہر آیا لیکن حیران تھا کہ چور آیا کدھر سے اور ادھر نانبائی کے مکان مین بھی ایک تیلا نکلا عمرو نے اسکو دیکھکر گلیم اوڑھ لی مگر تیلا بھی دیکھ چکا تھا اسنے جاکر شعلہ خوار سے بیان کیا کہ عمرو نانبائی کے مکان کی کوٹھری مین تھا مجکو دیکھکر چھپ گیا شعلہ خوار چلے کے ہمراہ نانبائی کے یہان آیا وہ بھی غل مچانے لگا تیلے نے منع کیا کہ بھائی چپ رہو گھر مین چور بیٹھا ہی یہ سنکر نانبائی نے کوٹھری کھولی لیکن عمرو پہلے ہی تیلے کو دیکھکر نقب کا منھ بند کرکے کلوار کے یہان چلا گیا تھا اسوقت شعلہ خوار نے ہرچند تفحص کیا لیکن سراغ نپایا تیلے پر خفا ہوا کہ مجکو سب جگہ دوڑاتا پھرتا ہی صحیح خبر نہین لاتا یہ کہکر ایک ماش بھر پڑھ کر مارا کہ یہ تیلا بھی جل گیا اور آپ کوٹھری سے نکلکر بھر تازہ کی فکر مین تھا کہ ایک تیلا عمرو کو کلوار کے یہان دیکھ آیا اور کہا کہ میرے ساتھ چلیے مین تیلا دون یہ تیلے کے ہمراہ ہوا مگر وہان عمرو نے بھی تیلے کو دیکھا یہ کلوار کی دوکان سے پھر بنیے کے یہان آیا اور بورے سر کشادہ درست کرکے رکھے آپ بورے مین اوندھا کر بیٹھا اس عرصہ مین تیلا شعلہ کو لے کلوار کے یہان آیا کلوار نے عرض کیا کہ آپ مالک ہو کر آج کیا ہی جو سبکے گھر مین گھستے پھرتے ہین اسنے کہا تیری کوٹھری مین چور بیٹھا ہی اسکو گرفتار کرنے آئے ہین کلوار بولا کہ تمھاری خوب بن پڑی ہی اسی بہانے سے لوٹتے پھرتے ہو مینے سنا تھا ابھی بنیا دہائی دے رہا تھا شعلہ کو اس تقریر سے بہت غصہ آیا لیکن ضبط کرکے خاموش ہو رہا دو چار دوکاندار بلا کر کھڑے کر لیے کہ مین اسکی کوٹھری مین جاتا ہون تم گواہ رہنا کہ کوئی چیز اسکی تلف نہین ہوئی غرضیکہ اندر جاکر ہر سمت ڈھونڈھا کہین پتہ عمرو کا نپایا غصے مین آکر اس تیلے کو بھی جلایا اور وہان سے نکلکر ایک جگہ ٹھہر کر بحر کی دستکدی ایک طاؤس فلک کی جانب سے اترا اس سے پوچھا کہ عمرو کا پتہ نہین ملتا تو بتا کہ وہ کہان ہی یہ سنکر طاؤس منقار کھولکر خوب ہنسا اور گویا ہوا کہ عمرو نے نقب شاخ درشاخ کھودی ہے ایک کلوار کی کوٹھری مین دوسری نانبائی کے یہان اور تیسری نقب بنیے کے یہان فی الجملہ جب تو اسے ڈھونڈھنے جاتا ہی وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جاتا ہی اب فی الحال بنیے کی کوٹھری مین بورے کے اندر ہی یہ کہکر طاؤس بھر اڑ گیا اور اسنے زمین لیپ کر ایسا بحر بیٹھکر پڑھا کہ تینون عمرے نقب کے مسدود ہوے اور ماش کے آٹے کے سانپ بناکر بزور بحر انکو زندہ کرکے حکم دیا کہ اس غار مین جاؤ جہان عمرو نے نقب کندہ کی ہی وہان جدھر جدھر سرنگ گئی ہو اسی طرف ایک ایک سانپ جاکر بیٹھے اور مہرے نقب کے رو کے یہ حکم سنکر سانپون نے جاکر وہنہ ہائے

نقب رو کے اور شعلہ نے سب پنلون کو جو زمین مین سمائے ہوئے تھے بلا لیا اور اپنے ہمراہ لیکر بینے کے مکان پر آیا بینے نے کہا صاحب ابھی تو آپ تلاشی لے گئے تھے پھر کیون آئے شعلہ نے کہا چپ چور بھاگ کر پھر تیرے یہان آیا ہی بینے نے جواب دیا کہ چور بڑا زبردست ہی جب دیکھو تب میرے ہی گھر مین پھر پھر کے آتا ہی ایک بار تو غلہ لے گیا ابکی دیکھیے کیا لیتا ہی یہ کہکر قفل کو ٹھوکری کا کھولا عمرو نے صدا باتون کی جو سُنی چاہا نقب مین چلا جاؤن جیسے ہی وہن نقب مین قدم رکھا سانپ نے پھنکار ماری عمرو نے جلدی پانؤن ہٹا لیا اور خیال کیا کہ یقین ہی راہ نقب کی بزور سحر بند کی گئی ہی آخر بورے مین آکر کروٹ کے بل لیٹا زنبیل کی چورا سی گھنڈیان واکر کے منھ اُسکا خوب پھیلا دیا کہ زنبیل کے اندر کا حال جو کوئی باہر سے دیکھے تو بخوبی اُسکو دکھائی دے غرضکہ اپنے جسم کو گیہون مین پوشیدہ کر کے چپ ہو رہا اور شعلہ سب بورے جھانک کر اور ہاتھون سے اناج ہٹا کر دیکھنا ہوا جس مین عمرو ہی اُس بورے مین آکر دیکھنے لگا جسدم اوپر کے کچھ گیہون ہٹا سے عمرو تو نظر نہ آیا لیکن عجب تماشہ دیکھا کہ ایک جنگل سرسبز و شاداب نہایت وسیع ہی اور اسمین درخت بار دار مثل سرو قدان سست بینا سے جوانی کے جھومتے ہین اور کثرت ازہار سے روے زمین رشک فرماے چرخ برین نظر آتا ہی عکس ریاحین عطر بیز سے پرزاغ مانند طاؤس زرین بال کے بنا ہی سبحان اللہ مثنوی

زہر سو چشمہ چون آب حیوان		چراغ لالہ ہر جانب فروزان	
بنفشہ رستہ و سنبل دمیدہ		نسیم صبح جیب گل دریدہ	
شقایق بر یکے بالا ایستادہ		چو بر شاخ زمرد جام بادہ	

یہان کے چشمون مین مچھلیان پڑی ہین اپر جن بچیان پریزادین حور نژاد سوار ہین سر سے پانک ریور سر صع جواہر کا پہنے ہین جن مین ہر ایک لاثانی ہی اُٹھتی جوانی ہی کرشمہ جمال سے اپنے عروسان بہشت کو جلوہ گری تعلیم کرتی تھین اور تاب رخسار سے آفتاب عالمتاب کو آتش غیرت مین جلاتی تھین تیر غمزہ ہدف سینہ عشاق ہین رخنہ پرداز تھا اور لب جان بخش ہر ایک کا تنگ شکر کی طرح کام دل کے لیے چاشنی بخش اور حلاوت سے دمساز تھا کہ نظم

خراسندہ ماہی چو سرو بلند		مسلسل دو گیسو چو مشکین کمند	
ز سیمین زنخ گوئی آویختہ		بر و طوق از عنبر آویختہ	
بدان طوق گو آن بت بہر جوے		زمہ طوق بردہ ز خورشید گوے	

سامنے اس صحراے مینا فام کے کئی شہر فرحت آباد دینو سواد نظر آتے تھے عجائب غرائب لوگون کے

تماشے ان ملکون مین دکھائی دیتے تھے کہین تماشبینون کا ہجوم ہی کہین سودے والون کی دھوم ہی
کسی جا دوکانین بھی ہین کہین پریون کی ہنسی دل لگی ہی عمارتین مرتفع و سربلند ہین کاشانہ سپہر سے
زیادہ ارجمند ہین شعلہ نے جو یہ سیر و کیفیت دیکھی آپ مارے ہنسی کے لوٹ گیا اور کہا عمرو بھی بڑا ساحر
ہی جس نے اپنے جادو کے زور سے ایسا طلسم اس بورے مین بنایا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ وہ اپنے
بنائے ہوے طلسم مین جاکر چھپا ہی لیکن مین ایسا ساحر نہین ہون جو اُسکے طلسم مین نہ جا سکون اور
اسکو ڈھونڈھکر پکڑ نہ لاؤن یہ کہکر بورے پر چڑھکر اُسی جنگل اور ملک کی جو نظر آتے تھے سیر کرتا
تاک کر دھم سے کودا اور سیدھا زنبیل مین چلا گیا عمرو نے گھنڈیان زنبیل کی بند کین اور بورے
مین سنبھل کر بیٹھا سمجھا کہ جب تک یہ نابکار زندہ ہی نقب کا راستہ بند رہے گا اور تم نکل نہ سکو گے
یہ سوچکر پہلے زنبیل سے اُسکا سر نکالا اور بیہوشی منہ پر ملکر بیہوش کیا بعد اُسکے زنبیل سے کھینچکر ذالفقار
ذبح کر ڈالا پھر تو الحفیظ الامان وہ شور و غوغا بلند ہوا کہ یقین تھا طبقہ زمین کا شق ہو جائے
آگ کوٹھری مین لگ گئی پتلے جل گئے پھر تمام شہر مین برسنے لگے عمرو نقب مین کود گیا یہان کے
سانپ ساحر کے مرنے سے غائب ہو گئے تھے یہ تو اپنے غار مین پہونچکر ساحر کی صورت بنکر باہر نکلا
اور ادھر سے بینے کی کوٹھری مین جو شور برپا ہوا اور آگ لگی بنیا سمجھا کہ کوئی آفت آئی گھبراکر
مع اپنے لڑکے اور جورو وغیرہ کے گھر بار چھوڑکر بھاگا اور کہتا جاتا تھا کہ ارے بھاگو آفت آئی ہائے
مار ڈالا ارے لوٹ لیا وائے غضب گھر بار سب پھونک دیا اسکے غل مچانے اور بھاگنے سے رعایا
شہر تو پہلے ہی خوف زدہ ہو رہی تھی اور ڈھنڈھورا سُن چکی تھی اُسوقت ہر شخص یہی سمجھا کہ یقین ہی
ڈاکہ پڑا یا عمرو کے چھڑانے کو اُسکے طرف دار آگئے اور قتل و غارت کرتے ہین ایسا کچھ جانکر تمام شہر مین
بھگدڑ پڑی دروازے گھرون کے بند ہو گئے دوکانین چھوڑ چھوڑ کے لوگ بھاگے عمرو جو بشکل ساحر
غار سے نکلا شہر مین تلاطم دیکھکر دوکانون پر جا بجا مارنا شروع کیا اور جس کیلے ساحر دیا دو چار کو
جاتے بھاگتے دیکھکر للکارا کہ باشید اے دغاباز و اور خنجر کھینچکر جست کی ایک کے کندھے پر سوار
ہوا اور دوسرے کا سر اُڑا دیا جسکے کندھے پر چڑھا ہی وہ ایسا گھبرایا ہی کہ نہ سحر اُسکو یاد آتا ہی نہ عمرو
کو پکڑتا ہی اور عمرو نے اسی طرح جہان جسکو پایا ہلاک کیا گلی کوچون مین لاشین جو بھاگنے والون
نے دیکھین جی چھوٹ گئے بدحواس ہوکر جدھر جسکا منہ اُٹھا اُدھر بھاگا اور جا و بیجا مُنہ ڈھانک کے
رونے لگین کہتی تھین کہ یا سامری و جمشید عمرو کے ہاتھ سے ہماری اور ہمارے وارثون کی جان بچاؤ
غرضکہ تھوڑے عرصہ تک عمرو نے خوب لوٹا اور غوغاے عظیم جو شہر مین برپا ہوا حیرت ننگے سر

اور ننگے پاؤن باغ سے نکلکر دوڑی دیکھا تو شہر کے مکانون مین جا بجا آگ لگی ہی رعیت بھاگی جاتی ہی رونا پیٹنا گھر گھر پڑا ہی آفت اور ہنگامہ برپا ہی اس اثنا مین کچھ ساحر روتے ہوئے آئے اور کہا اے ملکہ آسمان شعلہ خوار جادو کو عمرو نے مارا اور سارا شہر لوٹ لیا حیرت یہ سنتے ہی چیخین مار کر رونے لگی اور سر پیٹتی ہوئی چلی کہ ہاے لوگو وہ شہنشاہ کا بہت پیارا تھا مین اب کیا افراسیاب کو منہ دکھاونگی اسکی لاش تو بتاؤ کہان ہی کچھ ساحرون نے بتایا کہ بیٹے کے گھر مارا گیا حیرت اسکی طرف چلی لیکن مارے خوف کے گرد اپنے حصار کر لیا اور کوتوال شہر نے دہل زنی کی کہ کوئی خوف نہ کھاے اور اپنے گھر مین باطمینان تمام رہے عمرو عیار کے سوا کوئی اور مخالف یہان نہین ہی اب وہ عیار بھی گرفتار ہوا چاہتا ہی اس آواز کو سنکر عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور بھاگ کر غار مین چلا گیا اور رعایاے شہر نے فی الجملہ تسکین پائی حیرت نے جاکر شعلہ کی لاش اٹھائی اور تخت سحر پر ڈالکر آپ بھی سوار ہوئی ملک اپنا زمرد جادو کے سپرد کیا یاقوت کو اپنے ساتھ لیا اور نالان و گریان افراسیاب کے پاس چلی لیکن اس دوا دوش اور قتل و قمع مین وہ سارا دن تمام ہوا اور دیوشب نے کسوت ظلام اور لباس نیلی فام در بر کرکے سریر سلطنت پر عالم کے غلبہ پایا اور امیر لشکر زنگبار بغرم شب خون خیل و تبار پر علم عباسی بلند فرمایا کہ نظم

چو خورشید تابندہ شد ناپدید	شب تیرہ بر چرخ لشکر کشید
بساط زمین عنبر آلود شد	ز دایاے گردون برآمد دود شد

عمرو لباس شبروی پہنکر غار سے باہر نکلا اور از بسکہ حیرت کے باغ مین قید ہوکر پہلے آچکا تھا اس باعث سے وہ راہ بخوبی جانتا تھا وہین اپنے تئین پہونچایا اور دیوار باغ پر کمند مار کر چڑھا دیکھا کہ تمام باغ مین روشنی ہو رہی ہی اور زمرد مسند پر بیٹھی ہی کئی سو ساحر ارکان دولت اور مشیر سلطنت حاضر ہین کنیزین دست بستہ سامنے کھڑی ہین اور ہر مقام پر پہرے فرد و ہشت عمرد سے بیٹھے ہین اور ترقی خواہ سلطنت اپنی اپنی رائے در باب گرفتاری عمرو پیش زمرد ظاہر کر رہے ہین عمرو یہ سب کیفیت دیکھکر آہستہ سے بدستیاری کمند باغ مین اترا اور درختون کے فرغے مین پوشیدہ ہوکر ٹھہرا اتفاقاً ایک خواص در باغ پر کسی کام کو گئی تھی پھر کر جو آئی قریب سے عمرو کے نکلی عمرو نے جھٹ کمند کے گانٹھ کر اس طرح مارے کہ اسکی گردن مین پڑے کمند کو جو کھینچا وہ چت گری چاہتی تھی کہ غل مچاے عمرو نے جھاپ بیہوشی مار کر بیہوش کر دیا اور وہین بیٹھکر صورت اپنی مثل اسکی شکل کے بنائی اور پیراہن اسکا پہنکر اسکو وہین چھوڑا اور آپ وہان سے بارہ دری مین جہان اور

پرستارین حاضر تھین آکر کاروبار دہان کا کرنے لگا لیکن اسطرف پھرتا جاتا تھا اور پر وانہ
بیہوشی شمعون پر ڈالتا جاتا تھا ایک لحہ مین وہ بیہوشی بلند ہوئی اور سب ساحرون کے دماغ مین
اُسنے سایر کی سیخ زمرد کے مست ہوکر بیہوش ہوے اور کنیزین جو وہان موجود تھین سب بیہوش
ہوگئین عمرو نے دیکھا کہ در باغ سے اندر تک ساحر بعہدۂ نگہبانی بیٹھے ہین اگر ذرا بھی کھٹکا ہوگا تو
یہ سب دوڑ آئین گے اس خیال سے نہایت آہستہ آہستہ زمرد کے پاس گیا اور اُسکو اُٹھاکر اس
مکان کی ایک کوٹھری مین لایا کپڑے اُسکے اوتار کر آپ پہنے اور اُسکی ایسی صورت بنکر ایک
صندوق مین اُسکو بند کر دیا اور آپ باہر نکلکر پانی چھڑک کر حضاران انجمن کو ہوشیار کر کے کہا
کیا باعث ہو کہ تم سب غافل ہو گئے تھے سب نے عرض کیا کہ ہم خود استعجاب مین ہین یہ ماجرا کیا
ہوا زمرد نقلی نے کہا یہ مین نے سحر اپنا آزمایا تھا کہ دیکھون موثر ہوتا ہو یا نہین اب مین سحر
کرونگی کہ عمرو بیہوش ہوگا از خود بیہوش ہو جائیگا ڈھونڈھکر قید کر لونگی یہ سُنکر سب ساحر تعریف
کرنے لگے کہ واہ فی الحقیقت یہ سحر نایاب ہو غرضکہ اب عمرو نے جملہ ساحرون اور پہرے چوکی والون
وغیرہ کو اپنے پاس بلایا اور تاکید تمام ارشاد فرمایا کہ تم سب جاکر تمام مہاجنون اور جوہریونکو
بلا لاؤ ساحر حسب الحکم مہاجنان شہر کے پاس گئے اور اپنے ساتھ لیکر حاضر ہوے ملکہ نے بآہستگی
اُن سے کہا کہ آج رات کو عمرو سے اور ہم سے پھر مقابلہ ہو اُسکو گرفتار کرنا منظور ہو فی الجملہ اگر
عمرو غالب آئیگا تو سارے شہر کے لٹ جانے کا احتمال ہو بنابر اسکے تمھین لازم ہو کہ جو کچھ روپیہ
اپنے پاس رکھتے ہو سرکار مین داخل کرو اگر یہان سے لٹ جائیگا تو ہم اپنے پاس سے دینگے اور
اگر نہ داخل کروگے تمھین اختیار ہو ہم بری الذمہ ہین اس حکم کو سُنکر جو لوگ اس قول پر رہے
کہ روپیہ اپنی گانٹھ کا اچھا ہوتا ہو وہ تو چپ رہے اور باقی جوہری اور مہاجنون نے گھر جاکر
اپنا مال نقد جنس بھیجنا شروع کیا زمرد نقلی نے ایک جگہ سب ڈھیر کرایا اور ملازمین سے کہا
آج میرے پاس آکر شریک صحبت ہون سب بیٹھکر شراب پیین کچھ لحاظ اور ادب میرے سردار
ہونے کا نہ کرین اسلیے کہ شغل میخواری مین بیداری اور حفاظت بخوبی ہوگی جملہ ساحر حسب الامر
حضور مین حاضر ہوے اور ملکہ نے میخانہ طلب کر کے اپنے ہاتھ سے شراب ہر ایک کو تقسیم فرمائی
لیکن آنکھ بچاکر بیہوشی بوتلون مین ملائی جبکہ وہ شراب ساحرون نے پی بیہوش ہوگئے عمرو
نے اول جو مال کہ مہاجنون نے جمع کیا تھا جال مار کر زنبیل مین رکھا اور خنجر بران لیکر ساحران
روسیاہ کے سر کاٹنا شروع کیے باغ مین حیرت کے شعلے بلند ہوئے اور زمانہ رستخیز و شور

قیامت انگیز برپا ہوا افسران فوج سمت باغ دوڑے پلٹنین رسالے ساحرون کے مسلح و مکمل ہوکر دربا غ پر آئے رعیت شہر کی مارے ہول کے گھر چھوڑ کر بھاگی غل ہوا کہ ارے عمرو آگیا کسی نے کہا غضب ہوا کہ حیرت کو مار ڈالا بعض نے کہا حیرت چڈو تو اپنے دھگڑے پاس گئی ہی وہ ہلاک ہوتی تو خوب تھا کہ اس مردار نے عمرو کو یہان لاکر سارے شہر کو قتل کرایا ایک نے جواب دیا کہ زمرد آج سنا ہی کہ قتل ہوگئی فی الجملہ جو جسکی سمجھ مین آتا تھا وہ کہتا تھا اور عورتین فرط خوف سے کنوؤن مین گرتی تھین جنھون نے مال سرکار مین جمع کیا وہ سب سے زیادہ بدحواس ہر طرف پھرتے تھے کہ جب زمرد مرگئی تو ہمارے مال کا نشان کون دیگا اور حیرت کہیگی کہ جب میری وزیرزادی ہی مرگئی تو تمھارا مال کیا اصل کلام شہر مین تو غل و ہنگامہ برپا تھا اور فوج نے آکر باغ کا محاصرہ کیا ساحر اندرون باغ در آئے عمرو نے اتنے عرصہ مین جملہ ساحرون کا فیصلہ کردیا لیکن کوٹھری مین بہر قتل زمرد نہ جا سکا ساحرون کو آتے دیکھا گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا اور باغ سے نکلکر اپنا راستہ لیا ساحرون نے لاشین آکر اٹھائین سارا مکان لٹا ہوا پایا کارگذار ریاست سب مرے پڑے تھے اُنکے عزیز و اقارب چاک گریبان سینہ کوبان لاشین لیکر گھرون کو گئے وہ رات ہر ایک کو روتے پیٹتے گذری گھر گھر کہرام برپا رہا یہان تک کہ جمشید خورشید نے علم فتح و نصرت قبۂ قصر فیروزہ فام فلک پر بلند فرمایا اور شاہ ستارگان نے حجاب ظلمت کو ایوان صفہ سپہر مینا گون سے اٹھایا

کہ نظم

چو از دوہاے سرد صبح تمام		بیک دم طشت مہر افتاد از بام	
عروس آفتاب خوب رخسار		ازین نیلی تتق بنمود دیدار	

عمرو گلی کوچہ شہر کے طے کرکے اپنے غار مین آیا راہ مین ہر مقام پر سناٹا پایا گھرون کے دروازے بند رعایا فراری یہ حال دیکھ کر دل سے کہا ہماری آمد ایسی ہی ہی کہ کوئی آرام سے نہ رہیگا غرضکہ جب غار مین پہونچا فریضہ نماز صبح ادا کرکے تسبیح بدست پشت دیوار سے لگا کر سو گیا اب یہ فتنہ تو سو گیا لیکن ملکہ حیرت تخت سحر پر لاش آسمان شعلہ خوار کی رکھے شل بلاے آسمانی کے پاس شاہ جادوان کے نازل ہوئی اور تسلیم کرکے لاشہ سامنے رکھ دیا اور شل ہر کے اشکبار ہوئی شہنشاہ نے استفسار کیا کہ اے برق رخسار اسکے خرمن حیات کو عمرو نے کیونکر جلایا کیا حادثہ پیش آیا حیرت نے جواب دیا ؎

ہر بن موجون پر طاؤس رقصا ہی بہار		غم کے داغون نے تو مجکو رشک گلشن کردیا	

یہ کہکر با چشم تر جملہ کیفیت بیان کی اور عرض پیرا ہوئی کہ حضور یہان غافل بیٹھے ہین اور وہ عیار سارا طلسم اسی طرح برباد کرے گا اور ہاتھ نہ آئے گا **افراسیاب** نے بھی اس ماجرے کو سنکر دست تاسف ملے اگر خیال کیا کہ حاضران دربار میرے جزع و فزع سے بیدل ہو جائینگے اسوجہ سے ملکہ کو سمجھانا شروع کیا کہ اے ملکہ لڑائی مین جانبین کے لوگ قتل ہی ہوتے ہین اب تم لاش **شعلہ خوار** کی لیجا کر جلادو مین دوسری تدبیر کرتا ہون اور خود چلتا ہون یہ حکم سنکر ساحر لاشہ اٹھالے گئے اور شاہ نے پھر حکم دیا کہ ای **حیرت** مجھے خوف ہی کہ **عمرو** تمھین کوئی زک نہ دے بنابرا سکے اب تم چندے میرے پاس رہو اور مین کسی اور کو اُس شہر کا حاکم کرکے بھیجتا ہون تاکہ گرفتاری **عمرو** کا بخوبی انتظام کرے یہ کہکر سمت فلک سحر پر جھکر جھپٹکا پرنے سحر کے **ظلمات چہار چشم جادو** کو اطلاع دی کہ شہنشاہ یاد فرماتے ہین وہ اپنے مقام سے چلا ادھر شہنشاہ ساحران نے صدا دی کہ اے **ظلمات** جلد حاضر ہوا تنا کہتے ہی ایک ٹڑا قا ہوا اور فلک کی طرف سے وہ ساحر خبیث دیو پیکر اوترا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی موکل جہنم ہی بمصداق فرد

از کجا پیدا شد آیا این بلائے ناگہان	زین بلائے ناگہان ما را خدایا وارہان

چار آنکھین مثل تنور کے روشن تھین اور شعلہ خیزی مین مثل گلخن تھین کریہ منظر ایسا تھا کہ نظم -

چو بنمودے بہ وقت خشم دندان	اشدے از ہیبتش چون آب سندان
دو چشمش چون دو کانون پر آذر	دہانش ہمچو غارے پر ز خنجر

جب شہنشاہ کو اُسنے سلام کیا اُسنے حکم دیا کہ مین نے تجکو ملک ملکہ **حیرت** کا بادشاہ کیا لیکن اس شرط سے کہ **عمرو** وہان ہی اور کسی کے ہاتھ نہین آنا ہی تم اُسکو گرفتار کرکے میرے پاس بھیجو تمھین حکومت وہان کی مبارک ہو یہ کہکر خلعت ریاست اُسکو عنایت فرمایا وہ ہنوز جا نہ چکا تھا کہ چند ساحر طالان و گریان حاضر ہوئے اور عرض کنان تھے کہ زمرد کا کہین پتہ نہین ملتا اور **عمرو** نے اکابران شہر کو مارا مہاجنون اور جوہریون کا دوالا نکال دیا مفصلاً سب حال جب وہ عرض کر چکے **حیرت** رونے لگی کہ نہین معلوم **عمرو** نے وزیرزادی کو میری کیا کیا **افراسیاب** نے اسکے رونے سے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ کوٹھری مین صندوق کے اندر زمرد بند ہی اور **عمرو** غار مین اسوقت سو رہا ہی شہنشاہ نے کہا اسوقت کوئی اگر آجاتا تو **عمرو** بآسانی گرفتار ہو جاتا کیونکہ سو رہا ہی یہ کہکر چاہا کہ چلاسحر کا روانہ کرون لیکن **ظلمات** نے عرض کیا کہ حضور مین جاتے ہی اُس مفتری کو گرفتار کرکے بھیجدون گا **چلا** اگر بھیجے گا تو پھر میرے جانے کی کیا ضرورت ہی شاہ اس کے عذر کرنے سے تامل پذیر ہوا

اور حیرت نے یاقوت کو ساتھ کیا کہ جاکر زمرد کو صندوق سے نکالے غرض کہ ظلمات اژدر خونخوار پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ شہر حیرت مین پہونچا یاقوت نے تمام افسران فوج سے کہا کہ حکم شہنشاہ ہی بجائے حیرت اِنکو حاکم جانتا افسران فوج نے سر جادہ انقیاد پر رکھا اور اُسکو ہمراہ لیکر دارالامارت شاہی مین آئے تخت پر بٹھایا بارہ ہزار گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے مشعلین روشن ہوئین عنبر و مشک و عود و لونگ کا بخور ہونے لگا شعلے اُٹھنے لگے عطردان سامنے رکھے گئے نذرین گذرنے لگین ارباب نشاط حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا دور جام سے سرخ آغاز ہوا کہ مثنوی

یکے معتبر جشنے آراستند	گلستان عشرت بہ پیراستند
مغنی چو دہرہ برا شگرے	صراحی درخشندہ چون مشتری
بقانون نوائی طرب گشتہ راست	نبوے کہ طبع فریبندہ خواست

تمام شہر مین دہل زنی ہوئی اور دہائی پھری جارچی نے ندا دی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم ظلمات چار چشم کا جو حاکم وقت کی اطاعت نکرے گا گردن مارا جائیگا سزا پائیگا حیرت معزول ہوئین اب ظلمات یہان کا حاکم ہی ڈھنڈھورے کی آواز سے عمرو کی بھی آنکھ کھلی گلیم اوڑھ کر باہر آیا تمام شہر مین رونق پائی نئے حاکم تخت ہونے کی مسرت بے اندازہ دیکھی شہر کی دوکانین خوش سے عمرو کے بندھین اس جشن کی خوشی مین ہار پھول والے اور تنبولی اور خوشبو ساز وغیرہ نے دوکانین کھولی ہین اور گہنا ہار بدھی طرہ وغیرہ ڈالیان ہر قسم کی لگا کر دارالامارت شاہی کیجانب لیے جاتے ہین عمرو بھی صورت اپنی تبدیل کرکے انکے ساتھ چلا اور دارالامارۃ شاہی مین پہونچکر ٹھہرا دیکھا جن لوگون نے ڈالی پیش کش کی اُنکو اشرفیان انعام مین ملین عمرو کو اشرفیان دیکھکر لالچ آیا اور فکر عیاری کرنے لگا لیکن ظلمات جب بخوبی حاکم ہوچکا اُسوقت اُسنے حکم دیا کہ ایک مکان نہایت عمدہ چارسوق بازار مین میرے رہنے کے لیے خالی ہو اور اُس عمارت مین چار سمت کو دیکھ سکون تاکہ جسطرف وہ عیار ہو میرے بھرسے از خود چلا آئے حسب الحکم کارپردازان مملکت نے ایک بارہ دری نہایت پرتکلف فرش ملوکانہ اور اسباب شاہانہ سے نافغہر مین آراستہ کردی مسند ہائے مغرق بچھادین پلنگڑیان جواہر کار لگوادین جب تمام رات درستی ہوچکی ظلمات کو اطلاع دی وہ دن بھر حکمرانی مین مشغول رہا جسوقت کہ منتظم روزگار نے پردہ مشکین شب جہان مین لٹکایا اور چراغ ستارگان ہفت منظر کاخ افلاک فیروزہ فام مین روشن ہوے ماہ منیر زیب گیر سپہر ہوا کہ نظم

شبے چون روے زنگی در سیاہی	رسیدہ رنگ شب تا پشت ماہی

رواق چرخ اخضر گشت تاریک		فروزان شمع در فانوس باریک	

ظلمات مع چار ہزار ساحران نامی کے اس مکان عالیشان مین آیا عمرو بھی بہ شکل مبدل وہان پہنچکر ٹھہرا ایمان ظلمات نے حکم دیا کہ خاصہ حاضر کرو تاکہ اکل و شرب سے فارغ ہوکر سحر خوانی مین مصروف ہون حسب ارشاد بکاولون نے طعام لذیذ انواع و اقسام کا موجود کیا اور دسترخوان اطلس رومی کا بچھایا اُسپر گرد ہاے نان کہ مثل قرص قمر کے افق منور تنور سے طالع ہوئی تھین رکھین اور قفلیان شیر برنج کی جو ماہتاب کی قفلی کو اپنے روبرو مسرور بناتی تھین چن دین نان آفتابی گرما گرم پنجہ آفتاب سے گرتی تھین اور نان ہوائی خاطر کو فتگان ہوا و ہوس بڑھاتین کہ قطعہ

فراز منیر خباز قرص گرد پنداری		کہ خورشید جہانتاب است لغزیدہ از گردون	
تنور نانوا نار خلیل اللہ را ماند		کزو ہر لحظہ آید تازہ نانے ہمچو گل بیرون	

بعدہٗ ترتیب سفرہ گستری ظلمات مع رفقا کے کھانا کھانے لگا اسوقت عمرو نے خوان کھانے کے اندر قصر کے جاتے دیکھکر تجویز کیا کہ اسوقت ظلمات کھانا کھائے گا یہ معلوم کرکے اپنی صورت مثل ایک رکابدار کے گوشے مین ٹھہرکر بنائی یعنے سر اپنا مونڈکر ٹوپی چوگوشیہ پہنی اور لنگی زانو تک کی باندھی پانون مین بڑی لوک کا جوتہ پہنکر دوہرکمر سے لپیٹی اور تھال ہاتھ پر رکھا مرزائی کمر تک کی زیب قامت فرمائی تھال مین سموسے اور مٹھائی کے جانور بنے ہوے لگائے ایک ایک سموسے سو سو پرتین اس طرح بنائین کہ ایک پرت اٹھاؤ سو پرت الگ الگ ہوجائین اور پھر ملی رہین تکلف یہ کہ ایک پرت سلونی دوسری چاشنی و تیسری میٹھی چوتھی بالکل ترشی سی طرح سو پرت کا الگ الگ مزا اور ذائقہ و لذت ہو اور کھلے اس ترکیب سے ایک سو پرت کے بنائے کہ ہر پرت مین شیرہ انگور کا بھرا تھا نہایت عمدہ کہ ذائقہ اُنسے ٹپکتا تھا لوزات اور فواخین پنجہ نگار مین لعبتان چین و چگل کو شرماتی تھین اچار و مربا وہ لذیذ کہ پھانکین اُسکی چشم عشوہ گران نمکین کو اپنے اوپر لبھاتی تھین در بہشت آب و تاب مین حقیقۃ دریاے بہشت کے جواہرات کہ غیرت بخش تھا پھپے کا کھلے اور سموسون وغیرہ پر نقش تھا کہ نظم

رقم اُسکی اگر کردن مین صفات		بنے ہر ایک سطر شاخ نبات	
ایسا خوشرنگ، تھال ہاتھ مین تھا		طشت مہر فلک سے اچھا تھا	
لوزین برفی کی خوشنما ایسی		بے خریدے نہ چین آئے کبھی	
در بہشت اس طرح کی عمدہ تھی		آنکھ پڑتی تھی جسپہ حوردن کی	

ایسا پیڑا کہ ٹوٹے ہو نٹھون سے نکتیان تھین ورق کی یا مالے		دانت مین بھی ذرا نہ وہ چپکے زہرہ و مشتری شکر پارے	

غرضکہ اس طرح کے پکوان اور مٹھائی آراستہ کر کے سب کو زہر آلود کیا اور وہ سم قاتل اس مین ملایا کہ جسکے سونگھنے اور دیکھنے سے انسان پانی ہو جائے اور کسی تریاق سے صحت نہ پائے یہ تدبیر کر کے تھال ہاتھ پر رکھے اندر قصر کے آیا اور ظلمات کو سلام کر کے تھال سامنے رکھدیا اُسنے دیکھا کہ جانور سبز و سرخ تھال مین رکھے ہین اور خوشے انگور کے ایسے ہین کہ ابھی گویا ڈالی سے ٹوٹے ہین کھجلے کی پرتین الماس کی ظاہر ہوتی ہین ایسی آب و تاب رکھتی ہین یہ دیکھکر سب ساحر تعریف کرنے لگے اور ظلمات نے پوچھا کہ لے رکابدار تو کیا ملکہ حیرت کا ملازم ہی رکابدار نے عرض کیا کہ مین دھین دھوکڑ اللہ بیان کا نوکر ہون اور کسی کا نوکر جا کر نہین اور مجھے نوکر کون رکھ سکتا ہی میرا سودا غریب کھاتے ہین اور غریبون ہی سے ایک دو روپے مجکو ملجاتے ہین امیر کا تو نام ہی نام سُن لو بموجب مثل اونچی دوکان پھیکا پکوان اور بمقتضاے رباعی

نا فہم امیرون سے بڑا ہی بالا وہ آپ تو کھالین تمھین کیا دینگے کھ		ہر دم کی خوشامد نے غضب مین ڈالا رزاق کوئی اور ہی دینے والا	

آج آپ ایسے قدر دان کی بخشش کا شہرا سنکر اپنی جورو کا گھنگرو بین گانٹھ کر کے یہ مٹھائی وغیرہ بنا لایا اب قدر شناسی حضور کے اختیار مین ہی ظلمات اس تقریر کو سُنکر ہنسا اور کہا تو بڑا صاف گو ہی کیون نہو اپنے فن مین تو کامل ہی اور کاملین نازک مزاج عالی دماغ ہوا کرتے ہین یہ کہکر کئی اشرفیان انعام دین اور تھال سے تھوڑا پکوان اور مٹھائی لیکر خوان مین لگائی توڑے زربفت خوان پر ڈالکر یاقوت کو طلب کیا یاقوت جب سے آئی ہی زمرد کو صندوق سے نکالکر ذکر معزولی حیرت کر رہی ہی اسکے طلب کرنے سے دونون حاضر ہوئین اُسنے کہا یہ خوان اپنے ساتھ خدمت شہنشاہ مین لیجاؤ اور میری جانب سے عرض کرنا کہ یہ مٹھائی بھی یادگار زمانہ ہی حضور ضرور بالضرور نوش فرمائین ملکہ حیرت کو بھی کھلائین زمرد اور یاقوت دو خوان تخت سر پر رکھکر سمت شاہ طلسم چلین اور اُسنے باقی خیر سنی دسترخوان پر جو لوگ بیٹھے تھے اُنکو بھی دی اور آپ بھی کھائی ہر طرف سے شور تحسین و آفرین نسبت رکابدار کے بلند ہوا اور رکابدار جھک جھک کر سلام کرنے لگا اسمین ایک شخص نے کہا میان رکابدار تمھارا نام کیا ہی رکابدار نے جایا کہ فدوی کو اُستاد حرب دست کہتے ہین اور پکارنے کا نام خورد برد ہی لوگون نے کہا دونون نام اسم با مسمے ہین کیا کہنا ایک نے کہا دیکھیے یہ مٹھائی

کے طائر کیا عمدہ بنائے ہین دوسرا بولا کہ کیون میان چرب دست ایسا جانور بھی بنا سکتے ہو جو اڑ سکے رکابدار نے کہا جناب آپ کو وہ مرغا بنا کر دکھلاؤن جو گھر تک اڑتا ساتھ جاے اس کلام پر سب نے قہقہہ لگایا کہ میان چرب دست بڑے ظریف معلوم ہوتے ہین ظلمات نے کہا جواہر مین تولنے کا آدمی ہی لیکن ایسا شخص اور مخلوک رہے افسوس سچ ہی ؎

اگر بہر سر مویت ہنر دو صد باشد	ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد

غرضکہ ایسی ہی باتین بنا بنا کر وہ سب پکوان اور مٹھائی کھا گئے بعد فرغ دسترخوان اٹھا ہاتھ مُنھ دھوکر سب نے گلوریان کھائین بیجوان پینے لگے اور ظلمات نے رکابدار سے کہا مین پانچسو روپیا ماہوار کا تجکو نوکر رکھتا ہون بشرطیکہ تو منظور کرے رکابدار نے کہا اگر آپ بچ جائینگے اور زندہ رہینگے تو مین نوکری کرونگا سب نے یہ سُنکر کان کھڑے کیے اور پوچھا کہ یہ تو نے کیا کہا اُسنے جواب دیا کہ حضور عمرو کو پکڑنے آئے ہین اور وہ نہایت مکار ہی اسوجہ سے مین نے یہ عرض کیا کہ آپ اس مہم سے فراغت کرلین یہ کہکر سلام کرکے وہان سے رخصت ہوا اور آکر کلیم اوڑھکر ٹھہرا کہ دیکھون پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی ادھر زہر نے ظلمات وغیرہ کے جسم مین تاثیر بخشی سر پھرنے لگا اور جی متلایا چاہا کہ پلنگ پر جاکر آرام کرون لیکن اٹھا نہ گیا اپنے رفیقون سے کہا کہ مجھ سے اٹھا نہین جاتا ہی تم بغلون مین ہاتھ دیکر پلنگ پر لٹا دو ساحرون نے دل مین کہا کہ ابے اور بہت سا کھا جا اور اسکی بغلون مین ہاتھ دیکر چھپر کھٹ مین لٹا دیا اُسنے پوچھا کہ کیون بھئی مین کچھ زیادہ کھانا کھا گیا ہون لوگون نے براہ خوشامد عرض کیا نہین خداوند بچے اس سے زیادہ زیادہ کھا جاتے ہین آپ نے کھایا ہی کیا ہی ظاہر مین تو یہ کہا اور آپس مین گرم سخن ہوے کہ بھڑوے نے ایسی نعمتین دیکھی تو کبھی تھی نہین مارے ہوکے کے سیرون نگل گیا اب نخرے کرتا ہی اسکے لیے چورن چاہیے ہی کہ مثنوی

مایۂ عیش آدمی شکم است	تا بتدریج میرود چہ غم است
گر بہ بندد چنان کہ نگشاید	گو دل ار مہر برکند شاید
ور گشاید چنانکہ نتوان بست	گو بشو از حیات دنیا دست

ادھر تو یہ کیفیت ہوئی اور ادھر جن لوگون نے کہ پکوان کھایا تھا وہ بھی لوٹنے لگے اور بیہوش ہوئے بعض کو دست آنے لگے بعض کا پیٹ پھولا ظلمات کا بھی پیٹ پھول کر دامہ ہوگیا اور زبان اینٹھ گئی ملازم وغیرہ دوا علاج کو دوڑے ہر طور دوا دوش کرنے لگے لیکن وہان کام تمام ہوگیا یعنی کئی سو ساحر بہ ظلمات پانی کی طرح بہہ گئے اور ہلاک ہو گئے انکے مرتے ہی غلغلہ

عظیم برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے رعایاے شہر بدحواس ہوے اور منتظم لوگ وہ ایوان شاہی چھوڑکر بھاگ گئے عمرو ساحر کی صورت بنکر اندر قصر کے آیا اور جال مارکر تمام اسباب دہان کا مع فرش اور شیشہ آلات وکرسی ومیز وغیرہ زنبیل مین رکھا ساحرون کے لباس اور جھولیان اور دھوتیان وغیرہ اوتارکر اپنا راستہ لیا جو دوکان راہ مین ملگئی اسکو لوٹا جو راہگیر راستے مین ملا اسکو قتل کیا ایک لمحہ مین آفت برپاکردی ساری رونق خاک مین ملادی دوہائی تہائی مچ گئی شہر مین ہر سمت کو اندھیرا گھپ ہوگیا آپ رات بھر لوٹتا پھرا کوتوال بھی مارے ڈر کے کوتوالی سے بھاگ گیا اسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور عیار زرین رائے آفتاب کمند شعاع لیکر شہر مینو سواد ومینارنگ شہر مین آیا اور شب تیرہ رونے منھ چھپایا کہ نظم

فرورخیت زرچرخ گوہر فروش در مہر بکشا وگردن سپہر	زبازار گردون برآمد خروش بیا راست روے زمین را سپہر

عمرو دم سحر غار مین اوتر گیا اور نماز سحر ادا کر کے خاموش بیٹھا دل سے کہتا تھا کہ نظم

مین وہ قانع ہون اگر پھینکدون کہنہ پاپوش	رہین افسر کی طرح قیصر وخاقان سر پر

اس گوشہ قناعت مین وہ روزی رسان خلق بھیجین سب پہونچا جائیگا غرضکہ یہ تو یہان ہین مگر ذکر سنیے کہ زمرد اور یاقوت وہ پکوان اور شیرینی لیے خدمت شہنشاہ ساحران مین پہونچین اور تسلیم کر کے تمہال سامنے رکھا سارا حال بیان کیا افراسیاب سطح کا نایاب پکوان دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کہا ای ملکہ حیرت یہ تمہارے رکابدار نے پکایا ہی تم اتنی مدت تو وہان حاکم رہین ہمکو ایسا پکوان نہین بھیجا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ میرے رکابدار کو یہ لیاقت نہین جو ایسا پکوان پکائے زمرد نے عرض کیا کہ مین نے سنا ہی کہ اس رکابدار کا نام استاد چرب دست ہی اور نوکر کسی کا نہین ہی شاہ طلسم نے یہ سنکر ایک ڈلی مٹھائی کی لیکر چاہا نوش کرے مصور نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ہمنے کبھی چرب دست کا نام بھی نہین سنا وہان عمرو موجود ہی ایسا نہو یہ اسکی کارسازی ہو سرمایہ وزیر نے مصور کے کلام کی تایید کی کہ حضور ہمنے ہزار ہا روپیہ خراب کیا پکوان پکوایا لیکن اتنی پرتون کا کھجلا نہین دیکھا افراسیاب نے کہا عمرو کیا باورچی ہی جو تم اسکی جانب ایسا خیال کرتے ہو سرمایہ جوابدہ ہوا کہ وہ عیار ہی سب کامون مین دخل رکھتا ہی آپ کتاب جمشیدی دیکھیے حال کھلجائے گا افراسیاب نے سب کے کہنے سے کتاب منگوا کر دیکھی لکھا تھا کہ یہ سب کام عمرو کا ہی اور اس نے ظلمات کا کام تمام کیا اگر اس مٹھائی کی ایک ڈلی تو کھا لیتا تو مرجاتا کبھی ایسی غفلت نکرنا یہ عبارت

کتاب سے دیکھکر شہنشاہ فرط غضب سے تھرانے لگا اور مٹھائی وغیرہ کا حکم دیا کہ زمین مین دفن کردو بمجرد حکم مٹھائی زمین مین دفن کردی اور شاہ نے ایک نامہ لکھکر سحر کے پتلے کو دیا کہ دانائے جادو کے پاس لیجاے پتلا لیکر چلا اور پہاڑ کے درے مین کہ وہین دانائے جادو رہتا ہی پہونچکر نامہ اسکو دیا اسنے نامہ کو آنکھون سے لگایا اور سر پر رکھا پھر کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ اے دانائے جادو تم ہمارے پاس بہت جلد آؤ کہ ہم سوار ہوا چاہتے ہین یہ مضمون پڑھکر تخت پر دانا سوار ہوا وہ تخت عقیق زرد کا تھا اب جو بلند ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب نکلا ہوا ہی غرضکہ بعد لمحہ کے خدمت شاہ مین پہونچا تسلیم کی اور نذر دی شاہ نے اسکو خلعت دیا اور کہا اے دانا کئی روز سے عمرو ملک حیرت مین ہی تم میرے ساتھ چلو اور اسکو گرفتار کرو دانا نے عرض کیا غلام حاضر ہی اچھا تشریف لے چلیے یہ سنتے ہی شہنشاہ نے سواری مانگی تخت سحر حاضر ہوا اسی تجمل و شوکت سے جیسا کہ اول ذکر کیا گیا سوار ہوکر مع حیرت اور مصور اور دانائے جادو وغیرہ کے روانہ ہوا اور سواری اسکی ایک درہ کوہ کے سامنے پہونچی اس درے مین بالکل اندھیرا تھا شاہ جادوان نے سحر پڑھکر دستک دی اور پکارا کہ اے ماہ جادو روشنی کر اس کہنے سے دو چاند تاریکی مین فوراً نکل آئے اور دور تک روشنی ہوگئی سواری اس اندھیرے سے آگے بڑھی اور کچھ دیر نہ گذری تھی کہ شہر حیرت مین پہونچ گئے حیرت نے کہا اے شہنشاہ مین کبھی اس راہ سے نہین آئی آپ بہت جلد تشریف لائے افراسیاب نے جواب دیا کہ یہ راہ طلسمی ہی سوا ے میرے کوئی ادھر نہین آسکتا غرض کہ باتین کرتے ہوے جب داخل شہر ہوے رعایاے شہر وا کابران مملکت مسرور و شادان لینے کو آئے اور شہنشاہ جادوان کے گرد پھرے اور عرض کرتے تھے کہ اے شہنشاہ ہمارے گھر لٹ گئے اور ہمارے عزیز مارے گئے ہم برباد ہوگئے آج ظل عاطفت و امان آپ نے ہمپر ڈالا ہی یقین ہی کہ ہم اپنی داد کو پہونچین اور اپنے دشمن بدانجام کو ذلیل و خوار گرفتار عذاب الیم مین دیکھکر خوش ہون گے بعجوا قطعہ

شاہا غم رعیت بیچارہ میخوری		اینست رسم قاعدۂ دادگستری	
از حال بیکسان نظر لطف وا مداد		کز تاج و تخت و دولت و اقبال برخوری	

افراسیاب نے ہر ایک کو تسکین دیکر لاسا دیا اور دارالامارۃ شاہی مین آیا ملازمین نے لاشین ساحرون اور ظلمات کی اٹھائین مکانات شاہی پاک و صاف کرکے آراستہ کردیے شہنشاہ نے حکم دیا کہ منادی کیا کرے کہ سب اہل شہر دروازے اپنے اپنے اور دوکانین کھولین کسی طرح کا خوف نہ کرین جو مال انکا تلف ہوگیا ہی یا اب ہوگا وہ سرکار سے دیا جاویگا اور عمرو گرفتار ہوکر سزا پائیگا حسب الارشاد

منادی نے اہل شہر کو مژدۂ طرب سنایا فی الفور دوکانین کھلین رونق کاروبار آغاز ہوئی ہر طرف آرایش وزیبائش تھی اور چہل پہل لوگ کرنے لگے کہ بمقتضاے مصرعہ نئے سر سے آئی چمن مین بہار شہنشاہ نے ملکہ کو بکڑ کر دوبارہ تخت پر بٹھایا حیرت نے مسکرا کر کہا بیت

نکالا غیر کو گھر سے بلایا یار نے مجکو		مری سرکار مین ہر روز برطرفی بحالی ہی	

شاہ جادوان نے جواب دیا کہ ای ملکہ تم اس عزل ونصب سے ناراض نہو تم میری جان ودل کی مالک ہو اور سارے طلسم کی حاکم ہو لیکن برائے مصلحت کار جب کبھی ایسا اتفاق ہو تو آزردہ ہونا مناسب نہین حیرت نے یہ عذر سنکر شرما کر بجا کر آنکھون کو گردش دیکر سر جھکایا شاہ اس ادا پر ہزار جان سے نثار ہوا ؎

نگارے دلفریبے جانگدازے		پری پیکر بتِ عاشق نوازے	

قصہ مختصر ایوان سلطنت نے زرین دین اور باغ مین جلسۂ انبساط کی بنیاد کی شہنشاہ مع رفقا کے باغ مین حیرت کے آکر زیب دہ تخت حکومت ہوا تاج ہونے لگا نظم

کردہ بہ ترانۂ دل آویز چون گوشۂ عود ساز کردے		بازار نشاط وعیش را تیز تا ہید دو گوش باز کردے	

اسی عشرت وطرب مین مصروف تھا کہ یکایک ایک پنجہ نے نامہ لاکر ہاتھ مین دیا شاہ جادوان نے پڑھا ماہی زمرد رنگ نے لکھا تھا کہ ای برخوردار سعادت آثار میرا جی تیرے دیکھنے کو چاہتا ہی لازم ہی کہ میرے پاس آکر اپنے دیدار فرحت آثار سے سرور کر دا فراسیاب نامہ پڑھکر گویا ہوا کہ اے دانائے جادو مین سمت پردہ ظلمات اپنی نانی جان کے پاس جاتا ہون تم ایسا نکرنا کہ مثل ظلمات کے بکوان کے لالچ مین اپنی جان دے دو بلکہ اسیوقت عمرو کو گرفتار کرکے قتل کرو اور اے ملکہ تم بھی غفلت کو کام نفرمانا جسوقت وہ عیار دغا شعار گرفتار ہو فوراً سر کاٹ ڈالنا غرضکہ نہایت طریقہ تحزم واحتیاط تھا یش کرکے سوار ہوکر روانہ ہوا اسکی روانگی کے بعد دانا نے تدبیر سحر خوانی کی اور تھوڑی مٹی لیکر اپنے جسم کے خون سے گوندھ کر ایک پتلا بنایا اور پیٹ مین پیتلے کے پیر سحر کا بٹھایا کہ وہ پتلا زندہ ہوکر بولنے لگا اُس سے کہا کیون اُستاد عمرو سے لڑنے کو کیا کہتے ہو پتلے نے جواب دیا کہ عمرو سے مقابلہ کرنیکو ایک حصہ سحر تو دس حصہ عقل چاہیے اُسکا مقابلہ اچھے اچھے نہین کرسکتے تم بیچارے کیا ہو مجھ سے کہو تو کرۂ نار سے آگ لے آؤن اور تحت الثرے سے مٹی لاؤن لیکن عمرو کو نہین لاسکتا باوجودیکہ وہ غار مین بیٹھا ہی اور مین جانتا ہون مگر یہ مجال نہین جو وہان جاؤن یہ تقریر

سنکر دانا مایوس ہوا کہ میرے سحر نے جواب دیا اب کوئی افسون نہ چلے گا اور عمرو گرفتار ہوگا سحر کے تیر بھی ہار چکے اور جوگیون کے چھکے چھوٹ گئے عمرو بلاے بے درمان ہی اسی تردد مین فکر کرتے کرتے اسکے ذہن مین آیا کہ عمرو لالچی اور مرد طماع ہی اُسے لالچ دیکر گرفتار کرنا چاہیے زر و جواہر کا دانہ دام تزویر مین بچھا کر اُس مرغ زیرک کو پھانسنے کہ بمقتضاے قطعہ

چون بہ قوت حریف خصم نہ	حیلہ و مکر را ز دست مدہ
کہ بہ حیلت کمان قوت را	بتوانے کہ بگسلانے زہ

حاصل مرام ایک مکر تازہ سوچکر حکم دیا کہ میرے لیے ہوادار حاضر کرو تاکہ سوار ہوکر شہر کی سیر کرونگا اور رعایا تمام پریشان و برباد ہی کئی بار لٹی ہی اس سبب سے اشرفیان اور جواہر گلی کوچون مین لٹاؤن گا حکم دیتے ہی ملکہ حیرت کے کہار وردیان زرق برق پہنے مچھلیان اور تمغے پیٹھ پر اور شانون وغیرہ پر لگاے ہوادار جواہر کا کندھے پر اُٹھائے حاضر ہوگئے اُسنے بہت سے توڑے اشرفیون کے اور بہت سے صندوقچے جواہر کے کہارون کے سر پر رکھوائے اور کچھ توڑے وغیرہ ہوادار پر اپنے آگے رکھکر سوار ہوا اور اُس پتلے کو جو اپنے خون سے ابھی بنایا تھا ہمراہ لیا پتلا ہوادار کا پایہ پکڑے باتین کرتا ہوا چلا جسوقت بیچ شہر مین پہونچا دونون ہاتھون سے مٹھیان بھر بھر کر زر و جواہر پھینکنے لگا محتاجین کا ہجوم ہوا اور اس عطیۂ بیکران کو دیکھکر تمام اہل شہر مثل مور و مگس جمع ہوگئے اور ہر کہ دمہ دامن آرزو پھیلا کر سر راہ آکھڑے ہوے ہر شخص گوہر کی امید مین صدف وار منھ کھولے کھڑا تھا اور ہر ایک چشم امید و حسرت سے آنکھین اُسی سمت لگائے ٹکٹکی باندھے تھا ایک شور بپا تھا کہ قطعہ

ہم گنج دارے ہم خدم ہم ملک داری ہم حشم	بیرون نہ از خلوت قدم بربام عالم زن علم
رخ جانب مقصود کن ہمدرد ما بودی کن	احباب خوشنود کن پروار از دل بار غم

عمرو کے کان مین شور و غل کی صدا جو پہونچی گلیم اوڑھ کر غار سے باہر آیا عجیب ماجرا دیکھا کہ ایک ساحر ہوادار پر سوار ہی اور مٹھیان بھر بھر کر اشرفیان اور جواہرات چارطرف پھینکتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ سنہرے رنگ کا مینھ برس رہا ہی یہ دیکھتے ہی عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا اور دل سے کہا اس رقم بالائی کو لینا چاہیے ہر چند کہ عقل مصلحت سنج نے سمجھایا کہ یہ تمھارے ہی لیے جال بچھایا گیا ہی اور کنوان خس پوش ہوا ہی عاقل ایسے مال پر لعنت بھیجتے ہین اور جادۂ قناعت سے قدم باہر نہین رکھتے ہین خبردار آگے نہ بڑھنا جہان کہین گل ہی وہان خار ضرور ہی پر آزار ہی اور جہان گنج ہی وہان مار زہردار ہی کہ مثنوی

ہرچہ کہ روزیست رسد در زمان پس زپے آنچہ نخواہد رسید		آنچہ نباشد نہ رسد بے گمان رنجش بیہودہ چہ باید کشید	

ہرچند عقل دوراندیش نے ممانعت فرمائی لیکن بمصداق ع بدوزد و طمع دیدۂ ہوشمند + عمرو اشرفیان دیکھکر کب کسی کی سنتا تھا دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ فرد

مکن بغصہ شکایت کہ در طریق طلب براحتے نرسید آنکہ زحمتے نہ کشید			

ڈرنا کاہے کا چلو بھی اتنا مال مفت ہاتھ سے جاتا ہی تمھارا کوئی کیا کرلے گا کہ قطعہ

ہرکہ آسودگے و راحت جست وان کہ ترسید از جفاے خمار		دل خود را زبخت شاد نکرد قدح بادۂ مراد نخورد	

ایسا کچھ سوچکر بہت جلد صورت اپنی ساحر کی ایسی بناکر اُس گردہ ساحران مین جولوٹ رہے تھے اپنے تئین پہونچایا اور جیسے ہی دانا نے زر و جواہر پھینکا جال ایسا سی مارا کہ جو لوگ لوٹنے کو گرے تھے انکی پگڑیان اور لوٹیان تک مع مال کے جال مین آگئین جو شخص کہ زمین سے مٹھی باندھکر سیدھا ہوا اور خیال اسکے کہ میری مٹھی مین زر و جواہر ہی ہاتھ کھولا اُسی وقت بمصداق بیت فلک سے آج تک پایا نہ کچھ خاک + یلیگی ایکدن مٹی زمین سے + سواے خاک کے کچھ نہ پایا حیران وار دیکھنے لگا کون لے گیا اور تپلا جو دانا کے ساتھ تھا اُسنے بھی دیکھا کہ ابکی کسی نے کچھ نپایا یہ دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ عمرو وہی اور دانا سے جادو بھی دمبدم پوچھتا جاتا تھا کہ عمرو لوٹنے آیا کہ نہین ابکی تپلے نے اسکو چپکے سے تپلایا کہ جلدی جلدی اشرفیان پھینکو عمرو آیا یہ سنتے ہی اُسنے دو توڑے مُنھ کھول لٹاے کہ لو بھائیو لوٹو ساری خلقت مٹھیان باندھکر زمین پر گر پڑی اور عمرو نے بھی جھک کر جال مارا تپلے نے جال مارتے ہی دیکھکر اسکو بخوبی پچانا اور ہنوز عمرو سیدھا نہ ہوا تھا کہ تپلا جست کرکے گردن پر سوار ہوا پھر تو بمقتضاے مصرعہ مرغ دانا پھنس گیا دانہ کی خاطر جال مین + دانا جادو نے جب تپلے کو گردن پر سوار دیکھا ہنستا ہوا وہان سے ہوا دار پھر واکر باغ مین حیرت کے پاس آیا اور تپلا عمرو کو گھوڑا بناے ایڑ لگاتا باغ کی طرف چلا عمرو نے ہرچند چاہا کہ جال ماردین لیکن ہاتھ نہ اُٹھ سکا اگر اور سمت جانے کا قصد کیا وہ بھی ممکن نہ ہوا ناچار سمت باغ چلا اور دل سے کہتا تھا کہ آفت مین تجکو حرص نے پھنسایا اور کبھی دل مضطر کو تسکین دیتا تھا کہ گھبرانا نہ چاہیے مارا نہ جاؤن گا خدا مالک ہی فرد

مردے باید کہ از بلا نہ گریزد وز بہر کسے از سر جان برخیزد			

اسی طرح قریب پہونچا اور ادھر دانائے جادو کو ہنستا ہوا دیکھکر حیرت نے کہا تم تو اسقدر شاد آئے ہو جیسے عمرو کو پکڑ لائے اُسنے جواب دیا کہ افضال سامری سے ایسا ہی کچھ ہو جیسا ای ملکہ آپ فرماتی ہین حیرت کو اسکے کہنے کا یقین نہ آیا یہ باتین ہی تھین کہ تیلا عمرو کو اندر باغ کے لایا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر کی گردن پر تیلا سوار ہنکاتا ہوا لا رہا ہی حیرت نے اُس ساحر سے پوچھا کہ تو کون ہی عمرو نے کہا مین خداوند لقا کا نوکر ہون خداوند کا ایک عقاب رات کو زمین پر گر پڑا تھا اسکو ڈھونڈھنے مین یہان آیا ہون تیلا یہ تقریر سُنکر بولا کہ ای ملکہ آپ اسکے فقرے مین نہ آیئے گا یہ عمرو ہی ہین نے خوب پہچان کر گرفتار کیا ہی یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ لگا باغ پر آکر برسنے لگا عمرو پر جو بوندیان پڑین رنگ و روغن جسم پر سے دفع ہوگیا اور صورت اصلی نکل آئی حیرت شکل دیکھتے ہی پکاری کہ کیون عمرو پھر ہم ہمین ہین اور تو ایک عیار ناچیز ہی اب تجکو ثمرہ اپنی مکاری کا ملے گا کہ بقول شخصے بیت بدمے کنی و نیک طمع مے داری + خبر بد بنود سزاے بدکاری + اسوقت کس حال مین اپنے تئین پاتا ہی عمرو نے جواب دیا کہ مصرعہ چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است + ای حیرت تجھ ایسی لچیان ہزار دن مین نے مار ڈالین ساحر شمشمش کو مارا دمامہ کا سر اونچا رہا اب تیری اور افراسیاب کی باری ہی یہ کلام جو اہل دربار نے سُنے گھبرائے کس لیئے کہ عمرو کی حرکتون سے بخوبی واقف ہین کہ جب وہ قید ہوکر آیا ہی ساحرون کو ذلیل اور قتل کرکے چلا گیا ہی اُسوقت بعض گویا ہوے کہ سیان آج پھر کوئی آفت آیا چاہتی ہی یہان سے چلو ایسا نہو کہ ہماری داڑھیان مونڈین اور ذلت کے ساتھ ہلاک کیے جائین ایک نے کہا دانائے جادو گرفتار کرکے تو عمرو کو لائے ہین مگر اب زندہ رہین گے تو ہم جھک کر سلام کرینگے دوسرے نے جواب دیا کہ بھئی تم سچ کہتے ہو آج حیرت کا بھی خاتمہ ہی ہم تو ابھی سے اپنے گھر جاتے ہین بقول سعدی ؎ چہ خوش گفت یکتاش باخیل تاش + چو دشمن خراشیدی ایمن مباش + ساحرون کی باتین خوفناک دانا نے جو سُنین سمجھا کہ بڑے بڑے زبردست یہان موجود ہین مگر عمرو کے آنے سے کانپتے ہین بیشک تو بھی قتل ہوگا یہ سوچکر اسکو بھی دست آنے لگے لیکن حیرت نے سحر مین عمرو کو سحور کیا کہ بھاگ نجائے اور تیلا گردن پر سے اوترا عمرو نے کہا مجھ سے لقا نے رات کو کہا تھا کہ کل عمرو مارا جائیگا مین حیران ہون کہ اب وہ قتل ہوگا یا مین ہلاک ہونگا عمرو یہ کہتے ہی رونے لگا اور اہل دربار ایک ایک آنکھ بچاکر چلے گئے یاقوت نے عرض کیا کہ ای ملکہ عمرو نہین ہی آپ

اسکو چھوڑ دیجیے حیرت نے جواب دیا کہ کچھ دیوانی ہی میری جان پر بھی اگر بن جائیگی جب بھی مین اسکو نہ رہا کرونگی اور ایک نامہ مشعر بحال گرفتاری عمرو لکھکر بادشاہ طلسم کے پاس بھیجا تیلا سحر کا ظلمات مین لے گیا غضنشاہ ساحران اپنی مانی سے باتین کر رہا تھا کہ تیلے نے جاکر نامہ دیا پڑھکر بغصہ خطاب کیا کہ حیرت چڈو سے مین کہہ آیا تھا کہ عمرو کو پاتے ہی مار ڈالنا نامے پیام کی کیا ضرورت تھی اُسنے اتنی دیر کیون لگائی یہ کہکر اسکے ساتھ جو ساحر کہ دس پانچ یہان آئے ہین اُنمین سے ایک ساحر برق انداز جادو نام سے حکم دیا کہ تم جاکر عمرو کو قتل کرو خبردار تامل نہ کرنا یہ حکم سُنکر برق انداز روانہ ہوا اور تیلا جو نامہ لیکر آیا تھا وہ پھر کر حیرت پاس گیا اور گویا ہوا کہ شہنشاہ قتل عمرو کے توقف کرنے سے آپ پر بہت خفا ہوے بُرا بھلا کہا اور برق انداز کو بھیجا ہی وہ آیا چاہتا ہی حیرت نے غصہ شاہ معلوم کرکے اسی وقت حکم دیا کہ میدان سیاستگاہ بیرون قلعہ مقرر کرکے دارا ستاد کی جائے اور لشکر ساحران تیار ہوکر اس جگہ محاصرہ کرے ڈھنڈھورا پٹ جائے کہ تمام شہر اُس نا عیار کے حال خراب کو دیکھکر دل شاد و بند غم سے آزاد ہو بجز دھم دینے کے جارچی نے منادی کی اور میدان خونی مین دارا ستاد ہوئی فوج کمر باندھکر تیار ہوئی ہر طرف دیکھو دیکھو کا چلو چلو کا غلغلہ برپا ہوا اس اثنا مین برق انداز بھی آپہونچا اور عمرو کو عراوہ پر بٹھاکر بہر قتل لے چلے حیرت بھی آراستہ و پیراستہ ہوکر سوار ہوئی باجے بجنے لگے اور ساحر عرابے کو گھیر کر روانہ ہوے شہر مین عورت و مرد کا در و بام پر اور گلیون و کانون مین ہجوم تھا ہر سمت ٹھٹ لگا تھا کوئی کہتا تھا کہ میان اس عیار نے گھر کے گھر ہلوگون کے ناس کر دیے بستیان اوجاڑ دین آج شکر ہی سامری کا کہ یہ گرفتار ہوا دوسرا جواب وہ تھا کہ ابھی کسنے دیکھا ہی جب یہ قتل ہوجائے اور کچھ عرصہ اسکی ہلاکت کو گذرے اور زندہ نہو جب جانو کہ اسکے شر سے جمشید نے بچایا بعض نے کہا ابھی کل کا ذکر ہی کہ اسنے اس جگہ کیا کیا فتور برپا کیا اور توبہ توبہ ہر جگہ مچادی تراہ تراہ پڑ گئی تھی آج بے مونس و غمخوار دیکھیے ناچاری کے ساتھ گرفتار ہی غرضکہ اسی طرح ساحر خوشی کرتے تھے لیکن انمین جو اولی الالباب بصارت تھے وہ عبرت انگیز باتین کرتے تھے کہ میان ہم تو دوست ہو یا دشمن حق بات ضرور کہینگے یعنے مقام عبرت اور جاے تاسف ہی کہ شہنشاہ عیاران مصاحب و رفیق خاص حمزہ صاحبقران صاحب زور و زر اہل ہنرون دست دشمن مین گرفتار ہوکر مارا جائے اور جسکی لاش گور و کفن بھی نپائے طعمۂ زاغ و زغن ہو نہ صف ماتم اُسکی بچھے نہ شیون ہو یہ سب

روزگار ناہنجار کی گردش ہی جاے غور ارباب بینش ہی نظم

ہان ولا ہی متاع دہر قلیل	ہی مگر زاد راہ صبر جمیل	یہ گلستان نہین ہی قابل سیر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر	نخل دنیاے بے اثر کا ثمر	ہی فقط دشمنی یک دیگر
اسکے خواہان ہین یک دیگر اغیار	کہین اغیار بھی ہوے ہین یار	ہست چون مار گرچہ زیباد ہر
بزم رنگین و اندرون پر زہر	شکر و شہد و نعمت دنیا	باعث تلخ کامی عقبے
زردی روے درہم و دینار	سبب زردروئی زردار	آئینہ نقش پاکا دیکھ دلا
روے حال گذشتگان ہی کھلا	کون سا تھا جلیل ملک اجل	جسکا بستر ہوا نہ خاک اجل
دہر نے کب ثبات ہی پایا	ہی یہ گویا درخت کا سایا	کس سے اس بیوفا نے یاری کی
کس سے دنیا نے پائداری کی	لذت نا تمام ہی گویا	خواب کا احتلام ہی گویا

مردم شہر تو اس تقریر مین تھے اور عمرو بحرت و یاس ایک ایک کا منہ تکتا تھا دل سے کہتا تھا کہ ای کس بیکسان واے پروردگار عالم و عالمیان کیا میری قضا کشان کشان اس شہر مین مجکو لائی تھی قسمت مین لکھی ہوئی یہ ذلت و رسوائی تھی افسوس ہی کہ زیارت سے اپنے آقا حمزہ صاحبقران کے بھی محروم رہا اسوقت مین مہرخ اور بہار وغیرہ کا سوائے رب جلیل کے اور کون کفیل ہی یہان ایسا رفیق کون ہی جو میرے حال کی رفیقان غمخوار کو خبر کرے یا میرے حال زار پر اشک حسرت بہائے ہان ایک مخمور ہی لیکن نہین معلوم کہ وہ کہان ہی اور کس رنج مین ہی کہ ترجیع بند

خبر جو قتل کی میری ہوئی ہی شہر مین ہر سو	ہوا ہی جمع یہان ایک جہان تماشہ کو
ہر اک طرف سے یہی ہی صدا چلو دیکھو	غرضکہ حال مرا جاے سیر ہی اتبو
خدا ہی جانے وہ آگاہ اُس سے ہو کہ نہو	کسو کو یہ میری زبانی تلک اُس سے جا کہے کہو

بجرم عشق توام میکشند و غوغا نیست
تو نیز بر سر بام آ چہ خوش تماشا نیست

یہان تو عمرو یاد مخمور کی کرتا ہی اور ادھر وہ سرگشتہ کوے الفت مجنون بادیہ محبت جب سے خلاصی کرا کے حبس شاہ جادوان مین سے امان پا کے جو اپنے گھر گئی یاد مین اپنے محبوب زیبا کے پھر بیقرار اور اشکبار ہوئی پھر وہی بلبلانا اور بلبل کی طرح عشق گلعذار مین شور مچانا اور یہ لب پر لانا کہ غزل

نگاہ قاتل کا آہ لڑنا جو یاد ہمکو وہ آ رہا ہی	تو کوئی گویا دل و جگر پر ہمارے چھریان لگا رہا ہی
جو غور کیجیے تو وہ گئے دن کہان کا آنا کہان کا جانا	اک مدو رفت سانس کی ہی بس اور اب ہم مین کیا رہا ہی
وہ بعد مردن جو بارے آیا تو سب نے اسکو یہ کہا سنایا	یہ وہ پڑا ہی جو پہروں کی کر تمہارے در پہ کھڑا رہا ہی

کوئی تو اُس سے کہے کہ صاحب جو نادہ بردار تھا تمہارا
ذرا چلو تم کہ ایک مجمع اب اُسکی میت اُٹھا رہا ہی

نصیب فرہاد خواب شیرین ہوا تھا جسطرح اُنہین بھی
یہ دست عشق اب اسیطرح سے تپک تپک کر سلا رہا ہی

وہ لذت وصل یاد کرکے گئے یہ رویا گئے مین پٹیا
تمام شب مجھ مین اور دل مین عجب طرح کا مزا رہا ہی

تلق گذرتا ہی مجکو کیا کیا سنون ہون حسرت بھرا جب مین
کہ کوئی معشوق روٹھے عاشق کو اپنے کیا کیا منا رہا ہی

ہجوم یاس اب ہی اپنے دل پر نہین کوئی پاس غیر حرمان
وبال جان زندگی ہوئی ہی کہ لطف جینے کا کیا رہا ہی

دل اسلیے جان بلب پڑا ہی کہ مبتلا تم پہ جو ہوا ہی
یہ سچ ہی صاحب نے کیا کیا ہی کیا یہ اپنا ہی پار ہا ہی

کہان وہ صحبت کہان وہ مجلس بکنج تنہا ہو نہین ہی بیحس
نہ کوئی ہمدم نہ کوئی سونس نہ کوئی اب شنا رہا ہی

فقط ہی درد غم نہانی حباب آسا ہی زندگانی
بڑا جو دم تھا رفیق جانی سو وہ بھی ہونٹھون پہ آ رہا ہی

ہی تیرنے عاشق کا وقت رحلت چلا تبو دیکھ اُسکو بیمروت
کہ آہ کیا کیا وہ دل کی حالت اشارتون نہین جتا رہا ہی

اسی اندوہ و تعب مین اُستاد عشق نے سبق پڑھایا کہ عمرو ملک حیرت مین پیشتر رہا ہوا تھا اب نہین معلوم اُسپر کیا گذری چلکر خبر اُسکی لینا واجب ہی از بسکہ اپنا جانا موجب رسوائی تھا اس سبب سے دو پتلے بزور سحر کاغذ کے بنائے اور اُنھین حکم دیا کہ عمرو کی خبر لاؤ جہان وہ ہو وہین اپنے تئین پہونچاؤ پتلے شہر حیرت مین آکھڑے ہوے اور جو کچھ کہ عمرو قتل و غارت یہان کرتا تھا اُسکی کیفیت مخمور سے جاکر کہتے تھے اور وہ رنجور سُنکر خوش ہوتی تھی اور عمرو کی فطرت پر حیران کار تھی کہ وہ بھی آفت کا عیار ہی جسنے ناک مین دم ساحرون کا کر رکھا ہی اسی حالت مین ایک دن پتلون نے خبر گرفتاری عمرو اور قتل کرنے کی تیاری کا ماجرا سُنایا یہ سُنتے ہی رنگ رو فق ہوا دل کو قلق ہوا کلیجہ دونون ہاتھ سے تھام لیا رو بسمت فلک دیکھا اور دل سے کہا اگر عمرو مارا گیا تو معشوق کے ملنے کا سہارا گیا کہ رباعی

بن جائے وہان ہی چین پانا مشکل
اور ضعف سے ہی قدم اُٹھانا مشکل
جرأت پھر زیست ہوے کس طرح بھلا
جانا مشکل ہی اور نہ جانا مشکل

دل کی بیتابی سے ناچار ہوکر اشکبار یا دل بیقرار تخت پر سوار ہوئی اور نہایت تیزی کے ساتھ اُس جا آکر پہونچی کہ عمرو میدان خونی مین زیر تیغ بیٹھا تھا گرد ہزارون ساحرون کا مجمع تھا اور جلاد تیغ و خنجر کو سنگ چٹا رہے تھے اور بعضے حکم قتل ملکہ سے حاصل کیا چاہتے تھے اور نعرے کرتے تھے نظم

طائرون کو حرص دانہ نے پھنسایا دام مین
حق اگر سمجھین تو ہی شکوہ عبث صیاد کا
جسکی آپہونچی قضا وہ ہر طرح مارا گیا
حکم حاکم سے پھرا سمین جرم کیا جلاد کا

اس اثنا مین حیرت سے برق انداز اجازت لیکر تلوار کھینچے سر پر عمرو کے آیا اور عمرو نے وقت

مرگ اپنا دیکھکر رخ جانب قبلہ کیا دل سے اپنے عقائد کی تجدید کی کلمہ زبان پر جاری کیا اور بخضوع وخشوع تمام خدائے دوجہان کی یاد کرنے لگا اور اُسی سے لو لگائی کہ **نظم**

یا الٰہی پُر از گناہ ہون مین	فرط عصیان سے روسیاہ ہون مین
کر عطا میرے دل کو اپنا درد	کر مجھے اپنے غم مین عارض زرد
کھول دے میرے دیدۂ ادراک	لوث عصیان سے نوح دل ہو پاک
عذر کرتا ہون مین ندامت سے	بخش عصیان کو اپنی رحمت سے

زبان عمرو صرف مناجات تھی اور برق انداز تلوار تول رہا تھا کہ سر جدا کرے اسوقت مخمور نے سر پر ٹھکرا اس بلندی سے ایک چکر مارا کہ وہ ہاتھ پر برق انداز کے آکر پڑا اور ہاتھ اسکا مع تلوار کٹکر دور گرا فوج ساحران متحیر ہوکر دیکھنے لگی کہ یہ آفت کہان سے آئی اور مخمور نے ایسا سحر پڑھا کہ بجلی چمکی اور آنکھین سب کی بند ہوگئین اور اندھیرا ہوگیا اسی تاریکی مین مخمور پنجہ لیکر گری اور عمرو کو لیکر اڑی حیرت اور دانا وغیرہ بزور سحر اڑکر پیچھے چلے مخمور نے دور جاکر ایک پتلا عمرو کی صورت کا جھولی سے نکالکر پھینکا حیرت نے دیکھا کہ عمرو قلابازیان کھاتا زمین کی طرف جاتا ہی اُسنے سحر پڑھکر اسکو روکا اور خیال کیا کہ میرے افسون سے جو کوئی عمرو کو لیے جاتا تھا اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا ہی غرضکہ اُس پتلے کو جلا دون کو لاکر سپرد کیا کہ جلد اسکو ہلاک کرو یہ تو ادھر پھر کر آئی اور اُس طرف مخمور بعجلت تمام اُڑتی ہوئی اپنے باغ مین پہونچی اور اپنی کنیزون اور متعلقون وغیرہ سے کھڑے کھڑے حکم دیا کہ مین اپنی خالہ ملکہ نسترن جادو کے مکان پر طلسم ظاہر مین ہونگی تم اسباب وسامان میرا لیکر وہین آنا یہ کہکر تخت سحر پر عمرو کو ہوشیار کرکے بٹھایا کیونکہ یہ تموج ہوا سے بیہوش ہوگیا تھا

فی انجملہ تخت کو اڑاکر سمت دریاے سحر چلی **نظم**

زجادہ بود تخت گوہرین ساز	با فسون باہمے آمد بہ پرواز
نشستہ بر سر آن تخت بران	پری در بر چو بلقیس و سلیمان
بصد عشرت عمرو رفتہ ازانجا	رسید انگہ سحاب آسا بدریا

جب دریاے سحر پر پہونچے مخمور پنجے مین عمرو کو دابکر دریا کے اندر کود پڑی ازبسکہ اس دریاے سحر کے کئی راستے ہین ایک راہ تو وہ ذکر کی گئی تھی کہ صرصر لیکر عمرو کو دریا مین کودی تھی اور ایک رستہ یہ ہی کہ وہ راہ کل ساحران معزز جانتے ہین اور یہ راہ سوائے حیرت اور شاہ طلسم اور مخمور کے اور کوئی نہین جانتا ہی اور علاوہ اسکے اور بھی رازہاے طلسم سے مخمور آگاہ ہی کہ حال اُسکا مذکور ہوگا

خلاصہ کلام اسوقت مخمور جو بحر افسون مین کودی غلطان و پیچان دیر تک چلی گئی کچھ عرصہ مین ایک ایسے مقام پر پہونچی کہ عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ چارسمت کو پانی بھرا ہی اور اوپر سر کے بھی دریا ہی زیر قدم بھی بحر زخار بہتا ہی لیکن جہان مین کھڑا ہون وہان سوکھا ہی اور ہزارون ساحر نہنگ صورت ماہی طلعت وہان شناوری کرتا ہی اور پانی وہانکا بصد آب تاب جزن ہی نہایت صفا ہی کہ بیت

روان اندر و ماہی سیم سا	چو ماہی تو اندر سپہر مدور

اور بیچ پانی مین ایک تختہ فولادی اس طرح لگا ہی کہ جیسے دروازہ ہوتا ہی اور اسمین قفل برابر ایستادہ شتر کے لگا ہی مخمور نے اپنے جوڑے سے ایک کنجی نکالکر اُس قفل کو کھولا اور تختہ ہٹاکر ایک سمت کر دیا اور آپ عمرو کو لیکر تختے کی پشت پر آئی تختہ کھینچکر پھر لگا دیا عمرو کی آنکھین دوبارہ بند ہو گئین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی دریا کے پار طلسم ظاہر مین اپنے تئین پایا اور مخمور کو روبرو کھڑا دیکھا سجدہ شکر بدرگاہ منزل رسان رہ گم کردگان بجالایا اسوقت مخمور نے باادب تمام سلام کیا اور گوہر سخن کو رشتۂ تقریر مین یون منسلک فرمایا کہ حضرت عشق کی بدولت یہ ذلت و رسوائی مین نے اُٹھائی ہی اور کنیز آپ کو پار دریاے بحر کے لائی ہی اب مجھے خدمت نورالدہر مین پہونچا دینے کا اقرار فرمایئے اور مفارقت کے رنج سے میری جان بچایئے کہ فرد

دست و لب و دل کمر عہد کن	تا نشوی عہد شکن جہد کن

محبت شاہزادۂ نامدار مین گھر بار چھوڑا اپنے بیگانے سے رشتہ الفت توڑ کر بیٹھ موڑا اب دیکھیے کیا تقدیر دکھاتی ہی اور کیا مصیبت پیش آتی ہی کہ غزل

کرا سکو یاد اشک سرخ کیون بھر لائے ہم بھولے	یہ کھٹکا لگ رہا ہی دیکھیے کیا اسکا گل پھولے
کیا چاہے جو دریا پار تو ہر ایک قطرے کو	تو اپنی چشم سے اے ابر تر دو چار آنسو لے
سفارش لوگ کرتے ہین مری اور مین یہ ڈرتا ہون	کہین اسبات کا بدلہ نہ کچھ مجھ سے وہ بدخو لے
بھلا کیونکر پکارون مین کہ جسکی یہ تقید ہو	کہ منھ مین چپکے چپکے بھی نہ میرے نام کو تو لے
خدا جانے کدھر اب بیخودی لیجائے اے جرأت	اُٹھایا اُسنے در سے اور رستہ گھر کا ہم بھولے

عمرو نے اس داستان اشتیاق و شرح و فتر فراق کو سنکر ساحل مقصد سے ہمکنار ہونے کا اس غریق لجۂ الم و شناور بحر ستم کو مژدہ دیا اور نہایت تسکین اور تشفی دی کہ اے ملکہ انشاء اللہ دامن تمھارا گوہر وصال شہزادۂ خوش خصال سے مالا مال ہوگا اب تم مُرخ کے لشکر مین چلکر قیام کرو اور بمقتضاے نظم

کر ملاقات ہمدمون سے تو	گرم بازی ہو محرمون سے تو

عشق کا اپنے دل سے غم کم کر		ساتھ والون کو اپنے خرم کر	

اگر حیات مستعار باقی ہی تو بہ دکردگار یکدن دلدار بھی ملاقی ہی بیخ بیکار ہی اپنا یہ اظہار ہی کہ رباعی

ہستی گویا ہی اک مسافر خانہ		ہر روز ہی قافلون کا آنا جانا	
رنجیدہ کسی کو یان نرکھ اپنے سے		پھر جا کے نہین ہی اس سرا سے آنا	

مخمور کے گلشن خاطر خزان رسیدہ مین آبیاری کلام تسکین بخش عمرو سے بہار تازہ آئی اور سرخی چہرۂ زرد پر چھائی اور بہ شگفتہ پیشانی عندلیب آسا زمزمہ سنج ہوئی کہ ای نخلبند ریاض عیاری لشکر مہرخ مین فی الحال جانا میرا بہتر نہین اسمین دو وجہ ہین ایک یہ کہ غالبا جادوان میرا تعاقب کرینگا دوسرے سب متعلق میرے میری خالہ کے یہان آئینگے اگر مجکو وہان نپائینگے تو پریشان و آوارہ ہونگے لازم ہی کہ وہین آپ بھی تشریف لے چلیے بعد چندے قابو پاکر لشکر مہرخ مین چلین گے عمرو کو بھی یہ بات پسند آئی اور سوچا کہ شاید خالہ بھی اسکی میرے شریک ہوجاے مگر فرط احتیاط سے پوچھا کہ ایسا نہو خالہ تمہاری کچھ دغا کرین مخمور نے کہا مجکو آپکا اعتقاد واثق ہی یہ باتین فیمابین ہو رہی تھین کہ یک جانب سے ساحر کریہ منظر خرس پیکر پیدا ہوا اس لیے کہ یہ جادوگر اسی صحرا مین مسکن گزین ہی اور ناقوس جادو نام ہی اسنے جو مخمور کو عمرو کے ساتھ گرم سخن دیکھا سمجھا کہ مخمور عمرو سے ملگئی ہی بدین وجہ للکارا کہ او مردار تو افراسیاب سے بغاوت کرکے اس عیار کے ساتھ نکل آئی ہی میرے ہاتھ سے کہان جائیگی عمرو اسکا نعرہ سنکر بھاگا اور پہاڑ قریب تھا اسپر چڑھ گیا اور مخمور نے ناقوس سے کہا ای نابکار تو کیون اپنی جان دیا چاہتا ہی ہمسے خبردار ہوا اپنا راستہ لے ناقوس نے ڈانٹا کہ مین تجکو ہرگز جانے نہونگا اور گرفتار کرکے پاس شہنشاہ کے لیجاؤنگا مخمور بولی کہ تو کیون اپنی جورو کو رانڈ بناتا ہی خیر اب جو تجھسے ہو سکے قصور دکوتاہی نکریہ سننا تھا کہ اسنے ناریل بحر کا مخمور پر مارا اسنے خالی دیکر گولا دے مارا اسنے بھی روکیا اور اڑکر پہاڑ پر گیا وہان عمرو بیٹھا تھا لیکن اسنے عمرو کو نہین دیکھا لڑائی مین مصروف رہا اور دوسرا گولہ مارا مخمور نے وہ گولہ ہاتھ سے پکڑ لیا ہاتھ اسکا جھنجھنا گیا لیکن ناقوس اسکی اولوالعزمی دیکھکر سمجھا کہ یہ رنڈی منظور نظر شاہ طلسم ہی یون قتل نہوگی اسکو شمشیر سے قتل کرنا چاہیے یہ سوچکر تلوار کھینچکر آپڑا عمرو نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ عورت مرد کا سامنا ہی تلوار مین مخمور مارا جائیگی یہ تصور کرکے پتھر کلہ فلاخن مین رکھکر مارا کہ کاسۂ سر اسکا خیرہ سر کا ترش کردور گرا غل و شور برپا ہوا کہ مارا ناقوس جادو کو مخمور نہایت خوش ہوئی اور گوپھن کو دیکھکر پوچھا کہ بھیا یہ چھینکا کیسا ہی عمرو نے کہا یہ گوپھن آلہ جنگ و جدل ہی غرضکہ اب صلاح کی کہ اتنا دن جو باقی ہی اسمین

چھپ رہین اور رات کو تخت پر بیٹھکر چلین یہ سوچکر ایک درۂ کوہ مین دونون کر مخفی ہوے جبکہ شیر زرین چنگال مہر بیشہ سپہر سے غار مغرب مین گیا اور دب اکبر و اصغر نے حوالی قطب شمالی مین جست و خیز شروع کی کہ نظم

چو خورشید تابندہ بنمودہ پشت	ہوا شد سیاہ و زمین شد درشت
زمین از تف گرمی آفتاب	ز سر سام سودا در آمد بخواب

رات کو دونون سوار ہوکر روانہ ہوے اور ایک ملک مین پہونچے کہ طلسم ظاہر مین یہ ملک نہایت وسیع اور آباد ہی رعیت نوجوان اور دلشاد ہی عمارتین بیحساب اور بلند ہین معمار خرد کے پسند ہین کہ بیت

شہرے چو ارم تازہ روئے	چون باغ بہشت در نکوئے

دونون سیر کرتے ایوان شاہی مین آئے یہان سوہر جہانبانی پر ملکہ نسترن جاہ و جلوہ فرما تھی مخمور نے اُسکو تسلیم کی اُسنے اُٹھکر اُسکو گلے سے لگایا اور پیار کیا پوچھا کہ بیٹا کیونکر آنا ہوا مخمور نے باغ سخن کو اپنی حکایت بے آبروئی سے سرسبز کیا اور بہال بیان کو گلستان تقریر الم تاثیر مین بو یا نسترن کو بیٹھ اپنی دکھائی کہ شاہ جادوان نے تازیانے کھلواکر میری یہ حالت بنائی نسترن گلے اسکو لگا کر خوب روئی اور گویا ہوئی کہ مین اُس موے کو گہری گور مین تو پون اور جہان تیری دائی نے ہاتھ دھوئے ہون وہان اُس موے کو سات بار صد قہ کر دن جسنے تجھکو مارا وہ افراسیاب بھڑوا اپنی حکومت پر دھمکاتا ہی لو صاحب میری بچی کو ایسا مارا کہ لہولہان کر دیا غرضکہ خوب بک جھک نسترن اپنے باغ مین لائی اور عمرو کے لیے خوابگاہ مقرر کی پلنگڑی نہایت نفیس و معقول بچھادی کنیزان مہ جمال کو بہر خدمت گذاری مقرر کیا اور آپ مخمور سے کہا ای فرزند یہان سے گنبد جمشیدی کا راستہ نزدیک ہی ہم تم چلکر کہین اپنا وہان جگا ئین اور آج رات کو وہین رہین کس لیے کہ ظاہ طلسم سے مقابلہ کرنا ہی مخمور نے کہا اچھا چلو یہ کہکر ساتھ ہولی عمرو نے انکو جاتے دیکھکر اپنی صورت ایک ساحر کی سی بنائی کہ مبادا انکی غیبت مین کوئی یہان آئے اور مجکو پہچان کر گرفتار کرے خلاصہ یہ تو پلنگ پر بعد اکل و شرب کے بفراغت تمام لیٹے اور وہ دونون گنبد جمشید کی طرف گئین مگر حیرت کا حال سنیے کہ یہ جب پہلا لیکر آئی اور اسکو قتل کرایا دیکھا تو وہ ماش کے آٹے کا پتلا تھا اسکو غیظ و غضب طاری ہوا ایسکن کیا کر سکتی تھی دانا سے کہا بڑا غضب ہوا وہ مکار چھوٹ گیا تمام شہر مین اول تو غلغلہ تہنیت بلند تھا رہائی کی خبر سنتے ہی اندوہ و الم طاری ہوا اس عرصے مین افراسیاب بھی اپنی نانی کے پاس سے آیا حیرت وغیرہ کو غمگین پایا سبب اندوہ استفسار فرمایا ملکہ نے جو کچھ گذرا تھا عرض کیا شاہ نے حکم دیا ایک ساحر

جاکر دیکھے کہ مخمور اپنے گھر مین ہی یا نہین حسب الحکم کچھ لوگ گئے اور مخمور کو نہ پایا کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ کہان گئی ہین اُنھون نے جواب دیا وہ کل سے کہین تشریف لیگئی ہین ہمین نہین معلوم وہ ساحر پھر آئے اور شہنشاہ ساحران سے اطلاع دہ ہوے اُسنے کہا ای ملکہ حیرت یہ کام اسی نکھرام کا ہی تمنے سفارش کرکے اسکو جیسا ابکی بار دخیل کیا ویسے ہی اسکا مزا پایا اب مجھے قتل کرنا مخمور کا واجب اور لازم ہی کیونکہ وہ بہت سے راستے طلسم کے جانتی ہی یہ باتین کہہ رہا تھا کہ طائران طلسم سامنے آئے اور عرض رسا ہوے کہ ای شہنشاہ ناقوس نے عمرو اور مخمور کو روکا تھا لیکن مارا گیا یہ سنتے ہی یقین واثق ہوا کہ مخمور نے بغاوت کی اور ابریق وزیر نے کہا لڑائی اب بڑی سخت پڑیگی عمرو کا چھوٹ جانا برا ہوا اقراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ نسترن کے مکان پر مخمور گئی ہی یہ معلوم کرکے حضار ان دربار مین سے ایک ساحر خونخوار شمشیرون جادو نام کو حکم دیا کہ جاکر اس قطامہ نکھرام کو پکڑلا حکم پاتے ہی خونخوار اڑکر روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے دوبارہ عظیم قوی بازدے جادو نام سے کہا کہ تو بھی جا اور خونخوار کی مدد کر کیونکہ مخمور بڑی زبردست ہی شاید اس سے گرفتار نہو سکے اس حکم سے یہ بھی روانہ ہوا مگر خونخوار پہلے جاکر پہونچا عمرو ساحر بنا ہوا پلنگ پر بیٹھا تھا کنیزین خدمتگذاری مین مصروف تھین اُنسے مستفسر ہوا کہ مخمور کہان گئی ہی اُنھون نے کہا وہ یہان نہین آئین خونخوار بولا کہ مجھ سے کہان چھپکر جائیگی بغیر گرفتار کیے مین نہ جاؤنگا اور وہ بدذات عمرو نہین معلوم کہان ہی جسنے اُسکو خراب کر رکھا ہی عمرو نے جو یہ باتین سنین روتا ہوا پلنگ پر سے اُٹھا خونخوار نے پوچھا کیا ہوا عمرو بولا کہ طلسم کی رنڈیون کو مرد تو نصیب نہین ہوتا ہی نسترن مجکو پکڑلائی ہی اور دن رات اپنی خدمت مین رکھتی ہی آپ مجھے یہان سے لیتے چلیے اور دونون ہاتھ سے اُٹھکر بلائین لین روغن بہوتی ملدیا خونخوار بیہوش ہوکر گرا عمرو چاہتا تھا کہ سر کاٹ ڈالے اُسی وقت عظیم آکر بیہوش پڑا اور عمرو کو خنجر بکف دیکھکر پنجہ مین دابکر اُڑا یہان جو کنیزین تھین وہ غل مچانے لگین کہ وہ سوا لیے جاتا ہی لیکن عمرو نے اس اضطرار مین خنجر کہ جس سے خونخوار کو ذبح کیا چاہتا تھا عظیم کے ہاتھ پر مارا کہ ہاتھ اُسکا کٹ گیا اور عمرو چھوٹ کر زمین پر گرا گرتے ہی گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا اور ایک جگہ ٹھیر کر صورت اپنی شکل کنیز مخمور کے بنائی اور آکر لونڈیون کے پاس ٹھیرا تھا کہ عظیم بھی پھر کر آیا اور خونخوار جو بیہوش پڑا تھا اُسکو اُٹھالے گیا اس اثنا مین پچھلی رات باقی رہگئی اور مخمور و نسترن بھی گبند جمشیدی سے پھر کر آئین اور کنیزون سے مستفسر ہوئین کہ خواجہ عمرو کہان ہین کنیزون نے کہا عمرو کو ساحر اُٹھا کر لے چلا تھا لیکن وہ خنجر مار کر اُسکے ہاتھ سے چھوٹے مگر آپ اُڑکر کہین چلے گئے مخمور نے یہ حال سُنکر کہا مین خواجہ

کو ڈھونڈھنے جاتی ہون ایسا نہو کہ وہ کسی آفت مین مبتلا ہو جائین یہ کہکر جایا چاہتی تھی کہ عمرو جو کنیز بنا ہوا موجود تھا اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا مین بشکل کنیز حاضر ہون تم اپنی فکر کرو اُسوقت نسترن بولی کہ میرا ایک احاطہ سحر ہی باقی رات وہین چلکر بسر کرو وہان ایکبارا فراسیاب بھی آجائیگا تو ہمکو نپا نیگا یہ کہکر مع عمرو کے روانہ ہوئی لیکن عظیم پہاڑ پر آیا خونخوار کو ہوشیار کر کے اُسنے سب ماجرا بیان کیا کہ عمرو تجھ کو مارے ڈالتا تھا مین آ ٹھالایا اب چلو عمرو کو ڈھونڈھین کہ وہ میرا ہاتھ بھی کاٹ گیا ہی یہ کہکر ہر سمت تلاش کر کے دونون مخمور کی خالہ کے یہان پھر آئے مکان سارا خالی پایا دونون نے باہم مشورہ کیا کہ اب ڈھونڈھتے کہان پھرین لازم ہی کہ اس مکان مین آگ لگا دو جہان کہین نسترن اور مخمور ہونگی اُنکے دلکو لگے گی آپ دوڑی آئینگی ہم گرفتار کر لین گے غرضکہ یہی کیا جب گھر مین آگ لگی اور شعلے اُٹھنے لگے مخمور اور نسترن بیتاب ہو کر احاطہ سے دوڑین اور آکر ابر بھر برسا کر آگ کو بجھایا اور ادھر عظیم وغیرہ مقابلہ کرنے کو بڑھے اور ایک کنیز نے مخمور سے کہا کہ بی بی اس گھبراہٹ مین عمرو کو احاطہ سحر مین اکیلا چھوڑ آئین ایسا نہو کہ آپنر کوئی آفت آئے اتفاق سے یہ کلمہ خونخوار نے سُنا دل سے کہا عظیم کو یہین چھوڑ دو اور عمرو اکیلا احاطہ سحر مین ہی اُسکو چلکر گرفتار کرو یہ سوچکر بزور سحر اسقدر بلند ہوا کہ احاطہ کو شناخت کر کے سحر کرتا ہوا وہین اُترا کہ عمرو جہان کھڑا تھا اور کمر مین پنجہ دیکر لے اوڑا دو چار لونڈیان غل مچانے لگین کہ ارے لیے جاتا ہی اس غل کو سُنکر مخمور عقاب بنکر دوڑی اور راہ مین کنیزون سے حال سُنکر پیچھے خونخوار کے چلی نسترن نے چاہا تھا کہ ساتھ جائے کہا خالہ امان تم عظیم کا سامنا کرو اور اپنے گھر کا بندوبست کرو مین پکڑے لاتی ہون عظیم نے جو یہ ماجرا سُنا اپنے دل مین کہا غضب ہوا خونخوار اپنا مطلب کر گیا یعنی عمرو کو لے گیا اب اُسکا نام ہوگا شہنشاہ سے انعام ملے گا یہ سوچکر یہ بھی تعاقب مین چلا اس دوا دوش مین زاہد سفید پوش صبح صادق نے سجادہ آفتاب واسطے وظائف والصبح اذا تنفس کے بچھایا اور صوفی سیاہ لباس شب نے خلوتخانہ واللیل اذا عسعس مین قرار پکڑا کہ نظم

چو صبح در بر گردون کشید خلعت نور	جہان کشادہ ز رخ پردہ شب بجور
بگشتہ ظاہر و روشن بوادی افلاک	درستی ز خور شید زیر تودہ خاک

عظیم جو چلا اسی طرف ہو کر نکلا کہ قران عیار در کوہ مین بصورت ساحر ٹھہرا ہوا تھا اُسنے اُسکو پکارا کہ بھائی سویرے سویرے کہان چلے عظیم زمین پر اُتر کر پاس آیا اور کہا بھائی تمنے کچھ اور بھی سُنا خونخوار کی مین نے عمرو کے ہاتھ سے جان بچائی وہ مجھی کو فریب دیکر عمرو کو پکڑوا دیے گیا مجھے خبر بھی نہین کی قران

نے سارا حال سُنکر کہا وہ دغاباز تو ہے ہی میرے ساتھ چلو مین اسکو گرفتار کر دون یہ کہکر ہاتھ پکڑ لیا اور لیکر چلا اور ادھر خونخوار جو عمرو کو لیے جاتا تھا راہ مین ایک ساحرہ سلیمان جادو نام جاڑ پر بیٹھی تھی اُسکے ہاتھ مین چھڑی سامری کی تھی اُسمین یہ وصف ہی کہ اگر زمین پر مارے تو طبقہ زمین کو توڑ جائے اور اگر بلند کرے تو فلک کو ہلائے غرضکہ اُسنے دیکھا ایک ساحر آسمان مین غرق ایک شخص کو لٹکائے لیے جاتا ہی یہ دیکھتے ہی ٹھہر کر چھڑی کو اونچا کیا وہ چھڑی جا کر خونخوار کی کمر مین لپٹ گئی کہ وہ آگے نہ جا سکا اور وہین اُتر آیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی اور یہ کس بن مانس کو صحرا سے پکڑ لایا ہی خونخوار نے کہا یہ عمرو عیار ہی مخمور کے پاس سے اسکو گرفتار کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ موے کچھ دیوانہ ہی مخمور معشوقہ شہنشاہ ہی اور ایسے ٹھہر جانتی ہی کہ مین اُسکا مقابلہ نہین کر سکتی تو بھلا کیونکر اسکے پاس سے عمرو کو پکڑ لایا چل دور ہو حرامزادے جھوٹے یہ کہکر چھڑی جو اُٹھائی خونخوار کا کچھ بس نہ چلا عمرو کو چھوڑ کر بھاگا اور ریاض افراسیاب کے آیا سارا ماجرا مفصل کہ سُنایا شاہ جادوان غضبناک ہوا اور کہا ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ دونون کو پکڑ لائے اور سرمایہ اور ابریق وزیرون نے عرض کیا کہ ہمین حکم ہو ہم جائین شہنشاہ نے کہا تم ٹھہرو اور ایک ساحر قصاب جادو نام سے کہا تم جا کر سلیمان کو مع عمرو پکڑ کے لاؤ وہ حکم سُنکر بزور سحر اُڑ کر چلا لیکن یہان سلیمان نے اپنی لونڈیون کو بلا کر حکم دیا کہ فرش بچھاؤ و گلدستے سامنے لگاؤ و سامان بزم عشرت مہیا کرو کنیزان بحکم ارشاد تعمیل حکم مین مصروف ہوئین اور اس بہار کو عزت دہ انجمن کسری و کے بنایا گلدستے فرش کے روبرو چُن کر گلزار جواہر بن لگایا کہ نظم

درختان سرو اندر سر بکدگر		بران جلوہ گر میوۂ نغز تر	
نہالش زطوبےٰ دلاویز تر		گیاہش زسوسن زبان تیز تر	

عمرو مجلس آرائی کے بعد حسب اجازت سلیمان بیٹھا اُسنے پوچھا کہ اے عمرو تو نے ساحران نامی کو بہت تنگ و ذلیل کر کے کیونکر ہلاک کیا عمرو نے کہا میری کیا حقیقت ہی جو چاہتے ہین خداوند تعالیٰ کرتے ہین خداوند نے میرے ساتھ فرشتگان مقرب اپنے کر دیے ہین پہلے بھی ایک فرشتے نے مجھے پانی مین پہونچایا اور ایک ملک نے پانی جیراجب مین ساحر شمش پاس گیا اور دریا مین اُسکو مارا اب میرے ساتھ چالیس فرشتے کر دیے ہین وہی میری مدد کرتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ مخمور جو تھا تب مین چلی تھی یہان آئی کنیزون نے سلام کیا اور سلیمان بہر تعظیم اُٹھی نہایت اعزاز سے مسند پر بٹھایا اور پوچھا اے ملکہ تم افراسیاب سے کیون بگڑین مخمور نے کہا وہ مُوا جلاد ہی اُسنے ذرا سی بات کرنے

مین مجھے کوڑے کھلوائے اور سارا ماجرا اپنا بیان کرکے کہا اے سلیمان تم بھی ہم سے ملجاؤ دیکھو بہار اور صرخ کا شاہ طلسم نے کیا کرلیا یہ کلمات سنکر سلیمان نے بظاہر تو کہا اچھا مگر دل مین مشورہ کیا کہ اسکو مع عمرو کے دھوکے کیلیے پکڑکر شہنشاہ کے پاس لے چلنا چاہیے فی الجملہ یہ سوچکر مخمور سے گویا ہوئی کہ اب مین تمھاری شریک ہون میرے یہان جو نان خشک میسر ہی اسے نوش فرمایئے مخمور نے کہا یہان تکلف اپنے مزاج مین نہین خیر بہتر ہی منگوایئے سلیمان اٹھکر اپنے قصر مین گئی اور کھانے مین بیہوشی ملاکر لائی کنیزون سے حکم کیا انھون نے دسترخوان پر تکلف بچھایا اُسنے کھانا اپنے ہاتھ سے چنکر مخمور سے کہا بسم اللہ کیجیے مخمور نے پہلے عمرو کو دسترخوان پر بٹھایا اور قسم دیکر اپنے ہاتھ سے نوالا بناکر کھلایا عمرو نے چپکے سے کہا بھی کہ ای ملکہ اس کھانے مین دغا ہی لیکن مخمور نے کہا خواجہ خدا حافظ ہی یہ کیا کرے گی کھاؤ بھی غرضکہ دونون کھاکر بیہوش ہوگئے سلیمان نے تخت سحر پر ڈالکر قصد کیا کہ پاس افراسیاب کے جاؤن کہ اسوقت قصاب جو چلا تھا یہان پہونچا اور للکارا کہ ای سلیمان تو نے قیدی کو شہنشاہ کے چھین لیا دیکھ مین تیری چوٹی پکڑکر کھینچتا لیے چلتا ہون سلیمان یہ کلمات سنکر بولی کہ او بھڑوے قصائی ابھی جو کنیزون سے حکم دیتی ہون تو مارے جوتیون کے فرش کردیتی ہے مین تو بھی اس لائق ہوا کہ میرا مقابلہ کرنے آیا ہی قصاب نے یہ سنکر تازیانہ مارا سلیمان نے روکر کے گودہ مارا لڑائی ہونے لگی لیکن اتفاق وقت سے مخمور کو بھی ہوش آیا اور تخت سے اٹھکر للکاری کہ ای چڈو مالیدی قحبہ بڑی کھلی پکاری رہ تو سہی قطامہ تو نے مجھ سے دغا کی یہ نعرہ سنکر سلیمان گھبرائی دل سے کہا غضب ہوا مخمور ہوشیار ہوگئی اور قصاب سے گویا ہوئی کہ تو مجھے کیا لڑتا ہی دو عمرو اور مخمور موجود ہین ہم تم ملکر انکو گرفتار کرین غرضکہ قصاب اور سلیمان تازیانہ و تیرنج لیکر مخمور کی طرف بڑھے اور مخمور نے اپنی جھولی سے ایک ساغر بلورین نکالا اور بحر پڑھکر سمت فلک اچھالا فوراً ایک تڑاقا ہوا اور چار طرف سے ابر گھر آیا ہوائے سرد عیسیٰ دم مسیح نفس وزان ہوئی اور ایک تخت فلک کی طرف سے چکر کھاتا زمین پر اترا اس تخت پر ایک نازنین چاردہ سالہ لباس ارغوانی پہنے جان مشتاقان و روح بیدلان سوار تھی گلابی شراب کی سامنے رکھی تھی اور جام مے سرخ ہاتھ مین لیے تھی صورت زیبا کو اُس صنم دلربا کی مغاطہ صنعت یزدانی نے گلگونہ لطافت سے آراستہ کیا تھا اور صیقل قدرت سبحانی نے چمن سے آئینہ رخسار تابناک کو اُسکے منور اور روشن بنایا تھا وہ چہرۂ زیبا کہ خورشید جہانتاب سامنے اسکے تاب مین تھا اور وہ زلف چلیپا کہ مشک ختن کا جگر غیرت سے خونناب تھا لبہاے یاقوت فام لعل یمن کو شرماتے تھے عقیق جگری کو اپنے روبرو

سیاہ بناتے تھے کہ مثنوی

پری چین سیم و قدی چون صنوبر — ہمہ جایش زیک دیگر نکوتر
جگر از ہر دو چشمش شیر خورده — شکر از ہر دو لعلش شیر خورده
لبش گوئی کہ حلوائے نبات ست — چہ حلوائے نبات آب حیات ست

وہ نازنین اپنا تخت برلب جوئبار لاکر ٹھہری اور بیک غمزہ صبر و ہوش قصاب کا کھو دیا اور سلیمان کو دیوانہ بنایا وہ یون شعر عاشقانہ پڑھتے ہوے سامنے اس نازنین کے آئے کہ نظم

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہی — یہ دل کیا مزے دار پیدا ہوا ہی
ہوا چشم مردم سے آرام پنہان — وہ جب سے ستمگار پیدا ہوا ہی
ذرا دور تلک آکے دیکھو تماشہ — عجب نقش دیوار پیدا ہوا ہی
کراہا جو مین تو وہ رک کر یہ بولا — کہان کا یہ بیمار پیدا ہوا ہی
سوے جس سے گھل گھل کے مجنون سے لاکھون — ہمین بھی وہ آزار پیدا ہوا ہی
جو کہیے کہ لو مول دل تو یہ بولے — بڑا تو کوزہ دار پیدا ہوا ہی
کبھی بیٹھے رونا کبھی ہنسنے لگنا — عجب ہم مین اسرار پیدا ہوا ہی

اب قریب اس غارتگر صبر و تسکیب کے آئے اسنے ایک جام شراب سرخ سے بھر کر قصاب کو عطا کیا یہ اسکو پیکر مست ولایعقل ہوا تالیان بجانے لگا پھر اس زہرہ جبین بت مہر تمکین نے دوسرا ساغر سلیمان کو دیا وہ بھی پیتے ہی دیوانی ہوئی عقل و خرد سے بیگانی ہوئی دونون گلے ملکر ناچنے لگے اور کہتے تھے کہ نظم

اوہل پیار کر چوبک دہل زن تھا صدا دیتا — کہ ہر حکم آج یون پیر مغان کا میکشو نکلا
اگلی مین میفروشون کی یہ قدغن ہی کہ جو نکلے — کوئی فرد بشر بے نشہ و بے ساغر مینا
گلے مین جبہ سالوس و سر پر رکھے کے عمامہ — اگر ہو محتسب یا قاضی و مفتی کا ہو فتوا
تم اس علاے دین می پرستان دشمن خم کو — نکل جانے ندینا کر کے سب ہر سمت سے بلوا
خرابا تی بنانا میکدے مین کھینچ کر لانا — بلا کر مے کو دھبا پارسائی مین لگا دینا

اسی طرح عالم مستی مین قصاب نے سلیمان کو برہنہ کر ڈالا اور سلیمان اس سے بایمن فحش کرنے پر آمادہ ہوئی اس نازنین نے جو تخت پر بیٹھی تھی پکار کر کہا کہ ہمسے دعوی محبت کا کر کے تم دونون نے غیر سے کیون دل لگایا کہ بموجب بیت سب سہین گے جو میان لاکھ برائی ہوگی + پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی + اب تم دونون باہم لڑکر مر جاؤ ہمارے عاشقون مین نام کر جاؤ یہ حکم سنتے ہی قصاب

نے ناریل سحر پڑھکر سلیمان پر مارا اور اُسنے تیر سحر کا قصاب پر لگایا اسکا تیر اسکے سینے کو اور اُسکا ناریل اسکے سینے کو توڑ گیا دونون مرکر زمین پر گرے اس پہاڑ پر آگ لگی غل وشور پیدا ہوا سلیمان کے سحر سے جو مکانات وغیرہ یہان تھے وہ غائب ہو گئے اصلی عمارت اور کنیزین رہ گئین اور وہ نازنین جو مخمور کے سحر سے پیدا ہوئی تھی غائب ہو گئی عمرو نے مخمور پر تحسین وآفرین کی اور جال لپاسی لگاکر سارا مکان سلیمان کا لوٹ لیا اور مخمور تخت پر سوار کرکے عمرو کو اپنی خالہ کے مکان پر لائی یہان کنیزین اور ملازم مخمور مع مال واسباب کے آئے ہوئے تھے انھین دیکھکر اپنی خالہ سے کہا آپ بھی اپنا مال واسباب بارکرا کر لشکر مہرخ مین تشریف لے چلیے یہ کلام سُنکر اُسنے اپنے اہلکارون سے حکم دیا کہ چھکڑون پر اسباب لدواکر مہرخ کی طرف روانہ ہو وہ حکم پاتے ہی تیاری سفر کرکے چھکڑے اور عورتے اسباب لیکر چلے لیکن نسترن اور مخمور اور عمرو تخت پر سوار ہوکر علیحدہ چلے راہ مین عمرو نے مخمور سے کہا اے ملکہ مین طلسم باطن مین مدت تک رہا مگر کچھ مال اور خزانہ شاہ طلسم کا کسی جگہ مین نے نہ پایا مخمور نے کہا خواجہ تمھین مال کی اگر خواہش ہو تو میرے مال سے چالیس ہزار اشرفی آپ کی نذر ہی اور جب لڑائی فتح ہوگی شاہ جادوان مارا جائے گا مین آپ کو کوٹھے مال کے بتلا دونگی کہ اُن مین طاؤس زمرد کے ہین اور ہر ایک طاؤس کے پیٹ مین لعل وگوہر بھرے ہین اور جواہر کے پتلے ہین کہ جنکے شکم مین افسر فیان رکھی ہین اور ایک خزانہ شاہ طلسم کا مین جانتی ہون کہ اسمین اسی ہزار گھوڑون کا طلائی ساز یعنے زین ولجام مرصع کا رکھا ہی اور جن گھوڑون کا وہ ساز ہی اس اصطبل کو بھی مین جانتی ہون لیکن خواجہ طلسم کا فتح ہونا غیر ممکن ہی بغیر لوح کے فتح ہوگا عمرو نے کہا ای ملکہ لوح بھی وہ صانع طلسم ہیشہ وہ ہزار عالم دلا دیگا الحاصل چالیس ہزار اشرفی کے پانے سے عمرو بہت خوش ہوا اور اتنے بڑے خزانے کا حال سُنکر منھ مین پانی بھر آیا اور شادان وفرحان باتین کرتے سمت لشکر چلے مگر وہان طائران سحر نے خبر قتل قصاب سلیمان شہنشاہ ساحران کو پہونچائی اُسنے کف افسوس ملے اور بغیصہ طغیان جادو نام ایک ساحر کو حکم دیا کہ جلد جاکر صرف اتنا دیکھ آ کہ مخمور بھی لشکر مہرخ مین تو نہین گئی اگر جاتی ہو تو اُسکو روکنا اور اگر نہ گئی ہو تو دیکھکر چلا آنا تو مقابلہ نہ کرنا کیونکہ وہ بڑی زبردست ہی مین خود جاؤنگا اور اسکو گرفتار کرلاؤنگا یہ تقریر سُنکر طغیان روانہ ہوا اتفاق سے جب بار دریاے سحر کے آیا راہ مین عفیلم اور قران جو خونخوار کے تعاقب مین چلے تھے انسے ملاقات ہوئی عفیلم نے پوچھا کہ اے طغیان اس دغاباز کا حال کہو کہ وہ عمرو کو لیکر پاس شہنشاہ کے گیا ہوگا اور اپنی رسوخیت جتاتا ہوگا دیکھیے کیا زمانہ دغابازی کا ہی کہ ہمنے تو اسکی جان بچائی عمرو ذبح کیے ڈالتا تھا اسکے پنجے سے چھڑایا اپنا ہاتھ کٹوایا اور وہ ہمین سے چال کر گیا طغیان یہ سُنکر بولا کہ میان کیا بکتے ہو کون عمرو کو لے گیا یہان

مخمور نے آفت مچائی ہی سلیمان کو مار کر اور قصاب کو راہ عدم دکھا کر اس ناعیار کو لیکر بھاگی ہی یہ کہکر ساری کیفیت مفصل سنائی قران نے جو یہ ماجرا سنا دل سے کہا یہ اُستاد کو مارنے جاتا ہی اسکو یہین قتل کرنا چاہیے یہ تجویز کرکے کہا ای عظیم پھر اب خونخوار کا تعاقب تو گیا چلو تھوڑی دیر میرے مقام پر ٹھہرو شراب پیو کچھ کھالو تو خدمت شہنشاہ مین جانا طغیان نے یہ کلام سنکر پوچھا کہ اے عظیم یہ کون ہین اُسنے کہا انکا نام بیابان جادو ہی مگر بہت خوبیونکے آدمی ہین بیچارے بڑی دیر سے براہ محبت میرے ساتھ خراب ہین آؤ تم بھی میرے ساتھ لمحہ بھر ٹھہر کر چلے جاؤ اُسنے جواب دیا کہ شہنشاہ ساحران نے خبر منگوائی ہی مجھے عرصہ ہوگا تو وہ خفا ہونگے یہ عذر سنکر قران نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا واہ واہ ایک لمحہ مین کیا حرج ہوگا کبھی کبھی غریبون پر بھی کرم فرمایئے پھر ہم کہان اور آپ کہان یہ صحبت بھی یادگار رہیگی یہ کہتا ہوا دونون کو ہمراہ لیے درۂ کوہ مین جہان آپ رہا کرتا تھا آیا اور مرگ چھالا بچھایا گلابیان شراب کی آغشتہ بیہوشی سامنے رکھین دونون کو بمنت بٹھایا اور ایک ایک جام شراب بھر کر دیا دونون نے خوب شراب پی اور بیہوش ہوے قران نے پہلے بعدہ طغیان بیدار کیا وہ ہلاک ہوا اور غل و شور برپا ہوا دوبارہ عظیم کے سر پر بعدہ لگایا چاہتا تھا کہ نیچے کھچ کر گرا اور اُسکو اُٹھا لے گیا قران بھی یہان سے بھاگا اور کئی کوس نکل گیا وہان دیکھا کہ گاڑیان جگمگاتے اشرفی روپے سے بھرے اور ہر قسم کے مال و اسباب سے لدے کنیزین اور سحر ہزار در ہزار انکو گھیرے ایک سمت چلے جاتے ہین قران ساحر کی صورت تو بنا ہی تھا اُسنے مستفسر ہوا کہ یہ مال کسکا ہی اور کہان جاتا ہی لوگون نے کہا مخمور کا مال ہی لشکر مہرخ مین جاتا ہی قران حال تو زبانی طغیان کے سن ہی چکا تھا سمجھا کہ یہ مال بھی گویا ہمارا ہی ہی بحفاظت اسکو پہونچانا چاہیے یہ سمجھ کر ساتھ ہو لیا جب کچھ آگے بڑھے ایک پہاڑ پر مظلم جادو نام ساحر بیٹھا تھا اُسنے بھی پوچھا کہ یہ اسباب کسکا ہی لوگون نے بتلایا جب اُسنے کیفیت سُنی جھلا کر نعرہ مارا کہ باشید اے نکھرا مان تم سب شہنشاہ کا گھر برباد کرکے جاتے ہو مین تمھین جیتا نہ چھوڑونگا یہ کہکر ایک ہر ایسا کیا کہ تاریکی عالم مین پھیلی اور ملازمان مخمور اندھے ہوگئے قران اسکے نعرہ کرنے سے پہلے ہی بھاگ گیا تھا دور سے تاریکی اور متبلاے آفت لوگون کو دیکھکر ایک ساحر معزز کی قطع بنکر اُسکے پاس گیا اور اُسکے ہر کی بہت تعریف کی کہ واہ واہ کیا کہنا آپکا مثل شین آپ جمعید عہد ہین سامری وقت ہین لونا چماری سے بھی یہ نہو سکتا تھا جو آپنے سحر کیا ہی مظلم بدہ انکسار تعریف سُنکر سلام کو جھکا قران پاس تو آہی چکا تھا بعدہ تان کر جو سر پر لگاتا ہی گھوڑے ہاتھی کے ہزار ٹکڑے ہوے شور و ہنگامہ مچا کہ مارا مظلم کو وہ تاریکی دور ہوئی اور ملازمان مخمور اچھے ہوے قران انکے پاس آیا اور کہا چلے چلو تمسے کسی کی مجال نہین

جو آنکھ ملائے انھون نے پوچھا آپ کون ہین آپ نے بڑا ہمپر احسان کیا قران نے جواب دیا کہ مین بھی ملکہ کا نوکر ہون مخمور نے مجھ بھیجا ہی کہ اسباب کی نگہبانی کرکے پہونچا دون غرضکہ اسی طرح اسباب لیے کچھ عرصے مین داخل لشکر مہرخ ہوے لیکن پہلے انسے مخمور کا تخت پہونچا اور عمرو نے کہا ای ملکہ پہلے مجکو کنارے لشکر کے اوتار دو مخمور نے تخت اتار اعمرو اوتر کر اندر بارگاہ کے گیا اور آمد مخمور سے مطلع کیا مہرخ نے خبر سنتے ہی حکم دیا کہ سرداران ذی احترام زیب زینت فرماکر بہر استقبال مخمور روانہ ہون اور لشکر بھی بڑے احتشام سے لیکے جاے بجہ دار شاد طبل بشارت پر چوبہ باجہ ی اور فوج تیار ہوکر آگے بڑھی بہار اور نافرمان اور مہرخ مو اور طاؤس وآفت اور ہلال سحر افگن اور رعد اور برق محشر جملہ ساحران نامی تختہاے سحر پر سوار ہوکر لباس فاخرہ زیب قامت فرماکر روانہ ہوے باجے جنگی بجنے لگے صداے طرقوا بلند ہوئی زمین سے آسمان تک غلغلہ شادمانی بلند تھا نقیبہاے خوش گلو شور تہنیت مچاتے تھے اور کہتے تھے نظم

نہ دیکھی یہ کثرت نہ دیکھا یہ زور	محب شاد ہون چشم دشمن ہو کور
خدایا یہ اقبال عالی رہے	ہمیشہ ظفر کی بحالی رہے
یہ تلوار دشمن کا سر کاٹ لائے	یہ تعبان خون عدو چاٹ لائے

اسی طرح بصد حشمت وشوکت قریب مخمور پہونچے وہ بھی انکو دیکھکر تخت سے اتری سردارون نے رسم تعظیم وتکریم ادا کی مخمور ہر ایک کے گلے ملی سب نے خوش آمدی مرحبا کہکر اپنے ہمراہ سوار کیا اور لیکر چلے سیر لشکر کی دکھاتے ذرہ جواہر لٹاتے بارگاہ کے نزدیک پہونچے مہرخ دربارگاہ پر برسم استقبال منتظر کھڑی تھی نگاہ راہ کی سمت لڑی تھی مخمور وغیرہ دیکھکر پیادہ پا ہوے اور جھک کر مجرا کیا اسنے مخمور کو گلے لگایا اور کہا بیٹی مزاج اچھا ہی تیرے آنے سے میرے لشکر کو تقویت ہوئی اور دل کو سرور حاصل ہوا یہ کہکر خلعت جواہر کا رعنایت فرمایا پھر نسترن کا حال استفسار فرماکر مراعات سلطانی اور الطاف خسروانی مبذول کرکے خاطر عشرت اثر کو اسکے شاد کیا اور حکم دیا کہ بارگاہ شاہی کے متصل بارگاہ مخمور کے لیے نصب کی جاے اور جملہ سامان عیش وآرام مہیا ہو اسوقت منتظمان کار سلطنت درستی بارگاہ مین مصروف ہوئے اور ملکہ مہرخ اپنی بارگاہ مین مخمور کو لالی کرسی یاقوت احمر کی قریب تخت بیٹھنے کو مرحمت کی مخمور نے نذر دی پانچہزار روپیہ علاوہ اور مصارف کے خرچ جیب خاص کیلیے مہرخ نے مقرر فرمایا اور فرمان عشرت توامان جشن ہونے کے لیے صادر کیا پھر تو مغنیان ماہر وخوش گلو ساز وغیرہ ہر قسم کا لیکر حاضر ہوے اور انجمن یادگار جشن فریدون وجمشید ترتیب پذیر ہوئی سرا بچے

بارگاہ کے ہر سمت سے اُٹھوا دیے وہ سامنے صحرا و کوہ مین درختون کی سرسبزی مردہ دلون کو زندہ جاوید بناتی تھی خضر راہ جادہ عشرت نظر آتی تھی پانی چشمون کا بصد لطافت لہرین لیتا تھا دل کو بادہ خواران بزم کے ٹھنڈک بخشتا تھا بارگاہ مین ہر ایک سردار و عیار بصد عشرت بادہ کشی کر رہا تھا مطرب با لحان داؤدی نغمہ مسرت سُناتا تھا کہ ابیات

شگفتہ شد گل حمرا و گشت بلبل مست	صلائے سرخوشی دے عاشقان بادہ پرست
اساس توبہ کہ در محکمے چو سنگ نمود	بیار بادہ کہ در بارگاہ استغنا
ازین رباط دو در چون ضرورتست رحیل	رواق طاق معیشت چہ سربلند و چہ پست

الحاصل یہ سب مطیعان عمرو عیش و مسرت مین مشغول ہین اور قمران بھی مال و اسباب لیکر آچکا ہی مخمور کے ملازم اور کنیزین جملہ راحت و آرام سے یہان فروکش ہین لیکن اب حال حزن مآل افراسیاب بدسگال کا سلک تسطیر مین منسلک کیا جاتا ہی

داستان بھیجنا افراسیاب کا ہوشیار کٹنی کو واسطے گرفتاری مخمور کے اور مارا جانا اُس کٹنی کا عمرو کے ہاتھ سے اور گرفتار ہونا مخمور کا اور چھوٹنا عمرو کی عیاری سے پھر نامہ آنا لقا کے پاس سے افراسیاب کو اور بھیجنا افراسیاب کا ساحران نامی کو بہر جنگ حمزہ صاحبقران اور مقابلہ کرنا ساحرون سے شہزادہ ملک قاسم کا اور عشق ہونا شہزادے کا ملکہ نرگسی چشم دختر حنظل جادو سے اور کشتہ سحر ہونا آخر کو اور جانا طلسم آئینہ مین شہزادہ ایرج کا۔ لمؤلفہ

اے کعبۂ دین بادہ خواران	وے قبلۂ سلم زندگیشان	اے دشمن جان پارسائی
زاہد نے ہی تجھ سے مُنھ کی کھائی	اے شیخ مقیم بیت احرام	جبکا کرے طوف ہر سے آشام
اے مجمع خلق و لطف و احسان	اے ساقی مہربان و ذی شان	ہی دختر زر کی تجھ سے حرمت
اللہ رکھے تجھے سلامت	پھر دل ہی طپان بشکل بسمل	پھر زیست ہمین ہی اپنی مشکل
برسات کی فصل ساقیا ہی	مے پینے کو دل ترس رہا ہی	گھنگھور گھٹائین آکے برسین

افسوس ہی مے کو جاہ ترسین — اس ٹھنڈی ہوا مین یہ ہوس ہی — یاد مے سرخ ہر نفس ہی
وہ جام دے جو دکھاے یہ رنگ — جادو عیاری اور نیرنگ — دیدے جو مجھے ایاغ الفت
دکھلاؤن بہار باغ الفت — اک عشق کی داستان لکھو نمین — اس رنگ مین پھولون پھلو نمین
ہر اک جسے پڑھکے مست ہو جاے — صبر ہوش وخرد سے کھو جائے — پھر شیشۂ دل سے آئے آواز
فریاد ہے دہن سے دمساز — پھر ہاتھ بڑھین سوے گریبان — پھر ہونے لگین جنون کے سامان
پھر ضعف سے اک غشی سی چھائے — پھر بے خبری خبر کو آئے — ایسے مین جو جام دے مزا ہی
ساقی بادل گھرا ہوا ہی — وہ سرخ ہو مے گھٹا مین کالی — جیسے کہ مسی پہ ہووے لالی
بدلی مین جو جام لب تلک آئے — منھ سے مرے آفتاب لگ جائے — مشرق کی طرح دہن ہو میرا
خورشید سخنوری ہو پیدا — مے پی چکے اب تو حسب دلخواہ — دل بیکے لگے ہوے ہین ہر جاہ
دکھلاؤ چمک دمک بیان کی — مشتاق ہی بزم داستان کی — ہر نکتہ از دشگفتہ باغے
افروختہ تر ز شب چراغے — لفظش چو طراوت معانی — معنیش چو آب زندگانی

حدیقہ بندان گلشن معانی وگل چینان بہارستان نکتہ دانی عندلیبان شاخسار غرائب حکایات مرغولہ سنجان چمنستان عجائب روایات ریاض اسمار مین غزال خوش رمی اس طرح بٹھاتے ہین اور غزالان دار گلزار تحریر مین صریر کلک سے یون زمزمہ سنجی فرماتے ہین کہ افراسیاب منتظر خبر مخمور بیٹھا تھا کہ عظیم کو نیچہ بھر جو قوان کے ہاتھ سے بچا لے گیا تھا سامنے لایا اور اسنے قتل ہونا طغیان کا بیان کیا شاہ جادوان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اس اثنا مین افسر لشکر حیرت کی عرضی آئی اسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ مخمور لشکر مہرخ مین آئی ہی اور جو کچھ تعظیم اور استقبال اور جشن کی کیفیت تھی وہ سب اس عرضی مین درج تھی اس حال کے معلوم ہونے سے شاہ جادوان قاصد ہوا کہ مین خود بہر گرفتاری مخمور جاؤن لیکن مصور مانع ہوا کہ حضور کا جانا اچھا نہین عمرو نے یہان آکر کیسی آفتین برپا کی تھین سجاد نسبت بندگان شہنشاہ کے کوئی بے ادبی کرے تو بہتر نہ ہوگا اس فہایش سے شاہ جادوان جانے سے باز رہا اور صرصر کو جو پہلے سے حاضر دربار تھی سامنے طلب کرکے بہت برا بھلا کہا کہ تجھ سے کچھ نہین ہو سکتا جب عیار طلسم مین نہ آئے تھے تو بہت کچھ اپنی تعلیان کرتی تھی اب استادی وہ کہان گئی صرصر ان باتون کو سنکر عرض پیرا ہوئی کہ پہلے بھی یہ کنیز عمرو کو گرفتار کرلائی تھی اور اب بھی کسی طرح حاضر نہین ہی جاتی ہون اور گرفتار کیے لاتی ہون یہ کہکر رخصت ہوکر چلی اسکے جانے سے شاہ جادوان کو کچھ تسکین ہوئی اور حیرت سے پوچھا کہ تمھارے ملک مین

پانچ کٹنیان رہتی تھین انھین طلب کر و حیرت نے بموجب ارشاد چوبدار روانہ کیا اُسنے کٹنیون کو اطلاع دی پانچون حسب الطلب لباس مکاری زیب بدن کرکے خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوئین یہ پانچون فریب اور غابازی مین شیطان کو درس دیتی تھین اور نیرنگ سازی و عربدہ پردازی و نقشبازی مین وہم و خیال کو سبق پڑھاتی تھین کہ بیت

لعبت باز گیر محشر اودہ		وزدوگان بردہ بیازی فرہ	

انھون نے جب شاہ کو تسلیم کی اُسنے پوچھا کہ تم کیا کر سکتی ہو کٹنیون نے جو شاہ کو اپنی جانب مخاطب پایا اور موقع جسارت دیکھا فوراً قریب تخت آئین اور بلاگردان ہوئین کہ ہم تیرے واری اور نثار ہو جائین اور صدقہ جائین ہمارے کام کو آپ کیا پوچھتے ہین ہنسے سیکڑون گھر غارت کر دیے لاکھون کو بہلا کر پھسلا کر بیچ ڈالا ہزارون نسبتین اور بیاہ کرا دیے اور صدہا اطلاعین دلا دین آپسمین دو شیدائے محبت کے جانی دشمنی کرا دی اور بہت بہو بیٹیان جنکا دامن تک کسی نے نہ دیکھا تھا کلونو نو یار کرا دیے اور بڑے بڑے اڑیل مہاجنون کے گھر بھید بتا کر چورون کو کودایا جہان ہوا نہ جا سکتی تھی وہان کا حال بتایا اب دنیا مین تو کوئی جعل و فریب ایسا نہوگا جو ہمکو آتا نہو ہم آگ لگا کے پانی کو دوڑتے ہین دوست رہتے ہین اور دشمنی کرتے ہین ہمارے کاٹے کا منتر نہین کیجیے تو زمین مین سما جائین اور دنیا پشت ماہی تحت الثریٰ سے چرا لائین اور اگر فرمایئے تو فلک چہارم پر اپنے تئین پہونچا دین اور ورق آفتاب سے سونا اُتار لائین آسمان پھاڑ کر تھگلی لگانا ہمارے بائین ہاتھ کا کرتب ہی عرش اعظم ہلنے لگے اس طرح دل بتائین شہنشاہ نے یہ تقریر سنکر استفسار فرمایا کہ تم مین زیادہ اُستاد کون ہی انھون نے اپنے مین ایک عورت کو بتایا کہ وہ سب سے زیادہ ضعیف اور نام اُسکا ہوشیار کٹنی ہی اُسکو سب نے کہا کہ یہ ہماری بڑی ملکہ شیطان کی خالہ ہی اور اکثر ہمکو فریب اسنے سکھایا ہی کہ بیت دیدہ دری پُر ہنرے تیز نوش + حیلہ گرے سخت دلی سخت کوش شہنشاہ ساحران نے صفت ہوشیار کی سُنکر ارشاد فرمایا کہ مخمور مرخ چشم یہان سے بھاگ کر لشکر مریخ مین گئی ہے چاہتا ہون کہ تو اُسکو گرفتار کرا دے اور وہان سے نکال لائے مجھ تک پہونچا دے ہر چند کہ ساحر زبردست بھیجکر مین اسکو قید کرا سکتا ہون لیکن ساحر کو عیار قتل کر ڈالتے ہین بدین وجہ کہ عیار مکار ہین اور مکار سے مکاری ہی کرکے انسان پیش پاتا ہی اور گوے سبقت میدان فطرت سے دانشمند ہی لیجاتا ہی مین تجکو بھیجتا ہون اگر اس مہم کو اپنے حسن تدبیر سے تو سر انجام دیگی مال و دنیا سے مستغنی کر دونگا اور مرتبہ و اقبال کی افزونی جاہ و دولت سے ترقی ہوگی کہ تمام عالم

تجھپر رشک کریگا بمصداق قطعہ

چو کار تو از حق برآمد چنان کن	که یارے ترا از تو کارے برآید
نظر در مرادات یاران همان نه	که بے زحمت انتظارے برآید

ہوشیار نے مراعات شہنشاہی اپنی نسبت دیکھکر در جک مکاری دہن سے شعبدۂ سخن ظاہر کیا کہ قربان جاؤن یہ کونسی بڑی بات ہی جسکے لیے سرکار اسقدر مبالغہ تاکید مین فرماتے ہین ایسے کام تو میری جھولی کے کرلیتی ہین اور میری تو یہ صفت ہی کہ بیت

تریاک وزہر ہست مرا بر سر زبان	این بہر دوستان بود آن بہر دشمنان

مخمور اور عمرو وغیرہ کو باندھکر اگر حضور مین نہ لاؤن تو نام اپنا ہوشیار نہ رکھا آپ اطمینان کامل رکھیے شہنشاہ جادوان نے اسکو خلعت مرحمت کیا اور زر وجواہر دیکر کٹنیون کو بھی رخصت فرمایا اور ایک ساحر سے حکم دیا کہ ہوشیار کو دریاے خون روان کے پار پہونچادے اسنے تخت بحر پر کٹنی کو بٹھایا اور لیکر چلا بعد جانے کٹنی کے افراسیاب بھی مع حیرت اور مصور وغیرہ کے وہان سے اٹھکر باغ سیب مین آیا اور حیرت سے کہا کہ تم بھی مقابلہ مہرخ مین جاؤ اور اپنے لشکر مین ٹھہر کر منتظر وقت کی رہو حیرت یہ حکم سنکر سوار ہوئی اور اپنے لشکر کی طرف گئی اس عرصہ مین پنجہ بحر نامہ خداوند باختر لقا کا لایا اسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ عرصۂ مدید منقضی ہوا کہ کوئی ساحر ہماری مدد کو نہین آیا لازم کہ بحر نامہ دیکھنے کے کسی ساحر زبردست کو روانہ کرو کہ ؎

صبا زمنزل جانان گذر دریغ مدار	وز و لبا شق بیدل نظر دریغ مدار

شاہ جادوان مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر حرف زن ہوا کہ ای خونخوار شمشیر زن جادو تم پہلے مخمور کو گرفتار کرنے گئے تھے لیکن سلیمان کے ہاتھ سے بھاگ آئے اب خداوند کی مدد کو جاؤ گے خونخوار نے جواب دیا کہ حضور کا اقبال چاہیے میرا جانا اور بجانا کیا افراسیاب نے کہا تم اپنے بھائی عمرو زنجادو کو بھی اپنے ہمراہ لیلو اور لشکر کثیر لیجاکر خداوند کی مدد کرو اس حکم کو سنکر خونخوار اور بھائی اسکا عازم روانگی ہوے خلعت رخصت پایا فوج ساحران کو حکم تیاری ملا بارہ ہزار ساحر مسلح و مکمل ہوکر طیارات بحر پر سوار ہوے باجے بجے اور ناقوس پھونکے فسر تر دھون پر چڑھکر چل کھڑے ہوے ان اژدھون سے یہ معلوم ہوتا تھا آسمان پر بادلی لہرین لے رہی یا فلک نے موذی بین ظاہر کیا ہی قطعہ

گہے شدہ چو سپر گرد دگہ بہ نیزہ دراز	گہے نمودہ ز تن حلقہ ہا کمند آسا
نہ ابر لیک و دو برق اندر و شدہ پنہان	نہ بحر لیک بر و موج بیکران پیدا

اسی طرح بعد قطع مسافت راہ طلسم سے باہر نکل کر بہم یلغار قریب لشکر لقا پہونچے سلیمان بختیارک آمد فوج ساحران کی علامت دیکھکر استقبال کو آئے خونخوار اور عمود سے ملاقات کی لشکر ساحران مقام پاکیزہ مین اُتروایا اور ان دونون کو باعزاز تمام بارگاہ مین پہونچایا لقا کو دونون نے سجدہ کیا اور دنگلون پر قرار لیا ساقی مہ لقا نے جام می ارغوانی انھین پلایا اور تاج ہونے لگا جب دماغ انکے بادۂ خوش گوار سے سرگرم ہوے حال لشکر امیر پوچھا بختیارک نے ابتداے پیدایش امیر یعنی زمان نوشیروان سے ہنگام اپنے بیان تک مفصل کہسنایا اور کہا باعث فتح پانے اسلامیون کا یہ بھی ہی کہ داماد خداوند کے اور نواسے اور بیٹیان لشکر حمزہ مین موجود ہین اور خداوند لاکھون تقدیرین روز فرماتے ہین تمام عالم کے مالک ہین پس بیٹیان خداوند کی کہ نورچکیدۂ قدرت ہین ضرور ہزار دو ہزار تقدیر کی مالک ہونگی وہ بھی تقدیر کرتی ہین کہ جو امیر سے لڑتا ہی مارا جاتا ہی اور جو طلسم مین عمرو سے مقابلہ کرتا ہی ہلاک ہوتا ہی اور اوسکے خداوند کی بڑی بیٹی کے شوہر شاہزادۂ بدیع الزمان جو طلسم مین قید ہین خداوند زادی چاہتی ہونگی کہ طلسم برباد ہوجائے خونخوار اور عمود نے جو یہ تقریر مستی ہوش باختہ ہوگئے اور گھبراکر بولے کہ پھر ہمارا لڑنا بیکار ہی ہمین چاہیے کہ حمزہ کی اطاعت کرین بختیارک نے جواب دیا کہ یہ امر خداوند کو منظور نہین کہ جو میرا حریف ہوا سکی اطاعت کرین فی الجملہ خداوند کی مشیت پیچیدہ بہت ہی بہتر یہ ہی کہ جو خداوند فرمائین وہ انسان کرے اور دمبدم متوقع نزول رحمت خداوندی کا رہے کہ بمصداق

بیت

گنہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ		تو در طریق ادب کوش گو گناہ منست	

غرضکہ دور وزا سی طرح یہ دونون تباہ روزگار صحبت آرا رہے اور کسل سفر سے آسودہ ہوے ایک دن جسوقت کہ تیغ حیات سوز نور ہندوی شب سیہ روزنگار آفتاب پر پہونچی اور رایت پرچم سیاہ میدان روزگار بے مہر من اللیل اذا غشی کا بلند ہوا کہ بمقتضاے نظم

ہوے بدخواہ یک دیگر جو مردم		سر خورشید نے دستار کی گم	
شب تیرہ ہوئی فتنے پہ مائل		سیاہی ہوگئی ہر سمت حائل	

دونون ساحران نابکار آمادۂ کارزار ہوے اور حکم دیا کہ لشکر مین طبل جنگ بجے ہر ایک معلوم کرے کہ کل معرکۂ جدال و قتال ہی بے لڑے بھڑے جان بچنا محال ہی اس حکم کے بموجب لشکر ساحران مین صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی جو سیسان لشکر امیر بصد توقیر روبرو سے شہنشاہ کشور گیر بارگاہ اسلامیان مین آئے اور مراسم تعظیم و تسلیم بسر ارادت بجا لائے لب عجز کو دعاے دولت ابد قرین بادشاہ

مین واکیا کہ قطعہ

سکای مبارک پی شہنشاہی کہ حاصل کردہ اند		اختران آسمان از طلعت پنک اختری	
مور و دولت شود چون سایہ پر ہمائے		بر سر آن بوی کہ تو ظل ہمایون گستری	
من چہ گویم در کمال کبریائے حضرتت		آفرین باد آفرین کز ہر چہ گویم برتری	

دو ساحر تیرہ روبد انجام خونخوار شمشیر زن محمود زن جادو نام نے لشکر عدو مین آکر قیام کیا تھا آج طبل جنگ بجوایا ہی آمادہ حرب ہوکر کھیڑا مچایا ہی باقی خیریت ہی یہ عرض کرکے ہرکارے دوبارہ خبر لینے سدھارے لیکن شاہ گردون بارگاہ نے حکم محکم قضا شیم بوق ترکی اور نائے کیومرثی کے بجنے کا صادر فرمایا چالاک بن عمرو نقارخانہ سکندری مین آیا دار وغہ نقارخانہ نے نذر دی لیکر واسطے عمرو کے اماشا جمع کرکے پھر غاشیہ طبل اٹھاکر چوب لگائی جسکی صدا سے نسر طائر سپہر فلک پر پھڑ پھڑایا اور گاؤ زمین کا سر پھرا خلاصہ یہ کہ ارض و سما مین زلزلہ پڑگیا کہ نظم

قیامت سے نہ تھا کچھ شور وہ کم		لگے ہلنے جبال و دشت اُس دم	
ہوا ہیبتون کا زہرہ خوف سے آب		ہر اک دل فرط دہشت سے تھا بیتاب	

و لا و ران عرصہ گاہ نبرد ہوشیار ہوکر سامان جنگ جوئی مین مصروف ہوے شاہ نے دربار سویرے برخاست فرمایا ہر ایک بہادر اپنی جگہ پر آیا سلح خانے کھل گئے ہتھیار نکلنے لگے گھوڑون کے ساز درست ہونے لگے زرہ جوشن و برگستوان پسند کرکے زیب تن سبازان نامی کرنے لگے اُس طرف ساحر بیحر جگاتے تھے پوجا پاٹ جاپ منترون کے ہو رہے تھے ڈمرو بجتے تھے نقیب اور جارچی دونون سمت کے تعریف شجاعت کرکے دل مردان عالم کے بڑھاتے تھے چار پہر رات تک یہی معرکہ رہا آخر وہ زمانہ آیا کہ نوائے ظلام ترک شب تیرہ فام نگونسار ہوا اور شہنشاہ گردون سریر بفر و تمکین تیغہ مہر اور نیزہ خط شعاع لے کر توسن سپہر پر سوار ہوا کہ نظم

دگر روز کاین خسرو خاوری		برآمد برین چرخ نیلوفری	
زمانہ در روشنی باز کرد		جہان بازی دیگر آغاز کرد	

صبح ہوتے ہی سپاہ جنگ جو کینہ خواہ جانبین سے قشون قشون اور انبوہ انبوہ وارد دشت وغا ہوئی امیر کچھلی رات سے مصروف طاعت آلہ تھے دعاے فتح و ظفر مانگتے واسطے خاصان خدا کے دلاتے تھے نہایت خضوع و خشوع سے استغاثہ فرماتے تھے کہ لفجواے رباعی

بندہ سے ہو کیا بیان وصاف خدا		قطرہ کیا کہہ سکے صفات دریا	

	کن کہتے ہی ہو گیا سبھی کچھ موجود		حقا کہ تو ہی ہی مالک ارض وسما

مجھے اس لشکر شقاوت اثر پر فتحیاب فرمانا ہر آفت سے بچانا اس دعا کرنے مین خبر دو جنود میدان قتال مین سنی آپ بھی سلح بجوگ سے آراستہ ہوکر اور تبرکات انبیا علیہم السّلام ذات فائض البرکات پر پیراستہ فرماکر مسجد کے پاس سے برآمد ہوے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر دولت والاہمت سلطان گردون رفعت پر حاضر ہوکر ٹھہرے یہان تمام سرداران لشکر یگان یگان آئے اور امیر کو مجرا کرکے منتظر تشریف آوری شہنشاہ ہوے کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھچا ہر ایک سردار مع امیر کے مجراگاہ پر جاکر کھڑا ہوا دیکھا محل سے کنول بردار نیان اور لالٹینین اور نیچشانے والیان طلائی نقرئی پنجشاخے لیے ظاہر ہوئین اور اطفال مہ لقا خود و عنبر کے لٹکے اور موتے نچھر کرتے ہوے پھر ترکنین اور چیشنین اردہ بیگنیان وغیرہ انتظار کنان دروازے تک آئین اور کہاریان تخت جہان پناہ اٹھائے لباس زرین پچھلیان سر دن پر لگائے جیسے ہی دروازے پر پہونچی تھین کہ کہارون نے تخت بڑھکر بدلوایا اور اہتمام زمانہ پھر گیا مرحبا پکارا کہ نظم

	شاہ گردون پناہ عالی جاہ		زیر فرمان ہو ماہی سے تا ماہ
	مہر خصلت ہی یہ نکوا نقاب		رونق تخت و تاج عرش جناب
	دشمن اس گھر کے نامراد رہین		دوست آباد اور شاد رہین

جمال باکمال سلطان عالی شان جب نظر آیا امیر اور سردارون نے مجرا کیا پایہ تخت شاہی کو بوسہ دیا چار طرف سے سردار گھوڑے اڑاتے قلب مین تخت کو لیے نقارے پر چوب پڑتی نقیب فسانۂ جنگ سپہ لوان گذشتہ پڑھتے آگے بڑھے اور اسی شان و شوکت سے قریب دادگاہ مصاف پہونچے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ ابیات

	اٹھا ہر سمت سے شور قیامت		ہوئی بس مشتعل نار عداوت
	زمین ہلنے لگی پہنچے قدم کے		کیا طوفان پھریرے نے علم کے
	ہوا وہ آب بستہ بحر جاری		معاذ اللہ اسکی اضطراری
	جو قطرہ تھا وہ سیلاب مان تھا		جو ذرہ تھا وہ دشت بیکران تھا

جس وقت کہ وارد دشت قتال ہوے دیکھا کہ لقا فوج بیکران لیکر بڑے کروفر سے تخت ہاتھی پر کھچوائے آتا ہی بختیارک خواصی مین بیٹھا گمس رائی کر رہا ہی گرد سالاران لشکر کا مجمع ہی فوج ساحران کا ایک جانب پرا جما ہی برقین تلوار کی چمکتی ہین سمر سے شعلہ ہاے آتش بلند ہین مانے

اور دہل کی آواز گنبد گردان گردون مین پیچیدہ غرضکہ اول بیلداردن نے میدان برابر کیا پھر سقون نے گرد و غبار آب پاشی کرکے بٹھایا اور صف آراؤن نے میمنہ و میسرہ درست فرمایا کڑکیتون نے کڑکا سنایا کہ نظم

ہوے آراستہ لشکر بدستور	دل خالی ہوا جینے سے معمور
نقیبون نے صدا دی یہ بآہنگ	دلیرو ہی یہ وقت نام اور ننگ
نہین ہی پیچھے رہنے کا یہ ہنگام	بڑھے آب روان کی طرح ہر گام
دمامے کوس دان بجتے تھے ہر بار	ہوا تھا فتنۂ خوابیدہ بیدار
بھرا تھا دل یہ ہر نقارچی کا	کہ شہنا پر گمان امتلا تھا

جب کارسازی لشکر ہوچکی عمودزن جادو اجازت لقا سے لیکر میدان مین آیا پہلے آگ پتھر برساکر اپنی شوکت جتاکر للکارا کہ اے لشکر خدا پرستان واے زیردستان جسکو آرزوے مرگ ہو آئے میدان مین لشکر امیر مین شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سپاہ نیزۂ صاحبقران دست چپ مین شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی پر سوار تھے اور یہ گھوڑا طلسم کا ہی باگ پر اسکی ہاتھ ڈالا کہ مین اس ساحر کا جاکر سامنا کرون اسوقت ملک باختر وغیرہ کے زیر کردہ سردار گرداگرد کھڑے تھے اس ارادے پر اطلاع پاکر عرض رسا ہوے کہ ہم جب تک زندہ ہین جان نثاری کرینگے اور آپ کو لڑنے نہ دینگے یہ کہکر تہمتن خان خاوری نے گھوڑا اوڑاکر سامنے تخت شاہی کے آکر دست بستہ اجازت حرب چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ سپرد کیا خداے قدیر کو تہمتن رخصت ہوکر سامنے عمودزن کے آیا اس بیحیا نے سینہ بے کینہ کو اس بہادر کے تاک کر نیزہ لگایا تہمتن نے سنان نیزہ کو اپنے برچھے کی سنان پر روکا چند طعن رد و بدل ہوئی تھین کہ نیزہ عمودزن کے ہاتھ سے نکلکر دور گرا اور اسنے شرمندہ ہوکر عمود پر بجر پڑھکر مارا ایک شعلۂ آتش اس گرز سے نکلکر تہمتن پر گرا کہ یہ دلاور بیہوش ہوگیا اسنے قاش زرین سے کمر بند مین ہاتھ دیکر اٹھالیا اور لشکریان لقا کو بلاکر انکے حوالے کیا لقا نے حکم دیا کہ ایک خیمہ مین قید بٹھاکر اسکو گرفتار کرو بموجب حکم تہمتن کو ہتھکڑیان بٹھاکر قید کیا اور عمودزن نے پھر نیب دی کہ اور جسکا جی مرنے کو چاہے وہ لڑنے کو آئے اسکی تہمتن کا بھائی التماس خان خاوری اجازت شاہ سے لیکر مقابلے کو آیا لیکن اسپر بھی وہی حادثہ گذرا اور گرفتار ہوگیا پھر عمودزن مبارزخواہ ہوا اوسکے زہراے جوشن پوش حسب ارشاد شہنشاہ سامنے گیا لیکن ضرب گرز سے ساحر کی بیہوش ہوا اسی طرح تا بہ شام پچیس سردار مطیع و منقاد شہزادہ قاسم اسیر سرپنجہ تقدیر ہوے قاسم اسوقت خود

عازم میدان ہوا لیکن اوسکہ شام ہوگئی تھی اور وہ زمانہ ہوا کہ خورشید عالم افروز سیاہ زنگبار شب کی وجہ سے زنجیر شعاع مین بندھ کر زندان کدہ مغرب مین گیا اور ظلمت آباد تمام اس جہان بیوفا کا رکھا گیا ترک فلک تھانے اسیر ہوا کہ نظم

	رہی اس طرح سارے دن وہ پیکار		رہا پھر صبح پر سو توف وہ کار		
	صفین ٹوٹین رہی قائم وہ بازی		ستارون مین بھی تھی اک ترکتازی		

عمودزن طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھرا مگر کہتا گیا کہ اے مسلمانان اگر تمنے آج رات کو خدمت خداوند مین آکر سجدہ نہ کیا تو کل کا دن تمھارے لیے روز فردا ہوگا یعنے کوئی زندہ نہ بچے گا یہ لاف وگزاف لشکر غازیون نے بھی لعن وطعن لقا پر کی آخر دونون لشکر رزم گاہ سے پھر کر خیمہ مین آئے اور سب نے کمر کھولی آسودہ ہوے طلایہ کے گشت اور اردلی کی چوکیان ہوگین عیار اپنے اپنے سردار کی بارگاہ پر حفاظت کے لیے آئے بادشاہ نے شب کے دربار کا نظارہ کیا سردار دست راست اور دست چپ آکر نگاہاے شوکت پر متمکن ہوے ساقیان حور پیکر جام بادۂ احمر انجمن نشینان کو دیتے تھے لیکن بوجہ گرفتار ہوجانے سرداران قاسم کے مزاج ہمایون شہنشاہ مکدر تھا تاج وراگ کا چرچا نہ تھا اور اسطرف لقا بھی اپنی بارگاہ مین جب پہونچا فرط عشرت سے حکم جشن ہونے کا دیا لولیان قمر طلعت وراشگران مہر صورت نے ترانۂ خرمی آغاز کیا رقص وسرود کا ہنگامہ گرم ہوا لشکرین اچھی سب طرح کی درستی ہوگئی سرداران امیر جہان قید ہین وہان ساحرون نے حصار بحر کر دیا کہ کوئی عیار آکر دست برد نکرے بعد اس اہتمام وانتظام کے بختیار کے نے عمودزن کو گرمایا کہ دشمن کو فرصت دینا اچھا نہین ہی آج ہی تقلۂ رزم بجواؤ اور لشکر عدو کا خاتمہ کرو خداوند کی عادت ہی کہ تقدیر پلٹ دیتے ہین آج تمھاری نسبت تقدیر اچھی کی ہی آیندہ شاید بندگان مغضوب پر رحم آجائے اور تقدیر پھیر دین اس سے بہتر ہی کہ اسوقت کو غنیمت سمجھو ان باتون کو سنکر عمودزن نے حکم دیا کہ کوس رزم پر چوب پڑے بموجب حکم نفیر بحر کو دم لا اور لڑنے والون نے نقارۂ جنگی بجایا ہرکارون نے جو بہر جاسوسی یہان موجود تھے خبر جاکر خدمت شاہ اسلام مین گذارش کی شہنشاہ ہنوز نواخت طبل رزم کی نسبت کچھ فرمانے نپاے تھے کہ شاہزادہ ملک قاسم دنگل افراسیابی سے اٹھکر روبرو ے تخت شاہ آئے وباادب تمام عرض پیرا ہوئے کہ نظم

	شہا بخت وجاہ تو پایندہ باد		مہ وسال میمون وفرخندہ باد		
	فلک بندہ وآفتابت غلام		زمانہ مطیع وجہانت بکام		

آج میرے نام پر طبل جنگ بجے یعنی کل سوا میرے اور کوئی مقابلہ کرنے ساحرون سے میدان مین نہ نکلے

کیونکہ اس حقیر کے رفیق آج بہت سے گرفتار ہوگئے ہین چاہتا ہون کہ عمود زن کو سزاے سخت دون اور سر اُس ناسزا کا کاٹ کر خدمت عالی مین حاضر کرون اور یا مین بھی مثل اپنے رفقا کے اسیر و دستگیر ہوکر اُن وفاشعارون کا ساتھ دون کہ قطعہ

بصحبت یاران غنیمت دان کہ نقد زندگی		خاص از بہر نثار صحبت یاران خوش است	
خوش بود بہر تماشا گاشن عمر عزیز		اگر تماشا ہم بدیدار ہوادار ان خوش است	

یہ عرض شہزادہ گرامی منزلت کی شہنشاہ نے مسموع فرما کر ارشاد کیا کہ اے شہزادۂ عالی ہمم وہ ساحر اظلم ہی تمھارا اور اُسکا مقابلہ کیا ہی بس مناسب ہی کہ ؎

نہ ہر جاے مرکب توان تاختن		کہ جا ہا سپر باید انداختن	

انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی زمانہ آئیگا کہ ساحران ناہنجار برباد و خوار ہونگے اور سردار تمھارے رہا ہوکر آئینگے غرض ہر چند لائی آبدار اندرز و پند دامن شہزادہ مین شاہ اسلام نے گرا ے لیکن قاسم نے انکو زیب گوش اپنے شاہد ہوش کے نہ کیا اور اپنی عرض کے پذیرا ہونے پر مصر ہوا اور کہا اگر میرے نامزد ہوکر طبل جنگ نہ بجے گا تو غلام اپنے تئین چور نگ کرے گا آخر بادشاہ نے حکم دیا کہ تخصیص کے ساتھ بنام شہزادۂ قاسم نقارہ زرم بجے یعنی یہ مشتہر کر دیا جاے کہ کل سواے قاسم کے کوئی لڑنے کا ارادہ نہ کرے حسب الارشاد خسرو گیتی ستان چالاک نے نقارخانے مین جاکر شرطیہ بنام شہزادہ قاسم طبل سکندر پر چوب لگائی کہ نظم

یہ عرش مین ہوا طبل سکندر		ز اثر مین پڑے کہسار اور بر	
اڑے تھے اس صدا سے دیو کے ہوش		دریدہ اُس سے تھا ہر پردۂ گوش	

طبل شرطی بجنے سے دونون لشکرون مین قاسم کے مقابلے کی خبر مشتہر ہوئی اور بختیار کے جب یہ کیفیت سنی پکارا صلواۃ بر محمد و آل محمد و لعنت بر لقا ای عمود زن اب تم دونون بھائی زندہ رہتے نظر نہین آتے آج خداوند کے دامادنے طبل اپنے نام پر بجوایا ہی پھر خداوند کب چاہینگے کہ بیٹی میری رانڈ ہو جائے اور اُدھر خداوندزادی تدبیر تیرے ہلاک ہونے کی کرے گی عمود زن یہ تقریر سنکر گھبرایا اور لقا کی طرف بحسرت دیکھا اُس مرتد نے کہا تم نہ گھبراؤ شیطان کے کہنے پر نہ جاؤ وہ دغلا تلا ہی اور اسکا کام بندگان قدرت کو بہکانا ہی مین تقدیر آج مٹھی مین بند کیے لیتا ہون کل جیسا موقع دیکھون گا ویسا کرون گا خلاصہ کلام تیاری جنگ کی دونون لشکرون مین ہونے لگی شاہ لشکر اسلام نے دربار سویرے برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی اپنی بارگاہ مین آیا قاسم جب اپنے مقام پر

پہونچے دل سے مشورت پذیر ہوے کہ کل روز معرکہ نبرد ہی سحر سے تم نابلد ہو ضرور ہی کہ قتل ہوگے یا گرفتار ہوکر سامنے اقعا کے پہونچوگے پھر وہ دشمن خدا بڑے عذاب سے قتل کرائیگا اس سے بہتر ہی کہ اس دنیاے فانی پر اعتبار نکرو اور خوان پر از نعمتہاے گوناگون جہان سے آج تم بھی چاشنی عیش و مسرت چکھو اور اُسکی لذت معلوم کرو کیونکہ اس غدار نے ہزارون کو پر از حسرت و ارمان آغوش لحد مین سلایا ہی اور سیکڑون کو بہ ہزاران تمنا و آرزو خاک مین ملایا ہی کون اس دار ناپائدار سے دلشاد ہوکر گیا اور کس نے اس سے دل لگا کر نخل عشرت و کامرانی ثمر مراد اور امید دامن آرزو مین چنا کہ نظم

ازل سے ہی یہی دنیا کا دستور	کوئی ناکام ہی اور کوئی مسرور
کسی کے برمین ہی پیراہن زر	نہین سر پہ کسی بے پر کے چادر
کسی کا گھر ہی رشک صحن گلشن	کوئی بلبل نمط کرتا ہی شیون
کسی کا رات کو ہی خشت بر سر	کسی کے سر پہ ہی شاہی کا افسر

خلاصہ کلام دل سے شہزادے نے دنیا کو فانی سمجھ کر تہیہ کیا کہ آج سامان عشرت ہر طرح کا مہیا کرکے خوب عیش و نشاط مین بسر کیجیے کہ بیت بر لب جوے نشین و گذر عمر ببین ۔ این اشارت نے جہان گذران مار البس ۱۲ اس کیفیت کو دل سے تجویز فرماکر سیارہ بن عمرو اپنے عیار کو بلاکر ارشاد کیا کہ لشکر اسلام جہانتک اترا ہوا ہی اسکی حد سے پانچ کوس بڑھکر لب دریا خیمہ زربفتی ہمارے لیے نصب کیا جاے اور صحرا کے درختون کو بادلے سے منڈھوا دو کوسون تک روشنی کرادو یار باش نشاط حاضر ہوکر مجرا کرین آج جنگل مین ہم سیر شب ماہ دیکھین گے خاطر حزین کو شاد و خرم کرینگے اس حکم کو سنتے ہی سیارہ نے انتظام کیا ہزارہا آدمی دوڑ پڑے لشکر کی حد سے دور لشکر و امن کوہ مین جنگل کو خار و خاشاک سے صاف کردیا اور ایک کوہ پر شکوہ کا دامن جو نہایت وسیع اور فرح افزا تھا تجویز کرکے خیمہ استادہ کیا فی الواقع اُس پہاڑ پر روح فرا دشوار تھی قدرت خالق بحر و بر سے طرفہ بہار تھی مثل ہمت جوانمردان اور مانند رتبہ صاحبدلان بلند تھا سر کوہ فرق ہمت اوج سپہر سے ارجمند تھا چشمہاے شیرین صاف تر دل مصفا پاکبازان سے اُسمین جاری کنارے چشمون کے سبزہ ہاے زنگاری دامن کوہ مین کوسون تک ریاحین و ار مثل نجم فلک کے تابان اور جداول آب روان رشک دہ انہار روضۂ رضوان سبزہ سایہ بید مین آرام گیر اور یاسمن لب آب اور کنار چمن مین فرحت پذیر یاے شبات کوہ کی نسبت والجبال وتادا کہنا واجب تھا فضاے دشت کی صفت مین فادخلی فی عبادی وادخلی فی جنتی لکھنا روا بنفشہ حوالی گل مین گویا گرد عارض گلرخان

زلف دلفریب کا جوبن دکھاتا تھا اور سنبل تر لالۂ احمر کے قریب مثل خط غالیہ بیز سبز رنگون کے اگاتا تھا جیسے نوجوان رعنایان گلشن کی مسیں بھیگتی تھین ایک جانب بید بطری نیمہ اطلس گلگون کا پہنے اور سر و سہی جامہ حریر و بر کیے زبان نسیم مشکبار نے اسرار روائح گلزار کو چار سوے عالم مین فاش کیا تھا اور گفتگوے بلبل اور حکایت رنگ و بوے گل کو ساکنان سرایچہ عالم بالا کے کان تک پہونچایا تھا طایران شیرین نوا خطبہ ثناے ملک متعال زبان حال سے پڑھتے تھے نقاش قدرت نے لوح سنگین کوہ پر قلم قدرت سے کیا کیا نقش زیبا رقم فرمائے ہین اور کلک بدیع رنگ تحریر باغبان تقدیر نے کیسے کیسے گل بوٹے بنائے ہین بحق بیت

نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانست		کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانست	

نظر ارباب بینش مین کنارے جوبار کے خط سبزہ سے حرف وفجرنا فیہا من العیون پڑھے جاتے تھے اور لوح زمردین سبزہ سے وجعلنا فیہا جنت رقم مسلم کہ دیوار حقیقی نظر آتے تھے کہ ابیات

ریاحین بر کنار جوے رستہ		بہ آب زلالہ دست در وی شستہ	
درختان چون بتان قد بر کشیدہ		زیک دیگر بہ خوبی سر کشیدہ	
فراز شاخ مرغان خوش آواز		بالحان از غنو نہا کردہ بر ساز	
غمال سرو کز جنت سبق داشت		خط طوبے لہم بر ہر ورق داشت	

ایسے مقام دلکش مین آرام گاہ شہزادہ عشرت پناہ آراستہ کی اسباب شاہانہ سیارہ نے مہیا کیا کہ نظم

بسے زیور از گوہر شاہوار		بسے خاتم و یارہ و گوشوار	
بسے درج و صندوق با قفل زر		پر از لعل و یاقوت و در و گہر	
ز زرینہ آلات و سیمینہ ظرف		ز ہر گونہ تحفہاے شگرف	

نہرون مین کنول بلور کے روشن کر کے چھوڑ دیے اور درختون کو بادلے سے منڈھا جھاڑ فرشی قد آدم استادہ کیے فرش شاہانہ لب نہر بچھایا کنارے ہر جوبار کے سرو چراغان کیا میخانہ ایک جانب سجا گیا اور ایک سمت پلنگ جواہر کار شہزادہ کا لگایا مہوشان گل اندام آکر جمع ہوے اور دشت مین گاتیان دوپٹہ کی باندھکر جھلی جھلیا کھیلتے تھے سور پنکھیان اوز بجرے چشمون مین پڑ گئے جلترنگ انپر بجنے لگا اور مانجھنون نے کہ جو بنگے جواہر کار پہنے تھین اور کڑے مگردان ہاتھون مین رکھتی تھین بجرون کو کھینا شروع کیا اور ہر سمت ناچ کنارے کنارے ہونے لگا مقیش کترا ہوا اڑایا جاتا تھا ستارے فلک سے ٹوٹکر گویا زمین پر گرتے تھے قمقمے اور رنگ کی پچکاریان چلتی تھین حقیقت

مین یہ عالم تھا کہ **نظم**

وہ خیمہ جو تھا غیرت آسمان	سجا اُس جگہ پر بصد عز و شان	طناب اُسکی ہر ایک زرتار تھی
شعاع تھی مگر وہ خط مہر کی	کھچے آگے خیمے کے وہ سائبان	کہ تھا سلک گوہر کا جسمین سمان
سرا پردے ہر اک سمت اُٹھوا دیئے	در باغ خلد برین وا کیے	تمامی کا ہر جا پہ بچھوایا فرش
زمین بنگئی دان کی سب پر شگوفے	لب نہر روشن چراغان ہوئے	کہ پانی مین اختر نمایان ہوئے
اُڑاتے تھے مقیش جو سب کھڑے	ستارے فلک سے لگے ٹوٹنے	لٹکتے تھے جو گیند بلور کے
درختون مین پھل تھے لگے نور کے	پر ر وہر اک سو تھے بادی کنان	عجب حسن اُنکا عجب آن بان

جب یہ جلسہ عشرت پیرا جمع ہو چکا تھا شہزادہ کو اطلاع دی قاسم لباس رنگین ہنسکر اور آرایش نئی زر و گوہر سے فخر مکر زینت بخش انجمن ہوا مسند جواہر مین پر لب نہر آکر بیٹھا سامنے رقاصان زہرہ ناچنے لگے اور اشعار عاشقانہ گانے لگے ہوا کے بندھ جانے سے کیا سمان بندھا وہ سناٹے کا عالم اور صحرا کی فضا فرش زمردین سبزہ رنگاری پر چاندنی کا چھٹکنا اور کھیت کرنا عجب لطف دکھاتا تھا زمین فرط صفا سے اور عکس ستارگان سے فلک اطلس بنگئی تھی پھولون کی خوشبو سے زمانہ مہکتا تھا ایسے وقت مین مہ رخون نے اونچے سرون مین لہک کر جو پھاگ گایا تو ناہید فلک کو دیوانہ بنایا کہ **مثنوی**

گل نغمۂ ترکی تھی یہ بہار	کہ صحرا کے گل اسکے آگے تھے خار	فقط بلبل و گل کا کب تھا ہجوم
کہ گرتی تھین ان ڈالیان جھوم جھوم	بچھی ہر طرف چادر نور تھی	یہی چاندنی اُسکو منظور تھی
بندھا اس طرح کا جو اسدم سمان	صبا بھی لگی رقص کرنے وہان	وہ سنسان جنگل وہ نور قمر
وہ بُراق سا ہر طرف دشت و در	وہ اُجلا سا میدان چمکتی تھی ریت	اوگا نور سے چاند تارون کا کھیت
درختون کے پتے چمکتے ہوے	خس و خار سارے جھمکتے ہوے	درختون کے سایے مین کم کا وہ روپ
گرے جیسے چھلنی سے چھن چھن کے دھوپ	تماشہ نہ دیکھا تھا جو یہ کبھی	در و دشت غش ہو پڑے تھے سبھی
نظر جو کہ پڑتی تھی بولی جڑی	ہر اک عالم شوق مین تھی کھڑی	یہان تک کہ وہ بھی جو تھے نقش پا
وہ بیٹھے تھے کان اپنے اودھر لگا	ساقی رنگین لباس نے پیانہ شراب ہوش ربا کر لیا تو بدیا شروع کیا	

دماغ بادہ ناب سے شہزادہ کا گرم ہوا خیال آیا کہ اسوقت کوئی معشوق بنا مہر دیدار اگر پہلو مین ہوتا تو بہتر تھا کہ فرد

چمن ہی ابر ہی ٹھنڈی ہوا چلتی ہی دریا ہی	فقط اک تیری جا ای ساقی گلفام باقی ہی

اس تصور کے آتے ہی عجب اتفاق ہوا یعنے یہان سے کچھ دور پر قریب سرحد طلسم **ہوشربا** ایک پہاڑ ہی کہ نام اُسکا نرگس کوہ ہی اور جوالی کوہ مین ایک شہر آباد ہی اور قلعہ مستحکم بنا ہی حاکم شہر کا زنار بلا افگن جادو

نام مصاحب خاص افراسیاب شاہ جادوان ہی اور ہمیشہ دربار افراسیاب مین اندر طلسم ہوشربا کے رہتا ہی اور خراج گذار شاہ جادوان ہی ہر چند کہ یہ شہر بیرون طلسم آباد ہی لیکن ساحرون کی بستی ہی اور خلقت یہان کی مطیع شہنشاہ افراسیاب کی ہی زنار اد بسکہ طلسم مین جو رہتا ہی اس لیے زوجہ اسکی ملکہ حنظل جادو سریر جہانبانی پر بیٹھی ہی اور انتظام سلطنت کرتی ہی اور ایک دختر اسکی ہی کہ حسینان جہان کو حسن اسکا غیرت دلاتا ہی اور یوسف مصری کو غلام بناتا ہی یا دین اسکی لعبتان روزگار زلیخا کردار سودے کا خلل سربازار خریدتے ہین اور مجنون و لیلے وار ادھر ادھر صحرا بصحرا پھرتے ہین کہ بیت

روز دلاوتش چو نظر کرد مشتری	انصاف داد گفت کہ این سعد اکبر است

نام اس رشک گلزار کا ملکہ نرگسی چشم ہی مثل ماہ سپہر کے سریع السیر ہتی ہی یعنی کوہ و دشت و بحر کی سیر کرتی ہی آج کی شب مع کنیزان خورشید رو اور وزیرزادی سوگند جادو سے تخت بحر تیار کراکر سیر کنان اپنے باغ سے روانہ ہوئی اتفاق سے اس طرف پہونچی کہ جہان قاسم نے جلسہ کیا ہی سامان عشرت مہیا ہی صدائے ارغنون اور صوت قانون اور حسن بتان اور مشعل چراغان کی کیفیت دیکھکر چاہا کہ اس جلسہ مین جاکر بہ تفصیل جملہ سامان مشاہدہ کرون لیکن سوگند نے منع کیا کہ اہل ملکہ غیر صحبت مین جانا اچھا نہین لازم ہی کہ سامنے اس جشن کے آپ بھی اتر کر ٹھہریے اور مین بزم بحر فرش شاہانہ اور اسباب ملوکانہ حاضر کرون ناچ دیکھیے انجمن آرائے انبساط ہوجیے جو کوئی اس محفل خلد مشاکل کا بانی ہوگا وہ یقین ہی کہ آپ کا حال دریافت کرے اور حضور کے جلسے کی طرف آئے پھر اسوقت پیام و سلام ہوکر سارا حال منکشف ہوجائے گا اور جہان آپ جاتی ہین وہ خود آئیگا ملکہ نے یہ کلام سنکر وزیرزادی کی رائے کو پسند کیا اور سوگند نے تخت زمین پر اتار کر ایک مقام پاکیزہ و مصفا پسند کرکے ایسا سحر پڑھا کہ وہ مقام پرخار رشک لالہ زار بنا اور گلستان عشرت پیرایہ ہوا نظم

شبنم اس سبزہ زار کے اندر		جون زمرد کے کان مین گوہر	تھی اسی سبزہ زار کے اندر
ایک نہر روان ادھر سے ادھر		یون نظر آتی تھی وہ ضرب المثل	سبز کاغذ پہ نقرئی جدول
نہر کے آس پاس بو تیمار		کہین طاؤس تھے قطار قطار	کہین حق شورہ کہین کو کو
ثمریان محو یاد حق ہمہ سو		جب اس سامان عشرت نے تمام اوجائے فرحت فزا کی درستی اور انتظام ہوچکا	

تب نہروہ سرو خرامان مسند پر زر پر جلوہ کنان ہوئی اور کنیزین ساز لیکر بجانے لگین نغمہ ہائے عاشقانہ گانے لگین کہ غزل

وہ بیکس ہون نہین ہی کوئی میرے غمگسار و نہین			رہا اک دل سو وہ بھی ہی تمھارے جان نثار و نہین

سوے گور غریبان آئین وہ یہ پوچھتے یارب
مرے کشتہ کی تربت کون سی ہی ان مزار و نمین

ترا بھولا ہوا جو بن یہ انکو گدگدا تا ہی
کہ لوٹے جاتے ہین مارے ہنسی کے پھول لالی رو نمین

حقیقت عاشقون کے مرگ کی ہمسے کوئی پوچھے
بہت جب نیند آئی سو رہے جا کر مزار و نمین

ادھر بھی اک نگاہ ناز اپنے حسن کا صدقہ
الٰہی حشر کے دن آنکھ نیچی ہو نہ یارون مین

جگر روتا ہی دلکو دل جگر کو طرفہ ماتم ہی
یہ اسکے سوگوار و نمین وہ اسکے سوگوار و نمین

ادھر دل لوٹتا ہی اُس طرف بجلی تڑپتی ہی
الٰہی خیر ہو بحث آپڑی دو بے قرارون مین

نظر ہی آئینہ پر مانگتے ہین عکس سے بوسے
وہ خود اپنے در و دولت پہ ہین امیدوار و نمین

رہے ہم زخمیون کی قبر مین یارب کوئی روزن
مرے مر کر بھی اٹھین چاندنی آئے مزار و نمین

ہوے ہم قتل جب جلسہ نظر آیا حسینون کا
بٹایہ خون ناحق چلو چلو گلعذارون مین

اسیرانسے نہ بچتی دخت رز آنکھون مین پی جاتے
جوانی کا گذر شاید نہین پرہیزگارون مین

قاسم کے سمع ہمایون مین گانے کی صدا آئی مسند سے اٹھکر میدان مین آئے ازبسکہ چاندنی پھیلی ہوئی تھی دور ایک جلسہ مہ جبینون کا نظر آیا عقل حیران ہوئی کہ الٰہی یہ پریان ہین یا حوران جنان ہین یہ کیسا عشرت کا سامان ہی آخر دل نے کہا اس جلسہ کو چلکر قریب سے دیکھیے یہ سوچکر اسی سمت کا راستہ لیا جب نزدیک اس انجمن شمع انجم کے پہونچا یہ عالم نظر آیا کہ نظم

سامنے اک نگار کو پایا
بوستان مین بہار کو پایا

بلور کا اک چبوترہ خوب
اک حوض بھی اُسکے آگے محبوب

اُسپہ تخت اور تخت پہ حور
یعنے اک نازنین مغرور

گرد حلقہ کیے کنیزین سب
چاند کے گرد جس طرح کوکب

باغ کی سیر کوئی کرتی ہی
کوئی انگیا مین پھول دھرتی ہی

کوئی گلدو ہی محو گلبازی
کوئی دکھلا رہی ہی طنازی

گلبدن اک کھڑی ہی زیر شجر
ہی لب نہر اک پری پیکر

کوئی جھولے پہ بیٹھی گاتی ہی
کوئی طناز سُر لگاتی ہی

کہین کوئی بجا رہی ہی ستار
خوش گلو کوئی گا رہی ہی ملار

ذائقہ دل مین سب کی سب ہم سن
جھانکنے تاکنے کے اُنکے دن

بے جگت بات وہ نہ کرتی تھین
اپنی چالاکیون پہ مرتی تھین

اُن کا مارا نہ مانگتا پانی		سچ تو یون ہی جوانی دیوانی	
بیچ مین اُنکے ہی وہ ماہ لقا		حور پریان ہون جسپہ دل سے فدا	
نازنین نوجوان حسین کم سن		مار رکھنے کے عاشقون کے دن	
فتنہ دہر قامت رعنا		چال دم بھر مین حشر کردے بپا	

الحق اس صنم زیبا صورت کی شکل کو دیکھکر کیونکر کسی دل کو قرار رہے کہ جسکے عکس رخسار نے روشنی طلیعہ سحر کو دی ہو اور جسکے زنگ زلف تابدار نے غالبہ فروش خسام کی ظلام سے مدد کی ہو سپہر مینائی نے نظیر اُسکا سوائے آئینہ مہر کے اور کہین نہ دیکھا تھا اور نقش بند خیال نے تمثال بے نظیر کو اسکے سوائے عالم خواب کے اور کہین نہ پایا تھا بمقتضائے **مثنوی**

لب لعلش نگین خاتم جم		وہان از حلقۂ انگشتری کم	ز زنگ عارضش روے ہوا لعل
خم زلفش در آتش کردہ صد دل		غدارش قبلۂ آتش پرستان	وہانش آرزوے تنگدستان

قاسم بیک نگاہ اس رشک ماہ پر شیفتہ ہوا اور بآواز بلند یکبارگی اس رباعی کو پڑھا کہ رباعی

ہم کیونکر نہ آہ و نالے کرتے ہی رہین		دکھ پر دکھ کس طرح نہ بھرتے ہی رہین	
اتنے ہی لیے جہان مین جرأت ہم تو		جیتے ہین کہ تا کسی پہ مرتے ہی رہین	

اس صدا کو چند کنیزان ملکہ نے سُنا اور آئینہ رخسار شہزادہ عالی تبار کو دیکھکر اپنے تئین حیران کار بنایا لیکن براہ ناز و انداز ان شوخ چشمون نے دوپٹے سے مُنھ چھپایا اور واہی تباہی کرکے سامنے سے بھاگین اور اپنی ہمجولیون سے اٹھلا اٹھلا کر ہاتھ ہاتھ پر رکھکر انگلی دانتون مین دابکر گویا ہوئین کہ **نظم**

ملک قاسم کی اس جا پاکے آہٹ		لگین دکھلانے سب وان چلبلاہٹ	خجالت کے پسینے مین کوئی غرق
جھجھک کر بنگئی آنکھون سے جون برق		کوئی بولی بھلا لازم یہ کب ہی	یہ کیسا دن دہاڑے لوٹ غضب ہی
نہ جس سے واسطہ نہ جان پہچان		وہ آیا بن بلائے گھر مین مہمان	ڈھٹائی دیکھکر اس نوجوان کی
مین اپنے دل مین یہ حیران ہون یا جی		یہ ہی کون اپنے دل مین کیا ہی سمجھا	جو اس جنگل مین تنہا اس طرف آ
کھڑا ہی گھورتا ایسا نڈر ہو		ذرا اس کے کلیجے کو تو دیکھو	کوئی بولی ہوئی ہی عقل کچھ گم
زنانے مین نہ گھس آ کہین تم		ابھی نخرے کی خوبی واہ جی واہ	قیامت گرم ہوا للہ اللہ

اس گفتگو کو سوگند وزیرزادی نے سُنکر کنیزون کو گھڑکا کہ ای ستایو یہ کس سے ایسی باتین کرتی ہو تو ندیان نے عرض کیا دیکھیے یہ کون سامنے کھڑا ہی اوئی مردوا کیسا ڈھیٹ ہی کہ کہے سے بھی نہین ہٹتا قاسم یہ باتین سُنکر ہنسکر گویا ہوا کہ بیت ہم چاہین تو در توڑ کے در نہ در آئین + پردہ لیے بیٹھی رہے دیوار تمہاری

سوگندنے کہا کیا کہنا آپ ایسے ہی ہین مگر یہان کوئی اُودماتی نہین ہی یہ باتین کسی اور جگہ جاکر کیجیے اسپر مہربانی رکھیے خلاصہ کلام اس تکرار کے ہونے سے ملکہ نے بھی آواز سُنی اور بولی کہ ارے یہ کیا ہی جو سب ایک جگہ غول باندھے کھڑی ہوا ور چیختی ہو ایک کنیز نے جواب دیا کہ حضور یہان مردوا گھس آیا ہی ملکہ بھی اُٹھی کہ مین تو چلکر دیکھون اور وہان آئی کہ جہان شہزادہ کھڑا تھا ملکہ کی نظر اسکے جمال حورتمثال پر جو پڑی اک تیر کمان خانہ عشق کا کھایا اور اس شہسوار حسن کے ناوک مژگان کا اپنے دل وحشی کو نشانہ بنایا خنجر جانستان ابروان پرخم نے حلال کیا اور تیغ اداونازنے ایک ہی وار مین تسمہ بھی لگا نہ رکھا عقل وہوش کا فیصلہ کر دیا دیکھا کہ ایک محبوب لاثانی جسکی اُٹھتی جوانی ہی آفتاب رخسار ہی گلشن خوبی کا گلِ پربہار ہی اگر مردم چشم شب تاریک مین رخسار روشن اسکے دیکھین تو یقین کرین کہ صبح صادق تحقق اُفق مشرق سے طالع ہوئی ہی اور اگر دیدۂ روزگار پردہ شب دیجور مین اسپر نظر کرے تو بیشک جانے کہ آفتاب جہان تاب کی روشنی پھیلی ہی عارض گلگون مثل گل سیراب اور خط رخسار پر مثل سنبل کے پرپیچ وتاب یہ معلوم ہوتا تھا کہ نقاش حکمت نے دائرہ عنبر بیکار قدرت سے صفحہ عذار پر کھینچا ہی یا کشتکاری دہقان فطرت سے سبزہ کنارے آب حیات کے اُگا ہی الحق اُسکی شان مین یہ کہنا روا ہی قطعہ

چوگان زمشک بر مہ تابان کشیدۂ	مہ را چو گوے در خم چوگان کشیدۂ
آن خط سبز فام کہ خضرات نام او	خوش بر کنار چشمۂ حیوان کشیدۂ
آوردۂ ز شعر سیہ سائبان حسن	بر روے آفتاب درخشان کشیدۂ

ملکہ تھراکر گری غش کر گئی اور شہزادہ کا بھی یہی نقشہ ہوا سوگند نے دونون کو گلاب وکیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا جب آنکھ شہزادے کی کھلی ملکہ بھی ہوشیار ہوکر پاس کھڑی تھی ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ملکہ نے شرماکر سر جھکا لیا آخر دونون خرمان خرامان آکر مسند پر بیٹھے لیکن وہان جب سیارہ نے دیکھا کہ سارا جلسہ جمع ہی لیکن شہزادہ نہین ہی ہر سمت نگران ہوا کچھ دور پر چند پریون کو صحبت آرا دیکھکر یہ بھی اُسی سمت چلا قریب پہونچکر شہزادے کو پاس اک مرجبین کے بیٹھے پایا اور وزیرزادی کو اُس پری کی مصروف انتظام دیکھا سیارہ اسپر عاشق ہوا اور پاس اپنے شہزادے کے آکر پہونچا سوگند نے جو اسکی صورت کو دیکھا اور بسکہ یہ بیٹا عمرو کا ہی اور خواجہ کا حلیہ اکثر بیان کیا گیا ہی اسوجہ سے اسکی بھی صورت ویسے ہی دبلی اور لاغر مثل موش صحرائی کے ہی سوگند نے قہقہہ مارا اور خوب ہنسی ملکہ سے کہا حضور ذرا پیچھے آپ کے سر پر بن مانس آکر کھڑا ہوا ہی سیارہ نے کہا مجھے تو سب پیپل اور جنگل کے درختون پر سے بھتنیان اُتر کر بیٹھی نظر آتی ہین اس کلمہ پر سب نے قہقہہ لگایا اور شہزادے نے سیارہ کو بٹھلایا شریک بزم کیا الحاصل ملکہ نے سوگند کے

اشارے سے شہزادے کو جام مے ارغوانی بھر کر دیا شہزادے نے ارشاد فرمایا کہ گل بوستان خوبی و اختر سپہر محبوبی تم شمع کس انجمن دل افروز کی ہو اپنا نام نامی ظاہر کرو اور اپنے دین و آئین کا پتا بتاؤ اگر مذہب اسلام رکھتی ہو گی تو ہم یہ شراب پئیں گے اور نہیں تو ہم کہاں اور تم کہاں ملکہ نے یہ کلام شہزادہ عالی مقام سنکر کہا آپ اپنا نام بتایئے مجھے تو تمام عالم جانتا ہی کہ ملکہ نرگسی چشم ہون اور تمام کیفیت اپنی بیان کی شہزادے نے جب سارا حال سنا فرمایا کہ مجھے قاسم بن علمشاہ بن حمزہ صاحبقران کہتے ہین اور ہم لوگ غیر ملت و مذہب والے انسان سے محبت نہین کرتے اگر ہماری دوستی درکار ہی تو سحر سے توبہ کرو اور لقا و دیگر خداوندان باطل پر لعنت بھیجو کیونکہ یہ سب مخلوق ہین اور خالق وہی ایک وحدہٗ لاشریک ہی کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ اور ندرت طراز کلک فطرت سے منشور ظہور کائنات مسطور فرمایا اور بمصداق اذا اراد شیأ ان یقول لہ کن فیکون کے بنایا کہ بیت

صانعے کز کمال لطف و جلال		در ثنایش زبان ناطقہ لال	

حمد الٰہی کو شہزادے نے اس طرح بدستیاری خاصہ زبان لوح سینہ ملکہ پر ترقیم فرمایا کہ سیاہی باطل پرستی کی ورق خاطر سے دھو گئی نام معبود حقیقی سنکر مسرور ہو گئی شہزادے کی گردن مین ہاتھ ڈالکر بولی کہ صاحب تم خفا نہو مین سحر تو بالکل نہین جانتی ہون لیکن لقا اور جمشید وغیرہ کو مانتی ہون آج سے ان مونڈی کاٹون پر بھی لعنت کرون گی کہ فرد

سر ارادت با آستان حضرت دوست		کہ ہر چہ بر سر ما میرود عنایت اوست	

شاہزادے نے جب اسکو راضی پایا کلمہ طیبہ بتایا ملکہ کلمہ پڑھکر مع کنیزون اور سوگند کے مسلمان ہوئی پھر تو شاہزادے نے جام بادۂ احمر ملکہ کے ہاتھ سے لیکر پیا اور ارشاد فرمایا غزل

گل در بر و می در کف و معشوقہ بکام ست		سلطان جہانم بچنین روز غلام ست	
گو شمع میارید درین بزم کہ امشب		در مجلس ما ماہ رخ دوست تمام ست	
در مذہب ما بادہ حلال ست ولیکن		بے روے تو ای سرو و گل ما ہمہ حرام ست	
گوشم ہمہ بر قول نے و نغمہ چنگ ست		چشمم ہمہ بر لعل لب گردش جام ست	
از ننگ چہ گوئی کہ مرا نام ز ننگ ست		در نام چہ پرسی کہ مرا ننگ ز نام ست	
بیخوارہ و سرگشتہ و رندیم و نظر باز		وانکس کہ چو ما نیست درین شہر کدام ست	
حافظ منشین بے مے و معشوق زمانے		کایام گل و یاسمن و عید صیام ست	

دور جام و مادم دیے در پے چلنے لگا اور سوگندھ کو سیارہ نے چھیڑنا شروع کیا اور کہنے لگا کہ اے ملکہ آپ کی وزیرزادی مجھ کو اشارے سے بلاتی ہی کہ پہاڑ کے درے مین چلکر ہم تم ہم آغوش ہون سوگندھ نے جو یہ کلام سُنے سیارہ پر ایک دو ہتڑ مارا کہ موے مرجیا جن خدا تجھے غارت کرے تجھوٹے لوصاحب بھلا ایسی سیری کیا کھاٹ کٹی تھی جو اس سے اشارے کرتی مین تو اس سے لوٹا بھی نہ اُٹھواؤن موا اپنے حوصلے نکالتا ہی ارمان پورے کرتا ہی جوا مامرگ تو اسی ہوس مین رہے گا مین کبھی تھو کونگی بھی نہین سیارہ نے کہا مُنھ سے یہ باتین سب کے سنانے کو کرتی ہو اور اپنے ہاتھ سینے سے لپٹا کر اشارہ کرتی ہو کہ یون گلے سے لگاؤن گی اتفاق سے اسوقت سوگندھ کے ہاتھ سینے سے لپٹے تھے اسکے کہنے سے اسنے ہاتھ ہٹائے ساری محفل اس حرکت پر مارے ہنسی کے لوٹ گئی اور سیارہ نے سب کی آنکھ بچا کر چٹکی لے لی سوگندھ پھر کوسنے لگی سیارہ نے کہا دیکھیے مین بولتا چالتا نہین ہون یہ رنڈی بڑی مستانی ہی مین جو اسکے اشارون کو نہین مانتا ہون اور اسکو پسند نہین کرتا تو یہ مجھے کوستی ہی خلاصہ کلام ایسا اسکو ستایا کہ رودی اور کھیانی ہوکر ماتھا کوٹ لیا کہ ہاے اللہ مین کیا کرون اور ملکہ سے کہا حضور اللہ کی قسم منع کیجیے نہین ہزارون بھوگ سُنا کر ایسے تیسے کو رکھ دونگی یہ دل لگی اپنی مان بہنون سے کرے اپنے دل مین سمجھا کیا ہی شہزادے نے سیارہ کو منع کیا جب وہ چپ ہورہا سوگندھ اسکی طرف دیکھکر ہنسی اور مُنھ چڑھا کر دوپٹے کی آڑ کر لی سیارہ نے ملکہ سے کہا حضور آپنے دیکھا ملکہ نے کہا سچ تو ہی رنڈی تو آپ اشارے کرتی ہی اور کھلی جاتی ہی اس بیچارہ کا نام بدنام کرتی ہی غرضکہ اس مذاق مین رات تھوڑی رہی اور ہر ایک مست و مخمور رہوگیا شاہزادے نے سیارہ سے کہا آج تم کچھ گاؤ دل بہلاؤ سیارہ تو فرزند عمرو ہی ہر چند کہ خواجہ کو الحان داؤد خدا نے دیا ہی ویسا تو یہ نہین ہی لیکن پھر بھی بمصداق الولد سر لابیہ نے دخل تمام علم موسیقی مین رکھتا ہی ساز لیکر ایسا بجایا اور ایسا گایا کہ اہل انجمن کو دیوانہ بنایا وہ پچھلی رات کا سمان چاندنی شبنم کے گرنے سے خوب صاف ہوگئی تھی روشنی جھلا کر گل ہوگئی تھی کہین کہین جو چراغ جلتا تھا وہ بھی بارخ زرد بہرا رہا تھا چکور چاند پر دوڑتے تھے پہاڑ پر طاؤس رنگین ناچتے تھے تزرد کہساری کے قہقہے بلند تھے نازنینون کے جسم مین پھولون کی مہک آتی تھی رات بھر کے نشے کا خمار تھا آنکھون مین سُرخ ڈورے نشے کے پڑے تھے نیند کا خمار تھا جماہیان لیتے تھے پروانون کے پرگن مین شمعدانون کے ڈھیر تھے فرش مین جھول پڑگیا تھا اس وقت ملکہ اور شہزادے مین باہم بوس و کنار شروع ہوا اور سوگندھ سے سیارہ مخلط تھا کنیزین روبرو سے ہٹ گئی تھین شیدائے یکدیگر باہم لپٹے تھے کہ نظم

گہے چون زلف بر پایش فتادی	گہے چون خال بر رخ بوسہ دادی
چو غدار شاہ این ہم ترکتازی	صنم ہم شد دلیر بوسہ بازی
حیا را آر زد در باز بستہ	چو نا محرم برون در نشستہ
سن و تو از میان بیرون زدہ گام	نماندہ امتیاز ہر دو جز نام

ماتھے کی افشان اور بونون کی سی چھوٹ گئی چولیان مسک گئین پائجامے مین چرسین پڑ گئین سوائے وصل ہونے کے کوئی دقیقہ اٹھ نرہا پھر ذرا ہر ایک کو ہوش آیا سیارہ کو سامنے طلب فرمایا سوگند بھی خلوت سے سامنے ملکہ کے آئی دیکھا تو بال سر کے کھلے ہین رخسار پر نشان بوسون کے ہین کرتی اوپر چڑھ گئی رہی پائنچے چھوٹے ہوے پیچھے زمین پر گھسٹتے چلے آتے ہین آنکھین ندامت سے نیچی ہین غرضکہ اسی طرح جب یہ دونون روبرو آئے شہزادے نے فرمایا کہ ہان اے سیارہ اسنے پھر گانا شروع کیا کہ غزل

مزاج سیر چمن سے جو یار کا پھر جاے	گلون کا اور ہی کچھ رنگ ہو ہوا پھر جاے
جو تیرے دھیان مین ہو کیون نہ اسکے در پہ دلا	ہر اک پکار اسکا آسشنا پھر جاے
نہ پھر تو مجھ سے کہ اے بت وہ پھر جے کیا خاک	خدا نخواستہ جس شخص سے خدا پھر جاے
جو وقت مرگ قضا را ترا گذارا ہو	تو کیا عجب ہے مری آنکھ مین قضا پھر جاے
کوئی تو گھر مین بھی رہنے کا وقت بتلاؤ	کہ آن کر کوئی محروم تا کجا پھر جاے
گلی مین اس بت قاتل ہی کے یہ دیکھی سیر	کہ جاے جان سے اک اور دوسرا پھر جاے
خدا کے واسطے ایسا عمل کوئی بتلاؤ	کہ یا پھر آئے وہ یا اس سے دل مرا پھر جاے
کہے ہین جب بت قاتل کے در پہ دیکھ مجھے	خدا کرے کہین یہ بندۂ خدا پھر جاے

آخر اس ہنگامہ عشرت مین اور جلسہ مسرت مین وہ رات تمام ہوئی اور مشاطہ قدرت نے عروس خاور کو زیور زرین پہنا کر حجلۂ مشرق سے منظر سپہر پر جلوہ گر کیا صحراے فلک چہرۂ تابناک شاہد ہوا سے منور اور روشن ہوا عاشق و معشوق کی جدائی کا زمانہ آیا کہ نظم

چو روزد گر شاہ گیتی فروز	بہ فیروزی آورد شب را بروز
در مہر بکشاد گردان سپہر	بیاراست روے زمین را بمہر

وہ نور کا تڑکا جانورون کا آشیانون سے اترنا اور سورج کی کرن کا پہاڑون سے پھوٹنا درختون کے سبز سبز پتون پر سنہرا پن آنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاہد بہار نے طلائی زیور زیب قامت فرمایا ہی چشمون کے کنارے مرغابی و سرخاب دبو تیار و قاز و کلنگ ہوا سے لوٹ کر گرتے تھے غوطہ بازی

وکلیل کرتے تھے اور ہر قسم کے طائر اشجار پر بہار پر بیٹھکر زمزمہ سرائی کرتے تھے بلبلان شوریدہ کا شور تھا کہ

بموجب نظم

روان آب در سبزہ آب خورد		چو سیماب در پیکر لاجورد	
ریاحین دمیدہ براطراف جوے		صبا عطر بیز دہوا مشکبوے	

ایسے وقت پر بہار مین اور سامان فرحت انتما مین معشوق کا جدا ہونا ہاے کیا غضب کا سامنا تھا کہ رباعی

اہکو نہ کوئی سناے اسکا جانا		ہو اپنی تو موت ہاے اسکا جانا	
آمد ہی پر جسکے جی چلا جاتا تھا		اب دیکھیے کیا دکھاے اسکا جانا	

ملکہ اور شہزادہ دونون ملکر رونے لگے قاسم نے کہا اے ملکہ کبھی کبھی مزار پر ہم غریبون کے بھی آنا اور دو پھول چڑھا کر غنچہ دل کھلا جانا ملکہ نے کہا اے مونس جان نواز مین آج رات کو پھر اسی مقام پر آؤنگی پھر سنگ مفارقت سینہ پر رکھکر ہم دونون بسر کرین شام مواصلت کی راہ دیکھین قاسم نے یہ کلام محبت آمیز سنکر کہا ع پس از انکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد + آج ہماری جان جانے کا سامان ہی پھر اسلام مین عمود زن اور خونخوار شمشیر زن نے آکر آفت برپا کی ہی میرے رفیقون کو گرفتار کیا ہی مین نے اپنا نام طبل جنگ بجوایا ہی یہان سے جاکر اسکا مقابلہ کرونگا از بسکہ بحر نہین جانتا ہون یقینی ہی کہ جان جائیگی یا نوبت بہ گرفتاری آئیگی ملکہ نے جو یہ کیفیت سنی بیقرار ہو گئی اور سوگند کی طرف دیکھا سوگند بھی سیارہ کی مہاجرت مین اشک ریز تھی ملکہ سے عرض پیرا ہوئی کہ یہ تو محرم دل وجان واقف اسرار نہان ہین انسے کسی چیز کا عزیز کرنا کیا تیغہ بحر کش حوالے کیجیے یہ دن بھر شغل شکار عدو مین بسر کرین اور ہم آپ یہان سے چلکر تزئین و آرایش کرین روز مفارقت دونون کا بخوبی کٹ جائیگا شام کو وہ جامع المتفرقین پھر ملائیگا اگرچہ ع کج مدار یار ہی تو پھر انشاء اللہ ہکناری دلدار ہی ملکہ نے یہ تقریر سنکر ایک کنیز سے کہا کہ لا تیغہ بحر کش دے اسنے اپنی کمر سے کھولکر شہزادے کے حوالے کیا اور فرمایا کہ یہ تیغہ تحفہ طلسم ہوشربا ہی افراسیاب جادو نے میرے باپ کو دیا ہی کہ اپنے قلعہ کی حفاظت کیلیے رکھے پس مان میرا ہی یہ جانتی ہی کہ لڑکی میری سیر دوست ہی اور راتون کو اکیلی صحرا بہ صحرا پھرا کرتی ہی ایسا نہو کہ کسی آفت کا سامنا ہو اور کوئی ساحر اکیلا جانکر اسکو دھوکا کے آبرو مین فرق لائے ایسا کچھ جانکر یہ تلوار ساتھ کردی ہی خاصیت اسکی یہ ہی کہ جسکے پاس یہ تلوار ہو بحر اسپر کسی کا اثر نہ کریگا اور اس شمشیر سے کیسا ہی زبردست ساحر ہو گا دو پر کا لے ہو گا غرضکہ قاسم تلوار پاکر بہت خوش ہوا اور اسکو نیام سے کھینچ کر ملاحظہ فرمایا ایک شمشیر جوہر دار کو دیکھا کہ فرد نمودہ تیغ کبود تو جوہر از تن خویش

چوبر بنفشہ سیراب قطرۂ باران ۱۲ اس تلوار کو کمر سے لگایا ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھکر مع کنیزون کے
روانہ ہوئی لیکن جاتے وقت چشم اشکبار وہ بیقرار یہ کہتی تھی کہ رباعی

آتش سے جو غم کی دل جلا خاک ہوا	اور جل کے جگر بھی اب مرا خاک ہوا
جون شمع ملا نہ کچھ بجز سوز فراق	حاصل ہمین عاشقی مین کیا خاک ہوا

قاسم نے بسنت کہا ای شمع محفل خوبی وای رونق بزم محبوبی آج کی شب ضرور اپنے جمال نورانی سے
چشم تیرہ عاشق زار کو منور کرنا اور اگر آنے مین ذرا بھی تغافل ہوگا تو بمقتضاے رباعی

اگر شکل نہ اپنی تو دکھا جاوے گا	تو مجکو غم فراق کھا جاوے گا
ایسا ہی ہجوم غم ہی تو تن سے میرے	گھبرا گھبرا کے جی چلا جاوے گا

قصہ مختصر جب ملکہ روانہ ہوگئی شہزادہ باچشم تر سب سامان جشن اسی طرح چھوڑکر اور ملازمون سے تاکید
فرماکر کہ کوئی دقیقہ آرایش وزیبایش مین باقی نہ رہے آج کل سے زیادہ تکلف کا سامان ہو مین بزم گاہ
سے واپس ہوکر یہان آؤنگا اور دل بہلاؤنگا غرضکہ سب طرح سے قدغن کرکے روانہ ہوا از بسکہ بارادۂ بزم
چلا تھا اسوجہ سے مسلح ومکمل تھا اور مرکب شبرنگ زہرہ جبین زیر ران تھا سیارہ نے جاکر جو سردار
کہ باقی تھے انھین اطلاع دی کہ اسباب تزک واحتشام خدمت شاہزادہ مین لیکر حاضر ہون تمام
مطیع ومنقاد مع جلوس بیکران شہزادہ پاس آئے سب کو لیکر یہ تو ادھر سے چلا اور ادھر امیر باتدبیر
نے رات بھر تیاری جنگ مین اوقات بسر کی دم سحر موافق دستور کے مسجد مین نماز پڑھکر سوار ہوے
اور دربارگاہ سلطان باکرم پر پہونچے شاہ جمجاہ جب برآمد ہوے تخت کو گھیر کر سمت دشت مصاف

چلے کہ نظم

چلا مشرق سے جب سلطان خاور	عنان توسن گردون اٹھاکر	اٹھے آغوش راحت سے سحر وار
نماز صبح کو وہ مرد دیندار	رکھا بار جہاد اپنی کمر پر	اسے سمجھے کہ ہے یہ فرض دیگر
چلے خورشید آسایش شتابان	ہوا لشکر ہر اک سو سے نمایان	چلی شہ کی سواری اس چمک سے
صدائے طرقوا آئی فلک سے	نقیب وچوبدار انکے تھے ہمراہ	صدا حاجب کی تھی نصر من اللہ
فلک فرسا تھے زنگار رنگ یت	کوئی قمری کوئی طاؤس جنبت	ادھر تو تھا یہ سامان سواری
ادھر آئی لقا کی فوج ساری	جمے دونون طرف میدان مین لشکر	صفین آراستہ تھین سب برابر

جب لشکر لڑنے پر تل گئے اور ساحرون کے پرے جگے سمندر زن میدان کارزار مین نکلا اور اپنی
اولوالعزمی دکھاکر مبارز طلب ہوا ہنوز کوئی لشکر امیر سے مقابلے کو نہ گیا تھا کہ یکایک صحرا

کی طرف سے گرد آڑی سبکی نظر اُس طرف گئی دیکھا آگے ہاتھی پر علم نشان فوج کا جلوہ دکھاتا پھریرا اُسکا لہراتا پیدا ہوا اسکے پیچھے کئی ہزار جوان رستم شال زرہ چاندی سونے کی کڑیون کی زیب بر کیے گھوڑے اڑائے نکلے پھر سترہ سو جوڑی نقرئی وطلائی نقارون کی بجتی ہوئی ظاہر ہوئی جسکی صدا سے گوش فلک کر ہوا پھر اٹھارہ ہزار عراوہ زر سرخ وسفید لدا ہوا آیا کہ زر و گوہر نثار ہوتا تھا اور شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خوزیز خاور سپاہ زیر سپاہ علم شیر پیکر زرہ یاقوت نگار در بر کیے مرکب چمکاتا ظاہر ہوا وہ مرکب اصل کچھدھری کرتا دہان سے کھیلتا ران پٹڑی کی سوار کے لڑکت دکھاتا اپنے سائے سے رم کرتا کہ مثنوی

ز آسیب گام و سمش گاہ تگ		نشان بر رخ ماہ و پشت سمک	
بجا یک روے از فلک کم نبود		صبا مرد میدان او ہم نبود	

فی الجملہ قاسم رات ہی سے اجازت حرب شہنشاہ سے لے چکا تھا بادشاہ کو دور سے تسلیم کر کے گھوڑا بڑھا کر عمودزن کے مقابلہ مین گیا اور لشکر نے شاہزادے کے ایک سمت پر اجایا باجے بجے علم کل لشکر کے جلوہ دکھانے لگے امیر دعاے فتح وظفریابی اپنے پوتے کی مانگنے لگے ادھر بختیارک نے لقا کو گرمایا کہ یا خداوندا داماد آپکے بڑے یتور سے آئے ہین اس ساحر کو بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑینگے ذرا تقدیر کو اپنی سنبھالیے لقا نے کہا مین تقدیر کر چکا ہون کہ قاسم مارا جائیگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ قاسم نے ساحر سے ضرب طلب کی اُسنے آج نیزہ بھی نہ لگایا پہلے ہی اپنا گرز بحر کا اُٹھا کر شہزادے پر وار کیا اس پر بسبب تیغہ بحرکش کے جادو اثر پذیر نہوا اور وہی تیغہ جو کلہ عمود پر لگایا دو ٹکڑے اس گزر کے ہوے عمودزن نے جھلا کر تلوار بحر ٹیڑھا کر لگائی شہزادے نے وہ بھی خالی دی اور تیغہ بحرکش جو کمر کو تبلا کر سر پر مارا عمودزن نے سپر بحر کی چہرے پر اپنے پناہ کی تیغہ سپر کو کاٹ کر مع اُسکے خود ناپاک اور سواری کے واسطہ کے دو پر کاٹ کے کر کے زمین پر اُترا اور شور اسکے مرنے کا برپا ہوا لشکر اسلام مین نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا اور بختیارک پکارا کہ صلوۃ بر محمد یہ ضرب دست ندیکھی ہوگی اُسنے جادو چلا اور نہ خداوند کی تقدیر نے کچھ اثر کیا واہ واہ کیا کہنا یا خداوندا ب تقدیر گریز فرمایئے غرض بعد ہلاک عمودزن کے بھائی اُسکا خونخوار شمشیرزن غضبناک ہو کر شہزادے کے مقابلے مین آیا اور بزور بحر تمشیر آبدار کا وار کیا قاسم نے اسکے وار کو بھی رد کر کے تیغہ بحرکش سے اُسے واصل جہنم کیا پھر تو وہ غل شور مچا کہ پناہ بخدا آندھی سیاہ اُٹھی کہ جہان تاریک ہو گیا اور لقا کی یہ حالت ہوئی کہ بفحواے نظم

عجب صدمہ ہوا جان حزین پر		وہ بسمل کی طرح لوٹا زمین پر	
کبھی تھا بیقراری سے وہ ہمدوش		کبھی تھا انتظاری سے ہم آغوش	

آخر فوج کے مرد و زن کو للکار ارعد آسا نعرہ مارا کہ کیا کھڑے دیکھتے ہو خبردار بنیرۂ حمزہ جان سلامت نہ لیجاے لشکر حکم اپنے خداوند کا سنکر لینا لینا کہکر بڑھا اور ساحرون نے ایک سمت حملہ کیا ناریل ترنج سحر کے مارنا شروع کیے کبھی اژدہے پیدا ہوے اور کبھی فلک کی طرف سے انگارے برسے لیکن بسبب تیغہ بحرکش کے جادو نے تاثیر نہ کی اور قاسم نعرہ کرکے اس بحر فوج مین غوطہ زن ہوا کہ بیت

من آن شہسوارم کہ در روز جنگ		نہ پیچم بچشم آمدی نے پلنگ	

ادھر صاحبقران اسم اعظم پڑھتے شمشیر کھینچکر بڑھے اور لشکر اسلام فوج لقا پر چلا بادشاہ نے تخت آگے بڑھایا طبل و بوق و مانے ترکی کو دم ملا دو بحر دخار لشکر باہم ملگئے اور تلوارون کی موج اٹھنے لگی کشتی حیات طوفانی ہوئی کہ نظم

بڑھی ہر سمت سے جب فوج اسلام		زرہ پوشون کے آگے سب تہ دام	
نقیبون نے دلیرون کو کیا گرم		ہوے دل تنگ اور جاتی رہی شرم	
صدا ے کرنا جوہر کہین تھی		غبار آسا پراگندہ زمین تھی	
سرون پر نعل توسن بولتا تھا		نقیبون کی جگہ رن بولتا تھا	
ہوا دریاے خون ہر جوہر تیغ		جو قطرہ تھا نظر آتا تھا وہ میغ	
جو کوچے تھے وہ لاشون سے پٹے تھے		قدم آگے جو تھے پیچھے ہٹے تھے	
اکیلے نے پرے خالی کیے تھے		کئی لشکر بھرے خالی کیے تھے	

قاسم پر تو سحر تاثیر نکرتا تھا ساحرون کے کشتے کے پشتے کیے تھے لاشون کے انبار لگا دیے تھے لشکری شہزادے فوج لقا پر گرے تھے تلوارون کی ہوا سن سن چلتی تھی غبار کی طرح جا بجا ہر ایک کی برباد تھین روحین رہرو جادہ عدم ناشاد و نامراد تھین وہ عسکر جنگ جو کینہ ور تھے علم تیغ دبازو سپر تھے کہ نظم

کیے کشتون کے پشتے حسب دستور		پرے خالی ہوے میدان مین معمور	
ہزارون کی رکے کس طرح سے راہ		وہ کافر بھاگ نکلے قصہ کوتاہ	

شام تک شعلۂ آتش قتال بلند رہا اور اس آتش سے بحر خون جاری تھا کہ بموجب ابیات

ہوا یہ شعلہ ہنگام نادرد		کہ جوی آتش سوزان ہوئی سرد	
وہ زخمی تھے جو اس فوج شقی کے		کیا انکو حوالے چاندنی کے	

شام کو بختیار کے طبل بازگشت لشکر بجوایا اور لقا شکست کھا کر میدان مین نہ ٹھہر سکا سب لشکر کے بھاگ کر اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلا گیا پل تختہ قلعہ کا اٹھوا کر دروازہ قلعہ کا بند کر لیا لشکر امیر نے خیمہ و خرگاہ لشکر عدو لوٹ لیا امیر بہ فتح و ظفر قاسم کے سر پر سے زر نثار کرتے ہوے پھرے کشتے اپنے لشکر کے میدان سے اٹھوائے راوی کہتا ہی کہ جب ساحر ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے تھے تو سرداران قاسم جو گرفتار ہو گئے تھے اِن پر سے سحر دفع ہو گیا اور قید اصلی تور کر نکلے ازبسکہ لقا پر وقت صعب تھا اُن سردارون کو کون روکتا کیونکہ سب بھاگ کر قلعہ مین گئے تھے وہ سردار رہا ہو کر خدمت شہزادہ قاسم مین آئے ہر ایک سردار داخل حمام ہوا اور نہا کر لباس خون آلود تبدیل کر کے بارگاہ سلیمانی مین آکر زیب دہ کرسی و دنگل ہوے شاہ نے شب کے دربار مین حکم جشن ہونے کا دیا فوراً جلسۂ عشرت جمگیا سب ناچ دیکھنے لگے اور مصروف عیش و نشاط ہوے لیکن قاسم حمام کر کے لباس پر تکلف جواہر آگین پہنکر سیارہ کو ہمراہ لیکر اسی صحرا کی طرف روانہ ہوے جہان ملکہ سے ملاقات ہوئی تھی یہان حسب الارشاد ملازمون نے فرش بدل دیا جو کل سامان تھا اس سے زیادہ کیا تھا سارے جنگل مین گلاب کیوڑہ و بید مشک کا چھڑکاؤ تھا اور جواہر کو میدان مین چھڑکا کر زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا خلاصہ یہ کہ وہ مقام انجمن سپہر سے بھی بڑھکر تھا کہ شاہزادہ آکر پہونچا اور مسند پر جلوہ گر ہوا لیکن دل مضطر یاد من اُس ساقی مستانہ ادا حور پیکر کے بیقرار تھا یہی خیال آتا تھا کہ دیکھیے اب وہ سراپا ناز آتی ہی یا نہین اگر نہ آئی اور بیرحمی جتائی تو اپنی زندگی بھی محال ہی جینا وبال ہی کبھی کہتا تھا کہ رباعی

دل آنکھون سے خون ہو بہا ہی میرا	احوال مین کیا کہون کہ کیا ہی میرا
جی تن مین کسی طرح ٹھہرتا ہی نہین	آجلد کہ دم اُکھڑ چلا ہی میرا

اور کبھی اُٹھ کر ہر سمت دیکھتا تھا اور پتا اگر کھڑکتا تھا تو دل وحشی شاد ہو جاتا تھا جب کسیکو آتے نہ دیکھتا تھا تو باخاطر حزین وہ غمگین یہ لب پر لاتا تھا کہ رباعی

آنے کو کہا تھا یار تو نے تو آ	کب تک کرون انتظار تیرا مین بھلا
تو نے بھی جہان مین یہ سنی ہو گی مثل	کہتے ہین کہ الکریم اذا وعد وفا

حاصل الامر شہزادہ تو انتظار مین بیقراریان کرتا ہی لیکن اب طرف ثانی کی کیفیت سنیے کہ وہ جو تیغہ دیکر اور یاد خنجر اروے دلدار دل مین لیکر روانہ ہوئی کچھ عرصہ مین اپنے باغ مین کہ جو بیرون قلعہ مرکس کوہ رہی پہونچی لیکن کئی روز سے اپنی مان پاس نہ گئی تھی اس باعث سے خطل جادو اسکے دیکھنے کو

باغ مین رات سے آئی ہوئی تھی اسوقت ملکہ کو جو اُسنے آتے دیکھا ملکہ نے باادب تمام سلام کیا مان نے اُسکی بہ غضب عتاب وخطاب کیا کہ افوہ چھوکری خوب تو اب ہوائی دیدہ ہوئی ہی رات رات بھر غائب رہتی ہی نہ گھر کا خیال نہ کچھ دین و دنیا کی فکر دس دس روز باغ مین اکیلے رہنا اور ہر جگہ مارے مارے پھرنا سچ بتا کہ تو کہان گئی تھی ملکہ نے یہ کلمات نصیحت آگین سُنکر جواب دیا کہ امی جان کے سر کی قسم مین کوئی کوس بھر برابر ایک صحرا مین چاندنی کی بہار دیکھتے دیکھتے سو گئی آنکھ صبح کو کھلی نہین تو رات ہی کو چلی آئی حنظل اس عذر کو سُنکر خاموش تو ہو رہی لیکن طور لڑکی کے بیڈھب دیکھے کہ رنگ چہرہ کا فق ہی بجی بجی معلوم ہوتی ہی پیر کہین ڈالتی ہی پڑتا کہین ہی رات ہی بھر مین چھاتیان ابھر آئی ہین جیسے کسی مرد کا ہاتھ لگا ہی دیدہ ہوائی ہی آنکھ کا پانی مر گیا ہی چارطرف آنکھین چکر کر چلی جاتی ہین ظاہر ہوتا ہی کہ کسی کو ڈھونڈھتی ہین یہ کیفیت سمجھ بوجھ کے کنیزون سے علیحدہ جاکر دھمکا کر ڈرا کر دم دلاسا دیکر پوچھا کہ سچ بتاؤ ملکہ کہان گئی تھی کنیزین سب رفیق ملکہ کی تھین وہ لگین قسمین کھانے کہ ہمین اپنے دیدون کی قسم شہزادی سوائے جنگل کی سیر دیکھنے کے اور کہین نہین گئین حنظل سمجھی کہ یہ سب چربانک ہین ایسی باتین نہ بتائین گی لیکن کچھ دال مین کالا ہی آج سے اپنی لڑکی کو کہین جانے نہ دینا چاہیے ایسا کچھ سوچکر بیٹی کو اپنے گلے سے لگایا اور کہا بابا تمھارے بھلے کو کہتی ہون منگنی تمھاری ہو گئی ہی اب تم پرائے گھر کی ہو دو طعا تمھارا جو سُنے گا تو کیا کہے گا گھر سے کہین جایا نہ کرو یہین سیر تماشہ کیا کم ہی جو چاہو وہ سب سامری کی عنایت سے موجود ہو جاے بیٹا مین نے تو کبھی تجھپر تانس کی نہین ڈھیلی رہی چھوڑے رکاب پر اب دُنیا کی باتین سُن سُن کر ہول آتی ہی دیکھو نامہ حسین نے کیسا نام شہنشاہ ساحران کا روشن کیا ہی اسد پر عاشق ہو کر اپنے تئین ستیاناس کیا سلطنت چھوڑی چین عیش تجا دین وایمان برباد کیا مجھے ڈر کا ہی کہ لشکر مسلمانون کا یہان سے قریب اُترا ہوا ہی اور وہ لوگ نگوڑے خوبصورت بہت ہین پھر تم جانو جوانی تو دیوانی ایسا نہو کہین پانون اونچ نیچ پڑے تو میری رسوائی کیسی ہو اس سے بہتر یہ ہی کہ جب تک یہ موے مسلمان یہان سے روان نہو لین تم کہین جایا نہ کرو بیٹا تمکو کیا نام خدا تم خود سمجھ دار ہو ان باتون کو گرہ مین باندھو ملکہ یہ کلام سُنکر رونے لگی اور کہا خوب گھم گھم مین آپ نے مجھے بدکار بنایا میرے جانے کی جلن تو سب کو تھی یہی ہر ایک کو ملولا تھا کہ ہی ہی ملکہ اسطرح برا جتی پھرتی ہی آخر دشمنون کی مراد پوری ہوئی اب تو وہ گھی کے چراغ جلائین کہ میرے مدعی قید ہوے یا سامری جو میرا بُرا چیتے ہون اُن کا دونون جہان مین مُنھ کالا ہو اور جو میری

لگائی بجھائی کرے وہ اپنی جوان جوانی سے ہائے دیدے گھٹنون کے آگے آئے اپنی اولاد سے ہائے وہ بھی قید ہو سوے کے پانون مین ہتکڑیان پڑین دنیا سے کلپتا جائے اُسکے گھر مین مری کے جھانکڑ جمعید کرے اُس کی بہتی پکے جو مجھے بدنام کرے بدکار بنائے ایک اُسکا نام لیوا اور پانی کا دیوا نہ رہے غرض جب ملکہ نے ڈوپٹہ اُٹھا کر گود پھیلا کر کوسنا شروع کیا حنظل نے اُسکو کھڑکا کہ چل چپ رہ ٹر ٹر چلی جاتی ہی خبردار اب کہین قدم نکالا تو مجھ سے بُرا کوئی نہین ملکہ اُسکے غصے کی آنکھ دیکھکر چپ ہوگئی اور دیدار معشوق کے دیکھنے سے نا اُمید ہوئی دریا آنکھ سے اشکون کا اُمنڈا سرشک غم نے طوفان برپا کیا وہ رات کا مزا جو دل مین سمایا تھا اور پہلے پہل دل لگایا تھا عنان توسن صبر و قرار ہاتھ سے چھوٹ گئی کہ ابیات

سمان شب کا آنکھون مین چھایا ہوا		مزا دل مین سارا سمایا ہوا	
اُٹھے جو کوئی وصل کا دیکھ خواب		نہو وصل تو دل کو ہو اضطراب	
نئی بات کا لطف پانا غضب		وہ پہلے پہل دل لگانا غضب	

مان سے کہا چاہے میری جان جائے یار ہے مجھے تو سیر کا پکا ہی گھر مین گھٹ کر تو نہ بیٹھون گی ضرور سیر کو جاؤن گی یہی نہ ایک جان ہی چاہے خدا لے چاہے بندہ لے آپ مجھے کاٹ بھی ڈالیے گا تو مین بغیر جائے نہ رہونگی اور جن لوگون نے آپ کو بھڑکایا ہی انھین مین خوب جانتی ہون پھر اچھا کیا ہوگا مین انھین دن رات پھر کر جلاؤنگی لو صاحب یکایک جو مین بیٹھون تو لوگ کہین گے کہ نرگسی چشم کہین کسی کے ساتھ پکڑی گئی مان نے دبوّن دبوّن کر کے عیب کو چھپایا مگر بیٹی کو نکلنے نہین دیتی ہی یہ کہکر رونے لگی اشکون سے مُنھ دھونے لگی مان کی محبت آخر رحم آگیا اور ایک آدھ بڑی بوڑھی انیس بول اُٹھی کہ ہان بی سچ تو ہی اب لڑکی کا لہو پانی ایک کرنا بیکار ہی پہلے تو اُسکو چپکا اکیلے دوکیلے رہنے کا ہر کہین پھرنے کا ڈال دیا آج روکے سے کیا ہوگا یہی نہ کہ کوئی آزار دشمنون کو لگ جائیگا اور کوئی مرض اُٹھ کھڑا ہوگا مثل مشہور ہی کہ گریہ کشتن روز اول یہ تقریر سنکر حنظل بولی کہ اچھا یہ سیر کو جب جایا کرے تو ملکہ حسامہ جادو اپنی دایہ کو ساتھ لیا کرے اور حسامہ کو بلاکر حکم دیا کہ آج سے لڑکی تمھارے سپرد ہی جہان کہین جائے سایہ کی طرح اسکے ساتھ رہنا خبردار اکیلا نہ چھوڑنا نہین مین بُری طرح پیش آؤنگی یہ جو ملکہ نے سُنا اپنا حال تباہ کیا اور جواب دیا کہ مجھ سے یہ قید فرنگ نہ اُٹھی ہی نہ اُٹھے گی لو صاحب والی مجھپر گرد راہ ہونگی مین تو مان کا دباؤ سہتی نہین والی جو میرے ساتھ رہینگی اور ہر بات مین پٹ پٹ بولین گی پھر مجھے کہان تاب

ہوگی مین بھی کچھ کہونگی تو نگوڑماری بدنام ہونگی اس سے مین درگذری پھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان ایسی بے اعتبار مین ہون کہ دائی کو لیے لیے پھرون بھاڑ مین جاے سیر چولھے مین جاے تماشہ مین اپنی جان دونگی کہین نہ جاونگی اور جاونگی تو اس بڑھیا نگوڑی کو نہ لیجاونگی مان نے جو یہ باتین سنین تو کہا اگر تو اکیلی جائیگی تو مارے مار کے تیرا کچومر نکالونگی تو موئی مجھ سے بھی نخرے بگھارنے لگی ایسی خود مختار ٹھہری کہ کوئی بڑا بوڑھا دا تفکارا اسکے ساتھ نرہے خواہ تیرے لیے کچھ ہی کیون نہو تو جیسے یا مرے مگر دایہ ضرور ساتھ رہیگی قصہ کوتاہ ملکہ نے لاکھ لاکھ زور مارا کہ اکیلے جانے ملے مگر ممکن نہوا اور دایہ کے لیے ایک صحنچی مین اسکی مان نے پلنگ بچھوادیا وہ حفاظت کے لیے وہان فروکش ہوئی اور حنظل وہان سے قلعہ مین چلی گئی اب ملکہ کو بالکل ملنے سے محبوب کے یاس ہوگئی اور وہ داغ اسکو زندان خانے سے بدتر ہوگیا بیقرار ہوکر چمن مین سب سے الگ جاکر ٹہلنے لگی شکل زلف سنبل مسلسل یاد کاکل خمدار مین زنجیر نظر آئی اور خیال قامت قیامت زا مین اسکے سرو سہی کو دار سمجھی نرگس نگاہ غضب سے چشم کی یاد مین گھورتی تھی ہر ایک کلی اسکے حال پر سبورتی تھی غنچے چٹکتے تھے یا گھڑکیان دیتے تھے گل فرط غصہ سے منھ لال کیے تھے نسرین نسر کی جیسے کوئی خنجر چمکاکر دھمکاتا ہی اس طرح پتیرے بدلتی تھین بلبلین شاخ سبز پر بیٹھ کر عوض ترنم سرائی کے منھ سے زہر اگلتی تھین جو پھول تھا وہ نظر مین داغ بیمار تھا جو خار تھا وہ دیدے آزار تھا ہواے وصال گلعذار مین باد صبا چراغ زندگانی گل کیا چاہتی تھی سوسن زبان دراز باتین سنایا چاہتی تھی شمیم کاکل معنبر یار جو دماغ مین بسی تھی تو بو پھولون کی سر پھیراتی تھی اور بتیابانہ وہ بیقرار یہ غزل اپنی زبان پر لاتی تھی کہ غزل

چاک کر ڈالا گریبان اسکے ہر غمخوار نے
آہ بھر کر کچھ کہا ایسا ترے بیمار نے

دور ہی سے قتل کو فرما جو بھیجا یار نے
آہ کیا تڑپا مین مارا حسرت دیدار نے

مین وحشی ہون کہ گر جاؤن کبھو پابوسی کرین
سر اٹھایا ہی بہت گو دشت مین ہر خار نے

دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین طبیب
سیکڑون کی جان کھوئی ہی اسی آزار نے

کل سے اک بیمار سا جو تیرے در پر تھا پڑا
سو اٹھاکر آج اسے سونپا کہین دو چار نے

کیا کہین اے ہمدمو ہی عشق کا ایسا مرض
کھو دیا دنیا سے ہمکو آہ جس آزار نے

طرفہ حالت ہی کہ اسکے گھر مین ہوگی عید سی
جب ہلائے دست و پا تک بھی ترے بیمار نے

حسرتین کیا کیا ہمارے دل مین آ بین جبکہ آہ
وصل کی شب کو یہی کہتے ہو جرأت ہان نہین

دلبری کی اپنی عاشق کی کسی دلدار نے
مار ڈالا ہمکو تو اس آپکے انکار نے

یہی اندوہ والم سوگندہ پر مفارقت سیارہ مین طاری تھا زمانہ ہجر کٹنا بار الم بھاری تھا جہانین اُسکی جب یاد آتی تھین کلیجہ ہل جاتا تھا دل مجروح پر چھریان کوئی لگاکر نمک چھڑکتا تھا بیتابانہ یہ کہتی تھی کہ ای ناکام تونے کیون بیٹھے بٹھائے یہ رنج مول لیا کہ فرومے سر ہین تا بہ پا اور پانون مین زنجیر ہی + دیکھ یہ صورت مری یہ عشق کی تصویر ہی + غرضکہ اسی بیتابی مین ملکہ کے پاس آئی اور اسکو رنجیدہ دل کبیدہ دیکھکر گرد پھری تصدق ہوئی اور عرض کیا کہ حضور دن تھوڑا باقی ہی حمام کیجیے پوشاک بدلیے اپنی آرایش وزیبایش مین مصروف ہوجیے ملکہ نے آہ سرد بھر کر فرمایا کہ نظم

صورت اخگر ہمین جز سوختن کیا چاہیے		تن پہ غیر از خاک اپنے پیرہن کیا چاہیے	
رنج ہی راحت سے بہتر درد ہی درمان ہی خوب		ہم ہین عاشق ہمکو جز رنج و محن کیا چاہیے	
ہم اسیر دام حسرت کیا کرین گلگشت باغ		بلبل تصویر کو سیر چمن کیا چاہیے	
وے تکلف لباس عمدگی ہمکو کوئی		مردہ دل جو ہو اسے غیر از کفن کیا چاہیے	

سوگندنے کہا حضور آپ چلنے کی تیاری تو فرمایئے خداوند کریم کوئی صورت معشوق سے ملنے کی بھی پیدا کردے گا مین آپ کو جس طرح بنے گا چلونگی ملکہ اس کلام سے شل گل کے شگفتہ خاطر ہوئی جان تازہ قالب مین آئی اور گویا ہوئی کہ مطلع خرم آن روز کزین منزل ویران بروم + راحت جان ظلیم در پے جانان بروم + سوگندنے کہا اے ملکہ اس دائی کو قریب شام شراب مین بیہوشی پلا دیجیے اور غافل کرکے چلیے صبح ہونے پائے کہ پھر آیئے کوئی کانون کان واقف نہوگا ہمارا آپکا مقصد بر آئیگا ملکہ یہ تدبیر معلوم کرتے ہی پھڑک گئی اور کہا واہ واہ صد آفرین کیا خوب تدبیر سوچی پس اسی وقت حمام گرم کراکے نہا دھوکر باہر آئی اور کشتی پوشاک کی منگاکر اپنی تزئین مین مصروف ہوئی زیور یاقوت احمر کا مرصع سر سے پانون تک پہنا اور جوڑا دھانی اس نہال باغ زندگانی نے قامت نازک پر آراستہ فرمایا یہ ظاہر تھا کہ اسکا جسم مادنین آسمان حسن ہی اور زیور آسمن ستارے ہین کہ بمقتضاے مثنوی

کرون اُسکی پوشاک کا کیا بیان		فقط ایک پشواز آب روان	
زبس موتیون کی تھی سنجاف کُل		کہے تو وہ بیٹھی تھی موتی مین تل	
گریبان مین تکمہ اک الماس کا		ستارہ سا مہتاب کے پاس کا	
وہ کرتی وہ انگیا جواہر نگار		نیا باغ اور ابتدا کی بہار	
جھلک پائجامے کی دامن سے یون		کہ روشن ہو فانوس مین شمع جون	

وہ ترکیب اور چاند سا وہ بدن
وہ بازو پہ ڈھلکے ہوے نورتن

وہ آنکھون کی مستی وہ مژگان کی نوک
کرن پھول کی اور بالے کی جھوک

جواہر سے پنے کی ہیکل جڑی
کمر اور کولے کے نیچے پڑی

فقط موتیون کی پڑی پائے زیب
کہ جسکے قدم سے گہر پائے زیب

کرشمہ ادا غمزہ ہر آن مین
غرض دلبری اسکے فرمان مین

جب خوب آراستہ ہو چکی کنیزون سے فرمایا آج ہم کہین نہ جائینگے یہین جلسہ جمائین گے شراب وکباب لاؤ ارباب نشاط کو بلاؤ اور دایہ اماں سے کہو یہان آکر بیٹھین میر بہرا دین ایسا نہوین کسی یار کو بلالون حسب الارشاد جلسہ سامان مہیا ہوگیا اور دایہ بھی پاس آکر بیٹھی سوگندنے شراب مین خوب بیہوشی ملا دی اور جام بھر کر ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا دایہ اماں پہلے تم پیو دائی نے اسکے اصرار کرنے سے شراب پی ملکہ نے متواتر کئی ساغر پلا دیے کہ ٹانگون مین سر ڈالکر اسی جگہ پڑ رہی بیہوش ہوگئی اس ہنگام مین بازیگر روزگار رین عجوزہ سیہ جردہ کی آمد ہوئی اور معشوقہ خورشید نے بہارستان مغرب کی راہ لی نظم

خلق دل پہ یعنی کٹے روز کب
ملے مجھ سے شمع شب افروز کب

ہوئی شب لیا مہ نے جام شراب
گیا سجدۂ شکر مین آفتاب

عجب شب تھی وہ جون سحر روسفید
عجب روز تھا مثل روز امید

دایہ کے اور زیادہ بیہوشی منھ پر ملکر بیہوش بخوبی کرکے تخت سحر سوگند نے تیار کیا مع چند کنیزون کے سوار ہوکر راہ خانہ محبوب کی لی بیت

منزلون ہی یہان سے خانہ یار
شوق کہتا ہی دو قدم بھی نہین

بعد کچھ عرصے کے اپنے مشتاق کے پاس بخت رسا نے پہونچایا وہی صحرا نظر آیا جہان غزال بادیۂ محبت مسکن گزین تھا تخت سے اتر کر اٹھلاتی پاؤن کی چھاگل سے مژدہ آمد سناتی آگے بڑھی شہزادہ قاسم تو دیر سے اسکا منتظر ہر سمت ٹہلتا پھرتا تھا اس سراپا ناز کو آتے دیکھکر مضطربانہ دوڑا اور یہ زبان پر لایا خمسہ

کہے ایسے قیامت راچلن بھاتے ہین صاحب کے
نرالی آفتین ناز و ادا ڈھاتے ہین صاحب کے

خلاف وضع ہی یا مال چلاتے ہین صاحب کے
قدم انداز سے باہر ہوے جاتے ہین صاحب کے

رستم رفتار مین کرتی ہی ٹھوکر دیکھتے جاؤ

غرضکہ جب قریب اس سرو روان کے پہونچا گود مین اُٹھالیا ملکہ نے بھی رخسار پر رخسار رکھدیا آخرالامر مسند پر لب نہر بٹھایا ادھر سیارہ نے اپنے مطلوب کو گلے سے لگایا اور شکرانہ معبود حقیقی ادا کیا ملکہ نے سب حال رو رو کر اپنا بیان کیا کہ آج تم سے ملنے کی کسی طرح امید نہ تھی خدا سوگند کا بھلا کرے جسنے دایہ کے بیہوش کرنے کی تدبیر نکالی اور اللہ نے پھر تمھاری صورت دکھائی قاسم نے کہا اے جان جان اب تم یہان سے نجانا مین تمھارے والدین سے بھی لونگا سوگند نے کہا جیسا موقع ہوگا دیکھ لیا جائیگا اب داد عیش و خرمی دو رات تھوڑی ہی دو باتین ہنسی خوشی کی کرلو قاسم نے ارباب نشاط کو حکم دیا گانا ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا ٹانگون کی قینچیان بند ہوگئین بوس و کنار شروع ہوا دونون مست و لایعقل ہوکر جام محبت سے سرشار لڑکھڑاتے پلنگ پر آکر گرے اور سیارہ اپنی معشوقہ کو علحدہ لے گیا شبہاے یکدیگر باہم عشرت پذیر ہوے

مرادین برآئین آرزوئین پوری ہوئین نظم

خوشا وہ زمانہ کہ دو اک جگہ	کرین یک دگر جلوۂ مہر و مہ
سبھی یون تو دنیا کے ہین کاروبار	ولے حاصلِ عمر ہی وصلِ یار
بہم مل کے بیٹھے ہین وہ رشک مہ	قرانِ مہ و مہر ہی اک جگہ
ہر اک برج رشک گلستان ہی آج	بہارِ وصال غریبان ہی آج
پسینہ پسینہ ہوا سب بدن	کہ جون شبنم آلودہ ہو یاسمن
لبون سے ملے لب دہن سے دہن	دلون سے ملے دل بدن سے بدن
لگی آنکھ سے آنکھ خوش حال ہو	گئین حسرتین دل کی پامال ہو
لگی جاکے چھاتی جو چھاتی کے ساتھ	چلے ناز و غمزے کے آپسمین ہاتھ

آخر بعد لذت بوس و کنار گلے مین باہین ڈال کردہ سرشار ہوگئے لیکن بمصداق بیت

ہزار افسوس پھر یہ چرخ پرزور	کرے گا مشتری کو ماہ سے دور

خنظل ملکہ کی مان بدگمان ہوکر تو گئی تھی دایہ کے چھوڑ جانے پر اکتفا پذیر نہوئی وہ پہر رات گئے قلعہ نرگس کوہ سے ملکہ کے باغ مین آئی کچھ ترکنین قلماقنیان اردہ بیگنیان پہرے چوکی کے لیے حاضر تھین باقی باغ مین سناٹا تھا اُسنے پہرے کے لوگون سے استفسار کیا کہ ملکہ کہان ہی اُنھون نے عرض کیا کہ وہ شام سے کہین تشریف لے گئین ہین اُسنے کہا دائی ساتھ ہی یا نہین اُنھون نے جواب دیا کہ وہ بارہ دری مین سوتی ہین خنظل نے بارہ دری مین آکر ہر چند دایہ کو جھنجھوڑا کہ یہ

بیدار ہو مگر وہ نہ اٹھی اُسوقت تو اُسنے ملازمون سے کہا ارے روشنی تو لاؤ کہین دائی کو زہر دیکر تو نہین سلا دیا ہو لوگ شمع جلا کر لائے حنظل نے دیکھا کہ سانس تو وایہ لیتی ہی لیکن بیہوش ہی کپڑا پانی سے تر کر کے اُسکے دماغ پر رکھا کہ چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی حنظل نے غصہ سے کہا خوب تو حفاظت چھوکری کی کرتی ہی دائی نے کہا بی بیٹھو حواس مین آؤ تمھاری چھوکری ہی ایسی ہو تو کوئی کیا کرے دل کی لگی بُری ہوتی ہی وہ مجھے سنکھیا دیکر جاتی تو عجب نہ تھا مین ایسی گھبرائی سے باز آئی تم اپنی لڑکی کی خبر لو حنظل یہ باتین سُنکر بغیظ و غضب تمام ڈھونڈھنے چلی اور بزور بھراس قدر بلند ہوئی کہ تمام دنیا پیش نگاہ تھی آخر ایک طرف کثرت سے مشعل و چراغان روشن دیکھے یقین واثق ہوا کہ وہ شوخ دیدہ بھی یہین ہوگی یہ تجویز کر کے اس جگہ اپنی تئین پہونچایا عجیب معاملہ نظر آیا کہ بیچ جنگل اوٹ پھولون کے کھڑے ہین اور ملازم کسی شخص کے پہرے پر اوٹ کے اُسطرف چھپر کھٹ مرصع بچھا ہی گرداگرد اُسکے قرابے گلاب کیوڑے کے منھ کھلے رکھے ہین نخلنے ہوا کے رُخ پر دھرے ہین اور ملکہ سربازو پر ایک مہ پارہ نوجوان کے رکھے پیاری بغل مین منھ ڈالے اسکا ہاتھ اسکے سینے پر اسکا ہاتھ اسکی چھاتی پر پڑے سو رہے ہین اور ملکہ کے پائچے چڑھ گئے ہین رانین کھلی ہین پنڈلی سے پنڈلی گھٹی ہوئی ہی کر نظم

دیکھا تو وہ دونون کرتے تھے خواب	گل تھے کہ تھے آفتاب و مہتاب
بند اُسکی وہ چشم نرگسی تھی	چھاتی کچھ کچھ کھلی ہوئی تھی
سمٹی تھی جو محرم اس قمر کی	بر جون پہ سے چاندنی تھی سرکی
پٹے تھے جو بال کر وٹون مین	بل کھا گئی تھی کمر لٹون مین

یہ کیفیت دیکھتے ہی شعلۂ غضب اور زیادہ بھڑکا اور ایسا سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈھی چلی جسقدر کہ پاسبان تھے بیہوش ہو گئے اور یہ تطرفہ انداز طالب مطلوب قریب پلنگ کے آئی ملکہ کو صورت بوا اُس گلبدن سے جدا کیا اور ایک نعرہ مارا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان یہ کیا غضب تو نے کیا کہ قفل عصمت کلید فاجری سے وا کیا اس صدا سے شہزادہ کی آنکھ کھلی اور قاسم بھی بیدار ہوا عوض میجا کے بلا بالین پر نظر آئی مگر بہ جلدی تمام اُٹھکر پہلو سے تیغۂ سحر سرکش لیا حنظل یہ دیکھکر گھبرائی اور کمر مین ملکہ کے پنجہ دیکر اُڑی پکاری کہ او قحبہ تیغ سحر بھی تو نے اپنے دھگڑے کو دیدیا رہ تو سہی کیا تیرا حال کرتی ہون یہ ہنگامہ اور غل جو ہوا سو گند بیلوے سیارہ سے اُٹھکر دوڑی حنظل نے جو اُسکو آتے دیکھا کچھ بال اپنے سر کے نوچکر اُسکی جانب پھینکے کہ وہ زنجیر آتشین بنکر اس سیر دام زلف

کے دست و پا وغیرہ مین لپٹے حنظل اسکو بھی کھینچ کر اڑتی ہوئی چلی اور سو گند نکلتی جاتی تھی مگر سیارہ سے کہتی جاتی تھی کہ دیدار ما و شما بقیامت اوقتادا دھر ملکہ قاسم کو پکار کر سناتی تھی کہ ای شہریار خدا حافظ و ناصر اپنے دل نازک پر میرے مرنے کی خبر سنکر کچھ صدمہ و ملال نہ کرنا تمھین حفظ و حمایت مین پروردگار کی دیا اللہ نگہبان ہم آغوش قبر مین سونے جاتے ہین اور حسرت تمھارے دیدار کی دم نزع دلمین رکھتے ہین کہ نظم

دکھا دو ذرا پھر رخ اپنا ہمین چلے ہم تو دنیا سے ناشاد ہائے	مری جان اللہ کو سونپا تمھین نہ کچھ رنج اسکا ترے دل پہ آئے

قاسم نے تیغہ سحر لیکر ہر چند دوا دوش کی کہ ملکہ تک مین پہونچون کسی طرح ممکن نہوا ناچار بگاہ حسرت دیر تک دیکھتا رہا اور زار زار بچشم خونبار روتا تھا آخر نگاہ سے وہ کشتہ تیغ ستم تڑپتی ہوئی غائب ہوگئی اور آنکھون سے یہ دیکھتا ہوا فرش خاک پر اسی جگہ گر پڑا اور گریبان کو تا بدامن چاک کیا بیتابانہ یہ اشعار زبان پر لایا کہ اشعار

فسانہ بیکسی کا اپنی جب آکر سناتا ہی کہون کیا آہ مجھ آزردہ دل پر کیا گذرتی ہی جدائی سے تری پر نہایت غم ہی ای پیارے خدا جانے کہ دلپر آج کیا حالت گذرتی ہی یہی صحبت بہم رہتی ہی مثل غنچہ و شبنم کوئی بندہ خدا کا جان دیوے اور تو دیکھے حقیقت کوئی کہتا ہی مری رہ تکتی گر اس سے	دل آفت زدہ رو رو مجھکو بھی رولاتا ہی کہ جب عاشق کوئی معشوق کو اپنے ستاتا ہی خدا کے واسطے آجا نہین تو جی سے جاتا ہی کبھی بیتاب ہوتا ہی کبھی آنسو بہاتا ہی ادھر روتا ہون مین ادھر طرف وہ مسکراتا ہی ارے بیرحم کافر کش یہ کیا تجکو بھاتا ہی تو منھ کو پھیر کر وہ اسطرف سے مسکراتا ہی

اسی ولولہ جنون مین ترنگ آئی کہ یہان اشک بہانے سے کیا فائدہ راہ کوچہ دلدار تلاش کیجیے یا اسکو ڈھونڈھ نکالیے یا اپنی جان دیجیے یہ سوچکر سیارہ سے فرمایا کہ دادا جان سے جاکر میری جانب سے عرض کرے کہ چند روز تک مین دربار مین حاضر ہونگا مانده ہون سیارہ حسب اجازت امیر کے پاس گیا امیر پچھلی رات سے عبادت کرنے اٹھتے ہین مسجد کے پاس تھے سیارہ نے پہونچکر شہزادہ کی علالت بیان کی امیر نے فرمایا کہ میری طرف سے دعا کہنا اور مین بھی دیکھنے کسی روز آؤنگا سیارہ پھر وہان سے خدمت شہزادہ مین آیا قاسم نے فرمایا کہ مرکب حاضر کر مین تلاش مین اپنی محبوبہ کے جاؤنگا سیارہ نے عرض کیا کہ حضور کا جانا ابھی اچھا نہین ایسا نہو کہ آپ کو متلاشی ملکہ سمجھکر اسکو کوئی گزند پہونچائین اور قید و بند

زیادہ کرین اس سے بہتر یہ ہی کہ غلام کو روانہ کیجیے تاکہ خبر رشک یوسف کی آپ کے لاؤن اور موقع دیکھکر یا آپکو وہان لے چلون یا اسکو آپ تک پہونچاؤن شہزادے نے فرمایا کہ اچھا جاؤ مگر جلد آنا دیر نہ لگانا ورنہ مین تڑپ کر ہلاک ہو جاؤن گا ہاے وہ اسکی بھولی بھولی باتین جب مجھے یاد آتی ہین تو دل منظر پر کوئی جیسے چھریان لگاتا ہی کسی صورت آرام نہین آتا ہی دل کو کوئی ہاتھون سے مسلتا ہی یا نسون اُچھلتا ہی

نظم

جس طرح ہوگا شب فرقت بسر کرلینگے ہم	وہ تو اب آتے ہین تو بھی اے اجل آنا نہ آج
کھل گئی بے مایگی دل کے شگاف زخم سے	قطرۂ خون جگر تھے سو وہ بھی کچھ نکلا نہ آج
خواب کیسا رات بھر رویا کیا سن سنکے یار	قصۂ مرگ عدو سمجھا مرا افسانہ آج
گور کن ہین منتظر بیکار رکھا ہی کفن	اب نہ کر اے مرگ ہم سے ناز مستانہ آج
کل نگاہ منتظر ڈوبی ہوئی تھی جام مین	پھرتی ہی آنکھون مین اپنی گردش پیمانہ آج
دشت مین کس شوق لیلی نے قدم رنجہ کیا	گھر بھلا دے دیتی ہی دیوانگی دیوانہ آج
قیس کا روز رہائی تھا سو ہمنے اے جنون	جان کر فال زبون طوق گلو بینا نہ آج

سیارہ نے شہزادے کو سمجھایا کہ حضور اگر ملکہ آپ سے راضی ہی تو کوئی اسکو روک نہ سکیگا آج کل مین وہ خود کوئی تدبیر ملنے کی پیدا کرکے آئیگی آپ اسقدر مضطر نہون مین جاتا ہون اور جزائے لاتا ہون یہ کہکر قنطورۂ زربفتی اور ربقیا بہ سقرلاتی سے آراستہ ہوکر اپنے عیاری جسم پر پیراستہ کرکے صورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی اور منزل مقصد کی راہ لی شہزادہ فرش خاک سے اُٹھکر خیمہ مین آیا اور پلنگری پر لیٹ کر درد مہاجرت سے کروٹین لینے لگا ہجر سے عشق کی کراہنا شروع کیا بیتاب ہوکر کہتا تھا کہ ابیات

اس عہد مین الٰہی محبت کو کیا ہوا	چھوڑا وفا کو اسنے مروت کو کیا ہوا
امید وار وعدۂ دیدار مر چلے	آتے ہی آتے ہاے قیامت کو کیا ہوا
ہم کے گئے یا ایسی گئی دل سے ہمنشین	معلوم بھی ہوا نہ کہ طاقت کو کیا ہوا
بخشش نے مجکو ابر کرم کی خجل کیا	اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا
جاتا ہی یار تیغ بکف غیر کی طرف	اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

حاصل کلام یہ ناکام تو یاد محبوب مین بیقرار ہی مگر اُس سیر سر پنجۂ قضا و تقدیر یعنی ملکۂ دلگیر کو جب حنظل گرفتار کرکے لائی قلعہ مین اسلیے نہ گئی کہ اس آوارگی سے خرد و بزرگ آگاہ ہوگا منگنی ہوئی ہی لڑکی کی

بدنام ہو جائے گی غرض باغ مین لاکر پہونچایا اور ملکہ کو کئی طمانچے زور زور لگائے بغصہ بیکاری نظم

بیٹی کی طرف کیا نظارہ	جھلا کے کہا کہ خام پارہ	حرمت مین لگایا داغ تو نے
لٹوائی بہار باغ تو نے	تھمتا نہین غصہ تھامنے سے	چل دور ہو میرے سامنے سے

سوگند کو بھی مارا اور کہا مالزادی تو نے میری لڑکی کو خراب کیا سوگند اور ملکہ اسوقت تو خاموش ہو رہین لیکن کچھ دیر کے بعد حنظل نے ملکہ کو سمجھانا شروع کیا کہ خیر آج تو مین طرح دیتی ہون درگذر کرتی ہون اب اگر مجھے کہین جاتے سنون گی حلال ہی کر ڈالون گی خبردار کبھی بھولے سے بھی ایسی حرکت نہ کرنا یہ کلام ترحم کے سُنکر سوگند کو جواب دینے کی جسارت ہوئی اور رو کر حنظل کے پانؤن پر گری عرض کیا کہ پہلے حضور دو باتین میری سن لین پھر جو چاہین وہ کرین ہم آپکے بس مین ہین حنظل بولی کہ کیا کہتی ہی اسنے کہا ہو نیوالی بات بدنامی تقدیر مین لکھی ہو تو کوئی کیا کرے اور مین کمبخت ناشاد ملکہ سے کہتی تھی کہ حضور نجایئے میرا کہنا نہ مانا اپنے ساتھ مجھے بھی رسوا کیا سُنیئے حضور اصل بات یہ ہی کہ ملکہ جو سیر کو گئین قاسم لوتا حمزہ کا صحرا مین صحبت آرا تھا اُسنے ملکہ کو اپنا برابر والا سمجھ کر بمنت شریک بزم کیا اور کہا اسمین عیب کچھ نہین کیا ایسا ہوتا نہین ہی کہ شاہ و شہر یار باہم تپاک کرین اور ایک جگہ ملکر بیٹھین یہ کلام اسکا ملکہ نے پسند فرمایا اور جاکر مسند پر بیٹھین اُسنے شراب اپنے ہاتھ سے شہزادی سمجھ کر پلائی تاج ملکہ دیکھا کہ اسوقت ملکہ کے سر مین درد ہوا فرمایا کہ مین اب جاکر آرام کرونگی قاسم نے پھر یہ عجز کہا کہ یہین میرے پلنگ پر لیٹے لیٹے تاج دیکھے پھر چلی جایئے گا ملکہ نے جاکر تیغہ سحر کش پہلو مین رکھ لیا اور لیٹتین لیٹتے ہی سو گئین مین تا مراد بھی پڑ رہی جگانا مناسب نجانا ادھر قاسم بھی ملکہ کے پاس جا لیٹا اور سو گیا اُسوقت آپ جاکر پہونچین اور گرفتار کر لائین اور رنگے کھلے ہونے کو مین خود حامی ہون جوانی کی نیند سویا موا برابر ملکہ کا اسمین کچھ قصور نہین اُسوقت آپ کے چیخنے سے تلوار وہی پہلو مین رکھی تھی قاسم نے بیدار ہو کر اُٹھا لی اور نہین تو ملکہ نے اُسے نہین دی اگر رونے پیٹنے کو دونون کے کہو تو ملکہ کا بھی سن کیا ہی رو کر روٹی مانگتی ہین سمجھین کہ مان نے مجھے غیر مرد پاس دیکھا ہی اب مار ڈالین گی مارے ڈر کے اسی کی منتین کرنے لگین کہ شاید یہ بچالے اور اُدھر وہ یہ سمجھا کہ ملکہ کو نہین معلوم کون پکڑے لیے جاتا ہی اور یہ میری مہمان عزیز ہی اپنے دل مین کیا کہے گی کہ اس سے کچھ ہو سکا اس سبب سے وہ بھی جزع و فزع کرنے لگا اور اگر آپ میری باتون کا اور کہنے کا یقین نہو تو ملاحظہ فرمایئے کہ ملکہ کا شیشہ عصمت سنگ شرارت سے قاسم کے شکست نہین ہوا اور مسلمان حرام نہین کرتے اسی سے اُنکو خدا نے نوازا ہی یہ تقریر جب حنظل نے

سُنی ملکہ کو ہر طرح سے دیکھا بخوبی محفوظ پایا سوگند کے کہنے کا یقین آیا کہ بیشک جو اسنے بیان کیا ہی یہی کیفیت واقع مین گذری ہی ورنہ آگ اور خس ایک جا ہو تو ممکن نہین کہ نہ جلے اُسوقت بظاہر تو غصہ کی نگاہ رکھی مگر ملکہ کو عتاب کرنے سے باز رہی اور چند عورتین اپنی جانب سے بہر حفاظت تعین کرکے چاہا کہ آپ قلعہ مین جائے پھر سوچی کہ کل جاؤنگی آج کے دن رہکر اسکا رنگ ڈھنگ دیکھ لون غرضکہ یہ بھی وہین فروکش ہوئی اور ملکہ اپنی جگہ کھنچی ہوئی مان سے علٰحدہ پلنگ پر جاکر لیٹی لیکن نیند کیسی اور سونا کہان کا دل پہلو مین دلدار کو ڈھونڈھتا تھا تنہائی مین کلیجہ مُنھ کو آتا تھا مانند ماہی بے آب کے وہ گوہر غلطان قلزم محبت مین تڑپتی آہ سرد بھر کر یہ پڑھتی تھی کہ ابیات

دم تری نقبت پوشیدہ کے بھرنیوالے
دل جلے سینہ جلے اُف نہین کرنیوالے

عشق مین جی سے گذرتے ہین گذرنیوالے
موت کی راہ نہین دیکھتے مرنیوالے

بزم ماتم مین کبھی شب ہی کو آجا چھپکر
اومرے سوگ کے پردے مین سنورنیوالے

آخری وقت بھی پورا نہ کیا وعدۂ وصل
آپ آتے ہی رہے مر گئے مرنیوالے

نزع مین ہم ہین غم عشق یہ چلاتا ہی
دیکھ غربت مین مجھے چھوڑ نہ مرنیوالے

جان دینے کو کہا اُسنے تو ہنسکر بولے
تم سلامت رہو ہر روز کے مرنیوالے

آب خنجر کو بھی قاتل نے مجھے ترسایا
نہ دیے حلق سے دو گھونٹ اُترنیوالے

پھر بہار آئی ہی پھر سبکو جنون ہوتا ہی
کیا دن آئے ہین فراغت سے گذرنیوالے

آسمان پر جو ستارے نکل آئے تو امیر
یاد آئے مجھے داغ اپنے اُبھرنیوالے

قصہ مختصر یہ سوختہ جگر تو ہجر مین بیقرار ہین لیکن سیارہ جو روانہ ہوا تھا راہ سے نابلد تھا رات کا وقت راہ بھی کسی سے پوچھ نہ سکتا تھا راستہ بھولکر ایک بیابان وحشت افزا مین جا پڑا کہ باد سموم جہان کی دم بھر مین انسان کو گلاتی تھی اور تاب و تپ وہانکی ابر بہاری کو بیاسا رکھ کر جلاتی پیک تیز گام ماہ اُس جگہ کی صعوبت سے فلک پر راہ بھولتا تھا خیال عالم گرد وہان کی منازل طی نہ کرسکتا تھا پانون مین چھالا پڑتا تھا نہ گھاس اُس جگہ کبھی جمی تھی نہ کوئی چشمۂ آب تھا چٹیل میدان منزلون تک نظر آتا تھا کہ ابیات

برستی تھی وہ آگ افلاک سے
اٹھا تھا دھوان مرکز خاک سے

تنور فلک تھا بشدت طپان
ہوئین ذرۂ ریگ چنگاریان

جہانتک نظر کرتی تھی کام وان
عجب وحشت آگین تھا ہو کا مکان

کسی جا پہ تھے ڈنڈ سوکھے کھڑے
تھے انبار کانٹون کے ہر سو پڑے

کہین سایہ ڈھونڈھو تو پیدا نہ تھا		کسی سمت پانی کا دریا نہ تھا	

سیارہ نے دل سے شکر خدا کیا کہ اگر دن کو اس صحراے آتشین مین گذر ہوتا تو جانبری نہوتی اور جلد وہان سے سبکگام ہوا کہ صبح نہو جاے آخر بدقت تمام اُس بادیہ پر مخافت کو طی کیا اور مرغزار و گلشا مین پہونچا پانی چشمے سے پیا اور ٹھہر گیا کہ رات کو راہ نہ ملیگی دن ہولے تو چلون فی الجملہ بعد کچھ عرصے کے وہ زمانہ آیا کہ شاہد قمر چہرۂ شب شعاع آفتاب کی زنجیر مین گرفتار ہوئی اور عیارۂ خاور تلاش مین اُسکی راہ نورد ہوا کہ نظم

فلک تیغ مہر از میان برکشید		شب تیرہ دامن از و در کشید	
روان شد جو عیار مشرق دیار		بہ صحراے افلاک کردہ گذار	

سیارہ نے نماز سحر پڑھکر آگے کا راستہ لیا کچھ دور چلا تھا کہ ایک آندھی بڑے جوش و خروش سے ظاہر ہوئی اور ایک ساحر تیرہ رو غبار کو سامنے سے آتے دیکھا سیارہ آپ بھی صورت ساحر کی بنا تھا اُس سے بڑھکر صاحب سلامت کی اور پوچھا کہ بھائی کہان چلے اُسنے کہا ملکہ حنظل کے پاس جاتا ہون اسلیے کہ نہ وہ اپنی لڑکی کی شادی کرتی ہی نہ جواب دیتی ہی اور لڑکی کو سُنا ہی کہ وہ سیرین کرتی پھرتی ہی مین نے اپنے لڑکے کو بھی منگنی کرکے پھنسایا ہی آج فیصلہ کرلونگا یہ کلام جو سیارہ نے سُنے چاہا کہ اسکا کام تمام کرکے اُسکی صورت بنکر چلون اسی فکر مین اُسکے ساتھ ہوا لیکن کچھ دور چلکر وہ آپکر روانہ ہو گیا یہ ناچار پیچھے سے پیچھے اُسکو دیکھتا ہوا چلا یہانتک کہ قلعہ نرگس کوہ دکھائی دیا برج اُنکے نہایت مستحکم تھے بلندی حصار و سعت و سواد اعظم بیت

کسے ندیدہ فرازش مگر بہ چشم ضمیر		کسے نرفتہ نشیبش مگر بہ پاے گمان	

اور اُس قلعہ فلک فرسا کے داہنے جانب ایک باغ رشک دہ باغ عدن پُر از نسرین و یاسمن بنا تھا وہ ساحر کہ نام اُسکا ظالم جادو ہی اُڑتا ہوا باغ کی طرف چلا اور سیارہ ٹھہرا رہا جب وہ نزدیک باغ پہونچا بزور سحر ایک طائر سحر کو حنظل پاس بھیجا کہ میرے آنے سے اُسکو مطلع کرے طائر نے جاکر خبر دی حنظل سمدھی کی آمد سُنکر گھبرائی کس لیے کہ اگر وہ یہان آئے گا دختر میری اِسی جگہ اُسی محل خانے کا واسطہ ہی ایسا نہو کہ کچھ حال اُسکی بدچلنی کا سُن لے اس باعث سے خود برسم تعظیم بیرون باغ آئی اور اثناے راہ مین ظالم سے ملی باتین کرتی ہوئی اُسکو اندر قلعہ کے لے گئی مقام بہتر پر بٹھایا شراب و کباب کی صلاح کی ناچ ہونے کا حکم دیا جلسہ جما بالعد امورات کے سبب آنے کا پوچھا اُسنے کہا بیٹی تمھاری نوجوان گلی گلی ماری پھرتی ہی اور تم شادی نہین کرتین آج ہان نہین کا مجھے

جواب دو حنظل یہ تقریر سُنکر سمجھی کہ اسکو شاید ملکہ کی آوارگی کی خبر ہو گئی بس تڑق کر بولی کہ جو کوئی اُسکو بدکہتا ہی وہ جھک مارتا ہی بچی میری سیدھی بات تو کرنا جانتی نہین وہ نگوڑی یاری آشنائی کیا جانے اور سنو صاحب جو تمھین شادی کرنا ہی تو وہ خرابون کی خراب ہی گون ہو تو کرو نہین مین گلے تو لگاتی نہین کچھ بچھیان تو ہین نہین جو سڑی جاتی ہین جب تم لوگون نے میری دایہ کی خاک لے ڈالی تب مین نے منگنی کی اور اب یہ باتین ہین مگر اب بھی کچھ بندی کو ایسی پروا نہین یہ نہ سمجھنا کہ یہ میری لڑکی کو کوئی نہ پوچھے گا اور نہ پوچھے تو بلا سے نہ پوچھے اُسکو کسی بات کی کمی ہی یہ کہکر کوسنا شروع کیا کہ یا سامری جس طرح میری بچی کو لوگون نے بدنام کیا ہی اُنکی کنواریون کے آگے آگے اُنکی بھی بڑی یو ہین بکھالی جاین غرض کہ ایسا کچھ اُسکو آڑے ہاتھون لیا کہ کچھ کہتے بن نہ پڑا اتنا تو کہا کہ مین کب کہتا ہون کہ ملکہ خراب ہی لیکن شادی کب کروگی اُسنے کہا کرونگی کیون نہین اسکا باپ شاہ افراسیاب کے پاس سے آئے تو تیاری کرون بیٹی میری دوبا جو تو ہے نہین سب ہی ارمان نکالنا ہین کنوار پھل اُتارنا ہی گھڑا نہین مین خط اُسکے باپ کو لکھتی ہون اور جلدی سامان کرتی ہون یہ گفتگو سُنکر ظالم رخصت ہوا لیکن اُسنے روکا کہ آج کہان جاؤ کل چلے جانا اور سامان دعوت مہیا کیا مگر ملکہ کی حفاظت کے لیے ایک ساحرہ کو مخفی جانب باغ بھیجا کہ رات کو تحفظ بخوبی کرنا کہین جانے نہ دینا مین بھی ہون مہمان کی خاطرداری مین ہون نہین خود چلتی ہو یہان سے جا اور خاصدان میرا لیجا اگر ملکہ پوچھین کہ کیون آئی ہو تو کہنا آپ کی مان نے گلوریان بھیجی ہین یہ ثابت اُس کو نہو کہ میرا بہرا دینے یہ آئی ہین وہ ساحرہ خاصدان لیکر اُسکے کہنے سے روانہ ہوئی جب قلعے کے باہر نکلی اس جگہ سیارہ ٹھہرا ہوا تھا ساحرہ کو جاتے دیکھکر قریب اُسکے گیا اور پکارا کہ ہمارے میان ظالم جادو کیا کرتے ہین اُسنے جواب دیا کہ اپنی سمدھن سے باتین کر رہے ہین تم بھی جاؤ کیا تم اُنکے ملازم ہوا اُسنے کہا ہان اور کیا ہم تمھارے ساتھ چلین گے ساحرہ بولی کہ مین ملکہ پاس باغ مین گلوریان لیے جاتی ہون اور وہین آج رہونگی میرا تمھارا ساتھ نہو گا سیارہ کو جب یہ حقیقت معلوم ہو چکی باتین کرنے مین جاب بیہوشی ساحرہ کے منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گری اُسنے کپڑے اُسکے اُتارکے اسکی ایسی صورت اپنی بنائی اور اسکو خوب سا بیہوش کر کے غار مین ڈالدیا اور آپ خاصدان لیکر سمت باغ چلا یہانتک کہ داخل گلزار ہوا دیکھا کہ یہ گلشن زینت بخش باغ عدن ہی شاہد حسن پر عجب جوبن ہی کہین سنبل سودا خیز ہی کسی جا شگوفہ شکل نافہ اور عطروان کے مشکبار اور عطر بیز ہے نرگس مصروف بنظر بازی ہی گلدن کی بہار مین رونق تازی ہی وار بست کا سلسلہ وار بند دست ہی بوے گل سے بلبل شیدا مست ہی ہر سمت مہتمم اور کار پرداز اس جگہ کی بہار ہی رنگل کا تو ذکر نہین

ہزار در ہزار ای سبحان اللہ وبحمدہ نظم

بہ خوبی باغ چون خلد برین بود		درون خلد برین گل حور عین بود	
سمن ساقی و نرگس جام در دست		بنفشہ بر خمار و سرخ گل مست	
فگندہ سنبل تر زلف بر دوش		کشادہ باد نسرین را بنا گوش	
نوائے بلبل و آواز و تراج		شکیب عاشقان را کردہ تاراج	

سیارہ ہر سمت ملکہ کو تلاش کرتا چلا یہان کچھ کنیزین بھاگ کر بروقت گرفتاری ملکہ آئین تھین اور ملکہ کی خطا جب معاف ہوئی تو انھین بھی امان ملی ہی اور کچھ عورتین ملازم حنظل کی موجود ہین وہ سب سیارہ کو دیکھکر بولین کہ ای زینت بزم جادو کہان آئین اُسنے کہا بیبیو مین پان لیکر آئی ہون اور پاس جاکر چپکے سے کہا ملکہ نے تو خوب گل کھلایا ہی اُڑی اُڑی خاق بیٹھی انکا سُنا یہ خبر سُنکر آیا ہی مجھے اُنکی مان نے یہین ٹھہرنے کو بھیجا ہی صاحبزادی ہین کہان ذرا مین تو دیکھون کہ اپنا کیا حال بنایا ہی اور مجھے بھی ڈر معلوم ہوتا ہی کہ کہین میرے پہرے سے نکل جائے جو میری ناک چوٹی کٹے سامری آبرو رکھین یہ تقریر سُنکر سب عورتون نے کہا ملکہ وہ سامنے بارہ دری مین پلنگ پر مردہ سی پڑی ہین بہن خوب ہوا جو تم آئین ہم بھی ڈر رہے تھے کہ ایسا نہو کہین جائے تو ہمپر آفت آئے اب تم جانو تمھارا کام جانے ہم وہان جائینگے بھی نہین یہ کہکر سب کنارے ہوئین اور سیارہ اندر بارہ دری کے آیا اور آہستہ در کی آڑ مین ٹھہر کر چاہا کہ سنون ملکہ کیا کہتی ہی دیکھا کہ سوگند پلنگ کی پٹی کے پنچے لیٹی ہی اور ملکہ اُس سے چپکے چپکے کہ رہی ہی کہ کیون سوگند اسوقت قاسم کیا کرتے ہونگے اُسنے جواب دیا کہ آپ کی محبت کا دم بھرتے ہونگے ملکہ نے کہا نہین معلوم میرے بگڑ جانے کے بعد اُنکے دل پر کیا گذری ہوگی ہاے کوئی انھین تسکین دینے والا بھی نہوگا کہین ایسا تو نہوا اپنی جان دے دین افسوس کسکو اُن تک بھیجون اور اُنکی خیر و عافیت منگواؤن یہ کہکر زار زار روئی اور یہ زبان پر لائی کہ غزل

راحت ہمین نصیب کہان ہجر یار سے		آہین نکل رہی ہین دل بیقرار سے	
اللہ رے طول مردم دیدہ ہوے ہین ہم		آنکھین سفید ہین کشش انتظار سے	
کسوقت زلف یار کا ہمکو نہین خیال		فرصت کہان ہو سلسلہ انتشار سے	
بخشین کفن کو خاک لحد نے کدورتین		کس کس کو ہی غبار ترے خاکسار سے	
برآئی ایک رات بھی اپنی نہ آرزو		اتنا گلہ رہا ہمین آغوش یار سے	

ای جاہ اپنے دوست سے گر ہمکنار ہون		پھر غم نہین ہی کشمکش روزگار سے	

سیارہ اس حال کو ملکہ کے دیکھکر گھبرائی اور پاؤن کی آہٹ دی ملکہ نے نگاہ اٹھاکر دیکھا اور اسکو آتے جان کر چپ ہو رہی اور سوگندنے بھی اُدھر نظر کی اُس سے اشارے سے کہا کہ میرے پاس آ سوگندھ گھبرائی کہ دیکھیے یہ کیا کہیگی مگر ناچاری اُٹھ آئی سیارہ اسکو بارہ دری کے ایک کونے مین ہاتھ پکڑکے لیجا پہلے تو تمسخر کی راہ سے اسکو بوکھلایا کہ کیون ری تو نے خوب ملکہ کو بدراہ کیا یارون کے بغل مین لیجاکر سلایا سوگندیہ بات سُنکر ڈر گئی اور لگی کانپنے اور قسمین کھانے کہ مین نہین جانتی کیسے یار تم کیا کہتی ہو اُسنے کہا مین سب جانتی ہون پہلی رات کو تیغہ سحر کش دیکر ساحرون کو قتل کرایا دوسری رات کو ساتھ سوئی سوگندیہ باتین سُنکر بہت خائف ولرزان ہوئی سیارہ نے کہا اگر تو میرے گلے سے لگ جائے تو مین تجھے قاسم پاس لے چلون سوگند اُسکے گلے سے عورت جانکر لپٹی اُسنے خوب لپٹایا پیار کیا سوگندنے کہا بتاؤ کیونکر ہمین لیچلوگی اُسوقت اُسنے کہا مین سیارہ ہون سوگند جھجھک کر تیوریان چڑھاکر بُرا بھلا کہتی آغوش سے تڑپ کر نکلی اور جاکر ملکہ پاس چپکی بیٹھ رہی شہزادی نے پوچھا کہ کیا تھا کہان گئی تھی اُسنے کہا میری بلا جانے موے آسیب کی خاصیت رکھتے ہین جہان دیکھو وہان موجود شہزادی نے کہا ری کون ہی کیا بکتی ہی سوگند بولی وہی سواتا نتیا عیار ہی قاسم کا اور کون ہی یہ سننا تھا کہ ملکہ اُٹھکر دوڑی اور ادھر سے سیارہ نے بڑھکر تسلیم کی اور ایک گلوری مین بیہوشی ملاکر ملکہ کو دی کہ شہزادے نے آپ کو بھیجی ہی لیکر بہزاران اشتیاق کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوگئی سوگندنے کہا ارے موئے یہ تو نے کیا کیا سیارہ نے چپکے سے کہا مین ملکہ کو پشتارہ باندھکر لیے جاتا ہون تمھین چاہیے کہ تم ایسا کرو کہ جتنی عورتین باغ مین ہین سب بیہوش ہوجائین اور تم بھی آڑکر ہمارے ساتھ چلو سوگندنے یہ سنتے ہی پھر پڑھکر دستکندی کہ جو ساکن باغ تھے وہ بیہوش ہوگئے کیونکہ وہ لوگ یہ تو جانتے نہ تھے کہ پھر کوئی پھر کریگا عین غفلت مین بیہوش ہوئے سیارہ پشتارہ ملکہ کا باندھکر پیٹھ پر لادکر راہی ہوا سوگند بزور سحر آڑکر چلی دونون باغ سے باہر نکلے اور سوگند رہبری کرتی ہوئی آگے آگے چلی اب کی وہ راہ نہ ملی جدھر صحرا ے ہولناک تھا بلکہ پہر بھر کے عرصہ مین وہ مقام آگیا جہان قاسم انتظار جانان مین پلنگ پر پڑا تڑپ رہا ہی کہ سیارہ نے پشتارہ ملکہ کا علیحدہ رکھکر سوگند سے کہا تم ملکہ کو ہوشیار کرو اور آپ پاس شہزادے کے آیا قاسم نے جو اُسکی صورت دیکھی اُٹھ بیٹھا اور بے اختیار اُس سے

مستفسر ہوا کہ رباعی

قاصد پیغام کچھ سنایا نہ گیا	یا خوف سے اسکے پاس جایا نہ گیا	اک بات بنا کے یون ہی مجکو تا صبح
بیچین کیا نہ کوئی آیا نہ گیا	کہو کیا پیام لائے کہان گئے تھے کیا کر آئے سیارہ نے کہا جو کچھ ہنے کیا ہوگا	

وہ آپ ہی ظہور مین آئیگا اور اُسنے یکایک خبر عشرت بیان کرنا مناسب نجانا اس سبب سے شہزادے کو باتون مین لگایا ادھر سوگند نے ملکہ کو ہوشیار کر کے مژدہ دیا کہ مبارک ہو سیارہ جو گیا تھا وہ آپ کو پاس شہزادے کے لایا ہی ملکہ شکر کنان شادان و فرحان خیمے مین آئی قاسم نے جو اپنے مطلوب کو آتے دیکھا بیتابانہ یہ کہتا ہوا دوڑا کہ بیت منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز ✤ چہ شکر گویمت اے کارساز بندہ نواز ✤ آخر آغوش محبت مین لیکر مسند پر لاکر بٹھایا اور رنج مفارقت کو یاد کر کے گوہر اشک باہم ایک بے دوسرے پر نثار کیے ملکہ نے کہا ای مایۂ راحت آرام بغیر تیرے جو احوال مجھ ناکام پر

گذرا لفجوائے نظم

درد ہجران کشیدہ ام کہ مپرس	زہر ہجران چشیدہ ام کہ مپرس	آن چنان در ہوائے خاک درش
میرود آب دیدہ ام کہ مپرس	بے تو در کلبۂ گدائی خویش	رنجہائے کشیدہ ام کہ مپرس

قاسم نے یہ کلام درد الیتام سنکر جواب دیا کہ **فرد**

تو تو کہے سرگذشت اپنی ظالم	مین کس سے کہون جو کچھ کہ مجھپر گذری

شرح ایام درد فراق کون کر سکتا ہی وہی یہ حال جانتا ہی جو کسی پر مرتا ہو اب ہنسی خوشی کی باتین کرو اس رنج جانکاہ کو دل سے بھلا دو یہ کہکر حکم کیا کہ ابیات

خوشتر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست	ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست
معنی آب زندگی در وصف ارم	جز یک جو بار می خوشگوار چیست
ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار	کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست
سہو و خطائے بندہ چو گیرد نہ اعتبار	معنی عفو و رحمت پروردگار چیست

حسب المطلب شاہزادۂ عالی مقام ساقی و بادہ و جام ایک جا ہوے ہنگامۂ عشرت گرم ہوا لیکن اس خبر کو چند مشیرون نے صاحبقران سے عرض کیا کہ شاہزادی نرگس کوہ کی ملکہ نرگسی چشم دام محبت مین شاہزادہ قاسم کے آکر مسلمان ہوئی امیر نے سب کیفیت سنکر ارشاد کیا کہ اول سے اگر یہ حال ظاہر ہوتا تو قاسم کو ممانعت کی جاتی کہ پراے ناموس مین رخنہ پردازی اچھی نہین مگر اب شاہزادی نے آکر اسلام مین پناہ لی ہو شرط مروت سے دور ہی کہ پھر اُسے ساحرون کے حوالے کر دیا جاے تاکہ دین جدید سے اُسکو پھیرین پس یہان سے ایک سو اکیس ۱۲۱ کشتی زیور الماس کی ملکہ کے لیے بھیجی جائے اور جملہ اسباب عیش و آرام

مہیا کر دیا جائے چنانچہ بنابرارشاد **مقبل** وفادار کشتیان زیور کی اور چنگیر چوکھڑے جامدی سونے کے اور بہت سا اسباب راحت لیکر خدمت شاہزادے مین آیا اسباب پیش کش کیا امیر کی جانب سے دعا کہی قاسم نے خلعت دیا یہ تو رخصت ہوکر چلا آیا اور قاسم وملکہ اور **سیارہ** و سوگند مشغول عشرت ہوے اختلاط ہونے لگا طالبان یکدیگر باہم بغلگیر ہوے اور فرط عشرت سے زبان پر جاری تھا کہ **نظم**

ساقی بیار بادہ کہ ماہ صیام رفت	در دہ قدح کہ موسم ناموس و نام رفت
وقت عزیز رفت بیا تا قضا کنیم	عمرے کہ بے حضور صراحی و جام رفت
در تاب توبہ چند توان سوخت ہمچو عود	می دہ کہ عمر در سر سودای خام رفت
مستم کن آنچنان کہ ندانم ز بیخودی	در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت
زاہد تو دان و خلوت و تنہائی و نیاز	عشاق را حوالہ بعیش مدام رفت

الحاصل یہ تو اس طرح کا جلسہ جاے مصروف انبساط و ارتباط ہین مگر جس عورت کو کہ سیارہ بیہوش کرکے چھوڑ آیا تھا اُسکو ہوش آیا اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر بہزار خرابی باغ مین ملکہ کے آئی اور کسی کنیز سے کپڑے مانگ کر پہنے اور پوچھا کہ ملکہ کہان ہین لوگون نے کہا کہ بارہ دری مین تھین وہین جاکر دیکھو اُسنے وہان جاکر دیکھا کسی کو نہ پایا ہر جگہ کونا کونا باغ کا ڈھونڈھا کہین سراغ اس زلیخا منش کا نہ پایا معلوم کیا کہ تلاش مین اپنے عزیز مصر کے گھر سے نکل گئی اور مجکو جو بیہوش کر گیا وہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار تھا آخر نالان و گریان چند کنیز اور وہ ساحرہ سامنے **حنظل** کے گئین اور بیاختہ کہ گذرین کہ حضور ملکہ بھاگ گئین کہین کا پتا نہین ہی **حنظل** سمدھی کے سامنے اس خبر کو سُنکر چپ ہو گئی رنگ چہرے کا زرد ہو گیا کاٹو تو خون نہین ہزار دن گھڑے پانی پڑ گیا مگر کرتی کیا سر جھکا کر رونے لگی ظالم نے کہا نہین دنون کہ مین چھینکتا تھا کیون دیکھا خیر اب تمھین کیا کہون اُس گیسو بریدہ کو سزا دینے جاتا ہون یہ کہکر بزور بھریہ واز کرکے بغضب تمام روانہ ہوا اور قلعہ سے نکلکر کوہ و دشت کو دیکھتا چلا کہین پتا جب نہ ملا دل سے سوچا کہ سوا ے لشکر حمزہ کے اور کہین نہ ہوگی یہ سوچکر اُسی جانب آیا یہان لشکر اسلام مین بھی ملکہ کو نہ دیکھا اور آگے بڑھا پانچ کوس پر آگے بیچ جنگل مین ایک میدان بہ از باغ ارم دیکھا اور لب نہر سند پر ایک جوان رعنا حور شمائل کو بیٹھے پایا اور ملکہ کو سر اُسکے زانو پر رکھے لیٹے دیکھا آتش غضب مین یہ ناری جل گیا اور بجلی کی طرح تڑپ کر گرا نعرہ کیا کہ منم ظالم جادو یہ سُنکر سوگند پکاری کہ ای شہریار خبردار ہو جیے **قاسم** بزم مسرت مین بیٹھا تھا اسوجہ سے ہتھیار صندلی پر رکھے تھے اُسنے اُٹھکر تیغہ خنجر کشن اُٹھایا مگر اتنے عرصہ مین ملکہ کو پنجے مین دابکر ہوے

آسمان ہوا ملکہ نے شور واویلا بلند کیا اور قاسم تیغہ لیے پیچھے پیچھے دوڑتا چلا مگر کیا ہو سکتا تھا یہ جا وہ جا رہی ہوا اور قاسم بیہوش ہوکر گر پڑا سیارہ نے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی تو وہی بلبلانا شور مچانا اور نعرہ و آہ مارنا بار بار اضطرابی دل سے یہ لب پر لانا کہ رباعی

غم اب تو ملا بجاے آرام ہمین	اک لحظہ نہین ہی ہاے آرام ہمین
آتے نہین خواب مین بھی وہ لوگ نظر	دیکھے سے جنھون کے آئے آرام ہمین

سیارہ شہزادے کا گو کہ عیار ہی مگر لنگوٹیا یار ہی جس شہزادی سے انکے باپ پیدا ہوے ہین اسکی یہ نیز زادی سے پیدا ہوا ہی جس طرح عمرو امیر سے ہنستا ہی برا بھلا کہ لیتا ہی اسی طرح یہ بھی شہزادے سے کیا بلکہ انکے باپ سے گستاخ ہی اسوقت بیکسی پر ملکہ اور شہزادے کے دل تو اسکا جلا مگر غفلت پر انکی اسکو غصہ آیا گویا ہوا کہ بس دیکھی بہادری آپ کی یہی دعوئے شجاعت تھا تیغہ لیتے ہی رہے اٹھایا نہ گیا بہت بھاری تھا اسوقت رانڈون کی طرح ٹسوے گھلانا اولیٰ اللہ کہکر سر پر ہاتھ دھر کر رونا آتا ہی اس سے وہ بیچاری عورت اچھی تھی جو جان بچکر تین بار چلی آئی جاؤ میان تمسے کچھ نہو سکے گا یہ ظالم جادو اسکا سسر ہی جاتے ہی ملکہ کو اپنے بیٹے پاس لیجائیگا کچھ عشقبازی دل لگی نہین ہی کہ مصرعہ عشقبازی نام سربازی کا ہی ۔ قاسم کو اسکی باتون سے غضب طاری ہوا اور فرمایا انشاء اللہ نرگس کوہ مین گھسکر ایسی تلوار مین ماریگا کہ یہ ساحران غدار یاد ہی تو کرینگے دریاے خون بہا دونگا گھوڑا میرا جلد حاضر کر سیارہ طعنے دینے کو آندھی تھا اب بربادی کا جو شہزادے کی خیال آیا عرض رسا ہوا کہ آپ ٹھہریئے مین جاتا ہون قاسم نے کہا اب ٹھہرنا کجا کہ بیت

عاشق سے بھی ہوتا ہی کہین صبر و تحمل	وہ کام تو کہتا ہی جو آتا نہین مجکو

ناچار سیارہ نے اتنا تو کیا کہ جھپٹ کر سرداران قاسم کو اطلاع دی وہ سب خدمت مین شہزادے کے آئے سمجھانے لگے کہ حضور تامل فرمائین ہم لوگ جاتے ہین اور شہزادی کو لاتے ہین قاسم نے ایک کا کہنا نہ مانا اور مرکب پر سوار ہوا کہ نظم

ببالا صنوبر برخ آفتاب	بہ برجستگی مطلع انتخاب	بہ پشتی پلنگ و بدریا نہنگ
تدیدہ کسے پشت او در جنگ	حمائل کیے تیغ مصری کزو	پر از زہر غم جام عمر عدو
بباز و کمان بر زدہ تیر چند	بہ بند و کمر رستم دیو بند	بدست عنان و سنان بچنگ
رہ خوان و ان گشت بر عزم جنگ	پھر تو جلد جلد تمام سرداران ذی احترام سوار ہوے اور لشکر قاسم	

مین دردی پلٹنون رسالون کی بھی کمر بندی ہوئی سات لاکھ فوج نے کوچ کیا زمین دہلنے لگی غبار

دشت سے ایک نیا آسمان عدو پر ستم کرنے کو پیدا ہوگیا طبل و نقارے کڑکڑائے بہادرون نے گھوڑے اٹھائے آن واحد مین قریب شہزادے کے آگئے اور بہراہی مین چلے قاسم نے کہا اتنا بڑا لشکر ایک قلعہ پر لیجانا اچھا نہین تم سب یہین ٹھہرو جو کوئی میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہی آخر لشکر تو مایوس ہوکر پھر گیا لیکن سردارون نے ساتھ نہ چھوڑا کئی ہزار آدمی ہمراہ رہا اس ہل چل کی صدا گوش حق نیوش امیر مین پہونچی ہلکارون سے پوچھا یہ غل کیسا ہی انھون نے سارا ماجرا مفصل عرض کردیا امیر نے فرمایا کہ خدا خیر کرے قاسم جاہل مزاج ہی اور ساحرون کا سامنا ہی وہ جاکر جان دے دیگا مقبل تو چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر پیچھے چالیکن ابھی دور رہ کہ قاسم یہ نجانے کہ میری مدد کو دادا نے بھیجا ہی نہین تو وہ تجھی سے لڑنے لگے گا یہ سنتے ہی مقبل بیرون بارگاہ آیا اور نفیر جنگی بجائی چالیس ہزار کا لشکر فی الفور تیار ہوا اور اس ماہ انجم سپہر صاحبقرانی کے پیچھے مثل ستارون کے چلا عجب کروفر یہ عسکر نصرت اثر رکھتا تھا نظم

ہوا اس شان و شوکت سے روانہ	پئے تنبیہ مردود زمانہ	وہ سب فولاد پوش اسکے تھے ہمراہ
کہ جوشن انکے تھے ابر اور وہ ماہ	جو ہین نقارے پر ڈنکا لگایا	قدم کہسار کا لغزش مین آیا
نقیبون کی صدا تھی تا بصور	زمین سے استقامت ہوگئی دور	سراپا غرق آہن سارا لشکر
عیان مردانگی کے اس سے جوہر	وہ گھوڑی فال خوش جنگی سواری	سبک رو صورت باد بہاری
خجل رفتار سے آہوے مشکین	دل نافہ ایال انکے سے خونین	وہ تیغ تیز گردن مین حائل
کہ جس سے وہم کا خونین ہوا دل	وہ لشکر تھا کہ بحر بیکران تھا	بلند و پست صحرا پر رواں تھا

فی الجملہ عقب شاہزادہ نصرت تیم یہ لشکر روانہ تھا اور شاہزادہ کی رکاب سیارہ تھا بنے سوگند بردہ سر اڑتی ہوئی رہبری کرتی چلی اور قاسم نہایت اضطراب سے یاد محبوب مین یہ کہتا جاتا تھا نظم

خیال روی تو در ہر طریق ہمراہ ماست	نسیم موے تو پیوند جان آگہ ماست
اگر بزلف دراز تو دست ما نرسید	گناہ بخت پریشان و دست کوتہ ماست
بحاجب در خلوت سرائے خاص بگو	فلان ز گوشہ نشینان خاک درگہ ماست

اسی طرح یہ تورہ نورد بیابان فراق ہین لیکن ظالم نے اس اسیر سلاسل الفت ملکہ پرحسرت کو قلعہ مین پہونچایا خظل شرمندہ نداست زدہ برج قلعہ پر کھڑی چشم براہ انتظار تھی جب ظالم آیا اسنے اور کچھ بن نہ پڑا دوڑ کر سیدھی پاؤن پر گری اور کہا بھائی تمنے میری آبرو رکھ لی اب اپنے دامن مین مجھے چھپا لو تمھاری امانت ہی اسی وقت اس نامراد کا گلا گھونٹ دو سامری کی قسم مین اف نہ کرونگی

مجھے آہ نہ آئیگی یہ کہکر ملکہ کو دو تین تھپڑ مار کر ایک زنجیر طلائی منگا کر پانون مین پہنائی اور بغصہ عتاب خطاب کیا کہ اے مردار جو تو پرائے گھر کی نہوتی اور میرا اختیار رہوتا تو پیسے پر رکھکر بوٹیان کاٹتی اور چیل کوون کو بانٹتی یہ کہکر حکم کیا کہ ایوان شاہی مین جو پائین باغ ہی وہان لے جاکر اسکو قید کرو ملازم ملکہ کو لیگئے اور کئی جادوگرنیان واسطے نگہبانی کے مقرر ہوئین یہ تو قید ہوئی اور ظالم کو باعزاز تمام برج قلعہ پر بٹھایا اس عرصہ مین یوسف مصر افلاک زندان خانہ مغرب مین مقید ہوا اور زلیخاے شب نے سواد دیدۂ اشک شبنم گرانا شروع کیا کہ ابیات

نشستہ ملکہ بیدل خموش انجو عروس	بروی منفعل وسینہ چاک و دل مایوس
بنا زلف کشیدند شانہ از مژگان	سرشک دیدہ بجاے گلاب شد افشان
بدیدہ اش بکشیدند سرمہ از کف آہ	کہ روزگار بچشمش شدہ زیادہ سیاہ

ملکہ اس شب ہجران مین یار غمخوار سے جدا اسیر سلسلۂ زلف دوتا بحسرت ویاس رو کریہ خطاب فلک ظلم اساس سے کرتی تھی کہ اے جفا پسند یہ کیا تو نے کیا جو مجھ ناکام و بخت نافرجام کو دوست دلنواز سے جدا کیا رحم نہ اصلا کیا اپنا حال زار کسکو دکھاؤن اور کس سے اُسکی خبر منگاؤن اسی طرح اشک خونین دیدۂ خونبار سے گرانا اور بیقرار ہوکر لب پر لانا کہ نظم

لعل سیراب بخون تشنہ لب یار منست	از پے دیدن او وا دون جان کار منست
بندۂ طالع خویشم کہ درین قحط وفا	عشق آن بوے کہ سرمست خریدار منست
شربت قند و گلاب از لب یارم فرمود	نرگس و کہ طبیب دل بیمار منست

رات کو حنظل نے آکر جو بیٹی کا حال دیکھا محبت مادری سے کلیجہ منھ کو آیا سمجھانے لگی کہ مثنوی

سمجھانے لگی کہ مرتی ہی کیون	ترک خورد و خواب کرتی ہی کیون	ثابت کچھ اثر ستارے کا ہی
اس چاند کو کیا گہن لگا ہی	صورت تری زار ہو گئی ہی	گل ہو کے تو خار ہو گئی ہی
رحم اپنی جوانی پر ذرا کر	منھ دیکھ تو آئینہ منگا کر	ہی ہی تری عقل کسنے کھو ئی
ناحبس کو چاہتا ہی کوئی	مجبوس کیا ہی تجکو ہر چند	توبہ کا در کیا نہین بند
بھولے سے بھی کر نہ یاد قاسم	پھر گھر وہی تو وہی وہی ہم	سمجھانے سے تھا اسمین سر کار
اب مان نہ مان تو ہی مختار	تو قید جفا مین ہی کہ ہم ہین	تو دام بلا مین ہی کہ ہم ہین
تم راہ نہین کہ ساتھ دیجے	دکھ بوجھ نہین کہ بانٹ لیجے	جنجھلائی وہ خستہ دل کہ بس بس
تم ایک کہو گی گر تو مین دس	رنجور جو ہون تو مین تمھین کیا	مجبور جو ہون تو مین تمھین کیا

مانا مری حالت اب روی ہی	بہتر ہی وہی جو کچھ بدی ہی	بلبل اسی رشک گل کی ہون مین
تم کیا ہو ہزار مین کہون مین	سوچی کہ وہ یہ نہین سمجھتی	ہی بلکہ برنگ زلف الجھتی
کچھ روگ جو در پئے خلش ہو	درمان کے لیے دوا دوش ہو	بیماری عشق لا دوا ہے
اس باغ کی اور ہی ہوا ہی		

حنظل ناچار رج قلعہ پر چلی گئی اور اسی اندوہ و تعب مین ماتم کدہ سپہر پرماہ شب افروز کے گم ہونے کا ماتم برپا ہوا اور گریبان سحر چاک ہوا خورشید بارنج زرد بہر جستجو سرگرم تگاپو تھا کہ نظم

وہ شب بیداری اندوہ و غم مین کٹی	گھڑی جو کٹی سو الم مین کٹی	
رہی صورت آنکھون مین جو یار کی	ہوئی یاد مین صبح رخسار کی	

صبحدم ملکہ نسیم سحری سے خطاب کرنے لگی اور پیام یار کو دینے لگی بیتا بیان کرتی تھی اور ہان اسکی برج قلعہ پر مع ظالم کے بیٹھی تھی کہ یکایک سامنے سے گرد اڑی اور لشکر کے سردار قاسم کے کئی ہزار نمایان ہوے سب کے بیچ مین شہزادہ گھوڑا اڑائے زیر قلعہ آکر پہونچے کیونکہ شہزادہ راتون رات برسم یلغار آیا ہی کہین ٹھہرا نہین صبح کو قریب قلعہ جب پہونچا دلاوروں نے پرا جمایا اور نعرۂ انا مبارز بلند کیا ظالم نے کہا دیکھو آخر وہ مفسد یہان بھی آیا لیکن مین اسے زندہ کب چھوڑتا ہون یہ کہکر حکم کیا کہ فوج قلعہ کی تیار ہوکر باہر نکلے ساحرون نے جلد جلد کمر باندھی اسباب سحر اپنے ہمراہ لیا طائران سحر پر سوار ہوے ترہیان پھینکین پل تختہ قلعہ کا اٹھوا لیا فیلبند دروازہ کھلا اور لشکر ساحرون کا باہر نکلا ظالم اژدر شعلہ فشان پر آگے آگے اور پیچھے کئی ہزار ساحران غدار بڑے جوش و خروش کے ساتھ مقابلے مین شہزادے عالی تبار کے آئے کہ نظم

رجز خوان بنا ورد گہ رو نمود	بسے خویشتن را بمردی ستود	کشید ند صف سر فرازان بدشت
دو کوہ دما وند بر پا گشت	ز کیوے ظالم کمین ساختہ	بخون یلان خنجر افراختہ
ز سوے دگر قاسم نامور	بمیدان چو شیر ژیان جلوہ گر	سخن مختصر بہر دو جنگ آزما
نبرد آزمود ند از نیزہ ہا	عدو را چو سرگرم پیکار دید	کہ قاسم حسام از میان بر کشید
بنا نیزہ در خاک محکم نمود	زبان را بدشنام ظالم کشود	خرد شید کاے کینہ جو اہرمن
چرا مے نیائی بمیدان من	گر فتم ترا روے نا ورد نیست	یکے ہم درین انجمن مرد نیست

نعرۂ شہزادۂ دلاور لشکر ظالم میدان مین رعد آسا گرجتا ہوا آیا اور سحر کی نیرنگیان دکھانے لگا کبھی کبھی سمت فلک سے آگ برسی اور کبھی تیر کا باران برسا غرض سو طرح کی آفت آئی تیغہ سحر کے سبب شہزادہ

پر کچھ تاثیر نہوئی اور شہزادہ نے تیغہ بلند کرکے کمر کو تبلا کر سر پر ہاتھ مارا پھر تو نظم

کہ قاسم چو بازو برافراخت چست	ظفر از خدا بر بداندیش حبست	بزد بر سرش تیغ و گفتا ای دلیر
زمین رزم جنگ آوران یاد گیر	سیہ دل بزیر سپہر بلند نہان	بلا بر سرش آمد از آسمان
سخن مختصر با سپہر خیسار	دو اندیش کرد انگاہ نمود چار	ایک ہاتھ مین سر از دہ ہے

اور ظالم کے چار ٹکڑے ہوے شور عظیم اسکے بیرون نے مچایا آندھیان آنکھین آگ برسی اور فوج ساحران لینا لینا کہکر شہزادے پر آگری ادھر سے بھی غازیون نے گھوڑے اٹھائے اور زد و کشت کی نوبت آئی تہلکہ عظیم پڑگیا کہ ابیات

دو لشکر بہم تیغ کین آختند	روان سیل خون بر زمین ساختند	بشمشیر اسلامیان بین دشت
ز خون ہم سر بحر ز خار گشت	چو تیغے کہ آن راز تابندہ برق	کس از پیر و برنا نمیکرد فرق

لشکریان شہزادہ گھر سے مجبور تھے لیکن جنگاہ سے کب دور تھے مرتے تھے مگر گھس پڑتے تھے یہ حال جو سوگند نے دیکھا کہ فوج شہزادے کی بھر سے ہلاک ہوتی ہی آپ درہ کوہ مین گئی اور بھر کرنے لگی لشکر عدو پر تیر برسنے لگے یہ سب کیفیت فصیل قلعہ پر سے ملکہ حنظل نے دیکھی کہ میرے لشکر پر تیر برس رہے ہین اسطرلاب جادو اپنی رفیق سے گویا ہوئی کہ مسلمان ساحر زبردست ہوتے ہین میرے لشکر پر یکان گر رہے ہین تو یہانسے جا اور کسی طرح ایسا سحر کر کہ تیغہ بحر کش ہاتھ آجاے یہ تقریر سنکر اسطرلاب اڑی اور بہت بلند ہوکر تہر یہ سنگدل برسانے لگی سوگند نے پتھر برستے دیکھکر ہر طرف دیکھا کہ یہ کون سحر کر رہا ہی معلوم ہوا کہ اسطرلاب ہو پس یہ بھی اڑی اور غافل اسکو پاکر پشت پر جاکر ایک ناریل سحر کا مارا کہ اسکے سینے سے نکل گیا وہ مرکز زمین پر گری صداے شور نشور برپا ہوئی اتفاق سے ملکہ حسامہ دایہ نے سوگند کو جو قتل کرتے دیکھا بغضب تمام اسکی جا کر ہمسر ہوئی اور سوگند کو پکڑکر درہ کوہ مین چاہا کہ سر کاٹ کر پاس حنظل کے لیجاؤن کیونکہ اگر زندہ لیجاؤن گی تو ملکہ نرگسی چشم اسکو قتل نہونے دیگی غرضکہ یہ قتل کیا چاہتی تھی کہ سیارہ نے دیکھا سحر سے سوگند کے تیر برستے تھے اب نہین برستے معلوم ہوا کہ وہ کسی آفت مین پھنسی یہ سوچکر صورت اپنی ملکہ حنظل کی ایسی بنائی اور جہان کوہستان مین سوگند تھی وہان آیا حسامہ کو خنجر بکف آمادہ اسکے قتل پر پایا پکارا دایہ صاحب آپ نے بڑا کام کیا جو اس غیبانی کو پکڑ لائین حسامہ نے جو یہ صدا سنی اور حنظل کو اپنا ننا خوان پایا شرط تعظیم بجالائی اور سیارہ نے اسکے قریب پہونچکر بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوئی سر تنجس اسکا تن سے فی الفور جدا کیا غل و شور برپا ہوا کہ مارا

سوگند نے حسامہ کو یہ ہنگامہ جو حنظل نے دیکھا فوراً نفیر بجائی کہ لشکر اندر قلعے کے چلا آئے ساحر دن نے صدائے نفیر جو سُنی سمجھے کہ حنظل لڑنے سے منع کرتی ہی یہ معلوم کرکے سب اُدھر اندر قلعے کے گئے اور در قلعہ بند کرلیا قاسم نے جب میدان صاف دیکھا فرمایا آج تو دن تمام ہوچکا ہی کل قلعہ پر حملہ کرینگا یہ فرماکر اُسی جگہ خیمہ استادکرا کر قلعہ کو محصور کرکے اُترا مگر دل سے خیال کیا سب کچھ کشت وخون وغیرہ ہوا لیکن دلدار کا پتا نہ ملا یہ سوچکر بیقراریان کرنے لگا رُباعی

ملنے کی جو اُسکے سوچتا ہون گھاتین		تو کیا کہون کس طرح کٹی ہین راتین	
حیران اِدھر اُدھر پھرا کرتا ہون		یاد آتی ہین جب وہ پیاری پیاری باتین	

اِسی بیتابی مین سیارہ کو بلا کر ارشاد کیا کہ اب کام ہمارا تمام ہی اُسنے عرض کیا عشق کا یہی انجام ہی مرجایئے گا تو نام عشق مین کرجایئے گا قاسم نے کہا یار بھی ہمسے جدا ہی اور اجل بھی ہمسے خفا ہی اب شب فراق ڈرانے کو آتی ہی چشم سیارگان سے آنکھین دکھاتی ہی سیارہ نے حال ابتر شہزادے کا دیکھکر رحم کھایا اور جتنا دن باقی تھا بیٹھا سمجھایا کیا جس وقت کہ مہر زرین علم سیر عالم کرکے کلبۂ احزان مغرب مین جاکر ماتم نشین ہوا اور ماہتاب جگر داغدار لیکر عارض صبح شاہد سحر کے تمنائے دیدار مین پھرنے لگا نظم

دیدم بوقت شام شفق زار میگریست		ابری ہی چہ گریہ رنگ گل نار میگریست	
بارید بسکہ تیر بلا در شب فراق		خون آسمان بدامن کہسار میگریست	
سوسن کبود کردہ سر رخت خویش آہ		نرگس بحالت دل بیمار میگریست	

سیارہ بانے عیاری کے پہنکر قلعے کی سمت چلا اور در قلعہ پر پہونچکر ٹھہرا کہ کیونکر اندر قلعہ کے جاؤن یہ تو یہان کھڑا ہی مگر حنظل کو حسامہ دائی کے مرنے کا بڑا رنج ہوا ہی اُسنے اپنے سر کے بال کھولکر پریشان کرکے جھٹکے ایک سیاہی بالون سے پیدا ہوئی اور لوٹ کر پرچھائین آدمی کی بنی اُس کالی بلا سے کہا جاکر سیارہ عیار کو لشکر قاسم سے پکڑلا وہ بلائے سیاہ حسب الحکم روانہ ہوئی اور لشکر شہزادہ مین آکر ہر سمت تجسس کرکے پھر گئی کیونکہ سیارہ تو وہان سے آکر بشکل ساحر در قلعہ پر ٹھہرا ہوا ہے کیونکر ملتا اُسنے حنظل پاس آکر کہا کہ مین نے سب جگہ اُس عیار کو ڈھونڈھا کہین پتا نہ ملا شاید لشکر حمزہ کی طرف گیا ہو حنظل یہ کلام سُنکر مایوس ہوئی اور اشارہ کیا کہ وہ پرچھائین بالون مین اُسکے جاکر غائب ہوگئی اُسوقت آفت جادو نام ایک رفیق نے عرض کیا کہ ای ملکہ آپ سوچتی کیا ہین اپنے شوہر زنار افگن پاس کسی کو طلسم ہوشربا مین بھیجیے اور اس حال کی اُنھین

اطلاع کیجیے یہ لڑائی مسلمانون کی بڑی سخت جنگ ہی یہ لوگ نہ جادو کو مانتے ہین نہ کسی کو اپنے زور کے زبردست جانتے ہین ترک فلک سے مقابلہ کرنے والے ہین ہوا سے لڑنے والے ہین حنظل بولی سچ کہتی ہو اور پھر اپنے بالون کو پریشان کیا وہی سیاہی دوبارہ پیدا ہوئی اُس بس کی گانٹھ سے حکم کیا کہ باغ آسیب مین زنار کے پاس جاکر سب کیفیت یہان کی بیان کرکہنا کہ جلد چلو گھر سارا برباد ہوا عورت ذات اکیلی مین ہون مجھ سے کیا ہوسکتا ہی لیکن سب حال اس طرح نہ کہنا کہ دربار والے شاہ دوران کے سُنین اور شوہر میرا ذلیل ہوا انھین لوگ بلا کر چپکے سے کہنا اس حکم کو سُنکر وہ پرچھائین را ہی ہوئی حنظل اسکو بھیجکر قلعے کا انتظام کرنے لگی سیارہ در قلعہ پر کھڑا دعائین کر رہا تھا کہ الٰہی مجکو اندر کسی طرح جانا ملے اتفاق سے ایک محلدار کہ قلعے کے باہر اُسکا گھر تھا کئی روز پیشتر اُس جنگ کے رخصت لیکر اپنے مکان مین آئی تھی اُسنے جو قلعے پر لڑائی ہوتے سُنی خیال کیا اگر مین نہ جاؤن گی نمکحرام کہلاؤنگی ایسے وقت مین شریک ہونا لازم ہی یہ سوچکر روانہ ہوئی جب قریب قلعے کے پہونچی پکاری کوئی یہان ہی سیارہ جو ساحر بنا کھڑا تھا حاضر سمجھکر سامنے آیا اسنے کہا دروازہ کھلواؤ سیارہ نے بڑھکر پکارا کہ بی محلدار صاحب آئی ہین دروازہ کھولو ساحر جو پہرے پر متعین تھے انھون نے پھاٹک کی کھڑکی کھولدی سیارہ پہلے آپ کھڑکی سے اندر آیا پھر محلدار سے کہا آیئے وہ بھی اندر آئی دربان سمجھے کہ یہ ساحر محلدار کے ساتھ ہی اور محلدار سمجھی کہ یہ بھی کوئی ملازم حنظل ہی الحاصل جب اندر شہر کے آئے گو کہ رات کا وقت تھا لیکن کمال حسن خیز اور زریز شہر دیکھا حسینان دہر اکٹھا تھے دکانین آباد روشن چراغان تھے سڑکین پختہ اور ہموار بنی تھین کہکشان فلک کو شرماتی تھین سیارہ محلدار کے ساتھ سیر دیکھتا ایک گلی مین آیا وہان تنہائی جو پائی اپنے پاس سے شیشی عطر کی نکالی اور کہا بی محلدار صاحب اس عطر کو سونگھیے مین نے کھچوایا ہی تبلایئے تو کتنے تولے کا ہی اُسنے شیشی لیکر نتھنون سے لگائی فوراً چھینک آئی بیہوش ہوکر گری اسنے پیرہن اُسکا سب اُتار لیا اور گوشے مین بیٹھکر آئینہ رکھکر فتیلہ عیاری جلاکر اسکی ایسی صورت بنا اسکو خوب بیہوش کرکے وہین چھوڑا آپ آگے بڑھا راہ مین سوچا کہ حنظل برج قلعہ پر آج کل رہتی ہی وہین ملکہ بھی ہوگی یہ سوچکر اُسی جانب چلا جب قریب برج کے پہونچا ایک کہاری اُدھر سے آتی تھی اُسنے سلام کرکے کہا بی محلدار کہان تھین حضور کئی بار یاد کرچکین سیارہ نے جواب دیا کہ بی کیا کہون خوب ہوا جو مین نگوڑی یہان نہ تھی نہین کٹنا پے مین پکڑی جاتی بھلا سنو تو کیا ماجرا گذرا کچھ حال تو کہو کہاری نے کہا بس زبان نہ کھلواؤ وہی مثل ہوگیا اور کرجانا مین

ہوتی تو کرو دکھاتی اے بی کیا تم ننھی ہو لشکر لیے یار تو گھر گھیرے پڑا ہی اور پھر تم مجھے پوچھتی ہو کہ کیا ہوا
سیارہ نے کہا میرے سر کی قسم ہمکو ہی ہی کرے جو نہ بتائے سچ کہو کیا معاملہ ہی کہاری نے کہا حاشا للہ
بی بی مین کانون پر ہاتھ دھرتی ہون جسکا باپ اُسکا باپ مین نہین جانتی کہ ملکہ نے کیا کیا ہان
آتا تو سنا کہ کہین دھگڑے پاس پکڑی گیلن لو بی بی یہ شہزادیان ہین جنکو محل کیسا کونا آڑ بھی
نصیب نہ تھا بیچ میدان مین محلدار نے کہا بچی ہی نادان وہ کیا جانے اور وہ مرد وا بھی ایسا کچھ دانہ
نہوگا کسی کا ننھا لاڈلا ہوگا پھر میدان نہوتا تو کیا ہوتا کہاری تڑق کر بولی کہ بی بیٹھو ایسی ننھی ہین
کہ روٹی کو لوٹی پالی کو مم کہتی ہین منھ سے دودھ کی بو آتی ہی نو جائے دس کھلائے شادی ہو جاتی
تو چار بچون کی ماں ہوتین اتنا جانتی نہین کہ آشنائی یون کرتے ہین یہ نجانتی تھین کہ بیچ میدان
مین جو ہم لیکر بیٹھتے ہین اسکا انجام کیا ہوگا آدمی اپنا آگم اندیشہ تو سوچ لیتا ہی اب اچھا ہوا کہ
دو بار پکڑ آئین اکیلے گھر مین تھتکاری پہنے پڑی رہتی ہین سیارہ نے کہا حنظل نے اپنے پاس
قید کیا ہوگا کہاری نے جواب دیا نہین ایوان شاہی مین جو پائین باغ بنا ہی وہان قید ہین حنظل
آپ انکا پہرا دیتین یا لڑائی کا بندوبست کرتین شابش کہو عورت ذات کو جو سب طرف کی تاک رکھتی ہی
سیارہ نے کہا خیر جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا مین حضور پاس تو ہوا دون یہ کہکر آگے چلا کہاری بھی اپنی راہ گئی
لیکن یہ ادھر سے پھر کر ایوان شاہی کو ڈھونڈھتا اخر وہین آکر پہونچا اُس کا رخ رفعت بخش قصر کسریٰ
کو بہت رفیع دیکھا ہر کنگرہ اُسکا بازشکوہ پرویز تھا بلکہ خورنق بہرام جسکو نعمان بن منظر نے بنایا تھا
نظر آتا تھا یہ تو از بسکہ محلدار کی صورت بنا ہوا تھا کسی نے اُسکو منع نہین کیا اندر قصر کے گیا ہر سمت دروازے
لگے تھے بیچ ایوان مین تخت شاہی بچھا تھا کریبان زنگل قریبے سے بچے تھے ایک طرف زنانی ڈیوڑھی
پر پردہ زنبوری پڑا تھا ہزارہا حاجب کھڑا تھا لیکن یہ پردہ اُٹھا کر چلا دربان نے پوچھا کہان جاؤگی
اُسنے پھر کر کہا مونڈسی کاٹے اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے محلدار مین مدت کی آنے جانے والی آج مجھے
بھول گیا سپاہی بولا کہ محلدار آج تو تم ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوا ایک شخص بولا آج جوبن بھی
زیادہ ہی محلدار نے کہا شامتین آئی ہین موے زبان کا مزا نکالتے ہین یہ کہکر اندر پردے کے جاکر ہاتھ
نکالکر انگوٹھا دکھایا کہ ناشدنیو تم ارمان مین رہوگے اور مین ہتے نہ چڑھون گی غرضکہ آگے بڑھا اندر
محل کے ایک آدھ نے پوچھا کہ بی محلدار کیا ہی کہا موے سپاہی ایسا ہنساتے ہین کہ پیٹ مین بل
پڑے جاتے ہین زیر ناف درد ہونے لگا خلاصہ کلام آگے چلکر قلماقنیون ترکنون حبشنون کے غلے
کوٹھوکر کے باورچی خانے سے گذر کر دو دو منھ ہر ایک سے ہنستی باتین بناتی باغین مین آئی

عجب تختہ گلزار بہار آگین دیکھا کہ جہان کی ہوا نسیم بہار کو اعتدال بخش تھی اور شمامۂ ریحان روح افزا دماغ جان کو معطر فرماتی کہ ابیات

گلستانے چو گلزار جوانی		گلش سیراب زاب زندگانی	
نوائے عندلیبش عشرت انگیز		نسیم عطر بیزش راحت آمیز	

سیارہ ہر سمت دیکھتا پچیسون مین کینرون اینسون جلیسون کی باتین سُنتا جاتا تھا کوئی کہتی تھی دیکھیے اس عشق کا کیا انجام ہوتا ہی دوسری جواب دہ تھی کہ دو مین ایک کی جان جائیگی سر کٹے گا اور کیا ہوگا کوئی انگشت بدندان تھی ہاہا کرتی تھی کوئی ناک بھون چڑھائے کہتی تھی کہ اتنے سے بت پر اس چھوکری نے یہ آفت ڈھائی کہ مرد واسا تھ لگا لائی امان باوا کی ناک کٹوائی یہ معرکہ ڈال دیا اسی طرح کوئی پاندان کھولے پان کھاتی تھی کوئی مسی لگاتی تھی کوئی کہانی کہتی تھی کہ ایک تھا بادشاہ ہمارا تمھارا خدا بادشاہ کہانی ایسی جھوٹی نہین بات ایسی میٹھی نہین یہی کیفیت سیارہ دیکھتا سنتا بارہ دری تک پہونچا یہان تلنگنون کا پہرا کھڑا تھا ایک تلنگن پکاری ہو کس پر سیارہ نے کہا محلدار تلنگن بولی کہ اندر نجانا محلدار نے کہا نہ جاؤنگی مجھے کیا پڑی ہی جو جیسا کرے گا ویسا پائے گا پہرے والیون کا تو راج ہی اپنا پرایا کچھ پہچانتی نہین صاحب مان کی ماتا اُسنے تو خیر صلاح کو بھیجا گلوریان بھیجین ہم ہر وقت کے پاس رہنے والے لیکر آئے ہین یہ کہتی ہین اندر نجانا مین سچ کہون جمشید قسم مجھے آج تک کسی نے روکا نہین مین جوتی کی نوک پر ایسی نوکری مارتی ہون کیا مجھے ناک کاٹیون نے کٹنی مشاطہ مقرر کیا ہی جو جانے کی مناہی کرتی ہین ملکہ اتنے پہرے مین جو آگئی ہی جانتی ہین اب مان بیٹی مین ملاپ نہوگا وہی مثل ہی مان بیٹیون مین لڑائی ہوئی لوگون نے جا ماجرا پڑی یہ کہکر پھر کر سیارہ چلا دوسری پہرے والی نے جو پہرے پر تھی اُس سے کہا اری جانے دے سچ ہی یہ لوگ ناک کاٹ ہین دو دن مین ایک ہو جائین گے اور اسوقت نہین معلوم یہ کیا کیا جا کر لگائے گی ہم تم پہرے کے لیے ہین کبھی سامنے جانا نصیب نہین ہوتا پھر ہماری کون سنے گا یہ کلام تلنگنی نے سُنکر محلدار کو پکارا کہ بی محلدار خفا نہو جاؤ جاؤ ہم بھی تو حکم کے تابع ہین اگر نہ روکتے ابھی تم کبھی الزام دیتین کہ تم کیسا پہرے پر کھڑی تھین کہ مین چلی گئی اور کسی نے نہ روکا محلدار نے کہا بی بی سچ کہتی ہو مگر اجنبی کو روکتے ہین یہ کہتا ہوا سیارہ اندر بارہ دری کے گیا یہان شیشہ آلات روشن تھا فرش تکا قم بچھا تھا ایک طرف پلنگڑی پر ملکہ زنجیر پہنے پڑی کراہتی ہی اور چار ساحرہ سعزد کھٹولی بچھائے پہرا دیتے ملکہ کا بیٹھی ہین لیکن وہ سوختہ جان آتش محبت تپ مفارقت

سے جب ہوش مین آتی ہی تو بیتابانہ زبان پر لاتی ہی رو کر چلاتی ہی درد دل سناتی ہی کہ نظم

لے آئی لاشہ ہوا لاغر بس تن ہو گیا	ذرۂ ریگ بیابان اپنا مدفن ہو گیا
ایک ہی جنبش مین تھی صد راحت خواب عدم	طفلہاے اشک کو گہوارہ دامن ہو گیا
بیکسی سے نزع مین اپنے کو رویا آپ مین	دم جو کچھ باقی رہا تھا صرف شیون ہو گیا

سیارہ جب آگے بڑھا جادوگرنیون نے پوچھا بی محلدار کہان آئین محلدار نے سلام کیا اور کہا بی بی حکم حاکم سے ناچاری ہی نہین تو یہان آتے بوٹی کانپتی ہی لو یہ گلوریان حضور نے شہزادی کے لیے بھیجی ہین اور فرمایا ہی کہ سمجھا کر انکو کھلانا کہ بچپنے سے ملکہ کو پان پر پان کھانے کی عادت ہی ایسا ہو ترک عادت سے بیمار ہو جائے یہ کہکر خاصدان سے چارون کو گلوریان نکال کر دین کہ تم بھی کھاؤ ملکہ سب تھوڑی کھائینگی رئیس کے یہان سارا مال نوکر چکھتے ہین آدھے کا تیہا سرکار کو ملتا ہی سونے کا خاصدان بھی اپنے پاس رکھو جو کوئی پوچھے تو بتانا نہین تمھارا مال ہی وہ جادوگرنیان ان باتون سے خوش ہو گئین اور وہ گلوریان چارون نے کھائین بیہوش ہو گئین سیارہ ملکہ کے قریب گیا ملکہ نے محلدار کو دیکھکر فرمایا کہ ای محلدار اب ہمارا وقت آخر ہی کس لیے کہ بمقتضاے قطعہ

کوئی ہمارے تغافل شعار سے کہدے	کہ آپ ذرہ نوازی جو مہرباں کرین
تو باوجود تقاضاے مرگ و شدت نزع	ہم اور بھی نفس چند انتظار کرین

اسنے کہا حضور مین سیارہ ہون ملکہ یہ سنتے ہی اٹھکر لپٹ گئی اور کہا ع شد بحمد اللہ میسر آنچہ می جستیم کہو بھیا سوگند کیسی ہین بظاہر تو سوگند کو پوچھا مگر اس پردے مین گویا شہزادے کا حال دریافت کیا سیارہ نے ایک گلوری ملکہ کو کھلائی کہ یہ بھی بیہوش ہوئی اسنے پشتارہ مین باندھا اور چاہا کہ کسی تدبیر سے نکل جائے مگر حنظل نے علاوہ چار جادوگرنیون کے ایک ساحرہ اور مخفی مکانذار جادو نام کو مقرر کیا تھا کہ ملکہ کو چھپکر دیکھتی رہے اسنے پوشیدہ ملکہ کی باتین سنکر سیارہ پشتارہ باندھ رہا تھا کہ جاکر حنظل کو اطلاع دی کہ عیار ملکہ کو لیے جاتا ہی وہ سنتے ہی بغضب تمام چلی اور شعلے کی طرح لپک کر سیارہ پر آگری اسنے ہر چند چاہا کہ پشتارہ لیکر بھاگ جاؤن حنظل نے سر کر دیا کہ زمین نے پانون پکڑ لیے اسنے ملکہ کو چھپن کر ہوشیار کر کے گھر کا کہ او بے حیا تیرے ہتھکنڈے اب بھی نہین جاتے ملکہ نے کہا اسمین میرا گناہ کوئی نہین اگر کوئی مجھے آکر بیہوش کرے تو مین کیا کر دن حنظل سوچی کہ یہ سچ کہتی ہی بولی کہ بیٹا یہ بدذات مسلمان ایسے ہی ہین ملکہ نے کہا تم مجھے مار ڈالو جھگڑا فیصل ہو جائے حنظل بولی کہ اس موے عیار کو مین قتل کرتی ہون کہ تجھے لیجایا کرتا ہی

سیارہ یہ کلام سنکر ڈرا اور گویا ہوا کہ میرے بھائی بند تجھے آکر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالینگے خنظل سوچی کہ عیار بہت مفسد ہوتے ہین لشکر اسلام مین بہت ہین ایسا نہو کہ اسکے قتل کرنے سے تجھے ضرر پہونچائین اسکو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنا چاہیے یہ سوچکر مکاندار سے کہا اسکو لیجاکر باہر قلعے کے کسی پہاڑ پر ذبح کر ڈال تیرا کوئی کیا کریگا وہ یہ حکم پاکر پنجے مین سیارہ کو داب کرلے اڑی اور باہر قلعے کے دامن کوہ مین لائی قضاے کار مقبل جو عقب مین قاسم کے چلا تھا آج شام کو آکر پہونچا مگر لشکر شاہزادے سے دو کوس پیچھے اترا از بسکہ شب ماہ تھی کھڑا چاندنی کی کیفیت اور صحرا کی سیر دیکھ رہا تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ کسی کو پنجے مین دابے لیے جاتی ہی یہ تو قادر انداز بے بدل ہی کہ شب تار مین بال کو تیر سے پروتا ہی اسنے تاک کر جو تیر مارا مکاندار کے سینے پر پڑکر پشت کو توڑ دیا وہ مرکر گری شور برپا ہوا اور سیارہ ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے قلابازی کھاتا چلا مقبل نے دوڑکر ہاتھون پر روکا اور زمین پر اتارا دیکھا سیارہ ہی ہوشیار کرکے کہا تجھے خدا نے بچایا اسنے کہا زندگی تھی بچ گیا اور ساری کیفیت اپنی عیاری کی بیان کی پھر وہان سے رخصت ہوکر قاسم پاس آیا یاد مطلوب کر رہے تھے کہ سیارہ کو دیکھکر پکارے فرد

نقد روان خویش نثار تو می کنم	جانے کہ ہست در سر کارے تو می کنم

ای یار دلنواز کہو کہ اس معشوقہ بامروت کی کیا کیفیت ہی سیارہ نے ساری کیفیت خدمت والا ہمت مین شہزادے کے عرض کی اسنے جب سنا کہ مطلوب کو نہین لایا یہ بے مقصود پھر آیا ہی شور و مصیبتا بلند کیا لیکن اس عیاری کے کرنے مین وہ رات آخر ہوچکی تھی اور قاصدان سیارہ خبر افلاک لیکر نظر سے مردم دنیا کے نہان ہوے اور خورشید بارادہ قلعہ گیری گنبد سپہر میدان چرخ مین آیا کہ ابیات

روز دیگر کہ چرخ شعبدہ باز	کرد صندوق حلہ را سر باز
صبح یسمین قباے زرین تاج	تاج از زر نہاد و تخت از عاج

قاسم نے اٹھکر نماز پڑھی اور دعاے فتح و ظفر مانگ کر کمربندی کا حکم دیا اور آپ بھی مسلح و مکمل ہوا اور مقبل اپنی جگہ پر آکر بیٹھا کہ اتنے مین آنا سیارہ نے کہا ہوگا پھر اب مجھے بھی شہزادے کے پاس جانا روا ہی یہ سوچکر فوج کو تیار کرکے آپ پہلے سب سے خدمت شہزادہ مین پہونچکر مراسم نیاز مندی بجا لایا امیر کی طرف سے دعا کی اپنا آنا بیان کیا شہزادے نے اسے خلعت دیکر کارسازی لشکر کا امر فرمایا اسنے باہر آکر تمام لشکر کو آراستہ کیا صداے کرنا صور سے دم اور دعوی رکھتی تھی اور غلغلہ دہل

گوش گردون کے پار بھی ہر دلاور بحر آہن مین غوطہ مارے تھا نامردی سے کنارے تھا کہ ابیات

اُٹھایا یا علی کہکر علم کو — بڑھایا کہکے بسم اللہ قدم کو — رفیقون سے کہا باندھو کمر تم
ذرا ہو حملہ آور قلعہ پر تم — لڑو بہر خدا اعدائے دین سے — قصاص خون لو ہر اک لعین سے
دکھایا ہی یہ دن بخت سانے — زرہ پہنو چڑھاؤ داستانے — کسے یہ تاب ہو کسکا ہی یہ دل
جو تم سا دشمن سے ہوئے مقابل — جہان کھینچوگے تم شمشیر پر خم — پسر ہون زال کا بولے گا رستم
چلے تلوار برق آسا چمک کے — اڑین پھر ہوش جلاد فلک کے — تلاطم پر ہوا وہ بحر لشکر
مثل طوفان خیزی مین برابر — ہوا عسکر جو وہ آمادۂ جنگ — کہ تنگ اسپ کیا میدان ہوا تنگ
دم شمشیر طوفان تھا سپر کوہ — دلیرون کے تھے گویا پشت پر کوہ — زمین کو کرنا نے کیسا ہلا یا
بدن خورشید کا بھی تھرتھرایا — نہ بہر زیب گلگون تھے وہ رایت — ستون سقف گردون تھے وہ رایت
چلا وہ شیر زر پھر سوے جنگاہ — یلان فوج کو لے اپنے ہمراہ — ہوا میدان وہ میدان محشر
نمایان ہر طرف سامان محشر

اس کروفر سے جب روبرو قلعے کے پہونچا لشکر نے صف کھینچی دھر
حنظل بھی ملکہ کو قید مین زیادہ مبتلا کر کے برج قلعہ پر آئی لشکر کو شہزادے کے صف آرا دیکھا فوج کو
تیار ہونے کا حکم دیا اور آج خود ارادہ مقابلے کا کیا ہنوز برج سے قلعے کے نہ اُٹھی تھی کہ سامنے صحرا
کیطرف سے گرد اڑی لکہ ہاے ابر رنگ برنگ کے بروے ہوا ظاہر ہوے اور ساحران عفاریت بدسیرت
بدشعار اُنپر سوار دکھائی دیے ہر ایک صورت اپنی ڈراؤنی بنائے ماتھے اور مُنھ پر ٹیکے لگائے سانپ
سر سے لپیٹے اور مُنھ سے رال اُڑاتے تھے آگے سب کے اژدہے پر سوار ایک ساحر جوان طرحدار
موتیون کے مالے گلے مین ڈالے جواہر بیش قیمت کے اکے بازو پر بندھے کمر مین کردھنی سونے کی
بندھی پیدا ہوا اور زمین پر اس فوج کا خیمہ و خرگاہ بہیرو بنگاہ کا سامان عرابہ اور گردون پر لدا
چلا آتا تھا جب قریب قلعہ وہ لشکر پہونچا فوج ساحران ہوا سے اُتر کر مقابل لشکر قاسم ٹھہری
اور وہ ساحر جوان خوش رو برج قلعہ کی طرف چلا حنظل نے جو اُسے آتے دیکھا پہچانا کہ میرا داماد یعنی
ملکہ کی جس سے منگنی ہی طولان بن ظالم جادو ہی اپنے باپ کے مارے جانے کی خبر سنکر ارادہ رزم
قاسم آیا ہی بس داماد کو دیکھتے ہی مع ساحران نامی کہ برج قلعے سے چلی اور قریب اسکے آکر گرد
پھرنے لگی سمدھی کو یاد کر کے روئی طولان نے جھک کر باادب تمام سلام کیا اُسنے بلائین لین گلے
سے لگایا اور کہا بیٹا باپ تمھارے مارے گئے اب چچا تمھارے یعنی میرے شوہر جو تمھارے خسر بھی
ہوتے ہین طلسم سے آیا چاہتے ہین مین قاصد بھیج چکی ہون وہ آکر اس موذی کو سزا دینگے خوب

ہوا جو تم آگے چلو قلعہ مین چلکر اپنی منگیتر کی نگہبانی کرو مین آج اس لڑائی سے معاف پاکر عقد کرونگا کہ تم اسکو اپنے قبضے مین رکھو طولان نے یہ تقریر سُنکر خم ہاکر سر جھکا لیا اور کہا امان جان مین اسوقت اس سلمان کو نذر جا کر دیتا ہون آپ جا کر برج پر بیٹھ کر تماشا دیکھیے اور کچھ تردد نہ فرمایئے خلاصہ کلام ہر چند حنظل مانع ہوئی لیکن اُسنے نہ مانا اور واپس ہوکر سامنے قاسم کے آیا سیارہ نے سوگند سے اسکا حال پوچھا اُسنے کہا ملکہ کا منگیتر یہی ہی قاسم سے سیارہ نے آکر بیان کیا کہ ذرا سبھل کر لڑیئے گا یہ شخص پورا حریف یعنی رقیب آپکا ہی قاسم نے کہا خدا مالک ہی غرضکہ وہ لشکر مقابل مین صف آرا ہوا ادھر نفیر بجی اُدھر طبل رزمی پر چوب پڑی صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب للکارے جوانون کو پکارے بان و لاور و ہمت نہ ہار وعدہ کو ٹوک کر مار و بہادری مین دو جہان کا عیش و آرام ہی نامردی مین بموجب مثل نکٹا جیا بُرے احوال زندگی حرام ہی اس صدا کو سُنکر پھر تو نظم

کمر مرنے پہ باندھی اہل دین نے
یہ جان تازہ دی جان آفرین نے
صفین آراستہ کین ساحرون نے

ہجوم اُن پر کیا ناکامیون نے
اُدھر بھی نعرہ اللہ اکبر
ہوا ایسا کہ گوش اُس سے ہوئے کر

عروج اپنے کی تھی ہر اک کو امید
ہوئی نیزہ کی پرچم تاج خورشید
کیا طولان نے پھر میدان کا آہنگ

ہوئی منظور قاسم سے اُسے جنگ
اُڑا کر اژدہا میدان مین آیا
رجز پڑھتا ہوا میدان مین آیا

طویل ایسا تھا جیسے چرخ دوار
بدن پہنا تھا اُس کا مثل کہسار
ور فش تیرہ اک ظالم کے ہمراہ

کہ پرچم اُسکی تھی داغ دل ماہ
غرض آیا جو میدان مین ستمگر
بڑھایا یان سے قاسم نے تکاور

شہزادہ دلاور جب اُسکے مقابل آکر ہوے طولان تیغہ بکف اُنکے زیب کمر دیکھکر خائف ہوا اور اژدہے پر سے اُتر کر جھولی سے بھر کی ایک پتلی نکال کر زمین پر کھڑی کی آپ بیٹھکر بھر پڑھنے لگا بعد تھوڑی دیر کے وہ پتلی غائب ہوگئی اور قلعہ کی جانب سے ایک تخت پیدا ہوا قاسم نے دیکھا کہ ملکہ زرگسی چشم تخت پر سوار ہی با دیدۂ خونبار ہی پاؤن مین زنجیر پڑی ہی قید کڑی ہی بال سر کے پریشان ہین آنکھین بغیر دید جمال یار حیران ہین رخسار اس گلعذار کے طمانچے کھانے سے نیلے مثل سوسن ہین لب گل برگ تر پر بدلے مسی کے اودا سی چھائی ہی حضرت عشق نے عجب صورت بنائی ہی حیرت سے انگشت بدندان ہی زبان سے راز عشق اور جمال یار کی مدح خوان ہی کہ اشعار

اس انجمن مین کوئی دل شادمان نہ تھا
تھی اُجڑے گھر کی رات سواد جہان نہ تھا

جنس شباب کا یہ کبھی قدردان نہ تھا
گردون کی بات پشت مین اک نوجوان نہ تھا

جبتک انھین پسند تھی انکھونکی سادگی		کاجل کی کوٹھری مین بھی نہان ہوان نہ تھا	
تھا ضعف میری غفلت پیری سے ہم بغل		اس نیند کے نصیب مین بخت جوان نہ تھا	
بجلی تھی مہربان کبھی آتش کی تھی بہار		صد شکر بے چراغ مرا آشیان نہ تھا	
مسکا دیا جو زخم محبت نے ہر جگہ		اتنا بھی تنگ جامۂ تاب توان نہ تھا	

قصہ کوتاہ وہ رشک ماہ قریب شاہزادہ کے آئی قاسم گھوڑے سے اتر پڑا اور یہ کہتا ہوا دوڑا کہ بیت

الحمد للہ کہ اگر رنج کشیدیم		دیدیم ترا وز تو بمقصود رسیدیم	

سوگندنے جو یہ کیفیت دیکھی پکاری کہ ای سرشار جام عاشقی شہزادہ والا گہر یہ تصویر ساحری ہی ملکہ نہین ہی دھوکا نہ کھایئے تیغۂ کھرکش سنبھالیے شہزادے نے جو یہ صدا سنی تیغہ پر ہاتھ ڈالا ملکۂ ترکسی نے انگلی اپنی دانتون مین دابی اور بحسرت شاہزادے کو دیکھکر رونے لگی آہ سرد بھرکر بولی کہ ابیات

یاری اندر کس نہ بینیم یاران را چہ شد		دوستی کو آخر آمد دوستداران را چہ شد	
کس نمیگوید کہ یاری داشت حق دوستی		حق شناسانرا چہ حال اقتاد و یارانرا چہ شد	

کیون شہزادے یہ تیغہ ہمنے تمکو اسی لیے دیا تھا کہ تم ہمین پر ہاتھ صاف کرو فرض کرو کہ مین ترکسی چشم نہ سہی ہم شبیہ تو ہون تمکو صورت جانان پر ہاتھ اٹھاتے شرم نہین آتی لاؤ یہ تیغہ مجھے دو شہزادہ پیکر جانفریب مطلوب دیکھکر ایسا دیوانۂ عقل و خرد سے بیگانہ ہو رہا تھا کہ کچھ خیال انجام کار نہ کیا اور فرمایا کہ

فرد

آنجنان مہر توام در دل و جان جاگرفت		کہ گرم سر برہ مہر تو از جہان نرود	

یہ تیغہ حاضر ہی لو اور اس جرم مین کہ مین نے تمپر تلوار کھینچی ہی مجھے گھائل کرو اس تصویر نے تیغہ جیسے ہی ہاتھ سے انکے لیا ایک شور برپا ہوا اور اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے مین طولان آکر کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا سوگند نے بھر ٹہکر دستک دی کہ وہ تاریکی دور ہوئی سب نے دیکھا کہ شہزادے کو طولان پنجے مین دابے لیے جاتا ہی سیارہ نے سوگند سے کہا کہ لشکر سے خبردار مین تعقب شاہزادہ مین جاتا ہون یہ کہکر شاہزادے کو دیکھتا چلا ادھر فوج ساحران لشکر شاہزادے پر حملہ زن ہوئی سوگند زمین پر بیٹھ گئی اور بھر ٹہکر بروے خاک دو ہتر مارا غبار زمین سے سیاہ اٹھا اور مثل دیوار کے درمیان لشکر طولان و قاسم کے حائل ہو گیا ساحران ہر چند خواستگار ہوے کہ اس دیوار کو ہٹا دین اور لشکر حریف کو قتل کرین ممکن نہوا اس اثنا مین حکم حنظل پہونچا کہ تا آنے طولان کے جنگ نکرنا صفوف لشکر آراستہ رہین تاکہ وہی آکر کام اس لشکر کا تمام کرین غرضکہ اس

حکم سے فوج ساحران کی ادھر سردار شاہزادے کے انتظار مین ٹھہرے لیکن حنظل نے آفت جادو
اپنی رفیق کو بھیجا کہ طولان سے جاکر کہے میان قلعہ مین اس مفتری گنہگار کو لاکر قتل کرو کہ اہل قلعہ
خوش ہون آفت اڑکر پاس طولان کے بروے ہوا پہونچی اور پیام حنظل کا کہا اُس نے جواب
دیا کہ اندر قلعے کے لیجانا اسکا صلاح نہین ہی وہان ملکہ اسکی عاشق ہی ایسا نہو کہ اسکو ہلاک ہوتے
دیکھکر اپنے تئین بھی ہلاک کرے اور میرا گھر برباد ہوجائے مین اسکا سر کاٹ کر خدمت مین امان جان کی
حاضر ہوتا ہون ملکہ جب سُنے گی کہ عاشق میرا مرگیا رنج تو ہوگا لیکن صبر کرکے چپ ہورہیگی کیونکہ سُنا
ہوا حال دیکھنے کے برابر نہین آفت یہ تقریر سُنکر پھر گئی اور سب کیفیت حنظل سے آکر بیان کی وہ
سنکر خاموش ہورہی اور طولان دامن کوہ مین قاسم کو لایا اور زمین پر استادہ کرکے عتاب خطاب
کرنے لگا اس اثنا مین وہ پتلی بحر کی جو ملکہ کی صورت بنکر گئی تھی تیغہ بحر کش لائی طولان نے تیغہ لیکر
پتلی سے کہا جادو منھ کھولکر کھڑی ہوگئی منھ سے اسکے دھوان نکلا اور غلطک مارکر ایک ساحر بنا اور سلام
کرکے چلا گیا اُسنے پتلی اُٹھاکر اپنی جھولی مین رکھ لی قاسم نے یہ ماجرا دیکھکر دل سے افسوس کیا کہ ملکہ کی صورت
بنکر یہ ساحر جوابھی گیا ہی میرے سامنے آیا تھا جو مین نے تیغہ دیدیا یہ تو افسوس کرنے لگے اور طولان نے
بغصہ کہا کہ اے نالائق تو میری منگیتر کو بھگائے گیا تھا اب کہ کہ تجھے کس طرح قتل کرون شہزادے نے اسکے
کلام کا کچھ جواب نہ دیا اس اثنا مین سیارہ جو تعقب مین چلا تھا آکر پہونچا اور صورت حنظل کی ایسی بنکر
طولان کے پاس آیا کہا خبردار اس شہزادہ کو قتل نہ کرنا نہین بہت پچھتاے گا طولان نے یہ کلام
سنکر کہا دور بھی ہو تو کوئی اسکی طرف دار معلوم ہوتی ہی سیارہ نے دیکھا کہ کوئی شر اور ظاہری قید کی
علامت شہزادہ پر معلوم نہین ہوتی یہ سمجھکر پاس سے طولان کے بھاگا مگر کہتا گیا کہ اے شہزادے
کھڑے کیا کرتے ہو یہ حرامزادہ لات زنی کرتا ہی مارو اسکو اگر مسحور بحر نہین ہو قاسم ایک سکتے کے عالم
مین کھڑا تھا اسکے کہنے سے چونک گیا اور دوڑکر طولان سے لپٹا ایک ہاتھ گلے پر رکھکر اس طرح فشردہ کیا
کہ منھ سے وہ بول نہ سکا اور قاسم نے اُسکو گراکر دوسرا ہاتھ سر کے نیچے رکھکر گردن کو دھڑ سے مع زخرے
کے کھینچ لیا پھر تو آگ پتھر سے برسنے لگی اور شور دار و گیر برپا ہوا قاسم نے تیغہ بحر کش لے لیا اور سیارہ
نے جھولا اسکے بحر کا اور جو کچھ جواہر وہ پہنے تھا اتار لیا پھر وہان سے شادان و فرحان لشکر مین آئے
سوگند نے وہ غبار درمیان لشکر سے دور کیا شہزادہ تیغہ بحر کھینچکر نعرہ اللہ اکبر کرکے صف عسکر ساحران
مین جا پڑا سوگند نے تاریخ و ترنج لگانا شروع کیا اور مقبل نے تیر دن کا مینھ برسایا پھر تو نظم

ہوئی پھر آتش کین شعلہ آور	جلایا اُس شرر نے خشک و تر	ہوا پہلے سے ہنگامہ دوبالا

نظر مین مہر بھی تھا مہ کا ہالا	زمین لاشون سے رشک آسمان تھی	لہو کی دھار اک سیل دمان تھی
نہ راہ امن کو بھولے تھے مردم	نیام اپنا کیا تھا تیغ سے گم	پرندہ تھا نہ اس صحرا مین جز تیر
ہوئے تھے بند رستے غیر شمشیر	جناے پاے اسپان لکہ زن	ہوا خون دماغ دوست و دشمن
بنائے کوہ کو اک زلزلہ تھا	قدم گاہ زمین کا کانپتا تھا	زبان نیزہ رشک موجۂ خون
لب سوفار سے پیکان تھا گلگون	ہوا تھا ننگ جلاد فلک بھی	سما بھی کانپتا تھا اور سمک بھی
رہا یہ پاس نام ننگ تا شام	چھپا خورشید مہر آیا لب بام	تماشے کو ہوئی وا چشم اختر

جسوقت کہ اریکہ آراے فلک چارم آمد فوج انجم شکر رو بفرار لایا سپاہ ساحران مین طبل بازگشتی بجا اور ہر ایک ساحر بھاگ کر اندر قلعے کے گیا حنظل نے جب قاسم کو مع تیغہ بحر آکر لڑتے دیکھا تو ساحرون کو بھیج کر طولان کا حال دریافت کیا انھون نے آکر اسکو مردہ پایا جا کر بیان کر دیا کہ وہ مارا گیا حنظل لڑائی کا انتظام اور حفاظت قلعہ اُس وقت کر رہی تھی جا نہ سکی رو کر چپ ہو رہی اب جو فوج پھر کر قلعہ مین آئی در قلعہ بند کر کے افسر مقرر کر کے روتی ہوئی ہاے میرے مرادون والے دولھا افسوس تو نا شاد دنیا سے گیا کہتی ہوئی لاش پر آئی خوب روئی اور بیٹی چلائی کہ

؎ جو گل نہ کھلنے پاے تھے پھول اُنکے آگئے + مند سے دولھا اُٹھتے ہی تکیہ مین سو گئے + ہاے آئی برات میرے نوشا کدھر گئے ای میرے غیرت والے اب میری بیٹی کا راج اور سہاگ کون کریگا ہاے وہ جنم کی رنڈیا ہو گئی ہاے اُسکی مانگ اُجڑ گئی تم کیسی میٹھی نیند رات بھر کے جاگے پانون پھیلائے سو رہے ہو آج عروس مرگ سے ہمکنار ہوے آغوش لحد مین جا کر لیٹے خلاصہ کلام رو پیٹ کے لاش کو اپنے آئین اور دین جمشیدی کے بموجب اُٹھایا یہ تو اس ہنگامہ اندوہ والم مین مصروف رہی لیکن شاہزادہ قتل و قمع کر کے جب پھر لشکر لے کمر کھولی آسودہ ہوا مقبل نے طلایہ قایم کیا اور شاہزادہ خیمہ مین پلنگڑی پر آکر لیٹا پھر وہی دیوانگی اور بیقراری دل پر طاری ہوئی یاد جانان مین سر دھننے لگا اور یہ زبان پر لایا نظم

وہ سے خلش ہجر کا صدمہ نہ اُٹھے گا	کھٹکے گا کلیجے مین یہ کانٹا ابھی کچھ اور
آئی ہوئی اُسکی نہ مرے سر کہین آجائے	گردن کو جھکائے نہ بڑھایا ابھی کچھ اور
سکھلاے کہین رنگ بدلنا نہ مری آہ	بھر ویٹ کھاے نہ یہ دنیا ابھی کچھ اور

جب بیقراری شہزادہ کی حد سے زیادہ بڑھی سیارہ اور سوگندنے آکر سمجھایا ہزار صورت سے دل بہلایا یہان تک کہ آفتاب مثل عاشق کے بیقرار چہرہ زرد گیرو ابستر کیے تپ ہجر سے تھرا تا خیمہ مشرق سے

نکلا اور بادیہ گرد افلاک ہوکر دلسوری جتانے لگا کہ بمقتضائے ابیات

ہوا پھر جلوہ گر وا اے خورشید	کہ گردون ہر سحر ہی جائے خورشید	غبار و گرد مطلق ہوگیا دور
ہوا روے زمین آئینۂ نور	ٹھہر گیہ پھر وہی خصمی وہی قہر	بلا سے تھا مقابل فتنۂ دہر
ہوئی ہر سمت فکر تاخت و تاراج	سر آرام تھا بالین کا محتاج	نماز صبح پڑھ کر وہ دلاور
رجز خوان پھر چڑھا گھوڑے کے اوپر	چلا وہ شیر نر پھر سوے جنگاہ	یلان فوج کو لے اپنے ہمراہ
ہوا میدان وہ میدان محشر	نمایان ہر طرف سامان محشر	ہوا محشر یہ رویئنہ کے دم سے
کہ مردے چونک اٹھے خواب عدم سے	نہ صد پارہ فقط تھا پردۂ گوش	زمین کا اپنی ٹک کل اڑ گیا ہوش
فلک تیرہ ہوا یہ گرد چھائی	ہوئی زیر و زبر ساری خدائی	کمر لشکر نے باندھی بہر پیکار
پڑی طبل و دہل پر چوب یکبار	کہون کیا فوج کین کی پلے مردی	ہوا تیرہ سپہر لاجوردی

جب روبرو قلعہ لشکر پہونچا حنظل روپیٹ کر لاش طولان کی اٹھا کر برج قلعہ پر بیٹھی تھی آمد لشکر قاسم دیکھکر خود عازم جنگ ہوئی اسوقت آفت جادو اسکی مصاحب نے عرض کیا کہ مین آج مقابلہ کو جاتی ہون اور اس ناسزا کو سزا دیتی ہون حنظل نے اُسے خلعت سرفرازی دیکر فوج جو کچھ طولان کی اور قلعہ کی قتل و قمع سے باقی تھی اُنکو حکم کمربندی کا دیا ساحر جلد جلد تیار ہوئے در قلعہ کھلا علم فوج ظاہر ہوا تخت اور از در ساحرون کے نکلے میدان جنگ مین صفین جم گئین کہ نظم

مقام اپنے سے جب آئے وہ باہر	وہ چنداں ہوگئی وہ شورش شر	
گرین شورش کا دو دریا ارادہ	کوئی طوفان نہین اس سے زیادہ	
معاذ اللہ کیا غوغا تھا ہر سو	کہ بھاگے شیر صحرا مثل آہو	

الحاصل بعد صف آرائی لشکر آفت میدان مین آئی اور نعرہ زن ہوئی کہ قاسم تیغہ بحر کے بھروسے پر لڑتا ہی یہ بھی صدقہ ملکہ نرگسی چشم کا ہی ورنہ ابتک تو زندہ در گور رہوتا آج کسی پہلوان کو میرے مقابلے مین روانہ کر کہ اُسے راہ عدم دکھاؤن مزا سرکشی کا چکھاؤن یہ نہیب سنکر سرداران قاسم کو تاب نہ آئی اور زیراے جوشن پوش نے گھوڑے کی باگ لی رخش صرصر تگ تین طرارون مین اُس لکانہ کے روبرو جا پہونچا اُسنے افسون پڑھکر دستک دی کہ گوشہ صحرا کی طرف سے ایک سوار اسپ تیز رو پر سوار مسلح و مکمل پیدا ہوا اور زیراے سے مقابلہ کرنے لگا دونون مین اول تو نیزہ چلا جب ہم برابر رہے سوار بحر نے تلوار لگائی اور ایسا ٹھہر پڑھا کہ زیراے بیچین حرکت ہوگیا سوار نے کمر مین ہاتھ دیکر قاش زین سے اُٹھا لیا اور لشکر ساحران کے سپرد کیا کہ اُنھون نے لیجا کر اندر خیمے کے قید کیا ادھر سوار نے پھر سباز طلبی کی سلیم شیر شکار شہزادے سے اجازت لیکر

رزم کے لیے گیا بعد نیزہ وری کے نوبت شمشیر زنی کی جب آئی سوار بحر نے انکی بھی وہی حالت کی گرفتار کرکے لشکریون کو دیا اور پھر طلبگار ستیز ہوا اسی طرح چالیس سردار جانباز اُسنے گرفتار کیے دن تمام ہوگیا اور خسرو عالم آرا جہان گیر سیر عالم کرکے منزل مغرب کی طرف قدم زن ہوا اور لشکر انجم باخیل وحشم ہمراہ سپہ سالار ترک فلک دشت نبرد افلاک مین آیا کہ نظم

ہوا تھا گرد سے آلودہ رو مہر	گیا دریاے مغرب مین فرو مہر
اڑا ایسا غبار لشکر زنگ	ہوا رخت جہان کعبے کا ہمرنگ
پھرے اپنی طرف ہر ایک لشکر	کہ راحت کے لیے شب ہی مقرر

سب نے کمر کھولی آسودہ ہوے آفت اندر خیمہ کے نہ گئی فوج ساحران کو لیکر مقابل عسکر شہزادہ ولا ور اُتری کیونکہ ہر بحر قاسم قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتا ہی اگر کوئی سامنے اُترا ہوگا تو قلعہ پر یورش نکریگا اور اسی لیے اپنے سردار ان شہزادے سے ٹوک کر مقابلہ کیا کہ دو ایک روز اسی حیلہ مین بسر ہون تاکہ زمار شوہر حنظل آجائے اگر شہزادے سے مین ارادہ رزم کرونگی تیغہ کے سبب ایک ہی روز مین فیصلہ ہوجائیگا اور قلعہ بھی ہاتھ سے جاتا رہیگا فی الجملہ جب لشکر ساحران باہر قلعے کے اُترا بازار لشکر کی کھل گئی طلایہ دونون طرف پھرنے لگا سیارہ نے قاسم سے کہا آپ کے دادا کا یہ آئین نہین کہ حریف لشکریون سے طلب جنگ ہوا اور افسر سبقت کرکے آپ لڑنے لگے دیکھیے امیر باوجود کہ اسم اعظم جانتے ہین مگر پیش قدمی نہین فرماتے جو جس سے طالب ستیز ہوتا ہی اسی کو لڑنے بھیجتے ہین منشا تقریر کا یہ کہ اب آپ کو بھی تامل کرنا ہوگا اور زمانہ ہجر مطلوب طول کھینچے گا مین لشکر عدو مین جاتا ہون آپ دل کو مضبوط کرکے آرام پذیر ہوجیے اور نظر بہ فضل کریم کارساز رکھیے یہ کہکر صورت اپنی ساحر کی بنالی اور راہ لشکر حریف لی جب داخل لشکر ہوا دیکھا آفت اپنے خیمے مین مشغول عشرت ہی ناچ دیکھ رہی ہی جام شراب گردش مین ہی یہ کیفیت دیکھتا ہوا دوسری سمت جو آیا دیکھا ایک خیمہ مخمل کا استادہ ہی پردہ جواہر دوز پڑا ہی پہرا چوکی کچھ نہین تخلیہ ہی اسنے پردہ اُٹھاکر دیکھا اسی سوار بحر کو سونے کے پلنگ پر خواب راحت مین پایا فوراً ایک بوٹ مار کر اپنے تئین زیر پلنگ پہونچایا اور کفچے مین سفوف بیہوشی رکھکر نتھنون سے اُسکے نے لاکر جو پھونکا سوار بیہوش ہوگیا یہ چادر مین پلنگ کے پشتارہ باندھکر دہان سے لے نکلا صحرا مین لاکر گڑھا کھود کر اُسکو دفن کردیا پھر وہان سے لشکر حریف مین گیا اور ساحر تو بنا تھا ہی بازار مین پھرنے لگا ایک دکان پر کبابی کباب بیچ کر دکان بڑھا رہا تھا اسنے تجویز کیا کہ کبابی کو زک پہونچاؤن یہ سوچکر

مقوے کے چار سر اپنے سر کے اوپر لگائے اور کئی ہاتھ درست کیے جسم مین روغن ایسا ملا کہ سارا بدن آگ کی طرح دہکنے لگا اس شکل ہیبت ناک سے آہستہ آہستہ کبابی کی دوکان کے پاس آکر پکارا کیون جی ہماری خبر بھی ہی اُسنے جو پیچھے پھر کے اُسکو دیکھا مارے ڈر کے تھر تھر کانپنے لگا اور ہاتھ باندھکر پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ جہان تم جمعرات کو چراغ جلایا کرتے ہو ہم وہی ہین کبابی نے کہا میری خطا معاف کیجیے مین نے ابکی آپ کے یہان گڑ کا ملیدا چڑھایا تھا اُسنے کہا ہم اب تمسے بہت راضی ہین چلو اندر دوکان کے کہ تمکو ہم بہت کچھ دین یہ کہکر ہاتھ پکڑکر کبابی کو اندر اسکی پال کے لایا اور منھ پر اُسکے ہاتھ بیہوشی کا بھرا پھیر دیا کہ وہ بیہوش ہوگیا اُسکو اسی جگہ بیٹھکر سوار بحر کی صورت کے مثل رنگ روغن لگاکر بنایا اور ہتھیار سب لگا دیے بخوبی آراستہ کرکے ہوشیار کیا اور کہا حکم خداوند سامری کا یون ہوا کہ کبابی تمھارا سیوا بہت کرتا ہی اسکو جاکر سوار بحر بنا دو بموجب حکم خداوند مین نے تجھے سوار بنا دیا اور سوار بحر کو غائب کر دیا ہی اور مسلمانون کی قضا تیرے ہاتھ سے ہی خبردار آج سے اپنے تئین کبابی نہ کہنا جو پوچھے کہنا سوار بحر ہون یہ سمجھا کر وہان سے ہاتھ پکڑے خیمۂ سوار مین لایا جسنے دیکھا یہی سمجھا کہ سوار کہین گیا تھا اب آیا ہی غرضکہ کبابی کو خیمے مین ٹھہرایا اور کہا آرام کرو صبح کو قاسم ہی سے لڑنا وہ افسر ہوا اسکو قتل کیا اور سب فوج بھاگی کل ہی فتح ہوجائیگی اس طرح سمجھا کر سیارہ تو اپنے لشکر مین چلا آیا اور کبابی نے جو سونے کا پلنگ اور کمخواب کا اوقچہ اور بارگاہ کی تیاری دیکھی دل سے کہا کہ خداوند نے مجھے سلطنت دی بیشک مین سوار بحر ہون رات بھر اسی خوشی مین جاگتا رہا جسوقت لوائے شوکت انتمائے خاقان زرین کلاہ خاور گردون پر بلند ہوا اور لشکر زنگ ظلمت روبہ فرار لایا کہ بمقتضائے ابیات

وہ شب آنکھون مین کالی مثل اختر	غرض خورشید نے کی یہ مہم سر	تردد رات کا جب ہوگیا دور
ہوئی مردانگی دونون کو منظور	چلے لشکر سوے میدان جنگاہ	کہ اک کشور مین کب رہتے ہین دو شاہ
ہلال آسا چمکتے تھے جو خنجر	صف لشکر تھی گردون کے برابر	علم ہر رنگ کے ہر سو نمودار
وہ صحرا ہوگیا تھا رشک گلزار	ادھر سے وہ سپاہ ظلم بنیاد	کہ تھا شہر عظیم فتنہ آباد
نہ لشکر بحر عمان تھا وہ لشکر	کہ تھا وہ کشتی گردون کا لنگر	غرض لشکر ہوے دونون مقابل
تماشاے جہان سے اُٹھ گیا دل		

بعد صف آرائی کارزار کبابی کو سوار بحر آفت نے سمجھکر حکم کیا کہ میدان مین جاکر نبرد آزما ہو وہ گھوڑا بڑھا کر رزم گاہ مین آیا اور نعرہ زن ہوا کہ ای قاسم آج تو میرے مقابلے مین آ تو شہزادہ مرکب اُڑا کر اُسکے سامنے گیا کبابی نے تلوار ماری شہزادے نے خالی دیکر جو

جو ہاتھ تلوار کا مارا کبابی کے دو ٹکڑے ہوئے شور اسکے مرنے کا نہ اُٹھا اُدھر قاسم نے مبارز طلبی فرمائی
آفت بغضب تمام سامنے آئی اور ایک نادرج سحر پڑھکر مارا کہ تمام لشکر مین شہزادے کے اندھیرا
ہوگیا شہزادے کو بسبب تیغہ سحر کے روشنی دکھائی دیتی تھی اور باقی کسی کو سوجھائی نہ دیتا تھا
قاسم نے دیکھا کہ خطل آکر میرے پاؤن پر گری ہی اور کہتی ہی کہ ملکہ کو لینا آپ کو منظور ہی تو تیغہ سحر مجھے
دیجیے کہ ملکہ کو جاکر لے آؤن شہزادہ تمام مطلوب منکر بیقرار ہوگیا اور تیغہ اُسکے حوالے کیا تیغہ دیتے
ہی آفت آئی نعرہ ہوا کہ منم آفت جادو کمر مین پنجہ دیگر زور سحر انکو لے اُڑی اور لشکر ساحران سے
کہتی گئی کہ تم کمر کھولو اور طبل امان بجاکر پھر جاؤ لشکر مین طبل امان بجا اور سب پھر کر خیمون مین آئے
اسوقت روشنی ہوئی اور سحر کی تاریکی مٹی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ لشکر مین نہین ہی ایک تلاطم
پڑگیا سیارہ لشکر کو حوالے سوگند کے کرکے صورت ساحر کی بنکر بہر تلاش چلا مگر آفت کا ایک باغ
جنگل مین ہی وہان قاسم کو لائی اور بارہ دری مین آکر زمین پر لٹاکر سحر کر دیا تاکہ یہ بے قابو رہین
اُٹھ نہ سکین اور آپ بچہ سور کا لیکر گئی کہ اسکو جھٹکا کرکے قاسم کو قتل کرون اور اسکی روح کا
پیر بناؤن جب یہ جا چکی سیارہ ڈھونڈھتا ہوا قریب باغ پہونچا عقل سے دریافت کیا کہ شہزادہ
اسی باغ مین ہوگا فی الفور صورت اپنی مالن کی ایسی بنائی پاؤن مین کڑے انوٹ بچھوے پہنے
چُنری سُرخ اوڑھی جنگے پر سوائی لگائی زلف غالیہ بیز عنبر آگین کو رخسارہ رنگین پر چھوڑا اور چشم
غزالین کو سرمہ آگین کیا کہ ابیات

زلف ہزار دل بیکے تار سو بہ بست		راہ ہزار چارہ گر از چار سو بہ بست	
تا عاشقان ببوی کیمش در ہند جان		بکشود نافہ و در ہر آرزو بہ بست	

پھولون کی ٹوکری ہاتھ پر رکھکر جھم جھم کرتی در باغ پر آئی اُس نزہت گاہ کو نمونہ اعلی علیین پاتا
کہ صبا زلف پرتاب بنفشہ سے مشک ناب کا ناف کھولے تھی اور عطار شمار جعد پرشکن مشکین سنبل
سے عنبر تر برستا تھا ریاحین جنان روائح گلہائے سیراب سے مشام جان عالمیان معطر فرمایا
اور باغ جنان اشجار پربہار سے اُسکے سرسبزی اور لطافت قرض لیتا تھا کہ نظم

شگفتہ اُس مین تھے گلہائے الوان		کہ ہر تختہ تھا رشک صد گلستان	
مصفا ایسا تھا آئینہ آب		کہ اُس سے نیلگون تھا رنگ سیماب	
یہ مینائی تھے سبزے سے در دام		کہ بھولا خامۂ ارژنگ کا کام	
ایاغ بادۂ بیجبت تھا ہر گل		ترنم سنج ہر گلبن پہ بلبل	

جب آگے بڑھی باغبانون نے پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ سرکار کی مالن ہون جتنے حنظل کے ملازم ہین سب کے پاس ہمیشہ سے آتی جاتی ہون آج یہان مالک آئے ہین میرا بھی جی چاہا کہ اس باغ کو دیکھ آؤن باغبان بولے کہ تم اکیلے مین آیا کرو اسوقت تو جاؤ مگر یاد ون کو نہ بھولنا ہم تو تمھاری اوا کے دوانے ہین ایک نے کہا ذرا مُنھ پھیر کر ہنس تو دوسرا بولا کہ ہنسی اور پھنسی غرض یہ تو سب آوازے کسنے لگے مگر باغبانون کے چودھری کا لڑکا تو مالن کے سرو قامت کو دیکھکر قمری کی طرح طوق محبت در گلو ہوا اور سیب ذقن پر جان شیرین کھونے لگا اٹھکر ساتھ چلا اور کہتا جاتا تھا کہ اے جان جہان مجھے اپنے گلرخسار کا بلبل سمجھ کر ابیات

دکھاوین ہم دل پر داغ دل ای یار دیکھوگے	عجب اہی سیر سوجھے گی جو یہ گلزار دیکھوگے
لگی ہی آگ سینے مین جگر جل جائیگا غم سے	بہینگے اشک آنکھون سے شرہ خونبار دیکھوگے

یہ کہکر نزدیک جاکر ہاتھ پکڑلیا کہ میری جان ابی جاتی ہی ذرا میرے ساتھ آؤ مالن نے مسکرا کر کہا کہ اپنی بھینا کو بلاؤ آگ لگاؤن تیری باتون کو کیا جلد مزے مین آگیا باغبان ایسا بیتاب تھا کہ اسکی باتون کو غمزہ و ناز جان کر آغوش مین اُٹھا کر جس کوٹھری مین کہ آپ رہتا تھا لایا یہان ایک کونے مین امرود رکھے تھے ایک مین خربوزون کی بال پڑی تھی کہین بیج رکھے تھے میٹھے کدو ڈھیر تھے بیچ مین کوٹھری بچھی تھی اُسپر مالن کو بٹھایا حسب اتفاق آفت اسوقت بچہ خوک لیکر آگئی اور اسکو جھٹکا گیا بھینٹ جو تیار ہوئی سحر کے بیر آئے اور کہا کیا غافل بیٹھی ہو سیارہ عیار کوٹھری مین مالن بنا بیٹھا ہی یہ سنتے ہی بغضب تمام دوڑی کہتی ہوئی کہ ہوا عیار یہان بھی آیا یہ صدا سیارہ نے جو سنی سمجھا کہ راز تیرا کھل گیا آفت یہان بھی آتی ہی یہ جان کر باغبان بچہ تو پاس بیٹھا ہی تھا فوراً ہاتھ بیہوشی کا اُسکے مُنھ پر مل دیا کہ وہ بیہوش ہوا آپ اُٹھکر کوٹھری کے پٹ کی آڑ مین کھڑا ہوگیا کہ آفت نے آتے ہی دروازہ کھولا اور جیسے ہی سر اندر جانے کے لیے ڈالا اِسنے اِس زور سے تیغہ مارا کہ سر نجس تن سے جدا ہوگیا العیاذ باللہ شور عظیم بلند ہوا کہ مارا مجھے نام میرا آفت جادو تھا باغبان وغیرہ سب ملازم باغ سے بھاگ گئے اور قاسم کے جسم مین طاقت آگئی اُٹھ بیٹھا ایک جگہ بارہ دری کے کونے مین خیمہ کھڑا دیکھا تھا اُٹھا کر جو ساحر کی نظر پڑا اُسکو مارا اور ادھر سیارہ باغبان بچہ کو مار کر شہزادے کے پاس آیا اور اُنھین ہمراہ لیکر سمت لشکر روانہ ہوا ادھر کچھ باغبان وغیرہ بھاگ کر حنظل پاس گئے اور خبر ہلاکت آفت بیان کی یہ رونے لگی اور برج قلعہ پر آکر نفیر سحر بجائی کہ فوج ساری جو باہر اتری ہوئی تھی مدد چلی آئی دروازہ بند کیا اس عرصہ مین قاسم آکر پہونچا فوج تو جا چکی تھی یہ بھی اپنے لشکر مین داخل ہوا

اُسوقت وہ سردار جو سوار سحر پکڑ لے گیا تھا آفت کے مرنے سے سحر کی قید سے چھوٹے ازبکر لشکر ساحران کو بیم و ہراس مدقاسم طاری تھا کسی نے انھین نہ روکا وہ بھی پاس شہزادے کے آئے اور بآرام تمام اقامت گزین ہوے لیکن وہ سپاہی کا انسان فرستادہ حنظل طلسم مین زنار بلا افگن کے پاس پہونچا نامہ دیا اسمین سارا حال ملکہ اور قاسم کا مرقوم تھا وہ گھر کی بربادی پڑھکر روتا ہوا افراسیاب کے پاس گیا اور عرض کیا کہ تیغہ سحر کے حربے کا کچھ توڑ بتایئے میرا سارا گھر برباد ہو گیا افراسیاب نے اپنے خزانے سے ایک لعل بے بہا منگا کر اُسکو عنایت کیا کہ اسکا اکہ بنوا کر بازو پر باندھنا اور جب مقابل حریف جانباز وا سکے سامنے کر دینا لعل کا عکس اور چمک جو اُسپر پڑیگی وہ بیہوش ہو جائیگا تم اُس سے تیغہ چھین لینا اور اُسکو گرفتار کرنا بعد لمحہ کے وہ پھر ہوشیار ہو جائیگا جو چاہنا سو کرنا اُسنے وہ لعل لیکر اُسی وقت اکہ بنوا کر بازو پر باندھا اور فوج ساحران ساتھ لیکر بحشم و خدم روانہ ہوا بعد طی کرنے مسافت راہ کے قریب اپنے قلعے کے پہونچا یہان برج قلعہ پر زوجہ اُسکی بیٹھی تھی اور قلعہ بند تھا شہزادہ نے بھی ایک دن حملہ کرنے سے تامل فرمایا تھا کہ یکایک لکہ ابر سمت فلک ظاہر ہوا پھر کالے آتش کے اُڑتے نظر آئے بارہ ہزار ساحر اژدہون پر سوار اور بارہ ہزار شیر پر اور بارہ ہزار فیل پر بیٹھے ہوے ہاتھی اور شیر اُنکے بزور بھر اُڑتے دکھائی دیے اور بارہ ہزار پیادے نشان کھولے اُڑتے آکر پہونچے نوبت و نقارے بجتے سنائی دیے اور چار اژدہون پر تخت کھنچا ہوا زنار بلا افگن بیٹھا ہوا سر پر چتر شاہی پھرتا تاج پہنے قبائے فرمان روائی زیب بر کیے دکھائی دیا حنظل اُسکو آتے دیکھکر مع ملازمون کے بہر استقبال آئی اور نثار کرتی تصدق آرتی ہوئی قلعے مین لائی سوگندہ نے شہزادے سے کہا باپ ملکہ نرگسی چشم کا یہی ہے خدا خیر کرے یہ بڑا زبردست جادوگر ہے شہزادے نے فرمایا کہ خدا ہمارا سب سے زبردست ہے غرضکہ فوج ساحران مقابل جنود مسعود شہزادہ اُتری اور بارگاہ زنار کی قلب لشکر مین نصب کی گئی زنار اندر قلعے کے گیا بی بی نے اسکی مارا جانا طولان وغیرہ کا سب حال بیان کیا اسنے کہا کہ حمزہ نے اپنے پوتے کو منع کیا یا نہین کیونکہ لڑائی تھی تو لقا سے اور افراسیاب سے مجھے کیا مطلب تھا خیر مین نامہ لکھتا ہون یہ کہکر نامہ لکھا کہ یا امیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اپنے پوتے کو آپ منع فرمایئے ورنہ وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ لکھکر طائر جادو نام ایک ساحر کے ہاتھ خدمت امیر مین بھیجا وہ جب لشکر امیر مین پہونچا اپنے آنے سے امیر کو اطلاع کی انھون نے الگ خیمے مین آکر نہایت عزت کے ساتھ سامنے بلوایا اور نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ مجھے قاسم کے مقدمے مین کچھ دخل نہین تم جانو وہ جانے اگر تم مجھ سے نہ لڑوگے تو مین بھی تمسے لڑنے نہ آؤنگا

یہ تحریر کرکے حوالے کیا کہ طائر جواب زنار پاس لایا اسنے پڑھکر کہا کہ حمزہ کو شکر کرنا منظور ہی خیر بجے طبل جنگ یہ کہکر آپ بیرون قلعہ یہان کی فوج لیکر آیا اور بارگاہ مین آکر بیٹھا جسوقت کہ برہمن فلک زنار شعاع گلے مین تنجانہ مغرب مین گیا اور ہندی فلک بھالی نذر کی لیکر اور چوک پوجن کی بناکر اشنان کے لیے بحر نیلگون سپہر پر آیا نظم

شب تیرہ نے پھر بہر تماشا		جہان مین دیدۂ اختر کیے وا	
جہان مین ہر طرف پھیلی سیاہی		سپاہِ زنگ نے کی پھر چڑھائی	

رات بھر تیاری جنگ ولادوان نے کی زنار نے طبل رزم بجوایا شہزادے کے یہان بھی نقارۂ جنگی کڑکڑایا دونون جانب ایک غوغاے عظیم بلند ہوا ساحر سحر جگانے لگے بہادر تلوارین سان پر چڑھانے لگے خلاصہ کلام اسی تدبیر مین وہ شب بسر ہوئی اور اسکندر شہنشاہ خاور نے سپاہ زنگبار شب کو شکست دی کر نظم

سپاہِ زنگ نے لی سر پہ چادر		سحر پیدا ہوئی مثل سکندر	
بڑھا خورشید آسا لشکر دین		پے جنگ و پے رزم و پے کین	

سحرگاہ قاسم نماز پڑھکر سوار ہوا اور فوج ظفر موج کو لیکر دشت قتال مین آیا ادھر سے زنار لشکر ساحران نابکار سہرہ لایا صفین جمین میدان رزمی پاک صاف ہوا نقیبون نے دلیرون کو گرمایا دل ہر ایک کا بڑھایا جب یہ پیچھے ہٹے زنار کی طرف سے مہنت جادو نام ایک ساحر میدان مین آیا ادھر الماس خان مقابلے کو گیا اور طالب ضرب ہوا مہنت اپنے کان کا چکر اتار کر سحر پڑھتا بڑھا اور چکر کھینچ مارا الماس کی گردن مین وہ چکر طوق کی طرح پڑ گیا اور سر بہر نے پھر زین کے جھٹکا گیا ساحر نے چاہا کہ بڑھکر سر کاٹ لون اسوقت قاسم گھوڑا بڑھا کر للکارتا ہوا اسکے آگے گیا اور تیغہ سحر کا وار کیا مہنت ہر چند سنبھلا اور سحر پڑھتا گیا لیکن کچھ نہ ہوا تیغے سے دو پر کالے ہوے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا پھر تو مہنت کے مرنے سے زنار کو تاب نہ رہی خود آگے بڑھا کے مقابل ہوا اور سحر کی برچھین چمکانے لگا شہزادے نے تیغہ سحر بلند کرکے حملہ کیا زنار نے گھبراکر بازو سامنے کر دیا جیسے ہی روشنی لعل کی قاسم پر پڑی بیہوشی طاری ہوئی زنار نے تیغہ ہاتھ سے لے لیا اور کمر مین پنجہ دیکر انکو بھی لے اڑا فوج مین غل ہوا جان نثاران شاہزادہ لینا لینا کہکر چلے تھے کہ زنار نے طبل امان بجوا دیا اور پکار کر کہا کہ اول قاسم کو قتل کرلون تو تم کو سزا دون غرضکہ لشکر یان شاہزادہ رنجیدہ پھرے اور ساحر بھی خیمون مین جاکر آسودہ ہوے زنار نے قاسم کو ایک ساحر نہنگ جادو

نام کے حوالے کیا کہ اُسکو بحفاظت تمام قید کر قلعے کے اندر وہ گیسو بریدہ نرگسی چشم موجود ہی
وہان لیجانا اسکا صلاح نہین نہنگ نے شہزادے کو لاکر قریب ایک درہ کوہ کے خیمے مین
قید کیا اور آپ پہرا دینے بیٹھا کہ اکیلے مین جو آئیگا مجھے معلوم ہوگا لشکر مین کثرت مردم سے شناخت
نہین ہوسکتی غرضکہ یہ تو ساکن ہوا اور سیارہ صورت ساحر کی ایسی بنکر لشکر سے چلا اور تجسس
کنان اسکے خیمے مین آیا اُسنے پوچھا تو کون ہی سیارہ نے جواب دیا کہ زنار کے پاس سے آیا ہون
آپ کی خیریت اُنھون نے دریافت کی ہی یہ سُنتے ہی نہنگ نے ایک گولا موم کا سامنے پھینک دیا
کہ اُسکو اُٹھا کر میرے پاس آؤ سیارہ نے جیسے ہی اُس گولے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ جل گیا چھوڑ کر بھاگا
نہنگ پیچھے دوڑا مگر نہ پایا پھر آکر خیمے مین بیٹھا مگر سیارہ جو بھاگا راہ مین ایک ساحر پیر مرد
اسکو ملا اور بسکہ یہ بھی بشکل ساحر تھا اُسکے قریب گیا اور حباب بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کر کے کپڑے
اُسکے لیکر اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو زمین مین دفن کر دیا اور ایک تھال مین کچھ مٹھائی
لگا کر خیمۂ نہنگ مین گیا اور کہا نذر جمشید کی مٹھائی لایا ہون اُسنے وہی گولا پھر اُس کے سامنے
پھینکا کہ اُسکو اُٹھا لا سیارہ تو اُسکے حال سے واقف تھا اُٹھانے نہ جھکا بلکہ بھاگ گیا نہنگ
سمجھا کہ یہ بھی کوئی عیار تھا مگر اب اس اثنا مین زنار خود یہان آیا اُسنے کہا دو دفعہ عیار یہان آچکا
ہی اور بھاگ گیا زنار نے کہا بہت خبردار رہنا مین تمھین ہوشیار کرنے آیا تھا یہ کہکر پھر راہ مین
سیارہ نے اسے جاتے دیکھا سمجھا کہ نہنگ کے پاس سے آتا ہی یہ معلوم کر کے بہت جلد زنار
کی صورت آپ بنکر نہنگ کے پاس گیا اُسنے کہا آپ پھر کیون آئے اُسنے جواب دیا کہ مین چاہتا
رہون تمھارے پاس رہکر نگہبانی کرون یہ کہتا ہوا قریب پہونچ گیا اور کہا دیکھو پشت پر تمھاری وہ
عیار آپہونچا نہنگ گھبراکر دیکھنے لگا سیارہ نے اس زور سے خنجر مارا کہ سرکٹ گیا شور قیامت زا بلند
ہوا قاسم چھوٹ گیا اور اُسنے قید ہوتے وقت دیکھا تھا کہ تیغہ بحر زنار نے درہ کوہ مین گڑوا دیا ہی
کس لیے کہ ایک بار قلعہ کوہ مین رہکھنے سے تیغہ جاتا رہا تھا اور درے مین دفن کرنے سے کسی کو گمان
بھی نہوگا کہ تیغہ درہ کوہ مین دفن ہی خلاصہ یہ کہ قاسم اس راز سے واقف تھا اُسنے کھود کر تیغہ
لے لیا اور ہمراہ سیارہ کے داخل لشکر نصرت اثر ہوا اس ہنگامہ کی خبر زنار کو پہونچی کہ ایک عیار
نہنگ کو مار کر قاسم کو چھڑا لے گیا اس خبر کو سنتے ہی مثل مار سرکوفتہ کے پیچ و تاب اُسنے کھا کر اُسیوقت
حکم دیا کہ لشکر مین طبل جنگ بجے اور جتنی رات کہ باقی ہی آلات حرب و ضرب کی تیاری مین بسر
ہو صبح کو بغیر قتل کیے قاسم کے میدان سے نہ پھرون کا حسب الحکم کوس حربی پر چوب پڑی

اور نفیر بحر کو دم ملا یہ خبر شاہزادے نے سنی اپنے یہان بھی طبل جنگ بجوا دیا دونون لشکر لڑنے پر تل گئے سلح خانے کھل گئے پچھلی رات سے تا سحر ہنگامہ کارزار کی تیاری مین گرم رہا جسوقت دارائے دولت آرائے سواد اعظم مشرقستان بجاہ و حشم تو سن فلک پر سوار ہوا اور خیل انجم مملکت افلاک سے دست بردار ہوکر چھپ گیا نظم

سیاہ سحر چون علم برکشید	جہان حرف ثلب را قلم درکشید
برافروختہ شمع رخ آفتاب	چو برداشت از ظلمت شب نقاب

صبحدم سیاہ ہر دو سوادگاہ مصاف مین بکر و فر آکر پہونچی دہل اور دمامے بجنے لگے نقیب للکارنے لگے کہ نظم

پکارا عرصۂ کین داد بیداد	ہوئی عریان ہر اک شمشیر فولاد
ترقی دن کی تھی آتش کا بڑھنا	غضب ہی شعلۂ سرکش کا بڑھنا
ہوا وارد جو قاسم دشت کین مین	گرے نیزے خجالت سے زمین مین
قضا نے کیا فقط ہاتھ اس کا چوما	قدر نے بھی لیا بازو کا بوسا
سپہ سالار لشکر اسکے ہمراہ	جوان بہتر سے بہتر اسکے ہمراہ
دم شمشیر کے ڈر سے تہ خاک	کفن تھا مردۂ صد سالہ کا چاک
غرض ترتیب لشکر ہوچکی جب	بڑھا زنار آڑا کر اپنا مرکب
غضب سے ڈانٹ کر بولا وہ بدخواہ	کہان ہی قاسم نوش و نیکخواہ
مقابل مجھ سے ہوا کر اگر آج	ملاؤن خاک و خون مین اسکا سر آج
سنا قاسم نے جب نعرہ عدو کا	ہوا غصے سے رنگ رخ بھبوکا
اڑا کر رخش وہ آیا دلاور	ہوا دشمن سے اپنے ہمکنار

جب قاسم مقابل ہوا زنار نے ایک ناریل سحر پڑھکر صحرا کی طرف پھینکا کہ یکایک ایسی آندھی تیرہ و تار آئی کہ دنیا اندھیر ہوگئی ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہ دیتا تھا اسی تاریکی مین ایک چٹلا زنار نے جھولی سے نکالکر سرکاٹ کر زمین پر ڈال دیا اور قاسم کو اس تاریکی مین بہ سبب تیغہ سحر کے نظر آتا تھا انکے سامنے اکہ بازو کا کیا عکس سے لعل کے یہ بیہوش ہوا اسنے تیغہ ہاتھ سے لیکر انکو بھی قید کر لیا سحر کی دستک دی کہ نیچہ آیا اور شہزادے کو اٹھاکر ایک سمت لے گیا پھر اسنے سحر پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی سب نے دیکھا کہ لاشہ قاسم کا خاک و خون مین غلطان ہی سر الگ ہی دھڑ جدا پڑا ہی لشکریان قاسم نے گریبان چاک کیے اور مقبل ہوار ہوکر زنار پر جا پڑا اسنے پھر سحر کی دستک دی کہ عالم مین تاریکی پھیلی اور نیچہ

پیدا ہوا مقبل کو بھی اُٹھا لے گیا زنار نے تیلا نکالکر سر کاٹ کر ڈال دیا اور تاریکی موقوف کر دی سب نے دیکھا کہ لاش مقبل کی پڑی ہی خاک و خون مین بھری چشم حسرت آلود کھلی ہی اور سردار تلوارین پکڑ کر فوج ساحران پر چلے اسوقت زنار نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا کہ ای لشکر مسلمانان پھر جاؤ لاشین ان دونون کی ہمراہ لو اور حمزہ کو جاکر دکھاؤ کہدینا کہ جو یہان آئیگا اسی طرح مارا جائیگا طبل امان بجنے سے سردار ناچار ہوے اور روتے پیٹتے سر پر خاک اُڑاتے لاشۂ قاسم کے پاس آئے پکارے کہ ای آقا افسوس ہی کہ تیرا ارمان نہ نکلا ملکہ نرگسی چشم کو تونے ہم پہلو نہ کیا ہاے اس عالم شباب مین تو حسرت بھرا دنیا سے اُٹھ گیا اُدھر سیارہ گرد لاش کے پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ ای مالک میرے اپنے غلام کو اپنے پاس بلا لے مین کس طرح بغیر تیرے زندگی کرون گا کہان جاؤنگا کس کا ہو رہونگا آخر جنازہ دونون لاشون کا بنا کر کاندھے پر اُٹھا کر نالان و گریان سمت لشکر صاحبقران روانہ ہوے جب لشکر اسلام کے قریب پہونچے ہرکارون نے صداے نالہ و شیون سنکر خبر آکر دریافت کی اور جاکر بارگاہ مین امیر سے بیان کیا کہ شاہزادہ قاسم نرگس کوہ پر مارے گئے اور مقبل بھی انہیں سے نثار ہوا لاشین دونون کی آتی ہین یہ خبر سنتے ہی سالار سردار اور امیر نامدار ننگے سر ننگے پانون دوڑے آکر دیکھا تو سیارہ خون مین پر لے جنازہ اُٹھائے آتا ہی ہر سردار خاک اُڑاتا ہی امیر آکر جنازے کے ہمراہ ہوئے اور آنسوؤن سے رونے لگے مگر جو سردار اور تھے انھون نے شور و ویلا فلک کو پہونچایا جسقدر لشکر کے دوکان دار اہل حرفہ تھے وہ سب روتے تھے اور علمشاہ باپ کو قاسم کے غش پہ غش آتے تھے افسوس نوجوان فرزند قاسم لاش پدر سے لپٹا تھا اور کہتا تھا ای والد مجھ خستہ جگر کے سر پر کون دست شفقت رکھے گا آخر وہ دونون لاشین بارگاہ مین آکر رکھی گئین صف ماتم بچھ گئی یہ خبر محلات امیر مین پہونچی ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم یہ کہکر کہ ہاے میری کوکھ اجڑ گئی فرش خاک پر گری اور زوجہ قاسم ملکہ گیتی افروز دختر لقمانے چوڑیان توڑین تھین اوتاری پچھاڑین کھانے لگی کہ ہی ہی میرا راج سہاگ لٹ گیا پھر تو ملکہ رابعہ زریفت اطلس پوس مادر علمشاہ کے بین کسی سے سنے نہ جاتے تھے جب وہ کہتی تھی کہ اے میرے کڑیل جوان بیٹا تمھاری برات نرگس کوہ سے پھر آئی چاند سی بہو بیاہ کر نہ لائے ای میرے گیسوؤن والے میرے نازون کے پالے تجھے کیسی نیند آگئی کون سی نظر کھا گئی اسوقت بائیس ہزار عورت گرد حلقہ باندھے دوہتڑ سر و سینے پر لگاتی تھین کہرام برپا تھا پلس پڑی تھی در و دیوار زمین و زمان روتا تھا ایک ہنگامۂ ماتم برپا تھا نظم

ایک بولی کہ ہاے اے بیٹا		اپنی آواز پھر سنا دے ذرا	اک کھڑی آہ سرد بھرتی تھی

روتی تھی اور بین کرتی تھی	نخل شاداب نوجوانی ہائے	اختر برج کامرانی ہائے
گر پڑا خاک پر قسلم ہوکر	چل بسا راہی عدم ہوکر	روتے روتے جو سب ہوئے بیہوش
پڑ گیا دشت و بر میں ایک خروش	ایک تھا حال دوست اور دشمن	نعرہ زن تھے تمام مرد و زن

الحاصل لاش اٹھانے کی تجویز کی اور خیمہ سیاہ غسل کے لیے مقرر فرمایا اسوقت خواجہ زادے برہم تعزیت خدمت امیر مین آئے اور عرض کیا کہ ایک بار اسی طرح لاشہ شاہزادہ بدیع الزمان کا آیا تھا مگر ماتس کے آٹے کا پتلا تھا اس لاش پر بھی بنابر احتیاط پانی اسم اعظم پڑھکر چھڑکیے شاید ویسا معاملہ یہ بھی ہو امیر نے اسم اعظم دم کرکے پانی لاشون پر چھڑکا دونون لاشین پتلے آٹے کے تھے یہ دیکھکر لشکریون اور خادمان محل اور امیر اور سردارون کو تسکین ہوئی معلوم ہوا کہ قاسم و مقبل قید ہین امیر نے پتلے پھنکوادیے اور چپ ہو رہے لیکن ایرج کو باپ کے قید ہونے کا بڑا رنج ہوا اور بعد ایک روز کے امیر سے عرض کیا کہ میرا جی گھبراتا ہے امیدوار ہون کہ شکار کھیلنے کے لیے مجھے جانے ملے امیر نے اجازت دی ایرج نے شاپور شیر دل اپنے عیار سے حکم دیا کہ سامان شکار درست کیا جاے خیمہ وغیرہ لدے ارباب نشاط کو بھی حکم ملے کہ ہمراہ چلین شاپور نے بازداردن کو اور قراول بہلیون کو شہزادے کے ارشاد سے خبردار کیا سب نے تیاری کی ایک دن پیشتر ہاتھیون پر بارگاہ تیار ہوکر روانہ دشت ہوئی اور کسی قدر فوج بھی بارگاہ کے ساتھ گئی باز اور بہری وجرہ وشاہین وعقاب وغیرہ بازدار لیکر چلے چیتون کی کھٹولیان ٹانگون پر رکھوکر روانہ کین کتون کو ڈورے لیے ہوئے باولیان دیتے آگے بڑھے جسوقت کہ ساکن برج اسد شیر زرین چنگ فلک پلنگ شب پر حملہ آور ہوا اور دشت اخضر سپہر سے گلہ ستارون

کار و بفرار لایا کا بیات

چو طاؤس زرین جناح سپہر	بگسترد باز و بر اطراف دہر
پریدند از آشیان طائران	نسیم سحر گشتہ ہر سو روان

ایرج بازچیز پرور جو ایک جھپٹ مین سیمرغ کو قلعہ قاف سے پکڑ لاتا اور یم چنگل سے اسکے نسر طائر آشیانہ سبز سپہر مین جاکر چھپتا ہاتھ پر بٹھاکر سوار ہوا اور سمت دشت چلا وہ صبح کو سبزہ کی لہلہاہٹ دل پژمردہ کو طراوت بخشتی تھی نسیم عنبر شمیم غنچہ خاطر کھلاتی تھی شاہزادے نے اوّل صید طائران کرنا شروع کیا اور اپنے باز کو کہ اسکی تعریف مین یہ کہنا روا ہی جانورون

پر چھوڑا کہ مثنوی

چو از باز کردی پر و بال خویش دگر جانب آسمان تاختے		زہیبت شدی سینۂ چرخ ریش عقاب فلک پر بیندا ختے	

پہر دن چڑھے تک دشت طائرون سے خالی ہوگیا پھر اسپ مراد کو صید گور و گوزن پر دوڑایا اور کمند نشاط کو گلوے آہوان صحرا مین ڈالا جہان کہین کچھار مین ہرن کھیرو کرتے نظر آئے

نشانہ تیر ہوے نظم

وہ کرنے لگا جا کے صید افگنی کیے صید اس درجہ گور و گوزن بہت شیر مارے بہت پیل مست وہ کرتا رہا دوپہر تک شکار		وزندون کی پھر جان پر آ بنی نہ میزان گردون مین ہو جنکا وزن ہوے کرگدن زور بازو سے پست ہوا جس گھڑی وقت نصف النہار	

ٹھیک دوپہر کو ایک آندھی تیرہ و تار آئی دن کی رات ہوگئی اور مرکب کے متھہ پر ہوا جو لگی کنوتی بدلکر وہ رہوار بادپا فر فر کرتا ایک سمت راہی ہوا شاہزادہ بھی راہ امن اور جاے تحفظ تلاش فرما تا گھوڑے کو مہمیز کرتا گیا یہان تک کہ ایک درۂ کوہ کے متصل پہونچا اور وہان جھکڑ آندھی کے کم ہوے اسوقت ایک بجلی چمکی اور کمر مین شاہزادے کے پٹ گئی قماش زین سے اسکو اٹھا کر ایک سمت لیگئی آنکھین اسکی تموج ہوا سے بند ہوگئین لے جانیوالے نے اتنا تو کہا کہ طلسم آئینہ کی شاہزادی پاس یہ نوجوان جاتا ہی جو کوئی اسکے ساتھ ہو وہ سن رکھے مگر وہان ہمراہ اسکے کون تھا جو سنتا بعد کچھ عرصے کے ملازم اسنکے آئے اور رہوار خالی پاکر متفکر ہوے ناچار ہر سمت ڈھونڈھکر جانب لشکر امیر پھرے لیکن شاپور عیار تجسس کنان آگے کو روانہ ہوا اور سب ملازم لشکر مین جب آئے امیر سے ساری کیفیت غائب ہوجانے ایرج کی بیان کی امیر نے فرمایا کہ خداوند عالم اسکا نگہبان رہے یہ فرماکر خاموش ہورہے واضح ہو کہ شاہزادگان قاسم و ایرج کا حال اور فتح ہونا طلسم آئینہ کا اور رہائی قاسم کا ذکر جلد ثانی مین یہ حقیر مترجم گذارش کریگا اب اس جلد کا ازبسکہ خاتمہ منظور ہی اس لحاظ سے باقی حال ہوشیار کٹنی اور مخمور کا اور داستان لشکر امیر سے اور پہلی بار ملاقات عمرو کی کوکب روشن ضمیر سے ہونا اور میلے کا چاہ زمرد وغیرہ کے بیان ناظرین پڑھکر محظوظ ہون اور امید ہی کہ دامن عفو سے میری غلطیون کو چھپائین نظم

چنین گفت مرد سخندان یمن درین روضۂ پاک مینو نشان		کہ اے باغبان ریاض سخن درختے معانی بنوعے نشان	

کہ ہر کو خورد میوۂ زین درخت		نشاننده را گوید ای نیک بخت	
درین باغ خوش میوہ ہائے ترست		بزیبائی از یک دگر بہترست	

کرشمۂ سنجان لعبت تسطیر و عربدہ جویان نیرنگی حسن شاہد تقریر عروس زیبائے بیان کی آرائش اس طرح فرماتے ہین کہ ہوشیار کٹنی کو جب ساحر پار دریائے بھر کے لیکر آیا صاحبان دریائے حکم شاہ طلسم بیان کیا یعنی کہدیا کہ جسوقت یہ عورت دریا سے اُترنے کا قصد کرے فوراً راہ دینا اور بجائیت اُتار دینا یہ کہکر ساحر تو مراجعت کر گیا اور وہ محتالہ فقیرنی بنکر لشکر مُرخ مین آئی ہر طرف خیمہ دربار گاہ کے در پر مانگنے لگی ایک دن سراپچے بارگاہ کے اُٹھے تھے اور مُرخ سیر و شت کر رہا تھی دربار معمور تھا کہ اس عجوزہ نے روبرو آکر دعا دی اور سوال کیا مُرخ نے اسکو بارگاہ مین بلایا اور پوچھا کہ بڑھیا تو کون ہو اُسنے کہا واری مین سب عزیز و نکو کھا گئی اب تنہا عاقبت کے بوریے اُٹھانے کو رہ گئی ہون ایک جگہ نوکری کی تھی آپ جانیے اپنے مزاج مین وہی خو بو کسی کی بات سہنے کی عادت نہین اُنھون نے بھی چھڑا دیا آخر بھیک مانگنے لگی بی اب بہت آرام سے ہون دن بھر مانگتا اور شام کو پیر پھیلا کر سو رہنا بیت

گدارا میسر چو شد نان شام		چنان خوش بخسپد کہ سلطان بام	

مُرخ نے ارشاد فرمایا کہ تو میرے یہان بقیہ عمر اپنی بسر کر سرکار سے کھانا دونون وقت ملے گا پڑنے دیے جائینگے خیمہ رہنے کو پائے گی ایک ملازم کاروبار کے لیے تیرے پاس رہے گا اور کچھ کام تجھ سے نہ لیا جائیگا کٹنی نے یہ عنایت دیکھکر زبان کو صفت و ثنا مین کھولا اور براہ مکاری درج دہن سے گوہر سخن کو میزان بیان مین تولا کہ مثنوی

ای خوشت آئین جہان داشتن		ملک بد نیکو نہ توان داشتن	
بنج نہالیکہ تو آبش دہی		میوۂ شاخش نبود جز بہی	

مین بھی یہی امید کر کے آئی ہون کہ مدت العمر سایۂ عاطفت پیرایۂ دامن دولت حضور مین رہون اور زمرۂ مناجاتیون مین شمار کی جاؤن مُرخ نے براہ غریب نوازی پوشاک منگوا کر عنایت فرمائی خیمہ رہنے کو دیا کھانا مقرر کیا یہ جاکر ساکن ہوئی اتفاق سے جسوقت یہ بارگاہ مین آئی تھی کوئی عیار نہ تھا کس لیے کہ عیار تو کم بارگاہ مین رہتے ہین اور عمرو خیمۂ مخمورہ مین بہت رہتا ہی کیونکہ مخمورہ ہر وقت حال نورالدہر کا پوچھتی ہی اور انھین کا حال بیان کرا کر سنا کرتی ہی عمرو کو بہت کچھ دیا کرتی اور وعدہ دینے کا کیا ہی اب اسقدر محبت بڑھی ہی کہ تمام ساحرون مین چرچا ہی

مخمور عاشق عمرو ہی دونون ایک ہی مسند پر پڑے رہتے ہین افراسیاب کو بھی یہ خبر پہونچی ہی آتش رشک مین جلا جی مین کہتا ہی کہ مخمور ایسے نامعقول عیار پر عاشق ہوئی ہی سچ ہی رنڈی کا کیا اعتبار ناک نہ ہو تو گوہ کھائے بمقتضائے بیت

اگر نیک بودے سرانجام زن	زنان را مزن نام بودے نہ زن

سب تو اسکو عمرو کا شیدائی جانتے ہین اور عمرو اسکو بجائے فرزند کے جانتا ہی مال کے لالچ سے اور راز طلسم دریافت کرنیکے لیے خلوت پذیر رہتا ہی قصہ کوتاہ کٹنی نے خالی میدان پاکر مہرخ کے دلمین گھر بنایا اور اپنے افسون آمیز افسانون پر خوب لبھایا ہر وقت کی مصاحبت گرم کرنے لگی اور جو بات وقت تھی ایک دن اسنے اپنی ہنرمندی دکھانے کو پلاؤ بہت خوش ذائقہ پکایا اور دسترخوان پر سامنے مہرخ کے لگایا مہرخ نے اسکو عمدہ سمجھکر کہلا بھیجا کہ اللہ ای مخمور تم کیا آئین خواجہ کے دیکھے کو ہم ترس گئے آج تم بھی آؤ اور عمرو بھی آئین دسترخوان بچھا ہی پلاؤ بہت مزے کا پکا ہی نوش فرمائین جب یہ پیام پہونچا مخمور اور عمرو آکر دسترخوان پر بیٹھے مہرخ نے کہا خواجہ سلامت ہم نے ایک نیا ملازم رکھا ہی اسکو سب باتون مین دخل ہی رکابداری بھی جانتا ہی اسی نے پلاؤ پکایا ہی عمرو کو یہ تقریر سن کر خیال آیا کہ کہین صرصر رکابدار بنکر آئی ہو وہ آگے بھی لڑکی بنکر آئی اور رعد کو پکڑ لے گئی تھی مخمور کی فکر مین اب آئی ہوگی یہ سوچکر قاب اٹھاکر پلاؤ کو سونگھا اور زبیل سے پتھر نکالکر چانولون کو رگڑا پوچھا وہ رکابدار ملازم نیا کہان سے آیا ہی مہرخ نے سب حال بیان کیا وہ ایک فقیرنی ہی مین نے رکھ لیا ہی اسنے کہا سامنے بلواؤ ہوشیار حسب الطلب سامنے آئی عمرو نے صورت بغور دیکھکر کہا کہ عیار یہی تو نہین مگر کٹنی معلوم ہوتی ہی بڑی چالاک ہی تیور بدلہین یہ کہکر فرمایا کہ میری طرف اے نیکبخت ذرا دیکھ تو سہی کٹنی نے آنکھ سے آنکھ ملائی عمرو نے بھلا دادیکر بعد لمحے کے پھر کہا دیکھون تیری آنکھ اسنے پھر انکی جانب دیکھا عمرو نے کہا دیکھیے پہلے جس نگاہ سے اسنے دیکھا تھا اب کی وہ نظر نہ تھی اتنے ہی عرصے مین تیور اور ہو گئے مقرر یہ کٹنی اور اسکی ماں کٹنی اگر کہو تو کوڑے مار کر قبول کرادون یہ کہکر زنبیل سے کوڑا نکالا ہوشیار نے دیکھا کہ بیڈھب اسوقت مار پڑیگی جان جاتی رہے تو عجب نہین دوڑکر قدمون پر گر پڑی اور عرض رسا ہوئی کہ خواجہ سبحان اللہ کیا کہنا آپ کا مثل نہین خوب پہچانا مین ہوشیار کٹنی ہون افراسیاب نے لاکھون روپے دیکر مخمور کے پکڑنے کو بھیجا ہی لیکن اب عہد کرتی ہون کہ کسی طرح کی دغا نہ کرونگی میرا جی نہین چاہتا کہ ملکہ مہرخ کے قدم چھوکر نہین جاؤن کس لیے کہ ملکہ نے میرے حال پر عنایت ہی ایسی فرمائی ہی مگر عمرو نے اسکا عذر سنکر

فرمایا کہ مین کسی طرح تیرے رہنے کی اجازت نہ دونگا کس لیے کہ ع اصل بداز خطا خطا نکند مہرخ نے دیکھا کہ عمرو اسکے رہنے پر راضی نہین ازبسکہ مانوس اس سے ہوچکی ہی گویا ہوئی کہ خواجہ یہ اقرار کرتی ہی کہ مجھ سے خطا سرزد نہ ہوگی اُس کو رہنے دیجیے عمرو نے کہا آپ بادشاہ لشکر ہین جیسا مناسب جانیے کیجیے میرے نزدیک اسکا پاس رہنا اچھا نہین کہ بیت بقول خصم بداندیش غزہ نتوان کرد کسے کہ کرد چنین عافیت پشیمان شد + مہرخ نے کہا کہ یہ الگ پڑی رہیگی مین کبھی اسکو منھ نہ لگاؤنگی یہ کہا اور کنٹنی سے اشارہ کیا کہ وہ سامنے سے ٹل گئی عمرو کھانا کھانے لگا وہ بات رفت و گذشت ہوئی بعد فراغت سب اپنی اپنی جگہ پر گئے ہوشیار دو ایک روز اپنے خیمے سے باہر نہ نکلی اور کسی کو اسنے اپنی صورت نہ دکھائی سب کو کچھ خیال بھی اسکا نرہا بعد دو دن کے بہار اور شکیل کے خیمے مین جانے آنے لگی دل سے کہتی تھی کہ مہرخ کو اگر پکڑلے جاؤن وعدے کے خلاف شاہ طلسم کے ہوگا اور مخمور پاس عمرو رہتا ہی اُسپر قابو نہین چل سکتا آخر ایک رات کو چھپ کر حیرت کے پاس گئی اور سارا حال بیان کرکے کہا کہ آپ میرے ساتھ کوئی ساحر زبردست کردیجیے تاکہ جسوقت مین مخمور کو اپنے قبضے مین لاؤن وہ ساحر گرفتار کرکے شہنشاہ کے پاس لے جائے حیرت نے اُسکی تقریر بعینہ شاہ جادوان کو لکھ بھیجی اُسنے نامہ پڑھکر باغبان سے کہا تم جاؤ اور کنٹنی کے پاس رہو وہ حکم پاکر اُٹھا باغبان کی زوجہ نے چپکے سے کہا مخمور کو شاہ خراب کرنا چاہتا ہی تو کیون اپنی شامت لایا چاہتا ہی اسنے یہ کلام سُنکر جواب دیا کہ تابعدار کو مالک کے کام مین کیا عذر ہی افراسیاب نے بھی اسکی آہستہ تقریر کو سُنکر پوچھا کہ کیا ہی باغبان نے عرض کیا کہ گلچین جانے کو منع کرتی ہی شاہ نے کہا تیری راست گوئی سے مین بہت خوش ہون اچھا اب جا اور مخمور کو پکڑلا یہ آداب بجا لاکر راہی ہوا گلچین بھی اُٹھکر چلی اور راہ مین شوہر سے کہا کہ کیون مجھے رانڈ کیا چاہتا ہی عمرو سے عداوت اچھی نہین اسنے کہا تو واہی ہی بیہودہ بکتی ہی جاکر باغ مین ٹھہر مین شاہ کے کام کو ضرور جاؤنگا یہ کہکر چلا زوجہ اسکی ناچار اپنے باغ مین گئی اور یہ بارگاہ حیرت مین آیا اُسنے کنٹنی کے ساتھ کردیا کنٹنی اسکو بزور بحر صورت بدلوا کر اپنے خیمے مین لائی اور بٹھا کر مخمور کے خیمے مین گئی اتفاق سے عمرو اسوقت کہین گیا تھا اُسنے قابو پاکر درپردہ کیا کہ اے ملکہ مین نے صنعت کرکے ایک چڑیا بنائی ہی آپکے دیکھنے قابل ہی مخمور نے کہا آخر اُس چڑیا مین کیا وصف ہی اُسنے جواب دیا کہ وہ رائے طلسم کے زور سے چینی کی تیلیان باہم لڑتی ہین گاتی بجاتی ہین مخمور کو اسکے کہنے سے اشتیاق پیدا ہوا اور خرامان خرامان اسکے ہمراہ خیمے مین آئی یہان باغبان بیٹھا تھا اُسنے

اٹھکر خاک جمشیدی چھڑک دی کہ مخمور بیہوش ہوگئی وہ کمر مین بچہ دیکر لے اڑا اور کٹنی اسباب وغیرہ سب چھوڑکر بھاگی لشکریان مہرخ نے دیکھا کہ ایک رسی مخمور کے لپٹی ہوئی اڑائے لیے جاتی ہی سب نے غل مچایا عیار اور ساحر دوڑے لیکن باغبان دریاے سحر سے بہت جلد گذر گیا سب حیران ہوکر رہگئے مگر کٹنی بھاگتی ہوئی قریب دریا پہونچی تھی اتفاق سے عمرو جو مخمور کے لیے دوڑتا آیا تھا اسکی نگاہ کٹنی پر پڑی پکارا کہ اے قحبہ کھڑی رہ کہان جاتی ہی کٹنی نے اسکی آواز سنکر بہت جلد اپنے تئین پل پر نزادون پر پہونچایا محافظان دریا نے کہا کہ ہم تجھے ہاتھون ہاتھ پہونچاے دیتے ہین ہنوز لیکر جانے نہ پائے تھے کہ عمرو نے دیکھا یہ نکل جائیگی فی الفور کلۂ فلاخن مین بھر کھینچکر سر پر چرخ دیکر جو مارا کٹنی کے سر پر جاکر پڑا کہ کاسۂ سر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا وہ تڑپ کر مرگئی اُسی کے سرگئی کہ کر دکہ نیا قت کا معاملہ ہوا ساحر عمرو کو پکڑنے دوڑے اسنے گلیم اوڑھ لی اور اپنے لشکر مین آیا باغبان کا حال مہرخ وغیرہ سے کہکر کہا کہ مین جاتا ہون جان بازی کرکے مخمور کو لاتا ہون یہ کلمہ سنکر سب جواب دہ ہوے کہ مخمور کا خدانگہبان ہی آپ نہ جایئے دریاے سحر سے گذرنا مشکل ہی عمرو نے نہ مانا اور راہی ہوا بعد اُسکے اور عیار بھی روانہ ہوے لیکن مخمور کے پکڑ جانے کا حال حیرت نے بھی سنا شاوان دلجان سوار ہوکر باغ سیب مین آئی اُسوقت شاہ طلسم بردہ ظلمات مین گیا تھا باغبان نے مخمور کو لاکر خوب بھر سے مسحور کرکے ہوشیار کیا تھا کہ حیرت پہونچی اور مخمور پر عتاب کرنے لگی کہ او چڈو حرامزادی تجھ سے شہنشاہ نے کیا برائی کی تھی تجکو خاک سے پاک کیا شاہزادی بنایا کل شاہان طلسم تیری خاطر کرتے تھے اور تو عمرو پر عاشق ہوئی یہ کلام حیرت کر رہی تھی کہ ایک لکۂ ابر سرخ آیا اور سواری بادشاہ طلسم کی آئی سب نے استقبال کیا بادشاہ آکر تخت پر بیٹھا اور مخمور کو بہت سخت سست کہا مخمور سمجھی کہ بیشک اب تیری جان گئی افسوس کہ دم مرگ تونے اپنے شاہزادے نورالدہر کی بھی صورت نہ دیکھی یہ کہکر دنیا سے محروم دلی دل سے روکر یہ کہنے لگی کہ ابیات

دیکھا کبھی نہ وصل جدائی مین مر گئے	یونہین ہماری عمر کے دن سب گذر گئے
صبر و قرار و ہوش و خرد یک بیک سبھی	اُسکے دو چار ہوتے ہی یارب کدھر گئے

یہ تو خیال مطلوب مین تھی کہ شاہ جادوان نے دوبارہ خطاب کیا کہ تجھ پر عمرو عاشق ہی اسنے جوابدیا کہ عمرو تو میرے باپ کے برابر ہی مگر اور میرے سیکڑون یار ہین کسی بھڑوے کا اجارہ تو نہین مین ایک دن مین انسی ہزار کرونگی یہ جواب شاہ طلسم سنکر بہت برہم ہوا اور کہا تجھے عمرو کا بھروسہ ہی

کہ وہ آکر چھڑالے جائیگا مخمور نے کہا بھروسہ تو مجھے خدا کی ذات کا ہی لیکن عمرو کا یہان سے چھڑانا کیسا وہ تو آسمان پر سے لے جا سکتے ہین ایسے ہین کہ تیرے نتھنون مین تیر چلاتے ہین افراسیاب نے بہ غصہ کہا کہ او قحبہ تو مجھے اُس عیار سے دھمکاتی ہی مین سامنے اسکے تجھے آگ مین جلاؤن گا یہ کہکر حکم دیا کہ ای حیرت تم اپنے لشکر مین جاکر سامنے فوج مہرخ کے میدان مین لکڑیان جمع کراؤ اور اسکو اسکے رفیقون کے روبرو جلا دو اور ایک ساحرہ نہایت معزز رنگین سحر جادو سے حکم دیا کہ تم جاکر پہرا چوکی مقرر کرو اور لکڑیون کا انتظام وغیرہ کرکے حیرت کی مددگار ہو رنگین سحر حسب ارشاد شاہ گئی ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر چلی اور پار دریا کے اُتر کر روبرو لشکر مہرخ خیمہ استاد کرا کے اتری ساحرون سے حکم دیا کہ انبار ہیزم لگاؤ ساحر صحرا کے درخت کاٹکر ایک جگہ جمع کرنے لگے اتفاقاً عمرو جو فکر رہائی مخمور مین چلا تھا اُسنے ساحرون کو دیکھا صورت ساحر بنکر قریب گیا سبب لکڑی جمع کرنے کا پوچھا اُنھون نے سارا ماجرا بیان کیا عمرو نے چاہا کہ یہان ٹھہر کر کچھ عیاری کرون لیکن شاہ جادوان نے اپنے مقام پر کتاب سامری دیکھی اسلیے کہ مخمور کے چھڑانے کو عمرو ضرور آئیگا دیکھون اسوقت کہان ہی کتاب سے ظاہر ہوا کہ عمرو انبار ہیزم جہان ہو رہا ہی وہان بہ شکل ساحر کھڑا ہی یہ دیکھکر اُسنے حیرت سے کہا لو اُنکے آشنا یعنے عمرو لکڑیون کے پاس آپہونچے اب تم اسکو لیجاؤ اور مین انھین بھی گرفتار کرائے دیتا ہون جوڑے کے جوڑے کو جلا دو یہ کتبہ پتلے کے ہاتھ لکھ بھیجا کہ اے رنگین سحر قریب لکڑیون کے عمرو کھڑا ہی اُسکو گرفتار کرلو اس مضمون کو جب پتلے سے پڑھکر رنگین خیمے سے نکلکر یک نگاہ تلاش عمرو مین دوڑانے لگی عمرو نے بھی اسکو کسی کا جویا سمجھکر گلیم اوڑھ لی غائب ہوگیا اور وہان سے دور ہٹ کر گلیم اُتاری دیکھا کہ برق فرنگی صورت ساحر کی بنا ہوا آتا ہی اُسنے زنبیل عیاری بجاکر اُسکو بلایا جب وہ نزدیک آیا کہا بیٹا آج مخمور جلائی جائیگی اسوقت تم میری صورت بنکر ساحرونکے سامنے جاؤ اور اپنے تئین قید کرا دو پھر مین بچھڑا لون گا برق نے کہا بہت خوب اور فی الفور صورت اپنی مثل عمرو کے بنالی اور لشکر کے سامنے گیا یہان صرصر کو شاہ جادوان نے بھیجا تھا کہ عمرو آیا ہوا ہی تو بھی رنگین سحر کے پاس جا اور حفاظت کر صرصر آکر کئی ساحر اپنے ہمراہ لیکر انبار ہیزم کے گرد ٹہل رہی تھی کہ برق بصورت عمرو ادھر سے گذرا صرصر پنجہ پکڑ کر ڈانٹتی ہوئی بڑھی برق نے بھی خنجر کھینچا اور مقابل ہوا ہنوز دو ایک ہاتھ چلے تھے کہ ساحر صرصر کے ساتھ جو تھے آگرے اور بزور سحر عمرو نقلی کو پکڑ لیا سامنے رنگین سحر کے لائے اُسنے برق کو قید کرکے شہنشاہ ساحران

کو لکھ بھیجا کہ عمرو کو حسب الارشاد والا حضر نے پچان کر گرفتار کرا دیا جب یہ نامہ افراسیاب کو پہونچا پڑھکر بہت خوش ہوا اور بسکہ کتاب تو پہلے خبر دے ہی چکی تھی کہ عمرو آیا ہوا ہی اُسوقت یہ سمجھا کہ بیشک وہی گرفتار ہوا اور دوسرے عیار بھی نے پچان کر گرفتار کرایا ہی اب اِسکے عمرو ہونے مین کچھ شبہ نہین غرض کہ خوشنود ہوکر حیرت سے کہا کہ ای ملکہ تیاری کرو اور اس مخمور کو بھی لے چلو مین بھی چلتا ہون تاکہ عمرو کے ساتھ اسکو جلا کر دل ٹھنڈا کرون حیرت یہ سُنتے ہی اُٹھی کہ اُسکے اُٹھنے سے ہزارہا ساحر اُٹھ کھڑا ہوا طلسم باطن مین غلغلہ پڑگیا جسقدر کہ مخمور کے یہان دوست تھے اُنکو صدمۂ عظیم ہوا اور باہم مشورہ کیا کہ چلکر آخر وقت مین مخمور کو پھر دیکھ لین اور دشمنون نے کہا کہ آج اسکا حال سقیم دیکھکر دل شاد کرین چنانچہ دوست و دشمن سب برسرراہ کھڑے ہوے ادھر حیرت نے ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان مخمور کے پہنا کر تخت سحر پر جادو سے بے بس کرکے بٹھا لیا اور خود اپنے طاؤس پر سوار ہوکر چلی ہزارون ساحر محاصرہ کیے روانہ ہوے اور شاہ طلسم بھی برّے کر و فر سے سوار ہوکر چلا خمار جادو بہن نے مخمور کو لاکھ طرح سمجھایا کہ بہن اگر تو سچے دل سے راسخ الاعتقاد ہوکر افراسیاب کی اطاعت کرے تو مین اپنی ضمانت کرکے تجھے چھڑا لون مخمور نے جواب دیا کہ جلاد میرا ہزار زندگی سے بہتر ہی مین ہرگز ایسے روسیاہ ظالم بادشاہ کی اطاعت نہ کرون گی خمار ناچار چپ ہورہی اور شاہ طلسم سے بھی سفارش نہ کرسکی مگر زار و نزار بہن کے لیے روتی تھی ادھر جو لوگ کہ تماشائی تھے اُنمین بعضے روتے تھے اور بعضے ہنستے تھے اور بعضے جو زیرک دانا تھے وہ عبرت پذیر تھے اور کہتے تھے کہ سبحان اس شاہزادی کا یہ سن اور یہ دن حسن ایسا ہی صورت ویسی ہی مگر اسکا یہ ظلم کہ اسکو جلنے کے لیے مقرر کیا ہی افسوس ہی کہ کیا جفا پسند چرخ بے درد ہی رباعی

در عالم بیوفا کسے خرم نیست		شادی و نشاط در بنی آدم نیست	
آنکس کہ درین زمانہ اورا غم نیست		یا آدم نیست یا ازین عالم نیست	

خلاصہ کلام یہ مجمع قیدی کو لیے مع شاہ طلسم کے آتا ہی لیکن حال عمرو سنیے کہ جب برق گرفتار ہوچکا اسوقت عمرو گلیم اوڑھے خیمہ رنگین سحر مین آیا دیکھا تو یہ مسند پر بیٹھی ہی اور چند ملازم ساحرا اسکے گرد و پیش حاضر ہین عمرو نے صدا دی کہ ای رنگین سحر مین فرشتہ سامری ہون خداوند سامنے درۂ کوہ ہے وہان تشریف لائے ہین اور عمرو کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہین تمھین بلاتے ہین یقین ہی کہ عمر جاودانی عطا فرمائین گے رنگین سحر یہ صدائے غیبی سُنکر بہت خوش ہوئی اور سمجھی کہ ندا دینوالا کوئی دکھائی نہین دیتا بیشک یہ فرشتۂ خداوند کی آواز ہی پس اُسی وقت اُٹھکر تنہا چلی اگر

کسی نے ساتھ چلنے کا قصد کیا تو مانع ہوئی کہ تم لوگ بغیر طلب خداوند جانے کے قابل نہین غرضکہ اکیلی چلکر نزدیک درۂ کوہ کے پہونچی عمرو پہلے سے اسکا منتظر یہان آ بیٹھا تھا اور صورت اپنی نہایت خوفناک بنا چکا تھا کئی سر اور کئی ہاتھ پانون بنائے تھے اور کان اور آنکھ سے شعلے نکلتے تھے رنگین سحر کے آنے سے ایک پلیٹ مین کچھ میوہ لیے ظاہر ہوا اور قریب آکر کہا کہ آپ کو آنے مین عرصہ گذرا خداوند تشریف لے گئے مگر یہ میوہ دے گئے ہین کہ اسکو کھائیے عمر بڑھ جائیگی یہ کہکر وہ میوہ اسکے ہاتھ مین دیا اور آپ سامنے سے غائب ہوگیا رنگین سحر نے جانا کہ فرشتہ تھا میوہ دیکر پاس خداوند کے گیا اس نے میوہ کچھ کھایا اور باقی لیکر خیمے کی طرف چلی راہ مین بیہوش ہوکر گری عمرو نے ظاہر ہوکر کپڑے اسکے لیے اور اسی کی صورت اپنی بنائی اور اسکو زمین کھود کر دفن کر دیا آپ وہان سے خیمہ مین آیا اور ساحر جو لکڑیان جمع کر رہے تھے اُن سے حکم دیا پہلے زمین پر بارود بچھاؤ اُسکے اوپر لکڑیون کا انبار کرو کہ خبر سون کو جلاتے وقت آگ لگاتے ہی فیصلہ ہو جائے دیر نہ لگے کیونکہ عمرو کے مددگار بہت ہین ایسا نہ ہو کوئی بیچ مین پڑ جائے اور آگ مین سے کوئی اُسکو لے جائے یہ کہکر الگ جاکر زنبیل سے بیہوشی ایسی نکالی کہ بارود معلوم ہوتی تھی اور ساحرون کے حوالے کی انھون نے زمین پر اُسکو بچھایا اُسپر لکڑیان ڈھیر کین لکڑیون پر بھی سیرون بارود ڈالدی خوب انتظام کیا اسمین افراسیاب کی سواری بڑی دھوم سے آئی اور حیرت اُس مجرمۂ سرکار عشق ملکہ مخمور کو طوق و سلاسل مین گرفتار لائی اُسکے آنے سے تمام طلسم مین غلغلہ پڑا اور لشکر مرخ مین بھی یہ خبر پہونچی کہ مخمور جلائی جاتی ہی یہ سنتے ہی ہر ایک نے پچھاڑ کھائی اور مرخ جان دینے پر آمادہ ہوئی جلد جلد لشکر طیار کرایا سب سردار نامی و ترنج اسباب سحر لیکر تخت اژدہاے سحر پر سوار ہوے پھر تو نظم

چلی فوج جنگی سوے رزم گاہ	وہ شیرون کا غصہ خدا کی پناہ	بڑھے جس گھڑی سات فولاد پوش
ہوا بحر آہن مین پیدا خروش	کسی سمت سے بڑھ کے ساحر چلے	سواری کے اژدر شرر بیز تھے
ہوئین منقلِ سحر آتش فشان	برستی تھین ہر سمت چنگاریان	پیے سرخ سرخ ہاتھ مین جھنڈیان
کہ دریاے خون جیسے ہو وے روان	وہ باجون کا بجنا وہ قرنا کا شور	وہ آندھی کا چلنا وہ جادو کا زور

غرضکہ یہ لشکر جسدم روانہ ہوا صداے نفیر جنگی سنکر قران صحرا سے دوڑ کر آیا اور مرخ سے کہا آپ کہان جاتی ہین اسنے اپنے ارادے سے مطلع کیا قران نے جواب دیا کہ آج تک ہم تدبیر سے نہ لڑتے تو اب تک شاہ طلسم کے ہاتھ سے قتل ہو جاتے جان دینا کیا مشکل ہی جب چاہو لڑکر مر جاؤ اِس وقت پر کیا منحصر ہی خواجہ صاحب گئے ہین وہ جب تک نہ آئین آگے نہ بڑھو مین خبر لینے جاتا ہون تم یہین ٹھہرو مرخ اسکے روکنے سے

تھی اور یہ بہر خبر روانہ ہوا مگر وہان جب افراسیاب مع مخمور آکر پہونچا رنگین سحر نے استقبال کیا حیرت نے بھر سے ایک بنگلہ بنیا نگار بنایا اور شہنشاہ وہان مسند آرا ہوا ہر طرف ساحران نامی جوق جوق میدان کو گھیر کر کھڑے ہوے اور کسی قدر فوج بہر تحفظ اطبار ہیزم کو محاصرہ کر کے ٹھہری اور افراسیاب نے مخمور کو سامنے بلا کر بھر بہت کچھ سمجھایا کہ اب بھی اپنے افعال سے توبہ کر تو میری رکن سلطنت طلسم اہی شاہزادی ہو کر ایک عیار پر مبتلا ہونا ہجنسون مین ذلت اُٹھانا مناسب حال نہین تو اپنے تئین خیال کر اپنے حسن و خوبی پر رحم کھا ان حرکتون سے باز آ مخمور یہ کلمات نصیحت سُنکر رونے لگی اور آہ سرد دل پُر درد سے بھر کر یکاری نظم

آہ کس پردہ نشین سے دیدۂ دل لڑ گئے	شدتِ گریہ سے جو آنکھون پہ پردے پڑ گئے
بعد مرگ اعمال سے جو اپنے کھینچا انفعال	آخر اس شرمندگی سے ہم زمین مین گڑ گئے
دل ہی جب جھاتی کا پھوڑا ہو تو کیا جینے کا لطف	کیون اجل کیا پانون مین تیرے پھپھولے پڑ گئے

اے شہنشاہ اس عشق نے مجکو آپ مین نہ رکھا بہت آرزو رکھتی ہون کہ جلد مجھے قتل فرمایئے غم عشق سے چھڑائیے افراسیاب اسکی تقریر سُنکر سمجھا کہ یہ باز نہ آئیگی چلا کر حکم دیا کہ لے جاکر مع عمرو کے اسکو جلا دو رنگین سحر نے حیرت سے عرض کیا کہ آپ قید سحر کی دفع کر دیجیے تاکہ مین اس مجرمہ کو لے جاکر انبار ہیزم پر بٹھاؤن حیرت نے کچھ افسون پڑھا کہ مخمور پر سے سحر دفع ہوا لیکن ہزار ہا ساحر جلیل محاصرہ کیے تھے مخمور تنہا کیونکر بھاگ سکتی فلک کو دیکھکر رہ گئی اور رنگین سحر نے اسکو لیجاکر لکڑی کے ڈھیر پر بٹھایا اور عمرو نقلی یعنی برق فرنگی کو بھی پہلو مین بٹھایا برق نے دیکھا کہ لکڑیون کے نیچے بارود بچھی ہی دل سے کہا اُستاد کے نام کو خدا رکھے مشہور ہوگا کہ برق نے اُستاد کے نام پر جان دی کیونکہ اُستاد مجکو گرفتار کرا کر اب تک نہ آئے اب یہان جان جانے کا سامان ہی اس اثنا مین مخمور نے عمرو نقلی سے کہا کہ خواجہ مجھ سوختہ بخت کی محبت مین تمنے اپنے تئین ناحق قید کرایا میرے خون کا عوض شاہ طلسم سے لیتے میرا جلنا اس تغافل شعار فراموش کار شاہزادہ نوراللہر سے بیان کرتے بعد فتح طلسم شاید وہ مغرور ہماری مشت خاک پر آئے کہ لمؤلفہ

بعد فنا یہ خاک جو برباد ہی میری	داسن اہی ڈھونڈھتی یہ کسی شہسوار کا

یہ کہکر زار زار اشک خونین دیدۂ خون بار سے برسانے لگی اور بیتابانہ یہ سنانے لگی کہ نظم

احوال خوشی تھون کا ہم بزم ہین جو تیرے	افسوس ہی کہ ہمنے واں کا نہ بار پایا
ملک لا یک مدت ایسا بسا غمون سے	آخر اُجاڑ دینا اُس کا قرار پایا

کیا اعتباریان کا پھر اُسکو خوار دیکھا آہونکے شعلے جس جا اُٹھتے تھے میر شب سے		جس نے جہان مین آکر کچھ اعتبار پایا وان جاکے صبح دیکھا مشتِ غبار پایا	

برق یعنے عمرو نقلی نے یہ حسرت آگین باتین سنکر جواب یا کہ اے ملکہ خدا کو یاد کر و گھڑی مین کچھ کا کچھ ہو جاتا ہی ہم نے ہزارون ساحر مار ڈالے دیکھو خدا کیا کرتا ہی اس عرصہ مین رنگین سحر نے آکر مخمور کو ڈانٹا کہ اری نمکحرام اب بھی اپنی بدذاتی سے باز آ اس رونے دھونے سے کیا حاصل ہی اپنی جان بچا برق نے جو غور سے دیکھا تو رنگین سحر کو پہچانا کہ اُستاد ہین خوش ہوا کہ اب ضرور چھوٹے اور مخمور نے نڈاق سے جواب دیا کہ اوہ معاملہ کیا مجھے بار بار مرنے سے ڈراتی ہی جادو رہو مین ہرگز شاہ طلسم کی اطاعت نہ کرونگی یہ سنتے ہی رنگین سحر نے پکار کر کہا اے شہنشاہ یہ مجرمہ کسی طرح مطیع نہین ہوتی افراسیاب نے کہا کہ تم ہٹ آؤ اور حکم دیا کہ انبار ہیزم مین آگ لگائی جاے ایک ساحر بولا لیکر دوڑا اُسوقت قران جو خبر لینے آیا تھا بہ مشکل ساحر کھڑا ما جرا سارا دیکھ رہا تھا جیسے ساحر بولا جلا کر چلا تھا قران نے دوڑ کر اُسکے سر پر تبدہ مارا کہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور شور اس کے مرنے کا بلند ہوا آندھی سیاہ آئی آگ تپھر برسنے لگے قران بھاگا اور عمرو نے اُسی غلغلے مین لکڑی کے ڈھیر پر جست کر کے جا کر جال مارا اور مخمور کو کھینچکر زنبیل مین ڈالا اور ازلیکہ سحر تو دفع ہو چکا تھا برق بھی کود کر بھاگا لینا لینا کا غوغا برپا ہوا عمرو بھی بھاگا ساحر جو پیچھے دوڑے عمرو نے حقہ اکشبازی داغ کر انبار ہیزم پر مارا کہ لکڑیون مین آگ لگی اور شعلہ بلند ہوا بارود بیہوشی کی اوڑی اور ساحرون کے دماغ مین دھوان گیا ہزارہا ساحر بیہوش ہو کر گرا یہان تک کہ بنگلہ مین حیرت اور افراسیاب بھی بیہوش ہوے اُسوقت قران نے دوڑ کر مرخ کو اس حال کی خبر دی اُسی وقت وہ لشکر لیے مسلح و مکمل کھڑی تھی آکر گرزی نانخ و تریخ مار کر ہزارون کو بیجان کیا جو بیہوش نہ ہوے تھے وہ بھاگے یہان لشکریان نے تپھر برسانا شروع کیے عمرو چال مار کر لوٹنے لگا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین آفت برپا کی دریا خون کا بہ گیا نظم

وہ تیغ سحر ایک برق غضب تھی جہان اُس شعلہ دم کا پڑ گیا عکس گلے گوشے مین جب چھپنے وہ خونریز ہوے شیرون کے آگے سے وہ گمراہ		کسی کو تاب اُس آتش کی کب تھی وہ گویا شیشۂ آتش کا تھا عکس سوارون نے کیا گھوڑے کو مہمیز پریشان و گریزان مثل روباہ	

اس ہنگامے مین یکایک زمین کو زلزل ہوا اور پریان پکاریان لینے لگین عمرو نے مرخ سے کہا کہ اب یہان نہ ٹھہرو یہ پریان افراسیاب کو ہوشیار کر دینگی اور وہ سب کو گرفتار کریگا حسب ارشاد

مہرخ نے نفیر بجوائی سب فوج جمع ہوگئی یہ سب کو لیکر روانہ ہوئی اور وہان پرلوں نے پکاری
تھہ پر فاہ طلسم کے اور حیرت کے لگائی انکو ہوش آیا عجب حال ابتر اپنے ملازمون کا دیکھا کہ بہت سے
جلے ہوے گرد لکڑی کے ڈھیر کے پڑے ہین اور ہزار دن لاشین خاک وخون مین غلطان آگ لگی ہی
خیمے جلے ہین حسرت ویاس برستی ہی نہ عمرو کا پتہ ہی نہ مخمور جلتی ہی یہ دیکھتے ہی آتش غضب بھڑکی اور
فرط غیظ سے پکارا کہ مجھ سے غلطی ہوئی جو اس پار دریاے سحر کے مخمور کو لایا مگر اب یہ سب باغی میرے
ہاتھ سے بچکر کہان جا ئینگے اب کی کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا غربال جادو
نام ایک ساحر ہی کہ اسکے پاس سحر کا جال ہی کہ اسمین ساحر کی گردن پھنس جاتی ہی اور لٹک جاتا ہی اسی کو
یہ لیتے گیا ہی آیندہ حال اسکا معلوم ہوگا ادھر حیرت آکر اپنے لشکر کو درست اور جمع کرکے اخری اسطرف
مہرخ بفتح وفیروزی اپنی بارگاہ مین پہونچی لشکر نے کمر کھولی بزم مسرت آراستہ ہوئی سب سردار اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھے اسوقت عیار بھی آئے عمرو نے مخمور کو بنسل سے نکالا سب اٹھ کر گلے سے ملے اور
عمرو کی تعریف کرنے لگے عمرو نے کہا ای مہرخ اس کٹنی کے رکھنے کا تم نے تماشہ دیکھا مہرخ نے عذر کیا کہ اب
بغیر تمھاری صلاح کے کوئی امر نہ کرونگی عمرو بولا کہ اب کی افراسیاب بڑی آفت لائیگا اور ای
مخمور تم بھی زبردست جادوگرنی نہین ہو کیون کہ نہ کوئی راز طلسم بتاتی ہو نہ افراسیاب پر سبقت
لیجاتی ہو مخمور نے کہا خواجہ شاہ طلسم کا ہم لوگ کچھ نہین کرسکتے ہین ہین چار روز چاہ سامری پر جاکر
رہون تو ہین وآسمان کے قلابے ملادون انہین شکیل جو عشق خوبصورت مین بیہوش سا
رہتا ہی یہ گفتگو سنکر کچھ آپ مین آیا اور کہا کاش شاہ طلسم مجھ کو پکڑکر میری معشوقہ پاس قید کردے تو
بہتر ہو اور اگر میرا استاد میرے حال کی خبر پاتا افراسیاب کو مزا چکھاتا وہ البتہ ہمسر شاہ جادوان
ہی عمرو نے پوچھا وہ کون ہی اور کہان رہتا ہی شکیل بولا کہ جہان وہ رہتا ہی وہان کوئی جا نہین سکتا
راہ سخت دشوار گذار ہی عمرو نے کہا بتاؤ تو سہی اس نے کہا دو راہین اسکے طلسم کی ہین ایک راہ
تو کوہ عقیق کی طرف سے ہی اور دوسری راہ ملک لوح داران جادو کی جانب سے ہی اور
وہ بادشاہ طلسم ہی اسکا طلسم بھی بہت بڑا ہی مثل طلسم ہوش ربا کے ہی اگر وہان کوئی جاے
اور کسے غاگر دیر امرتا ہی اس سے افراسیاب سے مقابلہ ہی یہ سنکر وہ بھی چلا آئیگا عمرو نے
کہا نام اسکے طلسم کا کیا ہی اور اسکا نام اور راہ کی کیفیت مفصل بتاؤ کہ کیونکر ہی شکیل جواب دہ
ہوا کہ اسکا اسم گرامی نام نامی کوکب روشن ضمیر ہی اور اسکی بیٹی ہی کہ بے مثل ساحرہ ہی نام اسکا
یران شمشیر زن ہی اور نام اسکے طلسم کا نور افشان ہی اگر کوئی جاے تو بیابان ریگستان

کے آگے دریاے ہفت رنگ ملے گا اُس طرف دریا کے سر حد اُسکے طلسم کی شروع ہو جاتی ہی
افراسیاب نے کئی بار چاہا کہ وہان جاکر سر کرون ممکن نہ ہوا نہ اُدھر کا کوئی اِدھر آسکتا ہی نہ اِسطرف
سے کوئی اُس جانب جا سکتا ہی بلکہ کوکب کئی بار چلا بھی آیا افراسیاب نہ جا سکا اور اُس طرف
دریا کے بیابان اور صحرا اُس طلسم کے پڑتے ہین وہ مجھے مفصل طور پر یاد نہین کہ کدھر راہ ہی اور کیا
کیا بنا ہی عمرو نے پوچھا کہ دریاے ہفت رنگ کیسا ہی شکیل نے کہا اُسمین سبز سُرخ زرد سیاہ سفید
سات رنگ کا پانی بہتا ہی عمرو نے افسوس کیا کہ اگر مین ساحر ہوتا تو جاکر لے آتا اور پیا تمھارا
اُسکو پہونچاتا مخمور نے کہا خواجہ اُس دریا کی انتہا سُنا ہی کہ نہین ہی اگر کوئی سیکڑون برس چلے جب
بھی انتہا تک نہ پہونچے اور مین راستہ جانتی ہون بلکہ ایک آدھ عزیز میرا اِس طلسم مین رہتا ہی
مین جاکر جو کہو گے کہ آؤنگی لیکن بڑی خرابی یہ ہی کہ اُس دریا مین نہ کشتی ملتی ہی نہ کوئی ملاح ہی عمرو
بولا کہ کچھ کیون نہ ہو مین جاتا ہون مہرخ نے گھبراکر کہا اے شکیل تو نے بیقراری کرکے خواجہ کو ہم سے
جُدا کیا اب لشکر کس کے سہارے سے رہیگا مخمور بول اُٹھی کہ خواجہ آپ نہ جایئے مین جاتی ہون
یہ کہکر اُٹھی اور اپنے خیمے مین آکر تیاری سفر کرنے لگی لیکن اب کیفیت افراسیاب کی سُنیے کہ اُسنے
غصہ مین آکر کیا تدبیر کی ہی اور کیا آفت برپا کرتا ہی

داستان پکڑ لیجانا صرصر کا مخمور کو اور چھڑانا عمرو کا اور قتل کرنا بہت سے ساحرون کو
اور لانا افراسیاب کا غربال جادو کو اور گرفتار کر لینا جال سحر مین عمرو کو مع کل
لشکر مہرخ کے اور اُٹھا لیجانا جال توڑکر عمرو کو برآن شمشیر زن دختر کوکب کا اپنے طلسم
مین اور ملاقات پہلی مرتبہ ہونا عمرو اور کوکب کی پھر عمرو کا آکر قتل کرنا غربال کو
اور چھڑانا لشکر مہرخ کو پھر لڑنا مصور جادو کا اور عیاریان کرنا عیارون کی اور
نامہ آنا لقا کا اور بھیجنا افراسیاب کا اہلیل اور مہلیل جادو کو واسطے مدد لقا کے
اور مارا جانا اُنکا عیارون کے ہاتھ سے پھر کیفیت جنگ ساحران اور عیاری
عمرو وغیرہ کی لمؤلفہ

ساقیا رندی کی بہار آئی ہی — زمزمہ پرداز ہزار آئی ہی — غنچۂ لب بستہ ہوے خندہ زن
سبز ہوے تختۂ صحن چمن — ہندولا نے پیالہ لیا — جام مے لعل دوسالہ لیا
نافۂ گل نخلۂ ریز آج ہی — بادِ صبا غالیہ بیز آج ہی — ترک شمن مست ہی غمزہ کنان
زلف بنفشہ بھی ہی عنبر فشان — زیب تن لالہ ہوا سرخ لباس — توبہ شکن بن گئے ایمان لباس
عطر فروش اب ہی نسیم سخن — بلبل بستان ہوے محوِ سخن — مست غزلخوان یہ دل بلبل ہوا
زخم زن تار رگ گل ہوا — جس طرف ہی دیکھیے طرفہ بہار — بنت عنب بھی کرے ساقی نکھار
کیون نہو نشتر زن دل آرزو — ساقیا لا منھ سے لگادے سبو — مین دکھاؤن گا تجھے رنگ سخن
صفحۂ قرطاس ہو رشک چمن — پھر کردن مین قصۂ رنگین بیان — پھر ہو تر و تازہ دل دوستان
تاج حریفان ہون کرم سے ترے — مے پلایا قوت کے زنگ کی مجھے — دست سبو ساقیا ہو دستگیر
ہو لبطے دام مین اپنے اسیر — کلکِ سیہ مست ہو میرا روان — پھر لکھون مخمور کی مین داستان
آتش مے نشہ کرے تیز دم — معرکۂ جنگ مین ہو تیغ علم — نشۂ مے ایسا ہو یہ رنگ ساز
پھر قلم جادہ ہو جاہ و طراز — وہ ہون مین جمشید کہ جام شراب — اب ہی سر کاسۂ افراسیاب
لی چکے اے جاہ مے لالہ فام — ہان لکھو افسانۂ شیرین کلام — بلبل تقدیر بہ گلزار جہان
کر دچنان زمزمہ داستان

بخط گلزار حدیقۂ اسما کو یون سرسبز بیان کرتے ہین اور تقریر نگار رنگ کی نیرنگی خامہ جادو طراز سے اس طرح دکھاتے ہین کہ جب سرمست بادۂ محبت یعنے مخمور بامروت زادراہ بہر سفر مہیا کر چکی بارگاہ مین آکر سب سردارون سے رخصت ہوئی اور طاؤس سحر پر بیٹھ کر سمت دریاے ہفت رنگ چلی عمرو نے دل سے تجویز کیا کہ تو بھی اسکے پیچھے روانہ ہو کچھ نہین تو راہ طلسم ہی سے آگاہی ہوگی یہان بیٹھے رہنے سے کیا حاصل ہی یہ سوچکر یہ بھی چلا لیکن مخمور جب سرحد لشکر سے نکلکر صحرا مین پہونچی وہان صرصر عیارہ در کوہ مین کھڑی تھی فکر گرفتاری عیاران کر رہی تھی اُسنے اُسکو جاتے دیکھکر صورت اپنی مثل عمرو کی صورت کے بنائی اور مخمور جب کچھ آگے بڑھ گئی یہ دوڑی اور پکاری کہ اے ملکہ ذرا ٹھہر و مین کچھ کہون کا مخمور نے جو عمرو کو آتے دیکھا طاؤس سے اپنا زمین پر اوتارا صرصر قریب گئی اور حباب بیہوشی مارا کہ مخمور بیہوش ہوگئی اُسنے پشتارے مین باندھ کر پشت پر لادا اور لیکر چلی اُسوقت عمرو جو عقب مین آتا تھا یہان پہونچا دیکھا صرصر پشتارہ لیے جاتی ہی اور طاؤس مخمور کا کھڑا ہی یہ دیکھتی ہی اُسنے ڈانٹا کہ کہان جاتی ہی مین آپہونچا صرصر نے اسکا نعرہ سنکر پشتارہ اُتار کر الگ رکھا کہ عیار زبردست سے پشتارہ لیکر نہ لڑسکون کی غرض نیچہ کھینچکر مقابل

طغرا نگاران رنگین بیان و مرتسمان نقش شاہد بدیع الجمال داستان

ہوئی عمرو نے اسکے پنجہ کا وار رد کرکے حلقے کمند کے مارے صرصر جست کرکے حلقون سے نکلی عمرو نے دوبارہ قابو پاکر جال پشتارے پر مارا اور زنبیل مین ڈال لیا صرصر حلقون سے نکلکر دور گری پھر جھپٹ کر آئی اور پشتارہ چھیننے سے جھلاکر بڑی تڑپ جھڑپ سے لڑنے لگی اتفاق سے ایک ساحر سانانگ وہین تن نام پہاڑ پر بیٹھا یہ کیفیت دیکھتا تھا اُسنے وہین سے سر کیا کہ دو پنجے آکر گرے اور صرصر و عمرو کو اٹھا لے گئے اور سامنے اس ساحر کے لائے اُسنے کہا تم کون ہو عمرو نے کہا کیا کہون شرم کی بات ہی یہ میری جورو ہی لیکن آوارہ ہوگئی ہی پھر آپ جانیے بموجب بیت

زن بد در سرائے مرد نکو		ہم درین عالم است دوزخ او

جب اسکو بدفعلی کرنے سے منع کرتا ہون یہ لڑنے پر آمادہ ہوتی ہی صرصر نے جو یہ کلام سنے لگی کوسنے دینے کہ تیری جورو کے منھ کو جھلسون اور جو مجھے اپنی جورو کہے اُسکی صورت کو آگ لگاؤن منگل کو توار اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدقے اوتارون ای سانانگ س موے دغاباز جھوٹے کی باتون پر نہ جانا مین عیاربچی شہنشاہ جادوان کی صرصر ہون اور یہ عمرو ہی سانانگ یہ کلام سنکر جواب دیا کہ مین ملازم شاہ نہین ہون رعایا ہون اس سبب سے پہچان نہین سکتا اور بزور اگر شناخت کرنا چاہون تو عرصہ تک سحر کرنا ہوگا بدین لحاظ مین تم دونون کو شاہ کے دربار مین لیے چلتا ہون یہ کہکر اُن دونون کو اپنے مکان کے ستون سے باندھ دیا اور آپ گانے لگا عمرو نے دیکھا کہ اس پہاڑ پر مختصر سا مکان بنا ہی فرش فروش شیشہ آلات سے سجا ہی اور ستار کونے مین رکھا ہی سمجھا کہ اس ساحر کو گانے سے بھی شوق ہی یہ جان کر آپ بھی بندھے بندھے گانے لگا اُسنے کہا تمھین علم موسیقی مین بڑا دخل ہی عمرو نے کہا اگر کھلے ہوتے تو مزا دکھاتے ازبسکہ اسکو اُسکے گانے سے ایک محویت کا عالم تھا اُٹھکر کھول دیا اور کہا آپ کچھ شغل کیجیے عمرو نے جوڑی نے کی نکال مُنھ سے لگائی اور ستار اُسکا اُٹھاکر ہاتھ سے بجانے لگا اور غزلیات عاشقانہ اور اشعار مدح حسن بعبتان مین گانے لگا اُسوقت یہ کیفیت ہوئی کہ سانانگ کھانا پینا چھوڑکر زار زار روتا تھا اور سراسر تن ہوکر بت بن گیا تھا جب ذرا ہوش آتا تھا تو بے اختیار تعریفین کرتا تھا اور عمرو خوب جی توڑکر گایا کہ وہان کے تمام وحوش و طیور گرد جمع ہوگئے یہ عالم تھا نظم

گاتا تھا وہ دلکش زمانہ		ٹپہ ٹھمری غزل ترانہ	
واقف تھا ہر ایک زیر و بم سے		الحان سے کٹتے سے تال سم سے	
ہر تال پہ تا نسین قربان		بیخود ہوا باؤلا پریشان	

اسی طرح گاتے گاتے تھم گیا اور عرض کیا کہ ای سانگ مجھے عادت شراب خواری کی بہت ہی اور اگر دو ایک جام شراب کے عنایت فرمایئے تو آپ کو خوب محظوظ کروں سانگ نے حسب خواہش اسکے کشتی بادہ ارغوانی کی لگائی اور کہا تم بھی پیو اور مجھے بھی دو عمرو نے کشتی سے گلابی اٹھا کر شراب جام مین انڈیلی اور سادہ جام خالی از بیہوشی اسکے حوالے کیا اسوقت صرصر جو بندھی ہوئی تھی پکاری ای سانگ یہ شراب بیہوشی آمیز ہی ہرگز ہرگز نہ پینا ورنہ عیار مجھے مار ڈالے گا سانگ اس کلمہ کو سنکر تامل پذیر ہوا مگر عمرو نے ایسا کچھ انجام مصلحت کا سوچکر اوں سادہ جام دیا تھا اسوقت عرض رسا ہوا کہ حضور یہ میری دشمن ہی سامری نہ کرے جو عورت بدی پر آجائے آپ میری خاطر سے اس ساغر کو کسی اور کو پلا کر میری نسبت اس کی علاوت دریافت فرمالیجیے سانگ نے یہ تقریر سنکر اپنے ملازمون کو بلایا ہر ایک ساحر جو اسکے خدمتی ہین حاضر ہوے اُن مین سے ایک کو وہ شراب پلائی کچھ بھی اسکو نہوا سامنے بیٹھا ہنسا کیا عمرو نے کہا کیون حضور آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ عورت میری دشمن ہی سانگ کو عمرو کے قول پر اعتبار آیا اور کہا تو سچا ہی لا ساغر شراب اور دے اُسنے پھر سادہ جام بھر کر دیا یہ تو پینے مین مصروف ہوا اور عمرو نے بیہوشی سلاری بوتل مین فرصت پاکر ملائی اور جو دو ایک ساحر وہان تھے اُنھین پیالے بھر کر دیے اور دور مین سانگ کو بھی جام دیا وہ بھی پی گیا صرصر ہر چند کہتی رہی اسکے چیخنے کی کسی نے سماعت نہ کی اور دو ایک جام سب نے پیے بیہوش ہو گئے عمرو نے صرصر کو بندھے اور بے قابو پاکر چند بوسے لیے اور کہا کیون جانی عیاری بھی تمھین آتی ہی صرصر بظاہر اسکو سننے لگی لیکن دل مین آفرین کرتی تھی اور عمرو نے جال مار کر اُس مکان کا کل اسباب لوٹکر زنبیل مین رکھا اور خنجر سے جو دو ایک ملازم سانگ کے تھے اُنکے سر کاٹے شور اُن کے مرنے کا بلند ہوا اُسنے سانگ کے بھی خنجر مارا وہ رو مین تن تھا خنجر اُچٹ گیا فی الفور اُسکو اُٹھا کر زنبیل مین ڈالا اور صرصر پاس آکر اُسکو چھیڑنے لگا صرصر نے کہا او مونڈی کاٹے اب تو تیری مراد پوری ہوئی مجھے تو کھول دے عمرو نے کھولنے کے ارادے ہاتھ بڑھا کر اُسکے سینے پر رکھا صرصر نے سسکی بھر کر کہا سامری کی قسم جو تو نے مجھے بے طریق ہاتھ لگایا تو اپنی اور تیری جان ایک کرونگی الغرض یہ تو صرصر سے مصروف دل لگی کرنے مین ہی مگر افراسیاب جو غائب ہوا تھا طلسم باطن کے ایک پہاڑ پر آکر پہونچا وہ کوہ گلہائے بوقلمون سے گلدستہ بنا ہوا تھا قلعۂ کوہ پر صندل کا بنگلہ بہت آراستہ تھا منداسمین بھی تھی غربال جادو مع اپنے رفیقون کے صحبت آرا تھا جب شاہ طلسم پہاڑ پر قدم زن ہوا پرنے جادو کے اسکو آمد شاہ کی خبر دی وہ بہر استقبال بنگلہ سے نکلا اور پاس آکر تسلیم کی شاہنشاہ نے گوشۂ چشم سے سلام لیا

اور فرمایا کہ اے غربال تم جال بحر کا لے جاؤ اور سب نکرامون کو قید کر لو اُس نے عرض کیا بہت خوب لیکن شاہ جو میرے کلبہ احزان مین تشریف لائے ہین تو بنگلے مین آکر قدم رنجہ فرمائین مین حاضر ہون جوار شاد ہوگا بسر و چشم بجا لاؤن گا افراسیاب حسب التماس بنگلے مین آکر مسند پر جلوہ فرما ہوا اُسی وقت طائر خوش رنگ سامنے آئے اور بزبان فصیح گویا ہوے کہ اے شہنشاہ سانگ روئین تن کے گھر کو عمرو نے لوٹ لیا اور جو کچھ ماجرا گذرا تھا سب بیان کیا افراسیاب نے یہ کیفیت سُنکر غربال سے کہا کہ کسی کو بھیج تاکہ عمرو کو سانگ کے گھر سے پکڑ لائے اُسنے حسب ارشاد شور جادو اور ناوک جادو نام دو رفیق اپنے روانہ کیے اور آپ خدمت شاہ مین مشغول رہا کشتی شراب ناب کی حاضر کی ارباب نشاط کو بلایا جلسۂ عشرت جمایا مگر ناوک جادو وہان جاکر پہونچا کہ عمرو اختلاط صرصر سے کر رہا تھا اُسنے دیکھا کہ آندھی آئی اور علامت آمد ساحر معلوم ہوتی ہی یہ دریافت کر کے فوراً گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا اس اثنا مین ناوک آکر پہونچا اور صرصر کو بندھے دیکھکر مستفسر ہوا کہ عمرو کہان گیا اُسنے کہا آپ کو آتے دیکھکر بھاگ گیا بولا کہان جائیگا مین ابھی پکڑے لاتا ہون یہ کہکر چلا صرصر نے پکارا کہ مجھے کھولتے جاؤ اُسنے جواب دیا کہ تجھے کھولنے مین عرصہ ہوگا وہ عیار نکل جائیگا اُسکو پکڑ لاؤن تو تجھے آکر چھڑاؤن یہ کہتا ہوا باہر نکلا عمرو بھی گلیم اوڑھے اُس مکان سے باہر آیا دیکھا کہ ساحر مجھے ڈھونڈھ رہا ہی خیال کیا کہ یہ اکیلا تو ہی مار وا سکو یہ سوچکر گوشے مین ٹھہر گیا ناوک صرصر کو زنبیل سے نکالکر پچکارے سے کھولا اور ہوشیار کر کے سب حال کہا صرصر ساری حقیقت سے آگاہ ہوکر ڈانٹتی ہوئی چلی اور عمرو ٹھہر رہا ناوک نے جو اسکا للکارنا سُنا نابخ پکڑکر سامنے آیا اور حربہ کیا صرصر نے اشارہ کیا کہ نابخ اُسکا دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا پھر اُسنے کمان سحر کی نکالی اور تیر مارنا شروع کیے صرصر نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلا زمین سے خنجر لیکر نکلا اور تیرون کو اُسنے قلم کرنا شروع کیا اُسوقت صرصر نے ناریل جادو کا پڑھکر مارا کہ سینۂ ناوک کو توڑ گیا اور وہ مرکر زمین پر گرا غوغاے عظیم بلند ہوا عمرو نے آکر اسکا جھولا اسباب سحر کا اور کپڑے وغیرہ اُتار لیے اسوقت شور جادو آکر سانگ کے گھر مین پہونچا اور صرصر سے حال پوچھکر باہر نکلا صرصر نے کہا مجھے کھولتے جاؤ اُسنے صرصر کو کھولدیا جب باہر نکلا دیکھا شعلۂ آتش بلند ہین اور صدا آتی ہی مارا ناوک جادو کو یہ گھبراکر دوڑا صرصر نے اسکو دیکھکر للکارا کہ ادھر آ کہان جاتا ہی نعرہ سُنکر یہ مقابل ہوا اور اپنے سر کے بال نوچکر صرصر پر مارے کہ وہ بال ماران سیاہ بنکر چلے صرصر نے اپنے کان سے بالا اُتار کر مارا کہ اُسنے بڑھکر اُن سانپون کو حلقے مین گھیر لیا اور ایک گولا فولادی سحر پڑھکر لگایا کہ شور کے سر پر پڑا سر پھٹ کر بھیجا نکل گیا یہ بھی دا صل جہنم ہوا

پیر فریاد کرتے سمت شاہ طلسم گئے یہان مخمور اور عمرو پھر سمت طلسم کوکب چلے عمرو نے کہا اے ملکہ پیدل نہ چلو تخت سحر تیار کرو مخمور نے کہا خواجہ تم لشکر مین جاؤ مین چلی جاؤنگی عمرو نے کہا مین تمھارے پیچھے نہ آتا تو پھر تم کو شاہ طلسم پاس صرصر لے چلی تھی میرا چلنا تمھارے ساتھ ضرور ہی مخمور یہ سنکر بھی کہ اسکے ساتھ چلنے مین غم عشق برطرف ہوگا یہ تجویز کرکے تخت سحر سے بلا کر سوار کرکے راہی ہوئی ادھر پیر سحر کے افراسیاب پاس پہونچے اور قتل ناوک و شور بیان کیا یہ سنتے ہی شہنشاہ غربال کیطرف متوجہ ہوا اسنے کچھ کہا نہ سنا فی الفور جال سحر کا لیکر بمنصب تمام چلا اور ہنوز کوس بھر مخمور و عمرو گئے ہونگے کہ تاریکی ہوگئی اور گلے مین دونون کے پھندا پڑگیا دونون اڑتے ہوئے جاتے ہی تھے بروے ہوا لٹک گئے پھر جو روشنی ہوئی دیکھا کہ سنہری کڑیون کا جال زیر آسمان دور تک پھیلا ہوا ہی ادھر غربال نے سحر کا طائر روانہ کیا اے شہنشاہ کترین نے حضور کے گنہگارون کو گرفتار کیا ہی طائر نے جاکر خبر عرض کی افراسیاب شادان و فرحان چلا اور آکر ایک نعرہ مارا کہ اے عمرو بڑی سرکشی تونے کر رکھی تھی دیکھا تونے کہ کیا ہوگیا ایسی صدا یہ ہولناک دی تھی کہ عمرو اور مخمور دونون بیہوش ہوگئے افراسیاب نے دونون کو جال سے چھڑا کر رسی مین باندھا اور لشکر حیرت کی طرف چلا غربال سے کہا تم جاؤ اپنا لشکر لیکر آؤ سب باغیون سے مقابلہ کرو وہ لشکر لینے روانہ ہوا اور افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا اُسنے استقبال کیا شاہ تخت پر بیٹھا عمرو اور مخمور کو ہوشیار کیا انھون نے دیکھا کہ ہم دونون رسی مین بندھے ہین اور حیرت کرسی پر بیٹھی ہی شاہ طلسم سامنے متمکن ہی یہ دیکھکر نظر بخدا کرکے خاموش ہورہے پھر غربال جو اپنے مقام پر آیا بارہ ہزار ساحر کا یہ مالک ہی انھین حکم تیار ہونے کا دیا حسب الحکم نفیر سحر بجی ہر ایک سلح و مکمل ہوا اسباب سحر سازی اپنے ہمراہ لیا طائران سحر پر سوار ہوکر لشکر چلا آگے آگے غربال کرگدن پر سوار اسکے برابر برابر خرسان جادو و بیران جادو جلاد زبردست جادو خونخوار روئین تن جادو وہم جادو غربت جادو آتشبار جادو و ناقوس جادو وغیرہ تمام سردار چلے دم بدم جو سامری و جمشید کی بولتے تھے آگ پانی برساتے راہی ہوئے نظم

دریا کی طرح خروش پیدا	موج لشکر سے جوش پیدا	شبدیز صبا کے ہمعنان تھے
سیاح زمین و آسمان تھے	سرخ آنکھین روان لہو کے دھارے	ہر سمت برستے تھے شرارے
آندھی اٹھی دن بنا شب تار	شعلے ہوے چار سو نمودار	چھایا بدلی کی طرح لشکر
مثل گیسو چڑھا وہ سر پر	پہونچا حیرت کی فوج مین وہ	آیا جرات کی موج مین وہ

جب لشکر حیرت کے برابر پہونچا بہر تعظیم سردار آئے اور بارگاہ مین لے گئے حیرت نے لشکر اتروایا بارگاہ

غربال کی آراستہ ہوئی سردار اس کے فرد کش ہوے وہ دن اس آمد لشکر مین تمام ہوا اور دام ظلمت شب صیاد روزگار نے عالم مین بچھایا اور مرغ منور مہر قفس مغرب مین قید ہوا نظم

مانند بلاے زلف خمدار — نازل ہوئی شام سر بر آکبار — تاریکئی شام شامتا آئی
گویا صبح قیامت آئی — غربال جادو سے شاہ طلسم نے کہا کہ مین آج لشکر مین رہونگا تو طبل رزم بجوا کل کا معرکہ مین دیکھکر جاؤنگا اسنے حسب الحکم لشکر مین نقارہ رزم بجوایا حیرت کے لشکر مین کوس جنگی گرگڑایا عیار لشکر مین بشکل مبدل حاضر تھے کل حال دریافت کرکے روبرو ے ملکہ مہرج کے بارگاہ مین آئے اور بعد دعا و ثناے شاہی کے عرض پرداز ہوے کہ عمرو اور مخمور قید ہوکر آئے ہین اور غربال جادو نے انھین جال مین پھنسکے قید کیا ہی اور طبل جنگ بجوایا ہی کل ارادہ نبرد رکھتا ہی مہرج نے حال گرفتاری خواجہ سنکر اشک حسرت گرائے اور غربال کا نام سنکر رنگ چہرے کا فق ہوا بجھی کہ اب جانبری غیر ممکن ہی لیکن دل کو مضبوط کرکے زبان سے کچھ نہ کہا کہ فوج بیدل ہو جائیگی بلکہ حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل رزم بجے سردارون نے حکم پاکر نقار خانہ مین جاکر کوس حربی بجایا لشکر مین خبر جنگ شتہر ہوئی جسدم بہادرون کے کان مین صداے نقارہ پہونچی اسلحہ صیقل اور درست فرمانے لگے ساحر بحر جگانے لگے سلح خانون سے وہ وہ تیغ جوہردار نکلی کہ جوروز مصاف رگ سنگ کاٹے دریا مین پشت نہنگ کاٹے دم مین خون عدو چاٹے نظم

کاٹے درمیان رزم گر خود — بکتر چار آئینہ زرہ خود — کاٹے سر و دوش سینہ صاف
اکدم مین کرے وہ صف کی صف صاف — رن مین جو برس پڑے وہ خونبار — مواج ہو خون کا بحر ذخار
ہر سودہ دوان لہو کی صورت — ہر رگ مین روان لہو کی صورت — سشوقہ نماز مین لچک مین
کس مین بل مین چمک دمک مین

آج کی رات ہر سمت اک شور محشر بپا تھا کہین ڈمرو بجتا تھا کسی جا آسی بجھی تھی سنکھ پھکتا تھا کوئی چپ بیٹھا دھیان کرتا تھا کوئی مصروف اشنان مین کسی نے پکارکر بیر بلائے تھے کوئی مالا جپتا تھا کوئی چپکا بیٹھا تھا کہین بھیرون اور نارسنگھ کی اگیا تھی کہین کلوا مدابیر کی پکار تھی کسی نے موہنی کی پڑھنت پڑھی کسی نے لوناچماری کی بھینٹ دی کسی نے بکرا حلال کیا تو کہین سور چڑھایا گیا کوئی منتر جگاتا تھا اور کوئی جنتر بناتا تھا کلیان اور بھنگے پڑے پڑے تھے کہین انڈے کٹے تھے الحفیظ والامان وہ اژدرون کا پھنکارنا مورون کا بھر کے چنگھاڑنا شیرون کا ڈکارنا اسد فلک کا کلیجہ دہلاتا تھا حمل چرخ کو چکر مین لاتا تھا سکلموم کا دھوان سپہر دوار تک پیچیدہ ہوکر گھٹتا تھا لونگ کا بخور ہو رہا تھا شراب کی بوتل ہر کہین لنڈھی تھی زمین

ہر جگہ پی جتی تھی کسی جا گوگل سُلگ رہا تھا جو چو کی سیوا کرتے تھے اُنھون نے لوبان جلایا تھا یون تا
وقت سناٹے آتے تھے ڈلا بجنے سے ساحر گردن ہلاتے تھے کوئی بیٹھا گردن کا خون اگیاری مین دیتا
تھا کوئی بائین ہاتھ کی چھنگلیا چھیدتا تھا کوئی جھوستا تھا کوئی چوک جلا کر ڈنڈوت کر کے زمین چومتا
تھا مرخ و بہار و سرخ سوونا فرمان و طاؤس و ہلال سحر و آفت و شکیل وغیرہ سب نے
سحر تازہ تیار کیے تھے آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہوے تھے کائنات کے جادو بنائے جبر پڑے
زبردست بلائے تھے ایسے منتر جگائے تھے نظم

جادو ایسے تھے اُن کے بس مین	پھرے ہوے تیر تھے قفس مین	نعرے جھنجھلا کے گر لگائین
دشمن کو رہ فنا دکھائین	نیزی مین وہ مثل نشۂ مل	اوڑنے مین برنگ نکہت گل

اسی طرح تمام رات جانبین مین تیاری جنگ سے غوغاے عظیم برپا رہا جسوقت کہ ساحر شب مثل افراسیاب ظلمات
کی طرف سدھارا اور آفتاب چوکیدارون کی طرح گنبد خاور سے دام زرین شعاع لیے بصد جاہ و جلال باہر آیا نظم

طاؤس سحر اوڑا ہوا پر	پہونچا سر گنبد سما پر	اٹھا گرد و غبار کی طرح
گردون پہ چڑھا بخار کی طرح	دم سحر معرکہ رزم کا ہنگامہ گرم ہوا لشکر دونون جانب سے
وادگاہ مصاف مین وارد ہوے تخت حکومت پر ملکہ مرخ سوار گرد تمام سردار مرکبہاے پری پیکر
زیران تختہاے سحر روان طاؤس و عقاب و فیل و ہنس آتشین پران دمبدم کرنا اور جلا جل بجتی
تھی زمین لرزتی تھی بہادر خندہ زن نامردون کا لرزان بدن ساحر منھ سے شعلے اُڑاتے سحر کی
نیرنگی دکھاتے جب جنگ گاہ مین پہونچے ابر سحر پر ساگر گرد بٹھا کر صف آرا ہوے یکایک ہزار
در ہزار رنگ کے باجے بجتے سنائی دیے اور صداے طرقوا بلند کرتے طائر سحر نظر آئے چونسٹھ ہزار
نقارے ایک بار بجے کہ تمام پہاڑ ہلنے لگے اور بنگلہ زمرد کا بنا ہوا بزور سحر اڑتا ہوا پہونچا اندر اس بنگلے
کے تخت جواہر آگین بچھا تھا کئی سو گرد تخت کے کرسیان نصب تھین شاہ طلسم تخت پر جلوہ گر تھا
اور برابر حیرت بیٹھی تھی سامنے ہزارون نازنین بہ لباس زرین دست بستہ عہدے ہاتھون
مین لیے سرگرم خدمت تھین اور بنگلے کو گھیرے لاکھون ساحر شیرواژدرآتشین پر سوار ڈرونی
صورتین بناے شرربار و شعلہ بیز میدان مین آکر ٹھہرے پھر ایک طرف سے غربال جال
لیے مع اپنے سردارون کے بارہ ہزار ساحر لیکر جنگاہ مین صف آرا ہوا اس مجمع کو دیکھکر فلک بھی
چکر مین تھا ترک فلک کا جی چھوٹ گیا وہ میدان سے آتش سحر کے شرر کرۂ نار تک جاتے تھے
آندھی نے چشم خورشید کو اندھا بنایا تھا بجلیان چمکتی تھین ابر شق ہو کر صداے مہیب دیتے

بڑے بڑے پہاڑ اکھڑکر بروے ہوا قائم ہوے تھے الحاصل ہر طرف ایک ہلچل پڑی تھی
قیامت کبریٰ برپا تھی کہ بموجب ابیات

گھنگھور گھٹا مین آرہی تھین — بام گردون پہ چھا رہی تھین
بادل کی گرج ہوا کے جھونکے — موج باد صبا کے جھونکے
بجلی کی کڑک وہ ابر کا زور — کوندھے کی لپک وہ رعد کا شور
افلاک یہ کانپتا تھا خورشید — منھ ابر مین ڈھانپتا تھا خورشید
چلاتی تھی توس ہوکے دل گیر — گوشے مین چھپا تھا سہم کر تیر
تھا شاخ نہال تر مین رعشہ — ہر ریشہ و برگ و بر مین رعشہ
تشویش مین جان انس و جان تھی — ہونٹھون پہ صدائے الامان تھی

جسدیم صفوف جدال ترتیب ہوچکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑک کر کہا ای نامیو یہ دن قسمت سے نصیب ہوا یہ معرکہ تقدیر نے دکھایا کسی کو کب میسر ہوتا ہی آج کونسا مائی کا پوت مہابلی رن چڑھکر نام پر جوجھ مرتا ہی کھیت رہتا ہی اور کون اپنی مان کا لال سرخرو ہوکر پالا جیت رہتا ہی بڑے باپ کا وہی بیٹا ہی جو کھرپد کر دشمن کو مارے اور وہی پوت کپوت ہی جو لڑنے مرنے سے جی ہارے یہ کہکر کڑکیت ہٹے اور **خرسان خرس دندان** اپنے سردار نابکار کو **غربال** نے حکم دیا کہ تو جاکر لشکر حریف کو شکست دیدے وہ حسب الحکم اژدر اڑا کر **افراسیاب** سے اجازت لیکر میدان مین آیا اسوقت بحکم شاہ طلسم **عمرو** اور **مخمور** کو جال مین باندھکر بروے ہوا لٹکا دیا **مرخ** و بہار وغیرہ نے لٹکے دیکھکر خاک سر پر ڈالی اور مطیعون مین ایک ساحر سلسلہ جادو نام کو بمقابلہ خرسان بھیجا جب یہ جاکر مقابل ہوا اس نے ناریل بحر کا مارا سلسلہ نے زمین پر دو ہتڑ مارے کہ ایک زنجیر نکلکر اسکے لپٹ گئی اسنے ایسا افسون پڑھا کہ ایک پتلا خنجر لیے زمین سے نکلا اسنے خنجر سے زنجیر کو کاٹ دیا **خرسان** جو چھوٹا فوراً زمین پر لوٹ کر مانند شعلہ جوالہ کے بنا اور سلسلہ پر آگرا اسنے ہر چند رد سحر کیا کچھ نہوا آخرکار جلنے لگا سارے جسم مین آبلے پڑگئے تڑپ کر مرگیا اور شور برپا ہوا یہ سانحہ دیکھکر **مسلسل** جادو بھائی **سلسلہ** کا دوڑ پڑا اور **خرسان** پر اپنی کمر سے زنجیر کھولکر ماری کہ وہ سانپ بنکر لپٹی وہ پھر زمین پر گرا اور طاؤس بنکر سانپ کو نکل گیا اور اڑکر سر پر **مسلسل** کے آکر منقار ماری کہ وہ بیتاب ہوکر گرا اور مرگیا غل اسکے مرنے کا برپا ہوا اسوقت **توبرق مخشر** کو تاب نہ رہی بیٹے کو اپنے ارشارہ کیا رعد زمین مین غرق ہوا اور برق مخشر بجلی بنکر چمکتی ہوئی چلی کہ یکایک رعد

پاس حریف کے نکلا اور اس طرح جھپٹا کہ خرسان بیہوش ہوکر گرا اور اسے برق محشر کڑکڑا کر جو گری دو ٹکڑے کر کے زمین میں اتر گئی ہنگامہ محشر آسا بلند ہوا کہ مارا خرسان جادو کو یہ معاملہ دیکھکر افراسیاب نے نعرہ مارا کہ لینا اے غربال اُسنے دوڑکر جال مارا کہ رعد کی گردن پھنسی اور یہ بھی لٹک گیا اس عرصہ میں برق محشر زمین سے نکلی اور بیٹے کو گرفتار دیکھکر چمکی۔ کہ غربال پر گری اُسنے جال مارکر اُسکو بھی پکڑا اور برابر عمرو اور مخمور کے دونوں کو لٹکا دیا رادی کہتا ہی ایک سرا جال کا غربال کے ہاتھ میں ہی اور دوسرا سرا آسمان پر پھیلا ہی نظر نہیں آتا کہ کتنی دور یہ جال مارکر آدمیوں کو لٹکاتا جاتا ہی۔ القصہ جب رعد و برق محشر لٹک چکے غربال اپنی جگہ پر جا کھڑا ہوا اور اپنے سردار ببران جادو سے حکم دیا کہ جاکر باقی ماندہ حریفوں کو تو غارت کردہ بموجب ارشاد اسکے اپنا شیر اُڑا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا اسوقت قریب تخت مرخ طاؤس سحر پر بصد زیبایش بہار سوار تھی سر سے پانک زیور زمردین پھنے جھالے کان سے بڑھکر کمر تک موتی کے پہونچے تھے مانگ موتی سے بھری آنچل لہو کا دوپٹہ سر پر پائجامہ بوقلمون دارا طلس کا پائنچے کلائی پر ڈالے طاؤس سے کود کر سامنے حریف کے گئی افراسیاب نے جھک کر دیکھا اور سینے پر ہاتھ مارا نعرہ آہ سرد کھینچکر حیرت کے لحاظ سے چپ ہو رہا ادھر ببران نے دوڑکر تیغہ بہار پر مارا یہ فوراً زمین میں سما گئی مگر سر اپنا باہر رکھا سر پر گلدستہ مانند کلغی کے لگا تھا ببران کا تیغہ اُسی گلدستہ پر پڑا پنکھڑیاں اُسکی بکھر گئیں اور پھولوں کی خوشبو ہر سو پھیلی ببران نے کہا کیا خوشبو عمدہ ہی اسوقت بہار زمین سے نکلی اور بحر ٹھہر پکاری کہ اے بہار آ جھونکے ہوا کے سرد کے آنے لگے اور گلستان سرسبز و شاداب نظر آتے تھے دم بھر میں یہ عالم ہوا کہ نظم

گلدستۂ گل مہک رہے تھے	مرغان چمن چہک رہے تھے	کیو نکر نہ رخ زمین کو ہو ناز
سبزے کی روش ہی سبزہ آغاز	ہر پھول سنگار کر رہا تھا	ہر نخل نکھار کر رہا تھا
بلبل کی زبان پہ تھا ترانہ	بدلی کا کھچا تھا شامیانہ	جو پھول تھا کھلکھلا رہا تھا
جو غنچہ تھا مسکرا رہا تھا	بھیگیں ہیں مسیں کہ تر زمیں ہی	سبزہ خط عارض حسیں ہی
سنبل بھی خوشی کے ذکر میں تھی	کنگھی چوٹی کی فکر میں تھی	مستی سوسن لگا رہی تھی
نرگس نہ لبس دکھا رہی تھی	مہندی تھی کھڑی قطار باندھے	صف تھی لب جوئبار باندھے
شمشاد عصا لیے کھڑا تھا	خم پشت ادب کیے کھڑا تھا	اس باغ سحر میں وہ نگا لاگر

ٹھہری اور پکاری کہ لے ببران تم نے بھی میان کے پھول سونگھے کچھ بہار دیکھی ببران یہ صدا

تنکر دوڑا اور باغ مین آکر عرض پیرا ہوا کہ اب یہ پھول سونگھتا ہون اور کچھ گلہاے خوشبودار توڑکر سونگھے پھر تو بہران اپنے گریبان کو پھاڑکر پکارا کہ بیت

ننگ جامہ دری و پاس عزیزان کیسا	دامنِ یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا

میری جان **ملکہ بہار** جو مجھے ارشاد فرمایئے بجالاؤن اُس سراپا بہار نے ارشاد فرمایا کہ جا **غربال** کو پکڑلا **بہران** وہان سے تالیان بجاتا شعر عاشقانہ پڑھتا سمت **غربال** چلا اور آکر فوج پر اُسکی گرا جسکو اُسنے ناریل مارا جلا دیا جس پر ناریل مارا دو کر دیا آفت برپا کردی سیکڑون ساحر مار ڈالے غلغلہ جو بلند ہوا **افراسیاب** نے **حیرت** سے کہا دیکھو یہ تمھاری بہن کا کرشمہ ہی یہ کہکر ہاتھ اپنے اُٹھائے انگلیون سے ایک بجلی چمک کر **بہران** پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے **حیرت** نے کہا حضور نے اپنے ملازم کو آپ ہی قتل کیا شاہ نے جواب دیا کہ اُسپر سے سحر بغیر مارے نہ اُترتا اور یہ ہزارون کا فیصلہ کر دیتا یہ کہکر نگلے سے بیٹھے بیٹھے ایک ناریل چشمان بہار پر مارا کہ اُس ناریل کے باغ مین گرنے سے شرر پیدا ہوے اور گلشن مین آگ لگی انار مثل انار آتشبازی کے چھوٹنے لگے اور سرو ہر ایک سرو چراغان بنے گلہاے سرخ مثل چراغ کے روشن تھے کہ بموجب **نظم**

سرو آتشبار ہو گئے تھے	شمشاد چنار ہو گئے تھے	کھل کھل کے انار ٹوٹتے تھے
گلشن مین انار چھوٹتے تھے	باغ آتش گل سے جل رہا تھا	پنکھا ناردن کا جھل رہا تھا
ہر پھول بنا چراغ کا گل	شعلہ ریز گل دھوان تھا بلبل	
طوطی قفس کے ہم زبان تھے	آتش زن مرغ نغمہ خوان تھے	

آخر سارا باغ جب جل گیا سحر ٹوٹنے سے بہار پر بیہوشی چھائی **افراسیاب** نے نعرہ مارا کہ لینا اسکو **غربال** نے آکر جال مارا کہ گردن پھنسی اور یہ بھی لٹک گئی پھر تو **نافرمان** اور **مرخ** مع وغیرہ زار زار روئین اور **نافرمان** سحر کا نیچہ کھینچکر **غربال** کی طرف چلی اُسنے اپنے سردار **خونخوار** سے کہا روک اسکو اُسنے بڑھکر ترسول مارا **نافرمان** نے جادو کی سپر پر روکا اور جوڑے سے ناریل نکالکر مارا کہ شعلہ ہاے آتش نے **خونخوار** کو گھیرا اُسنے سحر پڑھکر دستکدی کہ دریا پیدا ہوا اور پانی نے آگ کو بجھا دیا اُسوقت شاہ طلسم نے نعرہ مارا کہ اے **غربال** لے اسکو پھر اُسنے دوڑکر جال مارا کہ **نافرمان** بھی لٹک گئی یہ کیفیت دیکھکر **مرخ** بغضب تمام تخت پر سے کودی اور قریب **خونخوار** پہونچکر اُسکے لپٹ گئی اُسنے ہر چند سحر کیے اور ترسول مارے لیکن اُسنے نہ چھوڑا اور بزور سحر صورت شیر غران کی ایسی بناکر اسکو چیر کر پھینکدیا ہنگامہ برپا ہوا کہ مارا **خونخوار** کو **غربال** جال لیکر دوڑا **مرخ** زمین مین غرق ہو گئی اور پشت پر **غربال** کے نکلی چاہا کہ دوڑکر اسے بھی

لپٹ کر چپر ڈالون اسکو غضبناک دیکھ کر جلاد زبردست بیچ مین آگیا ملکہ سرخ مو نے جو مرخ کو تنہا دیکھا طاؤس کو اڑا کر جلاد کا جا کر سامنا کیا اور کچھ ستارے ہاتھ پر رکھکر جو اڑائے وہ فلک کی طرف جا کر وہان سے مثل تیر شہاب سر پر جلاد کے گرے کہ اسفل کی طرف سے نکل گئے غلغلہ ہوا کہ کشتی جلاد زبردست جادو را غربال جال لیکر اسکی جانب پھرا سرخ مو بھی زمین مین غرق ہو گئی اس عرصہ مین مرخ میدان سے الگ جا کھڑی ہوئی اور وہم جادو نے غربال سے کہا آپ بھی ہٹ جایئے مین سب کو گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر تابخ پکڑ کر آگے بڑھا غربال بھی علیحدہ جا کھڑا ہوا اسوقت مرخ موزمین سے نکلی وہم نے تابخ کھینچکر مارا سرخ مو نے دستک دی تابخ اُلٹا پھر گیا وہم نے اپنے پھرے ہوے سحر کو بمشکل روکا دونون مین رد و بدل ہو رہی تھی کہ غربال جال لیکر دوڑا مرخ نے اسکو آتے دیکھکر بہ چستی تمام تر وہم پر دوڑ کر تلوار ماری کہ اسکی کمر پر پڑی دو ٹکڑے اسکے ہوے شور اسکے مرنے کا برپا ہوا اور مرخ و سرخ موزمین مین سما گئین غربال جال لیے کھڑا رہ گیا اسوقت عزت جادو نے پاس آکر کہا آپ ہٹیے مین ان دونون کو پکڑے دیتا ہون اس اثنا مین سرخ مو باہر نکلی عزت نے دوڑ کر کمند سحر کی ماری سرخ مو تڑپ کر کمند توڑ کر نکلی تھی کہ غربال نے دوڑ کر جال مارا گردن اسکی بھی پھنس گئی اور برابر اور دن کے لٹک گئی اسدم مرخ زمین سے ظاہر ہوئی اور غربال تو جال کو دیکھ رہا تھا اُسنے تلوار سحر کی ماری عزت نے لاکھ رد سحر کیا مگر نہ بچ سکا دو ٹکڑے ہوے صدا پیدا ہوئی کہ مارا عزت جادو کو اور مرخ تلوار لیے غربال پر آگری یہ صورت دیکھکر آتشبار دوڑ پڑا مرخ نے اس زور سے تلوار ماری کہ آتشبار کے دو پرکالے ہوے پھر غربال جال لیکر جلا مرخ زمین مین سما گئی اسوقت طرفہ ہنگامہ رزم و پیکار گرم تھا کہ ساحردن کے مرنے سے بیرفل مچا تے تھے اور شعلے بلند تھے اندھڑ چلتے تھے آگ ہر سمت لگی تھی مرخ جان بچ کر دم بدم زمین سے نکلتی تھی اور عدو کا کام شمشیر شرربار سے تمام کرتی تھی افراسیاب بھی اسکی جرات دیکھکر دنگ تھا آخر اسنے للکارا کہ فوج ساحران چار سمت سے گھیرے اور مرخ کو گرفتار کرے اس حکم کو سنکر ناقوس جادو کچھ فوج لیکر بڑھا اور غربال جال لیکر مستعد ہوا یہ ہنگامہ دیکھکر ہلال سحر افگن اور آفت جادو دوڑے ہلال نے طوق اپنے گلے سے کھینچکر مارا کہ ناقوس کے اژدر بنکر لپٹا لیکن اسنے ناقوس جو بجایا اژدر پانی ہو گیا اور صدا ے ناقوس سے ہلال و آفت دونون بیہوش ہو گئے غربال نے جال مار کر اُن کو بھی لٹکا دیا کہ یکایک مرخ زمین سے نکلی فوج ساحران لینا لینا کہکر اسپر چلی اُسنے بچالا کی تمام

اُڑکر ایک تلوار ناقوس کے ایسی لگائی کہ سر اُسکا کٹ کر دور گرا شور محشر آسا بلند ہوا اُسوقت غربال نے دوڑکر جال مارا مہرخ فوراً شعلہ بنکر مانند شرر کے جال سے نکلی اور ایک ہی تلوار غربال کے لگائی یہ بھی بزور سحر اُڑ گیا اور ساحرون نے نابچ ترنج مہرخ پر مارنا شروع کیا اُسنے بھی شعلہ جوالہ کی طرح صف لشکر دشمن پر اپنے تئین گرایا اور تہلکہ ڈال دیا ادھر لشکر صف باندھے اسکا کھڑا تھا بہر مدد لشکریان غربال پر جا پڑا پھر تو مہرخ کی یہ کیفیت تھی **نظم**

میدان مین ہوئی جو وہ صف آرا	محشر کیا دم مین آشکارا	تیغ اُسکی غضب شرر فشان تھی
دشمن کو بلاے جانستان تھی	زن سے ادھر آئی سن سے نکلی	خون چاٹ کے عضو تن سے نکلی
بازو کو بغل کو سر کو کاٹا	سینہ کاٹا جگر کو کاٹا	وہ سر جو پناہ خود مین تھا
جھپکی نہ پلک کہ گود مین تھا	اکھڑے نخل حیات جڑ سے	سر کٹ کے گرے زمین پہ دھڑ سے

لشکر تو دونون آپس مین بھڑے ہوے تھے اور عیاران عمرو بھاگ کر پہاڑ مین جا چھپے تھے الحفیظ والامان ایسی جنگ ہو رہی تھی کہ دیدہ مریخ حیران تھا ہر سمت ساحر شیر بنکر اور اژدر بنکر گھتے تھے پھنکارنے اور ڈھرو کے مارنے سے جنگل لرزان تھا آسمان پر جال تنا تھا زمین پر بازدون کی بہادرون کے مچھلیان تڑپتی تھین بحر کے جانور ہر سمت دوڑتے تھے لہو کے دریا جاری تھے کہ بمقتضاے ابیات

تھے سانپ وہان جو بر سر جنگ	کچھ اُن مین سفید کچھ سیہ رنگ	آنچھے تھے بزنگ زلف خمدار
آپس مین گتھے تھے صورت مار	دھر دھر سے بدن جھنجھوڑتے تھے	پنجے کی طرح مروڑتے تھے
شکل ایسے ہوے تھے شیر لڑکر	تھے کھینچتے اُن کو دم پکڑکر	غالب ہوا کفر عاجز اسلام
چھائی تھی سحر پہ ظلمت شام	مغلوب تھا کوئی کوئی غالب	تھا کوئی امان کا سب سے طالب
تھا کوئی جو چوٹ کھاکے بھاگا	بیساختہ دم دبا کے بھاگا	اس غوغاے عظیم مین افراسیاب

جو بگلے سے کودا اور نعرہ مارا کہ باشید اے نکمے امان یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ لشکریان مہرخ کمر تک زمین مین غرق ہونے لگے پھر تو فوج مین بھگدڑ پڑ گئی لیکن مہرخ نے مرنا گوارا کیا اور قدم سعر کے سے نہ ہٹایا اور ایک نارہل زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور پانی نکلا بڑھ کر دریاے زخار کی طرح موجزن ہوا اس مین جادو کے زور سے مچھلی بنکر پہ گری اور افراسیاب کی طرف چلی افراسیاب نے چارہ جمشیدی شست مین باندھکر دریا مین پھینکا اُسوقت مہرخ کو کچھ چارہ نہوا وہ چارہ کھاکر شست مین پھنسی شاہ جادوان کھینچکر کنارے لایا اور غربال سے اشارہ کیا کہ اُسنے اوپر جال مارا پھر تو اُسکی بھی گردن پھنسی اور شاہ طلسم نے سحر کیا کہ وہ دریا جو اُسنے بنایا تھا غائب ہوا اور مچھلی

جو تھی صورت اُسکی بھی اصلی ہوگئی اور سب کے برابر بروے ہوا یہ بھی لشکر کے گرفتار ہونے سے رہی سہی فوج جو تھی بھاگی اور افراسیاب برق چشمک وغیرہ جو بر قین کہ باقی ہین اُن سے حکم کیا کہ لشکر فراری پر چمک چمک کر گر داور اُنکا تعاقب کرو بجلیان کڑکا کرے گیین اور خرمن حیات ہرا کا جلاتی تھین شکیل فوج کو لیکر بھاگا اور بجلیان سر پر چمکتی ہوئی چلین یہان تک کہ بارگاہ و خرگاہ وغیرہ چھوٹا کوئی کسی طرف کوئی کسی سمت بھاگ نکلا کوہ و دشت مین جاکر غار و جبال و شعاب مین ہر ایک نے اپنے تئین مخفی کیا شاہ طلسم نے کھڑے کھڑے بارگاہ اور بازار مین لشکر سے اٹھوالین اور بارگاہ اور بازار مین آگ لگا دی عیاران اسلام چھپے ہوے یہ سانحہ دیکھکر اشک حسرت گراتے تھے اور لاکھ لاکھ تدبیر کرتے تھے کچھ بن نہ آتا تھا کہ ابیات

ہر اک سو نالۂ ماتم بپا تھا		فلک دود دل آہ رسا تھا	
پڑے کشتے تھے ہر سو روبہ قبلہ		تڑپتا تھا کہین بسمل کا لاشہ	
ستونِ بارگاہ دین گرا تھا		ہر اک بازار کا جھنڈا کٹا تھا	
کسی مین دم نہ تھا عاجز تھی تلوار		بہادر ہٹ گئے تھے چار و ناچار	

عیار بچیان بھی لوٹ پر گری تھین مال و اسباب سے جھولیان بھری تھین یہ ہنگامہ دن بھر گرم رہا جس دم ساحر روزگار نے دام رشتہ کہکشان میدان فلک پر بچھایا اور ظلمت شب نے نور مہر و نا پر حملہ کیا نظم

اسا بجھ ہوا جہان مین اندھیر		تاریکی نے مہر کو لیا گھیر	
خورشید ہوا فلک سے یون گم		جس طرح نظر سے نور مردم	

شاہ طلسم نے حکم دیا کہ ایک سر اجال کا گبند نور سے اور دوسرا میری بارگاہ کے کلس سے باندھ دو اور جو لوگ کہ زمین مین آدھے سما گئے ہین انھین بھی جال مین لٹکا دو اس حکم کو سنکر غربال نے سب کو زمین سے نکالکر جال مین لٹکایا اور سرے دام کے گبند نور اور بارگاہ کے کلس سے باندھ دیے ایک لگنی سی تمام طلسم مین تنی تھی اور ہزارون ساحرون کی گردن پھنسی تھی بہت تو سسکنے لگے تھے اور بہت تڑپتے تڑپتے مر گئے تھے الحاصل افراسیاب جنگاہ سے پھر کر بارگاہ مین آیا اور مستفسر ہوا کہ لشکر عدو سے کون گرفتار ہونے سے رہ گیا ساحرون نے عرض کیا کہ چار عیار اور شکیل نہین قید ہوے باقی سب گرفتار ہین یہ دریافت کر کے حیرت سے کہا کہ تم تو گھبرائی تھین دیکھا دم بھر مین سب کو قید کر لیا اب عیار وغیرہ کو بھی کل گرفتار کرونگا اور جلاد حاضر رہین سب کو راہ عدم دکھاؤنگا اے غربال تم سامنے جو پہاڑ ہے وہان خیمہ

استاد کرا کے آج کی شب رہو اور جال کا پھرا دو عیار تمھاری فکر مین ضرور آئینگے اُن سے ہوشیار رہنا اور جس کو گرفتار کرنا جال مین لٹکا دینا غربال نے ارشاد کے بموجب خیمہ پہاڑ پر استادہ کرایا اور مع اپنے باقی ماندہ سردارون سے وہان آکر بیٹھا اور شراب پینے لگا ناچ سامنے ہونے لگا ادھر شہنشاہ ساحران نے جشن کے سلرنجے بارگاہ کے اُٹھوا دیئے فرش قاقم و سنجاف دور تک بچھ گیا ہزارہا جھاڑ فرشی بازارون سے تا بارگاہ روشن ہوگیا طلسم کے نقارخانے مین نوبت خوشی کی بجنے لگی حیرت قلم کار جواہر دز جڑا پہنکر زیور سے سراپا آراستہ ہوکر پہلوے شہنشاہ مین بیٹھی تو شک خانہ کھل گیا خلعت اور لباس اہل دربار کو ملنے لگے ساقیان زرین لباس کشتیان بادۂ احمر کی لیکر حاضر ہوئے دور مے گلفام چلنے لگا اکابران طلسم خبر فتح کی مسکر مبارکباد کو آئے ندرین گذرنے لگین پریرویان زہرہ تمکین ماہ جبین بصد حسن و ادا ناچتی اور گاتی تھین یہ تو داد عیش خری دیتا ہی خوشی کر رہا ہی ادھر غربال مصروف مسرت و انبساط ہی مگر عیاران لشکر عمرو بیتاب و بیقرار ہین آخر برق فرنگی نے قران سے کہا خلیفہ مین تو جاکر عیاری کرتا ہون یا تو اپنی جان دونگا یا اس غربال کو مارونگا قران نے جواب دیا کہ اچھا تم سب اپنی اپنی تدبیر کرو مین بھی اسی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر چار عیار ایک سمت راہی ہوئے اور ضرغام نے ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی شکل شکل دار بازان یعنے نٹ کے بنائی لنگوٹ کسکر باز و پر مٹی چڑھائی کان مین کنڈل پہنا بانس کندھے پر رکھا کالا گنڈہ گرہ دار گردن مین باندھا اور خم ٹھونکتا قلابازیان کھاتا کھیل تماشے کی صدا دیتا روانہ ہوا ایک طرف سے برق فرنگی سامنے اُس پہاڑ کے آیا جہان پر غربال ساکن ہی دیکھا ساحرون کا دامن کوہ مین مجمع ہی اُسی جگہ گوشہ مین ٹھہر کر صورت اپنی کلوران کی ایسی بنائی بڑی بڑی آنکھین جٹی بھوئین چہرہ حسین و تمکین ناک مین نتھ پہنے لٹکن قریب دھن جھومر لیتا رخ چنری گنگام کا لہنگا ہر ٹھوکر سے چلنے مین بھڑکتا بوتلین شراب کی لیکر چلا الحق اُسکے حسن دلاویز کی نسبت یہ کہنا بجا تھا کہ مثنوی

پیدا چتون سے سحر و اعجاز	غمزہ عشوہ چمک ادا و ناز	نظرون مین مے حیا بھری تھی
پتلی تھی کہ شیشے مین پری تھی	حسن و خوبی کی ناک ہی ناک	اک شعلہ تا بناک ہی ناک
کان گہر لطیف ہین کان	مینائے گلو کے قیف ہین کان	بالا مہتاب کا ہے ہالا
بجلی سے چمک دمک مین بالا	سوول سے ہوز رخ خریدہ بندہ	بندے کا ہوز رخ خریدہ بندہ
پتون سے بھری جو بالیان ہین	پھولون کی ہری وہ ڈالیان ہین	ہین گال وہ دو گلاب کے پھول
نخل جمہ شباب کے پھول	برج مہر شرف دہن ہی	موتی دندان صاف دہن ہی

دیکھے جو گلا گلے صراحی	خجلت سے پگھل چکے صراحی	غرضکہ اس خوبی سے آراستہ ہوکر

زیر کوہ بھٹی شراب کی بنائی اور اونچے پر تو تلمین شراب سرخ کی رکھکر دکان جمائی جو کوئی اس طرف آیا کلوارن کے حسن کو دیکھکر فریفتہ ہوا اور کچھ دام دیکر جو بھی دونا کہکر بیٹھ گیا گھڑی بھر مین بادہ خوارون کے ٹھٹھ لگ گئے اور کلوارن مسکرا مسکرا کر سینہ کھول کے اپنی آن وادا پر ہر ایک کو لبھانے لگی ہر شخص مست ہوکر جھومتا تھا اور بلبل تمنا یہ کہتا تھا کہ مثنوی

ساقن ہو نگاہِ مہربانی	دے جام شراب ارغوانی	بھولے سے کبھی ہمین بھی کر یاد
بھٹی ہو تری مدام آباد	امسال ہی میکشون کا ایکا	قاضی کو شراب کا ہی ٹھیکا
مستون کے ہمیشہ گھٹے ہون	میخانے مین بادہ کش ڈٹے ہون	یہ جا دُجو ہوا اور ہائے ہوئے

مستان بلند ہوئی ملازمین غربال بہر خبر گیری پہاڑ سے اتر کر آئے اور ساقن کو دیکھکر اسکی چشم میگون کے متوالے ہوے دو ایک جام پیکر گئے اور غربال سے تعریف کرنے لگے وہ بھی مشتاق ہوا اور چوبدار سے کہا ساقن کو جاکر بلا لا اسنے آکر ساقن سے کہا کہ مالک ہمارے آپ کے خواہشمند ہین گلا بیان شراب تحفہ کی لیکر چلیئے اور بادۂ مراد سے اپنے جام آرزو کو لبریز سمجھئے کلوارن نے پہلے تو کچھ اغماض کیا پھر کہا حکم حاکم سے کچھ بس نہین اچھا چلو مین چلتی ہون یہ کہکر دکان بڑھائی اور گلابیان شراب کی لیکر ہمراہ چوبدار کے پہاڑ پر آئی جب سامنے غربال کے گئی شراب سامنے رکھی اور گھونگھٹ ہٹاکر اپنا جلوۂ حسن تابناک دکھاکر ساغر چشم کو گردش مین لائی غربال نے ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھا لیا اور ملازمون سے اشارہ کیا کہ یہان سے ہٹ جاؤ وہ حسب الحکم ایک ایک کرکے باہر گئے اور یہ دونون تنہا رہے ساقن بھی غمزے کرنے لگی اور اکیلا دیکھکر اٹھی کہ مین جاتی ہون وہ اٹھکر لپٹ گیا اور نتھین کرنے لگا اس اثنا مین خم ٹھوکنے کی آواز آئی اور نٹ نے صدا دی کہ اقبال بالا رہے دولت کی بڑھتی ہو بڑے بڑے کھیل تماشے یہ سنتے ہی ساقن نے کہا اسکو بلاؤ مین تماشہ کراؤن گی اسنے خاطر سے اسکی نٹ کو طلب کیا کہ کسی طرح ساقن راضی ہوجائے غرض ملازم گئے اور نٹ کو پہاڑ پر لائے تماشہ ہونے لگا لیکن شاہ جادوان کو سحر کے بیر نے خبر دی کیونکہ اسکو کھٹکا عیارون کا تھا اسلیے بیر مقرر کیا تھا کہ جو کوئی آئے مجکو اطلاع ہوجائے اسوقت حیرت سے شاہ نے کہا کہ عیار بڑے غضب کے ہین ساقن اور نٹ بنکر غربال کے پاس گئے چلو مین تمکو تماشہ دکھاؤن یہ کہکر حیرت کا ہاتھ پکڑ کر چلا یہان ساقن نے تماشہ دیکھتے دیکھتے ملازمین غربال کو شراب پلائی تھی اور آپ بھی جام شراب آغشتہ بیہوشی دیا تھا وہ پیا چاہتا تھا کہ افراسیاب آکر پہونچا اور نعرہ زن ہوا

کرای خیرہ سران کہان بجکر جاؤ گے مین آپہونچا یہ صدا سنتے ہی ساقن اور نٹ جست کر کے بھاگے
شہنشاہ نے کہا ای غربال گرفتار کرا نھین اُسنے زمین پر دو ہتڑ مارا کہ دو زنگی نکلے اور عیارون کے
لپٹ گئے پکڑکر انھین بھی سب مقیدون کے برابر جال مین لٹکا دیا اسوقت شہنشاہ ساحران نے
کچھ کان مین غربال کے کہا اُسنے وہان تخلیہ کرا کر ایک ساحر کو بلا کر کہا حکم شاہ یہ ہی کہ تم میری صورت
بزور سحر بنکر یہان بیٹھو جو کوئی پوچھے کہنا مین غربال ہون اس ساحر نے کہا ایسا ہی ہوگا اور
شکل اپنی بعینہ شکل غربال بنائی اسوقت غربال اصلی جہان افراسیاب جاے سکونت بنائی
ہی وہان چلا گیا اور شاہ جادوان بھی حیرت کو لیکر باغ سیب مین آیا کہ چلکر ہمراہ زوجہ کے
آرام کرون صبح کو آکر سب کو قتل کرونگا غربال کے مخفی ہونے کا حال اُسکے ملازمون کو بھی معلوم
نہوا اُسی طرح وہ سرگرم کار و خدمت غربال نقلی کے رہے لیکن بعد چلے جانے شاہ طلسم کے جانسوز
وقران زیر کوہ آئے اتفاق سے دو ساحر کسی کام کو پہاڑ کے نیچے آئے تھے پھر کر جو اوپر جانے لگے
عیارون نے پکارا کہ بھائیو ایک بات سنتے جاؤ وہ دونون ٹھہر گئے اِنھون نے قریب جاکر بیضہ
بیہوشی اُنکے منھ پر مارے کہ وہ دونون بیہوش ہوئے یہ اُنکا پیراہن لیکر اور انھین کی ایسی صورت
بنکر پہاڑ پر گئے دیکھا ایک سمت میخانہ آراستہ ہی وہان جب پہونچے ساحر نے کہا حضور بڑی دیر سے
شراب مانگ رہے ہین تم کہان گئے تھے قران بولا انھین کے کام کو گئے تھے اور سمجھے کہ جنکو ہم بیہوش
کرآکے ہین معلوم ہوتا ہی کہ وہ ساقی تھے یہ سمجھکر گلابیان شراب کی لیکر خیمۂ غربال نقلی مین گئے قران
تو جاکر پہلو مین اُسکے کھڑا ہوگیا اور جانسوز شراب لیکر سامنے ٹھہرا اُسنے کچھ دیر مین شراب طلب کی
اُسنے جام بھر کر پیش کیا اُسنے چاہا تھا کہ پیون اُسوقت ایک سمت سے صدا آئی خبردار نہ پینا اور
زمین سے ایک زنگی نکلا جانسوز کو لپٹ گیا اور اُڑکر جال مین جاکر لٹکا یا وہان سے ہنوز نہ بھرا
تھا کہ قران جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے غربال کے سر پر بیضہ مارا کہ وہ ہلاک ہوا شور عظیم برپا ہوا کہ
مارا فطرت جادو کو آگ برسنے لگی اُسی ہلڑ مین قران جست وخیز کر کے نکل گیا اور سمجھا کہ یہ غربال
اصلی نہ تھا کیونکہ اُسکے مرنے سے جال مین قیدی اُسی طرح لٹکے رہے کوئی رہا نہوا اگر یہ اصلی غربال ہوتا
تو پھر اسکا باطل ہوجاتا اور مرنے سے اُسکے قیدی چھوٹ جاتے قصہ مختصر قران بھاگ گیا اور وہ
زنگی کہ شاہ طلسم اُسکو مخفی بہر حفاظت مقرر کر گیا تھا جانسوز کو جال مین لٹکا کر پاس افراسیاب کے
گیا اور قتل فطرت سے اُسے خبردار کیا حیرت نے کہا قران عیار بہت زبردست ہی اُسکا قید ہونا
مشکل ہی افراسیاب بولا غربال ایسی جگہ جاکر رہا ہی کہ کوئی اُسکو نپائیگا اور جال سحر کا کوئی توڑ نہ سکیگا

پس پہرے چوکی کی کچھ حاجت نہین جو ساحر وہان اُترے ہین وہی کافی ہین اور لشکر بھی حیرت کا موجود ہی اب رات تھوڑی ہی ہین چلکر سب کو قتل کرتا ہون ہان اتنے عرصے مین قران کو گرفتار کرنا چاہیے یہ کہکر عیار بچیون کو بلا کر تاکید اکید حکم دیا کہ تم پانچ عیارہ ہو اور وہ ایک عیار تنہا ہی گھیر کر اسکو پکڑ لاؤ اور اُس زنگی ساحر سے جو خبر لیکر آیا تھا حکم دیا کہ تم مخفی طور پر عیار بچیون کے ساتھ رہو جہان یہ اُس عیار کو پچھاڑ کر لڑنے لگین تم بھر سے اسکو قید کر لینا وہ زنگی اور عیار بچیان حسب الحکم روانہ ہوئین ادھر قران اُس فکر مین پھر رہا ہی کہ اصلی غربال کو ڈھونڈھکر قتل کرون اور ہر سمت تجسس کرتا رہا لیکن اُسکو نپایا ادھر عیار بچیون نے بھی قران کو تلاش کیا مگر پتا نہ ملا آخر کار وہ زمانہ آیا کہ زال دنیا نے بھی لباس سیاہ اُتار کر خوشی مین قید ہونے لشکریان اسلام کے

خلعت زعفرانی تنویر آفتاب کا زیب قامت فرمایا کہ نظم

دگر روز چون چشمۂ آفتاب برافراخت رایت سپہدار شرق		فرو شست از دیدہ ہا گرد خواب شہ غرب در بحر خون گشتہ غرق	

صبح کو افراسیاب نشادان و فرحان بستر سے خواب نوشین کے اُٹھا اور حمام کر کے خلعت فاخرہ زیب بر فرمایا اکابران طلسم حاضر ہوے سب کو ہمراہ لیکر سوار ہو کر بچشم و خدم روانہ ہوا اور بارگاہ حیرت مین آیا دیکھا سب قیدی جال مین اُسی طرح پھنکے ہین یہ دیکھکر اپنے ملازمون سے بکمال بشاشت حکم دیا کہ میدان مین سولیان استادہ کرو اور آرہ کش تسمہ کش جلاد حاضر ہون کار پرداز تعمیل حکم مین مصروف ہوے وارین کھڑی ہونے لگین لشکر کمر باندھ کر گرد میدان کے جا کھڑا ہوا جلاد تیغہا برہنہ لیے ہر سمت پھرنے لگے خلقت کا اژدہام ہوا یہ تو اس فکر مین مصروف ہی لیکن کارسازی حافظ حقیقی دیکھیے کہ بمصداق بیت

مسبب کے اسباب دیکھو ذرا		کہ قدرت مین اسکی ہی کیا کیا دھرا	

بموجب مثل مصرع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ۔ جس بادشاہ کا ذکر مشیتر کیا گیا ہی یعنی کوکب روشن ضمیر صبح کو سریر طلسم نورافشان پر جب جلوہ گر ہوا تمام سردار اور شاہان ممالک طلسم گوہرافشان یعنے بلند پرواز جادو و ملکہ زیور زرین پوش و سبک دوش جادو و ملکہ زمرد پوش جادو و ملکہ یاقوت پوش جادو و ملکہ فیروز پوش جادو و ملکہ طولان سبز پوش جادو و ملکہ الماس پوش جادو و ملکہ ستارہ چشم جادو و ملکہ خورچہرہ جادو و ملکہ گوہر دندان جادو و ملکہ زرنگار جادو و ملکہ محبوب جادو و ملکہ خورشید تاجدار جادو و ملکہ ماہ تاجدار جادو و

ملکہ فیروزہ تاجدار جادو و ملکہ گلنزار جادو و ملکہ خرسان جادو و ملک ترسان جادو و مرزان شاہ جادو و خونخوار جادو و آزدر جادو و محکم جادو و مقیم جادو و طغیان و گوہر شاہ جادو و سہراب شاہ جادو و فخر شاہ جادو و مفخر شاہ جادو و قرطاش شاہ جادو و مسہوت کاکل شاہ فیل دندان جادو وغیرہ ہزارون ساحر حاضر دربار ہوکر پایہ بپایہ بیٹھے اور بیٹی کوکب کی ملکہ بران شمشیر زن برابر تخت شاہی کے کرسی پر جلوہ فرما تھی مرزان وزیر سریر شاہ کے مروحہ جنبانی کر رہا تھا چتر شاہی پھر رہا تھا اسوقت اہل دربار پوشاکین سرخ زیب قامت فرمائے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہ مثل ماہ کے سریر سپہر سلطنت پر تابان ہی اور اہل دربار مثل ثابت و سیارگان کے گرد اُسکے جمع ہین یا آفتاب چرخ چہارم پر بصد جلال درخشان ہی اور سردار مانند تنویر شعاع کے اُسکو گھیرے ہین کہ ابیات

فریدون حشمے جمشید جاہے ز عدلش چون رخ خوبان مہوش		سکندر شوکتے دارا نیاہے بیک جا جمع گشتہ آب و آتش	

صیت دولت و کامگاری اور ذکر عظمت و شہریاری کا اُسکے مثل خورشید نصف النہار ظاہر و باہر بہت سے سلاطین نامدار حلقہ اطاعت گوش جان ڈالے تھے اور بادشاہان رفیع مقدار غاشیہ حکم کو اُسکے دوش ہوش پر رکھ کر مانند غلامون کے اُسکے سامنے حاضر تھے مثنوی

داغ نہ ناصیۂ سرکشان معدلتش قاہر خونخوارگان		تیغ زن تارک لشکر کشان مرحمتش چارۂ بیچارگان	

سامنے اُس شاہ عالی جاہ کے زہرہ وشان قمر صورت ناچ رہی تھین اور دور جام بادۂ ارغوانی چلتا تھا ہنگامہ عشرت و نشاط برپا تھا کہ یکایک شاہ نے فرمایا کہ اسوقت کچھ طبع عالی مکدر ہی سیر باغ کو جی چاہتا ہی یہ کہکر تخت سے اُٹھکر سمت صحرا چلا اکابران طلسم کا مجمع ساتھ ہوا اسوقت وہ ماہ سپہر خوبی اور گل شاداب گلشن محبوبی کہ ماہ و آفتاب اُسکی غلامی کا داغ اپنی پیشانی پر رکھے تھے اور گوہر شب چراغ سامنے اُسکے حسن مصفا کے بے آبرو تھے وہ کون رونق انجمن یعنے مہران شمشیر زن کہ حسینان دہر کی افسر اُسکو کہنا زیبا ہی بلکہ یہ سراپا اُسکا ہی۔ سراپا

قامت بدآہ عاشقان ہی جوڑا نہین فوج کا بندھا لام محشر سے بھی کرتی تھی وہ بھون چال	یا آمد حشر کا نشان ہی دل مانگنے مین وہ مانگ ہی فرد پیدا جنبش سے جسکے بھونچال	زلف امجد لوح حسن کا لام دیکھے تو ہو رنگ کہکشان زرد نوک خنجر ہی لوک مژگان	۱۱۹

کہے اُسے نشتر رگِ جان
لوکان کی گوشۂ مہ نو
شاطہ نے حسن کو دیا کیل
باب صفت دہن کو کھولون
علیٰے بودش مین غوطہ زن ہین
ہی چاہِ ذقن مین باؤلی عقل
برقِ سر طور ہی وہ گردن
بازو نازک کلائیان نرم
نسرین وگل وسمن نہ پہونچے
ابھری اُبھری وہ چھاتیان ہین
زنبور کنول کے پھول پر ہی
عقدہ ہی یہ رشتۂ نظر کا
گویا پشت دپناہ خوبی
ہی موقع شرم بولنا کیا
شکل صدف دوپارہ کیہے
زانو آئینہ حلب ہین
کچھ اصل نہین گل وثمر کی
مہر ومہ آسمان ہین تلوے
حوریں آنکھون سے تلوے ملائین

آنکھون مین بھرا ہی شربت زہر
لو جس سے لگائے شمع کی لو
زلف ابر سیاہ ہی توبخ بدر
پہلے کوثر سے منھ کو دھولون
دندانے ہین سیمین کے وہ دندان
مُنھ کی کھائے جہان چلے عقل
ثنائون کو خدا کی شان کہیے
شاخ مرجان کو جس سے ہو شرم
کف مہر ہی اونگلیان کرن ہین
ہین سیب کہ ناسپاتیان ہین
ہی پیٹ کہ نور کا ہی تختہ
سکتا ہی جو مصرعِ کمر کا
ہی کوہ سرین وہ پیکر حسن
راز مخفی کا کھولنا کیا
راتین برق تجلی طور
تابش مین بلور ہین بشیب ہین
رخسار بتان پہ لات مارے
آئینہ قدسیان ہین تلوے
سایہ ہی کہ سایۂ پری ہی

شوخی غصہ حیا غضب قہر
کیا ناک مین خوش نما ہی وہ کیل
یہ عید کا دن وہ لیلۃ القدر
لب داخل چشمۂ دہن ہین
مُنھ کھولین صفت مین کیا سخندان
فوارۂ نور ہے وہ گردن
نور حق کا نشان کہیے
اس پہونچے کو نسرین نہ پہونچے
برگ نخل ریاض تین ہین
بھٹنی پستان پہ جلوہ گر ہی
شفاف بلور کا ہی تختہ
ہی پشت وہ تکیہ گاہ خوبی
یا بالش شاہ کشورِ حسن
برج وقمر وستارہ کہیے
ساق سیمین ہین شمع کافور
ایڑی نازک اس قمر کی
ایڑی چوٹی پہ اپنی وارے
پائے نازک جو دیکھنے پائین
ہمزاد جو دلبری ہی

یہ نازنین بھی پدر کے ہمراہ مع کنیزان ماہرو کے روانہ ہوئی اور عرض پیرا تھی کہ اے والد ماجد روبروے گنبد سامری جو صحرائے وسیع وسرسبز واقع ہوا ہی سارے طلسم سے وہ مقام نہایت بلند ہی وہان چلکر حملہ ساحر سامنے آپکے پرواز کرین تاکہ مزاج ہمایون شہنشاہ اس کیفیت اور تماشے کے ملاحظہ سے شاد ہو کوکب نے فرمایا کہ تمھارا ابھی تقاضائے لڑکپن نہین شاد ہی بات یاد ہی جو اچھل کود کی ہی اچھا چلو آج ہم بھی پرواز کرینگے اور سنا ہی کہ ملکہ گوہر افشان بلند پرواز خوب اُڑتی ہین انکی بلند پروازی دیکھین گے یہ باتین کرتے ہوے اُسی سمت کہ جہان کا پتہ اُس

سرو بستان دلبری یعنی بران شمشیر زن نے بتلایا روانہ ہوے یہان تک کہ اس مرغزار نمونہ باغ باغ شداد مین پہونچے ازبسکہ ایام بہارین نے اطراف بساط غبرا کو ریاحین سے مثل اختران چرخ کے درخشندہ بنایا تھا اور برنگ قبہ خضرا کے پراز کواکب فرمایا تھا فراش صبا نے بسیط زمین کو فرش زنگارنگ سے آراستہ کیا تھا اور نخلبند صنع قدرت نے چمن جہان کو گلہاے گوناگون سے پیراستہ کیا تھا ایسے مقام دلکش مین کئی کوس کا ایک باغ سیر سلطان کے لیے تعمیر تھا اسی کے ملحق نقل گنبد سامری بہر پرستش بنائی ہی سواری بادشاہ کی اندر باغ کے آئی اور بیچ گلشن مین جو بارہ دری جواہر جڑی بنی کے بنی سنوری تھی اسکے کوٹھے پر تخت بچھا کر شاہ قرار پذیر ہوا اور سیر حدیقہ رشک دہ ریاض بیداد کرتا تھا اللہ اللہ وہ نور کا تڑکا اور اسوقت ان گلعذار نسرین بدنون کا اسما گلہاے باغ جوبن اپنا دکھاتے تھے ادھر یہ سمن بو سرو قد جواتراتے پھرتے تھے تو گویا باغ مین تازہ فصل بہار نے گل کھلائے تھے چمن چمن سے پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی نسیم مشکبار چار سو عطر برساتی تھی کہ بہ مقتضاے مثنوی

مشاطۂ موسم بہاری	دکھلاتی تھی اپنی دستکاری	بوبین ہر پھول بس رہا تھا
جوبن سب پر برس رہا تھا	کنگھی کے شجر سے شانہ لیکر	سنبل بھی بنا رہا تھا گھونگھر
نرگس بھی لگا رہی تھی کاجل	عشق پیچان دکھاتا تھا بل	بیلے البیلے بن رہے تھے
کیلے بن ٹھن کے تن رہے تھے	مالن تھی صبا چمن تھے مالی	پھولون کی لگا رہی تھی ڈالی
سمٹی بھی دلھن بنی ہوئی تھی	جوہی گویا چھوئی موئی تھی	شرما کے بجاے تھا لجالو
سر اپنا جھکاے تھا لجالو		

اسوقت ڈوپٹے کی گاتیان باندھکر وہ سب خورشید رخسار سمت فلک آڑین ادھر تو آفتاب بلند ہو رہا تھا ادھر یہ مہر پیکر زرین لباس جو پرواز کنان ہوئین گویا ہزار دن آفتاب آج کے دن نکل آئے اور یہ زمین کے چاند فلک پر پہونچے تھے کوئی ماہرو پانچ کوس بلند ہوئی اور کوئی سناٹا بھر کر اس سے اونچی نکل گئی کوئی تین کوس پر جاکر تھرانے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایوان چرخ زبرجدی مین قندیلین لٹکائی ہین یا حورین جنت سے اتر کر سیر سپر بردے ہوا آئی ہین جب سب نے پرواز کی ملکہ گوہر افشان بلند پرواز ہر ایک سے زیادہ بلند ہوئی کہ جلیسا حیران دوربین نظر کی لگا کر دیکھتے تھے لیکن نظر نہ آتی تھی ہر سمت غلغلہ تحسین و آفرین بلند تھا اسوقت کوکب بران شمشیر زن سے کہا ای فرزند تم بھی اپنی تیزی دکھاؤ اور آج اسقدر بلند ہو کہ طلسم ہوشربا سے کوئی نشانی لاؤ بران نے حسب ارشاد پدر دوپٹے کی گاتی باندھکر اپنے جوڑے کو کھولا اور اختر مروارید

کر یہ موتی گبند سامری کا ہی ہزار در ہزار اس سے پیدا ہوتے ہین اور ساحران عالم پر جس کے پاس یہ موتی ہو وہ غالب رہتا ہی نکالکر ہاتھ پر رکھا ضوا مسکی مثل شعاع آفتاب کے پھیلی اس نے انگلی سے اشارہ کیا کہ وہ شعاع چراغ کی لو کی طرح کٹنے لگی اور زمین پر لچھے ہوکر گرتی تھی عجب بیرنگ اسوقت ظاہر تھا گویا ستارے ٹوٹ کر گر رہے تھے اتنی لو کاٹین کہ زمین سے بڑھتے بڑھتے آسمان تک ایک لڑی موتی کی بندھ گئی پھر تو وہ گوہر تابندہ بحر حسن لڑی تھام کر اڑی اختر مروارید سے لو بن کر گر رہی تھین اور زمین تک آتے آتے وہ موتی ہو جاتی تھین کیا سیر ہو رہی تھی کہ جو دے ہوا ہزارون مشعل اور چراغ روشن تھے یا ستارے ٹوٹتے تھے اور زمین پر موتی برستے تھے اور لڑیان موتیون کی زمین سے آسمان تک بندھتی تھین یہ ظاہر تھا کہ مشاطہ قدرت نے موتی کا سہرا افلاک کے سر پر باندھا ہی انھین لڑیون مین وہ مہر سپہر خوبی بال شوق کھولے بلند ہوتی جاتی تھی اور اپنے رخسار تابناک سے خورشید درخشان کو شرمندہ فرماتی تھی یا دام زلف مین خاطر خلقت ہوائی پھنسا کر برباد کرتی تھی واہ واہ اور اہا ہا کا شور چار طرف سے برپا تھا اور ہر کہ دمہ اوپر ہی کو دیکھتا تھا کہ مثنوی

فرصت جو ذرا ملے خدا ساز	شہپر مین بھری ہوائے پرواز
چاہا سیر جہان کو دیکھون	کیفیت آسمان کو دیکھون
اٹھی وہ شال درد بیمار	پران ہوئی شکل رنگ رخسار
جلدا ڈکے وہ دود آہ کیطرح	گردون پہ گئی نگاہ کی طرح
پرواز کا حوصلہ نکالا	دیکھا چپ و راست زیر و بالا

جسدم بلندی اس درجہ ہوئی کہ گیتی برابر دانۂ خردل کے نظر آنے لگی کہ بیت۔

پھر بر و بحر کا نظر آنا محال تھا	سارا سواد چہرۂ لیلے کا خال تھا

اس بلندی پر مانند نسیم یا مانند خورشید وہ رشک ہید تھرا تی اور پیک نگاہ دوڑا کر تمام عالم کی خبر گیران ہوئی طلسم آئینہ و طلسم ہزار برج و طلسم سوسن و طلسم ہوش ربا سب پیش نگاہ تھے ہر سمت کی سیر کرتے کرتے طلسم ہوشربا مین بینا تماشہ نظر آیا یعنے ایک طلائی جال کو بروے ہوا تنا دیکھا کہ سرا اُس کا گبند نور مین بندھا ہی اور دوسرا دریاے خون روان کے قریب ایک بارگاہ کے کلس سے اٹکا ہوا ہی اور ہزارہا آدمی اُسمین لٹکتا ہی بعضے اس مین سسکتے ہین بعضے کا دم گھٹتا ہی بعضے تڑپ کر مر گئے ہین اور ایک میدان مین لشکر اوترا ہی پہر اچوکی مین ہی سولیان کھڑی ہوئی ہین جلاد با شمشیر برہنہ کھڑے ہین ایک شور مچا ہی یہ دیکھکر حیران ہوئی کہ ماجرا کیا ہی اور آگے

بڑھی ناگاہ نگاہ اُسکی عمرو پر پڑی ایک شخص عجیب الخلقت کو جال مین لٹکے دیکھا سمجھی یہ کوئی طلسمی جال مین پھنس گیا ہی جب تو شکل عجیب اسکی ہو کہ تو مڑی سا سر زیرہ کی ایسی آنکھین کلچہ کی طرح گال موتی کی طرح دانت مُنھ گردن پھنسے سے جو کھلا ہی تو ظاہر مین گردن تاگے کے مانند ہو رسی کی طرح ہاتھ پاؤن ہین چھ گز کا دھڑ نیچے کا ہی تین گز کا دھڑ اوپر کا ہی یہ دیکھکر سوچی کہ اس بیچارے کو اس آفت سے چھڑانا چاہیے اور یہی نشانی اس طلسم کی اپنے باپ کے پاس لیجانا چاہیے ایسا کچھ دل سے سوچکر اختر مرواید کی لو کھڑے کھڑے بروے ہوا کالی ڈراونی لوین جمع ہوئین کہ آفتاب کٹھا ہو کر بن گیئن اُس آفتاب مین غائب ہو کر یہ بھی چلی جال مین جو لوگ پھنسے تھے وہ گویا دل سے دعا اپنی رہائی کی مانگ رہے تھے زبان حال سے کہتے تھے کہ اے خالق خیط الابیض من خیط الاسود ہمکو اس دام بلا سے رہائی دے کہ بمقتضاے نظم

یارب ترے انس و جن ہین سب مین	ہین انس کی جن سے ساری زمین
ہر نخل مین گل ہی گل مین بو ہی	ہر بو مین جو لطف ہی وہ تو ہی
تو چشمۂ چشم انس و جان ہی	چشمہ ترے فیض کا روان ہی
غائب قدرت سے تیری موجود	نابود ہو بود بود نا بود
چھوٹا ہو بڑا بلند ہو پست	ہو ہست سے نیست نیست ہست

اسی ہنگام مین کہ خورشید حیات ان کا لب بام تھا وہ ماہ تمام آفتاب بنی ہوئی جال پر آکر تھرائی و رگری آفتاب سحر کی جو پڑی کڑیان جال کی پھٹکنے لگین اور آفتاب یکایک شق ہوا بران ظاہر ہو کر مثل شہباز کے گری عمرو جال سے چھوٹ کر گرا چاہتا تھا کہ بھاگون کہ اسنے پنجے مین دابا اور سنبھل کر جایا چاہتی تھی کہ جال کی کڑی ٹوٹنے سے تمام مقید پستی کی طرف چلے لیکن گردن ہر ایک کی پھنسی رہی کیونکہ سب کڑیان تو اُسکی درست تھین اور غربال جبکا یہ سحر ہی وہ بھی زندہ ہی یہ سب کیونکر رہا ہوتے دوسرے یہ کہ اسکو صرف لیجانا عمرو کا منظور تھا اس لیے جال کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کیا الحاصل جال جیسے ہی گرنے لگا ساحرون نے غوغا مچایا افراسیاب دوڑا اور اڑکر جتنا جال کہ ٹوٹ گیا تھا اُسکو تو چھوڑ دیا اور جو دو ایک قیدی اس ٹکڑے مین تھے وہ جو گرنے لگے سحر بڑھا کہ بچون نے سحر کے انھین روکا باقی دوسرا سرا جال کا شاہ طلسم نے روک کر نعرہ کیا اے غربال چل وہ ایک طرف سے اُڑکر آیا اور جال کو روکا شاہ طلسم جال اُسکو دیکر آفتاب کی طرف جھپٹا بران کچھ دور گئی تھی کہ اُسکو جا کر گھیرا اور شاہ کے آنے سے بہت سے ساحر دوڑ پڑے بران نے مروارید

کی لوین جو کاٹین وہ شعلہ بنکر ساحرون پر گرین کہ اُن کا رخت ہستی جلنے لگا اور ساحرون کے مرنے کا غل برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے لیکن شاہ جادوان اثر در بنکر بران پر چلا اور قلاب آتشین ایسے چھوڑے کہ اس موذی کے ہاتھ سے خدا کی مار وہ سراپا زخمی ہوئی اثر آتش دہن اژدر کے چھاتے جسم مین پڑے لیکن جی کڑا کر کے عمرو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اختر مروارید شاہ طلسم پر کھینچ مارا وہ بھی چست کر کے الگ ہوا اگر ٹپر جاتا تو سینہ توڑ جاتا مگر اُسکی ضو پڑنے اور پاس کے نکل جانے سے افراسیاب اژدر سے بصورت اصلی ہوگیا بران نے اُڑکر اپنا موتی پھر ہاتھ مین روکا اور شاہ کمند سحر لیکر اسکی سمت چلا اسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ دو چیلے باد رکے اُڑتے ہوے آئے اور شاہ کے ہاتھ مین لپٹ گئے افراسیاب نے انگلیان چمکائین کہ بجلیان تڑپ کر تپلون پر گرین دونون جل گئے صدا آئی کہ حق نمک کو کب سے ہم ادا ہوے شاہ طلسم پھر کمند لیکر دوڑا ازبسکہ یہ بادشاہ شہنشاہ جادوان اور مالک طلسم ہی بران اسکی ہمسر نہین اب کی کمند کا وار نہ رد کر سکی اسنے کمند مین اسکو پھانسا مگر ایسی زبردست یہ ساحرہ ہی کہ تڑپ کر نکل گئی حلقے اُس نے کمند کے توڑے اور کمند کے ڈورے تمام اعضا مین پیوست ہو گئے خون سارے جسم سے جاری ہوا اور جا بجا بدن فگار ہو گیا ادھر افراسیاب نے کھینچا اس طرف اسنے زور کیا پھر یہ عورت نازک اندام وہ مرد قوی بازو آخر کھنچتی ہوئی چلی لیکن اب حال سنیئے کہ کوکب جب اُڑی ہوئی بیٹی کو عرصہ گذرا اور اُتر کر نہ آئی عقل سے دریافت کیا کہ شاید بہت جو بلند ہو گئی ہی فرط نزاکت سے تھک کر کہین گری ہی بیہوش ہو گئی ہی یا کوئی اور آفت مین مبتلا ہوئی ہی اگر کسی کو حکم دون کہ خبر لائے تو کوئی اتنا بلند اُڑ نہ سکیگا لازم ہی کہ مین خود پرواز کرون یہ سوچکر تخت سے جست کر کے اُڑا اور جب بروے ہوا بلندی پر پہونچا ہر سمت نگران تھا طلسم ہوشربا مین ایک ہنگامہ برپا دیکھا کہ بیٹی میری کمند مین پھنسی ہی اور ساحر گھیرے ہین افراسیاب سے لڑائی پڑی ہی دیکھتے ہی مثل شعلہ جوالہ کے بسرعت تمام تر طلسم مین افراسیاب پر آگرا اور ایک برق بنکر سر پر چمکا افراسیاب گھبرایا اسنے اپنی شبیہ کا پتلا سامنے چھوڑ دیا کوکب جو بجلی بنکر گرا پتلے کے دو ٹکڑے کیے اور کمند سحر کو جلا کر بران کو نجات دی کہ یہ سنبھل کر عمرو کو لیکر اپنے گھر گئی اس اثنا مین افراسیاب پھر پیدا ہوا اور برق سرخ رنگ بنکر کوکب پر آگرا اسنے بھی اپنی صورت کا پتلا سامنے کیا آپ غائب ہوا برق سرخ جو گری کوکب نقلی کے دو ٹکڑے ہوے افراسیاب سمجھا کہ مین نے مار لیا ایک بار پشت پر نعرہ ہوا کہ ہم کو کب اُسوقت افراسیاب نے اپنے بازو پر سے اکہ سامری کا کھولا ادھر کوکب نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلا آئینہ جمشیدی

لیکر آیا اس اثنا مین افراسیاب نے کہ سامنے کوکب کے کر دیا کوکب نے بھی فی الفور آئینہ روبرو افراسیاب کے کیا اسکے عکس سے کوکب کو بیہوشی چھائی اور آئینہ دیکھنے سے افراسیاب پر غفلت اور غشی طاری ہوئی دونون چکر کھاتے سمت زمین چلے تھے کہ پتلے طلسمی زمین سے نکلے اور کچھ پتلے لباس زرین پہنے مرکبہاے پرندپر سوار طلسم کوکب کی طرف سے آئے پتلون نے افراسیاب کو روکا اور سوارون نے کوکب کو سنبھالا اسوقت پتلے دونون بادشاہون کو ہوشیار کیا چاہتے تھے کہ یکایک پھر زمین شق ہوئی اور یک مچھلی نے کہ مانند زمرد کے سارا جسم اسکا تھا سر نکالا یہ نانی افراسیاب کی ماہی زمرد رنگ ہی بارہا ذکر اسکا پیشتر کیا گیا ہی اسوقت اسنے منہ پھیلا کر اژدر کی طرح افراسیاب کو نگلا اس اثنا مین سواران طلسمی کوکب کو ہوشیار کر چکے تھے کہ ماہی نے پکار کر صدا دی کہ بیٹا کوکب یہ لڑائی بکھیڑا کیسا ہی کوئی اپنے بھائی سے لڑتا ہی آپس مین فساد کرتا ہی اسنے بہت برا کیا جو تمھاری دختر کہ بجاے لڑکی کے ہی ہاتھ اٹھا پا مین لیے جاتی ہون افراسیاب کو بھی سمجھاؤنگی اور بیٹیا تم بھی سدھارو یہ کہکر غائب ہوگئی کوکب بھی اپنے طلسم کو گیا بعد کچھ عرصے کے اسی باغ مین کہ جہانسے اڑا تھا آیا یہان تمام سردار فلک سے اتر کر منتظر تھے سب نے استقبال کیا کوکب تخت پر متمکن ہوا لیکن برمان نے عمرو کو لاکر زمین پر ڈالدیا تھا اور اپنے مرہم بحر لگا کر حواس درست کر کے حلقے جال عمرو کے گردن سے نکالے اور مرہم لگایا عمرو کی آنکھین فرط ضعف سے بند تھین اسوقت کچھ افاقہ ہوا اور دلکو چین ملا تا دیر آنکھ بند کیے پڑا رہا اس اثنا مین کوکب آکر سر پر جلوہ گر ہوا برمان نے پہلے کیفیت جنگ پوچھی مزاج کا حال دریافت کیا پھر عرض پیرا ہوئی کہ انی پدر عالی گہر یہ مجرم ہین اسلیے لائی ہون کہ آپ ملاحظہ فرماکر تبلایے کہ یہ انسان ہی یا حیوان ہی طائر یا دیو ٹھیا ہی یا مرجیا جن ہی آخر کون اور کیا ہی اور افراسیاب نے اسکو کس لیے قید کیا تھا اور پھر اسکے رہا ہونے مین ایسا کیون ناراض ہوکر لڑا کوکب نے اسکے التماس کرنے سے عمرو کی جانب بغور دیکھا اور اہل دربار سے کہا بچا نو تو یہ کون ہی سب صورت عمرو کی دیکھکر ہنسنے لگے اور اپنی عقل آرائی سے کسی نے کہا کہ یہ طائر بحر شاہ طلسم ہی کوئی خطا اس سے ہوئی ہوگی اس وجہ سے افراسیاب نے اسکو قید کیا تھا کوئی بولا یہ پردہ ظلمات کی بلا ہی بادشاہ اسکو مطیع کرنا چاہتا ہوگا غرضکہ اسی طرح سب سخن سنج تھے کہ کوکب نے فہیم فاروس سے کہا تم بتاؤ کہ یہ کون ہی کیونکہ تم کاہن اور ساحر زبردست ہو یہ کلام سنکر اسنے عرض کیا کہ بزرگان طلسم اس طلسم کا زائچہ بنا کر جو کچھ حال کہ ہونے والا ہی لکھ گئے ہین اگر ارشاد ہو تو وہ زائچہ لاؤن کیا بعید ہی کہ اسکا بھی حال لکھا ہو کوکب نے فرمایا کہ مجھے اسکا حال بخوبی

معلوم ہوا اور مین روشن ضمیر اسی واسطے کھلاتا ہون مثنوی یہ شخص عمرو عیار ہوا اور اسکی توصیف خداوند سامری اپنی کتاب مین لکھ گئے ہین اسکا قدم جہان پہونچا پھر وہان دین سامری برباد ہوا ایران نے بڑا غضب کیا جو اسکو یہان لائین اچھا تم زائچہ لاؤ دیکھون بانیان طلسم نے کیا لکھا فہیم حسب الحکم زائچہ طلسم لایا شاہ نے پڑھا اسمین حکم نکلا کہ سال آخر طلسم ہوشربا سنہ جلوس سامری مین اسد غازی نواسہ حمزہ صاحبقران کا آئیگا اور طلسم ہوشربا فتح کریگا اور شاہ طلسم نورافشان قید عمرو کو چھڑائیگا پس لازم ہی کہ وہ عمرو کی شراکت کرے کیونکہ شاہ جادوان مارا جائے گا اور شاہ نورافشان کا بڑا رتبہ و مرتبہ ہوگا اور اگر شریک عمرو کے نہوگا تو مثل افراسیاب کے اسکو بھی ذلت ہوگی اور جان بھی جائیگی یہ پڑھکر زائچہ تو فہیم کو دیا اور آپ عمرو کی طرف متوجہ ہوا عمرو بھی بخوبی ہوشیار ہو چکا تھا آنکھ کھولکر جو دیکھا دربار شاہی معمور پایا اور قصر فلک رفعت اور باغ پُر بہار نظر آیا ایسا مکان عالی شان کبھی اسکی نگاہ سے نہ گذرا تھا مثنوی

کرون قصر عالی کی تعریف کیا	کہ روز آسپہ ہوتا ہی گردون فدا	نظر جب پڑی اسکی دیوارون پر
تھی اک خشت سیم ایک تھی خشت زر	جلائے جو موتی تو چونا ہوا	وہ چونا پھرا نور دونا ہوا
وہ گلشن کہ جسپر فدا تھی بہار	وہ گلشن خوشی جسپہ تھی ہمکنار	بہشت بریں اس سے بہتر نہ تھا
نظیر اسکا روے زمین پر نہ تھا	جہان ایک اصلی لگا تھا شجر	جواہر کا بھی دوسرا تھا شجر
وہ فوارے نہرون کے اندر روان	ستارے ہون جیسے فلک دوان	وہین پر بنی تھی جو پارہ دری
کہ تھی شیشہ آلات سے وہ بھری	نظر آگیا تخت پر ایک شاہ	کلہ گوشہ اسکا تھا تا اوج ماہ
جلو مین ملازم بہت سرکار	ہزارون پریزادوان بے شمار	کوئی باندھے ترسول دلشاد تھا
رکھے دوش پر دار شمشاد تھا	کوئی شخص شیشہ کا سر تا بپا	کہ حیرت مین گویا وہ آئینہ تھا
کسی کا جو تھا نصف سونے کا تن	تو تھا نصف چاندی کا اسکا بدن	کوئی تانبے کا کوئی پیتل کا تھا
کوئی لوہے کا اور کوئی جست کا	عمرو نے جو دیکھا یہ سب ماجرا	ادب سے وہان پھر کھڑا ہو گیا
ہوا راست جسدم وہ عالی مقام	کیا شاہ کو پہلے جھک کر سلام	کیا عرض پھر اے شہ نیک ذات
کٹے تیرا عشرت مین دن اور رات	جو ہین کمترین اُنسے کمتر ہون مین	پریشان بہت بندہ پرور ہون مین
گنہگار امیدوار آمدم	بدرگاہ تو شرمسار آمدم	بدی از من و نیکی آید ترا
ز خردان خطا از بزرگان عطا	ز سر تا قدم جرم سارا ہون مین	برا یا بھلا ہون تمھارا ہون مین
اسیری کا اپنی کرون کیا بیان	کہ رونے کے قابل ہی یہ داستان	بگڑ ہی چکی تھی لڑائی تمام

مگر ذات تیری بہت آئی کام | عمرو کا بیان فصاحت انتما شاہ نے سنکر حکم دیا کہ کرسی جواہر آگین قریب تخت بچھے اور خواجہ صاحب آپ تشریف فرما ہوجیے عمرو اسکے اصرار سے کرسی پر متمکن ہوا اور سارا حال طلسم مین آنے کا بیان کیا پھر یہ بھی کہا کہ مین مرد غریب نہایت مفلس ہون بھائی صاحب قران مجکو بہت کچھ دیتے تھے اب یاوری طالع سے آپ کی خدمت مین پہونچا ہون دیکھیون کیا پاتا ہون کوکب نے کشتیان جواہر و گوہر سے لبریز منگاکر عنایت فرمائین اور کہا خواجہ اگر دختر میری تمھین نہ چھڑاتی تو تم ہلاک ہوجاتے اب تک تمھارے ساتھی جال مین قید ہین شاہ طلسم کو نانی اسکی لے گئی ہی جب وہ وہان سے آئیگا تو سب کو راہ عدم دکھائے گا کوئی ایسا شخص ہوتا کہ قریب دریاے سحر کے جاتا وہان پہاڑ پر ایک مکان تہخانے کی طرح بنا ہی سونے کی سیڑھیان تہخانے مین بنی ہین اسمین جاکر غربال رہتا ہی جب اسکو کوئی قتل کرے تو جال سحر کا ٹوٹے اور ہر ایک مقید چھوٹے عمرو یہ حال سنکر چپ ہورہا اور دل سے سوچا کہ اب زمانہ تیرے لیے بہتری کا ہی یہ لوگ بھی سب ساحر ہین انکو شریک کیا تو کیا اور نہ شریک کیا تو کیا چلکر غربال کو مار کر سب کو چھڑائیے یقین اسی ایام بدنگل گئے اب کوئی کچھ ضرر نہ پہونچائیگا مگر یہان سے چلیے تو انکو سب کو لوٹ کر سب مال یہان کا لیکر چلیے یہ سوچکر کچھ گنگنانے لگا کوکب کو آواز اسکی اچھی معلوم ہوئی اور بران تو لوٹ ہوگئی اور ساحر بھی مشتاق ہوے اور فرمایش گانے کی سب نے کی عمرو نے کہا میرا دل ٹھکانے نہین کیا خاک گاؤن مفلس نا چار مصیبت مین گرفتار ہون یہ کلام سنکر سب نے بہت کچھ منگوا کر دیا اور کوکب نے بھی گانے کو کہا عمرو نے اسوقت لے کی جوڑی نکال کر بجائی اور یہ غزل گائی

غزل

نہ نکلین گے کبھی ارمان جو میرے دل مین رہتے ہین | مسافر ہمیشہ ایک ہی منزل مین رہتے ہین
نہ خار غم کہین چبھ جاے یہ اندیشہ رہتا ہی | وہ یون کیون پانون پھیلاکر ہمارے دل مین رہتے ہین
تری شامت بھی جاکر اسکے گیسو کی ہوا لائی | سیہ بختی تو کہتی ہی ہم اسکے تل مین رہتے ہین
بوقت نزع زلفون مین پھنسا ہی تیرے دم جاکر | جہاز عمر ہم لنگر کیے ساحل مین رہتے ہین
دراوی اور دے یارب شب ہجران جانان کو | تڑپنے کے مزے باقی دل بسمل مین رہتے ہین
وہ منھ کو پھیر کر شرما کے میرے ساتھ سوتے ہین | تمنا کچھ بر آتی ہی کچھ ارمان دل مین رہتے ہین
شب فرقت ستارے دیکھکر گردون سے کہتا ہون | یہ کسکی یاد ہی جو داغ تیرے دل مین رہتے ہین
ہم انکو چھیڑکر باتین سنین اور خوب بکوائین | ارادے آج تو ای جاہ کیا کیا دل مین رہتے ہین

ایسی صدا دلکش سے عمرو نے یہ غزل گائی کہ حاضرین دربار کی ہچکی بندھگئی کہ ابیات

ہر اک راگنی کا تبدل رہا	چراغ خرد اُسکا پر گل رہا
جوگانے کا جنگلے کے سامان ہوا	تو دل اور بھی سب کا ویران ہوا
کیا بھیرو ین کا جو سب نے خیال	تو فق ہوگیا مُنھ سحر کے مثال
جوابر دکبھی زیر لب ہو گیا	ہرن صبر اُسکے سبب ہو گیا
جوگایا وہ بھلانے کو سب کے دیں	لگی سنگ کو شیشۂ دل کی ٹھیس
کسی سُر مین نکلی جو دیپک کی لاگ	بھڑکنے لگی اور سینہ مین آگ

ہزار ہا کیا لاکھون روپے عمرو کو سب نے دیے پہر بھر تک یہ گاتا رہا پھر خاموش ہوا از بسکہ آتش شوق سب کی شعلہ زن تھی ابھی کچھ اور ابھی اور کی ہر ایک نے صدا دی عمرو نے کہا میرا گانے کو کیا پتھر دل چاہے نہ شراب نہ کباب اور شوقین سب جمع ہین یہ سُنتے ہی کوکب نے ساقی کو اشارہ کیا کہ اُسنے جام لاکر عمرو کو دیا اُسنے کہا ایک جام مین میرا کیا بھلا ہوگا آج میخانہ میرے سپرد کیجیے اور بادہ خواری کی صحبت جمانے کا تکلف دیکھیے مین بادشاہ اسلام کو شراب پلاتا ہون وہ تکلفات تو کبکو نصیب ہو سکتے ہین لیکن پھر بھی آپ ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیا سے کیا ہوگا کوکب نے حسب درخواست عمرو کو کشتیان بادۂ احمر کی منگا کر حوالے کین عمرو نے شراب گلابی کی جام مین جام کی کنڑ کی شیشے مین اُلٹ پھیر کرکے بیہوشی کا سفوف آنکھ بچا کر ملایا اور سبز سُرخ شیشے برابر چنکر گلابیون کا گلدستہ بنایا غرضکہ جام شراب سے بھر کر تعریف شراب کی کرتا ہوا سامنے کوکب کے گیا اور جام پیش کیا اُسنے ساغر نجندہ پیشانی ہاتھ سے لیکر چاہا کہ نوش کرون از بسکہ یہ بادشاہ طلسم ہی اور زبردست ساحر ہمسر افراسیاب ہی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی اُسوقت اُسنے جام ہاتھ سے پھینک دیا اور عمرو سے کہا تو بد باطن انتہا سے زیادہ ہی سچ کہ بیت

نیکی کرنا بدون سے ایسی ہی	جیسے نیکون سے کی بدی تونے

تو ہی کہ کیا نیکی کا بدلہ یہی ہی جو تو نے کیا بارے خیر گذری جو مین تیرا شریک نہوا یہ عتاب دیکھکر عمرو نے بنت عرض کیا کہ مین نے امتحان کی راہ سے بیہوشی شراب مین ملائی تھی کہ دیکھون آپ کو اطلاع اسکی ہوتی ہی یا نہین یہ کہکر دست بستہ آگے بڑھا اور قریب تخت پہونچکر عفو جرائم کا خواستگار ہوا کوکب نے کہا خواجہ تم مکار ہو تمھارے قول کا اعتبار نہین اب ہوشربا مین تم جاؤ اسی لایق ہو کہ افراسیاب کی جوتیان کھاؤ یہ کہکر سینے پر ہاتھ رکھکر اس زور سے ڈھکیلا کہ عمرو کو معلوم ہوا مین پستی کی طرف قلابازیان کھاتا جاتا ہون آخر فرط خوف سے آنکھین اسکی بند ہوگئین

بعد کچھ عرصے کے جو آنکھ کھلی نہ وہ باغ دیکھا نہ قصر شاہی نہ دربار نہ وزیر نہ شہریار کا پتہ پایا
بلکہ قریب دریاے **خون روان** ایک پہاڑ کے نزدیک اپنے تئین کھڑا دیکھا حیران کار
ہوا کہ الٰہی یہ کیا طلسمات ہی کجا **طلسم نور افشان** کہان دریاے بحر مین کہان تھا اور کس جا آگیا
سبحان اللہ ایک بشر کو تو نے ایسی طاقت عنایت فرمائی ہی کہ جس نے یہ طلسم دکھلایا مجھے
دم بھر مین کہان سے کہان پہونچایا کہ **بیت** گرد اجو بعد فنا بیقرار زیر زمین ✤ وہ مضطرب تھا
کہ میدان حشر مین نکلا ✤ تا دیر اسی طرح حیران رہا آخر بنظر فراست اس آمد و رفت کو نیرنگ
جادو سمجھ کر اپنے حواس درست کیے اور غور جو کیا اسی کوہ کے نزدیک اپنے تئین استادہ پایا
جہان جاے سکونت **غربال شاہ کوکب** نے بتائی تو سمجھا کہ **کوکب** دل سے میرا شریک
معلوم ہوتا ہی یہ امر غصہ کا میری بے اعتدالی کے باعث اُس سے ظہور مین آیا مگر اسمین
بھی میری فوج کی رہائی اسکو مد نظر رہی کس لیے کہ اگر مجکو وہ جلد نہ بھیجتا تو سب قیدی قتل
ہو جاتے کیونکہ **افراسیاب** جب اپنی نانی پاس سے اسحاسب کو ہلاک کرتا مین کوکب ہی کے
پاس بیٹھا رہتا اگر وہ دعوت اور خاطر مدارات کرتا تو کیا ہی اُسنے بہتر کیا جو مجھے جلد یہان پہونچایا
فی الحقیقت کہ وہ مرد با مروت ہی غرضکہ ایسا کچھ سوچکر صورت اپنی مثل صورت **افراسیاب** بنائی
کہ تاج شاہی بر سر و چار قب شہنشاہی در بر مالے موتیون کے گلے مین ڈالکر کھور چندن کے جسم
پر لگا کر نہایت آراستہ ہو کر پہاڑ پر چڑھا دیکھا کہ عجب فرحت کی جگہ ہی کہ اس پہاڑ پر روح فرہا
نثار ہی ہر سمت گلزار و حدیقہ پر بہار اشجار بار دار پر از اثمار ہین طائران خوش الحان نوا سنج ہین
اور سونے کی سیڑھیان ایک طرف نشیب مین بنی ہین **عمرو** نے درتخانے پر بیٹھکر پکارا کہ اے
غربال دھرآ بیر نے سحر کے اُسے خبر دی کہ تجھے **عمرو** بلاتا ہی وہ گھبراکر تہ خانے سے نکلا دیکھا تو
افراسیاب کھڑا ہی حیران ہوا کہ اگر اسکو گرفتار کرون اور یہ شاہ طلسم ہو تو اپنی بھی جان جاے
دوسرے یہ کہ **عمرو** کو **یران** اپنے طلسم مین لے گئی ہی وہ یہان کہان آیا آج ہی گیا اور آج ہی
چلا آیا فرض کرو بزور سحر **یران** اسکو جس طرح لے گئی تھی اسی طرح پہونچا گئی تو اسکو میرا سکن
کیون کر ملا بہرصورت اسمین کچھ فتور ہی یکایک اسپر ہاتھ نہ ڈالو امتحان کر لو یہ سوچکر شاہ کو
سلام کر کے قریب آیا اور بہ نگاہ سحر **عمرو** نے دیکھا کہ یہ کچھ متوحش ہی کہا اے **غربال** طریقہ احتیاط
یہی چاہیے جیسا کہ تم کرتے ہو یعنے مجھ پر بھی نگاہ سحر کی ڈالتے ہو مین اس لیے آیا ہون کہ وہ
دز دیعنے **عمرو** چھوٹ گیا ہی تمھین ایک تحفہ طلسم دے آؤن تا کہ اسکی وجہ سے ہر شخص کی

نظر سے مخفی رہو اور تم سب کو دیکھو تمھین کوئی نہ دیکھے اچھا اگر تم مجھے بدگمان ہو تو مین جاتا ہون
لو یہ عطر سارے جسم مین اپنے ملکر بیٹھتا تاکہ سب کی نگاہ سے چھپے رہو یہ کہکر ایک شیشہ عطر بیہوشی
آمیز کا نکال کر اُسکو دیا اور آپ دو قدم آگے بڑھکر گلیم اوڑھ لی غائب ہوگیا **غربال** اُسوقت
سمجھا کہ اگر یہ **افراسیاب** نہ ہوتا تو میرے مافی الضمیر سے اور نگاہ سحر ڈالنے سے کیونکر آگاہ ہوتا
اور پھر غائب نہو جاتا بلکہ عیار کا تو یہ کام ہی کہ پاس بیٹھے اور مکاری کرے بیشک یہ بادشاہ طلسم تھا
خیر اسوقت کی بے اعتدالی کرنے کا عذر کسی وقت مین کرلون گا یہ سمجھکر شیشہ عطر لیکر چلا **عمرو** بھی
اُسکے ہمراہ گلیم اوڑھے روانہ ہوا وہ تہ خانہ مین اُتر گیا وہان جاے وسیع تھی اور پلنگڑی اِسکی بچھی
تھی مسند لگی تھی شراب کی کشتیان اور جملہ سامان راحت و آرام مہیّا تھا **عمرو** ایک کنارے ٹھہر رہا اُسنے
وہ شیشہ کھولکر عطر لیکر پہلے منھ پر ملا اور آئینہ اُٹھاکر دیکھنے لگا کہ دیکھون میرا سر غائب ہوگیا یا نہین
لیکن عطر کی خوشبو جب دماغ مین بسی چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا **عمرو** نے گلیم آناری خنجر سے
چھاتی پر چڑھکر ذبح کر ڈالا پھر تو غوغاے عظیم برپا ہوا کہ تیجیو پکڑیو مارے اُسنے غضب کیا کہ
مارا **غربال** جادو کو یہان تو یہ شور و غوغا برپا تھا لیکن وہان جال سحر ٹوٹ گیا اور **عمرو** نے یہان
سارا تہ خانہ لوٹ کر اپنا راستہ لیا جب زیر کوہ اُترا دیکھا کہ شعلے اُٹھ رہے ہین آگ برس رہی ہی **عمرو**
دوڑتا ہوا قریب لشکر پہونچا یہان **حیرت** اور جملہ ساحر منتظر **افراسیاب** ٹھہرے ہوئے تھے کہ یکایک
جال ٹوٹا اور **مہرخ** و **بہار** وغیرہ ساحران نامی چھوٹے جو جو کہ زبردست ساحر تھے وہ بیہوش نہ ہوئے
تھے اور ایسے ویسے بیہوش تھے وہ قلابازیان کھاتے چلے تھے کہ ہوشیار ساحرون نے دستک دی پنجے
پیدا ہوے اور گرنے والون کو روک کر زمین پر پہونچایا عیار بھی دونون چھوٹے **مہرخ** نے سحر پڑھا کہ سب
ہوشیار ہوئے غوغا بلند ہوا حیرت خیمے سے نکلکر دوڑی سردار سالار سب جھپٹنے لگے دیکھا جال ٹوٹ
گیا اور ہر ایک قیدی چھوٹ گیا تاریخ ترنج پکڑکر آگے بڑھے کہ ان سب کو گرفتار کیجیے اُسوقت **مہرخ** اور
بہار و **مخمور** کو بھی قید ہونے سے غصہ کمال تھا گو کہ کسلمند سارا لشکر تھا جان پر کھیل کر حملہ آور ہوا
بہار نے گلدستہ جھولی سے نکالکر مارا کہ ہوا سرد چلی اور پھول برسنے لگے جسنے وہ پھول سونگھے تالیان بجاتا
دیوانہ وار لشکر **حیرت** کی طرف چلا ایک سمت سے **مخمور** نے جام زرین شراب سحر سے کھینچ مارا ہر شخص
اُسکی تاثیر سے شعر توصیف ساقی و شراب مین پڑھتا دیوانہ لایعقل بنا **مہرخ** نے گولے فولادی
لگائے رعد نے گرجنا شروع کیا برق محشر چمک کر گرنے لگی پھر تو بھڑکر تلوار سحر کی چلنے لگی **حیرت**
ایسی ہی زبردست ساحرہ ہی جو ان سب کے سحر روک رہی تھی اور ہر ایک کو جواب دیتی تھی آگ

کبھی برساتی اور کبھی دریا جاری کرتی کبھی اپنے لشکر کو روکتی اور گاہے حریف پر حملہ کرتی دم بھر مین لاش پر لاش گری تھی بسمل طپان تھے سیلاب خون روان تھے ترسول چلتے تھے کہ نظم

بہم کرتے تھے آتش افشانیان — زمین تھین قشقون سے پیشانیان — ہوے کالے بادل فلک پر نمود
پریشان ہوے ہر طرف مثل دود — گرجنے لگا ابر جور عدو وار — چمکنے لگین بجلیان بھی ہزار
بسمون پاس آنے لگین بجلیان — بدن کو جلانے لگین بجلیان — وہ مسرخ نے کچھ پڑھکے پھونکا دہان
ہوا ابر تر ایک فوراً عیان — برسنے لگا پھر وہ اس زور سے — کہ کر صاحب گوش تھے شور سے
تڑپ بجلیون کی وہ زائل ہوئی — وہ جادو کی تاثیر باطل ہوئی — ہوا پھر تو حیرت سے بحر آشکار
کہ پیدا ہوا اژدہا ایک بار — جو دم چھوڑتا تھا وہ سوے ہوا — نکلتا تھا منہ سے سیہ شعلہ سا
پھر اس شعلہ سے بھی برستی تھی آگ — نکلتے تھے اس آگ سے کالے ناگ — جسے چھو لیا بس وہین وہ رہا
جسے کاٹا پانی کی صورت بہا — یہ دیکھا جو مخمور نے ماجرا — بڑھی بحر پڑھتی ادھر مہ لقا
اتارا اپنی انگلی سے انگشتری — طرف اژدہے کے وہین پھینکدی — گھڑی بھر مین اژدر ہوا برطرف
تڑپنے لگے لاشے پھر ہر طرف — اڑا ایک بیک ایک غول زغن کا — ہوا پر جو پہونچا تو لشکر بچا
عجب فن سے کی سب نے آغاز جنگ — برسنے لگے یان کے لشکر پہ سنگ — ہر اک سنگ جو سیکڑہ دشمن کا تھا
نہ گردن رہی اور نہ منکا بچا — اڑے فوج مسرخ سے بھی ایک غول — ارادہ کہ سر لیجیے انکے مول
ہوے غٹ پٹ اور وار چلنے لگے — ہم اُن مین ہتھیار چلنے لگے — ہوا کشت و خون یہ بروے ہوا
کہ گرنے لگے دشت مین دست و پا — لڑائی کا سامان بہم رہا — کوئی دو گھڑی تک یہ عالم رہا
وہان کشتونکے پشتے پٹ پٹ گئے — ہوا پر بہم لڑکے سب کٹ گئے — غرضکہ اسی طرح کا شور محشر رہا

شام تک برپا رہا جسدم کہ مہر عالم آرا نے دام شعاعی سے رہائی پاکر بارگاہ مغرب کا راستہ لیا اور خسرو انجم نے بجاہ و حشم اقلیم فلک کو تسخیر فرمایا کہ نظم

غروب اسمین خورشید تابان ہوا — ستارے نکلنے کا سامان ہوا
ہوا چاند گردون پہ جلوہ نما — وہ گولا تھا سب کے لیے زال کا

حیرت سمجھی کہ یہ مخالف اب قید نہ رہ سکین گے شہنشاہ کے آنے پر کوئی اور تدبیر کیجا۔ تیسری رات کو جنگ موقوف کرنا چاہیے یہ سوچکر طبل بازگشت بجوایا اور رنجیدہ پھر کر بارگاہ مین آئی اسکے لشکر نے کمر کھولی ادھر مسرخ جو مقام فرودگاہ پر پہونچی دیکھا بارگاہین جلی پڑی ہین اور بازارین لٹ گئی ہین رعایا فراری ہی یہ کہکر ساحرون کو اسی وقت اطراف مین اپنے ممالک کے جو دفع

ہو چکے ہین اور جنکے سردار حاکم اس لشکر مین موجود ہین روانہ کیا کہ وہ جاکر جلد اسباب شاہانہ بارگاہ وخیمہ وخرگاہ لائے جھنڈے گنج کے استادہ ہوے لشکر نے کمر کھولی ڈھنڈھورا پٹا کہ جو لوگ فرار ہوے ہین وہ آکر آباد ہون آواز دہل زن کی سنکر شکیل جو فوج لیکر شعاب جبال مین مخفی ہوگیا تھا ہر ایک پراگندہ کو جمع کرکے اپنے ہمراہ لیکر شادان وفرحان آکر داخل لشکر ہوا رات بھر مین پھر وہی سامان وہی جلسۂ عشرت اقران جمع ہوا بارگاہ مین مہرخ سریر جہانبانی پر آکر متمکن ہوئی سردار گرد تشریف فرما ہوے ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا مے پرستی آغاز ہوئی سردار بھی حاضر بارگاہ ہوے قران جو فکر عیاری کرتا اپنے تئین چھپاتا پھرتا تھا بارگاہ مین آیا عمرو بھی لشکر کے ساتھ آیا تھا سب سے بلا اسوقت عجب طرح کی مسرت ہر ایک کو تھی باہم گلے ملتے تھے اور مبارکباد دیتے تھے نذرین بادشاہ لشکر کو گذرتی تھین خلعت عطا ہو رہے تھے زہرہ جبینان ماہ پیکر ترانۂ عشرت خرمی گاتی تھین کہ نظم

شب عیش و عشرت جو بھی رقص کی	تو زہرہ نے تیاری کی رقص کی	ہوا حکم رقاصہ کو ایک بار
چلی کج اداؤن کی سیدھی قطار	کمر ناز سے کوئی لچکاتی تھی	کوئی اپنی آنکھون کو مٹکاتی تھی
کوئی ہاتھ سر پر رکھے ناز سے	پسین دل روان ایسے انداز سے	کوئی بولی تم جاؤ بھینا ذرا
گلوری جو کھائی ہی سر پھر گیا	غرض جبکہ پہونچی ہر اک مہ لقا	عجب لطف تھا اور عجب حسن تھا
بجا طبل سارنگیان چھڑ گیئن	ہوئی ناچ مین صرف ہر نازنین	دیا حکم مہرخ نے پھر ایکبار
کہ سردارون پر سے کر و نثار	غنی سب کو اک آن مین کر دیا	جواہر سے دامان کو بھر دیا

یہان تو یہ جلسہ جما ہی لیکن افراسیاب کو جو ماہی زمرد رنگ نگل گئی اپنے مقام پر پہونچکر اگلاب شاہ کو ہوش آیا نائی کو سلام کیا اور گویا ہوا کہ آپ مجھے لے آئین وہان کوکب نے سب اسیرون کو رہا کرکے میری فوج کو درہم وبرہم کیا ہوگا ماہی یہ کلام سنکر خفا ہوئی اور کہا اے بیوقوف جسدم کہ قران نے عمرو کو آکر چھڑایا تھا تو اسکو بعزت تمام بلاتا اور سبب لڑنے کا پوچھتا نہ کہ یکایک تو لڑنے لگا آپس مین اپنے ہم مذہبون سے بگاڑ کرنا اچھا نہین اب یہان سے جاکر نامہ کوکب کو تحریر کر اور باعث بگاڑ کا دریافت کرکے حتی الامکان صلح کا پیام دے اور ملجا ورنہ دشمنون کو قوت کمال ہوگی افراسیاب یہ کلمات موعظت سنکر اسی جگہ آرام پذیر ہوا کیونکہ نہایت کسلمند تھا جس وقت کہ منشی رودگار نے دائرہ آفتابی ورق چرخ پر رقم زرین ترقیم فرمایا اور وصلی کو سیاہی شب کی دھوکر نقاط انجم اور خط کہکشان کو ہٹایا کہ مثنوی

فلک تھا جو دامن مین شب کے لیے		دُرِ نجم اُسنے بچھاور کیے	
خوشآیند پھیلی جو صحرا مین دھوپ		ہوا صاف تارون کا ذرد نیہ روپ	

شاہ جادوان سوار ہوکر روانہ ہوا جب لشکر **حیرت** مین پہونچا اُس کو نوحہ گر خاک بر سر پایا سارا لشکر آقتل **غربال** اور رہائی باغبان سُنکر کف افسوس ملے اور بغضب تمام چاہا کہ ابھی جاکر سب کو گرفتار کرون **حیرت** نے عرض کیا کہ اب **کوکب** اُنکا شریک معلوم ہوتا ہی آپ نہ جائیے یہ سب معرکہ چھیڑا **کوکب** ہی کا فساد تھا آپ اُسکو نامہ تحریر فرمایئے شاہ طلسم اسکے منع کرنے سے تھم گیا اور چاہا کہ مکتوب تحریر کرون اُسوقت **مصوّر** کہ اول سے آیا ہوا ہی مگر تصویرین بحر سے سب حریفون کی کھینچنے مین مصروف ہی چندے سے **طلسم باطن** مین جاکر چلہ کش ہوا تھا یہ حال لڑائی کا سُنکر آیا سب اہل لشکر نے مع بادشاہ تک استقبال کیا اور بارگاہ مین لاکر پہونچایا ساتھ والون کو اسکے اُتروایا اپنے سارا ماجرا شراکت **کوکب** کا جب سُنا کہا میرا بھی نام خط مین ضرور لکھنا اگر کوکب مانے گا تو اسکی بھی تصویر مین کھینچون گا یہ مشورے باہم ہو رہے تھے کہ **صرصر** حاضر ہوئی شاہ جادوان اسکو دیکھکر بہت برہم ہوا کہ نالزادی تو **قران** کو قید کرنے گئی تھی خالی پھر آئی اُسنے عرض کیا کہ ہنوز مین ستلاشی **قران** تھی کہ سارے مجرم جال سے چھوٹے اور ہنگامہ سارے طلسم مین برپا ہوگیا کنیز مجبور ہوگی مگر اب جاکر کسی عیار کو یا سردار کو لاتی ہون یہ عرض کرکے مع عیارنیون کے روانہ ہوئی جب کنارے لشکر **مریخ** کے پہونچین سب الگ الگ ہوگئین لیکن **صرصر** و **صبا رفتار** صورت فراشون کی بنکر داخل بارگاہ ہوئین اور ایک کونے مین ٹھہر کر فکر عیاری کرنے لگین یہان صبح کو نماز پڑھکر **عمرو** کرسی پر آکر بیٹھا ہی دربار جمع ہوتا جاتا ہی کہ یکایک نگاہ **عمرو** کی دو فراشون پر پڑی کہ مردنگین وغیرہ اٹھا رہے ہین کنول سے شمعین وغیرہ نکالتے ہین مگر چال اُنکی عیارون کی طرح ہی یہ سمجھکر بغور ملاحظہ کیا اور پہچانا کہ عیارہ ہین براہ استہزا پکارا کہ اے کنیز دلوٹا بیت الخلا مین رکھ آ کنول مردنگ پھوڑ یہ صدا سنتے ہی عیارہ سمجھ گئین کہ ہمین پہچان لیا جست کرکے سر بچہ بارگاہ کا پھاند کر بھاگین **عمرو** بھی سر بچہ فراکر پیچھے دوڑا اور لشکر کے کنارے وہ پہونچین تھین کہ یہ بھی جا پہونچا اسوقت تو دونون عیارنیون نے پنجے کھینچے اور لڑنے لگین **عمرو** بھی گردش کھینچکر مقابل ہوا **صرصر** نے کمند ماری اور **صبا رفتار** نے پنجہ مارا **عمرو** نے اسی طرح گردش کی کہ اُسکا پنجہ خالی گیا اور خنجر سے حلقہ ہاے کمند بھی کٹ گئے اس اثنا مین **برق فرنگی** یہان آکر پہونچا اور استاد کو گھرا دیکھکر تلوار کھینچکر اُچٹتا ایک سے یہ لڑنے لگا اور ایک سے **عمرو** مقابلہ کرنے لگا لیکن اور عیار بچیان جو علحدہ علحدہ ہوگئین تھین

اُن مین سے **تیز نگاہ** نے دور سے اس لڑائی کو دیکھا دل سے سوچی کہ یہی وقت قابو کا ہی تو چلکر **مہرخ** کو پکڑ لاؤ یہ تجویز کر کے فوراً اپنے تئین بشکل **عمرو** تیار کیا اور دوڑتی ہوئی بارگاہ مین گئی **مہرخ** سے کہا ذرا ادھر آیئے مجھے کچھ کہنا ہی **مہرخ** حکم سے **عمرو** کے گردن تابی کبھی نہ کرتی تھی فوراً تخت سے اُٹھ کر قریب آئی عیارہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کنارے لشکر کے لائی اور بیضہ بیہوشی منھ پر لگا کر بیہوش کر کے پشتارہ باندھا لیکر چلی اُسی طرف سے ہو کر نکلی جہان **صرصر** و **عمرو** لڑ رہے تھے دور سے نعرہ زن ہوئی کہ اے **صرصر** کیون لڑتی ہو مین **مہرخ** کو پکڑ لائی **صرصر** و **صبا رفتار** یہ صدا سُنکر بھاگین اور **عمرو** و **برق** نے تعاقب کیا مگر **تیز نگاہ** دور تھی بعجلت تمام چلی اور **عمرو** وغیرہ جو پہنچے تو **صرصر** نے پھر روکا جب **تیز نگاہ** کچھ دور نکل گئی تو دونون **عیارہ** پھر بھاگین اسی طرح رکتی اور بھاگتی قریب دریاے **خون روان** پہونچین پکارین جلد نہین دریا کے پار پہونچا و محافظان دریاے سحر پہنچے کمر مین دیکر تینون کو پار لے گئے اسوقت **عمرو** و **برق** مجبور آب دیدہ ہو کر واپس ہوے عیار بچون نے **مہرخ** کو باغ **سیلب** مین پہونچایا اور ایک ساحر کو روانہ کیا کہ شہنشاہ جادوان کو لشکر **حیرت** مین جاکر اس حال کی خبر دے اُسنے آکر بادشاہ سے خبر کی **افراسیاب** بکمال فرح مع **حیرت** سوار ہو کر باغ **سیلب** مین آیا اور **مہرخ** کو قید سحر پھنسا کر ہوشیار کیا جب آنکھ اُسکی کھلی اپنے تئین سامنے شاہ جادوان کے دیکھا گردن جھکا کر چپ ہو رہی اور **حیرت** بولی کیون چڈو تو مقابل شہنشاہ بادشاہ بنکر بیٹھی تھی دیکھ کیا تیرا حال ہوتا ہی **مہرخ** نے کہا خدا میرا بچانے والا ہی شاہ طلسم نے حکم دیا کہ بیرون باغ جلاد کو بلا کر اسکو قتل کرو دریا کے اُس پار نہ لے جاؤ بہ مجرد حکم طائران باغ اوڈے اور جلاد طلب ہوے **طلسم باطن** مین غلغلہ ہوا کہ جو شاہ **طلسم** سے بغاوت کرے گا اُسکا انجام یہی ہوگا آج **مہرخ** بادشاہ لشکر **عمرو** قتل ہوتی ہی ساحر چوق جواق آنا شروع ہوے یہان تو قتل **مہرخ** کی تیاری ہوئی ہی لیکن کیفیت **عمرو** کی سُنیے کہ یہ بیتاب و بیقرار ہو کر کنارے سے دریاے سحر کے جو پھرا ہر طرف اس فکر مین دوڑ رہا تھا کہ کس طرح پار دریاے سحر کے جاؤن اور **مہرخ** کو چھڑاؤن ہر طرف دوڑ دھوپ کی کچھ بس نہ چلا ناچار مجبور ہو کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور رجوع قلب سے درگاہ رب العزت مین استغاثہ کرنے لگا کہ **مثنوی**

الٰہی دعا ہو مری مستجاب		مجھے پار دریا کے پہونچا شتاب	
زمانے مین مخلوق ہین تیری سب		غرض ہر طرح تو ہی سب کا ہی رب	

عجب ذات تیری ہی اے بے نیاز	کہین ہی نیاز اور کسی جا ہی ناز
جو ما ہیست بحر ز خار ہی	کسے اُسکا معلوم اسرار ہی
مگر اتنا ظاہر ہوا ہی نشان	کہ اک موج کن مین بنے دو جہان
اسی موج سے عرش ہی اوج پر	حباب فلک اس سے ہین جلوہ گر
عجب کیا جو ہو بحر رحمت کا جوش	اسی بحر سے مین بھی ہون جرعہ نوش

اس دعا کرنے سے خضر قبول مددگار ہوے اور تلزم آرزو مین بادمراد سے بیڑا پار ہوا یعنے ایک ساحر طلسم باطن مین **بہنس جادو** نام رہتا ہی اور سسرال اُسکی اُس پار دریا کے طلسم ظاہر مین ہی فی الجملہ زوجہ اُسکی اپنے میکے مین آئی تھی اُسنے اپنے بھائی **عقاب** جادو کو بھیجا تھا کہ میری بی بی کو لے آؤ بھائی اُسکا گیا اور ایک دن رہ کر دعوت کھا اپنی پیٹھ پر بھاوج کو سوار کر کے بشکل عقاب اُڑتا ہوا چلا اتفاق سے راہ مین اسکو رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی اُسی کوہ پر اُترا کہ جہان **عمرو** بیٹھا دعا کر رہا تھا وہ بھاوج کو اُتار کر ایک جگہ بٹھا کر آپ بہت دور کسی کونے مین جا کر احتیاج رفع کرنے لگا **عمرو** نے دعا کرتے کرتے جو نگاہ کی دیکھا ایک زن حسینہ وجمیلہ کہ زلف لاوین اُسکی کمند گردن طائر جان عاشقان ہی اور چشم فتان اُسکی گردش وہ بخت بیدلان ہی عمر بھی ہو گھٹا پاتا پہنچے ہی رخسار تابناک سے خرمن صبر و قرار پر آتش زن ہے

نظم

کیا آنکھ اُٹھا کر جو اُسنے خیال	شب تار عشاق تھے سر کے بال
ہویدا تھے موتی ہر اک تار مین	کہ جیسے ستارے شب تار مین
نہ تھے سر کے بالون مین لولوعیان	کہ تھے سنبلستان مین جگنو عیان
وہ یا پیچ مین لائے جان جہان	دلِ روشنِ عاشقانِ جہان
عجب اُسکی چتون تھی عالم فریب	دلون کو جو دیتی تھی مسموم فریب
جدھر اُٹھ گئی نور آگین نظر	تو فی الفور بجلی گری جا لون پر

ایسی زن زہرہ شمائل کو دیکھکر حیران ہوا کہ الٰہی یہ کہان سے یکایک آ گئی لیکن اُٹھکر اُسکے پاس گیا اور کہا ای نازک اندام ذرا میری طرف دیکھو وہ عورت اس صدا سے پھر کر دیکھنے لگی کہ یہ کون آیا **عمرو** نے بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اُسکا پیرہن اُتار کر زنبیل مین اُسکو رکھ لیا اور آپ وہی کپڑے اور زیور وغیرہ پہنکر فی الفور اُسی کی ایسی صورت بنگیا اس عرصہ مین **عقاب** فارغ ضرورت سے ہو کر آیا اور کہا بھابی آؤ سوار ہو **عمرو** نے اُسکو دیکھ کر بالشت بھر کا گھونگھٹ

نکال لیا اور وہ غلطک مار کر صورت عقاب کی بنکر سامنے آیا عمرو آہستہ سے اُسپر سوار ہوا اور اُسنے پرواز کر کے اپنے تئین قریب دریاے سحر پہونچایا چاہا اُس پار جاؤن دریا مین تلاطم پیدا ہوا اور پاٹ دریا کا بڑھنے لگا اسوقت عقاب نے پکار کر کہا کہ زوجہ ہنس جادو مصاحب بادشاہ طلسم کو مین پرسون لینے گیا تھا اور سند پار اُترنے کی جو ہنس نے شہنشاہ سے حاصل کی تھی وہ محافظان دریا کو دے گیا تھا آج مجکو راستہ ملنا چاہیے یہ صدا دینے سے خروش دریا کا کم ہوا اور اصلی حالت پر بہنے لگا یہ اُڑتا ہوا پار دریا کے پہونچا اور دم بھر مین ایک مکان مین آکر اُترا عمرو نے دیکھا کہ صحن مکان شستہ و رفتہ ہی سامنے ایوان مین چوکا تختون کا بچھا ہی اُس پر فرش دری چاندنی کا بہت ستھرا و عمدہ ہی گاؤ تکیہ لگا ہی دیوار مین تصویرین اور آئینہ نصب ہین طاق برابر برابر بنے ہین اُنمین اچار مایان اور گلدستے دھرے ہین دوسری سمت دالان مین باورچیخانا ہی اناج کی کوٹھری مین قفل لگا ہی چوکی بچھی ہی ظروف ہر قسم کا اُسپر چنا ہی ایک صحنچی مین چوکا دیا ہی ہار پھول رکھے ہین اسباب ساحری مہیا ہی چوکے پر گاؤ سے پشت لگائے ایک ساحر سانولے رنگ کا بیٹھا ہی جس وقت کہ اُسنے اپنی بی بی کو دیکھا تخت سے اُٹھ کر قریب آیا عمرو نے بھی گھونگھٹ اُٹھا کر مسکرا کر آنکھون کو پھرایا اُسنے آکر گود مین پشت عقاب سے اُٹھا کر تخت پر لیجا کر بٹھایا اور کہا ای بھائی عقاب تم اپنے گھر جاؤ مین اپنی زوجہ کو گھر بار سپرد کر کے بہ دلجمعی تمام دربار شاہ طلسم مین جانیوالا ہون وہان مہرخ کے قتل کی تیاری ہو رہی ہی ایک عالم جمع ہی ابھی اپنے گھر سے ہو کر آؤ اور تماشہ دیکھو عقاب یہ کلام سنکر چلا گیا جب تنہائی ہوئی اُس نے زوجہ سے اختلاط کرنا شروع کیا عمرو وہان سے اُٹھا اُسنے پوچھا کہان جاتی ہو جواب دیا کہ کوٹھری مین شراب لینے وہ چپ ہو رہا عمرو نے کوٹھری مین جاکر دیکھا کہ جملہ اسباب خانہ داری برتن اور صندوق اور پٹارے وغیرہ رکھے ہین طاق پر شیشے شراب کے چنے ہین یہ دیکھکر ایک شیشہ شراب کا لیکر وہین بیہوشی آمیز کر کے باہر آیا اور جام بھر کے پہلے ہنس کو دیا وہ بے وسواس پی گیا اور چاہا کہ بی بی سے لپٹون عمرو پہلو سے تڑپ کر نکلا وہ اُٹھکر پیچھے چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے جال الیاسی مار کر سارا مکان اُسکا لوٹا کوئی چیز باقی نہ رکھی پھر اُسکا پیراہن لیکر اُسی کی ایسی شکل بنکر اُسے بھی زنبیل مین رکھ لیا اور آپ جھولی سحر کی گلے مین ڈالکر وہان سے جب باہر نکلا دیکھا خلقت گروہ گروہ چلی جاتی ہی بعض اُن مین عشرت کرتے ہین کہتے جاتے ہین کہ آج دشمن مارا جاتا ہی اسی مکارہ مہرخ نے شراکت کر کے عمرو کو تقویت دی آج وہ بیکس و ناچار بندھی بیٹھی ہی یہ تقریر سنکر دوسرا

بولا کہ سیان توبہ توبہ کرو کسی کی مصیبت پر ہنسا نہ کرو یہ بھی گردش فلک ناہنجار ہی جو عالی ہمتون کو دام مصیبت مین پھنساتا ہی اور شاہون کو تخت عزت سے اُتار کر بوریاے فلاکت پر بٹھاتا ہی کسی کا دل شاد نہین رکھتا کوئی گھر آباد نہین رکھتا نظم

جلادینے مین یہ وہ بیباک ہی	کہ سارا جہان مشتِ خاشاک ہی
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو	لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو
یہ جس جا یہ آتش فشانی کرے	جو فولاد بھی ہو تو پانی کرے

اسی طرح باتین کرتے جاتے تھے عمرو بھی انھین کے ساتھ چلا یہان تک کہ دریاے سیلاب پر پہونچا اُس جگہ بڑا مجمع نظر آیا کہ سامنے افراسیاب و حیرت کرسی پر بیٹھے تھے اور جلاد باتیغہاے برہنہ سر پر مرخ کے کھڑے تھے ساحر ہر سمت قہقہے لگاتے تھے مرخ بحسرت و یاس سمت فلک دیکھتی اور دل سے دعا کر رہی تھی کہ اے خالق بے نیاز ابیات

تو ہی خالق ظلمت و نور ہی	دلون سے قرین چشم سے دور ہی
تو ہی روشنی بخش خورشید و ماہ	کیا روز و شب کو سفید و سیاہ
ہین مخلوق تیرے زمین و زمان	خداے جہان و خداوند جان
کرم سے ترے اے جہان آفرین	رہا قید سے ہوے یہ دل حزین

یہ دیکھکر عمرو بھی رونے لگا لیکن قریب شہنشاہ ساحران جاکر عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہی اس مجرمہ کو اپنے ہاتھ سے مین قتل کرون شاہ نے کہا جاؤ اور سر کاٹ لاؤ ہنس تلوار کھینچکر بڑھا جلادونکو ہٹا دیا شاہ سے کہا آپ سحر اپنا دفع کر دیجیے مین نے اس کو خوب مسحور کر لیا اسکو تو یہ گمان مطلق نہ تھا کہ کوئی عیار یہان آئیگا کیونکہ دریا کے پار کوئی نہین آ سکتا ہی پس بادشاہ نے سحر اپنا دفع کر دیا عمرو قریب جاکر مرخ کو دھمکانے لگا کہ بادشاہ طلسم کی اطاعت کر تو جان تیری بچ جاے اس پیرہ نے جھلاکر جواب دیا کہ لاکھ جان میری نام پر عمرو کے فدا ہی تو مجکو جلد قتل کر عمرو نے کہا تیرے دشمنون کو مارون یہ کہکر جال لپیٹ مار کر مرخ کو کھینچکر زنبیل مین ڈال دیا اور نعرہ کیا کہ ہم عمرو عیار نامدار یہ نعرہ سُنکر ساحر لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے دو تین حقہاے نفتی داغ کر مارے کہ دھوان پھیلا اور تاریکی ہو گئی اسی اندھیری مین دو ایک ساحرون کے خنجر مارا سر اُنکے جدا ہوے شور و غوغا اُنکے مرنے کا بلند ہوا اور زیادہ تاریکی چھائی عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہوا افراسیاب و حیرت کو ایک عالم محویت اور حیرت تا دیر رہا پھر جو ذرا حواس درست ہوئے دیکھا تو ایک ساحر

مرے پڑے ہین اور مرخ کا پتہ نہین ہی یہ دیکھکر دنگ ہوگیا اور حیرت نے کہا ای شہنشاہ عمرو بدبلا
ہی مجکو یہ حیرت ہی کہ وہ یہان کس طرح آیا شاہ طلسم نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک تپلا پیدا ہوا اُس سے کہا
کہ عمرو کہان ہی اُسنے جواب دیا کہ اِس پار دریا کے طلسم مین پھر اُس سے پوچھا کہ سچ بتا اُسنے کہا
مین جھوٹے پر لعنت کرتا ہون وہ طلسم مین ہی شاہ نے اُسوقت کتاب سامری منگاکر دیکھی ظاہر
ہوا کہ عمرو زوجہ ہنس جادو بنکر پشت عقاب پر سوار ہوکر آیا ہی پھر ہنس کو بھی اُسنے قید کیا
اور آپ اُسکی صورت بنکر مرخ کو اکر چھڑا لے گیا یہ دیکھکر عقاب کو شاہ نے بلوایا اور کہا ای
بے وقوف تو عمرو کو اپنی پیٹھ پر لاد کر یہان لے آیا اور بھائی کو اپنے قتل کرایا عقاب یہ سنکر
رونے لگا اور ہنس کے گھر کی طرف چلا اور وہ سارا مجمع برطرف ہوا جلاد محروم ہوکر اپنے گھر
چلے اور ساحران طلسم عبرت کرتے نام عمرو سے خوف کھاتے اپنی جگہ پر گئے بادشاہ طلسم باغ
مین جاکر بیٹھا اور حکم دیا کہ طائران طلسم ہر سمت ندا کرین یعنے عمرو طلسم مین آیا ہی سب ساکنین
یہان کے ہوشیار رہین اور بندوبست کیا جاے کہ وہ مفتری اب دریا کے پار نہ اُترے غرضکہ
منادی نے ندا کی سب ہوشیار ہوگئے اور محافظان دریا سے کہلا بھیجا کہ بغیر میرے حکمنامے کے
کسی کو پار اُترنے نہ دینا یہ بندوبست کرکے ٹھہرا تھا کہ مصور کا نامہ آیا لکھا تھا کہ سنا گیا ہی عمرو
پار دریا کے طلسم باطن مین گیا ہی فی الجملہ عمرو کی تصویر بن جایگی اسکو پہچان کر گرفتار کرو دنگا
بجز اسکے اور کوئی صورت اس کی گرفتاری کی ظاہر مین نظر نہین آتی ہی جب یہ نامہ پڑھا
جواب لکھا کہ ضرور تشریف لائیے اور ہر ایک حضار دربار سے کہا اب خداوند زادے تشریف
لاتے ہین وہ عمرو کو قید کرا دینگے یہ خبر طلسم مین مشتہر ہوئی ہر جگہ لوگ ذکر کرنے لگے عمرو نے بھی
یہ ماجرا سنا گھبرایا کہ دیکھیے جان کیونکر بچتی ہی آخر گلیم اوڑھے پھر ہنس جادو کے مکان مین آیا
اور فی الفور دوبارہ اُسکی جورو کی ایسی صورت بنکر اسباب ظاہری تخت دری وغیرہ زنبیل
سے نکالکر قاعدے سے درست کرکے بیٹھا راوی کہتا ہی کہ ہنس نے جب اپنی زوجہ کو اُسکے میکے
بھیجا تھا تو ملازمون کو رخصت دی تھی کہ اس عرصے مین فرصت ہی تم بھی اپنے اپنے گھر ہو آؤ
اُسوقت غلغلہ جو طلسم مین ہنس جادو کے مارے جانے کا برپا ہوا تا اصیلین بدحواس دوڑی
آئین بی بی کو اپنی بیٹھے دیکھکر سلام کیا بلائین لین کہ واری دشمنون مدعیون کے منھ مین خاک
پڑے افواہ اُڑاتے ہین عمرو نے کہا کیا کیا کچھ کہو تو اُنھون نے کہا میان تو کہتے ہین کہ دشمن اُنکے
عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے یہ سنتے ہی عمرو نگاہ سر پیٹنے تھا اوتاری چوڑیان توڑین اور بیچ انگنائی

مین ٹانگین پھیلا کر واویلا مچانے لگا اُس وقت **عقاب** جو آیا اور بھاوج کو غمناک دیکھکر سوچا کہ شاہ طلسم نے کہا تھا **عمرو** تیری بھاوج کی شکل بنکر آیا ہی اب نہین معلوم یہ میری بھاوج ہی یا **عمرو** ہی اس سوچ مین رونا بھی بھولا اور بغور دیکھنے لگا **عمرو** نے اسکو متوحش دیکھکر بفراست دریافت کیا کہ معلوم ہوتا ہی میرے حال سے کچھ مطلع ہوگیا یہ دریافت کرتے ہی پکارا کہ بھیا ایک پہاڑ پر مجکو ٹھہراکر تم جو گئے تھے وہان ایک شخص آیا اور اُسنے ایک انڈا میرے منھ پر مارا پھر مجھے ہوش نہ رہا بعد کچھ دیر کے اس اکیلے گھر مین اپنے تئین مین نے پایا اور ایک دبلے پتلے آدمی کو دیکھا کہ اُسنے پہلے سارا گھر لوٹا پھر میرا گہنا تو اُتار ہی چکا تھا مجکو خنجر سے ہلاک کرنے قریب آیا جان تو پیاری ہوتی ہی مین نے غل مچایا وہ بھاگ گیا اب سنتی ہون کہ وہ عیار تھا اور اُسنے میرے وارث کو مار ڈالا آہ کیون یہ بات سچ ہی کہ بھائی تمھارے مارے گئے **عقاب** نے جو یہ تقریر سُنی سمجھا کہ **عمرو** جب میرے بھائی کو قتل کر چکا ہوگا تو گھر لوٹ کر اسکو بھی زنبیل سے نکالکر مارتا ہوگا کیونکہ **عمرو** پہلے بھی اس پار آیا تھا اور شہرون کو لوٹا تھا اسوجہ سے ساحر زنبیل سے واقف ہین غرضکہ **عقاب** کو جب یقین ہوا کہ یہ میری بھاوج ہی پاس بیٹھکر ہاے ہاے کرکے پیٹنے لگا پھر تو **عمرو** نے اُٹھکر دو تین ٹکرین دیوار سے لگائین کہ سر پھٹ گیا خون بہنے لگا اور بین کرنا شروع کیے کہ ہی ہی میرے ناز اُٹھانے والے تو کدھر چل بسا ہی ہی

میرا بادشاہی تخت لٹ گیا لوگو میرا وارث مجھسے روٹھ گیا **نظم**

طمانچون سے نیلے کیے اُسنے گال	کیا اُسنے ماتم مین سینے کو لال
کہا تھا تک اے لوگو مین دُکھ بھرون	جیے میرا خاوند اور مین مرون
ارے لوگو قسمت مری سو گئی	یہ کہتے ہی سر پٹیا غش ہوگئی
ہوئی بعد لمحے کے جب ہوشیار	بھرے اشک آنکھون مین دل بیقرار
سخن تھا زبان پر یہ ہر دم کہ ہاے	کدھر رانڈیہ ڈھونڈھنے تجکو جاے
مرا ماہ پیکر کہان ہی بتاؤ	اُسے میری چھاتی سے لاکر لگاؤ

اسی نوحہ وشیون مین سر پیٹتا باہر نکلکر چلا **عقاب** ہان ہان کرتا پیچھے دوڑا کہ بھابھی کہان جاتی ہو اس نے ایک اسکی نہ سُنی اُسنے ہاتھ جوڑے منتین کین مگر نہ مانا اور سر سے لہو بہتا چاک گریبان سینہ زنان سر برہنہ کیے سیدھی باغ **سیب** کی طرف چلی **عقاب** اُسوقت تو آگے بڑھ گیا اور خدمت شاہ جادوان مین آکر عرض پیرا ہوا کہ **عمرو** پہلے تو میری بھاوج بنکر بھائی کے پاس

آیا جب اُنکو مار چکا اور گھر لوٹ چکا تو بھاوج کو زنبیل سے نکالکر قتل کرنے کا ارادہ کیا اُسنے غل مچایا اسوجہ سے چھوڑکر بھاگا اور صورت میرے بھائی کی بنکر آیا صبح کو چھڑائے گیا فی الجملہ بھا بھی نے جب سے رہا ہوکر حال اپنے شوہر کا سُنا ہی سر پھوڑا ہی قریب بہ ہلاکت اپنے تئین پہونچایا ہی اب آپ آتی ہین شاہ طلسم کتاب سے اوّل دریافت ہی کر چکا تھا کہ عمرو پہلے زوجہ ہنس بنا تھا پھر اسکی شکل بنکر یہان آیا تھا اس دھوکے مین دوبارہ کتاب نہ دیکھی عقاب کے قول کو صحیح سمجھا اس اثنا مین باغ کے در پر صدائے نالہ وزاری برپا ہوئی اور زوجہ ہنس سامنے بادشاہ کے آئی پانون پر گر پڑی شاہ نے سر اُسکا اُٹھا کر دیکھا ہچکی لگی ہی لہو بہ رہا ہی بال کھلے ہین اس حال زار کو دیکھکر آپ بھی آب دیدہ ہوا اور کہا خداوند سے چارہ نہین ہی اے نیک بخت ہنس جادو تو نہین ہی اور باقی سب چیز تیرے واسطے موجود رہا سہ تیرے خاوند کا تجھ کو ملے گا جا اپنے گھر مین چین سے رہ اور صبر کر یہ کلمات تشفی آمیز سُنکر وہ سوگوار عرض کنان ہوئی کہ میرے پاس اب کیا ہی گھر سارا عمرو لوٹ لے گیا اب اکیلے مکان مین اگر رہون زمانہ کہے گا کہ یہ جوان جہان ہی دیور کے پاس رہتی ہوگی اے شاہ مین بدنام ہوجاؤن گی مجھے میرے مان باپ پاس پہونچا دیجیے آپکی مہربانی اگر ہوگی اور وہان تنخواہ ملے گی کھاؤن گی اور آپ کو دعا دون گی اور نہ دیجیے گا تو مین چرخا پونی کرکے اوقات بسر کرون گی یہ کہکر خوب روئی حیرت بھی رونے لگی اور گویا ہوئی کہ اے شہنشاہ یہان جو یہ رہے گی تو ہر وقت شوہر اسکو یاد آئے گا کہ ہاے یہان وہ بیٹھتا تھا اس جگہ سوتا تھا اس یاد مین دن رات رو رو کر مر جائیگی لازم ہی کہ اسکو والدین کے یہان اسکے بھجوا دیجیے شاہ طلسم نے اسکے کہنے سے دو تین ساحر خدمتگار اپنے ساتھ کیے کہ بحفاظت تمام اسکو میکے مین پہونچا آؤ اور ایک طاؤس بھر سے بناکر سوار کرکے کچھ روپیہ دیکر روانہ کیا جب دریاے بھر کے کنارے پہونچے شاہ طلسم کے خاص اردلی کے خدمتگار تمغے باندھے ساتھ تھے انکو کون روکتا پاسبانان دریا نے راستہ دیا اور طاؤس اُڑتا ہوا پار دریا کے اُسی کوہ کے قریب پہونچا کہ جہان سے عمرو عورت بنکر پشت عقاب پر سوار ہوا تھا وہان پہونچکر ان ساحران ہمراہی سے کہا کہ اسی جگہ مجکو اُس عیار نے بیہوش کیا تھا تم ذرا مجھے اُتارو تو مین اپنے خاوند کو روون کہ وہ گھڑی کم بخت کون سی تھی جو مین یہان پہونچی تھی اور مین بھوکی بھی ہون کئی دن سے کچھ کھایا نہین اس جگہ ٹھہر کر کھاؤن گی یہ التماس سُنکر ساحرون نے طاؤس اُتارا پہلے تو عمرو ہاے ہاے کرکے خوب رویا پھر کچھ میوہ اپنے پاس سے نکالا اور اُن ساحرون کو دیا کہ تم بھی کھاؤ اور آپ بھی ایک آدھ دانہ

کھایا لیکن وہ میوہ کھاکر بیہوش ہوگئے عمرو نے سب کے تمغے اور لباس اور جو کچھ انکے پاس تھا لیکر ایک رقعہ لکھکر انکی داڑھی کے بالون مین باندھ دیا مضمون رقعہ یہ تھا کہ اے خیرہ سر افراسیاب ستم کشندہ ساحران عالم دیکھا تونے کہ اسی ایک عیاری سے جس صورت سے کہ وہان گیا تھا اسی طرح بفضلہ تعالیٰ چلا آیا اسی طرح ایک روز تجکو بھی آکر مار ڈالون گا ورنہ میری اطاعت مین حاضر ہو اور اسلام اختیار کر یہ رقعہ باندھکر کوہ سے اتر کر اپنے لشکر کا راستہ لیا لشکر مین جب سے برق عیار نے آکر کہا ہی کہ عیار بچی مہرخ کو پار دریاے شور کے لے گئی یہ سنتے ہی بہارد نافرمان پچھاڑین کھانے لگین یقین ہوگیا کہ مہرخ زندہ نہ بچے گی آخر مایوس ہوکر ہر ایک دعا مین مصروف ہوئین اور بیتابانہ درگاہ کریم کارساز مین کہتی تھین کہ بیت

تو وہ کریم ہی ناشاد کو جو شاد کرے		مراد مند کو ہر طرح بامراد کرے	

خداوندا ہمارے سرپرست اور بادشاہ لشکر کو اس موذی کے ہاتھ سے رہائی دے یہ دعا ورد زبان تھی اور گریہ اہل لشکر کر رہے تھے کہ عمرو آکر پہونچا اور سب کو تسکین دیکر مہرخ کو زنبیل سے نکالا اسکی بیہوائی کھلی اپنی بارگاہ مین اپنے تئین پایا سجدۂ شکر معبود حقیقی ادا فرمایا اور حمام کرکے خلعت شاہانہ پہنکر تخت پر جلوس کیا شور تہنیت بلند ہوا سردار تمام مسرور ہوے اور عمرو کی عیاری کا حال لشکر سب کو نہایت تعجب ہوا الحاصل صحبت عیش برپا ہوئی بادہ خواری ہونے لگی نغمہ مسرت آغاز ہوا یہ تو سب مصروف عیش و نشاط ہین لیکن کچھ عرصے مین پہاڑ پر ساحر ہوشیار ہوے اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر نالان و گریان پھر کر پاس افراسیاب کے گئے اسنے رقعہ داڑھی سے کھولکر پڑھا اور زانو پیٹ لیا کہا اے حیرت وہ زوجہ ہنس جادو نہ تھی عمرو تھا کہ دھوکا دیکر پار اتر گیا یہ سنتے ہی خدمتگارون نے آپس مین کہا کہ بھائی ہمارے نصیب اچھے تھے جو اس عیار نے ہمین ہلاک نہ کیا اور اپنے اوپر سے سب کے صدقے اتارے لیکن شہنشاہ ساحران نے نامہ بنام مصور لکھا مضمون یہ تھا کہ اے قدوۂ ساحران وای زبدۂ سامری پرستان حضور نے یہان تشریف فرما ہونے کا وعدہ فرمایا تھا کہ عمرو کو گرفتار کردون گا فی الحال مکار یہان سے طلسم ظاہر مین چلا گیا آپ اسکو قید کر لیجیے یہ لکھکر نیچے کے ہاتھ روانہ کیا جب نامہ مصور کو پہونچا وہ عازم روانگی کا تھا ٹھہر گیا اور صورت نگار اپنی زوجہ سے کہا مین عمرو کو اب گرفتار کرتا ہون مین نے تصویر اسکی کھینچی جس حال مین وہ ہوگا مین شناخت کر لونگا یہ تقریر اسنے تو اپنی زوجہ سے بیان کی لیکن برق فرنگی عیار بصورت مبدل بہر خبر گیری آیا تھا اسنے بھی سارا ماجرا سنا اور جاکر عمرو سے

سب کیفیت بیان کی عمرو نے کہا بیٹا کسی صورت سے میری تصویر مصور پاس سے لانا چاہیے برق نے عرض کیا جاتا ہون اگر بن پڑیگا تو لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور عمرو بھی بارگاہ سے اٹھکر صحرا مین گیا اور صورت ساحر کی بنکر مخفی ہوا لیکن شاہ طلسم نے بعد تحریر نامہ عیار بچیون کو بلاکر کہا کہ تمھاری جانبازی مین کسی طرح کا شک نہین مگر لازم ہی کہ لشکر حیرت مین جاکر مصور کی حفاظت کرو اور جب وہ عمرو کو گرفتار کرلین تو یہان لے آؤ عیار نیان حسب الحکم پاس مصور کے آئین حکم شاہ سے اسکو اطلاع کی اُسنے اپنی بارگاہ کے چار سمت چار خیمے استادکرا کر عیار بچیون کو فروکش کیا کہ یہان رہکر تم میرے حال کی نگران رہو اور بہت سے ساحر دن کا پہرا مقرر کیا کہ اجنبی کو آنے نہ دینا اور چند کنیزین اپنی خدمت کو پاس رکھ لین باقی سب ملازمون کو باہر رہنے کا حکم دیا جب سب انتظام کرچکا تصویر عمرو کی صندوق سے نکالکر اپنے گلے مین پہن لی کہ ہر وقت پیش نگاہ رہے تاکہ مین دھوکا نہ کھاؤن غرض سب طرح اطمینان کرلیا کہ برق جو عیاری کرنے چلا تھا بصورت مبدل اسکے لشکر مین آیا دیکھا بڑا انتظام ہی کوئی بارگاہ مین جانے نہین پاتا ہی یہ دیکھکر کنارے ٹھہر رہا اس اثنا مین ساقی ازل نے مینائے زنگاری سے آفتاب کو ساغر مغرب مین بھرا اور مجلس بادہ خوارا ن کی طرح خم خانہ سپہر مین کواکب محفل آرا ہوے نظم

وہ رات اس طرح کی طرحدار تھی	کہ اس سے خجل زلف دلدار تھی
چراغان سے روشن وہ لشکر ہوا	کہ جیسے ستارون کی پھیلے ضیا
ضیا سے چراغون کے انجم سیاہ	خجل قمقمون سے تھی قندیل ماہ

رات کو ملشت صاف کرنے کے لیے معترانی نے بارہ نوکر اکمر پر رکھے ہاتھون مین نوکر کہان اور پانون مین پیتل سونے کی پہنے کان مین بالیان اور جھمکے آراستہ کیے بصد ناز و انداز آنکھ ہر ایک سے ملاتی اپنی آن بان دکھاتی جاتی تھی برق نے جو اسکو دیکھا سوچا کہ اندر بارگاہ کے جائیگی اسکو لینا چاہیے یہ سوچکر قریب اُسکے گیا اور یہ شعر پڑھا کہ بیت دل مین تھی زہرہ جبینون سے صفائی منظور + میری قسمت کا ستارہ ہوا جھاڑو پیدا + جھاڑو کا نام سنکر معترانی نے پھر کر دیکھا اور مسکرائی برق نے کچھ اشرفیان دکھائین اور منت سے کہا واسطہ سامری کا ایک بات میری سنتی جاؤ معترانی لالچ مین آکر اسکے پاس آئی اور کہا میان تم پہلے وہ جو درخت سامنے لگا ہی اور اس جگہ گوشہ تنہائی ہی کوئی آتا جاتا نہین ہی وہان جاکر ٹھہرو مین آتی ہون یہان بات کرنے مین بدنامی ہی برادری مین پنچایت سے اٹھ جاؤنگی حقہ پانی بند ہو جائیگا برق نے کہا ہم تیرے عوض روٹی پکا دینگے

مہترانی بولی کہ کیا ضرورت ہی جو بات سہل مین ہو جائے اسکو مشکل کیون کیجیے یہ سنکر برق اول تنہائی مین گیا پیچھے مہترانی بھی ٹالا بالا دیکر کترا کر وہین آئی اسنے اسکو اشرفیان دین اور رخسار پر محبت سے ہاتھ پھیرا مہترانی بولی کہ مین بات سننے آئی ہون یہ ٹھٹھے بازی مجھے اچھی نہین لگتی یہ کہکر جھاڑ لی بتالی اور جانے لگی برق نے ہاتھ بیہوشی کا بھرا ہوا تو منھ پر پھیرا ہی تھا دو قدم آگے بڑھی تھی کہ بیہوش ہوکر گری اسنے زیور اور پیرہن اسکا اتار کر آئینہ سامنے رکھکر فلیتہ عیاری جلدکر اسکی ایسی صورت اپنی بنائی بلکہ اور زیادہ اپنے حسن کی بناوٹ کی مانگ سر پر نکالی گلے مین چمپا کلی بہنی دوپٹے کی گاتی اس طرح سر پر باندھی کہ چھاتی کے ابھار پر سب کی نگاہ پڑے رخسار ٹوکرا اٹھانے کے بوجھ سے ایسے تمتما کر سرخ ہو گئے تھے کہ فی الحقیقت گلاب کو شرماتے تھے نظم

وہ رخسار سرخ اسکے تھے بیمثال	کہ گل زرد ہو اُن سے ملکر کمال
وہ لب اُسکے دونون تھے قند و شکر	چٹختے تھے باتون مین بایک دگر
نزاکت کو موے میان باندھ لائے	وہین ڈھونڈھے جو وہ عدم کھو یا جائے
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر	مگر دو حباب اسمین تھے جلوہ گر
جو قد دیکھے محشر اسے آئے یاد	قیامت تھی قامت کی اک خانہ زاد

اس صورت زیبا سے تیار ہوکر بارگاہ کی سمت چلا جسنے نگاہ کی فریفتہ ہو گیا سا ہی شعر عشق انگیز پڑھنے لگے دربان آوازے کستے تھے ایک بولا بی مہترانی جو کچھ گرا پڑا ہو یہان سے بھی اٹھا لو دوسرے نے کہا کیون تمھاری چوکی کون صاف کرتا ہی مہترانی نے مسکرا کر کہا کچھ شامت آئی ہی مجکو دل لگی باز بنایا ہی دیکھو حضور سے آج کہون گی یہ کہتی ہوئی اندر بارگاہ کے گئی اور جہان ملازم اور کنیزان ماہرو کا مجمع دیکھا ٹوکرا چوکی خانہ مین رکھکر آ بیٹھی کسامری سلام کیے ذرا سی تما کو کھلا دیجیے ایک کنیز نے پان لگا کر دیا دوپٹے سے پکڑ لیا جھک کر سلام کیا ایک خواص بولی کہ میری بہو کچھ گا مہترانی نے ایک غزل گائی اس مین ایک خواص کو احتیاج کی ضرورت ہوئی اسنے کہا تو بیٹھی مردار اٹھلاتی ہی میرا مارے پیشاب کے برا حال ہی جلد جاکر کما لے ٹوکرا اٹھائے تو مین جاؤن مہترانی نے کہا بی خفا نہو چلو چلتی ہون یہ کہکر اٹھی پیچھے پیچھے خواص آ فتا بہ لیے آئی مہترانی نے ٹوکرا اٹھا دیا اور کہا آؤ وہ اندر جیسے ہی آئی اسنے حباب بیہوشی مارا کہ اسکی آواز بھی نہ نکلی بیہوش ہو گئی برق نے فوراً پیرہن اسکا اتارا اور اسکو خوب بیہوش کر کے آپ اسکی ایسی صورت وہین بیٹھکر بنا اور ایک قنات کی آڑ مین اسکو لٹا کر اور اپنے ٹوکرے کو رکھکر وہان سے آیا اور جہان سے وہ کنیز

ٹھگر گئی تھی اُسی بستر پر آکر بیٹھا لوگ سمجھے کہ مہترانی چلی گئی ہوگی اس اثنا مین دوسرے درجے مین پلنگڑی جدا ہر کا راستہ تھی اور بیچ مین پردہ پڑا تھا ادھر کنیزین تھین اس طرف مصور لیٹا تھا ایک کنیز کو انھین مین سے بلا لیا تھا اُس سے اختلاط کر رہا تھا برق نے ہزار تدبیر کی کہ مین مصور پاس جاؤن موقع نہ ملا لیکن حال سُنیے کہ اسی بارگاہ کے متصل بارگاہ صورت نگار کی برپا ہی وہ اُسوقت شوہر پاس آئی اور کنول بردارنیون اور خواصون کو دربارگاہ پر چھوڑ کر اکیلی پردہ اٹھا کر مصور پاس گئی وہ کنیز کے اسوقت بوسے لے رہا تھا اور کنیز بھی گردن مین ہاتھ ڈالے تھی اس کیفیت کو صورت نگار دیکھکر پیچھے ہٹی اور مصور گھبرا کر اُٹھ بیٹھا کنیز بالون کو سمیٹتی دوپٹہ اوڑھتی پلنگ سے اُٹھی کہتی تھی کہ میان تم تو ناحق مجھے بدنام کرتے ہو مین راضی نہوتی تھی نگوڑ مارا زبردستی جو کوئی نوچا اور کھسوٹی کرے تو کیا کرون لیکن مصور نے زوجہ سے اپنی کہا کہ اے ملکہ آپ رُک کیون رہین آیئے آیئے صورت نگار نے کہا کیا کرون آکے تم مزے اڑاؤ مجھے بُلا کر کیا کرو گے کہ بخت جو مین جانتی کہ یہان یہ کرشمہ ہو رہا ہی تو کاہے کو آتی پرائے مزے مین کھنڈت ڈالتی اور کنیز سے بولی کہ رہ تو تجھہ کیا باتین بناتی دھگڑے پاس سے اُٹھی ہی اب کیا پوچھنا ہی ہم گھر والی بنین اے سر منڈا کر گدھے پر سوار نہ کیا تو اپنا نام نہ رکھا لو سوت پرائی پٹتی تو بڑین تھین پھر راضی نہین تھین یہ کہکر جوتی اُتار کر وڑی لونڈی بڑبڑاتی ہوئی بھاگی کہ جیسے انکے میان مین بعل لگے تھے جو کسی نے توڑ لیے اُسوقت مصور نے اکر بی کا ہاتھ پکڑ لیا کہ صاحب سُنو تو سُنو تو غصہ جانے دو اُسکی خطا کیا ہی مین نے پانون دبانے بُلایا تھا لو آؤ بیٹھو یہ کہکر بہت بٹھایا صورت نگار بیٹھی تو مگر رنجیدہ کچھہ رُکی ہوئی ہر چند مصور نے گدگدایا مگر بات نہ کی اُٹھکر اپنی بارگاہ کو چلی برق سارا ماجرا کنیز بنا ہوا دیکھ رہا تھا اسکے ساتھ ہو لیا جب یہ اپنی بارگاہ مین آئی وہان کا سارا غصہ لونڈیون پر اپنی اُتارا کسی کو گالیان دین کسی کو جوتیان لگائین کسی پر کوڑا پھٹکارا ناحق ناحق خفا ہوئی کسی نے کہا مالزادی بچوان کیسا بھرا ہی کہ سُلگتا نہین کسی نے کہا مین نے تجھے پکارا تھا جواب تو نے کیون نہ دیا غرض خوب بک جھک کر برق جو کنیز بنا ہوا آیا تھا اسکی طرف متوجہ ہوئی کہ بی دل لگن تم میان کو کیون جھوڑ آئین اُس نے کہا بی بی تم پاس ہی بیٹھے دیکھ آئین مجھ سے اُس لونڈی کا حال سُنیے کہ کیا کیا اُسکے ناز میان اٹھاتے ہین یہ بات مطلب کی جو اُسنے سُنی سب کنیزون پر خفا تو تھی اُن کو ہٹا دیا اور اکیلی برق کو لیکر بیٹھی باتین پوچھنے لگی اُسنے کہا بی وہ دن رات ٹانگون مین ٹانگین ڈالے پڑی

رہتی ہی میان چلہ کھینچنے کے بہانے اُسی کو تو لیے پڑے رہتے ہین یہ باتین کرتے کرتے جماہی لی اور اُٹھاکر
حضور مین پھر حاضر ہونگی صورت نگار نے کہا اری بیٹھ بھی اُسنے کہا عوض نہین کر سکتی مجھے شراب
پینے کی عادت ہی صورت نگار نے کشتی شراب کی اسکو حوالے کی کہ تو بھی پی اور مجھے بھی بلا برق
نے جام شراب بیہوشی ملاکر اسکو دیا کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہوگئی تنہائی تو تھی ہی اسنے پیرہن اُسکا
لیکر اور اُسکو خوب بیہوش کرکے صورت اُسی کی ایسی بنکر اور اُسکو اُسی جگہ کی ایک دری لپیٹ کر
بارگاہ کے ایک گوشے مین کھڑا کر دیا اور آپ پلنگ پر لیٹ رہا یہ تو بن سنور کر لیٹا لیکن مصوّر
چلے آنے اپنی زوجہ کے پہلے تو کچھ کنیز کی خاطر داری اور دلجوئی کی پھر وہان سے بڑی رات گئے بی بی
پاس آیا اور پلنگ پر بیٹھکر اور شانہ پکڑ کر کھینچا کہ ادھر آؤ مُنھ سے بولو میرا تصور معاف کرو زوجہ نقلی
نے کروٹ لیکر اسکی صورت دیکھ کر مُنھ چھپا لیا اور کہا جاؤ جاؤ تم اپنی لونڈی سے خوش رہو اُسی سے
قصور معاف کراؤ مجھ سے کیا سروکار ہی مصوّر نے ہاتھ باندھے منتین کین گلے سے لگایا قسم کھائی کہ اب
اس کنیز کو بجاے اپنی مان بہن کے تصوّر کرونگا اُسوقت برق نے سیدھے مُنھ سے بات کی اور
ہنسکر بولا یہ بی بی کے پاس لیٹا اور اختلاط کرنے لگا اس عرصہ مین تصویر جو عمرو کی گلے مین پڑی
تھی اُسپر نگاہ جا پڑی دیکھا کہ صورت ساحر کی بنا ہوا ایک درہ کوہ مین بیٹھا ہی یہ دیکھکر زوجہ سے کہا
کہ تمھاری بک جھک مین عمرو کی گرفتاری کا کچھ خیال نہین رہا دیکھو درہ کوہ مین اسوقت
بیٹھا ہی چلو گرفتار کرلین اور پاس شہنشاہ کے بھجواکر اطمینان حاصل کرین صورت نگار نقلی
نے کہا اچھا چلو مگر بھیڑ ساتھ نہ لو اکیلے چلو تاکہ وہ بھاگ نہ جائے مصوّر نے کہا اچھا اور بی بی کا
ہاتھ پکڑ کر روانہ ہوا جب قریب راہ کوہ کے پہونچا زوجہ مصنوعی نے کہا تم ٹھہرو مین درہ کوہ
مین جاکر گرفتار کیے لاتی ہون یہ کہکر جھپٹ کر درہ کوہ مین گیا وہان عمرو بیٹھا تھا اس سے
کہا بھاگ جاؤ مصوّر تمھین پکڑنے آیا ہی عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور صورت نگار نقلی نے
ایک چیخ ماری کہ ارے دوڑو یہان بلا بیٹھی ہی مصوّر دوڑکر درہ کوہ مین آیا دیکھا نہ عمرو ہی
نہ کوئی ہی زوجہ میری دہشت سے کانپ رہی ہی اسنے کہا رات کا وقت تھا اس لیے مین تمکو
منع کرتا تھا کہ اکیلی درے مین نہ جاؤ آخر ڈر گئین یہ کہکر گلے سے لگایا اور کہا اب چلو صبح کو عمرو کو
پکڑینگے یہ باتین کرکے اسکو گود مین اُٹھاکر اپنی خوابگاہ مین لایا اور لپٹ کر پیار کرنے لگا زوجہ
مصنوعی نے اپنے پاس سے عطر بیہوشی نکالکر انگیا مین ملا خوشبو سے اُسکی مصوّر چھینک مار کر
بیہوش ہوگیا برق نے تصویر عمرو کی گلے سے اُتار لی اور چاہا کہ اس کا بھی پشتارہ باندھ کر

لیجاؤن لیکن کیفیت سنیے کہ عیار بچیان چارون کونون پر بارگاہ کے اپنے اپنے خیمے سے جب زیادہ رات گئی تو نکلکر بہرا دینے نگین یکایک اُنھون نے چھینک کی آواز سُنی صرصر نے صبا رفتار سے کہا یہ تو چھینک ایسی ہی جیسے کسی نے کسی کو بیہوشی دی اسنے کہا واری سچ کہتی ہو چلو دیکھین بارگاہ مین کیا ہو رہا ہی یہ کہکر اندر بارگاہ کے آئین اُنکے آنے سے برق سراپچہ بارگاہ چاک کرکے نعرہ مار کے کہ منم برق فرنگی بھاگ گیا صرصر بھی سراپچہ پھاند کر پیچھے روانہ ہوئی لیکن برق دامن کوہ مین آکر ٹھہرا اور صرصر جو چلی سمجھی کہ اگر وہ عیار مل جائے گا تو برابر کا مقابلہ ہوگا ہاتھ نہ آئے گا لازم ہی کہ تدبیر کرون جس سے وہ دھوکا کھائے یہ سوچکر اپنی صورت عمرو کی ایسی بنائی کہ آگے بڑھکر فیل عیاری بجائی برق دامن کوہ مین متلاشی عمرو تو کھڑا ہی تھا فیل کی صدا سنکر مقام بلند پر سے نگران ہوا ازبسکہ شب ماہ تھی اور چاندنی چھٹکی تھی اُسنے دور سے دیکھا کہ اُستاد کھڑے ہین دوڑکر قریب آیا کیونکہ ایک بار مصور کے ساتھ جو آیا تھا تو درہ کوہین اُستاد سے ملاقات ہو چکی تھی سمجھا کہ اُستاد اسی جگھ ملے تھے یہ وہی کھڑے ہین غرض کہ پاس آکر عرض پیرا ہوا کہ اُستاد مصور تو بچ گیا لیکن مین تصویر آپ کی اُسکے پاس سے لایا ہون صرصر نے آواز بنا کر کہا کہ بیٹا بڑا کام کیا شاباش مرحبا لا وہ تصویر مجھے دے برق نے وہ تصویر نکالکر حوالے کی صرصر تصویر لیکر جست کرکے بھاگی اور نعرہ زن ہوئی کہ منم صرصر نعرہ سُنکر برق دوڑا لیکن وہ بھاگ کر بارگاہ مصور مین آئی اور اس کو ہوشیار کرکے سب حال بیان کیا کہ آپ ایسے غافل ہو گئے عیار کو بغل مین لیکر سوئے وہ تصویر اُتار لے گیا مین اس سے چھین لائی ورنہ آپ کی ساری محنت برباد گئی تھی یہ کہکر تصویر حوالے کی وہ تصویر ملنے سے بہت خوش ہوا مگر اپنی زوجہ کو سب جگھ تلاش کیا کہین پتہ نہ ملا نہایت پریشان ہوا آخر دل سے تجویز کیا کہ عیار اس کو پکڑ لے گیا ہی یہ سوچکر بزور سحر پرواز کرکے صحرا مین جاکر ہر ایک جھاڑی جھنڈی وغیرہ مین تلاش کی کہین سراغ نہ پایا آخرکار وہ رات اسکو زوجہ کے ڈھونڈھنے مین بسر ہوئی یہان تک کہ مصور قدرت نے صورت زیبائی کے ساتھ شاہد آفتاب کی نگارخانہ افلاک پر جلوہ طرازی فرمائی اور پرند مشک فام شب سے نقش و نگار انجم درخشان کو مٹاکر سطح سپہر کو مصفا فرمایا کہ ابیات

اُٹھائے غرض صدمہ ہائے کثیر ہوا طائر دل جب اسکا کباب		کیا شب کو مرمر کے اُسنے اخیر تو پیدا ہوا بیضۂ آفتاب	

صبح کو نالان و گریان پرواز کرکے دریاے سحر سے اُتر کر باغ سیب مین گیا اور شاہ طلسم آرام مین

تھا اُسکو بیدار کر کے فریاد کنان ہوا کہ تیرے لڑائی جھگڑے نے آخر یہ نوبت پہونچائی کہ بہکو سامری کی عیار پکڑ لے گئے شاہ طلسم سو کر اُٹھا تھا بدمزاج ہو رہا تھا لیکن اسکی عظمت بہت کرتا ہی اُسکے خفا ہونے سے خاموش ہو رہا اور خوابگاہ سے اُٹھکر سریر جہانبانی پر آکر بیٹھا ساحران نامی حاضر دربار ہو کر حسب مراتب متمکن ہوے اُسوقت کہ جب مزاج شگفتہ ہوا مصوّر کے بیقرار ہونے پر ہنسا اور کہا جناب نے عیارون کے ہاتھ سے ابھی کیا مصیبت اور دکھ اُٹھایا ہی میرے کلیجے کو دیکھیے کہ ہزارہا بندگان سامری کو عیارون نے مارا مگر مین نے اُف نہ کی زوجہ آپ کی بغیر فتح ہوئے طلسم کے ہلاک ہو نہین سکتین گھبرایئے نہین چھوٹ آئینگی یہ کہکر چاہا کہ کتاب سامری مین حال اُسکی زوجہ کا دریافت کرے لیکن جو کہ یہ بات ظاہر تھی کچھ راز پوشیدہ اور عقدہ سربستہ نہ تھا مصوّر کہہ رہا تھا کہ صورت بیری بی بی کی بنکر برق عیار آیا تھا وہی اُسکو پکڑ لے گیا بس اس کھلی ہوئی بات کا کتاب مین دیکھنا کیا ضرور تھا کیونکہ کتاب تو اس لیے ہی کہ جو امر کسی طرح سمجھ مین نہ آئے وہ اُس سے دریافت کرے حاصل یہ کہ حسب بیان مصوّر اس نے سحر پڑھکر دستک دی یکایک ایک برق چمکی اور پنجہ بحر پیدا ہوا اُسکو حکم دیا کہ جہان برق عیار ہو وہان سے جاکر اُٹھالا پنجہ چمک کر روانہ ہوا ادھر برق نے جب صرصر کو نپایا رنجیدہ پھر کر لشکر مین آیا یہان عمرو سے ملاقات ہوئی ساری کیفیت بیان کی اس اثنا مین گریبان سحر چاک ہوا اور صبح اورنگ آرائے سلطنت ہوئی عمرو اور برق بھی بارگاہ مین آئے اُس وقت پنجہ فرستادہ شاہ طلسم بجلی کی طرح چمک کر گرا عمرو نے تو گھبرا کر گلیم اوڑھ لی لیکن پنجہ برق کو اُٹھا کر چلا اُس پر ساحرون نے ہزارون تاریخ و ترنج وغیرہ حربے سحر کے کیے لیکن کچھ تاثیر نہوئی طائر بنکر ساحر خبر کو روانہ ہوئے اور پنجہ اسکو لیے ہوئے سامنے شہنشاہ طلسم کے لایا برق نے ہوشیار ہو کر دربار شاہ جادوان مین اپنے تئین پایا اور عجب طرح کی بہار کا باغ طلسمی دیکھا کہ عقل دنگ ہو گئی گو کہ اس باغ کی کیفیت اور بہار کی آرایش پیشتر لکھی گئی ہی اسلیے مکرر اُسکو سپرد قلم کرنا ارادہ نہین کیا گیا لیکن یہ دارالامارۃ شاہ طلسم ہی ہر وقت مین نئی بہار اور صورت سحرکاری سے دمبدم دوسری اسمین ظاہر ہوتی ہی فی الجملہ اُسوقت برق نے دیکھا کہ ہزار و ہزار بلبلین شاخہاے شجر بار دار پر شور کر رہی ہین برق عیار آیا ہی زمین و آسمان یہان کا نئے رنگ کا ہی کہ نظم

عجب طرح کا باغ پرخوف تھا		کہ خود خوف دامن مین اسکے چھپا	
نظر آئی پرخوف ہر ایک شے		فلک کو جو دیکھا تو پیتل کا ہی	

نظر بھر کے دیکھے کہان اتنی تاب — کہ صاف اُسمین لوہے کا تھا آفتاب
پر اُسکی تمازت کا یہ حال تھا — کہ وہ آگ کی طرح سے لال تھا
فلک پر چمک جاتی تھی گاہ برق — وہ پھر جاتی تھی آگ بالاے فرق
کبھی آنے لگتی تھی آواز رعد — زمین پر برستی تھی آگ اُسکے بعد
زمین آسمان دونون حالت مین تیز — شرر ریز گردون زمین شعلہ خیز
عجب طور کے نخل آئے نظر — کہ ہر شاخ و برگ اُنکے تھے شعلہ ور
عجب سرخ طائر تھے پرواز مین — جگر شق ہو ہیبت یہ آواز مین
کسی جا اگر نہر آئی نظر — تو دیکھا اُسے آگ سے گرم تر
مچلتا تھا پانی سے بیہم دھوان — حباب ایسے تھے جیسے چنگاریان

برق ایسے مقام طلسمی کو دیکھکر نہایت خائف ہوا مگر شاہ طلسم کو تسلیم کی اسنے خطاب کیا کہ ای برق تو نے جو صورت نگار کو بیہوش کیا تو یہ بتاوے کہ اسکو کہان رکھا اور کیا کیا ہر چند کہ مین کتاب سامری کو دیکھکر معلوم کر سکتا ہون لیکن اسمین بھی یہ معلوم ہوگا کہ برق اسکو اپنے لشکر مین کسی جا مخفی کر آیا ہی اس حال کے ظاہر ہونے سے بھی تجھی سے استفسار کرنا پڑتا بدین لحاظ اول ہی تجھ سے پوچھا جاتا ہی اگر تبلا دیگا تجکو رہائی دیجاویگی برق یہ کلمات سُنکر گویا ہوا کہ مین نے اُسکو مار ڈالا افراسیاب نے کہا یہ غلط ہی کیونکہ وہ قتل نہین ہو سکتی برق نے کہا لشکر حمزہ سے میرے نام کا اور عیار آیا تھا وہ اسکو لے گیا افراسیاب بولا کہ سب کتنے عیار ہین برق نے جواب دیا کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار دو چار دن مین وہ سب یہان آوینگے شاہ طلسم نے کہا کوئی یہان نہین آسکتا تو جھوٹا ہی یہ کہکر مصور سے کہا کہ یہ عیار تمھارا گنہگار ہی جو چاہو کرو مصور گویا ہوا کہ ای عیار اگر تو میری دوجہ کو تبلا دے تو دریاے سحر کے پار اتار دون برق بولا اگر تم سچا اقرار کرو تو بتا دون مصور نے قسم کھائی برق نے کہا سچ تو یہ ہی کہ تمھاری بی بی کو مین نے عمرو کو دیدیا اور انھون نے اسکو زنبیل مین رکھ لیا وہ بغیر لاکھ روپیہ لیے چھوڑنے کے نہین کیونکہ مرد طماع ہین اس تقریر کو سُنکر شاہ جادوان نے کہا یہ بات فی الحقیقت سچ ہی اب صورت نگار کا چھوٹنا مشکل ہی کس لیے کہ زنبیل پر نہ سحر اثر کرتا ہی نہ کتاب سامری زنبیل کے اندر کا حال بتلاتی ہی یہ سنتے ہی مصور رونے لگا اور پوچھا کہ ای برق تو کبھی زنبیل مین گیا ہی اسمین کیا کیا ہی اسنے کہا میرا تو گھر ہی ہی جب جی چاہتا ہی جاتا ہون سیر کرتا ہون اس مین سات شہر ہین دریا

ہین جنگل وغیرہ ہین بارگاہ حضرت آدمؑ استادہ ہی جنات بیٹھے ہین شراب کا پیالہ گردش مین ہی ہزارہا ساحر قید ہین اُن پر صبح وشام سو سو کوڑے پڑتے ہین دن بھر کوکری ڈھلواتے ہین رات کو سوکھے ٹکڑے کھانے کو ملتے ہین یہ بیان سنتے ہی مصور چیخین مار کر رویا اور کہا میری بی بی نے تو گلاب کی پنکھڑی اور پھول کی چھڑی بھی نہین کھائی وہ تو سو کوڑے کھا کر مرگئی ہوگی برق نے کہا بیزار کے صدمے سے مرگئی ہوگی اگر ایسی ہی محبت ہی تو پانچ لاکھ روپیہ اور خلعت فاخرہ یہان سے خدمت مین استاد کی روانہ کرو مین عرضی سفارش مین لکھدون گا اگر مزاج مین اُنکے آئیگا چھوڑ دینگے ورنہ گئی تو ہی یہ سنتے ہی ایک تختہ کاغذ خان بابغ حنا پر بصد آداب مصور نے عرضی بنام عمرو تحریر کی جس کا مضمون یہ تھا کہ مثنوی

بعرض شاہنشاہِ اعظم	سلیمانِ زمان عیار عالم
درخشان اختر اوج سعادت	درفشان ابر دریا بار رحمت
حقیقت دان وحی آسمانی	بیان فرمائے اسرار نہانی
نہال گلشن افضال باری	بہار بوستان شہریاری
عدو غمگین مجیش شاد باد	ہمیشہ ملک او آباد باد

عرض ہے عنداشت اس کمترین کی آراستہ زیور دستخط خاص اعجاز اختصاص سے ہو اور ساعت مسعود و آوان محمود مین خدمت بابرکت مین پہونچے یعنے میرے حال پر حضور کو رحم آئے اور میری زوجہ زنبیل سے رہائی پائے پانچ لاکھ روپیہ اور خلعت واسطے نذر ملازمان حضور کے حسب اتفاق رائے شاگرد رشید جناب برق فرنگی ارسال خدمت ہین اگر شرف قبول فرمائین خوشا نصیب اور زہے طالع اور زوجہ میری اگر چھوٹے تو گویا مرغ پے بردبال قفس الم وستم سے آزاد ہو کر آشیانہ سدرۃ المنتہیٰ کامیابی پر پہونچے الٰہی آفتاب سلطنت سعادت قرین مطلع عزو تمکین سے ساطع ولامع رہے یہ ترقیم کرکے روپیہ مذکور مع خلعت کے منگوا کر ایک ساحر کو حوالے کیا کہ خدمت عمرو مین لیجاتے اور پشت عریضہ پر برق نے بھی لکھدیا کہ آپ صورت نگار کو بھیجدین تاکہ مین قید سے چھوٹون غرض کہ وہ نامہ دار مع تحفہ جات کے روانہ ہوا اور تا آنے جواب کے برق کو کرسی جواہر آگین پر بٹھایا خاطر سے پیش آیا مگر نامہ دار دریاے بحر سے اُتر کر بارگاہ عمرو مین پہونچا یہان برق کی گرفتاری کا ذکر ہو رہا تھا ہر ایک رنج مین تھا عمرو بھی گلیم اُتار کر بیٹھا کہ ساحر نے لاکر نامہ دیا عمرو نے پشت نامہ پر خط برق کا پہچانا اور سوچا کہ اُسنے عیاری کر کے

ساحرون کو پریشان کرنا چاہا ہی یہ سمجھ کر قرطاس وخامہ ودوات لیکر جواب نامہ لکھا کہ ای زیارت گاہ سامری کیشان وای پشت وپناہ جمشید پرستان عرضی تمھاری نظر اشرف سے گذری اگر میرا فرزند بھی گرفتار ہو جاتا تو بھی مین صورت نگار کو نہ دیتا لیکن برق کو اپنے فرزند سے زیادہ سمجھتا ہون کہ اُسکی خاطر سے نذر تمھاری قبول کرکے زوجہ کو تمھاری کنارے دریاے سحر کے لاتا ہون تم بھی برق کو لیکر اس پار آؤ اور اسکو چھوڑ دو اپنی زوجہ کو لیجاؤ یہ لکھکر ساحر کے حوالے کیا اور زر وپیہ وخلعت وغیرہ زنبیل مین رکھا ساحر جواب لیکر دربار شاہ جادوان مین پہونچا مصور نے نامہ پڑھا نہایت خوش ہوا اور تخت پر برق کو بٹھا کر کچھ اور روپیہ واسطے دینے عمرو کے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور اس پار دریا کے آکر ایک پہاڑ پر ٹھہرا ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر عمرو کو میرے آنے سے اطلاع دے ساحر نے آکر عمرو سے کہا لیجیے اور صورت نگار کو دیجیے عمرو نے کہا تم چلو مین آتا ہون ساحر تو گیا اور اسنے الگ جاکر زنبیل سے ایک کنیز کو نکال کر بصورت صورت نگار بیہوش کرکے بنایا اور ہوشیار کرکے اس سے کہا مین نے ہزار ہا لونڈیان بیچ ڈالین تجھ پر رحم کیا بادشاہزادی بنایا نام تیرا ملکہ صورت نگار رکھا اور اصلی اس نام کی شاہزادی کو دریا مین ڈبو آیا اب تجھے شاہزادی کے شوہر پاس لیے چلتا ہون وہین رہنا اگر وہ پوچھے تو کہنا مین صورت نگار تمھاری زوجہ ہون اگر پوچھے سحر یاد ہی تو کہنا زنبیل مین جانے سے سحر بھول گئی یہ فہمایش لونڈی سُنکر خوش ہوئی کہ شکر ہی قید سے تو چھوٹی جوانی مفت جاتی تھی اب عیش مین گذرے گی غرضکہ عمرو اسے لیکر باعزاز تمام روانہ ہوا اور قریب اسی پہاڑ کے جہان مصور ٹھہرا تھا پہونچا برق نے دیکھا کہ استاد تو آتے ہین کہا اے مصور تمھاری ایسی ہی خاطر تھی جو تمھاری زوجہ کو لاتے ہین یہ سُنتے ہی مصور دوڑا اور آکر ہاتھ زوجہ کا پکڑا رخسار وپیشانی پر بوسہ دیا اور بخندہ پیشانی کہتا تھا بیت

ہزار شکر کہ مقصود ما میسر شد		مشام جان زخوشبوے تن معطر شد	

یہ کہکر عمرو کی طرف متوجہ ہوا اور شکریہ مین اس طرح زبان عجز وانتما کو وا کیا کہ خواجہ آپ نے بڑا احسان کیا کہ میری زوجہ کو رہائی دی ہر چند کہ ادائے شکریہ سے اس عنایت بے غایت کے زبان قاصر ولیکن شہد زبان میدان احسان بے پایان مین جولان اور دوان ہی کہ بیت

شکر فیض تو چمن چون کند ای ابر بہار		کہ اگر خار وگر گل ہمہ پروردہ تست	

یہ کہکر براہ امتحان تصویر عمرو کی جو گلے مین پڑی تھی یعنے یہ اصلی عمرو ہی یا نہین دیکھی تصویر بصورت عمرو ہو گئی معلوم ہوا کہ بیشک یہ عمرو ہی اُسوقت ایک کشتی جواہر کی مع اشرفیون کے منگا کر دی

عمرو نے کہا میری تصویر ذرا مجکو بھی دکھا دیجیے اُسنے تصویر دکھائی دیکھا کہ جیسے کپڑے مین پہنے ہون ویسے ہی تصویر کا لباس ہی اور سر سے صورت مین فرق نہین ہی یہ دیکھکر کہا ای مصور مین نے ہزارون ساحر مار ڈالے لیکن ایسا ساحر تصویر کا کسی پاس نہین دیکھا غرضکہ تصویر دیکھکر اسکو دیدی اور رخصت ہوکر عمرو و برق اپنے لشکر مین آئے فرخ نے تصدق برق پر سے اُتارا اور عیاری کا حال سُنکر سب مسرور ہوے عمرو نے کہا میرے شاگردنے دو چار کوڑیان مجھ کو دلادین کہ قرضداری سے کچھ ادائی ہوجائیگی اور مین نے بھی دو انگرکھے گاڑھے کے برق کے لیے بنائے ہین عید کے دن دونگا برق نے عرض کیا کہ میرے پاس آپ کی عنایت سے سب کچھ ہی آپ زیر بار نہو جیسے سب اہل درباران باتون سے ہنسنے لگے اور ساقی نے جام بھر کر دیا ہنگامۂ عشرت گرم ہوا ادھر تو باطنیان تمام سب مصروف انبساط ہین لیکن مصور اپنی بی بی کو بارگاہ مین لایا مسند عزت پر بٹھایا وہ کنیز عرصۂ دراز سے مرد سے واقف نہوئی تھی ہاتھ لگاتے ہی مزے مین آگئی مگر مصور پاس نامہ آیا لکھا تھا کہ آپ نے زوجہ کو اگر پایا ہو تو ہمارے پاس آیئے کہ ہم اور حیرت بھی بی بی سے آپ کی ملین یہ پڑھکر بی بی سمیت سوار ہوکر باغ سیب مین گیا سب نے تعظیم کی اور برابر شاہ طلسم کے یہ متمکن ہوا اور افراسیاب سے کہا خداوند باختر آپ کو سلامت رکھے کہ آپ نے عزت و آبرو بچائی اسمین حیرت نے کہا کہ صورت نگار کا رنگ بدل گیا کنیز نے کہا تکلیف مین انسان سرخ و سفید کب ہوتا ہی ایک ساحر بولا کہ ملکہ سے زنبیل کا حال پوچھو یہ سُنکر کنیز بولی کہ زنبیل مین کبھی اندھیرا کبھی اُجالا کہین صحرا ہزارہا ساحر قید ہین ایک ایک روٹی اور گڑ کی ڈلی ملتی ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ عیار بچیان بھی آئین اور سب نے صورت نگار نقلی کی بلائین لین اور سامنے آکر غور سے جو دیکھا تو ہنسین اور صرصر نے آپس مین کہا کہ صورت نگار اصلی نہین ہی یہ کلمات مصور نے بھی سُنے کہا تم کیا چپکے چپکے کہتی ہو انھون نے کہا حضور آپنے پانچ لاکھ روپے جواہر وغیرہ خرچ کیا لیکن بی بی کو بھی پہچانا پوچھو تو کہ سحر بھی یاد ہی یہ سُنتے ہی کنیز بولی کہ زنبیل مین جانے سے سحر بھول گئی صرصر نے اسکے بولنے سے آواز پہچانی کہ دراصل صورت نگار نہین ہی گویا ہوئی کہ حضور ہم عیارہ نہ ٹھہرے کوئی گدھی ٹھہرے یہ کوئی بڑھیا کہین کی لونڈی ہی دو کوڑے مارئیے ابھی قبول دے گی یہ سُنتے ہی مصور گھبرایا اور شاہ سے کہا واسطہ سامری کا آپ کتاب دیکھ دیجیے یہ اصلی زوجہ میری ہی یا نہین از بسکہ شناخت کرنا صورت کا تھا اور

ایک دھوکے کی بات دریافت کرنی تھی اس وجہ سے کتاب دیکھی معلوم ہوا کہ صورت نگار اپنی بارگاہ مین لپٹی کھڑی ہی اور ایک درخت کے نیچے لشکر سے ہٹکر مہترانی بیہوش پڑی ہی اور بیت الخلا مین لونڈی بیہوش ہی یہ دیکھتے ہی صرصر وغیرہ سے کہا کیون مردار دمین نے تمکو حفاظت کے لیے جو بھیجا تھا تو ایسی ہی نگہبانی کرتے ہین کہ اتنے آدمی عیار نے بیہوش کیے اور تمکو خبر نہوئی صرصر یہ عتاب دیکھکر عذر خواہ ہوئی اور بہر عیاری چاہا کہ جاؤن مگر شاہ طلسم نے مصور سے کہا کہ یہ عورت کینر ملک بروع ہی اور بی بی آپ کی دری مین لپٹی ہوئی بارگاہ مین ہی یہ سنتے ہی مصور آگر چلا مگر حال سنیے کہ بارگاہ مین برق کی ثنا جو عمرو نے بہت کی ضرغام وجانسوز بھی اس فکر مین چلے کہ ہم بھی عیاری کرکے نام آوری حاصل کرین آخر لشکر کفار مین آئے یہان نہ عیار یہان تھین نہ حیرت تھی سناٹا تھا قابو جو پایا دل سے یہ سوچے کہ مصور آخر بارگاہ مین کسی وقت آئے ہی گا ابھی سے اسکے قید کرنے کا سامان کر رکھو یہ سوچکر کنارے لشکر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر نقب لگانا شروع کی اور بارگاہ مین صورت نگار کی مہرہ اسکا توڑا دی کو جو خنجر سے کاٹا صورت نگار جو اسمین لپٹی تھی زمین پر گری عیارون نے گرنے کی صدا سنکر اسکو کھینچکر سر نقب پر لاکر رکھا اس طرح کہ آدھا دھڑ نقب مین اور آدھا بارگاہ مین اور اسکے پانون کے نیچے حلقے کمند کے لگاکر آپ بھی چھپکر بیٹھے کہ جو اس کو اٹھانے آئیگا ہم بیضۂ بیہوشی مارکر اسکو بیہوش کرکے لیجائینگے غرض کہ یہ تو گویا دام مین دانہ ڈالکر بیٹھے اور مصور بیتابانہ آکر بارگاہ مین پہونچا دری کو اٹھا ایک جگہ اپنی زوجہ کو پڑے دیکھا خانے پکڑکر جو اٹھایا پانون کو گڑھے مین لٹکا پایا حیران ہوکر گردن ڈالکر جھانکنے لگا اسوقت ایک عیار نے کمند ماری اور دوسرے نے بیضۂ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوا عیارون نے اسکو بھی کھینچا اور اسکی زوجہ کو بھی ٹانگ پکڑکر نقب مین کرلیا ایک نے مصور کو پشتارہ مین باندھکر لادا اور دوسرے نے اسکی جورو کو سنبھالا لیکر کنارے لشکر کے نقب سے نکلے اور اپنی بارگاہ کی طرف راہی ہوے لیکن صحرا کی طرف سے چلے کہ کوئی ہمکو شناخت نہ کرے جب جنگل مین پہونچے تصویر عمرو کی اتار لی اور باہم مشورہ کیا کہ سر انکے کاٹ کرلے چلین یہ سوچکر خنجر دونون کے مارا خنجر جسم پر سے انکے اچٹ گیا پتھر مارے وہ بھی اکٹھے پھر آئے اسوقت تجویز کیا کہ زمین مین نالی بناکر بارود بچھاکر انکو اڑا دین ایسا ہی عمل مین لائے یہ تو سرنگ اڑانے کی فکر مین ہین وہان شاہ طلسم نے پھر کتاب سامری دیکھی کہ مرشد زادے تنہا گئے ہین دیکھون کیا معاملہ گذرا کتاب مین معلوم ہوا کہ عیار دونون کو قتل کیا چاہتے ہین

یہ دیکھتے ہی کتاب بند کرکے خود پرداز کرکے چلا اور بہت جلد آکر وہین پہونچا کہ عیار نقب کھود کر بارود بچھا رہے تھے شاہ نے نعرہ کیا کہ دونون عیار بھاگے لیکن اسنے سحر کیا کہ دونون کمر تک زمین مین سما گئے اسوقت بارگاہ سے برق اور قران بھی بہر عیاری چلے تھے جب جنگل مین آئے بلندی سے لشکر ساحران کو دیکھکر عیاری سوچنے لگے کہ ان کو ایک سناٹا معلوم ہوا اور غور کرکے جو دیکھا تو حضرنظام اور جانسوز کو شاہ طلسم نے گرفتار کیا ہی یہ دیکھتے ہی قران ایک ساحر کی صورت بنا اور برق کو بصورت اصل مشکین باندھکر لیچلا شاہ کے سامنے جاکر سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ میرے پہاڑ پر جہان مین رہتا ہون یہ عیار آیا تھا مین نے گرفتار کیا ہی شاہ جادوان خوش ہوا اور قران کو بچیس شرفیان ہاتھ پر رکھکر نذر دینے لگا جب قریب آیا عرض کیا ان دونون عیارون کو بھی مجھے دیجیے کہ اپنے سحر مین مبتلا کرکے حضور کے ہمراہ چلون شاہ نے نذر پر اسکی ہاتھ رکھا اور سحر کیا کہ عیار زمین سے نکل آئے سحر برطرف ہوگیا اسوقت قران پاس تو کھڑا ہی تھا تاک کر جو بیہوشی جو لگاتا ہی شاہ طلسم کے منھ پر پڑا کہ یہ بیہوش ہوکر گرا قران نے بغدہ تان کر چاہا کہ سر پہ لگاون یکایک زمین تھراکر شق ہوئی صدا آئی کہ لینا پکڑنا جانے نہ دینا قران اور تینون عیار گھبراکر بھاگے اور افراسیاب و مصور و صورت نگار زمین مین سما گئے بعد لمحہ کے تینون کی آنکھ کھلی دیکھا کہ زمین یہان کی زمرد کی ہی آسمان سبونے کا ہی بیابان سرسبز شاداب ہی بہار یہان کی نایاب ہی کہ نظم

کہ ناگہ اُسے ایک صحرا ملا	نہایت خوش آیند و دلچسپ تھا
ہوا ٹھنڈھی ٹھنڈھی جو آنے لگی	تو روح اسکی کچھ لطف پانے لگی
نمایان ہوئی اُس جگھ ایک جھیل	کہ تھے سنگ پشت اُسمین مانند فیل
کنارے کہین منھ نکالے نہنگ	کسی جا پہ دو مچھلیون مین تھی جنگ
اُسی جھیل مین آکے تینون نہائے	تو بیہوشی اُنکی حواس مین آئے

جب خوب ہوشیار ہوئے تین پریزادین زرین پوشش حسینہ و جمیلہ سامنے آئین عرض پیرا ہوئین کہ ہم طلسم کی پریان ہین اور یہ بیابان طلسم اور جھیل رہائی کی ہی آپ شاہ ہوکر اکیلے ہر جگہ چلے جاتے ہین اُسوقت عیار آپ کو مارے ڈالتے تھے ہم اٹھالائے یہ سنتے ہی افراسیاب کو غیرت آئی اور مصور سے گویا ہوا کہ میری عزت تو جاچکی تمام طلسم مین مشہور ہوگیا کہ شاہ طلسم کو عیار مارے ڈالتا تھا آپ اس طلسم کی سیر کیجیے مین جاکر قران کو گرفتار کرتا ہون یہ کہکر پریون سے کہا مرشد زادے جب

سیر کر چکیں تو بحفاظت تمام میرے پاس پہونچا دینا غرضکہ آپ روانہ ہوا یہ تو ادھر سے آتا ہی اور مصور مع اپنی بی بی کے سیر طلسم مین مصروف ہی مگر برق وغیرہ عیار جو اپنی بارگاہ مین بھاگ کر گئے عمرو سے سب حال کہا عمرو نے جب سنا کہ لشکر ساحران خالی ہی مصور وغیرہ زمین مین سما گئے ہین یہ معلوم کر کے سب عیاردن کو لیکر جنگل مین گیا اور آپ بصورت مصور بنا برق کو صورت نگار بنایا اور جانسوز کو خدمتگار بنا کر روانہ ہوا یہان تک کہ لشکر ساحران مین پہونچا سب ساحر دور سے نہایت خوش ہوے نذرین دین تصدق اتارے عمرو بارگاہ مین جا کر بیٹھا اور اپنے سردارون مالی جادو بہزاد جادو وغیرہ کو بلا کر حکم دیا کہ میرا خزانہ اور اسباب وغیرہ سب ایک جگہ کرو کہ اسکو لیجا کر مین کہین مخفی کرون تاکہ ایسا نہو عیار اسکو آکر لیجا ین حسب الارشاد صندوق زر وجواہر کے اور دست بقچے اور بدریان شالون کی سب ایک جا کر کے عرض کیا کہ مال سب حاضر ہے یہان لانے مین عرصہ ہوگا وہین چلکر لیجیے عمرو نے وہان سے سب کو ہٹا دیا اور جال مار کر زنبیل مین رکھا اور رفیقون سے حکم دیا کہ صندوق مین کنکر پتھر بھر دو تاکہ مصور یہ مال لے جائے تو بہت پچھتائے اور پشیمانی اٹھائے ملازم حسب ارشاد عمل مین لائے جملہ صندوق خس وخاشاک وسنگریزون سے بھر کر دیے یہ انتظام عمرو کر رہا تھا کہ وہان مصور نے تصویر دیکھی کیونکہ جسوقت شاہ طلسم نے ضرغام وغیرہ کو گرفتار کیا تھا تو تصویر اُن سے چھین لی تھی لیکن جب زمین مین غرق ہوکر صحرا ے طلسم مین پہونچا اسوقت تصویر مصور کو دیکر آپ بہر گرفتاری قران گیا فی الجملہ اسوقت جو شبیہ عمرو دیکھی معلوم ہوا کہ میری صورت بنکر میرے مال کو تاراج وبرباد کرتا ہی یہ دیکھتے ہی برزادون سے مصور نے کہا جلد مجھے لشکر مین پہونچا دو انھون نے اسکو ایک صحرا مین لاکر کہا جا یئے وہ لشکر آپ کا سامنے نظر آتا ہی مصور بعجلت تمام ترمع اپنی زوجہ کے اڑکر چلا اور بارگاہ کے قریب آکر نعرہ زن ہوا کہ باش اے وزد مکار مین آپہونچا یہ نعرہ سنتے ہی برق اور جانسوز جست کر کے بھاگے مصور کہ بسبب تصویر کے حال عمرو کا ظاہر ہوا تھا اُن عیارون سے واقف نہ تھا اس سبب سے یہ تو بھاگ گئے مگر اسنے عمرو پر ایسا سحر کیا کہ وہ فرار نہو سکا پا ؤن زمین نے پکڑ لیے اسکو مسحور کر کے بارگاہ مین گیا اور سب مال وغیرہ کو دیکھا ملازمون کو کنکر پتھر بھرے صندوق مین پایا بہت خفا ہوا سب کو نکال دیا آخر سارا اسباب لٹا ہوا دیکھکر عمرو سے کہا دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتا ہون اور جلاد کو طلب کر کے حکم دیا کہ جلد سر اس وزد کا جدا کر جلاد مستعد قتل ہوا عمرو رجوع قلب سے دعا کرنے لگا اسوقت عیار برق جو بھاگ کر گیا صحرا مین پہونچا وہان قران سے ملاقات ہوئی اُس سے کہا

کہ استاد گرفتار ہو گئے اور سارا حال بیان کیا قران نے ماجرا سنکر فوراً صورت اپنی مثل افراسیاب کے بنائی تاج گوہر نگار سر پر رکھکر اور چار قب شاہنشاہی در بر کرکے مالا ہاے مروارید گلے مین ڈالکر قباے قلم زرکار و جواہر دوز پہنی تشفہ سے پیشانی کو مزین کیا تصویرین سامری و جمشید و لقا کی کہنی سے شانے تک باندھکر درست ہوکر برق سے کہا کہ شیر مصنوعی کی صورت تم بنو برق نے پوست شیر کی نکالی اور اسکے پاس گھنڈیان لگی ہوئی بہت سی کھالین شیر اور آہو اور سگ وغیرہ کی رہتی ہین اور یہ برق چارپایہ تو بے مثل بنتا ہی چنانچہ نوشیروان نامے کے دفتر مین ملک فرنگ پر جب مقابلہ مرزوق فرنگی سے اور امیر سے واقع ہوا یہ عیار مرزوق کا تھا اور کتا بنکر سب امیر کے سردارون اور عمرو کو پکڑ لے گیا تھا اور کسی نے اس کو شناخت نہ کیا پھر عمرو کے ہاتھ سے زیر ہوکر مسلمان ہوا اور اطاعت مین ابتک ہی فی الجملہ شیر کی کھال پہنکر گھنڈیان پیٹ کے برابر درست کرکے بالون مین چھپائین اور وہ ببر غران اور ضیغم دمان بنکر تیار ہوا کہ شیر فلک جسکی ہیبت سے برج اسد مین جاکر چھپتا اور

خنجر گزار سپہر کا زہرہ خوف سے آب ہوتا تھا نظم

بوقت خشم اگر دندان دکھائے	تو تور چرخ ڈر کر تھرتھرائے
صداے رعد تیرش مین تہی پیدا	چمک آنکھون مین مثل برق ہویدا

اس شکل سے جب تیار ہوا قران اسکی پشت پر سوار ہوا وہ لیکر سمت لشکر مصور چلا جب لشکر مین پہونچا ساحرون نے دیکھا کہ افراسیاب خیر پر سوار نہایت کروفر سے آتا ہی بہر تعظیم ہر شخص حاضر خدمت ہوا جلاد عمرو کو قتل کرنے سے ٹھہر گیا اور مصور بھی خبر سنکر دوڑا اور استقبال کرکے بارگاہ مین لے گیا عرض کیا کہ خوب ہوا آپ تشریف لائے ہین مین نے اس نا عیار مکار کو قتل کرنا چاہا ہی شاہ طلسم نے حال سنکر کہا اے مرشد زادے برحق آپ اپنا گھر اسپر نہ رکھیے مین شیر سے اس عیار کو کھلوائے دیتا ہون یہ کہکر شیر سے اترا اور کہا لے شیر اس عیار کو جاکر کھا لے شیر نقلی غرا کر جو چلا جس قدر تماشائی اور جلاد وغیرہ تھے بھاگے اور مصور نے بھی قید عمرو پر سے دور کر دی شیر نے جاکر عمرو کو منھ مین دبا عمرو کی گویا فرط خوف سے جان نکل گئی جیتے جی مر گیا اور گھگی بندھ گئی دل سے دعا کرتا تھا کہ الٰہی پنجۂ عذاب خیر سے مجھے نجات دے آخر بیہوش ہو گیا لیکن شیر نے نہ چھوڑا منھ سے اٹھا دیا پیٹھ پر لادکر سامنے شاہ طلسم کے لایا اسنے کہا وہ خیمہ جو خالی ہی وہان جاکر اسکو کھا لے اور میری سواری کو حاضر ہو شیر حکم پاکر خیمہ مین گیا اور تنہائی پاکر عمرو سے ہوشیار کرکے کہا استاد خوف نہ کھایئے مین ہون برق اور سب حال بیان کیا عمرو کی جان مین جان آئی شاگرد کو گلے سے لگایا کہا بیٹا یہان

جو کچھ شاہ طلسم کو نذر وغیرہ دے گی اور مصوّر پاس جو کچھ ہو وہ لینا چاہیے برق نے کہا زیادہ طمع نہ کیجیے اب کی قید ہوئے تو ملائی شکل سے ہوگی عمرو یہ کلمہ سنکر خفا ہوا کہ بیہودہ تو نے مجھ ایسے قانع کو طامع اور لالچی مقرر کیا ہے برق نے کہا آپ خفا نہوں میں جاتا ہوں آپ کا نقصان مجھے بھی نہیں منظور یہ کہکر شیر بنا ہوا قران پاس آیا لیکن یہاں قران نے بارگاہ میں بیٹھ کر سرداران نامی کو جمع کر کے باتیں کرنا شروع کیں مصوّر نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب بھر کر دیا قران نے لیکر آنکھ بچا کر بیہوشی اس میں ملائی اور مصوّر کو دیا کہ پہلے مرشد زادے آپ پئیں مصور نے جام لیکر پیا قران نے ساقی سے گلابی لیکر کہا کہ عمرو کے قتل ہونے کی خوشی میں سب کو شراب پلاؤں گا اور گلابی میں بیہوشی بجالا کی ملا کر ہر ایک کو شراب پلائی بعد لمحہ کے تاثیر ہوئی اور ساحر جو تی پیزار باہم لڑکر بیہوش ہوئے اسوقت قران نے بغداد نکال کر دو چار کے سر کاٹے شور اُن کے مرنے کا بلند ہوا ساحران لشکر کچھ بھاگے اور کچھ سمت بارگاہ دوڑے غلغلہ جو ہوا عمرو خیمے سے بہ شکل ساحر لنیا لینا کہتا ہوا نکلا اور بارگاہ میں جاکر جال مار کر لوٹنے لگا برق نے بھی زمین پر گر کر غلطک لگائی کہ یوست شیر کی اُتر گئی اور نعرہ کیا منم برق اور قران نے بھی نعرہ کیا دونوں سرا پچے پھاند کر بھاگے اور عمرو کشتیان جواہر کی اور اسباب دہان کا لوٹ کر نعرہ کر کے بھاگا مصوّر پر اس وجہ سے ہاتھ نہ ڈالا کہ اسکی قضا نہیں ہے ایسا نہو کہ پھر آفت میں مبتلا ہو جائیں غرض کہ سب لوٹ مار کر نکل گئے ساحروں نے مصوّر کو آکر ہوشیار کیا اسنے اس کیفیت پر اطلاع پا کر سر اپنا پیٹ لیا اور چاہا کہ بہرگز قراری عیاران جاؤں لیکن صورت نگار اسکی زوجہ نے منع کیا کہ عیار آفت روزگار ہیں اُنکا تعاقب اچھا نہیں اسکے مانع ہونے سے یہ مرکا اور بارگاہ میں نیا سامان وغیرہ درست کر کے فرد کش ہوا مگر عیار جو بھاگ کر چلے اپنے لشکر میں آئے بارگاہ میں پہونچکر مہرخ وغیرہ سے سب ماجرا بیان کیا ہر ایک نے ذلت عدو سنکر خندہ زنی کی اور قہقہے لگائے آخر ہنگامہ عشرت گرم ہوا رقص و سرود کے تماشے میں مصروف ہوئے قران صحرا میں چلا گیا اور عیار اپنے کام میں سرگرم ہوئے یعنے فکر عیاری کرنے لگے لیکن شاہ طلسم جو بہرگز قراری قران روانہ ہوا تھا راہ میں سوچا کہ کتاب سامری میں چلکر اُسکا حال دریافت کر دیہ تجویز کر کے باغ سیماب میں گیا سب نے تعظیم کی تخت پر آکر متمکن ہوا وہاں وہ کنیز جس کو عمرو نے مصوّر کی زوجہ بنا کر بھیجا تھا بیٹھی تھی اس کو حکم دیا کہ یہاں سے نکل جاؤ مایوس باغ سے نکلکر طلسم میں بھیک مانگنے لگی ایک دن ایک ساحر نے دیکھا جوان عورت دیکھکر اپنے گھر میں لیجاکر رکھا ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ قران

میری صورت بنکر گیا اور مصور کو لوٹ کر ساحرون کو قتل کر کے چلا گیا اسوقت صحرا مین ہی یہ دیکھتے ہی
چاہا کہ جاکر گرفتار کرون لیکن حیرت اسکو عازم روانگی سمجھکر مستعد ہوئی کہ حضور کہان جانے والے
ہین شاہ جادوان نے اپنا ارادہ ظاہر کیا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ ملازمان شاہ کے لائق وشایان
کب ہی کہ عیارون کے پیچھے دوڑتے پھرین لازم ہی کہ حضرت جہان پناہ تامل فرمائین اور کوئی تدبیر
گرفتاری عیاران کی جائیگی افراسیاب اسکے روکنے سے کچھ سمجھ بوجھ کر ٹھہرا اور جام مے ارغوانی پیکر
مزاج کو اعتدال پر لانا چاہا ناچ سامنے ہونے لگا اسوقت پنجے نے لاکر نامہ دیا لفافے پر مہر خداوند تھا
جست تھی اُس کو آنکھون سے لگایا نامہ کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ اے بندۂ غفلت شعار شہنشاہ ساحران
اپنے خداوند سے تونے غفلت کی ہی بندگان خوابی نے خداوند کو حاضر و پریشان کر رکھا ہی اور تجھ
سے کچھ نہین ہو سکتا خداوند نے اسی دن کے لیے تجکو یہ سلطنت طلسم عطا فرمائی تھی اور شاہ جادوان
بنایا تھا کہ تو خداوند کی خبر نہ لے لازم کہ بہ مجرد دیکھنے نامے کے یا تو کسی ساحر جلیل القدر کو بہر مقابلہ حمزہ
روانہ کر یا جواب بھیجدے کہ مین مدد نہین کرون گا تاکہ خداوند اور کوئی تدبیر کرین اور کسی دوسرے
بندے کو اپنے بلائین یا خود وہان تشریف لیجائین اس مضمون کو پڑھکر اور عتاب خداوندی
دریافت کر کے شاہ لرز گیا اور اُسی وقت کھڑے پھڑکے دستک دی زمانہ تاریک ہو گیا بعد لمحے کے تاریکی
دور ہوئی اور ابر بروے ہوا پیدا ہو کر زمین پر اترا اُس ابر پر دو ساحر سیاہ فام گندہ دہن بدباطن
سوار تھے شعلہاے آتش سارے جسم سے اُن کے نکلتے تھے سامنے بادشاہ کے آکر دست بستہ
سلام کر کے ٹھہرے اُسنے حکم دیا کہ اے اہلیل جادو و تحلیل جادو تم اپنے ملک سے جمعیت کثیر
لیکر پاس خداوند کے جاؤ اور لشکر خدا پرستان کو ہلاک کرو اور ایک عرضی جواب مین نامے کے آپ
بھی لکھکر اُن کے حوالے کی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند دراصل اس بندۂ گنہگار سے غفلت اور خطا
سرزد ہوئی تقصیر میرا معاف فرمایئے اور مین بدل اعانت اور مالیداری کرنے کو حضور کی حاضر ہون
دو ساحر گرامی منزلت خدمت سراپا برکت مین بہ جمعیت کثیر حاضر ہوتے ہین یہ کام خداوند کے
بندگان مغضوب کا تمام کرینگے قصہ مختصر عرضی لیکر وہ ساحر اپنے ملک مین آئے اور لشکر کو حکم تیار
ہونے کا دیا فوج سپہ سالار سردار حربہاے آتشین لیکر سوار ہوے طائران بحر اور اژدہاے دمان
پر کا ٹھہرے اور زمین بجھ گئے باجے جنگی بجنے لگے بڑے کروفر سے لاکھ ساحر چلنے پر مستعد ہوے دونون
ساحر اژدہون پر تخت اپنا کھچوا کر سوار ہوے اور سمت کوہ عقیق چلے گاتے اور ڈمرو بجاتے جاتے تھے
کالی گھٹا آندی نظر آتی تھی زمین تھراتی تھی کہ نظم

ہوا پر اڑا تخت سردار کا		وہ سب لشکر اُس تخت کے گرد تھا	
بندھے چپت تھے کھاروں کے لنگوٹ		بھون کے دلون پر لڑائی کی چوٹ	
بیان اُنکی نسکلون کا کیا چاہیے		تصور جو کیجے ذرا کیجیے	
درازی کھی ہی زردے حسد		کہ تھے ساٹھ گز کے قد اُنکے قد	

الحاصل بعد قطع جادۂ طلسم کوہ عقیق مین پہونچے یہان وہ خرس بادیۂ ضلالت مردود و گمراہ یعنے زمرد شاہ بقاے بے بقا راندہ درگاہ اکہ بمثابت خداوندی پر اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یکایک رعد گرجا اور بموجب بیات

ہوے کالے بادل فلک پر نمود		پریشان ہوے ہر طرف مثل دود	
گرجنے لگا ابر وہ وعدہ دار		چمکنے لگین بجلیان بھی ہزار	
بھون پاس آنے لگین بجلیان		بدن کو چلانے لگین بجلیان	

لقا یہ علامت دیکھکر پکارا کہ کوئی بندہ خاص ہمارا آتا ہی یہ کلام بختیارک سلیمان لشکر بہر استقبال چلے اور بارگاہ سے باہر آکر سمت ابر دیکھا کہ ہزارہا ساحر گردن دشیر آتشین پر سوار آتا ہی اور اژدہون پر تخت کھنچا ہی و ساحر تاج ولباس فاخرہ سے آراستہ بیٹھے ہین یہ دیکھکر بختیارک نے صدا دی کہ بیت

نہ دائم بہر تشریف قدومت خانہ کوارم		غریبم خاکسارم گوشۂ ویرانہ دارم	

اس ندا کو سنکر وہ ساحر اترے اور شیطان سے بغلگیر ہوے لشکر ساحران اترنے لگا طبل ونقارے بجنے لگے دونون ساحر ہمراہ شیطان کے بارگاہ مین آئے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی اور عرضی افراسیاب کی پیش کی لقا عرضی پڑھکر بولا کہ ہم نے تقصیر شاہ طلسم معاف کی اور اپنی رحمت اُسپر نازل کرینگے غرضکہ یہ دونون ساحر دمگل پر بیٹھے اور ساقی نے جام شراب زعفرانی دیا ناچ ہونے لگا انھون نے سب حال لشکر امیر کا استفسار کیا کہ وہ کیسے بندگان قدرت ہین جن پر اسقدر رحم خداوند کا ہی کہ باوجود اس سرکشی کے خداوند انھین غارت نہین فرماتے بختیارک نے کہا یہ راز خداوندی ہین اس امر کا دریافت کرنے والا بہت جلد ہلاک ہوتا ہی اتنا مین جانتا ہون کہ حمزہ دن بھر خداوند سے لڑتا ہی اور بعد نصف شب کے ایک تہ خانے مین اُتر کر نظر مردم سے مخفی ہوکر اُلٹا لٹکتا ہی اور توبہ توبہ کرتا ہی خداوند اُسکی خطائین روزگذشتہ کی معاف کر دیتے ہین صبح کو پھر وہ سرکشی پر کمر باندھتا ہی دوسرے یہ کہ خداوند نے ان بندگان مغضوب کو عالم خواب مین پیدا کرکے

فراموش فرمایا اب نسبت اُنکے تقدیر ہلاک و غارت فرمانے پر خداوند قادر نہین ہین چاہتے ہین کہ کسی بندہ زبردست کے ہاتھ سے ان سرکشون کو برباد و تباہ کراؤن یہ باتین سنکر ساحرون کو خوف طاری ہوا اور کہا جب خداوند خطابین حمزہ کی ہر روز معاف کر دیتے ہین تو ہم کیونکر اُس سے ہم نبرد ہو سکینگے بختیارک نے کہا تم ڈرو نہین خداوند نے فرمایا ہی کہ اب خطا اسکی معاف نہ کرون گا اور تم کو اُسپر غلبہ حاصل ہوگا یہ سُنتے ہی لقا نے پکارا کہ اے بندہ میرے مین نے تم کو نظر کردہ کیا اور تمھارے ہاتھ سے سب کو قتل کرا کر افتخار جاوید تم کو عطا کرون گا زبان خداوند سے یہ کلمات مرحمت مشحون استماع کرکے سجدے مین گرے اور بہت خوشنود ہوے اس اثنا مین وہ دن بھی آخر ہوا اور ساحر روزگار نے طلسم عالم مین تاریکی شب ظاہر کی اور دانہ ہاے انجم کو رائی سرسون کی طرح میدان چرخ مین چھٹکایا اور رال کا گولا مہتاب تابان کو بنایا کہ ابیات

درخشان خدا نے ستارے کیے		عطا چرخ کو ماہ پارے کیے	
لگا ناچنے چرخ نیلوفری		بجا لی تھی دف زہرہ و مشتری	
خوشی کی ہوئی چرخ پر انجمن		کہ سارے ستارے ہوے خندہ زن	

ساحرون نے حکم دیا کہ ہمارے نام پر نقارہ جنگی گڑگڑاے بموجب حکم لقا فوج ساحران مین نفیر بجی اور طبل رزم پر چوب پڑی آسمان کو چکر آیا اور زمین کو جنبش ہوئی کہ نظم

دمامون سے نقارے تھے کامیاب		بجین نوبتین ہر طرف کوتشاب	
صدا بم کی دون دون جو تھی کیا کہون		یہ مطلب تھا ہی زیر گردون دون	

صداے طبل سُنکر جاسیس لشکر امیر کشور گیر جو بصورت مبدل ہر خبر فوج ساحران مین آئے تھے پھر کر بارگاہ سلیمانی مین سامنے شہنشاہ گردون بارگاہ سعد بن قباد عالی نژاد کے حاضر ہوکر عرض پیرا بزبان عجز بیان ہوے کہ قطعہ

اے خسرو زمانہ کہ از روے معدلت		سند فراز گنبد اخضر نہادہ	
باد ابلق سپہر ترا رام کز ظفر		صد داغ بر جبین مہ و خور نہادہ	

دو ساحر اہلیل و تحلیل جادو نام نے اک شور و شر مچایا ہی طبل جنگ بجوایا ہی اس خبر کو عرض کرکے ہرکارے علحدہ ہوے اور شاہ نے سمت صاحقران ملاحظہ فرمایا وہ ارادہ شاہ پر اطلاع پاکر ارشاد کنان ہوے کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خداے جبار و قہار طبل حرب نواخت مین آئے کیونکہ جیسا کچھ منشی تقدیر نے ہماری سرنوشت مین ترقیم فرمایا ہی وہی پیش آنی ہی کہ بیت

خصم را گردن نہم بے اعتباری آورد		مردن اندر ترکہ در بے اعتباری زیستن	

حسب فرمان قضا جریان چالاک جاکر نقارخانہ سلیمانی مین طبل سکندر پر دوال دی شور محشر آشکار ہوا ہر ایک بہادر خبردار ہوا کہ دم بھر مین ہنگامہ کارزار ہوگا نقد جان عروس جلادت پر نثار ہوگا اُس معرکہ مین پروردگار آبرو رکھ لے اور سرخرو کرے غرضکہ دربار شاہ نے برخاست فرماکر حکم آراستگی فوج صادر فرمایا درستی آلات حرب مین ہر ایک تہور دستگاہ جلادت شعار مصروف ہوا جوش شجاعت مین بہادران زمان کے ورد زبان تھا کہ کل معرکہ ہمارے ہاتھ ہی تیغ و گردن کا ساتھ ہوگا نظم

اگر بر نیاریم تیغ از نیام	زمردی بما بر نیارند نام	بخود ننگ را رہنمونی کنیم	
کہ پیش زبونان زبونی کنیم	اگر یار باشد جہان آفرین	بہ تیغ از عدو باز خواہیم کین	

شب بھر جانبین مین تیاری سامان جدال و قتال رہی شمشیرہاے صاعقہ خصال اور خدنگہاے جانستان و شعلہ بار پر آبداری دی گئی کمان ہر ایک خطاکردارون کے لیے سینک کر درست ہوئی اسی مشغلے مین جب رات کٹ گئی اور طاؤس روشن نگاہ گرم خوآشیانہ نور مشرق سے اُڑا اور صولت و شہامت کو اپنی خلق پر زاغ شب کو شکار کرکے ظاہر کیا علم خط صبح ہوا کہ مثنوی -

یہ طاؤس رخشان ہین تھی روشنی		کہ چشم خلائق کو دی روشنی	
اِدھر آتا تھا وہ بڑی دور سے		وہ پرواز مین تھا پر نور سے	

دم بھر امیر درود و وظائف سے فارغ ہوکر اسلحہ زیب جسم فرماکر مع تمام سرداران ذی وقار کے در دولت بادشاہ پر حاضر ہوئے اور پلٹنین رسالے فوج فوج و موج موج میدان جنگاہ کو گئے شہنشاہ عالم نے بھی نماز پڑھکر اسلحہ زیب قامت کئے اور سواری طلب کی کہ ابیات

غرض صبح جسدم ہوئی جلوہ گر	تو فوراً جلوس آیا دروازے پر	رکھا سر پہ تاج جواہر نگار	
درخشان و تابان وہ تھا بہر وار	لپیٹا کمر بند وہ زر نگار	کہ جس پر جواہر کا بالکل تھا کار	
کمر بند مین کار ہیرے کا تھا	گلے مین بھی اک ہار ہیرے کا تھا	حمائل وہ تلوار کی آبدار	
کہ جو دو کرے کوہ کو ایک بار	وہ بائین طرف ترکش لاجواب	کہ ہر تیر تیر قضا کا جواب	
ہر اک فن سے واقف جو تھا وہ جوان	رکھی سیدھی کاندھے پہ اپنی کمان	کمان کاندھے پر دیکھکر تیغ و شاب	
پکارے کہ ہی قوس مین آفتاب	غرض جب وہ سب اسلحہ سج چکا	ہوا تخت شوکت پہ جلوہ نما	
اُٹھا تخت ہر اک کہاری چلی	کہے تو کہ باد بہاری چلی	لگین مچھلیان تھین سرون پر تمام	
اور اُنپر بہت شوخ بینے کا کام	سرون مین جو ہیرے کے تعویذ تھے	سیہ شب مین تارے تھے چمکے ہوے	

جڑاؤ وہ سینے کے تھے سیس پھول
کہ تھے رنگ مین جنسے انیس پھول

کرڑے ہاتھ مین ایسے یاقوت کے

کہ قتال رنگ انکے مریخ کے
اسی طرح دروازے تک یاقوت

کہارون نے بڑھکر بدلوایا تخت

کہارون کی تعریف مین کیا کرون
روانی کی توصیف مین کیا کرون

سنوتی تھی چلنے مین انکے تکان

صبا سے زیادہ تھے وہ بے مکان
پڑی تھی جو چلمن یکایک بندھی

کسے تاب تھی یہ جو دیکھے کوئی

کہ اک قدرتِ حق ہویدا ہوئی
سواری شہنشہ کی پیدا ہوئی

کھڑے ہوگئے جتنے سردار تھے

اوا سب نے بڑھ بڑھ کے مجرے کیے
چلا تخت شاہنشہِ نام دار

ہوئے گرد امیرانِ عالی وقار

مغرق ہزار ساونڈی پیش پیش
کہ اک لاکھ سے تھا شمار انکا بیش

ہزارون زرہ پوش اسوار تھے

لیے خاصبان خاص بردار تھے
فئی وردیان مختلف زیب تن

نگاہون سے گذرا چمن کا چمن

بیان کیا کرون اسکے لشکر کا حال
ہر اک نوجوان شیر دل خوش جمال

وہ نقارے ہاتھی پہ اُن سبکے بعد

کرے ابر مین جیسے آواز رعد
سمان صبح کا روشنی کا ظہور

درختون پہ نغمہ سرا تھے طیور

تو سرخ ہوتا تھا اُس پر فدا
قدم با قدم شکل بادِ صبا

نقیبون کی یہ بات زیب دہان

بڑھے عمر و دولت بڑھے عز و شان
غرض پہونچا لشکر بیابان مین

بہادر ڈٹے آکے میدان مین

اودھر کے لشکر لقا بھی چلا
بیابان مین وارد ہوا بے حیا

تھے ہمراہ ساحر بہت بیشمار

ہر اک سحر مین چیدہ روزگار
وہ کھنچوا کے بس ہاتھیون پر سوار

ہوا جس طرح برج سیہ آشکار

مقابل ہوئی فوج سے آکے فوج
ملے جس طرح موج سے آکے موج

جا جب وہ لشکر بیابان مین

تو ساحر ہی ساحر تھے میدان مین
پرے چکئے رن مین جب ہر طرف

ہر اک غول نے باندھی یکبارگی صف

ہوئے قلب مین جلوہ گر بادشاہ
بڑھے ہر طرف ساحر دد سیاہ

زمین ایک باری وہ تھرا گئی

قیامت سی اُس دشت مین آگئی
اُٹھا ایک جانب سے طوفان سا

سمندر سے بھی لاکھ حصہ سوا

سنو حال ان سب کے سامان کا
کسی نے کیا سحر طوفان کا

پڑھنت اک طرح کی ہر ایک پڑھتا تھا

تو پانی بیابان مین بڑھتا تھا
بنا ایک غول اُنمین سے شکل شیر

گھرے بیچ مین شیرون کے وہ دلیر

کسی نے کیا اژدہون کا برن
دکھانے لگے اپنا اپنا وہ فن

ہزارون مین سے شکل عقرب ہوئے

وہ سب لشکر شہ سے اقرب ہوئے
غرض جب کہ ترتیب لشکر ہوا

نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا

کہ اے نامداران میدان کین
کوئی شے شجاعت سے بہتر نہین

چلو نام بکتا ہی میدان مین

عوض جان کے تو اسکو اک آن مین
ہلے یہ صدا دے کے جبدم نقیب

تو اہلیل نکلا بشکل مہیب

پکارا کہ اے حمزۂ نامور
مقابل مرے ہو کوئی جلوہ گر

اس ندا کو سنکر وارا اب کشوکشا

امیر گھوڑا اڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب ہوا اہلیل جادو زمین پر گر کر اژدر دہان بنکر شعلہ ہائے آتش چھوڑتا اُسپر آیا شاہزادہ نے بہت سے تیر لگائے جب تیر قریب پہونچے آتش دہن اژدر سے جل گئے شاہزادہ تلوار کھینچکر جا پڑا لیکن اُسنے قلاب آتش چھوڑکر دم کھینچا داراب نے لنگر مارا کہ پاتک زمین مین غرق ہوگیا مگر دم اژدر کا وہ زور تھا کہ تھم نہ سکا کھنچتا ہوا منھ مین اژدہے کے گیا اژدر اُسکو نگل کر اپنے لشکر مین آیا اور اوگل دیا شاہزادہ بیہوش تھا اُس کو داروغہ زندان میخوار سرکش جادو کے حوالے کیا کہ اُسنے لیجاکر مقید کیا اور اہلیل جادو پھر میدان مین آکر مبارز خواہ ہوا اب کی بار سپہر بدیع الزمان شاہزادہ تورج اسکے سامنے گیا فی الفور اُس ساحر نے ایک گلدستہ لیکر روبرو کیا وہ گلدستہ کھل گیا اور چہرہ اُسمین سے پری کا نکلکر خندہ زن ہوا صدائے قہقہہ بلند ہوئی اُس غنچہ دہن کے ہنسنے سے تورج روتے روتے بیہوش ہوگیا اُسنے اُنکو بھی باندھ لیا اور میخوار کے حوالے کیا پھر نعرۂ ہل من مبارز کی صدا بلند کی ابکی بار خورشید بن ہاشم تیغ زن نیزہ امیر نے اجازت حرب بادشاہ سے لیکر مرکب کی باگ اُٹھائی جب سامنے اہلیل کے گیا اُس نے کچھ پھر پڑھکر دستک دی ہوا تند چلی اور زمین سے ایک سرو قد نکلی صورت رعنا اسکی گل گلشن داؤدی قامت زیبا مین وہ صنوبر شمشاد تھی پاس اس نونہال صاحبقرانی کے آئی اور پکاری کہ کیون صاحب ہمارا تمھین ذرا بھی خیال نہین خورشید یہ صدا سُنکر مرکب سے اُترا اور پاس اس نازک بدن کے گیا اُسنے آغوش محبت مین لیا اور گلے سے لگایا شہزادہ گلے ملتے ہی بیہوش ہوگیا وہ زن سحر تو پھر زمین مین سما گئی اور اہلیل نے اُنکو زندان بان کو دیکر قید کرایا اور پھر طالب ستیز ہوا لشکر اسلام سے شاہزادگان ذی وقار اور سرداران عالی تبار جا جاکر اسکے سحر کی عربدہ پردازی سے مقید ہوئے اور قریب ایک سو بیس ۱۲۰ سردار کے قید ہوگئے اُسوقت بختیارک نے وسواس عیار کو بلاکر کہا تو چپکے سے جاکر کہہ آ کہ اے اہلیل اب جنگ مغلوبہ کر کے حریف کو قتل کر دو کیونکہ حمزہ مالک اسم اعظم ہے اگر وہ مقابلے مین آئے گا تو کچھ بن نہ پڑے گا وسواس نے جاکر پیام دیا اہلیل نے ساحرون کو للکارا کہ ہان ان سرکشون کو گھیر و اور قتل کر و ساحر اور سپہ سالاران لشکر یہ حکم لشکر حربے لیکر حملہ آور ہوئے اس طرف سے امیر بھی اشقر اڑا کر چلے اور بقیہ سردارون کے نعرے بلند ہوئے بادشاہ نے بھی تخت چھوڑکر مرکب خنگ سیہ قیطاس زیر ران کیا تلوار کھینچی سپاہ ہر دو باہم ملگئی بھڑکر تلوار چلنے لگی ہر ایک بہادر نے شمشیر زنی سے تہلکہ ڈال دیا اُسوقت ساحرون نے سحر کیا کہ عقرب و مار برسنے لگے اور جسکو وہ کاٹتے تھے پانی ہوکر وہ بہتا تھا کہ نظم

وہ جادو مین تھے ہر کسی سے سوا	ہر اک سحر مین سامری سے سوا	لیا گھیر جب لشکر شاہ کو

دبائے گہن جس طرح ماہ کو — جو عقرب کے اندر قمر آ گیا — تو دل شاہ کا وان پہ گھبرا گیا
قمر ہو جو عقرب مین اے ہم نشین — تو ہرگز لڑائی سبارک نہین — غرض ہر طرف سے وہ لشکر گھرا
عجب رنج مین ہر دلاور گھرا — نگہ دہنی جانب جو کی ناگہان — نظر آئے اژدر کشادہ دہان
گئی ہائین سمت اسکی جسدم نگاہ — تو عقرب نظر آئے لاکھون سیاہ — پس پشت جسدم لیا منھ کو پھیر
ہزار ون دکھائی دیے انکو شیر — اسی طرح جس سمت منھ پھر گیا — نظر آئی انکو سبی ایک بلا
دکھائی جو دی تھین بلائین عجیب — وہ اک بہ ہو گئین سب قریب — بلاؤن نے گھیرا جو میدان مین
تو ڈوبے بہت مرد طوفان مین — بہت سے ہوے اژدہون سے ہلاک — بہت کو کیا عقربون نے بھی خاک
یہ حمزہ نے دیکھا جو ہین ماجرا — وہین اسم اعظم پڑھا برملا — پڑھا پانچسو بار جب اسم حق
تو جادو گرون کا ہوا رنگ فق — پرا تھا جو اُن ساحرون کا کھڑا — تو لرزہ سبھون کے بدن مین پڑا
پڑھا پڑھ کے بسم اللہ آگے وہ شیر — ہوا اسم اعظم کے باعث دلیر — جدھر اسم پڑھتے تھے صاحبقران
بلا دور اُس جانے تھی بیگمان — مگر رہتی تھی ہر طرف کی بلا — اُسے دور کس طرح کرتے بھلا
یہ دھیان آگیا اُنکو اُسدم مگر — کہ وہ اسم اعظم پڑھا تیغ پر — وہ جب کر چکے تیغ پر اسم دم
تو چمکائی وہ برق کر کے علم — پھری گرد اُس مہ کے شدت وہ — شبابہ تھی ہالے کی صورت وہ
یہ چکر مین تھا دائرہ نور کا — نظر آتا تھا نارہ نور کا — پڑی روشنی جسپہ تلوار کی
تو وہ جل گیا اُسپہ بجلی گری — صدا فوج کے دے رہے تھے نقیب — کہ نصر من اللہ فتح قریب
ملی اسم سے تیغ کو ایسی تاب — کہ طوفان کا کھویا اُسنے شباب — نہ شیر اسکے باعث سے یکسو رہے
نہ اژدر رہے اور نہ بچھو رہے — لڑائی رہی صبح سے تا بہ شام — چھپا مہر آخر ہوا دن تمام
شہ فوج انجم کی آمد ہوئی — لڑائی وہ پھر صبح پر اُٹھ رہی — بجے اس طرف کو دہل فتح کے
اِدھر سینہ زن سارے ساحر رہے — جسوقت کہ زاہد قدرت نے شعلہ ہاے تنویر شعاع مہر کو آیۂ واللیل
اذا عسعس سے فرد کیا اور یہ تیغ کہکشان کو میدان سپہر مین چمکایا لشکر نقا مین طبل امان بجا اور لشکر جانبین
کا خیمہ گاہ کی طرف پھرا **اہلیل جادو** چلتے وقت کہتا گیا کہ اے مسلمانون آج مین **حمزہ** کا اسم اعظم
بند کر کے تم سب کو قتل کرون گا ورنہ اگر خداوند کو سجدہ کرو سرکشی سے باز آؤ غازیون نے اس
تقریر کے جواب مین لعن طعن **نقا** پر کی لیکن **امیر** اپنے بیٹون اور سردارون کے قید ہو جانے سے
رنجیدہ و دل کبیدہ پھرے لشکر نے کمر کھولی اور کشتون کو دفن کرایا زخمیون کا علاج ہونے لگا
بادشاہ نے شب کی خستگی کا خیال کر کے رات کا دربار معاف کیا ہر ایک بہادر اپنی اپنی جگہ پر آرام

گزین ہوے طلایہ پھرنے لگا امیر نے عبادت کرنے کا سر انجام کیا بادشاہ بسمت عیش محل تشریف لے چلے سردار اور عیار جلو خانے تک پہونچانے ہمراہ آئے راہ مین بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عمرو کے نہونے سے ساحرون کا لشکر پر غلبہ ہوتا ہی سردار گرفتار ہو جاتے ہین ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار نام کو ہین لیکن کسی سے کچھ نہین ہو سکتا یہ فرماکر شاہ تو داخل شبستان ہوے مگر عیارون نے غیرت مین آکر تہیہ کیا کہ چل کر ساحران نابکار اہلیل و تحلیل کو قتل کرکے اپنے سردارون کو چھڑانا چاہیے ایسا کچھ مشورہ کرکے ابوالفتح اصفہانی و چالاک بن عمرو و گلباد عراقی و گلباد عراقی چار عیار قطورۂ زریفتی و پتیاوے سقرلاتی لگا کر حیلہاے ناحق سے چست و چالاک ہوکر روانہ ہوے اس طرف لقا جب اپنی بارگاہ مین پھر کر آیا واسطے اُن دونون ساحرون کے حکم دیا کہ حوالی قلعہ کوہ عقیق مین جو باغ کہ باغ ارمنا کہلاتا ہی وہان جشن کا سامان مہیا کیا جاے اور آج سے اُس باغ کی ایسی تیاری ہو کہ اُسے ہم جنت قرار دینگے اس حکم کو سنکر سلیمان نے باغ کی آرایش کرائی اور سامان عشرت مہیا کیا دم بھر مین یہ عالم ہو گیا کہ نونہالان گلشن تاج پوش تھے جام مے نزارت و تراوت نوش تھے ہر شجر جو بن مین پری تھا آسیب خزان سے بری تھا زمین وہان کی فلک تھی ایسی چمک تھی کہ نظم

وہ گل پھولون سمین نمایان ہوے	کہ بہزاد و مانی بھی حیران ہوے	صفت کر سکون مین کہان نہر کی
جواہر کی تھین پٹریان نہر کی	ہر اک سو خرامان بط و قرقرے	شجر بار و بر سے پا تک ہرے
منڈھے تھے روپہلی تمامی سے سب	بہار اُنکی تھی چاندنی مین غضب	خوشآواز ایسی ہی تھین بلبلین
کہ رشک اُنسے جنت کے طائر کرین	جو تھی مختلف طائرون کی صدا	بجا ہی جو کہیے کہ ارگن بجا
عجب سیر باغ و دل آرا کی تھی	وہ ساری زمین مشک سارا کی تھی	یہ مضمون ہی طبع چالاک کا
سنو لطف انگور کی تاک کا	ہر اک کامدانی کی تھیلی چڑھی	دوبالا فضا خوشون کو دیتی تھی
سنہری جو تھی دار بست آشکار	ہری بیل دیتی تھی اُس پر بہار	لیے بیلچے ہاتھ مین باندھے صف
پڑی پھرتی تھین مالین ہر طرف	دور ستہ رکھے جھاڑ بلور کے	یہ تھا صاف روشن کہ ہین نور کے
ہر اک روش اسطرح کا تھا کنول	کہ تازہ رہے جس سے دل کا کنول	فروزان وہ ہر ایک مرزنگ تھی
صفائی دل صاف کی دنگ تھی	نہ دنیا مین تھا اُس سے بہتر مقام	غرض شستہ و رفتہ تھا ہر مقام

جب جملہ سامان آراستگی باغ ہو چکا لقا مع جادوگرون کے داخل باغ ہوکر تخت پر بیٹھا شراب ارغوانی کا دور چلنے لگا اُسوقت اہلیل سے بختیار نے کہا آپ دونون صاحب یہان تشریف

فرماہین وہان لشکر مین عیار آکر سرداران مقید کو رہا کر لیجائینگے **اہلیل** نے یہ کلام سنکر جواب دیا کہ مین دن بھر بسبب رزم و پیکار کے تھک گیا ہون لشکر مین جاکر اندرون بارگاہ آرام کرون گا اور محافظ مجرمان بھی رہون گا یہ کہکر خداوند سے رخصت ہوکر بارگاہ مین پہونچکر آرام گزین ہوا اور باغ مین اُسکے بھائی کے سامنے ناچ ہونے لگا لیکن عیار چارون جو اُنکے قتل کے لیے چلے تھے اُن مین سے **کلباد عراقی** نوجوان کی صورت بنکر غریب آدمی کی ایسی وضع بناکر یعنے لنگوٹی باندھی نگرکھا پیوندوار پہنکر برہنہ پا در باغ مینا پر آیا یہان جلسہ عشرت کی دھوم تھی ایک کیفیت ہجوم تھی جتنے ساحر و امرا اندر باغ کے تھے اُن کے ملازم اور چوبدار و خدمتگار در باغ پر جو صحنچیان بنی تھین اُنمین جمع تھے کوئی شراب پیتا تھا کوئی اندر باغ کے جاتا تھا کوئی باہر آتا تھا کوئی لوٹیا لیے دوڑا جاتا تھا کہ میان پیشاب کو اُٹھے ہین کوئی لالٹین اور جوڑا پاپوش کا لیے اندر گیا تھا کہ حضور اُٹھے ہین کسی کے کاندھے پر میان کی شال پڑی تھی کسی کے کاندھے پر تہ کیا ہوا شالی رومال تھا کوئی کہنی پر رومال یا چادر تہ کیے ڈالے گڑگڑی سنبھالے تھا معرکہ اور تمنے ہر ایک کے سر پر لگے تھے سرخ پگڑیان باندھے تھے بعض چنی ہوئی چکن پہنے کمر باندھے کمر سے بنی پاک گھڑے تھا اُنھین مین سے ایک بوڑھا چوبدار اکیلا ایک طرف کی صحنچی مین بیٹھا تھا اور بسبب کبرسنی کے تھک گیا تھا حقہ پینے کو جی چاہتا تھا مگر اُٹھا نہ تھا اتفاق سے **کلباد** اکیلا دیکھکر اُسی طرف گیا چوبدار تو گویا خدا سے چاہتا تھا کہ کوئی ادھر آئے اس کا آنا غنیمت سمجھا جیسے خضر ملے خوش ہوکر یہ بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو بلکہ بمنت گویا ہوا کہ میان صاحبزادے تم سلامت رہو ذرا سی آگ لیتے آؤ **کلباد** نے کہا بہت خوب کیا میان مرد ہے صاحب حقہ تیجئے گا کہیے تو چلم بھرتا لاؤن اور حقہ تازہ کرکے رکھ جاؤن مرد ہے نے کہا اے تم جیتے رہو آؤ تم بھی پینا **کلباد** نے حقہ تازہ کرکے رکھا اور چلم لیکر آگ لینے گیا اور چلم مین بہوشی بھرکر آگ لایا مدار یا تیار کرکے مرد ہے کے روبرو رکھا اس نے کہا سلگاؤ جواب دیا کہ مین نہین پیتا ہون آپ کے فرمانے سے بھر دیا وہ دعائین دینے لگا اور ایک دم کھینچکر لگایا دھوان منھ ہی مین رہا اور مرد ہا بیہوش ہوگیا ازبسکہ تنہائی تھی **کلباد** نے اُسکے کپڑے اُتار کر وہین ٹھہر کر مثل اس کے اپنی صورت بنائی اور اُس کو زیادہ بیہوش کرکے پگڑی سر پر اپنے رکھکر عصا لیکر باغ کی طرف چلا چلتے وقت اُس کو اسی کے بچھونے دری چادر وغیرہ مین لپیٹ کر مخفی کر دیا غرضکہ جب اندر باغ کے گیا عجب باغ زرہست آگین دیکھا اور زیر نگیرہ زرتار جواہر کار تخت پر لقا کو بیٹھے پایا گرد امیران عظام کا مجمع دیکھا ایک طرف دنگل پر **تحلیل**

بیٹھا تھا اور رقاصہ ناچ رہی تھی ہنگامہ عشرت گرم تھا کہ یہ بھی سامنے اُس انجمن رشک دہ بزم انجم سپہ
کے جا کر ٹھہرا اُسوقت **بختیار** نے **تحلیل** سے کہا کہ آپ کے بھائی صاحب اکیلے لشکر مین گئے ہین
ذرا اُن کی خبر رکھیے اور سرداران امیر کو اچھی طرح قید کیجیے ورنہ عیار اکر لیجائینگے **تحلیل** نے کہا ملک جی
سمجھین ہم بہت ہو میرا بھائی ایسا نہین ہو کہ کوئی اس کی موجودگی مین لشکر کے اندر آسکے اور قیدیون
کی جانب دیکھ سکے **بختیار** نے کہا بڑے بول نہ بولو آج رات خیر سے کٹتی نہین معلوم ہوتی آگے
تو عمرو یہان تھا اب اُسکے بیٹے اور شاگرد سب ملک الموت ہین مجکو تو آج سب حاضرین دربار
عیار نظر آتے ہین بلکہ در و دیوار سب عیار ہی عیار ہین ابھی وقت نہیں آیا ہو تم خداوند کی تقدیر کے
بھروسے پر نہ رہو کچھ تدبیر ایسی کرو کہ زندہ بچو **تحلیل** ان باتون سے ہنسنے لگا اور گویا ہوا کہ ہم ایسے
ویسے ساحر نہین ہین کہ ہمین کوئی مار ڈالے تم دیکھنا کہ اسم اعظم **حمزہ** بند کر کے خدا پرستون کا خاتمہ
کرتا ہون **بختیار** نے کہا کہ تقریر سے کام نہ چلے گا جو مین کہتا ہون واسطہ سامری کا ما نو غافل نہ رہو
خلاصہ یہ کہ اس شیطان نے ایسا ورغلایا کہ اس نے ایک رقعہ لکھا بکیفیت اس مین درج
تھی کہ بھائی مکان اپنی سکونت کا اور قیدیون کی جگہ بحر بند کر دو کہ عیار سارے لشکر مین پھیلے ہین
یہ لکھ کر اِدھر اُدھر دیکھا سامنے **کلباد** شکل چوبدار کھڑا تھا اُس کو پاس بلا کر رقعہ دیا کہ **اہلیل** پاس
لشکر مین لیجائے اور کہا دبالی بھی کہدینا کہ بحر سے غفلت نہ کرین عیار کا بہت خیال رکھین کوئی
زندان کی سمت جانے پائے **کلباد** پیام سنکر رقعہ لیے چلا دل سے کہتا تھا کہ موقع تو خوب ہاتھ
آیا اب مارا مین نے دونون کو فی الجملہ وہان سے لشکر مین پہونچکر **اہلیل** کے پاس آیا اور رقعہ دیکر
کہا کہ آپ اسکو پڑھکر ذرا علیحدہ چلین کہ آپ کے بھائی نے اور کچھ کہا ہو اُسنے رقعہ مین خط اپنے بھائی
کا پہچانا اور چوبدار کے ساتھ اُٹھ کر کنارے لشکر کے گیا اور چوبدار مصنوعی نے تنہائی مین پہونچکر
حباب بیہوشی منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا اُس نے لباس اُسکا اُتارا اور وہین بیٹھ کر فتیلہ عیاری
جلا کے اُس کی ایسی صورت اپنی بنائی اور ایک گٹھری کی طرح اُسے باندھ کر چادر مین چھپائے
ہاتھ مین لٹکائے بارگاہ مین آیا ملازمین سے کہا تم سب ہٹ جاؤ مجھے بھائی صاحب نے ایک چیز
ایسی بھیجی ہو کہ مخفی کر کے اُس کو رکھون گا وہ سب ہٹ گئے اس نے ایک صندوق مین **اہلیل** کو
بند کر کے قفل دے دیا اور آپ باہر بارگاہ کے آکر پکارا کہ کوئی ہو ملازم حاضر کہکر سامنے آئے اُن سے
حکم دیا کہ مجھے آج کھٹکا ہو کہ عیار اکر قیدیون کو چھڑا لیجائینگے لہذا دروازہ محبس سے کہو کہ سب اسیرون
کو یہان لے آئے مین آپ پہرا دونگا یہ حکم سنکر ملازم چلے اور **کلباد** بھی چلا کہ زندان سے سردارون کو

نجات دلواکر باہر سے باہر ہی لیجاؤن پھر آکر سمجھ لونگا غرضکہ اول کچھ نوکرون نے میخوار سرکش جادو
دار وغہ سے جاکر اطلاع دی کہ حضور قیدیون کو مانگتے ہین جلد لے چلو دار وغہ حکم پاتے ہی اسیرون
کو زنجیر بحر مین باندھ کر چلے راہ مین اسکو دیوانہ آہن خوار جادو نام کہ توشک خانہ کا مالک ہی
ملا اور اسنے میخوار کو گھڑکا کہ اسیرون کو کہان لیے جاتا ہی میخوار نے کہا حضور مانگتے ہین یہ گفتگو
ہی تھی کہ اہلیل نقلی بھی آکر پہونچا آہن خوار اسکو دیکھ کر خاموش ہورہا بلکہ بارگاہ کی طرف چلا گیا
اور کلباد نے ٹھہر کر کہا کہ مین اپنا سحر اُن پر قائم کرتا ہون تم اے میخوار جادو اپنی قید سب پر سے
دفع کردو اُسنے سحر کا رد پڑھنا شروع کیا لیکن دیوانہ آہن خوار جو بارگاہ مین گیا یہ تو مالک
توشک خانہ ہی لباس وغیرہ رکھنے کے لیے جو صندوق کھولے ایک مین اہلیل کو بند پایا حیران
ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی یعنے ایک اہلیل تو قیدیون کو چھڑا رہے ہین اور دوسرے یہان ہین آخر سحر
پڑھ کر دستک دی کہ زمین سے ایک عورت سیہ فام رقعہ لیے نکلی وہ رقعہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ
یہ اہلیل اصل ہی اور وہ عیار ہی جو قیدیون پاس ہی یہ پڑھکر رقعہ زن سحر کو دیا کہ وہ لیکر غائب
ہوئی اور یہ اٹھ کر دوڑا کہ ایسا نہو عیار اسیرون کو چھڑا لیجائے اور راستے سے ایسا سحر کیا کہ کلباد
زمین پر گر کر لوٹنے لگا میخوار یا تو سحر پڑھ رہا تھا یا اسکو اٹھانے مین مصروف ہوا اس عرصہ مین
دیوانہ آہن خوار پہونچا اور پکارا کہ لینا اس بدذات کو یہ مکار عیار ہی مالک کو ہمارے صندوق
مین بند کر آیا ہی یہ سُنتے ہی میخوار نے سحر کیا کہ کلباد بھی ہمراہ سردارون کے زنجیر آتشین مین بندھ
گیا یہ لیکر سردارون کو قید خانہ مین گیا اور آہن خوار نے آکر اہلیل کو ہوشیار کرکے سارا ماجرا
بیان کیا اس نے پوچھا کہ پھر وہ عیار کہان ہی اُسنے کہا قید کر آیا ہون اہلیل سب حقیقت سُنکر
خائف ہوا اور لباس درباری پہنکر باغ کی طرف چلا کہ بھائی سے سب حال کہکر اُسکو بھی بلالون
اکیلا لشکر مین رہنا اچھا نہین ایک سے دو بھلے یہ سوچکر روانہ ہوا اسکو جاتے ابوالفتح عیار
نے دور سے دیکھا کیونکہ چار عیار بہر عیاری آئے ہین وہ سب اسی فکر مین پھر رہے تھے غرضکہ جب
اسنے جاتے دیکھا فوراً اپنی صورت مثل برہمن کے بنائی چندوے وار ٹوپی پہنی انگوچھا کندھے پر
ڈالکر ایک سرے مین انگوچھے کے پتہ باندھا دوسرا سرا سینے کے قریب لٹکایا مرزالی کے نیچے جنیو
چھپایا اور دھوتی تہبری باندھے قشقہ پیشانی پر دیا لشکر سے نکلکر شگن ساعت پکارتا چلا جب
اہلیل لشکر کو طے کرکے صحرا مین پہونچا برہمن نے اسکو دیکھکر اسیس دی کہ بھگوان بھلا کرے پرمیشر
بنائے رکھے نارائن کرے بچہ آنند رہو بول بالا دشمن رد رہے اب تو آپ کی نوین برہسپت

ہی چندرمان بلی ہی چولا سکھی رہیگا بھگوان کی دیا سے سورے مہراج کی بڑھتی کے دن ہین منگل
یا بچھوان سوبرج کو بہتری یعنی شرف ہو سب کام سدھ ہون گے اہلیل نے یہ باتین سنکر گھوڑا
روک لیا اور کہا مہاراج آج بڑی خیر ہوئی جان بچگئی نہین تو عیار نے مار ڈالا تھا آپ ذرا پترے مین
دیکھیے تو کہ مین اور بھالی میرا حمزہ پر فتحیاب ہوگا برہمن نے یہ سنکر کہا راہ چلتے مین شگن پوچھنا اچھا
نہین ذرا ٹھہر جایئے تو مین بچارون اہلیل گھوڑے سے اتر کر برہمن کے پاس آیا اور پانچ روپیہ
پوتھی کھلوائی سامنے رکھے برہمن نے پوتھی کھولی اور سیکھ بر کھ متھن کر کھ سنکھ کنیان تلا بر چھیک
وغیرہ کا انگلیون پر بچار کرکے کہا یہ پوتھی مین جو شنجرف سے سرخ کنڈلی کھنچی ہی اسپر انگلی رکھیے اور روشنی
منگایئے کہ غور کرون اہلیل نے ایک تنکا اٹھا کر پھونک مارا کہ شعلہ کی طرح جلنے لگا اور مشعل کو ہاتھ مین لیے
بیٹھ کر پوتھی کی کنڈلی پر انگلی رکھی برہمن نے اسکو پوتھی کی طرف مشغول دیکھکر ایک بکٹا بیہوشی کا
اس مشعل پر ڈال دیا کہ یکایک بھبکا نکلا اور دھوان ایسا پھیلا کہ اہلیل اس مین چھپ گیا
اور بو سے اس کی بیہوش ہوگیا ابوالفتح نے اسی مشعل کی روشنی مین بیٹھکر مثل اسکے صورت
اپنی بنائی اور اس کا لباس پہنکر چست درست ہو چکا اس کو ایک غار مین ڈالکر پتھر سے دہانہ بند
باغ مینا مین گیا اور خداوند کو سلام کرکے بیٹھا تھا بھائی نے اس سے کہا کہ اے برادر تم کیون
آئے مین نے تم کو رقعہ بھیجا تھا ہزار ہا یہان عیار فکر مین ہم دونون کی پھرتے ہین تم نے غضب
کیا کہ اکیلے چلے آئے اہلیل نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ آپ نے خوب رقعہ بھیجا تھا کہ اس چوبدار
نے تو میرا خاتمہ کر دیا تھا یہ کہکر سب سرگذشت کلباد کی جو کچھ کہ برہمن بنکر زبانی اہلیل کے
سنی تھی بیان کی تحلیل نے اسوقت کہ بھائی کو بلا سے نجات پایا ہوا دیکھا گلے سے لگایا اور کہا
اب تم کو اکیلا مین نہ چھوڑون گا چلو مین بھی لشکر مین چلکر شب بسر کرون یہ کہکر خداوند سے
رخصت ہوکر روانہ ہوا بختیارک نے کہا کہ راستے مین دوست دشمن کو دیکھتے جانا اس نے کہا
مین بخوبی ہوشیار ہون اور باہر آکر دونون گھوڑون پر چڑھکر چلے راہ مین اسکو خیال آیا
کہ کہین ایسا نہ ہو یہ شخص میرے بھائی کی صورت بنکر آیا ہوا اور مجھے دھوکا دیکر لے چلا ہو یہ
سوچکر کچھ بحر پڑھ کر پھونکا رنگ و روغن عیاری اڑ گیا اور صورت اصلی ابوالفتح کی ظاہر ہوگئی
ابوالفتح گھوڑے سے کود کر بھاگا اسنے اپنے گلے سے مالا توڑ کر پھینکا کہ سانپ بنکر لپٹا اور

ابوالفتح کھنچکر سامنے آیا اُسنے کہا سچ بتا کہ تو کون ہی اور میرے بھائی کو تو نے کیا کیا اُسنے جواب دیا
مین عیار ہون بھائی کو تیرے غار مین ڈال آیا ہون وہ خواستگار ہوا کہ چل مجکو بتا دے ابوالفتح
بولا کہ مجھے چھوڑ دو تو بتا دون اُسنے کہا او بدذات تیری مکاری نہ چلے گی مین تجھے چھوڑ دون کہ تو
بھاگ جائے اور پھر آکر مجھے ستائے ابوالفتح نے کہا اگر تمھین یہ خیال ہی کہ مین بھاگ جاؤنگا تو
شکر مین چلو معاملہ کرو بھائی کو اپنے لو اور میرے بھائی کو دو تخلیل بولا کہ ارے حرامزادے میرے
تیرے معاملہ مین مقدمہ کیا ہی مین کچھ ایسا کمزور ہون جو تجھ سے دب جاؤن یہ کہکر کچھ سحر ایسا پڑھا کہ
ابوالفتح خود بخود دوڑتا ہوا چلا اور اُسی جگہ آیا جہان اہلیل غار مین بند تھا تخلیل نے اُس کو
باہر نکالا مگر وہ بیہوش بہت تھا ابوالفتح سے کہا اسکو ہوشیار کرو اُسنے کہا مجھ پر سے سحر اُتار لو
تو مین ہوشیار کرون تخلیل یہ کلام سُنکر سوچا تو حصار سحر سے کر دے اور اُسکو چھوڑ دے پھر
گرفتار کر لینا یہ حصار سے باہر تو جا نہ سکے گا اس سے خوف کرنا کیا ہی یہ سوچکر وہ سحر پڑھکر ابوالفتح کو
رہا کیا لیکن گرد حصار کر دیا یہ تو جادو کرنے مین مصروف ہوا لیکن ابوالفتح جو پاس چھوٹا ہوا
کھڑا تھا اُسنے بیضۂ بیہوشی مارا کہ دھم سے زمین پر گرا ابوالفتح خنجر کھینچکر سینے پر سوار ہوا کہ ذبح کرون
اُسوقت اہلیل جو پہلے سے بیہوش پڑا تھا اتفاقاً ہوائے سرد صحرا کی جو اُسنے کھائی ہوشیار ہوکر
اُٹھ بیٹھا دیکھا کہ ایک شخص کسی کو ذبح کرنا چاہتا ہی یہ دیکھکر اُسنے ایسا سحر کیا کہ ابوالفتح زمین پر گر کر
بیحس و حرکت ہوگیا اور یہ اُٹھکر اپنے بھائی کے قریب آیا اور اس کو پہچان کر ہائے کرکے لپٹ گیا
اور خیال مین گذرا کہ اور کوئی عیار نہ آجاے یہ سوچکر ایک ہاتھ سے اپنے بھائی کو اور دوسرے ہاتھ
سے ابوالفتح کو اُٹھا کر بزور سحر اُڑکر چلا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر ہوشیار کیا اور دونون نے اپنی
کیفیت بیان کی پھر داروغہ میخوار کو بلاکر ابوالفتح کو بھی زندان مین بھیجکر قید کرایا اور باب حفاظت
تاکید شدید کر دی اور باہم مشورہ کیا کہ عیار بڑے غضب کے ہین یقین ہی کہ پھر آئینگے اب کوئی
سحر ایسا کرنا چاہیے کہ جو آئے گرفتار ہو جاے یہ مصلحت کرکے ایک تصویر ماش کے آٹے کی بنائی اور
ایک بط الماس کی ترشی ہوئی جھولے سے سحر کے نکالکر تصویر کو سائبان بارگاہ کے نیچے اور بط کو
اپنے پلنگ کے برابر کھڑا کر دیا اور ملازمین سے اپنے بلاکر کہا کہ جو کوئی تم مین سے اندر بارگاہ کے آئے
تو کہدے کہ مین نوکر ہون اور اس کام کے لیے اندر آتا ہون اگر یہ کلمے نہ کہے گا تو اُلٹا بارگاہ کے
سائبان مین لٹک جائیگا ملازمین سُنکر خاموش ہو رہے اور اُنھون نے نوکرون کو منتخب بھی
کیا کچھ لوگون کو کاروبار کے لیے اندر رکھا باقی کو باہر رہنے کا حکم دیا غرضکہ سب جب درستی

ہو چکی پلنگ پر لیٹے اُس وقت اہلیل نے کہا بھائی خداوند نے باغ مین جشن کیا ہی وہ نایاب جلسہ ہی کہ میرا دل وہین لگا ہی اگر تم کہو تو مین جاؤن اب تو رات بھی تھوڑی ہی اور مکان بھی بحر بند کر لیا ہی بھائی اُسکا یہ تقریر سُنکر بولا کہ بھائی مین کچھ ڈرتا تھوڑی ہون تم شوق سے جاؤ اور اپنا دل بہلاؤ لیکن راہ مین ذرا عیارون سے بچکر جانا اُسنے کہا مین اُڑکر جاؤن گا زمین پر نہ اُترون گا یہ کہکر بارگاہ سے نکلا اور پرواز کر کے روانہ ہوا بعد اسکے نجانے کے اہلیل سو رہا اور خدمتگار چپی کرنے لگا بعد لمحہ کے خدمتگار اُٹھکر باہر بارگاہ کے آیا وہان چالاک خدمتگار کی صورت بنا ہوا فکر مین اندر جانے کے تھا کہ اس خدمتگار نے اُس کو دیکھا اور کہا بھائی تم بھی نوکرون مین ہو چالاک نے کہا ہم خداوند کے نوکر ہین اسوقت دم گھبرایا ادھر چلے آئے اگر تمھارا کچھ کام ہو تو کہدین کیا ہوا ہمارا تمھارا ایک واسطہ ہی اُس خدمتگار نے کہا کہ میری نوکری اسوقت تھی مگر میرے پیٹ مین درد ہی اگر تم دم بھر پڑے حضور کی چپی کرو تو مین بیت الخلا ہو آؤن مگر بھائی بارگاہ بحر بند ہی تم پردہ اُٹھا کر یہ کہنا کہ مین خدمتگار ہون پانون دابنے آیا ہون اگر یہ نہ کہو گے تو اُلٹے لٹکا جاؤ گے چالاک نے کہا بھائی تم نے خوب بتا دیا نہین مین مفت مین پکڑ جاتا اچھا تم رفع احتیاج کو جاؤ مین اندر جاتا ہون وہ یہ سُنکر ایک طرف گیا اور یہ وہی کلمے کہکر اندر آیا دیکھا کہ نگیرے کے پنجے اہلیل سوتا ہی اور اُسکے داہنی سمت ایک گلدستہ رکھا ہی اور پلنگ کے برابر بط رکھی نصوک زیر سائبان استادہ ہی غرضکہ چالاک نے پلنگ پر بیٹھ کر بیہوشی کا منھ پر مل دیا کہ چھینک مار کر بیہوش ہو گیا یہ چھاتی پر چڑھکر جاہتا ہی کہ ذبح کرے یکایک گلدستہ پھولون کا قہقہہ مار کر ہنسا اور شعلہ اُس مین سے نکلکر چار سمت چالاک کے حصار ہو گیا اُسوقت چالاک بیحس ہو گیا سینے پر بیٹھا ہی مگر ہاتھ نہین ہلتا ہی جو اُسے ذبح کرے نہ آپ اُتر سکتا ہی کہ بھاگے ادھر وہ بط الماس کی پکاری کر لینا پکڑنا عیار اہلیل کو مارے ڈالتا ہی ساحر اور ملازم یہ غل سُنکر دوڑے لیکن جو اندر آنے لگا سائبان مین اُلٹا لٹک گیا کیونکہ سب کو تو وہ کلمات معلوم نہ تھے جو اُس نے ملازمون کو سکھا دیے تھے وہ تو کچھ آدمی مخصوص کر لیے تھے کہ وہ جانتے تھے اُن مین سے ایک رفع احتیاج کو گیا تھا اور دو ایک باہر تھے یہ ہنگامہ دیکھکر اندر بارگاہ کے نہ آئے بلکہ دوڑکر باغ مینا مین گئے اور تحلیل سے کہا چلیے آپ کے بھائی کو عیار مارے ڈالتا ہی وہ بدحواس دوڑا اور اُڑتا ہوا قریب بارگاہ آیا پکارا کہ جسکو آنا ہو میرے ساتھ اندر آئے ورنہ بسبب بحر کے پھر نہ آسکے گا کیونکہ مین اندر جا کے اور زیادہ راہ بند کر دونگا کہ اندر سے عیار نکل نہ جائے اور باہر سے کوئی اور

عیار اندر نہ چلا آئے یہ کلمات گلباد عراقی عیار نے کہ چار عیار جو چلے تھے اُن مین سے ایک یہ باقی رہا اُسنے سُنے کس لیے کہ یہ بھی ساحر بنا ہوا عیاری کی فکر مین پھر رہا تھا غل سُنکر دوڑا آیا اور کہا چلیے ہم آپکے ساتھ چلتے ہین تحلیل اس خوف سے اندر نہ جاتا تھا اور لوگون کو بلاتا تھا کہ مبادا مین تنہا جاؤن مقدمہ عیار کا ہی کہین مجھ پر آفت نہ آئے بدین لحاظ اور ساحر بھی خوف ناک تھے اور اندر نہ جاتے تھے گلباد نے جو ساتھ چلنا قبول کیا اُسنے غنیمت جانکر ہمراہ لیا اور اندر آکر اوّل اوّل بھر کر کے حصار آتش جو گرد چالاک تھا اُسے دور کیا تاکہ میرے بھائی کی چھاتی پر سے اُترے غرض جب بھر اُتر گیا چالاک کے ہاتھ پاؤن کھلے اُسنے چاہا کہ بھاگ جاؤن لیکن اُسنے بھر کر دیا کہ کوئی بارگاہ کے باہر جا نہ سکے اِس سبب سے چالاک وہین رہگیا اُسنے کہا کیون اے دزد واب کہہ کہ تیرا حال کیا کرون یہان تیری عیاری کچھ نہین چل سکتی یہ کہکر ایک سمت گلاب کا شیشہ رکھا تھا چاہا کہ اُٹھا کر بھائی کے منھ پر چھڑکون اور تازیانہ لیکر عیار کو ماروں اُسوقت وہ بطالماس کی کھڑی تھی پکاری کہ واہ واہ صاحب تم خود ایسے غافل ہوے کہ عیار کو اپنے ساتھ لے آئے اتنا بھی نہ پہچانا کہ یہ شخص غیر ہی یا اپنا ہی جس کو ہم اندر بارگاہ کے لیے جاتے ہین یہ کلام بطہ کے سُنکر یا تو شیشہ اُٹھانے جھکا تھا یا جھک کر چاہتا تھا کہ سنبھلے لیکن عیارون نے دیکھا کہ اس بطخ حرامزادی نے سب کام بگاڑا اب غفلت نہ کرو یہ سوچکر چالاک تمام گلباد نے اسے سنبھلنے بھی نہ دیا ایک خنجر اس زور سے پشت کی جانب مارا کہ سر تحلیل کاٹ کر دور گرا غل وشور برپا ہوا اسوقت چالاک چھوٹ گیا کیونکہ اسی نے اسکو قید کیا تھا بس رہا ہوتے ہی خنجر کھینچکر اہلیل جو بیہوش پڑا تھا اسپر لگایا بطخ چیخنے لگی گلدستہ کھل گیا اور شعلے نکلکر گرد چالاک کے پھیلے لیکن گلباد نے دوبارہ بڑے زور سے خنجر مارا کہ سر اُسکا بھی جدا ہوا العیاذ باللہ وہ صدا مین مہیب پیدا ہوئین کہ گویا آسمان پھٹ پڑا وہ بطخ اور پتلی اور گلدستہ جلنے لگا بجلیان چمک کر گرنے لگین نوکر چاکر جو باہر بارگاہ کے تھے وہ بدحواس ہوکر بھاگے کہ یکایک یہ کیا آفت آگئی عیار نعرے کرکے سر بُریدہ ہاے بارگاہ پھاند کر بھاگے لیکن یہ غل وشور سُنکر دیوانہ آہن خوار جادو اور منحوار سرکش جادو بیتابانہ دوڑے اور عیارون نے انھین دیکھا یا تو بھاگے تھے یا پھرے اور گلباد تو ساحر کی صورت تھا اور چالاک خدمتگار بنا ہوا تھا کچھ صورت بدلنے کی تو ضرورت تھی نہین دوڑکر منحوار وغیرہ کے پاس آئے رونے لگے ہاے ہاے اہلیل و تحلیل دونون کو خدمت سامری مین عیارون نے بھیجا ہم دونون عیارون کے پیچھے دوڑے تھے مگر وہ سامنے کی طرف بھاگ گئے اُس طرف چند درخت گنجان لگے ہین

اس مین سے آثار اُن کے ظاہر ہوتے ہین مگر ہم فرط دہشت سے جا نہین سکتے یہ تقریر سُنکر اُن دونون نے کہا چلو ہم چلتے ہین یہ کہکر دونون ہمراہ ہوے وہان ساحر اور ملازم وغیرہ سب بارگاہ کی طرف دوڑے جاتے تھے آگ پتھر برس رہے تھے غوغا بلند تھا قابو عیارون نے بخوبی پایا کچھ دوران دونون کو لگا کر لائے اور کہا دیکھیے وہ عیار کھڑے ہین اُنھون نے ذرا اُدھر دیکھا کہ اُنھون نے بیفتہ بیہوشی مارے دونون بیہوش ہوکر گرے چالاک و گلباد نے سر کاٹ لیے یہان بھی ہنگامہ محشر آسا بلند ہوا غلغلہ ہوتے ہی فوج ساحران سے کچھ لوگ اسطرف بھی دوڑے عیار نعرے مارکے بھاگے مگر مینخوار کے مرنے سے سردار اور دو عیار جو قید تھے اُن پر سے سحر دفع ہوگیا باہم مشورہ کیا کہ یقین ہی کسی مرشد نے کام ساحرون کا تمام کیا بس عیار تو خنجر کھینچکر اور سردار تلوار پکڑکر زندان سے نکلے ساحر تو آفت برپا ہونے سے چار سمت گھبرائے پھرتے تھے کہ یکایک سردار آگرے اور زیر تیغ لشکریان لقا اور ساحرون کو رکھ لیا ساحر اسقدر بدحواس تھے کہ سحر کرنا بھولے اور فوج مین بھگدڑ پڑی مگر سردارون نے دم بھر مین دریا خون کا بہادیا لاشون کا انبار لگا دیا صفین صاف کردین **نظم**۔

شکل پرنا و کِ شرر بار	تھے زاغ کمان کے پرنمودار	شمشیر ہر ایک تیز تر تھی
شکل قدِ یار باڑھ پر تھی	ہنگامۂ حشر زا بپا تھا	مرمر کے ہر ایک گر رہا تھا
لڑتے بھڑتے وہان سے سردار	اپنے لشکر مین پہونچے جرار	اس ہنگامے کی خبر باغ مینا

مین لقا کو پہونچی کہ ساحر واصل جہنم ہوے اور سرداران امیر قتل و غارت کرکے چلے گئے لشکر مین آفت برپا ہی قیامت کا سا سماں ہی لقا وہان سے اس خبر کو سُنکر سوار ہوا اور جب لشکر مین پہونچا دیکھا لاش پر لاش پڑی ہی لشکریون کی صورت خون مین بھری ہی جیسے جلتے ہین ساحر بھاگتے پھرتے ہین یہ کیفیت دیکھکر طبلِ آسایش اُسنے بجوایا سردارون کو بلاکر دلاسا دیا پھر بارگاہ نکہت جاہ مین آکر تخت پر بیٹھا ادھر ساحر باقیماندہ لاشے اہلیل و تحلیل وغیرہ کے سامنے لائے کہا ہم طلسم مین جاتے ہین اُسنے کہا اُنکو غرور ہوگیا تھا اسی سبب سے مین نے اُنکو غارت کردیا مین کسی کی مدد کا محتاج نہین ہون بختیارک بولا کہ خدا پرست بڑے پیارے بندے خداوند کے ہین کہ خداوند اُنکی خاطر سے اپنے ملک اور قیطول چھوڑکر بھاگتے پھرتے ہین اور جس ملک مین جاتے ہین اُنکی خوشی کے واسطے وہان کے بادشاہ اور زبردستون کو اُنکے ہاتھ سے قتل کراتے ہین ساحر یہ کلمات سُنکر الحق اور سچ کہتے ہین سمت طلسم گئے اسطرف

سردار جب لشکر مین پہونچے دیکھا کہ رات سب گذر چکی ہی یعنے وہ وقت ہی کہ دیو سیاہ ساحر شب آمد زاہد صومعہ مشرق کی سُنکر رو بفرار لایا ہی اور تیغ شعاع مہر نے اپنی تاب سے جہان کو منور فرمایا ہی کہ نظم

غرض ہو گئی جب سحر آشکار	برآمد ہوا شاہِ مشرق دیار
ہر اک ذرے کا تھا مقدر جدا	کہ خورشید تابان نے بخشی ضیا

امیر سجد کے پاس بہر نماز تشریف فرما ہوے اُنکے سردارون نے قدمبوسی کی امیر نے سب کو گلے سے لگایا باعث رہائی استفسار فرمایا سردارون نے عیارون کا حال بیان کیا عیارون کو خلعت عنایت کیا بعد ادائے فریضہ نماز بارگاہ مین آکر سب عشرت پیرا ہوے لیکن ساحر جب طلسم مین بھاگ کر گئے راہ مین ایک شہر اُنکو ملا کہ وہان کی حاکم ہمشیرہ اہلیل و تحلیل ہی اُسنے سُنا کہ کچھ ساحر بھاگ کر خداوند کے پاس سے آئے ہین خدمت افراسیاب مین جاتے ہین اُسنے ساحرون کو بلا کر پوچھا کہ تم کس کے ہمراہ خداوند کے پاس گئے تھے ساحرون نے کل واقعۂ رزم اور قتل ہونا اہلیل و تحلیل کا بیان کیا جب اس لکاتہ نے کہ نام اُسکا گلستان جادو ہی مارا جانا بھایئون کا اپنے سنا آتش غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوئی اور عازم ہوئی کہ انتقام خون برادران مسلمانون سے چلکر لے ساحرون کو عرضی لکھکر حوالے کی کہ خدمت شاہ جادوان مین پہونچا دینا اُسمین یہ قلمبند کر دیا کہ کنیز کے دو بھائی مارے گئے مجھے اسقدر تاب ضبط باقی نہ تھی جو حاضر خدمت حضور ہوکر اجازت جانے کی لیتی فی الحال بہر جنگ خلاپرستان مین جاتی ہون اطلاعاً عرضی ملازمان شہنشاہ مین بھیجدی غرضکہ عریضہ لیکر تو ساحر اُس طرف روانہ ہوئے اور اُسنے اپنے لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا فوج مین طبل سفر بجایا بارہ ہزار ساحر درست و چست ہوا گلستان طاؤس آتشین پر سوار ہوئی بجلیان چمکنے لگین ابر گھر آئے بڑے تجمل و شان سے سواری اُسکی چلی اور بعد طی مسافت راہ لشکر لقا مین پہونچی یہان لقا مارے جانے سے ساحرون کے رنجیدہ دل کبیدہ بیٹھا تھا کہ فلک پر برق چمکی سب حیران ہوکر دیکھنے لگے بختیارک نے کہا کوئی بندۂ مقرب خداوند آتا ہی لقا بولا کہ مین نے تجھکو اسلیے شیطان بنایا ہی کہ تو پہلے سے میری مشیت کا راز ظاہر کر دے ہی فی الحقیقت بندۂ خاص میرا آتا ہی جا استقبال کر کے لے آ اُسوقت اور طاؤسون نے پوچھا کہ یا خداوند کون سا بندہ آتا ہی اُسنے جواب دیا کہ لاکھون بندے میرے ہین کس کو مین بتاؤن کون آتا ہی جب سامنے آئے گا تو بتا دونگا الحاصل یہ کہکر تو بیہودہ بکتا رہا وہان بختیارک نے جاکر

استقبال کیا گلستان کو لیکر بارگاہ مین آیا اُسنے خداوند کو سجدہ کیا لقا نے کہا ای بندی قدرت مزاج اچھا ہے بختیارک نے پکارا کہ خداوند بڑی دیر سے تمھین یاد کر رہے تھے لقا نے اُسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا کرسی پر بٹھایا اُسنے نذر دی خلعت فاخرہ عنایت ہوا اُدھر لشکر اُسکا اُترا لقا نے کہا اے بندی قدرت ہم نے تمھین جگہ اپنے رہنے کی عنایت کی تم باغ مینا مین جاکر اُترو اور سلیمان سے حکم دیا کہ تمام سامان عشرت باغ مین بہر آسائش ملکہ مہیا کرو حسب الحکم جنگیر چوگھڑے وغیرہ سامان مطبخ خانہ اور سیخانہ ہمہ نعمت اس باغ مین مہیا کردی گلستان اپنی کنیزون کو لیکر وہان گئی اور راہ کی تھکی ماندی تھی دن بھر آرام کرین ہوئی دل مین بہت خوش ہوئی تھی کہ خداوند نے جیتے جی بہشت رہنے کو مجھے عطا فرمائی غرضکہ تمام دن باغ مین رہکر آسودہ ہوئی جسوقت کہ نخلبند حدیقۂ قدرت نے گل آفتاب کو خمول و پژمردہ کیا اور چمنستان افلاک مین گل ہائے کواکب شگفتہ فرمائے کہ بموجب نظم

لبانِ گل باغ ہر نجم تھا	فلک کا چمن پھر منور ہوا
ستارون مین تھی ایسی تابندگی	کہ روشن تھی وہ رات تارون بھری

گلستان دربار خداوند مین آئی دو چار جام بادۂ ارغوانی پیے حال خدا پرستون کا پوچھا بختیارک نے کہا کہ وہ گروہ بلائے بد ہے کوئی اُنسے عہدہ برآ نہین ہو سکتا کیونکہ خداوند کو پیدا کیے کی شرم ہے اب تم یہان آئی ہو دو چار دن رہکر تماشا دیکھو گلستان نے جواب دیا کہ ملک جی بحر کا مقدمہ بہت زبردست ہے خدا پرست کیا کرلین گے مین آگ کے سمندر کو برف کا دریا کرتی ہون اور برف کے دریا کو آتش کا بناتی ہون دم بھر مین زمین و آسمان کے قلابے ملاتی ہون ابھی خدا پرستون سے کسی اچھے ساحر سے سامنا نہین ہوا تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ پھر کیفیت دیکھو ایک لمحے مین کیا تھا اور کیا ہوگیا ساری اُنکی زبردستی نکال دونگی بختیارک نے کہا ابھی طبل جنگ نہ بجواؤ زمانے کی ٹھنڈی ہوا کھاؤ حمزہ ملک اسم اعظم ہے اول اسم اعظم بند کرنے کی تدبیر کرو عیارون سے محفوظ رہو تو پھر جو چاہنا سو کرنا مین محبت سے یہ کہتا ہون تمھاری جوانی پر ترس آتا ہے گلستان بولی کہ ملک جی تمھاری تعریف جیسی مین نے سُنی تھی اس سے زیادہ پایا اور تمھاری ذات بہت غنیمت ہے لیکن اب تو طبل بجتا ہے پھر دیکھا جائیگا یہ کہکر حکم دیا کہ نقارہ رزم بجے ہر ایک لڑنے پر مستعد ہوے حسب الحکم خناس عیار نے نقار خانے مین جاکر کوس جمشیدی پر چوب لگائی ساحرون اور لقا کے سپاہیون مین تیاری جدال و قتال ہونا آغاز ہوئی ادھر ہرکارے دوان دوان خدمت والا نصب سلطان اسلامیان مین آکر عرض پیرا ہوے کہ بیت

شہا ملک دین در پناہ تو باد		چراغ ہنر شمع راہ تو باد	

گلستان جادو نام ایک ساحرہ آکر آمادہ پرخاش ہوئی ہی مقابلہ ملازمان و بندگان درگاہ سے کیا چاہتی ہی شاہ نے یہ خبر سنکر حکم نواخت طبل جنگ دیا نقارہ رزم بجتے ہی وہی ہنگامہ شور و شر برپا ہوا **نظم**

طبل جنگی کی تھی صدا دے دون
خون ہوا خوف سے دل گردون
سب بہادر کمال جرأت سے

باتین یہ بانکپن کی کرتے تھے
آخر اک روز ہم کو مرنا ہے
روح کو جسم سے بچھڑنا ہے

آج میدان مین لڑکے مر جائین
نام دنیا مین اپنا کر جائین
کرتے تھے اسلحہ کو اپنے درست

تھے سوار و پیادہ چاق و چست
شہ کا دربار بھی ہوا برخاست
فتنہ ہائے بلا زجا برخاست

آئے سب غازی اپنے خیمون مین
تاکہ تیاری جدال کرین
یہ تو اس فکر مین ہوے مصروف

وان گلستان تھی سحر سے مالوف
ایک چوکی بچھا کے صندل کی
غسل کرکے وہ اسپہ آ بیٹھی

سامنے تھالی ایک برنجی تھی
لونگ الائچی و پھول سے تھی بھری
آگ سلگا کے گرد سحر پڑھا

اور کچھ بے کے ماش کا آٹا
کرکے تیار اسکے دو پتلے
شیشۂ آتشی مین بند کیے

لے کے شیشہ کو جب وہان سے چلی
بجلیان چمکین اور اٹھی آندھی
فوج اسلام مین جو وہ آئی

ہر طرف دھوم جنگ کی دیکھی
سحر سے حال امیر کا پوچھا
پیر نے سحر کے یہ بتلایا

بیٹھے مسجد مین ہین وہ نیک نہاد
کرتے ہین طاعت خدائے عباد
سنکے اس سے قریب مسجد آ

منھ کو شیشہ کے جلد کھول دیا
نکلے شیشے سے دونون وہ پتلے
اور گر کر زمین پہ دیو بنے

کالی صورت مہیب تھے نقشے
آتشین گرز ہاتھ مین اون کے
گیا مسجد مین یک اون مین سے

دیکھا اسکو امیر نے آتے
اسم اعظم کیا جو ورد زبان
سحر کے دیو کا نہ پھر تھا نشان

زور سے اسم پاک کو جوڑھا
دوسرے دیو نے وہ بند کیا
پھر گلستان لے کے وہ پتلا

اسی شیشہ مین جلد بند کیا
پھر بگاڑی وہ قحبۂ بے باک
بند کرکے چلی مین اسم پاک

بند ہونے سے اسم اعظم کے
ہوش مین اپنے پھر امیر تھے
لے کے شیشہ کو ساحرہ جلدی

لشکر ساحران مین جا پہونچی
ہوئی اس عرصہ مین سحر پیدا
ہوا گردون پہ مہر جلوہ نما

مہرتابان کا حکم جاری تھا
شہ سیارگان فراری تھا
زینت تخت چرخ تھا خورشید

اس طرح نکلا جس طرح امید
آئے مسجد مین صبح کو سردار
کہ کرین چل کے طاعت غفار

غش مین پایا امیر والا کو
رہنما اور اپنے آقا کو
بارگہ مین لٹا دیا لاکر

شاہ نے بھی سُنی محل مین خبر امیر کے بیہوش ہونے سے ایک غلغلہ برپا ہوا لیکن چونکہ روز جنگ تھا کوئی ٹھہر نہ سکا کہ بہادری مین فرق آجائے گا آخر درودولت جہان پناہ پر سردار آئے اور لشکر کی پلٹنین اور رسالے خیل خیل ذیل ذیل میدان مصاف کی طرف راہی ہوے اس طرف شہنشاہ خبر بیہوش ہوجانے صاحبقران کی سُنکر بہت جلد برآمد ہوے کہ لشکر ہراسان ہوکر پراگندہ ومنتشر نہو کہ نظم

شہ کی دیر پھر شاہ نے زینہار
چلے سوے لشکر وہ ہوکر سوار

جب آپہونچے شاہِ گرامی وہان
بہت لطف سے تھی سلامی وہان

ہوئین پلٹنین اور رسالے درست
سلامی کو سب باجے والے درست

جلوس اُنکے ہمراہ جو کچھ کہ تھا
بیان اک زبان سے کروں کیا سکا

زبانین جو ہون برگ گل سے کثیر
تو شاید بیان ہوے عشر عشیر

غرض جبکہ تخت آکے باہر ہوا
تو مجرے کو ہر شخص حاضر ہوا

ادب سے وہ پہونچے جو ہین تخت پاس
تو دی نذر اپنی بہوش وحواس

عیان جب وہ خورشید انور ہوا
تو مرضی سے مہر منور ہوا

جلو مین امیران عالی وقار
بکلفت سے سب مرکبون پر سوار

اُدھر فوج بے حد و بے شمار
اُدھر واہ پیکر تھے لاکھون سوار

نئی وردیان سبکی تھین زیب جسم
جدا رنگ مین ساری فوجون کی قسم

لرجتے جب یہ فوجین صفین باندھکر
ہوئے ناقد اسوار تب جلوہ گر

وہ نامے روان اس قدر تیز گام
روانی مین ہے جنکے شبدیز گام

ہوا پھر آواز عشرت ہوئی
کہ نوبت کے آنے کی نوبت ہوئی

نئے جوڑے پہنے ہوے نوبتی
عجب لطف کی زرق برق انمین تھی

فلک زیر ران اسپ چالاک تھا
نقارہ ہر اک برج افلاک تھا

وہ قرنا کی پہونچی صدا دور دور
بہادر کو ہی لڑکے مرنا ضرور

بہ شان وتجمل بجاہ وحشم
بہ فوج وبہ لشکر بہ طبل وعلم

وہ میدان کین مین جو داخل ہوے
تو فوج عدو کے مقابل ہوئے

لقا تخت نکبت پہ اپنے سوار
برابر کھنچی ساحرون کی قطار

دیا حکم شہ نے یہ سب فوج کو		صفین باندھکر تم سب استادہ ہو	
جو ہین حکم قطعی یہ جاری ہوا		وہ لشکر درست ایک باری ہوا	
ادھر فوج کی یہ درستی ہوئی		گلستان بھی میدان مین آکر جمی	

بعد صفوف آرائی جانبین **گلستان** میدان مین نکلکر مبارزخواہ ہوئی اس طرف سے شہزادہ **ہاشم تیغزن** نے بادشاہ سے اجازت لیکر میدان کی راہ لی جب مقابل اُس ساحرہ کے نہال گلشن صاحبقرانی آیا اُس محبہ نے نیا گل کھلایا یعنے کچھ پڑھکر سمت فلک دم کیا یکایک ابر پیدا ہوا اُس ابر سے ایک پہلوان تیرہ روزگار کریہ منظر بدشعار اُترا اور شاہزادے کا ہم نبرد ہوا اور پکارا کہ اگر تو صاحب زور ہی تو کشتی لڑنا میرا دستور ہی مرکب سے اُتر کر مجھ سے نصیب آزمائی کر کہ ع تا یار کرا باشد و میلش بہ کہ باشد ۔ ہاشم یہ سنتے ہی مرکب سے کود کر دامن گردان آستینین چڑھا کر کشتی کا ٹھاٹھ بدل کر سامنے گیا ہاتھ سے ہاتھ ملا دہنا ہاتھ گھسیٹ کر بایان ہاتھ گردن پر رکھا پھر تو دستی زبردستی کے ساتھ کھینچی اور بغلی ڈوبنے لگے پیچ بند ہنسنے لگے پیچ کا توڑ ہونے لگا توڑ کا جوڑ کا بند ہوتا تھا سلسلہ کشتی کا بلند تھا کبھی وہ آنٹی لگاتا تھا کبھی یہ نیچے پکڑ لاتا تھا اندری کھینچتا تھا پھر وہ تڑپ کر اُٹھتا یہ قابو پاکر کولے پر بھر کر مارتا مگر وہ پٹ گرتا الحاصل طول تقریر تا کجا عنقریب تھا کہ شاہزادہ ہاشم اسے چت کر کے باندھ لے کہ **گلستان** نے سر چڑھا شہزادے کے ہاتھ پانؤن مین طاقت دہی پہلوان نے ایک مقام پر اکھیڑ کر جو مارا چارون شانے چت کر دیا اور شکین باندھکر لشکریان لقا کو دیا اُنھون نے شاہزادے کو قید کیا ادھر پہلوان نے نعرہ مارا کہ اور جس کو آرزو ہو لڑنے مرنے کو وہ آئے اسلامیون کا دستور ہی کہ جو حریف لڑائی چاہتا ہی اُسی طرح لڑتے ہین یعنے اگر حریف شمشیر سے لڑے اہل اسلام بھی سوائے تلوار کے اور کوئی حربہ اُسپر نہ کرینگے اور کشتی لڑنا چاہے تو بجز کشتی لڑنے کے اور کسی طرح مقابلہ نہ کرینگے پہلوان کے نہیب دینے سے سرداران اسلام نے نکلنا شروع کیا لیکن جو آیا اور کشتی لڑا اُسکی وجہ سے بطاقت ہوکر زیر ہوا اور ساحرون مین قید ہوا اسیطرح ساٹھ سردار رستم توان اور اسفندیار دوران جو وقت رزم گینڈے کی کمر توڑ ڈالین اور شیر کی کلائیان مروڑ ڈالین اسیر ہوگئے اُسوقت عیار کے وسیلے سے **بختیارک** نے کہلا بھیجا کہ اے ملکہ دشمن کو مہلت دینا اچھا نہین ایک ایک سے کب تک لڑوگی ایسے مین اسم اعظم حمزہ بندہی کل خدا پرستون کا خاتمہ کرو **گلستان** یہ پیام سنکر مستعد ہوئی اور ساحرون کو حکم حملہ کرنے کا دیا

آپ بھی ہاریل بحر کا سمت لشکر امیر پر ہارا گھٹا گھر آئی برق شعلہ بار چمک کر زمین پر لوٹنے لگی پانی موصلا دھار برسنے لگا فراش سبک سیر صبا نے سائبان ابر فضا سے ہلا اور ساحت دنیا مین ڈالا خروش زعد دل آشوب اور نہیب برق سینہ سوز نے غوغاے رستخیز بلند کیا بوند پانی کی جسکے سر پر پڑتی تھی وہ پتھر کا ہو جاتا تھا اور دمبدم باران بلغیانی پر تھا یہ عالم نظر آتا تھا کہ طوفان نوح دوبارہ آیا نظم

گل ولالہ کا دیکھا دستہ وہان		نظر آگیا مینھ برستا وہان	
وہ پانی برستا تھا اس زور سے		کہ تھے کان گنگ اسکے غل شور سے	
پھر اک کڑکڑاہٹ فلک پر ہوئی		وہ آواز کچھ حد سے باہر ہوئی	
وہین قطع مینھ کا برسنا ہوا		اور اولے لگے پڑنے بے انتہا	
غرض ژالہ باری جو کچھ ہو چکی		تو پھر مینھ برسنے کی شدت ہوئی	

ایک جانب سے علاوہ اس آفت آسمانی کے لشکر ساحران ترسول و پنسول لیکر حملہ آور تھے گولے فولادی لگاتے تھے بجلیان گراتے تھے آتش فساد شعلہ ور تھی سرداران اسلام سپر سر پر پانی روکنے کو آڑ کیے تھے اور بادشاہ کے سر پر ہزارون ڈھال سایہ فگن تھین اور ہزارہا آدمی پتھر کا ہو گیا تھا طرفہ طلسم تھا کہ لشکر کی صفین تبخانہ آذری تھین یا نگارخانہ چینی تھین پتلے پتھر کے بیحس کھڑے تھے کر نظم

دل انکا رہا غم سے گو سخت سخت		مگر سب انھون سے ہوا غم یہ سخت	
بنا سنگ کا جب کہ سارا بدن		ہوا وزن مین جیسے پارا بدن	
فلک سنگدل صرف بیداد تھا		ہر اک نوجوان رشک فرہاد تھا	
ازبس سختیون سے رہی انکو جنگ		وہ نازک بدن ہو گئے آپ سنگ	

یہ صورت دیکھکر جو پتھر ہوے تھے انھون نے دل اپنے پتھر کر لیے تلوار کھینچکر جانبازی کرتے تھے لاش پر لاش گرا دی تھی اور ہر دم یہی تلاش تھی کہ حریف بچکر جانے نہ پاوین ایک سمت سے لقا اور فرامرز اور سلیمان عنبرین مو ٹوٹ پڑا تھا بھڑکر تلوار چلتی تھی بحر شمشیر جوش پر تھا ہر ایک موت کے ہاتھون سو سو گھاٹ اتر رہا تھا سر حباب آسا دریاے خون مین تیرتے نظر آتے تھے یا کنول بہر تماشاے عروس مرگ دریا مین چھوڑے گئے تھے لمولفہ

تلوار کی آنچ تیز تر تھی		رخت ہستی کو خاک کرتی تھی	دریاے لہو بہ رنگ احمر

اور اُسین فلک کا عکس اخضر	تھا شاہدِ مرگ کا نگینا	یا قوت پہ کر دیا تھا مینا
میدان آئینہ حال محشر	دکھلاتا تھا لیس جمال محشر	تلوار کے ڈورے رگ سے جا نکے
ملکر گلے جوڑتے تھے رشتے	لوہا ہر سو برس رہا تھا	منھ زخمون کا پانی مانگتا تھا
تلوار جو چل رہی تھی سن سن	آندھی تھی وہ کاٹنے مین گردن	ران بول رہا تھا غل مچا تھا
گردون کا بھی دل دہل رہا تھا	غالب ہوا کفر عاجز اسلام	چھائی پھر وان پہ ظلمت شام
چشم حیران تھا ہر ستارہ	کر کے اس جنگ کا نظارا	جب اژدر شب نے شہسوار

سبزۂ فلک کو نگلا اور سپاہی روزگار نے خنجر آفتاب کو نیام سیاہ محمل شب مین کیا لشکر سا حران کا اس زور سے ہجوم ہوا کہ بادشاہ اسلام نے زخم کاری کھائے اور کل سردار زخمی ہو گئے اور لشکری تمام تتر بتر ہو گئے لشکر لقا کی طغیانی دیکھ کر عیاران اسلام نے بارگاہ سلیمانی اوکھڑوا کے بار کرائی اور ناموس صاحبقرانی کو بعجلت تمام سوار کر کے راہ فرار اختیار کی ادھر شیران سلطنت اور وزیران ابہت امیر کو کہ بیہوش پڑے تھے ہوا دار پر ڈالکر سمت دشت کے بھاگے ادھر بادشاہ کو سرداران زخمی نے میدان سے ہٹایا شاہ نے کثرت زخمہاے کاری سے غش فرمایا تھا اور ہر ایک سردار کا یہی حال تھا کہ سیرون لہو زخمون سے بہ گیا تھا سر ہر ایک نے زمین کے لگا تھا غش پر غش آتے تھے آخر طبل بازگشت بجوا کر معاودت فرما ہوے اور سمت کوہستان بادشاہ کو لیکر چلے سر سے پا تک خون مین نہائے تھے بد بخت برگشتہ کی شکایت ہر ایک کے ورد زبان تھی

نظم

اے دل ازین جہان دل آزار درگذر	وز تنگنائے گنبد دوار درگذر
کار جہان نہ لائق اہل بصیرت ست	مردانہ وار از سر این کار درگذر
چون می توان بگلشن روحانیان رسید	سعی نما وزین رہ پر خار درگذر
در بحر غم ز حرص چو غواص شو خ چشم	غوطہ مخور ز گوہر شہوار درگذر

یہ شکست نصیب اولیاے دولت قاہرہ شہنشاہ اسلامیان دیکھکر بختیارک ہاتھی پر سے کود کر پاس گلستان کے آیا اور کہا اے ملک مرحبا صد مرحبا کیا کہنا اب ان باغیون کا تعاقب نہ چھوڑیے آج ہی سب کا خاتمہ کیجیے کیون کہ مثل چلی آتی ہی کہ کار امروز بفردا مگذار اور بموجب بیت

نخستین نشان خرد آن بود	کہ از بد ہمہ وقت ترسان بود

یہ لوگ دشمن جان و ایمان ہین انھین مہلت دینا نہ چاہیے گلستان نے کہا کہ ملک جی تم سچ کہتے ہو

یمن بھی یہی عزم رکھتی ہون یہ کہکر حکم دیا کہ حریف کا خیمہ وخرگاہ مال ومتاع لوٹ لو فوج ساحران غارت ولوٹ پر گری یہی مہلت اسلامیون کو نکل جانے کی ملی جب خوب لوٹ ہوچکی اور بازارین لشکر اسلام کی تباہ وبرباد ہوچکن کوئی کسی طرف اور کوئی کسی جانب اپنی عورتون اور بچون کو لیے نکل گیا اور کوہ ودشت مین جاکر چھپا اور ہزار در ہزار آدمی مارا گیا اسوقت گلستان ساحرون کو لیکر عقب فوج اسلام چلی اور لقا بھی مع لشکر کے روانہ ہوا ہاتھی پر سے پکار پکار کر کہتا جاتا تھا کہ اے بندو میرے قہر کو میرے دیکھو کہ ہمیشہ جن بندون کے ہاتھ سے بھاگتا تھا اور اُنکی نابرداریان کیا کرتا تھا آج ایک آن واحد مین اُن کو برباد وتباہ کر دیا یہ کہتا تھا اور فرط مسرت سے قہقہے مارتا تھا یہ تو اس طرح جو یاے حریفان روان ہین اور اہل اسلام بحال پریشان گریزان ایک پہاڑ کے دامن مین آئے اور عیار سب کو لیکر تلہ کوہ پر چڑھ گئے اور اُس مقام کو ماوا وملجا اپنا مقرر کیا اور سر کوہ پر امیر کو فرش خاک پر اور بادشاہ کو لٹا دیا ناموس گرد بال کھولکر بیٹھے اور گریہ وزاری کرتے تھے نظم

بدان سان در و دشتی فتادہ جوشے		کہ پیدا نشد زہر سو کیش خروشے	
برو دست وقصب از مہ بفگند		کمند دل شکن در بر بفگند	

ان کو روتا پیٹتا چھوڑکر عیارون نے بہت جلد گھاٹیان پہاڑ کی روکین اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار حقہ ہاے نفتی اور قارورہ ہاے آتشبازی گھاٹیون مین دابکر کمانون مین خدنگہاے جانستان پیوستہ کرکے تیر کمان فلاخن مین دیکر فلیتہ ہاے عیاری روشن کرکے مستعد ہوکر ٹھہرے اور جو جو سردار کہ کم زخمی ہین وہ بھی سینہ سپر کرکے تیغین کھینچکر جان دینے پر آمادہ ہوے پہاڑ پر مالہ وشیون کئی ہزار عورتون کا بلند تھا جان شیرین پر بنی تھی گویا پہاڑ پر فرہاد کا عرس تھا چرخ بے ستون صداے گریہ سے ہلتا تھا اسوقت فوج لیے گلستان زیر کوہ آکر پہونچی اور ساحرون نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ کر سب کو گرفتار کرین عیارون نے حقہ نفتی اور قارورہ آتشبازی جو داغ کرمارے منھ ساحرون کے جھلس گئے اور پیرہن جلنے لگے وہ بجھانے مین مصروف ہوے تھے کہ اوپر سے ایک لاکھ چوراسی ہزار پتھر پڑا کہ ہزارہا ساحر واصل جہنم ہوا آخر ساحر اُکڑ کر چلے تھے کہ خدنگ دلدوز ایسے پڑے کہ طائر جان اُن کے شکار ہوے پھر تو فوج کا رُخ پھرا اور گلستان نے کہا کثرت عیار ان ہی اس وجہ سے سحر اگر کرون تو بھی اثر نہ ہوگا کیونکہ اگر ایک دو دشمن بیس ہوتے پتلے سحر کے بھیجکر گرفتار کر لیتی یہ سوئے تو لاکھا ہین اُنکے لیے آج رات کو

بھینٹ دیکر ایسا سحر تیار کرونگی کہ صبح کو سب پہاڑ سے اتر آئینگے اور ہاتھ سے گردنین اپنی کاٹ ڈالین گے چاہیے کہ فوج گرد پہاڑ کے گھیر کر اترے اور دن بھر سے مین بھی خستہ و شکستہ ہون کوہ سے ہٹ کر بارگاہ استادہ ہو کہ دم لون اور آرام کرون بمجرد حکم کوہ کو فوج نے محصور کیا اور بارگاہ جمشیدی برپا ہوئی اور خیمہ زربفتی **گلستان** کے لیے استادہ ہوا بارگاہ مین **لقا** تخت پر بیٹھا اور حکم دیا کہ آج رات عیش و مسرت مین گذار کر بسر ہو تاکہ صبح عشرت منھ دکھاے اور دشمن مارا جائے یہ کلام سنکر ساقی و مطرب بصد طرب حاضر ہوئے تھاپ طبلے پر پڑی بانگ عشرت باندھی نذرین فتح کی گذرنے لگین لونڈیون خوشی کی بجتی تھین **گلستان** بھی نہا دھو کر بارگاہ مین آئی **لقا** نے خلعت عنایت کیا اور منظور نظر فرمایا بولا کہ اے بندی قدرت ہم اپنا نور قدرت تیرے پیٹ مین اتارینگے **گلستان** سکرا کر آنکھین پھیرا کر چپ ہو رہی **بختیارک** کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور پکارا کہ ہریالی بنی مبارک باشد اب خدائی تم بیسن لاکھون تقدیر تمھارے قبضے مین ہین لیکن آج رات کٹ جائے تو پھر شب زفاف آئے یہ رات مجھے تم پر بھاری نظر آتی ہی یہ تو بتلاؤ کہ اسم اعظم **حمزہ** بند کر کے کیا کیا اس نے جواب دیا کہ اس شیشہ کو صندوق مین بند کر دیا ہی **بختیارک** نے کہا میری صلاح اس شیشے کے رکھنے کی یہان نہین ہی ایسی جگہ اس کو بھجواؤ کہ تمام عمر نہ کھل سکے عیار لاکھ ڈھونڈھین مگر نہ پائین **گلستان** بولی کہ میرا جی چاہتا ہی پاس **افراسیاب** کے یہ شیشہ بھیجدون کہ پردۂ ظلمات طلسم مین لیجا کر رکھے ہر چند کہ عیار وہان بھی ہین مگر عیار دریاے بحر کے پار نہین جا سکتے اور فرض کیا کہ پار چلے بھی گئے تو پردہ ظلمات کا راستہ کیونکر پائین گے کہ وہ راہ سواے شاہ جادوان کے اور کوئی نہین جانتا ہی **بختیارک** نے کہا بہتر تو ہی **گلستان** نے اسی وقت عرضی شاہ طلسم کو اس مضمون کی لکھی کہ اے شہنشاہ والا گہر عالی جناب کنیز نے خدمت خداوندی مین پہونچکر اسم اعظم **حمزہ** بند کر کے لشکر باغیان کو تہ کا بنایا اب چند کس پا شکستہ ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرے ہین صبح کو انھین بھی قتل کرون گی فی الحال شیشہ کو جسمین اسم اعظم بند ہی خدمت ہمایون مین بھیجتی ہون ترصد کہ پردۂ ظلمات مین اسکو ایسی جگہ مخفی فرمایئے کہ **عمرو** کا دسترس نہ چل سکے زیادہ حد ادب سامری و جمشید کے فضل سے دوست شاد و دشمن پامال رہین یہ عرضی غنچہ دہن نام ایک کنیز کو دی اور صندوق سے شیشہ منگا کر حوالے کیا حکم دیا کہ خدمت **افراسیاب** مین لے جائے وہ لیکر روانہ ہوئی ادھر **بختیارک** نے کہا ای ملکہ اسم اعظم بند رہنے سے یہ فائدہ ہی کہ شاید دشمن تمھارے زندہ نہ رہین جب بھی **حمزہ** بیہوش رہے گا اور اگر بیہوشی کو عرصہ گذرے گا

تو مر جائے گا اور اُسکے مرنے سے عمرو اور اسعد وغیرہ بھی بے یار و یاور ہو کر ہلاک ہو جائینگے طلسم کا عذر بھی مٹ جائے گا اور خداوند کو بھی کوئی نہ ستائے گا اچھا اب تم بھی یہان نہ ٹھہرو کسی غار مین کوہ و دشت کے جاکر آج کی شب بسر کرو تاکہ عیار تمھین نہ پائین کس لیے کہ بہت بڑی حفاظت تمھارے بھائیون نے کی تھی مگر نہ بچ سکے ہمون آش و سکاسہ ہی تم پر بھی یہ رات کٹنی نظر نہین آتی گاستان اُسکے کہنے کو بہت صحیح اور درست جانتی ہی اور سمجھی ہی کہ یہ راز خداوند کی مشیت کے بخوبی جانتا ہی کیونکہ اُنکی درگاہ کا شیطان ہی کہنا اسکا عین حکم خداوند ہی یہ سمجھکر پر پرواز پیدا کرکے ایک سمت چلی گئی اور صحرا مین جاکر بہت دور ایک غار اپنا مسکن مقرر کیا یہ بلا تو غار مین بیٹھی ہی اس طرف لقا بادۂ کامرانی نوش کر رہا ہی عیش مین بیٹھا ہی کہ نظم

سراہ سب آکے بیٹھے تمام	ہوا مرد و زن کا بڑا اژدہام
جو سنسان مدت سے بازار تھا	جو دیکھا تو اک دم مین گلزار تھا
دکانداروں کی طبع خرسند تھی	ہر اک کی دکان آئینہ بند تھی
کیا اُسنے پھر طالعون کو طلب	لگے کرنے مجرا وہین آکے سب
ہر اک رقص زن یون بعشرت ہوئی	کہ زہرہ کو گردون پہ حسرت ہوئی
عجب رات بھر اک سمان بندھ گیا	کہ سب محو عشرت تھے کچھ غم نہ تھا

غرضکہ یہان تو یہ جلسۂ مسرت ہی لیکن بحال اُن اسیران بند محن یعنی عیاران لشکر اسلام اور سردارون مجروح مبتلاے آلام کا سُنیے کہ جب تورج و ہاشم و داراب و اسفندیار شاہ گیلانی و چوگان بن حمزہ وغیرہ فرزندان امیر کو ہوش آگیا تھا اور بادشاہ آنکھ کھولتے تھے تو ناموس کو مصروف گریہ و بکا بال کھولے پریشان حال دیکھکر جوش شجاعت سے اُٹھنے کا ارادہ کرتے تھے کہ جاکر حریف سے مقابلہ کرین لیکن زخم شق ہو جاتے تھے اور لہو جاری ہونا تھا پھر گر پڑتے تھے اور بیہوش ہو جاتے تھے شہزادیان ہر ایک کی بیبیان اپنے اپنے شوہر سے لپٹ جاتی تھین اور بلا کر روتی تھین مثنوی

ہر اک رو کے یون کہہ رہی تھی خطاب	کہ اے جان جان اہی یہ کیسا عذاب
یہ کس طرح کی آفت آئی ہی اب	ہماری تمھاری جدائی ہی اب
چھٹینگے جو ہم تجھسے اے جان جان	مرینگے گلا کاٹ کر اب ضرور
خطائین مری اے سخی بخش دو	مرے جرم تم باخوشی بخش دو

کیے ہون جو ہم نے تمھارے قصور | کرو عفو دل سے وہ سارے قصور
وطن کا بڑا رہ گیا اشتیاق | قضا و قدر کا ہی یہ اتفاق
نہو سر پہ تمسا جو صاحب جمال | تو جینا ہمارا ہی امر محال
اٹھین ناز سے پھر وہ ماہ تمام | کیے زہر کے سب نے تیار جام
لگین کہنے وہ گل بدن بھر کے آہ | کنیزین کہان اب پھریگی تباہ
جیئن گے نہ رنج و بلا کے لیے | پلا دو یہ زہر اب خدا کے لیے
بچھڑنے کا صدمہ جو ہونے لگا | تو ہر ایک مل مل کے رونے لگا
بلائین وہ لے لے کے رونے لگین | غم و درد سے جان کھونے لگین
ادھر تو یہ سامان مرنے کا تھا | اُدھر حال عیاران سنیے ذرا

عیار ناموس کے پاس دوڑ کر آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ ای شہزادی لوگریبان صبر دست رنج والم سے چاک نہ کرو انشاء اللہ آج رات ہم ساحرون پر سے گذرنے نہ دینگے فی النار والسقر کرینگے تم اس جزع وفزع کرنے کے عوض درگاہ کریم کارساز مین دعا کرو تاکہ شب غم گذر کر سحر کامرانی جلوہ دکھائے لشکر حریف کی صبح ہوجائے غلام جاتے ہین اور تدبیر کرتے ہین انکے سمجھانے سے شور گریہ وماتم کم ہوا اور ہر ایک نے رخ سمت قبلہ کرکے دعا کرنا شروع کی اور واسطہ نور کرامت ظہور جناب ختمی مآب الف الف تحیۃ وثنا کا دلایا کہ الٰہی واسطہ اُس نور سعادت گنجور کا کہ جسکے پیدا کرنے کے لیے کون ومکان تو نے خلق فرمایا اور ہر ایک انبیا کی خطا کو اُسی نور کے ذریعے سے معاف کیا وہی نور شافع ہر مجرم و تقصیر وار ٹھہرا کہ رباعی

سن جلوۂ احمدی کا تک مجھسے سخن | تھا نور محمدی عیان پیش ازکن
تھی ذات خدا کی ساتھ ہی ذات رسول | اُس سے یہ کہا تھا کن کہ موجود بکن

ہم پر سے یہ بلا دفع کردے خداوند دشمنون کو یہ رات کالی بلا ہوجائے صبح بشاشت خندان اسکو منھ دکھائے جب یہ مصروف دعا ہوئین عیارون نے فکر کی کہ زیر کوہ فوج محاصرہ کیے ہوئے اُتری ہی یہان سے کیونکر جائین جو اس قحبہ کو ٹھکانے لگائین یہ سوچکر ایک سو عیار بحر فکر مین غوطہ زن ہوا آخر گوہر مراد حاصل کرکے سرگریبان سے نکالا فی الفور صورتین اپنی مثل نازنینان حور تمثال زہرہ جمال کے آراستہ کین اور ایسا حسن دلاویز غارتگر جان ودایمان رنگ وروغن لگاکر درست کیا کہ گویا نقاش ازل اور مصور قدرت نے صفحۂ رخسار کو اُنکے نقشہ ہائے گوناگون

سے منقوش فرمایا اور چہرۂ دلپذیر کو نقاط خال اور لام زلف اور میم دہن سے لوح ابجد دبستان عشق بنایا تھا کہ ابیات

ہر اک آنکھ تھی اسقدر بحر کار
کہ شاگرد ہوون سامری سے ہزار

یہ اونے سا تھا بحر اور آنمین فن
کبھی تھین وہ نرگس کبھی تھین ہرن

نظر آئے ابرو کے ایسے حسام
دل رستم و سام جن کے نیام

جو دیکھے کوئی ابروے متصل
ہمیشہ رکھے طاق نسیان پہ دل

یہ اک اور تشبیہ آئی پسند
دھوان دو طرف تھا رخون کا بلند

دریچہ اگر طور تھا نور کا
جبین مین عیان نور تھا طور کا

سُنی بھی نہین طور کی نردبان
تھی بینی اُسی نور کی نردبان

غضب انکی پلکون کے تھے نیشتر
چھدے جس سے لاکھون ہی دل بیشتر

تر و تازہ رخسار جوبن بھرے
کہ گل بھی نضارت تصدق کرے

حلب کے وہ آئینے تھے لاجواب
کہ مُنھ دیکھتے تھے کھڑے شیخ و شاب

فدا غبغب سرخ پر تھی سبی
تصدق تھا قامت پہ سرو سہی

بدن مین وہ تھا زعفرانی لباس
کہ خود زعفران جسکے آگے اُداس

یہ تاثیر رنگت کی تھی آشکار
ہنسے دیتے تھے لوگ بے اختیار

جو کہتا ہون مین سچ سمجھ اُسکو تو
مہکتی تھی کوسون تلک اُسکی بو

کوئی پہنے کنگن کوئی دست بند
کہ بیہوش جس سے دل ہوشمند

کلائی مین تھین سمرنین جو عیان
ستارے تھے در پہونچے تھے کہکشان

پڑا حسن دست حنائی کا شور
وہ چھلون سے آراستہ پور پور

کڑے پاؤن مین تھے مرصع نگار
چھڑون مین ہزارون در آبدار

پڑے جسکی جھپ تختی پر اک نگاہ
ہمیشہ وہ کھینچا کرے دل سے آہ

کہان تک لکھا کیجیے اب یہ حال
ہر ایک حسن و زیور مین تھی بیمثال

جب باین شکل و شمائل درست ہو چکے اور عیارون کو در باب حفاظت مجروحان و ناموس تاکید کید کر کے ایک طرف سے نیچے کوہ کے اُترے یہان ساحرون کے بستر لگے تھے پہرے کھڑے تھے ہوشیار سب بیٹھے تھے کہ صدائے خلخال و پازیب سُنی سب اوپر دیکھنے لگے ایک سو لعتبان شوخ

دیباک کو آتے دیکھا جماعت جادوگران انکے متصل گئی اور بیک نظر ان کے حسن سودا خیز دیکھکر متاع ہوش وحواس برباد کی کہ بیت

دل رفت و سینہ نیز تہی شد زجان کنون	اے صبر باز گرد کہ اینجا نہ جا تست

بے اختیار ہوکر پوچھا کہ ای ماہ تابان فلک حسن و جمال تم سب اس شب تار مین کوہ سے اتر کر کیون آئی ہو کس کی تلاش مین گھبرائی ہوا نھون نے جواب دیا کہ ہم کنیزین ملکہ گیتی افروز دختر خداوند کی ہین پیشتر خداوند لقا کو ہم پرستش کرتے تھے جب سے خداوندزادی مسلمانون کے قبضے مین آئین ناچار اُسکے ساتھ رہے اور کسی کو ایسا نہ پاتے تھے کہ اُسکے ساتھ نکل جاتے اور وہ ہم کو پنجہ مسلمانان سے چھڑاتا آج ہم لوگون کی مراد بر آئی کہ مسلمان مغلوب ہوے تم لوگون کے پاس آئے ہین کہ ہمین اپنی خدمت مین لاؤ اور یہان سے خداوند کی خدمت مین پہونچا دو اس لیے ہم اور بھی آئے ہین کہ صبح کو ہمراہ مسلمانان کے قتل و غارت ہونے سے محفوظ رہین اور پھر دین قدیم خداوند اختیار کرکے تمھین دعاے خیر دین ساحر یہ گفتگو سُنکر نہایت خوش ہوے کہ خداوند نے یہ نعمت بالائی ہمین عنایت فرمائی کنیزون سے گویا ہوے کہ تم گھبراؤ نہین صبح کو سب مسلمان غارت ہوجائینگے تم وہان رہتین تو لٹ جاتین خوب ہوا جو چلی آئین یہ کہکر اُن کے ہاتھ پکڑکے اپنے اپنے بستر پر لائے اور تنہائی کا شغل غنیمت جانکر شکر خداوند سامری کرتے تھے آخر سرگرم اختلاط ہوئے کنیزون نے کہا ہم کو عادت بادہ خواری کی بہت ہی اور کئی روز سے بسبب جنگ وجدال کے شراب ہم کو نصیب نہین ہوئی اور بھوکے پیاسے بھی ہین بھاگتے بھاگتے جان پر بنی ہی اگر دو ایک جام شراب ہمین دو تو حواس ہمارے درست ہون ساحرون نے گلابیان شراب کی سامنے رکھین اور کھانا پانی موجود کیا کنیزان نقلی نے ایک ایک جام آغشتہ بہ دارو دے بیہوشی آنکھ بچا کر کیا اور اپنے اپنے خواستگار کو دیا کہ اول تم پی لو تو ہم پئین انھون نے شراب پی اور بیہوش ہوے عیارون نے فوراً خنجر نکالکر سو ساحرون کے سر کاٹ ڈالے شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا آندھیان پیدا ہوئین اور ساحر دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی عیار پہاڑ کے نیچے تو اُترہی چکے تھے نعرے کرکے جنگل کی طرف بھاگ گئے ساحر لاشین اُنکی اُٹھاکر سامنے لقا کے لے گئے اور عرض پیرا ہوے کہ سو ساحر مارے گئے بختیارک پکارا کہ عیار واسطے عیاری کے زیر کوہ اترے ہونگے اور راہ پیدا کرکے لشکر مین گلستان کے قتل کے لیے آئے ہونگے اسلحہ کے لیے ہمنے ملکہ کو مخفی کردیا ہی یہ کہکر لقا سے کہا یا خداوند تقدیر فرمایئے کہ

ملکہ **گلستان** معشوقہ قدرت آج کی رات محفوظ رہے اور ساحرون سے کہا ان لاشون کو لیجا کر جلا دو اور ورباب حفاظت تاکید کی کہا اگر کوئی عورت مرد زیر کوہ اُترے فی الفور گرفتار کرنا ہرگز انکے فریب مین نہ آنا ساحر حسب ارشاد آکر سرگرم حفاظت ہوے لیکن عیار جو بھاگ کر صحرا مین آئے صورت اپنی فراش وخدمتگار وغیرہ کی بنا کر بارگاہ **لقا** مین گئے وہان گلستان کو نہ پایا مگر **بختیارک** سرگرم سخن تھا کہ یا خداوند مین جانتا کہ عیار پہاڑ سے اُترآئینگے تو ملکہ **گلستان** سے پتا پوچھ لیتا کہ آپ صحرا مین کس جگہ جاکر مخفی ہوجیے گا اگر ٹھکانا معلوم ہوتا تو مین خود ملکہ کے پاس جاکر نگہبانی کرتا اب ازروے قدرت بتایئے کہ ملکہ کہان ہین **لقا** نے کہا کہ قدرت جانتے ہین لیکن بتائینگے نہین یہ گفتگو تمام عیارون نے سُنی اور خیال کیا کہ اس شیطان نے اُس قحبہ کو کسی جا جنگل مین چھپا دیا ہے چلو صحرا مین چلکر تلاش کرین یہ سوچکر سب وہان سے پھرے اور باہم مشورہ کیا کہ ہم مین سے ایک عیار بہیئت اصل کوہ ودشت مین خنجر بکف پھرے اور ہم سب کسی مقام بلند سے پوشیدہ ہوکر دیکھتے رہین جب **گلستان** گرفتار کرنے اُسکو آئے ہم اسکی جاے سکونت دیکھ لین اور عیاری کرین یہ صلاح کرکے **عمران خطائی** بھانجے نے **عمرو** کے نیچہ کھینچکر پھرنا شروع کیا اور کہتا جاتا تھا کہ وہ قحبہ مانزادی **گلستان** اگر بھاگتی تو مزہ چکھا دیتا اتفاق سے غار مین **گلستان** چھپی بیٹھی تھی جب اس طرف سے **عمران** بکتا ہوا نکلا اُسنے صدا سُنی گھبراکر غار سے باہر نکلی اور اکیلا ایک عیار کو تیغ بکف دیکھکر بھاگ پڑی بھاگا بھیس وحرکت ہوکر گر پڑا اُسنے آکر ایک درخت سے اسکو باندھ دیا اور کہا موے صبح کو تیرے رفیقون کے روبرو تجھکو ذبح کرونگی نہین معلوم تو پہاڑ پر سے کیونکر اُترآیا شاید تو پہاڑ پر ساکن گزین نہ تھا صحرا مین بھاگ آیا یہ کہکر غار مین پھر اُتر گئی اُس غار کو اور عیار جو چھپے تھے اُنھون نے دیکھا اور **سمک یلطاقی** بن **عمرو** فوراً صورت ایک مرد مہیب شکل بنا کہ چار سر مقوے کے اور سات ہاتھ تین پاؤن درست کیے آنکھین بشمار سر دن مین بنائین ایک ہاتھ مین ترسول اور دوسرے مین پنسول تیسرے مین تلوار چوتھے مین خنجر پانچوین مین گرز آتش چھٹے مین مشعل آگ کی ساتوین مین مین تھالی برنجی لیکر روغن ایسا جسم پر ملا کہ شعلے کی طرح چمکنے لگا جب اس طرح درست ہوچکا دہن غار پر پہونچکر پکارا کہ ای بندی قدرت باہر آ **گلستان** صدا اسکی سُنکر باہر آئی اور شکل ہیبت ناک دیکھکر خائف ہوئی پوچھا آپ کون بزرگوار ہین اسنے جواب دیا کہ مین فرشتہ خداوند ہون **لقا** نے حکم دیا کہ میری بندی قدرت کا پہرا دے اور اس غار کا پتہ تبلایا مین حاضر ہوا ہون آپ غار مین کیون بیٹھی ہین یہان تشریف رکھیے کیا مجال کسی کی جو یہان آسکے

یہ کہکر وہین غار کے قریب اسکو لیکر ٹھہرا تھا کہ وہان چالاک نے صورت اپنی شکل صورت بختیارک
کے بنائی رفیدہ سر پر رکھا ایک سوا کیس کلی کا جامہ پہنا گھیتلا پائون مین پہنکر چار عیارون کو خدمتگار
بنایا ایک ان مین لالٹین لیکر آگے چلا اور تین خدمتگار دست بستہ پشت پر روانہ ہوئے اور جب
قریب غار پہونچا اپنا اعتقاد بڑھانے اور ساحرہ کو دھوکا دینے کے لیے پکارا کہ ای ملکہ گلستان مین
نہ کہتا تھا کہ یہ رات خیر سے کٹتی نظر نہین آتی آپ ایسی غافل ہوگئین کہ عیار کو پہلو مین لیے بیٹھی
ہین یہ فرشتہ قدرت خداوند نہین ہی عیار ہی جلد اسکو گرفتار کیجیے یہ صدا دینا تھا کہ گلستان فرشتہ کی
جانب پھری سحاک اٹھکر بھاگا اسنے ایسا سحر کیا کہ بے حس ہوکر زمین پر گرا اسنے اسکو بھی باندھ دیا
اسوقت بختیارک قریب آیا اور گویا ہوا کہ مجھے خداوند نے پتا بتایا کہ میری بندی صحرا مین بیٹھی اک
جلداے شیطان جاکہ فرشتہ قدرت بنکر عیار اسکو قتل کیا چاہتے ہین یہ فرماکر ایک ملک قدرت کو
حکم دیا کہ وہ مجکو یہان پہونچا گیا کیون ملکہ اگر مین نہ آتا تو عیار کام تمھارا تمام ہی کر چکا تھا دیکھو
خداوند کو بھی تمھارا بہت خیال ہی پھر گلستان نے خداوند کا سجدہ اس فکر سے مین ادا کیا اور
بختیارک کے پاس آکر بے وسواس باتین کرنے لگی کہ ملک جی ان دونون عیارون کو آپ
خدمت خداوند مین لے جایئے مین یہان سے بھی جاتی ہون اور صحراے طلسم مین جاکر رہونگی
وہان سحر بھی تیار کرونگی اور صبح کو آؤنگی بختیارک نقلی نے کہا کہ خداوند تمھاری یہ اتنی ہی
تکلیف اٹھانے سے بے چین ہین اور مجکو ایک گلوری دی ہی کہ میری بندی کو کھلا دینا اس
گلوری کے کھانے سے خزانے زمین کے اندر جو نہان ہین تمھاری نظر مین ظاہر ہونگے اور
عیار جس حال مین تمھارے پاس آئے گا معلوم ہو جائیگا اور کوئی حربہ جسم پر کارگر نہوگا عمر بڑھ جائیگی
اس گلوری مین عطیہ خداوند پڑا ہی اے ملکہ خداوند تمپر بڑی عنایت فرماتے ہین اور فرماتے تھے کہ
آج ہی نور قدرت اسکے پیٹ مین اتارو مگا یہ کہکر ایک خاصدان طلائی اپنے پاس سے نکالکر
کھولا اس مین ایک گلوری گنگا جمنی ورق سے لپٹی کیوڑے گلاب سے بسی ہوئی رکھی تھی وہ
سامنے کی گلستان نے سنکر شرم سے گردن جھکا کر وہ گلوری کھائی بختیارک نے کہا ہرے پان کا
بیڑا ہمین نے آپ کو کھلایا ذرا ہمارا خیال ہمیشہ رکھیے گا یہ کہکر ہاتھ پکڑکر لے چلا کہ چلو اب خداوند
پاس آرام کرو گلستان کمر لچکاتی سسکی بھرتی مزے مین ساتھ چلی جب پان کی پیک حلق سے
اتری چکر کھاکر گری عیارون نے گرد اسکے نالی کھود کر بارود بچھائی اور چادر کا فتیلہ بناکر آگ مین
لگا کر آپ الگ کھڑے ہوے ایک لمحے مین صدا دھماکے کی بلند ہوئی طبقہ اتنی زمین کا مع

گلستان کے اُڑ گیا پھر تو وہ آندھی زور شور سے آئی کہ دنیا تاریک ہو گئی صدا ہائے مہیب آنے لگین
عمران و سمک پر سے سحر دفع ہو گیا درخت سے جو بزرجاد و بندھے تھے کھل گئے شور و غوغا
بلند ہوا کہ مارا ملکہ گلستان جادو کو تین سو سال کی عمر یہ ملکہ رکھتی تھی اور ہنوز باغ جوانی سے
کوئی پھول آرزو کا اسنے نہ چنا تھا اسکے مرنے سے سارا لشکر جو میدان مین پتھر کا ہو گیا تھا وہ
بصورت اصل ہو گیا اور دیکھا کہ رات کا وقت ہی ہم میدان مین مسلح و مکمل اپنے مرکب پر سوار
کھڑے ہین نہ ہمارا بادشاہ ہی نہ بارگاہ کا پتا ہی یہ دیکھکر اپنی بارگاہ لیکر کے پڑاو کی طرف سے
جہان بازارین لٹی خیمے جلے ہوے پائے حیران ہو کر سمت صحرا چلے اس طرف سے عیار یہ تہیہ کر کے
کہ پہاڑ پر لوگ خستہ اور زخمی ہین ان سے تو کچھ ہو نہ سکے گا لیکن سارا لشکر جو پتھر کا ہو گیا تھا وہ
تندرست ہوا ہو گا اسکو لانا چاہیے یہ سوچکر چلے تھے کہ راہ مین پلٹن اور رسالے ہزار در ہزار
ملے اُن سے جاکر سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ مالک تمھارے پہاڑ پر کھڑے ہین ہم ساحرہ کو
اگر قتل نہ کرتے تو تم سب رہا نہ ہوتے اب لشکر ساحران اور حریفان دامن کوہ مین اُترا ہوا
مصروف عیش و نشاط ہی اور نہایت غافل ہی اسپر چلکر حملہ کرو اور مار کر بھگا دو سردار اور لشکری
کئی لاکھ یہ کلمات سُنکر وہین سے جو مشعلین اور رن مہتابین سلگا کر تلوار آبدار نیام انتقام
سے کھینچکر چار غول ہوے اور گھوڑے اُڑا کر ایک غول تو یمین سے اور ایک یسار سے اور ایک
اوپر سے لشکر ساحران پر آگرا پشت پر کوہ تھا ایک غول جو باقی رہا وہ لشکر تھا پر آپڑا وہ سب تو
غافل تھے اُنھون نے طنابین خیمون کی کاٹ دین اور بارگاہون مین آگ لگائی پہرے چوکی
والے سوارون کو قتل کیا طلایہ دار کو زیر تیغ رکھا پھر تو گھبراکر لوگ خیمون سے باہر نکلے جو پنجلے
اور صاحب حواس تھے اُنھون نے تلوار چلنے لگی جو بہادر جنگ دیدہ کار آزمودہ تھے ایسی ایسی ہزارون
افتاد جھیلے ہوے تھے وہ گھوڑا اُٹھاکر لشکر حریف کی طرح اپنے لشکر کو دو ایک ہاتھ لگا کر تلوار کے
لینا لینا کہتے ایک طرف کو نکل گئے کہ میان انجام لڑائی کا بُرا ہوتا ہی جان بچانا چاہیے انکا تو یہ حال ہوا
اور جو بودے تھے اور بدحواس ناتجربہ کار تھے وہ گھبراکر مسلح و مکمل ہونے لگے لیکن زرجامہ اُٹھا کر
گلے مین پہنتے تھے لیکن جب سیالی پیشانی مین نہ آتی تھی تو درزی کو الزام دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہان حرامزادے
نے بنایا ہی نہین بعض جامہ کو پاؤن مین پہنتے تھے اور جب آستین مین پاؤن نہ آتے تھے تو بکتے تھے
کہ خیاط نے مہربان تنگ کر دین بعض ترکش مین تلوار رکھتے تھے اور نیام مین تیر پروتے تھے خلاصہ
یہ کہ ایک ہنگامہ گیر و دار گرم تھا لشکر ساحران تو کل بارہ ہزار تھا اس مین سے بہتا پتلے مارے

جا چکے تھے جو باقی تھے وہ پہلے ہی حملہ مین مارے گئے اس لیے کہ غافل تھے اور جو کچھ بچ بھی گئے وہ بھاگے ادھر لشکر لقا سے جو کچھ بھاگے تھے وہ انکو ملے یہ انکو حریف سمجھے اور وہ لوگ انھین دشمن معلوم کر کے حملہ آور ہوے باہم تلوار چلنے لگی غرضکہ وہ معرکہ پڑا تھا کہ شور محشر دبا پڑا تھا کہین آپس مین تلوار چلتی تھی کہین حریف سے مقابلہ تھا یہ ہاے ہوے دیران جب بلند ہوئی بارگاہ لقا مین رقاص ساز پھینک کر بھاگے اور لقا باہر نکل آیا حال اپنے لشکر کا ابتر پایا اور ساحرون کو آمادۂ سفر سقر دیکھا لشکریان اسلام قتل و غارت کر رہے تھے خیام حسد آتش شمشیر سے جل رہے تھے تلوار بڑے زور سے چلتی نعرہ ہاے دلاوران سے دُنیا ہلتی تھی کہ **ابیات**

دکھاے رنگ تلوارون نے ایسے	چمک ہو برق کی دریا پہ جیسے
بیان کیا کیجیے ان کی شجاعت	کیا اس شب کو فرماے قیامت
سر اعداے دین تھا اور تلوار	ہوا تھا لجۂ خون بحر زخار
حباب آسا تھے اسمین کاسۂ سر	تپان تھے مثل ماہی اسکے پیکر
چمکتی تھی سنان نیزہ اسطرح	شعاع مہر ہو دریا مین جس طرح
فدا تھی اُنکی ہمت پر شجاعت	ہر اک انمین تھا خضر بحر جرأت
جو نامی فوج اعدا کے تھے سردار	انھین پر چلتی تھی بس انکی تلوار
دم شمشیر نے طوفان کیا تھا	سپاہ سحر کو بیجان کیا تھا
وہی اپنی سلامت لے گئے جان	ہوے جو آپ کی صورت گریزان

بختیارک نے یہ حال دیکھکر لقا سے کہا کہ وہ مارا لیجیے آپ کی معشوقہ فی النار ہوئین اب تقدیر گریز کیجیے ورنہ حمزہ پہاڑ سے اُتر کر قیامت برپا کریگا بھاگتے راستہ نہ ملے گا لقا اسکے کہنے سے بارگاہ وغیرہ چھوڑ کر رو بفرار لایا لقا اندر قلعہ عقیق کوہ کے داخل ہوا اور قلعہ بند کر کے فیلبند دروازے سے پل تختہ خندق پر آب کا اُٹھوا لیا ادھر فتح نصیب غازیان دیندار ہوے عدو کو شکست فاش ہوئی عین غفلت مین ہزارون لقا پرستار مارے گئے اور بقیہ السیف بھاگے صبح تک خوب لوٹا برسا ہر ایک جان بچانے کو ترسا آخر دہ زمانہ آیا کہ ترک ملک نے تیغہ مہر سے رنگ ظلمت دور کر کے ساحت عالم مین چمکایا اور لشکر ساحر شب رو بفرار لایا صبح ہوتے ہی مطلع صاف تھا کہ نظم

چو دامن کوہ کا تھا خون سے لال	شفق پھولی تھی یہ ظاہر تھا احوال
گل انجم نہ تھے چرخ کہن سے	سحر گہ پھول عدو پر خندہ زن تھے

عیارون اور فوج کے سردارون نے بارگاہ سلیمانی اور ناموس صاحبقرانی کو ہمراہ لیکر مع بادشاہ و امیر کے پہاڑ سے اُتر کے جہان لشکر اول اُترا تھا اسی جگہ کو آباد کیا بارگہ نصب ہوئی منادی نے ندا دی کہ دشمن بھاگا دوست شاد اور لشکر مین آکر آباد ہون پھر تو رعایا برایا جو بھاگ گئی تھی کوہ و دشت سے آ آکر آباد ہوئی بازارین آراستہ ہوئین ناچ جا بجا ہونے لگا بازار مسرت و انبساط گرم تھا کہ شعر

رونق عہد شباب است دگر بستان را		میرسد مژدہ گل بلبل خوشالحان را	

بادشاہ اسلامیان کے زخم کو اور سردارون نے جسم مجروح کو ٹانکے دیکر مرہم لگا کر باندھا اور امیر بیہوش کو اسی طرح پلنگڑی پر لٹا دیا اور ہر ایک بحیرت مین غرق تھا کہ ساحرہ ماری گئی پھر کیا سبب ہی جو امیر کی بیہوشی نہ دفع ہوئی سردار عیار گرد پلنگ کے کھڑے روتے تھے بعض عیار ہر سو بہر جستجو بھاگ دوڑ کرتے تھے لیکن کسی ساحرہ کو نپاتے تھے جو قتل کرتے آخر بہ نیل مرام پھر آتے تھے اور امیر اسوجہ سے بیہوش تھے کہ گلستان نے سحر کا پتلا شیشہ مین بند کرکے ایک ساحر کو دیا تھا کہ طلسم مین لیجاے اس ساحر نے اپنا سحر اس شیشہ پر کرکے کہ جب تک مین مارا نہ جاؤن یہ شیشہ نہ کھلے اور مالک اسم اعظم ہوشیار ہو یہ تدبیر کرکے راستہ طلسم کا لیا تھا خلاصہ یہ کہ بعد طی مراحل داخل طلسم ہوا لیکن پہلے ظاہر کا طلسم پڑتا ہی اور وہان لشکر فرخ کا اُترا ہوا ہی اور عیار بالادی کے لیے بشکل مبدل پھرا کرتے ہین اتفاق سے برق فرنگی ساحر کی صورت بنا ہوا جنگل مین کھڑا تھا اِنے دیکھا کہ ایک ساحر سمت دریاے سحر بہ تعجیل تمام اُڑا جاتا ہی یہ دیکھکر سوچا کہ اُسکو قتل کرنا چاہیے کس لیے کہ جو ساحر کم ہو وہی سہی ایسا کچھ سمجھ کر پکارا کہ واہ واہ بھائی صاحب اتنی بے مروتی اور بے اعتنائی آپ کو لازم نہین اس ساحر نے اسکی آواز سُنکر کہا کہ مجکو کام بہت ضرورت کا ہی اسوقت معاف فرمایئے برق نے کہا اگر ہماری ایک بات نہ سنوگے تو تمھارے لیے بڑی قباحت ہوگی شہنشاہ کے دربار مین معلوم ہوتا ہی کہ تم جاتے ہو کیونکہ دریاے سحر کی سمت تمھارا رُخ ہی اور وہان اپنا پرایا جو جاتا ہی شہنشاہ اسکو قتل کرتے ہین یہ کلام سُنتے ہی وہ ساحر گھبرایا اور سمجھا کہ یہ یہان کا رہنے والا ہی تو اسجگہ کے حال سے واقف ہوگا مین اس سے کیفیت پوچھنا چاہیے ایسا کچھ سمجھکر زمین پر اُترا اور گویا ہوا کہ بھائی مین ملکہ گلستان کا نوکر ہون شیشہ جس مین اسم اعظم حمزہ بند ہی شاہ جادوان کے پاس لیے جاتا ہون اور سب حال بربادی لشکر اسلام بیان کرکے مستفسر ہوا کہ تم اب بتاؤ شہنشاہ کیون ہر شخص کو قتل کرتے ہین برق نے کہا عمرو عیار صورت بدلکر دربار شاہ

ہین گیا اور بندگان حضور کو نہایت پریشان کیا اب جو کوئی جاتا ہی شہنشاہ بغیر پرسش اسکو قتل کرتے ہین خیر یہ تو سب کچھ ہی لیکن یار تمنے ایسی خوش خبری مسلمانون کے ہلاک ہونے کی سنائی ہی کہ جی چاہتا ہی منھ تمھارا لعل وگہر سے بھر دیجیے آؤ ذرا میرے گلے سے تو لپٹ جاؤ یہ کہکر ہاتھ پھیلا دیے وہ ساحر گلے سے لگا برق نے سفوف بیہوشی منھ سے جو پھونکا دماغ مین سرایت کر گیا چکر کھاکر وہ گرا اس نے خنجر سے سر کاٹ ڈالا شور وغل برپا ہوا بعد لمحے کے وہ آفت دور ہوئی اسنے اسکے بھرکا جھولا تلاش کر کے شیشہ نکالا اور تیھر سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور تیلا جو اس مین بند تھا وہ بسبب ہلاک ہونے گلستان اور اس ساحر کے ماش کے آٹے کا ہوگیا تھا اسکو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر کے اور جو کچھ مال وغیرہ جھولے سے پایا وہ عمرو کے لیے لیکر لشکر کا راستہ لیا یہ تو ادھر چلا اور وہان امیر کو ہوش آگیا آنکھین کھولین مگر مارے ضعف ونقاہت کے طاقت نہ تھی اشارے سے حال پوچھا بادشاہ نے کل احوال ابتدا سے انتہا تک بیان کر کے عرق فواکہات اور شوربائے مرغ وغیرہ پلایا کہ جسم مین طاقت آئی اور اٹھکر بیٹھے کھانا نوش فرمایا آخر غسل صحت فرماکر دنگل شوکت پر بصد حشمت جلوہ آرا ہوئے نذرین فتح کی گذرنے لگین سردار سب زیبدہ کرسی دونگل ہوے بادشاہ تخت پر بیٹھے حکم جشن ہونے کا دیا ساقیان سیمین ساق ماہ رخسار بادہ گلنار لیکر حاضر ہوے مطربان مہرویدار دلبتان حور کردار نے سامنے ناچنا گانا شروع کیا اور ترانہ شادی وسبارکباد گایا کہ نظم

بزم عشرت ہری بھری تھی	صہبا تھی کہ شیشہ مین پری تھی
تھے دور کہ گردشیں زمانہ	یا گردش چشم جادوانہ
مست مئے ناب جھومتے تھے	ہنسکر لب جام چومتے تھے
چھیڑے رقاصون نے ادھر ساز	میٹھی وہ دھنین سریلی آواز
اس طرح کے توڑے لیتے تھے وہ	دل توڑے مڑوڑے دیتے تھے وہ

حاصل مرام یہ تو مصروف انبساط ہین مگر برق جو بارگاہ مہرخ مین پہونچا وہ مال جو ساحر کا لے لیا تھا عمرو کو نذر دیا عمرو نے خوش ہوکر کہا یہ شاگرد میرا بڑا سعادتمند ہی برق نے کل ماجرا شیشہ توڑنے اور لشکر امیر کا حال جو کچھ زبان ساحر سے سنا تھا عرض کیا عمرو نے ابتری لشکر مہرخ سے کہا کہ مجکو جلد باہر طلسم کے پہونچا کہ میرا آقا نہین معلوم جیتا ہی یا سیار گلزار جنان ہوا اگر میرے مالک کا بایمان خود ایک موئے جسم بھی کم ہوگیا ہو تو گلیم اوڑھکر لقا اور جلہ اسکے

پرستارون کا سر کاٹ ڈالون گا مہرخ نے کہا خواجہ آپ گھبرایئے نہین مین حال آپ کے مالک کو دریافت کیئے دیتی ہون یہ کہکر کچھ بحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک مینار پیدا ہوا اُس مینار مین ایک طاق بنا تھا اور طاق پر کتاب زرنبفت کے جزودان مین کی ہوئی رکھی تھی اس نے وہ کتاب لیکر جزودان سے نکالکر کھولی اور پڑھی سارا حال گلستان کا اور قتل کرنا عیارون کا اسکو اور ہوش مین آنا امیر کا لکھا تھا عمرو کو یہ کیفیت سُنکر تسکین ہوئی مہرخ نے پھر جزودان مین کتاب طاق پر رکھدی اور بحر پڑھا کہ مینار زمین مین غرق ہوگیا بعد اس کیفیت کے سب مشغول عیش ہوے لیکن عمرو نے کہا لے ملکہ مین حیران ہون کہ طلسم کیونکر فتح ہوگا اور اسد اور مہ جبین وغیرہ کیونکر رہا ہون گے بہت ساحرون کو مین نے قتل کیا مگر کچھ مطلب براری نہ ہوئی مہرخ نے یہ کلمات سُنکر تسلی دی کہ انشاء اللہ ایک دن طلسم فتح ہوگا اور شہزادہ چھوٹے گا آپ تشویش نہ فرمایئے عمرو کو ان باتون سے کچھ تسکین نہوئی اور بارگاہ سے نکلکر صحرا مین چلا راہ مین ملاقات قران سے ہوئی اسنے پوچھا کہ استاد کہان جایئے گا عمرو نے کہا یہ دم گھبراتا ہی برائے تفریح یون ہی پھرتا ہون یہ کہی رہے تھے کہ صدا زنگ بجنے کی آئی اور ضرغام ساحر بنا ہوا سامنے سے ظاہر ہوا قران نے اسکو پکارا اسنے آکر عمرو کو سلام کیا اُس سے پوچھا کہ کہان سے آتے ہو اسنے عرض کی کہ دریاے بحر کی طرف سے مگر عجب ماجرا دیکھا ہی کہ دل میرا متردد ہی یعنے ایک ساحر خورشید زرین بحر نام کہ طلسم باطن کا ایک شاہزادہ ہی اپنے ملک سے اس ارادے پر چلا تھا کہ یکایک گنبد نورا پر جاکر حملہ کرونگا اور اسد کو چھڑاونگا کیونکہ میری بہن ملکہ ہلال بحر افگن شریک عمرو ہی وہین مین بھی جاونگا لیکن میرا شریک ہونا افراسیاب کو ظاہر نہین غفلت مین قتل و غارت کرکے اپنی بہن کے پاس جاونگا کہ وہان میری پھوپھی ملکہ سُرخ مو بھی ہین فی الجملہ جب اس ارادے پر چلا اسکے لشکریون مین سے کسی نے اس حال کی خبر حیرت کو پہونچائی اسنے ملکہ ناگن جادو خام ایک ساحرہ کو بھیجا کہ وہ استقبال کرنے کے بہانے سے آکر خورشید کے پاس پہونچی اور خاک قبر جمشید ڈالکر اسکو گرفتار کرکے پاس حیرت وغیرہ کے لیے جاتی ہی عمرو نے یہ کیفیت سُنکر پوچھا کہ فوج کیا اسکے پاس نہ تھی جو اسیر ہوگیا ضرغام کہا کہ بارہ ہزار ساحر اسکے ساتھ تھے جب وہ قید ہوا تو لشکری اسکے کوہستان کی جانب جاکر پوشیدہ ہوے اور باہم یہ مشورہ کیا کہ ہم آج یہ قدرت نہین رکھتے ہین جو وجہ شاہ طلسم سے مقابلہ کرسکین مگر لشکر مہرخ مین جاکر خورشید کی پھوپھی اور بہن سے اس حال کی اطلاع دین اور انکے ساتھ ملکر ہم بندوبست

غرضکہ ایک ساحر کو انھون نے لشکر مین ہمارے بھیجا ہی عمرو سارا ماجرا لشکر قران سے کہنے لگا ای فرزند شاہزادہ خورشید کو چھوڑانا لازم ہی چلو اس امر مین کدا ور کوشش کرین یہ کہکر تینون جدا جدا فکر مین عیاری کے روانہ ہوے لیکن وہ ساحر لشکر خورشید کا پاس ملکہ سرخ مو کے پہونچا اور کہا اے ملکہ آپ کے بھتیجے قید ہوگئے اور کل احوال جو اوپر مذکور ہوا بیان کیا سرخ مو یہ سنتے ہی جوش خون سے بیتاب ہوگئی اور چاہا کہ لشکر لیکر جاؤن اور فوج پر حیرت کے حملہ کرون پھر خیال کیا کہ ناگن ابھی راہ مین ہی چلکر اُسے مارون اور اپنے بھتیجے کو چھوڑا لون یہ سوچکر ہنس آتشین پر بیٹھکر روانہ ہوئی ہر سمت ڈھونڈھنے لگی اور بہر تفحص ایک درخت کے نیچے اُتر کر پیک نگاہ ہر طرف دوڑانے لگی ناگاہ صبار رفتار عیارہ نے کہ صحرا مین تھی اسکو دور سے دیکھا اور فی الفور بہ روغن عیاری صورت اپنی مثل صورت برق فرنگی کے بنائی اور قریب آکر اسکے گویا ہوئی کہ ای ملکہ کس فکر مین یہان تنہا کھڑی ہو سرخ مو نے سارا حال اسکو برق سمجھکر بیان کیا اور کہا میرا ارادہ ہی کہ طبقہ زمین کا توڑکر زندان مین جاکر ٹھہرون جب بھتیجا میرا آکر وہان قید ہو مین اسکو چھوڑا کرلے آؤن صبار رفتار جب سارے حال پر اطلاع پاچکی پاس تو کھڑی ہی تھی حباب بیہوشی اسنے مارا کہ سرخ مو بیہوش ہوکر گری اسنے پشتارہ مین باندھا اور لیکر روانہ ہوئی ادھر ناگن جاکر بارگاہ حیرت مین پہونچی اور خورشید کو سامنے پیش کیا حیرت نے مرزبان جادو داروغہ محبس کو بلاکر حکم دیا کہ اسکو لے جاکر قید کرو مین شہنشاہ کو عرضی لکھتی ہون جیسا وہ فرمائین گے عمل مین آئیگا دار وغہ زندان اپنے بحر مین مسرور کرکے خورشید کو زندان مین لایا اور حیرت نے اس حال کی عرضی افراسیاب کو لکھکر تیلے کے ہاتھ بھیجی جب عرضی باغ سیب مین پہونچی شاہ جادوان اسی تجمل سے جیسا کہ اکثر ذکر ہوا ہی سوار ہوکر لشکر حیرت مین آیا اور جب داخل لشکر ہوا حیرت نے مع تمام سردارون کے استقبال کیا شاہ جادوان تخت پر آکر بیٹھا اسوقت صبار رفتار پشتارہ لیے آئی اور کہا سرخ مو اپنے بھتیجے کے چھوڑانے کو آئی تھی مین اسکو گرفتار کرلائی ہون شاہ نے فرمایا کہ اسکو بھی لیجاکر مقید کرو صبار رفتار نے حسب ارشاد اسکو بھی زندان مین پہونچایا اسوقت حیرت نے کہا ای شہنشاہ یہ تمام جو گرفتار ہین انکو قتل کیون نہین کرتے افراسیاب جواب دہ ہوا کہ مار ڈالنا سہل ہی جلانا مشکل ہی کروڑون روپے کھلاکر انھین پالا ہی کیونکر یکایک قتل کیا جائے یہان تو یہ باتین ہورہی ہین لیکن عیار جو فکر عیاری مین چلے تھے اُن مین سے عمرو صورت ساحر کے مثل بنکر لشکر

حیرت مین داخل ہوا اور داروغہ زندان کو قید مین لیجاتے ایک خیمہ مین دیکھا سمجھا کہ یہی زندان خانہ ہی اور وہان پہرا چوکی بھی زیادہ تھا مرزبان در زندان پر کرسی بچھاے بیٹھا تھا اسکو دیکھکر **عمرو** نے ایک گوشہ مین ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک زن خوبصورت کے بنائی گیسوے مشکفام کو بل دیکر رخسارون پر چھوڑا اور مانگ کو موتیون سے بھرا جوڑا اترچھا باندھا چشم غزالین سرمہ آگین کرکے رخسار تاب ناک کو گلگونہ کش فرمایا سر سے پا تک زیور مرصع کار پہنا اسوقت اسکے حسن دلاویز پر لعبان دہر ہزار جان سے نثار تھے بلکہ مہر وماہ تصدق ہر بار تھے موے مژہ دیوانگان حسن کو تنکے چنواتے اور ابرو اسکے حسام نبکر دل عشاق کو نشانہ بناتے دست وپا مین مہندی رچی دل عاشق کو خون کرتی دل کی لگی ہوئی آگ کو اور زیادہ بھڑکاتی کہ

نظم

عجب دست رنگین تھا اس ماہ کا	کہ مرجان کا پنجہ فدا ہوگیا
ضیا سے بظاہر تھا سینہ بھرا	مگر صاف باطن مین کینہ بھرا
وہ باہین ستمگار تھین گول گول	گھٹے نور سے جنکے ہیرے کا مول
کلائی کو یہ ناز کی تھی حصول	وہ پہنچے جو پہونچے وہان ایک پھول
غرض ایسی تھی شکل اس ماہ کی	نظر آتی تھی قدرت اللہ کی

اس خوبی سے درست ہوکر دولائی کا جھرمٹ مار کر جھاولیان دیتا کمر اور کولے کا عالم دکھاتا سامنے سے مرزبان کے ہوکر نکلا اور دولائی اٹھاکر آنکھ سے آنکھ لڑائی اور رخ روشن کی جھلک دکھائی پھر آگے کو چلی مرزبان شیفتہ و فریفتہ ہوکر بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتا اٹھکر پیچھے چلا اور جب تنہائی مین پہونچا بے اختیار یہ زبان پر لایا کہ بیت

کون سے دلمین نہین صل کی تیرے حسرت	کون آئینہ ہی جسمین تری تصویر نہین

وہ نازک اندام یہ شعر سنکر پھری اور منھ سے دوپٹہ اٹھاکر مسکرائی مرزبان نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بیت

دور سے بھی کبھی ملنے کے اشارے نہوے	ہم کہین کے نہوے تم جو ہمارے نہوے

اس نازنین نے ہاتھ جھٹک کر چھڑایا اور کہا جاؤ جاؤ مین ایسے بے مروت مردون سے بات نہین کرتی مرزبان قدم پر گر پڑا کہ ای جان جہان مین تابعدار ہون تمام عمر گردن اطاعت سے نہ اٹھاؤنگا اس محبوبہ نے پاؤن پر سے سر ہٹا دیا اور اپنا ماتھا کوٹ لیا کہ ہی ہی مین نگوڑ ماری اس طرف آکر کس غضب مین پڑ گئی ارے لوگو یہ مرد واکیسا بچھڑ ہی کیون میرے پیچھے پڑ گیا اچھا کہو کیا کہتے ہو

مرزبان نے بھرتو گلے سے لگا لیا اور پیار کرنا چاہا کہ اس گل پیرہن نے کہا کہ ہٹو دیکھو کوئی آجاے گا یہ کہکر چھوٹے کپڑے اپنے سنبھالے اور خاصدان نکال کر ایک گلوری کھائی اور چاہا کہ خاصدان بند کرے مرزبان نے کلائی پکڑکر کہا واہ واہ ہمین نہین اسنے انکو ٹھاد کھایا لیکن اسنے نمانا ایک گلوری لیکر کھا گیا اور کھاتے ہی بیہوش ہوگیا عمرو نے اور زیادہ اسکو بیہوش کرکے کپڑے اسکے اُتار کر اسکی ایسی اپنی صورت بنا لی اور اسکو غار مین ایک مقام پر ڈالکر آپ وہان سے خیمۂ زمان پر آکر بیٹھا لیکن شاہ طلسم اور حیرت سے جو گفتگو دربارہ قتل مجرمان ہو رہی تھی آخر بادشاہ نے اپنی زوجہ کو خوشنود رکھنے کے لیے صبارفتار سے حکم دیا کہ جا اور داروغۂ زندان سے کہ کہ قیدی لیکر حاضر ہو صبارفتار یہ حکم پاکر مجلس مین آئی اور داروغہ کو حکم شاہ سے اطلاع دی عمرو نے قیدیون کے لیجانے مین ذرا تساہل کیا صبارفتار نے کہا مین ساتھ چلون تو کیا قباحت ہی عمرو نے جواب دیا کہ تم عیارہ ہوکے بیوقوف بن گئین تمھارے ساتھ چلنے سے کیا فائدہ ہے آؤ ادھر سنو اور ایک کونے مین لاکر چاہا کہ اسکو بھی بیہوش کردون اسوقت صبارفتار پہچان گئی کہ یہ عمرو ہی فوراً لوگون کے سُنانے کو پکاری کہ خواجہ قیدیون کا چھڑا لے جانا بہت مشکل ہی یہ کہکر خنجر کھینچکر حملہ آور ہوئی عمرو نے جلدی کمند کے اس طرح مارے کہ یہ الجھ کر گری جھاب مارکر اسکو بھی بیہوش کر دیا لوگ کچھ صدا سُنکر دوڑ آئے تھے اُنسے کہا کہ یہ عیار عیارہ صبارفتار کی صورت بنکر آیا تھا مین نے اسکو گرفتار کیا اب تم قیدیون پر سے ہٹکو دفع کرو مین جب تک کپڑے پہنتا ہون پھر سامنے شاہ طلسم کے لیجاؤن گا یہ تقریر سُنکر سا حر قیدیون کے رہا کرنے مین مصروف ہوے لیکن صبارفتار کو دیر ہوئی تو افراسیاب نے سحر ٹیڑھا کر دستک دی زمین سے ایک پتلی نکلی اس سے پوچھا کہ داروغہ زندان کیا کرتا ہی پتلی نے کہا داروغہ زندان غار مین بیہوش پڑا ہی اور عمرو قیدیون کو چھڑائے لئے جاتا ہی یہ کہکر پتلی تو غائب ہوگئی افراسیاب بغیظ و غضب تمام مانند برق کے زندان مین آیا اور عمرو کو مع قیدیون اور صبارفتار کے پنجۂ سحر مین دابکر بارگاہ مین لایا اور صبارفتار کو ہوشیار کرکے کہا کہ مرزبان غار مین بیہوش پڑا ہی جا اُسے ہوشیار کرکے یہان لے آ عیارہ تو ادھر گئی اور اسنے قیدیون کو ہوشیار کرکے کہا ای خورشید مین نے جاگیر ملک و مال تجکو اسی دن کے لیے دیا تھا کہ تو مجھ سے نمک حرامی کرے اور عین غفلت مین طلسم کشا کو چھڑانے کا قصد کرے خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب بھی اپنے ارادۂ فاسد سے باز آ اور از راہ صدق ارادت میری اطاعت کر تو جان تیری بچ جاے اور خطا تیری معاف کردون خورشید نے ان باتون کا جواب دیا کہ مین تیری اطاعت کسی طرح نہ کرون گا اگر قضا ہی مارا

جاؤنگا ورنہ چھوٹ کر اپنی پھوپھی کا ساتھ دونگا اسد یہان اکیلا آیا تھا اب شریک کتنے ساحر ہین
افراسیاب نے کہا پھر وہ شریک ہین تو کیا ہین مہرخ کی کیا حقیقت ہی بھی چاہون سر دربار پکڑ کر مارتا
ہوا لاؤن خورشید نے کہا کہ زیادہ گولی نہ کر کہین دغا سے کہی کو مارا ہوگا آج تک تو نے کسی کو نہ مارا
تیرے رفیق بہت سے مارے گئے انکا عوض نہ لیا شہنشاہ ساحران یہ کلمات سخت سنکر نہایت برہم
ہوا اور ناگن سے کہا یہ آمادہ مرگ ہی جو منھ مین آتا ہی اسکے وہ کہتا ہی تم سامنے لشکر مہرخ کے اسکو لیجاکر
سے اسکی پھوپھی اور عمرو کے قتل کرو دیکھون تو کون اسے چھڑاتا ہی بھون کو عمرو کی عیاری پر گھمنڈ
ہی تم پہلے عمرو ہی کو قتل کرنا یہ حکم دے رہا تھا کہ صبارقتار داروغہ مرزبان کو ہوشیار کرکے
لائی شہنشاہ نے حکم دیا کہ ای ساحر مرزبان ساٹھ ہزار ساحر تیار کرا کر ناگن کے پاس جاؤ اور
ان باغیون کو سامنے انکے رفیقون کے قتل کرو پس بمجرد حکم ساٹھ ہزار ساحر تیار ہوے اور قیدیون
کو ارابے پر بٹھلا کر لے چلے ناگن بھی ساتھ ہوئی اسکے مطیع پچاس ہزار ساحر تھے وہ بھی درست
وچست ہوکر چلے گھنٹے وناقوس بجنے لگے غلغلہ عظیم برپا ہوا ناگن کی مان فی الحال بہت علیل ہے
غش کی حالت مین پڑی رہتی ہی اسنے بسبب اسکے کہ میری مان کی خبر کون لے گا لازم ہی کہ ساتھ
لیتی چلون ہر چند کہ کہین دور جانا نہین ہی پھر بھی مریض کی خبر گیری لازم و واجب ہی یہ سوچکر
پالکی مین اپنی مان اقعی جادو نام کو بھی سوار کرکے ساتھ لیا یہان تک کہ بعد کچھ عرصے
کے لشکر مہرخ کے سامنے جاکر پہونچے کیونکہ پانچ یا سات کوس کا بہر جنگ و جدال دونون لشکر
کے درمیان مین فاصلہ رکھا ہی غرضکہ جب وہان پہونچے عیارون نے جو فکر مین عیاری کی
پھر رہے تھے عمرو کو بھی قید دیکھا اور فکر زیادہ کرنے لگے کہ بہت جلد ان کو چھڑانا چاہیے ادھر طائران
سحر سامنے مہرخ کے گئے اور بعد بجا لانے دعا و ثناے شاہی کے عرض پیرا ہوے کہ فوج غاہ طلسم خواجہ
اور سرخ مو اور اسکے بھتیجے کو سامنے لشکر ظفر پیکر کے قتل کرنے لائی ہی یہ کہکر علحدہ ہوے مہرخ نے
جب یہ ماجرا سنا فرمایا بغیر عمرو کے زندگی بیکار ہی یہان بھی لشکر تیار ہو یہ فرماکر نفیر سحر بجائی کل
لشکر کمر باندھکر مرنے پر تیار ہوا نقارہ جنگی گڑگڑایا دلاور بہت جلد مسلح مکمل ہوکر مرکب ہاے تازی
پر سوار ہوے ساحر اپنے اپنے حربے لیکر طائران سحر پر بیٹھے دیکھ ہنگامہ قیامت زا برپا ہوا اسوقت
قران غلغلہ سنکر لشکر مین دوڑا اور مہرخ سے کہا کہ آپ تامل فرمایئے اور لشکر لیے وقت کی منتظر
رہیے جب ہم عیار گرفتار ہو جائین اسوقت آپ کو اختیار ہی یا جب نعرہ ساحرون کے
بیرون کا سنیئے یعنے یہ صدا کہ مارا مجھے نام میرا ناگن تھا اسوقت فوج عدو پر آکر گریے گا

صرخ اسکے کہنے سے کوہ و دشت مین لشکر لیجاکر متواری ہوئی اور وقت کی منتظر رہی ادھر ناگن نے حکم دیا کہ اس جگہ خیمہ ایستادہ کیا جاے اور آج شب بھر میدان خونی کی تیاری ہو اور منادی ندا کرے تاکہ لشکر حریف مین ان لوگون کے قتل کی خبر پہونچے اور وہ لوگ آکر اسکا حال خراب دیکھین کیونکہ حکم شاہ یہی ہی اور اس لیے ان کو قتل کے لیے بھیجا ہی خلاصہ کلام اسی وقت خیمہ و خرگاہ استادہ ہوے اور لشکر کے بیچ مین قیدیون کو رکھا ایک طرف مرزبان اور دوسری سمت ناگن خیمہ زن ہوئی اور اپنی مان کا پلنگ ایک خیمہ مین بچھوا دیا اور دہل زنی کا حکم دیا تاکہ پھر کوئی دقیقہ باقی نہ رہے صبح ہوتے ہی مجرمون کو قتل کر ڈالون گی غرضکہ منادی نے صدا دی کہ جو حاکم طلسم سے منحرف ہوگا وہ نہایت خراب حال سے قتل کیا جائے گا یہ صدا جو چار دانگ طلسم مین بلند ہوئی دشمن شاد اور دوست عمرو کے غمگین ہوے وہ دن سارا اسی انتظام مین گذرا آخر شاہ خاور زمان خانہ مغرب مین جاکر اسیر ہوا اور ظلمت شب نے میدان عالم مین خیمۂ تاریکی برپا کیا کہ ابیات

چھپا نور جسوقت خورشید کا ستارے فلک پر نمایان نہ تھے		ہوا خانہ دہر ظلمت سرا پرند سیہ مین تھے موتی ٹکے

شام ہوتے ہی بحوف عیاران ناگن اور مرزبان نے سحر کیا کہ گرداگرد انکے لشکر کے ایک ابر آکر محیط ہوا اور اس قدر جھکا کہ سراسر زمین سے مل گیا اور یہ عالم ہوا کہ بجاے آسمان کے بھی ابر تھا اور چارون سمت لشکر کے دیوارین ابر کی کھنچ گیئن لیکن جسوقت فلک کی جانب لکہ ہاے ابر پیدا ہوے عیار جو لشکر مین عیاری کرنے کو بشکل مبدل موجود تھے سمجھے کہ کوئی آفت آیا چاہتی ہی یہ ابر کا آنا خالی از فساد نہین ہی یہ سوچکر جست و خیز کرکے سرحد لشکر سے نکل گئے اور دور سے جو دیکھا تو ایک قلعہ ابر کا بنا ہوا نظر آتا ہی لشکر ناگن کا دکھائی نہین دیتا آسمان ابر کا دیوارین ابر کی زمین ابر کی ہان اتنا ہی کہ ان دیوارون مین طاق بنے ہین ایوان بنے ہین ان کے ساحر بیٹھے نظر آتے ہین اور کچھ لشکر کے چراغون کی روشنی ظاہر ہوتی ہی یہ دیکھکر عیار بہت گھبراے کہ افسوس لشکر سے ہم ناحق نکل آئے اب جانا اس جانب کو نہایت دشوار ہی کاش اندر رہجاتے تو ہمراہ عمرو کے چھوٹ آتے یا اپنی جان دیتے اسی طرح افسوس کر رہے تھے کہ قران نے برق سے کچھ کان مین کہا برق ایک طرف بہت خوب کہکر چلا گیا پھر قران نے اور عیارون سے بھی کچھ کہا کہ وہ بھی ایک طرف گئے جب یہ جا چکے قران بھی ایک جانب روانہ ہوا مگر برق جو

اوّل گیا تھا ایک مقام پر بیٹھکر ایک عورت بنا کر بدن دوہرا اور گدبدا ایسا دوا کی دھونی دیکر بنایا کہ ہیئت ہی بدل ڈالی چھوٹے چھوٹے ہاتھ پتلی پتلی انگلیان کمر پتلی کولے بھاری موافق کی تیاری انگیا کسی کسائی ٹھیک سر مین زری کا موباف پٹڑا اوپنجا سر گندھا پیشانی ہموار و بلند جٹی بھوین ✦ ستوان ناک سُتر رنگ گات ابھری رانین پر گوشت بھری بھری لباس سر سے پانک ہلکا پیازی رنگا ہوا زیب قامت فرمائے دیور الماسی مگر مختصر پہنے کہ بمقتضائے نظم

کلک دو زبان صفت بہم کر	وصفِ رخ و زلف ساتھ ضم کر	یہ ظلمتِ کفر ہی کہ وہ اسلام
یہ رات وہ دن یہ صبح وہ شام	یہ دل ہی تو وہ سیاہی دل	یہ گل ہی تو وہ چراغ محفل
یہ چشمۂ خضر ہی وہ ظلمات	یہ ہجر کا دن وہ وصل کی رات	ما تھا سرِ لوحۂ صفا ہی
پیشانی نسخۂ وفا ہی	گردیدۂ مست بحرِ مل ہی	ابرو محراب دار پل ہی
منھ مین ہی زبان کہ گل مین نہ ہی	یا حقۂ لعل مین گہر ہی	گر دیکھ لیا کسی نے سینہ
مشکل ہوا زخمِ دل کا سینا	پستان جو ہین میوۂ بہاری	محرم انگور کی پٹاری
ہین ناف کمر جو دونون باہم	مضمون کے بیچ مین پھنسے ہم	یہ بال و بال کا ہی پھندا
یا تارِ خیال کا ہی پھندا	اعجاز ہی گردشِ قدم مین	ٹھوکر مروے جلاے دم مین

اس صورت دل فریب سے درست ہوکر ہاتھ مین تھال لیے کچھ پکوان اور مٹھائی اس مین رکھے نہایت ناز و انداز سے سامنے اس قلعۂ ابر کے آکر ایک جانب کو روانہ ہوا کچھ دور گیا ہوگا کہ ظرنگام سے قران نے کہا تھا کہ تو عاشق بننا وہ ایک مقام پر زولیدہ مو پریشان حال گریبان چاک کھڑا تھا دوڑکر اس نازنین کے قریب آیا اور پکارا کہ بیت

وہ تھین ہو جو چراتے ہو ہمین دیکھکے آنکھ	ہمسے دل بھی تو کسی طرح چرایا نہ گیا

یہ کہکر پاس پہونچکے ہاتھ پکڑ لیا اس زن ماہ پیکر نے کہا صاحب تم مجھے کیون بدنام کرتے ہو ان باتون مین جان جائیگی اب میری محبت سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ اچھا نہوگا مین کہانتک جنگل مین تمھارے لیے آیا کرون جس دن میرا خاوند دیکھ لے گا بڑی آفت ہوگی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ قران بشکل مرد قوی ہیکل سونٹا ہاتھ مین لیے ایک طرف سے آکر پہونچا اور للکارا کہ کیون مال زادی تو ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ مجھے کسی کے ساتھ پکڑ لو تو مین جانون آج مین نے تیرے یار کے ساتھ تجھے پکڑا آج تیری ناک کاٹون گا یہ بیسوا پن تیرا سب ظاہر ہوگیا اس ڈانٹنے کے ساتھ ہی وہ عورت تو سہم کر بیٹھ گئی اور وہ عاشق بھاگا پھر کچھ مطلوبہ کا بھی خیال نہ کیا کہ کیا اُسپر گذرے گی شوہر مصنوعی نے آکر

بال سر کے پکڑے اور براہ بناوٹ اس عورت کو مارنے لگا اور عورت نے شور و داد و بیداد و فریاد بلند کیا اور شوہر کو بھی دو ہتڑ مارتی تھی اور کہتی تھی کہ تیرا اجارہ ہی جو میرا جی چاہیگا کرونگی اور تیرے مُنھ مین پوچھون گی بھڑوے آج تجھے بڑی غیرت آئی اور کل سنے دس روپیہ کا کپڑا تجھکو لا دیا تو وہ چپکے سے لے لیا یہ نہ جانا کہ آخر یہ کس علاقہ سے دیتا ہی پھر کسی کا مال کھا لینا ٹھٹھے بازی ہی آج آیا ہی اپنا قرق جتانے اپنی بھینا پر قرق نہین کرتا جو دن دہاڑے یار بلاتی ہی غرضکہ عورت تو مرد کو دشنام دیتی ہی کاٹ کھاتی ہی اور مرد سونٹے مار رہا ہی شور و غل بے انتہا مچا ہی از بسکہ چاندنی رات تھی اور ابر کا قلعہ نزدیک تھا طاق و ایوان مین وہان کے ساحر تو بیٹھے ہی تھے انھون نے بھی یہ ماجرا دیکھا اور مرزبان سے جاکر کہا ذرا چلکر دیکھیے تو جنگل مین عجیب دل لگی ہو رہی ہی یہ شکرا سنے بھی آکر ان دونون کو لڑتے ہوئے دیکھا چاندنی مین عورت کا قد قطعہ ارتفاع ثابت ہوا ایک بھرکا پنجہ بھیجا کہ وہ جاکر عورت کو اٹھالایا اسوقت ابر ہٹ گیا پنجے نے عورت کو سامنے رکھدیا اسنے پاس سے جو رُخ زیبا کا اسکے نظارہ کیا اور از سر تا پا اسکو دیکھا بیک نظر دیوانہ و فریفتہ ہوا اور کہا کہ اے گل پیرہن یہ کون تھا جو تجھ ایسے معشوق کو کہ جس کو گل کا بوجھ بار معلوم ہوتا ہوگا زدوکوب کر رہا تھا یہ کلمات شکرا اس سیمین عذار نے کہا کہ آپ آج کی مار کو کیا کہتے ہین جب سے مین اس قصائی کے پالے پڑی ہڈی ہڈی میری چور ہی اسوقت آپ نے بڑا غضب کیا جو اسکے پاس سے مجھے اٹھوا لیا اب وہ بغیر ناک کاٹے یا مار ڈالے مجھے نہ چھوڑے گا مونڈی کاٹا بڑا بدگمان ہے کہے گا کہ بتا کس یار نے تجھے بلوایا تھا مرزبان نے کہا کہ کیا مجال اسکی جو تجھے اب ہاتھ لگا سکے عورت نے جواب دیا کہ کیون مجال کو کیا چاہیے وہ میرا شوہر ہی ہی واسطہ ساحری کا اگر مجکو آپ نے بلایا ہی تو میرے شوہر کو بھی بلا لیجیے ورنہ بڑی قباحت میرے لیے ہوگی اور اب مین یون تو جا بھی نہین سکتی وہ یہی کہے گا کہ تو آشنا کے یہان گئی تھی ہائے لوگو مین کس غضب مین پڑ گئی ارے صاحب جلد اسے بلوایئے مرزبان نے چاہا کہ پنجہ بھیج کر بلائے عورت نے کہا پنجہ نہ بھیجیے گا وہ آدمی جلے تن ہی ناحق مجکو آکر مارے گا ابر کے ساتھ بلوایئے گا کہ وہ خوش ہو غصہ اسکا اُتر جاے پھر انصاف کر کے رضامند کر کے اس سے فار مخطی مجھے دلوایئے گا مرزبان فار مخطی کا نام سُنکر شاد ہو گیا اور ایک ساحر سے حکم دیا کہ تخت سر پر بٹھا کر اسکے شوہر کو لے آ ساحر حسب الحکم تخت لیکر گیا وہان وہ مرد بک جھک رہا تھا کہ ساحر نے کہا چلیے جہان آپ کی زوجہ ہی انھون نے بلایا ہی اور سوار کر کے اندر قلعہ سحاب کے سامنے مرزبان کے لایا اسنے

بعزت تمام بٹھلایا بعد کچھ دیر کے سمجھانے لگا کہ زوجہ تمھاری آوارہ ہی کچھ روپیہ مجھ سے لیلو اور اسکو چھوڑو
اس مرد نے کہا اسوقت خستہ و شکستہ بہت ہون صبح کو اسکا جواب دونگا پھر مرزبان نے ایک
ساحر سے حکم دیا کہ اسکو لیجاکر خیمے مین رکھو ساحر قران کو خیمہ مین لایا پلنگڑی چاندی کی سونے
کو دی ادھر عورت سے مرزبان اختلاط کرنے لگا عورت نے کہا مین بھی اپنے شوہر کے خیمے مین
جاتی ہون جب فارغخطی ہو جائیگی اس وقت دیکھا جائیگا مرزبان اس کلمہ سے بیتاب ہو گیا اور
کہا تم یہین ٹھہرو عورت نے کہا خوب تم کو پرائی جورو پر لہلوٹ ہو گئے یہ کہکر اٹھی کہ جاتی ہون
مرزبان اٹھکر لپٹ گیا اور قسمین دینے لگا عورت نے کہا ذرا دم لو مین ابھی تو جاتی ہون
اور جب وہ سو جائیگا تو کسی حیلے سے آؤنگی یہ کہکر وہان سے خیمہ مین آئی قران سے سب حال
کہا اور کہا اب کی جاکر مین مرزبان کو پکڑے لیتا ہون یہ باتین کر رہا تھا کہ ایک طرف سے صدا
کراہنے کی آئی برق نے در خیمہ پر آکر ایک ساحر سے پوچھا کہ یہ کون آہ آہ کرتا ہی اس ساحر نے
کہا مان ناگن کی بیہوش اور ماندی رہتی ہی وہ ہی کراہتی ہی یہ سنکر برق اسی آواز کی طرف
گیا دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہی اندر اسکے پلنگ پر ایک مریضہ لیٹی ہی ایک جانب چوکی پاخانہ
پھرنے کی لگی ہی دو ایک کنیزین مہ پارہ جوان خدمت کو حاضر ہین پلنگ کے قریب کچھ
تخلیہ بنے ہوے رکھے ہوے ہین کھیرے کٹے پڑے ہین کچھ عورتین پٹی پکڑے بیٹھی ہین پنکھا
جھل رہی ہین برق نے قریب خیمہ پہونچکر ایک عورت کو ان مین سے باشارہ انگشت طلب کیا جب
وہ اٹھکر پاس آئی کہا کیون گیان متے ہمین پہچانا اس کنیز نے کہا مین مطلق واقف نہین اسنے
کہا اب کا ہیکو پہچانوگی مین وہی لوکھر زبان کی ہون یہ کہتے کہتے حباب بیہوشی مارا کہ تڑاق سے
اسے چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی برق اسکو اٹھا اپنے خیمے مین لایا مگر روپر سے نہ آیا
پشت پر سے سرا پچہ چاک کر کے اندر آیا اور در خیمہ پر جاکر پکار کر کہدیا کہ اندر خیمہ کے ہم زن و شوہر
سوتے ہین کوئی یہان نہ آئے دوسرے جہان نہین مین جاؤن کوئی میرا مزاحم نہو ساحرون
نے جو یہ کلام سنا تو سمجھے کہ زن بدکار ہی شاید کہ یہ شوہر کو سلا کر میان پاس ہمارے جاے یا اور
کچھ کرے اسکے درمیان مین بولنا اچھا نہین وہ سب تو یہ سوچکر چپ ہوے ادھر اسنے کپڑے اس
کنیز کے اتار کر آپ پہنے اور اپنے کپڑے وہی زنانے اسکو پہنائے اور مثل اسکی صورت کے شکل بنی بنائی اور
جس صورت پر آپ عورت بنا ہوا تھا اسی طرح کی عورت اسکو بنا کر فلیتہ دافع بیہوشی سونگھایا کہ وہ
ہوشیار ہوئی دیکھا کہ میری صورت کی ایک عورت سامنے موجود ہی یہ دیکھکر براہ استعجاب اسنے

کیفیت پوچھی برق نے کہا گیان مین تم کھڑی باتین کر رہی تھی کہ ایک ہوا کا جھونکا لگا دونون بیہوش ہوگئے اسوقت سامری کو دیکھا کہ تشریف لائے اور میرے تمھارے منھ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ ہمنے تم دونون کو کایا پلٹ کر دیا اسمین تمھارے لیے بہتری ہی اور ہماری مشیت اسی کی مقتضی ہی کہ کنیز ناگن کو مرزبان کی زوجہ بنا کر اسکا مرتبہ دو مرتبہ بڑھائین اور تجکو اس کنیز کی صورت بنائین یوگیان مشیت خداوندی مین کیا چارہ ہی اب تم میری حقیقت سنو کہ یہ شخص جو پلنگ پر لیٹا ہی اسکی مین زوجہ تھی مجھ پر مرزبان عاشق ہی صبح کو فارغخطی میرے شوہر سے مجکو دلاکر مجھے اپنے پاس رکھتا لہذا جو کوئی پوچھے اسی مرد کی زوجہ اپنے تئین بتلانا اور مجھ سے مرزبان نے وعدہ لیا تھا کہ جب شوہر تیرا سو جائے تو میرے پاس آنا اب یہ سوتا ہی تم اسکے پاس جاؤ اور داد عیش وخرمی دو مین تمھارے عوض تمھاری بی بی مریضہ کی خدمت مین جاتی ہون وہ کنیز مدت گذری تھی کہ مرد سے واقف نہ تھی اور تکلیف مین رہا کرتی تھی زر وزیور دیکھکر اور زوجہ اتنے بڑے امیر کا ہونا سنکر بنایت خوشنود ہوئی اور کہا گیان اچھا مجھے مرزبان پاس پہونچا دو اور اپنا نام بتلا دو برق نے کہا میرا نام محبوب ہی یہ کہکر اپنے ساتھ لیا اور خیمۂ مرزبان کا بتلا دیا وہ اندر خیمہ کے گئی مرزبان چشم براہ انتظار تھا اسکو دیکھکر پکارا بیت

آج آتے ہین وہ کچھ آنکھون مین فرماتے ہوئے	سحر اور اعجاز اک پردے مین دکھلاتے ہوئے

یہ کہکر اٹھکر گود مین لیکر پلنگ پر بٹھایا لب سے لب ملایا شراب کا جام پلایا یہ کنیز نہایت مسرور ہوکر مصروف عشرت وطرب ہوئی اور ادھر برق کنیز بنا ہوا خیمہ افعی مین پہونچا اور کاروبار کرنے لگا لیکن شمعون پر پروانہ ہاے بیہوشی پھیکتا جاتا تھا بعد لمحہ کے شمع سے دو دو بیہوشی بلند ہوا جو لوگ وہان خدمتی تھے وہ بیہوش ہوگئے اسوقت افعی کے بھی منھ پر غبار بیہوشی کا مل دیا کہ ایک تو وہ بیہوش ہی رہتی تھی اور بھی مثل مُردے کے ہوگئی برق نے اسکو اُٹھا کر ایک گوشۂ خیمہ مین لاکر دری اور چاندنی وغیرہ مین چھپا دیا اور آپ صورت اسکی ایسی بنکر اسی کا لباس پہنکر مریضون کی طرح پلنگ پر آکر لیٹ رہا کبھی غش ہو جاتا تھا اور کبھی کراہتا تھا اور کبھی آہ آہ کرتا تھا اور پلنگ کے پاس جو عورت کہ بیہوش تھی اسکو چھینٹا دے کر ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی تو عورت سے کہا کہ مجھے ڈاکر کیلا سب منجتین سو رہین ذرا ان پر پانی چھڑک دے کہ ہوشیار ہو جائین اور میرے ہاتھ پانون اینٹھتے ہین ذرا دبائین اس عورت نے حسب ارشاد سب کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور وہ سب اسکی خدمت مین مصروف ہوئین اس عیاری کرنے مین وہ شب

اخیر ہوئی اور آفتاب مثل رنگ رخ بیمار روے زرد با تن تب دار کے لرزان شفاخانہ پہر مین آیا اور حکیم علی الاطلاق نے واسطے دفع حرارت و تقویت قلب کے طبا شیر خر کو ظاہر فرمایا نظم

عمرو کو جو کرتے تھے ساحر ہلاک		گریبان سحر کا ہوا غم سے چاک	
ہوا تھا زمانے کو ایسا قلق		کہ تھا صبح کا رنگ بھی غم سے فق	

دم صبح ناگن خواب راحت سے بیدار ہوئی اور مرزبان بھی اس عورت سے لوٹ ہو رہا تھا صبح اٹھکر اسکے لیے کنیزین بہر خدمت مقرر کین فواکہات کی ڈالیان کھانے کو منگا دین شوہر صنوعی کو اسکے بلا کر ہمراہ لیا کہ قتل عمرو سے فراغت ہوے تو تمھین مال و زر دیکر خوشنود کرون غرضکہ کل لشکر کو حکم کمربندی کا دیا ایک طرف سے ناگن سوار ہو کر آئی سب فوج درست ہو کر پرا باندھکر کھڑی ہوئی رات ہی سے جلاد میدان مین پھر رہے تھے اور چبوترے ریگ کے بنے تھے بوریئے بچھے تھے اسپر لاکر عمرو کو بٹھایا اور سرخ مو دخور شید کی زبانین چھید کر سوزن دیکر انکو بھی زیر تخت بٹھایا اسوقت سحر پڑھا کہ وہ ابر کا حصار برطرف ہوا اسلیے کہ سرخ وغیرہ حال خراب اپنے ساتھیون کا دیکھین پھر تو عمرو وغیرہ کو یقین اپنی مرگ کا ہو گیا اور بلبلا کر رجوع قلب سے دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار مجھ سے تو نے وعدہ فرمایا ہی کہ جب تک اپنی موت تین بار مین خود نہ طلب کرون اسوقت تک نہ مرون خداوندا تو سچا ہی اور تیرا قول سچا ہی اور تو عالم اور دانا ہی کہ مین نے موت کا خیال بھی نہین کیا اگی اپنے برگزیدہ حبیبؐ کے نور کا واسطہ مجھے ان کافرون کے ہاتھ سے نجات دے کہ نظم

تو ہی معبود یکتا دو جہان کا		تو ہی خالق زمین و آسمان کا	
تو ہی ہی حاکم رواح و اجسام		تو ہی ہی باعثِ آغاز و انجام	
تجھی سے ہی نشانِ اوج و پستی		تجھی سے ہی بہار باغ ہستی	
ہی تیرے فیض سے ہر چیز موجود		ترے ہی حکم مین ہی بود و نابود	
بچالے اے خدا تو جان کو میری		عطا کر تو دوا درمان کو میری	

یہ دعا کر رہا ہی وہان جلادون نے حکم پوچھا کہ مار ڈالنا ہمارا کام ہی جلانا خدا کا کام ہی ذرا مجھ بوجھکر حکم دیجیے یہ لوگ بڑے زبردستان روزگار سے ہین قتل کرنا آسان نہین ہی مرزبان نے کہا لاکھ حکم کا ایک حکم دیا کہ جلد سر کاٹ کر ان گنہگارون کے حاضر کرو جلاد تو حکم پوچھ رہے تھے اور حصار ابر کا دفع ہونے سے خضرغام اور جانسوز جو بیرون لشکر تھے صورت ساحرون کی بدلکر لشکر مین آ کھڑے ہوے ادھر

جلاد حکم ثانی اور ثالث پوچھ رہے تھے اور تیغہ کھینچکر واسطے قتل کے چلے تھے کہ عیارون نے پتھر گوپھن مین رکھکر مارے انکے سر پر آکر پڑے کہ کاسہ ہائے سر ترش کر دور گرے سب ساحر عمرو کے قتل ہونیکا تماشہ دیکھ رہے تھے کسی نے یہ نہ دیکھا کہ پتھر جلادون کو کس نے لگائے اور انکے مرنے کا ایک غوغا سا بلند ہوا اب کوئی جلادی کا نام نہین لیتا اسوقت مرزبان نے کہا مین خود قتل کرتا ہون یہ سنتے ہی قران جو پاس کھڑا تھا اسنے کہا آپ ٹھہریئے مین قتل کرنے جاتا ہون مین سب جلادون کا باپ ہون دم بھر مین سیکڑون کو مار ڈالتا ہون یہ سنکر مرزبان نے کہا جلدان تینون کو قتل کر مین تجھے بہت خوش کرون گا قران نے کہا اوّل انعام منگا دیجیے تو قتل کرون اسنے سو روپے منگا کر عنایت کیے یہان یہ گفتگو ہو رہی تھی کنیزین ناگن کی روتی پیٹتی آئین اسنے پوچھا کیا ہی کہا جلد چلیے مان آپ کی دم توڑ رہی ہین دیدار آخری دیکھ لیجیے ناگن بیتابانہ دوڑی وہان برق ہاتھ پانون ٹپک رہا تھا موت کا پسینہ ماتھے پر تھا تشنج ہو رہا تھا غشی طاری ہوئی تھی کہ ناگن ہی اسی بندی کی مان کہتی ہوئی آئی برق اور زیادہ تڑپنے لگا بعد کچھ لمحے کے ذرا ٹھہر کر آنکھ کھولی اور کہا کہ میری بیٹی آئی ناگن نے کہا امان کھڑی تو ہون برق نے ہاتھ پھیلا کر سر کو چھاتی سے لگایا اور کہا بیٹا ذرا کنیزون کو یہان سے ہٹا دو تو مین کچھ وصیت کرون اسنے سب لونڈیون کو دور ہٹا دیا جب تنہائی ہوئی برق نے کہا بیٹا لونڈیان کہتی تھین کہ بی بی کے پسینے مین بو آتی ہی ذرا تو سونگھکر دیکھ تو کہ میرے پسینے مین مردے کی بو آتی ہی ناگن یہ کلام سنکر براہ غضب بولی کہ یہ کون سی غیبانی کنیز ہی جسنے بیمار کے منھ پر یہ کلمات کہے مارے کوڑون کے کھال گرا دون گی برق نے کہا بیٹا خفا نہو تمھین میری جان کی قسم ماتھے پر سے پسینہ لیکر ذرا سونگھ تو اگر بو آتی ہی تو کنیزون کو کچھ نہ کہنا کہ وہ وہمی ہین اور جھوٹھ نکلے تو سزا دینا اسکے قسم دلانے سے ناگن نے کچھ پسینہ پوچھ کر سونگھا برق نے تو بیہوشی منھ پر پہلے ہی مل رکھی تھی یہ سونگھتے ہی بیہوش ہو گئی برق دوڑ کر اسکی مان کو دری سے مکا لکر قریب اسکے لایا اور دونون کو برابر لٹا دیا ادھر قران جب سو روپے انعام کے لے چکا بغدہ مکر سے مکا لکر گویا ہوا کہ کہیے تو آپ کو قتل کرون مرزبان نے کہا کچھ سودا لی ہوا ہی قران نے کہا آپ کے پیچھے ایک صاحب کھڑے اشارے کر رہے ہین کہ مرزبان کو مار ڈالو یہ سنکر مرزبان نے پھر کر دیکھا اسنے اس زور سے بغدہ مارا کہ سر کٹ کر دس قدم پر جا کر گرا ایک شور دار و گیر برپا ہوا زمانہ مین تاریکی برپا ہو گئی ساحر لینا لینا کہکر دوڑے تھے کہ وہان برق نے ناگن اور اقعی دونون کے سر جدا کر ڈالے آندھیان اٹھین بیر غل مچانے لگے فوج ساحران بدحواس

ہوکر اس طرف دوڑے **برق** شمشیر کھینچے تو کھڑا ہی تھا اس لشکر شقاوت اثر مین در آیا **قران وضرغام** وجانسوز بندہ پکڑ کر نیچے کھینچکر حملہ آور ہوے اسوقت ساحرون نے طارنج وترنج ان پر مارے لیکن مرنے سے ناگن وغیرہ افسرون کے **خورشید** و **سرخ مو** و **عمرو** پر سے سحر کی قید دفع ہو گئی تھی **عمرو** نے اٹھکر سوزن زبان **سرخ مو** سے نکال لیا ادھر **خورشید** بھی چھوٹا دونون نے عیارون کو کھڑے دیکھا دیکھکر رد سحر پڑھا کہ طارنج وترنج ساحرون کے بیکار گئے اور ان دونون نے لڑنا شروع کیا آگ برسنے لگی پتھر گرنے لگے برف پڑنے لگی جب یہ ہنگامہ بلند ہوا **سرخ** جو فوج ساحران لئے منتظر کھڑی ہوئی تھی آکر گری العیاذ باللہ کچھ تو وہ حشر برپا ہوا کہ یقین تھا روز قیامت جانکر مردے قبر سے باہر نکل آئینگے گولے فولادی اور گچھے پیکان اور سوئی کے چلنے لگے رعد چیخین مارنے لگا اور **برق محشر** چمک کر گرنے لگی حریف کے دو ٹکڑے ہونے لگے بہادرنے بہادر کا عالم پیدا کیا تھا نخمور نے لوگون کو مست ولایعقل بنایا تلوار سحر کی بڑے گھمسان سے چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی کہ **نظم**

کیا دست تہورا سنے جب باز	ہوا ہوش مخالف گرم پرواز
سپر مین وہ نہان تھے گو ستمگار	مگر رکتی ہی کب بجلی سی تلوار
گری جس سر پہ جاکر برق محشر	کفل تک آکے ٹھہرا فرق تاسر
سپر حائل ہوئی نہ خود و جوشن	دو پارہ سب ہوے مردود دشمن
ہوئے توسن سے جب وہ مائل خاک	اٹھا یہ شور غل خس کم جہان پاک
ہوے مجروح وخستہ سر بسر وہ	عقیق آسا ہوے خونین جگر وہ
زمین نعل ستوران سے ہوئی گرد	سر کہسار ہین گوپال سے گرد
کمند ریشمی تھی یون گلوگیر	بندھے تھے پیل جنگی مثل بے پیر
فلک تیرہ ہوا یہ گرد چھائی	ہوئی زیر وزبر ساری خدائی
گریزا پنی ہوئی ان سب کو بہبود	کہ عرض راہ مین ہوتے تھے نابود
غنیمت تھا بچانا اپنے سر کا	پدر بھی ہوگیا دشمن پسر کا
کمندون مین ہوے صدہا گرفتار	اسی ذلت کے تھے ظالم سزاوار

غرض شکست فاش کھاکر بقیۃ السیف سمت لشکر حیرت بھاگے اور **سرخ** اسباب دشمن لوٹ کر بہ فتح وظفر خورشید وعمرو وغیرہ کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئی **عمرو** پر سے تصدق بہت اتارا

خورشید اپنی بہن ملکہ ہلال سحر افگن سے ملا اور بارہ ہزار ساحر اسکی فوج کے حاضر ہوے بارگاہ اسکی استادہ ہوئی مہرخ نے خلعت عنایت کیا اور حکم جشن ہونے کا دیا بساتی و مطرب جام بادہ ارغوانی اور ساز خوش آہنگ لیکر حاضر ہوے جلسہ عیش آغاز ہوا **نظم**

ہر اک معشوق مصروفِ تبسم	لبالب خندۂ عشرت تھے مردم
عجب صحبت تھی وہ اور طرفہ ہنگام	مبارک روز تھا فرخندہ ایام
بھلا کیونکر نہ وہ صحبت رہے یاد	عدو پامال تھے اور دوست شاد
برآئین آرزو ہیں حسبِ لخواہ	ہوئے درویش بھی انعام سے شاہ

ادھر فوج ہزیمت خوردہ لاشین ناگن وغیرہ کی لیے لشکر حیرت مین پہونچی اور بارگاہ مین سامنے شاہ طلسم کے لاشین رکھدین حقیقت ظلم عیاران بیان کی افراسیاب نے سب ماجرا سنکر کف افسوس ملے اور منھ کو پیٹ لیا حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپ نشہ مین شراب کے بدمست رہتے ہین نہ رعایا کی خبر نہ گھر کی سدھ عیارون کا ظلم بڑھا جاتا ہی اور آپ طرح دیتے ہین یہ تابہ کجا مین جانتی ہون کہ ایک دن وہ مجھے بھی آکر مار ڈالینگے اب میرا جی چاہتا ہی کہ اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالون افراسیاب نے اسوقت بی بی کو رنجیدہ دیکھکر گلے سے لگا لیا اور کہا گھبراؤ نہین دیکھو تو مین ان باغیون کے ساتھ کیا کرتا ہون بوند بوند پانی کو ترسا ترسا کر نہ مارا تو نام اپنا نہ رکھا مجھے سب حال عیارون کی مکاری کا معلوم ہوگیا ہی مقدمہ طلسم بہت نازک ہی ذرا چوکے اور بلا مین گرفتار ہوے دیکھو طلسم کشا بند ہی مگر آئین طلسم ایسا ہی کہ قتل نہین کرسکتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک بجلی چمکی اور لگہ ابر کے فلک پر ظاہر ہوے اور بجلیان سنہلی رو پہلی چمکنے لگین پھر وہ ابر شق ہوا اور ایک ساحر ہنس پر سوار مالے پہنے جواہر زیب بدن کیے بصورت مہیب ماران سیاہ و سرخ سر سے پیٹے زمین پر اترا اسکو دیکھکر حیرت اپنی جگہ سے اٹھی اور گویا ہوئی کہ آؤ میرے بھائی ببرن یہ کہکر گلے سے لگانے چلی اسنے اوّل شہنشاہ کو مجرا کیا پھر حیرت کے سینے سے سر باادب تمام لگایا اسنے بلا مین لین اپنے پاس بٹھایا اسوقت فوج ساحران جو اسکے ساتھ آئی ہی باجے بجاتی بڑے عظم و شان سے آئی ہر ایک کو حکم اترنے کا ملا ایک لاکھ ساحر نے کمر کھولی عجب گہما گہمی ہوئی یہ ساحر حیرت کا خالہ زاد بھائی عنقاے ستارہ پیشانی نام ہی اور اسی طرح ملکہ بہار کا بھی یہ بھائی ہی ملک سیارہ اس طلسم مین ایک شہر ہی کہ وہان کا بادشاہ ہی جب اسنے سنا کہ ایک بہن میری باغیون کی شریک ہوگئی اور دوسری بہن مقابل لشکر حریف بہر جنگ خیمہ زن ہی تو اسکی مدد کے لیے لاکھ ساحر

سے آیا ہی خلاصہ کلام جب یہ بآرام تمام بیٹھا ساقی نے لاکر جام شراب بحکم شاہ جادوان اسکو دیا تاج سانے اسکے ہونے لگا لیکن وہ مستفسر ہوا کہ اے شہنشاہ آپنے اس قدر نکھرامون کو مہلت کیون دی کہ ان کے ساتھ جمعیت کثیر ہوگئی فساد زیادہ بڑھایہ سنکر شاہ نے حال عیارون کی بد ذاتی کا اور جو کچھ ماجرا طلسم مین گذر چکا تھا بیان کیا اور عیاردن کی جانب سے کمال ہی شکوہ کیا عشقانے کہا غلام کو رخصت دیجیے کہ جاکر ان عیارون کو باندھکر اور سر باغیون کے کاٹ کر حضور مین لائے شاہ نے کہا تم میرے فرزند ہو تمھین مین نہ بھیجون گا ادھر حیرت نے کہا بھیا مین تمھین لڑنے نہ دونگی اسنے کہا مین ضرور لڑونگا اور اگر تم مانع ہوگی تو مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالون گا شاہ نے کہا اچھا دو ایک دن کے بعد مقابلہ کرنا ابھی تو تم آئے ہو اسنے نہ مانا اور حکم طبل جنگ دیا شاہ طلسم اسکو نشیب و فراز عیاران کی مکاری کا سمجھا کر سمت باغ سیب پار دریاے سحر کے گیا اور یہان جسوقت کہ شہنشاہ معرکہ آراے اورنگ سپہر بارگاہ مغرب مین جاکر مقیم ہوا اور ممالک دہر پر قبضہ ترک ہندوے شب نے کیا کہ بمقتضاے ابیات

ہوا سلطان خاور جب گریزان	ہوئی پھر کہکشان کی تیغ عریان
فسہ سیارگان بازینت و فر	سریر چرخ پر تھا جلوہ گستر

صداے کرنا اور طبل جنگ کا شور تھا یہ خبر طائران سحر لیکر دربار دربار جستہ کردار ملکہ مہرخ نامدار مین پہونچے اور شکل بشکل انسان ہوکر بصد ادب آستانہ دولت کو چوم کر عرض پیرا ہوے کہ اے سلطانیہ دولت و اقبال مثنوی

تو اے شہ بخوبی اخلاق خویش	سبق بردے از بادشاہان پیش
زہے دین و دانش زہے عدل و داد	زہے ملک و دولت کہ پایندہ باد

لشکر مخالف مین عشقاے ستارہ پیشانی نام ساحر بدانجام نے آکر طبل رزم بجوایا ہی بکھیڑا مچایا ہی یہ خبر عرض کرکے کنارے ہوے عیار اسی وقت بارگاہ سے نکل گئے اور مہرخ نے بھی حکم نواخت طبل لشکر حرب کو دیا کوس جدال پر چوب پڑی فلک چکرایا زمین تھرائی اور ساحرون کے بھڑکرنے اور پڑھنت پڑھنے کی باری آئی بہادرون نے آلات حرب و ضرب کی درستی شروع کی نظم

کسی نے کی پڑھنت سجا پہ آغاز	کہین ناقوس کی برپا تھی آواز
کسی نے موم کا گولا بنایا	کسی نے سامنے دھولا بٹھایا
کوئی اگیار کرتا تھا کوئی جاپ	کوئی کرتا تھا پن تا دور ہو پاپ

سپاہی کر رہے تھے صاف تلوار		کہین خنجر کہین گرز گران بار	
نقیبون کی صدا تھی ہان خبردار		زرہ سے خود سے جوشن سے ہشیار	
نہین ہی یہ مقام ننگ و اکراہ		شکست و فتح کا مالک ہی اللہ	
رہا شب بھر یہی ہنگامہ برپا		ہوئی صبح ظفر مشرق سے پیدا	
نہیب تیغ براں سے کٹی شب		گریزان سب نظر آتے تھے کوکب	

جسوقت کہ پرچم زرافشان و علم آفتاب کو صبح نے اڑایا اور سپیدۂ سحر ہمرنگ تیغ صاف نظر آیا مرخ تخت پر عیش گاہ سے نکلکر سوار ہوئی ہر ایک سردار ساحران ذیوقار نے مجرا و سلام کرکے تخت کو قلب لشکر مین رکھ لیا اور سمت دادگاہ مصاف چلے پھر تو طائران سحر سر پر سایہ فگن تھے شعلہ ہاے آتش بلند گروہ گروہ ساحر نیرنگ بازی اور شعبدہ پردازی سحر کی دکھلاتے شیر کو سحر کے فیل مست سے لڑاتے آگ کا دریا بناتے سلین برف کی برساتے روانہ ہوے اور دشت قتال مین پہونچے اس طرف سے بھی رایت ہاے رنگارنگ پیدا ہوے اور بنگلہ خوشنما بروے ہوا آڑتا ہوا حیرت کا آیا اور ساحرون نے غل یا سامری و جمشید کا مچایا اس بنگلہ مین مصور و صورت نگار مقیم تھے اور حیرت تخت پر بصد حشمت جلوہ فرما تھی گرد بنگلے کے ساحر گدن اور شیر آشین پر سوار کوڑے ماران سیاہ کے ہاتھ مین لیے صورتین مہیب بناے وارد ہوے اور ایک سمت سے عنقا سنس پر سوار برابر اسکے لاکھ ساحر کی قطار نمودار ہوا اسکے ساحرون نے الگ پرا جمایا اول میدان بزدست تھپر چنکر زمین کو آئینہ سان صاف کیا پھر ابر بحر بر ساکر گرد و غبار کو بٹھایا ترغیب لشکر جانبین مین آغاز ہوئی صفوف کارزار جم گئین پھر نقیب دونون طرف سے نکلکر پکارے کہ قطعہ

چو خصم قصد تو کرد از برائے دفع فنا		بجد و جہد بکوش از بعقل مشہوری	
کہ گر ترا و بدست آید بکام رسی		وگر بہم نرسد آن زمان تو معذوری	

ہان ولیرو نام کی جگہ ہی جان پر کھیلو نشان جرأت میدان شجاعت مین نصب کرو کہ بیت

نہ برزو آج باقی ہی نہ ہی سام		شجاعت سے مگر مشہور ہی نام	

یہ صدا دے کر جب نقیب ہاے لشکر عنقا سے گذارہ مارزبان نام ایک سردار میدان مین آیا اور بحر کی بیرنگیان دکھاکر رجز خوان ہوا کہ قطعہ

من آنم کہ در شیوۂ طعن و ضرب		بشیران در آموزم آداب حرب	
کدامین ہنر بران ولیری کند		کہ سر پنجہ بر صید من افگند	

یہ لاف وگزاف سُنکر لشکر مریخ سے ایک سردار خورشید غزالہ کو سیر نام اژدہا لاکر اسکے مقابل جا کر ہوا
اسے ایک تازیانہ مارا کہ ہزارہا سانپ اس مین سے نکلے اور حریف پر آکر حملہ آور ہوے غزالہ نے
اسوقت ناریل مارا کہ ہزارہا عقرب ناریل سے نکلکر سانپون سے لڑنے لگے گذارہ نے پھر کچھ سحر
پھونکا کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر غران پیدا ہوا اور تھپڑا اٹھاکر غزالہ پر آیا اسنے ہزارہا سحر
پڑھے مگر حاجبری نہوئی شیر کا طمانچہ پڑگیا یہ اژدر پر سے گرا شیر نے ہلاک کر ڈالا لشکر حریف مین شور
تہنیت بلند ہوا اسوقت مریخ نے بغضب تمام تخت اپنا آگے بڑھایا اور جوڑے سے ایک
لونگ پھول دار نکالکر سحر پڑھکر کھینچ ماری وہ لونگ ترسول بنکر چلی ہرچند گذارہ نے سحر کیا
مگر بچ نہ سکا وہ لونگ کا ترسول سینہ کے پار ہوگیا پھر غریو بلند ہوا اور عنقا خود ہنس اُڑاکر میدان
مین آیا اور سحر پڑھکر دستک دی چار ہزار سوار نیزہ دار صحرا کی طرف سے آکر ایک جگہ ٹھہرا اور اپنے
اپنے نیزے کو ہر ایک نے گردش دی سنانون سے اُن کی ایک ایک ستارہ نکلا اور چمکتا ہوا بلند ہوا اور
لشکر مریخ پر گرا اور جسکے سر پر پڑا تو ڈکر زمین پر آیا اب دمبدم چار ہزار ستارہ ٹوٹ کر مثل تیر شہاب کے گرتا ہے
اور ہزارون ساحر مرتے ہین یہ دیکھ دیکھ کر مشکین موے کاکل کشا بہن ملکہ مریخ موکی آگے بڑھی
اور اپنی کاکل کھولی ستارے بالون سے نکلکر لشکر حریف پر گرنے لگے عنقا نے اپنے سوارون کو
للکارا کہ لینا اسکو ایک نیزہ دار نے نیزہ اسکی طرف کو چمکایا کہ سنان برچھی کی ٹوٹ کر گری مشکین مو
پر آئی یہ بزور بھر اُڑ گئی مگر سنان ایڑی پر پڑی کہ توڑکر پار نکل گئی اور یہ زخمی ہوئی اسوقت ملکہ یاقوت
نے ایک ناریل مارا کہ عنقا نے ناریل رد کرکے پھر سوار کو للکارا اسنے برچھی ہلائی ستارہ ٹوٹ کر ان
پر یاقوت کی پڑا کہ توڑکر زمین پر گرا اس عرصہ مین تاریکی ہوگئی اور ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے ہزارون
ساحر مریخ کے مرنے لگے یہ کیفیت دیکھکر بہار جو تخت پر بہزاران ناز وانداز سوار تھی اور گلدستے
سامنے اسکے رکھے ہوے تھے مریخ سے اجازت لیکر سمت فلک اُڑ گئی اور صدا کو کڑاہٹ کی ہوئی
پھر ایک آواز ایسی مہیب آئی کہ دنیا دہل گئی اور کئی ہزار جادوگر نیان دُر دُر گوش مرصع پوش حسن مین
لیلی سے بہتر خوبان جہان کی افسر ایک ایک ہاتھ مین دو دو گلدستے لیے ظاہر ہوئین اور بہار فلک
پر سے اُتری ہاتھ مین ایک گیند لیے تھی اس گیندے کو سامنے عنقا کے اُسنے پھینکدیا عنقا نے
دوڑکر اُٹھالیا اور ان نازنینون نے گلدستے سامنے نیزہ دارون کے پھینکے کہ انھون نے اُٹھا لیے
اور سونگھ سونگھ کر مست ہوکر شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور عنقا بھی دیوانہ وار شعر پڑھتا بہار کی جانب
چلا اسوقت حیرت سیر کے بنگلے سے کودی اور وہ بھر پڑھتی آگے بڑھی بہار نے ایک گلدستہ جنگل

کی طرف پھینک کر صدا دی کہ اے بہار اسی وقت جھونکے نسیم عنبر شمیم کے چلنے لگے اور میدان بین خوشبو پھیلی یکایک آنکھیں سب کی بند ہو گئیں پھر جو آنکھ کھلی اس میدان کو بہتر از گلزار فردوس پایا کہ درخت گلزار پر بہار چمن چمن نہال گلشن پر ہزار طرح کا جوبن کہیں بنفشہ در کہیں یاسمن زلف در مرغ سبز زنگان دہر کو شرماتے اور سرو شمشاد قامت رعنائے شاہدان چین و چگل پر طعنہ زنی فرماتے نرگس مست صرف نگاہ بازی اور سوسن با نیمہ زبانی مستعد بزبان درازی کہ قطعہ

سبز با یاسمن ثمر ہائے زبرجد بر کنار		کوہسارش را کمر ہائے مرصع بر میان	
با نہال جو بارش شاخ طوبیٰ متصل		وز نسیم بوستانش باغ جنت بوستان	

اور اس چمنستان پر فضا میں وہ نیرنگ ساز حسن یعنی ملکہ بہار مع کنیزان گلعذار کے لاکھوں بناؤ کیے مصروف گلگشت تھی اسوقت اسکے رخسار دریا پر بہار ہزار گل نثار کرتی اور نرگس پنجۂ مژگان سے اسکے چشم مردم فریب کی بلائیں لیتی زلف سنبل اسکے ایک ایک تار مو پر تصدق اور نثار تھی اور قد دلجو پر سہی و صنوبر فریفتہ ہر بار تھے کہ بمقتضائے غزل

اے روے ماہ منظر تو نو بہار حسن		خال و خط تو مرکز لطف و مدار حسن	
در چشم پر خمار تو پنہان فسون سحر		در زلف بیقرار تو پیدا قرار حسن	
ماہی نیافت چون لب خندان تو نکوئی		سروی نخواست چون قد رعنا تو بار حسن	
خرم شد از ملاحت تو عہد دلبری		فرخ شد از لطافت تو روزگار حسن	
از دام زلف و دانۂ خال تو در جہان		یک مرغ دل نماند نگشتہ شکار حسن	
دائم بلطف دایۂ طبع از میان جان		می پرورد نباز ترا در کنار حسن	
حافظ طمع بریدہ کہ بیند نظیر دوست		دیوانہ نیست غیر تو اندر دیار حسن	

اس جمال دلربا کو دیکھکر حیرت و عنقا مصور و صورت نگار مع سواران وغیرہ اپنے کے دیوانہ وار بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتے سمت اس عشوہ ساز غارتگر ایمان کے چلے کہ غزل

اے بردہ گوے حسن ز خوبان روزگار		قدت براستی چو سہی سرو جویبار	
الحق چو در نقش و نشان و بہان تو		موہوم نقطہ ایست نہ پنہان نہ آشکار	
دادیم دل بدست رخ و زلف خال تو		از دست ہر چہ چاچہ کشد این دل فگار	
با دا ہزار دشمن اگر یار با من ست		دانم مصاف را و ترسم ز کار زار	
عشقت چو در سر چہ دل خانہ گیر شد		زین در اگر بدر شوم آیم با ضطرار	

گر سرو پیش قد تو سر سبکند سرنج منصوبہ ہوئے تو حافظ کنون چہ باحت		عقل طویل را نبود ہیچ اعتبار در شش شد عمت لش افتاد مہرہ دار	

سردار تو اس طرح بیتابی کرتے تھے اور لشکری شمیم گلہاے عطر فشان سے بیہوش ہو گئے تھے اسوقت مسرخ نے اس فوج پر حملہ کیا ہزارون کو ذبح کر ڈالا اور ہزارون کو زندہ اسیر کر لیا دریاے خون جاری ہوا ایک ہنگامہ بگیر و بہ بند برپا ہوا بیر سحر کے غل مچاتے تھے ساحرون کے مرنے سے آندھیان اٹھتی تھین شور و غوغا بلند تھا یقین تھا کہ کل لشکر کا آج ہی حریف کے خاتمہ ہو جاے گا کہ یکایک فلک پر ایک صاعقہ چمکا اور نعرہ ہوا کہ منم افراسیاب جادو بہار کے حسن دلاویز کو دیکھکر شاہ جادوان نے دل پر ہاتھ رکھ لیا کہ بیت

بذلہ گوے و عشوہ ساز و شوخ چشم و غمزہ زن		خوبروے کاین چنین باشد بلاے جان بود	

دل نے کہا کہ چلکر اسوقت اسکے قدم پر گر اور عذر کر کے اس غزال تاتار خوبی کو کہ تجھی سے رم خوردہ ہی رام کر مگر سارے لشکر اپنے برباد دیکھکر سمجھا کہ یہ محبت اسکی باعث اسکے سحر کا ہی کہ دل بیقرار اور از خود رفتہ و بیقرار ہی یہ سوچکر ایک برق ہاتھ ملا کر گرائی کہ چمنستان سحر جلنے لگے اور بہار سحر اپنا باطل ہونے سے بیہوش ہو گئی اسوقت شاہ طلسم نے پنجہ سحر بھیجے کہ حیرت اور مصور و صورت نگار و عنقا کو اٹھا کر سمت باغ سیب لے گئے اور سحر کے باطل ہونے سے لشکری حیرت کے ہوشیار ہو کر فوج مسرخ و بہار کے حملہ آور ہوے مسرخ نے شاہ جادوان کو دیکھکر خیال کیا کہ لڑائی بنکر بگڑ گئی اب سب گرفتار ہو جائینگے یہ سوچکر طبل امان بجوا کر پھری ادھر شاہ طلسم بھی اپنے سے کمترین لوگون کا تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا اور پھر گیا ادھر لشکر حیرت کا خستہ و شکستہ جا کر فروکش ہوا اُس طرف مسرخ داخل بارگاہ ہوئی اور لشکر نے کمر کھولی حکم رقص و سرود کا دیا تھاپ طبلے پر پڑی ناچ ہونے لگا سب عیش و نشاط مین مصروف ہوے اور بہار بعد کچھ عرصے کے ہوشیار ہوئی اسمار و سحر ہر ایک نے اسپر پڑھکر دم کیے اسوقت حواس ٹھکانے ہوے غرضکہ یہ تو سب مصروف ناؤ نوش ہین ادھر افراسیاب جب باغ مین پہونچا حیرت وغیرہ کو مست و لایعقل دیکھکر آب چشمۂ سامری ان پر چھڑکا کہ وہ سب بھی ہوشیار ہوے اور شاہ سے پوچھا کہ ہم یہان کیونکر آئے افراسیاب نے سب حال بیان کیا کہ آج بہار نے تم سب کو مار ڈالا ہوتا مین جا کر اٹھا لایا یہ سُنکر مصور تھر تھر مارے غصے کے کانپنے لگا اور بولا کہ اس چھوکری بہار نے میرا بھی پاس نہ کیا اور مجھے برسر میدان ذلت دی اب بن جانے ہی کام سب کا تمام کرونگا آج تک اس لیے طرح دیتا تھا کہ میرے دادا سامری کے سب بندے ہین کیا انھین غارت

کرون یہ کہکر چاہتا تھا کہ اُٹھے لیکن عنقا نے دست بستہ عرض کیا کہ اب تو غلام سے معرکہ پڑا ہی حضور تامل فرماوین ایک بار اور مجھے جانے دین یہ عرض کرکے اوّل اُڑتا ہوا لشکر حیرت مین آیا اور باقیماندہ اپنی فوج کو ساتھ لیکر کوچ کرکے دامن کوہ مین پہونچکر خیمہ استادہ کرایا سب فوج اُتری اور یہ بھی داخل خیمہ ہوا مے نوشی مین مشغول رہا جسوقت کہ مینائے زمرد فام سپہر سے آفتاب میکدہ مغرب مین گیا اور ساغر شمیم ماہتاب انجمن کواکب مین دور پذیر ہوا کہ نظم

ناہید فلک نے کھولے گیسو		چھائی ظلمت جہان مین ہر سو	
ساقی فلک نے مہ کا ساغر		مے سے بھرا نور کے سراسر	

سرشام اسلے خون خوک سے چوکا دیا زمین کو لیپ کر آپ بھی اسی خون سے نہاکر چوکے مین بیٹھکر موہن بھوگ اپنے ہاتھ سے تیار کیا نذر سامری دیکر ڈھنٹ پڑھی بیر بھر کے حاضر ہوے انکو موہن بھوگ کھلایا جو باقی رہا وہ آپ کھایا پھر ایکسو ایک جانور پرند منگاکر کے خون انکا بھینٹ دیا شراب اگیار مین ڈالی ایک موم کا سانپ بنایا انگلی چیرکر خون سانپ پر ڈالا کہ وہ زندہ ہوکر خون چاٹنے لگا اس سے کہا کہ جاکر میرے دشمنون کو پکڑلا وہ سانپ اُڑکر روانہ ہوا یہان بارگاہ مین جلسۂ عشرت جمع ہی مہرخ تخت پر جلوہ فرما ہی کہ سانپ فلک پر سے اُترکر آیا اسے دیکھکر ساحرون نے ہزارون سحر کیے کہ کسی طرح اسکو مار ڈالین لیکن وہ سانپ کمر مین مہرخ کے لپٹ کر اُڑا صدہا ترنج و نارنج ساحرون نے اسپر مارے مگر کچھ نہوا مہرخ کو اُڑا کر لے گیا اور سامنے عنقا کے لایا اسنے کہا کیون اے مہرخ نکرا می کاثمر دیکھا یہ کہکر خیمہ کے اندر لے گیا اور صندوق مین بند کر دیا اور اپنے سحر مین ایسا مبتلا کر دیا کہ ملکہ مہرخ بیہوش ہوگئی بعدازین پھر اس سانپ کو بھیجا یہان تمام دربار مین شاہ لشکر کے جانے سے درہمی تھی شتر سوار دوڑاے گئے تھے کہ جلد خبر لاؤ یہ سانپ کون تھا بہار سرگرم انتظام تھی کہ لشکر برباد نہو بازارین لٹ نہ جائین بعض سردار غم مین مہرخ کے گریبان چاک و گریان تھے کہ وہ سانپ پھر پیدا ہوا اور سرخ مو کی کمر مین لپٹ کے اُڑ گیا لاکھ لاکھ سب نے سحر کیا کچھ نہوا وہ سامنے عنقا کے لایا اسنے اسکو بھی برا کہکر مسحور بیخبر کرکے صندوق مین بند کیا اور سانپ کو پھر روانہ کیا یہان اوّل مرتبہ سے زیادہ تلاطم تھا عیار بھی غوغا لشکر لشکر مین آئے تھے کہ سانپ طاؤس کی کمر مین آکر لپٹا اور اُڑا کر لے گیا عیار پیچھے پیچھے تعاقب مین چلے ازبسکہ عمرو دندۂ بیدرنگ ہی یہ سانپ کے برابر پہونچا اور عیار گئے یہانتک کہ عمرو دامن کوہ مین جب پہونچا دیکھا ایک لشکر ساحرون کا اُترا ہوا ہی اور ایک جانب سامنے خیمہ کے عنقا بیٹھا مشغول سحر خوانی ہی اور

وہ سانپ اسکے روبرو طاؤس کو لایا اُسنے لعنت ملامت کرکے جاکر اسکو بھی قید کیا جب یہ ماجرا عمرو نے دیکھا دل سے کہا کہ اس حرامزادے کو واصل جہنم کرنا چاہیئے یہ سوچکر اوّل صحرا مین آکر زنبیل عیاری بجالائی اور عیار جو دوڑے چلے آتے تھے زنبیل کی صدا پر دوڑ آئے دیکھا تو اُستاد کھڑے ہین سامنے باادب آکر ٹھہرے عمرو نے کہا جاؤ اور بہار سے کہو کہ لشکر کچھ تیار کرا کر اسی جنگل مین آکر ٹھہرے مگر سب سردارون کو ساتھ لائے بارگاہ مین اسی طرح لوگ بیٹھے رہین تاکہ سانپ خالی نہ پھرے کس لیے کہ یہ سحر عنقا کا ہی اگر مار خالی جائیگا تو وہ ہوشیار ہو جائیگا میری عیاری مین فرق پڑیگا بلکہ بہار اپنی صورت کی ایک ساحرہ بنا کر وہان ٹھہرا کر یہان آئے تو اچھا ہی یہ حکم سنکر برق لشکر مین گیا اور بہار سے سب کیفیت کہی بہار نے ایک کنیز کو اپنی صورت کا بزور سحر بنا کر اس جگہ چھوڑا اور کہا میری طرح حکم احکام دینا جو کوئی پوچھے اپنے تئین بہار بنانا یہ کہکر اپنے لشکر ذاتی کو حکم تیاری کا بطور مخفی دیا جب سب کمر باندھکر مستعد ہوے یہ بھی طاؤس پر بیٹھکر بموجب نشان دہی برق کے اسی صحرا کی طرف چلی کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ بہار لشکر مین نہین ہی بلکہ سب جانتے ہین بہار موجود ہی اور وہ سانپ دمبدم آکر ساحرون کو لیجاتا ہی ایک ہنگامہ برپا ہی ساحر واسطہ نور جناب حیدر کرار کا دلا رہے ہین کہ خدایا بحق نور وصی مصطفےٰ علیؑ اژدر شیر کبر یا کا کرا بیات

علیؑ مشکل کشائے جن و انسان	علیؑ فرمان روائے ملک یمان
علیؑ شیر خدا شاہِ دو عالم	علیؑ ہین رونقِ بنیاد آدم
جو کہتے ہین نصاریٰ ہین کہون کیا	وہ عین ذات ہی یہ بھی ہی زیبا
بچایا قہر سے خالق کے سب کو	بجھایا آتش غیظ و غضب کو
کیے راہِ خدا مین آپ مولا	روا کین حاجتین سائل کی کیا کیا
فدائے نام اقدس کیون نہو جان	مرے مولا کے ہین عالم پہ احسان
طفیل پنجتنؑ اے ربِّ عالم	مٹا دے اس بلا کا ہمسے تو غم
مرے دشمن الٰہی خاک ہو جائین	جگر دل ان کے تن مین چاک ہو جائین

انکو مصروف دعا رکھیے اور حال مہر سپہر عیاری کا سینے کہ انھون نے کئی بار باغ سیلب کو دیکھا ہی اور وہان جو کنیزین خدمتی شاہ طلسم کی ہین انکی صورتین صفحۂ خیال اور لوح دل پر اپنے مرتسم برائے ضرورت کر رکھی ہین چنانچہ سامنے رکھکر ان کنیزون مین ایک کنیز کی تصویر خیالی پیش نظر فرماکر

اپنی شکل ویسی ہی بنائی اسوقت کی دستکاری پر مشاطہ حسن یقین تھا کہ ہاتھ چوم لے کہ اگر ایسی تصویر مانی وبہزاد کھینچنے بیٹھے تو ہر اعضا پر اپنا عجز لکھے کہ ہمسے جیسی اصل شبیہ تھی ویسی نقل نہ ہوسکی الحق بروے مصفا کے روبرو آئینہ سکندر حیران ساری حقیقت اسکی آئینہ لیکر اگر مقابل ہوتا تو قلعی کھل جاتی شمس و قمر نے وہ رخ نہین دیکھا شوق دید مین بیتاب شب و روز سرگردان ہین ہر حلقہ گیسوے پیچ مشک بیز کا صدہا فانوس ختن مین نہان رکھتا ہو دہن تنگ کو چشمۂ آب حیوان اگر لکھون تو گیسو کو سکندر کہون کہ بمصداق **لمولفہ**

لب شیرین کے قربان گئے ہین آکر گیسو	چشمۂ خضر دہن ہی تو سکندر گیسو

دندان کو گوہر سے تشبیہ دینا بے آبروئی کی بات ہی اختر فلک حسن کہنے مین تفاوت دن رات ہی پھر کیا کہون لازم ہی کہ چپ ہو رہون اللہ اللہ کس کس اعضا کی صفت کرون دست و پا سینہ پشت کمر ساق و پا ہر اک لاجواب نور کے سانچہ مین صانع عالم نے ڈھالے تھے خوبان دہر سے نرالے تھے ؎

زبان عروف ہی شرح و بیان مین	تجلی ہی جمال داستان مین	ضیا فروز عالم ایسی تھی واہ
خجل جسکے کف پا سے ہوا ماہ	شعاع حسن کا پھیلا جو دامن	ہوا شب پرگمان روز روشن
فروغ چہرہ ایسا جلوہ گر تھا	کہ تاریکی کا عالم سے سفر تھا	کہان یہ حسن یوسف کو میسر
کہ تھی قربان جس پر جان منظر	وہ گیسو جس سے برہم تھا زمانہ	وہ ابرو دل جگر جسکے نشانہ
وہ مژگان اور چشم شوخ و سرشار	تصدق روح ہو جس پر سے ہر ایک	وہ دندان و دہن اور وہ زنخدان
رہے پریون کے دل مین جنکا ارمان	وہ گردن اور سینہ اور وہ بازو	کہ جنکا تھا جہان مین شور ہر سو
کمر سے تا بساق اک صورت نور	فدا ان کے تصور پر رہے حور	پیشوا دزدار جواہر کار سے زین

و مجلی جسم نازنین کو گیا زیور مرصع لعل و گوہر کا از سر تا پا پہنکر ایسی صورت آئینہ مین دیکھکر عش عش کرنے لگا اور تخت زبرجد شاہ کا جو کہ حکیم نے اس حکمت کے ساتھ بنایا ہی کہ بروے ہوا اڑتا ہی واضح ہو کہ زبرجد شاہ ایک بادشاہ ملک زبرجد نگار مین تھا کہ بدد بھر دماسہ جادو خدائی کا دعوی کرتا تھا اسکے پاس تخت ایسا تھا کہ اسپر بیٹھکر اپنے قصر پر کہ وہ بزور بھر معلق تین سو ساٹھ گز زمین سے بلند تعمیر ہوا جایا کرتا تھا اور وہ تخت وابستہ ایک لوح کا تھا کہ جب لوح کو سر پر رکھو تو نہایت بلند ہوتا تھا اور جب برابر کمر کے لوح کو رکھو تو نیچے بروے ہوا روان ہوتا تھا اور جب پاؤن کے نیچے لوح کو رکھو تو زمین پر اتر آتا تھا فی الجملہ جب امیر سے اور اس بادشاہ سے مقابلہ پڑا اور

وہ مارا گیا تو وہ تخت مع لوح کے عمرو کے ہاتھ لگا اور ازبسکہ ساختہ حکیم تھا اس سبب سے وہی تاثیر آرڈنے کی تخت مین باقی رہی اگر بھر کے زور سے بنا ہوتا تو بعد مرگ اس بادشاہ کے اثر اسکا جاتا رہتا لہذا اس تخت کو زنبیل سے نکالکر کنارے کنارے اسکے گلدستے چنے اور گلدستون پر عطر بیہوشی خوب سا چھڑکا اور ایک طرف گلابی شراب کی مع جام زرین رکھکر عمرو بشکل محبوبۂ دلنواز سوار ہوا اور تخت اوڑا کر اسی جگہ آیا کہ جہان عنقا چوکے مین بیٹھا تھا اور ابکی بار سانپ مشکین مو کو پکڑ کر لایا تھا وہ اس اسیرہ سے عتاب خطاب کر رہا تھا کہ عمرو نے بازیب اپنی بجائی عنقا نے جو خلخال کا چھما کا سنکر اوپر کو دیکھا ایک تخت جواہر آگین نظر آیا کہ جیسے ستارہ ٹوٹ کے زمین پر اترتا ہی عنقا یہ دیکھتے ہی سمجھا کہ شاہ طلسم آتا ہی فی الفور کھڑا ہوگیا کہ یکایک وہ تخت زمین پر اترا اسوقت اس نے اس صورت دل فریب حور وش برق کردار کو دیکھا کہ کبھی چشم خیال دیدہ وہم وگمان نے بھی اسکے نہ دیکھا تھا رعب حسن سے بھک ہوکر رہ گیا کہ بیت

ستارہ بدرخشید ماہ مجلس شد		دل رمیدہ مارا انیس مونس شد	

بعد لمحہ کے قریب تخت گیا اور گرد اسکے پھرنے لگا وہ راحت جان چھم چھم کرتی تخت سے اتری اور مسکرا کر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اسنے کہا کہ فرد

قدحی و رکش و سرخوش تماشا بخرام		تا بہ بینی کہ نگارت بچہ آئین آمد	

اے مایہ زندگانی و آرام تو کس قاف کی پری ہی کہ سایہ وجود دلبری جس پر پڑے وہ ہم طالع ہما ہوجاے اس حور کردار نے لب لعلین سے یون گہر ریزی فرمائی کہ مین کنیز شہنشاہ ہون تمھاری خیریت دریافت کرنے کو بھیجا ہی اور کتاب سامری دیکھکر گرفتار کرنا حریفون کا معلوم کرکے بہت تعریف فرمائی ہی اور ارشاد کیا ہی کہ قیدیون کو اچھی طرح رکھنا اور میوہ اور گلدستہ اور شراب بھیجی ہی یہ تحفہ لیلو اور اپنی خیریت لکھ دو کہ مین جاؤن جانے کا نام سنکر اسکے ہوش پران ہوے ایک آہ سرد بھر کر پکارا کہ شعر

ہاے وہ نزع مین بالین سے ترا اٹھ جانا		دیکھنا یاس سے وہ تیرے تمنائی کا	

اے نازک بدن دل بتیاب کو تڑپا کر اب کہان جاؤ گی میرے صدر سینے پر لمحہ بھر آرام کرو اس سراپا ناز نے ہنسکر جواب دیا کہ میان حواس مین آؤ مین بادشاہ طلسم کی منظور نظر ہون اگر کسی سے وہ ہنستے دیکھ لین تو نہ معلوم کس بلا مین مجھے پھنسائین خاک چوٹی کیسری کٹوائین چلو ہٹو مجھے جانے دو اس رکھائی کو دیکھکر عنقا نے سر قدم پر رکھدیا اور کہا مین حیرت کا بھائی ہون تجکو شاہ طلسم

سے مانگ لونگا اور مجھسے ہنسنے بولنے مین شہنشاہ ناراض نہونگے غرض کہ اسکے منت کرنے سے اس صنم یکتا نے کہا اچھا کہو مطلب کیا ہی اسوقت تو اسنے گود مین اٹھالیا اور اندر خیمے کے لایا مسند نازپر بٹھایا وہی شراب جو یہ نازنین لائی تھی سامنے رکھی اس ساقی مست ناز نے جام بھر کر اپنے دست نگارین پر رکھکر کہا کہ مطلع

آن کس کہ بدست جام دارد		سلطانی جسم مدام دارد	

عنقا نے بیتاب ہوکر جام ہاتھ سے لیا اور شعر پڑھا کہ بیت

بر سینۂ ریش دردمندان		لعلت نمکِ تمام دارد	

اور وہ جام بے اندیشۂ انجام پی لیا پیتے ہی سر و پا کی کچھ خبر نرہی بیہوش ہوگیا پھر تو وہ پنجۂ نگارین جلاد بنگئے اس بیحیا کو اٹھاکر کے بیک ضرب خنجر سر کو جدا کیا شور و غوغا بلند ہوا کہ مارا عنقا کو عمرو نے دوڑکر سامنے جو صندوق رکھے تھے ان کو وا کیا اس مین مہرخ وغیرہ بند تھین اور اسکے مرنے سے وہ سانپ بھی باطل ہوگیا اور ان سب قیدیون کو بھی ہوش آگیا تھا صندوق سے نکلے ادھر ہنگامۂ سنکر لشکری عنقا کے دوڑے تھے کہ مہرخ اور سرخ مونے گولے سحر کے اور ہار فلفل مارنا شروع کیے کہ آگ پتھر برسنے لگے اور گولے ساحرون کے سینے توڑتے تھے شعلے جلاتے تھے عمرو نے تخت زبرجد شاہ توزبیل مین رکھا اور زر و زیور اپنا اتار کر باندھا پھر جال لیا سی لیکر لوٹنا شروع کیا لیکن لشکر حریف بہت تھا ساحرون نے گھیرا اور جلد جلد پلٹنون رسالون مین کمربندی ہونے لگی اسوقت شور و غوغا سنکر بہار جو لشکر لیے کمینگاہ مین تھی آکر گری تاریخ و ترنج چلنے لگا لاشہ پر لاش اور مردہ پر مردہ گرنے لگا شمشیر صاعقہ خصال بہادران نے جادہ ملک عدم کا بنادیا بلکہ ناکا شہر فنا کا دکھادیا آب تیغ کی طغیانی ہوئی زورق حیات نابکاران طوفانی ہوئی کہ بمقتضاے نظم

کیا اس فوج کو اس طرح تاراج	کہ اہل فوج تھے راحت کے محتاج	کیا برباد ایسا اس مکان کو
جلائے برق جیسے خانمان کو	قضا بھی دیکھنے آئی تماشا	گرا اس طرح سے مردہ پہ مردا
یہ شیرازہ گئے جبر تڑپ کر	پراگندہ نظر آیا وہ لشکر	ہوئی تھی ہمدگر پہ جنگ و پیکار
صفون کے بدلے تھے لاشونکے انبار	رہی تا صبح خونریزی نہایت	ہوئی حاصل عدو کو پھر نہ نصرت
سحرگہ بادشاہ ملک خاور	بصد شوکت چڑھا خنگ فلک پر	گریبان چاک تھے ساحر سحرگاہ
نہ ملتی بھاگنے کی تھی انھین راہ	جس دم ترک مشرق نیزہ خطا شعاع لیکر عرصہ گاہ فلک مین آیا	

اور ساحر شب شکست کھاکر رو بفرار لایا لشکریان حریف مالان وگریان لاش عنقا اٹھاکر بھاگے اور مہرخ منظفر ومنصور سج سرداروں کے داخل بارگاہ ہوئی بہت سا زر وجواہر عمرو کو دیا اور سپاہی تاج اور راگ وغیرہ ہونے لگا اسوقت بہار اور عمرو اپنی جگہ سے اٹھکر سامنے تخت شاہی کے آئے اور باادب تمام دعا وثنا بادشاہ کی بزبان فصاحت انتما بجالاکر عرض پیرا ہوئے قطعہ

ایا شہے کہ کف کامگار روز نخست		کمند در بر گردون کامران انداخت	
شبہ از نزول حوادث چو آسمان ایمن		بران سپار کہ چتر تو سائبان انداخت	

اگر مزاج عدالت امتزاج صاحب تخت وتاج کے خلاف نہو تو براہ ترقی خواہی دینک سگالی بندگان درگاہ کچھ کلمات بے ادبانہ زبان پر لائین مہرخ یہ تقریر سنکر تخت پر کھڑی ہوگئی اور عمرو سے کہا خواجہ برائے خدا مجھے ذلیل نہ فرمایئے آپ کو بادشاہ لشکر کے معزول کرنے کا اختیار ہی یہ عجز کس لیے فرماتے ہین جواب صاف دیجیے کنیز بجالائیگی کہ نظم

اے مقصد ہمت بلندان		مقصود دل نیازمندان	
دولت تو وہی بہر کہ خواہی		توفیق تو گر نہ رہ نماید	
			از قسمت بندگی وشاہی
			این راہ بعقل کے کشاید

عمرو نے یہ کلمات سنکر کہا کہ وہ بادشاہی کے کب سزاوار ہی جسکو ہر کس وناکس بادشاہ کا گرفتار کرلے جائے اور سلطان لشکر کے دم سے فوج وابستہ ہوتی ہی جب شاہ ہر بار قید وبند ہو جائے تو شکست اس لشکر کو رکھی ہوتی ہی پس شاہی کیلیے یہ شایستہ اور بابستہ ہی کہ شہنشاہ ایسا زبردست ہو کہ سوائے اپنے ہمسر کے اور کسی سے مغلوب نہو اور آنحضرت شمشیر عالی جاہ سے ترک فلک سپر پشت عمل کی اوپر آکر کرے اور جسم اسد چرخ مین رعشہ پڑے کہ بخلاف اس کے تم اونٹے اونٹے ساحرون کے ہاتھ سے ذلیل ہوتی ہو اور قید کر لیتے ہین مہرخ یہ سخنان نصیحت سنکر گویا ہوئی کہ ارشاد ہدایت بنیاد حضور نہایت بجا اور درست ہی اے بہار مین نے چند روز کے واسطے تمکو اپنا قائم مقام کیا یہ لشکر وغیرہ تمھارے حوالے ہی اور تمکو خدائے کریم کے سپرد کیا مین بیشۂ سامری مین جاکر چلہ کشی کرکے شر کو اپنے جگاؤن گی انشا اللہ پھر جو وہان سے مراجعت کرون گی تو سوائے ساحر زبردست مثل بادشاہ طلسم اور اسکی زوجہ اور مصوّر وغیرہ کے کسی سے زیر ہوتون گی عمرو نے پوچھا اپنے ساتھ کسے لیجاؤگی اسکے جواب دیا کہ وہ مقام ایسا نہین جہان کسی کا گذر ہو سکے یہ کہکر کچھ پڑھا کہ یکایک آندھی آئی اور بعد لمحے کے ایک عورت تخت پر سوار آگے سونے کا پاندان رکھے اس آندھی کی تاریکی سے پیدا ہوئی اور پاندان اسنے سامنے مہرخ کے رکھدیا اسنے کھولا

اسمین سے طاؤس سبز برابر بالغت کے نکلا اور دم بھر مین بڑھکر مثل قامت مرکب پرند کے عظیم الجثہ ہوگیا **مہرخ** اُسپر سوار ہوئی وہ عورت پاندان لیکر تخت پر بیٹھکر ہمراہ چلی اور دونون اس آندھی کی سیاہی مین غائب ہوگئین بعد اسکے جانے کے بہار نے تخت پر غاشیہ ڈالکر تاج شاہی رکھکر حکم احکام مین اپنے مین مصروف کیا ادھر تو یہ معرکہ گذرا اور اس طرف ساحر ہزیمت خوردہ لاش **عنقا** کی لیے سامنے شاہ جادوان کے گیے اور سب کیفیت بیان کی **حیرت** نے بھائی کی نعش دیکھکر حال اپنا تباہ کیا اور زار زار روئی اور سر پیٹا اور بادشاہ طلسم بھی آزردہ ہوا آخر بر طبق جمشیدی لاش کو اُٹھایا جب فراغت ہوئی شاہ نے ارادہ کیا کہ کسی زبردست کو بہر جنگ حریف بھیجون یہ عزم دیکھکر **مصوّر** اُٹھا اور کہا مین تصویرین سب کی بنا چکا ہون اب جاکر ہر ایک باغی کو غارت کیے دیتا ہون شاہ نے کہا آپ میری زیارت گاہ مین ایسا نہو کہ عیار کچھ بے ادبی کرین اسنے جواب دیا کہ کیا مجال جس صورت سے عیار میرے پاس آئیگا اسکی تصویر مین نے بنائی ہے ویسی ہی صورت تصویرین جائیگی یہ کہکر مع اپنی بی بی کے سوار ہوکر لشکر مین آیا اور بارگاہ مین بیٹھا اسکے آنے سے سردار وغیرہ مثل اژدرخان جادو و شکوہ زرین قبائے جادو قریب چار سو ساحر نامی کے بارگاہ مین آکر متمکن ہوے انسے کہا کہ کل مین سب فوج عدو کا خاتمہ بالکل کردون گا سرداران نے عرض کیا کہ کل کے دن اور جنگ موقوف رکھیے کیونکہ ایک سوداگر زادہ دور دراز سے منزل طی کرکے آپ کے لیے قسمہا قسم جنسہ گرانمایہ لایا ہے اور ساٹھ ہزار ملک اس طلسم مین آباد ہین وہ سوداگر جو آخر سر حد طلسم پر ملک واقع ہوا ہے وہان کا رہنے والا ہے اتنی مسافت قطع کرکے یہان پہونچا ہے ایسا نہو کہ ہنگامۂ جدال مین مال اسکا لٹ جائے کل اسکو رخصت کردیجیے تو بہتر ہے ؎

بزرگان مسافر بجان پرورند		کہ نام نکو شان بعالم برند	

مصوّر نے کہا تاجر کی آجکل کیا ضرورت تھی مگر خیر اب جو وہ میرا نام سنکر آیا ہے تو آج ہی بلا لو کہ جنگ مین درنگ نہو یہ حکم سنتے ہی چوبدار سوداگر کو بلانے گئے تاجر کو جب خبر ہوئی تحفہ ہر دیار و امصار لیکر جانب بارگاہ روانہ ہوا لیکن **صورت نگار** نے **مصور** سے کہا ایسا نہو کہ عمرو بشکل تاجر یہان آئے اور رنج دے ذرا تصویر کو دیکھ لو مصوّر نے تصویر دیکھی اس شبیہ نے یہ صورت پیدا کی تھی کہ بارگاہ مین بہار وغیرہ سردار بیٹھے ہین اور عمرو بشکل اصل کرسی پر بیٹھا ہے یہ دیکھکر گویا ہوا کہ تصویرون مین جہان عمرو ہے وہان کی بارگاہ تک کا نقشہ بن گیا ہے کچھ شبہہ

نہین ہی سوداگر کو بلا لو غرضکہ تاجر نے آکر تسلیم کی اور زمردی زمرہ مین تاجرون کے کرسی بیٹھنے کو
اسے عنایت ہوئی پھر حکم ہوا کہ اشیاء نادرہ ملاحظہ کراؤ وہ اسباب عمدہ و ہنر دکھانے لگا مگر
جاسوس جو خبر کو گئے تھے سب کیفیت دریافت کرکے سامنے پہنچ کے اور جو کچھ بیان دیکھا و سنا
تھا وہ مشروحاً اور مفصلاً معرض بیان مین لائے عمرو نے جب سنا کہ تاجر مال لیکر بہت آیا ہی منھ
مین پانی بھر آیا دل سے کہا کہ تصویر سے اگر ڈر گئے تو عیاری کیا خاک کروگے یہ مال مفت جاتا ہی
اگر اس کو نہ لیا تو قرضدار رہوگے چلو خدا مالک ہی یہ سوچکر اٹھا بہار نے کہا خواجہ کہان کا عزم ہی
جواب دیا کہ ذرا ہم بھی سیر کر آئین بہار بولی کہ مصور کی بارگاہ مین بطمع مال برائے خدا نہ جائیے گا
اسکو غافل نہ جانیے گا عمرو نے کہا سمجھ لینگے یہ کہکر روانہ ہوا اور باہر بارگاہ کے آکر صورت ساحر
کی ایسی بنکر لشکر مصور مین پہونچکر ٹھہرا دیکھا کہ ملازم سوداگر کے اسباب دوڑ دوڑکر لاتے ہین اور
بارگاہ کے در پر کچھ لوگ کھڑے ہین کہ وہ لیکر دست بدست اندر پہونچاتے ہین تاکہ ملاحظہ کرانے
مین عرصہ نہو یہ کیفیت دیکھکر عمرو علیحدہ گیا اور صورت خدمتگار کی ایسی بنا سر پہ دستار دھر کر دا
رکھکر انگرکھا پہنکر پیٹی پاک کمر سے لگاکر سامنے اس خیمے کے آیا جہان سے مال لیکر ملازم جاتے ہین
دیکھا کہ ایک زنگی صندوقچہ لیکر خیمے سے نکلا اور سمت بارگاہ دوڑا عمرو اسکے قریب گیا اور کہا کہ
حضور نے فرمایا ہی کہ میرے پلنگ کے پاس جو صندوقچہ رکھا ہی وہ بھی لیتے آنا زنگی نے جواب
دیا کہ پلنگ کے پاس قلمدان رکھا ہی صندوقچہ تو نہین ہی عمرو نے کہا کہ ہان ہان وہی زنگی نے
کہا کہ تم صندوقچہ لے چلو مین وہ بھی لایا یہ کہکر صندوقچہ دیا اسنے لیکر دو قدم چلکر زنبیل مین
رکھ لیا ادھر وہ زنگی قلمدان لیکر بارگاہ مین گیا اور تاجر کے سامنے رکھا اسنے کہا ویر کیون لگائی
زنگی بولا کہ دوبارہ آنا جانا پڑا سوداگر نے کہا کہ پھر قلمدان کیون لایا اسنے عرض کیا کہ مصور کا خدمتگار
صندوقچہ لے آیا اور قلمدان لانے کو کہہ آیا تھا یہ سنتے ہی اس سوداگر نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور
دریافت فرمائین کوئی خدمتگار صندوقچہ لایا ہی مصور نے کہا جلد تحقیق کیا جائے کہ کون خدمتگار
لایا ہی سب خدمتگار بلائے گئے اور تحقیق کیا کسی نے اقرار نہ کیا اتنو سوداگر کی جان نکل گئی کہ
کئی لاکھ روپے کا جواہر اس مین تھا رونے لگا صورت نگار نے کہا صاحب تم تصویر تو دیکھو
مصور نے عمرو کی تصویر دیکھی وہان عمرو جب صندوقچہ لے گیا تو جلد دھوتی باندھ مرزائی
پہن مٹھائی کا تھال ہاتھ پر رکھکر خوانچہ والا بنکر پھرنے لگا مصور نے تصویر دیکھکر کہا کہ عمرو
میرے لشکر مین حلوائی بنا ہوا پھر رہا ہی خدمتگار کی صورت تو نہین ہی یہ کہکر زنگی سے کہا کہ سچ

بتا صندوقچہ کیا کیا اسنے گواہ پیش کیے لوگون نے کہا کہ ہمارے سامنے اسنے صندوقچہ خدمتگار کو دیا غرضکہ
جب پتہ نہ لگا چاہا **عمرو** کو گرفتار کردن سردارون نے عرض کیا کہ **عمرو** کے گرفتار کرنے مین عیار چھڑانے
آئینگے زیادہ بلوا ہوگا سوداگر اور بھی لٹ جائیگا تامل فرمایئے یہ سنکر حکم دیا کہ یہ روپیہ جو تلف ہوا ہی
ہماری سرکار سے دیا جائے سوداگر دعائین دیتے لگا اور پھر اسباب دکھانے مین مصروف ہوا وہان
عمرو نے پھر صورت بنی مثل ساحر کے بنائی اور وہی صندوقچہ جواہر سے خالی کرکے کنکر پتھر بھر کر
دربارگاہ پر آیا اور کہا صندوقچہ جو کھو گیا تھا یہ تو نہین ہی لوگ یہ سنتے ہی ہاتھون ہاتھ اندر
لے گئے سوداگر نے دیکھتے ہی کہا کہ ہان یہی ہی **مصور** نے کہا یہ تیرے ہاتھ کیونکر آیا **عمرو** نے کہا مین
ہمیشہ سے کوہستان مین رہتا ہون ایک شخص کو اس وقت دیکھا کہ صندوق لیے جاتا ہی اسکو
گرفتار کیا اور پوچھا یہ کہان سے آیا ہی اسنے یہان کا پتا بتا دیا اور منتین کرنے لگا اسکو تو مین نے چھوڑ
دیا صندوقچہ لیکر یہان حاضر ہوا اب مجھے نہین معلوم کہ مال آپکا اسمین ہی یا نہین **مصور** نے کہا
تو بڑا ایماندار ہی اچھا بیٹھ جا کرسی دی **عمرو** بیٹھا لیکن جب **عمرو** بارگاہ سے چلا تھا تو بہار فکرمند
تھی اسوقت اتفاق سے **قران** بارگاہ مین آیا بہار نے اس سے کہا کہ اُستاد تمھارے لشکر حریف
مین گئے ہین ایسا نہو **مصور** کچھ گزند پہونچائے **قران** سب حقیقت سنکر مدد کرنے کو چلا اور لشکر عدو
مین بشکل مبدل آیا اسوقت سوداگر یعنی منیب صندوقچہ گم ہونے سے لوگون پر تاکید کرتا تھا اور اِدھر
اُدھر دوا دوش کر رہا تھا کہ **قران** اسکے قریب گیا اور ہاتھ پکڑ لیا کہ چلو ہم چور کو بتا دین وہ یہ سنکر
چیکا چلا آیا جب لشکر سے نکلا تنہائی مین آتے ہی ایک حباب بیہوشی **قران** نے مار کر اُسکو بیہوش
کرکے پیرہن اسکا لیکر اسی کی ایسی صورت بنا اور اسکو ایک گڈھے مین ڈالکر آپ بارگاہ مین اسوقت آیا
کہ **عمرو** صندوقچہ لیکر آیا تھا غرضکہ یہ بھی پاس تاجر کے ٹھہرا اور صندوقچہ تاجر نے جو **عمرو** سے پایا
تھا خوشی خوشی کھولا دیکھا تو پتھر کنکر بھرے ہین دیکھتے ہی سر پیٹنے لگا **مصور** نے کہا کہ بھلا عقل کے
خلاف ہی کہ چور مال لے جائے اور پھر دیدے اس ساحر نے اتنی بیوقوفی کی کہ جو اسکو گرفتار کرکے
چھوڑ دیا اچھا ای تاجر اپنے کسی معتبر شخص کو بلا کہ مین رقعہ اپنے خزانچی کو لکھ دون کہ روپیہ میرے
خزانے سے لے لے تاجر نے جو منیب کہ پاس کھڑا تھا اسکو دیکھکر عرض کی کہ اس سے بڑھکر اور
کوئی معتبر نہین ہی **مصور** نے یہ سنکر رقعہ لکھا کہ سعادت آثار بہیرالال بعافیت باشند تین لاکھ روپیہ
کا جواہر و اشرفیان وغیرہ حامل رقعہ کو بغیر دستوری اور پٹے کے اسی وقت دیکر دستخطی لے لو تاکید
مزید اس باب مین تصور کرو الامر قوم فلان سنہ فلان سامری رقعہ حوالے منیب کے کیا **عمرو** کا رنگ

زرد ہوگیا کہ یہ روپیہ مفت گیا لیکن عمرو نے نیسب کی صورت بغور دیکھی پہچانا کہ قران ہی فرط خوشی سے رنگ رو سرخ ہوگیا اور اشارے سے کہا کہ خبردار اس روپیہ مین کوڑی کا فرق نہ پڑے مین آکر حساب لونگا غرضکہ قران شقہ لیکر خزانچی کے پاس گیا دیکھا کہ روپیہ دیا جا رہا ہی دس پانچ متصدی بہی کھاتہ کھولے بیٹھے ہین لیکھا ڈیوڑھا لگا رہے ہین اسنے بھی شقہ دیکر جواہر وصول کیا رسید لکھکر راہی ہوا درہ کوہ مین جاکر جواہر دفن کردیا اور پھر سمت لشکر چلا ادھر خزانچی روپیہ بہی پر خرچ کی لکھکر دستخط کرانے سامنے مصور کے لایا اسنے دستخط کرکے پوچھا ای تاجر روپیہ پایا تاجر کے نیسب کو تلاش کیا پتا نہ لگا ایک غوغا بلند ہوا قضارا کچھ لوگ لشکر کے باہر جو گئے ایک غار مین نیسب کو پایا اٹھا کر تاجر کے سامنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا پوچھا ارے تو روپیہ لایا ہی اسنے کہا خوب نشہ ہی پھر پوچھا ارے تو شقہ لیگیا تھا اسنے کہا کھانا پیٹ بھر کھایا ہی یہ تقریر سنکر لوگون نے کہا کہ اسکو خوب ابھی نشہ ہی ایک نے کہا کہ اپنے تئین بناتا ہی تاجر نے کہا لیجاؤ قید کرو مار پیٹ کر قبولواؤ لوگ اسکو تو لیکر چلے اور عمرو سمجھا کہ اب زیادہ تحقیقات ہوگی اور مصور تصویر دیکھے گا تو حال کھل جائیگا انگڑائی لی مصور بولا کہ شاید آپ کا جی گھبرایا عمرو نے کہا جی نہین رفع احتیاج کی ضرورت ہی مصور نے حکم دیا کہ ہمارے بیت الخلا مین لے جاؤ خدمتگار آفتابہ لیکر ساتھ ہوے عمرو پائخانہ مین جاکر اس طرف کا سرا تختہ چاک کرکے باہر نکل گیا لشکریون نے خیال کیا کہ وہی ساحر جو صندوقچہ لیکر آیا تھا اب جاتا ہوگا اور عمرو وہان سے درۂ کوہ مین آیا کچھ لکڑیان جمع کرکے آگ سلگائی اور بھبھوت منھ پر ملا جٹا مین بالون کی بٹکر جوڑا سر پر باندھا لنگوٹ کسکر دست پناہ سامنے رکھا ایک ٹھیک سامنے رکھ لی کان مین کنڈل پہنے گلے مین کنٹھی ڈالی مہنت بنکر بیٹھا یہانتک کہ خوب پرستش ہوئی صورت نگار گویا ہوئی کہ تصویر دیکھیے ایسا نہو کہ عیار خزانے سے روپیہ لے گئے ہون یہ باتین تھین کہ خدمتگار آئے اور کہا کہ وہ صاحب جو پائخانے گئے تھے آفتابہ لیکر سراتختہ چاک کرکے چلے گئے مصور یہ سنکر دنگ ہوگیا اور سمجھا کہ وہ عمرو تھا جو خالی صندوقچہ لایا تھا افسوس کہ نکل گیا آخر تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ درۂ کوہ مین صورت مہنت کی بنا بیٹھا ہی ادھر سوداگر نے عرض کیا کہ روپیہ میرا گیا مین برباد ہوگیا مصور برہم ہوا کہ مین کیا کرون ایک بار مین دیچکا رسید تیرے نیسب کی موجود ہی تاجر نے پھر نیسب کو بلایا اب اسکے ہوش درست ہو چکے تھے اسنے آکر کہا کہ اس طرح چور کو تبلانے کو مجھے ایک شخص تنہائی مین لے گیا اور مجھے ایسا کچھ منھ پر مارا کہ مین بیہوش ہوگیا مجھے معلوم نہین کہ شقہ کب لکھا گیا اور روپیہ کب ملا یہ رسید میرے ہاتھ کی لکھی

نہین ہی یہ حال سُنکر مصوّر نے کہا اسے رہا کردو یہ بے خطا ہی اور سوداگر سے کہا اب جا مین تیرے روپے
ملنے کا بندوبست کچھ نہین کرسکتا تاجر یہ سُنکر رونے لگا اسنے حکم دیا کہ نکال دو حرامزادے کو یہ فیل کرتا ہی
لوگون نے تاجر سے کہا کہ اسوقت چلے جاؤ حضور کا مزاج برہم ہی موقع و محل دیکھکر پھر عرض کرنا تو
مل جائیگا تاجر نا چار اُٹھا ملازمون سے کہا یہان سے اسباب باحتیاط جو پھیلا ہوا ہی اُٹھا لو لیکن
عمرو جب مہنت بنا اور اسنے دیکھا کہ کوئی ادھر نہ آیا اور کچھ مطلب براری نہ ہوئی وہ اسباب سب
زنبیل مین رکھکر پھر ساحر بنکر بارگاہ مین آیا جب تاجر نے کہا اسباب یہان کا اُٹھا لو عمرو نے
بڑھکر درج جواہر اُٹھا لیا تاجر مال اُٹھوا کر آگے چلا یہ بھی ساتھ ہوا کہ راہ مین اور کچھ دست برد کرون
لیکن درج اُٹھاتے وقت مصور کو کچھ شبہ گذرا تصویر کو دیکھا ظاہر ہوا کہ عمرو سوداگر کے ساتھ
ہی ہنوز بارگاہ سے نکل کر تاجر کچھ دور گیا تھا کہ مصور ننگے پاؤن اُٹھکر دوڑا اور دربارگاہ پر پہونچکر
ایک نارنج جھولے سے نکالکر پڑھنے لگا قران جو جواہر دفن کرکے لشکر مین آیا تھا اسنے دیکھا کہ
اُستاد تاجر کے ساتھ ہین اور مصور نارنج مارا چاہتا ہی یہ دیکھکر تیر فلاخن مین رکھکر مارا کہ ہاتھ پر
آکر پڑا نارنج ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گرا اور ہاتھ پر بہت ضرب مصور کے آئی ادھر قران نے کہا اُستاد
خبردار یہ کہکر بھاگا عمرو نے بھی گلیم اوڑھ لی مصوّر لینا لینا کہتا ہوا ہاتھ سہلاتا رہ گیا ساحر چار طرف
دوڑتے پھرے کسی کو بھی نہ پایا مصور بارگاہ مین گیا بی بی کو اپنا ہاتھ دکھایا اور کہا اب بغیر
مارے عمرو کو نہ چھوڑونگا اسنے مجھے بہت ذلیل کیا یہ کہہ رہا تھا کہ سوداگر دربارگاہ پر آکر دوہائی
دینے لگا کہ ارے میرا درج جواہر بے بہا بھی دزدے گیا مین برباد ہوگیا فریاد ہی مجکو ہائے جیتے جی
مار ڈالا مصور نے درج لیجاتے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا سردارون سے کہا سچ تو یہ ہی کہ تاجر
لُٹ گیا اس سے کہدو کہ ابھی روپیہ اگر تجھے دونگا تو عیار بچا ئینگے تو صبر کر نقصان جو کچھ ہوا ہی
وہ عنایت ہوگا سردارون نے یہ حکم سُنکر تاجر کو آکر تسلی دیکر رخصت کیا اور مصور نے چاہا کہ
طبل رزم بجنے کا حکم دون لیکن عمرو کا حال سُنیے کہ گلیم اوڑھکر صحرا مین جو گیا ہو نچکا ایک فرشتہ
نورانی صورت کا اپنے تئین بنایا یعنی ایسا حسین و مہ جبین اپنے تئین کیا کہ رخسار پر نگاہ کسی کی ٹھہر
نہ سکتی چار ہاتھ مقوے کے بنائے اور پانچ آنکھین چہرے مین درست کین دیو جامہ نکالکر
پہنا کہ وہ مبدم رنگ بدلتا ہی کبھی سُرخ کبھی سبز ہوتا ہی گاہے اور رنگ تبدیل کرتا ہی سر پر تاج
زنبیل سے نکالکر پہنا کہ ہر کنگرے پر جسکے لعل رمانی نصب تھے اور بیچ مین ایک گوہر شب چراغ
لگا تھا رشک ضیائے شمس سپہر تھا مالا ہیرے اور موتی کے گلے مین ڈالے اسوقت اسکے چہرہ

نورانی وصفا کی نسبت یہ کہنا زیبا تھا کہ **مثنوی**

بر سر از شین شرع ساختہ تاج		دل ادعش وسجدہ انس معراج	
شرف کارخانۂ ملکوت		کارفرمائے عرصۂ جبروت	
بودہ شیطان کش فرشتہ خیم		در روش برہوا نہادہ ام	

پر زمرد کے جواہر کار شانون مین لگائے صدہا فانوس مشک پر دن مین چھپائے اور تخت بر شاہ پر بیٹھکر پران قریب بارگاہ **مصور** پہونچکر ایک حقہ پر از مشک عنبر بر وے ہوا اچھالا کہ وہ شق ہوا اور شمیم مشک عنبر کوسون تک پھیلی بارگاہ سامری بس گئی سب ساحر گویا ہوے کہ کیا خوشبو پھیلی ہی یہ ذکر تھا کہ صدا آئی کہ منم فرشتہ قدرت سامری جملہ ساحر کھڑے ہوکر دیکھنے لگے عجیب صورت نورانی نظر آئی کہ اگر زلیخا یہ صورت دیکھنے کو آتی حسن یوسف نہ تلاوت کرتی وعندہ لزلفی وحسن مآب ہر ایک کا فریصدق ارادت پڑھے دلائل شواہد وسعادت عزت وعظمت صفحات رخسار سے پیدا اور آثار جلال جبروت ناصیہ نورآگین سے ہویدا کہ **بیت**

رائے تیز ش تتق سر قضارا محرم		دل پاکش نظر لطف خدارا منظور	

پرون کو جب جنبش ہوتی ہی نافہ ہائے مشک وعنبر سارا برستے ہین مشام جان معنبر ومعطر ہوتے ہین چہرۂ تاب ناک بکہ نور ہی کہ نگاہ کو خیرگی ہوتی ہی یہ دیکھتے ہی **مصور** نے ہاتھ باندھکر التماس کیا کہ **بیت**

کلبۂ ما روضہ شد چون مقدم رضوان رسید		دیدہ روشن شد چو بوے یوسف کنعان رسید	

آپکے تشریف لائیے اس عرض کرنے سے وہ تخت زمین پر اترا جملہ ساحرون نے سجدہ کیا فرشتے نے کہا کہ حکم سامری مجھکو یہ ہی کہ اسکے پوتے کی مع اسکے متعلقین کے عمر بڑھادون کیونکہ عمر وعیار بلاے بے درمان ہی جب تم لوگون کی موت نہو گی تو آکر قتل کسی کو نہ کرسکے گا اب تمھین چاہیے کہ دو ایک مٹکے قند کا شربت گلاب وکیوڑہ ڈال کر تیار کرو کہ مین سامری کے لگانے کا بھبھوت اس مین ڈالکر تمھین پلاؤن پھر عمر وکا پنجہ تم پر کسی طرح قابض نہو گا یہ کلام سنتے ہی **مصور** نے قند منگاکر کوری ٹھلیون مین نہایت طہارت کے ساتھ گھلوایا اور قرابے گلاب وکیوڑے کے اس مین اُنڈیلوائے لشکریون نے فرشتے کی زیارت کرنے کے لیے ہجوم کیا غرضکہ ہزار ہا دونا مٹھائی کا اور ہزار ہا تخت کے گرد روپیہ لوگون نے چڑھایا اس عرصہ مین شربت تیار ہوا فرشتے نے اُٹھکر قند سامری کی دیگر بہوشی سب کے سامنے اسمین ملائی ہر ایک سے کہا دیکھو یہ بھبھوت سامری کا ہی لہذا

بیہوشی ملا کر دو جام اپنے ہاتھ سے **مصوّر** کو اور **صورت نگار** کو پلائے اور حکم دیا کہ ایک ایک جام سب نوش کرین پھر تو ایک پر دوسرا ٹوٹ پڑا اور شور لاؤ اور دھمین بھی دھمین بھی کا بلند ہوا اور یہ کہ **مولفہ**

ایک کہتا تھا کہ ہم محروم ہی جاتی رہے	دوسرا کہتا تھا خم کی خیر ہمکو بھی ذرا

غرضکہ وہ گھڑے لوگون نے دھو دھو کے پیے جب بیہوشی نے نشہ کیا **مصوّر** اپنی بی بی **صورت نگار** سے گویا ہوا کہ تو سامنے فرشتہ قدرت کے رقص کردہ دوپٹہ پھینک کر ناچنے لگی اور **مصوّر** بھی بکر کو دکرنے لگا کل حاضرین جلسہ ہا ہا ہا وہ مارا لینا لینا کا شور مچانے لگے اور کلمات بیہودہ زبان پر لانے لگے رنگ صحبت دگرگون تھا **نظم**

بنکار رہے تھے رند ہر سو	برپا ہوا شور ہاے اور ہو
وہ دورۂ مل وہ شور قلقل	تھا سب کی زبان پہ بے تامل
ترے سے شیخ جی کا جامہ	اچھلے بخانہ بین عمامہ
دخت قاضی ہوا یسی بدنام	کوچون مین کھچی پھرے عام
بیٹھا کوئی سر ملا رہا تھا	برہا کھڑا کوئی گا رہا تھا
جوتی کوئی سر پہ باندھتا تھا	ٹوپی کوئی پانون مین پہنتا
چت ہوگیا کوئی کوئی اوندھا	تھا ہوش نہ سر و پا کا اصلا
اک دوسرے کیے لگاتا تھا دھول	پڑھیے ای جاہ انیہ لاحول

اس کیفیت کو تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ سب بیہوش ہوگئے **عمرو** نے اٹھکر بارگاہ کے سر پنچے ڈال دیے اور سب کے پیرہن اتار کر زنبیل مین رکھے داڑھی و مونچھ ابرو و بال سر کے زن و مرد سب کے مونڈے چہرون کو سیاہ کیا ہار جوتیون کے گلے مین پہنائے مال اور اسباب بارگاہ کا لوٹ کر داخل زنبیل کیا پھر چاہا کہ **مصوّر** کے گلے سے تصویر اپنی اتارلون جیسے ہی تصویر پر ہاتھ ڈالا ایک پنجہ زمین سے نکلا اور چاہا کہ ہاتھ مین لپٹ جائے **عمرو** تصویر اتارنے سے باز رہا پنجہ غائب ہوگیا اس نے پھر ارادہ کیا کہ تصویر اتارون لیکن پھر وہی صورت پیش آئی اسنے چاہا کہ **مصوّر** کو مار ڈالون خنجر لیکر چلا تھا کہ اب کی بار ایک تبلا زمین سے نکلا **عمرو** اسکو دیکھکر خائف ہوا اور ٹھہر تبلے نے ظاہر ہوتے اسی غل مچایا کہ دوڑو **مصوّر** کو **عمرو** مارے ڈالتا ہے وہ غل مچایا کیا **عمرو** نے جلد جلد دو ایک ساحرون کے سر جدا کیے مگر **مصوّر** تک نہ پہونچ سکا شور ساحرون

کے مرنے کا بلند ہوا لشکر کے لوگ گھبرا کر دوڑے عمرو تخت زبرجد شاہ پہلے ہی زنبیل مین رکھ چکا تھا اُسوقت نعرہ مار کر بھاگا ۵

عمرو ہون مین وہ اژدہاے دمان	کہ ساحر کا باقی نہ رکھون نشان

یہ تو سرا بچہ چاک کر کے بھاگا اور ساحر بد حواس اس غم مین کہ شاید مصوّر وغیرہ مارے گئے اندر بارگاہ کے آئے سب کو بیہوش دیکھا باران سحر برسایا کہ ہر ایک ہوش مین آیا اور ایک دوسرے کی شکل دیکھکر ہنسنے لگا مگر یہ کہ وہ اسکو ہنستا ہی یہ اسکو اور صورت نگار اپنے شوہر روسیاہ کو دیکھکر خشمزن ہوئی مصوّر نے کہا تو بڑی بیغیرت ہی کہ مردون کے سامنے ننگی بیٹھی ہی یہ کہکر اسنے اپنی طرف دیکھا اوئی کہکر رانون مین بدن چراتی بھاگی آخر ہر ایک نے غسل کیا کالک منھ سے چھڑائی کپڑے عمدہ پہنے دربار مین آکر مقیم ہوے مصوّر نے کہا عمرو آفت روزگار ہی ذلت پر ذلت دیتا ہی ابھی سوداگر کو لوٹ چکا تھا کہ مجھپر آکر ہتا صاف کیا کیا تدبیر کرون جو ہاتھ آئے یہ تقریر سنکر صورت نگار از راہ طنز گویا ہوئی کہ اگر خیریت اپنی چاہتے ہو تو عمرو سے ملجاؤ اسنے بغصہ جواب دیا کہ مین پوتا سامری کا ہون ابھی اسکو گرفتار کرتا ہون یہ کہکر تصویر مین دیکھا تو یہ امر اُسپر بخوبی ظاہر ہوگیا اور وہ اسبات سے اچھی طرح ماہر ہوگیا کہ عمرو جس صحرا مین ٹھہرا تھا کیفیت تصویر مین نظر آئی اسنے قصد کیا کہ جاکر گرفتار کرون کہ پھر اسوقت ایک ساحر ظالم جادو نام اسکے ملازم نے عرض کیا کہ آپ ٹھہرین غلام جاکر اس دزد مکار کو لاتا ہی یہ کہکر اوڑ کر چلا اور اسی جگھ آیا جہان عمرو بشکل ساحر کھڑا تھا لیکن ساحر کو اُڑتا ہوا آتا دیکھکر عمرو کسی گوشے مین چلا گیا یہ جاکر ہر طرف ڈھونڈھنے لگا عمرو دوسرے ساحر کی شکل بنکر اوّل مرتبے سے کچھ شکل مین فرق کر کے اسکے پاس آیا اسنے پوچھا کہ کیون بھائی تمنے عمرو کو تو نہین دیکھا عمرو نے کہا تمھین اس سے کیا کام ہی اسنے سب حقیقت دینے ذلت مصوّر وغیرہ کی بیان کر کے کہا مین اسکو گرفتار کرنے آیا ہون عمرو نے کہا مصوّر نادان ہی جو عمرو ایسے فطیر سے مقابلہ کرتا اور لڑتا ہے انسان کو چاہیے کہ اپنے ہمسر سے مقابلہ کرے نہ کہ جو اپنے سے بہتر ہو عمرو وہ شخص ہی جو لقا کی ڈاڑھی مونڈتا ہی اور جب سے یہان آیا ہی شاہ جادوان کو اسنے یرغمان کر رکھا ہی تم دیکھنا کہ ایک روز مصوّر کتے کی طرح مارا جائیگا یہ گفتگو ظالم سُنکر اول تو خوفناک ہوگیا پھر سوچا کہ یہ مجھکو ڈراتا ہی شاید یہی عمرو ہی یہ سوچکر افسون پڑھکر پھونکا کہ عمرو کا رنگ روپ عیاری کا اُڑ گیا اسنے گرفتار کر کے کہا اے دزد مکار تو مجھکو دھمکاتا ہی دیکھ تو کس طرح مین تجھکو ہلاک کرتا ہون یہ کہکر کھینچتا ہوا لے چلا اور چاہا کہ پنجہ مین دابکر اُڑ جاؤن لیکن موت پانون پکڑے تھی

اسکے دل مین خیال آیا کہ اور عیار عمرو کے چھڑانے کو آئین گے انکو بھی گرفتار کرنا اور کر چلنے مین یہ فائدہ جاتا رہے گا ایسا کچھ سوچکر زمین پر لا اسکو جاتے برق فرنگی نے دیکھا آگے جاکر کمند زمین مین دبوش کی آپ جھاڑی مین چھپ کر بیٹھا جب ظالم کمند کی جگہ پہونچا اسنے جھٹکا دیا کہ پاؤن کمند مین پھنسا اور گرا انجھ کر برق دوڑکر پاس آیا کہ اسکو ہلاک کردن مگر اسنے بھر پڑھا کہ برق زمین مین ران تک رہ گیا اور آپ بھر سے حلقہ ہاے کمند کاٹنے لگا مگر رشتہ حیات قطع ہو چکا تھا موت کے پھندے مین پھنس چکا تھا ہنوز کمند کھول ہی رہا تھا کہ قران ساحر بنا اس جگہ پھرتا تھا اس کیفیت کو دیکھا اور دوڑتا ہوا آیا اور کہا ٹھہرو ٹھہرو مین کچھ کہونگا یہ کہکر نزدیک پہونچکر اس زور سے بغدہ مارا کہ سر کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا عمرو اور برق چھوٹ گئے قران نے عرض کی حضور کا جواہر میرے پاس رکھا ہی چلکر لے لیجیے اور جاے دفن جواہر پر لاکر کھود کر حوالے کیا عمرو نے شاباش و مرحبا کہکر نذر زنبیل کیا اور کچھ جھوٹے نگینے لگا کر دیے لگا قران نے عرض کیا کہ حضور کا دیا سب کچھ میرے پاس ہوا آپ کی مہربانی چاہیے عمرو نے نگینے بھی رکھ لیے اور فکر عیاری مین الگ الگ چلے وہان افراسیاب نے جب مصور کے آنے مین عرصہ گذرا کتاب سامری دیکھکر حال دریافت کیا اور حیرت سے کہا کہ بنیرہ سامری صرف لائق زیارت ہین کچھ ہو نہین سکتا دیکھو عیارون نے بہت دق کیا ہی چلوا نکو تسلی دین یہ کہکر باجاہ وحشم تمام سوار ہوکر مع حیرت کے داخل بارگاہ مصور ہوا ہر ایک نے تعظیم دی تخت پر جلوہ آرا ہوا اور سارا حال عیارون کی مکاری کا سنکر گویا ہوا کہ مرشد زادے آپ معتابل نہ فرمایئے مین انگشتری جمشید کی حیرت کو بھیجکر منگاتا ہون اور چاہ زمرد پر کہ پرستش گاہ ساحران جہان ہی میلا کرتا ہون سب ساحر اور عیار خود بخود آکر حاضر ہون گے ہر ایک کو قتل کرونگا مصور نے کہا ایک مرتبہ تو مین باغیون سے دل کھولکر لڑون پھر جو چاہیے گا کیجیے گا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ صدا نالہ وزاری کی سنائی دی اور ہرکارون نے سامنے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ ظالم مارا گیا منظلم بن ظالم جاد و لاش اٹھاکر لاتا ہی شہنشاہ یہ خبر سنکر گویا ہوا کہ لاش بنا برآئین جمشید اٹھاے اور بعد فراغت یہان آئے یہی جاکر حکم منظلم کو سنایا اس نے ایسا ہی کیا اور بعد فراغ حاصل کرنے حاضر دربار ہوا نذر دی مجرا کیا اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھکر عرض پیرا ہوا کہ مین انتقام خون پدر نمک حرامون سے لینے آیا ہون شاہ جادوان نے فرمایا کیا مضائقہ ہی مصور خواہش جنگ تو رکھتا ہی تھا ادھر اسنے درخواست کی شہنشاہ نے فرمایا کہ آج

شام کو طبل جنگ بجے صبح کو مقابلہ کیا جاوے یہ کہکر مصروف بادہ خواری ہوئے جسوقت کہ منشی قدرت نے دن کی وصلی کو سواد شب سے سیاہ کیا اور نقاط انجم لوح آسمان زبرجدی سے ظاہر ہوئے بحکم مصور طبل رزم پر چوب پڑی طائران بحر خدمت والا ہمت بندگان ملکہ بہار مین حاضر ہوکر بہ قاعدۂ مستمرہ عرض پیرا ہوے کہ رباعی

ای شاہ زمین برآسمان واری تخت	شش ست عدو تا تو کماندار ی بخت
حملہ سبک آری دگران واری تخت	پیری تو بدانش و جوان واری بخت

لشکر حریف مین بنام مظلم طبل جنگ بجا ہی باقی خیر صلاح ہی بہار نے یہ خبر سنکر تکیہ بعنایت کردگار فرماکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑے ہر شخص کل کے دن تیغ و سپر سے بازی کرے کہ رسم کا نکہ جنگ آرد بخون خویش بازی می کند۔ غرض حسب فرمان قضا جویان کوس حربی کی صدا اد ھر بھی بلند ہوئی ساحرون مین ڈمرو بجنے لگا کڑھاؤ چڑھ گئے موہن بھوگ کا بھوگ بیرون کو لگایا منتر جنتر موہنی اور چوہنی اور سوہنی کی جاپ اور پڑھنت شروع ہوئی کوئی پڑھتا تھا کہ کتھا سپاری بنگلہ پان ران ران میرے دشمن کو ران شہپال جوگی نے لگائی باڑنی ایک پھول ہنسے ایک مین بیر لیے جو سونگھے میرا پھول اپنا گلا آپ کاٹ مرے تجکو قسم لونا چماری کی دہائی سامری کی پڑھو منتر والی مین جگایا ایشر باچا چھو چھو خلاصہ کلام ساحر جانبین کے تو اپنے حربے درست کرتے تھے اور مبارزان معرکۂ جلادت و پرچم کشایان لوائے نصرت انتماے شجاعت تعین جوہر دار صیقل فرماتے تھے مرکبون کی رکابین اور تسمے ٹوٹے ہوے تھے تیاری جدال مین مشغول تھے باتین بانکپن کی کرتے تھے کہ نظم

لگاتا تھا تیغہ کوئی سان پر	چڑھاتا تھا چوٹین کوئی دھیان پر
کوئی کہہ رہا تھا عدو کا لہو	پیے تیغ میری تو ہون سرخرو
ہوے مستعد نیزہ باز آکے سب	کہ شیر نیستان تھے وقت غضب
پیادون کے اک جا نظر آئے غول	کہ جو جوہر تیغ لیتے تھے مول
ہر اک کا یہی قول تھا بر ملا	کہ ہی تیغ تیز اور عدو کا گلا

اسی تیاری مین رات گذری اور حاملہ شب کے بطن سے طفل خونی نیستان شعاع مین پیدا ہوا دایۂ صبا نے مشیمۂ شب کو شگافتہ فرمایا کہ ابیات

اطفال غنچہ دایۂ باد نسیم نے	پروان پھر چڑھا کہ سب کھل کے گل ہوے

صبح ظفر بزنگ گل گلشن سرور		تھی خندہ زن کہ روز طرب نے کیا ظہور	

صبح کو ملکہ بہار عیش گاہ سے برآمد ہوکر سوار ہوئی طرم بجا ترئی پھکی نقارون پر چوب پڑی صدائے نصرٌ من اللہ و فتحٌ قریب بلند ہوئی شہنا نواز دمباز للت بھیر دین بھیاس بجانے لگے سردار مجرا اور سلام کرکے گرد تخت کے سواریان سحر کی اڑا کر روانہ ہوے اللہ اللہ وہ نور کا تڑکا سفیدۂ سحر کا نمایان ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا دریاے اخضر فلک مین وہ چراغون کا ستارون کے جھلملانا صحرا مین طائرون کا شور مچانا اسوقت ملکہ بہار کا دھانی دوپٹہ اوڑھکر سوار ہونا عجب لطف دکھاتا تھا جوانان گلشن دہر کو قتیل تیغ ادا بناتا تھا سحر سے ابر کے لگے تھے سبز ہر رنگ کے سر پر سایہ فگن تھے بہار افزاے جوبن تھے سحر کے چمن سامنے تخت کے ظاہر ہوتے تھے اور اس مین غنچہ و گل کھلتے تھے نسیم صبح اٹھلا کر چلتی تھی ہواخواہی کا بہار کی دم بھرتی تھی اور بہار لڑنے جو چلی تھی تو اس طرح آراستہ ہوئی ؎

بناخن زرہ بافت از شکناب		درآویخت از گوشۂ آفتاب	

بلکہ اسکی شان مین یہ کہنا زیبا تھا کہ فرد

مہش مشک سا دشکرے فروش		دو نرگس کمان کش دو گل تیغ پوش	

اور ترک روزگار اس بیت سے اسکا ثنا خوان تھا کہ بیت

دہن مملکت نہ خندۂ دخوش		تا سر تیغ تو نگر دو زار	

سرداران ذی رتبہ اور کنیزان عالی مرتبہ کے طاؤس و عقاب وغیرہ شکل ستارہ ہاے سحری کے ابر کے لکون مین چمکتے نظر آتے تھے اور سامنے دسبدم گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون کھلجاتے تھے کہ **مثنوی**

ساز عیش و طرب تھا ہر سو	شہنائی بجا رہا تھا شبو	شاخ گل کا ستار لیکر
گت چھیڑ رہی تھی باد صرصر	باجون کی صدا سے شور و غل تھا	ہر شاخ طرم تھی گل بگل تھا
گلشن کو تھی راگ رنگ کی دھن	دریا کو تھی جلترنگ کی دھن	جتنے تھے حباب چشمۂ تر
چینی کی پیالیان تھین یکسر	تھی ایسی بہار حسن آرا	چمکا ہوا حسن کا ستارا
گیسو آب گہر سے دھوے	موتی ہر بال مین پروے	آراستہ خوب جو وہ تھی مانگ
گج موتیون سے بھری ہوئی ناگ	زیور سے لباس سے کیا لیس	کنگھی چوٹی سے مہ تقالیس
نکھری تھی غضب نکھار کر کے	بے مثل بنی سنگار کر کے	تھی ناخن پا سے لیکے تا فرق

دریاے جواہرات مین غرق	خلاصہ کلام وہ ماہ تمام لشکر لیے میدان قتال مین پہونچی اسطرف

افراسیاب اپنی زوجہ کو لیکر گنبد نور کے اس کمرے مین جا بیٹھا کہ جہان سے لشکر مہرخ کا دکھائی دیتا ہی اور **مصور** و **مظلم** شیر آتشین اور اژدران پر سوار سے فوج بیشمار وارد عرصہ نبرد ہوے پھر تو آنے سے دونون لشکرون کے یہ کیفیت ہوئی کہ **بیت**

پشت زمین چو روے فلک زسلاح پست		روے فلک چو پشت زمین پست از غبار	

جب میدان کو بلیدار ہموار کر چکے ابر بھر برسا گرد و غبار فرو ہوا صف کارزار جانبین مین کھنچ گئین جلاجل دوف اور قرنا بجے علمون کے پھریرے کھل گئے علمدار آگے بڑھے کڑکا ہوا نقیبون کی صدا سے دلیرون کے نعرے سے دشت کوس بجنے لگا دیر بشاش ہوئے نامرد بدحواس ہوے **مظلم** اژدر اڑا کر میدان مین آیا اور للکارا کہ او نگہرا موا آ میرے مقابلے کو بہار کا ایک ملازم گلزار نجاد نام جا کر مقابل ہوا **مظلم** نے ایک ناریل مارا اسنے ہر چند روکیا مگر ناریل سر پہ آکر توڑ کر باز نکل گیا ران سے **گلنار** زخمی ہوا بہار نے ایک پنجہ بھیجا کہ وہ اسکو میدان سے اٹھا لایا اور **گلنار** جا دو جا کر ہم نبرد ہوا **مظلم** نے ایک ناریل مارا کہ **گلنار** کے سینے پر پڑا توڑ گیا شور اسکے مرنے کا بلند ہوا طول کلام تا کجا چالیس سردار بہار کے یکے بعد دیگرے جا کر لڑے اور کام آئے اسوقت **مظلم** نے ڈانٹ کر کہا کہ اے **بہار** تو خود آ کہ مجھے مزا لڑائی کا ملے کیا لاشی پاشی کو بھیجکر جان اپنی چھپاتی ہی **بہار** تو اسکا نعرہ سنکر تخت سے کود دی اور دوپٹے کی گاتی باندھکر چلی اسکو جاتے **افراسیاب** نے گنبد نور پر سے دیکھا **حیرت** پاس بیٹھی تھی اس سبب سے بیتابی نہ کر سکا کلیجہ پکڑ کر رہ گیا اور وہ سفاکہ عالم سامنے **مظلم** کے پہونچی اسنے ایک ناریل مارا **بہار** نے انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل الٹا پھر گیا اور ترنج **مظلم** پر کھینچ مارا وہ ترنج قریب اسکے جا کر شق ہوا خوشبو اس مین سے ایسی پیدا ہوئی کہ میدان جنگ رشک تاتار بنگیا اور مشام عدوے تھی مغز خوشبو سے بھر گیا ساحر اس شمیم عطر بیز کو سونگھ کر بیہوش ہو گئے اور **مظلم** تو دیوانہ وار تالیان بجانے لگا اور روے پر بہار اس رشک گلزار کا دیکھکر قہقہہ مار رہتا تھا اور کہتا تھا کہ **بیت**

از شورش آہ من ہمہ شب		تا دام تو دوش زاغنوده	

ای نازک بدن اگر مجھے قتل کرنا منظور ہی تو سر نثار قدم ہو کہ **شعر**

خیالات تیغت کہ برنده باد		منازل ازار واح اعدا گرفت	

یہ کہتے کہتے بیہوش ہو کر گرا **بہار** نے چاہا کہ سر کاٹ لون اسوقت تو **مصور** کو تاب نہ رہی ڈانٹتا ہوا

دوڑا سامنے بہار کے آکر جھولے سے بحر کے ایک صندوقچہ نکالکر کھولا سب نے دیکھا کہ صندوقچے سے ایک پتلی نکلی اور بڑھکر مثل صورت بہار شبیہ پیدا کی وہی لباس وہی زیور گلدستے ہاتھ مین لیے سامنے بہار کے آکر بناز و تبختر گویا ہوئی کہ کیون بہن بہار ہم سے خفا ہو بہار اسکو دیکھکر زرد اور خزان ہوگئی مگر جی داری کرکے ایک گلدستہ اسپر مارا پتلی نے قہقہہ مارا کہ منھ سے شعلہ پیدا ہوا اور گلدستے کو جلایا پھر پتلی آگے بڑھی اور ہاتھ سے آرسی اُتارکر بہار کو دکھائی بہار آرسی دیکھکر مثل برگ بید کے تھر تھر کانپی آخر سنبھلا نہ گیا بیہوش ہوگئی پتلی نے کمر پنجے سے تھام کر پرواز کیا اسوقت تو لشکر مین بہار کے غریو ہوا اور نافرمان و سرخ مو وغیرہ نے ناریل و ترنج صدہا اس شبیہ بہار پر مارے لیکن جب اسنے قہقہہ مارا نارنج وغیرہ شعلہ دہن سے جلگئے مصور نے جب سارے لشکر کو عدو کے حملہ کرتے دیکھا صندوقچہ سے سب کی تصویرین نکالکر زمین پر پھینکین کہ وہ صورت رعد و برق و شکیل و طاؤس و ہلال و مخمور وغیرہ کی نبکر لڑنے لگین اب جو بحر کہ مخمور کرتی ہی وہی شبیہ مخمور کرتی ہی کہ لشکری بہار کے قتل ہوتے ہین پھر تو مصور نے مظلم کو ہوشیار کردیا اور بہار کو پتلی سے لیکر قید کرکے ترسول پکڑکر حملہ کیا لشکریان بہار پر عجب مصیبت پڑی کہ مرنے لگے دم مجبت کا بھرنے لگے شور نشور قیامت برپا ہوا کوئی مرکر گرا کوئی نیم جان ہوکر تڑپتا تھا مصور قتل کرتا ہوا صف لشکر پر آگرا اور مردے پر مردا گراتا ہوا ساتون صفون کو توڑکر پشت لشکر پر نکلا اور پھر دوسری صف پر جو گرا ہلاک کرتا ہوا زد پر لشکر کے نکلا لیکن بہادرون نے بھی مرنا گوارا کیا میدان سے نہ کنارا کیا بارگاہ کی حد نہ چھوڑی دونون لشکر مل گئے گولے فولادی ہزارون مصور پر مارے مگر یہ نبیرۂ سامری ہی کوئی چوٹ اِسنے نہ کھائی اور ہم شبیہون کو للکارا کہ ہان اپنی اپنی صورت کے سردارون کو گرفتار کرو تب ایان یہ نعرہ سنکر بحر کی نیرنگیان دکھانے لگین اب تکلف یہ ہوا کہ رعد جسطرح چرخ مارتا ہی اسی طرح ہمشبیہ بھی اسکا چیختا ہی کہ سارے لشکر سرخ کے بیہوش ہوتے ہین گویا پتلیان ان سردارون کا عکس ہین کہ جو غل یہ کرتی ہین وہی وہ بھی کرتی ہین انکا فعل ان پر اثر کرتا ہی اور انکا جادو ان پر تاثیر نہین کرتا کیونکہ یہ انسان ہین وہ جادو کی پتلیان ہین لشکر کی حالت ابتر ہی مظلم فوج لیکر گرا ہی کشتون کے ڈھیر لگے ہین وہ رن پڑا ہی کہ ترک فلک نے باین ہمہ پیرانہ سالی کبھی نہ دیکھا تھا کہ بمقتضاے ابیات

وہ سینے تھے جو آئینے سے بھی صاف وہان سر کاٹنے بیٹھے تھے بدخواہ		مشابک ہوگئے تیرون سے تانا ف گل تربار جس چھاتی پہ تھا آہ	

بچانا جان کا سمجھے غنیمت		ہزیمت کی پھر آئی اُن کو غیرت	
کہ ہووے ننگ کیونکر یہ گوارا		نہین اپنے لیے جز مرگ چارا	
غرض سمجھے ہر اک جینے کو زحمت		بھری دل مین ہوائے سیر جنت	

یہ کیفیت عیاران اسلام نے پہاڑون پر چڑھکر مشاہدہ کی اور اپنے لشکر کے حال پر نہایت افسوس کیا عمرو نے کہا اب ہمارے لشکر کو شکست فاش ہوا چاہتی ہی غنیمت ہی جو بے سردار کا لشکر اسقدر رکا کیون ہی تم مین سے کوئی ایسا ہی جو اس لڑائی کو روکے اور فوج عدو کو بھگائے عیارون نے گردن جھکالی اور عمرو کی بات کا جواب ندیا قران نے عرض کی جاے استاد خالی است الامر فوق الادب اگر ارشاد ہو تو مین جاؤن عمرو نے اسکی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا تو نظر کردۂ شاہ مردان شیر یزدان ہی اور میری زیارت گاہ ہی یہ لڑائی سخت ہی اگر تو کام آیا تو میری زیارت مٹ جائیگی دوسرے یہ کہ تو میرا جان بخش ہی جب مین گرفتار ہو جاؤن تو مجھے چھڑانے جانا یہ کہکر فی الفور صورت ایک ساحر کی ایسی بنکر تیار ہوا اور برق کو حکم دیا کہ دوڑ کر جا اور مطیعون مین سے ایک جادوگر کو بلا لا برق بموجب حکم دوڑ کر گیا اتفاق سے سرخ مو لڑتی ہوئی کنارے لشکر کے آگئی تھی اس سے کہا چلو خواجہ تمکو بلاتے ہین سرخ مو نے بہرا متحان کہ اصلی برق یہ ہی یا نہین انگوٹھی اپنی اُتار کر پھینکی کہ اسکو اٹھالے تو مین آؤن برق نے اٹھالی سرخ مو طاؤس اڑا کر اسکے ساتھ پہاڑ پر آئی عمرو نے کہا تم تخت لیجا اپنا مجکو دو اور جب مین سوار ہو کر چلون تو تخت کو روان دوان کر دو کہ جہان مین جاؤن تخت روانہ ہو سرخ مو نے جھولے سے ماش کا آٹا نکالکر چار چلیان بنائین اور تخت خواجہ کو دیا کچھ افسون پڑھا کہ چلیون نے جسم انسان پیدا کر کے پرشانون پر نکالے اور تخت کو اٹھا لیا عمرو بشکل ساحر تخت پر بیٹھا منقل آتشین سامنے رکھ لی تصویر مین سامری و جمشید کی گلے مین ڈالین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بلاے سیاہ ہی جو تخت پر دانت نکالے بیٹھی ہی نظم

بھنگ پیکر کوئی ہو جیسے مست	ہمت آسا تھی تاب طاقت پست	آنکھین پر قہر بھونڈی صورت ہی
ساری انداز پر کدورت ہی	اک قیامت تھی اسکی چتون مین	مار کی طرح زہر گردن مین
سر تھا یا راس چرخ مکاری	تھا سیہ فام اور جٹا دھاری	جسم تھا نار کج ادا قد تھا
بدنما تھا تو طرز بھی بد تھا	مار گردن مین اسکی پیچیدہ	جو کوئی دیکھے ہو وہ رنجیدہ

اصل مطلب یہ ہی ہیئت بد تخت کو چلیون سے روانہ کر کے بیچ لشکر مین جاکر نعرہ زن ہوا کہ

منم ملک الموت جادو ای مصور خیرہ سر اپنی سب پتلیون کو اکٹھا کر کے بھیج میرے مقابلے کو مین نوکر عمرو نامدار کا ہون مصور تو بہر سمت زد و گشت کرتا پھرتا تھا اسکا نعرہ سُنکر اپنی پتلیون کو قریب آکر للکارا کہ لینا اسکو جتنے ہم شبیہ کہ لشکر مریخ کے لیے اسنے بنائے تھے سب عمرو پر حملہ آور ہوے عمرو نے جھولے سے شیشہ آب سحر نکالا ناظرین کو یاد ہوگا کہ سابق مین افراسیاب نے ایک ساحر ہوشیار جادو نام کو دو شیشے آب سحر کے دیکر لڑنے کو بھیجا تھا اس ساحر کو قتل کر کے عمرو نے شیشہ ہاے آب حاصل کیے تھے اور اسی پانی کا ایک چھینٹا مخمور کے مُنھ پر مکان برق محشر جادو مین بھی لگایا تھا فی الجملہ وہ پانی ساحر زبردست کو بیہوش کر دیتا ہی اور سحر کو باطل کر دیتا ہی پس جیسے ہی تصویرین اسپر حملہ زن ہوئین اسنے وہی آب سحر لیکر جو قریب آئی چھینٹا مارا کہ بھک سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور تصویر جلگئی لشکریان مظلم و مصور نے پھر تو عمرو پر ہجوم کیا اسوقت سرداران لشکر شریک اسلام نے دیکھا کہ ایک ساحر جو ہمارا طرفدار ہی ساری فوج اسپر گرا چاہتی ہی یہ دیکھتے ہی جانین اپنی لڑادین اور چارون طرف سے سینے اپنے سپر کیے کہ کوئی پشت و پہلو پر سے آکر حملہ نہ کرے اور تصویرون نے ہر سمت سے آکر آرسیان اُتار کر ہاتھ سے عمرو کو دکھائین عمرو نے اسوقت سنڈھی نکالکر چھتری کی طرح سایہ فگن کر لی اور اپنے سردارون سے کہا کہ تم سب میری حفاظت نہ کرو مین ایسا ویسا ساحر نہین ہون جو لاکھ دو لاکھ سے اکیلا نہ لڑون اور کسی کا حربہ مجھ تک پہونچ جائے سردار حیرت ناک ہوے اور لڑنے لگے ادھر پتلیان جب آرسیان دکھا چکین ترسول پکڑ کر حملہ آور ہوئین جو قریب آئی یہ دیکھا از بسکہ سب سحر کی شبیہین ہین اسوجہ سے بہ برکت اعجاز جناب دانیال علیہ السّلام جلکر راکھ ہوگئین یہ تصویرین تھین جل گئین جاندار یعنی انسان ہوتین تو منڈھی مین اُلٹی لٹک جاتین لہذا جب تصویرین جل گئین سردار بوجہ ان تصویرون کے بدحواس و پریشان تھے اور انکا ہر حربہ پر کارگر نہوتا تھا اب سب کے حواس درست ہوے اور رعد چنگھاڑ مارنے لگا اور برق محشر چمک چمک کر گرنے لگی مخمور نے جام زرین پھینکا کہ ساحر مست و لایعقل ہونے لگے اور اسی طرح سب سردار بڑھکر آگے حربے کرنے لگے بگڑی لڑائی بن گئی فضل خدا سے کہ ع بگڑی بن جاتی ہی جب فضل خدا ہوتا ہی عمرو نے مصور کو ڈانٹا کہ لے بھیجا تو کیسا بیرہ سامری ہی کہ میرے مقابلہ سے ڈرتا ہی مصور شیر آتشین لڑا کر سامنے آیا اور کہا ارے تو نے بڑا غضب کیا کہ میری تصویرین جو ایک مدت مین تیار ہوئی تھین جلا دین یہ کہکر نار یل سحر کا مارا کہ وہ شق ہوا اور چار پتلے

تلوار مین لیے نکلکر عمرو پر چلے عمرو نے ایک چھینٹا پانی کا مارا کہ تپلے سب جلکر غائب ہوے عمرو نے تخت آگے بڑھایا اور کہا لے اسکو یہ کہکر چھینٹا پانی کا منہ پر مارا کہ مصوّر بیہوش ہوکر شیر پر سے گرا قلابازیان کھاتا ہوا سمت زمین چلا یہ ماجرا دیکھکر زوجہ اسکی صورت نگار مانند برق بسرعت تمام چمک کر گری اور بیچ مین دابکر مصوّر کو لے گئی اور بیہوش دیکھکر سوچی کہ یہان مین اسکو اگر لیکر ٹھہرون گی تو حریف فرصت نہ دے گا یہ مارا جائیگا یہ سوچکر سمت صحرا لیگئی اسکے چلے جانے سے پانون اہل لشکر کے اُکھڑ گئے اور شیران بیشۂ شجاعت نے شمشیر سحر لیکر قتل و غارت آغاز کیا فوج عدو مین بھگدر پڑ گئی یہ سب ماجرا برج گنبد نور پر سے شاہ طلسم نے دیکھا اور بیتاب ہوکر اُٹھا کہ جاکر اس ساحر کو جس نے مصوّر کا یہ حال کیا قتل کرون مگر حیرت نے کہا کہ آپ بزور بھی دیکھیے تو یہ ساحر کون ہی اور کیسا سحر کرتا ہی جو مصوّر ایسے ساحر کو اسنے بیہوش کر دیا شاہ نے سحر پڑھکر دستک دی کچھ تپلے پیدا ہوے انسے حکم کیا کہ کتاب سحری لاؤ تپلے جاکر کتاب لائے اسنے اسمین دیکھا لکھا تھا کہ یہ ساحر نہین عمرو عیار ہی اور شیشہ ہاے سحر آب جو نونے اول اپنے ملازم ہوشیار کو دیے تھے وہ اسکے پاس ہین یہ دیکھکر کتاب بندکی اور منہ پیٹ لیا کہ خود کردہ را درمان چیست اور حیرت سے سب حال کہا اور کہا کہ اسکا توڑ ہر چند کہ مین جانتا ہون لیکن کتاب سے لڑنے کو جانے کی ممانعت نکلتی ہی اور دوسرے فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی ہی اور شام بھی ہوگئی ہی تم جاکر طبل امان بجوا دو یہ کہکر فرط ندامت سے آپ بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا اور حیرت طاؤس پر سوار ہوکر سمت لشکر چلی اس عرصہ مین یہان لاشہ ڈھیر ہوگئے تھے ہزارہا ساحر مارے گئے تھے پسپا ہوکر پڑاؤ پر تلوار چل رہی تھی عمرو جال مار کر لوٹ رہا تھا ہنگامہ رستخیز برپا تھا یقین تھا کہ بارگاہ وغیرہ حیرت و مصوّر کی لٹ جائے اور بہار کو سب سردار چھڑا لین اسوقت حیرت آکر پہونچی اور حکم دیا کہ جلد طبل بازگشت بجے اسکے لشکر کے بہادر ساحر پائے ہمت کا کے لڑ رہے تھے انھون نے فوراً طبل بجایا صدا اسکی ہر ایک بہادر کے کان مین پہونچی معلوم ہوا کہ حریف پناہ مانگتا ہی از بسکہ یہ بھی خستہ و شکستہ تھے اور سر پر دۂ چرخ زنگاری سے لیلاے لیل کی بھی آمد تھی یعنی سیاہی مغرب سے نکلکر چار دانگ عالم اور عرصۂ غبرا پر محیط ہوچکی تھی ستارے دیدۂ حیران کی طرح اس فتح کو دیکھ رہے تھے نظم

سواد شب مین مہ تھا جلوہ گستر فلک کو انقلاب اور دن گریزان		کہ نکلا چاہ سے یوسف تھا باہر عدو کے تھے وہان زخم خندان	

آخر لشکر جانبین کے خیمہ گاہ کی جانب پھرے اور ملک الموت جادو کا سب نے شکریہ بکمال درجہ ادا کیا لشکر پڑاؤ پر پہونچکر آرام گیر ہوا سردار داخل بارگاہ ہوے اسوقت مسخ مو بارگاہ مین آئی اور عمرو کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہ لے مہر فلک عیاری خواجہ کا رے کردے کہ کسے در عمر خود نکردہ باشد عمرو ہنس پڑا اسوقت سب کو ظاہر ہوا کہ یہ عمرو ہی سب نے نذر دی اور تعریف کی ادھر حیرت جب بارگاہ مین آئی صورت نگار بھی مصور کو لیے داخل بارگاہ ہوئی لیکن افراسیاب یہان سے اڑکر چاہ سامری پر گیا انشاء اللہ بروقت فتح طلسم ان مقامون کا حال گزارش ہوگا غرض اس کنوئین سے پانی بھر کر باغ سیب مین لایا اور ایک پتلا طلسم کا طلب کرکے ایک کوزہ آب سکو دیا کہ بارگاہ حیرت مین لیجاے تاکہ مصور پر چھڑک کر ہوشیار کرین پتلا وہ پانی لیکر حیرت کے پاس آیا پیام شاہ عرض کیا مصور بیہوش پڑا تھا وہ پانی لیکر حیرت نے مصور پر چھڑکا وہ ہوش مین آیا اور غسل کیا لباس تبدیل کرکے بارگاہ مین آیا اتفاق سے صرصر عیارہ سامنے حاضر تھی اپنی شکست کی خجالت اسپر غصہ کرکے مثالی کہ عمرو کیسی کیسی عیاریان کرتا ہی مگر تجھ سے کچھ ہو نہین سکتا صرصر نے عرض کیا کہ آپ خفا نہون مین عیاری کرنے جاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی اسنے ضرغام کو دیکھا کہ لشکر سے اپنے نکلکر کسی طرف جاتا ہی بس فی الفور صورت ضرغام کی سی بنکر بارگاہ اسلام مین آئی دیکھا کہ عمرو کرسی پر متمکن ہی سردار جمع ہین اسنے دل سے تصور کیا کہ عمرو کو یہان سے اٹھاکر باہر لے چل اور بن پڑے تو پکڑ لے جا یہ سوچکر قریب گئی اور کہا خواجہ آپ غافل کیا بیٹھے ہین بہار کو مصور مارے ڈالتا ہی عمرو یہ سنتے ہی بیتاب ہوکر اٹھا اور بولا کہ افسوس اور چلا کہ جاکر عیاری کرون صرصر ساتھ ہوئی عمرو نے انداز رفتار اور طرز تکلم سے پہچانا کہ صرصر ہی پکارا کہ ای یار دل نواز مین تیری تنہائی مین بلا کر لیجانے کے شار وہان لیجا کر وصل سے اپنے شاد کام فرمانا صرصر ان باتون سے جست کرکے سمت صحرا بھاگی لیکن اسنے تعاقب سکا نہ چھوڑا اور صرصر بھی صحرا مین پہونچکر پنجہ لیکر مستعد جنگ ہوئی آخر دونون گتھ گئے پنجہ چلنے لگا عین گرمی جنگ مین صرصر نے کہا کہ کیون ای عیار بہار کے قید ہونے سے دلکو تو چوٹ لگی ہوگی عمرو بولا کہ اب تجھے پکڑکر اپنا مطلب نکال لون تو بہار کو جاکر چھڑاؤن صرصر کو سنے لگی کہ تجھ مطلب نکالنے والے کو گہری گور مین تو پون سوے آئینہ اگر میسر نہو تو چلو مین پیشاب کرکے ذرا اپنی صورت دیکھ عمرو نے کہا مجھے وہی چلو درکار ہی جسمین پیشاب کردن صرصر بولی کہ منہ بنوا حواس مین آ بیہودہ گوئی نبکر مین تیرے منہ لگنے کے قابل نہین ہون عمرو نے جواب دیا کہ مین تو قابل ہون صرصر جھیپ گئی

اور فرط حیا سے آنکھین نیچی کرکے بولی کیا نگوڑا منھ پھٹ بجیا ہی مین تجھسے بات نہین کرتی اب مین جاکر بہار کا پہرا دیتی ہون جب جانون کہ تو آکر چھڑا لیجائے اور اس سے مراد صرصر کی یہ تھی کہ عمرو کو لگا کر وہان لیجاؤن تاکہ مصور بزور بھگر فتار کرے غرضکہ عمرو نے جب یہ گفتگو اسکی سنی کہا کہ ای صرصر خواہ تو اس مرمین مبالغہ کرے یا نکرے مین بہر رہائی بہار ضرور جاؤنگا اسنے جواب دیا کہ شرط یاری اور وفاداری بھی یہی ہی کہ اپنے رفیق اور دوست کو اسیر نہ دیکھ سکے کہ مثنوی

گر شمری یار کسے را شمار	کہ بود اندر غم و شادیت یار
دوست کہ در شادی و غم نیست دوست	روچہ شوی شاد کہ غم خود ہم اوست

حاصل مرام بعد عہد و پیمان کے صرصر جست کرکے روانہ ہوئی اور عمرو بھی موافق وعدہ کے روانہ ہوا راہ مین برق و قران کہ عقب عمرو بارگاہ سے یہ بھی چلے تھے ملاقات ہوئی اسنے سارا ماجرا شرط رہائی بہار کا بیان کیا یہ دونون بھی لشکر حریف کی سمت چلے لیکن عمرو جب قریب لشکر عدو پہونچا پگڑی چکوے دار سر پہ رکھی چپکن پہنکر عصا ہاتھ مین لیکر بصورت چوبدار دربار گاہ مصور پر آیا وہان مصور نے بہار کو بلاکر عتاب و خطاب آغاز کیا تھا کہ رہا تھا کہ دیکھ تو کس عذاب الیم سے تجکو قتل کرتا ہون اور بہار گویا تھی کہ اپنی خیریت سناؤ عمرو تو یہان تشریف لایا چاہتے ہین صورت نگار نے کہا کہ ہم تصویر دیکھا کرینگے اور اس اعیار کو بھی گرفتار کرینگے اس گفت و شنید مین تھے کہ صرصر آئی لیکن عمرو کو بشکل چوبدار دیکھتی آئی اور چپکے سے مصور کو آگاہ کیا کہ عمرو دروازے پر کھڑا ہی چلکر گرفتار کر لیجیے مصور اٹھکر چلا اور دربار گاہ پر آیا لیکن عمرو نے بھی صرصر کو اپنے قیئن دیکھ جاتے دیکھا تھا جب وہ اندر گئی یہ عصا اور چپکن وغیرہ زنبیل مین رکھ بت کہنی سے تابشانہ باندھکر دھوتی باندھے بشکل ساحر ٹھہرا رہا مصور نے باہر آکر ایک آدمی سے پوچھا کہ کوئی چوبدار یہان کھڑا تھا کسی نے اقرار نہ کیا صرصر سے کہا ری کسکو عمرو بتاتی ہی وہ کہان گیا صرصر بھی ہر سمت نگران ہوئی اسوقت عمرو نے آگے بڑھکر مصور سے کہا حضور اسقدر حیران کیون ہین تصویر کو دیکھیے آپ ہی معلوم ہوجائیگا کہ عمرو کہان ہی مصور نے اسکے کہنے سے تصویر دیکھی اس مین معلوم ہوا کہ یہی عمرو ہی تصویر دیکھکر سر اونچا کیا ادھر عمرو نے ایک ہول صرصر کے لگائی اور گلیم اوڑھ لی نعرہ کیا منم عمرو حاضرین ساحرون کے ہوش اڑ گئے مصور خفیف ہوکر بارگاہ مین آیا صرصر نے سب ماجرا بیان کیا کہ اس طرح عہد کرکے مین عمرو کو لائی ہون تاکہ حضور پکڑ کر قتل کرین لازم ہی کہ آپ ہر وقت تصویر دیکھین مصور نے کہا کہان تک وہ تصویر دیکھی جاے آخر مین

بھی تو احتیاج بشری رکھتا ہون صرصر نے کہا وہ دعوی کرکے آیا ہی آپ جایئے علیحدہ بیٹھیے کسی کو اپنے پاس آنے نہ دیجیے مصور کو یہ رائے پسند آئی اور الگ خیمہ خالی کراکے جا بیٹھا دو خدمتگار کاربار کے لیے ساتھ لیے اور صرصر کو پاس بٹھالیا لیکن اس جلدی مین کوئی سامان راحت ساتھ نہ لایا تھا خدمتگارون کو بھیجا کہ جاکر کشتیان شراب کی لے آؤ وہ بموجب حکم باہر خیمے کے نکلے عمرو گھات مین لگا ہوا تھا بشکل ساحر قریب آیا اور کہا بھائی مین نے عمرو کو بیرون لشکر دیکھا ہی مگر عیار دبردست ہی مین تنہا ڈرتا ہون ساتھ چلو تو گرفتار کردون خدمتگارون کو لالچ آیا کہ عمرو کے گرفتار کرنے سے انعام وافر پائینگے اس طمع مین ساتھ چلے جب لشکر سے نکلکر تنہائی مین آئے عمرو نے کچھ میوہ نکالکر دیا کہ لو کھاتے چلو وہ کھاکر بیہوش ہوے دونون کے کپڑے اتارکر ایک کی ان مین سے صورت بنکر انکو کسی غار مین ڈالدیا اور وہان سے خیمہ مین مصور کے پاس آیا مگر صرصر موجود تھی اسنے دیکھتے ہی پہچانا مصور سے کہا خدمتگار سے خبردار مصور حیران ہوکر ہنوز متوجہ نہوا تھا کہ عمرو نے دوڑکر ایک دھول اسکے بھی لگائی اور نعرہ کرکے بھاگا مصور ٹوپی سنبھالتا رہ گیا عمرو باہر گوشے مین جاکر دوسرے خدمتگار کے کپڑے پہنکر اور اسی کی ایسی صورت بنکر خیمے مین آیا مصور باتین صرصر سے کر رہا تھا اسکا کچھ خیال نہ کیا یہ سر پر آکر رومال جھلنے لگا اتنے مین صرصر نے کہا کہ حضور مقرر بہار کو عمرو پچھاڑ لیجائیگا آپ دیکھتے ہین کہ کیا کیا وہ زیادہ تیان کرتا ہی مصور بولا کہ کیا مجال ہے جو اسکے عمرو جو سر پر کھڑا ہی ایک دھول مار کر بولا کہ کیون بے بھول گیا جوتیان کھانا صرصر نے کہا حضور لیجیے گا وہ تو سر پر کھڑا ہی عمرو نے چاہا کہ گلیم اوڑھ لون لیکن مصور نے اتنا جلد بھر کیا کہ عمرو کے دست و پا بیحس و حرکت ہوگئے اسنے گرفتار کرلیا صرصر نے کہا مبارک ہو مصور نے اپنا مالا موتیون کا اسکو انعام مین دیا مگر حال سنیے کہ برق اور قران بھی لشکر مین آئے تھے ان مین سے برق خدمتگار بنکر بارگاہ مین مصور کی آیا از بسکہ سب خیال گرفتاری عمرو رکھتے تھے کسی نے اسکی جانب توجہ نہ کی جسوقت کہ مصور اٹھکر الگ خیمہ مین گیا صورت نگار کو بھی خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ مجمع مین عیار چلے آئین اور آکر یہان مجکو ستائین یہ سوچکر حکم دیا کہ دربار برخاست سب چلے جائین کوئی یہان نہ ٹھہرے اور بہار کو زندان مین بھجوا کر مظلم سے کہا کہ تم حفاظت اسکی کرنا غرضکہ بارگاہ مین کوئی نرہا صرف برق ٹھہرا رہا جب صورت نگار نے اسکو دیکھا کہا تو کیون ٹھہرا رہا برق نے کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہی اسنے کہا جلد کہہ اور باہر جا برق دوڑکر قریب آیا اور ہاتھ مین بیہوشی خوب بھر رکھی تھی ایک تھپڑ منھ پر مارا کہ صورت نگار

بیہوش ہوکر گری اسنے وہین بٹھیکر کپڑے اسکے اُتارے اور صورت اسکی ایسی بنا کر اسکو قنات مین لپیٹ کر کھڑا کر دیا اور آپ چلا کہ مصوّر کو جاکر پکڑ لون جب باہر بارگاہ کے چلا غلغلہ عمرو کے گرفتار ہونے کا سنا دل سے کہا ایک نشد دو شد بہار تو قید ہی تھی استاد بھی پھنسے خیر چلو تو دیکھو تو کہ کیا ہوتا ہی اسی طرح در خیمہ پر آیا وہان صرصر موجود تھی یہ سمجھا کہ اگر آنکھ سے آنکھ مل گئی تو صرصر مجھے پہچان لیگی یہ سوچکر آنکھ پر ہاتھ رکھکر اوں کہکر بیٹھ گیا کہ ہی ہی میری آنکھ مین کچھ پڑ گیا مصوّر دوڑکر قریب آیا گود مین اُٹھاکر مسند پر لاکر بٹھایا کہا صاحب دیکھون تو کہ کیا پڑ گیا کٹورے مین پانی لبریز بھر کر منگا دو کہ اسمین آنکھ کھولین جو کچھ ہوگا نکل جائیگا صرصر پانی لینے دوڑی مگر سوچی کہ ایسا نہو کہ صورت نگار مین کچھ فتور ہو کیا اب ایسا کچھ آنکھ مین پڑا ہی کہ آنکھ کیسی منھ تک نہین کھولتی یہ سوچکر چاہتی تھی کہ بڑھکر مصور سے کہے کہ آپ سحر سے دریافت کیجیے یہ آپ کی بلی نہین ہی ہنوز لب ہلنے نہ پائے تھے کہ پشت پر سے حلقے کمند کے پڑے یہ اُلجھکر گری قران چوبدار بنکر اس فکر مین ہمراہ صورت نگار کے داخل خیمہ ہوا تھا کہ چلکر مصور کے ایک بغد لگاؤن اسوقت صورت نگار کو غمزے کرتے دیکھکر یہ سمجھ گیا کہ برق عیار ہی تامل پذیر ہوا کہ اسکی عیاری دیکھ لو اسی تماشہ مین تھا کہ صرصر جو آگے بڑھی سمجھا کہ پردہ فاش کریگی بس کمند مارکر اسکو گرایا صرصر چیخی کہ حضور دوڑیے قران گود مین اُٹھاکر باہر لے گیا صرصر نے لشکریون سے کہا ارے مجکو چھڑاؤ جو قریب آیا قران نے کہا جو کوئی اس مقدمہ مین بولے گا مورد عتاب سلطانی ہوگا یہ عیار ہی جو عمرو اور بہار کو بصورت صرصر چھڑانے آیا تھا اسکے فقرے پر نہ جاؤ حضور نے گرفتار کرکے مجھے دیا ہی کہ سزا سکا کاٹون لشکری سمجھے کہ بیشک یہ سچا ہی سب کنارے ہوئے ادھر مصوّر اُٹھکر جاہتا تھا کہ دوڑے برق نے دامن پکڑ لیا کہا واہ صاحب واہ تمھین تو عیار بچی بڑی پیاری ہوئی جو مجکو اکیلا چھوڑکر چلے دوسرے یہ کہ مقدمہ عیار کا ہی ہر بار زک اُٹھاتے ہو اور پھر وہی بازنہ آکر کرتے ہو کسی دن تمپر پڑ جائیگا جب راضی ہوگے عیار عیارہ کو دیکھو بدکر پکڑے گیا آپس مین کہی بدی ہوگی کہ ہم تجکو پکڑکر بھاگین گے جو چھڑانے پیچھے آئیگا اسکو دوسرا عیار مار ڈالے گا اسوقت کوئی تمھاری فکر مین لگا ہوگا لے جاکر دیکھ لو جان بر بچاتی ہی یا نہین مصوّر یہ تقریر سنکر مارے ڈر کے بیٹھ گیا ادھر قران نے جنگل مین صرصر کو لیجاکر کہا استانی اب تم بہت چل نکلی ہو کیون اکیلے مین مصور پاس کیون بیٹھی تھین ہی شرط کہ ناک کاٹ ڈالون صرصر لگی کوسنے کہ تیری استانی غارت ہو موے خدا کی مار تجھ پر کیا فرق جاتا ہی تیرے استاد کا مردا نکلے لاش کھٹیا پر مچاتی جائے قران نے کو سنا سنکر منھ پر تھپا بیہوشی کا مل دیا

کہ یہ بیہوش ہوگئی ایک غار مین اسکو ڈالکر آپ پھر لشکر مصور مین آکر ٹھہرا اس طرف برق نے مصور سے کہا یہان عیاریان ہوتی ہین لاؤ عمرو اور بہار کو میرے حوالے کرو کہ پاس شاہ جاودان کے لے جاؤن مصور اسکے کہنے سے خوفناک ہوکر ٹھہرا تھا اس تقریر کو سنکر گویا ہوا کہ مین تمھین بلا مین پھنساؤن عیارون کے ہاتھ سے قتل کراؤن تو قیدیون کو تمھارے سپرد کرون صورت نگار اس مکار سے بگڑ گئی اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اور مصور نے گلے سے لگاکر کہا ای جانِ جان خفا کیون ہوئین اسنے کہا چلو ہٹو ہمکو غیر سمجھکر قیدیون کے دینے مین کیا کیا حیلے اور بہانے آپ نے کیے اچھا تم جانو تمھارا کام جانے مین غیر مجھے کیا مطلب یہ کہکر دامن جھٹک کر اٹھی مصور نے اٹھکر گود مین لے لیا اور کہا ناراض نہو تم مختار ہو میری جان کی قیدی کیا حقیقت رکھتے ہین یہ باتین بناکر در خیمہ پر آیا ملازمین سے قید کو بہار کی منگایا عمرو تو موجود ہی تھا دونون پر سے سحر اپنا دفع کرکے کہا لو اپنے سحر مین انھین گرفتار کرو صورت نگار اٹھکر قریب عمرو کے آئی اور ہار گلے سے اتار کر دونون کی گردن مین پہنایا تاکہ بظاہر یہ معلوم ہو کہ اپنے سحر مین گرفتار کیا مگر ہار پہنانے مین چپکے سے کہا مین ہون برق میرے کہنے پر عمل کرو تاکہ معلوم ہو سحر ہے یہ لوگ ہین غرضکہ ہار پہناکر حکم کیا کہ ای مجرمون میرے ساتھ ساتھ آؤ بموجب حکم دونون ساتھ ہوے مصور نے کہا ای ملکہ تخت پر سوار ہوکر جاؤ باغ سیب تک پیدل تم سے نہ جایا جائیگا برق نے کہا مین باہر جاکر تخت پر سوار ہونگی لیکن قیدی میرے سحر سے آپ دوڑتے چلے آئینگے یہ کہکر خیمے کے جب باہر گیا بہار نے کہا ای برق میرا جی چاہتا ہی کہ اپنے تئین ظاہر کرکے ان بدکردارون کو سزا دون برق بولا کہ بسم اللہ بہار نے ایک ناریل سحر کا بارگاہ مصور پر مارا کہ شعلہ پیدا ہوا اور بارگاہ جلنے لگی بہار نے نعرہ کیا غلغلہ ہوا سا حر دوڑے عمرو نے بھی جال مار کر بُننا شروع کیا برق بھی نعرہ کرکے خنجر کھینچکر لڑنے لگا مصور خیمے کے باہر نکل آیا ایک جانب مضلم دوڑا بہار نے جب یورش زیادہ دیکھا سحر کو پڑھکر دستک دی اور پکاری کہ اے بہار آؤ دفعۃً سب کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو دیکھا عجب عالم نظر آیا کہ ایک میدان مین چار دیواری بلور کی سراسر نور کی کھنچی ہی اندر اسکے چمنستان سبزہ شاداب گل و بار سے لدے ہین اپنی تازگی اور نزہت کے روبرو محاک حسرت دیدۂ رضوان ارم مین ڈالتے ہین طراوت از بہار ارنہار بوستان جنت نشان خورنق کے دلہرداغ حیرت دیتے ہین درخت تمام گلہاے رنگارنگ سے جلوۂ طاؤس ہین اور پھول نئی نئی رنگارنگی سے فروغ بخش تاج کاؤس نظم

بلبل شاخ شجر پہ بیٹھی		آنکھ آتش گل پہ سینکتی تھی	کوئل سنین اس گھڑی بھی کوکی

آواز تھی قدسِ سرہ کی	اودی اودی گھٹائیں آئیں	ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آئیں
مانند سرشک بادل اُمڈے	جس طرح سے جنگ کو دل اُمڈے	سبزہ جوبن دکھا رہا تھا
جو کھیت تھا لہلہا رہا تھا		

ہوائے سرد کے جھونکے تمام لشکریون کو لگے دیوانہ وار اسی بوستان سحر کی سمت چلے جب اندر آئے اس رشک گلزار سراپا بہار کو بہزاران ناز و انداز کھڑے دیکھا کہ زلف رشک سنبل رخسار پر لہراتی ہی یا مصحف عارض پر نقاش قدرت نے جدول کھینچی ہی دوپٹے کی گانتی بندھی ہی جوبن ابھرا ہی یا انداز سراپا ہی جو اعضا ہی نزاکت سے بھرا ہی

نظم

جوبن کا ابھار سینہ پر تھا	پھل نخل مراد مین لگا تھا	روشن تھے گلاس یا کنول تھے
پھولے دریا مین جو کنول تھے	وہ لعل تھے یا دو داڑگون درج	یا قلعۂ رمگ حسن کے برج
اسپر جو پڑی نگاہ اکبار	بیہوش ہوا ہر ایک ہوشیار	رنگ رخ لالہ گون ہوا زرد
دل بیٹھ گیا مگر ہوا درد	دل زلف کے پیچ و خم مین اٹکا	شانہ پر شانہ بن کے لٹکا

مصور اور منظم وغیرہ بیتابی بیان کرتے منت کنان سمت اس غار تگر جان کے چلے مگر ہنگامہ جو ہوا حیرت بھی سوار ہو کر لشکر مصور مین آئی بہار کو باغ و بہار کے سحر کرنے مین مصروف دیکھکر سیدھی شاہ جادوان کے باغ سیب مین گئی اور پکاری کہ فریاد از دست عیاران فریاد شاہ طلسم نے پاس بٹھا کر سب ماجرا سنا اور پرواز کر کے چلا اسوقت آکر پہونچا کہ مصور وغیرہ قریب بہار پہونچکر منت کر رہے تھے کہ یکایک بجلی چمکی اور نعرہ ہوا کہ منم افراسیاب یہ نعرہ سنکر بہار سمجھی کہ اب بڑا فساد ہوگا لازم ہی کہ ٹل جاؤن یہ سوچکر بھر کر کے دمین مین غرق ہو گئی اور عیار جو لوٹ رہے تھے بھاگ گئے لیکن مصور وغیرہ بہار کے غائب ہونے سے جو گریبان چاک کر کے شعر عاشقانہ پڑھتے جنگل کی جانب چلے تھے کہ افراسیاب آکر گرا اور پنجے مین دابکر لے گیا جب بلند ہوا کچھ سحر پڑھا کہ باغ بہار کا لگا یا غائب ہو گیا لیکن بہار جو زمین مین شکل گنج زر کے غرق ہوئی تھی قریب اپنے لشکر کے جاکر نکلی اور ازبسکہ عمداً اپنا سحر چھوڑ کر گئی جو تھی تو سحر کارد پڑھتی گئی تھی کہ جو کوئی اسکو دفع کرے تو مین بیہوش ہون حاصل یہ کہ جب بارگاہ مین پہونچی سردارون نے تعظیم دی خوشی کی کرسی پر یہ جلوہ گر ہوئی جلسۂ عشرت کا سامان مہیا ہوا عیار بھی سب آکر جمع ہوے مسرت و سرور کے ساتھ بیٹھے ادھر شاہ طلسم جب سحر دفع کر گیا ہر ایک کو ہوش آیا لشکر نے قرار پکڑا اور مصور کو شاہ طلسم باغ سیب لین لایا کتاب سامری دیکھکر

کہا اے مرشد زادے بی بی آپ کی بارگاہ مین قنات سے پٹی کھڑی ہی اور صرصر بیہوش غار مین پڑی ہی یہ کہکر ایک پنجہ بھر کا بھیجا کہ صرصر کو جاکر وہ اٹھالایا اور ایک ساحر کو بھیجا کہ اسنے جاکر صورت نگار کو قنات سے نکالکر ہوشیار کیا اور کہا آپ کے شوہر باغ سیب مین ہین یہ سُنکر اسنے بھی تبدیل لباس کرکے راستہ باغ کا لیا جب یہ انتظام ہوچکا مظلم نے کہا ای شہنشاہ عمرو کو جیسا سُنا تھا ویسا ہی پایا افراسیاب بولا کہ اب دو چار دن مین میلا ہوگا سب ہیکڑی نکل جائیگی مصور نے کہا میرے تن وجان مین آگ لگی ہی شعلے اُٹھتے ہین جی چاہتا ہی کہ اپنی جان اور تمکو امون کی جان ایک کردون افراسیاب گویا ہوا کہ چند روز تامل کیجیے کا ہیکو تصدیع فرمایئے طرفین کے ساحر مارے جائینگے کچھ فائدہ نہوگا مصور نے کہا جان جائے یا رہے مین تو جاکر ایکبار سحر اور کرتا ہون ہر چند کہ تصویرین جو بنائی تھین وہ گئی گذرین لیکن میرے سحر کی پناہ نہین ہی نہیں ہی سامری ہون یہ جنگ بھی یادگار رہیگی یہ کہکر اٹھا شاہ جادوان ہر چند مانع ہوا مگر اسنے نہ مانا اور مظلم اور اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر کہا ای حیرت تم نہ جاؤ اس جنگ سے کچھ نتیجہ بہتر نہوگا مرشد زادے تو بزرگ ہین انھین مین نہین روک سکتا حیرت اسکے کہنے سے ٹھہری اور مصور جب داخل لشکر ہوا صرصر بھی اسکے ساتھ آئی تھی فکر عیاری مین سمت صحرا چلی گئی لیکن مصور دن بھر ترتیب لشکر مین مصروف رہا جسوقت مصور آفرینش نے تصویر تنویر ماہ شب افروز کو سطح چرخ پر کھینچا اور منشی بدائع طراز قدرت نے فقرے نور کے اسطار عقد ثریا و کہکشان مین تحریر کیے نظم

لباس فلک مین ستارے ٹکے		نظر آئے انجم چمکتے ہوے	
قبا سبز تھی چرخ کی نور بیز		چمک ٹوٹنے سے تھی تار دنکی تیز	

مصور نے نفیر سحر کو دم دیا طبل جنگ لشکر مین بجا طائر سحر کے خبر لیکر خدمت بہار مین آکر مراسم عجز و انکسار بصد عظمت و حرمت بجا لاکر عرض پیرا ہوے نظم

چو رای خردہ دان در کار بستی		بیک تدبیر صد لشکر شکستی	
چو کار مملکت را نظم دادی		بیک مکتوب اقلیمی کشادی	

مصور بیچارا پھر آمادہ مرگ ہوا ہی طبل جنگ بجوا کر ملازمان حضور سے لڑنا چاہتا ہی بہار نے بھی طبل جنگ بجوایا لشکر مین جانبین کے تیاری شروع ہوئی پھر وہی ہنگامہ شور و شر برپا ہوا رات بھر ساحر سحر جگایا کیے بہادر ہتھیار سان پر لگایا کیے کلوا بیرون محمد ابیر کی پکار رہی اسلحے کی بلند جھنکار رہی جسوقت گریبان سحر مین تکمہ زرنگار شعاع ہالہ مہر ٹکا اور گوئی خورشید

رشتہ نفس نسیم صبح نے بدستیاری سوزن دم سحر سیا کہ بموجب نظم

تجلی خور جب درافشان ہوئی	جہان نے قبا پہنی پھر دھوپ چھاؤں کی
گلے مین فلک کے خطِ مہر سے	چمکتے ہوے ہار زرتار کے

بہار یکرو فرسوار ہوکر مع لشکر نصرت اثر عازم دشت وغا ہوئی وہ ہوا کا فرفر چلنا اور صحرا مین گلہاے خودرو کی بہار بہادرون کا تیکھا پن جادوگرنیون پر ہزار طرح کا جوبن طاؤسان سحر کا شور باجون کا غل لاکھون طرح کا تجمل گھٹا کا اُٹھنا بادل کا فوجون کے اُمڈنا نقیبون کا کویل کی طرح کو کنارن کے کھیت کا سرسبز ہونا عجب طرح کا سامان تھا جان کے جانے کا سب کو خوف ہر آن تھا غرضکہ جب میدان مصاف مین پہونچے اسطرف سے مصور وغیرہ با فوج بیکران آئے پلٹن اور رسالون مین پرے جمگئے میدان آئینہ سان صاف اور شفاف ہوا بعد ترتیب صفوف لشکر نقیب للکارے بہادرون کو پکارے کہ جوانو سر و گردن تیغ کی لاگ ہی آتش خشم و غضب بھڑکی ہی جوہ تین بجھتی یہ وہی آگ ہی آج معرکہ تمھارے ہاتھ ہی شجاعت اور بہادری کا چولی دامن کا ساتھ ہی یہ کہکر کنارے ہوے مصور سامنے آکر پکارا کہ لے بہار تجھے بھی یہ لیاقت ہوئی کہ سامری کا پوتا تجھ سے آکر مقابلہ کرے بہار نے پکار کر جواب دیا کہ اگر سامری خود ہمسے لڑنے آتا تو اس سخرے کو بھی راہ دار البوار کی دکھاتی جب تک دم مین دم رہتا لڑے جاتی ای بیحیا تجھے شرم نہین آتی کہ سردار ہمارے لشکر کا نہین ہی اور تو بے سردار کی فوج پر چڑھکر آیا ہی یہ کلات سُنکر مصور نے پکارا کہ اے مظلم حملہ کر بہار نے بھی اپنے سرداران کو للکارا کہ ہان قتل و غارت آغاز کرو پھر تو ایک ساحر ادھر کا نکلا ادھر سے مظلم آیا دونون مین تاریخ و ترنج چلنے لگے کچھ دیر تک رد و بدل رہی آخر مظلم غالب آیا ساحر بہار کی طرف کا مارا گیا اور اسی طرح چند ساحر بہار کے زخمی ہوئے بعضے جان سے مارے گئے اسوقت نافرمان نے بڑھکر ایک ناریل مارا کہ مظلم اژدر پر سے اُڑکر علیحدہ ہوا ناریل اژدہے پر پڑا کہ وہ جل گیا مظلم ترسول لیکر نافرمان پر آپڑا چوٹین چلنے لگین اسنے دریا آگ کا پیدا کیا تو اسنے پانی برساکر بجھایا اسنے سانپ ظاہر کیے تو اسنے طاؤس پیدا کیے کہ وہ سانپون کو کھا گئے یہ کیفیت مصور نے جو دیکھی فوج کے سردارون کو للکارا کہ گھیر کر ان چند باغیون کو قتل کرو اور آپ شیر آتشین اڑاکر فوج بہار کی جا گرا دونون لشکر باہم مل گئے تلوار سحر کی چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی نظم

ہوئی یہ کشمکش لشکر مین آخر	قیامت کے ہوے آثار ظاہر

کہین بجلی گر رہی تھی کہین رعد کا شور تھا کسی جا شعلے بلند تھے کہین مینھ کا زور تھا کہین دریا ظاہر ہو کر طوفان خیز تھا کہین ابر مسخ شرر ریز تھا کہین مار و عقرب باہم گتھے تھے کہین گینڈے و فیل سر جوڑے تھے ساحرون کے مرنے سے بیر غل مچاتے تھے اندھڑ چلتے تھے کبھی خاک برستی تھی کبھی برفباری تھی **مصور** از بسکہ بنیرۂ سامری ہی جب اسنے دیکھا کہ لشکر حریف غالب آیا چاہتا ہی فوراً شیر پر سے اتر کر زمین پر آیا اور زمین پر دو ہتڑ مار کر پکارا کہ اب کوئی نام لیوا سامری کا شاید باقی نہین رہا جو کہ اُسکے پوتے کی آکر مدد کرتا یہ نعرہ کرتے ہی زمین خمگا فتہ ہوئی اور بالشت بالشت برابر کے پتلے ہزارہا نکلکر مجسم بہ قامت انسان ہوے ہاتھون مین آبگینے لیے تھے دوڑ کر ہر ایک لشکری بہار کے سامنے آئے اور دوڑ کر وہ آبگینے دکھلائے آبگینون مین تصویرین جڑی تھین وہ پیکر ہاے بیجان قہقہہ مار کر ہنسین جس نے وہ شبیہین دیکھین دیوانہ ہو کر اپنے لشکر کو آپ قتل کرنے لگا شور رستخیز برپا ہوا بہار نے سر پیٹھکر دستک دی کہ گھٹا گھر آئی مہین مہین بوندیان پڑنے لگین جسکے سر پر پتلون مین سے بوند پڑی جل گیا مگر پتلے ہزارون ہین اور تصویرین دکھا چکے تھے لشکر بہار کا مسحور ہو چکا تھا پانون سب لشکر یون کے اُٹھگئے اور فوج نے **مصور** کی سپرین بزور کھینچ کر سر پر آڑ کین تاکہ پانی نہ رکے ہمپر نہ پڑے اور **مصور** نیزۂ آتشین پکڑ کر آگ لاشون کے انبار لگانے لگا لیکن بہار نے پاے ثبات گاڑ دیے پتلون کو جلانا شروع کیا اسوقت مشکل سخت یہ تھی کہ اپنی فوج جو دیوانی ہوئی تھی وہ تو قتل کرتی تھی اور اسکو لشکریان **بہار** جو مسحور ہوے تھے ہلاک نہ کرتے تھے اور وہ پتلے جدا آفت برپا کر رہے تھے صرف **بہار** کے پانی برسانے سے ساحران نامی تھمے ہوے تھے باقی لشکر سراسیمہ و بدحواس تھا آفت برس رہی تھی لاش پر لاش گرتی تھی عنقریب تھا کہ شکست فاش ہو سردار پیچھے ہٹے آتے تھے زخمون مین چور تھے قریب بارگاہ پڑاؤ تک ہٹ آئے تھے وہ مقام بھی چھوڑنا چاہتا تھا یہ حال دیکھکر عیار پہاڑ سے اُترنے اور دوڑ کر بہار کے پاس آئے عرض کیا کہ اے ملکہ اب موقع ٹھہرنے کا نہین ہی آپ بھی نکل چلیے بہار نے کہا سارا لشکر مسحور ہی میرے بھاگنے سے یہ سب قتل ہو جائینگے پس سرداری کے خلاف ہی جو اپنی جان بچائے اور فوج کو قتل کرائے بیت

نیاساید اندر دیار تو کس		کہ آسایش خویش خواہی و بس	

عیارون نے کہا سلامتی بادشاہ کی ہر حال مین چاہیے کہ سلامتی ملک و مال کی اسی کے دم سے وابستہ ہی کہ بمقتضاے بیت

چاکران کم اگر شوند چہ غم		از سر شہ مباد موے کم	

بہار نے کہا مین بادشاہ نہین ہون اور سمجھانا بیکار ہی مین نہ بھاگونگی اسوقت تو عیار ناچار ہوے اور قران نے کہا مین مصور کو پکڑے لیے جاتا ہون برق نے کہا مین جاکر مظلم کو لیتا ہون عمرو نے کہا جو مین کرونگا وہ آپ تمپر ظاہر ہو جائیگا یہ کہکر چاہتے تھے کہ جائین بہار نے کہا خواجہ ایک لمحہ تحمل فرمائیے مین مطیع اسلام ہون جیسا مصور نے سامری کو پکار کر چلے بلائے مین بھی دعا کرکے اپنے خدا کو پکارتی ہون وہ میری مدد غیب سے بھیجے گا عمرو اس کہنے سے ٹھہر گیا اور بہار نے تاج اُتار کر محتاج بدرگاہ بے نیاز ملک الملک لبتدا لواحد القہار ہوکر بخشوع و خضوع تمام بہ ارادت و صدق رجوع قلب سے نالہ و استغاثہ کیا کہ ای جبار و قہار عزت بخش ذلیل و ذلت دہ جلیل و قادر توانا ہمپر سے اس بلا کو دفع کر اور دشمن کو ہمارے مغلوب فرما خداوندا ہمارے جرم و عصیان سے درگذر کرکے ہمپر رحم کر اور بمصداق وانصرنا علی القوم الکافرین ہمکو فتح دے کہ نظم

عقوبت مکن عذر خواہ آمدم		بدرگاہ تو روسیاہ آمدم	
سر یراکہ بر سر نہادی کلاہ		مینداز در پائے ہر خاک راہ	

اب انکو تو مصروف دعا چھوڑیے شمہ حال سحر سنیے کہ جب طاؤس پر بیٹھکر ہمراہ زن سحر روانہ ہوئی طاؤس اسکو لیے ہوے ایک دشت طلسمی مین لایا جو درخت وہان تھا قدرت چمن بند عالم ظاہر کرتا تھا باغبان ازل کی صنعت دکھاتا تھا زمین وہان کی فرط صفا اور نور سے رخسار شاہدان کو خراشتی تھی اور نسیم مشکبار مشام جان عالمیان کو معنبر اور معطر فرماتی تھی اشجار رنگ رنگ جوان بخنان دہر پر بار بیکار پیڑون کی طرح تھے میوے فرط حلاوت اور شیرینی ولطافت سے پٹکے پڑتے تھے مگر کسی پھول سے چہرہ پریزاد کا نکلا ہوا قہقہے لگا رہا تھا کسی پھل سے مار سیاہ کفچہ برباد کیے لہرا رہا تھا درختون کے نیچے جانور آکر بولتے تھے اور زنان حسینہ وجمیلہ بنکر رقص کرتے اور گاتے تھے پانی برس رہا تھا ہر شاخ شجر مین جھولا پڑا تھا قطرہ کسی کے جسم پر نہ پڑتا تھا نہ جھولنے والا کوئی نظر آتا تھا مگر راگ اور بلا رگانے کی صدا آتی تھی دلکو محو اور بیقرار کرتی تھی مثنوی

اب اس باغ کا وصف لکھون مین کیا		ہر اک گل جہان ہو طلسمات کا	
لب چشمہ ایسا ہی سبزہ ہرا		زمرد سے بھی لاکھ درجہ کھرا	
عیان گرد اُسکے شجر سبزہ وار		ہر اک نخل پر تھی چمن کی بہار	
تر و تازہ و سرو تھا اسقدر		رکھے پانون اسپر جو کوئی بشر	
اثر یہ برودت کا تھا آشکار		دماغ اُسکا ہو جائے سرد ایکبار	

بہت طائرا سجا پرے کے پرے — پر و بال تھے جنکے ہر رنگ کے
ہر اک جفت تھا سرخ و سبز اور زرد — مگر تھا ہر اک رنگ شوخی مین فرد
ہزارون طرح کے تھے نقش و نگار — طلسمات کا رنگ تھا آشکار
غرض اُڑی مریخ وہان شاد شاد — چلی اک طرف کو خجستہ نہاد
زمین طے ہوئی جب طلسمات کی — زن بحر نے ہنسکے یہ بات کی
طلسمات کی حد ہوئی اب تمام — لے اب جا خدا حافظ ای نیکنام
گلے ملکے آپس مین بایکدگر — وہ غائب ہوئی یہ لگی راہ پر
ہوئی جب وہ آگے کروانسے روان — تو اک قصر عالی ملا ناگہان
بلندی مین اسکی کرون کیا بیان — زمین پر وہ تھا دوسرا آسمان
وہان اک دریچہ دکھائی دیا — دریچہ وہ تھا قصر فردوس کا
دریچہ پہ تھی ایک چلمن پڑی — کہ ہر پتلی اسکی زمرد کی تھی

ہزارہا ساحر نیچے اس کاخ عالیشان کے جمع تھے کوئی اژدر پیکر تھا تو کسی کے دس سر ایک جلم تھے شکلین کالی کالی صورتین نرالی سامری سامری جپ رہے تھے چلمن سے شرر نکلتے تھے ستارون کی طرح ٹوٹ کر گرتے تھے قمر کے اندر سے گھنٹے ہزارہا ایک بار بجتے ساحر دمبدم ایک پاؤن سے کھڑے ہوکر سجدے مین گرتے تھے مریخ نے بھی جاکر ایک طرف آسنی بچھائی اور جتنے سحر کہ یاد رکھتی تھی جو منتر کہ حفظ تھے سب کو پڑھ گئی یکایک صدا آئی کہ جا تو یہ کل سحر ہمنے تیرے قبضے مین دیے اسنے جب یہ صدا سنی سات بوٹیان اپنے جسم سے کاٹ کر پکاری کہ یا سامری تمھارا بھوگ دیتی ہون فوراً ایک تڑاقا ہوا بوٹیان زمین سے اُچھل کر زمین پر گرین اور غائب ہوگئین اور جو کچھ لہو تن سے نکلکر بہا وہ زمین نے پی لیا پھر آواز آئی کہ افسوس اگر تو بلچھ ہوتی اور ساتھ مسلمانون کا نہ دیتی تو ہم تجکو اپنے روبرو بلاتے اور جلوۂ قدرت دکھاتے اچھا اب ہمارے نام کا چلہ کھینچ اور اسی صحرائے طلسم مین جاکر مقیم ہو جو مانگے گی ملے گا ہر چند کہ ہمارا مقام خدائی اور ہی لیکن اس جگہ جو ہمارا نام لیکر پکارتا ہی ہم اُسکو مراد دیتے ہین اسی وجہ سے ہمارے بندون نے یہان آنا آغاز کیا ہی اس صحرا کا نام سامری بن رکھا ہی ہمارے نزدیک سب بندے برابر ہین کیا افراسیاب اور کیا مصور یہان اتنا فرق ہی کہ وہ لوگ سات دریا طلسم کے سات پہاڑ سات جنگل طے کرکے ہماری قبر پر آتے ہین اور ہمارے خاص بندے ہین اور تم لوگ وہان نہین جا سکتے

اسلیے ہم یہان تمکو بلاکر اپنی عنایت ظاہر کرتے ہین مہرخ اسی غرض سے ابتک مسلمان نہین ہوئی تھی کہ سحر کرنے مین پرستش کرنا ہوگا اسوقت اس کلمات سے ہرچند دل نہ مانتا تھا اور نہایت درجہ کراہت آئی مگر مطلب فوت ہوتا تھا بنابر مصلحت سجدہ کیا ایک پانون سے کھڑے ہوکر پکاری کہ یا خداوند مجھے شاہ جادوان پر غالب کر صدا آئی کہ یہ نہوگا اور کچھ مانگ اسنے کہا اگر غالب نہ آؤن تو مغلوب بھی نہون آواز آئی کہ یہ بھی نہوگا لیکن اگر تو حیلہ کھینچکر پوجا کرے تو اتنا ہوگا کہ ہر ایک ساحر علاوہ شاہ طلسم کے اور کوئی تجھپر غالب نہ آئیگا زوجہ بادشاہ طلسم تک سے تجکو برابری رہیگی یہ سنکر مہرخ صحرے طلسم مین آکر حیلہ کش ہوئی پوجا کرتی رہی جب چلہ پورا ہوا صدا آئی کہ جلد جا تیرے لشکر کو میرے پوتے نے برباد کر رکھا ہی کچھ پھول یہان سے چنتی ہوئی جانا اور طلسمی تیلون سے لشکر کو اپنے بچانا مہرخ نے یہ صدا سنکر پھول چنکر بھر کی جھولی مین بھرے اور دستک دی کہ آندھی آئی ابر زرد رنگ پیدا ہوکر زمین پر اترا اس ابر پر بیٹھکر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوئی اور اسوقت آکر پہونچی کہ بہار دعا مین مصروف تھی اور ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ ابر زرد دست فلک نمایان ہوا اور نعرہ کی صدا آئی کہ منم ملکہ مہرخ سحر چشم لشکر یون نے اپنی مالکہ کو دیکھکر خوشی کی مہرخ نے پھول باغ سامری کے لشکر مصور پر پھینکنا رے دفعۃً ایسی آندھی آئی کہ جہان سیاہ ہوگیا اور لگے ابر سرخ و زرد کے لشکر حریف پر آکر چھا گئے ایک طرف کے ابر سے پیکان تیر اور دوسری سمت سے پتھر گران برسنے لگے مہرخ نے ابر اپنا زمین پر اتار کر نعرہ کیا کہ اے بجیا آئینہ دار جادو یہ تحفہ باغ سامری کا آکر لے اور پھول پھینک کر ایسا سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحر پیدا ہوا کہ سارا جسم اسکا آئینے کی طرح چمکتا تھا اور وہ پھول اسنے اٹھاکر سونگھے اسی وقت جسم مین آگ لگی اور جلکر خاک ہوگیا صدا آئی مارا آئینہ دار کو بس اسکے جلتے ہی وہ پتلے بھی جو آئینے لشکر بہار کو دکھاتے پھرتے تھے سب جل گئے اور لشکری جو دیوانے ہوکر اپنے لشکر سے لڑ رہے تھے ہوش مین ہوکر حملہ آور فوج عدو پر ہوے ادھر سے تو فوج نے حملہ کیا اور اس طرف سنگ و پیکان برس رہے تھے لشکر مصور بہت کام آیا ہزارون ساحر مارے گئے عارض شاہد ارض کو گلگونہ خون سے جوانان صف شکن نے ملا اور پاے عروس مرگ کو جان دیکر حنا لگا دہ کیا تلوار صاعقہ بار مہرخ نے خرمن جان عدو مین آگ لگا دی خلاصہ یہ کہ ساری فوج بھگا دی بیات

برق آسا جدھر گئی مہرخ		ڈھیر کشتون کے کر گئی مہرخ	

دامنِ دشت خون سے لال کیا		بے چھڑی سحر سے حلال کیا	
خونِ دشمن کالے کے گلگونہ		عارضِ شاہدِ زمین کو رنگا	
تاب آئی نہ فوجِ دشمن کو		بھاگے ناچار چھوڑ کر رن کو	

مصور کے لشکر مین تیر اور پتھر برس رہے تھے ہر چند روکھڑے ہوئے مگر یہ سحر دفع نہو سکا آخر سمجھا کہ کوئی تیر یا پتھر مجھپر بھی پڑجاے گا تو خاتمہ ہو جائیگا یہ جانکر زمین مین سما گیا اور بہت دور جاکر نکلا کل فوج کو شکست ہو چکی تھی صورت نگار بھی بھاگ گئی تھی مصور نے طبل امان بجوایا اسوقت مہرخ نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ لکہ ہاے ابر غائب ہو گئے پیکان اور پتھر برسنا موقوف ہوئے طبل بازگشت بجوا کر معاودت فرمائی لیکن مظلم نے جب مہرخ کو فتحیاب دیکھا تو ایک ساحر ملازم بہار کو عین جنگ مین گرفتار کر کے حرا مین لے گیا اور وہان اسکو قتل کر کے لباس اسکا لیکر بزور سحر اسی کی ایسی صورت بنا اور جب مہرخ لشکر لیکر پھری یہ بھی ساتھ آیا مہرخ نے تخت شاہی پر جلوس کیا سب نے نذرین دین محفل انبساط آراستہ ہوئی سردار پایہ بپایہ بیٹھے لشکر نے کمر کھولی ادھر مصور جو پھر کر داخل بارگاہ ہوا سب سردار آئے مگر مظلم نہ آیا اسنے تلاش کرایا معلوم ہوا کہ لشکر مین نہین ہی پس یقین ہوا کہ مارا گیا بہت افسوس کر کے خاموش ہو رہا لیکن مظلم اس فکر مین یہان ٹھہرا رہا کہ بن پڑے تو سہ مہرخ یا بہار کا کاٹکر لیجاؤن یا عمرو کو آزار پہونچاؤن خلاصہ کلام یہ کہ جب مہرخ مصروف عیش و نشاط ہوئی عیار بھی ملاقات کو بارگاہ مین آئے مظلم دربارگاہ پر کھڑا تھا اتفاق سے برق عیار جو بارگاہ مین آنے لگا مظلم سوچا کہ عمرو عیار زبردست ہی شاید ہاتھ نہ آئے تو اسی کو لے چل یہ سوچکر برق کو پنجے مین دابکر اڑا برق نے غل مچایا کہ دوڑو مجھے ساحر لیے جاتا ہی مظلم نے سحر کیا کہ برق کی زبان بند ہو گئی مگر دو ایک نے غل مچاتے سنا تھا انھون نے جاکر عمرو کو اسکی حال کی اطلاع دی عمرو نے ضرغام سے کہا ذرا خبر تو لاؤ کیا ماجرا ہی وہ روانہ ہوا لیکن مظلم بارگاہ مصور مین جلد برق کو لایا وہ اسکے زندہ آنے سے بہت خوش ہوا اور صورت نگار نے کہا یہی موا مجکو قنات مین لپیٹ گیا تھا لاؤ اسکو مجکو دو کہ قتل کر دون مصور نے کہا تم عیارون کے مقدمہ مین دخل نہ دو مین خود قتل کرونگا مظلم نے کہا آپ توقف فرمایئے مین اسکو لیجاکر قید کرتا ہون اور عمرو اسکو چھڑانے آئیگا پھر اسکو بھی گرفتار کرونگا مصور نے کہا اچھا لیجاؤ مگر احتیاط سے رکھنا یہ برق کو لیکر چلا مگر بہ صورت مبدل ضرغام جو خبر کو آیا تھا یہان پر یہ موجود تھا اسنے جاکر عمرو سے سارا ماجرا بیان کیا عمرو اسی وقت چلا

کہ برق کو جاکر چھڑاؤن اور ساحر دیکر لشکر مصور مین آیا دیکھا کہ مظلم آیا ہوا ہی برق کے جاتا ہی عمرو بھی بطور مخفی پیچھے پیچھے چلا مظلم ایک پہاڑ کے قریب آیا اور بزور سحر ایک خیمہ استادہ کرکے اندر خیمہ کے لے گیا اور برق کو اسنے چار میخ گاڑکر چوپیٹا باندھ دیا عمرو نے یہ سارا ماجرا پہاڑ پر سے چڑھکر دیکھا اور رو کر دعا کرنے لگا کہ پروردگار تو برق کو اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے آخر محبت کی وجہ سے تاب نہ آئی پہاڑ سے اُترکر خیمہ کے اندر گیا مظلم نے پوچھا تو کون ہی عمرو نے کہا مین نے آج ادھر خیمہ کھڑا دیکھا تھی بات تھی حال دریافت کرنے چلا آیا مظلم اسکو گھورنے لگا عمرو سمجھا کہ نگاہ سحر ڈالکر مجکو پہچاننا چاہتا ہی یہ سمجھکر خیمہ سے نکل گیا کہ آپ خفا ہون مین جاتا ہون اور بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا وہان سے دیکھا کہ مظلم کوئلے سلگا رہا ہی اور کہتا جاتا ہی کہ اے عیار تیری بوٹیان کاٹکر بھونون گا عمرو اسوقت بہت جلد ایک شکل ہیبت ناک بنکر تیار ہوا کہ مقوے کے دس سر لگائے بہت سے ہاتھ بنائے دیو جامہ پہنکر تاج یاقوت احمر سر پر رکھا اور قریب خیمہ پہونچکر کودا اور بیچ خیمہ مین آکر ٹھہرا نعرہ کیا منم ملک الموت خداوند تعالا مظلم کھڑا ہوگیا اور کہا کیونکر تشریف لائے اسنے کہا خداوند تعالا نے بہر قبض روح تیری بھیجا ہی اور کہا ہی کہ عیار کی قضا نہین ہی ابھی جو اسکو قتل کرتا ہی تو اسکی روح جاکر قبض کر مظلم پیام اجل سُنکر بدحواس ہوگیا کہا جو آپ فرمایئے وہ کرون عمرو نے ڈانٹا کہ جلد اسکی مشکین کھولدے جب مجرم کے کھولنے کو فرشتے نے کہا اسکے دل مین شک گذرا کہ کہین یہ عیار نہو یہ سمجھکر گھورنے لگا عمرو ازبسکہ دیو جامہ پہنے تھا اور یہ اشیاء عطیہ انبیا علیہم السّلام ہین اسپر سحر موثر نہین ہوتا ہی نگاہ سحر ڈالنے سے خود اسی کی آنکھین جلنے لگین یقین تھا کہ حدقہ سے باہر نکل پڑینگی اسوقت دلکو یقین ہوا کہ ملک الموت بیشک یہی ہی جب تو اسقدر جلال آگین ہی کہ نگاہ سحر جسم پر اثر نہین کرتی بلکہ حدت جسم سے اسکے آنکھین پھٹی جاتین تو عجب نہین گرگڑاکر برق کو کھولنے لگا عمرو نے جب یہ دھوکا خیال کیا کہ کون زیادہ فقرے کرے لو ابھی اسکو یہ سوچکر کمر سے خنجر کھینچکر بیاض گردن پر اس زور سے لگایا کہ دھڑ سے سر کٹکر دور گرا شور برپا ہوا کہ مارا مظلم کو خیمہ سحر غائب ہوگیا لاش اسکی بیر اُٹھاکر مصور پاس لے گئے عمرو نے برق کو رہا کرکے اپنے لشکر کا راستہ لیا مگر لاشہ اسکا بوٹے اُڑائے ہوئے سامنے مصور کے آئے اور پکارے کہ عمرو نے اسکو قتل کیا یہ سُنتے ہی مصور رونے لگا آخر لاشہ آئین جمشیدی کے بموجب اُٹھایا جب فراغت ہوئی اسکے دادا کو نامہ لکھا کہ ای جلاد جاد و بیٹا اور پوتا تمھارا ظالم و مظلم دونون خدمت سامری و جمشید مین گئے قضا و قدر سے کیا چارہ ہی ہمکو انکے مرنے سے

بڑا رنج ہوا لازم ہی کہ تم بھی صبر کرو اگر چاہا سامری نے تو بہت جلد انکے قاتلون کو ہم قتل کرینگے اور تمھارے فرزندون کا انتقام خون لینگے یہ لکھ کر ایک ساحر کو دیا کہ وہ جہان مصور رہتا ہی اس شہر مین لے گیا واضح ہو کہ جلاد جادو ایک ساحر سابق مین قتل ہو چکا ہی مگر وہ ملازم تھا شاہ طلسم کا اور یہ جلاد سردار مصور ہی خلاصہ یہ کہ جب نامہ جلاد کو پہونچا مرگ فرزند کا حال پڑھکر آتش رنج سے سینہ کباب ہو گیا اور شعلہ آہ جگر سے اٹھا انتی ہزار کا یہ افسر ہی انتظام ملک کے لیے مصور اسے چھوڑ آیا تھا اس لشکر کو اسنے پڑھتے ہی نامہ کوچ کرنے کا حکم دیا کوس سفر پر چوب پڑی لشکر مین کمر بندی ہوئی ساحر طائران سحر پر سوار ہوے بہادر مرکبون پر بیٹھکر چلنے پر تیار ہوے جھانجھین بجنے لگین قرنا کودم ملا پیتل کی تھالیان اسقدر بلند ہوین کہ برجی فلک سر پر چھایا ہوا تھا ناقوس کی صدا سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی غرضکہ بڑے کروفر جاہ حشم سے یہ جلاد اژدہے پر چڑھکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و مراحل لشکر مصور مین پہونچا اور لشکر کو حکم اترنے کا دیا کہ سب خیمہ وغیرہ استاد کر کے اترے اور یہ بارگاہ مین آکر مصور کے قدم سے لپٹ کر خوب رویا کہ ہاے میرا سارا گھر تباہ ہو گیا افسوس میرے شیر بادیہ ہلاکت مین جاکر مقیم ہوے واے صد واے میرے گھر کے چاند حفیض مرگ مین گرفتار ہوے مصور نے اسکو بہت تسلی دی اور کہا صبر کرو اسنے کہا صبر تو کیا ہی ہی لیکن اب اجازت دیجیے کہ لشکر مرخ جاکر تہ و بالا کردون اور عمرو کو اس طرح مارون کہ دشمنون کے حواس جاتے رہین مصور بولا کہ مرخ سامری کے باغ مین سنا ہی کہ گئی تھی اور سحر جاکر جگا لائی ہی کچھ پھول وہان سے لیکر آئی ہی اسکا رد تم سے نہو سکے گا مین پوتا سامری کا ہون اسکے سحر کا رد اپنے پاس درست کر لون تو مقابلہ کرنا اچھا اب خیمہ مین جاکر آرام کرو اور یہ بتاؤ کہ کھانا میرے ساتھ کھاؤ گے یا الگ نوش کرو گے جلاد نے عرض کی کہ فرط قلق سے غذا بالکل ترک ہو گئی ہی جو کچھ نوش کیجیے گا اپنا اوش بھیجدیجیے گا یہ کہکر اپنے خیمے مین آیا اور آرام پذیر ہوا ادھر طائران سحر نے جاکر بعد دعا و ثنا ے شہنشاہی کے مرخ سے سب کیفیت یہان کی عرض کی عمرو یہان آچکا تھا سارا حال سنکر گویا ہوا کہ چلکر سیان جلاد کو بھی ذرا دیکھ آئین یہ کہکر چلا اور عیار بھی روانہ ہوے مگر عمرو جب لشکر حریف مین آیا دیکھا کہ ایک بکاول کسی طرف جاتا ہی اسکے پاس آکر گویا ہوا کہ بھائی ہم بھی تمھاری برادری مین سب طرح کا کھانا پکانا جانتے ہین مگر بیکار ہین کہین ہمکو بھی آدھو سیر آٹے سے لگادو بکاول نے کہا پھر کسی وقت تم میرے پاس آنا تو کچھ تدبیر کرونگا عمرو نے کہا اچھا لیکن ایک

بات میری الگ اگر معلوم وہ اسکے کہنے سے کسی گوشے مین آیا عمرو نے جواب بیہوشی منہ پر مار کر اسکو بیہوش کرکے اسکا پیرہن اتار لیا اور اسی کی ایسی صورت بنا تھال ہاتھ پر رکھکر کپڑون پر تیل گھی ہلدی سا لیکے دھبے لگا کر اور تھال مین مٹھائی اور سموسے اور پکوان آغشتہ بدارو سے بیہوشی چنکر رومال سفید سے ڈھانک کر دربار گاہ مصور مین آیا مصور کھانا کھانے کے لیے جلاد سے تو پوچھ ہی چکا تھا جبکہ وہ چلا گیا تو اسنے دربار برخاست کرکے دسترخوان بچھوایا تھا اور مع اپنی زوجہ کے مصروف خورد و نوش تھا کہ بکاول نے جاکر سلام کیا اور تھال سامنے رکھدیا مصور نے پوچھا کیا ہی عرض کیا کہ مٹھائی اور پکوان جلاد نے حضور کے لیے بھیجا ہی مصور خوش ہوا اور اپنی بی بی سے کہا لو یہ عمدہ پکوان ہی کھاؤ صورت نگار نے کہا آپ کھائیے مین حاضر ہوتی ہون یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر دوسرے خیمہ مین گئی وہان ماری مٹھائی اسنے بنوا کر رکھ چھوڑی ہی اسوقت جا ہا کہ جلاد نے جو مٹھائی بھیجی ہی اس سے اپنی مٹھائی مقابل کرون کہ کونسی عمدہ اور لذیذ ہی غرضکہ یہ تو ادھر آئی اور ادھر مصور نے مٹھائی کھائی عمرو نے اپنے پاس سے جو دو چار خدمتگار وہان تھے انکو بھی کچھ مٹھائی دی کہ تم ہمیشہ اپنی سرکار کے آگے کا اولش کھاتے ہو تمھین لذت یہان کے کھانے کی بخوبی معلوم ہی ہمارے ہاتھ کی بھی بنی ہوئی چیز کھاؤ مگر ایمان سے کہنا کہ یہ لذیذ اور تحفہ ہی یا تمھارے یہان کی بھی عمدہ ہوتی ہی اس تقریر کو سنکر مصور نے ملازمون سے کہا کہ ہان کھاؤ اور انصاف کرو کہ کس کے یہان کی عمدہ ہی خدمتگارون نے حسب اجازت گوشہ مین الگ لیجاکر مٹھائی کھائی جب وہان سے آنے لگے بیہوش ہوکر گرے مصور اٹھا کہ دیکھون آدمیون کو کیا ہوا یہ بھی بیہوش ہوکر گرا عمرو سمجھا کہ صورت نگار آجائیگی تو سب کام بگڑ جائیگا جلد کوئی تدبیر کرنی یہ سوچکر مصور کو ایک چاندنی مین گٹھری کی طرح باندھا اور سر پر رکھکر باہر بارگاہ کے یہ کہتا ہوا نکلا کہ مین ایسی نوکری سے باز آیا مین نے بکاولون مین نوکری کی ہی کچھ مزدورون مین نہین کی باہر ایک آدھ ساحر نے پوچھا بھی کہ میان بکاول کہتے کیا ہو جواب دیا کہ حضور ادھر سے جلاد نے تھال مٹھائی کا لدوا کر بھیجا یہان سے انھون نے یہ گٹھری دی کہ لیتا جا بھلا خداوند مین بکاول نہ ٹھہرا مزدور ٹھہرا اس گفتگو کو سنکر ساحر سمجھے کہ مصور نے یہ گٹھری شاید جلاد کو بھیجی ہی یہ سمجھکر کوئی اسکا مزاحم نہوا اور عمرو اسکو لیے ہوے لشکر سے نکلکر صحرا کی طرف چلا کہ یون یہ ہلاک نہین ہوتا چلکر زمین مین دفن کردون یا کسی پہاڑ پر سے پھینکدون غرضکہ یہ تو ادھر گیا اور اس طرف صورت نگار مٹھائی لیکر آئی خدمتگارون کو بیہوش پایا اور شوہر کا اپنے نشان نہ دیکھا لوگون سے باہر آکر پوچھا کہ مالک تمھارے

کہان ہین انھون نے کہا کہ اندر ہی تھے بلکہ بگاول جو آیا تھا وہ ایک گٹھری لے گیا ہی بس یہ سنتے ہی اسنے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا اور کہا افسوس عمرو انکو پکڑ لے گیا ہی اور وہین سے بیباک زور سے اڑ کر چلی لیکن باغ سیب مین افراسیاب سے حیرت نے کہا اے شہنشاہ مرشد زادے پر نہین معلوم کیا گذری ذرا آپ کتاب تو دیکھیے شاہ جادوان نے کتاب دیکھکر سارا ماجرا لڑائی کا بیان کرکے کہا اب عمرو اُن کو پکڑ لا رہا ہی ہلاک کیا چاہتا ہی یہ کہکر کتاب بند کی اور دو ساحر آفتاب جادو مہتاب جادو کو حاضرین دربار سے ہین حکم دیا کہ جلد لشکر کے قریب کوہستان جاؤ وہان جاؤ اور مصور کو عمرو سے بچاؤ حسب الحکم وہ دونون ساحر بھی روانہ ہوے ادھر صورت نگار جو روتی ہوئی چلی سارے لشکر مین غلغلہ ہوا کہ عمرو مصور کو گرفتار کرلے گیا ہی صدہا ساحر چار سمت کو بہر تجسس چلے اور جلاد نے بھی یہ کیفیت سنی ازبسکہ یہ پیشتر ہی سے آمادۂ حرب پیکار تھا گرفتاری مصور سنکر مثل ہاردم بریدہ کے برخود پیچیدہ ہوا اور خیال کیا کہ جبتک مصور کا پتا معلوم نہ ہو تو چلکر لشکر مہرخ پر حملہ کرا اور سر باغیون کے کاٹ لا بس اسی غصہ مین سرداران لشکر کو حکم دیا کمر بندی کا اور آپ بھی ازدہے پر بیٹھکر مسلح و مکمل ہوکر چلا ایک لمحہ مین اسی ہزار ساحران غدار بصورت ہاے عجیب و با شکال غریب ڈمرو بجاتے ترہیان پھونکتے زال کے شعلے اڑاتے

چلے نظم

کسایا گھوڑون کو باندھا کمر کو	لگایا جسم پر تیغ و تبر کو
نشان اور بان کے کھولے پھریرے	سلاح حرب تھا سب ساتھ انکے
درشتی سے ہوے آمادۂ جنگ	ستمگاران بد دین و بد آہنگ
بھرے غصے مین اور ہاتھو مین شمشیر	کہ جیسے گرسنہ ہووے کوئی شیر

اس لشکر کو اپنے عسکر نصرت اثر کی جانب عیارون نے جاتے دیکھا بارگاہ مین سامنے بادشاہ لشکر کے آکر عرض رسا ہوے کہ بیت

ملک کو کہ شاہ جمشید و بخت	فلک مرتبہ ماہ و خورشید تخت

خواجہ عمرو مصور کو پکڑ لے گئے اسی غصہ مین چلا دبدہ نہاد سع اسی ہزار ساحر کے لشکر حضور پر آکر گرا چاہتا ہی عین غفلت مین بندگان شہنشاہی کو ضرر پہونچانے آتا ہی مہرخ نے یہ فطرت اور چالاکی عمرو کی سنکر ہنس دیا اور کہا خدا کرے بچ رہا مصور مارا جاے یہ کہکر نفیر بجائی کہ خبر اسکے لشکر مین پہونچی جلد جلد فوج مین کمر بندی ہوئی افسر مسلح و مکمل ہوے کہ نظم

ادھر سے بھی جنود نصرت آئین		ہوے راہی پے تنبیہ بیدین	
سراسر تیغ زن اور صف شکن تھے		بس اک لاکھ زبان اور اک سخن تھے	
سبھی گرگ کہن تھے اور سبھی شیر		کہین کیا زندگی سے نوجوان سیر	
سراسر پر جلادت ان کو کہیے		ننگ بھر جرأت ان کو کہیے	
ہوا جب متصل دشمن سے لشکر		ہوا غالب نہایت خوف اسپر	
قیاس وفہم سے باہر تھی وہ فوج		سلح اور مکمل صورت موج	

جب دونون لشکر مقابل ہوے صفین جم گئین بجلیان چمکنے لگین ابر گھر آئے نقیب للکارنے لگے بہادر ڈھال تلوار کھڑکھڑانے لگے جلاد میدان مین آکر نعرہ زن ہوا کہ اے نکھرا موا دیرے مقابلہ مین ایک ساحر مہرخ سے اجازت لیکر سامنے گیا اور ناوک خالی دیکر جو ترنج مارا یہ ساحر جان بحق تسلیم ہوا اور اسی طرح چند ساحر ملازم مہرخ مارے گئے اسوقت سرخموے نکلکر ایک ناریل مارا جلاد نے اشارہ کیا کہ ناریل اڑتا پھر گیا سرخموز مین مین سما گئی جلاد نے بھر بڑھکر سمت فلک پھینکا کہ ابر گھر آیا اور پتھر برسنے لگے مہرخ نے بھر بڑھکر سپر مین فولادی ہر ایک لشکری کے سر پر ظاہر سایہ فگن ہوئین پھر مہرخ نے آگے تخت بڑھاکر ایک گولا فولادی مارا جلاد اڑدہے پر سے اڑ گیا گرے نے اژدر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا لیکن جلاد کے اڑنے سے فوج نے اسکی جانا کہ مالک ہمارا کام آیا یہ معلوم کر لشکر لینا لینا کہکر جلاد ادھر سے مہرخ نے بھی حملہ کیا دونون لشکر باہم مل گئے شور قیامت خیز بلند ہوا ساحر سے ساحر لپٹا بہادر سے بہادر بھڑ گیا مار و عقرب برسنے لگے اسوقت مہرخ جو سحر جگا لائی تھی وہی آغاز کیے اور جسکو دیکھکر گولا مارا راستہ راہ سقر کا دکھایا اور ابر زرد و سرخ وغیرہ لشکر جلاد پر آکر محیط ہوے سلین رن کی پیکان تیر اور پتھر وغیرہ برسنے لگے اور عین جنگ مین جلاد نے آکر مہرخ پر ایک ناوک مارا اسنے ناوک خالی دیکر شمشیر سحر کا ایک ہاتھ مارا کہ اس بیچا کے دو ٹکڑے ہوے شور انکے مرنے کا بلند ہوا اور افسر کے مرنے سے فوج مین بھگدر پڑ گئی ولادران نصرت شعار نے سبکو زیر تیغ رکھ لیا کہ ابیات

مدد اسنے طلب اللہ سے کی		وہ جنگ آغاز بسم اللہ سے کی	
یہ جانبازون کا تھا اسوقت عالم		کہ جیسے گوسفندون مین ہو ضیغم	
کیا تیرون نے انکے ترک ترکش		ملا ترکش انھین پہلوے سرکش	
جو دشمن تھا بسان کوہ البرز		کیا سرمہ لگا کر اُسپہ اک گزر	
ہوئی تیرونکی اسجا بسی بوچھار		کہ آئینے مشبک تھے زرہ دار	

حاصل کلام جب فوج مین ہزیمت پڑی **مصور و حیرت** ہرچند کہ قریب آتری ہوئی تھی مگر نہ صورت نگار تھی نہ حیرت موجود تھی اس فوج نے افسرون کے نہونے سے جنگ آغاز نہ کی اور مدد لشکر جلاد کو نہ دی یہ لشکر سراسیمہ و بدحواس بھاگ کر کوہ و دشت مین پراگندہ ہوگیا اور **مہرخ** بفتح و فیروزی قتل و غارت کرکے داخل بارگاہ ہوئی لشکر بھی آرام پذیر ہوا سردار بھی عیش مین مصروف ہوے لیکن **عمرو** کا بھی حال سنیے کہ جب **مصور** کو لیکر چلا از بسکہ وہ بنیرہ سامری ہر یہ راہ بھولکر صحرا مین پھرنے لگا دل سے کہتا تھا کہ ہمیشہ تو ادھر سے آیا جایا کرتا تھا آج راستہ نہ ملنے کا کیا سبب ہی اسی سوچ مین متصل ایک کوہ کے پہونچا دیکھا درے مین ایک پہاڑ کے راستہ ہی یا اندر درے کے آیا اور **مصور** کو زمین پر کھولا چاہا کہ تصویر اپنی اتارلون دیکھا تو تصویر گلے مین نہین ہی پھر جب الگ ہٹا تصویر دیکھی کہ گلے مین ہی سمجھا کہ اسکے ہلنے کے باعث سے تصویر چھپ جاتی ہی اور فی الحقیقت گمان اسکا صحیح تھا یعنی جب سے عیار دھوکا دینے لگے تو مصور نے ٹھہرایا ہی کہ جب مین قید ہو جاؤن تصویر چھپ جائے غرضکہ جب تصویر نہ اتار سکا چاہا اسکو کسی طرح مار ڈالون اسوقت ایک جانب کو رونے کی آواز سنی معلوم کیا کہ **صورت نگار** گریان و نالان شوہر کو تمام مین ڈھونڈھتی پھرتی ہی یہ معلوم کرکے تصور کیا کہ یہ بمشکل ہلاک ہوگا اور جورو اسکی تجسس کنان ادھر بھی آئیگی تو رفت ٹھہرائیگی بس اس فکر کے کرتے ہی بہت جلد صورت اپنی مثل ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر کے بنائی منقل آتش ہاتھ مین لیکر دھونی تیمبری باندھکر مالے گلے مین پہنے سانپ موم کے بنے ہوے سر پیٹے اور **مصور** کو فلیتہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کر دیا جب اسکی آنکھ کھلی پوچھا کہ یہان مین کیونکر آیا اسنے کہا مین طلسم باطن کار رہنے والا ہون حسب اتفاق ایک کام کو جاتا تھا ادھر آنکلا ایک ساحر کو دیکھا کہ وہ آپکو ہلاک کیا چاہتا ہی مین نے نعرہ کیا کہ باش اے مکار اور چاہا کہ اسکو گرفتار کرون وہ عیار یکایک غائب ہوگیا مین نے آکر آپ کو ہوشیار کیا یہ تقریر سنکر **مصور** نے اسکو گلے سے لگایا اور کہا وہ عیار **عمرو** تھا جو کہ فوراً غائب ہوگیا گلیم اوڑھی ہوگی اور آپنے آکر میری جان بچائی مین احسانمند ہوا تمام عمر آپکا شکریہ ادا کرونگا یہ باتین کر رہا تھا کہ بی بی بھی اسکی ڈھونڈھتی ہوئی آئی اور شوہر کو اپنے زندہ دیکھکر مسرور ہوئی **مصور** نے کہا میری زندگی کا تو یہ صاحب جو پاس کھڑے ہین باعث ہوے ورنہ **عمرو** تو کام تمام کر چکا تھا **صورت نگار** سارا ماجرا سنکر ممنون ہوئی اور پوچھا کہ نام نامی اور اسم گرامی آپکا کیا ہی **عمرو** نے کہا دانائے جادو اس خاکسار کو کہتے ہین اور حیلہ ساز جادو بھی نام کرتے ہین **مصور** نے اپنی بی بی سے کہا کہ **نظم**

کی عرض کہ آپ ہین فلک جاہ	احسان کیا جزاکم اللہ	حضرت نے بچائی جان میری
مداح ہو کیا زبان سیری	دولت جان آبرو حکومت	سب بچ گئی آپ کی بدولت
احسان ہی آپ کا کرم ہی	بارمنت سے پشت خم ہی	چلیے مرے ساتھ چا بکانہ
روشن ہو قدم سے کفش خانہ	دعوت وہین نوش جان کرین آپ	اپنا مجھے میزبان کرین آپ
بولا وہ شہنشہ نکو ذات	کافی ہی یہ باہمی ملاقات	احسان یہ کیسا بات کیسی
تکلیف تکلفات کیسی	بولا وہ کہ ہان یہ سب بجا ہی	خاطر شکنی کہان روا ہی
اصرار بڑھا جو آخرکار	ساتھ اسکے چلا وہ مرد ہشیار	سب ملکر جو روانہ ہوے مصور

نے کہا بروے فلک اڑکر چلین کہ عیاری کی زحمت سے بچین عمرو نے کہا اس جگہ کا سبزہ قابل دیدہی تفرج کنان تشریف لیجلیے دل خرم کو شاد کیجیے عمرو کے کہنے سے پیدل روانہ ہوے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ مہمان بلا کوشش نے خاصدان نکالا اور روبرے میزبان کیا مصور نے کہا آپ نوش فرمایئے اسنے جواب دیا کہ اب انکار بیجا ہی ہمارا آپکا ایک معاملہ ہی اسوقت مصور نے ایک گلوری آپ لیکر کھائی اور ایک لیکر اپنی بی بی کو دی حلق سے پیک اترنا تھی کہ دونون چکر کھاکر گرے اور بیہوش ہوگئے عمرو نے چاہا کہ دونون کو باندھکر اپنا راستہ لون اسوقت آفتاب ومہتاب جادو فرستادہ شاہ جادوان آکر پہونچے لیکن خدا کو بات رکھنا عمرو کی منظور تھی ان دونون نے طلسم ظاہر کے کوہستان مین پہونچکر سحر ایسا پڑھا کہ مصور اور جو اسکے ساتھ ہو وہ ہمارے پہونچنے تک بیہوش ہوجائے اور یہ سحر اس خیال سے انھون نے کیا کہ نبیرکا سامری کو توہم ہوشیار کرلین گے لیکن عیار جو انکے ساتھ ہوگا وہ بھاگ نہ سکیگا پس ادھر انھون نے سحر کیا اور ادھر عمرو نے گلوریان کھلائین وہ دونون تو بیہوش تھے کہ تیسرا عمرو بھی بیہوش ہوگیا آفتاب ومہتاب نے آکر دیکھا کہ مصور اور اسکی زوجہ اور ایک ساحر اور بیہوش پڑا ہی انھون نے رد سحر اپنا پڑھا کہ عمرو ہوشیار ہوگیا لیکن وہ دونون کسی طرح نہ چونکے کس لیے کہ بیہوشی کی گلوری کھاکر بیہوش ہوے تھے بی الجملہ جب یہ ہوشیار ہوے انھون نے عمرو سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہی عمرو نے کہا مین بھی انکو ہوشیار کررہا تھا کہ تم آئے مجھے بھی نہین معلوم کہ یہ کیونکر بیہوش ہین تم ٹھہرو مین پانی لاؤن شاید عیار انکو بیہوش کرگیا ہو یہ کہکر چاہتا تھا کہ یہان سے ٹلجائے مگر ان دونون نے کہا کہ ایسا نہو کہ یہ پانی لینے جائے اور عیار آکر ہمین ستائین یا کچھ اسی ساحر کا فتور ہو بہرصورت ان تینون کو سامنے افراسیاب کے لیجانا چاہیے یہ سوچکر فوراً سحر پڑھا

کہ عمرو پھر بیہوش ہوگیا تخت سحر پر لٹا کر تینون کو پرواز کرکے لے چلے اور دریاے سحر سے جب پار اُترے دو ایک ساحرون کی زبانی سنا کہ شہنشاہ گنبد نور پر جو بیچ کہ مینا نگار ہی اور وہان سے لشکر طلسم ظاہر کے دکھائی دیتے ہین تشریف لے گئے ہین یہ بھی اُسی سمت چلے آخر بیچ مینا پر آئے شہنشاہ کو سلام کرکے عرض پیرا ہوے کہ غلامان جانباز نے یہان سے جاکر سحر کیا کہ نبیرہ سامری اور اُنکی زوجہ اور یہ ساحر جو اُنکے پاس پڑا ہی بیہوش ہوگئے مگر اب جو سحر رد کرتے ہین تو ایک شخص توان مین کا ہوشیار ہی اور مصور وغیرہ نہین ہوشیار ہوتے ہین یہ کہکر رد سحر کیا کہ عمرو کی آنکھ کھلی اُسنے دیکھا کہ ایک گنبد فلک فرسا تعمیر بصد تزئین ہی معلوم ہوتا ہی کہ قصر بہشت برین ہی زبان فکر رسا روبرو اسکی رفعت کے کوتاہ ہی سائبان چرخ اسکے دامن مین پوشیدہ ہی جواہر مرصع کار مینا کیا ہوا سقف دستون مین لگا ہی شیشہ آلات فرش دیبا و کرسی و دنگل سے آراستہ ہی گھنٹے ہزارون لٹکے ہین ہزارون ساحر دست بستہ روبرو ے تخت شہنشاہی حاضر ہین حیرت بھی پہلو مین جلوہ گر ہی کہ بمقتضاے نظم

نہالی دران قصر رینبدہ دید	بہشتی سرائے فریبندہ دید
پراز حور آراستہ چون بہشت	بہشت زمین گشت عنبر سرشت
زبس گوہرین گوش گردن کشان	شدہ چشم بیننده گوہر فشان
زتابندہ یاقوت درخشندہ لعل	خرامندہ را آتشین گشت نعل
نگرگان دریا بہم تاختند	ہمہ جوہر این جا برانداختند

عمرو ہوشیار ہوتے ہی سامنے تخت شاہنشاہی کے آیا اور بہ ادب تمام رسم سلام بجا لاکر دعا و ثناے بادشاہی نہایت فصاحت سے ادا کرنے لگا کہ نظم

نخستین ثناے جہاندار گفت	کہ باد اجہاندار با کام جفت
انوشہ منش یادسالار دہر	زنوشین جہان باد بسیار بہر
سرسبزش از شادی افراختہ	سر خصم در پایش انداختہ
سریر سران خاک پاے تو باد	سر مایہ پایگہ پاے تو

ای شہریار گردون وقار آپ کے ملازم آپ ہی سحر کرتے ہین اور آپ ہی اسکو رد نہین کر سکتے یہ کہکر اپنے جھولے سے سحر کے ایک کوزہ آب نکالکر دکھلانے کی راہ سے کچھ سحر پڑھکر پھونکا اور

چھٹنا مصور اور اسکی بی بی کے منھ پر دیا کہ دونون کی آنکھ کھلی اور اُٹھکر شہنشاہ ساحران کو
دیکھکر حیرتناک ہوے کہ ہم یہان کیونکر آئے اسوقت عمرو نے واویلا مچائی کہ اچھی آپ موت
کرنے چلے تھے کہ گرفتار ہوکر مین یہان آیا آپ بیرہ سامری ہین شاید بھینٹ مین میری جان
لیجیے گا مصور نے بعد رسم سلام و تعظیم وغیرہ پوچھا کہ ہمکو یہان کون لایا شاہ نے کتاب دیکھکر
بھیجنا آفتاب و مہتاب کا بیان کرکے کہا کہ انھین دونون نے بھرسے آپ کو بیہوش
کر دیا تھا اور پوشیدہ طور پر سحر کیا تھا ورنہ آپ ایسے معزز بیہوش نہوتے یہ بیان سُنکر
مصور نے ہاتھ پکڑکر عمرو کا سامنے شاہ جادوان کے کہا کہ یہ شخص ہمارا محسن ہی اور تفصیل
عمرو کے ہاتھ سے اپنا گرفتار ہونا اور پھر ہوشیار ہوکر داناے جادو کو پانا بیان کیا شاہ نے یہ
جانبازی سُنکر داناے جادو کو خلعت دیا اور کرسی زرین پر انکو بٹھایا مصور کو مطلق نہ معلوم
ہوا کہ اسی کی گلوریون سے مین بیہوش ہوا تھا بلکہ آفتاب وغیرہ کے سحر سے سمجھا کہ بیہوش
ہوا تھا غرضکہ بعد کچھ دیر کے کہا ای شہنشاہ اب مین جاتا ہون اور جنگ آغاز کرتا ہون
بادشاہ طلسم نے کہا ای مرشدزادے آپ بیکار تکلیف کرتے ہین مجھے میلا کرنے دیجیے تامل فرمایئے
اسنے کہا آپکو اختیار ہی مین لشکر مین جاکر ٹھہرتا ہون آپ میلا کیجیے جو کچھ مجھسے تصویرین
کھینچ سکینگی مین بھی کھینچونگا یہ کہکر تخت سحر پر داناے جادو کو بٹھاکر مع اپنی بی بی کے روانہ
ہوا اور دریاے سحر کے پار آیا مگر عمرو نے دل مین غور کیا کہ اگر اسکے ساتھ جاؤنگے ایسا نہو کہ وہان
عیاری کرنے مین عرصہ ہو اور شاہ طلسم میلا شروع کرے اور تم سے بچاؤ کی تدبیر نہو سکے بہتر یہ ہی
کہ تم بھی چلکر کوئی فکر معقول کرو یہ سوچکر مصور سے کہا ذرا تخت اُتاریے مجکو پیشاب کی احتیاج
ہی اسنے تخت اُتارا عمرو نے کہا سامنے لشکر دکھائی دیتا ہی آپ تشریف لیچلیے مین حاضر ہوتا ہون
مصور بھی سمجھا کہ قبل سے مین جاکر سامان دعوت مہیا کرون اس خیال سے وعدہ حتمی لیکر
آگے روانہ ہوا اور عمرو وہان سے اصلی صورت اپنی بناکر اپنے لشکر مین آیا اور بارگاہ مین بیہوچکر
کرسی پر متمکن ہوا مہرخ نے حال فتحیابی جنگ اور قتل ہونا جلاد کا بیان کیا اس مژدہ کو سُنکر
خوش ہوا پھر اپنی سب کیفیت بیان کی کہ مین گنبد مینا پر بھی ہوآیا اسکی فطرت پر ہر ایک کو
حیرت ہوئی آخر شمع رای روشن کرکے تدبیر اپنے بچاؤ کی میلا ہونے سے قبل سب کرنے لگے
ادھر مصور نے داناے جادو کا بہت راستہ دیکھا جب وہ نہ آیا کچھ سحر پڑھا کہ ایک تصویر
زمین سے نکلی اُس سے کہا داناے جادو جہان ہو وہان سے جاکر بلا لا تصویر نے قہقہہ مارا

اور کہا حضور وہ تو عمرو عیار تھا اور جملہ کیفیت اسکی بیان کی مصور کے ہوش اڑ گئے ادھر جلاد کا قتل ہونا جنگ کی کیفیت سنکر بولا کہ مقرر یہ طلسم برباد ہوگا عمر طلسم کی پوری ہو چکی ہی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک پتلا نامہ شاہ طلسم کا لایا اسکو پڑھا لکھا تھا کہ ای مرشد زادے دانائے جادو ہمین مردِ زیرک معلوم ہوتا ہی بعد دعوت کے اسکو رخصت نکرنا ہم اسکو اپنا ملازم کرکے رتبہ و مرتبہ عطا کرینگے جب یہ مضمون پڑھا خجل ہوکر لکھا کہ دانائے جادو عمرو عیار تھا یہ نامہ جب پتلا شاہ طلسم کے پاس لے گیا اور اسنے بھی کتاب سامری دیکھکر سارا حال دریافت کرکے کہا افسوس کیا کیا ذلتین یہ عیار دیتا ہی اور ہم لوگون کو اندھا بنا کر آنکھون مین خاک ڈالتا ہی خیر اب ای حیرت تم جاؤ اور انگشتری جمشید لاؤ کہ مین ملا کر کے ایک تنفس کو بھی ان مین سے باقی و زندہ نہ رکھون حیرت یہ حکم شاہ سنکر انگشتری لانے کی فکر مین مصروف ہوئی

داستان خاتمہ جلد اول نامہ آنا لقا کا پاس افراسیاب کے اور جانا مدد کو پیکان جادو کا اور مقابلہ لشکر اسلام سے کرنا اور عیاران لشکر کا عیار یان کرنا اور لشکر مہرخ پر ہوشیار بن اژدر سوار جادو کا تخت لانا اور قتل کرنا اسکو عمرو کا پھر لانا حیرت کا انگشتری جمشید افراسیاب کی بوٹیان چڑھا کر نجبہ جمشید کو اور میلا ہونا چاہ زمرد پر اور جمع ہونا جملہ ساحران طلسم کا میلے مین اور گرفتار ہو جانا سب لشکر مہرخ کا اور چھڑانا عمرو کا عیاری کرکے اور لوٹنا میلے کو پھر بھاگنا مہرخ کا اور تعاقب کرنا افراسیاب کا پھر دھوکا دیکر شبخون مارنا مہرخ کا اور پھر تعاقب کرنا اسکا افراسیاب کا اور بھاگنا مہرخ کا آخر آنے سے عشاق جادو کے پناہ پانا اور جانا عمرو و نجمور کا طلسم نورافشان مین طلسمی عجائبات دیکھتے ہوے پاس کوکب روشن ضمیر کے ملوفہ

	ساقی ہمون مین تیرے در کا بندہ ساقی غفلت شعاری کب تک		بار احسان سے سر فگندہ رندون کو امید واری کب تک	

کر آتش مے کو تیز تر جلد
بوتل کا اڑا دے کاگ ساقی
کہسار سے ابر پھر گھر آئے
اس سال ہی میکشون کا میلا
پھر بادہ کشون کے جمگھٹے ہین
میلا نئے رنگ کا ہی ساقی
دو کا نین شراب کی لگی ہین
ہر سمت ہین مہوشون کے جھمٹ
ہنگامۂ عیش ہر طرف ہی
شیشے ی سرخ کے چنے ہین
ہی باغ کھلا ہوا ہر اک سو
ہین جام برنگ لالہ و گل
ہین جھومتے مست انجمن مین
صاف برنگ گل ہین زردار
یون دانۂ لعل و دُر ہین پُر نور
اسباب دکانون مین دھرا ہی
ساقی موسم بہار کا ہی
ہی سوسن دو زبان سے جو لاگ
صد برگ نے سیکڑا لیا ہی
سوسن جو اُٹھائے بیس مین تنکو
اُٹھ جائین جو سو تو پھر ہزارا
مجکو بھی پلا دے بادہ ساقی
دکھلا دون بہار باغ نیرنگ
ہو نشۂ مے سمند چالاک
دریاے لہو کی ہو روانی

ساقی بطی کے کھول پر جلد
اس دل کی بجھا دے آگ ساقی
میخانے مین بادہ کش پھر آئے
رندون کا ہی ہو جگھ یہ جلسا
میخانے مین رند پھر ڈٹے ہین
جلسا نئے ڈھنگ کا ہی ساقی
کیا دل کو سرور دے رہی ہین
ہر جا ہین تماش بینون کے جھٹ
میخانے مین بجتے ہین دف دف
سیخون پہ کباب بھن رہے ہین
شمشاد قدون مین گل کی ہی بو
بلبل کی صدا ہی شور قلقل
جیسے جھومین شجر چمن مین
پھولون کی طرح چنے ہین دینار
جس طرح چمن مین خاک انگور
گویا کہ چمن ہرا بھرا ہی
غنچہ در گل لٹا رہا ہی
ق بھڑکی ہی چمن مین رشک کی آگ
اسبات پر اپنی جسم گیا ہی
ہیٹی نہ ہو بات ہی یہی تو
تو لڑا اپنا لٹا دے سارا
لکھون وہ فسانہ جو ہی باقی
ہی شاہِ طلسم سے مجھے جنگ
پامال کرے عدو کا اور اک
یا دورۂ جام ارغوانی

بدلی جو ہوا آنکھ محتسب کی		ہر بادہ کش اسکو سمجھے بدلی	
پیشانی مین چین اگر وہ ڈالے		میخوار اسے موج بحر جانے	
بجلی کی طرح جو چمکے تلوار		سمجھین کہ ہی موج بحر ذخار	
آنکھون مین ہو ڈھال کی سیاہی		سمجھین کہ گھٹا ہی گھر کے آئی	
گلہاے دہان زخم خندان		پھولون کے نظر پڑین خیابان	
ہو نشہ مین اسقدر چور		سمجھین لب مینع عارض حور	
اے جاہ یہ جوش طبع تا کے		مشتاق فسانہ انجمن ہی	
زینت دہ انجمن ہو تم جاہ		لکھو پھر داستان دل خواہ	
از سر بدکسہ این حکایت		آراستہ شد بدین روایت	

طلسم سازان نیرنگی بیان و نیرنگ طرازان رنگین داستان جانستان جلسہ افسانہ طرازی و جمع کنندگان مجمع محربدہ پردازی بہزاران زیب و زینت مشتاقان کلام دلچسپ کا یون جلسہ جماتے ہین اور تماشاگاہ سخن مین بدستیاری خامہ جادو نگار ارباب سیر کو اس طرح میلا دکھاتے ہین کہ جب حیرت پرکدورت حسب الحکم افراسیاب بے حجاب عازم ہوئی کہ واسطے لینے انگشتری جمشید کے جاؤن ہنوز روانہ نہ ہوئی تھی کہ پنجہ طمرنامہ لقا لایا شاہ طلسم نے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ ای بندہ خاص ہمارے ہمین خدا پرستون اور عیارون نے بہت تنگ کیا ہی اور تو ہماری خبر نہین لیتا ہی ہمنے اٹھارہ ہزار ملک باخترتیز انام ہونے کے واسطے چھوڑے کہ سب بندے مغضوب تیرے ہی ہاتھ سے قتل ہون اور فی الجملہ کسی ساحر زبردست کو اس طرف جلد بھیج ورنہ ہم تجھسے ناراض ہوکر اور سمت کو چلے جائینگے اس مضمون کو پڑھکر افراسیاب نے کچھ سحر پڑھا کہ تھوڑے عرصہ مین آندھی آئی اور بگولے کے مانند ایک ساحر زرد روسیہ قلب آرتا ہوا سامنے شاہ طلسم کے آیا تسلیم کی نذر دی ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا شہنشاہ ساحران نے اس سے ارشاد کیا کہ اے پیکان جادو تم بہر مدد خداوند جاؤ لیکن طلسم مین میلا ہونے کو ہی اتنا جلد دشمنان خداوند کو ہلاک کرنا کہ میلے مین آکر شریک ہونا پیکان یہ حکم سنتے ہی فوراً پھر کر اپنے مقام پر آیا اور بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیکر چلا یہ تو اس طرف سے روانہ ہوا مگر لشکر امیر کا حال سنیئے کہ جمہور جہان سوز ترتوسی شہنشاہ تبرزن پسر خواندہ امیر نے اجازت شکار کی امیر سے لیکر سامان صیدافگنی فراہم ہونے کا حکم دیا اسی وقت سے باز تیز پرواز و طائران جانستان مرغان

لیکر لوگ حاضر ہوے اور صیادان عقاشکار جانوران شکاری کو سامنے لائے و قراول اور پیلے چیتے اور کتون کو لیکر روانہ ہوے یہ سامان اسوقت سے کہ دام دار فلک نے مرغ زرین بال مہر کو رشتہ ظلمت شب مین گرفتار کیا اور قفس مغرب مین لیجاکر بند فرمایا ہوا کیا کہ **نظم**

شب آہنگ چون برزد از کوہ دود	برآہنگ شب مرغ دستان نمود
برآویخت ہندوے چرخ از کمر	بہاروانی شہ جرسہاے زر

آخر وہ وقت آیا کہ بیضۂ خورشید بطن زاغ شب سے نکلا اور دام کہکشان کو صیاد روزگار نے لپیٹ کر دانۂ انجم اُٹھا لیا کہ **نظم**

چو صبح از دم گرگ برزد زبان	بجفتن درآمد سگ پاسبان
خروس غنودہ فرو کوفت بال	دہل زن بزد بر نہیرہ دوال

صبح کو نماز پڑھکر شاہزادہ سوار ہوا اسپ صرصر تک کو پوقدمے پر لگاے دشت نزہت افزا کی سیر کرتا اور صناعی نیرنگ طراز قدرت کی دیکھتا روانہ تھا تا اینکہ چراگاہ وحشیان کے متصل پہونچکر صید افگن ہوا اور جانوران پرند سے آشیانۂ دہر اور مرغزار دنیا کو خالی کیا **نظم**

دران دشت از صدائے طبلک باز	ہمہ مرغان صید افگن بہ پرواز
زکیسو بردہ بازان سبک خیز	بخون صید کردہ چنگ را تیز
وزان جانب دگر شاہین تاراج	ربودہ نقد جان از کبک و دراج

جب طائران دشت سے گردون پر موے اور روے گردون خالی نظر آیا اسوقت عنان توسن خوش خرام کو شکارگور و گوزن کی جانب منعطف فرمایا ناگاہ ایک ارنا بھاگا ہوا اسکی زد پر آیا تیر اسپر مارا مگر تیر کھاکر بھاگا گھوڑا تعاقب مین اُٹھایا کچھ دور گیا تھا کہ سامنے سے ایک سوار مرکب با رفتار پر سوار ترکش مصری باندھے اور کمان کیانی مین تیر دل دوز جوڑے پیدا ہوا شہزادے نے کہا اے جوان یہ شکار میرا ہی اسکو صید نہ کرنا اس خطاکردار نے کہنا اس صیاد طائر صواب کا نہ سُنا اور تیر ارنے پر مارا کہ وہ گرا شہزادہ بھی اسکے قریب گیا اور گویا ہوا کہ اے بہادر شیوۂ مردانگی کے خلاف تونے کیا کہ باوجود ممانعت بھی پرائے صید پر دست انداز ہوا اس سوار نے کہا اے اجل رسیدہ یہ بیابان اور سرحد میری ہی تو کون ہی جو منع کرتا ہی اور یہان شکار کھیلنے کس ذریعے سے آیا ہی بہتر یہ ہی کہ سیدھا کان دبائے اپنی راہ لے ورنہ شکار شہباز اجل ہوگا اور طائر روح دام ہلاکت مین پھنسے گا مین غلام **خونخوار شراب خوار کوہی** کا ہون کہ جو اس دشت کا مالک ہی اور نام **سلیمان عنبرین مو**

ہی بڑا جرار ہی مرد میدان کارزار ہی جمہور نے یہ کلمات درشت سنکر حلم کو کام فرمایا اور تیر اپنا ارنے کے جسم سے نکالکر پھیرنے کا ارادہ کیا مگر اس سوار غلام نے تیر جو دیکھا دل کو اپنے نشانہ تیر قضا بنایا شہزادے سے کہا کہ یہ تیر میرے بہت پسند ہی لا مجھے دے اور تو اپنی راہ لے شہزادے نے فرمایا کہ ہر چند ہم ملک گیر اور کشور ستان ہین مگر تا ہم تیرے کہنے سے چلے جانے پر آمادہ ہین کیونکہ اول عجز کرنا طریقہ بہادران دوران کا ہی اب تیر تو ہمسے طلب کرتا ہی اور ہتھیار چھنوا دینا پیشۂ نامردان ہی حاصل کلام یہ کہ اپنے اوپر رحم کھاکر مجھسے آویزش نہ کر اپنی راہ لے ورنہ مارا جائیگا کہ نظم

رہا کن رہے کان زبان آورد	زہے بد خلل در کمان آورد

اس خاطی نے ایک بھی سخن صواب نہ سنا اور تیغ کھینچکر حملہ آور ہوا شہزادے نے وار اسکا رد کرکے نعرہ کیا کہ ؎

منم جمہور شاہنشاہ ترطوس	کہ بستانیم روس و تاج کاوس

اور تلوار خارا شگاف نیام سے لیکر بڑھا اس بیجا نے شمشیر جانستان کے جوہر برق خرمن ہستی سوز دیکھکر عنان مرکب پھیری اور راہ فرار اختیار کی کہ فرد

قلم کرد گوش و علم کرد دم	با صطبل رو کرد و افگندہ سم

شہزادے نے للکار کر فرمایا کہ اب میں شکار ہاتھ سے کب جانے دیتا ہون اور عقب اسکے چار ہزار سوار ملازم اسکے پیچھے تجسس کنان آتے تھے انکو اسنے حکم دیا کہ اس بے ادب کو گھیر کر مارو وہ سوار شہزادے پر حملہ آور ہوے اس نہنگ بحر تہور و جلادت نے اس بحر فوج مین غوطہ زنی فرمائی کہ بمقتضاے نظم

دو دست آوریدہ بکوشش برون	بہر دست شمشیر الماس گون
بہر جا کہ بازو برافراختی	سر خصم در پایش انداختی
دو دستی چنان میگذاریدہ تیغ	کز و خصم جان را نیامد دریغ
چو بر فرق پیل آمدی خنجرش	فرو ریختی زیر پایش سرش
چو شیرے کہ آتش زدم برزند	دم مادیان را بسم برزند

فوج جمہور کی جو پیچھے رہ گئی تھی اسوقت آکر پہونچی اور اپنے مالک کو سرگرم پیکار دیکھ کر لڑنے لگی ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا اور عین سرگرمی جدال و قتال مین صفون کو طے کرکے شہزادہ قریب اپنے عدو کے پہونچا اسنے بناچاری تلوار ماری رد کرکے شہزادے نے ہاتھ مارا کہ وہ مع راکب و مرکب

کے چار پر کالے ہوا طالب تیر آماجگاہ خدنگ قضا ہوا لشکری اسکے سب مارے گئے تھے چند مردان کارآزمودہ لاش اسکی اٹھا کر بھاگے شہزادہ شکار کھیل کر معاودت فرما ہوا اور لشکر مین پہونچکر غسل فرما کر لباس نو زیب بر کرکے بارگاہ مین آیا ہمراہیون نے کمر کھولی آسودہ ہوے جمہور بھی دست چپ مین جاگزین ہوا تاج دیکھنے لگا امیر سے کچھ ماجرا حرب وضرب بیان نہ کیا مگر لاش اس غلام کی جب خونخوار کوہی کے پاس پہونچی اور اسنے سب کیفیت جنگ سُنی آگ ہوگیا اسیوقت انتی ہزار کوہی کو حکم دیا کہ جلد تیاری کرو اور خدمت خداوند مین چلو بموجب حکم لشکر درست ہوکر طبل سفر بجا کر چلا اور یہ بھی بکروفر تمام مرکب تازی نژاد پر سوار ہوکر راہی ہوا کہ بمقتضاے ابیات

بجنبید جنبیدن با شکوہ	چو از زلزلہ کالبد ہاے کوہ	رسید ند لشکر بہ لشکر فراز
زمانہ دریں کینہ بکشاد باز	در آمد بہ غرّیدن آواز کوس	فلک بر دہان دہل دادہ بوس

راہ مین عرضی تحریر کرکے اور اسمین سب حقیقت قتل ہونے اپنے غلام کی مندرج فرما کر خدمت لقا مین بھیجی جب وہ عریضہ ملاحظہ مین گذرا لقا نے خوش ہوکر استقبال کے لیے جوانان خنجر گذار کو بھیجا لیکن جو اسیسان لشکر امیر یہان لگے ہوئے تھے عرضی کے مضمون پر اطلاع پاکر خدمت شاہ اسلام مین گئے اور سب کیفیت معرض بیان مین لائے امیر نے حال سُنکر جمہور سے فرمایا کہ ای فرزند تمنے اس لڑائی کا حال ہمسے مطلق ذکر نہ کیا جمہور نے عرض کی کہ کیا جز مقدمہ آپ سے بیان کرتا آخر جو کچھ مین نے کیا تھا وہ آپ ہی ظاہر ہوگیا یہان تو یہ ذکر تھا ادھر سے سردار استقبال کرکے خونخوار کو لائے لشکر نے اسکے داخلہ کرکے خیمہ وخرگاہ نصب کیے وہ بارگاہ مین سامنے لقا کے آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا بیٹھ کر شغل مے نوشی مین مصروف ہوا جام بلورین گردش مین تھا رقاص مجرا کر رہے تھے دن بھر تو شغل وطرب رہا جسوقت کہ فرہاد وار ماہ منیر تیشہ نور لیکر بہر تراوش کوہ ظلمت شب بے ستون چرخ پر آیا اور خسرو خاور پشت کوہستان کی طرف جاکر روپوش ہوا کہ نظم

چو گوہر بر آموز رنگی بتاج	شہ چین فرود آمد از تخت عاج
سیہ روشن از تیرہ شب تافتہ	چو آئینہ روشنی یافتہ

خونخوار کے حکم سے لشکر مین کوہیون اور لقا کے طبل جنگ بجا ہرکارے دوان دوان خدمت شاہ گیتی ستان مین حاضر ہوکر عرض پیرا ہوے کہ نظم

کہ سرسبز باد آن ہمایون درخت
بتاج و بتختش جہان تازہ باد

کہ نامش بلندست نیروش سخت
سر خصم او تاج دروازہ باد

اس شب کو لشکر بیدنیان مین طبل جنگ بجا ہی کل ہر ایک عازم دشت وغا ہوا میرنے یہ خبر سنکر حسب فرمان قضا جریان شہنشاہ دوران حکم نواخت طبل جنگ یا حکم پاکر چالاک نے فوراً نقارخانہ مین جاکر طبل سکندر پر چوب لگائی کہ جسکی چونسٹھ کوس تک صدا گئی دنیا گویا دہل گئی نظم

بغرید کوس از درِ شہریار
بہ تیرہ بغریدن آمد چو ابر

جہان شد ز بانگ جرس بیقرار
بلرزید ہر سو چو بانگ ہزبر

جہاردون مین سامان حرب کی درستی ہونے لگی لیکن سرہنگ تیزرفتار عیار لشکر عدو مین بہر دستبرد بشکل مبدل گیا خونخوار طبل جنگ بجواکر اپنی بارگاہ مین برائے انتظام لشکر دربار خداوند مین سے اٹھ کر آیا عیار اسوقت ایک چوبدار کی صورت بنکر پاس سکے آیا اور گویا ہوا کہ چلیے سرکار مین آپ کی یاد ہو رہی ہی اسنے کہا مین ابھی وہان سے آتا ہون عیار بولا کہ کار ضروری ہی بتاکید خداوند نے کہدیا ہی کہ بلا لاؤ خونخوار اسلیے کہ یہان کا رہنے والا نہین ہی جو چوبدار کو پہچانتا کہ یہ ملازم خداوند ہی یا نہین پس ساتھ ہولیا راہ مین جب کوئی مقام تنہائی ملا عیار نے حباب بیہوشی منھ پر مار کر بیہوش کرکے پشارہ مثل گٹھری کے باندھا اور رات کا تو وقت تھا ہی اٹھا بیٹھتا سامنے امیر کے آیا شاہ نے ہنوز دربار برخاست نہ فرمایا تھا کہ اسنے پشارہ لاکر سامنے رکھدیا اور سارا ماجرا بیان کیا امیر نے کہا کہ اسکو ہوشیار کرو شاید میرے سمجھانے سے راہ راست پر آجاوے عیار نے فلیتہ دافع بیہوشی دیا کہ اسکی آنکھ کھلی ایکبار چاہا کہ اٹھ بیٹھون کمند مین مضبوط بندھا تھا اٹھ نہ سکا اسوقت تو آنکھ کھولکر اچھی طرح دیکھا کہ مین کہان آیا ہون جب بغور نگاہ کی ایک بارگاہ رفیع کو دیکھا کہ نظم

یکے تخت زرین چون آفتاب
غلامانِ گل چہرہ در پای آب

در و چشمہ در چو دریای آب
کمر در کمر گرد تختش بپای

زرو م و زیران و از چین و زنگ
سلاطین صفہا کشیدند تنگ

بہ مے مجلس و چہرہ آراستہ
زرے جہان گرد برخاستہ

مے و مجلس شہ بآواز چنگ
بہ رخسار گیتی در آورد رنگ

ہر چند کہ رعب غالب تھا مگر دل کڑا کرکے پکارا کہ یا امیر خوب عیار کے بھروسے پر آپ لڑتے ہین

اور ہر ایک کو ذلیل و زبون گرفتار کرا کے کرتے ہین صاحقران نے فرمایا کہ مین قسم اپنے دین و آئین کی کھاتا ہون کہ مین نے عیار تو تیری گرفتاری کے لیے نہین بھیجا اور اب جو تو آگیا ہی تو ای بہادر تیری آبرو مین سر مو فرق نہ آئیگا بیا بیا کہ کرم کردی یہ کہکر چاہا کہ کمند کھلوانے کو کہون اسنے زور کر کے کمند توڑ ڈالی امیر نے اٹھکر گلے سے لگایا برابر اپنے کرسی دی نہایت خاطرداری کی کہ وہ اخلاق امیر اور جاہ و جلال شاہ اسلام دیکھکر دنگ ہوگیا دل سے کہتا تھا کہ اطاعت کرنا ایسے شاہ فرخندہ بخت کی سزاوار ہی جسکا مطیع گردون دوار ہی لیکن از راہ نخوت اٹھ کھڑا ہوا کہ یا امیر مین رخصت ہوتا ہون امیر نے ایک خلعت پراز گوہر اور اسپ بازین زر عنایت فرمایا کہ سوار ہوکر یہ بارگاہ لقا مین گیا اور امیر کو بہ سخن ہاے پسندیدہ یاد کیا بڑی تعریف کی یہ ماجرا سنکر بختیارک نے کہا کہ اب تمھارا رنگ بدرنگ ہی آدھے مسلمان ہوآئے اب کل اُسی بارگاہ مین بیٹھوگے خونخوار تو ہنسکر خاموش ہورہا اور ادھر بادشاہ اسلام نے دربار برخاست فرمایا سردار آکر سامان جدال کرنے لگے رات بھر دلاوران عرصہ جلادت مین تیاری رہی اسلحے کی چقاچاق سے گنبد گردان کو گردش تھی اسی درستی مین جوے شیر تنویر آفتاب کوہ خاور سے جاری ہوئی اور گرد شب کے سامنے شیرون نے نقاب رخ روشن سے اُلٹی نظم

چوگیتی در روشنی باز کرد		جہان بازی دیگر آغاز کرد	
باتش بدل گشت مست شرر		کلیجہ شد آن بیشہ گاہ ورس وار	

لشکر جانبین سے گردہ گردہ کریوہ کریوہ دادگاہ مصاف مین برآمد ہوے سرداران اسلام اور امیر عالی مقام بعد ادائے فریضہ نماز سحر در دولت شاہ عالی جاہ پر حاضر ہوے بادشاہ بھی تو مشتاق نرم تھے بہت سویرے برآمد ہوے سردارون کا مجرا اور سلام ہوا سواری حضور عالم کی سمت جنگ گاہ روانہ ہوئی وہ باد بہاری کا ہجوم قدم باقدم آگے بڑھنا اور رسالون کا پلٹنون کا سامنے سے گذرنا نسیم سحری کا فر فر جانا باجون کا بجنا ڈنکے کی صدا عجب سامان حیرت افزا تھا کہ ایسے سہانے وقت مین جوانان نوخاستہ سلح سنجوگ سے مثل زیور عروس شجاعت کے مزین تھے اور جلبہ طاعت آگے سے جلوہ گر ہوکر عہد زرین خانہ زین کو منور کیے تھے بہار گلزار بھی شجاعت دیکھنے نکلے تھے نظم

درآمد بجنبش دو لشکر چو کوہ		سزان جنبش آمد جہانی ستوہ	
فریدون نسب شاہ بہمن نژاد		چو برخاست از اول بامداد	

ہمہ ساز لشکر بہ ترتیب جنگ		برآراست از جھ تیر و خدنگ	
غبار زمین بر ہوا راہ بست		عنان سلامت برون شد ز دست	
زبس گرد بر تارک و ترک زین		زمین آسمان آسمان شد زمین	

میدان نبرد مین پہونچکر صف آرا ہوے ادھر سے لقا اور خونخوار با فوج بیشمار و جرار آئے رن کی زمین کانپنے لگی صفین جم گئین نقیب نقابت کرنے لگے کڑکیت کڑکا کہکر پہلے خونخوار گینڈے کو گچک مارکر میدان مین آکر سلح شوری دکھانے لگا آکر للکار کر مبارزخواہ ہوا جمہور دست چپ سے مرکب اڑا کر سامنے شاہ کے آیا اجازت حرب چاہی خلعت رخصت پایا جاکر حریف سے ہمکنار ہوا گینڈا اسکا سات قدم پھڑکھا کر ہٹ گیا تین قدم گھوڑا شہزادے کا پیچھے سرکا دونون برچھے اٹھاکر مرکب رانون مین مسلتے ہوے مقابل ہوے اور نیزہ بازی کی آغاز ہوئی ڈانڈا بینڈی پڑگئی سنان پر سنان بنان پر بنان بجنے لگی جب تین سو ساٹھ طعن رد و بدل ہوئین جمہور نے بندصاحبقرانی باندھکر مرکب اڑایا کہ یہ بند حریف سے کھل نہ سکے گا اور نیزہ کسی طرح نہ سنبھلا ہاتھ سے چھوٹ کر گرا اور خونخوار کے نیزہ نہ نکلا گویا سینے کے پار نکل گیا تیغہ آبدار کو کھینچکر کمر کو تپلا کر سر پر مارا شہزادے نے سپر کو چہرۂ پر نور پر لیا اور تلوار کو روکر کے تیغہ اپنا نیام سے لیا اور فرمایا کہ نوبت تو گذشت نوبت ما رسید یہ کہکر ہاتھ مارا اسنے تلوار باڑھدار دیکھکر سپر سامنے کی اور اپنے تئین کفل کر گدن پر پہونچایا شہزادے کا تیغہ سپر کاٹ کر چار انگل کا زخم سر پر دیتا ہوا گینڈے کی گردن پر گرا کہ گردن اسکی قلم ہوئی خونخوار پانون جماکر کودا اور شمشیر تولکر چلا کہ ایک ہی کڑک مین پانون مرکب شہزادے کے اڑا دون شہزادہ فی الفور جست کر کے گھوڑے کے آگے آگیا اسنے تلوار پھینک کر چاہا کہ لپٹ جاؤن اس طرف سے شہزادہ بھی چلا تھا کہ نوبت و نقارے کی صدا فلک کی طرف سے آئی اور باز دیطا قرقرے و ساحران غدار فیلان آتشین پر سوار ظاہر ہوے خونخوار ازبسکہ زخمی بھی ہوچکا تھا انکے آنے سے ٹھہر گیا سامان سواری دونون بہادر دیکھنے لگے بارہ ہزار سوار ساحر رال اڑاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے اور آگے سب کے پیکان جادو فرستادۂ شاہ جادوان بصورت مہیب اژدر وان پر سوار آکر پہونچا اور خداوند کو سجدہ کیا عرض پیرا ہوا کہ طبل بازگشت بجوایئے مین کسل سفر سے آسودہ ہون تو ان خدا پرستون کا خاتمہ کردون لقا نے دیکھا کہ خونخوار زخمی ہوچکا ہی لڑائی بن نہ پڑیگی یہ سوچکر پکارا کہ تقدیر گریز خداوندی کی فوج میدان سے مراجعت کرے بموجب حکم لشکر مین طبل بازگشت بجا خونخوار مقابلہ شہزادہ فیروزمند سے پھر آیا امیر

بھی ناچار نقارہ آسایش بجوا کر معاودت فرما ہوے لشکر خیمہ گاہ پر آکر آسودہ ہوے فوج ساحران نے بھی خیام دبارگاہ نصب کیے امیر نے شب کا دربار شاہ سے معاف کرا لیا بادشاہ آکر داخل شبستان ہوے سردار بارگاہون مین آرام پذیر ہوے ادھر **پیکان** دربار لقا مین بیٹھکر تاج دیکھنے لگا اور حال لشکر امیر کا پوچھا **بختیارک** نے ابتدا سے انتہا تک سب کہا یہ باتین بیان ہوتی ہین مگر ایک جملہ اور سنیے کہ جب **افراسیاب پیکان** کو بھیج چکا حیرت عازم ہوئی کہ انگشتری جمشید کی لیتی جاؤن شاہ نے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ اور دبیر کو حکم دیا کہ دو نامے تحریر کرا یک بنام ملکہ **افشان** جادو اور دوسرا بنام **ہوشیار** بن اثر در سوار جادو اور دونون مین مضمون یہ ہو کہ بہر مدد خداوند سمت عقیق کوہ جاؤ اور وہان نہ جاؤ تو میرے پاس حاضر ہو کہ ملکہ حیرت حجرۂ ہفت بلاے طلسم کی طرف انگوٹھی لینے جاتی ہین تا آنے ملکہ موصوف کے تم لوگ باغیون سے آکر مقابلہ کرو منشی نے حسب ارشاد توقیع و قیع ترقیم کیے شہنشاہ نے دو ساحر بلا کر نامے دیے کہ ہوشیار ظلمت مین رہتا ہی ایک شخص ادھر جاے اور ایک شخص دہنہ طلسم پر کہ جہان سے لشکر خداوند بہت قریب ہی جائے کہ ملکہ افشان شہر افشانیہ کی مالک ہین پر رہتی ہین خلاصہ کلام دونون ساحر نامے لیکر مقام مذکورہ پر گئے اور نامے دیکر جواب لیے ہوشیار نے تو لکھا کہ مین آپکی خدمت مین حاضر ہوتا ہون اور افشان نے تحریر کیا کہ کنیز خداوند سے بہت قریب ہی اگر خداوند مجھکو بہ عزت طلب فرمائین تو جاؤن اور بغیر کسی ذی عزت کے بلانے سے مین نہ جاؤن گی نامہ دار جب دونون عرضیان شاہ جادوان کے پاس لائے اسنے پڑھا افشان کے عذر پر غصہ آیا تھا مگر وہ عزیز دار ملکہ شرارہ جادو ہی جو اول مین عمرو کے ہاتھ سے بمقدمۂ گرفتاری **بدیع الزمان** قتل ہو چکی تھی اس باعث سے بادشاہ کی بھی عزیز اور بزرگ ہی شاہ طلسم غصہ کو ضبط کر کے ٹھہرا پھر کچھ سوچکر عرضی خداوند کو لکھی کہ یا خداوند قریب وہان شہر افشانیہ ہی اور وہان کی حاکم ملکہ افشان جادو ہی آپ شیطان کو بھیجکر یا بروے تمام بلا لیجیے کیونکہ اسنے یہی عذر آپ پاس آنے مین کیا ہی غرضکہ عرضی دیکر انھین دونون ساحرون کو جو نامے لیکر گئے تھے خداوند پاس بھیجا ساحر دریا سے آتر کر جب طلسم ظاہر مین آئے باہم مصلحت پذیر ہوے کہ ذرا اب لشکر مسرح کو دیکھتے چلین اور [illegible] پر اترے سیر کنان پیدل چلے عمرو بارگاہ مین مشورہ میلے کے شر سے بچنے کا کر رہا تھا یکایک اٹھکر باہر آیا کہ دیکھون لشکر حریف مین اب کیا کیا بندوبست ہی اتفاقاً باہر جب آیا دو ساحرون کو ایک سمت لشکر سے نکلکر جاتے دیکھا تو یہ بھی انکے پیچھے چلا اور ایک جگہ ٹھہر کر

صورت ساحر کی ایسی بنا وہ کچھ دور ہی گئے تھے کہ یہ انکے پاس پہونچکر باہم صاحب سلامت کر کے
گویا ہوا کہ آپ کو یا تو دربار شاہ جادوان مین دیکھا تھا یا آج دیکھا فرمایئے کہان کا عزم کیا ان دونون
نے اپنی طرف کا ساحر سمجھ کر سارا حال وماجرا بیان کیا اسنے سب کیفیت عرضی نامہ وغیرہ کی سنکر
کہا کہ بعد مدت آپ سے ملاقات ہم سے ہوئی ہی میرے غریب خانے پر تشریف لیچلیے ایک آدھ جام شراب
پیکر جایئے گا انھون نے ہاتھ باندھکر کہا مہربانی آپ کی ہمین عرصہ جانے مین ہوگا اسنے کہا اچھا تو
یہین ٹھہر جایئے میرے پاس ایک گلابی ہی وہی پی لیجیے اسکے اصرار سے وہ ساحر ٹھہرے اور دو دو
جام شراب کے کہ بیہوشی آمیز تھی پیتے ہی بیہوش ہو گئے عمرو نے عرضی افراسیاب کی جھولے سے انکے
نکالکر پھاڑ ڈالی اور اپنے ہاتھ سے عرضی کا یہ مضمون لکھا کہ یا خداوندیہ دونون ساحر بڑے حرامزادے
ہین اور نہایت مفتری ہین لیکن مجھکو بسبب مروت کے یہان سزا دینے بن نہ پڑی آپ کی خدمت
مین اسلیے بھیجتا ہون کہ جب یہ وہان پہونچین ناک وکان انکے کاٹکر خوب سی جوتیان لگا کر انکو
نکال دیجیے گا اور ایک رقعہ شیطان بختیارک کو لکھا کہ ارے حرامزادے مجھے اتنا زمانہ طلسم مین
آئے ہوے ہوا تو نے خراج ریش تراشی کہ میری جوتیان کھانے سے بال جو تیرے سر پہ ہین
جمتے وہ حجامت کا حق آج تک نہ بھیجا لازم ہی کہ سب روپیہ جمع کر کے رکھ چھوڑنا انشاء اللہ بعد
فتح طلسم بابدولت تشریف خود لاتے ہین اگر اپنے دام کوڑی کوڑی نہ پائین گے تو تیرا بھی مثل تیرے
باپ کے ہریسہ پکا ئینگے غرضکہ جب یہ لکھ چکا عرضی پر مہر شاہ طلسم کی جو اسکے پاس مصنوعی بہر عیاری
ہو کر کے پنجے عرضی کے لکھ دیا کہ ایک رقعہ بنام شیطان مین نے لکھا تھا شاید یہ ساحر برائے حرامزدگی
نہ دین تو آپ تلاشی لیکر چھنوا لیجیے گا اور شیطان اسکو الگ لیجاکر پڑھین دربار مین نہ پڑھین یہ لکھ کر رقعہ
تو ساحرون کی کمر مین باندھ دیا اور عرضی کو جھولے مین رکھکر اپنا راستہ لیا وہ ساحر بعد کچھ دیر کے
ہوشیار ہوے اور سوچے کہ شراب بہت تیز تھی جسکو پیکر بیہوش ہو گئے تھے یا یہ شخص شراب پلانے والا
عیار تھا کہ بیہوشی پلا گیا پھر کہا اگر عیار ہوتا تو بیہوش کر چکا تھا مار ڈالتا لوٹ لیتا ہماری سب چیزین
موجود ہین یہ کہکر جھولے مین نامہ دیکھا وہ بھی اسی طرح رکھا پایا کہا سامری کا شکر ہی کہ سب طرح سے
خیر ہی چلو چلو اب دیر ہوتی ہی غرضکہ یہان سے اڑکر بعد قطع مسافت راہ اسوقت آکر پہونچے کہ لقا جنگ گاہ
سے پھر کر بارگاہ مین آیا تھا اور پیکان وغیرہ سب بیٹھے تھے مگر بختیارک لشکر ساحران آوردانے
اور خیمون کے نصب کرانے کے انتظام مین تھا کہ ساحرون نے خداوند کو مجرا اور سجدہ کیا عرضی شاہ
جادوان کی پیش کی لقا نے پڑھکر پوچھا کہ کوئی اور بھی رقعہ تمھارے پاس ہی انھون نے کہا نہین

لقا نے کہا سچ ہی کہ تم بڑے دغا باز اور بد ذات ہو یہ کہکر حکم دیا کہ انھین گرفتار کرو اور جوتیان مارو لیکن وہ دونون ساحر تھے جب اپنی بے عزتی اُنھون نے دیکھی بھر کرنے لگے کہ جو گرفتار کرنے چلا بیہوش ہوا لقا نے پیکان سے کہا اے بندۂ قدرت قید کرانکو پیکان اور اُسکے مطیع سردار رد بھر پڑھ کر اُن دونون کے جاکر لپٹ گئے اور اور دے بلوہ پکڑ کر سامنے لائے لقا نے کہا ناک اور کان کاٹ کر جوتیان لگاؤ حسب الحکم جلادنے ناک کان کاٹ لیے ہر چند وہ کہا کیے کہ ہم نامہ دار اور بے قصور ہین شاہ طلسم ہمکو عزیز رکھتا ہو انشان کے بلانے کے لیے عرضی آپ کو لکھی ہو لقا نے ایک نہ سنی کہا یہ مکار ہین اور بعد ناک اور کان کاٹنے کے جوتیان اُنپر پڑنے لگین خوب بندھ کر وہ پٹے شور واویلا جو بلند ہوا۔ بختیارک دوڑا یا حال پوچھکر عرضی دیکھی پھر ساحرون کو زدوکوب کرنے سے منع کیا اور ان سے پوچھا کہ تمکو راہ مین تو کوئی نہین ملا تھا انھون نے شراب پینا راہ مین بیان کیا شیطان بولا کہ بیشک رقعہ بھی تمھارے پاس ہوگا یہ کہکر کمر مین تلاش کیا رقعہ ملا پڑھکر آنکھون سے لگایا اور پکارا کہ او بے گیدی لقا ہمارے مرشد نے ریش تراشی کا خراج مانگا ہی میرے پاس تو جمع ہی تجھکو بھی موجود رکھا چاہیے دیکھو ان حضرت نے ان دونون کے ناک وکان وہان سے کٹوا ڈالے یہ کہکر رقعہ دیا لقا پڑھکر شرمندہ ہوا اور سمجھا کہ عمرو کا یہ فتور تھا ساحرون کو تو رہا کردیا مگر بباعث اپنے خداوند ہونے کے پھر عذر نہ کیا کیونکہ لوگ کہتے کہ خداوندا آپ ہی تو پٹواتے ہین اور آپ ہی پھر منت کرتے ہین لہذا جو مشیت خداوند مین گذرا وہی ٹھیک تھا ساحران بینی و گوش بریدہ نالان و گریان سمت طلسم گئے اور یہان پیکان نے پوچھا کہ ملک جی یہ کیا معاملہ تھا اُنے کہا معاملہ کیا ہی میرے مالک اور پیر و مرشد نے جو کچھ لکھا تھا تعمیل اُسکی ہوگئی اب ریش تراشی کا خراج مانگا ہی وہ مین طلسم مین بھیجدون گا خداوندا گر نہ بھیجین گے جوتیان کھائینگے پیکان نے کہا خداوند سے بڑھکر اور کون ہو اُسنے کہا وہ بھی کوئی ہین مین نام انکا نہ لونگا میرے باپ کا ہر یسہ پکا چکے ہین غرض اس کو ثابت ہوا کہ یہ عمرو کو کہتا ہی بس یہ سمجھکر گویا ہوا کہ ملک جی توبہ توبہ کرو ایک عیار کو خداوند پر ترجیح دیتے ہو دیکھو مین ایک ساعت مین لشکر خدا پرستان غارت کیے دیتا ہون بختیارک نے کہا بس چپ رہو بہت لاف وگزاف نہ کرو مرشد زادے ہر وقت یہان تشریف رکھتے ہین ایسا نہو کہ تمھارا بھی فیصلہ کردین پیکان کو ان باتون سے غصہ آیا اور ایک تیر اپنے ترکش سے نکالکر بحر پڑھکر فولاد جادو نام اپنے سردار کو دیا کہ اس تیر کو جاکر پہاڑ پر رکھ کر منھ سمت لشکر امیر سکا کرکے کہنا کہ اے پیکان بحکم خداوند سامری جدھر تیرا منھ ہو اس لشکر پر تیر برسین فولاد تیر لیکر چلا مگر لشکر

ساحران عین جنگ گاہ مین آیا تھا عیار سمجھ چکے تھے کہ یہ جو آئے ہین فتور ضرور کرینگے بدین لحاظ صورت بدلکر بارگاہ عدو مین کھڑے اُنکے عزم کو دریافت کر رہے تھے انھون نے سب کیفیت ساحرون کے ناک وکان کٹنے کی دیکھی اور پیکان کا تیر بھینا بھی دیکھا فولاد کے ساتھ عیار بھی چلے اور باہر بارگاہ کے آکر سمک عیار تو امیر کے پاس گیا کہ انکو اس حال کی خبر دون تاکہ اسم اعظم پڑھین اور سردار سب بارگاہ سلیمانی مین چلے جائین کہ سحر کی آفت سے محفوظ رہین فی الجملہ یہ تو ادھر گیا اور چالاک بن عمرو فولاد کے ساتھ ہوا اور پاؤن شاطری مار کر اس سے پہلے کوہ کے قریب جاکر ایک کھال شیر کی کسوت عیاری سے نکالی اور اپنے جسم پر پہنکر گھنڈیان سینہ پر لگا کر درۂ کوہ مین مخفی منتظر ہوکر ٹھہرا اس عرصہ مین فولاد قریب کوہ پہونچا اور چاہا کہ گھٹیان طے کرکے پہاڑ پر جاؤن شیر دھڑدھڑا مار کر یکایک اسپر آپڑا یہ بدحواس ہوکر چت گرا اور سحر سارا بھولا اور فرط خوف سے بیہوش ہوگیا چالاک اسکی چھاتی پر اسی طرح شیر بنا ہوا چڑھا اور منھ سے سفوف بیہوشی پھونکا کہ وہ بسبب زندہ ہونے کے سانس لیتا تھا دماغ مین بیہوشی نے سرایت کی اب بالکل بیخبر ہوگیا اسنے سینے پر سے گود کر کھال اُتاری اور وہ تیر جو سحر کا تھا جھولے سے نکال لیا بجاے اسکے ویسا ہی تیر رکھ دیا اور آپ درۂ کوہ مین جاکر چھپ رہا کچھ دیر کے بعد فولاد کی بیہوشی جاتی رہی ہر چند کہ ہوشیار ہوا مگر وہی خیال پیش نظر تھا کہ شیر مجھے دبائے بیٹھا ہے اس وجہ سے گھگی بندھ گئی تا دیر آنکھ بند کیے پڑا رہا جب کسی نے اُسے آزار نہ دیا اور طبیعت نے خوف برطرف کیا قوت ادراکیہ اور متمیزہ قوی ہوئی اسوقت آنکھ کھلی اور دیکھا کہ شیر نہین ہے بس جان گرامی تو کمال عزیز ہوتی ہے اُٹھکر بھاگا کہ ایسا نہو پھر شیر آجائے جب دور نکل گیا چندان حواس درست ہوئے گرد اپنے حصار سحر کا پڑھا اور دوسری جانب بہت دور نکل گیا تو پہاڑ پر چڑھا اور تیر نکالکر جانب لشکر امیر رُخ اسکا کرکے رکھا اور یہ پکارا کہ بحکم سامری تیر لشکر عدو پر برسین اُدھر تو اسنے تیر رکھا اور ادھر چالاک وہ سے نکلکر پہاڑ پر چڑھا اور تیر کا منھ جانب لشکر لقا رکھکر پکارا کہ بحکم خداوند سامری یہ جدھر تیر کا منھ ہے اس لشکر پر تیر برسین فی الفور لشکر لقا پر ایک ابر آکر محیط ہوا اور دیر ابر پنلے سحر کے آکر روبرو ہوا کھڑے رہے ہاتھ مین تیر و کمان لیے تھے تیر بھر کمان مین پیوستہ کرکے تاک تاک کر لشکریون کو مارنے لگے پھر تو بمقتضاے بیت

کس نیاموخت علم تیر از من		کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد	

لشکری غافل شعبدہ بازی چرخ غدار سے تھے اور کوئی اپنے بستر پر زندگی سے اختلاط کر رہا تھا اور کوئی شراب پیتا تھا کہین ڈھولک بج رہی تھی ستار کہین چھڑ رہا تھا کوئی خداوند کی عبادت

مین تصویر لقا کی سامنے رکھکر سجدہ و سجود کرتا تھا خلاصہ یہ کہ سب اپنے اپنے کام مین مصروف تھے اور یہ نہ جانتے تھے کہ ترک فلک کمین گاہ مین ایسی ایسی ہزار آفتین نہان رکھتا ہی کہ یکایک نشانۂ خدنگ دل دوز اجل ہونے لگے اور دس ہزار آدمی ایک ہی بوچھار مین گر کر خاک پر مرغ نیم بسمل کی طرح لوٹنے لگے لشکر ساحران مین اور غیر ساحران مین غریو الحفیظ والامان کا بلند ہوا اور از بسکہ لشکر دور تک اترا ہوا ہی لاکھون آدمی ہی بعض ساحر سمجھے کہ یہ لشکر لقا کی شرارت ہی یہ سمجھکر ترہی اور نفیر بجا کر اپنے اپنے خیمون سے نکلکر لشکر لقا پر جا پڑے یہ بیچارے بھی گرنے لگے پلٹن رسالے بھی تیار ہوئے بعض لشکری سمجھے کہ امیر سنجون آئے ہین اور پلٹن والے جو چلے رسالہ تیار کھڑا تھا اُس سے بھڑ گئے بے پرسش تلوار چلنے لگی گوشت خرد مندان سگ کا نقشہ ہوا غوغا جو مچا پیکان و بختیارک وغیرہ دوڑے دیکھا کہ فلک پر سے تیر برس رہے ہین بختیارک ناچنے لگا اور پکارا کہ صلواۃ برابراہیم ولعنت بر لقا ای پیکان دیکھا تو نے مرشد زادے کی کارسازی کہ نفجوا ے بیت

تیر باران بلا سے ہوگئی کشت اپنی سبز	رہگیا دہقان دعاے ابر رحمت مانگتا

وہ نہ ہوا جو تو نے چاہا تھا لشکر حریف پر تیر نہ برسے ہمین پر یہ آفت آئی کہ بمصداق بیت

ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری	کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی

پیکان نے بہت جلد رد سحر پڑھا اور پہر بھر کا مل سحر خوانی کی کہ عرق عرق ہوگیا اسوقت وہ تیلے غائب ہوئے اور ابر شق ہوکر برطرف ہوگیا مگر اس پہر بھر کے عرصہ ہی مین لاکھون آدمی تیرون سے ہلاک ہوگئے تھے اب جو تیر پڑنا موقوف ہوئے تو لشکر کا باہم لڑنا نہین موقوف ہوتا اتنے بڑے لشکر کو کون روک سکے مینھ تیرون کا برستا تھا خنجر آسمان شجاعت مین برنگ ہلال تھے بہادرون کے چہرے خون بھرے ہوے آفتاب مثال تھے کہ نظم

زتاب نفس در ہوا بستہ تیغ	جہان سوخت از آتش برق تیغ	زبس عطسۂ تیغ بر خون و خاک
دماغ ہوا پر شد از جان پاک	جگر تاب شد نعرہ ہاے بلند	گلوگیر شد حلقہ ہاے کمند
سُم باد پایان پولاد نعل	ز خون دلیران زمین کرد لعل	ترنگ کمان ہاے بازو شکن
بسی خلق را بردہ از خویشتن	درخشیدن تیغ آئینہ تاب	درخشان ترا ز چشمۂ آفتاب

یہ غوغا جب بلند ہوا فولاد پہاڑ پر تیر رکھکر چلا کہ معلوم ہوتا ہی لشکر عدو پر تیر برس رہے ہین جب اپنے لشکر مین آیا جنگ عظیم برپا دیکھی سمجھا کہ فوج دشمن عاجز ہوکر یہان آگری ہی یہ جان کر لڑنے لگے شعلے آتش کے بلند ہوئے شرارے اڑتے تھے ستارے ٹوٹ کر گرتے تھے یہ شور سنکر لشکر امیر

بھی تیار ہوا سردار خیمون سے نکل آئے بادشاہ بھی برآمد ہوے کہ سمک عیار اور چالاک نے آکر بعداداب سارا ماجرا بیان کیا بادشاہ اور سردار ہنس پڑے اور چالاک کو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور فوج کو حکم دیا کہ جب تک یہ ہنگامہ رہے یہان بھی کوئی کمر نہ کھولے فی الجملہ یہان کو انتظام کر ااور اس طرف لاکھون آدمی مارا گیا جس وقت کہ نسیم سحر لبسان خدنگ سینہ ہندوی شب کے پار گذری اور شفق صبح سے زمین خون آلود نظر آئی کہ نظم

چو روز دگر مرغ بکشاد بال بغول سیہ بانگ برزد خروس		تہی شد دماغ سپہر از خیال درآمد بغریدن آواز کوس	

جم کر نبرد آزمایان باہم نے ایک دوسرے کو پچانا اور لڑنا موقوف کیا کمر کھولی خجالت سے سر زانو مین ڈالکر بیٹھے اور بختیارک ہجو ملیح کے طور پر تعریف پیکان کی کرتا ہوا پھرا کہ آپ کا مثل نہین کیا نایاب ہر آپ نے کیا حضور کی اسی ہاتھی کی مثل ہوئی جو اپنی فوج کو مارتا ہی واہ مرشد زادے واہ میان پیکان کے کیا چوٹا آپ نے لگایا سارا جادو کرنا بھلا دیا یہ کہکر خداوند سے کہا کہ آپنے یہ تقدیر کیسی کی لقمانے جھلا کر جواب دیا کہ قلم قدرت میرا اُس وقت آڑا ہو گیا جدھر قلم چل گیا چل گیا تجھے مشیت مین میری کیا دخل ہی غرض بعد اس گفت وشنید کے پیکان نے فوج ساحران کا جائزہ لیا سو دو سو زندہ بچے باقی بارہ ہزار کے بارہ ہزار مارے گئے سُنھ اپنا پیٹ لیا اور افراسیاب کو یہ سب کیفیت عرضی مین لکھکر روانہ کی اور لکھا کہ اور فوج بھیجیے یہ عرضی لیکر ایک ساحر گیا اور پہلے اسکے وہ دونون ساحر بینی وگوش بریدہ جاکر پہونچے شاہ جادوان انکا حال دیکھکر آگ ہو گیا اور جب یہ عرضی پیکان کی پہونچی فرط غضب سے کچھ التفات نہ کیا عرضی پر اور ساحر سے کہا اگر مقدمہ خداوند کا نہوتا تو مین اپنے ملازمون کا عوض لیتا خیر تو جا اور پیکان سے کہنا کہ تنہا مقابلہ کر جب مسلمان مغلوب ہونگے ان کے قتل کو فوج خداوند کافی ہی مین بعد کچھ روز کے فوج کو تجویز کر کے بھیجون گا ساحر یہ کیفیت سب سُنکر واپس آیا اور جملہ حال بیان کیا پیکان تو تنہا لڑنے پر آمادہ ہوا اسوقت خونخوار کوہی نے کہا میرے نام طبل جنگ بجوایئے غلام مقابلہ کرے گا اور بختیارک نے کہا کہ ای پیکان تم بھی جسوقت کہ خونخوار لڑنے لگے حریف پر بھر کرنا کہ خونخوار اسکو زیر کرے پیکان نے کہا ایسا ہی ہوگا غرضکہ دن بھر یہی صلاح ومشورہ رہا اور لشکر پراگندہ کو ترتیب کیا لاشین میدان سے اُٹھوائین بعد ان تدبیرات کے جب سواد شب سے حرفہاے نیک وبد نیرنگ طراز ازل وابد نے اوراق سپہر پر لکھے اور طالع مسعود اور زمان محمود کی خبر ستارے لوح فلک پر دینے لگے کہ ابیات

ز سرسبزی گنبد تا بخاک
دمردہ شدہ لوح طفلان بخاک

ستارہ برآن لوح زیبا زسیم
بنشتہ بسے حرف امید و بیم

حکم نواخت طبل جنگ دیا نقارہ رزمی گرد گرد ایا ہر کارے خبر لیکر پیش ملازمان شہنشاہ سریر گردون نظیر حاضر ہو کر شرائط ادب و مراسم تعظیم بجالائے اس طرح عرض پیرا ہوے کہ ابیات

سخن راند در پوزش شہریار
کہ باد آفرین بر تو از کردگار

زہر شاہ کاید جہان را پدید
بدست تو داد آفرینش کلید

زیر کار مغرب تو پرداختی
علم بر خط شرق فراختی

لشکر خسران مآل بدسگال مین طبل جدال بجا ہی پھر انکی شامت آئی ہی قضا نے گھیرا ہی شاہ نے بھی ارشاد فرمایا کہ یہان بھی بنام ایزد پاک بجہ ہاک نہین نقارہ کرم بجے اور ہر ایک بہادر لڑنے کا عزم کرے اس حکم محکم سے کوس اسکندری پر دوال دیا گیا شور افتاد عالم عالمگیر ہوا دانائے حرکی نے عالم صدائے صور پیدا کیا ابیات

ز غریدن کوس گردون تسگاف
زمین را برافگند خیش شگاف

ہمان نالہ ترکی برآورد شور
ببازوے ترکان برآورد زور

بعد برخاست ہونے دربار خیام ذوی الاحترام مین آکر درستی آلات حرب کرنے لگے غریو دونون لشکرون مین بلند رہا ہتھیارون کی جھنکار نغمہ عندلیب گلشن تھی جوہر شمشیر کی بہار چمن چمن تھی دلاور برنگ جوانان باغ جھومتے شاہد قبضہ تیغ کا منہ چومتے تھے اور گلستان شجاعت مین سرو آسا قیام پذیر تھے اور قمری وار طوق محبت عروس مرگ اُن کے گلوگیر تھے اسی ہنگام مین شب سوسن بہار کی بہار گلزار دہر سے مٹی اور گل زرد خورشید صحن گلشن نیلوفری فلک مین بصد آب و تاب پھولا کہ ابیات

بہنگام چو گل خوش بود روزگار
بخندد جہان چون بخندد بہار

چو خورشید روشن برآید باوج
ز روشن جہان بر زند نور موج

شہ از خواب سر برزد و آشوب پاک
دل پاک را کرد زاندیشہ پاک

بطاعت گہ آمد نیایش نمود
دیا در لشکر آذر مایش نمود

دیاری دہ خود دران داوری
کہ یارے خواست دگر یاوری

چو خطے بغلطید بر روے خاک
کمر بست و زد دامن در ع پاک

امیر نماز بحر اور ادے سے فارغ ہوکر مسلح و مکمل در دولت شہنشاہ عدل گستر پر حاضر ہوے شاہ گردون بارگاہ طاعت آلہ سے فراغت کر چکے تھے مانند آفتاب عالمتاب کے افق کاشانہ دولت سے ساطع الانور ہوے ہر ایک سردار کا بحر اور سلام ہوا اور تخت شاہنشاہ سمت شمشت مصاف چلا کیے

نہادند دش اور نگ بر پشت پیل	کشیدند شمشیر گردش دو میل
دران بین صحرائے دریا شکوہ	حصاری ز داز موج لشکر چو کوہ
سپہ را بآئین پیشینہ روز	برآراست سالار گیتی فروز
چپ و راست پیراہن آن حصار	ز پولاد بستند بر رہ غبار

میدان نبرد مین وارد ہوے تھے کہ لشکر لقا بھی بڑے کر و فر سے آیا صف آراؤن نے دونون جانب پرا جایا خس و خاشاک بیلدارون نے دور کیا سقون نے گرد و غبار بٹھایا نقیب نقابت کر کے ہٹے اسوقت فولاد جادو میدان مین بحر کی نیرنگی دکھا کر طالب نبرد ہوا جمہور شاہ سے اجازت لیکر سامنے گیا اسنے ترسول گینڈا بڑھا کر مارا اسلیے کہ اول زور سے کار برآری نہو تو بحر کردن جمہور نے ترسول رد کر کے ایک ڈانڈ نیزے کی کمر پر اس زور سے لگائی کہ وہ سنبھل نہ سکا پشت زین سے بر روے زمین گرا جمہور شل شیر غضبناک کے اپنے مرکب سے کود کر اسکے قریب آیا اور ایسی ٹھوکر ماری کہ تن خاکی کو اسکے گرد بر کر دیا ایک پاؤن اپنا اسکے پاؤن پر رکھا اور دوسرا پاؤن ہاتھ سے پکڑ کر ایسا جھٹکا دیا کہ ایک پیکر کے دو پیکر بنا دے شل کر پاس چیر ڈالا غریو جان لشکر کفار سے نکلا اور خونخوار یہ طاقت دیکھکر دنگ ہو گیا پیکان کا یہ سردار تھا اسنے سرداران باقی ماندہ کو للکارا کہ ہان اس خدا پرست کو جانے نہ دینا اسوقت سو دو سو ساحر نابخ و ترنج پکڑ کر شہزادے پر آگرا پھر تو امیر بھی اسم اعظم پڑھتے ہوے اشقر اڑا کر چلے اور جمہور کو ہٹا کر ساحرون پر جا پڑے یہ دیکھکر کوہی اور لقا پرست بھی تلوارین کھینچکر حملہ آور ہوے پھر تو بادشاہ اسلام نے تخت آگے بڑھایا اور جملہ فوج اسلام نے جنگ آغاز کی ساحرون نے نابخ و ترنج مارے وہ بیبرکت اسم اعظم سب باطل ہوے اور سردار سے سردار اور پیادے سے پیادہ سوارے سوار بھڑ گیا کچھ تلوارکا اور نشانا فاش تیر کی بلند ہوئی کہ بمقتضاے نظم

ز عکس سر تیغ و برق سنان	دل از جاے میرفت دو دست از عنان
ترنگ کمان رفت در مغز کوہ	نشانش کنان تیر بر ہر گروہ
پولادی لخت گردن کشان	برون ریختہ مغز با از دہان

زبیداد گوپال پیل افگنان — فلک جامہ درخشم نیل افگنان
نہیب پلک رک زبر پائے مور — زبال عقابان تہی کرد زور
سر نیزہ از طاسک سرنگون — بہ پرچم فرو ریخت طاس خون
سیم بادپایان ز خون چون عقیق — شدہ تا نمد زین بخون در غریق
سنان در سپر کوکب افروختہ — سپر بر سپر کوکب دوختہ
زبس خشت اینہا کہ شد بر ہلاک — بجدی ست بر کشتگان خون و خاک
سر افشانی تیغ گردن فراز — برآورد از جوی خون لالہ زار
ز ہر قبضۂ خنجری در شتاب — برآورد خون اژدہا سر ز خواب
ز بس کشتگان کرد بر گرد راہ — چو بازار محشر شدہ حرب گاہ

اسی طرح تا شام سر برسایے اور خون بہایا جس وقت کہ اژدہاے سیاہ شب نے قصہ سوار مشرق دیار کو نگلا اور تیرگی نے عالم کو گھیر لیا کہ بمصداق نظم

چو در بر قع کوہ رفت آفتاب — سیہ روز روشن فرو شد بخواب
شب تیرہ چون اژدہاے سیاہ — ز ماہی برآورد و سر سوی ماہ

بختیارک نے خیال کیا کہ رات کو ساحر باقی ماندہ بھی ہلاک ہونے لشکر لیپا ہوتا چلا آتا ہے یہ دیکھکر فوراً طبل امان بجوا کر پھر لشکر اسلام بھی معاودت فرما ہوا دونوں جگہ کے دلاور جا کر آرام گزین ہوے اور شاہ بارگاہ مین بیٹھے ساقی دمی و مطرب حاضر ہوے جام عشرت گردش مین آیا بختیارک نے کہا کیون پہلوان تم نے زوران بندگان مغضوب کا دیکھا خونخوار نے کہا ملک جی وہ لوگ ایسے ہی ہین مجھے بھی ان سے لڑنے کی حسرت ہی آپ نے آہکی جنگ ساحر کو بھیجکر مفت خراب کی بختیارک نے کہا مین چاہتا ہون کہ تم چندے یہان اور رہو اور تم خدمت امیر مین جانے کی جلدی کرتے ہو آج اپنے نام پر طبل بجواؤ اور ڈنکے کی چوٹ پر جا کر مسلمان ہو جاؤ خونخوار ان باتون کو سنکر ہنسا اور حکم نواخت طبل و نقارہ بجتے ہی ہرکارے خدمت شاہ مین جا کر مخبر ہوے اس طرف بھی دہل اور دمامے بجے تیاری جدال و قتال شروع ہوئی رات بھر درستی ہوئی جس وقت کہ طاق فیروزہ فام آسمان پر صانع قدرت نے یاقوت رخشان مہر سنگ کوہ خاور سے نکلا اور بساط گوہر آمود نوزیر شب کواکب کو لپیٹا کہ بمقتضاے نظم

چنین تا یکے روز این چرخ پیر — برآورد گوہر ز دریاے قیر

چو خورشید پرد سراز گنج نیل	فرو شست گردون قبا را ز نیل		
دگر بارہ شیران نمودند شور	ز گوران ہمہ دشت کردند گور		
بغافل درآمد جرس بادرائے	بجوشید خون از دم گرم نائے		

صبح امیر نماز پڑھکر آستان شاہ پر آکر ہمراہ خسرو بجلالہ مع سرداران عالی جاہ کے وارد دشت نبرد ہوے لقا بھی آیا کوچ دریا موج ساتھ لایا بعد ترتیب لشکر خونخوار گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا سزاے شایستہ دکھا کر طالب ستیز ہوا ازبسکہ جمہور سے یہ معرکہ اٹکا ہوا ہی اور اس ہنگامے کے موجد گویا یہی ہین اس باعث سے آج بھی انھین نے مرکب اڑایا اور اجازت لیکر میدان مین آکر مقابلہ کیا چونکہ اول روز نیزہ بازی ہو چکی تھی آج خونخوار نے گرز گران چرخ دیکر لگایا شہزادے نے اپنے گرز پر گا ٹھا اور جواب مین اسکی ضرب کے آپ بھی گرز مارا اسنے بھی گرز پر روکا مگر دونون کے گھٹنے جا کر زمین پر لگے اور کمر پر گینڈے کی وہ تکان پڑی کہ ٹوٹ گئی خونخوار کود کر گھوڑے پے کرنے حریف کا چلا تھا کہ شہزادہ بھی کود اوہ دوڑ کر لپٹ گیا کشتی آغاز ہوئی یہان مارا اور وہان پٹکا بڑی تڑپ اور جھپٹ سے خونخوار لڑنے لگا عین کشتی مین حسب فہمایش بختیارک مخفی طور پر پیکان نے سحر کیا کہ جمہور کی قوت جسم کی جاتی رہی اسنے جست کر کے باندھ لیا اس کشتی مین دن آخر ہو چکا تھا لشکر لقا مین طبل بازگشت بجا اور سب جنگاہ سے پھر کر داخل خیام بارگاہ ہوے امیر بھی بارگاہ مین آئے لشکر آسودہ ہوے امیر نے فرمایا کہ مجکو جمہور کے گرفتار ہونے کا بڑا تعجب ہی سرداروں نے عرض کیا کہ ہم جانتے ہین وہ سحر سے قید ہوا ہی یہان تو یہ چرچا ہی مگر اس طرف خونخوار نے قید شہزادے کو پہنوا کر سامنے اپنے بلایا اور بعنایت تمام خطاب کیا کہ مین نے تجکو بمردانگی میدان مین زیر کیا پھر میری اطاعت مین کیا تامل ہی خداوند کو سجدہ نہین کرتا جمہور نے کہا مجھپر سحر کیا اور دغا سے قید کر کے تو لایا اور اب باتین بناتا ہی خونخوار نے کہا مجھکو اصلا اسکی خبر نہین اور پیکان سے کہا مجھے آپ بدنام نہ کیجیے اسپر سے سحر اٹھا لیجیے اسنے اپنا جادو رد کر دیا کہ جسم شہزادے کا توانا ہوا خونخوار نے کہا آہنگرون کو بلاؤ کہ قید بھی کاٹ دین شہزادے نے یہ سنکر خانہ زور مین چرخ ارکر ہتکڑیان بیڑیان وغیرہ توڑ ڈالین خونخوار نے چاہا کہ مثل اسکے جیسا کہ امیر نے میری کی تھی اسکو بھی بہ تعظیم و تکریم مہمان بناؤن اور خلعت دیکر رخصت کرون شہزادے نے فرمایا کہ ہم غیر مذہب کے یہان شراب تک نہین پیتے اگر تجھکو ہم سے مقابلہ کرنا منظور ہی تو اٹھ کھڑا ہو کار امروز بفردا نہ گذار اسی وقت نصیب آزمائی کر خونخوار یہ سنکر دنگل سے کودا اور سر پنجے بارگاہ کے اٹھوا دیے

صحن بارگاہ کرسی و زنگل سے خالی کرایا اور آپ چست لنگوٹ باندھکر شہزادے سے مقابل ہوا بختیارک نے کہا یا خداوند میان خونخوار اب چلے کسی طرح نہ رکین گے غرضکہ دونون مین رستیان کھینچکر داؤن اور پیچ شروع ہوئے جمہور نے چار گھڑی کشتی مین اکھیڑ مار کر چار دن شانے چت کر دیا اور سینہ پر بیٹھا چاہتا تھا کہ سوال اسلام کرکے اسکے انکار پر سر اسکا گردن سے کھینچ لے لیکن اسنے چپکے سے کہا کہ اے شہریار مین آپکا غلام ہون یہان سے آپ جاکر میری بارگاہ کے قریب ٹھہریے مین بھی آتا ہون جمہور اسکے سینے سے اٹھا اور پکار کر کہا کہ ای فرقہ لقا پرستان مین جاتا ہون تم مین کوئی ایسا ہی کہ روکے مجھکو کسی نے جواب نہ دیا باہر آکر ٹھہرا بعد کچھ دیر کے خونخوار بھی اٹھکر آیا اور جمہور کو اپنی بارگاہ مین لایا اس ہنگام مین وہ بقیہ دن تمام ہوا اور فلک خونخوار نے جمہور کو اکیس کو بارگاہ زنگاری مین بلایا ماہ کو بہر دعوت

روبرو مہمانون کے پیش کیا کہ لفجوائے نظم

سیاہی ندید آمد از گنج راہ	جہان خوش نبا لشد کہ گردد سیاہ
برآشفت گردون چو زنجیر مے	بزنگی بدل گشت کشمیر مے

خونخوار نے اپنی فوج کے افسرون کو بلایا اور فرمایا آگاہ ہو کہ یہ سخرہ لقا دعوی خدائی کا کرتا ہی مگر کیسا خداوند ہی کہ جو اسکی مدد کو آتا ہی مارا جاتا ہی اور ذلیل ہوتا ہی بنابرا سکے مین نے اطاعت خدا پرستون کی اختیار کی اور خدا کو واحد اور لاشریک جانا اب تم بھی مسلمان ہو اور میرے ساتھ چلو افسرون نے کہنا اسکا بدل منظور کیا اور خدا کو یکتا اور بے مانند مانا تو اسوقت انکو حکم دیا کہ تم جاکر مخفی طور سے لشکر اپنا تیار کراؤ اور ہم بھی سوار ہوتے ہین اس لشکر بے ایمان لقا پر شبخون مار کر خدمت امیر مین چلو افسر یہ حکم پاکر گئے اور کمیدان نے پلٹن کو اور رسالے دار نے رسالے کو تیار کرایا اس اثنا مین خونخوار اور جمہور نے نکل کر فوج لقا پر حملہ کیا لشکر کو ہیون کا نام و نعرہ اپنے مالک کا سنکر تلوارین کھینچکر جا پڑا فوج لقا کی خالی تھی اسی ہزار کوہی کے گرنے سے لشکر مین کھلبلی ہوگئی فوج خونخوار نے طنابین خیمون کی کاٹ دین کہ وہ جھوم کر گرے لوگ اسکے نیچے سے نکلنے نپائے تھے کہ انھون نے گھوڑے دوڑا دیے پھر تو یہ عالم ہوا کہ جیسے دام مین چڑیان پھنس کر پھڑکتی ہین سب کا طائر روح تڑپ کر قفس تن سے پرواز کر گیا اور وہ غلغلہ اسوقت برپا ہوا کہ صیاد فلک کا کلیجہ شق ہو جاتا تو عجب نہ تھا چار طرف بدحواسی مثل ابر کے چھا گئی کہ لمؤلفہ

گرا کٹ کے خیمہ تو عالم یہ تھا	کوئی اٹھ کے بھاگا کوئی گر پڑا	کوئی اپنا گھوڑا گیا کھینچنے
تو گل خورد مین لگا کھینچنے	یہ گھبراہٹ اسدم تھی باہم دگر	کہ کھولا جو گھوڑے کو بس کھینچکر

اگاڑی نہ کھولی پچھاڑی کو کھول — چڑھے اگلے جلدی سے تلوار تول — کوئی زیر جامے کو گردن مین ڈال
یہ بولا گریبان تنگ ہی کمال — غرض اضطراب انکو اسدرجہ تھا — کہ جامے کا پیجامہ ہونے لگا
اس اثنا مین مردان جنگ آزما — علم کا دکھانے لگے راستا — چمکنے لگی برق شمشیر پھر
برسنے لگے ہر طرف تیر پھر — چلی صرصر تیغ سن سن وہان — بجھی شمع ہستی دشمن وہان
یہ اگلے تھے تلوارون نے مُنھ سے لال — کہ تھا عارض شاہد ارض لال — ہوئی آتش کینہ یہ شعلہ ور
کہ تھا ہر طرف الحذر الحذر — ہوا جان دینے کی ایسی بڑھی — کہ باغ اجل مین بہار آگئی
ہوئے قطع اس طرح سے پیل تن — کہ ہو قطع جس طرح سرو چمن — پھلے پھولے زخمون سے تھے نخل قد
گلستان تھا میدان دم جد و کد — سرون پر تھی یون ڈھال سایہ فگن — کہ چھایا ہو جیسے سحاب چمن
کشاکش مین دم اسطرح سے پڑے — کہ تار نفس کے تھے جھولے پڑے — غرض لشکر کافر بے حیا

نہ تلوار کی آنچ کو سہہ سکا — ای اضطراب مین پلٹن ایک طرف سے آئی اور ادھر رسالہ
کھڑا تھا اسکو فوج عدو سمجھکر لڑنے لگی رسالہ ایک جانب سے آیا وہ اپنے ہی یہان کی پلٹن سے
بھڑ گیا **لقا** اور **پیکان** وغیرہ بارگاہ سے باہر دوڑے سارا لشکر باہم لڑتے دیکھکر حیران تھے
کہ یہ کیا ماجرا ہی ادھر **جمہور** اور **خونخوار** تلوارین مارتے اپنی فوج کو لیکر سمت لشکر اسلام چلے یہان
بھی طلایہ قایم تھے اور ساری فوج کمر باندھے مستعد تھی اس لشکر کو آتے دیکھ کر طلایہ دار آگے بڑھے
اور پکارے کہ کون آتا ہی **جمہور** سارے لشکر کو ٹھہرا کر اکیلا فوج مین آیا سلام کیا اور سارا ماجرا بیان
کیا اسوقت لشکریان اسلام بہرا استقبال **خونخوار** گئے اور سب اسکے لشکر کے آگے لیکر آئے جملہ فوج
کے کوہیون نے خیمے برپا کیے اور استقامت پذیر ہوے اور **خونخوار** کو **جمہور** نے اپنی بارگاہ مین
لاکر فروکش کیا اس طرف لشکریان **لقا** کو باہم لڑتے دیکھکر **پیکان** نے کہا شاید **حمزہ** شبخون آیا ہی مین
بھی بھر کرتا ہون **بختیارک** نے کہا **حمزہ** کا دستور نہین جو شبخون آئے اور غفلت مین کسی کو ہلاک
کرے ہان **حمزہ** اور اسکی اولاد اسجگہ شبخون مارتے ہین کہ جہان لاکھون آدمی حریف کے ہون
اور وہ اکیلے ہون لہذا یہ مرشدی کسی اور ہی کی ہی تم بھرنہ کرو عجب نہین جو ہماری فوج آپسمین
لڑتی ہو اچھا یزدان بحر طبل امان بجاؤ کہ سب کے کان مین صدا اسکی پہونچے اگر شبخون آیا ہی تو لڑائی
موقوف نہوگی اور باہمی جنگ ہوگی تو موقوف ہوجائیگی **پیکان** نے اسکے کہنے سے کچھ بھر بڑھا
کہ ہزارون پتلے بروے ہوا اگر نعرہ زن ہوے کہ ای بندگان خداوند کیون باہم لڑتے ہو جنگ
موقوف کرو یہ ندا ہر ایک کے گوش زد ہوئی اور لڑائی موقوف کی معلوم کیا کہ آپسمین نبرد آزما

تھے آخر سب نے پھر قیام کیا مگر اس جنگ مین بھی لاکھون آدمی مارے گئے دشت مین خون کے نالے بہے رات بھر اسی ہنگامہ مین ہر شخص رہا جسوقت کہ میدان عالم شفق خونین رنگ بحر سے گلنار ہوا اور خورشید خونخوار طلعت نے جمہور انجم پر چھاپا مارا کہ نظم

دگر روز کاین بود سجادہ رنگ	ز پہلوے شب دیز بکشاد تنگ
زمین فرش سانور چون در نوشت	برآورد سر صبح با تیغ وطشت
بفرمان شہ رایت افراختند	دران بین صحرا وطن ساختند

صبح کو لقا پر ظاہر ہوا کہ خونخوار شبخون مار کر لشکر اسلام مین چلا گیا کف افسوس ملکر خاموش ہو رہا اور دہان شہنشاہ گیتی ستان تخت سلیمانی پر آکر جلوہ فرما ہوے جمہور نے آکر زمین ادب کو بوسہ دیا اور خونخوار سے نذر دلائی اور ماجرائے دوشین عرض کیا بادشاہ نے خونخوار کو براہ عنایت خلعت سے مخلع فرمایا بارگاہ رہنے کو عنایت فرمائی خراج اسکے ملک کا معاف کیا اور مہینہ سرکار سے مقرر فرمایا پھر جلسہ عیش شروع ہوا ناچ ہونے لگا مگر لشکر لقا مین ایک کہرام برپا تھا یعنے رات کو بیٹا باپ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور باپ بیٹے کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا کوئی سر پیٹتا تھا کوئی گریبان چاک تھا پیکان نے افسران فوج کو بلا کر بہت کچھ زر و جواہر دیا اور نہایت تسکین دی دلداری کی پھر خداوند سے کہا کہ مین جاکر پہاڑ پر سے سحر کرتا ہون کہ لشکر عدو پر ایسی آفت آئیگی کہ جس سے جانبری کسی طرح نہوگی یہ کلمات سنکر لقا کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ صدف جادو نام ایک سردار نے عرض کیا کہ آج مین طبل جنگ بجواکر امیدوار ہون کہ اپنا سحر عدو سوز حضور کو دکھاؤن پیکان نے کہا کیا مضائقہ ہی یہ حکم سنکر صدف سحر کرکے اٹھ گیا اور اپنے خیمہ مین دن بھر سحر جگایا کیا جبکہ صدف چرخ سے گوہر تابدار کوکب ظاہر ہوے اور رشتہ عقد ثریا ہمسلک مالہاے درشہوار ہوا کہ ابیات

چو از تیرہ شب روز روشن نہفت	طلایہ برون رفت جاسوس خفت
شب تیرہ پہلو بہ بستر ببرد	بطالع ثمرد ہی ستارہ شمرد

شام ہوتے ہی طبل جنگ گڑگڑایا صدا اسکی مثل موج کے لشکر مین پھیلی ہرکارون نے جاکر بادشاہ سے عرض کیا کہ بیت

شہا شہریارا جہان داورا	فلک پایگہ مشتری پیکرا

آج پھر گبران ماہنجار آمادۂ کارزار ہین نقارۂ رزمی بجا ہی ہر ایک آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہی

شاہ اسلام نے نقارہ بجوایا وہی قہر و غضب کا ہنگامہ لشکر مین شب بھر برپا رہا جسدم کہ عروس عالم کو مادر دہر نے زیور زرین تار شعاع مہر سے آراستہ کیا اور جہان دودانگنی ظلمت شب سے رہائی پاکر خل یغما دخلج کے روشنی پذیر ہوا کہ **نظم**

دگر روز کاین ساقی صبح خیز دو لشکر چو دریاے آتش دمان	زمے کرد بر خاک یاقوت ریز کشادند باز از کمینها کمان

امیر مسجد سے دید دولت شاہ پر آئے اور تخت بادشاہی کو قلب لشکر مین رکھکر بڑے کروفر سے داخل دشت مصاف ہوئے اس طرف سے لشکر حریف بھی آکر صف آرا ہوا اور بعد ترتیب لشکر **صدف** نے اژدر اژدا کر للکارا مبارز طلب کیا **خونخوار** شاہ سے اجازت لیکر سامنے گیا **صدف** نے ایک ناریل بحر کا مارا کہ یہ بہادر بیہوش ہوگیا اسنے باندھکر لشکر مین اپنے بھیجدیا اور پھر طالب رزم ہوا دس سردار پے در پے جاکر اسیر ہوے اسوقت **چالاک** عیار جو رکاب امیر کی تھامے تھا چھوڑکر سمت صحرا گیا اور مثل مبارزان عرصہ شجاعت کے تلوار و تیر ترکش وغیرہ اتھیار جسم پر لگاکر مرکب بادرفتار پر سوار ہوکر للکارتا ہوا سامنے **صدف** کے آیا **بختیارک** نے اسکو دیکھکر کہا اے **پیکان** مرشد زادے لڑنے آئے ہین اپنے سردار کو بلا لو نہین مارا جائیگا **پیکان** بولا کہ تو واہی ہوا ادھر **صدف** نے ناریل بحر پڑھکر چاہا کہ لگاؤن **چالاک** نے پتھر منجنیق مین رکھکر مارا کہ کاسہ سر اسکا ترش کر دور گرا شور اسکے مرنے کا برپا ہوا **بختیارک** صلوٰۃ پڑھنے لگا سردار جو لشکر اسلام کے فوج عدو مین گرفتار ہوے تھے ہوشیار ہوئے اور اپنے تئین قید دیکھکر زنجیرین بیڑیان توڑ تلوارین مارتے چلے **پیکان** نے کہا انسے کوئی نہ بولے دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ کہکر طبل امان بجوا کر پھرا امیر بھی داخل بارگاہ ہوئے لشکریون نے کمر کھولی **گرغبار** جادو اور **اثیت** جادو سے **پیکان** نے حکم دیا کہ تم جاکر پہاڑ پر بحر کرو وہ دونون پہاڑ پر گئے اور زمین کو خون خوک سے لیپ کر چوکا دیا اور اسی خون سے نہاکر منقل آتش رو بر درکھکر بحر پڑھا اور تل منقل پر چلائے کہ شعلہ بھڑک کر بلند ہوئے اور ایک ناریل زمین پر مارا کہ وہ زمین مین سما گیا لشکر اسلام مین سب بآرام بیٹھے تھے کہ یکایک زلزلہ آیا زمین شق ہوگئی لوگ غرق ہوئے **چالاک** وغیرہ چند عیار بھاگ کر لشکر کی حد سے باہر نکل گئے اور لشکریان اسلام بارگاہ سلیمانی مین دوڑ کر چلے آئے امیر سے آکر ماجرا بیان کیا اور جہانتک اس بارگاہ مین لوگ سما سکے آکر ٹھہرے باقی بھگدڑ پڑ گئی امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے شکیزے پانی کے لیکر ہر سمت چھڑکتے کہ ایک جانب سے دریا آگ کا موج مارتا ہوا ظاہر ہوا امیر نے جہان تک حصار پانی سے کھینچدیا وہان تک نہ زمین شق ہوئی نہ دریاے

آتش آیا مگر گرد لشکر کے دریا محیط ہوگیا راہ آمد و رفت بند ہوئی امیر کہان تک حصار باندھتے کیونکہ لشکر کئی فرسخ تک تھا جو لوگ بارگاہ اور اندر حصار کے تھے وہ تو محفوظ تھے اور باہر کے آدمیون مین تلاطم تھا بھگدر پڑی تھی حتی الامکان بھاگ کر حصار مین فوج نے اپنے تئین پہونچایا تلے اوپر آدمی بوجہ کثرت کے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ خیام اور بستر سب غرق دریاے آتش ہوگئے ہین مرکز خاک کرۂ نار ہی ہواے سموم چلتی ہی مچھلی بازو کی آگ اگلتی ہی اس طرح رومین رومین سے بسبب حرارت کے چنگاری نکلتی ہی اُف اُف ہر دہن سے جاری ہی ظاہر ہی کہ یہ شرارت انسانون کی ہی جو فرقہ ناری ہی دل سینون مین جلتے ہین آبلے دانون کی طرح بھنتے ہین کہ **نظم**

شعلے پیدا تھے پیرہن سے	چنگاریان اڑتی تھین بدن سے
آتش افشان ہوا تن کوہ	برفستان مین تھا مسکن کوہ
جو سنگ تھا وہ شرر فشان تھا	اوسے پہ سماق کا گمان تھا
دل اہل جہان کا جل رہا تھا	آہون سے دھوان نکل رہا تھا
دست مژگان سے دیدۂ تر	پنکھے جھلتے تھے مردمک پر
سد و دھتی سیف کی روانی	قطرہ لب تیغ پر تھا پانی

آخر ادھر تو سب نے سجادے بچھاے اور دعا درگاہ مین خدا کی کرنے لگے اور اس طرف عیار صورتین بدلکر لشکر لقا مین گئے اور فکر عیاری مین ٹھہرے اور جو اسیسان لشکر عدو نے یہ خبر لقا کو پہونچائی اس گبر کو موقع افتخار ہاتھ آیا پکارا کہ دیدی قدرت مرا کیسا غضب مین نے بندگان منصوب پر نازل کیا سب کافرون نے کہا کہ برحق یا خداوند تجھ مین بڑی قدرت ہی بیان تو یہ تذکرہ ہوا ادھر عیار جو لشکر مین پھر رہے تھے انمین سے **نرگ خطائی** اس طرف جا نکلا کہ جہان پکان کا باورچیخانہ ہی یہ ازبسکہ بشکل ساحر تھا داروغہ مطبخ کو اشارہ سے بلایا وہ سمجھا کہ ساحر میرے مالک کا نوکر ہی کچھ تو سبب ہی جو بلاتا ہی غرضکہ اٹھکر قریب آیا اس نے کہا مین ابھی دربار مین تھا حضور فرماتے تھے کہ داروغہ مطبخ کا تغلب و تصرف کرنا ظاہر ہوچکا ہی سزا دینا واجب ہی داروغہ کا یہ کلام سنتے ہی جی چھوٹ گیا اسنے کہا گو کہ تم مجھے نہین جانتے ہو مگر مجکو تمھارا بہت پاس ہی چلو دیوانجی سے تمھاری سفارش کردون کہ حساب ٹھیک کردین داروغہ اسی وقت منت کرتا ہوا ساتھ ہوا اسنے مقام تنہائی پر اسکو لاکر جام بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوا فی الفور یہ صورت اسکی بنا پیرہن اسی کا پہنکر اور اسکو زیادہ تر بیہوش کرکے گٹھری باندھکر جنگل مین لاکر مار ڈالا اور آپ وہان سے مطبخ مین آکر اہتمام کھانا پکانے کا کرنے لگا

آخر سب کھانے مین بیہوشی ملادی اور دہان **پیکان** کو جب بھوکھ لگی تو دربار سے اُٹھکر آیا کھانا طلب کیا دارو غہ نے خوان کھانے کے بھجوائے اور خدمتگارون کو بھی کچھ کھانا دیا پھر سامنے مالک کے حاضر ہوا وہ اپنے رفیقون کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جب کھا چکا چاہا دربار مین جاؤن مگر سر پھرنے لگا لیٹ رہا اور یہی کیفیت سب رفیقون اور نوکرون کی ہوئی آخر سب بیہوش ہوے **نیرنگ** خنجر نکالکر جا رہا تھا کہ اسکو ذبح کرے اتفاق سے ایک ساحر **میخوار** جادو نام باہر سے آیا اسنے دیکھا کہ ساری محفل بیہوش پڑی ہی اور ایک شخص **پیکان** کو قتل کیا چاہتا ہی یہ دیکھتی ہی سحر سے **نیرنگ** کو گرفتار کیا اور پوچھا تو کون ہی اسنے کہا عیار ہون اور قتل کرنے ساحرون کو آیا تھا **میخوار** سارا حال سُنکر اسکو باہر لیکر چلا کہ قید کرا آؤن جب بارگاہ کے باہر آیا **سرہنگ مصری** عیار بھی بہر عیاری آیا تھا اسنے پشت پر سے حلقے کمند کے مارے **میخوار** غافل تھا اُلجھکر گرا جب تک سنبھلے سنبھلے اس نے خنجر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا غل اور شور برپا ہوا **نیرنگ** اور **سرہنگ** دونون بھاگ گئے ساحر شور سُنکر دوڑے بارگاہ مین آکر **پیکان** وغیرہ کو ہوشیار کیا جب سب ہوشیار ہوے **پیکان** کے حواس باختہ ہوگئے اور جلد سوار ہوکر دربار خداوندی مین گیا عیارون نے اسکو جاتے دیکھکر تعاقب کیا صورت بدلکر دربار مین جا کھڑے ہوے **پیکان** نے سب کیفیت بیان کی کہ آج عیار مجھکو قتل ہی کر چکے تھے **بختیارک** بولا کہ آج بچ گئے تو کل قتل ہوے اب بچنا دشوار ہی مرشد زادے در پی ہلاک ہو چکے اسی گفتگو مین **عنبار** اور **اتیست** بھی پہاڑ پر سے آئے **بختیارک** نے کہا تم نے لشکر اسلام پر سحر کیا ہی یہان ٹھہرو نہین ہلاک ہوگے **اتیست** نے یہ سُنکر **عنبار** سے کہا کہ کوہ عقیق کے پاس کوہ سبز ہی وہان ایک احاطہ سحر بنا ہی اور اسمین ایک جوگی میرا دوست اور اسکے چیلے رہتے ہین وہان چلکر ہم تم بھی رہین اور **حمزہ** کا اسم اعظم بند کرین کیونکہ ہمنے یہ سحر ایسا کیا تھا کہ تمام عالم دریاے آتش مین غرق ہوجاتا مگر **حمزہ** نے حصار کرکے لشکر اپنا بچا لیا اور محنت گوارا کرکے سارا سحر دن بھر مین باطل کر دیا یہ کہکر کوہ سبز کی طرف چلے اس وقت **بختیارک** نے کہا تمنے بڑا غضب کیا جو نشان اپنے مسکن کا بتا دیا عیار وہان پہونچین گے کیونکہ وہ یہان ضرور ہونگے یہ کلام سُنکر **اتیست** ہنسا اور کہا جو وہان آئیگا مارا جائیگا ہم اسلیے وہان جاتے ہین کہ تنہائی مین اپنے بیگانے کی تمیز ہوتی ہی کثرت لشکر مین عیار شناخت نہین ہو سکتے اور بچنا بھی محال اور دشوار ہی یہ کہکر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوے عیار بھی انکے تعاقب مین باہر بارگاہ کے نکلے اثنار راہ مین **چالاک** اور **ابوالفتح** سے ملاقات ہوئی اور کل حال انسے بیان کیا انھون نے کہا تم ذرا دیر

یہین ٹھہرو ہم کوہ سبز کی طرف جاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوے مگر اول وہ دونون ساحر احاطۂ
سحر کے قریب پہونچے دیکھا دروازہ بند ہی یہ سحر سے دیوار پھاندکر چلے جوگی کے چیلون نے غل مچایا
کہ چور آئے انھون نے قریب جاکر جوگی سے اپنے تئین ظاہر کیا اسنے پہچان کر اتیت کو گلے سے
لگایا مرگ چھالا بچھا دیا یہ دونون بیٹھے پھر چیلون سے کہا تمھارے یہان مہمان آئے ہین جلد
انکے لیے بھوجن لاؤ چیلے کچھ حلوا اور پوری اور مٹھائی تھالیون مین لائے اتیت نے کہا پہلے تشنے
پانی سے فراغت کرلین تو کھائین جوگی نے چیلون سے کہا شراب انکے لیے جلد لاؤ چیلے گویا
ہوے کہ بابا جی دارو تو نہین رہی ٹھنڈھائی یعنے بنگ ہی جوگی بولا کہ بازار سے لے آؤ دو چیلے
نکلکر روانہ ہوے جب کوہ سبز سے آگے بڑھے ادھر سے دونون عیار احاطۂ سحر ساحر بنے ہوے
ڈھونڈھتے آتے تھے چیلون کو دیکھکر قریب آئے اور کہا احاطۂ سحر مین ہمارے مالک گئے ہین
تمکو وہ مقام معلوم ہو تو بتا دو چیلون نے کہا تم اتیت کے نوکر ہو عیارون نے کہا ہان چیلے
بتانے لگے ادھر سے پھرکر یون سامنے کو جاؤ تو مرگھٹ ملے گا اسکے آگے ببول کا جنگل ہی اسمین
ہوکر جہان ندی ملے اسی کے کنارے احاطہ بنا ہی عیار جب یہ سن چکے پوچھا تم کہان جاتے ہو
انھون نے سارا ماجرا شراب منگانے کا بیان کیا عیار پاس تو کھڑے ہی تھے سنتے سنتے دونون
نے بیضۂ بیہوشی مارے کہ چیلے بیہوش ہوئے یہ انکی صورت بنکر لباس وہی پہنکر بوتلین شراب
کی آغشتہ بدارو سے بیہوشی لیکر اسی پتہ پر جو سن چکے ہین چلے اور آکر احاطہ سحر مین پہونچے دیکھا
کہ احاطہ مین مختصر سا باغ لگا ہی گل وثمر سے پھولا پھلا ہی بیچ مین چبوترے پر جوگی کان مین
کنڈل پہنے ہاتھون مین لوہے کے کڑے ڈالے بھبھوت ملے بیٹھا ساحرون سے باتین کر رہا ہی
دونون عیارون نے بوتلین جاکر سامنے رکھدین ساحر تو انتظار شراب مین کھانا لیے بیٹھے ہی تھے
فوراً کھان بھر بھر کر پینے لگے جوگی نے چیلون سے کہا میری ٹھنڈھائی بھی لاؤ عیارون نے الگ جاکر چیلون سے جو دو
ایک ہان تھے بنگ طلب کی انھون نے کہا طاق پر رکھی ہی اور وہین سل بھی ہی اسوقت گھوٹنے مین مزہ ہوگا جاکر پیس لاؤ مگر ذرا
زیادہ بنانا کہ ہم تم بھی پئین عیار گئے اور بنگ پیسکر چھانکر بیہوشی ملاکر چیلون کو تھوڑی دیتے آئے
باقی لٹیا مین بھرکر سامنے جوگی کے لائے وہ بھی پی گیا بعد ایک لمحہ کے سب بیہوش ہوے
عیارون نے سب کے سر کاٹ ڈالے غل اور شور برپا ہوا عیار بھاگ کر لشکر کو چلے یہان وہ
حصار آتش جوگر لشکر تھا غائب ہوگیا اور اہل اسلام نے بلا سے نجات پائی طبل بشارت پر چوب
پڑی جواسیس لشکر لقا خبر لیکر گئے اور بعد ادائے مراسم ادب عرض رسا ہوئے کہ لشکر عدو نے سحر کی آفت

سے نجات پائی اور شیطان پکارا کہ وہ مارا کیون مین نہ کہتا تھا کہ اب جانبری غیر ممکن ہی **پیکان** کو اسوقت غصہ آیا اور کہا یا خداوند آپ کیسی الٹی تقدیر کرتے ہین جو آپکی مدد کرتا ہو وہی مارا جاتا ہی لقا نے گڑگڑا کر بعتاب کہا کہ اے بے ادب تو بھی اس لایق ہوا جو مشیت ایزدی مین دخل دینے لگا اب تو بھی مارا جائیگا **پیکان** خفا ہونے سے خداوند کے ڈر گیا اور خاموش ہو رہا از بسکہ اس ماجرے کے گذرنے مین دن ختم ہو چکا تھا اور شب مثل جوگی کے کنڈل مارے ماہ کا کان مین ڈالکر احاطہ چار دانگ عالم مین آئی تھی اور ستارون کو چیلون کی طرح اپنے ساتھ لائی تھی کہ

بمقتضاے ابیات

چو سلطان شب چتر بر سر گرفت	سواد جہان راہ عنبر گرفت
ستارہ چنان گنجے از در فشاند	کہ مہد زمین گاؤ بر گنج راند

پیکان نے طبل جنگ بجوا دیا جسکی کیفیت تمع ہمایون شاہ اسلام مین ہرکارون نے پہونچائی ادھر بھی نقارہ سکندری بجا حسب دستور دربار برخاست ہوا بہادر تیاری جدال وقتال کی کرنے لگے اُدھر **بختیارک** نے کہا ای **پیکان** آج تم بچتے نہین معلوم ہوتے اسنے کہا تو ضرور سچا ہی لیکن مین بہت ہوشیار رہونگا یہ کہکر دربار سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا چار شمع بھر پڑ بھکر چار سمت بارگاہ کے روشن کر کے ملازمین وغیرہ سب کو باہر بارگاہ کے بھیجدیا اور سرپچے بارگاہ کے اُٹھوا دیے کہ روشنی دور تک شمعون کی پھیلی غرض ایسا بندوبست کر کے باطمینان تمام آرام پذیر ہوا اور لشکرون مین ہتھیار صیقل ہونے لگے بہادر منچلے داد شجاعت دینے لگے لیکن عیاران اسلام اس فکر مین چلے کہ بن پڑے تو **پیکان** کو اس شب خواب مرگ مین کرین اس ارادے پر جب لشکر اعدا مین پہونچے دیکھا کہ بارگاہ کے سرپچے اُٹھے ہین شمعین روشن ہین **پیکان** آرام کر رہا ہی حاجب دربان کوئی نہین سناٹا ہی یہ دیکھکر باہم کہا اسمین کوئی امر ارہی ہم سب یہان ٹھہرین ایک شخص جاکر عیاری کرے آخر یہی کیا سب ٹھہر گئے اور **سرہنگ** آگے بڑھا جب شمع کی روشنی مین پہونچا سوجھنا موقوف ہو گیا ناچار پھر آیا علیحدہ جب ہوا پھر دکھائی دینے لگا یہ سمجھا آنکھ مین وہان کچھ پڑ گیا تھا یہ سوچکر آنکھ ملتا ہوا پھر آگے بڑھا پھر وہی نقشہ ہوا اسوقت خیال کیا کہ یہ شمعین بھر کی ہین اب کی پھر کر اپنے ساتھیون پاس آکر سب حال بیان کیا عیارون نے کہا نقب لگا کر اندر بارگاہ کے چلو شمعون کو اوپر جلنے دو یہ کہکر **چالاک** ایک گوشے مین گیا اور نقب کھودنے لگا جب شمع کی روشنی جس جگہ پر تھی وہان پہونچا خنجر نے زمین کو نہ کھودا اور

زمین فولاد کی طرح سخت تھی مجبور ہو کر نقب سے باہر نکلکر منہ اُسکا بند کر کے یا ہم صلاح کی کہ ایک پہاڑ پر چڑھکر شمعون کو پتھر مار کر گرد برو کرین اور ایسا ہی کیا مگر جو پتھر مارا وہ اُلٹا پھر آیا شمعون تک نہ پہونچا خلاصہ یہ کہ کوئی تدبیر پیش نہ گئی آخر وہ رات تمام ہوگئی اور کماندار مشرق چرخ مقوس بر پائیگان شعاع آیا اور خیل انجم ہندی شب آماجگاہ خدنگ فنا ہوا کہ بمقتضائے نظم

دگر روز کین ترک سلطان خکوہ	ز دریائے کین کوہ برزد چو کوہ		
گراینده شد ہر دو لشکر بخون	علم بر کشیدند چون بے ستون		
در آمد ز دریا بہ غریدن ابر	ز ہر بیشۂ سر برون زد ہزبر		

سیاہ ہر دو سو کینہ خواہ دشت مصاف مین آئی بادشاہ جمجاہ کو تمام سردار مع امیر نامدار کے عیش محل سے لیکر جنگاہ مین آئے ایک طرف سے **لقا** مع **پیکان** رو سیاہ کے با فوج بیشمار وارد ہوا تق گرد ایسا بلند ہوا کہ خاطر پر گردون کے غبار ستم آیا نوجوانون کو خاک مین ملانے کا موقع ملا فوج مین صف کشی ہوئی دشت نبرد صاف ہوا مگر دلون مین کدورت آئی نقیبون نے نذ ست دُنیاے فانی سُنائی کہ **بیت** نہ اسفندیار جہانگیر کرد ✤ کہ از چشم زخم جہان جان نبرد ✤ ہان دلیرو نہ اسفندیاں ہی نہ رستم وستان ہی فقط نامور کی باقی داستان ہی تم بھی گوے شجاعت میدان سے لیجاؤ رستم کی روح کو شرماؤ خلاصہ بعد ترتیب لشکر **پیکان** پھولون کی چھڑیان بجاے تیغ و تیر و سنان کے لیے میدان مین آکر سبا زر خواہ ہوا لشکر اسلام سے **فرامرز** عاد سغربی پسر خواندہ امیر شاہ ملک مغرب کا بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے اسکے گیا اور طالب ضرب ہوا اسنے پکار کر کہا کہ اے نسیم یہ شہزادہ گرمی مین آیا ہی اسکو ٹھنڈا کر دے یہ کہتے ہی ایک جھونکا ہوائے سرد کا آیا کہ **فرامرز** گھوڑے سے بیہوش ہو کر گرا بعد ملنے کے یہ جب ہوشیار ہوا اسنے پھول کی چھڑی کندھے پر رکھکر کہا اے شہزادہ خداوند سامنے کھڑے ہین جاؤ اور سجدہ کرو اپنے معبود کو پہچانو **فرامرز** اسی وقت گھوڑے پر چڑھکر سامنے **لقا** کے گیا اور سجدہ کر کے صف لشکر مین اسکی جا کھڑا ہوا اس گبر نے کہا آخر میرے بندے ہین کہان تک نہ مجکو پہچانینگے غرضکہ بعد جانے **فرامرز** کے **پیکان** نے پھر سبا زر طلبی کی سرداران **فرامرز** ایک کے بعد ایک بارادہ رزم گئے مگر اُسکے سحر سے **لقا** پرست ہوئے چار سو سردار شہزادہ مذکور کا جب جا چکا اُسوقت **علم شاہ** بن **حمزہ** اجازت لیکر سامنے گئے مگر ان کو بھی زمانے نے سرد مہری دکھائی یعنی جھونکا ہوائے سرد کا کھاکر اول تو بیہوش ہوئے اور دوبارہ پھول کی چھڑی سے **لقا** پرستی اختیار کی خلاصہ کلام دن بھر یہی ہنگامہ گرم رہا کئی ہزار

مرد جرار آزمودہ کار جا کر دشمن کا شریک ہوا جسوقت کہ ہندوے شب تعالی ماہ کی لیکر پوجا کرنے آیا اور ترک خاور مثل شہزادۂ مغرب کے سر بسجود ہوا کہ ابیات

بدینگونہ تا شب درآمد بسر		نشد زخم کس در میان کارگر	
بہ مہلت زشب ہر دو خواہ آمدند		زمیدان سوخواب گاہ آمدند	

لشکرون مین طبل آسایش بجا امیر غمناک بقیہ فوج لیکر مراجعت فرما ہوئے لشکر آسودہ ہوا عیار فکر عیاری مین راہی ہوئے اس طرف لقا نے سرداران اسلام کے لیے بارگاہ ہاے گوہر نگار رہنے کو اور کنیزان فاخرہ لباس وماہ رخسار خدمت کو عنایت فرمائین اور بارگاہ مین روبرو اپنے کرسیان مرصع کار بیٹھنے کو دین اور استفسار کیا کہ لشکر اسلام سے مقابلہ کروگے ہر ایک نے اقرار کیا کہ جو خداوند کی اطاعت نکریگا ہم اسکے دشمن ہین لقا ان باتون سے بہت خوشنود ہوا اور حکم کیا کہ یہان جو دریا کہ واقع ہوا ہی کنارے اسکے بساط شاہانہ اور اسباب ملوکانہ وساز وسامان خسروانہ مہیا ہو کہ مین ان شہزادون کی دعوت کرونگا اس حکم کے سنتے ہی سلیمان اور ملازم اُسکے روانہ ہوے ایک بیشہ سبز وخرم برلب آبجو تجویز کر کے تعمیل حکم کرنے لگے روشنی بہ از فروغ مہر وماہ کردی فرش قاقم لب ساحل بچھایا کہ جسکی صفائی کے روبرو چہرہ ماہ داغی نظر آیا نظم

چو بینو چراگاہے آمد پدید		کہ از خرمی سر بمینو کشید	
پے آہو از چشم انگیختہ		چو بر نیفہا نافہا ریختہ	
سوادے کہ در وے سیاہی نبود		دگر بود جز پشت ماہی نبود	
برآراستہ بزمے چو روضہ بہشت		کہ دندان شیران بران سیر پشت	
نشاطے مے قرمزی ساختند		نشاطے ہم از قرمز انداختند	
نشستہ برامش زہر کشورے		غریب اوستادے وراشگرے	
نواساز خنیاگران شگرف		بقانون نوازان برآوردہ حرف	

جملہ ساز عشرت مہیا ہو چکا اور لقا سرداران اسلام کو لیکر انجمن انبساط مین آکر بیٹھا اسوقت صحرا کی سرسبزی اور نازنینان شام زلف وصبح رخسار کا مثل بحر خیزی کے خندہ زن ہونا اور ایک لطف تازہ اور مسرت بی اندازہ دیتا تھا ساقیان مہر دیدار زیور جواہر کا رہنے حاضر تھے شراب یاقوت رنگ سے دل ودماغ مالامال کامرانی کرتے تھے فی الجملہ بختیارک نے کان مین خداوند کے کہا کہ سرداران اسلام مسحور بحر ہین اسوقت شراب ہمارے یہان کی کہ انکے نزدیک کافر ہین

پی لینگے مگر جب انکو ہوش آئیگا اور سبا دا مثل اور ساحرون کے پیکان بھی مارا گیا تو پھر یہ لوگ اس طرح بُرے طور سے پیش آئینگے کہ جان نہ بچے گی کیونکہ کہین گے ہمکو شراب کا فر و غیر مذہب نے پلاکر خراب کیا لازم ہو کہ ان مین سے ایک شخص سے حکم دیجیے کہ ہمنے سُنا ہی کہ اہل اسلام مین شراب عمدہ ہوتی ہی تم جاکر خرید کر لاؤ اور اپنے ہی ہاتھ لیے سب اپنے بھائی بندون کو بلاؤ لقا نے اس رائے کو پسند کیا اور فرامرز سے یہی باتین آموختہ شیطان کہین فرامرز اُٹھکر لشکر اسلام مین گیا طلایہ دار نے اپنے شہزادے کو دیکھکر منع نہ کیا سوچا اگر مانع ہونگا یہ مجھکو مارینگے اور مین انپر ہاتھ نہ اُٹھا سکونگا فی الجملہ شہزادے کو دیکھکر میخانے سے پکڑکر تنگہاے شراب لایا اور سب کو پلانے لگا جلسہ ناؤ نوش شروع ہوا اور عیاران اسلام بھی اس دشت مین پھر رہے تھے ان مین ابو الفتح قریب انجمن گیا اتفاق سے ایک ساقی بچہ کسی کام کو اس طرف آیا اسنے دوڑکر حباب بیہوشی اسکے مارا کہ وہ چکر کھاکر گرا ازبسکہ ہجوم خلق تھا کسی نے اسکو نہ دیکھا ساقی کو یہ اُٹھاکر الگ لایا اور پیرہن اسکا لیکر صورت اسی کی ایسی بنکر محفل مین آیا اور جام شراب آغشتہ بیہوشی سامنے پیکان کے لایا اسنے اسکی صورت دیکھکر ایک قہقہہ لگایا اور بحر کیا سہ روغن مُنھ پر سے عیاری کا اُڑگیا اسنے گرفتار کر لیا اسکے گرفتار ہونے سے پھر اور کوئی عیار جسارت پذیر نہوا اور یہ جلسہ ایک رات اور دن عبر جمع رہا جسوقت کہ فراش روزگار نے بساط زعفرانی زرد اُٹھایا اور پرند مشکفام حریر سیاہ شب کو عالم مین بچھایا کہ نظم

چو شب قفل فیروزہ برزد بہ گنج	بزاد وے کافور شد مشک سنج
دلشکر گہ شاہ فیروز مند	غریوے برآمد بہ چرخ بلند

طبل جنگی بجے شاہ اسلام سے ہرکارون نے جاکر بہزاران احترام خبر دی اس طرف بھی دہل و نقارے نواخت مین آئے اہل اسلام کے دلون مین خوف و بیم پیدا ہوا کہ کل بڑا معرکہ پڑیگا ہمارے سردار جو مسحور ہین اُنسے سامنا ہوگا اسطرف خشوع و خضوع و زاری تھی اُس طرف ناؤ نوش و کامگاری تھی پیکان اور نجتیارک فرط عشرت سے ایک جگہ بیٹھکر چوسر کھیلنے لگے آج بھی عیار صورت فراش و خدمتگار کی بنکر بارگاہ مین پیکان کے گئی اسوقت پرچھائین پیدا ہوئی اور کان مین اسنے کہدیا کہ عیار آئے ہین پیکان نے ہنسکر کہا کہ ملک جی عیار آئے ہین وہ یہ سنتے ہی ایسا گھبرایا کہ اپنے خیمہ مین چلا گیا اور پیکان سحر پڑھکر پلنگ پر لیٹ رہا اور حکم کر دیا کہ جو کوئی بیان آئے اسکو منع نہ کرنا ملازم سب بغیر پہرا اور چوکی کے جاکر سو رہے عیار بھی پہلے تو چلے آئے

تھے دوبارہ ساحر نیکر بارگاہ مین گئے ایک جھونکا ہوا ے سرد کا انکے جسم پر لگا کہ وہین بیہوش ہوکر پڑ رہے اسی سحر و ساحری اور ترتیب لشکر مین وہ رات تمام ہوئی اور جھونکون نے نسیم عنبر شمیم کے سبزۂ گلشن دہر کو سلایا خسرو مشرق خواب نوشین سے بیدار ہوکر سریر سپہر پر آیا کہ نجوائے

ابیات

سحرگہ کہ مشکین پرندِ طراز	بدیبائے عودی بدل گشت راز
بکایک یلان جملہ برخاستند	برفتاری شاہ برخاستند

امیر علدوگیر در دولت شاہ گردون پناہ پر مع سرداران خیر خواہ کے آئے اور شاہ کے ہمراہ چلے اور ادھر پیکان جب اُٹھا عیار جو بیہوش پڑے تھے اُنکو ہوشیار کر کے کہا کہ جاؤ یہ احسان یاد رکھنا پھر کبھی نہ آنا یہ کہکر فوج آپ لیکر چلا ساحر بت گلون مین ڈالے مرکب اُڑاتے شان و شوکت دکھاتے میدان مین آکر تھوڑے بیلچہ کاردن نے پستی و بلندی کو ہموار کیا اور سقون نے گرد و غبار بٹھایا کرکیت کرکا کہنے لگے صف آرا میمنہ اور میسرہ درست کرتے تھے نظم

سوے میمنہ رومی و بربری	چو یاجوج در سدّ اسکندری
سوے میسرہ تنگ چشمان چین	شدہ تنگ ز انبوہ ایشان زمین

بعد ترتیب لشکر لقا نے چاہا کہ فرزندان امیر کو بہر حرب بھیجے بختیارک مانع ہوا کہ امیر اسم اعظم پڑھکر پھونک دینگے اور یہ لوگ قابو سے نکل جائینگے اس رائے کو اس گبر نے پسند کر کے پیکان کو حکم دیا کہ جنگ آغاز کرے اس بیجا نے شوم جادو نام ایک اپنے مطیع کو میدان مین بھیجا اسنے سحر سازی اپنی دکھا کر مبارز طلبی کی شہزادہ جمہور بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلہ مین گیا شوم نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک برق چمکی اور چادر سیاہ ظلمت کی چھا گئی اور شہزادہ نے اسوقت دل قوی کر کے تلوار اس روسیاہ پر لگائی اسنے دوبارہ افسون ایسا پڑھا کہ شہزادہ مع مرکب کے پتھر کا ہوگیا پھر نعرہ ہل من مبارز بلند کیا مطیعان جمہور جاکر مقابل ہونے لگے مگر سب پتھر کے ہوئے اسوقت شاہزادہ کوہج بن بدیع الزمان مرکب اڑا کر سامنے گیا پیکان نے شوم کو بلا لیا اور خود نکلکر سامنا کیا اور پکارا کہ ای نسیم اس شہزادہ کو ٹھنڈا کر فی الفور ہوا ے سرد کا جھونکا لگا کہ شہزادہ بیہوش ہوگیا بعد لمحے کے ہوشیار ہوا تھا کہ اسنے پھول کی چھڑی کندھے پر رکھکر کہا جاؤ اور خداوند کو سجدہ کرو شہزادہ بھی مثل اورون کے جاکر لقا پرست ہوا بعد انکے خورشید بن ہاشم بن حمزہ آیا اسکا بھی یہی حال ہوا طول تقریر کہان تک آج قریب

سو سردار نامی کے تیھر کا ہوگیا اور سو ڈیڑھ سو مطیع لشکر عدو ہوا دن بھر یہی ہنگامہ رستخیز برپا رہا جس وقت کہ بہار کہن بطرز نو چمن نیلوفری فلک مین گل ہاے انجم کی ظاہر ہوئی اور سقف خانہ گیتی چینی نگار بنی کہ ابیات

چو شب جلوہ کرد از پرند سیاہ	رخ و زلف آراست از مشک ماہ
صدف بود گفتی مگر ماہ و چرخ	در و غالیہ سود عطار کرخ

لشکرون مین طبل آسایش بجا جنگاہ سے مراجعت کرکے آسودہ ہوئے امیر نے قصد کیا کہ جو سردار یہان نہین ہین اُنکے بارے مین تو نا چاری ہی اور جو تیھر کے ہو گئے ہین اُن پر جاکر اسم اعظم دم کرین اور رہا کرین غرض اس طرف چلے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ اے شہریار لشکر حریف نے ان لوگون کا محاصرہ کر لیا ہی جو تیھر کے ہو گئے ہین اس خیال سے کہ امیر سحر باطل کرکے چھڑا لیجائینگے اس خبر کو سنکر امیر ٹھہر گئے کہ اب جانے مین لڑائی ہوگی پھر لڑائی تو ہونی ہی ہی رات کو جنگ و جدال سے کیا فائدہ جب سا حر قتل ہونگے تو وہ لوگ آپ ہی رہا ہو جائینگے اور فی الجملہ یہ تو نظر بفضل کریم کارساز کرکے ٹھہرے اور اس طرف لقا پھر لب دریا آکر عیش مین مصروف ہوا ویسا ہی جلسہ دوشینہ جمایا جام بادہ ساقی رخسار سادہ کو بلایا نظم

یکے مجلس آراست از دودمی	کہ مینو د شہرش برآورد دمی
بہ می لہو میکرد با مہتران	سنرد ساغرش ہر دو ازمی گران

عیاران اسلام بھی تدبیر مین پھرنے لگے اتفاق سے پیکان محفل سے اُٹھکر چوکی پر بہر رفع احتیاج گیا چالاک نے اسکو جاتے دیکھا فوراً صورت اسی کی ایسی بنکر کنارے محفل کے آیا اور اشارے سے شوم جادو کو بلایا وہ اپنا مالک اسکو سمجھکر اُٹھا بختیار کنے پوچھا کہان چلے اسنے کہا حاضر ہوتا ہون میرے مالک بلاتے ہین یہ کہکر قریب چالاک آیا اسنے ہاتھ پکڑ لیا کہ علیحدہ آؤ کچھ مشورہ کرنا ہی یہ کہکر صحرا کی طرف بڑھا اس طرف سے چوکی پر سے پیکان محفل مین جب آیا بختیار کو گویا ہوا کہ آپ شوم کو بلالے گئے تھے وہ کہان ہین اُسنے کہا مین نہین بلاے گیا بختیار کو بولا کہ ہاے مار ڈالا ارے جلدی خبر لو ورنہ اُسکا کام تمام ہی پیکان اور چند ساحر روشنی لیکر صحرا کی طرف دوڑے ادہر یہان چالاک بیضہ بیہوشی مارکر اُسکو بیہوش کیا تھا اور قتل کیا چاہتا تھا کہ غلغلہ بگیر بگیر سنکر اور ساحر وغیرہ کو آتے دیکھکر اسکو کندھے پر لادکر بھاگا ساحرون نے کہا دیکھیے وہ جاتا ہی پیکان نے پوچھا کدھر ایک نے کہا کہ ابھی ابھی اس طرف کو کوئی گیا ہی

یہ سُنکر سب اُسی طرف دوڑے **چالاک** کودکر جنگل سے حد لشکر **لقا** تک پہونچا تھا کہ پیچھے اپنے لینا لینا کا شور سُنکر سمجھا کہ اس طرف سے طلایہ دار اور لشکری دوڑینگے اس طرف سے ساحر آتے ہین تم اپنے لشکر تک پہونچ نہ سکوگے یہ سوچکر اِدھر اُدھر گھبراکر دیکھا از بسکہ **لقا** نے حکم عیش و مسرت دیا ہی تو شب کو بھی دُکانین کھُلی ہین سودا بک رہا ہی ایک حلوائی کے کڑھاؤ مین روغن کرکڑا تا اور کھولتا ہوا تھا اُسنے **شوم** کو اُس کڑھاؤ مین ڈال دیا اور خنجر کھینچکر حلوائی پر دوڑا وہ بیچارہ دکان چھوڑکر بھاگا اور **شوم** مثل بیضہ کے تل گیا اور صدا اسکے مرنے کی بلند ہوئی اور آگ پھر برسنے لگے اور **بختیارک** نے کہا فی النار والسقر وہ مارا دیکھیے ہمارے مرشد زادے کیا صاف طور پر عیاری کرتے ہین ادھر **پیکان** سر پکڑ کر بیٹھ گیا کہ ارے ظالم غضب کیا مگر لشکری **چالاک** پر آگرے اسنے بھی خنجر زنی شروع کی اور گھر گیا اسوقت بقدرت خدائے تعالیٰ سردار جو سحر سے **شوم** کے تپھر ہوگئے تھے انسان ہوئے اور دیکھا مرکب ہمارے زیر ران ہین مسلح و مکمل لشکر حریف مین ہم کھڑے ہین یہ دیکھتے ہی تیغہاے آبدار نیام سے لیکر فوج پر گرے **چالاک** کو لوگ چھوڑکر ان کی سمت متوجہ ہوئے یہ توجہ دخیز کرکے نکل گیا اور فوج مین کھچا کھچ تلوار کا بلند ہوا لشکر از بسکہ فرسنگھا فرسنگ تک اُترا ہوا ہی آج بھی وہی ہنگامہ ہوا کہ پلٹن سے اپنے یہان کی رسالہ بھڑ گیا اور رسالے سے پلٹن شور و اردگیر برپا تھا **لقا** کا جلسۂ عشرت مبدل بغم ہوا وہان سے بہت جلد سوار ہوکر کنارے لشکر کے آیا سردار امیر کے جو لقا پرست ہین انھون نے کہا ہم ابھی جاکر لشکر عدو کا خاتمہ کیے دیتے ہین **بختیارک** نے انکو روکا کہ تم نہ جاؤ دریافت کیا جاے کہ یہ کیا معاملہ ہی فی الجملہ جب تک دریافت کیا جائے انتظام کرین جب تک ہزارہا سرکٹ گیا لاشون سے میدان پٹ گیا گھوڑون کے ہمھمون سے دشت گونجنے لگا اور تلوارون کی شپا شپ اور سائین سائین صداے تیر تفنگ سے رن بولنے لگا ہتھیارون کے چلنے سے ہوا تند ہوگئی گویا صرصر اجل باغ دہر مین چلنے لگی کہ گلشن ہستی پر خزان آئی کہ بمقتضاے **نظم**

کلد کوبہ گرزہ ہفت جوشش	برآورد از گاو گردون خروشش		
پلارک بکاورسہ نقرہ گون	زمہرہ برآورد گاورس خون		
خدنگ سہ پر کردہ زاہن گزار	چو مرغ دو پر سر مرغزار		
زنیزہ نیستان شدہ روے خاک	ز گوپال ہا کوہ گشتہ مغاک		
سنان برسر سوے بازی کنان	بخون روے دشمن نمازی کنان		

زغریدن شیر در چرم گرگ سنان چشمۂ خون کشادہ زسنگ		شدہ فتنۂ خرد را سر بزرگ بر و رستہ صد مشیہ تیر و خدنگ	

سرداران اسلام تلوارین مارتے لشکر سے نکلکر اپنے خیمے و خرگاہ کی جانب چلے طلایہ دار نے پہنچکر داخل خیام کیا اور ادھر ساحرون نے بڑی جدوکد سے باہمی جنگ کو موقوف کرایا رات بھر اسی جدوکد و داد و دش مین بسر ہوئی یہانتک کہ ترک خاور بصد کر و فر تیغہ مہر لیکر ہند وی شب کے مقابلہ کو نکلا اور اسکا شور سنکر سیارگان رو بفرار لائے کہ **نظم**

برآورد مرغ سحر گہ غریو پرستش کنان خلق برخاستند		چو سر سائے از نور دصرعی زد یو پرستشگری را بیارا ستند	

صبح کو شاہ اسلام دربار مین تشریف لائے سردار جو رہا ہوکر آئے تھے انھین خلعت عنایت کیے اور اسطرف لاشین ساحرون اور سپاہیون کی اٹھوائی گیئن **بختیارک** نے کہا کہ ای **پیکان** تم بچے رہنا اور آج کا دن مجھکو تمپر بھاری معلوم ہوتا ہی **پیکان** اسکے کہنے سے خائف ہوکر بولا کہ مین جاکر خیمہ مین تنہا بیٹھتا ہون اور اسم اعظم حمزہ بند کرنے کا سحر کرونگا آج اسم اعظم بند کرکے کل فرزندان امیر کو لشکر اسلام سے لڑوا کر اسکا عوض لونگا جیسا کہ میری فوج آپس مین لڑی ہی یہ کہکر حکم دیا کہ ایک خیمہ کنارے لشکر کے میرے لیے استادہ ہو فرش پلنگ میخانہ وغیرہ جملہ اسباب راحت اس جگہ مہیا ہو کہ مجھے باہر آنے کی ضرورت نہ پڑے کوئی شخص اس جگہ نہ ٹھہرے جملہ درستی کرکے خادم و ملازم چلے آئین اس حکم کو سنکر ملازمان **لقا** بہر ترتیب سامان راحت چلے لیکن عیارون کے دل سے لگی ہوئی تھی بصورت مبدل بارگاہ حریف مین کھڑے یہ گفتگو سن رہے تھے جب ملازم خیمہ استادہ کرنے چلے یہ بھی بارگاہ سے نکلکر علحدہ گئے اور لنگیان باندھکر انڈویان سر پر رکھکر مزدور بنکر اس جگہ آئے کہ خیمہ جہان لدرہا تھا عرض کیا کہ اگر مزدور درکار ہو تو ہم حاضر ہین داروغہ فراش خانہ نے ایک کے سر پر سائر کی قنات رکھی دوسرے کو میخانے کی کشتیان اور کچھ بوتلین حوالے کین اسی طرح چند عیار اسباب لیکر گئے جب خیمہ پہونچ گیا مزدورون کو اجرت دیکر رخصت کرنا چاہا **چالاک** نے داروغہ کو ہاتھ باندھکر یہ سنایا کہ مالک میرے جہان سے مین اسباب لایا ہون اس خیمہ مین بٹوا میرا رہگیا ہی اور اسی مین تمام عمر کی کمائی ہی آپ میرے ساتھ چلین تو جاکر ڈھونڈھ لون ورنہ مین غریب بیچارہ مرجاونگا یہ کہکر چپکے سے کہا کہ ایک اشرفی آپ کو بھی دونگا داروغہ بمصداق **مصرع** طمع راسہ حرفست

ہر سہ تھی ۔ لالچ مین آکر سوچا کہ چلکر لوٹو اسکا حاصل کرو آدھا تو اسکو دینا باقی آپ لینا مزدور تو ہی یہ کیا کرے گا خلاصہ یہ کہ ہمراہ چلا جب کسی گوشہ مین پہونچا عیار نے بیغنہ بیہوشی مار کر بیہوش کیا اور پیرہن اسکا لیکر مثل اسکی صورت کے شکل اپنی بناکر اسکو اور زیادہ بیہوش کرکے کسی گڑھے مین ڈال دیا اور آپ خیمہ استادہ کرنے لگا لیکن ملازمون سے حکم دیا کہ تم سب چلے جاؤ صرف مزدور رہجائین مین تنہا انتظام کرلون گا کیونکہ پیکان کو خوف عیارون کا بہت ہی بدین لحاظ کسی کا ٹھہرنا اچھا نہین ازبسکہ یہ داروغہ ہی بنا برار شاد اسکے سب ملازم چلے گئے صرف مزدور کہ اصل مین عیار ہین رہ گئے ازبسکہ اُن سے کہا کہ جلد خیمہ کے چارطرف دس دس گز زمین کھود کر بارود بچھادو ہر چہار سمت نقب لگادو عیارون نے ہر ایک جانب سرنگ لگاکر دس گز کے فاصلہ پر خیمے سے رکھا اور چادرین پھاڑ کر بارود مین بھر کر سر نقب پر فلیتے لگا کر چھپا دیے اور ہر ایک عیار نے جتنی کہ بارود کسوت عیاری مین بہر ضرورت رکھتے تھے نکالکر سرنگ مین بچھادی فلیتے لگا دیے اور کشتیان شراب ناب کی چنکر گلدستے پھولون کے رکھے حاصل یہ کہ سب طور کا سامان درست کیا اور اس طرف پیکان سوچا کہ کل لشکر اسلام کو غارت کرنا ضرور ہی آج حجت ختم کرنا چاہیے یہ تجویز کرکے ایک نامہ لکھکر خدمت امیر مین بھیجا ہلکارون نے شاہ اسلام سے عرض کیا کہ نامہ دار عدو کا آیا ہی بادشاہ نے بارگاہ سلیمانی مین باستقبال تمام نامہ دار کو بلاکر کرسی زرین پر بٹھایا اسلیے کہ نامہ دار لقا پرست ہی ساحر ہوتا تو اس بارگاہ مین نہ آسکتا غرضکہ جب نامہ پڑھا لکھا تھا کہ یا امیر آپ بھی آکر خداوند کو سجدہ کیجیے ورنہ آج اسم اعظم بند کرکے اسلامیون سے ایک تن بھی زندہ نہ رکھونگا نامہ پڑھکر امیر نے نامہ کے جواب مین لکھا کہ بعد حمد خدائے تعالیٰ و درود بہ محبوب ذوالجلال و خلیل اللہ بیشمال کے اے بدسگال جو کچھ تجھ سے بن پڑے وہ کر ہم کبھی تیرے خداوند سگ زرد برادر شغال کو سوائے لعنت کرنے کے کلمہ خیر سے یاد نہ کرینگے راہ ضلالت پر قدم نہ دھرینگے اسم اعظم پر اسکو بھروسہ نہین تکیہ بفضل کردگار ہی ہر حال مین شریک پروردگار ہی یہ لکھکر نامہ دار کو دیا کہ وہ پیکان کے پاس لایا وہ پڑھکر آگ ہوگیا اور کہا قضا ہی فرقہ عدو کی دامنگیر ہی یہ کہکر اٹھا کہ خیمہ مین جاکر اسم اعظم بند کردون بختیار نے کہا کہ میری خاطر سے اتنا دن جو باقی ہی یہان تشریف کو رکھیے آج کا دن خاتمہ کا ہی ہم آپ کو دیکھین آپ ہمین دیکھیے پھر ہم کہان اور آپ کہان پیکان ان باتون سے ہنسکر بیٹھ گیا اور کہا ملک جی تم میری بڑائی ہمیشہ چاہتے ہو بد کلمہ منھ سے نکالتے ہو شیطان نے کہا اہل اسلام سے کوئی ہیکڑی جتاکر بچا

نہین تم شاید بچ جاؤ اور یہ باتین مین اسلیے کہتا ہون کہ واسطہ ساحری کا بہت ہوشیار رہنا آج کسی طور تم نہ بچوگے فی الجملہ انھین باتون مین وہ دن تمام ہوا اور معمار روزگار نے قصر فلک سے قبہ تابان مہر کو منہدم کیا اور خیمہ ربع مسکون مین سواد شب کی بارود کو بچھا کر فلیتہ سلک ثریا لگایا نظم

چو شب عقد خورشید برہم شکست		عقیقی درآمد شفق را بدست	
زاندیشہاے چنین ہولناک		دو لشکر غنودند با ترس و باک	

شام ہوتے ہی پیکان اٹھکر جانب خیمہ بحر کرنے چلا مگر کہتا گیا کہ طبل جنگ پر جو چوب پڑے کل مین ہون اور یہ خدا پرست ہین بنا بر حکم اسکے طبل جنگ پر دوال دیا گیا ماسیان خیبری اور تومیان وغیرہ نے ور باد شاہ اسلام مین آکر بعد دعا و ثنا کے خبر عرض کی یہان بھی کوس حربی بجا صدا اسکی جس نے سنی کانپنے لگا اہل اسلام سمجھے کہ کل ساحرون کے ہاتھ سے لشکر سارا برباد ہوگا یہ سمجھکر دلون کو ہراس تھا بہادرون کا چہرہ اودا س تھا نامرد ہر ایک بدحواس تھا دلاور آلات حرب درست کرتے تھے بیغیرت روتے پھرتے تھے لشکر عدو مین چہل پہل ہو رہی تھی کہین ہنسی دل لگی ہوتی تھی کہین خندہ زنی تھی دندان طمع مال اسلامیان لوٹنے پر شمشیر آسا تیز تھے براہ افتخار تیغ زبان سے جوہر ریز تھے کہ کل ہم ہین اور یہ پلارک آبدار ہی ہمارے روبرو گیدی سفندیار ہے بیت چو دست از عنان سوے خنجر کشم + بداندیش را دام در سر کشم + غرضکہ لشکری تو تیاری لڑائی کی کرنے لگے اور پیکان گرد اپنے حصار سحر کا کرتا ہوا چپ و راست دیکھتا بھالتا خیمہ مین آیا مزدور تو چلے گئے تھے صرف دار و غہ ٹھہرا ہوا تھا اسنے مجرا کیا اسنے خیمے مین جملہ سامان راحت موجود دیکھکر حکم دیا کہ اب تم بھی چلے جاؤ چالاک وہان سے چلا گیا جب تنہائی ہوئی اسنے چند دانے ماش اور سرسون کے گرد خیمہ کے چھڑکا کر بحر پڑھکر دستک دیدی اور آپ بے کھٹکے ہوکر بیٹھا اسم اعظم بند کرنے کی فکر کرنے لگا لیکن عیار لشکر اسلام مین بہت ہین چنانچہ جو عیار کہ سرنگ لگانے کے راز سے آگاہ نہ تھے وہ صورت بدلکر بہر قتل پیکان خیمے کے قریب آئے جیسے ہی نزدیک اسکے پہونچے دل گھبرانے لگا اور حالت دیوانگی مزاج پر طاری ہوئی جب آپ سے باہر ہونے لگے وہان سے ہٹ آئے پھر ہوشیار ہوگئے سمجھے کہ یہ باعث سحر کا ہے کہ وہان جانے سے ہم بیخود ہوئے افسوس کہ اس ساحر بیحیا سے کچھ بس نہین چلتا صبح کو یہ لشکر اسلام کو تباہ و برباد کریگا یہ خیال کرکے رکے اور رونے لگے اور صحرا مین آکر دست بدعا ہوئے کہ خداوندا ہمین اور ہمارے لشکر کو شر سے اس بے ایمان کے بچالے کہ فرد تو دادی مرا پاے گاہ بلند + تو ام دستگیر اندرین

پائے بند + یہ سب دعا مین مصروف ہوئے اور وہان عیار خیمے مین کچھ فاصلے سے گھات مین لگے رہے جب پیکان آگ دھتورے کے پھل برنجی تھالی مین رکھکر اور چوکا دیکر بحر پڑھنے مین مصروف ہوا اور اگیار پر شراب ڈالکر بیرون کو بلانے لگا اسوقت چالاک اور سمک وغیرہ نے بسم اللہ کہکر قدم بڑھایا اور وہان کچھ پہرا چوکی تو مقرر نہ تھا کیونکہ پیکان نے ایک شب شمعین روشن کردی تھین اور دوسری رات کو ہوا کے جھونکے سے عیار بیہوش ہوئے تھے آج دانے ماش اور سرسون کے چھٹکا دیے ہین کہ جو جاتا ہی دیوانہ ہوتا ہی فی الجملہ عیار تو دس گز کے فاصلہ پر مہرہ بنا چکے ہین انھون نے چار طرف سے فلیتون مین آگ لگا دی اور فوراً وہان سے ہٹ گئے العیاذ باللہ آگ لگاتے ہی ایک صدائے ہولناک سرنگ اڑنے کی آئی اور مع خیمہ و مسند و اگیار اور پیکان سمت عالم بالا تشریف لے گئے ایسا دھماکا ہوا کہ لقا بارگاہ مین تخت سے اچھل کر گر پڑا اور بختیارک آپ سے آپ گلیم پکڑ کر لوٹنے لگا کہ ہاے بڑی چوٹ دل مین لگی جملہ حاضرین دربار اور لشکریون کے کان گنگ رہے دیر تک سائین سائین کے سوا اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا اور فلک سے خیمے کے پارچے اور ستون کے ٹکڑے مٹی وغیرہ برس رہی تھی سب کہتے تھے کہ خداوند لقا کو غصہ آیا ہی اسی وجہ سے یہ آفت برپا ہی یہ ہنگامہ تو تھا ہی مگر اور دل لگی سنیے کہ پیکان کے مرنے سے تاریکی ہوگئی اور شور و غل از خود پیدا ہوا آندھی بڑے زور سے آئی اور سرداران امیر کہ سحر سے اسکے لقا پرست ہوگئے تھے وہ سب ہوش مین آگئے اور اپنے تئین بت پنے دیکھکر تلوارین کھینچکر بارگاہ مین لقا پرستون کو قتل کرنے لگے وہ سب خائف تو تھے ہی گھبراکر بھاگے اور لقا بھی سراپچہ پھاڑکر بدقت تمام جان کو سلامت لے گیا سردار بارگاہ سے باہر آکر لشکر پر گرے اس اندھیرے مین یہ اور اندھیرہو ایخیمون کی طنابین کٹین مرکب نقب اڑنے کا دھاکا لشکر ریسان توڑکر جھرا کی طرف بھاگے فوج مین بھگدڑ پڑگئی اور بختیارک اور سلیمان کملیان اوڑھکر ایک غار مین اُتر گئے اور اوندھے پڑگئے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی وہان پڑے ہوئے حالت ابتر اپنے لشکر کی دیکھتے تھے اور سن رہے تھے کہ لوگ رو رہے ہین کوئی کہتا ہی ہاے بھائی کدھر جائین کوئی کہتا ہی اے میرے والا یہ کیا کیا ارے میرا بیٹا خیمے مین رہگیا کوئی گویا ہی یارو واسطہ خداوند کا بتاؤ تو کہ بچین گے یا نہین کسی کے لب پر نالۂ جانکاہ ہی کہ ہاے میری ایک رات کی بیاہی دلہن نہین معلوم کدھر گئی خدا کو معلوم کہ اسپر کیا گذری ہوگی کوئی کہتا تھا کہ امان جان کی بڑھاپے مین مٹی خراب ہوئی گھوڑون کی ٹاپون سے کچل گئی ہونگی کوئی اپنی بہن کو یاد کرتا تھا لڑکے باپ کے

سینے سے پیٹتے تھے اور ہائے امان ہائے امان رو رو کر پکارتے تھے جنگل سے گھوڑون کے ہنہنانے کی صدا آتی تھی یہ ظاہر ہوتا تھا کہ فوج آتی ہی لوگ اس طرف سے اُس طرف بھاگ کر جاتے اور پھر اُدھر سے اودھر بھاگ آتے تھے عیاران اسلام لوٹتے پھرتے تھے اور پکارتے جاتے تھے کہ ارے بھاگو فوج آگئی اسی ہنگامہ مین بہادرون نے تلوار پکڑ کر اور گروہ گروہ ہو کر صید عدو کرنا شروع کیا مارے تلوارون کے تہلکہ ڈال دیا نعرے شیرون کی طرح مارے جدھر جا پڑے کھیت کے کھیت اور رن کے رن صاف کر دیے ازبسکہ لشکر لقا اور قمر زبن نوشیروان اور کوہیون کا ملا کر کئی کرور کا ہی اور اتنے بڑے لشکر مین ممکن نہین کہ سب بودے ہون پس جو لوگ کہ بہادر تھے وہ پاے ثبات اس آفت مین بھی گاڑے رہے اور مرکبون پر بیٹھکر داد شجاعت دینے لگے مگر سرداران اسلام قلیل تھے اور لشکر کفار کثیر تھا غوغاے رستخیز نبرد سارے لشکر مین برپا تھا اس باعث سے جو پلٹن کہ جلادت اور تہوری کر کے بڑھی حریف اپنا اپنی ہی فوج کو سمجھی اور لڑنے لگی سرداران اسلام کہ جنگ دیدہ اور کارآزمودہ تھے جب تلوار کسی پر لگاتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے یہ اسلیے کہ اگر مرد مسلمان ہمنبرد ہوگا تو نام اللہ کا سنکر کہدے گا کہ ہم کوئی غیر نہین ہین اور کافر ہوگا تو واصل جہنم ہوگا اس شناخت سے باہم لڑنے سے بچے اور چونکہ قلیل بھی تھے اس سبب سے فوج دشمن کے شر سے ایمن رہے اور شمشیر نے انکی خونریزی کر کے رنگ گل ہاے باغ عالم دکھا دیا نخلہاے قد کی سرزنشی کر کے گلستان شجاعت کو آراستہ بنایا جوہر تیغ نے اس شب تاریک مین نقشہ سوسن کے رنگ کا جمایا کہ بمقتضاے ابیات

سیاہ ازدو سو جنبش نیختند	شب و روز باہم در آمیختند
زبیم چقا چق کہ آمد ز تیر	گفن گشت و زیر جوشن حریر
ترنگا برنگ درخشندہ میغ	زماہی در قہا برآوردہ تیغ
درآمد لغزیدن ابر سیاہ	زماہی تف تیغ برشد بماہ
چنان آمدہ ہر دو لشکر غریو	کز ان ہول دیوانہ شد مغز دیو
زگرد گران سنگ جا لشکران	زمین را سمین سودہ شد استخوان

جب لشکر عدو باہم لڑنے لگا اہل اسلام نکلکر اپنے لشکر مین آئے یہان جملہ سپاہ تیار تھی عیارون نے پہلے جاکر آمد سرداران بیان کی پھر سردار روان ہوئے اُدھر جو بہادر تھے وہ کٹ مرے اور باقی سمت صحرا و کوہ بھاگے لشکر کے زار ہونے سے ایک خیمہ مین ابوالفتح عیار قید تھا اسنے جب

کوئی روکنے والا نہ دیکھا اور ساحرون کے مرنے سے قید سحر کی رفع ہوچکی تھی وہان سے نکلکر اپنے لشکر کا راستہ لیا لشکرون مین رات بھر باہم کشت وخون رہا آخر صباغ روزگار نے بکسوت نیلگون سپہر سے سیاہی شب کو مٹایا اور لباس عالم کو سرخی گل آفتاب سے گلنار رنگا کر بمصداق ؎

سیہ کار شب چون شود رخت سوز	برون آتش آید ز گردندہ روز
سحر گہ کہ آمد بہ پیک اختری	گل سرخ بر طاق نیلوفری

صبح ہوتے وہ ہنگامہ برطرف ہوا **لقا** اور **بختیارک** غار سے نکلے فوج نے خداوند کو اپنی پہچانکر سجدہ کیا اور خداوند نے خیمہ **پیکان** کو جاکر دیکھا اس جگہ ایک غار عظیم الشان نظر آیا تو **بختیارک** نے کہا سزا اس گبر کی یہی تھی بہت لاف وگزاف کیا کرتا تھا مین کہتا تھا کہ مرشد زادے کی شان مین بے ادبی نہ کرنا نہ مانا آخر سیدھا جہنم کو روانہ ہوگیا یہ کہکر خداوند کو لیکر بارگاہ مین آیا تخت نکبت پر بٹھایا لشکر مین آکر انتظام کیا فراری لشکر کو منادی کرکے بلا کر آباد کرایا یہان تو یہ انتظام رہا اُس طرف سردار صبح کو دربار مین بادشاہ سے ملے انکے آنے سے امیر نے جشن کیا ہر ایک کو خلعت وزر دیا **چالاک** اور عیاران دیگر کا رتبہ بڑھا کہ بمقتضائے نظم

نبودی زشہ دور تا وقت خواب	مغنی و ساقی و دور شراب
بہ پیرا منش فیلسوفان دہر	جہانرا داد و دہش داد بہر
مغنی سرایندہ بربانگ رود	بہ نوروزی شہ نو آئین سرود
کہ دولت پناہا جوان بخت باد	ہمہ سال با افسر و تخت باد

شہنشاہ اسلام کہ بعشرت تمام جلوہ گستر ہین لیکن **لقا** نے یہ نامہ افراسیاب کو پھر تحریر کیا کہ اس بندۂ قدرت **پیکان** کو غرور ہوگیا تھا اور استکبار کسی کا ہمارے پسند نہین بدین وجہ ہمنے اسکو اپنے بہشت مین بھیجدیا لازم ہی کہ کسی اور کو ہماری مدد کے لیے روانہ کریہ لکھکر حسب دستور قدیم پہاڑ پر رکھدیا پنجہ خدمت شاہ جادوان مین لایا شاہ ہمراہ **حیرت** کے بارگاہ لشکر مین آیا تھا اسلیے کہ **حیرت** انگشتری جمشید لینے جانے والی ہی لشکر کسی ساحر زبردست کے سپرد کرے فی الجملہ جب پنجہ نے نامہ لاکر دیا شاہ جادوان نے پڑھکر مرگ ساحران پر افسوس کرکے فرمایا کہ خداوند کے تشریف لانے سے چاہیے تھا کہ برکت ہوتی امن وامان رہتی بخلاف اسکے سراپا طلسم برباد ہوا جاتا ہی اب مین کسکو بھیجون کیا کرون اگر خاموش ہو رہون تو ایمان مین فرق آتا ہی یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک طائران بحر سامنے آکر ساحر بنکر دعا و ثنائے شاہی بجالائے اور عرض

پیدا ہوئے کہ ہوشیار بن اژدر سوار جادو اور سوفار جادو بھائی پیکان کا یہ دونون حاضر ہوتے ہین شاہ نے چند ساحر بہر استقبال بھیجکر انکو سامنے بلوایا انھون نے آکر شاہ کو نذر دی اور اپنی عزت کے موافق بیٹھے سوفار کو شاہ نے نامۂ خداوند دکھایا کہ بھائی تیرے خداوند لکھتے ہین کہ تیرا بھائی مارا گیا سوفار مرگ برادر سُنکر زار زار رویا اور اُٹھا کہ جاکر انتقام خون اسکا لشکر اسلام سے لیتا ہون شاہ طلسم کو تو بھیجنا بہر مدد خداوند کسی کو ضرور تھا اسکے عازم ہونے سے خوش ہوکر خلعت رخصت عنایت فرمایا وہ بارگاہ سے نکلکر اپنے جاے سکونت پر بہتر ترتیب لشکر روانہ ہوا حال اسکا بسبب طول اور اق فسانہ ترک کیا جاتا ہے انشاء اللہ جلد ثانی مین لشکر امیر سے جاکر مقابلہ کرنا اسکا بیان ہوگا حاصل مرام جب یہ جا چکا ہوشیار کو شاہ جادوان نے لشکر سپرد کرکے حیرت سے کہا کہ تم انگشتری لیتے جاؤ ہوشیار نے کہا مین تامل کا آدمی نہین ہون آج ہی سب نکھراسون کا کام تمام کرونگا افراسیاب نے یہ سخن سنکے بہت سمجھایا کہ اب مقابلہ کرنا مناسب نہین جس حال مین مصور مرشد زادے حیران ہو چکے تو تمھاری کیا چلے گی تم صرف لشکر مین بادشاہ ہی بنے رہو مجھے میلا کرنے دو ہوشیار نے سمجھانے سے بہت کچھ شکریہ شاہ کا ادا کیا لیکن براہ جسارت دار تکاب عرض کی کہ جب غلام مارا جائے یا عاجز آئے اُسوقت حضور میلا کرین حالیکہ تا بعدار زندہ ہی میلا کرنا ضرور نہین کیفیت ؎

صواب آنچنان شد کہ آرم شتاب	کہ آرزم دشمن بود ناصواب

شہنشاہ ساحران نے ارشاد کیا کہ تمھین اختیار ہے یہ کہکر پوچھا کہ مصور کہان ہین لوگون نے عرض کیا کہ صحرا مین کسی جگہ مخفی ہوکر تصویرین باغیون کی کھینچتے ہین اور زوجہ انکی اپنے لشکر کی اور آنکی خبر گیری کیا کرتی ہین یہ سُنکر حیرت سے کہا کہ اچھا تم باغ شیب مین جاکر طیاری جانے کی کرو مین ظلمات سے جاکر کسی ساحر کو بہر نگہبانی لشکر بھیجون گا اور اے ہوشیار تم بھی مقابلہ کرکے حوصلہ اپنا نکال لو یہ کہکر سوار ہوکر سمت ظلمات روانہ ہوا اور حیرت جانب باغ شیب گئی بعد اسکے ہوشیار کسل سفر سے آسودہ ہوا اپنے لشکر کو بڑے فکر و اندیشے سے آراستہ کیا پھر ایکدن قریب شام کہ آفتاب تابان مثل افراسیاب کے سمت ظلمات گیا اور طلسم عالم مین برنگ نگین خاتم جمشید اختر حلقہ ہاے افلاک پر تابان ہوے

نظم

نگہبان این مار پیکر درفش	زراند و در پریانے بنفش
رقیبان لشکر بآئین پاس	نگہبان ترا زمرد انجم شناس

اس ہنگام مین نفیر بحر کو دم دیا ساحرون نے گھنٹے اور ناقوس بجائے یہ خبر لیکر طائران بحر خدمت
مرخ مین آئے اور گذارش پذیر ہوے کہ قمرو ہمہ روز و خورشید باتاج زر + بپائین تخت
توبند دکمر + ہوشیار نام ساحر نے آکر طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ فاسد اس بیخبر کے ذہن مین آیا
ہی اس خبر کو سنکر ادھر بھی طبل و نقارے بجے ساحران نامی آمادہ حرب و پیکار ہوے لیکن عیاران
لشکر مع عمرو کے بارگاہ سے نکل گئے اور انمین سے عمرو ایک نوجوان چہاردہ سالہ کی صورت
بنا یعنے گلنار جوڑا پہنا ہاتھون کو حنا سے رنگین کیا کلاہ گوہر آلود سر پر رکھی اور لشکر حریف کا
میخانہ تلاش کرکے قریب خیمہ ساقی ملازم ہوشیار آیا وہ کرسی بچھاے در خیمہ پر بیٹھا تھا اس سے
بمنت تمام کہا کہ مین اشراف کا لڑکا ہون لیکن خواہش روزگار رکھتا ہون اگر آپ عنایت
فرماکر شراب پلانے کے لیے مجکو نوکر رکھا دیجیے تو بڑا احسان کیجیے ساقی نے اسکو ماہ رخسار و مہر
تمثال دیکھکر فوراً اپنے پاس بلا لیا اور کہا یہ شیشے شراب کے لیکر بارگاہ مین جاؤ آج شراب
حضور کو پلاؤ کل موقع پاکر حضور سے تمھارے مقرر کر لینے کو عرض کرونگا کیونکہ کم سنون اور
خوبصورتون کی تو ہنگام مے کشی ساقی بنانے کی ضرورت ہوتی ہی وہ تمکو فی الفور ملازم کر لینگے
عمرو نے یہ سنکر شیشہاے شراب لیے اور بارگاہ مین گیا دیکھا کہ سردار گروہ ہوشیار کے بیٹھے
ہین دربار لگا ہی وہ بڑے تزک سے دنگل پر بیٹھا ہی یہ دیکھکر عمرو نے اسکو مجرا کیا اسنے بنظر غور اسکی
جانب دیکھا اور پہچانا کہ عیار ہی خیال کیا کہ اسکو پاس بلاکر ہاتھ پکڑلون اور حال دریافت کرون
بس اشارہ کیا کہ جام مے حاضر کر عمرو بھی کچھ اسکے عزم پر مطلع ہوگیا مگر بیلا عیاری کا کہ وہ ایک
گیند ہوتا ہی اور عیار ہی اسکو چکناکر کے آستین مین یا ہاتھ مین پوشیدہ کرکے رکھتے ہین جو کوئی
ہاتھ پکڑنا چاہتا ہی وہی گیند بچالا کی ہاتھ مین دیتے ہین کہ گرفتار کرنے والا جانتا ہی مین نے
ہاتھ پکڑا اور عیار چلے جاتے ہین اور وہی گیند کسی وقت اس طرح تاک کر مارتے ہین کہ مُنھ کھلتے
ہی حلق مین آکر پھنس جاتا ہی پھر انسان بول نہین سکتا فی الجملہ عمرو نے وہی بیلا آستین مین
مخفی کرکے جام بھر کر پیش کیا اسنے جام تو لیا لیکن ہاتھ پکڑنا چاہا اسنے ہاتھ کو اس طرح گردش
دی کہ بیلا ہاتھ مین اسکے رہا اور عمرو نے دونون ہاتھ ڈھیلی کھاکر زمین پر جاکر دونون لاتین
اسکی چھاتی پر مارین کہ دنگل کے نیچے چت گرا ساحر وغیرہ سب بھونچک تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی اور وہ
جب تک اُٹھے یہ سرا پچہ چاک کرکے بھاگا جب وہ اُٹھا پکارا لینا اسکو ساحرو دوڑے مگر اب
ملنا کجا یہ جادہ جا کچھ دور جاکر کسی گوشے مین غائب ہوگیا ہوشیار نے کہا یہ عیار بلاے بدہی

سب صاحب اپنے اپنے خیمون مین جاکر طیاری جنگ کی کرین مین اکیلا اس شب کو بسر کرونگا یہ کہکر دربار برخاست کرکے گرد بارگاہ کے حصار بھر کا کردیا کہ بارگاہ نظر مردم سے پوشیدہ ہوگئی پھر عیار ہر چند جیوٹا ہوئے اور ہزار ہا تدبیرین کرتے رہے مگر جانا ممکن نہ ہوا اور رات بھر جا بجا بنین کے ساتھ سحر افسون خوانی مین مصروف رہے ڈنکے اور ڈمرو اور نفیرین اور نا قوس بجا کیے اس شب کو ہندوے فلک بھی رشتہ خط استوا مین دانۂ کواکب پر مصروف افسون خوانی تھا کہ صبح کو نیرنگ تازہ اور نئی بازی بروے کار لائیگا کسی کا سینہ چاک کرکے دل و جگر بھینٹ مین لگائیگا اور کسی کو بصورت ناقوس فریادی بنائیگا کوئی بیر بصد تدبیر قبضہ کریگا اور کوئی صورت مار پیچ و تاب کھائیگا آفت و بلا مین پھنسے گا کوئی بصد خرمی تخت روان پر بیٹھکر عروج گیر ہوگا اور کوئی نشیب عدم مین گر کر غربت پذیر ہوگا خلاصہ سخن ایک جانب شب بھر سحر سازی رہی اور دوسری جانب دونون لشکرون مین اسلحے سے بازی رہی بہادرون نے جوہر تیغ آبدار دکھا کر بہرام فلک کی کرکری کردی ترک فلک کی ترکی تمام کرنا چاہی تیغ کہکشان مین انجم کے دندانے پڑگئے قوس چرخ کے کمان دارون کے سہم کر جی چھوٹے تیرون نے شیران نیستان شجاعت کے خطوط ابیض و اسود فلک پر طعن کی بلکہ اپنی سفاکی کے روبرو بیدادگری سپہر پر طعن کی اسی ساز و سامان جنگ مین فلک دوار نے انقلاب دکھایا سپاہ سحر دست تطاول دراز کیے آئی اور گنجینہ گوہر آگین اخترلٹ گیا نظم

سپیدہ چو سر بر زد از باختر		سپاہی نجا در فرو برد سر	
وگر بار میدان شد آراستہ		ز پیغول ہا نغمہ برخاستہ	

لشکری خیل خیل داخل دشت مصاف ہوے مہرخ اور بہار بڑی شوکت و شان سے تخت سحر پر با فوج بیشمار سمت جنگاہ چلین نقارے بجنے لگے ساحر سحر کی نیرنگی دکھاتے ساتھ ہوے کہ نظم

ز خارا بدن کوہ خارا شگاف		پراگندہ سمرغ در کوہ قاف	
ز فریاد خر مہرۂ گاؤ دم		علے اللہ برآمد ز دلہینہ خم	
سپاہ از دو سو ماند در داوری		کہ دولت کرا میکند یاوری	

جب میدان مین پہونچکر صف آرا ہوئی ایک جانب سے ابر سیہ فلک پر چھایا اور ہزارہا شعلے بجلی کی طرح ابر مین چمکنے لگے بعد اس کے زور و شور سے ابر شق ہوا اور ہوشیار اژدر پر سوار ظاہر ہوا پھر تو ہزارہا بجلیان گرنے لگین کہ میدان کے سب درخت اور جھاڑیان جل گئین ابر سے پانی موسلا دھار برسا گرد کا نام نہ رہا زمانہ پر گرد و رست تھا مگر دشت مصفا ہوا نفیر و جانجھ کی صدائے

رعد کا دم بند کیا تمام عالم پر از شور و غوغا ہو گیا شیر نیستان چھوڑ کر وطن ہول سے بھاگے بیابان درندون سے خالی ہو گئے زمین مثل گوگرد کے بے آب تھی ہوا دوزخ سے بڑھکر جگر تاب تھی خلاصہ یہ کہ ایک جانب نازنینان سیم ساق و سمن اندام یعنے مہرخ و بہار گلفام نے پرا جما یا دوسری طرف دیو سار و اہرمن اور بلا ہاے سیار نے صفوف لشکر کو آراستہ کیا ہوشیار بعد ترتیب لشکر میدان مین آکر آگ تھیر برسانے لگا اور سبز را ینا چاہنے لگا کہ ابیات

کمن پو ستینے برآمد بجنگ	چو از ژرف دریا برآید نہنگ	پیادہ بکردار یک پارہ کوہ
ز پانصد سوارش فزون تر شکوہ	چو عفریتی از بحر خون آمدہ	ز دہلیز دوزخ برون آمدہ
درآمد چنان اژدہا پارہ	فرشتہ کشے آدمی خوارہ	سیہ ماری افسون گرگے درد
سراپا می از سر بزرگے درد	دہانے فراخ و سیہ چون لوید	کہ زو چشم بیننده گشتی سفید
بسے خویشتن را بمردی ستود	کہ سوزان ترا از آتشم زیر درد	چو در معرکہ برکشم تیغ تیز
بکوہا کنم کوہ را سنگ زیر	گرم شیر پیش آید و گر ہزبر	بر و سیل بارم چو بارندہ ابر
سلاح از تہم رستہ چون شیر نر	ز پولاد دارم سلاح دگر	چو گردن برآرم بہ گردن کشی
نہ زابے ہرا سم نہ از آتشے	بمردم کشی اژدہا پیکرم	نہ مردم کشم بلکہ مردم خورم
بگفتا این و برزد بر ابرو شکنج	چو ماری کہ پیچد ز سودائے گنج	لشکر مہرخ سے ایک ساحر

ناوک جادو نام اس بدانجام کے مقابلے کو گیا اسنے کچھ پڑھکر دستک دی کہ ایک تیر غیب سے آکر لگا ناوک نشانہ تیر قضا ہوا پھر اسنے نعرہ مارا دوسرا ساحر سامنے اسکے گیا لیکن خدنگ اجل سے نہ بچ سکا اسی طرح چند ساحر اس نامنجار نے جانب عدم بھیجے اسوقت بہار عازم وغا ہوئی اور دوپٹہ گاتی کی طرح باندھکر جوڑے کو سنبھالکر تخت سے کودی اور میدان مین آکر سحر خوان ہوئی ناگاہ اہل لشکر ہوشیار کی آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی صفحہ خاک کو گلہاے رنگا رنگ سے ہم طبق سپہر پر از کواکب پایا سطح ارض از رنگ چین نظر آیا جبین سبزہ سے سحاب چمن نے گرد و غبار دھویا تھا دل لالہ کے خون نے جوش کھاکر شاہد صندلین رخسار ارض کو سرخ کیا تھا سر نسترن کہ سفید تھا مشک بید نے سایہ کرکے عنبر آگین بنایا تھا لب نارون می آلود تھا نظم

بگل چیدن آمد عروسے بباغ	فروزندہ روے چو روشن چراغ
ز بوے گل و سایۂ سرو و تن	بہ بلبل درآمد نشاطِ سخن

بہار سرتاپا بہار ہزار ہزار سنگھار کیے زیر تمشاد پانچے کلائی پر ڈالے کھڑی تھی ہاتھ مین پھول

کی چھڑی تھی قدر شک سہی بالا تھا حسن کا عالم دنیا سے نرالا تھا کہ ابیات

بہار وے از زہرہ دل بردہ بود	چو ہاروت صد بیش و مردہ بود
زن کار دانست دلبیار ہوش	فلک راز نیرنگ پیچید گوش
زحل را بشوید سیاہی ز دے	شود بر حصاری بیک تار موے
بخوبی چہ گویم پری پیکرے	پری را نباشد چنین پیکرے

جھونکے ہوائے باغ سحر کے کھا کر لشکری اور ہوشیار بیخبر اور دیوانے ہوے شعر عاشقانہ پڑھتے تالیان بجاتے سمت اس عربدہ ساز کے چلے بیت

بیک شعبدہ بست بازیش را	تبہ کرد نیرنگ سازیش را

جب لشکری مع ہوشیار کے قریب چہنستان سحر پہونچے فلک نے نیرنگی دکھائی چند بلبلین خوش الحان صحرا سے اڑکر آئین اور سر دوش ہوشیار بیٹھکر نغمہ سنج ہوئین کہ اے یادگار سامری پرستان ملکہ بہار کے سحر مین آپ مبتلا ہوتے ہین یہ ننگ گوارا کرتے ہین بلبلون کا یہ کہنا تھا کہ ہوشیار ہوشیار ہوگیا اور بحر پڑھنے لگا کہ ابر گھر آیا اسمین سے انگارے آتش کے برسنے لگے بہار نے دیکھا کہ چہنستان جلنے لگا اسنے بھی افسون پڑھا کہ ایکبار ایک ابر اس باغ سحر پر آگر مثل سرپوش کے ڈھک گیا آگ جو برستی تھی اس ابر پر گرتی تھی باغ مین کوئی چنگاری نہ آتی تھی لشکر ہوشیار کہ شیدائے روے بہار تھا وہ اسی طرح بیتاب و دیوانہ رہا ہوشیار سمجھا کہ تا زمانیکہ یہ باغ سحر کا نہ مٹے گا لشکر کو ہوش نہ آئیگا یہ سمجھ کر اسی جگہ زمین صاف کر کے بیٹھا چاہا سحر پڑھکر بیرون کو بلا کر باغ کو برباد کرون زمین صاف کرتے اسکو دور سے عیارون نے دیکھا عمرو نے کہا لشکر اسکا باغ بہار کو گھیرے ہی اور طالب بہار ہی وہ آتشباری کی وجہ سے اندر باغ کے ہی اسوقت بہار حکم دیتی کہ جاؤ اپنے مالک کو پکڑلاؤ تو لشکری ہوشیار پر جا پڑتے یا وہ اہل لشکر کو مارتا یا فوج اسکی اسکو قتل کرتی مین جاتا ہون اور مہرخ سے حملہ کرا کر اسکو ہلاک کرتا ہون یہ کہکر چلا مگر راہ مین ایک عیاری خیال مین آئی یعنی فوراً صورت اپنی مثل شبیہ ملکہ بہار بنائی اور گلیم اوڑھے میدان مین آیا وہان کھڑے ہوکر اس طرح گلیم اتار کر جست کی کہ آواز چھم چھم کی بلند ہوئی سب اسی طرف دیکھنے لگے یہ جست کر کے زمین پر اترا ہر ایک کو یہ معلوم ہوا کہ بہار باغ سحر سے اڑکر آتی ہی عاشقان روے بہار بسبب پوشیدہ ہوجانے اپنی مطلوبہ کے بیقرار تھے اسوقت نیچے بہار نقلی کے دوڑے اور پکارے کہ اے مہار افزاے باغ خاطر عشاق بنظر نرگس نیم باز ذرا ہماری

جانب دیکھا لے بہار نے انھین تو کچھ جواب نہ دیا مگر ہوشیار سے پکار کر کہا کہ حضور میری خطا معاف فرمایئے اور اگر انگارے مجھپر نہ برسین تو مین آپ پاس حاضر ہون اور ہمراہ جناب خدمت شاہ طلسم مین چلون اور اگر اس عرض کو پذیرا نہ کیجیے گا تو مین آپ ہی کے لشکر کو آپ کی گرفتاری کا حکم دیتی ہون ہوشیار مصروف رد و بہار تھا اسوقت عجز کرنا سنکر خوش ہوا کہ ایسی ساحرہ جسکا عاشق شاہ طلسم ہی میری مطیع ہو اور دوسرے فوج بھی میری اسکے قبضے مین ہے اگر حملہ کریگی تو بڑی مشکل پڑجائیگی یہ سوچکر پکارا کہ مین خود آتا ہون اور قریب لشکر آیا بہار نقلی نے کہا اپنے ساتھ کیا بیر بحر کے بھی لائے ہو اسنے کہا نہین اسنے کہا وہ کیا پیچھے پیچھے آتے ہین یہ سنتے ہی اسنے پیچھے پھر کر دیکھا بہار یعنے عمرو نے بیاض گردن پر اس زور سے خنجر مارا کہ سر کٹ گیا پھر تو آگ برسنا موقوف ہوئی مگر شور و غوغا و تاریکی ہوگئی عمرو کا حال دیکھکر مہرخ رو رہی تھی کہ افسوس بہار اس طرف ملی جاتی ہے اسدم عمرو نے جب نعرہ کیا مہرخ کی جان مین جان آئی ادھر بہار ابر بحر ہٹاکر باہر نکلی فوج ہوشیار کی اب تک سحر ہی مجبوبہ کو دیکھتے ہی منت کرتے قریب آئے بہار نے حکم دیا کہ ای عاشقان من حیرت کے لشکر سے جاکر مقابلہ کرو جب فتح پاؤگے میرے پاس آنا اول ذکر کیا گیا کہ شاہ طلسم لڑنے کو منع کرتا تھا مگر ہوشیار نے مصر ہوکر اجازت لی اور آمادہ کارزار ہوا ملازم اسکے بارہ ہزار ساحر تھے انھین کو ہمراہ لیکر دشت نبرد مین آیا تھا فوج حیرت کو ساتھ نہ لایا تھا اس لحاظ سے لشکر حیرت بھی مسلح و مکمل تھا کہ اگر ہماری جانب کی شکست ہوگی تو حملہ فوج حریف کا ہنگام غفلت مین رکنا محال ہوگا خلاصہ یہ کہ جب بارہ ہزار ساحر اس فوج پر گرے باہم نار نخ و ترنج چلنے لگے نار یل ہر سمت برستے تھے مار و عقرب پیدا ہوتے تھے تلوار بحر کی اور ترسول و نیزول چلتے تھے ساحرون کے مرنے سے برغل مچاتے تھے ازبسکہ لشکر حیرت کثرت سے تھا یہ بارہ ہزار ساحر گھر گئے اور ایک ایک کو دس دس نے ملکر ہلاک کیا پہر بھر کے عرصے مین سب مارے گئے لشکر مہرخ مین کوس فتح پر چوب پڑی بہار نے باغ بحر کی طرف کیا لشکر پھر کر بستر پر آیا سردارون کو لیکر مہرخ داخل بارگاہ ہوئی عیار بھی آئے سب بیٹھکر جام عشرت نوش کرتے تھے مگر حال سنیئے کہ طائران بحر حیرت پاس باغ سیب مین گئے اور مارا جانا ہوشیار اور اسکی فوج کا بیان کیا حیرت نے سب کیفیت لشکر عامہ شاہ طلسم کو لکھا اور سمت ظلمات روانہ کیا پنجہ نے سحر کے افراسیاب کو جاکر نامہ دیا اور اسنے پڑھکر افسوس کیا اور وہان سے جانب باغ سیب آیا سب نے استقبال کیا یہ آکر تخت پر بیٹھا اور تمام ساحران نامی مثل شکوہ بن فیلان فیل

سوار زرین قبائے جادو و مبہوت فیل خوار جادو وغیرہ اپنی اپنی جگہ پر متمکن تھے
اُن سے حکم دیا کہ آج نقارخانہ طلسمی مین حکم دو کہ چونسٹھ ہزار نقارہ بجے اور طائران سحر تمام
طلسم مین پکار دین کہ آج کے ساتوین دن چاہ زمرد پر میلا ہی اور خداوند جمشید و سامری کے
دربار کا دن ہی یہ حکم سنتے ہی ساحرون نے پرواز کی کیونکہ نقارخانہ طلسمی بروے ہوا ہی ساٹھ
ہزار نقارہ معلق رکھا ہی ساحر اور پتلے طلسمی چوب لیے اُس جگہ حاضر ہین غلاف نقارون
پر سُرخ بانات کے چڑھے ہین ساحرون نے جاکر حکم شاہ پتلون کو سُنایا انھون نے قرنا اور
نقارون کو بجایا کاخ روزگار اور گنبد خضرا مین صدا گونجنے لگی تمام ساکنان طلسم نے آواز
سُنی مہرخ نے اپنی جگہ پر عمرو سے کہا کہ نقارہ طلسمی بجتے ہین میلہ آغاز ہی اب بچاؤ کی صورت
کوئی نہین عمرو نے کہا مین ایک کنوئین مین اُتر کر بیٹھ رہونگا تم سب کو زنبیل مین رکھ لونگا مہرخ
بولی کہ شاہ طلسم تمھارا حال کتاب سامری مین دیکھے گا اگر اسکو ثابت ہوا کہ تم کنوئین مین ہو وہ
کنوان پٹوا دے گا پھر نکلنا دشوار ہوگا عمرو نے پوچھا کہ اس بحر زخار آفت سے ساحل مراد پر پہونچنے
کی تمنے کیا تدبیر سوچی ہی مہرخ جواب دہ ہوئی کہ رائے عالی اس باب مین قرین صواب ہی
اور کلید زبان سے باب مصلحت کا افتتاح بہر مقاصد مشکل فتح الباب کینز بحکم المامور معذور
براہ استطاعت کلام خیر ختام کہ لایق بندگان صداقت التیام ہی عرض کر دیتی ہی ورنہ بموجب
بیت ای نطق تو کلید نہانخانہ کمال + تقریر تو نتیجہ تائید ذوالجلال + مین کیا اس بارے
مین سخن سرائی کرون اور حکمت لقمان را آموختن کے مثل چراغ پیش آفتاب جلاؤن عمرو
نے کہا اس مشورت کے لیے تخلیہ چاہیے مہرخ مع چند مشیرون کے علیحدہ خیمے مین آئی صلاح
ہونے لگی سب نے متفق الکلمہ یہی کہا کہ عمرو جو کچھ تجویز کرین وہی اولے اور انسب ہی عمرو
گویا ہوا کہ ایک دن سرشام تین سردار با فوج بے شمار تین خیمے میرے ساتھ لیکر چلین اور جہان
مین ان سردارون کو مامور کردون وہان سے جنبش نہ کرین پھر آگے مین سمجھ لونگا یہ باتین لشکر
سرخمو اور نافرمان اور افتخار جادو کہ شریک انجمن مشاورت تھے عرض سا ہوے کہ خواجہ
ہم آپ کے ساتھ ہین عمرو نے کہا اس راز کو کسی سے بیان نکرنا جاؤ اور لشکر چار لاکھ ساحر کا بطور
مخفی تیار کراؤ جب شام ہوگی مین تمھین بلالون گا یہ کہکر خلوت سے باہر آکر ٹھہرے اور سرخمو
وغیرہ نے لشکر چپکے چپکے مسلح و مکمل کرایا جس وقت کہ نہانخانہ مغرب مین سرخمو کے فلک جاکر
نہان ہوا اور گروہ انجم مشورہ کرنے خیمۂ زنگاری سپہر مین آیا کہ بمقتضاے ابیات

چو سیارۂ چرخ شبدیز راند		بہر برج کا مد صدا سے بلند	
چو زلف شب از حلقۂ عنبری		سمن رنگ بر طاق نیلوفری	

شام کو عمرو بارگاہ سے صحرا مین گیا سرخمو اور نافرمان اور افتخار ایک کے بعد ایک جنگل مین آئے اور اسی طرح فوج بھی ہزار در ہزار دو دو ہزار ہو کر پھیر کھا کر مقام وعدہ گاہ پر آئی کسی کو مطلق ظاہر نہوا کہ چار لاکھ آدمی کدھر گیا کس لیے کہ لشکر قریب پچاس لاکھ کے اور پھر پچاس آدمی سے چار آدمی اگر کم ہو جائین تو کیا معلوم ہو خلاصہ جب عمرو کے پاس سب جمع ہوئے وہ بھی تخت سحر پر بیٹھکر ایک جانب سردار اور لشکر کو چلا اور دس کوس لشکر مرخ سے نکل گیا ایک کوہ سیاہ کے قریب پہونچا در اس کوہ کے مثل گور جہودان کے تنگ و تاریک تھے اور راستے اُسکی گھاٹیون کے مانند جادۂ صراط دوزخ کے باریک تھے گرداسکے ایک دریاے محیط موج زن تھا لیکن سیاہی کوہ کے عکس سے دریا بھی سیاہ تھا نظم

چنین تا گذر گہ بجاے رسید		کہ یکبارہ شد روشنی ناپدید	
زنیک سو سیاہی برآوردہ حرف		دگر سو گذر بستہ دریاے ژرف	
شد آن راہ از موے باریک تر		ز تاریکی شام تاریک تر	

عمرو نے ایک خیمہ سیاہ رنگ کا اُس جگہ نصب کرایا اور ملکہ نافرمان کو مع ایک لاکھ ساحر کے یہان فروکش کیا اور کہدیا کہ بغیر میری اجازت کے یہان سے نہ ہلنا یہ کہکر آگے وہان سے روانہ ہوا اور اس کوہ سیاہ سے اور دس کوس آگے جاکر قریب کوہستان پہونچا شناخت کیلئے ایک کوہ سبز رنگ تجویز کرکے خیمہ سبز رنگ استاد کرایا وہ پہاڑ مثل سبز پوش جنان کے رشک خضر زیب برکیے تھا خضر راہ گم گشتگان بادیۂ ضلالت تھا اور خضر و الیاس کی طرح مردم بروزگار سے روپوش درخت ہاے گنجان مریدون کے طور اُس پیر سبز پوش کے گرد تھے نظم

بہ پیرامنش بیشہ ہاے خدنگ		بہم درشدہ شاخ در شاخ تنگ	
فزون تر درخشش ز پنجہ ارش		ز آب و ہوا یافتہ پرورش	
چو زینگونہ جاے بدست آمدش		در آن جاے فرخ نشست آمدش	

خیمہ سبز مین ملکہ سرخمو کو مقیم کرکے لاکھ آدمی گھاٹیون مین پہاڑ کی فروکش کیے اور اُن سے بھی تاکید یہی کردی کہ بغیر میرے یہان سے نہ ٹلنا اور پھر عمرو وہان سے دس کوس اور آگے بڑھ گیا اتفاق سے ایک بیابان قلب تاریک کوہستان مین ملا کہ ایسا قلعہ مستحکم ضحاک کا بھی نہ ہوگا

پہاڑون کے درے ایسی راہین پر پیچ رکھتے تھے کہ حلقہ ہاے زلف گلرخان دہر کو شرماتے تھے فرہاد کو کاکل جنبون شیرین یاد دلاتے تھے بیابان ہر چند کہ سرسبزی مین رشک گلستان تھا مگر چشمہ حیوان کی طرح ظلمت مین نہان تھا چشمہاے صاف ہر سمت روان گرد در خمہاے گنجان نظم

پدید آمد آن چشمہ بیسم رنگ	چو سیمی کہ پالاید از ناف سنگ
بفرمود تا زیر کان سپاہ	تنے چند را سر بر آید ز راہ
پس کوہ خارا شود نا پدید	کس آن بند را می نداند کلید

افتخار جادو کو دولاکھ ساحرت یہان مقرر کرکے سمجھا دیا کہ بغیر میرے حکم یہان سے نہ ہٹنا اور بعد اس فہمایش کے تخت سحر پر بیٹھکر ایک ساحر ہمراہ لیکر مراجعت کی اور سرحمکو سے دوبارہ ملتا ہوا پاس نافرمان کے آیا اور بیٹھکر نشیب و فراز سمجھانے لگا نافرمان نے کہا خواجہ آج کے ساتوین دن وہ جلسہ ہوگا کہ دیدۂ روزگار اسکے دیکھنے کا ندیدہ ہی بلکہ یہ میلہ دیدہ ہی نہ شنیدہ ہی ایک سے اکیس بارگاہین بادشاہ طلسم کی استادہ ہونگی حیرت کی سواری کے ساتھ ساٹھ ہزار غول ساحرون کے لباس رنگ برنگ کا پہنے چلین گے ساٹھ ہزار شاہ اور شہزادیان طلسم کی آئینگی حیرت پرسے زرنگار ہوگا اور ایک کنوان کہ مثل تالاب کے ہوا در اسی کو دمر دکہتے ہین زر وجواہر سے پٹ جائیگا عمرو نے سب ماجرا سنکر جواب دیا کہ جو کچھ سامنے آنیوالا ہی اسکا بیان کرنا ضرور ہی ہمارا خدا مالک ہی کچھ نہ کچھ ہمین بھی مل رہیگا اب تم یہان ٹھہرو مین اور تدبیر کو جاتا ہون یہ کہکر وہان سے مرخ پاس آیا اس تردد کرنے کا کچھ مطلق ذکر نہ کیا اور مثل دستور قدیم حکم دیا کہ جلسۂ عشرت کا سامان مہیا ہو بجز دار شاد ساقیان زرین لباس بربادکن ساس کو بکا سامان لیکر حاضر ہوے ناچ ہونے لگا جام مے گردش پذیر ہوا نظم

تماشاے را شگران باز کرد	در خمری بر جہان باز کرد
نیوشند شد نالۂ چنگ را	بہ کف بر نہاد آب گلرنگ را

ازبسکہ ان ترددات مین رات زیادہ آچکی تھی دربار برخاست کیا ہر ایک آرام پذیر ہوا یہ سب تو بآرام تمام حالت امید و بیم مین مقیم ہین لیکن حال میلے کا سنیے لمؤلفہ

ہان ساقیا وقت یاوری ہی	دے بادہ کہ دور آخری ہی
لشد چھکا دے خوب ساآج	پھر رند نہو کسی کا محتاج
دے ہوش ربا وہ جام ساقی	دنیا مین ہو جس سے نام ساقی

ساقی اک اور جام رنگین — در پیش ہی جلسۂ نگارین
ساقی مرے جوش کی قسم ہی — کھوئے ہوے ہوش کی قسم ہی
ساقی پیر مغان کا صدقہ — ساقی تجھے اپنی جان کا صدقہ
وہ سر کہ بھرا ہی جس مین سودا — وہ جان کہ جس مین ہی تمنا
وہ دل جو ہی آرزو سے لبریز — وہ آتش شوق جو کہ ہی تیز
وہ رنج کہ جسکا دل ہی مسکن — وہ لب کہ ہمیشہ جسپہ شیون
ان سب کی قسم ہی میرے ساقی — دے جام شراب باقی ساقی
کانٹا جو لگا ہی دل ہی بیتاب — دے گل سکے کٹورے مین مجھے آب
لکھون مین وہ داستان رنگین — فردوسی بھی جسکا ہوے گل چین
ہر حرف سے دلبری ہو پیدا — گل کی طرح ناز کی ہو پیدا
ٹپکے لفظون سے پھر لطافت — آب مضمون کی ہو تراوت
دامان نگاہ ناظرین کو — پھولون سے بھرون بطرز نیکو
اے خامہ جادہ سامری فن — بھر آج طرازے مثل توسن

طالبان نگین الفاظ انگشتری داستان دفتاحان ابواب حجلۂ بیان نقش روشن افسانہ کو لوح قرطاس پر یون منقوش فرماتے ہین اور نازپروردگان حجلۂ ضمیر عشاق کو منظر فصاحت مین جلوہ گر فرماکر اس طرح میلا دکھاتے ہین کہ جب خجلۂ مشرق سے عروس زرین لباس مہر حجرۂ ہفت نظر افلاک مین روشنی بخش ہوئی اور حلقۂ ماہ و نگین کواکب جوہری روزگار نے صندوق نہانخانہ غرب مین بند کیے کہ یہ مضمون نور بیز ابیات

فروزندہ روزے چو فردوس پاک — برآورد سر گنج قارون ز خاک
بغرلت کمر بستہ با دخزان — نسیم بہاری زہر سو وزان

باغ سیب ین افراسیاب اورنگ شہی پر جلوہ گر ہوا اور حیرت سے حکم دیا کہ انگشتری لینے جادہ اول ہی سے سامان جانے کا کر چلی تھی اپنی کنیزون کو طلب کیا سترہ نازنین پری جمال زیور جواہر بخیال پہنے رخت پر زر سے آراستہ حاضر ہوئین تھال سونے کے ہاتھ مین لیے تھین اُن مین جواہر اور اشرفیان بھری تھین پھر کچھ ساحر سورا در بھیڑیان اور بکریان لیے آئے کہ اِن جانورون کے گلے مین ہار پڑے تھے اور ٹیکے سیندور کے ماتھے پر دیے تھے

اُنکے بعد بہت سے تھال لیے کنیزین آئین کہ اُن مین موہن بھوگ بھرا تھا چوکین گھی کی روشن تھین جب یہ سامان آچکا حسرت تخت طاؤسی پر سوار ہوئی چار طاؤس جواہر کے چارون کونون پر تخت کے کھڑے تھے دین انکی سر پر ملکہ کے چتر ہو گیکن نقار خانہ طلسمی مین نوبت بجنے لگی شاہ جادوان نے پانڈان سے ایک گلوری بنا کر اپنے ہاتھ سے ملکہ کو کھلائی اکابرین دربار نے نذرین دین شاہ نے باندو پکڑکر کچھ منتر سامری و جمشید کے پڑھے اور ملکہ پر دم کیے پھر تو اُس مہ چہاردہ سالہ کا حسن جہینان دہر سے دوبالا ہو گیا کہ بہ یک اشارہ گوشہ چشم نیرنگ سامری اور بازی روزگار کو خاک مین ملاتی تھی اور ہزار مردے جلا کر مسیحا کو لب جان بخش کا شرمندہ احسان بناتی کہ

ترا ے معجز نے رفتار روح افزا دکھاتی ہی تمنائے حیات بیخبر وزہ آزماتی ہی	صدا خلخال پا کی مژدۂ صحت سناتی ہی جدھر جاتے ہو ہر گھر سے یہی واز آتی ہی
مسیحا ہو تو بیمارون کو دم بھر دیکھتے جاؤ	

خلاصہ یہ کہ اس سامان نمایان اور تجمل بیکران سے ملکہ روانہ ہوئی اور بعد کچھ عرصے کے ایک دشت پر فضا مین پہونچی کہ ہوا وہان کی ہوائے روضۂ رضوان دل سے مٹاتی تھی مسیحا نفسی کر کے دلہائے مردہ کو جلاتی تھی سبزہ بزنگ سبز بختان دہر چین سے پائون پھیلا کے سوتا تھا گلہائے خودرو سے دشت نگارخانہ چین معلوم ہوتا تھا برگ گل ہمشکل زبان تھے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ گلرخان دہر اس بہار کے شوق دید مین خاک مین ملکر زبان تبوصیف بوستان کھولے ہین نرگستان تھا یا خفتگان خاک آنکھین کھولے سیر دیکھتے ہین طائران خوش نوا مثل خضر کے لباس زمردین پہنے ہر سمت پران قمریان سرو لب جوئبار پر مثل واعظ کے بر سر منبر شان کدبور حقیقی مین خطبہ خوان کسی جا شمشاد لالے پر اکڑتا کہین غنچہ درازی قامت شمشاد پر ہنستا تھا کسی جگہ لالہ پیالہ دکھا کر نرگس مست کو نچاتا تھا کہین برگ سوسن زبان حال و مقال سے باتین سناتا تھا دشت پر روح قیس نثار تھی غرض طرفہ بہار تھی کہ قصیدہ

فیض ترتیب ہوا نے یہ دکھائی تاثیر تخت طاؤسی گلشن پہ ہی سایہ کیے ابر آہ قمری مین مزہ اور مزے مین تاثیر دیکھتے دیکھتے بڑھجاتی ہی گلشن کی بہار	زر محلول ہی اخگر کو کھرل ہی سنبل چتر کھولے ہوے فرق شہ گل پر سنبل سر مین دیکھے پھولائے لگے پھولمین پھول دیدۂ نرگس شہلا کو نہ سمجھو احول

خضر فرماتے ہین سنبل سے تری عمر دراز شاخ پر پھول ہین جنبش مین زمین پر سنبل		پھول سے کہتے ہین پھلتا رہے گلزار امل سب ہوا کھاتے ہین گلشن مین سدا رو سبدل	

اس دشت فرح ناک مین یہ سر و خرامان ہوئی اور قریب ایک کوہ پرشکوہ کے پہونچی درے سے کوہ کے ایک خط سرخ اس طرح ظاہر تھا کہ جیسے بند کمرون مین روزن کی راہ سے لیکر دھوپ از زمین تا فلک معلوم ہوتی ہی کہ بموجب ع مٹی کا پل بندھا تھا محیط سپہر پر + اور سنہری لکیر مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک ظاہر تھی گویا اوراق جریدۂ دہر پر طلائی جدول کھینچی تھی اصل مین اس خط کو قطب جنوبی اور شمالی جو طلسم کے حکمانے بنائے ہین اُنکے درمیان سے خط معدل النہار بنایا تھا واضح ہو کہ کتب علم ہیئت مین مسطور ہی کہ معدل النہار وسط حقیقی قطب شمالی اور جنوبی مین واقع ہوا ہی اور یہ نسبت محاذات اُسی خط کے خط استوا زمین پر متخیل ہوتا ہی اور جسوقت کوئی شخص قطب شمالی کے نیچے کھڑا ہو تو معدل النہار افق جنوبی پر ہوگا فی الجملہ یہ بحث باعث طوالت فسانہ ہی یہان صرف مراد یہ ہی کہ حیرت انگشتری لینے اُس جگہ جاتی ہی کہ جہان حجرۂ ہفت بلا ہی اور یہ مقام علم نیرنج و ہیئت سے حکماے طلسم نے خاص طلسمی بنائے ہین اور طلسم مین رات و دن ادا ہوتے ہین اور خط استوا اور قطب بخلاف ان قطبون افلاک دُنیاوی کے اور بنائے جاتے ہین جیسے کہ طلسم دنیا مین چار پہر کے رات و دن ہوتے ہین اور خلاے دو جہان کہ مطلق ہی اُسکے دن پچاس ہزار برس کے ہین دُنیا بھی مثل طلسم کے ہی اور باطل ہونا اس طلسم کا روز قیامت ہی کہ جو لوگ اس طلسم مین پھنس گئے ہین وہ اسکے ٹوٹنے سے اپنے مسکن اصلی پر پہونچین گے اگر ناری ہین جہنم مین اور ناجی ہین تو فردوس مین اور بمصداق وہم فیہا خالدون ہمیشہ اُن مقامون مین رہینگے اور راستہ اس طلسم دُنیا مین آنے کا عالم ارواح سے یہ ہی کہ اول ملائکہ بحکم حکیم علی الاطلاق مادہ جنین کو زیر عرش جگہ دیتے ہین کہ صاحب قلب وہان سے ہوتا ہی پھر وہان سے کرسی کی طرف لاتے ہین کہ وہان سے مالک صدر ہوتا ہی پھر وہان سے فلک شمس پر پہونچاتے ہین کہ صاحب حرارت غریزیہ ہوتا ہی پھر فلک ہفتم پر کہ مقام زحل ہی باغ ملتا ہی کہ محل عقل ہی پھر فلک قمر پر لاتے ہین کہ صاحب صورت اور حیات ہوتا ہی پھر فلک مشتری پر لیجاتے ہین کہ علم پاتا ہی پھر فلک عطارد پر جاتا ہی کہ فکر پیدا ہوتی ہی وہان سے فلک مریخ پر آتا ہی کہ وہم حاصل ہوتا ہی پھر فلک زہرہ پر آکر خیال پاتا ہی پھر کرۂ نار منتقل ہوتا ہی کہ اخذ صغرا کرتے

پھر کرۂ باد پر آکر خون ملتا ہی پھر کرۂ آب پر آکر بلغم پاتا ہی پھر کرۂ خاک پر آکر مالک سودا ہوتا ہی پھر وہ مادہ طرف نجارات کے مائل ہوتا ہی اور ملائکہ اسکو جانب ابر پھینکتے ہین اور وہ ابر باران بنتا اور باران سے زمین پر آکر نباتات اور اجناس مین مشترک ہوتا ہی اور وہی نباتات و اجناس خدائے تعالی اسکے پدر کی روزی کرتا ہی کہ جسکے کھانے سے صلب پدر مین نطفہ ہوکر رہتا ہی پھر بمصداق یخرج من بین الصلب والترائب آخر ہنگام شہوت بطن مادر مین منتقل ہوتا ہی پھر زمین پر آتا ہی اس معنی کو حضرت صوفی مایقمان مین فرماتے ہین کہ **بیت** مرغ شاخ درخت لاہوتیم + گوہر درج گنج اسرارییم + آنے کا اس طلسم مین دنیا کے یہ راستہ ہی اور جانے کا وہان گور ہی اور وہان سے عالم برزخ مین اور وہان سے قیامت اور قیامت سے صراط اور صراط سے میزان اور میزان سے پرسش اعمال اور وہان سے مسکن اصلی روح کا کہ بموجب **مصرعہ** دوست باز دوست رفت و یار بیار + آمدم برسر مطلب **جیرت** مسکن اصلی پر طلسم کے جایا چاہتی تھی اسی خط کے نیچے نیچے درۂ کوہ مین داخل ہوئی اور عجائب و غرائب طلسم کے دیکھتی ہوئی یعنی کہین اندھیرا کہین اوجالا مرحلے طلسم کے جو بنے ہین کہ فاتح طلسم کے طلسم توڑتے وقت بیان اسکا کیا جائیگا ہر ایک کو ملاحظہ کرتی جنگل مین قریب ایک احاطے کے پہونچی احاطہ پر چار سو مینار یاقوت احمر کا چڑھا تھا دروازہ اسکا بند تھا ملکہ نے سحر پڑھا دروازہ کھل گیا اندر آئی خط معدل النہار کی روشنی یہان بھی پائی اسی کے سایے مین کچھ دور چلکر ایک نقب مین سما گئی پھر جو اس گنج خوبی نے سر نکالا ایک مکان سونے کا نظر آیا اس طلسم مین سات حجرے بنائے ہین ایک سونے کا دوسرا چاندی کا تیسرا زمرد کا چوتھا یاقوت کا پانچوان نیلم کا چھٹا موتی کا ساتوان الماس کا ہی چنانچہ ان سب حجرون مین مال طلسمی اور کنجیان ہین لیکن ساتوین حجرے مین سات کوٹھڑیان ہین کہ ہر کوٹھڑی مین بلا بند ہی جب وہ کوٹھڑیان کھلین گی بلائین نکلکر لشکر **مہرخ** کو برباد کرینگی اور یہ بلائین موت نہین رکھتی ہین دفع کرنا نہایت مشکل ہوگا انشاء اللہ حال انکا بروقت شکست طلسم بیان ہوگا غرضکہ ملکہ قریب مکان طلائی کے آئی سبحان اللہ اس عمارت کا کیا کہنا و برداسکے عجب نہین جو کندن ہیرا رشک کھائے رنگ طلا مین جواہر کو پچی کرکے جواہر کی گلکاری بنائی تھی حور قصور جنان چھوڑ کر اسپر شیدائی تھی رنگ تجلی طور کلیم اثر شعاع ہر پایہ کی سربلندی پر قصر بہرام گور تصدق ہر بار اسکی محراب سے اگر ہلال کو کشاید

کیا جائے تو کشاول گدائے شب جام جم پر فخر کرے آستان کو اسکی اگر فلک کہون تو روے زمین کا احسان فلک پیر پر کردن عالم امکان کی مجال نہین جو وسعت صحن کو اسکی پیمائش کرے معمار عقل کی کیا طاقت جو زبان دل سے ستایش کرے مہندس خیال ہر چند کہ خوبی مین طاق ہی بلکہ بہتری سے جفت ہی مگر اسکے گوشہ ہاے مثلث کی توصیف مین مالایطاق ہی سقف منقش سپہر اسکی سقف رنگین کے رو بر و دارد ون اور آفتاب شرم سے اسکے شمسے کے سامنے دینار خزانہ قارون زکات طرح عمارات پر انگشت اشارت بارہ اور صفاے در و دیوار پر نگاہ سرمہ آلود ناز غنیان دہر سے عبار نظر تماشائی اگر غرفہ تک اسکے پہونچے تو منازل قمر سمجھے اور فکر محاسب اگر اسکے مینارون پر پہونچے تو کنگرہ عرش عظیم جانے کہ بہ مقتضاے ابیات

عجب اسکی رفعت عجب اسکی شان	عجب اسکے پردے عجب سایبان
عجائب تھین نہرین عجائب بحر	عجب اسکے سقفین عجب اسکے در
عجب اسکا نقشہ عجائب فروش	عجائب نگار اور عجائب نقوش
مکان ایسا آراستہ پر شکوہ	ہر اک برج الماس مانند کوہ
تماشائی کا دل بھی ہوا آئینہ	کہ جس پر کدورت کبھی آئے نہ

سامنے اس قصر کے گلشن نگارین بنا تھا شاخہاے گل پر بلبل شیدا زبان کا چہچہہ نرگس مست کہ مدام باغ مین رہتی ہی لیکن یہ بہار اسنے بھی نہ دیکھی تھی سنبل اسی کی الفت مین پیچ و تاب کھاتی تھی لالہ اسی کے عشق مین دل خون ہی عشق پیچان باغ کو اسی کا جنون ہی کہ بخواے نظم

ز گلبانگ سبا بہ تر ند باف	دریدہ صبا شعر گل تا بناف
زمین چون زر آب چون لاجورد	چو دیباے نیم ازرق و نیم زرد
نواے چکاوک بہ از بانگ رود	برآورد با دشتبانان سرود
گرہ بر کمر گہ زدہ ساق جو	رسیدہ بدہقان وزد و درد

حیرت نے اس گلشن پر بہار مین ایک مقام پر کھڑے ہو کر کچھ افسون سا پڑھا اور پکار کر کہا کہ اے کندن آؤ یکایک نسیم بہاری چمن مین وزان ہوئی اور کلیان کھلکر پھول ہو گئین ایک تخت بروے ہوا اڑتا ہوا آیا ہزارہا گھنگرو تخت مین بندھا تھا اسکی صدا سے بروے ہوا پریان ناچتی معلوم ہوتی تھین جب وہ تخت زمین پر اترا ایک سونے کی پتلی اسپر بیٹھی مگر بولتی ہوئی تصویر تھی یا بتان آذری پرلات مارتی تھی ایڑی چوٹی پر اپنی وارتی تھی کہ ابیات

صنم بین کہ آن نقش پرواز کرد پرو چادرے از رخام سپید		کہ گاہے گرہ بست وگہ باز کرد چو برگ سمن بر سر مشک بید	

حیرت کو اُس تیلی نے سلام کرکے لب گوہر فشان سے رشتۂ نظم مین اس طرح موتی پروے اور کام و دہان ساطع کو پراز تذاق سخن اس طرح کیا کہ ملکہ عالم نے اس کنیز ناچیز کو کیون یاد فرمایا ہی مرتبہ خاکسار فلک پر پہونچایا ہی حیرت نے صورت حال کا جلوہ آئینہ بیان مین یون دکھلایا اور باب مقاصد کو کنز دقائق گفتار سے وا کیا کہ ای کندن کنجی حجرۂ طلائی کی تمھارے پاس ہی حجرہ کھولو کہ انگشتری جمشیدی شاہ جادوان نے منگائی ہی نذر بھینٹ لیکر یہ حقیرہ لینے آئی ہی کندن نے نذر کی چیزین دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور عرض کیا کلید حاضر ہی لیکن یہ بھینٹ اور نذر اصلی نہین ہی اور اس سے انگشتری دست خداوند جمشید نہ ملے گی لازم یہ ہی کہ حضور زحمت فرماکر مراجعت فرمائین اور شہنشاہ سے اصلی بھینٹ لائین کنیز انتظار مین حضور کے ٹھہری رہیگی یہان سے قدم نہ ہٹائیگی حیرت ان باتون سے صورت آئینہ حیران ہوئی آخر سب سامان نذر کا چھوڑکر پھری اور خدمت شاہ جادون مین آئی ماجرائے گذشتہ زبان پر لائی افراسیاب نے ساری کیفیت سُنکر بھر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی تاریکی عالم مین چھائی بعد ایک لمحہ کے فلک کی جانب سے ایک تخت زمین پر مثل بلا کے نازل ہوا کہ اُسپر ایک پیر زمین گیر سوار تھا پیر فلک کا سگا بڑا بھائی عروس روزگار کو سامنے اُسکے شرم آئی جب شیطان جنت سے نکلا تھا تو اسی کے کندھے پر سوار ہوکر زمین پر آیا تھا نہین بلکہ درد دہر کو اُسی نے سبق پڑھایا تھا فرط ضعف ونقاہت سے جھریان جسم پر پڑی تھین ہڈیان پسلیان گنی جاتی تھین کہ بہ مقتضاے ابیات

ظالم دتیرہ رو ضعیف ونحیف دم گفتار مُنھ سے بو آتی کرتا شیطان مکر اس سے یاد تھا غلامی کا اُسکی دم بھرتا		اس ضعیفی پہ انتہا کا کثیف نتن بینی کی کو سون تک جاتی زال دنیا کا تھا وہی اُستاد سامنا پیر چرخ کیا کرتا	

ایک کتاب کہ جریدۂ افلاک اور دفتر دہر اُسکا دو ورقہ تھا سفیدی دسیاہی اوراق لیل ونہار بین السطور صفحہ ہاتھ مین لیے سامنے شاہ کے آیا بادشاہ براہ تعظیم اور اہل دربار بہ تکریم اُٹھے باعزاز اُسکو بٹھایا پیر نے استفسار کیا کہ مجھے کیون بلایا ہی شہنشاہ نے کہا کہ انگشتری جمشید

مین نے منگانا چاہا ہی چنانچہ وہ مجھے منگا دیجیے تمنائے دل پوری کیجیے پیر نے کہا اس خیال محال سے باز آ شہنشاہ نے کہا بغیر انگشتری کے یہان خاتمہ ہی نقش طلسم باطل ہوتا ہی نام ونشان مٹتا ہی سلطنت جو زیر نگین ہی حلقہ اطاعت غیر مین جاتی ہی پیر نے کہا تجھ سے تکلیف گوارا نہ ہوگی انگوٹھی سے ہاتھ اٹھا شاہ نے کہا سر کٹ جائے مگر سر دست انگشتری ہاتھ آئے پیر نے کچھ پڑھکر سمت فلک پھونکا ایک تیلا مچھری اور جام لیے پیدا ہوا مچھری شاہ کو دی اور جام سامنے رکھا پیر نے کہا سات بوٹیان اپنے جسم کی کاٹ کر اس جام مین ڈال دے دو دونون ہاتھ کی دو دونون پیر کی دو دونون کانون کی ایک سینے کی شاہ نے فوراً بوٹیان کاٹ کر جام مین ڈالین کہ یاقوت احمر بن گیئن پیر نے ایک آہ کی منھ سے شعلہ نکلا کہ جلکر وہ راکھ ہوگیا شاہ نے وہی راکھ اپنے زخمون پر لگائی کہ زخم اچھے ہوگئے اس جگہ دوسرے دفتر مین ہی کہ پیر زندہ جدھر سے آیا تھا ادھر ہی چلا گیا اور کہتا گیا کہ پیالے مین جو خون بھرا ہی پوچھکر زخمون پر لگالے کہ اچھے ہوجائین اور یاقوت کے ٹکڑون کی سمرن بناکر حیرت کے حوالے کرکہ جائے اور انگوٹھی لے آئے افراسیاب نے ایسا ہی کیا اور سمرن حیرت کے حوالے کی کہ وہ لیکر روانہ ہوئی اور اسی طرح راہ طے کرکے قریب حجرۂ طلائی پہونچی کندن پتلی منتظر کھڑی تھی اُس سے کہا مین اصلی بھینٹ لائی ہون حجرہ کھولدے اُسنے حجرے کے پاس آکر سجدہ کیا اور کنجی ازار بند سے اپنے کھولکر قفل مین لگائی اس وقت اُس نازکبدن کا اوپنچا ہوکر ایک ہاتھ سے قفل تھامنا اور دوسرے سے کنجی لگانا ہزار بناؤ دکھاتا تھا وہ پتلی پتلی انگلیان چوڑی ہتھیلی کا رنگ برنگ شہاب وہ دونون پائینچے چھوٹ کر پانون پر آجانا قفل کھولنے مین منھ نیچا نا بالون کا رخ پر آنا سرہلا کر بالون کو ہٹانا آخر بمقتضائے ع کھولا کنجی نے چور خانہ کا صدا تڑاقے کی ہوئی قفل کھل گیا یہ پائینچے اٹھاتی کنجی و قفل لیے پیچھے ہٹی اور حیرت سلام کرتی ہوئی داخل حجرہ ہوئی سبحان اللہ جس عمارت کی خوبی اور بہتری باہر سے بری از صفات رہی پھر وصف اندرونی کرنا چھوٹا منھ اور بڑی بات ہی در و دیوار منقش و رنگین چھتین رشک دہ نگارخانہ چین کمرے بہ از قصور ہائے بہشت برین خلاصہ یہ کہ جو جگہ تھی وہ دلچسپ و خوش آئین فرش دیباے چین ہر مقام پر بچھا تھا شیشہ آلات لگا تھا چار طرف کمرے تھے بیچ مین حجرہ تھا ملکہ کمرے طے کرکے حجرے مین آئی وہان ایک تخت بچھا تھا روبرو اُسکے پردہ پڑا تھا ملکہ نے پردے کے روبرو سجدہ کیا ایک پانون سے کھڑی ہوئی اُس وقت ہزار ہا گھنٹا اور

ناقوس از خود بجنے لگا اور پردہ آپ سے آپ اٹھ گیا تخت پر پتھر کا پتلا کہ ہم شبیہ جمشید تھا نظر آیا ملکہ نے پھر اسکو سجدہ کیا پتلے نے صدا دی کہ اے شہزادی طلسم کی کیا چاہتی ہی حیرت نے عرض کیا کہ انگوٹھی یہ کہکر وہ سور بکریان موہن بھوگ وغیرہ وغیرہ پیش کیا پتلا ان سب کا ایک نوالہ کرگیا اور ہاتھ اپنا بڑھایا کہ انگوٹھی اتارلے حیرت نے جب انگلی پر ہاتھ ڈالا کہ انگوٹھی اتارون انگلی آگ کی طرح جلتی تھی ہاتھ ملکہ کا جل گیا اف کرکے ہاتھ کھینچ لیا پتلے نے کہا اول وہ یاقوت کی کنٹھی جو بوٹیون کی جسم شاہ طلسم کے بنی ہی ہاتھ مین پہنا دے پھر انگوٹھی اتارے ملکہ نے کنٹھی پہلے پہنادی پھر انگوٹھی اتار لی یکایک ہزارہا گھنٹے اور ناقوس بجے پردہ تخت کے سامنے پڑگیا ملکہ سجدہ کرکے پھری جب حجرے کے باہر آئی کندن نے مبارکباد دی اور دوڑکر حجرے کو بند کیا قفل دیا اور عرض پیرا ہوئی کہ کنیز کو اب اجازت ہی کہ جائے ملکہ نے رخصت دی پتلی تخت پر بیٹھکر جدھر سے آئی تھی اسی طرف چلی گئی اور حیرت بھی انگشتری لیکر سوار ہوئی طائران طلسم نے آکر سر پر سایہ کیا اور جتنے کہ دیو اور خبیث طلسم مین ہین سب نظر آنے لگے لیکن ملکہ لیے ہوے انگوٹھی کو وہ مقامات طے کرتی ہوئی قریب باغ سیب پہونچی مگر باغ موصوف مین نہ گئی بلکہ ایک اور باغ مین جاکر ٹھہری اور کنیزون کو حکم کیا کہ تجمل بیکران اور سامان نمایان حاضر کرو بمجرد حکم سامان حاضر ہوا یعنے ہزارہا نقارے طاؤسون پر لدے بروے فلاک بجتے ہوے چلے اور فلک کی طرف سے پھول سنہرے اور روپہلے برسنے لگے ہزارہا چوکمین از خود روشن ہوگیین اور باجے ہزار در ہزار رنگ کے بجنے لگے کئی ہزار مردنگ بجاکر ساحر بھجن جمشید کے گانے لگے سترہ سو کنیزین عبیر و گلال اوچھالتی اور رنگیا شی کرتی ساتھ ہوئین ملکہ نے ایک کشتی مین انگوٹھی کو لگاکر تورے پوش جواہرکار ڈال کر اپنے ساتھ لیا اور آپ بھی نہایت آراستہ و پیراستہ ہوکر سوار ہوئی اور سمت باغ سیب چلی کہ ابیات

جہان در جہان لشکر آراستہ	زبوق و دہل بانگ برخاستہ
ز دیباے چینی بہ خرد ارہا	ہم از مشک چینی برانبارہا
طبق ہاے کافور با بوے مشک	زکافور تر بیشتر عود خشک
غلامان لشکر شکن خیل خیل	کنیزان کہ در مردہ آرند میل

اس تجمل سے قریب باغ سیب جب پہونچی افراسیاب کو خبر ہوئی کہ ملکہ انگوٹھی بڑے دھوم سے لاتی ہین شاہ جادوان یہ خبر سنتے ہی مع تمام اہل دربار اور معزز ساحرون کے

اٹھ کھڑا ہوا کہ انگوٹھی کا استقبال کرنا لازم ہی اور باغ سے کچھ ہی آگے بڑھا تھا کہ ملکہ ملاقی ہوئی وہ سب تجمل بیرون باغ ملکہ ٹھہرا کر ہمراہ شہنشاہ اندر باغ کے آئی شہنشاہ سب کی نظر سے غائب ہوگیا بعد کچھ دیر کے سارے درخت باغ کے بادلے سے منڈھ گئے اور ہر پھول مثل گوہر شب چراغ کے روشن ہوگیا پتیون مین چمک پیدا ہوئی برگ گل تابان بجانے لگے پتی پتی سے صدا جمشید کی جو کی بلند ہوئی بیچ بارہ دری مین تخت جو بچھا تھا آئینہ اُس کے سامنے لگ گیا ہزارہا منقلین سونے چاندی کی روبرو تخت روشن ہوگئین بخور سلگا دیا اُسوقت شہنشاہ طلسم آئینہ مین ظاہر ہوا آج وہ تاج سر پر دیے تھا کہ دیدۂ روزگار جسکے دیکھنے کا محتاج تھا اور وہ قبائے پرزر زیب برفرمائے تھا کہ قبائے رنگا رنگ فلک کی قبا جسکے مقابل نیلی اور سیاہ تھی خلاصہ یہ کہ جب شہنشاہ طلسم ظاہر ہوا ہزار ہا دن گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے سب سے اول حیرت نے کشتی انگوٹھی کی نذر دی شہنشاہ نے مسکرا کر نذر قبول کی تو رے پوش ہٹا کر انگوٹھی کو ہاتھ مین لیا پہلے جمشید کو سجدہ کیا پھر انگوٹھی کو پہنا نگینہ انگوٹھی کا آفتاب سے زیادہ روشن تھا مگر یہ ثابت نہ ہوتا تھا کہ کس چیز کا ہی کچھ نقش اُسپر جادو کے کندہ تھے کہ جسکی ہیبت سے ساحر اور خبیث مطیع اور سر فگندہ تھے غرضکہ جب انگوٹھی بادشاہ نے ہاتھ مین پہنی فوراً تمالی بجائی ایک طاؤس کہ جسکا چہرہ پریزاد کا تھا اور سارا جسم طاؤس کا تھا ناک مین نتھ اور کانون مین جڑاؤ بتے بالیان پہنے تھا سامنے شاہ طلسم کے آیا شاہ نے فرمایا کہ ای طاؤس طلسمی مین نے تجکو امتحان کی راہ سے بلایا کہ دیکھون انگشتری جمشید کام دیتی ہی یا نہین طاؤس نے عرض کی کہ جسکے پاس انگوٹھی ہوگی مجھپر کیا تمام طلسم اُسکا تابعدار ہی شہنشاہ نے کہا اچھا جاؤ اور عمرو کو کہ خداوند سے باغی ہی پکڑ لاؤ طاؤس اسی وقت حسب حکم شہنشاہ روانہ ہوا اور بارگاہ مسرخ مین چکر مار کر اُترا پکارا خواجہ تمکو شہنشاہ افراسیاب جادو نے یاد کیا ہی یہان طاؤس کے آنے سے اول تو عمرو تیار ہوا کہ بھاگ جاؤن مگر آواز مور کی سُنکر قلب پھر گیا بولا کہ غلام حاضر ہی یہ کہکر قریب گیا طاؤس نے منقار مین داب لیا اور پیٹھ پر لاد کر لایا اور سامنے شہنشاہ طلسم کے لاکر زمین پر ڈال دیا عمرو نے اُٹھکر بادشاہ کو تسلیم کی اور وہ جاہ و جلال آج شاہ جادوان کا دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا تھر تھر مثل برگ بید کے کانپنے لگا اور زبان کو تعریف شہنشاہی مین وا کیا کہ نظم

چراغ جہان گوہر شاہ باد		رخ شاہ روشن تر از ماہ باد	

تو ئی آنکہ نیروے نبیش بہ تست		بہ دمندی آفرینش بہ تست	
بہر جاکہ باشی خداوند باش		زتخمے کہ کارے بر دمند باش	

افراسیاب نے کرسی بیٹھنے کو دی عمرو تسلیم کرکے بیٹھا شاہ جادوان نے کہا کہ مین نے تجھکو اس لیے بلایا ہی کہ سمجھا دون یعنی تو اور ہمراہی تیرے اگر آسمان پر بھی جاکر چھپین گے جب بھی گرفتار ہونے سے نہ بچین گے پس لازم ہی کہ سب کو سمجھا کرلے آ اور سامری وجمشید و لقا کو سجدہ کر کہ جان تیری بچ جائے عمرو نے بجواب اس سوال کے عرض کیا کہ مجھے اپنے نفس پر اختیار ہی مین ابھی سامری پرست ہوتا ہون اور لوگون کو مین سمجھا ؤنگا مانا اور نہ مانا اسکا کام ہی افراسیاب نے کہا تیرا سامری پرست ہونا لایق اعتبار نہین مین نے صرف اپنا جاہ و جلال دکھانے کو تجھے بلایا تھا کہ دیکھ مجھ مین یہ طاقت ہی اچھا اب جا اور لوگون کو سمجھا اگر اس کے خلاف کیا تو سزا پائیگا یہ کہکر طاؤس سے حکم دیا کہ اسکو پہونچا آ طاؤس نیکر بارگاہ مسخ مین آیا ادھر افراسیاب نے کہا کہ عمرو بیشک باغیون کو سمجھائیگا کیونکہ آج دباؤ دکھا گیا حیرت نے کہا وہ مکار ہی الامر فوق الادب براہ تعظیم مین یہ مثل عرض کرتی ہون کہ آزمودہ را آزمودن جہل ست کئی بار یہ اتفاق ہو چکا ہی کہ وہ آیا اور مکر کر کے چلا گیا شاہ نے سنکر ایک پتلا کاغذ کا کترا اور انگشتری جمشید اسپر لگا دی کہ لوٹ کر مثل انسان کے وہ ہو گیا اس سے کہا تو جا اور بارگاہ حریف مین جاکر روے ہوا اٹھ یا قبہ بارگاہ پر بیٹھکر سنا کہ عمرو کیا کہتا یا کیا گفتگو کرتا ہی پتلا حسب الحکم اڑکر آیا اور قبہ بارگاہ پر چپکا بیٹھکر گفتگو سننے لگا لیکن جب طاؤس عمرو کو بارگاہ مین لایا سب خوش ہوے طاؤس پکارا کہ جو وعدہ تو شاہ طلسم سے کر آیا ہی خبردار اسکے خلاف نکرنا ورنہ بہت برا حال ہوگا یہ کہکر طاؤس تو چلا گیا اور مسخ وغیرہ اٹھکر عمرو کے گلے سے لپٹ گئین دیکھین تو رنگ عمرو کے چہرے کا سفید ہی غرضکہ بجھلایا دل مین عمرو کے پنکھے لگے ہین کہہ رہا ہی کہ خدا تیرا مددگار رہی جبکہ کچھ دیر مین حواس درست ہوے سارا حال دربار شاہ جادوان کا بیان کیا سب نے متفق القول یہی کہا کہ خواجہ ہم آپ کے تابعدار ہین جو فرمایئے بجا لائین عمرو نے کہا کوئی تدبیر بچنے کی نکالو سب نے عرض کیا کہ کوئی صورت بچنے کی نہین اگر تمام عالم کے ساحر جمع ہو کر شاہ طلسم پر اب سحر کرین تو بھی بسبب انگوٹھی کے اسپر اثر نہ ہو اور کوئی اس ظالم پر غالب نہ آئے عمرو نے کہا کچھ ہی کیون نہو لیکن مجھ سے اطاعت اس گبر ناہنجار کی

نہوگی اور اے ملکہ اسد نبیرۂ امیر طلسم مین آئے اور طلسم فتح نہو مقرر یہ طلسم فتح ہوگا کیونکہ جہان اولاد حمزہ کا قدم آیا کیسی ہی اُس جگہ آفت ہو ٹلجاتی ہی اور مہم سر ہوتی ہی ہان مین یہ نہین کہتا کہ مقدر میرا بدی کرے اور قضا ہی آچکی ہی تو اُسکا ذکر نہین اب میرا تم لوگون کے لیے جی کڑھتا ہی تمھین چاہیے کہ شاہ جادوان کی اطاعت کرو اور بدستور اپنے ملک ومال پر قابض رہو مہرخ اور بہار وغیرہ سب نے جواب دیا کہ خواجہ استغفر اللہ جان سے جانا قبول جہان سے گذرنا مقبول مرجائین دنیا سے خاک تک برباد ہوجائے مگر فرمانبرداری شاہ طلسم نہین منظور عمرو نے کہا مرحبا اچھا کوہ سیاہ مین خیمہ استاد ہی وہان جاکر رہو مہرخ نے کہا یہان وہان سب برابر ہی میلے مین جانا ضرور پڑے گا عمرو نے کہا نظر بہ فضل خدا رکھکر ابھی یہین ٹھہرو یہ تمام باتین اُس کاغذی پتلے نے قبہ بارگاہ پر بیٹھے بیٹھے سُنین اور جاکر افراسیاب سے بیان کین اُسنے کہا ان سب باغیون کی قضا دامنگیر ہی اے حیرت مین ظلمات مین اپنے بزرگون کو بلانے جاتا ہون یہ کہکر ایک نارنج سمت فلک اوچھالا کہ بلندی پر جاکر وہ غائب ہوگیا اُسوقت باغ سیب مین جو پیتل کا آسمان قائم رہتا ہی اور حال اُسکا اوّل بیان کیا گیا تھا اس آسمان کے دو طبق ہوگئے اور اُسمین سے ایک اژدہے پر نقارے کی جوڑی کھنچی ہوئی آئی شاہ نے ایک نارنج انگوٹھی سے مس کرکے اُس نقارے پر لگایا کہ جہان تک سرحد طلسم ہی صدا اُن نقارون کی گونج گئی اور انگشتری کی وجہ سے ساکنان طلسم کے قلب پر تاثیر ہوئی کہ میلے مین چلین افراسیاب سوار ہوکر زیر گنبد نور جو بارگاہ طلسمی استادہ ہی وہان آیا اور یہان سے کچھ دور پر ایک باغ ہی کہ اسکو باغ جمشیدی کہتے ہین اور اُسکے متصل ایک کنوان مثل تالاب کے ہی کہ اُسکو چاہ زمرد کہتے ہین پس قریب باغ جمشید شاہ آکر ٹھہرا اور حیرت سے کہا تم آج عبادت خداوند جمشید کرو اور کارپردازان سے حکم دیا کہ بارگاہ طلسمی سے تا باغ عشرت اور باغ جمشید آراستگی کیجاے یہ کہکر آپ سمت ظلمات روانہ ہوا یہان ہر مقام پر سڑکین پختہ بن گیئن اور سڑک پر تھپر قیمتی رنگ برنگ ومثل سنگ سماق وسنگ یشب وشجراز قسم جواہر نصب کیے گئے دو رویہ دکانین پختہ پتھر کی بنائی گیئن کرسی ہر دکان کی کمر کے برابر رکھی گئی کچھاڑ فرشی قد آدم دونون سمت سڑک کے استادہ ہوے اور باغات کے درخت آراستہ کیے تمغے چاندی اور سونے اور جواہرات منڈھے گئے یہی انتظام تا شام رہا جسوقت سیدان فلک کی آراستگی جواہر کواکب سے ہوئی اور سلحہ ہاے

افلاک تماشاگاہ مردمان طلسم عالم ہوے کہ نظم

چو زلف شب از حلقہ عنبری		سمن رنگ بر طاق نیلوفری	
نمودند کاخ حصار بست خوب		کہ دور ست از وے مند باد جنوب	
یکے سنگ مینا دمینو سرشت		بزیبائی و خرمی چون بہشت	

حیرت دشت مین ایک جگہ مصروف عبادت جمشید ہی کہ حال اسکا صبح ظاہر ہوگا لیکن اُس شب جاؤسا حرون کا ہونے لگا یعنے ایک آسمان سُرخ آکر چھا گیا اور پھول سنہرے برسے پھر بعد کے بعد آسمان شق ہوا اژدہے اور طاؤس پیدا ہوے اُنپر بارگاہین زربفتی اور بادلے اور مخمل کی بارتھین وہ بارگاہین کنارے سڑک کے ساحرون نے استادگین قبہاے بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کرتے تھے کلس یاقوت وزمرد کے چڑھے تھے ہر ایک کلس پر طاؤس جواہر کا بیٹھا تھا اور موتی کا مالا منقار مین لیے تھا بارگاہ مین فرش مکلف تا قم و سنجاب کا بچھا تھا چار سمت سائبان زربفتی با سلک مروارید کھینچ دیے نیچے اُنکے تخت ہاے مرصع کا بچھ گئے سامنے تخت کے کرسیان جواہر آگین بچھ گئین اور دو ہری بارتھین فانوس مینا کاری کی لگا دین خلخے اور گلدستے جا بجا ہوا کے رُخ رکھدیے جب یہ درستی ہو چکی یکایک فلک کی طرف روشنی ہوئی اور نوبت و نقارے بجے سواریان شاہان طلسم کی کہ باجگزار افراسیاب ہین آنے لگین کوئی بادشاہ ملک مشرق کی سرحد کا اور کوئی مغرب کی جانب کا اور کوئی شمالی سرحد کا حاکم اور کوئی جنوب کا مالک ملک مشرق کے جتنے بادشاہ آئے سب زرد لباس پہنے تھے اور مالے و دیگر اقسام کا زیور جو کچھ کہ پہنے تھے وہ لعل اور معدنیات کا تھا یعنے جو چیز کہ آفتاب سے متعلق ہی اور ملک مغرب کے بادشاہ لباس ادا اور سیاہ اور نافرمانی اور زیور بھی ویسا یعنی جو کچھ کہ زحل سے منسوب ہی زیب بر کیے تھے اور ملک شمال کے بادشاہ لباس اور زیور جو کچھ کہ متعلق بہ مریخ ہی پہنے تھے اور جنوب کے بادشاہ جو کچھ کہ منسوب بعطارد ہی زیب قامت کیے تھے فی الجملہ یہ بیان قصے کے رنگ کو کھو دیتا ہی ظاہر ہی کہ افسانہ اور ہی اور نجوم و حکمت و ہیئت اور ہی چنانچہ صاحب بوستان خیال نے یہی رنگ پسند کر کے سارا قصہ لکھا ہی یہان اس طرز کو عام فہم حقیر نے خیال نہ کیا اور باعث طول افسانہ سمجھ کر چھوڑ دیا دوسرے اصل دفترین بھی کچھ ذکر اسکا نہین ہان داستان گو اپنی قوت بیانیہ سے اگر بیان کرے اسکو اختیار ہی پتا اسکا لکھدیا گیا خلاصہ یہ کہ ان بادشاہون کی

سواریون کا انتظام اور دھوم دھام بیان کرنے سے زبان قلم عاجز ہی یعنے کوئی ان مین عورت ہی اور کوئی مرد ہی تخت ہاے سحر پر لباس فرمان روائی پہنے ہر ایک سوار گرد شیرون اور امیرون کی قطار ہزارہا غلام زرین کمر اور ہزارون کنیزان قمر پیکر عہدے ہاتھون مین لیے آگے آگے باجے بجتے ڈمرو اور ناقوس کی صدا بلند چاہ زمرد پر نذر اور بھینٹ چڑھانے کا سامان لیے کشتیان زر و جواہر کی بکریان اور سور وغیرہ ہمراہ شاہزادیان طلسم کی آرایش اور بناؤ دیکھے لب لعلین کو اُنکے مسی سے سروکار بیشانی پر نزاکت سے افشان بار آنچل پلو کے دوپٹے اوڑھے سر پر تاج رکھے مور پانون زیب قدم کیے از سر تا پا بہار رشک گلزار کہ بیک غمزہ کشور جانان دہر کو برباد کردین اور بیک غربدہ اقلیم دل عشاق کو تسخیر کرین دلبری اُنکی تابعدار غمزہ اُنکا فرمان بردار سواری کے اُنکی ہمراہ فوج ساحران بیشمار نیرنگی سحر کی دکھاتے کبھی پھول فلک سے برساتے کبھی زمین پر باغ لگاتے کہ بمقتضاے نظم

پری پیکرے چون گل آراستہ	بری و بت از ہندوان خواستہ
دہن تنگ و سر گرد و بر و فراخ	رخی چون گل سرخ بر سرو شاخ
نہ گیسو کہ زنجیر او مشک ناب	فرو ہشتہ چون ابرے از آفتاب
ازان مشک تر آب گل ریختہ	مہ از سنبلہ سنبل آویختہ
مکلل بگوہر قبادے پرند	چو پروین بہ گوہر کشی ارجمند
ز لعل و زمرد یکے تخت زد	بساطے ز یاقوت و زر سرخ و زرد
ز بلور تا بندہ خوانے فراغ	چو نسرین تر بر سر سبز شاخ
نگاوردہ اسپ مرصع نگار	ہمہ زین و ہر اے گوہر نگار
صد اشتر قوی پشت بالیدہ ران	عرق کردہ در زیر بار گران
ز ہر بستہ ہاے کہ دربار بود	چو اہرمین زر بہ خروار بود
قباہاے خاص از پے ہر کسے	قبا با دلیہاے زرکش بسے
ز بس زد و خیزان لب رود بار	نشاندہ ز رخسار گیتے غبار
ز برق آمدہ ابر نیسان بجوش	برآورد تندر بہ تندی خروش
رگ رشتی در زمین گشت سخت	رقص آمدہ بر گہاے درخت

اسی طرح شب بھر داخلہ شاہان طلسم کا رہا یہان تک کہ ملکہ زلفین کاکل دراز اور ملکہ

گل اندام نازکبدن اور ملکہ محبوب لاثانی اور مشکبوے کاکل کشا اور ملکہ مست ناز اور ملکہ گل باز گہر ریز اور ملکہ حسین زرین لباس اور ملک جمیل زرین کمر اور شعلہ خیز شاہ جادو اور ملک خونخوار تیر زن جادو اور ملک ظہیر ترکش جادو اور صنریر آہن کلاہ قولاد بدن جادو وغیرہ تمام شاہان طلسم آکر جمع ہوے کہ نام اُنکے فرداً فرداً اگر لکھے جائین تو نہایت طول ہوانشاء اللہ تسخیر ہونے ممالک طلسم کے وقت نام خود ہی ذکر ہون گے جب یہ شاہ اور شہزادیان آچکین تو اکابرین طلسم کی آمد ہوئی اور بادشاہون کا لشکر اور بہیر دبگاہ کے لوگ کوسون تک اُتر پڑے اب بارگاہ طلسم سے تا باغ عشرت کہ منزلون کا فاصلہ ہے انسان اور ابنوہ خلق تھا سوائے بارگاہون اور خیمون کے اور کثرت خلق کے اور کچھ نہ نظر آتا تھا جب معززین طلسم بھی آچکے پھر منتظمان طلسم آنے لگے کوتوال طلسم اور دربان اور گرد آور کہ یہ سب جہان خاص طلسمی مرحلے ہین اُس جگہ کے منتظم ہین اور اسد کے داخلے کے وقت طلسم مین ان سب سے مقابلہ ہوگا ورجب لوح طلسم تدبیر انکی موت کی بتائیگی اُس وقت یہ مارے جائینگے خلاصہ کلام جب منتظم داخل ہوے یکایک ابر سرخ رنگ فلک کی طرف ظاہر ہوا اور پھول گلاب کے مگر جواہر کے بنے ہوئے اُس ابر سے برسنے لگے اور ہزارہا نقارے بجنے سنائی دیے صدہا منقل سونے روپے کی جلتی نظر آئین تمام بادشاہ اور اکابرین طلسم اور منتظم وغیرہ برائے استقبال سمت فلک سوار ہوکر چلے کہ وہ سحاب زمین پر اُترا اسپر فرش ملوکانہ اور تخت شاہی نہایت آراستہ بچھا تھا اور تخت پر ایک معشوق سراپا ناز عربدہ ساز زیور وجواہر پہنے لباس فرمانروائی زیب جسم کیے جلوہ گر تھی کئی ہزار نادرین مصاحب اور ہمدم اور کنیزا پنے اپنے رتبے کے موافق کھڑی اور بیٹھی تھین اور اُس محبوب زیبا تمثال کے سراپا کا کیا بیان کیا جائے صفحہ فسانہ وقت تحریر وصف رخ رشک گلزار بہشت بنتا ہے قلم خود نکتہ چینی کرتا ہے زلف سیہ کے عنبر سارا اور مشک کیا شاہ ختن وتاتار وچین غلام ہر حلقہ گیسو کے بندۂ حلقہ بگوش وبے دام مانگ جادۂ کہکشان فلک کو راہ بھلا دے پیشانی نور آگین سپیدۂ صبح صادق کو کاذب بتا دے خال ہندو رہزن ضمیر عاشقان بھولین وہ محراب جو سجدہ گاہ حسینان جہان پلکین وہ ناوک دوز جو ایک جنبش مین روحانیون کو صید کرین ناز مژگان ہزارون دل قید کرین آنکھین وہ جام سرشار کی محبوبی جو دل خشک کو بریان

ذکر ین بلکہ غارت کرین سفیدی چشم روز روشن کو روبرو اپنے تیرہ کرے اور سیاہی سواد شب کو خیرہ کرے رخسار تابان گل سرخ کو ندامت سے آب آب کرے بلکہ چشمۂ خورشید کو بے آب و تاب کرے دہان تنگ کو تنگ شکر کیا کہون مگر حقۂ لعل و گوہر لکھون لب یاقوت رنگ لعل بدخشانی کا جگر خون کرے بلکہ یاقوت رمانی کو ہیرا کھلائے مرجان غیرت سے مرمر جائے چاہ ذقن یوسف دل کو اپنی چاہ مین کنوین جھکوائے جو دیکھے اسی چاہ مین باؤلا ہو جائے کہان تک وصف اسکا لکھا جائے گردن صراحی دار ہا تھ ہر ایک دل کی دستبردی کو سر دست تیار سینہ گنجینہ نور چھاتیون کا اسپر ظہور نار پستان کو دیکھکر نار بستان کا سینہ شق ہوا سیب بہی کا رنگ غیرت سے فق ہوا شکم صاف و شفاف تختہ بلور سیلی کی سیدھی لکیر نہ تھی پشت پر بالون کے آنے سے عکس کا ظہور ناف کو گرداب بحر حسن کہنا پرانی بات ہی یہ چشمۂ آب حیات ہی موے کمر آئینہ حسن مین گویا بال آیا ہی یا تار خط شعاع آفتاب سپہر حسن پر ملا ہی آگے عجب لذت کی چیز ہی وہ ہنسنی ہی جو موتی چگتی ہی یا وہ چور خانہ ہی جسکو کلید تمنا کھولتی ہی وہ مضمون حجاب ہی جس پر مہر خط شباب ہی وہ مور نی ہی جو کہ مستی مین مثال مور کے منھ سے پنکے تو وہ اپنی منقار مین لے وہ دیدۂ نور ہی جس مین وصل کی سلائی سرمہ لگائیگی وہ غنچہ تنگ سر بستہ ہی جس مین ہوائے تمنا بڑی مشکل سے جائیگی غرض ساق نورانی شاخ نخل طور زانو دونون لطافت و نزاکت مین آفتاب و گوہر سے زیادہ پر نور کف پا آئینہ روے عروس غرضکہ از سر تا پا وہ نازنین یگانۂ دہر ناز و ادا مین بلا کا قہر کہ نظم

پری پیکرے شوخ و مست آمدہ	پری وار در شب بدست آمدہ
چو سرو ے بسر سبزی آراستہ	ز رشک رخ گل عاریت خواستہ
بہر ناوک غمزہ کا ندا ختے	تکاپے ز رد جانیان ساختے
لب او چہ لب شور بازار ہا	ورد قند و شکر بہ خروار ہا
سمن را تماشا در آغوش او	تماشا کہ گل تا بناگوش او

اس کا فریش کو تمام شاہ اور معزز و منتظم ہر شخص نے سجدہ کیا اور نذر دی کیونکہ یہ دختر ہی خداوند داؤد و جادو کی جو خاص بنیرۂ سامری ہی اور طلسم مین خدائی کرتا ہی اور جس بادشاہ کی تصویر کو اپنی جگہ پر تلوار سے چاک کرتا ہی سر اُس بادشاہ کا اُس ملک مین کہ جہان کا وہ حاکم ہی کٹ جاتا ہی خداوند جسے چاہتے ہین اُسکو پھر بجاے شاہ مقتول کے

بادشاہ کرتے ہین اور علاوہ اسکے اور بہت کچھ طلسم مین اسکو اختیار ہی آج اپنے عوض تو رچکیدہ
اپنی بیٹی کو میلے مین بھیجا ہی اور داؤد اپنی جگہ سے اُٹھتا بھی نہین اور ملاقات بڑی
مشکل سے خداوند کی میسر آتی ہی لوگ زیارت کو جمع ہوتے ہین تو پردہ گبند قدرت کا اُٹھتا ہی
ایک روشنی سی سب دیکھ لیتے ہین غرضکہ نام اس لڑکی کا ملکہ **لالان خون قبا** ہی
حقیر نے جو سراپا وغیرہ اس نازنین کا لکھا یہ اسلیے طول دیا کہ یہ ملکہ بھی معشوقہ شہزادہ
اسعد فاتح طلسم کی ہوگی اور شہزادے کے نکاح مین آئیگی بحول وقوت الٰہی شہر داؤدیہ کا
فتح ہونا اور داؤد کا مسلمان ہونا جلد دوم مین ذکر ہوگا فی الجملہ جب خداوند زادی داخل
ہوئی بارگاہ طلسم جو زیر گبند نور ہی اور سوائے شاہ جادوان کے اور کوئی جا نہین سکتا اِس
بارگاہ مین یہ جاکر تخت طلسم پر جلوہ گر ہوئی اور مصاحبین اور انیسین اور جلیسین گرد
کرسیون پر بیٹھین ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی چلنے لگا ملکہ لیکن برہم رہی اور کارپردازون
سے گویا ہوئی کہ اس **افراسیاب** کو غرور بہت ہوگیا ہی آج ہمارے استقبال کو بھی
حاضر نہوا لوگون نے عرض کی کہ انھین حضور کے تشریف لانے کی خبر نہین اب آئینگے تو
مراسم تعظیم بجا لائینگے یہان تو یہ ذکر ہی مگر میلے مین پھر شور اُٹھا اور بلا ہاے سیاہ وغولان
طلسم اور اژدرہاے دمان اور شیران زیان میلے مین آئے وہ بلائین اگر کوئی خواب مین
ایکبار دیکھے تو تمام عمر نیند نہ آئے خواب عدم مین بھی چونک پڑے اور برائے سر اُنکے
آسمانون سے لگے اور پانون قعر زمین مین تھے کسی کے سر سے اژدہا منھ نکالے شعلے چھوڑتا
اور کسی کی آنکھ سے دمبدم قطرۂ اشک گر کر بلاے تازہ بنتا اور آدمیون کو کھاتا یہ
بلائین خبیث اور بھوت ہین انھون نے آکر ایک گوشے مین باغ جمشید کے قرار لیا
اب کوئی سوائے عمرو مطیعون کے باقی نہین جو داخل نہوا ہو صرف حکیم **قطاس الحکمت**
و **رفیع الحکمت** و **منصور الحکمت** کہ مرد خدا پرست ہین اور جیسے کہ بادشاہ طلسم کو
افراسیاب نے قید کیا ہی ان بزرگون کو بھی بطور نظر بندون کے رکھا ہی پس یہ لوگ
میلے مین نہ آئے اور بزرگ شاہ طلسم کے مثل **ماہی زمرد رنگ** و **آفات چہار دست**
و **بلقین چہار دست** وغیرہ بروقت پرستش چاہ زمرد پر آئینگی خلاصہ یہ کہ
رات بھر مین تمام طلسم کی خلقت جمع ہوئی جس وقت کہ شہنشاہ سیارہ کا سر تاج فلک
ہفتم پر پہونچا اور تماشاگاہ روزگار مین بادیدۂ حیران وہ بھی میلہ دیکھنے آیا نظم

چو روز دگر خور ز مشرق شتافت دوال دہل زن در آمد بجوش		سپہدار چین کار رفتن بساخت ز منقار مرغان بر آمد خروش	

شہنشاہ **افراسیاب** بجاہ و حشم میلے مین آیا اور حال آمد خداوند زادی ملکہ **لالان خون بہا** سنکر کشتیان زر و جواہر کی بہر نذر لیکر سامنے ملکہ کے گیا تسلیم کی نذر دی عذر عدیم النظیر حتی کیا ملازمون کو تاکید اکید کی کہ خبردار ملکہ عالم کو کوئی تکلیف نہو سب حاضر خدمت رہین جملہ سامان راحت موجود رہے پھر وہان سے رخصت ہوکر مجرا ے باغ جمشید مین گیا یہان آنسی بچھائے ملکہ **حیرت** پوجا جمشید کا کر رہی تھی ایک پانون سے کھڑی سحر پڑھ رہی تھی اور **افراسیاب** پاندان طلائی منگا کر گلوری اپنے ہاتھ سے لگا کر ملکہ کے منھ مین دی اور **حیرت** کو ایسا جوش سحر کا تھا کہ تھر تھر مثل برگ بید کے کانپنے لگی اور گلوری کھا کر سر ہلایا کہ **افراسیاب** نے اشارہ کیا کہ سب ساحر ہمراہی وہان سے ہٹ گئے **حیرت** نے ایک آگ کی شعلہ منھ سے سبز رنگ نکلا باہر آکر سرخ ہو گیا ملکہ نے دونون ہاتھ منھ پر رکھ لیے ایک چادر آتش کی پیدا ہوئی اور سر سے پا تک ملکہ کے لپٹ گئی **افراسیاب** نے کہا ای ملکہ مرحبا کیا کہنا تمھین تو پیاری بندی جمشید کی ہو **حیرت** بولی کہ اب کنیز رخصت ہوتی ہی جاکر چاہ زمرد کے اندر پوجا کریگی لیکن باغیون کو آپ طلب کیجیے سب لوگ آئے مگر وہی نہین آئے شاہ نے کہا تم پوجا سے فارغ ہو تو بلاؤن اسوقت ملکہ نے دونون ہاتھ بلند کیے ایک سلاخ آتش کی زمین سے فلک تک استادہ ہو گئی اور اسی طرح لاٹ آگ کی بنی ہوئی غائب ہو گئی **افراسیاب** نے کہا ابھی مجھے بہی کام ہین یہ کہکر یہ بھی غائب ہو گیا مگر اب میلہ قرار واقعی جمع ہو گیا اب حال بارگاہ **مہرخ** سنیے کہ عمرو رات بھر مشغول اوراد خوانی رہا اور دعا یمان اور آیتین صحیفہ ابراہیمی کی پڑھ پڑھ کر ہر ایک ساحر پر دم کرتا رہا جسکی برکت سے ہر شخص رکا رہا اور میلے مین نہ گیا صبح کو نماز پڑھکر مع عیارون کے عمرو روانہ ہوا کہ مین بھی جاکر میلہ دیکھ آؤن چلتے وقت **مہرخ** سے کہتا گیا کہ ای ملکہ تاج دیکھو خوشی کرو مین آتا ہون ہر چند اسنے سمجھایا مگر ہر شخص بصورت تصویر چپ اور بیحس ہی کیونکہ صدائے نقارہ سنکر آخر قلب پر وہ تاثیر ہوتی ہی کہ ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ میلے مین جاؤن خلاصہ **عمرو** اسی حالت مین انھین چھوڑکر روانہ ہوا کچھ دن چڑھے میلے کے قریب حد کے پہونچا جہان کو راستہ پایا دس دس ہزار بیس بیس ہزار کے غول ساحرون کے

آتے ہوئے نظر پڑے دکاندار دکانین لگائے تھے سرون پر گلنار شفتالو سی قرمزی رنگ
برنگ کی پگڑیان باندھے دکانین تمام آئینہ بند تھین بازار آراستہ ہو رہا تھا خیام اور
بارگاہین کہ جن کے وصف کرنے مین زبان قاصر ہی اور تتمہ ذکر اوپر بھی ہو چکا استاد
دیکھین کلس انکی سنہلی روپہلی نظر کو خیرگی دیتے تھے گویا ہزارون آفتاب نکلے ہوئے تھے
لاکھون پالین دوکاندارون کی نصب تھین البتہ خلائق تھا کہ کوسون تک تل رکھنے کی
جگہ نہ تھی عمرو صورت ساحر کی ایسی بنکر عازم ہوا کہ مین کسی بازار مین جاؤن دو قدم آگے
بڑھا تھا کہ ایک بڑھیا ظاہر ہوئی سر گالا منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت سر ہلتا تھراتی
ہوئی عصا تھا ٹے قریب عمرو کے آئی اور کہا کیون موے تو بد ذاتی کرنے پھر آیا عمرو نے
براہ مضحکہ کہا کہ او پیرزال تو کبھی منزل بھی ہوتی ہی بڑھیا یہ سنتے ہی لاٹھی لیکر کانپتی ہوئی
چلی عمرو بھاگا لیکن جدھر گیا اور جہانتک گیا اس بڑھیا کو دیکھا کہ سایہ سان ساتھ ہی آخر یہ
ایک جگہ ٹھہر رہا بڑھیا نے آکر لاٹھی اٹھائی کہ مارون بھرتوے جو ایک سر کے چار سر ہو جائین
عمرو نے کہا بڑی بی قصور معاف کیجیے بڑھیا نے کہا خبردار جو کہین بد ذاتی کی سنین اتنی
لاٹھیان مارونگی کہ ہاتھ پانون ٹوٹ جائینگے یہ کہکر بڑھیا چلی گئی اسی طرح اور بھی عیار
صورتین بدلے پھر رہے تھے انھین بھی بڑھیا ملی اور ایک ایک کو بڑھیا نے پکڑ کر سمجھایا کہ
خبردار کوئی بدمعاشی نہ کرنا ورنہ سزا پاؤگے جب قران کو بڑھیا ملی اسنے چاہا کہ ایک بغد بڑھیا
کے لگاؤن بڑھیا نے کہا سوئے مین سمجھائے دیتی ہون خبردار کہین دزدی نہ کرنا ورنہ
یہ بغدہ وغیرہ کچھ بھی نہ چلے گا یہ کہکر غائب ہو گئی قران اور عیار زنبیل بجا کر ایک جگہ
جمع ہوے اور سب حال بڑھیا وغیرہ کا بیان کیا برق نے کہا مجھے جو بڑھیا ملی تو اسنے کہا
جا مین نے تیرے استاد کو چھوڑ دیا اسی طرح سب نے حال کہا عمرو نے کہا یہ بڑھیا نہ تھی بلکہ
سحر تھا یہ سنکر قران نے کہا استاد جس وقت ہمکو ایک بڑھیا نے پکڑ لیا پھر جب افراسیاب
ہماری گرفتاری کا قصد کریگا تو لمحہ بھر نہ بچ سکینگے اور میرا گرفتار ہونا میری قضا ہی
آقا میرے فرما چکے ہین کہ جس روز بازو تیرا بندھے گا اسی دن تو مرے گا پس مجھکو کہین
پوشیدہ مت کیجیے اور لشکر مہرخ کا بغیر جائے میلے کے نہ رہیگا کیونکہ مہرخ دیہار وغیرہ سب چپ
سنائے مین ہین یہ کسی طرح نہ رکینگی جب شاہ طلسم نے سحر کیا سب چلی جائینگی عمرو نے یہ تقریر
سنکر کہا بیشک سچ کہتے ہو اب تم میرے ساتھ رہو آج دن بھر اور رات بھر خوب میلے کی سیر کرو

اور کل مقامات ذرا ذرا باغ جمشید اور چاہ زمرد و باغ عشرت و بارگاہ طلسمی و دیگر بارگاہ ہین
شاہان طلسم کی سب دیکھ رکھو کل آٹھوان دن میلے کی بھیڑ اور جماؤ کا ہو کل یا تو خدانخواستہ
ہم تم گرفتار ہو گئے اور جان گئی اور یا تو اس میلے کو ہمنے لوٹ لیا اور اس طرح لوٹین گے
کہ جتنے میلے مین آئے ہین سب ننگے ہوکر جائین اور بہت سے خواب عدم مین سوئین
لاشین اُنکی چیل کوے کھائین اگر یہ افراسیاب شاہ جادوان ہو تو بندہ بھی نظر کردہ
ہفت پیغمبران ہو انشاء اللہ کل مین ہون اور یہ میلہ ہو اور افراسیاب ہو کہ بیت

کہ این چارہ سازی بدست آوریم	بآن چیرہ دستان شکست آوریم

قران نے سب گفتگو سنکر عرض کی کہ بہتر ہو انچہ مرضی مولا از ہمہ اولیٰ غلام آپ کے ساتھ ہی
یہ کہکر سب عیار ملکر بصورت مبدل چلے عمرو سب کو لیئے راہ کترا کر قریب باغ جمشید آیا کہ اسی
متصل چاہ زمرد بھی ہی دیکھا باغ نہایت وسیع اور نزہت انما ہی فرسنگ در فرسنگ
گلہاے رنگا رنگ پھولے ہین جواہر کے درخت ہین اور جواہر کے پھول ہین جس چیز کا
پھول جواہر کا بنا ہی اُسی پھول کا عطر اس جواہر کے پھول کے خوشے مین داخل کیا ہی
کہ ہوا چلنے سے تسیم گل نقل واصل مین فرق نہین باقی ہی خیابان خیابان بہار وہان
کی مردہ دلون کو زندہ جاوید بناتی ہی برگ سمن زبان بنکر سوسن سے ہمکلام تھے اور
گل سبزے پریون کھلے تھے کہ لوح زبرجد پر منشی قدرت نے یاقوت احمر سے نقطے دیے
تھے گوش شاہد چمن مین پتے بالیان تھین خوش رنگ ڈالیان تھین گل بوٹے طرح بہ طرح
کے ایسے تھے کہ قبائے رضیاے گلشن مین پھول زراندود بنے تھے گل اشرفی کے پھولون کا
توڑا نہین بیشمار سوسن کی اوداہٹ پر لب مسی آلود گلعذاران دہر نثار باغبان چار چمن گیتی
نے میلہ لگایا جو پھول تھا عطر فروش تھا بہار کا جوش تھا باد صبا خریدار تھی بوے گل ہر سمت
لیجاتی تھی مشام گلرخان روزگار معطر فرماتی تھی ایسے میلے مین یہ باغ پر بہار چھوٹے چھوٹے
اور گھنے درخت سایہ دار پتے درختون کے فرش عمدہ بچھا تھا نسرین بدن سمن رخون کا
مجمع تھا سحاب چمن ہر سمت چھایا تھا زبان حال سے روزگار کہتے کو تھا کہ نظم

کالی گھٹائین آئین ہوا کے ابھار پر	پریون کے تخت لوٹ پڑے سبزہ زار پر
قبلے سے لے اٹھی ہی ہوا ہی ابھار پر	رند و چلو گھٹائین گرین سبزہ زار پر
مستی سے باد شوخ نے کیا گدگدا دیا	کالی گھٹائین لوٹ گئین سبزہ زار پر

صبا چمن ہی ابر ہی لبریز جام ہی		جوبن برس رہا ہی عروس بہار پر	

عمرو یہان سے سیر دیکھتا ہوا آگے بڑھا عیار سب ساتھ ہین آگے بڑھکر صحرا مین نیگیرے کھڑے تھے اور ایسے ویسے ساحر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا وہ فتنہ روزگار معشوقہ طرحدار رقاصہ انجمن تھی جو عاشق کی جان کی دشمن تھی کمر کولے کی لچک اور گھٹنا آگے بڑھنا اس طرح کا تھا کہ عاشق آف کر کے رہجاتے تھے وہ توڑے لینا اور گھوم کر بیٹھ جانا مارے ڈالتا تھا کہ ابیات

کوئی مشق ستمگری مین تھی		کوئی سرگرم دلبری مین تھی	
چل رہی تھی کسی سے کوئی چال		بن چھری ہو رہا تھا کوئی حلال	
مثل گل اک نگار خندان تھی		شکل سنبل کوئی پریشان تھی	
کسی عاشق پہ سرفرازی تھی		کسی بیدل سے جلسازی تھی	

جب یہان سے بھی آگے بڑھا کچھ لوگون کو دیکھا کہ ساز لیئے ستار و بین اور سارنگی وچکارا وغیرہ بجاتے ہین بایان ساتھ مل رہا ہی ٹھیکے مین اوھا بجتا ہی نئی نئی تانین اور اوپجین لیتے ہین کوئی کدارا بجاتا ہی کوئی ملار گاتا ہی کسی کو پیلو اور جوگیا پسند ہی تماشائیون کا ٹھٹ لگا ہی واہ واہ کی صدا بلند ہی بیت

بجاتے تھے اس طرح سے ملکے ساز		نکلتے تھے عشاق کے دل سے راز	

جب اور آگے چلا پالین ساقنون کی تنی دیکھین نیچے پال کے چوکا تختون کا بچھا تھا اوپر چاندنی کا فرش و قالین آراستہ تھا مقابا اور صندوقچہ وغیرہ تھا صندوقچے سے لگا ہوا آئینہ جلبی رکھا ساقنین ہزارون بناؤ کیے دولائی سفید اودی گوٹ کی اوڑھے آگے سے طوق سونے کا دکھائے کوگلا کھولے پائینچے پاجامے کے نیچے تخت پر پڑے تھے پرافشان لگائے پٹے چھوڑے بال بنائے لب تخت باہزاران ناز و انداز بیٹھی تھین کان کا زیور جھوم کر جھونکے لیتا تھا رخ تابندہ بھر حسن تھا اشمین اس زیور کا عکس پڑتا یہ ظاہر تھا جیسے کنول دریا مین تیرتے ہین یا مچھلیان اور جانوران آبی پیرتے ہین ہاتھون مین کڑے پڑے دست حنائی مین پور پور چھلے تھے ایک سمت لگن اور تپیلون مین نیچے بھیگتے تھے سامنے کچھ حقے تیار تازے کیے رکھے تھے تپائیان سورا خدار تھین چلمین آسمین گھڑسی تھین خریدارون کا ہجوم کوئی گنڈہ گنڈہ لڑاتا تھا کوئی دوانی چلم اوڑاتا تھا کوئی جوان اشرفی اور روپیہ دینے والا آکر تخت پر ساقن کے قریب بیٹھا آنکھ لڑاتا تھا ساقن بھی مسکراتی

تھی یہ کیفیت دونا نشہ جماتی تھی ایک طرف سامنے خریدار دعائین دیتے تھے کشمیر اور سا بجہان مانگتے تھے یار قند پیے والی چلم کے بھروانے والے اڑاتے تھے کوئی کہتا تھا ساقن کے دم کی خیر آج پیر و پر کی ہمکو بھی پلوا ئیے ساقن کہتی تھی بٹیا ابتو انگیا کے اندر کی پیو یہ بہت عمدہ ہی دمبدم چلم جا کر دیتی تھی خریدارون مین یہ بحث تھی کہ ایک کہتا تھا سرکردو دوسرا کہتا تھا کیا ہمکو پست پینے والا مقرر کیا ہی اس چلم کو تم سرکروا بکی دوآنہ کی بھروا ئینگے تو ہم سرکرینگے کوئی کہتا تھا اور پھٹک کر بھر آگ رکھنا کوئی کہتا تھا ہماری چلم پر بکل کی آگ دھر نا دم پڑنے سے لون بھق بھق اٹھتی تھین سرور ہوتا تھا شعر پڑھتے تھے دائرہ اور دف تخت پر بیٹھکر بجاتے تھے پٹہ ٹھمری غزل گاتے تھے عجب سمان کا بنا جلسہ تھا کہ ابیات

بیچے تھے عجب بہار کے تھے	صدقے دل اپنہ سو ہزار کے تھے
طرفہ ہنگامہ انکی دکان پر	جمع تھے سیکڑون پری پیکر
ایک تو دائرہ بجاتا تھا	ایک چکارے پہ بیٹھا گاتا تھا
ساقنون کا عجیب نقشہ تھا	قابل دید ٹھاٹھ انکا تھا
نام رکھے کوئی چرس کا اگر	دین وہ اسکو جواب یہ جلکر
کتنے بیلے ہو دم لگاؤ تو	اشرفی کی چلم ہی پی دیکھو

اُن سے آگے بڑھکر مدک والون کی دکان نظر آئی حلقہ کیے لوگ بیٹھے تھے قلمین سلگتی ہوئی ہاتھ مین تھین مہر وقتے پر جمے تھے گنگا جمنی چھینٹے سامنے رکھے تھے کہ بمقتضاے ابیات

کچھ مدک والے وانپہ بیٹھے تھے	نوجوانون کو چھینٹے دیتے تھے
گنگا جمنی بھرے ہوے چھرّے	رکھے تھے ماہرویون کے آگے
غیرت مہر و ماہ تھے مہرو	نہین قلمین پری کے تھے گیسو
شعلے اٹھتے تھے ایسے چھینٹون کے	سنگ سے جس طرح شرر نکلے

انھین کے مقابل ایک سمت کو بنگ فروش سل پٹے کی دکان ٹھنڈھائی پینے کا سامان لیے لوگون کا مجمع کوئی لیٹا چڑھاتا کوئی چلو لگاتا کوئی کہتا میری ٹھنڈھائی مین بادام بھی ڈالنا کوئی لونگ الائچی کی فرمایش کرتا کوئی کہتا یا داتا غفور نشے ہون بھرپور کوئی کہتا گاڑھی ہو گی تو نگاہ تاڑی ہو گی کوئی پکارتا کہ ع گاڑھی چھنے گی آج کسی سبزہ رنگ سے + کوئی آزاد یہ صدا مین سنتا نشے کی حالت مین بانک لگاتا نظم

کو صولت، سکندر او رحشمت دارا	اے صاحب فطرت
پڑھ فاعتبروا یا اولی الابصار کا آیا	تا ہو تجھے عبرت
مستانہ جو مین نے قدح بنگ چڑھایا	در عالم وحشت
یون خضر لگا کہنے رہنیا و مریا	اب دیکھ حلاوت
ہی جی مین فقیرون کی طرح کھینچ لنگوٹا	اور باندھ کے تھوت
چل کنج خرابات مین اور گھوٹ کے بنٹ	یون کیجے عبادت

یہان سے جو آگے بڑھا میخوارون کا جامہ نظر پڑا دکان کلوار کی بسنتی سجی اونچے چبوترے پر گلابیان شراب ارغوانی اور زعفرانی کی چنی تھین کچھ لوگ اندر دکان مین بیٹھے تھے بتولین اور کجیان سامنے رکھی تھین دور چلتا تھا جس کسی کو زیادہ نشہ تھا وہ دیوار سے لگ کر چپ ہو گیا تھا کچھ آن مین ہنس رہے تھے آپس مین مذاق کرتے تھے مگر یہ لوگ مہذب تھے اپنی خودی سے باہر نہوے تھے کوئی شعر پڑھتا تھا کوئی کچھ گاتا تھا اور دکان کے سامنے جو میخوار کہ جمع تھے وہ تو بیکار رہے تھے کوئی کہتا تھا میان چوکھی دینا کوئی تھر تھر کانپ رہا تھا کوئی کیچڑ مین لوٹتا تھا کوئی بیہوش پڑا تھا منھ سے رال بہ رہی تھی کسی کو ڈولی مین ڈالکر لوگ لے گئے کوئی نشے مین تمام عمر کی اپنی کیفیت بیان کر رہا تھا باہم جوتی پیزار لڑتے تھے بعضے جوڑے ہوے تھے وہ ساقی سے یہ کہہ رہے تھے کہ ابیات

شہرت تری چار سو ہو ساقی	او دینا ہو اور تو ہو ساقی
وے جام کہ بادہ خوار ہین ہم	کب سے امیدوار ہین ہم
بال بط مے پر ہما ہی	جام آئینہ جہان نما ہی
جس وقت لب آشنا ہوئی مل	آنکھین ساغر صفت گئین کھل
اڑنے لگے آسمان کی سوجھی	رندون کو کہان کہان کی سوجھی

یہانے کی سیر دیکھکر آگے چلے دیکھا کچھ بانکے بگڑ گئے ہین تلوار باہم کھنچی ہی شور بلند ہی لوگ بھاگتے پھرتے ہین کہ یکایک دھوتو دھوتو تڑہی پھنکی اور کوتوال دوڑ لیکر دوڑا کچھ بھاگ کھڑے ہوے کچھ کو پکڑ لیا ایک طرف چور گرہ کاٹ گرفتار ہوے ہین کوئی کیسکی جیب کاٹتا تھا کوئی کسی کا رومال شانے پر کھینچکر بھاگتا تھا اس ہنگامے سے جب آگے بڑھے حلوائیون اور نان بائیون کی دکانین بصد صفائی اور زیبائی نظر آئین کہ حلوائی کی

دکان پر تھال بنجی برابر چنے تھے آگے دکان کے زنجیر بنجی لٹکتی تھی گھنٹی اسمین بندی تھی اندر دکان کے نوکرون نے گولے پر کڑھاو چڑھائے تھے مٹھائی بناتے تھے الماریان مٹھائی سے بھری رکھی تھین تھالون مین مٹھائی کو جا لدار اور محراب دار چنا تھا کہ پھول اور گلدستے بنے معلوم ہوتے تھے مٹھائی پر ورق طلائی اور نقرئی لگے تھے عجب جوبن دیتے تھے نظم

ایسے خوشرنگ تھال رکھے تھے	طشت مہر فلک سے اچھے تھے
حلوا سوہن مین ایسی لذت تھی	ٹوٹے دیکھے سے وہ لطافت تھی
جسکو کھایا مزا جدا پایا	جبکو کھایا مزا جدا پایا
کب ترا زد کا وصف پورا ہو	رشک خورشید جسکا پایہ ہو

نان بائی بصد خوش ادائی ظروف مسی صاف وشفاف مین طعام لذیذ چنے ہوے تھے پلاؤ زردہ قورمہ مرغ کا شوربا شیرمال وکباب وباقرخانی آبی نان ہوائی کلچے وغیرہ ہر قسم کا کھانا مہیا رکھتے تھے تنور گرم تھا پتیلا چڑھا تھا ایک طرف ماہی توے مین کباب گرما گرم تھے کچھ لوگ دکان مین کھانا کھاتے تھے کچھ خریدار پیالے لیئے کھڑے تھے کہ نظم

شیرمالون کولے کے جو کھائے	نان نعمت کا وہ مزہ پائے
اُنکی سرخی تھی اک ادا کے ساتھ	ماہرویون کے جون حنائی ہاتھ
وہ نہاری جو دیکھ لے بیمار	دل سے جاتا رہے شکیب وقرار
چٹ پٹے وہ کباب جو کھائے	زیست کا اُسکو لطف ہاتھ آئے

اُن سے آگے بڑھکر کبڑنون اور سنکریون کی بہار دیکھی کہ لہنگے قیمت کے مہنگے پہنے سامنے ٹوکرون مین ترکاریان انار امرود شریفے وغیرہ چنے تھے جس مین ایک ایک لاثانی ہر ایک مین بہار جوانی وہ سبزہ رنگ پیشانی اونچا چہرہ تابناک ہاتھون مین مہندی لگائے بانک پنے گنڈیریون کے لیئے گنے پونڈے چھیلتی تھین خریدار نوجوان سامنے ٹہلتے تھے بادام چشم سے اشارے ہوتے تھے نارپستان کے سیکڑون بیمار تھے تولنے مین جب ہاتھ اونچا ہوا پیاری بغل مین مُنہ ڈالنے کو جی چاہا کہ نظم

دے رہا تھا فریب سیب ذقن	کھو رہا تھا شکیب سیب ذقن
نارپستان پہ شیفتہ تھے ہزار	تھا انار ایک اور سو بیمار
پستئ لب پہ لوگ پستے تھے	شاخ بینی پہ ناک گھستے تھے

تجھے اُن آنکھون کے عشق مین بدنام ڈورے ڈالین نہ کس طرح بادام
دیکھے گر اُنکی چھاتیون کی ابھار شق ہو غیرت سے مثل غنچہ انار
چست محرم پھنسی پھنسی کرتی تھی غضب کی بندھی ہوئی گاتی
لال اطلس کے لٹکے بوٹے دار گل لالہ کی دے رہے تھے بہار
دست رنگین مین دست بند کڑے پائے نازک مین بھی غضب کے چھڑے
رکھتی تھین ہیر پھیر باتون مین رات دن تھین وہ ایسی گھاتون مین
کیجیے اس طرح سے نہ فقرا لوٹے باندھکر دھڑا الٹا
تول لیتی تھی سب کو اُنکی نگاہ کنوئین جھکوا رہی تھی اُنکی چاہ
رکھتے تھے سیب کا مزہ امرود روح انسان کی پڑھے گی درود
تازے تازے بڑے بڑے انگور دیکھے زاہد بھی تو ہو وہ مسرور
آم شیرین تھے وہ کہ لب ہون بند اولیا انبیا کو آئین پسند
پھیلے بھونے کسیرو تھے پرنور دل کی سوزش کو کرتے تھے کافور

بیچ سڑک پر خوانچے والے پھرتے دال موٹھ اور حلوا سوہن اور کچالو اور دہی بڑے اور گول گپے مصالحہ دار بیچتے تھے قلمین بالون کی کنگھی یا سر نکلتی تھین کان مین سینکین گھڑسی کمر بندھی تھی پتے اُس مین بھرے تھے ہر سمت صدا لگاتے پھرتے اُن کو دیکھتے ہوئے جب آگے بڑھے بزازہ آراستہ پایا کہ بزاز تھان عمدہ کپڑون کے ڈھیر کیے دلال دکان کے قریب پھرتے کہ نظم

بانکا ترچھا ہر ایک تھا بزاز خوبرو نوجوان سراپا ناز
گلبدن کوئی کوئی رشک قمر اور نزاکت مین غیرت گل تر
اپنی اپنی سجے ہوے دوکان کیا ہی انداز سے تھے جلوہ کنان
اطلسین ہر طرح کی صورت دار گاہ کے تھان غیرت گلزار
بیل بوٹے کی بیل بوٹے پر صدقہ ہوتے تھے ہر گھڑی گل تر
کامدانی کے تھے وہ نازک کار زرگل کی خجل تھی جس سے بہار
طاقے مخمل کے وہ دوکانون پر گل تر سے بھی تھے کہین بہتر
گٹھریون مین بھی خوشنما کمخواب وضع مین خوب طرز مین نایاب

	نین کو سکھ ہو من کو خوش آئے		خالی گاہک نہ یان سے پھر جائے
	چیڑا چھا تھا جھی ادھی تھی		پا ڈلا دنیا گفتگو ان کی

انکی دکانون سے ہسٹ کر صرافہ تھا ایک ایک صراف پیسون کا ڈھیر لگاے ٹاٹ کے نیچے اٹھنیان چونیان روپے چھپائے بیٹھا ساہ جی اور سیٹھ جی لقب انکا تھا کہ ابیات

	ساہ جی کوئی سیٹھ جی کوئی		دولت آباد ہر دکان انکی
	کوئی کھوٹا کھرا پرکھتا تھا		کوئی کرتا تھا گھن چلن سے جدا

یہان سے آگے بڑھکر جوہری بازار مین پہونچے ایک ایک جوہری حسین یاقوت لب مرجان دست فرش معقول بچھائے ڈبے ہیرے پنے کے کھولے جواہر کی پرکھ جانچ کر رہے تھے کہ نظم

	جوہری بیٹھے تھے قرینے سے		تھے جواہر نفیس پاس انکے
	آگے رکھے تھے پھول کے کانٹے		اُسمین سب بانٹ تھے جواہر کے
	خوشنما تھی وہ موتیون کی لڑی		جس سے شرماے عقد پروین بھی
	جوہری بھی تھے انتہا کے حسین		مثل یاقوت انکے لب رنگین

بازار مین رہمن قشقے ماتھے پر دیے چندن بدن مین لگائے لیٹا کمر مین گھڑے سے ڈول ہاتھ مین لیے کڑا بجاتے پھرتے تھے ایک طرف سقے بادے اور کھاروے کی لنگیان باندھے کٹورے کمر سے باندھے مشک دوش پر اُٹھائے چھلے سے کٹورے بجاتے تھے عمرو عیارون کو لیے سیر کرتا پھرتا تھا کہ برق نے کہا اُستاد ہمکو میلے کا خرچ دو کہ ہم بھی کچھ لین عمرو نے کہا بیٹا یہ میلہ ہمارے قتل کے لیے ساحرون نے کیا ہی ہمکو خوشی کرنا نہین زیبا ہی اور خیر اگر تم کہتے ہو تو کل تمکو مین خرچ دونگا یہ کہکر آگے بڑھا بساط خانے کو سجا دیکھا کہ دکانون مین زینے بنے ہین سفید کپڑے سے منڈھے ہین اُنپر کھلونے اور باجے اور چاقو اور قینچی اور آئینے اور سوت کے گولے اور ہر قسم کا اسباب عمدہ ولایتی رکھا تھا چھتریان ٹنگی تھین ایک طرف سُرخ سبز رنگین پیالیان اور لڑکون کے کھیلنے کے چکئی اور لٹو اور بینس اور ڈولیان رکھی تھین بعض دوکان پر سی اور سرمہ تھا بعض کے یہان شیشہ اور سوئی نگینے وغیرہ تھے کہین کنگھی ہاتھی دانت اور سینگ کی نایاب تھین کہین انگریزی چیزین لاجواب تھین کہ بمقتضاے نظم

	تھین دکانین بساطیونکی جہان		کیا بیان اُنکا کیجیے سامان

صاف و شفاف آئینے ایسے — جو نہ چشم فلک نے دیکھے تھے
رخِ محبوب سے انھین نسبت — دیکھنے سے ہوا انکے اک حیرت
کوئی چھتری اگر نظر آئے — پھول سورج مکھی کا شرماے
دانت کی کنگھیان بھی وہ نایاب — شانہ بین کو نہ آئے دیکھ کے تاب

انھین کی دوکانون کے بیچے اور متصل علاقہ بند بیٹھے تھے عمدہ گہنا گوندھتے تھے پھول ریشمی بناتے تھے فیتہ بنتے تھے شمسے باندھتے تھے عجب طرح کے دستکار تھے فی الحقیقت صنعت مین ہوشیار تھے نظم

پھول وہ رنگ رنگ کے تیار — گل باغ جنان کی جن مین بہار
نور کے وہ بنائے تھے شمسے — زرد تھا رنگ شمس خجلت سے
کوئی فیتہ زری کا بنتا تھا — ہڑ تھا موتی کی کوئی باندھ رہا
کوئی تیار کرتا تھا آنچل — کوئی بیٹھا کتر رہا تھا تھل
جب وہ بنتے تھے ناز سے قیتون — کہتے تھے یون جو آنکے تھے مفتون
انگلیان یہ نہین ہلاتے ہین — تیز دستی ہمین دکھاتے ہین

انسے آگے حکاک و نگینہ ساز اپنا نقش جمارہے تھے موتی بیدھتے تھے نگینے کھودتے تھے کہ نظم

ایک جانب کو بیٹھے تھے حکاک — رنگ سب سے جدا غضب چالاک
جھوٹے نگ اس طرح بنائے تھے — دیکھنے مین کبھی نہ آئے تھے
تھی خجل برق ہر نگینے سے — کشتیون مین جنے قرینے سے
تھے غضب کے وہان مرصع ساز — قابل دید جنکا تھا انداز
کہتا تھا یون کسی سے اک پرفن — صرف کیجے یہان سواکندن
آرسی کو ملاحظہ فرمائین — کلمۂ حق زبان پر لائین

ایک سمت سادہ کار خوش پرکار بیٹھے انگوٹھیان چھلے خوشنما بنا رہے تھے کہ بفحواے ابیات

سیمتن کوئی گوئی ماہ جبین — دلبری کا دیار زیر نگین
چھلے وہ خوشنما بنائے تھے — دیکھنے مین نہ ایسے آئے تھے
دیکھین معشوق بھی گر ایک نظر — اُنکے گل کھائین شوق سے دلبر

کچھ آگے بڑھے گوٹے والے چمک دمک دکھاتے نظر پڑے ہر ایک کی دوکان مین

پیٹیان رکھی تھین کچھ مال سامنے کھلا تھا لیکا لوگ لیتے تھے کوئی موٹی بام کا مانگتا تھا کہ دامون مین سستا ہوگا کوئی چوڑا پٹھا چاہتا تھا کسی نے بنت کی خواہش کی کوئی توئی کا خریدار تھا کہ

نظم

گوٹے والے تھے وہ قمر طلعت — کہ لکھون آب زر سے اُنکی صفت
وہ چمک رکھتی تھی دکان اُنکی — معدن زر کی جسپہ ہو پھبتی
پیٹیان سب بھری تھین گوٹے سے — رکھی تھین سامنے قرینے سے
اُن مین گوٹا تھا آبدار ایسا — سامنے جسکے برق شرمندا
اور چٹکی بھی اس بناوٹ کی — لے لے گاہک کے دلمین جو چٹکی
وہ کرن بھی اگر چمک جائے — آنکھ خورشید کی جھمک جائے
اس چمک کا سنہرا لیکا تھا — اِک ڈلا سونے کا وہ گویا تھا

ہر جگہ دورویہ پاٹون کے نیچے تختون پر تنبولیون اور تنبولنون کو بیٹھے دیکھا تختے سامنے رکھے اُسپر پان ہر قسم کے چنے دھوئی سیدھی کرکے پھانٹے تھے سامنے برنجی تھالیان چنی تھین کسی مین لونگ کسی مین الائچیان تھین کتھے چونے کی بنگلے نما کلھیان رکھی کہ

بمقتضائے ابیات

تختہ ایک ایک رو برو رکھکر — اچھے اچھے چنے ہین پان اُسپر
ڈبیون مین لونگ الائچیان ڈلیان — کتھے چونے کی خوشنما کلھیان
اپنے گاہک کو یون بلاتے تھے — خاص یہ پان ہین محبوب کے
بیگمی پان ہی دساور کا — بلکہ یہ جان ہی دساور کا

ایک سمت خوشبو ساز دماغ جان معطر فرماتے تھے کہین گل فروش اپنی بہار دکھاتے تھے کسی جگہ تمباکو والے کالے دھن کی خیر منانے والے خمیرا سادہ کڑوا بیچتے تھے کہین عطار مسحا دم دوائین نایاب فروخت کرتے کہین کمہار مٹی کے برتن نہایت نازک اور کھلونے بالے بھولون کے عمدہ لگائے تھے ایک مقام پر پنجے بند اپنی دستکاری دکھاتے تھے کہ بمقتضائے

نظم

ایک جانب جو گندھی بیٹھے تھے — اپنی اپنی دکان کو تھے وہ سجے
ہار تھے شیشیون کے وہ رنگین — جیسے تابندہ خوشۂ پروین

کنٹرون مین بھی رنگ رنگ کا تیل
بھاری ہلکا لطیف اور بے میل

ایک دن بالون مین ملے جو کوئی
رہے خوشبو ہمیشہ سر مین وہی

نکہتِ عطر غم کو کھوتی تھی
روح پژمردہ تازہ ہوتی تھی

فیض جاری تھا ایسا خوشبو کا
بس گیا تھا وہ شہر بھی سارا

گل فروشون کی دیکھی طرفہ بہار
رشک سے بوستان کو بھی ہو خار

وہ جہانگیریان ہین بیلے کی
ہو مفرحہان جو پہنے کوئی

طوق ہی موتیون کی کلیون کا
اسکو پہنے تو نور کا ہو گلا

کوئی کہتا تھا یون پکار پکار
ہر طرح کے ہمارے پاس ہین ہار

ہین چنبیلی کے ہار خوشبو دار
جنسے آتی ہی بوے جسم نگار

دیکھی تمباکو والے کی دوکان
ہر طرح کا مہیا تھا سامان

سیخ مخمل کے لاکھون بوے تھے
سادے پچکار چوب کے کتنے

چاندی سونے کی ڈھلیان عمدہ
اُن پہ مینا ہر ایک رنگ کا تھا

سادہ کڑوا کسی مین تھا بیریز
دلبر تند خو سے بڑھکر تیز

وہ خمیرہ نفیس خوشبودار
جس سے آتی تھی بوے مشک تتار

جب نکلتا تھا مُنہ سے اُسکا دھوان
نظر آتی تھی زلف محبوبان

تھے جو عطار سب مسیحا دم
بھرتے تھے سب مریض انکا دم

اُنکے عناب لب کا تھا یہ اثر
لین بلائین مریض سے وہ اگر

موجود مذوق بھی شفا پائے
تن بیجان مین جان آجائے

دیکھیے کیا بنفشہ تحفہ ہی
ابھی کشمیر ہی سے آیا ہی

ایسی ہی شیر خشت بھی نایاب
دیکھین رکھکر زبان پر احباب

دیکھیے ہی ترنجبین نئی
اور دوکان مین نہین ایسی

تھی دکان کلال کی تزئین
کہیے اسکو نگار خانۂ چین

ظرف مٹی کے وہ بنائے تھے
دیکھنے مین کبھی نہ آئے تھے

کاغذی آبخورے ایسے تھے
پیاس بجھ جائے جسکے دیکھے سے

جنبش آب سے لچکتے تھے
جیسے انگارایون چمکتے تھے

ہاتھی گھوڑے نئی بناوٹ کے	ساز سب کے نئی سجاوٹ کے
بیچ والون مین بیچ زیب دکان	ہر طرف ڈوریون مین آویزان
بیچوان اک بنا تا تھا بیٹھا	ایک گٹا درست کرتا تھا
کھوتا تھا کوئی نگالی کو	صاف کرتا تھا کوئی قفلی کو
دیکھیے کیا بندھی ہی اُلٹی چین	جس طرح ہو حسین چین بجبین
دیکھکر خود پھڑک رہا ہی دم	کیا ہی پایا ہی نیچے نے دم خم
نہین واقف ہی کوئی اسدم سے	مُنھ لگایا تو باتین کرنے لگے

عمرو کو سیر کرتے اور پھرتے پھرتے شام ہوگئی اور جواہر تابدار خورشید کو صیرفی قدرت نے درج مغرب مین بند کیا اور جوہری فلک نے گوہرہاے انجم کو بساط سپہر پر چسپا کہ نظم

فلک پایگہ را براند دو نیل	سر پاسبان ماندہ در پاے پیل
شتاب فلک را تگ آہستہ شد	خروشان شب را زبان بستہ شد

رات کو بھی عیار پھرنے سے باز نہ رہے دیکھا کہ منزلون تک جھاڑ روشن ہو گئے اور قندیلین نور کی جواہر آگین درختون مین آویزان ہوئین اور آتشبازی فرسنگہا فرسنگ تک گڑ گئی چرخیان وہ جو افلاک ستارہ دار کو چرخ مین لائین نصب ہوئین اور یکایک انار چڑاتے اور ہتھ پھول چھوٹنے لگے قلعے مین آگ لگائی عالم روشن ہوگیا دنیا کو چرخیون نے منور کردیا زمین و زمان زرافشان ہوگیا ستارون کا فرش منزلون تک تھا اور آسمان سے سونا برستا تھا چرخ زبرجد ستارے سیلے پر نثار کرتا تھا اب تورات کے سناٹے مین اپنی اپنی جگہ ہر شخص جلسہ جائے بیٹھا تھا اور ہر ملک اور قوم اور مذہب ملت کا آدمی میلے مین آیا تھا کہین ہندو تھے کہین جمشید پرست کہین آتش پرست تھے مسلمان بھی خال خال اس ملک مین پوشیدہ تھے وہ بھی میلا دیکھنے آئے تھے ہر سمت جلسۂ عشرت مہیّا تھا بادۂ خوشگوار کا دور چلتا تھا کہ ابیات

کہین توشیشون کے فانوس کی چمن بندی	اور اُنکے بیچ وہ چھٹنا پٹا خون کا چٹ پٹ
کہین شہنائی کی آواز اور کہین کا مود	کہین جھنا سری اور بھیرون کہین تھانٹ
کہین بھیاس کہین پوربی کہین گوری	کہین ترانہ کہین دھرپت اور کہین ٹروٹ
کہین ملار کہین دیس مالکوس کہین	کہین پہاگ کہین کانھڑا کہین تھاکٹ
بنے ہوے کہین رادھا جی اور کنہیا جی	پیتمبر اوڑھے ہوے سر پہ رکھے مورکٹ

ویں

وہین تھی کنج گلی اور وہین تھا بندرابن		سہانی دھن وہین مرلی کی اور بنسی بٹ	
نہاتے دھوتے وہین اور وہین کدم کی چھانہ		وہ گوکل اور وہ متھرا نگر وہ جمنا ہٹ	
کہین جو دیکھا تو تھا مارڑواڑ کا عالم		وہی کنار وہی ٹکڑیان وہی گھٹ پٹ	
وہ آدھی رات کے سر آنکے بین کے گانے		ہار و سانور و متوار و لیگوا الوٹ	

غرضکہ جاؤ میلے کا کہان تک بیان کیا جائے بھلا چند فقرے لکھکر اصل مطلب لکھا جاتا ہی یعنے عیار اُن کو دیکھ رہے ہین کہ مہاجن بنجے جامے پہنے لڑکون کو ساتھ لیے سیر کراتے پھرتے ہین ہندنیان اپنا اپنا بناؤ کیے پھر رہی ہین اُن مین رام جنیان بھی ہین کہین طوائف بناؤ کیے اُستادون کو ساتھ لیے بیٹھی ہین کلیجی کے کباب بھن رہی ہین کہین ایک رنڈی پر دو عاشق ہین اُسپر قصہ ہوا ہی کہین لونڈے پر جھگڑا ہوا ہی تلوار چلی ہی دوڑ گئی ہی لاگین لگ رہی ہین نٹ تماشہ کر رہے ہین نٹنیان ناچ رہی ہین جھولے پڑے ہین ساتون ہوتے ہین درختون کے نیچے دریان بچھی ہین شریف لوگ بیٹھے ہین ایک سمت افیونی بیٹھے ہین افیون گھلتی ہی گنے چھلتے ہین تھے توے کے بھرے رکھے ہین ایک امرود چھیلا ہی اُسکے ٹکڑے کرکے سب کو باہم تقسیم کیا ہی کوئی کہتا ہی کہ مین گنا ایسا چھیلتا ہون کہ جیسے شمع کسی نے مزعفر کی بوٹی نکالی ہی ایک ایک ریشہ باہم دیا تعریف ہو رہی ہی کہ جلیبی کی کڑکڑاہٹ ہی بعض اونگھ رہے ہین مین مناکر بات کرتے ہین تالاب مین جابجا لوگ نہاتے ہین ہندو چندن رگڑ رہے ہین ملک دیمے ہین کھور صندل کے اور قشقے ہاتھون پر کھینچ رہے ہین کہین درخت تلے لنگن پر گھڑا رکھا ہی پیندے مین اُسکے مہین سوراخ کیا ہی نیچے سری مہادیو جی کی مورت رکھی اُسپر بوند بوند پانی ٹپکتا ہی بعض اوراج کا مالا ہاتھ مین لیے رام نام جپ رہے ہین بعض اکڑبل کرکے چکر لے رہے ہین بعض کمل کی تھیلی مین ڈالے مالا جپتے ہین بعض گاے کی مورت ہاتھ مین لیے چندرما کو پانی دیتے پیپل کے درخت پر کھاروے کی جھنڈی بندھی ہی چبوترہ درخت کا بندھا ہی اُسپر جوگی گیروا لباس پہنے مندرے کان مین کنٹھی گلے مین ڈالے شیر کی کھال پر بیٹھا ہوا مالا جپتا ہی آگے ٹھیک رکھی ہی اُسمین اُپلہ دبا ہی چیلے گرد ناریل پی رہے ہین بعض جوگی چھتری لگائے چھپر کے پیچھے بیٹھے ہین آزاد فقیر لمبی ٹوپی پہنے مانگتے پھرتے ہین کہین مہر شاہی اڑے رفاعی گرز ہلا رہے ہین مڑچڑے سر چیرتے ہین

اخراف مٹھائی لیتے ہین گنوار مولی اور جوار اور گڑ کھا رہے ہین ہنڈولے گڑے ہین سوانگ کے تخت آتے ہین سیف برچھی سانگ نکلتے ہین کوئی مُنھ سے سوت نکالتا ہی کوئی ہار نکلتا ہی پھول اور گلتا ہی یہی کیفیت دیکھتے دیکھتے وہ رات تمام ہوگئی اور بازیگر فلک نے مہرۂ مہر صندوق مشرق سے سر نکالا اور بازی تازہ بروے کار لایا کہ نظم

فرو رفت شب روز روشن رسید		شب آہنگ صبح صادق دمید	
چو دولت دہد درگشایش کلید		ز سنگ سیہ گوہر آید پدید	

حیرت چاہ زمرد سے باہر آئی اور افراسیاب بھی سب کامون سے فارغ ہوکر باغ سیب مین گیا وہان تجمل میلے مین جانے کے لیے منگواکر سوار ہوا عمرو وغیرہ یہ سیر دیکھتے تھے کہ یکایک فلک پر ابر نمود ہوے نقارے بجتے سنائی دیئے پھر ہزار در ہزار تخت چمن بندی چنیر کی تھی اور پھول جواہر کے گھڑے تھے ظاہر ہوے کہ وہ مقام گلزار ہوگیا انکے بعد بارہ ہزار سوار طلسمی جواہر کے گھوڑون پر سوار تلوارین برہنہ لیئے نکلے اُنکے بعد بارہ ہزار پیزادین طلسمی سراپا غرق دریاے جواہر سرخ لباس پہنے ظاہر ہوئین تھاپ طبلے پر پڑتی تھی اور تعریف بادشاہ طلسم گاتی تھین پھر سترہ ہزار نازنین حسن مین لاجواب بلکہ انتخاب گہنا وغیرہ پہنے ہاتھ مین سورچھل اور چنگیرین اور سامان راحت وغیرہ لیئے نکلین پھر ایک ابر پیدا ہوا بجلیان اُس مین چمکتی تھین گرجتا ہوا نکل گیا اسکے بعد ایک ابر ایسا ظاہر ہوا جس سے سونا اور جواہر برستا تھا باجے طرح طرح کے اُسپر بجتے تھے بوندیان مہین مہین پڑتی تھین اور نیچے اُس ابر کے بنگلہ زمرد کا بروے ہوا اُڑتا تھا اندر بنگلہ کے ساٹھ ہزار کرسی یاقوت احمر کی بچھی تھی اور بیچ مین تخت شاہی تھا اُسپر افراسیاب بیٹھا تھا تاج طلسمی سر پر تھا اور قباے زراندوز بر مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارون سورج لگے ہین نگاہ نہ ٹھہرتی تھی پھر تو تمام شاہان طلسم اپنے اپنے خیمون سے نکلکر سامنے اُس بنگلے کے آئے اور ہمراہ رکاب چلے ساٹھ ہزار شاہ و شہزادیان تختون پر سوار گرد بنگلے کے ہوکر چلے اور آگے بنگلے کے تاج ہوتا تھا طرفہ ہنگامہ تھا اس سواری کے بعد سواری حیرت کی نکلی ایسا ہی کچھ جاہ وحشم اُسکا بھی تھا غرضکہ یہ دونون سواریان سمت چاہ زمرد چلین عمرو بھی انکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا یہان تک کہ چاہ زمرد پر پہونچے اب جو دیکھا تو کنوئین پر رہٹ

کھڑے ہین اور چار ساحر ایک پاؤن سے کھڑے کچھ پڑھ رہے ہین اور زر و جواہر اس قدر چڑھا ہی کہ وہ سارا کنوان کہ مثل تالاب کے ہی پٹ گیا ہی جس وقت شاہ طلسم یہان آیا ساحرون نے شور یا سامری و جمشید کا مچایا اکیس بارگاہین یہان نصب تھین بادشاہ داخل بارگاہ ہوا ترھیان پھنکین جھانجین بجنے لگین جملہ معززان طلسم نذر لیکر دوڑے شاہان طلسم مودب بیٹھے اسوقت **افراسیاب** نے کہا اب نکھراموں کو بلانا چاہیے یہ کلمہ سنکر **عمرو** کہ صورت ساحر کی ایسی بنا ہوا تھا گھبراکر چلا کہ اپنے لشکر کو جاکر دیکھون عیار سب ساتھ ہین اور بہت جلد اپنی بارگاہ مین آیا **مہرخ** سے حال میلے کا بیان کرنے لگا کہ ادھر شاہ طلسم نے انگشتری جمشید کو ہاتھ مین لیکر کہا کہ **مہرخ** مع اپنے مطیعون کے حاضر ہووے یکایک ایک طاؤس اڑتا ہوا آیا اور بارگاہ **مہرخ** پر ایسی مہیب صدا سنائی دی کہ ای نکھراموں جلد جاؤ بادشاہ طلسم بلاتا ہی یہ صدا سنتے ہی عیار سب بھاگ گئے اور **عمرو** نے گلیم اوڑھ لی دیکھا کہ **مہرخ** و **بہار** وغیرہ سب گویا ہوئین کہ مونڈی کاٹے **عمرو** نے ہمکو خراب کیا اگر پاتے تو اسکے ٹکڑے اڑاتے یہ کہکر حکم دیا کہ در خزانہ وا ہو اور **بہار** نے سب کنیزون کو تو لوان جوڑے پہنائے اب ایک سو سترہ کشتی جواہر سے لبریز بہر نذر لیکر دریاے جواہر مین اہمہ تن غوطہ مار کر لباس ارغوانی پہنکر تخت پر سوار ہوئی اور اسی طرح **مہرخ** بھی آراستہ ہوکر نذر کا جواہر روپیہ وغیرہ لیکر چلی پھر تو ڈنکا بجا فوج تیار ہوئی ہاتھ رومال سے باندھکر العفو العفو کہتے جملہ سردار تختون پر اور طائران بحر پر بیٹھکر چلے پلٹن رسالے ساتھ ہوے ایسے ویسے ساحر رہگئے کہ انکی طلب بھی نہوئی تھی ادھر سے کوہ سیاہ و سبز و سرخ سے فوج کو وہین چھوڑ کر با فرمان **مہرخ** **مودا** **فتخار** **جادو** وغیرہ اپنا اپنا سامان کرکے چلے خلاصہ دم بھر مین میلے مین سب پہونچے **عمرو** سے **قران** نے کہا استاد لشکر تو ہمارا منحرف ہم سے ہوکر چلا گیا اب دم بھر مین ہماری بھی طلب ہوگی پھر ہم بھی نرکین گے **عمرو** نے کہا خدا کو یاد کرو اور ساتھ چلے آؤ عیار وغیرہ سب دنگ ہین کہ دیکھیے یہ کونسی عیاری کرینگے کچھ عقل کام نہین کرتی اور دعوے یہ فرماتے ہین کہ سارا میلا لوٹون گا خیر اب دیکھنا چاہیے اسی فکر مین ساتھ استاد کے چلے اور **عمرو** صورت بدلکر پھر چاہ زمرد پر آیا دیکھا **بہار** وغیرہ سب جاکر قدم **افراسیاب** کے دبا رہی ہین اور خطا کی معافی چاہتی ہین شاہ طلسم نے کہا بلاؤ جلادون کو اور انھین قتل کرو حاضرین دربار نے عرض کیا کہ اب یہ حضور کی اطاعت کرنے آئے ہین انکے

قتل کرنے سے ہم تابعدارون کو کیا اُمید ہوگی افراسیاب نے کہا تم تماشہ دیکھوگے یہ سب بسبب سحر کے اطاعت کا دم بھرتے ہین یہ کہکر بھر ٹرپھکر انگشتری سے التماس کیا کہ یہ سب اپنی حالت اصلی پر آجائین مسحور پہ بھر نہ رہین اُسی وقت ہر ایک شخص ہوشیار ہوگیا اور مہرخ وغیرہ نے شاہ طلسم کو دیکھکر بکر اہیت تمام منہ پھیر لیا افراسیاب نے پوچھا کہ کیون اے مہرخ وبہار میری تابعداری کروگی اُنھون نے جواب دیا کہ بہت جھک مارنا اچھا نہین ہم سب نقش پاے عمرو پر فدا ہین اور خواجہ تشریف لاتے ہونگے یہ سارا کروفر اور مہنت بنکر بیٹھنا بھلا دینگے اور ہم اُنکے تابعدار ہوکر قید رہین یہ ممکن نہین افراسیاب نے سب سے کہا کیون صاحبو تمنے سُنا انھین قتل نہ کرون تو کیا کرون سب نے کہا آپ کا فرمانا حق بجانب ہی بیشک واجب القتل ہین شاہ نے کہا اب انکو قید کرکے انکے حامیون کو کہ جنپر انکو گھمنڈ ہی گرفتار کرکے سب کو ایک بار قتل کرنا چاہیے یہ کہکر آہنگر بلاے اور سب کو ہتھکڑیان بیڑیان زنجیرہاے آہنی مین معلوق ومسلسل کرکے حکم دیا کہ باغ جمشید مین انھین لیجاکر قید کرو اور پھر بھر کسی پر نہ کیا کہ غافل ہوجائین یہ اسلیے کہ اپنی گرفتاری اور حال خراب پر اشک حسرت بہائین اور جسقدر فوج کہ انکے ساتھ آئی تھی اُسکو بھی محصور کراکر صحرا مین اُتروایا گردبہرا کردیا جب یہ انتظام ہوچکا اُسوقت طاؤس ہاے بھر بلائے اور حکم دیا کہ عمرو قران وغیرہ اس طلسم مین جہان کہین ملین پکڑلاؤ طاؤس اُڑے اور عمرو بصورت مبدل یہان موجود تھا اس جگہ سے ایک گوشے مین جاکر منڈھی دانیالی نکالکر چھتری کی طرح سر پر سایہ کی اور عیارون کو بھی نیچے اُسکے بٹھالیا خدا کا نام لیکر آپ بھی چپکا بیٹھا ازبسکہ منڈھی اعجاز کی ہی بھر خبر نہین دیتا جب گلیم یہ اوڑھتا ہی اور منڈھی کے نیچے بیٹھتا ہی پھر نہین معلوم ہوتا کہ عمرو کہان ہی اس وقت طاؤس چار دانگ طلسم مین پھرے آخر شاہ طلسم کے پاس آکر عرض رسا ہوے کہ ہمکو عیار نہین ملتے شاہ جادوان نے بلائین طلسمی بلاکر بہر تجسس بھیجین وہ بھی ڈھونڈھکر پھر آئین پھر غول اور تپلے بھیجے جب وہ بھی پھر آئے بادشاہ طلسم نے انگشتری سے عرض کیا کہ عیارون کو بلا دیجئے یکایک صدا آئی کہ عیار اسی میلے مین ہین مگر ایسی جگہ ہین کہ دکھائی نہین دیتے یہ ندا سُنکر بادشاہ نے سواری طلب کی کہ مین خود تلاش کرکے گرفتار کیے لاتا ہون اور ازبسکہ میلے مین عالم عالم جمع ہی اسلیے اوڑکر جانا مناسب نہ سمجھا اُسی تجمل بیکران سے سوار ہوکر ڈھونڈھنے چلا اور میلا منزلون تک ہی

اور سواری کا بسبب تجمل کے رُک کر چلنا شاہ کا ہر ایک شخص کو شناخت کرنا کہ یہ عیار ہی یا نہین ان وجوہات سے اسکو عرصہ مراجعت مین گذرے گا مگر یہان عمرو نے ڈاڑھی لقا کی کہ ہزارون بارا سے مونڈی ہی اور وہ ڈاڑھی تیس گز کی ہی اور ہر بال مین موتی و یاقوت اور مرجان وغیرہ پروئے ہین اور اسی سبب سے عمرو نے وہ ڈاڑھی مونڈکر باحتیاط زنبیل مین رکھی ہی نکالی اور عیارون سے کچھ کان مین کہا عیار کاربند ہوے اور اسنے سر مقوے کا مثل صورت لقا اپنے سر پر لگایا اور دست و پا دراز ویسا ہی قامت درست کیا یعنی ایکسو چالیس تاریخ کا قد لقا کا ہوا اتنا ہی بڑا قد بناکر ڈاڑھی چہرے پر لگاکر تخت زبرجد شاہ جسکا ذکر اور تفریح اوپر ہو چکی ہی نکالکر سوار ہوا اور عیار یعنے برق فرنگی ایک سو اکیس کلی کا جامہ پہنکر کوتاہ گردن تنگ پیشانی حرمزدگی کی نشانی شیطان درگاہ خداوند ملک بختیارک شوم کا فرید ین خواجہ ملک گیاز الدین کی ایسی صورت بنکر سر پر خداوند کے مگس رانی کرنے لگا اور قران نے شکل مہیب اپنی بنائی کہ ایک ہونٹھ سینے تک پہونچا اور دوسرا کان تک ہاتھ ہر ایک دراز منھ سے کان سے شعلہ ہاے آتش نکلتے گرز آتشین ہاتھ مین لیکر دست راست پر خداوند کے کھڑا ہوا اور ضرغام ایک فرشتہ نورانی صورت کا بناکر چہرے پر نور شانون پر دو پر رون سے مشک و عنبر کا فور ٹپکتا تھا واضح ہو کہ بضرورت یہ پر بناے ہین اُن مین جا بجا جوف رکھے ہین کہ آسمین نافہاے مشک اور دیگر خوشبویات کو بھر دیا ہی کہ جب پرون کو جنبش ہو مشک و عنبر برسے یہ فرشتہ دست چپ کو کھڑا ہوا اور جانسوز ایک مرد وجیہ و شکیل از سر تا پا بلقعہ نور بنکر صراحی و ساغر مینا کا لیکر سامنے کھڑا ہوا جب یہ درستی ہو چکی عمرو نے منڈھی سے اعجاز طلب کیا اور فاتحہ بروح پر فتوح جناب دانیال ؑ پڑھی منڈھی بڑھکر مثل بارگاہ رفیع الشان کے ہو گئی اور کئی سو کلس یاقوت احمر و لعل اور زمرد کے چڑھے تھے اور یہ بارگاہ دمبدم رنگ بدلتی تھی کبھی گھٹ جاتی تھی اور کبھی بڑھ جاتی تھی کبھی سرخ ہوتی تھی تو کبھی سبز و زرد و سیاہ و نارنجی و اودی وغیرہ ہو جاتی تھی اور عمرو نے تخت پر بیٹھکر سفید مہرہ کہ جسکی آواز سے دیو ناچتا ہی نکالکر بجایا کہ اے بندگان قدرت خدمت خداوند مین حاضر ہو مہرے کی صدا منزلون پہونچی اور ساحر دوڑے جوآیا کہا منم خداوند باختر لقا بعض خداوند کا دیدار دیکھ چکے تھے پہچانتے تھے فوراً سجدے مین گرے اور سارے میلے مین غلغلہ بلند ہوا کہ خداے باختر

آئے ہین چلو زیارت کرو اُسی وقت جادوگرنیان تھالیون مین موہن بھوگ اور زر و جواہر وغیرہ رکھکر چوکھہ دیا جلا کر چھم چھم کرتی چلین ساریان آدھی باندھے آدھی اوڑھے تھین ایک سمت سے جادوگرنے مٹھائی اور روپیہ چڑھانی کا لیئے ہار پھول لونگ کا فور ہمراہ سامنے منڈھی کے آئے سجدہ کیا وہ زر و گوہر شیرینی آستانۂ خداوند پر چڑھائی خداوند نے کہا پھر سجدہ کرو وہ سجدے مین گرے اسنے جال مار کر مال اور مٹھائی نذر بنیل کی جب سب سجدے سے اُٹھے ایک چیز کا بھی نشان نہ پایا خداوند نے فرمایا کہ ہمارا دست قدرت نذر تمھاری لے گیا سب نے کہا یا خداوند تیری بڑی قدرت ہی غرضکہ یہان تو یوجا پاٹ ہو رہا ہی مگر ہرکارے کوٹ گشتی کے دوڑ گئے اور ملکہ حیرت کی دعا و ثنا بجا لاکر عرض کیا کہ خداوند باختر لقا میلا دیکھنے آئے ہین حیرت اور کل شاہ و شہزادیان طلسم کی بتیا بانہ دوڑین یہان پہونچکر سب نے سجدہ کیا اور خداوند کی بارگاہ و فرشتون کو دیکھکر عقل دنگ ہو گئی عیار بچیان یعنی صرصر وغیرہ ملکہ کے ساتھ ہین انھون نے ملکہ سے کہا یہ عیار نہون عیارہ کے لب ہلتے اور تیور دیکھکر خداوند نے بغضب کہا کہ عیار بچیان تیری لے حیرت ہمکو عیار بتاتی ہین اچھا تو بحر مچھیر کرا دو اب ہم جاتے ہین یہ کہہ تھا کہ حیرت نے عذر کیا اور عیار بچیون سے کہا کہ دیکھا تمنے خداوند پر سب کچھ روشن ہی تمھارے خیال اور دل کی بات کو خداوند نے پہچان لیا اب تم یہان سے جاؤ خداوند خفا ہین یہ کہکر انکو نکال دیا مگر خداوند نے کہا ہم اس وقت خوش ہونگے کہ جب ساحر ہمپر بحر کرین ناچار سب نے بحر کیا اور شاہان طلسم نے تاریخ و ترنج مارے منڈھی پر تاثیر نہ ہوئی اور جو لوگ منڈھی مین جانے لگے سر نیچے پاؤن اوپر اُلٹے لٹک گئے خداوند نے کہا ای حیرت ہم تیرے گھر اب کبھی نہ آئینگے کہ تونے عیار بچیون سے ہمین ذلیل کرایا حیرت اور جملہ ساحرون نے یہ عتاب دیکھکر العفو اور توبہ توبہ کا شور مچایا اور حیرت نے کہا یا خداوند بارگاہ مین تشریف لے چلیئے جو کچھ کنیز کو میسر ہی اُسے قبول فرمایئے آخر بڑی منت خوشامد سے خداوند نے منڈھی کو باعجاز کہ کیا کہ وہ گھٹ کر صرف تخت پر سایہ فگن چارون ستون اُسکے فرشتون اور شیطان نے تھامنے اور تخت پر سب کھڑے ہوے تخت اُڑکر چلا ساحرون نے ہزارہا ناقوس و گھنٹے بجاے غلغلہ ہوا یہان تک کہ مقام افراسیاب پر حیرت نے تخت خداوند پہونچایا عرض کیا یہ بارگاہ جو حضور کے سر پہ ہی مناسب ہو تو فرشتون کو حوالے کیجیے خداوند

نے فرمایا یہ دریچہ قدرت ہی ہم اسمین سے باہر نہ آینگے اور پوچھا کہ **فرامرز** کہان گیا ہی کہا **عمرو** کو ڈھونڈھنے خداوند نے کہا ہم اسکو یہین پکڑ بلائینگے اور تم سے کون لوگ مخرف ہین ملکہ نے سب کیفیت بیان کرکے کہا وہ سب گرفتار ہین اسنے جواب دیا کہ مین جاکر انھین بھی تمھارا مطیع کیئے دیتا ہون یہ کہکر اسی طرح تخت اوڑاکر چلا اور باغ جمشیدی مین پہونچا **حیرت** وغیرہ سب ہمراہ ہین جب وہان پہونچا سب کو ڈانٹا کہ سجدہ کرو **مہرخ** وغیرہ پر سے ازیکہ سحر شاہ طلسم نے اتار لیا تھا یہ سب اول کی طرح سے مخرف تھے اور دعا اپنی رہائی کی درگاہ خدا مین کر رہے تھے اسوقت لقا اور جمشید وغیرہ پر لعنت کرنے لگے اور سیکڑون دشنام دین **عمرو** تخت سے کود کر **مہرخ** و بہار وغیرہ کے قریب گیا کہا جلد سجدہ کرو بظاہر یہ کہتا گیا اور بائین آنکھ کا تل دکھایا اور کنائے اور اشارے سے ظاہر کیا کہ جو مین کہون وہ کرو مین **عمرو** ہون اور تمھاری رہائی کو آیا ہون بس اس امر کے سمجھتے ہی سب نے سجدہ کیا اور کہا خداوند تو برحق ہی ہماری خطا شاہ طلسم سے معاف کرا دیجیئے جب انھون نے اقرار اطاعت کیا خداوند آکر تخت پر بیٹھے اور کہا قید سے انکو چھوڑ دو **حیرت** نے سب کو رہا کر دیا **عمرو** نے انکو بھی بلاکر شریک جلسہ انجمن کیا اور ساقی قدرت اور شیطان و فرشتون سے حکم دیا کہ میری جھوٹی شراب ایک ایک جام شاہان طلسم کو پلاؤ کہ عمر انکی بڑھجاے اور سارے کارخانے ہماری قدرت کے اُنپر روشن ہو جائین بمجرد حکم وہ تو سب عیار ہین شراب آغشتہ بیہوشی اپنے پاس سے نکالکر سب کو پلانے لگے **حیرت** کو بھی ایک جام پلایا جب پلا چکے **مہرخ** سے کہا انکو وہ تو واقف تھین کہ **حیرت** اور شاہان طلسم کی قضا نہین ہی انکو خواجہ نے صرف اسلیے بیہوشی پلائی ہی کہ انکے سحر کی پناہ نہین ہی اگر یہ بیہوش نہ ہونگے تو پھر سارا لشکر گرفتار ہو جائیگا غرضکہ انکو تو للکارا اور ناریل وغیرہ لیکر آمادہ حرب ہوئین شاہان طلسم گھبراکر اُٹھے بیہوش ہو گئے **حیرت** بھی بیہوش ہو گئی پھر تو بہار **مہرخ** و مخمور و ہلال سحر افگن و آفت جادو وغیرہ پردازگر کے اوپر چھائے گولے فولادی اور ہار فلفل گچھے سوئی کے مارنا شروع کیئے ساحرون نے غلغلہ باہر باغ کے سنا حیران تھے کہ کیا یہ ماجرا ہی کیونکہ خداوند باختر آئے ہین اب کوئی سرکشی نہ کرے گا اس خیال مین تھے کہ آگ پتھر برسنے لگے اور **عمرو** نے سفید مہرے مین آواز دی کہ ای اہالیان جلسہ بھاگو کہ خداوند کا غضب آیا اس صدا کے سنتے ہی میلے مین بھگدر پڑی اور فوج جو محصور تھی وہ رہا ہوئی اور **مہرخ** و بہار وغیرہ

اپنے اپنے مالک کو دیکھکر پاس آئے انکو حکم دیا کہ مہاجنون اور سارے میلے کو لوٹو اور دشمنون کو قتل کردو الجملہ یہ فوج لاکھون آدمی ہین ادھر شاہان طلسم بیہوش پڑے ہین کوئی روکنے والا نہ تھا اور اتنے عرصے مین وہ دن بھی تمام ہوا اور فوج انجم نے روز روشن پر حملہ کیا اور خورشید تابان بھاگ کر سمت مغرب گیا کہ نظم

چو این سبزہ طاؤس جلوہ نمائے	سپید استخوانے ربود از ہمائے
شد از زخمۂ کاسہ وزخم کوس	خدنگ اندران بیشہ ہا آبنوس

رات کو اندھیرے مین لوٹنا خوب بن پڑا ادھر تو فتح نے تلوار بحر کی کھینچ کر مع کئی لاکھ کے حملہ کیا ساحرون نے میلے کے لوگون کو قتل کرنا شروع کیا یہ شور مچانے لگے دھوئین اور شعلے اٹھنے لگے ایک طرف سے بہار نے گلدستہ مارا کہ ہوا سرد چلی اور چار سمت تاریکی ہوگئی بہار نے افشان پیشانی پر لگائی ستارے اس تاریکی مین نکل آئے اور ٹوٹ کر گرنے لگے زمین پر سبزہ زار پر بہار خیابان لالہ و گل مثل گوہر شب چراغ کے فروزان تھے اور نسرین و نسترن عنبر افشان تھے غرضکہ جو ساحر کہ بھاگ کر چمنستان بہار مین آئے عاشق و شیدا ہوکر دیوانے ہوے بہار نے کہا جاؤ اور میلے والون کو قتل کرو وہ بھی جاکر قتل و قمع مین مصروف ہوے رعد نے چیخین مارنا شروع کین اور برق محشر آڑی ترچھی ہوکر گرنے لگی خرمن ہستی دشمنان جلاتی ایک جانب سے مخمور نے جام بلورین کھینچکر مارا ٹھنڈی ہوا چلی جس کے جسم مین ہوا لگی دف ہاتھ مین لیکر گروہ گروہ ملکر شراب خواری کرنے لگے اور ہویان گاتے تھے کہ ابیات

کوئی کہتا تھا لانا پیمانہ	شور قلقل ترا نہ مستانہ
لب ساغر کو کوئی چومتا تھا	کوئی مدہوش وار جھومتا تھا
کوئی بوتل کا کھولتا تھا کاگ	کوئی گاتا تھا دخت رز کا سہاگ

ایک طرف سے سرخمونے کا کل کھولی جنبش دی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے اور جسم ساحرون مین آگ لگی غرضکہ ایک ہنگامہ اور شور رستخیز برپا ہوا اسی ہنگامے مین عمرو نے اول تو باغ جمشید مین جو کچھ مال وغیرہ اور لباس و زیور شاہان طلسم کا پایا اتار کر زنبیل کیا اور عیارون کو حکم دیا کہ بارگاہون پر چڑھکر کلس اتارو عیار لوٹنے لگے فوج ساحران نے بجلیان گرا کر بارگاہون اور خیمون کو جلا کر گرا دیا عیارون نے کلس اتار لیئے عمرو باغ جمشید لوٹ کر

چلا اور بارگاہ نشست افراسیاب پر آکر گرا اوپر سے برق محشر تڑپکر گری ستون اور طناب جل کر بارگاہ گری عمرو نے میز و کرسی و دنگل و فرش و کلس وغیرہ جال مار کر نذر زنبیل کیے پھر وہان سے چاہ زمرد برآیا پوجاری اور نذر بھینٹ چڑھانے والے بھاگ گئے تھے اصل محافظ و ملازم شاہ طلسم وہان تھے عمرو نے گلیم اوڑھکر یہان بھی جال مارا کہ جو کچھ زر و گوہر و جواہر کہ چڑھایا گیا تھا جال مین کھنچ آیا ساحر محافظ گھبرائے سحر کرنے لگے مگر کس پر سحر کرین کیونکہ کوئی نظر نہین آتا کہ دوسرا جال عمرو نے پھر مارا وہ چاہ کہ مثل تالاب ہی جو کچھ کہ نیچے اسکے اور کنارے کنارے رہ گیا تھا وہ بلکہ مٹی تک ابکی کھنچ آئی ایک غار پڑگیا واضح ہو کہ یہ مقام بنام خداوند جمشید مشہور ہی اس باعث سے ساحر عظمت کرتے ہین کوئی سحر کی جگہ نہین ہی اور کچھ خبیث وغیرہ یہان مسکن گزین رہتے ہین کہ نیرنگی سحر کی دکھاتے ہین مگر جال عطیۂ جناب الیاس اسپر کسی خبیث اور ساحر کا بس نہین چلتا اگر یہ جال افراسیاب پر بھی پڑے تو وہ بھی کھنچ آئے اور نہ گرفتار کرنا شاہ طلسم کا بسبب ممانعت امیر کے ہی اور ایسے مقام پر جال مارنا باعث یہ ہی کہ جب دشمن نے تدبیر ایسی کی کہ جس سے مفر اور رہائی ناممکن ہوئی پس اسکا عوض یہی چاہیے تصریح اسکی زیادہ کچھ ضرور نہین ناظرین خود سمجھ لینگے حاصل مطلب یہ کہ ایک غار اس جگہ پڑگیا اور خبیث وہان کے اور ساحر گھبراکر فرار ہوے جب وہ مقام برباد ہو چکا عمرو اور عیارون نے دست غارت عام و خاص ہر شخص پر دراز کیا اور ساحرون نے فوج کے گولے اور ناریل وغیرہ ہزارون کیا بلکہ لاکھون آدمیون کو قتل کیا میلے مین جھمیلا ڈال دیا بجاے خرید و فروخت کے نرخ جان ارزان تھا پیر نو سالہ اور کودک وہ سالہ کا ایک بھاؤ تھا رشتہ ریسمان حیات کے جھوے پڑے تھے رہرو عدم جھولتے زخمون کے پھول بچھے تھے خون سے زمین یاقوت پوش تھی لب ہر زخم لب لعلین معشوق کا رنگ دکھاتے دا غہاے جسم صورت دینار و درم نظر آتے تھے بازار موت گرم تھا اجل کے خریدار ملک عدم کے لوگ سیار تھے فرش کشتون کا بچھا تھا خبیث عناصر کے استادہ تھے تلوار سحر کی چمک چمک کر مانند بجلی کے گر رہی تھی ہر سمت بھگدر تھی بھاگو بھاگو کی آواز آتی تھی ایک پر دوسرا گرا پڑتا تھا تو تلے مین اوپر مین اوپر وہ نیچے بھاگتے رستہ نہ ملتا تھا دکانین خالی سناٹا ہو کا عالم اسپر یہ آفت کہ ہر جگہ جال الیاسی دراز ہوکر پڑتا تھا کہ لاکھون من کی چیز سوا سیر و زن کی ہوکر

پہنچ آتی تھی عمرو نے چوراسی گھنڈیان زنبیل کی کھول دین دل سے کہا اللہ دے اور بندہ لے بچہ غریب کو خدا نے دو چار کوڑیان آج دلا دین عیار جدا لوٹتے پھرتے صراف اور بزازہ اور جوہری بازار ہر جگہ کو صاف کر دیا فوج نے لاشون کے ڈھیر لگا دیے لاکھون آدمی تھا ایک ایک دکان دس دس آدمی نے آکر لوٹی تو دم بھر مین بازارین صاف ہوگئین لیکن جنے جو لوٹا وہ عمرو کے لیے بجنسہ اپنے پاس رکھا کہ خواجہ ہمارے محسن ہین جان بچائی ہی اپنے پاس سے کچھ نہ دین تو مال غنیمت اُنکے لیئے رکھنا مناسب ہی اور دوسرے وہ محاسبہ ضرور لینگے پھر جو دینا پڑا تو ملزم بھی ہوے اور مال بھی گیا غرضکہ دوپہر کامل لوٹ مار و ہنگامۂ قیامت رہا پر ہالاش پر لاش تھی اور مردے پر سردہ تھا کہ ابیات

غنیمت کشان برد ر شہریار	غنیمت کشید ند بیش از شمار
سریر و سراپردہ و تاج و تخت	نہ چندانکہ آن بر تو انند سخت
طبقہاے بلور و خوانہاے لعل	ظرائف کشان را بہ فرسود نعل
ہمان تازی اسپان بازین وزر	خطائی غلامان زرین کمر
نورد ملوکانہ بیش از شمار	شتر بار زر ینہ بیش از ہزار
سزا یستگی در منش تا ختہ	زرخت خر و خانہ پر داختہ
ز دل دادن چاوشانِ دیر	دلاور شدہ گور بر جنگ شیر
یکے گفت ہوے دوگر گفت ہان	برآور د سرہاے ہوے از جہان
ز بس غارت آوردن از بہر شاہ	غنیمت نہ گنجید در عرصہ گاہ
بجز گوہرین جام زرین عمود	بہ خروار گوہر بانبار عود
ہم از زر دکانے ہم از لعل دور	بسے چرم قنطار ہا کرد پر
ز کافور چون سیم صحرا ستوہ	ز سیم چوکافور صد پارہ کوہ
بسے بردہ یونانی و بربری	سبق بردہ برماہ و برمشتری

اسی طرح لوٹ مار کر سب اپنے لشکر کی جانب چلے لیکن عیار بیان جو نکال دی گئی تھین اس ہنگامہ کو دیکھکر حیران ایک جگہ قتل و غارت کے خوف سے ٹھہر رہین اور کہا شاہان طلسم اور حیرت کو شاید ان عیارون نے مار ڈالا چلو ذرا خبر لین یہ کہکر بصورت مبدل

باغ جمشید مین گئین اور ملکہ کو ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی اُسنے عجب ہنگامہ دیکھا کہ نہ بارگاہین نہ سلانہ آرایش نہ زیبایش قتل عام ہو بھگدر پڑی ہو لوٹ ہو رہی ہو یہ دیکھکر بلبلا کر اوڑھی لیکن لاکھون ساجرا پنے پرائے پھرتے تھے کس سے لڑے اکیلی کسکو روکے آخر ستون بارگاہ تھامکر رونے لگی یہان مہرخ اور عیار وغیرہ نکلکر اپنے لشکر مین پہونچے عمرو نے کہا ای ملکہ سب سردار اپنی اپنی صورت کا پتلا یہان بٹھا ئین اور ایسا سحر کردو کہ تاج بارگاہ مین ہو اور پیمانۂ عشرت گردش پذیر رہے بمجرد ارشاد خواجہ یہی سامان سب نے کیا سب کے سب بمشیبہ کرسیون و تنگلون پر جلوہ گر ہوے رقص و سرود کا جلسہ ہوا یہ تدبیر جب ہو چکی کئی ہزار ساحر مگر ایسے ویسے بہیروبنگاہ کے لوگ اس جگہ طلایہ داری پر مامور کئے اور کہا کوئی آفت آئے تو بھاگ جانا اور کل لشکر کو مع سرداران ذی رتبہ کے ہمراہ نافرمان کر کے حکم دیا کہ کوہ سیاہ مین جاکر فروکش کرو اور عیارون سے کہا تم بھی ساتھ جاؤ سب طرح ہوشیاری رکھنا یہ لوگ نافرمان کے ساتھ کوہ سیاہ کی طرف گئے وہان پہونچکر خیمہ سیاہ مین سردار اور صحراو کوہ مین لشکر ٹھہرا عیار گرد لشکر خبرگیری کو پھرنے لگے خلاصہ یہ تو سب آرام پذیر ہین مگر ہوشیار ہین اور عمرو گلیم اوڑھے وہین ٹھہرا ہی مگر افراسیاب کی سُنیے کہ باغ عشرت کے قریب جاکر خیال کیا کہ عیار کوہستان مین کسی غار مین چھپے ہونگے اور عمرو نے گلیم اوڑھ لی ہوگی بس اور عیارون کو چلکر گرفتار کر عمرو اُنکی رہائی کو آئے گا گرفتار کر لینا یہ سوچکر قریب صحرا پہونچ کر ٹھہرا اور خبیث دبلا ہاے طلسم ہمراہ آئے ہین اُنکو حکم دیا کہ عیارون کو جاکر ڈھونڈھو وہ سب چلے اور شہنشاہ ٹھہر رہا اُسوقت میلے کے لوگ کہ چار سمت بھاگے تھے کچھ ادھر بھی جا نکلے اِسنے دیکھا کہ بہت آدمی گروہ گروہ عورتون اور بچون کو ساتھ لیے سر برہنہ خاک اُڑاتے بھاگے جاتے ہین جادوگر نیان بال منہ پر بکھرا ساریان ننگی ہو ئین بعض اوپر کے جسم سے برہنہ اور بعض جسم پا ئین سے بدحواس بحر فراموش از خود رفتہ گویا بیہوش بھاگی جاتی ہین شاہ نے انھین بلا کر پوچھا تم کون ہو کیا ماجرا ہی وہ شاہ جادوان کو پہچان کر روئے اور پکارے کہ ہم لوٹے گئے بچے ہمارے قتل ہوے اور سب کیفیت عذر بیان کی سُننا تھا کہ غضب طاری ہوا اور بلاؤن اور ہمراہیون کو ساتھ لیکر پھر آکر عجب عالم میلے کا پایا چیونٹی نے فیل مست کو پست کیا ایک سناٹا ہر سمت تھا دکانین برباد بارگاہین جلے ہوے، ڈھیر عرض چار طرف اندھیر حیرت

جو گریان و نالان تھی اُسکو تسکین دیکر اپنے ساتھ لیا کہ مین ابھی سب کو غارت کیے دیتا ہون شاہان و معززین طلسم کو ہوشیار کیا اُنھون نے اپنا لٹنا اور میلے کا برباد ہونا دیکھکر عرض کیا کہ آئین طلسم مین فرق آیا ہمکو اجازت ہو کہ اپنے اپنے مرحلے پر جائین **افراسیاب** نے فرط ندامت سے انھین رخصت کر دیا سب شاہ و اکابر کو تو ال دوربان بلاہاے طلسم وغیرہ جو کہ آئے تھے لٹے پٹے اپنی جگہ پر گئے اور شاہ جادوان **حیرت** کو لیکر چلا پانچ ہزار مور سا تھ ہین کہ جنپر ساحران نامی سوار ہین اور بادشاہ کو کمال غضب طاری ہی تازیانہ مار سیاہ ہاتھ مین ہی مُنھ سے کف جاری ہی یہان تک کہ لشکر **مرخ** جہان اُترا رہتا تھا وہان پہونچکر نعرہ مارا اور سامان عشرت دیکھکر نابخ و ترنج مارنا شروع کیے پیکان تیر اور شعلے آتش کے اور سانپ اور بچھو اور پتھر اور برف وغیرہ برسنے لگے اور آندھیان تاریک آئین زمین شق ہو گئی صدائین مہیب آئین بارگاہین اور خیمے مسمار ہو گئے بجلیان گرین کہ ہمشیبہ سرداران اور رقاصۂ انجمن سب غارت و تباہ ہو گئے جو ساحر کہ عمرو نے یہان چھوڑے تھے جہانتک کہ اُنسے بھاگا گیا بھاگے باقی ہلاک ہو گئے شاہ طلسم نے آکر دیکھا سب کو مرا پایا اور لاشین پڑی دیکھین حکم کیا کہ انھین لاشون پر پانچ بارگاہین ہماری استاد ہون بمجرد حکم پانچ بارگاہ جنمین ستون مکلل بجواہر تھے استادہ ہو گئین اور ہر ایک بارگاہ مین بارہ بارہ سو کرسی جواہر کی بچھ گئین تخت پر شاہ جلوہ گر ہوا سب نے قتل حریف کی خوشی کی نذرین دین ناچ ہونے لگا **حیرت** سے شاہ جادوان نے کہا لو مین نے دم بھر مین سبکو غارت کر دیا اب تم اپنی فوج یہین اوتارو اور ناچ دیکھو صبح کو مین میلا جو لٹ گیا ہی اُسکی درستی اور انتظام کرونگا اور عیار اکیلے رہ گئے ہین کہانتک بھاگتے پھرینگے سب کو گرفتار کر کے بعذاب الیم مارونگا اب مین باغ سیب مین جاکر بقیہ شب آرام کرتا ہون کس لیے کہ کئی روز سے بیخور و خواب ہون ذرا تم اُس مفتری عیار سے ہوشیار رہنا یہ کہکر آپ باغ سیب مین جاکر آرام گزین ہوا یہ تو سویا اور فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا یعنے **عمرو** جو گلیم اوڑھے یہان موجود تھا اُسکو جاتے دیکھکر از بسکہ دوندۂ بید رنگ ہی دوڑتا ہوا آن واحد مین **مرخ** پاس پہونچا اور کہا جلد چلو یہی وقت ہی دشمن کو قتل کرو **مرخ** وغیرہ لشکر جرار تیار کرا کر روانہ ہوئی **حیرت** یہان ناچ دیکھ رہی تھی کہ فلک نے گردش دکھائی بلاے آسمانی نازل ہوئی ملنا مین بارگاہون کی کٹ کر گرین اور ایسی آندھی آئی کہ روشنی تمام لشکر

کی گل ہوئی یعنے مخمور نے بال کھول سر ہلانا شروع کیا وہ آفت آئی کہ جہان تاریک ہوگیا پھر تو اُس اندھیرے مین لشکر فوج حیرت پر جا گرا وہی سامان دوشینہ پیش تھا ایک جانب سے سلین برف کی گرتی تھین پہاڑ سے پتھر اُڑ کر آتے تھے سنگ دلون کو خاک مین ملاتے تھے قیامت برپا ہوئی ساحر کل نوہا مانے تھے زک اُٹھا چکے تھے ذرا بھی نہ اٹکے بھاگ کھڑے ہوے ادھر بارگاہین جیمے جلنے لگے حیرت مُنھ پیٹ کر باہر نکلی پکاری ارے مشعل سحر لاؤ رے یا قوت ای زمرد کدھر ہی ری فوج کو روک کون سُنتا ہی جال ایسا سی پڑ رہا ہی بجلیان گرتی ہین ہوا سرد چلتی ہی باغ سحر لگا ہی کہین مخمور کے سحر سے یخواری کا چرچا ہی بھگدڑ پڑی ہی ساحر قتل ہو رہے ہین بیرون کا غل ہی لشکر مہرخ کے طبل و بوق بجتے تھے کڑکا ہوتا تھا علم بلند تھے پھریرے اُڑتے تھے الحفیظ الامان ہزارون ساحر بیجان تھے کہ بمقتضاے نظم

گریزندگان را دران رستخیز	نہ روے رہائی نہ راہ گریز
سواران ہمہ تیر پرداختہ	گہے تیر و گہ ترکش انداختہ
دران مسلخ آدمی زادگان	زمین گشتہ کوہ از بس افتادگان
بجان برو خود دہر کسے گشت شاد	کس از کشتن کس نیاورد یاد
ز بس کشتہ برکشتہ مردان مرد	شدہ راہ ریستہ برہ نوزد
بران وجلہ خون بلند آفتاب	چو نیلوفر افگند ز ورق بآب
پراگندگی در سپاہ او فتاد	ز دہش در آرزم شاہ او فتاد

یعنی جسوقت کہ سنان مہرخ عالیشان کی چمک ہندوے شب کے کلیجے کے پار گذری اور چشمۂ آفتاب سے سبقت درخشندگی نیزہ و شمشیر نے کیے عمرو روبفرار لایا حیرت ہر سمت بیتاب پھرتی تھی صبح کو دیکھا کہ میدان مین ستھراؤ لاشون کا ہی بجاے طائر نواسنجان صبح کے زاغ و زغن کا ہجوم اس دشت نامبارک و شوم مین تھا خزانہ اور اسباب جو کچھ میلہ مین لٹنے سے بچا تھا اُسکا پتا نہ تھا نہ فوج تھی نہ لشکر دوست و مونس وغیرہ سب بھاگ گئے تھے یہ بھی ناچار نالان و گریان باغ سیب کی طرف گئی عمرو لوٹ مار کر دم سحر اپنا لشکر لیکر کوہ سیاہ مین آیا مگر مہرخ سے کہا کہ اب یہان سے بھی مع لشکر سمت کوہ سبز جاؤ مگر ہمشیرہ اپنے چھوڑ جاؤ سب نے پتلے اپنی صورتون کے چھوڑے اور فوج کے ہاتھی گھوڑے خچر

وغیرہ چوپاے ہزارون صحرا مین ہانک دیے اور خیمے استادہ رکھے ہزارون ساحر کہین کدر ویسے ویسے گھاٹی مین اور جا بجا گرد پہاڑ کے مقرر کیے اور کہا جب کوئی آفت آئے تو بھاگ جائین غرضکہ ایسا بندوبست کرکے ہمراہ سرخمو کوہ سبز کی طرف گئے اور عمرو گلیم اوڑھکر یہان ٹھہرا اور اس طرف حیرت نے جاکر اپنے شوہر کو بیدار کرکے رو رو کر تمام حال بیان کیا افراسیاب بغضب تمام اسی وقت چلا اور لشکر جہان قتل ہوا تھا وہان آیا برباد جباہ اُسے دیکھکر اس قدر غصہ آیا کہ طلسم باطن کی سمت چھوڑکر تین جانب تلاش کنان دس دس کوس گیا آخر کوہ سیاہ مین دیکھا کہ تاج ہورہے ہین بارگاہ مین سردار بیٹھے ہین لشکر اترا ہوا ہی یہ دیکھتے ہی انگشتری جمشید پہاڑ کے سامنے کرکے ایسا نعرہ مارا کہ سینہ کوہ شق ہوگیا اور پہاڑ کے ٹھہر ٹوٹکر برسنے لگے اور دریاے مواج پیدا ہوکر بارگاہ گاہ و بیش اور سب ڈوبنے لگے بھگدر پڑی جنکی قضا نہ تھی وہ تو بھاگ کر بچے اور باقی مارے گئے دم بھر مین میدان صاف کردیا کہا یہ سب نمک حرام یہان چھپے تھے اور وہان اپنی صورت کے چھوڑ آئے تھے یہ کہکر خیمہ استادہ کراکر وہان بیٹھا سحر کیا نقارہ طلسمی بجا اہل لشکر اور میلے کے لوگ بھاگے ہوئے خدمت شاہ مین آئے انھین تسکین دی دکاندار اہل حرفہ و پیشہ کو عوض لٹ جانے کے مال وزر بہت سا دیکر رخصت کیا منتظمون سے حکم دیا کہ باغ جمشید اور چاہ زمرد وغیرہ جو مقام خراب ہین وہ درست کیے جائین اہلکارون نے تعمیل حکم کی شاہ نے کہا اے حیرت مین اب چار دانگ طلسم مین جہان کہین عیار ہونگے اُنکو قید اور بند کرکے لاتا ہون اور اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہی مین جاتا ہون یہ کہکر لشکر اور حیرت کو چھوڑکر روانہ ہوا اور ازبسکہ اس انتظام مین شاہ طلسم سپہر چہارم سمت کوہ سیاہ مغرب کے گیا اور جنود کواکب خیمہ گاہ افلاک مین

قیام پذیر ہوا نظم

چو شب زیور عنبرین ساز کرد		سر ناقۂ مشک را باز کرد	
چو شب خواست کز غم سیاہ آورد		منش سر سوے خواب گاہ آورد	

عمرو نے مہرخ کو جاکر مطلع کیا وہ لشکر لیکر آگرے لشکریان حیرت بڑی بربادی اور تباہی اُٹھا چکے تھے خیمے گرتے ہی اور بجلیان چمکتے ہی مال واسباب چھوڑکر بھاگ گئے کہ میدان جان ہی تو جہان ہی انکے بھاگنے سے حیرت تنہا رہی خیال کیا کہ اتنے بڑے لشکر سے

اکیلے لڑنا ناممکن ہی یہ تصور کرکے روبفرار لائی پھر تو بموجب مغل خانہ خالی را دیو میگیرد عمرو نے بہت جلد وہان کا اسباب جو کچھ تھا بار کراکر اپنا راستہ لیا اور بدستور اول کوہ سبز مین انتظام کرکے ہمراہ افخار جادو سمت کوہ سرخ سارا لشکر گیا اور عمرو بھی انکی ساتھ لشکر کے گیا ادھر افراسیاب عیارون کو ڈھونڈھ رہا تھا کہ لشکری اسکو فراری ملے انسے حال سنکر پھرا لیکن وہ عرض پیرا ہوے کہ موافق قاعدۂ اول کے حیرت لشکر لیکر اترین حریف بھی مقابلے مین آئیگا اسوقت شہنشاہ سب کو غارت کرین اور اس طرح عیار بڑی زک دینگے شاہ نے اس رائے کو پسند کیا اور پھر باغ سیب مین گیا حیرت بھی آئی حکم لشکر کشی از سر نو دیا ساحر نامی ہمراہی ملکہ کے لیئے تجویز ہونے لگے یہ اس فکر مین ہی لیکن عمرو کوہ سرخ پر پہونچکر ٹھہرا اسوقت شکیل نے کہا ہم تو مفارقت مطلوب مین اس ہنگامے مین جان دیتے تو اچھا تھا اب میرے استاد شہنشاہ کوکب کو میرے حال کی خبر ہوتی تو وہ مدد ضرور کرتے عمرو نے کہا ہم وہان جائینگے پتا پھر بتاؤ اسنے پھر بتایا کہ سمت مشرق کوہ ہفت رنگ اور دریاے ہفت رنگ ہی اتنا کہنے نہ پایا تھا کہ یکایک بجلی چمکی اور ہاتھی پر سر علم ایک آفتاب نکلا ہوا دیکھا کہ وہ علم کا پنجہ تھا عمرو سمجھا کہ افراسیاب آیا ارادہ بھاگنے کا کیا تھا کہ شکیل نے پہچان کر کہا گھبراؤ نہین یہ میرے چچا عشاق جادو ہین یہ سنکر سب ٹھہرے اسوقت ساحر ہزار دو ہزار کرگدن سوار فیل سوار اور اژدر سوار و فیل سوار و طاؤس سوار قریب پانچ ہزار کے اور مہنت اور ایتت بے شمار ہین ظاہر ہوے اور عشاق فیل پر سوار نمودار ہوا شکیل دوڑکر اسکی خدمت مین گیا اسنے پہچان کر گلے سے لگایا اور سب حال سنکر فیل سے اترا اور لشکر ٹھہراکر مہرخ کی طرف چلا عمرو نے اسکو آتے دیکھکر تاج سر پر بکلن بجواہر اور لباس پر تکلف پہنا ایسا لباس تھا کہ شاہان دہر کو ناممکن تھا گوہر شب چراغ ہر جگہ اس مین روشن تھا لہذا خوب آراستہ ہوکر تخت پر جلوس کیا کہ وہ مہرخ پاس آیا مگر رعب خواجہ کا دیکھکر سلام کیا دنگل پر بیٹھا بھادوج سے اپنی کہا کہ تم شاہ طلسم سے ناحق بگڑین اور مہرخ نے کہا اب تو ہم مطیع عمرو ہین اسنے کہا وہ کہان ہین کہا یہ کیا ہین اسنے پہچان کر عمرو سے ملاقات کی اور کہا خواجہ میرے پاس ایک انگوٹھی اور ایک کڑا ہی تمام عمر مین یہ تحفہ مین نے پیدا کیا ہی وہ مین تمکو دونگا کہ تمھارے بہت کام آئیگا اور افراسیاب بادشاہ طلسم ہی اس سے مین مقابلہ نہین کرسکتا یہ باتین کرتا ہوا وہان سے کوچ کرکے مع مہرخ

وغیرہ کے چلا اور اُس جگہ کہ جہان لشکر **حیرت** ہمیشہ مقابلہ کیا کرتا اور اُترا کرتا تھا پہونچا یہان کئی ہزار ساحر شاہ جادوان کی طرف سے مقیم تھا **عشاق** نے ایک نارنج مارا کہ وہ بیچ لشکر مین جاکر بیٹھا اور دھوان پیدا ہوا کہ تمام دُنیا سیاہ ہوگئی اس دھوئین کے جسم مین لگنے سے ملازمان **افراسیاب** نے اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے لاشین اُنکی کھنچوا کر پھکوا دین اور خیمے اور سراپردے اور بارگاہ شاہی اور عیش محل وغیرہ درست کیے گئے بازار مین آراستہ ہوئین دکانین کھل گئین بدستور قدیم لشکر مین چہل پہل گھما گھمی شروع ہوئی اور یہ خبر طائران ہم نے شاہ طلسم کو پہونچائی اُسنے ساحران نامی کو مع لاکھون ساحرون کے ہمراہ **حیرت** کے روانہ کیا لشکر **حیرت** دریا کے اس پار اُتر جاے قدیم پر خیمہ زن ہوا اسکے ساتھ **صرصر** عیارہ بھی آئی اور لشکر کو چھوڑ کر چلی کہ جاکر عیاری کرون غرضکہ صورت بدلکر **مہرخ** کے لشکر مین آئی دیکھا کہ **عمرو** لشکر کے اُترواتے مین اور انتظام مین مصروف ہی **صرصر** فی الفور صورت **عمرو** کی بنی اور بارگاہ مین **عشاق** کے آئی **عشاق** براے آسایش اور کسل سفر سے آسودہ ہونے کے لیئے بارگاہ مین آکر لیٹا تھا **عمرو** کو دیکھکر اُٹھ بیٹھا **صرصر** نے کہا میرے ساتھ چلو کچھ کام ہی وہ ہمراہ ہوا یہ تنہائی مین جب آئی بیضہ بیہوشی مارکر بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر بارگاہ **حیرت** مین گئی اسنے قید سحر مین مبتلا کرکے ہوشیار کیا اور کہا اقرار کر کہ **عمرو** کا ساتھ ندون گا اُسنے کہا اب تو مین بیشک شریک **عمرو** ہون **حیرت** نے جلاد کو بلایا اور حکم قتل دیا لیکن بعد کچھ دیر کے یہان **عمرو** نے بارگاہ مین **عشاق** کی اُسے نہ پایا صورت بدلکر بارگاہ **حیرت** مین گیا لیکن **صرصر** نے پہچان کر کہا کھڑا تو رہ موئے اور نیچہ پکڑکر دوڑی **عمرو** باہر بارگاہ کے نکل گیا اتفاق سے **برق** بھی یہان آیا تھا **صرصر** کو دیکھکر چھپ رہا جب یہ قریب آئی **برق** نے کمند ماری کہ وہ اُلجھ کر گری اُسنے بیہوش کرکے درخت پر چڑھکر باندھ دیا **عمرو** نے کہا بیٹا بڑا کام کیا یہ سب کھیل بگاڑتی تھی حاصل یہ کہ **برق** صورت مثل **صرصر** کے بناکر بارگاہ مین گیا مگر **ابریق** وزیر نے **حیرت** سے کہا کہ یہ **صرصر** نہین ہی **حیرت** نے سحر کرکے **برق** کو بھی پکڑ لیا اور ایسا سحر کیا کہ رنگ عیاری چھوٹ گیا اصل صورت نکل آئی اسکو بھی برابر **عشاق** کے زیر تیغ بٹھایا یہ دونون جوع قلب سے دعا درگاہ خدا مین کرنے لگے کہ ای دافع البلیات ہمین رہائی دے کہ بیت

	ہمہ زیر دستیم و فرمان پذیر		تو ئی یاوری دہ تو ئی دستگیر		

تیر دعا ہدف اجابت پر لگا یعنے دو مہنت کانون مین کنڈل ہاتھون مین لوہے کے کڑے پہنے شکلین کالی ہیئت ڈراونی بارگاہ مین آئے **حیرت** کو بلاکر کے ایک رقعہ دیا اُسنے خط پہچانا کہ **افراسیاب** کے ہاتھ کا لکھا ہی مضمون یہ تھا کہ کتاب سامری دیکھکر معلوم ہوا کہ تمنے **عشاق و برق** کو مقید کیا ہی ان مہنتون کے ہمراہ ہمارے پاس انھین بھیجدو **حیرت** خط تحریر شوہر پہچان چکی تھی بے تامل سحر اپنا دفع کر کے انکو حوالے کیا **عمرو و قران** مہنت بنکر آئے تھے جب باہر آئے نعرہ کر کے بھاگے اور **عشاق** اُڑ کے بارگاہ مین آیا **حیرت** نعرہ سُنکر غمگین ہوئی اور بزور سحر دریافت کیا کہ **صرصر** درخت سے بندھی بیہوش ہی اُسکو کھلوایا ادھر **عشاق** نے **عمرو** سے کہا کہ خواجہ تمنے مجھپر احسان کیا یہ کہکر بہت کچھ زر و جواہر توڑے روپے اشرفی کے پیش کیئے **عمرو** نے کہا وہ انگوٹھی اور کڑا جو آپ نے دینے کو کہا تھا عنایت فرمایئے اُسنے ساحرون سے حکم دیا کہ صندوقچہ لاؤ وہ ایک صندوقچہ لائے اُسنے اُسکو کھولکر انگوٹھی اور کڑا نکالا نگینہ انگشتری کا آفتاب کی طرح چمکتا تھا غرضکہ وہ حوالے **عمرو** کے کرکے کہا کہ تم ہر ساحر پہ فتحیاب ہوگے اور کسی کا سحر تم پر تاثیر نکرے گا اور یہ انگوٹھی مثل انگشتری جمشید ہی اور صفت اُسکی بہت ہی تمکو خود حال ظاہر ہوگا اب مین بھی جاتا ہون اور تمھین بھی چاہیے کہ سمت کوکب جاؤ اور اُسکو اپنا شریک کرو **عمرو** اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین جاتا ہون یہ خبر **مخمور** نے سُنی جس طرح بیٹھی تھی اُٹھ کھڑی ہوئی کہ خواجہ مین تمھارے ساتھ ہون ان تمام ہنگامون مین وہ رات تمام ہوئی یعنے درج سیاہ شب سے لعل آبدار خورشید جوہری روزگار نے نکالا اور بازار انجم برخاست ہوا کہ بمقتضاے **نظم**

برآسودہ تا صبحدم برد مید ملک بارگہ سوے مہر اکشید		سپیدی شد اندر سیاہی پدید عنان راہ را داد و منزل پرید	

یعنے صبح کو ہر ایک سے ملکر **مخمور** کو ہمراہ لے کے **عمرو** سمت **کوکب** روانہ ہوا اب یہ دونون تو جاتے ہین اور لشکر دونون جانب کے آمادۂ جدال و قتال ہین لیکن خاکسار اس جلد کو ختم کرتا ہی انشاء اللہ بقید حیات مستعار اور فرط شوق ناظرنیان فسانہ عالی تبار جلد ثانی بھی لکھے گا سرسری مین اس جلد کو عجلت مین حقیر نے لکھا ہی منشی گری کا دعوے نہین کیا ہی پس میری غلطیون پر نظر نہ فرمائین اور مجکو دعاے خیر دین

آغاز جلد دوم طلسم ہوش ربا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کروں حمد خلاق نہ آسمان
خدائے طلسمات کون و مکان

وہ اک کلمۂ کن مین باندھا طلسم
ہر اک شکل کو دیدیا اُس نے جسم

نہین کوئی دنیا مین اُسکا نظیر
محیط علے کل شی قدیر

وزیر اُسکے ہین سرور انبیا
جناب رسول احمد مجتبےٰ

جنھون نے کیا کفر کا سحر دور
ہوا ظاہر اسلام کا اُنسے نور

درود اُن پر اور اُن کی اولاد پر
اور اصحاب جو اُنکے تھے خوش سیر

بعد حمد و نعت یہ بضاعت دیرینہ یعنی جادہ بسیر و سامان نجد مت ناظرین فسانہ عرض سپاہی کہ جلد اول مین یہانتک بیان کیا گیا ہی کہ عشاق چابکدست شکیل کا پاس مہرخ کے آیا اوسکو صرصر شمشیرزن عیارہ پکڑ لیگئی لیکن عیارون نے جاکر اُسکو رہا کیا جب وہ لشکر مین آیا تو عمر کو اُسنے انگوٹھی اور ایک کڑا دیا اور عمر وہ انگوٹھی اور کڑا لیکر ہمراہ مخمور سرخ چشم سمت طلسم نور افشان بہر ملاقات کوکب روشن ضمیر روانہ ہوا اب ہم آسی مقام سے یہ جلد پھر آغاز کی جاتی ہے ہر شخص کی نظر اس تسلسل پر رہے کہ عشاق لشکر مہرخ مین ہے اور لشکر اسی حیرت کدے کے مقابلے مین اُترا ہوا ہی اور لقا کے مقابلے مین کوہ عقیق پر امیر حمزہ ٹھہرے ہوے ہین

اور شہزادہ بدیع الزمان کے رہا کرنے کو اسد جو طلسم مین آئے تھے وہ بھی مع اپنے سردارون کے
اور ملکہ مہ جبین الماس پوش کے گنبد نور پر قید ہین اور شہزادہ قاسم کا سر کٹ گیا ہے
اور شہزادہ ایرج کو پنجہ آہنگر سمت طلسم آئینہ لے گیا ہے ان سب داستانون کا بیان اپنے اپنے
مقام پر آئیگا انشاء اللہ تعالے وما توفیقی الا باللہ حسبنا اللہ نعم المولے ونعم الوکیل

داستان دلستان دانہ ہونا شہنشاہ عیاران عالم عمر بن امیہ ضمری کا
سمت کوکب روشنضمیر اور روکنا افراسیاب کا راہ مین ساحرون کو
بھیجکر اور مارے جانا اُن ساحرون کا ہاتھ سے عمر کے اور بھیجنا
افراسیاب کا ساحرون کو بہرامدا دلقا اور جنگ کرنا اُنکا امیر حمزہ سے
اور لڑنا حیرت کا ساحرون کی مدد پر ملکہ مہرخ سحر چشم سے اور عیاریان ہونا
عیار بچیون اور سب عیارونسے لمؤلفہ

کدھر بھولا بیٹھا ہے تو ساقیا — دوبارہ مجھے ساغر مے پلا
شکایت نہ کر میری دوری کی تو — نہین بس مرا چرخ کی ہے یہ خو
ہمیشہ سے گردون کا یہ طور ہے — جفا پیشہ و صاحب جور ہے
یہ کرتا ہے بلبل کو گل سے جدا — یہ رہ دن کو کرتا ہے مہ سے جدا
قسم شیشۂ دل کی ہے ساقیا — مے یاد سے تیری جو ہے بھرا
کہ فرقت سے تیری ہوا دل کباب — زیادہ نہین تیری دوری کی تاب
تری چشم فتان کا قربان ہون — ترے نیکدے کا مین مہمان ہون
ہوا پھر ہون خدمت مین حاضر شتاب — نکرنے کے دینے سے تو اجتناب
بہار چمن کا نیا رنگ ہے — نوا نے مین بلبل کے آہنگ ہے

کھڑے جھومتے ہین نہالِ چمن
ہر اک پھول کی ہے انوکھی پھبن

مہا سوقت مین ساقیا مجکو بھول
کٹورے مین گل کے پلا بھر کے پھول

کہ دل میرا آئینہ سان صاف ہو
کہ درت کو تو آب آتش سے دھو

وہ دے مجکو اے میرے ساقی شراب
صفا مین ہو جو صورت آفتاب

رہون نشے مین آج مست غرور
لب جام سے لب نہون میرے دور

وہ محفل مین پیمانہ گردش دکھائے
کہ گردش مہ و مہر کی بھول جائے

پیون ساتھ کوکب کے جا کر شراب
کہ جلکر کباب ہوے افراسیاب

میرے ساقیا آج یا دش بخیر
وہ مے دے کہ دکھلا دون عالم کی سیر

ہے مخمور سی ساتھ میرے پری
نہین لطف سے بزم خالی میری

لنڈھا دے میرے ساقیا خم کے خم
کہ اپنی خودی سے مین ہو جاون گم

اگر ہوش ایسے ہون باقی مرے
بے فکر دشمن اٹھون جھوم کے

رہے جوش پر میری طبع رواں
طلسمی لکھون جنگ کی داستان

ورق پر گل تر کے انشا کرون
ہر اک بلبل دل کو شیدا کرون

نگارندۂ نقش این داستان
چنین می نگارد ز کلکِ بیان

سیاحان اقلیم مخموری و رہروان منازل انشاگری مسافران بادیۂ طلسمات و سیاران جادۂ برفات اس وادی نا پیدا کنار مین بحیرت نظر ہو کر اسطرح قدم زن ہین مورد صدآفات و محن ہین کہ جب آفتاب عالمتاب آسمان عیاری یعنی عمر بن امیہ ضمری مع مخمور کے روانہ ہوا مفارقت ان دونون کی مہرخ و بہار سردار ان لشکر کو بہت شاق ہوئی خاطر مضطر اور جان مبتلاے فراق ہوئی قلزم چشم سے دریاے اشک بہا دیا سحاب جوش گریہ سے جل تھل بھرا بیقراری سے طوفان اٹھایا حالت اضطراب مین ہر ایک یہ زبان پر لایا نظم

سماتی ہی نہ تن مین اور نہ تن کو چھوڑ سکتی ہی
مریجان آکر آنکھون مین کسکی راہ تکتی ہے

تسلسل اشک حسرت کا ہی گویا بارش باران
فغان دل ہی رعد اور آہ کی بجلی چمکتی ہی

آخر کار اس حال زار کو دیکھکر ہر ایک مشیر خوش تدبیر نے سمجھایا کہ بیہودہ مسافر دنکے پیچھے

رونا برا ہے چاہیے کہ سنگ جیگر براے حمد روز دل پر رکھکر صبر کرو اور دست دعا بدرگاہ جامع المتفرقین
اٹھاؤ کہ وہ انکو بامراد پھر تم سے ملائے رنج دوری مٹائے اس سمجھانے سے ہر ایکنے انجام کار صبر
کیا اور انتظام لشکر مین مصروف ہوا ادھر حیرت جادو نے حال رہائی عشاق اور روانہ ہونا عم کا
سمت کوکب دریافت کرکے شاہ طلسم کو نامہ لکھا ہنوز بھیجنے نہ پائی تھی کہ ایک طائر سحر فرستادہ
شاہ جادوان اسکے زانو پر آبیٹھا اسکے گلے مین نامہ بندھا تھا اسنے وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ اے
ملکہ ابھی جنگ آغاز نکرنا جب مین آؤن اسوقت لڑنا اس مضمون کو پڑھکر اپنا نامہ بھی اسی طائر
سحر کی گردن مین باندھ دیا وہ طائر اڑکر افراسیاب پاس آیا اسنے نامۂ حیرت سے معلوم کیا
کہ عشاق گرفتار ہوکر چھوٹ گیا اور عم سمت کوکب گیا پس دریافت کرتے ہی دربار مین جو
ساحر کہ حاضر تھے انسے ارشاد کیا کہ تم مین سے کوئی ایسا ہے جو عم کو اثنائے راہ جاکر کے
گرفتار کرے اور منزل مقصود تک نہ پہونچنے دے ایک ساحر نشواط جادو نام حسب الارشاد
شہنشاہ عالی مقام عرض رسا ہوا کہ یہ غلام جاتا ہے اور اس منادی کو قید کرکے لاتا ہی بادشاہ
طلسم نے فرمایا کہ تم ٹھہرو مین حیرت پاس تمکو بھیجونگا اور لشکر مہرخ سے مقابلہ کراؤن گا یہ کہکر
کچھ اسمار سحر پڑھکر دستک دی فوراً بروی ہوا گھٹا چھاگئی آندھی زور شور سے آئی اور لکہ
ابر پر ایک ساحر کریہ منظر سوار ظاہر ہوا اور اوترکے روبروی شاہ طلسم آیا بادب تمام مراسم
آداب وسلام بجالایا بادشاہ ساحران نے اس سے فرمایا کہ اے صبا سے جاؤ تم جاؤ عم اور
مخمور کو کب پاس جاتے ہین ابھی میری مدد مین ہین انکو گرفتار کرکے میرے پاس لاؤ یہ حکم سنکر صبا
جادو تسلیم کرکے اپنے ابر پر بیٹھکر روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد افراسیاب کھڑا ہوگیا اور
نشواط کا ہاتھ تھام کر ایسا سحر پڑھا کہ وہ بیہوش ہوگیا اسوقت اسکو لیکر آپ بھی غائب ہوگیا بعد
لحہ بھر کے نشواط کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صحرا کھجور کے درختونکا ہے اور ایک تالاب آب
صاف سے بھرا ہے اسکے کنارے مع بادشاہ طلسم کے مین کھڑا ہون یہ دیکھکر اسے عرض کیا کہ اے
بادشاہ آپ مجکو کہان لائے شاہ طلسم نے فرمایا کہ اس تالاب مین میرے ہمراہ کود پڑو یہ کہکر
ہاتھ پکڑکر کود ے اور تاؤ پر غلطان وپیچان دونون چلے گئے پھر تہ پر پاؤن لگا اور آنکھ
کھول کر دیکھا تو ایک صحرا سے سبزہ زار اور دشت پر بہار مین اپنے تئین پایا ہوا دہا نکی

رشک دم ایسی تھی جو گھاس اور پتی تھی اکسیر کی جڑی بوٹی تھی خال ہر ایک زرگل سے نہال تھا
تھا ثمر و غنچہ سے ہر شجر مالا مال تھا عشق پیچان اور کوڑیالے اور بلیدار پھولون کے درخت کی اور
بیلین پہاڑونکے سر سے لٹکتی تھین مشاطہ بہار نے سہرا باندھا تھا گویا اسکی لڑیان چھٹکتی تھین ابر
بہاری ہر طرف چھایا تھا خدا کی رحمت بیحساب کا اس دشت بہار آگین پر سایا تھا کہ بمقتضای لمؤلف

گلون کی تھی صحرا مین ایسی چمک	کہ ہون جیسے تارے بروے فلک
شگوفے تھے کھولے ہوے عطر دان	صبا عطر افشان تھی ہر سو روان
لدے گھنگرؤن کی طرح تھے ثمر	جھکے بار اثمار سے سر بسر
مگر جعد سنبل تھا یون تاب دار	کہ پیچ ہو جسطرح زلف یار
شگوفے نہ تھے بر سر شاخسار	شہ گل کا افسر تھا گوہر نگار
جو لہراتی تھی نہر مین پڑکے دھوپ	تھا آبی دوپٹے مین لچکے کا روپ

بیچ مین اس بہشۂ فرحت بخش کے ایک خیمہ بصد عظمت و شان رشک بارگاہ آسمان استادہ تھا
جسپر چار سو کلس یاقوت احمر کا چڑھا تھا ہر ایک پرتو اسکا باسلک مروارید تھا عمدگی مین دیدہ نشنید تھا
ریسمانین کلابتون کی تھین طنابین اُون کی تھین ہر کلس پر سورج مکھی لگی تھی سورج کی آنکھ تماشا
دیکھنے کو اسپر جھکی تھی جگمگاہٹ اسکی چشم مہر و ماہ کو خیرہ کرتی تھی قنادیل ہر ایک فروغ کواکب کو
تیرہ کرتی تھی اندر خیمہ کے فرش شاہانہ بچھا تھا مسندین بر تکلف لگین تھین شیشہ آلات سجا تھا کہ لمؤلف

عجب اسکی خوبی عجب اسکی شان	وہ خیمہ جواہر کی گویا تھا کان
زمین اسجگہ کی تھی بلور کی	بچھی مسندین اسپہ تھین نور کی
ہر اک سائبان رشک چرخ برین	قنادیل انجم سے پڑھکر کبین

چار سو عورت نازنین مہ جبین اسمین جلوہ گر تھین حسن مین بہتر از خورشید انور تھین صورتانکی
اگر زہرہ دیکھتی ہاروت و ماروت چاہ بغشق مین مقید ہوتی بلکہ بحر پانی مین ڈوب مرتی لمؤلفہ

شوخ و چنچل بلاے بے درمان	جان عشاق کی تھین آفت جان
اونکا مارا نہ مانگتا پانی	حسن مین تھین وہ یوسف ثانی

اور شاہ طلسم کے آنے سے ہر ایک نبارز و انداز بہر استقبال آئی گردن پئے تسلیم سب نے جھکائی شاہ

ساحران نے اشارہ کیا کہ طاؤس طلسم حاضر لاؤ جلد و عذر نکرو پریون نے عرض کیا کہ طاؤس کا دینا ہرگز
گوارا نہین لیکن حضور کے حکم سے چارہ نہین تب کہکے وہ سب غائب ہوئین اور ایک طاؤس بہت بڑا
ہمسر نسر طائر آسمان روبرو ے شاہ جادوان لائین شہنشاہ نے نشواط کا ہاتھ پکڑا کے طاؤس پر سوار
کیا اور فرمایا کہ یہ تجکو دم بھر مین تیری دارالسلطنت مین لیجائیگا اور وہانسے جب کارسازی لشکر کرکے
اسپر سوار ہوگا تو یہ فوج مین حیرت کی پہونچائیگا اسی پر سوار ہوکر دشمنونسے مقابلہ کرنا جمشید تجکو ہر آفت
و مصیبت سے بچائیگا کسی کا سحر تجپر کارگر نہوگا کوئی حیلہ پیش نجائیگا نشواط نے یہ سنکر تسلیم کی اور اپنی
راہ لی طاؤس لیکر اسکو اڑا اور دم بھر مین شہر نشاط جو اسکا تختگاہ ہی نظر آیا طاؤس ہوا مین پہونچکر شہر
پر اثر کر داخل قلعہ ہوا افسران لشکران ساحران نامور کو بلاکر حکم بادشاہ طلسم سنایا اسی دم تغیر سحر
بھی لشکر مین قرنا پھنکی چالیس ہزار ساحر تیار ہوئے سوار یونپر چڑھکر سحر کی ہمراہ چلے یہ بھی طاؤس پر چڑھکر
سب کے آگے ہولیا باجے جنگی بجنے لگے ساحر جمشید و سامری کا دم بھرنے لگے رال اڑاتی گوگل چلاتے چلے تھے

مہابت تھی چہرونسے لنکے عیان	ہر اک سامری وقت تھا بیکمان
کوئی اژدہے کو اڑا کر چلا	کوئی فیل آتش پہ بیٹھا ہوا
کسی کو یہ دعوے بہ جادوگری	مرے آگے کیا مال تھا سامری

یہ لشکر باین کروفر اسطرف سے روانہ ہوا ہی لیکن حال لشکر مہرخ اول سننا چاہیے کہ بعد روانگی
خواجہ عمر جب رنج سے سبکے فرصت پائی عیار ہر عیاری لشکر حیرت مین گئے اور ہر سمت صورت
بدل کر پھرنے لگے اتفاقاً شہاب جادو نام ایک ساحر سردار ان فوج حیرت مین سے اپنے
مقام سے اٹھکر بارگاہ ملکہ کی طرف جاتا تھا برق فرنگی نے آنا ے راہ مین جاکر سلام کیا اور
دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ حضور کہان جاتے ہین اسکے جواب دیا کہ دربار مین برق نے کہا
مین ابھی دربار سے آتا ہون ملکہ نے خفا ہوکر آپکی نسبت ایسا حکم دیا ہی کہ مین عرض نہین کرسکتا
آپ جانتا ہون کہ آپ وہان گئے اور دشمنونکے لیے بیعزتی کا سامنا ہوا شہاب اس خبر وحشت اثر
کو سنکر گھبرایا اور باصرار مستفسر ہوا کہ ہمارے حق مین سچ سچ بتاؤ کیا ماجرا ہی اسنے کہا بہ راز باد شاہونکی
سامنے مین اگر سب کے سامنے بیان کرون معرض عتاب مین ہی ہون مین بھی نکالا جاؤن آپکو اگر دریافت
حال کرنا ہی الگ تنہائی مین تشریف لیچلیے وہان سب کیفیت سنیے شہاب نے آرو جائیگا فقرہ سنا تھا

گھبرایا ہوا تھا فوراً برق کا ہاتھ پکڑکر ایک گوشے مین لایا اور خادم خدمتگار وغیرہ سبکو وہان آنیسے منع کردیا تسمین دیکر حال پوچھنے لگا برق نے باتین کرتے کرتے ایک بیضۂ بیہوشی اسکے منہ پر مارا اسکو جھینک آئی اور بیہوش ہوگیا ازبسکہ وہ مقام تنہائی کا تھا اور جو کوئی ادھر آتا تھا تو ملازمان شہاب منع کرتے تھے کہ ادھر نہ جاؤ ہمارے میان کی ممانعت سے برق کو خوب موقع ملا وہین ٹھہرکر صورت اپنی مثل شکل شہاب رنگ و روغن عیاری لگاکر بنائی اور اسکا پیراہن لیکر پہنا پھر اسی جگہ کسی نشیب مین اسکو بیہوش کرکے پٹی دماغ پر بیہوشی کی باندھکر ڈالدیا اور آپ وہانسے بکتا ہوا نکلا کہ یہ جو مجکو الگ لیگیا تھا یہ حرامزادہ عیار تھا جب مین نے اسکو گرفتار کرنا چاہا وہ بھاگ گیا یہ کہتا ہوا اپنے ملازمون کے ہمراہ بارگاہ حیرت مین آیا ملکہ کو آداب بجالایا اور دنگل پر متمکن ہوا مگر فکر کرنے لگا کہ کسی طرح قابو پاکر اہل دربار کو بیہوش کرون اسی فکر مین تھا کہ یکایک ملائان سحر سامنے ملکہ کے آئی اور انسانکی صورت خلط ملط کرکے دعا و ثنا رسمی بجالاکر عرض پیرا ہوئے کہ نشواط جادو نام فرستادۂ شہنشاہ عالیمقام برای تنبیہ بدسگالان دولت داخل لشکر ہوا چاہتے ہین یہ کہکر طائر بنکر پھر پرواز کرگئی مگر حیرت نے یہ خبر سنکر سردارونکو حکم دیا کہ جاؤ اور استقبال کرکے اسکو میرے پاس لاؤ لشکر کو مقام پاکیزہ اور جای راحت بخش مین اوترواؤ سب سردار حسب ارشاد ملکہ اٹھکر روانہ ہوے شہاب نقلی یعنے برق بھی انکے ساتھ پیشوائی کرنے چلا یہانتک کہ نشواط سے جاکر ملاقی ہوا وہ بھی طاؤس ہوا تھا ہر ایک سے بغلگیر ہوا مزاج مرسب کا پوچھا باتین کرتا ہوا بارگاہ مین آیا ملکہ کو تسلیم کی نذر دی اور خلعت فاخرہ عنایت ہوا مقام برتر پر بیٹھنے کو اشارہ ہوا جب یہ بیٹھا برق اسکے پاس جا بیٹھا اور باتین ہنس ہنس کے خوش مزاجی کی کرنے لگا اپنے ہاتھ سے جام شراب سادہ پلاتا تھا اور چپکے چپکے کہتا تھا کہ لشکر مہ رخ مین بہت عورتین نازک بدن ایسی ہین کہ مجکو گلوریان بھیجتی ہین اور بھیڑ بائل و مبتلا ہین دو ایک سے آپسے بھی ملاقات کروادونگا اور وہ سب اپنے اپنے ملک و مال سے آپکو نفع پہونچاینگی کوئی کوڑی آپ کی خرچ نہوگی نشواط یہ سنکر بہت خوش ہوا کہ عورتین حسین اور مالدار ملتی ہین اب خوب آرام سے گذرینگی حاصل مرام ایسی فریب آمیز باتین سنکر نشواط اسکا مطیع ہوگیا اور برق کی محبت کا دم بھرنے لگا اپنا یار غمگسار بنایا اور عرصہ مین بارگاہ اسکے لیے حسب الحکم ملکہ آراستہ ہوئی ملکہ نے کہا اے نشواط ہمنے دربار خاص

کیا تو تھکے ماندے آئے ہو ہمنے دربار برخاست کیا جاؤ آرام کرو نشواط نے اٹھکر سلام کیا
اور شہاب نقلی سے کہا آؤ ہماری بارگاہ مین چلکر ذرا تم بھی بیٹھو ہمارا جی بہلے گا ملکہ نے اسکی خاطر
سے شہاب کو بھی اجازت دی یہ بھی اسکے ساتھ ہاتھ مین ہاتھ ڈالے باتین کرتا ہوا روانہ ہوا اور
جب اندر بارگاہ کے آئے شہاب نے کہا ماہ رخو کو ہمارے بھیجے تو کسی معشوق کو آپکے لیے طلب کرون
اوسنے سب نوکر وکو باہر بارگاہ کے نکال دیا جب تنہا ہوا شہاب نے کہا ایک بات مین آپکے کان
مین کہونگا کیونکہ دیوار ہم گوش دارد ایسا نہو کوئی سنلے یہ کہکر پاس آیا نشواط نے کان بات سننے کو
لگایا اسنے ایک طمانچہ مارا کہ حرامزادے ہم مین برق فرنگی ازبسکہ ہاتھ آغشتہ بروغن بہوسی
تھا نشواط طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہوگیا برق خنجر کھینچکر اوسکی چھاتی پر چڑھا اور چاہتا تھا کہ اسکا
سر کاٹے چونکہ یہ طاؤس طلسم پر چڑھکر آیا ہے ساحران زبردست مین سے ہے جیسے ہی
برق نے سر کاٹنا چاہا ویسے ہی دو پنجے زمین سے نکلے ایک پنجے نے برق کے دونون
ہاتھ پکڑ لیے اور دوسرے پنجے نے نشواط سے برق کے اٹھایا یعنی جسطرح یہ چھاتی پر سوار تھا
اسی طور سے رہنے دیا اور ریلکر چلا جب باہر بارگاہ کے نکلے سب لشکریون نے دیکھا کہ
نشواط چت پڑا ہے اور شہاب اسکی چھاتی پر چڑھا ہے پنجے لپٹے ہوئے لیے جاتے ہین
یہ ماجرا دیکھکر لشکر مین ایک غلغلہ برپا ہوا اور سب شور کرتے لینا لینا کہتے پنجونکے ساتھ
ہولیے حیرت غل سنکر چاہتی تھی کہ باہر بارگاہ کے آئے لیکن پنجے اسی ہیئت سے سامنے ان
دونون کو لائے اور پہونچاکر غائب ہوگئے حیرت کو بھی اس کیفیت کے دیکھنے سے حیرت ہوئی
اور کہا اے شہاب تجکو کیا ہوا ہے جو اسکی چھاتی پر چڑھا ہے اسنے تیرا کیا کیا ہی برق
نے کہا مجھے نہین معلوم کہ کسنے مجکو اسکی چھاتی پر بٹھادیا اور خنجر میرے ہاتھ مین دیدیا حیرت
نے کہا کچھ سحر پڑھنے مین تم دونون فرق پڑگیا کوئی سحر شامد الٹا ہوگیا اچھا سینے پر اسکے
اترو برق چھاتی پر سے اترکر الگ کھڑا ہوا حیرت نے پانی چھڑک کر نشواط کو ہوشیار کیا
برق چاہتا تھا کہ عذر معذرت کرکے پھر اوسکا یار بنے لیکن ضرصر شمشیر زن عیارہ بھی
لشکر ونکا غل سنکر جنگل مین بھی دوڑکر لشکر مین آئی اور سارا ماجرا دریافت کرکے بارگاہ
مین گئی حیرت کو سلام کرکے برق کو بغور دیکھکر پہچانا اور گویا ہوئی کہ اری منوڈی کاٹے

تو نے بڑا غضب کیا تھا کہ ملازم شہنشاہ کو مارہی ڈالا ہوتا اس کلام سے صرصر کے حیرت بھی سمجھی کہ یہ عیار ہے پکارہی کہ لینا اسکو ناقوس جادو نام ایک ساحر برق کے قریب تھا اُسنے چاہا کہ مین لپٹ جاؤن برق خنجر بکف تو کھڑا ہی تھا اس زور سے خنجر مارا کہ سر ناقوس کا کٹ گیا اور شور اسکے مرنے کا بلند ہوا اندھیرا ہوگیا صرصر نیمچہ پکڑ کر دوڑی اور ساحر بھی لینا لینا کہتے دوڑی لیکن برق پر اس گھبراہٹ مین کسی نے سحر نہین کیا یہ جیت کر کے اسی تاریکی مین بارگاہ سے نکلکر بھاگا ہر چند ساحر پیچھے دوڑے مگر فرط خوف سے آگے نہ بڑھے کہ مبادا ہم بھی عیار کے ہاتھ سے مارے جائین برق راہ کتر کر لشکر سے نکلگیا اور اپنے لشکر مین آیا ادھر جب وہ تاریکی دور ہوئی حیرت نے شہاب اصلی کی تلاش کی اسکے نوکرون سے پوچھا کہ بتلاؤ کہ کیا ماجرا ہی وہ سب عوض رسا ہوئے کہ ہمارے سامنے ایک ساحر کے ہمراہ ایک گونہ تاریکی گئے پھر وہ ساحر نہ آیا خود آئے اور فرمایا وہ عیار تھا بھاگ گیا ہم سمجھے کہ یہی سچ ہوگا الحاصل اسکے سوا اور ہم کچھ نہین جانتے حیرت نے اسی گوشے مین تالاش کرایا جہان انلوگون نے بتایا کہ واقعی شہاب کو ایک گڈھے مین بیہوش پڑا ہوا دیکھا اور برنجا یا سامنے حیرت کے اٹھا لائے اسنے کپڑے پہنوائے اور پانی چھڑکوا کر ہوشیار کیا یہ ہوشیار ہوکر اپنی جگہ پر بیٹھا اور سارا ماجرا گذشتہ لشکر سامری بجالایا کہ میری جان بچگئی مگر نشواط کے یہ عیاری دیکھکر ہوش اڑ گئی حیرت سے کہا اب مین کیسکو اپنے پاس نہ آنے دونگا اور بارگاہ مین اپکی نہ بیٹھونگا آپ میرے نام پر طبل بجنے کا حکم دیجیے تاکہ ان نمک حرامونکا خاتمہ کرکے مین یہانسے چلا جاؤن واقعی یہ آپہی کا کام ہے جو ایسے مقام خطرناک مین شب و روز بسر کرتی ہین مجھے تو اب ہر سمت عیار ہی عیار نظر آتے ہین یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا اٹھکر اور ہر طرف سحر کر دیا کہ کوئی آنے پائے اپنے نوکرونکو بھی بٹھا دیا یہ تو اس استحکام سے بیٹھا لیکن حیرت وہ دن جتنا باقی تھا تامل پذیر رہی جسوقت کہ مثل بخت تیرہ نشواط عالم مین تاریکی پھیلی اور خورشید جہانتاب سینہ سپہر سے اتر کر بارگاہ مغرب مین جاکر روپوش ہوا کر المؤلفہ

گیا جب شہنشاہ مشرق دیار	جہان مین ہوئی تیرگی آشکار
سپہدار انجم بجاہ و حشم	بکیوان و برجیس زرین علم

ہوا زیب اور رنگ چرخ بریں | جمی بزم کوکب بصد زیب و زین

حیرت نے مہر نواخت طبل رزمی حکم دیا افسران فوج نے نقارۂ جنگی بجایا شر و فساد اٹھانے کا بہادروں کو جگر دایا دولایا فتنہ خوابیدہ کو جگایا عیار و جو اسیس لشکر مہرخ دوان دوان خدمت ملکۂ مہرخ عالی شان مین حاضر ہوئے اور سر عجز جھکا کر اول مجرا کیا پھر دعا و ثنا رسمی اسطرح بصد ادب بجا لائے کہ مؤلف

فلک مرتبت شاہ فرخندہ پے | رہین تیرے محکوم کسرے و کے
فلک حکم بردار تیرا رہے | عدو تیرا بخ والم مین سہے

شوا ط کے آنے سے حیرت نے بطل خباب بجوابا ہی کل کے روز معرکہ ٹھہرایا ہے یہ کہ کر دوبارہ خبر لینے کو روانہ ہوئے مہرخ نے یہ خبر سنتے ہی نفیر سحر بجائی طبل رزم پر بہادرون نے چوب لگائی دونون طرف سے شور محشر بلند ہوا زمانہ رستخیز قیامت کا قرب آیا ساحر آگاہ ہو کر سحر جگانی لگے بہادر ہتھیار درست کر کے منجلابن دکھانے لگے دربار دربار حسب دستور سرشام سے برخاست ہوا سردار خیمہ بمین آکر آلات حرب تیار کرنے لگے کہ مؤلف

جہان مین قیامت ہوئی آشکار | کرلی امن نے وا سے راہ فرار
رہا رات بھر یون ہین سامان جنگ | سحر گہ اوڑا جب کہ ظلمت کا رنگ
ہوا مہر گردون پہ پھر جلوہ گر | سوار رزم گہ پھر چلے کینہ ور
بہادر ہوئے عازم رزمگاہ | ہوئی کینہ جو پھر وہ جنگی سپاہ

جسوقت رایت فلک رفعت آفتاب بصد آب و تاب میدان چرخ مین بلند ہوا عازم جنگاہ ہر ایک ارجمند ہوا لشکر دونون طرف سے وادی مصاف مین آئے بادشاہ دونون لشکر کے بصد شان و شوکت سوار ہو کر چلے نوبت و نقارے بجنے لگے سحر کے ابر پر ساحر سوار ہوئے ایک جانب کو طاؤس اور اژدر اور فیلہا سے آتشین اڑتے ہوئے نظر آئے میدان قتال بہادرون سے بھر گیا ہر ایک جانتا تھا کہ آج تمام رہ گیا اور سر گیا علمدارون کے پھریرے ظلمت کے کھلے ساحرونکے پرے جگمگے بیدارون نے زمین ہموار کر دی صفون نے آشکار کر دیے خاک بٹھائی صف آرا دان نے صفوف لشکر ترتیب دین فوجین مرنے پر تل گئین نقیب للکارے

مذمت دنیاے فانی سنا کر بہادرونکو پکارے کہ اے نامورو ذرا تصور کرو کہ ایک دن مرنا ضرور ہے انجام کو ہر ایک کا ٹھکانا گور ہے چاہیے کہ لڑکر مرجاؤ اپنا نام کرجاؤ لموافق

نہین آج دارا کا نام ونشان — سکندر کی باقی نہین عز وشان
نہ رستم نہ ہمن نہ کاؤس ہے — فرامرز جنگی ہے نہ طوس ہے
نہ گودرز کا کچھ ہے باقی پتا — جو انو ذرا غور کی ہے یہ جا
اگر چاہیے کچھ تمھین نام ونگ — تو یہ گو ہے اور ہے یہ میدان جنگ
بغیر از مرے یا نسے ہٹنا نہین — جماؤ قدم کو پلٹنا نہین

اسبد ترتیب صفوف لشکر نشواط بھی چالیس ہزار ساحر فسے میدان مین آکر ٹھہرا تھا سامنے حیرت کے اگر اجازت خواہ ہوا اسنے کہا جاؤ تم کو سامری کی حفاظت مین دیا یہ طاؤس طلسم پر سوار تھا اسکو اوڑا کر بیچ میدان مین پہونچا اور سحر کی نیرنگیان دکھانے لگا آگ برسانے بچھو برسے برسانے لگا جب اپنی شان وشوکت دکھا چکا نعرہ زن ہوا کہ کون آتا ہے میرے سامنے دیکھیے کسکی شامت آئے اور یہان پر آنے یہ سنکر عشاق چچا نے شکیل نے قصد رزمگاہ کیا مگر اسکا ایک سردار ہوا اور چشم جادو اسنے بچا لیا اور خود بہر مقابلہ نکلا فتح سے اجازت لیکر سامنے عدو کے گیا اور طاب ضرب ہوا نشواط نے ایک ناریل سحر بڑھکر اسپر لگایا اسنے انگشت سے اشارہ کیا کہ ناریل شق ہوکر تن مین سما گیا اور آپ بھی ایک ناریخ مارا نشواط نے بھی سحر پڑھکر نیچہ پیدا ہوا اور اسنے ناریخ پکڑ لیا اسوقت یہ بہادر تلوار سحر کی کھینچکر جا پڑا نشواط نے اسکے وار کو روک کر تلوار سحر کی ماری وہ یملی بنکر سر پر گری اور اژدر چشم کے خرمن جانکو جلاتی ہوئی زمین مین سما گئی شور اسکے مرنے سے بلند ہوا بیر غل مچانے لگے لیکن نشواط نے پھر نعرہ مارا کہ اور کوئی میرے سامنے آئے دوسرا سردار عشاق کی فوج کا اسکے مقابل آیا اسنے اسکو بھی قتل کیا اسی طرح دس ساحر نامی ونامور اسکے ہاتھ سے سیار گاشن جہان ہوئے اسوقت عشاق خود میدان کیطرف چلا لیکن ہنوز نشواط تک نہ پہنچا تھا کہ سامنے سے گرداوڑی اور ایک ساحر سیہ فام جھولا گلے مین والے بت بت کنے اور ہاتھونمین باندھے گھنور چندن کے تمام جسم مین لگائے صحرا کی طرف سے پیدا ہوا اور لشکر

اور لشکر مین پہونچکر نعرہ مارا کہ مین پہلوان قدرت سامری ایسا نعرۂ ہیبت ناک تھا کہ دل ساحرون کے تھرا گئے
اور وہ ساحر قریب نشواط آیا اُسوقت عشاق نے ایک ناوک چرخ دیکر نشواط پر لگایا نشواط
اُس ناوک کی جانب متوجہ ہوا کہ قریب آئے تو ردکرون اتنی نگاہ کے چوکنے سے اُس ساحر نے
جو جنگل سے آیا تھا چمک کر نعرہ مارا کہ مر نشواط کا شق ہو گیا اور ہاؤس سے گر کر واصل جہنم ہوا
مگر ایک غبار سا اُٹھکر رہگیا شور اُسکے مرنے سے نہ بند ہوا اُسوقت حیرت کو بڑا رنج ہوا اور
آپنے افسران فوج کو للکارا کہ لینا اُسکو چالیس ہزار ساحر ملازمان نشواط ایک جانب سے
ایک طرف سے لشکر حیرت آپڑا ادھر سے لشکر ملک مہرخ بہر حمایت متوجہ ہوا ان
کے یہی ساحر پہلوان قدرت سامری بنکر آئے تھے آگے بڑھا جنگ مغلوبہ آغاز ہوئی دو
دریاے لشکر سج مار کر باہم ملگئے شمشیر کی دھار روان ہوئی تیرون کی بوچھار ہونے لگی گھٹا
کیطرح فوج گھر آئی خون کے دو نگڑے برسنے لگے آب آہن کی طغیانی ہوئی زورق حیات
طوفانی ہوئی بیرخل مچانے لگے تاخ تاخ چلنے لگے شعلہاے آتش نکلنے لگے دم بھر مین لاش
پر لاش گر گئی متاع نقد جان کشتی دولت زندگی پر آفت آئی سلامتی کنارہ کر گئی کہ موقف

چلی ہر طرف تیغ سن سن وہان	گرے کٹ کے سر شل برگ خزان
کسی سمت کو شور کرتے تھے بیر	کسی جا بپا نعرۂ دار و گیر
کہین مار اور سوئیان گرتی تھین	کہین سحر کی بوندیان پڑتی تھین
کہین بجلیان سحر کی شعلہ خیز	امان کو نہ ملتی تھی راہ گریز

نشواط کے مرنے سے حیرت نے طبل بازگشت بجوادیا جنگ موقوف ہوئی لشکر جانبین
کے مقام فرودگاہ پر آئے اور کر کھولی آسودہ ہوئے مہرخ نے لاشہاے مقتولان
اُٹھوا کر اپنی جانب کی دفن کرائین اُدھر حیرت نے لاش نشواط کی اُٹھا منگائی اور اپنے
آئین کے موافق دفن کرنا چاہا اُسوقت نشواط اُٹھ بیٹھا اور گویا ہوا کہ اے ملکہ مین طاؤس
طلسم ہو کر آیا ہون کسیکے ہاتھ سے مارا جاؤن گا وہ جو مر گیا وہ میرے سحر کا پتلا تھا مین اُسکو
چھوڑ کر سحر پھنکنے گیا تھا آپنے دیکھا نہین کہ جب وہ پتلا مرا تو شور اُسکے مرنے سے برپا نہین ہوا
اگر مین مارا جاتا تو ہر طرف غل مچاتے جب آپنے لاش میدان سے منگوائی تو پتلا غائب کر کے مین اُسکی

لیٹ رہا تھا حیرت یہ ماجرا سنکر بہت خوش ہوئی اور نشواط سحر پڑھنے درۂ کوہ مین پھر چلا گیا
اور وہان بیٹھکر گوگل جلایا خون خوک سے زمین پر لپی اگیاری کی سحر پڑھکر ماش کے دانے
اور روئی سمت آسمان اُچھالی فوراً ابر بنکر وہ روئی سمت لشکر مہرخ گئی یہان سب سردار
بارگاہ مین بیٹھے تھے اور فتح ہونے کی خوشی مین مصروف بعشرت تھے کہ یکایک گھٹا سر بارگاہ
پر آکر چھائی ایک ساحر نے کہا ای ملکہ یہ بدلی کیسی ہوگئی مہرخ نے کہا ساحرون کی آمد ہتی ہی ابر
یوہین آیا جایا کرتے ہین ساحر نے کہا مجھے یہ ابر سحر کے معلوم ہوتے ہین غفلت نکرنا چاہیے
کیونکہ جسنے انکو بھیجا ہوگا بیرون سے وعدہ کیا ہوگا کہ جب کام کر آؤگے اسوقت بھینٹ پاؤگے لہذا
اگر انکو کوئی بھینٹ دیدے تو یہ سحر اُلٹ جائے یہ کہکر اُسنے کارد سے اپنی ران کاٹ کر ایک طشت مین
خون بھر کر پرواز کی اور اُن ابرون پر خون چھڑکا فوراً وہ گھٹا جاکر لشکر حیرت پر چھا گئی اور
اُسمین سے آگ پتھر برسنے لگے لشکر حیرت ابھی رزمگاہ سے آکر اچھی طرح آسودہ نہوا تھا
کہ آفت مین مبتلا ہوا العیاذ باللہ ایک قیامت برپا ہوئی ہر سمت بھگدر پڑ گئی نامی ساحر سحر پڑھ
پڑھ کے جان بچاتے تھے ایسے ویسے ہلاک ہو رہے تھے خیمون مین آگ لگ گئی تھی بارگاہ مین پتھرون
نیچے دب گئی تھین اُسطرف غل لشکر نشواط اور زیادہ سحر کو تیز کرتا تھا اِدھر بروے ہوا
سر خمو کھڑی ہوئی خون کے چھینٹے دیتی تھی حیرت کا لشکر تباہ ہو رہا تھا ہنگامہ محشر بپا تھا
حیرت بارگاہ سے نکلکر تیز کھڑی تھی آفت مین پھنسی تھی سحر کی سپر بن سر پر سایہ فگن تھین
لیکن ابر کے آگ کو ملکہ کے سر پر نہ آنے دیتے تھے پتھر گرتے ہوئے تھمدن کو روکتے تھے لیکن حیرت
کو یہ حیرت تھی کہ یہ سحر کس نے کیا ہی آخر خیال مین گذرا کہ شاید نشواط سحر کرنے لگا ہی یہ اُسیکا کچھ
جھگڑا ہے یہ سوچکر ایک پتلا سحر کا درۂ کوہ مین بھیجکر کہلا بھیجا کہ واہ واہ کیا خوب آپ نے سحر کیا کہ
سارا لشکر میرا تباہ ہوگیا نشواط نے جب پتلے سے یہ سنا تو بہت اکر حیرت پاس آیا اور یہان کی
کیفیت دیکھکے بہت نادم ہوا اور دیر تک رد سحر پڑھکے اون ابدون کو اُسنے دفع کیا سرخمو
بھی اُٹھکر بارگاہ مین آئی سبنے بڑی تعریف کی مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت کیا لیکن نشواط
سحر اُلٹ جانے سے ایسا کھسیانا ہوا کہ اُسی وقت لشکر کے تیار ہونے کا حکم دیا نفیر سحر بھی جلد جلد کر
بندی ہوئی چالیس ہزار ساحرون سے چڑھ دوڑا اہلکارون نے خبر مہرخ کو آمد فوج کی پہونچائی

یہ بھی اُسیوقت مع سرداروں کے سوار ہوئی فوج سب تیار ہوئی ناگاہ نشواط لشکر پر آگرا پھر
ویسا ہی ہنگامہ گیر و دیکشید کا بلند ہوا سیلاب خون ہر سمت جاری ہوئی ملک عدم کے جانے کی تیاری
ہوئی تیغے موج دریا کی طرح لہرانے لگے جسم خون مین نہانے لگے دریائے مرگ کا پاٹ بڑھگیا فنا کے
گھاٹ پر گذر ہوا اُسوقت ملکہ طاؤس جادو جسکا مطیع الاسلام ہونا جلد اول مین بیان کیا گیا ہی
صرخ کے پاس آکر گویا ہوئی کہ نشواط طاؤس طلسم پر سوار ہوکر آیا ہی یہ اسطرح نہ مارا جائیگا اسکے
ہلاک ہونے کی اور تدبیر ہی یہ کہکر زمین پر گری اور اپنے جسم کو خنجر سے کاٹ کر خون نکالا اور اُسی اور
اُسی خون سے زمین کو لیپکر جو پڑھنے لگی کچھ عرصے مین زمین تھرا کر شق ہوئی اور وہی چار سو پریان جنسے
افراسیاب نے طاؤس منگوایا تھا زمین سے پیدا ہوئین یہ پریان پہلے اسی ملکہ طاؤس
کے سپرد تھین جیسے یہ شریک عمر ہوگئی وہ سب بے سردار بسر کرتی تھین الجملہ جب
وہ زمین سے نکلین اُسنے کہا اے محافظان طاؤس طلسم تم اپنی بھینٹ مجھ سے لو اور طاؤس
کو مارو وہ پریان تو ہمیشہ سے اسکی فرمان بردار تھین اور اُنپر کوئی سردار شاہ جادوان نے دوسرا
مقرر نہ کیا تھا بہ ینوجہ وہ اتبک اسیکو اپنا مالک جانتی تھین اسکے حکم دیتے ہی وہ طاؤس پر جا پڑین
عین ہنگامۂ جنگ مین اُنھون نے ترسول طاؤس پر مارا اُسکے جسم پر آگ لگ گئی اور جلگیا اور
نشواط اُسپر سے گرا چاہتا تھا کہ سنبھلے صرخ لڑتی ہوئی پاس اُسکے پہونچ گئی اور ناریل سر پر مارکر
مارا کہ اُسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا صدا آئی کہ مارا
بجہ کو نام میر نشواط جادو تھا اُسکے مرتے ہی باقی لشکر صرخ مغلوب تھا اب غالب ہوکر ملازمان
حیرت کو قتل کرنے لگا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی عروس تیغ گلے ملنے لگی سر و نمائی مین دیر نہ
جانتے تھے زخمون کے ہار رزم آور برائی بنکر پہنتے تھے سرداروں کے سر لڑائی کا طرہ تھا

آب خنجر و تیغ کی شربت پلائی مین نقد جان ہر ایک دیتا تھا مولفہ

تیغ کے شیفتہ سر و گردن	شاہد مرگ پر عجب جوبن
زخم اسطرح تن پہ تھے کاری	جامۂ جسم پر تھی گلکاری
تھا شہانہ بدن کا پیراہن	خون مین ڈوبے ہوئے تھے فوج شکن

تلوارون کی جھنکار سازکی آواز رقص بسمل کا وعدہ گاہ مصاف مین نیا انداز الحاصل

حیرت سے رہائی بگڑتے دیکھ کر طبل بازگشت بجوایا اور بقیہ لشکر کو لیکر پھر آئی اُسوقت مصور و صورت نگار نے تسکین دی کہا ای ملکہ ہرچند کہ مین تصویرین کھینچ رہا ہون اور حیلہ کشی مین رہتا ہون مگر تیرے نام پر طبل جنگ بجواؤنگا ان نگارہون کو برباد کردون حیرت نے تمام ماجرا بیان کیا اور ارادۂ جنگ مصور ملکہ کر شاہ جادوان پاس ایک پتلے کے اتھ بھیجدیا اور آپ منتظر جواب کی بیٹھی ادھر طاؤس نے خون اپنا بھینٹ مین دیکر اون پریون کو رخصت کیا اور لشکریون نے گھوڑی سردار داخل بارگاہ ہوکر بعشرت تمام شغل میخواری کرنے لگے رات ہونے لگی شراب کا پیالہ گردش مین آیا یہ سب تو مصروف انبساط ہین اور حیرت رنجیدہ ہو انکو اسی حال مین چھوڑیے اور ذکر مسافر منازل طلسمات یعنی عمر اور مخمور خوش صفات کا سنیے کہ یہ دونون جب رہگرائے منزل مقصد ہوے ایک روز ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے گل و ریاحین سے سب جنگل مملو تھا چمنستان یاسمن و شبو تھا کہین نرگس کے تختے تھے کہین گلہاے خودرو کھلے تھے کہ القول ہوالف

دشت تھا یا بہشت کا گلشن — سرو سنبل پہ تھا عجب جوبن
کھل رہے تھے طرح طرح کے گل — لطف پر صحبت گل و بلبل
دشت کیا تھا بشوکت و شان — ایک تعمیر لاجواب مکان
ہر طرف قصر کے بنے کمرے — چلنون سے سجے ہوئے کمرے
ہر ایسے تھے اُس سجے تعمیر — نہ تھے برج فلک بھی اُنکے نظیر
فرش سب صاف و ستھرا بچھا تھا — چشم حیران کا ایک تماشا تھا
تھے جواہر کے میر فرش دھرے — عرش کے ہیچ ار تخت نیچے
جھاڑ اور ہانڈیان بلورین تھین — فی الحقیقت وہ نور آگین تھین
مال و اسباب بیقیاس آسمین — تھے جواہر کے سب گلاس آسمین
تھا مکان گو کہ رشک خلد برین — کوئی لیکن بنا یا اُسکا مکین
کرسیان بیشمین تھین جواہر کار — رکھے گلدستے ہر طرف کو ہزار
دیکھکر اُس مکان کی زینت کو — ہاتھ کھولا عمر نے غارت کو

پہلے ڈھیلا عمر نے اک پھینکا		تاکہ ساکن یہان کا ہو پیدا	
جب نپایا کسی کو تب بیباک		آیا اندر مکان کے وہ چلاک	
جال الیاس مار کر ہر جا		زر زمیں سارا مال کیا	

عمر سارا اسباب لوٹ کر چاہتا تھا کہ یہان سے نکلکر اپنی راہ لے کہ ناگاہ ایک ساحرہ پر منظر دسیہ فام بدشکل و نافرجام اڑتا ہوا آیا اور للکارا کہ ای دزد تنے سارا مکان طلسم لوٹ لیا عمر میرے ہاتھ سے بچکر جانا دشوار ہے سزاے بدکرداری مین جان عذاب الیم مین گرفتار ہی یہ کہکر سحر پڑھتا ہوا آگے بڑھا مخمور نے اسکو جب آمادہ فساد پایا عمر کو پیچھے کیا اور سینہ سپر کرکے اس کے مقابل ہوئی اسنے ایک ناریل سحر پڑھکر مارا اسنے انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ناریل دو ٹکڑے ہوکر زمین گرا اور اسکا خالی گیا اور یہ نیچے کھینچکر حملہ ور ہوئی باہم چوٹ چلنے لگی اس جادوگر سے اسنے نتئین جب مغلوب پایا دل مین یہ خیال کیا کہ یہ وہ شاہزادی ہی جسپر شہنشاہ ساحران فریفتہ ہے اور سرحد دار طلسم ہے اگر کچھ دیر اور نرمی تو مجھکو قتل کر ڈالیگی لازم ہے کہ بمکاری اسکو گرفتار کرا اور اپنی جان بچاؤ ورنہ مفت مارا جائیگا یہ سوچکر لڑتے لڑتے تلوار پھینک کر قدم پر گرا اور زمین تمام دانت نکالکر گویا ہوا کہ اے ملکہ دوران یہ نہ جانتا تھا کہ آپ مخمور سرخ چشم ہین بلکہ دزد سمجھکر مرتکب اس بے ادبی ہوا تھا اور ابدار سانی پر کمر باندھے تھا اب ظاہر ہوا کہ حضور مصاحب خاص شہنشاہ ہین ہماری مالک ملک و جان ہین پس امیدوار ہون کہ اپنے کرم سے میری خطا معاف فرمائیے اور یہان سے کفش خانہ قریب ہی وہان تشریف لے چلیے ماحضر نوش کیجیے مین بھی اطاعت کرونگا اور ملازمان جناب مین منسلک ہوکر ہمیشہ مکمین بیرد پاد ونگا کہ موکف آپ کے قدم سے ہو جو گھر روشن مرا کلیتہ تاریک بھی ہو وادی ایمن مرا یہ تقریر سنکر مخمور بھی رزم کرنے سے باز رہی اور عمر سے کہا کہ خواجہ اسکے ساتھ چلیے عمر نے چپکے سے کہا کہ اے ملکہ پیشانی اسکی تاریک ہے یہ مکر سے عذر کرتا ہے فریب دینا چاہتا ہے اسکے کہ جانا بہتر نہین مخمور نے جواب دیا کہ آپ ہی کا قول ہی کہ جو منت کرے اور اطلاعت اسلام کرنیکا اقرار کرتا ہو اسکا کہنا ماننا لازم ہے اگر برائی وہ کریگا تو کیا ہوگا خدا مالک ہی پس اب کچھ خوف نہ فرمائیے مثل مشہور ہے کہ زدہ را میتوان زد جیسے اب زیر ہوا ہے ویسے ہی پھر زیر ہو جائیگا

عمر یہ کلمات سنکر چپ ہو رہا اور سوچا کہ اس کے ساتھ چلو جو کچھ وہان مال ہوگا وہ بھی لوٹے گین اور اس مکار کو بھی مارینگے یہ سوچکر لالچ مین آیا اور بمقتضاے ع بر وزد طمع دیدہ ہوتمند نہ محمور کے ساتھ روانہ ہوا وہ ساحر اس بیشہ سے گذر کر ایک درہ کو رمین لایا اور وہان سے گذر کر ایک دشت سبز و خرم مین پہونچا عمر نے وہان قصر فلک رفعت تعمیر پایا یہ مکان پہلے مکان سے خوبی مین دوچند تھا ہر دہونس کی دلپسند تھا کوئی تکلف ایسا نہ تھا جو اس جگہ نہ کیا گیا تھا کوئی سامان آرایش و زیبایش باقی نرہا تھا جو وہان ہوتا وہ ساحر کہ نام اسکا تعمیر جادو تھا اس قصر مین ان دونون کو لایا اور دروازے کمرے کے کھول دیے مسند پر تکلف بچھا کر شیشیان شراب ناب کی قابین گوک کے لیے کباب کی حاضر کین فواکہات کی ڈالیان سامنے لاکر رکھین محمور نے کہا خواجہ لو شغل میخواری کرو عمر نے کہا تم پیو مجکو بھی ایک آدھ جام دیدینا محمور نے جام بھر کر پہلے اس ساحر کو دیا اس لیے کہ مبادا اس مین زہر اسنے ملایا ہو تو اسیکا کام تمام ہو جاے غرض جب وہ پی چکا تو اسنے خود پینا شروع کیا یہ میخواری مین مصروف و مشغول تھے اور عمر اس جگہ کا مال تجویز کر رہا تھا اس ساحر نے دونون کو غافل پاکر سحر پڑھ پڑھکر پھونکنا شروع کیا جب محمور کو خوب نشہ ہوا بسبب اسکے سحر کے بیہوش ہو گئی اور عمر نے ہرچند کہ شراب نہ پی تھی اسپر بھی سحر اسکا اثر کر گیا یعنی ہاتھ پانون کرخت ہو گئے بجین و حرکت ہو گیا وہ ساحر ان دونون کو اٹھا کر سمت افراسیاب روانہ ہوا اتفاقا اس مکان اول تک جسکو عمر نے غارت کیا تھا یہ پہونچا ہوگا کہ ادھر سے صبا ے جادو فرستادہ افراسیاب جو بہر گرفتاری عمر روانہ ہوا تھا آتا تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر عمر اور محمور کو پکڑے لیے جاتا ہے یہ حال دیکھکر وہ قریب آیا اور گویا ہوا کہ بھائی تم نے بڑا کام کیا کہ اس مفتری اور مفسدہ کو گرفتار کر لاے لاؤ مجھے دو کہ شاہ طلسم پاس لیجاؤن وہ انکی تلاش مین ہین اور مجھے خاصکر اسی کام کے لیے بھیجا تھا کہ انکو پکڑ لیجاؤن اس ساحر نے جب یہ کیفیت سنی اور معلوم کیا کہ شہنشاہ حران کو بہت انکی تلاش و جستجو ہے گویا ہوا کہ کیا خوب کوئی محنت کرے اور مزے کوئی اڑاے میری صاحب آپ کون لیجانے والے ہین خود کیا راستہ نہین جانتا ہون یا بادشاہ تک پہونچ نہین سکتا انکو شاہ کے روبرو لیجاونگا انعام و اکرام پاؤنگا خیر خواہ کہلاونگا صبا ے جادو نے اس گفتگو کو سنکر پہلے منت بہت سی کی کہ بھائی میرے لیے بڑی بدنامی ہوگی کہ مجرمون کو گرفتار کرنے گیا مگر وہ گرفتار

نہوسکے خالی پھر آیا پس ہم تم آپس مین ایک ہین ہماری حقارت وسکی عین تمھاری ذلت وندامت
ہے بہتر یہی ہے کہ مجھی کو لیجانے دو اسمین کر نکرو ورنہ تمھارے لیئے اچھا نہوگا اس ساحرنی کہا واہ خوب
آپ نے سبق پڑھایا بھلا صاحب تمھارے نہ لیجانے مین تو حقارت ہی اور میری کیسی ذلت ہوگی کہ
سب کہینگے یہ ایسا بودا تھا کہ قیدیونکو چھنوا دیا آپ نہ لیجا سکا اور یہ جو تمنے کہا کہ اچھا نہوگا تو اچھا
کیا نہوگا مین کچھ ایسا حلوا ہون جو تو مجھکو دھمکاتا ہے جا اپنا کام کر مین نے ایسے نقرے بہت دیکھے
ہین تم ایسے بہتون کو مین چرا چکا ہون صبا سے جادو نے جب دیکھا یہ منت سی نمانی گا اور سخت
کلامی کرتا ہے پس بغضب تمام آگے بڑھا اور کلمات سخت و درشت زبان پر لایا پکارا کہ ای اجل
گرفتہ سنبھل دیکھون تو کیونکر نہین دیتا اسنے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون دیکھتا ہون کہ کیونکر تو لے لیتا ہے
بلکہ تو اپنی جان کی خیر منا اسنے یہ سنکر ایک نار نج سحر پڑھکر مارا وہ نارنج اسکے سینے پر جا کر پھٹا اور
آگ کے شعلے نکلکر جسم مین لپٹے اس ساحرنی در جواب اس سحر کے فلک کیطرف کچھ پڑھکر پھونکا کہ ایک
ابر پیدا ہو کر برسا وہ آگ بالکل بجھ گئی اور ایک نارنیل صبا پر مارا اسنے بھی ایسا سحر پڑھکر اشارہ
کیا کہ نارنیل دو ٹکڑے ہو کر زمین مین سما گیا اور نیچہ سحر کھینچکر اسپر جا پڑا اسنے وار اسکے رد کرنا شروع کیئے
یہانتک کہ ایکبار صبا سے جادو نیچہ برق بنکر جو اسکے سر پر گرا ہر چند اسنے رد کیا مگر رک نہ سکا
وہ بجلی اسکو کا ٹکر زمین مین اتر گئی دو پر کالے ہو کر وہ گرا اور شور اسکے مرنے کا بلند ہوا بعد کچھ عرصہ
کے صدا آئی کہ مارا مجکو نام میرا تعمیر جادو تھا بعد برطرف ہونی غل و شور کے صبا نے چاہا کہ قیدیون
کو لیکر روانہ ہوا مگر اس ساحر کی مرنے سے محمور و عمر پر سے سحر اسکا باطل ہو گیا تھا اور یہ دونون
ہوشیار ہو گئے تھے محمور سنبھلی اور جھک کر اٹھی تھی کہ صبا نے کہا اے محمور چل مین تیری
خطا شہنشاہ طلسم سے معاف کرا دونگا محمور نے جواب دیا کہ وہ شاہ طلسم ما در بخطا کیا میری خطا
معاف کریگا اور اگے جیا تو کب میرے ہاتھ سے زندہ بچیگا اسکو یہ کلمہ سنکر غصہ آیا اور نارنج سحر
پڑھکر لگایا اس زن شیر صولت نے خالی دیا اور سحر برخستی ہوئی اگے بڑھی صبا نیچہ کھینچکر اسپر
بھی اگرا یہ بھی تلوار پکڑ کر مقابل ہوئی برابر سے بجلیان دو نیچونکی کوند کوند کر گرنے لگین کہ موقف

چمکتی تھی بجلی گرجتا تھا رعد نہ اسکو ظفر تھی نہ اسکو خطر		مقابل ہوے تھے بہم خسن و سعد نہ پرواے جان کچھ نہ مرنے کا ڈر	

صبا کرنے مین اس سے عاجز آیا اور نزدیک تھا کہ مخمور اسکو جہنم بھیجے مگر اسنے جب ایسے تئین مغلوب دیکھا فوراً جھولی سے خاک قبر جمشید نکال کر اڑائی وہ مخمور پر پڑی یہ بیہوش ہو گئی عمر نے جو یہ ماجرا دیکھا براہ مکاری دوڑکر صبا کے قدم پر گرا اور بمنت تمام گویا ہوا کہ یہ عورت باقص العقل تھی ہرچند آپ نے فہمائش کی مگر اسنے سمجھا نا آپکا نہ مانا آخر اپنی سزا کو پہونچی مگر مین امیدوار ہون کہ آپ میری خطا شاہ جادوان سے معاف کر دیجیے مجکو خوب ثابت ہو گیا کہ بادشاہ طلسم سے مخالف ہوکر کوئی زندہ نہین رہ سکتا وہ بڑا زبردست ہی کہ جسکی مطیع آپ ایسے ساحران نامور ہین صبا یہ باتین سنکر خوش ہوا اور ازبسکہ شاہ پاس تو لیجانا چاہتا ہی تھا عمر کے منت گذار ہونے سے بغیر گرفتار کیے ساتھ لیلیا عمر نے اثنائے راہ مین قابو پاکر اسکے منھ پر جھاب بیہوشی مارا کہ وہ چیخ مارکر گرا لیکن اتفاق سے ایسے مقام پر گرا کہ وہ جگہ ترائی کی تھی اور ڈبرا پانی سے بھرا ہوا تھا اس ڈبرے مین اسکا سر جاکر پڑا اور مخمور کو بیہوش کرکے اسنے لاد لیا تھا وہ بھی ڈبرے مین گری پانی کی سردی سے دونون کو ہوش آگیا صبا بھی سنبھلکر اٹھا اور مخمور بھی جست کرکے پانی سے نکلی لیکن صبا شرارت عمر سمجھکر لپکا کہ مین اسکو سزا دون مخمور روکتا تھا کہ کدھر جاتا ہے اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک بجلی اوپر سے جو چمک کر گری اسکے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اتر گئی نخل و شور برپا ہوا تاریکی ہو گئی بعد اس ہنگامے کے سر صبا سے جادو کا شق ہو گیا اور ایک طائر سبز فام خوشرنگ سر سے نکلکر روتا ہوا سمت شاہ طلسم گیا اور یہ دونون آگے بڑھے مگر طائر باغ سبب مین پہونچا اور پکارا کہ اے شہنشاہ صبا سے جادو کو متصل مکان طلسمی جہان کہ مکان نور جادو مالک ہی عمر و مخمور نے یہ مارا کہکر اس طائر کے منھ سے ایک شعلہ آتش نکلا اور سارے بدن مین آگ لگی کہ جلکر راکھ ہو گیا شاہ جادوان مقام محافظان طارس طلسم کے پاس سے آکر مسند عیش پر جلوہ گر تھا یہ خبر پاکر طائر سنکر غضبناک ہوا اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ آدھی سیاہ آئی اور کچھ دیر مین ایک ساحر اژدہے پر سوار روبرو بادشاہ ذی تبار حاضر ہوکر آداب بجالایا اسنے پہلے اسکا حال بہ شفقت تمام پوچھا پھر حکم دیا کہ اے بلا سے جادو تمہارے بھائی کو مخمور نے متصل مکان طلسم مار ڈالا ابھی وہ وہین ہین جاؤ اور ان دونون کو گرفتار کرکے میرے روبرو لاؤ اور اگر نہ آسکین تو اونکے سر لاؤ تامل نکرو جلد جاؤ بلا یہ حکم محکم بادشاہ سنکر تسلیم کرکے پھرا اور اژدر سوار ہوکر

روانہ ہوا اسکے روانہ ہونے کے بعد نامہ حیرت آیا شاہ نے پڑھا اس مین قتل ہونے نشواط
اور قصد کرنا کرنے کا مصور کے دریافت ہوا اس نامہ کا جواب اسطرح لکھا کہ اے ملکہ تم گھبرانا نہین
مین یہان سے تمھاری مدد کے لیے طوفان بن قہار فیل سوار کو بھیجتا ہون وہ بسا زبردست ہے
کسی سے زیر نہوگا اور مرشد زادے اگر عازم جنگ ہین تو اونکو بھیجے وہ بارگاہ عظیم الشان عنایت
کی جو زیر طلسم استادہ ہے انھین چاہیے کہ طولان کے وہان پہونچنے تک کام تمکو امون کا
تمام کرین اور اے ملکہ تم بھی مرشد زادے کی خاطر داری اور تعظیم کرنے مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت
نکرنا یہ جواب لکھکر حیرت پاس بھیجدیا اسنے جواب پاکر نہایت خوشی کی اور مصور کو وہ نامہ
دکھایا وہ بھی بہت خرسند ہوا اور کہا بعد فتح مین بارگاہ لونگا اور علاوہ اسکے جو مال کہ بادشاہ طلسم
کا ہے اسکو مین اپنا ہی مال جانتا ہون جو چاہون وہ کرون مجھے بارگاہ کی کچھ احتیاج نہین
یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا زوجہ سے گویا ہوا کہ صاحب مبارک ہو میرے ہی نام یہ فتح تھی شاہ طلسم
نے ایسا کچھ مجکو لکھا ہے صورت نگار نے کہا عیار ایک ہمکو ذلیل کر چکے ہین اور ان کے
ہوتے فتح ہونا غیر ممکن لہذا تم اس معاملے مین اگر نہ بولو تو اچھا ہے اس مین جان جانیکا اندیشہ
ہے مصور نے جواب دیا کہ مین بغیر سارے لشکر کی تصویر نہ کھینچے ہرگز نہ ٹرتا لیکن کیا کرون
میرا دل نہین مانتا میرے دادا کے سب بندے قتل ہوے جاتے ہین الحاصل اوسکی زوجہ نے بہت
کچھ سمجھایا مگر اسنے نمانا اور درہ کوہ جا کر زمین کو پاک و صاف کرکے آگ سلگائی گوند مرچین
ہلدیا ئین کلیجان بھنگے بھینٹ مین دیے اگیاری کی خاک ایک طرف اڑادی دفعتہً ایک غبار
تیز و تار اسی طرف سے پیدا ہوا جسمین وہ خاک اڑ کر گئی اور اس غبار سے ایک پتلا گھوڑے
مثل انسان کے سوار اسکے پاس آیا اسنے اسکو شراب کی بوتلین اور کلیجی اور سور کی زبان بھینٹ
دی اسنے شراب پی گوشت کھا لیا اسنے کہا اب تم کل معرکہ جنگ مین آنا کام میرے دشمنون
کا تمام کرنا اس پتلے نے اقرار کیا اور چلا گیا راوی کہتا ہے مصور از بسکہ سحر تصویر بنانے
کا کرتا تھا اسوجہ سے اس پتلے کو اسنے کاغذ کا قبل مین بنایا تھا اور اسکے جسد مین ببر سحر
کا داخل کیا تھا اور رماس سحر کا اس طرح بنایا کہ ایک عقاب بزور سحر بنا کر صحرا مین چھوڑ دیا
اور اسلیئے کہ کوئی اس عقاب کو اگر تلاش کرے تو پاے نہین بیچ سے عقاب اسیطرح اور اسی

قدوقامت کے بنا کر ہمراہ اس عقاب کے کر دیے کہ جہان وہ رہے یہ سب بھی ہین تاکہ ہر ایک دھوکا کھائے اور نہ سمجھ سکے کہ کونسا عقاب کام کا ہے فی الجملہ حال اس عقاب کا آگے بیان ہوگا اب حال مصور سنیے کہ یہ اس پتلے سے وعدہ کرکے لشکر مین آیا اور حیرت سے کہلا بھیجا کہ میری نام پر طبل رزم بجنے کا حکم دیجیے اب تامل نہ کیجیے حیرت نے اسکی استدعا کے بموجب فریبشام حکم نقارہ نوازی دیا جسوقت کہ عقاب تیز پرواز فلک جسکا آشیانہ برج اسد ہی صحرائے افلاک سے اڑکر کوہ مغرب مین گیا اور شیشہ سیارگان سے صفحہ زیر جدین افلاک منقوش نظر آنے لگا کہ بمقتضای قول مولف

	ہوئی صنعت کلک قدرت عیان		مزین ہوا صفحہ آسمان	
	نظر آئی بالاے چرخ برین		نواکب کی صورت بصد زیب و زین	

لشکریان حیرت نے طبل جنگ بجایا طائران سمر لشکر مہرخ بہر خبر گیری یہان موجود تھے خبر لیکر حاضر بارگاہ ہوا آسمان جاہ ہوے اور بشکل انسان متمثل ہوکر بزبان عجز انمانا اسطرح بعد دعا وثنا عرض کرنے لگے کہ بموجب ابیات مولف

	شہا دولت تیری رہے برقرار		مددگار تیرا ہو پروردگار	
	ابد تک یہ قائم رہے سلطنت		عدالت سے آباد ہو مملکت	

بنام مصور بسیر لشکر مخالف بدگہر مین طبل جنگ بجا ہی ارادہ فاسد دشمن حاسد ملازمان حضور پرنور کی انبار سانی کا ہی یہ کمکر پرواز کرکے بشکل طائر مہر روانہ ہوے یہ خبر سنتے ہی مہرخ نے بھی نظر بفضل کردگار کرکے نفیر سحر کو دم دیا سرداران عالیشان نے کوس حربی بجایا دربار خاص سے برخاست ہوا ہر ایک اپنی جگہ پہ آکر مصروف تیاری سامان جدال تھا کوئی اگیاری کرتا تھا کوئی کمنٹر چڑہ تھا تھا دمڑ بجتا تھا بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے مردانگی کا دم بھرتے تھے کہ بمقتضای لمولفہ

	ہوے مرد جنگ آزما ہوشیار		نبرد آزمایان خنجر گذار	
	سپہدار لشکر بجا و حشم		لگے کرنے سامان جنگی بہم	
	ہوئین تیغین صیقل سے پھر آبدار		عیان پھر ہوا تہر پروردگار	
	اڑنے لگین فوج کی بدلیان		درخشان ہوئین تیغ کی بجلیان	
	کیا ساتھیون نے بپا شور و شر		دیے بھینٹ مین سب نے دشمن کے سر	

بلانے لگے سحر پڑھ پڑھ کے بیر		اسی رنگ مین تھے صغیر و کبیر	

مصور کے نام پر طبل رزمی کے بجنے سے سبکو انتشار تھا تردد مین ہر ایک سردار تھا بہار باغ دہا دکھاکر دشمن کو باغ سبز دکھانا چاہتی تھی مہرخ فروغ سحر دکھاکر عدو کا دل داغدار فرماتی مہرخ مو کو سرخروئی منظور تھی حاصل یہ کہ ہر ایک کو ایسی ہی کچھ ضرور تھی رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جسوقت کہ مصور آفرینش نے پیکر پرنور مہر کو نگارخانہ مشرق سے جلوہ طراز فرمایا اور نصاویہ کواکب کو خامہ شعاع مہر نے صفحہ افلاک سے مٹایا کہ بمقتضائے مؤلفہ

جب شعلۂ تیغ تیز مجسّر کا		تاریکی مین ہو گیا احجالا	
تھا بخت بہادرون کا روشن		پھیلا نور سحر کا دامن	

لشکر دونون جانب سے دشت قتال مین وارد ہوے پھر وہی معرکہ گیرودار تھا وہی ہنگامہ گرم بازاری نبرد و پیکار تھا صفوف جنگ ترتیب پذیر تھین دونون فوجین مثل دریا موج گیر تھین نقیب بآواز بلند پکارتے تھے بہادرون کو للکارتے تھے کہان نوجوانو جوہر شمشیر دکھاؤ معرکہ دیکھین کسکے ہاتھ سے منہ نہ موڑنا تیغ و گردن کا ساتھ ہے غرض کہ جب ساحرون کی بے جم گئی سپاہی لڑنے پر تل گئی مصور صف لشکر سے آگے بڑھا اور کچھ پڑھکر صحرا کیطرف پھونکا غبار تیرہ تار پیدا ہوا اور وہی گھوڑے پر سوار میدان مین آکر ٹھہرا جسکا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے مصور نے اسکے آتے ہی نعرہ مارا کہ اے فرزند نکوخرام اس سوار سے آکر ہم نبرد ہو سمت عدم رہ اور مہرخ نہیب سنکر جانب لشکر نگران ہوئی گلزار جادو ملازم بہار نے ہنس اوڑا کر میدان کی راہ لی اور سوار کے مقابل پہونچکر ضرب طلب کی اسنے شمشیر کھینچ کر کمر کو تولا کر سر پر ہاتھ مارا گلزار نے سپر پڑھا دس سپرین سحر کی سر پر از خود اگلین مگر شمشیر نے اس سوار کی سپر دن کو کاٹ کر گلزار کے دو ٹکڑے کیے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا مصور نے پھر للکارا طلب کی ادھر سے گلزار کا بھائی لالہ زار جادو اسکے سامنے گیا اور ایک تاریخ سوار پر مارا تاریخ اسکے قریب جاکر الٹا پھر آیا دوبارہ اسنے تاریل مارا وہ بھی خالی گیا اور اس سوار نے اسکے بھی تلوا کھینچی اس نے ہرچند روکیا ممکن نہوا اور تیغ نے دو ٹکڑے کیا غل مرنے کا بلند ہوا پھر مصور نے نہیب دی ادھر سے اور ایک ساحر لڑنے گیا اور ہزارہا سحر اس سوار پر کیے مگر کوئی

اثر پذیر ہو نہوے اور سوار نے اسکے بھی دو پر کاٹے کئی اسی طرح جو ساحر اسکے مقابلے مین گیا طمہ
شمشیر اجل ہوا دس ہیں ساحر نامی و نامور شام تک سیر گلشن کنا ہوے پرانبد ہو گیا اسوقت بہار
نے ارادہ نکلنے کا کیا لیکن مہرخ مانع ہوئی اور کہا تم نجاؤ یہ پتلا مصور کے سحر کا ہے کسی سے مارا
نجائیگا اور جو اسکے سامنے جائیگا قتل ہو جائیگا بہار نے جواب دیا کہ خدا مالک ہے مین اس بھروے
مصور کو جا کر دیوانہ بنا نی ہون وہ خود اس پتلی کو نکالیگا اور اپنے کیے کی سزا پائیگا یہ کہکر
چاہتی تھی کہ اپنا تخت آگے بڑھاے اور لڑنے جائے لیکن دن تمام ہو چکا تھا اور باغبان دہر
گشت انجم فلک کی آبیاری کیا چاہتا تھا کہ مولف یہ بہت سے طاری ہوا اضطراب یہ گریزان ہوا
چرخ سے آفتاب یہ مصور نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا اے گروہ باغبان پر دہ شب
تمھارے واسطے حائل ہو گیا کل تم سب مارے جاؤ گے مناسب ہو کہ اطاعت شاہ جادو ان کرو
اور فساد سے باز آؤ لشکریان مہرخ نے ان کلمات کے جواب مین شاہ طلسم کو برا بھلا کہا قصہ مختصر
لشکر میدان سے پھرے اور مقام پر اپنے پہونچکر آرام پذیر ہوے لشکرون مین جا بجا غان کی روشنی
ہوئی سردارون نے میخواری شروع کی ناچ بارگاہ مین ہونے لگا طنطنہ عشرت و کامرانی بلند ہوا عیار
بھی بارگاہ مین آے اور مہرخ سے مستفسر ہوے کہ اس سوار کو تم جانتی ہو کہ یہ کون ہے
اور اسکا اصل حال کیا ہے مہرخ نے کمامین نے براہ کمانت دریافت کیا ہے کہ یہ پتلا
مصور کے سحر کا ہے اور بغیر اسکے دفع کیے اسکا دور ہونا ناممکن نظر آتا ہے برق عیار نے کہا
مین جاتا ہون اور اسکے ہلاک ہونے کی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا ادھر مصور جو واپس
ہو کر گیا اس نے اس سوار جنگل کی جانب نجانے دیا کہا مجھے بروقت لڑائی کے سحر پڑھکر تم کو بلانے
کی تکلیف ہوتی ہے ایک دن بعد بھر لڑنا ہے جنانچہ اتنے عرصے کے لیے کا ہے کو جاؤ یہ کہکر
ایک خیمہ استادہ کر دیا کہ یہان رہو وہ پتلا وہان اترا اور ازبسکہ اسکے پیٹ مین کوئی شیطان
اترا ہوا ہے تو وہ کھانا پینا بھی ہے مصور نے خدمتگار بہر خدمت مقرر کر دیے وہ سامان اکل و
شرب حاضر لاے پتلا کھانے پینے مین مشغول ہوا اس اثنا مین برق صورت ساحر
کی ایسی بدل کر لشکر مین آیا اور ایک خدمتگار کو پتلے کے خدمت مین سے جا کر اشارے سے
بلایا جب وہ پاس آیا کہا الگ آؤ مین تمھارے فائدے کی ایک بات کہون خدمتگار اسکو سلام

معزز وضع سمجھ کر کچھ کہ نسکا تنہائی مین جیلا آیا برق نے اوسکو بیضہ بیہوشی مار کر طرفۃ العین مین بیہوش کر دیا اور اسکا پیراہن لیکر اوسی کی ایسی صورت بنکر اس تیلے کے خیمے مین آیا وہ تیلا پلنگڑی پر لیٹا انار کے دانے کھا رہا تھا برق سرہانے کھڑا ہو کر پنکھا جھلنے لگا اور ایک ہاتھ سے غبار بیہوشی اڑاتا تھا پنکھے کی ہوا سے تاک مین اسکی بیہوشی گئی وہ تیلا چھنک مار کر ہوش ہو گیا برق نے اور زیادہ غبار بیہوشی اڑایا یہانتک کہ جو لوگ اسکی خدمت کے لیے تھے وہ بھی بیہوش ہو گئے اسوقت اسنے چاہا کہ تیلے کا سر کاٹ لون مگر وہ تیلا پتھر کا ہو گیا یہ حیران ہوا کہ اب کسکو ماروں ناچار انھین خدمتی لوگون کو جنھین بیہوش کیا تھا اسنے ہوشیار کر کے کہا ارے میان تم سب سو گئے تھے ذرا دیکھو تو میان سوار صاحب کو وہ تو پتھر کے ہو گئے اب خدمت کسکی کرین ان لوگون نے اس میان کو سنکر تعجب کیا اور اٹھکر تیلے کو دیکھا واقعی وہ پتھر کا ہو گیا تھا یہ دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ چلکر مصور سے کہین وہ میان تو پتھر کے ہو گئے غرض خبر کرے روانہ ہوے برق بھی انکے ساتھ گیا اور سب نے جاکر مصور سے تیلے کا پتھر ہونا بیان کیا وہ ساحر ماجرا سنکر تیلے کے خیمے مین آیا اور اسکو پتھر کا دیکھکر بڑی دیر تک سر پر کھڑا کیا تا اینکہ وہ تیلا پھر جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اور ہوشیار ہو کر گویا ہوا کہ مین سو گیا تھا مصور نے کہا کچھ نہین میان عیار شاید کوئی آیا تھا اسنے آپ کو بیہوش کر کے قتل کرنا چاہا ہوگا تیلے نے کہا اگر یہ امر ہے تو آپ کچھ فکر نہ کرین مین غائب ہوا جاتا ہون بروقت ترنے کے آجاؤنگا یا جب مجکو کوئی بیہوش کرے گا مین پتھر کا ہو جاونگا کوئی بھی قتل نہ کر سکیگا مصور اسکی تقریر سنکر مطمئن ہوا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا برق نے بھی یہ سب گفتگو سنی دل مین غور کیا کہ اب اس تیلے کو بیہوش کرنے کے لیے یہان ٹھہرنا بیکار ہے لازم ہے کہ اور کوئی تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر وہان سے کچھ حیلہ کر کے روانہ ہوا اور بارگاہ حیرت کی جانب ساحر کی صورت بنکر چلا جب وہان پہونچا ایک خدمت گار کو ملکہ حیرت کے اشارے سے بلایا اور کہا چلو تمکو مصور بلاتے ہین خدمتگار اس کا نام سنکر بہت خوش ہوا کہ مین بھی ایسا ہون جیسے مرشدزادے ساحرون کے بلاتے ہین بس اسی وقت ہمراہ ہو لیا برق نے کہا واسطے تفریح طبع کے صحرا کیطرف گئے ہین بارگاہ مین نہین ہین اسی سمت چلو خدمت گار نے کہا کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ کیا کام ہے اسنے کہا کچھ انعام تقسیم کیا ہے تمھین بھی دینا منظور ہے

اور کچھ کام نہین خدمتگار اس فقرے کو سنکر نہایت خرسند ہوا اور اسکے ساتھ جنگل مین آیا اسنے تنہا پاکر
اسکے منھ پر بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوگیا برق نے اور زیادہ اسکو بیہوش کرکے اسی کا پیرہن
پہنکر اور اسی کی ایسی صورت بنکر اپنی راہ لی اور ایک رقعہ حیرت کی طرف سے مہر کرکے لکھا اور
بارگاہ مصور مین آیا وہ رقعہ اسکو دیا اسنے پڑھا لکھا تھا کہ ہمنے سنا ہی عیار پتلی کو بیہوش کیا تھا
ایسا نہو کہ عیار پتلے کو مار ڈالین لہذا مرے اطمینان کے لیے لکھ بھیجو کہ یہ پتلا جو تمنے بنایا ہی اسکی جان
کاہے مین رکھی ہے مصور نے جواب مین رقعہ کے لکھ بھیجا کہ یہان سے کچھ دور ایک درہ کوہ مین
بہت سے عقاب تیز پرواز میرے سحر کے ہین ان مین ایک عقاب نہایت زبردست اور بڑا ہی سکی
کوئی مارے اور اسکا خون لیکر اس پتلی پر چھڑکے تو البتہ یہ پتلا مرے برق اس رقعہ کو لیکر اپنی
بارگاہ مین آیا اور ملکہ مہرخ کو دکھایا مہرخ بہت خوش ہوئی اور اسی وقت سوار ہوکر بموجب
نشان تحریر درہ کوہ مین جاکر ڈھونڈھنے لگی بہت سے عقاب ہر سمت پھر رہے تھے ان مین جو عقاب
کہ بہت زبردست اور بزرگ نظر آیا اسپر اسنے سحر پڑھنا شروع کیا پھر پھر مین وہ عقاب مین پر گرا
اسنے کارد سحر سے اسکو ذبح کرکے خون اسکا شیشے مین بھر لیا اور اپنی بارگاہ مین آئی لیکن کسی
سے اس راز کو بیان نہین کیا ادھر جب رات زیادہ گئی وہ دونون خدمتگار جنکو برق بیہوش
کرآیا تھا ہوشیار ہوے اور اپنے تئین تنہائی مین برہنہ پڑے دیکھکر سمجھے کہ عیار تو لشکر مین
آیا ہی کرتے ہین اور روز ایسے شعبدے سنا کرتے تھے آج ہمین پر یہ واقعہ گزرا اور لشکر سے
سامری کا زندہ رہے غرض کہ وہان سے اٹھکر لشکر مین آئی اور لباس پہنکر اپنے کام مین
مصروف ہوے ازبسکہ رات زیادہ گئی تھی مالک دونون کے آرام مین تھے انسے اپنی حقیقت
کہ نہ سکے جسدم مہر تابان مثل ملازمان پیکہ زرین کمر سے باندھکر بارگاہ فلک مین آیا اور بیشت
لکمن خاور سے ہوشیار ہوکر باہر نکلا کہ بمقتضاے مولف

اٹھے خواب نوشین سی پیر و جوان	کیا مہر تابان نے روشن جہان
چلی سمت مشرق سی ایسی ہوا	چراغ فلک بجھ گئے جھلملا

مصور اٹھکر پہلے پتلے کو دیکھنے آیا زندہ دیکھکر خوشنود ہوا خدا متگار نے کہ حال اپنا
بیان کرے پھر خالف ہوا کہ ایسا نہو عیار یہان موجود ہو اور اپنا راز میری زبان سی فاش ہوتے

معلوم کرکے مجکو کسی وقت قابو پاکر مار ڈالے یہ سمجھ کر خاموش ہو رہا مصور وہانسے اٹھکر بارگاہ حیرت مین گیا حیرت دوپہر اچکی تھی ارام کرنے جاتی تھی اس نے پوچھا کہ اے ملکہ تنے کل قصہ بھیجا تھا حیرت نے کہا مین سمجھکر جواب دونگی آپ جاکر طبل جنگ بجوایئے مین دن بھر مین بیس تمامے بھیجتی ہون یاد کسکو رہتا ہے کہ کل کتنے خط آئے اور کتنے بھیجے اب جو کچھ پوچھیے گا سہ پہر کو پوچھیگا یہ کہکر سونے چلی گئی اور مصور پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا ازبسکہ دوپہر تھی یہ بھی سو رہا تیسرے پہر کو اٹھکر افسران فوج کو بلایا اور انتظام لڑائی کا کرنے گا میخواری مین مصروف ہوا جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا فرط مستی مین بے اندیشہ انجام قریب شام حکم طبل جنگ بجنے کا دیا جسوقت ترک روزگار نے حکم طلایہ داری لشکر انجم نسبت بہرام فلک کے صادر فرمایا اور رن مہتاب کیطرح مہتاب روشنی بخش میدان عالم ہوکہ مولف

تخت سے افلاک کے شاہنشہ شرق زمین	بارگاہ غرب مین جاکر ہوا مسکن گزین
نور مہتاب فلک کی چار سو پھیلی چمک	انتظام لشکر انجم تھا ترک فلک

لشکر مین صدائے طبل جنگ بلند ہوئی حیرت نے بھی طبل رزم بجوایا جو امیسون نے خبر اس معرکہ کی ملکہ مہرخ کو پہونچائی یعنی بادب تمام بعد ادائے دعا و ثنا عرض پیرا ہوے کہ نظم

شہا تیرا اقبال دائم رہے	ہمیشہ تیرا ملک قائم رہے
رہین تیرے دشمن ہمیشہ ذلیل	خدا تیرا ہر حال مین ہو کفیل
عدو کل کے دن طالب جنگ ہے	پھر ارادۂ شر وہ بے ننگ ہے

مہرخ نے خبر سنتے ہی نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کرنا سے پھونکی صور اسرافیل کو یا بجا لشکر نے راستہ کیا مین ہر سہ دارے فشانون اتواجا کا غلغلہ بلند کیا پھر وہی غلغلہ گیر و دار پھر ادیسا ہی ہنگامہ آشکار تھا ساحر مصروف سحر خوانی تھی سہ دارون کو جوش شجاعت و ارمان جوانی تھی طول ہر مقام پر بجا ہے صبح تک یہی سامان رہا ہر ایک جان جانے کا گمان رہا جسوقت فراق شاہد شب مین آنکھ سینہ دہر سے نکلی اور آفتاب تابان جگر دمن مشرق سے شعلہ نمودار ہوا کہ مولف

سینہ مشرق سے نکلا ایسا شعلۂ آہ کا	مہر تابان بنکے گردون پر نمایان ہو گیا
گرمی سوز درون چرخ پہ ظاہر ہوئی	جسکی ساری دہر مین پھیلی ہوئی تھی روشنی

لشکر والا دشت مصاف ہوے جوق جوق اور طوق طوق کے پرے بندھ گئی باجے چنگی بجے
کوس دکرنا گرجے مصور حیرت بھی بڑی چمک دمک سے لشکر لاے صاحبدون کے پرے
جملے ناقوس پھنکے اور بھنئے بجے گھٹا سحر کی چھا گئی آتشبازی اور سنگباری سے میدان مثل
تنور گرم ہو گرپنگیا صدہا سے مہیب بیرون کی یہ معلوم ہوتا تھا گویا دختر عالم مالت گیا القصہ بعد
ترتیب صفوف افواج تخت دونون لشکر کے سرتاج کی قلب مین قائم ہوے دلاور مرنے پر جازم
ہوے نقیب مذمت دنیاے دنی کہکر میدان سے جب ہٹے بہادر ستانے مین آگئے مصور نے بھی
پڑھا لیکا یک سم مرکب کے کڑاکے کی صدا بلند ہوئی وہی بلا جسکا ذکر ہو چکا ہے ایک طرف سے پیدا
ہوا اور میدان مین آکر ٹھہرا مصور نے مبارز طلبی کی ملکہ مہرخ نے تاج اتار کر بوسہ دیکر تخت پر
رکھا کل لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے تمام سوار یا پیادہ ہو کر سامنے ملکہ کے آئے باجے بجنے لگے ملکہ
نے سب کو تسکین دلاسا دیکر حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر جاکر ٹھہرو اور آپ طاؤس پر چڑھکر سامنے
اس سوار کے گئی ضرب اس سے طلب کی اسنے ایک تانیخ مارا ملکہ مہرخ نے بھی تانیل مارا تانیخ
و تانیل باہم ٹکر ٹوٹ گئے اس عرصے مین مہرخ قریب اسکے طاؤس آڑا کر گئی وہ چاہتا تھا کہ
ہموار کا وار کرے اسنے شیشے سے خون لیکر ایک جھنڈا مارا جیسے ہی خون اسپر پڑا ایک شعلہ اسکے
جسم سے نکلا اور اسنے جلنا شروع کیا دم بھر خاک ہو کر رہ گیا واہ واہ کا نعرہ لشکریان مہرخ
نے بلند کیا مصور کو بڑی ندامت ہوئی اور چاہا خود لڑنے کو جاے صورت نگار اسکی زد
سے روکا اور بڑھنے نہ دیا اسوقت اسنے افسران فوج کو للکارا کہ اس نمکحرام کو میدان سے
جاے نہ دو فوج نے مہرخ پر حملہ کیا اس طرف سے لشکر مہرخ پر جا پڑا پھر تو دونون لشکر
باہم مل گئے اور جنگ نیزہ اور شمشیر زنی شروع ہوئی کہ نظم

جہان از روز باے بدنشان گشت	بیابان زخور شید تفتیدہ گشت
ہوا گشت ہمچون بخار تنور	کہ در روغن افتادہ زان نان ہور
چہ در روغن تفتہ ماہی در آب	ز سوز جگر داشت صد پیچ و تاب
ہوا گرم آتش نشان تیغہا	مدد جوز دریاے خون میغہا
بخون ہر یکے مست و بیتاب بود	جگرہا کباب از پے آب بود

آخر قریب شام حیرت طبل آسایش بجوا کر ناکام پھری مہرخ بھی داخل بارگاہ ہوئی لشکر کی کھولی سردار دربار مین آئے سپاہیون نے بستر لگائے بارگاہ مین تاج ہونیلگا دور ہ جام می گلفام چلنے لگا اور یہی ہنگامۂ عشرت لشکر حیرت مین بھی گرم تھا مصور بھی شریک بزم تھا حیرت نے اسوقت پوچھا کہ اے مصور تم کل رقعہ کا کیا حال پوچھتے تھے اسنے کہا آپ نے رقعہ بھیجا تھا جس مین چلے کی جان کا حال دریافت کرنا لکھا تھا مین نے اس کی کیفت سب جواب مین لکھ بھیجی تھی پس یہ پوچھنا تھا کہ وہ رقعہ آپ ہی نے بھیجا تھا یا کسی اور نے حیرت نے جواب دیا کہ یہ فرشتون کو بھی خبر نہین کہ یہ رقعہ اور کیسی جان مجکو نہین معلوم مصور نے کہا آپکا خدمتگار لیگیا تھا اور خدمتگارون کو طلب کر کے ایک کو ان مین سے بلایا کہ یہ رقعہ لایا تھا حیرت نے اس سے عتابانہ پوچھا خدمتگار نے اسوقت موقع اپنی عرض حال کا پاکر سارا ماجرا اپنے بیہوش ہونیکا بیان کیا پھر تو مصور کے خدمتگار نے بھی اپنی حقیقت کہی مصور کو یقین واثق ہوگیا کہ کوئی عیار تجھ سے پوچھ گیا از بسکہ یہ نبیرہ سامری ہے بزور سحر اسنے دریافت کیا کہ کس عیار نے یہ چالاکی کی معلوم کر برق عیار نے بصورت خدمتگار تجکو فریب دیا یہ جو معلوم ہوا آتش غضب سے خرمن تحمل کو جلایا اسیوقت سحر پڑھکر شل قارون یہ دقی زمین مین سمایا موسکش صحرائی کی طرح دامن دشت کرتا ہوا بارگاہ مہرخ مین پہونچکر باہر نکلا یہان سب عیار مژدہ فتح سنکر حاضر ہوے تھے ان مین سے یہ برق کو نیچے مین داب کر ازا ساحران بارگاہ نے بہت سے تاریخ نیزے گولے سحر کے مارے مگر کچھ اثر نہ ہوا مہرخ وعشاق وبہار وغیرہ بھی اڑکر پیچھے پیچھے روانہ وہ برق کو اپنی بارگاہ کے دروازے پر لایا اور سحر سے بجس وحرکت کر کے زمین پر ڈال دیا اور اسیوقت جلاد کو بلایا حکم دیا جلد اسکا سر کاٹ ڈال جلاد نے برق کو بوریے پر بٹھا کر کوتلے کا خط گردن پر دیا اسوقت مصور کے حکم سے کچھ فوج بھی تیار ہوکر پہرحفاظت ہر سمت آگئی اور حیرت بھی خبر سنکر ماہر بارگاہ کے آگئی ہوئی برق سامان مرگ اپنا دیکھکر دل سے درگاہ رب العزت مین رو کر دعا کرنیلگا کہ نظم

یا الٰہی بہ رسول خدا	بہر زہرہ براے عقدہ کشا
دست ظالم سے دے نجات مجھے	آج کافی تیری ذات مجھے

تیر دعا ہوت اجابت پر لگا جلاد گردن جدا کیا چاہتا تھا مہرخ وغیرہ آگر پہونچے ہین پہارے آتے ہی سحر کرکے اندھیرا کر دیا اور عشاق نے سحر کی بجلی جلاد پر گرائی کہ اسکو دو ٹکڑے کرکے مہرخ جونہی بڑھکر برق کو اٹھا لیگئی مصور نے پہلے ور دسحر کرکے روشنی کی جب جلاد کو ہلاک پایا اور برق کو زیر تیغ نہ دیکھا جھلا کر بزور سحر اڑا اور للکارتا ہوا عقب مہرخ و پہار چلا صورت لنگارے اسکو تنہا جاتے دیکھکر نفیر سحر بجائی لشکر مین قرنا پھنکی جلد کمر بندی ہوئی اور فوج لیکر صورت لنگا رچلی اسطرف عشاق آگے بڑھکر لشکر مین پہونچا اور عیار بھی دوڑکر آئے حکم کیا جلد لشکر تیار ہو کہ ہماری مالکہ فوج مخالف مین گھر گئی ہے بس یہ خبر سنتے ہی جو جسطرف بیٹھا تھا اسیطرح سے اٹھکر جھپٹا اور جو حربہ جسکو مل اٹھا لیا غرضکہ مہرخ کو فوج عدو نے راہ مین گھیر لیا تھا کہ ادھر سے بھی فوج آپڑی اور باہم سحر سازی شروع ہوئی برق کو مہرخ نے ساحرون کو دیکھ اپنی بارگاہ مین بھیج دیا اور آپ فوج سے مقابلہ کیا جلد سے ساحر بروے ہوا بھر گیا سحر کی لاگین منتر کی چوٹین چلنے لگین آسمان سے ہاتھ باتون سرکا مینہہ برستا تھا اندھیون کا شور ایسا تھا کہ کوش گوش کر ہو گیا تھا کبھی ایسا اندھیرا ہو جاتا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا کبھی ہزارہا ستارہ اور آفتاب نکل آتا تھا کہ نظم

اندھیرا تھا ہر سمت چھایا ہوا	نکل آیا سورج اودا لا ہوا
پڑی جسپہ اس مہر کی روشنی	وہین اوسکو بیہوشی طاری ہوئی
پڑھا رد جو مہرخ نے اس سحر کا	چھپا سحر کے ابر مین مہر جا
زمین پر سرون کی وہ بارش ہوئی	کہ وان کی زمین سرزمین بنگئی
ہوا برچھی تھی یون تیغ تیز	کہ بجلی ہو جسطرح سے خلیز
کہین اندھیرون سے تھا طوفان یا	کہین شور بیرون کا لا انتہا

اس ہنگامہ کا شور سنکر حیرت بھی آئی اور تیجہ اس جنگ کا پوچھ سود سمجھی مصور نے کہا اس لڑنے سے فتح ہونا اور طلسم سے غدر کا دفع ہونا ممکن نہین تاوقتیکہ کوئی تدبیر ایسی نہ کیجاے جس سے تمکو ام عاجز ہون یون مقابلہ بیکار ہے یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا لشکر پھر آئے دوبارہ سب جمع ہو کر کھولی اسود ہوئی حیرت نے صرصر ستارہ کو طلب کرکے

بہت غیرت دلائی کہ دیکھ عیار ایسے ہوتے ہین کس طرح چیلے کی جان کا حال پوچھکر اپنی لشکر
بچایا فی الحال عمر بھی لشکر مین نہین ہے مگر تجھسے کچھ نہین ہو سکتا جا ملکہ مہرخ کو گرفتار کرکے لا حضرت
نے عرض کیا کہ اپکے اقبال سے ابھی لاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی اور صورت ساحر کی
بنکر جب لشکر مین آئی ایک کنیز کسی جادوگرنی کی خیمے سے نکلکر اپنی بی بی کے پاس بارگاہ
مین جاتی تھی اس نے اس کنیز بہانے سے علیحدہ بلایا کہا میری بات سنتی جاؤ جب وہ تنہائی
مین آئی اسنے فوراً حباب مارکر اسکو بیہوش کیا اور اوسکا پیرہن بہنکر اسی کی ایسی اپنی صورت
بنائی یعنی محرم کے بند دکھانے کے لیے بہت چست کرکے باندھے دوپٹا اوڑھ کر کاندھے
سے لٹکا دیا سینہ آگے سے کھلا رکھا اسلیے کہ طوق اور جگنون جو پہنے ہون لوگ اسے
دیکھین آنکھون مین کاجل لگایا مسی ہونٹھون پر ایسی لگائی کہ ٹھڈی تک بہ آئی تھی
پاجیے گھسٹتی اور گراتی ہنس ہنس کر ایک ایک سے آنکھ ملاتی چلی جس کسی نے لشکر مین اسکی
طرف دیکھکر ہنس دیا اسنے بھڑوا موڈی کاٹنا بنانا شروع کیا جو کوئی نہ بولتا از خود پھٹی
گالیان کوسنے دیتی اسی صورت سے بارگاہ مین آئی اتفاقاً ملکہ طاؤس نے اس سے
پوچھا کہ اری تو کہان گئی تھی صرصر سمجھی کہ جسکو تو نے بیہوش کیا ہے وہ کنیز اسی کی ہے
پس اس نے اٹھلاکر کہا واری ذرا دم گھبرایا تھا سیر کو گئی تھی طاؤس بولی کہ مالزادی
تجھکو سیر سوجھی ہے بیان مین چوکی پر جانے کو تھی تیری راہ دیکھتی تھی جلد آ اتنا کہکر آ
اور اب جو کہیں بغیر پوچھے کہین گئی تو خوب جوتیان پڑین گی یہ سنکر صرصر اتنا بہ اٹھائی
چلی برق جو ساحر لائے تھے سحر اسپر سے دفع کیا تھا وہ بھی بیٹھا تھا اس نے کنیز
کیطرف بغور دیکھا اور بالون اسکی پیرے سے پڑے دیکھکر سمجھا کہ بیچارہ ہے بس اٹھکر
یہ بھی چلا صرصر ہرچند کہ کنیز بنی تھی مگر چار طرف دیکھتی جاتی تھی ہمہ تن چشم تھی برق کو
آتے دیکھکر اسکے نبورست پہچان گئی کہ اسنے مجھکو پہچانا یہ جانتے ہی جست کرکے سرا پردہ
بارگاہ فرامرز مین گئی برق نے پکار کر کہا اسنانی ٹھہر تو کہان جاتی ہے صرصر نے جواب دیکر
کہا ہر آ تو مزا چکھاؤن برق نیمچہ کھینچکر باہر جھپٹا لیکن کہتا گیا کہ سب ہوشیار رہین صرصر کسی
کو گرفتار کرنے آئی ہے یہ کہکر بیرون بارگاہ آیا دیکھا صرصر کا کہین پتا نہین

سمجھا کہ لشکر سے نکل گئی پھر سوچا کہ مبادا اور کسی سردار کے خیمے مین جائے اور اسکو آزار پہونچائے
بہتر ہے کہ تلاس کرون یہ سوچکر ڈھونڈھتا ہوا چلا یہان صرصر ایک قنات کی آڑ مین چھپی کھڑی
تھی اوسکو ادہر سمت جاتے دیکھکر بہت جلد اسنے صورت اپنی مثل صورت ضرغام عیار کے
بنائی اور پھر بارگاہ مین آئی مہرخ سے کہا مین صرصر کے پیچھے دوڑا تھا وہ تو نہین ملی آپ
بندوبست کیجیے کوئی اندر نہ آنے پاے اور برق نے کچھ کہلا بھیجا ہے آپ الگ آیئے
تو عرض کرون مہرخ اٹھکر اسکے ہاتھ الگ خیمے مین گئی اسنے جاب بیہوشی مارکر اوسکو
بیہوش کر دیا اور پشتارہ باندھکر لے چلی اس اثنا ے مین برق سب کہین صرصر کو ڈھونڈھکر
بارگاہ مین آیا پوچھا مہرخ کہان سب نے کہا ضرغام بلا کرلے گئے ہین قریب بارگاہ جو خیمہ ہے
وہان گئی ہین برق یہ سنکر اس خیمہ مین آیا یہان دیکھا تو کوئی نہین سمجھا کہ صرصر لے گئی
اسی وقت یہ بھی لپکا یہان تک کہ صرصر جنگل مین راہ کترا کر پہونچی تھی ہنوز لشکر حیرت
تک نہ گئی تھی کہ یہ بھی پہونچ گیا اور للکارا کہ استانی اب کہان جاوگی اسوقت تو تم کے نے
خوب سبق دیا مگر اب بچنا مشکل ہے یہ کہکر نیچہ پکڑ کر جا پڑا وہ بھی نیچہ کھینچکر لڑنے لگی دس بیس ہاتھ نیچے
سے چلی ہونگے کہ یکلخت سے نعرہ قران بلند ہوا اور اسنے آکر بندہ تانا کہ استانی ایک
ہی ضرب مین تم فنا ہو گئی ہو بہتر یہ ہے کہ پشتارہ رکھدو صرصر بندہ تانے اسکو دیکھکر سہم گئی
اور چاہتی تھی کہ کوئی مکاری کرے مگر اسجگہ ایک ساحر بیابان جادو نام رہتا ہے اسنے
دیکھا کہ ایک عیار بچی اور دو عیار لڑ رہے ہین یہ دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اوڑا اور نیچہ بنکر
جو گرا صرصر کو مع پشتارہ اٹھا لیگیا قران و برق نیچہ گرتے ہی بھاگ کر چھپ رہے
جب وہ چلا گیا یہ بھی نکلے اور باہم مشورہ کیا کہ نیچہ صرصر کو یقین ہے کہ بارگاہ حیرت
مین لیجائے گا پس ہم پہلے ہی سے چلکر وہان ٹھہرین اور جیسا محل و موقع دیکھین ویسا
کرین غرضکہ صورت ساحرون کی ایسی بنا کر روانہ ہوے ادہر وہ ساحر صرصر کو حقیقت
مین سامنے حیرت کے لایا صرصر نے تسلیم کرکے عرض کیا کہ اس طرح مین لائی تھی عیارون
کے مقابلے سے یہ مجکو اٹھا لاے حیرت نے دونون کو خلعت دیا اور پانی چھڑکوا کر اس
دھوکے مین کہ بیابان نے مہرخ کو مسخر کر لیا ہوگا ہوشیار کرایا بیابان خونین لڑائی

مین صمصم کی پشارہ اٹھالایا تھا سحر سے بے حس وحرکت کرنے کی نوبت نہ پہونچی تھی اس وقت
جو مہرخ ہوشیار ہوئی حیرت کو سامنے بیٹھے دیکھا اور بیابان کو قریب استادہ پایا سمجھی
کہ یہ ساحر مجکو پکڑلایا ہے بس اٹھکر ایک طمانچہ بزور سحر ایسا اوسکے مارا کہ بیابان کا سر پھٹ گیا
اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا اوسکی تلوار پکڑکر یہ حیرت پر جا پہری سر دار لینا کہکر اپنی اپنی جگہ سی
اوسکے لیکن مہرخ بادشاہ لشکر عمم اور ساحرہ بے بدل ہے جو اسکے سامنے آیا اس نے دو
ٹکڑے اسکو کیا دس بیس ساحر مارے گئے ہراسکے غل مچانے لگے باہر کے تمام ساحر دوڑے
انھین کے ساتھ قران برق بھی کہ ساحر سنکر آئے تھے اندر گھس آئے دیکھا کہ مہرخ جنگ
رستمانہ کر رہی ہے اور ساحرون کے نرغے مین گھری ہے یہ دیکھکر دونون عیار حیرت کو چھوڑ
جا کھڑے ہوے بظاہر لینا لینا کہتے جاتے تھے اس ہنگامے مین کون اکو پہچانتا اپنے بیگانے کی
کسکو تمیز تھی یہ گھات مین لگے تھے اسی اثنا مین مہرخ پر یورش زیادہ ہوا اس نے ایک نارنج سحر
پڑھکر ایسا مارا کہ تمام بارگاہ مین آگ لگی اور زمین سے ہزارون مار وعقرب پیدا ہوکر ساحرون
کو کاٹنے اور ہلاک کرنے لگے اسوقت حیرت کو زوجہ بادشاہ طلسم سے غضبناک ہوئی اور
سحر پڑھکر دستک دی مہرخ ہرچند زبردست تھی لیکن اوسکی برابری نکرسکی بیہوش ہوکر گری
ساحر تو آگ بجھا رہے تھے سحر پڑھکر سانپ بچھو سے اپنے تئین بچا رہے اور بہت سے بھاگ
بھاگ گئے تھے حیرت خود انھی کہ مین مہرخ کا سر کاٹ لون اسوقت عیار تو اسکے قریب
کھڑے ہی تھے حیرت نے دوڑکر برق پر کمند ماری وہ جب تک سنبھلے اور سحر کرے
اسوقت تک اس نے بیضۂ بیہوشی ناک پر مارا کہ کمند مین اولجھ کر گری بیہوش ہوئی قران نے
چاہا کہ جھپٹکر ایک بغدہ مارون اسوقت ایک پنجہ چمک کر گرا اور مع کمند حیرت کو اٹھا کر لگیا
قران نے اسوقت حقہ آتشبازی مارنا شروع کیے وہان حقون مین دھوان ایسا
پیدا ہوا کہ تمام بارگاہ تاریک ہوگئی اس اندھیرے مین جو آگے بڑھا بیضۂ بیہوشی اسکی ناک
پر برق نے تاک کر مارا کہ وہ گرا قران نے بغدہ مار کر ہلاک کیا شور نشور ساحرون کے مرنیکا
برپا تھا اندھیان چلتی تھین جو دور دور ساحرون کی فوج اتری ہوئی تھی انکو گمان تھا کہ مہرخ
مع اپنے لشکر کے آگری ہے ہر سمت بھگدر پڑی تھی اسی ہنگام مین کچھ دیر کے بعد مہرخ ہوشیار

ہوئی اور بزور سحر اڑکر جلی عیارون نے وہ ہنگامہ کر رکھا تھا کہ کسی نے اوسکا تعاقب نہ کیا جب
یہ نکل گئی قران و برق سے کہا اب ٹھہرنا بیکار و بے فائدہ ہے یہ بھی جستین کرکے بارگاہ سے
نکل کر راہی ہوے اس طرف پنجے نے حیرت کو لاکر ایک باغ مین اتارا اور ایک ساحرہ
کی صورت بنکر ہوشیار کیا حیرت کی جب آنکھ کھلی بزور سحر حلقہ ہاے کمند کاٹ کر نکلی ساحرہ
نے تسلیم کی اور کہا یہ کمترینہ پریزاد طلسمی ہے اور بحکم شاہ ایسی ہی کام پر نامور ہے اس وقت
آپ بروقت صعب تھا کنیز اٹھا لائی ورنہ دشمن آپ کے ہلاک ہوجاتے واضح ہو کہ حیرت
و شاد طلسم وغیرہ کے ہمزاد جب تک قتل نہ ہونگے یہ جب بیہوش ہونگے ایسے ہی سبب بیدل
ہونگے کسی طرح مارے نہ جا سکینگے غرضکہ حیرت وہان سے اٹھ کر بارگاہ مین آئی اور آگ
لگی ہوئی وہان کی بجھائی لاشین بارگاہ سے اٹھوا کر تخت پر بیٹھی دربار کا نقارہ بجا مصور بھی
اسکے پاس آیا باہم بیٹھکر تدبیر جنگ مین مصروف ہوے ادھر مہرخ بھی اپنی بارگاہ مین
آکر بیٹھی سردارون نے استقبال کیا اور اسکے صحیح و سالم آنے سے ہر ایک نے نہایت
خوشی کی جشن کرنے کا سامان کیا اسنے قران و برق کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور
طائر ایران سحر بہر خبر گیری روانہ کیے ناچ ہونے کا بیخواری شروع ہوئی یہ سب تو ارام سے
مسکن گزین ہین لیکن ہمہ حال سعادت اشتمال گام فرسای بیابان طلسمات و رہ نوردوادی
عجائبات ہیں خوش صفات ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ جو صبا سے جادو کو مار کر آگے چلے راہ
مین مخمور سے کہا وہ ساحر جو ہمکو اپنے گھر لیگیا تھا جسکو صبا نے قتل کیا گھر اوسکا بالکل خالی
ہوگا نہ اوسکا کوئی وارث ہوگا نہ والی ہوگا اس جگہ کو اب چلکر لوٹنا لازم ہے بہ مال بہت
ہاتھ سے جاتا ہے اگر ایسا نہ کرینگے تو اتنا بڑا سفر طے کیونکر ہوگا زاد راہ کہان سے آئیگا مخمور
نے کہا یہ ساحر یہان کی جو مالکہ تھی اسکا ملازم تھا مکان طلسمی اور وہ مکان دوسرا جہان ہے
ساحر ہمکو لے گیا تھا مع تمام صحرا وغیرہ کے ایک شاہزادی کے قبضے مین ہین اسجگہ کو آپ تہانہ
سمجھیے اور زیادہ لالچ نہ فرمایئے اپنی زاد راہ لیجیے عمر نے جواب دیا کہ اگر ایسا ہی بود این کردگی
تو میرا تمھارا ساتھ نبھنا مشکل ہے مین اپنا نقصان کہان تک گوارا کرونگا اے مخمور تونے سنا
نہین کہ بیت خدا جسکو دے اور پھر نہ لے ہے اوسکی عنایت سے منھ پھیرنا ہے مخمور یہ

باتین سنکر ناچار ہوگئی اور چونکہ حکم بردار عمر ہی کچھ تقریر نہ کرسکی مجبور ساتھ ہوئی عمر اسی مکان مین
تحبس کان پہونچا اور اسکو اکیلا پاکر لوٹنے لگا جب فرش اور شیشہ آلات وغیرہ سب سامان وہان
کا لوٹ چکا ایک صندوق کو اس مکان کی چھت مین لٹکتے دیکھا محمور سے کہا اس صندوق
مین بہت مال ہوگا لاؤ اسکو بھی اتارون محمور بولی کہ اس مین مقرر کچھ نہ کچھ آفت ہوگی عمر
نے کہا تم ہر جگہ یونہی کچائین کرتی ہو اور اپنے ساتھ مجھکو بھی ڈراتی ہو مفلس بنانا چاہتی ہو
آفت اس مین کیا ہوگی صرف تمھاری پست ہمتی ہے محمور ان باتون سے نہایت پریشان
ہوئی پھر بھی کہ بموجب مثل قدر حاقیت آن کس بداند کہ مصیبتے گرفتار آید اسکو کسی آفت مین
پھنسنے دو منع نہ کرو جب اس آفت سے خدا بچائیگا اسوقت پھر ایسی تقریر نہ کریگا ایسا کچھ
سوچ کر جواب دہ ہوئی کہ خواجہ سلامت آپ میری جان و مال کے مختار ہین سب طرح سے حضور
کو اختیار ہین جو مجھیے مناسب عمل مین لائیے کنیز سے مشورہ کرنا ضرور کیا ہے آپ خود بحر
بے پایان فطرت ہین اور عقل کل مرتبہ رکھتے ہین مین کیا اور میری عقل کیا ضرب المثل ناقص
العقل مشہور ہے سب کے زبان زد یہ مذکور ہے عمر مال کی طمع مین بیتاب تھا گفتگوے طنز آمیز
اور کنایہ خیز کچھ خیال مین نہ لایا اور صندلی پر چڑھکر صندوق کو چھت سے اتارا ثقل اس کا
فی الفور توڑا قفل توڑتے ہی ایسی صداے ہولناک و مہیب پیدا ہوئی کہ دنیا دہل گئی جیسے
ہر ذی حیات کا تھرا گیا عمر و محمور کو غش آگیا صندوق کا تختہ آدھ گز ادھر جا ہو کر علیحدا ہوا اور
اندر سے اوسکے دو زنجیر آتشین نکلین ایک زنجیر گردن عمر مین اور دوسری گردن محمور
مین پڑگئی بعد لمحے کے جب ان کو غش سے افاقہ ہوا اپنے تئین مقید بہ سلاسل آتش پایا
محمور نے کہا کیون خواجہ مال تو آپ نے بہت کچھ پایا دل نہایت خوش ہوا مفلسی دفع
ہوئی عمر سمجھا کہ محمور طعنہ دیتی ہے اسوقت اگر مین عاجزی کرتا ہون تو یہ اور زیادہ ہنسیگی
لازم ہے کہ اس سے دلیرانہ کلام کرون یہ سوچکر کے گویا ہوا کہ اے محمور ندامت
ہے کچھ تدبیر کی جائیگی تم نے سنا ہے کہ جہان گنج ہے وہان مار ہے جسجگہ گل ہے وہان
خار ہے جہان شادی ہے رنج بھی وہان ضرور ہے طلسم دنیا کا یہی دستور ہے لیکن مین حیران
ہون کہ اس زنجیر آتشین نے میرے اور تمھارے جسم کو کیون نہ جلایا اسمین کیا بھید ہے کچھ

ظاہر ہوا محمور نے کہا آپ پاس انگوٹھی اور کڑا اعشاق کا دیا ہوا ہے اور یہن سراسرہ ہون یہی باعث ہے کہ دونون جلنے سے محفوظ ہین الغرض یہ دونون گرم سخن تھے کہ یکایک اس صندوق سے ایک پتلی بلور کی باہر نکلی اور اڑتی ہوئی ایک سمت چلی گئی چنانچہ ملکہ نورجہان یہان کی مالک ہے یہ اسی کی خدمت مین گئی یہان سے کچھ دور قلعہ نورانیہ ہے نورجادو بجگمل فراسیاب وہان کی مالک ہے یہ ساحر جسکو صباے جادو مارا تھا اسی کا ملازم تھا اور رکانات طلسمی کی حفاظت کیا کرتا تھا اسوقت ملکہ نورجادو ایک پہاڑ پر متصل اپنے قلعے کے کھڑی تھی اور سترہ سو کنیزین خدمت گذار حاضر تھین ملکہ دزلبر سے آراستہ تھی حسن مین بہتر از مہر و ماہ تھی کہ لمعہ

رشک ناہید چرخ و مہ یارا	ابلق چشم فلک کی تھی تارا
زینت باغ حسن وہ گلرو	رشک شمشاد تھا قد گلرو
جعد گیسو مین ایسے پیچ و تاب	پھنس کے عاشق کا دل ہی بیتاب
روے تابان تھا غیرت خورشید	حسن مین عاشقون کی صبح امید
گورے تن مین لباس تھا پرزر	جیسے تارے شعاع مین نیر
اسنے پائے تھے وہ لب و دندان	در و یاقوت جنسے تھے قربان
سر سے پا تک مرصع سب گہنا	سچ تو یہ ہے کہ اوسکا کیا کہنا

اس پتلی نے جاکر باادب تمام تسلیم کرکے عرض کیا کہ بنیاد طلسم سے ابتک کنیز کو ہوا دیگی تھی اسوقت پٹڑا صندوق کا کھل گیا مین حاضر ہوئی جو کچھ ارشاد فرمایے بجا لاؤن تمہیر جادو مارے گئے مین باقی ہون نورجادو نے اس پتلی کی زبانی یہ حال سنکر خیال کیا کہ کون ایسا زبردست یہان آگیا جسنے پتلی کو نکالا اور تمہیر کو ذرا چلکر اس حال کو دریافت کرنا چاہیے پس اسیوقت تخت منگوا کر سوار ہوئی اور جہان محمور و عمر بندھے کھڑے تھے وہان آئی محمور ازبسکہ مقربان بادشاہ طلسم مین سے ہے سب ناظم طلسم اسکو پہچانتے ہین نورجادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیونکر یہان آکر گرفتار ہوئی کس لیے کہ نورجادو کو شریک عمر ہونا محمور کا معلوم نہ تھا فی الجملہ براہ استعجاب قریب آکر گویا ہوئی

کہ اے بہن مخمور تم کہان یہ کیا ماجرا ہے واہ بہن ہماری پاس آتے ہوے تمھاری یا ہمین
مہندی لگی ہوئی تھی کبھی جھونٹون بھی بھیرا نہ کیا بعد مدت جو ادھر آئین بھی تو ہمارے کام مین خلل
ڈالتی ہوئی آئین یہ تو تمسے توقع نہ تھی مخمور اسکی باتین سنکر سمجھی کہ معلوم ہوتا ہے اس کو تیرا
عمر سے ملنا ظاہر نہین ہے پس کچھ حیلہ کر کے رہا ہونا چاہیے ایسا کہ سوچکر جواب دہ ہوئی
تم ملکی کے قابل نہین ہو بڑی دیر سے مجکو بنجیر مین بندھا دیکھتی ہو کھڑی باتین بناتی ہو اور
ہوتی نہین سچ ہے اپنی گلی مین کتا بھی شیر ہوتا ہے میرے گھر آگئی تو مین بھی یو ہین بیٹھی
آؤنگی نور جادو ان باتون سے ہنس پڑی مخمور نے کہا میری گردن کٹی جاتی ہے اور تمھا
ہنسی سوجھی ہے خیر کیا مضائقہ ہے سو دن چور کی تو ایک ساہ کی مثل مشہور ہے کبھی
کے دن بڑے اور کبھی کی رات نور اسکے شکوہ کرنے سے خجل ہو کر بولی نہ جاؤ تم مجکو
جب قابو پایا تو گل دلوا دینا اے بی کسی نے جان بوجھ کے کیا تمکو باندھا ہے جو تم اتنا اکبرتی
ہو یہ باتین کرتی ہوئی آگے بڑھی اور عمر پر جھکر دستک دی وہ زنجیر گردن عمر و مخمور
سے کھل کر دونون صندوق مین سما گئین اور پتلی جو نور کے پاس کھڑی تھی وہ بھی صندوق
مین جاکر غائب ہوئی پڑا اوسکا پھر بند ہو گیا نور مخمور کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا لو اب عمر
کو بھوک دو اپنی کیفیت بیان کرو کہان کبوتکر آنا ہوا یہ دھگڑا کون ساتھ ہے جس کے
کارن ایسی بلاؤن مین پھنستی پھرتی ہو تم رنڈی وہ مرد تمھارا اوسکا اکیلے پھرنا مین
سچ کہون کچھ دال مین کالا ہے مخمور نے کہا یہ تمھین ایسی آدمانی ہوا گر اس کو پیسکے
کیا ہے تو یہ حاضر ہے نور نے کہا چھاتین دونی نوچ موے کی صورت کو جھلسا اسکی شکل
تو دیکھو جیسے بن مانس ہے عمر نے جو اسکے منھ سے اپنی نسبت یہ باتین سنین مخمور سے کہا
یہ رنڈی مزے دار معلوم ہوتی ہے جسطرح یہ ظاہر غمزے کرتی ہے اوسی طرح باطنی
کرشمے بھی اسکو خوب یاد ہونگے نور سا زلیکہ عورت سے ہمکلام ہو رہی تھی مرد کی جواب
دینے سے شرمندہ ہوئی اور نکل کر پوچھنے لگی کہ تمھین سامری کی قسم سچ بتاؤ کہ کدھر آنا ہوا
مخمور نے کان مین کہا کہ بہن یہ شخص عمر عیار ہے اسنے طلسم مین تہلکہ ڈالی رکھا ہے اور شہنشاہ
ہر چند چاہتے ہین کہ یہ گرفتار ہو گرفتار نہین ہوتا ہے مین نے شاہ طلسم سے اسکی گرفتاری کا

وعدہ کیا ہے اسلیئے مناسب وقت جان کر اسکی اطاعت کر لی ہے اور سر بصحرا اس کے ساتھ پھرتی ہون قابو پاؤن تو گرفتار کر کے لے جاؤن نور نے کہا تم اسکو میرے گھر لے چلو میں گرفتار کر دون محمور بولی کہ تمھین اس سے کمو یرے کے سے نہ جائیگا نور نے کہا برا ہ مکاری اسکے سمجھانے سے کہا کہ بہن محمور بعد مدت آئی ہو اور نہین معلوم کہ پھر ملاقات ہو یا نہ ہو ایک لحظے کے لیئے ہمارے گھر چلو محمور نے جواب دیا کہ خواجہ سلامت اگر چلین تو مین بھی چلون اوسنے عمر سے بھی بمنت کہا کہ خواجہ ہمارے گھر تشریف لے چلیئے عمر دل مین سوچا کہ اس کے پاس پوشاک عمدہ اور زیور رفیع ہے دوسرے یہ کہ اس جگہ کی ناظمہ سے مکان بھی اوسکا آراستہ ہوگا وہان چلنا خالی از منفعت نہین کچھ نہ کچھ مل ہی جیگا یہ سمجھکر چلنے پر راضی ہوا محمور نے ہر چند چاہا کہ بحیلہ وحوالہ جانے سے محفوظ رہون مگر تمکر کے لاچار ہو ممکن نہوا ناچار یہ بھی ہمراہ ہوئی نور انکو تخت سحر پر بٹھا کر روانہ ہوئی اور کوہ و دشت کو طے کر کے اپنے قلعے مین پہونچی عمر نے دیکھا کہ تمام رعایا سے آباد ہے ہر ایک ساکن یہان کا دلشاد ہے مکانات عمدہ و آراستہ ہین دوکانین پیراستہ ہین دوکاندار فی الحال ہین مال و دولت سے مالا مال ہین کہ بمقتضائے نظم

رشکِ فردوس وہ گلستان تھا	خوشہ چین اس چمن کا رضوان تھا
کیون نہ ہو شہر اس طرح آباد	فوج سب خوش ہر اور رعیت شاد
باترینہ دورویہ تھا بازار	تمتمین سب جہان کی تیار
تھا دوکانون مین خوب سرمایا	جس کا ثانی نہ اور جا پایا
لطف بازار نے دکھایا تھا	عجب انداز سے بساتا تھا
بے خطر راہ مستقیم کہو	سیر دیکھو جو ان کی شاد رہو
پختہ تیار سب دکانین تھین	عرش کی کرسیون کی شانین تھین
کہین بازار ایسا بستا تھا	تھی کثرت کہ بند رستا تھا

عمر سیر کرتا ہوا قریب دار العمارت شاہی کے آیا اوسکو بھی نہایت سجا سجایا پایا ملکہ نور جہان بادو نے اپنے باغ مین لاکر اتارا باغ بھی جنت بے نظیر تھا گل و ثمر سے

بھرا سرسبز دہرا بھرا تھا جواہر کے درخت لگے تھے پک قلم پھولے پھلے تھے روش پٹری درست تھی باغبانی ہر ایک چالاک دچست تھی جانور ہر ایک زمزمہ پیرا تھا گلون سے

ہر شجر لدا تھا کر نظم

پھر نظر آیا وہ باغ دلکشا — دیکھکر جسکو یہ ششدر رہگیا
عرض وطول اسکا تھا مشکبیگمان — مثل طول وعرض وہم عاقلان
لعل ویاقوت و زمرد کے شجر — روشنی سے جنکی تھی خیرہ نظر
سیم و زر کی خشت سے اسکی بنا — تعبیہ جس مین جواہر سے ہوا
سنگریزے کی جگہ اس مین گہر — ایسے تابان تھے کہ خیرہ ہو نظر
ذرے ذرے مین تھی وہ تابندگی — ماہ وخور کو جس سے ہو شرمندگی
بیچ مین اوسکے زمرد کا مکان — گرد اسکے ہر طرف آب روان
فرش ہر جا سندس وزربفت کا — سب طرح کی دان مہیا تھی غذا

بیچ باغ مین بارہ دری بنی تھی ستونون مین اوسکے جواہر کی پچی کاری تھی فرش مکلف بچھا تھا شیشہ آلات لگا تھا مسند پر زر آراستہ تھا تمام اسباب عیش وعشرت سے وہ جگہ معمور تھی کسی کو کسی چیز کی احتیاج تھی نہ ضرورت تھی کہین میخانہ سجا تھا کہین ادارخانہ تھا نور نے محمود کو مسند پر بعزت تمام بٹھایا عمر جو سونے کے میز فرش رکھے دیکھے نور اپیر پھیلا کر قریب میز فرش اپنے تئین گرایا اور پٹالا کی کمر فرش سے کر زنبیل مین رکھا پھر ہاے ہاے کرنے لگا کہ میرے چوٹ لگی خواصون سے بایماے ملکہ نور اسکو اٹھایا اور کہا یہان کا میز فرش کیا ہوا عمر نے کہا گھر مین بلا کر چوری تو نہ لگاؤ لو میری تلاشی لے لو اور انھکر دوسری طرف گیا آنکھ بچا کر ادھر کا بھی میز فرش اٹھا لیا لونڈیان غل مچاتی رہین کہ میز فرش سے کونون پر میز فرش رکھے تھے ابھی غائب ہوگئے عمر نے بگڑ کر کہا اے محمود اٹھو یہان سے چلو ہم کو سب نے چور مقرر کیا ہے ایسی جگہ بیٹھنے مین چوکی لگی آبروگئی ہمراہ آنا دشوار ہے نور جادو نے اسوقت کنیزون کو گھرکا اور عمر کا ادھکر ہاتھ پکڑ لیا کہا آپ تشریف رکھیے کنیزین بدتمیز ہین انکو بکنے دیجیے یہ کہکر اوس کو بٹھایا

اور لونڈیون سے کہا دور ہو میرا فرش کہین ہوگا مل رہیگا کیون غل مچاتی ہو کنیزین
ناچار خاموش ہو رہین اور عمر بیٹھا نور نے جام شراب سے بھر کر دیا عمر جام ہاتھ مین لیکر
کہا اے ملکہ وہ کنیز مجھے گھورتی ہے نور نے کنیز کی جانب دیکھا عمر نے بچالا کی شراب مین
سفوف بیہوشی تین مثقال ملایا اور کہا اے ملکہ مین یہ شراب جب پیونگا کہ جب آپ پیلینگی
کیونکہ یہ جگہ بداز دشمنان ہے مجھے طرح طرح کے شک ہین نور نے اسکے کہنے سے وہ جام لیکر
بے اندیشۂ انجام یک جرعہ درکشید کیا عمر وہان سے اوٹھا اور کہا میخانے سے اپنے لیئے
شراب تحفہ چکھ کر لاؤن اور میخانے مین جاکر سب شراب کو آغشتہ بدرد بیہوشی کیا جو
لوگ وہان تھے انسے کہا قرابے اور بوتلین لاؤ کسی سے کہا تم باغ سے پھول توڑ لاؤ
شراب مین خوشبوئین مین بساؤنگا غرضکہ حیلہ کرکے سبکو ہٹا کر اپنا کام کیا پھر حکم دیا کہ یہی شراب
صحبت مین لاؤ وہی شراب کنیزین لیکر حاضر ہوئین انسے کہا ایک ایک جام پہلے تم سب پیو
انھون نے بھی ایک ایک ساغر پیا بعدکے بیہوشی نے تاثیر کی اور ہر ایک جوتی کنیز ار
لڑکر بیہوش ہوگئی نور جادو کا بھی یہی حال ہوا جب سب بیہوش ہوگئے عمر نے نور کے کپڑے
اتار کر اپنے پہنے اور اسکی ایسی صورت بنکر مخمور سے کہا تم کنیزونکو ہوشیار کرو اور آپ
نور کو زنبیل مین رکھکر مسند پر بیٹھا مخمور نے جب لونڈیونکو ہوشیار کیا عمر خوبصورت
نور تھا خفا ہوا کہ مالزادیو تم موجود تھین اور عمر نے بیہوشی شراب مین ملا کر تم سب کو بیہوش
کیا اور آپ بھاگ گیا وہ لوگ سنکر بڑی خیر کی اور سب کو قتل کر ڈالتا مخمور نے اس گفتگو
کو سنکر کہا نہین اور تو اور میری کی محنت برباد گئی اب مین شہنشاہ کو جاکر منہ اپنا دکھاؤنگا
اور اس مفسدی کو کہان پاؤنگی نور نے کہا یہ تو سب کچھ ہوا اب وہ ایسا ہو کہ قلعے کو
لوٹ لے ہین تم یہان ٹھہرو مین جاتی ہون انتظام کرنے یہ کہکر وہان سے اٹھا ایک
آدھ کنیز کو ہمراہ لیا وہ انتظام اور اہتمام کرتی آگے آگے چلین یہ انکے ہمراہ دارالعمارت
شاہی مین آیا یہان امرا و زرا ارکین سلطنت حاضر تھے سب نے تعظیم کی عمر سریر جہانبانی
پر بیٹھا اور حکم دیا کہ تمام شہر مین دہل زنی کی جائے یعنے عمر عیار کو مین قید کرکے لائی ہون وہ
چھوٹ گیا ہے سب اہل شہر اپنی حفاظت کرین اور جوہری و مہاجنان شہر اپنا اپنا مال سرکار

مین لاکر جمع کردین مع سود اور منافع کے اصل روپیہ بعد فرد ہونے اس ہنگامہ کے ان کو واپس
دیا جاے گا یہان بحفاظت رہے گا اگر تلف ہوجاے گا سرکار اس ذمہ دار ہی اپنے پاس سے
دے گی اور اگر اون کے گھر مین رہے گا اور لٹ جاے گا تو سرکار کچھ نالش فریاد اسکی نہ سنے گی
الحاصل شہر مین حسب الحکم منادی ہوئی مہاجنان شہر اور مالدار لوگ دہشت ناک ہوکر مال اپنا
سرکار مین فراہم کرنے کو بھیجنے لگے الگ الگ مکان اور درجے ہر ایک کو اسباب رکھنے کو
خالی کر دیے گئے دو دن تک یہی انتظام رہا عمر ہر شب باغ مین جاکر آرام کرتا تھا صبح کو تخت
حکومت پر جلوہ گر ہوتا تھا تیسرے دن دوپہر رات گئے عمر نے خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا
آج مجھکو اندیشۂ عظیم ہے کنجیان خزانے کی مجھے حوالے کرو اور میرے ہمراہ چلکر حملہ مال رعایا
اور جو ہمارا خزانہ ہو تبلا دو خزانہ دار نے کنجیان حوالے کین اور سب مال تبلا دیا عمر نے
پھر چوکی سب ہٹا دیا ہر ایک رخصت کرکے سب مال رعایا کا اور نورجادو کا خزانہ
جال الیاسی مار کر زنبیل نذر کیا پھر وہان سے باغ مین آیا محمود سے کہا چلنے کی تیاری کرو اور
ایسا سمر کرنا کہ سارے شہر مین غلغلۂ عظیم برپا ہو مین اس ملک کو لوٹ کر صبح کو بیرون نعلبکین
ملونگا تم شہر سے باہر نکل جانا محمود انکے ارشاد بموجب تیار ہوئی عمر نے پہلے کنیزون کو جو
باغ مین تھین پاس اپنے بلایا اور حکم دیا کہ سب میرے پاس بیٹھو اور میرا دوا ایسا پیو کہ عمر اگر
کچھ گزند پہونچاے کنیزین بموجب حکم بیٹھین اسنے پروانہ ہاے بیہوشی اڑاے کہ وہ شمعون پر
گر گر جلین دھوان انکا دماغ مین کنیزون کے گیا سب بیہوش ہوگئین عمر نے باغ اور باروری
کا سب اسباب مع فرش و شیشہ آلات وغیرہ لوٹ کر زنبیل مین رکھا پھر کنیزون کا گہنا اور کپڑا
اتار کر نورجادو کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین سوزن دیکر ستون بارہ دری سے
باندھ کر ہوشیار کیا اور کہا میری اطاعت کر اسلام کی مطیع ہو مین سارا شہر تیر الوٹ چکا
اور اب تجکو قتل کرونگا نورنے یہ ماجرا سنکر اشک حسرت بہاے اور اشارے سے کہا
مین ہرگز اطاعت اسلام نہ کرونگی اس کے انکار کرہی عمر نے سر اسکا جدا کیا العیاذ باللہ
شور اسکے مرنے کا بلند ہوا آگ تیھر برسنے لگے عمر نے جلد جلد کنیزون کے سر کاٹنا شروع
کیے پھر تو تمام عالم مین تاریکی چھاگئی اور صدائین مہیب آنے لگین ملازمان نورجادو

گھبرا کر جانب باغ دوڑے اس تاریکی مین مخمور اوزکر بردے ہوا جاکر ٹھہری جو در باغ پر ساحر آیا اسنے نارنج مارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور اسکے بیرون نے غل مچایا صدا اسکے نام سے مرنے کی بلند ہوئی پھر تو بھگدڑ پڑ گئی باغ مین جانا کیسا ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے بھاگ کھڑا ہوا مخمور ناریل اور ترنج اور تیر سحر کے مارتی ہوئی آگے بڑھی اس تاریکی مین عمر بھی باغ سے نکلکر روانہ ہوا شہر مین رعایا تو آمد عمر کی نسبت دھندھورا سن چکی تھی اسوقت بھگدڑ پڑتے ہی بغیر پرسش احوال بھاگی عمر نے گیند روغن مین بھگو کر مکانات پر پھینکے کہ ہر طرف آگ لگ گئی دار العمارت شاہی مین آگ لگا دی جو کوئی گھر سے نکلا اسنے قیامت برپا دیکھی کہ آگ لگی ہے پتھر برستے ہین تیر گر رہے ہین مار و عقرب کی بارش ہو رہی ہے وہ سب سمجھ کر عمر معلوم ہوتا ہے فوج لیکر آیا ہے پس جو جو منچلے تھے آمادہ حرب ہوے لیکن ٹرین کس سے وہان تو صرف مخمور سحر کرتی اڑتی چلی آتی تھی رعایا اور ملازمان شاہی حریف کی تلاش مین ایسا گھبرائے کہ جو غول سامنے سے آیا اوسکو عمر کی فوج سمجھکر لڑنے لگے اور ادھر سے آنے والے انکو حریف جانکر ہم نبرد ہوے صدہا مر گئے گلی کوچے لاشون سے پٹ گئے خون کے نالے بہنے لگے شعلہ ہاے آتش بلند تھے ہنگامہ گیر و دار تھا ادھر تو مخمور اُدھم کر رہی تھی ادھر فوج رعایا باہم لڑ رہی تھی عمر کی اس ہنگامے مین خوب بن پڑی تھی ہر ایک گیڑیان اور ہمیانبان لیتا تھا دکانون مین گھس کر مال تاخت و تاراج کرتا تھا اور جسکو گھر کے ہر ایک کے سر پر خنجر مارتا تھا سر جدا ہوتے تھے لوگ بھاگے جاتے تھے مگر مرتے تھے خلاصہ کلام اس تھوڑی سی رات مین شیخ تیز آتش بار تھی خرمن جان ساحران جل کر راکھ کا انبار تھی شمشیر مثل خامۂ تقدیر دفتر ہستی کو جو کرتی تھی کمند گرہ گیر بسان سلسلۂ قضا و قدر ہر ایک کا بر بنجیر تھی احبل گلوگیر تھی جس گلی مین دیکھیے ہنگامہ جنگ تھا ہر کوچے مین ایک دوسرے سے طالب نام و ننگ تھا نہیت سے قلعہ کا در کھول کر بھاگ گئے تھے صحرا و کوہستان مین پریشان پھرتے تھے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اپنی جان بچانے پر نظر نہ تھی کہ نظم

اندھیرے مین تھی تیغ شعلہ فشان		طپان ابر مین جیسے ہون بجلیان	

مچانے لگے شور جادو کے بسیر
برستا ہر سمت باران تیر

چلی تیغ چلنے کی سن سن ہوا
دیا مشعل زندگی کو بجھا

بھڑک اٹھے یون شعلہاے فساد
کہ در کاخ تن آتش کین فتاد

ہوا آب تیغ روان یون روان
کہ غرق ہوگئی جس مین کشتی جان

بڑھا قلزم مرگ کا ایسا پاٹ
اترنے لگے تیغ کے سو کھی گھاٹ

پسر نے پدر کو کیا تھا ہلاک
کیا بھائی کا بھائی نے سینہ چاک

غرض صبح تک تھا یہی ماجرا
کہ آپس مین ہر ایک لڑتا رہا

جسوقت کہ سیاہ نورانی صبح لشکر ظلماتی شام پر حملہ آور ہوئی باد صباے سحر نے طرہ پرچم علم فتح کو سر پر مخمور و عمر کے جلوہ دیا عالم مین روشنی پھیلی کہ مولفہ

بڑھی شعلۂ تیغ کی وہ لپک
جلی خرمن کہکشان فلک

کمند شعاعی مین مہر منیر
نکل آیا مشرق سے ہوکر اسیر

در قلعہ تو کھلا ہی ہوا تھا صبح ہوتے ہوتے عمر قلعے سے بھاگنے والون کے ساتھ نکلگیا اور مخمور بھی اوڑ کر شہر کے باہر آئی لیکن عمر کی فطرت پر حیران تھی کہ اسنے سارا شہر دم بھر مین قتل کر ڈالا اور مال سارا لوٹ کر آپ الگ ہو رہا غرض کہ اسی حیرت مین ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری تھی کہ بہت دور عمر کو جست و خیز کرتے جاتے دیکھا یہ بھی اوڑ کر اسیطرف کو چلی اور نزدیک پہونچکر ملاقی ہوئی دونون باہم باتین کرتے روانہ ہوے اور ادھر فلک نورانیہ مین دم سحر ایک کو ایک نے پہچانا اور باہم لڑنا موقوف کیا لیکن فرط خوف سے بھاگ بھاگ کر جا بجا مخفی ہوے جو سپاہی اور ملازم شاہی لڑنے مرنے سے بچے وہ باغ مین گئے لاش نورجاد کی اوٹھائی بارہ دری لٹی ہوئی پائی یہ سب فریاد کنان خاک بر سر سمت شاہ جادوان روانہ ہوے لیکن عمر و مخمور ہنستے قہقہے لگاتے چلے جاتے تھے کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا اور ایک ساحر مہیب صورت کہ یہ منظر بدشعار از دریہ سوار فرستادۂ افراسیاب عالی تبار بلاے جادو روبرو آیا اور للکارا کہ باش اے دزد مکار کہان میرے ہاتھ سے بچ کر جائیگا مخمور نے اوسکا نعرہ سنکر عمر کو پیچھے کیا اور آپ آگے بڑھکر آمادۂ حرب ہوئی

تاریخ تیرہ چلنے لگا اژدر وعقرب بننے لگے ابر سحر پر اکر برسنے لگے شتور بربا ہوا بلاے جادو
نے جب دیکھا کہ مین اس سے سر پر نہون لگا پس قرب آکر خاک مجمر دی اور آئی مخمور پر بیہوشی اور
چھائی بلاے جادو نے چاہا کہ عمر کو بھی گرفتار کرلون اور دونون کا سر کاٹ کر شہنشاہ
پاس لیجاؤن یہ قصد کرکے سحر پر مقتا اگے بڑھا عمر نے للکارا کہ او حرام زادے لی اس میرے
کو رد کر یہ کہکر ایک نارنج کمر سے لگا لکر اوسکو دکھایا وہ سمجھا کہ عمر بھی ساحر ہے نارنج دیکھتے
ہی رد سحر پڑھنے لگا عمر نے نارنج ناک کر اسکی تاک کر مارا وہ نارنج نہ تھا حباب بیہوشی تھا کہ
ناک پر لگتی ہی شق ہوگیا اور غبار بیہوشی دھوئین کی طرح نکل دماغ مین سرایت کرگیا وہ چیخ مار
کر بیہوش ہوگیا عمر نے خنجر کھینچکر چاہا تھا کہ سر کاٹ لون ایک برق شعلہ بار چمکی عمر سمجھا کہ کچھ
آفت آئی مخمور کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور وہان سے بھاگا ادھر وہ بجلی پنجہ بن کر گرگئی
بلاے جادو کو اٹھالے گئی یہان جب مخمور کچھ عرصے مین ہوشیار رہوئی عمر کی گود
مین اپنے تئین پایا حال پوچھا عمر نے سب کیفیت بیان کی مخمور نے کہا وہ بجلی نہ تھی پنجہ
سحر ہوگا جو اسکو اٹھا لیگیا افراسیاب نے بہر حفاظت بطور مخفی کچھ پنجے بھی اس
ساتھ کر دیے ہون گے اب ہم تم یہان سے جلدی نکل چلین ایسا نہو کچھ اور آفت
آئے عمر نے کہا اگر پنجے اسکے ساتھ تھے تو ہماری بلا سے جلدی کیا ہی ہم تو آہستہ آہستہ
سیر کرتے چلینگے یہ کہکر تفرج کنان دونون روانہ ہوے مگر افراسیاب باغ سیب
مین متمکن تھا کہ اول ملازمان نورجادو تلاش نورجادو کی لیے در باغ پر تالان و گریان
آئے بادشاہ نے غل سنکر روبرو بلایا انھون نے آکر لاش سامنے رکھدی اور فریاد کی افراسیاب
کو حال قلعہ نورانیہ کے قلع قمع کا سنکر غصہ آیا اور چاہتا تھا کہ فوج بہر گرفتاری عمر روانہ کرے
اسی اثنا مین پنجے نے لاکر بلاے جادو کو سامنے ڈالدیا بادشاہ طلسم اور بھی زیادہ
غضبناک ہوا آب سحر چھڑکر بلاے جادو کو ہوشیار کیا اور کہا اسی منھ پر عمر کو گرفتار
کرنے کا دعوی کرگئے تھے بلاے جادو کو بڑی ندامت ہوئی اور عرض کیا کہ غلام
پھر جاتا ہے شاہ جادوان نے کہا اب جاؤگے تو کیا بناؤگے یقین ہے کہ قتل ہوجاؤگے اسنے
عرض کیا کہ کچھ ہی کیون نہو مین ضرور جاونگا یہ کہکر دوبارہ روانہ ہوا اور لاش نورجادو

اسکے ملازمون کو دیکر حکم دیا کہ بنا برآئین جمشیدی لاش اوٹھاؤ اور مضطرب نہو مین اس دشمن
مکار کو گرفتار کرا کے تم لوگون کو اطلاع کرون گا کہ روز بخوبی بدلا اپنا لیا وہ نفسد کمان
تلک مجھسے بچے گا آخر ایک نہ ایک دن اپنی سزا کو پہونچیگا **بیت** ہر آنکہ تخم بدی کاشت
چشم نیکی داشت ۔ دماغ بیہودہ پختہ وخیال باطل نیست ۔ فی الحال وزرائے سلطنت
قلعہ نوراینہ کا انتظام کرین مین ورثہ داران **نوجادو** کو تجویز کرکی خلعت ریاست دونگا یہ سنکر
اس حکم شاہ کو سنکر وہ لوگ پھر گئے اور **افراسیاب** اس فکر مین ہوا کہ ملکہ **حیرت** کی مدد کو طوالان
بن قہار کو بھیجا چاہیے اور کسی کو کچھ فوج دیکر بہر گرفتاری **عم** و مخمور روانہ کرنا لازم ہے ۔ یہ تو اس
فکر مین ہے مگر مسافر دشت طلسم **عم** و مخمور سیر کنان منازل و مراحل طے کرتے کوہ و دشت
طلسم ملاحظہ فرماتے چلے جاتے تھے مخمور اون راستون کو کاٹ دیتی تھی جو ساحران نامی
کے رہنے کی جگہ تھی اسیطرح بعد قطع مسافت دراز ایک روز قریب ایک کوہ سیاہ کے
پہونچے **عم** نے دیکھا کہ پہاڑ کی رنگت مثل قلب بخیلان سیاہ ہے بلکہ تاریک تر از گوجہ دان
پرگناہ ہے تمام فرقت عاشقان سیاہی سامنے اسکے خجل تھی درازی و طولانی اوسکی
مثل شب ہجر مبدل تھی کہ بمقتضائے مؤلف

شب ہجر عاشق سے بڑھکر دراز	مگر رنگ تر جیسے سینے مین راز
سیہ گیسوے یار اس سے خجل	سیہ تاب جیسے ہو کافر کا دل

سر کوہ سے تا پائمین کوہ گھاٹیان اوکی تھی ہمشکل ماران سیاہ تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ الغی زہر دار اپنے
اپنے زمین مین گاڑے ہین کہین کہین اٹھائے سانپ کالے اور کوبرا پائے ہین جابجا بڑے
بڑے غار تھے انکے اندر سوراخہائے مار تھے اژدہے تلاب آتشین مینھے چھوڑتے تھے ناگ بھینی
اور تھوہڑ کے خاردار درخت لگے تھے جنگل حرارت زہر سے تپ رہا تھا ہر تیر سے شرارہ آتش
نکلتا تھا غبار زمین سے سیاہ رنگ اور تا تھا ہر گولا بصورت دیو سیاہ پیدا ہوکر ڈراتا تھا کہ مولف

درے سے نکلتا تھا ایسا غبار	کہ جسطرح دشمن کے دل سے بخار
حرارت نے ایسا کیا تھا ظہور	ہر ایک غار جلتا تھا مثل تنور
کوئی شعلہ وان سے جو اڑ جاتا تھا	تو خورشید گردون پہ تھراتا تھا

بگولے تھے یا کوئی دیو سیاہ دل اہل عالم کا سب دود آہ		جنھیں دیکھکر مانگے شیطان پناہ بنا اس جگہ تھا غبار سیاہ	

عم نے ایسے مقام وحشت خیز کو دیکھکر درگاہ خدا سے پناہ چاہی اور محمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے آفت ہے اور دشت پر مصیبت ہے کہ خود بخود دم گھبراتا ہے طرفہ دہشت سی بولا نہین جاتا ہے **محمور** یہ کون سی جا ہے جا کر جگر آب آب ہے دیکھو ہر اس دہیم سے اک اضطراب کی محمور نے کہا یہ وہ مقام ہے کہ جہانکی مالک ملکہ **تاریک صورت کش** جادو ہے اور وہ یہان سے کئی سو کوس پر ایک جگہ ہے کہ اوسکو جمشیدی الاؤ کہتے ہین وہان رہتی ہے یہ اسکے سحر تاریکی بھیانک پھیلی ہی اور وہ ایک بلا ہے حجرہ مفت بلا کی بلا دئمین سی اور افراسیاب کی دایہ ہی الاؤ جمشید کا بارہ کوس تک مقرر ہے کہ سوائے بیابان آتشناک کے بالشت بھر بھی وہانکی جگہ خالی آگ سے نہین اسی آگ مین وہ پلی رہتی ہے جب کبھی افراسیاب اسکی پاس جاتا ہی تو بیابان ہستی کو طی کرکے جاتا ہی اور بیابان ہستی کی ادھر ہی سے راہ ہی **تاریک** ہمیشہ مردی کھایا کرتی ہے اور کبھی کبھی حجرے مین بھی جا کر رہتی ہے خدا نہ کرے جو بادشاہ طلسم اسکو لڑنے کی لیئے بھیجے پھر جانبری ہونا ممکن نہو عم نے کہا آخر ایک روز اس سے لڑنا ہو گا اور خدائے تعالی ہمکو اسپر غالب کرے گا تو ملکہ محمور نے عرض کیا کہ **تاریک** کیطرف سی ایک ساحر اس جگہ رہتا ہی جلد یہان سی نکل جانا چاہیئے ایسا نہو کہ کسی آفت مین پھنسنا ہو یہ تقریر سنکر عم بھی خائف ہو رہا تھا سو جا کہ ہر جگہ جہالت کرنا اور بیفائدہ ٹھہرنا اچھا نہین جہان کچھ ملے وہان مضائقہ نہین کہ توقف کرے فی الحال ہمراہ محمور جلد جلد قدم زن ہوا اور کئی روز برابر جا بجا چھپتے ساحرون کی نگاہ سے بچتے اس کوہ کے دامن سے بمصیبت تمام نکلے ایک دن بحکم خالق انسان بافرسنگ جب دریچہ فیروزہ رنگ اور کوہ پر بلینگ سے عقاب زرین چنگ مہر سپہر پرواز کی اور دانہ ہائے انجم کی جانب منقارہ دراز کی اظم

جب تک ودو مین ہوئی وہ شب سیہ شادی و غم ساتھ ہی ظاہر ہوئے		دی خروس صبح نے بانگ سحر رو گئی شبنم تو گل ہنسنے لگے	

ایک دشت پر فضا اور صحرائے فرحتنما مین یہ دونون پہونچے اس مقام کو ایسا سرسبز و شاداب پایا کہ دل فرحت یاب ہوا درختونکی سرسبزی آنکھونکو خنکی دیتی تھی دشت کی سبزی دیکھکر

سبزے پر بچھی تھی یا شاید بہار طلائی زیور پہنے تھی صیاد فلک نے دام تار شعاعی مہر وہان بچھایا تھا یا دوشیزگان نبات نبات نے سنہری لباس زیب قامت فرمایا تھا ہر درخت انمار سے جھکے تھے لیوے اوسکے فرط لطافت و نزاکت سے نیچے پڑتے تھے بیچ مین جنگل کے چشمے اور نہرین جاری تھین چشمہ ہائے ماہ و خورشید سے زیادہ پیاری تھین عکس ان مین درختون کا پڑا تھا جو انان چمن کا مسکن آئینہ خانہ تھا یہ مدعا ہے مثنوی

صحرا مین تھا لالہ زار کا لطف	کہسار مین آبشار کا لطف
سبزہ فرش زمرد ین تھا	گلگونۂ عارض زمین تھا
نخلون کا وہان عجب سمان تھا	ہر مرغ تنون کا مرغ جان تھا
کویل قمری چکور بلبل	شکرے طاوس کرتے تھے غل
تھے لگے ابر شامیانے	شبنم تھی کہ موتیون کے دانے

ایک طرف کو اوس صحرا کے ایک دریاے زخار رشک دہ محیط و عمان نظر آیا کہ ہر لہر مین اوسکی موتیون کو بہتے پایا سبحان اللہ گویا مالک بر و بحر نے سلسلۂ موج مین موتیونکو منسلک کیا تھا لہرین تھین یا موتیون کا سہرا ساحل دریا کے سر پر بندھا تھا سب دریاؤن وہ دریا ننگ لآلا تھا آب مصفا اوسکا آب گوہر کو شرماتا تھا سورج کا عکس جو اس مین چمکتا تھا تو گویا آفتاب بحر ندامت مین اوسکی صفا کے روبرو ڈوبا نظر آتا تھا یا برنجی تھالی لیکر مینڈوے فلک احسان کے بہانے سے موتی چرانے آیا تھا یہ وصف

آب گوہر سے لطافت مین سوا	ماہ خور سے بھی زیادہ تھی صفا
اوسکی لہرون مین تھی ایسی آب و تاب	بہ رہے تھے ہر جگہ در خوشاب
دان کے موتی جو نظر مین گر گئے	جرخ کے دل مین پھپھولے پڑ گئے
رشک اختر تھے وہ موتی سب چمکتے	جرخ کے دل مین بڑی تھی جنسے داغ

دریا کا کنارہ دوسرا اس پار سے نظر آتا تھا پاٹ اوسکا اتنا بڑا تھا کہ میدان فلک جسکی روبرو بچھونا تھا نہ کشتی تھی نہ دونگی تھی نہ ملاح تھا اور تنا اس دریا سے دشوار ہوا تھا عمر محمود سے کہا یہ کونسی جگہ ہے یہ دریا بہت فائدے سے بھرا ہے مین اسمین اتر کر غوطہ لگاتا ہون اور موتی چھولی

پھر کرلاتا ہون مخمور نے جواب دیا کہین ایسا کام نہ کیجیے گا موتیون کے لالچ مین اگر گوہر جان برباد نہ کیجیے گا یہ دریا سحر کا ہے اصلی نہین ہے ہر ایک موج اسکا دل مین آبلے ڈالیگا ہر حباب آب پر آنکھین نکالیگا منت آبرو برباد جائیگی موتی کیسا کوڑی بھی ہاتھ نہ آئیگی عمر بھی تمام اس دریا کے حال سے کماہی آگاہی رکھتی ہو مخمور نے جواب دیا کہ اتنا جانتی ہو کہ جبتک اس دریا کا مالک ہم کو اور تمھین پار نہ اوتارے یہان سے اوتر جانا نصیب نہو اس دریا پر نہ جادو اثر کریگا نہ کوئی عمل کارگر ہوگا اگر کوئی ساحر چاہے کہ از کر یہان سے گذر جاے کیا جان رکھتا ہے فورًا دریا مین گریگا اور مبتلاے عذاب ہوگا اگر کوئی شناور قصد کرے کیا امکان جو اسمین تیرے بلکہ تیر نا کیسا قدم رکھیگا تو بحر عدم مین غرقاب ہوگا زورق اندیشہ کو گذرنا یہان سے محال ہے نہنگ وہم کو اس پار جانا بیہودہ خیال ہے افراسیاب اسیوجہ سے ایک ایک ساحر ہماری گرفتاری کو بھیجتا ہے کسلیے کہ جانتا ہے ہم لوگ منازل طلسم طے نہ کرسکینگے دریاے مرار دیدہ آتشین سے نہ گذر سکینگے خود بخود ہلاک ہو جائینگے فی الجملہ آپ گوہر شاہوار قلزم عیاری ہین اور نہنگ دریاے دانشمندی اس گرداب پر آفت سے زورق سلامتی پر بیٹھکر پار اوتریے اور ساحل مقصد پر پہونچیے مین یہ فکر مین غرق ہون کہ کیونکر پار اوترون مگر کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی اور مین تو صرف راہ بتانے والی ہون اگر ایسے ایسے مقام سے گذر جاتی تو پھر آپ کو ساتھ نہ لاتی خود تنہا جاکر کوکب کو پیام پہونچاتی طلسم ہوشربا خواجہ یہب بڑا ہے اور اس طلسم مین نیرنگ و عجائبات لاانتہا ہے ان عجائبات کو جو کوئی اٹھائے اور لوح طلسم پائے اسوقت افراسیاب پر حکومت چلاے اور افراسیاب کو انھین باتون پر غرور ہے عمر نے کہا اس حرامزادی عقل کا فتور ہے مالک طلسمات کون و مکان کو غرور زیبا ہے وہ قادر و توانا ہے کیا تمنے نہین سنا کہ نظم

فہم سے برتر ہے اسکا کاروبار	نیک و بد پر ہے اسی کو اختیار
پشہ کو دے فاحش شکست	بادصرصر سے ہو قوم عاد پست
چاہ بابل مین معذب ہون ملک	ہو مقام زہرہ بالاے فلک
کرتا ہے جو جو کہ وہ گلکاریان	عقل بندے کی کہان پہونچے وہان
خاک سے پیدا کرے زیبندہ گل	تاک سے ظاہر کرے جوشندہ مل

آب ظاہر سے کرے پیشان گہر		قطرۂ ناپاک سے پیدا بشر	

ہم انشاء اللہ اس عجائبات کو مٹائینگے اور اسد کو چھڑا کر لوح طلسم پائینگے یہ کفر کو کھود کر پھینکدین گے مخمور نے کہا علاوہ ان عجائبات کے فوج بے انتہا شاہ جادوان کے پاس ہے ایک ایک جادوگر سامری وقت ہے اسی سبب سے اُسکو نہ کچھ ہم سمجھتے نہ ہراس ہے عمر نے کہا خیر دیکھا جائیگا اب فکر اُسکی کرنا چاہیے جو مقدمہ کہ درپیش ہے آگے کا بیکار پس و پیش ہے مخمور نے کہا جو ارشاد فرمائیے بجا لاؤن مین تو مطیع حکم ہون عمر نے جب دیکھا کہ مخمور بالکل عاجز و حیران ہے ہنسکر کہا تم جاکر درۂ کوہ مین چھپ رہون مین تدبیر کرتا ہون جب مالک اِس دریا کا مارا جائیگا اُسوقت یہ خشک ہو جائیگا تم جانا کہ مین کامیاب ہوا مجکو آگے بڑھکر ڈھونڈھ لینا اور اگر میرا پتا نہ لگے اور یہ دریا بھی خشک نہو اُسوقت لشکر مدخ مین جاکر خبر میرے مرنے کی کہدینا کہ ہر ایک فاتحۂ خیر سے مجکو فراموش نکرے اور ہمیشہ یہ نیکی یاد کرتا رہے کہ نظم

یہ سرائے دہر ہے بے اعتبار		کب کسیکو ہے ہمیشہ یاں قرار	
چاہیے ہر شخص کو نیکی کرے		بعد مرنے کے رہے گی یادگار	

مخمور حسب الحکم عمر روتی ہوئی اور دل سے دعا اوسکے فتح پانے کی کرتی ہوئی درۂ کوہ مین جاکر ستواری ہوئی اور طرح طرح کے خیال دل سے کرتی تھی کہ اگر مارا گیا عمر تو پھر فتح ہونا طلسم کا غیر ممکن ہے اور طلسم فتح نہوا تو شہزادۂ نور الدہر سے تیرا ملنا کسی طرح نہوگا وائے میرے حال پر کہ جان و مال بھی برباد ہوا اور یار بھی نہ ملا کیون اے فلک تجھ مصیبت مین تو نے مجکو پھنسایا جب ایسا کچھ سوچی تو بلک بلک رونے لگی کہ یہ جب نظم

ہوا جینا اوسے اک لحظہ مشکل		خدائی تاب ہجر گل عذاراں	
فزون تھا ہر گھڑی درد و غم و آہ		ہے لخت جگر اشکون کے ہمراہ	
لہو تھا ہر بن مژگان سے جاری		پسند آنکھون کو آئی اشکباری	

یہ تو ملول و حزین اِس حال مین ہے لیکن عمر ایک گوشے مین گیا اور رنگ روغن عیاری لیکر صورت اپنی مثل ایک کلانوت کے بنائی کمر فرط ضعف و پیری سے خمیدہ تھی سر پر پگڑی بندھی تھی کہ تمام آب روان کا مگر بوسیدہ گلے مین تھا پائجامہ مشروع کا مگر کہنہ اور شکستہ پہنے تھا سارے پیرہن مین سوسی اور کمخواب کے سوند لگے تھے کہ مقتضائے بیت دو صد رقعہ مالا لئی اود جتہ

زحراق او درمیان سوختہ + پائون مین کامدار جوتا تھا لیکن بان سے بندھا تھا کمر دوپٹے سے بندھی تھی
ڈاڑھی ناف سے بھی گذر گئی تھی اسّی نوّے برس کا سن ظاہر تھا جوانی کو کمر جھکا کر ڈھونڈھنے
نکلا تھا الحاصل باین شکل و شمائل کنارے دریا کے اگر ایکدرخت کے نیچے بیٹھا جوڑی لی
لے کر بجانے لگا اشعار عاشقانہ اور بھجن سامری جمشید کے گانے لگا کبھی اپنی بربادی کے خیال
سے مذمت دنیا کرتا کبھی یاد دوستان مین یہ غزل جی توڑ کر گاتا ہر شجر و حجر کو
رولاتا کہ غزل

بھری جو حسرت و یاس اپنی گفتگو مین ہے
خدا ہی جانے کہ بندہ کس آرزو مین ہے

کہان یہ بات کسی اور خو برو مین ہے
مزا جو آپ کے انداز گفتگو مین ہے

سواد کہتے ہین سودا ہی عشق کا جسکو
اُسی طرح کی سیاہی مرے لہو مین ہے

یہ گم ہوے ہین کسیکی تلاش مین ہم آہ
کہ آج ایک جہان اپنی جستجو مین ہے

یہ کیفیت ہی جو ہم رند مشربون کا زہد
کہ ہاتھ سبحہ پر ہے اور دل سبو مین ہی

یہ حال ہے تیری وحشی کے جیب و دامن کا
کہ چاک چاک مین ہے اور رفو مین ہے

جو کچھ کہ تم مین ہی حسن و ادا و گرمی ناز
تمھین بتاؤ بھلا کس یہ ماہرو مین ہے

حجاب چشم کو جرات نے دی بصارت کہو
کسی جو پردہ نشین کی یہ آرزو مین ہے

اس گانے سے عجب سماں بندھا تھا ہر شجر عالم وجد مین جھومتا تھا طائرون نے آکر گھیر لیا تھا درندون کو شوق
ذوق پیدا تھا کبک دری تمکہ بھول کر سناٹے مین آیا طاؤس فرط مستی مین آکر ناچنے لگا پانی
دریا کا لہر مار کر سر ہلاتا تھا لب ساحل واہ واہ کی صدا دیا چاہتا تھا صدف گوش بر آواز
ناقوس شناوری بھول کر راگ سے و ساز لہرون کو وہ موج آتی تھی کہ جھوم روش مستانہ
چلتی تھی مچھلیان شوق سے اچھلتی تھین حباب اوبھر کر پھوٹتے تھے دریا کے ارمان
نکلتے تھے دل کے پھپھولے پھوٹتے تھے کہ مقتضاے نظم

وہ گلا نور کا وہ نور کا شمہ
گوش زہرہ سنے وہ در کا شمہ

ہر صدا سے یہ صاف پیدا تھا
اوتر آئی ہے چرخ سے زہرا

دلکش و دلربا وہ ہر نغمہ
نے مین ڈوبا ہوا وہ ہر نغمہ

اس دریا اور تمام جنگل کی تا بہ کوہ سیاہ ملکہ مروارید جادو شاہ جادوان کی طرف سے مالک ہے
اور اس دریا کے نیچے اُس ملکہ کا مسکن ہے عمارت و باغ آراستہ بہزار جوبن ہے اور پرا اس دیکھکر ان
ہنو سواد رشک بہشت شدّاد کے یہ دریاے گوہر بزور سحر ملکہ نے جاری کیا ہے جس سے گذرنا
دشوار ہوا ہے کس لیے کہ طلسم کے گرد بہت سے طلسم واقع ہین ایسا نہو کہ کوئی سرحدار یکایک
قلعۂ ہوش ربا پر چڑھ آئے اسواسطے راہ بند کردی ہے ہر جگہ چوکی بٹھائی ہے کہ طلسم ہوش ربا
بچا رہے الحاصل اسوقت ایک مچھلی یاقوت رنگ نہایت شوخ و شنگ کنیز مروارید کہ بزور سحر
مچھلی بنکر دریا مین سیر کرنے آئی تھی عمر کے نے کی آواز سُنکر مشتاق ہوئی اور کنارے دریا کے
پھونچکر پانی سے سر نکالا۔ لے دیر تک گانا سُنا کی اور اپنا عشق یاد کرکے رویا کی پھر غوطہ مار کر چلی گئی اور
سامنے ملکہ کے کہ وہ باغ مین مسند ناز پر بیٹھی تھی پہونچی یہان بھی گانا ہو رہا تھا شغل بادہ کشی تھا
کہ اس کنیز نے دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ آج تک آپ نے کرورون روپے صرف کیے مگر گانا
جسے کہتے ہین وہ نہین سُنا اسوقت ایک گویا کہ نہایت بوڑھا ہے گلے مین بھی اوسکے ویسی طاقت
نہو گی جیسے جوانون کے ہوتی ہے نہ ویسا حلق تالو ہے لیکن اس ہنگام پیرانہ سالی مین بھی ایسا
گاتا ہے کہ ناہید فلک رو برو اوسکے بے آبرو ہے تان سین کی روح اُسپر نثار ہونے کی آرزو رکھتی ہے
بیجو اگر اسوقت سُنتا تو باورا ہو جاتا اسکی بانسری سُنکر کنہیا جی کو غش آتا کہ بیت
تو اسے نئے نوید وصل داوہ + بجان ازوے امید وصل داوہ + صحرا کے چرند و پرند سب
مست ہین نقد جان انعام مین دینے کو حاضر سر دست ہین تعریف اُسکی بیان سے باہر ہے اگر
آپ سُنین تو ابھی میرا کہنا ظاہر ہے کنیز کی گفتگو سُنکر مروارید نہایت مشتاق ہوئی اور بصد انداز
اس بارہ کنیزان دمساز کو ہمراہ لیکر بجرے پر سوار ہوئی اور سحر کے زور سے کنارے دریا کے آئی
عمر نے دیکھا کہ ایک بجرہ بہت پُرتکلف بنا ہوا اور اُسپر ایک پری خوبی گوہر قلزم محبوبی سوار ہے
گرد اس بارہ پری پیکرون کی قطار ہے کہ ہر ایک دُر یتیم صدف دلبری ہے غیرت حسن حور و پری
ہے اور وہ اس طرف آتی ہے الحاصل جب قریب پہونچین ملکہ کو بغور عمر نے دیکھا تو اسکے
حُسن کو طلسمات کا عالم پایا ایسا کسی محبوب کو طلسم عالم مین خوش ادا البصد کرشمہ و جمال نہ دیکھا تھا
روے تابان اُسکا ماہ بیع لیع خوبی ابروے خمدار سے یہ ظاہر کہ مہر برج قوس مین آیا بجری مین وہ

بیٹھی تھی یا مہر کا مسکن بتبع آبی اوسکے رخسار مصفا کے روبرو وہ دریاے گوہر بنز رشک سے بحر نیل بنا عکس رخ سے چشمۂ آفتاب پر فوق لے گیا بحر چشم حباب سے اوسکی طرف بزبان حسرت دیکھتا اور اپنی بے آبروئی پر پھوٹ پھوٹ کر روتا واقعی اوسکے عکس رخسار سے یہ معلوم ہوتا کہ چشمۂ گوہر مین آفتاب لہراتا ہے یا چاند غیرت سے بحر ندامت مین ڈوبا جاتا ہے نظم

حسن پر اُس پری کے کی جو نگاہ
نظر آئی وہ شکل غیرت ماہ

واقعی آدمی پری رو ہے
دلربا حسن چشم و آبرو ہے

اِس تڑاقے سے وہ مہ پارہ
کہ پھسلتا تھا پاے انظارہ

حسن و خوبی مین وہ بت مغرور
تن سے پاتک برنگ شعلۂ نور

مست صہباے غمزہ و انداز
اوٹھتا جوبن شباب کا انداز

جوبنون پر شباب اُمنگ کر دن
ستم انداز و ناز قہر کا سن

غرضکہ وہ مہ پارہ مشتاقانہ بصد جلوہ جانانہ قریب ساحل باد اے مستانہ ٹھہری اور گانا سننے لگی عمر نے اوسکو قیافے سے شناخت کر کے سرو قد کھڑے ہو کر تعظیم کی اور نہایت ادب سے تسلیم کر کے دعا دی کہ مراتب اعلےٰ رہے سرکار کا بول بالا رہے جمشید سب کا سنپورن کرکے چراغ دودمان سامری روشن رہے دوست شاد ہون پامال دشمن رہے ملکہ نے اِسکی گفتگوے شایستہ سُنکر بمحبت تمام استفسار کیا کہ بوڈھے میان تمھارا کہانسے آنا ہوا عمر جواب دینے کے بدلے چیخ مار کر رویا اور کہا اے ملکہ مین اِس طلسم مین مُدت سے رہتا ہون لیکن اِس آخری وقت مین اپنی حماقت سے جوان جورو کر بیٹھا اُسنے وہ دن رات بھڑوا نگوڑا اپنا تی ہے لڑائی فساد ہنگامہ مچاتی ہے گھر مین رہنا مشکل کر دیا ہے داڑھی میری اوسکا کھلونا ہے پیر لہلہ میرا خطاب دیا ہے کبھی کبھی خواجۂ خضر بھی کہتی ہے داڑھی نوچنے کی فکر مین رہتی ہے موے بڑھاپے پیٹے کہکر اوسکو رونا ہے کھرتی کھاٹ ہے تکیہ ہے بچھونا ہے مارے جلن کے اور رات و دن کی دانتا کلکل سے دیس چھوڑ پردیس کی بھیک اختیار کی اوسکے مُنھ کو جھلسا دے کر نکل آیا مگر مین سچ کہون جب اُس کمبخت کی پیاری پیاری باتین یاد کرتا ہون تو جی بیقرار ہو جاتا ہے بیتاب ہو کر روتا ہون اور بانسری بجا کر گاتا ہون کہ بیت بدست تنرکشی دادی عنانم

کرو جز سرکشی چیزے مدانم + ملکہ اسکی باتون پر ہنسی اور بولی کہ اے نادان جورو تیری شہکار ہے تجھے
اوسکے چرتر نہین معلوم تو بوڑھا ہے وہ کسی جوان سے پھنسی ہوگی تیرا رہنا اسی وجہ سے نہین چاہتی
ہے اور دوسرے یہ امر ہے کہ بیت زن کز مرد بے رضا برخاست + پس فتنہ و جنگ ازان سر بر خاست
عمر نے یہ باتین سُنکر تیوری چڑھائی اور بگڑکر جواب دیا کہ لے جایئے جایئے ناحق میرے مُنہ سے بھی
کچھ نکلے گا تو آپ بُرا مانیئے گا ملکہ نے کہا ہم تیری بات کا بُرا نہ مانینگے عمر نے کہا مین آپ کو تو کہتا نہین
لیکن اتنی ساتھ ہین کوئی ان مین سے میرے پاس آئے تو مردمی میری ظاہر ہو جائے بھلا مردون
کی جورون کیا شہکار ہونگی آوارہ وہ ہوتی ہین جو اس طرح خاک اوڑاتی پھرتی ہین جنکے نہ کوئی
ادھر یا نہ گھر یہ کلمات سُنتے ہی سب عورتین مارے ہنسی کے لوٹ گئین ایک کنیز نے کہا دور ہو
جھڈو بڑا مردوا بنا ہے جُروا کی خبر نہین انھین باتون سے وہ بجکو جوتیان لگایا کرتی ہے عمر نے
کہا معلوم ہوا تو سب سے زیادہ مستانی ہے میرے کام کی ہے گھبرا نہین میرے پاس اکیلے مین آنا یہ سُنکر
وہ کنیز لگی گالیان دینے ملکہ نے منع کیا اور کہا بڑے میان کیا کہنا ہے تمہاری کمالات ظاہری
اور باطنی سب کھل گئے کیا لطیفہ بیان کیا کہ آتے ہی مجکو ہنسا دیا اب آپکو تکلیف دیتی ہون کہ
میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمایئے دو گھڑی دل بہلائیے پھر چلے جایئے گا مین بہت خوش کرونگی دامن امید
امید گوہر و زر سے بھرونگی عمر نے کہا مین سب طرح حاضر ہون چاہے یہان کام لیجیے چاہیے گھر لے چلیے
ملکہ ہنسنے لگی اور کہا مجھسے بھی بے تکلفی عمر نے کہا کیا مجال یہ کہکر قریب آیا اور ملکہ
کی از سر تا پا بلائین لین دعائین دین ملکہ نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ انھون نے بغلون مین
ہاتھ دیکر بجرے پر عمر کو بٹھایا ملکہ بھی سوار ہوئی اور لیکر پلی بیچ دریا مین جاکر
کشتی نے چکر کھایا ڈوب گئی بعد لمحے کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سام نے ایک باغ پُر بہار بنایا ہے
کیا عین و از ہار طرح طرح کے گلدار اشجار سے بھرا ہے گل رونق بخش کارخانہ

بہار ہین اشجار عبرت دہ قامت یار ہین کہ بمقتضای نظم

ہر گل و گلشن پہ تھا جوش بہار		ہر طرف امد بہاری تھی نثار	
سائبان صحن گلشن تھا سحاب		جس مین تھی خط شعاعی کی طناب	
اُسکے نیچے سرو کے موزون ستون		سیدھے سیدھے تھے زمردگون سلون	

کوندتا وہ برق کا ادھر اودھر جابجا گلبرگ تر فرش چمن	نور کی جھالر تھی گویا جلوہ گر جلوہ گر ہر سو بہارِ نسترن

فی الجملہ بارہ دری جو بصد حسن و خوبی فرش و مسند سے و شیشہ و آلات سے آراستہ تھی وہان عمر کو بٹھایا ملکہ مسند ناز پر جلوہ گر ہوئی اور حکم دیا کہ ان اسے پیر کلانوت کچھ گا عمر نے بجا کر گانے لگا سب کے دل کو اپنا شیفتہ بناتا تھا جب یہ گاتا تھا کہ غزل

بلا مین دل کو پھنسا چکے ہین - پری کے پھندے مین آ چکے ہین -

فریب زلفون کا کھا چکے ہن - غضب کا جھٹکا اُٹھا چکے ہین

بھلی لگے کیا بہار سنبل - خوشی آئے کیا خاک نکہت گل

ابھی ابھی وہ شمیم کاکل - سُنگھا چکے ہن سنگھا چکے ہین

کہان ہو کس نیند سو رہے ہو - سر مزار آکے باتین کر لو

اوٹھا مین تم سے ہون گفتگو کو - فرشتے مجکو جگا چکے ہین

مقام بے شک سرور کا ہے - عجب یہ مضمون دور کا ہے

گمان جنسپر کہ حور کا ہے - بغل مین اونکو سُلا چکے ہین

نہ دیکھ اے جاہ اِس طرف کو - کہ فرق اِس مین نہین سرمو

لگا مین گے تجھ پہ تیغ ابرو - قسم وہ آنکھون کی کھا چکے ہین

ملکہ نے اسکے گانے سے خوش ہو کر بہت کچھ زر و گوہر انعام مین دیا عمر نے عرض کیا کہ حضور میرا گانا آدھا ابھی ہے اگر تھوڑی سی شراب مجھے عنایت فرمایئے تو جوانون کا مزا مجھ بڈھے مین پایئے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ تو مجھے بھی جگت بولنے لگا عمر نے کہا حضور پھر صحبت مین ہنسنے بولنے کا ہی مزا ہے کنیزین بولین کہ گھر مین تو بیچارہ جوتیان کھاتا ہے یہان اِسکا ذہن کھلا ہے عمر نے کہا مار کھانی ہی کو سامری نے ہمین پیدا کیا ہے ملکہ خوب ہنسی اور کہا اِسکے مُنہ نہ لگو جاؤ کشتیان شراب کی لاؤ کنیزین گئین اور کشتیان بادۂ ارغوانی و زعفرانی کی لائین عمر نے سب بوتلون اور شیشون کو کھول کر اولٹ پھیر کرنا شروع کیا اور رنگا رنگ بجا کر سب مین بیہوشی ملائی پھر چور اسی گھنگرؤن کی منگا کو پاؤن مین باندھی مُنہ سے گتے بجاتا اور گاتا ہوا پاؤن سے تال دیتا اور گت بھرتا ہوا

بوتل بغل مین داب کر سے پیمانہ لگائے ملکہ کی طرف چلا سبکو ایک حیرت ہوئی کہ یہ گویا کیا خوب ہنر ساقی گری کا جانتا ہے غرضکہ عمر سامنے ملکہ کے اسی صورت سے پہونچکر ٹھہرا اور جام شراب سے بھرانے کو لیون مین داب کر ہاتھ پر جام کو رکھا اور سامنے ملکہ کے لاکر یہ شعر پڑھا کہ عمر ؎

سرود مجلس جمشید گفت اندراین بود		کہ جام بادہ بیاور کہ جم نخواہد ماند	

ملکہ نے ہنسکر جانا کہ جام لیکر پیئے عمر نے اوسکو اوچھال دیا اور پھر سر پر روک کر سر سامنے کیا کہ افسہ کو تم سے شراب پلاتے ہین عمر کا ان باتون سے منشا صرف بھلاوے مین ملکہ کو ڈالنے کا ہے اور ملکہ اور زیادہ حیرت مین ہوئی آخر جام لیکر پی گئی کیونکہ عالم محویت مین تھی انجام کا خیال بھولی جام پیتے ہی آنکھون مین سرسون پھولی مست ہوکر جھومنے لگی عمر نے پھر چار سمت ناچنے کا دور باندھا اور جتنی عورتین تھین سب کو ایک ایک جام پلایا بعد کچھ دیر کے ہر ایک بیہوش ہوئی ملکہ بھی جھوم کر اٹھی اور چاہا ساقی کے ساتھ ناچنے لگون لیکن ٹھوکر اکر گری عمر نے اٹھکر دروازہ باغ کا بند کیا اور سب کے کپڑے اور زیور اتار کر مکان کا سب اسباب لوٹ کر تہ و زنبیل کیا پھر ملکہ کو اٹھا کر ستون سے بارہ دری کے باندھا کوڑا پکڑ کر خلیتہ رفع بیہوشی سنگھایا لیکن زبان مین سوزن دیدیا جب آنکھ مروارید کی کھلی اوسکو وہی نشہ دیرینہ تھا گویا ہوئی کہ اے پیر کلانوت کیا کہنا ایک آدھ چیز تو اور گا عمر نے نعرہ کیا کہ باش اوقجا از غفلت ہشیار باش کہ منم عمر بن امیہ یہ صدا سنکر اوسنے آنکھ کھولکر جو دیکھا اپنے تئین بندھا پایا اور کلانوت سامنے کوڑا پکڑے کھڑا تھا پس اشارے سے پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہے عمر گویا ہوا کہ خدا کے فضل سے مین مع ملکہ مخمور یہان آکر پہونچا تجھے چاہیے کہ مطیع اسلام ہو اور محبت جمشید و سامری چھوڑ مجھکو راستہ دے اور خدمت ملکہ مہرخ مین جا ورنہ میرے ہاتھ سے ماری جائیگی جان تیری اسیوقت جائیگی مروارید نے ہرچند کہ پند و نصائح سنا مگر اشارے سے یہی کہا کہ میری جان نام جمشید و سامری پر سے فدا ہے مطیع اسلام ہونا نہین گوارا ہے عمر نے اول تو اوسکی جوانی اور حسن پر رحم کھایا تھا مگر اب سیاہ قلب اور دشمن سخت اپنا جب پایا حجت تمام کرکے سر اوسکا جدا کیا پھر تو غل و شور و تاریکی ہوئی عمر نے جلد جلد کنیزونکے سر کاٹے الحفیظ والامان بیر غل کرنے لگے آگ برسنے لگی پتھر پڑنے لگے دریا سے مروارید غائب ہوا مخمور نے جو یہ ہنگامہ دیکھا سمجھی کہ مروارید قتل ہوئی بس سحر پڑھتی ہوئی دڑہ کوہ سے

شاداں و فرحاں نکل کر دوڑی دیکھا کہ ایک باغ سامنے ہے اور ملازمان مروارید لینا لینا کہتے اُدھر دوڑے جاتے ہین اندر سے باغ کے شعلے آتش کے نکلتے ہین یہ سمجھی کہ خواجہ اسی باغ مین سب کو قتل کر رہے ہین یہ معلوم کر کے بروے ہوا اُڑ کر نار تیر مارنا شروع کیے پیکان تیر اور مار و کژدم برسائے ساحر گھبرائے کہ شاید فوج ساحران آگئی ہے پس گھبرا کر بھاگے ادھر عمر باغ سے جو باہر نکلا دیکھا کہ سون تک اندھیرا ہے اور میدان آتش بہار ہو رہا ہے ساحر ہر طرف بھاگے جاتے ہین پر جلائے جاتے ہین کہ افسوس مارا اُس ملکہ کو کہ جسکا نام مروارید جادو تھا عمر نے یہ ہنگامہ دیکھکر مندرجۂ آتشبازی مارے اور خنجر مارنا شروع کیا ادھر مخمور نے جسپر تاک کر نار یل مارا اُسکے سینے کو توڑ گیا آخر جب سب بھاگ گئے اُسوقت کچھ بگولے لاش ملکہ مروارید کی لپیٹ کر اوڑاتی ہوے بسمت باغ سیب چلے اُن بگولون سے رونے کی صدا آتی تھی مخمور اوتر کر پاس آئی اور کہا اے شہنشاہ عیاران یہ بگولے نہین پیرہن سحر کے اب یہ شاہ جادوان کے سامنے جائینگے اور حال کہینگے اوسکو دم بھر مین یہان آباد شوار نہین مقرر کوئی آفت آئیگی آپ جلد یہان سے تشریف لے چلیے عمر بھی سمجھا کہ ٹھہرنے سے کچھ فائدہ نہین اُسکے ہمراہ باتین کرتا ہنستا بولتا پریت روانہ ہوا یہ تو اُدھر جاتا ہے مگر لاش ملکہ مروارید کی سامنے افراسیاب کے پہونچی پیر سامنے مجسم ہو کر آئے اور رو کر سارا ماجرا بیان کر کے جل گئے شاہِ جادوان کو بڑا رنج ہوا اور چاہا کہ خود جائے مگر اہل دربار عرض پیرا ہوئے کہ حضور نے بلائے جادو کو بھیجا ہے اُنکا راستہ دیکھ لیجیے تو پھر اور کچھ تدبیر کیجیے گا اور علاوہ اسکے کسی نہ کسی در بند پردہ مفسد ضرور گرفتار ہوگا بادشاہ کو جانا زیبا نہین شہنشاہ طلسم کے سمجھانے سے چپ ہو رہا اور ازبسکہ حیرت سے وعدہ گک بھیجنے کا کر چکا تھا اسوجہ سے سحر پڑھا ایک ساحر فیل آتشناک پر سوار آرستا ہوا سامنے آیا اوسکو حکم دیا کہ اے طولان بن قہار فیل زور جادو تم لشکر حیرت مین جاؤ اور فرقۂ باغبان کا خاتمہ کرو یہ حکم سنکر طولان سلام کر کے رخصت ہوا اور اپنی جگہ پر آکر بارہ ہزار ساحر کی جمعیت سے نہایت اُلوالعزمی کے ساتھ روانہ ہوا کہ ساحران نابکار باشکال مہیب از درون پر سوار تھے نفیر سحر کے بجنے سے زمین و زمان مین تزلزل آشکار تھا قیامت کے آثار نمایان تھے مُردون کو تہہ خاک نفخ صور کا انتظار تھا ہنگامۂ محشر کو بھی اس غلغلہ کا خوف تھا اسوجہ سے پوشیدہ تھا بروے ہوا یہ لشکر

جاتا تھا یا خاطر شوریدۂ دہر سے نالہ و فغان کا شور پیدا تھا کہ بموجب ابیات

چنان شد ز گرد سیہ آفتاب	کہ آتش برآمد ز دریاے آب
درخشیدن تیغ ژوپین و خست	تو گفتی زمین بر ہوا لالہ کشت
ز جوشش سواران زرّین کمر	ز بس ترک زرین و زرین سپر
برآمد یکے ابر چون سندروس	زمین گشت از گرد چون آبنوس

باین کرّ و فر لشکر حیرت بعد طے بُعد مسافت پہونچا حیرت نے خبر لشکر استقبال کرایا لشکر مقام بہتر مین اُترا یا طولان دربار مین جب آیا نذر دی ملکہ نے خلعت عنایت فرمایا دنگل قریب تخت شاہی بیٹھنے کو دیا ساقی مہر دیدار نے شراب آفتابی سے کام جان کو روشن کیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اِسنے عرض کیا کہ حکم طبل رزم بجنے کا دیجیے تاکہ کل مین سبکا استیصال کرون قصّہ کا انفصال کرون ملکہ نے فرمایا کہ تم ابھی آئے ہو ایکدن آسودہ ہو لو پھر مقابلہ کرنا جلدی نکر اِسنے اصرار کیا ناچار حیرت نے حکم نواخت نقارۂ رزم دیا ساحرون نے نفیر سحر بجائی یہ خبر لشکارون نے جاکر ملکۂ موخ کو پہونچائی اُدھر بھی نفیر سحر کو دم ملا ہر ایک بہادر آگاہ ہوا سامان حرب کی درستی مین مصروف ہر سردار سیاہ ہوا ایسا غلغلہ برپا ہوا کہ آفتاب لرزتا ہوا میدان سے فلک کے بھاگا اور سیاہ شام نے قلعۂ دہر کا محاصرہ کیا نظم

چو بود تا شب نمودار شد	فرو رفت مہر و جہان تار شد
شب تار و شمشیر و گرد سپاہ	ستارہ نہ پیدا نہ تابندہ ماہ
ز بانگ تبیرہ زمین و سپہر	بلرزید و زیشان ببرید مہر

تمام شب تیاری جنگ مین بہادرون نے بسر کی جسدم زلف شب سے چہرۂ پُرنور شاہد روز کی روشنی ظاہر ہوئی اور نوبت نوازِ دہر نے طبل بازگشت کی صدا لشکر زنگی شب مین بلند کی کہ بموجب نظم

چو خورشید بر کشور لاجورد	سراپردۂ زرد دیباے زرد
چو برزد سر از برج خرچنگ شید	جہان گشت چون روی رومی سفید
تبیرہ برآمد ز ہر دو سراے	جہان شد پُر از نالۂ کرّناے
برآمد دم ناے و آواے کوس	ہمین آسمان بر زمین داد بوس

دم سحر بصد حشمت و جلال دونون لشکر میدان قتال مین آکر صف آرا ہوے اور گنت شماران ہودسو

قلب فوج مین ٹھہرے بعد ترتیب عسکر نصرت اثر مبارزان دلاور طالب پیکار ہوے اُدھر سے طولان اور اِدھر سے مرزبان نکلکر مقابل ہوے پہلے ناوک اور تیر چلے آخر طولان نے اپنے فیل کو ہول دیا ہاتھی نے گھونسا خرطوم کا مارا مرزبان بیہوش ہوکر گرا اسنے گرفتار کرلیا اور پھر نعرۂ ہل من مبارز مارا اور ایک ساحر ادھر سے جاکر ہم نبرد ہوا بعد ردّ بدل سحر کے اسکا بھی ہاتھی نے کام تمام کیا اِسیطرح بہت سے ساحر قتل و اسیر ہوے ہاتھی کی وجہ سے دستگیر ہوے اُسوقت تاب ملکۂ سرخمو کو نہ آئی اور یہ جاکر مقابل ہوئی باہم تادیر سحر سازی رہی اُسنے ہاتھی اسپر بھی ہول دیا فیل نے ایک پھنکار ماری کہ سرخمو بیہوش ہوگئی اُسنے چاہا کہ اِسے بھی گرفتار کرے مہرخ تخت سے عقاب بزور سحر نبکر اُڑی اور سرخمو پر آگری پنجے مین دابکر لے چلی اور ایک گولا فولادی مارا کہ طولان ہاتھی پر سے کود کر الگ ہوا اور گولا ہاتھی کے مستک پر جو پڑا اُسکا سر پیٹا اور تڑپکر ہلاک ہوا یہ ماجرا دیکھکر طولان کو غصّہ آیا اور فوج کو للکارا کہ لینا اِسکو جانے نہ دینا فوج کے ساحر عقاب اور شاہین و باز بنکر چلے اور تیر سحر بہت سے مہرخ پر لگانے لگے پھر تو اِدھر کی فوج بھی چلی اور باہم دونون لشکرین جنگ آغاز ہوئی مہرخ نے سُرخ سو کو سپہ و لشکریان کیا اور آپ لڑنے لگی ساحر جو طائر بنے تھے اون کو صید کرنا شروع کیا قفس تق سے جب طائر روح ساحرون نے پرواز کی بیرون کے غُل سے کان پڑی آواز سُنائی نہ دیتی تھی تاریکی اور آندھیون سے خاطر روزگار مکدر تیرہ تھی برف باری نے گریبان شعلۂ رزم کی سرد کی تھین سنگباری نے سختیان آہن گدازون کی گرد کی تھین کہ بمقتضاے نظم

زپیکان پولاد و پرِّ عقاب	سیہ شد میان فلک آفتاب
ہمہ دست غوّ گزاران زکار	فرو ماند از برق و دز کارزار
بدان رستخیز و دم زمہریر	خروشِ یلان بود و باران تیر
کنون چون رُخ روز شد تیرہ گون	ہمان روی گشور چو دریاے خون

یعنی غمام تیرہ فام ظلمت گیر عالم ہوئی لشکر جنگاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ مین آکر آسودہ ہوے لیکن طولان نے تامل نکیا آتے ہی پھر طبل جنگ بجوادیا مہرخ بھی خبردار ہوئی اور نالۂ ترکی کو دم بلا شور محشر آشکار ہوا ساحر سحر خوان ہوے بہادر عازم میدان ہوے پھر رات بھر تیاری

رہی صبحدم جب شاہِ خاور نے تختِ زرّین پر جلوہ کیا اور شب تیرہ نے ناخنِ پنجۂ مہر سے رخسار اپنا خراشیدہ کیا کہ بیت چو خورشید پرزد زخرچنگ چنگ + بدرید پیراہنِ مشک رنگ + سپاہ ہر دو سو وارد دشت قتال ہوئی طولان نے اپنے سپہ سالار اژدر جادو سے کہا کہ تو اژدر بنکر میرے سامنے آ کہ مین تجھپر سوار ہونگا اور جسوقت مین لڑنے لگون حریف مجھسے مخاطب ہوگا تو غفلت مین اُسکو پاکر دم کھینچکر نگل لینا سپہ سالار یہ حکم سُنکر بزور سحر اژدہا بنا اور طولان کا ٹھہرا کھوا کر اُسپر سوار ہوکر وارد میدانِ حرب ہوا بعد ترتیب صفوف کارزار صفِ لشکر سے بڑھکر مبارز طلبی کی آج پھر سرخموا سکے مقابلے مین گئی پہلے تاریخ ترنج چلا پھر اسنے بالون کی لٹ کھولی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے طولان نے اِس سحر کا رد کیا کہ اندھیرا موقوف ہوا اور ستارون کو سپر پر پنجون نے پیدا ہوکر روکا مگر اژدر نے اپنا دم کھینچا سرخمو مخاطب اپنے ہمنبرد سے تھی غفلت مین سنبھل نہ سکی اژدر کے مُنھ مین سما گئی اسی طرح چند سردار آئے اور دہن اژدر مین سما گئے اُسوقت مہرخ نے بھی سرداروں کی مدد کے لیے ساحرون کو بھیجا ادھر طولان نے فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا پھر دونون فوجین بھڑ گئین دریے فوج مین تلوارین لہرین لینے لگین موج آب شمشیر نے ہستی کا پُل ڈھا دیا بحرِ فنا کا کنارہ نظر آیا دو پہر کامل خوب لڑائی رہی سحر آزمائی رہی آخر نہ این را خطر نہ اور انظر دونون طرف طبل امان بجا ہر ایک پھر کر خیمہ گاہ مین آیا طولان بارگاہ حیرت مین گیا حیرت از بسکہ وجیہ تھا شاہ ساحران سے ہر بار میدان جنگاہ مین نہین آتی ہے فی الجملہ اسنے سارا ماجرائے جنگ عرض کیا اور سرداروں کا قید کرنا بھی کہا حیرت نے کہا اُن سرداروں کو ہمارے سامنے لاؤ اسنے عرض کیا کہ لاتا ہون اور روانہ ہوا مگر حال سُنیے کہ اژدر جب جنگاہ سے پھر کر آیا تو اُسنے خیال کیا کہ تیرے شکم مین سردار گھٹ کر مرجائین گے اونکو نکالنا چاہیے یہ سمجھ کر اونکو اگلا اور دُم اپنی مُنھ مین دابکر حلقہ کر کے بیچ مین سردارون کو لیکر بیٹھا مگر اُسکے اُگلنے سے سحر سرداروں پر سے اُتر گیا اور وہ بیہوش تھے اب جو ہوشیار ہوے اُٹھکر اپنے لشکر کیطرف چلے اژدر اِنکا سدِ راہ ہوا سرخمو اُسوقت غفلت مین گرفتار ہوئی تھی اور یہ دو تھے وہ اکیلی تھی اب جو اُسنے اژدر کو تنہا پایا ایک تیر سحر کا ایسا مارا کہ اُسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپکر ہلاک ہوا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا تاریکی ہوگئی اوسی تاریکی مین سرخمو وغیرہ اوڑکر پردے ہوا گئین اور وہان سے

گولے اور مار قلعل وغیرہ مارنا شروع کیے لشکریان طولان دو چار ہلاک ہوے اور اُٹھکر لشکر حیرت
کی طرف بھاگے اِسطرف طلایہ دار کچھ سپاہ لیے محافظت لشکر کرتا تھا غل سُنکر اِدھر دوڑا یہ لشکری
سمجھے کہ ہمکو مارنے آتا ہے اور اِسی نے شاید ہمارے لوگونکو مارا ہے بس یہ سمجھکر لڑنے لگے اِدھر سے
طولان قیدیون کو لینے آتا تھا وہ یہ ہنگامہ دیکھکر سمجھا کہ شاید مہرخ میری فوج پر آگری ہے
بس وہ بھی للکارنے لگا کہ اُن لیتا جانے نہ دینا اب بالکل فوج کو یقین ہوگیا کہ حیرت سے
بگڑ گئی اور اِدھر والون کو یقین ہوا کہ یہ لشکر شاید مہرخ سے ملگیا ہے الحاصل گوشت خر اور دندان
سگ باہم سحر چلنے لگا برفین گرنے لگین سُرخ مو وغیرہ تو اپنے لشکر مین چلی آئین یہان بھی غلغلہ سُنکر
فوج تیار ہوگئی اِدھر شور ہونے سے حیرت بارگاہ سے نکل آئی دیکھا باہم فوجین لڑ رہی ہین پشتے کشتون
کے بندھ گئے ہین لاشون کے انبار لگے ہین قلعہ ہائے تن کی بربادی ہے سرون کے کنگرے ہر جگہ
بنے ہین حیرت کی سمجھ مین یہ لڑائی نہ آئی اور بغضب تمام کچھ سحر ایسا پڑھا کہ دونون لشکرون
کے بیچ مین ایک دھوان پیدا ہوکر اندھیرا ہوگیا فوجین جُدا ہوئین اوس نے طولان کو بُلوایا جُدا
جنگ پوچھا اوسنے کہا مجھے نہین معلوم لڑتے ہوے فوج کو دیکھکر مین بھی لڑنے لگا تھا الحاصل بعد
تحقیقات حال مرگ اژدر اور سبب فساد ظاہر ہوا حیرت نے طولان کو بہت
کچھ لعنت ملامت کی کہ افسر ہوکر بغیر دریافت حال لڑنے لگا اور صدہا کو قتل کرا ڈالا
طولان کو اُسکے بُرا بھلا کہنے سے غصہ آیا اور گویا ہوا کہ سُرخمو کی ذات سے یہ فساد ہوا ہے
مین اوسکو جاکر بارگاہ مریف سے پکڑ لاتا ہون یہ کہکر بزور سحر اُڑکر چلا للکارتے جو بامرجا سوسی
اُس جگہ حاضر تھے وہ اُس سے قبل خدمت مہرخ مین گئے اور اُسکے آنے سے مطلع کیا
قران اتفاق سے اُسوقت بارگاہ مین حاضر تھا اُسنے جو سُنا کہ طولان آتا ہے اِسنے ملکہ
سے کہا کہ آپ مع سرداران نامی کے پوشیدہ ہوجائیے مین ایک عیاری کرونگا مہرخ وبہار
وغیرہ اِسکے کہنے سے بزور سحر چھپ گئین اور اِسنے برق وضرغام وغیرہ عیارون سے کہا کہ تم
اپنی صورت شکل بہار ومہرخ وغیرہ کے جلد بناؤ اور ساحر جو ایسے ویسے تھے اون کو بُلاکر حکم
دیا کہ تم بزور سحر صورت اپنی شکل سردارون کے بناؤ غرضکہ دم بھر مین سب نے صورتین تبدیل
کین اور اِس عرصہ مین طولان بارگاہ مین آیا اور پکارا کہ کہان ہے سُرخمو اُسوقت اِسکے

سامنے برق کو بہ شکل مہرخ تھا آیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ ہم سب اطاعت شہنشاہ کرتے ہین
اور قران نے بھی عذر کیا کہ ہماری خطا بھی شاہ جاودان سے معاف کرا دیجیے طولان یہ عذر سنکر بہت خوش ہوا کہ یہ لڑائی میری وجہ سے فیصل ہوئی بس ہر ایک سے حکم دیا کہ اگر تم صفائی چاہتے ہو
تو میرے خیمے مین چلو مہرخ و بہار نقلی دو ایک سردار اوسکے ہمراہ چلے اور قران بھی ساتھ آیا اور اسنے چاہا
کہ ان سبکو خیمے مین بٹھا کر مین حیرت پاس جاؤن اور اونکے آنے کا حال بیان کرون لیکن جانے
بنایا تھا کہ قران نے اکیلا پاکر اسے بیہوش کیا اور برق نے چاہا کہ مار ڈالون لیکن قران نے کہا کہ اے
برق تم اسی کی صورت بنو پھر تماشا دیکھو برق اُسی کی ایسی صورت بنا اور باہر نکلکر اپنی سواری کا ہاتھی
مانگا ساحر فیل در خیمہ پر حاضر لائے برق نے بموجب فہمایش قران گٹھری کی طرح طولان کو باندھکر
باہر آکے ہاتھی پر رکھ لیا اور آپ سوار ہوا بس سوار ہوتے ہی افسران فوج کو للکارا کہ جلد لشکر
تیار کرو اُنھون نے نفیر بجائی اور صف باندھکر کھڑے ہوے اسنے کہا کہ ملکہ
حیرت سے مجھے بگاڑ ہو گیا ہے تم میرا ساتھ دوگے یا حیرت کا سارے لشکر نے
کہا کہ ہم آپکے تابعدار ہین اسنے کہا کہ لشکر حیرت غافل اُترا ہوا ہے اُنپر چلکر کرو اور مار لو فوج
حکم پاتے ہی لشکر حیرت پر جا پڑی وہ لوگ سب غفلت مین تھے ادھر سے تابڑ توڑ تیر
پڑنے لگے خیمون مین آگ لگی دو چار واصل جہنم ہوے گھبراکر کچھ بھاگے جلد جلد سنبھلکر نکلے
اُنھ کے لڑنے لگے ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا اسوقت برق نے طولان گٹھری سے کھولکر بٹھا دیا
اور فیلہ رفع ہیوشی نک کے برابر رکھکر آپ ہاتھی سے کود گیا اور لشکر سے نکلکر الگ کھڑا ہوا اور
قران و بہار بھی خیمے سے نکلکر الگ جا کر ٹھہرے لیکن طولان کی جو آنکھ کھلی اسنے دیکھا کہ لڑائی
ہو رہی ہے ہر چند ہان ہان کرتا ہے مگر اُس ہڑبڑ مین کون سنتا ہے ایک سے دوسرا بھڑا ہے
شمشیر صاعقہ خصال خرمن ہستی جلا رہی ہے کمان و ہان تیر سے غل مچا رہی ہے حیرت بھی
غل سنکر خیمے سے باہر نکل آئی دیکھا طولان ہاتھی پر سوار ہے اور فوج اوسکی لڑتی ہے اُسکو
اسکو خبر ملی کہ مہرخ و بہار وغیرہ اسکے خیمے مین آئی ہین بس اسکو صاف یقین ہوا کہ طولان
اُنسے ملگیا ہے لہذا اسنے بھی فوج کے افسرون کو للکارا کہ لینا اس نمک حرام اب تو خوب گھمسان
لڑائی ہونے لگی گوشت خوردندان سگ باہم کٹ مرے اوراق دفتر ہستی ہر صفحانے الٹ دیے کہ اتنے

زنیزہ زپیکان ہوا تیرہ گشت	ہمی آفتاب اندران خیرہ گشت
زگرد سپہ روشنائی نماند	زخورشید شب راخدائی نماند
فروشش سواران واسپان بدشت	زبہرام وکیوان ہمی برگذاشت
زجوشش سواران وزخم تبر	ہمی سنگ خارا برآورد پر
ہمہ تیغ وساعد زخون گشتہ لعل	خروشان شدہ خاک درزیر نعل
دل مرد بددل گریزان زتن	دلیران زخفتان بریدہ کفن

حیرت نے جب جنگ آغاز کی تو یہ بھی خیال اسکو آیا کہ مہرخ کہین بھڑکا نہ گئی ہو یہ سمجھ کر حکم دیا کہ اے شہاب تو جا اور طولان کو سمجھا شہاب جو وہان سے اسکی طرف چلا وہ سمجھا کہ حیرت نے اسکو میرے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا ہے بس یہ جانکر یا تو یہ فوج کو منع کر رہا تھا یا شہاب پر نارنج تیر مارنے لگا شہاب بھاگ کر حیرت پاس گیا اور کہا اے ملکہ یہ بیشک حریف سے ملگیا ہے اتفاق سے اسوقت ابریق کوہ شگاف آیا ہوا تھا حیرت نے اُس سے کہا اے وزیر اعظم تم جاکر طولان کو پکڑ لاؤ ابریق حسب الارشاد چلا اور آتے ہی ایک چھڑی سحر پڑھکر ماری طولان سحر بھول گیا ابریق کمر مین پنجہ ڈال کر اُٹھا لیگیا اور سامنے ملکہ کے لایا ملکہ نے حکم دیا کہ مارو اس حرام زادے کو لگی جوتی اور لات اور گھونسا پڑنے ہر چند یہ چیختا ہے کہ ملکہ میری خطا نہین ہے مگر کوئی سنتا نہین جوتیان اور لاتین پڑی جاتی ہین خوب پیٹا ابریق نے آخر سفارش کرکے چھڑایا یہ چھوٹا لشکر مین آکر طبل امان بجوایا اور اسیوقت کوچ کرکے دریاے خون کے دروان سے اُترکر باغ سیب مین پاس شاہ جاودان کے گیا اور پکارا فریاد ہے ملکہ حیرت نے ایسا کچھ پٹوایا کہ سر پر بال نہین رہے ملکہ لائق افسری نہین ہے افراسیاب نے یہ غل سُنکر اوسکو سامنے بُلوایا اور حال سُنکر کتاب سامری دیکھی سُنکر کہا کہ خوب تم لڑنے گئے تھے ارے بیوقوف عیار تجکو دھوکا دے گئے پھر سب حال برق وقران کا شاہ طلسم نے بیان کیا اسنے کہا کہ مین پھر جاتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ جانے شاہ طلسم نے منع کیا اور کہا اب تم نہ جاؤ اُسنے کہا مین عیارون کو جاتے ہی گرفتار کرونگا شاہ نے کہا ابکی عیار تمھین زندہ نہ رکھین گے تم ٹھہرو مین تدبیر کرتا ہون یہ کہکر اپنا صندوقچہ سحر منگا کر ایک تصویر نکالی اور ایک سحر غدار جادو

تام کے حوالے کی اور کہا تم طولان کے ساتھ جاؤ ملکہ حیرت سے کہنا کہ انکو عیارون نے تنگ
کیا ہی اب مین نے کئی سحر انکے ساتھ کردیے ہین انکی خاطر بہت کرنا اور ای ملکہ تمنے بہت بُرا کیا
جو انکو ذلیل کیا کوئی افسون کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے اور اے غدار یہ تصویر مین نے پہلے ہی
ایک ساحر کو دیکر بھیجا تھا اور اُسنے کئی عیارون کو پکڑ لیا تھا لیکن پھر اُسنے دھوکا کھایا اور مارا گیا
فی الجملہ تاثیر اس تصویر کی یہ ہی کہ جو عیار تمھارے سامنے آئے گا یہ تصویر اُسکی اصلی صورت
بنجائیگی تم جانناکہ یہ عیار ہے اور اوسکی یہ شکل جو بظاہر عورت ہا اور کسی طور کی ہی عارضی ہے اصل
شکل اِسکی مثل صورتِ تصویر ہے بس اوسکو تم گرفتار کرلینا غدار یہ کلمات سُنکر اور تصویر لیکر
ہمراہ طولان روانہ ہُوا اور طولان مع اپنے لشکر کے کوچ کرکے دریا سے پار اُترا اُسوقت غدار
اوسکے آگے چلکر بارگاہ حیرت مین گیا اِسنے اِسکی تعظیم کی اِسنے حکم شہنشاہ سے جو نسبت طولان
تھا اِطلاع دی حیرت نے سردار مہر استقبال بھیجے اور طولان کو استقبال کراکے بُلوایا خاطر سے
بٹھایا بے اعتنائی جو پہلے اُسکے ساتھ کی تھی اوسکا عذر کیا اور ساقیان مہر تمثال حاضر ہوے دور جام
جام بے اندیشہ انجام آغاز ہوا کچ ہونے لگا اُسوقت غدار نے وہ تصویر بلکہ کو دکھا کر خاصیت اِسکی
بیان کی اور کہا مین بارگاہ حریف مین جاکر عیارون کو پکڑ کے لاتا ہون حیرت نے کہا تم اِس تصویر
کی وجہ سے عیارون کو پہچانوگے لیکن وہان ساحران زبردست جو مقابلہ کرینگے اُنکا کیا علاج کروگے
اُسنے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ مین مصاحب شہنشاہ ہون میرا نکچھ کیا نا لینگے حیرت نے کہا
اگر ایسا ہے تو جاؤ کیونکہ ہر کسے مصلحتے خویش نکو میداند غدار وہانسے اُٹھکر چلا لیکن اُس سے
پہلے ضرغام یہان موجود تھا وہ سارا ماجرا تصویر کا دریافت کرکے گیا اور جاکر
دربار مین خبر عرض کی وہان قران موجود تھا کہ جب سے عمر گیا ہے یہ بارگاہ
مین بہت رہتا ہے الحاصل قران مع برق علیحدہ گیا اور کہا اے برق تم چھپے ہوے رہو
رہا قران دوڑکر لشکر حریف مین گیا دیکھا ایک بڑھیا بھیک مانگتی ہے اوسکو اپنے الگ بُلایا
اور کہا میرے ساتھ چل مین تجکو بہت سا مال دونگا وہ ضعیفہ اِسکے ساتھ درہ کوہ مین گئی وہان
قران نے اوسکو بیہوش کرکے رنگ روغن لگاکر برق کی صورت بنایا اور ہوشیار کرکے بہت سا
مال و زر و گوہر دیا اور کہا تم چلکر بارگاہ مین بیٹھو جو کوئی پوچھے کہنا مین برق ہون اِس کہنے سے مین

تمکو بہت کچھ مال دونگا اور جو کوئی تمکو پکڑ لے جائیگا وہ بھی بہت کچھ دیگا اور اگر میرے لشکر کے خلاف کروگی تو جان تمھاری جاتی رہیگی اس ضعیفہ نے جو مال وافر پایا اور آئندہ بھی ملنے کی امید پائی پس گویا ہوئی کہ جو آپ نے کہا ہے اس سے بڑھکر مین کہونگی غرض اسکو بہت کچھ سمجھا بجھا کر بارگاہ مین قران لیکر آیا اور مقام برق پر بٹھا کر آپ چلا گیا اور اہل بارگاہ سے کہتا گیا کہ جو کوئی برق کو پکڑنے آئے تو پکڑ لیجانے دینا تم لوگ کچھ نہ بولنا فی الجملہ یہ تو چلا گیا اور بعد کچھ دیر کے غدار بارگاہ مین آکر اودھم اور پکار اکہان ہے وہ ناہنجار برق وہ ضعیفہ پکاری کہ تم برق ازبسکہ حلیہ عیاروں کے تمام طلسم مین ہین سب ساحر پہچانتے ہین اسنے برق کو جو بصورت اصل پایا تصویر دیکھنے کی کچھ احتیاج نہ سمجھا کیونکہ اگر کسی اور کی صورت برق بنا ہوتا تو یہ تصویر دیکھتا بس اُس بڑھیا کو برق بنا ہوا دیکھکر پنجہ کمر مین دیکر اُڑا اور یہان لشکر مین عمل ہوا کہ لیے جاتا ہے مگر حسب فہمایش قران کسی نے مقابلہ نہین کیا یہ سیدھا بارگاہ حیرت مین آکر اُترا اور کہا مین لایا برق کو وہان طولان بیٹھا تھا اور وہ نہایت برق سے جلا ہوا تھا اودنے صورت دیکھتے ہی بغیر پوچھے ایک تلوار ایسی لگائی کہ برق نقلی کا سر کٹ گیا لاش کھچوا کر گھوڑے پر ڈلوا دی اور سر بارگاہ کے دروازے پر لٹکوا دیا اور نہایت خوش ہوا کہ مین نے دشمن سے اپنا عوض لیا یہ خبر طائران سحر نے لشکر مہرخ مین پہونچائی ہر ایک نے سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کے پھاڑ کھائی گریبان چاک کیا دامن ہر ایک کا جوش گریہ سے دامن سحاب بنا مگر مہرخ نے کہا کہ اس مین کوئی بہتر قران نے عیاری کی ہے کیونکہ وہ لڑنے کو منع کر گئے تھے اب جزع فزع نہ کرو اور نظر بفضل کریم کارساز رکھو ہر ایک اسکے سمجھانے سے خاموش ہوا اور ادھر قران نے برق کو بلایا وہ یا تو پوشیدہ تھا مگر سامنے آیا اسنے کہا تم اب شیر کی کھال پہنو اور بشکل ببر دمان جنگ طیار ہو برق حسب الارشاد عمل مین لایا یعنی شیر کی کھال پہنکر گھنڈیان اوسکی سینے تک لگا کر درست ہوا سابقاً جلد اول مین بیان کیا ہے کہ برق کے پاس پوست سب جانورون کی مثل گربہ و سگ و شیر وغیرہ کی رہتی ہین اور اوسکو جانورکی صورت کے بننے مین بڑا ملکہ ہے چنانچہ ایک بار کتا بنکر عمر کو یہ پکڑ لے گیا تھا اور عمر اسکو نہ پہچان سکا تھا غرضکہ جب شیر بنکر تیار ہوا قران نے صورت اپنی ایک ساحر کی ایسی بنائی

اور عجیب صورت سیاہ فام کہ تین سر ایک شیر کا دوسرا اژدر کا تیسرا خرس کا بنایا ہر سر مین سانپ لپٹے
کہ وہ زبان نکالے تھے کئی ہاتھ بنائے کہ کسی مین منقل آلشین لیے تھا کسی مین ترسول اور کسی مین
تھال برنجی تھا جھولا باد لالگار گلے مین ڈالے دھونی تیمبری باندھے تھا غرضکہ اس صورت پر جب
سنکر تیار ہوچکا برق پر جو بشکل شیر تھا سوار ہوا اور ایک نامہ شاہ طلسم کی جانب سے مُہری لکھ کر
اپنے پاس رکھا برق اوسکو لیے ہوے دربار گاہ حیرت پر لایا اسکو خبر ہوئی کہ ایک ساحر شیر پر
سوار شہنشاہ جادوان کے پاس سے آیا ہے اُسنے استقبال کرکے سامنے بُلایا قران نے
سامنے آکر تسلیم کی اور نذر دی پھر نامہ پیش کیا حیرت نے پڑھا لکھا کہ اے ملکہ برق عیار مارا نہین گیا
بلکہ مینے اس ساحر کے حوالے برق کو گرفتار کرکے کردیا ہے اب غدار سے کہنا جو یہ ساحر کہے
اُس کے بموجب کام کرے حیرت مضمون نامے سے جب مُطلع ہوئی غدار سے کہا تمنے بھی دھوکا
کھایا شہنشاہ لکھتے ہین کہ وہ برق تھا جو مارا گیا غدار نے کہا مین شہنشاہ کو تو جھوٹا نہین کہہ سکتا لیکن
مین بارگاہ حریف سے جاکر پکڑ لایا ہون کیونکر کہون کہ مین نے دھوکا کھایا یہ کلام سُنکر نامہ دار نے
کہا تم دیکھوگے برق کو مین بُلاؤن مجکو شہنشاہ نے اُسے دیدیا ہے یہ کہکر باہر آیا اور شیر کی
کھال برق سے اوتروا کر اپنے ساتھ اندر بارگاہ کے لایا حیرت نے کہا بھلا شہنشاہ کی بات
کہین جھوٹی ہوسکتی ہے غرض اب سبکو یقین ہوا کہ بیشک یہ نامہ دار فرستادۂ شاہ جادوان
ہے بس غدار نے کہا اور کیا شہنشاہ نے فرمایا ہے جو لکھا ہے کہ جو نامہ دار کہے اُسپر عمل کرنا
سنے کہا وہ بات علیحدہ کہنے کی ہے غدار اسکا ہاتھ پکڑکر اپنے خیمے مین لیچلا قضاے کار
کنایہ سے راہ مین عیارہ صبا رفتار ملی اور اوسنے قران کو نہچانا صاف تو نہ کہہ سکی مگر بطور
کنایہ کے پکاری کہ میان صاحب ہمارا سلام ہے قران نے کہا کیون دھگڑے کو
بلایا جی تو اچھا ہے ان کلمات کو سُنکر غدار سمجھا کہ یہ عورت سمجھکر اس عیارہ سے ہنستا ہے
یہ سمجھکر اوسکو لیے اپنی بارگاہ مین گیا اور ادھر صبا رفتار نے جب دیکھا کہ میرا کنایہ غدار نہین
سمجھا بس جلد چلی کہ جاکر ملکہ حیرت کو خبر کرون اور جاکر سامنے ملکہ کے عرض کیا کہ حضور نامہ دار نہین
وہ قران عیار ہے جو غدار کو لیگیا ہے جلد خبر لیجیے نہین غدار مارا جائیگا حیرت نے کہا تو دیوانی
تو دیوانی ہے وہ شیر پر چڑھکر آیا ہے اور نامہ مُہری شہنشاہ کا لایا ہے کہین عیار بھی شیر بن سکتے ہین یا تین سر

اپنے بنا سکتے ہین صبا رفتار نے کہا اسوقت اس شبہہ مین نہ پڑیے اور عیاری کے فن کی تصریح نہ فرمایئے جلد وہان کی خبر منگوایئے حیرت نے اسکے کہنے سے ایک ساحر کو حکم دیا کہ جا اور غدار کی خبر لا وہ تو ادھر چلا مگر جبتک یہ آئے آئے وہان پہونچتے ہی قران نے کہا اے غدار مین تجھے قتل کرنے آیا ہون اُسنے کہا کیون جوابدیا کہ حکم حاکم دیکھو نہ وہ کیا مارنے چلے آتے ہین اسنے گھبراکر اسکے اس کہنے سے پھر کر دیکھا قران نے چمک کر بغدہ مارا کہ سر کٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہوگیا غل وشور وتاریکی ہوگئی قران و برق بھاگ کر لشکر سے نکل گئے اور ساحر فرستادہ حیرت جو آیا اوسنے بھی یہ ہنگامہ دیکھا پلٹ کر ملکہ پاس گیا اور کہا وہان خاتمہ ہوگیا حیرت کو بڑا رنج ہوا الاش غدار کی اُٹھوائی اور یہ زبردستی جو عیارون کی جو دیکھی طولان کا فرخ خوف سے دم نکل گیا کہ واقعی ان عیارون کے ہاتھ سے جان بچنا مشکل ہے حیرت نے نامہ اس سب حال کا افراسیاب کو لکھا اور قران نے جاکر سب ماجرا مہرخ سے بیان کیا اور برق کی گرفتاری سے ہر ایک رنجیدہ ہو رہا تھا اب اوسکو دیکھکر خوش ہوا الحاصل یہ سب تو اس کیفیت مین ہین اور عمر و مخمور دریاے مردار سے گذر کر سمت کوکب روانہ ہین لیکن ان سبکو تو اسی حال مین رکھیے مگر شمہ داستان زلازل قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران کے لشکر نصرت اثر کے سنیے کہ المؤلفہ

بیا ساقیا جام بر کف بنہ	بہ مطرب بگو دست بردف بنہ
بہ زاہد بگو توبہ را بشکنہ	کہ فصل بہاری دریغ ست رسد
بیا صوم از بادہ افطار کن	زمے چہرۂ خویش گلنار کن
گدائے درمیکدہ چون شوی	زمے دامن خویش را زر کنی
بیا بلبل گلشن داستان	بگے قصۂ نغز و نادر بخوان
بکن تیغ منقار را تیز تیز	برنگین بیان خون دلہا بریز
بہر کلمہ صد تیر بر دل زنی	زسوفار چون داستان بگذری

ناوک اندازان نشانۂ داستان و خدنگ افگنان ہدف بیان تیر زبان سے تودۂ سخن کو یون نشانہ بناتے ہین اور قدر انداز کلام فرط شوق سے صداے زنارہ اسطرح بلند فرماتے ہین کہ اول مین ذکر کیا تھا ہیکان کا کہ وہ لشکر لقا مین گیا تھا اور قتل ہوا تھا اب بھائی اُسکا یعنی

سوفار جادو فرستادۂ شاہ جادوان بکردفر تمام خدمت لقا سے بدانجام مین جب پہونچا اوس کا استقبال شیطان درگاہ بختیارک نے کیا جب یہ اوس مردود کے سامنے گیا سجدہ کیا اور دنگل پر بیٹھکر رونے لگا اپنے بھائی کو یاد کرکے جان کھونے لگا بختیارک بھی اوسکے ساتھ گریہ کنان ہوا ہاتھ کہ یہ تو چپ بھی ہو رہا مگر بختیارک نہ چپ ہوا اُسنے خود کہا کہ ملک جی اب صبر کیجیے فضل خداوند سے اپنے بھائی کا بدلا اِن مسلمانون سے مین لونگا اور ایک کو جیتا نہ چھوڑونگا بختیارک نے کہا مین جو تجھسے زیادہ رویا تو سبب یہ ہے کہ دو آدمیون کو رویا ایک تو تمھارے بھائی کو اور دوسرے تمھین کیونکہ مین تمکو بھی مُردہ جانتا ہون خداوند نے اُن بندون کو قدرت ہی ایسی دی ہے کہ جو اُنسے لڑتا ہے قتل ہی ہوتا ہے سوفار نے کہا ملک جی مین بھی وہ ساحر ہون کہ دم بھر مین اِدھر کی دُنیا اُدھر کردونگا لقا نے اسکا لاف وگزاف سُنکر کہا اے بندۂ قدرت مجکو غرور کسیکا پسند نہین اِسیوجہ سے جو آتا ہے وہ مارا جاتا ہے کیلیے کہ اوسکو غرور ہوجاتا ہے کہ مین ایسا صاحب شوکت وزور ہون بس یہ مجکو ناپسند ہوتا ہے مین اوسکو قتل کرڈالتا ہون سوفار اپنے دل مین ڈرا اور کہا یا خداوند مجھسے خطا ہوئی معاف فرمایئے الحاصل اِسنے توبہ کی اور ایک دن کسل راہ سے آسودہ ہوا دوسرے دن جب تیر شعاع آفتاب بصد آب وتاب ترکش مغرب مین قدر انداز روزگار نے رکھے اور زاغ شب نے باز سفید کے پنجے سے بخوف وارمن ہوکر پرواز کی کہ بمقتضاے نظم

چو خورشید در جامۂ نیلگون	نہان شد چو زنگی شب آمد برون
جہان گشت چون چہرۂ اہرمن	کشادہ سیہ مار گردون دہن

سوفار نے طبل جنگ بجنے کی درخواست کی لقا نے حسب خواہش اسکے حکم دیا کوس چمنبدی پر چوب پڑی ہلکارے بارگاہ سلیمانی مین خبر لیکر گئے اور شہنشاہ گردون سریر چراغ لشکر اسلام سعد بن قباد کی خدمت مین پہونچکر مراسم آداب شاہی بجا لائے اور بہر تالب مکولے کہ نظم

بندہ در ہے ترا اک اقبال	حاجب آستان ہے جاہ وجلال
جب تری تیغ صاعقہ پیکر	نکلے ابر نیام سے باہر
گور مین کانپنے لگے بہرام	تھرا جائے روح رستم وسام
زہرۂ خاک آب ہوجائے	تُرک گردون دون کو غش آئے

آج لشکر لقا مین سوفار جادو جو طلسم سے آیا ہے اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے ہلکارے یہ عرض کرکے کنارے اور شہنشاہ نے امیر سے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی فضل پروردگار سے کوس رزم پر چوب پڑے امیر نے حسب الارشاد چالاک سے فرمایا کہ جاؤ اور طبل جنگ بجاؤ چالاک نے نقارہ خانی سکندری مین آکر طبل سکندر پر دوال دیا جہان فانی مین غوغاے اُقتلو بھر گیا نظم

تہیو برآمد زہر دو سرائے	جہان پُر شد از نالۂ کرنائے
چو رعد خروشندہ شد یوق دکوس	خور اندر پس پردہ آہنوس

شیر بیشہ گان جرأت ونشگان قلزم شجاعت بحر آہن مین بہر شکار عدو غوطہ لگانے لگے سلح خانہ کھل گیا ہتھیار پسند فرمانے لگے سخنہاے مردانگی برلب شاد و لبشاش سب کے سب جوہر تیغ نجم سپہر کو آنکھین دکھاتا تھا محراب خم کمان مین ہر حفاظت ہر بہادر چلہ چڑھاتا تھا شمشیر جانستان کو دیکھکر فلک نے دانت نکالے تھے رثابت خانہ سیارے تھے صبح ہوئے سب بھاگنے والے تھے دشت کین کو خون سے رنگین و پُر بہار کرنے کی تیاری تھی اسی سے اب آہن کی آبیاری تھی صداے نقیلے خوش الحان زمزمۂ ہزار جنی تھی بلبلان گلستان شجاعت گلہاے نظم کی محبت بیقرار کیے تھی کہانتک لکھون رات بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت مشیمہ شب سے طفل خونی پیدا ہوکر مہد فلک پر جنبان ہوا اور آغوش دایۂ سپہر کو دکان نجم نے کنارہ کیا کہ بموجب نظم

چو خورشید برچرخ لشکر کشید	شب تار تارندہ شد ناپدید
خروشیدن آمد زپردہ سرائے	ہمان نالۂ کوس با کرنائے
زپیلان نہادند برتخت عاج	سراسر زدیباے زربفت ہروزگون
زبرجد نشاندہ بہ تخت اندرون	زدیباے زربفت پیروزہ گون
بزرین ستام وجناغ پلنگ	بزرین درا ے دہرسایۂ رنگ
زافسر سر پیلبان پرنگار	ہمہ پاک باطوق وبا گوشوار
سپاہے برفت اندران دشتہ نام	کزایشان ہمی آرزو خواست نوم
سنانہا درخشان وجوشان سپاہ	شدہ روے ہامون زلشکر سیاہ

یعنی صبحدم امیر کشور گیر مسجد کے پاس سے بعد فراغ طاعت الٰہ دربدولت آسمان پناہ ظل اللہ پرتاج

اور مع تمام سرداروں کے بادشاہ کو قلب لشکر لیکر وارد دشت مصاف ہوئے اُسطرف سے لقا
با فوج بیکران مع سوفار بے ایمان داخل میدان ہوے صفین جمین مقون نے چھڑکاؤ کرکے گرد کو بٹھایا
نقیبون نے بہادرون کو مرنا یاد دلایا دنیاے فانی کو ناپایدار بتایا کہ بموجب ابیات ۔

خلعت شاہانہ رکھتا ہے جو تن	چار دن کے بعد ہونا ہے کفن
بزمین جسکے ہے عروسانہ لباس	ہے وہ اُسکے دوش پر اسباب یاس
ایک بھی خندان نہین ایسا یہان	ہو نہ گریہ ساتھ جسکے تو امان

لازم ہے کہ سراے فانی کو ہیچ و پوچ جانکر مرنے کو زندگی جاوید سمجھو اِس معرکے کو مارلو نام کرلو بڑی
خوشی سے گردن پر تیغ کی دھار لو دلاور اس کلمات جوش شجاعت مین جھومنے لگے نقیب صفوت لشکر یہ
سناٹا چھایا ہوا دیکھکر ہٹ گئے سوفار اژدر سحر اُڑاکر وسط میدان مین آکر للکارا نعرہ مارا کہ ہے کوئی مرد
میدان نبرد جو مجھسے آکر مقابل ہو یا مین اُسکو ہلاک کردن یا وہ میرا قاتل ہو ادھر سے شہنشاہ
عراق بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے اُس نابکار کے گیا اور پکارا کہ لا ضربت مردان اِسنے سحر پڑھکر
دستک دی بروے ہوا سناٹا ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک عقاب تیز چنگا ہمسر نسر طائر فلک اُڑتا ہوا
آیا اور شہنشاہ عراق کی کمر مین پنجہ ڈالکر لے اوڑا ہر چند اس بہادر نے لنگر مارا مگر پشت مرکب پر قائم نہ رہا لٹکتا
ہوا چلا گیا بعد اوسکے جانے کے پھر اُسنے مبارز طلبی کی مندویل اصفہانی بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت
لیکر روبرو اُسکے اور طالب ضرب ہوا اُسنے پھر سحر پڑھکر تالی بجائی وہی عقاب آیا اور اوسکو بھی اُٹھا
لیگیا اسی طرح بیس بچیس سردار پنجۂ عقاب مین گرفتار ہوے اُسوقت امیر نے عزم میدان جنگاہ فرمایا
مگر بختیار کنے جب لشکر اسلام کا پُر انبوہ دیکھا خیال کیا کہ شاید صاحبقران نکلینگے اِس
وہ اسم اعظم جانتے ہین سوفار مارا جائیگا یہ سوچکر اُسنے طبل بازگشت بجوادیا لشکر میدان قتال
سے پھرے امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت پذیر ہوے ازبسکہ دن تمام نہوا تھا اور امیر رنجیدہ خاطر
بھی تھے سرداروں نے لشکر خیمہ گاہ کی طرف بھیجے اور آپ لگاکر امیر کو صحرا کیطرف لائے اُس جگہ دامن
کوہ مین گلہاے خودرو کھلے تھے دامن کوہ دامن گلچین تھا یا ارژنگ چین تھا ابر بہاری کا
شامیانہ تھا طاؤس زرین لباس کا رقص مستانہ تھا ہواے سرد کشتی جان کے
لیے باد مراد تھی زمین وہانکی شاہدان گل سے آباد تھی آتش لالہ و گل کا دھوان سحابی تھا بجلی کا اِس مین

گونج تالیب مسی آلود معشوق کا ہنسنا یاد دلاتا تھا طرفہ بہار تھی نسیم ہر سمت مسکبار تھی کہ نظم

جابجا منظم ہے باد بہار	ہے وہ صحرا نمونہ گلزار
برق سے ہے عیان تجلی طور	سارا جنگل ہے نور سے معمور
گھر کے آیا ہے ابر دریا بار	بھینی بھینی سی پڑ رہی ہے پھوار
قہقہہ زن کسی طرف ہین چکور	کہین کوئل کہین پپیہے کا شور
گل خودرو پہ زور جوبن ہے	دامن دشت رشک گلشن ہے
ڈھانک پھولا ہے بور آیا ہے	لالہ کو رنگ لایا ہے

بس ایسے صحرا سے فرحت بخش مین پہونچکر نسدھور نے کہا یا امیر اسوقت لطف صید افگنی ہے امیر نے فرمایا بہتر نسدھور نے ایما پاکر ملازمونکو حکم دیا کہ سامان شکار حاضر کرو لوگ لشکر مین گئے اور حکم سنایا اُسیوقت قراول بہلیے جانوران شکاری کو لیکر روانہ ہوے باز ارعقاب وشاہین کوے کر چلے خیمہ وخرگاہ فرش سائبانہ سب روانہ ہوا دم بھر مین جملہ سامان درست ہوگیا نظم

تھا وہ صید و شکار کا سامان	سیکڑون طائران صید کنان
وہ قراول بلا کے وہ صیاد	فن صید و شکار مین اُستاد
شاہباز ایک ایک برق نظیر	عازم صید طائر تقدیر
تیز پرہ وہ عقاب شاہین تھے	صید مرغ گمان پر بین تھے
وہ فلک سیر ایک اک بحری	قاتل صید بحری و بری
جوڑیان تازیون کی برق شعار	کوئی گلڈانک اور کوئی بودار

خیمۂ فلک فرسا دامن کوہ مین صحراے سبزہ زار دیکھکر استاد کرایا اور سب سردار شکار کھیلنے مین مصروف ہوے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ بمقتضاے نظم

گئی صیاد خلق صید افگن	صید گہ مین اُڑاتے تھے توسن
زیب دوش ایک ایک کے وہ کمان	جسپہ قوس قزح بھی ہو قربان
کوئی ناوک فگن کمان ابرو	باندھتا تھا نشانہ آہو
محو صیاد تھا ہر اک نخچیر	دنگ تھا مثل طائر تصویر

وہ یقیہ دن شکار مین بسر ہوا جب غزال رم خوردہ ماہ جست و خیز کرتا ہوا صحرائے فلک مین آیا اور ساکن برج اسد دست پسر چھوڑکر گوشہ مغرب مین گیا کہ نظم

کچھ وہ شب بھی عجب بہار پہ تھی	چاندنی زور ہی نکھار پہ تھی
شب نہ تھی دودِ آہ عاشق تھا	جلوۂ نور صبح صادق تھا

تمام سردار مع امیر اُسی دشت مین مسکن گزین ہوے اور سیر شب ماہ کرنے لگے ہر جگہ روشنی ہوئی قندیلین درختون مین لٹکائین میدان مین چاندنیان بچھوائین شغل بادہ کشی مین سردار مصروف ہوے امیر صنعت رنگارنگ صانع حقیقی دیکھکر حمد کرنے لگے ادھر تو یہ حال ہی اور اُسطرف جب سوفار پھر گیا اُسنے بختیارک نے کہا ابھی تو دن باقی تھا تم نے طبل امان کیون بجوایا اُسنے جواب دیا کہ امیر مالک باطل السحر ہین وہ تیرے مقابلہ مین آنے والے تھے اُنکے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا اِس لحاظ سے مین پھر آیا سوفار نے کہا اگر یہ کیفیت ہی تو مین جاکر اسم اعظم بند کرتا ہون بختیارک نے کہا وہان جاوگے تو بارگاہ سلیمانی مین سحر بھول جاؤگے اب یہ حیران ہوا کہ کیا کرون اِس عرصے مین ہلکارون نے آکر خبر کہی کہ امیر مع سردارون کے جنگاہ سے پھر کر اردو دشت ہوے اور ہنوز اُسی جگہ مصروف سیر و تماشا ہین بس یہ سُنتے ہی سوفار اُٹھا اور سوار ہوکر جانب صحرا روانہ ہوا جب قریب خیام واجب الاکرام امیر پہونچا ایک ملازم کو خدمت امیر مین بھیجا اُسنے روبرو آکر عرض کیا کہ مالک ہمارا سوفار جادو حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی ہے امیر نے فرمایا مین فقیر آدمی ہون جسکا جی چاہے آئے یہ خانہ بے تکلف ہے یہ کہکر دو ایک سردار بھیجے استقبال کو وہ آکر اوسکو لے گئے جب یہ سامنے پہونچا سلام کیا امیر نے دسترخوان بچھنے کو دیا پھر ساقی کو اشارا کیا اُسنے جام شراب گلفام اُسکے سامنے کیا سوفار میخواری کرنے لگا جب نشہ ہوا اُسوقت امیر نے پوچھا کہ باعث تشریف لانے کا کیا ہے اُسنے کہا مین آپکو سمجھانے آیا ہون کہ خداوند تعالا کو سجدہ کیجیے اور سرکشی سے باز آیئے امیر یہ کلمہ سُنکر آگ ہوگئے اور فرمایا کہ مین اس مردود درگاہ خدا پر ہزارون لعنت کرتا ہون اور تم اسوقت میرے مہمان عزیز نہوتے تو زبان تیغ سے اِن باتون کا تمکو جواب دیتا سوفار نے یہ کلام سُنکر کچھ جواب ندیا بلکہ ٹالکر اور باتین کرنے لگا اور حین گفتگو مین اپنے جھولے سے ایک جالور سُرخ رنگ نکالکر چھوڑا کہ وہ اوڑکر گرد امیر کے چکر مارکر پھر اِسکے ہاتھ مین آگیا پس یہ اوٹھا

اور کہا یا امیر مین آپکو خبر دینے آیا تھا خیر آپ نہین مانتے تو آپ جانیے غلام رخصت
ہوتا ہے امیر نے پھر کچھ جواب نہ دیا یہ چلا گیا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر اگیارکے سحر پڑھنے لگا اور
منتر سوئیو نپر دم کرکے اُس جانور کے منھ پر مارین پھر اُسکو ایک شیشے مین بند کرکے اپنے تھیلے مین
وہ شیشہ رکھدیا اور بارگاہ لقا کیطرف روانہ ہوا مگر جب امیر کے پاس سے یہ چلا آیا تو لندھور نے کہا
یا امیر اِس کافر کا آنا اور جانور اُڑانا خالی از فساد نہین چہرہ پُر نور آپکا متغیر معلوم ہوتا ہے اسم اعظم کو
پڑھیے امیر نے چاہا کہ پڑھون ایک حرف بھی یاد نہ آیا فرمایا کہ بزور سحر اُس مرتد نے اسم اعظم مجکو
بھلا دیا ہے خیر وہ مالک حقیقی قادر و توانا ہے جو وہ چاہے گا سرداروں نے عرض کی کہ اب مناسب
ہے حضور لشکر مین تشریف لیچلین کسلیے کہ بادشاہ جمجاہ وہان اکیلے ہین ایسا نہو کہ یہ کافر انھین
کچھ رنج پہونچائے امیر نے کہا چلو فی الجملہ اُسیوقت سوار ہوکر سب داخل لشکر ہوے بادشاہ نے
اسم اعظم بند ہونے کا حال سُنکر رنج کیا اور عیاران لشکر نے بھی سب ماجرا سُنا چالاک بن عمر
مع چند عیارون کے چلا کہ اسم اعظم کسی طرح چھڑاؤن اور اُدھر جب دربار مین لقا کے سوفار
پہونچا تخیارک سے کہا مین اسم اعظم بند کرلایا اُسنے کہا اوسکو یہان نرکھو طلسم مین بھیجو اور
کسی ساحر زبردست کو دیکر روانہ کردو تاکہ وہ کسی مقام پر دھوکا نہ کھائے اُسنے اپنے ملازمون مین سے
طاؤس جادو نام ایک ساحر کو تجویز کیا کہ یہ لیجائیگی اور اُسنے بھی عرض کیا کہ مین باحتیاط تمام پہونچا
دونگی اسوقت ایک نامہ لقا نے افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بندۂ مقبول
بارگاہ خداوندی شاہ طلسم ہم تجھسے بہت خوش ہین کیونکہ تونے سوفار جادو کو ہمارے پاس بھیجا
وہ ہمارا بندۂ برگزیدہ ہے اور ہم اُس سے بہت راضی ہین فی الحال اسم اعظم حمزہ اُسنے بند کیا ہے
اور وہ شیشہ مین رکھکر معرفت طاؤس جادو کے ہم تمھارے پاس بھیجتے ہین لازم ہے کہ باحتیاط
تمام اِس شیشے کو ایسے مقام پر رکھنا تاکہ دسترس عیارون کا نہو اور یہ نامہ اطلاعاً قبل پہونچنے شیشہ
اسم اعظم کے بھیجتے ہین تاکہ ساحرونکو بھیجکر طاؤس کی مدد کرو اور بخیر و عافیت اپنے پاس اُسکو بلا لو
اور کسی اور ساحر نامی کو یہان نہ بھیجدو کہ سوفار تنہا زبردست ہے نامہ تمام خداوندکا سایہ ہمیشہ تمپر رہے
اِس نامہ کو بنابر دستور کوہ عقیق پر رکھوا کر نقارہ بجوادیا پنجہ پیدا ہوا نامہ اُٹھالے گیا اور طاؤس
وہ شیشہ لیکر روانہ ہوئی چالاک کہ صورت بدلکر بارگاہ مین آچکا تھا اِس تمام کیفیت سے آگاہ

ہوکر عقب طاؤس چلا گروہ نامہ جو پاس افراسیاب کے بھیجا تھا پہنچے نے لاکر باغ سیب مین پہونچایا
شہنشاہ ساحران نے پڑھا سوفار کی تعریف دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور ایسا اسم پڑھا کہ چرخ جادو
نام ایک ساحر کو خبر ہوگئی کہ شاہ طلسم بلاتے ہین وہ اُسیوقت حاضر ہوا آداب بجالایا شہنشاہ نے فرمایا کہ
تم خداوند پاس جاؤ اور سوفار کی مدد کرو اور جواب مین نامہ کے عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ حضور کا نامہ
عزت افزا سے حقیر ہوا سوفار سے جو آپ خوش ہین تو یہ کمترین بھی نہایت خوش ہوا اب وہ دمبدم
مراعات خسروانی کا ہماری امیدوار رہے بہت بڑا مرتبہ اُسکا کیا جائے گا جب وہ لڑائی
فتح کرکے یہان آئیگا فی الحال چرخ جادو کو اوسکی مدد کے لیے بھیجتا ہون یہ بھی بلا کا ساحر ہے اِسکے
ہنر آپکو خود ظاہر ہوجاوینگے آگے میرے حال پر ہمیشہ عنایت خداوندی ہی یہ عرضی چرخ کو
حوالے کی اور خلعت رخصت عنایت فرمایا یہ بارہ ہزار ساحران نابکار اپنے ہمراہ لیکر بجبل بسیار
روانہ ہوا اور بعد قطع منازل طلسم سے نکلکر کوہ عقیق مین داخل ہوا ابر و غبار علامت آمد ساحر دیکھکر
سلیمان عنبرین مو وغیرہ بہراستقبال قلعہ سے نکلے اور چرخ سے آکر ملاقی ہوے لشکر اُسکا اوترایا
یہ بارگاہ مین جب آیا خداوند کو سجدہ کیا عرضی افراسیاب کی دی لقمانے عرضی پڑھکر خلعت اُسکو
دیا یہ بیٹھا اور کہا سوفار اسم اعظم بند کرچکے ہین اور ایک لڑائی بھی لڑچکے ہین اب یہ آرام کرین اور میرے
نام پر طبل جنگ بجے تاکہ مین لڑون اور کارِ دشمن تمام کرون سوفار و بختیارک نے کہا بہتر ہے
آج شام کو طبل رزم بجوا تا اِتنا دن تم بھی کسل راہ سے آسودہ ہو رہو یہ کہکر مصروف مے نوشی ہوے
جبکہ زلف لیلاے شب ستارون سے پُرافشان ہوئی اور لباس بادصبا فروغ مشغل و چراغان
سے آتشین بناکہ بیت تیرگی ہر طرف نہین تھی نمود ✤ آتشِ سحر کا بلند تھا دود ✤
سرِ شام نقارہ جنگ پر چوب پڑی بادشاہ اسلام کی خدمت مین اہلکارون نے خبر جاکر
عرض کی اُدھر بھی کوس رزمی بجا زمین و زمان مین تہلکہ پڑا اب یہان تو دونون لشکرون مین تیاری
جدال و قتال ہے مگر چالاک کی کیفیت سُنیے کہ یہ جو عقب طاؤس چلا تھا تو اِنسے دیکھا کہ وہ
برابر ایک کوہ سیاہ رنگ کے پہونچی اور اوس پہاڑ پر ٹھہری کہ ذرا دم لے لون تو آگے بڑھون وہان
تخمہاے لالہ و ناوزمان کھلے تھے ہواے سرد چلتی تھی دل کو فرحت دیتی تھی یہ ساحرہ راہ کی تھکی
ماندی آئی تھی وہان بیٹھکر اونگھنے لگی ذہن مین گذرا کہ ایسا نہو تو سوجائے اور شیشۂ اسم اعظم پر کچھ آفت

آئے لازم ہے کہ اُسکو احتیاط سے رکھدون اور تھوڑی دیر آرام کرلون کیونکہ طلسم مین جانا ہے اور شاہ
جادوان سے ملنا ہے پھر سونا اور آرام خواب و خیال ہوجائیگا نہین معلوم کے روز اس مرحلہ مین گذرین یا
یہ سوچکر اسنے کچھ سحر پڑھا دفعۃً ایک طاؤس خوش رنگ اُڑتا ہوا اسکے سامنے آیا اسنے ایک رقعہ قلم سحر
سے بنام سیاہ جادو جو اُس پہاڑ کا مالک ہے لکھا مضمون یہ تھا کہ مین بحکم خداوند شیشۂ اسم اعظم لیے
ہوے طلسم مین جاتی تھی تمھارے مقام پر پہونچکر آرام کیا چاہتی ہون تم میری خبر لیے رہنا تاکہ کوئی شیشہ
نہ توڑ ڈالے اور چند بوتلین شراب کی مع کسی قدر کھانے کے میرے لیے بھیجدو جب سوکر اُٹھون کھا
پیکر روانہ ہون یہ رقعہ اُس طائر کو دیا اور وہ لیکر سیاہ جادو جو اوسی کوہ کی حوالی مین ایک مقام پر
رہتا ہے اُسکے پاس گیا اور بعد جانے اُس طائر کے اسنے شیشۂ اسم اعظم ایک تمار مین پہاڑ کے رکھکر
آرد ماش کا ایک سانپ بنایا اور اُسپر سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ زندہ ہوکر بصورت مار سیاہ بنکر دہن تمار پر
بیٹھا جب خوب استحکام کرچکی اُسوقت آپ آرام پذیر ہوئی چالاک نے یہ سب کیفیت دور سے
دیکھی خیال کیا کہ اب جو یہ قحبہ سوکر اُٹھیگی تو طلسم مین چلی جائیگی اور مین طلسم مین جانہ سکون گا
لازم ہے کہ اسیجگہ اسکا کام تمام کرون یہ سوچکر اسنے صورت اپنی مثل ایک جوگی کے بنائی یعنی چار ابرو
مونڈکر تہمد باندھی تسمہ اُسپر لگایا جھولا گلے مین ڈالا کشکول گدائی کے کڑے مین تسمہ ڈالکر کاندھے سے
لٹکایا کڑا لوہے کا ہاتھ مین ڈالا اور وہان سے اُسجگہ جہان یہ ساحرہ سو رہی تھی پہونچکر ایک شاخ
درخت تھام کر صدا کہنے لگا آنکھین بند تھین اور بہت زور سے چیختا تھا کہتا تھا کہ صدا

اِس نگری سے کام نہین - خاص وطن کو جاتا ہے	دنیا دولت لوگ کٹم پر - ناحق جی بھٹکاتا ہے
چل کے چلے لوگن سے - پھر یہان نہین آتا ہے	بھگوت اٹھ پہر نا بھولے - ہر کو مُنھ دکھلاتا ہے

اسکے غل مچانے سے طاؤس کی آنکھ کھلی دیکھا ایک جوگی کھڑا صدا کہہ رہا ہے سمجھی کہ تو نے نامہ سیاہ
جادو کے پاس بھیجا ہے شاید اُس بستی مین خیر تیرے یہان ٹھہرنے کی ہوگئی ہے یہ مانگنے چلا آیا ہے
یا یہ یہین کا رہنے والا ہے کہ جوگی اکثر پہاڑون پر رہتے ہین پس یہ سمجھکر اسنے کہا بابا جی مین یہان سوتی ہون
آپ ٹھہریے کھانا آتا ہوگا بھوجن کیجیے گا یا کہین اور تھوڑی دیر مانگ آیئے پھر آجایئے گا چالاک نے کہا
اچھا بچا یہ کہکر اُسی جگہ بیٹھا اور وہ پھر سونے لگی اس عرصہ مین نامہ اسکا سیاہ جادو کے پاس
پہونچا اُسنے دو خوان کھانے کے اور ایک کشتی شراب کی نہایت تکلف سے مع گرمک وغیرہ کے بھیجی

اور لکھ بھیجا کہ اسوقت آپکے لکھنے کے بموجب مین سحر خوانی مین مصروف ہوتا ہون جو کوئی شیشۂ اسم اعظم
کو اوٹھانا چاہیگا مجھے فوراً خبر ہو جائیگی اور اسی سحر کے لیے مین آپ حاضر نہ ہو سکا جو معاف کیجیے گا اور کھانا
جو کچھ تیار تھا وہ بھیجا ہے گو آپکے لائق نہین لیکن قبول فرمایئے گا خلاصہ یہ کہ وہ ساحرہ وہ کھانا لیکر پہاڑ پر
اسنے یہان ساحرہ سوتی تھی اور چالاک بیٹھا تھا وہ سمجھے کہ یہ جوگی بھی اسی کے ساتھ ہے اور چالاک
نے بھی کہا کہ ملکہ ابھی سوئی ہین اونکو نہ جگاؤ جو کچھ لائے ہو مجھے دیجاؤ وہ ساحر کھانا اور نامہ وغیرہ چالاک
کو دیکر چلے گئے اُسنے اوس سب کھانے مین بیہوشی ملادی اور شراب بھی آغشتہ سفوف بیہوشی
کرکے بیٹھا بعد کچھ عرصہ کے ساحرہ اُٹھی دیکھا کھانا رکھا ہے اور جوگی بیٹھا ہے اسنے کہا جوگی جی
یہ کون لایا تھا اُسنے وہ نامہ جو ساحرہ دے گئے تھے حوالے کیا ساحرہ نے پڑھکر معلوم کیا کہ سیاہ
جادو نے بھیجا ہے کہا آپ بھوجن کیجیے جوگی نے کہا بچا اچھا اور شراب پہلے جام مین بوتل سے اُنڈیل کر
اُسکو دی وہ بے وسواس پی گئی اُسنے اور دو تین جام پے در پے اُسکو دیے وہ سوکر اُٹھی تھی خمار شکنی کے
لیے پی گئی یکایک سر گھوما اور چکر کھاکر گری چالاک نے فی الفور خنجر کھینچکر سر کاٹ ڈالا عمل دستور رہا
ہوا کہ ماراطاؤس اس جادو کو بعد کچھ عرصہ کے وہ ہنگارہ شاہ سانپ جو دہن غار پر بیٹھا تھا اسکے مرنے
سے ماش کے آٹے کا ہو گیا چالاک نے چاہا کہ خیشہ غار سے نکالکر توڑ ڈالون لیکن ساحرہ سیاہ جادو کو
اطلاع دی چکی تھی اُسکو ہیر نے خبر دی کہ کوئی عیار شیشہ لیے جاتا ہے پس وہ بیتاب اپنی جگہ سے بزور
سحر اُڑا اور ہنوز یہ غار مین نہ اُترنے پایا تھا کہ وہ آکر گرا سحر سے چالاک کو گرفتار کر لیا اور کہا تو نے بڑا
غضب کیا کہ میرے یہان مہمان آئی تھی تو سکو تو نے قتل کیا یہ کہکر کچھ پڑھکر دو ایک ساحر حاضر ہوئے
اُنسے کہا تم لاش اسکی اوٹھاؤ اور آپ شیشۂ اسم اعظم لیکر اور چالاک کو گرفتار کیے تسمت کوہ عقیق
روانہ ہوا از بسکہ کئی عیار چالاک کے ہمراہ اسی فکر مین چلے تھے کہ اسم اعظم کو جھپٹ لین پس جب یہ کوہ عقیق
کے حوالی مین پہونچا وہان سمک پھر رہا تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر شیشہ لیے اور چالاک کو گرفتار
کیے لیے جاتا ہے یہ دیکھتے ہی اسنے صورت اپنی مثل ایک ساحر کے بنائی کمتور چندن کے جسم مین
لگائے جھولا سحر کا گلے مین ڈالا دھوتی باندھی سانپ سر سے لپیٹے جٹائین بالون کی زمین تک لٹکائین
پھر بہت جلد قریب اُسکے گیا صاحب سلامت کرکے پوچھا کہ یہ شیشہ تو اسم اعظم کا ہے تمنے کہان پایا
وہ اس پوچھنے سے سمجھا کہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے ملازم خداوند ہے جب تو شیشہ کا حال جانتا ہے پس بیخبر بولا

کہ برادر ایسا کچھ احوال ہی اور سب ماجرا سے گذشتہ بیان کیا سمک نے حال سُنکر مارے جانے پرطاؤس کے افسوس کیا اور کہا اس شیشہ کو مین دیکھون تو کیونکر اسم اعظم قید کیا ہی اور اسم کیا چیز ہے ہوتا کیسا ہی اُسنے اسکو اپنا رفیق سمجھ کر شیشہ حوالے کیا اسنے لیتے ہی زمین دے مارا اور اوپر سے ایک پتھر مارا کہ وہ شیشہ چور چور ہوگیا اور جانور جو اُس مین بند تھا وہ نکلکر اُڑگیا سمک شیشہ توڑکر بھاگا اور کسی گڈھے مین چھپ گیا سیاہ جادو شیشہ ٹوٹنے سے پہلے تو حیرت مین آگیا کہ یہ کیسا آدمی تھا جو ابھی دوستی کی باتین کرتا تھا اور ابھی دشمن بنگیا غرض بعد لمحے کے سوچا کہ یہ ساحر نہ تھا عیار تھا ناچار چالاک کو پنجہ مین دابکر اُڑگیا اُسوقت سمک سمجھا کہ اب ہاتھ نہ لگیگا چلکر امیر سے اطلاع کرون پس یہ لشکر اسلام کی طرف چلا یہان وہ وقت ہی کہ کوہستان کیطرف سے گیتی افروز نے جلوہ گری فرمائی تھی اور زلف لیلاے شب نے درہمی و برہمی کی تھی کہ نظم

چوخورشید زد پنجہ پرپشت گاؤ		زہامون برآمد خروش دکاؤ	
ازان چادر قیر پیرون کشید		بدندان لب ماہ درخون کشید	

سپاہ جنگی تیار ہوکر میدان کارزار مین آئی تھی امیر مع بادشاہ گردون کلاہ کے عازم دشت قتال تھے کہ سمک نے جاکر عرض کیا یا امیر کشور گیر حقیر نے جاکر شیشہ اسم اعظم توڑا لیکن ایک ساحر خدمت لقا مین چالاک کو لیگیا ہی یقین ہے کہ وہ کافر اُسکو قتل کرے یہ خبر سُنتا تھا کہ امیر نے اسم اعظم پڑھا دیکھا تو حرف بحرف یاد تھا بس گھوڑے پر بیٹھکر سمت لشکر حریف روانہ ہوے پیچھے پیچھے تمام سردار بکروفر تمام مع فوج قاہرہ کے چلے واہان وہ زمانہ ہے کہ سیاہ جادو نے چالاک کو لاکر سامنے کیا ہی اور سب حال بیان کرچکا ہے اور ایقا نے حکم دیا ہے کہ اسکو قتل کرو جلاد نے لاکر میدان مین چوتڑے پر نکبت کے بوریاے ہلاکت بچھاکر چالاک کو زیر تیغ بٹھایا ہے جلاد حکم گردن زنی دریافت کر رہا ہے اور چالاک درگاہ خدا مین رجوع قلب سے استغاثہ کرتا ہی کہ نظم

سب فنا ہین مگر ہے تجکو ثبات		وحدہٗ لاشریک ہے تری ذات	
جمعہ سادر پہ بادشاہین ترے		تاج بخش شہان گداہین ترے	
ہے کرم پر ترے یہ دل مغرور		وردہے اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُور	
آپ فرماتا ہے تو اے والی		سَبَقَت رَحمَتی عَلٰی غَضَبی	

تو مداوا ہے درد ہر دل ہے
مرہم زخم جان بسمل ہے

رحم تیرا اگرچہ ہو شامل
ابھی ہو جائے حل میری مشکل

یمین دعا مین نعرۂ صاحبقران بلند ہوا جلاد تیغہ بھینک کر بھاگا اسطرف بھی فوج مسلح و مکمل ہوکر عازم دشت وغا تھی امیر سے لڑنے لگی امیر اس بحر فوج مین نہنگ شجاعت تھے دریاے لشکر مین غوطہ لگا گئے ہمہ تن چشم بنگرائے زندگی حریف کی حباب آسا ہوگئی دایۂ اجل کنار لطافت مین بسملونکو اٹھانے لگی روح داہن جسم مین طفل کیطرح مچل گئی آخر تڑپکر نکلگئی چشم زخم سے مفارقت روح مین تن آنسو بہاتے تھے بسمل بشکل خاطر عشاق بیقرار نظر آتے تھے امیر لڑتے بھڑتے قریب چالاک جاکر پہونچے اور اسم اعظم پڑھکر پھونکا ادھر سردار جو پیچھے امیر کے آتے تھے وہ فوج سے سامرون کی لڑنے لگے زیست کا عرصہ تنگ تھا میدان محشر وہ دشت جنگ تھا بازار اجل گرم ہوا تھا سر کا سودا سستا تھا جوش فوج سے دریاے آہن موج مارتا تھا صحرا لوکو خون کشتگان سے پیسو کر لالہ زار کی کیفیت دکھاتا تھا کہ مقتضاے ابیات

دو لشکر بیک جا شدہ سخت کوش
بگردون در افتادہ بانگ و خروش

زگرد سواران ہوا بسکہ میغ
چو برق در خشندہ پولاد تیغ

ہوا را تو گفتے ہمے برفروخت
چو الماس روے زمین را بسوخت

زخون روے صحرا چو جوے روان
زبانگ سواران جہان پر فغان

چنان تیرہ شد روز روشن ز گرد
تو گفتے کہ خورشید شد لاجورد

آخری گرمی شعلۂ تیغ کی تاب سپاہ ناری نہ لاسکی لقا مع لشکر ساحران قلعۂ عقیق مین بھاگ کر چلا گیا اور فوج مین طبل امان بھی بجوادیا صاحبقران مظفر و منصور چالاک کو رہا کرکے پھر سے اور داخل لشکر ہوے لشکر نے کمر کشائی سردارون نے بھی زرہ آتاری راحت پذیر ہوے آرام گیر ہوے اسی طرح گذرا دوسرے روز لقا با دل خستہ و شکستہ قلعہ مین داخل تھا کہ یکایک ابر سا آیا اور اسمین سے ساحر اخگر جادو نام سوار تھا وہ اتر کر سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوا کہ کمترین ملازم چشم جادو جو ایک دربند طلسم کی مالک ہے اسکا بھائی ہے ملکہ بھی آتی ہین لیکن مین پہلے اس سبب سے حاضر ہوا ہون کہ مجھ سے اور صوفار جادو سے دوستی ہے چاہتا ہون کہ کار دشمن تمام کرون دوستی کا حق ادا کرکے اپنا نام کرون لقا نے اسکو سرفراز کیا اور صوفار زنے پاس بٹھایا اور جملہ

سامان راحت خیمہ و فرش وغیرہ درست کرادیا جب کف چرخ نیلی سے یاقوت سرخ نکلکر درج مغرب مین گیا اور جوہری روزگار نے جواہر انجم کو درخشان کیا نظم

بدانگہ کہ روشن جہان تیرہ گشت
طلایہ پراگند بر گرد دشت

خروشے برآمد ز پیش سپاہ
کہ اے نامداران گردان شاہ

میان بستہ دارید و بیدار بید
ہمہ در پناہ جہاندار بید

اخگر کے نام پر طبل جنگ بجوایا صدا سے طبل رزمی گوش حق نیوش بادشاہ اسلام مین جب پہونچی ادھر بھی تیاری لڑائی کی ہونے لگی طبل سکندر کوچ کی دی پھر تو دونون لشکر پرازخشم تھے پرشکن ابروان چشم تھے ساحر سحر جگاتے تھے بہادر سپر اور تلوار کھڑکھڑاتے تھے رات بھر یہی ہنگامہ رہا جب وقت آیا دمکے شب نے من روز نورانی کا اوگلا اور ظلمت شب نے کنارا کیا کرابیات

سپیدہ چو از جاے خود بردمید
میان شب تیرہ اندر خمید

ہمے رفت لشکر گوہا گروہ
چو دریا بجوشید ہامون و کوہ

خروشیدن تازی اسپان بدشت
ز بانگ تبیرہ ہمے برگذشت

ہمہ نامداران جوشن وران
برفتند باگرزہاے گران

ایک طرف امیر مع شاہ اسلام دوسری سمت لقا مع ساحران نافرجام وارد دشت نبرد ہوکر صف کارزار کی درستی مین مصروف ہوے بعد ترتیب صفوف افواج قاہرہ اخگر طالب مدمقابل ہوا ادھر سے ہومان دمشقی اجازت لیکر اُسکے سامنے گیا اُسنے ایک نعرہ مارا کہ وہ پھٹا اور دھوان نکلکر گرد اُسکے ہوگیا وہ بیہوش ہوا اخگر نے گرفتار کرلیا اور پھر نہیب دی مثقال شاہ نے ایکی بار گھوڑے کی باگ لی سامنے اُسکے جب پہونچا ایک تیر اُسپر لگایا اُسنے ایسا سحر پڑھا کہ تیر نشانے تک نہ پہونچا راستے ہی مین جل گیا اور پھر ایک ناریل مارا کہ دھوان نکلا مثقال بھی بیہوش ہوکر اسیر ہوا اسی طرح چند سردار اسلامیون کے اُسنے اسیر کیے پر لشکر اسلام کا بند ہوا امیر نے قصد نکلنے کا میدان مین کیا مگر بختیارک پر بند ہونے سے سمجھا کہ امیر کا اسم اعظم کھل چکا ہے وہ لڑنے آئینگے پس اُنکے ہاتھ سے اخگر کا زندہ رہنا شواد ہے یہ سمجھکر طبل بازگشت بجوادیا لشکر پھرکر خیمہ گاہ مین آئے اور عیار بہر عیاری چلے از بسکہ لقا پہلی لڑائی مین قلعہ کے اندر چلا گیا تھا اسوقت بھی جو پھرا

تو قلعہ کے اندر چلا گیا لشکر بیرون قلعہ اُترا سردار خداوند کے ہمراہ گئے اُنھین کے ہمراہ ساحر کیصورت بنکر
عیار بھی قلعے کے اندر داخل ہوے لقا دارالامارت شاہی مین تخت خداوندی پر جلوہ افگن ہوا اور
سردار ساحران سامری شعار دنگلون پر بیٹھے عیار صورت اپنی خدمتگارون کی ایسی بنا کر یعنے چپکن پہنکر
بنی پاک کمر سے گھرس کر سر پر پگڑی باندھکر ہاتھ پر رومال نہ کیا ہوا ڈالکر بارگاہ مین آئے اور پشت سردار کے
کھڑے ہوکر گفتگو یہان کی سُننے لگے اُسوقت دورۂ جام مے ارغوان تھا ہر ایک فرط مستی مین
لاف و گزاف کر کر دم شجاعت کا بھرتا تھا سبکی گفتگو کے جواب مین مختیارک نے کہا کہ تم جو چاہو
وہ اپنی جگہ پر کہو جب تک امیر سے سامنا نہین ہوگا تم فتحیاب ہوگے اور جب اُنسے مقابلہ ہوگا
خداوند کی بہشت مین تم جاؤ گے یہ کلام سُنکر اخگر نے کہا مین جاتا ہون اور اسم اعظم پڑھکر دمہون
یہ کہکر اُٹھا اور کہا ایکی بار بند کر کے مین سوفار کی طرح طلسم مین نہ بھیجونگا بلکہ ایسی جگہ رکھونگا کہ کسیکو
نہ معلوم ہوگا مختیارک نے جواب دیا کہ یہ شگون بُرا ہے کہ آپ نے راز دل کہدیا عیار یہان موجود
ہونگے اُنھون نے سُنا ہوگا وہ تمھارے ساتھ جائینگے اور قتل کر ڈالینگے اِس گفتگو مین ایک شخص
کو اہل دربار مین سے چھینک آئی اخگر جاتے جاتے ٹھہر گیا اور کہا ملک جی اگر حرامزادے عیار نطفہ
حرام میرے پاس آئین تو اونکو ذبح کر ڈالون نطفۂ حرام جو اسنے کہا چالاک بہ شکل خدمتگار اسکی
پشت پر کھڑا تھا اِس نے اِس زور سے لات ماری کہ یہ اوندھے مُنھ گرا چالاک نے گالی دیکر کہا
حرامزادے عیارون کو گالیان دیتا ہے مختیارک یہ کیفیت دیکھکر پکارا کہ مرشدزادے آپنے خوب
کیا ہو اِس ولدالزنا کو سزا دی یہ اِسی لائق تھا چالاک نے جست کر کے ایک لات اُسکے بھی لگائی مختیارک
لات کھاکر گویا ہوا کہ مین اِن لاتون کے تصدق یہ کہان میرے نصیب تھے لات اعلیٰ نے مدد کی
جو مین نے یہ لات کھائی مرشدزادے دو ایک تو اور لگائیے اور اِس قسم ساق اخگر کو گالی دینے
کی ابھی اچھی طرح سزا نہین ہوئی ذرا دو چار جوتیان لگاتے تو اچھا تھا یہ تو باتین بنا تا تھا کہ سوفار
و اخگر وغیرہ اُٹھکر چالاک کی طرف جھپٹے اور چاہا کہ سحر سے اوسکو گرفتار کرین اور عیار خدمتگار
بنے کھڑے تھے اونھون نے تاک تاک کر جاب بیہوشی ناک پر مارے کہ ساحر بیہوش ہوے
اُسوقت چالاک نے جست کی اور بھاگ کر چلا لیکن کہتا گیا کہ قسم ہے سر امیر کی آج
سے کل تک اِس اخگر کو مار ڈالونگا مختیارک نے کہا یہ مار ڈالنے ہی کے قابل ہے لیکن

میری کچھ خطا نہین ذرا تجھپر کرم رکھیے گا غرضکہ یہ تو بکتا رہا اور عیار جست کرکے نکلے دروازی پر حاجب وغیرہ کہ ہمیشہ سے عیارون کا لوہا مانتے ہوے ہین اسوقت بھی خوف جان سے طرح دے گئے عیار سب نکلکر روانہ ہوے اور اخگر وغیرہ کو ہوشیار کرکے بختیارک نے اُٹھایا اور کہا کیون بدزبانی کا مزا دیکھا اب تم زندہ نہ بچوگے مرشدزادے قسم کھا گئے ہین اخگر نے کہا خیر دیکھون تو وہ میرا کیا کرتا ہے مین بھی قسم کھاتا ہون کہ بغیر قتل کیے اُسکے چین نہ لونگا اسی گفتگو مین اتفاقاً سرہنگ عیار کہ اور تو سب عیار نکل گئے تھے یہ رہگیا تھا اور خدمتگار رونگی صف مین کھڑا تھا اِس سے اخگر کے خدمتگار نے کہا مین جاکر پیشاب کرآؤن تم رومال میان کے سر پر ہلاؤ سرہنگ نے کہا اچھا اور جاکر نمس پانی کرنیلگا کہ بختیارک نے سر اوٹھاکر دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے عرض کیا حضور کا خدمتگار ملک جی نے کہا مین نے تجکو کبھی دیکھا نہین وہ بولا کہ مین بیمار تھا عرصہ کے بعد آیا ہون ملکجی نے کہا تیرے مُنھ پر بیماری ثابت نہین ہوتی اسنے جواب دیا کہ ملکجی آپکو کیا معلوم اِس جواب دینے سے بختیارک سمجھا کہ یہ بھی کوئی عیار ہے مگر ابھی پیٹ مچکا ہے اِس سبب سے چپ ہو رہا کہ عیار بگڑے ہوے ہین تجھے اگر مارڈالین گے اور اُدھر سرہنگ بھی سمجھ گیا کہ یہ تجھے پہچان گیا یہ سمجھکر سامنے سے ٹل گیا اور باہر جاکر ایک فراش کی صورت بنکر اندر آیا فراشون کے میل مین ٹھہرا جب یہ سامنے سے چلا گیا اُسوقت اخگر نے بختیارک نے کہا تمھارا خدمتگار کہان ہے اسنے کہا ملک جی تم جو تقریر کر رہے تھے وہ مین نے بھی سُنی مگر مین سحر پڑھنا تھا کہ دریافت کرون یہ کون ہے اِس سبب سے نہین بولا اب مجھے سحر نے خبر دی کہ وہ خدمتگار عیار تھا جس سے تم گفتگو کر رہے تھے اور اب وہ فراش بنا کھڑا ہے یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی سرہنگ غافل کھڑا تھا یہ سُنکر حرکت ہوگیا اسنے گرفتار کرا کے سامنے بُلوایا اور کہا تو کون ہے سرہنگ بولا کہ مین چالاک ہون اسنے کہا نہین سحر میرا خبر دیتا ہے کہ نام تیرا سرہنگ ہے غرضکہ بارگاہ مین اُسکو بھجوا کر جہان اور سردار قید ہین وہین قید کرایا اِس ہنگامہ مین دن سارا تمام ہوگیا یعنے سرہنگ ظلام شب نے ترک روز کو بھگایا اور بارگاہ مغرب مین جاکر ڈیرا ڈالا تب سلسلۂ شعاع مقید ہوا کہ نظم

الغرض جب وہ دن تمام ہوا		آسمان پر ظہور شام ہوا	
اِتنے مین طفل مہر ہوے ہی شام		مہد شب مین گیا پے آرام	

شام کو لقا کے خیال مین آیا کہ دربار جب برخاست ہوگا اخگر نیمے مین بہر آرام جائیگا عیار قسم کھا گئے ہین

وہان قابو پاکر اُسکو آزار پہونچانیکے لازم ہے کہ کسی شغل مین اسے مصروف کردون تاکہ یہ مجمع مین رہے
اور جاگا کرے جب اسم اعظم بند کریگا وہ سوقت کام حرامزادہ کا تمام کرکے اسکو طلسم مین بھیجدونگا یہ سوچکے بیٹھے
بیٹھے پکارا کہ قدرت نے تقدیر کی آج باغ مینا مین سو فار اور اگھور اور سیاہ جادو وغیرہ ساحرون کی
دعوت کیجاے اور قدرت بھی چاندنی کی سیر دیکھین گے پس یہ حکم دینا تھا کہ سلیمان نے باغ مینا مین
آراستگی کا حکم دیا کارپردازان خوش انتظام نے بہت جلد بندوبست کیا باغ کے درخت بادلے سے
منڈھے سنگ مرمر کے تھالے نادر کار گلاب و کیوڑے سے بھرے ہر روش پر بادلا کاٹ کر ڈال دیا اسکی
چمک ایسی تھی کہ زمین رشک وہ انجم فلک تھی قمقمے نور کے گنبد بلور کے اشجار مین آویزان کیے انکے اندر
چراغ اسطرح جلے تھے گویا محرم مین کسی گلرخسار کے جگنو چمکتے تھے روشنی کی وہ کثرت ہوئی تھی کہ ماہ
فلک کو خوف ہوا تھا کہ لباس میرا کتان نہو جائے بادصبا کو دھڑکا تھا کہ مجھے یہ روشنی لباس آتشین
نہ بنائے نہر گلشن کی اس رات کو اسطرح جھلکاتی تھی کہ چشم لیلے شب ڈبڈباتی تھی ہر طرح کا سامان
راحت مہیا تھا عجیب جلسہ تھا نظم

نور مین ہر چمن تھا صبح امید — پھول ایک ایک تھا گل خورشید
چاندنی رشک مہ تابان — موتیا غیرت دُر دندان
مثل خط شعاع سنبل تر — رشک رخسار حور عین گل تر
حُسن مین وہ ہر ایک گل سوسن — مسی آلودہ گلرخون کا دہن
جلوہ گر پیڑیون پر اسکے وہ دوب — صورت سبزۂ رُخ محبوب
چاندنی کا فروغ ایسا تھا — چشم نرگس کو نور بخشتا تھا
تھا سر نہر روشنی کا یہ اوج — چاندنی تھی غبار کوچۂ موج
روشنی عکس افگن آب مین تھی — یا پری شیشۂ حباب مین تھی
سامنے اک چبوترہ ہموار — اوس پہ خمگیرہ مثل ابر بہار
شیشہ آلات ساز انور آگین — نصب ہر جا مواقع آئین
فرش دیباے چین سے بھی نفیس — سینۂ زاہدان کیطرح ہوس
صدر مین موتیون کی اک مسند — گاؤ تکیے وہ خوشنما بچھد

پرتو نی رشک چادرِ مہتاب — اطلس طور سے ہوا پُرآب
ترتیب مسند ہوا لقا آکر — گرد سب بیٹھے آکے جادوگر
گرد اون کے مصاحبین تمام — دست بستہ کھڑے رہے حُدّام
بیٹھتے ہی طلب کیا خاصہ — اور لکاول نے چُن دیا خاصہ
زیب دستار خوان کیا وہ طعام — کہ مُعطّر ہو جسکی بو سے شام
پھر تو کچھ راگ کا ہوا چرچا — کچھ عجب وقت تھا عجب جلسا
وہ مغنی چھیڑ چھاڑ ساز و نکی — خوش صدائین وہ نئی نوازو نکی
کشتیان پھر شراب کی آئین — قابین بھر کر کباب کی آئین
دورِ دور شراب ناب ہوا — رشک سے آسمان کباب ہوا

یہ سب تو مصروفِ عشرت ہین مگر چالاک نے جو قلعہ سے نکلکر گیا خدمت امیر مین پہونچکر سارا ماجرا دربار لقا کا گذارش کیا پھر عرض رسا ہوا کہ یہ غلام قسم آپکے سر اقدس کی کھا آیا ہی بہر قتل اخگر خیرہ سر جاتا ہے اگر بار پا جاے تو فاتحہ سے یاد فرماتیے گا اور اگر قتل اوسکو کرکے پھر ولگا تو زیارت سی قدم اقدس کی مشرف ہونگا امیر نے فرمایا تجکو خدا ے کریم کی حمایت مین دیا سپرد حافظ حقیقی کیا کسی سزاوار غیر ساحر کو نہ قتل کرنا کہ بہادرون کو زیبا نہین ہے اور ساحر سحر کرتے ہین بدین وجہ تجکو قتل کا انکے اختیار ہے یہ حکم پاکر چالاک اور عیارون کو بہر حفاظت لشکر تاکید کرکے ابو الفتح کو ساتھ لیکر چلا سر شام تھی اس سبب سے کچھ روک ٹوک در قلعہ پر نہ تھی یہ شہر مین دونون آئے اور دار العمارۃ شاہی پر پہونچکر دیکھا کہ کچھ ملازم اسباب عشرت لیے ایک طرف جاتے ہین اُنسے اجنبی کے طور پر پوچھا کہ ارے بھئی کہان چلے اُنھون نے کہا باغ مین خداوند چاندنی مع تمام سرداروں کے دیکھ رہے ہین ہم بھی جاتے ہین یہ حال سنکر دونون اُنھین لوگون کے ساتھ باغ تک گئے وہان بہت بڑا اہتمام تھا بختیار ک نے ملازمین کے نام مع ولدیت اور سکونت لکھ کر ساحر دشمن دروازۂ باغ پر بٹھایا ہے اور کہدیا ہے کہ یہ ملازم جنکے نام لکھے ہین یہی اندر آنے پائین اور کوئی نہ آنے پائے اور اونکو بھی نگاہ سحر ڈالا تو خیر پھر جان لینا جب آنے دینا غرضکہ ان دونون عیارون نے لاکھ لاکھ قصد کیا کہ اندر جائین ممکن نہوا اُسوقت چالاک نے کہا مین قسم کھاچکا ہون اسی جلسہ مین مسکر اس ساحر کو

مارو نگاہ یہ کہکر الگ ایک گوشہ مین گئے اور ابو الفتح سے کہا تم ایک ضعیفہ کی صورت بنو وہ بموجب ارشاد چالاک ایسی عورت بنا کمر جھکی ہوئی موے سر سفید چہرے پر جھریان پڑین چادر گاڑھے کی اوڑھے پاجامہ سوسی کا پہنے پانون مین چمڑیکا جوتا پایچون مین گرہ لگی لکڑی ہاتھ مین عصای پیری لیے سامنے آیا چالاک نے صورت بنتا اسکی پسند کی پھر آپ ایک زن کم سن حسینہ و جمیلہ بنکر تیار ہوا کہ اگر شاہدان شنگل و شنگول صورت زیبا ایسے نگار دلفریب کی دیکھین تو شرم سے مژگان کی چلمن در خانہ چشم پر اپنے چھوڑین ابروان چشم ہمتال تھے بلکہ عید قربان کے ہلال تھے آنکھین خمخانہ حسن و جوانی مردمک چشم ہر ایک مستانی رخ تابندہ آئینہ کہکشان بنائے زلف سیہ سودا زدگان الفت کو پریشان بنائے چین جبین جوہر آئینہ سکندر ستارے افشان کے غیرت پروین اختر کہ نظم

مانگ بین السطور دفتر حسن	جادۂ شاہراہ کشور حسن
انکھڑیان قہر کی لگاوٹ باز	دلربا بات کا نیا انداز
سامری تاب کیا جو آنکھ ملاے	چشم ہاروت جنسے آنکھ چراے
لتھے کے لال لال وہ ڈورے	جن پہ نرگس کے پڑتے ہین ڈورے
غیرت چشمۂ حیات دہن	روزن کوزۂ نبات دہن
بے نشان صورت کمر ہے دہن	دل قارون سے تنگ تر ہے دہن
چھاتیان ہین حباب آب گہر	نخل باغ شباب کے ہین ثمر
پیٹ نرمی مین غیرت مخمل	صاف مانند تخت صندل
قہر ہے زیر ناف کا وہ ابھار	اور وہ تنگی و چستی شلوار
سرو جسپر فدا وہ قامت ہے	تازہ پروردۂ قیامت ہے

ایسی صورت دلفریب بنا کر کیسے ہی کوئی عیار چاہے کہ پہچان لون کیا مجال جو شناخت کر سکے اور اس حسن و جمال پر از سر تا پا مرصع گہنا جواہر کا پہنا موتیونکا کنٹھا گلے مین اور قمقمہ ہاتھ مین پہنچین واقعی وہ بدیضا کو شرماتی تھین اونگلیون کے چھلے پہنے پاؤن مین جڑاؤ پازیب جسکو دیکھکر ملک بھی لکھائے فریب بازو پر جواہر کے اکے بازار حسن پر جنسے سکے اسیطرح غرق جواہر ہوکر ایک چادر سفید سر سے پانک اوڑھی سب بدن چرا لیا اور بڑھیا کو آگے کر کے پیچھے پیچھے چالاکی کوچون کو

طے کرکے قلعہ کے اندر جو سرائے ہی وہان آیا بڑھیا نے پکار کر کہا کہین اُتر بھکا ٹھکانا ملیگا بھٹیاری
اور بھٹیارون نے بُلانا شروع کیا ایک نے کہا بڑی بی ادھر آؤ ہم بہت اچھا مکان دین تمھین
کوٹھری بھی ہے دوسری نے کہا میرے یہان ٹھہرو مسافر کم ہین تنہائی ہی چیز کی حفاظت رہیگی تیسری
نے آتے ہی بڑھیا کی باتھ سے گٹھری اور پٹاری یان کی لی اور کہا آؤ تمھین تمھین بہت اچھی جگہ دونگی کہ
گوشہ مین ہی زنانہ تمھارے ساتھ ہی پڑہ رہیگا غرضکہ یہ دونون اسکے ساتھ جاکر ایک کوٹھری مین
ٹھہرے بھٹیاری نے چراغ جلدی روشن کیا گھڑا پانی کا بھر کر رکھدیا چارپائی بچھادی بڑھیا کانکھ کر
بیٹھی اور اس نازنین نے چادر اُتاری بھٹیاری کی آنکھ فروغ حسن سے چمک گئی گھبرا کر بغور متحیر ہوکر دیکھنے لگی
ایک کم سن عورت خوبصورت زر و زیور سے آراستہ دیکھی رعب سے کچھ کہہ نہ سکی جاکر بھٹیاری سے کہا اسے
مجکو بڑا تعجب ہے کہ یہ عورت جو بڑھیا کے ساتھ آکر اُتری ہی نہ جانون کوئی امیر یا شہزادی ہی یا وزیر کی بیٹی ہی
میری عقل حیران ہی کہ بڑھیا کے ساتھ کیونکر آئی بڑھیا تو پھٹے حالون سے ہی اور وہ جواہرات پہنے ہی بھٹیاری نے
کہا جا باتون باتون مین پوچھ تو کیا ماجرا ہی بھٹیاری پیٹ پکڑے پھر دوڑی آئی دیکھا تو بڑھیا پٹاری
کھولے تماکو نکال رہی ہے یہ بھی بیٹھ گئی بڑھیا نے اسکو تماکو دی اور کہا مین سوتی ہون تھک بہت
گئی ہون مہترانی دو گھڑی رات تڑکے سے مجکو جگا دینا اور مین تجکو دو پیسے زیادہ دون گی میرا حال
کسی سے ذکر نہ کرنا بھٹیاری اس ممانعت سے سمجھ گئی کہ بیشک اسمین کچھ بھید ہے لیکن بظاہر بولی
کہ نہین مین بھلا کس سے کہونگی ہم لوگون کا یہی طریق نہین غرضکہ بڑھیا نے لیٹ کر خفیہ
خواب بلند کی اور اُس نوجوان نے چپکے چپکے رونا شروع کیا بھٹیاری نے پاس آکر بلائین لین اور
کہا بی بی رووت کیون ہو اُس نازنین نے کہا مین مقسوم جلی نا نصیب کیا اپنا حال بیان کرون
یہ بڑھیا محل مین میرے جایا کرتی تھی دم دلاسا دیکر بھگا لائی مین ایک زمیندار کی بیٹی ہون اور وہ
گانؤن کا صرف مالک نہین ہی کئی گانؤن بھی ہین تجارت بھی کرتا ہے بڑا مال اپنے پاس رکھتا ہی
آج مجکو گھر چھوڑے تیسرا دن ہی نہ گھر جا سکتی ہون نہ کہین میرا ٹھکانا ہی یہ بڑھیا کتنی لیے لیے پھرتی
ہی اور میرا زیور اُتار کر مجکو بیچنا چاہتی ہے مہترانی اگر تم سے ہو سکے تو میرا یہ اکہ تم لو اور اس بڑھیا
کے پھندے سے مجکو چھڑاؤ بھٹیاری نے وہ اکہ لیا اور بہت خوش ہوکر کہا بیٹی تو گھبرا نہین مین
ابھی اس بڑھیا کو سزا دلواتی ہون یہ کہہ کر بھٹیاری کے پاس آئی اور آنکھون مین آنسو بھرے

چھاتی پر ہاتھ مار کر بولی کہ ارے ایسا اندھیر یہ ظلم ایک بھلے مانس اشراف کی بیٹیا کو یہ بڑھیا پھسلا کر بھگا لائی ہے
وہ آٹھ آنسو روتی ہے یہ اکہتی ہے اور ایسا کچھ کہا ہے بھٹیارا سارا ماجرا سُنکر بولا کہ گھبرا نہین دیکھ تو مین
کیا کرتا ہون یہ کہکر اُسیوقت کوتوال تلہ کے پاس گیا اور کہا خداوند حضور کو سلامت رکھے
ایک بڑھیا ایک عورت کو بھگا لائی ہے سرامین غلام کے یہان ہے کوتوال معہ چند پیادہ سرامین
آموجود ہوا بڑھیا سو رہی تھی پیادون نے بحکم کوتوال باندھ لیا بھٹیارے نے چارپائی بچھا دی کوتوال
صاحب بیٹھے اظہار لینا شروع کیا سرا کے بھٹیارے اور مسافر تمام تماشائی ہوے پیادے ہٹائے جاتے
ہین ہٹو کیون بھیڑ لگائی ہے لوگ گھسے پڑتے ہین کوتوال اظہار لے رہا ہے اول عورت جوان نے چیخین
مار کر رونا شروع کیا پھر وہی راجا بھٹیاری سے کہا تھا ظاہر کیا پھر بڑھیا سے پوچھا گیا وہ کوتوال کے
پاؤن پر گری اور کہا مجھ سے خطا ہوئی یہ لڑکی جو کتنی ہے سچ کتنی ہے جب یہ اقبال جرم کر چکی کوتوال
ہر چند کہ اس عورت کا حسن وجمال اور زیور بیمثال دیکھکر فریفتہ ہوا تھا مگر ساری سرا کے لوگ اس
قضیے سے آگاہ ہو چکے تھے سوچا کہ سامنے خداوند کے انکو لیچلنا چاہیے اور وہان اس عورت کو
مانگ لینا فی الحال چھپانے سے بدنامی ہے پھر اس حال کا سلیمان عنبرین سے کو ضرور لگے گا پھر وہ بڑی طرح
پیش آئیگا لیس ایسا کچھ سمجھ کر اُن دونون کو لیکر چلا اگر روانہ ہوا اُس نازنین نے کہا مین کچھ مجرم تو ہون
نہین جو کوتوالی چبوترے مین جاکر رہون تمام عمر لوگون کے طعنے سنون کہ یہ ایسی ہین جو
تھانے پر پکڑی گئی تھین اور دوسرے وہان کیسی بنے کیسی بنے مین جوان جہان غیر مردون مین بھلا
پھر اٹھکانا کہان ہان اگر خداوند کے پاس لے چلو تو کوئی عیب نہین کیونکہ اُس کی زیارت کو سبھی آتے
ہین وہ پیدا کرنے والا ہے اُس سے شرم کیسی یہ کہکر اوس بھٹیاریکا آنچل پکڑکر کہا میّا تو میری کبھی کی
مان ہے مجکو اسوقت اکیلا چھوڑ نہین میری آبرو جاتی رہیگی بھٹیاری نے اسکو گلے لگا لیا اور کہا بیٹا
مین تیرے ساتھ ہون تو کیون گھبراتی ہے اسنے چپکے سے کہا مین اور کچھ بھی تجکو دونگی بھٹیاری
ایک تو محبت دوسرے لالچ مین آکر ساتھ ہوئی کوتوال اور بھی تاچار ہوا
اور انکو لیکر سیدھا درِ دولت پر آیا وہان سُنا کہ حضور اسوقت باغ مین ہین اور ہنگامہ سرور گرم
ہے پھولنے در باغ پر آیا سبکو ٹھہرا کر اندر گیا سلیمان کو مجرا کیا خداوند کو سجدہ کرکے دست بستہ سارا ماجرا
معرض بیان مین لایا اور کہا وہ دونون مع بھٹیاری کے حاضر ہین بختیارک نے پہلے کوتوال کو بنظر قراست دیکھ لیا

اور پتے نشان تمام شہر کے پوچھکر کہا کہ مجکو اسوقت تیرے آنے سے شبہہ گذرا کیونکہ معاملات ملکی دنکے دربار مین پیش کرنا چاہیے نہ کہ اسوقت کوتوال نے عرض کی کہ وہ عورت بہت صاحب عصمت ہے کوتوالی مین رہنا گوارا نہین کرتی اور دیدار خداوند کا مشتاق ہے اور واقعی کمال درجہ خوبصورت ہے اور مین سزامین یا کوتوالی انکو رکھنا مناسب نہین سمجھا پس حاضر لایا ہون بختیارک نے حکم دیا اچھا سامنے لاؤ دیکھین کیا کیفیت ہے اور اخگر وغیرہ بدستیان کر رہے تھے عورت خوبصورت سنتے ہی بولے جلد لاؤ کوتوال نے انکو روبرو بلایا اُس نازنین نے دوپٹہ ہٹاکر خداوند کے گرد پھرنا شروع کیا اور سجدہ کیا بلائین لین یہ تو اس کرشمہ مین مصروف ہوئی لیکن اخگر وغیرہ نے جو اُسکے چہرۂ زیبا پر نظر کی دیکھا کہ ایک حور لقا ماہ سیما زینت بزم خوبرویان سردار خوبان جہان راحت جان عاشقان ہے جسکے ایک ایک تار مو کی قیمت مین ملک تاتار قلمتن ارزان ہے کہ ابیات

رویے تابان تھا اُسکا گلشن نور	صبح رخسار روکش رخ حور
موج دریاے نور تھی بینی	عکس انگشت حور تھی بینی
کب وہ بینی تھی کبہ رومین	شمع روشن تھی طاق ابرومین
بانکی بانکی ادا غضب باتین	وہ اکڑ وہ تنی تنی گاتین
آنکھ مین سحر کی لگاوٹ ہے	بات مین قہر کی بناوٹ ہے
یون بندھی ہے دوپٹے کی گاتی	دل مین چبھتی ہے نوک چھاتی کی

اخگر دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور بختیارک سے کہا اسکو مجھے خداوند سے دلوادو بختیارک نے خداوند سے کہا اخگر سپر مائل ہوا ہے اُسکو حوالے کرو لقا نے پہلے سارا ماجرا اُس نازنین سے پوچھا پھر کوتوال کو رخصت کیا اور بڑھیا کو حکم دیا کر لیجاکر قید کر کوتوال بڑھیا کو لیکر چلا اور اُس نازنین کو لقا نے اپنے پاس بلایا کہ اے بندی قدرت میرے پاس آ چالاک نازو انداز کر کوے کوبل دیکر بہزاران غنج ودلال قریب جاکر بیٹھا خداوند نے پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ہنسے تجکو اخگر کے ساتھ منسوب کیا کہ وہ ہمارا سپہ سالار قدرت ہے اُس پری پیکر نے شرماکر نیچی نظر کر عرض کیا کہ حضور کو میرا اختیار ہے مگر اس بھٹیاری کو کچھ انعام دلوا دیجیے اور میرا کہ اسکے پاس ہے وہ لے لیجیے لقا نے اخگر سے کہا تم اسکی فرمائش کو پورا کرو اُسنے کئی ہزار روپے دیکر اکہ لیا بھٹیاری دعائین دیکر چلی گئی

بس پھر تو دو رمی سُرخ شروع ہوا از بسکہ بختیارک وان موجود تھا چالاک سمجھا کہ شراب آغشتہ بیہوشی
یہ پینے نہ دیگا اور اسوقت تو اسنے نہین پہچانا ہے مگر حرکات وسکنات سے یہ شیطان ہے ضرور پہچانیگا چنید
کہ اس تدبیر سے تم آئے ہو کہ خیال بھی چہرہ غیار کا نہین گذرتا مگر پھر بھی اسکے شر سے بچنا اچھا ہے یہ تجویز کرکے
بدن چُرائے آنکھین جُھکائے دبکا ہوا بیٹھا ہے اور کنکھیون سے اخگر کو کبھی کبھی دیکھ لیتا ہے اور اُسکا
بھی یہ حال ہے کہ بیت شرمگین آنکھین شرم آلودہ خاک مین ہمکو ملائینگی + یہ نیچی نیچی نظرین
تیری کیا اوپر ہی اوپر جائینگی + ہرچند کہ بچین ہو رہا ہے مگر بلحاظ اسکے کہ خداوند سامنے ہین اُسکو ہاتھ
نہین لگاتا ہے اُسوقت بختیارک اسکا میلان خاطر دیکھکر گویا ہوا کہ بارہ دری مین جہاں کرام کرو مین
اسکو بھی بھیجتا ہون اسنے کہا ملک جی یہ عورت ناکتخدا ہے اور یہان صدہا آدمیونکا مجمع ہے ایسا نہو
خداوند اس حرکت بیجا سے ناراض ہون سلیمان نے کہا سچ کہتے ہو یہ کون موقع ہے کہ ہزار آدمیونکے
سر پر قتل و ہنگامہ مچواؤ اور پھر اُسی کو اپنی جورو بناؤ اب تمکو مل چکی ہے جلدی کیا ہے صبح قریب ہے اپنے
نسبے مین لیجانا جو چاہنا کرنا اخگر چپ ہو رہا از بسکہ رات اتنے جھگڑے مین بالکل کم رہی تھی دم بھر مین
وہ وقت آیا کہ عروس زرین لباس مہر مجلہ خاور سے نکلکر بصد زینت و آرائش آغوش فلک مین آئی
اور شاہد صبح رخسار سحر نے صورت نورانی مشتاقان دہر کو دکھائی کر نظم

سب کی آنکھون مین وہ شب عشرت	کٹ گئی صورت شب دہلت
ہوئی محل نشین جو لیلی شب	چمکا قیس صباح کا کوکب

رات کو لقا بخیال اسکے کہ غیار اخگر کو آکر قتل نکرین باغ مین مصروف عشرت رہا تھا صبح ہوتے ہی
واہو کر مع سردارونکے داخل لشکر ہوا اور اخگر نے بھی محافہ مین معشوقہ کو سوار کرکے اپنے خیمہ مین لاادا
را اور بختیارک نے آکر اُسکے خدمتگار ملازمین وغیرہ کو حکم دیا کہ خبردار اندر خیمے کے نہ جانا ایسا نہو
تم مین کوئی غیار ملکر چلا جائے تو پھر غضب کا سامنا ہو دور خیمہ سے پہرا چوکی مقرر کر دیا اور آپ
سوفار کے خیمے آکر بیٹھا یہانسے بھی نوکرون کو نکالدیا اور اُسکی حفاظت کے لیے خود ٹھہرا غرضکہ
اسنے تو ایسا بندوبست کیا کہ واقعی ساحر دن تک پہونچنا ہر کس کا دشوار ہو گیا مگر اخگر نشہ مستی مین
سرشار خیمے مین آتے ہی اُس ماہ پیکر سے لپٹنے لگا اور ہاتھ پکڑکر پلنگ پر لایا چاہا کہ لقا نے اُس کلبدن
نے کہا ٹھہرو تو اور یہ کہکر اپنے پاس سے بٹوہ نکالا ایک گلوری لیکر کھائی اخگر سمجھا کہ زمیندار کی بیوقوف ہے

اگرچہ زیور وغیرہ پہنے ہے مگر ملہرہ دیہات کی نشانی ضرور ہے خاصدان کا تو نام بھی نہ جانتی ہوگی اور اگر بھی ہے خوب بنے گی یہ سوچکر بولا کہ جانی ہمکو گلوری ندی اوس ماہ وتس نے کچی زبان مین جواب دیا کہ جانی کسکا ناؤ ہر یہ خوب ہنسا اور بولا کہ فرد ہے غضب معشوق بیرونی کی یہ کچی زبان سب تو کہتے ہین سحر اُسکی زبان پر بھور ہے پھر اُس سے کہا ایک بیڑا ہمکو بھی دو اُسنے انگوٹھا دکھادیا اور اپنا منہ چڑھاکر مُسکرادیا یہ اِس ادا سے دلفریب سے اِسکی بیچین ہوگیا اور لپٹ کر ملہرہ چھین کئی پان ایکبار کھا گیا اِدھر یک حلق کے نیچے اُتری اُدھر بیہوشی اثر پذیر ہوئی بیہوش ہوکر گرا وہان شہانی تو تھی ہی چالاک نے فوراً سر کاٹ ڈالا غل وشور ہوا داروگہ کوتوال کی صدا بلند ہوئی چالاک نکلکر بھاگا اور ہنگامہ سُنکر بختیارک نے کہا اے سوفار وہ مارا بھلا ممکن ہے کہ اُنکو گالی دے اور جیتا رہے سوفار بولا کہ چالاک تو قید ہے کسنے مارا یہ گویا ہوا کہ وہ سرہنگ قید ہے اُسنے کہا تو اخگر کے عوض اُسکو اسیوقت قتل کرو اُسنے یہ سُنکر پکارا کوئی ہے اتفاق سے عیاران اِسلام تو اِسی فکر مین رہتے ہین سمک باہر خدمتگار بنا کھڑا تھا بولا کہ حاضر اور جلدی سامنے آیا اُسنے کہا ہم بھائی سحر پڑتے ہین کہ سرہنگ پر سے سحر کی قید دفع ہوجائیگی تم اُسکو لاکر قتل کرو اور رقعہ داروغہ مجلس کے نام لکھدیا سمک رقعہ لیکر گیا اور سرہنگ کو چھڑا کر لایا جب سامنے جیسے کے پہونچا پکار کر کہا اے سوفار نیم سمک لیے جاتا ہون سرہنگ کو یہ کہکر دونون بھاگے ساحر فوج کے توپخانون سے خوفناک رہتے ہین کوئی نہ ٹوکا یہ نکل گئے اِدھر چالاک بھاگ کر چلا گیا مگر حال سُنیے کہ ابو الفتح کوجو کوتوال لیکر قید کرنے چلا راہ مین اِسنے کہا بیٹا مین بڑھیا قید کی تکلیف مین مرجاؤنگی میرے پاس بہت سا مال ہے وہ لے لو اور مجھے چھوڑدو یہ کہکر پوٹلی نکالکر جواہر کی دکھائی کوتوال کو لالچ آیا سمجھا کہ کون پوچھتا ہے چھوڑ بھی دے اگر کوئی پوچھے کہدینا بڑھیا تھی مرگئی بس یہ سمجھکر اِسنے وہ جواہر لے لیا اور بڑھیا کو چھوڑدیا بڑھیا نے بلائین لین اور کہا واری الگ آؤ تو ایک چیز اور عمدہ دون وہ پیادون کو چھوڑکر تنہائی مین آیا اِسنے وہان آکر پھر واری کہکر اُسکی بلائین لیکر بات کرنا شروع کی مگر اتھ مین بیہوشی بھری تھی کوتوال صاحب بلائین لیتے ہی بیہوش ہوگئے اِسنے فی الفور سر اُسکا کاٹ ڈالا اور پوٹلی جواہر کی لیکر بھاگا پیادے جب عرصہ ہوا تو آئے لاش اُسکی پائی اوٹھاکر کوتوالی مین لائے صبح ہوچکی تھی اور لقا وغیرہ لشکر مین جاچکے تھے لاش لیکر یہ بھی لشکر مین آئے اور

فریاد کرنے لگے ادھر اخگر کے مرنے سے شور و غل برپا تھا نقارات بھر کا جاگا سو لے گیا تھا شور و غل سنکر جاگا اور حال دریافت کر کے پھر سونا چاہا فرط رنج سے نیند نہ آئی دربار میں آکر تخت پر بیٹھا سوفار وغیرہ سب سردار حاضر ہوئے عیار و لنگا ذکر ہونے لگا سوفار نے کہا طبل جنگ بجوائیے میں عوض اخگر کا لون بختیارک لے کہا مقابلہ کرنے میں سامنا امیر کا ہوگا وہ مالک باطل السحر ہیں سوا بھاگنے کے اور کچھ نہ بن پڑیگا سوفار یہ سنکر جیپ ہو رہا اور دل میں نیت کی کہ آج اسم اعظم لوح سمیہ حمزہ پر سے تلاوت کرنا چاہیئے اسی فکر میں تھا کہ ناگاہ فلک کیطرف بجلی چمکی اور رعد گرجا بعد لمحہ کے ایک ساحر سر پر کرہ منظر کہ بیت دو چشم از سر جود چشمہ خون ہا ز رود دہانش چہان تیرہ گون سامنے آیا لنقا کو سجدہ کر کے مستفسر ہوا کہ بھائی میرا کہاں ہے بختیارک یہ سنکر رونے لگا اور کہا وہ خداوند باختر کی بہشت میں سیر کرنے گئی ہیں ادسوقت وہ ساحر بھی رویا اور کہا تو سہی میرا نام مہنت جادو ہو کل ہی سب سلسلہ تو کمو گر تمارہ کردن بختیارک نے دل سے کہا آئی قضا اس حیرا فراد کی مگر بظاہر نہایت اعزاز سے اسکو بٹھایا اور پھر کچھ سمجھایا پھر لاشہ اخگر کا اٹھایا اسی ہنگامے میں وہ دن تمام ہوا یہانتک کہ گوہستان خاک پرتا لنعش دکھائی دی اور شام سیاہ پوش ہوئی کہ نظم

چو از شب روز شد در نہان	سیاہی گرفتش سراسر جہان
سپہ لشکر آراستہ چون عروس	بہ شیران جنگی ز آوائے کوس

تیاری حرب لشکر ساحران میں ہونی لگی صدائے کوس و دہل نے فلک کا قلب ہول سے خالی کیا ملکارنے بخدمت امیر میں حاضر ہو کر بعد دعا و ثنا کے عرض بجا لاوے کہ بقول مولف ابیات

شاہ گردون سریر و ملک پناہ	حکم تیرا ہو ماہی سے تا ماہ
ساحر آیا ہے ایک بدصورت	خرس دشت خصال و بد خصلت
بھائی اخگر کا ہے وہ مایہ درد	ہے برادر شغال کا سگ زرد
نام اسکا مہنت جادو ہے	طالب حرب دہ سبہ رو ہے
جو سنا تھا وہ عرض کر دیا آج	رہے قائم یہ تیرا تخت و تاج

شاہ اسلام نے یہ خبر سنکر نقارہ بجوایا ادھر تو ادھر بھی یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ بموجب ابیات

بدانگہ کہ روشن جہان تیرہ گشت	طلایہ پراگندہ بر گرد دشت

خروشے برآمد زپیش سپاہ	کہ اے نامداران گردان شاہ
میان بستہ دارید و بیدار بید	ہمہ در پناہ جہان دار بید
یہ شنید یکسر میان یلی	ابا گرز و با خنجر کابلی

رات بھر اسی غلغلہ میں بسر ہوئی صبح نمود کہ رایت نصرت آیت سرنشان سحر نور افشان دامن دہر مہد اور بچۂ خورشید امید تابندگی بر سر لوائے فلک نظر پرا کندہ مظلم

دگر روز چون بر دمید آفتاب	بہ مردان کین اذر آمد شتاب
سیاہے نشستند بر پشت زین	سر بر زکین ابر دان پر زچین
سیا اذر آمد بہ پیش سپاہ	شد از گرد ہامون چو کوہ سیاہ

امیر سے سجدۂ شکر یا من بین حالات سے جا کر روانگی لشکر کا حال عرض کیا اسوقت آپ بھی مسلح ہو کر درگاہ دولت پر آئے تمام سردار یہاں یکے بعد دیگرے آکر جمع ہوئے ناگاہ شاہ شاہان چراغ لشکر اسلامیان سرتاج خسروان جہان مصباح شبستان کیان سعد بن قیادوس صاحبقران برآمد ہوئے ہر ایک نے مجرا کیا پھر تخت کو گھیر کر سمت میدان چلے نقارہ لگا بجا نرسنی کا جھلملانا نسیم سحر کا فرط خوف و رعب لشکر سے دبے پاؤں چلنا نقیبوں کا منقبت پڑھنا لشکر کا بنکر چلنا جوانوں کا اکڑنا عجب لطف دکھاتا تھا اسیان تازی نژاد کا طرار سی بھرنا غزال فلک کی چوکڑی بھلاتا تھا مختصر یہ کہ دار دشت مصاف ہو کر میدان کو صاف کرایا لشکروں نے پڑاؤ جمایا نقب آگے بڑھے لشکر میں کرکا ہوا نشان کے پھریرے کھلے مہمت الکفار درکوا ڑا کر بیچ میدان میں آیا اور سحر کی نیرنگی دکھا کر اپنی زبردستی جتا کر طالب ہنر ہوا اسطرف سے مالاگر دفرنگی اپنے استرمالا کبود کو اڑا کر روبرو گیا اس نے اسکے مقابل ہوتے ہی کیمیا ماش سحر پڑھکر مارے کہ دست دیا اسکے کرخت ہو گئے اسنے کمر میں نیچا کر زور کیا اور قلابش زین سے اکھڑ کر بروے زمین ٹپکا عیاران لقمہ آئے اور باندھ کر لے گئے پھر اسنے لاکارا دھم سے آلا گرد فرنگی بھائی مالاگرد کا مقابل ہوا اسنے بھی وہی روز بد دیکھا پھر اسنے نہیب دی کہ ارزال فرنگی لے گھوڑے کی باگ لی جب سامنا کیا وہی سانحہ اسپر بھی گذرا پھر اسنے ڈاڑھا نہنگ بحیرہ دریائی فرنگی اوسکا ہمتگا و رہوا مگر اسکا نصیب بھی دیا رہوا اسیطرح جو تڑا رملک فرنگ

سامنے گیا اسنے ماتش پر حکم مارے کہ ہاتھ پانون بےطاقت ہوے باندھ لیے گیے کہانتک بیان کرون
تمام یہی ہنگامہ گرم رہا نہ ادھر سے صلح کا پیام نہ ادھر سے کوئی مائل آرزم مواجید ایروہ شب تیرہ
فام میدان آفاق مین برپا ہوا اور شہنشاہ گردون سریر بارگاہ مغرب مین گیا کہ مظم

چو خورشید شد از جہان ناپدید	شب تیرہ بر روز دامن کشید
ہوا نیلگون شد زمین آبنوس	بہ جنبید ہامون زاداے کوس

لمل آسایش لشکرون مین بجا سب پھر کر خیمہ گاہ مین آے اور آسودہ ہوے لقا نے حکم دیا کہ ہمارے
بندہ قدرت یعنی مہنت کی دعوت کا سامان کیجاے اسنے عرض کیا کہ خداوند مین محفل عشرت
مین جب بیٹھونگا اور دعوت آپکی کھاؤنگا کہ جب کل مسلمانون کو مارلونگا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین
آیا سوفار کو بھی بلایا دونون بیٹھکر اسم اعظم بند کرنے کی صلاح کرنے لگے شراب وکباب سب
پاس رکھ لیا عیارون کے خوف سے خدمتگارون کو بھی باہر نکالدیا تھا اپنے ہاتھ سارا کام
انجام کرتے تھے اور سحر پڑھتے تھے لشکر مین گھما گھم ہو رہی تھی لقا اپنی بارگاہ مین ناچ دیکھتا تھا
یہان تو سب مصروف عشرت ہین لیکن امیر کے یہان چند مید انداری مین بہت سردار قید ہین
اسوجہ سے سناٹا ہے غرضکہ عیار آج پھر لشکر مین ساحرون کی چلے ان مین سے چالاک بہ شکل شیر
پھرتا ہوا آیا دیکھا ایک خیمے کے قریب پہرا چوکی اور کمال ہوشیاری ہے اسنے اسی طرف جانے کا قصد
کیا جب اندر جانے لگا ساحرون نے روکا کہ تم کون ہو اور کہان جاتے ہو اسنے کہا ہم ملازم سوفار
ہین انھون نے کہا اندر جانے کی ممانعت ہے کچھ مشورہ ہو رہا ہے چالاک یہ سنکر الگ چلا گیا اور
تنہائی مین جاکر پرزاد کیطرح اپنی صورت بنائی یعنی چہرہ ایسا تابناک بنایا کہ ماہ وخور کو بھی اوسکی
فروغ سے ہنگام دید حیرگی ہو زلف مشک فام کے روبرو شب دیجور کو تیرگی ہو دہن تنگ کے مقابل
غنچہ گلستان ارم کھسیانا ہو کر ہنسے اور بسور کر راہ جائے زبان سوسن وہ زبان لال ہو کچھ بات
نہ بن آئے چشم فتان کے سامنے نرگس شرمندہ ہو کر آنکھ چرائے نظم

دو برگ گلش سوسن می سرشت	دو شمشاد عنبر فروشش بہشت
بنا گوش تابندہ خورشید وار	فروہشت زو حلقہ گوشوار
لبان از طبرزد زبان از شکر	دہانش مگر دل بہ دندگہر

نہ دانش خرد بود و تن جان پاک		تو گفتے کہ بہرہ ندارد زخاک	

شانون پر جواہر کے پر لگائے زیور مرصع کار سے قامت قیامت زا کو مزین فرمایا تھال سونیکا میوے اور مٹھائی سے بھرا ہاتھ مین لیکر پشت خیمہ پر آیا اور جب خیمہ چالیس قدم باقی رہا اس طرح سبک ہوکر جست کی کہ خیمہ کو فراکدیچ خیمے مین اُترا سوفار و مہنت نے آواز چھماکے کو سُنکر جو دیکھا تو ایک پریزاد حور نژاد کو آسمان سے اُتر کر زمین پر استادہ پایا محو جمال ہوکر کھڑے ہوگئے پری ایک خط ہاتھ پر رکھکر آگے آئی انھون نے اُسپر مُہر شاہ جادوان کی پائی نامہ ہاتھ سے اوٹھالیا اور لفافہ چاک کرکے پڑھنے لگے پری انکی نگاہ خط کی طرف دیکھ کر جادو خانے خیمے مین چلی گئی اُنھون نے نامے مین یہ مضمون دیکھا کہ ہمنے اس پری کے ہاتھ مٹھائی مندر سامری کی اور میوہ کہ خاص مُندر سامری کے چڑھایا گیا تھا بھیجا ہے تاثیر اوسکی یہ ہے کہ جو کوئی کھائیگا کوئی حربہ اور جادو سحر اُسپر کسی کا تاثیر کرے گا اور حمزہ کا اسم اعظم بھی اثر پذیر نہوگا یہ حال نامے سے دریافت کرکے جو سر اوٹھایا اوس پری کو نپایا تھے کہ وہ پری تھی ہی اب غائب ہوگئی ہے اگر لگا رینگے تو آئیگی یہ سوچکر گویا ہوے کہ اے پریزاد طلسم سامنے آؤ عطیۂ شاہ جادوان عنایت کو چالاک یہ صدا سُنکر جادو خانے سے اس سُبکی کے ساتھ اُڑا کہ کوئی دم گزرنین سے اونچا ہوکر پردے کی قنات سے کچھ خاصلے پر اگر اُترا اور اور تھال لاکر سامنے اُنکے رکھدیا وہ بہت خوش ہوے اور ڈنڈوٹ کرکے مٹھائی کھائی لمحہ بھر مین بیہوش ہوگئے چالاک نے خنجر سے مہنت کا سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ شور محشر برپا ہوا صدا کے ہیبت آنے لگین باہر جو لوگ پہرے پر تھے وہ فرط خوف سے بارگاہ خداوند کی طرف بھاگے اور بختیارک نے لقا سے پہلے پوچھا تھا کہ سوفار کہان ہین اُسنے کہا تھا مہنت کے پاس ہین اسوقت غل سُنکر اُسنے کہا ہے دونون مارے گئے اور اُٹھکر بارگاہ مہنت کیطرف دوڑا یہان سوفار پر چالاک نے خنجر مارا خنجر چار اونگل اونچا ہوگیا پھر اُسنے حملہ کیا ایکی بالشت بھر خنجر اونچا ہوا اسنے پتھر مارا پتھر الگ گرا پھر اسنے اور تدبیر قتل کی چاہی تھی کہ بختیارک آپڑا چالاک مجبور جست کرکے بھاگا سحر بسبب خوف کے اسکے پیچھے نہ دوڑے یہ صحیح سلامت نکلگیا بختیارک نے سوفار کو ہوشیار کیا اور سب حال کہا اُسنے ہوشیار ہوتے ہی سحر پڑھا کہ جو سردار مہنت نے قید کیے تھے وہ چھوٹ گئے تھے پھر سحور ہوگئے اور اسیطرح پیکان نے جو سردار قید کیے ہین وہ بھی

سوفار کی قید مین مین جب مارا جائے تو رہا ہون غرضکہ بعد مسحور کرنے سرداروں کے اُسنے بہت کچھ لاف وگزاف کیا کہ ملک جی دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ کہکر لاش مہنت کی اوسکی فوج کے سپرد کرکے حکم دیا کہ اسکو باس ملکہ نازنین چشم جادو کے لے جاؤ پھر ایک تعویذ نامہ بھی اپنی طرف سے لکھکر حوالے کیا فوج اُسکی لاش اوٹھاکر نالان وگریان روانہ ہوئی اور یہ فکر اسم اعظم کے بند کرنے کی کرنے لگا ادھر جالاک نے جاکر امیر سے سارا ماجرا بیان کیا امیر نے اِسکو خلعت دیا پھر مصروف عیش وعشرت ہوے اب دونون لشکرون کو اس حال مین چھوڑکر کمترین خدمہ حال شہریار کشور عیاری وتاجدار اقلیم مکاری یعنی عمر بن امیہ صمیری بیان کرتا ہے نظم

ساقی جو تیرا اشارہ پاؤن — سر آنکھون سے میکدے مین آؤن
پھر شیش محل کی سمت جاکون — پھر لال پری کو آکے تاکون
غافل جو ذرا بھی تجکو پاؤن — لے دختر زر کو بھاگ جاؤن
ساقی یہ سب نو دل لگی ہے — سُن لے وہ جو مجکو دُھن لگی ہے
یعنے جام جہان نما دے — نیرنگ طلسم پھر دکھا دے
ہے ساغر مے بصورت ماہ — اور اُس مین ہو آفتاب کو راہ
یہ ہے قمر ان مہر جبیں — کوکب سے ملون بشکل کوکبہ
ساقی مئے آفتابی لاکے — پہونچون کوہ اسد پہ جاکے
پاؤن جو شراب آفتابی — لون شیر طلسم پر سوارہی
بس جاہ یہ بادہ خواری تاکے — افسانہ لکھو کہ دیر ہوئی ہے

سیتارہ ران دشت سخن ورہ نوردان جادۂ بیان کہن پاے کیست قلم سیر راہ طلسم یون طے فرماتے ہین اور منزل در منزل اسطرح جاتے ہین کہ جب اختر برج وفا ماہ آسمان شرم وحیا حُسن گنجور یعنے ملکہ مخمور ہمراہ گوہر شاہوار بحر فطرت عمر بامروت دریاے مروارید کو طے کرکے روانہ ہوئی تو بعد چند روز قریب ایک پہاڑ کے پہونچی اس کوہ کی صورت ہمہ تن از یخ دبن شیر کی ایسی تھی چار طرف شیر ہی شکل نظر آتی تھی گویا دہر نے ہر پتھر کو بصورت شیر تراشا تھا اسد چیخ بھی اسکو دیکھکر خوف کھاتا تھا جنگلی شیر دُم دباکر بھاگ جاتا تھا کلب لجبال کی مجال نہین جو اِس جگہ اُسکے قلب پر

کی طاقت نہین جو روباہ بازی دکھا سکے تو رفلک ہمیشہ اُسکے خوف سے لرزان مہابت سے اُسکی فوج گردون ترسان و ہراسان بتخانہ روزگار مین چرخ نے سنگدلی دکھائی تھی کہ ہر پتھر کی صورت عزائی اور ڈراؤنی بنائی تھی ساکنان دنیا کو ایک ہی نقرہ کرنیکی تدبیر ہویدا کی تھی اسلیے پتھر کی صورت سیر کی پیدا کی تھی خورشید اس کوہ سے سر بجا کر نکلتا تھا تھرآتا ہوا چلتا تھا نظم

سر اندر ریخ بایکے کوہ دید	کہ گفتے ستارہ بخواہد کشید
ہمین ز آسمان گر کس اندر کشد	زدریا نہنگ و ترم بر کشد

عمر نے مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہول خیز ہے کہ کوہ سیاہ سے بھی زیادہ وحشت انگیز ہی مخمور نے کہا اس کوہ کو کوہ اسد کہتے ہین سامران زیان اسپر رہتے ہین یہ کہکر ایسا سحر پڑھکر دوا رماش کا عمر پر مارا کہ یہ بیہوش ہوگیا مخمور نے اُٹھا کر ایک غار مین ڈال دیا اور دہن غار پوشیدہ کردیا پھر دو شیر سحر کے غار پر بٹھا دیے اور اُنسے تاکید کہدیا کہ خبردار حفاظت کرنا کوئی خواجہ کو لے نہ جائے یہ کہکر آپ بخوف و خطر پہاڑ کی گھاٹیان طے کرگئی اور قلعہ کوہ پر پہونچی اسکے پہونچتے ہی ایک پیر غزان زمین سے نکلا اور گویا ہوا کہ آپ کون ہین جو یہان آئین کچھ دل مین خوف نہ لائین اسنے جواب دیا کہ ہمکو خبر جاکر اپنے مالک سے کرو اور ہمین اُنکے پاس لیچلو کہنا ملکہ مخمور ناظر طلسم آئی ہین آپ کی ملاقات چاہتی ہین وہ شیر یہ سُنکر روانہ ہوا اور اُسی کوہ پر ایک مکان بنا ہے پیر جادو اُسمین رہتا ہے وہ شیر وہان آیا اور پیام گزار ہوا پیر نے کہا ارے تو نے اُس ملکہ کو روکا کیون جلد تعظیم تمام بلالا وہ پیر خدمت مخمور مین آیا پنجے جوڑکر باادب تمام ترگویا ہوا کہ چلیے آپکو بلایا ہے مخمور اسکے ہمراہ چلی اور اندر ایک مکان کے پہونچی سقف و ایوان اُسکے مطلا تھے مصقلا اُسپر جا بجا کا تھا دیوار و در جگمگاتے تھے لیکن ہر جگہ تصویرین شیر کی بنی ہین اور پتھر کی چوکیان شیر وہان صحن مین بچھی تھین شیر کی کھال کا فرش سب مکان مین کیا تھا ایک چوکی پر ساحر شیر صورت بیٹھا تھا اور ایک شیر پاس اُسکے کھڑا تھا یہ چوکھڑا تھا یہ بیابان آتش فشان جو کوہ اسد کے قریب ہے اوسکا مالک ہے اور جو بیٹھا ہے یہ اُس پہاڑ کی حفاظت کرتا ہے مخمور نے وہان پہونچکر ہاتھ اُٹھایا وہ دونون شیر چوکیدار بھی اپنی جگہ سے اُٹھے اور اس سے ہاتھ ملایا اور کہا آپ نے کرم فرمایا تشریف رکھیے اور ہمین سرفراز کیجیے مخمور نے کہا بیٹھنے کی فرصت کہان اسطرف عمر تو نہین آیا مین بحکم شہنشاہ اُسکے تعاقب مین روان دوان ہون

اور وہ گریزان ہی اس ساحر نے کہا اسطرف کوئی نہین آیا اگر آتا فی الفور قید ہوجاتا مخمور نے جواب دیا
کہ میرے سامنے وہ اس پہاڑ کے قریب اگر غائب ہوا ہے از بسکہ یہ جگہ تمھاری ہمرہ مین تنہا اسکو ڈھونڈھ
نہین سکتی شاید کوئی شبخون پہنچائے اور دریے آزار ہو اس سے آپکا میرے ساتھ چلنا اچھا ہی
پیر جادو نے کہا مین حاضر ہون جہان پہلے سر آنکھون سے چلون یہ کہکر اوٹھا اور ہاتھ پکڑکر چلا
اس طرف سے تو یہ روانہ ہوا ادر اُدھر بلائے جادو جسکو بادشاہ طلسم نے منع کیا تھا کہ اب نجاوے
اور اُسنے نمانا تھا دو بار پیر گرفتاری عمر چلا تھا ڈھونڈھتا ہوا اُسی جگہ پہونچا جہان غار مین عمر کو مخمور نے
ڈالدیا ہے الغرض اُسنے دیکھا کہ ایک غار پر دو پتلے بیٹھے ہین سمجھا کہ یہان کچھ بھید ہے جب تو یہ حفاظت
کرتے ہین یہ سمجھکر اسنے سحر پڑھکر اُن پتلون پر پھونکا کہ وہ جل گئے یہ غار مین اُترا عمر کو بیہوش پڑے
دیکھا شکر سامری بجالایا اور کمر مین پنجہ دیکر غار کے باہر آیا چاہا سر کاٹ لیجائے پھر سوچا کہ ایسا نہو اور اسیطرح
اوس حرکت سے ناراض ہوجائے پس یونہی چاہتا تھا کہ لیجائے اُسوقت مخمور و پیر وہان پہونچے اور
مخمور نے یہ ماجرا دیکھکر کہا اے پیر دیکھو وہ عمر کو ایک ساحر پکڑے لیے جاتا ہے افسوس کہ تمھاری
عملداری سے ایک شخص پکڑا جائے اور تم سے کچھ نہو سکے اب یہ شاہ جادوان کے پاس جاکر کیسی
تعلی کریگا اور شیخی بگھاریگا کہ جسکی حد نہین اور تمکو ذرا اس امر مین کدورت مین کمبخت ناحق تمھارے
پاس گئی تھی اگر یہین ڈھونڈھتی تو اچھی رہتی اب مجکو بھی ذلت ہوگی شاہ کے روبرو پیشمون مین
ندامت ہوگی اسنے پیر کو ایسا گرمایا کہ اُسکو غصہ آیا اور للکارا کہ باتین اوخیرہ سر تو کہان اسکو لیچلا
اور میری جگہ مین کہے تو نے قدم ادھر بلائے جادو نے اسکے ڈانٹنے سے رُک کر جو دیکھا تو
مخمور کو پیر کے ساتھ پایا پکارا کہ اے پیر جادو اسکے فقرے مین نہ آنا یہ عمر کی دوست ہے اور شہنشاہ
سے اسنے بغاوت کی ہے مخمور نے کہا اے پیر یہ اسکی چلسازی ہے چاہتا ہے کہ مجکو متہم کرکے
مجھسے لڑا دے تو آپ نکلی تے اچھا تم اس سے کہو کہ عمر کو مجھے دے مین مخمور و عمر دونون کو
باندھ شہنشاہ کے لیجاؤنگا پس اگر یہ دیدے تو تم جانا کہ یہ چاہتا ہے مجکو بھی پکڑا لیتا اور اگر نہ دے تو میرے
قول کو صحیح جانکر اسکو جانے نہ دینا پیر کو اسکا کہنا پسند آیا پکارا کہ اچھا تو عمر کو میرے حوالے کر اور اپنی
راہ لے مین ان دونون شہنشاہ کے پاس لیجاؤنگا بلائے جادو نے جواب دیا کہ تجکو خبط
ہوگیا ہے مین نے اسکے لیے خاک چھانی ہے تجکو کیون دون کیا مین کمزور ہون پیر کو اس کلمہ پر غصہ زیادہ آیا

اور مخمور نے پھر تیہا دلایا کہ کیون مین نہ کہتی تھی کہ یہ کبھی نہ لگا فقرہ کرتا ہی پھر نے کہا تم دیکھو مین ابھی چھینے لیتا ہون یہ کہکر ایک تانج سحر پڑھکر مارا کہ وہ شق ہوگیا اور زمین سے وہی ببر چوچی پاس پہاڑ کے اوپر کھڑا تھا نکلا اور غرّا کر لپکا بلائے جادو نے اُسکو آتے دیکھکر ایک بیضہ جادو کا مارا جہان وہ بیضہ آکر گرا اُسی جگہ وہ شیر رُک رہا پھر آگے نہ بڑھا ببر جادو نے جب یہ ماجرا دیکھا فوراً زمین مین سما گیا اور بعد لمحہ بھر کے ایک ڈبیا لیے ہوے نکلا اور اپنی زبردستی جتانیکو وہ ڈبیا مخمور کے حوالہ کی یہ اسلیے کہ یعنی مین ایسا ہون کہ الگ کھڑا رہا اور غیر کے ہاتھ سے حریف کو قتل کرڈالا فی الجملہ اُس ڈبیا کو دیکھکر کہا ای مخمور اسمین سیندور ہے طلسم کا اس سیندور کا ایک ٹیکا اس شیر کے ماتھے پر دیدو اور حکم دو کہ بلائی جادو کو مارڈال مخمور نے ڈبیا لیکر ٹیکا ببر کی پیشانی پر دیا اور کہا کیا کھڑا دیکھتا ہی مار اسکو ببر نے جاکر طمانچہ مارا کہ بلائی جادو گرا ہر چند اسنے جادو کیا کچھ نہوا ببر نے پیٹ پھاڑ ڈالا غُل و شور اسکے مرنیکا برپا ہوا ببر لاش اوسکی اوٹھاکر سمت شاہ طلسم لیچلے لیتے بگولے لاش کو اُڑاتے ہوے لیے جاتے تھے جب لاش جا چکی مخمور نے سحر پڑھکر پھونکا کہ تم ہوشیار ہوا اور اُٹھکر چاہتا تھا کہ مخمور سے حال پوچھے مگر ببر نے ایک دانۂ ماش کا سحر پڑھکر مارا کہ زمین پر گرکر پھر لوٹنے لگا مخمور نے کہا ای ببر تجھے اسپر سحر کیون کیا مین اتنی دور سے تسلا شی اسکی آئی ہون اسکو مین لیجاؤنگی اُسنے جواب دیا کہ ادمکارہ مین تیرا فریب اب سمجھا بلائے جادو یہ کہتا تھا کہ تو شہنشاہ سے بچی ہے خیر میرے ہاتھ سے کہا ن جائیگی تجھکو بھی مارے لیتا ہون اور اس کُند دُزد مغزی کا بھی سکا لوٹونگا مخمور نے سارا جھگڑا اسلیے کیا تھا کہ کسیطرح ڈبیا سیندور طلسم کی ملے کہ جسکی وجہ سے بیابان آتش مین راستہ پائے جبس وہ ڈبیا اوسکو اوسکو مل چکی تھی اب یہ کب دیتی تھی پکاری کہ بھروی کیون میری قضا آئی ہے لے سنبھال ببر جادو نے بھی جھولے پر ہاتھ ڈالا مخمور نے ڈبیا سے سیندور لیکر دوسرا ٹیکا ماتھے پر اسی شیر کے دیکر چل کیا کہ اسکو پھر لوٹ جب مثل کہ کر دکو نافت ہمون آتش در کاسہ اُس شیر نے انگڑائی لی اور غرّا کر چلا ببر جادو نے ہر چند وہ کا صدا طرح کا سحر پڑھا مگر اسکے ماتھے پر سیندور طلسم کا لگا تھا تیر ہی اسکی پہ ہر کہ چوٹیکا ماتھے پر دی مالک بیابان آتش اُسی کا کہنا کرے پس جاتے ہی ایسا طمانچہ ببر جادو کے شیر نے دیا کہ وہ گرکر سرد ہوا العیاذ باللہ شور اسکے مرنے کا ایسا بلند ہوا کہ کوہ و دشت مین زلزلہ پڑگیا جو اسکی سحر کی بنا ہوئی علامت اُس پہاڑ پر تھی سب غائب ہوگئی اور پہاڑ پر آگ لگی وہ مکان جلگیا مگر ببر کوہ کہ بانیان طلسم نے بنایا ہی باقی رہا غرض لاش اسکی

بگولے اُڑا کر سمت شاہ طلسم لیچلے اب حال سُنیے کہ اس پہر کوہ کے آگے ایک بیابان ہی کہ نام اُسکا بیابان آتش فشان ہے یہ شہر اُسکا نگہبان ہے جسکے پاس سیندور طلسم ہوا اُسکا بیابان طلسم نے اُسکو مطیع کردیا ہے یہ مالک سیندور کو بیابان مین بھیجا ہی جب سرحد بیابان پر پہونچتا ہے اُسکے آگے عملداری ملکہ گیسوی کاکل گشا نام ایک ساحرہ کی ہی اس شہر کے سرحد پر آنیکی خبر رکھتی ہے جب یہ وہان پہونچتا ہی وہ لشکر کو بھیجکر رہبری کراتی ہے ذکر اُسکا آگے بیان ہوگا اسوقت مخمور نے کہ رازسے اس راہ کے واقف تھی نیسر آنیکا مانگنے پر اُس سہ کے دیا اور حکم کیا کہ ہمکو بیابان آتش سے نکال لیچل شیر فوراً سامنے آیا اور گویا ہوا کہ میری پیٹھ پر سوار ہوجیے اور جدھر جی چاہے چلیے مخمور مع عمر کے سوار ہوئی اور شیر نے آگے کی راہ لی آسد کوہ کے درہ مین داخل ہوا اور دو روز تک رات دن برابر چلا گیا درے مین بڑے بڑے غار تھے اژدر مُنھ کھولے ہر جگہ بیٹھے تھے عجب تنگ و تاریک مقام تھا ہول خیز و وحشت آگین تمام تھا خدا خدا کرکے وہ درہ تمام ہوا تیسرے دن جب درۂ خاور سے خورشید انور نے سر بدر کیا یہ سیاران منازل سپہر دشت طلسم بھی درہ سے باہر ہوے لیکن اس جاے پُر آفت سے نکلکر دوسری مصیبت مین پھنسے یعنی بیابان آتش فشان مین پہونچے از زمین تا چرخ برین سوائے آگ کے اور کچھ نظر نہ آیا صحرا کو کرۂ نار پایا جو غار تھا وہ کوہ آہنگر تھا ہر جگہ انبار اخگر تھا شرر ایسے ملتہب تھے گویا آگ کے درخت اُگے تھے زمین سے فلک تک آگ بھری تھی آتشکدۂ نمرود و زرد ہشت کی کیا حقیقت جو یہان گرمی تھی چنگاریان ہوا سے گرتی تھین یا تارے ٹوٹتے تھے شیاطین کے یہان آتے جی چھوٹتے تھے سراسر جہنم وہ زمین تھی دوزخ ہاویہ سے بڑھکر کہین تھی لپٹ اس آتش کی شعلۂ عقل دانا جلاتی تھی ہوا سے گرم بادہ مزاجون کا صفرا بڑھاتی تھی جسم مین خون طوطاتی تھی بھبکا آگ کا بگولے کی طرح اوٹھتا تھا ایک ایک اخگر لغزہ انا اسفل السافلین کا بھرتا تھا نظم

دستِ مژگان سے دیدۂ تر		پنکھے جھلتے تھے مردمک پر	
پچھلی تھی پچھیں کفِ بتان مین		بازو مین زمین مین آسمان مین	
کوئی نہ علاج تشنگی تھا		آب بجز آتشی تھا	
خاکی ہوے مردمان آبی		سورج کی تھی سر پہ آفتابی	
زرّے سورج کی آنچ پاکے		تل بنگئے چشم نقش پاکے	

کنارے پر اس بیابان خطرریز اور وادی آتش خیز کے ایک تالاب آگ سے بھرا نظر پڑا اور کنارے پر اسکے
ایک زن حسینہ و جمیلہ شعلہ رخسار شمع عذار کہ بہت تھی سر لبسر ایسی پیکر نور جسکا کف پا تھا عارض حور
استادہ تھی جب وہ شیر کنارے تالاب کے آیا اُس نازنین نے ایک کاغذ نکالکر مخمور کو دیا اُسمین
لکھا تھا کہ شیر کو اندر تالاب کے ڈالدے کچھ خوف و بیم نکر اسنے شیر کو تالاب کیطرف ہانکا وہ تو مطیع حکم تھا
فوراً تالاب مین کود کر غوطہ مار گیا عمر نے دل مین کہا اب بیشک خلعت ہستی جلا و فنا رہنا عذاب الٰہی
پڑھنے لگا نظر بمدد آفرینندۂ نار و خاک تھی کشتی جان تہ گرداب ہلاک تھی پیچان و غاطان و غلطان
پیچان بڑی دیر تک چلے گئے وہ تالاب آتشین انکے بیگزار خلیل بنگیا کہ جلنے سے محفوظ رہ گئے بعد
کچھ دیر کے جب آنکھ کھلی اپنے تئین ایک میدان وسیع مین پایا اور سامنے ایک دیوار سر بفلک کشیدہ
کو منزلون تک کھنچے دیکھا شد سکندر اُسکے روبرو کیا یہ نرد بان فطرت سامنے اُسکے فرومایہ اُس شیر نے
جھپٹ کر اوس دیوار مین ٹکر ماری کہ سر پھٹ گیا اور ہلاک ہو گیا ہوا کہ افسوس بچہ کمبخت نے یہ
کیا کیا کہ دشمنون کو یہان تک پہونچایا یہ کہا اور تڑپ کر ہلاک ہوا اس کے مرنے سے وہ بیابان و تالاب
سب برباد ہو گیا ایک جنگل ویران سا نظر آنے لگا اور ہر کوہ بھی دکھائی دیا اور شیر کے ٹکر مارنے
سے اس دیوار مین بھی ایک دروازہ پیدا ہوا اور نازنین نکر کبدن دوسری اسجگہ پیدا ہوئی کہ یہ بھی نازو انداز مین
بلائے بے درمان تھی رشک حسینان جہان تھی یہ بھی کنیز بلکہ گیسوے کاکل کشا کی ہر اور وہ جو
تالاب پر رقعہ لیکر گئی تھی وہ بھی پرستار اسی کی تھی پس جیسا اوپر ذکر ہوا کہ جب شیر سر حد بیابان پر
پہونچتا ہے تو یہ کنیز کو برائے رہبری بھیجتی ہے پس اسنے اول ایک کنیز کو بھیجکر یہان بلوایا لیکن بعد لمحہ کے اُسکو
خیال آیا کہ دیکھون کون اسطرف آتا ہے اور شیر طلسم کسکو لاتا ہے اگر شاہ طلسم کا کوئی عزیز آتا ہو تو مین بہر استقبال جاؤن
اور نہایت تعظیم سے لاؤن یہ خیال کرکے دل سامری نامے کے نکالے اور بغور دیکھے معلوم ہوا کہ مخمور نے سیتہ
طلسم پایا ہے اور ایسا کچھ ہنگامہ مچایا ہے سب حال جو کچھ مذکور ہو چکا دریافت کرکے اسکو غصہ آیا اور ایک
کنیز قاتش جادو نام اسنے حکم دیا کہ جا عمر اور مخمور کو پکڑ لا یہ وہی کنیز ہے جو دیوار سے نکلی ہے پس اسنے
نکلتے ہی للکارا کہ ای نمکحرامان تمنے یہ دل پیدا کیا کہ یہانتک قدم رکھا مخمور و عمر شیر نے جب ٹکر
ماری تھی تو الگ کود کر کھڑے تھے اسکے تعرہ کرنے سے اور تو کچھ نہ بن پڑا عمر نے جھپٹ کر جال
الیاسی مارا اور اُسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا پھر ایک گوشہ مین جاکر اُسکا چہرہ زنبیل سے نکال کر

بیہوشی کو ملایا اور اُسکو باہر نکالکر روبرو بٹھاکر رنگ روغن عیاری سے اپنی صورت مثل اسکی ایسی صورت کے بنائی اور فور ہی فور سحر سے اپنی صورت بنوا اور یہان سے چلوا اسنے عمر کی ایسی سحر سے اپنی صورت بنائی اور کپڑے اسکے پہنے عمر نے پیرہن اُس کنیز کا پہنا اور اسکو پھر زنبیل مین رکھکر اُس دیوار مین جو دروازہ پیدا ہوا تھا اُس مین قدم رکھا اور آگے بڑھے کچھ دور طے کیے تھے کہ سامنے ایک قلعہ بلند نظر پڑا خندق گرد پانی سے لبریز تھی پل پر قفل پڑا تھا فیلبند دروازہ کھلا تھا فصیلہائے قلعہ پر ساحر بیٹھے تھے کوئی شیر صورت کوئی اژدر پیکر تھے برج بارے کنگرے فصیلین ہر ایک عدد چار دیواری سنگ موسیٰ کی سیاہ تھی اسپر جواہر کی پچی کاری لائق واہ واہ تھی نظم

تھا بلندی مین اُسکا ہر پایہ	پایۂ آسمان کا ہمپایہ
وہ طلائی بروج جلوہ نما	ماہ کرتا تھا جنسے کسب ضیا
نور آگین تھی جو عمارت تھی	سرمۂ قوتِ بصارت تھی

یہ دونون در قلعہ آئے وہان چالیس ساحر بیٹھے تھے انھین دیکھکر مستفسر ہوے کہ ای قاش جادو کو عمر کو لائین عمر نے جواب دیا کہ نگوڑو کیا اندھے ہو دیکھتے نہین کہ میرے سحر سے خود بخود ساتھ ساتھ عمر چلا آتا ہو وہ ساحر ہنسکر چپ ہوے اور یہ دونون اندر قلعے کے چلے یہ قلعہ جادوگر اور جادوگرنیون سے آباد تھا جا بجا مندر بنے تھے تصاویر سامری و جمشید اس مین دھری تھین ترشی ہوئی بلور کی تھین گلی کوچے تختہ پتھر کے صاف بنے تھے چلنے والے بھی حسین و خوش پوشاک تھے دکانین سجی سجائی تھین محراب عبرت ابروان شاہدان بنائی تھین جنس ہر طرح کی امین بھری جو چیز چاہیے ہو افراط سے دھری رہے اگر وہان جائے تو راہ بھول کر بہکتا پھرے غم در بدر بھٹکتا پھرے امن و امان کا جھنڈا گڑا تھا فتنہ و فساد کو دیس نکالا ملا تھا نظم

شاد آباد سب رعایا تھی	محو عشرت تمام دنیا تھی
شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا	گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا
واقعی تھا طلسم کا وہ دیار	سحر آگین تھے کوچہ و بازار

عمر و مخمور سیر کرتے ہوے جاتے تھے کہ ایک جانب سے دو ساحر پیدا ہوے اور قریب آکر گویا ہوے کہ اے قاش چلو ملکہ بلاتی ہین اسنے کہا چلی تو آتی ہون کیا سر پر پانون رکھ لون کہکر آگے

ساتھ جلد تر روانہ ہوا اور دارالعمارۃ شاہی پر آیا اس مکان کو نرا طلسم پایا لیکن بلکہ اُسوقت دربار مین تھی الگ ایک مکان مین شیر طلسم کے بُلانے کو گئی تھی وہ ساحران دونو کو وان لائے آپ دروازہ پر ٹھہرے یہ دونون اندر گئے دیکھا کہ تمام مکان پتھر کا بنا ہی ایک ایک سنگ ہمسنگ لعل والماس لگا ہی درجے اُسکے عزت دہ درجہا ے منازل فلک ہین صفائی مین پُر از چمک دمک مین صحن خانہ صحن فلک کا جواب خلاصہ یہ کہ ہر کمرہ اُسکا لاجواب وانتخاب کہ بمقتضاے ابیات

وہ سجا تھا برنگ خلد برین	صدقے کیجے نگارخانۂ چین
ہانڈیان تھین حباب نہر چمن	کنول انجم کی طرح تھے روشن
کتنے ہین چلمنون کو ذی ادراک	ہین یہ عشاق کے دلِ صد چاک
تارہاے شعاع نور ہین یہ	عکس مژگان چشم حور ہین یہ
شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون	صورتِ سرو باغ ہین موزون
کھڑکیان تھین دریچہ جنت	درجہ درجہ حدیقۂ جنت

سامنے کے ایوان مین مسند ناز پر بصد انداز ایک مہ پارہ حور لقا بدر سیما یعنی ملکہ گیسو کمند کاکل کشا بیٹھی تھی از سر تا پا جواہر کا زیور پہنے تھی لطافت اُسکے عارض صبیح سے رونق وصف سیکھتی تھی تازہ رخسار سیم تنان کو گوری رنگت اوسکی تازگی دیتی تھی کہ بموجب ابیات

نفوذ لبست موے عنبرین را	گرہ در یک و گرد مشک چین را
زنشست آو بخت مشکین گیسوان را	زعنبر داد پشی ارغوان را
مکحل ساخت چشم از سُرمہ ناز	سیہ کاری بمردم کرد آغاز

عمر نے سامنے جاکر سلام کیا اِسنے کہا کیون قاش کیا ہوا اُسنے کہا حضور کے اقبال سے لائی ملکہ نے کہا وہ نمکحرام مخمور کہان ہے اِسنے جواب دیا کہ وہ نہین لی ملکہ کو کچھ شبہ گذرا اور اُسکے سامنے ایک آئینہ سحر کا رکھا تھا اُسکو اُٹھا کر دیکھا حال معائنہ ہو گیا کہ عمر تیری کنیز قاش کی شکل ہے اور مخمور بصورت عمر ہے پس یہ معلوم کرتے ہی اسنے ڈانٹا کہ باش او دزد مکار چیانا مین نے تجکو یہ کہکر ایک تازیانہ سحر پڑھکر مارا مخمور نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا عمر مارا جائے گا بس بہت جلد سحر پڑھ کر تازیانہ کو ایک تھپکی دی کہ وہ اُلٹا پلٹ گیا لیکن ہاتھ مخمور کا بھی جلگیا بہا

مخمور نے عمر کے گلے مین ایک رومال باندھ دیا کہ گیسو کا کل کشا کا سحر تاثیر نہ کرے اور واقعی جب اسنے گولا سحر کا مارا عمر کے پاس آکر گرپڑا اور تیر سحر کا مارا وہ بھی عمر تک نہ پہونچا دو سحر اسکے خالی گئے بسبب رومال کے اثر پذیر نہ ہوے اسوقت اسنے نعرہ مارا کہ لینا اسکو کنیزین اسکی جوق جوق ہر سمت سے پیدا ہوئین اور مخمور و عمر کو گھیر کر لڑنے لگین عمر نے اسوقت خیال کیا کہ یہان کی یہ حاکم ہے بالفرض کنیزون کو مخمور و مغلوب کرے گی فوج ساحران اگر گھیر لگی پس مناسب یہ ہے کہ کوئی تدبیر کرون سوچکے بیچ مین ان کنیزون کے در آیا چونکہ سحر تو تاثیر نہین کرتا تھا رومال کی وجہ سے اس نے حقہ ہاے لعل و یاقوت کے جو مارے مارے تمام مکان مین دھوان پھیلا اور خصوصاً جہان گیسو کا کل کشا اور کنیزین تھین وہان بالکل تاریکی ہوگئی عمر نے جال الیاسی اس اندھیرے مین ملکہ گیسو پر مارا اور اسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا اور آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا وہان مخمور سے جنگ ہو رہی تھی کسی نے خیال اسکا نہ کیا اور اب سنے بہت جلد معجم و طلب کیا یعنے جلد اول مین مذکور ہوا ہے کہ عمر کو تین دانے انگور روح الامین نے کوہ بوقبیس پر کھلاے تھے جسکی تاثیر یہ ہوئی کہ تین خصلتین اسکو خدا نے عنایت فرمائین ایک یہ کہ زبان ہر قوم کی جانتا ہے اور بولتا ہے اور دوسرے دم بھر مین بہتر صورتین بدلتا ہے یعنے زنبیل پر ہاتھ رکھکر خواہش کرے کہ میری شکل مثل اس شخص کی صورت کے ہوجاے بس ویسی ہی صورت ہوجائیگی اور تیسری صفت یہ کہ الحان داؤدی رکھتا ہے فی الجملہ اسوقت مجبور سے یہی خواہش کی کہ میری شکل بلکہ گیسو کی ایسی ہوجاے بس ویسی ہی صورت ہوگئی اس نے اس مکان کے گوشے مین جاکر ملکہ گیسو کو ننگا لکر بہت جلد پیرہن اسکا اور زیور اتارا پھر اس کو زنبیل مین ڈال کر وہی لباس اور وہی زیور پہنا اور گلیم اتار کر چھپا آکر دیکھا تو کنیزین کسی طرف سے تاریخ کسی طرف سے تیر مار رہی ہین اور مخمور سب کے سحر رد کر رہی ہے وار کرنا نصیب نہین ہوتا ہے تاریخ پھٹتے ہین شعلہاے آتش نکلتے ہین مار و عقرب منھ پھیلا کر دوڑتے ہین عنقریب ہے کہ مخمور قید ہوجاے یہ دیکھکر بیچ مین آکر اس نے نعرہ مارا کہ اے کنیزان خبردار تم اس پر ہاتھ نہ ڈالو مین سمجھ لون گی کنیزین اس کے منع کرنے سے علیحدہ اور عمر نے پاس جاکر خال آنکھ کا مخمور کو دکھایا وہ سمجھ گئی کہ خواجہ نے عیاری کی بس فوراً ہاتھ باندھکر قدم پر گری اور عرض کی ہوئی کہ مجھے عمر نے بہکایا تھا اب معلوم ہوا کہ زبردست ہین مجھسے کچھ نہ ہوسکے گا بس میری

خطا معاف فرما کر شاہ جہاندان سے ملوا دیجیے **گیسو** نقلی نے سر اٹھا کر سینے سے لگایا اور فرمایا کہ دیکھو **عمر** ایسا مطلب آشنا ہے کہ تم کو اس بلوے مین اور مجمع دشمن مین چھوڑ کر چھپ گیا ہے کہ وہ غائب ہو جایا کرتا ہے **مخمور** نے کہا ہان اسکے پاس گلیم ہے وہ اوڑھ لیتا ہے اور پوشیدہ ہو جاتا ہے لیکن آپ کے ملک سے کہان جائیگا ملکہ نے کہا کنیزون سے دروازہ شہر کا جا کر حکم دو کہ بند کرین اور جا بجا ہوشیاری رکھین **عمر** بھاگ گیا ہے جہان پائین اسکو گرفتار کرین کنیزین حسب الحکم گئین اور وزیرون سے ایلغار حکم ملکہ کیا شہر مین ساحر مستاشی پھر نیلگے در شہر بند ہو گیا بی اسند راہداری آماجا ناشم سی بند کیا گیا اس مکان بھی پہراچوکی مقرر ہو گیا **مخمور** اور **گیسو** نقلی دونون مسند پر بیٹھے کشتیان شراب کی منگوائین بارہ اجمر سے گام جان بدشون کیا پھر **مخمور** کو لیکر دار العمارہ مین آکر خزانہ دارہ کو طلب کیا اور کہا ان کو خزانہ دکھاؤن گی غرض کنجیا لیکر کوٹھے کھلوائے پھر سب کو ہمنا کر مال و اسباب جا کر زنبیل مین رکھا اور مکان مقفل کرا کر تخت شاہی پر آکر جلوہ فرما ہوا اور جس طرح قلعہ نورانیہ مین آمد و رفت پائی تھی کہ مہاجنان شہر مال سرکار مین جمع کر دین کیونکہ **عمر** کے لوٹنے کا خوف ہے اسی طرح یہان بھی منادی کرا دی جب مال اور روپیہ جمع ہوا سب زنبیل مین رکھا اور ایک دن بعد اس انتظامات کے وہان رہکر وزرائے سلطنت سے کہا مین ہمراہ **مخمور** واسطے تلاش کرنے **عمر** کے جاتی ہون تم ملک سے خبردار رہنا یہ کہکر وہان سے **عمر** روانہ ہوا **مخمور** نے سمر سے تخت تیار کیا دونون سوار ہوئے اور قلعے سے نکلکر آگے بڑھے یہان تمام رعایا اور روسا شہر جانتے ہین کہ ملکہ **عمر** کو گرفتار کرنے گئی ہین اس وجہ سے سب مطمئن ہین اور یہ دونون جو یہان سے روانہ ہوئے بعد قطع منازل و مراحل قریب ایک کوہ پر شکوہ کے پہونچے دیکھا پہاڑ مثل کوہ البرز بلند ہے دامن کوہ مین سبزہ زار دلپسند ہے پہاڑ سے چشمے جاری ہین جھرنا جھرتا ہے گیاہ سبز قامت مینا رنگ روئیدہ ہے جوش فصل بہار ہے رشک قبہ خضرا ہے فلک کو ہمسایہ ہے گلہائے خودرو مثل انجم چرخ درخشان ہین خوشے غیرت سنبلہ سپہر ثریا آسمان صفحہ کہکشان ہین طاؤس و کبک و تذرو دراج کوہ اور دامن کوہ مین چہچہان خرامان ہین زمین قیامت خیز شاہدان روزگار پر خندان ہین کہ نظم

زمین پر نیان و ہوا مشک بوے	اگلاب است گوئی مگر آب جوے

خرامان بگرد گلان بر تذرو	خروشیدن بلبل از شاخ سرو

اور ایک طرف کوہ دامن کوہ مین مجمع خلائق دیکھا کہ زن و مرد کا ہجوم بالیوانگی دھوم مچی ہوئی ہے دکانین لگی ہین جنسہای گرانمایہ ہر طرح کی رکھین ہین تاجران ذی رتبہ موجود ہین تحفہای ہر دیاران کی پاس تا معدود ہین جاد و گرنیان ساریان باریک باندھے زیور مرصع پہنے ہاتھون مین تھالیان سونے چاندی کی لیے چوکین روشن کیے پہاڑ پر چڑھتی ہین اور بہت سی پہاڑ سے اتر تی ہین ہر ایک حسن مین انتخاب بتان دہر سے جو ہے وہ خورشید چہرہ ہے آفتاب تابان انکو دیکھکر دامن کوہ مین منھ چھپاے نقاب سحاب شرم سے اپنے منھ سے نہ اٹھاے کہ بمقتضاے ابیات

پری چہرہ بینی ہمہ دشت کوہ	بہ شادی مہ رخسون نشستہ گروہ
ہمہ رخ پر از گل ہمہ چشم خواب	ہمہ لب پر از مے چو بے گلاب
ہمہ دشت بینے بیاراستہ	چو بت خانہ چین پر از خواستہ

کمر و تحمور تخت سے اتر کر سیر کرتے ہوے پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ یہان ایک گنبد سونے کا ہے کلس اسپر یاقوت کا چڑھا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب نکلا ہوا ہے برج فلک کب اوسکے ہم پایہ ہو سکتے ہین مشعل ماہ کو اس کے فروغ کے سامنے لوگ اندسا اندھا جلنا کہتے ہین گنبد آسمان روبرو اسکی نیلا سائبان معمار عقل اسکی گلابی دیکھکر حیران اور حیران کہ بموجب نظم

وہ صنم خانہ آج اے ذی جاہ	اک خدائی کا تھا پرستش گاہ
لقب اسکا ہے مشرق خورشید	ساحران کا ہے کعبہ امید

کمر اس گنبد کے تخت دوکاندارون کے لگے تھے انپر دوکاندار بیٹھے بتاشے اور کلاوہ اور ہار اور پھول اور دھوپ دیپ چندن وغیرہ چڑھانے کا سامان بیچتے تھے دوازی پر گنبد کی بڑے بڑے گھنٹے ٹنگے تھے اور مہنت وضع ساحر پجاری بیٹھے تھے جنکی تمام جسم مین چندن لگا تھا مالا گلے سے ناف تک لٹکا ہوا تھا دھوتیان پنچہری بلند تھی آستی بچھی تھی اسپر مالا تھی مارے بیٹھے تھے جو کوئی جاتا تھا پہلے ان کے قدم لیتا تھا پوجے کا سامان پیش کرتا تھا وہ گنڈی کھول کر پوجا کراتے تھے اور بہت سحر و طلسم اس گنبد کے درختون کے نیچے آستی پر آنکھین بند کیے جمشید کے دھیان مین گیان

لگائے بیٹھے مالا جپتے ہین کچھ لوگ ایک پاؤن سے کھڑے ہاتھ باندھے نگاہ گنبد سے بحسرت لگائے دانت نکالے دعا مانگ رہے ہین اور ہر طرف خلائق کا اژدہام ہے مرد بجتا ہے بجھن ہو رہے ہین برہمن ڈھول بجاتے پھرتے ہین خوانچے والے آواز لگاتے پھرتے ہین غول کے غول عورتون کے گاتے ہوئے آتے بعضے ان مین بے کریا کرتے ہوئے جاتے ہین نوبتخانہ رکھے ہین نوبت بجتی ہے دھونسے پڑتے ہین شور و غل ایسا ہے کہ کان پڑے آواز نہین سنائی دیتی ہے عمر نے مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے جہان یہ کچھ دھوم دھام اور اہتمام ہے مخمور نے جواب دیا کہ یہ گنبد سامری ہے اور مالک اس گنبد کا ہوائے جادو نام ایک ساحر ہے بڑا اظلم و اکفر ہے عمر نے کہا چلو اندر اس مٹھ کے چلین اور وہان سے بن پڑے تو دست برد کرین اس نے کہا آپ کی مرضی از بسکہ عمر بشکل ملکہ گیسو تھا سامنے گنبد کے گیا وہان کے آدمی پہچان کر انھے اور دعا دینے لگے عمر نے کہا کنڈی کھولو کہ پوجا کرین انھون نے دروازہ کھولا اسنے اندر قدم رکھا جیسے ہی گیا ایک آندھی گنبد سے پیدا ہوئی اور ایسی ہوا گرم تھی کہ عمر بیہوش ہو گیا اور باہر گنبد کے کسی نے دھکیل دیا اور صدا آئی کہ آج تک یہان کسی مسلمان کا قدم نہ آیا تھا آج یہ مندر بھی نجس ہو گیا خبردار لینا جانے نہ پائے یہ صدا سنکر ساحر پکڑنے دوڑے مخمور نے دیکھا کہ عمر مار ڈالا جائیگا بس پنجہ بنکر جوگری اٹھا کر اڑی لینا لینا کا غل ہوا مگر یہ سنتے ہی مدکر کئی کوس نکل گئی اور صحرا مین پہونچکر ایک غار تنگ اور چاہ پوشیدہ دیکھکر چھپ رہی ہوائے جادو مالک گنبد اور چند ساحر ہر سمت ڈھونڈھتے پھرے جب کہین پتہ نہ ملا ہوائے جادو نے سحر کا حصار گرد صحرا کر دیا کہ نکل نہ جائین اور آپ سمت شاہ طلسم چلا پہلے قلعہ ملکہ گیسو مین پہونچا اور وزیرون سے بیان کیا کہ ملکہ تمھاری پکڑ گئین ان کی صورت بنا ہوا عمر گنبد مین گیا تھا یہ خبر سنتے ہی اہل شہر اپنا اپنا مال و زر غارت ہوا سمجھ کر سر پیٹنے لگے اور یہان سے بھی عرضی سب نے لکھکر خدمت شاہ جادوان مین بھیجی ہوائے جادو وہان سے جو چلا بیابان آتش و بیر کوہ بھی برباد دیکھا پھر قلعہ اور دریای مردار یہ کو تباہ اور خشک پکر رویا الغرض کوہ سیاہ سے گذر کر مکانات طلسمی اور قلعہ نورانیہ کو طی کر کے پہلے لشکر حیرت مین پہونچا ملکہ کو سلام کر کے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا مجھے انگوٹھی دیجے کہ دریاے خون روان پر کوئی ترکیب مین پار شہنشاہ کے جاؤن حیرت نے ایک انگوٹھی بڑے نشان اسکو دی اور مقامات مذکورہ کے تباہ و

برباد ہونے پر تاسف کیا اور ہوائے جادو وہان سے انگوٹھی لیکر دریاے خون روان پر آیا انگشتری
ہاتھ پر رکھکر پکارا کہ شہنشاہ مجھے اپنی خدمت بلوالیے بس پکارتے ہی اسکو اٹھالیگیا اس وقت شاہ
جادوان کے روبرو لاشین بلاے جادو دبیر جادو وغیرہ کے آئی تھین اور بیران کے حال ان کی
مرگ کا کہہ رہے تھے کہ یہ پہونچا اور شہنشا کو مجرا کیا شاہ اس سے مستفسر حال ہوا کہ کہو کیا ماجرا گذرا اسنے
عرض کیا کہ میری حد مین عمر و مخمور پہونچے گنبد سامری مین جاتے وقت خداوند سامری نے فرمایا کہ
لینا ان کو مین پیچھے دوڑا مگر وہ بھاگ کر کہین چھپ رہے مین صحرا کو محصور بھبار پھر کر آیا ہون کہ نکلکر چلے
نجا مین اطلاع کرنے حاضر ہوا تھا آپ کتاب سامری دیکھکر بتلا دیجیے کہ وہان کہان ہین شاہ طلسم نے
سب حال سنکر لاشون کو ساحرون کی جلانے کا حکم دیا اور سامری منگا کر دیکھی اسوقت عرضی
قلعہ کیسو کی بھی آئی شہنشاہ کو پڑھکر سخت پریشانی ہوئی پھر کتاب سے حال دریافت ہوا
کہ ملکہ کیسو بھی اسیر ہوگئی ہے اور عمر و مخمور ایک غار مین پوشیدہ ہین اور عمر بیہوش ہے مخمور
اوسکو ہوشیار کرنا چاہتی ہے یہ کیفیت دریافت کرکے کتاب بندکی اور سر پر ہاتھ مار دستک دی
ایک سامر زمین سے پیدا ہوکر سامنے آیا اسکو حکم دیا کہ اے قاہر قہر چشم جادو تم ہوائے
جادو کے ہمراہ جاؤ اور یہ انگوٹھی لیتے جاؤ جدھر اس انگوٹھی کا رخ پھرا ہوگا اسی طرف عمر و مخمور
ہون گے ان کو گرفتار کرکے لاؤ یہ کہکر پنجون کو حکم دیا کہ ان کو دریا پار پہونچاؤ اور خلعت دیکر رخصت کیا
پنجے دونون کو دریاے خون روان کے پار پہونچا آئے یہ وہان سے پھر لشکر حیرت
مین آئے اور ملکہ سے تمام کیفیت بیان کی یہان بصورت سبیل عیاران
لشکر مہرخ موجود تھے انھون نے بھی سب ماجرا سنا اور جاکر مہرخ سے بیان کیا کہ اب
عنایت خدا سے خواجہ اتنے مرحلے طے کرکے ببر کوہ سے گذرکے گنبد سامری پر پہونچے لیکن
اسجگہ بیہوش ہوگئے ہین اب دو ساحر انکی گرفتاری کو جاتے ہین یہ خبر سنکر سب متصرف
دعا ہوے کہ خدایا خواجہ کو شر سے ان ساحرون کے محفوظ رکھنا سب دعا کرنے لگے برق و رعد
اٹھکر چلا کہ مین دونون کو راستہ مین مار ڈالون اور اُستاد کو بچاؤن غرض کہ لشکر سے نکلکر
صورت ساحر کی ایسی بنکر پہلے دریاے خون روان کی طرف گیا پھر ادھر سے دوڑتا ہوا
ان ساحرون کی جانب چلا وہ ساحر حیرت سے رخصت ہوکر صحرا تک پہونچے تھے کہ

یہ ڈرتا ہوا پہونچا اور پکارا کہ ذرا ٹھہرنا وہ دونون رکے اس نے قریب آکر کہا کہ شاہ طلسم تم سے بہت خفا ہین فرمایا ہے کہ تم لشکر حیرت مین کسکے حکم سے گیے تھے اور جانی مین عرصہ کیون لگایا اگر اسیطرح ٹھہرتے ہوے جاؤگے تو حریف کا گرفتار ہونا مشکل ہے یہ گفتگوے عتابانہ سنکر وہ ساحر گھبرائے اور عذر پذیر ہوے کہ بیشک ہمسے خطا ہوئی اب ہم کہین نہ ٹھہرینگے اور بہت جلد جائینگے برق نے کہا اچھا ایک چیز اور بھی شہنشاہ نے دی ہے الگ چلکے لے لو وہ اسکے ہمراہ درہ کوہ مین آئے اس نے ایک پھل نکالکر دیا کہ یہ کھالو شہنشاہ نے فرمایا ہے کہ اسکے کھاتے ہی دم بھر مین پہونچ جاؤگے انھون نے وہ پھل لیکر کھایا اسیوقت بیہوش ہوگئے برق نے دونون کے سر کاٹ ڈالے غل و شور برپا ہوا تاریکی ہوگئی صدا آئی کہ مارا قاہر قہر چشم دہوا سے جادو کو ان کے مرتے ہی مثل برق کے پنجے چمک کر گرے برق بھاگنے نہ پایا تھا کہ نیچے لاشے دونون کے اور برق کو اٹھا لیگئے پنجے تو شاہ جادوان کے پاس ان کو لیگئے اور وہان عمر کو ہوش آگیا محمود نے پہلے غار سے نکلکر دیکھا تھا کہ چار طرف اندھیرا تھا راستہ بند تھا اب عمر کو جو ہوش آیا غار سے نکلکر دیکھا راستہ صاف پایا تخت سحر پر بیٹھکر شاد و خرم سمت منزل مقصد روانہ ہوے لیکن نیچے مع لاشہ ساحران برق کو باغ سیلب مین سامنے شاہ طلسم کے لائے برق کی تموج سے آنکھین بند تھین یہان پہونچکر جو آنکھ کھلی ایسا باغ پر بہار اور طلسمی دیکھا کہ کبھی اپنی عمر مین نہ دیکھا تھا گلہای رنگا رنگ کی بہار اور شجر ہراز گل و ثمار نیرنگی اس باغ طلسم کی دیکھکر فلک نیرنگی پرواز اپنی شعبدہ بازی بھولے گلزمین کے کیفیت ایسی بہار نرگسی چشمان دہر کو دکھلائے کہ فرط خوشی سے ہاتھ پانون ہر ایک کا پھولے تعریف اس باغ کی جلد اول مین کئی مقام پر تحریر ہے اس وجہ سے اسجگہ اعادہ نہین کیا گیا مگر طول سمجھکر بہتر سمجھا الغرض اسی باغ کی بارہ دری مین تخت طلسمی پر بصد کروفر شاہ جادوان جلوہ گر تھا دربار مین ساحران نامی کہ ایک ایک انمین سامری عصر تھا دنگل بہ دنگل اور کرسی بکرسی بیٹھے تھے برق نے اٹھکر باادب تمام شاہ کو سلام کیا اور دوڑکر قدم پر گرا بادشاہ نے دونون ساحرون کی لاشین اٹھوادین اور اسکو عتابانہ خطاب کیا کہ اے ناہنجار تو نے بڑا غضب کیا تو نے کہ پرستار اور سیوک کو گنبد خداوند سامری کے مارا اب بہت عذاب سے تجھکو مارونگا برق نے نہایت عجز سے گڑگڑاکر اول زبان اپنی صفت و ثنا مین بادشاہ طلسم کے کھولی کہ اے بادشاہ شاہان ساحران جہان تیرا مرتبہ

فروغ افزاے آفتاب سماے طلسمات ہے بگوش کر نیوالی شاہان دہر کی تیری بات ہے کہ نظم

شمع سے حفظ شہ جو ہو مانوس	دامن باد مند ہو فانوس
نہ فلک ایک گوشۂ ایوان	ہفت نجم ایک خوشہ بستان
جامۂ شعلہ ہو جو آب روان	ایک سیلانہ اس کا ہو رویان
حفظ گستر اگر ہو عدل و امان	برج مہتاب مین فرش کنان
شحنۂ عدل گر نگہبان ہو	کب رعیت کو خوف نقصان ہو
حلم تو یہ کبھی جو غیظ آجاے	جسم ضرغام چرخ تھرا جاے
رعب سے ترے ایسا ڈر جاے	کہ تپ و لرزہ مہر اتر جاے

مین بھی تیری عنایت بے غایت سے آج مالامال ہوجاونگا سب رنج و ملال بھول جاونگا میری خطا کچھ نہین ہے مجھے عمر نے دھوکا دیا ہے وعدہ کیا ہے کہ تو طلسم مین جاکر ساحرون سے مقابلہ کر مین تجکو ہزار ہا روپیہ دونگا اے بادشاہ یہان مجھکو لاکر تین روپیہ کی تنخواہ دیتا ہی اور سخت سخت کام لیتا ہے اسی لیئے مین ساحرونکو قتل کرتا تھا کہ کبھی تو گرفتار ہوکر شاہ طلسم کے پاس پہونچونگا پھر وہان عرض حال کرونگا بادشاہ کو اس حال مین اختیار ہی چاہے تجھکو سرفراز کرے اور چاہے ہلاک کرڈالے فی الجملہ آج بخت رسا نے رسائی کی کہ قدمبوسی شاہ شاہان حاصل ہوئی اب سرکار کو اختیار ہے کہ جو چاہے وہ میری نسبت کیجیے مین جانبازی کو حاضر ہون ان باتون سے بادشاہ کا غصہ کم ہوا اور برسر رحم ہوکر کہا کہ تو میری ملازمت کریگا اور دغا تو مجھسے نہوگی اسنے عرض کی کہ مین جان سے تنگ ہون چار لڑکیان میری بیاہنے کو ہین عمر سے ایک کوڑی نہین ملتی بلکہ جو کچھ کماتا ہون وہ بھی وہ چھین لیتا ہے اور مار ڈالنے پر دھمکاتا ہے واسطہ سامری کا کہ مجھکو یا تو اسکی موذی کے پھندے سے چھڑائیے یا قتل کرڈالیے افراسیاب اسکے عجز و الحاح کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ بیشک یہ عمر سے بیزار ہے اور واقعی عمر لالچی اور بخیل بہت ہے اسکو کچھ نہ دینا ہوگا یہ سمجھکر حکم دیا کہ اچھا تیرے خطا کو معاف کیا اور اپنا ملازم فرمایا آج سے عیاری اس ناعیار سے کرنا اور گرفتار کرکے حضور مین لا برق نے عرض کی کہ آپ ملاحظہ کیجیے کہ کیا کچھ مین نے عیاری کی اگر عمر کا سر نہ کاٹ لاؤن تو اپنا نام نہ رکھون لیکن اے بادشاہ مجھکو

دو ہزار روپیہ ضرور دیجیے گا کہ مین لڑکیون کو بیاہ دون شاہ اسکے اس کلام پر ہنسا اور کہا اے **برق** تو نے کبھی دو ہزار روپے بھی نہین پائے جو اسطرح عاجزی سے مانگتا ہے **برق** نے کہا حضور مین اپنی تنگدستی کیا بیان کرون بمقتضاے ع مرگ صاحب خانہ ہی فاقہ جو مہمان رہگیا۔ بادشاہ نے اسقدر مجھکو سرکار سے عنایت ہوگا کہ بو سلطنت کریگا **برق** نے دانت نکال دیے اور خندۂ دندان نما کرکے پوچھنا استعجابا شروع کیا کہ ہان حضور مین مالدار ہوجاون گا کہ ایک نوکر کام کرنے کو رکھ لونگا اے بادشاہ ایسا ممکن ہوگا کہ اٹھوین دسوین روز پلاؤ پکوا کر کھاون ہاے میرے نصیب ایسے کہان جو ایک رات فکر معاش سے خالی دل ہوکر بستر نرم پر سوون کیون جناب کبھی ایسا ہوگا کہ ایک کنیز خوبصورت خرید کرکے اس سے گرم صحبت ہون یہ کہا اور پھر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور انکھون مین آنسو بھر لایا بادشاہ نے اسکی دلجوئی کی اور بہت کچھ دینے کا وعدہ فرمایا اور خلعت قیمتی کئی ہزار روپیہ کا منگا کر عنایت کیا اس عرصہ مین دن بھی کم رہگیا بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب ساحر اٹھکر اپنے اپنے گھر گئے اور **شاہ طلسم برق** کا ہاتھ پکڑکے چمنستان مین گلگشت کرنے لگا اور نیرنگیان باغ سحری دکھاتا جاتا تھا اور **برق** دیکھتا تھا کہ کوئی پھول ہنستا تھا اور اس مین سے پریون کے چہرے پیدا کر قہقہے لگاتی ہین اور کسی گل سے کلیان نکلتی ہین اور جب مسکراتی ہین تو بجلیان چمک کر فلک پر جاتی ہین کہین اژدہا منھ کھولے بیٹھا ہے اور اسکے دہن سے شعلہ نکلکر ناچتا ہے پھر سر دا کشبار بنکر سرخ پھول پیدا کرتا ہے غرض یہ عجائبات کہان تک بیان ہون ایسا ہی کچھ بہت تماشا دیکھا پھر شاہ جادوان لب نہر آکر بیٹھا اور سحر پڑھا ایک پتلا نہر سے نکلا اسکو حکم دیا کہ جاکر **صرصر** عیارہ کو اٹھا لا پتلا گیا **صرصر** اپنے خیمے مین لشکر **حیرت** کی جا پر بیٹھی تھی کہ پتلا آکر اٹھا لیگیا اور باغ مین لایا جب اسکی آنکھ کھلی بادشاہ کو سلام کیا مگر **برق** کو دیکھکر حیران ہوئی کہ یہ اس جگہ کیون کر آیا اگر قید ہوکر آتا اس اعزاز سے نہوتا یہ تو خلعت پہنے بادشاہ کے قریب بیٹھا ہے یہ سوچکر بادشاہ سے عرض کرنے لگی کہ حضور نے کیا سحر سے **برق** اپنے یہان بنایا شاہ طلسم ہنسا اور بولا کہ بنایا نہین اطلبی ہے اس نے میری اطاعت کی ہے **صرصر** نے کہا یہ مواد کھا کریگا آپ اسکے قریب مین نہ آئیگا **افراسیاب** نے کہا تو دیوانی ہے یہ آپکی بدل میرا مطیع ہوا ہے **صرصر** یہ سنکر الگ

برق کو لیگئی یاد رہو چھا کیون برق یہ سچ ہے کہ تو عم کو چھوڑکر شاہ طلسم سے مل گیا برق
نے کہا استانی آج ہی تو فقرہ بن پڑا ہے بغیر قتل کیئے اس حرامزادے افراسیاب کے باز
نہ آونگا مار کر اسکو اپنے لشکر مین جاونگا صرصر یہ باتین سنکر سر پیٹنے لگی اور پکاری کہ اے بادشاہ
کہ یہ نگوڑا ایسا کچھ کہتا ہے برق نے عرض کیا اے شہنشاہ یہ میری ہم پیشہ و ہم فن ہے یہی چاہتی
ہے کہ کوئی اس سرکار مین ملازم نہو کیلیے کہ میرا فروغ مت جاے گا پس یہ باتین اسکی براہ عداوت
ہین بادشاہ نے کہا مین خوب جانتا ہون کہ یہ تیری دشمن ہے اور صرصر سے کہا بھلا تجھسے میرے
ساتھ برائی کرنے کا اقرار کیون کرتا ہے کیلیے کہ کوئی ایسا نادان بھی نہ کریگا کہ جسکے ساتھ برائی
کرنا ہو اسکے ملازم اور مواخواہ سے اپنا راز ظاہر کردے لہذا تو جھوٹی ہے اور رشک کرتی ہے صرصر
سمجھی کہ بادشاہ بخوبی اسکے فریب مین آچکا ہے جو بات لوکھیگی بنہ مانیگا اور تیرے سامنے برق
اسکو ضرر پہونچائیگا فی الجملہ یہان نہ ٹھہر اور چلکر ملکہ حیرت سے کہکر شاہ کی جان بچاے یہ سوچ کر
عرض پرداز ہوئی کہا اے بادشاہ یہ حرامزدی ضرور کریگا اور مین دخل دونگی آپ کو برا معلوم ہوگا
اس سے بہتر یہ ہے کہ مجھکو دریا پار بھجوا دیجیے شاہ نے پنکھ کو حکم کو دیا کہ اسکو لیجا پنجہ دریا پار پہونچا
آیا یہ سیدھی خیمہ حیرت کی طرف چلی اور یہان افراسیاب نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ پہلے
کشتی شراب کی سامنے لاے برق کو بادشاہ نے حکم دیا کہ تو ہمارا مقرب درگاہ ہے شراب پلا
پتلا تو غائب ہو گیا اور برق جام بھر بھر کر شاہ کو دینے لگا مگر سادی شراب دیتا تھا اور سیر
باغ کرتا جاتا تھا اسوقت اسنے کہا اے بادشاہ اس باغ کے پھل دیکھنے کے ہین کھانیکے
نہین ہین شاہ نے کہا تم کھاؤگے اسنے کہا ہان مگر حضور جی چاہتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے توڑ کر
اور آپ کو بھی کھلاون خود بھی کھاون بادشاہ نے فرمایا جا سامنے درخت سیب لگا ہے توڑ لا
یہ گیا ہر چند کہ اس سیب سے شعلہ نکلتے تھے اور جانور خوشرنگ بنکر اڑتے تھے لیکن اسنے کہا
کہ حکم شاہ جادوان سے مین پھل توڑون گا اور یہ کہکر کئی پھل توڑ لیے وہ مثل اصل سیب کے
تھے مگر اسنے اتنی چالاکی کی کہ اپنے پاس سیب جو عیاری کے لیے آغشتہ بادزہر رکھے ہیوشی
ہین وہ ہاتھ مین لیکر سامنے شاہ جادوان کے آیا اور اس باغ کے سیب اپنے پاس رکھلیے
فی الجملہ مصنوعی سیب تراش بادشاہ کو کھلایا اب شراب پلاتا ہے اور عوض گرگ کے

سیب کھلا تا بعد کچھ دیر کے شاہ طلسم کو خوب نشہ ہوا اور بیہوشی نے تاثیر کی بولا کہ اے **برق** سم پاشنے ہین تم گاؤ اسنے کہا حضور پہلے آپ لگا لگائیے جو گت ناچیے گا وہی گت بجاون گا بادشاہ یہ سنکر ناچنے اٹھا ہوا کا طمانچہ منھہ پر لگا بیہوش ہوگیا **برق** نے خنجر کھینچکر مارا مگر بادشاہ طلسم سے نیچے پیدا ہوے اور خنجر مین لپٹ گیا اسنے خنجر پھینک دیا کلہ فلاخن مین پتھر مارا وہ بچون نے پکڑ لیا اب یہ حیران ہوا اور جلد جلد گرد شاہ طلسم اسنے نالی سی کھودی اور نقب ایسی بنائی کہ موت عیاری سے بارود لیکر بچھائی اور اپنی پگڑ ٹکی لیکر بٹی پھر بارود مین بھر کر فتیلہ سا بنا کر سینہ شاہ طلسم پر ایک سرا پھینکا پھونچلیا اور دوسرے سرے مین چاہا کہ آگ لگا کر اڑا دے لیکن **صرصر** جو خیمہ **حیرت** مین جا کر پہونچی روکر گویا ہوئی کہ اے ملکہ جلد چلیئے یہ کچھ سانحہ ہے بادشاہ ہلاک ہوا چاہتے ہین **حیرت** طاؤس پر بیٹھکر بزور سحر بہت جلد چلی اور اسوقت آکر پہونچی کہ **برق** فتیلہ مین آگ لگایا چاہتا ہے اس نے فوراً ایسا سحر پڑھا کہ **برق** بے حس و بے حرکت ہوگیا اسنے آکر شاہ طلسم کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور سب حال کہا اور بادشاہ نے نقب وغیرہ بھی دیکھی یقین ہوا کہ بیشک یہ دشمن سخت ہے **صرصر** سے کہتی بھی بس حکم دیا کہ اے ملکہ تم اسکو لشکر مین لیکر جاؤ مین کل آکر اسکے ہواخواہون کے سامنے دار پر کھینچونگا **حیرت** تخت سحر پر بیہوش کر کے **برق** کو ڈال کر اپنے لشکر مین آئی اور اسکو قید شدید مین مبتلا کر دیا اور **افراسیاب** باغ سیب سے اٹھکر سمت در بند فیروزہ کوہ کیا جب قریب در بند پہونچا حاکم وہان کا **فیروز فہر** **نگاہ جادو** بہرا استقبال آیا شاہ کو قلعہ مین لے جا کر تخت پر بٹھایا یہان کے ساحران نامی حاضر تھے سب نے نذر دی دربار مین بیٹھے شاہ جادوان نے ایک ساحر **ظالم جادو** نام کو وہان کے حکم دیا کہ تم لشکر **حیرت** مین **برق** عیار وہان قید ہے اسکو اپنی حفاظت مین رکھو کل مین اسکو آکر قتل کرون گا اسلیئے بھیجتا ہون کہ عیار وہان بہت ستاتے ہین ملکہ سے حفاظت نہو سکیگی یہ موتی میرے مارے کا تم لو اور اپنے منھہ مین رکھکر پھر مجھے دیدو جب تم وہان مارے جاؤگے یہ موتی چیخ جائیگا مجھکو خبر معلوم ہوگی کہ تم بھی کام آئے **ظالم** نے موتی لیکر اپنی منھہ مین رکھکر بادشاہ کو پھیر دیا اسے پاس اپنے رکھا اور **ظالم** تخت سحر پر سوار ہوکر تھوڑی دیر مین چند منزل زمین کے چشم زدن مین روانہ اور بعد قطع مسافت راہ لشکر **حیرت** مین پہونچا اسنے خبر اسکے آنے کی سنکر پیشوائی کو

چند سردار بھیجکر سامنے بلوایا اسنے آکر ملکہ کو سلام کیا نذر دی اور عرض کیا کہ شہنشاہ نے مجھکو بہر حفاظت
برق عیار بھیجا ہے **حیرت** نے اسکے خیمہ استاد کرادیا اور **برق** کو طلب کرکے اپنا سحر اسپہ سے
دفع کرکے حوالہ کیا **ظالم** لیئے ہوے اپنے خیمے مین آیا آپ مسند پر بیٹھکر منجواری کرنے لگا اور **برق**
کو ستون خیمے سے باندھ دیا لکھ طائران سحر اور حواسیس لشکر **مہرخ** کیمان موجود تھی خبر لیکر بارگاہ مین
سامنے **مہرخ** کے آئے اور بصد ادب زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر عرض پیرا ہوے کہ **نظم**

اگر ترا شہرہ عدالت ہو	شعلۂ خس سے گرم صحبت ہو
آشیان سمجھے کبک پنجہ باز	گرگ ہو گوسفند کا دمساز
آتش قہر جب تری بھڑکے	دل کافور سے انھین شعلے

مہتر مہتران و بہتر بہتران شاگرد رشید شہنشاہ عیاران ننگ عیاری مہتر **برق** فرنگی نسیم کے
آسے اور انکی حفاظت کو **ظالم جادو** نام ایک ساحر نافرجام آیا ہی تنہا خیمہ مین لیکر بیٹھا ہی یہ کہکر جاسوس
چلے گئے اور **مہرخ** نے چاہا کہ لشکر سمرکو دم دے اور لشکر تیار کراکے فوج مخالف پر جا پڑے **برق**
کو چھڑا لاے لیکن جلیے **عم** کیمان سے **قرآن** حاضر دربار ہیت رہتا ہے اسنے **مہرخ** کو بھائی
سے منع کیا اور کہا جب ہم پکڑ جائین اسوقت تم جاکر لڑنا اور ابھی تو ہم جاتے ہین انشاء اللہ
برق کو لاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوا اس اثنا مین وہ دن بھی تمام ہوا اور شبگیر دلیل مشعل ماہ روشن
کرکے حفاظت لشکر انجم کے لیے خیمہ سر مین قیام پذیر ہوا کہ **ابیات**

چو خورشید تابان ز گنبد بگفت	بخون غرقہ شد کوہ و در یا و دشت
چو آمد شب و روز شد در نہان	سیاہی گرفتش سراسر جہان

قرآن ساحر کی صورت بنکر لشکر حریف مین پھرنے لگا دیکھا کہ خیمہ **ظالم** کے دروازے پر بڑا انتظام
اور اہتمام ہے خدمتگار پرند نہین اندر جانے پاتا ہے پہرا بیحد کی کئی جگہ ہے **قرآن** نے ہر چند تدبیر
کی ممکن نہوا کہ اندر جاسے ناچار پھر کر چلا مگر سوچا کہ اگر صبح ہو گئی اور **افراسیاب** آگیا تو **برق**
قتل ہو جائیگا یہ سوچکر خیمہ کی جگہ سے دور نکل گیا اور تنہائی مین بیٹھکر اپنی صورت ایک ساحر مہیب
شکل کی ایسی بنائی یعنی آنکھین چہرے مین مثل دیدہ گاؤ مقیس اور شعلہ کی طرح سے چمکتی تھین لب
دونون مثل لب ہاے شتر تھے دانت بڑے بڑے منھ سے باہر تھے سر بہت بڑا بصورت مینار

تھا کان ہر ایک مثل گوش فیل کہسار تھا دونون نتھنے ناک کے دو غار نظر آتے تھے پیر درختون کے ڈالے بڑے بڑے تھے قد عوج بن عنق کو پست کرے بلغم باعور کو زیر دست کرے کہ عجیب **نظم**

بہ تن ژندہ پیل و بجان جبرئیل	بلب ابر بہمن بدل رود نیل
سپید خس مژہ دیدگان قیر گون	چو سید لب و رخ بما نند خون

دونون کنپٹیون پر یلو رچرا ہوا انپر بخط طلسم لکھا ہوا کہ مین خدمتگار خداوند سامری ہون اور ماتھے پر ایک تختی زجد کی لگی ہوئی اسپر یہ کندہ کہ مین بہتر از فرشتگان خداوند بے نظیر بہ فن جادوگری ہون ہاتھ مین ایک منقل سلگتی ہوئی اسپر عود ہیوشی جلتا ہوا دوسرے ہاتھ مین ایک خط مہری شاہ طلسم کا لیکر خیمہ سے نقب کھودنا شروع کی اور کچھ عرصے مین اندر خیمہ کے طبقہ زمین توڑ کر سر نکالا **ظالم** مسند پر بیٹھا پہرا دے رہا تھا اسکو بصورت ہیبتناک دیکھکر ڈرا اور اٹھ کھڑا ہوا **قران** نقب سے باہر نکلا اسنے سلام کیا **قران** نے قریب آکر نامہ بادشاہ دیا اسے وا کر کے پڑھا لکھا تھا کہ ہم خداوند سامری کے گیند پر گئے تھے خداوند تمھارا حال سنکر اور تمھارے مستعد رہنے پر بہت خوش ہوے اور اپنے خدمتگار کو ہمارے نامہ سمیت تمھارے پاس بھیجا ہی یہ تمھاری بھی حفاظت کریگا اور قیدی کو بھی نگاہ رکھیگا اپنی پاس اسکو بٹھانا تم اور یہ لکھکر پھیر دینا الحاصل یہ مضمون پڑھکر اسنے **قران** کو باعزاز تمام مسند پر بٹھایا **قران** نے کہا تم بہت عرصے سے جاگتے ہو اب آرام کرو مین بیٹھا ہون اور قیدی پر سے اپنا سحر دفع کرو مین اپنے جادو مین اسکو مبتلا کرلون اسنے کہا نہین مین بھی آپ کے ساتھ جاؤنگا اور آپ کی خدمت کرونگا **قران** نے کہا اگر تم میرا کہنا نہ مانو تو پھر مین چلا جاؤن اچھا اگر تم آرام کرو تو اتنا کرو کہ قیدی میرے سحر مین قید کرادو کیونکہ مین اسکے واسطے آیا ہون اگر ایسا نہ کروگے تو مین جاکر کہون گا کہ میری حفاظت منظور نہین کرتے یہ تقریر سن کر **ظالم** سوچا کہ سحر اتارنے مین کیا حرج ہے خیر اسکے سپرد کر دینا چاہیے کیونکہ یہ خدمتگار سامری ہے اپنا رسوخ چاہتا ہے کہ مین بھی محافظون مین شمار کیا جاؤن بس یہ تجویز کر کے اسنے **برق** پر سے سحر دفع کر دیا اب صرف وہ بندھا ہے مگر جادو سے بجز حرکت نہین ہے پھر **قران** سحر الرد اچکا تو باتین کرنیلگا اور منقل اپنی بیچ مین رکھ لی اسپر وہ ہیوشی ڈالتا جاتا تھا اور دھوان اسکا اور خوشبو ناک مین **ظالم** کے جاتی تھی ایسا کچھ دیر مین تاثیر اس کی ہوئی

اور **ظالم** بیہوش ہوگیا **قران** نے اٹھکر **برق** کو کھولا اسنے چاہا کہ مین **ظالم** کو مار ڈالون **قران** مانع ہوا اور کہا تم اس نقب کی راہ سے لشکر مین جاؤ اور بطور مخفی بلکہ **مہرخ** سے ملو کہدیجیے کہ مین صبح کو تمھاری ایسی صورت بنا کر **ظالم** کو **افراسیاب** کے ہاتھ سے قتل کرا دونگا پس جب تمکو قتل ہوتے سنیگی تو **مہرخ** لڑنے آئیگی اسکو آنے نہ دینا یہان سے جاکر حال کہکر تم بھی چھپ جانا کہ شاہ طلسم جانے **برق** قید ہے یہ کہکر پیرہن **برق** کا لیکر اسکو رخصت کر دیا **برق** وہانسے نکلکر لشکر مین آیا اور رات کا وقت تھا **مہرخ** داخل شبستان تھی یہ وہین آیا اور اسکو بیدار کر کے سب حال بیان کیا **مہرخ** بہت خوش ہوئی اور **برق** اسی جگہ پوشیدہ ہو رہا ادھر **قران** نے **ظالم** کو بصورت **برق** بنایا اور ستون سے باندھ دیا پھر آپ **ظالم** کی ایسی شکل بنکر مسند پر بیٹھا وہ بقیہ شب بسر کی جسوقت کہ خانہ نیرنگ طراز قدرت نے سیاہی شب کو نور سحر سے بدلا اور صورت ساحر شب کو رنگ سفیدۂ روز لگا کر بصورت برق بنایا کہ **نظم**

چو برگشت شبگیر کردہ عنان	سپیدہ برآورد رخشان سنان
دگر روز چون گشت روشن جہان	درفش شب تیرہ شد در نہان

صبح ہوتے ہی **حیرت** تخت پر آکر بیٹھی اور ایک ساحر بر لے دریافت خبر خیریت **ظالم** کے پاس بھیجا **ظالم** نے کہلا بھیجا کہ مین عافیت سے ہون اور قیدی بھی موجود ہے آپ میدان خونی تیار کرائیے شہنشاہ بھی آئے ہونگے اس عیار کے قتل مین عرصہ نہ فرمائیے ساحر یہ پیام لیکر گیا **حیرت** نے سنکر سر لپچے بارگاہ کے اٹھوا دیجیے و اراستاد کرالی ارہ کش تسمہ کش جلادان قوی بازو دستہ قلب آکر حاضر ہوے لشکر مین دھندھورا پٹا کہ جو شہنشاہ سے مخالفت کریگا اسی سختی سے ہلاک ہوگا تمام لشکر مین غلغلہ برپا ہوا لشکری دوکاندار سب بہر تماشا گرد میدان سیاست جمع ہونیلگے یہ خبر لشکر **مہرخ** مین پہونچی کہ **برق** گردن سے مارا جاتا ہے **مہرخ** تو اس راز سے آگاہ ہو چکی تھی لیکن اسلیئے کہ **افراسیاب** کو گمان واثق رہے کہ بیشک **برق** ہی مقتل ہوتا ہے جب تو اسکے طرفدار لڑائی پر آمادہ ہین پس اسنے بھی بغیر بجائی سب لشکر تیار ہوا اس باہر نکل کر سب کو حکم دیا کہ مین خبر لینے جاتی ہون جبتک کہ پھر کر نہ آؤن تم خبردار لشکر حریف پر حملہ نہ کرنا یہین اپنی جگہ پر کھڑے رہنا فوج حسب الحکم ٹھہری اور یہ ملکہ **مہارت** سے سارا راز کہکر کہ لشکر صرف

دکھانے کو آراستہ کرایا ہے تم سب کو روکے ہوے کھڑی رہنا قران کی مدد کو جاتی ہون یہ کہکر اڑکر بروز سحر چلی گئی اور برابر ہوا قریب لشکر حریف جاکر ٹھہری میدان سیاست تیار دیکھا مجمع ساحران غدار دیکھا کو انمین براہ دانش عبرت کرتا تھا کوئی بوجہ عداوت عشرت کرتا تھا بعض کا قول تھا کہ میان دنیا کا یہی دستور ہے شب عشرت مین اگر شمع منور ہے تو صبح بے نور ہے نظم

ہے یہ دنیا سخت جاے نابکار	ایک حالت پر نہین اسکو قرار
شام کو کوکب اگر تابندہ ہے	صبح کے ہوتے ہی وہ شرمندہ ہے
شمع کے سر پر اگر ہے تاج زر	باد صرصر سے ہے لرزان اے پسر
خلعت شاہانہ جو رکھتا ہے تن	چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن
برمین جسکے ہے عروسانہ لباس	ہے وہ اسکے دوش پر اسباب یاس

دیکھے کل یہی عیار ساحران نامدار کو قتل کرتا تھا آج خود زیر تیغ ہے اسکے حال پر دریغ ہی غرض اسی ہنگامی مین دیکھا کہ بارش گوہر ہونیلگی اور آمد افراسیاب ہوئی حیرت اور تمام سردار سلطان ذی رتبلنے استقبال کیا تخت شاہ جادوان میدان خونی مین آکر ٹھہرا ساحرون کی فوج نے پیر اجمایا شاہ نے ظالم کو مع قیدی طلب کیا قران لیکر سامنے آیا باشاہ نے اسکی تعریف کی کہ خوب تمنے حفاظت فرمائی اب اس گنہگار کو ہوشیار کر دو تاکہ اپنا حال خراب دیکھے قران نے کہا حضور یہ مکار ہے ہوشیار ہوگا کہیگا مین ہی ظالم ہون شاہ طلسم نے کہا وہ سب کچھ کہیگا مگر مین نہ مانونگا کیون کہ اسکے مکر سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہون اس ظالم نے غضب ہی کیا تھا کہ مجھے اڑا دیا ہوتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ صرصر عیارہ آئی اور اسنے قران کو دیکھا اور حیرت سے کہا اے ملکہ مجھکو یہ ظالم جادو نہین معلوم دیتا یہ تو کوئی اور ہے حیرت نے شاہ سے کہا کہ صرصر اس طرح کہتی ہے شاہ جادوان نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ بیشک ظالم ہے کیون کہ اگر ظالم مارا جاتا تو ایک موتی مین نے بہر نشان بنایا ہے وہ چمک جاتا یہ کہکر وہ موتی نالے سے نکالکر ملکہ کو دکھایا اور سامنے رکھ لیا صرصر تو ہوا انتظام پھر چلی گئی اور حیرت کا بھی شک جاتا رہا اس اثنا مین جلادون نے پانی ظالم پر چھڑک کر ہوشیار کیا اور افراسیاب نے ایسا سحر کر دیا کہ اپنی جگہ پر سے ہل نہ سکے کیونکہ عیار ہے ایسا نہو ہوشیار ہو کر بھاگ

جاے غرضکہ جب ہوا وہ پکارا کہ اے شہنشاہ ظالم جادو ہون قران نے کہا دیکھئے یہ اسکا مکر ہے افراسیاب ایسا جلا دہوا تھا کہ اسنے بچنے پر زیادہ غصہ کیا اور جلاد کو حکم دیا کہ کرو میرے حکم کا ایک حکم مین دیتا ہون کہ مار ہاتھ تلوار کا گردن اسکی اڑجاے جلاد نے حکم کو سلام کیا خط اسکی گردن پر دیا اور آنکھ پر پٹی باندھی شاہ دیر کرنے سے اور زیادہ خفا ہوا جلاد شاہ کو ناراض دیکھکر آمادہ قتل ایسا ہوا کہ تین حکم بھی نہ پوچھے اور مقتول سے کھانے پینے کو بھی نہ دریافت کیا اور ایک ہاتھ ایسا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا اور شور دار گیر کا بلند ہوا تاریکی ہوگئی اور آواز آئی کہ مار ظالم جادو کو آگ پتھر برسنے لگے اسی ہنگامہ مین قران نے ایک دھول افراسیاب کے لگائی اور باج لیکر نعرہ کیا منم قران دہ موتی نشان کا چیخ گیا افراسیاب کو پہلے تو ایک حیرت ہوگئی کہ کیا ہوگیا مگر دھول کھاکر ایک چیخ ماری کہ لینا اسکو قریب تر جو سامر کھڑے تھے وہ تھوڑی اسوقت مہرخ پچھ بنکر گری اور اٹھا کر لیگئی وہ ساحر جو سحر کرنا چاہتے تھے انپر اسنے بھی گولے سحر کے مارے دو ایک جادو گر ہلاک ہوے اور زیادہ ہنگامہ ہوا شور مچ گیا افراسیاب ایسا خفیف ہوا کہ بیہوش ہوگیا اور جب ہوشیار ہوا غائب اور ظلمات مین جاکر ٹھہرا ہان مہرخ لشکر مین قران کو لائی اور فوج لیکر چلی کہ جاکر لشکر حریف پر گرے مگر جب اُدھر اندھیرا اور شور موقوف ہوا حیرت مبہل دامان بچھا کر داخل بارگاہ ہوئی اسوقت قران نے مہرخ کو بھی پہچانا یہ بھی اپنی بارگاہ مین آئی عیارونکو خلعت دیا لشکر نے کمر کھولی سب عیش مین مشغول ہوے قہقہے اڑنے لگے دور جام بادہ احمر شروع ہوا لیکن افراسیاب جو پردہ ظلمات مین گیا وہان ایک قلعہ آباد ہے اور حاکم اس قلعہ کی ساحرہ ہے کہ نام اسکا ملکہ زہرہ جبین جادو ہے ساحرہ زبردست اور ذی اثر ہے شاہ طلسم اسی قلعہ مین آیا اسنے خبر سنکر پیشوائی اور تعظیم کی بادشاہ تخت پر آکر بیٹھا اور کہا ای زہرہ عیارون نے بہت ناک مین دم کیا ہے اب تم جاؤ اور سب لشکر اموانکو سزا دو اسنے عرض کیا بہت اچھا غرضکہ بادشاہ تا دیر وہان چلا گیا اور زہرہ نے نقیر بجائی فوج اسکی تیار ہونیلگی بارہ ہزار جادوگر اور جادوگرنیان سوارون پر سحر کی سوار ہوکر چلین قرنا پھنکی علم جلوہ دکھانیلگے بارگاہین اور خیمہ سراپردے وغیرہ اتارو رون پر سحر کے لد گئے ایک تخت جلالی پر زہرہ بصد کرو فر سوار ہوئی گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے فوج مثل دریا کے موج مار کر چلی زال گوگل کے چلنے سے دھوان ایسا بلند ہوا کہ دنیا سیاہ ہوئی لشکر

ز تاریکے گردو اسپ و سیاہ | کسے روز روشن نہ دیدو نہ ماہ
جہان بینے انگاہ گشتہ کبود | زمین پر ز آتش ہوا پر ز دود
ز بس بانگ اسپان و بانگ خروش | ہمی نالہ کوس شنید گوش
درفشان بسیار افراشتہ | سرنیزہ ہا زابر بگذاشتہ
چو رستہ درخت از بر کوہسار | چو بیشہ نیستان بوقت بہار

اسی کروفر سے راہ ظلمات طے کرکے طلسم باطن مین آئی اور دریاے خون روان سی گذرکر قریب لشکر حیرت پہونچی یہ ایسی معزز ساحرہ ہے کہ حیرت خود کنارہ لشکر تک اسکو لینے آئی لشکر کو اترواکر بارگاہ اسکی نصب ہوئی یہ جاکر حیرت کے دربار مین بیٹھی تاج ہونے لگا شراب پینے لگی جسوقت روزگار رخدار سے زہرہ فلک کو ماہتاب کے مقابل کیا اس زہرہ نے بھی مہ رخ سے جنگ وجدل کا عزم فرمایا کہ بمقتضاے ابیات

جہان گشتہ چون روے زنگی سیاہ | ز برج حمل تاج بنمودہ ماہ
خروش آمد و نالۂ کرناے | برفشند گردان لشکر زجاے

طبل جنگ بے درنگ بجوایا ہلکارون نے جاکر بعد دعا وثنا کے مہ رخ سے آنا زہرہ کا اور نقارہ حرب بجوایا بیان کیا ادھر بھی کوس زرین پر چوب پڑی تیاری لڑائی کی اور آراستگی شروع ہوئی شعلہ تیغ کی چمک اس شب تاریک مین برق سحاب تیرہ پر چشمک زن تھی بلکہ آفتاب شجاعت طالع ہوا تھا اسکی کرن تھی چہرے بہادرون کے جوش جلادت سے گلنار تھے گلزار شجاعت مین شفق پھولنے کے آثار تھے جوہر شمشیر کا باغ کھلا تھا عدو کے لیے موسم خزان تھا منچلو نکا دل شگفتہ تھا ساحرون کے بیر بگیر گرتے تھے دشمن کی جان لینے کی تدبیر کرتے تھے دمردی صدا پر بسان طفل جادو کے بیر ہر کتے طائر سنگر سامنے بھڑکتے خلاصہ کلام لشکری تو اس حال مین تھے مگر برق عیار بعد قتل ظالم ظاہر ہوا تھا زہرہ کا فروغ اور بڑی چمک دمک سے آنا سنکر بہر عیاری چلا اور ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر بارگاہ حیرت مین گیا دیکھا کہ زہرہ یہان سے اٹھکر اپنی بارگاہ مین گئی ہے اور حیرت نعمت خانے سے کھانا اسکے لیے بھیجنا چاہتی ہے یہ ماجرا دیکھکر وہان سے چلا ازبسکہ وہان لبکا دل اسوقت طلب کیے جاتے تھے اسنے ایک لبکا دل کو آتی

دیکھکر گھوڑا بکاول نے ساحر معزز بنگاہ غضب دیکھتے ہوے دیکھکر ڈرا عرض کیا کہ حضور میرا قصور اسنے
کہا کچھ تیری خطا نہین ادھر تو آ یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا الگ لایا اور وہان اگر حباب مار کر
اسکو بہت جلد بیہوش کرکے اسیکی ایسی شکل بنا اور پیرہن اسکا پہن کر اسے وہین چھوڑ کر ملکہ حیرت
کے پاس آیا اسنے کھانا اور مٹھائی وغیرہ اسکے ساتھ کیا برق کھانا لیکر چلا راہ مین سب کھانا اغیشتہ
بدارو سے بیہوشی کرکے بارگاہ زہرہ مین آیا اور کھانا سامنے رکھا اسنے حکم دیا کہ دسترخوان بچھے سرتا
نے کھانا دسترخوان پر چن دیا زہرہ چاہتی تھی کہ کچھ کھاے نوالہ اٹھایا ہے تھا کہ زمین بھرا کر شق ہوئی
اور ایک عورت نکلی اسنے انگلی دانتون کے نیچے دابی زہرہ نے کہا اے زن سحر کیون انگشت
حیرت در دہان ہے عورت نے کہا کھانے مین زہر ملا ہے یہ کہکر وہ عورت غائب ہوگئی اور زہرہ
کو غصہ آیا سمجھی کہ حیرت نے زہر ملا کر کھانا بھیجا اسکو کسی کا عروج پسند نہین وہ مجھے دیکھکر جلگئی
بس ایسا کچھ سوچکر آپ ہی آپ بکنے لگی کہ موئی کیون جلی کیا مجھے شاہ طلسم کی کچھ جاگیر تو دے
نہین دی مین تو خود لڑنے مرنے کو آئی ہون سچ ہے اسکا دوست بھی خراب دشمن تو ہے ہی برا پھر
میری جوتی کو کیا غرض جو اپنی جان دون وہ جانے اسکا کام جانے کچھ بندی کو ایسا لالچ
نہین اور مین آتی کا ہے کو شہنشاہ کو خود غرض تھی جو مجھے لینے گئے پھر بی بی صاحب کو جلنا
بیکار تھا دوسرے میرے دشمن کچھ سوتا پا دینے تو اے نہین جو یہ ان کو جلن ہوئی وہ اپنے دل
مین سمجھی کیا ہین غرض یہ بک رہی تھی کہ خرصر کے ہاتھ حیرت نے مٹھائی بھیجی وہ لیکر آئی
اور اسکو بدماغ دیکھکر مستفسر حال ہوئی اسنے کہا کیا پوچھتی ہو تمھاری بی بی نے زہر ملا ملا کر کھانا
بھیجتی ہین ارے لوگون کوئی مہمان کو زہر بھی دیتا ہے مین نے اگے ساتھ کون سی برائی کی ہے
خرصر نے اسکے کہنے سے کھانا سب دیکھا معلوم ہوا کہ زہر نہین بیہوشی ملی ہے کہا اے ملکہ خفا نہو
اسمین بیہوشی ہے یہ کسی عیار کا کام ہے یہ کہکر نگاہ اٹھا کر اسنے دیکھا برق سامنے بصورت بکاول
کھڑا تھا خرصر نے پہچان کر کہا یہی موا تو ہے برق سر اپچہ فرا کر بھاگا اور جست کرکے نکلگیا
زہرہ کا شک حیرت کی طرف سے دفع ہوا اور یہ مٹھائی اور میوہ جو خرصر لائی تھی اسکو
بھی زن سحر سے بلا کر پوچھا اسنے کہا اسمین زہر تھا اسمین نہین یہ پوچھکر مٹھائی کھائی اور کھانا
پھکوا دیا خرصر نے کہا اب مین جاتی ہون آپ عیارون سے ہوشیار رہیے گا یہ چلی گئی

اور زہرہ نے برائے حفاظت بارگاہ اپنی سحر بندکی چار پتلیان چارون کونون پر بارگاہ کے بزور سحر کھڑی کردین انسے حکم دیا کہ کسیکو اندر آنے نہ دینا پھر آپ زمین کو سحر کرکے سنگلاخ بنایا اور بآرام تمام سو رہی برق نے ہرچند تدبیر کی مگر اندر نہ جاسکا اسی تردد مین سپیدۂ سحری آسمان پر چمکا اور شاہد روزگار نے لباس زعفران زیب قامت فرمایا کہ بمقتضاے ابیات

چو خورشید بنمود تاج از فراز	ہوا بر زمین نیز بگشاد راز
ز درگاہ برخاست آوای کوس	زمین آہنی شد سپہر آبنوس

دونون لشکر خیل خیل و ذیل ذیل وارد و صف قتال ہوے ایک طرف سے حیرت بصد حشمت مع لشکر اور زہرہ کے میدان مین آئی ایک جانب سے مہرخ سرداران عالیشانکو لیکر وارد ہوئی ابیات

دو شاہ دو کشور کشیدند صف	ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بکف
کہ گفتے زمین بر نتابد ہمے	فلک راہ رفتن نیابد ہمے
برآمد چنان از دو لشکر خروش	کہ چرخ فلک را بدرند گوش

بعد ترتیب صفوف کارزار زہرہ تخت بڑھاکر بیچ مین لشکرون کے آئی اور مرد بنر دہوئی ادھر سے ایک ملازم عشاق ببر جادو نام نے جاکر مقابلہ کیا اور تاریخ سحر مارا زہرہ نے ایسا سحر پڑھا کہ تاریخ الٹا پھر کر سینہ ببر پر جاکر پڑا اور پشت توڑکر نکل گیا علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی اور زہرہ پھر نعرہ زن تھی ادھر سے جو جاکر سامنے سحر کرتا عقادہ پھیر دیتی تھی و بعض مجروح ہوتا بعض کو جان سے مارتی تھی جب بہت سے ساحر اسکے ہاتھ سے زخمی ہوے اور کام آے اسوقت ملکہ سرحمو نے اپنا طاؤس اڑایا اور مہرخ سے اجازت لیکر اسکا جاکر مقابلہ کیا اسنے ایک مشت خاک اسکی طرف اڑادی جس سے اندھی سیاہ آئی سرحمو نے اپنی کاکل کھولکر ہلائی گھٹا گھنگھور گھیر آئی پانی موسلا دھار برسا آندھی کا غبار فرو ہوگیا زہرہ نے غصہ مین آکر اپنی جھولی سے ایک پتلا نکالکر پھوڑا کہ وہ پتلا تلوار لیکر مکر جا پڑا سرحمو نے پھر اپنے بالون کو پریشان کیا کئی ستارے نکلکر سمت فلک گئے اور چمک کر پتلے پر گرے کہ وہ جلکر خاک ہوگیا یہ معاملہ دیکھکر زہرہ پر غضب طاری ہوا و بیضہ ایک سحر پڑھکر کھینچ مارا و بیضہ سرحمو کے منہ پر پڑا اور اسمین سے دھوان نکلا ہرچند سرحمو نے سحر کیا مگر تاثیر نہوئی اور دھوان آنکھ مین لگا کہ آندھی ہوگئی زہرہ نے

پنجہ بھیجکر اٹھوا منگایا اور قید کیا اس جنگ وجدال مین دن بھی آخر ہو چکا تھا یعنی چشم روزگار مین روشنی باقی نہ تھی اور سحر سے ساحر شام کے سر چھوٹے روز کی بینائی گئی ظلمت عالمگیر ہوئی کہ **نظم**

چو پیراہن زرد پوشید روز	سوے باختر گشت گیتی فروز
ازآنجا بیامد بپیرایہ سرائے	زبیگانہ پردا خت کردندجائے

لشکر دونون پھر مقام فرودگاہ مین آئے اور کر کھولی آسودہ ہوے لیکن **برق** پھر عیاری کرنے چلا ادھر **زہرہ** نے بارگاہ مین پہونچکر **سرخمو** کو طلب کر کے ستون سے باندھ دیا اور آپ منجھکر مے ارغوانی پینے لگی لیکن **برق** جو چلا تھا راہ مین اسکو **صرصر** ملی اور پوچھا کیون موے بھورے کہان جاتا ہے اسنے کہا استانی **زہرہ** نے بہت سر اٹھایا ہے اسکو قتل کرنے جاتا ہون **صرصر** نے کہا کیون شامت آئی ہے وہ بڑی زبردست ہے اسنے جواب دیا کہ سکی زبردستی ہم کو معلوم ہے سوا سے خدا کے ہمارے نزدیک کوئی زبردست نہین **صرصر** یہ سنکر جست کر کے چلی گئی اور اسنے روکنا اسکا مناسب نہ جانا غرضکہ **صرصر** جاکر **حیرت** سے عرض کیا کہ اے ملکہ عیار سب لشکر مین پھر رہے ہین حفاظت کامل طور پر کرنا چاہیے آیندہ آپکو اختیار ہے **حیرت** نے تاکید زہرہ سے کر اپھیجی اور **صرصر** کا بیان بالکل کہلا بھیجا **زہرہ** نے سارا ماجرا سنکر دستک دی یہ تاثیر ہوئی ظاہر کہ جو کوئی بغیر اسکے بلاے اگر سمت بارگاہ آئے سو جھنا موقوف ہو جاے ایک چادر سیاہ سامنے آئے یہ سحر کر کے پھر پھونکا منتر پڑھا کہ پلنگ اسکا آگ کا بنگیا شعلے بھڑکنے لگے یہ اسی شعلے مین جاکر لیٹ رہی **برق** جو بشکل مبدل پھرتا ہوا آیا دور سے دیکھا سرانچے بارگاہ کے انھے ہین اور شعلے بھڑک رہے ہین سمجھا کہ ادھر جانے مین کچھ آفت ضرور ہے اسی فکر مین لشکر سے باہر نکلا وہان **ضرغام** عیار ملا اس سے کہا اے برادر ذرا جاکے خبر تو لاؤ پھر مین سمجھ لون گا وہ چلا اور جب قریب بارگاہ پہونچا چادر سیاہ سامنے آئی اور سوجھنا موقوف ہوا ناچار پھر آیا اور جب ادھر آیا پھر دکھائی دینے اسنے **برق** سے سب حال کہا **برق** کچھ سوچکر ایک گوشے مین گیا اور بلکہ **تا فرمان جادو** کی صورت بنا اور وہان سے دوڑتا ہوا جب قریب بارگاہ آیا چلایا کہ اے ملکہ **زہرہ** مجھکو اپنے پاس بلایئے اور میرے حال پر رحم فرمایئے **زہرہ** اس کا چلانا سنکر بارگاہ سے نکل آئی دیکھا کہ ملکہ **نافرمان** کھڑی ہوئی فریاد کرتی ہے پس قریب آکر

پوچھا کہ کیون آئی ہو کیا ماجرا ہے اسنے کہا آپ جانتی ہین کہ ملکہ سرخمو سے اور مجھسے کسقدر محبت
واتحاد ہے جب مین شریک لشکر اسلامیان ہوئی تھی تو سرخمو مجھکو سمجھائی آئی تھی مگر بسبب میری
الفت کے وہین رہگئی اور ہر حال مین میری شریک رہی اب جو وہ مقید ہوئی ہے تو مین بھی آئی
ہون کہ مجھکو بھی قید کیجیے یا مجھکو اور اسکو دونون کو خدمت شاہ طلسم مین لیجاکر خطا معاف فرمایئے ہم
بدل مطیع و فرمانبردار ہین یہ کہکر زار زار برنگ ابر نوبہار رونی لگی زہرہ کو اسکے حال پر ترس آیا
اور کہا اچھا بارگاہ مین چلو مین تمہارا امتحان لے لون تو شہنشاہ سے خطا معاف کرادون برق
سمجھا کہ یہ بارگاہ مین جاکر نہین معلوم کیا امتحان کرے اس سے بہتر ہے کہ یہین اسکو مار دیجیے سوچ کر
کہا اے ملکہ اچھا چلو مگر ان کو تو منع کرو کہ یہ تو نہ آئین زہرہ نے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا برق نے
فوراً کمند ماری کہ گردن اسکی پھنسی اسنے گھبراکر پھر ادھر دیکھا برق نے فوراً بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ چیخ
کھاکر گری اسنے بقوت تمامتر خنجر مارا کہ سر اسکا کٹ گیا غل و شور و تاریکی ہوگئی ساحر تمام دوڑے اور
حیرت بھی گھبراکر چلی مگر سرخمو کی اسکے مرنے سے آنکھین اچھی ہوگئی ہین اور چھوٹ گئی اڑکر چلی یہان
آکر دیکھا کہ مار و عقرب برستے اندھیرا ہے ساحر برق کو گرفتار کیا چاہتے ہین یہ دیکھکر پنجہ بنکر گری
اور برق کو اٹھالے گئی ساحر کچھ دور نہ گئے تھے کہ خضر غلام نے حقہ اکشبازی مارے دو اک
کے منہ چھلیے دوڑکے اس عرصے مین سرخمو نکل گئی ادھر حیرت رنجیدہ دل کبیدہ پھر کر داخل
بارگاہ ہوئی فوج زہرہ کی لاش اپنی مالکہ کی اٹھا سمت باغ سیب گئی ادھر سرخمو لشکر مین برق
کو لائی مہر نے اسکو خلعت دیا سب خوشنود ہوے اور بعشرت تمام بیٹھے وہان شاہ جادوان
مست نشہ شراب شب کے دربار مین بیٹھا تھا کہ ساحر نالان و گریان لاشہ لیے پہونچے اسنے
غل سنکر سامنے بلایا اور حال پوچھا جب سب کیفیت سنی کف افسوس ملے اور کہا ہاے ان
عیارون کیا غضب برپا کر رکھا ہے کوئی تدبیر بن نہین پڑتی کیا کرون اور کیا کرون یہ گفتگو
پاس سنکر ایک ساحر زبردست قاہر جہار جیم جادو نام اٹھ کھڑا ہوا اور عرض
کیا کہ یہ غلام جاتا ہے اور تمام نمکحرامون کو سزاے معقول دیتا ہے یہ کہکر اسی وقت
نفیر سحر بجائی اور رخصت ہوکر مع دس بارہ ہزار ساحرون کے بڑے جوش خروش
کے ساتھ روانہ ہوا اور دریا سے گذر کر لشکر حیرت مین پہونچا اور ملکہ سے کہلا بھیجا کہ مین

کہ مین اسیوقت لشکر حریف غارت کرنے جاتا ہون آپ بھی اگر تماشہ دیکھیے یہ پیام ایک ساحر لیکر جیرا
لیکن بمقتضاے ع تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی ہے وہ ساحر جو چلا راہ مین جانسوز عیار
بشکل ساحر اسکو ملا اور اسنے دریاے خون روان کیطرف سے ساحر کو لشکر کی جانب جاتے دیکھکر
قریب آکر پوچھا کہ اے برادر کہان چلے اسنے سارا حال اپنا قاہر کے آنیکا اور پیام لے جانا پاس حیرت
کے اپنا بیان کیا جانسوز نے ماجرا سنکر کہا چلو مین بھی تمہارے ساتھ خدمت ملکہ مین چلتا ہون
غرضکہ دونون چلے ازبسکہ بوجہ رات کے ہر جگہ سناٹا تھا راہ مین جناب بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کرکے
کہین چھپیا دیا اور آپ وہان سے دوڑکر اپنے لشکر مین گیا مہرخ دربار برخاست کرچکی تھی یہ سیدھا
شبستان مین گیا اور ملکہ کو بیدار کرکے سب حال کہا پھر وہان سے بارگاہ بہار مین گیا وہ بھی آرام
کرتی تھی اسنے سارا ماجرا جگا کر کہا بہار نے اپنی جملہ کنیزون کو حکم دیا کہ ایک ایک تم مین سے ہر ایک
سردار کے خیمے مین جاکر کہے کہ جسطرح بیٹھے ہو اسیطرح سے نکلکر لشکر حیرت پر جاکر گرد کنیزین تو ادھر
گئین اور بہار ادھر سے مہرخ روانہ ہوئی اور کنیزین بھی سرداروں کو مطلع کرکے چلین جملہ
سردار خبر سنکر روانہ ہوے اور سب ملکر لشکر حیرت پر اگرے گولے سحر کے اور تانج اور تیغ مارنے
لگے وہ لشکر غافل اترا ہوا تھا یکایک خیمون مین آگ لگی آگ پتھر مار و عقرب برسنے لگے ہزارہا
ساحر تو غافل ہو رہے تھے مارے گئے غلغلہ قیامت خیز بلند ہوا حیرت بھی بیدار ہو کر نکل
آئی دیکھا بھگدڑ پڑی ہے آگ برس رہی ہے ادھر تو یہ معاملہ تھا وہان قاہر منتظر جواب تھا
تھا کہ جانسوز اسکے نامہ دار کی ایسی صورت بنکر اسکے پاس گیا اور کہا چلیے کچھ فوج ملکہ حیرت
کی بگڑکے خود ملکہ ہی سے لڑ رہی ہے پس ملکہ نے فرمایا ہے کہ ابھی لشکر حریف پر نجاؤ ادھر آکر ان باغیون
کو سزا دو یہ سننا تھا کہ یہ اسی طرف چل نکلا یہان آکر جو دیکھا تو واقعی آفت برپا ہے ہنگامہ محشر آسا
ہے بس یہ دیکھتے ہی ملکہ سے بھی نہ ملا مع اپنی فوج کے لشکر حیرت پر گرا اور ہزارہا کو قتل کرنا
شروع کیا اور ایک ایسا سحر کیا کہ ابر آسمان پر گھر آیا اور اسمین سے شعلہاے آتش گر نیلگے خرمن ہستی
جلنے لگا دریاے آتش موج زن ہوا ہر ایک کو بھاگنا دشوار تھا حیرت نے مشعلین سحر کی اور
مہتابین وغیرہ روشن کرائین بہار نے اندھی چلا کر گل کردین لیکن حیرت و قاہر کو اڑتے
ہوے دیکھ لیا سمجھی کہ یہی مہرخ کا شریک ہو گیا بس مع اپنے سردارو کے اڑی اور اسکی

فوج پر آگری پھر وہ آفت برپا ہوئی کہ یقین تھا مردے لحد سے نکل آئینگے بلکہ گور سینۂ بہادران سی ارمان مردہ زندہ ہوجائینگے العیاذ باللہ وہ تیرون کا سائین سائین چلنا برق شمشیر کا چمکنا سرون کا برسنا ایک طوفان قلزم لشکر تھا ہر سمت یہ حال ظاہر تھا کہ نظم

شب تار و شمشیر و گرد سیاہ	ستارہ نہ پیدا نہ تابندہ ماہ
چنان آتش افروخت از ترک و تیغ	تو گفتے ہوا گرز بارد ز میغ
چو دریاے خون شد ہمہ رزمگاہ	خروشے برآمد بلند از سپاہ
یکے حملہ کردند ہر سہ بہم	چو برخیزد از جاے شیر دژم
ہمے آمد از دشت آواے کوس	ہوا قیر گون شد زمین آبنوس

حیرت قتل و غارت کرتی ہوئی قریب قاہر پہونچی اور نہ کچھ پوچھا نہ اس سے بات کی تڑپ کر سمت ملک گئی اور وہان سے جو تلوار بکر بزور بحر گری اسکے سر پر بیٹھکر ناگون سے نکل گئی دو ٹکڑے اسکے ہوے غل و شور اسکے مرنیکا بلند ہوا فہرخ نے جب صدا اسکے مرنے کی سنی نفیر سحر بجائی سب کو خبر ہوگئی کہ ملکہ جنگاہ سے معاودت کرنا چاہتی ہے بس تمام سردار کنارے ہوے صرف ملازم قاہر رہگئے ہوے رہ گئے اور اس ہنگامہ مین رات تمام ہوچکی تھی وہ وقت آیا کہ تیغ تیز خور سید نیام فلک سے باہر نکلی اور ہندوے شب کو ترک روز نے شکست فاش دی کہ بموجب نظم

چو خورشید برزد ز خرچنگ چنگ	بدریدہ پیراہن مشک رنگ
ہمہ باز گشتند یک سر ز جنگ	ز خویشان جگر خستہ سر بر زنگ

مہرخ صبح ہوتے ہی اپنے لشکر مین آئی اور فوج قاہر بے سردار ہوچکی تھی بھاگ کھڑی ہوئی حیرت بغضب تمام قتل کرتی ہوئی کچھ دور گئی آخر پھر آئی اور داخل بارگاہ ہوئی اس عرصہ مین اس [illegible] کو کہ جسے جانسوز بیہوش کر آیا تھا ہوش آیا اور اسیطرح برہنا تھکر چلا جب لشکر حیرت مین پہونچا عجب مار کہ دیکھا کہ ہزار ہا لاش پڑی ہے خون کی ندی بہ رہی ہے فوج بہت سی تیار مسلح و مکمل کھڑی ہے ملکہ حیرت استقام کرتی پھرتی ہے فراری آدمیون کو بلاتی ہے اسنے جاکر ملکہ کو سلام کیا اور سیاہ شبینہ ادا کرنے لگا ملکہ اسکو برہنہ دیکھکر شرمائی اور سارا حال سنکر ہنسی اور کہا بہت جلد تم سیاہ لیکر آئے کہ تمھارے مالک قتل بھی ہوگئے شاباش ہی چاہیے تھا یہ کہکر پوچھا کہ تم کہان رہ گئے

تھے اسنے سارا حال یعنے آنا قاہر کا دھوے کرکے اور اپنا پیام لیکر چلنا راہ مین ساحر کا ملنا پھر اپنا
بیہوش ہوجانا سب بیان کیا حیرت نے یہ حال سنکر منھ پیٹ لیا پھر اس شخص کو خلعت دیا اور
ایک نامہ مشتمل بر عذر پذیری اور قتل کرنے قاہر کے لکھکر خدمت شاہ طلسم مین اسیکے ہاتھ بھیجا یہ ساحر
بھی اڑکر چلا اور باغ سیب مین پہونچا شاہ طلسم صبح کو اگر تخت پر بیٹھا تھا کہ پہلے فوج شکست خوردہ اگر
پہنچی اور داد بیداد کی صدا بلند ہوئی ہنوز اچھی طرح لشکریون سے کیفیت نہ معلوم کی تھی کہ یہ ساحر
نامہ حیرت لیے پہونچا اور سارا ماجرا معرض بیان مین لایا افراسیاب نے نامہ پڑھکر سر دھنا
اور فکر کرنے لگا کہ کسی زبردست کو برائے تنبیہ مخالفان بدسگال روانہ کرون یہ تو اس فکر مین تھے
اور عمرو نخمور گنبد سامری سے آگے جاتے ہین لیکن اب بقیہ حال لشکر لقا و سوفار گذشتہ
کیا جاتا ہے وہ یہ کہ مہنت جادو ہاتھ سے چالاک کے مارا گیا تھا ساحر لاش اسکی اٹھاکر چلے
تھے یہان تک کہ طلسم ہوش ربا مین ایک قلعہ ہے اور حاکم اس قلعہ کی ایک ساحرہ نازک چشم جادو
نام اسی مقتول مہنت کی بہن ہے اسکے پاس پہونچے اور عرض کیا کہ اے ملکہ آپکے دونون بھائی
مارے گئے مہنت کی لاش تو ہم لائین ہین اور ساحگر پہلے قتل ہوے یہ خبر سننا تھا کہ نازک چشم
بہت روئی قلعہ مین غلغلہ برپا ہوا تمام اہل دربار سیاہ پوش ہوے فرط الم سے بیہوش ہوے جادو
گریبان بال سر کے نوچنے لگین ہر ایک نے گریبان چاک کیے کہ بموجب ابیات

برافشاند بر تخت خاک سیاہ	بگیوان برآمد فغان سیاہ
ہمی سوخت کاخ و ہمی سوخت رخ	ہمی ریخت اشک و ہمی کند موے
میان را بہ زنار خونین ببست	فگند آتش اندر سراے نشست

آخر جب بھائیون کی ماتمداری سے فرصت پائی قلعہ کو ایک مشیر سلطنت کے سپرد کیا اور مع ملکہ
گلابی چشم جادو اپنی دختر ملکہ نازک چشم تخت سمیر پر سوار ہوکر چلی فوج ساحران ہمراہ ہوئی برسے
کروفر سے طلسم سے باہر آئی اور قریب لشکر پہونچی ہرکارے خبر اسکی آنے کی لیکر روبرو لقا کے آے
شرائط ادب و تعظیم بجالاے یعنی ان کافرون نے اس منکر خدا کو بدعا دے کر بزبان عجز التماس اس
طرح عرض کیا کہ ابیات

کسے را بود زین سپس تخت تو	بخاک اندر آرد سر بخت تو

اگر پارہ آہنے بیاسے		سپہسرت بساید نماند بجاسے	

ملکہ نازک چشم بافوج گران آتی ہے اور داخل لشکر ہوا چاہتی ہے یہ خبر سنکر لوگ بہر استقبال بھیجے افسران فوج تعظیم کرکے لاے لشکر اسکا اترا نازک چشم نے خداوند کو سجدہ کیا سوفار اور بختیارک یاد کرکے مہنت واخگر کو بہت روے نقاہ نے تسکین و دلاسا دیکر حکم دیا کہ بزم عیش ترتیب پذیر ہو حسب الحکم رامشگران زرین لباس و ساقیان مہر دیدار مے عشرت اساس لیکر حاضر ہوے دورہ ساغر شروع ہوا گویا اس بزم آسمان رفعت مین ہالہ مہر و ماہ گردش پذیر تھا نالہ نے ناہید فلک کو دورہ کرنا بھلایا راگ نے رنگ ترنم سرایان عشرت خانہ دہر منایا یہی ہنگامہ ایک دن اور ایک رات برپا رہا جب دوسرے دن گل آفتاب مرجھایا اور باد صباے شام نے نکار نسیم سحر کرکے غنچہ ہاے انجم کو گلزار افلاک مین شگفتہ فرمایا کہ بموجب ابیات

کشید دمی تا جہان تیرہ گشت		سر سیگساران زمے خیرہ گشت	
بزد نالے روئین و برلبست کوس		بیاراست لشکر چو چشم خروس	
برین گونہ از جاے برخاستند		ہمہ شب ہمے چارہ آراستند	

شام ہوتے ہی طبل جنگ بجا اس خبر کو جو اسیران لشکر اسلام نے دریافت کرکے خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین اپنے تئین پہونچایا اور بہزاران ادب و توقیر زمین گیر ہو کر عرض پذیر ہوے کہ نظم

شاہ شاہان رہین ترے محتاج		سر افلاک پر گوشۂ تاج ہے	
پیرا گلگون اگر کرے گلگشت		سبد گل ہو سم سے دشت	

نازک چشم جادوے لشکر حریف مین اگر طبل جنگ بجوایا ہے اور اپنے بھائیون کے قصاص لینے کا ارادہ کیا ہے یہ کہکر ہلکارے کنارے ہوے اور شاہ اسلام نے امیر کیطرف گوشہ چشم سے اشارہ کیا امیر نے حکم کارسازی لشکر دیا چالاک نے طبل سکندر پر چوب لگائی نای ترکی شیح کیومرثی بوق دلفیر افراسیابی وغیرہ متوجہر کی جھانجھ جمدا ساسہ صاحبقرانی کے باجے بجے دلاور تاری جدال و قتال کرنے لگے جو شمشیر سے گلزار شجاعت سرسبز بنایا ڈھالون کے پھولونسے گلستان جلادت کو پربہار پایا ہواے فتح و نصرت مثل نسیم اس حدیقہ تہوری مین دران ہوئی سرخی چہرہ شجاعت آگین بہادران گلہاے بوستان کو شرمندہ کرتی تھی جوانوکا اکڑ منچلون کا جھومنا سرو آزاد گلشن

گلشن تھی تلوارون کی چمک سے ظاہر تھا کہ نہر حدیقہ شجاعت مین موجزن تھی اسطرف جوانان جنگ گذرا
نبرد آزمایان آزمودہ کار اسلحہ صیقل کرتے تھے کماندار قربان ہونے پر لیس ہو کر دم شجاعت کا بھرتے
تھے نیزہ دار نیستان جرأت کے شیر تھے تیغ زن انتہا سے زیادہ دلیر تھے بشکر حریف مین جا دو گر ہوم کرتے
تھے بیرون کا حال معلوم کرتے تھے ہنگامۂ قیامت زا برپا تھا یہ حال ہوا تھا **نظم**

ہنر خوار شد جادوے ارجمند	نہان راستی آشکارا گزند
ہمہ دل پر از کین و پر چین بروے	جہان از جنگ شان نیست ہیچ آرزوے
درخشیدن و آتش و باد خواست	خروش سواران و فریاد خواست
سپاہے کہ از کوہ تا کوہ جاے	بگیرند و کوبند گیتی بپاے
اگر بر زمین بر زد گرز کین	بترسد زمان و بلرزد زمین

دم سحر جب شاہ خاور جھولی تار شعاع کی زر تار گلے مین ڈال کر میدان فلک مین آیا اور ہندوے
شب نے استھان سے زمانیکے رخصت ہو کر بر بط ظلمات پر آسن مارا **نظم**

دگر روز کابین گنبد تیز کرد	بگستر و بر چرخ دیباے زرد
زمین گشت از پاے پیلا ستوہ	نہ ہامون پدید و نہ صحرا نہ کوہ
چو گرد سپہ از میان بر دمید	ہمان رنگ خورشید شد نا پدید
جہان سر بسر زرد شدہ تیرہ گون	ز گرد سپہ آسمان قیر گون

لشکر دونون طرف کے گرد ہا گردہ وار دوشت قتال ہوے سرداران اسلام بعد فراغ نماز صبح
در دولت پر ظل اللہ جہان پناہ کے آے **امیر** در زد وظائف سے فارغ ہو کر درگاہ باری مین دعاے
فتح و ظفر بصد گریہ و زاری مانگنے لگے کہ اے یاری زیر داستان کہ **ابیات**

اے مسیحاے درد بیماران	اے عطا پاش معصیت کاران
جس طرف دیکھو جلوہ گر ہے تو	رگ جان سے قریب ہے تو
تو ہی ہر عیب سے مبرا ہے	تو ہی بیشک خدا یگانا ہے
رو سیہ ہو کر رو سفید کوئی	پر نہ ہو تجھ سے نا امید کوئی
ارحم الراحمین ہے نام ترا	پردہ پوشی ہے سب کی کام ترا

الٰہا نخل تمنا کو ثمر دے دشمن پر فتح و ظفر دے یہ دعا فرما رہے تھے کہ **چالاک** نے پشت پر آکر آمین کہی **امیر** نے پیچھے پھر کر دیکھا اور خبر ورود عسکری فیروزی اثر میدان حرب مین سنکر پوشاک جنگ جسم انور پر آراستہ فرمائی اسلحہ و نریمان و تبرکات پیغمبران سے قامت پر استقامت کو زینت دی پھر باہر آکر پشت اغفر دیوزاد پر سوار ہوے اور در دولت حضور سلطان ذی شعور پر آے یہان کچھ دیر ٹھہرے تھے کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چوبی پر کھچا ہر ایک سردار کھڑا ہو گیا سواری شاہ کشورستان کی برآمد ہوئی سب سردارون نے تسلیم کی تخت شہنشاہ کا بیچ مین لیکر صورت بصد ادب روانہ دشت قتال ہوے ڈنکے بجنے لگے نقیب بولنے لگے علمون کو جلوہ ملا علمدار پھریرے کھول کر بڑھے **ابیات**

چہ اسپان تازی بزرین ستام	چہ شمشیر ہندی بزرین نیام
چہ از جوشن و ترک و رومی زرہ	کشادند مرہندہا را گرہ ؎
کمان ہاے چاچی و تیر خدنگ	سپرہاے چینی و زرد پلین زنگ
ہمہ یکسرہ پیش شاہ آمدند	برنامور تاج و گاہ آمدند ؎
چو رعد خروشندہ شربوق و کوس	خورا ندریس پردہ آب نوس

اسی تجمل و شوکت سے دشت جنگاہ مین پہونچکر صف آرا ہوے اسطرف سے **لقا** کا تخت ہاقیور کمنچا ہوا برابر کو ہی اور جادوگر با فوج و لشکر آپہونچے **نازک چشم** تخت سحر پر سوار ہمراہ ساحران غدار ایک سمت کو آکر ٹھہری صف آرائی شروع ہوئی مورچے بندھ گئے کمین گاہ مین لوگ ٹھہرے میمنہ و میسرہ و قلب و جناح کی درستی ہوئی نقیب للکارے جوانون کو پکارے **نظم**

بدان اے برادر کہ تن مرگ راست	سر و بال تو سودن ترک راست
گر گیرد درین دشت نیزہ بدست	گرا باشد آرام و جاے نشست
گہ گیتی سیکے نغز بازی گر است	کہ ہر دم درا بازے دیگر ست

جب نقیب کنارے ہوے بہادر جوش دلاوری سے جھومنے لگے **نازک چشم** اجازت گیر **لقا** سے ہو کر آگے بڑھی اور پکاری کہ اے بندگان معتوب خدا و عداؤ میرے کہ منے **جلیور ہندی** بادشاہ اسلام سے اذن لیکر مقابلے مین گیا **نازک چشم** نے ایسا سحر پڑھا کہ جنگل کی طرف سے گرد اڑی اور ایک سوار چلتہ پوش آئینہ بند گرز بر دوش پیدا ہوا اور سامنے

جمیلپور کے آیا بعد گفتگو بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی بعد چند طعنون کے جمیلپور نے نیزہ اس کے ہاتھ سے نکال دیا وہ گرز اٹھا کر برسر محاربہ ہوا اس بہادر نے گرز پر روکا دونون دیر تک ضرب گرز زنی کیا کیے آخر جب گرزون مین پہل پڑ گئے سوار سحر نے تلوار ماری جمیلپور نے تلوار کو سر پر آتی دیکھکر تھپکی دی کہ بارہ شمشیر کی پٹ گئی اسنے بند دست پر ہاتھ ڈالکر تلوار کو چھین لیا سوار سحر نے گریبان مین ہاتھ ڈالکر کھینچا زور گشمکش کے ایسے ہوے کہ گھوڑے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اسوقت دونون پشت مرکب سے کودے اور کشتی شروع ہوئی سوار سحر نے گھڑی بھر مین لنگر اکھیڑ لیا اور چارون شانے چت کر دیا پھر گرفتار کرکے لشکر مین بھیجدیا اور آپ مرکب پر چڑھکر مبارزخواہ ہوا ادھر سے عادل شیر دل نے جاکر مقابلہ کیا اسیر بھی وہی سانحہ گذرا پھر فاضل شیر دل روبرو گیا کشتی مین قید ہوا اسی طرح گوہر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی وغیرہ بہت سے سرداران ہندوستان گئے اور اسیر ہوے اسوقت شاہزادہ نورالدہر نے چاہا کہ مین جاون ہنوز صف لشکر سے جدا نہ ہوے تھے کہ صحرا کیطرف سے گردازی کہ فلک دوار تیرہ تار ہوگیا سر گرد آسمان سے لگا تھا غلطان و پیچان مثل سر زلف معشوقان تھا کہ **ابیات**

کہ از راہ صحرا یکے تیرہ گرد	برآمد کزو روز شد لاجورد
شد از خاک خورشید تابان بہ نقش	ربس پیل دبر پشت پیلان درفش

جب ہوا نے دامن جنگافزہ کیا آگے آگے ایک پہلوان غضنفر گردن بلند باقوی تن مسلح و مکمل گنبدے پر سوار پشت پر ایک لاکھ سوار چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب بر رکاب گھوڑے کا دم سے دم اور سم سے سم ملاے ظاہر ہوے لشکر لقا مین طبل شادمانی بجا اور عنصر کوہی نے کہا یا خداوند یہ شہسوار ناصر کوہی نام میرا بھائی ہے غرض کہ سب کو سے پیشوائی کرکے لاے اسکی فوج نے بھی صف باندھی اور ناصر سامنے لقا کے سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوا کہ مسلمانون کو بڑا غرور اپنے زور بازو پر ہے مین امیدوار ہون کہ جنگ سحر موقوف کی جاے اور مجھکو اجازت ہو کہ مین جاکر سب کو باندھ لاؤن لقا نے اسکی عرض پذیرا کرکے حکم دیا کہ ہمنے تجکو اپنا نظر کردہ کیا ان بندگان خوابی کو گوشمالی معقول دے یہ سنکر گنبدا اور اکر بسمت میدان چلا اور سوار سحر جو پہلے سے لڑ رہا تھا حسب الحکم خداوند جنگل کی جانب چلا گیا غرض جب ناصر میدان مین آیا

پہلے اسپ تازی اور چوگان بازی کرکے خوب سلح شوری دکھائی یہانتک کہ عرق غرق ہوگیا
اسوقت نیزہ زمین مین گاڑکر اور اسکے سہارے سے کھڑی لگاکر لشکر اسلام کو بنظر تیز دبنگاہ ستیز
دیکھا تھا اور روم راست کرتا تھا آخر للکارا کہ اے بہادران سپہ مین کوئی ایسا دلاور جوان جو مجھ
فیل مست سے آکر بھڑے اور مجھ ایسے شیر ژیان کا مقابلہ کرے بیت

درین رزمگہ از پئے خشم وکین ۔ باس نہیب کے دینے سے لشکر اسلام مین دست راست کے علم
جلوہ دکھانے لگے اور لشکر کا ہوا نقارے شتری فیلی بجنے لگے صدائے گردم گاؤدم بلند ہوئی اور شاہزادہ
برہم زنندہ زمرہ بے ایمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان گل گلزار خلیل الرحمن یعنی **نور الدہر** بن
بدیع الزمان بن **حمزہ صاحبقران** نے اپنے مرکب کو صف سے باہر نکالا اور سامنے
بادشاہ اسلام کے آکر پشت ہیون سے اتر کے پایہ تخت کو بوسہ دیا اور ہاتھ باندھ کہ عرض کیا
کہ اے شاہ نصف نشان اجازت میدان باشاہ نے جام کلہ عفریت پیراز شربت قند و نبات
عنایت کیا اور خلعت سے مخلع فرمایا تھا سپر دیزوان پاک کمر شاہزادہ جام آتش کرکے مرکب پر
دوبارہ سوار ہوا اور سمت میدان چلا کہ ابیات

گرفتش سنان و کمان و کمند	گران گرز را پہلوے دیو بند
زتندی بجوش آمدش خون درگ	نشست از بر بارہ تیز تگ
باورد گہ رفت چون پیل مست	چو کوہ روان اسپش از جا بجست
برون آمد و رائے نادرد کرد +	برآورد بر چہرۂ ماہ گرد +

مرکب کئی طرارون مین مقابل حریف جا پہونچا **ناصر** کو طلعت جہان آرائے شہزادہ دیکھکر
ایک محبت ہوئی اور کہا اے یل نامدار خداوند کو سجدہ کرے تو تیرے لیے سلطنت معین کی جاے
اور میرے لشکر کی بادشاہی کرے شہزادہ نے فرمایا کہ اگر تو مجھکو زیر کریگا تو جو کچھ حکم دیگا قبول و منظور
ہوگا اس وقت وقت جنگ ہے زبان شمشیر کو کام مین لا لب سو فا رود ہان تیر سے ہمکو سمجھا **ناصر**
یہ سنکر تہمیہ لگا اور گینڈا پیچھے ہٹا کر آگے بڑھا اور اس طرف سے شاہزادہ چلا ایک ٹکر مرکبون
نے ایسی کھائی کہ یقین تھا سر پھٹ جائینگے سوار گر پڑینگے مگر سوار پشت زین پر قائم رہے
اور گینڈا **ناصر** کا تھپیڑ کھا کر چھ قدم پیچھے ہٹ گیا اور اسی قدر گھوڑا شاہزادے کا زور

ین اگر بڑھ گیا اسنے راون مین مسلکر سامنا کیا اور نیزہ سینہ بیگینہ شاہزادہ پر لگایا جنگ آغاز ہوئی نظم

یکے تنگ میدان فرو ساختند	بکوتاہ نیزہ ہمی ساختند
نماند ایچ برنیزہ بند و ستان	بچپ باز بردند ہر دو عنان
بہ شمشیر ہندی بر آویختند	ہمی ز اہن آتش فرو ریختند
بزخم اندرون تیغ شد ریز ریز	چہ رزمے کہ پیدا کند رستخیز
گرفتند زان پس عمود گران	ہمی کوفتند آن برین این بران

جب السلحہ درزی سے مراد دل سے حاصل ہوئی دوال کمر مین دونون نے ہاتھ ڈال کر زور کیا آخر دونون زمین پر کودے اور دامن گریبان آستینین چیرا پھاڑ کر مائل کشتی ہوے نظم

ز اسپان جنگی فرود آمدند	ہشیوار باگیر و خود آمدند
بہ بستند بر سنگ اسپ نبرد	بر فتند ہر دو روان پر ز درد
ز شیران بکشتی بر آویختند	ز تنہا خوے و خون ہمیریختند

اسیطرح دہن بدہن اور مشت بمشت کشتی بصد درشتی رہی شام تک دو زخمد و پیل یاد دا ہر مکین تھے کہ سر ٹکرانے رہے جسوقت کشتی گیر فلک نے آمد پہلوان رنگبار شام سنی اور اکھاڑے سے چرخ کے نکلکر بارگاہ مغرب کی راہ لی کہ نظم

شب آمد سیکے ابری شد بر سیاہ	جہان گشت چون روی رنگی سیاہ
چو دریاے قعر ست گفتی جہان	ہمہ روستائیس گشتہ نہان

رات ہوتے ہی ناصر نے شاہزادہ کو روک کر کہا کہ اے جوان مرحبا صد مرحبا تو خوب مجھ سے لڑا اب جا کار امروز بفردا افتاب دہر آشایش ہے کل ہم تم پھر نصیب آزمائی کرین گے کہ بیت + نمد آنا بلندی کہ است + درین کار فیروزمندی کہ است + شاہزادہ نے جواب دیا کہ اے پہلوان ہمارا یہ دستور نہین کہ بغیر حریف کے زیر کیے ہوئے یا بغیر زیر ہوے اس سے میدان سے پھر جائین کیونکہ آج جسطرح شام تک لڑے ہو اسیطور سے کل بھی لڑونگا یہ فیصلہ پھر کیونکر ہوگا پس میرا قول یہ ہے کہ امروز بفردا گذار رات کو دن کر لینا شاہون کے نزدیک کچھ دور نہین اسیوقت تقدیر دیکھین مصرع تا پار کرا باشد و میلش ہمہ باشد ناصر نے یہ تقریر سنکر کہا اچھا کیا مین

آپ سے پایہ کمی کا رکھتا ہون لیکن کچھ کھایی لون تو ٹرون شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا کھاؤ اس نے ملازمین کو پکارا اور کھانا طلب کیا ملازم اسکے کان سے دودھ کے اور خوان میوون کے لائے اسنے ایک کاسہ شیر پیا اور بچھنکے میوے کے لگا کے شاہزادہ اکھاڑے مین ٹہلتا رہا کہ اس نے ایک بچھر کر دیکھا اور کہا آپ کچھ نہین نوش فرماتے شہزادہ نے فرمایا کہ ہمارے کھانے کو لخت دل اور پینے کو خون جگر ہے جبتک خدا یتعالی ہم کو اس جنگ سے فراغت نہ دیگا کچھ نہ کھائین گے اسنے یہ سنکر کاسہ پھینک دیا کہ مین بھی نہ کھاؤنگا کیونکہ آپ اگر زہر بھی ہون گے تو کہنے کو ہوگا کہ بھوکا رکھکر گرفتار کر لیا یہ کہکر مقابل آیا دستی بدست زبردستی کھینچی کشتی شروع ہوئی ادھر سے امیر نے اسطرف سے لقا نے جھاڑ فرشی کنارے اکھاڑے کے روشن کرائے درختون مین گیند لٹکوا دیے لشکری اسی جا زین پوش بچھا کر بیٹھے خورد و نوش مین مصروف ہوے اور سیر کشتی کی دیکھتے جاتے تھے مجمع خلائق تھا ہر ایک دیکھنے کا شائق تھا اسی طرح رات بھر کشتی رہی رات بھر کیا تین شبانہ روز باہم سر ٹکراتے رہے چوتھے روز جب شاہ انجم کشتی دیکھکر میدان فلک سے مراجعت فرما ہوا اور شاہ زنگبار شب نے بہر انفصال رزم عالم مین داخلہ فرمایا

نظم

سیہ رزم تا شب بر آمد ز کوہ	بگردد تا مد دل از کین ستوہ
جہان گشت چون چہرہ اہرمن	کشادہ سیہ مار گردون دہن

قریب شام شاہزادہ نور الدہر نے لنگر اکھیڑ کر اسکو سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر ماریں ناصر نے پکار کر کہا کہ اے شہر یا امان دیجیے شہزادہ نے اسکو زمین پر بآسانی اتار دیا اور فرمایا کہ امان بشرط اختیار کرنے ایمان کے مل سکتی ہے یہ سنکر وہ قدمپر گرا اور کلمہ طیبا پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا شاہزادے نے سر اسکا سینے سے لگایا وہ اکھاڑے سے باہر آیا اور اپنی لشکر کے سردارون کو پکارا وہ سب حاضر ہوے انسے کہا کہ مین نے اطاعت اس شہریار کی اختیار کی اور اسلام قبول کیا اگر تم میرا ساتھ دو تو ہمراہ آؤ انسان فوج کل لشکر یکبار ساتھ ہوے از بسکہ تین روز سے سب بیخوزدہ خواب تھے دونون لشکرمین طبل بازگشت بجا لقا اپنی بارگاہ مین گیا اور امیر شاہزادے پر سے زر و گوہر نثار کرتے ہوے اپنے لشکرون سے جاکر کمر کھولی بادشاہ داخل شبستان ہوے سرا اپنے اپنے خیمون مین گئے نور الدہر اپنی بارگاہ

مین ناصر کو لاے المیون عمر عیار نے لشکر کو ہیون کا برابر لشکر شہزادہ عالی گہر اترا دیا بارگاہ اسکے لیے
نصب کی شاہزادہ نے ناصر کے لیے مجلس عیش ترتیب دی می درد و امشگر حاضر ہوے بعشرت
تمام بارگاہ مین اپنی لیکر بیٹھے بادی ہوے مے پرستان کی صدا بلند ہوئی آواز سرایندہ گوش
مستان کے بسند ہوئی ساغر و مسدم چھلکتا تھا یا لب جام خندہ زنی کرتا تھا مختصر یہ کہ الیسا کچھ
سماں تھا بیت قدم رکھنا سنبھلکر صحبت رندان مین اے زاہد + یہان پگڑی اچھلتی ہے اسی میخانہ کہتے ہین
یہان تو یہ کیفیت ہی مگر لقا کے لشکر مین بختیارک جو پہنچکر گیا اس نے دیکھا کہ ملکہ
نازک چشم کی طبیعت مثل گیسوے معشوقان برہم چہرہ پر زردی چھائی ہے لب پر آہ سرد ہے
سامان عشرت تمام درہم ہے اسنے پوچھا کہ اے ملکہ کیا باعث ہے جو آئینہ رخسار مکدری چہرہ لیسے
پریشانی ظاہر ہے ملکہ نے کہا سنو ملکجی تجھ پر امر پوشیدہ نہین اور نہ کچھ عجیب ہے سبھی کہتے آئے ہین
طلسم سے اس ناصر کے پاس آیا کرتی ہے کچھ مطلب نکلجاتا تھا آج وہ جاکر مسلمان ہوگیا
اس بات کا مجھ کو خیال ہے کہ اگر وہان جاؤن تو ایمان مین فرق آتا ہے اور اگر نہین جاتی ہون
تو یار ہاتھ سے جاتا ہی کیا کہون بمصداق اس شعر کے شعر مختصر مرنے پہ ہو جسکی امید ناامیدی اسکی
دیکھا چاہیے + خیر بمقتضاے ع این ہم اندر عاشقی بالاے غم ہاے دگر + صبر کرین گے اور کسی سے
دل لگائینگے بختیارک نے جو یہ حال سنا خوب ہنسا اور کہا اے ملکہ اگر تم عاشق ہوئین
تو اسکو جانین نہ دیتین اور اب کچھ نہین گیا ہی اگر عاشق ہی تو جاکر پکڑ لاؤ سمجھا کر راہ راست پر
اسکو لیاؤ ورنہ تمھارا بھی یہ خیال ہوگا کہ بیت جی چاہتا ہے پھر وہی فرصت ہو رات دن بیٹھے
رہین تصور جانان کیے ہوے + ملکہ کو اسکے ورغلانے سے ایسا کچھ جوش آیا کہ اٹھ کھڑی ہوئی اور
نشہ عشق سے چور چور ہو رہی تھی کیفیت صحبت یار جو یاد آئی انجام کار نسوچی اسی ترنگ مین اڑکر
چلی اور گاہ لورالدہر کا نشان بختیارک سے پوچھ لیا تھا اسی تپے پر پہنچ بارگاہ مین اکر اتری
یہان صحبت نادلنوش برہم دیکھی اور صورت بصورت شہزادہ بلند مرتبت پر جو نگاہ پڑی الیسا عجب
چھایا کہ جھک کر سلام کیا شہزادہ بھی انتہا سے زیادہ خلیق ہے اس کے عجز کو دیکھکر
گویا ہوا کہ اے ملکہ آیئے تشریف لایئے گہر باری زبان شاہزادے سے یہ خوشنود ہوکر بزم مین
بیٹھی شاہزادے نے ساقی کو اشارہ کیا اسنے جام مے زعفرانی بھر کر دیا اسنے چند ساغر متواتر پیے

نشہ کا وہ ہوا دل نے بوسہ پا کی خواہش کی ناصر کا دامن پکڑ کر بولی کہ کیون صاحب تم ہم کو چھوڑ کر چلے آئے اچھا اب بھاگو اور خدمت خداوند مین چلو ناصر نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ یہ وہ جگہ نہین کہان وہ اہل وطن کی صحبت وطن کو چھوٹے ہوئی تھی مدت

کبھی کسی کی تھی یاد صورت خیال کچھ کچھ کہین کہین کا

اب ہماری محبت اگر منظور ہے تو خداوند پر لعنت بھیجو اطاعت اس شاہزادہ دانا قدر کی اختیار کرو ورنہ ہم کہان ہمکو اپنا دشمن سخت سمجھو یہ سنتا تھا کہ اسکو یاس ہوئی اور خداوند پر لعنت بھیجنے سے ناراض ہوکر کہنے لگی کہ ارے او بیوفا تو نے بڑا غضب کیا کہ خداوند باختہ کو میرے سامنے برا کہا اب مین تجھکو پکڑ کرلے جاونگی اور خداوند کا پیشاب پلا کر اپنے گروہ ساحران مین تجھکو بلاونگی اگر اس سے انکار ہوگا تو وہ بدروز تیرے ہاتھ سے دیکھیگا کہ خواب عدم مین بھی نہ آرام پائیگا یہ تو بتا کہ اتنے بڑے لمبے خداوند کبھی دیکھنے مین بھی آئے تھے انکین تو نے کیا برائی دیکھی جو ان پر مسلمانون کا ساتھ دیا ناصر نے کہا اور محبت دور ہوگیا بکتی ہے جانمین تو سزا ابھی اپنے کنار مین دیکھے گی اس دانتنے سے یہ ساحرہ جھلا کر اٹھی اور کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ناصر کمر تک زمین مین دھنس گیا المیہ عیار نے یہ ماجرا دیکھکر کہا اے ملکہ پرائے گھر مین اگر فساد کرنا اچھا نہین ہم آپ کو مہمان سمجھکر طرح دیتے ہین اسنے کہا تم اس مقدمہ مین نہ بولو کیونکہ ع رموز عاشقان عاشق بداند یہ شاہزادہ نے فرمایا کہ اچھا تو بے ہودہ پرستی کا جھگڑا نکالا جادو رہو نہین ماری جائیگی یہ کہکر تیغ پر ہاتھ ڈالا نازک چشمہ نے کچھ سوچ کر سحر پڑھا ناصر زمین سے نکل آیا اور کہا آج مین جھگڑا کرنے نہین آئی تھی صرف سمجھانے آئی تھی خیر ظاہر ہوا کہ تم مسلمانون کا سحر اسپر کارگر ہوگیا ہے یہ یون نہ مانے گا یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر چلی چاہا کہ از کر جاؤن مگر آراستگی لشکر اسلام اور کیفیت چراغان آبادی بازاران دیکھکر خواہش بڑھی کہ سیر کرتی چل کیونکہ فراق یار مین اور زیادہ جیمہ مین جی گھبرائیگا بس سیر کرتی ہوئی چلی المیہ عیار اسکے پیچھے آیا تھا اسکو جاتے دیکھکر ایک ساحرکی ایسی صورت بنکر پہلے سمت لشکر کفار گیا اور ادھر سے دوڑتا ہوا اسکی سامنے آیا اور کہا اے ملکہ مین ملازم سوفار جادو ہون انہون نے آپکے یہان آنے کی خبر سنکر مجھ کو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ جو مالک فوج و سپاہ ہو وہ اسطرح اسے پس مجھ کو روانہ کیا کہ اگر کچھ فساد ہو تو آپ کی

مدد کرون نازک چشم نے کہا مجھسے کون ایسا ہے جو فساد کرے گا غرض دونون باتین کرتے چلے راہ
مین ایک مقام تنہا دیکھکر امیہ نے خاصدان نکالا اور اسکو واکر کے ملکہ سے کہا مجھکو پان کھانیکی
بہت عادت ہے آپ بھی نوش فرمائیے راہ مین سوائے اس شغل کے کیا ہی ملکہ نے ایک گلوری لیکر
اسکے کہنے سے کھائی فوراً بیہوش ہوگئی امیہ پشتارہ باندھکر اسکا سامنی شہزادہ نورالدہر کو لایا
شاہزادہ نے فرمایا کہ بقیہ شب اسکو قید رکھو امیہ نے پشتارے سے نکال کر اسکو ستون سے باندھ دیا
مگر بیہوش رکھا کہ بھاگ نجائے چنانچہ رات بھر بحفاظت تمام رکھا جسوقت زاہد خورشید صومعہ
مشرق سے باہر آیا اور عابد شب زندہ دار ماہ سر بسجود مغرب ہوا **نظم**

جو باریک خمیدہ شد پشت ماہ	ز تاریک زلف شبان سیاہ
بنزدیک خورشید چون شد درست	برآمد پر از آب در رخ را بشست

امیر مع سرداروں کے مسجد کرباس مین تشریف لائے اور بعد فراغت طاعت رب اکبر دربار مین آکر دنگل
نادعنبر جناب آصف مین برخیا پر جلوہ فرما ہوے بادشاہ اسلام بھی برآمد ہوے اور تخت سلیمانی پر
بیٹھے دربار کا نقارہ بجا تمام سردار حاضر ہونے لگے شاہزادہ نورالدہر مع ناصر دربار مین آئے نامہ
سے مذرد لوائی دنگل اسکو ماتحت نورالدہر اسی ذیل مین کہ شہزادے کے سرداران جہان بیٹھے ہین
عنایت ہوا اور شہزادہ اندر چہل ستون کے دنگل گوہر نگار پر متمکن تھا اسوقت امیر پشتارہ ساحرہ کا لایا
امیر حسب اتفاق آج بارگاہ حشامی مین بیٹھے تھے ساحرہ کو دیکھکر حکم دیا کہ ستون سے باندھکر
ہوشیار کرو اور دلالت باسلام کرکے ٹھکانے لگاؤ امیہ نے باندھکر حسب الحکم ہوشیار کیا لیکن ہونقالی
اسنے بھی سوزن زبان مین ندیا تھا ساحرہ کی جیب آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا دیکھا اور شاہ اسلام
کو تخت سلطنت پر جلوہ گر پایا یہ دیکھتے ہی بنگاہ غضب گھورنے لگی امیر نے سوال اسلام لانیکا
کیا اسنے سحر پڑھا کہ بند بند سے بندھی تھی جل گئی اور یہ رہا ہوکر پکاری کہ معلوم ہوا یون ہی عیار کے
بھروسے پر تم لڑا کرتے ہو یہ کہکر سحر پڑھکر دھوان بنی اور اڑکر بابندی پڑ گئی وہان سے ایک ناریل
بارگاہ مین مارا شعلہ ہاے آتش زمین سے نکلکر سرداروں پر چلے امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ
شعلے بجھ گئے پھر اس نے ایک پیکان سحر مارا وہ بھی ببرکت اسماء الٰہی جل گیا اور امیر
بھی دنگل سے اٹھے تیر بہر کمان مین پیوستہ کرکے پکارے کہ باش او فتحہ کمان جاتی رہے

نازک چشم لشکر خالف ہوئی اور ازکر چلی گئی بارگاہ لقامین بختیارک کہہ رہا تھا کہ رات گذر گئی اور ملک نہ آئے کسیکو بھیجنا چاہیے یہی فکر تھی کہ یہ جا کر پہونچی اور سارا ماجرا گذشتہ بیان کر کے دنگل پہ بیٹھی بختیارک نے تیل ماش منگا کر اسپر سے آتارے نازک چشم ہنس پڑی اسنے کہا ہنستی کیا ہو بڑی خیر گذری دہان کا گیا کوئی پھر تا نہین اسجگہ کا جانا ملک عدم کا سفر ہی وہ لوگ بڑے زبردست ہین کون انکے برابر ہے تم واقعی نصیب کی اچھی ہو جو پھر آئی ہو یہ تقریر سنکر نازک چشم غضبناک ہوئی اور بولی کہ ملک جی مین ابھی حمزہ کو مع اسکے لشکر کے غارت کیے دیتی ہون یہ کہکر دہان سے اٹھی اور اپنی بارگاہ مین آکر ایسا ایسا سحر پڑھا کہ راستہ بارگاہ کا ہر طرف سے بند ہو گیا یعنی جو کوئی آنیکا قصد کرے تو تاریکی معلوم ہو ادھر آنہ سکے بعد اس بندوبست کے خون خنزیر سے نہا کر چوکا دے کر زین کیے اسپر بیٹھی اور گوگل دھوپ دیپ وغیرہ جلانے لگی منتر آغاز کیا پھر اردماش کے دو اژدہے بنائے اور ایک جانور بنایا جانور سے کہا تو سر حمزہ پر جا کر چکر لگا کر اور پکار کے کہہ کہ مین تیرے قتل کرنیکو اے حمزہ آیا ہون وہ یہ سنکر اسم اعظم پڑھے گا مین بند کر لون گی جانور یہ حکم سنکر جاندار ہو کر اڑا اور سمت لشکر اسلام گیا بعد اسکے اسنے اژدہون کو حکم دیا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر مسلمانان کا کام تمام کرو اژدہے بھی غائب ہو گئے اور یہ بھی بیٹھے بیٹھے زمین مین سما گئی اور لشکر اسلام کی جانب چلی اہل اسلام غافل اتنے ہوئے تھے کہ یکایک اژدر کنارے لشکر کے پہونچے اور شعلہائے آتشین منہ سے چھوڑنے لگے حرارت زہرہ سے زمین تپنے لگی اور مردمان لشکر شدت گرما سے بیہوش ہونے لگے ہنگامہ برپا ہوا اور خیمون سے بازارون سے لوگ بھاگ کر سمت صحرا چلے لیکن جدہر گئے دو اژدہون کو قلاب آتشین چھوڑتے پایا اور راہ کو بند پایا صورتین ان موذیون نے ایسی مہیب پیدا کی تھیں کہ دیکھکر زہرہ آب ہوتا تھا سرطان فلک کا ان کے خوف سے دل پانی پانی عقرب چرخ کو لصد

ترس و بیم اپنی جان کی نگہبانی نظم

چگویم ازان اژدہا سے دژم	کہ ہشتاد گز بود از دم بدم
بدان جایگہ بود شش آرام گاہ	نہ کردے زبیمش برو دیو راہ
سہے دود زہرش بسوزد زمین	نخواند بدان مرز چرخ آفرین
سہے زآسمان کرگس اندر کشد	ز دریا نہنگ و ژدم بر کشد

لغزسر مین حرارت آتش زہر سے لشکریون کا پگلنے لگا صحرا تمام جلنے لگا زمین تفتیدہ ہوئی گھاس جھلس گئی وہ آگ جو وہان اژدہان سی نکلی اسقدر بڑھی کہ تمام لشکر اسنے گھیر لیا اہل اسلام آیۂ والی ہدایہ قلنا یانار کونی پڑھنے لگے بعض امین وقنا ربنا عذاب النار پڑھتے تھے بارگاہ سلیمانی مین شاہ اسلام اور سردار اور امیر جاکر ٹھہرے لشکری جہان تک سما سکے جاکر وہین پناہ گزین ہوئے مگر ایک بارگاہ اور لشکر بہت بڑا ہزارون باہر رہگئے اور ہلاک ہوئے صدائے الغیاث و فریاد بلند ہوئی امیر بارگاہ سے اسم اعظم پڑھکر سحر دفع کرنے باہر نکلے اسوقت ایک جانور آگ کا گرد سر پھیرتا نکلا اور پکارا کہ حمزہ کہان تجھکو مارنے آیا ہون امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ طائر توحیل گیا لیکن پس پشت نازک چشم کھات مین لگی تھی اسنے اور ایک جانور سرخ رنگ چھوڑا کہ اسنے آکر گرد سر امیر چرخ مارا اور پھیر کر نازک چشم کے پاس گیا اسنے پکڑ کر شیشہ مین بند کیا اور پکاری کہ حمزہ بند کیا مین نے اسم اعظم اب لازم ہے سرکشی کو چھوڑ کر خدمت خداوندی مین حاضر ہو اور سجدہ کرو ورنہ آج کی شب اور اتنا دن مہلت دیتی ہون دم سحر ایک کو بھی زندہ چھوڑونگی چراغ ہستی بجھادونگی امیر کے گلے مین حرز ہیکل ہے اسوجہ سے بیہوش تو نہوے مگر اسم اعظم بھولنے سے مبہوت کی طرح ہین اسکو کچھ جواب نہ دیا اور آہستہ آہستہ چلکر بارگاہ مین چلے آئے ادھر ساحرہ شیشہ لیکر بارگاہ لقا مین گئی مگر ایک رات کی مہلت جو دی گئی ہے اسوجہ سے لشکر اسلام کے لوگ مرتے تو نہین ہین لیکن مصیبت کبریٰ گرفتار ہین کوئی فرط عطش سے زبان دکھاتا ہے کوئی بیہوش پڑا ہے ہوائے گرم نے برگ نہال حیات گرائے تھے غنچہ دہن سبز مبزان خضر طراق اس گرمی سے گل کی طرح مرجھائے تھے

ہر سمت شور و غوغا برپا تھا کچھ بنائے نہ بنتا تھا نظم

شعلے پیدا تھے پیرہن سے	چنگاریان اڑتی تھین بدن سے
زنبور کنول سے جل رہے تھے	پتھر سے شرر نکل رہے تھے
حالت جو شرشک کی بتر تھی	خس خانہ مژہ سے چشم تر تھی
مسدود تھی سیف کی روانی	قطرہ لب تیغ پر تھا پانی
تشویش مین جان انس و جان تھی	ہونٹھون پہ صدائے الامان تھی

جو بارگاہ سلیمانی سے نکلتا تھا اسی آفت مین پھنستا تھا ہلکارے و مبدم کی خبر لقا کو پہونچاتی تھی

سحر و مبدم خوشی کے مارے تھے اسوقت نازک چشم جاکر پہونچی اور شیشہ اسم اعظم دکھایا عرض کیا کہ رات بھر جھومتا رہا فرمائین صبح تک جتنے بارگاہ سلیمانی مین چھپے ہین سب باہر نکلینگے اور مسخر ہو جائینگے آپ لشکر سمیت چلکر سب کے سر کاٹ لیجیگا لقمانے کہا یہی تدبیر ہمنے نوے ہزار سال کی ہے کہ صبح کو تمام باغیون کو قتل کرین گے اسوقت جشن کیا جاے فی الجملہ حسب ارشاد ساقی و بادہ و مطرب جمع ہوے انجمن عیش مترتب ہوئی تمام طبلے پر پڑی صداے مبارکباد بلند ہوئی ملکہ نازک چشم سے بختیارک نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم اچھی طرح رکھوا دو پھر بزم عیش مین بیٹھو استے اپنی دختر ملکہ گلابی چشم کو شیشہ دیکر کہا اے فرزند مجکو اور کسیکا اعتبار نہین تمہارا سکو لیجاؤ شہنشاہ پاس پہونچا اور میری طرف سے بھی تسلیم کہنا اور سارا حال لڑائی کا کہدینا گلابی چشم تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے چلی ادھر اہل اسلام جو آفت مین مبتلا تھے بلبلا کر درگاہ خدا مین استغاثہ کرنے لگے رو رو کر خداے پاک کو پکارتے تھے کہ ہمکو اس آفت سے بچا یہ نظم

پھر تو مانند ہیجہ مرجان	ہاتھ اٹھا کر سوے در سبحان
اے مدد گار بیکس و نا چار	اے طرفدار ہر غریب دیار
اے کشاینده کار بسته گان	تا خدا کشتی شکسته گان
بیکسی پر مری ترحم کر	بے بسی پر مری ترحم کر
کون حامی یہان ہمارا ہے	اک تری ذات کا سہارا ہے
ہم ہین درماندہ دستگیر ہے تو	ہم ہین بیدست و پا قدیر ہے تو
اس بلا سے ہمین بچا یارب	یا ربیڑا مرا لگا یارب

تیر دعا انکا ہدف اجابت سے مقرون ہوا یعنی اتفاقات قضا و قدر سے شاہزادہ شہر طوس جمہور جہان سوز طوسی تبرزن پسر خواندہ امیر لشکر مین تھا کئی روز سے دشت مین سیر و صید انگنی کرتا تھا گلابی چشم جو شیشہ لیکر چلی اسی دشت کی طرف سے ہو کر گذری ایک نوجوان کو ہمراہ جمیل سرداران دشت مین شکار کنان پایا مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک اخضر پر ماہ درخشان ہے یا برج سنبلہ مین مہر تابان ہے نظم

بر حسارگان چون سہیل یمن	بقشہ دمیدہ بگرد اسمن

کلاہ جہان پہلوان برسرش	فروزان زدریائے رومی برش
ہمیرفت چون شیر کف افگنان	سر گور و آہو زتن برکنان
زچنگال یوزان ہمہ دشت غرم	دریدہ ہمہ دل پر از داغ گرم
بدروان بہ چنگال باز اندرون	چکان از ہوا برسمن برگ خون

گلابی چشم دیکھتے ہی عاشق ہوئی اور تخت صحرا مین اتری سحر سے صورت اپنی حسینہ بنا کر خرامان خرامان گلگشت کنان چلی صدائے خلخال و پازیب سنکر دل جمہور کا ناشکیب ہوا اور نگاہ اٹھا کر دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ آفتاب محشر جلوہ کنان ہے اس حور طلعت کے مقدم سے دشت گلزار جنان ہے آنکھیں اس آہوے بیشۂ رعنائی کی غزالان دشت ہیچ کا رہ بنائی ہین ابرو لین تیر مژگان سے صید دل کو نشانہ بنائی ہین رخسار نازک سے گلہائے صحرا شرمندہ ہین دہن تنگ کے روبرو غنچے شرمندہ **نظم**

کہ از سرو بالاش زیباتر است	زمشک سیہ برسش افسر است
ببالا بلندد بہ گیسو کمند	زبانش چو خنجر لبانش چو قند
بہشتی است آراستہ پرنگار	چو خورشید تابان بخرم بہار

جمہور بھی ایسی صورت زیبا کو دیکھکر فریفتہ ہوا اور پکارا کہ **بیت** دشت مین آمد بہار ہے آج ؛ چشم نرگس کو انتظار ہے آج ؛ وہ نازکبدن شرماکر مسکرائی اور جہان جہان پاس آئی جمہور نے ہاتھ پکڑ لیا اور اظہار عشق کرکے اپنے ہمراہ لیکر اسی جگہ آیا جہان خیمہ زریفتی استادہ تھا سائبان باسلک گوہر گنجا تھا سامان عشرت و نشاط مہیا تھا وہان اسپند زرنگار پر دونون بیٹھے گویا صبح سنبلہ مین آفتاب و ماہتاب آگئے شہزادے نے کشتی شراب کی کھینچکر آگے رکھی جام لبریز کرکے اس پیکپرہ کو دیا اسنے بیک جرعہ درکشید کیا پھر اس نے ساغر بھر کر شاہزادے کے سامنے رکھا شہزادے نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے اور اس دشت کو قدم گلرنگ سے رشک ارم بنانیکا کیا باعث ہوا ہے ساحرہ نے مسکرا کر کہا نصیب تیرا اے شخص یاور ہوا جو مجھ ایسے ساحرہ دختر ملکہ نازک چشم کے دل پر تیرے عشق کا اثر ہوا اب تمام عالم زیر فرمایتے کرونگی شاہ جادوان کا ہمسر بناؤنگی ماں نے میری اسم اعظم **حمزہ** بند کرکے الزد رہاے سحر سے تمام لشکر اسلام غارت کرنا چاہا ہے اور مجکو شیشۂ اسم اعظم دیکر طلسم مین بھیجا ہے بس جب اہل اسلام میری مار کے ہاتھ سے مارے جائینگے خداوند با خبر یعنے لقا

ہم لوگون کا وہ رتبہ کرین گے کہ کسی بیگم کا بھی ایسا رتبہ نہ کیا ہوگا شاہزادے نے جب سارا ماجرای جنگ وغیرہ سنا چاہا کہ اس تجہ کو داخل جہنم کرے لیکن عقل سلیم نے مشورہ دیا کہ ساحرہ ہے اگر غصہ جہاد کے تمکو بھی سحر کریگی لازم ہے کہ اس سے باشتی پیش آوے اور نرمی کرکے سختی جتاوے بس یہ سوچکر ہنسا اور آہا ایسے ملکہ زہے نصیب میرا جو تمھارا ادھر آنا یہ کہکر گردن مین باہین ڈال دین وہ شہوت پرست بھی لپٹ گئی شہزادہ نے اسکو وہین لٹایا اور آسن مین رانون کا گانٹھا بھرا ایک ہاتھ منھ پر پیار کے جیسے سے رکھا اور دوسرا گردن پر رکھکر اس زور سے گلا دبایا کہ آنکھین نکل آئین ہر چند تڑپی اور چاہا سحر پڑھے لیکن رانون مین دبی تھی اور منھ بند تھا کچھ نہ کرسکی آخر روح بخبیث نے کسی اور طرف سے راہ نکلنے کی نہ پائی منقذا اسفل کی طرف سے سمت جہنم روانہ ہوئی شور وار وگیر برپا ہوا بڑی دیر تک تاریکی رہی صدا آئی کہ ہارا گلابی چشم جادو کو کل ایکسو پچانوے برس کی عمر تھی ہنوز جوان بھی نہ ہوئی تھی ارے بیدرد سودنے بڑا غضب کیا کہ اسنے کوئی پھول باغ عشرت سے پھول نہ چنا تھا پر ارمان و ناشادہی ماری گئی بعد اس ہنگامہ برطرف ہونے کے شہزادے نے شیشہ اسکی جھولی سے نکال کر لورتہ الا لشکر اسلام مین سب مصروف دعا تھے کہ امیر کو اسم اعظم یاد آگیا اور بارگاہ کے نکلے اور سوار ہوکر بہت جلد قریب آرد ہون کے گئے اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ نابود ہوگئے بالکل وہ حرارت موقوف ہوئی جو لوگ کہ بیہوش پڑے تھے انپر پانی اسم اعظم دم کرکے چھڑکا کہ وہ ہوش مین آگئے اس عرصہ مین جمہور شکارگاہ سے آیا اور امیر سے سب حال کہا ہر اک خوش ہوا اور امیر دربار مین آکر پیچھے ہر ایک بادل نخواہ بدستور سابق اپنے اپنے کام مین مصروف ہوا ہلکارے لقا کے جو دسیوم خبر لیجانے تھے یہ سب خبر لیکر گئے اور عرض پیرا ہوے کہ ملکہ گلابی چشم اثنائے راہ مین جمہور کے ہاتھ سے ماری گئین لشکر اسلام پر سے وہ آفت دفع ہوئی اب سب راحت پذیر ہین یختیارک یہ سنتے ہی پکارا صلوۃ پر محمد و نعت بر لقا کیون ملکہ کچھ خوش ہوئین تم نے اقبال مسلمانون کا دیکھا تاریک چشم خبر مرگ دختر سنکر رونے لگی پھر تو یہ حال ہوا کہ موجب ابیات

همه بندگان موی کردند باز		که آن موے مشکین کمند دراز	
یکند و میان را به گیسو ببست		بناخن گل ارغوان را بخست	
سر ماهرویان گسسته کمند		خراشیده روے و بمانده نژند	

آخر سب نے سمجھایا کہ اے ملکہ صبر کر و خداوند کی مشیت مین کیا چارہ ہی القائے نے کہا اے بندی آدرت تو نے عشق ناصر مین اسم اعظم بند کیا تھا کچھ ہمارے واسطے نہین کیا تھا ہمکو یہ ناگوار گذرا تیری دختر کو ہمنے قتل کرایا اب اگر تو ایسا کرے گی اور سوا ہمارے اور کی خاطر سے ہمارے بندون کو قتل کرنا چاہیگی تو ہم تجھکو بھی غارت کر دین گے کیونکہ یہ بندگان معصوب ہمارے پیارے بندی ہین جو کوئی ان مسلمانون کو ستائیگا تو برباد ہو جائیگا خیر ہم تیری دختر کو بزور نور روز زندہ کر دین گے فی الحال ہمارے لیئے ان مسلمانون بندون کو قتل نہ کرنا نازک چشم یہ کلمات سنکر خداوند کے قدم پر گری اور عذر خواہ ہوئی کہ بیشک مین گنہگار ہون اب ناصر کو کبھی یاد نہ کرون گی القائے اسکو دلجوئی اور دلداری کی یہ دہان سے روتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی اور سیہ پوش ہوئی مگر نباری سمر وغیرہ کی فکر کرنے لگی فی الجملہ دونون اس ساحرہ کو یہ اختر جادو مترجم مصروف ماتم اور سحر خوانی رکھتا ہے اور حال حسن بان بانو افراسیاب ہوسگال لکھتا ہے راوی کا بیان ہی کہ بعد مرنے قاہر چہار چشم کے شاہ جادوان متردد و متفکر ہو رہا تھا کہ ناگاہ دو طائر سحر سامنے آئے دونون کی گردن مین نامے بندھے تھے شہنشاہ نے واکر کے پڑھے ایک نامے مین لکھا تھا کہ اے شہنشاہ آپ غافل بیٹھے ہین اور عمر محمود سمت طلسم کوکب جاتے ہین اب قریب ہے کہ منزل مقصد پر پہونچین آپ کو انکی خبر لینا چاہیے مرقومہ برادر مصور جادو دوسرے نامے کا مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ بادشاہان ساحران کنیز آپ کی صنعت سحر ساز کہ اس لونڈی کو حضور عہدہ و زات عنایت فرمایا ہے اپنے ملک سے بہر استقبا مخالفان جناب حاضر ہوئی ہے امیدوار ہے کہ اسکو اجازت حرب عنایت ہو چنانچہ دونون عریضون کو پڑھکر افراسیاب بہت خوش ہوا اور جواب تحریر کیا پہلے خط کے جواب مین یہ لکھا کہ مین کوکب سے ڈرتا نہین اگر عمر محمود ہاتھ لگے تو میرا کیا ہوگا خیر تمھارے لکھنے سے مین ایک نامہ کوکب کو لکھونگا عجب نہین جو باغیون کو گرفتار کر کے بھیجدے اور انکا فریب نمونہ لکھکر طائر کے گلے مین باندھا وہ روانہ ہو گیا پھر دوسرے خط کا جواب لکھا کہ اے ملکہ صنعت تمھارے آنے سے مین بہت خوش ہوا اچھا جاؤ حیرت سے پوچھ کر کام تمکو امون کا تمام کر دیا نامہ بھی طائر کے سپرد ہوا فی الجملہ دونون طائر جا کے اپنے مالکون کے پاس پہونچے ایک تو نامہ پڑھکر چپ ہو رہا اور صنعت نے جواب پاکر کوچ اپنے لشکر کے تین حصے کیے ایک حصہ فوج سالار جادو نام اپنے

سپہ سالار کو دیکھکر مثل ہر دلون کے آگے روانہ کی اور دوسرا حصہ لشکر کا اور سردار کو دیے کہ پیچھے سپہ سالار
کے بھیجا پھر بقیہ فوج کو مثل مورد ملخ کے اپنے ہمراہ لیکر کوچ کیا اس طرح سے لشکر چلا کہ ایک لشکر
کا سرا دوسرے لشکر سے ملا تھا سپاہ کا حساب عدد اندازے سے باہر تھا القصہ پہلے سالار جادو
قریب لشکر حیرت پہونچا طائران سحر نے خبر ورود لشکر حیرت کو دی ملکہ نے خبردارون کو حکم
دیا کہ بہر استقبال جائین سردار مصروف تیاری ہوے لیکن اس بارگاہ مین جو امیر لشکر
مہرخ موجود تھے سب خبر دریافت کرکے حاضر خدمت ملکہ موصوفہ ہوے اور بعد دعا وثنا کے آنا لشکر
صنعت بیان کیا مہرخ اسکے آنے کی خبر سنکر لرز گئی رنگ رخ زرد ہوا گھبرا کر کہا خدا خیر
کرے برق فرنگی نے کہا اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مین جاکر اس صنعت کے لشکر کو دیکھتا ہون
اور اسکی اچھی طرح خبر لیتا ہون مہرخ نے کہا تمہارا جانا بہتر نہین وہ بڑی زبردست ہے برق
نے کہا ہمارے نزدیک سب پست ہین خدائے تعالی زبردست ہے یہ کہکر روانہ ہوا راہ مین ضرغام
عیار ملا اس سے سب حال بیان کرکے کہا مین عیاری کو جاتا ہون تم بھی خبر رکھنا یہ کہکر چلا ضرغام
بھی دوسری راہ سے اسکے پیچھے ہوا برق جب صحرا مین پہونچا دیکھا کہ زیر دامن کوہ جھنڈ کے
جھنڈ ہاتھی کنج پڑے ہین دور تک خیمہ بارگاہ و خرگاہ آراستہ ہین راہین اور بے چوبے استادہ
ہین ہلا یہ پھرتا ہے کوتوالی چبوترا بنا ہے دکانین لگی ہین پلٹنین اتری ہین اہل حرفہ و پیشہ رعایا برایا
کا ہجوم ہے ساہرون کی کثرت سے ہر سمت دھوم ہے برق ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر
داخل لشکر ہوا اور ایک شخص سے پوچھا کہ یہانی مین رہنے والا فوج حیرت کا ہون ناواقف ہون
تم بتاؤ کہ یہ لشکر کس کا ہے اور ملکہ صنعت کا کونسا خیمہ ہے اس نے جواب دیا کہ اے
شخص یہ لشکر سالار جادو سپہ سالار لشکر کا ہے اور اس لشکر حقیقت کیا ہے اسی
سے ملا ہوا اور ایک لشکر پیچھے اس لشکر کے اترا ہے اس مسکہ کے بعد لشکر ملکہ صنعت
کا ہے یہان سے تا گنبد نور فوج ہی فوج ہے اتنا بڑا مجمع ہے برق تو یہ کھڑا پوچھ رہا اور
سالار جادو اپنے خیمے مین بیٹھا تھا ایک صندوقچہ خرد کا سامنے اس کے
رکھا تھا اوسکو وا کرکے دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک پتلی صندوقچے سے نکلی اور آفتاب ایسا
چمکا روشنی ہو گئی اس روشنی مین صدا آئی کہ اے سالار ہوشیار ہو کہ برق عیار آپہونچا

یہ سنکر اسنے ایک ساحرہ سے حکم دیا کہ جاو برق فرنگی عیار بازار لشکر مین کھڑا ہوا اس قطع کے شخص سے باتین کر رہا ہے اسکو بلا لاؤ ساحرہ حسب الحکم برق کے پاس آیا اور عرض کیا کہ ہمارے میان نے آپکے بلایا ہے برق یہ سنکر پہلے تو گھبرایا پھر یہ سوچا کہ چلو تو سہی خدا مالک ہے غرض ہمراہ اس ساحر کے خیمہ سالار مین آیا دیکھا اندر خیمہ کے شیشہ آلات سجا ہے فرش مکلف بچھا ہے میز کرسی الگنی وغیرہ آراستہ ہین آبدار خانہ میخانہ کے مقام پیراستہ ہین ہزارہا ساحر دروازہ پر بعہدۂ خدمتگاری و بہ امید باریابی کھڑا ہے سامان سلطنت ہے بڑا کارخانہ ہے ایک دنگل زرنگار پر سالار بیٹھا ہے روبرو صندوقچہ سحر رکھا ہے آبمین پانی بھرا ہے یہ اکیلا بیٹھا ہوا اسی صندوقچہ کو دیکھ رہا ہے برق نے جاکر سلام کیا اسکو دیکھکر وہ اٹھ کھڑا ہوا صندوقچہ بند کرکے الگ رکھدیا اور برق کو ہاتھ پکڑکر بڑے تپاک سے کرسی پر بٹھایا کہ موجب بیت نگاہ ناز کہین بے رخی نہ کر جاے ۔ کہو یہ دل سے کہ بڑھکر ذرا تپاک سے ملے فی الجملہ برق کیلیے سامان تواضع و مدارات مہیا ہوا شراب و کباب منگایا جلسہ رنگ و رباب دکھانے کا ارادہ کیا بعد اس خاطرداری کے گویا ہوا کہ اے برق مین نے آپ کو یہان آنے کی اسلیئے تکلیف دی کہ آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین جو کچھ مین کہون گا تسلیم کرینگے اور جادہ راستی سے خلاف قدم نہ دھرینگے فی الجملہ آپ جاکر ملکہ مہرخ کو سمجھا دیجیے کہ آجتک جو ساحر آیا اور آپ کے ہاتھ سے مارا گیا یہ سمجھ لیجیے کہ وہ اور طرح کا لڑنے والا تھا شہنشاہ کو تم سب کو غارت کرنا منظور تھا ہمیشہ کی پرورش اپنی یاد فرماکر رعایت فرماتے تھے مگر تا یہ کجا بجبوری ملکہ صنعت سحر ساز جادو اپنے وزیر کو بھیجا ہے پس ملکہ عالم سے لڑنا یا شاہ جادوان سے مقابلہ کرنا ہے پھر مور ضعیف پیل دمان سے کہین لڑ سکتی ہے اور پروانہ جان بھی دے جب بھی شمع کو نہین بجھا سکتا ہے کیونکہ مین آنم کہ چوب خود را دانم کہان ملکہ صاحب اور کجا لشکر مہرخ آفتاب اور ذرہ کا سامنا یہ سمجھکر مین تمہ بھی ملکہ موصوفہ کی زبردستی بیان نہین کر سکتا ابیات

شہ ساحران صنعت سحر ساز	کہ ہے آج شاہی مین وہ سرفراز
خداوند اورنگ و کشورستان	سرافراز جادوگران جہان
کسیکو ہو کب دعوی ہمسری	کہ ہے وقت کی اپنے وہ سامری
نہین ساحران جہان کی مجال	کرین سامنے اسکے کچھ قیل و قال

حاصل مرام اے برق تم سمجھا کر اپنی ملکہ کو ہلاک ہونے سے بچائی و خیر اگر وہ لڑنے سے باز نہ آوے تو اپنی جان آپ دیگی تم میرا اتنا کہنا مانو کہ عیاری کرنے نہ آؤ اور اپنے ساتھیون کو بھی منع کر دینا کہ وہ بھی حسارت نہ کرین ہمین روز بد دیکھینگے اگر ہزار جان لیکہ ہمارے لشکر مین آئینگے ایک بھی سلامت نہ لیجا سکینگے برق اس تقریر دراز کو سنکر ہنسا اور دل مین سوچا کہ یہ کہان سے ہمارے دوست مہربان ہین جو اسوقت مشفق ناصح بنکر کتاب پندنامہ پڑھتے ہین ظاہر ہوا کہ از حد بیوقوف بلکہ طفل ابجد خوان ہین خیر لازم ہے کہ ان کو اور زیادہ بیوقوف بناؤ اور نشانی لیکر یہان سے اپنا راستہ لو پھر جیسا ہوگا سمجھ لینگے یہ سوچ کر کے گویا ہوا کہ اے مہربان واقعی جو کچھ آپ نے فرمایا سراسر بہتر اور عین مصلحت ہے خالی از صواب آپ کا ارشاد نہین مین اپنے امکان بھر مہرخ کو فہمائش کرونگا اور جنگ سے باز رکھونگا اور عیارون کو مانع ہونگا الحق السادہ دوست شفیق تر از برادر مجھکو کہان ملیگا سچ تو یہ ہے کہ اتنے ساحر آئے مگر یہ دوستی کسی نے نہین کی جو کچھ کہ جناب نے مہربانی ہم پر شکستہ زادہ حرمان کی نسبت فرمائی سالار اسکی گفتگو سنکر پھول گیا اور کہا اے برق آپ بڑے دانشمند ہین مین تمام عمر آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگا اور ملکہ سے کہکر بڑا رتبہ دمرتبہ کراونگا برق نے کہا یہ آپ کی عنایت ہے غرضکہ اسی گفتگو مین اتفاق سے سالار کو پیشاب کی احتیاج ہوئی اٹھکر چوکی پر گیا مگر کہتا گیا کہ آپ تشریف رکھیے مین حاضر ہوتا ہون برق سمجھا کہ یہ تو مسحر ہے ہم اپنا کام کر دیکھلا اٹھا اور وہی صندوقچہ جو سامنے سحر کا رکھا تھا اٹھایا پہلے تو سمجھا تھا کہ کچھ آفت اس سے ظاہر ہوگی مگر دیکھا تو وہ اسی طرح بند ہے کچھ ضرر نہین پہونچاتا ہی معلوم دیا کہ جب یہ کلید سحر سے کھلی اور جس ترکیب سے سحر پیدا ہوتا ہی وہ ہی تدبیر کی جاوے تو اسمین سے سحر پیدا ہوکر کام دے پس یہ لیکر اسکو خیمہ کے باہر نکلا یہان جو ساحر کہ حاضر تھے وہ سمجھے کہ سالار نے ان باعزاز بلایا تھا یقین ہے کہ صندوقچہ دیا ہوگا یہ سوچ کر کسی نے نہ روکا یہ نکل کر جب لشکر گنارے پہونچا اسوقت سالار چوکی پر سے کیا برق کو نہ دیکھا پہلے تو افسوس کیا کہ بڑا بدقسمت تھا جو چلا گیا نہین تو مین بہت کچھ دیتا جب افسوس کر چکا غور جو کیا تو صندوقچہ سحر بھی نہین پھر بوکھلایا اور بدحواس ہوکر باہر آیا لگا کہ وہ لیگیا ملازمین بھی کچھ اس جملہ کو نہ سمجھے مگر اسکے کلام کی پیروی کرنے لگے یعنی سب ہی کہنے لگے کہ ارے وہ لیگیا ارے

وہ لیگیا کوئی یہ نہین کہتا کہ صندوقچہ لیگیا سالار جدھر دوڑا جاتا ہے اسی طرف سب جاتے ہین اور لیگیا لیگیا کا غل مچاتے ہین برق نے جو غلغلہ سنا جلد لشکر سے باہر نکل گیا اور وہ مقام کوہستان تو تھا ہی یہ ایک درہ کوہ مین جاکر چھپ رہا وہان بھی غل سن رہا ہے کہ لینا گھیر نا گرفتار کرنا ظالم نے بڑا غضب کیا کہ لیگیا یہ تو غار مین کوہ کے مخفی ہے مگر خضر غلام سے جو کہ آیا تھا وہ بھی اسکے پیچھے لشکر مین آیا تھا اسنے بھی یہ ہنگامہ دیکھا اور برق کو بھاگتے صندوقچہ لیے دیکھکر اسکو بھی دلگی سوجھی اور سوچا کہ یہی موقع ہے اس بیوقوف سپہ سالار لشکر کے مار ڈالنے کا یہ سمجھکر اپنی صورت تنہائی مین جاکر برق کی ایسی بنائی اور ایک طرف سامنے سے ساحرون کے چلا سالار نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو میرا صندوقچہ کیون لیگیا مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی مین بلکہ ارادہ رکھتا تھا کہ تجھے زر و جوہر کے کئی صندوقچے دون اب اس صندوقچہ مین جو تو لے گیا ہے کچھ زر جواہر نہین ہے صرف سحر کرنے کا ہے وہ مجھے دیدے اور مجھ سے اسکے عوض مین بہت سا کچھ مال لے مین تجھکو ضرر نہ پہونچا دون گا اور بہت کچھ دون گا برق نقلی نے جواب دیا کہ تو بڑا بیہودہ ہے کیسا صندوقچہ اور بالفرض اگر مین نے بھی کیا ہون تو کیا دینے کے واسطے لے گیا ہون جا اپنا کام کر ہم چلے گئے وہ لیگیے اب نہ دین گے سالار نے یہ سنکر ایسا سمر پر مارا کہ خضر غلام کے پانون زمین مین دھنس گئے اور زمین نے ایسا فشار دیا کہ بیقرار ہو گیا اور کہا اے سالار کیا چاہتا ہے کیا ہے اسنے کہا صندوقچہ دے اسنے جواب دیا کہ ایک شرط سے یعنے مین صندوقچہ غار مین ایک پہاڑ کے رکھ آیا ہون اگر تو اکیلا میرے ساتھ چلے تو دیدون کیونکہ ہم لوگون کے رہنے کی وہ جگہ ہے اگر اور ایک دیکھ لیگا تو برا ہے اسلیئے مجھکو تنہا لیے چلتا ہون سالار نے یہ سنکر رضا مند ہو کے اسکو زمین سے چھڑایا اور بولا کہ اچھا چل مجھے دے افسران لشکر عرض کیا کہ یہ مکار ہے آپ تنہا نہ جائیے سالار سمجھا کہ تو سپہ سالار ہے اگر جانے مین تامل کریگا فوج کے سردار بظاہر تو مانع ہین لیکن دل دیکھتے ہین سب بودا جانین گے یہ سمجھکر کہا نہین مین جاؤنگا کیا کچھ حلوا ہون جو کھائے گا یہ کہکر ساتھ ہوا خضر غلام اسکو لیکر کوہستان مین آیا اور اس حماقت زدہ کو از بسکہ دق کرکے مارنا منظور تھا بیچ مین سب لیکا یک بیہوش کیا لیکر چلا اسکو جاتے دیکھکر برق جو غار مین تھا اس نے بھی دیکھا اور ایک ضعیفہ کی ایسی صورت بنکر یہ بھی بطور مخفی انکے پیچھے چلا غرض جب کوس بھر

راہ طے کی اسوقت سالار نے پوچھا کہ اے برق وہ مقام کونسا ہے جہان صندوقچہ رکھا آیا ہے
اگر بہت دور تھا تو وہان کہا ہوتا کہ مین سوار ہوکر آتا ضرغام نے کہا مین کچھ نشہ مین تھا جب صندوقچہ
رکھنے آیا تھا اب جگہ یاد نہین آتی جہان رکھا ہے اسجگہ رکھا ہے اس جگہ کو بالکل بھول گیا ہون
چلیے ڈھونڈھتا ہون اگر مل گیا تو مال آپ کا ہے نہین تو مال ہمارا ہے جیادے آہنگا جب اگر لیجائینگے
اسوقت ہم آپ دونون مجبور ہین سالار کو اس تقریر سے غصہ آیا کہا اگر صندوقچہ نہ دیا تو مار ہی ڈالونگا
ضرغام بولا کہ ہان یہ تو ہونا ہی ہے اگر نہ ملا تو مار ڈالنے کے سوا اور کیا ہے اچھا چلے تو آیئے سمجھ
لیا جائیگا وہ ناچار اور تھوڑی دور گیا پھر اسنے استفسار کیا اب کہان ہے اسنے کہا آج مجکو چھوڑیئے
مین اپنے گھر جاؤن کل جب میرے حواس درست ہون گے تو اگر ڈھونڈھونگا سالار نے غضب مین
آکر کہا ابے کیون باتین بناتا ہے مین ایک گھونسا مارونگا تیرا دم نکل جائیگا ضرغام نے ہنسکر
جواب دیا کہ چلو اچھا ہے ہماری جان گئی تمہارا مال گیا یہی سہی سالار گھبرایا گویا ہوا کہ بھائی بنا دد کیون
دق کرتے ہو ضرغام نے کہا اچھا جو صندوقچہ لیتا ہے تو چپکے چلے آؤ ناچار وہ پھر ساتھ چلا جب کچھ دور
گیا تھک کر بولا کہ کیون تو بتائیگا ضرغام نے کہا بتاتے ہین مرا کیون جاتا ہے اس نے کہا تو یون
نہ بتائیگا ضرغام نے کہا تو بھی یون کہنا نہ چھوڑیگا جب تک کہ سزا نہ پائیگا سالار بولا کہ ہے شرط
مار ڈالون ضرغام نے کہا کیون ہی بات ہے کہ ناک کاٹ لون سالار بہت ہی خفا ہوا لیکن
غرض بہت بری ہے جاتا ہے کہ اگر صندوقچہ نہ ملا تو صنعت کیگی کہ جاتے ہی حربہ بھر کا پھینکوا دیا فوج
والے بھی ہنسینگے کہ واہ ایک عیار سے صندوقچہ نہ لے سکے لہذا یہان سے خالی پھر کر جانا بڑی غیرت کی
بات ہے جس طرح ہے لینا چاہیے یہ سوچکر پھر کچھ اور کی باتین کرنے لگا اور کہا بھائی آخر وہ تم
کیون نہین رہتے ہو مجھسے جو کچھ کہو وہ مین دون اس صندوقچے کے لینے سے تمہارا کچھ بھلا نہو گا
ضرغام نے کہا ارے عیار رہتے ہی کے لیے تھین لاتے ہین یا اور کسی کام کو مرد آدمی ہم
خود حیران پھر رہے ہین چلو ڈھونڈھے دیتے ہین پھر اسے کیون ہو غرض اسی طرح اسکو لیے لیے کو سو کوس
چکر دیا کہ باتون اسکے سوچ گئے تھک کر نتیجہ کیا ضرغام نے کہا آپ بھی تھک گئے اور مین
بھی بہت ہلاک ہوا اب آج معاف کیجیے کل مین خود آپ کے لشکر مین لیکر صندوقچہ آؤنگا یہ کہکر
اٹھا کہ چلا جائے سالار کو تاب نہ آئی سحر پھینکا اس نے دستک دی کہ

ضرغام کے پاؤن زمین نے پکڑ لیئے اور وہی کیفیت سابق مین لاحق ہوئی تھی اب بھی طاری ہوئی
اور رسالار نے جھولے سے سحر کے منقل آتش نکالکر کوئلے سلگائے پھر خنجر کھینچکر کہا کہ تیری بوٹیان
کے کباب لگا کر کھاونگا یہ کہکر جا ہتا تھا کہ بوٹے کاٹے اسوقت برق جو بڑھیا بنکر چھپا ہوا
تھا سب ماجرا دیکھتا تھا یکایک ایک صندوقچہ لیکر ظاہر ہوا اور غل مچاتا ہوا اسکی طرف چلا کہ آگ
لگاؤن تیرے صندوقچہ کو بھاڑ مین جاے موے تو جہنم کا کندہ ہو میرے بچے کی جان ہی تو ستکے
ہے تو نے میرے فرزند کو کیا سمجھکے باندھا ہے صدقہ کرون پھڑدے لے اپنا صندوقچہ لے ضرغام
یہ باتین سنکر پہچانگیا کہ برق ہے مگر رسالار کے دھوکا دینے کو کہا کہ خضب پڑے اس بڑھیا پر
کمبخت صندوقچہ دیئے دیتی ہے مین اپنی جان دیتا صندوقچہ نہ دینا رسالار نے کہا یہ تیری کون
اسنے کہا ہملوگ یہان مسافرانہ وارد ہین یہ بڑھیا کوہستان مین رہتی ہے ہم نے اسکو مان کیا ہے
جو لاتے ہین اسکے پاس رکھواتے ہین یہ بھی ہمکو روٹی پکا دیتی ہے اور اسی جگہ رہتی ہے اسوقت
کسی کام کو نکلی ہوگی مجکو دیکھکر صندوقچہ لائی ہے مین جانتا کہ یہ دیدیگی تو اسکے پاس نہ رکھواتا
اسی گفتگو مین بڑھیا نے قریب آکر کہا کہ ارے ظالم لے اپنا صندوقچہ رسالار نے کہا یہ میرا صندوقچہ
نہین ہے بڑھیا نے کہا تو میرا گھر سامنے ہی وہان بہت سے صندوقچہ رکھے ہین تو اپنا جلکر پہچان لے
رسالار سمجھا کہ تجسس ہین نہین معلوم کتنا مال اس بڑھیا پاس رکھوایا ہو ذرا چلکر دیکھ تو کہ کیا کیا ہے
یہ سوچکر بڑھیا کے ساتھ چلا اور ضرغام کو بھی ہمراہ لے لیا جو دروازہ تھا وہان آئی بڑھیا نے کہا ادھر دیکھو وہ
میرا گھر ہے اسنے پھر کر دیکھا ضرغام بھی تھا اسنے کمند ماری یہ گھبرا کر پھر بڑھیا سامنے تھی اس نے منھ ادھر موڑے
ہی حباب بیہوشی مارا کہ یہ چھپنک مار کر گرا بڑھیا یعنی برق نے سرکات ذوالاغلاد شور تاریکی ہو گئی اور لاش سکی
بگولے اٹھا کرلے گئے ضرغام و برق صندوقچہ لیکر بھاگے اور اپنے لشکر مین آئی مہرخ سے سب حال کہا
تمام سردار رسالار کے چکر دیکر بھرانے پر خوب ہنسی پھر سردار کو خلعت دیا ادھر صنعت اپنی بارگاہ مین مع
تمام ساحران تمامی کے بیٹھی تھی کہ لاش رسالار کی سامنے آگری اور بیرون نے حال اسکی مرگ کا بیان
کیا صنعت نے لاش تو اٹھوا دی اور آپ اٹھکر جلی بارگاہ مہرخ مین سب بارام بیٹھے تھے کہ یکایک
سر بارگاہ پر آفتاب چمکا سب کی آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ صنعت برابر مہرخ
کے تخت پر بیٹھی ہے اور سراپا غرق دریاے جواہر ہے ہرچند کہ سن زیادہ ہے مگر بزور سحر کم سن بنی ہے

اس طرح کا حسن و جمال رکھتی ہے کہ گویا شب اول کی بنی ہے ابیات

نفیرش بسته بر لاله ز عنبر — ز گوشش آویزه کرده لولوی تر
نهاده عقد گوهر بر بنا گوش — کشیده قوس مسکین گوش تا گوش
کلاه لعل بر سر کج نهاده — گره از کاکل مشکین کشاده
ز اطلسیت کله هر تار کاکل — چنان کز زیر لاله شاخ سنبل
به بر کرده قبا ای قصب رنگ — چو غنچه تازک و چون نیشکر تنگ

غرضکہ اسنے مہرخ کا ہاتھ پکڑکر کہا سن اے نکرام سالار جیسا سحر جانتا تھا ایسے سحر میری ادنی کنیز جانتی ہے اور یہ کہہ سے کہا کہ تو لے جاکر جو اسکو مارا اور صندوقچے آپا کیا اسی صندوقچے پر خاتمہ ہوگیا اسنے یہ سنکر کہا کہ یہ بھی میرا ادنی سحر تھا اب تو لشکر مین آنا مین ایسے ہی صندوقچے تجھکو بہت دونگی اور ایسے سالار کے مارے جانے سے کیا ہوتا ہے ایسے بہت میرے نوکر ہین اچھا اب تو یہ صندوقچہ تو اٹھا ہرقسم نے اسکے کہنے سے صندوقچہ اٹھایا وہ اس طرح ٹوٹ گیا جیسے حباب پھولتا ہی صنعت ہنس پڑی اور کہا ساری محنت تیرے چرانے کی اے برق برباد گئی یہ کہکر مہرخ کو بہت کچھ سمجھایا جب اسنے کچھ جواب نہ دیا اس نے کہا خیر معلوم ہوا کہ یون نہ مانون گے اچھا مین جاتی ہون لیکن میرا سامنا کرنا ہو تو روکے کسی ساحر نے اس بات کا جواب بھی نہ دیا لیکن برق نے کہا ہم برسر میدان تجھ سے سمجھ لینگے گھر مین آئے ہوے کو نہین ستاتے صنعت نے کہا کہ کچھ ہو تو نہین سکتا گھر آئے کا بہانہ بس تمہاری حقیقت دیکھلی ایک سحر مین تم سبکو غارت کردونگی برق نے کہا تو کیا ہماری دیکھے گی ہم تو افراسیاب سے لڑتے ہین تیری کیا اصل ہے صنعت نے یہ سنکر خندہ دندان نما کیا اور انگڑائی لی پھر آفتاب چمکا اب جو دیکھا تو صنعت نہین ہے اسکے جانیکے بعد گھڑی بھر تک سب سردار سناٹے مین رہے پھر جو حواس درست ہوے مہرخ نے برق نے کہا آپ کو یہ بدحواسی نچاہیے ایسی ایسی باتین بہت سی آئینگی یہ سب سمجھ لو کہ افراسیاب سے بڑھکر طلسم مین کوئی نہین اور اس سے لڑنا پھر ہر ایک سے ڈرنا کیا ہی مہرخ نے کہا کہ یہ اسکے سحر کا باعث تھا کہ ہم ششدر رہ گئے تھے ورنہ جان دینے کو آمادہ ہین وہ مالزادی کیا ہے اسکے دیوے نڈرین گے ہان سحر مین اسکی برابری نہین کرسکتے برق نے کہا خدا مالک ہے یہ کہکر مصروف میخواری ہوے

ادھر جو اسیسان لشکر حیرت خبر دریافت کرکے گئے اور بعد عرض صفت شاہی التماس ہوے کہ صنعت سے بارگاہ مخالف مین ایسی گفتگو ہوئی اور سالار ماما گیا حیرت نے خبر سنکر کہا اب بڑی لڑائی ہوگی کیونکہ ملکہ صنعت شہنشاہ سے کچھ کم نہین ہے اور بزرگ ہے بادشاہ کی یہ کہکر ایک نامہ خوردونکی طرح لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ آپ بارگاہ مخالفان مین گئین مگر مین ہمہ تن چشم براہ انتظار ہون یہان تشریف نہ لائین لازم کہ بفور ملاحظہ عریضہ قدم رنجہ فرمائیے یہ نامہ طائر کو دیا کہ لیجاے پھر سوچکر دو جادو گرنیون کو دیا کہ تم جاؤ اور ملکہ کو باعزاز لے جاؤ جادوگرنیان نامہ لیکر چلین ہرکارے لشکر مہرخ کے خبر انکی جانیکی لیکر اپنی بارگاہ مین گئے اور سب کیفیت بصد ادب معروض بیان مین لاے مہرخ نے آنا صنعت کا سنکر کہا خدا خیر کرے اب وہ آئیگی تو جنگ آغاز ہوجائیگی برق نے کہا اے ملکہ ہم بھی صنعت کی بارگاہ مین جاتے ہین اور کچھ تدبیر کرتے ہین مہرخ نے کہا اے مہتر خدا کو مان کر ایسا قصد نہ فرمائیے برق نے کہا ہم بغیر فتح طلسم باز نہ آئینگے چاہے جان جاے یا رہے یہ کہکر اٹھا مہرخ کو تاب نہ آئی دو پتلے ارد ماش کے بزور سحر بناے اور ان مین بیر بٹھا کر اڑا دیئے کہ جا بطور مخفی برق کے رہ کر ان کے حال کو دیکھکر ہم کو مطلع کرتے رہو پتلے ادھر عقب برق روانہ ہوے یہ تو سب جانتے ہین لیکن اب حال حیرت کا اشتمال مسافران بادیہ طلسمات نورافشان کا ذکر کیا جاتا ہے

داستان پہونچنا رہگرا کر منازل طلسمات وسیاران دشت عجائبات کا طلسم کوکب مین اور خبر سنکر کوکب کا مرزبان وزیر کو بہر استقبال بھیجنا اور لیجانا اسکا باحراز تمام عمر کو قلعہ ہفت رنگ مین اور ملاقات ہونی برلان شمشیر زن سے اور دعوت کرنا اسکا خواجہ کی اور رکھنا اپنے ملک مین اور نامہ لکھنا اقرا سیاب کا کوکب کو حیارون کا اس نامہ دار کو راہ مین مار ڈالنا پھر برلان کا جانا طلسم آئینہ مین اور ایرج پر عاشق ہوکر لوح طلسم مذکور دلا دینا اور فتح کرنا ایرج کا طلسم کو اور پلٹ کر جانا لشکر مین اپنے مارنا ملک نازک چشم کو اور سوفار کا مکر سے مسلمان ہوکر دغا کرنا پھر مارا جانا امیر کے ہاتھ سے لمؤلفہ

لگا ساقیا بزم دعوت کے خوان — کہ مہمان آئے ہین مہمان
پلا آفتابی ڈھلتا ہے دن — جوانی کہان اور کہان یہ سن
زمانہ خزان کا گیا ساقیا — چمن مین ہنسے سارے گل کھلکھلا
ہم بلبل و گل مین ہے ارتباط — بسے بوی گل سے ہے کنار رباط
سیہ رنگ سوسن کی ہے یہ بہار — کہ جیسے سواد شب زلف یار
بھری بون ہین شبنم سے گل کے ایاغ — کہ جیسے چڑھاے ہین گھی کے چراغ
بہار آئی گلشن مین مہمان ہے — شہ گل کی دعوت کا سامان ہے
صبا بہنیت لائی ہے بار بار — شہ گل کے آنے کا ہے انتظار
ہرے ہے گلشن دہر مین انتظام — کہ ہین سرو استادہ مثل غلام
یہ نارکبد گلشن مین ہر سمت ہے — یہ سنبل پریشان ظاہر کرے
نگہبانی گلشن مین نرگس کرے — گل اشرفی کا خزانہ کھلے
لیے ہاتھ مین ساغر لالہ فام — بنے لالہ ساقی گری مین غلام
چمن مین ہو اس طرح سبزہ اگا — کہ فرش زمرد ہو گویا بچھا
جوانان گلشن کریں اہتمام — سمن نسترن ہون کنیزین تمام
ہوا پیر جوان موسم روزگار — چمن مین ہوی آکے مہمان بہار
قبا رنگوانی کے زیب بر — شگوفے کا سر پر رکھے تاج زر
شہ گل بصد جاہ خندہ زنان — ہوا بخت گلشن پہ جلوہ کنان
لگے ناچنے ملکے طاؤس سب — ہوے مست بلبلین نغمہ خوان طرب
یہ کہنے لگا ہاتھ اٹھا کر چنار — یہ فیض ہوا دہ یہ فصل بہار
خدایا شہ گل رہے خندہ زن — رہے زیر فرمان یہ تخت چمن
مجھے بھی نوا ے ساقی خوش لقا — شراب مصفا کا ساغر پلا
لگا کشتی مے کو دعوت مین لج — کہ مہمان ترا زندہ ہو خوش مزاج
مگر جام مے ایسا دے ساقیا — کہ جمشید ہو ان اپنے مین دفع کا

خط جام بھی ہو خط جام جسم	عیان جس سے نیرنگ ہو دمبدم
پلا سر ایسے ساغر مجھ سرنگوں	کہ سیر ہفت کوکب کی آوے نظر
کہ ین جام مے دل مین پیدا ترنگ	کہ سے دیکھنا قلعہ ہفت رنگ
بیا چاہ از خویش مستی گزار	یکے تصہ نغز تا در نگاہ
ز نقاش استاد وفرخ رقم	چنین مے نگارد دبیر قلم

مہمانان کاشانۂ عشرت وزلہ ربایان خوان پیرایان مسرت وچاشنی بایان کلام نکتہ ہی ذائقہ گیران طعام مضامین میزبان خامہ تمکین بیان سے مہمان سرائے خیال کو نعمت خانہ صفحۂ حال اسطرح بھٹاتے ہین اور شیرین زبانی سے خامہ قرطاس مین دعوت مضامین یون فرماتی ہین کہ جب مسافران جادہ عجائبات بصد فرحت وسرور یعنی عمر ومخمور غار سے نکلکر روانہ ہوے آب تو پیتے اور جاے نزول حظہ کرتے جنگل بیابان کف دست میدان ہو کہ مکان طے کرتے ایک صحرا پر فضا کے قریب پہونچے عمر نے مخمور سے پوچھا کوکب کا باغ سیب یعنی دور ہے مخمور نے جواب دیا کہ خدا اس مرحلے سے بچاے تو آپہونچے ہین اس منزل سے گذر کر آگے جاے سرد ہے یہ کلام کرتے جب اور آگے بڑھے دشت سبزہ زار نظر آیا سراسر اس بیشے کو منونہ برین پایا دوب سفید رنگ کو سون تک جمی تھی زمین سونے چاندی کی گنگا جمنی گویا بنی تھی چشمہ پانی سے لبریز نہرین لطافت بھرا گرد دست کی سرسبزی خضر کو نظر آئے اسجگہ کے تعشق سکونت پر زہر کھاے اگر زہرت پانی کی صفائی سکندر دیکھے اب غیرت مین ڈوب کر کبھی آئینہ پر نظر نہ کرے صورت گری مصور بہار ہی لگا خانہ صحرا مین تصاویر بوقلمون گلہاے خوشرنگ کھنچی تھی گلزار ارژنگ چین کو رشک ہی شرمندہ بناتی تھین گل بوٹے زمین سے اسطرح آگے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قالین گلدار کشمیری کو سون نک بچھے تھے ابر بہاری کا شامیانہ زنگاری تنا تھا بجلی کا چمکنا جھاکر کا مقیش دمروارید کا ہانا معلوم دیتا تھا درختون کی بیلین زلف سبز زنگان دہر کو شرماتی تھین کلیان پھولون کی دہان معشوقان چین وچگل کو دہن دریدہ بناتی ہین ساونی پھولی تھی کلغا لگا تھا بہار لالہ وگل نے دشت اخضر کو فلک مریخ بنا دیا تھا آتش گل کا تھا دھوان بلند تھا سقف گردون مین کاجل پار کر چشم رفاصۂ فلک لو لگانا نہایت پسند تھا ہر سمت کو ہسارے اب شمار ہوتا جدول انہار کے کنارے

کنارے سبزے کا لہلہانا عجب لطف دکھاتا تھا وہان کے خوشنون کو فلک مینا فام سنبالے ہوئے
چوٹی سمجھ کر سر پر چڑھانیکو جھکا تھا یا دامن پھیلا کر زیور زہرہ کے لیے پھول چنا تھا جاہتا تھا کہ بموجب مضمون

لہلہاتا سبزۂ نوخیز کا	اور چلتا باد عطر آمیز کا
ہر طرف باد صبا کا گھومنا	اور سرو سہی کا جھومنا
جلوہ مستانہ موج نسیم	ابر سے برسا تھا در یتیم
گو ہوا مین جلوہ مستانہ تھا	ابر مین انداز معشوقانہ تھا
شوخی ابر بہاری کیا کہون	فرش گل پر درفشانی کیا کہون
ہر طرف سے تھا عیان جوش بہار	ہر شجر پر گل ہر ایک برگ پر بار

محمود نے عمر سے کہا یہ صحرا ی برفضا لائق دید ہی مگر مہر نابہان عقل سے بعید ہی کیونکہ یہ سرحد طلسم کا صحرا
ہے اور فیل سرجا دو نام ایک ساحر یہان رہتا ہے اس جنگل کے آگے عین دانتون پر پیری مادر اسی
قدر اسرار جادو نام رہتی ہے اسکے مکان کے بعد پھر صحاری کوکب کی ہے مان میری بھتیجے
بہت خفا ہے افراسیاب اسکو ایسا معتبر اور خیر خواہ جانتا ہی کہ سرحد پر اسکو مقرر کیا ہی جبتک مادر میری
راہ نہ بتائیگی طلسم سے نکلنا اور نہ طلسم مین جانا کبھی ہوگا کوئی تدبیر سوچیے اور میری مادر کو راضی کیجیے
یہ تعین کرنے چلے تھے کہ دہنی جانب سے نعرہ کی صدا آئی اور کسی نے پکار کر کہا کہ ارے او لکانہ گیسو بریدہ تو نے بڑا
ستم ڈھایا جو اس دزد مکار گہنگار شاہ جادوان کو یہان تک پہونچایا اب بموجب بیت اجل کر پابجولان
ہلاکت نہادہ باور مکن کہ سر سلامت برون بری میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی عمر نے جو یہ للکار
سنا نظر کر دیکھا ایک ساحر فیل سر کو آتے پایا کہ چہرہ اسکا بالکل ہاتھی کا ایسا تھا ناک مثل خرطوم
کے لٹکا سے دو دانت بھسونڈے سے ملے ہوے بند سے باہر سے چوری فولادی چڑھے
مثل دندان فیل بہت بڑی تھی فیل فلک سامنے سے اسکے گریزان تھا اسد چیخ اسکی مہابت سے
وشوکت سے بھاگ کر گوشہ افلاک مین پنہان تھا کہ بمقتضاے ابیات

سرش چون سر پیل و مویش دراز	دہان پر ز دندان ہا چون گراز
دو چشمش سفید و لبانش سیاہ	تنش را نشانیشت گردن نگاہ
ہمہ کار ہاے شگرف آورد	چو خشم اورد باد و برف آورد

عمر نے اسکو آنے دیا کہ بھاگے گلیم اوڑھ سے لیکن پاؤن پھول گئے کھڑا رہگیا اسنے سحر سے جیس نہ
حرکت کر دیا محمود نے بچالا کی ایک گھنڈ سحر کا نکالکر مارا فیل مست زمین پر گھکر دستک دی کہ گیند
الٹا پھر کر اسیکے لگا محمود بیہوش ہو کر گر پڑی اسنے اگر بڑھکر عمر دونون کو پکڑ لیا اور محمود کو ہوشیار
کرکے کہا کہ کیون اے شوخ چشم شہنشاہ تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو عمر کی شریک ہو گئی محمود
نے جواب دیا کہ کیسا عمر تو کہا بکتا ہی مین فرط محبت سے اپنی مان پاس آئی ہون اور اسیکو تلاش کرتی
تھی کہ تو نے گرفتار کر لیا دیگر تو موسے میری مان کیا تراحال کرتی ہی تو نے مجکو بے وارثا سمجھا ہی فیل مست
یہ سنکر ہنسا اور اوچھو کری مجھکو دم دیتی ہے ارے تیرا حلیہ سرکار سے جاری ہے تا سے ہم مخالفان عمر
اور مالکان دربند کو پہونچ چکے ہین کہ محمود لیئے ہوے عمر کو طلسم نورافشان کیطرف جاتی ہے کہ تجھ
اسکو پائے گرفتار کرکے لاے سرکار سے انعام ملیگا لہذا اب تو نہ بچیگی مین تیرا سر کاٹ کر لیجاونگا محمود نے
کہا اگر تو جانتا ہی کہ مین مسلمان ہون تو الحمد اللہ بیشک نور ایمان رکھتی ہون تجھسے جو کچھ ہو سکے کوتاہی
نہ کر خدا سے ما بزرگ است فیل مست اس کلام سے اور زیادہ خفا ہوا اور دونون کو گھسٹتا ہوا لے کر
چلا یہ دونون بلبلا کر رجوع قلب سے درگاہ حق سبحانہ تعالی مین فریاد کرنے لگے کہ نظم

اے تسلی دہ دل پہ درد	اے طلا ساز رنگ چہرہ زرد
معرفت تیری کس طرح ہو بیان	عقل کل تک ہے اسجگہ نادان
تو جو چاہے محال ہو ممکن	دن تو ہو رات اور رات ہو دن
شجر شمع نخل باغ ہے	ہر شرر لعل شب چراغ ہے
جوے شیر سے رواں ہو آب	کرم شب تاب ہو درشب تاب
اس بلا سے ملے نجات ہمین	کیون نہ کافی ہو تیری ذات ہمین

کچھ دور وہ سادہ انکو گشان لیگیا تھا کہ دعا انکی درگاہ رب العزت مین قبول ہوی
یعنی مادر محمود جو اسجگہ سے آگے رہتی ہے ایسی ساحرہ ہے بدل ہی کہ سر حدی نساء کو کب ہے جو کبھی
ہوتا ہی اسکا فیصل کرتا شاہ جادوان کیطرف سے ایسیکے محال ہی علم کہانت مین یکتاے روزگار ہی عمر مین
جمشید کی یادگار ہے وہ پہلے ہی واقف تھی کہ دختر مہر بی فلان وقت عمر کو یہان لائیگی اور طلسم سے
باہر جانا چاہیگی پس جب وہ دن آیا تو اپنی جگہ سے چلی کہ دختر کو گرفتار کر لاؤن اور سمجھا کر

عمر سے اسکو چھڑاؤن شہنشاہ ساحران سے خطا معاف کراؤن فی الجملہ تو ش کنان ادھر آنکلی کہ
فیل سیران دونون کو سبھ جاتا تھا اور ظلم کرتا تھا اس نے دختر کو اس حال خراب سے اسیر و دستگیر
دیکھکر رو دیا محبت مادری نے دل مین جوش مارا برابر اس جادوگر کے آئی اور گویا ہوئی کہ اس نالائق
کو کمان لیجائیگا یہ دختر میری ہے اسکو مجھے دے کیونکہ اس بدنامی کو مین ہی سمیٹ سکتی
ہون اور دوسرے کو اسکے قابل نہین جانتی اس ساحر نے کہا کہ اے ملکہ مجکو نامہ شاہ جادوان
آیا ہی اسکے قتل کرنے کو شاہ نے تاکیدًا تحریر فرمایا ہے مین سر انکے کاٹکر لیجاؤنگا تمھین نہ دونگا کہ تم اسکی
مادر ہو قتل نہ کروگی مفت مین بدنامی سہوگی اسرار نے غضب کہا کچھ شامت آئی ہی مجھپر بھی حکومت
کرتا ہے موے باجی اپنا باجی بن جتاتا ہی تیری بھی تو لیاقت ہوئی کہ میرا مقابلہ کرے اور میری کہنی کو
نہ مانے اے جنگلی ریچھ تجکو ہماری اطاعت کا شہنشاہ حکم دیا یا خود مختار کیا ہی فیل سر نے کہا خیر
خواہی کے وقت ادنی اور اعلی سب یکسان ہین جو کام جس سے بن پڑے وہی عالیشان ہی اسرار نے ہنسکر
کہا کہ خوب بمصداق فرد این مدانست کہ قدر ہمہ یکسان نبود باغ را مرغ خوش الحان نبود
تیری قضا آئی ہی یہ کہکر جھوٹے پر ہمر کے ہاتھ ڈالا فیل سر خرطوم کا گھونسا بنا کر حملہ آور ہوا وہ نورًا
زمین مین سما گئی فیل سر نے اسجگہ جہان یہ سما گئی تھی ایک ٹکر ماری زمین سے ہزارہا شرارا پیدا
ہوا اور چار طرف آتش پھیلنے لگی مگر اسرار اسکی پشت پر زمین سے نکلی اور گولا ایک سحر کا اس زور
سے مارا کہ اسکے سر پر پڑا توڑ کر پار نکل گیا اور پچھاڑ کھاکر زمین پر گرا ہزارون شعلے سر سے نکلے سحر این
آگ لگی وہ کافر سرد ہو گیا فضا و شدہ تاریکی ہوئی صدا آئی کہ مارا فیل سر جادو کو بعد احق ہنگامے
کے لاش اسکی ہٹا کر سمت شاہ طلسم لے گئے اور مخمور و عمر چھوٹے مخمور چھوٹے بھی مان کے قدم
پر گری اور عمر بھی ہاتھ پھیلا کر ملنے بڑھا اسرار کو کچھ نہین پڑا اپنی گود پھانی سے لگایا اور عمر سے
ہاتھ ملا پار ونے لگی اور گویا ہوئی کہ بیٹی اچھا نہ کیا جو شہنشاہ ایسے مالک کو چھوڑا اس نے تجھکو ملک
و مال دیا تھا بڑا رتبہ کیا تھا اب یہ خاک چھانتے پھرنا اچھا معلوم ہوتا ہے مخمور نے کہا امی جان
کے سر کی قسم مجھکو پھر دے افراسیاب نے جھٹالا لگایا اور ایسا مارا کہ سارا جسم میرا نگار ہو گیا تھا
اب تک درد ہوتا ہے میری خالہ جان آپ کی بہن ملکہ نسترن مجکو لیکر بھاگین اور لشکر عمر
مین لے آئین نہین تو مواجان سے مارڈالتا پھر اس صورت مین میری کیا خطا ہے سچ تو

یہ ہمکو عمر نے میری جان بچائی ورنہ ہلاک ہوچکی تھی اسرار نے کہا یہ کیفیت سب سن چکی ہون اچھا بتی جو کچھ کا کہا تھا وہ پورا ہوا جو کچھ تو نے کیا وہ اچھا کیا یہ کہکر عمر سے بطور بزرگانہ سفارش نسبت محمود کے کرنے لگی کہ خواجہ یہ چھوکری بالکل بیوقوف ہے اور دنیا کا اونچ نیچ کچھ نہین جانتی کمبخت ابھی مین اپنی اپنی دیکھکے کہتی ہون چودھوین نوبرس مین ہے تا بہت سحر پڑھنا بھی نہین آتا ایک بار میرے یہان کر رہی تھی تو روز صبح کو اٹھکر روٹی روکر مانگتی تھی آپ اسکو اپنی کنیز سمجھکر حفاظت مین رکھیے گا اور دنیا کا نشیب و فراز سمجھا کر ادھر اودھر پالون نہ پڑنے دیجیے گا مین بموجب بہبت ہے سوا دل سے بھی یہ دختر عزیز + آپ اسکو جانیے اپنی کنیز عمر نے کہا اے ملکہ یہ ہماری دختر کے برابر ہے بجاے فرزند کے اسکو مین جانتا ہون تمھارے کہنے تک کیا ہے جو مجھسے اسکی خدمت ہوگی بجا لاونگا اور ہر حال مین اسکا شریک رہونگا اسرار نے کہا کیہے مین اپکو اپنی جاے سکونت پر لے چلتی اور دعوت کرتی مگر موقع نہین ہے کیونکہ لاش فیل سر کی خدمت شاہ طلسم مین جائیگی وہان سے بات پر بس ہوگی اب مین بھی کہین چھپ رہونگی اور انشا اللہ آپ کے لشکر مین موقع پاکر پہونچ جاونگی یہ کہکر ایک رہ کوہ مین دونون کو لائی اس پہاڑ کی خوبی پر روح قربان تھی بلندی اسکی سر تاج کوہسار تھی زیرین کوہ بیستون کو رو برو اسکے پشتہ خاک جاے اسکی بہار و فضا کے سامنے بیلے دشت سخ کو جاے ہولناک سمجھے کہ بہبت سے کوہ بود و سراندر سحاب باسپہر بست گفتی نہ خارا بہاب رہ کوہ مین ایک ندیا جاری تھا پانی اسکا ساتھ دھارین سبز و سرخ و سفید و سیاہ وغیرہ رنگ کا بہتا تھا محمود نے خواجہ دریاے ہفت رنگ بھی ہے کہ تمام طلسم کے گرد بہتا ہے اسکے اس پار بیابان ریگستان ملیگا پھر مکان لوح دار جادو کا پریگا مگر اس سمت کو یہ دریا آگے بڑھکر بہتا ہے وہ تمام مقام طلسم ہوشربا کا ہے اور اس جگہ جو ہم آے ہین تو اس لیے کہ پار دریا کے عملداری کوکب کی ہے وہ ہمکو بلا لیگا اگر خدانخواستہ اس نے ہم کو طلب کیا تو بیابان ریگ وغیرہ طے کرکے لوح دار کی سرحد سے گذر کر پھر بھی دریا ملیگا اور ہم کو دوبارہ اترنا ہوگا یہ جگہ بہت نزدیک کی ہے اور آسان گذار ہے اور سمت سے گذرنا بہت دشوار ہے اور اس گھاٹ کو بھی ہم ہرگز نہ پاتے اگر ملکہ اسرار جادو موافق نہ ہونین یہ باتین کر رہے تھے کہ اسرار نے بڑی دیر تک سحر پڑھا ناگاہ ایک کشتی طلائی رشک زورق سپہر دریا سے نکلی اور

آپ سے آپ کنارے آلگ گئی اسرار نے مخمور و عمر کے سوار ہوتے کشتی روانہ ہوئی اسوقت سامانون
رنگ کا دھار مین ہوکر بہتا عجب لطف دکھاتا یہ ظاہر تھا کہ شاید آب نباتی ہفت رنگ متلون زیب بر
کیے ہے یا عروس دہر کے رنگنے کو صباغ قدرت نے خم بحر مین رنگ تیار کر رکھے ہین مچھلیان سرخ رنگ
مین اور سبز رنگ مین سرخ سفید مین زرد زرد مین سیاہ ہر رنگ کی مین مختلف اللون شناور تھین ان سے عجائب
و غرائب بہارین ظاہر تھین دریا کے اسطرف درخت لگے تھے اور زمین سرخ رنگ تھی ادر اسطرف جدھر
سے سوار ہوے ہین زمین کا رنگ سبز تھا اسرار نے کہا جو مین نہ ملتی تو آپ کو یہ گھاٹ نہ ملتا کیفیت یہ ہے کہ اس
دریا کے ساڑھے تین رنگ افراسیاب کے قبضے مین ہین اور ساڑھے تین کا کوکب مالک ہے پس
جہان جہان اتارے کی جگہ ہے وہان ایک ایک سردار ادھر افراسیاب کا ادھر کوکب کا رہتا ہے
اور دریا کے اندر جو ساحر ہین اس مقام پر کی سردار کی اطاعت مین ہین اس کے حکم سے آماستہ
ہوتے ہین لہذا یہان کی مین مالک ہون گا پھر کشتی اسجگہ کے ساحرون سے منگا کر آپ کو نصف دریا
تک پہونچا دون گا پھر وہان سے کوکب سردار کو اختیار ہے یہی باتین کرتے ہوے بیچ دریا مین جب
پہونچے دیکھا کہ واقعی سات رنگ کے درمیان مین جو رنگ ہے اس مین خط باریک سا نظر آیا ہے
گویا ساڑھے تین رنگ ادھر اور اتنے ہی ادھر ہین بس اس خط پاس جاکر ناؤ ٹھہر گئی اور ایک مچھلی نے
سر نکالا اسرار نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ ماہی پریزاد اس کشتی کے قریب آئیے تو ایک بات
رازکی ہے وہ عرض کرون مچھلی قریب کشتی آئی اسنے جھکر چپکے سے کہا کہ عمر عیار تمھارے بادشاہ
کی طرف سے لڑتا ہے اور چونکہ ہمسری شاہ طلسم ہوشربا نہین کر سکتا اسوجہ سے مدد مانگنے تمھارے
بادشاہ کے پاس جاتا ہے مین اپنے مطیع ساحرون کو نقرہ دیکر اپنے مقام سے تمھاری سرحد تک
لائی ہون اگر کہو تو اس پار اتار دون ورنہ تم آپ انکو لیجاؤ ٹھہرانا اچھا نہین ہے مچھلی یہ سنتے ہی کچھ سوچ
پھر کہا اچھا لیجاؤ اوس پار اتار کر پھر جانا اور پوچھا یہ دوسری کون ہے اسنے بتلایا کہ میری دختر
مخمور ہے یہی دہبری کر کے خواجہ کو لائی ہے اور اسی کے باعث سے مین نے بھی تم تک عمر کو
پہونچایا ورنہ میرا بادشاہ تو اسکے گرفتار کرنے کی تاکید کر رہا ہے مچھلی یہ کل کوائف سنکر غوطہ
مار گئی اور کشتی آگے بڑھی یہان تک کہ اس کنارے پر جاکر ٹھہری اسرار نے کہا خواجہ یہ زمین
سرخ کوکب کے عمل مین ہے اب جایئے اور بروقت ملاقات بادشاہ کوکب میری خبر خواہی

کا بھی حال کہدیجیگا اور تسلیم کیجیگا عمر و محمود اس کنارے پر کشتی سے کود گئے اور امرار نادیکھکر بھی دم بھر مین اپنی سر جگہ پر پہونچکر غائب ہو گئی عمر اس بات سے بہت پہونچا گویا ہوا کہ بیت للہ الحمد تھکانے لگی محنت میری ٹھکانے ہوئی آج کی مشقت مین مسافت میری محمود کا ہاتھ پکڑکر خواجہ کا آگے بڑھی دونون سیر کرتے ہوے چلے کچھ دور گئے تھے کہ ایک بیابان سیب کے درختون کا باغ منظر آیا کہ شجر ہر از انثمار کو سون تک لگے جو خزان و آسیب باغبان سے بری ہر شجر مراد مند کی طرح دست دعا اوٹھاے ہوے کھڑے تھے سراسر ان بھی تھی ہرالی جھومی جاتی تھی ہزارون غزالان دشت چوکڑیان بھرتے تھے آب صاف کی نہرین ہر سمت جاری صحرا مین رنگ برنگ کے پھولونکی گلکاری نخل ہر ایک قامت نونہالان دہر کی اپنی راستی کے روبرو خمیدہ پشت

بتاتے سیب سا بنے سیب ذقنان عالم لبنان شرم سے جھیاتی کی نظم

بدیدان دل افروز باغ بہشت	خجستہ اے اچون چراغ بہشت
بہ بہ گوشہ عیش و گلستان	زمین سنبل و شاخ بلبل ستان

عمر نے محمود سے کہا یہ کون سی جگہ ہے اسنے جواب دیا کہ یہی شاہ کوکب کا باغ سیب کہلاتا ہے اسکے آگے بیابان انارستان ہے انارون کے اندر فوج شاہی ہے اور ان سیبون مین بھی یہی جادوگری ہے ہم تم یہان آئے ہین موکل یہان کے خدمت بادشاہ مین گئے ہونگے اور خبر ہماری عرض کرین گے جیسا حکم ہوگا وہ ظہور مین آے گا اسی کا ذکر کر رہے تھے کہ ایک جھونکا ہوای سرد کا آیا اور ہر درخت مثل مہ تابان باصفا با ہر رنگ نوجوان سرشار نشہ شراب کے جھومنے لگا ہزارہا سیب ٹوٹ کر زمین پر گرا اور ان مین سے کچھ طائر نکلے اڑ گیا ایک ایک سمت کو چلے گئے عمر محمود اسی طرح کے عجائب دیکھتے آگے بڑھے یہ تو اس صحرا مین سیر دیکھ رہے ہین لیکن حال کوکب کا سنیے کہ قلعہ طلسم مین تخت شاہی پر جلوہ گر ہے حکیم ندیم مشیران سلطنت وزیران ابہت کا مجمع ہے ہر ایک سر دا حاضر ہے اپنے اپنے عہدے پر ہر ایک ساحر ہے وہ وہ جادوگر جمشید کا استاد اور سامری کا پیر بنجھا ہے جو ایک چشم زدن مین قلاب اسمان و زمین ملا دینے کا ارادہ رکھتا ہے دربار معمور ہے رعوب و داب کا یہ دستور ہے نظم

بدیبا بیاراستہ گاہ شاہ	نہادہ بسر بر ز نو بہ کلاہ

یکے جام یاقوت پر مے بچنگ — دل و گوش دادہ بنوای چنگ
ہمہ بزم گہ پر ز رنگ و نگار — کمر بستہ در پیش سالار بار
ہمہ پہلوانان خرد پرست — ہمہ بادہ خسروانی بدست
مے اندر قدح چون عقیق یمن — بپیش اندرون دستہ نسترن
پری چہرہ گان پیش خسرو بپای — سر زلف شان بر سمن مشکسای
غلامان رومی و چینی ہزار — ہمہ پاک باطوق و با گوشوار
ہمہ بستہ دامن یک اندر دگر — بہ نزدیک شاہنشہ نامور

بیابان سیب سے جو طائر اڑے تھے وہ دربار مین آکر حاضر ہوے اور انسان بنکر بصد ادب دعا بادشاہ کو دیکر زمین ادب کا بوسہ لیکر صفت شاہی کرنے لگے کہ منظم

ترا باد جاوید تخت و کلاہ — کہ شایستہ تاجے و زیبائے گاہ
دل ما لکا یک بفرمان تست — ہمان جان ما زیر پیمان تست
زمین و زمان خاک پائے تواند — ہمان تخت بیروزہ جائے تواند

عمر و مخمور داخل بیابان سیب ہوے ان کی نسبت کیا حکم ہوتا ہے کوکب نے فرمایا کہ مجکو انکے آنیکی خبر اہل دربار سے معلوم ہوچکی تم مین سے انکو کوئی نہ روکے ہم جیسا مناسب سمجھینگے آکر حکم دینگے طائر اڑکر چلے گئے اور بادشاہ نے مشیرون سے فرمایا کہ عمر عیار کے بارہ مین تمھارے کیا صلاح ہے مشیرون نے عرض کیا کہ جو رائے اقدس و علیٰ مین گذرے وہی اولی ہے بادشاہ نے مسکرکر کہا کہ ہمارے طلسم کے کاہن لکھ گئے ہین کہ عمر عیار آئیگا اور اسکی وجہ سے طلسم موخرباکا حاکم ہمارے سے مغلوب ہوگا ہمیشہ سے پیشی اس سے اور ہمسے چلی آتی ہے اب بھی وقت کینہ انکا نکا ہے مشیرون نے عرض کیا کہ بہ بیت عقل شہ ہے خرمن بے انتہا خوشہ چین اسکی ہے سب خلق خدا لیکن ہم جانتے ہین کہ آپ کاہنون کے نوشتے کو منگاکر ملاحظہ فرمائیے جو کچھ لکھا ہو وہ کیجے فرمایا کہ اچھا کاہن جادو کو بلاؤ لوگ دوڑے اور کاہن جادو کہ جو نجوم علم مین اپنے وقت کا جاماست ہے حاضر خدمت کیا بادشاہ نے فرمایا کہ زائچہ اور کنڈلی جو تمنے ہمارے عیار کی ہو وہ لا اور اسکے حکم سناؤ کاہن نے زائچہ بادشاہ نکالا اور سامنے بادشاہ کی پیش کیا بادشاہ نے فرمایا

کہ تمھین بادازیلبند پڑھوا سنے پڑھا اول تو حساب سیارگان یعنی زحل مشتری وغیرہ و درہ سبع سیارہ
لکھا تھا اور انکی نظرات تثلیث وتسدیس وتربیع ومقابلہ وغیرہ کا حال تحریر تھا سان بعد آنا عمر کا اور
شراکت کرنے سے اسکے بہتری پانا اہل طلسم نورافشان کا تسطیر تھا چنانچہ جملہ حال اہل دربار شکر
شاد ہوے اور کوکب ذکا مہین جادو کو خلعت دیکر رخصت کیا اور چاہتا تھا کہ عمر کی بلا منگوکر
بھیجے اسوقت ایک ساحرہ ماہ جادو نام کہ رفیق بادشاہی عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ گیہان
کلاہ گردون بارگاہ بموجب بیت بون ہوا گویا رفیق خوش خصال ۔ عرض کے قابل ہے میرا ایک سوال
بادشاہ نے فرمایا کہ جو کچھ کہتا ہو عرض کر اسنے التماس کیا کہ میرے دہن مین یہ بات نہین سماتی ہے کہ
عمر کا خدا ہی اور مسلمان خود ہی کہتے ہین کہ خدا واحد ولاشریک ہی پس جب اسکا کوئی شریک نہوا
تو مثل مشہور ہے کہ اکیلا ہنستا بھلا نہ رو تا تقدیر کیا کرتا ہوگا اور خدائی کا انتظام کب کر سکے گا
اے شہنشاہ ہمارے پونے دو سو خدا ہین وہ سب ملکر تقدیر زبردست کر بینگے پھر عمر کا خدا اکیلا اے
پونے دو سو سے مغلوب ہوجاے گا اور اکیلا خدا بھی ایسا کہ جو نظر مردم سے پوشیدہ ہی کبھی
کسی نے اسکو دیکھا نہین عمر اسکے پاس جاکر عرض نہین کر سکتا فی الجملہ ایسے مجبور کی شراکت
کرنا اور اپنے دین وآئین فرض ذالنا خلاف عقل ناقص اس احمر کے ہے اور کوئی عاقل کب
اس بات کو پسند کریگا شہنشاہ افراسیاب جادو ایسے سامر سے ایک ساربان زادے کی
شراکت کرنے بیگارے کیلیے کہ افراسیاب سے بمبغہ مالکان طلسم نورافشان مغلوب رہی ہین
اور منجملہ طلسم ہوشربا یہ طلسم بھی اسیکا ایک ملک سرکار کی یہ شوکت النیسے کہ آپ برابر والے
افراسیاب کے کہلاتے ہین ورنہ براہ انصاف آپ ہی غور فرمایئے کہ کوئی ہے مقابل اسکے
جتنے طلسمات مثل طلسم ہزار برج طلسم آئینہ وطلسم سوسن سب قبضہ افراسیاب مین ہین آج
اس بادشاہ عالی پاسے گاہ کا یہ رتبہ و مرتبہ ہے کہ ابیات

بندگانش تاجدارانند و گردکوے او	ہر قدم تاج سرافتادہ بر خاک درے
تاب ظلم او ندارم اللہ اللہ چون کنم	من کدامے بیکسی او پادشاہ کشورے

حاصل کلام جب ایسا بادشاہ پرشوکت وجاہ وقت جنگ میدان مین آئیگا تو کل طلسمات کے بادشاہ
اپنی اپنی فوج سے اسکے ساتھ ہونگے اور اسکے حدود پر حملہ کرین گے پھر وہ آتش فساد کس

اب تدبیر سے مصطفی نہوگی اور یہ سیل فتنہ کسی پیشہ فطرت سے نہ رک سکے گی اس صورت مین
مناسب نہین کہ بادشاہ اسکندر حشم افراسیاب کے دشمن عمر کو اپنے طلسم مین جگہ دین بلکہ لازم ہے عمر
کو باندھا دین خدمت شاہ جادوان مین روانہ فرماوین کہ ممنون ہوکر نئے سر سے دبستان الفت
مین دیوان محبت کا سبق پڑھے اور میدان تعشق مین گوی مودت کھیلے اور علاوہ اسکے اے
بادشاہ افراسیاب مالک ہفت بلا ہے اگر ایک حجرہ کھول دیگا اس مین سے جو آفت نکلی
گی اسکو کوئی نہ روک سکیگا اب اس کمترین نے از راہ ترقی خواہی اور دولت سرگالی جو کچھ
کہ لائق حال بندگان دارا اور بان تھا گذارش کیا میری گستاخی اپنی رحم دلی سے معاف کرکے اس
عرض پر غور کیجی کوکب نے اسکے التماس کو سنکر ایک خندہ دندان نما کیا اور فرمایا کہ شوکت افراسیاب
کی اور صاحبیت ملک و مال ہونا اس کا جیسا کہ بیان کیا راست و درست
ہے لیکن جب تقدیر برگشتہ ہوجاتی ہے پھر ذلت ہی حاصل ہوتی ہے
کیا تو نے نہین سنا ہے کہ بمقتضاے ابیات

فلک کو دیر مہروز دکین ست	دریں محنت سرا کار دے این ست
یکے را بر کشد چون خود بر افلاک	یکے را افگند چون سایہ بر خاک
خوش آن دانا بہر کارے دبارے	کہ از کارش نگیرد اعتبارے

اور طلسم موشربا کا حاکم گو کہ زبردست ہی مگر جب طلسم کشا لوح سے طلسم فتح کرے گا اسوقت اسکی
زبردستی کچھ نہ چلی گی اور خدا عمر کا ہر چند کہ اکیلا ہی مگر سب سے زبردست ہی کہا سنی عمر ایسے شخص کو فقرت
کامل اور عقل سالم عنایت کی ہے جس سے خداوند زمرشاد بقا بھی عاجز ہین اور پونے دو سو
خداوند کی تقدیرین روبرو سے یک تدبیر عمر باطل ہین دیکھو اس طلسم موشربا مین اگر اس نے
ہزارہا بندگان سامری و جمشید کو مار ڈالا افراسیاب کے ممالک خالی کر دیے منازل
طلسم طے کرکے میرے طلسم مین آگیا پونے دو سو خداون نے اسکا کچھ بنا نہ لیا یہ کہکر کوکب
نے دبیر کو طلب کرکے حکم دیا کہ میر کسی جانب سے میری دختر ملکہ پریان شمشیر زن کو نامہ لکھا
جاے مضمون یہ ہو کہ اے فرزند شہنشاہ صباران عمر عیار تشریف لائے ہین تم اپنی وزیر سمیت
جلد اور قلعہ ہفت رنگ مین جو تختگاہ طلسم ہے بلا کر دعوت کرو کیونکہ اس طلسم کی حکومت

وسلطنت تمھین کرنی ہو یہ کام بھی تمھارے ہی حوالے ہی اس تقریر کو جو نامہ لکھتے مین اسوقت بادشاہ
زبان پر لایا ماہ جادو نے سنا اور ایک ساحر اپنے ہمسر خور شید جادو نام کی طرف مسکرا کر دیکھا
خور شید نے چپکے سے کہا کہ اے برادر کہا ہنستے ہو جمشید خیر کرین بادشاہ کا ہمارے ایمان پر گشتہ
ہو گیا دین مین فرق آگیا اب وہ ملیچھ ترک مسلمان عمر یہان آئیگا اور آذان اور نماز اس طلسم مین
ہوگی ہمارے خداوند ابلیس اور زردہشت و سامری وغیرہ ناراض ہو کر چلے جائینگے ہم
دربدر مارے مارے پھرینگے طلسم سے برکت جاتی رہیگی بربادی اور تباہی آئے گی خور شید
نے اسطرح سے یہ سب باتین کہین کہ ماہ رونے لگا اور حیارت کر کے بستہ سامنے شاہ
کے جاکر عرض رسا ہوا کہ شاہ صاحب جاہ میرا عرض کرنا پذیرا فرمائے اور اپنے خدا کو ایسے
ملیچھ کو بلا کر ناراض نہ کیجئے کوکب نے جواب دیا کہ عمر کو برا کہنا ہے آج اسکی شوکت دیکھیے گا اور اسکی
ہنر ہائے شایستہ کو غور کرے گا ماہ نے التماس کیا کہ اسکی شوکت ہی کیا اگر مجھکو حکم دیجیے
تو ابھی مار ڈالون کوکب نے یہ بات سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا جب تک تم جیسکی تعریف کرتے ہو
اس افراسیاب سے تو کچھ علاج ارکا کرنا بجا تم جاتے ہی مار ڈالوگے اچھا جاو ہم نے اجازت
دی سر کاٹ لاؤ ماہ نے کہا بہت خوب ابھی گیا اور سر لیکر پھر آیا کوکب نے کہا تم ساحر ہو
وہ غیر ساحر مزا تو یہ ہے کہ بیہوش کر کے اسکو قتل کرنا اسنے جواب دیا کہ اسکے ساتھ محمود ساحر
ہے وہ لڑیگی گھڑی آخر میرے ہاتھ سے ماری جائیگی ہان خوف یہ ہی کہ اس لڑائی مین
عمر بھاگ جائیگا کوکب نے کہا ہم محمود کو اسکے ساتھ سے الگ کیے لیتے ہین تم بیابان زرین
مین ہمارے طلسم کے جاؤ وہان وہ تمکو اکیلا ملیگا اور کوئی اسکے ساتھ نہوگا ماہ نے کہا بہتر ہو میں اسے
نعرہ کر کے اسکو اسیر کرونگا یہ کہکر سمت بیابان زرین روانہ ہوا مگر عمر و محمود جو باتین کرتے چلے
آتے تھے یکایک اس بیابان سیب سے نکلکر ایک جبل کے قریب پہونچے آب رواں خوشگوار
سے وہ بھری تھی کنارے اسکے گھاس ہری ہری لگی تھی ہزارہا درخت سرکشیدہ و بلند
سونے چاندی کا لگا تھا صناعان چابکدست نے بہشت کا جیسا اتارا تھا تھے درختان ارجمند
کے گنگا جمنی طلائی و نقرئی بنے تھے پتے زمرد سبز کے تھے گوہر کے ثمر نظر آتے تھے شاید بہار نو
مرصع کار پہنے تھے سونے مین زرد اور موتیون مین سفید نبی تھی کہ بمقتضاے ابہیات

چنارش را قدم بر دامن سرو	حمائل دستہا در گردن سرو
نشستہ گل ز غنچہ در عمارے	بطرفش ناردن را چتر داری
چمن رنج را بن صحن میدان	بکف نارنج و شاخش گوی چوگان
دران میدان کہ خالی بود زآفت	ربودہ از ہمہ گوے لطافت
بسان دانگان بستان انجیر	پئے طفلان باغ از شیرہ پر شیر
بر ہر غ کی انجیر خوارہ	دہان بردہ چو طفل شیر خوارہ

اس صحرا بہار آگین و نزہت قرین کے بیچ مین ایک چبوترہ طلاے احمر کا ہشت پہل تعمیر تھا
دانعی دل بیٹھنے کی جاے جوان دیر تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ تخت جمشیدی گشتہ وہ سے عمر کودہ
تختہ خاکسار چبوترہ بہت پسند آیا اور ازبسکہ یہ عیاری بخالی سلیمان تھا اسکو تخت سلیمانی جان کر
محمود کے سر چبوترہ پہونچا وہان پہونچتے ہی ایک صدا اترانے کی آئی اور چبوترہ زمین سے اکھڑ کر
اونچا ہو گیا محمود سحر بھولی اور خواجہ بھاندنہ سکے جب بلندی پر پہونچے وہ چبوترہ بیچ سے بھٹا
آدھا ادھر آدھا ادھر ایک پر محمود دوسرے پر عمر الگ الگ روانہ ہوے اور ٹکڑے چبوترے
کے ان دونون کو دو طرف لے چلے دونونکی خاطر مین فراق یکدیگر بہت شاق ہوا مگر چارہ
کچھ نہ تھا ناچار تن بہ رضا بالقضا دیکر چلے پہلے عمر کا حال سنیے کہ جس ٹکڑے پر یہ سوار تھا وہ
نگاہ محمود سے ایک طرف جا کر چھپ گیا اور لہر مین سن سے ایک مقام پر آکر زمین پر پہونچا
عمر نے دیکھا کہ یہ صحرا بالکل زرین ہے اسکی سونے کی زمین ہے اسپر درخت یک لخت جواہر
کے لگے ہین اور لعل و گوہر سے پھلے پھولے ہین عروس دہر کو مشاطہ قدرت سر سے پانک
گھنے مین لادے تھے باز مین سے دولت قارون کی اگی تھی زمین کی چمک سورج کی ضیا کو
شرمانی تھی مشعم سپہر فلک کو خیرہ بنانی تھی گل سرخ جو بنون کے بیچ مین کھلا تھا گوش شاہد بہار
کا کرن معلوم ہوتا تھا برگ زمرد ین کے بیچ مین گلہاے احمر کی بہار کا یہ رنگ تھا گویا
کندن پر مینا کردیا تھا رگ گل تار نگاہ حور سے بہتر سوچ مکھی چہرہ حور سے روشن زیادہ سرلالہ
جام نگارین جواہرین خمخانہ بہار نخل ہر ایک نخل نہایت سیم ستان خورشید رخسار سنبل تر کی روبرو
گیسوے عنبر بیشان بلکہ جوہر آئینہ سکندر جہان چشم نرگس شہلا چشم مہر و ماہ پر چشمک زن

گل اشرفی کے روبرو دینار طلا سے مہر بدچلن نسرین دنسترن کی سفیدی دیکھکر قمر کا سینہ فرط غیرت سے داغدار خوشہاے انگور پر مقدر شریا و پروین مہوشان کا دل فگار عجائب وغرائب طلسمی بہار کہ ابیات

گل ارغوان کی تھی ایسی بہار	کہ ہو جیسے گلگونہ روے یار
جواہر سے تھا دشت سارا بھرا	زر گل کا اس جا پہ تو را نہ تھا
زمین کا وہان کی تھا یہ احترام	فلک کا ذرا تھم سنو انتظام
بنا تھا زمرد کا اک آسمان	ستارے تھے ہر وقت میں میں عیان
کہین مہر تابان تھا نکلا ہوا	حرارت کا تسمین اثر کچھ نہ تھا
مگر تھا وہ سورج برنگ سحاب	برسے تھا اسمین سی در خوشاب
برس کر جو گرتے زمین پر گہر	جواہر کے اسجاے اگتے شجر
گلون کی چمک بون تھی پھیلی ہوئی	شفق جیسے گلشن مین ہر سو بنی

عمر چبوترے سے اتر کر گل طلائی کے نیچے ٹھہرا وہ ٹکڑا چبوترے کا غائب ہو گیا خواجہ کو اس عجائب کے دیکھنے سے بشکل آئینہ حیرت تھی اور ظاہر کوکب کی عظمت تھی تی الجملہ محمود ایسی مہر کا جو ساتھ چھوتا تھا اور جانتا تھا کہ بہ راہ طلسم کی ہے بغیر واقف کار آگے بڑھنا مناسب نہین بس اسی جگہ ٹھہر کر سیر دکیفیت مین صحراے جواہرین کی مصروف ہوا ناگاہ جس درخت کے نیچے بیٹھا تھا اسکا ایک پتا ٹوٹ کر گود مین گرا اس نے دیکھا کہ زمرد کا پتا ہے اور یاقوت کے حرف اسپر منقوش ہین یہ دیکھکر اسکو اٹھایا کہ دیکھون کیا لکھا ہے جب اٹھا کر پڑھا لکھا تھا کہ اے باغبان گلشن ہماری آپکے بدلے مین ماہ جادو نام ساحر دی احترام سے اور بادشاہ سے اس طلسم کے بحث ہوئی ہے اور ماہ آپ کے قتل کا بیڑا اٹھا کر چلا ہے اسی جگہ کہ نام اسکا بیابان زرین ہے آیا چاہتا ہے ہوشیار ہو جائیے عمر نے پتے پر پتے کی یہ بات تحریر دیکھکر چاہا کہ پتا زمین مین رکھدون اور آپ فکر عیاری کردن پتا ہاتھ سے چھوٹ کر اڑا اور پھر درخت مین جا کر ٹک گیا عمر دل مین حیران تھا کہنا تھا الٰہی کیا اسرار ہے کیا عالی جاہ اس بادشاہ کی سرکار ہے مگر مال اسکا پاپی کا مال ہے کہ ایک پتا سر کے کیا مجال ہے کہ پتا نہ لینے دیا اس سے بڑھکر اور کنتک اور دانی بن کیا ہوگا اور یہ کون ایسا میرا دوست پہلے ہی جسنے ماہ جادو کے آنے کی خبر دی یہ عنایت بغیر ملاقات مجھپر فرمائی کہ بیت چہ لطف بود گر ناگاہ رشتہ ظلمت

حقوق خدمت حاضر کر دیر کرمت یا خیر جو کوئی ہوگا معلوم ہو جائیگا لیکن تم ہوشیار ہو یہ تجویز کر کے
یک تاج زمرد نگار رنبیل سے نکال کر سر پر رکھا اور دھوتی زرد دزی چادر کی باندھی جواہر کے مالے
گلے مین ڈالے بت جواہر کے کہنی سے شانی تک باندھی جھولا بادلہ نگار اسباب سحر رکھنے کا
گلے مین لٹکایا منقل آتشین کو سلگا کر سامنے رکھ لیا رمسول زمین مین گاڑ دیا اس ہیبت سے سحر
مصر صورت جنگر بیٹھا بعد لمحے کے ماہ جادو آرتا ہوا آکر آپہونچا اور اول تمام صحرا مین بیک نگاہ
دوڑا کر عمر کو تلاش کیا کہین نظر نہ آیا ایک درخت کے نیچے تاج پہنے ساحر کو بیٹھے پایا سمجھ گیا یہ بھی کوئی عہدے
دار سرکاری ہی پس سحر سے دریافت کر کہ عمر کس جگہ ہے یہ سوچکر چاہا کہ سحر کرون پھر خیال آیا کہ پہلے اس
ساحر سے چلکر پوچھونگا اگر بھی بتا دے تو کیا سحر کی احتیاج ہی غرضکہ عمر کے پاس آیا اول صاحب
سلامت کی پھر یون گویا ہوا کہ بھائی تم کب سے یہان بیٹھے ہو عمر نے کہا بڑی دیر سے اور میرا نہان
مسکن ہے شاہ کیطرف سے بہر حفاظت صحرا زرین یہ احقر متعین ہے ماہ نے کہا پھر تم کو کچھ
معلوم ہے کہ عمر عیار یہان آیا تھا یا نہین عمر نے منہ بنا کر جواب دیا کہ وہ آیا بھی اور شاہ کو کب
نے اسکو بلایا بھی لیا یقین ہے کہ دربار مین پہونچ گیا ہوگا کیا تم اسکے لینے کو آئے تھے ماہ نے
کہا نہین بھائی بادشاہ کا ایمان پھر گیا ہی خدائے نادیدہ کو پرستش کیا چاہتا ہی مین عمر کو شرط
کر کے قتل کرنے آیا ہون یہ کہکر جو کچھ گفتگو بادشاہ سے اور اس سے ہوئی تھی درسب حقیقت بیان
کی پھر کہا کہ بھلا جسکی طرف بادشاہ ہوگا وہ کب ہاتھ آئیگا وہ بیچارے اپنے بچے ہونے کے لئے مجھکو نواح
بھیجا اور عمر کو بلا لیا آپ ایسی رمسوکے بازی سے سامری کی پناہ کہ حافظہ چہ جائے من کہ بلرزد
سبہر شعبدہ بازیا ازین حیل کہ درانبانہ بہانہ نست ہا اچھا مین جاتا ہون اور دربار ہی مین اسکو
مار دونگا یہ کہکر پرواز کر کے روانہ ہوا اور چشم زدن مین اندر دربار کے سامنے بادشاہ کے آپہنچا یہان
عمر کو نہ پایا حیران حیران ہر سمت دیکھتا تھا کہ بادشاہ نے کہا کہ کہو سر عمر کا لائے اس نے عرض کیا
کہ حضور نے مجھکو تو ادھر بھیجا اور اس دزد کو آپ بلا لیا شاہ نے فرمایا تو کبھی بھی جھوٹا نہین ہوتا ہی اس نے
کہا میری کیا مجال ہے لیکن محافظان بیابان زرین مجھسے کہتا تھا کہ شاہ نے اسکو بلا لیا بادشاہ نے
یہ سنکر ہنسکر دیا اور فرمایا کہ او بیوقوف محافظ کیسا وہی عمر عیار ہی تو پچگیا نہین وہ چاہتا تجکو ملدڈالنا
اے ماہ مین یہ کہے دیتا ہون کہ بیت ان کا آنا خوشی کا نہین ہی ایک آفت سی عمر مین انھی ہی اگر

عمر مجھکو مار ڈالیگا تو مین اسکی سنوائی نہ کرونگا تو اپنا خون اپنے ہاتھون سے کرتا ہے عمر کی اس
مین کچھ خطا نہین ماہ یہ تقریر سنکر عمر کی فطرت پر حیران ہوا کہ واقعی مین پاس کھڑا ہون اور نہ پہچان
سکا لیکن دل کڑا کرکے عرض پیرا ہوا کہ اے بادشاہ مین نے اپنا خون قبول کیا اب اس غلط خیال کو
مارے لیتا ہون یہ کہکر اسلیے پیر پھیرا اور عمر کے پاس آیا عمر نے کہا کیون پھر کیون آئے اس نے
نعرہ کیا کہ باش اے دروغ مکار تو نے بڑا غضب کیا کہ روبرو بادشاہ مجھکو ذلیل کرایا فقرہ دیکر
الٹا پھیر دیا اب تجھکو کب چھوڑتا ہون بس اتنی مہلت تجھے دونگا کہ عمر کی بھر مین تو اپنا حربہ درست
کرلے یہ بھی اسلیے کہ بادشاہ سے وعدہ کرچکا ہون کہ عمر کو ہوشیار کرکے ماروں گا یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر
اس جنگل کو سحر بند کردیا کہ عمر یہان سے کہین اور نہ جاسکے اور اب نظر سے پوشیدہ ہوگیا اسکا چلا جانا
عمر کو غنیمت ہوا فی الفور ایک قیدی زنبیل سے نکالکر بیہوش کرکے بعض عیاری لمحہ بھر مین اپنی
ایسی صورت بنا کر وہی لباس اپنا اسکو پہنا کر ہوشیار کیا اور کہا اے شخص مین خداوند جلالت اعلا کا
پیک ہون بڑی مشکل تجھکو عمر کی قید سے چھڑا کر لیجا خداوند عمر کی ایسی صورت تیری بنادی اب
جو کوئی تجھسے پوچھے کہنا مین عمر ہون خداوند جو سلطنت کہ عمر کی ہے وہ تجھکو دیگی بشرطیکہ تو اس امتحان
مین پورے اترے اگر تو اپنے تئین عمر ظاہر کریگا تو خداوند اب کی قتل کرڈالین گے اس قیدی
نے رہائی پانے سے خوش ہوکر کہا جیسا آپ فرمائی ہین ویسا ہی مین کرونگا عمر اسکو پیار کرکے
آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا لیکن وہ جنگل محصور یہ سمر تھا کہین جا نہ سکا ٹھہرا رہا بعد لمحہ کے ماہ
جادو پھر آیا اور نقلی عمر سے کہا مین تجھکو مہلت بھی دے چکا اور ہوشیار بھی کرچکا اب وعدہ شاہ
کوکب پورا ہوگیا لے سنبھل وہ قیدی یہ گفتگو سنکر پکارا کہ کیا بکتا ہے منم عمر اس نے یہ نعرہ سنتے
ہی ایک گولا نولادی مارا اس نقلی عمر کے سر پر پڑا کہ سر ہزار ٹکڑے ہوگیا تڑپ کر مرگیا وہ قیدی
عمر نے غیر ساحر لات پرست زنبیل سے نکالا تھا اسوجہ سے علامت اسکے مرنیکی کچھ پر پا ہوئی
ماہ بہت خوش ہوا اور سر کاٹ لیا لیکن دل سے کہتا تھا کہ شاہ کوکب اس عیار کی تعریف
کرتا تھا کہ ایسا ہی اسنے تو ہاتھ بھی نہ ہلایا اور کچھ بھی اس سے ہوسکا نہ عجیب بیت اک عمر سے ہین
جو قیامت کا خون تھا کہ وہ چلتے پھرتے حشر کا دھڑکا مٹا گئے خیر خوب ہوا کہ بادشاہ کا دین بھی
رہا اور افراسیاب سے لڑائی بھی ہوئی ورنہ بڑا کشت وخون ہوتا ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے

کہ سامری کو اس طلسم کی بربادی منظور نہ تھی اسوجہ سے عمر کو بدست دیا کیطرح میرے قابو مین کرتا ورنہ ایسا شخص اور کچھ نہ کرسکے نہ عتاب سامری ہی کہ بیت گیا رام اس بت کو بانون مین جاکر بتائی برہمن نے ساعت کچھ ایسی یہ سوچتا ہوا وریاے فکر مین غوطہ لگاے وہی قدم آگے چلا تھا کہ بروے ہوا ایک شعلہ سا چمکا اسنے نگاہ اٹھاکر دیکھا تو ایک پرند ہوا سے اترکر زمین پر آئی معلوم کیا کہ کیہ ان کوکب مین سے شاید یہ ہی پس اس نازنین کے قریب گیا دیکھا کہ آفتاب تابان گویا زمین پر اتر آیا ہے اسکی طلعت پرنور دیکھکر مہتاب نے سینے مین داغ کھاتا ہے ہر تار مو مین موتی پروے ہین یا شب تار مین تارے چمکتے ہین کوچہ زلف مین ہزارہا دل روشن پڑے جھمکتے ہین گیسو اسکے دام الفت تھے گرفتار اسمین اہل محبت تھے کہ بموجب بیت الحجن کو دل کی دام محبت بنا گیا یہ دھیان انکے گیسوؤن کا بڑا جعلساز تھا یہ رے تابان لسان آفتاب تابان لب لعلین برنگ یاقوت رمانی درخشان کہ فرو لب لعین ہے ترے لعل یمن سے بہتر مشکبو زلف ہے نافہ ختن سے بہتر یہ سیب زنخدان پر گلزار جنت قربان صراحی گردن سی مرغ کی طرح خرق برگ بان تابان ساعد و بازو دست بمثل عالم شکم و ساق و پا بزم نرم مثل سمجھا دستجاب و قائم از سر تا پا شعلۂ نور بلکہ شمع طوربان شرطور بھی اسکے حسن کا فروغ سنکر بیساختہ

ہوا کہ ایک مدت ہوئی آج تک نہین اٹھا کہ بمقتضای نظم

زہے شراب لبت مایہ طربناکی	نمودہ نرگس مستت ہزار بیباکی
گذر بدامن پاکت نہ کردہ باد صبا	کجا شگفتہ گلے در چمن بدین پاکی
ببک کرشمہ کہ کردی ہزار دل بردی	مبارک اللہ ازین چابکی و چالاکی
نشستہ ام برہت چون عبار می نرسم	کرا گمان بکشی دامن از من خاکی
جواب تلخ شنیدن زلعل میگونت	چو تلخی مے ناب اورد فرحناکی

ماہ جادو اس نازنین کو دیکھتے ہی فریفتہ جمال ہوا اور بجنت تمام اس کلفاسے کہا نظم

اے زبہار تازہ نوتازہ بہار کیستی	وہ چہ نگار طرفہ طرفہ نگار کیستی
ہست رخ تو ماہ تو کوکبۂ تو شاہ حسن	ماہ کدام کشورے شاہ دیار کیستی
لالہ و سرو و ابر چمن منفعل اند پیش تو	سرو کدام گلشنی لالہ عذار کیستی

خستہ رنج فرقتم کشتہ درد حسرتم		من بیان محنتم تو بکنار کیستی	

وہ گل پیرہن بجواب ان باتون کے مسکرا کر زبان پر لائی کہ یہ تعریف آپنے اپنی گھر والیونکی فرمائی بندی تو اس لائق نہین مجھکو شاہ کوکب نے آپ کی خبر لینے بھیجا تھا فرمایا تھا کہ جاکر دیکھو عمرو ماہ سے کیا گذری فی الجملہ مین تمکو سر عمرو کا لیے ہوے دیکھتی ہون معلوم ہوا کہ وہ مارا گیا بس یہی حال مین جاکر عرض کیے دیتی ہون کہ ماہ صاحب سر دشمن کا لیے حاضر ہوا چاہتے ہین ماہ نے کہا اے حور نژاد ہم بھی دربار شاہ مین جائینگے اور تم بھی وہین چلتی ہو ہم تم ساتھ ہی چلین ایک سے دو بھلے اس حور پیکر نے مسکرا کر جواب دیا کہ مین تجھی مرد ذرا ہوش مین آجاؤ مین فریب تیرا سمجھتی نہین تیری باتین میرے ناخونون پر مین کچھ بندی ایسی گدھی نہین لو صاحب یہ موا مردوا مسند پر بیٹھا اکیلی دھان پان سی عورت اسکی ساتھ چلون بھلا سن تو اگر راہ مین تجھ پر شیطان چڑھے تو مین نگوڑی کدھری کی نہ رہی تو مجھکو چھیڑ خفہ کریگی ترے منھ کو جھلسا سات چھیر دنکا پھوس ماہ ان باتون کو سنکر فرط خندہ زنی سے لوٹ گیا پھر اپنے تئین سنبھالکر اس پری وش کا ہاتھ پکڑا اور کہا بموجب بیت پھیری جو نظر تم نے تو سب پھر گئے مجھ سے ؛ کچھ اور تھی بات ہو گئی زینا ابھی کچھ اور مین بغیر ساتھ لیجاے نرمونگا نازنین نے بگڑ کر کہا دیکھون تو کیونکر لے جائیگا صاحب مین نہ جاونگی جو کوئی سنیگا یہی کہیگا کہ بوا کیا تم تھی تھین جنگل بیابان سنسان مین مردوے کے چلی گئین کیا تم نہ جانتی تھین کہ اکیلے مین سب کچھ کر ڈالیگا پھر مین لاکھ لاکھ قسمین کھاونگی کسیکو یقین نہ آئیگا سب یہی کہین گے کہ بہانہ بازی کرتی ہے بندی خود ہی مستانی تھی جب تو جوان جہان ہوکے مردوے ساتھ چلی گئی مین ایسے چلنے کی مین قربان جس سے آبرو مین فرق آئے بندی ایسی اوما نہین تم جاؤ اپنے کام لگو میرے فراق مین نہ مرو ماہ اسکی دوبارہ تقریر سنکر مری گیا اور لیکار افروناز سے اترا کے چلنا تھرکتا ہوا پھر پھر کر دامن جھٹکتا ہوا یہ کہکر اس شوخ ستمگر کا ہاتھ پکڑ کر کہا ہم سے قسم لیلو جو ہم تمھین بے طریق ہاتھ لگائین اس غنچہ دہن نے کہا لیں بس اپنے ارمانی چاؤن الگ گاڑ ہاتھ بے طریق اپنی امان کے جا کر لگاؤ اور سنو میرے جب کسیکی مجال ہے جو مجھے بری نگاہ سے دیکھے اجتک اتنا سن آیا سرکار کی نوکری مین ہزارون جگہ اکیلی دوکیلی لاکھ تبران جبین جم خم انکی سلامتی مین جاتا ہوا بھلا کوئی کہ تو دے کر اس شخص کو ہمنے کسی سے ہنستے

دیکھتا تھا اور میان اگر بھاڑا چاہے کرے کو تو کوئی کیا ہے سو نوج چھائین پھوکین آجتک تو سامری
سے بچایا ہے اس گفتگو مین ماہ نے اپنی طرف کھینچا واضح ہو کہ یہ پریزاد عمر ہے جو عیاری کرنے
آیا ہے لیکن پہلے ماہ جادو نے بھی مہلت کچھ دیر کی دی تھی اسوقت عمر بھی گفتگو کو طول دیرہا ہے
کہ مجھکو کہنے کو ہوگا کہ اتنے عرصے تک مین تجھسے ہمکلام رہا اور تیرے پاس کھڑا تھا مگر تو پہچان نہ سکا
اگر تو نے مجھکو مہلت دی تھی تو مین نے بھی اتنا عرصہ لگایا کہ شاید تو پہچان لے لیکن تو میری شکل مصنوعی
پر ایسا فریفتہ تھا کہ ذرا بھی تمیز نہ کر سکا الجملہ ماہ نے اسکا ہاتھ کھینچا اسنے اپنا ماتھا کوٹنا کہ ہے ہے مین
نگوڑی کیون آئی تھی میری تو غضب مین جان پڑ گئی جس بات سے سدا مین ڈرا کی مجھید قسم آخر
وہی سامنا ہوا لیکن یہ بخریت ہے اے مین بھی اپنی ملکہ سے کہکر دھرے توا ڈالا دون کوئی مجھے ہاتھ
لگا دیکھے پھر تو دیکھو مین کیا کرتی ہون اچھا چلو مین ساتھ چلتی ہون دیکھون کیا کیا کر لیتا ہے یہ
کہکر ساتھ چلے راہ مین خاصدان نکال کر اس گلبدن نے گلوری کھائی اور ماہ کے بغیر مانگے آپ
ہی انگوٹھا دکھا دیا وہ اسکی اداون کو دیکھکر سمجھ گیا کہ یہ انکار اسکا عین اقرار ہے کہ
اٹھاتا ہے تصور پردہ اور حیرت گراتی ہے جو محو یار ہو جاے کشاکش درمیان کیون ہو پھر تامل
یہ سوچکر اس نازنین سے کہا ہمین گلوری اسنے کہا منہ بناؤ ماہ نے کہا ندو ہمارے پاس عطر ہے
ہم بھی ندینگے اس نے کہا دکھین ماہ نے جھوٹے سے سحر کی شیشی نکالکر دکھائی اور کہا لو ہم تمھاری
طرح بخیل نہین اس سیمبر نے ہنسکر کہا مجھے کیا کرنا ہے میری محرم بسانے کو خواصین عطر کی شیشیان انگیان
مین رکھ دیتی ہین اور میرے عطردان مین بھی عطر بہت ہے یہ کہکر اندر دوشے کے ہاتھ ڈالا پھر ہاتھ
دوسرا ماہ کی انکھون پر رکھدیا کہ سامری قسم میرا دوپٹا ہٹا ہے میری محرم پر انکھ نہ اٹھانا یہ کہکر خوب
زور سے انکھین اپنے ہاتھ سے بند کین اسپر بھی کہتی جاتی تھی کہ یا سامری جو میرے تلین ننگا دیکھی
اسکو دیدے پٹم ہو جائین غرضکہ اس حیلے سے انکھین بند کر کے عطر بیہوشی زنبیل سے نکالا اور انکھین
کھولدین کہا لو عطر موجود ہے موے عطر کی بھی یہ اصل ہے جسپر کوئی اترائے اور سات پردے
مین چھپائے یہ کہکر شیشی ماہ کے ہاتھ مین دی اسنے سونگھی چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا اس نے
زبان مین اسکی سوزن دیا اور درخت سے باندھکر ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آیا عمر نے کہا
اے ماہ دیکھا عمر کو اب کیا کہتا ہے شناخت مین پروردگار کی ماہ جادو یہ کیفیت دیکھکر پہلو

حیرت زدہ ہوا پھر سامان ہونے سے انکار کیا عمر نے خنجر کھینچکر چاہا کہ سر کاٹ لے اسوقت زمین سے
ایک پتلا نکلا اسنے ہاتھ پکڑ لیا آواز آئی کہ اے گلچین حدیقہ عیاری مرجیا یہ نالائق اپنی سزا کو پہونچ
گیا اسکو قتل کرنا نچاہیئے کہ یہ میرا رفیق ہے یہ صدا سنکر عمر و ماہ دونون بیہوش ہوگئے پتلے نے
اون دونون کو اٹھاکر ایک باغ بیابان انارستان کے پہونچایا اس باغ مین ایک بنگلہ پر تکلف
تھا دونون کو وہین رکھا آنکھ عمر کی کھلی دیکھا پتلا بلورین کھڑا ہے اور ماہ بیہوش پڑا ہے یہ دیکھکر
حیرت تھی کہ دفعتًا پتلے نے دست بستہ عرض کیا کہ شاہ نے ایکو سلام شوق کہا ہے اور عیاری کی
تعریف فرمائی ہے کہا ہے کہ بس امتحان ہوچکا اب اس متعرض کماہ کو میرے پاس بھیدیجیے اور
آپ اسی باغ مین فروکش ہوجیئے سب سامان راحت حاضر ہوگا کسیطرح کا رنج نہ پہونچیگا عمر ماہ
کو حوالے کیا پتلا لیکیا اور شاہ نے بادشاہ کے لایا بادشاہ نے ہوشیار کرکے پوچھا کہ اے ماہ جادو
عمر کا سر لائے ماہ کی جو آنکھ کھلی سامنے بادشاہ کو دیکھا بہت خرسند ہوا اور عرض کیا کہ واقعی آپکا
فرمانا راست و بجا ہی عمر عیار آفت روزگار و بدلا ہے دم بھر مین عورت بنتا ہی دم بھر مین مرد
کبھی کچھ کبھی کچھ نیرنگ بازی دکھاتا ہے اسکا مقابلہ کوئی نہین کرسکتا کہ مدت ترے رفتار کے
فتنون سے دنیا بھر گئی ساری ہے کہین سے آنے کا رستہ نہین ملتا قیامت کو ہے اب مین اس کا
معتقد ہوا اور وہ نامہ جو ملکہ پرّان کی بیٹی آپنے لکھا ہے مجھکو دیجیے کہ خدمت ملکہ عالم مین لیجاون ماہ
عمر کو استقبال کرا کے بلاؤن کوکب نے نامہ جسکا ذکر اول مین کیا گیا اسکو دیا کہ یہ لیکر روانہ ہوا اس
قلعہ سے کہ جہان بادشاہ رہتا ہی شہر ہفت رنگ دور ہی اور درمیان ایک دریا بہتا ہی اس طرح
کہ جیسے طلسم ظاہر و باطن کے درمیان دریای خون روان طلسم ہوشربا مین ہے اور جسطرح دریا
پر جاکر ساحر عرض کرتا ہے کہ افراسیاب مین حاضر ہونگا ویسہی جہان پرّان کو اور دیکھکر کا جانا
پکارتا ہے اور اسطرف سے جو آتا ہے کوکب کو پکارتا ہے نیچے پیدل ہوتے ہین اٹھا لیجاتی ہین
ماہ سے حسب دستور کنارے دریا کے پہونچکر پکارا ایک مچھلی جسطرح سے کہ دریا سے ہفت رنگ
سے ماہی پرّاد نکلی تھی ویسی ہی پیدا ہوئی اور ماہ کو سوار کرکے اپنی پشت پر لیکر چلی جب اس
کنارے پر پہونچا نیچے ہوا اور لیکر چلا شہر ہفت رنگ کو طے کرکے جب ہواسات دربار اہ مین سے
سب بچہ نے طے کیے اتفاقا ملکہ قلعہ ہفت رنگ سے موتی باغ مین سیر کرنے کو

گئی ہین اور موتی باغ دریاون کے پار ہے اور موتی باغ کی بارہ دری اتنی بلند ہے کہ اسکے اوپر کے درجون پر سے یہ ساتون دریا بہتے نظر آتے ہین غرضکہ پچہ ماہ کو پیئے ہوے موتی باغ پر آیا اس نے کبھی یہ باغ نہ دیکھا تھا آج دیکھا کہ چار دیواری اس باغ کی چاندی کی ہے در باغ پر دروازہ سونے کا لگا ہے ہزارہا موتی جڑا ہے پردہ زرد دوزی کا پڑا ہے پردہ چشم عاشقان کا پردہ ہے کہ بیت وہ پردہ کیا جو پردے سے پردہ ذرا نہو ہا وہ شرم کیا حیا ہے جو تجھکو حیا نہو ہا ماہ اندر باغ کے آیا یہ باغ بھی نرا طلسمات کا پایا تعریف بصراحت تمام بروقت آنے عجم کے بیان ہوگی بیچ مین باغ کے بارہ دری موتی کی بنی تھی ہزارون در دارنے کی چوڑی چوڑی تھی سب در کھلے ہوے تھے اوپر کے درجون سے وہی ساتون دریا نظر آتے تھے بارہ دری کے گرد چوبیس منگلے بنے تھے اور چوبیس برج آراستہ تھے برجون کے سامنے منگرے مخمل کے کارچوبی موتی وجواہر کی جھالر کے استادہ تھے استادے انکے جواہر کے تھے بیچ مین بارہ دری کے تخت نشین پر کئی سو زینے کا تخت بچھا تھا اور تخت کے گرداگرد ہزارہا دنگل دگرسی جواہر کا آراستہ تخت پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ فرما تھے اور ہزارہا انیس دبران سلطنت وغیرہ دنگلون کرسیون پر بیٹھے تھے پس پشت تخت ساتھ ہزار خواص دریاے جواہر مین غرق عہدے لیے کھڑی تھین اور سامنے تخت کے ساتھ ہزار غلامان مہر صورت حور پیکر غلمان منظر زرین کباس زرین کمر دست بستہ حاضر تھے لیکن سب برنگ تصویر چپ اور سن گران جھکاے رعب سے بات کرنا کیا ایک دوسرے سے آنکھ نہ ملاے تاج سامنے ہوتا تھا درہ شراب ارغوانی اور رخفرانی تھا کہ ماہ سامنے آیا مجرا کیا آداب بجالایا اور بصد ادب و بزبان عجز ملکہ کی دعا

دشتامین مصروف ہوا کہ ابیات

منت بنار طبیبان نیاز مند مباد	وجود نازکت آزردہ گزند مباد
سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست	بہیچ عارضہ شخصے تو دردمند مباد
درین چمن چو درآید خزان بجنبانی	ہر سرو سہی قامت بلند مباد
دران بساط کہ حسن تو جلوہ اندازد	مجال طعنہ بدبین بدپسند مباد
جمال صورت و معنی مبین ہمت تست	ز ظاہرت وزم و باطنت نژند مباد

ہر آنکہ روے چو ماہت بحشیم بد بیند		برآتش تو بجز چشم او سپند مباد	

ملکہ نے اسکو رفیق شاہ کوکب جانکر خلعت سرفرازی دیا اور باعث آنیکا استفسار کیا ماہ نے نامہ بادشاہ لانیکا حال عرض کیا **میرزان** وزیر ملکہ کا مندیل وزات ہیلی پایہ تخت کی قریب حاضر تھا اسنے لیکر ملکہ کے روبرو پیش کیا ملکہ نے اول زرنثار کرایا پھر سر پر رکھا آنکھون کو لگایا بعد اسکے لفافہ چاک کرکے مطالعہ فرمایا مضمون مندرجہ سے واقف ہوکر **میرزان** کو حکم دیا کہ جاؤ اور نہایت تعظیم سے عمر بن امیہ تشریف لائے لیکن باغ بیابان انارستان مین ہین انھین اسی باغ مین لے آؤ ایک دعوت انکی اسیجگہ کیجائیگی جبتک شہر ہفت رنگ آراستہ ہوگا اور خواجہ بھی چند دن طلسم کی سیر کرینگے پھر اندر قلعہ کے قدم رنجہ فرمائینگے وزیر بہ حکم محکم تسلیم ملکہ عالم سنکر آداب بجالایا اور باہر آکر بارہ ہزار ساحران نامی کو لباس اور اسلحہ سے آراستہ کرکے حکم طاؤسی پر سواری خواجہ بمراہ لیکر بڑے سارو سامان سے روانہ ہوا علمہاے رنگارنگ کے پھریرے کھل گئے نقارے شادی بجنے لگے کئی ہزار کنیزان مہ دیدار حیور بال ہما کے اور عہدے ہاتھون مین لئے تخت کے ہمراہ تھین نہایت تجمل اور شوکت یہ سب تو چلے لیکن عمر نے جو ماہ جادہ کو ہمراہ تیلا بلور کردیا تھا اور آپ ٹھہر رہا تھا سوچا کہ اس باغ مین چلکر سیر کرون پس تمام باغ مین پھرا یہ تماشا دیکھا کہ یہ باغ دشت زرین طلسم سے کمین بڑھکر ہے کہین نرمرد نگار سرو موزون ہے کہیں یاقوت کالالہ احمر ہے آفتاب اپنی شاخہاے شعاع زرین کو وہان کے درختون کی شاخونپر نثار کرے نخل کمکشان روبرو سے درختان پر ثمارہاے برگ و بار نظر آئے خوشہ سنبلہ فلک وہان کی خوشون اور غنچہ فون پر سو جان سے نثار زبان حبتہ اللہ نباتا حسنا ہر بار اس باغ کا یہ ادنی شگوفہ ہے کہ کدبور روزگار اسکی سرسبزی پر رشک کھاکر گلہاے مہر و ماہ کو مع گلہاے انجم سبد فلک مین لگایا سامنے ہوا خواہان باغ کے لایا انھون نے مہ و مہر کی جو پرضیا تھی اس پھولون کے روبرو جو باغ مین ہی ناپسند فرمایا یعنی ماہ کو داغی اور آفتاب کو نہایت گرم بتلایا گلہاے انجم آجتک وہان کے پھولون کے سامنے ارزان ایسے ہین کہ کوئی خیال مین بھی نہین لاتا اس باغ کے اشتیاق مین فلک ہمیشہ چکر لگاتا ہے مگر ایک شگوفہ بھی اسکا نہین پاتا ہے کہ بموجب ابیات

حکم رانی پر ہوا میل سلیمان بہار		عشق ہیچان بنگیا طغراے فرمان بہار	

روشنی ہوے جو آنکھوں مین تو سیر باغ کر
لالہ آتش زبان ہے شمع ایوان بہار

زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
لے سواران چمن ہین مرد میدان بہار

ابجو مین ہین صفا مین سینہ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار

لالہ و گل سے ہنوز آباد ہے بزم چمن
سرو شمع سبز سے سنبل شبستان بہار

عمر سیر کرتا ہوا در باغ پر آیا یہان پہلوے درمین زینہ بنا تھا اسپر چڑھ گیا دیکھا کہ سامنے در باغ کے جہان تک نگاہ کام کرتی تھی انار کے درختون کا جنگل لگا تھا ہزارہا انار مثل پستان شاہدان قامت شاہد شجر سے ہویدا ہے اور ہر انار رشک ہو گیا ہے دانے اسکے دندان سبز رنگان دہر کو شرماتے ہین درخت مثل حلہ پوشان جنان کے سرسبز نظر آتے ہین زبان باغبان روزگار پر تھا مین اس دشت کی آیہ نخل در زمان جاری حاروب کش اس دشت کی بادبہاری کہ نظم

تو جوانان چمن استادہ ہین چالاک وچست
نغمہ زا ہین نالہای عندلیب خوش بیان

ابر ہے اٹھکھیلیون پر برق ہے بیتاب حال
چہچہے ہین طائران خوش نوا کے ہر زمان

عمر کبھی اس باغ دلکشا کی سرسبزی دیکھکر آیہ دافی ہدایہ کمثل جنۃ انبت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ زبان جاری کرتا اور کبھی دشت نزارت آگین کے تماشے سے جنت و عدن تجری من تحتہا الانہار پڑھتا کہ ناگاہ سامنے سے نشان ہاتھیون پر نمودار ہوے ڈنکے بجتے سنائی دیے شتر سوارون کے پرے نظر آئے یہ ایکبارگی ماہ کے ہاتھ سے زک پا چکا تھا بموجب مثل دودھ کا جلا چھاچھ پھونک کر پیتا ہی سمجھکر کہ ماہ تو نپٹ لیگیا ہے وہ یہان کا سردار ہے اب بار فوج لیکر تیری گرفتاری کو آتا ہی سمجھکر اسی جگہ رنگ در روغن عیاری لگا کر ایک بڑھیا کی ایسی صورت بنکر جا در محمودی کی اوڑھی اور مثل ضعیف عورتون کے جا بجا دست و گوش مین سادہ سادہ زیور الماسی پہنا ہاتھون مین بیڑیان اور تمر تین کہربا ے شمعی کی باندھین کانون مین ایک ایک بالی ڈالی گلے مین ہیکل جسکی پشتیون پر نام سامری و جمشیدی و زردہشت وغیرہ کندہ تھے پہنی اور گھڑا ایک زنبیل سے لگا لکر شربت گھولا بیہوشی آمیز کی اور گھڑے کو لیکر نیچے اتر کر آگے بڑھا کہ یہ فوج جو آتی ہے اسکو نذر سامری کا شربت پلاؤن اور بیہوش کرکے مارون جو بچ جائینگے انکو حقہ آتشین مار کر بھگا دون گا

جیسا کچھ ہوگا دیکھ لونگا غرضکہ گھڑا لیے ہوے ایک درخت انار کے نیچے آیا یکایک اس درخت سے ایک انار ٹوٹکر زمین پر گرا اور شوق ہوا کہ پتلا بالشت بھر کا اس میں سے نکلا گویا مشیمۂ بہار سے مثل پیدا ہوا لمحہ بھر میں وہ پتلا جوان خوشرو حسین و طرحدار بنگیا لباس سرخ زیب قامت کیے تھا اسنے ذوالجلال کو سلام کیا عمر نے دعا دی کہ سامری عمر دراز گرے برخوردار رہو پھر کہا کہ بیٹا میں بڑھیا یہ شربت سامری کی نذر کا لائی ہون تم بھی ذرا سی چکھ لو وہ جوان ہنسا اور کہا کہ خواجہ آپ مجکو دم دیکر بیہوش کیا چاہتے ہین آپکو معلوم نہین کہ یہ بیابان انارستان ہے جتنے انار اس میں لگے ہین ان میں سب میں فوج شاہ کوکب ذیشان ہے یہان آپ ہی کا ایسا کسیکا اقبال ہو تو اسکی ہمکو آپکے آنے کی خبر مل چکی ہے اور حکم اطاعت کر نیکا دیا گیا ہے نہین تو یہان سے جانا غیر ممکن تھا جسطرح گولر میں بھنگے رہتے ہین اسطرح فوج انار دلنسے نکلتی اور حضور کو جانے نہ دیتی میں آپکو اطلاع دینے انار سے نکلا ہون کہ یہ فوج آتی ہے یہ میرزان وزیر ملکہ برّان آپکے لینے کو آتا ہی جلوس شاہانہ ہمراہ لاتا ہے حضور کو چاہیے کہ اسنے بڑے تپاک سے ملیئے نہ کہ انکی قتل کی فکر کیجیے عمر نے جب کیفیت اس جوان سے سنی کہا پہلے سے تو نے مجکو اطلاع کیون نہ دی میرا شربت سب خراب کیا وہ جوان ہنسا اور کہا اس کے عوض جو فرمایئے وہ حاضر ہو عمر نے کہا کچھ مجکو محتاج سمجھا ہی یہ کہکر شربت کا گھڑا زنبیل میں رکھا کہ پھر کہین کام آئیگا وہ جوان پھر پتلا بنکر انار میں چلا گیا اور انار درخت میں جا کر لگا عمر وہان سے بہت جلد اندر باغ کے آیا اور بارہ دری میں پہونچکر جلد جلد فرش قالم وسنجاب زنبیل سے نکال کر تمام بارہ دری میں بچھایا مسہریان اراستہ کین دنگل ہاے جواہر نگار گسترده کیے مسندین مرتق پر تکلف موتیون کے جھالر کی چھاتین ایک تخت کئی سو زینے کا بیچ میں دنگلون کے بچھایا اور یہ سب سامان چند جن بچون کو زنبیل سے نکال کر آن واحد میں درست کرایا راوی کہتا ہے کہ جب ملک سبائل جہان لقا خدائی کرتا تھا اور یہ ملک اسکا تخت گاہ تھا وہ اہل اسلام نے جب فتح کیا اور لقا بھاگا تو عمر نے اسکی بہشتون کو جس میں جواہر لاکھون درجہ تھے اور اسباب نادر اعجوبۂ روزگار بہت تھا لوٹکر زنبیل میں رکھا ہے پس وہی اسباب اسجگہ نکالکر اسنے کیا اور آپ وہ خلعت و تاج گوہر نگار جو ملکہ آسمان پری نے دیا ہے زیب قامت کیا اس میں ایک ایک موتی برابر بیضہ مرغ کے لگا تھا اور ایسا جواہر ٹکا تھا جو کبھی جوہری فلک نے چشم

مہر و ماہ بھی نہ دیکھا تھا باوجود کہ لعل بدخشانی حرارت آفتاب سے پیدا تھا مگر اس خلقت کا ایک ایک لعل رشک دیگر آفتاب کو جلا تا تھا غرضکہ تاج لعل و گوہر سر پا ور قبائے سلیمانی در پردہ قبائے زرین شاید تار خطوط شعاع مہر سے یا تار النس مہر طلعتان لیکر سی گئی تھی کوٹ اسکی شفق دامن سحر کو شرمندہ بنائی تھی اپنے روبرو دیکھی بناتی تھی کہ بمقتضائے ابیات

حلہ استبرق و ابریشمین		ابر مین ایسا تھا کہ دیکھا ہی نہین	
جس کی قیمت ہے خراج سلطنت		رو نما جس کا تھا باغ سلطنت	
سر پہ ایسا تھا مرصع ایسا تاج		رو نما جس کا ہو دنیا کا خراج	

باین زینت و آرائش اس تخت فلک رفعت پر جلوہ گر ہوا اس اثنا مین میرزان وزیر تجمل شاہی کو دربار پر چھوڑ کر آپ مع چند مقربین کے اندرون باغ قدم زن ہوا اور ہر سمت کو خواجہ کی تلاش کرنے لگا یعنے عمر جو آئین ہین تو اس جگہ ہین غرض سب بنگلون مین پھر کر قریب بارہ دری جو آیا دیکھا چلمنین پڑی ہین اسنے در دو در چلمن کو اٹھایا عمر کو دیکھا کہ تاج کئی سو کنگرے کا پہنے جسکی کلغی مین جوڑی گوہر شب چراغ کی لگی ہے قبادہ ہزار جسپر نگاہ نہین ٹھہرتی ہے در بر کیے تخت پر جلوہ گستر ہے دربار شاہانہ آراستہ ہے دنگل کرسی میز بے انتہا ہے کوئی اور نہین نظر آتا ہے لیکن عمر کرسیون کی طرف ایسا مخاطب ہے جیسے کوئی انپر بیٹھا ہے مگر دکھائی نہین دیتا ہے وزیر کے ہوش پران ہوے اور سمجھا کہ عمر بھی شہنشاہ جلیل القدر ہے بڑے ساز و سامان سے آیا ہے فوج بطور مخفی ساتھ لایا ہے فی الجملہ وزیر باادب تمام سامنے آیا اور دست بستہ زمین تفاخر کو لب عجز سے بوسہ دیکر بعد بجا آوری آداب دعا و ثنا کے تہ یار ہی مین ہزاران آرزو و نیاز مصروف ہوا کہ نظم

تا سایۂ مبارکت افتاد بر سرم		دولت غلام من شد و اقبال چاکرم	
شد سالہا کہ از سر من بخت رفتہ بود		از دولت وصال تو باز آمد از درم	

بعد فراغ مراسم ثنا و صفت عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ عیاران ملکہ مہران ذی سلام نیاز گماشتہ اور مجھے خدمت ملازمان عالی مین بھیجا ہے عذر کیا ہے کہ سر ہزار سودا امور سلطنت سے چھٹی نہین ورنہ حضور کو لینے آتی کہ کس لیے کہ بمقتضائے ابیات

آن کفت پا بر زمین حیفیست ای سرو سہی		چشم آن دارم کہ دیگر پای بر چشمم نہی	

تا سر از جیب خجالت برنمارد آفتاب	خیمہ بر دامان صحرا زن چو ماہ نخشبی
میروی بر اوج خوبی فارغ از بیم زوال	با تو خورشید فلک را نیست تاب ہمسری
گر ہلالی را فلک سازد گدائے درگہت	بر سر کوے تو باید منصب شاہنشہی

امید کہ سوار ہو کر قدم رنجہ فرمایئے ملکہ عالم مشتاق ملاقات ہین آج موتی باغ مین چلکر استراحت کیجی اور ہماری آبرو بڑھایئے گل شہر ہفت رنگ مین داخل کیجیگا عمر نے یہ التماس وزیر سنکر آگے بڑھایا اور گوشہ چشم سے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا وزیر بیٹھ گیا عمر گلیم اوزھکر غائب ہو گیا وزیر حیران ہوا کہ یہ شخص جن ہے یا بشر ہے واقعی مرد باہنر ہے عمر ایک ملازم کی ایسی صورت بنکر اور خلعت پر زرکشتی مین لگا کر سامنے وزیر کے لایا اور کہا شہنشاہ صباران اپنے لشکر مین پوشاک بدل رہے ہین برآمد ہوا چاہتے ہین آپ کو یہ خلعت مرحمت کیا ہے وزیر نے خلعت پہنا مگر سمجھا کہ مقرر اس شخص کے ہمراہ فوج جنیان ہے غرضکہ عمر خلعت دیکر اور اس جگہ کا سب اسباب یعنی تخت و کرسی وغیرہ یکبارگی کے نظر سے غائب ہو گیا جد لمحہ کے صورت اصلی بنکر اور دوسری طرح کا لباس زیب قامت فرماکر ظاہر ہوا وزیر اٹھ کھڑا ہوا اسکو حکم دیا کہ آنکھین بند کرے تا کہ لازم اسباب اٹھالین اسنے حسب ارشاد آنکھین بند کرلین عمر نے جال مارا کہ تمام اسباب نذر زنبیل کیا وزیر نے جو آنکھ کھولی ذرا بھی اسباب نہ دیکھا یقین واثق ہوا کہ عمر فوج جنانون کی ہمراہ لایا ہے پس اسنے تخت طاوس حاضر کیا خواجہ سوار ہوئے طبل و نقارے بجے صدائے طرفہ پیدا ہوئی باغ سے سواری آگے بڑھی باد بہاری جلو مین چلی نقارچی زری پوش نقارون کو بجاتی اسکے پیچھے شتر سوار ساونبان اڑائی جمعیت خاص ہادر غول باندھے بلتیر اور رسالے باجے جنگی بجاتے چلے بعد انکے طفلان قمر پیکر لوٹے لگنون کے اور منقلہائے عود عنبر لیے عود و برمکی کا بگٹا دالتے دشت کو رشک دشت تتار بناتے گذرے پھر تخت عمر کا برآمد ہوا چار سو پریزادین طلسم کی چنور ہال ہما کا لیے مگس رانی کرتی ہوئی اور کئی ہزار خواص آنچل بلو کے دوپٹے اوڑھے جس کی مین بیگانہ دہر جواہر کا زیور پہنے چنگیر دان و عطر دان و اوگالدان وغیرہ عہدے ہاتھون مین لیے کمار قدم باندم تخت اٹھائے اس طرح سے کہ کہکان نہوردان ہوے اور بارہ ہزار ساحر بازو بلط و تیل سرخاب دبو تیمار و اشتر ہائے سمر سوار تخت کو گھیرے ابر پیدا کرتے موتی برساتے سواری کی جلو مین آئی تھی نقیب آگے آگے صدا ہای ادب لگاتے

لگاتے تھے بڑھے عمر و دولت شیران بہادر کمکر للکارتے تھے اس دبدبے سے کہ بموجب نظم

تھے کمر سے صدہا نقیب و چوبدار	اور پیادے بے حد و بعید سوار
سیکڑون حاضر غلام ماہرو	دست بستہ صف کشیدہ سلبسو
غرق لعل و زر مین از پا تا بسر	زرق و برق ایسے کہ خیرہ ہو نظر
کہتے جاتے تھے یہ ہر دم چوبدار	اے جوانون جلد تر ہو ہوشیار
جلد ہو جاؤ دو طرفہ دو قطار	ہون پیادے آگے اور پیچھے سوار
باادب آہستہ نہ بیش و نہ کم	ایک سان جلدی بڑھاؤ خم قدم

سواری شہنشاہِ عیاران کی روان تھی چشم بہرام فلک بحسرت چاکری نگران تھی شہر ہفت رنگ کو دہنے ہاتھ کی طرف چھوڑ کر پیر و نجات طلسم دکھاتے باہر باہر موتی باغ مین لیکر آئے اب یہان سے جو کوئی اندر قلعہ کے جانیکا ارادہ کرے تو وہی سالون دریا جنکا ذکر اول ہوا کہ ماہ بے کرکے آیا تھا پڑینگے غرضکہ جب سواری موتی باغ کے در پر پہونچی وزیر نے آگے بڑھکر دروازہ کھلوایا کیونکہ ملکہ پریان وزیر کو بھیجکر سمت قلعہ ہفت رنگ بہر تیاری و سامان دعوت خواجہ کی تھی کچھ ملازمون کو برائے خاطرداری و خدمت گذاری چھوڑ گئی تھی اسوقت وزیر کے پکارنے سے دروازہ وا ہوا اور سو کنیزین مہ پارہ و سمن اندام گلدستے ہاتھون مین لیے اندر سے باغ کے نکلین کہ ایک ایک حسن مین رشک حور تھی سراسر بقعۂ نور تھی کہ بمقتضاے ابیات

رسیدند خوبان ز درگاہ کاخ	بدست اندرون ہر یکی از گل دو شاخ
ابا یار کا دلق با گوشوار	ز دیباے گوہر چو باغ و بہار
دو رخسار چون لالہ اندر چمن	سر جعد زلفش شکن بر شکن

ان پری پیکرون نے وزیر دن سے عرض کیا کہ ملکہ عالم نے حکم جلیٔ و فعت کیا تھا کہ اندر باغ کی ہماری مہمان کو موتیون کے تخت پر سوار کرکے لانا اور موتیون کی پوشاک پہنانا چنانچہ یہ تخت گوہر نگار اور یہ پوشاک در آبدار حاضر ہے وزیر نے کشتیان خلعت مروارید کی اور تخت النسی لیکر خدمت مین عمر کی حاضر کیا اور ان کنیزون نے جو وزیر سے کہا خواجہ سو بھی عمر نے سنکر کہا کہ اے وزیر ملکہ نے مجھے محتاج سمجھا مین صاحبقران کا بھائی ہون جو ندیمہ ملکہ آسمان ہے اور یہ کہکر

ایک کنیز جو سب سے زیادہ ملکہ کیطرف سے سفارش کر رہی تھی اسکو گھورا اور کہا رہ تو جاتیری گردن مارو نگا وہ کنیز سمجھی کہ اصل مین یہ مہمان عزیز بادشاہ طلسم ہے اگر حکم دیگا تو ضرور میرے قتل مین کسیکو تامل نہوگا یہ سمجھکر فرط دہشت سے گر پڑی جتنے لوگ ہمراہ تھے سب کے سب اسیطرف متوجہ ہوگئے اور نگاہ ہر ایک کی اس کنیز کی طرف تھی عمر نے سبکی نگاہ دوسری سمت کر لیجو تو یہ فقرہ کہا ہی فوراً گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا وزیر وغیرہ نے اس کنیز کو اٹھوا کر پھر جو تخت کی جانب دیکھا عمر کو نپایا جان نکل گئی کہ شاید خواجہ ناراض ہوکر چلے گئے ملکہ بیان ہم تو تمکو مار ڈالینگی کہ تم نے خواجہ سے کیون گستاخی کی پس پریزادون طلسم سے کہا کہ ہر سمت جاکر ڈھونڈھو اور ساحرون کو حکم دیا کہ تلاش کرو دونون ہر طرف دوڑے اور دور دور اڑ گئی مگر کہین نشان نملا ناچار پھر آئے وزیر مضطر ہو رہا تھا کہ یکایک خواجہ تخت پر ظاہر ہوے وزیر نے دیکھا کہ موتیون کا تاج سر پر دھرے جامہ گوہر آگین پہنے بڑے بڑے موتیون کا کنٹھا اور تمام زیور در خوش آب جسم پر آراستہ فرمائے ہین دآب گہر سے لگی ہے ہر انگشتری کے نگینہ کی قیمت باج سلطنت سے برسی ہے آگی بازوؤن پر نگینہ مہر و ماہ سے بہتر مالے گوہر کے عقد ثریا کو رشک دینے والے بے آبرو بنانی والے اس سجاوٹ کو دیکھکر وزیر نے باادب عرض کیا کہ حضور کہان تشریف لے گئے تھے فرمایا کہ لشکر حمزہ مین گیا تھا وہین سے آتا ہون وزیر اور زیادہ بدحواس ہوا کہ کہان یہ مقام اور کہان کوہ عقیق لشکر صاحبقران غلام کار عمر بھی عجائبات اور غرائبات دکھاتا اور اپنی دولت کا انکی ملک دل پر سکہ بٹھاتا پھر تمام داخل باغ ہوا اور جہان بران شمشیر زن تخت بیٹھتی ہے اسی جگہ تخت خواجہ کا نصب ہوا اسنے دیکھا کہ ملکہ یہان نہین ہے اور اہل دربار چند آدمی بھی ہین زیادہ نہین صرف وہ مقام نہایت آراستہ ہے باغ طلسم نہایت زیبائش سے پیراستہ ہے خواجہ نے وزیر سے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین اسنے جواب دیا کہ شہر مین سامان دعوت حضور مہیا کرنے گئی ہین آپ یہان آج تشریف رکھیے اور سیر دیکھیے کل ملکہ سے ملاقات ہوگی عمر اسوقت تخت پر جلوہ گر تھا چار سمت پیک نظر دوڑانے لگا وہان سے قلعہ کی طرف دریا موجزن تھے ایک سمت صحرا مین جست کناں مخزال دہرن تھے سامنے جو موتی باغ تھا سب موتی کا باغ تھا نرگس شہلا کی آنکھ مین موتی کوٹ کوٹ کر بھرے تھے زلف سنبل پر چاندی کے حلقون بنا کر ڈالے ہین یا محبوب نے زلفون مین

جگہون پاے ہین درختہاے گل حمرا یاقوت رخشندہ کے بناے تھی غنچونی پیچے کیطرح زمرد کے اور
منہ غنچون کے یاقوت کے لگاے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ معشوقان سبز رنگ مسکراتی ہین خنجر موج
نسیم شوربدگان فصل بہار برجلاتی ہین زمین پر ہر جگہ موتی بچھے تھی درختون پر لڑیان موتی کی گوندھکر
بڑی تھین سر ہر شاخ سے لٹکی تھین عروس بہار کے سہرے کا جلوہ دکھاتی تھین جال موتیون کی درخت پر
بڑے تھی موتیے کے گچھے پھولے تھی گویا اصل موتی ہی لگی تھی کہین کنیلی کا پھول کٹورا سا کھلا تھا
قطرہاے شبنم سے پر ہوکر موتیون سے بھر کر نظر آتا تھا کیا اس طلسمی کی تعریف ہوسکی وقت تحریر
خامہ درفشان کا منہ موتیون سے بھرا تھا اسوجہ سے بولنا اسکو دشوار ہوا ہے کہ بمقتضاے قول

مؤلف نظم

بزم گلشن گلون سے تھی آباد — کہین نمری تھی اور کہین شمشاد
بوے گل سے بسا ہوا گلشن — تھا معطر گلون کا پیراہن
سنبل باغ زلف کھولے ہوے — موتی گچھ بال تھی پروے ہوے
گرد گلبن کے تھے گل سوسن — خط رخسار شاہدان چمن
صاف ظاہر تھی عقل سے یہ بات — دن کو گھیرے ہوے ہے کالی رات
نخل ہر ایک نخل قامت یار — رگ گل موے گیسوے دلدار
چشم بد دور نرگس مخمور — تھی بعینہ برنگ دیدہ حور
عبرت نخل طوردان کے ثمر — رشک پروین چرخ سا ہر ثمر

سامنے خواجہ کے پریزادان طلسم حاضر ہوے مین اور تا چنچ لگین جام مے سرخ تمام گردش مین آیا
جلسۂ جنگ و رباب حسن بتان رقص ہمن ہران ست کن جان ہر شیخ و شاب تھا کہ لطف

بنشستند پایش بمشک و گلاب — گرفتند ازان پس بخوردن شتاب
نہادند خوان خورش گوناگون — ہمی ساختندش فزونی فزون
برستندگان ایستادہ بپاے — ابا بربط و چنگ در آمش سراے
بدیبا زمین کردہ طاؤس رنگ — زدنیا رود دیبا چو پشت پلنگ
چو از مشک و عنبر چیا توت در — سرا پردہ آراستہ سر بسر

اس اثنا مین گل آفتاب عالمتاب کدبور روزگار نے سبد فلک سے اٹھا کر طاق مغرب مین چنا اور چمن آسمان گلہاے انجم سے بہار آگین ہوا گلشن چرخ مین چاندنی کا پھول کھلا کہ بموجب ابیات

جب گل آفتاب مرجھایا	وقت گلگشت باغ کا آیا
صبح عشرت سے کم نہ تھی کچھ وہ شام	عیش و عشرت سے دل کو تھا آرام

شام ہوتے ہی درختون مین قندیلین آویزان ہوئین نورانی تمر ہر شجر مین لگے گیند بلور کی لٹکانے گئے بارہ دری مین ہانڈیان مہابے کنولہاے جواہر آگین روشن ہوے سقف بارہ دری پر زمگرے رنگارنگ کے نیچے چاندنی دیکھنے کو تمثیل سپہر عیاری مسند پر جلوہ فرما ہوے چار سمت اس جگہ سے دریا بہتے نظر آتے تھے مثل رفتار معشوق لہراتے تھے باغ مین سمن اندام و سیمین تن خواصین اور غلام مقیش اڑانے لگی زمین کو ہمسر چرخ بریں بنانے لگے گلہاے خوشبودار کی بھینی بھینی بو دماغ شائقان گلشن معطر کرتی تھی زلف سنبل بوے گل سے ایسی لبی تھی کہ مشام سبز رنگان دہر معنبر کرتی تھی ماہ تابان چمک برگ اشجار زمردین پر بڑی تھی یا شاہد بہار چاندنی کی بات بالیان بہتر تھی زمین و زمان نور بیز تھا عجب جلسہ عشرت خیز تھا کہ بمقتضاے کہ ابیات

ز جنبش نغمہ ہاے نوردر طبل	دف گل را شدہ زرین جلاجل
عنادل زان جلاجل نغمہ پرداز	درین فیروزہ کاخ افگند آواز
زباد و سایۂ بیدش ہزاران	طپیدہ ماہیان در جوئباران
صبا جعد بنفشہ تاب دادہ	گرہ از کاکل مشکین گشادہ

یہان تو یہ سامان راحت و فرحت خیز ہے مگر ملکہ جو قلعۂ ہفت رنگ مین تشریف فرما ہوئی تھی دیا کہ تمام شہر آئین بندہو سامان دلپسند ہو ہر ایک کام دار لباس زرین پہنے مکانون پر چاندی سونے کا مصفلہ کیا جاے نقش و نگار جواہر کار ہو مذہب و مطلا کوچہ و بازار ہو موتی باغ اور قلعہ مذکور کے مابین مین جو دریا واقع ہوے ہین اور بارہ دری سے دکھائی دیتی ہین انکی گھاٹ بھی طلائی اور نقرئی ہون نادبجے مور پنکھی طاؤسان زرین چبوترے کے چہرے درست ہو کر کنارے لگائین جائین چنانچہ حسب الحکم ملکہ عالم تمام سامان کاریردازان سنودہ شیم نے درست فرمایا لنگر ہاے زرین دریا مین چھوڑ دیے اور لنگر ے زرنیخی کناے کنارے فرسنگ از فرسنگ استاد

ہوے قنا ہاے خیمہ قبہ فلک سے سرکشی جتانے لگے اپنے رد برد اسکا نیچا کر دیا سمیدہ قامت بتانے لگے ناچ بارگاہون مین ہونے لگا دریا بھی فرط خوشی سے موج مین آیا مستونکی طرح سے جھوم کر لہرایا حباب چشم تماشاے بحر خیر مین دوبے تھے اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر بدیدہ حیرت یہ سیر دیکھتے تھے فرط مستی و مسرت سے دریا بھی بلبلا نکلا تھا حباب نہ تھے بحر کے دل کا حوصلہ نکلا تھا سمگر کے مہمان ہونے سے آبرو پائی تھی ہر ایک صدف ہر نثار گوہر آبدار لائی تھی کہ **مولفہ**

سب جو تھا معشوقون کا ازدحام
تماشائی تھے اس جگہ خاص و عام

لب آب تھین بارگاہین کھڑی
چمک جنکے قبون کی گردون پہ تھی

کھین جھاڑ روشن تھے بلور کے
کھین گیند لٹکے ہوے نور کے

پڑے اس طرح تیرتے تھے کنول
شگفتہ ہو پانی مین جیسے کنول

ستارون کا جو عکس پانی مین تھا
نظر دیکھ تھین گردون نے آنکھین بچھا

طوالع قمر طلعت در شک حور
گلے نور کے صورتین رشک نور

لیے ساز ہاتھون مین سب خوبرو
کھڑی تھین صف بہ صف برلب آب جو

بجاتی تھین قانون دبین و رباب
ہر ایک جوش مستی سے تھی بے حجاب

جوانی کا عالم بندھی گا تیان
بھری ہوئی سینون مین چھاتیان

دم رقص جل پھر وہ آفت کی تھی
کہ ہیبت تھی دامن مین انکے چھپی

کبھی تاج ان کا جو یاد آئے گا
تو پانی سے طوفان ہو گا بپا

ہر ایک مور پنکھی جواہر جڑی
بڑی ہر طرف بحر مین تیرتی

سوار انپہ شہزادیان خوب رو
سمن بر گل اندام و با آب رو

لیے ماہتین ڈانڈ رشک بلور
کہ شیدائی جو جنکے قامت پہ حور

مگر جہرے عمدہ نزاکت بھرے
کہ مے دونون ہاتھون مین انکی پڑے

وہ پہنے ہوے لنگے زربفت کے
کہ لنگے تھے جو اطلس چرخ سے

لگے گھنگھرو ڈانڈون مین تھے پرنوا
جو جھم جھم کی کھینے مین دینے صدا

اسک کر یہ گاتی تھین وہ بار بار
کہ مسیان لگا دے میرا بیڑا پار

جب دو پہر رات کے قریب زمانہ گذرا ملکہ بران نے خوان برالوان نعمتہاے گوناگون سے ملا کر کے
روانہ کیے اس تمل کہ روشن چوکی آگے بجتی سنتے چھرکا ڈکرتے کہ گرد و غبار کھانے میں نہ پڑے تو رے
پوش کشتیون پر پڑے کسنے خوانونپر کسے بسادل وجوبدار آگے آگے اہتمام کرتے کہ منظر بد سے
طعام محفوظ رہے ملکہ کی مہر ہر خوانونپر کی ہوئی اب خاصے کی ہر ایک صراحی برف کی جھلی اسی
اہتمام انتظام سے بکادل ساتھ بہنگیون پر منقلہاے آتشین لدی پتلیان دم پر لگاے جواہر کے
ظروف بار کرلے باغ مین لاے دسترخوان دیباے رومی گستردہ کیا میرزان نے دست بستہ
خواجہ کو لاکر بٹھایا عرض کیا کہ ملکہ نے کہا ہے یہ کھانا گو کہ آپ کے لائق نہین اور کچھ تکلف بھی نہین کیا گیا
جمجہ آش تیار تھا وہی نان خشک کے ہمراہ بھیجا ہے اگر اداش کیجیگا باعث میرے فخر کا ہوگا اور آج
تو تنہا نوش فرمائیے انشاءاللہ کل اس میزبان غریب کے جو کچھ نان جوین ممکن ہوگی قبول کیجیگا ایک
قسم ہے خدا کی کچھ تکلف کو راہ نہ دیجیگا عمر نے کہا کہ مجکو بتا تی ہین مین بیچارہ مرد غریب ما من لالو
کب ہون یہ سب انکی مسافر نوازی ہے کہ بیت از جرعہ تو خاک نمین قدر لعل یافت بیچارہ ما کہ
پیش تو از خاک کمتریم ہ بلکہ میری طرف سے عرض کردینا کہ بموجب ا بیات

بازآے ساقیا کہ ہوا خواہ خدمتم	مشتاق بندگی و دعاگوی دولتم
من گر وطن سفر نہ کنم بہر خویش	در عشق دیدن تو ہوا خواہ خویشتم

حاصل مرام بعد سفرہ گستری طعام لذیذ و خوشگوار [illegible] زیر نے آفتابہ اٹھا کر طشت زرین و
ابریق جواہرین سے ہاتھ دھلایا آپ سر پر مروحہ جنبانی کرنے لگا اور خواجہ نے خاصہ نوش فرمایا
یکا دل اور دارروغہ باورچی خانے کو بعد کھانہ کھانے کے کئی ہزار روپیہ زنبیل سے نکالکر انعام
دیا لیکن سینہ مین ہلنے لگا کہ یہ کیا فیاضی کی چندے مین ایسی بخشش محتاج کردیگی غرض دسترخوان
سر مہا خواجہ نے وزیر کو بسبیل خدمت گزاری بھر خلعت دیا سواری حاضر ہوئی سوار ہو کر دریا کیطرف
سیر رخ کیا وزیر نے وہی تمل جو سابق مین ذکر ہوا ہمراہ سواری کردیا اور آپ خدمت ملکہ مین گیا
تقریر عمر گذارش کی اور حال عجائبات دکھانے خواجہ کا یعنے خلعت دینا اور غائب ہوجانا اور
سامان کردن جو کچھ اول سے اسوقت تک دیکھا بیان کیا بران نے کہا عمر کے پاس زنبیل اور
گلیم ایسی چیز سے نادرہ ہین ان باتون کا اس سے سرزد ہونا کچھ تعجب نہین

تہ و کرنا بیجا ہے یہ گفتگو کر رہی تھی کہ دیو بیداد یان نامہ کوکب لائین ملکہ نے بعد ادائے مراسم
پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند آج تمام ناظمان طلسم اور حاکمان در بند و کوہ صحرا وغیرہ ہر ایک کو پروانے
بھیجکر صبح تک تمہاری خدمت مین وہ سب حاضر ہو جائین انکو ہمراہ لیجانا اور خواجہ کی ملاقات
کرانا ہر ایک سے نذر دلوانا اور اپنے گھر مین جو آتا ہے اس سے تکلف نہین کرتی یہ نہ جانتا کہ مین شہزادی
ہون اور عمر ایک شاطر ہے عمر کی وہ قدر منزلت کرتا کہ اسکے سامنے کنیز بنجانا کیونکہ عمر وہ شخص ہے
کہ جسکو چاہے شاہزادی بنا دے وہ تاج بخش شاہان ہے دیکھو مہرخ کو اسنے بادشاہ بنا دیا اور دیکھو
افراسیاب کا مدمقابل ٹھہرا دیا پس خبردار وہ امر نہ کرنا جس سے ہم ناخوش ہون کوئی دقیقہ
اسکی تعظیم فروگذاشت نہو یہ نامہ پڑھکر ملکہ نے جواب لکھا کہ اے پدر بزرگوار مین جب سے ایکی کنیز ہو لی
ہی خواجہ کی انشا اللہ جیسا حضور نے تحریر کیا ہے اس سے بڑھکر مین کیا لاونگی یہ عرضی نامہ داروغہ
کو دیکر رخصت کیا اور حکم دیا کہ دریا کے کنارے آتشبازی نصب کیجاوے اور ہماری سواری بھی
تیار ہے کہ قریب صبح خواجہ لیتے جائینگے یہ کہکر منشیون کو یاد فرمایا اور انسے ارشاد کیا کہ نامے
شاہان طلسم کو اور پروانے عالمون کو شتے مالکان در بند حسب الطلب ترقیم کرو مضمون یہ ہو
کہ تم سب بنا بر حکم ہمارے اور بادشاہ طلسم کے اسیوقت بجاہ وحشم تمام مع ملازم و خدام کے حاضر ہو
اور ہمارے ہمراہ چلکر شاہ عیاران کو نذر دو اور استقبال کرتے قلعہ مین لاؤ اس امر مین تاکید
اکید اور قدغن مزید سمجھو جو کوئی تعمیل حکم نہ کریگا معتوب درگاہ سلطانی اور معتوب نگاہ خسروی
ہوگا دبیران عطارد تدبیر نے بموجب فرمان ملکہ طلسم فرمان واجب الاذعان اور توقیع رفیع جہان
مطاع و عالم مطیع تسطیر کیے ملکہ نے مہر اپنی ثبت فرماکر کچھ ساحرون اور کچھ تیلون کو کچھ پریزادان طلسم
جہان جسکے ہاتھ بھیجنے کا موقع مناسب جانا روانہ فرمائے اور بنا بر ارشاد آتشبازان صنعت پروین از
آتشبازی جو روز سامنے ملکہ کے چھوٹتی تھی وہ لیکر لیکر اور جلد جلد کچھ اور اپنی چابکدستی سے تیار
کرکے وزیر کے ہمراہ روانہ ہوے اور کنارے دریا کے کوسون تک چرخیان گاڑدین اور
تہتابین بانسون مین باندھکر نصب کین قلعہ آتشبازی ایک طرف ایستادہ ہوا سروکا درخت
تھا مین گاڑدیو آتشبازی اور تیار اکمین نصب کیا چنانچہ تفصیل اسکی کیا کیجاوے ہر جگہ مناسب و بہتر
درستی کرکے انتظار کرتے تھے کہ یکایک خواجہ بحری پر سوار ہوے جلد تمام بجنے لگا دریا

حکم آتشباری چھوڑنے کا دیا آتشبازون نے گلہائے آتشبازی سے دریا کو رشک گلزار بنا دیا کرایات

ہوئی روشنی ایسی مہتاب کی — رخ مہ پہ پھیلنے ہوائی لگی
لب آب چھوٹین جو وان چرخیان — طیان ابر دریا مین تھین بجلیان
ہوے پھول ہر رنگ کے آشکار — فلک جنکی نسرین گلیون پر نثار
جو یاوان کی گردش کا آتا ہے حال — تو چکراتا ہے چرخ اب تک کمال
انارون سے پون گل ہوے آشکار — کرائی گلستان مین فصل بہار
فلک سے برسنے لگا آب زر — زمین سے پیدا ہوے زرین شجر
کہین سرو آتش ہوا شعلہ بار — کہین رقص طاؤس زر کی بہار
ہوائی ہوا پر لگی چھوٹنے — فلک پر سے تارے لگے ٹوٹنے
ہوئی پھلجھری اس طرح گلفشان — لب بحر تھا تختۂ گلستان
زمین اس طرح سے ہوئی شعلہ رو — جدھر دیکھیے نور تھا جلوہ گر
ہوا ایسا شرمندہ اُس نور سے — نہین شعلہ اُٹھتا ہے اب طور سے

ہر ایک بجرے اور کشتیون پر ناچ ہونے لگا جلتر تک بجنے لگا دور شراب ارغوانی شروع ہوا سورنگی عمرو کی دریا مین ہر سمت پھرنے لگی یہ تو سیر دریا مین معروف ہوے مگر شاہ کوکب نے دربار آراستہ کرنیکی خانہ مین جاکے ایک تپلا بصورت عمر ماش کے آٹے کا بنایا اور ہر بجرے کا اُسمین بٹھایا کہ اُسکو سمجھا کر لباس فاخرہ پہنا کر تخت زرین پر بٹھایا اور سر حد دوم طلسم پر ایک باغ ہے کہ جواہر باغ اُسکا نام ہے وہان بھیجدیا وہ تپلا اُس باغ کی بارہ دری مین پہونچکر تخت پر جلوہ گر ہوا تھا کہ ٹکڑہ چھوترہ کا محمود کو جو عمر سے جدا کیے چلا تھا اُسی باغ مین لایا اور زمین پر اُترا محمود اُسپر سے اُتری وہ چھوترہ غائب ہو گیا یہ آگے چلی باغ نہایت پر بہار دیکھا ہر روش کو ہر روش عمدہ و قلعدار دیکھا غنچہ و گل دس بیس نہین ہزار دو ہزار سو سن وہ زبان کا کیا شمار گل ہزارہ اور صد برگ بیشمار عنادل ہر سر شاخسار نغمہ زن کہین بہار سمن و نسترن یہ کیفیت اُس باغ دیکھتی ہوئی بارہ دری کے برابر آئی وہ بھی بے نظیر نظر آئی جواہر اُسکی جا بجا دیواری مین جڑی گیا تھا اور موتیون کو جھجھریون مین لٹکایا تھا روزن جھجھری کا چشم معشوق سے بہتر تھا موتی کے لٹکنے سے موتی آنکھ

مین بھرے تھے نہین سنبن ہر روزن لبسان دہان پر گرتھا پردہ ہاے زنبوری پڑے تھے سراسر
جواہر دودی کے تھے **محمود** نے پردہ اُٹھایا **عمر** کو تخت جواہرین پر جلوہ گر پایا شادان و فرحان آگے
بڑھی وہ تپلا بھی تخت سے اُٹھا اور یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ **بیت** بیا بیا کہ دل و جان من فدات تو باد ہ
سر کہ بر تن من ہست خاکپاے تو باد ہ دونون بغلگیر ہوے اور جا کر تخت پر بیٹھے **محمود** بولی کہ **خواجہ** آپنے
ہماری خبر دو دن تک نہ لی تپلے نے کہا مصلحت یہی تھی اسنے کہا پھر یہ فرمایے کہ بادشاہ سے یہانکے
ملاقات ہوئی تپلے نے جواب دیا کہ ابھی نہین مگر استقبال کراکے مجکو یہان فروکش کرایا ہے اور
مدد دینے کو وعدہ فرمایا ہے اب ہم تم یہان رہین اور بنظر بفضل کردگار رکھین دیکھین کہ خدا
کیا سامان کرتا ہے اور پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے کہ **شعر** آخراز غیب دری بر رخ ما نگشاید ہ
دیگران گر نگشاید بہ پسند خدا نگشاید **محمود** اُس تپلے کو **عمر** سمجھکے اُس باغ مین فروکش ہوئی اور یہان
عمر مصروف عیش و راحت ہے ہر طرح لب دریا سامان گشاط ہے طلسم عیش فرحت و انبساط ہی خیال
مین ہے کہ جب ملکہ **مہران** سے ملاقات ہوگی تو حال **محمود** کا پوچھونگا اور سعی کرکے بلواؤنگا فی الجملہ
جب آتشبازی چھوٹ چکی اور سیر دریا کر چکے اُسوقت خواجہ کو کردگار پر واز اُسی باغ مین لائے اور
بالاے بام سندر پر بٹھایا پچھلی رات باقی تھی رقاصون نے بھاگ گایا سماں بندھ گیا حمام متواتر
پیے دماغ گرم ہوا تو اس راگ و رنگ مین مشغول ہوے تھے مگر فلک شعبدہ باز نیا رنگ لایا نسیم نامی
و ملکہ **مہران** نے مالکان دربند کو بر سے طلب بھیجے تھے وہ تمام بادشاہ ہون اور ناظمان طلسم
کو پہونچے سب نے موجب حکم کے تیاری کی کشتیان جواہر اور گوہر کی بہر بندر بہراہ لین فوج کو حکم دیا کہ سلح
ہوکر ساتھ چلے آپ بھی پوشاک نفیس زیب جسم فرماکر سوار ایون پر سحر کی سوار ہوے اور
خدمت ملکہ مین حاضر ہونے لگے منجملہ اُن ناظمون کے ناظم کوہ **فولاد** کا حاکم **چرخ** روئین تن
نام ساحر ذی احترام کے پاس بھی جادو گریان فرستادہ ملکہ نامہ لائین **چرخ** ایوان
شاہی مین تخت حکمرانی پر جلوہ گر تھی اور سترہ سو ساحر دست ادب بستہ حاضر تھا شب کا
دربار تھا کرسی و دنگل پر ساکن فوج کا ہر سالار تھا گھنٹے اور ناقوس در ایوان بجے سیاول
دعا جب بیٹھے تھے جادو گریان نے عرض کرا بھیجا **چرخ** نے استقبال کراکے
طلبایا اور نامہ ملکہ لے کر آنکھون سے لگایا سر پر رکھا نثار کرایا اور نامہ داردن کو

مقام پر تر پڑھایا پھر نامہ وا کرکے پڑھا مضمون سے واقف ہوتے ہی رنگ چہرے کا تبدیل ہو گیا
نہایت غصہ آیا مگر براہ دوراندیشی ضبط کرکے نامہ داروں کو خلعت دیا اور عرض کیا کہ میں بھی آتا ہون
یہ کہکر انھین رخصت کیا جادوگر نیان تو چلی گئین لیکن اہل دربار نے اُسکو منغض دیکھکر باہم تمام
پوچھا کہ کیون حضور ایسا کچھ نامہ مین کیا لکھا تھا جسنے آئینہ خاطر بادشاہ مکدر کردیا اُس نے آنکھون
مین آنسو بھرکے زانو پر ہاتھ مارا اور کف افسوس ملکر کہا کہ کیا بتاؤن غضب ہو گیا طبقہ زمین طلسم
اُسکا چاہتا ہے دین پونے دو سو خداؤن کا مٹتا ہے وہ چور دغاباز مکار جنسے ساحرون کے
گھر بے چراغ کردیے ساربان زادہ دشمن ساحران راندۂ درگاہ خداوند لقا اُس طلسم مین
بھی آیا ہے ملکہ **تربان** نے سب ناظمون اُسنے نذر دینے کے لیے بلایا ہے ایسا رتبہ اُس نالائق
عمر کا کیا ہے کہ خود اُسکو لینے جائینگے رنڈی ناقص العقل مشہور ہے مگر شاہ **کوکب** کی عقل مین
بھی فتور ہے کہ اُس مکار کے مکر مین آگیا ہے اپنا ملک برباد کیا چاہتا ہے پہلے اُسکو جانور بنکر
اقراسیاب کے دام سحر سے ملکہ **تربان** اُٹھالائی تھی اب اُسکی یہ آبرو بڑھائی کہ جسکا حد و بیان
نہین مجکو افسوس آتا ہے کہ یہ سرکار بھی برباد گئی **بیت** سنیدم زآتش دل درد غم جانا نہ سوختہ
آنشنے بود درین خانہ کہ کاشانہ بسوخت ؛ جسسے تو یہ کبھی نہوگا کہ ہم جائین اور سامنے اُس
مکار ہرزہ گرد کے گردن جھکائین ہمارا تو یہ ارادہ تھا کہ لشکر کشی کرکے **حمزہ** اور اوسکے
تمام لشکر کو قتل کرین اور اُن مسلمانون کو خانۂ کعبہ تک زندہ نہ رکھین بلکہ پردۂ دنیا سے نام اونکا مٹا
دنا بود کردین کہ جنھون نے خاندان ساحران برباد کردیا غرضکہ یہ کافر بہت کچھ بکا جھکا پھر ایک تدبیر
سوچکر حکم دیا کہ فوج ہماری تیاری کرے کیون کہ حکم حاکم مرگ مفاجات ہے مین جاؤن گا اور تمام
رفیق میرے تیار ہون دربار برخاست کیا جاے اُسکے کہنے بموجب سب مصروف درستی
سردانگی ہوے اور یہ خود بزور سحر غائب ہو گیا یہان **عمر** بیٹھا پانچ دیکھ رہا تھا کہ یہ آکر پہونچا اور ہرے
ہوا ٹھہرا سحر الیسا پڑھا کہ ہولے سرد چلی اور اسکی آنکھ بند ہو گئی **عمر** بھی تکیہ پر سر رکھکر سو گیا یہ ہوا سے
اُترا اور نیچے مین خواجہ کو دا بکرا اوڑا اور لیے ہوے سیدھا اپنے قلعہ مین آیا اور اپنے بھائی کو **فولاد**
رویین تن کہلاتا ہے بلاکر خواجہ کو دکھلایا اور کہا میری صلاح یہ ہے کہ تم فوج اور تمام
ملازمین کو اور کشتیان نذر کی لیکر خدمت ملکہ مین جاؤ اور میرا نام لینا کہ وہ بھی آتا ہے یہن

اُس دزد کو مخفی کر کے آؤنگا جب لوگ ڈھونڈھکر تھک جائینگے اور نہگامہ اُسکے گم ہونیکا فرو ہوگا
اُسوقت سراوسکا ٹکر خدمت شاہ جادوان مین مین لیجاؤنگا اور شاہ کوکب بھی آئندہ اُس کام
سے خوش ہوگا کہ اُس کا دین مین بچاتا ہون ابھی گو کہ یہ اُسکے نزدیک برائی ہے مگر آگے احسان
مانے گا بھائی نے اُسکے جواب دیا کہ اے برادر تمھارا چلنا خدمت ملک مین ضرور ہے کیونکہ باغ مین
لوگ ہوشیار ہوکر تلاشی اس دزد کے ہونگے اُسوقت جو حاضر نہو گا ملک اسی پر گمان بدی کرینگا
کرینگی پس اُسکو بھی کہین چھپا دو اور میرے ساتھ چلو اسکو یہ رائے پسند آئی اور ایک صندوق
مین بند کر کے برابر ایوان شاہی کے ایک غار تھا اس مین عمر کو رکھا اور دہن غار لکڑیون سے ڈھانک
دیا اندر محل کے اسواسطے نہ رکھا کہ مبادا کوئی عورت یا خادمان محل مین سے کوئی اس صندوق کو کھولے
اور یہ مکار چھوٹ جاے تو پھر بڑی ہنسی لازم آئے اور فی الحال ہر ایک کو اس راز سے آگاہ کرنا مناسب
نہین ہوگا کہدیا جاے کہ یہ صندوق نہ کھولنا لہذا اسی جگہ چھپا دو پھر آکر سمجھ لینا عمر جس کہ وہان
صندوق رکھکر جا رہا تھا کہ چلے اُسوقت عمر کو ہوش آگیا کیونکہ جب یہ باغ سے خواجہ
کو لیکر چلا تو سحر بیہوشی سب پر سے اسنے دفع کر دیا سب وہان ہوشیار ہوگئے لیکن عمر صدمہ تموج ہوا سے
بیہوش رہا بکہ اسنے صندوق مین لٹایا جسم نے آرام پایا ہوش آیا اپنے تئین صندوق کے بند دیکھا
غل مچانا شروع کیا خضر نے آکر سر پڑا کھولا اور کہا کہ او غدار تو نے ساحران سامری عہد کو مار کر یہان
بھی قدم نحوست تیسم رکھا اور چاہتا ہے کہ دو بادشاہ بندگان مجید کو باہم لڑوا دے اور اس گھر کو بھی
برباد کرے اب بمقتضاے **ابیات**

توبہ تقصیر خود افتادی ازین در محرومی	از کہ می نالی و فریاد چرا میداری
ایدل خام طمع شرمے ازین قصہ بدار	کار ناکردہ چہ امید عطا میداری

عمر نے کہا بھائی میرا قصور کیا ہے اور تمھارا مینے کیا گناہ کیا ہے مین تمھارا مہمان عزیز ہون مجکو
گرفتار کرنا کیسا واجب کہ **بیت** منم غریب دیدیِ تو نی غریب نواز ؛ دمی بحال عریب و باخود پرداز ؛
اسنے کہا نام میرا چرخ رویین تن ہے ملازم بادشاہ ہون نہین چاہتا کہ یہ سرکار برباد
ہو جاے اسی قصور پر تجکو لایا ہون کہ تو کیون یہان آیا ہے عمر نے کہا اگر تو ملازم شاہی ہے
تو بڑا ننگ حرام ہے کہ خلاف مزاج بادشاہ کام کرتا ہے کہ **بیت** خلافِ رای سلطان رای جستن ؛

بخون خویش بابد دست شستن ۔ اگر تجکو روپیہ کی ضرورت ہو مجھ سے لے اگر معشوق خوبصورت چاہیے
ہو وہ بھی حاضر ہے زنانہ کی چیز مین تجکو دے سکتا ہون اور علاوہ اسکے سمجھنا چاہیے کہ اگر تمھارا
بادشاہ ہماری مدد کریگا دنیا مین کیسی نامودی تم لوگون کی ہوگی کہ ملازمان **کوکب** نے کیا جوانمردی
کی ادنی کو اعلی کیا اُس شخص کو ملا جسکو ترک فلک بھی مغلوب نہ کر سکا تھا بس آدمی کو
نام ہی چاہیے کہ **ملیت** خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر ۔ نشان رہتا نہین ہے نام رہجاتا ہے
انسان کا ۔ تجکو چاہیے کہ مجکو چھوڑ دے اور اس فراق مین نہ پڑ نہین بچیگا مین وزیر اعظم حمزہ
ہون وہ **حمزہ** جو لقا کو بھگاتے پھرتے ہین اگر میرا ایک رویان بھی میلا ہوا تو نہین معلوم حمزہ
تیرا کیا حال کرینگے تیری ذریات کو بھی باقی نہ رکھین خلاصہ کلام عمر نے کبھی لاپچ دیا اور کبھی دھمکایا
کہ یہ مجھکو کسی طرح چھوڑ دے مگر وہ رحیم نہ ہوا اور بولا کہ اے وزیر مین تیرے دم مین نہ آؤنگا صبح قریب
ہے ملکہ پاس ہو آؤن تو تجکو راہ عدم دکھاؤن یہ کہکر خواجہ کو صندوق مین بند کرکے ایسا سحر پڑھا
کہ سلا جسم بیجان ہو گیا صندوق کو مستحکم کرکے اُسی جگہ رکھکر آپ مع اپنے بھائی کے خدمت ملکہ مین روانہ
ہوا اس اثنا مین ساحر چرخ نے صندوق مشرق سے جواہر جابتاب کو نکال کر فروغ
بخش افلاک کیا اور ظلمت شب کو خار عدم مین مخفی فرمایا کر **نظم**

چو اندر گذشت آن شب و گشت روز	بتابید خورشید گیتی فروز
ہمہ تاج بر تاج بر سر نہاد	از و خادر و ہا خنک گشت شاد

قریب سحر باغ مین ملازمان ملکہ کی آنکھ کھلی عمر کو نہ پایا ہر سمت تلاش کیا کہین پتا نہ لگا نالان و گریان
خدمت بران مین حاضر ہوے ملکہ سوار ہو کر کنارے دریا کے بارگاہ مین داخل ہو چکی تھی سردار
و ناظم ممالک جمع ہوتے جاتے تھے عمر کے استقبال کی تیاری تھی کہ ملازم گئے اور عرض پیرا ہوے کہ حضور
خواجہ سلامت کو کوئی لیگیا یا کچھ اُنکے مزاج کے خلاف گذرا کہ وہ خود تشریف لے گئے یہان کہین
تشریف فرما نہین ہین **بران** نے کہا خواجہ ہمارے یہان مدد طلب کرنے آئے تھے ہمنے بظاہر تو کوئی
برائی نہین کی جو وہ ناراض ہوتے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دست **افراسیاب** کا یہان رہتا
ہے قابو پاکر پکڑ لیگیا ہے خیر معلوم ہو جائیگا یہ گفتگو ہی تھی کہ **فولاد چہر** خ دولان
چمبیل تمام داخل ہوے ملکہ کو تسلیم کی پھر پوچھا کہ یہ کسکی تلاش ہو رہی ہے **بران** نے کہا شاہ عیاران

تاج بخش شاہان تشریف لائے تھے گم ہو گئے ہین چرخ نے جواب دیا کہ کوئی ساحر افراسیاب کا یہان آکر لیگیا ہوگا ملکہ نے کہا چہ خوش افراسیاب کا ساحر یہان آتا اور ہمکو خبر ہوتی راہ طلسم کیونکر ملے ہوتی بغیر حکم ہمارے کوئی دانڈے پر تو آنہین سکتا نہ کہ موتی باغ مین سے خواجہ کو لیجاتا اُسنے عرض کیا تو عمر آپ ہی کہین چھپ رہا ہے یقین ہے کہ شکل طلسم ہوشربا یہان بھی عدد مچا سے ملکہ نے فرمایا کہ وہ مہان عزیز ہے اُسکی ذات سے یہ امید مجکو نہین کہ بُرائی کرے یہ کہکر ایک عرضی مشتمل بر واقعات گم ہونے عمر کے کوکب کو لکھی ہرکارے طلسم کی خدمت اقدس مین لیگئے اور عرضی پہونچائی کوکب از بسکہ روشنضمیر اسیوجہ سے کہلاتا ہے کہ واقعات طلسمات پر اُسکو آگاہی ہوتی ہے مگر اس صورت مین اگر پہلے سے غور کرے اور اگر غفلت مین کوئی کام کرجاے تو جب یہ پوجا وغیرہ کرکے دریافت کرے اُسوقت ظاہر ہوا سوقت جو خواجہ کے گم ہونے کا حال عرضی مین پڑھا سا حرون سے کہا پہلے طلسم مین تلاش کرو پھر مین کوہ آنہیر جاکر مراقبہ کرکے تبلا دونگا لوگون نے کہا حضور شاہ طلسم ہوشربا کا کوئی رفیق آکر لیگیا ہوگا کوکب نے سنکر جواب دیا کہ بچون کی طرح باتین نکرو وہان کا ساحر آتا اور ہمکو خبر ہوتی عرضکہ بجواب عریضہ برآن تحریر کیا کہ خلیہ تلاش کرو ملکہ نے نامہ بڑھکر طائران سحر اور پریزادان طلسم و ساحران نامی اور قبیلے وغیرہ ہر سمت طلسم مین روانہ کیے کہ وہ سب پھیل گئے اور حرش وغیرہ وکوہ و دشت و بحر و بر چھاننے لگے ملک و دہ بدہ پھرنے لگے اور سبت سے بروسے ہوا اوڑ کر ڈھونڈھتے تھے تھوڑے مچھلیان بنکر دریاؤن مین غوطہ لگائے سراغ رسانی چاہتے تھے جب اس طرح کی تلاش ہونے لگی چرخ کو تردد ہوا اور جکرایا کہ ایک تو بادشاہ روشنضمیر ہے دوسرے حد کی تلاش ہو رہی ہے اس صورت مین عمر کا پوشیدہ رہنا غیر ممکن ہے مجکو امید نہ تھی کہ ایسی تلاش ہوگی ابلازم ہے کہ یہان سے جاکر اُسکو مار ڈالون کہ مرغ سر بریدہ بانگ نمیدہد اگر لعبد کو اپنا نام بھی ظاہر ہوگا تو کہدیگا کہ نوبہ جوش حرارت مذہب اور ازراہ دولت خواہی بادشاہ ایسا کیا یقین ہے کہ بادشاہ انجام کار ہوکر سزا دہی سے باز رہے اور اگر ایسا نہوگا تو جلاے وطن کرنا شاہ افراسیاب پاس جا بانا ہوگا کچھ سوچکر ملکہ سے کہا مین ایک کام رکھتا ہون بھائی کو بھی لیجاتا ہون دم بھر مین حاضر ہونگا اور اپنے ملک مین خواجہ کو تلاش بھی کرونگا ملکہ کو اسکی گفتگو سے تشفی بدی کا گمان تھا لیکن افسوس

اضطراب تھا اسکو احازت دی یہ سب اپنے بھائی کے روانہ ہوا فوج کو یہین چھوڑا مگر ادھر کا حال سنیے
کہ جہان عمر صندوق مین بند تھا وہان بیرون قلعہ سے **ہوشیار جادو** نام ایک چور نے نقب لگائی
تھی اور اُسی غار مین مہرۂ نقب رکھا تھا کہ یہان سے محل بادشاہی قریب ہے چوری کرون گا اور اگر
کچھ نبگا سہ ہوگا تو اسی غار مین سے چھپکر نکلجاؤنگا چنانچہ لیکر چلے جانے چرخ کے وہ چور براہ نقب غار
مین آیا یہان صندوق رکھا دیکھا دل مین سوچا دوسرا چور شاید یہان آیا تھا مال اپنا رکھ گیا ہے مجکو
خوب ملا چور کے گھر مین مور مٹیا چرائے کوئی اور ملے کسکو سچ ہے **موجب بیت** سبب میرس کہ چرخ
ارسفلہ پرور شد ہ کار ہا بکشتے اور اسباب بے سببی ست ہ عرض لایح مین آکر اُس صندوق کے قفل
کو توڑا اور پٹرا کھولا عمر بصورت اصل اُسمین پڑا تھا لباس پر زر پہنے تھا چور ڈر گیا کہ معلوم ہوتا ہے
یہ کوئی بلا ہے عمر نے اسکو خائف دیکھکر زبان بشکین کہا کہ اے محو حیرت تو کچھ خوف نکر مین آدمی
ہون محکو ایک ساحر بند کرکے چلا گیا چور نے کہا پھر کیا چاہتے ہو کہا مجھے اپنے سحر سے چھڑا دو تو اپنی
حقیقت بیان کرون میرے جسم مین طاقت نہین ہو اُٹھون چور کے پاس غسل جمشیدی کا پانی ہے
کہ میسر وہ چھڑکتا ہے سحر اُسپر سے اُتر جاتا ہے وہی پانی اُسنے چھڑکا عمر پر سے سحر اتر گیا صندوق
مین سے نکلا اور حسب کرکے دہن غار پر آیا جال مار کر صندوق بھی لیتا آیا چور یہ حالت دیکھکر حیران ہوا
اور غار سے نکلکر بولا کہ یار تمھارا نام کیا ہے تم بھی چور معلوم ہوتے ہو آنکھ تمھاری کہے دیتی ہے عمر نے
کہا برادر جو ہم وہ تم اور زنبیل سے ایک تاج نکالکر پہنا پھر اُس سے کہا یہ تاج تمھین دون گا اور مین ایسا
چور ہون کہ زمین کا دفینہ جانتا ہون اندھیرے سارا مال دیکھ لیتا ہون جہان رکھا ہو نکال لاؤن
بے کنڈ محل پر چڑھ جاؤن جہان ہو انجا سکے سماؤن چور نے کہا ہماری سنگت کروگے اُسنے کہا
ہان لیکن اب رات نہین ہے یہان سے نکل چلو پھر سمجھ لیا جائیگا چور نے کہا وہ صندوق تم نے کیا کیا
جواب دیا کہ غائب کر دیا اور ہم بھی ہو جاتے ہین یہ کہکر گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا چور کے حواس بجا نہ رہے
اور سوچا کہ ایسے کے نزدیک مال لے آنا کتنی بڑی بات ہے کہ جب چاہے غائب ہو کر رات کیسی دن
ہی کو اُٹھا لائے یہ جانکر پکارا کہ بھائی کہان ہو اب ظاہر ہو معلوم ہوا کہ تم بڑے چور ہو عمر
ظاہر ہوا اور کہا برادر تمھارا نام کیا ہے اُسنے کہا ہوشیار جادو عمر نے کہا ہمارا نام ہے
عمر عیار پستا تھا کہ چور کی نکل گئی اور گھبرایا کہ عمر عیار کا بہت بڑا رتبہ ہے تمام طلسم مین

اُسکی آمد کا علقلہ ہے تو نے ناحق اسکو رہا کیا عمر نے اُسکو بدحواس دیکھکر کہا گھبراؤ نہین ہمسے چرخ نے برائی کی ہے ہم اُسکو مار کر تمھین یہانکا حاکم کرینگے چور قدم پر گرا عمر نے کہا میری تلاش مین چرخ یہان آئیگا اس غار مین مال جو کچھ رکھا ہو لے آؤ اور مجھے دے دو پھر آگے بڑھکر لینا بلکہ جو تمھارے پاس ہو وہ بھی دے دو کہ مین غائب کردون تمھارے کام آئیگا چور نے جو کچھ مال تھا اسکو دیدیا اُسنے لیکر زنبیل مین رکھا پھر نقب مین کود کر دونون قلعہ کے باہر نکلے ازبسکہ صبح ہو چلی تھی قلعہ سے دھولی نکلکر گھاٹ پر جاتے تھے اُن مین سے ایک دھولی اکیلا پیچھے رہگیا تھا عمر نے اُسکے برابر جاکر جھاب ہیوشی ہلا اُسکو بیہوش کرکے چور سے کہا بیل اور لادی لیکر تم چلے جاؤ مین کہین چھپ رہو مین تلاش کرلونگا چور بیل لیکر چلا گیا اور عمر نے اُس دھولی کو اپنی ایسی صورت بنایا لباس پر زر اپنا پہنایا اور آپ ساحر کی ایسی صورت بنکر اُس گاذر کو لیکر چلا اُدھر سے چرخ اور بھائی اُسکا ارادہ قتل عمر آتے تھے راہ مین ملاقات ہوئی عمر نے سلام کیا اور کہا یہ شخص قلعہ سے نکلکر بھاگا تھا مین نے چور سمجھکر پکڑا ہے اُنھون نے اُسکے کہنے سے جو دیکھا تو عمر کو پایا بہت خوش ہوے اور سمجھے کہ یہ کسی وجہ سے چھوٹ کر بھاگا ہوگا اسکے ہاتھ لگ گیا خوب ہوا سامری نے خیر کی یہ جانا تو نہین معلوم کیا ہوتا غرضکہ عمر سے کہا تو نے بڑا کام کیا ہماری جان بچالی تیرا نام کیا ہے کہا **مکار جادو** نام پوچھکر بھائی کو بھیجا کہ جاکر غار مین دیکھ آؤ وہ گیا وہان صندوق بھی بنا پایا آکر بیان کیا کہ غار مین کوئی نہین لیکن یقین واثق ہوا کہ بیشک عمر بھاگا ہوگا اس ساحر نے پکڑا ہے بس اُس ساحر سے کہا اس گاذر کو زمین پر ڈالدے کہ ہم سر کاٹین اُسنے اُس گاذر کو ڈالدیا یہ دونون خنجر کھینچکر چلے عمر نے پشت کی طرف سے کندھاری دونون کی گردن پھنسی یا تو آگے بڑھے تھے مگر گھبرا کر پھرے تھے کہ منھ پر سفیدہ ہاے بیہوشی پڑے دونون بیہوش ہوگئے عمر نے خنجر سے **فولاد** کا سر کاٹنا چاہا وہ روئین تن تھا اسنے زنبیل سے ایک پتھر نکال کر نیچے سر کے رکھا اور منھ پر اجناب داؤد کا لیکر سر پر مارا کہ سر پھٹ کر بھیجا پاش پاش ہوگیا غل و شور تاریکی ہوگئی عمر سمجھا کہ ایسا نہو کہ قلعہ کے ساحر نے ساحر غل سُنکر دوڑین اسوجہ سے بسبب جلدی کے چرخ کو زنبیل مین ڈال کر بھاگا اور غل سُنکر جو چھپا تھا دور کر آیا عمر اُس سے ملا وہ یہ حال دیکھکر بہت ڈرا اور حیران ہوا بعد خوشامد کے اُسنے عرض کیا کہ میرے گھر چلیے عمر اُسکے ساتھ اُسکے گھر آیا

ایک گانون ویران سا تھا اُس مین مکان کچا بنا تھا مگر لپا تھا چور نے لاکر فرش بچھایا اور عمر کو وہان بٹھایا
شراب و کباب موجود کیا یہ تو یہان عمر سے مگر ملازم **بران** کے ہر طرف دوڑ بھاگ کر
خدمت ملکہ مین گئے اور عرض کیا کہ ہمین کہین پتا نہ لگا ملکہ نے اپنے باپ کو لشکر بھیجا **کوکب** نے جب
سُنا کہ عمر نہین ملا بزور سحر غائب ہوگیا اور کوہ بلور اس طلسم مین ہے تجانہ بنا ہے بادشاہ اُسکی پرستش
کرتا ہے اُس تجانہ مین جاکر ایک تپلا جو بلور کا ہے اور سخت طلا پر متمکن ہے اُسکو سجدہ کیا اور پوچھا کہ عمر
کا حال تپلا بیٹھا وہ کہان ہے وہ تپلا یہ سُنکر غائب ہوگیا بعد لحہ حیر کے آیا اور گویا ہوا کہ عمر چور کے
گھر مین اُس گانون مین ہے اور **جرح** کے لیے جانے کا حال اور اُسکو زنبیل رکھ لینا اور اُسکے
بھائی کو مارڈالنا سب بیان کردیا **کوکب** سارا ماجرا سُنکر وہان سے اپنی جگہ پر آیا اور **بران** کو
نامہ لکھا کہ عمر نے ایسا کچھ کیا اب **ہوشیار** چور کے مکان مین ہے تم وزیر کو بھیجکر ہمارا ایک باغ اُس
والی مین ہے اُسی باغ مین خواجہ کو پہونچوا دو کہ کسیطرح کی تکلیف نہو پھر تم مالکان درمسد وغیرہ
کو ہمراہ لیجا کر جمل تمام استقبال کرکے لاؤ **بران** کو جب یہ نامہ پہونچا اُسنے اسیوقت وزیر کو
روانہ کیا **ہوشیار** کے مکان پر آیا اور عمر سے ملا ملکہ سے زبانی **کوکب** کے جو کچھ سُنا تھا
عرض کیا کہ خواجہ آپکے غائب ہوجانے سے بڑا متردد تھا شکر خدا کا کہ آپ کا حال معلوم ہوا اب
آپ میرے ساتھ چلیے ملکہ بھی آیا چاہتی ہین کچھ دیر باغ مین آرام فرمایئے یہ کہکر تخت پر سوار کیا
اور لیکر چلا چور بھی ساتھ ہولیا اُسی باغ مین جسکا پتا **کوکب** نے دیا ہے وزیر لایا یہ باغ بھی جنت
نظیر تھا نہایت دلپذیر تھا گلہاے خوشنما اور میوون سے بھرا سراسر ہرا بھرا ہر جگہ تعریف کرنے
حوض تا تمامی فقرہ ہے مختصر بیان اچھا ہے پس اس باغ کی باردہ دری مین عمر کو فروکش کیا ملازم خدمت
مقرر ہوے سامان عشرت پرا حاضر کیا پھر باغ کے داروغہ کو تاکید اکید ہر خدمتگاری کی کہ خبردار کوئی
تکلیف خواجہ کو نہو عرض صحبت کچھ انتظام کرکے وزیر خوش خبر ملکہ پاس پھر آیا ملکہ نے کشتیان
تحفہ و ہدیہ پیشکش کرنیکی تیار کرائین بادشاہان دربند کو حکم دیا کہ جب سب جمع ہولین تو مجکو خبر کرنا کہ سوار
ہوکر خواجہ کو لینے جاؤن گی چنانچہ یہ سامان استقبال اور داخلہ خواجہ کا قلمبند رنگ مین آئندہ
عرض کرونگا مگر اب حال **مہرخ** کے لشکر کا سُنیے کہ **برق** عیار ہمراہ جلاد و گرنیون کے جو نائبہ حیرت
لیکر چلی تھین روانہ ہوا تھا جادو گر بنا ہوا وہ پیچھے زمین پر نگاہ سے مخفی دور تا جاتا تھا جب کچھ دور

نکل گئین اُن مین سے ایک کو پیشاب کرنیکی ضرورت ہوئی زمین پر دونون اترین ایک درہ کوہ مین رفع احتیاج کو گئی اور دوسری ٹھہری رہی برق سب جلد اُسکے پاس آیا اور کہا وہ دیکھیے آتے ہین ساحرہ حیران ہوئی کہ کون آتے ہین مگر پھر کر دیکھنے لگی برق نے کمند ماری اُسنے ادھر مُنھ پھیرا اُسنے جاب بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش کر دیا اور جلدی اُسکے کپڑے اُتارے غار مین چھپا دیا اور اُسی جگہ آپ ٹھہر کر صورت اپنی شکل اُسکی شکل کے تبدیل کرنے لگا اس اثنا مین دوسری ساحرہ پیشاب کر کے آئی اور اپنی ساتھ والی کو ڈھونڈھنے لگی برق نے پانون کی آہٹ جو سُنی پکار کر کہا کہ بہن ادھر نہ آنا ٹھہرو مین آتی ہون یہ سُنکر وہ سمجھی کہ یہ بھی حاجت رفع کرتی ہوگی پس ایک جگہ بیٹھ گئی برق بخوبی تمام صورت بدل کر غار سے باہر نکلا اور اُسکے پاس آیا دونون اُٹھکر چلے وہ ساحرہ عازم ہوئی کہ اُتر کر چلون اُسنے کہا کہ اُٹھنے سے تمھارے تھک گئے اب پیدل چلو یا تم جاؤ مین آتی ہون وہ ساحرہ بخاطر اسکے پیدل چلی یہان تک کہ بعد قطع بعد راہ لشکر صنعت مین پہونچے دیکھا ساتھ لاکھ ساحران غدار کا مجمع ہے بازارین لگی ہین کٹورا کھنکتا ہے گرم بازاری ہے دلالون کی گفتگو خریدار و بیوپاری خوبرو سپاہیون کے بستر سے لگے ہین سوارون کے گھوڑے بندھے ہین لین اور تبیل مین کھما ضمی ہے بارگاہین بجساب مین خیمہ لاجواب ہین یہ دونون سیر کرتے بارگاہ صنعت کے قریب پہونچے صاحب دربان وہان حاضر تھے اُنھون نے جاکر آمد اُنکا عرض کیا صنعت نے دونونکو بلوایا اُنھون نے اندر جاکر دیکھا کہ تخت آراستہ ہے دنگلون پر ساحرہ بیٹھے ہین شیشہ آلات سے بارگاہ سجی ہے لگنے لگے ہین ملکہ تخت پر جلوہ گر ہے خلاصہ یہ کہ بڑا کروفر ہے اُنھون نے تجرا گاہ پر سے مجرا کیا صنعت نے اِن کو آگے طلب کر کے نامہ لیا تعظیم کر کے پڑھا مضمون سے واقف ہو کر جواب لکھا کہ میرا صندوقچہ سحر عیار چرا لیگیا تھا مین اُسکے لینے کو بارگاہ باغبان مین گئی تھی اور جلدی کے سبب سے آپ کی خدمت مین نہین پہونچی اب حاضر ہونگی لیکن تمھارا ہزادیون کو ایسی غفلت نچاہیے کہ عیار کے ہاتھ نامہ بھیجین مین اس عیار سے سمجھ لونگی آپ کو اطلاع کر دی کہ پھر ایسی غفلت نفرمایئے گا یہ لکھ کر اُس ساحرہ کو دیا اور خلعت دیکر رخصت کیا برق نے چاہا کہ مین بھی روانہ ہون اس سے کہا کہ تم آج ہمارے مہمان ہو کل چلے جانا برق اپنے دل مین خوش ہوا کہ ابدیا اس مالزادی کو کہان جاتی ہے اُسکے روکتے ہی ٹھہر گیا اُسنے کرسی بیٹھنے کو دی یہ بیٹھا اور وہ ساحرہ نامہ لیکر چلی اور خدمت حیرت

مین پہونچی جواب نامہ دیا تو حیرت نے پڑھا اُسوقت ساحر اور عیار بچہان پانچون حاضر تھین عیار کا نامہ دار کے ساتھ جانا سُنکر سب کو حیرت ہوئی اور کہا یہ عیار بے کلیجے ہین ایسے بہادر نہین دیکھے لیکن صنعت بھی آفت کی ہے اسنے بنگاہ اول پہچانا غرضکہ تاکید حیرت نے پھر لکھا کہ ای ملکہ تمنے خوب عیار کو پہچانا اَب اُس بدذات کو چھوڑنا نہین مار ہی ڈالنا یہ لکھکر طائر سحر کے گلے مین باندھکر بھیجا کہ جلد لیجائے طائر لیکر آن واحد مین صنعت پاس پہونچا اسنے نامہ لیکر پڑھا طائر کو دانہ کردیا یہان حیرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ وہ ساحرہ جسکی صورت بنکر عیار گیا ہے کہان ہے معلوم ہوا کہ غار مین ہے چنانچہ ساحر بھیجکر اُسکو غار سے اُٹھوا منگانا اتفاق سے ضرغام عیار ای ضرگی ہاگ مین حاضر تھا یہ سب خبرین دریافت کرکے مہرخ پاس آیا اور سارا ماجرا برق کی عیاری کا بیان کیا اس اثنا مین دو پتلے جو مہرخ نے برائے تحفظ برق ساتھ کردیے تھے آئے اور کہا حیرت صاحب اور صنعت پاس بیٹھے ہین مہرخ تو حال سن چکی تھی صنعت پہچان گئی ہے اور ضرغام نامہ آنیکا ماجرا بیان کرچکا تھا بس سمجھی کہ برق مبتلاے آفت ہوا یہ سمجھکر مہیار کو لشکر سپرد کیا اور آپ اُڑکر روانہ ہوئی لیکن اُدھر صنعت نے برق کو خلعت دیا اور ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا شہ و سوسا کرسی پر بیٹھا تھا دورہ جام شراب آغاز ہوا ملکہ نے اجازت کے حکم دیا کہ دربار برخاست ہوا برق کو شہ الیا کہا تم ہمکو شراب پلاؤ کیونکہ حیرت بھی تمھاری خاطر کرتی ہے ہمکو بھی مدارت تمھاری لازم ہے برق یہ سُنکر خوش ہوا کہ اب اسکی موت آئی اور عرض کیا کہ اے ملکہ جیسے ہم حیرت کے تابعدار ویسے ہی آپکے عرضکہ ساقی سے جام و صراحی لیکر شراب پلانے لگا پہلے جام تو سادہ دیا دوسرے مین لگاہ بچاکر بیہوشی ملائی اور دیے لگا صنعت ہنسی اور گویا ہوئی کہ یہ جام اس ساقی کو دیدو اسنے کہا آپ پیجیے مین اسکو اور دیتا ہون اُسنے کہا جو ہم کہتے ہین وہ کرو اسنے ناچار وہ جام ساقی کو دیا کہ وہ پیکر بیہوش ہوگیا صنعت نے اسکی جانب گھورا اور کہا کیون ہم نے تو تمھاری خاطر کی اور تمنے یہ بدذاتی کی ہے شرط کہ مار ڈالون برق سمجھا کہ یہ پہچان گئی چاہا کہ جست کرکے بھاگون مگر دیکھا تو زمین پاؤن پکڑے ہے ناچار کھڑا رہا اُسنے کہا کہ اب بتا کہ تیرا کیا حال کرون برق نے کہا تو اپنی خیر منا میرے اور بھائی خبر مار ڈالے تجکو بازنہ آئینگے اور مین چھوٹونگا تو لشکر مین تیرے آگ لگا دونگا صنعت نے اسکی سخت کلامی سے ناراض ہوکر قفس آہنی منگایا اور اُس مین

نید کرکے ساحرون کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اس تا عیار کو ملکہ حیرت پاس لیجاؤ میرا سلام بنیاز عرض کرنا اور کہنا مین منتظر ہون کہ عمر کوکب پاس گیا ہے اور مجکو کتابت خورشیدی سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوکب بڑی اسکی خاطر کی ہے اب لڑائی سمت بڑی ہوگی اسوقت مین بھی جنگ آغاز کرونگی آپ اس عیار کو جو چاہیے وہ بھیجیے یہ پیام دیکر نچیر روانہ کیا جادوگر نیان اور ساحر نہایت مندوبست سے چلے مگر مہر عمر جو اڑکر روانہ ہوئی تھی اسنے راہ مین انکو مع قفس پایا مگر قابو نہ ملا جو برق کو رہا کرتی آخر ساتھ ساتھ چلی مگر الگ الگ چھپی ہوئی ساحر بارگاہ حیرت مین پہونچے پیام صنعت بیان کیا اور نچیر دیا آپ پھر کر چلے آئے وہان صرصر موجود تھی برق کو دیکھکر ہنسی اور کہا آپ کا مزاج اچھا ہے برق نے کہا ہم قید مین ہین کل سب کو مزاج مزا بتا دینگے صرصر نے کہا آج بچ جاتا تو بہادر برق نے کہا آج حیرت کے ہاتھ جائیگی حیرت کو ان باتون سے غصہ آیا اور حکم دیا کہ اس کو نچیر سے نکالو ساحرون نے نچیر سے نکالا اسنے کہا جلاد کو بلاؤ جلاد از سکہ عیارون کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہین خوف کے مارے بلانے سے آتے نہین ملکہ نے جب غصہ سے بلایا ایک جلاد حاضر ہوا اور برق کو باہر بارگاہ کے لایا چبوترہ نکبت کا بنایا لوہا فلاکت کا بچھا کر برق کو بٹھایا حیرت نے سر اپنے بارگاہ کے اٹھوا دیے سامنے تخت پر بیٹھی رہی جلاد نے تینون حکم بوجھکر تیغہ تول کر جو ہاتھ مارون اسوقت ایک تھپڑ آکر جلاد پر پڑا کہ سر اسکا اڑ گیا کیون کہ جانسوز بہ شکل مبدل موجود تھا اسنے تیسرا جلاد کے مرنے کا تلغلہ جو ہوا حیرت نے حکم دیا کہ اور جلادون کو اور مجمع کو بٹھا دو کہ عیار انمین ملکر چلے آتے ہین ملازمین نے سبکو بٹھا دیا اسوقت حیرت نے ایک ساحر مہم جادو نام سے کہا کہ تم کہا کرتے تھے مین نے تلوار پر باڑھ رکھوائی ہے مسلمان ہے تو اسکو مار کر باڑھ کی آزمایش کرون اسوقت اس عیار پر آزماؤ مہم جادو یہ سنکر اٹھا اور تیغہ تولتا ہوا چلا برق سے کہا جو کچھ ہوس دل کی ہو نکال لے کہ پیمانہ عمر لبریز ہو گیا ہے برق نے جواب دیا کہ اے نابکار عمر تیری پوری ہو گئی ہمتو طلسم توڑینگے اور افراسیاب کو مار ینگے مہم کو غصہ آیا اور چاہا کہ تیغہ مارے وہان بصورت ساحر قران بھی حال گرفتاری برق سنکر آگیا تھا جیسے ہی اسنے ہاتھ اونچا کیا تھا کہ اسنے تاکر تیغہ مارا مانگون سے نکل گیا عمل و شور اسکے مرنے کا بلند ہوا ساحر بارگاہ سے اٹھکر دوڑے اسی غلغلہ مین مہر

جو ساتھ گھاٹ ڈھو ڈھستی آتی تھی نیچے ہنکر گر پڑی اور برق کو اٹھا کر لے اڑی فراں نے دوچار جادوگر نیان کو اسی ہنگامہ مین قتل کیا اور زیادہ تاریکی اور غدر ہوگیا یہ بھی ایک سمت سے نکل گیا ملکہ حیرت نے جلد سحر کرکے وہ ہنگامہ برطرف کیا اور ساحردن کو حکم دیا کہ جلد دوڑو اور اس لیجانے والے کو تعہ قیدی کے گھیر و ساحر اڑ کر چھپے مگر لیکن صرخ جستا ما پھر کر چلی اپنے لشکر کے کنارے پہونچی کسی نے پتا یا سب پھر آئے اور عرض کیا کہ وہ نکل گئی حیرت نے کہا خیر ابھی مقابلہ مین ہی کو تنبیہ کر رکھو اس گفتگو مین تھی کہ ابرق کوہ شکاف وزیر دوم اقراسیاب ملکہ پاس آیا ملکہ نے تعظیم کرکے بٹھلایا اُسنے ملکہ کو متفکر دیکھکر حال پوچھا اُس سے کیفیت رہائی برق بیان کی ابرق نے کہا مین نے سُنا ہے کہ عم طلسم کوکب مین پہنچ گیا اور اُسنے شاہ سے ملاقات کی شاہ نے وعدہ مدد دہی کیا ہے اب وہ فوج کثیر لیکر آئیگا پس لازم ہے کہ جبتک وہ آئے آئے ہم صرخ کا کام تمام کردین اور اسعد کی مہاد کے دن تھوڑے ہین اُسکو بھی مار ڈالین یہ تقریر سُنکر ملکہ نے کہا تم سچ کہتے ہو مین اس مضمون سے شہنشاہ کو مطلع کرتی ہون دیکھون کیا فرماتے ہین یہ کہکر عرضی شاہ طلسم کو لکھی اور حیلہ کو الف رہائی برق اور گفتگوے ابرق انمین درج کرکے طائر سحر کے گلے مین باندھکر بھیجی طائر عرضی باغ سیب مین لایا شاہ طلسم نے لیکر پڑھی چاہتا تھا کہ کچھ جواب لکھے اُسوقت بچہ سحر نامہ لقا لیکر پہونچا اس نامہ کو جو لیکر پڑھا لکھا تھا کہ بیان ملکہ نازک چشم نے آکر بہوت خوشنود کیا لیکن اُنکی مدد کے لئے کسی اور کو بھیجنا چاہیے کہ وہ اور سوفار تنہا ہین انسانکو کچھ بیچ پڑ جائے شاہ نے یہ دونون نامے پڑھکر اول حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مجکو سب حال معلوم ہے مین بندوبست قرار واقعی کرون گا اور میرا کوکب کچھ نہ کرسکے گا مین اُسکے روبرو عم اور اُسکے تمام لشکر کو غارت کردون گا یہ لکھکر طائر کے گلے مین باندھکر اڑا دیا طائر ملکہ پاس پہونچا وہ نامہ پڑھکر خوش ہو رہی اور اُدھر مہرخ بارگاہ مین برق کو لائی تخت پر جلوہ گر ہوئی حکم ترتیب جامہ عشرت دیا باطمینان تمام مٹھی اسطرف کو صنعت اپنے لشکر مین بدستور خبگ ٹھہری ہوئی ہے مگر اب حال اقراسیاب بیان ہوتا ہے کہ اُسنے نامہ لقا پڑھکر ایسا سحر کیا کہ ایک تپلا زمین سے اُسکو حکم دیا کہ جا اور ملکہ آفت شمشیر زن جادو کو بلا لا تپلا یہ حکم سُنکر غائب ہوگیا بعد لمحہ کے ایک ابر سرخ رنگ بردے ہوا پیدا ہوا اور زمین پر اُترا اس ابر پر ایک ساحرہ سوار تھی بزور زلور سے آراستہ ساحرون مین ذیوقار تھی اُس نے

بادشاہ کو باد ب تسلیم کی اور پایہ تخت کو بوسہ دیا بلا گردان ہوئی بادشاہ نے دستفقت اسکی پیٹھ پر رکھا اجازت بیٹھنے کی دی وہ محجر اکر کے کرسی پر متمکن ہوئی بادشاہ نے فرمایا مینے تمکو اسلیے بلایا ہے کہ خداوند باختر کا نامہ بنا بر طلب مدد آیا ہے پس تم لشکر لیکر جاؤ سو فاردناز ک جسیم وہان ہون انکی اعانت کرو اور خداوند کی زیارت کرو یہ بیان سُنکر وہ ساحرہ اُٹھی اور سلام کرکے رخصت ہوئی بادشاہ نے خلعت مرحمت فرمایا خلعت پہنکر اپنے قلعہ مین آئی اور بارہ ہزار ساحرہ کا لشکر تیار کراکر سمت کوہ عقیق بصد جاہ وحشم تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی کہ **ابیات**

بپوشید زر بفت شاہنشے	بسر بر نہاد آن کلاہ مہی
خرامان برآمد ز پردہ سرائے	در فشے درفشان پس او پای
بہر سو ہمے راند چندان سپاہ	کہ گفتے جزاو در جہان نیست شاہ
ہمہ کوہ دریا و راہ درشت	بدل آتش جنگ جویان بہشت

اسی تجمل سے بعد طے مراحل قریب طلسم آئینہ کہ طلسم ہوش ربا کے طلسمونمین سے ایک طلسم وہ بھی ہے اور حاکم وہان کی ملکہ **آئینہ دار جادو** ہے اور اس طلسم کی سرحد آدھی طلسم ہوش ربا مین ہے اور نصف طلسم کی زمین طلسم نور افشان مین ہے مالکہ طلسم آئینہ دونون بادشاہون یعنی **کوکب** اور **افراسیاب** کو خراج دیتی ہے چنانچہ یہ ساحرہ وہان پہونچی خیال مین اسکے آیا کہ اسے **آفت** منجلے اور ملکہ آئینہ دار سے از حد دوستی ہے اس سے ملتی چلون کس لیے کہ مقابلہ کرنے مسلمانون سے جاتی ہے اور وہ لوگ گشتہ ساحران ہین شاید ملکہ آئینہ دوستی کا پاس کرکے کوئی تحفہ اپنے طلسم کا تجھکو دے جسکے باعث سے تو مسلمانون کو غارت کرسکے یہ سوچکر افسران فوج سے حکم دیا کہ تم لشکر لیکر خدمت خداوند مین چلو مین بھی آتی ہون افسر بنا بر حکم کوچ کرگئے اور یہ خود تخت اُڑاکر سمت طلسم مذکور چلی جہانتک داخل طلسم ہوئی وہان کے ساحر متعینہ اسکی آمد و رفت سے آگاہ تھے اور اسکو پہچانتے تھے کسی نے روکا نہین براہ طلسمات قطع کرکے قلعہ طلسم مین آئی قلعہ بہت آباد تھا ہر ساحر دل شاد تھا عمارتین طلسمی بنی تھین کوٹھیان لاجواب نظر آتی ہین دکانین لگی تھین دوکاندارون کی پوشاکین رنگین تھین یہ بازار سے گذر کر دارالعمارۂ شاہی پر آئی یہان درباریون کا ہجوم تھا حاجب دربانون کا شمار نا معلوم تھا اسے اپنے آنے کی اطلاع کرائی ملکہ آئینہ خبر سُنکر امر دیوان لینے کو آئی اور اندر

لیجاکر تخت پر برابر اپنے بٹھایا اور اکبن سلطنت نے نذر دی ملکہ آئینہ نے بڑی گرمجوشی ظاہر کی مزاج پرسی فرمائی اسنے جانا اپنا مہر جنگ مسلمان کہکر بیان کیا کہ مت سے بیٹے تمکو دیکھا نہ تھا اِدھر آنکلی مشتاق دیدار ہوکر تمھارے پاس آئی ہون یہ میری آخری ملاقات ہے تمنے بھی سنا ہوگا کہ خدا پرستون سے جو لڑتا ہے زندہ نہین رہتا مجکو سامری بچا نہینگے تو پھر تمسے ملون گی نہین تو جاتی بلا کے منھ مین ہون آج کی ملاقات غنیمت سمجھو ہم تمھین دیکھین تم ہم کو کہ **بیت** شب ہجران رسیدہ محنت بسیار پیدا شد ۔ بیا اے نجت کاری کن کہ مارا کام پیدا شد ۔ **آئینہ** نے اسکی تقریر سنکر کہا بہن گھبراؤ نہین آج دعوت کھاؤ کل جب جانے لگوگی مین تمھارے ساتھ ایک سوار اس طلسم کا کردونگی کہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا نجائیگا اور دم بھر مین سب مسلمانون کو مار ڈالے گا **آفت** یہ بات سنکر بہت خوش ہوئی اور شام تک دربار مین رہی جس وقت خسرو انجم تخت فلک سے اُٹھکر شبستان مغرب مین گیا اور شب کے دربار مین ہر انجمن سپہر تاج روبروے خسرو ماہ حاضر ہوا کہ **نظم**

چنین گفت پنہان شدہ آفتاب	شب آمد شدہ وقت آرام خواب
بخواب اندر آمد سر روزگار	زخوبے واژداد آموزگار

سر شام دربار برخاست کرکے **آئینہ دار** اپنے باغ مین آئی **آفت** کی دعوت کا سامان مہیا کیا شراب و کباب طلبۂ چنگ در باب بر پا ہوا اُسوقت عرض بیگی نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ ملکہ **نازک چشم** تشریف لاتی ہین اسنے یہ خبر سنکر استقبال کرایا **نازک چشم** کا حال سنیے کہ جب سے **ناصر** کو ہی جاکر مسلمان ہوگیا اور دختر اسکی **گلابی چشم** ماری گئی اسکو فکر ہوئی کہ طلسم **آئینہ** میرے ملک کے نزدیک ہے وہان چلکر کوئی تحفہ طلسمی لاؤن اور اسکے ملک کے قریب ہونے سے **آئینہ دار** اس سے ایسی محبت رکھتی تھی کہ اسکی جان بچانیکی تدبیر اُسنے کی ہے کہ ساحر نامی جو طلسم کے ہین اُنکو جمع کرکے جسم اس کا سحر بند کرایا ہے کہ کسی حربہ سے بیماری نجائے کیسی ہی کوئی تدبیر کرے لیکن اُسوقت موت نہ آئے پس اسکے جسم کو سحر بند کرکے ایک تلوار ساحرون نے بنائی ہے کہ اگر یہ قتل ہو تو اُسی تلوار سے قتل کیجائے اور وہ تلوار **آئینہ دار** نے اپنے طلسم مین باحتیاط تمام رکھی ہے کہ جو کوئی طلسم فتح کرے اور وہ تلوار پاے اُسوقت **نازک چشم** ماری جاے اور اسی طلسم مین شاہزادہ **قاسم** اور ملکہ نرگسی **چشم جنگ** عشق جلد اول مین مذکور ہوا قید ہین کیون کہ اسی طلسم کے ایک جانب کوہ **حنظل جادو** کا ہے اور اسکے

شوہر ترنار بلا افگن نے تپلا سحر کا بصورت قاسم تیار کرڈالدیا تھا اور قاسم کو پکڑ کر اس طلسم مین قید کرادیا ہے عرصہ استقبال کراکے نازک چشم کو بھی بلوایا اور شریک انجمن کیا جام شراب کا دور شروع ہوا تیج ہونے لگا نازک چشم ملکہ آفت سے بولی دونون نے اپنی اپنی سرگذشت کہی آفت نے اپنا بھیجا مدد کیلیے شاہ جادوان کا بیان کیا نازک چشم نے حال جنگ مسلمانان کہا رات بھر یہی حرف وحکایا کہکر بسر کی شمع محفل ان کی دلسوز تھی اشک حسرت بہایا کی آئینہ نے بہت کچھ انکی تشفی کی دم سحر جب آئینہ آفتاب عکس گیر عالم ہوا اور شاہد روز نے بیدار ہو کر منہ آئینہ مہر مین دیکھا کہ نظم

چو شب بگذشت دفع ہر گمان را	نشست از گریہ چشم خونفشانرا
نقاب از لالۂ سیراب بگشاد	خمار آلودہ چشم از خواب بگشاد

ملکہ آئینہ سوار ہوئی اور ان دونون کو اپنے ہمراہ قلعہ طلسم سے نکلکر ایک درہ کوہ مین اُس جگہ ایک حجرہ پتھر کا تعمیر تھا قفل اُس مین برابر ان شتر کے لگا تھا حجرہ ساخت مین بے نظیر تھا آئینہ نے سحر پڑھکر حجرہ کھولا اُس مین بارہ ہتر تپلا طلسمی بند تھا ایک تپلا باہر نکالا وہ مرکب بلورین پر سوار تھا خود بھی بلور کا تھا اور بالشت بھر کا قد رکھتا تھا جب حجرے کے باہر نکلا بڑھکر مثل سوار کے مرکب ہوگیا اُسکو حکم دیا کہ اے سوار طلسمی تم ملکہ آفت کے ہمراہ جاؤ اور جنداپرستون سے مقابلہ کرکے انکو گرفتار کرو اور ملکہ موصوف کے سپرد کیا اُس تپلے نے یہ سُنکر گھوڑا اُٹھایا اور ایک سمت کو چلا گیا آئینہ نے آفت سے کہا کہ بہن اب جاؤ اور میدان مین کھڑے ہوکر جب پکارو گی کہ اے سوار طلسمی آؤ یہ سوار آئیگا اور تمھارا کہنا کریگا اور کسی سے زیر نہوگا نہ کسی حربے سے مارا جائیگا ہان وہ شخص اسکو قتل کرسکے گا جسکے پاس اسی طلسم کا تیغہ ہوگا آفت یہ سُنکر بہت خوش ہوئی اور نازک سے کہا چلو یہ سوار کافی ہے اب تم کچھ نہ مانگو آئینہ نے کہا بہن تمکو کیا احتیاج ہے تمکو پہلے ہی مین سحر بند کرا چکی ہون جبتک وہ تیغہ جس سے تم ہلاک ہوسکتی ہو کسی پاس نہوگا تمھارا قصد نہ آئے گی نازک چشم یہ کلام سُنکر سمجھی کہ یہ سچ کہتی ہے اب چلکر سوار طلسم سے اپنے معشوق کو گرفتار کرون اور مسلمانون کو ماروں غرض دونون آئینہ سے تبلکر ہوکر رخصت ہوئین اور تخت سحر پر بیٹھکر چلین یہانتک کہ طلسم سے باہر نکلکر اور طلسم ہوش ربا کی سرحد سے گذر کر داخل لشکر گاہ مین ہوئین اور بارگاہ مین پہونچکر خداوند کو آفت نے سجدہ کیا یہان پہلے سے لشکر اُسکا آچکا تھا اور بختیار نے

مقتل لشکر ساحران نازک خیم اترواتھا آمد آفت کی خبر لشکر بارگاہ اسادہ کرائی تھی کہ آفت سجدہ کرکے بر آمد اپنی بارگاہ مین آئی اور جب ساحر روزگار نے شعلۂ آفتاب کو منطفی فرمایا اور ظلمت شب کو خیمہ عالم مین قیام پذیر کیا کہ ابیات

درین بستان سرائے پر نظارہ		نماند باز جز چشم ستارہ	
ز شہپر مرغ شب خیز کندہ		ز بانگ صبح نائے خود بریدہ	

شام کو بارگاہ القا مین پہونچکر آفت نے حکم نواخت طبل جنگ دیا ساحرون نے نفیر سحر بجایا دلاورون نے کوس حربی پر چوب لگائی زمانے مین ہل چل پڑی ہلکارون نے خدمت ہمایون بادشاہ اہل اسلام مین حاضر ہوکر خبر عرض کی کہ اے شہریار ابیات

دل ما یکایک بہ فرمان تست		ہمہ جان ما زیر پیمان تست	
تن و جانت یزدان نگہدار باد		دلت شادمان بخت بیدار باد	

طبل جنگ لشکر اعدا مین بجا ہے آفت نے آکر آفت برپا کرنا چاہا ہی شاہ اسلامیان نے یہ خبر سنکر بانماے صاحبقران نامور حکم نواخت کوس حربی دیا طبل سکندر کو چاشنی ملی کام جان بہادران کو ذائقہ شجاعت یاد آیا شربت حیات سے تلخی مرگ کو بہتر سمجھے روے سیاہ شب آئینہ کشمیرین ایسا عکس پذیر ہوا کہ روشن ہوگیا جوہر تیغ اس شب تارمین اسطرح کھلا کہ جیسے پرند مشکین پر باندہ بہزاد کے نقش دلنگار خط گلزار بنے تھے خامہ تیغ نے خط تقدیر عدو مین تیرہ بختی کے کیے تھے سرخ سرخ چہرے دیکھکر جرأت شعارون کے خنجر گذار سیمبر لبان مہر خوبان کھاتا تھا تقرا تا تھا خلل اصبت کہ رات بھر تیاری اس طرح کرہی کہ نظم

چنان لشکر سرفراز ان بجنگ		ہمہ نیزہ و تیغ بندی بچنگ	
ہمہ یک سر از جاے بر خاستند		بسان پلنگان بر آراستند	
ہمہ با سنان سر افشان شدند		چو ناہید در برم درخشان شدند	

آخر نہیب شمشیر و نعرہ شیر گیر بہادران تہور قرین و جلادت آگین سے جامۂ شب جمل اسقاط ہوا اور طفل نورانی چہرہ خورشید دایہ روزگار نے بطن مشرق سے جنکر آغوش فلک مین دیا لفظ

چو خورشید رخشان بگسترد پہ		سیہ زاغ پران فرو پرد سر	

بہ شبگیر چون بر دمید آفتاب		سر از خواب جویان برآمد ز خواب	

امیر وظیفہ سحری مین مصروف تھے بہادر لشکر کشی سے مامور تھے انبوہ فوج ظفر موج کے پڑے درخت قتال کو جاتے تھے سردار در دولت پر حاضر ہو کر جھکے سلام کرتے تھے کہ **چالاک** بن **عم** خدمت امیر نامور میں آ امیر جبین نیاز کو بدرگاہ بی نیاز رکھکر عرض کرتی تھی کہ بار آلہا مجکو فتحیاب کر دشمن کو ذلیل و خوار خراب کر ای قاضی الحاجات نظم

بخور د آب و ردے سر و تن تست		بہ پیش جہان آفرین شد نشست	
بزمزم بہ نالید بر بے نیاز		نیایش ہمے کرد بر چارہ ساز	
بنالید بر کردگار جہان		بزاری ہمے آرزو کرد آن	
بیزدان بنالید کای کردگار		پدید کا این بندہ را یاس دار	

چالاک نے اس حال مین دیکھکر آمین کہی **صاحبقران** نے سجادہ لپیٹا اور اسکی طرف دیکھا استفسار فرمایا کہ کیا ماجرا ہے اس نے عرض کیا کہ **بدیت** ہوئی فوج تیار اے شہریار ہو گئی سوی میدان کارزار ہو یہ خبر سنکر امیر بھی صبح سنجوگ سے درست ہوی اسلحہ لگا کر چست ہوی برآمد ہو کر اشقر پر سوار ہوے اور خانہ شہنشاہ گیتی ستان مین آے یہان آ سلطان ذی حشم کا دم بھرمین غلغلہ ہوا اسباب جلوس و تزک نکلنے لگا ہزارہا خواجہ سرا زیرک و دانا باہتمام کتان نظر آیا پھر طغلان ماہ طلعت کا پرا نکلا لخلخون کے لوٹے بھرے عود و عنبر سارا کافور کرتے ظاہر ہوے طلائی نقرئی پنج شاخے اور فانوسین جواہر کار خدمتگار لیے آگے بڑھے اسوقت جلوخانہ رشک وہ جواہر خانہ تھا تماشائی ابہا اور بیگانہ تھا سردار قرنے سے صف باندھکر مجرا گاہ پر ٹھہرے تھے کہ تخت طاوسی شہنشاہ عالمگیر بصد توقیر کہاریان اٹھائے پیدا ہوئین کہارون نے تخت بدلوایا سردارون نے بصد ادب گردن کو بہر تسلیم جھکایا اور تخت شاہی کو گھیر کر میدان کا راستہ لیا نظم

بقلب اندرون شاہ شاہنشہان		بگرد ش یکے لشکر بیکران	
بلرزید گیتی ز بار گران		ز بس کوہ آہن گران تا گران	
ز بس گرد لشکر جہان تار شد		مگر مہر رخشان گرفتار شد	
ز آواز گردان بتوقید کوہ		زمین آمد از نعل اسپان ستوہ	
نو گفتی جہان مرسر زاہن است		دیا کوہ البرز در جوشن است	

میدان مین ہو بیٹھکر ٹھہری تھی کہ دوسری طرف سامرون کے بڑے کالی کالی بڑی بڑی مونچھون والے سر کھڑے دکھائی دیئے
تھالیان ہاتھون مین اٹھائے ظاہر ہوئی سواریان انکی روی ہوا سے اتر کر زمین پر آئین اور تخت
سردارون کی آگے بڑھکر کھڑے ہوے پرے جھکائے سبکے آگے لقا دبے بقا راندۂ درگاہ خدا ہاتھی پر سوار
گرد اسکے ناقوس نواز گھنٹے بجاتے ناقوس پھونکتے تھے جو سامری جمشید کی بولتے تھی راون گوگل سے
شعلے اٹھتے دھوان بلند تھا غرضکہ سواران نابکار ہزار در ہزار صف کش ہوی دونون طرف سے میدان
نے پست بلند میدان کو ہموار کیا سقے آبپاشی کر گئے روی ساہدار ضرب صفا مین صورت الکنیا صف
ارلون نے صفوف حرب کو آراستہ کیا گھوڑے کی دم سے دم اور پچھے سی پیچھا سم سے سم ملا دیا ہاتھی
کا شانے سی شانہ پیادون کا بانون سے بانون ایک کر کے دیوار آہن اور سد سکندر صف لشکر کو بنا دیا
تخت بادشاہون کے قلب لشکر مین قائم ہوے نقیب آگے بڑھے سرود نوازون نے سرود بجایا گو
یون کے لڑکون نے رغبت جنگ دلاورون کو دی مذمت دنیاے فانی کو سنایا کہ نظم

چنین است کردار چرخ بلند	بدستی کلاہ و بدیگر کمند
چو شادان نشیند کسے با کلاہ	بچشم کمندش رباید کلاہ
چرا مہر باید بہے بر جہان	چو باید جزا امید با ہمرہان
یکے دائرہ آمدہ چنبری	فراوان درین دائرہ داوری
نہ ہر بادشاہ و نہ ہر بندہ را	شناسد نہ نادان نہ دانندہ را
شکاریم یکسر ہمہ پیش مرگ	سر زیر تاج و سرے زیر ترگ

آج روز تا مصاف ہے عرصہ زیست تنگ ہے داد شجاعت دو مردی مین دریغ نکرد جیب نقیب کنارہ
آفت نازک چشم سے کہا بہمن تجکو سامری کے سپرد کیا مین جاتی ہون اور نصیب آزمائی ہون اسنے
جواب دیا کہ جمشید کے حوالہ کیا وہ سامنے لقا کے آئی تخت سے اتر کر سجدہ کیا اور دست بستہ اجازت حرب
چاہی لقا نے کہا اے بندی قدرت ہمنے تجکو اپنی بدقدرت کی سپرد کیا بختیار رہے لاکہ خداوند تیری اموات
اپنی مٹھی مین لیے ہین تو ماری نجائیگی بیخوف جا کر مقابلہ کر آفت یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور روانہ
میدان مین ہو بیٹھکر نبرد آزمائی کی دھاوے لگی کبھی درخت زمین سے پیدا کیے کبھی آگ برساکر صحرا کو جلایا
کبھی پہاڑ کی طرف سے دریا کو جاری کیا آخر کار نعرہ مارا کہ اے فرقہ منحرفان تمھاری قضا دامنگیر ہے

اور سیدھے روبرو کہ تمکو راہ عدم دکھاؤن نہیں جب لشکر اسلام کی سنی اول ناصر مرکب ارایا اور سامنے تخت شاہی کے آیا عرض کیا سر نثار کرنیکو جی چاہتا تھا باری مراد بر آئی اس قحبہ کی سزا دہی کو غلام جاتا ہی اجازت جنگ چاہتا ہی بادشاہ نے فرمایا تم مہان عزیز ہو کر کرم کرو لڑنے نہ جاؤ شہزادہ نور الدہر نے بادشاہ سے سفارش کی کہ غلام نوازی فرمایئے بہادرون مین آبروئے ریگی یہ نکلا ہی تو تصدق ہونیکی اجازت دیجئے شاہ نے اسکو خلعت دیا اور فرمایا سپہر دیزدان پاک کیا ناصر نصرت قرین شادکان

وزخان مرکب ارا کرچلا گھوڑا اسکا طرارہ بھر کر روان ہوا کہ نظم	
یکے اسپ بودہ در اگام زن	سمند ز فولاد خارا شکن
جو پیلا بزور و جو مرغان ببر	چو ماہی بہ بحر و چو آہو بہ بر
چو آتش بیامد گو پیل زور	چو کوہے روان کرد از جا ستود

آفت نے اس تہور دستگاہ کو جوش و خروش سے آتے دیکھکر صدا دی کہ ای سوار طلسمی آ یہ کہنا تھا کہ صحرا کیطرف سے بگولا گرد کا پیدا ہوا اور ایک سوار دلیر پسان شیران غران نعرہ زنان آکر پہنچا اسکو حکم دیا کہ جا اور مسلمانون کو باندھ لا سوار مقابل ناصر ہوا اور نیزہ مارا اسنے بھی نیزہ کو روک کر نیزہ لگایا بیت سبک نیزہ بر نیزہ انداختند ۔ کہ از یک دگر باز نشناختند ۔ بعد رد و بدل طبعہای چند نیزے خلال ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اسوقت دونون نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہ نظم

برو دست دان تیغ بران کشید	ز گرد سواران جہان نا پدید
بکین اندرون تیغ برہم شکست	سوے گرز بردند بر با دست
سواران چنان گرز زدند بگوہ	کہ از زخم او گشت ناصر ستوہ
بزین اندر از زخم بیہوش گشت	بخاک اندرافتاد و خاموش گشت

جب گرز سے ناصر بیہوش ہو گیا سوار نے مشکین باندھکر سر و لشکر لقا کیا اور آپ مرکب پر چڑھکر پھر مبارز خواہ ہوا ادھر سے شہزادہ نور الدہر نے اجازت لیکر عزم میدان کیا لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے طبل و نقارے اس طرح بجے کہ بنگ گردون سے غلغلہ ظاہر ہوا شہزادہ کا مرکب کوہ پیکر دامون شکوہ مثل برق و باد جیلا کہ نظم

ز زخم گرش گاہ ماہی ستوہ	بجستن چو برق و بہیکل چو کوہ

یکے کرہ چون کوہ و ادی سپرد		بحر ابپوید چو مرغے بہ پر	
در آمد بزین چون کہ بے ستون		گرفتش یکے نیزہ چون ستون	
عنان را بہ پیچید و برگرفت راہ		ہمی شد بہ تیزی چو ابر سیاہ	

سوار طلسم نے شہزادہ پر بھی حملہ کیا اور نیزہ دری اور شمشیر بازی شروع ہوئی کہ بیت سے گے تیغ نہ گاہ گرز گران ۔ چنین تا فرو ماند دست سران ۔ آخرکار شہزادہ نامدار بھی مغلوب ہوا اور اس نے اسیر کو کے لشکر مین بھیجا اور پھر نہیب دی کہ کوئی اور سامنے آئے ادھر سے سرداران شہزادہ نورالدہر نکلنا شروع ہوئے شام تک سوا سو سردار یکے بعد دیگرے فصل بن گیا ہو رو نوح بن گیا ہو رخون آشام وغیرہ جاکر اسیر ہوئے جس دم نیزہ دار فلک نیزہ خطی شعاع لیکر سمت کاشانۂ مغرب گیا اور میدان فلک مین لشکر انجم کا داخلہ ہوا منظم

ز جنس مرغ و ماہی آرمیدہ		خوابش پائے در دامن کشیدہ	
شادہ از دل کوبے دل کوب		ہجوم خواب دستش بستہ بر چوب	

شام کو سوار طلسمی مرکب اٹھا کر سمت صحرا چلا گیا اور آفت نے طبل آسایش بجوا دیا دونون لشکر پھرے اسیر اور شاہ اسلام بادل پر درد داخل بارگاہ ہوئے سپاہ نے کمر کھولی عیار بہر عیاری روانہ ہوئے اسطرف آفت ہنستی ہوئی نازان و خندان مع نازک چشم کے اپنے لشکر کو گئی لقمانے زرنگار کر ایا بارگاہ مین پہونچکر حکم دیا کہ جشن نوروزی کیا جاے اسیوقت ساقیان مہر دیدار و پری تمثال جام و صراحی جواہر بے مثال لیکر حاضر ہوئے اور طوائفان شعلہ رخسار رشک لعبتان لندن و چین رقص کرنے لگین مجلس مثل مجلس انجم فلک ترتیب پذیر ہوئی کہ ابیات

برفتند و خوان مے آراستند		سزادار را لشکران خواستند	
ز بر جد طبقہا و نیرو نہ جام		پر از نافۂ مشک و پر عود خام	
ہمہ پیکرش سرخ کردہ بزر		بر و بافتہ چند گونہ گہر	
زمین باغ گشت از کران تا کران		ز شادی و آواز رامشگران	

اسی جشن مین بختیارک نے کہا اے ملکہ آفت جو سردار کہ ملکہ نازک چشم و سوفار و مہنت واختگر وغیرہ نے قید کیے ہین وہ سب موجود ہین اور آج تم نے سوا سو سردار

گرفتار کیے ہین مجکو یقین ہے کہ ان سبکی نکہبانی نہوسکے اور عیاران اسلام اسی فکر مین ہین آجتک بہت حفاظت سے قیدی رہے مگر اب عرصہ گذرا ہے ان کو پتا ملگیا ہوگا چھڑا لیجانیکے پس لازم ہے کہ سب کو راہ عدم دکھاؤ کثرت اسلامیان کچھ تو کم ہو آفت نے کہا ملک جی مین اس فکر مین ہون کہ حمزہ کو بھی پکڑلون تو سبکو قتل کردون یہ کہکر ایک رقعہ اس مضمون کا کہ مین نے سوار طلسم سے اتنے سردار قید کرا لے لکھکر ملکہ آئینہ کو بھیجا ایک ساحر نامہ لیکر روانہ ہوا اتفاق سے سیارہ بن عمر عیار شہزادہ قاسم یا مرجانہ اس مقام پر موجود تھا جیسے آقا اسکا قاسم کشتہ سحر ہوا ہے اسی فکر مین بہ صورت مبدل رہتا ہے کہ شاید لشکر ساحران مین کسی سے حال شہزادے کا معلوم ہو اس وقت ساحر نامہ بر کے ہمراہ ہوا کہ دیکھون یہ نامہ کہان لیے جاتا ہے وہ ساحر جو چلا خوف سے عیارون کے کچھ دور تو اڑکر گیا پھر نظر سے غائب ہوگیا سیارہ حیران پریشان لشکر کی طرف پھرا لیکن راہ بھول کے کوہستان مین جا پڑا ہر سمت متلاشی راہ پھرنے لگا اب حال سنیے کہ شاہزادہ ایرج بن قاسم جنکا ذکر جلد اول مین کیا گیا کہ غم مین اپنے باپکے بہر شکار نکلے تھے اور انکو پنجہ اٹھا لیگیا تھا اور آندھی کی ہوا مین عیار انکا شاپور ایک طرف چلا گیا تھا اسوقت کوہستان مین ایک جگہ ٹھہرا ہوا تھا کہ آواز پاؤن کے آہٹ کی سنی اٹھکر دیکھنے لگا جب سیارہ قریب پہونچا پکارا کون ہے سیارہ نے آواز پہچان کر کہا کہ کیا بھائی شاپور ہین اسنے اقرار کیا سیارہ دوڑکر لپٹ گیا دونون باہم باتین کرتے چلے یہ تو روانہ ہوئے ہین مگر اب ذکر شاہزادہ ایرج سنیے اور فتح طلسم آئینہ کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

آغاز طلسم آئینہ اور ذکر رہائی شہزادہ قاسم اور مارا جانا آفت شمشیر زن وسوفار وناز کہ چشم کا اور عشق ایرج کا ملکہ براں شمشیر زن سے ہونا اور لشکر اسلام کا پھر بآرام ٹھہرنا

فصل بہار آئی رندون کی یہ دعا ہے	مے جام ارغوانی ساقی ترا بھلا ہے
آندھی گھٹائین ہا دی طاؤس ناچتے ہین	بدمست بھٹیون پر ساقی برا جتے ہین
جھونکا ہوا کا آیا ابر سیاہ چھایا	بجلی لگی کڑکنے پانی جھمک کے آیا
مستون نے پھر پکارا یک ساقی کو یہ صدا دی	کشتی پہ روان ہو رحمت ہوئی خدا کی
ساقی وہی سما پھر آنکھون مین پھر رہا ہے	لے پھول مجکو جلدی ٹھنڈی چلی ہوا ہے

جام و پیالہ کیسا چلو ہی میرا بھر دے	دریا دلی سے ساقی سیراب ہمکو کر دے
پلکھٹ ہی دیدے ہمکو کر یون نشہ پاتی	پیری مین لوٹ لیوین کیفیت جوانی
سنبھلین انکھین کرین ہم طنز مین لڑکھڑائین	پیر مغان کے دم کی پھر خیر ہم منائین
مدہوش ایسا کر دے کچھ اور رنگ لاؤن	ہنکارون انڈی بنڈی زاہد کو مین سناؤن
ہمکو نہ جا و پی کر افسانہ لکھ رہے ہو	مشتاق سب ہین بیٹھے جلدی زبان کھولو

آئینہ بندان صورت خیال و صورت نمایان آئینہ حال شاہد آئینہ رخسار کو آئینہ خانہ احوال طلسم آئینہ مین اسطرح بٹھاتے ہین اور آئینہ تحریرین پیکر دلفریب معشوق داستان یون دکھاتے ہین کہ جب شہزادہ ایرج نوجوان کو پنجہ اٹھا کر چلا حسب اتفاق قریب ایک پہاڑ کے اُسکا گذر ہوا وہ پہاڑ سیرگاہ ملکہ صنوبر مرصع پوش جادو ہے وہ ملکہ نقاب چہرے پر ڈالے سیر مین مصروف تھی کہ نگاہ اُسکی پنجہ پر پڑی دیکھا ایک نوجوان آفتاب رخسار کو پنجہ لیے جاتا ہی شعشہ حسن و جمالی سے اُسکے روئے ہوا منور و روشن ہی روے تابان اُسکا انجمن روزگار مین نور بیز لبسان شمع انجمن ہے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب فلک سے اُتر کر بروے ہوا بھاگا ہوا جاتا ہی ستارہ ٹوٹتا ہوا نظر آتا ہی اسکو یہ ماجرا دیکھکر تعجب ہوا اور کچھ سحر پڑھکر سمت فلک پھونکا پنجہ شہزادے کو لیے ہوئے کو پر اُتر آیا اسنے پھر ایسا سحر پڑھا کہ پنجہ تو غائب ہو گیا شہزادہ نمودج ہوا سے بیہوش تھا پڑا رہا صنوبر اس تمشا و باغ خوبی کی پاس آئی صورت زیبا دیکھکر خوش ہو گئی دیکھا کہ ایک صنوبر قامت دلکش رخسار بیہوش پڑا ہی باغ دہر مین فدا سا کنکل تمنا ہی گوش گل کو زبان بلبل سے اسی گل کے افسانہ حسن کے سننے کی آرزو ہی سنبل تر اسیکے زلف معنبر کی خوشبو ہوا دیتی ہے صبا سونگھکر تر دلیدہ ہوے نرگس ہمہ تن چشم ہو کر اسیکے دیکھنے کی خواہش رکھتی ہی باد صبا اسکے لیے آوارہ پھرتی ہی لالہ اسیکے عشق مین دل داغدار ہے سرو کو اسی کی غلامی درکار ہے آزادی سے بیزار ہی کہ مقتضاے ابیات

بہالا چو سرو چو خورشید روے	چو عنبر مگر گرد گل سرخ موے
یکے بوستان بود اندر بہشت	بہالاے او سرو دہقان کشت
دو چشمش زبان گو دو ابرو کمان	تو گفتی ہمی بشنگفد ہر زمان
بہالا ز سرو سہی برتر است	چو خورشید تابان بدو پیکر است

یہ تماشاے حسن ہمیشال کر رہی تھی کہ شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک نقابدار سرہانے کھڑا ہے لباس مردانہ پہنے ہی مگر عورت معلوم ہوتا ہی یہ دیکھکر اُٹھ بیٹھا اور اُس نقابدار سے پوچھا کہ آپ کون ہین کیون مجھکو طلب کیا ہی نقابدار نے کہا بیجا بے جانا تھا مین نے اُس سے چھڑایا ہی آپ میری دعوت کھائیے آسودہ ہو لیجیے تو مجکو سپاہ گری کا مزہ ہی ہمارے آپ کے مقابلہ ہی شاہزادے نے فرمایا کہ تمنے مجکو بیچ سر سے چھڑایا احسان کیا تم محسن ہو چکے مقابلہ کرنا تم سے ناروا ہی اور اگر براہ راستی جی بہلایا چاہتے ہو تو مین سب طرح چاق و چست ہون ایک صدمہ موج ہوکا کھا وہ بھی برطرف ہوگیا اب کوئی کسل نہین آؤ مقابلہ کرو نقابدار یہ سُنکر اُنکو ایک میدان مین اُس کو وے کے لایا اور اپنے لاڈلون کو طلب کر کے دو گھوڑے جنکو دیکھکر توسن فلک بھی چال بھولے منگائے شہزادہ کو سوار کیا اور آپ بھی سوار ہوکر برسر مقابلہ آیا اور بتیر کمان مین پیوستہ کر کے لگایا کہ ابیات

کمان را بزہ کرد و بگشاد بر	بزد مرغ را پیش تیرش گذر
برا یرج مگر تیر باران گرفت	بپرّ راست جنگ سواران گرفت
نگر کرد ایرج و آمد بتنگ	بہ آشفت و تیر اندر آمد بچنگ
عنان برگرائید و برداشت اسپ	بیامد بکردار آذر چو کسپ
ززین برگرفتش پکردار گوے	کہ چوگان زبا اندر آید بروے
چو آمد خروشان بہ تنگ اندرش	بجنبند و برداشت خود از سرش
رہا شد زبند زرہ موے اوے	درخشان چو خورشید شد روی اوے
بدیدار او مبتلا شد دلش	تو گفتی کہ درج بلا شد دلش

شہزادے نے اُسکی صورت حور مثال دیکھکر غش کیا اور زمین پر آہستہ سے اُتار دیا معلوم ہوا کہ نقاب اُسکے چہرے سے نہین اُٹھی بدلی سے دھوپ نکل آئی زہے گوہر گرانمایہ درج خوبی و خوبی آخر تابندہ فلک محبوبی کہ آفتاب و ماہ اُسکی غلامی کی آرزو مین رکھکر داغ اپنی پیشانی مین رکھتے ہین شب و روز خواہش دیدار مین اُسکے مشکوے عصمت کے چکر لگاتے پھرتے ہین شاہد عفت اُسکا گوشہ شرم و حیا سے باہر نہ نکلا تھا کہ چمنستان گیسو مین دور باش نظر در عصمت سے نسیم صبا کو چلنا نہ ملتا تھا زیب اورنگ شاہی دلبری تخت شاہان حسینان دہر کی لائق افسری تھی

زیبائش تاج ارجمندی تختی افسر سیاہ حسن دلبری تختی نظم

زسر تا بپایش بگردار عاج	بسرخ چون بہار و بیالا چو ساج
بران سفت سیمین دو مشکین کمند	سرش گشتہ چون حلقہ پائے بند
رخانش چو گلنار و لب ناردان	رسیمین برش رشتہ دو ناردان
دو چشمش بسان دو نرگس دو باغ	مژہ تیرگی بردہ از پردہ زاغ
دو ابرو بسان کمان طراز	بزد لوز پوشیدہ از مشک ناز
اگر ماہ جوئی ہمہ روئے اوست	وگر مشک بوئی ہمہ بوئے اوست

شہزادہ دلدادہ و فریفتہ جب ہوا وہ قمر رخسار خود شیدا ہو چکی تھی ہنسکر گویا ہوئی کہ بس ہمارے آپکے مقابلہ ہو چکا چلیے اور جام مے کو لب میگون سے لگا کر رہنمائیے کنیز کو منھ لگا کر سرفراز فرمائیے شہزادہ اُسکے ہمراہ روانہ ہوا پہاڑ پر ایک چہل ستون نادر بنا تھا فرش مکلف وہان بچھا تھا تخت عاج گسترہ تھا دونون تخت پر آکر جلوہ گر ہوئے کنیزان سمن بدن و گلرخسار حاضر تھین جام و صراحی لیکر شراب پلانے لگین شہزادے نے میکشی سے انکار کر کے کہا جب تک تمھارا مذہب و ملت ظاہر نہوگا ہمکو تم سے ہمشب ہونا زیبا نہین ملکہ نے کہا ای شہریار مین دختر بلند اختر زردمان جادو ہون کہ وہ بھائی ملکہ حنظل کا ہی اور ملکہ حنظل کی دختر ایک مسلمان پر عاشق ہو کر نکلگی تھی اب وہ مسلمان کہ نام اُسکا قاسم ہی طلسم آئینہ مین قید ہی شہزادہ اپنے باپ کو زندہ سُنکر خوشنود ہوا اور کہا ای ملکہ مین اُسی مسلمان کا جسکو تم قیدی کہتی ہو بیٹا ہون اور وہ نبیرہ حمزہ صاحبقران ہی اگر تم کو ہمسے محبت ہی تو دین سامری و بتپرستی ترک کر کے خدا پرستی قبول کرو ورنہ ہم تمھارے عدو ہین ہمسے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ از بسکہ دلدادہ و شیدا ہو چکی تھی گویا ہوئی کہ مجکو آپکا فرمانا بدل منظور ہی عشق مین جان و ایمان نذر کرنے کا دستور ہے غرضکہ مع تمام خواصون و کنیزون کے مشرف الاسلام ہوئی اور کہا جب طلسم آئینہ فتح ہوگا کہ پڑھون گی غرضکہ میکشی آغاز ہوئی ہنگامہ رقص و سرود برپا ہوا پہلو مین دلدار لب پر جام بادہ گلنار بعشرت تمام بیٹھے لیکن ملکہ حنظل جو اسکی پھوپھی ہی اپنی بیٹی کے غم مین مبتلا رہتی ہی اسوجہ سے کبھی کبھی ملکہ کو دیکھنے آیا کرتی ہے یا اُنھین پاس بلایا کرتی ہی اسوقت بیٹی کی محبت نے بہت ستایا خون کا جوش آیا پس

غرض دختر کے چاہا کہ بھتیجی کو بلا کر پیار کرون اور اسکے دیدار سے خرسند ہون یہ سوچکر ایک ساحر مریخ جادو نام سے کہا کہ قلعہ رومانیہ مین جا اور ملکہ صنوبر کو لے آ وہ ساحر حسب الحکم چلا اور قلعہ مذکور مین پہونچکر زردمان ملکہ کے باپ سے پیام اسکی بہن کا کہا اسنے کہا ملکہ اپنی سیر گاہ مین پہاڑ پر گئی ہین وہان سے بلاکے لیجا مریخ وہان سے پہاڑ پر آیا یہان شہزادہ اور ملکہ باہم سرگرم نشاط تھے فرہاد و شیرین یکجا بساط تھے یہ معاملہ دیکھکر آنکھون مین خون اُتر آیا اور نعرہ زن ہوا کہ باشد ای ننگ خاندان یہ کیا رسوائی ہی جو تم چھوکریون نے تمام عالم مین شہرت بیحیائی پھیلائی ہی یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ ملکہ سحر بھولی اور شہزادے کے دست و پا کی طاقت جاتی رہی یہ تڑپ کر جو گرا دونون کو بغچہ مین داب کر لے اوڑا اور سوچا کہ حنظل کے پاس انکو لیچلو وہ جو چاہے کرے یہان ایسا ہو کہ باپ ملکہ کا فرط محبت سے بیٹی کی حمایت کرے پس سمت نرگسی کو روانہ ہوا اور ایک مقام پر تھک کر اُترا کہ دم لے لون تو چلون اُدھر سے قضارا شاپور سیارہ آتے تھے اور دونون ساحر کی ایسی صورت بنے ہوئے تھے اسنے انکو دیکھکر پوچھا کہ تم کون ہو عیارون نے کہا جو تم وہ ہم تم کون ہو اُسنے سب حقیقت کہی کہ بھائی گھر ساحرون کا ان چھوکریون نے برباد کر رکھا ہی مسلمانون سے عاشقی کرکے ستم ڈھایا ہی یہ کہکر شہزادہ اور ملکہ کو دکھایا کہ مین انکو گرفتار کرکے حنظل کے پاس لیے جاتا ہون عیارون نے جو اپنے شہزادہ کو گرفتار دیکھا اور سارا حال گرفتاری کا تمام سنا بہت خوش ہوئے کہ دونون شہزادون کا حال معلوم ہوا پس اُس ساحر سے بظاہر التفات کرکے کہا ای برادر ان مسلمانون کو جہان پاؤ مار ڈالو مین تو اسکو مار ڈالتا مگر تمھارے پیچھے جو کھڑے ہین وہ منع کرتے ہوئے ساحر گھبرایا کہ میرے پیچھے کون کھڑا ہی اور پھر کر دیکھنے لگا شاپور نے گدا ماری یہ گھبرا کر ادھر پلٹا سیارہ نے بیضہ بیہوشی مارا وہ بیہوش ہوکر گرا عیارون نے سر کاٹ ڈالا غل شور مچا تاریکی ہوگئی صدا آئی کہ مارا مریخ جادو کو معبد کچھ عرصے کے جب وہ تاریکی دور ہوئی ملکہ اور شہزادے نے رہائی پائی اور عیارون سے ملکر بہت خوش ہوئے پھر عیارون نے کہا اے ملکہ یہ ساحر تمھارے بلانے کو آیا تھا ایک ہم مین سے اس ساحر کی ایسی صورت بنتا ہی اور تم بخت سحر تیار کرو ایک ہم مین تمھاری خواص کی ایسی صورت بنے گا اور تمھارے ساتھ چلکر حنظل کا کام تمام کرے گا تاکہ شہزادہ چھوٹے اور سب کام بن پڑے غرضکہ سیارہ ملکہ سے

حلیہ ایک خواص کا پوچھکر ویسی ہی صورت بنا اور کہا شاید میری صورت پر شبہ کرکے حنظل پوچھے کہ یہ کون ہی تو کہنا مین نے بنا نوکر رکھا ہی یہ سمجھا کر شاپور بصورت مریخ تیار ہوا اور اسکا لباس پہنکر ملکہ کے ساتھ تخت سحر پر بیٹھکر چلا شہزادے سے کہا آپ یہین ٹھہرین جس وقت کہ ہمکو بہت عرصہ ہوا آپ کو اگر حنظل سے مقابلہ کرنے کا اختیار ہی فی الحال ان کو چھوڑکر مع ملکہ چلے اور کچھ دیر مین پہونچے حنظل چشم براہ انتظار تھی کہ ملکہ نے جاکر تسلیم کی اُسنے گلے سے لگایا اور پیار کرکے آغوش مین بٹھایا ملکہ نے بعد تھوڑی دیر کے اپنی خواص سے کہا کہ وہ میوہ جو ہم پھوپھی جان کے لیے لائے ہین حاضر کرو خواص یعنی ستارہ نے ایک طباق مین عمدہ میوہ چنکر پیشکش کیا صنوبر نے کہا پھوپھی امان یہ میوہ بہت نایاب زمانہ ہے آپ بھی کچھ نوش فرمائیے حنظل نے اسکی خاطر سے کچھ دانے انگور کے کھائے ملکہ نے یہان جو ملازم اور خواصین حنظل کی تھین ان کو بھی وہ میوہ کھلایا بعد لحہ بھر کے سب بیہوش ہوگئین عیار دونون بہر اتمام حجت حنظل کو اُٹھاکر ستون سے ایوان کے باندھا زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا اُسکی جب آنکھ کھلی دیکھا مین بندی ہون اور صنوبر سامنے کھڑی ہے اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے عیارون نے کہا ہم دونون عیار ہین اور یہ ملکہ شریک اہل اسلام ہوچکی ہے اب تجکو بغیر قتل کیے ہم نہ جائینگے جان بچانا اگر منظور ہی تو اسلام اختیار کر اور شہزادہ قاسم کو چھوڑ دے ورنہ کوئی دم مین راہ عدم دیکھے گی حنظل یہ حال سنکر سمجھی کہ بیشک ان خدا پرستون کا دین زبردست ہے ان سے جان بچنا دشوار ہی دوسرے دختر پر تو یہ ساحر گذر ہی چکا تھا اب بھتیجی سے بھی فراق ہوگا لاعلاج ہی کہ اطاعت کرو اولاد بھی ملیگی اور ملک و جان و مال و آبرو بھی رہیگی یہ سوچکر اشارے سے کہا کہ مین نے اطاعت اختیار کی عیارون نے فوراً کھولا زبان سے سوا نکال لیا اُسنے عیارون سے کہا کہ مین نے مطیع الاسلام ہوئی بعد فتح طلسم کلمہ پڑھون گی عیارون نے کہا شہزادہ ایرج صحرا مین ٹھہرے ہوئے ہین اُن کو بلانا چاہیے حنظل نے اپنے ملازمون کو جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار کرایا اور اُنمین سے ایک کو حکم دیا کہ شہزادہ کو اُٹھالاؤ وہ بدر زحر عیارون سے پتا پوچھکر روانہ ہوا ایرج منتظر عیاران ٹھہرے ہوئے تھے کہ ساحر آکر پہونچا اور عرض کیا کہ چلیے حضور کو ملکہ حنظل نے بلایا ہے یہ کہکر تخت سحر پر بٹھاکر قلعہ مین لایا حنظل نے اُٹھکر تعظیم دی اور مسند پر

بٹھایا جتنے ساحر نامی تھے اُنکو بلا کر اپنا راز ظاہر کیا کہ مین نے اطاعت اس شہزادۂ عالی وقار کی اختیار کی اگر میرے ساتھ تمھین رہنا ہو تو تم بھی تابعداری اسلام کی کرو سب ساحر حسب ارشاد اُسکے مطیع ہوئے اسنے انجمن عشرت ترتیب دی کشتیان شراب کی قاپین گزک کی لیے کباب کی حاضر کین شہزادہ عالی نژاد نے فرمایا کہ ای ملکہ تم طلسم آئینہ سے میرے باپ کو بلا بھیجو اور یہان بلا کر رہا کر کے رکھو اُسنے اسیوقت ایک نامہ محبت آگین ملکہ آئینہ دار کو لکھا کہ اے بادشاہ طلسم آئینہ براہ عنایت آپ میرے قیدیون کو میرے پاس بھیجدینجیے کہیں لیے کہ مین اُنکو طلسم ہوشربا مین بھیجکر شاہ جادوان پاس قید کرادونگی اور دین میرا شوہر بھی ہے مجھکو اطمینان کامل رہے گا یہان رکھنے مین مسلمانون کا لشکر نزدیک ہے کھٹکا ہے یہ لکھکر دو ساحرون کو دیا اور دربارۂ اخفاے راز تاکید کرکے روانہ کیا ساحر گئے اور خدمت ملکہ آئینہ تن پہونچکے نامہ بادب تمام پیش کیا اُس نے نامہ پڑھکر قیدیون کو بلا کر ان کے حوالے کیا اور کہا کہ دینا مجھکو تمھاری دوستی سے کام ہے جان تمھاری چاہے قید کرو میرے طلسم کا قیدی ہے نہین تو مجھے اسکے بارے مین کچھ گفتہ ہوتی بلکہ اسکے یہان رہنے سے مسلمانون کی چڑھائی کا دن رات دغدغہ رہتا ہے ساحر یہ پیام سُنکر اور قیدیون کو تخت سحر پر ڈالکر روانہ ہوئے اور کچھ دیر کے بعد حنظل پاس پہونچے اُنھون نے شہزادہ پر سے قید سحر دفع کی ہوشیار کیا ایرج اور عیار دونکو پٹ گئے اور بال اور ناخن جو قید مین بڑھ گئے تھے دیکھکر رونے لگے آخر قاسم نے تمام کیا اور خلعت فاخرہ زیب جسم کرکے محفل مین پہونچکر رونق بخشی فرزند کو گلے سے لگایا صنوبر پر دست شفقت رکھا پھر سیارہ کو حکم دیا کہ ہمارے ساتھ مقبل بھی قید تھا اُسکو بلانا چاہیے حنظل نے یہ سُنکر کہا وہ بھی حاضر ہین اس عرصے مین مقبل بھی نہا دھوکر داخل مجلس ہوا شہزادے نے فرمایا کہ تم جاؤ اور ہمارے سردار جو غم والم مین مبتلا ہین اُنکو مژدہ دو اور لشکر زنیب پذیر ہو مقبل یہ حکم سُنکر بیرون قلعہ آیا یہان بعض سردار تو لباس شعبدگی پہنکر غم مین شہزادے کے فقیر ہوکے سامنے قلعہ کے بیٹھے تھے اور بعض اُن بیلون کے ساتھ روتے پیٹتے لشکر کو گئے تھے لشکری تمام پراگندہ حال تھے کہ مقبل نے جاکر ہر ایک کو ڈھونڈھکر مژدہ رہائی شہزادہ دیا سب نے سجدہ شکر کیا لشکر تیار ہونے لگا خیمہ و خرگاہ منگا کر ہستادہ کیے شہزادے کو اطلاع دی شہزادے نے

برآمد ہوکر ہر ایک سے ملاقات کی اور بارگاہ مین تشریف فرما ہوے اس اثنا مین ملکہ نرگسی چشم کی
حنظل نے جاکر بلا مین لین گلے سے لگایا پھر حمام کراکے خلعت فاخرہ پہنایا زر و زیور سے آراستہ
کیا اور ہودج زرین مین بٹھا کر شہزادی کو پاس بھیجا ملکہ کو شہزادے کے ملنے کی ازحد خوشی تھی اُدھر شہزادہ
فرط شرم سے معشوق کو پا نہ سکتا تھا مگر دل مضطر خواہش دیدار رکھتا تھا اسی انتظار مین یکایک نظم

عماری بماہ نو آراستہ		پس پشت او اندرون خواستہ	
ز ہودج برآمد یکے ماہ نو		چو آراستہ شاہ بارگاہ نو	
ز مشک سیہ کردہ بر گل نگار		فرو ہشتہ بر غالیہ گوشوار	

آنے سے ملکہ کے قاصد محفوظ ہوکر داخل شبستان ہوا مجلس انبساط مرتب ہوئی دور مہ جام مے
گلگون ہوا دف و نے کی صدا بلند ہوئی یہ اسطرف جلسہ عشرت جمائے خرم و خندان ہین اُدھر قلعہ مین
صنوبر دایرج نوجوان ہین شبانہ روز شیدائے یکدیگر داد نشاط و عشرت دیتے رہے روز چارم جب
محفل انجم شبستان روزگار سے برخاست ہوئی اور ساقی ازل نے جام زرنگار خورشید کو میکدہ مشرق سے
لیکر انجمن عالم مین گردش پذیر فرمایا کہ بمقتضاے نظم

سہ روزش ہمیدا شت مہمان خویش		برسر فرازان دیاران خویش	
چو خورشید برزد سر از تیرہ کوہ		جہان را بیفروزد فرد شکوہ	
بزیر اندر آورد برج برہ		جہان چون مے زرد شد کبسرہ	

اس سحر کو شہزادہ ایرج نے عزم کیا کہ اس قلعہ کی حوالی مین شکار کھیلے اور سیر مین مصروف ہو
پس ملکہ حنظل سے اپنا ارادہ بیان کیا اُسنے سامان صید افگنی درست کرایا شہزادہ صنوبر قلعہ
مین چھوڑ کر مرکب تازی نژاد پر سوار ہوکر شہر سے صحرا مین آیا باز تیز پرواز کو جانوران پرند پر چھوڑا اور
صحرا کو جانوران و رند و چرند سے خالی کیا کہ ابیات

ز ورندہ شیران زمین شد تہی		بہ پرندہ مرغان رسید آگہی	
سگ ہر سو مرغ و نخچیر بود		اگر گشتہ گر خستہ تیر بود	
ز شاخ گوزنان رمہ در رمہ		زمین بیشہ گشت عاجین ہمہ	
ز باز ان ہوا ہمچو ابر بہار		ز خون تذروان زمین لالہ زار	

دمان باز دیو زان بر آہو بره	کمین ساخت برکه در وره
بنا ور و هر جائے خرگوش و سگ	ستوران بخون عرق مانده زتنگ
گرفته سوکبک شاهین شتاب	زخون کرده چنگل عقیقے عقاب
فتاده غو طبل طعنل بر آہ	گریزان زگرد سواران هزاو

جب آفتاب عالمتاب نصف النہار پر پہونچا حرارت ہوائے گرم سے دل سنگ بھی نرم ہونے لگا شہزادہ ایک پہاڑی پر زیر درختان سایہ دار بیٹھا اور شغل بادہ کشی کرنے لگا اور سیر سبزہ زار مین مصروف تھا مگر وہ پنجہ جو پہلے شہزادے کو اٹھا کر چلا تھا اور راہ مین صنوبر جادو نے اُس سے چھین لیا تھا وہ پنجہ ملکہ بلور جادو نے کہ خود دختر ملکہ آئینہ دار جادو ملک طلسم آئینہ ہے اُس نے بھیجا تھا اسلیے کہ ملکہ مذکور بھی سیر کنان اُس جگہ کہ جہان ایرج پنجہ کشی کر رہے تھے آئی تھی اور فریفتہ ہو کر گئی تھی پس اُسنے پنجہ سحر بھیجکر شہزادی کو بلوانا چاہا تھا وہ پنجہ خالی پھر کر گیا ملکہ چشم براہ انتظار تھی یا معشوق مین بیقرار تھی آنکھین جانب در نگران یہ بیت در ورزبان بیت و عدہ خلاف یار سے کہتا پیام بر + آنکھون کو روگ دے گئے ہو انتظار کا + اسی رنج و تعب مین عالم یہ ستم ہوا کہ پنجہ سامنے آیا اور بشکل انسان متمثل ہو کر حال کہا کہ مین شہزادے کو لاتا تھا راہ مین ملکہ صنوبر دختر زردمان حاکم قلعۂ زردمانیہ نے چھین لیا یہ خبر سنتا تھا کہ ملکہ کو غصہ آیا رنج فرقت نے کیجہ کھایا بیتابانہ زبان پر لائی فرو اے ظم نزی اب خوشی کہانتک + کم بخت لہو تو ہو گیا دل + اسی بیقراری مین اپنی وزیرزادی ملکہ حور چہرہ جادو کو بلایا اور فرمایا کہ تو نے یہ گستاخی صنوبر کی دیکھی کہ میرے بلائے ہوئے شخص کو اُس نے چھین لیا ہر چند کہ مجھے اُس مردوے سے کچھ مطلب نہین وہ نگوڑا چاہے آئے یا نہ آئے مگر غصہ تو یہ ہے کہ امتی جان کے جتنے خراج گذار ہین انکو یہ حوصلہ ہوا کہ اب مقابلہ کرینگے اس صدمہ پر فلوزردمانیہ کی اینٹ سے اینٹ بجادون گی مین بھی اپنے نام کی ہون اتنی سی بات پر آفت ڈھاؤن گی تو لشکر جلد درست کر اور میرے ہمراہ چل حور چہرہ نے یہ تقریر سُنکر بلائین لین اور عرض کیا کہ بی بی ملکہ صنوبر کو یہ نہ معلوم ہوگا کہ حضور نے اُس شخص کو بلایا ہے وہ کسی اور ساحر پنجہ کو سمجھی ہوگی ورنہ یہ اسکی مجال نہ تھی کہ جو ایسی شوخی کرتی اب مین جاتی ہون اور شہزادہ مسلوب کو لیے آتی ہون یہ کہکر

بزور سحر اُڑ کر چلی اور ملکۂ فراق دیدہ پھر انتظار آمد جانان مین با خاطر ناصبور بیٹھی تھی فرط یاس و بیتابی سے یہ کہتی کہ بیت ہاے ری یاس و اے ناکامی ۔ آرزو ہمسے مُنھ چھپاتی ہے ۔ اور ایک نظر کے دیکھنے سے تصور مین جو صورت یار اچھی طرح نہ آتی تھی تو رو کر یہ فرماتی تھی کہ شعر ہماری آنکھون مین آؤ تو یم ذکھائین تمھین ۔ ادا کتھاری کہ تم بھی کہو کہ ہان کچھ ہے ۔ اور خیال محبوب جو دیدۂ دل مین جلوہ گر تھا تو برابر شکایت یہ لب پر تھا کہ فردوز تا کے آنکھ تم آنکھون سے ہوگئے پنہان ۔ پر آنکھ سے ہری مثل نظر نہین جاتے ۔ بلکہ کیا خوب کہا ہے کہ بیت بون قدم پھر نہین آتا آنکھین شوخی سے قرار ۔ پر تصور مین وہ آتے ہین تو کم جاتے ہین ۔ اور کبھی کہتی تھی کہ دیکھیے حور چہرہ انھین لاتی ہے یا نہین بھلا وہ مغرور حسن و جمال کا ہے کو آئیگا خدا معلوم قاصد کیا پیام لائے گا کہ شعر پس فنا بھی ہماری کھلی رہین آنکھین ۔ بس اس امید پہ شاید کہ نامہ بر آئے ۔ غرضکہ یہ ملکۂ پراز شہتان شکایت دوری دلدار کر رہی ہے اور اُدھر حور چہرہ جو سوار ہوئی اول قلعۂ زرد مانیہ مین آئی زرد مان نے بتعظیم تمام بٹھلا کر سبب آنیکا پوچھا اسنے بنا بر مصلحت یہ تو نہ کہا کہ ملکہ نے برائے تلاش ایرج بھیجا ہے اور اُسکو تبری دختر نے چھپنا ہے پس راز کو چھپا کر گویا ہوئی کہ مین ملکۂ صنوبر کے دیکھنے کو آئی تھی زرد مان نے کہا وہ اپنی پھوپھی حنظل جادو پاس گئی ہین یہ سُنکر حور چہرہ رخصت ہوئی اور نرگسی کوہ پر آئی یہان لشکر شہزادۂ قاسم کا اُترا تھا سمجھی کہ مسلمانون کا لشکر چڑھ آیا ہے اس جگہ جانے مین عرصہ ہوگا حنظل اپنا دُکھ کہین گی اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھوپھی پاس آنے کے جلے سے صنوبر شہزادے کو اسی حوالی مین کہین لیے چھپ کر بیٹھی ہے پس یہ تجویز کرکے ڈھونڈھتی ہوئی چلی اور تجسس کنان آخر اُسجگہ پہونچی کہ جہان شہزادۂ ایرج شکار کرنے کے پہاڑ پر بیٹھا مصروف میخواری تھا اسنے پاس جانا مناسب نہ جانا کہ شاید شہزادہ چلنے سے انکار کرے پس ایسا سحر پڑھا کہ برق شعلہ بار چکی سرداران شہزادہ جو پاس بیٹھے تھے انکی آنکھ خیرہ ہوئی اور یہ بیچ بیچ کر جو گری شہزادے کو لیکر روان ہوئی جبتک جانے شہزادے کے ملازم ہوشیار ہوئے اور شور و غل کرنیلگے آخر وہان سے ملکہ حنظل پاس آئے اور حال گم ہو جانے شہزادہ کا کہا صنوبر بے قرار ہوئی اور ڈھونڈھنے چلی ادھر حنظل نے ساحرون کو روانہ کیا کہ شہزادہ کو تلاش کرو ایک طرف سے شاپور عیار بجس مین چلا مگر حال شہزادہ کا سنیے کہ حور چہرہ نے انکو لاکر ایک

پہاڑ پر اُتار دیا اور آپ وہان سے خدمت مین ملکہ کے آئی ملکہ نے اسکو بشاش و خندان دیکھکر معلوم کیا کہ گل مراد اسنے چنا ہے اور گوہر مقصد پایا ہے تجاہل کرکے استفسار کیا کہ کہو کہان گئین تھین کیا کرآئین اسنے مسکراکر جواب دیا کہ جو کچھ کیا ہے وہ اب ظہور مین آتا ہے بیان اُسکا کرنا بیجا ہے ملکہ کو رہا سہا شک بالکل رفع ہوگیا اور یہ جگہ اسکی سیرگاہ ہے ہر طرح کا اسباب عشرت یہان مہیا ہے سامان تیاری انجمن آرائی مین مصروف ہوئی اور اُدھر شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک پہاڑ پر بنگلہ پُر تکلف بنا ہے چمنستان پُر فضا لگا ہے ہر بوٹا اس گلستان کا روئے خرمی آگین شاہدان کو شرماتا ہے تازہ بہاری حسن سبز رنگانی کے مین ملاتا ہے گل بصد تجمل زیب و سادہ چمن کہین بیلا کہین چنبیلی کہین نسرین و نسترن کوسون تک سبزہ زار گل خودرو کی انوکھی بہار تھی دکسارہ کوہ کے دامن اور دامنگ پر خرامان طاؤسان زرین بال چمان روان نہرون نے بہکر گرد کدورت خاطر دھوئی تھی شبنم ہر گلشن مین اسیطرح کے عشق مین روئی تھی عیسےٰ دم مسیح نفس ہوا کا چلن خضر راہ عشق کے مردہ دلون کو زندہ جاوید بناتا تھا ابر کہ ساری سبز و نرد و سرخ پہاڑ پر چھایا تھا قوس قزح نے اپنا رنگ الگ جمایا تھا نہین نہین فلک بیر کسی کمان دار پر قربان ہوا چاہتا تھا مور کی چٹکھار کسی خوش گلو کا کو کنا یاد دلاتی تھی طاؤس رقصان کی رفتار دل پامال کیے ڈالتی تھی کہ بموجب ابیات

کہ در بوستانش ہمیشہ گل ست	بگوہ اندرون لالہ و سنبل ست
ہوا خوشگوار و زمین پُر نگار	نہ سرد و نہ گرم و ہمیشہ بہار
نوازندہ بلبل بباغ اندرون	گزارندہ آہو بہ زاغ اندرون
ہمیشہ نیاساید از جنبشے	ہمہ سالہ ہر جا سے انگشت ربوئے
گلابست گوئی بجویش روان	سہے شاد گردد ز بویش روان
وی و بہمن و آذر و فرودین	ہمیشہ پُر از لالہ بینی زمین

شاہزادہ سیر بہار مین مصروف تھا کہ سامنے بنگلہ سے ملکہ نے اسکے گلشن حسن کی بہار دیکھی قدرے فتنہ خیز نظر آیا کہ بے ساختہ یہ مطلع پڑھا مطلع ترنی دوگے تم کب تک قد بالا سے قامت کو نکلو دوگے کیا تم دون عالم سے قیامت کو ؛ زلف مشکین شکن در شکن کی سی رخسار پر عکس افگن جیسی مار گرد سمن بلکہ یہ حال سے کہ بیت کیا تم شاہد کہ لیکر آئینہ کو ہاتھ مین یا دیکھکر وہ

زلف اپنی آپ بل کھانے لگے ۔ روے تابان کی چمک کے سامنے نیر اعظم لرزان آئینہ سکندر حیران کہ بموجب بیت ہوگیا پرتو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ ۔ مین نے منھ چوم لیا تیسرے تماشائی کا ۔ بلکہ اس صورت دلفریب کو دیکھکر شششدر رہگئی ۔ نیسون جلیسون نے عرض کیا کہ اب تو یہ آہوے صحرائے حسن دام مین آیا ہے گھبرانے نہین خدا نے روز وصل دکھایا ہے ہم جاتے ہین اور اسکو یہان لاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوئین ایرج نے دیکھا کہ بیگہ کیطرف سے گلرخان سمن بدن وگل پیرہن ان سیمین ذقن آتی ہین جسمین مہروماہ کو شرماتی ہین کہ بیت کنیزان چارہ گر دلبر عشوہ وناز ۔ ہمدستان نماد جلوہ پرداز ۔ شہزادہ بھی آگے بڑھا ان ماہ پیکرون نے قریب آکر پوچھا کہ اے نوجوان تیرا کہان سے آنا ہوا کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہان پرندہ پر نہین مار سکتا ملکہ بلور جادو کی سیرگاہ ہے ایرج نے کہا مین گم کردہ راہ ہون خود حیرا ہون کہ کس نے میری خواہش کی ہے اور غلبہ حرص وشہوت سے مجکو پریشان کرکے یہان بلایا ہے شاید تمھین ستانیون نے یہ شعبدہ بنایا ہے تو یہ کیفیت سنے مین کبھی تمھکو کون گالی نہین دہ سب اس کلام سے قہقہہ مارکر ہنسین اور بولین کہ کیا مردوا باتین بناتا ہے عورتون کا مکر مشہور ہے لیکن اُسنے اپنے بھی کان کاٹے کہ ایک بولی کہ نام خدا سے ایسے ننھے ہین کہ راہ نہین جانتے دوسری نے کہا مکاری تو دیکھو کہتے ہین مین آپ نہین آیا کوئی ان کو گود مین اُٹھا لایا ہی تیسری نے کہا کیسکی بلا کو کیا غرض تھی جو انکو اُٹھالاتا ذرا اپنی صورت تو آئینہ مین دیکھو کچھ ایسے خوبصورت بھی نہین ہو جو کوئی ریجھا ہوگا چوتھی ہنستی ہوئی پاس آئی اور شہزادہ کا ہاتھ پکڑکر بولی کہ اس پھیکا سیکم سی صورت پر اتنا اترانا اچھا نہین آؤ جو آئے ہو تو ہماری ملکہ پاس چلو وہ مہمان نواز ہین تمھاری خاطر کرینگی لیکن میان یہ سمجھنا کہ کسی اور لالچ سے تمھین بلاتی ہون تمھاری غریبی پر ترس کھاتی ہون ایرج ان باتون سے ہنسا اور گویا ہوا کہ تمھین تو مین لاکھ برس بھی نہ پوچھتا مگر جو تمھاری ملکہ کا جی چاہا ہے تو ضرور چلنا ہون انھون نے اس تقریر پر تیوری چڑھائی اور منھ بناکر کہا چل مردوے جو اتنا منھ ہوا ایسی باتین کبھی مالزادی سے نہ کریو صاحبو کیا ہماری شامت ہے جو انکی شکل پر ریجھین گے مین سچ کہون مجھے تو جھوٹے دیدون بھی میان تم نہین بھاتے ایک انمین سے بھڑک کر بولی اری بوا جتنا تم اس مردوے کو منھ لگاتی ہو یہ جانتا ہی جو میرے درجہ کے نہین اور زیادہ اترانا ہے دوسری نے کہا سچ تو ہی اسکا

مزاج تو ساتوین فلک پر ہے تیسری بولی بہن چلی بھی آسکو آنا ہوگا آپ ہی آئیگا چوتھی نے بھر شاہزادے کیطرف دیکھکر قہقہہ مارا اور کہا ارے آؤ چلے آؤ ہمارا کہنا مانو نہین تو پچھتاؤ گے شہزادہ بھی ہنستا ہوا ان کے ساتھ چلا اور بنگلہ مین آیا جس ملکہ سے بنگلے کو رشک برن آسمان پایا دیکھا کہ ایک حوض سنگ نازک ندام بیٹھی ہے جو ہوا کے جھونکے سے مرجھائی جاتی ہے رضوان اسکے رخسار پر گلہای بہشت نثار کرنے کو بھیجتا ہے مگر وہ تصدق کے بھی لائق نہین جانتی حورین رخسار اپنا تلوون سے ملاتی ہین لیکن اس کے کف پا کو کب پاتی ہین لب جان بخش کا اسکے چشمہ حیوان سامنا نہ کر سکا سکندر نے ہر چند چاہا مگر اسنے منھ نہ دکھایا خضر خجالت سے پردۂ ظلمت مین چھپا عالم سے اپنے تئین مخفی کیا چاہ ذقن اگر زاہد صد سالہ دیکھے یقین ہے کہ مطیع ہوکر پانی بھرے گوسے نازک پر عالم گلائی سے شانون کو دیکھکر دل نشانہ تیر بلا ہو جائے سینۂ حسن کا گنجینہ اسپر چھاتیان سنگدلون کے دل سے پتھر کلائی مین نازکی سے بہتر شکم رشک رخسار حور صفا مین غیرت بخش شعلہ طور کمر جوہر آئینہ رخسار مہوشان سے زیادہ باریک تر آگے جگہ جیا کی ہے دختر حسن پر مہر لگی ہے ساق باشمع طور ہے کف پا کے روبرو نور سحر بے نور ہے کہ بموجب نظم

قدش نخلے ز رحمت آفریدہ	بہ بستان لطافت سر کشیدہ
فرود آویختہ زلف من سا سے	فگندہ شاخ گل را سایہ بر پا سے
فلک در من جالش کردہ تلقین	نمادہ از جبینش لوح سیمین را
ز طرف لوح سیمینش نمودہ	دو نون سرگون از مشک سودہ
بزیر آن دو نون طرفہ دو حاد ش	نوشتہ کلک صنع اوستادش
ز حد نون او را حلقہ سیم	الف واری کشیدہ بینی از سیم
فزودہ بر الف صفر دہان را	کہ کردہ آشوب جہان را

زیور الماس مین غرق طلاے حسن مین مرصع از پا تا فرق فرط نزاکت سے پیشواز اسکا رڈالی کھچی پاجامہ مدبقی پہنے تھی کرتی جالی مقیش کی سگلے مین گھاس کی اوڑھنی سر پر حسن کی کھیتی ہری تھی نظم

جو غنچہ باغ حسنے تازہ در بر	لباس نو بنو پوشیدہ در بر
مرتب ساخت بر تن پیرہن را	ز گل پر ساخت دامان سمن را
ز دسینہ دو ساعد دیدہ رو نق	ز زر کردہ دو ماہے را مطوق

رخش مید او با ساعد گواہے	کہ حسنش گیرد از مہ تابہ ماہے

شہزادہ یہ حسن و ادا دیکھکر کچھ پگھل گیا اور تا دیر جلوہ جمال سے آئینہ وار حیران بنا یا جب چھ آپ مین آیا دیکھا انجمن عشرت آراستہ ہر بنگلہ پری سے زیادہ سجا ہے کہ بموجب نظم

صفاے صفہایش صبح اقبال	فضاے خانہایش گنج آمال
مرصع پل ستون از زبرجد	زدحش دیبہ زیباشکلہا ساخت
بپاے ہر ستونے ساخت از زر	غزال ناف او از مشک اذفر
زطاؤسان زرین صحن او پر	بدہاے مرصع در بخستر
میان آن درختے سر کشیدہ	کہ مثلش چشم نادر بین ندیدہ
زمین آراستہ فرش حریرش	جمال افزودہ از زرین سریرش
نہادہ گنبد پیروزہ شش آویخت	رباطین بہر عطرش درہم آمیخت

کشتیان شراب ناب کی چنی گئین صراحیان طاقون پر رکھی گئین جام رنگارنگ آراستہ مہوشان پیمانہ عشق کے منھ چڑھے ہوے قدح صہر و ماہ ساغر جم سے بڑھے ہوے ملکہ فرخندہ ادا کو اپنا فریفتہ دیکھکر مسند زرین پر بٹھایا اور جام بادہ سرخوش سے بھر کر دیا شہزادے نے پینے سے انکار کیا کہ سوال اسلام لانیکا کیا ملکہ نے ہنسکر کہا کہ آپکا بہر صورت قبول ہے خاطر جمان کرنا میزبان کا معمول ہے شہزادے نے جب اُسکو مطیع اسلام کر لیا اُسوقت دور جام دہا دم چل نکلا رتجاصہ طلب ہوئین مست ہوگیا جلسۂ عشرت جا پہاڑ پر سبزہ زار ابر سیاہ کا سلف سرد ہوا کی کیفیت لالہ زار کی بہار انفعل بین معشوقہ گلرخسار و طرہ عنبر بار یہ سامان دین و دنیا کی بار بخلاے حور گردون کا نام خمار رکھے شہزادے کو بعشرت بٹھاے تھا قمر پیکرون کا ناچنا دیکھکر پیر فلک گردش بھول تھا گانا زہرہ کا قوالہ آسمان کے ہوش کھوے تا ہید سپہر کو دیوانہ بناتا تھا یہ حال کہ غزل

آمد بہار و خوشدلم از رنگ و بوے گل	آن بہ کہ می کشم دو سہ روزے بروے گل
این دم کہ بوے گلشن گل میدہد نسیم	بس دلکشست گشت گستان بوے گل
خوش آنکہ یار باشد و در سر یکم باغ	من سوے او نظر نکنم او بسوے گل
دید آن رخ ہلالی و آسودہ نشست	از جستجوے لالہ و از گفتگوے گل

شہزادہ اسی نشاط و عشرت مین زیب و سادہ مسرت تھا کہ فلک بحر فنا کو برا معلوم ہوا بازی تازہ برو کار لایا یعنی وہ ساحر جو نامہ آفت لیکر ملکہ آئینہ کے پاس چلا تھا اور اُسکے ساتھ سیارہ عیار روانہ ہوا تھا چنانچہ سیارہ تو شاپور سے ملا اور وہ ساحر نامہ لیے آئینہ دار پاس پہونچا نامہ اُسکے حوالے کیا اُسنے نامہ پڑھا حال گرفتاری سرداران اسلام پڑھکر بہت خوش ہوئی اور نامہ وار کی دو روز دعوت کرکے رخصت کیا جواب لکھدیا کہ بہن آفت تمھارے فتحیاب ہونیسے مین بہت خرسند ہوئی ایک روز توقف کرو مین اپنی بیٹی بلور کو بلاکر ملک و مال سپرد کرکے آؤنگی اور سرداران مقید اسلام سب کو قتل ہوتے دیکھونگی حتی الامکان میرا انتظار کرنا اگر نہ آؤن تو قتل کرڈالنا نامہ وار یہ تحریر لیکر اُدھر گیا اور اُسنے اپنی دختر کو نامہ لکھکر ساحر کو دیا کہ جا اور ملکہ بلور جادو پہاڑ پر سیر دیکھنے گئی ہین اُنکو پہونچا ساحر وہ خط لیے اُسوقت آکر پہونچا کہ ایرج ملکہ کو گود مین لیے جام مے گلفام پیتا تھا اور بجاے گزک بوسہ اُسکے لب شیرین کے لیتا تھا اور حسن ملامت بیز سے کام جان کو چاشنی گیر حلاوت عشق کرتا تھا کنیزین محرم راز بسلیقے کے در پر بعدہ پاسبانی کھڑی تھین وہ اس ساحر نامہ وار کو روک کر گویا ہوئین کہ ملکہ اندر پوشاک بدلتی ہین برہنہ ہین تم بجاؤ خط ہمین دو اور جواب لیکر پھر جاؤ اُسنے خط حوالے کیا کنیزین ملکہ پاس آئین مگر گھبرائی ہوئی ملکہ نے پوچھا کیا ہے کہا یہ نامہ آپ کی ماں نے بھیجا ہے نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند پارۂ جگر ہم خداوند لقا پاس جایا چاہتے ہین دہان زیارت خداوند بھی کرینگی اور سوار طلسمی سوا سو سردار حمزہ کے پکڑ لایا ہے علاوہ اُنکے اور سردار بھی پہلے سے قید ہین اُن سب کو قتل دیکھین گے پس تمکو چاہیے کہ سیرگاہ سے پھر آؤ اور سلطنت طلسم جنیدے سنبھالو یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے جواب لکھا کہ امی جان کل مین حاضر ہونگی آج میری طبیعت بہت سست ہے معاف فرمائیے گا پس یہ جواب کنیزون نے جاکر نامہ وار کو دیا کہ وہ لیکر پلٹ گیا اور یہان ملکہ نے بخاطر ایرج کہدیا تھا کہ مین مطیع اسلام ہون کچھ زیادہ تصدیق تو اسکی ہوئی نہ تھی بلکہ ملکہ یہ بھی دیکھی تھی کہ اسلام کسے کہتے ہین معشوق نے جو کہا کہدیا تھا قبول ہے اسوقت نامہ مین حال گرفتاری مسلمانان دیکھکر خوشنود ہوئی اور کہا شکر ہے سامری کا خوب ہوا جو یہ موئے دشمن خداوند پکڑے گئے اور مارے جائینگے یہ ایرج نے جب سنا آگ ہوگیا اور حال پر اہل اسلام کے بے اختیار آنسو نکل آئے ملکہ نے انکی یہ

کیفیت دیکھکر پوچھا کہ کیون تمنے رد و باشاید تم یہ جانتے ہو کہ مین اب چلی جاؤن گی اے شہزادے کل مین اپنے ہمراہ تمھین لیجاؤن گی امی جان چلی جائینگی مکان اکیلا ہوگا تم وہان رہنا ایرج نے یہ کلام سنکر کہا خدا تیری صورت اب مجھکو نہ دکھائے اور تیرے سایہ سے اللہ بچائے کہ بیت کیا کیا کوہکن نے شیرین سے + بھاگ سائے سے بیرودت کے + ملکہ معشوق کے خفا ہونے سے رنجیدہ ہوئی دوپٹہ سے آنسو شہزادہ کے پونچھتی تھی اور کہتی تھی آخر مجھ نگوڑی سے کیا کہا ہے بتاؤ تو میری خطا کیا ہے ایرج نے کہا تم مسلمانون کی امیری سنکر خوش ہوئین اور وہ میرے جد و آبا ہین بین نبیرہ ظلمشاہ بن حمزہ ہون افسوس ہے کہ یہان بیٹھا رہون اور لشکر اسلام تباہ ہو جائے اے بایمان خود جاکو ان ساحرون کو اپنی تلوار سے مارونگا کہ ٹکڑے اڑا دونگا اور اگر بس نہ چلیگا تو خنجر مار کر مر جاؤنگا تم اب اپنے گھر جاؤ مین سمت لشکر امیر جاتا ہون یہ کہکر اٹھا ملکہ نے دوڑ کر دامن پکڑ لیا اور کہا پہلے مجھے مارتے جاؤ کہ میرا یہ حال سہے بیت جنس رسوائی کے ہم گاہک نہ تھے + یہ بڑا سودا ہمارے سر پڑا + شہزادے نے دامن جھٹک کر ہاتھ چھڑا دیا اور چل نکلا ملکہ ابکی کمر سے چھپٹ کر لپٹی اور کہا کہ فرد قابل عفو مین آلودہ عصیان ہو لون + اے کرم صبر کر اتنا کہ پشیمان ہو لون + شہزادے نے کہا اے ملکہ اب یہ رونا بیجا ہے کہ بموجب بیت ستم ہی بعد فنا آپ کی ہوا خواہی ہے نہ خاک اڑائیے اب خاک مین ملا کے ہمین + جب ملکہ گشتہ تیغ ستم نے دیکھا کہ یہ نہ رکے گا رو کر کہا کہ آپ میرا قصور معاف کیجیے اور مجھے اس جرم کے عوض جرمانہ مین وہ چیز لیجیے کہ تمام ساحر اس سے عاجز ہون اور سوار طلسم بھی مارا جائے شہزادہ اس گفتگو سے پھرا اور پوچھا کہ وہ کیا ہے ملکہ نے کہا طلسم کی چیز کسی سے غارت نہین ہوتی جبتک کہ اسکا رد طلسم ہی سے نہ دستیاب ہو سوار ان طلسم جہان حکمار نے بنائے ہین وہان انکے قتل کرنیکے لیے تلوارین بھی بنائی ہین چنانچہ پہلے جو سرکش تمھارے باپ کو نرگسی چشم دے چکی ہے ویسے ہی تلوار میری ماں کے خزانہ مین ایک اور ہے آپ آجکی رات یہان تشریف رکھیے مین شب کو چھپکر جاؤنگی اور وہی تلوار لے آؤنگی صبح کو جائیے گا اور سوار طلسم اور آفت وغیرہ سب کو واصل جہنم فرمائیے گا لیکن اتنا خیال رہے کہ کوئی امیر سلسلہ الفت پہاڑ پر سر ٹکراتی ہی جلد آئیے گا مجھکو بھول نجائیے گا شہزادے نے کہا تجھکو تنہا راستہ نہ ملیگا ملکہ نے کہا آپ صبر کین اگر قریب نرگس کوہ ٹھہریے گا مین جاکر لے آؤنگی شہزادہ ان باتون سے رام ہو کر پھر مجلس نشین ہوا اور ملکہ سے قرار

اطاعت اسلام دوبارہ بطور استحکام لیا ملکہ نے ہنسکر کہا کہ بیت غضب سے اسکی سیمائی تلون خیز + ہزار مرتبہ مارا جلا جلا کے ہین ۔ غرضکہ پھر وہی جلسہ ابتسا ملتھا وہی ہنگامہ نشاط تھا اسی عرصہ مین وہ دن آخر ہوا یعنے پیام آمد شاہد شب سنکر حمارت غضب خسروخاور کم ہوئی اور فرط غیظ سے کانپنا موقوف ہوکر ایوان مغرب مین بآرام متمکن ہوا کہ نظم

شب آمد عاشقان را پردہ راز	شب آمد بیدلان را غصہ پرواز
توان بس کار در شب گیر کردن	کہ روز شش کم توان تدبیر کردن

ملکہ نے طعام لذیذ و خوشگوار شہزادہ کو کھلایا اور کنیزون کو بہر خدمتگاری تاکید بلیغ فرمائی آپ بھی تا یک خاطر مین مصروف رہی جب دو پہر رات آئی ایک کنیز کو ہمراہ لیکر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور اندر طلسم کے پہونچکر اپنی مادر پاس تو نہ گئی سیدھی خزانے کیطرف پہونچی چنانچہ مادر نے اسی کو سب امور رات طلسم کا مدار المہام کیا ہے کنجیان خزانے کی اسی کے پاس رہتی ہین بس کوٹھا کھول کر اندر گئی اور ایک صندوق کو کھولا اسمین چار تلوارین رکھی تھین کہ وہ سب طلسم کی ہین اُن مین سے ایک تلوار سواران طلسمی کے قتل کرنے کی ہے اسنے وہی تلوار اٹھالی پھر وہان سے دوسرے مکان مین گئی وہان طلسم کا گھوڑا بندھا تھا جو دم بھر مین منزلون جاتا ہے جہان کا ارادہ راکب کرے وہین پہونچاتا ہے اس مرکب وادی سیر کو کھولکر زین و لگام سارا اسباب اُسکا لیکر اُسپر سوار ہوکر مکانات بند کرکے پہاڑ کا راستہ لیا پچھلی رات کو شہزادہ پاس آپہونچی اور دونون شیدا باہم لپٹکر سو رہے شب وصل تو چھوٹی ہوتی ہی ہے بہت جلد صبح ہوگئی اور تیغ مہر سپہر فلک پر چمکی نظم

چو برداشت پردہ ز پیش آفتاب	سپیدہ بر آمد بپالود ہ خواب
چو خورشید زد عکس بر آسمان ہا	پراگند بر لاجورد ارغوان

شہزادے نے اُٹھکر نماز سحر پڑھی اور کمر بعزم روانگی باندھی ملکہ بیتاب ہوکر پکاری کہ بیت گھر جانے کا ارادہ ابھی سے نہ کیجیے + پیسے درد دل کی چمک ہی سحر نہین ۔ غرضکہ وہ تلوار شہزادے کو دی کہ اُسے زیب کمر فرمائی اور گھوڑا طلسمی کھینچکر سوار ہوا اور ملکہ سے رخصت ہوکر چل نکلا ملکہ فراق کشیدہ وہان سے بنگلے مین آئی غم یار مین رونی پیٹنی چلائی اور منھ لپیٹ کر پڑ رہی پھر ایک کنیز سے حکم دیا کہ جاؤ جاکر عرض کرو کہ مین آج بھی حاضر نہوئی کل سے زیادہ ماندی ہون

کنیز خدمت ملکہ آئینہ بین گئی پیام ملکہ کہا وہ دختر کی علالت سنکر مضطر ہوئی اور سوار ہوکر پہاڑ پر آئی
یہان ملکہ تپ عشق رکھتی تھی منھ پھیلے پڑی تھی اُسنے درحقیقت اُسکو بیمار پایا کہا ای فرزند تمھارا کورا پنڈا ہی
اب پہاڑ پر نہ ہو طلسم مین چلو طبیب سے اپنا حال کہو ملکہ نے کہا مجھے اب وہان کی راست نہین اور
زیادہ بیمار ہوجاؤن گی آئینہ نے کہا مین خداوند پاس جانیکو تھی اب نہ جاؤن گی تم اچھی ہوتا تو
میرے پاس چلی آتا یہ کہکر طلسم مین آئی اور رزم رفتن فسخ کرکے بیٹھی اُدھر ایرج جو سمت لشکر چلے
مرکب طلسمی اُنکے ارادے کے بموجب اُسی جانب چلا اور لشکر مین لقا کے جب آئینہ نہ پہونچی تو باقیماندہ
سرداروں کو آفت نے گرفتار کرنا چاہا پس آجکی رات طبل جنگ بجوایا ہی رات بھر طیاری حرب مین
بہادروں نے بسر کی ہے لشکر روم صحرا میدان مین پہونچکر صف آرا ہین بادشاہ اسلام اور امیر
آمادہ مرگ اور رضا بے قضا ہین کیلیے آفت نے سوار طلسم سے امیر کو بھی گرفتار کرنا چاہا ہے جانتی
ہی کہ سوار طلسم پر اعظم نہ چلے گا اگر اسم اعظم سے طلسمی تخت باطل ہوجاتا تو پھر لوح طلسم کی ضرورت نہوتی
غرضکہ طبل و بوق بج رہے ہین نقیب للکارتے ہین علم لشکر کے جلوہ دکھاتے ہین صفوف میمنہ و میسرہ
وغیرہ درست ہین دلاور جالاک وجیہ ہین سوار طلسم بیچ میدان مین آکر مسلح شوری کر رہا ہے
اسوقت ایرج نوجوان قریب لشکر پہونچا وہان دونون لشکرون نے دیکھا کہ صحرا کیطرف سے
گرد اٹھی بختیارک سمجھا کہ کوئی اور ساحر آتا ہی لقا سے کہا یا خداوندا بتو خوب تقدیر آپنے کی ہے
اُس گبر نے ہنسکر جواب دیا کہ میری مشیت مین کسکو دخل ہی جب چاہون ان بندگان خوابی کو غارت
کردون ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ دامن گرد فگانہ ہوا اور روے تابان ایرج دکھائی دیا نظم

کہ آمد سوارے ز صحرا چو گرد	بزیر اندرش بارہ رہوار نورد
ببالا شوہ ہمچو سرو بلند	بدست اندرون گرز و بر زین کمند
ببازو قوی و بتن زور مند	ستارہ درآرد بچرخ بلند

لشکر اسلام مین غلون کو جلوہ ملا سردار شادان و خندان آگے استقبال دوڑے ایرج نے
بادشاہ کے سامنے آکر تسلیم کی اور اجازت حرب لیکر رخ سوے جنگاہ کیا بختیارک نے کہا
یا خداوند تقدیر اُلٹ گئی آپ کے نوکر کے تیور بُرے معلوم ہوتے ہین اور سوار طلسمی نے کہلا
بھیجا کہ مبارزطلبی کرے اُسنے نعرہ مارا ایرج مرکب طلسمی داب کر چلا کہ بمقتضاے ابیات

نشست از بر اشقر سے ہمچو باد	تو گفتی ز رشش بند بیم یاد
بپیش سپاہ اندر آمد دلیر	بغرید بر سان غرندہ شیر
در آمد بمیدان چو آن جنگجوے	ربود از سر ترک بر سان گوے
یکے تیغ زد بر سر اسپ اوے	نگاور زد و اندر آمد بروے

سوار طلسم نے نگاور سے سنبھلکر نیزہ مارا شہزادے نے نیزے کو سنان نیزہ پر گانٹھا برابر سے جنگ شروع ہوئی پرکالے آتش کے سناسنے نیزوں سے نکلنے لگے گھوڑے گشت کرنے لگے یہ حال تھا کہ ابیات

ہمہ با سنان سر افشان شدند	چو ناہید ہر مرد رخشان شدند
بنزدیک مردان گہ گیر و دار	یکے با یکے خوب در کارزار

شہزادے نے بکوشش بسیار نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالا اسنے گرز اٹھاکر مارا گرز کو گرز پر روکا کہ نظم

کشیدند شمشیر دژ دیپن گرز	دلاور سواران با فر و برز
یکے گرد تیرہ بر انگیختند	بدانگہ کہ با ہم بہا دیختند

آخر بعد تمام حربوں کے سوار طلسمی نے تلوار ماری شہزادہ نے گھوڑا اڑا کر اسکے زیر بغل جاکر تلوار کو خالی دیا ہنوز وہ جھونک سے سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تیغہ طلسمی کھینچکر شہزادہ نے لگایا نظم

بر آویخت آن شاہ جنگی سوار	بزد بر سرش تیغ زہر آبدار
ز سر تا میانش بدو نیم کرد	دل رزم جویان پر از بیم کرد

تیغہ طلسمی نے اس سوار کے دو ٹکڑے کیے آفت کی جان لقا کی لشکر اسلام میں مسلمانوں نے تکبیر کہی طبل و نقارے بجے بختیار رک ہاتھی پر کھڑے ہوکر اذان کہنے لگا اور لقا کو لعنتی دیتا جاتا تھا نازک چشم اور آفت نے جھلاکر سواروں کو حکم دیا کہ ہان لینا ان خدا پرستوں کو پھر تو گھٹا کی طرح چار سمت سے سیاہ گھر آئی امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اٹھائی ادھر سے لقا کا ہاتھی بڑھا ادھر سے بادشاہ اسلام کا تخت آگے چلا نمازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار تلوار و نیزہ لیکر چلے سوار گھوڑے اٹھا کر لشکر حریف پر جا پڑے دونوں لشکر غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی چمک خنجر جانستان کی چشم خورشید خیرہ کرنے لگی گرد سیاہ کینہ خواہ سے دیدہ جہان پر خاشجو جو تیرہ ہوا گرز کی صدا نے دل کوہ آب کر دیا ز دپین و تیر کا مینھ برسنے لگا کہ بمقتضائے ابیات

برآمد خروش ده و دار و گیر — چو باران ببارید تیر و تبر
زلبس نیزه و تیغ زهر آبدار — همی تیره شد چشم خنجر گذار
بپیوست گردے چو ابر سیاه — که تاریک شد روے خورشید و ماه
هوا گشت از نیزه چون بیشه — دل هر سوارے دراندیشه
زلبس خون که شد ریخته بر زمین — یکے لاله زارے شد آن دشت کین
زپیکان الماس اندر عقاب — بتابید رخشان رخ آفتاب
فلک را زگرد سواران نشان — گرفته هوا کرگس گوشت خوار

اس معرکہ زد و گشت مین پہلے سب سے نعرۂ ایرج بلند ہوا تھا جس سے لرزان فلک زور مند تھا لعرہ

منم ایرج آن شاه عالی گهر — که جدّ من ست ممسوهٔ نامور
زتیغم فتد لرزه در کوه قاف — هر جنگجویان کنم در مصاف

آفت نے اور تمام ساحرون نے بڑے بڑے سحر کیے پہاڑ اکھیڑ کر لشکر پر گرائے شہزادہ نامور پاس تیر تھا اور امیر اسم اعظم آلہی باواز بلند پڑھتے جاتے تھے وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر لشکر ساحری پر گرتے تھے اور ہر ایک سحر پلٹ جاتا تھا جس سے لشکریان لقا مرتے تھے اسی ہنگامہ مین ایرج قتل و غارت کرتا ہوا لقا کے قریب پہونچا آفت نے اسکو دفعت گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا لشکری میدان سے پھرے اور اپنے اپنے مقام پر چلے امیر نامور ایرج فرخندہ سیر کے سر سے نثار کرتے ہوئے بارگاہ مین لائے حکم جشن دیا تمام مہامد خراب ارغوانی سے دماغ تازہ کرنے لگے ناچ دیکھنے راگ سننے لگے ادھر آفت و لقا سوار طلسم کے قتل ہونے سے بخاطر کبیدہ بارگاہ مین آکر بیٹھے اور بختیارک نے چھیڑنا شروع کیا کہ کیون ملکہ پیچ کنا کس کر دفعہ سے سوار طلسم کو اس مسلمان نے مارا مین تو اسکے ہاتھ کی صفائی کا قائل ہون کہ بیک ضربت دو ہی پر گائے اسنے کہے آفت نے پوچھا کہ یہ جوان کون تھا اسنے جواب دیا پوتا خلمشاہ کا پروتا امیر کا تھا وہ مہینے بھر سے کمین گیا ہوا تھا آج آیا تو اس شد و مد سے آیا آفت نے کہا ملکی مین تم سے چھپاؤن کیون ایک طلسم آئینہ ہے وہان سے اس سوار طلسم کو لائی تھی یہ کہکر تمام حال ملکہ آئینہ کا بیان کیا بختیارک نے کہا اس معلوم ہوا وہان کوئی عورت اس نوجوان پر عاشق ہوئی اور اسنے کوئی تلوار دیدی جس سے اسنے سوار طلسم کو مارا یا کوئی

خطا اس سوار کے جسم مین ہوگا اُسکا حال کہدیا ہوگا کہ اسی خط پر تلوار مارتا یہ سوار مرجاے گا بس اس جوان نے ویسا ہی کیا اچھا کہو اب تمھارا کیا عزم ہے آفت نے کہا جبتک زندہ ہون لڑے جاؤن گی مگر کہنے بات قاعدے کی کہی بیشک ایسا ہی کچھ بیچ سوار طلسم پر پڑا اچھا مین ایک لڑائی ان مسلمانون اور لڑون تو طلسم مین جاؤن یہ کہکر دربار سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی اور سحر کرنے لگی تھالی سامنے رکھکر بنو اکنڈے سُلگا کر اگیار کرنی تھی ڈمرو بجانی تھی آخر ایک سوار مع مرکب و اسلحہ اش کے آٹے کا اسنے بنایا اور اسکو حکم دیا کہ اے سحر کے سوار جب تجکو بلاؤن حاضر ہونا اور مسلمانون سے مقابلہ کرنا یہ حکم دیکر اسی اگیاری مین اُسکو ڈال دیا کہ وہ سوار جلکر غائب ہوگیا یہ تدبیر کرکے اُسنے ایک دن جنگ بسبب خشکی لشکر موقوف رکھی جب دوسرے دن سوار طلسم فلک عرصہ گاہ عالم سے پھر کر مغرب مین گیا اور آئینہ قدرت نے آئینہ خانہ دہر مین آئینہ وار کو بصدق صفا ظاہر کیا کہ نظم

چو خورشید تابندہ برگشت زرد	سیہ شد جہان چون شب لاجورد
برآمد ز در نالہ گاؤ و دم	خروشیدن کوس در دہلمہ جنم

حکم سے آفت کے بموجب صدائے نقارہ جنگ بلند ہوئی ہلکارون نے جاکے بادشاہ اسلام سے خبر عرض کی اُدھر بھی شور نالے ترکی بپا ہوا ہر ایک دلاور سامان حرب کرنے لگا فوجین جمع ہونیلگین سوارون کی وہ کثرت ہوئی کہ روے زمین نعل سے مرکبون کے چھپ گیا سرداروں کے پرچم سے روی ہوا سرخ نظر آتا تھا ہتھیارون کی کھڑکھڑاہٹ سے دل سنگ آب ہوتا تھا تلوارون کی چمک سے ترک فلک کا دل کانپتا تھا طول اجگہ بیجا ہے آخر کار شب بھر یہی سامان رہا دم سحر جب خورشید انور نے اس خاکدان تیرہ نار عالم کو منور فرمایا اور بصد جاہ و جلال اورنگ پرنیرنگ افلاک کو بزینت طراز کیا کہ ابیات

چو تیغ بنفش برکشید آفتاب	سر جنگجویان برآمد ز خواب
ز در گاہ برخاست آواے کوس	زمین قیرگون شد ہوا آبنوس
رجوشن سواران و زرد و سپر	زمین شد بکردار دریاے نیل

امیر نہار سحر پڑھکر در دولت پر نے بادشاہ جب برآمد ہوے سب سردارون نے مجرا کیا اور تخت کے ہمراہ رخ جانب جنگاہ کیا اسوقت شہنشاہ اسلام کے خلعت پر گردون نثار تھا یہ رعب و ادب آشکار تھا نظم

جہاندار با کاہ و بالی در نشست	بمیرفت با تاج و زرین کفش

ابھی برشد آواز شان تا دو میل		بہ پیش سپہ اندرون کوس و پیل
یکے گرد برشد کہ گفتی سپہ		بدریاے تیر اندر اندر دو چہر
بہ پیکر برزمین پشہ را جاے جا نہ		نہ اندر ہوا باد را ماند را

اسی جادہ جبل سے دشت مین پہونچکر صف کھینچی اسطرف کو فوج ساحران سے آفت آئی لقا تخت نکہت پر سوار گرد تمام کوہیون کی قطار لشکر کے بیچ مین آکر ٹھہرا بعد صفوف آرائی اور درستی میدان حرب نقیبون نے نقابت کی اور بدست دنیا سنائی جب یہ بھی کنارے ہوئے بہادر جوش شہور سے بیخود ہو گئے آفت نے اجازت حرب خداوند سے لیکر عزم دشت نبرد کیا اور وسط میدان مین پہونچکر دستک دی بوندلا گرد کا اڑا اور ایک سوار مسلح و مکمل آکر جنگاہ مین سلح شوری دکھانے لگا آفت نے پکار کر کہا کہ اے خدا پرستو تم سواران خداوند کو ہلاک کرتے کرتے گھبرا جاؤگے یہ فوج غیب سے خداوند نے طلب کی ہے اور مقابلہ مین یہ نصیب سنتا تھا کہ لشکر اسلام سے نعمان بن منذر نے بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ دیکر اجازت لی اور مرکب اڑا کر سامنے آیا سوار سحر نے تگا دو زنی کی اور نیزہ اٹھا کر حملہ آور ہوا بعد چند طعن کے نیزے ٹوٹے سوار سحر نے تلوار کھینچکر خبردار کہکر ضرب کی نعمان نے سر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار سپر سے گذر کر خود و بلوغ عرق چین زرہ و خود کو کاٹکر کاسہ سر مین در آئی اس بہادر نے واستانہ مارا کہ تیغہ جھنا کر سر سے نکلا اور چادر خون چہرہ پر پڑ گئے سر ہر نے پر زمین کے لگ گیا سوار سحر نے کمر بند مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اٹھا لیا اور اسیر کر کے حواے لشکر کے کیا پھر نعرہ ہیبار زلبی کیا یہ کیفیت دیکھکر دست چپ کے لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ ایرج نے مرکب طلسمی اڑا کر سامنے تخت شاہی کے آکر حرب و ضرب کی اور گھوڑا اچکا کر سوار سحر کے سامنے آکر ضرب مانگی اسنے وہی تیغہ خونچکان بر سر شہزادہ ذیشان لگایا شہزادے نے گھوڑے کو کاوے پر لگا کر تیغہ خالی دیا اور تیغہ طلسم گھسیٹ کر کمر کو تولا کر سر پر مارا اسنے بھی سپر کو سامنے کیا سپر کو تلوار کاٹکر خود و غیرہ سے گذر کر کہ جبڑے کو کاٹتی ہوئی اوجھ جھوجھ سے گذر کر پشت مرکب پر آئی لیکن مثل برق مرکب بھی دو پارہ کر کے زمین مین در آئی لشکر اسلام مین اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا نقارے بجے آفت گھبرا گئی اور فوج کو للکارا کہ لینا اسکو فوج چار سمت سے لینا لینا کہکر آگری شہزادہ نہنگ آسا اس دریاے لشکر مین غوطہ زن ہوا لشکریان اسلام بھی جا پڑے اور گشتی حیات مخالفان طوفانی کرنے لگے پھر تو یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ الہیات

درخشیدن تیغہاے سران	گرائیدن گرزہاے گران
تو گفتی کہ آہن زبان دارد	ہوا گرز را ترجمان دارد
یکے بادبر خاست وگرد سیاہ	بشد روشنائی ز خورشید و ماہ
بہر جاے بر تودۂ گشتہ بود	ز خون خاک سنگ ارغوان گشتہ بود
ز بس نیزہ و گرز و زخم و پال	تو گفتی ہمے سنگ بارد ز میغ
نہان شد بگرد اندرون آفتاب	ہوا از خاک شد چشم پران عقاب

آفت نے پھر طبل بازگشت بجوایا جنگ موقوف ہوئی بہادر پھر خیمہ گاہ مین آئے اور آسودہ ہوے امیر نے آج بھی ایرج پر سے بہت کچھ تصدق اُتارا اور مصروف عشرت ہوے ادھر آفت جو پھر کر گئی سب ساحر وغیرہ تو بآرام مسکن گزین ہوئے لیکن یہ ست طلسم چلی اور بعد طی مسافت راہ طلسم کے اندر پہونچی محافظان طلسم تو بخوبی آگاہ ہین کسی نے روکا نہین یہ قلعہ مین پہونچکر ایوان شاہی کے متصل جب آئی ملکہ آئینہ دار نے خبر سنکر استقبال کرایا اور پاس اپنے بلایا اُسنے سامنے پہونچکر سلام کیا اُسنے ہاتھ پکڑکے پاس بٹھالیا اور کہا بہن حرج اچھا ہے کہو ہمارے سوار کا حال پہلے تمنے لکھا تھا کہ مسلمان اسیر ہوئے ہین من آنے کو تھی لیکن چھوکری کی طبیعت ماندی ہوگئی ملکہ بلور جادو کی اسوجہ سے نہ آسکی آفت نے جواب دیا کہ ای ملکہ تمھارے سوار نے عذر مچایا تھا بہت سے سردار گرفتار کیے تھے جسکو ہاتھ مارتا تھا وہ زخمی ہوجاتا تھا اُسکے مرہم کی تاب نہ لاتا تھا تیسرے دن مین طبل جنگ بجوا کے نکلی تھی کہ صحرا کیطرف سے پرتو حمزہ کا آیا اور مقابل سوار ہوا اور ریگ مرہم شمشیر اُس نے سوار کے دو ٹکڑے کیے یہ سننا تھا کہ آئینہ کے حواس بگڑ گئے اور گھبراکر کہا بہن کیا کہتی ہو آفت نے کہا مین سامری کی قسم سچ کہتی ہون اور تمھارے سوار کے علاوہ ایک پتلا مین نے بنایا تھا اُسکو بھی اُسنے قتل کیا میری عقل حیران ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے اسی لیے مین تمھارے پاس آئی ہون کہ کچھ حال دریافت کرون آئینہ بولی کہ مین نے بہت بُری حرکت کی سوار طلسم کو تمھارے ساتھ بھیجا یہ سوار اسواسطے ہین کہ کوئی آفت جب طلسم پر آئے اُسوقت اُنسے کام لیا جاے مجھے نہین معلوم کہ اُن طلسم مین فرق کیا کیا حرکت ناشایستہ کی ہے جبھی طلسم بھی رہتا ہے یا نہین یہ کہکر اُٹھی اور کہا تم ٹھہرو مین آتی ہون غرضکہ خزانہ مین آکر ظل تڑ دا کو دیکھا تو صندوق مین تین تلوارین ہین چوتھی تلوار

جس سے اُسکی اجل بھی حیران ہوئی کہ یہ تلوار کون لیگیا یہ خنجر اور میری دختر ملکہ بلور کے سپرد ہوا سوائے اُسکے اور کوئی یہان آئے کیا مجال پس بلور ہی سے پوچھنا چاہیے کہ کیا تلوار کیا ہوئی یہ سوچکر خزانے سے نکلی اور چاہا کہ دختر کو بلوائے پھر خیال آیا کہ آفت بیٹھی ہے مبادا میری دختر نے کچھ شرارت کی ہو اسوقت وہی مجرم ٹھہری تو بیٹی بدنام ہوگی یہ سوچکر چپکی آکر بیٹھ رہی آفت کی طرف سے منہ پھیر لیا آفت نے اسکے چپ ہونیسے پوچھا کہ بہن تمنے مجھے کچھ جواب ندیا تمتو گنگنیان منہ مین بھر کر بیٹھ رہین یہ نہ کہا اب تو یہ کرامتی ہستی نیست کا جواب دیتا ہے یہ کیا کہ چپ رہا آئینہ یہ سُنکر جھلا کر بولی کہ بہن حواس بگڑے جو کوئی دوست بانہہ دیتا ہی تو کیا بانہہ کاٹ لیتے ہین تم اُسکی پگڑی پھوہچا پگڑتی ہو تم کیا آئین کہ طلسم پر آفت آئی اگر تم ایسی ہی بودی تھین تو کاہے کو گھر سے نکلین افراسیاب سے کہا ہوتا کہ اور کوئی جاے مین ڈرتی ہون تمھی بھولی ہون اور اگر آئی ہو تو کیا میرے بیرتے پر ای لو گو کسی کا بھروسہ کیا بھروسہ تو سامری کا بھروسہ ایک تو سوار طلسم قتل کرایا اب طلسم خالی کرایا چاہتی ہو بہن ایسی دلدستی سے مین درگذری تم کیا سمجھے برتے پر آئی ہو ایک تو مین نے یہ بوقوفی کی کہ اُسوقت تمھاری بدحواسی دیکھکر نہ اوچ سمجھی نہ نیچ سوار طلسم ساتھ کر دیا آئین طلسم مین فرق ڈالا اب دیکھیے کیا ہوتا ہے طلسم رہتا بھی ہے یا نہین بہن اب سے آئے گھر سے آئے مین نے تو کان اُمیٹھے اب کسی کے کہنے سننے مین نہ آؤنگی آفت نے جو یہ کلمات سُنے غصہ آیا اور بولی کہ بہن اتنی ٹیڑھی نہ بنو تو تو تو ملوٹے کیطرح پھیر لی جیسے ان تلون مین تیل ہی نہ تھا تمھارا سوار کیا حقیقت رکھتا ہے لوگ تو دوستی مین سر کٹوا دیتے ہین تم اتنی ہی سی بات پر پھری جاتی ہو احسان جتا جتا کے مارے ڈالتی ہو نوج کوئی اوچھے کا احسان نہ لے آئینہ نے کہا بس بس حقیقت اپنی زرا دیکھو گھبرائی ہوئی آئی تھی اگر سوار بچاتا تو گور کے پہنچے جاتی اچھا پھر اسکا کیا چلو اب سہی جب جانون کہ کچھ مسلمانون کا تو بنا لے آفت طیش مین آکر اُٹھی اور کہا سامری ایسی بے مروت سے بات نکرائے اچھا بی تم نے ہمکو سوار کیا دیا کہ جلا لیا مین حرامزدی خود بچھپاتی ہون کہ تمھارا سوار کون لیگیا یہ کہکر وہان سے چلی وہ کہتی ہوئی کہ اب چلکر وہ جو شہنشاہ افراسیاب نے سحر بتلایا ہی اُسکو جاری کرکے ایرج کو پکڑا اور مارڈالا سب کے دانت کھٹے نہ کر دیے تو ہے بل تو اپنا بل اور کاہل جانے مل فرضکہ ایسے ہی منصوبے کرتی ہوئی طلسم سے نکلکر لشکر مین آئی اور فرط رنج سے دربار مین گئی ایک رات اور ایک دن سحر کرتی

رہی ڈمرو یکا کر اپنی بارگاہ مین آئی تا چاکی اگیاری کر کے جوت کھڑی کی بیرون کو بلا کر موہن بھوگ کھلایا کی افراسیاب کا بتایا ہوا سحر خوب جگایا جب دوسرے روز آئینہ فلک ساحرۂ شب سے مکدر ہو کر طلسم مغرب مین گیا اور یہ مغلبیل نے چراغدان کہکشان فلک پر ستارون کی جوت کو قائم کیا کہ نظم

چو شب خیمہ زد بر پرند سیاہ		و فرشش سیمین بگسترد ماہ	
نہان گشت قندیل زرین سپہر		برافروخت شب شمع گیتی فروز	

آفت بارگاہ لقا مین آئی اور حکم نواخت نقارہ حرب دیا لشکر ساحران مین نفیر سحری بجی بختیارک نے کہا ای ملکہ تجھے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی میرا دل دھڑکتا ہی اب بھی کچھ نہین گیا ہی طلسم مین چلی جاؤ اسنے کہا ملکہ یا سر نہین یا سر وہی نہین یا مین کل نہین یا ایرج نہین ان سب باتون کو جو اسیان لشکر اسلام نے سنا اور خدمت امیر مین حاضر ہو کر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ بیت خدا کے سرہ رکوہ پر قراول صدد پھر ہے آمادۂ کارزار ہ امیر نے خبر سنکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت یزدان پاک کوس رزمی بجے بموجب ارشاد لشکر مین طبل جنگ بجا ہر ایک دلاور ہوشیار ہوا امیر جب دربار برخاست کر کے بادشاہ کو شبستان مین پہونچا آئے تیاری مین اسباب جدال کے مصروف ہوئے پھر تو جوہر تیغ کی چمک چشم سیارگان کی طرح آنکھین نکالے تھی سنان نیزہ نیزۂ کہکشان کو دیکھے بھالے تھی سپر دلن کی سیاہی باوجود کثرت چراغان لشکر شب تار سے زیادہ باریک تھی جادہ شجاعت تلوار کی باڑھ سے زیادہ باریک تھی جرار کمر کستے تھے بہادر موت کے نام سے ہنستے تھے شمع جمال شجاعت روشن کر کے انجمن آرائی کی تھی تلوارون کی صفائی کی تھی اسلح کی جھنکار سرود کی آواز تھی دل کی تپش رقاصہ کا انداز تھی نامردی کے نام پر فرسش ہوئے جاتے تھے عروس شجاعت سے عقد مواصلت چاہتے تھے آہن کی دعوت مین عدو کا گوشت کھلانے کی تیاری تھی دل و جگر کی دشمن کے سر پر سے سو پر نہاری تھی برانی نوشاہ شجاعت کے جمع تھے شربت پلائی مین نقد جان دینے کو مجتمع تھے کمانین جھک کر مجرا کرتی تھین تیر شجاعت کے پہلو لڑنے کی تدبیر بتاتے تھے کہ عمود کا زنی سکھاتے تھے کمندون نے بہادرون سے رشتہ جوڑا تھا تلوار کی باڑھ کا ڈورا رشتۂ جان دشمن بنا تھا کہ بمقتضاے ابیات

سواران جنگی جوان و دلیر		خروشان و جوشان چو درندہ شیر	
ہ تیر و بہ نیزہ بگرز و بہ تیغ		بگفتند دارم نہ جان را دریغ	

بہ بندیم دامن بہ دامن دمدن		پہ خنجر ز دشمن برآریم خون	
اگر صد ہزار اند و گر یک سوار		بیکدم برآرم از ایشان دمار	

غرضکہ رات بھر یہی ہنگامہ دونون طرف تھا لشکر آمادہ جنگ صف بصف تھا آفت اور جلہ ساحر کنارے دریا کے جا کر ٹھہرے تھے ڈمر دبجا تھا ہوم ہوتا تھا دونون کے سناٹے تھے بہ شراب دخون خوک چاٹتے موہن بھوگ کی چاٹ پر آتے تھے مسان کی مٹی تیلی کے کولھو پر سے آتا مے کے کمار کے چاک پر چڑھاتے گردش بخت کے وضع کی تدبیر ٹھہراتے تھے آفت نے کوے کی سیاہی منہ پر ملی تھی سیہ بختی اپنی اور پڑھالا چاہتی تھی ڈھولا سامنے بٹھا کر لوناچاری کو بلا کر سناتی تھی کہ بمقتضاے ابیات

کبھی لوناچماری کو بلاتی		کبھی بیرون کو تھی حلوا کھلاتی	
کبھی کرتی تھی کچھ افسون بہ نیرنگ		ظفر دشمن پہ تا پائے دم جنگ	
بھجن گاتی کبھی ڈنڈوت کرتی		برہنہ ہو کے تھی ہر دم مٹکتی	

جب رات اسی کوشمہ سازی مین بسر ہوئی وہ زمانہ آیا کہ چرخ مقوس مین کماندار روزگار سے پیر شعاع مہر پیوستہ کیا اور نقارۂ باغ سپہر اڑا یا ترک روز نے چہرۂ خون آلود شمس دکھایا کہ نظم

چو خورشید تابان بر آمد بسیج		ز جان مہر رخشان در آمد بہرج	
ہمہ دشت کہسار گرما گرفت		زمانہ ز خور رنگ صفرا گرفت	

لشکر دونون جانب سے بیرق بیرق اور سنجق سنجق وارد دشت قتال ہوے امیر فریضہ نماز سحر سے فرصت کر کے اسقر پر سوار ہو کر در دولت پر آئے بادشاہ عالم پناہ بعد عظمت و جاہ بر آمد ہوے زمانہ سامان سواری کا بھر گیا کہارون نے تخت بدوش یا ہر ایک کا بجرا و سلام ہوسہ و سوفانوسین مینا کار آگے روشن اٹھارہ سو گدستون پر پنجشاخون کے جوبن اگر سوزہ عنبر سوز و عود سوز کے لوٹے طغلان مہر دیدار کے لیے عود برکی کا بکٹا جھونکتے طلیون سے دشت کو پر از مشک بناتی چلے نفیرونکی صداے گوش چرخ کو کر گیا بھیرون بھیاس کی آواز نے دل مین اثر کیا سوار و اور سردارون کی غٹ پایون کی قطارین آگے بڑھین سناٹاے نیزہ بچھنے لگین ستارے گویا سوا نیزے پر آتے ہوئے تھے یا روزگار نے دیدے نکالے تھے نقارہ و دہل کی آواز سے زمانہ کا قلب دہل گیا کر خال تھا یہ مقدمہ حالی تھا کہ ابیات

در فتے چو سیمرغ دالا سفید		کشیدہ سرش سوے تا بندہ شید	

پس پشت پنجہ ہزار از یلان	پیادہ ہمہ تنگ بستہ میان
ز در زیافوت و لعل و گہر	کلاہ و قبا و زتاج و کمر
ہمائے سپہری بگسترد پر	ہمے برسرش داشت سایہ ز فر
طرکوس بر چرخ دہم برکشید	بپرخاش دشمن سپہ برکشید

اسی حشمت و جاہ سے دشت مرجان مین پہونچکر ٹھہرے تھے کہ اسطرف سے لقا گمراہ ابلیس باتمی زنجیرہ بند پر تخت چکڑا کر سوار ہوا پشت پر ساحران غدار کا بیڑا سواردن اور کوہیون کا مجمع ہوا بڑے کروفر سے میدان نبرد مین آیا پشت و بلندارض غبرا کو بلیدارون نے درست کیا صفوف لشکر کو صف آرا ترتیب دینے لگے امیر بعدہٗ سالاری آگے بڑھے تخت بادشاہون کے قلب لشکر مین قائم ہوے آفت دسو فار و نازک چشم تخمتاے سحر پر سوار میدان مین آئے نقیبون نے صدا دی بہادرون کا دل بڑھایا شجاعت کا وقت یاد دلایا کہ موجب نظم

ہوا باغ دنیا کی ہے وہ بری	جو کھلنے نہین دیتی دل کی کلی
سموم آسا چلتی ہے باد بہار	کہ ہے آتش گل برنگ شرار
گلستان کے عالم پر ایسا جلا	دل لالۂ باغ داغی ہوا
کہان ہین وہ مردان شمشیر زن	نبرد آزمایان لشکر شکن
کہان ہے وہ پیل رستم نامدار	کدھر ہے زبان جنگی سوار
نہین پرزہ و کیوکا کچھ پتا	کہان سام و بیژن ہین سوچو ذرا
ہوئی سب کے سر پہ کے پیوند خاک	شجاعت سے باقی رہا نام پاک

آج تم بھی ردے عروس جلادت کو گلگونہ خون زخم سے رنگین کرو اور بہار گلزار شجاعت زخم کھلا کر دکھاؤ باغ بیخزان نامورى لگا دو یہ کہکر نقیب ہٹے بہادر مرنے پر ڈٹے آفت ساحرون سے رخصت ہوکر لقا سے اجازت لیکر میدان مین نکلی اور ایک ناریل سمت فلک اچھالا جسمین ہزار ہا برقی نکلکر لشکر امیر پر گری آگ کا مینھ برسنے لگا امیر نے اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھا کہ وہ بجلیان اور آگ پلٹ کر لشکر لقا پر گری آفت نے دستک دیکر وہ آفت رفع کی اور پکاری کہ اے ایرج نوجوان آج مین خود تم سے لڑنے آئی ہون سوا تمھارے اور کسیکو نہین چاہتی آو میرے سامنے ایرج

یہ نعرہ سُنکر سامنے بادشاہ کے آئے اور اجازت لیکر اپنے سواروں سے رخصت ہوکے سمت میدان چلے
مرکب طلسمی ہزار سے بھرتا ہوا سے باتین کرتا فرفر کی نتھنون سے دینا روانہ ہوا کہ **ابیات**

نگا در سمند سے بجستن چو برق	شدہ غرق آہن زسم بالفرق
صبا را کہ تگ پیش از آہو ربود	بگردن قطاس از دم اُدبود

جب مقابل آفت پہونچا اُسنے وہی نارپل جو پہلے اُچھالا تھا اسوقت بھی زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور آندھی کیطرح پیدا ہوا اور شل بگولے کے اکٹھا ہوکر گرد اگرد ایرج کے پھیل گیا شہزادہ کو اُس دھوئین سے چکر آیا اور تیغ چھوٹ کر الگ گرا گھوڑے سے بھی گر کر پشت بزمین ہوا آفت نے تیغ اُٹھاکر ساحرون کو دیا اور مرکب بھی گرفتار کرایا لشکر اسلام سے سردار بہر جماعت شہزادہ چلائے کہ وہ پنجہ بنگر گری اور شہزادہ کو اُٹھا کر لے اُڑی لشکر ملون کو للکارا کہ جو لوگ آتے ہین روکو اُن کو لشکر لقا بھی بڑھا اور ہوا دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی نقارہ و دہل سے دماغ ترک فلک بھر گیا برتیغ سے خون برسنے لگا زمین شنگرفی فرش بچھا سر و دست و پاے بہادران کے ڈھیر ہو گئے کہ **نظم**

ازین سوز آن سو خروشان شدند	برزم اندرون سخت کوشان شدند
غو کوس با نالۂ کرنا سے	دم نا سے سرمین دہندی درا سے
ہوا پُر شد از تیرہاے خدنگ	ببارید گرزہ بنا لید سنگ
زگرد سواران و از پرّ تیر	سر کوہ شد ہمچو دریاے قیر

کچھ دیر شمشیر زنی ہوئی تھی کہ آفت نے جمعہ تین پہونچکر کہلا بھیجا تین دشمن کو پکڑ لائی اب کیا ضرور مقابلہ کرنا لقا نے طبل بازگشت یکو ایا لشکری جنگاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ تین پہونچکر کمر کھولی امیر اور بادشاہ بارگاہ مین آئے عیار بہر خبر گیری ایرج روانہ ہوئے ادھر آفت نے شہزادے کو قید سخت مین معلوق و مسلسل کرکے بارگاہ لقا مین پہونچایا لقا جنگاہ سے پھر کر آیا تھا اور مصروف عیش و عشرت تھا کہ قید شہزادہ کی آئی اور آفت نے بختیارک سے کہا مین اسکو قتل کرنے لائی ہون
اُسنے جواب دیا کہ تو خود عقلمند ہے تجکو کون سمجھائے آئی پر چوکنا نہ چاہیے گیا وقت پھر ہاتھ نہین آتا دشمن پر پھر کوئی بار بار قابو نہین پاتا آفت نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ میدان مین روبرو لشکر اسلام کے اسکو ہلاک کرون اُسنے جواب دیا کہ جیسے میدان مین ویسے یہان ایسا نہو کہ حمزہ آکر چھڑا

لیجاسے آفت یونی کہ ایسی تدبیر کرون کہ کوئی نہ اسکے دیکھین اور افسوس کرسکے رہجامین یہ کہکر حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری کیجاے بموجب حکم علاوہ ان قوی بازو حاضر ہوے اور روبرو لشکر اسلام میدان مین دار استادہ کی چوترے ریگ کے بنائے منادی نے ندا دی کہ گنہگار خدا اور ملک کیا جائیگا سب لشکر تماشا دیکھے ساحری اور لشکری اور ساکنان قلعہ کوہ عقیق جوق جوق میدان مین جمع ہونے لگے بعض انمین عشرت سے قہقہے لگاتے تھے دانشمند عبرت کرکے انکو سمجھاتے تھے کہ میان رنج ہنسنا نہین اچھا ہے مصیبت پر کسیکی یہ بھی گردش فلک کجدار اور بیوفائی زمانہ عذار ہے کہ کبھی کسیکو تخت عزت سے اتار کر تختۂ مرگ پر سلاتا ہے اور کبھی خاک گور ویران لذت و سلامت مین ڈالتا ہے کہ نظم

ازین خاک دامن کہ سر برکشید	کہ دوران بخاکش نہ اندر کشید
کہ این خانہ ویرانہ آباد کرد	کہ چرخش نہ بے بوم وبنیاد کرد
کہ در برگرفت این دلارام را	کہ بالا نہ برہم زد این دام را
کہ تاج کیانی بہ سر بر نہاد	کہ بر سر زخاکش نہ افسر نہاد
گر ابر کشد گردش روزگار	کہ روزے زخاکش نماید غبار
ہمین ست آئین چرخ بلند	ازو گر امید ست دگاہے گزند

غرضکہ میدان خونی تیار ہو چکا ساحر ایرج کو کشان وہان لائے لقا بھی سامنے آکر تخت پر بیٹھا اور شہزادہ کو روبرو طلب کرکے سوال کیا کہ اے بندۂ قدرت مجکو سجدہ کر شہزادہ نے فرمایا مین تجھپر اور تیرے پرستارون پر کرور کرور لعنت کرتا ہون اور بیحیا تو ذوالامان پر جب قید ہوا تھا امیر سے سفارش کرکے مین نے تجکو بچایا تھا اور تو مسلمان ہوکر میرے ساتھ سے بھاگ گیا اب یہان یہ خدائی بگھارتا ہے کیا کہون بحر مین گرفتار ہون نہین تو بتلا دیتا لقا کو ان باتون سے غصہ آیا اور حکم دیا کہ لیجاؤ اس بندۂ بے ادب کو اور قتل کرو جلاد شہزادے کو زیردار لائے لیکن عیاز جو بہر خبر آئے تھے وہ یہ سب کیفیت دریافت کرکے خدمت امیر مین آئی جملہ حال بیان کیا امیر کے فرط رنج سے کلیجے مین بشدت درد تھا بہر اعانت شہزادہ جانے سکے مگر اور سردار بیقرار ہوکر اٹھے اور بارگاہ سے نکلکر مرکبون پر سوار ہوئے لشکر نے جلد جلد کمر باندھی علمشاہ و لندھور و مالک وغیرہ جو سردار کہ گرفتار ہونے سے بچے تھے آمادۂ حرب و پیکار روانہ ہوئے فوج بیکران کے پیچھے ساتھ

چلے لیکن وسواس وخناس عیاران لقا یہ خبر دریافت کر کے گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ لشکر اسلام بحمایت ایرج آتا ہے یہ خبر سنکر آفت نے جادوگرون کو حکم دیا کہ میدان نحر بندکرو کسی مخالف کو آنے نہ دو جادوگر بموجب حکم عمل کرنے لگے آگ دھنورے کے پھل اچھلنے لگے چنگاریان اڑنے لگین آفت نے بھی ایک گولا فولادی مار زمین پر کر وہ شق ہوا اور آسمین سے شعلہاے آتش نکلکر ہر سمت پھیل گئے اور ایک حصار دیوار آتش میدان کے گرد ہوگیا اس اثنا مین غلمشاہ وغیرہ جاکر پہونچے فرط محبت ایرج سے کلیجون مین آگ لگی تھی بے محابا گھوڑے اس آگ مین ڈالدیے آتش کے شعلے ایسے بلند ہوئے کہ تا کرۂ نار پہونچے اور مرکبون کے روئین جلے الٹے پلٹ کر بھاگے ہر چند ان بہادرون نے روگا مگر بس نہ چلا آخر سب ناچار ہوکے پیدل چاہا جائین لیکن سمجھے کہ راہ مین جلکر خاک ہوجائینگے ایرج تک نہ جاسکینگے جانا بیکار جانکر مایوس اسجگہ سے پیچھے ہٹکر ٹھہرے اور دست دعا بدرگاہ خدا بلند کرکے بصد گریہ وزاری ایرج کے لیے دعا کرتے تھے کہ نظم

الٰہی تو فیاض ہے اور کریم مقدس معلی منزہ عظیم		الٰہی تو غفار ہے اور رحیم نہ تیرا شریک اور نہ تیرا سہیم	
تری ذات والا ہے بیحد قدیم			

ای خالق انس وجان ایرج کی جان کا تو ہی نگہبان ہے یہ سب تو مصروف دعا ہین مگر اب ثمرۂ حال اس قتیل شمشیر انداز یار دیکھیے تیغ ناز دلدار وتیغ خنجر ابرو ملکہ بلور جادو کا سنیے کہ ماہرو کو بحیلہ بہاری رخصت کرکے جب وہ دن تمام ہوا اشتیاق مواصلت جانان مین زیبا بیش آرائش سے کام ہوا لباس اور زیور سے آراستہ ہوکے باغ ومکان کو پیراستہ کرا کے انتظار مدیار مین بیٹھی تھی کہ فرد کچھ ذرا منھ کو دیکھا یار کہ نرگس نکلے ہین خاک چمن سے ترے حیران کئی ۔ جو رچہرہ اور کچھ کنیزون کو بھیجا کہ جاؤ شہزادے کو قریب نرگس کو لے آئے ہون گے لے آؤ کنیزین گئین اور پھر آئین کہ ای ملکہ وہان کوئی بھی نہین یہ سنتا تھا کہ بصورت آئینہ حیران رہگئی اور وہ رات تڑپ تڑپ کر ہجر یار مین بسر کی رو رو کے سواد شب غم دھوکر سفید چادر سحر کی جب بیقراری سناتی نویب پر لائی کہ بمقتضاے ترکیب بند

مجھے ای دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے کہ دشمن بھی مرا حال پر آنسو بہاتا ہے			

بیتابی یہ بیخوابی یہ بیچینی دکھاتا ہے
اگر کچھ منھ سے بولون تو مزا الفت کا جاتا ہے
مرا درد نہاں دل اگر کہون زبان سوزد

سنو دل لگتا ہے گھر مین اور نہ صحرا مجکو بھاتا ہے
اگر مین چپکا رہتا ہون کلیجہ منھ کو آتا ہے
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

کوک کردن تو جگ ہنسے اور چپکے لاگے کھاؤ
ایسے کٹھن سنیہ کا کس بدھ کرون اُپاؤ

جب چشم ہجران دیدہ و انتظار کشیدہ کیطرح چشم سفید ہوتی دن کو بھی دیدار دلدار سے نا امید ہوتی دن بھر سو سو طرح کے بناؤ کرتی لیکن تیرگی بخت صورت یار کے عوض سیاہی شب ہجر دکھلاتی

مضطر بانہ بہ زبان پوربی کہ ترکیب بند

مجھے اُس شوخ چنچل نے جب اپنا حسن دکھلایا
دکھا کر اک نظر چلتا ہوا اور مجکو تڑپایا
گرا مین ہوکے بیخود یون پری کا جیسے ہو سایا
پھر آیمین ہوش جب آیا تو دل سینے مین گھبرایا
بہت سا اسکو ڈھونڈھا ہی اُسکا ٹھکانا
بہت سا اسکو سمجھایا نہ مانا دل نے ہرگز
کشیدم نالہ و از شوق پیراہن قبا کردم
پیا ہے جسکن او صبر و تسکین را رہا کردم

بھینٹ بھئی جا نہین کہی نینین آنسو لائے
ہے کوئی ایسا میت جو پیم مندر بتائے

آخر بیان کیا کہ شہزادہ مصروف جنگ رہا اور ملکہ پر رنج سے عرصۂ زیست تنگ ہوا شہزادہ مقید ہوا ملکہ کو بیقراری نے ستایا کبھی اٹھتی اور کبھی بیٹھتی گاہے بسبب غم پریچہرین کہانی مثل اسپند جو دل جلتا تھا آہ کے سائمہ دھوان نکلتا تھا یہ حال حور چہرہ وزیرزادی نے اُسکا دیکھکر عرض کیا کہ واری بموجب بیت بست غم نہ کھا عشق کا اے امیر نہین تجکو آزار ہو جائے گا ۔ اے بی بی مین قربان گئی ذرا دل کو سنبھالو پروردگار وہ بھی دن لائے گا جو شہزادہ اگر صورت دکھائیگا اُسکے سمجھانے سے اور زیادہ تپش دل بڑھی اور رو کر بولی کہ اے گیان اگر تو میری زندگی چاہتی ہے تو ایک نظر انھین جاکر دیکھ آ حور چہرہ اسکے رنج دیکھنے کی تاب نلائی اور مثل دود آہ عاشق سحر پڑھکر بلند ہوئی دم بھر مین لشکر سلام پہونچی یہان عجیب غریب دیکھا کہ ہر شخص مصروف دعا ہے لب پر نالہ و فریاد ہے سامنے میدان مین حصار آتش بنا ہے سرداران کا مجمع ہے اسنے حیران ہوکر زور سحر رفع تبدیل کی اور ایک

سقہ بکڑ، اشک حسرت بہا رہا تھا اس سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا کہ ایرج کو آفت پکڑے گئی ہے انکی گردن ماری جاتی ہے یہ لشکر اسلام ہے کہ بسبب حصار آتش اندر نہین جا سکتا اسلیے ہر ایک روتا ہے اور دعا کرتا ہے حور چہرہ یہ سنکر وہان سے اسطرح گرول سے کہتی ہوئی کہ اب تو چکی ہو رہا اسکو قتل ہو جانیدے جھگڑا فیصل کر دونگی تم آئینہ دار کا برباد ہوگا اسی سوچ مین خیال آیا کہ مطلوب کے مرنے سے ایسا نہو ملکہ بھی مر جائے عوض خیر خواہی کے تیرا بھی سر جائے یہ سوچکر بدحواس و مضطر بصد عجلت ملکہ پاس پہونچی ملکہ اسکا ہاتھ پکڑکر الگ لیگئی اور مستفسر ہوئی کہ وہ کیا کرتے تھے مین جانتی ہون کسی معشوق پاس بیٹھی ہون اچھا نوگئی تو شہزادے الگ اٹھکر آئے کچھ مجکو پوچھا یا نہین حور چہرہ یہ تقریر سنکر رونے لگی اور کہا بی بی تم کس کو پوچھتی ہو شہزادے قتل ہوا چاہتے ہین انکے دشمن ٹھنکا ریان بچہ تلوار کے نیچے بیٹھے ہین یہ سننا تھا کہ سنسنایا کلیجہ منہ کو آیا پوچھا اری مفصل کہو کیا ماجرا گذرا ہے افسوس مجھ نالائق بے نصیب نے ناحق انکو جانے دیا حور چہرہ نے ساری حقیقت کہ سنائی ملکہ آتش محبت مین جلی دل کی تپش زیادہ بڑھی اور اٹھی کہ دیکھون یہ مالزادی آفت کیونکر قتل کرتی ہے حور چہرہ نے کہا واری یہ کیا تی ہو کہان جاتی ہو جانے بھی دو وہ مرد ہان کس کے ہوتے ہین اور کس کے ہون گے کیون گھر غارت کرتی ہو اپنے تئین بخس بخس کرنا اچھا نہین بس جو ہونا تھا ہو گیا ملکہ نے جھلا کر کہا اری کیون باتین بناتی ہے لوصاحب کسی کی جان جائے اور کوئی اترائے کچھ نرس خدا بھی ہے بھلا مین کیونکر درگذر کرون ناصاحب مجھ سے یہ نہوگا مین کسی کو ساتھ تو لیے جاتی نہین پھر کوئی کیون پچھڑا ہے میرا تو خوف خدا ہے رہا ان سرپان کا پنپ گیا کچھ مردے کی محبت نہین صرف خدا راہ کا سودا ہے حور چہرہ سمجھی کہ یہ نہ رکیگی ناچار بولی مین کہ مین تصدق جو جی مین آئے وہ کیجیے ملکہ اسیوقت اڑی اور طلسم کے ایک بیابان مین آئی وہان چار پہاڑ چھوٹے چھوٹے تھے اور انکے بیچ مین ایک مکان بنا تھا اسنے اس مکان کا قفل کھولا اندر جاکر ایک حجرہ کو وا کیا اس حجرے کے اندر ایک صندوق سونے کا رکھا تھا اس صندوق کو چاہا اٹھائے اس عرصے مین حور چہرہ اور کنیزین بھی آئین ان سب نے ملکر اس صندوق کو اٹھایا اور سب باہر مکان کے لاکر تخت سحر پر رکھا ملکہ نے مکان بند کر دیا آپ تخت پر بیٹھی اور سحر پڑھکر مع صندوق تخت کو اڑا کر چلی اس جلدی کے ساتھ روان ہوئی کہ جیسے نسیم تیز رو باغ مین چلتی ہے پیچھے پیچھے تمام کنیزین اور حور چہرہ جاتی تھین دل سے کہتی تھین کہ دیکھیے کیا نشہ عشق مین سرشار ہے کہ کچھ خبر

انجام کی نہین لیتے مان سنتے گی تو کیا ہوگا ایک بولی اری عشق بُری بلا ہی اسنے قیس کو مجنون کیا ہے
غرضکہ یہ باتین کرتی روانہ تھین لیکن ملکہ ان سے پہلے طلسم سے نکلکر جاے قتل ایرج پر پہونچی وہ وقت
وہ وقت ہی کہ حکم لقا دے چکا ہی تیرے حکم کے جاد منتظر ہین شہزادی نے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا ہی
کہ ملکہ نے پہونچکر اپنا جوڑا کھولا اور ایک گولا بلور کا نکالا اُسپر سحر پڑھکر اس آتشی حصار پر مارا فوراً ایک لکا پیدا
ہوکر قلعہ عقیق سے تا حصار آتش گہرا کرکے برسنے لگا اس زور شور سے برسا کہ جیسے دریا بہا دیتے وہ
آتش سرد ہونے لگی بختیارک نے کہا ای آفت ذرا دیکھو تو کیا آفت آئی اسنے گھبراکر اوپر دیکھا اور
پکاری کہ بچاؤ ہمین نے یہ کہکر سحر پڑھنے لگی بلور نے نعرہ کیا کہ منم بلور جادو اور وہان سے تلوار بنکر
مثل برق پھلی آفت جلد بزور سحر زمین مین سما گئی ملکہ بلور زمین پر پہونچکر مجسم بصورت انسان ہوئی اور
نارنج ترنج مارنے لگی ساحر ہلاک ہونے لگے جلا د تلوار پھینک پھینک کر بھاگے اس بیچ مین آفت
بھی زمین سے نکلی اور ساحرون کو پکاری کہ کیا کھڑے دیکھتے ہو لو اسکو ایک لاکھ ساحر ملکہ پر آگرا
ترسول نیزہ سے ہزار ہا ایک نئے پیدا کیے انھون نے چارطرف سے گھیرا سر پر پتھرون کا مینھ
برسنے لگا ملکہ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ چالیس سپرین سر پر آگین کھپر ملکہ نے جلد اُس صندوق کو جو اپنے
ہمراہ لائی تھی کھولا اسمین چالیس ہزار تپا طلسم کا بند تھا وہ تپلا ہر ایک صندوق کھلتے ہی باہر نکلا اور بڑھکر
مثل انسان ہوا اور خنجر و تلوار کھینچکر ساحرون پر جا پڑا ساحر ہر چند نارنج ترنج مارتے تھے گر تپلون کو اثر
نہ ہوتا تھا اور انھون ہزار ہا کو مار کاٹ کر ڈال دیا ادھر حور چہرہ اور کنیزین آگرین اُس طرف
جب وہ آگ حصار کی دفع ہوئی سردار لشکر اسلام سوار ہوکر آکر سے پھر تو ساحرون مین ہر غل مچ گئے
لگے بہادرون مین ہتیارون کی آواز کا شور ہوا نعرہ دار و گیر بلند تھا دھوان نارنج و ترنج سے نکل کر
چشم روزگار کو تیرہ کیے تھا فلک جگر فگار اپنی گردش پہ دیکھکر بھولا تھا ہندوے چرخ کا رنگ سیاہ ہوا تھا
تلوار بھڑکر چلی تھی گویا مقراض گردن و جان تیغ بنی تھی بہرام فلک کا دل سے آب تھا راستہ آہن ملنے کا
تا یاب تھا کہ زمین ہلچل پڑی تھی گاؤ زمین ڈگمگاتی تھی سحر سے چارطرف اندھیرا تھا ہر طرف تیرہ و تا
کا نقشہ تھا کہ بمقتضاے نظم

ہمہ جادوان جادوے ساختند		سپہے دگر ہوا آتش انداختند	
سپہے جادوے برنشستہ بشیر		بالا بلند و سطبر و دلیر	

یک دست بو دیش مارا بزرگ	بدست دگر اژدہاے سترگ
نمود آنچنان کاسپ و مرد دسیاہ	ہمے آتش افروخت در رزمگاہ
برآمد بہ ابر اندر ابر سیاہ	ہمے تیر بارید ازان بر سپاہ
خروشے برآمد ز اسلامیان	بپیوستند خون ریختن را میان
ہمہ برگرفتند یکسر خروش	ہوا پر خروش و زمین پر ز جوش
ز کشتہ چو دریاے خون بر زمین	بہر گوشہ ماند اسپے بے سمن

ملکہ بلور کے پتلون نے ہزاروں ساحر قتل کیے اور ملکہ خود لڑتی ہوئی قریب ایرج پہونچی اسکو قیدی پاس پہونچا دیکھ کے آفت بلبلا کر دوڑی اور لشکریون کو سحر سے ہٹا کر سامنے ملکہ کے آئی ڈاٹا کہ او بچیا اری چھوکری تو بھی یہ لیاقت رکھتی ہے کہ میرے قیدی کو چھڑائے یہ کہکر پنجہ مارا ملکہ بلور نے رد سحر پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے پنجہ خون نے پکڑ لیا بلور نے اسوقت اپنا پنجہ کھینچکر مارا آفت نے سحر کی سپر سامنے کی مگر پنجہ نے سپر کو کاٹا آفت نے جلدی سے سر اپنا نیچے کر لیا ہاتھ آگے تھا اسپر پنجہ پڑا کہنی پر سے ہاتھ کٹ گیا بلور دوسرا پنجہ لگایا چاہتی تھی کہ آفت اڑ کر بھاگی نازک چشم یہ مقابلہ دیکھکر چاہتی تھی کہ ملکہ پر جا پڑے مگر سوچی کہ یہ شہزادی طلسم کی ہے ایسا نہو کہ تو ماری جاے یہ سوچکر یہ بھی بھاگی پھر تو ساحرون مین بھگدڑ پڑی ملکہ بلور نے اُسی ہنگامے مین ایسا سحر پڑھا کہ پتلے طلسمی پھر گھٹ کر صندوق مین آگئے اور اسنے شہزادہ ایرج پر سے قید سحر دفع کی اُسوقت لقا نے فوج کو للکارا کہ ہان روکو اسکو کہی اور فوج جو ذاتی لقا کی ہے وہ تلوارین مارتے چلے مگر اہل اسلام جو لڑ رہے تھے وہ اُنکے سد راہ ہوئے ملکہ بلور نے اسی گرمی جنگ مین سحر پڑھکر شہزادی کو بیہوش کیا اور رکمر مین پنجہ دیکر سمت فلک پرواز کی بلندی پر جاکر پکاری کہ اے سرداران اسلام تم کچھ شہزادے کا نہ کرنا مین ان کی دوست ہون جو لیے جاتی ہون کنیزان بلور نے جو یہ معاملہ دیکھا فوراً حور چہرہ نے صندوق پتلون کا تخت سحر پر رکھا اور پیچھے پیچھے ملکہ کے راہی ہوئین یہان سے بہادر بھرا ہوا تلوار چل رہی تھی کہ بختیارک نے طبل بازگشت بجوادیا اسلیے کہ جب قیدی چھوٹ گیا اور ساحر تاب جنگ نہ لائے تو لشکری بھی نہ لڑسکین گے غرضکہ جب طبل امان بجا اہل اسلام شاد ان و فرحان اپنے مقتولون کو اٹھوا کر قیام گاہ مین آئے اور لاشین دفن کرا کر

بارگاہ مین داخل ہوتے بادشاہ سے حال جنگ کہا سب شہزادی کے زندہ سلامت ہونے سے خوشنود ہوکر مع جملہ جنگ درباب و شراب و کباب بیٹھے، ادھر لشکر شکست خوردہ اپنی بارگاہ مین آیا ساحران فرار شدہ بھی جمع ہونے لگے نازک چشم و سوفار دربار مین آئے آفت کا پتا نہ معلوم ہوا کدھر گئی بختیارک نے کہا شاید ملکہ آفت طلسم آئینہ مین گئین غرضکہ یہ بھی قیام پذیر ہین لیکن اول حال اس شہباز صید گاہ عشقبازی وطائر فرخ فال مرغزار کرشمہ سازی دلدادہ و رنجور ملکہ بلور کا سنیے کہ شہزادے کو لیکر جو چلی قلعہ کوہ عقیق کے اطراف مین ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچی اندر طلسم کے نہ گئی حور چہرہ مع کنیزون کے عقب مین جو آتی تھی اسنے عرض کیا کہ اے ملکہ اس صحرائے لطافت بخش مین ذرا ٹھہریے دم لے لین اور مشورہ کرلین تو پھر چلین گے ملکہ یہ سنکر ایک بیابان وسیع اور جھیل لہراتی ہوئی دیکھکر اتری عجب بہار اس دشت خورم کی دیکھی کہ سامنے چھوٹی چھوٹی پہاڑیان مثل گلدستون کے گلہائے بوقلمون سے لدی فرش سبزہ صحرا پر کہین کہین خیمہ ابر بہاری مین سورج کی چمک تمغے کا رنگ دکھلاتی تھی قوس و قزح ریسمان سرخ نظر آتی تھی ہر شجر مثل انجمن آرائیان خیمہ نشاط بزم افروز تھے گل شگفتہ رو ہوکر خندہ زن بسان شمع روشن و دلسوز تھے جھیلون پر بگلے اور مرغابیان اور قازین وغیرہ بیٹھی تھین ہرن پہاڑی چیتے جنگل مین پھرتے تھے ہوا ٹھنڈھی چلتی تھی محبوب گلعذار سے گرمجوشی کرنا یاد دلاتی تھی کہ بمقتضائے ابیات

روان آب لبسیار در رود و بار	لب جو بارش ہر گل بیار
دو صد سرو بن دید و بید و چنار	زدہ نغزوکانے اندر کنار
چمن در چمن دمد سرو سے	گرانبار شاخ و زبخ دسے
بر سیب لعل و رخ برگ زرد	تن شاخ کوزدم باد سرد
رخ نار با سیب شنگرف گون	برین زخم تیغ و بران زخم خون

ملکہ نے وہان ٹھہر کر ایرج کو ہوشیار کیا اسکی جب آنکھ کھلی ملکہ کو بالین پر پایا اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تمنے میری رہائی کے لیے کیون تکلیف کی اے ملکہ اگر ساحرون کی لڑائی نہوتی اور تم آتین تو مین ناراض ہوتا کیونکہ ہمارے یہان عورت کا لڑنا روا نہین ملکہ نے کہا مین تو ابھی مطیع الاسلام ہون مثل دیگر ساحرون کے لڑی تو کچھ ہرج نہین یہ کہکر حور چہرہ کو خبر کے لیے بھیجا اور اسکا آکر آپ کو قید مین

دیکھکر جانا اور اپنا بیتاب ہوکر آنا بیان کیا آنکھ حور چہرہ نے کہا بلاون اب کدھر چلیے گا کہان کا قصد ہے ملکہ نے کہا کیا کہون کوئی جگہ خیال مین آتی اگر طلسم مین جاتی ہون تو مقرر میری مان ضرور پہونچاے گی کیونکہ آفت زخمی ہوچکی ہے وہ ضرور میری مان سے جاکر کہے گی حور چہرہ نے کہا یہی مجکو بھی اندیشہ ہے ایرج یہ باتین سُنکر بولا کہ اے ملکہ تمھارا کدھر خیال ہے اب تم میرے ساتھ لشکر مین چلو امیر تمھارے آنے سے بہت خوش ہون گے دوسری یہ کہ لڑائی کی تھکی ماندی ہو میری بارگاہ مین چلکر آرام کرو تمھین طلسم مین جانے سے کیا غرض حور چہرہ نے عرض کیا کہ حضور شہزادے سچ کہتے ہین لشکر مین جلد چلیے کہانہو کوئی آفت برپا ہو ملکہ اُسیوقت اُٹھی کہ بہتر تو ہے شہزادے کو تخت سحر پر بٹھاکر پرواز کی لیکن وہ صندوق پتلون کا چلتے وقت بھول دیا کر پتلے آئین سے نکلکر سوار ہونے اُنسے حکم دیا کہ تم سب طلسم مین جاؤ وہ حسب الارشاد سمت طلسم گئے اور یہ سب لشکر کیطرف روانہ ہوئے جب لشکر اسلام نزدیک رہا شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ تم یہان مجھے اُتار دو اور تم ٹھہری رہو مین جاکر تمھارے آنے کی امیر سے اطلاع کرون ملکہ نے ایک درہ کوہ کے قریب تخت اُتارا آپ ٹھہری اور شہزادہ کو رخصت کیا ایرج وہان سے لشکر مین آیا لوگ فرط عشرت سے اسکو دیکھکر دوڑے شہزادہ سب سے ملا پھر بارگاہ مین داخل ہوا شاہ کو مجرا کیا امیر نے گلے سے لگایا اور احوال رہائی دریافت کیا اسنے ماجرا بلور جادو از ابتدا تا انتہا بیان کرکے عرض کیا اب وہ ملکہ درۂ کوہ مین موجود ہے حکم ہو تو لے آؤن امیر نے اُسیوقت ایک سکھپال جواہر نگار اور کنیزون کے لیے پالکیان طرحدار درۂ کوہ کیجانب روانہ کین اور سامان تزک وجلوس مثل چتر اور نقارہ اور خاص بردار اور نواب ناظر خواجہ سرا وغیرہ بھیجے شہزادہ بھی مع اپنے سردارون کے اور سامان جلوس اپنا ذاتی لیکر سوار ہوا یہان تک کہ درہ کوہ مین جا پہونچا ملکہ کو سوار کیا پھر تو بڑے تجمل سے سواری روانہ ہوئی کہ سکھپال مین پردے جواہر دوز بندے نشان آگے کھلے نقیب بولتے ڈنکے بجتا چتر سکھپال پر گردش کرتا مردہ عصے سونے چاندی کے لیے پایہ سکھپال تھامتے کہاریان سرون پر مچھلیان لگائے مورچھل جھلتی لباس پر زر لپٹنے گھنے سے لدی سردار نیزہ دار ننگی تلوارون کا سایہ کیے پیادون کے جلو مین پرے زرد جواہر لٹاتے بڑے کروفر سے لشکر مین داخل ہوا بارگاہ ایرج مین سواری اُتری ملکہ گیتی افروز مادر ایرج اور ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم اور ملکہ رابغہ زربفت اطلس

پوشش مادر شہزادہ گلشاہ بیبیان امیر کی اور لجین وغیرہ سب مشتاق بجو کے آنے کی اس بارگاہ
مین جمع تھین جب ملکۂ ارزی سب بلائین لین اسنے بھی ہر ایک کو تسلیم کی گیتی افروز نے پانی اتار کے
پیا پھر سب بیبیون نے گنا اتار کے بچانا شروع کیا کسی نے رونمائی مین کنگن اور کسیکنے کڑی میری کی پہنائی
پھر جلسۂ عشرت شروع ہوا مجرئی ڈومنیان ہر ایک شہزادی نے طلب کین کہ وہ اپنے گانے اور ناچ کی
سامنے تواۂ فلک کو بے سُرا اور ہیچکارہ بتانے لگین خاطر اہل انجمن لبھانے لگین کہ نظم

برآورد لشکر خادرے	زدہ چنگ برجانۂ کاسبلے
ہوا ابر بست از بخور عبیر	بخندید نم و بنالید زیر
پرستار صفا زدہ ماہرو ملا	طراز ان بستان طراز نہ ہو
ہمہ غم بباد شہر و مذباد	بجام دمادم گرفتند یاد
زشادی سہے در کف زد و زن	سگوفہ شگافند شد در چمن
سفنج در آمد بآواز رود	سہے خواند این خسروانی سرود

اس اثنا مین خبر ہوئی کہ امیر بجو کو دیکھنے آتے ہین بلور نے یہ خبر سُنکر سر سے پانتک دوپٹے سے
بدن چھپا لیا گھونگھٹ زیادہ نکال لیا سر زانو پر جھکا کے ادب سے بیٹھی سب بیبیان امیر کی استقبال کو اٹھین
جب امیر بارگاہ مین آئے ملکہ نے شرم سے اُٹھکر مجرا کیا اور رومال سے ہاتھ چھپا کر نذر دی امیر سر
سینے سے لگا لیا اور بھاری جوڑا مع ایک سو اکیس کشتی زیور الماسی کے ہمراہ لائے تھے وہ منھ
دکھائی مین دیکر فرمایا کہ ای فرزند مین شکر کرتا ہون خدای پاک کا کہ تونے اطاعت پروردگار عالم کرنا
قبول کیا اب کلمہ پڑھ اور راویان باطل پر لعنت بھیج ملکہ نے مع تمام اپنی کنیزون کے بصدق دل کلمۂ طیبہ
زبان پر جاری کیا اور کفر کرنے سے توبہ کی امیر خوش ہوکر رخصت ہوئے بعد تھوڑی دیر کے اور
سب بیبیان بھی اپنے اپنے مقام پر گئین ملکہ بارگاہ مین تخت جواہر بن پر متمکن ہوئی سامنے چنگیرین
گلدستے وغیرہ چن دیے گئے امیر نے باہر جاکر ڈالیان میوون کی اور طعام لذیذ اور خوان مٹھائی
کے بھیجے شہزادہ ایرج بھی خبر سُنکر کہ ملکہ اکیلی ہے داخل بارگاہ ہوا اور پہلوے دلدار مین بیٹھکر
داد عشرت دینے لگا مگر آفت جو شکستہ حال و بستہ ملال لڑائی سے بھاگ کر چلی سیدھی طلسم
آئینہ مین پہونچی ملازمان ملکہ آئینہ نے دیکھا کہ آج آفت کا ایک ہاتھ کٹا ہوا

تمام جسم پر لہو کی چھینٹین پڑین پیرہن تار تار بدحواس گھبرائی ہوئی آئی ہے یہ حال دیکھکر پوچھنے لگے کہ حضور مزاج کیسا ہے اُسنے کہا مین آئینہ سے حال کہونگی جلد بتلاؤ وہ کہان ہین اُنھون نے کہا اپنے باغ مین تشریف فرما ہین آپ تو اُن کے برابر کی ہین بے تامل تشریف لیجائین یہ سُنکر آفت سیدھی باغ مین آئی ازبسکہ پہلے کچھ رنجش آئینہ سے ہوگئی تھی اسوقت جو آتے اُسنے کو دیکھا مثل مشہور ہے کہ گھر آئے کتے کو بھی نہین ہانکتے آئینہ اُٹھی اور استقبال کرکے اسکو لائی حال ابتر سبت دیکھا جسم خونچکان ہاتھ کٹا ہوا چہرہ پر غبار ملال یہ حالت مشاہدہ کرکے اگلی باتون کو زبان پر نہ لائی اور براہ دل سوزی پوچھنے لگی کہ بہن یہ کیا حال ہے اُسنے جواب دیا کہ آپ کی بیٹی کا یہ سارا کرتوت ہے پہلے ہی سمجھی تھی جب تم مجھ سے بگڑی تھین کہ یہ ملی بھگت ہے بہن جو تم کو مسلمانون کا ساتھ دینا تھا تو مجھسے پہلے ہی کہدیا ہوتا یہ کیا کہ اپنی صاحبزادی کو بھیجکر میرا ہاتھ کٹوایا اور بنی بنائی لڑائی کو بگاڑا مین جانتی ہون کہ ایرج کو اول بھی تیغہ دے کر تمھین نے بھیجا تھا ہاے افسوس کیا زمانہ آلگا ہے کہ نہ کسی کو برادری کا پاس ہے نہ ایک دین ہونے کا خیال ہے آئینہ اسکی تقریر شکایت آمیز سُنکر کچھ سمجھی کہ یہ کیا کہتی ہے ہنسکر بولی کہ رنڈی جب تو آتی ہے نخرہ بگھارتی ہوئی آتی ہے تیری خفگی میرے سر آنکھون پر کوئی مرے پر طوفان لیتا تو جیتے جی مین کیا جانون کیسے مسلمان کہان میری بیٹی کہان لڑائی وہ بیچاری ماندی دکھیا سیرگاہ مین اپنی پڑی ہے مین دیکھ آئی بھینسون بگھار چڑھا ہے سر تو اُٹھاتی نہین مین دعائین مانگتی ہون کہ سامری نے ایک جھپٹا دیا ہے کہین جی جاے اب اسکو نام سامری سے برس اُن گنا شروع ہوا ہے تم آئی ہو اُسپر تو تیا جورتی ہوئی مفصل کہو کہ میری بیٹی نے کیا تمھارے کلیجے مین چٹکی لی ہے آفت نے کہا ایک تم نہین ہو اور ایک تمھاری بیٹی اری کیا باتین بناتی ہے جاکے دیکھ تو وہ چالیس ہزار پتلا لیکر گئی اور یہ آفت برپا کی سب احوال مفصل کہدیا بس سنتے ہی آئینہ غصے سے کانپنے لگی اور کہا بہن تم ٹھہرو مین آتی ہون آفت نے کہا چلو مین بھی چلتی ہون غرض دونون باغ سے باہر نکلکر کچھ دور باہر چلین تھین کہ پتلے طلسمی جنکو بلور نے چھوڑ دیا تھا آکر پہونچے اور عرض کیا کہ ملکہ نے ہمکو لڑوایا پھر اسجانب بھیجدیا آئینہ کو آفت کے کہنے کا یقین واثق ہوا اور پتلون کو لیکر اُسی بیابان مین جہانسے بلور لے گئی تھی اور پتلون کو بزور سحر صندوق مین بند کرکے حجرے مین رکھا پھر وہان سے سیرگاہ ملکہ کی

سمت آئی یہان بالکل سناٹا پایا آفت نے کہا بلور مسلمانون کے پاس گئی ہو گی اور کہین نہ ملیگی تم میرے ساتھ چلو مین پتا لگا دون گی آئینہ اسکے ساتھ ہوئی اور قریب لشکر اسلام ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری آفت وہان سے طائر کی ایسی صورت بنکر اڑی اور سیدھی بارگاہ ایرج پر آکر ٹھہرائی کیلیے کہ یہ لشکر مین رہتی ہی بارگاہ مین سردارون کی جاتی ہے غرضکہ اس بارگاہ مین ملکہ کو تخت پر پہلوے ایرج مین بصد جلوہ گر پایا وہان سے پھر کر آئینہ پاس آئی اور حال کہا اور صلاح دی کہ اتنا دن جو باقی ہے صبر کرو کس لیے کہ حمزہ باطل السحر ہی تم نہ لاسکوگی اسوقت آئینہ نے کہا مین بادشاہ طلسم ہون میرا حمزہ کیا کرے گا بغیر ہوے طلسم مین قتل نہون گی آفت نے کہا یہ سچ ہی لیکن لڑائی تو پڑ جائیگی آئینہ سمجھی یہ اچھا کہتی ہے کیا ضرور ہی لڑنے اور قضیہ بڑھانے سے سہل مین کام نکالنا چاہیے یہ سوچکر اسوقت تک وہان ٹھہری رہی کہ ساحرۂ شب جو پردۂ جہان مین مخفی تھی ظاہر ہوئی اور شاہد روز نے صورت نورآگین چھپائی کہ نظم

بدانگہ کہ خورشید برگشت زرد		سحر بلور تا گشت شب لاجورد	
چو کشتی بساحل کشید آفتاب		شب تیرہ افگند زورق در آب	

رات کو آئینہ نے قصد چلنے کا کیا آفت نے اسکو اسوقت تک روکا کہ جبتک آدھی رات نہ آئی جب نصف لیلاے شب تا بہ کمر پہونچی دونون اڑکر سمت لشکر اسلام چلین لشکر مین طلایہ پھر رہا تھا بیدار باش وناظر باش کی صدا بلند تھی آئینہ نے سحر پڑھا کہ طلایہ دار بیہوش ہوگیا ہوا سرد چلی بارگاہون مین سردار عیار غافل سوگئے صرف وہ لوگ جو بارگاہ سلیمانی مین تھے ہوشیار رہے ایرج کی بارگاہ مین ماری دار وغیرہ ترکنین حبشین سب بیہوش ہوگئے اسوقت آفت کے تہلانیسے آئینہ بارگاہ ایرج مین اتری یہان دونون شیدا ے یگدیگر لپٹے پڑے تھے ملکہ کی کرتی چڑھ گئی تھی نمنے دست ایرج مین تھے پائینچے چڑھے تھے ران سے ران کٹی تھی زلف عنبر فام قریب دماغ تھی کہ نظم

دیکھا تو وہ دونون کرتے تھے خواب		گل تکیے تھے آفتاب و مہتاب	
ہم بستر آدمی پری تھی		سائے کے بغل مین چاندنی تھی	
سر کی تھی جو محرم اس قمر کی		برجون پہ سے چاندنی تھی سر کی	

یہ حال دیکھکر آئینہ بغضب تمام لے کے اور ملکہ کو پکڑ کر پہلوے دلدار سے الگ کیا ملکہ کی آنکھ کھلی پنجہ مادر مثل پنجہ ملک الموت پایا پکاری کہ اے شہزادے خدا حافظ وناصر یہ کنیزہ آپ پر تصدق ہوئی

اس صدا سے شہزادے کی آنکھ کھلی ملکہ کو اسیر دیکھکر بعجلت تمام اُٹھا اور تیغہ سحر کش صندلی پر سے اُٹھاکر
دوڑا اسوقت آفت کہ شہزادے سے جلی ہوئی کٹی ڈانٹکر آگے بڑھی کہ خبردار کہان جاتا ہی شہزادہ
کو غصہ بیحد تھا کمر کو تہلاکر سر پر ہاتھ مارا آفت نے چاہا کہ سحر پڑھون سحر بسبب تبدیکے یاد نہ آیا اور تیغہ سحر
بیچکر ٹانگون سے نکل گیا غل اسکے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے اندھیرا ہوگیا اسی اندھیری مین
آئینہ بلور کو لیکر بلند ہوگئی ہر چند ملکہ روئی پیٹی چلائی کہ شہزادے کو اشعار فراق انگیز پڑھکر اور
کلمات الوداع کہکر بلایا مگر کسی نے اس ہنگامے مین نہ سنا ایسا غل برپا ہوا کہ امیر بیدار ہوکر بارگاہ
سے نکل آئے دیکھا کہ لشکر پر اندھیرا چھایا ہے اور فلک کے قریب ایک آفتاب سا چمکتا چلا جاتا ہے یہ
دیکھکر اسم اعظم باآواز بلند پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی لیکن آئینہ مالک طلسم ہے اُسپر کچھ اثر نہوا وہ مثل
آفتاب چمکتی ہوئی یہ جا وہ جا ملکہ کو لیکر روانہ ہوگئی لشکری کچھ دور دوڑے تیر بہت سے ماری مگر کچھ بنہوا
ناچار ہوگئے اسطرف نازک چشم وغیرہ شور سے جاگ اُٹھے سنتے انھون نے بھی سنا کہ آفت
شمشیر زن ماری گئی اور بلور کو آئینہ لے گئی مرگ آفت کا حال سُنکر ساحر
رونے لگے اور اسکے ساتھ کے ساحرون نے قصد شبخون لشکر اسلام پر کیا نازک چشم مانع ہوئی
کہا تم سب میرے ساتھ رہو مین مسلمانون سے بدلا لونگی ساحر سب تامل پذیر ہوئے مگر یہان
ایرج نے جو معشوق سے بارگاہ خالی دیکھی چشم گریان سے تمدی آنسو کی بہادی بسان شمع
سوزان کے حال پر دل جلا اسقدر رویا کہ دست و پا ٹھنڈے ہوگئے پھر جو ہوش آیا بستر غم
پر پیچ و تاب کھانے لگا پروانہ وار بیقرار ہوکر اُس شمع عذار سے لو لگاتا اور یہ کہتا کہ نظم

تجھی مین رہتا ہے دھیان میرا نہ سکھ ہے دل مین نہ نیند رتیان	
ترا ہی لیتا ہون نام ہر دم بسے ہین تجھ مین جیسے بتیان	
کہین سے آمل تو مجھ سے پیارے جو میرے دل کو ٹک آئے چینان	
تمھاری آسا لگی ہے نس دن تمھارے درشن کو ترسین نینا ان	
دلارے سندر انوکھے ابرن ہٹیلے موہن انوکھے لالا	

اسی بیقراری مین خیال آیا کہ افسوس جب تم قید ہوئے تو وہ اسیر سر پنجہ تقدیر تاب نہ لائی رسیلے
طلسمی لیکر تمکو چھڑانے آئی اب وہ قید ہوگئی اور تم بیٹھے رہو مبادا اُسکی مان لیجا کر قتل کر ڈالیگی تو کیا

بڑی نامردی ہی خلقت کہیگی جو سنیگا وہ بھی کہیگا کہ خورشید نے یہ مردی جتائی اور مرد سے بدتر از زنان بات کی بس یہ سوچکر مرکب جورات کو نابردستور کے ہر شاہ و شہریار کے در پر لشکر مین کھچا ہوا استادہ رہتا ہی ان کے یہان بھی تیار تھا اسکی پشت پر بیٹھکر صحرا کا راستہ لیا دل سے کہتا جاتا تھا کہ ای کجب وآزدن وای گردون دون کہین ایسا نہ کرنا کہ اس ناشاد کو پُرارمان زیر خاک چھپا دینا کلنگ کا ٹیکا میری پیشانی پر نہ لگا دینا اور کبھی کہتا افسوس ترکیب بند

نہ تھا معلوم یہ الفت مین غم کھانا بھی ہوتا ہے
جگر کی بے کلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے

بسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہے
تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے

کسیکے پر اپنے پھر اپنے کو دکھ پانا بھی ہوتا ہے
کف افسوس کو ملکے پچھتانا بھی ہوتا ہے

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را

جو مین ایسا جانتا کہ پیت کرے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈھورا پیٹنا کہ پیت نہ کرے لوکے

اُسی دھن مین یاد آیا کہ نرگس کوہ پر چلو وہان حنظل و صنوبر ہون گی وہ بخوبی طلسم آئینہ مین پہونچا دینگی اور تدبیر فتح طلسم بھی بتا ئینگے یہ سوچکر جانب نرگس کوہ راہی ہوا وہان کا حال سُنیے کہ صنوبر و شاپور شہزادے کو ڈھونڈھنے چلے تھے ہر طرف ڈھونڈھکر جب پتہ نہ ملا پھر آئے اور حنظل پاس ٹھہرے لیکن صنوبر عاشق جمال شہزادہ ہی فراق کی تاب نہ لائی روز دو کوس چار کوس گرداگرد جنگل کے جہان سے شہزادہ گیا تھا پھرتی ہی اور مطلوب کو ڈھونڈھتی ہے جب آفتاب بلند زیادہ ہوتا ہے دھوپ مین یہ گلرخسار برنگ گل مرجھاتی ہے مگر چہرہ تمتما جاتا ہے تو رخ تابندہ سے سورج شرما جاتا ہی وہ مُہکے پھول سے گالون پر پسینا آنا یہ معلوم ہوتا ہی کہ گلاب کا عرق نچڑا ہے جب اس دھوپ مین بھی شہزادے کو نہین پاتی ہی تو بیقراری سے زبان پر لاتی ہے کہ دوہا دھوپ پڑت دھرتی تپت اوپر چھٹکا گھام + دوڑی بلکت جات ہون تیہو نہ چیوت سیام + اسیطرح آج رات کو جو شہزادہ سمت نرگس کوہ چلا ملکہ صنوبر کو زیادہ تپش دل نے ستایا رات بھر اشتیاق مین جاگا کی ناظر حزین بیحد مضطر جذبہ عشق کا اثر فرط بیتابی سے یہ لب پر کہ دوہا پیتم تُن کو موہ کے کینو مان گمان + بن دیکھے دارو پ کے کلپت مور پران + اسی بیخور و خوابی مین وہ رات بسر کی شبنم

نمکدرویا کی جب معشوقہ پروین وپرن نے چشم مردم دہر سے منھ چھپایا اور آفتاب تابان بسان لعل سوختہ کان شاہد روز کو میدان افلاک مین ڈھونڈھنے آیا کہ نظم

چو خورشید برزد ستان از نشیب	شتاب آمد از دشت اندر دریب
بدرید پیراہن شش	بدید آمد آن لعل رخشان تنش

صنوبر شہزادے کو ڈھونڈھنے چلی جب جنگل مین پہونچی نسیم سحری نے گلہاے زخم دل شگفتہ کردیے اور پھولون نے صحرا کے دامنہاے خاطر فراق کشیدہ زیادہ بڑھائے وہ صبح کا وقت شفق کا پھولنا چہرہ رنگین گلعذار یاد دلاتا تھا جانورون کی زمزمہ سرائی نالۂ دل کی گواہی تھی دل شیون کرتا چاہتا تھا تو بیقرار و بیتاب ہوکر یہ کہتی کہ بمقتضاے مستدس

منزل بہ منزل ترے تو اشک ریزان	صحرا بہ صحرا گذرے تو خاک بیزان
جو صید زخمی حسرت گریزان	افتاں و خیزان

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل	
صحرا بصحرا منزل بمنزل	

اسی طرح بلبلاتی صحرا مین پھرتی تھی کہ یکایک سامنے سے ایرج پیدا ہوا صنوبر بیتابانہ دوڑی اور پکاری کہ بیت بیا تا نقد جان را برفشانم در ہواے تو ۔ بنہ پا بر سر برم تا سر نہم بر خاک پاے تو شہزادے نے مرکب روکا اور اسکو اپنے ہمراہ لیا یہانتک کہ قلعہ مین ملکہ حنظل پاس آئے وہ اٹھکر بلا گردان ہوئی اور پوچھا کہ حضور کہان تشریف لیگئے تھے ایرج نے حال عشق ملکہ بلور از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور فرمایا کہ مین بغیر طلسم درہم برہم کیے نہ آون گا اور اسیوقت جاؤن گا حنظل نے کہا مین راز طلسم تو نہین جانتی مگر آپ کے ہمراہ جانبازی کو حاضر ہون شہزادے نے فرمایا تم صرف مجکو راہ بتادو پھر مین سمجھ لون گا کیونکہ مجکو کسیکی مدد نہین درکار ہے حامی میرا پروردگار ہے حنظل یہ کلام سنکر اسیوقت ساتھ ہوئی شاپور عیار نے عرض کیا مین بھی ساتھ چلونگا اور سیارہ بھی یہان کچھ کام کو آیا تھا اسنے بھی کل کیفیت سنکر قاسم جو یہان موجود تھا جاکر کہی قاسم نے فرمایا کہ اے سیارہ تو بھی شہزادے کے ساتھ جاوہ اگر ہمراہ ہوا صنوبر کو بہر انتظام قلعہ حنظل نے بہین چھوڑا اور شہزادہ کو مع عیاران تخت سحر پر بٹھاکر قلعہ سے سمت طلسم آئینہ راستہ لیا بعد قطع راہ ایک صحرا کے کنارے پہونچے وہان ایک

کوہ بلند مرتفع منزلون تک چلا گیا تھا درۂ کوہ سے اسطرف سرحد طلسم آئینہ بختی خنظل نے عرض کیا کہ اب آگے طلسم کی سرحد ہے مین وہان نہین جاسکتی آیندہ آپکی مرضی شہزادے نے اسکو مع عیارون کے اُسی جا چھوڑا اور آپ تنہا درۂ کوہ کیطرف روانہ ہوا یہ تو اندر طلسم کے جاتے ہین مگر اب قدر کردگار دیکھیے کہ یہ طلسم پہلے ذکر ہو چکا کہ نصف قبضہ کوکب مین ہی اور نصف کا مالک افراسیاب ہی چنانچہ جب شہنشاہ عیاران عمر نامدار کا داخلہ طلسم کوکب مین ہوا تھا تو بیان کیا گیا تھا کہ استقبال کرنے اور نذر دینے کیلیے سب مالکان دربند کو نامہ پہونچا تھا بران کیطرف سے پس منجملہ اُن نامون کے ایک نامہ ملکہ آئینہ کو بھی آیا کہ جلد یہان آیئے میرے ہمراہ بہر استقبال عمر چلیے چنانچہ نامہ پڑھکر آئینہ نے اپنی بہن شعلہ دار کو خدمت بران مین بھیجا ہے چنانچہ وہ وہان حاضر ہے اور یہان آئینہ جب اپنی دختر ملکہ بلور کو پکڑلائی طلسم مین پہونچکر دو طمانچے زور زور مارے اور ای کہا ای امان بیٹی بگو مسلمان جھگڑا کرنا تمھاری نانصیب سے غارت ہوئی ناشدنی تیرے جیسے کتا نہ جیسے سامری تجھے نہ غارت کرے یہ تونے کیا کیا کہ تمام برادری مین ناک کٹوادی اری چینی بھر پانی مین ڈوب مرکہ بمقتضاے نظم

زسر تاج فرہنگ بفگندہ	زتن جامۂ شرم برکندہ
گمانم گہر بود سنگ آمدی	یقینم ہمہ نام و ننگ آمدی
کنون سوسنت درد مندی گرفت	گلت ریخت لالہ نژندی گرفت
نگارے بدی چون بہار بہشت	نمانی کنون جز بہ پژمردہ کشت

غرضکہ بہت سا کچھ بک جھک کر اس خوف سے کہ یہ کہین پھر بھاگ جائے قید خانے مین بھیجدیا وہ قید خانہ اسطرح کا تھا کہ ایک باغ بہت عمدہ لگا تھا ایوان طلسمی اس مین بنا تھا ایوان مین تخت طلائی پر ملکہ کو بٹھا دیا اور پاؤن مین زنجیر سونے کی بھردی اور ایک شیر کو بزور سحر لاے طلسم سے بلایا بزنجیر اسکی گردن مین باندھکر پایہ تخت سے باندھدیا اور کہدیا کہ اے شیر اس عورت پاس جو کوئی بغیر حکم میرے آئے تو کھالینا اور اس فخرہ کی حفاظت کرنا یہ کہکر چند خواصان خاص کو پہرے کے لیے مقرر کرکے آپ اپنے مکان مین آئی اور ایک خط بہن کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بہن شعلہ دار یہان مسلمانون سے اور ہم سے بگڑ گئی بھانجی تمھاری مسلمان ایرج نام پر عاشق ہوئی ہے بلور کو تحیہ کیا ہے اب عاشق اسکا یقین ہر کہ طلسم پر چڑھ آئیگا بڑی لڑائی ہوگی تمکو چاہیے کہ جلد ہمارے پاس

آؤ دیر نہ کرنا تھوڑا لکھا بہت سمجھنا یہ خط ایک ساحر کو دیا کہ وہ طلسم کوکب مین لے گیا میان برآن عمر کو لینے جانا چاہتی ہے اور عمر و ہوشیار چور کے مکان سے نکلکر باغ مین استقامت زیر ہی برآن کے حکم سے حاکمان دربند جمع ہوتے جاتے ہین بارگاہ استاد مین شہر ہفت رنگ کے گرد اگرد جلسہ ہے کہ یہ نامہ دار شعلہ دار کی بارگاہ دریافت کرکے وہین پہونچا اور نامہ دار وہ نامہ پڑھکر متفکر ہوئی پھر خیال مین آیا کہ ملکہ برآن سے اطلاع کرنا چاہیے کیونکہ ملکہ تو مسلمانون کے عیار کی اسقدر حرمت کرتی ہین اور مسلمان اُنکے طلسم کو برباد کرنا چاہتے ہین کیا بعید ہے کہ جو ملکہ اس خط کے مضمون سے آگاہ ہو کر نامہ مسلمانونکو کو لکھین اور بخلاف ملکہ مسلمان طلسم آئینہ مین نہ آئین میری بہن کا گھر برباد ہو نیسے بچے غرضکہ وہ خط لیے ہوئے اندر قلعہ کے دارالعمارۃ شاہی مین آئی یہان برآن سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھی کہ اِس نے جاکر تسلیم کی پھر دست بستہ عرض رسا ہوئی کہ یہ خط میری بہن نے لکھا ہے اہل اسلام طلسم برباد کیا چاہتے ہین حضور اُنکو لکھین تا وہ فساد سے باز آئین اور مجکو میری بہن پاس جانے کی اجازت دین ملکہ نے یہ تقریر سنکر ایک قہقہہ مارا اور فرمایا کہ ارے نادان ہم شریک اہل اسلام کے ہو گئے ہین اگر ہمارا بھی طلسم برباد ہو جائے جب بھی ہم کچھ نہ کہین اب تو جا اور لوح طلسم ہماری طرف سے جو مختار جادو کے دہان ہو اُسکے پاس ہو اُس سے طلسم کشا کو دلا دے اور آئینہ دار سے کہدینا کہ خبردار خلاف حکم ہمارے نہ کرے اگر جادہ اطاعت سے قدم ذرا بھی ہٹایا تو اپنی سزا اپنے کنار مین دیکھیگی شعلہ دار یہ باتین سنکر گھبرائی مگر کیا کرسکتی تھی ملکہ سے منت پذیر ہوئی کہ حضور خفا نہ ہون مین اسی طرح اپنی بہن سے کہون گی یہ کہکر دہان سے رخصت ہو کر مع اپنے ملازمین کے سمت طلسم آئینہ چلی جب یہ جا چکی ملکہ برآن کو خیال آیا کہ کبھی عمر کے لینے جانے مین عرصہ ہو کیون کہ مالک دربند دن کے جمع ہو رہے ہین پس ایک احسان یہ بھی خواجہ پر کرنا چاہیے کہ لوح طلسم آئینہ ایرج کو دلانا چاہیے اگرچہ کہ شعلہ دار جاکر آئینہ دار سے حکم سُنا چکی لیکن مطیع افراسیاب ہے شاید اُسطرف عرضی لکھے اور افراسیاب سے مدد طلب کرے لوح طلسم نہ دے تو ایرج کو بڑی مشکل پڑے اس لحاظ سے تجکو چلنا چاہیے اور لوح دار سے لوح طلسم لیکر طلسم کشا کو دینا چاہیے یہ تجویز کرکے جا ہی تھی کہ چلے پھر خیال مین آیا کہ تو ایرج کو پہچانتی نہین لوح لیکر کہان پھرے گی چاہیے کہ مرقع تصویر منگا کر دیکھ لے پس یہ خیال آتے ہی حکم دیا کہ مرقع شاہان جہان لاؤ ملازم

جسب ارشاد حاضر لائے ملکہ نے تصویر نوسے کی نقاسے فرزند قاسم خاوری خلاصہ نسل صاحبقران
ٹھہرا وہ ایرج نوجوان ڈھونڈھکر کمال اس تصویر پر جیسے ہی نگاہ پڑی صورت تصویر چپ اور سُن ہوگئی
نگارخانۂ دل سے مصوری عشق جیسنے نقشہ جمایا دیوانگی کا خاکہ ہاتھ آیا جسکی تصویر تھی اُسے مصور ہوا دیدے
مصور کم فی الارحام نے بے مثال بنایا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصور رشک مانی و بہزاد نے
اور نقاش کامل استعداد نے اس تصویر مین رنگ بہار بہشت منگا کر لگایا تھا اور زلف مشکبار
جو زا سے ہو بہو قلم بنا کر نقشہ کھینچا تھا یا گرد مہتاب تابان مین غبار جناب یوسف چھان کر خاکا اُتارا
تھا پھر بھی ہر عضو پر عجز و قصور اپنا لکھدیا تھا کہ ایسی اصل تھی ویسی نجھ سے نقل نہ ہوسکی زہے پیکر
دلفریب فاتنگر جیرد شکیب جسکو جو رجان دیکھکر فریب کھائے اور پری کو ایسا سایہ ہوجائے کہ شکل

تصویر ہر دم محو دید رہے بموجب خمسہ

چہرہ ہی ترا نور کی تنویر کا نقشہ یا تنگ ہی ترے حسن جہانگیر کا نقشہ	اور مصرع قد حشر کی تفسیر کا نقشہ مانی نے جو کھینچا تری تصویر کا نقشہ
سب بھول گیا رنی وہ تحریر کا نقشہ	
ترچھی ہی نظر تیر نگہ نوک سنان ہے آفت کی ہی تلوار قیامت کی کمان ہے	جس تیر کا مارا ہوا ہر پیر و جوان ہے اس ابرو خمدار کی صورت سے عیان ہے
خنجر کی شباہت دم شمشیر کا نقشہ	

ملکہ کا دیکھتے ہی اُس تصویر کو وہ نقش ہوا کہ دل سے خیال تنگ ہوا ناموس جاتا رہا بے ساختہ آہ سرد
دل پُر درد سے کھینچی اور یہ کہا کہ مخمسہ

عجب اتفاق ہی خود بخود مری دل ہی عیش نکلگیا ادھر آہ شعلہ زنان ہوئی اُدھر اشک بحر سنسی ڈھلگیا	پڑی آگ غم کی وہ تن مین آکہ برنگ شمع پگھلگیا چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جلگیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل مین سوہری رہی	

آخر اسی عشق کے ترنگ مین اٹھکر ایوان کے اندر گئی اور ایک کنیز کو اپنے ہمراہ لیکر راستہ تو پہلے ہی سے
ہو چکی تھی تخت سحر پر بیٹھکر بزور سحر چلی اور جلد اپنے طلسم سے جسطرح سے کہ طلسم ہوش ربا سے طلسم آئینہ
ملحق ہے اسیطرح اسکے طلسم سے بھی ملحق ہی بیان سے بھی جو چلے تو یہ سنو کہ طلسم ہوش ربا

سطے کرے جب طلسم آئینہ مین پہونچے بلکہ طلسم ہوش ربا سے جس طرح لوگ آتے ہین اسیطرح یہان سے بھی جا سکتے ہین کیونکہ نصف طلسم آئینہ ادھر بھی ملا ہی فی الجملہ ملکہ سیدھی صحرائے طلسم آئینہ مین آکر ٹھہری اور کنیز کو حکم دیا کہ لوح دار یعنی مختار جادو کو بلا لاوہ کنیز اندر طلسم کے گئی لوحدار ملکہ کی مطیع و منقاد ہی سبب اسکا یہ ہی کہ جب طلسم آئینہ کا حصہ ہوا اسوقت مین کوکب و افراسیاب یکجہت ہمذہبی کے دوستی رکھتے تھے افراسیاب نے کہا کہ بادشاہ طلسم آئینہ ای کوکب میری طرف سے مقرر ہو کیونکہ مین مالک جملہ طلسمات اطراف کا ہون کوکب نے کہا اگر تم سارے طلسم پر قبضہ کر لو تو مین کیا کرون بادشاہ مین اپنی جانب کا کرون گا غرضکہ کئی روز تک یہی جھگڑا رہا آخر اس امر پر اکابران طلسمات نے جمع ہو کر فیصلہ کیا کہ بادشاہ طلسم افراسیاب کیطرف سے مقرر ہوا اور لوحدار طلسم کوکب کی جانب سے مقرر کیا جاے درصورتیکہ بادشاہ طلسم اطاعت مین کمی کرے تو کوکب لوح طلسم سے اُسکو مغلوب کر دے اور خراج لیوے کیونکہ افراسیاب اگر چاہے کہ سب طلسم لیلون تو بغیر لوح دے سکے جب یہ فیصلہ ہو چکا افراسیاب سمجھا کہ لوح طلسم بغیر طلسم کشا بالکل بیکار ہی کوکب لوح سے کام نہین لے سکتا وہ سامری پرست لوح پڑھی نہ جائیگی اور طلسم جب پیدا ہوگا وہ بھی میرا دشمن اور کوکب کا بھی عدو ہوگا پس اسکے طرفدار پاس رہی تو کیا اور میری جانب دار پاس ہوئی تو کیا مقدم سلطنت طلسم ہی بس یہ سوچکر اسنے اس فیصلے کو منظور کیا اسوقت آئینہ دار اُسکی طرف سے بادشاہ ہوئی اور لوحداری ملکہ مختار جادو مطیع کوکب کو ملی یہی باعث ہی کہ ملکہ آئینہ طرفداری ساحران ہوش ربا کی کرتی ہے اور دم محبت شہنشاہ افراسیاب کا بھرتی ہی غرضکہ کنیز فرستادۂ بران مکان لوحدار جاتی ہے وہان پہونچی ایوان رفعت نشان اُسکا بہت آراستہ تھا درودانے پر ساحرون کا پہرہ تھا کنیز نے اپنے آنے کی خبر کہلا بھیجی لوحدار تو مطیع کوکب ہی اُسنے باعزاز تمام بلایا اسنے جاکر دیکھا کہ ایک ساحرہ مسند پر باعزاز تمام جلوہ گر ہے بزاکرو فر ہے کنیز نے سلام کر کے عرض کیا کہ ملکہ بران ذی شان تشریف لائی ہین صحرائے طلسم مین تشریف رکھتی ہین آپ کو یاد کیا ہے یہ سُنکر خبر لوحدار بہت خوش ہوئی اور اسیوقت مع چند کنیزان و اجنان خوش آئین کے کشتیان بہر مذرجا ہر کی لیکر ہمراہ کنیز علی اور صحرا مین پہونچکر دیکھا کہ ملکۂ عالم ایک تخت پر زیر سایۂ سحر سریر بہار بیٹھی ہے گویا جنگل مین بہار آئی ہی لوحدار نے جاکر تسلیمی کی اور گرد پھر کر تصدق ہوئی عرض کیا لونڈی کے غریب خانہ مین قدم رنجہ کیون نہ کیا اس دشت پُرخار کو قدم گلرنگ سے رشک جنان فرمایا ملکہ نے

فرمایا کہ اے لوحدار مین تیرے بیان اگر آتی آئینہ کی خبر ہو جاتی مجکو کچھ سزا دینا اُسے درکار ہی اسلیے لوح طلسم لینے آئی ہون کیونکہ آئینہ کو مین نے بلوا بھیجا تھا وہ حاضر نہین ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ اُسکو کچھ غرور ہو گیا ہے لہذا سزا دینا لازم ہی لوحدار یہ سُنکر بہت خوش ہوئی کیونکہ بسبب بادشاہ ہونے کے آئینہ ہمیشہ نگاہ حقارت اسکو دیکھتی تھی اور یہ وقت کی منتظر تھی ملکہ کے لوح مانگتے ہی اسنے عرض کیا کہ واری لوح تو آپکے حصے ہی ہین ہر گز اسکا مانگنا کیا مین ہمیشہ اس احتیاط سے مارے کہ ایسا ہو آئینہ چرا دامنگائے لوح اپنے گلے مین لٹکتی ہون لیجیے حاضر ہے یہ کہکر گلے سے اُتار کر مع کشتہاے زرنذر دی ملکہ نے لوح لی اور نذر معاف کی اسنے ہاتھ کا کنگن انعام مین دیا اور سرفراز کرکے اُسکو رخصت کیا جب وہ جا چکی ملکہ نے اختر مرد ابھا بلکر اُسکی لوین کاٹین ایک پتلا فوراً اُسکی ناٹیسے پیدا ہوا اُس سے استفسار کیا کہ جلد بتلا ایرج فتاح طلسم کہان ہے وہ پتلا گویا ہوا کہ حذا حضور کو سلامت رکھے وہ طلسم پر جو کوہ ہے اُسکے درے مین طلسم گشادہ داخل ہوا ہے یہ کہکر پتلا غائب ہو گیا ملکہ نے اختر جوڑے مین رکھ لیا اور وہان سے اُس سحر طلسم کیطرف جو آغاز طلسم کے کوہ پاس ہی روانہ ہوئی یہ تو اسطرف سے چلی اور ادھر سے ایرج جب حنظل کو چھوڑکر داخل درہ کوہ ہوے دیکھا کہ درہ مین بالکل اندھیرا ہے شہزادے نے یاد دو زبان پر جاری کیا اور خدا خدا کرکے اُسکو طے فرما کر قدم آگے بڑھایا ایک بیشہ سبز و خورم نظر آیا کہ دل نے بہار مین کا لطف پایا ہر سمت اُس دشت مسرت افزا مین نہان مثل خاطر پر عشق و اضطراب عاشقان جوش و خروش سے رواں جھاڑیان ہر ایک بچیدار رشک دہ زلف مسلسل سبز رنگان انجمن کا خاطر مشتاق کی نشان درخشان سرکشیدہ و بلند اکڑ و مروڑ مین تجمل قامت طنازیار سے زیادہ خوشنما پھل اُسکے بہ اندازہ فریاد گزین مینا فام کی غیرت دہ فلک زنگاری با فنان قدرت و نگینہ اصل حکمت کی نئی نئی طرح کی صناعی اور رنگ برنگ کی گلکاری کہین سبزہ اپنی لہلہاہٹ سے روح پرور بنفشہ کو پژمردہ بنانا کہین طائر خوشنوا موسیقار کو بے سُرا اور زاغ آواز خطاب فرما تا شگوفہاے گلہاے بوقلمون اس طرح بستہ تھے کہ غنچہاے خاطر آشفتہ شگفتہ فرماتے تھے گلگشت دپاے شاہد بہار مین نظر آتے تھے اس صورت سے درخت کلیون سے لدے تھے کہ شاخون کو سر چڑھون سے مل گئے تھے ثمر دار درخت یکسر لخت کام جان سیاہ دشت کو بر ذائقہ کرتے تھے وہ لطافت رکھتے تھے کہ اُنکی کے اشارہ پر جھکے پڑتے تھے کوسون تک عالم بہار تھا خرامان کا وہان کم گذار تھا کہ نظم

یکے بیشہ دید اندران پہن دشت
کہ گفتی بر او بر نشاید گذشت

زبس رنگ و بوی و ز آب روان
تو گفتی کز و تازہ گردد روان

ہوا خوشگوار و زمین خوب رنگ
ز برگان زمینش چو پشت پلنگ

درختان بسیار و آب روان
ہمی شد دل سال خوردہ جوان

بیارا ستہ ہمچو باغ بہار
سراسر پر از رنگ و بوی و نگار

گل نو دمیدہ گلزار صاحبقران شہزادۂ ایرج نوجوان سیر کنان اس مرغزار مینو نشان مین روان تھا کہ دور ایک دیو اریاقوت رمانی کی نظر آئی پچھلا پہر دن باقی تھا شہزادہ کو گمان ہوا کہ مہر جہانتاب پنجاب ہو گیا ہی اسیوجہ سے لباس ارمنی وغیرہ ارغوانی نظر آتا ہی یہ سوچکر آگے بڑھا یہ نہ معلوم تھا کہ پیرنگ کی آنکھون مین خون اترا ہی کسی گلرخسار کی محبت مین اشک خونین روائے گا

ملاقات ہونا شہزادۂ ایرج اور ملکہ پران شیرزن سے اور عاشق ہوکر دونون کا کنایۃً اظہار محبت کرکے باہم گفتگوے عشق آمیز کرنا پھر رخصت ہونا اور شہزادے کا ہجر مین بیقرار ہو کر رونا پھر فتح طلسم آئینہ کو اور جانا اپنے لشکر کی طرف بلور جاذو کو لے کر ملوفر

ہان ساقیا دے وہ مے مجھے تیز
جسکا کہ ہو نشہ عشق انگیز

ہان مطربا وہ غزل سنا دے
دمن عشق کی دل کو جو لگا دے

وہ آنکھون مین نشہ میری چھائے
جو صورت یار کو دکھائے

در پیش ہے اک نئی ملاقات
نازل ہوا چاہتی ہی آفات

دل رنج کا پھر بنے گا مسکن
پھر داغون سے سینہ ہوگا گلشن

پھر دکھ مین فراق کے پھنسینگے
پھر جال پہ اپنے سب ہنسینگے

پھر جوش پہ ہوگی وحشت دل
پھر ٹھنا دل کا ہوگا مشکل

فرصت نہ ملے گی غم سے ہمکو
رونا ہی رہے الم سے ہمکو

کاوش پہ جو ہوگی وحشت دل
ہو جائے گا گھر مین رہنا مشکل

پھر سامنے آئے گی تباہی
چھائے گی نظر مین پھر سیاہی

پھر شعلۂ غم جلائے گا دل — پھر تڑپین گے ہم بشکل بسمل
فرصت کہان اسکی یادون سے — مہلت کہان دل فگارون سے
بیتاب رہین گے مثل سیماب — آنکھین محروم لذت خواب
دم بھر کی ہے دل کے لٹنے مین دیر — ساقی ہوا چاہتا ہے اندھیر
ہو جائیگا اک پری کا سایہ — زلفون کا بڑھے گا سر مین سودا
گیسو ہون گے کمند اُلفت — آزاد ازل کو بند اکفت
ہے طائر دل کو دلف پھر دام — پھر صبح بہار کی ہے اب شام
ہان ساقیا کر تو مہربانی — دے آج شراب ارغوانی
پھر ہم کہان اور کہان یہ جلسہ — پھر رند کہان کہان یہ بادہ
بس جاؤ یہ تا کجا حکایت — لازم نہین عشق کی شکایت
ہے تیر بلا کا دل نشانہ — لکھیے اک عشق کا فسانہ
کنون برشکفتی یکے داستان — تا پیوندم از گفتہ پاستان

عاشقان شاہد رعنائے مضامین دلستانان عروس زیبائے کلام رنگین بعشوہ طرازی معشوق خامہ پیکر نادر زمانۂ جان تحریر کو منظر دشت نوردان محبت مین اس طرح جلوہ گر فرماتے ہین اور وادی بے پایان الفت مین معشوقۂ زیبا صورت داستان کو کشان کشان یون لاتے ہین کہ جب ستارہ دشت طلسمات ایرج خوش صفات اُس دیوار کی طرف ششدر ہو کے چلا یہانتک کہ نزدیک اُسکے پہونچا دیکھا کہ دیوار سر بفلک کشیدہ ہے اُسکی سُرخی سے لالون لال تمام صحرا ہے زینت طراز دہر نے شاہد بہار کو پھول گلنار پوش بنایا ہے در خون پر اُسکی سرخی کا عکس چھایا ہے اُس دیوار کو نقش بر دیوار حیرت سے بنا پا بگل ہو کر کھڑا ہو رہا دل سے کہتا تھا کہ یہ کس سکندر منش نے سد کھینچی ہے آئینہ دار حیران تھا کہ یاقوت کی حد کھینچی ہے اسی فکر مین تھا کہ عشق فتنہ گر نے رخنہ پردازی کی تڑاقے کی صدا آئی اور دیوار مین در پیدا ہوا اسطرف ایک مکان عالیشان نظر آیا کہ جو آرایش و زیبایش رشک فرمائے قصور جنان تھا سامان عیش و راحت سے بصد تکلفات آراستہ نہایت پیراستہ کہ بموجب منظم

سراسر ہمہ کاخ و ایوان و باغ — ہمی تافت ہر سو چو روشن چراغ
بہر گوشۂ گنبدے ساختہ — سرش را بہ اندر اقراشتہ
زسنگ و زگچ ساختہ وز رخام — وزان گوہرے کس ندانیم نام
خوش و خورم و خوب آراستہ — بہر جائے گنجے پُر از خواستہ
یکے تخت زرین نہادند پیش — ہمہ پایہا چون سرگاہ میش
بر و بر ز پیروزہ کردہ نگار — بدیبا بیارا ستہ شاہوار

اُس تخت جواہر آگین پر ایک عنبرین گیسو خورشید رو کو جادو گر پایا کہ ہر تار زلف اُس کا سو دامن خاطر زلیخاے مصر محبت و لیلاے محمل اُلفت ہی لمعۂ آفتاب رُخ تابندہ تار شعاع مہر رفعت ہی اسطرح کا جواہر نگار زیور وہ مص طراز زیور حسن پہنے ہی کہ کبھی شاہزادہ تو کیا پیر فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا ایسا حُسن دلا دیز گردون کے سات پشت کو بھی منظر نہ آیا ہوگا جفائین اُس ستم خو ناز پرور کی جو رگردون سے کہین بڑھکر نازک مزاجی مین طبیعت خود پسند اُسکی ٹوٹے ہوئے شیشۂ دل عشاق سے نازکتر آئینہ حسن خوبی کی جوہر آسمان رعنائی و زیبائی کی رخشندہ اختر شناسی ازل نے بادۂ ناب دلبری سے اُسکو پُر خمار و سرشار کیا تھا باغبان حقیقی نے چمن رنگین جمال کو اُسکے ہمیشہ پُر بہار بنایا تھا طور زیبائی کی تجلی بھی حرمت پان لیلی تھی لوز دیدۂ کاشانۂ وفا کی شمع پر نور ناز و ادا مین یگانہ آفت زمانہ بانی صد جور و ستم ستودہ ہاشیم قامت پر قیامت زار سے مسیحائی پیدا صرصر پیشانی چہرہ نورانی مژگان خنجر بران ابرو نازک سنان زہرہ شمائل آئینہ رو شعری خصائل سمن بو دست رنگین حنا آلودہ خون صد بہار سے بہتر گلزار خان فرخار کیا جان کے گلزار سے امیر کبلا و سپاہ دلربائی شہنشاہ مغرور کشور بیوفائی وارد ئے درد اشتیاق مرہم زخم جان فراق حسن کی متوالی پہلو مین اُف اُف کرنے والی کہ اُسکے حسن کی نسبت یہ کنار دامنے کہ اپنات

یکے ماہ وشے بود کز دلبری — پری را برخ کردہ از دلبری
شبستان گلستان بدیدار اوئے — دو زلفین مشکین و گلنار روئے
رخ روشنش آتش آبدار — سر زلف او عنبر تابدار
کمند افگنان بستۂ گیسوئش — کمان ابروان خستۂ ابروئش
دل آشوب و دلبند آفاق بود — بخوبی چو او بر دے خود طاق بود

بچھرو جو زہرہ فرشتہ فریب — دل از چشم جادوے او نا شکیب
بلا را بلندی ز بالاے او ئے — دو گیسو سراد حلقہ تا پاے او ئے
بہشت کان زلف دلخواہ داشت — پریشان و شوریدہ پنہاں نداشت
لبش مردہ را باز دادی روان — ز دیدار او پیر گشتی جوان
حدیث دہانش چو آمد پدید — سخن در بیانش بہ تنگی رسید
شدہ سال آن سرو آراستہ — سہ چار و دو از ماہ نو کاستہ
چنان چون بمرویش ہمتا نبود — بمانند مرویش یکتا نبود
بمیدان جنگ از برون آمدے — بمردی ز مردان فزون آمدے
بیروے بمردی و با درر کیب — ز دلہا فتد اروز جانہا شکیب

شہزادے نے اس بت دلفریب اور صنم باز بنت وزیب کو دیکھکر دل سے صبر و شکیب کھویا حالت دل مضطر دگرگون ہوئی غشی طاری ہونے لگی بمشکل اپنے تئین سنبھالا اور پکارا کہ بیت کس کس نے ہمکو روکا اس دم ہم جو پہونچے ۔ لغزش نے پاؤن پکڑے دربان نے ہاتھ کھینچا ۔ یہ صدا اس عاشق دیدار نے جب سنی شہزادے کیجانب نگاہ کی پہلے تصویر دیکھی تھی اب اصل صورت جانان نظر آئی ایک جوان خوشید جمال کو دیکھا جو منہانی رات کا بھیدی شب وصل کا لو امیدی ہنسکر چھیڑنے والا ستم اٹھانے سے منہ پھیرنے والا رالتون کا جگر ہو الا وصل کے انکار پر رد کھو جانے والا محبت کا پتلا عشق کا نقشہ زینت چار بالش الفت سراپا چاہت کی صورت لب شیرین کا ذایقہ مند خانۂ حسن کے لوٹنے مین چاق و چوبند متاع حسن پر دانت لگائے ہونٹھ چوسنے کی آرزو منہ کھپلائے درہستفا کا فقیر بوسون کا سایل حسینون کا امیر دلگی پر مائل دشت عشق کا مجنوں ہجر کا رو گی عفیق کو نیلم بنانے والا ہونٹھون پر دانت لگانیوالا جسکے پہلو مین نہ ہونے سے دل کو شورشین انتہا کا بیچین شوخ طرار چلبلا ذرا سی بات پر تمکین رہنے والا نمک محبت سے مزے لوٹے ہوئے شوریدہ سری پر آمادہ ہزارون دل کیے کروڑون گھر حسن کے برباد کیے فیدالفت مین پھنسا انسانیت سے چھوٹے ہوئے معشوقونکی آنکھون کا تارا دل و جان سے زیادہ پیارا پریزادون کا بناؤ مہ جبینون کا کیل نازنینون کے دل کا رکھوا رکھا دہر دل کو اسی سے عاشق پُر فریب معشوق باز یب کہ نظم

دام دلہاے مہ جبینان سے تھے
گیسوے پیچدار کے پھندے

مہر سیمان و آفتاب جمال
مہ لقا حور وش پری تمثال

عاشقی مین وہ قیس کا استاد
دل لگانے کے سو طریقے یاد

تھے جو ہم صورت کمان ابرو
یاد تھا ان کو یہ نباجا دو

کھینچتے ہین کمان کو بہر ہدف
دل کو وہ کھینچتے تھے اپنی طرف

چشم پرفن جو دیکھے سحر بھری
سامری بھولی اپنی جادوگری

سرخ ڈورون سے صاف یہ اجما
دل خونین دلان کے رشتے دار

گال گل بوستان خوبی کے
جن پہ رد سبز پری بھی ہو مدے

لب پہ جلادی اور مسیحائی کا
کبھی مارے جلائے ہنسکے کبھی

دہن تنگ چشمۂ حیوان لو
بلکہ جان بخش عاشقان جہان

اسکا چاہ ذقن منظر جو آئے
یوسف دل کو چاہ مین وہ دبائے

شہم سے پھر نہ گردن اپنی اٹھاے
مہ نو گردن اسکی دیکھ جو پاے

مہ جبین عشق دوش مین غم نوش
پھرتے ہین ماری ماری خانہ بدوش

ہاتھ مین وہ غضب کی چالاکی
نقد جان لوٹنے مین بیباکی

لیکے دل ہاتھ مین حسینون کا
صاف رشتہ جنون کا دے بتلا

سب حسین غش مین اس قرینے پر
پیار سے لوٹین اسکے سینے پر

شکم صاف رشک عارض حور
لوح سیمین و تختۂ بلور

کس سے موے کمر کو نسبت دون
تار چشم نگاہ یار کہون کا

تار تنویر نور طور ہے یہ
یا کہ تار نگاہ حور ہے یہ

ساق پا اسکے مثل آئینہ
صاف ایسے کہ یار کا سینہ

پانون مین چال وہ قیامت زا
حشر جو ہر قدم پہ کر دے بپا

ملکہ جو لینے پریان جو لوح دینے آئی تھی یہ اسی دیوار یاقوت بنائی تھی اسوقت سراپاے پری تمثال شہزادہ بیمثال دیکھکر غش کھگئی کنیز جو ہمراہ آئی تھی اسنے شہزادہ کی طرف اڑکر کے گلاب چھڑکا

جب ملکہ کو ہوش آیا کنیزون کو فرمایا کہ اس شخص سے جاکر دریافت کرو کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو کنیز حسب فرمان خدمت ایرج مین آئی تسلیم کی اور پیام ملکہ زبان پر لائی شہزادے نے فرمایا کہ کہدینا کہ یہان کا روان ناکام تمام ہو چکا اس بے اعتنائی سے خوب آپکا نام ہو چکا ماشاءاللہ تم کڑی کمان تیر ہو ہم بیخبر آکر دام عشق مین اسیر ہوئے کبھی شہنشاہ تھے شاہون کے شاہ تھے اب جنگل مسکن ہے افسوس نیرہ حمزہ ہے اور یہ ہے سب نے ساتھ چھوڑ دیا یگانہ نے رشتۂ الفت توڑ دیا اب خدا ہے واحد ہمرا ہے لب پر نالہ و آہ ہے کنیز نے یہ تقریر سنکر کہا میان تمنے اتنا بڑا سبق پڑھا کہ مجھے ایک بول بھی یاد نہ رہا حیران جاتی ہون اور ملکہ سے جو کچھ یاد رہے گا کہہ سناتی ہون یہ کہکر ہنستی چلی گئی اور ملکہ سے جاکر عرض کیا ہوئی کہ واری آپکون سے تو وہ دکھوا اپنا کہا اور ایسا باتون کا تانتا لگایا کہ مجھ نگوڑی کے کچھ سمجھ مین نہین آیا آپ خود بلاکر پوچھیے ملکہ نے کہا اچھا بلا لا کنیز پھر آئی اور کہا چلیے آپ کو بلاتی ہین شہزادہ اوسکے سامنے ملکہ کے گیا ملکہ نے شہزادے سے کہا تشریف رکھیے اور قدم رنجہ فرمانے کا سبب بتلائیے شہزادہ اجازت پاکر پہلو ملکہ جا بیٹھا اُسنے شرماکر سر نیچا کر لیا گویا گیا ہوا دل پہلو مین پھر آگیا آہستہ سے فرمایا کہ آپکی چالاکی کے صدقے اچھا فرمائیے کہ آپ کیا مطلب رکھتے ہین شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ حال مبتلائے فراق بہت تباہ ہے اسکا خدا گواہ ہے ملکہ نے کہا تو آپکے سامنے سے خدا بچائے ذرا ہٹ کے بیٹھیے ایسا نہو کہ مجھ پر کہین پچھاڑ کھا جائے شہزادے نے کہا مجھ سے میرا سایہ خود بھاگتا ہے وہ ننگ راحت ہون کہ آرام میرے نام سے کانپتا ہے ملکہ نے جواب دیا کہ تمہاری ملاقات کیا گویا جی کا جنجال ہوئی مین آپکو بلاکے خوب نہال ہوئی شہزادہ بولا کہ بس اب ٹالو ہماری طرح ہمین پیار کرو عاشق کے کہنے کا اعتبار کرو ملکہ جواب دیا ہوئی کہ چہ خوش ابھی تو آپ اور دکھڑا کہتے تھے اب نام خدا سے میرے گلے کا ہار ہوئے خوب پانون پھیلائے ای صاحب تم جیو مرتے ہو وہی تمکو مبارک رہے ایک تو قید الم سے چھڑا لو جب دوسری پر آنکھ ڈالو یہی شرط الفت ہے کہ ایک تو اسیر دہن رہے اور عاشق اُسکا دوسرے سے مرے اُڑائے واہ واہ آپکا بھی عشق دیکھا شہزادے نے کہا ای بحر الفت والے دریائے محبت واسطہ خدا کا تسکین دل بیتاب کر میری جانب بجناب نہ خطاب کر دل کا حساب لے ابھی للہ اپنے سوال کا جواب لے جسکی الفت مین صحرا نورد ہون دامن کو چھوڑ دونگا نہ تیرے عشق سے منھ موڑ دونگا مین اسی لیے پیدا ہوا ہون کہ جو مہمان ہمیشہ سہون گلملکہ نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا یہ شرکت اچھی نہین کہ بموجب بیت مین اس طمع کا دل لگانی نہین ۔ یہ شرکت تو

بندی کو بھاتی نہین۔ شہزادے نے جب نام دل لگانے کا سُنا ملکہ سے لپٹ گیا اور پیار کر اسے تو شمائل
ای راحت دل پری رُخسار تجھ بن درہم برہم ہوگیا دیکھ تو میرے دل کا کیا عالم ہوگیا جانی مین دل نازک تیرے
مزاج سے زیادہ رکھتا ہون بے پروائی سے مرجاؤنگا جی سے گذر جاؤنگا دیکھ تو میرا دل کیا مرنے دکھلاتا
یہ نیا خریدار کیا رنگ لاتا ہے ملکہ نے کہا صاحب بچے بیٹھو یہ ڈھب بڑ دھونا اچھا نہین لو خیر مین کہے دیتی ہون
کہ ہان مین بھی تم سے محبت رکھتی ہون بس اب زیادہ عشق نہ جتاؤ بک بک کر میرا مغز نہ پھرائو تمھارے
رونے پر کلیجہ کانپتا ہے جی ماپتا ہے شہزادے نے کہا بارے آپ کو رحم تو آیا میرے جذبۂ دل نے
اثر دکھلایا ملکہ یہ سُنکر چپ ہورہی شہزادے نے بھی کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچکر جام
شراب بھرا اور شہزادے کو دیا شہزادے نے فرمایا کہ ای نگارِ ہوش وخرد تیرا دین کیا ہی ملکہ نے ہنسکر کہا کہ کافر
کیشی اور ستمگاری اپنے مذہب مین روا ہی جو کوئی ہمسے دل لگائے وہ ہمارے محراب ابرو کا سجدہ بنے ہمارا
آئین اختیار کرے شہزادہ یہ کلام سُنکر سُن ہوگیا پھر دل سے کہا گو اسکی محبت مین جان بھی جائے لیکن دین اسلام
مین رخنہ نہ آنے پائے یہ سوچکر کہتا تھا کہ اُٹھے ملکہ اسکے بشرے سے ناراضی پہچانکر ہنسی اور کہا صاحب
آپ خفا نہون مین شریک عمر عید ہون اور وہ میرے ہی گھر مین آج کل تشریف فرما ہین پس مجکو مطیع اسلام
سمجھے اور شراب نوش کیجیے یہ سنتا تھا کہ شہزادہ کا رخ انور لبسان بادہ احمر بشاشت سے سُرخ
ہوگیا اور جام ملکہ کے ہاتھ سے لیکر پیا دور جام احمر شروع ہوا اس عرصے مین بزم پُر نور انجم
افلاک مین ساغر گردش پذیر ہوا اور جام زرین آفتاب کو ساقی ازل نے طاق مغرب مین دھرا کہ ابیات

چو خوردند و گشتند از بادہ مست		گشادند از بادہ بر بادہ دست	
ہمی تا کہ خورشید پوشید چہر		ستارہ درخشان شد و بر سپہر	

تمام نے وہ دیوار یاقوت نگار سحر کی مٹادی اب کوسون تک وہی دشت پُر فزا جسکا ذکر اول ہوا
نظر آنے لگا اور سبزہ پر فرش چاندنی کا عجب روپ دیتا تھا زمرد پر بلور کو جیسے بچھایا تھا نہرین اور چشمون کی
کی تراوت گرمی کی فصل یونہی سی خنکی سحر اکا سناٹا محبوب گلعذار کے ساتھ شغل سے خواری سبحان اللہ
اس مزے کو کوئی شوریدگان دشت محبت کے دل سے پوچھے وہ چاند پر کہکشان ابر کا آجانا دشت
مین نور کے تڑکے کا عالم جھانا پھر چاندنی سے دشت و درکا رکنا نکلنا یہ کیفیت دکھاتا مسدس

صحن چمن مین واہ واہ زور کھلی کھنی چاندنی		چاند بلورین لیتا تھا اور کھلی کھنی چاندنی	

آیا تھا یار گلبدن پہن سکے باد لرزی	چمکی تھی تار تار مین مہ کی جھلک ذری ذری
بوس و کنار و جام مے عیش و طرب ہنسی خوشی	اسمین کہین سریک بیک مرج سحر ذرا گئی

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبین بخانہ رفت
روے سحر سیاہ شد یار بدین بہانہ رفت

کیا ہی مزے سے عیش کی رات تھی کامیابیان	چھوٹی تھین ماہتاب کی نہر کنین ماہتابیان
آگے چنی تھین مے بصف مے کی گلابیان	اسکو نشون کی مستیان یار کو نیم وا بیان
سینونمین اضطرابیان آنکھونمین بیخوابیان	اسمین فلک نے رشک سے ڈالی یہ کچھ خرابیان

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبین بخانہ رفت
روے سحر سیاہ شد یار بدین بہانہ رفت

رات بھر شغل بادہ کشی رہا شہزادہ اس ماہتاب تابان کو بغل مین لیے لذت بوس و کنار حاصل کرتا رہا دان سے ران ہمسری کرتی رہی بوسون نے مسی ہونٹھون کی چھڑائی آخر وہ وقت آیا کہ شاہد روز کے عارض پر نور مشاطہ قدرت نے گلگونۂ شفق ملا اور لب سحر پر کہ مسی مالیدۂ سواد شب کی لالی جمائی کہ موجب نسظم

چو شب را امید سیاہی نماند	شہ زنگ را بادشاہی نماند
رخ فرخ آفتاب سپہر	بیاراست روے زمین را بمہر

ملکہ صبح ہوتے ہی آنکھون مین آنسو بھر لائی اور مثل نسیم سحر آہ سرد بھرنے لگی شہزادے نے بھی حالت اپنی تباہ کی ملکہ نے فرمایا کہ ای نوجوان میرا راز کسی سے نہ کہنا مین دختر کوکب رو شمس ضمیر بادشاہ طلسم نوراشان ہون تجکو لوح طلسم آئینہ دیتے آئی تھی یہان دام محبت زلف گرہ گیر مین اسیر ہوئی خیر یہ محبت اپنی جانا یاد رکھنا یہ لوح حاضر ہی اور طلسم فتح کرکے اپنے لشکر مین پھر جاؤ نظر بفضل کریم کارساز رکھنا وہ خدا سے لایزالی جب کبھی ہمکو ملائیگا تو پھر دیدار میسر آئے گا ایک طور تمسے ملنے کا نکلا ہے کہ باپ میرا شریک عمر ہوا ہے جو فلک کو برا نہ معلوم ہوا اور عمر سے اور میرے باپ سے دوستی رہے پھر البتہ تمسے ملاقات ہوگی اور نہ ہم کہان اور تم کہان دیکھیے اس عشق کا کیا نتیجہ ہوتا ہے جان جاتی ہے یا محبوب ملتا ہے یہ کہکر سارا حال عمر کا پہلے جال سے اٹھا لانا اور پھر دوبارہ مجمور کے ساتھ آسکا آنا حال جشن اور سامان دعوت وغیرہ مہیا کرنے کی کیفیت بیان کی پھر رو کر کلمہ الفراق زبان پر لائی غم مفارقت سے

بیتاب ہو کر رونے لگی شہزادے نے اُس مہ پارہ کو گلے سے لگا فرمایا کہ بموجب ابیات

بعد میرے کیون نوید وصل یار آنیکو تھی	وہ چمن ہی مٹگیا جسمین بہار آنے کو تھی
آسمان پھر تا رہا ہے مضطرب عدیکی رات	کونسی مجھ تک خوشی پروردگار آنے کو تھی
میری مرنیکی خبر سنکر کیا مشکل سے ضبط	اُنکے ہونٹون پر ہنسی بے اختیار آنے کو تھی
صبر آتا دیکھکر ظالم نے پھر تڑپا دیا	میری قابو مین طبیعت اب کی بار آنے کو تھی

اے مجورون کے تسکین دینے والی اے مشتاقون کی خبر لینے والی ہماری دل افگاری مبارک ہو تجھ بیقراری مبارک ہو ہمین اس جنگل مین جب تڑپینگے کون اٹھائیگا تجھے یاد کر کے جب روئینگے کون سمجھائیگا تب ہمکو گلستان جدائی کی بہار دیکھنا ہی فصل خزان مین لطف لالہ زار دیکھنا ہی سینہ داغ اور وہ ہی نیا رنگ دکھائیگا ہر تختۂ لالۂ باغ کو شرمائیگا ساعد نازک آپکا یاد کر کے جسم بیرنگ و شاخ شجر لاغر ہوگا ساق نہال قامت کو یاد کر کے عکس رخت خشک کا نقشہ ظاہر ہوگا کیون اپنا رخسار رشک گلشن دکھایا اے عندلیب یقینا کیون برنگ بلبل مجھ کو تڑپایا کہ آخوان میرے ابھی سے بسان شمع روشن اور سوز فراق سے جلتے ہین منھ سے بات کرنے مین دھوئین نکلتے ہین سچ ہے آپکا کچھ قصور نہین تقدیر مین یہی تھا کہ بموجب نظم

عیب نکلا جو ہنر پیدا کیا	ہم نے کھویا جس قدر پیدا کیا
اے زہے سرمایۂ رنج و الم	ہمنے جس کو عمر بھر پیدا کیا
کھوئے دیتا ہے مجھے دنیا سے وہ	جسکو مین نے ڈھونڈھکر پیدا کیا
ہائے رے مین واہ کیا کہنا مرا	رنج اُنکو چھیڑ کر پیدا کیا

ملکہ نے یہ حکایت عشق زبان شہزادہ دلدادہ سے سنکر کہا کہ اے معشوقون کو منانیوالے ہر بات پر صدقے جانے والے رنگین مزاج عاشقون کے سرتاج تیری پیاری باتین جب ہمکو یاد آئین تو آٹھ آٹھ آنسو شب ہجر مین رولائین گے تم تو گلشن ہجر کی بہار دیکھکر دیوانہ پن بھی کروگے بلبل بنطلا دشیون کر کے بھاگیں دل پُراسان کی بیڑا اس بھی نکالوگے ہم مثل طائر اسیر قفس فراق گلزار عشرت سے دور ریاض وصل کے مشتاق دل ہی مین گھٹینگے حسرت سے ایک ایک کا منہ دیکھینگے کچھ کہہ نہ سکینگے جب تیری صورت کا خیال آئیگا خواب مین بھی دیکھنا محال ہو جائیگا غنچہ سربستہ کیطرح خاموش رہینگے دل پُرخون بیمانون کے جوش رہینگے دل کہین اور ہم کہین یہ سامان بیخبری نظر آتے ہین کیا کہین بہت پچھتانے مین نظم

ترے خدنگ ادا کا وہی نشانہ ہوا
کہ جسکے عشق مین تو آفت زمانہ ہوا

عدو کی ٹھوکرین کھانے کو ہاے دل میرا
لحد سے آکے ترا سنگ آستانہ ہوا

یہ کچھ نہ سوچے کہ مجھ پر گذر گئی کیا کیا
کہین تو قصۂ فرقت مرا فسانہ ہوا

فرشتون کو بھی کیا میری آہ نے تسخیر
یہ کیا بلا ہے کہ اک تو ہی آشنا نہ ہوا

بچا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سے فتنہ
بدلکے رنگ وہی گردش زمانہ ہوا

بہار آئی صبا و بنکے اے گلچین
کبھی چمن مین اگر میرا آشیانہ ہوا

اے دلبر یہ قصۂ فرقت مختصر نہ ہوگا اچھا خدا حافظ و ناصر شہزادہ یہ کلمہ سنکر بیدار کہ بمقتضاے مسدس

جہان مین نام تو سنتے تھے ہم جدائی کا
سوے نہ دیکھا تھا درد و الم جدائی کا

دیا فلک نے ہمین بھی یہ غم جدائی کا
بُرا ہے مرگ سے ایک ایک دم جدائی کا

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلاے غم جدائی کا

ملکہ رونی ہوئی تخت پر بیٹھکر اور روح شہزادے کو دیکر آخرکار روانہ ہوا یہ محو دیدار رہے تن واصل دلدار نرگس وار اُسوقت تک ٹکٹکی باندھے رہا کہ جبتک تخت اس پری کا بلند نہ ہوا تھا جب سامنے سے وہ بلقیس دوران پنہان ہوگئی اُس سلیمان بزم ماتم آسمان پر غم ٹوٹ پڑا بسان شبنم فرش خاک دشت پر گرا اور مثل گوہر تحریر چشم عاشق گوہر جان کو خاک مین ملا تھا دامن صحرا کو بھگوتا تخت دل آہ کے ساتھ اب پر لاتا تھا

جب زیادہ بیتابی ستاتی تو مضطرب ہوکر یہ خطاب فرماتا تھا کہ مسدس

جب سے تمکو لیگیا ہے یہ فلک ظالم کہین
جی ترستا ہے کہین اور چشم پُرنم ہے کہین

ہم پہ جو گذرا ہے گذرا وہ کسی پر کم نہین
نے تسلی ہے نہ دل کو چین ہے اک دم کہین

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر ہم کہین اور تم کہین

اُدھر ملکہ اشک ریزان و ناکہ کشان ہوئی داغ عشق پر دل آہ پر لب بعد رنج و تعب روان تھی سرگرم فغان تھی وہ صبح کا وقت اور تخت کا بلند ہونا نسیم سحر کا چلنا غنچۂ زخمہاے خاطر حزین کو کھلاتا تھا کسی دن رنگین کا مسکرانا یاد آتا تھا آفتاب کا طلوع ہونا شاہد دہر کا دیدۂ پرخون دکھائی دیتا تھا روے صحرا

پر زردی چھائی تھی دھوپ نہین نکل آئی تھی کلیان پھولون کی خاموش بسورتی نظر آتی تھین آنکھین نرگستان مین گھورتی نظر آتی تھین جب پپیہا بی کہان کہتا تھا ملکہ کا جی کہان قابو مین رہتا تھا مور کی چنگھاڑ شیون و فریاد عاشق کا نرالا دلاتی کوئل کی کوکسل مین ہوک اٹھاتی اس کشتہ فرقت پر غش طاری ہوتا جب ذرا ہوش مین آتی تو قلزم دیدۂ پرنم سے سیل خون بہاتی اور یہ گنگناتی کہ خمسہ

لڑی ہے آنکھ اک شوخ حسین سے	لہو روؤن گا چشم پاک بین سے
سمندر جوش مارے گا زمین سے	ملیگی سیل خوشن عرش برین سے
ٹپکتا ہے یہ میری آستین سے	

وہ شہزادے کا پیار کرنا اور بوسے لینا جب یاد آتا تھا تو روے تابناک پر ابر غم چھا جاتا تھا بسان گل مرجھا جاتی تھی ہونٹ چاٹنے لگتی تھی دل بیقرار پہلو مین دلدار کو دھونڈھنا تخت اڑا کر طلسم کی طرف جاتی مگر سحر الٹا زبان سے نکلتا تخت شہزادے کی طرف چلتا کنیز ہمراہی کی عرض کرتی کہ واری ادھر چلیے تو چونک جاتی اور اسی سحر اکیلی جہان اپنے شدا کو چھوڑا ہے منھ کر کے فرماتی خمسہ ہا

نہ سمجھے گا زمین کو وان کی فرش خواب کوئی بھی	نہ اس ظلم و ستم کی لا سکے گا تاب کوئی بھی
بہائے گا نہ آنکھون سے کبھی خون ناب کوئی بھی	جفا سے اسکی ٹھہرے گا نہ اے نواب کوئی بھی
رہین گے دیکھ لینا کو سے جانان مین ہمین برسون	

آخر اسی طرح بعد آہ و زاری و بیقراری طلسم مین پہونچی اور صدر عورت پر بیٹھکر تیاری استقبال عمر مین مصروف ہوئی مگر اسطرف مجروح مجنوح اداس مذبوح تیغ جفا یعنی دلدادہ دلربا کا حال بیان ہوتا ہے کہ یہ شیفتہ جمال ملکہ روپٹیکر غم دل فرقت کاہش مین لیکر مع لوح طلسم آگے چلے وہ نور کا ٹکڑا کھٹکتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی روسپید آہ سرد بھرتا ہے سرد مہری فلک سے گا نور سحر کا مرہم بہر زخم دل و جگر بنایا ہے سوزش داغ دل کے لیے آفتاب کا پھاہا چڑھانا چاہیے [illegible] جنگل اس گلرو کے جانے سے سونا سونا ہو گیا تھا ہر کوہ فرہاد کیطرح سر سے جوے خون بہاتا تھا جب آفتاب کا عکس آشیانہ قلعہ کوہ مین نظر آتا تھا شہزادہ جوش وحشت مین دامن صحرا کی دھجیان اڑاتا تھا جب بشکل مبس عبار برباد کرتا تھا نخل ہر ایک چوب تابوت کشتگان تیغ مفارقت کا بنتا تھا ہر برگ جو رشاخ بہار سے برنگ عاشق ہاتھ ملتا نظر آتا تھا شگوفی ہنستا گلعذار کا

کھلکھلا کر بادہ سے روتی صورت بنا کر رولاتے جو چشمہ تھا وہ جوش گریہ زمین کا نشان دیتا کہین ذخمون سے ٹپکتی یا ہر نگل رہا تھا جو شجر دشت و نہل یکدیگر نظر آتا تھا یہ مجبور جانتا کہ محبوب سے یہ بھی رخصت ہوتا ہی مگر بار کا بغلگیر ہونا اسکو بھی یاد آتا تو رو کر خطاب فرماتا کہ بموجب **غزل**

پھر ہو کے خفا روٹھ گیا جسے وہ لالہ	اے داغ مبارک ہو تجھے منصب والا
کیا جانے کس حال مین ہوگا عزیزو	دل آج مرا سلہ اللہ تعالیٰ ہا
رگ رگ کے تری ہجر مین اے رشک مسیحا	مرتا ہون مری اب کوئی سجینے والا
شاید کہ مُوارات کو سینے مین مرا دل	نے آہ نہ زاری نہ دم سرد نہ نالا
وہ آپ سے روٹھا نہین ملنے کا نظر آہ	کیا منجھا ہی چل پاؤن پڑا اور اُسکو منالا

آخر آفتاب کی تمازت زیادہ ہوئی پکھرای دور راہ طے کی گئی رہ بار مفارقت نے بٹھا دیا تھک کر ایک جگہ پر بڑہا فرش خاک پر لوٹنے لگا اور باد صبا سے یہ کہتا تھا کہ بمقتضاے **غزل**

اے باد شکیبم بگذر سوے آن نگار	بشنو گرہ از زلفش دیوے بمن سپار
باد بگو کہ اے مہ نامہربان من	باز آ کہ عاشقان تو مردند از انتظار
دل دادہ ایم مہر تو از جان خریدہ ایم	بر ما جفا و جور فراقت روا مدار
اے دل بساز با غم ہجران و صبر کن	اے دیدہ در فراقش ازین بیش خون مبار
بارے خیال دوست بزنیش نظر مشوے	چون بر وصال یار نداریم اختیار

اسی رنج و الم مین جب میرا بہر ہوا اور سہانا وقت صحرا مین تھا درخت ہرے بھرے گلہاے زخم داغ دل کو تازگی دینے لگے یہ بیچارہ یاس و حرمان کا بار دوش امید پر اُٹھا کر آگے بڑھا مگر لوح ملنے سے یہ ماجرا گذرا کہ وہ طلسم پریون ذرہ کوہ مین جو **ستیارہ و شاپور** کھڑے تھے گویا ہوے کہ ای **حنظل** ہم بھی طلسم مین جاتے ہین کیونکہ شہزادہ فتاح طلسم ضرور ہی پھر ڈرنا بیجا ہی رفاقت کا یہی تقاضا ہے کہ ہر حال مین انسان شریک رہے **حنظل** نے کہا اگر تم جاتے ہو تو مین بھی چلتی ہون یہ کہکر مع عیارون کے داخل ذرہ کوہ ہوئی اور بعد طی مسافت راہ اس جنگل مین پہونچی کہ شہزادہ اور ملکہ جہان ملاقی ہوئے تھے دیکھا کہ ہار ٹوٹے پڑے ہین شراب کی تولین اور جام اوندھے ہین گویا اہل انجمن کی یاد مین سر جھکاے کچھ سوچتے ہین پھول لالے کے داغ دل دکھا دین زبان حال سے کہہ رہے

ہین کہ اسی جگہ سے کسی کو داغ دل نصیب ہوا ہی بیت جابجا پھول یہ لالے کے نہین صحرا مین ۔ جگر خون ٹپک کر بنی سودائی کا حنظل نے کہا ای ستیارہ یہان معلوم ہوتا ہی کہ کوئی بیٹھا تھا یہ کہکر خاک اُٹھاکر سونگھی اور خوش ہوکر کہا کہ شہزادے کے قدم مبارک کا پتا ملتا ہی غرضکہ تخت سحر پر بیٹھکر بعجلت تمام نرچلی اور ایک جگہ پر پہونچکر صدائے نالہ و فریاد اسنے سُنی کہ کوئی مجنون دشت الفت کرا ہتا ہے غم دل زبان پر لاتا ہے اسنے کان لگاکر سُنا تو یہ سُنائی دیا کہ مسدس

پہلے لگاکے دل کو مرے تو نے اپنی جا	جب مر چکے ہم آہ تو لی تو نے اپنی راہ
سمجھے تر افریب ہم اے شوخ کجکلاہ	اچھی یہ تو نے رسم نکالی ہے واہ واہ

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

حنظل اور عیار اُسی جگہ اُسنے شہزادے کو شعر عاشقانہ پڑھتے جاتے دیکھا حنظل اور عیار دونون نے روبرو آکر تسلیم کی اور مزاج پوچھا شہزادے نے کہا حالت طلسمی مجھپر طاری ہے اسی سبب یہ بیقراری ہی لوح طلسم فضل خدا سے مین نے پائی ملکہ پران دختر کوکب نے بھجوادی اسلیے کہ عمر کا کوکب شریک ہوا ہی سارا حال جو زبانی ملکہ کے سنا تھا بیان کیا یہ نہ بتایا کہ ملکہ خود آئی تھی اور مین اسپر عاشق ہوا ہون یہ اسلیے نہین کہا کہ ملکہ چلتے چلتے منع کرگئی تھی کہ میرا ریاض ظاہر نہ کرنا الحاصل لوح ملنے سے کہ حنظل خوش ہوئی اور سمجھی کہ یہ لوگ بڑے صاحب اقبال ہین اسیطرح شاہ جادوان کو بھی قتل نہ کرینگے غرض سب ملکر مع شہزادہ ایک جگہ ٹھہرے اور مصروف راحت ہوئے مگر حال سنیے کہ جبتک پران صحرائے طلسم مین رہی اُس صحرا کے محافظ سا حر وابستہ سحر ملکہ رہے جب ملکہ چلی گئی اُسوقت بسبب لوح کے شہزادے کا تو کچھ کرنہ سکے مگر خدمت آئینہ دار مین گئے اور مجرا کرکے عرض پیرا ہوئے کہ ای بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا صحرائے طلسم مین داخل ہوا اور جب سے صحرا مین آیا ہے ہم لوگون پر عجب سانحہ گذرا کہ سحر فراموش ہوگیا اور جب گھر سے نکلے تھے تو سوائے ایک دیوار سُرخ یاقوت کے اور کچھ نہ دیکھنے تھے پھر جب وہ دیوار موقوف ہوئی تو ہماری نگاہ مین باہر آنے سے تاریکی نظر آتی تھی حاصل یہ کہ کسی طور سے ہم طلسم کشا کا حال دریافت نکرسکے آج ہمکو سحر بھی یاد آیا اور ہمنے اُسکو گرفتار کرنا چاہا مگر اُسکے پاس لوح طلسم ہی ہم کچھ نہین کرسکتے باقی خیریت ہی یہ سنتا تھا کہ آئینہ بدحواس ہوگئی اور چاہتی تھی کہ خود

جائے اسوقت بہن اُسکی شعلہ دار جو طلسم کوکب سے چلی تھی آکر پہونچی اور بہن سے حال پوچھا آئینہ نے کل کیفیت بیان کرکے مستفسر ہوئی کہ لیکن ملکہ بہان کا حال تو کہو کہ وہ کسطرح ہین شعلہ نے کہا کیا حال اُنکا پوچھتی ہو وہ شریک مسلمانان ہوئین عمر عیار وہان آیا ہی اسکے استقبال کو تمام ناظم بلائے گئے ہین بڑی تیاری ہو رہی ہی تمھارا خط مین نے دکھلایا تھا ملکہ کو اُنھون نے مجکو بتاکید حکم دیا کہ جالوح ایرج کو دلا دی اس کیفیت کو سُنکر آئینہ اور زیادہ گھبرائی اور کہا معلوم دیا کہ لوح طلسم کشا کو ملکہ نے لوحدار سے دلا دی محافظان صحرا مین عرض کر گئے ہین کہ لوح اُسکے پاس ہی اے بہن تم جاکر دریافت تو کرو کہ لوحدار کس فکر مین ہی بہن فکرگزاری طلسم کشا کرتی ہون شعلہ دار اسکے کہنے سے لوحدار کے مکان پر گئی اُسنے تعظیم کرکے بٹھا دیا حال پوچھا اُسنے سارا حال بہان اور عمر کا بیان کیا لوحدار تو واقف ہو چکی تھی اب تفریح دار حال سُنکر گویا ہوئی کہ اے بہن شعلہ دار سُنو مجکو اور تمکو لازم ہے کہ طلسم کشا سے چلکر ملجائین کیونکہ ایک تو مسلمان صاحب اقبال ہوتے ہین دوسرے کوکب ایسا بادشاہ جب اُنکے شریک ہو گیا پھر اس طلسم کا بچنا غیر ممکن ہے شعلہ دار نے کہا آئینہ مجکو مار ڈالے گی لوحدار بولی کہ جب لوح طلسم کشا پاس پہونچگی تو آئینہ کیا کرسکتی ہے پھر اُسمین کیا طاقت رہے گی ہان افراسیاب سے مدد طلب کرے اور وہ خود آئے تو شاید آئینہ لڑسکے سو افراسیاب کا مقابلہ کرنے کو کوکب موجود ہی بہن تمھارے بھلے کو کہتی ہون اگر تمکو جان و مال اپنا بچانا منظور ہی تو میرے ساتھ چلو اور مین تو تم جانتی ہو کہ ہمیشہ سے مطیع کوکب ہون جسکا وہ شریک ہی اُسکی مین بھی شریک ہون شعلہ دار کو سمجھانا اسکا پسند آیا اور سوچی کہ یہ سچ کہتی ہی بس گویا ہوئی کہ اچھا اے لوحدار جو تمنے کہا مجھے منظور ہے لوحدار نے کہا تو اسیطرح میرے ساتھ چلو اور خدمت طلسم کشا مین چلکر ٹھہرو کیون کہ کچھ دیر مین بموجب ہدایت لوح کے طلسم کشا آیا چاہتا ہی اور جب وہ یہان آجائے گا اس غدر مین ایسا نہو کہ ہمارے بھی جان جائے شعلہ دار نے کہا اچھا چلو لوحدار نے اپنے ملازمین کو تمام مکان سپرد کیا اور اُن سے کہا کہ مین ایک کام کو جاتی ہون تم ہوشیار رہنا یہ کہکر کچھ زر و جواہر لیکر مع شعلہ کے اسی صحرا کی طرف جہان ملکہ نے اسکو بلایا تھا چلی خیال مین گذرا کہ طلسم کشا دہنہ طلسم پر جو صحرا ہے آیا ہوگا یہ سوچکر اسی طرف روانہ ہوئی اس جنگل تک پہونچی تھی کہ راہ مین ایک درخت کے نیچے چند آدمیون کو بیٹھے پایا یہ اُن کی سمت بڑھین اُدھر حنظل نے جو دیکھا کہ جادوگر آتے ہین شہزادے سے کہا کہ آپ

الگ ہو جاسیے چند ساحر آتے ہین اُنکا حال معلوم کرنی ہون کہ کون ہین یہ کہکر آگے بڑھی اور ایک نارنج
سحر پڑھکر مارا لوحدار نے دستک دی کہ نارنج زمین پر گر کر سما گیا اور اُسنے پکار کر کہا کہ بارادہ اطاعت
ہم آتے ہین کوئی دشمن نہین ہین بلکہ ہم ملازمان ملکہ بران ہین یہ سننا تھا کہ شہزادے نے حنظل کو
منع کیا اور آپ آگے بڑھے لوحدار نے دوڑکر سر پاؤن پر رکھدیا شہزادے نے سر اسکا سینہ سے لگایا
پھر مشعلہ دار کی ملازمت ہوئی جب دونون حلقہ اطاعت مین آچکین لوحدار جادو عرض رسا ہوئی
کہ حضور نے تامل در باب طلسم شکنی کیون فرمایا ہر چند کہ آپکا آئینہ تو فلک غدار کچھ نہین کر سکتا ہی لیکن
دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے شہزادے نے اسکے کہنے سے وضو کیا اور لوح طلسم کو دیکھا اسمین کچھ معلوم
نہوا واضح ہو کہ لوح طلسم کی مثل قرعۂ رمال کی ہوتی ہی جیسا کہ اربعہ عناصر سے علم رمل وضع کیا گیا ہی
ویسے ہی طلسم بنانے کا حال اور اُسکے باطل کرنے کا ماجرا حکما نے لوح طلسم مین رکھا ہی مثال اسکی یہ ہی
کہ چار نقطہ اسطرح پر دے (⁘) انکو اسطرح پر منقسم کیا کہ اول نقطہ آتش دوسرا باد تیسرا آب چوتھا خاک
پس اُنھین چار نقطون کو چار مین ضرب دیا تو چار چوک سولہ ہوئے سولہ شکلین علم رمل مین بنا کر قرعہ مین
کندکین اور ان شکلون کو تمام عالم سے حسب مزاج عناصر منسوب کیا یعنی آتشی شکل کو مشرق سے منسوب کیا
اور مزاج گرم سے اور بیماریون مین صفرا سے فی الحال جو اشیا کہ آتشی ہین اُس شکل کو اُسی سے نسبت
دی اور اسیطرح بادی شکل کو بادی چیزون سے اور آبی کو آبی چیزون سے اور خاکی کو خاکی چیزون سے
نسبت دیا پس رمال جب قرعہ پھینکتا ہی جس طرح کی شکلین قرعہ مین آتی ہین ویسا ہی حال دریافت
کرتا ہی کہ گو بظاہر وہ ایک چھوٹا سا قرعہ ہوتا ہے مگر تمام عالم کا حال اُس سے آیندہ اور
کا تبلا سکتا ہے ویسے ہی لوح بھی حکما نے بنائی ہے کہ طلسم کے رب النوع وہی ہوتے ہین
اور اُسکے ہر چیز کی پیدایش کی اطلاع رکھتے ہین پس لوح مین کچھ نشان ایسے بنا دیتے ہین کہ جس سے
حال یہ ظاہر ہوتا ہی کہ اس طرح سے یہ طلسمی مرحلہ اور شعبدہ باطل ہوگا طلسم کشا کے دل پر مذ اُستعالی اُن
خطوط کو اور نکات کو ظاہر کر دیتا ہی کہ وہ اُس حال دریافت کر کے طلسم توڑتا ہے اور سوائے طلسم کشا کے
اور کوئی نہین توڑ سکتا جسکی قسمت مین وہ طلسم فتح کرنا ہوگا اُسی پر حال لوح ظاہر ہوگا اور یہ بھی قید ہی
واسطے فتاح طلسم کے وہ شخص نسل پیغمبر سے ہوا اور اپنے وقت کا صاحبقران عصر ہوا اور ہر علم سے
واقف ہوا اور مثل رستم واسفندیار ایسے ہزار پہلوان کا اپنے جسم مین زور رکھتا ہو جب طلسم

فتح کرسکتا ہی اور پہلے رجوع بعالم غیب کرکے معلوم کرے کہ مین توڑنے والا اس طلسم کا ہون یا نہین اگر
بشارت ہو کہ ہان یہ طلسم تم فتح کرسکوگے اُسوقت قصد اُسکا کرے اور اگر مبشر یہ بشارت نہو تو ہرگز عزم نکرے
اسلیے جب اسد کو طلسم ہوش ربا مین امیر نے بھیجا تھا تو خواجہ زادون سے دریافت کرلیا تھا کہ طلسم ہوشربا
کی فتح کس کے نام ہے جب خواجہ زادون نے اسد کا نام بتلایا اُسوقت امیر نے بھیجا اور امیر کے بیٹے
ہر علم سے ماہر اور شجاع اور نسل پیغمبر جناب ابراہیم سے غرض آتا ہون مین مطلب پر کہ شاہزادۂ ایرج
نے جب دیکھا کہ حرف لوح ظاہر نہوئے خیال مین گذرا کہ تو نے بشارت عالم الغیب سے نہین پائی
شاید تو فتاح طلسم نہین ہی پس آج رات کو عبادت صانع طلسم عالم کرکے فیض یاب بشارت
سے ہونا چاہیے یہ سوچکر چاہا کہ مصلا بچھا لیے پھر خیال مین آیا کہ اگر تو فاتح اس طلسم کا نہوتا تو یہ سامان بہم
نہ پہونچتا یعنے یکایک لوح دہلتی تیغہ سحر دستیاب نہوتا شہزادی طلسم کی تیرے عشق مین قید نہو جاتی
یہ سب آثار فتح طلسم کے ہین اور اسیکو بشارت غیبی سمجھنا چاہیے پس یہی سوچ رہا تھا کہ لوحدار نے
بڑھکر دست بستہ عرض کیا کہ حضور کے چہرۂ اقدس پر آثار فکر و تردد کے پائے جاتے ہین اسکا
کیا باعث ہی شہزادے نے فرمایا کہ اے لوحدار مین نے لوح کو دیکھا تو اُن مین کچھ ظاہر نہین ہوتا
اسی فکر مین ہون کہ کیونکر طلسم توڑون لوحدار نے یہ سنکر عرض کیا کہ واری یہ طلسم سخت زیادہ ہین
بانیان طلسم نے لوح یہ بناکر اُسکو تاریک کردیا ہے اور اُسکی لاگ یہ رکھی ہی کہ سمت مغرب ایک دریا
ہے اُس دریا پر جاکر لوح کو جب طلسم کشا دکھائے تو اُس دریا سے مچھلی نکلیگی کہ نام اُسکا ہی شکمین طلسم
ہے واقعی اسم باسمی ہی پس جب وہ مچھلی باہر دریا سے آئے تو اُسکے دو ٹکڑے کرنے اور اُسکے خون
سے لوح کو دھوئے جب لوح مین حرف پیدا ہون گے یہ کنیز از بسکہ لوحدار بھی اسوجہ سے حال
جانتی تھی آپ ایسا ہی کیجیے کہ اُسی دریا کیجانب روانہ ہوجیے شہزادہ یہ بیان سنکر بہت خوش ہوا
اور بموجب اُسکے تبلانے کے اُسی جانب چلا یہ سب بھی ملکر زور سے اُڑے اور عقب شہزادہ چلے عیار
بھی دونون پراگندہ ہوکر بطور مخفی چلے شہزادہ سیر طلسم کرتا کہین کوہ کہین دریا کسی جا دشت پُرفزا
دلچسپ رواں تھا آخر بعد قطع منازل و طی مراحل اُسی دریا پر گذر ہوا کہ جسکا پتا لوحدار نے بتایا تھا
ایک دریاے زخار و قہار کو دیکھا کہ ایک ایک موج اُسکی بسان کوہ بلند ہوتی ہے حباب قہر سے
آنکھین نکالے ہین گرداب گردش بدنچلان باد دلاتے ہین طبہ و لطمہ گھبرائے ہوئے دل کی طرح

جوش مارتی ہین جیسے دل کو کھلاتے ہین حباب اُسکے رشک حباب آسمان چشمۂ خورشید رو برو اُسکی عظمت وجلال کے لرزان فرطندامت سے برج آبی مین جاکر سرد ہوجاتا چہرہ اُسکا نام زرد ہو جاتا بلکہ اسی دریا مین غیرت سے ڈوبا نظر آجاتا جانوران آبی اُس قلزم زخار کے کنارے بیٹھے اتنے بڑے تھے جو نہنگ کو شکار کرتے بلکہ اُنکے خوف سے کرگس فلک اور سیمرغ قاف آشیانہ کوہ ارگھونسلے سے چرخ برین کے باہر نہ نکلتے ماہی زمین روبرے ننگ دنگ ہوکر زیر زمین پوشیدہ سرطان فلک مقابل سرطان سہا ہوا عکس آسمان کا جو اُس بحر مین ظاہر ہوتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یم بے پایان آسمان غیرت سے پانی مین ڈوب گیا ہی کہ بمقتضاے ابیات

وہ تھا بحر پُرجوش قہر خدا — کہین اُسکا پیدا کنارہ نہ تھا
روانی مین تلوار کی جسے دھار — مسلسل ہر اک موج تھی مثل مار
کہین اُسکا دیکھا ہی اکبار جوش — تو ہی رعد کے دل مین پیدا خروش
اگر جوش پر آکے ہووے روان — تو بہتی پھرے کشتی آسمان
اُسی بحر کا سُن کے قہر و عذاب — ہوا ہے سمندر کا دل آب آب

ایرج اُس قلزم بے پایان کے کنارے کھڑا تھا کہ حنظل و لوحدار و شعلہ پہونچین اور عیار بھی آگئے اور لوحدار نے عرض کیا کہ ای شہریار کوئی دم مین آئینہ یہان آجائیگی اور بکھیڑا مچائیگی آپ عیارون سے فرمائیے کہ محرا مین پراگندہ ہوکر صورت بدلکر پھرین اور آپ کے حال کو دیکھتے رہین وقت بد پر آپکے پاس آجائین اور مجکو شاہ کوکب نے ایک سحر بتایا تھا کہ شاید تجھسے طلسم لوح کبھی جاتی رہی تو ضرور اس سحر کے حائط بناتا اور آپکو بیٹھ رہنا تجھکو گرفتار نہ کرسکیگا بس مین کنارے اس دریا کے کسی مقام پر حائط سحر بناکر مع حنظل و شعلہ کے آپکو بیٹھونگی جب آپ طلسم فتح کرلینگے اُسوقت حاضر ہونگی شاہزادے نے یہ راے پسند کی اور اُسکو اجازت دی لوحدار وہان سے چلی اور ایک جگہ محکم و استوار دیکھکر ترسول سے گرداگرد اپنے دور تک گنڈلا کھینچا اور آپکو بیٹھکر سحر پڑھنا شروع کیا پھر دیر مین وہ گنڈلا چار دیواری سنگ سیاہ کی بنکر تیار ہوا اور ایسا ایک حصہ حصین فلک تمکین بناکہ در و دیوار شاہوار جسپر بھی سامنے اُسکے پست و ناپائدار تھا کہ ابیات

سیکے کاخ بدتارک اندر سماک — نہ از دست ریگ و نہ از آب خاک

حصارے زسنگ ست نزدیک کوہ		پرازسبزہ وآب دوراز گروہ	
چنان قلعۂ بدسر اندر سحاب		کر بروے نہ پرید پران عقاب	
یکے راہ بروے درے ساختہ		بسان سپہرے برافراختہ	

اس حصار مین لوحدار اور وہ دونون ساحرہ مقیم ہوئین اور عیار بھی جنگل مین جاکر صورتین بدلکر شاہزادے کی خبرگیری کرنے لگے یعنے قریب قریب اسی دریا کے پھرنے لگے یہان تو یہ ماجرا گذرا اور اُدھر جب شعلہ وار کو گئے ہوئے عرصہ گذرا آئینہ نے کتاب طلسم آئینہ نکالی اُسمین دیکھکر معلوم کیا کہ طلسم کشا سمت دریاے مغرب جاتا ہے لوحدار نے لوح اُسکو دیدی ہے اور شعلہ نے اطاعت کی ہے یہ دیکھتے ہی اُسپر غضب طاری ہوا اور اُسیوقت تغیر سحر بکبائی افسران فوج سے حکم تیاری لشکر دیا تین لاکھ ساحر فقدار بازو بلط و فیل و اسپ و ابر سحر تیار ہوکر سوار ہوا ابر تین اُڑنے لگین درمیان بڑے زور شور سے پیدا ہوئین رال و تیل کے شعلے اُڑنے لگے ڈمرو اور نفیر و ناقوس بجنے لگے سامری و جمشید کے جے کی صدا بلند ہوئی آئینہ بھی تخت سحر پر بیٹھکر بصد فخر و غضب چلی کہ بموجب ابیات

جہان شد پرازنالۂ کرنا ے		زنالیدن سنج و ہندی وراے	
ہمیدنت لشکر وہا گردہ		نہ بدشت پیدا نہ دریا نہ کوہ	
شمار سپاہ آمدش صد ہزار		ہمہ شیر مردان و آہین گزار	
زدریا بدریا نہ بد ہیچ راہ		زاسپ و زپیل و ہیون و سپاہ	

شہزادہ یہان لوح کو دور طاپکڑکر دریا مین ڈالا چاہتا تھا کہ یکایک صداے دہل و نقارہ سے زمین زلزل آشکار ہوا اور بروے ہوا دریاے آہن موج مارتا نظر پڑا یعنی دیکھا کہ آئینہ تخت پر سوار تاج شاہی اور لباس فرمان روائی سے آراستہ آئی ہے اور تین لاکھ ساحر پشت پر اسباب اور آلات حرب سے درست روان ہین روے آفتاب چھپتا ہے اسقدر کثرت لشکر کی پائی جاتی ہے ہر ایک ساحر مکار و غدار ہے سحر مین جمشید روزگار ہے کانون مین کنڈل ڈالے ہین صورت ہیبتناک ہے منھ کالے ہین سحر مین آفت کے پالے ہین کہ بمقتضاے ابیات

ہر اک قد وہ دوہ سامری		ہر اک حاکم کشوری ساحری	
سیہ اُن کے منھ جیسے ہو کالی رات		ہر اک اہرمن صورت و بد صفات	

سے ملے منھ پر ابٹنے عبیر و گلال		پیے نشہ آنکھیں کیے لال لال	
سیہ مسی سے سرخی کی ایسی پھبن		کہ ہو چاند کو جس طرح سے گہن	

شہزادہ ان کی دیکھکر ٹھہرا تھا کہ آئینہ بخت سے اُترکر دست بستہ سامنے آئی اور براہ مکاری گویا ہوئی کہ ای شہریار گردون وقار میرے طلسم کو باطل کرنے سے کیا فائدہ آپ اُس مچھلی کو نکالنے کے لیے مجھ سے باج و خراج لیجیے اور مجکو اپنی کنیز جانیے بلکہ بلور کو بھی مین نے چھوڑ دیا یعنی ہی کہ خدمت مین آئین آپ میرے ہمراہ قلعۂ طلسم مین تشریف فرما ہو جیے تاکہ عقد ملکہ کا آپ سے ہو جاے شہزادے نے یہ تقریر سُنکر خیال کیا کہ جب بادشاہ طلسم اطاعت کرتی ہی تو پھر کیا ضرور ہی کہ محنت طلسم شکنی گوارا کیجیے اور اُسکے ملک کو برباد نہ کیجیے لوح چکر چاہتا تھا کہ آئینہ کے ساتھ جاے اُسوقت عیار جو ساحر بنے ہوے پھر رہے تھے فوج آتے دیکھکر فریب شاہزادہ آئے اور گفتگوے آئینہ سُنکر پکارے کہ ای شہزادے اگر یہ براہ اطاعت آتی تو فوج ساتھ نہ لاتی معلوم ہوا کہ فقرہ دیتی ہے اگر بلور کو چھوڑ دیا تھا تو ساتھ کیون نہ لائی اچھا اس کہے کہ تو ٹھہر مین مچھلی نکال لون اور لوح دھو لون تو تجے ساتھ چلون یہ کہکر عیار غائب ہو گئے اور شہزادہ ہوشیار ہو گیا اور آئینہ سے وہی کہا کہ جو عیار کہہ گئے تھے وہ سمجھی کہ یہ اب نہ گرفتار ہوگا بس افسران فوج کو للکارا کہ گرفتار کرو اسکو فوج شہزادے پر چلی اور شہزادے نے جلد لوح کو دریا مین ڈالا لوح کے دریا مین پڑنے سے ایک شور و غل پیدا ہوا اور بہت سے پتلے تیر و کمان لیے نکلے اور فوج پر تیر افگنی کرنے لگے کہ فوج کا بڑھنا رُکا اور ایک مچھلی دریا سے نکلی کہ جسکو دیکھکر اژدر دہان کا بھی زہرہ آب ہو جاتا حوت فلک کو اُلٹا ان زبان پر لاتا کہ بیت وہ مچھلی نہ تھی تھا سامان اژدہا جسے دیکھ نور فلک کانپتا شہزادے نے لوح دریا سے نکالی اور مچھلی پر تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے اور لب ساحل سیل خون جاری ہوئی شہزادے نے لوح اُسی خون مین دھوئی پھر شور و غل بلند ہوا بعد لمحہ کے جو دیکھا تو باغ مثل خاطر صافی دلان منور و روشن ہی اور بساط قمر نور افگن ہی لوح طلسم آئینہ کی خون ہی سے صیقل ہوئی اب صورت مطلب اُسمین نظر آنے لگی لیکن جیسے ہی لوح روشن ہوئی وہ پتلے جو لڑ رہے تھے بحر دریا مین کود کر غائب ہو گئے لشکر ساحران شہزادہ پر حملہ آور ہوا شہزادے نے لوح کو دیکھا اُسمین حمد الٰہی اول و نعت رسالت پناہی تحریر تھی پھر خطوط طلسمی ظاہر ہوئے جن سے یہ معلوم ہوا کہ ای فتاح طلسم و ای ستیار این عجائبات جسوقت شور شر بحر فوج

کنارے دریا کے دیکھنا اس دعا کو کہ دعاے قمر ہی پڑھکر اُس فوج کیجانب پھونکنا کیونکہ یہ طلسم آئینہ ہے
اور لوح کو حکما نے شرف قمر مین بنایا اور قمر کا برج سرطان ہی اور قمر کا برج ثور مین تیسرے درجہ پر شرف
ہی اور قمر دشمن مشتری ہی پس بمقابلہ مشتری لوح بنی تھی اور مشتری مالک برج حوت و قوس ہے اسی
سبب سے مچھلی کے مارنے کا اور اُسکے خون سے لوح کے دھونے کا حکم تھا اور برج قوس کی رعایت تھی
جو پتلے دریا سے کماندار نکلے تھے اب تاثیر مقابلہ مشتری ختم ہوئی لازم ہے کہ دعاے قمر پڑھکر شاہزادے
نے دعا جو حاشیہ لوح پر لکھی تھی جلد جلد یاد کرکے پڑھی اور لشکر کیطرف پھونکی فوراً دریا کو تلاطم ہوا اور سخت زلزلہ
کہ لشکر ڈوبنے لگا آخر ساحر پرواز کرکے بر دئے ہوا پر جاکر سحر کرنے لگے لیکن سحر نے بسبب لوح کے شاہزادی پر
تاثیر نہ کی اور پھر اسنے دعا پڑھکر پھونکی دریا سے کچھ پریزادین سراپا زرد جواہر کا زیور پہنے سفید لباس قامت
رعنا پر آراستہ کیے نکلین کہ سب اپنے ہاتھ مین آئینے لیے تھین بس اُڑکر بالاے فلک گئین اور ساحرون کو
وہ آئینہ دکھانے لگین جسنے آئینہ دیکھا بیہوش ہوکر دریا مین گرا اور ڈوب گیا یہ کیفیت آئینہ دار
دیکھکر حیران ہوئی اور تاب استقامت نہ لائی بھاگ کھڑی ہوئی فوج مین بہت لوگ غرق بکرفتار ہوے
زد رق زندگی طوفانی دیکھکر کل لشکر رو بفرار لایا شاہزادے نے گوہر مقصد پایا بعد بھاگنے عدو کے
پھر ہوش دیکھا تو پریان آئینے لیے دریا مین جاکر غائب ہوئین شاہزادی نے لوح کو ملاحظہ کیا اسمین
معلوم ہوا کہ برج ثور مین برج زہرہ ہے اور اسی مین قمر کو شرف ہی اسی باعث سے پریان آئینے
لیے نکلین تھین اب تجھے چاہیے کہ یہی دعاے قمر بساعت قمر پڑھکر اور درود مسعود جناب پیغمبر حسد ا
صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجکر دریا پھونکنا تاثیر قمر سے کشتی ہلال آسا چمکتی ہوئی کنارے از خود آلگے گی
اسپر سوار ہوکر پار دریا کے جانا کسی طرح ہراس دل پر نہ لانا اور پار دریا کے پھر لوح کو دیکھنا خبردار
غفلت نہ کرنا کہ یہان کا ہر ایک گل تیرے لیے خار ہی جو گنج ہی وہ مار ہے جو دوست ہی وہ دشمن
درپے آزار ہے شاہزادہ حسب ہدایت لوح ٹھہرا رہا اور خیال کیا کہ آج دن دوشنبہ کا تھا پس اول ساعت
قمر کی تھی بعد اُسکے زحل کی پھر مشتری کی پھر مریخ کی پھر شمس کی بعد اُسکے زہرہ کی بعد اُسکے عطارد کی بعد
عطارد کے قمر کی دوسرے دور مین ساعت ہوگی اور ہر ستارہ دو گھڑی تین پل اپنا عمل رکھتا ہے
اس حساب سے بعد نصف النہار پر دو گھڑی تین پل کے ساعت قمر آغاز ہوگی پس یہ حساب کرکے
منتظر وقت رہا جب آفتاب وسط السما سے گذرا اور دوپہر ایک گھنٹہ آیا ساعت قمر آغاز

ہوئی دعاے قمر پڑھکر دریا پر دم کی بحر مین تلاطم ہوا اور ایک کشتی بسان ہلال چاندی کی چمکتی ہوئی اُس سمت سے دریا کے پیدا ہوئی اور چکر کھاتی قریب ساحل آئی پر گوہر بحر شجاعت صدف زورق مین در آیا وہ کشتی ہواکی طرح دوسرے کنارے کی طرف چلی اور دم بھر مین اُس پار پہونچی اس شناور قلزم جرأت نے جست کی اور ساحل مقصد سے ہمکنار ہوا کشتی سے اُتر کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای آشنائی یم ذی پایان ظلمات اس کنارے پر دم بھر توقف کر اور سیر دشت سے دل بہلا بعد ساعت قمر ساعت زحل آغاز ہوگی اُسوقت قدم آگے اُٹھانا قریب ایک پہاڑ کے گذر ہوگا وہان اژدر نظر آئیگا باسمار زحل جو حاشیہ پر لکھے ہین سامنے اُس پہاڑ کے پڑھنا پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا شہزادہ حسب ہدایت لوح دو گھڑی کنارے دریا کے ٹھہرا جب ساعت قمر تمام ہوئی اور ساعت زحل سے دوزدہ ساعت آغاز ہوا یہ آفتابہ سپہر طلسم بصد جلال آگے بڑھا کچھ دور جاکر ایک کوہ شکوہ دیکھا کہ رفعت مین ہمسر چرخ برین ہے ہیبت ناک اُسکی زمین ہے درہ ہر ایک بسان قعر دوزخ منھ کھولے غار دہان کے دہان اژدر دہان نظر آتے پتھر کوہ کے بالکل سیاہ جہنم سے زیادہ تاریک پر چڑھنے کی راہ مثل صراط بال سے باریک کہ بمقتضاے نظم

کبھی آہ مظلوم سے گر ڈرے	فلک آسکے دامن مین اگر چھپے
جو دوزخ کی تاریکی مین ہو تصور	تو اس کوہ سے لینے آئے ضرور

دے مین آسکے ایک اژدہا منھ کھولے بیٹھا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہنم کا در کھلا ہے کہ بمقتضاے نظم

بگردا زدوزخ یکے غار دید	تن اژدر از تیرگی ناپدید
بتاریکی اندر یکے کوہ دید	سراسر شدہ غار از دہا پدید
برنگ شبے روے وچون شبروے	جہان پُر زبالاے وپناے اوے

شہزادے نے اژدر کے سامنے ٹھہر کر اسمار زحل پڑھنا آغاز کیا جب وہ اسم تمام ہوا ایک مرد پیر دوسرے درے سے کوہ کے نکلا اور پکارا کہ اژدر طلسم یہ بیشک طلسم کشا ہی اسکی اطاعت کرنا اچھا ہی یہ کہکر قریب شہزادے کے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ ای شہریار آپ کوہ وقار ہین آپکا تابعدار ہون ہمیشہ اطاعت گزاری کرونگا بشرطیکہ یوح طلسم آپ مجکو دین پھر مجھسے جو جی چاہے وہ کام لین شہزادے نے اسکو تو ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا مگر یوح طلسم کو دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ یہ پیر تاثیر زحل سے ہی اور کار زحل مکاری ہے

اور زحل و قمر باہم دشمن ہین اسوجہ سے لوح کو شرف قمر کی بنی ہوئی ہی یہ مانگتا ہی تو اس سے کہ کہ ای پیر مرد
جب تم اس اژدر کو مار ڈالوگے اُسوقت لوح پاؤگے شہزادے نے یہ دیکھکر اس پیر سے کہا کہ آپ اگر مجھ سے
محبت رکھتے ہین اور اطاعت کرنیکا وعدہ کرتے ہین تو مجکو بھی آپ ایسے بزرگ سے محبت ہوگئی ہے
آپکو لازم ہی کہ اس اژدرِ دمان کو کہ یہ موذی خدا کی مار اسپر دشمن قوم انسان ہی مار ڈالیے تو پھر لوح مجھ سے
لیجیے اس پیر نے کہا کہ پہلے آپ لوح دیجیے تو مین اُسکو ہلاک کرون شہزادے نے فرمایا کہ بہ خوش آپ
ایسے کون ہین جو مین آپکو پہلے لوح دیدون قاعدہ ہی کہ جب انسان مزدوری کرتا ہی اُسوقت اُجرت مانگتا
ہی یا دونی پہلے سے خواہان اُجرت ہوتا ہی تم میرے کہنے رفیق ہو اور مجھ سے تم سے علاقہ کونسا
ہے سوائے آج کے اور کبھی کی ملاقات و صاحب سلامت بھی نہین پھر میرا صاحب مین لوح پہلے
کیون دون ہان تم میرا کام کرو مجھ سے لوح اُسکے عوض مین لو پیر مرد یہ کلمات سُنکر معقول ہوا اور
ایک بلندی پر جاکر سنگ گران اُٹھاکر سر اژدر پر اِسنے مارا کہ وہ اژدر سر پھٹکر ہلاک ہوگیا بھیجا اُسکا
پاش پاش ہوگیا تمام پہاڑ مین تاریکی ہوگئی دیر تک زمانہ سیاہ رہا جب وہ اندھیر ٹلا بڈھا شہزادے
پاس آیا شہزادے نے روشنی ہوتے ہی لوح کو دیکھا تھا اُسمین نکلا تھا کہ وہ پیر مرد جب اژدر کو مار کے
آئے اور طالب لوح ہو کہنا لوح حاضر ہے لیجیے لیکن اتنا کیجیے کہ اس اژدہے کو پھاند جائے اور اُس
دریا مین کہ یہان سے تھوڑی دور ہی میرے ساتھ چلکر غوطہ لگائیے پھر لوح لیجیے غرضکہ اُس پیر نے
آتے ہی کہا کہ ای طلسم کشا مین آپکا کام کرآیا اب لائیے لوح مجکو دیجیے شاہزادے نے کہا
لیجیے مجکو دینے سے کب انکار تھا مگر ای پیر اس اژدر کو پھاندکر میرے پاس آئیے اور میرے ساتھ
چلیے آگے دریا ہی وہان حمام کیجیے کیونکہ لوح ایسی متبرک چیز پہننا نہ چاہیے اور جسکو انسان قتل
کرتا ہی پھر دفع خون خواری کے لیے اسکی لاش کو پھاندتا ہی پس یہ دونون کام آپ کو کرنا ضرور
ہین جائیے اب دیر نہ فرمائیے پیر یہ سُنکر اژدر پھاندنے گیا اور شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کہ ای
شکستندۂ طلسم زحل و قمر ہر چند کہ دشمن ہین مگر ازراہ عناصر دوست ہین یعنی زحل کا مزاج خاکی ہی اور
قمر کا مزاج آبی ہی اسی سبب سے یہ پیر مکار تمھارا کہنا مانتا ہی اب جو یہ آئے تو اسکو اپنے ہمراہ اُسی دریا
پر کہ جہان سے تم آئے ہو لیجانا اور اُسکو نہلانا جب یہ غوطہ مار کر دریا سے نکلے گا تو گھوڑا بنجائیگا
باعث اُسکا یہ ہی کہ قمر کو زحل پر بسبب سعدیت کے غلبہ ہی یعنے قمر سعد ہے اور زحل نحس ہی پس سعد

کس پر غلبہ رکھتا ہو فی الجملہ جب یہ گھوڑا بنجائے تو اُن درختون پر جو کنارے دریا کے لگے ہین دیکھنا سدھ
لگام وغیرہ ملکہ مرکب کو کھینچکر سوار ہونا اگر یہ کچھ شوخی کرے تو خوب مارنا یہ تمکو ایک سمت لیجائیگا اور منزل مقصد
تک پہونچائیگا شہزادہ لوح سے یہ حکم لیکر ٹھہرا تھا کہ وہ پیراڈور کو بچا نکر آیا شاہزادہ نے فرمایا کہ اے
اب تشریف لیچلیے اور دریا مین نہائیے پھر لوح کے مین پہنیے پیراہنکے ساتھ ہوا اور قریب دریا پہونچکر
شہزادہ ٹھہرا اور پیر دریا مین کود کر غوطہ لگانے لگا اور باہر نکلا بدن مین سوزش ایسی پیدا ہوئی کہ کنارے
پر لوٹنے لگا آخر گھوڑا بہت عمدہ کوہ طفل کوہ سرین بنکر تیار ہوا شہزادے درختون پر سے ساز و یراق
اُتارا اور مرکب کے منھ مین لگام چڑھائی اُسنے شوخی اور اُچھل کود کرنا شروع کیا شاہزادے نے دو
گھونسے پسلی پر ایسے مارے کہ وہ کانپ کر تھم رہا شہزادے نے اسکو کھینچکر درست کیا اسوقت سامنے
صحرا کیطرف سے ایک بڑھیا پیدا ہوئی کہ فرط نقاہت سے سر اُسکا ہلتا تھا اور بال جیسے روئی کا گالا سیاہ کپڑے
پہنے لاٹھی پکڑے قریب آئی اور کہا کیون بیٹا جو تمھارے ساتھ نیکی کرے اُسکے ساتھ یہی کرتے ہین کہا
شاہزادے نے کہا ایسا بھی ہوتا ہی مثل چلی آتی ہی کہ گدھے کو مار مار کر گھوڑا بناتے ہین وہ بڑھیا نکی منتین کرنے
شہزادے نے لوح کو دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ اس بڑھیا سے کہدو کہ مین تمھکو گیا تھا لیکر ورت اسکو گھوڑا بنا لیا ہے
کوئی ہرج نہین ایسا ہوتا ہے آدمی سے کام نکلتا ہی تم بگڑو نہین جو سامنے باغ نظر آتا ہی وہان جاکر
اسکو بنا دیا جاویگا تمھارا جی چاہے میرے ساتھ چلو اسکے ساتھ چلی آنا شہزادے نے لوح سے یہ
مضمون معلوم کرکے اُس بڑھیا سے کہا کہ بڑی بی کیا قیامت ہی جو مین نے اسکو گھوڑا بنایا ہی کچھ چھین تو لیا
نہین اسکے حق مین اور بہتر ہوا کہ تندرستی گئی اور فراخی آئی خوش رفتاری سکھا دونگا بدچلن تھا چال اُسکی
بنا دونگا جو چاہتا تھا وہ کہ بیٹھا منھ مین لگام چڑھائی سراسر اسکے ساتھ مین نیکی کی اگر تمکو بُرائی
ثابت ہوتی ہی تو مین اُس باغ تک جو آگے ہین اسکو لیجاؤنگا وہان جاکر آدمی بنا دونگا تم بھی ساتھ
چلو اسکو لیتی آنا یہ کہکر حبت کرکے اس مرکب پر سوار ہوا اور پیچھے پر دونین کو ٹھوکے ایسے لگائے
کہ وہ بلبلا کر طرارے بھرتا چلا وہ بڑھیا بھی پیچھے پیچھے چلی اب یہ آفتاب سپہر طلسم اس دور زحل مین مرتبہ کیوان
جاہی پر پہونچا رخسار تابان کی ضیا سے دشت کو نورانی کرتا بسان سریع السیر فلک عجائبات تھا لوح قمر
گلے مین ڈالے نوسن زحل پر سوار وہ نور دبحر اے طلسمات تھا یہانتک کہ بعد کچھ دیر کے ایک باغ سامنے
سے دکھائی دیا قریب پہونچا دیکھا حصار باغ زمرد نگار ہی دروازہ ایک ڈال زمرد کا تراشا ہوا نہایت عمدہ

اور تطعدار ہے زبجیر اُسکی سبز زنگان دہر کو سلسلۂ محبت مین اپنے اسیر کرے حلقہ اُسکا حلقہ بگوش کر کے پابہ زنجیر کرے خضر اُس حصار مین آکر بڑی چاہ سے صومعہ اپنا بنائین جنگل کی راہ بھولکر بسترا لگائین شہزادہ نے دیکھا کہ در باغ بند ہی لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ مرکب سے کہو اُڑکر اندر باغ کے لیجاؤ اگر اُڑکر لیجائیگا تو کہنا کہ آدمی بناؤنگا اور اگر نہ لیجائیگا تو آدمی نہ بناؤنگا شہزادے نے مرکب سے کہ بردے میان جو کہو آدمی بنتا ہے تو اُڑکر اندر چلو اور اگر حرمزدگی کروگے تو مار ڈالونگا اور آدمی نہ بناؤنگا مرکب یہ سنکر پیدا کر کے در باغ اُڑکر اندر آیا جیسے ہی آیا دروازہ اُڑاکر گرا شہزادہ کود کر پشت مرکب سے الگ کھڑا ہوا مگر دروازہ گھوڑے پر گرا کہ وہ مرگیا شہزادے نے بقوت تمام دروازہ اُٹھاکر الگ پھینکا اور گھوڑے کو نکالا دیکھا کہ وہ مرگیا تھا شہزادے کو اسکے مرنے کا رنج ہوا مگر لوح کو دیکھا اسمین لکھا کہ ای فلاح طلسم یہ باغ منسوبات زہرہ سے ہی اور زہرہ اور زحل باہم دوست ہین اس مرکب کو یہان کسیطرح موت نہین ہی فی الجملہ کار زحل مکاری اور حیلہ سازی ہے اسنے دم چایا ہی تم اس سے کہو کہ ای مرکب تو کیا دم چاتا ہی مین خود تجکو مارے ڈالتا ہون کیونکر اسکو چمکارنا چاہیئے شہزادے نے بموجب تحریر لوح مرکب کو جو دھمکا کر چمکارا وہ جی اُٹھا اُسکو کچھ میوہ کھلایا باغ کی نہر کا پانی پلایا پھر اُسکو باندھکر آپ باغ کی سیر مین مصروف ہوا دیکھا کہ یہ گلشن نگارین ایسا سرسبز ہے کہ عطارد سپہر نے بھی یہ سبزی نہ دیکھی ہوگی ہوا وہان کی ہوا خواہ بہار تھی طرفہ گل کھلانے پر تیار تھی نئے نئے شگوفے باغبان بہار یہان لیکر آیا تھا فلک اخضر نے نیا شعبدہ بازی گری کر کے دکھایا تھا کہ سنبل کی بیل سرو پر چڑھی تھی گویا سرو قامتون اور شمشاد قدون کی زلف رسا بڑھگئی تھی کہین نرگس قریب تاک انگور لگی تھی گویا چشم معشوق ٹٹی کی آڑ سے جھانکتی تھی تاکتی تھی سوسن کی اور واہٹ منعدی کی ٹٹی سے اسطرح ظاہر تھی کہ جیسے کوئی معشوق پردہ زنگاری سے مسی ملکر منہ نکالے نوجوانان گلشن دہر کے دھوکین اُڑایا چاہتا ہے پنجۂ مرجان بر سر سنبل اسطرح چھایا تھا کہ زلف شاہد چمن سنوارتا تھا غنچے مٹھیان باندھے کھڑے تھے گویا زر گل چھپائے تھے جام لالہ احمر یاقوت نگار ایسے تھے کہ جس کی دیکھنے سے سیاحان باغ کے ساغر چشم بادۂ نزاہت و نزارت سے مملو ہوجائین آنکھون مین مستی آجائے

دل وہان کی سیر سے نہ بھرے ایسی بیخودی چھائے نظم

ہمہ سالہ روزش بہاران بدی جہانی زپیرے شدہ نوجوان	گلان چو رخ گلعذاران بدی ہمہ سبزہ و آبہاے روان

زمین بدیر از سبزہ و آب نم ملا		شد آراستہ چو باغ ارم	

شہزادہ سیر اس بہار جانفزا کی دیکھتا تھا قریب بارہ دری کے اُس باغ کی پہونچا دو بارہ دری سراسر طلسم کی تھی کیا صفت اسکی لکھی جاوے حوردن کا قصر جنان چھوڑکر اس جگہ رہنے کو جی چاہے کہ ابیات

ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکان		جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے	
ایسے ہلال آئین سپہری ہین دلپسند		ہر بار خنجکے خم پہ مہ نو نثار ہے	
گرد اُسکے جالی اور مجر ہے درفشان		جو نقش اُس مین ہی وہ جواہر نگار ہے	

پردے بادلنگار پڑے تھے خاطر بستہ کی گرہ کھولتے تھے شاہزادہ ہنوز اُسکے قدم زن نہوا تھا کہ وہ بڑھیا جو ساتھ آئی تھی غل مچانے لگی اور باغ پر پچھاڑین کھانے لگی کہ دوڑو چور اس مکان مین آیا ہی سب مال غارت کیا چاہتا ہی شاہزادے نے دیکھا کہ اُسکے شور کرتے ہی سامنے سے بارہ ہزار ساحر آلات حرب سے آراستہ مرکبون پر سوار ظاہر ہوئے اور اُنکے آگے آگے ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر تھا کہ سیاہی اُسکے چہرہ کنس کی سواد زحل کو شرماتی تھی مار سیاہ کو پیچتاب مین لاتی تھی موتہا سے مجرائی ہارین گندھے ہوئے اُسکے گلے مین پڑے چار ہاتھ اور چار پاؤن اسطرح سے کہ دو پاؤن اصلی مثل انسان کے اور دو کمر کے برابر سے پیدا ہوا کرتا بزا نو پہونچتے ہوئے ایک ہاتھ مین ترسول ایک مین مشعل آتشین لیے اور دو ہاتھون سے چوہے کی دم تھامے چوہے لٹکائے مُنہ سے چور چور کرتا آتا ہی شہزادہ نے اُسکو مع فوج آتے دیکھکر روح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ یہ جو ساحر آتا ہی زحل صورت ہی دشمن روح ہی کہ مقابلے مین زحل سے روح ہی پس یہ باغ منسوبات زہرہ سے ہی اور زہرہ و زحل باہم دوست ہین اگر یہ اندر باغ کے آجائیگا تو مارا جائیگا کیونکہ زحل کو خانہ زہرہ مین بسبب اُسکی دوستی کے عروج ہی پس لازم ہے کہ غور کر تو ساعت نظر مین چلا تھا بعد اُسکے ساعت زحل ہوئی بعد زحل کے اسوقت اگر اسوقت ساعت مشتری ہے تو باہر باغ کے جاکر تیر و کمان سے اس ساحر کا مقابلہ کر اور اگر ساعت مشتری نہو تو باہر باغ کے نکلنا اور کسیکو اپنے تئین مخفی کرنا یہ ساحر باغ مین آکر تجکو ڈھونڈھے گا پھر نکلکر جانے لگے گا اسوقت اس سے مقابلہ کرنا یہ روح کا حکم دیکھکر شاہزادے نے حساب کیا تو بقدرت خدا تعالے دو ساعت مشتری ہی تھی کس لیے کہ یہ زحل کی ساعت مین آئے تھے اور ڈھائی گھڑی باغ کی سیر مین گذر چکی تھی پس مشتری کی ساعت معلوم کرکے شاہزادے نے باہر باغ کے قدم رکھا اور تیر بہر کمان مین پیوستہ کرکے اس ساحر کو ڈانٹا کہ باش اور

تیرہ سر خیرہ و دلگار ابسنے یہ نعرہ سنکے ترکش پکڑکر حملہ کیا شہزادے نے شست دشت کمان کھینچکر برابر کی اور تاک کو اُسکے ہدف سینہ پر کینہ پر تیر لگایا کہ توڑکر پشت سے پار گذرا کہ بمقتضاے ابیات

۱۰ مالید چاچی کمان را بدست	بچرم گوزن اندر آورد شست
ستون کرد چپ را و خم کرد راست	خروش از خم چرخ چاچی بخواست
چو سوفارش آمد بپہناے گوش	ز چرم گوزن بر آمد خروش
چو پیکان بوسید سر انگشت او	گذر کرد از مہرۂ پشت او

تیر کے پڑتے ہی وہ کافر گرا اور شور و غوغا اُس لشکر مین بلند ہوا تمام لشکر تیغ و نیزہ و تیر و گرز لیکر لینا لینا کہتے چلے شہزادے نے تیغ کو نیام سے کھینچا اور اُس لشکر پر آگرا پھر تو شمشیر صاعقہ خصال مثل برق شعلہ بار ہوئی خرمن ہستی کو جلانے لگی زمین وہان کی برنگ سنگ مرجان سرخ ہوئی خون کی ندی بہی کہ نظم

سبک ایج رزم زن کان بدید	چو شیر ژیان نعرہ بر کشید
میان سپہ اندر آمد دلیر	ہمے بر خروشید ن زہ شیر
زمانے وران دشت جولان نمود	ز یار و ہنرہاے مردان نمود
ز خون خاک میدان کین گشت سیر	ز شمشیر شیران نمیرست شیر
کمند از کمین بر زجان میگرفت	ز گرمی روان را روان میگرفت
گہے سوے چپ شد گہے سوے راست	بگردید و از ہر کسے کینہ خواست
بہر سو کہ مرکب بر انگیختے	چو برگ خزان سر فرو ریختے
فرو رفت و بر رفت روز بزرد	ہما ہے نم خون و بر ماہ گرد

شام تک اسیطرح سے شمشیر زنی رہی یہان تک کہ تیغ شعلہ فام آفتاب سپر زنگاری سپہر سے اُٹھا کر نیام مغرب مین ترک روز نے رکھی اور ہندوے شب کی مع فوج انجم آدھمکی کہ نظم

شب عنبرین ہندوے نام او ے	شفق در وے آشام از جام او ے
مہ نو ز راہ سر انگذ ے	بگوش اندرون حلقۂ بند ے

شاہزادی نے شام ہوتے ہی لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ساعت مشتری مین تو باغ سے نکلا تھا اب مریخ کی ساعت گذری کہ کار مریخ جنگ و جدل ہی ساعت شمس آگئی ہے اسوقت تو اس فوج سے نکل جا کہ بارہ ساعت

دن کی پوری ہوگئین یعنے دوشنبہ کا دن اول ساعت قمر سے دن آغاز ہوا تھا تیس گھڑی تک شمس پر دور پورا ہوگیا اب یہ نجکو فوج نہ دیکھے گی جاکر باغ مین آرام کر اس رات کا خاتمہ ساعت مریخ پر ہوگا یعنے صبح منگل کا دن اول ساعت مریخ ہوگی اور یہ لڑائی ساعت مریخ مین آغاز ہوئی اسیکی ساعت پر ختم بھی ہوگی رات بھر یہ فوج باہم لڑے گی شہزادہ حسب ہدایت لوح اس فوج سے لڑتا ہوا باہر نکلا اور نگاہ لشکر سے غائب ہوگیا کسی نے اسکو نہ دیکھا یہ داخل باغ ہوا اور رات کو عبادت خالق مین بسر کرتا رہا ازبسکہ وہ باغ منسوبات زہرہ سے تھا اس باعث سے اسکو خیال ملکہ بران بہت آتا تھا عشق سینے مین جوش مارتا تھا باغ منسوب گل اس گلبدن کی یاد دلاتے تھے غنچہ ہنسکر یاد دہن مین دلاتے تھے جب بیقراری زیادہ ستاتی تو یہ غزل لب پر لاتا تھا کہ **غزل**

نالہ تا چرخ نہ پہونچا دلِ سودائی کا — نام صحبت سے نہ بڑھا صعف مین رسوائی کا
قیس سنڈھنگ اڑایا دلِ سودائی کا — چور بھانپا نہ کسی نے ہرے رسوائی کا
آبنہ ٹوٹ گیا کس کی خود آرائی کا — پڑ گیا لوٹ مین نظارہ تماشائی کا
بیکسی آپ سے باہر نہین جانے دیتی — مجھ سے آباد ہی عالم مری تنہائی کا
نکلی جاتی ہی مری پاؤن کے نیچے سے زمین — پر قدم ہل نہین سکتا شبِ تنہائی کا
ہم مسیحا کے جلانے سے کہین جیتے ہین — دین کسی اور کو دھوکا تری گویائی کا
در و سر کھونے کو آئی تھے ترے در پر ہم — سیکھے اور نیا روگ جبین سائی کا
لوٹ لی شوق سے اے صدمہ فرقت مجکو — پاسبان کوئی نہین ہی شبِ تنہائی کا
رحوب بھی بھاگتی پھرتی ہی سیہ روزان سے — ڈر ہی پڑ جائے نہ سایہ کسی سودائی کا

رات بجز اسی جوش و خروش مین بسر کی جسوقت کہ صبح کنارے روز گنبد مغرب سے طلسم سپہر مین آیا اور لوح سیمین پر قبضہ کرکے طلسم ظلمت شب کو فتح فرمایا کہ **نظم**

دم روز پون چشمۂ آفتاب — بجنبید و بیدار شد سر ز خواب
تو گفتی کہ برگ بید لاجورد — بگسترد خورشید یاقوت زرد

صبح کو جدا ہوا ہے شہزادہ گردن کش و سرفراز باغ سے باہر آمد ہوا گویا آفتاب برج سنبلہ سے نکلا دیکھا کہ وہ فوج اسطرح لڑکر سب کٹ گئی ہی کوئی نہ چار سوار باقی ہین اسوقت بغچہ کھینچکر شہزادی سے ملا

آخر حملہ کیا وہ تاب حرب شہزادہ نہ لاسکے رو بفرار ہوئی جب کوئی حریف باقی نہ رہا شہزادے نے دیکھا کہ وہ بڑھیا اور وہ گھوڑا بنا ہوا ابلق حامی غائب ہوگئے اسوقت لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ بعد ساعت مریخ ساعت شمس ہوگی پس اس ساعت بھر باغ مین توقف کر جب یہ ساعت تمام ہوگی تو ساعت زہرہ آغاز ہوگی پس اس ساعت مین زیر شجر بیٹھکر یہ اسمار جو حاشیہ لوح پر لکھے ہین برای تسخیر مواکیل زہرہ مین پڑھنا کہ موکل اسکے تسخیر ہوکر پوشاک طلسمی لائین اور اسلحہ طلسمی حاضر کرین کیونکہ آگے تجھ سے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہوگا اور وہ بغیر اسلحہ طلسم قتل نہوگی یہ مضمون معلوم کرکے شاہزادہ اندر باغ کے آیا اور ساعت شمس تک اس بوستان روح پرور کی سیر دیکھا کیا جب ساعت زہرہ آغاز ہوئی وضو کرکے چبوترہ مین نیچے ایک درخت سایہ دار کے بیٹھکر عمل زہرہ کا آغاز کیا اب کچھ دیر شاہزادے کو مصروف عمل خوانی یہ کمترین مترجم رکھتا ہے اور حال لشکر ظفر پیکر صاحبقران عالیجاہ اور لقاء گمراہ کا لکھتا ہے مؤلفہ

کدھر ہے نوای سامنی تند خو	لگا پھر مرے منھ سے لاکر سبو
کمانتک مصلے پہ بیٹھا رہون	کمانتک مین واعظ کی باتین سنون
ہے نرد امنی بہتر اس بات سے	کہ رندون کنہ کے مکافات سے
ازان آب رنگین بنرد یک من	بہ از آنکہ تفزین کند پیر زن
کرامت دکھادے مجھے جام کی	حمیت مجھے آئے اسلام کی
دہ باده پلا دے مجھے تیز دست	کہ ہووے ز تیغ زبان تیزی کند
رہے باده پر میری طبع روان	رہے تیز تیغ قلم کی زبان
اٹھنے کو ہے فوج کی پھر گھٹا	کھلین گے مرے زخم بے انتہا
مجھے بھی پلا باده لاله رنگ	دکھاؤن بہار گلستان جنگ
کہون اے سخن گوے بسیار مغز	کیے داستانے بیار اے نغز

پرچم کشایان سابت خامہ تحریر لغزت قرین دعملداران لشکر فیروزی اثر مضامین شقہ نواے داستان کو معرکہ بیان مین باہزار صباے تحریر اسطرح اڑاتے ہین اور صفوف کارزار افسانہ طرازی میدان قصہ نگاری مین یون آراستہ فرماتے ہین کہ جب آفت شمشیر زن ماری گئی اور نازک چشم نے اسکی موت سے وعدہ کیا کہ مین اہل اسلام سے عوض اسکا لونگی چنانچہ ایکدن یہ دربار مین بیٹھی تھی

کہ بختیارک نے اُسکو ترغیب جنگ دلائی کہا کہ ای ملکہ تمھاری آنسے سوفار کا لڑنا بھی موقوف رہا اور طلسم سے بھی کوئی اور ساحر افراسیاب نے بھیجا نازک چشم سنے خفا ہوکر کہا کہ بلکہ کیا مین منع کرتی ہون آپ جسکو جی چاہے لڑوا سکیے اور طلسم سے بلوا سکیے بلکہ مین جاتی ہون نہ یہان رہونگی یہ کہکر غلام نازی کردگی نقابہ کلام سنکر بولا کہ ای بندے قدرت تجکو آزردہ نہونا چاہیے شیطان تجھ سے ہنسا ہی ہے یہ عذر خداوند کا سنکر سجدہ کیا اور شام تک مصروف تیاری رہی جب طاق مینا فام آسمان سے شیشہ آفتابی آفتاب میکدہ مغرب مین رکھا گیا اور اور ساغر سیمین ماہتاب انجمن انجم مین دور پذیر ہوا نظم

چو خورشید سر سوے خاور نہاد		شب از تیرگی تاج بر سر نہاد	
خروش تبیرہ ز میدان بخواست		ہمے خاک با آسمان گشت راست	
از آواز صبح دوم کرنا سے		تو گفتی بجنبید میدان ز جاے	

یعنے حکم سے نازک چشم کے طبل جنگ بجا سمع ہمایون بادشاہ اسلام مین صدا اسکی آئی اور ہلکارون نے بھی خبر عرض کی اسطرف بھی نقارہ اسکندر پر چوٹ پڑی رات بھر تیاری آلات حرب بہادرون مین رہی اسطرح سحر جگاتے رہے پونین بلاتے رہے لڑنے والون نے اُس شب کو اسقدر صاف کیا کہ چمکتے تلوارون کے ہر طرف سفید سحر کا گمان ہوتا تھا آئینہ آفتاب عکس افگن نظر آتا تھا زنگی شب تیرہ فام بھاگا چاہتا تھا شمشیر زن تیغ حوصلہ جنگ پر سر مینے کے ارمان کی باڑھ رکھتے تھے خنجر گذار نیام سے نکالکر بنا رہے تھے کہ اسیطرح ارمان بھی نیام دل سے بشجاعت کے نکلینگے غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جسدم کوس رحیل عسکر شب کی صدا آئی یعنے سحر کی نوبت بجی اور سواری سلطان خاور کی بصد تجمل میدان فلک مین آئی کہ ابیات

چو روز رخشان بر آورد چاک		بگسترد یاقوت بر تیرہ خاک	
چو آن جامۂ شعر بگذاشت شب		سپیدہ بخندید و بگشاد لب	

امیر مسجد کر پاس سے در دولت پر آئے بادشاہ عالیجاہ بھی برآمد ہوئے ہر ایک کا مجرا ہوا سواری شاہانہ صفت نشان کی سوے دشت کارزار پاسپاہ چلی گرد راہ سے روے روشن سیاہ تھا سر گرد تا پاہ تھا نظم

ز گرد و ز گرز و ز تیغ و ز گرد		سیہ شد زمین آسمان لاجورد	
بیامد نشست از بر پیل شاہ		نہادہ بسر بر ز گوہر کلاہ	

یکے تاج بر سر ز زر و گہر	بجنگ اندرون گرزہ گاؤ سر
رخوش آب و زر و زبرجد کمر	ببازو دو پارہ ز یاقوت و زر
یکے مہرہ در جام در دست شاہ	بگیوان رسیدہ خروش سپاہ
تو گفتی بدام اندرست آفتاب	دگر گشت خشم سپہر اندر آب
ز دریا تو گوئے کہ برخاست موج	سپاہ اندر آمد سپہ فوج فوج
ہزاران پس پشت او سرفراز	خنان دار با نیزہ ہائے دراز
تو گفتی کہ گیتی ہمہ زیر اوست	سر سروران زیر شمشیر اوست

اسی کرّ و فر سے میدان نبرد مین پہونچا ٹھہرے کہ آسمان پر لکہ ہائے ابر پیدا ہوئی اور بجلیان چمکی نظر آئین کالی کالی بیرقین اُڑتی دکھائی دین سواریان ساحرون کی میدان مین آئین ہاتھی پر لقا سوار ہمراہ کئی لاکھ ساحر نابکار ظاہر ہوا اور جنگاہ مین پہونچکر حکم صف کشی دیا ساحرون نے صف کھینچی نازک چشم بھی آگے تخت بڑھاکے کھڑی ہوئی اسطرف بھی میمنہ میسرہ وغیرہ درست ہوا قلب لشکر مین تخت شاہی بٹھہرا امیر لعبد سپہ سالاری چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوئے علم اژدہا پیکر کے چھنبس سشقہ ابوالمعدن گرد نے سر پر کھولدیے اکنین سے صدائے یا صاحبقران آنے لگی میدان مین خوشبوے مشک وغیرہ پھیلی نقیب بولنے لگے کرکٹ لڑاکر بڑھے کہ نازک چشم تخت سے اُترکر سامنے لقا کے گئی اور سجدہ کرکے اجازت خواہ حرب ہوئی اُس گبر نے کہا اپنے اپنے بد قدرت کے سپرد کیا جا اور کام حریف کا تمام کر یہ سنکر اسنے رُخ سمت میدان کیا اور جا مصاف پر پہونچکر سحر تیرگیان دکھانے لگی پھر شور مبارکطلبی بلند کیا اسطرف سے علمشاہ نوجوان نے استر مالا کہ دو فرنگی کو دست چپ کیطرف سے لشکر کے نکالا کل دست چپ کے طرف کی فوج پیادہ ہوگئی اور علم لشکر جلوہ پذیر ہوئے شہزادہ والاجاہ قریب تخت شاہ آکر دستبستہ اجازت حرب کے خواہان ہوئے بادشاہ نے خلعت دیا اور سپرد خدا کیا شہزادہ مرکب پر دوبارہ بیٹھکر روانہ ہوا اور بسرعت تمام تر مقابل نازک چشم پہونچا اُسنے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اور کہا کہ اے شہزادے مجھسے کیا مقابلہ کرتے ہو اپنے خدا کو سچا نو اور جاؤ اُسکی خدمت مین حمزہ کے بہکانے مین نہ آؤ یہ سنتا تھا کہ شہزادے کی عقل بزد سحر زائل ہوچکی تھی مرکب اُڑاکر سمت لقا راہی ہوئے اور اُسکے ہاتھی پاس جاکر ٹھہرے نازک چشم نے پھر نہیب دی اسطرف سے جمہور

پسر خواندہ امیر نے بادشاہ سے اجازت لیکر باگ اٹھائی جب روبرو اُس قحبہ کے پہونچا اُسنے سحر پڑھکر دستک
دی اور اُنسے بھی وہی کہا جو علمشاد سے کہا تھا یہ بھی اُسیطرف چلے گئے ادھر پھر یہ للکاری کہ اور جسکو
دعوے ہو وہ آئے اُسطرف سے سرداروں نے جانا شروع کیا اور مجبور ہوکر اطاعت لقا کرنا اختیار کیا غرضکہ
اکیسو بیس سردار یونہی جاکر مسجور ہوئے اُسوقت امیر نے چاہا کہ مین مقابلے کو جاؤن مگر بختیارک سمجھ گیا
کہ میدان فرق ہوا ہے حمزہ آیا چاہتا ہی اُسنے فوراً حکم دیا کہ طبل امان بجے کیونکہ آج دن تھوڑا ہے
خداوند فرماتے ہین اب مقابلہ کل ہوگا بموجب اسکے حکم دینے کے طبل آسایش پر چوب پڑی لشکر میدان
سے پھرے بادشاہ رنجیدہ خاطر بارگاہ گئے سرداران لشکر مدت سے قید ہوتے چلے آتے ہین اس
سبب سے اب بہت کم باقی رہگئے ہین کیونکہ محنت و اخگر و سوفار وغیرہ ایک کی لڑائیون مین
قید ہونا بیان ہوچکا ہے ابتک رہائی نہین ہوئی چنانچہ آج بھی ایک سو بیس سردار پر
آفت آئی یعنے لقا جو پھر کر بارگاہ مین نازک چشم نے اُن سردارون کو زندان مین بھیجدیا
اسلیے کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے وہ ایسا نہوا پنے سے اگر سحر اُتار دے غرضکہ تمام ساحر بعشرت تمام مٹھی ملنے
خداوند کے تاج ہوا کیا جب رات زیادہ گئی دربار برخاست کرکے لقا آرام کرنے گیا نازک چشم
بھی اپنے حجرے مین آئی اور سحر پڑھا کہ جو کوئی آئے مجکو خبر ہو جائے پیر سحر کے نگہبانی کرنے لگے ادھر تو
یہ انتظام ہوا اُسطرف لشکر اسلام مین عیارون نے جب بادشاہ کو رنجیدہ دیکھا چاہا کہ جاکر اس ساحرہ کو
ماریں اور سردارون کو چھڑا لاوین غرضکہ **چالاک و ابو الفتح و سرہنگ و بزک خطائی**
چار عیار چلے اور راہ سے چارون الگ الگ ہو گئے اتفاقاً ابو الفتح کو راہ مین ایک خدمتگار
ملا کہ اُسکی نوکری دوپہر رات گئے کی تھی چنانچہ اسیوقت اپنی جگہ سے سمت بارگاہ ملکہ نازک چشم
نوکری بدلوانے جاتا تھا اُسنے اُسکو پکارا کہ کون جاتا ہی خدمتگار نے نام بتایا ابو الفتح اُسکے قریب
آیا اور کہا بھائی وہان نہ جاؤ ملکہ نے سب کے آنے کی ممانعت کی ہی خدمتگار نے دیکھا کہ ایک ساحر معزز
مجھ سے خبر کہتا ہی شاید ایسا ہی ہو متسفر ہوا کہ بھائی ممانعت کی کیا وجہ ہے اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آؤ
مین تمھین تماشا دکھاؤن وہ حیران ہوکر اُسکے ساتھ چلا ایسے مقام پر اُسکو لایا کہ طلایہ لشکر کا اُدھر
نہ آئے غرضکہ وہان اُسکو جیب مار کر بیہوش کیا اور اُسکی ایسی صورت بنکر کپڑے اُسکے پہنکر اور
اُسکو کسی غار مین ڈالکر آپ دربارگاہ پر آیا اور لمحہ بھر ٹھہر کر اندر گیا جیسے ہی اُسنے اندر

قدم رکھا نازک چشم کو پیر نے خبر دی کہ یہ ابھی جو خدمتگار آیا ہی یہ عیار ہی یہ پلنگڑی پر سے خبر سنکر اٹھی اور ابوالفتح سے آنکھ ملا کر کہا کہ ارے آفتابہ اٹھا لے مین چوکی پر جاؤنگی اسنے آفتابہ اٹھایا وہ اٹھکر اسکے پاس آئی اور ہاتھ پکڑ کر بولی کہ تو پہر سے پر سے کہان گیا تھا سامنے کیون نہ حاضر رہا اسنے کہا حضور میرے پیٹ مین درد تھا بہ سے رفع استباہ گیا تھا یہ سنکر وہ ہنسی اور چپکے سے کہا کیون اپنی جان دینے آیا ہی جا چلا جا اب نہ آنا مین ابکی چھوڑے دیتی ہون پھر آئیگا تو مار ڈالون گی ابوالفتح یہ سنکر بھاگا اور باہر بارگاہ کے پہونچکر بعض عیاری صحرا مین آیا وہان چالاک ملا اس سے سب حال کہا کہ بھائی اس طرح اس قحبہ نے مجکو پہچان لیا چالاک نے کہا برادر تم قسمت آزمائی کر آئے اب ہم جاتے ہین یہ کہکر جسطرح کی صورت ابوالفتح بنا تھا ویسے ہی صورت اپنی بنائی اور بارگاہ ساحرہ کی جانب چلا یہان بسبب اسکے کہ سحر کا بندوبست ہی اسوجہ سے پہرا چوکی نہین ہے طلا یہ پھرتا ہی مگر روک ٹوک نہین ہی یہ سیدھا بارگاہ مین چلا گیا پیر نے پھر خبر دی کہ عیار آیا نازک چشم نے دیکھا تو وہی عیار یہ ہے جو پہلے آیا تھا مستغرق ہوئی کہ اب کیون تو وہ بادو بڑکر پانون پر گرا کہ ای ملکہ راہ مین مجکو خیال آیا کہ ایسے بامروت بھی کم دیکھے ہین اور تمنا ایسے بہادر نظر سے گذرے کہ دشمن کو فید کرکے پھر چھوڑ دین لہذا مین تو یہ جوانمردی تجھ شیر زن کی دیکھکر عاشق ہوگیا اب لشکر اسلام نہ جاؤنگا تیرے ہی اطاعت مین رہون گا خداوند سے خطا میری معاف کرا دیجیو گا اور اپنے پاس مجکو رکھیے گا نازک چشم اپنی تعریف سنکر خوش ہوئی اور کہا تم بیٹھے بہت اچھے آدمی ہو تمھارا بڑا مرتبہ کیا جائیگا یہ عنایت دیکھکر چالاک سلام کرکے بیٹھ گیا جب نازک چشم مطمئن ہوکر لیٹ رہی اسنے بیٹھے بیٹھے پروانہ ہی بے ہوشی کی پڑھنا شروع کیے کہ روے ہفتون کی جوان بے ہوشی کا بلند ہوا اور نازک چشم کی بھی ناک مین گیا اسنے اسکی طرف پھر کے دیکھا اور پھر پڑھا کہ ہاتھ پانون اسکے بیحس و حرکت ہوگئے مگر ساتھ چھینک اسکو بھی آئی اور بیہوشی ہوگئی چالاک مجبور بیٹھا رہا کیا کرے کہ دست و پا قابو مین نہ تھے اسوقت نازک پشت خیمہ پر یعنی عیاری پہونچ چکا تھا سراپچہ چاک کرکے اندر بارگاہ کے آیا چالاک نے کہا ای بہادر بروقت تم آئے مین بیہوشی کر چکا ہون تم قتل کر ڈالو نازک خنجر کھینچکر چلا کہ اسکے دو ٹکڑے کرے مگر اسکے بیر تو نگہبانی کر رہے ہین ایک بیر نے پنجہ بنکر خنجر پکڑ لیا اور دوسرے نے اسکو بھی پکڑکر پہلوے چالاک مین بٹھایا اسنے کہا بھائی ہم بھی پھنسے اب کیا کرین اس اثنا مین

سرہنگ بھی سیاہ پوش بنا ہوا آفتاب پچھاڑ کر اندر آیا چاہتا تھا کہ چالاک سے پوچھے کہ پائون اسکے بھی زمین مین جم گئے اسنے بھی کہا کہ ای برادر ہم بھی اسیر ہوئے اس عرصے مین غل مچانے لگے کہ دوڑ ملکہ کو چورون نے گھیرا ہے ساحر جو دور دور ملکہ کے حکم سے اترے ہوئے تھے وہ دوڑ آئے اور سینہ ملکہ کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اسکی جب آنکھ کھلی تین عیار گرفتار دیکھے ہنسی اور کہا کہ کیون مُوے اب بتاؤ کہ تمھارا کیا حال کیا جاے خیر جب مین تمھارے سرداسون کو مارونگی اُسوقت تمکو بھی قتل کرونگی یہ کہکر حکم دیا کہ زندان مین انکو لیجاؤ ساحرانکو بھی قید خانے مین لیگئے اور جہان سردار قید ہین وہین اسیر کیا غرضکہ جب رات گذر گئی اور سپیدہ سحر نے باختر سے پھیلنا شروع کیا کہ بیت چو گذشت نیمے ز گردون سپہر درخشندہ خورشید نمود چہر بیحکو لقا تخت نکہت پر بارگاہ مین بیٹھا تمام لقا پرستون اور ساحرون اور کاہنون سے باحکم رہوا نازک چشم بھی حاضر ہوئی سجدہ کرکے دنگل پر بیٹھی عیارون کا شب کو گرفتار ہونا کہا بختیارک ساحر ماجرا سنکر گویا ہوا کہ ای ملکہ تم بڑی صاحب نصیب ہو جو عیار گرفتار ہوئے اب انکو زندہ نہ رکھو اسنے کہا ملکہ آج طبل جنگ بجوا کر حمزہ اور بادشاہ کو کل پکڑلاؤن تو پھر سب کو راہ عدم دکھاؤن بختیارک نے کہا حمزہ کا جبتک مقابلہ نہین ہوا اُسوقت تک خیر ہے اوسکے سامنا ہوا اور تم نہین اُسنے کہا مین آج اسکی بھی تدبیر کرتی ہون یہ کہکر اور تا دیر ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آئی ایک جگہ لیپ کر سحر کرنے بیٹھی اگیارہ کی جوت کھڑی کرکے منتر پڑھنے لگی ملازمون کو خوف عیاران سے باہر نکالدیا تھا یہ تو اس کام مین مصروف ہی اور بارگاہ لقا مین جشن ہو رہا ہی ناچ اور شراب کا جلسہ ہے ہر شخص فرط عشرت سے مست و لایعقل بنا ہے لشکر اسلام مین بادشاہ سریر جہانبانی پر متمکن ہین اور باقیماندہ سردار حاضر دربار ہو کر گرد شاہ منقلگن ہین امیر بھی مسجد سے آکر دنگل آصفی پر جلوہ گستر ہوئے ہین کہ ابوالفتح نے آکر تمام حال رات بھر کا عرض کیا بادشاہ نے اسیری عیاران پر افسوس فرمایا پھر منظر فیضل کریم کا رسیدہ کرکے چپ ہو رہے جب دن زیادہ آیا تو اب ناظر نے آکر عرض کی کہ حضور کے دوست شاد و دشمن پامال رہین ملکہ گردیہ بانو مادر شہزادہ بدیع الزمان نے عرض کیا ہی کہ بسبب مفارقت فرزند کے میرا حال نہایت پریشان ہے چنانچہ حضور آج یہین خاصہ نوش فرمائین اور میرے حال زار کو بھی دیکھین تو کیفیت طلسم کی مجھ سے بیان کرین تاکہ دل کو تسکین ہو زیادہ اقبال دولت کی ترقی رہے یہ حال خواجہ سرا سے سنکر امیر اُٹھے اور بارگاہ سے نکلکر شبستان گردیہ بانو

کیطرف چلے جب درگاہ پر پہونچے ملکہ نے خبر سنکر استقبال کیا اور دروازہ پر آکر ہاتھ پکڑکر باتین کرتی لیچلی اور مسند زر پر لاکر بٹھایا کنیزین طلب ہوئین سامنے گانے لگین جلسۂ ماہرویان سے شبستان مثل گلستان پر از رنگ و بو نگارخانہ چین کو اُسکے دیکھنے کی آرزو تھی نظم

گرفت آنزمان دست شوہر بدست	برفتند ہر دو بکردار مست
سوئے خانۂ زر نگار آمدند	بدان مجلس شاہوار آمدند
بہشتے بدآراستہ پر ز نور	پرستندہ بر پلے در پیش حور
ابا یارہ و طوق با گوشوار	ز دیبا و گوہر چو باغ و بہار
عقیق و زبرجد فرو ریختند	مے مشک و عنبر برآمیختند
بپارے چینی بیاراستند	طبقہاے زرین بپیراستند

ملکہ نے بعد کھانا کھانے کے حال طلسم پوچھا امیر نے ملکہ کی تسکین فرمائی اور کہا لڑائی طلسم مین ہو رہی ہے عمر مدبر کو سونپا ہی کہ اور کسی طلسم مین گیا ہی تم گھبراؤ نہین بیٹیا تمھارا مع الخیر آیا چاہتا ہی یہ فرماکر ہمراہ ملکہ دروازہ تک شبستان کے آئے پھر ملکہ کو رخصت کرکے آپ جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے وہان ملکہ نازک چشم کا سحر پورا ہو چکا تھا امیر بارگاہ سلیمانی تک نہ پہونچنے تھے کہ سحر نے تاثیر کی کلیجے مین شدت درد کی ہوئی اسیگہ جگر تھام کر بیٹھ گئے یسا دل چوبدار خدمتگار وغیرہ جو ساتھ تھے اُنھون نے غلغلہ کیا پہلوان عادی درگہ سنا لار بارگاہ دربانان بارگاہ پر بیٹھا اسنے جاکر بادشاہ سے عرض کیا شاہ اور تمام سردار دوڑے آئے ہوا دار پر ڈالکر سمت بارگاہ سلیمانی لیچلے امیر کے چہرے کی رنگ نہایت تغیر ہے یقین ہے کہ زہر قاتل سے پرواز کر جائے اور بیہوش ہین سردار بارگاہ سلیمانی مین اسلیے نہ لائے کہ وہان دربار عام ہے ہر وقت افسران فوج کی آمد و رفت ہی از دہام ہی امیر کو زیادہ بے چینی ہوگی پس بارگاہ حشمتی متصل بارگاہ سلیمانی تھی اُسمین لاکر پلنگ ڈی پر لٹا دیا اور خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کو بلوایا خواجہ زادون نے آکر بادشاہ کو نذر دی پھر تختی پر فرد کھینچا اور بہ نیت صحت امیر زائچہ کھینچا جب سوا شکین رمل کی سولہ گھر مین رمل سے بھر چکے تو فاتحہ بیماری اور صحت پر نظر کرکے غور کرنے لگے بعد سعادت و نحوست اشکال و ربانت کرنے کے سر اُٹھایا اور کہا کہ اُنپر سحر کیا ہے اور سحر نے ابتک پر اثر کیا ہی یہ تو مالک اسم اعظم ہی مین اور اگر مالک اسم اعظم نہوتے تو ہلاک ہو جاتے کچھ دن علیل رہکر اچھے

ہوجائینگے ان کو بارگاہ سلیمانی مین لیجائیے وہان سحر اُتر جائیگا اور طرح سے اچھے رہینگے مگر ایک غفلت مزاج پر ایسی طاری ہوگی کہ جسکے باعث سے اعظم نہ پڑھ سکینگے یہ بیان خواجہ زادون کا سنکر سنیے جانا کہ اسم اعظم بھلانے کے لیے نازک چشم نے سحر کیا ہی غرضکہ خواجہ زادون کو خلعت دیکر رخصت کیا اور امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لائے دعائین اور آئتین صحیفہ ابراہیمی کی پڑھکر دم کین کہ درد جگر موقوف ہوا اور امیر نے آنکھ کھولی بعد کچھ دیر کے اچھے ہوگئے مگر طبیعت کی وہ کیفیت ہی کہ جیسے کوئی کچھ بھولجاتا ہی چہرہ پر اداسی ہے چپ بیٹھے ہین اگر کوئی کہتا ہی کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے تو اسکو کچھ جواب نہین دیتے یہان یہ کیفیت ہی اور اُدھر نازک چشم سحر کرچکی اور اسکو بھی حالت امیر کی کیفیت پر سحر کے بتلا چکے اُسوقت اُسنے کچھ نقش سامری کے لکھے اور اُنکو شیشے مین بند کرکے اپنے جوڑے مین وہ شیشہ رکھ لیا اور اُس سحر کی یہی لاگ رکھی کہ جبتک اس شیشے مین سے یہ نقش نکالکر جانچ نہ کیے جائین اسوقت تک امیر کی ویسی ہی حالت رہے جیسی اب ہی غرضکہ جب یہ درستی ہوچکی دوپہر کو آرام پذیر ہوئی اور سہ پہر کے دربار مین بارگاہ لقا مین آئی مجلسداری کیا کی جب شام تیرہ فام کے بال پکڑ نازک روزگار نے میرا پردہ ظلمت سے باہر نکالا اور لب ماہ نے دندان انجم سے خون کا نسہ خوردہ نوش کیا کہ بمضمون نظم

همہ روز آن سازگردش تمام درآمد دم نالۂ کرنا ے		چو پرداختہ شد بہنگام شام برفتند پیلان جنگی زجا ے	

نازک چشم نے نفیر سحر بجائی ساحرون مین تیاری جنگ شروع ہوئی ہلکارون نے بادشاہ اسلام کو بعد دعا وثنا کے ارادہ کفار سے مطلع کیا اسطرف نقارہ حرب بجا بہادرون مین صدائے طبل دہنی آواز کوس رحیل سنائی دی ہر طرف سے انتشار و پریشانی پھیلی کہ دیکھیے کل انقلاب فلک کیا صورت دکھاتا ہی کسکو تخت سلطنت دیتا ہی اور کسکو تخت تابوت پر سلاتا ہی کسیلیے کہ مالک اسم اعظم آپ مین نہین ہین اور سردار بستہ سے قید مین ساحرون سے سامنا ہی منچلے کہتے تھے کہ کل ہی لڑائی کا تھمتا ہی دشت تیرہ خاک کو خون سے رنگین کردینگے پیکر مردگان سے صفحہ زمین کو نگارخانہ چین کردینگے نام عدو کا نشان مٹا دینگے نقشہ فتح و ظفر جما دینگے ہر طرف سے دلاوران سپاہ جمع ہونے لگے دل بادل امڈنے لگے ہیں دریاے لشکر سے وہ ابر سیاہ جوش مار کر اُٹھا جو تیر و شمشیر برسائے گا زمین کو دریاے خون بنائیگا اسطرف ساحر اور لقا پرست خوشی کرتے تھے اور ہتیار تن پر سجتے تھے کوئی ساحر توے کی سیاہی منھ پر ملتا تھا لاگ اُسکی

رکھتا تھا کہ جب وہ شخص منہ کالا کرکے دن کی رات ہوجاے سیاہی لشکر حریف پر چھا جاے کوئی ساحر بجلی کی دم کاٹ کر اور اُسکے سامنے برہنہ ہوکر ناچتا تھا جبتک وہ تڑپتی نہ تھی آپ بھی اوندھا سیدھا ہوتا حرکات بیہودہ کرتا اسلیے کہ جب اس دم کی بتی بناکر چراغ روشن کرون حریف بھی وہی حرکات کرے جو مینے اُسکے سامنے کیے ہین غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جسدم مثل خاطر پُر ارمانان جنگ روے روزگار روشن ہوا اور حوصلہ بہادران کی طرح آفتاب دل کوہ خاور سے نکلا کہ ابیات

چو بنمود خورشید رخشان کلاہ	چو سیمین سپر گشت رخسار ماہ
بترسید ماہ از پے گفتگوے	بنم اندر آمد بپوشید روے

دم سحر باقی سردار در دولت شاہ جمجاہ پر حاضر ہوے امیر بنا بر عادت قدیمہ کے مسجد کر پاس مین تھی غوغاے لشکر سُنکر برآمد ہوے اشقر حاضر تھا سوار ہوکر بلوخانہ بادشاہ مین آئے شاہ نصف نشان اس خیال سے کہ امیر بدحواس مین سویرے برآمد ہوے اور تخت شاہی پر تاج رکھکر آلات حرب سے آراستہ ہوکر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے سردارون نے مجرا کیا امیر نے بھی انکو سلام کرتے دیکھکر ہاتھ اُٹھایا پھر مرکب شاہ کے برابر اپنا گھوڑا اکر لیا سردارون نے ان دونون کو قلب لشکر مین لیکر قدم سمت میدان بڑھایا نقارے بجنے لگے غلہ ارون نے پچھر پرے علمون کے کھولدیے پھر تو اس کرّ و فر سے لشکر چلا کہ ترک فلک بھی جسکو دیکھکر حیرت مین آگیا کہ ابیات

ہمیرفت آن بشہ لبان دو صف	بیکے تیغ ہندی ز سر تا بپاے
بیامد سوے میمنہ سی ہزار	سواران گردن کش و نیزہ دار
سوے میسرہ سے ہزار دگر	کمان بر گرفتند و پیچیدہ سپر
پس پشت و دست چپ و دست راست	ہمیرفت با او ازان سو کہ خواست
بدین ساز و چندین سوار و سپر	سرافراز ہر یک بکردار شیر
برفتند و برخاست آواے کوس	ہوا تیرہ گون شد زمین آبنوس

جب جلسے لشکر پر پہونچے دیکھا کہ تقابل فوج ساحران اور مبارزان بڑے شان و شوکت سے داخل دشت ہوا روسے ہوا فوج ساحران سے سیاہ ہوگیا نازک چشم نے آکر صورت ارائی کرائی

اور فوج ساحران مثل دریائے جوانی بعد ترتیب لشکر نقیب پکاری ترغیب جنگ بہادرون کو دیکھکر للکارے کہ خبردار ہمت نہ ہارنا مرجانا مگر شجاعت مین فرق نہ آئے سرکھو کر عدو کو مارنا جب یہ نقیب ہے ٹازک چشم طاؤس سحر پر سوار ہوکر خداوند کو سجدہ کرکے وسط میدان مین آئی اور مبارز خواہ ہوئی ادھر بہادرون مین سے کوئی نہ نکلا تھا کہ امیر کے دل مین اسی عالم بدحواسی مین یہ ترنگ آئی کہ خود بمقابلہ اس ساحرہ کے چلنا چاہیے پس اشقر کو جہیز کرکے روانہ ہوئے تمام سردار دوڑے اور عرض کیا کہ آپ کہان جاتے ہین ہم جان نثار کس دن کے لیے ہین امیر نے سردارون کو جنگاہ غضب دیکھا اور ادھر بادشاہ نے بھی سردارون سے کہلا کہ آئین لشکر اسلام کے خلاف ہے کہ کوئی بہادر قصد جنگاہ کرے اور اسکو اجازت نہ ملے اب انکو نہ روکو انکے لیے دعاے فتح و ظفر درگاہ خدا سے طلب کرو سردار تمام رکے اور بادشاہ عالیجاہ تاج ہاتھون مین لیکر بخشوع و خضوع رخ جانب کعبہ اکرام کرکے خداے قادر و توانا کی درگاہ مین دعا کرنے لگے اور سردار آپس مین کہتے تھے کہ نظم

تو ہے معبود یکتا دو جہان کا	تو ہی خالق زمین و آسمان کا
تو ہی ہے حاکم ارواح و اجسام	تو ہی ہے باعث آغاز و انجام
جو تیرے فیض سے ہر شے ہے موجود	ترے ہی حکم مین ہے بود و نابود
امیر لشکر اسلام یارب ہوا	بچے اس ساحرہ کے سحر سے اب

دعا انکے بدرجہ استجابت پہونچی یکایک فلک پر ایک بجلی چمکی اور تاریکی دونون لشکرون مین ہوگئی سب کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی پشت اشقر پر امیر کو نپایا اور وہ سیاہی بھی منقطع ہوگئی اہل اسلام حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا اگذرا پھر خیال مین آیا کہ ٹازک چشم نے سحر سے گرفتار کرلیا ہے مگر ٹازک چشم نے پکار کر کہا کہ ای مسلمانان تمنے بھی ساحرہ وغیرہ کمبگاہ مین رکھے ہین کہ وقت بدپردہ تمکو بچا لیجایا کرتے ہین خیر امیر میرے ہاتھ سے کہان چھپکر جائینگے مسلمانون نے یہ سنکر لعن و طعن کی کہ اور تجھ کار اسلامیان دغاشعاری نہین ہے یہ کام تمھین جادوگرون اور شیطان پرستون کا ہے کہ مکاری کرتے ہو ٹازک چشم کو یہ کہکر سنکر غصہ آیا اور ایک نامی نیزہ پڑھکر سمت آسمان اچھالا وہ بردے ہوا جاکر شق ہوا اور اسمین سے دھوان نکلا باعث ہوا وہ دھوان مثل ابر لشکر اسلام پر چھا گیا اور تمام لشکر مین تاریکی ہوگئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا اسی تاریکی مین اسنے اور ایک نیزہ مارا

کہ پھر ایک لکہ ابر پیدا ہوا اور اُسمین سے پتھر اور گولے فولادی برسنے لگے لشکر اسلام مین تہلکہ پڑگیا بہادرون نے سپرون کا سر پر سایہ کیا اور ہزارہا سپر سر پر بادشاہ کے آڑکی اب یہ حال ہی کہ انجمن عالم مین شمع آفتاب مرمر حوادث نے گل کردی ہی زمانے مین مثل قلب بدبین سیاہی ہی وہ پریشانی ہی کہ شاہد روز نے مثل زن سوگوار کے اپنے کھولدیے ہین یا آمادہ مظلومان کا دھوان جمع ہوکر اسی دشت مین یا چاہ بابل سے دھوان اکر پھیلا ہے فلک زنگاری نے آج ہی تو ظلم کرنے کا حوصلہ نکالا ہی یا جہنم کا در کھلگیا ہی العیاذ باللہ اس تاریکی مین یہ اور اندھیر ہوا کہ پتھر اور گولے برستے تھے فلک سنگدل کے جورسے لوگ جان بچا سکتے تھے کچھ لوگ سمت بارگاہ سلیمانی بھاگے تھے کچھ ہاتھی اور اشتریون کے پیٹ کی آڑ مین ٹھہرے تھے بہت صحرا کے غار اور تنہ ہاے درختان کو مادر ملجا بنائے تھے جیسے شیر کچھار مین یا اژدر غار مین رہتا ہی یا طائر دیر بزرگ چھپتا ہی اسطرح اہل اسلام چھپے تھے اور اس آفت مین دمبدم ترقی ہوتی تھی بمقتضاے نظم

یکے خیمہ زد بر سر از دود قار	سیہ شد جہان چشمہا گشت تار
ز گردون بسے سنگ بارید خشت	پراگندہ گردید لشکر بدشت
خور و خواب و آرام گہ تنگ شد	تو گفتی کہ روے زمین سنگ شد
تبہ شد بسے مردم و چارپاے	یکے راند بر خنگ جنگی بجاے
ہمہ گنج و اراج و لشکر اسیر	جوان و دلے تیز برگشتہ پیر
بسے راہ صحرا گرفتند پیش	ز درد شہنشا و دل گشتہ ریش

بادشاہ اسلام دست بقبضہ شمشیر تھے مگر بوجہ تاریکی مجبور ہوکر پشت دست کاٹتے تھے آخر مصروف دعا ہوئے کہ ای خداے برحق تو بمصداق توبج اللیل فی النہار و توبج النہار فی اللیل چاہے تو رات کو دن اور دن کو رات کردے ہم سے یہ بلا دفع کر ہمکو فتح عطا کر اس دعا سے متقلب القلوب نے قلب نازک چشم پھرا یعنے دن بھر تو یہ آفت اسنے برپا رکھی جب مثل بخت شوم بختان اجل مین وقت تاریکی شب آیا اور آفتاب نے یہ آفت دیکھکر خوف کور چشم ہونے سے غار مغرب مین اپنے تئین چھپایا نظم

درین وادی بود کز روی دشت	خردشے برآمد کہ نہ تیرہ گشت
کہ شد روز تاریک و بے گاہ گشت	ز جنگ پلان دشت کوتاہ گشت

شام ہوتے ہی نازک چشم نے رو سحر اپنا کیا اور جہان روشن ہوا وہ سنگباری کم ہوئی اُسے پکار کر

نصیب دی کہ اے اسلامیان دیکھا تمنے قدرت خداوند تعالیٰ کو کہ دن رات ہوگئی تھی اگر آج تمنے مشورہ
کرکے اطاعت اگر خداوند کی نہ اختیار کی تو اس سے زیادہ روز سیاہ دیکھوگے اور بُرے حال سے مارے
جاؤگے لشکر حور جانشین امیر کو یہ لاف وگزاف برا معلوم ہوا اور پکارا کہ ای پتر تخت ایسی ایسی قرآن
صعب لشکر اسلام پر بہت آچکے ہین تو کیا بکتی ہی انشاءاللہ تعالیٰ اس گرز گران سے تیری سر کو مین پیچلونگا
یہ کہکر گرز سترہ سومن کا اٹھایا اور اُسکو ہاتھ بلند کرکے دکھایا اسنے ایک پڑیا جھولی سے خاک کی نکالکر اسکی
جانب اُڑادی اسکے ہاتھ کو جنبش ہونا موقوف ہوگئی جسطرح اونچا تھا اسطرح بلند رہگیا اور اسنے ہنسکر کہا
کہ بس گرز زنی تو نے دیکھی بہتر یہ ہے کہ خداوند کو آکر سجدہ کر آج مین چھوڑے دیتی ہون پھر بغیر قتل کیے
باز نہ آؤن گی یہ کہکر سحر پڑھا کہ ہاتھ اسکا بہت اصل ہوگیا اور اسنے طمل امان بجوادیا بادشاہ اسلام
نے دیکھا کہ لشکر سب تباہ ہوگیا ہی ایک لاکھ آدمی جان سے اس پتھر کے برسنے مین ہلاک ہوگیا ہے
اور کئی لاکھ زخمی پڑا تڑپتا ہی بہت سا لشکر بھاگ گیا ہزار ہا شتر و اسپ و فیل کام آیا ہے جہان تک
نگاہ کام کرتی ہی مردہ ہی مردہ آدمی نظر آتا ہی یہ حال دیکھکر اشک حسرت گرائے اور استغفر و یزداں کو تلاش
کیا اُسکا وشہ میدان مین دہلا سمجھے کہ جب امیر کو کوئی لیگیا اور اندھیرا ہوا تو اشکر صحرا کی طرف غم مین
اپنے راکب کے نکل گیا ہوگا غرضکہ بادشاہ نے کئی ہزار کیا لاکھون بیلدار طلب کرکے گڑھے کھدواکر گنج
مقتولان کرایا اور جانورون کی لاشون کو بھی کوہستان مین گڑوایا یہ اسلیے کہ زاغ و زغن اُن کا
گوشت کھائین گے اور اُنکا ہجوم دیکھکر سب نے دین ہنسینگے کہ اہل اسلام کے یہان لاشین چیل کھاتے ہین غرضکہ پہر رات تک اسی کام مین مشغول رہے جب میدان لاشون سے پاک ہوچکا
اُسوقت نالان و گریان بارگاہ مین تشریف لائے اُسوقت اہل لشکر کی گریہ وزاری دیکھی نہ جاتی تھی
خصوصاً وہ عورتین جنکے وارث مارے گئے تھے اسطرح بلک بلک کے روتی تھین کہ دل سنگ
آب ہوتا تھا ایک ہنگام عظیم برپا تھا کسی نے بال بسان سنبل پریشان کیے تھے کسی نے طمانچون
سے رخسار بسان سوسن نیلے بنائے تھے کوئی گریبان برنگ گل چاک کیے تھی منہ پر خاک
ملے تھی کسی کی فغان تا بہ آسمان پہونچی تھی کسی کی فریاد سے زمین کی چھاتی در کی تھی گلکشان سینہ
شق تھا ستارون پر فلک کے دیدہ پر خون کا گمان تھا یا فلک کے آنسوؤن کا شبہ ہوتا تھا خلاصہ یکے
زمین و آسمان رو تا تھا کہ ابیات

خروشے برآمد چنان از سپاہ	کہ خورشید برچرخ گم کرد راہ
پس پردہ ہا کودک و مرد و زن	بگوید بیازارد و برانجمن
خروشیدن نالہ و آہ بود	بہر برزنے ماتم شاہ بود
سران سرنہادند بگسستہ خاک	ہمان جامہا کردہ درین دردچاک
زمین سر بسر لرزہ اندر گرفت	بزرگان ازین ماندہ اندر شگفت

بادشاہ صف ماتم پر بیٹھے تھے خادمان محل کا رونا پیٹنا سنکر رہتے تھے اسوقت خواجہ زادے بھی پرسانِ حال و بدستور شراکت بیخ و ملال آتے تھے انھون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ای شاہ گردون بارگاہ بنابر نرفتخواہی اور دولت سگالی ہم عرض کرتے ہین کہ دون لشکر اسلام کے بہت سخت ہین ستارے سب بنظر دشمنی آگئے ہین سعد ستارون کو حضیض ذلت و زبال ہے جو ستارہ ہی وہ بنظر تثلیث سے مقابلہ مین جا پڑا ہی سب کا حال بُرا ہی آپ مع لشکر کے کوچ کر جائیے اور تا ظاہر ہونے امیر کے مخفی رہیے انشاءاللہ امیر بفتح و فیروزی نہایت شان و شوکت سے آئینگے اور بہت جلد دشمنون کو آگر را عدم دکھائینگے بادشاہ نے فرمایا کہ استغفراللہ یہ کبھی نہوگا کہ مین بیٹھن کو پشت دکھاؤن اور میدان سبز دشمنون کو آکر لڑنے سے منھ چھپاؤن مین وہ ہون کہ بموجب بیت زفت ست بر آسمان زندہ کس ۔ ہمان بہ کہ در جنگ کوشیم و بس ۔ خواجہ زادون نے جب دیکھا کہ بادشاہ یہان سے قدم نہ ہٹائینگے براہ خیرخواہی پھر عرض پیرا ہوئے کہ ای شہنشاہ بیت سرت سبز باد این و جان درست ۔ مبادا گیانی کمر گاہ سست ۔ اگر آپ تشریف نہ لیجائیے تو ناموس امیر اور جملہ سرا پردگیان عصمت کو ہمراہ کسی سردار عالی وقار کے کسی جاے امن مین بھیجدیجیے اور اسامہ صاحبقرانی مثل بارگاہ اور علم اور چھانچہ و نفیر وغیرہ کو بھی روانہ کر دیجیے کیونکہ خدانکردہ اگر کوئی اور زمانہ پیش آیا ناموس کے آبرو جانیکا خیال ہی اور اسامہ صاحبقرانی کے برباد ہونیکا اندیشہ ہے بادشاہ کو یہ راے دینا انکا پسند آیا اور اسیوقت کرب غازی کو بلا کر فرمایا کہ بارگاہ سلیمانی وغیرہ لیکر مع ناموس کے یہان سے چلے جاؤ اور سات کوس پر یہان سے ایک پہاڑ ہے سنگ مرمر کا سفید وہان ٹھہرو شہزادہ کرب اڈلسکہ دار و غہ بارگاہ سلیمانی ہی اسکو کچھ عذر بن نہ آیا کیونکہ اگر جانے مین تامل ہوگا تو خوف ناراجی بارگاہ و ناموس ہی اس لحاظ سے آٹھ لاکھ بارگاہ کا بار کرا کر اور سب عورتون کو سوار کرا کے اسی

اُس رات کو سمت کوہ مرمر روانہ ہوئے بادشاہ بارگاہ مین حضرت دانیال سے تشریف فرما ہوئے رمال وار کمیدان اور شیران سلطنت وغیرہ برائے زینت وشوکت حاضر دربار رہے عیار بہت سے برائے حفاظت ناموس ہمراہ کرب گئے اور بہت سے یہان حاضر رہے جگہ تو یہ ماجرائے غم واندوہ رہا لیکن اسطرف جو نازک چشم پھر گئی لقا کی بارگاہ مین بصد عشرت دنگل پر جلوہ فرما ہوئی اور حکم جشن مسرت دیا ناچ ہونے لگا شراب ارغوانی کا دور چلنے لگا رجس نشاط جو جمشید نے بھی نہ کیا ہوگا یہان آغاز ہوا وہ محفل انبساط جو کیخسرو کیقباد نے بھی آراستہ نہ کی ہوگی یہان ترتیب دیگئی اس خوشی کا بیان اندازۂ ترقیم سے باہر ہے

یہ اشعار حسب حال جشن کے ہین کہ ابیات

سران سپہ را سراسر بخواند	بجز ان گرانمایہ شان برنشاند
سزاوار شان گفت تا خواستہ	بیاورد گنجور آراستہ
ہمہ بوم از دیبۂ رنگ رنگ	ز گوہر منقش چو پشت پلنگ
نوائے مغنی و آواز رود	روان را همیداد گفتی درود
ز خوبان ہمہ بزم گہ چون بہشت	تو گفتی کہ رضوان بر و لاگشت
ہم اندر بر کوئے پر رنگ و بار	پہ گلزار درانش گرفتند کار

اسی عشرت مین بختیار کنے نازک چشم کی صورت دیکھ کے رونا شروع کیا اُس نے گھبرا کر پوچھا کہ ملک جی خیر تو ہے کیون رونا ہے اسنے جواب دیا کہ تمکو روتا ہون افسوس کہ یہ صورت خاک مین ملجائیگی ہائے یہ پیارا نقشہ طعمۂ آتش ہوگا ای ملک مسلمانون کی ایک دن شکست ہوتی ہے تو دوسرے روز مدد آنکی آسمان سے مثل باران کے پیدا ہوتی ہے اور زمین سے لبسان مور چگان طاہر ہوکر عدو کو خاک مین ملاتی ہے تمنے بادشاہ لشکر اسلام کو زندہ ناحق رکھا کل لشکر کا آج ہی خاتمہ کرنا تھا اب امیر کو جو کوئی اٹھا لیگیا ہے وہ انکو بعزت تمام یہان لائیگا اور وہ آکر تمکو قتل کرینگے کوئی بیٹا پوتا امیر کا کہین سے آئیگا اور لڑائی کو شروع کریگا بہ صورت ہم پھر بھاگنے پھرینگے خداوند کو زحمت ہوگی اسباب لوٹ مین برباد ہوگا ایسا کچھ سامان نظر آتا ہے مین جو کتا ہون آمین کچھ فرق نہوگا نازک چشم یہ تقریر سنکر ہنسی اور کہا ملک جی کوئی ایسا پردہ دنیا مین ہے جو مجکو قتل کرے میری قضا پیدا نہین ہوئی بادشاہ کو جب میرا جی چاہے گا قتل کرلونگی مثل مشہور ہے کہ زندہ را میتوان زد اچھا

تمھاری خاطر سے مین توقف نہ کرون گی کل ہی سب کا خاتمہ کردون گی طبل جنگ بجواؤ اگر خوف کھاکر بادشاہ حاضر خدمت خداوند ہوئے تو بہتر ہے اور اگر نہ آئے تو سزا اپنی اپنے کنار مین دیکھین گے یہ کہکر حکم دیا کہ کوس جوبلی پر چوب پڑے بموجب فرمان عیار دوڑے اور نقارخانۂ جمشیدی مین جاکر طبل بجایا بعد اُسکے تمام ساحرون کے کان مین پہونچی پھر تو نفیرا اور رسلا جل اور رسنا وغیرہ بجنے لگین **نظم**

تیرہ برآمد ز حرد و سپاہ	شد از گرد خورشید رخشان سیاہ
سپرہا بدست اندرون بیشہ شد	دل نامدار مہ اندیشہ شد
بغرمود تا لشکر آراستند	مران رزم را بزم پنداشتند

یہان کلباد و گلباد عراقی نسیم بن عمرو قسیم بن عمر بصورت مبدل حاضر تھے چنانچہ ان چاروں عیارون نے یہ کلمات لاف و گزاف اس ساحرہ کے سُنے باہم مشورہ کیا ہم مین سے دو عیار خدمت بادشاہ مین جاکر حال نواخت طبل جنگ بیان کرین اور دو یہین ٹھہر کر اس خبہ کو جسطرح ہوسکے گرفتار کرین غرضکہ دو عیار تو روانہ ہوگئے اور دو ٹھہرے ہوئے تھے کہ نازک چشم کو بیتاب کرنے کی ضرورت ہوئی کنیز سے اسنے حکم دیا کہ آفتابہ چوکی پر رکھ آئے عیارون نے جو یہ سُنا بارگاہ سے نکلکر اُسکے پہلو مین چوکی لگی تھی اور قنات کھڑی تھی آئے اور اُسی قنات کے پس پشت چھپ رہے اس عرصہ مین ایک کنیز آفتابہ لیے اور دوسری روشنی دکھاتی ہوئی اور نازک چشم چوکی پر آئی کنیز بن باہر دروازے پر ٹھہرین اور یہ رفع احتیاج کرنے لگی عیارون نے سراچہ چاک کرا کے ایک طرف سے ایک نے اور دوسری طرف سے دوسرے نے منھ ڈالا نازک چشم نے پہلو کی طرف آہٹ جو پائی پھر کر دیکھا اور کہا تو کون ہے کہ اُدھر کے پہلو پر سے دوسرے نے کہا مین ہون اسنے اُدھر پھر کر دیکھا تھا کہ ساتھ ہی بیخ بیہوشی ناک پر مارا کہ اسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگئی عیارون نے اُسی جگہ اسکو مشل گٹھری کے باندھکر سر پر رکھا اور وہان سے نکلکر روانہ ہوئے ازبسکہ ساحر کی صورت بنے ہوئے تھے لشکری سمجھے کہ ملک نے کچھ کمین بھیجا ہوگا اسوجہ مزاحم نہوئے اور بیخوف و خطر لشکر سے نکل کر اپنے لشکر مین آئے اور خدمت شاہ مین پہونچکر نثار رکھدیا اور عرض کیا کہ ایسا کچھ لاف و گزاف کرکے جس بیہودہ نے طبل جنگ بجوایا تھا کہ ہم پکڑ لائے بادشاہ نے ان کو خلعت دیا اور فرمایا کہ ستون سے باندھکر اسکو ہوشیار کرو عیارون نے اسکو باندھا مگر قسمت جو بدی پر تھی سوزن زبان مین دینا

خلیفہ رفع بیہوشی دیدیا بارگاہ سلیمانی بھی دیکھی کیونکہ وہ ہمراہ گرب جا چکی ہی بس جیسے ہی اُسکو ہوش آیا اور اسنے تیئن بندھا پایا آنکھ بند کرکی کہ شاید خواب دیکھتی ہون بادشاہ نے فرمایا کہ اے نازک چشم کیا کہتی ہے شناخت خدائیتعالی جلشانہ مین یہ کلمہ سنکر وہ چونکی اور سمجھی کہ قید آئی ہون بس ایک قہقہہ مارا اور از بسکہ زبان قابو مین تھی ایسا سحر پڑھا کہ رسن جلگئی اور اُسنے پردانکی بلندی پر جاکر پکاری کہ اے اسلامیان یہ اُسکی سزا مین فرمائی تھی کہ جو مکو زندہ چھوڑ دیا تھا سچ ہے دشمن پر رحم کرنا کسی وقت مین اچھا نہین خیر اب صبح کو ملک الموت کا اور تمھارا سامنا ہی یہ کہکر اپنے لشکر مین یہان جب اسکو بیت الخلا مین عرصہ ہوا تھا تو کنیزین متلاشی ہوئی تھین اور بختیارک بھی مطلع ہوا تھا بارگاہ لقا مین نوحہ و شیون کا ہنگامہ برپا تھا کہ یہ جاکر پہنچی اور حال بیان کیا سب خوش ہوئے اور بختیارک نے کہا اے ملکہ تم بڑی قسمت کی زور آور ہو جو بچ آہین ورنہ کوئی آجتک اُنکی قید سے چھوٹا نہین اُسنے کہا ملک جی تم سچ کہتے تھے یہ مسلمان سرکشی سے باز نہ آئینگے کل مثل حرف غلط انکو صفحہ ہستی سے مٹادونگی اور بساں نقش بر آب بحر زندگی سے کنارے لگادونگی یہ کہکر زبدہ بحر بحرت بیان غائب ہوگئی اور بادشاہ نے کہ اول خبر نواخت کو سن رزم سن چکے تھے اپنے یہان بھی حکم طبل بجنے دیا اور فرمایا کہ دیکھون کل مشیت ایزدی مین کیا گذرا ہی کہ بیت پکارہ ندانم لبالم کہ دریست ۔ نخندم بیانکہ ہا بد گریست ۔ غرض طبل صبحی پر چوب پڑی لشکرین ہل چل پڑی جو لوگ بزدل تھے وہان سے بھاگ گئے پلٹنین اور رسالے لبلور فتحی کوچ کرگئے کہ میان جان ہی تو جہان ہی نوکری اور کہین مل رہیگی نمکحرامی کی تاریخ ہمیشہ یہی جائیگی جو بہادران روزگار شجاعت شعار تھے اُنھون نے غسل کیے اور کفن سر سے باندھے مشت خاک اُٹھاکر گریبان مین ڈالی کہ یہی خاک لحد ہوگی اپنے اپنے اعتقاد کو تازہ کرکے ایک دوسرے کو کلمہ کا گواہ ٹھہرانے لگا مرنے پر دل کو آمادہ کیا شمشیر بازی کو جانبازی سمجھا کہ مثل اطفال خورد سال کل اسی سے بازی کرین گے ہمارے کھیلنے سے وہان زخم ہنسینگے لب سوفار اور کلہ عمود سے شاباش کی صدا سنین گے ہر طرف اہل جسم خاکی کے گھروندے خون سے رنگین کرینگے بوٹے زخمون کے بنائین گے چار دیوار عناصر کو ڈھائینگے قالب بیجان بنا کر کھلونے کر دینگے اپنے سامنے مٹی کو حریف کا پتلا سمجھین گے غرضکہ یہی گفتگو ہر سمت تھی یہی آرزو جان و ہی یکلخت در و زبان ہر صاحب بخت تھے ہتیار صاف ہوتے تھے سامان مصاف ہوتے تھے ہنگامہ برپا تھا کہ اہیات

خروشے برآمد ز اسلامیان		بپیوستند برکین جباد دیان	

چنین گفت گو داشتند آن همه — که ای نامداران و مردان همه
به بندید دامن بدامن دردن — کز دشمن خود بریزیم خون
اگر مابدین بر درنگ آوریم — همانا نیکو به تنگ آوریم
به پیکان بدوزم زره بر برش — بستم ستوران بکوبم سرش
ز خونش همه خاک گلگون کنیم — روانش بشمشیر بیرون کنیم
خروشش آمد از دشت و آوای مرد — که گفتی بدر پدشت ابر برد

غرضکہ تمام رات یہی غلغلہ رہا جب زوال سحر و شب کا زمانہ قریب آیا اور آفتاب بسان نور اسلام
پیشانی زاہد سحر سے تابندہ ہوا کہ بمقتضائے ابیات

چو از نیمروشب آن زمان درگذشت — سپهر دستاره دگرگونه گشت
شهنشاه جنگی درآمد به کین — بدین لشکرگشن و شیران چین
یکی تاج زرین نهاده بسر — چو خورشید تابان بدرد گسر
بپوشید جوشن چو پیل دمان — ببست اسپ جنگ رفتن میان

صبح ہوتے ہی باقیماندہ سردار اور دولت شاہ جہاں پر حاضر ہوئے بادشاہ جبستان میں تشریف اس شب کو رہے تھے دیکھا تو عیار مسلح و مکمل بیٹھے دعاے فتح و نصرت خدا سے مانگتے ہیں سردار ان کے بجرا کیا بادشاہ انکو دیکھکر پشت مرکب پر سوار ہوئے باجے جنگی بجنے لگے بڑے کروفر سے بحالت بارگاہ چلے جب دار دشت قتال ہوے دیکھا کہ گرد تیرہ تار اڑی اور سیاہ عدد نمودار ہوئی لقا تاج کئی سو گنگرہ کا چڑا ذرہ جواہر سر پر کے قبائے دوز پہنے ہاتھی پر زرچتر جواہر نگار پر بیٹھی اور فرط عشرت سے ہنستا ہوا آیا ہی لشکر بڑی چمک دمک سے ساتھ لا باہی جو کوئی ہی وہ اچنبی بنا ہوا اُلا پڑتا ہی اور قعقعہ مار کر خندہ کرتا ہی گرد سیاہ سے آسمان و زمین تاریک ہی ہر نخوست شعار کو وہ روز نیک ہی ایکطرف سے سوار آکر جے ہین تا بیک آ چھلتے ہین غول کے غول اور پرے کے پرے ہین غرضکہ جا بجا ہین سے بعد بار کر نشیب و فراز دشت کے اور بعد بجانے نقارہ اس خاندان پست کی صفوف فوج ترتیب پذیر ہوئین اور نقیب نقابت کرنے لگے اس اثنا مین تاتک چشم بھی ہر طرف دیدار ہوئی اور میدان مین ٹھہری لقا کو بھیجدہ کیا اور اجازت حرب لیکر بڑھی بادشاہ کو پکاری کہ بھیجیے کسی میرے سامنے بادشاہ فی خود

چاہا کہ مین مقابلہ جاؤن لیکن لندھور نے اپنا ہاتھی بھیجدیا اُسنے اُسکو سونڈ سے نکالا اور شاہ سے اجازت لیکر چلا ہاتھی اُسکا مثل شب وصل عاشق رواں ہوا اور مقابل اُسکے پہونچا پھر گرز کو چرخ دیکر للکارا کہ اے بیحیا جو ضرب کھتی ہونگا اُسنے یہ سُنکر کچھ دانے ماش کے سحر پڑھکر مارے کہ تمام میدان مین اندھیرا ہوگیا ایک کو دوسرا نظر نہ آتا تھا مگر بسبب سحر کے لندھور کو ساحرہ دکھائی دیتی تھی اور وہ لندھور کو دیکھتی تھی بس جبکہ سحر کرچکی اُسنے چاہا کہ گرز لگاؤن ساحرہ کہا اے لندھور یہ لمبا اور موٹا دیل لیکر مجھ عورت سے لڑنے آیا ہے شرم نہین کرتی یہ کہکر ماش سحر کے مارے کہ ہاتھی کے پاؤن زمین مین جسم گئے لندھور ہاتھی سے پر کود کر زمین پر آیا اور پکارا کہ اے گیسو بریدہ تیرا مارڈالتا پہلوانان زمانہ سے بڑھکر ہے کیونکر پہلوان مین یہ قدرت کہان ہے جو تو آفت کر رہی ہے اور تجھکو خود شرم نہین آتی جو تو مردون کا سامنا کرتی ہے یہ کہکر گرز چکر دیکر مارا ساحرہ تخت پر سے بزور سحر اڑگئی گرز تخت کو چور چور کرکے زمین پر پڑا کہ خاک اڑی اور دور تک غار پڑگیا لندھور نے نعرہ مارا کہ زدم و پست کردم ساحرہ نعرہ سنکر زمین پر آئی اور پکاری کہ کیرا ازدی پست کردی حریفہ تو انیک رسیدم یہ کہکر اب کی ایسا سحر پڑھا کہ لندھور بیہوش ہوکر گر پڑا اُسے گرفتار کرکے حوالے اپنے ساحرون کے کیا اور سحر پڑھکر وہ تاریکی دور کی اور نعرہ مبارز طلبی کیا بادشاہ اسلام کی جانب سے مالک اژدر نے ماوین عربی کی باگ لی اور شاہ سے اجازت مانگی شاہ نے حوالہ خدائے تعالے کیا یہ سپہ سالار درست چپ ہے کل علم حلوہ کھانے لگے خلاصہ یہ کہ بڑی غلطت سے سامنے ساحرہ کے آیا اور طالب حرب ہوا اُسنے پہلے ایک ترسول مارا اُسنے اُسکو رد کرکے ایک نیزہ اُسکے سینہ پر کینہ پر لگایا یہ بہادر فن نیزہ بازی مین اپنے وقت کا صاحبقران ہے اگر سپاڑ پر نیزہ مارتا تو وہ بھی چھد جاتا مگر ساحرہ کے سینہ پر سے نیزہ اوچٹ گیا اور اُسنے سحر پڑھکر دم کیا یہ بھی بے دم ہوکر گرا ساحرہ آئے اور باندھ لیگئے اُسنے چاہا کہ اور کسکو بہر جنگ طلب کرے سنجتیار کہ گھبرایا کہ ایک ایک سے مقابلہ کرنے مین عرصہ ہوتا ہے ایسا نہو کچھ فتور بڑے پس کہلا بھیجا کہ اے ملکہ حکم خداوند ہے کہ ان مسلمانون کا جلد خاتمہ کیا جائے نازک چشم کو جب یہ پیام پہونچا اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ مثل روز گذشتہ کے پھر تاریکی پھیلی آغاز ہولی لشکر اسلام نے جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ کل کی طرح سے پھر آج آفت مین مبتلا ہونگے یہ سوچکر تلوارین کھینچکر لشکر ساحران اور لقا پر جا پڑے اسطرف سے اُنھون نے بھی حملہ کیا ایک دریائے آہن تھا کہ جوش مار کر ملگیا تلوارین لہرانے لگین سپرین سنگ پشت نظر آنے لگین غوغائے مردم تا طلم سحر زخار کا

شور تھا بادل سیاہ گری کا گھنگھور تھا زرہ پوشوں کے بازو کی مچھلیاں دام میں تڑپتی نظر آتی تھیں سرو تلکی صورتیں بسان کاسۂ حباب دکھائی دیتی تھیں اس عرصہ میں وہ سیاہی کل لشکر پر چھا گئی اور سیاہ حرارت سحر سے آگ تمہر برسنے لگے لشکریان اسلام بیہوش ہو گئے بعضے رہرو ملک عدم ہوئے بعضے بیدم ہوئے ابیات

کیسے لگا سحر کا اک تر نج	ہوا کوئی بیہوش ہا در دورنج
دھواں چھا گیا مرکز خاک پر	غبار زمین پہونچا افلاک پر
ہوا اس طرح روز روشن سیاہ	کہ بخت سپہ جس سے مانگے پناہ
ہوئی گرمی سحر کی ایسی تاب	کہ بیتاب تھی جان ہر شیخ و شاب
ہوا سنگدل اس طرح چرخ پیر	کہ تمہر برسنے لگے اور تیر
بہا در زمین پر تڑپنے لگے	دُر بحر حرات تھے غلطان ہوئے
روان خامۂ تیغ سے خون ہوا	ورق سرخ تھا صفحۂ خاک کا

بادشاہ اسلام نے پائے شجاعت جما دیے اور ہزارون کو قتل کیا مگر سحر سے ناچار ہو گئے یعنے بیہوشی انپر بھی طاری ہوئی شاہان جلیل القدر جو بادشاہ کو گھیرے ہوئے تھے وہ بھی بیہوش ہونے لگے اسوقت لشکر میں بھگدڑ پڑی اس اندھیرے میں ایک کی دوسرے کو خبر نہیں جسکا جدھر منھ اُٹھا بھاگ نکلا بقدرت خدا مرکب خنگ سیہ قبیلہ اس کہ یہ گھوڑا بلغ ابراہیمی سے امیر کو ملا تھا اور امیر ہی اسپر سوار ہوا کرتے تھے جب سے اشتقر دیو نادا امیر کو ملا اس مرکب کو بادشاہ کی سواری کے لئے مقرر کر دیا فی الجملہ یہ گھوڑا معجزہ کا ہی اپنے جو اپنے راکب کو اپنی پشت پر سست دیکھا سمجھا کہ راکب میرا پشت پر سے میرے گر جائے گا بس نہایت شایستگی سے کہ تکان نہو بادشاہ اسلام کو اس ہنگامے سے لیکر چلا اور جہان تک تاریکی تھی کمال ہوشیاری سے قدم زن رہا جب اندھیرے سے قدم باہر رکھا سنبھلکر سمت صحرا روانہ ہوا مگر عیاران لشکر اسلام اس سحر کے ہنگامے سے پہلے ہی نکل گئے تھے صحرا میں پراگندہ ہو کر فکر عیاری کر رہے تھے جب لشکر میں بھگدڑ پڑی جو اس تاریکی سے بھاگ کر صحرا میں آیا عیار اسکو سمت کوہ مرمر لیگئے کہ وہان کرب مع ناموس ہیں غرضکہ بادشاہ کو بھی عیارون نے دیکھا کہ مرکب انکو در حالت غشی لیے ہوئے جاتا ہے یہ دیکھکر عیار قریب مرکب آئے اور اسکو چمکارا گھوڑے نے بغضب انکی جانب دیکھا عیار دوڑکر روتے ہوئے مرکب سے لپٹ گئے اور خنگ نے بھی پہچانا کہ یہ لشکر اسلام کے ملازم ہیں

گردن ڈالکر کھڑا ہوگیا اسکو مع بادشاہ لیکر کوہ مرمر پر آئے اور اندر بارگاہ سلیمانی کے شاہ کو لاکر تخت پر لٹا دیا بعد لمحے کے عظمت بارگاہ کے باعث سحر اُتر گیا اور بادشاہ کی آنکھ کھلی کرب سے مجرا کیا اور بادشاہ رحم رسیدہ بہت تھے تمام جسم فگار تھا انکے لیے جراحان شفا دست کو بلوایا زخم دوزی ہوئی تیمارداری میں لوگ مشغول ہوگئے جو جو بھاگ کر آئے ہیں انکا بھی علاج ہوتا ہے لشکر میں جمع ہوتا جاتا ہے یہاں تو یہ کیفیت واقع ہے مگر اُسطرف تا دیر وہی تاریکی آفت سحر کی برپا رہی آخر یہ گمان ہوا کہ اس تاریکی میں ہماری فوج باہم نہ لڑنے لگے اس سبب سے نازک چشم نے سحر کا رد کیا کہ وہ آفت آگ تپھر برسنے اور اندھیرے وغیرہ کی مٹی دیکھا کہ لشکریان اسلام میں کوئی باقی نہیں ہے سب بیہوش پڑے ہیں اور بہت سے بیجان ہوگئے ہیں حکم دیا کہ جو مردہ ہیں انکو تو رہنے دو باقی جو بیہوش ہیں انکو پکڑلو ساحروں نے حکم سنکر سبکو گرفتار کرکے باندھ لیا اور اُسنے سحر سے ایک حصار باندھ دیا کہ کوسوں تک احاطہ دھوئیں کا کھینچ گیا اور سب قیدی چھوڑ دیے کہ نہ یہ نکل سکیں اور نہ کوئی انکو چھڑا سکے ساحروں کا پہرا مقرر کردیا جب یہ انتظام ہوچکا حکم دیا کہ بارگاہ اسلامیان اور خیمہ و خرگاہ سرداران پر قبضہ کرلو ملازمان لقا نے وہاں پہرا کرلیا یہاں کے لشکر کی بازار میں نہ بیٹھیں دوکاندار اہل حرفہ و پیشہ سب فراری تھے عجب بے رونقی تھی کہ خامہ دوزبان کی زبان بیان سے قاصر ہے غرضکہ جب اردوئے اسلام غارت ہوچکا اور لشکری سب قید ہوچکے سردار تو پہلے ہی سے اسیر تھے نازک چشم نے بادشاہ کی تلاش کرائی جب میدان میں بادشاہ کو بیہوش نہ پایا سمجھی کہ نکلگئی پس اسے طبل آسایش بجوایا اور لشکریوں میں سے ساٹھ ہزار سوار کو حکم دیا کہ کمر نہ کھولے طلایہ پھرے کہ باقیماندہ حریف کی سپاہ ایسا نہ ہو کہ غفلت میں ہم پر آپڑے بموجب حکم فوج حسب لتعداد مذکور تیار رہی اور باقی نے کمر کھولی لقا مع سرداروں کے اپنی بارگاہ میں نہ گیا بارگاہ حشامی میں آیا اپنے سرداروں کو خیمہ سرداران اسلام کے عنایت کیے اور آپ بجاے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہوا اس بارگاہ میں تخت سلیمانی نہیں ہے تخت طاؤسی ہے اس تخت پر یہ ناہنجار بیٹھا گویا مسکن ہمایوم کا آشیانہ بنایا شعر اسکی نسبت سعدی علیہ الرحمہ کا مجھکو یاد آیا کہ بیت کس نیاید بزیر سایہ بوم + ورہما از جہان شود معدوم + خلاصہ کلام نازک چشم نے بیٹھتے ہی حکم فراموشی جمیع امبساط دیا اس فتح کی خوشی میں نقارے بجنے لگے سردار لباس زرق و برق کا پہنکر حاضر دربار ہوئے نذریں گذرنے لگیں ارباب نشاط حاضر ہوکے صدائے مبارکباد بلند ہوئی آواز کامرانی اور شادمانی سے قلب

زمین و آسمان پُر ہو گیا در و دیوار و کوہ و دشت سے صدائے عشرت پیدا ہو گئی ہر دشت و در سے یون آواز سازہائے ترنم مسرت کی سنائی دیتی تھی کہ جیسے بند مکان گونجتا ہے لولیان قمر پیکر و مہوشان سیمبر ساغرگران لئے ہوئے اور فاصان شعلہ رخسار اسطرح رقص کرتے تھے اور ترنم سر رکھتے کہ جنپر طاؤس مینا فام ننگ بلاگردان نثار تھا نا ہیدۂ چرخ کا دل بیقرار تھا ساقیان نور طلعت حور صورت جام بلور رشک فرمائے کاسۂ خورشید و غیرت دہ قدح ہلال لیکر شراب مفرح دپر سرور اہل انجمن کو پلاتے تھے نہاکر شیمہ دکھلاتے تھے کہ آفتاب کو ماہتاب پر نور کے دائرہ مین اتارتے تھے بادہ خوارون کو دیوانہ بناتے تھے

تھے یہ تماشا گلابی و ساغر کے اُلٹ پھیر کا دکھاتے تھے نظم

چھیا تھا وہ بزم عشرت کا ساز	کہ اُس بزم کو بزم جنت پہ ناز
بڑھا موج بادہ کا اس درجہ جوش	لبالب کے تھا مستھون کا خروش
دکھانے لگا نیرنگیان	بنی فلک مے کشتی آسمان
لگے پھرنے خوبان عالم تمام	لیے ہاتھ مین جام خورشید فام
وہ رقص بتان ایسا کچھ بھا گیا	کہ ہے چرخ اُسی شوق مین ناچتا
وہین کی ہے گلبانگ عشرت سُنی	کہ تھمتی نہین ہے گلون کی ہنسی
اسی رقص کی ہے ہوا لگ گئی	چمن مین صبا پھرتی ہے ناچتی

سرداران لشکر کو منصب و جاگیر و زر و مال انعام مین بٹ رہا تھا **لقا** نے طرۂ پیغمبری **افراسیاب** کو بھیجنا چاہا مگر **بختیارک** نے عرض کیا کہ ابھی بادشاہ اسلام باقی ہین انکو بھی پکڑ لیجئے تو ملکہ نازک چشم کو وجہ قدرت ہاتھ لگے اور قدرت پیٹ مین ہے اونکے اتاریے اور **افراسیاب** کو طرۂ پیغمبری بھیجیے آپ چلکر باخر مین تخت خدائی پر بیٹھیے اس نابکار کو یہ بات پسند آئی اور ساحرہ سے کہا کہ بادشاہ اسلام کا اور بارگاہ سلیمانی کا کچھ پتہ معلوم ہوا کہ یہ سب کہان ہین ساحرہ نے ساحرون کو اور طائران سحر کو بزور سحر روانہ کیا جاکر اطراف مین اُس نواح کے تجسس کرین ساحر طائر نیکر اُڑے اور طائر سحر کے بھی چلے کچھ دیر مین پتہ لگ گیا یعنی کوہ مرمر سات ہی کوس یہان سے تھا کچھ ساحر اُدھر بھی پہونچے اور جمعیت اہل اسلام وہان دیکھکر خدمت نازک چشم مین آئے بعد ادائے دعا ثنائے شہریاری حال مقام لشکر اسلام بیان کیا **بختیارک** نے یہ ماجرا معلوم کرکے کہا کہ ای ملکۂ دشمن کو مہلت دینا اچھا نہین اور علاوہ برین عیار

موقع پاکر اپنا کام کر جائینگے میری راے یہ ہے کہ آج ہی بقیہ لشکر اسلام کا چلکر خاتمہ کر دو نازک چشم اسکے
در غلانے سے اُسیوقت آنکھ کھڑی ہوئی اور ساتھ ہزار سوار اور کچھ ساحر بہر حفاظت خیمہ و خرگاہ وغیرہ
چھوڑکر باقی لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا جلد کمر بندی ہوئی آپ مع لقا سوار ہوکر چلی سپاہ سے جنگل بھر گیا
کوہ و دشت مین زلزلہ پڑ گیا ہمہون سے گھوڑون کے جگر گاؤ زمین کا دہلنے لگا قرنا و بوق کا وہ
شور بلند ہوا کہ پردہ ہاے گوش فرک روزگار پھٹ جاتے تو عجب نہ تھا الحاصل بعد کچھ عرصے کے قریب
لشکر فیروزی اثر اہل اسلام پہونچی عیارون نے وہان کے لشکر ساحران دیکھکر خدمت شہزادہ کرب
مین اپنے تئین پہونچایا اور سارا ماجرا بیان کیا شاہزادے نے بادشاہ سے عرض کیا حضور زحمی
ہین ناموس کے پاس بالاے کوہ تشریف لیجائین غلام جان نثاری کو حاضر ہی بادشاہ نے فرمایا
کہ جب تک میری جان تن مین ہے باؤن میدان شجاعت سے نہ ہٹاؤنگا اور پشت دشمن کو نہ دکھاؤنگا
کرب یہ کلمہ سنکر ناچار ہوا اور بادشاہ اُسی حالت زخمداری مین آمادہ حرب و پیکار ہوے عیارون
نے جو یہ ماجرا دیکھا خیال کیا کہ بادشاہ اب کی شہید ہو جاؤن گے اور کرب اگر کام آگیا تو ناموس
امیر کا بھی کوئی سنبھالنے والا نہ رہیگا بس یہ سوچکر تھوڑا سا عطر بیہوشی اپنے جسم پر ملا اور بادشاہ
اور کرب سے عرض کیا کہ غلامان جانباز بہر عیاری جاتے ہین شاید کام آئین تو فاتحہ خیر سے دامن
نہ فرمائیے گا اور اسیوقت آرزو رکھتے ہین کہ حضور سے تنہا گیر ہوکر رخصت ہون یہ عرض عیاران سنکر
بکمال بشاشت بادشاہ و کرب نے اُنکو گلے سے لگایا بیہوشی نے تاثیر کی دونون بیہوش ہو گئے
عیاران کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور کئی ہزار عیارون نے ملکہ خیمہ و سرا پردہ و قنات وغیرہ بارگاہ
سلیمانی پہاڑ پر الگ الگ کرکے چڑھائی پھر سب لشکریون کو حکم دیا کہ پہاڑ پر جس قدر آسکین چڑھ
آئین اور باقی صحرا کوہستان مین جاکر پوشیدہ ہون جسدم یہ قران نحس ہمپر سے وقوع ہوگا اور ہماری
فتح ہو گی سب کو بلا لین گے اور اگر ہم لوگ ہلاک ہو گئے تو ہمارے لیے دعاے مغفرت کرین اور لڑنے مرنے
کا پھر اختیار ہی غرضکہ بموجب حکم عیاران جو لشکر کہ جمع ہوا تھا کوچ کرکے جدھر جس کے جی مین آیا چلا گیا
اور عیاران نے پہاڑ پر چند خیمہ بارگاہ سلیمانی استادہ کرکے جو لوگ اوپر چڑھ آئے تھے لشکریون مین
سے انکو در چند خیمون مین ناموس کو اور ایک مین بادشاہ و کرب کو رکھا اور گھاٹیان پہاڑ
کی روئین سنگ اندازی اور تیر اندازی کا سامان کر دیا بانہاے عیاری سے آراستہ ہوئی یعنی

تو پڑون مین پتھر بھرے ہاتھون مین حقہ ہائے نقسی چڑھائے گھائیون مین جاب بہوشی دبائے کمندین بازون پر لپیٹے کمانون مین تیر پیوستہ کیے سرکوہ پر ٹھہرے اُدھر خیمون مین عورتین موے مشکین و زلفین عنبرین کھولکر گودیان پھیلا کر دعا مانگنے لگین کہ اے میرے کریم اے غفور الرحیم اس بلا کو ہمپر سے دفع کردے خداوندا تیرے کرم کے امیدوار ہین کہ منظم

تو ہی مالک ہی اے سلطان عالم	کہ ہی قبضہ مین تیرے جان عالم		
تری ہر چیز مین قدرت عیان ہے	کہین ظاہر کسی شے مین نہان ہے		
طفیل پنجتن اے رب کونین	مٹادے غم کا دل سے شیون و شین		
تمنا جی کی جو ہے اُسکو بر لا	تجھے واضح ہے سب کچھ حال دل کا		
مرے دشمن الٰہی خاک ہو جائین	جگر دل اُنکے تن مین چاک ہو جائین		
مرے مالک مری فریاد سن لے	مرادون سے طبیعت شاد کرنے		

غرضکہ جتنے عرصہ مین یہ انتظام مہان ہوا اتنی ہی دیر مین فوج حد و شمار مور و ملخ آپہونچی اور ساحرہ نے آتے ہی کوہ کو گھیر ڈالا اور ایک طرف سے ساحرون نے دوسری طرف سے سیاہیون وغیرہ نے حملہ کیا عیارون نے خدنگ و لمدوں اور حقہ ہائے نقسی مارنا شروع کیے ایسے حقے مارے جو آگے بڑھا اُسکا مُنہ جھلس گیا اور ہزارون سینہ تیرون نے غربال کیا فوج کا رُخ پھر دیا دھاوا پیش نہوا نازک جسم یہ حال دیکھکر غضبناک ہوئی اور بڑھکر دستک دی کہ ایک لمحہ ابر گڑا گڑا کر سرکوہ پر آیا اور اُسمین سے سیاہی پیدا ہو کر پھیلنے لگی عیارون نے یہ چالاکی کی کہ اسی اندھیرے مین پہاڑ پر سے اُتر اُتر کے جو لوگ کہ آگے بڑھ آئے تھے اُنکو قتل کرنا شروع کیا اور کئی ہزار کو مار کر کھائیون مین پہاڑ کی چھپ سے مگر اتنے عرصے مین وہ سیاہی تمام پہاڑ پھیل گئی اور بالکل تاریکی ہو گئی سوے خیام بارگاہ سلیمانی تمام پہاڑ پر اندھیرا ہو گیا اُسوقت لشکر یون نے پھر حملہ کیا ازبسکہ وہ وقت اُس لشکر کی آفت مین آچکا تھا کہ

خستہ زرین آفتاب رواق نیلی فام آسمان سے ٹوٹ کر غار مغرب مین گری اور رات مثل ماتم زدگان

سیاہ پوش و تیرہ کنان پیدا ہوئی کہ ابیات

شبے تیرہ و بد مانند قیر	ستارہ نہ پیدا نہ بہرام و تیر		
نہ دنگی شب بود مگر ہول و بیم	کہ گشتے دل شیر از وے دو نیم		

ساحرون نے اس خوف سے کہ ہر چند بالاے کوہ بھی تاریکی ہے اور ابر سحر چھایا ہوا مگر عیار بارگاہ سلیمانی
ہمین محفوظ ہون گے حملہ کیا اور نازک چشم و نخچیارک سمجھے کہ رات کو عیار آفت برپا کر دینگے اور
علاوہ اسکے اسلامیون کو قید ہو جانے سے مطلب تھا وہ یہان قید نہ ہوئے پہاڑ ہی پر مقیدون کی طرح
رہے صبح کو سب کے سر کاٹ لیے جائینگے پس ایسا کچھ خیال کر کے حکم دیا کہ ہمین بارگاہ استادہ ہو بموجب
ارشاد اسکے بارگاہین اور خیمے وغیرہ آراستہ ہو گئے فوج پہاڑ کو گھیر کر اتر پڑی افسر داخل ہوئے لقامع
ساحرہ بارگاہ نخت اشتباہ مین متمکن ہوا وہی جلسۂ عشرت اور شغل میخواری آغاز کر کے خوشی کرنے لگا
ادھر اہل اسلام اس شب پر تعب مین محصور بر سر کوہ تھے عاجز اہل استوہ تھے ایک تو تیرگی رات
کی دوسرے سیاہی سحر کی وہ پر ہول شب تھی کہ جس سے سیاہی بھی خوف کھاتی تھی صدائے ہا ہو ناک و
پر بیم وحشت ناکین ہر سمت سے پیدا عورتون کا بلک کر رونا پہاڑ کا دل آب آب کرتا تھا ہر طرف سناٹا اور
سائین سائین کی آواز آتی تھی روح تن مین گھبراتی تھی شب مرگ انسان بھی ایسی نہو گی جیسی وہ کالی
رات تھی پلنگ درندہ کی طرح پھاڑے کھاتی تھی کیمقتضاے نظم

شب تیرہ دل مثل دیو سیاہ	کہ تھی شامت عاشقان کی گواہ
نکلے غم سے تھے خوبرویون کے بال	شب تیرہ مین تیرگی تھی محال
صدا ہر طرف تھی یہی ہاے ہاے	خدا جانے کیا ہمکو صورت دکھاے
کوئی مثل سنبل کے بکھرائے بال	پڑی بیچ مین اک طرف تھی نڈھال
پریشان کوئی زلف منھ پر پڑی	کہر آنسوؤن کے یہ روتی لڑی

یہان لشکر اسلام اسیر رنج و محصور ابتدا ہے ساحرون کے یہان جلسۂ عشرت برپا ہے دیکھیے صبح کو کیا ماجرا
گذرتا ہے انکو اسی حال مین چھوڑ کر اب ذکر فتح طلسم آئینہ ایرج نامور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ زیر شجر
باغ مین بیٹھے اسم پڑھ رہے تھے اور درمیان اسم خوانی ہزار ہا اشکال مہیب مواکیل کی نظر آئین کبھی
کبھی اژدر دہان منھ کھولے ظاہر ہوا اور کبھی دریاے زخار کو قریب تڑپایا لیکن شہزادہ مطلق خوف زدہ نہوا
اور اسم پڑھے گیا یہان تک اسم تمام ہوا اسوقت دو وضع لیگیا ہاتھ مین اور جام بلورین پانی سے
لبریز ہتھیلی پر رکھے اور دوسرے مشک پانی سے بھرے کمر پر سنبھالے شہزادے کے پاس آئے اور
اُن حامیون نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ حمام کرین شہزادے نے لوح کو دیکھا اسمین ظاہر ہوا کہ یہی

بوکل اسم پڑھا تین تم اِن سے کہو کہ اگر مجکو نہلاتے ہو تو پوشاک اور ہتیار طلسم کے بھی میرے لیے لاؤ شہزادے
نے بموجب نوشتہ لوح اُنسے لباس اور اسلحہ طلب کیا اُنھون نے اقرار کیا اور وہ شخص نظر سے غائب ہو گئے
اور وہ اسی جگہ ٹھہرے رہے بعد لمحہ بھر کے وہ دو آدمی جو غائب ہو گئے تھے کشتیان پوشاک اور سلاح کی
لیے حاضر ہوئے شہزادے نے لوح کو دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ اُنسے کہو تین پہلے لباس پہنکر اور ہتیار لگا کر دیکھ
لون کہ میرے جسم پر ٹھیک اور درست ہین یا نہین بعد کو پھر حمام کرون گا شہزادے نے اُنسے یہی کہا
اور پوشاک طلسمی پہنی ہتیار لگائے پھر لوح کو دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ اُنسے کہو رنگین جادو و مالک
کو اس باغ کے حاضر کرو شہزادے نے اُنسے حکم دیا کہ رنگین کو پکڑ لاؤ یہ سنکر وہ سب نظر سے پوشیدہ
ہوئے اور کچھ دیر مین ایک ساحر کو گرفتار کیے سامنے لائے شاہزادے نے بموجب حکم لوح اُس ساحر کو
قتل کرنا چاہا اُسنے عرض کیا کہ اے طلسم کشا مین اس دن کی خیر رکھتا تھا کہ آپ مجکو گرفتار کرکے قتل کرنا چاہینگے
پس اپنی جان بچانے کے لیے آپ کے دادا یعنی امیر کو میدان رزم سے اُٹھا لایا ہون اگر آپ مجکو رہا
کردین تو مین امیر کے پاس آپکو لیچلون شہزادے نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا کہ یہ سچ کہتا ہے اسکے
ساتھ جاؤ اور امیر سے ملاقات کرو یہ معلوم کرکے شہزادہ اسکے ہمراہ ہوا اور لوح سے کچھ اسم ایسا پڑھا
کہ وہ موکل اسم کے غائب ہو گئے شہزادہ اُس ساحر کے ساتھ اُس باغ مین ایک ایسی جگہ آیا کہ وہان
ایک حجرہ بنا تھا اور درین اُسکے قفل لگا تھا اُسنے قفل کو وا کیا اور شہزادہ کو اندر لایا دیکھا کہ اس حجرے
مین ایک تخت بچھا ہے اُس تخت پر فرش ملوکانہ آراستہ ہے اور امیر جلوہ فرما ہین شہزادہ نے سر اپنا
قدم پر جھکایا امیر نے سر کو لیکر سینے سے لگایا اور پاس اپنے بٹھایا اور استفسار کیا کہ اے فرزند تمنے اپنے
باپ شہزادہ قاسم کا بھی کچھ پتا پایا شہزادے نے عرض کیا وہ نرگس کوہ پر بخیریت تمام ہین یہ کہکر کل احوال
طلسم کا بیان کیا پھر وہان سے مع امیر کے باہر آیا اور لوح کو دیکھا تھا کہ اس ساحر سے کہو مجھ کو
لوح طلسم کے مقام پر پہونچا دے شہزادے نے اُس سے یہی درخواست کی وہ ہمراہ چلا اور پشت
کی طرف باغ کے ایک دروازہ لگا تھا اسکو کھولکر جو آگے بڑھے ایک کوہستان مین پہونچے کہ وہان
چشمے جاری تھے اور حجرہ مقفل تھا اسکو وا کیا اُسمین وہی صندوق جو لوح بلور رکھی گئی تھی رکھا تھا اُسکو
اُٹھا کر باہر لائے اور بڑا کھولکر چالیس ہزار تیلا بور کا مرکبون پر سوار نکلا اور بیٹھکر مثل انسانون کے
ہو گیا شاہزادے اور امیر کے لیے بھی رنگین جادو سواری لایا یہ بھی سوار ہوئی بموجب لوح کے

اُس فوج طلسمی نے اطاعت کی آگے آگے امیر ارد ایرج با توقبرلیں پشت چالیس ہزار سوار دلیر با
گرز و خنجر و تیر بطمطراق جاہ و حشم سے روانہ ہوئی کہ مظم

سپہ را بیاراست و خود بر نشست	یکے گرز پر خاشش دیدہ بست
ستمر دند بر میمنہ سہ ہزار	ز مردار و کار آزمودہ سوار
فرستادہ بر میسرہ ہمچنین	سواران جنگی و مردان کین
پس پشت ایشان یلان سینہ بود	سپاہی کہ در جنگ دیرینہ بود
بزد نائے روئین و برشد خروش	زمین آمد از نعل اسپان بجوش

یہ تو اِن تجمل و شوکت سے روانہ ہوئے مگر آئینہ جادو جو دریا پر سے تنکست کھا کر گئی تھی تدابیر لشکر کشی اور قتل شاہزادہ کرتی تھی جب کچھ تدبیر نہ بن پڑی تو مجبور ہو کر عرضی افراسیاب کو لکھی اُسمین سب کیفیت حال بربادی طلسم مندرج کیا اور ایک ساحر کو دیگر روانہ کیا وہ ساحر طلسم ہوشربا مین گیا اور محدمت ملکہ حیرت مین پہونچکر بعد بجا آوری مراسم تعظیم و تکریم عریضہ پیش کیا اُسنے عرضی پڑھکر مع عرضی اُس ساحر کو باغ سیب مین بھیجدیا اُسنے افراسیاب کو تسلیم کی اور عرضی دی بادشاہ نے عرضی ملاحظہ کرکے مشیران سلطنت سے اس امر خاص مین مشورہ کیا کہ طلسم آئینہ کے بارے مین کیا کیا جائے مشیرون نے عرض کیا کہ وہ طلسم شراکت مین کوکب کے ہے وہ شریک عمر ہوا ہے وہ اس مقدمہ مین دخل نہ دیگا اب رہے اہل اسلام اُنسے آپ سے دونون جگہ مقابلہ ہو رہا ہے جینے کو دمکیق پر ساحر جاتے ہین اور یہان مہرخ سے بھی لڑتے ہین پس تیسری جنگ سے کیا فائدہ آئینہ کو یہان بلا لیجیے جب مسلمان ماری جائینگے اُسوقت طلسم اُسکا حوالے اُسکے کیجیے گا یہ رائے شاہ جادوان کو پسند آئی اور عرضی کا جواب لکھا کہ اے ملکہ آئینہ تم یہان چلی آؤ مین سمجھ لونگا پس یہ جواب اُس ساحر کو دیکر دریائے سحر کے پار اُتار آیا وہ وہان سے پاس آئینہ کے آیا جب اُسنے جواب عرضی پایا ازبسکہ دل مین مزا سلطنت کرنے کا بھرا تھا دام آرزو ہوا نے پا بند ملا کیا ملک مال چھوڑکر جانا گوارا نہ کیا کہ بیت ہمہ خواستہ جوید و تمام نتر سد روانش زفرجام بد پس افسران لشکر بلا کر فرمایا کہ ایک لڑائی ساکھ کی ہین طلسم کشا سے اور لڑونگی تم مین سے جسکو جان دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو آسام منظور ہو وہ چلا جائے سب نے عرض کیا کہ ہم جان بازی کو حاضر ہین غرضکہ تین لاکھ کا لشکر درست کرکے اژدر پر بیٹھکر روان ہوئی

کچھ ہی دور قلعہ سے نکلکر آگے بڑھی تھی کہ شہزادہ جو اسطرف سے آتا تھا اثنائے راہ مین مقابلہ ہوا دونون لشکر باہم تلوارین کھینچ کر بھڑگئے شہزادے نے حسب ہدایت لوح اُن تیلون کو حکم جنگ دیا کہ اُنھون نے فوج آئینہ کو قتل کرنا شروع کیا امیر و ایرج لڑنے لگے رنگین جادو حفاظت امیر کرتا تھا اور ایرج پر بسبب لوح کے سحر تاثیر نہ کرتا تھا طلسمی تیلون نے ہزارون کو ہیجان کیا تھا اور آئینہ جادو نے بھی اُس میدان کو میدان رستخیز قیامت بنا دیا تھا آگ برسا کر صدہا تیلون کو جلا دیا تھا جب دوڑکر ترسول مارتی تھی دو دو چار کے کلیجے چھید لیتی تھی واد شجاعت میدان دیتی تھی دریا خون کے بہانے تھے ایک طرف شہزادے نے لاشون کے ڈھیر لگانے تھے کہ بموجب نظم

زبس نالۂ بوق و بانگ سپاہ — شد و گوش گردون کر و دل سیاہ
یکے بزم بد دشت گویا نہ رزم — دلیران دران بادہ خواران چو بزم
خروش سواران چو ابر بہار — دم گاؤ دم نالۂ کرنائے
روان خون چو می نالہ شان بم و زیر — پیالہ سر خنجر و نقل تیر
بہر گوشۂ کشتہ افگندہ خوار — کہ شد لالہ بر تاری اسپان گذار
زبس کشتہ و سر بگندہ نگون — چو دریا ہمیرفت بر دشت خون

آتش جہاں قتال نے خانہ ہائے تن جلا کر روحون سے ویران کر دیے تھے برق تیغ شعلہ فام نے خونین ہستی جوانان خاک کرکے بباد فنا پریشان کر دیے تھے اُسی ہنگامہ مین شہزادے نے لوح کو دیکھا اُسمین واضح ہوا کہ جبتک آئینہ کو نہ مارو گے فتح نہ پاؤ گے بہتر ہے کہ چھپکر اُسکے پاس جاؤ اور لوح اُسکو دکھاؤ نگاہ اُسکی خیرہ ہوگی اُسوقت فوراً تلوار اُسکے سر پر مارنا کہ ہلاک ہو جائے ورنہ اگر بچ جائے تو آفت برپا کریگی شہزادے نے یہ حکم لوح دیکھکر معروف جنگ رہا اور جب غول مین لشکر کے پہونچا مرکب پر سے کود آئینہ نے جو گھوڑا اُسکا خالی دیکھا نعرہ کیا کہ ای یاران طلسم کشا تمہی ہو کر گھوڑے سے گر پڑے جلد اُسکا سر کاٹ لو اور لوح طلسم چھین لو یہ کہکر آپ اژدرے کو دکر خوشی خوشی چلی اُدھر سے شاہزادہ آتا تھا راہ مین سامنا ہوا شہزادے نے لوح سامنے کر دی آنکھین اُسکی بند ہو گئین اور سحر فراموش ہوا شہزادے نے چمک کر تلوار ماری کہ سر پر بیٹھکر ٹانگون سے نکلی دو ٹکڑے ہو کر وہ گری سوار و گیر برپا ہوا بڑے بڑے پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ کر ٹکرانے لگے زمین مین غار پڑ گئے چشمۂ طلسم کے خشک ہو گئے آندھیان اٹھین بعد کچھ

دیر کے آواز آئی کہ افسوس مارا مجکو اُس شخص تو نے کہ نام میرا آئینہ جادو تھا زمانہ بھی روشن ہوا اور
اس صدا کے آتے ہی فوج ساحران مین بھگدر پڑی بقیۃ السیف نے چادر امان ہلائی ایرج نے ہاتھ روکا
افسران لشکر نے خدمت مین حاضر ہوکر رکاب کو بوسہ دیا او انا کمطیع کا دم بھرا شاہزادے نے ہر یک کو
سرفراز فرمایا اور دیکھا کہ وہ طلسمی پتلے اب نظر نہین آتے معلوم ہوا کہ وہ وابستہ طلسم بھی بعد مرگ
بادشاہ طلسم وہ بھی غائب ہوگئے غرضکہ شہزادہ آگے روانہ ہوا تھا کہ وہ شخص معزز وضع پیدا ہوئے
اور پاس آکر یہ عرض کیا کہ مبارک ہو طلسم فتح ہوا ہم خزانہ دار طلسم ہین چلیے اور مال لیجیے شہزادہ نے
اُسکو ہمراہ لیا اس عرصہ مین حنظل و شعلہ دار و ستیارہ و شاپور و لوحدار اپنے احاطہ
سحر سے نکلکر حاضر ہوئے اور تسلیم کرکے مبارکباد فتح طلسم دی اور نذر گذرانی شہزادہ سب کے ہمراہ
وہان سے چلا اور داخل خلوت طلسم ہوا یہان تمام فراہی تھی لیکن عمارتین عمدہ بنی تھین دکانین مثل
عاشق مہجور خالی پڑی تھین بازارین ویران تھین گھیان سنسان تھین شہزادہ تمام مقام ملاحظہ
فرماتا دارالعمارۃ شاہی مین آیا اور دنگل حکومت پر متمکن ہوا حکم آبادی شہر دیا منادی نے ندا کی
کہ بشرط اطاعت حاکم وقت اہل شہر کو قتل و غارت سے امان ہے یہ صدا سنکر اکابران طلسم و رعایا
وغیرہ حاضر ہونے لگے نذرین گذرنے لگین تمام شہر اسلام آباد ہوا القصہ پرستاری کے مندر وغیرہ منہدم
کیے گئے مسجدین اور خانقاہین تعمیر ہوئین شہزادے نے کسی کو سرفراز کیا اور کسیکو جان سے مارا غرض جب
یہ سب انتظام ہوچکا تو حنظل سے پوچھا کہ تمام طلسم فتح ہوا مگر ملکہ بلور کا پتا نہ ملا اُسکو تلاش کرنا لازم ہے
یہ کلام سنکر اکابران طلسم نے عرض کیا کہ حضور ایک باغ مین ملکہ قید ہین وہان تشریف لیجیے ملکہ سے ملاقات
ہوگی شاہزادہ اُسیوقت روانہ ہوا اور شہر کے اندر ایک باغ تھا کہ سراسر پھولون سے بھرا سرسبز ہوا نظر آیا
چار بارہ دری چار کونون پر تعمیر خوبی مین اپنی نظیر رکھتی تھی ہر ایک بارہ دری پر پردہ ہائے زربفت
جنکی ڈوریون مین بنفشہ کے پھندے لگے شاہزادے نے اندر جانا چاہا تھا کہ اندر سے چند کنیزین نیلا
کچیلا لباس پہنے ظاہر ہوئین اور شہزادے کو سلام کرکے ایک بارہ دری کی طرف لائین پردہ اُسکا
اُٹھایا شہزادے نے دیکھا کہ سامنے تخت بچھا ہے اور اُسپر زنجیر طلائی پہنے ملکہ بلور بیٹھی ہے ایک شیر
پایۂ تخت سے بندھا ہے اُس سے کہہ رہی ہے کہ ای شیر تو مجکو کھاے کہ فراق شہزادہ دلدار مرگ
سے بدتر ہے کہین یہ دم نکلجائے تو روح خواب عدم مین آرام پائے شہزادہ نے یہ سنکر رو دیا

اور دیکھا کہ ملکہ کی آنکھون مین حلقے پڑگئے ہین لباس خاکستری ہوگیا ہی چہرے پر خراش ناخن جابجا ہی یہ دیکھتے ہی بیتابانہ آگے بڑھا وہ شیر جو بڑھا ہوا تھا حملہ آور ہوا شہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح سر براہمین شیر کے لگادے پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھ لے شہزادے نے جب وہ زنجیر توڑکر اور طمانچہ تیار کرکے آگے بڑھا لوح کو اُسکے سر پہ مارا وہ قلابازی کھاکر گرا اور پھٹ کر ہلاک ہوگیا شہزادے نے بڑھکر زنجیر پاے ملکہ کو دفع کیا اُٹھکر گلے سے لپٹ گئی دونون بلک کر رونیلگے منھ اشکون سے دھونے لگے غم فراق زبان پر لائے اپنے اپنے دکھڑے سُنائے آنکھونسے دریا بہائے کہ بیتابی مثنوی

بغل کھول کر بھر تو آپس مین مل	وہ رویا کیے دیر تک متصل
بیان دونون اپنا چوکرنے لگے	دُر اشک سے چشم بھرنے لگے
گلے ملکے رونے لگے زار زار	کیا اپنے تن من کو اُسپر نثار
پڑا اُس تخت کے گرد پھرنے لگا	بلا اُسکی لے لے کے گرنے لگا
کہی سرگذشت اپنی اُسنے تمام	کہ اسطرح پہونچے ہین ہم تم تلک
اُدھر اشک خونین اِدھر چشم نم	اُسکا غم اور اُسے اُسکا غم
نہ وہ رنگ اِسکا نہ وہ اُسکا حال	تن زرد زرد اور رُخ لال لال
بہم دو خزان دیدہ گذارے	ملے جیسے بیمار بیمار سے

آخر سب نے عرض کیا کہ بی بی شب فراق جامع المتفرقتین نے مبدل بہ سحر وصال اب خدا تمکو نہ رُلائے یہ روز جدائی پھر خدا تمکو نہ دکھائے اب ہنسی خوشی کی باتین ہون ۔ رونا دھونا موقوف کرو کہ بیت بس اب کچھ خوشی کی کرو گفتگو ۔ خدا پھر رُلائے نہ تمکو کبھو ۔ حاصل مرام ملکہ گلفام ہمراہ شہزادہ روانہ ہوئی اور محل مین پہونچکر حمام مین گئی نہا دھوکر باہر آئی اور لباس و زیور سے بصد تزئین و آراستہ ہوکر بہتر از ماہ و خورشید بنی حسن کی چمک ضیاے مہر کو شرمندہ کرتی کہ مثنوی

دوبارہ کیا اُسنے اپنا سنگار	چمن مین نئے سر سے آئی بہار
نہا دھوکے نکلی عجب آن سے	کہ الماس نکلے ہی جون کان سے
نہانے سے نکلا عجب اُسکا روپ	کنول آئے بدلی سے جسطرح دھوپ
جلانے کو عاشق کے دکھلا پھین	لیا سُرخ اُس گل نے جوڑا پہن

اُسی رنگ کے ساتھ کا سب لباس	تصور مین ہو شیخ جسکے نہاں
بھبھو کا ساتن اور منھ کی دمک	کہ جون شعلہ آتش سے اُٹھے بھڑک
نکیلی وہ ارٹھی ہوئی چھاتیان	بھری اپنے جوبن مین اترانیان
گلے کی صفائی رہہ کرتی کا چاک	تڑاتے کی انگیا کسی ٹھیک ٹھاک
وہ کنچن سی اُسمین پکین لال لال	بھری رنگ سے تمغے کے مثال
نلاہٹ وہ بھٹنی کی اُس سے نمود	کہ جون شیرخ چہرے پہ خال کبود

شاہزادے سے ازبسکہ عقد چہا تھا اور خیمہ شاہزادے سے ملکہ کو آئینہ پکڑ لائی تھی اسوقت ملکہ پاس آکر شاہزادہ خلوت آرا ہوا اور دیر تک جلسۂ ایسا ماسا جام شربت وصل پیا پھر برآمد ہو کر ہمراہ خزانہ داروغہ کے کوٹھے جا کر کھلوائے اور جائزہ اسباب لیا چالیس ہزار خفتان زرین بادلہ نگار اور بارگاہ آئینہ یعنی آبگینے کی اور دنگل اور اسلحہ اور مرکب اور پانچہزار عراقی زرسرخ و جواہر کے اور کئی سو جوڑی نقارون کی سیمین و طلائی اُسمین سے نکلین اور ایک صندوق مین سے دو تلوارین ملین ایک کے قبضے پر لکھا تھا کہ اس تلوار سے قضا ملکہ نازک چشم کی ہے اور دوسری تلوار قاتل ساحران جہان تھی اس صندوق یا تلوارین تھین پہلے بیان ہوا کہ ایک ملکہ بلور بہزتبل سوار طلسم لیگئی تھی اور ایک موکل اسم کے پوشاک کے ہمراہ شہزادے پاس لے گئے تھے جس سے آئینہ ماری گئی اب دو باقی تھین وہ بھی ملین شہزادہ اسکے ملنے سے خوش ہوا اور دارالعمارہ مین آکر سامان روانگی کیا سب مال طلسم بار کرا کر مع خیمہ و خرگاہ آپ بھی قاصد روانگی ہوا ملکہ بلور کو اس جگہ کی سلطنت سپرد کر کے امیر سے خلعت حکومت دلوایا تاج شاہی پہنایا اور رنگین کو افسر کیا شعلہ دار کو نائب بنایا لوحدار کو مشیر سلطنت مقرر کر کے ملکہ حنظل اور سیارہ کو خلعت دیکر حکم دیا کہ فلور نگس کوہ مین جا کر پدر بزرگوار شہزادہ قاسم کو مژدۂ فتح دین اور ملکہ صنوبر کو اُنکے ہمراہ سمت لشکر اسلام روانہ کرین حنظل حسب الشاد مع عیار روانہ ہوئی مہان شہزادہ قاسم اُترا ہوا تھا کہ یکایک سمت طلسم آئینہ اندھیرا ہو گیا اور غبار سیاہ اُٹھا صدائے مہیب آئی بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ رفع ہوا وہ پہاڑ وغیرہ منظر سے غائب ہو گئے اور میدان نظر آنے لگا قاسم نے مقبل سے فرمایا کہ شاید طلسم آئینہ ٹوٹ گیا اور فرزند میرا کامیاب ہوا یہ فرما رہا تھا

کر سیارہ و خطل نے آکر مژدہ فتح طلسم دیا قاسم نے سجدۂ شکر کیا اور جلد جلد کارسازی لشکر فرما کر
ملکہ صنوبر و نرگسی چشم کو ہمراہ لیکر مع سیارہ بحشم و خدم کوچ فرمایا کہ نظم

نہ گردان جنگی و نام آوران
کہ چون مقبل شیر دلیاس خان

گزین کردہ از دان نامداران سوار
دلیران جنگی دہ و دو ہزار

سپہ در پیادہ دہ و دو ہزار
گزین کرد آن از در کارزار

بفرمود تا جملہ بیرون شدند
ز پہلو سوے دست و ہامون شدند

وزان جا سگہ کوس برپیل بست
بگردان بفرمود و خود بر نشست

پس اسی جاہ و جلال سے سمت لشکر اسلام روانہ ہوا اور اسطرف ایرج نے چند ساحرون سے
حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر اسلام جس جگہ اترا ہے وہانسے اشقر کو لے آؤ لچمن نے عرض کیا کہ اشقر
صحرا مین ہوگا کیونکہ جب مین امیر اٹھا لایا تھا تو لشکر بڑی تباہی تھی یہ کیکر سب حال بربادی عسکر
نصرت انجام اسلام بیان کیا شہزادہ کو غصہ آیا اور جلد درستی لشکر کرکے مرکب پر سوار ہوا اور
امیر کو ایک تخت پر سوار کرکے ساحرون نے اس تخت کو اڑایا یہ اسلیے کہ جب امیر پردۂ قاف پر گئے
تھے اور ارنائیس دیو اور لامیسا پری کہ اشقر کے ماں باپ تھے اور انکو ملکہ آسمان پری
نے اس جرم مین قتل کیا کہ وہ دونون امیر کو پردۂ دنیا کی طرف لاتے تھے پس جب وہ مارے گئے تو اشقر
کو امیر نے اپنا بیٹا کیا اور اس سے وعدہ فرمایا کہ سوا تیری پشت کے اور کسی پر مین سوار نہونگا چنانچہ
ایکبار امیر فیل لنڈھور پر سوار ہوئے تھے تو اشقر خفا ہوکر دریا مین گر گیا تھا اور جب کنارے نکلا تو
مادیان بحری سے جفت ہوگیا اس سے کہ پیدا ہوا کردبن اشقر کہ جو شہزادہ ایرج کو ملا ہے حال
اسکا نوشیروان نامہ اور ایرجنامہ کے دفترون مین درج ہے غرضکہ شہزادہ بمکنت و جاہ اس
عظمت سے چلا کہ آگے آگے فیلان پرالم جلوہ دکھاتے اور کئی سو نقارے بخت بیج مین مرکب
پر بہ شہر یار گردانون کے پرے سواران طلسم ہمراہ بارگاہ والی خزانہ کا منھ کھلا علم نشیر پیکر
کاسر پر سایہ شاپور عیار رکاب تھا بنے ہنسکر باتین کرتا مدے اطرف پیدا کہ ابیات

بفرمود تا برکشید ندائے
سپہ اندر آمد ز ہر سو بجائے

برآمد بگردو برشد خروش
ہمے کرشدی مردم تیز گوش

سنانہا سے الماس در تیرہ گرد	ستارست گفتے شب لاجورد		
ہمہ غرق در آہن و سیم و زر	سپرہاے زرین و زرین کمر		

اسطرف سے شہزادہ قاسم اور اس جانب سے یہ دونون سمت اسلامیان روانہ ہوئین مگر اہل اسلام کا حال سنیے کہ رات بھر پہاڑ پر کھڑے رہے جب کوہ خاور سے آفتاب نے سر بلند کیا اور توسن فلک پر سوار ہوکر فوج سیارگان پر حملہ آور ہوا کہ ابیات

ازان رود گر آیند از غبار	برون آمد دشہ جہان زر نگار		
فلک را درین بام نیلی سرست	در ایوان فگندند زینہ خشت		

صبح ہوتے ہی نازک چشم دلقا با فوج گران سوار ہوکر سامنے پہاڑ کے آئی اور دیکھا کہ چار سمت اندھیرا چھایا ہی عیار بھی گھاٹیان چھوڑکر بھاگ گئے ہین پہاڑ پہ سے رونے کی صدا آتی ہی یہ حال دیکھکر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور سحر سے ایسا دھواں تیز کر دیا کہ پہاڑ پر فوج چڑھتے بھی نظر نہ آتی تھی اور ساحرہ خود بھی مع گروہ ساحران اڑکر چلی کہ سب کو جاکر باندھ لاؤن غرضکہ یہ سامری و جمشید کے نوے بلند کر کے فوج نے دھاوا کیا پہاڑ پر سے عیارون نے بارگاہ سلیمانی کے درجون مین ٹھہر کر تیر مارنا شروع کیے اور سبنے بلبلاکر استغاثہ بدرگاہ بے نیاز کریم کارساز کو کہ بیت ترا آمد سے ہمین اے رحیم ۔ بچاے ہمین دشمنون سے کریم ۔ یہ دعا کرتے ہی از حکم عزیز بے بدل بر صفا بجان لم یزل دامن دشت سے گرد اڑی کہ سپہر دوار تیرہ و تار ہوگیا نازک چشم گرد کو دیکھکر رکی اور بختیارک نے ہاتھی پر کھڑے ہوکر گرد کیطرف دیکھکر کہا کہ آیے آیے بسم اللہ بسم اللہ بہت اس ساحرہ فجر نے سر اٹھایا ہی مانتی ہی نہین واصل جہنم اسکو فرمایئے لقمانے یہ سنکر کہا اے شیطان کیا بکتا ہی اسنے کہا جلد بھاگ جاے وہ آگئی تقدیر پلٹ گئی نازک چشم ہاری گئی یہ کہہ رہا تھا کہ نارک چشم اسکے قریب آئی اور کہا کیا بکتے ہو اسنے کہا آج تک تمھاری زندگی تھی اب تم مردہ ہو اگر بچ جاؤ تو مجکو شیطان نہ کہنا مسلمانون پر کبھی ایسی آفت نہ آئی تھی جو اب آئی آخر انکی خدا نے مدد کی اسی گفتگو مین یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور شہزادہ قاسم نمودار آیا کہ زرہ یاقوت زرنگار پہنے جیسے آفتاب تابان میان شفق نمایان مرکب کوہ کفل اڑتا بر چھاز چھاگونی پر مرکب کے رکھا ترکش مثل دم طاؤس برابر کمر کے لگا کمان کیانی سے دوش پر یہ ثابت کہ آفتاب برج قوس

مین آگیا ہے بلکہ گیا دہ چرخ کبود اسیر قربان ہوا ہے کہ ابیات

چو شید بس ہفت پارہ حریر	سبکے خود چدش زرہ دلپذیر
ہمان جوشن و خود نیزہ بدست	چو شیدہ در زیر شان چون زبر
کمندے و گرزے و نیزہ بدست	بہ اسپ تگاور دران برنشست
پر از گرد شد روے ماہ از نبرد	پر از خاک شد کام ماہے ز گرد
ز بانگ بلان مغز ہامون بخست	از انبوہ جان راہ گردون ببست
ز گرد سپہ خنجر جنگیان	ہمے تافت چون خندہ رنگیان

پس پشت سواران جرار مقبل وفادار آتے ہی نعرہ زن ہوا کہ اے فرقہ ساحران اشرار دست خود سانگمدار کہ ماہم رسیدیم یہ کہکر حرکب اٹھا کر فوج پر آپڑا تلوار کھینچی بجلی چمکنے لگی سر رسنے لگے پہلے ہی حملہ مین بہت ساحر واصل جہنم ہوئے بختیارک نے ساحرہ سے کہا کہ کیون ملکہ دیجا کہ اب اسلمانونکی مدد آنیکا لگا لگ گیا خیریت اسی مین ہی کہ بھاگ چلو نازک چشم پر یہ کلمات شنکر غضب طاری ہوا اور خود آگے بڑھی فوج کو للکارا ادھر سے قیماس خان و الماس خان وغیرہ سرداران شہزادہ آپڑے تیر جگر

دخنجر جانستان و تیغ گلوگیر کے وار شروع ہوئے کہ مقتضاے ابیات	
ہمہ برشد از عاج مہر خروش	جہان آمد از نالہ روئین بجوش
جہان گشت برگرد آوردگاہ	ز خواست دریا ز نادرد جوئے
زمین ہمچو کشتی شد از موج خون	گہی راست جنبان گہی سرنگون
کمان ابر و باران پیکان الماس بود	سر و مغز پر جوشش دسواس بود
ز بس کشتہ زہر دو گردہ	ز خون خواست دریا ز کشتہ کوہ
نہ پیدا بدہ از خون تن رزم کوش	کہ فولاد پوش ست با نقل پوش

نازک چشم تڑپ کر رہ گئی اور پکاری کہ اے قاسم تیرے دادا کو مین بھگا چکی ہون اور سب سردار پکڑ لیے ہین تو میرا کیا کریگا شہزادی نے یہ کلمات شنکر ایک خدنگ دل دوز اسپر لگایا کہ اسکے سینے پر پڑا مگر اچٹ گیا اور وہ جو تڑپ کر وہان سے گری مثل بلاے ناگہانی قاسم پر آئی اور پنجہ مین داب کر اڑی لشکر مین لائی قید سحر مین مبتلا کر کے بیہوش کر دیا اور پھر آگے بڑھکر

ایسا سحر کیا کہ دھوان اُس لشکر پر بھی چھاگیا اور ہر ایک مبارز یا بگل ہوکر اپنے مقام پر کھڑا رہ گیا سو جھنا بھی آنکھون سے موقوف ہوا پس اسنے اپنے لشکر کو جنگ سے منع کرکے حکم دیا کہ ذرا تامل کرو وہ سب رُکے اُسنے قاسم کو سامنے طلب کرکے کہا کہ اب بھی کچھ نہین گیا ہی خداوند کو بارادت تمام سجدہ کر قاسم نے زبان پہ طعن کھولی اسنے جھلاکر پھر قید کیا اور ایک ساحر کو سامنے پہاڑ کے بھیجکر کہلا بھیجا کہ اہل کوہ سے کہو حاضر ہوکر اطاعت کرین بادشاہ اسلام کا اگر سجدہ کرنا منظور کرین تو خداوند اُنکی بڑی عزت و حرمت فرمائین گے اور ملک و مال عطا کرینگے وہ ساحر روبرد کوہ کے جاکر پیام گذار ہوا یہان قاسم کی آمد دیکھکر عیار خوش ہوئے تھے اور سمجھے تھے کہ شہزادہ کوئی تحفۂ طلسم لایا ہوگا اور ساحرہ کو قتل کریگا یہ سمجھکر بادشاہ اور کرب کو ہوشیار کیا تھا بادشاہ یہ ساحر دیکھکر آراستہ ہوکر چاہتے تھے کہ پہاڑ سے نیچے اُترین کہ اُسوقت خبر گرفتاری قاسم پہونچی نہایت درجہ صدمہ ہوا اس اثنا مین پیام ساحرہ شاہ پہونچا فرمایا کہ جواب ان باتون کا سخت و درشت لکھکر تیر مین باندھکر نیچے پھینک دو نامہ تیر مین باندھکر جواب ان کلمات کے پھینکدیا مضمون یہ تھا کہ او مجبہ تو کیا بکتی ہے مین تجھپر لعنت کرتا ہون اور خدا پر شاکر ہون انشا اللہ عنقریب تو ماری جائیگی غرض جب یہ جواب ساحرہ نے جاکر نازک چشم کو دیا وہ آمادۂ حرب کھڑی ہوئی تھی پھر فوج کو درست کرکے چلی اور اُدھر عیارون نے عرض کیا کہ ای بادشاہ بارگاہ سے باہر نکلنے کا راستہ نہین ہے دھوان سحر کا چھایا ہی پہاڑ سے اُترنے نہ پائین گے باہر نکلتے ہی گرفتار ہو جائین گے اس سبب لازم ہی کہ یہین اس قلعہ کو آنے دین اور اسی جگہ سے لڑین شاہ اور کرب یہ سُنکر مجبور ہوئے کہ واقعی جب پہاڑ کے نیچے نہ جا سکے تو پھر باہر نکلنا بیکار ہی اس سے تو یہی بہتر ہے کہ یہان ہوش و حواس کے ساتھ رہین اور جب فوج یہان آجاوے تو اپنی جان دین فی الجملہ یہ تو آمادۂ مرگ یہان ٹھہرے اور زیر کوہ نقاد نازک چشم شادان و فرحان آکر حملہ آور ہوئے پھر وہی آفت برپا ہوئی کہ ساحر پہاڑ پر چڑھنے لگے اور عیار پتھر لگاتے تھے عورتین دعا کر رہی تھین کہ یکایک ہوا سے گرد اُڑی بختیارک پکارا کہ اے ملکہ دیکھو اجل کا پیام دمبدم آتا ہے لوگے دیتے ہین کہ ایکی ستارہ تمھارا گردش کھا گیا ہے تمھارے لیے فنا ہے نازک چشم نے کہا تو شیطان ہی لون ہی بیہودہ بکتا ہی یہ کہہ رہی ہین کہ آکر اُس گرد کو ہوا نے برطرف کیا اور سامنے سے سواری زبدۂ خدا پرستان شاہزادہ ایرج نوشروان کی پیدا ہوئی کہ مرکب طلسمی زیر ران بگدری

کرتا طرار سے پھرتا آتا ہے پشت پر فوج کثیر کا مجمع ہے ایک جوان چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بہ وضع روان شاپور عیار رکاب تھا نے باتین کرتا آتا ہے جب قریب پہاڑ کے پہونچا سامان جنگ دیکھکر سمجھ گیا کہ اہل اسلام پر وقت تنگ ہے پس ایک نعرہ کو ہنگام بلند کیا کہ ارے تیرہ سران نعرہ

چو دریا برآورد از سینہ جوش	کفے بر لب آورد و برزد خروش
من آن شاہ گیتی ستان آیرم	کہ از من بلرزد تن شاہ جم
دہم اژدہا گیرم اندر مصاف	نتابد برگرز من کوہ قاف
سپہر چرخ را زیر پا آورم	بہر رزم مردے کجا آورم

یہ نعرہ کرکے تیغ کھینچکر لشکر عدو پر آپڑا اسکے ساتھ فوج طلسمی نے مار تلوار ضلکہ ڈال دیا سناٹا ہی نعرہ اُس تاریکی دود سحر مین لسان انجم چرخ لاجورد چمکتی تھین روحین قفس تن مین پھڑکتی تھین تلوار کی زبان خون کی پیاسی تھی زبان تیر لب سوفار چاٹتی نظر آتی تھی چہرے مبارزون کے خاک پر خون مین آلودہ کٹے پڑتے تھے مصور مرگ نے نگارستان جنگ مین خاکے کھینچے تھے روے زمین مرقع خانہ تھا زندگی پر حرف آنیکا بہانہ تھا تقدیر کا لکھا بیادی شمشیر آگے آیا تھا موت کے لکھنون پر زبردستون کو چلنا پڑا تھا لوح پیشانی خط غبار سے لکھی گئی تھی طغرا نگار اجل نے حیات کی مدکی کشش مختصر کھینچی تھی قضا کے دائرے مین نقطہ وار ہر ایک گھرا تھا فوج کے لام کو الف تیغ نے لام الف بنا کر لا یعنے نیست کر دیا تھا جوانون کے چہرے جو دفتر شجاعت مین صاد تھے وہ نون نفی نے نظری کر دیے تھے خلاصہ یہ کہ کشتون سے کلک شمشیر نے صفحہ دشت بھر دیے تھے دامن صحرا مین سروں کے نقطے دیے تھے نظم

بر آمد خروشش از دلیران جنگ	یکے حملہ کردند ہمچو ان پلنگ
کشیدند شمشیر زہر آبدار	فتادند در دامن کوہسار
بکشتند چندان در آن خارہ سنگ	کہ از خون زمین گشت لعل پلنگ
بہر سو سر بود در خاک و خون	تن بد سگالان ہمہ سرنگون
چو مرغے کہ او دانہ چیند ز خاک	ربودند ازان بدتنان جان پاک
فگندند در دشت یک یک بہ تیغ	کہ بر بستہ گردید بر چرخ میغ

اُسی گرمی حرب مین نازک چشم بغیظ و غضب تمام ایرج پر آپڑی اور یک نا یخ سحر پڑھکر

مارا شہزادے پر بسبب لوح اور تیغہ وغیرہ کے کچھ اثر نہوا نار سے شق ہوکر الگ گرا شہزادی نے وہی تلوار جس سے اسکی قضا تھی کھینچکر لوہ کیا کہ بیت ہمی بیزہ بیم دل دہوش تو + ہمی گوز بینیم آغوش تو + نازک چشم تو جانتی تھی کہ میری قضا بغیر تیغ طلسمی نہین ہے یہ سیر اکیا کرے گا پس اُسنے سر اپنا سامنے کر دیا گویا قضا کو سر آنکھون سے قبول کیا سر تسلیم جادۂ فرمان مرگ پر رکھا شہزادے کی تلوار سر پر جو پڑی ٹانگون سے نکل گئی العیاذ باللہ زمانہ مین آفت عظیم آئی وہ سیاہی جو عالمگیر ہورہی تھی دفعتاً غائب ہوئی اور آسمان سے تیر برسنے لگے شور قیامت خیز برپا ہوا بخت یارک پکارا کہ واہ واہ کیا کہنا ہاتھ کی صفائی اسکو کہتے ہین کہ لشکر بھی لگا زخما یا خدا وند جلد تقدیر گر نہ کیجیے نہین تو یہی حال آپ کا بھی ہوا چاہتا ہی تو اسا حضور کا بہت ہٹ چھٹ نظر آتا ہے لقا نہایت رنجیدہ ہوا اور سوفار کو للکارا کہ لے اس بندۂ بے ادب کو وہ آگے بڑھا اور بغضب بسیار للکارتا ہوا قریب شہزادہ آیا اور ایک ناوک مارا شہزادہ پر تو سحر اثر نہین کرتا ہے وہ بھی خالی گیا اپنے ترسول مارا شہزادہ نے رد کرکے کمر مین ہاتھ دیکر اسکو اثر ور پر سے اُٹھا لیا اسوقت فوج کو ہی اور ساحران وغیرہ کو لقا نے نہیب دی کہ ہان رد کو اسکو وہ سب جھپٹے ادھر سے مبارزان مردمیدان سروتن کے خریدار جان کے خواہان دوڑکر غٹ پٹ ہوگئے ہلچل پڑگئی بڑے جھگڑے سے تلوار چلنے لگی لیکن ساحرہ کے مرنے سے تاریکی جو دفع ہوئی عیار پہاڑ پر سمجھ گئے کہ ساحرہ وارالبوار مین پہونچی بادشاہ کو مژدہ دیا بادشاہ مع کرب اور جو سپاہ کہ بالاے کوہ موجود تھی اسکو ہمراہ لیکر پہاڑ پر سے اُتر آئے اس عرصے مین تخت پر امیر سوار آکر پہونچے اور سارے جانے سے ساحرہ کے وہ مہوتی جاتی رہی اسم اعظم یاد آیا بس یہان پہونچکر ایک نعرہ کوہ شگاف اللہ اکبر کا کیا لقمہ جو صاحبقرانی کی صدا چوکنہ کوس جاتی ہی اشقر نعرہ سُنکر صحرا سے دوڑا اور خدمت امیر مین آیا امیر سوار ہوئے اور لڑنے لگے مگر تازہ ماجرا سُنیے کہ سرداران اسلام جو زمانہ دراز سے پہلے ساحر مثل اخگر و عقاب و مہنت وغیرہ کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے تھے اور سب کے ہی قبضہ ساحرہ نے اپنے سحر مین کر لیا تھا اور خود بھی سردارون کو مقید کیا تھا چنانچہ اسکے مرتے ہی وہ سب ہوشیار ہوگئے اور قید سحر انکے جسم پر سے دور ہوگئی بس اصلی قید توڑ توڑکر وہ باہر نکلے اور جو عیار قید تھے وہ بھی چھوٹ گئے اور بہ حفاظت مقام فرودگاہ پر ساکن ہزار سوار

تازک چشم چھوڑ آئی تھی اُنپر جا پڑے از بسکہ یہ سردار دیو بند و دیو کش رستم سے کہین بڑھکر ہین وہ سوار تاب جنگ نہ لاسکے بھاگ کھڑے ہوے یہ بھی اُنکے تعقب مین چلے اور ر والقا کے لشکر مین سردار سب شریک اپنے لشکر کے ہوئے اور اول کہا گیا تھا کہ تازک چشم سے جب بادشاہ نے شکست کھائی تھی تو اُسنے وہ لوگ جو میدان مین بیہوش اور نابینا ہو گئے تھے اُنکے گرد احاطہ سحر کر دیا تھا الحال وہ احاطہ سحر بھی دفع ہو گیا اور لشکری ہوشیار ہو کر چلے اور آکر زیر کوہ شریک رزم ہوئے اور لشکر قاسم و مقبل جو ابھی تازہ تازہ گرفتار ہوا ہے وہ بھی سنبھلکر لڑنے لگا شہزادہ قاسم بھی قید توڑ کر نکلا اس ہجوم کے ہوتے ہی لشکر ساحران باقیماندہ فرار ہوا اور بختیارک نے فیلبان کی پکڑی اُچھال دی کہ اے بے جلد ہاتھی بھگا کیا خداوند کو قتل کرائے گا فیلبان نے ہاتھی بھگایا اور فوج نے بھی جھرمٹ کھایا بھگدر لشکر مخالف مین پڑی اور اسلامیون کی فوج پیچھے چلی ایرج نے سوفار کو حوالہ شاپور عیار کیا کہ اُسنے اسکو حباب مار کے بیہوش کیا اور زبان مین سوزن دے کر مقید کر کے لشکر مین رکھا شہزادہ زد و کشت کرتا ہوا عقب لشکر حریف چلا لشکر پہلے اُسجگہ آیا کہ جہان اہل اسلام کا لشکر تھا کیونکہ وہ مقام بھی بہ قبضہ مین کر چکا تھا غرضکہ وہان پہونچکر ٹھہرنا چاہا تھا کہ فوج ظفر موج نے آتے ہی حملہ کیا یہ پھر بھاگا اور اپنے مقام فرودگاہ پر آیا یہان پڑا دیر بھی خازیان دیندار نے نہ پڑنے دیا اُسجگہ کو بھی چھوڑکر فرار ہوا اور قلعہ عقیق کوہ کے اندر چلا گیا اہل اسلام نے تا بہ قلعہ پیچھا نہ چھوڑا جب یہ قلعہ مین جا چکا اور در قلعہ بند کر لیا پل تختہ اُٹھوا لیا اُسوقت اہل اسلام پھرے اور اسکے اردو پر اُسکے گرد تا دیر بارگاہ و بازارین و خیام وغیرہ لوٹے بعد غارت وغیرہ کے آگ خیمون مین لگا دی اور بفتح و فیروزی اپنے مقام خیمہ گاہ پر آئے بارگاہ سلیمانی پہاڑ پر سے منگوا کر استادہ کی ناموس امیر و سرداران بھی داخل سرا پردہ عصمت ہوا امیر و بادشاہ و جملہ سردار بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز ہوئے بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا اور حکم دیا کہ بازارین لشکر کی آراستہ ہون اُسیوقت منادی نے ندا کی ڈھنڈورا کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم صاحبقران بہادر کا دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا ہے در امن و امان کھلا ہے اہل اسلام جہان جہان مخفی ہین وہ آئین اور آرام سے مسکن گزین ہون ساحر فنی اعلان ہوئے یہ صدا سنتے ہی فوج جو شقاب جبال

یہن پنہان تھی آنے لگی اس عرصہ مین رعایاے انجم جو بارگاہ چرخ سے بخوف صرصر دخشان فراری تھی پھر آکر آباد ہوئی اور بازار فلک کی رونق افزائی زیادہ تر نظر آئی کہ بمقتضاے **ابیات**

چو خورشید بر جاے مغرب رسید	رخ روزر روشن بشد تا پدید
برون رفت خورشید مشعل زباغ	فروزان شد از ماہ انجم چراغ

اسی رات بھر مین وہی سامان جو پہلے تھا درست ہو گیا بازارین گلیان رعایا برآیا آباد ہوئی خلقت دلشاد ہوئی سب سردار حمام کرکے لباس فاخرہ پہنکر بارگاہ مین رونق افروز ہوے محل مین برمحل رست جگہ اور کونڈے صمنک وغیرہ ہونے لگین لاکھون روپے کا تصدق اُتر گیا آپس مین گلے ملکر سب مبارکباد دیتے تھے دربار مین بادشاہ نے جشن ہونے کا حکم دیا تھا ملکے رقاصاون کے حاضر تھے ساقیان گلعذار جام مے گلفام پلاتے تھے مجری نغمۂ عشرت سناتے تھے **نظم**

خوشی مین کیا یان تلک زرنثار	جسے ایک دنیا تھے بخشتے ہزار
جہانتک کہ سازندے تھے ساز کے	دمن دست کے اور آواز کے
لگے بجانے اور ناچنے ایک بار	جہانتک کے تھے گانیک اوتربت کار
گلے بجنے تانون وبین و رباب	ہوا ہر طرف جوے عشرت کا آب
گجی تھا پطبلون کی مردنگ کی	صدا اونچی ہونے لگی چنگ کی
گماچون کو سازنگیون کو بنا	خوشی سے ہر اک انکی طربین ملا
ستارون کے پردے بنا کر درست	بجانے لگا سب وہ چالاک دمجیت

کئی روز تک یہی جلسۂ طرب برپا رہا اور اسی زمانۂ عشرت آگین مین امیر نے سوفار کو سامنے طلب فرمایا اور ستون بارگاہ خاص سے بندھوا کر سوال اسلام کیا اُس مکار دغدار نے اشارہ سے اقرار کیا کہ مین مسلمان ہوتا ہون امیر نے سوزن زبان سے نکلوا لیا اور کھلوا دیا وہ دوڑکر قدم اقدس پر گرا اور عرض پیرا ہوا کہ جو آپ کے دین مین آئے کیا کہے امیر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا یہ دل مین کینہ رکھکر مرے کیطرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے اِسکو خلعت دیا یہ بھی رہنے لگا اُسطرف سوفار رنجیدہ و پریشان حال قلعہ مین کئی روز تک ساکن رہا لشکر کہ فرار ہو گیا تھا وہ پھیلے دس پانچ روز مین پھر آکر جمع ہوے اور لاکھون مارے گئے تھے

چھپے تھے جب وہ آچکے تو سلیمان نے خداوند کو تسکین دی اور پھر عرضی **افراسیاب** کو لکھی
اُسمین جملہ کو الف جنگ درج کرکے تاکیداً درخواست کی کہ بہر امداد خداوند بہت جلد کسیکو بھیجے کیونکہ
یہان کوئی باقی نہین رہا **سوفار** بھی زندہ گرفتار ہوگیا ہے اور یہ بھی ترقیم کیا کہ درصورت عدم مدد
رسانی عتاب خداوند کا ڈر ہے کہ خداوند آجکل ہم بندون سے ناراض بہت ہین غرضکہ اسی عرضی کو
حسب دستور بہاؤ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ عرضی اُٹھا لیگیا سب **لقا** پرست تو باانتظار جواب
عریضہ مسطور بیٹھے لیکن **سوفار** جو بمکاری مسلمان ہوا ہے اُسکا حال بیان کیا جاتا ہی کہ امیر نے
اُسکا بڑا مرتبہ کیا ہے خیمۂ زربفتی رہنے کو ملا ہے بجز یہ ہے کہ بادشاہ حبشن سے فرصت پائین تو کوئی
ملک حضور سے کہکر اُسکو دلائین اُدھر تو یہ پرورش ہے مگر بموجب ع اہل بدار خطا نکند پھر اُسنے
یہ تدبیر کی کہ بادشاہ کئی روز کے بوجہ حبشن جاگے ہوے تھے ایک خیمہ مین آکر آرام پذیر ہوئے پس موقع
اُسنے پایا قریب خیمہ آکر ایسا سحر پڑھا کہ خادم خدمتگار بیہوش ہوگئے یہ اندر خیمہ کے آیا کیونکہ بادشاہ
اسلیے بارگاہ سلیمانی سے الگ ہوئے تھے کہ وہان مجمع زیادہ ہے نیند نہ آئیگی نی الحال اپنے سحر سے
شاہ کو بھی بیہوش کیا اور خیمہ مین داب کر آڑ گیا اپنے لشکر کیطرف یہ سوچکر نہ گیا کہ عیار پتا لگا لیجائینگے
صحرا مین سیدھا آیا اور ایک پہاڑ کے درے مین نار تیرہ و تار دیکھکر اوسمین شاہ کو رکھا اِس یوسف
سلطنت کے غار مین پہونچنے سے وہ غار یا تو لبان دیدۂ یعقوب اندھا تھا یا روشن ہوگیا اور
اُس گنجینہ کنز صاحبقرانی کو اُس مار خونخوار نے اسطرح مخفی کیا کہ براہ سنگدلی ایک پتھر دہن غار پر
رکھکر بند کر دیا اور ایسا سحر کر دیا کہ وہ غار نظر مردم سے نہان ہوگیا پھر آپ لشکر اسلام مین
آکر اپنی جگہ پر رہنے لگا وہان رات بھر خدمتگار وغیرہ بیہوش پڑے رہے جب نار مشرق سے
شاہ خاور نکلا اور ہر ایک انجم فلک تشیب علم مین بطور شاہ اسلام مخفی ہوا **نظم**

چو شب تیرہ آخر شدہ روز شد	کہ خور برشہ رنگ فیروز شد
جہان گشت از مہر روشن چو ماہ	دوان آمدند آن چو در خیمہ گاہ

صبح کو سوفار نے رو بسحر پڑھا کہ خادم ہوشیار ہوئے اور اندر خیمہ کے گئے بادشاہ کو پلنگ پر نہ پایا
شور و غوغا مچا یا لشکر مین غلغلہ ہوا حلات مین جب خبر گئی کہرام پڑ گیا امیر حال لشکر بیقرار ہوگئے
تخت سلیمانی پر غاشیہ پڑ گیا سردار و عیار سب پچھاڑے کھانے لگے امیر فرماتے تھے کہ بموجب **نظم**

ہوا گم وہ یوسف پری یہ جو دوم
کیا خاندان محل نے ہجوم

کہا شہ نے واں کو مجھے تو بتا
عزیز و جہان سے وہ یوسف گیا

بتایا پتا وہ یہان سے گیا
کہا ہا سے بیٹا یہان سے گیا

عجب بحر غم مین ڈبویا مجھے
غرض جان سے تو نے کھویا مجھے

کروں اس قیامت کا کیا مین بیان
ترقی پہ ہر دم تھا شور فغان

شب آدھی وہ جبطح سوتے کٹی
رہی تھی جو باقی وہ روتے کٹی

امیر نے بعد جزع و فزع بسیار کے عیارون کو بلا کر تاکید شدید فرمائی کہ جلد بادشاہ اسلام کی خبر لاؤ عیار یہ سن عیاری روانہ ہوئے اور صورتین بدلکر قلعہ عقیق آمد و رفت کے ہمراہ چلے گئے کیونکہ قلعہ کا دروازہ **بختیارک** نے کھلوا دیا ہے یہ جانتا ہے کہ امیر قلعہ پر حملہ کرینگے اور اختیار بیل بجنگ بجنے کا فرمائینگے غرضکہ پہر اچوکی دروازے پر تھا عیار اہل حرفہ و پیشہ کے ہمراہ جب قلعہ مین گئے خدمتگار وغیرہ کی صورت بنکر بارہ دری مین پہونچے یہان لقا تخت خدائی پر بیٹھا تھا سردار حاضر دربار تھے مگر کچھ ذکر گرفتاری بادشاہ اسلام نہ تھا عیارون نے ہر طرف اُس قلعہ مین چرخ مارا ایک آدمی سے اجنبی بنکر پوچھا بھی مگر کہین سراغ نہ لگا سمجھے کہ قلعہ مین کوئی نہین لایا ناچار جبطح گئے تھے اوسیطرح پھر آئے اور کوہ و دشت و طیر و سب چھان ڈالا جب کہین پتا نہ لگا مجبور آئے اور عرض کی کہ کہین سراغ نہین ملتا امیر نے فرمایا کہ پانچہزار اشرفی انعام مین دونگا جو پتا لگائیگا قاسم نے فرمایا کہ ایکہزار اشرفی مین بھی دونگا اور اسیطرح سب سردارون نے دینے کا وعدہ فرمایا چالاک عیار نے کہا یا امیر کچھ اشرفیون پر کیا ہے ہمارے خود دل سے گلی ہر مین تین روز کا وعدہ کرتا ہون کہ پتا لگاؤن گا اور اگر اس عرصہ مین پتا نہ لگا تو مین بھی منھ نہ دکھاؤن گا یہ کہکر مانند ہاے عیاری لگا کر روانہ ہوا اور کئی روز تک ڈھونڈھتا پھرا جب کہین پتا نہ لگا مایوس پھرا اور دل سے کہا تو تین روز کا وعدہ کرآیا تھا اب کیا جا کر منھ دکھائیگا یہ سوچکر ایک تختہ سنگ پر بیٹھکر فکر کرنے لگا آخر دل مین یہ خیال گذرا کہ سوفار لشکر اسلام مین تازہ وارد ہے اور پیشانی اوسکی کچھ تاریک نظر آتی ہے کیا عجب ہے کہ محبت لقا سامری وغیرہ کی اوسکے دل سے گئی نہ ہو ذرا چلکر اوس سے تو پوچھ دیکھو تو کہ کیا ہوتا ہے کہ بمقتضائے **بیت** منظور ہو کبھی جو ترا امتحان مجھے ۔۔۔ وہ رنگ لاؤن جسکا نہو کچھ

گمان تجھے ہو یہ سوچکر اپنی صورت ایک مہنت کی ایسی بنائی کان مین کنڈل ڈالے بغائین بالون کو بکھرلیا مین سارا جسم خاک سے بھرا دست پناہ ہاتھ مین لیا لوہے کا کڑا ہاتھ مین پہنا لنگوٹا سطح باندھا کہ موئے زنار باہر نکلے رہے پھر دہان سے لشکر اسلام مین آیا اور اتنا دن جو باقی رہا تھا شہر اجیب دریاے اخضر پر بہندوے فلک اشنان کرنے ظاہر ہوا اور قمر کی تھالی پھیلا کر تیکے لیے گلہاے انجم سے بھرا چاہی دن گذرا رات آئی کہ نظم

ہمی بود تا شمع گردان سپہر	ولیکر نہ ترسد بایمن و مہر
چو خورشید گردندہ بیرنگ شد	ستارہ ببرج شب آہنگ شد

چالاک خیمہ سوفار کے در پر آیا یہان بنایت چوبدار خدمتگار اور علاوہ اسکے سپاہ مان عہدہ امیرانہ جیدا ہے اِسنے ایک چوبدار سے کہا جاؤ اور کہدو کہ سامری دجمشید کے باغ سے ایک مہنت آیا ہے جمعدار نے چوبدارون کے جاکر سوفار سے عرض کیا اُسنے کہا اے چوبدارین مسلمان ہون جمعکر جمشید و سامری سے کیا غرض جاؤ کہدو کہ ملاقات نہوگی چوبدار یہ سُنکر چلا تھا کہ اسکو جوش مذہب سامری آیا اور بہانہ کرکے کہا اچھا بلا لاؤ دیکھون تو وہ کیا کہتا ہی چوبدار پھر چلا تھا یہ اُسکو خیال آیا کہ بہت کر مسلمان میری ملاقات کو آتے ہین ایسا نہو کہ کوئی آجائے اور مہنت ہی کو زک پہونچاے یا تیرے لیے کچھ بُرائی ہو اُس سے بہتر یہ ہی کہ الگ اُس سے ملاقات کرآیہ سوچکر چوبدار سے کہا کہ جمعدار یہان نہ لاؤ تم اپنے خیمہ مین اُسکو بیجا کر بٹھاؤ مین آتا ہون چوبدار وان سے باہر آیا اور مہنت صاحب کو لیکر اپنے خیمہ مین پہونچا تمام عزت پر بٹھایا بعد کچھ عرصے کے سوفار بھی آیا اور مہنت سے ملاقات کرکے خوشنود ہوا کہا آپ نے بڑی کرپا اور دیا کی جو مجھپر کرم کیا لیکن مین مسلمان ہون آپ مجھ سے کچھ سروکار نرکھیے مہنت نے ہنسکر کہا کہ مین جمشید کے باغ مین رہتا ہون اور مجھکو اکثر خداوند درشن دکھاتے ہین غرضکہ مجھکو سب کے دل کا حال معلوم ہے اور کل تک خداوند کو بھی دھوکا تھا کل مجھ سے فرمایا کہ ہمارا بندہ خاص مسلمان ہوگیا تھا مگر نہین وہ بادشاہ اسلام کو پکڑ لایا جو مسلمان نہین ہوا ہی بدیر مین اپنے دین افزائی کے ہو تم جاؤ اور اعتقاد کے درست اور ہماری محبت کے تیلے سے ملاقات کرو پس مین بنا بر حکم خداوند تمھارے درشن کو آیا ہون واقعی تم بڑے مذہب کے رکھنے والے پختہ مزاج خاص بندے جمشید کے ہو اِسوقت خداوند اپنے باغ مین ہین اور باغ ایسا

کہ بارہ ہزار دریا قدرت سے جمشید کی بہ رہا ہی اور بارہ ہزار پہاڑ ایک جگہ آگیا ہی اُسکے بیچ مین
خداوند ایک مندر بنائے بیٹھے ہین اُس مندر کی چوبیس ہزار گنبدی ہی ہر ایک گنبدی سے ہزارون
شعلے اور لاکھون نور کی نکلتی ہین اور لاکھون ستارے ٹوٹ رہے ہین اور سامنے مندر کے جو درخت لگے
ہین اُنمین بصورت انسان ہین اُن درختون کا جو پتا گرتا ہے طائر بنکر اُڑتا ہی اور درخت پر بیٹھکر
تمام سامری کی جا پ کرتا ہی پس مین ایسی جگہ کا رہنے والا ہون تمھارے دل کا حال بخوبی جانتا ہون
اور سوا اُسکے تمام زمانے کا حال مجھپر ہویدا اور روشن ہی سوفار یہ باتین سُنکر دنگ ہو گیا اور سناٹے
مین چپ بیٹھا رہا **چالاک** سمجھ گیا کہ یہی حرامزادہ بادشاہ کو لیگیا ہی پس خفا ہو کر اوٹھا اور کہا مین
خداوند سے جاکر تیری شکایت کرونگا تو نے میری باتون کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ مجھکو دیوانہ سمجھا کہ
مین یکا گیا اور تو چپکا بیٹھا رہا سوفار نے کہا جو آپ نے فرمایا اُسکا مین کیا جواب دون جانتا ہون سب
سچ ہی اور خداوند کے دل کا حال جانتے ہین مین کیونکر بیان کرون بیان لاکھون دشمن ہین قبول کرنا اچھا
نہین جیسا جو کچھ مجھ سے ہو سکیگا اور دیکھ لیجیگا کہ بیان رکھکر مین کیا کرتا ہون معنت نے جواب دیا کہ بہتر ہی تو بیان
کرو مگر یہ چاہتا ہون کہ شاہ کو باغ جمشیدی مین لیجاکر رکھون کہ پھر کوئی اُسکا پتا نپائے بلکہ تم جس کیلئے لشکر اسلام
سے چڑھ آیا کرو مجھکو اُسکے رکھنے کی جگہ تباد و کہ مین وہان سے لیجایا کرون سوفار نے یہ سُنکر کہا اچھا تو ہی
آپ شاہ کو لیجایئے یہان سے کچھ دور پر ایک غار ہی کوہستان مین اور پتھر دہن غار پر ہی اُسمین بادشاہ بیہوش
یہ کہکر کمر حقہ تیار کیا اور کہا وہ بے آب و دانہ گیا ہوگا مین نے اُسپر خاک جمشیدی چھڑک کر بیہوش کر دیا ہے
اور غار نظر مردم سے مخفی کر دیا ہی **چالاک** نے یہ سُنکر چاہا کہ اُسکو مار ڈالے مگر کچھ سوچکر تامل کیا اور کہا مین
جانا ہون تم ایسا سحر پڑھو کہ مجھکو وہ غار نظر آئے اور پتھر سرک جائے کہ مین بادشاہ کو اوسیطرح بیہوش
سامنے خداوند کے لیجاؤن اُسنے کہا اچھا جایئے آپکو وہ مقام نظر آئیگا یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دیدی اور آپ
خیمہ مین چلا آیا معنت چلا گیا اور اسی غار پر جسپر نشان آیا پتھر اُسکا ہٹا پایا بادشاہ کو غار سے نکالا اور
کاندھے پر لادکر بارگاہ مین لایا میر بارگاہ حشامی مین تھے جب بادشاہ کو اس حال مین پایا فرمایا کہ بارگاہ
سلیمانی مین لیچلو اور بانی اہم غلام کا چھڑکو کہ حضور والا ہوشیار ہون **چالاک** نے کہا آپ اِنھین ہوشیار
نفرمائین بلکہ جسنے اِنکو بیہوش کیا ہے اُسے بلوائین اگر بارگاہ مین جائینگے اور ہوشیار ہون گے
تو اُنکی رہائی کا غلغلہ ہوگا وہ مجرم ساحر بھاگ جائیگا آپ اِنھین چھپا رکھے اور سوفار

کو طلب کیجیے امیر نے بادشاہ کو ایک صندوق چالدارین کے ہوالگتی رہے رکھا اور چوبدار بھر طلب
بھیجا کہ اُسنے سوفار سے جاکر کہا کہ خداوند نعمت اِسوقت امیر بہت خوش ہین اور حضور کو یاد کرتے ہین
فرمایا ہے کہ یہان آؤ تو شب ماہ کی کیفیت بھی دیکھتے جائین اور بادشاہ کو بھی ڈھونڈھین سوفار یہ
پیام سُنکر دہان سے چلا اور جب خدمت امیر مین آیا امیر نے خلعت دینے کا حکم دیا اور باغزاز تمام
بٹھایا اس اثنا مین چالاک وہی ہیئت کی صورت بنا ہوا سامنے آیا سوفار کے ہوش اُڑ گئے
گھبراکر چاہا کہ بھاگ جاؤن چالاک نے کمند ماری کہ گردن اُسکی پھنسی امیر نے اسم اعظم باآواز
بلند پڑھا کہ سحر نکر سکا چالاک نے سوزن زبان مین دبا اور ستون بارگاہ سے بامدھو پاپھر
صندوق سے بادشاہ کو نکالا اور کہا جلد اُنکو ہوشیار کر اُسنے تھوڑی خاک خوف جان سے
بھالکر چھڑک دی کہ شاہ ہوشیار ہوئے اور اُنکی تیمارداری ہونے لگی مگر سوفار سے سوال کیا گیا
کہ اب کی بھی اگر بعد قبول اسلام قبول کرے تو بچ جائے اُسنے اشارے سے کہا کہ مین نام جمشید پر
فداہون امیر نے جلاد کو بلاکر حکم گردن زدنی دیا فو واسنخار ملوی جلاد نے اُسکو زیر تیغ بٹھا کر
اور کوکلے کا خط گردن پر دیکر آنکھون مین پٹی باندھی اور تین حکم پوچھ کر سر اُسکا تن سے جدا کیا مادر تاریکی
اور غل وشور رہا بعد اُسکے زمانہ روشن ہوا لاش اُسکی کھینچوا کر مزبلے پر ڈالدی اور سرکنارے لشکر کے
درخت مین لٹکولدیا اور بعشرت تمام بیٹھے تھے کہ یکایک بیرون بارگاہ رونے کی آواز آئی وہ صدا لشکر
چالاک باہر کیا دیکھا کہ ایک شخص سامرد فیع زخمون مین چور کھڑا رو رہا ہے پوچھا تو یہان پر
کیون آیا ہے اور کیلیے روتا ہے اُسنے کہا مین ملازم نازک چشم ہون وہ قتل ہوئی اُسیکو یاد
کرکے روتا ہون اور اسلیے یہان آیا ہون کہ اہل اسلام مجھکو بھی مار ڈالین چالاک نے کہا تجھکو لازم ہے
کہ دین اسلام اور ملت بیضا قبول کر اور تیرے زخم بھی ابھی اچھے ہو جائینگے یہ کہکر کچھ کلمہ وحدانیت
پروردگار مین کہے کہ زنگ کفر اُسکے آئینہ دل پر سے دور ہوا اور کہا مجھ کو خدمت امیر مین لیچلو
چالاک اُسکو روبرو امیر کے لایا اُسنے تسلیم کرکے سر قدم پر رکھا آپ نے براہ شفقت
و نوازش سر اُسکا سینے سے لگایا اور کلمہ پڑھایا کہ وہ از سر صدق مسلمان ہوا پھر مرہم سلیمانی منگاکر
زخمون پر لگایا کہ وہ سب اچھے ہو گئے پس اُسکو سوفار کا خیمہ رہنے کو ملا اور سپرد اُسکو
چالاک کے کیا اُسنے شاگردی اختیار کی اور ایک انگوٹھی دی چالاک نے حال انگشتری پوچھا

اُسنے کہا مین لاش پر نازک چشم کی جاکر دیا تھا اُسکے ہاتھ سے یہ انگوٹھی اُتار لی تھی تاثیر یہ ہی کہ جسکے پاس یہ انگوٹھی ہو سحر اوسپر کسی کا تاثیر نکرے گا چالاک نے وہ انگوٹھی لیکر پہن لی اور وہ ساحر رہنے لگا مگر اُسطرف جو ساحر زندہ بچے تھے وہ بھاگ کر سمت طلسم گئے اور نامہ لقا پہلے جاچکا ہی افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ نیجہ نے نامۂ خداوند پہونچایا اوسکو پڑھکر کچھ کہنے نپایا تھا کہ نامہ حیرت ملا سو لیکر پڑھا اُسکو پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ سُنا جاتا ہے کہ عمر کی بڑی خاطر کوکب کے یہان ہو رہی ہے آپ اسد کو مار ڈالیے کہ کمر لشکر عمر ٹوٹ جائے ورنہ جنگ عظیم کا سامنا ہی شاہ طلسم نامہ پڑھکر ہنسا اور کہا مجھکو یقین نہین کہ کوکب مجھسے بگاڑے خیر مین پہلے اوسکو نامہ لکھتا ہون اگر عمر کو اوسنے باندھکر بھیجدیا تو بہتر ہے ورنہ اُسکو بھی سزائے معقول دونگا یہ کہکر ایک نامہ منشی سے لکھنے کا حکم دیا منشی نے مداد عنبرین سے پارۂ پرنیان پر ایک نامہ بخط طلسم لکھا مضمون اوسکا یہ تھا۔

نامۂ شاہ افراسیاب بہ تہدید وعتاب سمت کوکب روشنضمیر مولفہ

سرنامہ ہے وصف سامری کا	لوسالہ کیا تھا جسنے گویا
جمشید ولقا کی کیا صنعت ہو	دیتے وہی جان ہین ساحرون کو
بلدا ونکے ہوئے ہین جتنے معبود	ہر وصف سے وصف اونکا افزود
اِس وصف کو چھوڑکر بآداب	کچھ لکھتا ہے حال دل یہ بیتاب
اے افسر فرق سربلندان	سلطان شہان خود پسندان
سرتاج شہان ہفت کشور	گردون شہنشی کے اختر
سرحلقہ داوران دوران	سرطبقہ سروران ذی شان
سرچشمۂ بخشش و مروت	مجموعۂ الفت ومحبت
آب دُرِ تاجداری	رنگِ گلِ باغ شہریاری
خورشید سپہر بادشاہی	خوشبوئے گُل جہان پناہی
آرایش تخت ارجمندی	زیبائش تاج سربلندی
ہو فضل کا سامری کے سایہ	ہم مرتبۂ خلک ہو پایہ
تحریر کرین یہان کا کیا حال	ہر ایک بشر کا ہے بُرا حال

بھلی ہوئی یان کی کچھ ہوا ہے
چھائی غم و رنج کی گھٹا ہے

اندھیر ستم سے آج کل ہے
ہر ایک کے تاک مین اجل ہے

ہر سمت طلاطم اک پڑا ہے
ہر شہر مین شور جا بجا ہے

طوفان عظیم تر اوٹھا ہے
خشکی مین جہاز ڈوبتا ہے

ایسی ہوئی دفعۃً سے ہلچل
اشراف حزین ہین شاد از دل

عیار کچھ ایسے ہین سلمان
ہر گوہر دیکھا وہ نادان

کچھ چھوکریان ہمارے یان کی
بھکا کے شریک کی ہین اپنی

اس بات پر ہنسی کچھ آئی
وہ ہم سے مقابلہ ہین کرتی

فوجے کو ہے مہر سے لڑائی
دریا پہ کنوئین کی ہے چڑھائی

پشے کو ہے فیل مست سے جنگ
روباہ سے کب ہو شیر دل تنگ

کب مور ضعیف ہو سلیمان
کب ہمسر دیو ہوگا انسان

ظلمت کا ارادہ یہ ہوا ہے
رتبہ مرا نور سے سوا ہے

ہر پشت زمین کو اوج کا دھیان
بڑھجانے کا چرخ سے ہوا ارمان

ازراہِ عنایت و نوازش
مین نے یہین جنگ کی ہے خواہش

جس روز عتاب میرا ہوگا
سن لینا جو حال اونکا ہوگا

دم بھر مین ملے گا خاک مین نام
جز خواب عدم کہان پھر آرام

تھی تم سے قدیم رسم الفت
اسواسطے صاف کہی حقیقت

سنتا ہون کہ ایک دزد عمر تمام
پہونچا ہے تمہارے پاس ناکام

بد دین ہے مفتری ہے مکار
کرلینا اوسے دہان گرفتار

جو ہم مین وہ تم ہو فرق کیا ہے
آپس مین فساد کب روا ہے

سب نے بکایا تھا بہت کچھ
غصہ مجھے آیا تھا بہت کچھ

لیکن مین بجاہ و دولت و مال
ہرگز نا ہون پر عقل مین کمسال

پھر عقل سے کچھ نہ کام لیتا
غصے کو اگر نہ تھام لیتا

تم رہتے نہ وہ طلسم رہتا — جز خاک لحد نہ جسم رہتا
پیچ ہے جو فلک تباہی چاہے — پھر خاک سے خاک کچھ بن نہ آئے
آہو کا عدو جو شیر ہوئے — کیا آنکھ ملا سکے وہ اس سے
کنجشک پہ حملہ در جو باز — کیا تاب جو کر سکے وہ پرواز
جاندار را اجل کا سامنا کیا — مشی مین ہوا کا تھامنا کیا
دریا کی طرح اُمڈ کے لشکر — طیار تھا چلنے پر سراسر
اک سیل فنا وہان پہ آئی — مین کیا آتا قضا ہی آتی
اگلی الفت جو یاد آتی — کی حلم نے خیط پر چڑھائی
روکا لشکر خود بھی ٹھہرا — تم کو الطاف نامہ لکھا
لازم ہے تمھین بھی شفیق من — بننا تم بھی نہ میرے دشمن
فی الفور عمر کو بھیجدینا — بدنامی نہ اپنے سر پہ لینا
ہے مجھکو یقین کہ تم بھی اے یار — الفت کی ہر رسم سے ہو دار
ہو صاحب علم و صاحب ہوش — آئے گا مجھتون کا کچھ جوش
دشمن کو ہمارے قید کرکے — احسان ہم پر نیا کروگے
بس ختم ہے اشتیاق نامہ — چلنے سے مگر کیا تمامہ
رفعت پہ رہے ترا ستارا — آباد رہے طلسم سارا

یہ نامہ نشی ندرت طراز نے لکھکر شاہ کے روبرو پیش کیا بادشاہ نے عنوان نامہ پر مہر کرکے ملفوف بہ کیسۂ زرین مرحمت فرمایا اور ایک ساحر ذی رتبہ کے حوالہ کیا کہ پاس کوکب کے لیجائے پھر چند تحفہ و تحائف دیکر رخصت فرمایا اور وہ ساحر نامہ لیکر جب چلنے لگا اُس سے فرمایا کہ تو اُس راہ سے نجانا جدھر سے عمر گیا ہو بلکہ اُس راہ کو اختیار کرنا جہان مولسری کے درخت سرمد طلسم کے گلے مین اور دو پتلے درخت پر میٹھے پھل ہین جب وہان پہونچنا تو کہنا کہ مین نامۂ شاہ دوران لایا ہون وہ پہلے تجکو بہت جلد پاس کوکب کے لیجائینگے اُدھر سے کہ جدھر سے عمر گیا ہو جانے مین عرصہ ہوگا غرض سمجھا بجھا کر روانہ کیا نامہ دار نامہ سر سے باندھکر روانہ ہوا کہ حال اوسکا آگے بیان ہوگا

لیا نے نامہ دار کے **افراسیاب** مدد بھیجنے کی **لقا** پاس فکر کرنے لگا اور **حیرت** کو لکھ بھیجا کہ اسی غلام
من نامہ **کوکب** پاس مین نے بھیجا ہے جواب آئے تو **اسد** کو قتل کرون تم جبتک مصور سے کہو
کہ یا مرشد آپ کب تک چکہ مین رہین گے لازم ہے کہ ان نمکحرامون کو سزا دین یقین ہو کہ مرشد ترا دجنگ
کرکے سبکو غارت کردین اور مین بھی ساحران نامی مدکو عقب مین بھیجون کا اطمینان رکھو یہ لکھکر طائر سحر
کے گلے مین باندھ دیا کہ وہ روانہ ہوا اور شاہ فکر کمک رسانی مین کرنے لگا ادہر **حیرت** پاس
جب نامہ پہونچا پڑہ کر خرسند ہوئی اور بموجب تحریر شاہ کار بند ہوئی انکو تو اس حال مین
چھوڑ ہے مگر اب حال ملاقات **عمر** و **آن** سنیے

داستان ملاقات ہونا عمر سے بران کی اور مخمور اصلی کا عمر پاس آنا اور کوکب کا عمر سے ملنا اور وعدہ مدد ہی کرنا پھر حال نامہ دار افراسیاب اور جواب نامہ دینا کوکب کا اور حال تقابلہ مصور مہرخ سے اور عیاریان کرنا عیارون کی اور مدد بھیجنا افراسیاب کا لقا کو اور بہر جنگ مہرخ ساحران نامی کو روانہ کرنا لمولفہ

پیمان شکنی نہ کرنا ساقی — میخوارون سے کچھ ہو وعدہ ساقی
مہمان کی چاہیے مدارات — دل توڑنے کی نکیجے بات
میخانے کا رنگ ہی نیا ہے — جس جا دیکھو نیا سما ہے
شیشے مے سرخ کے چمکتے ہین — میخون پہ کباب بھن رہے ہین
بیٹی پہ ہین بادہ خوارونکے ٹھٹ — کھولے ہوئے ساعتین ہین بگھونگھٹ
آنکھون مین ہے نشہ سب کے چھایا — دل مین ہے نیا مزا سمایا
پھرتی ہے نگہ مین صورت یار — ایسے مین غضب ہے رنجدہ دلدار
گنھہ دختر رز محبت لگی ہے — میخوارون سے ہوتی دل لگی ہے
پیمانے بھی رنگ گنھہ مین چڑہتے — قہقہہ قہقہہ ہین شیشے کرتے
ساقی تجھ سے ہے چشم ایسد — مین ذرہ ہون لطف تیرا خورشید

ایسے مین نہ مجھکو بھول جانا — کیفیت میکدہ دکھانا
اِک جام سے بھی نہ رکھنا محروم — ہر لطف کی تیرے چار سو دھوم
تاکین جو دخت رز کو آکر — ہو لینا خفا ہمارے اوپر
وصل جنت العنب تو ہوگا — پی جائینگے منکے ہو سکے گا
صہبائے خودی سے مست ہونمین — تو بہ کب مے پرست ہون مین
ہان پیر مغان وہ مے مجھے دے — تو مجھکو میکدے اپنا کرلے
وہ جام پلا دے رند کو آج — جو نشہ کے اوج کی ہو معراج
بیعت کرے مجھ سے آکے زاہد — میخوار کو پیر کہے وہ فاسد
سب بھولے وہ اپنی وعظ و فریاد — بس آیہ وَاَشْرِقَتِ الْاَرْضُ رہے یاد
دے پھول تو مجھکو جام گل مین — افسانہ لکھون سرور دل مین
اور شحنۂ ابر نوشش بہ بیانی — سیراب شود گل معانی

ترجمہ آرائش و خندگان کا شائقہ جہانی۔ زینت افزائے نامۂ دعوت دیرہانی۔ محفل آرایان افسانہ بیان۔ و افسانہ طرازان باد و بان۔ بیاد ری خانۂ میزبان قصر مضامین کو مہمانان تحریر سے اسطرح رونق آگین فرماتے ہین اور الفاظ معنی کو چار بالش افسانہ پر بصد عزت بون بٹھاتے ہین کہ گل گلزار عیاری و رونق بوستان طرازی یعنی عمر بن امیہ ضمری اسی باغ چور کے گھر کے پاس جو واقع ہے فروکش ہین لیکن بران جب طلسم آئینہ سے پھر کر آئی تمام قلعہ جنت رنگ کی آرایش کرا کر سوار ہوکے سوار ہوتے ہی تمام باغبان و دربار طلسم بھی سوار ہوکے مثل گنکے کہ طولان بن قاہر ماہی خوار طوفان آسمان نشین توسن بن خرسان سنگ انداز مشیر بن نعمان کوہکن ترسان بن نخوار رویین تن۔ طول بن آزار اژدر خوار کلال بن قہر خرس دندان۔ ارزبن کوہ پیکر فیل سوار۔ خرمان بن زلزلہ قہر کن۔ طوس بن مانوس شیر افگن۔ ملکہ نسیم بن صبا سے ستارہ چشم مہیستہ بنت کوہ پیل پیشانی ملکہ یاقوت گہر دندان۔ ملکہ شیرین دہان شکر لب۔ ملکہ سنبلستان گیسو دراز۔ ملکہ غزال چشم پیوستہ ابرو

وغیرہ کہان تک بیان کیا جائے کئی ہزار ناظم و ناظمہ سوار ہوئین اور ملکہ آکر دریا کے کنارے شہر کے باہر استادہ ہوئے اور عزران وزیر کو بھیجا کہ جاکر خواجہ کو سوار کرکے بسرو ریاد و شت دکھاتا ہوا لائے وزیر خوش تدبیر مع جلوس سالانہ اور کئی ہزار ساحران نامی سے تخت روان لیکر روانہ ہوا ادھر عمر مشتاق ملاقات ملکہ ہوکر باغ کے کوشے پر آیا تھا کہ یکایک سامان سواری سامنے سے پیدا ہوا اور وزیر کو آتے دیکھا بس جلد بام سے اُتر کر ہارہ دری مین آیا اور لباس خسروانی سے اپنے تئین آراستہ کیا تاج لعل و گوہر سر پر رکھا یاقوت کا کنٹھا گلے مین پہنا کہ ہزارہا چاند اُس مین نصب تھا ستارے الماس کے قبا مین کر جڑے تھے دیدۂ خورشید کو خیرہ کرتے تھے غرضکہ جب اسلحہ آراستہ ہوچکا اُس چور کو بھی خلعت پر زردیکر مخلع کیا اِس اثنا مین وزیر باغ پر آیا اور سواری کو ٹھہرا کر آپ باغ مین داخل ہوا اور سامنے خواجہ کے آکر دست بستہ التماس کیا ملکہ دلدار مشتاق ملاقات فرخندہ آیات حضور لب دریا آکر شہری بین امیدوار ہون کہ آپ بھی سوار ہوکر گلزار خاطر ملکہ کو گل ملاقات سے رونق و تازگی دین یہ سنکر عمر مسکرایا اور پھر تکلف اُٹھکر ہمراہ وزیر آیا دیکھا کہ ہزارون کنیزان مہ پارہ اسباب تزک لیکر کھڑی ہین تخت روان جواہر نگار موجود ہے ساحران نامی بہر استقبال حاضر ہین ان سب نے مجرا تسلیم کی اور نذر لیکر چلے خواجہ نے فرمایا کہ یہان کی نذر پیچھے معاف کی جاوے مین پھر تجکر نذر لین گے غرضکہ تخت پر سوار ہوئے چور کو ایک مرکب پر سوار کرکے سواری آگے بڑھی جلو مین ہر ایک ناظم و ناظمہ چلی زرد گوہر نثار ہوئے لگا نقیب مدح طرقہ دینے لگا دست فلکہ کے لوٹون سے اور شمیم عنبر و اگر و عود سے بسان زلف صوفیان مہکنے لگا گلاب و کیوڑے کا شرم سے گلرخون کو عرق عرق کرتا ہوا وہان ایسی معطر ہوئی تھی کہ دماغ رنگین رخسان دہر کو بساتی تھی باغ مین جاتے ہوئے اترا تی تھی پھولون نہ سماتی تھی جسقدر سواری آگے بڑھتی تھی زمین کی تقدیر چمکتی تھی زر و جواہر کا ہر جگہ انبار تھا اُٹھانا لوگون کو دشوار تھا مثنوی

برابر برابر کھڑے تھے سوار	ہزارون تھی دانہا تیغون کی قطار
سنہری روپہلی وہ عماریان	شب و روز کی سی طرحدا ریان
چمکتے ہوئے بادلون کے نشان	سوارون کے غٹ اور پالون کی شان
ہزارون ہی اطراف مین پالکی	جھلا بور کی جگمگی نالکی

کہارون کی زریفت کی کرتیان
اور انکے دبے پاؤن کی پھرتیان

بندھی پگڑیان تاش کی سر اوپر
چکا چوند مین جس سے آئے نظر

وہ ہاتھون مین سونے کے موٹے کڑے
وہ جھلک جسکی ہر ہر قدم پر پڑے

وہ ماہی مراتب وہ تخت روان
وہ نوبت کہ دولہا کا جیسے سمان

وہ آہستہ گھوڑون پہ لقا رچی
قدم با قدم با لباس نوری

بجاتے ہوئے شادیانے تمام
چلے آگے آگے ملے شاد و کام

سوار و پیادہ مغیر و کبیر
جلو مین تماشی امیر و وزیر

مرصع کے سازون سے کوتل سمند
کہ خوبی مین روح القدس سے دوچند

چلے پایۂ تخت کے ہو قریب
بدستور شاہانہ تھمتی صہیب

غرض اسطرح سے سواری چلی
کہے تو کہ باد بہاری چلی

اسی جاہ و جلال سے کنارے دریا کے پہونچے یہان سونپکیان اور بجرے جواہر کے پڑے تھے جناب
تکلفات یہان کے اول بیان کیے گئے کہر لکھنا باعث طول کلام ہوگا نکر جلائی بجرے پر تخت طاؤس
لگا ہوا تھا عجب اُسپر رونق افروز ہوا اگرد تمام کشتیان اور بجرے شہزادیون کے اور بیچ مین خواجہ کا
بجرا مثل ہلال خاک چمکتا ہوا چلا پانی دریا کا ایسا صاف تھا کہ مچھلیان چاندی کے پتر کیطرح چمکتی نہ آب
نظر آتی تھین غوطے ادھر اُدھر لگاتی تھین آگے چوبدار کشتیون پر سوار اہتمام کرتے جاتے کنارے
کنارے سوار و پیدل چلے آتے اسیطرح جب اس پار پہونچے ملکہ تخت پر سے اُتر کر چلی
ایک حور گلزار جہان کو پرور دنیا پر دیکھکر تعجب کیا اور صورت دیکھکر درود پڑھا پھر آپ بھی
بجرے سے اُتر کر آگے بڑھا اور ملکہ نے سر زمین بوسے سلام جھکایا اسطرف خواجہ نے اے فرزند کہکر
ہاتھ بڑھایا اور سر کو سینے سے لگایا پھر زبان مدارات بیان کو صفت و ثنا اور دعاے بزرگانہ
مین وا کیا گو ہر سخن کو اس لعل درج شہریاری پر سے نثار فرمایا **نظم**

دعا مین لگا دینے بے اختیار
کہا خوش رکھے تجھکو پروردگار

کہ تیری خوشی سے ہے سبکی خوشی
مبارک تجھے روز و شب کی خوشی

نہ آئے کبھی تیرے خاطر پہ میل
چمکتا رہے یہ فلک پر سہیل

ملکہ نے جی تعریف کرنا آغاز کی کہ آپ نے اس ویران کدہ کو اپنے قدم سے آباد فرمایا سرمچہ عاجزہ کا مطلب
تفاخر پر پہنچایا ہے نصیب اس سرزمین کے جسپر قدم ملک رفعت آپکا پہونچے اور خیمے اوج بخت
کس صاحب خانہ کا کہ جس گھر مین حضور رونق افروز ہون **نظم**

من بندہ کمین و تو سلطان کشوری	روزے بچشم لطف برین بندہ بگذری
جان و دل ست صورت و جسم لطیف تو	روح مجسمی و حیات مصوری

غرض تا دیر بڑی گرمجوشی سے چاک ظاہر کرکے پھر دونون سوار ہوئے اور اسی تجمل و شان سے
شہر کیطرف چلے بعد کچھ مسافت کے وہ شہر نظر آیا اسکو بیتاب از روضۂ پایا دروازہ طلائی لگا اوس پر گوہر
کی ایسی سجاوٹ تھی کہ گویا ایک ڈال گوہر کا تھا چار دیواری شہر کی صفاہین بہ از ماہ و اختر تھی بلندی
و درازی مین سد سکندر تھی شکار گاہین اور تصاویر بوقلمون بدستیادی مصوران چابکدست آپس مین
منقش تھین گویا بولا چاہتی تھین تپھر کو ایسا صاف کیا کہ آئینہ بھی رنگ حیرت مین اوسکو دیکھکر
منھ چھپاتا تھا تا زنگاہ رنگ سنگ نیکر دہین رہا جاتا تھا نگاہ ناظرین اوسکی ایسی تماشائی ہوئی تھی کہ
پتلیان پتھرائی جاتی تھین بلکہ اوسکی آب و تاب مین ڈوبی نظر آتی تھی کہ **بیت** موج دریائے
نور تھی دیوار یا عکس رخسار حور تھی دیوار ۔ دروازے پر بھی ہزارون ساحرون کا مجمع تھا ملکہ
کے آتے ہی سینے جھک جھک کر تسلیم کی سواری داخل شہر ہوئی اس شہر کا کیا کہنا قدرت خدا کی
نظر آگئی جب دہان کی عمارت پر نظر کی ایک ایک مکان قصور بیشبہ طلائی و نقرئی ہر ایک خشت
ہر ایک روزن اوسکا حلقۂ چشم خوب رویان تھا ہر ایک سائبان حیرت بخش سائبان آسمان تھا
طاق رواق چرخ نیلی فام ہر ایک طاق پر قمریان باغ نارین ہر طرف آراستہ و پیراستہ دکانین
غرفہ ہائے جنان سے ہزار درجہ سوا دکان وار رشک مشتری زہرہ شمائل مشتری ہر ایک فلک
قدر و لبان بدر کامل ہر طرف لین دین مین مشغول اجناس گرانبہا اور اشیائے نادرۂ
روزگار بے بہا و گرانمایہ کا کیا وصف کیا جاے قیمت انکی ایسی نہین جو کوئی نام لے کر ابیات

مثل بازار مصر ہر بازار	یوسف وقت ساکنان دیار
شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا	گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا
شاد مانی سے اہل شہر تمام	محو عشرت تھے صبح سے تا شام

حسن مین ایک ایک ماہ جبین — غیرت بوستان لندن و چین
ہر طرف شعلہ رو سمن اندام — شکل طاؤس و کبک گرم خرام
وان تو بیکار آسمان کا ہے دور — گردش چشم مہوشان کا ہے دور
جو کہ محمل نشین ہے لیلی ہے — ایک ہنگامۂ تجلی ہے
حاجت مہر و مہ نہین وان ہے — رات دن نور حسن تابان ہے
صورت آسمان ہے اوسکی زمین — سنگ زر ہے نہین غیرت پروین
یوسفستان ہے وہ نواح دیار — کوچہ کوچہ ہے مصر کا بازار
وہ کشش خلد ہے ہر ایک دکان — ہین دکاندار غیرت رضوان
مشتری کا ہجوم ہے ہر سو — خود فروشی کی دھوم ہے ہر سو
جنس ہوش و خرد گران وان ہے — ایک سودا جنون کا ارزان ہے
سرو صحرا کے دل جلے ہین فگار — ٹھنڈی سانسون کا گرم ہے بازار
ہر جگر سوختہ جسے جاے — سکہ داغ دل بھنا لاے
ہے جو ایک ایک بلسکۂ عطار — اون مین ہے داروے دل بیمار
پھول والی گلی کا ہوتے ہین ہار — کوچۂ کوچہ ہے کوچۂ گل زار
ہے ہر اک گلعذار گل لیلا — پھول والون کا روز ہے میلا
کیا کہی صورتون کے ہین اوصاف — دلبری کے چلن ہین ہین حرّاف
کس غضب کی نگاہ رکھتے ہین — خوب کہہ شاکر اپر کہتے ہین
ہر طرح دار کتنے ہیوہ فروش — پیکے لب پہ اونکے ہے یہ خروش
جان دین لیکے شاہدان چمن — بیچ ڈالے ہین سیب سیب ذقن
رشک لیلی ہے ایک اک کنجڑن — جنس کے بدلے بکتا ہے جوبن
دلفریب اونکا ہے غضب جوبن — ناشپاتی ہے اونکا سیب ذقن
بانکی بانکی ادا غضب باتین — وہ اکڑوہ تنی تنی گاتین
جب کہین سیچنے نکلتی ہین — دل کو تلوؤن سے ملتی چلتی ہین

ہر گھڑی کہتی ہین وہ غمزے سے
سیکڑون جو کھے چیزین سینکڑون ہین
جنکے نوشون کی اک طرف ہی بہار
شام سے صبح صبح سے تا شام
دائرہ اور چکارہ بجتا ہے
کہتے ہین ساقون سے ساغر نوش
دید وادید ادہر بھی ہوجائے
گہ بگڑتی ہے گاہ بنتی ہے
ساقیان خفے جب پلاتی ہین
تشنہ باز ایک دم لگاتا ہے
بی بی ساقن کے دم کی خیر ہے
ایک جانب کھلا ہے بزازہ
کسی بزازے کہین یہ حال
سینہ جی اتنے آڑے ترچھے نہو
چھبی دینا دلائے گر بھگوان
کہین گاہک سے کہہ رہا ہے کوئی
پیر و مرشد کی جیسی مرضی ہو
کتنے شیرین ادا ہین حلوائی
چاشنی گیر عشق خود بھی ہین
شیرہ جان کی وہ مٹھائی ہے
وہ شکر پارے ریسے ہین شیرین
ہر دکان رشک ستان نعمت ہے
تعال ہین مہر و مہ سے روشن تر

گھاٹ ہین ہین اتار پٹان کے
ہم تو نظرون مین تول لیتے ہین
ساقون کی دکانین ہین گلزار
شیشے بازون کا جمگھٹا ہے مدام
بے سری ایک اک اوپجتا ہے
ہمکو بھی کردے جان من بیہوش
ہم تلک بھی یہ دور ہو جائے
بھنگ نوشون مین گاڑھی چھنتی ہے
عاشقون کے دھوئین اڑاتی ہین
ایک مخمور غل مچاتا ہے
ہم ہی محروم دم بغیر رہے
اون دکانون مین ریزے ہین کیا کیا
دو گھڑی تک جھگڑتے ہین دلال
واجبی فین سکھ کا مول کرو
نفع بھر کھانے مین ہی کیا نقصان
مشتری آپ سے سوا ہے کوئی
ہاتھ کی آپ ہی کے بھنی ہو
مثل شیرین ہے اوسکی رعنائی
ہاتھ تنہد کرداون کی ہین
جسنے کھائی ہے جان پائی ہے
چاٹ لے ہونٹھ کھائے گر شیرین
جان سرمایہ حلاوت ہے
رشک نار شعاع مہر چنور

کس قدر خوشگوار حلوا ہے	صاف لذت ہین من وسلویٰ ہے
دل عاشق ہے ایک ایک جرس	ہے وہ زنجیر رشک تار نفس
غل مچاتے ہین خوانچے والے	دیکھ پچتاوے گا نین کھالے
ذی حلاوت بہت کرارا ہے	منچلون کے لیے بنایا ہے
رسونٹھون سے ٹوٹتے خستہ ایسا ہے	شور بوسہ صدا سے پیدا ہے
نوجوان نوجوان پری سے	آبرو ریز دلبری سے
وہ مصفا سڑک وہ آنکا جماؤ	آب گوہر کا چار سو چھڑکاؤ
رات دن جگمگا ہے میلات	مہروسہ کا کٹورا بجتا ہے

غرضکہ شہر کی آرایش وتکلفات اکہ دکھلی نشترہ سوا زنین تمغہ پوش رہتے راست کیطرف اور اتھا رہ سو گل پیرہن سبز پوش دست پ کیطرف چنور ہلاتے لیے مروحہ جنباتی کرتی ہوئین سامنے کئی ہزار غلامان زرین لباس آگے سونٹے ہاتھون مین لیے روان یہ سامان دیکھکر خلقت حیران در ودیام پر زن ومرد کا ہجوم تماشائیون مین سواری دیکھنے کی دھوم بعض جگہ ناچ ہوتا کسی جگہ سوانگ اور تماشا زر وجواہر خواجہ پر سے کتنا قدم باقدم سواری روانہ اب کیفیت لیجیے کہ برآن توسن کے ساتھ چلی آتی ہے اور دوسری برآن جو اصلی ہے وہ اپنے مقام پر بیٹھی مرقع سحر مین عمل سواری کا دیکھ رہی ہے یہانتک کہ سواری جلو خانہ بادشاہی مین داخل ہوئی عمر نے ایک مکان رفعت مین برتر از آسمان دیکھا کہ جسکا ہر تراز منزلت مین تارک چرخ چہارم سر اونچا کیے تھا اور ہر کنگرہ اوج مین کرسی کا ہمپایہ تھا ہر ایک دیوار معمار عقل کی خرد سے عمدگی مین کمین بتراز مراتب دانشمندان کے مرتبہ سے برتر زمین صاف وشفاف روح زاہدان سے لطیف آئینہ صفت روبرو اسکے کثیف مرآت رخسار آئینہ رویان اسکے مقابل کہان ارض جنان کی پوشیدگی سے خرمندگی اسکی عیان ہر سمت کمرے اوسمین تعمیر تھے سراسر بے نظیر تھے چمک دمک مین ہر از راہ منیر تھے فرش ستھرا اور صاف بچھا تھا اسباب شاہانہ سے ہر کمرہ سجا تھا بمقتضاے نظم

وہ سجا تھا برنگ محفل برین	صدقے کیجے نگار خانہ چین
شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون	صورت سرو باغ تھے موزون

کھڑکیان تھین در یچہ جنت	وہ جہ در یچہ حدیقۂ جنت
دان کے پردون کو کس سے نسبت دون	پردۂ چشم عند لیپ لکھون
گوش عشاق کے ہین وہ پردے	چشم مشتاق کے ہین وہ پردے
ہانڈیان تھین حباب نہر چمن	گنول انجم کیطرح تھے روشن

اس مقام پر صنعت سفید پوش نام محلدار حاضر تھی کہ اُسکا دورہ تومہ کا نکلا ہوا اور پایجامہ کرتا سفید پہنے ہاتھون مین الماس کے کڑے شیر دہان بنے گنگا جمنی کام عصے پر کیا ہوا انگینے جڑے اور بلور کا عصا ایکدال ترشا ہوا تھا کہ کھڑی ہوگئی اور ایک کشتی جسمین کئی سو الماس کے اور یاقوت کے نگینے تھے خواجہ کو تسلیم کرکے فوجی فرق زنجیر کو پھر نہا یا پردہ مڑ ہے نے اوٹھایا سواری اندر اس قصر دار الطارہ کے وارد ہوئی یہان مقام صدر پر تخت شاہی گسترده تھا کہ یہ تخت طاؤسی کئی سو زینے کا تھا گرد اُسکے کرسیون اور دنگلہاے جواہر نگار کا دورہ بندھا تھا فرش قاقم وسنجاب بچھا تھا تاج شاہی تخت پر رکھا تھا اور جملہ شاہزادیان اور کاربردازان سلطنت اُن دنگلون پر متمکن یہ وہ سب شہزادیان ہین جو طلسم مین کئی کئی ملکون کی مالک ہین اور جو سواری کے ساتھ ہین وہ ناظم اور قلعہ دار ہین فی الجملہ یہان جو شہزادیان کئی سو حاضر تھین مثل ملکہ گلگونہ نسرین بدن و ملکہ شوخ چشم و ملکہ مہ جبال و ملکہ نرگس چشم و ملکہ خونخوار قہر نگاہ و ملکہ گوہر دندان زمرد پوش و ملکہ خورشید بلا افگن و ملکہ حور چہر و سحر نگاہ و ملکہ نازک دہان کاگل کشاد و ملکہ خوش اندام یاقوت پوش و ملکہ سلیمان زرین ہیکل و ملکہ آشوب زرد چشم و ملکہ خوب رنگ یاد طلعت و ملکہ تاجدار مہر لقا و ملکہ محجوب نارنجی پوش و ملکہ سلطان شعلہ افگن و ملکہ مبھوت گیسو کشا و ملکہ رہزن تاجدار و ملکہ ماہ رخشار خوش ادا و ملکہ ہمائے تاجدار و ملکہ کاکل دراز کوتاہ قامت و ملکہ محراب ابرو و ملکہ سوار سیر چشم و ملکہ مجمر تاجدار و ملکہ خنجر تاجدار و ملکہ قاآب دریا باری و ملکہ فیروزہ رخ و ملکہ سرکش و ملکہ فرجام و ملکہ اقرار و ملکہ عمران و ملکہ صدف و ملکہ مروارید و ملکہ گوہر بدن و ملکہ اقداس بن القاس و ملکہ محکم و ملکہ حکام و ملکہ عارض و ملکہ غدار گل پیرہن اور چند میسر و منتظم سلطنت مانند کاہکن جادو و کہیل جادو و قرادم جادو

وارقم جادو و ماہرمن جادو و امثال جادو وطنیان جادو وغیرہ سب کی تعظیم کی اور
نذر دی خواجہ نے یہ سب نذرین قبول کین اور لے لے کر زنبیل مین رکھتے گئے سب حیران تھے
کہ یہ روپیہ برابر کمر کے ہاتھ لیجا کر کہان غائب کر دیتے ہین حاصل مرام اب جو سواری آگے بڑھی
دو سطرف برآن اہلی نے تاج جواہر نگار سر پر رکھا اور نیچہ سحر ہاتھ مین لیا سوا سو کشتی ہر نذر ہمراہ
لیکر تا بہ دروازہ پئے استقبال روانہ ادھر دارالعمارۃ مین تخت کے پیچھے کیطرف محاسر اکا دروازہ
اُسکا پردہ زنبوری چرخی پر کھچا اور سوقت عرزان وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ملکہ دوران
تشریف لاتی ہین اگر مناسب جانیے تو اُتر پڑیے عمر نے دل مین کہا کہ برآن موجود ہی اب کونسی
ملکہ آتی ہی یہ سوچکر جو پھر کر دیکھا برآن نقلی کو ساتھ نپایا سمجھا کہ یہ اولوالعزمی ملکہ نے تجھے دکھائی
تھی کہ ہم شبیہ اُنکی تجھے لینے گئی تھی اب وہ تا بہ دروازہ خود آئے گی یہ تصور کر کے ہوا اور
پر سے اُترا تھا کہ یکایک ملکہ مع سترہ ہزار نازنین گل اندام کے بسان ماہ چہاردہم ساطع
ولامع ہوئی اور خواجہ کے سامنے بہر سلام اُس تیر قامت نے قد اپنا مثل کمان خم کیا عمر نے اُسے
بیٹی کہکر قریب پہونچکر سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تمنے کیون تکلیف کی مین تو آتا ہی تھا ملکہ نے
وہ سوا سو کشتی نذر دی عمر نے ہنسکر نذر زنبیل کی اور اپنے پاس سے روپیہ جواہر وغیرہ نکالکر
ملکہ پر سے نثار کیا ملکہ نے صفت وثنا خواجہ کی کرنا شروع کیا کہ آپ کی بزرگانہ محبتون کا مین کیا
شکر ادا کرون اور کون زبان لاؤن ملک کی یا خبکی جس سے صفت وثنا کرون کہ نظم

دہیادہ بکشاد و آواز داد	کہ شاد آمدی اے جوان شاد باش
درود جہان آفرین بر تو باد	بر آن کس کہ او چون تو فرزند زاد
شب تیرہ از روے تو روز گشت	زبویت جہانی دل افروز گشت
شوم پیش یزدان ستایش کنم	بہ یزدان پرستان نیایش کنم

عمر نے یہ کلمات تحسین سنکر کہا کہ اے ملکہ جو کچھ اوصاف حمیدہ کہ تم مین تمھارے سنے تھے اُس سے
کس درجہ اور تبداد کو شمار و حساب مین لاؤن کہ جس سے زیادہ تباہ دن کہ بموجب نظم

چو ما صد ہزاران ثناے تو باد	خرد زآفرینش رواے تو باد
سپیہ ترا بانت پیراز سرم باد	ثنا نت ہمیشہ بچر آزرم باد

اگرچہ دلم دید چندین ستم	نخواہم زدن جز لفسونت دم

المختصر باہم کلمات تعفت آشنا کہکر ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا اور لیکر اندر چلی ہزارہا
زنان مہ طلعت بالباس فاخرہ و زمرد پوش مروحہ جنبانی کرتی ہوئی ساتھ تھی عمر نے جیسے ہی قدم
محل مین رکھا گویا خود بہشت برین مین داخل ہوا دیکھا کہ عجب بوستان لگا ہی پھلا پھولا ہی چمنستان جواہر کا
سراسر پر بہار لگ رہا ہی سو کو تازگی بخشے ہین ہر پھول وہان کا داغ دہ خاطر خندان نظر آیا ہر ایک درخت اشجار
طرار خوبان کی عمدگی مین خاصا نے نکالتا تھا سنبل پیچ سے ظاہر تھا کہ سودا زدگان محبت زلف رسا کا
حوصلہ سب ایک جا جمع ہوگیا ہی یا تار نظر شوریدگان گیسوے جانان اکٹھا ہین درخت ساؤنی کے
سطح پھولے تھے کہ تھالے انکے شاہدان گلابی پوش کے منہدی ملنے کے طاس تھے نرگس نرگسی
چشم نماشائی بصد حیرت ٹکٹکی باندھے ہر گل کی طرفہ لباس تھی سرو ہر ایک ستون کہ زمرد مین
تصویر ثبت تھا باغ شداد روبرو اس بوستان کے سراسر زشت تھا غنچہ یہان کے دلتنگ
نہ تھے زر گل مٹھیون مین لیے لٹانے پر تیار گوش گل ناشنوا ہین بلبل کا فسانہ اون کے کان کو درکار
لطون کی ہنسی سوچ تبسم غنچہ دہان رنگین لبان کو شرماتی سوسن کی اودا ہٹ مسی مالیدہ لبون نازک
بتون کے دھوئین اڑاتی برگ سبز پر اودے پھول کا وہ جوبن تھا جیسے زمرد پر نیلم جڑا تھا
نرم رنگین لبان کو سوسن نے مجلس جبران خطاب دیا تھا نہرین یہان کی تسنیم و ماہین کی معین
تھین لب گرداگرد انکی رنگین تھین سطح اتر اکر موجین چلتی تھین کہ جیسے معشوق کنائی کاٹ کر
چلتا ہے کنارے انکے ہزارے کا آب افشان اور اسکا پانی سنگ سبز یاقوت حمرا پر گرتا
گویا پانی بھی نہر کے فراق مین اشک خونین روتا سامنے بارہ دری بنی تھی واقعی طلسم تھی کہ
اسکے نگینہ کئی ہزار چوب الماس تراش کا استادہ تھا اوسمین فرش بلور کا نہ بچھا تھا شیشہ آلات
جواہر آگین بصد فروتمکین سجا تھا کہ مقتضاے نظم

ہمہ خاک خیبر ز ہر سو سرشت	ہزارے ست خرم در اندر بہشت
بہشت برین روے خندان اوست	سپہبرین کاخ دیدان اوست
سمن شاخ سنبل کران تا کران	بنفشہ گل و نرگس ارغوان
بدان مجلس شاہوار آمدند	ببوسانہ زرنگار آمدند

یعنی خواجہ کو زیر تگیرہ برابر اپنے ملکہ نے تخت پر فروکش کیا اُسوقت کل نائبان طلسم اور شہزادیان جو
یہان آنیکے لائق تھین اُنکی نظر گذری اور عمر پر زر و جواہر کے طبق نثار ہوئے خادمان محل نے لوٹے
پھر سب شہزادیان جو دست بستہ سامنے کھڑی تھین عمر نے اُنکی نسبت ملکہ سے کہا کہ اُنکو حکم بیٹھنے کا ملے
ملکہ نے حکم دیا کہ وہ سب کرسیون پر جلوہ گر ہوین اور ساقیان مہ جبین پیمانہ جواہر مین لیے حاضر ہوئے شتابان
شراب صفا کی لائے ملکہ نے ایک جام بھر کر دست نازک سامنے عمر کے بڑھایا اور کہا یہ بادہ محبت
ہے اسے نوش فرمایئے میرا رتبہ بڑھایئے عمر نے زبان پر عذر کھولی اور کہا اے ملکہ مین نشہ بادہ زہد سے
مخمور ہون شراب پینے سے معذور ہون ملکہ از بس صحبت اسلمانان سے بسبب ملاقات ہونے ایرج کے آگاہ
ہو چکی ہے سمجھ گئی کہ مجھکو ساحرہ سمجھکر شراب نہ پینگے بس یہ تو مطیع اسلام ایرج کے پاس ہو چکی ہے
سے گمان مین عمر کے ظاہر کیا کہ آپ خوشی سے شراب نوش کرین مین مطیع اسلام ہون اسلیے ظاہر نہین
کرتی ہون کہ ایسا نہ ہو کہ بدنام ہون عمر یہ سنکر خوش ہوا اور جام لیکر دست ملکہ سے بیک جرعہ درکشید
کیا پھر تو دور جام دمادم دستا دست چلنے لگا بامع بادہ ناب کے گرم ہوا سر ہر ایک کا کاسہ سر جم نبا اوس دور مین سے
ایک پیالہ بھی اگر پیر گردون کو ملجاتا تو ہمیشہ سرخوش رہتا طرفہ جا بھول اوس عشرت کدہ کے رو برو بزم جم ہیچ
فقیرانہ تھی عجب کیفیت کی انجمن آرا تھی مغنیان خوش جمال و زہرہ پیکر و نازنینان حور تمثال و ترنم ریز
قانون و بین و رباب و چنگ و دف و دوائر و الگوزہ وغیرہ سب ساز درست کرکے اس گت سے
بجاتی تھین کہ اہل محفل کو مست و دیوانہ بناتی تھین کو چک سے بزرگ تک عشاق ناہید سر اپنا تھا
دھنا گیا بے اختیار کرنے مین جنگلے کی دھن دلکو بھی دماغ مین مستی نے ٹھیکا لگایا تھا رقاص اسطرح ناچتے تھے
کہ اہل بزم کی ٹکٹکی بندھی تھی گویا سحر توڑ لیتے تھے پیر مچ اپنی گردش بھولا تھا اور اٹھنا ناچ نا پا
تھا عوض رنج و غیے کے عشرت نچاتھا پانے ہنستے ہوئے ہاتھون پر ناچتے پھرتے تھے مطرب
ترانہ سنج اس طرح گاتے تھے کہ تانسین کے گانے کو مدہم بتاتے تھے جو اسی گانے کے خیال مین ہاورا
ہوا تھا اسی رقص و سماع کے خیال کرنے سے دل وجد مین آکر حال لاتا ہے خوشی سے کلیجہ کا اچھلنا

وہی انداز رقص آجتک جاتا ہی بمقتضائے **المولفہ**

عجب جلوۂ حسن جانانہ تھا	کہ بزم سلیمان و کاشانہ تھا
نہ پایا کبھی جسنے یہ مرتبہ	کہ جو کچھ اُس بزم عشرت کا تھا

لگے بجنے قانون و بین و رباب — کھلا عیش و عشرت کا ہر سمت باب
ہزارون قمر چہرہ رشک جمال — فن موسقی مین بہت باکمال
وہ نے بجاتی تھین یون اگھڑی — کہ ناہیدہ چرخ تھی غش ہوئی
وہ دیپک کا راگ ایسا تھا لاجواب — فلک پر تھا سوزان دل آفتاب
دل زہرہ چرخ مین آج تک — پڑی شعلۂ راگ کی وہ چمک
کہ جو کوئی گانے کا رکھے خیال — تو ساعت مین زہرہ کے ہو جا کمال
وہ محفل کے پیمانے کا گھومنا — لب رند مے نوش کو چومنا
بط مے لگانے لگی قہقہے — وہ آپس کی چہلین تھین وہ چہچہے
وہ تھی بزم کچھ ایسی آباد شاد — کہ آتا ہے فردوسی کا قول یاد
بدہ ساقی نوش لب جام جم — کہ بزدود از دل زمے رنگ غم
ازین پنج خبین روے زیبت ستاند — شب و شاہد و شہد و شمع و شراب
کہ امروز روزیست با فر و داد — کہ از میہمان ہست بران شاد
بہار است ایام ازین چون بہشت — گلاب و مے و مشک و عنبر سرشت
نشاندند بر سر ہمین مشک و زر — کہ شد از گلاب آن ہمہ خاک تر

غرضکہ اسی جلسۂ نشاط آگین مین عزیزداران **کوکب** کی آمد ہوئی اور ہر ایک نے بتجمل تمام پہونچکر خواجہ کو سلام کیا اور شریک محفل انبساط ہوے انھین لوگون مین عمر نے ایک دختر نیک اختر کو دیکھا کہ پانچ سو کنیزان مہ جمال اور انبساط مہر تمثال کے بیچ مین جیسے معدن جواہر یا نور کے ہالے مین مہر ہوتا ہے قریب آئی کوئی پانچ برس کا سن رکھتی ہوگی مگر حسن مین متاع خوبی و گوہر گنجینۂ حسن مجسم تھی گھنگھریلا جوڑا اپنے گلے مین کرتا آب رواں کا پائجامہ کے پائنچے چھوڑے رواں ناک پونچھنے کا کرتے کے بند سے بندھا بالون کی مینڈیان گندھین ناک مین بلاق پڑا آنکھون مین کاجل گہرا گہرا گالون تک بہا ہوا ایک موتی کی نتھنی پہنے امّی امّی جان پکارتی ہوئی جب قریب برآن آئی دونے گود مین اوٹھا لیا اور کہا میری جان تجھے خواجہ سلامت کو تسلیم نہ کی یہ سنکر وہ اوٹھی ننھے ننھے ہاتھون سے جھککر تسلیم کی پھر لپٹ کر برآن کی گود مین بیٹھی بعد

بعد لمحہ کے ملکہ کی گود سے لوٹ مار کر عمر کے قریب آئی اوسنے اوسکو بچا سمجھکر گود مین اوٹھا لیا
اور پیار کیا پھر ایک مشت بھر کر جواہر بغل سے نکالا اور اوسکو دیا کہ بٹیا لو تم اس سے کھیلو وہ ایک
بارا ڈھی سنبھالتی ہوئی کھڑی ہو گئی اور ناک جو بہ آئی تھی کہنی سے جا ہتی تھی کہ پوچھے برآن نے
رومال سے پاک کر دی اور وہ تتلا تتلا کر باتین کرنے لگی کہ ہم کیا کرین ہماری امّی جان پاس یہ
بہت ہی دلہ تم اسکے لالچی ہو یہ وہ کہی رہی تھی کہ ایک کھلائی نے اُسکا منھ چڑھوا دیا اوسنے بھی کھلائی کا
منھ چڑھا دیا کھلائی اب منھ چڑھائے جاتی ہی موقوف نہین کرتی برآن نے جلد سحر پڑھا کہ اوس کھلائی کا
وہ حال موقوف ہوا اوس لڑکی نے چاہا کہ پھر منھ چڑھاوین برآن نے ٹوکا اوسنے کہا یہ ساحری قسم
مارے مار کے تیرا بھرتا نکالونگی مانتی نہین خواجہ بیٹھے ہین اُنکا کچھ لحاظ نہین ساری محفل درہم برہم
ہوئی جاتی ہی تو پچلی نہین بیٹھتی یہ غصہ دیکھکر وہ لڑکی بسور کے منھ بنا کر گود مین بیٹھ گئی عمر نے پھر
اوسکو چمکارا اور ملکہ سے کہا کہ آپ گھبرائیے نہین کیا ہوا بچا ہی اُسنے منھ چڑھا دیا تو خفا ہو جی سے پہلے
اُسی کھلائی نے اُسکا منھ چڑھا دیا تھا برآن نے کہا خواجہ آپ واقف نہین ہین یہ بیٹھی شاہ
کوکب کی ہے ملکہ مجلس جادو اسکو کہتے ہین یہ سامرہ بے مدیل و بے نظیر ہی اور ہمیشہ پانچ
برس کی لڑکی بنی رہتی ہی اور سحر بھی لڑکیون کے کھیل کا کرتی یعنی گڑیان کھیلتی ہی منھ چڑھاتی ہی مگر
جو یہ کرتی ہی وہ ہی حریف بھی کرتا ہی مجکو مان کہتی ہی اسوقت اسنے کھلائی کا منھ چڑھایا اگر مین
دفع سحر نکرتی تو وہ ہمیشہ چڑھا نا نہ موقوف کرتی اسلیے مین نے اسکو روکا کہ شاید آپ سے یہ کوئی گستاخی
نہ کرے عمر یہ تقریر سنکر حیران ہوا اور اوس لڑکی نے برآن کے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کہ میری امّی جان
سچ بتائیے کہ یہ کون ہین برآن نے کہا کہ بٹیا یہ ریش تراشندہ کافران دسر بزدہ جادوگران
سالار خطاب لیکر خواجہ کا نام لیا مجلس یہ بات سنکر اچک کے گود مین عمر کے جا بیٹھی اور کہا خواجہ
سوندی کاٹے افراسیاب تمہین سے لڑائی ہی عمر نے کہا ہان مجلس نے کہا ہماری ایک لونڈی
جنمین جادو نام وہان بھاگ کر گئی ہی عمر نے جواب دیا کہ ہان اسکی بڑی عظمت افراسیاب نے کی ہی
ملکہ طلسم خطاب عنایت ہوا ہی یہ سنتا تھا کہ مجلس کو غصہ آیا اور بولی کہ مالزادی کو ابھی پکڑ منگاتی ہون
لومڑی کو دن لگے ہین عمر نے کہا بٹیا جانے دو کسی چیز کا رنج نہین کرتے برآن نے کہا خواجہ یہ بہت
بڑی ساحرہ ہی جو کہ سحر پہنچے دنکل کر دنکل برس مین سیکھا وہ سنے شبانہ روز مین حاصل کیا ہے تم

اُسکی کیفیت دیکھکر حیران ہو رہا تھا اور مجلس نے اپنے گلے سے مالا اوتارا اور ایک موتی کو
مین سے کوڑ کر ہاتھ پر رکھا اور پھر تلا کر پڑھا کہ وہ دانہ بروے ہوا اُڑ گیا بعد لمحہ پھر ایک تُلا
ریخیر آتشین ہاتھ مین لیے پیدا ہوا اور اوسنے سامنے آکر سلام کرکے عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے
مجلس نے کہا موئے مین تجھ سے کہتی ہون کہ جلد جا اور جنین قحبہ کو پکڑ کر لے آ اوسنے سُنا کہ تو نے
میرے اچھے اچھے پُتلے تجھے ساتھ جیتیار رکھے جلدی آنا دیر نہ لگانا پتلا اوسکی باتون سے ہنستا ہوا روانہ
ہوا اور اُڑ کر چلا بعد اُسکے جانیکے پھر گانا ناچ وغیرہ آغاز ہوا اُس اثنا رشاہد زرین لباس شبنم زلف
شکین مشام مکھ سے بزم عالم مین آکر جلوہ گر ہوئی اور نیت طراز نے کہکشان کی تانگ عروس چرخ کی سواری نظم

شب تیرہ چون زلف را تاب داد	ہمہ تاب او زلف را خواب داد
پدید آمد آن پردہ آبنوس	بر آسود گیتی ز آوای کوس

شام ہوتی ہی تمام بارہ دری مین روشنی ہوئی اور باغ مین قنادیل بلورین لٹکائی گئین سرو چراغان
اپنا فروغ بہار دکھانے لگی نہرون مین کنول روشن کرکے ڈالدیے اجیرے پڑ گئے جلد رنگ بجنے لگا
خواجہ کو لیکر ملکہ بجرے پر سوار ہوئی اور کیفیت پانی کی دکھانے لگی وہ سبز و سرخ وغیرہ ہر رنگ کے گلاس جو
کہ دن پر عکس انگکن تھے تو بجائے گل و لالہ کے گل و لالے پانی مین نظر آتے تھے چادر آب منقش و رنگین تھی شاہا
آپ کی ہر ہفت زیور سے تزئین تھی جہان کہین پانی گھومتا تھا وہان کنول بھی گرد گھومتے تھے
اُسوقت کی بہار قابل دید تھی گویا شعلہ رو لباس رنگا رنگ زیب جسم کیے گردش کھا رہے تھے
کنارے کنارے کنیزان دُر در گوش مرصع پوش جابجا رنگ کے ساتھ اشعار بہار انگیز گاتی تھین گویا
سرکشی پر آمادہ سرو قدون کے خامت رعنا کا لطف دکھاتے تھے غرضکہ تا دیر سیر آب مین مصروف
رہے پھر بجرے سے اوترکر بارہ دری مین آئے یہان سب طرح کا سامان عشرت مہیا تھا مسند
زر پر جلوہ گر ہوکے یکایک وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ خاصہ تیار ہی حکم ہوا کہ لاؤ اول کنیزان
مہر دیدار سرود لیکر روانہ ہوئین اور مطبخ خانے سے خان کسوا کر مہر سے وزیر داروغہ کے جب
خاصہ چلا سرود بجنے لگا اور تعریف ملکہ مین گانا شروع ہوا امردہ جنبانی ہر جوان پر ہونے لگی کہ پشہ و
مگس سے محفوظ رہے غرضکہ بڑے تجمل سے کھانا آیا اور دستر خوان دیبا و اطلس کا بچھایا پھر انواع لطیف و
گوناگون کو مہر لوڑ کر نکالا پہلے نمک چینی کے کئی خوان سب کھانے نکالے اور دستر خوان چُنا گیا

پھر ہاتھ دھلوا کر خواجہ اور ملکہ نے کھانا تناول فرمایا بعد فراغ کھانیکے محفل انبساط مین بیٹھے اور سو
دو ساحر معزز بر روئے ہوا پیدا ہوئے اور سامنے آنکر ملکہ کے آداب بجالائے اور دو کشتیان طلائی تختے
پوش زر دوزی اوپر پڑے تھے سامنے ملکہ کے پیش کین کہ یہ بڑے حضرت نے بھیجی ہین برآن نے توڑے
پوش اُنکے اوٹھائے عمر نے وہ جواہر جو کبھی نہ دیکھا تھا اوسمین پایا اور ایک نامہ بھی اوسمین رکھا تھا اور
موتی کے مالے انگوٹھیان لآل والماس کے تاج گوہر نگار نورتن اِکے زمرد و یاقوت کے رکھے تھے برآن نے
وہ نامہ اوٹھاکر پڑھا لکھا تھا خواجہ نے جواہر پر وہ قاف ملاحظہ کیا ہر اس جواہر کی کیا حقیقت ہی لیکن میری
جانب سے کہنا کہ اس تحفہ محقر کو قبول فرماوین کہ بموجب بیت مطلب چہ ذرہ است کہ جان را فدا کند ؎
ای صد ہزار جان مقدس فدای تو ؎ اے فرزند عمر جسکو چاہے بادشاہ بنادے حم اوسکی تعلیم مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نکرنا کہ میری خوشنودی اسمین ہی خبردار اپنی شہزادی ہونے کا غرور نکرنا خواجہ شہزادیون سے
کام لینا عار سمجھے ہین اور ہزارون شہزادیان اُنکی خدمت گذاری کی آرزو رکھتی ہین اور لکھا تھا کہ نامہ وار
قراسیاب کا سرحد طلسم برہمان سولسری کے درخت لگے ہین پہونچ چکا ہے اوسکو طلب کرانا اور
نامہ پڑھکر جواب باصواب دینا بس یہ نامہ پڑھکر برآن نے عمر کو دکھایا یہ بھی بہت خوش ہو
اور برآن نے کہا جواہر یہ علیحدہ رکھدو کہ مین خواجہ کو اپنے ہدیے کے ساتھ دونگی عمر نے جو یہ کلام
سنا خیال کیا کہ اگر یہ جواہر رکھوالینگی تو کشتیان سونے کی پھر جائینگی اور دوسرے اس رکھنے رکھانے
سے کچھ تغلب و تصرف ہوجائے اس سے بھی وصول کرنا چاہیئے یہ سوچ کر گویا ہوا کہ اے ملکہ یہ تحفہ
ہمارے مہربان کا عطیہ فرستادہ ہے اسکو ہم رکھنے نہ دینگے کہ یہ نشانی اوسکی ہے یہ کہکر سب کشتیان
جال مارکر نذر ذلیل کین پھر بات بنانیکی راہ سے کہا کہ مین نے غلطی کی جو کشتیان رکھلین لو مین نکالے
دیتا ہون تمھین رہنے دو ملکہ نے کہا کہ آپ کو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ آپ میرے کہنے کا خیال
نہ کرین اور کشتیان اپنے پاس رکھین عمر نے کشتیان رکھلین اور کہا ای ملکہ تم اور تمھارے باپ وہ خلق رکھتے
ہین کہ مین کو لفظ نہین کرسکتا کہ بمقتضاے بیت خوش دولتے ست خرم و خوش خسروے کریم ؎ یارب
ز چشم زخم زمانش نگاہدار ؎ اور اے ملکہ قاصد قراسیاب جو پیام لایا ہے مین تبلاے دیتا
ہون وہ پیام یہ ہی عمر مفتری ہے اور بیگار ہی ہم تم ایک مذہب رکھتے ہین اوسکو پکڑ کر یہان بھیجدو
یہ بیان سنکر برآن نے کہا خواجہ ہم آزماتے ہین کہ نامہ مین یہی لکھا ہی یا کچھ اور اگر یہی مضمون ہی تو واقعی

آپ معاملات ملکداری مین بہت رائے سلیم رکھتے ہین اور بادشاہون کو اور اک مطالب پر ایسا ہی عبور چاہیے جیسا کہ آپ کو حاصل ہے یہ گفتگو کرکے اون سامرد نکو رخصت کردیا اور ملکہ نے خواب گاہ مین خواجہ درست کرائی پلنگڑی جواہر بن پر بارہ دری مین خواجہ نے آرام کیا تکیے رکھدیے گئے کنیزین چپی کرنے لگین ملکہ علیحدہ دوسرے درجہ مین آرام پذیر ہوئین وہ تھوڑی سی رات بہت جلد گذر گئی اور وہ زمانہ آیا کہ بربط نواز دہر نے دائرہ آفتاب بعد آب و تاب غلاف خاور سے نکالا اور کاسۂ فلک کی

پیشوا از ستارہ دار کو اقرار کہ بمقتضای ابیات

دگر روز چون سیمگون گشت راغ	پدید آمد آن زرد رخشان چراغ
چو پہلان شد آن چادر آبنوس	بگوش آمد از دور بانگ خروس

دم صبح عمر نے بیدار ہوکر وضو کیا اور نماز صبح پڑھی ملکہ نے خواصان خاص کی ڈالیان بیچین پھولہرا اپنے لیکر دارالعمارہ مین آئی اور بعد مجرا و سلام کے کارپردازان سلطنت کے حکم دیا کہ کچھ ساحر یمان سے سرحد طلسم پر جائین اور نامہ دار افراسیاب آیا ہے اوسکو لے آئین بمجرد حکم محکم ملکہ ساحر روانہ ہوئے قاصد قریب دروازہ سومری پہونچ چکا تھا کہ ساحرون نے پہونچکر عرض کیا کہ چلیے حضور مین آپکی یاد ہے وہ نامہ دلبر ہمراہ ساحران بعجلت تمام اڑکر چلا اور بعد قطع مسافت راہ قلعہ بہشت رنگ مین پہونچا یمان کی آرایش زیبائش دیکھکر عقل دنگ ہوگئی سمجھا کہ یہ سامان بہر دعوت عمر ہے غرضکہ دارالعمارۂ شاہی مین جب پہونچا یہانکا کہ یہ فر دیکھکر حیران کا رتھا یعنی عمر برابر ملکہ کے تخت شاہی پر جلوہ گر تھا اور ہزارہا ساحر معتزز اطراف طلسم حاضر تھا ساقی خرد وش ادا اور طوائف مہر لقا حاضر تھے مجلس انبساط مہیا تھا قاصد بموجب قاعدۂ رسم تعظیم و آداب کرکے آگے بڑھا ملکہ نے دیکھ آہنی چشمے کو دیا یہ فروکش ہوا ساقی کو اشارہ ہوا کہ اُسنے جام دیا نامہ لانے ساغر پیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ منم نامہ دار ملکہ نے کہا لاؤ نامہ کسکا لکھا ہے قاصد نے کہا یہ نامہ شاہ جادوان مالک طلسم ہوشربا افراسیاب جادو کا ہے اور مجھکو حکم ہے کہ شاہ کوکب کے ہاتھ مین نامہ دون اور جواب لون ملکہ نے چاہا کہ ان باتون کا جواب سخت دون مگر عمر نے کہا کہ ای ملکہ یہ ایلچی ہے جیسا اسکے مالک نے کہدیا تھا ویسا ہی بجالایا آپ اسکو پاس شہنشاہ رفعت نشان کے بھیجدین یہ کلمہ عمر نے اسلیے کہا کہ قاصد کوکب پاس جائے اور دیکھون کہ اوسنے کیا جواب دیا اور اسکا مافی الضمیر بھی دریافت ہوجائیگا کہ میری طرفداری کرتا ہے یا افراسیاب کی غرضکہ ملکہ نے

نامہ دار کو طلب کرایا اور ایک عریضہ بجز دانکسار تمام لکھا مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ عالیجاہ گردون بارگاہ یہ فدوی خواجہ کے کہنے سے آپکو لکھا ہے اسلیئے قاصد امید وار باریابی اور روبرو حاضر ہو کر زبان فیض ترجمان سے جواب نامہ کا سننا چاہتا ہون زیادہ ہما دب یہ عریضہ ایک ساحر کے ہاتھ خدمت گوکب مین بھیجا گوکب اوسوقت تماشا دیکھنے کوہ فیروزہ پر گیا تھا وہ ساحر پہلے درد ولت پر گیا اور وہان سے حال دریافت کرکے کوہ فیروزہ پر پہونچا اور بادشاہ کو سلیکر کے نامہ دیا شاہ نے پڑھ کر بجز کیا کہ اے فرزند نامہ دار کو بھیجدو ساحر واپس آیا اور ملکہ کو حکم شاہ بحری دیا اسنے چند سادونکے ساتھ نامہ دار کو روانہ کردیا اور آپ مع خواجہ داخل عشرتکدہ ہو کر مصروف بہ عیش ہوئی لیکن قاصد جب کوہ فیروزہ پر پہونچا دیکھا کہ کوہ سب فیروزہ کا ہی اور اوسپر کوسون تک سبزہ ہے پھولونکی بہار ہی گھاس زمرد کی لگی ہے اوسپر پھول الماس و بلور کے ہین سراسر نور کے بیچ مین ہر پھول کے عقیق زرد کی پنکھڑی صناع قدرت نے گڑھی ہے نامہ دار اس بہار کو دیکھتا اور آفرین مالک پر اس طلسم کے کرتا جاتا تھا کہ چالیس بنگلے اوسکو زمرد کے نظر پڑے اونکے آگے سایبان زربفتی کھنچے تھے اور ہر بنگلے مین کرسیان جواہر کی بچھی تھین اوپر طاؤس سیلم و زمرد کے ترشے ہوے رکھے تھے اون بنگلون سے جب اور آگے بڑھا ایک بارہ دری یاقوت کی دیکھی کہ اوسکی توصیف اگر لکھی جائے داستان ناتمام رہے اوس بارہ دری مین تخت یاقوت پر کوکب جلوہ گر تھا گرد تمام سردار سرداران نامی وقار کا دایرہ بندھا ہزار ہا غلام زرین لباس حاضر تھا کہ نظم

یکے کاخ و ایوان فرخندہ دید — کہ انسان کسے باندید و شنید
یکے دست ایوان یکے طاق دید — ز دیدہ بلندی او ناپدید
نہادہ ز طاق اندرون تخت وند — نشاندہ بہر پایہ در گہر
بران تخت فرشی ز دیبائے روم — ہمہ پیکرش گوہر و زرش بوم
نشستہ بران تخت تاج دار — ببالائے سرو و برخ چون بہار
ز دیدار او شتری تیرہ بود — خرد رویش ہمان خیرہ بود
بر تخت زرین یکے زیر گاہ — نشستہ بر و پہلوان سیاہ
فراوان پرستندہ بر گرد تخت — بتان پری روی فرخندہ بخت
پرستار باشدہ دو دو ہزار — ہمہ پاک با طوق و یاگوشوار

نامہ دار نے یہ کرد فرد دیکھکر مجرا گاہ پر ٹھہر کر سر جھکایا مرد نے شاہ ساحران بادشاہ جہانبانی سلطان گیتا
قاصد **افراسیاب** نگاہ روبرو کیا بادشاہ نے سر اوٹھایا قاصد نے مجرا کیا آنکھ سے سلام لیا پھر اشارہ
نزدیک آنیکا کیا قاصد قریب گیا نامہ پیش کیا شاہ نے دست زبردست سے لیکر **منشی** کے حوالے
کیا منشی ہادوطراز نے نامہ وا کرکے پڑھنا شروع کیا جب سب حرف بحرف پڑھ چکا بادشاہ عالی منش
مضمون پر مطلع ہوکر چین برجبین ہوا اور قاصد نے وہ تحفہ و ہدیہ وغیرہ پیش کیے دست نا قبول دراز
دراز کیا پھر نامہ دار کو دنگل آہنی عمدہ عنایت ہوا اور حکم بیٹھنے کا دیا قاصد سلام کرکے بیٹھا بادشاہ نے
منشی گہر ریز کو حکم دیا کہ ایک نامہ ہماری طرف سے اس خط کے جواب مین ترقیم کردو مضمون اوسکا پر مداق ہو
اور سرنامہ خدائے نادیدہ مسلمانان اور توصیف جناب پیغمبر آخرالزمان لکھنا ہرچند کہ مین اہل اسلام نہین
ہون مگر اس مضمون کے لکھنے سے **افراسیاب** کو شراکت مسلمانان ثابت ہوجائیگی اور پھر
حوصلہ کسی طرح کی تحریر کا باقی نرہیگا راہ نامہ و پیام بند کرنے کی اس سے بہتر تدبیر اور نہ ہوگی
منشی عطارد رقم نے حسب الحکم مرکب سواد دیدہ زحل کو دوات مین حل کرکے پارہ حریر پر
ایک نامہ بعد کو تحریر بجواب اس نامہ کے تحریر کیا **نظم**

ہم انگہ زگنجور قرطاس خواست	زمشک سیہ سودہ الفاس خواست
یکے نامہ بنوشت چون بوستان	پر از گل بسان رخ دوستان

پاسخ نامۂ افراسیاب بقہر و عذاب از جانب کوکب لمولفہ

قلم لکتا ہے پہلے حمد باری	کیے دریا ہوا پر چلنے جاری
رواق گنبد خضرا سین اونے	کیے روشن چراغ ہین اختر ونکے
کیا پرنور اس خاک سیہ کو	فروغ اوسنے دیا ہے مہر و مہ کو
اوسی سے ہی نشان اوج پستی	اوسی سے ہی بہار باغ ہستی
خدا کے بعد وہ ہادی ہمارے	کہ جو چرخ رسالت کے ہین تارے
محمدؐ آفتاب چرخ اسلام	چراغ آفرینش روح اجسام
شہ لولاک و ممتاز دو عالم	معظم آستان فخر آدم
بہار گلشن ایجاد وہ ہین	ظہور عالم آباد وہ ہین

ہوا ہے نور اون حضرت کا پیدا — ہوئی کل کائنات اس سے ہویدا
خدا کی ہوگی اس عالم پہ رحمت — قدم رنجہ کرینگے جب وہ حضرت
پس از توصیف سردار رسالت — لکھا جاتا ہے یہ نامہ بہ الفت
کہ اے شاہِ جہان سلطان ذیجاہ — ترے رتبہ کے آگے کوہ ہے کاہ
بہار بوستان شہریاری — گل نزہت فزائے تاجداری
چراغ افروز بزمِ عقل و تمکین — فروغ افزائے علم سحر آگین
ہلال آسمان سحر سازی — فلک تمکین پئے نیرنگ یاری
درخشان اختر اوج شرافت — دُرافشان ابر دریا بار رحمت
شہ افراسیاب آسمان جاہ — کہ خوشہ چین خرمن جکاہ ماہ
لکھا جاتا ہے تسکر بعد تسلیم — ادا کرکے حقوقِ رسم تعظیم
نزول نامۂ حضرت ہوا آج — پہنایا سرفرازی کا مجھے تاج
سراسر وہ محبت سے بھرا تھا — عجب مضمون درد آگین لکھا تھا
رسالت کا بیان تھا اوسمین اکثر — زمانے کی شکایت تھی سراسر
مجھے پڑھکر ہنسی آئی بہت سی — اڑا اک قہقہہ دربار مین بھی
کہ حضرت اسطرح عاجز ہوئے ہین — کہنے جھوٹ بنکر سرچڑھے ہین
لکھا تھا یہ بھی اوسمین مشفق من — نحل مجھکو ہر حال دشمن
بجا ہے آپ کا فرمانا اے شاہ — کہ قصہ حلم سے ہوتا ہے کوتاہ
نحل ہی یہان پر چاہیے تھا — مثل ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا
زمانے کے نرالے ڈھب ہین نیرنگ — سُنی تو ہوگی مکر و حیل کی جنگ
عزر و کیرکب زیبا یہان ہے — کہ جو رچرخ مشہور جہان ہے
گدا کو بخشتا ہے بادشاہی — کبھی سلطان کو دیتا ہے گدائی
کسی سے ہے عروس نو ہم آغوش — جنازہ ہے کسیکا بار بر دوش
کسیکے برمین شاہانہ ہے پوشاک — پڑا ہے بے کفن کوئی تہ خاک

فلک کی دشمنی کا ہے جو کھٹکا — تن باغ جہان بھی ہے لرزتا
عداوت کا فلک کی پاکے کچھ بھید — لرزتا ہے ہمیشہ سے تن بید
سحر دم پھر کو گر خنداں ہے ہوتی — تو شبنم آہ آخر آنسو ہے روتی
دل لالہ مین داغ اُسنے دیا ہے — گلون کا گل چراغ اِسنے کیا ہے
سرو نے گرچہ آزادی ہے پائی — پھنسی قید محبت مین ہے قمری
شگفتہ کرکے روے گل کو اِسنے — دیا ہے خار و غم بلبل کو اِسنے
فلک کے جور سے ہوکر پریشان — ہر سنبل باغ مین ہاوے گریان
دہان غنچہ ہے حیرت سے خاموش — خزان کے غم سے سوسن ہر سیہ پوش
خزان کا دیکھکر ازبسکہ سامان — ہوا ہے دیدۂ نرگس بھی حیران
ہر اجیب جور گردون کا یہ نقشہ — تو پھر بھیا ہے کیا شاہ والا
فتور عقل ہے حضرت سراسر — عدو کو جانتا اپنے سے بدتر
ستم کو لکھتے ہو مکار و عیار — سراسر ہے حماقت کی یہ گفتار
پڑے گی چاند پر ڈالے سے کب خاک — کہان عرش اور کہان یہ خاک ناپاک
فلک کے سمت جو تھوکے گا شاید — تو وہ اپنے ہی رخ پر تف کرے گا
کہان ایتم اور کہان عیار عالم — کہان جنت کہان نار جہنم
کہان گندم نمائی جو فروشی — کہان پانی فلک پر سنبلہ کی
تمہارے پشت پناہ مومنان ہے — عمر شاہنشہ شاہنشان ہے
خیال خام ہے یہ اونکی نسبت — کہ ہے اونکو مدد لینے کی حسرت
خدا جسکی مددگاری کرے گا — بھلا اوسکو مدد کیا کوئی دے گا
اونھون نے کلبۂ احزان کو میرے — عطا کی تازگی تشریف لاکے
بلایا ہے اونھین خود مین نے اسجا — کہ اُنسے دست بستہ کچھ کہون گا
مجھے الفت جو تجھسے ہے ہمیشہ — محبت کا ہوا تھا یہ تقاضا
شفا بخش آپ کی کرتا عمر سے — کہ بچتا ملک دشمن کے ضرر سے

وگرنہ غازیانہ صف شکن کا — جوانان تہمتن تیغ زن کا
ارادہ ہے کہ آئین اوسطرف کو — اُلٹ دین ایک دم مین رن کی صف کو
معاذ اللہ اجل پھر جسکو تاکے — ہدف سے کب بچے تیر قضا کے
کرے سیل فنا جس گھر کو برباد — تو کیا بالو کی دیوارون کی بنیاد
ذرین لشکر کی کثرت سے نہ جنگی — کہ اخگر ایک ہے خرمن کو کافی
نجوم بزدلان سے کیا ہے حاصل — بسا اک کب شعلۂ جنس ہون مقابل
مجھے رہ رہ کے آتا ہے یہی یاد — ہوا افسوس گھر حضرت کا برباد
محبت سے لکھا جاتا ہے حضرت — کہ اب بھی چھوڑیے یہ کبر و نخوت
وگرنہ پھر کہان افسر اسیابی — نہ کیجے موت آنے مین شتابی
زیادہ کیا لکھون اے شفق من — بنا یا دوست کو خود تجھے دشمن
خدا توفیق نیکی کی تمھین دے — تمھارا ملک و مال آباد رکھے

منشی بدائع طراز نے خامۂ ندرت نگار اس مقام پر روک کر نامہ چیز خانہ رو برو شاہ پیش کیا جو کچھ مضمون گھٹانے بڑھانے کا حکم ہوا وہ درست کر کے صاف کیا پھر عنوان نامہ پر مہر بادشاہی ثبت ہوئی اور کیسہ گوہر آگین رکھکر قاصد کے حوالے کیا اور رخصت فرمایا نامہ دار آزردہ خاطر شاہ کو سلام کر کے روانہ ہوا ساحر پہلے حلوہ بہشت رنگ مین لائے ملکہ مضمون جواب نامہ سے مطلع ہوئی اور عجب بہت خوش ہوا ساحرون نے حسب الحکم ملکہ قاصد کو سرحد طلسم تک پہونچا دیا وہ بعد قطع منازل باغ سیب مین پہونچا شاہ جادون نے اس عرصے مین بہر جنگ جرح ایک ساحر مغرور طلسم نزار آفت خیز جادو نام کو طلب فرمایا ہی اور وہ بارہ ہزار ساحرون سے حاضر ہوا ہی ہنوز اوسکو کچھ حکم نہین دیا ہی کہ قاصد آکر پہونچا شاہ کو آداب بجا لایا اور جواب نامہ کا پیش کیا افراسیاب نے منشی کے حوالے کیا اوسنے حرف بحرف پڑھکر سنایا مضمون پر اطلاع پاکر غیظ و غضب سے شاہ طلسم کانپنے لگا اور لبہائے دست کاٹنے لگا پھر براہ نخوت اور بات بنانے کی لیے ہنسکر گویا ہوا کہ لیجے کوکب ایسا عمر سے ڈرا کر اپنا دین چھوڑ کر بے دین ہو گیا پس ایسے کی بات کا برا ماننا کیا مین اب اوسپر لشکر کشی کرتا مگر وہ خود ہی لوٹنے آتا ہے نہین اوسکو سزائے معقول دونگا اہل دربار براہ

خوشامد تایید کلام کرنا شروع کی کہ حضور کوکب بچہ اور ترک بے ایمان ہوگیا نامہ بھی خدا سے
تادیدہ کی تعریف مین لکھا ہی اب سحر وہ بھول جائیگا پھر آپکا مقابلہ کیا کرسکیگا اول تو یون ہمرتبہ
ملازمان جناب نہ تھا پہ جاکہ سحر فراموش کرکے مقابلہ کرے کیا جان رکھتا ہی اسکی شامت آئی ہی شاہ
طلسم اُن باتونکو سنکر خوش ہوا اور زنار سے کہا تم جاؤ لشکر مہرخ سے جنگ آغاز کرین قتل اسد
کی تدبیر کرتا ہون زنار یہ سنکر آداب بجالایا طلعت رخصت عنایت ہوا یہ باہر آیا اور بارہ ہزار
اپنے ہمراہی کے سامان درست کرکے ازدہے پر چڑھکر بجمل تمام روانہ ہوا جب یہ جا چکا تو نامہ حیرت
آیا کہ ای بادشاہ سنا گیا ہی کہ آپکے قاصد کا کچھ رتبہ پیش کولب نہ ٹھہرا عمر کا بڑا مرتبہ ہی کوکب ارادہ
لشکر کشی رکھتا ہی آپ غفلت نکرین اسد کو قتل کروالین آگے آپکی جو مرضی مین جانتی ہون کہ جب
جنگ عظیم کا سامنا ہوگا اسوقت اسد ہلاک نہ ہوسکیگا یہ نامہ پڑھکر بادشاہ نے اہل دربار سے
کہا کہ دیکھو جو کوکب نے لکھا ہی کہ وہ میری بی بی نے نہین بیٹھے بٹھلا دیا اونکو مکداری مین
بہت سلیقہ ہے غرض تعریف کرکے نامہ کا جواب لکھا کہ ای ملکہ تم گھبراؤ نہین مین نے زنار کو
مہر ستیصال لشکر باغبان تمہارے پاس بھیجا ہے یہ ساحر مغرور ہی اسکی خاطر کرنا حال نامہ کا بھی وہ تمہے
بیان کریگا اور لشکر دشمن کا بھی خاتمہ کردیگا مین نامہ سب نائبان طلسم کو بھیجتا ہون وہ سب جمع
ہون تو انتظام طلسم کیا کرون یہ نامہ طائر سحر کے گلے مین باندھکر بھیجا طائر قبل پہونچنے زنار کے پہونچا
ملکہ نے نامہ گلے سے کھولکر پڑھا اور حال آمد زنار معلوم کرکے ساحر استقبال کے واسطے بھیجے زنار
بعد تحلے مسافت راہ جب قریب پہونچا استقبال کرکے لیگئے اسنے لشکر اپنا ملحق لشکر مسلکہ
حیرت اُتروایا آپ سامنے ملکہ کے آیا تسلیم کی نذر دی ملکہ مذکورہ نے خلعت فرمایا دنگل زرین
پر بٹھایا ساقی نے حسب الیار ملکہ موصوفہ جام شراب دیا اُسنے بادہ خواری کی جب نشہ ہوا اوسوقت
ملکہ مسطورہ نے حال نامہ کوکب کا بھیجنے کا استفسار کیا اسنے جو کچھ جواب وہان سے آیا تھا اور سکی
تصریح وار بیان کیا ازانجملہ عیار لشکر مہرخ برا سخیرگیری بہ شکل سبدل یہان رہتے ہین اونھون نے
بھی کل کیفیت سنی اور بہت خوش ہوئے کہ الحمد للہ جس لیے محنت ہمارے اوستاد نے گوارا کی تھی وہ
مراد برآئی فی الحال زنار بیٹھا شراب پیا کیا اور ناچ دیکھتا رہا جب سواد شب سے مہر قمر صفحۂ
روزگار پر شبہت دروخشن ہوئی اور فرمان عزل عامل دزرنشی دہر نے جاری فرمایا ایسا ب

ہمی گشت گردون شتاب آمدش	شب تیرہ را دیدتاب آمدش
برآمد یکے زود کشتی ز آب	ببالید رنج و بپا بود خواب

سرشام اسنے حکم بلبل جنگ بجنے کا لقارۂ جنگی گرگرا یا عیاران لشکر اسلام خبر لیکر بارگاہ مین آئے ملکہ
صرح کو تسلیم کرکے زمین ادب کو بوسہ دیا دعاے عمر دولت دیکر اسطرح حال بیان کیا نظم

کہ ہمواره شاہ جہان شاد باد	شنگوسے دیا بخت ہمراہ باد
تو بیدار باش و جہاندار باش	خردمند را دو بے آزار باش

شاہ عیاران کوکب کے یہان پہونچنے اور وہ بدارات پیش آیا افراسیاب کا نامہ دار گیا تھا
اوسکو جواب سخت دہان سے ملا بے نیل مرام وہ پھر آیا شاہ جادو ان سنکر غضبناک ہوکر ایک ساحر زنار
جادو نام کو بھیجا ہے اسنے بمقابلہ ملکت پناہ بلبل جنگ بجوایا ہے یہ خبر سنکر تمام سردار شاد ہوئے کہ
خواجہ کی شفقت کام آئی پھر یہان بھی کوس حرب پر چوب پڑی دربار سوے برخاست ہوا ہر
شخص اپنے مقام پر آکر درستی اسباب حرب و ضرب کرنے لگا سحر کی بانگ سترون کی چاپ شروع ہوئی جدھر
دیکھو تلوار کی جھنکار تھی جدھر سنو کلوا بیون مار سنگھ کی پکار تھی ادسطرف زنار کے لیے خیمہ
زرنفتی استادہ ہوا وہ بھی بارگاہ سے اوٹھکر خیمہ مین آیا اور سحر جگانے لگا لشکر مین بھی اوسکے بھی سامان
تھا مگر برق فرنگی وغیرہ عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ یہان عمر موجود نہین ہین اور زنار کو زبردست
سمجھکر شاہ طلسم نے بھیجا ہے مبادا کل ہمارے لشکر مین کچھ ضرر پہونچا تو اچھا نہ ہوگا پس چاہیے کہ ہم لڑائی سے
پہلے کچھ تدبیر کرین یہ مشورہ کرکے باہم جانسوز کو برائے حفاظت لشکر چھوڑکر صحرا مین آئے اور
رنیل بجائی قہران بھی آیا اوس سے انہی راے ظاہر کی اسنے کہا اچھا تم دونو جاؤ مین بھی آتا ہون
لشکر خنرخام و برق صورتین سامان لشکر حریف کی ایسی بناکر چلے دیکھا کہ لشکر عمر مین ہوم ہورہا ہے
ڈمرو تجیا ہو تیاری جدال مین ہر ایک مصروف ہر ہتیار رزمی درستی سے مالوف ہی یہ ہر سمت پھرے
لیکن تدبیر مین نہ آئی اور رات یہی تھوڑی رہگئی اوسوقت دونون الگ الگ ہوکر یون اپنے لشکر
کی طرف چلے کہ اتفاق سے برق کا گذر جانب خیمہ سپہ لار زنار و سواس یاد دنام کے ہوا اور
وہ خیمہ سے نکلکر براے تربیت و نگاہداشت لشکر ایک سمت جاتا تھا برق نے اوسکو تجویز کیا
اور دوڑکر اسکے پاس آیا اور کہا حضور زاد مرتشریف لائیے ایک تماشا مین آپ کو دکھاؤن جسنے

پوچھا کہ تو لوٹ ہوا اسنے کہا کہ مین لشکر حیرت کا ایک ملازم ہون اسوقت اپکے لشکر مین آیا تھا
دو عیار ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے مینے چاہا کہ گرفتار کرلون مگر ہم لوگ ان عیارون سے ابتک
پا چکے ہین کہ میرا حوصلہ اونپر ہاتھ ڈالنے کا نہ پڑا کیونکہ مین اکیلا تھا پس اگر آپ چاہین تو تو ملکر اونکو
پکڑ لین یہ تقریر سنکر وسواس خوش ہوا کہ اگر عیار ہاتھ آگئے تو لڑائی بالکل فتح ہے میرے مالک کی
بڑی نامروری ہوئی غرض شادان و فرحان اوسکے ساتھ چلا اور جب لشکر نے کنارۂ صحرا مین آیا برق
نے کہا دیکھیے وہ جو سامنے درخت ہے وہان پر بیٹھے ہین یہ اسطرف دیکھنے لگا اسنے جاپہ بیہوشی مارا کہ وہ منھ
کے بل گرا اور وہ اوسکے غبارے بیہوش ہوا برق نے اوسکو خوب بیہوش کرکے کپڑے اوتار لیے اور اوسکی کمر مین
کمند باندھکر درخت پر چڑھکر اوپر کھینچا پھر کسی شاخ سے مضبوط باندھ دیا اور آپ رنگ روغن لگاکر ایسی
ایسی صورت بنکر اوسکے خیمہ مین آیا اور منتظر وقت ٹھہرا کہ حال اسکا بیان کیا جائیگا مگر ضرغام جو اوس
پہرا اسنے ایک ساحر کے بسترہ پر جاکر پکارا کہ اے برادر جلدی چلو کہ سپہ سالار صاحب تمھین بلاتے
ہین اس ساحر افسر کا نام سنکر اسکے پاس آیا اور کہا سپہ سالار صاحب کہان ہین لشکر حیرت سے
سکا کہ کسی کام کو صحرا مین آیا تھا وہان ایک افسر کھڑے تھے مجھسے کہا ہمارے لشکر سے ایک شخص کو بلا لو
کہنا سپہ سالار بلاتے ہین مین اونکے پاس سے آیا ہون اور کچھ نہین جانتا ہون یہ بیان سنکر وہ ساحر سمجھا
کہ صحرا مین شاید درستی سحر کے لیے گئے ہون گے یا کسی عیار کو دیکھکر گرفتار کرنا منظور ہوگا پس بوجہ
تنہائی ایک آدمی کو بلایا ہوگا یہ سوچکر اس کے ساتھ ہوا کہ اچھا چلو ضرغام اوسکو صحرا مین لایا اور
سینہ بیہوشی مارکر اوسکو بیہوش کرکے غائبین ڈالدیا اور آپ اسی کی ایسی صورت بنکر وہی لباس اوسکا
پہنکر اوسکے تیر اکر ٹھہرا اور انتظار موقع عیاری کرنے لگا لیکن جب یہ دونون قہرمان سے رخصت ہوکر
چلے تھے تو وہ بھی بہر عیاری چلا حسب اتفاق ایک خدمت گار زنار کا اوسکو کنارے لشکر کے
ملا اوسنے اوس سے پوچھا کہ کہان جاتے ہو خدمتگار نے کہا زنار بارگاہ حیرت سے اوٹھکر اپنے خیمہ مین آئے
ہین اونھین کا ملازم ہون پیچھے رہگیا تھا اب مالک پاس جاتا ہون قہرمان نے کہا بھائی ہمین بھی کہین
نوکر رکھا دو بیکار ہین تمھین دعا دینگے اوسنے پوچھا کہ تم کیا کام کرتے ہو کہا رکابداری اور دیکھو ایسے کھچڑے
بنائے ہین ملکہ حیرت کے بکاول بنوا لیے جاتا ہون یہ کہکر ایک کھچڑا کہر سے نکالا اور کہا لو اسکو کھاکر دیکھو
خدمتگار بیچارہ غافل از فریب عیاری وہ کھچڑا تھوڑا سا کھا گیا اور کچھ دیر چلکر بیہوش ہوا قہرمان اوسکی صورت بنکر

اور اوسکے لباس سے محلی ہوکر اوسکو درخت سے باندھا آپ دخمچہ زنار پر آکر شہزاد و گھات عیاری کی سوچنے لگا ناگہاں رات کم تھی کچھ ہی دیر میں وہ وقت آیا کہ باغبان قدرت نے گلشن فلک سے گلہائے کواکب چن لیے اور باد سحر نے مسموم آسا سے غنچہ ہائے نجوم پژمردہ کرکے غارت کیے کہ بمقتضا ابیات

چو روشن شد آن چادر شاخ رنگ	سپیدہ بدانند ز آویخت چنگ
چو پنہان شد آن چہار بالا بزیر	جہان شد ز دیدار خورشید زرد

رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی صبح ہوتی ہی سرداران نامی ساحران گرامی سوار ہوکر بارگاہ کے در پر حضرخ کو لیئے آکے صحن دمادم بارگاہ خدا امین کرکے تاج شاہی اور لباس فرمانروائی پہنکر برآمد ہوئی ایک سمت ملکہ پہار بصد آرایش و وقار محل سے نکلی تخت ان دونوں کے فیل سحر پر کسے گئے چتر چہرنے لگا گرد ماہ و سان زرین بالا پر جادوگر نیان سوار اور ساحر لشکر کے افسر طاران سحر پر بیٹھے ہوئے نفیر سحر بجاتے چلے نقارے قلی گرد گرانے لگی بصد حشمت و جاہ سواری بادشاہ قلی میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئی کہ بمقتضا ابیات

بران پیل صاحب کہ بنشست شاہ	بیاورد از خیمہ لشکر براہ
ببالای سرو سہی چون بہار	بہر چیز مانندہ شہریار
ہمہ لشکرش یکسر آراستہ	کشیدہ ہمہ تیغ و پیراستہ
ابا جوشن و خود بستہ میان	ہمانازی اسپان بر گستوان
ز یاقوت و زر گوہر شاہوار	ہمہ جامہ و آلت کارزار
ہمان تخت زرین و انگشتری	دراز بید اندر جہان مہتری
بدشمن روان لشکر انگیز شد	چو آتش سپاہش یکین تیز شد

المختصر میدان میں پہونچکر حکم کشتی دیا تھا کہ آمد لشکر حریف ہوئی بلکہ حیرت سحر کے جنگلے میں مسند زر پر بیٹھی ہوئی اور جنگلہ بردے ہوا اڑتا ہوا اندر جنگلے کے یا دوگرنیون کا گرد ملکہ بحج سپاہ ساحران سوار یون پر سوار بڑے تزک و احتشام سے جاے کارزار پر آکر ٹھہری ادھر زنار بین خیمہ سے نکلکر سوار ہوا قران جو بشکل خدمتگار تھا جہان اور خدمتگار تھے وہ ہین جاکر ٹھہر رہا کہا میدان جنگ میں ہم لوگونکا کیا کام ہے جب میدان سر کرآئینگے اوسوقت اونکی خدمت ہم بخوبی کرینگے

اور ضرغام جو ایک ساحر کی صورت لشکریون مین سے بنا تھا لشکر کے ساتھ ہو لیا لیکن برق خود بصورت دیو اس سپہ سالار ہوا اپنے رفیقون اور ماتحت ساحرون سے حکم دیا کہ ایک اژدر بزرگ و ساحر میری سواری کے لیے بناؤ کہ خوب چست و چالاک اسوقت ایک ملازم نے عرض کی حضور مین اژدہا بنتا ہون آپ مجھپر سوار ہون اور مجھ پر سوار ہون اور مجھ پر سے بھی کام لینا نہ پڑیگا جدھر آپ فرمائینگے ادھر مین چلونگا برق نے اسکو ایک مشت زن کا لگا دیا اور فرمایا کہ ہم تمھارا عندیہ سمجھ گئے اور تمکو خوش کرینگے دو ساحر یہ سنکر براہ خوشامد ایک اژدر مہیب کی صورت بنا اور برق اسپر سوار ہوکر چلا لشکر بارہ ہزار سلاحرون کا آکر اسنے ترتیب دیا اور پس پشت اپنے لشکر اژدر اوڑاتا منھ سے شعلہ آتشین اژدہے کے پیدا ہمراہ نزاریہ بھی چلا زنار جنابین خاک آلودہ لٹکائے جیسے سحر کے گلے مین ڈالے سانپ جسم مین لپٹے بصورت مہیب اژدر پر سوار بارہ ہزار ساحران نابکار ہمراہ لیے نفیر بجاتا دارالسحر مین آیا وہ ساحر بھی سب زشت روداد خمیث صورت بدسیرت تھے کہ بہر ایک کے موئے زہار لنگوٹون سے باہر چہرے اپنے خوک و خرس کی بزرگی سر بنائے تر سولون کا مارن سیاہ لپٹے تھا تھا لیان ہاتھ مین انمین چوٹکین روشن کیے چوٹکونکی لو پر جب وہ چانول اور باش مارتے انمین سے سحر طرح طرح کے ظاہر ہوتے زرمگاہ مین صف بستہ ہوئے

تنش زشت و بینی کز و رو بے رود	بد اندیش و کوتاہ و دل پر ز درد
دو چشمش کز و شیر و دندان بزرگ	براہ اندرون کژ زدہ ہمچو گرگ
ہمان بد دل و سفلہ و بیفروغ	سرشس پر کین و زبان پر دروغ

غرض جب یہ بھی داخل میدان جدال ہو چکے اس عرصے مین میدان پاک و صاف ہو چکا تھا تخت شاہان قلب لشکر مین ٹھہرے تھے صفون کے پر جگے تھے نارنج ترنج اوچھلتے تھے نقیب پکارتے تھے کہ دنیا مین ہر ایک کو فنا ہے مگر جاودہ رشتہ شمشیر راہ ملک بقا ہے جو تلوار کی دھار پر راہ چلا منزل پر پہونچ گیا زندہ جاوید ہوا اور جو کوئی اس راہ سے بچکا وہ زندہ در گور مردہ تمام دنگ ٹھہرا یہ گویا یہ میدان ہے مردی و نامردی کا امتحان ہے کہ **بیت** بجز شادمانی و جز نام نیک + ازین زندگانی تباہی تو ریک + نقیب یہ کہکر جب ہٹے زنار تو آہو نچا ہی اسنے اژدر اڑا کر ملکہ سے اجازت رزم لیکر میدان مین اپنے تئین پہونچایا اور کچھ سحر سازی کا دکھا کر میدان رطلت کیا لشکر مرخ سے ایک ساحر تا

سمار جادو نام مقابلہ مین گیا زنار نے ایک گولہ فولادی سحر پڑھکر مارا اس بہادر نے سحر پڑھا
کہ گولہ الٹا پھر گیا زنار نے ابکی غصہ مین آکر ایک ناریل سحر کا مارا سمار نے ہرچند رد سحر کیا مگر ناریل نہ
پھرا اور اُسکے بازو پر پڑا کہ ہاتھ بیکار ہو گیا یہ معاملہ دیکھکر اور ایک سامرہ کینہ انگیز جادو
ملازم ملکہ سرخمو دوڑی اور سمار کو بٹھا کر آپ مقابل ہوئی زنار نے ابکی ناریل سحر کا مارا کینہ سے
بھی رد سحر نہ ہوا اور ناریل شیشہ پر پڑا ٹوٹکر کشتی کیطرف سے نکل گیا بیرون اُسکے غل مچائی اور زنار نے
پھر مبارز طلبی کی ادھر سے سرخمو اجازت لیکر چلی جب سامنے پہونچی زنار پھر ناریل سحر کا مارا اسنے اگلی
سے شمارہ کیا کہ ناریل کٹ گیا زنار کو غصہ آیا اور اسنے ایک نارنج کالکر سمت ملک اوجالا لا
اور پھر اس نارنج کو آپ ہی روکا اور پھر اوجالا یہ حرکت دیکھکر خرخام جو لشکری بنا ہوا اُسکے لشکر
مین کھڑا تھا سمجھا کہ یہ نارنج تین بار اچھالکے جو گا یگا تو یقین ہے کہ سرخمو کہ سر خمو سے رد نہ ہو گا
اور وہ ایسا نہ ہو کہ ہلاک ہو جائے پس نارنج نہ لگانے دو یہ سوچکر اُسنے تیسری مرتبہ نارنج
اوجالا خرخام نے غول مین کود کے اپنے تئین پوشیدہ کر کے ایک تیر ایسا مارا کہ نار پر پڑا وہ
وہ ٹوٹ کر زمین مین گر پڑا کیونکہ وہ اسیطرح کا تھا کہ جبتک تین بار اچھلکر نارنج نہ رکے سحر پورا نہو
خرخام نے اسین ترق ڈالدیا غرضکہ زنار نے نارنج پر تیر پڑنے سے حیران ہو کر کہا کہ اے سرخمو کیا
تیرے ساتھ سحر کے تیلے ہین سرخمو کو پہلے کو تعجب ہوا تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے پھر اسنے سمجھ لیا
کہ ہان میرے ساتھ کئی سو تیلے ہین اُسنے کہا تو اچھالے اس سحر کو رد کر یہ کہکر ایک تیر
نکالا اور اوسکے پیکان پر سحر پڑھکر کمان مین پیوستہ کر کے چاہتا تھا کہ لگائے خرخام نے ابکی
چکر ایسا تاک کر مارا کہ تیر و کمان دونون کٹ گئے یہ بہت حیران ہوا اور دل مین سمجھا کہ یہ بہت بڑی
ساحرہ ہے اُدھر مہرخ وغیرہ نے بہت تعریف کی کہ اے ملکہ سرخمو کیا کہنا جانسوز جو لشکر مین
کھڑا تھا اسنے کہا اے ملکہ یہ خرخام چھپا ہوا رہتا ہے مہرخ کو بڑا تعجب ہوا زنار کو تیر کے کٹنے کا
بڑا غصہ آیا اور ترسول پکڑکر چاہا کہ مارے پر دن اُسوقت برق جو سپہ سالار نیا ہوا ہے اُسکو خیال آیا
کہ اگر یہ جائے گا تو سرخمو گرفتار یا قتل ہو جائیگی اب اس کافر کو رد کرو اور جو عیاری تجویز
کر چکے ہو وہ آغاز کر کے اُسکو جہنم رسید کرو یہ سوچکر اس نے اژدر سے کہا زنار یاس مجھکو پھیل دے
اڑکر سامنے زنار کے آیا اور سپہ سالار انجلی نے دست بستہ عرض کیا کہ اس ساحرہ نے زبردستی بہت سی

تا موری حضور کی آمین ہی کہ آپ کا ملازم اُسکو زیر کرے پس امید وار ہون کہ مجھکو اجازت
حرب مرحمت کیجے کہ مین اُسکو باندھ لاؤن زنار نے کہا تجھکو بسر و چشم رخصت کیا جسکم سُنکر اژدر
اوڑکر میدان مین پہونچا اور پکارا کہ اے لکا تو نے میرے مالک کو بہت عاجز کیا تھا لے اس حرب کو
یہ کہکر ایک نارنج کچھ پڑھ پڑھ کر مارا سرخمو نے روبحر پڑھا کہ یہ نارنج اثر نکرے ازبسکہ نارنج عیاری کا
تھا سحر کا ہوتا تو روبحر کام آتا ہرچند دشمن دین مگر کچھ نہ ہوا نارنج آکر منھ پر پڑا اور شق ہوا
سب نے دیکھا کہ اُسمین سے ایک شعلہ چمکا اور دھوان نکلا سرخمو مثل مردے کے چرخ کھا کر طاؤس
سے گری اسی ساحر دن کو اپنے حکم دیا کہ وہ باندھ کر لیگئے اور اُسنے پھر نہیب دی ابکی ملکہ نافرمان
روبرو آئی اور پکاری کہ لاحربہ سحر اُسنے ایک نارنج چکر دیکر مارا نافرمان بھی سحر پڑھ پڑھ کے
پھونکا کی مگر نہ ہوا نارنج جاکر منھ پر پڑا کہ شعلہ چمکا اور یہ بھی بیہوش ہوگئی جادوگر دنیچ آکر باندھ لیا
اور پھر اُسنے پکارا کہ آؤ میرے سامنے ادھر سے طاؤس نکلی اوسکے منھ پر گلدستہ مارا کہ منھ پر پنکھڑیان
اُسکی بکھرین اور وہ بیہوش ہوئی گرفتار کرلیا وجہ گرفتاری یہ اور بھی ہی کہ طرف داران اسلامیان سے
آپ سحر نہین کرتے ہین اسی سے حربہ طلب کرتے ہین اور نارنج و ترنج وغیرہ بیہوشی آمیز سے بیہوش کرتے ہین
ادھر جانفشار اور سرخاد سے تو خود ہو چکا تھا ہی اسوقت اسلحہ لڑنے سے وہ بھی پہچان گئے ہین
کہ یہ برق عیار ہی پس وہ بھی کچھ تدارک نہین کرتے ہین الغرض اُسنے تیسرے پہر تک تیس چالیس سلحہ
اور ساحر گرفتار کیے اسوقت بہار نے چاہا کہ مین جاکر لڑون برق ارادہ بہار معلوم کرکے سمجھا
کہ یہ آئیگی تو سحر باغ و بہار کا کریگی میری عیاری کھلجائیگی پس یہ سمجھکر پکارا کہ اے فرقہ نکسرامان اب
دن کم رہا ہی اسوجہ سے طرح دیتا ہون اگر تمنے اطاعت شاہ جادوان نہ کی تو ہر ایک کو قتل راہ
راہ ملک فنا دکھاؤنگا سب کو خواب عدم مین سلاؤنگا ادھر سے سینے جوابات سخت و درشت
دیے مگر برق میدان سے پھر گیا زنار نے بہت تعریف کی کہ اے سپہ سالار سن کیا کہنا اور اُسکی
خاطر سے طبل بازگشت بجوا دیا لشکر دونون پھرے مہرخ رنجیدہ و دل کبیدہ مراجعت کرکے داخل بارگاہ
ہوئی ادھر حیرت سپہ سالار پر نثار ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی لشکر نے کمر کھولی خلعت بہت بھاری
حیرت و زنار سپہ سالار کو دیا پھر عیش مین مصروف ہوئے آٹھ دن بارگاہ ملکہ مین زنار
بیٹھا رہا اور سپہ سالار لاف و گزاف کیا کیا کہ ای ملکہ مین تجھ سب نمک حرامونکو پکڑ لاؤنگا

ور بہار کو وہ جوتیان لگاؤنگا کہ بھیجا نکل آئیگا سب تعریف کر رہے ہین کہ آپ ایسی ہین لیکن بہار کے نام لینے سے حیرت دل مین بڑا مانتی ہو کہ یہ میجر ملعن ہے یعنی یہ گویا در پردہ کہتا ہے کہ تمھاری بہن پر کیا مین سبقت لیگیا تپر نداب آیا ظاہر مین یہ بھی تعریف کر رہی ہو مین نا سمجھ رہا ہی حاصل یہ کہ جب فرد خورشید سے دفتر کشائی شب نے حساب سمجھ لیا اور رستم ایخم کو کتاب سپہر پر چہ سنایا کہ بمقتضاے ابیات

چو پیدا شد آن چادر قیر گون	درخشان شد اختر برنگ اندرون
معنبی ہمہ ساز بر داشتند	بنام جہاندار بنواختند

زنار ملکہ سے رخصت ہوا کہ مین دن بھر کا خستہ ہون اب جا کر آرام کرونگا ملکہ نے کہا اچھا جاؤ مگر قیدیون کو اپنی طرح رکھیگا اور سپہ سالار کو اپنے پاس سے جدا نہ کیجیگا کہ میا رانکی فکر مین ہونگے اگر اکیلا پائینگے تو زندہ نچھوڑینگے اور آپ بھی بہت ہوشیار رہیگا اسنے کہا بہت خوب اور مع سپہ سالار اپنے خیمہ مین آیا جملہ سردارونکو طلب کر کے اپنے خیمہ کے برابر ایک قنات کھچوادی اسمین قید کیا اور ایسا سحر کر دیا کہ جو کوئی قنات پاس آئے تو بیہوش ہو جائے اور زمین کو بھی سنگ لاخ بنایا کہ کسقب کوئی عیار نہ لگا سکے اور راہ اس قناعت مین جانیکی اپنے خیمہ کے اندر سے رکھی وہ سراپہ جو قناعت کی طرف تھا کر دادیا کہ سامنے سے قیدیون کو دیکھتا رہونگا جب یہ بندوبست تو ایک خدمتگار کو پکارا قران بھی نبھل خدمتگار تھا یہ ہی حاضر حاضر کر کے سب سے پہلے سامنے آیا اس سے کہا تم دروازے پر حاضر رہو کچھ کام ہوگا تو بلا لیا جائیگا اور سب نوکرونسے کہا جاؤ آج تمھاری نوکری معاف ہی جبتک یہان نہ آنا سب چلے گئے اور یہ سپہ سالار کا ہاتھ پکڑ کے اندر بارگاہ کے گیا مسند زر پر بیٹھا کر مئی شراب دساغر سپہ سالار کے حوالے کی کہ تم بھی پیو اور مجھکو بھی دو سپہ سالار نے سلام کر کے روبرو مسند بیٹھ کر شراب پلانا شروع کی ایک آدھ جام تو خالی بیہوشی دیا جب اُسکو نشہ ہوا اُسوقت سمجھا کہ اب نیگاہ سحر جام بھر ڈالیگا بس بیہوشی ملا جام دیا وہ بھی لے گیا یہان تو یہ کیفیت ہی لیکن صرصر عیارہ آجکی جنگ مین نہ تھی یہ طلسم باطن مین کسی کام کو گئی تھی شام کو پھر کر آئی اور سامنے حیرت پہونچکر تسلیم کر کے ٹھہری تھی کہ ملکہ نیکہا ای صرصر آجکی جنگ قابل دیکھنے کے تھی زنار جو آیا ہی اُسکے سپہ سالار نے ایک یک نادیج مین سرداران معرج کو اپر کیا اور شہزادیان طلسم کی مشل نافرمان وغیرہ اُنکو

نا رنج تک رد نہ ہو سکا بڑی لڑنے والی تھین مگر ایسی ذلت کے ساتھ قید ہونمین کہ تجھکو بیان کرتے شرم آتی ہی کچھ کہنے ہو ہی نہ سکا وہ سپہ سالار اکیلا ہوگا۔ مجھکو اندیشہ عیار دن سے ہی تو جا اور اسکی حفاظت کر بلکہ میوہ اور شراب میرے یہان سے لیتی جانا اپنے یہان کی کوئی چیز کھاؤ پیو نہین مبادا پہلے ہی کسی عیار نے اوسمین بیہوشی ملادی ہو اس نے یہان کی شراب پیکر صرصر یہ حال سُنکر متعجب ہوئی اور اشتیاق پیدا ہوا کہ چلکر دیکھے تو وہ کیسا ساحر ہی جسنے یہ کارنمایان کیا ہی غرض کشتی شراب کی اور میوہ لیکر چلی جب در خیمۂ زنار پر پہونچی دیکھا کہ ایک خدمتگار بیٹھا ہی اور قران نے بھی اسکو دیکھا چاہا کہ روکے پر سمجھا کہ یہ تمکو پہچان لیگی جانے دو اگر کچھ فتور برپا کرے اوسوقت سمجھ لینا یہ سوچکر اسکو گردن جھکا کر کہ آنکھ سے آنکھ نہ ملے سلام کیا یہ سلام لیکر اندر خیمہ کے گئی دیکھا سپہ سالار زنار کو شراب پلا رہا ہی اسنے وہ کشتی سامنے رکھکر اور میوہ دیکر پیام ملکہ کا کہا کہ فرمایا ہی یہ شراب پینا اور عیارون سے ہوشیار رہنا یہ کہکر غور جو کیا تو زنار کا کام تمام پایا استعداد شمار دیکھا کہ بیہوش سے بدتر تھا اسوقت اسنے سپہ سالار پر نظر غضب ڈالی سپہ سالار سی گردن اٹھا کر للکارا کہ کیا دیکھتی ہی دزد ناکا لائق ہی مجھکو بھی کوئی اور بنایا ہی اری وہ ہون مین کہ سردار ان حریف کو پکڑ لایا ہون اور اب میان کا کام انجام کو پہونچاتا ہون اگر ایسا نہ کرتا تو میان میرے ہتے نہ چڑھتے اعتبار نماتے صرصر نے یہ سنکر پہچانا کہ یہ برق ہو جایا کہ زنار سے کہون مگر اسکو بیخود پایا سمجھی کہ اوسکے کہنے سے تو بیہوش پھس جائیگی اور یہ عیار قتل کرکے اسکو صاف نکل جائیگا لاوم ہی کہ در خیمہ پر خدمتگار بیٹھا ہی اسکو بلا کر عیار کو سحر سے پکڑوالون یہ سوچکر برق کی باتون کا بڑا سچ سچ دیتی یہ اُلٹے پاؤن پھری اور یہی کہتی ہوئی کہ جو آپ کہتے ہین سچ ہی سچ ہی خیمہ کے باہر نکلی خدمتگار سے کہا جلدی آجیا راندر ہی پکڑ لے خدمتگار نے کہا حاضر اور اسکے ساتھ جلدی سے اندر آیا اسنے پہلے للکارا کہ ہی موکے برق اب کہان جائیگا برق نے جلدی سے ایک لات کھڑے ہوکر زنار کے ماردی کہ وہ تو بیوپچ شراب کیطرح ٹھنڈھک گیا اور یہ جھپٹ کر چلا کہ اس ساحر کو جسے صرصر لائی ہی جواب مار کر گرادون کہ صرصر اس ساحر سے پکاری ارے دیکھتا ہی اور سحر نہین پڑھتا ہی جلد اسکو پکڑ لے اس ساحر نے یہ سنکر دوڑ کر صرصر کو گود مین اوٹھا لیا اور کہا اوستانی میرا بھی سلام ہی اتنی جلدی کیون کرتی ہو زنار کو مارے غصے مین گھبرا گئین صرصر نے یہ سنکر جو غور کیا خدمتگار کو معہ قران پایا پاؤن تلے سے دم نکلگیا اور کہا واہ واہ کیا بندوبست کر رکھا ہی برق بھی یہ حال دیکھکر خوش ہوا اور کہا

اسے قران آج تو بھی چاہتا ہو کہ اُستانی کی بھی ناک کاٹ لین کہ یہ بہت اچھلتی پھرتی ہین پھر جو یہ کچھ شرارت کرینگے تو ہم کینگے نکٹی جی بُرے احوال اور انکی ناک کٹنے سے اور ونکو بھی کان ہو جائینگے پھر کیا منھ اور امکان کیسکا جو ہمارا سامنا کرے قران کہا کیون اُستانی کیا کہتی ہو ناک کاٹ لین صرصر نے کہا ارے مورمن تمکو اپنی ایڑی جوتی پہ سے صدقے کرون ناک اسکی کاٹو جو تمھاری اُستانی ہو لو موے غارتیونکو دیکھو ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری یہ کہکر چاہتی تھی کہ غل مچاکے قران کے گیند عیاری کا منھ مین دیدیا اور ستون خیمہ سے باندھکر برق کو اشارہ کیا کہ اُسنے سر زنار کا کاٹ ڈالا اور قران نے دوڑکر اپنے سردارونکی زبانے سوزن کھینچ لیے زنار کے مرنے سے شور و غل مچا ہوا تھا اور قیدی رہا ہو چکے تھے سوزن زبان سے نکلتی ہی سحر پڑھکر سب اوپر اور لشکر زنار پر زنار پر تر بخ مارنا شروع کیے العیاذ باللہ ایک تو مرگ زنار سے اُنمین عظیم پڑ گیا تھی آگ تیھر برستے تھے دوسرے انمونے ہنگامہ برپا کردیا قران نے نکلکر ایک حقہ آتشین دیکر خیمہ پر مارا کہ خیمون مین آگ لگی اور اوپر سے تھی شعلہ گرتے تھے تاریکی شب سے افزون تھی غیرت بامون تھی فوج زنار غفلت مین بہت سی ماری گئی جو سامنے ہوتا تھا اور زیادہ شور مچاتا تھا باقی ماندہ لشکر گھبراکر دیوانہ وار بھاگا بھاگا کہ لشکر صرخ شبخون ہمپر مارا ادھر قران نے یہ چالاکی کی کہ صورت ساحر کی تو بنا ہوا تھا لشکر حیرت مین دوڑ گیا اور پکارا کہ ہوشیار ہو جاؤ فوج زنار کی بگڑی ہوئی تپر آتی ہو طلایہ والے جب یہ صدا سنی قرنا بجائی پلٹنین جلد تیار ہو مین فوج آگے بڑھی ادھر سے یہ خستہ و شکستہ چلے آتے تھے حیرت انکو دشمن سمجھ کے لڑنے لگا اور یہ اسکو فوج صرخ سمجھ کر بھڑک گئے گھمسان کی مار ہونے لگی سحر چلنے لگا گونا چاری کی پکار ہونے لگی ماشونکے چھوٹے تو لینوکا کام کرتے تھے آگ معتوبے کے پھل بجلیان نیکر کرتے تھے ہوا سے بجلی سحر کی گرتی تھی سرکشونکے خرمن جان کو جلاتی تھی تلوارین برسنے لگین کی راہ کاٹتی تھین بارمار کی صدائین بار نیکر کو چاتی تھین کشتی حیات تلزم آہن پر چڑھی تھی اب تیغ کی ندی بڑھی تھی دریا ہستی کو شمشیر نے مثل ہر اک کے کاتا تھا دامن پہ کر کلیجہ کا لہو چاٹتا تھا غول سامنے ونکے نہ ٹھہرا نظر آتے تھے خنجر کے کرشمے نئے رنگ کھاتے تھے طبع شوق کیطرح تلون مزاج مین تھا ابھی منھ پہ چھایا تھا تو کسیکو اٹھا تا تھا تو کسیکو

چمکتی تھی برق جان سوز تیغ وہ تیرون کی سن سن کا غل چار سو	چلی خنجر من زندگی بید ریغ دلیرون کے فرقون کی وہ آہ ہو

ہوا مین سما یا تھا ایسا غلو		جہا نمین حیران سنے پیدا غلو	
شب تیرہ مین تیغ تھی یون عیان		پہاڑ و زمین ہو جیسے بجلی پلیان	

حیرت غلغلہ سنکر باہر نکل آئی ادھر برق نے صرصر کو کھولدیا اور کہا استانی جاؤ تماشا دیکھو بہنے دو لشکرون کو لڑوایا اور حیرت چڈ سے کہدیا کہ زنار کو میرے شاگرد خباب برق نے فی النار کیا صرصر اوسکو بڑا بھا کہتی ہوئی چلی اور جب فوج آپسمین لڑنے اموقت نافرمان وغیرہ نے اپنے لشکر کی راہ لی یہان حیرت جنگ آغاز کیا چاہتی تھی صرصر جاکر پہونچی اور کل کیفیت معرض بیان مین لائی ملکہ نے اپنا منہ پیٹ لیا پھر بروز سحر پرواز کرکے بروے ہوا گئی اور نفیر سحر بجائی کہ کل لشکر کے کان مین اسکی صدا گئی اور باہم جنگ موقوف کی ملکہ نے یہ ماجرا دیکھا پکار کر کہا آپسمین مت لڑو اے افسران لشکر میرے پاس آؤ یہ کہکر بارگاہ مین چلی گئی فوج زنار جو کچھ قتل و غارت سے بچی وہ اور افسر لشکر حیرت بارگاہ مین سامنے ملکہ کے گئے ملکہ نے چلا کی عیارون اور حال قتل زنار بیان کیا پھر اسی حال کا نامہ افراسیاب کو لکھا اس جنگامہ مین زنگ جو ترک شب خود سے اڑگیا اور فلک پر کاشک چکیدہ یعنی ہر دان درمین دھلکا نظر

چو برزد سر از چشمۂ شیر سپید		جہان گشت چون روئے رومی سفید	
نشست جاندار بر تخت عاج		ز زر دریا قوت بر سرش تاج	

دم سحر مہر تخت شاہی پر جلوہ گر ہوئی سردار جو رہا ہو کر آئے تھے انکی نظر گذری عیارون نے آکر سب حال بیان کیا انکو خلعت ہوا ارباب نشاط حاضر ہوئے جلسۂ عشرت آغاز ہوا ادھر زنار کی لاش اسکی فوج نے اوٹھائی اور جا یا چاہتی تھی کہ یہ عجب کیفیت ہوئی کہ وہ سوا اس سپہ سالار زنار جسکو برق درخت سے باندھ آیا تھا رات بھر مین اسکی بیہوشی اڑگئی اور چونکہ اسکی زبان مین سوزن تھا اس سبب سے سحر پڑھا نہ جیتن کھول نہ سکا صبح کو جب کاہ کش اور ہیزم فروش صحرا مین آئے انہنے انکی آواز سنکر جسم کو جنبش دی کہ پتے کھڑکھڑائے اور گلے سے بھی کچھ صدا نکلی کہ وہ لوگ ڈرے اور کہا معلوم ہوتا ہے اس درخت پر کوئی آسیب ہے یہ جانکر کچھ بھاگ گئے مگر جی کڑا کے اس درخت کیطرف دیکھنے لگے انہنے دانت نکالے اور منت کی کہ مجھ کو کھولدو ایک آسین سے لشکر کا گھیان تھا وہ کچھ سحر بھی جانتا تھا درخت پر چڑھ گیا اور اسکو لازبان سے سوزن سنے نکالا کہ یہ اٹھکر درخت سے

اترا اور ایک کپڑا اُنسے مانگ کر باندھا پھر اپنا حال بیان کرکے وعدہ کیا کہ تم لشکر مین آنا مین
بہت کچھ تمکو دونگا وہ سب خوش ہوے اور یہ وہان لشکر مین آیا سرداران زنار ہوا اُسکو دیکھا سمجھے
کہ یہ وہی عیار ہی جس نے زنار کو مارا ہی اور ہمکو لڑوایا ہی کیونکہ حیرت سے سُن چکے تھے کہ سیسالار
کی صورت بنکر عیار آیا تھا بس یہ سمجھکر باہم کہا کہ اگر اُسکو گرفتار کرکے مارین شاید اب یہ کوئی
تدبیر مین یہ آیا ہی غرضکہ چلے تو یہ بہت آہستہ روتے ہوے اُسکے جانب چلے اور یہ اُنکو روتا دیکھکر
مستفسر ہوا کہ ارے یارو یہ کیا ماجرا ہی وہ بیساختہ اپنے جامہی پر لے اور جوتی اور دھپ اور لات اور
مکے مارنے لگے اور یہ ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھول گیا پکارا کہ ارے واسطہ جمشید کا مجھکو کیون مارتے
ہو اُدھر سے شور تھا کہ خوب ہمارے پاس آگیا ایک کہتا ہی کیون مارتے ہو دوسرا کہتا تھا مرا مرے
یہ تیرا ہی بس بولیا ہی تیسرا بولا کہ اور مارو حرامی کو چوتھا بولا ابھی مارے مارکے مار ڈالو غرض ایسی
باتین کہتے تھے کہ جسکا مبتدا خبر کچھ نتھا اور دھون پٹ چٹاخ پٹاخ ارے لینا مار دستور کو لگے لگا اور پانچ
جوتی بہت تڑکی کیونکہ تیری ایسی تیسی کرآج ہی تو ہاتھ لگا ہی خبردار جھوٹ زنانہین کی صدا بلند تھی اور جوتیان
پڑ رہی تھین غرضکہ ایسا مارا کہ اس خربیدم کو بیدم کردیا کھوپڑی اوپچی ہوگئی آبرو مار کے ڈر سے بھاگ کے
جاتی رہی غلغلہ جو بلند ہوا حیرت نے صرصر سے کہا ارے جاو دیکھو تو یہ کیا ماجرا ہی وہ اُدھر سے چلی اور یہ سب
نامنگ پکڑ کے گھسیٹتے لے چلے اور اُسکو جب ہوش آیا پکارا وہابی ملکہ حیرت کی ارے مجھے مار ڈالتے
ہین وہابی افراسیاب کی ہاے کیا غضب ہی میری جان گئی یہ سنکر پھر سب نے جوتا اوتنا کہ صرصر آگئی اور
کہا ٹھہر جاو تباہ کیا ماجرا ہی سب نے کہا دیکھتی نہین ہی ہی تو وہ ہی جنے ہمارے کو مالک کو مارا ہی صرصر نے
قریب آکر نگاہ عیاری دیکھا اور کہا یہ عیار نہین ہی اسکو چھوڑ دو اور ملکہ پاس حاضر ہو یہ سب اُسکو سنکے
ملکہ نے لانے لانے حال پوچھا کہ وسواس کل کیفیت اپنے بیہوش ہونے اور اپنے رہا ہونیکی عرض
بیان مین لایا اور رنجو لگا لشکری یہ حال سنکر پشیمان ہوے کہ تا حق ہمنے اپنے افسر کو مارا ادھر ملکہ کو کچھ اُسکی حال
پر ہنسی کچھ اپنے ادبار پر رنج غلامہ یہ کہ خلعت منگا کر دیا اور بہت سی تشفی دی پھر کہا نامہ مراتم شاہ کے
پاس لیجاو اُسنے کہا کہ اب مین کیسکو منہ نہ دکھاونگا سیدھا اپنے گھر جاونگا کہ سارے لشکر کے سامنے میری
عزت گئی حیرت نکلے یہ تمھاری ہتک نہین ہوئی ہماری ہوئی یہ سب نتیجہ ہماری غفلت کا ہی اُسکو سمجھا بجھا کر
دیا تمام لشکر یونہی بہی عذر و معذرت کی اور اُسکے ہمراہ سمت باغ سیب لاش زنار کی لیکر چلے اُدھر سے

وہ خدمتگار اور ساحر جسکو قمران وضر تمام بیخبر کرکے چھوڑ آئے تھے ہوشیار ہوکر چلے تھے راہ
مین اُنکو ملے اور حال سنکر شریک ہوکے روانہ ہوئے یہ سب خبرین دربامین صرخ کے بھی پہونچین سب
سننے لگے اور برق کی خطرت پر آفرین کرنے لگے لیکن سپہ سالار صاحب نجالت زدہ بعد طے بعد راہ
باغ سیب مین پہونچا شہنشاہ کو خبر ہوئی اُسنے سامنے بُلوایا اور نامہ حیرت حیرت بڑھا اُسکے حال پر
ہنسی آئی مگر ضبط کرافسوس کیا اور کہا تم اپنے ملک کو جاؤ یہان خداوند زمرد شاہ کا غضب آیا ہوا ہے
کہ ہمارے لشکر پر یہ آفت آئی ہے اور تضحیک ہوتی ہے یہ حکم سنکر سپہ سالار رخصت ہوگیا اور شاہ نے بتعجب تمام
کچھ سر پڑھا کر زمین سیب کی تھرائی اور ایک پرچھائین پیدا ہوئی اور شاہ کو اُسنے تسلیم کی شاہ نے
حکم دیا کہ ای وہم جادو تم اپنے بھائی گمان جادو کو جاکر پکے استیصال باغبان بیحد و دود پرچھائین نے حکم
لشکر نمایان ہوگئی بعد کچھ عرصے کے ایک سامر پیدا ہوا اور عرض کیا مجھکو کیا حکم ہوتا ہے کہا جا دشکر
شام ہمکو انکا برباد کر دے یار دیو بچے رہنا سامر سلام کرکے اپنے مقام پر گیا اور ایک لاکھ بیس ہزار
سامر سامری وقت چیدہ روزگار کو اپنے ہمراہ لیکر یہ کنتاس برادر خناس دجال کا نواسا لوتا چاری
کاپوتا شہپال و زردشت کا یادگار بدکردار اژدر آتش بار پر سوار ہوکر روانہ ہوا شاہ جادوان
نے مشیر یہ حالات روانگی فوج حیرت کو نامہ لکھ بھیجا اُسنے سردار استقبال کو بھیجا یہ گمان ایران
قریب پہونچا لوگ استقبال کرکے لیگئے اُسنے ملکہ کو جاکر ہمدردی اور دلجوئی کی اور دنگل پر بیٹھا لشکر اسکا آرا عیار
بصورت میدل خبر دریافت کرکے آگئے ہوئے اُسنے بھی اُسوقت تامل کیا کہ جب تک دن باقی
رہا جسوقت کہ زنار تار شعاع مہر نہ دے دہر نے اژدہا اور پرلبہ برکوہ ظلمت کے کمل سیاہ شب کے جوگی نے بچھا کر

چو شمع جہان شد بخسم اندرون		بیفشاند زلف شب قیر گون	
نبیرہ برآمد زہر دو سرائے		بدان تندم خورشید بد رہنمائے	

سر شام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارہ حرب پر چوب پڑی عیارون نے جاکر ملکہ حیرت کو خبر
دی وہ مقام اس گبر کا لشکر خشمدر ہوئی اور کہا خدا خیر کرے یہ بڑا سامر ہے سردارون نے عرض کیا کہ
ہی ملکہ خدا برتر قوی و توانا ہی اُسپر تکیہ کیجئے اور حکم طبل جنگ بجنے کا دیجئے غوغلہ ادھر سے بھی لوہا جنگ
گرگڑا باشکون غلغلہ بلند ہوا اور ہاتھی سوار خیمون مین آئے عروس تیغ زبور رجوہر اُس شب
سنوارکی گئی غلاف مین سے کیا نکلی گھونگھٹ سے دشمن نے منہ دیکھا یا شرکا شرمکایا مارنے غضب کا ناچ

پے تحمل حمامت اعدا پایا جب رن پر چڑھیگی جوڑا شہانہ خون سے رنگا پہنیگی غضب کی چھلبل اور
رفتار دکھائے گی ہزارون گلے کٹوائے گی جان اپر لوگ نثار کرینگے مرتے مرتے اسی کی محبت کا دم
بھرینگے الغرض یہی ہنگامہ رات بھر دونون لشکر زمین پر برپا رہا صبح جب داغ خاطر عشاق کیطرح سینۂ
سحر داغدار ہوا اور نسیم سحری ٹھنڈی سانس بھرنے لگی کہ **بیت** ہوائے دامن باد سحر سے جی
چراغ قصر گردون سب بجھائے **مصرع** بہزاران جاہ وجلال عسکر نصرت مآل کو ہمراہ لیکر
میدان جدال وقتال مین آئی اسطرف سے **حیرت** بمد فر ومکنت فوج ضلالت ساز لیکر
وارد میدان نبرد ہوئی آتش آذرم سرد ہوئی آنے سے لشکرون کے گیتی گرد برد ہوئی خاک تیرہ
کا ستارہ اوج پر آیا ہر ذرے نے سر اوٹھایا ذرے ہوا مین تیر گرد کے ساتھ اسطرح پیچ کھاتے تھے
کہ شاہان ملک شجاعت کے سر پر چتر زری پھرتے نظر آتے تھے گھوڑون کی ٹاپون مین تلمۂ خاک
اڑ گیا تھا یا رفوگار غدار نے اپنے دل کا غبار نکالا تھا ہتیارون کی چمچاچاق اور گھوڑون کی ہمہمون سے
گنبد آسمان وزمین مین غرائے کی صدا پیدا تھی گوش ترک فلک مین کر سے ہو پیدا تھی اسی روز سے
ایسا بھرا ہوا ہے کہ مظلومون کی فریاد نہین سنتا ہے دلاورون کی نگاہ خونخوار ایسی نگاہ پر پڑ گئی ہے
کہ چشم کو عادت خونخواری کی پڑ گئی ہے الحاصل صفین لگن کرنا پھون کی نفیر دم بند کرنے لگی
نقیب للکارے گھوڑے ہنانے مین آئے زانو زرفن مند لائے سلام ہوا کہ رن پڑیگا سرون کا
ڈھیر لگیگا جادو گرون کے تخت ہوا سے نیچے اترے سامری کے بچے کے نعرہ بلند ہوئے
چرخ دگوگل کا دھوان فلک تک پہونچا منترون کی چاپ پر بھینسا سر لیپا گمان بے ایمان ساحرون
مین دھنترگی چھپال کی پلان کا تانتا اپنی فوج کو آگے لیے اپنے سے بہتر کسیکو نہ جانتا کھڑا تھا
بعد ترتیب صفوف لشکر حیرت سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور ایک سحر ایسا کیا کہ شعلہ
زمین سے پیدا ہو کر آسمان کی طرف گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سقف گردون کو جلا دیگا دل خورشید
آگ لگا دیگا یہان تک کہ وہ شعلہ نظر سے ناپدید ہوا بعد لمحہ کے بہت باریک کاجل فلک سے
گرنے لگا سنین معلوم کہ چراغ آفتاب کی لو کا پارا تھا یا شعلہ سحر کا دھوان چھت پر چڑھ کے جگمگا تھا
وہی گرتا تھا جب وہ کاجل دیدۂ دہر مین خوب گھر اگ چکا لینے بہت سا جمع ہو گیا پر بھا یون کی
طرح اسمین سے پہلے پیدا ہونے لگے کہ وہ پتلے کبھی شرق کیطرف پر تو انداز تھے اور کبھی مغرب کی جانب شعاع

بعد ظہور اُن پتلیاے ہمراہ شال کے گمان نے مبارزطلبی کی اسطرف سے ایک سامراندیشہ جادو نام نے مرخ سے اجازت لیکر اژدر اُڑایا اور برسر مقابلہ آیا طالب ضرب ہوا گمان نے سحر پڑھا کر وہ پرچھائیان دوڑ کر لپٹ گئین اندیشہ نے بے اندیشہ سحر پڑھ کر دستک دی کہ خاطر بد اندیش مین اندیشہ پیدا ہوا یعنی گمان ہوا کہ پتلی جسطرح لپٹ گئی ہین اگر یہ بھنبیٹ دیکر پھیر دونگا تو میرے لپٹ جائینگے پس بہتر یہ ہی کہ اس سحر کو باطل کر دون یہ سوچکر اُسنے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلے اُسکا جل مین پھر سما گئے یہ سحر دیکھکر بہار نے باواز بلند تعریف کی کہ واہ سبحان اللہ کیا معقول سحر کیا ہی یہ کلمات یہ کلمات تعریف سُنکر گمان سمجھ گیا کہ یہ اسکا سحر تھا جو تجھکو اندیشہ پیدا ہوا ورنہ کوئی اپنا سحر آپ مٹاتا ہی بس یہ سمجھتے ہی غصہ ناک ہو کر سحر پڑھا کہ اندیشہ کو گرمی معلوم ہوئی بعد لمحہ کے قلب اولٹ گیا خیال خاسد نے مرتبہ یقین درست نرکھا اختلاط فاسد بخارات غلیظ دماغ و قلب مین اسقدر ہوے پہنچے صفرا سودا بلغم خون خلط ہو کر جنون کی صورت پیدا ہوئی اژدر سے اوتر کر کبھی روتا کبھی ہنستا سمت صحرا روانہ ہو گیا بعد اُسکے پھر اُسنے مبارز طلب کیا اور ایک سامر اُدھر سے گیا گمان نے دستک دی کہ پھر وہی پتلے پیدا ہو کر لپٹ گئے ہر چند اُسنے نانچ تریچ مارے کچھ نہوا اور اُن پتلون نے اسکو پچھاڑ کر تھوڑا کا جل آنکھ مین لگا دیا پھر جو اسکی آنکھ کھلی دیکھا کوئی پتلا نظر نہین آیا لیکن درخت لگے ہین کہ پر یان بیٹھی ہین بعض اونمین ناچتی ہین پھر ناچتے ناچتے اُڑ کر ایک سمت چلین یہ سامر بھی اسیطرف چلا اور کہتا جاتا تھا کہ واہ واکیا تماشا ہی اسیطرح جنگل کی طرف چلا گیا گمان نے پھر مرد مقابل طلب کیا اور ایک سامر سامنے گیا اُسکی بھی آنکھ مین پرچھائیون نے لپٹ کر کاجل لگا دیا دیدہ و دانستہ لوا بنا یا اُسکو بھی عجیب و غریب تماشا نظر آیا یہ بھی ناچتا کودتا صحرا کو گیا اسیطرح جو اُسکے سامنے گیا گمان اُسکا ٹھیک مربا کاجل آنکھون مین لگتے ہی دیوانہ بنا اور جنگل بیاباں تک کئی سو سامر صحرا نورد ہوئے جب میدان خالی پایا بدروزگار نے سواد شب کا کاجل لگایا اور فلک پرستارون کی گردش کا نیا تماشا نظر آیا کہ بیسیون اوتاری مہر نے جیب چادر نور مہ ہوئی بزم فلک انجم سے معمور ہ ظلم کو لشکر گمان مین طبل بانگشت بجایہ لاف و گزاف کرکے پھرا کہ کل سب کو دیوانہ بنا دونگا نام و نشان سب کا مٹا دونگا غرض کہ لشکر اپنی جگہ پر آکر قیام پذیر ہوئے حیرت کے یہان خسن شاہانہ تھا اور مہر رنج و اندوہ کا فسانہ تھا گمان خسرا بخاری کرتا رہا جب سرشار ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجو مین اُن نمکحرامون کو چین نہ لینے دونگا

کل خاتمہ کردو نگا غرض نقیر سحر پھونکی صبح نے سنی نقارہ حرب بجوادیا پھر لشکر مین شب دیر نہ کا
یسا سامان ہونے لگا لشکر مسلمانان مین تردد و انتشار تھا نامرد بھاگنے کی تدبیر کرتے تھے بہادر دم
شجاعت کا بھرتے تھے ہوم ہوتا تھا جوت کا دیا جلتا تھا کسیطرف شہپال دزد دہشت کی پکار تھی
کہین لونا چماری کلیجے کھانے پر تیار تھی مردے کی ہڈیون کے مالے چپتے تھے تلسی کی پرشش کرتے
تھے کھوپڑی مردے کی سیندور رنگی سامنے رکھی تھی اک دھتورے پھل پر گد کے جلتے تھے بیر نہس نہس کر
پاتین کرتے گنڈ لے خون کے کھینچے تھے اگیاری پر ہاتھ سینک کر منہ پر ملتے تھے خاک اگیاری ماتھے
ملتے تھے نخبت دشمن کو خاک سیاہ بتاتے تھے سحر کی لاگین بھتین ڈھونڈے جھوتے تھے پوکے اپر اگنی بھتین
ڈمرو کی صدا سے ہندولے چرخ گنبرایا تھا سینچرا اپنے اوپر چڑھایا تھا فلک پر کئی ستارے کوے تھے آج
کی رات دوان اپنے دیکھنا پڑے تھے مشکل کے ساتھ راہ گیت کا قران تھا فلک کو خوف تھا کہ کل حشر
برپا ہوگا اپنی بربادی کا گمان تھا ایک طرف بہادر تلوار کے دھنی تیغون کو صاف کرتے تھے شمشیر تیز کے
جوہر کھلتے تھے واقعی موت کے دفتر کھلے تھے سواد جوہر سے زندگی پر حرف آنے کا گمان تھا چھرے
کاٹنے کا نشان تھا پیرون کی گھٹاکائی تلی حیا بار تیغ ہلاتی تھی نئی بھرتی اور طرفہ بجائی تھی مرنے
لڑنے کے حوصلے تھے نامردی سے طبیعت خالی تھی ہنگامہ رستخیز گرم تھا پتھر سے سخت تر دل نرم تھا

چمک تیغ الماس پیکر کی تھی — سراسر موج آب گوہر کی تھی
بہادر جو منت بڑھانے لگے — کمانون پہ چلے چڑھانے لگے
عروس شجاعت پہ قربان تھے — کسی پر مرین دل مین ارمان تھے
کیا صاف یون جوہر تیغ کو — چمک جیسے گردون پہ تارون کی ہو
علم ہر رسالے مین تھے یون گڑے — کہ تھے پانون گاڑے دلاور کھڑے
پریرون کے اڑنے سے تھا یہ نشان — کہ ہے کشتی جنگ کا بادبان
پر دور مین دور چرخ بریں — چمک مین ہر اک پھول ماہ مبین
فروغ سر نو ہوا آشکار — چمکنے لگے خنجر آبدار
کچھ اوس شب کو پیدا نیا ڈھنگ تھا — طلسمات واقعون دنیرنگ تھا
کیا ساحرون نے یہ سامان جنگ — بنائے تھے جادو سے مار و پلنگ

کہین ڈھلے بجتے کہین بانسری	سرڈھائی کہین شیخ سعدو کی تھی
کوئی جوگی جیپال کو مانتا	پون دوڑ کو تان کرتا نت
کوئی کرکے ڈنڈوت اندھاگری	کوئی سانپ بت کو پوجا کری
کوئی بولے جے سامری جی کی ہو	انھین پر لگی آس اُس جی کی ہو
کہینے کھڑی کی تھی جادو کی جوت	کوئی دے کے آہٹ کہے ہوت ہوت

لشکر دن مین تو یہ سامان تھا گھان بارگاہ سے اُٹھکر اپنے مقام پر آیا تھا اور سر پڑھکر دھونگ دی تھی کہ کوئی عیار نہ آئے عیار بھی صورت بدلے اُسکی گھات مین پھر رہے تھے مگر جب اُسکے خیمہ پاس جاتے تھے آنکھون سے سوجھنا موقوف ہوتا تھا پھر آتے تھے آخر مایوس ہوکر اور تو پھر آئے مگر ضرغام خدمتگار کی صورت بنکر خیمہ مین چلا ہی گیا ہر چند کہ نابینا ہو گیا مگر سمجھا کہ کچھ تدبیر کرونگا حوض اندھا تو ہو رہا ایک گوشہ مین لیٹ رہا وہان دس بارہ ساحر گمان کے خدمتی حاضر تھے اونھون نے اُسکو دیکھا اور ایک نے اُسکے قریب آکر لات ماری اور کہا تو کون ہے اس نے کہا میان کوئی یون حال پوچھتا ہے لے اب تیری یہ سزا ہے یہ کہکر مُنہ کے اوپر کمند ماری حلقہ اُس کمند کے ساحر کی گردن مین پڑے مگر اُسنے سحر پڑھا کہ مل گئے اور شور مچایا گمان بھی جاگ پڑا اور ضرغام سے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا مین حضور کے خدمتگار کا بھائی ہون وہ آج ماندا ہو گیا تھا مجھی عوضی بھیجا ہے اسنے ہنسکر کہا یہ کیون نہین کہتا کہ مین عیار ہون یہ کہکر اُسکو گرفتار کیا اور زندان بھیجدیا پھر آپ سحر خوانی مین رات بھر مصروف رہا جب سودا وی مادہ مزاج دہر سے دورہ ہوا اپنے رنگ ظلمت شب وارث مہر سے کافور ہوا کہ بقیہ موقعہ

لڑائی کا لشکر مین سامان تھا	فلک چرخ مین آکے حیران تھا
کھلی ہیبت تیغ سے جب وہ شب	گریزان ہوئے چرخ سے نجم سب
پے مہر خشندہ بھی تیغ تیز	نکل آیا گردون پہ بہر ستیز
مسلح ہوئے سب جوان سپاہ	چلے بین سنور کے سوے رزمگاہ
ہوا تخت مہرخ بعد عزوشان	سوے دشت قلب سیہ مین روان
چلے تخت کے گرد ساحر تمام	مسلح مکمل بعد احتشام

جو طاؤس پر ساحرہ تھین سوار
ہنر کر گئی تھین سحر کے آشکار

کسی نے لگائی تھی جنگل مین آگ
کسی نے بنائے تھے جادو کے ناگ

سواران جنگ آزماکی دشان
شجاعت شعار و جلالت نشان

ہوا مین نشان سرخ اوڑنے لگے
دل مرد مین شعلے اوٹھنے لگے

اسیطرح جب پہونچے میدان مین
صفین جم گئین آن کی آن مین

ادھر لشکر حیرت کینہ جو
ستمگار و بدطینت و تندخو

نشان کالے کالے لئے ہاتھ مین
دغا بازی مکاری کی گھات مین

صف آرا ہوا آکے میدان مین
پڑا زلزلہ دشت و میدان مین

نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا
جو انو یہ ہے معرکہ جنگ کا

لڑائی مین جو لوگ لڑاتے رہے
نمک خوار و تلوارین کھاتے رہے

جب نقیب کنارے ہوئے گمان برادر شیطان نے اژدر بڑھایا اور مبارز خواہ ہوا جس
بے ایمان کا ہم نبرد ہوا وہی اندھیرا دس نے کیا کہ کامل دیدہ دسے پیدا کر کے چھوڑتے انکھ مین نور ہوتا
ساحران موہنے نے تماشاے عجیب ماجراے غریب چشم سحر آگین سے دیکھا اور ہر ایک دلوانہ وار مست
و تانا چاکو دنا سمت صحرا روانہ ہوا جب کہی سردار اسی آفت مین مبتلا ہو چکے گمان نے نہیب
دی کہ اے بکرا ماں مین ایک ایک کو کہان تک زیر و زبر کرون گا ہوشیار ہو جاؤ تم سب کو ایک
ہی مرتبہ آوارۂ دشت ادبار کرتا ہون یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ آندھی آئی اور جھونکے ہوا کے لشکر
موہنے پر پڑ لشکریون پر حالت دیوانگی طاری ہوئی رسالے اور پلٹنین نعرہ ہاے ہولناک سحر کی
طرف چلے اور ساحران نامی نے سحر پڑھ کر اپنے گرد حصار کیے کہ گنبد پتھر کے انکے گرد بنگئے ہوا دن گنبد کے
مین بچا سکی اور نہ دیوانہ بنا سکی ملکہ بہار نے سحر پڑھ کر دشمک دی کہ پریزاد بکھیا پھیلا
کی ہاتھ مین لیئے فلک کی طرف سے آئی اور ملکہ بھیلنے لگی اوسکی ہوا کے سامنے ہوا کے سحر نے
بھاپ پڑتا تیرتا کی اور ملکہ موہنے نے ایسا سحر پڑھا کہ کچھ تیلیان ایک چنگیر مین لیے زمین سے نکلین اور
ملکہ کے سر پر گردش دینے لگین اوسکے سبب سے یہ بھی دیو نہین سے محفوظ رہی یا تمام ساحران نامی
گنبد ہاے سحر مین مخفی تھے پس ملکہ بہار سامنے موہنے کے آئی اور عرض کیا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ اس حرامزادے

سو شہزادون یا اپنی جان آپ پر سے نثار کردون صرخ نے یہ کلمہ سنکر اسکو گلے لگایا اور تسکین و عنایت کے
چند کلمات کہکر خلعت رخصت دیا سردار اپنی انیسون سے رخصت ہو رہی تھی اور میدان مین جایا چاہتی
تھی کہ حیرت کی نظر اوسپر پڑی سمجھی کہ بہن میری لڑنے آئی ہی دل سے کہا غضب ہوا اگر وہ آکر
لڑکی گمان کو دیوانہ بنائیگی مقرر آفت عظیم لائیگی اور اگر وہ خود مغلوب ہوئی تو گمان مجھپر لاف زنی
کریگا اس سے بہتر یہ ہے کہ آج جنگ نہ کرون اور دوسرے دن مین خود اوسے لڑکر گرفتار کرون یا اسکی
گمان قید کرے یہ سوچکر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے فوراً گومس امان پر چوب پڑی صرخ نے خدا کا شکر
کیا کہ بات رہگئی یہ وقت ٹلجائے گا پھر خدا جانے کل کیا ہو غرض کہ گرفتاری فوج سے غمگین پھری اور
داخل بارگاہ ہوئی جو لشکر کہ بچا تھا اوس نے بستر دن پر پہونچکر آرام کیا ادھر گمان بھی مراجعت
کرکے مکلہ کے ساتھ چلا مگر ابھی دن بہت باقی تھا اوسنے ملکہ سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کیا بنی ہوئی
لڑائی خراب کردی طبل امان بجوادیا ملکہ نے میرے سخن درشدت سے تھا اس سبب سے میدان
مین ٹھہر نہ سکے خیر کیا ہوا تم تو عنایت سامری سے زیادہ تر مین رکھتے ہو سب کو یہ باور کردینا
اس نے عرض کیا قرحضور تشریف بہت بارگاہ لیجائین مجھکو شکار کھیلنے کا بہت ذوق ہی آتا دن
مین شکار کرونگا حیرت نے جواب دیا کہ یہان عیارون کا بہت بڑا خوف رہتا ہی جو آجھلک آیا
عیار دلبخی مار ڈالا آج سردارون حریف گرفتار ہوئے ہین عیارون کے دل سے لگی ہوگی آپ کو یہان
پاکر ایسا نہو کہ گزند پہونچائین انسے کہا سب کتنے عیار ہین کہا پانچ مگر وہ ایسے ہین کہ جنون نے
حواس خمسہ متشر کردیے ہین سپاہ نسے ناچار ہین شش جہت مین دھوم دھام رکھی ہی یہان کی عیار نیان
انکے مرتبہ کے مقابل حشر عشیر بھی ہین گمان نے کہا ایک ہمین کا کوکب پاس گیا ہی اور دوسرے کو
کل ہمین نے گرفتار کیا ہی تین باقی رہے وہ میرا کیا کرلینگے اور مین ہی واسطے شکار کو جاتا ہون کہ
وہ میری تلاش مین آئین اور انھین بھی مین دیوانہ بنادون یہ کہکر ہمین جانا ہون کہ خواہ بارگاہ
مین رہون یا کہین جاکر شہرون عیار آئینگے مزور پھر جیسے یہان اونکے حفاظت کرتا ویسے ہی وہان
ہمین بلکہ لشکر ہمین کثرت مردم سے پہچان اونکی مشکل سے ہوگی اور صحرا مین بہ آسانی ہاتھ لگ جائینگے
حیرت نے کہا تم خود دانشمند ہو جو مناسب سمجھو وہ کرو یہ کہکر آپ داخل بارگاہ ہوئی اور گمان
لشکر سپاہ اون کو حکم اقامہ کرکے دیگر مرکب باد رفتار پر سوار ہوا از دا تجا اول پہلے وغیرہ چند لوگون کو ساتھ لیا کہ شکار

تو پھر آؤنگا زیادہ انبوہ ساتھ لینا کیا ضرور ہے عرض یہ تو سمت سحرا روانہ ہوا گویا صیاد سمت صیاد اجبل
چلا کہ ع صید را چون اجل آید سوی صیاد رود یہان خود صیاد کا طائر روح سمت دام مرگب چلا ہے
فی الحال یہ تو جاتا ہے مگر عیارون کا حال سنیے کہ جب عوج بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھی عیار بھی بہ تسکین
و تمکین حاضر ہوکے اوسوقت بہار نے کہا یہ بڑا نادان آج میرے ہاتھ سے بچگیا کل اسکو مین دیوانہ
بناؤنگی اور خدا نے چاہا تو صحرا کی خاک چھنواؤن گی اسے ملکہ عوج آپ کچھ رنج نہ فرمائین شراب
پیئین تلوار دیکھین مین سحر تیار کرنے جاتی ہون یہ کہکر چلا چاہتی تھی کہ اپنے خیمے مین جائے اوسوقت
برق صیاد نے کہا اے ملکہ بہار بیکار آپ تکلیف کرنے جاتی ہین اگر آج ہم جیتا چھوڑ دینگے جب تو آپ
میان گمان کو دیوانہ کیجیگا اور اگر ہمین فی النار کر دینگے تو کس سے لڑیگا بہار ہنسی اور کہا
خیر بہتر ہے دیکھیے کسکے حصے مین یہ آتا ہے برق نے کہا تخلیہ ہو تو ایک بات کہون اوسوقت دربار
برخاست ہوا عوج و بہار رہگئی برق نے عرض کیا کہ سنا ہے گمان فلکا کوگیا ہے مین جاتا ہون
اور سوداگر بنکر ایک درہ کوہ مین اترتا ہون آپ کچھ لوگ بھیجدین کہ وہ صورت بدلکر میرے کارون
کو لوٹ لین پھر مین اس نابکار کو مار ڈالونگا بہار نے کہا اچھا مین صورت بزور سحر قزاقون
کو ویسی بنا کر ابھی لوٹنے کی غرض یہ مشورہ کرکے برق باہر چلا جانسوز سے کہا تم کچھ سامان ایک درہ
کوہ مین جاؤ اور یہ سامان جلد وہان پہونچاؤ جانسوز لشکر سے دس ہنپی گیزان بہار
کو لیکر چلا مگر اس طرح کہ بہت سے اشتر اپر خالی صندوق لدے اور چند خیمہ پرانے بیلون پر بار
اور اسپیدہ کا سامان بارکاروانیان درست کرکے درہ کوہ مین پہونچا خیمہ برلب جوئبار استادہ
کر دیے آگے خیمون کے صندوق پھیلا کر رکھدیے فرش سنہرا اور صاف بچھا دیا مسند پر خواجہ بازرگان
کا گماشتہ جانسوز بیٹھا اور برق نے صحرا مین پہونچکر زنبیل بیان قزاق صدا سنکر آیا اس سے
کہا آپ خواجہ بازرگان بنکر درہ کوہ مین جائیے مین نے یہ تدبیر کی ہو سب حال اس سے عیار نے
کہدیا یہ خود عمامہ سر پر شیر و شکر کا باندھکر عبا ہی مشجری پہنکر اشتریان در دبعل والماس کی زیب
انگشت کرکے چمکا بلبل چشم کا کمر سے باندھکر عصائے تلخ بادام ہاتھ مین لیکر ایک چشمہ آنکھ پر لگا
کیسہ السن بنکر چلا کہ داڑھی سفید تا سینہ رنگت چہرہ کی سنجرف و سفید ہاتھون پر مچھریان پڑی ہوئین
رکھین نکلی ہوئین اس صورت سے اپنے خیمون مین جا کر یہ بھی ٹھہرا اور برق ان سے ہنکر

ایک درہ کوہ مین ٹھہرا ہی کہ حال اُسکا بیان ہوگا لیکن یہ کارروائی ایسا جنگل سبزہ زار دیکھا
صید و شکار دیکھکر آتے ہین کہ ہرشاہ و شہریار ادھر برائے تفریح ضرور آتا ہی فراول دیبلے عرض
کرتے ہین کہ ادھر چلیے تو شکار ملیگا اور فرحت بھی دل کو ہوگی چنانچہ گمان بھی جب داخل دشت ہوا
اسنے بھی سیاہ دن سے یہی عرض کیا کہ اُسطرف چلیے یہ اُسیطرف روانہ ہوا جب درہ کوہ سے نکلا
دیکھا ایک کارروان اترا ہوا ہی اُشتر چر رہے ہین بیل پھر رہے ہین گھوڑے بندھے ہین خیمے
کھڑے ہین مال و اسباب کے صندوق رکھے ہین سامنے خیمہ کے تخت بچھا ہی اُسپر ایک شخص کو سوداگر کا
گماشتہ معلوم ہوتا ہی خراب بیٹھا پی رہا ہی دیکھکے اسنے اپنے ایک ملازم سے کہا کہ جاؤ اور دریافت
کرو کہ یہ کون ہین ملازم اُسکا گماشتہ پاس آیا وہ اوٹھ کھڑا ہوا سلام کیا پاس اپنے بٹھایا جام شراب
اسنے پیا اور کہا ہمارے مالک گمان جادو شکار کو آئے ہین معاصب بادشاہ طلسم ہین تمھین دیکھکر
پوچھتے ہین کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو گماشتہ نے عرض کیا کہ ہم لوگ تاجر ہین خواجہ تاجران
ہمارے خیمہ مین ہین شہر واد سے آتے ہین کل ملکہ حیرت سے سند راہداری لیکر دریای سحر سے
اُترینگے اور خدمت شاہ طلسم مین جائینگے مگر اسوقت آپکے معاصب شہنشاہ تشریف آوری کا حال
معلوم ہوا ہی آپ چلیے مین خواجہ سوداگران کو لیکر حاضر خدمت ہوتا ہون وہ سیاہ حریہ کیفیت سُنکر چلا گیا
اور گمان سے جاکر سب حال بیان کیا وہ سُنکر چاہتا تھا کہ آگے بڑھے اس اثنا مین دیکھا کہ خواجہ
بازرگان سے چند غلامون کے کشتیان زر و جواہر کی لیکر حاضر ہوا اور تسلیم کرکے نذر دی اسنے اُسکو
مرد مُسن دیکھکر مزاج پرسی کی اور کہا آپکا اسم مبارک کیا ہی خواجہ نے کہا مجلو خواجہ رشید سامری
پرست کہتے ہین اب حضور میرے خیمہ مین تشریف لیجلیین اور مجکو سرفرازی کا خلعت دین اُسنے کہا
اے خواجہ مجھ سے اور دشمنان شاہ سے مقابلہ ہی صرف آٹھ دن مہلت کا ہی اور مجکو شکار کا ذوق ہے
پھر فرصت نہوگی اسلیے چاہتا ہون کہ آج میسر گشتی کرون اب تم لشکر مین چل آؤ گے تو رات کو
ہم اپنی طرح لینگے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت اچھا مگر مجھپر نظر عنایت رہے اسنے خواجہ کی دلجوئی
کی اور آگے روانہ ہوا جب کوئی دو کوس گیا تو ایک سمت کو شکار کھیلتا نکل گیا کارواینون نے
قزاق آگ لے آگ خیمون مین لگا دی خواجہ بازرگان نے اپنے رفقا کے ہتھیار باندھکر نکالا اور
باہر آکر دیکھا کہ مرکبہاے ترکی پر بڑے قد و قامت کے تنومند جوان سوار ہین دھاوے اُنکے سر پر

ہین چھرون پر اپنے خون مے ہین صورتین خوانخوار ڈراونی بنا کے چوڑے چوڑے تیغین ہاتھ مین
ہین کچھ سوار و کچھ پیادے ہین یہ دیکھتے ہی خواجہ بازرگان نے بھی تلوار کھینچی اور اپنے ساتھیون کو
للکارا وہ کچھ بھاگ گئے اور کچھ رہزنون سے لڑنے لگے جنگ زرگری شروع ہوئی دکھلانے کی راہ
ہمراہی خواجہ تابڑ شمشیر مارتے تھے لیکن قزاق فرستادہ ملکہ مہارتھے سحر پڑھ دیتے تھے کہ ضربت
جسم کو جا بجا نہین کے زخمی نکرتی تھی سحر سے تلوارون کی دھار باندھ دیتی تھی کہ کاٹتی نہ تھی شور فریاد
کارد و نیان اور رہا ہوئے قطاع الطریقان تا بہ فلک پہونچی تھی آفتاب گردون پر ٹھہرا تا
تھا آگے قدم نہ بڑھاتا تھا کہ میرا سونا بھی لوٹ جائے گا فلک گنجینہ گوہر اختران چھپائے
لیتا تھا کہ غارت ہوگا جب کاروانی وہائی افراسیاب کی اور روانی ہو ملکہ حیرت کی
عمل کرتے تھے دشت مین خوف سے دھوپ تھراتی کوسون تک اس شور و غوغا کرنے کی صدا
جاتی گمان دو کوس پر یہانتک صدا سنی کرتا تھا اونے جو صدا پر آفات سنی کیونکہ میدان کی
وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ قریب ترکمین ہنگامہ برپا ہی پس اسنے ایک ساحر سے کہا کہ یہ شور کیسا
ہی چلد جا اور خبر لیکر آ ساحر بحکم اڑا اور آواز پر چلا جب کاروان کے قریب آیا تو دیکھا
کہ صندوق مال و اسباب کے کھلے پڑے ہین اور خیمہ جل رہے ہین اشتر اور خاتر وغیرہ قزاقون
نے پکڑ کر اسباب سے لادے ہین اہل قافلہ بھاگ گئے ہین کچھ ہلاک ہوگئے ہین رہزن شادان
و فرحان اب جایا چاہتے ہین یہ حال دیکھکر وہ ساحر دوڑا اور چاہتا تھا کہ روک کر رہزنون سے
مقابلہ کرے لیکن ڈرا کہ مبادا تو بھی مارا جائے کیونکہ تو اکیلا ہی اور یہ رہزن سامر بھی ہین ایسا نہ
کہ تجھپر غالب آئین پرے واسطے اپنی جان کھونا اچھا نہین یہ سوچکر روانہ ہوا اور گمان پاس
پہونچکر عرض کیا کہ وہ سوداگر جو آپ پاس آیا تھا اسکو ڈاکوؤن نے لوٹ لیا مین نے دور سے
خیمہ جلتے دیکھے اور رہزنون کو لوٹتے دیکھا معلوم نہین کہ خواجہ بازرگان مارا گیا یا زندہ بھاگ
گیا یہ خبر گمان نے جب سنی تاجر کے حال پر افسوس کیا اور اوسی وقت مع اپنے ساتھیون کے
چلا یہان ملازمان ملکہ بہار رہزن ہنکر آئے تھے وہ سب لوٹا ہوا اور اسباب کہ لشکر اسلام کا
تھا لیکر اور چند پتلے ماش کے آٹے کے زمین پر ڈالکر روانہ ہوگئے وہ پتلے بزور سحر بصورت کارندگان
بنائے تھے اور سر کاٹ کر زخم لگا کر ڈال دیے تھے جب گمان یہان آکر پہونچا اُسنے قزاقون مین کسیکو

نپایا دور گرد اڑتے ہوئے دیکھی اس گرد کیطرف اڑا لیکن دور تک گیا مگر وہ گرد آگے بڑھتی
گئی یہ تہ پہونچے سکار ہرن نکل گئے اب تعاقب انکا بیکار ہر نا چاہ پھرا یا اور کاروان کو
جو دیکھا تو بالکل تباہ و برباد پایا اونٹ دو زخمی بھاگتے پھرتے تھے خیمون کی جگہ راکھ کے
ڈھیر تھے خواجۂ بازرگان کی اور اوسکے گماشتے کی مع چند رفیقوں کے لاش پڑی تھی خاک و خون
مین بھری تھی پوشاک بھی کسیکے جسم پر نہ باقی تھی ایک ایک ننگی پڑی تھی اس مصیبت کو دیکھ
مرگ عالم غربت پر تاجر کے بہت رو دیا اور بہت افسوس کرتا رہا کبھی اسکا حاضر ہو کر نذر دینا اور
منت کرنا یاد کرکے ہاتھ پر ہاتھ مارنا اور کبھی اسکی غربت پر دست تاسف ملتا اسی رنج مین
لاشۂ تاجر پر کھڑا اشک ریزان تھا کہ یکایک درۂ کوہ سے صدائے فریاد سنائی دی کہ جسے
کوئی زن سوگوار نالہ زن ہو گرفتار صد آلام و محن ہو دل سنگ بھی اسکے آواز حزین سے
آب ہو آبشارون مین پیدا اضطراب ہو ندیون کے دل مین جوش ہو طائرون مین بیقراری
خروش ہو اس درد سے کوئی مصیبت کی ماری دکھیاری روتی ہو کہ وہ دشت اشک
حسرت سے بھگوتی ہو بگولے نہین اڑتے ہین صحرا اسکے حال پہ خاک اڑاتا ہو جنگل نہ سے
نیلی پوش نظر آتا ہو گمان نے اس آواز حزین پر کان لگائے تو یہ سنائی دیا کہ کوئی کہتا
ہو بیت نہ پتہ نہین کچھ مرے کا اے موش سنبھل جا + اٹھائے گا مرے اشک کا دریا بھی
کچھ اور وہ یہ آواز سنکر اسی سمت چلا اپنے ساتھیون کو وہین چھوڑ کر بہ تعجیل تمام درۂ
کوہ مین آیا وہان کیا کہ نہ پایا جب درۂ کوہ سے باہر نکلا ایک درخت کے نیچے زن خوش
طلعت مہ صورت کو بحال زار یہ کہتے پایا کہ بیت نالے بھی سماتے نہین اس چرخ کے
نیچے وہ کیا تنگ ہے اللہ مصیبت کدہ اپنا + اس پر پوش کی مصور آفرینش نے بیمثال
تصویر کھینچی ہے مگر اتنی بات ہے کہ ہنستی پیشانی اور رون کی ہنسانے والی روتی ہو وہ
جلوۂ رخسار جسکی ضیا سے بدر منیر شرماتا ہو وہ نور چہرۂ عالمتاب کہ جسکے روبرو آفتاب ایک
قرص زرد نظر آتا ہو کہ بموجب مطلع صاعقہ حسن ہو رخسار خود آرائی کا وہ شعلۂ طور ہو جلوہ
تری یکتائی کا وہ بایں حسن و جمال وہ چہرہ آتش رنج سے لال ہے لیکن کاہیدہ بسان ہلال ہے
زلف سلسل اس چہرۂ رنگین پر بکھری ہوئی خاطر سودا زدگان محبت کو پریشان کرتی تھی

گویا گلشن رخ پر گھٹا گھنگھور چھائی تھی نہین نہین زلف کی نسبت یہ بیت مناسب حال یاد آئی کہ
بیت سرمہ آلود حسینون کی نگاہین مین تمام ٭ رخ پہ بکھری ہوئی یہ زلف گرہگیر تو
نہین ٭ چشم فتان سے فتنہ نمائی پیدا نگاہ کی گردش پر بجلی شیدا کہ فرو بجلیان لوٹ ہین اداؤن پر
غمزۂ چشم یار کیا کہنا ٭ سچ ہی بجلی نے یہ ادا کہان پائی اوسکی برق نگاہ کی یہ ہے معجز نمائی کہ
جسپر نظر مہر ائی اوسنے ڈالی اوسکی خرمن جان پر بجلی گرائی اور جس پر سے نگاہ محبت اوٹھائی اوسکی
جان برق جانسوز فرقت نے جلائی سبحان اللہ رخسار پر رنگ گلشن زلف پر شان سحاب چمن
اوس مین نگاہ کی بجلی چمکنا اور چشمہ چشم سے آنسوؤن کا بہنا باغ مین چھڑی مینھ کی ہر لگی نظر
آتی تھی سرمستان خمخانۂ چشم مخمور کو کیفیت دکھاتی تھی کہ بیت دوسرہ بھری آنکھین تیری فتنہ ہین
کہ باد وہین ٭ کنون کو لگا رکھا کنون کو سنبھال رکھا ٭ پلکون پر آنسو مثل دُر خوش آب ٹھہرے
تھے تطرۂ شبنم کے سبزۂ گلزار پر جمے تھے عکس چشم سُرخ سے یہ ظاہر تھا کہ شعر اس رنگ سے
جھلکے ہے پلک پر کہ کہے تو ٭ مگر دا ہے تر اشک عقیق جگری کا ٭ غرضکہ کیا اُس گل رعنا
حسنی کی خوبصورتی کا اظہار ہر جبر صد کے باغ دہر کی بہار ہو مرض عشق لا علاج کا
وہ علاج تھی شربت صحت کا زجاج تھی روح قالب حور و ملایک قریب چشم حسن کے
نوبر مژہ نکیلی آنکھ رسیلے لب جان بخش کا میسا تشنۂ چاہ زنخدان پر خضر حسن آب صفا کا
پیاسا دہن تنگ باغ نزاکت کا غنچہ چہرۂ خوش رنگ گل گلزار تمنا عنقائے اوج علیائی
طاؤس ہمایون چمن زیبائی نکہت نافہ وخابوئے گلشن دلاقامت سے قیامت شرمندہ
کہ بیت دونون عالم ہوئے تہ و بالا ٭ تم تھے پردے مین کیا قیامت تھے ٭ کف پا اوسکے
رخسار معشوقان سے نرم تر گدگدی سے یہ ظاہر کہ شعر گدگداہٹ کے سوا نرم ہی کیا خاک قدم
تا توان زار جوان کرتے ہین سوجاتے ہین ٭ الحق اس کم سن کی نسبت یہ کہنا روا ہے کہ
فرو شوخیان اور جوانی مین قیامت ہو گی ٭ بچپنے ہی مین وہ آفت ہین غضب ڈھاتے
ہین اس حسن و ادا پر ایسا کچھ رنج پہونچا ہے کہ منھ ڈھانک ڈھانک کر روتی ہے
اور کہتی ہے کہ بیت صحرائے لق و دق مین سلگتا ہون آپ ہی آپ ٭ وہ آگ ہون
کیا ہے جسے کارواں چھوڑ گئے گمان اس آفت جان پر اس آفت رنج کو دیکھکر

قریب گیا اور پکارا کہ بیت ہم مصیبت زدہ گرد مین تمھارے در پر ہ نہ لیجیے کیھی دل
آپکا واللہ صنم آج کیا صدمہ پہونچا ہے جو اسطرف بلک کر روتی ہو منھ اشکون سے دھوتی ہو
نازنین اپنے رنج مین مبتلا کچھ اسکا خیال نہ رکھتی تھی آواز اُسکی سُنکر آنسو پوچھکر دیکھنے لگی آنسو
آنکھون مین بھرے تھے یا کاسۂ نرگس مین قطرۂ شبنم دھرے تھے نہین نہین آنکھون مین
موتی کوٹ کوٹ کے بھرے تھے غرضکہ وہ آہوے صحرائے مصیبت اُسکو دیکھکر رم خوردہ
ہوئی یعنے سہم کر بیباختہ اوٹھی اور ایک سمت بھاگی اوس وقت اُسکی رفتار کا یہ حال تھا
کہ فرو تازہ سے اترا کے چلنا قہر تھا ٹکڑے ہو کر دامن محشر گرا گمان بڑھکر بہت جلد
اُسکے پاس گیا اور اُسکو روک کر گویا ہوا کہ اے دوائے درد فراق دای مہجوان بسکن طبع
مشتاق یہ کیا تیرا حال ہے کونسا صدمہ و ملال ہے اُس ماہ سیما نے ڈر کر جو کلام کیا لکنت نے
زبان کو غلط خراکت سے تمام لیا کہ شعر بات بھی منھ سے نکلتی ہے تو کچھ دب دب کے ٹوٹ
اس وجہ سے نہین ہی کہ وہ ہکلاتے ہین ٹ آخر دل کو تھام کے بصد اشک فشانی زبان سے
گھر بار ہو گئی کہ اے شخص زار زار و لیدہ موزلف صورت پریشان عزیز تنگ آبرو سوگوار پدر و
برادر کا کیا حال پوچھتا ہے میرے زخم دل کو کسی سوزن تدبیر کی مجال نہین جو سی سکے اور کوئی
مرہم ایسا نہین جو اچھا کرے کہ بیت جہان نے منھ پھیرے زخم جگر سے منھ موڑ لیا ٹ یہ بیکسی ہے
کہ سوزن بھی رشتہ دار نہین ٹ مین دختر خواجہ بازرگان ہون باپ میرا رہرو ملک عدم ہوا
بھکم ناشاد کو اس صحرا مین تنہا چھوڑ کر بعد چند شعر نہ پوچھ حال مین وہ چوب خشک صحرا ہون ٹ
لگائے آگ جسے کاروان روانہ ہوا ٹ قزاقون نے متاع جان کو لوٹ کر اپنی راہ لی مین نقد
زیست کو غنیمت جان کر بھاگی کہ زندہ بچی مگر مردہ سے بھی بدتر ہون سوگوار پدر ہون گمان
تو اِسکے بیان پر بہت رویا اور وہ گلبدن بھی رونے لگی گمان نے زبان پہ تسلیم و
دلدادی کھولی کہ اے ماہ پیکر باپ تمھارا میرے پاس آیا تھا اور مجھکو نذر دی تھی مجھکو تمھکے
ہونے کا بڑا صدمہ ہے مین صاحب بادشاہ طلسم ہون رہزنون کو ڈھونڈھوا کر قتل کرونگا
تمھارے باپ کے خون کا عوض لونگا اب تمھین لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو صبر کرو
رنج و الم کو جانے دو دنیا مین ایسے سانحہ بہت ہوتے ہین اے بی بی مردون کو ہمیشہ کیسے

ہین وہ نازک اندام اُسکے سمجھانے سے اور زیادہ چیخین مار مار کر رونے لگی اور بولی کہ اے شخص تو اپنی راہ لے مین اپنی جان دونگی اور اپنے ترہرون پاس مُشک کام ہو کر جاؤنگی یہ کہکر بیتابانہ اوٹھی اور بیابان گرد باد خاک اُڑانے لگی کہ مقتضا بیت نظم

اے کشیدی گاہ آہ سوزناک	میفشاندے گاہ بر سر مشت خاک
گاہ چون رنگ روان رفتی زجا	گاہ سوے دشت میکردی ندا
گاہ چون ریگ روان رفتی زجا	گاہ سوئی دشت میکردی فرار
گہ شجر را میکشیدی در کنار	گہ بسوئے دشت میکردی فرار
گاہ غار کوہ را سے دادزیب	گاہ چون سیل آمدی سوئی نشیب

گمان دوڑکر اس ماہ پیکر کے قدم پر گرا اور عرض پیرا ہوا کہ ایجان جہان مین تمام عمر غلامی کرونگا دم محبت کا بھرونگا آخر چنگل مین اکیلے رہنا اور اپنے جسم کو طعمۂ دد و دام بنانا کیا حاصل چاہیئے کہ چاہنے والی کی قدر کرو اوسکو اپنا کر رکھو اور اُسکی آپ ہو رہو اِس بیقرار نے جواب دیا کہ ایک شرط سے مین تیرے ساتھ چلتی ہون کہ جب تک مجھپر رنج والم طاری رہے اور دل لو میرے بیقرار ہی رہے اُسوقت تک مجھکو ہاتھ نہ لگانا اور کسی امر کا ارادہ نکرنا اُسنے اقرار کیا کہ اگر ساحری چاہے گا تو ایسا ہی ہوگا اور ساحر کیا موقوف ہے مین خلاف مرضی تیرے کوئی کام نکرونگا اوس مضطرب الحال نے جب اِس سے یہ قول و قسم لے لیا کہا اچھا میرے باپ کے لاشے کو اپنے آدمی سے کہکر دربار مین پہونچا دے کہ وہ خدمت ساحری مین پہونچ جاکر کفن دفن کے کرنے مین عرصہ ہوگا اُسنے یہ کلام سُنکر اپنے ملازمون کو بُلا کر وہ پچھلے پہر کے جو بصورت مقتولان پڑے تھے سمت دریا بھجوائے اور آپ مرکب کو سائیس کے سپرد کر کے تخت بزرگ بنا کر اُس پر نیاز کو بٹھا کر سمت خیمہ گاہ روانہ ہوا ہر چند یہ پریوش بہتر برق عیار ہے مگر اُسکو عیار کا گمان بھی نہین کیونکہ سارا ماجرا کاروان کا اپنی آنکھ سے دیکھا ہے دختر تاجر اس عیار کو بمد یقین جانتا ہی بلکہ اس مرتبہ اعتقاد بڑھ گیا ہی کہ اگر کوئی کہدے کہ یہ عیار ہے جب بھی اُسکو باور نہ آئے اور برق نے اسواسطے یہ تمام سامان کیا ہے کہ جانتا ہے اس ساحر کو کہ گمان اور خیال ساحرہ کا بہ درست نہین رکھتا ہی پس ایسا نہو کہ اسکے سامنے مین کسی صورت جاؤن اور

یہ سحر سے خیال کرے تو مجھکو بچان لیگا آپ نے ایسا دھوکا کھایا ہی کہ عیار کا کوسون خیال دل سے دور ہے غرضکہ یہ بے ایمان اُس نازنین کو لیکر داخل خیمہ ہوا اور مسند زر پر بٹھایا تخلیہ کرایا کیکو دمان شہر نے ندیا اس عرصے مین قیس روز بیابان دہر سے سمت بخد مغرب روانہ ہوا اور لیلی شب نے ناقۂ ظلمت کو صحرائے عالم مین روانہ کیا کہ مولف

ہوئی ظلمت شب کی جب تیرگی	کواکب مین پیدا ہوئی روشنی
ہوا ناقۂ لیلی شب روان	بنا جادۂ رہ خط کہکشان

سر شام تمام بارگاہ مین شیشہ آلات روشن ہوا اور چنگیر چوگھڑے عطردان وغیرہ سامان راحت بہر معشوقہ حاضر کیا کنیزان شراب وکباب کی سامنے رکھین آپ سامنے بیٹھکر گلچینی اُسکے باغ حسن کی کرنے لگا ملکہ حیرت پاس کیلا بھیجا کہ آپ محفل جنگ بجوائیے آج مین بارگاہ مین حاضر نہونگا ایک ساحرہ پیام لیکر ملکہ مذکورہ پاس گیا اور پیام اوسکا ادا کیا ملکہ نے پوچھا کہ کیون مزاج کیسا ہے جو یہان نہین آئے پیامبر وہ نے سارا ماجرا تاجر اور اُسکی دختر کا بیان کیا اُسکے ساتھ صحبت آسا ہین یہ کہکر رخصت ہوا حیرت کو سب حال شکر بازار تاجر پر افسوس ہوا کہ عیار کا اُسکو ہوں شک نہ گذرا کیونکہ وہ ترکیب ہی ایسی عیارون نے کی تھی غرضکہ صرصر حاضر ہوئی اس سے کہا کہ کچھ تو نے یہ کیفیت سُنی آپ ہماری ایسی بدعملی ہوگئی ہی کہ دن دھاڑے ڈاکہ پڑتا ہی تو جا اور دختر سوداگر کو دیکھ آ بلکہ گمان سے کہنا کہ ملکہ بھی تاجر زادی کی ملاقات کو آئین گی صرصر نے کہا یہ بات میرے کچھ قیاس مین نہین آتی مین جانتی ہون یہ بھی عیاری ہی وہ دختر تاجر کوئی عیار بنا ہوا ہی جسپر مین جاتی ہون جیسا ہوگا معلوم ہوجائیگا یہ کہکر چلی لیکن ادھر بیان برق اپنے محسن ساتھ پر گمان کو لبھا رہے ہین کبھی نیچی نگاہ کرکے مسکراتے ہین اور کبھی آپ ہی آپ روٹھ جاتے ہین تیوری چڑھاتے ہین کہ بیت کچھ تبسم سالب نازدہ نیچی نظرین ٭ کس ادا دن سے شب وصل وہ شرماتے ہین ٭ گمان کا دل بیقرار ہے خواہان وصل دلدار ہے جب وہ انگڑائی کرنا چاہتا ہی وہ بگڑتی ہے ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ منہ پر لگاتی ہے کہ پہلے منہ سے اقرار کیا تھا کہ مین بغیر مرضی کوئی بات نکرونگا یہ اس ادا سے اور زیادہ شیدا ہوتا ہی اور کہتا ہے کہ بیت حیا آئینہ کو بھی روبرو آنے نہین دیتی ٭ ترستی ہی رہینگی تیری آنکھین

تیری صورت کو + آخر جب زیادہ بیقرار ہوا سوچا کہ اس گلفام کو شراب بہت سی پلاؤ یقین ہو کہ مست
ہو کر رہی بوحال ہو جاوے یہ سوچکر کہا اے راحت دل مین کبھی اطاعت سے سرتابی نکرون گا
اپنے عہد سے منحرف نہون گا تم شراب پیو ایک جام مجھکو بھی دو اپنا دل خوش رکھو وہ مہ جبین
یہ کلام سنکر مسکرائی اور شرما کر آنکھ سے آنکھ لڑا کر اون جھکا چپ ہو رہی کہ بدیت گریبی ہین گی
پھر نہین تیری تو صورت آفرین ہا کیا کہے گا تجکو ظالم روز محشر دیکھکر پھر کشتی شراب آگے
کھینچکر جام باندہ احمر لبریز کر کے اپنے لبون تک لائی لیکن تو پہلے کا گھونگھٹ نکالکر آڑ اکر لی کہ
مین تیرے سامنے نہ پیونگی اور اسی آڑ مین جام مین دارو سے بیہوشی ڈالکر ہاتھ اسکی بہت
بڑھا دیا کہ یہ ہماری چھوٹی شراب تم بھی پیو گمان مالا مال بہت ہو بیساختہ وہ سادہ لیکر
پی لیا اس سامنی ماہ صورت نے کئی جام بیہوشی آمیز اور اوسکو دیے آپ اوسکے دھنے کی دیر ہی
کہ اٹھے تو مردہ صد سالہ ہے سرشار و بیخود بنا بیٹھا ہو کہ ادھر سے صرصر فریب اسکے خیمہ کے پہونچی
مکر و عیار یعنے قران وجانسوز جو تاجر و گماشتہ بنے ہوے تھے وہان سے صورت بدلکر اسی
لشکر مین پھر رہے ہین اور منتظر ہین کہ برق آسکا کام تمام کر کے نکلے تو ہم اور کچھ ہنگامہ برپا کرین
یہ ٹھہرے ہین کہ صرصر کو جاتے دیکھا قران سمجھا کہ یہ کچھ فتور کریگی از بسکہ صورت ساحرہ کی بنا ہوا
دوڑکر قریب صرصر آیا اور بغیر کچھ کہے سنے اوسکو گود مین اوٹھا کر لیکر چلا وہ حیران ہوئی کہ یہ کیا
ماجرا ہے پھر سمجھی کہ یہ قران عیار ہے یہ سمجھکر ساحر جو لشکر کے تھے اونکو پکاری کہ ارے تم دیکھتے
ہو یہ موا مجھکو پکڑے لیے جاتا ہو اور چھڑاتے نہین ساحر دوڑے تھے کہ قران نے اولے کہا
تم جانتے نہین یہ خود عیار ہو مین نے پہچان کر گرفتار کیا ہو اسکے دم مین نہ آنا نہین چھوٹ
جائیگا ساحر یہ کلام سنکر رکے اور باہم کہا کہ عیار پہچانے نہین جاتے سامری جانے اون مین کون
عیار ہے لازم ہے کہ اس امر مین دخل ندین غرضکہ کوئی نہ بولا اور قران اسکو لشکر سے نکالکر آگے
بڑھا کہ اوستانی آج مار ڈالونگا صرصر نے کہا تجھے شرم نہین آتی کہ مجھکو اوستانی کہتا ہے اور
میرے جسم کو ہاتھ لگاتا ہے اور مجھکو قتل کرنے چلا ہے قران نے کہا کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا
کہ مادر کو گود مین انسان اوٹھاتا ہو کچھ قباحت نہین مین تمکو اوستانی جانکر گود مین لیے ہون خدا
کرے کوئی اور خیال مجھکو ہو صرصر نے کہا اس عیاری کی سند مین تو نے مجھکو پہلے ہی سے بے بس کر دیا

اگر مین وہان پہونچ جاتی تو گمان کو قتل نہونے دیتی قران کو یہ طعنہ اُسکا بڑا معلوم ہوا اور
اُسکو چھوڑ دیا کہ اُستانی جاؤ جو تم سے ہو سکے قصور نکرو یہ چھوٹ کر روانہ ہوئی قران بھی خیمۂ
گمان کیطرف چلا لیکن صرصر نے صورت ایک جگہ ٹھہر کر جانسوز کی ایسی بنائی کیونکہ ایکبار
تو نار کے خیمہ مین یہ برق کو پکڑ نہ سکی تھی پس صورت بدلکر پشت خیمہ پر آئی اور سراچہ
کو چاک کرکے جو اندر پہونچی برق سمجھا کہ یہ جانسوز سے اُٹھکر گمان کو تولات مار کر گرا دیا اور
اوس سے کہا کہ او برادر تم کیون آئے مین اسکا کام تمام کر چکا ہون صرصر نے کچھ جواب نہ دیا اور
پاس جو پہونچکر ایک حباب بیہوشی مارا برق نے جانا کہ گمان نے اُسکی مشکین باندھین اور چاہا کہ ستون سے
باندھ دون تو گمان کو ہوشیار کرون مگر یہ باندھنا ہی تھی کہ قران بھی در خیمہ پر پہونچ گیا
یہان چند ساحر پہرے پر تھے مگر حکم سے گمان کے دور کھڑے تھے کیونکہ عورت کو اندر خلوت نشین
جانتے تھے قران نے انسے کہا کہ مجھکو حیرت نے بھیجا ہی بہت ضروری کچھ کہنا ہی ساحرون نے
کہا کہ وہان نجاؤ میان ہمارے مزے مین ہین اُنسے کہا مین در خیمہ پر پکارونگا اگر وہ مجھکو بلائین گے
تو جاؤنگا یہ کہکر جلد در خیمہ پر آیا اور بے محابا اندر داخل ہو دیکھا کہ صرصر نے برق
کو باندھا ہے اور گمان کو ہوشیار کر رہی ہے یہ دیکھکر للکارا کہ اُستانی مین آپہونچا صرصر خنجر
پکڑ کر دوڑی قران نے اول خنجر اوسکا رد کیا اور جلد اُسکے پاس پہونچکر ایک طمانچہ مارا کہ کیون
پھر شوخی دیسی کریگی ہاتھ آشتہ بدار دے بیہوشی تھا صرصر طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہو کر گری اِسنے
برق کو کھولا اور اُسکو باندھ دیا برق جو ہوشیار ہوا اس سب حال کا پھر صرصر کو بھی ہوشیار
کر دیا کہ مرنا گمان کا دیکھے غرضکہ تھوڑا سا سیسہ گرم کرکے اس خیال سے کہ شاید گمان تو
روئین تن ہو مگر اوسکا چیرہ سیسہ پلا دیا کہ دل و جگر اُسکے جلے صدا ہائے گیر و دار بپا
ہوئی امدمیان آئین عیار جست کرکے چلے تھے کہ صرصر پکاری ارے موے مجھکو تو کھولدو اب
تو تمہاری مراد پوری ہوئی قران سمجھا کہ یہان ساحر آئین گے ایسا نہو کہ اسکو عیار سمجھکر قتل کر ڈالین
یہ سمجھکر اسکو کھولدیا کہ یہ بھی جست کرکے عیارون کے ساتھ بھاگی قران نے کہا جاؤ حیرت
مازادی سے یہ سب حال کہدینا یہ کہکر بھاگے اور اُدھر لشکری صدا ہائے مہیب کو
سنکر جانب خیمہ دوڑے عیار تو اس ہنگامہ مین اور تاریکی مین نکل گئے اور ساحرون نے لاش

گمان کی اُٹھائی اور حصر حصر نے جاکر ملکہ حیرت کو خبر دی کہ اسطرح گمان مارا گیا ملکہ یہ خبر سنتے ہی جلد باہر نکل آئی کہ عیار آج پھر خنگ مغلوبہ نکرا دین لیکن سرداران لشکر مہرخ اگر اس فوج مین قید ہوتے تو رہا ہو کر لڑتے عیارون کی بن آتی پس سردار دیوانہ وار صحرا نورد تھے عیار کچھ نکر سکے اور سمت دشت روانہ ہوئے وہان تمام سردار گمان کے مرنے سے ہوش مین آگئے تھے کہ عیارون نے جاکر سبکو اپنے ہمراہ لیا اور لشکر مین لائے اُدھر ملازمان بہار جو ہوش مین گئے تھے حاضر ہوئے رزق نے بہار سے آکر کہا کہ کیون ملکہ ہمنے کتنا بے لگاؤ اس ساحر کو مارا بہار نے اُسکو خلعت دیا سردار آکر شب کے دربار مین دنگلون پر متمکن ہوئے مہرخ نے حکم فرمایا ساقی و مطرب در خاص حاضر ہوئے جلسہ انبساط آغاز ہوا اُسطرف حیرت بسان شبنم اشک حسرت سے رویا کی رات بھر ایک سمت عیش و راحت دوسری جانب رنج و مصیبت کا سامان رہا جب ظلمت شب کیطرح خاطر دہر سے تیرگی شب دور ہوئی اور سحر نے لبان سرور خندان خندان سخن دکھایا کہ بموجب ابیات

تاج زر کی کی سر مہ پہ ہو جلوہ نما مین	لون نمودار ہوئی مہر درخشان کی کرن
ظلم سے تیرگی شب کی تھی دنیا اندھیر	عدل سے خسرو خاور کے ہوئی پھر روشن

حیرت نے نامہ اس تمام ماجرائے حیرت افزا کا لشکر افراسیاب پاس بھیجا وہ سحر کہ سر بجانب پر خواب شبستان سے اُٹھکر بیٹھا تھا کہ پیچہ سحر نے نامہ پہونچایا نامہ پڑھکر اُسکو بہت غصہ آیا برنگ ظرف پریشان ہو کر پیچاب ہو کر پیچاب کھایا پھر اہل دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان سبکو امون پر کسکو بھیجون جو جاتا ہی عیارون کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی کہان سے ایسا ساحر لاؤن جو اس جہان کا سہنے والا نہو آسمان پر رہے اور عیارون سے بچے اہل دربار نے عرض کی کہ کوئی ایسا ساحر جائے جو جامہ انسانی مین نہو بلکہ کسی اور بھیس مین رہے تو شاید عیارون سے بچے شاہ جادوان نے کہا ایک تدبیر خیال مین آتی ہی یعنے جب مین کوہ نیلم پر گیا تھا تو ایک ساحر ظالم جادو کو لایا تھا وہ تو مارا گیا مگر اوسکا بھائی اظلم اژدر نشین جادو نام ہی کہ ہمیشہ شکم اژدر مین رہتا ہی جب حسب ضرورت یا وقت جنگ باہر نکلتا ہے یہین تو شکم اژدر مین ہمیشہ تو اوسکا مسکن ہے فی الجملہ مین اوسکو بلا کر بھیجتا ہون سب نے اس کلام کی تائید کی کہ بہت بہتر ہی

شاہ طلسم نے ایک نامہ لکھکر اپنے کسی ملازم کے ہاتھ بنا بر طلب ساحر مند کو روانہ کیا غرض حسب الطلب ساحر آیا سب نے دیکھا کہ چالیس اژدہے پیچھے اور آگے ایک اژدہا مہیب صورت پیدا ہوئے اور ہر اژدہے کے پیٹ سے ایک ساحر نکلا سب سے آگے جو اژدہا تھا اوسمین افسر اژدہا نشین خود سر تھا سب نے بادشاہ کو سلام کیا اُسنے سبکو خلعت دیے اور افسر سے کہا کہ تم جاکر لشکر اعدا سے مقابلہ کرو اور حلیہ حال عیاروں کی فطرت کا لکھکر حکم دیا کہ خبردار ہوشیار شکم اژدہا مین رہنا اور عیاروں سے اپنے تئین بچانا یہ ساحر حکم شاہ گوش جان سے سنکر اژدہا مین سماکر روانہ ہوا اوسکی مہابت سے فلک موذی چکر آتا تھا خدا کی مار زبان پر لاتا اژدہا بروے ہوا اوڑنے مُنہ سے شعلہ آتش کے نکلتے یہ ظاہر تھا کہ قہر خدا قوم خراب یونس پر آیا ہی آفتاب گردون پر تھرایا ہی بروے ہوا کوئی جانور خوف سے نہ اڑتا تھا بلکہ سیمرغ کوہ قاف مین چھپا تھا نسر طائر کو طعمہ اژدہا ہونے کا ڈر تھا کہ بہ نظم

کوہ چو غرّیدن اژدر شنید	شکل دراز شش وے اژدہا
گفت برون آمدہ از زیر ابر	صور سرافیل پئے صید بر
چونکہ بدید اینہمہ عظم و شکوہ	لرزہ براعتاد براندام کوہ
وقت ہمانست کہ سیمرغ قاف	بگذرد از قلہ لاف و گزاف

باین عظمت و شکوہ واقعی مجسم لشکر حیرت خیالات شیم کے قریب پہونچا ملکہ کو شاہ جادوان مدبر نامہ مطلع کر چکا تھا اُسنے استقبال کرایا اور ایک میدان مین شب اژدہون کو ٹھہرایا کہ وہ گنڈلیان مار کر بیٹھے اور اُنکے کھانے پینے کے لیے چند خیمہ اسی میدان مین استاد کر دیے خدمت کے لیے چند ملازم چیدہ و منتخب کرکے معین کر دیے مگر اونکو بھی سمجھا دیے اور سرکہ دیے کہ عیاروں کی پہچان رہے اور اُنسے کہدیا کہ جب اظلم اژدہے سے نکلے اور تم کام کے لیے جاؤ تو سرکہ دکھا دینا باقی سرکہ چھپائے رکھنا کسی سے اس راز کو نہ کہنا غرضکہ انتہا درجہ کا انتظام کرکے بعد فراغ اظلم اژدہے سے نکلا اور بارگاہ حیرت مین جاکر بیٹھا سب نے اسکی صورت نحس کو دیکھکر خوف کھایا کہ بیت اژدہا چالیس اُسکے تھے گرد ✦ شیطان کا تھا وہ ایک شاگرد مدتون بیٹھا اوسی کرتا رہا جو قدرت مار آسمان نے من اپنا دیا ن مغرب مین رکھا اور دشت عالم مین اندھیرا پھیلا اژدہے شب تیرہ نے مہرہ ماہ رکھکر اوس چاٹنا شروع کیا کہ نظم

درگذشت آن روز شب آمد پدید	کلبتے از مشک وعنبر در رسید
شمع کافوری بر ایشان سوختند	بهر قوایش را بور افروختند

قریب شام اس ناقہ جام نے طبل جنگ بجوایا ملازمان سحر چیز لیکر سامنے مہوج کے آئے اور بعد دعائے وثنائے بادشاہی کے جملہ ساحرون کے آنے کا اور طبل رزم بجنے کا عرض کرکے کنارے ہوئے مہوج نے نعرۂ مسکر فرمایا کہ یہ ساحر بھی زبردست آیا ہی خدا اُسکے شر سے ہمکو بچائے اچھا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ حرب بجے نہایت حکم حکم ملکہ عالم ہوا کہ بمقتضائے ابیات

کشت ز نقارہ صدائے بلند	زندہ بیان زندہ بیان بے گزند
داشتہ زنیسان دہمن کرنا	بادیہ بادیہ بادعا
دشمن این خانہ جگر خون بود	دون بود دون بود دون بود
غلغلۂ کوس بکیوان رسید	آب شدہ زہرۂ دیو سفید

دو بار سویرے برخاست ہوا سردار دیون مین آکر تیاری حرب وضرب کرنے لگے لشکرون مین سحر کی درستی ہونے لگی اطلم حیرت سے رخصت ہوکر خیمہ مین آیا اور ردار دغہ مطبخ سے معرکہ دیکھنا لکھا کر شکم اژدر مین جا بیٹھا لشکرون مین رات بھر اژدہائے نیام سے مثل اُفعی زہردار تلوارین نکلین اور زہر مین بجھائی گئین یہ وہ ناگنیان ہین جنکے کاٹے کا منتر نہین ایک ہی پھنکار لینے شپلکے مین جسم پر سر نہین اسکے چمک کی لہر دیکھکر مار ملک کے دل پر سانپ لوٹتا ہی اسی لوہے کا پانی نیزون اور چھلتا ہے اسی مین قہر کا کاٹ ہی یہ وہ موذی بے امداد ہے جسکو لہو چاٹنے کی چاٹ ہے غرض اس رات کو ہر طرف مارمار کی پکار تھی ساحرون مین بھی ہر ایک یا سد کی دوہائی کی گھار تھی جنگل کے جنگل سانپون سے بھر گئے تھے یہانتک کہ تمسے گھوڑون کی رکاب اور لجام کے سانپ نظر آتے تھے محالہین جادوگرون نے زہریلی بنائی تھین آنکھ بھر کر دیکھین اور زہر چڑھے وہ پوتین نگاہون پر بیٹھائی تھین مردم دیدہ پر ایسا زہر چڑھا تھا کہ جدھر دیکھو بس لہو یا ہوا نظر آتا تھا خلاصہ یہ کہ جب جسم دہر سے لہر شب دفع ہوا اور مہرۂ آفتاب بصد آب وتاب جبین سپہر پر لگا یا کیا آنکھ

انداختہ سحر بچیا یان دکینہ	آمد زمان مستی ورزے کنش نزند

مخمل دماغ دے شدہ ازجنبش نسیم	سوزاند شعلہ گل حمراش چون سپند

صبحدم مہرخ و بہار بصد جاہ وحشم تخت سحر پر سوار ہوکر مع فوج ساحران و دیوان سمت دشت روان ہوئین جلو مین جادوگر نیان چلین اوسوقت اُس ملکہ دیشان کی شوکت وحشمت کا زبان جلال سے بھی بیان خیر امکان ہے کہ **نظم**

سر پہ اک خود دہر سے جیسہ بڑی سی کلغی	دھال کاندھے پہ پڑی ہاتھ مین شمشیر دودم
زیرہ حضرت داؤد گلے مین اوسکے	جبروت اُسکا فریدون فر جمشید شیم
لمعۂ نور جبین اوسکے سے طالع جون مہر	سب کاب اسکے مین موجود صنادید عجم
اُسکے اطوار کے گھوڑون پہ کیا خوب جمے ہین	تو وہ خنکار سے پڑے پھرتے ہین مثل فیسنے
اُسکی شمشیر کی برش کی ہو کس سے تعریف	گھاٹ پر جسکے رہا خون ہی اعدا کا جم
حلق دشمن کے لیے زہر بھری اسکے ساتھ	صاف اک پرچہ الماس ہے اور کاسۂ سم
ہی وہ کمبان مین شعلہ فشان خون آشام	شکل برق و شفق صاعقہ و سوت یم

حاصل مرام جاے معاف پر پہونچکر شہری تھی کہ اسطرف سے **حیرت** بصد کبر و نخوت فوج ساحران لیے میدان مین آئی پرے جمنے لگے بجلیان گرین جنگل کے درخت جلے بادل سحر کے برسے گرد و غبار صاف ہوا تیار دشت معاف ہوا اوسوقت اژدہے ایک طرف سے پیدا ہوئے کہ باہم گتھے لڑاتے اور قلابے چھوڑتے آتے اثر زہر سے اُنکے دھوپ تک سبز نظر آتی تھی باہم لپٹتے پھنکار مارتے تھے جب دشت مین پہونچے یہان صفین درست ہوچکی تھین وہ اژدر بیچ پیٹ مین **اظلم** ہی سامنے **حیرت** کے آیا اور اُسنے باہر نکلکر اجازت حرب لیکر پھر اژدہے کے اندر سمایا اور کھیلتے وسط میدان مین پہونچا قلابے چھوڑے کہ ہر سمت آتشکدہ سا بنگیا دھوان اُن شعلون کا ایسا پھیلا کہ لشکر **مہرخ** اندھا ہونے لگا دھوئین سے عاجز ہوکر ہر ایک یا دود پڑتا تھا مگر ہاروت حارچاہ مصیبت مین گرا تھا جادوگریان زہرہ منش سحر پڑھکر برج بنائے چھپے ہوئی تھین فوج مین کھل بلی پڑگئی تھی اوسوقت **مہرخ** کو کچھ بن نہ آیا جنگ مغلوبہ کا حکم دیکر تخت اپنا آگے بڑھایا ساحران نامی مثل **ملکہ بہار** و **نافرمان** وغیرہ کے دود سحر سے عاجز نہ ہوتے تھے ترسول اور ناریل پکڑکر

اژدہون پر جا پڑی اوسطرف سے چالیس اژدہے جنکے پیٹ مین ساحر تھے مُنہ پھیلاکر چلے
اوسوقت وہ میدان عصائے جناب موسیٰ ہوتا توفتح ہوتا شعلہائے دہان اژدرآن سے زمین کو
مار رہی ہو اشعلہ بارتھی اون شعلون سے دھوان ایسا نکلتا تھا کہ تمام عالم دھوان دھار ہوگیا تھا
لشکریان نے نانچ و ترنج مارنا شروع کیے ہر سمت سے گولے سحر کے لگاتے تھے بجلیان
گراتے تھے مگر اژدرون پر اثر نکرتی تھین اور اژدرہم کھینچکر سپاہیون کو نگل لیتے تھے اس
ہنگامہ مین ملکہ بہار نے ایک گلدستہ مارا کہ ہوا سے سرد کے جھونکے پیدا ہوگئے اور اُس ہوا نے
دھوئین کو برطرف کرنا شروع کیا آمد بہار ہوئی آغاز کیفیت لالہ زار ہوئی بگرا اظلم کا نام ۔۔۔
اژدرنشین ہے اور یہ اژدرمین جو رہتا ہے اس سبب سے سحر بہار نے تاثیر نہ کی کیونکہ یون تو
ہر ایک ساحر مذکور سحر اژدرہا مین جا یا کرتا ہی اسپر کیا خصوصیت تھی جو شاہ جادوان نے بھیجا ہی
بس یہی اُسکے لیے شرف ہی کہ اژدر سحر مین رہتا ہی اور اس اژدر پر سحر نہین اثر کرتا ہی فی الجملہ اُسنے
سحر بہار یہ کے آثار معلوم کرکے ایسی پھنکار ماری کہ شعلۂ آگ نکلے اور خیشان سحر بہار جلنے لگے سحر
رد ہوا ملکہ بہار پر غش طاری ہوا خواصین ہوادار پر ڈالکر لے بھاگین اُسکے مٹنے سے اژدر
مُنہ پھیلاکر چلے معاذ اللہ وہ شعلۂ زہرناک کی لپک ایسی نہ تھی کہ کیسکو تاب رہتی جسم مُجھلنے لگے
جادوگرنیان نازنین گلفام سیمتاب ہوگئین حرارت سحر سے بیتاب ہوگئین زہر افعی کا اثر ایسا پھیلا
کہ اس چرخ عنوری کا بھی جسم نیلا ہوگیا سبزہ نہ تھا اثر ہم جسم ارض مین سرایت کرگیا تھا حضر تک زہر
ڈھونڈتے تھے دل کوہ سے بھی نیلا نیلا پانی بہتا تھا اژدہے مُنہ کھولے اطراف نظر آتے تھے کہ میدان
مین غار دور سے دکھائی دیتے تھے ایسے ہنگامہ آفت خیز مین فوج حیرت نے بھی حملہ کیا بجلیان
گرا کر ترسول و نیزہ و تیر مار مار کیتے آگے بڑھے فوج مہرخ مین بھگدر پڑگئی لشکر بہت سا
اندھا ہو چکا تھا اور باقی اس امید پر کہ بارہا آفت آئی ہی پھر خدا نے فضل کیا ہی ٹھہرا ہوا تھا
اس حملہ کرنے سے وہ بھی بھاگا اسوقت وہ سردار جو بڑے بہادر تھے لڑنے والے سربکف تھے
ملکہ ساتھ رہگئے اور ملکہ مہرخ نے پائے شجاعت مستحکم کیا ہزارہا کو اپنے بھی مارا اسوقت عجب غلغلہ افتا
محشر برپا تھا کہ اثر سم سے صدہا ساحر پھولا سوجا میدان مین پڑا تھا اور ہزارہا لاشہ نظر آتا برق سحر
چمک ہی تھی رعد جادو چنگھاڑ مارتا پھرتا تھا مان اوسکی برق تڑپ تڑپ کر گر رہی تھی دھواں سحر کا چھا رہا

آفتاب تاریکی سے گھٹا یا نظر آتا تھا بیرون کی صدا ہائے مہیب کا شور مچا تھا کہ بموجب مؤلفہ

ہوا اسطرح کھاتی تھی پیچتاب	اڑی جاتی تھی جان ہر شیخ و شاب
دھوان سحر کا تھا یہ چھایا ہوا	کہ نار زمین چاہ بابل بنا
چمکتا وہ رہ رہ کے دان برق کا	چلاتا تھا دل خسرو شرق کا
چمکنا اندھیرے مین بجلی کا تھا	کنھیا کے منھ پر گلال ہے ملا
کہین دوڑتے پھرتے تھے اژدہے	دہن مثل قعر جہنم کھلے
ہوا سے جو انگارے تھے گر رہے	ملک آتشین تیر تھے مارتے
ہوا تھا فلک اسقدر سنگدل	برستی تھی ہر سمت پتھر کی سل
کوئی مر کے گرتا تھا جب جادوگر	تو گوش فلک غل سے ہوتے تھے کر

اس قیامت کبریٰ مین مہرخ اژدرنبکرادن اژدہون پر جا پڑی اور ایسے شعلہ ہائے آتش بار دہن سے نکالے کہ وہ اژدہے پس پا ہوئے اسوقت اظلم پہلوان اژدرسامنے آیا اور پکارا کہ اے سحرام اب کہان جائیگی کیا قدرت سامری کی ہر کہ تو ہمارا مقابلہ کرتی ہے مہرخ نے جواب دیا کہ او نامرد اژدرنی تو مجھ عورت سے اتنی بڑی فوج لیکر لڑنے آیا اور پھر اژدرسحر مین لپٹکر مقابلہ کرتا ہے اسی منھ پر دعویٰ سحر کرنے کا رکھتا ہے دم شجاعت کا بھرتا ہے یہ کلمہ مثل ناوک دلدوز اسکے دل پر لگا اور کہا مین اکیلے کیا تجھ سے لڑتے ڈرتا ہون اچھا آج تین پہر اجاتا ہون کل اکیلا میدان مین آکر تجھکو باندھ کے لیجاؤنگا ملکہ نے کہا اکیلا آئیگا تو وہ جو تیان کہا ئیگا کہ ہیہات یاد کریگا سکو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنے اژدرون کو لیکر پھرا ملکہ حیرت پاس آکر کہا کہ طبل بازگشت بجوا مین آج نہ لڑونگا اوسنے کہا کیون بنی ہوئی لڑائی بگاڑتی ہو جی ہارے ہو اب باقی کون ہے مہرخ کو مع چند سرداروں کے پکڑ لینا ہے اسنے سب حال مہرخ کے طعنہ دینے کا بیان کیا حیرت نے کہا اوسنے تجھکو فریب دیکر اپنی جان بچائی ہے افسوس دھوکا نکھا نہین پچھتائیگا غرضکہ ہر چند سمجھایا مگر اوسنے اپنے غرور مین نمانا آخر حیرت نے بخاطر اسکے طبل بازگشت بجوایا اور لشکر لیکر پھری مہرخ نے سجدہ شکر خدا کیا کہ آبرو رہگئی جو سردار کہ باقی تھی اونکو لیکر پھری جو زہر سے سوج گئے تھے اونکو اٹھوا لیا اور داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو بالکل برباد دیکھا کہ سب بھاگ گیا ہے بازار مین

ویران ہین جو سردار کہ قید ہو گئے ہین اُنکی بارگاہ مین جگہ سنسان پڑی ہین یہ حال دیکھکر
اشک حسرت گرانے اور ارادہ جان دینے کا مصمم کرکے سحر تیار کرنے کی فکر مین بیٹھی اُسوقت یار
کہ لشکر کا حال ابتر دیکھکر چلے گئے تھے طیل امان کی مدد لشکر آئے بادشاہ لشکر کو بہت پریشان
دیکھا سب نے تسلیمات و تشفی کی کہ ای ملکہ ہم جاتے ہین اور کام اُس نامنجار کا تمام کرتے ہین یہ کہکر روانہ
ہوئے اُسطرف جب اظلم پہنچکر گیا جو اژدر کہ سردارون کو نگل گئے تھے اونھون نے اونکو اُگلا اور حیرت
نے حکم دیا کہ ان سبکو اوسی زندان مین لیجاکر قید کرو جہان خضر خام غیار جسکو گمان نے گرفتار کیا تھا
قید ہی تاکہ وہ بھی اپنے سردارون کا حال سقیم دیکھے اور اپنی رہائی سے مایوس ہو غرض سبکو لیجاکر
قید کیا یہ سب سحر مین مبتلا اور بیہوش ہین جب یہ قید ہو چکے اور لشکر کھول چکا اظلم دیر تک
بیٹھا رہا بلکہ ہی کے ساتھ کھانا کھایا پھر عرض کرکے کہ طیل جنگ آپ بجا لیئے گا مین کل اکیلا
لڑونگا یہ کہکر اپنی جگہ پر آکر شکم اژدر مین بیٹھ رہا مرغیا بھی روانہ ہوئے تھے جبھی آئے
دیو سرتی نے کہا کہ پہلے مین جاتا ہون تم دونون میری خبر لیکنا یہ کہکر چلا اُسکے بعد قران و جانسوز
بھی ایک طرف بصورت مبدل روانہ ہوئے لیکن برق شکل ایک ساحر مہیب صورت
کی ایسی بناکر گشت کرتا ہوا اُسجگہ آیا جہان اژدہے میدان مین رہتے ہین یہان دیکھا کہ
اژدہے خاک مین لوٹ رہے ہین خوش غلطیان کرکے ہین اور اونکے مُنہ سے جو شعلہ نکلتا ہے
وہی شعلے سے تصویر پیدا ہوتی ہے وہ نارنج و ترنج متوازی اچھال کر غائب ہو جاتی ہے
پھر اور تصویر پیدا ہوتی ہے ترسول چارطرف گرڈے گوگل بچھ سیندور چندن دھوپ دیپ
وغیرہ جلتا ہے ترسولون پر ہار لپٹے ہین کپڑے آگ کے جلتے ہین برق یہ تماشا کھڑا دیکھتا
تھا کہ یکایک اژدہے کے اندر سے ایک ساحر سیہ فام خناس سیرت دیو صورت نکلا
اوسکی صورت نجس دیکھکر اول تو خائف ہوا اور چاہا کہ بھاگ جاوے مگر دل کڑا کرکے
کھڑا رہا وہ اُسکے قریب آکر للکارا کہ ارے تو کون ہے برق نے بھی ویسا ہی جواب دیا کہ ابے
کیا پہچانتا نہین جو تو ہے وہ ہم ہین اُسنے کہا ہم چالیس اژدرنشین ہین اکتالیسوان ہمارا افسر ہے
تو کہان سے آیا ہے اچھا اگر تو ہم مین سے ہے تو اژدر تیرے رہنے کا کہان ہے برق اس تقریر
سے ناچار ہوا مگر دلیری سے جواب دیتا ہوا پیچھے ترپ کر پچاس قدم پر جاگرا یہ کہتا ہوا کہ اژدر بھی ہے

تجھے کیون تبلائین اُس ساحر نے جو اُسکو پیچھے بھاگتے دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہے پکارا کہ ہاں
مکار پہچانا مین نے تجھکو برق آتشے عرصے مین کہین کا کہین ہو رہا مگر نصیب میدان ہو
کے سامنا تھا وہ ساحر سمجھا کہ اگر یہان سے سحر کرون مبادا یہ بھی ساحر ہو کودپھاند کر نکلی لے
پس قریب چلون یہ سمجھکر پیچھے دوڑا برق یا تو بھاگا جاتا تھا یا اوسکو آتے دیکھکر سوچا کہ اگر یون
ہی سیدھے بھاگے جاؤنگے تو وہ سحر پڑھکر پکڑ لیگا لازم ہے کہ کہین چھپ رہو یہ سوچکر ادہر ادہر
دیکھا چونکہ میدان تو تھا ہی اور لشکر سے بھی فاصلہ تھا ایک غار وہان نظر آیا یہ اوسمین اُتر گیا وہ
ساحر جو پیچھے آتا تھا اوسنے دیکھا کہ یا تو عیار سامنے جاتا تھا غائب ہوگیا پہلے تو یہ سمجھا کہ وہ بھی ساحر
تھا بزور سحر چھپ گیا مگر جب غار کے پاس آیا سوچا کہ اسمین اُتر گیا ہوگا یہ سوچکر جھانکنے لگا تو
برق نے وہان حلقہ کمند کا لگا رکھا تھا وہ اُسکے گردن مین آگیا اُسنے چاہا کہ سحر پڑھکر اُسکو
جلادون مگر برق اتنی مہلت کب دینے والا تھا اوسنے گردن پھنستے ہی اس زور سے جھٹکا مارا
کہ حلق تالو سے چپک گیا اور آنکھین نکل آئین سحر پڑھنے کے بدلے لڑ بڑ کرتا ہوا ڈھلک کر
غار مین گرا برق نے خود آخجر سے سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا آگ
پتھر برسنے لگے یہ غلغلہ کے آواز آئی کہ مارا شراب خوار جادو کو یہان تو ہنگامہ مچا دیا لیکن
اثر در اُسکے رہنے کا سیمان مین جلگیا اور بیرون نے وہان بھی غل مچائی اظلم اور سب
ساحر گھبراکر اژدہون سے باہر نکل آئے اور ایک دوسرے سے پوچھتا تھا کہ ارے میان
خیر تو ہے ایسے باختہ حواس ہو کے کہ اپنے ساتھیون کو نہین شمار کرتے یہ تو حیران کھڑے
ہین کہ کوئی آئے تو اوس سے پوچھین یہ غل کیسا تھا اور ان سبکو اپنے سحر پر ایسا ناز ہے کہ یہ
خطرہ گمان نہین کہ ہم مین سے کوئی مارا گیا ہے غرضکہ یہ تو ٹھہرے ہین مگر وہان برق نے صورت
اپنی مثل شکل صرصر کے بنائی لیکن حسن اپنا ایسا دوبالا کیا کہ صرصر تو جواب مین بھی یہ
صورت بنائی ہوگی کہ بیت روز ازل سے آج تلک صورت آفرین ۔ ممکن نہین کہ چھپ کے
تجھے دیکھا نہو۔ چنانچہ آگے حال اُسکے حسن کا بیان ہوگا اس وقت بعجلت لاش اُس ساحر
کی اٹھاکر اُسی میدان کیطرف چلا یہان سب ساحر حیران کھڑے تھے کہ آواز غلغال پا
اون کے کان مین آئی دیکھا کہ ایک عورت بناز و ادا اسطرف آئی ہے کہ جسکی چال

کو دیکھکر یہ کہنا بیجا ہو کہ **بیت** بلا سے ہو پامال سارا زمانہ ۔ نہ آئے لو ظالم پانون یکھنا سے ٹالکر
دلہائے عشاق روندتی جب قریب آئی عجیب صورت اُس ماہ آسمان زیبائی کی دکھائی دی **نظم**

گئی آنکھون کے نیچے برق اک کوندی سمند ناز نے ڈالا وہین رونداد
کہا دل نے یہی دیکھی جو وہ مانگ کہ ہے یہ رات آدھی کچھ دعا مانگ
حواس و ہوش سب کے ہوگئے تار ہوئے سب مانگ چوٹی مین گرفتار
بہم آنکھون سے آنکھین لڑگئین جیسے عجائب نرگستان کی ہوئی سیر
نظر آیا وہ مکھڑا سیب کا سا بندھا کچھ ڈول وان آسیب کا سا
یہ رخسارون مین اوسکے قرمزی تھی ہوئی جس سے خجل اکثر بہی تھی
کہو اوسکی جبین کو کسطرح چاند کہان اوس سے لاکھ حصہ چاند تھا ماند
سہانا تھا کچھ ایسا روپ اوسکا کہ سایہ چاہتی تھی دھوپ اوسکا
برنگ سیک سے نزاکت مین بھری تھی کہ بس جو بات تھی اوسکی پری تھی

یہ سب ماجرا اوس سراپا فتنہ انگیز کو دیکھکر دنگ کھڑے تھے کہ اتنے **ظلم** کو تسلیم کی اور لاش سامنے ڈالدی اُسنے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے اُس غلام نے کہا بیچارے پر آپ ہی کا رفیق ہی جو مارا گیا ہی اس کلمہ سے اُسکو ہوش آیا اور کہا ہان سچ ہی یہ **شراب خوار** جادو کی لاش ہی سب آدمی کرنے لگے اور **ظلم** نے پوچھا کہ تجھکو معلوم ہی یہ کیونکر مارا گیا اُسنے عرض کیا کہ عیار لشکر حریف صحرا مین اسکو قتل کر رہا تھا کہ مین آکر پہونچی مگر کام اسکا تمام ہو چکا تھا مین لاشہ اوٹھا لائی ہون **ظلم** نے کہا اس عیار کو کیون نہ گرفتار کیا اُسنے کہا حضور مین صرصر عیارہ شاہ جادو وان کی ہون اور سحر نہین جانتی ہون وہ عیار تھا مجھکو دیکھکر بھگیا ہر چند مین دوڑی مگر ہاتھ نہ آیا اچھا اب ہوشیار رہیے گا مین جاتی ہون یہ کہکر کمر کو لے کا عالم دکھاکر اس طرح چلی کہ فرو خرام ناز تھا رابی ایک آفت ہی ۔ زمین پاؤن تلے سر پہ آسمان نہ رہا ۔
ظلم نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا کہ یہ ساحر رہنے والا کوہ نیلم کا ہے اسنے نام البتہ سُنا ہی صرصر عیارہ کا کیونکہ ہمیشہ اُسکو درمین رہتا ہے اور یہان جب سے آیا ہے کچھ دیر کے لیے بارگاہ حیرت مین گیا تو کچھ خیال نہ کیا کہ عیارہ کون ہین اس وجہ سے اچھی طرح آگاہ نہین کی

حسرصر کس مرتبہ کی عیارہ ہی اور کیسی صورت رکھتی ہی اسوقت اِسکا حسن دلاویز کو دیکھکر
غش ہو گیا اور سمجھا کہ یہ عیارہ تو ہی ہی اُسکو بادشاہ طلسم سے مانگ لونگا آج اپنی خدمت مین اُسکو
لایا چاہیے پس اسی وجہ سے اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بیت گرے میری نظرون سے خوبان عالم
پسند آگئی تیری صورت کچھ ایسی ہے حسرصر نے یہ سُنکر تیوری چڑھائی اور کہا میان ہوش مین
فاختاؤن سے جاکر ایسی باتین کرو ارے صاحب مین سارے طلسم مین ہمیشہ پھرتی ہون جو
ایسی ہی اوماتی ہوتی تو کاہیکو میری آبرو بچتی نہ صاحب ایسا بدنظر کوئی مردوا مین نے نہین
دیکھا یہ کہکر انگڑائی کیا گات کو اسطرح دکھایا کہ وہ انبڑا ہوا جوبن دل گدگدانے والی نظر
آیا یہ ساحر بیچین ہو گیا اور پکارا فرد ستا ہی کوئی دل آتی خیر محرم کی ہ غضب ہی پردے
پردے مین ابھرنا اونکے جوبن کا ہ پھر اوس آفت جان کا منت پذیر ہوا کہ اے جان عالم
التفات فرما ہمکو بھی اپنا جان نثار سمجھو اُس عیار نے کہا آپ جان اپنی کسی گھر والی پر دیجیے
مجھسے یہ چونچلا تہ کریے یہ کہکر انگوٹھا دکھایا کہ موئے تیرے دیدون مین خاک ہین اور تیری
قابل اظلم اس ادا کو دیکھکر مرگیا اور اس ماہ پیکر سے لپٹا اوسنے کہا ہان ہان دیکھو مین چیختی ہوتی
تمہاری قسم اگر مجھکو ہاتھ لگایا تو تیری جان اور اپنی ایک کردونگی لوگو یہ اندھیر تو دیکھو دن دہاڑے
یہ مردوا سب کے سامنے ہمکو لیے پڑتا ہی کیا بیغیرتی ہی پڑے مُنہ آگ لگے ایسی مستی کو اظلم
اسکے خفا ہونے سے تو ٹھہرا ہی مگر دو ایک باتین اسطرح کی کہ یہ مردوا اسکے سامنے لیے پڑتا ہی سُنکر
سمجھتا ہی کہ یہ ناز کرتی ہی اور وہ نازنین بھی خفگی لگاوٹ آمیز کرتی ہی غرضکہ یہ باتین اُسکی سنتے
ہی اظلم لپٹا تو تھا ہی گودمین اوٹھا کر خیمہ کیطرف لیچلا وہ عشوہ گر تڑپتی ہوئی اور کہتی ہوئی کہ
دیکھو بہت پچھتاؤگے جو مجھے اکیلے مین لیجاؤگے میری آبرو تو جاچکی غیر مرد کا ہاتھ لگ چکا مگر تمھاری
بھی جان جائیگی سمجھکر کم نہ سمجھنا مین کوئی ایسی ویسی نہین ہون دُھجّے اُڑا دونگی ارے ایسا نہو
کہ کوئی عیار آجائے موے تو اژدہے مین گھس رہ مجھکو چھوڑدے اظلم نے ایک نہ سُنا
اور اندر خیمہ کے اوسکو لایا کہا عیار یہان آئیگا تو کیا کریگا کہا بموجب بیت یہ فتنہ آدمی کی خانہ
ویرانی کو کیا کم ہی ہوئے تم دوست جسکے دشمن اوسکا آسمان کیون ہو ہ غرضکہ اسیکو
مسند پر بٹھایا اور خیمہ صرف اسکے کھانے پینے کے لیے تو مقرر ہی کیا گیا ہی جو دو ایک آدمی بہر حد

انھون نے اُسکے آتے ہی تنے اپنے دکھائے اِسنے کہا تم باہر جاؤ اور دور جاکر ٹھہرو جب بُلائین
اُسوقت آنا وہ سب باہر گئے اور اوسکے رفیق جو اُترد ہون مین رہتے ہین وہ بعد اُسکے پھر شکم اژدہا
مین سما گئے جب تخلیہ ہوا یہ نازنین کہ برق عیار ہے دل مین سوچا کہ وہ یار یعنی زنار اور گمان کو
جو قتل کرنے آئے تھے تو صرصر آکر خلل انداز ہوئی تھی اور اب بھی ضرور آئے گی اور لشکر یہان سے
قریب ہی تمھارے آنے کی خبر حیرت کو ممکن نہین کہ نہ پہونچے پس وہ یا خود آئیگی یا کسیکو بھیجے گی
لہذا لاذم ہے کہ ایسی تدبیر کرون تاکہ وہ جو آئے تو ذلت پائے اور یہ ساحر بچنے نہ پائے یہ سوچکر
چارطرف پھونچک ہوکر دیکھنے لگا اوسوقت یہ حال تھا کہ بیت کبھی وہ آنکھ اِدہر ہے کبھی اُدہر ہے کبھی شوخی سے
اودسر ہے اِک جگہ پاؤن ٹھہرتا نہین ہر جائی کا سا ظلم نے یہ حال دیکھکر کہا کہ اے تازگ
بدن جم حیران چارطرف دیکھتی ہو اوسنے کہا تم کو اپنے مزے سے مطلب ہے کہ تمین کیا چاہے
کسی کی جان جائے یا عزت پر بنے مین چارہ ہون عیارون سے لشکر حریف کے ہمیشہ اڑا
کرتی ہون اور وہ بھی میری تاک مین رہتے ہین جہان مین جاتی ہون وہان پتا لگاکر وہ
بھی پہونچتے ہین ظلم نے کہا یہان آئین گے تو مین موجود ہون مجال نہین ہے جو آئین اِسنے
جواب دیا کہ اُنکو تم پہچان نہ سکوگے وہ میری صورت بنکر آئین گے اور مجھکو عیار بنائین گے
پہنے تین صرصر کہین گے بس تم میرے دشمن جان ہوجاؤگے اور ادھر عیار بھیجکر تم سے سرگرم محبت
و اختلاط دیکھکر سب مین بدکار و آوارہ مشہور کرینگے یہ کہکر رونے لگی کہ ہاے ساحری کبھی میری
جان مصیبت مین پڑی کہ جان بھی گئی اور عزت بھی یہ کہکر اس انداز سے اٹھا کوٹا اور حیرت زدہ
صورت بنائی کہ ظلم کی جان پر بنگئی اور ہاتھ پکڑکر ہاتھ سے الگ کرنے لگا ہزار دن منت سماجت کرکے
تسین کھانے لگا کہ اے یار دلنواز اگر عیار افراسیاب بھی بنکر آئے گا سب بھی مین اُسکو
گرفتار کرونگا چاہے وہ شاہ طلسم اصلی کیون نہو اور اگر وہ تیری صورت بنکر آئیگا تو بڑی سزا
پائیگا غرضکہ برق نے حفظ ماتقدم کرکے خوب اُسکو پچا لیا اور ناز و کرشمہ کرنے لگا اسنے اوسکو
سرگرم اختلاط دیکھکر بوسہ لینے کے لیے مُنھ بڑھایا اوسنے ایک طمانچہ جمایا اور کہا منھ بنواؤ
طمانچہ کھاکر ہنسدیا اور کہا اے جانی والے مایۂ زندگانی بیت جو دل لیا ہے تو پھر غارت کیا ہی تو
مین کہ لین دین ہی یہ لفظ کچھ اور معنی نہین پر اس غارت گر جان نے جواب دیا کہ فرد

دل تیرا اور آرزو میری ؛ جان صدقے ہو ایسی حسرت کے ؛ اظلم نے یہ سُنکر کہا کہ اے
شنگرف مین اپنا حال کیا بیان کرون کہ شعر مرے دل کے زخمون کو کیا دیکھتے ہو ؛ تمہارے ہین
یہ گل کھلائے ہوئے ؛ یہ کہکر چاہا کہ لپٹ جاؤن اوس زیب انجمن نے اپنے تئین سرکایا
اور جیب پہ گرنے لگا تو ہاتھ سے روک کر کہا کہ ذرا سنبھلو ایسے بیخود نہ بنو وہ پھر بیٹھکر بیٹھا اور
گویا ہوا کہ ؎ جو رپا پنے بہت تھا ناز اُسکو بھی مگر ؛ ہوگیا مضطر تجھے چنچل شنگرف دیکھکر ؛ اب یہان
تو یہ ہنگامہ ناز و انداز گرم ہے مگر وہ ساحر خبیث نے خیمہ سے باہر کر دیا تھا اون مین سے ایک بارگاہ ملکہ
حیرت مین گیا اسلیئے کہ اُسکو صرصر کی آوارگی دیکھکر حیرت ہوئی کہ ایسی خاصہ ہوگئی جو ہر ایک سے
آشنائی کرتی ہے پس سوچا کہ ملکہ سے جاکر سب ماجرا بیان کرون غرض کہ جب یہ ملکہ پاس آیا
اونہنے پوچھا کہ کیون آئے اسنے سب حال صرصر کا بیان کیا صرصر اصلی وہان حاضر تھی وہ
لگی گالیان دینے اس ساحر نے کہا کہ میری کیا خطا ہے آپ جاکر دیکھیے مین جھوٹ کہتا ہون یا
سچ حیرت نے بھی کہا کہ ہان سچ ہے کوئی عیار شیری صورت بنکر وہان گیا ہے جو اُسے
دیکھا ہے کہتا ہے اس بیچارے کی کیا خطا ہے اب تو جا اور حال دریافت کر کہ کیا ماجرا ہو رہا ہے
صرصر نے کہا بی بی دو مرتبہ مجکو دولت ہو چکی ہے مین نجاؤنگی کیلیے کہ وہان عیار میری صورت
بنکر گیا ہے اور اظلم اُسپر عاشق ہوا ہے اگر مین گئی اور فرض کرو کہ عیار کو مین نے پکڑ لیا مگر وہ
اظلم تو میری صورت پر عاشق ہے وہ موا ستی مین بھر ایٹھا ہوگا اگر مجھ گود بایٹھا تو میری
تو موتی کی سی آبرو پہ پانی پھر گیا حیرت نے کہا بی تجھے بھر تجھنے عیاری کیون سیکھی تھی جو
اتنا ڈرتی ہو آبرو لیے بیٹھی رہتین چل اٹھ باتین نہ بنا جلد خبر لا صرصر ناچار نابعدار دوڑی
ہوئی چلی مگر ادھر ادھر دیکھتی ہوئی کہ راہ مین کوئی عیار نہ ملے ہرچند کہ وہ عیار لینے قران
و جانسوز فکر عیاری مین لشکر کے ہر طرف پھر رہے ہین مگر اسپر اونکا پنجہ قابض نہوا اسلیئے
کہ یہ دوڑتی ہوئی بہت ہوشیاری سے در خیمہ اظلم پر آئی یہان کے ساحرون نے
خدمتی لوگ ہین دیکھا کہ ایک تو صرصر اندر ہے اور دوسری یہ اور آئی بس یہ دیکھکر
پکارے کہ بی بی ذرا ٹھہرو ایک تمہاری صورت کی اور اندر ہے ہمکو کچھ فریب معلوم ہوتا ہے
رہم خبر کرلین تو جانا یہ سنکر صرصر رکی اور ایک ساحر نے پردہ پاس خیمہ کے جاکر کہا کہ حضور ایک

حرحر اور آئی ہی یہ آواز سنتے ہی برق نے اظلم کے گلے مین ہاتھ ڈالدیئے اور کہا کیون تیرا جی اسوقت مجھ سے وصل کرنے کو چاہتا ہی اُسنے دل مین کہا کہ آپ یہ مست ہوئی بے اختیار گلے سے لگایا اور کہا اے جان من مین تجھپر ہزار جان سے فدا ہون اِسنے کہا آپ اُس عیار کی تو خبر لے جو میری صورت بنکر آیا ہی مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ مین بدنام ہوجاؤنگی آخر وہی سامنا ہوا اب مین پوشیدہ ہوئے جاتی ہون اُسکو بلاکر گرفتار کرلے اظلم کو اوسوقت حرحر اصلی کا آنا بہت بُرا معلوم ہوا لیکن کیا کرتا کیلیے کہ ایک شخص تو آیا چاہتا ہی یہ کیونکر عورت سے ہم بستر غرض ناچار معشوقہ کو تو پلنگ ہی کے نیچے چھپا دیا اور بچارا جو آتا ہی اُسکو بسیجد وملازم نحرحر کو اجازت دی وہ اندر خیمہ کے گئی اوسکو سلام کیا دیکھا تو یہان اور کوئی نہین چار سمت حیران ہوکر دیکھنے لگی کہ وہ عیار جو میری صورت بنکر آیا ہی کہان ہی یہ تو حیرت مین ہی اور اظلم تو پہچانتا نہ تھا اسنے وہی صورت اُسکی دیکھی جیسی صورت اُسکے پاس چھپی ہوئی ہی سمجھا کہ بیشک یہ عیار میری معشوقہ کی صورت بنکر آیا ہی یہ سمجھکر پکارا کہ اے حرحر آؤ مرے پاس یہان حرحر نے اُسکو نمایان ہستی مین دیکھا کہ بیتاب ہو آنکھین سُرخ ہین سمجھی کہ تو پاس گئی اور یہ داب بیٹھا یہ ایسا کچھ سمجھا پیچھے ہٹی اور کہا ملکہ نے کہا ہے کہ وہ جو میری صورت بنکر آیا ہے وہ عیار ہے اظلم نے دیکھا کہ یہ پیچھے ہٹتی جو جاتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ مجھ سے ڈر کر یہ عیار ہی بھاگا چاہتا ہی بس اُسنے بالکل یقین ہوا کہ یہ ضرور عیار ہے اور اُسی وقت سو پڑھکر پھونکا کہ حرحر بیحس و حرکت ہوگئی اُسنے اُٹھکر باندھا اور کہا او ناہنجار تو مجھے بھی ایسا ویسا ساحر سمجھا تھا جو دھوکا دینے آیا تھا دیکھ تو مین کس عذاب الیم سے تجھکو ہلاک کرتا ہون حرحر چیخنے لگی کہ ارے کیون دھوکا کھاتا ہی مین اصلی حرحر ہون اُسنے ایک نہ سُنا اور مارنا شروع کیا اُسوقت حرحر تقلی نیچے برق بھی پلنگ کے نیچے سے نکلا اور پکارا کہ اور مارئیے اس ناہنجار کو یہ لوگ بڑے حرامزادے ہین یہ کہکر آپ بھی آکر مارنے لگا طمانچے اور لاتین اور جو تیلا خوب مارین جب اظلم تھکر بیٹھا برق نے دو کوب کرنا چھوڑ جب یہ جاکر بیٹھا ہے اظلم اُٹھکر مارتا ہی ہر چند وہ چیختی ہی کوئی سماعت نہین کرتا بلکہ یہ چپکے سے برق نے کہا کہ اُستانی تمنے میری کئی عیاریون مین رخنہ پردازی کی آج یہ بھی سزا تمہارے ہی ہے بلکہ مین آج تمھاری ناک کٹوا لونگا حرحر یہ سُنکر چاہتی ہی کہ پیچھے اور کھسکے دیکھے

یہ مجھسے اسطرح کہتا ہے برق طمانچے مارنے لگتا ہے اور غل مچاتا ہے کہ اسکا کہنا سمجھ مین نہین آتا غرضکہ صرصر کی آواز چیخنے چیخنے پڑ گئی اور مار پڑنے سے بدن نیلا ہو گیا کیونکہ یہ شہزادی معشوقہ نازک اندام جب طمانچہ اسپر پڑا رخسار کہ برنگ گل تھا گل سوسن بنگیا پیرہن ٹکڑے ٹکڑے بال سر کے پنجے برق نے جسم پر لیکن پر ضرب کم لگائی تھین کہ یہ برہنہ نہو جائے غرض کہ جب صرصر نے دیکھا کہ آج برق مار ڈالے گا بے طرح تو چیخ گئی اور پس اسنے اشارے سے منت کرنا شروع کیا کہ مجھکو رہا کر ادے مین تیرے مقدمہ مین تیرا بولونگی برق کو از بسکہ اسکا مارڈالنا بھی نہین منظور تھا اور اُسنے عجز بھی کیا بس اسنے اظلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آؤ جانے دو یہ اپنی سزا کو پہونچ گیا ہم تم اسکے سامنے مزے کرین پھر اسکو مار ڈالین گے اظلم اس گفتگو سے تو بہت خوش ہوا اور آکر مسند پر بیٹھا برق نے چاہا کہ اسکو شراب پلا کر سامنے صرصر کے مار ڈالے یہ تو لیکر اسکو بیٹھا لیکن وہان صرصر کو موصہ جو ہوا حیرت نے بزور سحر حال کو دریافت کیا ساری کیفیت صرصر کے بندھنے اور پٹنے کی معلوم ہوئی بیتاب ہو کر اوٹھی کہ مین خود جاؤن جیسی ہی چلی تھی کہ چھینک ہوئی وسواس آیا کہ تو گئی اور اظلم تیرے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا تو آبرو جاتی رہے گی اور اگر تو نے اوسکو مار ڈالا تو شاہ طلسم سے رنج ہوگا شہنشاہ اپنے رفیق کے مرنے سے ناراض ہونگے یہ سمجھکر سمک جادو نام اہل دربار مین سے ایک ساحر کو حکم دیا کہ تم جاؤ اظلم سے کہنا کہ جسکو تمنے باندھا ہے یہ صرصر اصلی ہے اور جسکو لیے بیٹھے ہو وہ عیار ہے یہ حکم سمک سُنکر بزور سحر اوڑا اور خیمۂ اظلم مین آکر اوترا اظلم سمجھا کہ پھر کوئی عیار آیا مگر سمک پکارا کہ او نالائق کیون دیوانہ ہوا ہے یہ جو تیرے پاس کر بیٹھا ہے یہ عیار ہے اور جسکو تونے باندھا ہے یہ صرصر ہے اظلم یہ سُنکر اب ہوشیار ہوا اور برق کا پیٹنے کہ آگ لگے ان عیارون کو موئے کیا کیا بہروپ بنا کر آتے ہین ارے اظلم تو بھی عیار ہے اظلم اوٹھا کہ مین سمک کو بھی پکڑ لون مگر سمک ساحر زبردست ہوا اوسنے سحر پڑھا کہ عیار تو پہلے ہی بیہوش ہو گیا اور اظلم پر بھی بیہوشی طاری ہوا اسنے بھی سحر پڑھا کہ اُسپر سے بیہوشی رفع ہوئی اور سوچا کہ عیار کی یہ مجال نہین جو ایسا سحر کر سکے یہ سوچکر اسنے خود سحر پڑھکر برق کے منہ پر پھونکا کہ رنگ روغن عیاری چھوٹ گیا اور شکل اصلی ظاہر ہوئی

یہ حال دیکھکر **سمک** کے پاؤن پر اوسکر گرا اور کہا دانستہ مین غلطی پر تھا آپ میرا قصور معاف
فرمائین یہ کہکر **برق** کو اوسنے باندھا اور **حرحر** کو کھولا اور منت پذیر ہوا کہ بی بی میری خطا
معاف کرو **حرحر** نے کہا تو ساحر ہوکر ایسا اندھا تھا کہ تو نے مجھکو بے غیرت کیا اب مین تیرے مجمہ
مین نہ آؤن گی یہ کہکر روانہ ہوئی اسنے **سمک** سے کہا کہ تم اس عیار کو خدمت مکلا مین لیجاؤ مین
اس دریا مین جاکر بیٹھتا ہون تم لوجو باہر نکلون **سمک** نے کہا یہ مقدمہ عیارون کا ہے تم کسی اور کو
کو تو بھیجو مین اس پیچ مین نہ پڑونگا اسنے کہا تو اچھا تم جاکر ملکہ سے کہنا کہ اُسکے قتل کرنے کی نسبت
وہ حکم بھیجدین تاکہ مین اُسکا سر کاٹ ڈالون **سمک** نے کہا ہان یہ ہوسکتا ہے یہ کہکر چلا جب
دروازے پر پہونچا یہان **قران** عیار موجود تھا کس لیے کہ ان دونون عیارون نے
حرحر کو اس خیمہ مین جاتے دیکھا تھا پس اوسکو تو نپایا کیون آپ ساحر نیکر آئے اور
کہا ہمکو **حیرت** نے بھیجا ہے ملازمون نے کہا شہر پر اندر مار پڑ رہی ہے ہم اب موقع عرض
کرنے کا نہین پا سکتے غرض کہ یہ شہرے رہے اور سب حال **حرحر** کا دیکھا آپ جو برق گرفتار
ہوا یہ بیقرار ہوئے کہ اس اثنا مین **سمک** اندر خیمہ سے نکلکر چلا **قران** نے کہا کہدینا کہ **اظلم**
مارے گئے **قران** یہ کلام سُنکر حیران ہوا کہ یہ کیا کہتا ہے **قران** جست کرکے بھاگ کر نظر سے
غائب ہوگئے **سمک** سمجھا کہ یہ بھی عیار تھا یہ جان کر بخوف عیاران اڑکر روانہ ہوا لیکن
قران سب گفتگو **اظلم** کی سُن چکا تھا اسنے صورت بہت جلد اپنی مثل **سمک** بنائی اور
پشت خیمہ پر اڑکر جست کرکے اندر گیا **اظلم** نے اس موسہ مین خنجر کھینچکر برق کو ذبح کرنا چاہا ہے
صرف انتظار حکم **حیرت** کر رہا ہے **سمک** نقلی کو آتے دیکھا اور **حرحر** کو پکڑکے ذلیل
کر چکا ہے اُسکو **سمک** اصلی سمجھکر گویا ہوا کہ کیون بھائی پوچھا تھا ملکہ نے اسکے قتل کرنے
کا حکم دیا **قران** نے کہا یہان آؤ دیوار ہم گوش دارد جو کہا ہے سن لو وہ برق کو چھوڑکر اسکے
پاس آیا **قران** نے کہا دیکھو در خیمہ سے کون جھانکتا ہے وہ ادھر دیکھنے لگا **قران** نے چمکے
سر پر اس زور سے بُرا مارا کہ سر اوسکا شق ہوا تیورا کر گرا اسنے سر کاٹ لیا غل و شور اور
تاریکی ہوگئی وہ اژدہے جو میدان مین پھر رہے تھے وہ اسی کے سحر سے بنائے تھے سب
جاتے رہے اور اونکے پیٹ سے ساحر نکلکر گھبرا کے بھاگے ملازم وغیرہ خیمہ چھوڑکر ایک طرف کو

بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی چیا یعنی قہران و برق خیمہ مین آگ لگا کر نعرے کر کے بھاگے ہنگامہ
برپا ہوا کہ مارا ظلم اژدرنشین کو یہان تو یہ ہنگامہ ہوا ادہان صرصر اور سمک ملکہ حیرت
سے سب کہہ رہے تھے کہ یکایک غلغلہ برپا ہوا ملکہ نے گھبرا کر کہا ارے خبر تو لو یہ کیا ماجرا ہے لوگ
چلے تھے کہ ملازم اور ساحر بھاگے ہوئے آئے پکارے کہ اے ملکہ ظلم مارے گئے ملکہ نے
سر انو پر ہاتھ مار افسوس کرہی رہی تھی کہ یکایک پھر غوغا بلند ہوا اتنے مین یہ ساحر مارا گیا تو سزا
کو قید تھے اور ادہین کے ساتھ خاص غیار بھی قید تھا وہ سب رہا ہو کر اڑے اور لشکر
حیرت پر گولے برسا کے مارنے لگے لشکری بھی ہوشیار ہو کر کمر بندی کر کے آمادۂ جنگ
ہوئے لیکن سردارون نے نارنج حربہ سے غفلت مین دو تین سو کو مار کر اپنے لشکر کیطرف
چلے گئے اور یہ غل جو حیرت نے سنا ساحرون کے مرنے سے بیرون کا شور تھا یہ گھبرا کر باہر کو
نکل آئے دیکھا لشکر مسلح و مکمل ہے مگر حریف کوئی نہین اپنے افسرون کو بلا کر حال پوچھا انہون نے لشکریان
مخالف کا سنا اور فوج کو اترنے کا حکم دیا پھر آپ بارگاہ مین گئی اور لاش ظلم اٹھا شکائی اون
ساحرون کو سمت شاہ طلسم روانہ کیا اور لاش کے ساتھ عریضہ مشتمل بر حالات قتل اوسکے لشکر
بھیجا اسطرف سب سردار اپنے عیارون کے خدمت فرخ مین آئے ملکہ نے ہر ایک کو خلعت
دیا اور جشن کیا جلسۂ عشرت آغاز ہوا مگر ساحر لاش اور عریضۂ حیرت لیے پار دریاے خون
سر وان کے آئے شاہ جادوان طلسم باطن مین کنارے ایک دریاے زخار کے شکار
ماہی کھیلتا تھا اور وزیر امیر افسران لشکر خدمت مین حاضر تھے سترہ سو ناز نینان حور
چہرہ و قمر رخسار مہ وش گوش جواہر پوش میخانہ لیے کاروبار کے لیے سامنے سامنے کھڑی
تھین بجرے دریا مین پڑے تھے ناچ ہوتا تھا ماہی گیر دام ڈالے تھے شست پڑی تھی خلاصہ
یہ کہ عجب عشرت کی گھڑی تھی یہ ساحر حال بادشاہ کا دریافت کر کے اسی دریا پر آئے اور
عرضی دی لاش دکھائی بادشاہ کما ہی حقیقت حال پر آگاہی پا کر غریق بحر غم ہوا اور
وہ جشن عشرت مبدل بہ ماتم ہوا کف افسوس ملکر پکارا کہا ہے غضب کیسا اندھیرا ان
عیارون نے برپا کر رکھا ہے اب کسکو بھیجون اور کیا کرون یہ کلمات تاسف سنکر
یا عنبان قدرت نے عرض کیا کہ حضور کچھ رنج نہ فرمائین غلام جانبازی کو حاضر ہے

شاہ جادوان نے کہا اگر اسیطرح دشمنون سے لڑائی کا سامان رہا تو مجھکو خود لڑنے جانا ہوگا
پس تم لوگ رکن سلطنت ہو میرے ساتھ چلکر لڑنا تمکو اسی دن کے لیے رکھا ہی مگر ای باغبان
مین یہ حیران ہون کہ مصنوّر مرشد زادے نے ہمیشہ چلہ کشی مین گذرانی تصویرین کھینچا کیے
کچھ اُلٹے آجتک مطلب برآری نہوئی مین نے تو اسلیے اونکو بُلایا تھا کہ کام دشمنون کا تما
کردین گے مگر جب دو لڑتے ہین ذلت اونہین ہوتی ہی مین آپ اُس جنگ کو اُنہین کے
حوالہ کرتا ہون اور خود فکر قتل طلسم کشا کرتا ہون اگر اب بھی کچھ اونسے نہوسکا تو اونکو رخصت کردونگا
کیونکہ **بیت** امتیاز خوب وزشت اپنے زمانے مین نہین ہ ایک سا ہی آہوے رست وسگ یوانہ
اج **باغبان** یہ تقریر بادشاہ کی سُنکر خاموش ہو رہا اور شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ہی
خاتون من تم مرشد زادے سے میری جانب سے کہنا کہ آپ کا چلہ کب پورا ہوگا اور مقابلہ کس زمانے
مین کیجیے گا فی الجملہ جب تک مین تیاری قتل اسد کردن حضور حریف سے جنگ کرکے استیصال
دشمنان کردین گا یہ جنگ آپ ہی کے سپرد ہے مین اور بھی سامان ہمراہ رکاب جناب ہونے کو
بھیجون گا یہ نامہ تیلا سحر کا لیکر **حیرت** پاس آیا اُسنے جب بارگاہ مین **مصوّر** آیا اُسکو دیکھا یا
نامہ پڑھکر کے لاف وگزاف کرنے لگا کہ شاہ مجھکو طعنہ آمیز نامہ لکھتے ہین واقعی مجھ سے چلہ کشی
مین دیر ہوئی کہ مین لڑائیان لکھتا اونکا جاتا ہی لیکن ایک سحر مین نے تیار کیا ہی کہ سب عیارون
کو پُھلون کیطرح درختون مین لٹکا دونگا یہ تو بیٹھا فخر کرتا تھا اور عیارون کا حال یہ تھا کہ **اظلم** کو
مار کے جو بارگاہ مین اپنی گئے بعد خبر وغیرہ کہنے کے باہم شورہ کیا کہ بارگاہ **حیرت** مین چلکر دیکھین
اب کیا سامان ہی اور کون ہمسے لڑنے آتا ہے نوخکہ روانہ ہوئے اونہین سے **برق** خدمتگار
کیصورت بنکر بارگاہ مین آیا اور سر پر **مصوّر** کے رومال جھلنے لگا اس اثنا مین نامہ آیا جب اُسنے
نامہ پڑھ لیا اسنے بھی پشت پر تو کھڑا ہی تھا سب مضمون دریافت کرلیا اور جیسے **مصوّر** نے لاف زنی
کی اُسنے کہا ابے کیا جھک مارتا ہے جو خدا تعالے چاہیگا وہ ہوگا تو عیارون کو درخت مین
کب لٹکا سکے گا یہ کلام **مصوّر** نے جو سُنا چاہا کہ پھر کر دیکھے لیکن **صرصر** حاضر دربار تھی اور مارے کھانے کے
ہی اسوجہ سے خوف زدہ تھی اُسنے **حیرت** سے کہا کہ یہ **برق** عیار ہے جلد گرفتار کیجیے
برق اُسکا اشارہ دیکھکر جست کرکے یہ کہتا ہوا سرا پچہ پھاند گیا کہ دیوانی ہوئی ہے

ہم کب ہاتھ آتے ہین یہ کہکر بھاگتا ہوا اپنے لشکر مین آیا اور مہرخ سے نامہ آنے کا حال
اور تقریر مصور سب بیان کی بہار نے کہا اے برق اتنے ساحرون کو تنے مارا اس بڈھے
کو مین سزا دونگی ہرچند کہ یہ قتل کو نہوگا لیکن دیوانہ تو بنایا تو قمام اپنا بہار نرکھا مہرخ نے
کہا نہین مین تم ملکر اُسکو سزا دون ایک دن تم دیوانہ بناؤ ایک دن مین سڑی کرون بہار نے
کہا اچھا مین سحر تیار کرنے جاتی ہون کیونکہ وہ مواتبیرہ سامری ہے مقابلہ اُسکا سخت ہوا ابھی سے
فکر کرلیون یہ کہکر دربار سے اُٹھ گئی اور مہرخ بھی فکر تیاری سحر کرنے لگی لیکن وہان جب برق
جواب سخت دیکر بھاگا مصور نے پوچھا کہ یہ کون بے ادب تھا جو اسطرح کے کلام کر گیا حیرت نے
کہا کہ سوائے عیار دکھی اور کون ہوگا برق عیار تھا جو آپ کو جواب دے گیا کیا کہون یہ بچھا
ہی نہین چھوڑتے ہمزاد کیطرح ہر وقت ساتھ رہتے ہین مصور نے کہا اب مین سب کو فارق کیے
دیتا ہون آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے مین بھی سحر تیار کرنے جاتا ہون یہ کہکر اوٹھ گیا
اب یہ جبتک سحر تیار کرے اُسوقت تک حال مہمانان طلسم کوکب یعنی عمر و منصور کا ذکر ہوتا ہی
کہ فردا کیسون ایک نئے رنگ کی داستان و عمر کے ہوگا لے کا جسمین بیان ہو زمزمہ پردازان
مقال و ترنم سرایان حال اسطرح نغمہ سنج عشرت بصد مسرت ہین کہ سرشار مئی الفت یعنی ملکہ مخمور
ہمراہ نقلی عمر کے بصد عشرت و سرور ایک باغ مین ساکن ہوا اور عمر اصلی ہمراہ ملکہ پریان
زینت فرمائے انجمن ہو تمام شہزادیان اور ناظمان ملک حاضر ہین دور مہ جام بادہ احمر متواتر ہین
تاج ہر روز رسانے ہوتا ہی تماشا طلسم کا خواجہ کو دکھایا جاتا ہی مجلس آکر روز خواجہ کی گود
مین بیٹھی رہتی ہو اور تسلا تسلا کر باتین کرتی ہی اک دن جب چمنستان دہر سے گل خوش رنگ
سر چشمہ مردہ ہوا اور چاندنی کا پھول گلشن فلک پر کھلا عالم خاک کو خلعت نور عنایت ہوا کہ ابیات

چڑھا اس جوش پر دریا حباب ڈلکنے یون لگے سب بیچ پکے	کہ کوسون تک پھرا سیلاب سیماب کہ ہوئین جسطرح چاندی کے تھکے

پریان نے خواجہ کو چبوترہ پر جو بیچ باغ مین تعمیر ہے جواہر نگار و بے نظیر ہے لاکر فرش مکلف پر
بٹھایا گرد اس چبوترہ کے کرسیون پر شہزادیان محفل آراستہ ہوئین سامنے پریون کا مجمع تھا عجب
طرحکا باغ رشک بہشت گلبدنون نے بناؤ سے رنگا تھا کہ جسپر خاطر بیخود بھی فریفتہ اور شیدا تھا لفظ

وہ جلسہ گلرخون کا اور وہ باغ	دل رضوان مین جسکے عشق کا داغ
جواہر کار نورانی تھا وہ فرش	چمک جسکی زمین سے لیکے تا عرش
ضیا افروز محفل روشنی تھی	جو چشم مہ کو دیتی خیرگی تھی
عجب وہ انجمن اک نور کی تھی	ہر ایک گلرو کی صورت حور کی تھی
کوئی تھا زر و اداین تھا بگانہ	کوئی تھی آفتِ جانِ زمانہ
کسی نے لب پہ تھی لالی جمائی	داگلشن مین آتش تھی لگائی
کسی نے اوڑھکر دھانی دوپٹا	ملایا خاک مین سبزے کا دل تھا

غرضکہ اسی جلسۂ عیش وطرب مین چند ساحر فرستادۂ شاہ کوکب آئے خواجہ کو تسلیم کی اور چالیس کشتیان پیشکش کین عرض کیا کہ شہنشاہ کوکب نے بیچی ہین وہ کشتیان جواہر اور سیوے سے بھری تھین خواجہ نے وہ جواہر زنبیل مین رکھا اور بیوہ کچھ آپ کھایا اور کچھ مجلس کو کھلایا پھر کہا یہ تحفہ ہمارے دوست کا یادگار رہیگا یہ کہکر بیوہ بھی زنبیل مین رکھا اوسوقت عجیب سمان بندھا تھا جام شراب اور رقص تبان نے ہر ایک کو محو حیرت کیا تھا اسوقت مجلس کہ خواجہ سے کمال گستاخ ہر گود مین بیٹھے گردن مین ہاتھ ڈالکر کویا ہوئی کہ میرے پیارے پیارے اچھے اچھے خواجہ مین تمھارے صدقے مین ہو کر مرجاؤن مین نے تمھارے گانے کی بہت تعریف سنی ہے اور بانسری بجانے مین تم اپنے وقت کے کنھیا ہو ہمین بھی اپنا گانا سناؤ یہ کہکر تالا تالا کر ہیٹ کرنے لگی کہ یا اللہ کیا ہوگا ہو آپ گائینگے گا کچھ منھ کے موتی ٹوٹ جائینگے یکبارگی ہوا اور ٹھنکتی ہے تھے ہاتھون سے بلائین لیتی ہے برآن نے یہ حال دیکھکر گھبرا کر کہا کون تو خواجہ سلامت کو دغا کرتی ہے تیری کچھ شامت تو نہین آئی ہے اپنے برابر والا بھی موتی مانگ برابر کی چھوکری اور اوسکو بجائے گانے کی فرمایش کرے مجلس گھر کنے سے بسور کر رونے لگی خواجہ نے کہا اے ملا آپ بچون کو گھر کا تیکھیے مجھکو لڑکون کا رونا بہت شاق گذرتا ہے برآن نے یہ ترحم برحال مجلس دیکھکر موقع جسارت فرمائش سرود پایا عرض کیا کہ یہ چھوکری تو یون باز نہ آئیگی جبتک آپ کچھ نہ فرمائین گے یہ روئے جائیگی اسکی خاطر سے اور نیز مجھ کنیز کے عرض کرنے سے کہ یہ حقیرہ بھی کمال ہی مشتاق ہو آپ کچھ شغل فرمائین و سرخرو یہ آسمان پر پہونچائین کہ قدر

نسیم فضل و کرم مین و کرم مین تیرے وہ ہی بو باس ٭ نہ پہونچے گرد کو جسکے کبھی شمیم مسیح و عمر نے یہ
منت کرنا دیکھکر کہا کہ اے ملکہ مین برگزیدہ خاطر از بوت افراسیاب ہون فکر سے بیتاب ہون اس حال
مین مجھ سے گایا نجائیگا انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہوشربا مین آپ کی دعوت کرونگا اور اپنا گانا بھی سناؤنگا
ملکہ نے کہا کہ آپ کو اختیار ہی لیکن یہ لڑکی رونا موقوف نہ کریگی رو کر جل تھل بھرے گی امید کہ اُسکی
خاطر سے آج بھی کچھ گائیے اور مجھکو ممنون منت فرمائیے کہ بیت زتو اے کریم خلقی بعطیہ شاد باخدا
دل ہیچ من گدائے زچہ نامراد باشد یہ کہکر مجلس کو اشارہ کیا کہ وہ عمر کے گلے سے لپٹی
اور بلائین لینے لگی اُسکو کچھ بن نہ آیا آخر سازندون کو ساز ملانے کا حکم دیا اور زنبیل سے
وہ بانسری جواہر جڑی جو پرہ قاف مین ملکہ حور چہرہ اختر جبین نے دی تھی نکالی اُسوقت
پری آن نے کہا خواجہ آپ کے گانے کا یہان لطف نہ ملے گا چلیے ہم آپ کو نیرنگ طلسمات دکھائین
اور گانا سنتے جائین یہ کہکر اوشی اور بارہ دری مین باغ کی آئی بارہ دری مین تین درجے بنے تھے
اون سب شہزادیان اور نامان طلسم کو آبٹھایا اور آپ خواجہ کو لیکر شہ نشین پر بیٹھی سامنے اُسکے
دو درجے اور بنے تھے اُنکے دروازے بند تھے ملکہ نے اون مین سے ایک دروازہ کھولا دروازہ
کھلتے ہی نسیم روح پرور کا جھونکا آیا کہ دماغ جان معطر ہوگیا عمر نے دیکھا کہ اس درجے مین ایسا گلشن
حیرت دہ دلکش گلزار شداد بنا ہی کہ جسکے عشق مین رنگ رخسار شاہد بہار پریدہ ہی گل گلزار بہشت ہان کے
کلون پر گریبان چاک کرین مہدی کی بتری دیکھکر سبزہ زنگان دہر حسرت سے برنگ بسمل خون مین
گرین نہرین دہان کی زنی لطافت اور صفا گہر کو بصورت اشک چشم غم رسیدہ بنائین سرو اس جگہ کے
شمشاد قامتان روزگار کو غلام بھی نہ بنائین لبان تمری طوق محبت مین اسیر کرکے دنیا سے آزاد
فرمائین نگاہ چشم نرگس شہلا سے وہ رنگ مستی ٹپکتا تھا گویا جام بادہ چھلکتا تھا دامن نگاہ سے
گلستان دہر کے جو گل اُس گلشن کے روبرو گئے تھے تو گلون کے پیرہن پھٹ گئے تھے سبحان اللہ
عکس فروغ لالۂ حمرا نے کاسہ ماہ کو پر از نور کیا تھا کواکب کو نور سے معمور کیا تھا کہ نظم

دربرگہا شقائق نعمان کشیدہ سر	باد بہار پرتو خود در چمن گذند
افروخت شعلہ لالہ احمر چو در چمن	از باغ در گذشت خزان مثل در دمند
گسترد فرش سبزہ زمرد بہر طرف	وضع شگوفہ زار چمن گشت دلپسند

زرد شت وحش عنادل بستان بزمزمہ | مشغول درسائل پاژند و ورش ژند

عمر اس باغ کو دیکھکر متحیر تھا کہ ملکہ نے اسی درجہ کا دوسرا دروازہ کھولا خواجہ نے دیکھا کہ اس دروازے سے کوہستان طلسم نظر آتے ہین زمرد کوہ یاقوت کوہ فیروزہ کوہ وغیرہ سب دکھائی دیتے ہین اُنپر جواہر کے مکان اور بنگلہ بنے ہین سبزہ لگا ہے طائران خوش الحان زمزمہ پیرائی کرتے ہین مور چنگھاڑتے ہین چیتے اور کویل کوکین مارتے ہین کہ بمقتضاے مؤلف

کوہ بلور کا تھا ایسا نور | جل بجھا جسکے غم مین کوہ طور
کوہ یاقوت دشت سبز مین تھا | چغ اخضر پہ مہر تھا نکلا
طائرون کی صدا تھی خوش آہنگ | نخل طوبی سے رکھتے تھے پیوند
سبزۂ دشت تھا وہ خوش آئین | سنبلہ بھی ہو جسکا خوشہ چین

بعد دیکھنے کوہستان کے اُسی درجہ کا تیسرا دروازہ ملکہ نے کھولا یہان سے سارا قلعہ جنت رنگ نظر آیا کہ بازارین کھلین ہین رعایا دلشاد ہر سمت پھرتی ہے غرضکہ اسیطرح ہر دروازہ ملکہ نے دونون درجون کا وا کیا اور ہر ایک مین نیا تماشا نظر آیا کسی مین صحراے پُر بہار دیکھا کسی مین دریاے زخار پایا عمر نے دل مین تعجب کیا کہ واقعی اس محل مین تمام طلسم موجود ہے کیا قدرت رب ودود ہے حاصل یہ کہ ملکہ مسند پر گتی رکھکر بیٹھی اور خواجہ نے گفتگو سے نئے لگائی سب خواجہ کا مُنھ دیکھ رہے ہین کہ دیکھین کیا کرتے ہین لیکن اسنے نئے نوازی کرنا آغاز کی اور یہ غزل آتش کی اسطرح گائی کہ ساری بزم محو ہوگئی غزل

بادشاہ وقت ہر اپنا دل دیوانہ آج | داغ سودا ہمکو دیتا ہے جنون نذرانہ آج
تیرے کوچہ کا ہوا اے خانہ خراب افسانہ آج | شیخ کعبہ چھوڑتا ہے برہمن بتخانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل | عقل کل کیے اوسے جو کوئی ہو دیوانہ آج
آمد آمد اُس سراپا نور کی ہے بزم مین | شمع اُڑ جائیگی جو ہاتھ آئے پروانہ آج
ہمنشین کہتے ہین ذکر عیش فردا عیش ہے | مین کہون کو سن جمال یار کا افسانہ آج
سلوے سلاتی ہین پریان خانہ زنجیر مین | وقت کا اپنے سلیمان ہے ترا دیوانہ آج
مجھ سے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہے شراب | دیکھتا ہون مین بھی طرف شیشہ و پیمانہ آج

میسرے مرشکی دعا مانگے وہ بُت پڑھکر نماز
کسطرف جاکر کروں مین سجدہ شکرانہ آج

وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف برطرف
بھین تمھین پیمانہ دون تم مجھکو دو پیمانہ آج

دیکھون کو کیونکر بری ہوتی نہین شیشہ مین مے
بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہے آتش نذر
شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

اس گانے سے اہل انجمن کیا شجر و حجر و طائر وغیرہ سب سناٹے مین آگئے نہرون سے مچھلیان کنارے
آکر بسان ماہی بے آب لوٹنے لگے لہرین جھوم کر چلتی تھین جانوران گلشن خوش الحانی ہوکر
ادہر کان لگائے تھے اور بعض آشیانہ سے گر کر تڑپتے تھے بُلبل کی زبان بند تھی دام تسلسل راگ
مین پابند تھی گل صد برگ کا رنگ زرد ہوا تھا چشم نرگس حیران تھی زلف سنبل پریشان تھی داؤدی
الحان داؤدی سُنکر سفید ہوتی تھی گویا نمونے سے پشیمان تھی لالہ کا دل داغدار تھا موتیا
کو ہر نثار کرنے پر کیا خواجہ کا منھ موتیون سے بھرنے پر تیار تھا بیلا اپنا البیلاپن بھولا تھا
راگ سُنکر ایسا مسرور ہوا کہ پھولا تھا سما نہ سکتا تھا ہر چند برنگ صد برگ موزون بنا تھا نظم

اٹھی دل سے پہاڑ کے ہوک
صحرا صحرا مین پڑ گئی کوک

جنگل مین مچگیا جو دنگل
دان گونج اٹھا تمام جنگل

اُچھلا سیمرغ بھی ہوا پر
بالیدگی آگئی ہما پر

رگڑی بہتون نے ایڑیان دان
ٹوٹین لاکھون ہی بیڑیان وان

دریا کے منھ پہ آگیا کف
ہانپی مرغابیون نے اک صف

لی باد بہار نے پھریری
سانس ایک بھری صبا نے گہری

جب تم نہ سکی ہنسی وہ مطلق
سینہ ہوے ہرانار کے شق

نیلا سوسن کا ہوگیا رنگ
متبدیل چمن کا ہوگیا رنگ

انوار بلور مین ہوا نل
لپٹی ہر شاخ گل سے سُنبل

گل شبو نے بھرا دم سرد
صد برگ کا چہرہ ہوگیا زرد

جو سرو پر بیٹھی فاختہ تھی
سو وہ بھی حواس باختہ تھی

رقصان طاؤس خوشنما تھا
ایسا ہی قہقہہ ہما تھا

	جاری ہوئی اک نشاط کی نہر		لہرا اُٹھی سرور کی نہر	

بعد کچھ عرصے کے خواجہ نے بانسری زنبیل مین رکھلی اور چپ ہو رہا بران و مجلس وغیرہ
تا دیر اشک زیران عالم محویت مین رہین جب ہوس مین آئین مجلس اُٹھکر لپٹ گئی اور
کہا کہ خواجہ الوداع خدا ملے پھر نہ چھوڑے یہ کہکر گئی پھر گا یہ کہکر منت کرنے لگی عمر سمجھا کہ یہی
اپنے حال بیان کرنے کا ہے یہ سمجھکر تھوڑی دیر پھر گایا اور نے کو ہاتھ سے رکھکر گویا ہوا کہ خاک گاؤن
میرا فرزند شہزادہ اسعد تو قید ہو خدا جانے میرے ہمراہیون پر افراسیاب نے کیا آفت
کی ہوگی یہ کہکر اشک آنکھونمین بھر لایا بران نے تسکین دی کہ انشاء اللہ آپ کو مع فوج
قاہرہ والد میرے اس موذی کی سرکوبی کو بھیجینگے اور مین بھی آپ کے ساتھ چلونگی
عمر نے کہا اے ملکہ آپ کے تفقدات سے مجھے ایسی ہی امید ہو لیکن میرا دل اور اسوجہ سے
زیادہ گھبراتا ہے مخمور جو ہر وقت مجھکو تسلی دیتی تھی وہ بھی یہان آکر چھوٹ
گئی ملکہ نے کہا مین ابھی آپ کو اُس سے ملائے دیتی ہون اور اوسکو بلائے لیتی ہون
یہ کہکر حکم دیا کہ مخمور کو حاضر کرو ساحرہ دوڑے اور اسی باغ مین جہان عمر کے ہمشیرہ یار
مخمور کے پہونچکر عرض کیا کہ چلیے آپ کو ملکہ بران نے بلایا ہے مخمور یہ پیام سُنکر
سمجھی کہ مجھ کو ساحرہ یعنے اپنا ہم پیشہ اور مغز جانکر پہلے طلب کیا ہے جب تو
جاکر سفارش خواجہ کی کرینگی تو اُنکی بھی طلب ہوگی یہ سوچکر نقلی عمر سے کہا کہ خواجہ یکبیے
ہمسے اور تمسے آپ کب ملاقات ہوتی ہے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ تم چلو مین بھی آتا ہونگا
یہ تخت پچر پر سوار ہوئی کہ یکایک ایک آواز آئی کہ پشت باغ کیطرف کا دروازہ وا کرکے
اے مخمور دیکھو تخت پر نہ سوار ہوانے یہ آواز سُنکر استعجاب کیا اور تخت سے اوتر کر
در پشت باغ وا کیا اندر گئی دیکھا یہان بھی دربار لگا ہی پریزادون کا مجمع ہر شہ نشین پر
بارہ دری کے ہمراہ بران عمر بیٹھا ہے حیران ہوئی کہ ایک عمر کے پاس سے مین آئی
ہون اور دوسرا یہان موجود ہی پھر سمجھی کہ بادشاہ طلسم یہان کا ہمکو عجائبات دکھاتا ہی دو
عمر نہ تھا یہ عمر اصلی ہے اور مجھ سے پہلے بلا لیا گیا ہی خیر شکر ہے کہ محنت تو ٹھکانے لگی یہ سمجھکر
آگے بڑھی اور سامنے ملکہ کے آکر سلام کیا عمر اُٹھ کھڑا ہوا اُسکی خاطر سے ملکہ اور سب اُٹھکر

بغلگیر ہوئے پھر جان عزیز جانکر برابر اپنے بٹھایا محمود نے کہا خواجہ ابھی ہم تم ایک جگہ
تھے اور یہان تم اسطرح بغلگیر ہوئے جیسے بہت دنون سے جدا تھے عمر نے یہ بات سنکر تعجب کیا
اور کہا جب سے تم چبوترے پر سے الگ ہوئین مجھ سے آج ملاقات ہوئی ہی یہ کہکر اپنے آنے کا
سب حال بیان کیا محمود نے کیفیت اپنی ظاہر کی جب دونون طرف سے تعجب ہوئے بران نے
کہا خواجہ میرے باپ کو آپ کا استقبال بھیجکر مع ناظمان طلسم بھیجکر کرانا منظور تھا اسلیے انکو الگ
کرلیا تھا کیونکہ یہ ایک ناظمہ طلسم ہوخس رہا تھین اس جلال وعزت سے پیشوائی انکی مناسب
سمجھی گئی یہ تقریر سنکر عمر خاموش ہو رہا مگر مجلس نے کہا کہ ملکہ محمود کی صورت دیکھکر مجھکو
یاد آیا کہ مین نے تبلا جنمین اپنی لونڈی کے پکڑنے کو بھیجا تھا وہ ہنوز تبتک نہ آیا ہین معلوم کیا
ماجرا گذرا یہ کہکر اپنی ماں عمران جادو سے کہا کہ باجی اماں ایک تبلا آپ بناکر خیر کو بھیجے
دیکھیے وہ کیا خبر لاتا ہی اسکی مادر نے بموجب اسکے کہنے کے تبلا آرد ماش بنایا اور بیر سحر کا
اسمین بھاکر روانہ کیا بعد اسکے جانے کے عمر نے محمود سے کہا کہ ہمکو یہان کا ایک ساحر
پکڑ لیگیا تھا یہ کہکر حال چور وغیرہ کا بیان کیا چور کا نام سنکر برآن نے کہا خواجہ آپ نے
جواب یاد دلایا وہ چور جو آپ کے ساتھ آیا تھا دار العمارۂ شاہی مین میرے ملازمون نے
فروکش کیا ہے اسکے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہی عمر نے کہا اسکو ملک چرخ رئیس جن
عنایت کرکے رخصت فرمائیے ملکہ نے کہا چرخ کو بلالیے تاکہ دیوان اوسکا سمجھا جائے عمر نے
اسکو زنبیل سے نکالا سبکو بڑا تعجب ہوا کہ عمر کمر سے زندہ آدمی نکالتے ہین غرض سب نے دیکھا
کہ چرخ کی زبان مین سوزن دیا ہی لنگوٹی بندھی ہی سارا جسم ننگا ہی اور بیہوش پڑا ہی برآن نے
فرمایا کہ سوزن نکال لیجیے اور اسکو ہوشیار کیجیے عمر نے کہا سوزن نکالنے سے یہ ساحر ہے
ضرر پہونچائے یا بھاگ جائے تو مین ہرگز نہ جانتا ملکہ نے کہا کیا مجال جو میرے سامنے سے کہین
جا سکے خواجہ نے اسکو ہوشیار کیا اور سوزن نکال لیا اسکی جب آنکھ کھلی عمر کو دیکھکر چاہا کہ بھاگ
جاوے برآن نے ایک پھول گلاب کا گلدستون مین سے جو ہر زینت زر رکھے تھے اٹھاکر
مارا اور حکم کیا جانے نپائے اس پھول کی پنکھڑیان تیر کر چار طرف سے بسان تیر آتشین ادھیر
چلین وہ بھی کسلخ زیر دست ہے اسنے سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ پنکھڑیان مرجھاکر گر پڑین پھر تو وہ غصہ

ملکہ کو آیا ایک پاؤن سے کھڑی ہوگئی منہ مثل گل گلاب سرخ ہوگیا لب نازک برنگ برگ بید
تھرانے لگے آنکھین لال ہوگئین شاہد مردم یاقوت پوش ہوے اور دونون ہاتھ سر سے بلند
کیے جیسے کوئی انگڑائی لے اس وقت اوس سفاک عالم کے حسن کی یہ کیفیت تھی کہ
بیت ہاتھ ہے ہالہ مہ روے منور کے گرد ہے دہنگ دنیا سے جدا ہے تری انگڑائی کا
ہاتھ بلند ہوتے ہی چار سو چلہ تیر و کمان سے ہوا سے اترا چرخ بزور سر اٹھکر بلند ہوا تھا کہ تیر چار ہو
ایک ہی مرتبہ بتلون نے مارے جسم سارا اسکا غربال ہوگیا وہ خطا گرفتہ گوشہ گیر دامن اجل ہوا
بیر اسکے چلانے لگے ملکہ نے لاش اسکی کھنچوا کر پھکوا دی اور چند کشتیان خلعت کی درست
کراکے مع تاج مرصع اور فرمان حکومت کے چور کے پاس بھیجین ملازمان ملکہ جب چور کے پاس
لاے وہ منتظر تھا کہ دیکھیے خواجہ سے کب ملاقات ہو اسوقت خلعت دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا ہے
ملازمون نے عرض کیا کہ خواجہ صاحب نے یہ خلعت و فرمان حکومت قلعہ چرخ آپکو بھیجا ہے
ہوشیار یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کچھ ساختہ نامور ملکہ کے حکم سے اسکو تاج حکومت پہنا کر تخت پر
بٹھا کر روانہ ہوے یہانتک کہ قلعہ مذکور مین لیجاکر تخت فرمان روائی پر بٹھایا سرداران فوج کو فرمان
ملکہ سنایا افسران نے لشکر نے جب ساحران معزز کو ہمراہ دیکھا سمجھے کہ اگر ہم سرکشی کرینگے انسے لڑ
سکینگے اور دوسرے بادشاہ طلسم سے لڑائی بیٹھ جاوینگی پس پہنچکر حاکم بادشاہ طلسم کی اطاعت
مین سرگرم ہوے منادی نے ندا کی جو بادشاہ حال کا مطیع نہوگا قتل کیا جائیگا سب اکابرین
قلعہ بسطور حاضر ہوے بندگی گذرنے لگین چنانچہ یہ چور یہان کی حکومت پاکر عیش کرتا ہے
مگر بران خواجہ اور مخمور کو اندر بارہ دری کے لیکر بیٹھی اور خاطر داری کرنے لگی مخمور سے یہ
پوچھا کہ کیون تم نے افراسیاب کو کیون چھوڑا اور خواجہ کی رفاقت کسلیے اختیار کی مخمور نے عرض
کیا کہ میرا یہ رتبہ کہان جو خواجہ کی رفاقت کرون بران نے کہا خواجہ ایسی خوبیون کے آدمی
ہین کہ ہر ایک اللے محبت کرتا ہے اچھا مخمور اب یہ بتاؤ کہ ہمارا باپ زبردست ہوا یا افراسیاب
مخمور نے کہا داری مین کیونکر افراسیاب کو کم زور کہون کیونکہ دشمن کیسا ہی ذلیل و خوار کیون
نہو لیکن اپنے سے زبردست اور اپنے طرفدارون سے زور اور اسکو جاننا چاہیے کہ
بیت جو نہ سمجھا اپنے دشمن کو قوی ہے کام مین اسکے بڑی گی ابتری ہے بران کو یہ جواب

اوسکا بہت پسند آیا اور ہنسکر کہا واہ واہ خوب تھنے باتون باتون مین افراسیاب کو زبردست
بتلایا محمور نے جواب دیا کہ حضور مین نے اسکی زبردستی دیکھی ہے پھر جو دیکھا ہو وہ کیون نہ کہون
آپکے یہان آئی ہون اگر جانتی ہوتی پہلے سے تو بزرگی اور حقارت مین بہ نسبت آپکے اور اس
افراسیاب کے تمیز کر سکتی اسکے پاس حجرۂ ہفت بلا ہے لوحدار طلسم ہے اسکے یہان بتلایئے
گیا کیا چیز عمدہ ہے بران نے کہا ہمارے طلسم مین گنبد سامری ہے جو ساحران عالم کی پرستش گاہ
ہے میرے پاس اختر مراد دید سامری ہے کہ جو ہزارون بحر دم بھر مین پیدا کرتا ہے محمور نے کہا
تو آپ کا اور افراسیاب کا برابر کا مقابلہ ہے خدا ایسا کرے کہ وہ مواغارت ہو اور آپ آسیر
فتح پائین اور اے ملکہ دوران آپ نے جو خواجہ کو بٹھا رکھا ہے یہ عیش اسکے لیئے بدتر از رنج ہے
کیونکہ مہرخ وہان اکیلی ہے اگر وہ کام آئی تو آپ کے لیئے اور خواجہ کے لیے بڑی بدنامی ہے کیونکہ
سب کہینگے عمر نہ سکا بھاگ گیا اور کوکب نے در پردہ دوستی شاہ جادوان کرکے عمر کو بٹھا
رکھا بران نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر مین مزاج مین اپنے باپ کے دخل نہین رکھتی
خواجہ کا جانا بغیر انکی ملاقات نہوگا اور ملاقات ہونے کا تقاضا نہین کر سکتی محمور نے کہا پھر
جب تک کمک کچھ بھیجدیجئے ملکہ نے کہا ہن یہ ہو سکتا ہے اور چاہا کہ ایک ناظم ملک کو بھر روانگی
حکم دے اسوقت عمر نے کہا اے ملکہ آپ پہلے دو ساحر خبر لینے کو بھیجدیجئے کہ میرے لشکر کا حال دیکھیے
آئین اگر کچھ امر نوعدیگر خدا نخواستہ ہو تو مجھکو روانہ کر دیجیگا ابھی بغیر اجازت اپنے باپ کے مدد
نہ بھیجیے ملکہ نے کہا بہتر ہے اور دو ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ لشکر مہرخ کی خبر لاؤ ساحر روانہ ہوے
اب یہ ساحر تو لشکر کی خبر کو جاتے ہین لیکن حال لشکر کا سنیے کہ بہار و مہرخ دونون امادۂ
جنگ مصور اور سحر کی تیاری مین مصروف ہین ادھر مصور بھی بارگاہ سے ادھکر سحر درست
کرنے آیا تھا اسی رات کو کہ جس شب بران کے یہان عمر نے نوازی کی ہے حیرت
نے چاہا کہ طبل جنگ بجواؤن بس مصور سے کہلا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوانے کو فرما کر گئے
تھے مین حکم نواخت کوس حرب دیتی ہون کر آپ سے اجازت چاہتی ہون یہ پیغام سنکر
مصور خود حیرت پاس آیا اور کہا اے ملکہ ابھی آپ نامل کرین مجھکو شاہ جادوان نے نامہ
مین طنز کی عبارت لکھی تھی اسوجہ سے چاہتا ہون کہ یکہ و تنہا بارگاہ حریف مین جا کر

سبکو پہلے تو سمجھاون اگر نہ مانین تو گرفتار کرلاون حیرت ذرا حقیقت ایسے ہی ہین نبیرہ سامری
کے آگے چند ساحرون کا پکڑلینا کیا بات ہے لیکن تنہا اکی بلا جاے ملازم موجود ہون
تو کیون آپ اکیلے جائین اسنے جواب دیا کہ اے ملکہ نام میرا اسی بات مین ہے اب بھی تم
یہ کہکر پکار کر کہا جو عیار کہ بہان بشکل مبدل لشکر حریف کی ہون وہ جاکر خبر کردین کہ خداوند زادی
اکیلے تمھارے قتل کو آتی ہین یہ کہکر چلا حیرت بھی چپ ہو رہی کہ آج اسکا کمال دیکھون اور
عیار جو یہان حاضر تھے وہ بھی چلے اور اس سے جاکر فرحرح سے حال اسکے آنے کا بیان
کیا اسنے بہار سے کہلا بھیجا کہ جسکے لیے تم سحر تیار کر رہی ہو وہ اکیلا آتا ہے بہار اپنی خیمہ مین
اگیار کرکے سحر پڑھتی تھی اور ایک پتلی ماش کے آٹے کی بناکر زعفرانی لباس پہنا کر چنگیر پھولونکے
گہنے کا اسکے ہاتھ مین دیا تھا اور گہنا پھولون کا اوسے بھی پہنایا تھا پھر اسکو بھیٹ دیکر وعدہ
وقت پر بلانے کا لیکر آگ مین جلایا تھا کہ خبر آمد مصور سنی فوراً اندر بارگاہ کے آئی اور
دنگل پر بیٹھی تھی کہ ہرکارون نے بعد دعا وثنا کے عرض کیا کہ مصور لباس رزم پہنے چھری
ہاتھ مین لیے قریب بارگاہ پہونچگیا ہے یہ خبر سنتے ہی بہار نے پرتھکر دستک دی وہان
مصور چلا آتا تھا کہ یکایک آواز جھانجھ کی سنائی دی اس نے سر اپنا اٹھا کر دیکھا تو
ایک نازنین سمن اندام کو تخت سحر پر سوار پایا کہ روشنی گلاسون کی گرد تخت کے ہے اور
وہ شعلہ حسن بیچ مین صدر ناز پر بیٹھی ہے حقیقت مین مسند نشین انجمن دلبری و رونق
ماہ مشتری ہے یہ دیکھکر مصور ٹھٹکا اور وہ تخت پر آیا اسنے دیکھا کہ یہ غارت گر تاب و توان
لباس زعفرانی پہنے ہے جسکے عشق مین چہرہ عاشقان زرد ہی دل مین ہمیشہ درد ہے
موتیے کا عطر سارے جسم مین لگا ہے فتنہ برپا کرنے والا ہے نسیم بہار کا دماغ بسانے والا
ہے چنگیر پھولون تو وے پوش بنا دست نازک مین لیے ہے خنجر خاطر عاشقان شگفتہ
کیے ہے شمال و شمائل مین وہ ماہ جھانجھ دہ آسمان زیبائی و ہمسری خورشید سراپا چشم بدور نور ہے
آفتاب اسکی جبین نورانی دیکھکر چکرا تا ہے نہین اسکے جبین پر صدقے ہوا جاہتا ہے مانگ اسکی
موتیون سے بھری ہے یا تارون سے رات بھری ہے کانون مین گہرہاے آبدار اویزان
اسپر زلف سیہ کا آجانا گویا ناگنی اندھون پر بیٹھی تھی نہین نہین یہ بیہودہ تشبیہ کیا گہرناس

گان صباحت کی حلقہ بگوشی اختیار کی ہے چشم حمارین کے ڈورے رگ گل سے سوا نازک تھے دام محبت مین اسیر کر لیتے تھے خال سیاہ قرین چشم باکوئی مست میخانہ مین پاے خم سے لپٹ رہا تھا ناک خود بینی کی ناک تھی خاطر عشاق اوسی کو پیار کر کے غمناک تھی گال ایسے گداز تھے کہ نہال حسن مین پھل آے تھے ہونٹھ ایسے چوسنے کے قابل تھے کہ عاشق انھین دیکھکر ہونٹھ چبائین کام و زبان لذت انھین پر مائل تھے دھوان دھار دھرمی مسی کی جمی مسکراہٹ سے شرم عوض سرخی کے رچی دہن تنگ آرزوے جان و رگ خاطر تھا کیطرح گم تھا زبان منھ مین تھی یا نزاکت سمٹ کر سمائی تھی اسیکا مسکن بنا تھا کہ نظم

وہ ظالم کی سی آلودہ دندان
بھلک مین موتیون سے تھی درخشان

بڑے ہونٹون مین تھے ایسے دمکتے
کہ ہون جون رات کو جگنو چمکتے

یقین ہوا اسکو جو دیکھے وہ یستان
کہ بیشک یہ ارم کے ہے گلستان

سجے دو برج سونے کے یہان ہین
اسوتی کے کلس اوپر عیان ہین

زلبس تھا صاف سینہ پیٹ بھی صاف
بدن آئینہ سان براق شفاف

شکم پر رونگٹون کا ذکر کیا تھا
فقط وہ عکس خوبی کا پڑا تھا

ستارہ سی دمکتی تھی پڑی ناف
بھلا کوئی کرے کیا اوسکا اوصاف

وہی تو حسن کے چشمہ کی تھی سوت
دھنی وہ ناف تھی اک جاگتی جوت

یہی کہتی تھی اوسکو دختر رز
کہ یہ تو بھینٹ ہے ہمسر

گردن کچھ اور اعضا کا مین کیا ذکر
کہ ناحق کی بھلا اتنی کمان فکر

زہے مضمون کی عالی دماغی
چڑھا دین بلبلین اسکو چراغی

میرس از بند شلوار ازد گر ہیچ
حکایتہاست اینجا بیشمار در ہیچ

لگا وہ ناخن پا سے وہ تا فرق
سراسر حسن کے دریا مین تھی غرق

غرض وہ شوخ اسکی پاکی آہٹ
لگی دکھلانے اپنی چلبلاہٹ

لیتے تخت سے اتر کر خرامان خرامان مصور پاس آئی یہ اسکو دیکھکر محو جمال ہو چکا تھا حیرت زدہ ہو کر رہگیا اس آئینہ رو نے آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کیون اے بیوفا یون بھی

کوئی اسطرح بھی بھولتا ہے کہ بیت آہ ازان شوخ کہ تا سر نشود خاک درش ۔ بر سر عاشق بیدل
نیفتد گذرش ۔ مصور اپنے دلمین حیران ہوا کہ یہکون نازکبدن غنچہ دہن ہی جو محبت ظاہر کرتی ہی لیکن
یونچھ نسکا کہ یہ زیادہ بے مروت کمبخت اور کون کریگی کہ پہچانتے بھی نہین یہ سوچکر اسکی باتون کو دلسا ہی اسنے
جواب دیا کہ اے مایہ راحت و آرام فرد تا نہو دلبر کی جانب سے کشش ۔ عاشق بیچارہ کہ کیا کریگی
اچھا اب یہ شکایت جاد و لمحہ بھر تم یہان ٹھہرو مین ان نمکحرامون یعنی مہرخ وغیرہ کو پکڑ لاؤن
تو انکو اپنے لشکر مین پہنچادون وہ پریزاد یہ کلمہ سنکر ہنسی اور کہا نہین ایسی شتابی ہون جو آپکے انتظار
مین یہان کھڑی رہون جب لڑائی فتح کرکے آئینگے تو مجھے لیجائینگے اے صاحب ذرا ہوش بیکڑو
و ذرا حواس درست کرو کیا مین اپنے پاس مین ہون جو کہتی ہون لو یہ تحفہ حاضر ہے دیکھ لو اور مجھکو
رخصت کرو یہ کہکر وہ چنگیر آگے بڑھایا مصور نے اسکو ناراض ہوتے دیکھکر رخسار نازک پر ہاتھ
پھیرا اور کہا اے جان جہان خفا نہو یہ بتلا دو کہ تم کون ہو اور یہ تحفہ کس نے بھیجا ہی اسنے اس
کلمہ پر ٹھنڈی سانس بھری اور کہا او بیوفا جب تو پہچانتا نہین تو ہم کیا اپنا نام بتائین اور
تحفہ کا حال چنگیر کھولنے سے ظاہر ہوجائیگا مصور اسکی لگاوٹین کرنے اسنے کہا صاحب
تم میرے پیچھے کیون پڑگئے راستے کا مقدمہ ہے دیکھو مین بدنام ہوجاونگی یہ تحفہ
لے لو اور اپنے کام پر جاؤ پھر کبھی سامری جا ہینگے تو ملاقات ہوجائیگی مصور یہ کلام
سنکر سوچا کہ دیکھو تو چنگیر مین کیا ہے اور وہ کون ایسی رشک چمن ہے جسے بایں تکلف
ایسے پریزاد کے ہاتھ تحفہ بھیجا ہے یہ سمجھکر اسنے چنگیر کا توڑہ پوش اٹھایا دیکھا اس مین
ہار اور گجرے پھولون کے خطر سے بسے ہوئے ہین یہ دیکھکر مستفسر ہوا کہ یہ کسنے بھیجے
ہین اس گلعذار نے کہا ان پھولون کو سونگھو اور آنکھون سے لگاؤ پھر آپ ہی اسکا
حال معلوم ہوجائیگا جس نے بھیجے ہونگے مصور سمجھا کوئی ساحر تجسپر عاشق ہے اسنے
یہ بھیجا ہے اور نازنین سے حال چھپایا ہے ان پھولون مین کچھ سحر کی لاگ رکھی ہوگی
جب تو اسکو سونگھنے کا خود بخود تیرے قلب پر نام و نشان اس پردہ نشین
چشم تصور کا منکشف ہوجائیگا یہ سمجھکر گجرا ہاتھ مین باندھ لیا اور ہار گلے مین
ڈالے پھولون کو سونگھکر آنکھون سے لگانا ہی سحر تھا یہ ہار کا کسیطرح یہ

بہار کا کسیطرح یہ پھول سونگھے بس پھر آپ مین نرہیگا اور اسی واسطے یہ زن ہمرنام نہ بتاتی تھی کہ ایسا نہو تا م بہار سنکر اسکو عدو سمجھے اور پھول نہ سونگھے اب جو پھول اسنے سونگھ اور ہار و گجرے پہنے اس نازنین نے ایک قہقہہ مارا اور کہا تمنے نام اس تحفہ بھیجنے والے کو معلوم کیا اگر نہ معلوم کیا ہو تو پھولونکی پتیان دیکھو اس گل باغ رعنائی نے ورق گل پر شاخ نرگس کا قلم بنا کر تحسین نامہ لکھا ہے مصور بیخود و بیتاب ہو چکا تھا اسکے کہنے سے مجموعہ اوراق گل کو پریشان کر کے درس طفراے سبزہ زار چمن محبت پڑھنے لگا پتیون پر یہ لکھا پایا کہ ملکہ بہار جلوہ نے یہ تحفہ خوش اندام کنیز کے ہاتھ مصور جادو کو بھیجا ہے اور کنیز کو بھی انکی خدمت کے لیے مقرر کیا ہے بس یہ سنتے ہی تالیان بجانے لگا اور پکارا کہ بدیت باغ مین اگتے ہین ان سے گل رعنا تک ؎ جسمجگہ سایہ پڑا تھا تری رعنائی کا ؎ یہ کہکر اس غنچہ دہن پر جو تحفہ لائی تھی دست ہوس بڑھایا کیا اور ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا وہ درحقیقت مین ایسی نازک تھی کہ اسکی ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ گئی یعنی زمین پر گر کر سر الگ ہاتھ الگ پانون الگ سب جوڑ کلی کیطرح بکھر پھول کی پھنکھڑی کے مثال الگ الگ بکھر گئے مصور نے ایک نعرہ مارا کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا ایجان مجھکو یہ نہ معلوم تھا کہ تو ایسی نازک ہے یہ کہکر اسکا سر جھجکتی سے اٹھا کر چاہا لگا دن گردہ سر کیا تھا کاسہ حباب تھا اسکی چھوتی ہی پانی ہو کر بہ گیا اور اسی طرح جس اعضا کو اسنے ہاتھ لگایا پانی ہوا جب وہ صورت رنگین اور نقشہ نگارین سامنے سے بلبل کیطرح مٹگیا بلبل تمنا یہ بھی فغان و شیون کرنے لگا کہتا تھا مین تو وہی لونگا ہاے مین تو وہی لونگا اسیطرح بکتا ہوا وہی لونگا وہی لونگا کہتا ہوا پھرتا تھا اور جب زیادہ تر اس دل ارام کی صحبت یاد کر کے بیقرار ہوتا تو بیتابانہ یہ اشعار زبان پر لاتا کہ بموجب ابیات

کوچے سے یار کے نہ صبا دور پھینک اسے	مدت کے بعد آئی ہے خاک اپنی راہ پر
قسمت کی خوبی دیکھیے اس شاہ حسن کو	دھوکا ہوا فقیر کا مجھ دادخواہ پر
مین کشتی شکستہ دریاے عشق ہون	سنتا ہے ناخدا کبھی حال تباہ پر
یاد آگیا ہے سبزہ خوشگان یار کا	بوسے دیے ہین دیدہ مردم گیاہ پر
کوسے بتان کے پردے پھٹے اسکے شور کے	رحمت خدا کی اپنی اثر دار آہ پر

غرضکہ اسیطرح تا دیر بیتاب و آشفتہ حال پھرا اور اسطرف ملکہ بہار سراپردۂ بارگاہ کے اٹھوا دیکر سب سردار اسکا حال پریشان و نزار دیکھکر ہنسنے لگے اسطرف چند لشکری جمع ہوگئے جب یہ کہتا ہی پھرتا ہے لونگا سب پوچھتے ہین ارے میان کیا لوگے یہ کچھ جواب نہین دیتا سوائے اس کہنے کے کہ وہی لونگا آخر لشکر کے لڑکے تالیان بجانے لگے کوئی کہتا لیگا کوئی بہکاتا کہ بھئی دلگی نہ کرو اب بلا دو یہ لیگا ضرور کوئی کہتا اچھا آؤ ہمارے ساتھ ہم دلا دین کوئی بولتا کہ ادھر دیکھو یہ لوگے کوئی کہتا دیکھو وہ آئی یہی لوگے یہ کوئی ہنستا ہوا پاس آتا اور کہتا کہ ارے بھئی تمھاری بی بی کو بلا دین ہے ایک ایک کو گھسیانہ ہوکر مارنے دوڑا وہ سب متفرق ہوجاتی جب یہ ٹھہر جاتا اور بیقراری کرتا وہ سب جمع ہوجاتے ازبسکہ یہ نیرہ سامری ہے ہر چند کہ مسحور بسمر سے مگر غضبناک ہوا اور سوچا کہ ملکہ بہار کو چلکر پکڑ لا اسی سے تیرے معشوق کا پتہ ملیگا یہ سوچکر چاہا کہ بارگاہ مین جاون لیکن ان لڑکون وغیرہ کا اثر تو یہ ہے کہ انسان عاشق بیمار ہوتا ہے بس اسکی دل کا خیال دشمنی فوراً بہ محبت مبدل ہوا سوچا کہ اگر تم گئے اور بہار سے لڑے اس لڑائی مین یہ لڑکے اور بھول لوٹ گئے تو نشانی بھی اس گلبدن کی برباد ہوئی اس بہتر یہ ہے کہ لڑکے وغیرہ چلکر اپنے لشکر مین رکھ آؤ اور پھر اگر مقابلہ کرو یہ سمجھکر پھرا اور کہتا چلا کہ مین تو وہی لونگا لڑکے تالیان دیتے ساتھ چلے کوئی کہتا لو تو سے دھنتا ہے جاتا ہے کوئی کہتا واہ بے چڑیا کے کیا دہن لگائی ہے ہم تو وہی لین گے غرض کہ ایک شور برپا ہے جیسے آتو یا دیوانے کے پیچھے تالیان دیتے ہین اس فوج طفلان ساتھ ہے اور یہ کہتا ہے جاتا ہے کہ ابیات

ہون وہ دیوانہ مرے ہاتھ مین دامن جسکا	حوض نامہ اعمال گریبان ہوگا
ایک پیرہن بنائی یہ ہماری صورت	سیکڑون پیرہن مین کیا حال سلیمان ہوگا
دست وحشت تو سلامت ہے رفو ہو نہ سکے	ایک جھٹکے مین نہ دامن نہ گریبان ہوگا
ہین دم ذبح جو انداز یہ جلادی کے	ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا
صبح نے پائی کہان روز کی جاں دری	بردہ صبح مین میرا ہی گریبان ہوگا
آج ہے دست رفوگر مین گریبان میرا	کل مرے ہاتھ رفوگر کا گریبان ہوگا
اک ذرا جوش پہ آئی تو یہان غیر عشق	ہمنشین وصل کا انشا ارمان ہوگا

الحاصل حیب یہ لشکر اسلام نکلگیا لڑکے اور لشکری مجھر آئے اور یہ اپنی لشکر مین ہونچا وہان بھی یہی حال ہوا اور غلغلہ لشکر حیرت کو جو پہنچا کہ یہ کیا غل ہے ملازم دوڑے اور خبر لیکر گئے کہ مرشدزادے یہ کہتے آتے ہین کہ مین تو وہی لونگا اور لشکر کے لوندے تالیان بجاتے آتے ہین حیرت یہ خبر سنکر متعجب ہوئی کہ اتنا مین وہ بار مین آیا اور پکارا کہ اے ملکہ حیرت مین تو وہی لونگا دربار مین ایک تہلکہ اڑا کہ ملکہ سے سب کو گھبرا کر کہا آیئے اے مرشدزادے وہی لیجیے مصور یہ سنکر کرسی پر بیٹھا ملکہ نے دیکھا کہ کہ ہار پہنے ہے گجرا ہاتھ مین بندھا ہے سمجھ گئی کہ یہ سحر مین میری بہن ملکہ بہار کے مبتلا ہے دل مین بہت خوش ہوئی کہ میری بہن نے مرشدزادے کو دیوانہ کر دیا مگر بظاہر کہا کہ صاحبو مین انھین منع کرتی بھی کہ اکیلے نجاؤ انھون نے نہ مانا دیکھو آخر اوس شخص کے سحر مین مسحور ہوے کہ جو ایک ہی شوخ و چنچل ہے اب اس سحر کا رد شاہ جادوان کے سوا اور کوئی نہین جانتا جب یہ گجرے اور ہار مجھا کر انکے پاس سے دفع ہون تو یہ ہوش مین آئی صورت لنگار روجہ اسکی یہ تقریر سنکر رونے لگی اور ہزارون سحر پڑھ پڑھ کے پھونکے گردہ پھول نہ مرجھائے اور نہ مصور کا دیوانہ پن گیا ناچار صورت لنگار نے ایک پتلا خدمت شاہ طلسم مین بھیجا اسنے سب حال جا بادشاہ سے کہا بادشاہ طلسم رات کے دربار مین باغ سیب کے اندر تھا یہ حال سنکر غضبناک ہوا اور ہاتھ بڑھایا سیب کے درخت سے ایک سیب توڑکر ہاتھ مین آگیا اسکو کاٹ کر آدھا آپ کھایا اور آدھا سحر پڑھکر پتلے کو دیا اور ایک نامہ بھی لکھکر پتلے کو حوالہ کیا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ اے حیرت تم بیس برس سے ہماری معشوق ہو مگر افسوس کہ اک ذرا سا سحر اس چھوکری بہار کا تم سے نہین اڑ سکتا معلوم ہوا کہ تم کو اس بات کا رشک ہے کہ مین جو بہار کو پیار کرتا ہون تو تجھ سے قسم لے لو جو مین نے آج کل اس کا نام بھی لیا ہو غرض اب نصف سیب کو جو ہم نے بھیجا ہے کھا لینا اور سحر مصور کا اتار دینا پتلا نامہ و سیب لیکر حیرت پاس آیا اس نے جب مضمون دریافت کیا سیب کھا لیا اور ہنسکر کہا ای صورت مین سحر اتارتی ہون اگر تمھارے میان کے عوض اور کوئی ہوتا تو شاہ جادوان اس سحر کا توڑ کبھی نہ بتلاتے لیکن یہ مرشدزادے ہین انپر جان تک نثار ہے یہ کہکر ایک پاؤن سے کھڑی ہو گئی اور سحر پڑھکر بروے ہوا پھونکا منھ سے شعلہ

نکلنے لگے جسم خاکی مین سوہن نے کردہ نار کی صورت پیدا کی بخارات گرم منھ سے ایسے نکلے کہ دماغ روزگار
مین حرارت ہویدا ہوئی ہوا بے گرم کے جھونکے دیتی بادۂ سرسام سبر دہر تھا کہ سالنسین گرم زمانہ بتاتا
تھا مختصر یہ کہ ایسی ہوا گرم چلی کہ وہ گجرے اور ہار وغیرہ بہار کے اس باغی کے پاس خزان رسیدہ
گل کیطرح مرجھا کر خشک ہوگئے مصور بیہوش ہو گیا پھر جو ہوشیار ہوا کہا مین کس جال مین
ہون صورت نگار نے سب کیفیت اس کے دیوانے ہونے کی بیان کی اور اسنے خود بھی
دیکھا کہ ملکہ حیرت ایک پاؤن سے کھری ہے اور لاٹ شعلے کی جگی ہے اسکو کمال شرم آئی
جب حیرت سحر اتار چکی تو آپ بھی بصورت اصل ہوکر بیٹھی اور کہا اے مرشدزادے مین آپ سے
منع کرتی تھی کہ تنہا نجائیے آپ سے نہ مانا آخر اس شوخ دیدہ بہار نے یہ بلا دی آپ کی
جناب مین اگر آپ کی جگہ کوئی دوسرا ساحر ہوتا تو ہرگز یہ سحر اس پر نہ اترتا ایک بار خدید اور قہر
وغیرہ پر یہ سحر بہار دہ شہر ناپرسانین آکر قتل کرنے لگا تھا شہنشاہ ساحران نے اسکو مار ڈالا مگر
سحر اس پر سے دفع نہو سکا مصور نے اپنی دیوانگی کا حال سنکر کہ یہ کیفیت میری تھی کہ مین تو دیو
لونگا کہتا ہوا یہان آیا تھا بہت غصہ لایا بیساختہ نہائش کرنے پر حیرت کے غضبناک ہوکر کہا کہ
اے ملکہ کہ اگر بارگاہ حریف کی جاکر جھونٹے پکڑ کر کے جوتیان مارتا ہوا اور چوٹی پکڑ کے کھینچتا ہوا
اس گیسو بریدہ بہار کو آپ کے سامنے نہ لایا تو مجھ کو مصور نہ کہیگا یہ کہکر اور بہت کچھ برا بھلا
بہار کو کہا کیا حیرت از بسکہ بہن بہار کی اسکو یہ لاف زنی نہایت بری لگی اور غصہ کی
ابھی اپنی سزا کو نہین پہونچا مین نے ناحق سحر اتارا خیر اب جو یہ جاتا ہے مانع ہونا نجا ہیے بہن
میری کچھ حلوا نہین جو یہ کھا لیگا اور اب کی جو یہ دیوانہ ہوا تو سحر بھی اتارنا مناسب نہین
یہ سمجھکر بہ ظاہر تائید اس کے کلام کی کرنے لگی کہ واقعی آپ ایسے ہی ہین اچھا
جائیے اور چوٹی پکڑ کے لائیے مصور اٹھکر چلا تھا کہ اسکی زوجہ نے کہا اب رات
زیادہ گئی ہے اگر آپ بستر خواب سے بہار کو پکڑ لائیے سب یہی کہینگے کہ رات کو چوروں
کی طرح سے مصور پکڑ لائے اور اسوقت بارگاہ مین مہرج اور سردار وغیرہ کوئی نہوگا
سردربار آپنے ارادۂ گرفتاری فرمایا ہے وہ اسوقت ممکن نہین یہ تقریر زوجہ کی سنکر یہ رکا اور اپنی
بارگاہ مین بہر آرام مع اپنی زوجہ کے گیا حیرت بھی خوابگاہ مین گئی جب مصور قدرت نے

رنگ سفیدۂ صبح و سرخی شفق سحر تصویر دہر مین بھرا اور ورق سپہر پر شبیہ مہر کو کھینچا کہ ابیات

نقاش ازل نے قلم صنع رقم سے
بے شمع خور بزم جہان کی مین تھا اندھیرا

کھینچی ورق چرخ پہ خورشید کی تصویر
پیدا ہوئی ہر مہر جہانتاب کی تنویر

حیرت و مہرخ اپنی اپنی بارگاہ مین تخت حکومت پر جلوہ فرما ہوئے مرتع بارگاہ تصاویر سرداران سے دو جانب معمور ہوا کرسی نشینان درگاہ شاہی بصد کروفر جلوہ گستر ہوئے دور مجمر تاب و جلسہ چنگ و رباب آغاز ہوا مصور نے بیدار ہو کر اول پرستش سامری کی پھر حیرت پاس آیا اور کہا مین بہار کو گرفتار کرنے جاتا ہون حیرت نے کہا سامری کے حوالہ کیا یہ سنکر وہ روانہ ہوا لیکن جو اسیس لشکر غم بطور مخفی حاضر تھے وہ اس سے پہلے بارگاہ مین آئے اور زمین عظمت کو لب عجز سے بوسہ دیکر عرض پیرا ہوئے کہ اے ملکہ معظم

ہے عدل تیرے عصر مین اتنا کہ بر فلک
پردان پرست فضل نے تیرے کیا اسے

بارہ بروج نظم و نسق سے ہین منتظم
تھا وہ جو کوئی معتکف خلوت صنم

مصور خود سر نے ایسا کچھ لاف و گزاف کیا ہے اور بہر گرفتاری بہار آتا ہے یہ کہکر کنارے ہوئے اور ملکہ نے بہار کیطرف دیکھا اس بہار باغ حسن نے سنکر اگر گلفشانی فرمائی کہ ایکی بھروسے وہ باغ سبز کو دکھاؤن کہ یاد کرے اور وہ آسیب پہونچاؤن کہ یہی نظر آئے یہ کہکر وہ رنگ افزائے گلشن نشاط اٹھی کنیزان یاسمن بدن اسکے ہمراہ چلین اور باہر بارگاہ کے پہونچکر ایک میدان صاف و پاکیزہ مین ٹھہری چار گدستے جھولی سے نکالکر مشرق مغرب جنوب شمال ہر سمت ایک ایک چھینکدیا یکایک ہر سمت سے سیاہی پیدا ہوئی ایسا کہ تمام لشکر اسلام یان کی نگاہ مین اندھیرا چھا گیا کچھ معلوم نہ ہوتا تھا بعد ایک لمحے کے جہان تیرہ منور و روشن ہوا سب نے دیکھا کہ معا سحر و نیرنگ نے چار دیواری نقرئی طلائی دم بھر مین تعمیر فرمائی ہے ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگائی ہے بہشت برین کی نقل بنائی ہے دروازہ اس احاطہ مین زبرجد کا لگا ہے سبز رنگان دہر کا نصیب کھلا ہے اسطرح کھلا ہے یہ گل بوستان رعنائی اس حصار نقرئی و طلائی مین بکمال ناز و ادا اور زیبائی داخل ہوئی اندر اس حصار کے باغ سحر لگا تھا کوئی مثل کہتا ہے کہ چیز ایسی عمدہ ہے کہ سحر معلوم ہوتا ہے یہان اصل مین سحر کا کارخانہ تھا بھر اس گلستان روح پرور

کا وصف کیا ہو سکے مختصر یہ کہ نزہت آگین و نیرنگ سے بھرا تھا شاخہاے گل پر برنگ طائر بہار
نے اشیانہ بنایا تھا گلون نے نمک خندہ سے شوریدگان الفت کے زخم دلپر نمک چھڑکا تھا بلکہ خندہ
رنگین لبان حدیقہ دہر کو پھینکا بتایا تھا شوخی کو خاک مین ملایا تھا رنگ گل تازرنگاہ گلدستہ
طرازان محبت سے بھی نارکتر پھنکھڑیان پھولون کی لبہاے معشوق گلپیرہن سے کہین بہتر سبنا
تر پر قطرہاے شبنم پڑے تھے یہ ظاہر تھا معشوق گلعذار نے بال بال مین موتی پروئے تھے نہین بلکہ
بعنبان فرنگ نے بالون پر بودر چھڑکا تھا شاخ نسترن قریب پنجہ مرجان تھی یا نرگس نے دست نازک
مین کیت لیا تھا ساغر گل بادہ تراوت سے معمور گلابیان غنچون کی برنگ دہان جانان مخمور
کلیون کے کمرون سے شاہد نکہت نکلکر باغ مین گلگشت کر رہی تھی پھینی پھینی خوشبو پھیلی تھی
گلونکا ہوا سے جنبش کرنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دور رہ ساغر بادہ گلگون ہے یا گردش چشم میگون ہے گل لالہ بہر
کیف جان مستانہ زمانہ یعنی نشانی پیمانہ بیخانہ یا سمن پر رخ کہیے معشوقان نگار تھا نرگس مست چشم فتان
یار کا گلہاے سرخ و سفید سے مذہب و مطلا رخ شاہد بہار تھا سبزہ رنگاریکا عکس سیاہ گل نرگس پڑا لوٹتا تھا
چشم نرگسی معشوق نے سبزہ دیا تھا کوئی پھول نرگس کا جو سرنگون تھا تو معشوق شرمگین کا آنکھین جھکا کر
شرمانا یاد دلاتا تھا سنبل پیچ کاخ گل پر آکر لہرانا رخ شاہد بہار پر گویا زلف کا ہلنا تھا سرو ہر ایک
قد موزون حور نرگس سنبلا پشکل چشم مخمور تاک انگور بسان مست کھڑے ہو کر جھومتی دار بست
تکیہ گاہ دلپشت پناہ سرمستان میخانہ دہر تھی روش بڑی سہ روش عمدہ جواہر کٹا ہوا بڑا نہرین موج
زن ہزارے کے فوارے ساون بھادون نام کنارے کنارے نہرون کی چرھی جواہر بہاری کو
شرماتے بوگل کی ہمدم باد صبا عناب کو دیکھکر بوسہ لب معشوق یاد آتا **لموکفہ**

تھی خیابان مین بہار اس جوش پر — کر رہی تھی جسپہ گل بلبل نثار
بوے گل سے ایسا کچھ اترا تا تھا — عرش پر پہونچا دماغ روزگار
سرو گلشن قامت موزون کی شکل — تھا قد معشوق بھی جسپر نثار
طائران خوش نوا تھے نغمہ سنج — شاخہاے گل پہ گلبانگ ہزار
خندہ گل کی صدا تھی اس طرح — قہقہے جیسے لگاتین گلعذار
تھی صبا کی ہر طرف اٹھکھیلیان — پڑ رہی تھی ابر سے ہلکی پھوار

تھے شجر یا حلہ پوشان جنان
دیکھنے آئے گلشن کی بہار

رنگ سوسن کی ادا ہٹ دیکھکر
تھا لب معشوق کو سنسی سے عار

کہنے چو ماروے گلشن اسطرح
جو سوسن چمن مین آشکار ہے

بیچ مین اس گلشن نگارین کے چبوترہ جواہر کا مربع بنا تھا مگیرہ یا ساک گوہر استادہ تھا سامنے بارہ دری عدیل دلاجواب جواہر جڑی تعمیر تھی سدول سا بچے مین نور کے ڈھلی بے نظیر تھی پردے زنبوری پڑے تھے اندر بارہ دری کے چھپر کھٹ مرصع پایونکا لگا شیشہ آلات سجا فرش قاقم و سنجاب بچھا مسندہاے مکلف پر تکیہ زردوزی کام کے دھرے بقعہ نور کا عالم دکھاتے چغدیر چوگھڑے نئی گرہٹ کی گڑھے عطردان رکھے راحت کا سامان جملہ مہیا ہر چیز بے انتہا کہ بموجب لکھنے

اس طرح کی بنی تھی بارہ دری
مشش جہت مین تھی بینظیر وہی

شیشہ آلات سجے اسمین
نور کا کارخانہ تھا اسمین

شیشہ آلات کی وہ رونق تھی
رنگت روے زہرہ فق فق تھی

مہر و مہ جنپے تھے نثار وہ چھار
قد و قامت مین آتشین تھے پہار

فرش دنایاب و پاک عمدہ نفیس
جان پاکان دہر کا تھا انیس

مسند مین ایسی کچھ مضفا تھین
روح پاکیزہ حال دنیا تھین

اس طرح کا سجا تھا کیخانہ
مست ہو جاے جان رندانہ

ساغر مے مثال دیدہ حور
ہر ملک جسکی تاک مین تھا حضور

دختر رز کی شوخیون پہ واہ
جان زاہد تھی غش معاذاللہ

چوگھڑے عطردان مہیا تھے
عیش و راحت کے جملہ سامان تھے

وہ راحت جان بہار یعنی ملکہ بہار طرحدار اس چبوترے پر باغ کی کرسی جواہر نگار پر بیٹھی اسوقت حسن دادا پر اس غارت گر جان عشاق کی بہار گلشن نیرنگ بھی ہزار جان سے فدا تھی خواصان زرین کمر زرین لباس عہدے ہاتھ مین لیے گرد اس گل کے بلبل نمط استادہ تھین اور ملکہ پیشانی پر افشان چھٹے بزم انجمن ملک برہم کر کے تاب آفتاب کو اپنی جبین کے سامنے رشک سے جلاتی تھی سواد زلف پھیلا کر جہان کو تیرہ و تار بنا تا چاہتی تھی وہ روے

رنگین اُسکا اُس گلستان سحر تھا رشبارنگان فزا سے گلشن عالم و نقشہ بہشت برین اُسپر مزار دل سے شیدا
بلکہ اُسکی خوبی پر یہ حال تھا بیت جبیں پر پڑجائے تا آنکھ اُس رخ پرنور پر ۔ چرھکے بیٹھے
ہین کلیم اللہ کوہ طور پر ۔ اس خوبی وادا سے وہ مایہ ناز مُنہری پوشاک ارغوانی زیب قامت کئے
لالہ و گل کو آگ مین جلاتی زیور جواہر سے جسم نازنین مزین تھا عجیب جوبن تھا نظم
دونون رخسارے ہین وہ ایک فرنگی فانوس شمع کافوری حسن آسمین ہوئی ہے روشن

پہ کسی چشم خماری کا ہے گویا دورا ۔ ہے غلط فہمی اگر کہیے اسے غنچہ دہن
نظر آئے مسی آلودہ دندان اُسکے ۔ حُسن کے سین کے دندانے بوجہ احسن
کبھی دانتون مین دبائی تھی جو اُسنے اُنگلی ۔ عکس نے اُسکے کیا زبان ہو سکن
صبح محشر کے یہی سر پہ بلا لائے گی ۔ کچھ قیامت ہے غرض ابیاض گردن
کیا کرون اُس بت کافر کی کچون کی تعریف ۔ ہائے ہائے اُنکا اُبھار اور اُمڈتا جوبن
نیم نشکفتہ کنول چشمۂ خوبی کے دو ۔ گول گول اُبھرے ہوے بھرون سی جنکی ہے پھبن
وار پار آن کے یا بیٹھے ہین جسکو اچکو ۔ ہے سوتی کی لڑی بیچ مین دریائے جمن
پھر جاتے تھے وہ دریاے نزاکت کو بار ۔ تو بنیان چھاتی تلے رکھے ہوے تھے پُرفن

غرضکہ وہ ماہ سپہر سحر و نیرنگ گلاب کی چھڑی جواہر کے ستارے جڑے ہاتھ مین لیکر کرسی پر جلوہ گر
ہوئی اور مصور دیوانہ ہوا تھا سیدھا بارگاہ مہرخ مین آیا وسط مین کھڑے ہوکر للکارا کہ کہان
ہے وہ مراد اریعنی مہیار کسی نے کچھ جواب نہ دیا مگر مہرخ نے کہا اے مرشد زادے آپ تشریف لائیے
مگر مہیار تو اپنے باغ مین گئی ہین اسنے کہا مین اس گیسو بریدہ کو بکر نے آیا ہون باغ اُس کا کہان ہے
مجھے بتا دو اور تم سب بھی آکر اُسکی حمایت کرو دیکھون کسطرح اُسکو کھینچتا ہوا لیجاتا ہون مہرخ یہ
سنکر بولی آپ ایسے ہی ہین اچھا چلیے ہم بھی آتے ہین اُن کا باغ بیچ لشکر مین سراہ ہے کچھ چھپا نہین چلے
جایئے مصور تعجب تمام وہان سے پھرا اور آکر چلا بیچ لشکر مین پہونچکر جو بسمت جویا ہوا وہ باغ
بہشت آئین جسکا ذکر ابھی لکھا گیا ہے نظر آیا بیساختہ اُس گلشن مین چلا اندر جب پہونچا ہوا سحر
سحر جسم مین لگی مہیار باغ نیرنگ دیکھنے لگا موجب ع اُس باغ کی اور ہی ہوا ہے ۔ ہوا لگتے ہی
مزاج بدل گیا سر مین اُس بہانے سودے کا خلل کیا مہیار اسواسطے پہلے سے باغ سحر لگا کر

مٹھی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہے اگر مقابلہ مین آجائیگا پھر سحر پورا نکرنے دیگا اور سحر کامل ہو جائیگا
تو پھر وہ رد نکر سکیگا پس اب جو یہ آیا مسحور لمسجر ہوا اور سیر کرتا ہوا حب اور آگے بڑھا سامنے اُس نے
افسون کو دیکھا اُسکے حسن کی بہار دیکھکر جھومنے لگا اور اسی حالت وجد مین یہ غزل پڑھنے لگا غزل

سبزہ کیا خاک شہیدان سے تری خاک اُگے	جائے گل چاہیے دلسے دل صد چاک اُگے
کیا تعجب کہ جہان منتظر اُسکے رُو مین	جائے نرگس جو وہان دیدۂ ادراک اُگے
سایۂ قامت لیلیٰ نہ پڑے اور افسوس	تربت قیس کی تہ سے حش و خاشاک اُگے
آہ نکلے دل پر داغ سے انشا تو وہین	تخمۂ لالہ تہ گنبد افلاک اُگے

ملکہ بہار نے اسکو محو حیرت دیکھکر کچھ سحر پڑھا کہ بارہ دری سے ایک پریزاد رنگ تمثال صندوقچہ
ہاتھ مین لیے پیدا ہوئی اور سامنے ملکہ کے وہ صندوقچہ پیش کیا اس گنجینۂ حسن نے اُسکو کھولا
اُسمین سے ایک پتلی مارنجی رنگ کی نکلی اور نکلتے ہی بڑھکر ایک معشوق شوخ و شنگ غارتگر جان
نام و ننگ بنگئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مانگ اُسکے بالون کی موتیون سے بھری ہے یا تارون بھری رات
آدھی جبین پر اُسکے چین پڑی تھی یا کاتب قدرت نے حمائل وحلیہ کی جیم لکھی تھی آنکھین نہین یا
منشی حقیقی نے دفتر حسن پر دو ہرے صاد کیے تھے بنی کے الف نے غلام کرکے حسینان جہان آزاد
کیے میم دہن میم سر بینی و نخوت تھا سُرخی لب سے یہ ظاہر کہ ما غرا دۂ احمر سے لبالب بصد حشرت
تھا دندان و ندانہ سین سلک گوہر یا قوت گردن بیاض سحر کی مسہر کہ مقتبا سے لفظ

لب کران مست و شلا مین مہوشے	شوخ و شنگے دلکشے عاشق کشے
آفت جان غمزۂ جادو گرش	ہمچو ساحر سامری صد ابرش
بود صد بتخانہ در ہر ناز او	عالمے دیوانہ از انداز او
در جبین آفتاب آئین او	موج دریاے محبت چین او
عبد مشکین گشت بستش سجدہ کرد	ہندوے آتش پرستش سجدہ کرد
خال زیر چشم او از خوبیش گم	ہندوے افتادہ در پاے خم
توحیش یک یوسف گل پیرہن	مدتے افتادہ در چاہ ذقن

پس اُس پتلی جو ایسی آفت دل عشاق بنی تھی ملکہ نے چنگیر پھولون کا اُٹھا کر دیا کہ مرشد زادے

تشریف لائیے ہین اُنکے پاس لیجاؤ اور یہان بلا لاؤ وہ غیرت گلزار خنجر لیکر چلی ادھر یہ شعر عاشقانہ
پڑھ رہا تھا مگر صندوقچہ کھولکر تیلی نکلنے اسنے جو دیکھا سمجھا کہ یہار تجھکو دشمن جانکر سحر تھہ کرتی ہی بس
یہ سمجھکر گولی فولادی اسنے بھی نکالا اور اُچھالکر دکا اور چاہا کہ لگاؤن لیکایک یہ سی آواز آئی کہ میری
طرف دیکھو کیا کرتے ہو اسنے ہاتھ اور پھیے پھیرکر جو دیکھا اُس تیلی جو سراسر نور تھی بلکہ حور بہشت تصور
ہوگا یہ بے قصور تھی اُسنے دیکھا تو آمادۂ حرب ہوا تھا اُسکی نگاہ سحر آگین نے تسخیر کرلیا یکایک آواز آئی
ایک خلق منتظر ہے تیری جلوہ گاہ مین پہنچ نگاہ صرف ہوے تیری راہ مین ؛ اُس شوخ بیباک نے
آتے ہی ہاتھ پکڑلیا اور کہا چلیے میرے ساتھ یہ چپکا ساتھ ہوا سامنے یہار کے وہ لائی یہار نے
پوچھا آپ مجھسے لڑنے آئے ہین یا آشتی کرنے اسنے کہا لڑنے کو یہار نے جواب دیا کہ
ہم بھی موجود ہین مگر اب میرے باغ مین آئے ہین مجھ کو لازم ہے کہ مین کچھ تحفہ پیش کرون یہ کہکر اُس
تیلی سے اشارہ کیا کہ اُسنے چنگیر کھولکر سامنے کیا دیکھا کہ اسمین گلاب کے پھول ہین اُسکی خوشبو سے
دماغ بس گیا اور وہ نازنین بھی عطر مین ڈوبی ہوئی تھی اُسکی خوشبو نے اور زیادہ فتنہ برپا کیا اسنے
ایک پھول لیکر سونگھا اور یہار نے اُس تیلی سے کہا کہ تو چلی جا وہ اس انداز سے لصد ذرا نم ناچلی
کہ فرد اس ادا سے چلے وہ حشر کے دن ؛ فتنے پس پس گئے قیامت کے مصور کو تاب باقی نہ
نگاہِ حسرت دیکھنے لگا حوت ملک سے کچھ کہہ نکا یہار نے کہا آپ نبیرۂ جمشید و سامری ہین اگر اُسکو
لسپند کیا ہے تو یہ حاضر ہے لیکن آپ تو مجھسے لڑنے کو کہتے ہین اسنے کہا اے ملک میری کیا مجال جو
آپسے لڑون بلکہ میرا تو یہ حال ہے کہ شعر تار نفس ترے ہاتھ اے یار مجھکو تونے ؛ کھینچا تو پل مین اُٹھا
چھوڑا تو پل مین بیٹھا ؛ یہار نے کہا مین آپ کی بی بی ملکہ صورت نگار سے بہت درتی ہون اسنے
کہا مین اُس مالزادی کو خوب جوتیان مارون گا یہار نے اُس تیلی کو پکارا کہ اے نازکبدن آؤ
وہ پھر آئی ملکہ نے کہا کہ مرشد زادے سے دلدو مدار کرو اور انکی اطاعت مین رہو اسنے یہ حکم سنکر اُسکا
ہاتھ پکڑکر کہا کہ چلیے یہار نے کہا جایے بارہ دری مین آرام کیجیے اور یہان سے کہیں نجایگا مصور فرقت
خوشی اس رشک قمر کو لیکر بارہ دری مین آیا اور مسند پر بیٹھکر شراب پینے لگا اور ملکہ یہار باغ سحر سے
اُٹھکر بارگاہ مین مرخ پاس آئی اور کہا مین مصور کو قید کرآئی اور یہ سحر میرا کسی سے رد ہوگا ہان
افراسیاب اگر چاہیگا تو یہ سحر اُتار لیگا اور جب یہ سحر دفع ہوگا تو مجھکو خبر آجائیگا اور

سر پہن درد میرے ایسا ہوگا کہ بیہوش رہونگی تم میری کنیزون سے کہنا کہ وہ آرام مین مجھکو لیجا یمن
مرخ نے یہ سُنکر کہا کہ اگر ایسا ہے تو ابھی تم چلو جاؤ اُسوقت شاہ طلسم جانے نہ لیگا اور راہ مین تسلید کچھ
فتور پڑے اس سے ابھی جانا صلاح ہے مہیار نے کہا اچھا اور مع اپنی کنیزون کے سمت کوہ آرام روانہ
وہ مقام ہمیشہ سے اسکے رہنے کی جگہ ہے حال اُسکا بیان کیا جائیگا یہ تو ادھر گئی اور ملکہ دن نے
جاکر ملکہ حیرت سے سب خبر کہی کہ مرشد زادے کی نسبت زبانی مہیار کہتے سُنا کہ وہ باغ سحر مین قید
ہو گئے اور ملکہ مہیار جانب کوہ آرام گئی حیرت نے کہا اسی دن کا ڈر تھا یہ سحر ساحران عالم مین سے کوئی
ایسا نہین جو انارے شاید شاہ طلسم جانتے ہو صورت نگار یہ تقریر سُنکر رونی لگی اور کہا مین بھی
اُسی قید مین جاتی ہون حیرت نے کہا تو ہرگز آپ مین نہو گا وہ مار ڈالیگا اُسنے کہا بلا سے مین اپنی
جان دونگی حیرت نے کہا بی تمھارے میان کو سب سمجھا تھا لیکن اُنکے غرور نے اُنھین خراب کیا
اور سُنو صاحب میری بہن کچھ مجھ سے کم نہین صرف اتنا فرق ہے کہ مجھکو صاحبت شاہ جادوان مین
سحر زیادہ یاد ہین خبر تمھاری خاطر سے مین چشمہ سامری پر جاکر پانی لاتی ہون شاید اُس سے سحر اُتر جائے
یہ کہکر پرواز کرکے چلی کچھ دور جاکر ایک سحر پڑھا کہ طاؤس اُڑتا ہوا آیا اور اسکو سوار کرکے لیچلا کچھ دور گئی
ہوگی کہ ایک نیچہ کمین پڑا اور اسکو اُٹھا لے گیا آنکھ اسکی بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی شاہ طلسم کو ایک
بنگلہ مین سونے کے بیٹھا پایا اُسنے سلام کیا شاہ نے کہا کہ اسوقت مین سیر کو آیا تھا اس مہیار پر کہ سحر نے
خبر دی تم کہان جاتی ہو مین نے بلا لیا کہو کہان جاتی تھین اُسنے سب حال مصور کا بیان کیا شاہ نے
کہا اے ملکہ دیکھو تمھاری بہن نے فتور کیا ہے حیرت نے کہا مین بھی اُس سے عاجز ہون آپ اُسکو
مار ڈالیے یکلخت سُنکر شاہ جادوان نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آہ کرکے کہا کہ کوئی بھی ایسی ماہ پیکر
حسن کو قتل کرتا ہے حیرت یہ سُنکر چپ ہو رہی اور شاہ نے ایک نیچہ آرد ماش کا بناکر سحر پڑھا کر نیچہ
اُڑا اُس سے کہا جا مصور کو باغ سحر سے مہیار کے اُٹھا لا نیچہ روانہ ہوا اور یہان مصور اُس
پتلی سے مشغول بوس و کنار ہے گود مین اسے لیے بیٹھا ہے اور کہہ رہا ہے کہ بلبت جسکا سر ہوگا دم
نزع تری بالین پر ۔ کیونکر مرقد مین وہ کس چین سے سوئیگا اسی نشاط مین تھا کہ ایک نیچہ سحر
آکر گرا اور اسکو اُٹھا کر لیچلا یہ للکارتا ہوا اور لٹکتا ہوا کہ ارے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہے تیرے ہوش
سے مجکو چھوڑتا ہے ہاے میری جان ہاے میری یار وفادار نیچہ نے ایک نہ سُنا اور اسکو لیکر وہ ملند ہوا

وہ تتلی جسپر یہ فریفتہ تھا اسکے پیچھے اُڑی اور پکاری کہ کیون صاحب یہی شرط وفا ہے کہ مجھ ایسی آرام جان اور رفیق کو تنہا چھوڑے جاتے ہو یہ کہکر منہ موڑے جاتے ہو اسنے معشوقہ کا بیتاب ہونا اور شکوہ کرنا سُنکر کہا اے مونس و ہمدم بیت اختیار ہی تو نہین اپ سے جو دوری ہے ؎ سخت ناچار ہون مین عالم مجبوری ہے ؎ آخر یہ تتلی اور زیادہ اُڑ نہ سکی اسی باغ مین گر پڑی اور نیچہ بلند ہوا مصور تو ہوا سے بیہوش ہو گیا نیچہ اُسکو ساتھ شاہ طلسم کے لایا بعد کچھ دیر کے اسکی آنکھ کھلی اُٹھ بیٹھا افراسیاب کو بھی نہ پہچانا یہ کہتا ہوا چار طرف دیکھنے لگا کہ ہاے کیا تھا اور کیا ہو گیا ہاے وہ جان میری کہان گئی کس ظالم نے اُسکو مجھ سے جُدا کیا ارے کوئی واسطہ سامری کا اُسے ملا دے یار و اُس راحت دل سے مجھ کو ملا دو اور کبھی دیوانہ و بیقرار یہ کہتا کہ غزل

دردا کہ یار یار ادردے عجب رسیدہ	ہم دل ز دست رفتہ ہم جان بلب رسیدہ
آن ماہروکہ با من شہا بروز کردے	فرقت دو در فراقش روزم بشب رسیدہ
کے باشد آنکہ بینم از دولت وصالش	اندوہ ہا در رفتہ عیش و طرب رسیدہ
مشکل کہ در قیامت بنمند اہل دوزخ	اینہا کہ بے تو بر من از تاب و تب رسیدہ
غیر از طلب بلائی کارے نکمن درین رہ	ہر کس رسید باے لیک از طلب رسیدہ

شاہ جادوان نے اس کا حال دیکھکر کہا کہ افسوس وہ شوخ چنچل کیا ستمگار ہمارا دلدار ہے جس نے یہ سحر کیا ہے اس کلمہ کو سُنکر حیرت نے یوری چڑھائی اور کہا اُسکے عشق مین پھر تم بھی اسیطرح تاچو بیٹھے کیون ہو شاہ طلسم اسکے ناراض ہونے سے چپ ہو رہا اور سحر پڑھکر اے سامری سے شیشہ آب چشمہ حمنبید حاضر ہوا اسکے پکارتے ہی ایک تپلا شیشہ آب لیے اُڑتا ہوا آیا بادشاہ نے اس شیشہ سے پانی لیکر چھینٹا مصور کے منہ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا پھر جو ہوش آیا بادشاہ طلسم کو اُسنے سلام کیا اور بیٹھا بادشاہ نے فرمایا کہ اے مرشد زادے آپ کو میری بی بی نے تنہا جانے کو منع کیا تھا مگر آپ نے نمانا اور اپنا یہ حال کرایا آپ تو واقف ہین کہ وہ آفت روزگار بہار سامرہ بے بدل ہے اور مدت سے میرے پاس رہکر اُسنے سحر یاد کیا ہے اس سحر کا رد کرنا مجھے بھی یاد تھا اگر چشمہ حمنبید کا پانی ممکن نہ ہوتا تو آپ کا دیوانہ پن نجاتا مصور نے سب کیفیت اپنی سُنکر جواب دیا کہ اے شہنشاہ آپ ملاحظہ کیجیے گا کہ ساری اُسکی سحر و سامری اگر چہ

مار کر نہ اُتاری تو آپ کو سنبرۂ سامری نہ کہلوایا افراسیاب نے کہا اب اکیلے نجائیگا نہین بہت پچھتائیے گا
اُسنے جواب دیا کہ ممکن نہین جب تک اُس خانمان خراب کو نہ پکڑ لاؤن گا نہین نہ لون گا یہ کہکر اُٹھا
کہ لشکر مین جاتا ہون سحر تیار کرکے لڑنے جاؤن گا شاہ طلسم سمجھا کہ یہ مرد بزرگ ساحران ہے
زیادہ منع کرنے سے ناراض ہوگا پس یہ سمجھکر چپ ہو رہا لیکن اُس کا ذلیل ہونا حین اپنی ذلت جان
کے تامل نکر سکا ایک تپلا کاغذ کا بناکر کچھ سحر پڑھا کر وہ جاندار ہوا اُس تپلے سے حکم دیا کہ مرشد زادے
کی جاکر نگہبانی کرو جو کوئی آفت اُنپر آئے تو اُنھین فی اُٹھالانا تپلا بطور مخفی اُڑتا ہوا اسکے ساتھ چلا
ملکہ حیرت بھی رخصت ہوکر لشکر مین آئی اور مصور بھی بارگاہ مین پہونچا تپلا بروے ہوا ٹھہر رہا
یہان تی بی مصور کی رو رہی تھی اُسنے جو شوہر کو دیکھا اُٹھکر لپٹ گئی اور بہت روئی پھر بیٹھا دونون جام
شراب مرغ کے پیے جب نشہ ہوا اُٹھا کہ مین مہیار کو پکڑنے جاتا ہون بی بی اسکی منت کرنے لگی کہ صاحب
واسطہ سامری کا اب نجاؤ اسنے بی بی کو گھرکا کہ مجھکو بزدل اتو سمجھے اور مہیار سے پگڑی اُسکی ہے
معرکہ پڑا ہے دیکھون کہان تک اُسکی سحر سازی ہے یہ کہکر اُڑا مصور نگار چیخین مار کر رونے لگی یہ پھر پلٹا
اور کہا صاحب مجھکو بھی اپنی طرح چوڑیان پہنا کر ہتھیار کمر دو جہ نے اسکی کہا کہ صاحب مین لڑنے کو منع
نہین کرتی لیکن طبل جنگ بجوا یے پر سر میدان مقابلہ فرمایے اکیلے نجایے یہ سُنکر نجا طراپنی زوجہ کے
توقف پذیر ہوا اس عرصے مین نیرنگ طراز دہر نے نیا سحر دکھایا کہ گلہاے انجم کا باغ صحن فلک
مین لگایا اور آفتاب برنگ روے عاشقان یا مثل برگ خزان دیدۂ زرد ہوا کہ لطف

نہ تھی ظلمت شب دھوان ہوم کا	گھٹا جب جہان مین اندھیرا ہوا
گھڑی جوت کی مند دئے چرخ نے	جلائے ستارون کے اُسنے دئے

شام ہوتے ہی حکم طبل جنگ بجنے کا دیا نفیر سحر کو دم ملا ہلکارے دوان دوان بارگاہ ملکہ مہرخ
وحشان مین آئے اور ملکہ کی ثنا اور دعا دیکر حال نواخت نقارۂ رزم معرض بیان مین لائے ملکہ
مذکور نے فرمایا کہ ذرا کوئی خبر لاے کہ باغ سحر مہیار بنا ہے یا نہین لوگ گئے اور آکر عرض کیا کہ باغ
لگا ہے لیکن مصور کو نچہ لیگیا تھا شاہ طلسم نے ہوشیار کر دیا ہے اور بر سر فساد ہے ملکہ نے کہا خیر اب میری
باری ہے یہ وعدہ کیا تھا ملکہ مہیار سے کہ ہم تم ملکر اسکو دیوانہ بنا بھیجینگے چنانچہ وہ دوبار دیوانہ کر چکین
اب وہ نہین ہے تو یہ میرے حصہ کا ہے صیار جو حاضر تھے اُنھون نے کہا اے ملکہ اُستاد ہماری نہین مانتا

ایسا نہو کہ آپ کے لڑنے سے وہ ہمپر آکر حملہ ہون پس ہم آج رات کو جاکر اسکو گرفتار کیے لاتے ہیں کہکر
بھی چلے اور مرخ نے حکم نواخت کوس حرب دیا نقارہ جنگی گڑگڑایا دربار برخاست ہوا ساحر سحر جگانے
خیمون مین تئے سہاد رمتھیار درست کرنے لگے مہرخ بھی الگ جاکر مصروف سحر خوانی اور اگیار کرکے
جوت کا داجلایا عمدہ و نایاب سحر درست کرنے لگی بعد کچھ عرصے کے ایک نیل گاؤ آرد ماش کا بنایا اور سحر
ایسا پڑھا کہ وہ زندہ ہوکر گرد اگیار کے پھرنے لگا اسنے سندور کا ایک گھروندا بنایا اور ایک چیلی آٹے کی
بناکر اس گھروندے مین رکھی وہ بھی زندہ ہوگئی اسنے وعدہ کیا کہ وقت پر کام دینا پھر گھروندا اٹھا
اور نیل گاؤ بھی غائب ہوگیا ملکہ نے آرام فرمایا لشکرون نے مین رات بھر تیاری و درستی اسباب جنگ رہی چمک شمشیر
جوہردار کی اس شب تار مین مثل انجم چمکتی پھیلی تھی گویا فشان آلود پشانی لیلی تھی خم و چم تیغ دودم کی ناز
معشوقان تیز طبع یاد دلاتی تھی ہزارون گلے کٹواتی تھا قامت رعنائے نوجوان اس کو دیکھکر اپنی
ہستی کھوتے تھے سہاد دم اسکا بھرتے چشم زخم سے لہو روتے تھے ایک طرف سامرون کے سحر نے حشم
دہر کو تیرہ کیا تھا چراغ زندگی بجھا رکھا تھا اگیا کا دیا ملا رکھا سامری کے سحر چکر لگا رہی تھی جمشید کو
رہی تھی لونا چماری دھرو کی صدا پر سر چڑھکر جھوتی تھی پون بھجن گانے والے کا منھ چوستی تھی دو ڈنڈے
بانسری بجنا ساحر فلک کو یاد دلاتا تھا تعالی بربجی لیکر منہ دیے چرخ کہنہ دریائے اخضر
کے بہر افشان آیا تھا ماہتاب فلک زنگاری پر نکلا ہوا تھا خلاصہ یکہ رات بھر بھی سامان رہا غوطے
سحر ساحران خدا سے صانع روزگار پریشان تھا کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی ہرون کی آمد بھنبھناہٹ تھی کہ نظم

لگانے لگا کوئی منھ پر بھبوت	لگے کھیلنے سر پہ ہر اک کے بھوت
کسینے جلائے اکاسے دیے	کوئی چوکمین چار روشن کیے
بلاتا تھا منجیا ہوا اپنے نیر	کوئی کہہ رہا تھا گبرو گبر
کوئی بیٹھا جمشید کا دم بھرے	کوئی کھوپڑی لیکے جادو پڑھے

اسیطرح رات بھر سامان رہا جسدم تیری شب مشکفام کا تل طرہ تابدار معشوق سمٹ کر جورڑا
سر روزگار پر بندھا اور رخ صبح شاہد بہار مشتاقان عالم کو دکھائی دیا نظم

نکل آیا مشرق سے جب آفتاب	ہوا پھر پر و تن جہان خراب
چلے دونون لشکر بعزم نبرد	پڑی رہے خورشید پر گرد

لشکر کینہ جو انہان بہ ہم نبرد وارد دست مصاف ہوئے صبح ٹہے کرو فر سے تخت زرین پر سوار گرد تمام
سردار جانثار پر سپو نچکر ٹھہری اُدھر **مصور** بھی بیدار ہو کر برائے رفع احتیاج بیت الخلا چلا
عیار رات بھر اسکی گرفتاری مین پھرے تھے اور قابو نہ پایا تھا اسوقت **ضرغام** اسکے خیمہ کی قنات سے
لپٹا کھڑا تھا اور صبح ہو جانے سے مایوس ہو کر پھرا جاہتا تھا اب اسکو عازم سمت جاے ضرور دیکھکر
اسنے لوٹا ماری اور بیت الخلا کے لیے جو قنات استادہ ہے اُسکی پشت پر اپنے تئین پہونچایا **مصور**
بھی چوکی پر آیا خدمتگار لوٹا رکھکر باہر ٹھہرا اور وہ چوکی پر بیٹھا **ضرغام** نے پشت پر سے قناعت کو چاک
کر کے اسپر کمند ماری اسنے گھبرا کر پھر دیکھا اسنے مبغیۂ بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ جھٹپک مار کر بیہوش ہو گیا
اسنے اندر جا کر چادر عیاری مین اُسکا پشتارہ باندھکر اور از لسبکہ لشکر سمت میدان روانہ تھا صبح کا
وقت سب غافل تھے اور ہمکا سہ بھی تھا یہ اُسکو لیکر بھاگا راہ مین پشتارہ اُس کا بھاری ہوتا چلا
وہ سمجھا کہ اس حرامزادے کو مین لیجا نہ سکونگا کیونکہ یہ مرتشد ساحران کہلاتا ہے ضرور کچھ آفت آئیگی
لہذا اسکا سر اوسکا کاٹ لے یہ سمجھا اسنے پشتارہ زمین پر رکھا چاہا کہ سر کاٹ لے وہ پنجہ بنکر چونکا اور آفریت
بنے معین کیا ہے گرا اور اُسکو مع **ضرغام** کے اُٹھا لیگیا اور اسنے شاہ طلسم کے لایا اُسنے پشتارہ
کھولکر مصور کو نکالا اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا لیکن اُسکی گردن و کمر وغیرہ مین کمند
کے پھندے پڑے تھے اُٹھ نہ سکا شاہ طلسم نے **ضرغام** سے کہا کہ او نالکار اب کہہ کہ تجکو
کس عذاب الیم سے مارون اسنے جواب دیا کہ آپ کو اختیار ہے بندہ بہر صورت مطیع اور آپکا فرمان
بردار ہے شاہ نے کہا مین ایسے فقرے تم عیارون کے بہت سن چکا ہون اچھا تو مرتشد زادے سے کمند
تو نکال لے **ضرغام** سمجھا کہ اگر مین کمند نہ نکالون گا یہ سحر سے خلاف کرے گا کمند بھی جائیگی اور کچھ حاصل
نہ ہوگا یہ سمجھکر اسنے سر اکمند کا پکڑ کر جھٹکا مارا کمند کے سب حلقے کھل گئے اور **مصور** رہا ہوا
شاہ جادوان نے کہا کیا اچھے یہ عیار ہین اور کیا عمدہ انکے پاس اسباب عیاری ہے یہ تعریف
سنکر **ضرغام** نے سلام کیا کہ آپ قدردان ہین مین کس لائق ہون شاہ سے تو یہ باتین ہو رہی
تھین لیکن **مصور** جو کمند سے چھوٹا اور اس حال سے آگاہ ہوا کہ یہ عیار مجھکو پکڑوا چکا ہے بس
گولا فولادی لیکر بقصد تمام مارنے چلا شاہ جادوان نے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے
نالکار حرام زادے جیسا مین تیرے ہاتھ سے جل بچا ہون ضرور تجھکو کیسا کیسا ذلیل

کرتے ہین تجھے شرم نہین آتی کہ پہلے عیار تجھسے تصویر چھین لیگیے پھر تو نے دوسرا دیوانہ بنایا وہان تو نے کچھ غصہ نہ نجالیا یہ بچارہ عیار جو مقید و پابند کھڑا ہے تو اُسپر تو گولا مارتا ہے جادو رہو اور حرامزادہ بیہودہ مصور بادشاہ طلسم کے بُرا بھلا کہنے سے اور گھرکنے سے رونے لگا لیکن اس عرصہ مین حیرت رخصت ہوکر ہمت لشکر جا چکی تھی ورنہ بادشاہ کو مانع آتی اکیلے مین شاہ جادوان بہت کچھ لگا جھگا جب مصور بت رویا اُسوقت بادشاہ بھی خائف ہوا کہ یہ اولاد سامری ہے ایسا نہو کہ میرے لیے بددعا کرے اور میرے ایمان مین فرق آیا کہ تو نے مرشد زادے کو گالیان دین یہ سوچکر اُٹھا اور پانون پر مصور کے سر رکھدیا منت پذیر ہوا کہ مین نشہ شراب سے بیخود تھا آپ میرے کہنے کو خاطر خاطر مین جگہ نہ دیجیے گا اور براہ کرم و عنایت بزرگانہ خطاے گذشتہ پر میری قلم عفو پھیر دیجیے گا غصہ مین انسان باولا ہوتا ہے مین نے بہت بُرا کیا جو آپ ایسے بزرگ کی خدمت عالی مین گستاخانہ کلام کیے یہ کہکر خلعت گران مایہ زیب تن کرکے دیا اور رخصت کرنا چاہا یہ حال دیکھکر ضرغام نے کہا کہ ہٹ تیری نامنصف بادشاہ کی ایسی تیسی حرامزادے نے پھر خلعت دیا تو اپنے ہی گروگھنٹال کو دیا اور ہمنے جو محنت کی کہ عین وقت پر گرفتار کرلائے اور اگر تلپادہ اسکو اُٹھا لاتا تو آبک کب کے جہنم مین پہونچا چکے ہوتے تو اتنے بڑے کام پر ہمین کچھ بھی نہ دیا واہ واہ کیا انصاف کیا ہے افراسیاب پہلے تعریف ان عیارون کی کرچکا تھا اور اسوقت اسکے نڈر ہوکر کلام کرنے پر غصہ چڑھا اور ایک خلعت پر زر طلب کرکے اسکو بھی دیا کہ بموجب مطلع جنان کیجیے گا آج کام بنے گیا جب اُسنے دی مجھے گالی سلام مین نے کیا بعد خلعت دینے کے بچۂ سحر کو بلا کر حکم کیا کہ دریاے خون روان پاس اسکو اُس پار اُتار دے اور سحر اپنا دفع کردیا بچہ لیکر آیا اور پار دریا کے پہونچا گیا اُدھر مصور بھی رخصت ہوکر چلا اور لشکر مین آیا یہان صورت نگار اسکی بیٹی نے جب اسکو ڈھونڈھا اور نہ پایا تھا تو خود فوج لیکر میدان جنگ مین گئی تھی اس ارادے سے کہ مہرخ نے میرے شوہر کو بگڑوا لیا ہے اُسکو مارکر قتل کرون ایک طرف سے حسرت سوار ہونے کو تھی لیکن اسنے حال گم ہونے مصور کا سُنکر تامل کیا بلکہ صورت نگار کو بھی بھیجا کہ لڑائی آج موقوف رکھو مگر اُسنے نہ مانا اور اپنی ذاتی فوج لیکر میدان مین آئی بعد ترتیب صفوف لشکر نقیب للکارے کرکیٹ پکارے کہ دلاور دہمت نہ ہارنا دشمن کو سر نکھ

ہو کر ماتا جیپ کر ٹکیٹ ہٹے بہادر مرنے پر تلگئے صورت نگار نے بیچ میدان آکر چند سحر دکھا کر بہادر
طلب کیا مہوز کوئی اُسکے مقابلہ کو نہ آیا تھا کہ مصور آکر پہونچا اور دو لشکر میدان مین صف آرا
دیکھکر سمجھا بی بی میری لڑنے کو آئی از بسکہ یہ گالیان کھائے ہوے آیا ہے غصہ مین بھرا ہوا تھا آتے
ہی فرط غضب سے ایک گولا سحر پڑھکر مہرخ پر مارا مہرخ گولا آتے دیکھکر تخت پر سے بزور سحر اُڑ گئی گولا
تخت پر پڑا کہ وہ چور چور ہو گیا مہرخ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک عقاب سفید زرین پر زرد غیرہ سے
درست اُڑتا ہوا آیا یہ اُسپر سوار ہوئی اسوقت مصور نے دوسرا نار بیچ مارا ملکہ مہرخمو سمجھی کہ ایسا نہو
مہرخ زخمی ہو جائے اس سبب سے سینہ سپر کرکے سامنے آگئی نار بیچ آکر اسکی ران مین لگا کہ دران
ہوئی اور زخمی ہو کر پھری اس کا ہٹنا تھا کہ صورت نگار ایک تیر آتشین مہرخ پر
مارا اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک تپلا قرولی مریلے ہوے پیدا ہوا اور وہ تیر اُسنے کاٹ دیا پھر
اُسنے بھی ایک تیر مثل شہاب ثاقب اُس زودہ شیطان پر مارا اُسنے ہر چند سحر پڑھا مگر تیر نہ پھرا
آخر وہ اپنے طاؤس پر سے اُڑ گئی اور تیر آکر طاؤس پر پڑا کہ طاؤس لہولہان طاؤس آتشبازی جلکر خاک
ہوا و مادہ مہرخ نے اُسکو اُڑتے ہوے بردے ہوا جو پایا ایک ناریل ایسا مارا کہ وہ گولے کیطرح جلا
صورت نگار نے ناریل دیکھکر دستک سحر کی دی کہ ایک سحر کی سپر سامنے آگئی مگر وہ ناریل سپر کو توڑ گیا اور
اُسکے سر پر جا کر لگا اُسنے بہت جلد ردسحر پڑھا نہین کاسہ سر تراش جاتا اُسپر بھی ایسی ضرب لگی کہ سر
پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہو کر گرنے لگی ملازمون نے جلد روک کر ہوا دار پر سحر کے ڈالا اور خیمہ کی طرف
لیگئے مصور نے جو بی بی کا یہ حال دیکھا تلوار سحر کی کھینچکر لشکر مہرخ پر جا پڑا دریاے لشکر موج
مار کر چلے فلک چکر یا طبقات ارض تھرائے سحر کی بجلی چمکی بادل گھر آئے شور نشور قیامت خیز
بلند ہوا طنبور و نفیر سحر و جلاجل و نقارہاے جنگی گڑگڑاے مہوز نوبت بزد و کشت نہ پہونچی کہ
خیمہ مین جا کر صورت نگار ہوشیار ہوئی پوچھا کہ منیرہ سامری کہان ہین لوگون نے عرض کیا
کہ لڑ رہے ہین یہ سنتے ہی وہ چیخنے لگی کہ جلد اُنکو بلا دو نہین تو مین جان دون گی کیونکہ مجھکو اُنکا اکیلے
لڑنا گوارا نہین دو بار زک پا چکے ہین ملازم اُسکے خل مچانے سے دوڑے اور مصور پاس آکر کہا
کہ حضور جلد چلیے ملکہ کے زخم کاری لگا ہے حال اُن کا سخت بُرا ہے یہ سُنکر اُسنے ایک چیخ ماری اور
روتا ہوا طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا ادھر مہرخ بھی شادان و فرحان فوج لیکر پھری لشکر خیمہ گاہ مین آکر

اُترا مہرخ بارگاہ مین آکر سریر جہانبانی پر بیٹھی مُسرحمو کی ران کا علاج ہونے لگا مرہم سحر لگایا گیا اُسوقت
ضرغام بھی آیا اور خلعت دکھا کر حال شاہ جادوان و مصور تمام و کمال بیان کیا سب اسکی دلیری
پر ہنسے لگے اور ملکہ نے بھی خلعت دیا وہان سے مال بارگاہ مصور دریافت کرنے پھر روانہ ہوا جب
لشکر مین پہونچا دیکھا کہ شہاب جادو فرستادہ حیرت برائے دریافت حال جنگ آیا تھا پھر اسوا جاتا
ہے بھی صورت خدمتگار کی بنکر اُسکے ملازمون مین ملکر داخل بارگاہ حیرت ہوا شہاب
نے حیرت سے عرض کیا کہ مرشد زاد سے آئے اور بوجہ زخمی ہونے اپنی بی بی کے لڑنا موقوف کرکے
داخل بارگاہ ہین ملکہ لشکر خاموش ہو رہی لیکن مصور نے اگر بی سے پوچھا کہ مزاج کیسا ہے وہ اُٹھ بیٹھی
اور کہا مجھکو تمھاری سلامتی درکار ہے مین سب طرح اچھی ہون یہ کہکر مرہم سحر زخم پر لگایا اسنے کہا صاحب
تمنے بُرا کیا مین تو لڑ رہا تھا جلد کرکے بلا لیا آج مین سب کا خاتمہ کر دیتا خیر اب چلو ملکہ حیرت کی بارگاہ
مین بیٹھکر تماشا دیکھین یہ کہکر سے زوجہ سوار ہوکر بارگاہ حیرت مین آیا اور دنگل پر بیٹھا ساتیان مہلقا حاضر
ہوے تماشا ہونے لگا دور جام لعلوانی شروع ہوا حبیب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا اسنے حیرت
سے کہا اے ملکہ مجھکو شاہ جادوان نے تپلا بھیجکر سیر کے اُٹھا منگایا تھا چنانچہ مجھکو خلعت دیا اور سرفراز فرمایا
اور صید کو جو مجھے پکڑ لیگیا تھا خوب گالیان دین اور زدوکوب کرایا اگر مین نہ بچاتا تو قتل کروا لیتے مین نے
عرض کیا کہ مین سب کو مزہ سحر قتل کرون گا آپ چھوڑ دیجیے بادشاہ نے میری خاطر چھوڑ دیا از بسکہ
ضرغام وہان موجود تھا اسنے اُنکا بیان اسکا سُنکر کہا جھوٹے پر لعنت ابے گالیان کچھ ایسے کھاتے
ہین دیکھ ہتو یہ خلعت لیکر وہان سے آتے اور تو بیٹھا رو دیا کیا یہ کہکر چاہتا تھا کہ بھاگے حیرت
نے کہا تجھے قسم ہے کہ نہ بھاگنا مجھ سے سب حال کہتا جا یہ ٹھہر گیا اور حملہ کیفیت سامنے آکر بیان
کرکے خلعت شاہ جادوان کا دیا ہوا دکھایا اُسوقت مصور ایسا ذلیل ہوا کہ رونے لگا اور چاہا
کہ ضرغام کو پکڑ لے مگر حیرت مانع ہوئی کہ جب شہنشاہ نے اسکو خلعت دیا اور تعرض نہ کیا تو
مجھکو بولنا لازم نہین اور ضرغام کو اشارہ کیا کہ وہ جست کرکے نکلگیا مصور نے کہا کہان جائیگا
آج صید اور سردار حریف کو زندہ نہ رکھون گا اگر ایک بھی بچ جائے تو اپنا نام نہ رکھون یہ کہکر فرط غضب سے
اُٹھا کہ پکڑ لے لیتا ہون حیرت نے کہا آپ کو اختیار ہے ہم تو سمجھانے سمجھاتے تھک گئے آپ نہ مانے تو
کیا کیا جاے صورت نگار نے کہا مین جاتے نہ دونگی اگر گیے تو جان دیدونگی اُسنے کہا اے بی بی اگر

اسوقت تجھکو روکا تو میں اپنے تئین اور تجھین ہلاک کرون گا یہ لشکر روانہ ہوا ازوجہ اسکی مجبور ہو رہنے لگی آخر اور تو کچھ بن آیا باہر نکلکر بفکر سحر بجائی کہ لشکر مین کمر بندی ہوئی یہ فوج لیکر چلی ادھر مصور پہلے ہی باہر آکر مرکب پر سوار ہوکر چلا تھا قریب لشکر مہرخ پہونچا ہرکارون نے خبر مہرخ کو پہونچائی کہ قرغام کے ہاتھ سے ذلیل ہوکر نہایت غیظ و غضب سے مصور اسر آتا ہے مہرخ نے یہ خبر لشکر جلد بفکر سحر کو دم دیا فوج کا ہر سردار مسلح و مکمل ہوا پلٹن اور رسالے درست ہونے لگے کہ اسوجب نظم

چو برخاست آوائے کوس از درش	بپوشید جوشن ہمہ لشکرش
بزد نائے روئین ابر پشت پیل	جہان شد ز لشکر چو دریائے نیل
بگردان لشکر سرش آواز کرد	کہ اے نامداران و مردان مرد
ہمہ رزم را دل پر از کین کنید	تن دشمنان جملے زو ہین کنید
ہمہ ساختہ کینہ و جنگ را	ہمہ تیز کردہ بچون چنگ را
خدا از سُم اسپان زمین سنگ رنگ	ز تیرہ ہوا چو پشت پلنگ
تو گفتی ہوا کوہ آہن شدست	سر کوہ پر ترگ و جوشن شدست

غرضکہ ادھر سے پہونچی ادھر سے برسم یلغار مارے محبت کے صورت نگار روح لیے ہوئے آئی کہ بیت تو گفتی نہ شب بود پیدا شد و زہ پنہان گشت خورشید گیتی فروز اور مصور تو پہلے سے آچکا تھا اسنے لشکر کو جمنے بھی نہ دیا ایک نارنج سحر بڑھکر لشکر مہرخ پر لگایا کہ وہ نارنج بالا سے ہوا جاکر شق ہوا اور ہزار ہا تیر و پیکان اسمین سے نکلکر لشکر نوین پر گرنے لگے ساحر وغیرہ ہزار ہا زخمی ہوئے ادھر کے لشکر نے بھی سبقت کی اور لینا لینا کہکر چلے اسنے دوسرا نارنج مارا کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی اور اسمین سے کبھی برق و گرز و دم برسنے لگے جسکو افسون نے کاٹا وہ پانی کیطرح بہگیا اس عرصہ مین مصور نگار نے بھی فوج کو للکارا کہ ہان لینا اتبود و لشکر باہم ملگئے شور آفت نا برپا ہوا یہ حال تھا کہ نظم

سپاہ اندر آمد بگرد سپاہ	یکے بانگ برخاست از رزمگاہ
سراسیمہ شد دست از دار و گیر	ہوا آمد یکے ابر و باران تیر
ز تیغ و ز گرز و ز کوس و ز گرد	سیہ شد زمین آسمان لاجورد
تو گفتی بدام اندرست آفتاب	دگر گشت هم سپہر اندر آب

مہرخ نے یہ زور شور دیکھکر تصور کیا مصور آج شکست دیدیگا یہ غور کرکے لبان شیر غضبناک آگے بڑھی اور کچھ خاک جھول سے نکالکر سحر دم کرکے اس ابر پر جسپر ہار و عقرب برس رہے تھے پھینکدی خاک پڑتے ہی وہ ابر کے ٹکڑے ہوکر اڑ گیا اور سب ٹکڑے لشکر مصور پر گرے کہ وہ فوج لیس پا ہوکر عقب مصور ہوگئی اُسوقت مہرخ زمین پر اُتری اور اُسیطرح کہ صبور کا حصار اگیار کرکے بنایا تھا درست کرکے سحر پڑھا کہ فی الفور ایک نیل گاؤ صحرا کی طرف سے حسب کرتا ہوا آیا اور گرد مہرخ پھرنے لگا اسے کہا کہ جا مصور کو مار نیل گاؤ کان علم کرکے سینگ اُٹھا کر دوڑا مصور مہرخ کی طرف گھوڑا اُٹھا کر چلا کہ گاؤ نے آکر سینگ مارے اور مرکب کو سینگون پر اُٹھالیا مصور کود کر الگ کھڑا ہوا اور دوسرا مرکب منگا کر جلد سوار ہوکے نیل گاؤ پر حملہ کیا نیل گاؤ گھوڑے کو پھینک کر جنگل کیطرف بھاگا ہر چند روکنا چاہا نہ رکا مصور نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا لشکری پیچھے دوڑے اور پکارے حضور کہان جاتے ہین لیکن انسنے سنا ٹے مین گھوڑا دوڑنے کے کچھ نہ سُنا اُدھر مہرخ نے سحر پڑھکر دستک دی اور پکارے کہا کہ شکار نیل گاؤ کا مبارک ہو جائے اب پھر کر نہ آئیگا یہ کہکر چاہا کہ لشکر پر اُسکے حملہ کرے صورت نگار نے خندطبل باز گشت بجوادیا لشکر دونون پھرے اور داخل خیام ہوے صورت نگار متردد و متفکر اس امر سے کہ یہ نیل گاؤ کیسا تھا اور تسوہر سیرا کیون اسکے پیچھے گیا بارگاہ حیرت مین آئی اور سب حال لڑائی کا بیان کرکے کہا مجھے یقین ہے کہ تسوہر میرا نبیرۂ سامری ہے کسیکے سحر سے ہلاک نہ ہوگا لیکن عیار دن سے البتہ خوف ہے اسی ملکہ کسیکو پھر خبر بھیجنا چاہیے کہ عیار ضرر نہ پہونچا سکین حیرت نے سارا ماجرا سُنکر گردن جھکالی اور کہا بی بی ہر چند کہ تم نبیرۂ سامری کی زوجہ ہو پر سامری کی کہلاتی ہو لیکن سحر کا طریقہ نہین جانتی ہو اب عیار تمھارے میان کو زک پہونچا کے کبا کرینگے یہ نیل گاؤ اس طرح کا سحر ہے کہ اسی سے بچنا مشکل ہے مہرخ بادشاہ لشکر کچھ تو سمجھ کر ہوئی ہے ایسی ویسی تھوڑی ہے یہ سحر کسی سے نہ اُترا تھوڑے عرصہ مین میان تمھارے تمھین مارنے آتے ہون گے شاہ جادوان کو خلد لکھکر بھیجنا چاہیے وہ شاید رد سحر کرین فرزند اور کوئی نہین کرسکتا مین اسی دن کیلیے سوچتی تھی اور منع کرتی تھی صورت نگار یہ باتین سُنکر رونے لگی اور حیرت نے سب حال مصور کے لڑنے کا اور نیل گاؤ کے پیچھے جانے کا شاہ سامران کو لکھکر بھیجا تیلا سحر کا نامہ لیکر باغ سیب مین آیا بادشاہ طلسم تخت حکومت پر جلوہ گر تھا کہ نامہ پہونچا نامہ

پڑھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا کہ ہاے یہ کائنات کے سحر ہمارے تیلے ہوئے ہماری ہی فوج پر ہوتے ہین
یہ افسوس کرکے باغبان وزیر کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے دستور دانا یہ سحر مہرخ کا وہ ہے کہ سارا عالم
اگر دور کرے جب بھی دفع نہوان مین خود جاؤن تو البتہ روا سکا ممکن ہے باغبان یہ تقریر سُنکر عرض
پیرا ہوا کہ حضور مجکو حکم دین کہ آپ کے عوض جاکر کام کرون افراسیاب نے کہا اسمین جان کا
خوف ہے اگر خدا بھی کچھ فرق کردے ہلاک ہوجائگے وزیر نے عرض کیا میری مجال ہے جو خلاف حکم
بادشاہی عمل مین لاون یہ عرض سُنکر بادشاہ طلسم نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین سے ایک تیلا
کئی گز کا جسیم ولحیم پیدا ہوکر سامنے آیا اور بادشاہ کو سلام کرکے ٹھہرا بادشاہ نے کہا کہ اے ملازم
سامری مجھکو تھوڑی سی روئی اسطرح کی جو لباس حمنبدبا سامری مین بھری گئی ہو اور خداوند نے
وہ لباس پہنا ہوا سمین کی چاہیے وہ تیلا ہنسا اور گویا ہوا کہ اے شاہ تیرا ہی مرتبہ ایسا ہے کہ جو کچھ تو
مانگے حاضر ہوسکتا ہے یہ کہکر غائب ہوگیا اور بعد لمحہ کے تھوڑی سی روئی لے حاضر ہوا شاہ طلسم نے
وہ روئی لیکر پہلے سر پر رکھی آنکھون سے لگائی پھر سحر الیسا پڑھا کہ وہ روئی ہاتھ پر سے اُڑکر سمت ہوا
گئی اور ابر بنکر تیار ہوئی لگا ابر سر پر بادشاہ کے آکر مثل چتر پھرنے لگا بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ اب تم جاؤ
لگا ابر ساتھ لو اور جہان مصور کو پاؤ اس ابر سے حکم کرنا کہ چشمہ سامری برسادے یہ ابر بسکا سحر
دفع ہوجائیگا باغبان یہ حکم سُنکر اُٹھا اور آداب بجالاکر رخصت ہوا اپنے تخت پر سوار ہوکر چلا شاہ نے
اُس ابر سے بھی حکم دیا کہ اسکے ساتھ جاؤ اور جو یہ کہے بجالاؤ لگا ابر سر پر باغبان کے آکر چھایا اور
یہ روانہ ہوا زوجہ اسکی ملکہ گلچین جادو اپنے باغ مین تھی اُنسے شوہر کے جانے کی خبر سُنکر ایک تیلے
کو بھیجا کہ جائے اور وزیر مذکور کو یہان بلا لائے کہتا ایک بات سنتے جاؤ تیلا راہ مین اسکو ملا اور پیام کہا
یہ اپنی زوجہ کے پاس آیا حال اُسکے باغ وغیرہ جلد اول مین بیان ہوا ہے غرضکہ بی بی نے اُسکی
سمجھایا کہ صاحب تمکو مین نے بارہا منع کیا ہے کہ اس لڑائی مین عبث ہر ایک مارا جاتا ہے تم دخل نہ دو
مگر تم مانتے نہین ہو مناسب ہے کہ اب بھی باز آؤ کہیں مارے ہمدم کے ہاتھ سے نہ جا چکے ہو دیکھو منع کرتا ہون
مانو ورنہ پچھتاؤگے باغبان نے جواب دیا تمھارا کہنا سب صحیح ہے مگر نوکری کرکے انسان تابعداری سے
نہین سکتا مالک کے کام کو کہانتک نہ جائیگا فی الجملہ باغبان تو بسبب سمجھانے اپنی زوجہ کے جسکے
یہان ٹھہرا آخر اُسکو مہانش کرکے روانہ ہوا مگر اتنے عرصے مین مصور نیل گاؤ کے تعاقب مین لشکر سے بہت دور

نکل گیا اور ایک صحرا سے فرح افزا مین پہونچا کہ دامن دشت دامن گلچین گل و ریاحین سے نظر آتا تھا چشمۂ حقر ہر ایک دُر السبان لہراتا تھا پچھلا پہر دن باقی تھا سہانہ وقت سایہ ڈھلا جا نوذ لکا ہر شجر پر سبز الینا نہایت لطف دکھاتا تھا کہ

دشت رنگین ہر طرف دیکھا	دامن کوہ پُر فضا دیکھا
چشمہ لہرا رہے تھے ایسے صاف	چشمۂ مہر و ماہ سے شفاف
دامن دشت دامن گلچین	سوے جانان کمر طرح سے رنگین
قیس کی روح نے لبایا تھا	رُخِ لیلیٰ کا صاف نقشہ تھا
سرو الفت ہر ایک بگولا تھا	آہ عاشق ہوا کا جھونکا تھا

مصور اُس جگہ مسرور و شاد ہوا اور گاؤ بھی آہستہ آہستہ چلنے لگا غرضکہ گاؤ اُسکو سر دکھاتا ہوا ایک حصار کے قریب لایا اس صحرا مین وہ چار دیواری زمرد کی بنی تھی کہ واقعی عروس بہار کی حجلہ عروسی تھی وہ گاؤ اس احاطہ مین چلا گیا یہ بھی اُسکے فراق مین اندر قدم زن ہوا وہان چمنستان پر بہار لگا تھا سبحان اللہ دل رضوان سیر کو اسجگہ کی لہراتا تھا سبزہ نوخیز وہان کا سبز رنگان دہر کی مژگان کو شرماتا تھا آنکھین نرگست سے جھکا تا تھا گلہاے سمن و نسرین نازکبدن گلرنگ کو بلکہ سیوتی سے رنگ کے معشوق کو شرمندہ کرتے گل بصد تجمل زیبدہ و سادہ گلشن تھے روشن پڑی لہراتے سرو شمشاد مثل نوجوان نوخواستہ نرگس دہان ہمہ تن نہ تھی تندرست تھی بیل ہر شجر کی درست تھی ملوکہ

تھے در گل سے سب درخت نہال	شاخ ہر ایک وان کی مالا مال
تھا کسی جا چھپا پھول نرگس کا	اُس نے تھا چشم منظر کا پایا
عکس افگن تھے اسطرح اشجار	جیسے گلشن مین چھائے ابر بہار
لالہ سرخ تھا کہ سین پھولا	داغ عاشق کے دل کا تھا نقشا
سنبل تر لبان شیفتہ سر	بلبل بیکرار ہے وہان اکثر

سایہ چمنستان کے بارہ دری عالیشان تھی اوج مراتب مین سر فراز آسمان تھی سقف ایوان پر کنگرے مثل انجم سپہر برین جواہر نگار روشن جیسطرح کا جبین اُس مکان کو چار چاند لگا رہے تھے محرابہ دروازون کی بلند آسمانی دالان مین سر دے پڑی تھی گوش محل کی ڈیوڑھی کی شان

رکھتے تھے گلبدن اُن کا وصف سننے کو کان رکھتے تھے مصور حیران کار سیر دیکھتا ہے گے بڑھا وہ گ
بھی ماہ دری کی طرف چلا اندر سے پردے کے دو ہاتھ تیر و کمان لیے نکلے اور سرسر کرتے آواز آئی
تیر اُس گاؤ پر آکر پڑا کہ وہ گرا اور پانی ہو کر بہ گیا مصور اُن دونوں چہرہ نگارین کو دیکھکر بیتاب ہو گیا
اور سوچا اس پردے مین کوئی صیاد صید کن دلہاے عشاق ناشاد ہے دل چھین لینے مین بہت
طاق اور مشاق ہے یہ سوچکر دل سر دست کھو بیٹھا ہوش و حواس سے ہاتھ دھو بیٹھا پردے کے پاس
آکر پکارا کہ بیت چنگل شاہباز ناز مجھ سے دو چار کیجے یہ وادی دل مین آیئے سیر شکار کیجے ہاے
او ظالم اظلم تو کون ہے کہ مین شکار کو آیا تھا میرے صید کو بھی شکار کیا اور میرے دل کو در پردہ تیر خطا کا
نشانہ بنایا تیرے تیر کے ساتھ اپنا یہ حال ہوا ہے کہ فرد جاتے ہین نفس کو توڑ سارے سوانست
کو چھوڑ کے پھر ہون اُسی طرف روان آتش و باد و آب و خاک یہ جب اُسنے یہ کلام کیے اندر سے آواز
آئی کہ مرد دنیا مین بیوفا ہوتے ہین مطلب کے آشنا ہوتے ہین اسی لیے ہمنے آبادی سے منھ موڑا
محبون کردار جنگل اپنا مسکن بنایا رشتہ الفت اہل عالم توڑا مصور نے یہ سُنکر کہا نظم

اس بندے کی چاہ دیکھے گا	اور اُس کا نباہ دیکھے گا
مین کیسی نباہتا ہون تم سے	الٹا رالہ دست دیکھے گا
فوجین استکون کی تل رہی ہین	یہ حشمت و جاہ دیکھے گا

اے عربدہ ساز و اے نیرنگ پرداز انجمن محبوبی مین کبھی آپ کی اطاعت سے منھ نہ موڑونگا
تمام عمر غلامی سے گردن نہ پھیرون گا یہ کلمات کہنا تھا کہ صدا آئی کہ بہتون کو غلام ہوتے دیکھا
ہے ایک تم باقی ہو اچھا اندر آؤ تمھارا بھی عشق دیکھین کیسا ہے مصور یہ سُنکر شاد شاد پردہ اُٹھاکر
اندر آیا پردہ کیا اُٹھایا کہ پردہ نام و ننگ اُٹھ گیا ایک آفتاب محشر کو کہ پردہ ابر مین چھپی ہوئی تھی
واہ ری عربدہ ساز کہ ہزار ہا نیرنگیان جسکے تاؤن پر لکھی تھین کہ ہاتھ دکھاتے ہی کیا جادوگری کا گر تمھین
یاد تھا کہ ایسے شکار کو دیوانہ کر دیا مصور کی آنکھ برق تجلی جمال سے خیرہ ہوئی واہ واہ زلف سیاہ
کا قرین چشم آنے سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ سنبل و نرگس چشمہ شوخی اشنان کرنے آیا تھا سنبل سنبل
آہوان ختن نے تسمیم کا کل عنبر کو سونگھنا چاہا تھا آنکھون کے لال ڈورے برق سپہر
شرارت تھے نگاہ بجلی کی طرح کوندتی تھی صاعقہ کو سبزہ کی طرح روندتی تھی رخسار اُسکے

گلزار حسن کے گل تھے لب معجز نما نزاکت مین گلبرگ جان بلبل تھے لب نازک کے قربن جان تھا
نہین نہین اشتیاق بوسہ مجسم ہوا تھا عشاق کا خیال مختصر یہ کہ وہ جان جہان عشاق کی جان تھی نظم

آستین کو چہ مہتاب نظر آتی تھی
اسکی ساعد کے چمکنے کی تھی یہ پھیلاوٹ

سینہ جون آئینہ شفاف شکم ایسا صاف
جسمین مخمل کے شکن کی سی پڑی ستھری پٹ

سبز سبز اسکے وہ سب رونگٹے یا دانے تل
سیلی ایسی ہی دھوان جیسے کہ سنبل کی لٹ

قمقمے نور کے تھین اسکی کچین وہ دونون
ہوا نہین دیکھتے ہی اور ہی کچھ للچاہٹ

گرگ باد کشان رنگ ترے ہے وہ دونون
دل یہ چاہے کہ انھین دوڑ کے لے بھاگے چٹ

گدگدا ہٹ پہ اگر ناف کی پڑ جاے نظر
لیں کدہ سلت خیال اس سے دہن جاے لپٹ

ہو یقین دل کو کہ ہے حسن کے دریا کا بھنور
گھر کے ساری ہی نزاکت یہان آئی ہے سمٹ

مصور اسکے حسن کو دیکھکر حیران رہگیا اور اس آئینہ رو نے ہاتھ پکڑکے کہا کہ صاحب آئے ہو تو بیٹھ جاؤ یہ حکم پاکر بیٹھا اسنے جام بادہ گلرنگ لبریز کرکے کہا کہ لیجیے یہ ساغر الفت ہے نوش کیجیے اور مجھ سے عہد و پیمان کیجیے قول و قسم دیجیے کہ کبھی کسی اور سے دل نہ لگاؤن گا اور مرد یا عورت آشنا اب میرے پاس ہوگی اس کا سر کاٹ لاون گا مصور نے وہ جام اسکے ہاتھ سے لیا اور کہا تجھ پر جب اپنی جان نثار ہے تو پھر اور کسیکی جان کیا حقیقت رکھتی ہے جو دل کیا مردار ہے مین ابھی اس کا سر لاکر تیرے قدمون پر نثار کرون گا اور تمام عمر غلامی مین رہون گا کہ بیت گر دست دہد جام مے و یار لب یار پائے سبارکت فشانم ؎ یہ کہکر وہ جام پی گیا اور منہ بڑھایا کہ اب اپنے لب شکربار کا بوسہ دے کہ بیت ازان لب جان مدہ کس را دگر خواہی کہ جان بخشی ؎ مرا بارے کہ من جان دادہ ام عمرے برائے تو اس ستمگار دلدار نے منہ ہٹا دیا اور کہا صاحب تم اپنی بی بی کا سر کاٹ لاؤ گے اسوقت اپنے مطلب دلی کو پہونچو گے شراب وصل سے سرشار ہوگے مصور یہ مژدہ جان بخش سنکر اٹھا اور یہ کہتا چلا کہ ابیات

من با تو بگویم سخن و قول من یکیست
امنیست قول من کہ شنیدی سخن یکیست

صد بار اگر تو خو کنت خوبان شکست بانیت
خسرو ہزار خسرو لشکر شکن یکیست

غرض کہ باہر آکے مرکب پر سوار ہوکے برسم یلغار لشکر مین بی بی اسکی بارگاہ حیرت آگرہ خیمہ مین بنے تھی کہ یہ قریب خیمہ ٹھہرا اور دو چار کنیز ہین ترکنین حبشنین جو پھرے پر تھین انھون نے سلام کیا اسنے

سلام کے عوض اُنسے پوچھا کہ مالزادیو جلد تبلاؤ وہ غنچہ صورت نگار کہان ہے کنیزون نے یہ سنکر گھبرا
اور کہا حضور آپ ملکہ عالم کی نسبت یہ کیا فرماتے ہین اُسنے کہا مین اُس حرامزادی کا سر کٹوا لیجاؤنگا
کہ معشوق مجھسے راضی ہو یہ کلام جو کنیزون نے سنا گھبراکر ایک اندر گئی اور بی بی سے کہا آپ بیٹھی
کیا کرتی ہین میان بھیرسری ہوکر آئے ہین آپ کو مارنے کہتے ہین صورت نگار تو حیرت کی
سُن چکی تھی کہ مصور سڑی ہوکر آئیگا یہ خبر سنتے ہی سمجھی کہ یہ وہی معاملہ ہے پس بیتابانہ بارگاہ سے نکلکر
بھاگی سحر بھی نہ کیا کیونکہ جانتی ہے شوہر میرا مجھ سے زبردست ہے ایسا نہو کہ مجھکو ہلاک کرے غرضکہ
اسکو بھاگتے شوہر نے اسکے دیکھا اور للکارا کہ او فاحشہ بیوا کھڑی تو رہ کہان مجھ سے بچکر جائیگی یہ کہکر
پیچھے دوڑا صورت نگار سر پر پاؤن رکھکر بھاگی افسران لشکر نے جو یہ حال دیکھا چاہا کہ روکین
مگر باہم کہا کہ میان بی بی کے مقدمہ مین دخل نہ چاہیے یہ سوچکر سب رکے اور یہ پیچھے ہوا لیطرح اُسکے چلا
آخر یہ مردود عورت قریب پہنچ گیا اُسوقت صورت نگار دہشت جان سے گر پڑی اور پشواز الٹ
گئی مبدازار ٹوٹ گیا کنیزین پروانہ وار اُس شمع انجمن ساحری آگرین اور جلد پشواز درست کی دیکھا تو اُنکا
پیشاب خطا ہوگیا ہے اُسیطرح بوندین پیشاب کی ٹپکتی ہوئین کنیزین اُسکو اُٹھا کر تے بھاگین مصور نے بڑھکر
دو ایک کو زخمی کیا لونڈیان بُرا بھلا کہتی ہوئی بھاگین کہ یہ سوا آپ سے گذر گیا ہے نگوڑمارے کو بڑھاپے
مین یہ حوصلہ سوجھا ہے کہ گھڑی گھڑی سحر کی نپلیون پر عاشق ہوآتا ہے ایک بولی کہ اس بوبک ہاے وائے
کرنا دم عاشقی کا بھرنا پھوٹے مُنھ نہین اچھا لگتا دوسری بولی کہ نگوڑمارے سے لڑنے کو کسنے کہا تھا
کہ وہان دمبدم جاتا ہے اور سڑی ہوکر آتا ہے تیسری بولی قربان ایسے لڑنے کے جب پھرے
تو گھر ہی والون پر جوتا تیز کیا صحرخ اور بہار کے سامنے تانی مرتی ہے وہان سوا ے ہاتھ باندھنے
کے اور کچھ نہین ہوتا ہے غرضکہ ایک ہنگامہ عظیم برپا ہے یہ ہر ایک کو سگ دیوانہ کیطرح مارتا پھرتا ہے
لوگ بھاگتے ہین لشکر مین کمر بندی ہوئی ہے کہ ہین ضرر نہ پہونچاے جو کوئی ادھر سے نکلتا ہے لوگ
منع کرتے ہین کہ ادھر نجاؤ ایک سڑی آیا ہے دور دور سے لوگ دھیلے اور پتھر مارتے ہین لونڈے ایک طرف
تالیان دے رہے ہین لوہے دھتا ہے کا شور ملتا ہے جب یہ آگے بڑھتا ہے لوگ ساتھ ہوتے ہین لڑکے کتے
ہین جاتا ہے لینا جاتا ہے جب پیچھے پھرتا ہے سب بھاگتے ہین جب اسکے کوئی دھیلا لگتا ہے یہ کہتا ہے ملیت تجھ
چڑکین نہ کیون طفلان بے پروا نک ہ کیا مزا ہوتا اگر تیر مین بھی ہوتا نک ہ حیرت نے جو یہ غلغلہ سنا پوچھا

کہ یہ کیا غل ہے ہنوز کوئی خبر نہ لایا تھا کہ کنیزن صورت نگار کو بشباب مین لت پت لیے ہوے پہنچین
حیرت نے دیکھا کہ سب بدحواس اور صورت نگار کا پاجامہ ناف سے نیچے اترا ہوا دوپٹہ کہین محرم
کہین کچھ عجب عالم ہے انسے پوچھا کہ کیا ہوا سب یہی کہتی ہین کہ وہ آگیا کوئی یہ نہین کہتا کہ مصور آگیا
اور ہوش مین آکر صورت نگار تخت کے نیچے چھپ رہی اور حیرت باہر نکل آئی لڑکون اور لشکریون
کو روکا اور آپ قریب آئی کہا اے مرشد زادے آپ کسکو مارتے پھرتے ہین اُسنے بغور صورت دیکھکر
حیرت کو پہچانا اور کہا اے ملکہ مین اس تم صورت نگار کو ڈھونڈھتا ہون حیرت نے کہا آیے
مین آپکا اُس کا سامنا کردون مصور اسکے ساتھ بارگاہ مین آیا اور کرسی پر بیٹھا مگر نہایت مضطر ہے
کہ کہیں کوکسی طرح پاؤن تو سر کاٹکر مشوقہ کے پاس لیجاؤن پس لمحہ بہ لمحہ کرسی سے اُٹھتا ہے حیرت روکتی ہے
کہ صاحب ٹھہرو مین نے لوگ گرفتار کرنے کو بھیجے ہین وہ آیا چاہتی ہے یہ کہکر رد کتی ہے اور سحر پڑھ پڑھکر
پھونکتی جاتی ہے کچھ اثر نہین ہوتا ہے اور عیارون نے یہ سب خبرین مہرخ سے کہی ہین وہان سب بیٹھے
قہقہے لگا رہے ہین تعریف ہو رہی ہے کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا سحر کیا ہے مہرخ کہہ رہی ہے کہ اس سحر کا
لطف جب ہے کہ رومی لباس سامری کی بادشاہ طلسم کو نہ ملے اور وہ بھڑوا بھی عاجز آئے فی مجلد مصور
پھر گھبراکر اُٹھا اور کہا اے ملکہ جلد بلوایئے اس مالزادی کو کہ مین سر کاٹکر اپنی مشوقہ کو بھیجون حیرت
نے کہا اچھا بلواتی ہون لیکن اُسکے مارنے سے کیا حاصل ہے اُسنے کہا اس بیسوا کے جینے مین کھکا ہے کا اور
دوسرے فرمائش معشوقہ مین تاخیر ہون کہ اُسنے سر مانگا ہے حیرت نے کہا مین بغیر قتل صورت نگار
تمہاری مشوقہ کو بلوا دیتی ہون اور چاہا کہ کسی زن حسینہ کو بلواکر اس کا دل اُسکی طرف مخاطب کرون
لیکن اُسنے کہا کہ مین بغیر قتل کیے اپنی روبہ کے باز نہ آؤن گا افسوس کہ مشوقہ کبھی نہ کبھی ایک لونڈی
کنیزک کا سر مانگے اور عاشق سے فرمائش پوری نہ ہو سکے یہ کلمات سُنکر صورت نگار کا زرد تخت
یہ حال ہوا کہ تھر تھر کانپنے لگی لیکن اور دلگی سُنیے کہ صبا بعد جرد دینے اپنی مالکہ کے پھر اُس کا تماشہ
دیکھنے آئے تھے اُن مین سے برق بصورت جوبدار یہان کھڑا تھا اور صرصر بھی حاضر تھی اُسنے
صرصر کے بازو مین چٹکی لی جب اُسنے پھر کر دیکھا اُسنے چپکے سے کہا کہ کیون اُستانی کبھی تم نے طلسم مین ایسی
لڑائی بھی دیکھی تھی یہ سحر بھی کرتے کسیکو سنا تھا صرصر نے یہ سُنکر اُسکو پہچانا اور خنجر کھینچکر برق نے
مرہا کھڑا تھا اُسکا بازو پکڑ کر سامنے کر دیا اور رہچلا کی آپ اُسکے پیچھے ہو گیا خنجر مرد مہ پر پڑا کہ وہ زخمی ہو کر گرا اور یہ

مردہون وغیرہ نے قتل مچایا کارے لینا یہ عیار ہے اسنے مارا ہے باہر کے ساحر یہ سمجھکر دوڑے کہ شاید **مصور** مار رہا ہے اور صرصر بھی کہ اسوقت عیار کے دھوکے مین تو پٹ جائیگی نکلکر اوپر چلی آنا یہ سمجھکر حسبت کہکے بھاگی **حیرت** کو یقین کامل ہوا کہ یہ عیار بشکل صرصر تھا بس اسنے سحر کیا کہ صرصر باہر جاکر ٹھہر گئی اُدھر سے جو ساحر دوڑے تھے وہ پکڑکر اندر لائے **حیرت** نے حکم دیا کہ مار پڑے مرد ہے اور چوبدار وغیرہ مارنے لگے ہرچند یہ کہتی ہے کہ مین صرصر ہون عیار وہ چوبدار بنا ہوا کھڑا ہے مرد ہے کہتے ہین کہ دیکھیے ہمارے بھائی کو عیار بتاتا ہے اور آپ بچنا چاہتا ہے کہتے ہین اوہو رہے ہین اسوقت اور عیار بچیان **صبا رفتار** وغیرہ چارون آگئین اور سبب سامنے رہنے کے انھون نے صرصر کو پہچانا اور ایک حصہ ہاے نفتی مردہون پر مارے کہ بارگاہ مین دھوان ہوشی کا بلند ہوا **حیرت** گھبراکر زور سحر اُو کر گئی کہ معلوم ہوتا ہے اور بہت سے عیار آگئے ہین **برق** نے اس طرح مین دو ایک ساحرون کو مارا غل اُنکے مرنے کا بلند ہوا تو لشکری بھی دوڑے اور **مصور** نے اٹھکر مارنا شروع کیا تو سول بنسول تینون سحر چلنے لگا اب عیار بچیان صرصر کو لیکر نکل گئین اور برق بھی کتا رے ہوا لیکن یہان ہر ایک کی زبان پر نعرہ بلند ہے کہ لینا مارتا جانے پتاے جو آتا ہے وہ یہی کہتا ہے کچھ سر و پا وُن نہین کہ کسکو بلدین بعض لوگ بھاگے جاتے ہین دو کا مین لشکر کی بند ہوئی ہین جو کوئی پوچھتا ہے کہ کیا ماجرا ہے کہتے ہین کہ وہ آگئے اسی ہنگامہ مین **حیرت** نے بلندی پر سے دیکھا کہ عیار کوئی نظر نہین آتا سمجھی کہ سب نکلگئے اسنے سحر بند کیا کہ وہ ہنگامہ مٹا یعنی لشکری ہونے سے تھم گئے لیکن **مصور** بموجب اس مثل کے کہ دیوانہ را ہوشے بس است نہین رکتا ہے **حیرت** جلد اسکے پاس آئی اور کہا تمھاری بی بی کے سر کیلیے مین یہ ہنگامہ ہوا ہے چلو سر اُس کا آیا ہے پر لشکر وہ ساتھ ہوا ہی اور ملکہ نے کہا جلد بتا دی کہ لشکر مین امان ہوئی عیار بچیان بھی بارگاہ مین آئین ملکہ نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا تھا اُنھون نے کہا کہ اسطرح عید نے وقت خنجر زنی مرد ہے کو ساتھ کر دیا تھا یہ اسکا ادھر اُدھر دیکھا **برق** پر صورت بدلکر آکھڑا ہوا تھا اُسپر صرصر کی نگاہ پڑی کہا دیکھیے یہی سوانگ **برق** یہ کہتا ہوا بھاگا کہ ہم پر دو عیار کو مارنے آئے تھے **حیرت** دنگ ہو گئی اور کہا دیکھے سامری ان سوزیون کے ہاتھ سے کب نجات دیتے ہین یہ کہکر **مصور** کی دیوانگی مین مصروف ہوئی اور **برق** نے جاکر حال سارے ہنگامہ کا **مہرخ** سے بیان کیا یہان تو یہ حال ہے لیکن ہر

باغبان جب اپنی زوجہ کو سمجھا کر روانہ ہوا اور سحر کے پار اُترا اور جو بتا کر بادشاہ طلسم نے دیا تھا
اُسی سمت چلا اور احاطہ سحر کے قریب پہونچکر تخت سے اتر کر اندر گیا جب چبوترہ پر پہونچا پردی کی اللہ سے
آواز آئی کہ کون آتا ہے اگر **مصور** ہے تو ہمارا عاشق ہے آئے اور جو کوئی اور ہے تو مین تیر سے نشانہ
اجل کرتی ہون یہ سنکر تیر و کمان پردے کے باہر نکالا **باغبان** سمجھا کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین اور
مجھکو شاہ جادوان نے جو کچھ سمجھا دیا ہے وہ کرنا چاہیے خلاف اُسکے کرنا خطا پانا ہے یہ سمجھکر جلد وہان
پہنچا اور لکہ اپنا لب اسکے سر پر سایہ فگن تھا اس سبب سے اُس باغ سحر سے نکل آیا مین تو باہر آنا
ممکن نہ تھا اور تلاش **مصور** لشکر **حیرت** مین آیا کیونکہ پردے سے صدا سُن چکا تھا کہ **مصور** عاشق
ہمارا ہے سمجھا کہ وہ دیوانہ ہوکر لشکر مین گیا ہوگا اِسلئے اُسوقت یہ آکر پہونچا کہ یہان وہ ننگا نہ مٹ چکا ہو
سب بیٹھے ہین کہ اسکے آنے کی خبر سنکر ملکہ **حیرت** نے پیشوائی کو لوگ بھیجے انہون نے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور مژدہ دی
پایہ سریر تخت پر جلسہ بیٹھنے کو ملی اور **حیرت** نے اُسوقت ایک ساغر آب پر سحر دم کرکے **مصور** کو دیا کہ پہلے اسے
وہ پانی لیکر چھڑکدیا اور کہا اے ملکہ خاک اس شخص کے سر پر جو عشوقہ سے وعدہ کرے کہ مین کسی کے ہاتھ
سے شراب کا جام نہ پونگا اور پھر ساغر لیکر غیر سے پیے بڑے افسوس کی بات ہے کہ فردی خواہم و کنی کہ
یار نباشد و من باشم و مے ما بشد و خمار نباشد یہ کلمات سنکر **باغبان** نے کہا اے مرشد زادے
مجھکو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تم کو ساتھ لیجا کر تمہاری عشوقہ کو تم سے راضی کرادون تم چلے
ہو کہ شاہ جادوان کے قبضہ مین جو کچھ طلسم مین ہے سب ہے مین جب اُسکو فرمان بادشاہی سناؤنگا وہ بے
ضرور راضی ہوگی یہ سنکر اُٹھا کہ آؤ چلو **مصور** سمجھا کہ **صورت نگار** تو ملتی ہی نہین پھر اسکے ساتھ چلنا
مطلب نکل آئے یہ سوچکر موجب مثل دیوانہ لکا رفویش ہوشیار اُسکے ساتھ ہولیا **باغبان** تخت سحر پر
بٹھا کر سلاتا ہوا کہ ابھی تم اُسکے وصل سے کامیاب ہوگے تسکین دیتا ہوا قریب حصار لایا اور تخت سے
اُتر کر کہا کہ اے مرشد زادے مین بغیر حکم تمہاری عشوقہ کے اندر نہین جا سکتا ایسا نہو کہ تم سے بھی ناراض
ہو اس سے بہتر ہے کہ تم اندر جاؤ اور جب وہ کہے کہ سر لے تو کہنا کہ ہان دروازے پر سر آدمی لیے
کھڑا ہے چلو دیکھو اور سیر حمین بھی کرو پس اس حیلے سے اسکو یہان بلا لاؤ تو مین حکم بادشاہ اُسکو سُناکر
راضی کردون کہ پھر تمام عمر اُسکے پاس رہو اور تم کو وہ کبھی جدا نکرے **مصور** کو یہ بات پسند آئی اور اندر
گیا اُس پری نے پکارا کون آتا ہی اسنے نام بتایا اُسنے پردہ اُٹھا کر اسکی جانب دیکھے مُسکرا کر پوچھا کہو ہماری خواہش

لاے یا خالی ہاتھ پھر آے اسنے کہا بھلا سیری کیا مجال ہے جو خلاف حکم آپکے عمل مین لاؤن گیا اور لایا وہ محبہ بھاگ گئی تھی اس سبب سے اُسکے ڈھونڈھنے مین عرصہ ہوا جب ملی تو سرکا کرلایا اُسنے کہا تو پھیر لاؤ کہان ہے اسنے کہا کہ میرا ملازم دروازے پر لیے کھڑا ہے وہین جاکر دیکھ لیجیے اور آنکھین ملون سے اپنے ملکر گلگشت چمن کیجیے یہ سُنکر وہ سراپا ناز بصد انداز پردہ اُٹھا کر نکل آئی اور اسکا ہاتھ آکر پکڑ لیا گلے مین باہین ڈالکر سمت دروازہ چلی باغبان نے دروازہ سے جھانک کر اسکو آتے دیکھکر لکہ ابر کو حکم دیا کہ آب چشمہ سامری پر سادے ابر گڑگڑا کر چمن پر چھایا اور ایسا چینٹا زور سے پڑا کہ وہ نازنین بھاگکر بارہ دری کی طرف چلی تھی راستے ہی مین شرابور ہوگئی اور مصور سے بھرکہا او ظالم تو نے دغا کی یہ کہکر جوگری کاغذ کی طرح گلگئی اور پانی موصلا دھار پڑنے لگا دیوار ہاے حصار و حمنستان و بارہ دری وغیرہ بالو کی دیوارون کی طرح بہ کر ناپدید ہوگئین مصور پہلے تو چشم حیرت کھڑا ہوا یہ حال دیکھا کیا اور رویا کیا کہ یہ مکان سرانگا نا پائدار ہین حباب کی طرح تھا افسوس یہ کیسا مینہ برسا کون عاشق اسطرح پھوٹکر رویا جسکی آہ سرد ہوا بنکر ایسے ابر کو گھیر لائی جسنے یہ آفت ڈھائی غرضکہ جسوہ جگہ کہ اُس معشوق رعنا کے پرستار ہوچکی اور نگاہ دور اندیش کے سامنے سے وہ دھوکے کی ٹٹی مٹی یہ بھی بیہوش ہوگیا باغبان نے اسکو اُٹھکر اُٹھایا جب اسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ پانی تھم گیا ہے اور مین ایک صحراے لق ودق مین ہمراہ باغبان کھڑا ہون یہ حال دیکھکر مستفسر حال ہوا باغبان نے از ابتدا تا انتہا کیفیت اسکے مسحور ہونے کی بیان کی اور کہا اس جگہ کی زمین دیکھو اسنے جو سمت زمین دیکھا معلوم ہوا کہ ایک گھروندا لکیرون کا بنا ہے اسمین سنیدورے سے درختون کے نقش بنے ہین اور ایک تصویر گاؤ اور تیلی کی بنی ہے اسنے کہا یہی گھروندا باغ مجھکو معلوم ہوتا تھا اور اسی تصویر پر مین عاشق تھا وزیر نے کہا اے مرشدزادے یہ سحر ایسا تھا کہ شاہ تک اُس سے عاجز تھے سامری نے تمھین بچایا اب چلو شاہ تمھین یاد کرتے ہین کہا مین ہو جناب کے شہنشاہ کے سامنے نجاؤنگا مجھکو لشکر مین لیچلو تاکہ اپنی بیبی سے صفائی کرلون باغبان اسکو لیکر چلا اور لشکر مین آیا لشکریون نے حاکر حیرت سے بیان کیا کہ مصور آتے ہین صورت نگار یہ سُنکر تخت کے نیچے سے نکلی تھی اب آتے ہوسُنا پھر تخت کے نیچے چھپ رہی اور کنیزین بھاگین مگر باغبان اسکو لیکر بارگاہ مین اُترا اسنے ملکہ حیرت کو سلام کیا اور اُتر کر بیٹھا ہوش کی باتین کین سب خوش ہوے صورت نگار بھی تخت کے

پیچھے سے نکلی مصور نے اُسکے روبرو ہاتھ باندھے کہا اے بی بی تو میری خطا کو معاف کر دینے جو تجھے گالیان دین اور قتل کا درپے ہوا صورت نگار نے کہا مین اسی دن کیلیے منع کرتی تھی آپ نے نمانا اب یہ ذلت پر ذلت اُٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے اب ہاتھ باندھنا اپنا رہنے دو مین درگذری ایسے ملاپ سے اگر یہ عہد کرد کہ مین اکیلا لڑنے نجاون گا تو البتہ مین بلتی ہون اُسنے کہا اے ملکہ ابھی تو مین بیشک لڑنے نجاؤن گا لیکن ایک سحر میرے باپ نے اپنے باپ سے یعنی سامری سے لیو کیا تھا اور وہ مجھکو بتلایا ہے اُس سحر کو مین تیار کرلون تو ان ذلتون کا بدلا لون گا غرضکہ یہ عہد و پیمان کرکے سب داد عشرت دینے مین مصروف ہوے شراب خوری کرنے لگے اور ہرکارون نے یہ سب خبرین جاکر ملکہ مہرخ سے عرض کین کہ اسطرح باغبان نے آکر سحر اُتار دیا مصور اچھا ہوکر آیا ہے ناچ ہو رہا ہے آج باغبان وزیر کی دعوت ہے تیاری ہو رہی ہے یہ خبر سُنکر مہرخ نے کہا خیر خدا مالک ہے معلوم ہوتا ہے کہ پردہ اُٹھا سامری شاہ طلسم کو دستیاب ہوگیا جسوقت ہی پتہ غفلت مصور کے گوش ہوش سے نکلا یہ کلمات سُنکر برق چوبدار کو جو اُسوقت موجود تھا اپنی جگہ سے اُٹھکر سامنے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ جب آپ سے اور ہمارے مشورہ مصور کے دیوانہ کرنے کی نسبت ہوا تھا تو مینے عرض کیا تھا کہ دوبار آپ کو گر اُسکو سڑی کیجیگا تو ہم بھی کچھ نہ کچھ سزا دینگے اب بموجب اُس قول کے نوبت تو گذشت نوبت ہمارا رسید ہمارا حصہ اس وزیر باغبان کو مرگ دینے کا ہے اور انشاءاللہ سب حیرت و مصور وغیرہ جتنے یہ ساحرین سب کو اگر آج ذلیل نہ کیا تو اپنا نام نرکھا کیونکہ یہ وزیر مسخر اُستاد کے ہاتھ سے کئی بار ذلت اُٹھا چکا ہے مگر باز نہ آیا آج ایسا اسکو ذلیل کرون کہ پھر کبھی مرامزادہ ادھر رخ نکرے مہرخ نے جواب دیا کہ اے حق آپ ایسے ہی ہین اور ہم سب نے آپ ہی لوگون کی بدولت بنایت خدا آج تک فتح پائی ہے اب کیا ضرور ہے کہ آپ تکلیف کرین اگر یہ وزیر لڑیگا تو دیکھ لیا جائیگا ابھی چھیڑنا مناسب نہین کیونکہ خواہ مخواہ سلامت نہین ہین ایسا نہو کہ کچھ بیچ پڑجاے باغبان زبردست بہت ہے برق نے کہا اے ملکہ خدائے تعالی ہمارا قادر و توانا ہے اگر اس وزیر کو سزا ملے گی حسارت یہ جنگ و جدل کریگا اور چھیڑ ملائے آپ ہی کی قول و اقرار جو اُستاد سے ہوے تھے وہ سب بھولگیا انشاءاللہ العزیز مین اسکو قرار واقعی سزا دیدونگا اور علاوہ برین قول سردان جان دار آپ لوگون کی ماری ہوچکی اب ہماری ماری ہے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا اور ازسکہ سرد مار یہ گفتگو جو ہوئی تھی ہرکارون نے لشکر حسرت کے جاکر سارا ماجرا حیرت سے

بیان کیا کہ اسطرح عیار نے دعوی کیا ہے باغبان نے کہا کہ عیارون کی صورت آئی ہے حیرت نے کہا راستہ بند کردینا چاہیے باغبان نے کہا راہ بند کرنے مین معلوم ہوگا کہ ڈر گئے آپ آنے تو دیجیے آئینگے اپنے پاؤن سے لیکن جائینگے کسکے پاؤن سے یہ کہکر چپ ہورہا اور حیرت نے حکم حشن کا دیا ہے کہ آج کی رات اسے دیر تمھاری دعوت ہے کل جانا اسے بھی منظور کیا ہے اسیوقت سے روشنی کی تیاری لشکر مین ہوئی ہے جھاڑ سو سو کنول کا سر قمیذ فرشی دورویہ سڑک کنارے سے استادہ ہین پردے اور ترائون بارگاہ شاہی کو اٹھوایا اس اثنا مین دن تمام ہوا اور دشت عالم مین خیمہ ظلام ہوا عیار عالم آئے گوے آفتاب عالمتاب کو لبان عیاران کیسہ مغرب مین رکھا اور مقراض انجم کو میدان چرخ پر پھینکا کہ بمقتضائے نظم

زمین اُسوقت لگتی یون بھلی تھی	کہ گویا ایک چاندی کی دلی تھی
درختون کو وہان مہ کی ضیا نے	دیے تھے بادلے کے شامیانے

شام سے تمام امرا و زرا افسر لشکر بارگاہ حیرت مین آکر کرسیہاے پُرزر پر متمکن ہوے ساقیان دیدار جام بادہ احمر دینے لگے پری چہرگان یاسمن پیکر ساتھ رقص کرنے لگین گلبانگ عشرت بلند تھی رقص مستانہ اداؤن کا دور ساغر و پیمانہ ہوش ربا ؤن کا اہل انجمن کو لایعقل بنائے تھا چاندنی رات کا عالم لشکریون کی دھوم شمعون پر جیسے پروانون کا ہجوم یہ کیفیت تھی کہ ہدایت چھلکتے نہ تھے ہاتھ مین جام سے جدا ہن بادہ خوارون کے تھے ہنس رہے یہان تو یہ حال ہے مگر برق جو روانہ ہوا تھا پہلے صحرا مین آیا زمیل عیاری کی بجائی قران آواز پر اپنی جگہ سے اسکے پاس آیا اسنے اپنے ارادے سے اسکو مطلع کیا اور کچھ باتین قران نے اسکو تعلیم کین کہ تم جاؤ مین اس صورت سے یہان پہاڑ پر بیٹھا ہون جو کچھ کہ قران نے بتایا ہے حال اس کا آگے بیان ہوگا خرصکہ برق بموجب ہدایت قران روانہ ہوا ادھر صورت ایک خدمت گار کی ایسی بنکر اسی حلیہ دعوت کی طرف چلا وہان حیرت نے خبر دعوی عیاران لشکر صرصر وغیرہ عیار پیون کو بنا بر احتیاط نگہبانی کا حکم بلیغ دیا ہے عیار بچہان ہر طرف ہوشیاری پھر رہے ہین جب برق وہان پہونچا گھات مین ہوا کہ اپنا کام کرون لیکن صرصر کی نگاہ اسپر پڑی اسنے پہچان کر ڈانٹا کہ سوئے تو کیون یہان آیا برق نے کہا اور بھی کچھ کام ہے سوائے مار پیٹ کے باغبان کو مارنے آئے ہین صرصر نے کہا رہ تو جا مونڈی کاٹے ابھی پکروائے دیتی ہون اور حیرت سے کہنے چلی برق بارگاہ سے

جلد نکلگیا اور اُسنے جاکر حیرت سے کہا کہ برق آیا ہے حیرت نے اپنے ہاتھ سے ایک انگوٹھی
اتار کر پھینکی کہ اسے انگوٹھی اس بارگاہ مین جہان کہین عیار ہو گرفتار کرلا انگشتری ایک طوق آہنی
بنکر چار طرف پھری مگر برق تو پہلے ہی جا چکا تھا کہین نہ ملا انگشتری پھر آئی اور پھر انگوٹھی ہوگئی ملکہ
نے اُٹھا کر پہن لی اور باغبان سے کہا کہ مین راہ مہمان آنے کی بند کیے دیتی ہون عیار ابھی یہان آیا
تھا کیا فائدہ جو اُسنے صحبت کو پریشان کیا باغبان نے عرض کیا کہ آپ مالک ہین جو چاہے کیجیے
لیکن وہ آیا تھا تو آپنے مجھ سے نہ کہا مین گرفتار کر لیتا اور ابکی آنے دیجیے پھر جو مجھ سے گرفتار ہوگا
تو راہ بند کیجیے گا حیرت چپ ہو رہی لیکن برق اسی واسطے پہلے اس طرح آیا تھا کہ کوئی مجھکو
دیکھے اور ساحرون کو میرے آنے کی خبر ہو جاے کیونکہ ظاہر کرنے مین اسکا ایک مطلب ہے
جسکا حال اب بیان ہوتا ہے چنانچہ برق جو بارگاہ کی سیاہی دکھا کر آیا جس صورت پر کہ بنا ہوا
تھا اُسکو دوسری صورت پر تبدیل کرکے جب دو چار آدمیون کو اندر جاتے دیکھا اغبان مین ملکر چلا
اور اندر آکر آدمیون ملازمون کے پیچھے پیچھے اپنے تئین پوشیدہ کیے اُن خدمتگارون کے پشت پر
پہونچا جو باغبان اور ملکہ کی پشت پر کھڑے رومال جھلتے ہین اب سامنے کے بیٹھنے والے بسبب
کثرت ملازمان اسکو نہین دیکھ سکتے اور پشت ہونے کے ملکہ کوئی اُدھر سے اندر آتا نہین
برق باطمینان کھڑا رہا اور جب رقاصہ گاتی ہوئی قریب باغبان آکر دامن تھام کر طالب
انعام ہوئی اُسوقت سب کی نگاہ جانب رقاصہ باغبان تھی کوئی کسی طرف متوجہ نہ تھا
انھین کو دیکھکر سب ہنس رہے تھے برق نے شتابی پاکر ایک خدمتگار کی بغل کے نیچے
سے ہاتھ نکالکر ایک رقعہ بخط طلسم لکھا ہوا اور اوس پر سہ افراسیاب
کی کی ہوئی گود مین باغبان کے ڈالدیا کسیکو خبر نہوئی کہ اُسنے کیا کیا اور یہ رقعہ مذکور
ڈالکر آہستہ پیچھے ہٹکر دہنے بائین سر ہلا وغیرہ اُٹھے ہوے تھے اسی طرف سے
باہر نکلگیا اور دور جاکر منتظر وقت ٹھہرا یہان باغبان نے رقاصہ کو جسکا انعام
دینے کا دیا خدمتگار جو پشت پر کھڑا تھا اُسنے اُسکو دوشالا اُڑھا دیا وہ پھر
اپنی جگہ پر ناچنے لگی اور باغبان نے بھی زانو بدلا آغوش سے رقعہ پایا مہر بادشاہی دیکھکر
اُسیطرح زانو کی آڑ مین پڑھا لکھا تھا کہ اے وزیر اعظم مرحبا کہ تو نے مصور پر سے سحر

وضع کیا تھا جو چاہے تمھارے ہمارے پاس آتے مگر اب جو ملکہ کی دعوت مین ہو تو خیر صبح کو ضرور آنا زیادہ
دہان نہ ٹھہرنا اور اسوقت جسنے کتاب سامری دیکھی تھی تمھارا حال معلوم ہوا کہ محفل عیش مین بیٹھے ہو
اور عیارون نے دھوی عیاری کیا ہے بلکہ برق عیار لشکر مین عیاری کی آچکا ہے لہذا
تم کو چاہیے کہ اس رقعہ کا حال کسی سے نہ کہنا سیدھے اٹھکر صحرا مین جہانا لشکر کی دہنی طرف
ایک پہاڑ ہے اُسپر ہمارا بھیجا ہوا ایک جوگی بیٹھا ہے اُسکے پاس میوۂ باغ زرد ہشتی ہے تا یہ اسکی
یہ ہے کہ جو کوئی وہ میوہ کھائے عیار اُسکو بیہوش نکر سکین اور اُسکی محفل مین کچھ عیاری نکر سکین پس وہ
میوہ لاکر سبکو کھلانا اور فراغ خاطر سے شمکرد اعیش دینا تمھارا نام بھی ہوگا کہ وزیر اعظم ایسے زبردست
ہین کہ اُنکے سبب سے عیار کسیکا کچھ نکر سکے اور اگر رقعہ ہمارا دکھلا دوگے تو سب یہ جانینگے کہ وزیر ہی
کچھ ہوسکا بادشاہ نے بچایا ہمکو تمھاری ہی ناموری منظور ہے کیونکہ لوگ تمھاری عظمت سے ہماری
بندگی بھی جانے گے کہ جسکا وزیر ایسا اُسکا بادشاہ کیسا صاحب رتبہ ہوگا یہ مضمون رقعہ مسطور کا پڑھکر
بہت خوش ہوا اور رقعہ کو جیب مین ڈال لیا سمجھا کہ بچہ سحر بادشاہ تیری گود مین رکھ گیا ہے بادشاہ کے
سحر کو نجومی یہ جانتا ہے کہ جسوقت جو چیز مخفی بھیجنا چاہتا ہے بچہ سحر غائب ہوکر پہونچاتے ہین جسکو وہ
اشیا بھیجے جاتے ہین وہی جانتا ہے اور کوئی نہین واقف ہوتا غرض کہ رقعہ جیب مین رکھکر یہ کھڑا
ہوگیا حیرت نے پوچھا کہ اے وزیر اعظم کہان کا ارادہ کیا اسنے کہا اے ملکہ بیٹے آپ کو راستہ بند کرنے
کو بھیجا تھا لیکن مجھ کو اندیشہ ہوا کہ مبادا عید اکر پریشان کرین اس سبب سے مین ایک چیز لینے جاتا
ہون آپ ہوشیار رہیے مین ابھی آتا ہون یہ کہکر بارگاہ کے باہر آیا اور اُڑکر اُسی پتے پر چلا جو رقعہ
مین لکھا ہوا تھا جب لشکر سے باہر نکلگیا کئی کوس پرے دہنی طرف جاکر ایک پہاری ملی اُسپر
آگ روشن تھی یہ اُس پہاڑی پر اُترا دیکھا کہ مرگ چھالا درخت کے نیچے بچھا ہے سامنے اُسکے کھپر
جلتا ہے اور مرگ چھالے پر ایک جوگی جٹا دھاری بیٹھا ہے آنکھین لال لال چہرے سے غضب و
جلال لوہے کی زنجیر کمر سے باندھے کڑے لوہے کے ہاتھون مین پڑے حلقے اور کندل کانون مین
ڈالے جٹائین خاکستری بنائے شیر کی کھال کا کرتا پہنے دھونی رمائے بیٹھا ہے اسنے جھک کر اُسکو
سلام کیا اور ڈنڈوت کرکے ہاتھ باندھے کھڑا رہا وہ جوگی کہ اصل مین قران ہے اور برق دیو
مشورہ اُسنے بتایا تھا کہ تم جاکر بعیارہ حرہ وزیر کو یہان بھیجدو مین اُسکو بیہوشی کا میوہ دیدونگا وہ جاکر کھلا دیگا

سب بیہوش ہوجائینگے چنانچہ برق نے وہی کیا اب جو یہ ہاتھ باندھکر ٹھہرا اقران سبب عالی دماغی
کے مُنہ سے بولا اسنے کہا حضور مجھکو میوہ باغ زردہشتی عنایت ہو تو کران نے کہی سیر
جنگلی پیر کو بیچ کے بیہوشی نمکین اور شیرین اُسمین تھی اور ایک رومال مین باندھکر مرگ چھالے کے
نیچے رکھے تھے اُسکے مانگنے سے اشارہ کیا کہ یہ رکھا ہے لے اسنے وہ رومال مرگ چھالے سے نکال
لیا اور شاد و فرحان تخت سحر پر بیٹھکر چلا دم بھر مین بارگاہ حیرت مین آیا اور کہا مین وہ چیز لایا ہون کہ
عیار سر پٹکین اور کچھ نہو سکے حیرت باصرار مستفسر حال ہوئی کہ سچ بتاؤ کہان گئے تھے اسنے کہا کہ مجھے
شہنشاہ نے تیلے کی زبانی کہلا بھیجا کہ باغ زردہشت مین جاؤ اور وہان کا میوہ لاؤ پس مین باغ زردہشت
مین گیا تھا وہان کا میوہ لایا ہون تاثیر اسکی یہ ہے کہ عیار عیاری نکر سکین گے سیکو کھانا چاہیے گفتگو
سُنکر چند عیار پہیان حاضر تھین لیکن ذہن بھی نہ لڑا اور خیال بھی نہ ہوا کہ اسمین کوئی فریب ہے کیونکہ
وزیر خود گیا اور وہ کہتا ہے کہ باغ زردہشت سے لایا ہون پھر دھوکا اور شبہہ کونسا باقی ہے صرف
اتنا بنا پر احتیاط کیا کہ ملکہ حیرت نے سحر کی نگاہ اسپر ڈالی کہ شاید خود عیار وزیر کی شکل بنکر نہ آیا ہو جب
نگاہ سحر دیکھا وزیر کو فوراً معلوم ہوگیا کہ ملکہ مجھکو آزماتی ہے اُسنے مسکرکر کہا کہ اے ملکہ آپ مجھکو کیا دیکھتی ہین
مین عیار نہین ہون ادھر صرصر وغیرہ عیار بچون نے بھی نگاہ عیاری اسکو دیکھا خوب پہچان لیا
کہ یہ باغبان ہے عیار نہین ہے اُسوقت وہ میوہ طلب کیا اسنے رومال سے نکال کر حیرت کو دیا
وہ نہایت تعظیم و آداب سر پر رکھکر کھڑی ہوئی سب حاضرین محفل کھڑے ہوگئے اور میوہ سر پر رکھا پھر
رومال کھولکر فی اسم پانچ پانچ بیر تقسیم کر لیے اور تبرک سمجھکر خادم خدمتگار سب اہل بارگاہ کو دے کر کھائین
اور محفوظ از مکر عیاران رہین صرصر وغیرہ عیار بچون نے بھی لیکر کھا لیے اور سب نے کھا لیے کہتے جاتے
تھے کہ ظاہر مین تو بہت معلوم دیتے ہین مگر واقع مین عجیب لذیذ میوہ ہے کہ سلونا بھی ہے اور میٹھا بھی
ہے اور نہین معلوم کہ اسکا نام کیا ہے باغبان نے کہا اسکو میوۂ حیات کہتے ہین اور واقع مین
بھی اس کا نام ہے سب بہت خوش ہوئے اور کھا پیکر ناچ دیکھنے لگے سب سے پہلے صرصر کو نشہ ہوا
مگر خیال بیہوشی کا تو تھا ہی نہین سمجھی کہ رات کے جاگنے اور گرمی سے سر مین درد ہوتا ہے اس مین
رقاصہ بے دم رقص گردش کی ٹھوکر کھا کر گری کیونکہ اُسکو بھی پہر دیے تھے لہذا جب وہ گری
تب باغبان نے کہا کوئی نہ اُٹھائے اُلٹی ہو کر ناچے گی غرضکہ ملکہ حیرت کو بھی نشہ ہوا اور اسنے

صورت نگار کے سر پر ایک دھول ماری کہ مالزادی اُٹھکے ناچتی نہین صورت نگار نے بھی نشہ
نشہ مین کچھ پاس نہ کیا حیرت کی چوٹی پکڑی مصور لگا چھرانے باغبان سمجھا کہ یہ اپنی زوجہ کی
طرفداری کرتا ہے یہ سمجھکر مصور سے لپٹ پڑا اور اُسکی داڑھی پکڑی اُنسے اسکے پیٹے پکڑ مے
دونون لڑتے ہوے گرے ادھر حیرت اور صورت نگار بیہوش ہین ساحر نشہ مین تیرا ہون
کی طرح تمام عمر کا حال اپنا اپنا کہنے لگے اور جوتی پیزار لڑکر بیہوش ہوگئے عیار بچیان بھی اسی
عالم مین مبتلا ہین جب کیفیت ہے عرضکہ جب سب بیہوش ہوگئے برق نے باغبان کو جاتے
دیکھا تھا ادھر سے قران سیوہ دیکر چلا تھا کہ رے لشکر کے برق کو ملا اور کہا آؤ سب بیہوش
ہوگئے ہونگے چلکر لوٹین یہ مشورہ کرکے شکل مبدل چلے پہرے والون سے بچتے ہوے جب قریب
بارگاہ پہونچے یہان کے پہرے والے اور خدمت گار سب بیہوش تھے عیارون نے حلہ
سرا پردہ بارگاہ گرادے اور دروازے پر خیمہ لگاکر باطمینان اندر ٹھہر کر عیار بچون کو پہلے رنگ و روغن
عیاری کا لگاکر برق وضرغام وجانسوز وغیرہ کی صورت پر بنادیا اور انکو صف بیہوشان سے
الگ لیجاکر لٹادیا پھر بزم کے تمام سامرون کی مع مصور باغبان کے داڑھی ملکین مونچھین
بھوین چار ابرو کا صفایا تبلا دیا سب مونڈ کر جادوگرنیون کے سر مونڈے لیکن حیرت کی جب
نوبت آئی دیکھا کہ زمین تھرائی عیار سمجھے کہ کچھ آفت آئیگی اس سبب سے اُس کا سر نہ مونڈا باقی عیار
بچیون کو چھوڑکے سب کے سر مونڈکر سب کے کالے کیے ہاتھ مین چوٹیان پہنچا دین اور باغبان
کو عورت حسینہ بناکر مصور کے پہلو مین پر منہ لٹا دیا اور مصور کو مندروالا بناکر ڈگڈگی ہاتھ مین دی
اور تمام محفل کے کپڑے اُتار لیے ایک ایک شہد باندھ دی کہ نگے نہ رہین وہ بھی عورتون
کے باندھ دی اور مردون کو یون ہی رکھا صرف عیار بچیان برہنہ نہین ہین اُن کو مردانہ
لباس مثل عیاران پہنا دیا ہے غرضکہ جب یہ سامان کرچکا ہم صلاح کی کہ اب چونکہ قتل
ہوسکین اُنکو مارنا بھی چاہیے یہ مشورہ کرکے حیرت و مصور وغیرہ ایسے سامرون کو جو قتل
ہوسکین گے رہنے دیکر باقی کو چاہا کہ خنجر کھینچکر گردن کاٹنا شروع کرین ہنوز کسیکو قتل نہ کیا تھا
کہ وہان شاہ جادوان نے بوجہ عرصہ ہونے باغبان کے کتاب سامری دیکھی اور سب دریافت
عیارون کی چالاکی معلوم کرکے خود وہان سے چلا کیونکہ رات زیادہ گئی تھی کسیکو

بھیجنا مناسب نہ سمجھا یہان عیارون نے دو چار کو ذبح کیا تھا اور شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا تھا اور یہ
لشکر کے افسر خود خاص لشکر دوڑے تھے کہ دفعتاً تاریکی ہوگئی اور آواز بڑے زور سے آئی کہ ہم افراسیاب
عیار یہ صدا سنکر جلد جلد دو چار اور قتل کرکے حسب دخیر کنان روانہ کر لائے مگر ایک رقعہ اپنے حال
کا لکھا ہوا پھینکتے گئے یہان بادشاہ طلسم نے ایسا سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی ایسی چلی کہ جتنے تھے چراغان
گل ہوگئے تھے آپ سے آپ روشن ہوگئے اور بروئت ہوائے سحر سے سب بیہوش ہوشیار ہوئے
اول سب سے عیار بچیان ہوشیار ہوئے اور یہ ہنگامہ و شور دیکھکر چاہا کہ بھاگ جائین شاہ جادوان
سمجھا کہ یہ عیار ہین اسنے سحر کرکے انکو حبس و حرکت کردیا اس اثنا مین اور بھی سب ہوشیار ہوئے
مصور نے جو وزیر کو مثل زن حسینہ پہلو مین پایا جان جہان کہکر لپٹا اور بوسہ لیا وزیر نے
بوسہ لیتے وقت اسکی ناک دانت سے داب لی اُسنے چیخنا شروع کیا کہ ارے واسطہ سامری کا
یہ کونسا غمزہ بیجا ہے کہ ناک کاٹتی ہے مین دل دون گا مگر ناک نہ دون گا اس ہنگامہ مین روجہ اِسکی
چونکی اور میان کو غیر مورت سے لپٹے دیکھکر یہ بھی فرط رشک سے مصور کو دو ہتر دن سے مارنے
لگی کہ ہٹ دے اب یہ چھاتی پر مونگ دلنا سب کے سامنے رنڈی کو لے پڑنا سیکھا ہے پھٹے منہ تیری
چھاتی پر لعنت مصور کے گلے مین جھولا نیدر والون کی طرح پڑا تھا اور دگڑگی ہاتھ مین نہ تھی
وہ جنبش اعضا سے بچتی تھی صورت نگار کے ہاتھ مین چوٹیان تھین جب وہ دو دو ہتر مارتی تھی
مصور کے سر پر پڑتی تھین ایک طرف وزیر ناک کاٹے لیتا تھا اس ماجرے کو جتنے ہوشیار ہوئے
تھے سب اپنا اپنا حال غرابت دیکھنا بھول کر ہنس رہے تھے اور منہ پر ہاتھ لیتا تھا رخسارے پر ہوتی
پڑتی تھی یعنی جو اُٹھکر مصور کو چھڑانے چلے تھے ننگے ہو چلے تھے بلکہ حیرت جو اُٹھی تھی بیشم حیرت
بیتماشا دیکھ رہی تھی بادشاہ طلسم تادیر ہوشیار کرکے یہ حالت دیکھا کیا اور دست تاسف ملتا رہا
آخر اُسنے نعرہ کیا کہ باشید اے جہان مشیم خود را دا کنید و حال خویش را
تماشا کنید اس نعرے سے سب مست مے غفلت ہوشیار ہوئے اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر شرمائے
وزیر نے ناک مصور کی چھوڑ دی یہ بھی الگ ہوا غرضکہ سب نے اپنی ہیئت کو آئینہ مین مطالعہ
اور لباس طلب کرکے پہنے جب بادشاہ پہلے حیرت مین مٹجا اور سب اپنی اپنی جگہ
پر بیٹھے منہ کو دھانے باندھکر چپا سے تھے بادشاہ نے باغبان سے بتاب کہا کہ کیون

تجھ سے کب کہا تھا کہ تو یہان آکر ٹھہر نا آخر یہ کہنا نہ ماننے کی سزا پائی اور یہ مصور تو بے غیرت ہوا ہے کچھ اس سے سوائے ذلت و لات کے اور نہین ہو سکتی شاہ طلسم کے غضبناک کلمات کا کسی نے جواب نہ دیا آپ ہی خفا ہو کر چپ ہو رہا اور حکم دیا کہ عیار جو پہلے گرفتار کیے ہین ان کا سر جلد کاٹ ڈالو ساحر از لسبکہ چلے ہوے سے حکم پاتے ہی تلوار کھینچکر ہر قتل اٹھے عیار بچیان لرز گئین اور عرض پیرا ہوئین کہ کچھ عورتون کو حکم ہو کہ وہ ہمکو تنہائی مین دیکھ لین ہم آپ کی عیار بچیان ہین آیندہ سرکار کو قتل کرنے اور بخشنے کا اختیار ہے بادشاہ کئی بار اپنے ملازمون کو اپنے ہاتھ سے دھوکے مین قتل کر چکا ہے اس سبب سے قتل کرنے والون کو مانے ہوا اور عیار بچون سے پتا نشان پوچھکر چھوڑ دیا یہ بھی لباس تبدیل کر کے رنگ و روغن چہرا کر اصلی صورت بنا کر حاضر دربار ہوئین شاہ طلسم نے انسے کہا لعنت ہے تمپر کہ تم سے کچھ نہین ہو سکتا دیکھو عیار ایسے ہوتے ہین مصور نے کچھ جواب نہ دیا اور دل مین قائل ہوئی کہ واقعی مجھکو گمان تھا عمر کی نسبت وہ گلیم وغیرہ متبرکات سے کام لیتا ہے اسوجہ سے ہم اسکی برابری نہین کر سکتے مگر یہ گمان غلط نکلا شاگردان عمر بھی بلاے روزگار ہین وہ عیاری کرتے ہین کہ ہمارا ذہن بھی اس تدبیر تک نہین پہونچ سکتا فی الجملہ جب بادشاہ نے انکو بہت لعنت ملامت کی انھون نے عرض کیا کہ جو کچھ ہم اب کرینگے حضور ملاحظہ فرمائینگے اور اب ہم بھی تدبیر کرتے ہین یہ کہکر ہر فکر عیاری اپنی جگہ پر چلی گئین اور افراسیاب ملکہ چین کو نصیحت و نپدیحت سی کر کے کہ تم گھبرانا نہین مین ان نکموں کے قتل کو ساحر پر دست بھیجون گا مجھکو منظور تھا کہ پہلے ان سب کو قتل کرلون تو اسد کو قتل کرون مگر نہین اب پہلے طلسم کشا کو مارنا لازم ہے اور یہ بھی خیال ہے کہ کوکب کہے گا کہ میری شرکت کی خبر سنکر عمر کی غیبت مین اسد کو مار ڈالا شاہ جادوان مجھ سے ڈر گیا پس انتظار کرتا ہون کہ وہان سے بھی مدد آئے تو طلسم کشا کو قتل کرون دیکھون کہ میرا کوکب کیا کر لیتا ہے اے ملکہ مین کوکب کی کوئی حقیقت نہین جانتا وہ ایک مرد صحرائی ہے اور کوہستان و صحرا کی ہماے جھونپڑی اسکے سردار کی اسکے نیزہ گون کو دی تھی اب وہ بادشاہ بن بیٹھا ہے جسوقت میرے مقابل آئیگا سزاے معقول پائیگا یہ کہکر باغبان کو اپنے ہمراہ لیکر سمت باغ سیب گیا باغبان بھی چلتے وقت مصور سے کہتا گیا کہ ہم تم سے زیادہ ذلیل ہوے خبردار ہا یہ کیا مصیبت دکھائی مختصر یہ کہ شاہ وہان پہونچا ادھر گئی اور مصور

سحر تیار کر کے اپنے مقام جا کر چادر کش ہوا حیرت خجالت زدہ اپنی جگہ پر ساکن ہوئی جنگ و جدال میں روز موقوف رہی اور جب رئیس آسمان یعنی نیر تابان رخسار سحر پر نمایاں ہوئی اور سواد ظلمت روے روزگار سے چہرا کر سرخی شفق سحر عیاں ہونے لگی نظم

پراندیشہ بود آن شب دریاز	چو خورشید نمود تاج از فراز
شب تیرہ باشد بلند آفتاب	رہی گفتگو داشت افراسیاب

مہرخ نے دربار کیا سرداران ذی رتبہ حاضر ہوے دربار معمور ہوا عیاروں نے آکر داستان اور لباس سامران حریف کا دکھایا اور ماجراے شبینہ بیان کیا ہر ایک مارے ہنسی کے لوٹ گیا قہقہہ اڑے آخر سب باطمینان دادعشرت دینے لگے

داستان آنا پتلے کا مجلس جادو کے سپرد گرفتاری جنین جادو کنیز کے اور مارے جانا اس پتلے کا ہاتھ سے افراسیاب کے اور پھنسانا بھیجنا افراسیاب کا کوکب کو اور مارے جانا نامہ دار کا ہاتھ سے بہار اور عیاروں کے عمل میں کوکب کے اور ملاقات کرنا بہار کا نقلی عمر سے اور دعوت کھا کر رخصت ہونا اور راہ بھول کر لشکر اسلام میں جانا اور عاشق ہونا بادشاہ لشکر اسلام پر اور مدد کے لیے بھیجنا کوکب کا بلور چاردست کو ہمراہ ہمشیرہ عمر کے اور جنگ ہونا افراسیاب و بلور سے ملوکفہ

دریاے کرم سے ہے ترا جاری	ساقی پھر خم لنڈھا دے ساری
پھر رند ہیں تیرے تشنہ لب سے	غفلت پھر دل پہ چھا رہی ہے
عینک پھر نشہ کی چڑھا دے	آنکھوں کو طلسم پھر دکھا دے
اس مے کے ہیں رند تیرے طالب	جس سے کہ بر آیئں کچھ مطالب

وہ مے کہ جوشِ تیغ ہو تیز — وہ مے کہ ہو ہر طبع شبدیز
وہ مے کہ ہون رند جس سے خوش کام — جس کا حرمت سے شیخ لے نام
جو آگ بھبھو کا سی بنی ہو — انگور سیاہ کی جنی ہو
جس کا ہو نام دخترِ رز — جس کا مستی ہی پر ہے مرکز
قاضی کرتا ہو جس کی حرمت — جان رندان ہو جس کی صحبت
جسمین کہ بھرا غضب کا ہو قہر — شوخی و ادا کی جسمین سو لہر
رگ رگ مین بھری ہو جس کے شوخی — دل مین آنکھون مین جا ہو جس کی
ساقی تجھ کو ہے کچھ بھی معلوم — عالم مین بہار کی ہے پھر دھوم
دنیا مین ہین جتنے دشت و ویران — پھولون سے بھرے ہین انکے دامان
ہین پھول کے رند جو چٹورے — گلشن مین ہین پھولون کے کٹورے
اسوقت ہمین بھی مے پلا دے — تجھ کو اب غیب سے خدا دے
آئین مضمون تے سنے پھر — جادو افسون تے سنے سر
مضمون کہن کی فوج ساری — ہو برطرفی مین اب کی باری
بھرتی مین نیا ہو سارا لشکر — جو شاہ طلسم کا ہو ہمسر
لکھون پھر حلیۂ طرب مین — فوج مضمون بلاؤن اب مین
حلیہ ہو نیا نئی مدارات — مہمان نئے ہون اور نئی بات
پھر عشق کی آگ اک لگاؤن — دو دل کو بلاؤن مین پھنساؤن
استاد کی سن روایت — اے جاہ چنین کند حکایت

نشان افسون تحریر۔ و مقرران جادو تقریر جا کیان حکایت عاشقی۔ و افسانہ طرازان فسانہ معشوقی سحر سازی خامہ جادو فن بصید تفنن اسطرح دکھاتے ہین اور حریدہ پردازی معشوقہ و تقریب تقریر کو جلوہ گاہ تحریر مین یون لاتے ہین کہ زمانۂ قدیم مین ایک کنیز ک **چنین** جادو نام خدمت ملکہ **مجلس** سے بھاگ کر طلسم ہوش ربا مین آئی اور اُسنے سرکار **افراسیاب** مین سرفرازی پائی اب طلسم باطن مین ایک باغ و بستان اُسنے بنایا ہے اُسمین رہتی ہے ہمیشہ

داد عیش و نشاط دیتی ہے فی الجملہ جب عمر طلسم کوکب مین پہونچا اور بادشاہ طلسم مذکور کو شریک عمر کی منظور ہوئی تو اُسوقت فساد کرنے کا کوئی پہلو نکالنا منظور ہوا آخر یاد آیا کہ جنبین کو پکڑ بلانا چاہیے اگر کوئی روگے گا تو موقع جنگ و جدال خوب ہاتھ آئیگا پس مجلس کو بلایا گیا کہ وہ آغوش عمر مین آکر بیٹھی اور پھر گرفتاری کنیز ک مذکورہ تپلا سحر کا اُسنے روانہ کیا چنانچہ وہ تپلا اُڑتا ہوا قریب دارالعمارۃ شاہ کوکب پہونچا وہان ایک زنجیر آتش بردے ہوا کھنچی ہے اور جہانتک نگاہ کام کرتی ہے وہی زنجیر نظر آتی ہے جو اُس سے گذرے تو سرحد طلسم نور افشان ملے کہے اور بہت جلد طلسم ہوش ربا مین پہونچ جائے دوسری طرف سے جانے مین برسون گذرین اور راہ بنائے یہ تپلا اور دو ساحر جو خبر لینے لشکر عمر کی چلے تھے اس زنجیر کے پاس پہونچکر آگے نہ بڑھ سکے اور محافظان زنجیر نے جاکر بصد ادب کوکب سے عرض کیا کہ اسطرح تپلا اور ساحر قریب زنجیر آئے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ مجلس کی خاطر سے جانے دو یہ کہکر ایک نامہ بران کو لکھا کہ اسے فرزند تمنے ایسی کی تپلا ایسا بھیجا کہ وہ مارا جائیگا اور خاطر سے عمر کہ یہ جنگ ہمنے اپنے ذمہ لی اب ہمسے لڑائی کی بنیاد شروع ہے جو کوئی صاحب الفات سنے گا وہ بھی کہے گا کہ افراسیاب نے بُرا کیا یعنی ایک تو کنیز ک کو بٹھا رکھا دوسرے جو اُسکو لینے آیا اُسکو بھی مارا جیز اچھا کیا جو تپلا بھیجا یہ نامہ سنا میوہ کی ڈالی کے ایک ساحر لیکر بران پاس آیا نامہ دیا اور کہا یہ میوہ خواجہ صاحب کے لیے بھیجا ہے پڑھکر ملکہ ہنسی اور چپ ہو رہی خواجہ نے پوچھا ملکہ کیا ہنسین بران نے کہا خواجہ مبارک ہو آپ کو میرے باپ نے بلوا آپ کی شرکت فرمائی اب تھوڑی دیر مین لڑائی شروع ہے مختور نے کہا شاید تپلا جو بھیجا گیا ہے اُسی سے چھیڑ شروع کی ہے مگر مجھ کو یہ خوف ہے کہ افراسیاب نے بڑے جبل سپلار رکھے ہین دیکھیے جو اُسپر کوئی فتحیاب ہو ایک اُسنے قلعہ ایسا بنایا ہے کہ چار درجے اُسکے ہین ایک درجے مین سامری کے مہنت دوسرے مین ازدر سوار تیسرے مین ببر سوار چوتھے مین برفین سحر کی ہین پھر اُس قلعہ پر حملہ کرے کیا مجال رکھتا ہے بی بی وہ دو سو اژدر زبردست ہے بران نے کہا مین ایسے قلعون کو گھروندا سمجھتی ہون اور لٹ زلف کی سر کاٹکے اختر مردار پد نکالا مختور ہرچند کہ ساحرہ زبردست ہے مگر اُسکے دیکھنے کی تاب لائی آنکھین بند کرلین اور بران نے کہا اے مختور سینہ ساحران عالم توڑتا ہے اور اب تپلے کا حال معلوم

تو پھر دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے غرضکہ یہاں تو یہ ذکر ہے اُدھر تیلا اجازت پاکر زنجیر بھاندا اور ساحر بھی چلے لیکن تیلا سمت طلسم باطن گیا اور ساحر بھی خبر گیری لشکر طلسم ظاہر کیطرف روانہ ہوے مگر پہلے تیلے کا حال سنیے کہ سیدھا باغ جنین کے دریچے باغ مین چوکی پر بیٹھی سنہ دھو رہی ہے کنیزین آتا بہ اور بہشت لیے حاضر ہین کسیکے ہاتھ مین بیسن دانی ہے کوئی صبیحی لیے کھڑی ہے جنین نے رخسار پر صابون ملا ہے اور پیڑیان ہونٹھون پر سے لالی کی اور دانتون سے رنگین مسی کی چھڑا رہی ہے، اتنے میں اکر ہونچا ایک کنیز نے اُسکو دیکھکر کہا اوئی تو کون اُس کہنے سے جنین نے بھی دیکھا رنگ سفید ہوگیا محبوب جادو اُس کا شوق بیٹھا تھا تیلے نے اُس سے کہا میان ہمارا سلام ہے وہ سمجھا کہ یہ تیلا شاید افراسیاب کا بھیجا ہوا ہے یہ سمجھکر بولا کہ آیے بیٹھیے تیلا سیدھا جنین پاس آیا اور کہا چل مالزادی تجھہ کو ملکہ مجلس جادو نے بلایا ہے اور فرمایا ہے کہ نہ آئے تو جھونٹے پکڑ کے لانا یہ سُنکر اُسنے کہا لوصاحبو مین ابتک لونڈی بنی رہی ہان پہلے لونڈی تھی مدت ہوئی کہ نکل آئی اب مجھ سے کیا کام اچھا مین نامہ لکھے دیتی ہون لیجاؤ میری طرف سے عذر کرنا کہ وہ ماندی ہوگئی ہے تیلے نے کہا مالزادی تجھہ کو تو نامہ لکھنے کے قابل ہونی اسنے منھ مین ٹھاپے لگاکے کہا سے تو بہ مین بھول گئی عرضی لکھے دیتی ہون تیلے نے جواب دیا کہ من لیجائے اولے آنا کا ٹھہرا تمھارا پیامی ہون یا تمھارے باپ کا نوکر ہون خیر معلوم ہوا تو یون بجائیگی یہ کہکر لکھا جنین نے کنیزون سے کہا رو کو اسکو چار طرف سے کئی ہزار عورت نے آکر گھیرا اور نار بیج تور بیج وغیرہ تیلے پر پھینکنے لگے مگر جو نار بیج تیلے پر پڑا اُسکے جسم سے شعلہ نکلا اور جاکر اُسی عورت کے پڑا کہ جسنے نار بیج لگایا تھا وہ جلنے لگی اور تیلے نے جسکے دوڑ کر کھونسا مارا پھر وہ سانس بھی نہ لے سکی تڑپکر مرگئی جنین نے بھی بہت سحر کیے مگر کچھہ اثر نہوا آخر زور سحر وہ اُڑی اور سمت افراسیاب بھاگی تیلا بھی پیچھے اُسکے اُڑا دریاے خون روان کا بارہ کوس کا یہان سے میدان ہے اُسکے بعد باغ جنین اور اُس میدان مین ہزارون آفتین اور بلائین رہتی ہین اُنھون نے فریاد کرنا جنین کا سنکر تیلے کو روکنا چاہا مگر نرکا اور اُن بلاؤن نے کہا بھی کہ یہ مقدمہ دوسرے طلسم کا ہے ہمین اس مین دخل دینا نچاہیے ایسا نہو کہ شاہ جادوان کے خلاف گذرے پس یہ سمجھ کر طرح دے گئین لیکن اُس روکنے مین جنین باغ سیب مین پہونچ گئی شاہ جادوان صبح کو سر برآرائے حکومت تھا

اہل دربار جمع تھے کہ یہ جا کر پہونچی سب نے دیکھا کہ دوپٹہ کمین محرم چڑھی پائجامہ اُترا پڑتا ہے سنبھالتی ہوئی بدحواس رنگ رُخ زرد شانہ کھلا منہ پر صابون ملا چوٹی آگے آرہی ہے یہ کہتی ہوئی کہ بچا ہے بچا ہے آئی ہے **افراسیاب** نے کہا ارے غضب ہوا کون اسکو پکڑنے آیا ہے اسمین یہ قریب آئی اور کہا اے شہنشاہ بچا ہے مین جلی شاہ جادوان نے کہا ارے کون آیا ہے اسنے کہا وہی آپ تو جانتے ہین شاہ نے کہا نام تو لے کہا حضور محلس محابس شاہ نے یہ سُنکر کہا کچھ لوگ سر بسر استقبال جائین کہ بلکہ محلس آتی ہین ہنوز یہ سخن تا تمام تھا کہ تپلا پہلے خرق آسمان ہوگیا تھا سیدھا باغ مین اُترا اور **جنبین** نے دیکھکر کہا یہی ہے شاہ سمجھا کہ محلس نہین آئی ہے سحر اُس کا آیا ہے یہ سمجھکر غضبناک ہوا اور تپلا آتے ہی **جنبین** کے کمر مین ہاتھ دیکر لے اُڑا وہ پکاری کہ ہائے مین مفت چلی ہوی یہ کہکر پھر باندھی **افراسیاب** کو غصہ آیا اور پکارا کہ ماش کو لان لیے جاتا ہے یہ کہکر ایک گولا سحر کا کھینچ مارا تپلا اونچا ہو چلا تھا کہ گولا اُسکے سر پر پڑا سر پھٹ گیا اور **جنبین** اُسکے نیچے سے چھوٹی شاہ ظلمات نے سحر کیا کہ ایک بچہ سحر نے اُسکو سنبھالکر نیچے اُتار دیا اُسنے اپنے کپڑے ہوش مین آکر سنبھالے اور شاہ کے گرد پھیری بلا گردان ہوئی کہ آپ نے میری جان بچائی بادشاہ نے کہا تمھاری تو جان بچی لیکن ہم سے اور کوکب سے قریب واقعی فساد عظیم ہوگیا ہے تخص کہ عقلاے روزگار مین سے حاضر دربار تھے وہ عرض رسا ہوے کہ واقع مین حضور غور فرمائین کہ ایک کنیز ک کو دامن پناہ دینے سے آپ نے اسقدر پاسداری کنیز ک فرمائی پس جو کوئی کہ کوکب پاس سفر دراز و سخت و صعب طے کرکے کیا ہوگا اور طالب امداد ہوا ہوگا اور اُسنے اُسکو پناہ دی ہوگی وہ کس مرتبہ اُسکی پاسداری کرے گا شاہ یہ باتین سُنکر سمجھ گیا کہ یہ کنایہ عمر کیطرف ہے یہ سمجھکر گویا ہوا کہ تم سچ کہتے ہو پہلی چھیڑ عمر کی طرفداری کے لیے ادھر سے ہوئی ہے مین نے برا کیا جو تپلا مار ڈالا کیونکہ قائل ہونے کی جگہ ہے اُسنے اپنی کنیز کو پکڑ بلایا تھا کچھ میری ملازم کو نہ ستایا تھا اگر یہ کہے کہ پرائے گھر زبردستی کیون جاتی تو وہ کہے گا کہ مین تمھارے گھر کو بھی اپنا ہی گھر جانتا تھا جس طرح میرا جی چاہا مین مالک مثل تمھارے تھا اب تمنے مجھ کو غیر سمجھا تو مین بھی تمھین اپنا نہ جانتا ہون یہ کہکر مشیرون سے صلاح کی کہ اب اس بابے مین کیا کرنا چاہیے اُنھون نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے کہ حضور ایک نامہ مشتمل عذر اس کا لکھین کہ اے مادر یہ سب فساد عمر کا ہے ہمارا ارادہ

تجھے لگاڑ کا نہین ہے تمھاری بھتیجی کا پتلا یہان آیا تھا اُسنے بہت سے ساحر میرے یہان کے مار ڈالے
اُس پر بنا چاری اُسکو مین نے مارا امید کہ اس رنج کو خاطر عاطر مین جگہ نہ دینا اور جنبش تمھاری
کینہ دلت سے نکل آئی ہے اس سبب سے مین نے اُسکو رکھ لیا کہ یہ وہ گھر ایک ہی ہے
اب تم چاہو تو مین اُسکو بھیجدون اور تمھین بھی چاہیے کہ عمر کو پکڑ کر بھیجدو فساد موقوف کرو یہ راے
شیرو الا ندیہ نے جب بہ ائی شاہ کو اسپند آئی دیر عطارد رقم طلب ہوا حکم تحریر نامہ دیا گیا یہان
تو نامہ لکھا جاتا ہے مگر پتلے کا جب سر پٹخا وہ پتلا تو جل گیا لیکن طائر خوش رنگ اسکے سر سے
نکلا اور جانب طلسم نور افشان فریاد کرتا چلا یہان بران و عمر وغیرہ بیٹھے ہین کہ طائر آکر چلایا
چاہ ہو رہا تھا ملکہ نے اُسکی فریاد سُنکر تاج کو منع کیا اس طائر نے پکار کر کہا کہ مین آپ کے حق نمک
سے ادا ہوا اپنی ہاتھ سے افراسیاب کے مارا گیا یہ کہکر زمین پر گرا منھ سے ایک شعلہ نکلا کہ طائر
بھی جلگیا مجلس جادو نے جو یہ دیکھا رونے لگی اور کہا امی جان ہمارے پتلے کو جنبش محبہ نے مارا
اے بابان خود مین ابھی جا کر آفت برپا کردون گی بران نے اسکو گود مین لیا اور آنسو پونچھے
اور کہا اے بیٹا جنبش میوا کی یہ مجال ہے کہ تمھارے پتلے کو مارے یہ افراسیاب
کے ہاتھ سے مارا گیا ہے تم خود کیا جاتی ہو ہم بھی چلین گے اور والد بھی چلین گے انبوا آتش بگڑی
ہے دیکھو تو کیا ہوتا ہے مختصر یہ کہ اسکو سمجھا کر نامہ شاہ کوکب پتلے کے حال کا لکھا ایک سا خرنامہ
لیکر گیا بادشاہ سریر حکومت پر جلوہ گر تھا جب نامہ پہونچا پڑھکر ہنسا اور جواب لکھا کہ اے فرزند خوب
بات بن پڑی اب لشکر کشی کی تیاری کرو اور مین بھی خواجہ سے ملاقات کرون گا اور کثیر فوج بھیجون گا
اور مجکو سب حال پہلے سے معلوم ہے بلکہ عذرنامہ بھی افراسیاب نے لکھا ہے اُس کا بھی حال تمھین
آگے ظاہر ہوگا جب یہ نامہ بران کو پہونچا اُسنے خواجہ کو دکھایا مخمور بہت خوش ہوئی کہ اب لڑائی
خوب ہوگی غرضکہ اسی خوشی مین حکم جشن دیا اور سب مصروف عیش و عشرت ہوئے لیکن اُسطرف کا حال
سُنیے کہ منشی بے بدل و بے نظیر تحریر نے حسب الحکم شاہ طلسم نامہ عنبرین شامہ سواد مشک رنگ سے
لکھنا شروع کیا سرنامہ تعریف حمد و ثنا ساحری وغیرہ اس طرح آغاز کی.....

نامہ افراسیاب محتوی بر عذر و حجاب جانب کوکب روشن ضمیر مؤلفہ

جمشید کا وصف کیا بیان ہو — محتاج لباس گل کمان ہو
ہین سامری ساحرون کے داتا — رونق ہے انھین سے سحر پاتا
زردشت و لقا دوم ہنیشا — لات و عزی و نسر و لقبا
معبود ہین سب یہ انکے لشکر ہین — جاری سب کفر کی ہن رسمین
ان سب کی صفت کے بعد اے شاہ — ملجاے جہان ہے تیری درگاہ
زینت دہ تاج و افسری ہے — رونق دہ چتر و برتری ہے
اے قدوۂ دودمان شاہی — اے گوہر بحر آشنائی
گلزار شہی ہے تجھ سے خرم — سرسبز ہے تجھ سے باغ عالم
اے صدر نشین بزم الطاف — اے سرور آسمان انصاف
پہلے پہونچے سلام میرا — بعد اسکے ہے یہ پیام میرا
اک نامہ تھین بعجز و منت — اسواسطے تھا لکھا بالفت
یعنی الطاف تم کروگے — دل ہین انصاف تم کروگے
رتبہ میرا نہ تجھسے جانا — افسوس کہا نہ میرا مانا
ہین قبلہ دین ساحران ہون — ہین رہبر راہ رہبران ہون
سمجھے کہ عمر ہے مجھ سے بہتر — ذرہ خورشید سے ہے بڑھکر
سمجھے جو کچھ وہ چاہے مجھے — لیکن لازم ہے اسکے بدلے
تہلا مرنے کا خوف نہ کرنا — آگے انصاف سے نہ بڑھنا
مارے اسنے ہزارون ساحر — لڑنا اس کا ہے سب پہ ظاہر
کچھ تک ہین ضبط کرتا ہوگا — انصاف سے اپنے دل کو سمجھاؤ
مجلس جو بھیجی ہے تمھاری — وہ ہمکو بھی دل سے ہے پیاری
کی میری برابری جو ہیہات — مشہور ہے چھوٹا منھ بڑی بات
لازم ہے بڑون کا پاس کرنا — حد سے لائق نہین گذرنا
رنگ گل کی چمن مین شوخی — گلشن سے جدا ہے گل کو کرتی

بنسل جو زیر چھپا ہے — صیاد اُسے دام میں پھنسائے
مچھلی کا کنار بحر اُچھلنا — حد دریا سے ہے نکلنا
ہر چند کہ آئینہ ہو شفاف — منھ چڑھتا ہے عیب جو ہویدا صاف
بھڑکا نا نہیں ہے آگ کا خوب — انسان کو شرارتیں ہیں معیوب
لونڈی کا پکڑنا تھا جو منظور — کہلا بھیجو اسے حسب دستور
فی الفور اُسے میں بھیجدیتا — جھیگڑا دے نہ اپنے لیتا
اب بھی نہیں کچھ گیا ہے حضرت — حاضر ہے کنیز بہر خدمت
اس شرط سے گر عمر کو باقی — بھجوا دو پکڑ کے تم بکراہ
سچ چند کہ تم ہو سے مسلمان — برباد کیا ہے دین و ایمان
پھر بھی ہے پاسداری — کرتا ہوں یہ عجز و انکساری
بدلے عیار ناسزا کے — لازم نہیں چھیڑ چھاڑ مجھ سے
آگے اب کیا لکھوں میں حضرت — جمشید کرین تھین ہدایت

یہ نامہ منشی نے تمام کرکے بعد ملاحظہ شاہ مزین پہ مہر خاص کیا اور لفافہ کرکے سامنے شاہ والا کے رکھا بادشاہ طلسم نے سحر پڑھکر دستک دی کہ بعد کچھ عرصے کے ایک سامرذی ربتہ اژدر پہ سوار اور فلک کی طرف سے اُتر کر سامنے آیا اور سلام کرکے ٹھہرا بادشاہ نے فرمایا کہ ای **قرطاس** جادو بینے اسلئے تمھین بلایا ہے کہ یہ نامہ میرا شاہ **کوکب** پاس لیجاؤ اور جواب باصواب لاؤ اُس سامر نے عرض کیا کہ غلام آپ کا ہر چند کہ لیاقت نامہ داری دربار شاہان نہیں رکھتا ہے لیکن آپ نے جو اس منصب جلیل کو مجھے عطا کیا ہے تو آپ کے اقبال سے بجا لاؤن گا مگر حسبطرح کہ خسروان ذیجاہ ایلچی بھیجتے ہین یہ کمترین بھی فوج ہمراہ لیکر بحشمت تمام تر جائیگا اور کسی سے دبکر عجز کے کلام نہ کریگا جواب ترکی بہ ترکی ہر سوال کا دیگا اگر یہ منظور ملازمان عالی ہو تو مجھے بھیجیے ورنہ معاف فرمایئے بادشاہ نے فرمایا کہ مین بھی ایسا ہی آدمی چاہتا ہون کہ وہان جاے اور شوکت میری ظاہر کرے تم جسقدر چاہو لشکر ساتھ لو اور ہرگز کسی سے نہ دبنا بلکہ اگر جنگ آغاز ہو جاے تو مجھے خبر کرنا کہ فراخ لشکر اور بھیجا جائیگا اُس سامر نے بسنکر بارگاہ تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے خلعت فاخرہ مرحمت کیا خلعت سے

خلع ہوکر نامہ سر سے باندھا وہان سے رخصت ہوکر اپنی جگہ پر آکر حکم ترتیب لشکر دیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیے تختہا سے ساحران منقش و رنگین تھے جواہر یون پر نصب تھا نہایت پرتزئین تھے ساحرون کے بازون پر بہت بندھے تھے مالہاے مروارید پہنے تھے مجولی ہر ایک کی زربفتی تھی مرکبون کی پیکلون مین جواہر کی تختی تھی آگے آگے طاؤسان زرین بال پرنقارے سمین وطلائی لدے تھے ساحر لباس عمدہ اُنپر پہنے تھے پیچھے لشکر جادوگرنیون کے پرے سراسر دریاے جواہر مین غوطہ مارتے ناقوس پھونکتی ہر فون کو جلوہ دیتی تھین اپنے حسن پر پیرگردون کو دم دیتی ساکنان عالم ہوا کے ہوش کھوتی تھین چھ سپاہ کے چالیس اژدر تخت جواہر آگین کسا ہوا اور قرطاس بصد آرائش و تزئین اُسپر بیٹھا ہوا گردا فسران لشکر ساحران نامور گھیرے پس پشت خیمہ و خرگاہ سے اژدر وطائر سحر لدے بروے ہوا یہ لشکر اُڑتا نہایت تزک سے روانہ ہوا **المؤلفہ**

اُٹھے لکھ ابر سحر آفرین — چھپا سرخ پرو سے مہر مبین
ہوا مین اُڑین سرخ و خضر بیان — گھٹا مین لگین کوندنے بجلیان
دہن اژدرون کے کھلے بھاڑ سے — پیاپے وہ شعلے اُگلنے لگے
ہوا سے تھا شعلون مین یون تجا سیز — کسی دل جلے کو ہو جون اضطراب
اُٹھے تھے جو طاؤس وہان بیشمار — دل دہر مین داغ تھے آشکار
ہوا ایسا ڈمرو سے پیدا خروش — اُڑے بندے چرخ کے جس سے ہوش
ہمہ غول باندھے ہوے ساحران — چلے ساتھ اُسکے بصد عز و شان

از بسکہ **قرطاس** اس ارادہ پر چلا ہے کہ مین جو بات سخت دون گا یقین ہے کہ منظور ہو پھر اس صورت مین کیا معلوم ہو کہ زندہ رہون یا ہلاک ہو جاؤن لہذا لازم ہے کہ سب اپنے دوست اور رفقا اور اعزا وغیرہ سے مل لون چنانچہ اسکے چند دوست اور عزیز لشکر **حیرت** کے افسرین اُنسے ملنے دیتا پی شوکت وہان کے لشکرون کو دکھانے کے لیے سمت طلسم ظاہر چلا جب دریاے سحر کے پار اُترا **حیرت** کو خبر ہوی کہ ایلچی شاہ طلسم کا بحر رخصت ادھر آتا ہے اُسنے لوگ استقبال کو بھیجے کہ وہ باعزاز اُسکو لے آئین ملکہ نے عزت سے بٹھایا اُسنے عرض کیا کہ مین برسم قاصدی جاتا ہون لیکن عزم رکھتا ہون کہ عمر کو مار آؤن کا سردار شاہ **کوکب تابان** زور سحر بالا بکر پیش مین عمر کے

جاؤن گا اور دل و جگر چھیدون گا حیرت نے کہا تم ایسے ہی خیر خواہ ہمارے ہو لیکن ایسا نہ کرنا اپنی جان ندینا
ملک پرایا ہے شہنشاہ سمجھ لینگے تم اپنی حفاظت ضرور کرنا اسنے کہا اگر ایک بین سنوانسی وہ فساد
کرانے والا تو نہین ہیگا یہ باتین سنکر سب اہل دربار اسکی ہمت پر آفرین کرنے لگے مگر جاسوسان لشکر
مرخ جملہ کیفیت معلوم کرکے بارگاہ اسلامیان مین آئے اور بصد ادب زبان پر لائے کہ اے شہریار
گردون وقار ایک سا حرہبد نامہ رسانی نامور ہو کر سمت کوکب جاتا ہے اور ایسا ارادہ فاسد رکھتا
ہے، یہ خبر سنکر سب افسر بہ عجز و نیاز ہوے کہ حافظ حقیقی جان کا خواجہ کی نگہبان رہے مگر
عیار جو موجود تھے اپنے اوستاد کے حضور رسانی کی خبر سنکر گویا ہوے کہ اس نامہ دار کی شامت آئی ہے
ہم راہ ہی مین اسکو رہزن ملک عدم کر دینگے خواجہ تک جانا کیسا راستہ مین ہاتھ اجل ہو پنجا دینگے دشت
جہنم کی سیر دکھا دینگے۔ یہ سنکر برق نے خضر غلام وجانسوز کو طلب کیا اور کہا اے برادرہ اور قران
اس سیاحہ کے فراق قتل مین جانیگے شاید ہمکو عرصہ ہو جائے تو لشکر سے تم خبردار رہنا یہ کہکر گلے ملکر
اور سپرد خدا کرکے روانہ ہوا راہ مین قران سے ملاقات ہوئی اُسنے سب ماجرا بیان کیا قران نے
کہا تم چلو مین بھی جلد آتا ہون یہ وہان سے بڑھکر خدمت گار کی ایسی صورت بنا اس عرصے مین قرطاس
کے پاس بارگاہ خالی استادہ ہوئی اسلیے کہ یہ آج مقام کرکے دوستون سے ملکر کل بیگزاسے منزل مقصود
ہوگا پس حیرت سے اجازت لیکر سہراراکم قرطاس اپنی بارگاہ مین آیا تھا کہ برق بھی پہونچا
اور اسنے حرص و صبا رفتار کو دیکھا کہ یہ میوون کی ڈالیان اپنے ہمراہ لیے ایک بارگاہ کی جانب
جاتی ہین سمجھا کہ اسی بارگاہ مین وہ نامہ دار سامر ہے یہ میوہ اُسکے لیے لائی ہین یہ سمجھ کر اس چک
دمک اور پھرتی سے اندر بارگاہ کے گیا کہ کسی نے نہ دیکھا کہ کون اندر گیا حرص نے پرچھائین سی دیکھی
کہ جیسے کوئی اندر گیا ہے اسنے صبا رفتار سے کہا کہ دیکھو عیار اندر گیا اُسنے کہا جانے دو تم دخل
عدو کئی بار ذلت ہو چکی ہے میوہ دیکر اپنے کام کو چلو جو عیاری کہ من پڑیگی وہ کرنا یہان بولنا
بُرا ہے یہ کہکر دونون بارگاہ مین آئین قرطاس کو ڈالیا دین کہ ملکہ نے بھیجی ہین اسنے انکو خلعت
دیکر رخصت کیا پھر اپنے دستون اور افسرون کو لشکر کے بلوایا تاج ہونیکا حکم دیا سب دوست آشنا
آکر جمع ہوے ہر ایک سے یہ ملا پھر ناچ ہونے لگا اور جام شراب شروع ہوا اتنے عرصے مین
فرمان قضا جریان احکم الحاکمین بنام خسرو سیارگان برلے روپوسی و نظر بندہ دیوانکدہ قدرت سے

صادر ہوا اور منشی مذرت طراز قدرت نے نامہ صفحہ سپہر پر بخط نورانی انجم رقم کمکشان سے رقم فرمایا المولفہ

چھپا خورشید پھر پیدا ہوئی شام	کھلا نیرنگی دنیا کا انجام
کبھی یہ تیرہ رہے اور کبھی زرد	دل انسان مین پیدا اس سے ہے درد

پھر رات تک جلسۂ عشرت دانبساط رہا پھر افسران لشکر رخصت ہوکر اپنی جگہ پر گئے اور قرطاس نے نوکرون سے حکم دیا کہ قریب بارگاہ خوشخیام کے استادہ تھین وہان جاکر سو رہو اور چند ملازم بہر خدمت اپنے پاس رکھے برق جو خدمتگار رہتا ہوا تھا یہ بھی ہمراہ ملازمان ایک خیمہ مین آکر ٹھہرا سب نوکرون نے اسکو نیا آدمی دیکھکر خیال کیا کہ شاید یہ حیرت کے پاس سے آیا ہی غرضکہ ہر ایک آرام گزین ہوا اسنے بھی چادر بچھا کر ایک گوشے مین قرار لیا مگر قرطاس جب پلنگ پر لیٹا سحر پڑھکر دستک دی تاثیر اس سحر کی یہ تھی کہ جو کوئی عیار سیر نوکرون مین آکر ملا ہو تو اسکا ادھا جسم نیچے کا بجس ہوجاے پس جسم پائین برق خیمہ مین بے طاقت ہوگیا اس وقت جو کچھ رات گئے عیاری کے لیے اٹھنے کا قصد کیا اٹھا نہ گیا سمجھا کہ تمپر جادو کیا ہے یہ دیکھکر وہان جو لوگ تھے انکو اسنے پکار کر جگایا اور کہا بھائیو دو پہر رات گئے ایک مرض ایسا مجھکو ہوتا ہے کہ آدھا ادھر رہجاتا ہی چنانچہ اسوقت وہی عارض عارض ہوا ہے تم لوگ اٹھا کر مجھکو ذرا پیشاب باہر کرا لاؤ یہ سنکر دو ایک آدمی اٹھے اور بدقت تمام اسکو اٹھا کر باہر لائے برق سمجھا تھا کہ باہر کی جاتی سی سحر مجھپر سی اتر جائیگا اس خیمہ کو شاید سحر بند کیا ہی مگر نہین باہر آنیسی بھی وہی حال رہا ناچار اسنے پیشاب کیا اور لوگ اسکو پھر اٹھا کر لیگئے یہ پڑ رہا اور رات بھر مین تدبیرین ہزارون کی کہ میں اچھا ہوجاؤن مگر ممکن نہوا یعنی کبھی ساحرون سی کہا کہ بھائی مجھپر کوئی سحر پڑھکر دم کرو شاید مین صحیح المرض ہوجاؤن کبھی کہا کہ مجھکو خیمہ سے بہت دور صحرا مین لیجاؤ کہا بعید ہی جو دہا نکی ہوا مجھکو راس آئے مختصر یہ کہ سب کچھ کیا مگر اچھا نہوا آخر وہ وقت آیا کہ مرض سوداوی سی جسم دہر نے پائی اور دواعضاے آلۂ انجم جسم فلک سی دور ہوے چشم خورشید مین روشنی آئی کہ المولفہ

دیدہ دنیا سے تاریکی جو زائل ہوگئی	چشم خورشید جہان افروز پھر روشن ہوئی
اہل دل پر صبحدم یہ حال روشن ہوگیا	دھوے دل کی جو سیاہی ہوا سی حاصل صفا

صبح کو قرطاس خدا ناشناس بیدار ہوا اور ملازمون کو بلا کر پوچھا کہ تم مین ہی کسیکا دھڑ نہ نہین ہے گیا ہے سب نے کہا ایک شخص کہ ہم اسکو پہچانتے نہین اس مرض مین مبتلا ہے اسنے کہا کہ اسکو اٹھا لاؤ

ملازمون نے جاکر برق کو اٹھالائے دیکھا تو یہ اسوقت بھاری زیادہ ہوگیا ہی میں پچیس آدمی لپٹ گئے اور بدقت اٹھاکر سامنے لائے اسنے دیکھتے ہی کہا کہ میان برق بندگی کہیے مزاج اچھا اسنے جواب دیا کہ اللہ کا شکر ہے بہت اچھا ہون آپ اپنی خیر منائیے اسنے کہا سنوای برق مینے اپنی زبردستی کا نمونہ تمھین آج دکھادیا اب مین کوچ کرتا ہون خبردار اب کوئی عیار میرے تعاقب مین نہ آئے نہین بغیر ہلاک کیے نچھوڑونگا یہ کہکر سحر پر چڑھا کہ برق بالکل اچھا ہوگیا اس سے کہا جاؤ یہ احسان یاد رکھنا برق رہائی پاکر باہر آیا اور نادم و پشیمان چلا راہ مین اسکو جنے مرمرے پیچھا ہوا قران ملا کیونکہ یہ بھی بہر فکر مین عیاری کی پھرتا رہا ہی برق نے اس سے تمام ماجرائے شبنیہ بیان کیا قران نے حال سنکر کہا کہ اے بھائی اس ساحر نے اپنی زبردستی ہمکو دکھائی ہے اب ہمین بھی اپنی شوکت دکھانا ضرور ہے جہانتک ممکن ہوگا ہم اسکو مارینگے لازم ہے کہ اسکے ساتھ چلو جہان ہمین موقع ملے اسکو ہلاک کردیں صلاح کرکے عازم روانگی ہوے ادھر بعزت و شوکت قرطاس نے بھی کوچ کیا تخت سحر پر سوار ہمراہ ساحران ذی تبار کو لیکر روانہ ہوا دونون عیار نیچے زمین پر اسکی سواری کو دیکھتے ہوے چلے اور تدبیر اسکے قتل کرنے کی سوچتے جاتے تھے یہانتک کہ اسنے لشکر حیرت سے دو منزل پر جاکر ایک صحرای فرحت انتما مین نزول کیا اور بارگاہ استادکرا کے اترا لشکر اسکے ساتھ کا اتر کر اپنی کمزوری توتنے فراغت حاصل کرینگا اور قرطاس دربارگاہ پر بیٹھکر میکشی کرتا اور سیر دشت دیکھتا جاتا تھا عیار بھی اسکی لشکر سے الگ منزل مین آکر ٹھہرے اور پھر برق نے قران سے کہا کہ ہم اپنے لشکر دو منزل کل آگے ہین لازم ہے کہ آج اسکا کام تمام کرکے پھر چلین ورنہ کل اسکے ساتھ اور آگے جانا ہوگا قران نے کہا اچھا جاؤ اور مین بھی فکر کرتا ہون یہ اجازت لیکر اور کوہستان مین جاکر کچھ ہار وغیرہ اور سبزہ زار ہر جگہ ڈھونڈھتا آخر ایک جگہ بہت سی ہرن گھیرا کرتے و چرتے نظر آئے اسنے ایک کانٹا پھل مین بھیدکر وہان ڈالدیا ایک ہرن قران اس پھل کو کھایا کانٹا اسکے چبھا اس کانٹے مین کمند باندھی تھی اسنے کھینچ لی اور ہرن بھاگ گئے اسنے اس ہرن کو پکڑکر بہت سا مجروح جابجا سی کردیا پھر اپنی صورت بھی مثل ایک ساحر کے بنالی جھولی ڈالے کھودنیدان کی لگائی مورتین جمشید و سامری کی گلے مین ڈالکر اپنے جسم کو بھی رنگین وغیرہ بجا کر مجروح کیا اور رستے خون کے جابجا جسم پر مچاکر اس ہرن کو لیے اس درہ کوہ مین آیا کہ جہان سے لشکر قرطاس سامنے ہی اور بارگاہ میں اسنے قرطاس بیٹھا ہی لیا اسجگہ آکر اس ہرن کو چھوڑا ہرن ہر چند کہ بہت

زخمی تھا مگر خوف جان سے بھاگا اور ازبسکہ پشت کیطرف برق تھا اس سبب سے سیدھا سمت لشکر
قرطاس بھاگا برق پیچھے دوڑتا چلا اور سامنے بارگاہ کی بھونچکر ہرن کی نیر مارا مگر آہو کے دونوں
اور آپ گر پڑا اور بیہوش ہوگیا قرطاس جو سامنے بیٹھا تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر زخمی ہرن
پیچھے آتا تھا یہان گر پڑا بس یہ دیکھکر اسنے خود ایک تیر ہرن پر مارا کہ وہ گرا اسنے ساحر دن سے کہا
کہ لینا اس ہرن کو لوگ دوڑے اور ہرن کو شکار کیا پھر قرطاس نے کہا کہ وہ جو ساحر سامنے زخمی
پڑا ہے اسکو بھی اٹھا لاؤ لوگ گئے اسی طرح بیہوش برق کو اٹھا لیگئے اسنے پانی چھڑک کر ہوشیار
کیا اور حال پوچھا اسنے کہا کہ میں لشکر حیرت میں ملازم ہون شکار کے لیے آیا تھا شیر نے گھوڑا
میرا مار ڈالا اور مجھے بھی زخمی کیا آج اس ہرن کو مار کر لیجانا چاہا تھا اسنے بھی مجھے زخمی کیا اور
ازبسکہ میں زخمی تھا یہ مجھ سے شکار نہو سکا ادھر بھاگ آیا یہان آکر میں غش کر گیا قرطاس یہ
سنکر بخاطر پیش آیا زخم دوزی اسکی کرائی مرہم سحر لگایا پلنگ پر پاس بھجوایا اس مقام میں آہو
روز تیغ کہکشان فلک سے مجروح ہو کر رم خوردہ ہوا اور پلنگ شب نے دشت عالم میں اطلاق کیا نظم

رخت دہر جسبوقت کالا ہوا	نہان آنکھ سے پھر اجالا ہوا
ہوا جو رصیاد شب آشکار	کیا آہوے روز کو پھر شکار

رات کو کھانے پانی سے فراغت حاصل کر کے سونے کا قصد کیا کہ پہلے قرطاس نے باہر نکلکر دستک
دی اور چار طرف چار تار بیل سحر پر مھکر پھینک دیئے اسلیے کہ کوئی غیر نہ آنے پھر بارگاہ میں آکر آرام پذیر ہوا
جب زیادہ رات گئی برق کہ پہلی ہی سے آجکا تھا اسپر سحر نے اثر نہین کیا اسلیے کہ قرطاس نے یہ
کیا ہے کہ اب جو کوئی آوے تو نہ آسکے غرضکہ اس نے کفچہ میں بیہوشی رکھکر قریب جاکر بیہوش کرنا چاہا تھا
اریکا یک ایک پایہ پلنگ کا چٹخا اور اسمین سے ایک پنجہ پیدا ہوا اسکا ہاتھ پکڑ لیا اسنے چالاکی کر کے
دوسرے ہاتھ دوشالہ اٹھانا چاہا کہ منہ کھولکر جاب ماروں اور بیہوش کردون اسوقت دوسرا پایہ
پلنگ کا چٹخا اور دوسرا پنجہ نکلا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا اسنے جھک کر دانت سے دوشالا اٹھانا چاہا
کہ منہ سے بیہوشی پھونکون اسوقت تیسرے پایہ سے پنجہ نکلکر دھکیل دیا برق سبنہ قرطاس پر
گرا وہ آنکھ بیٹھا اسوقت برق کو کچھ بن نہ آیا پکارا کہ میان قرطاس بندگی عرض ہے دیکھا
تم نے کہ ہم کیونکر آئے اسوقت تمھاری قضا نہ تھی ورنہ مر تو گئی ہی تھے قرطاس نے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے

جواب دیا کہ ہم ہین برق اس نے کہا تم نے بڑا کیا جو آئے میرا کہنا نہ مانا اب کہو تمھارا کیا حال کہا ہن برق نے کہا تھین اختیار ہے لیکن اب تم بچوگے نہین اگر ہم مرگئے تو ہمارے اور بھائی تھین بغیر مارے نہ چھوڑینگے اس نے سر پر سے کپڑون سے اسکو چھڑایا اور کہا مینے پہلے بھی تھین اسی لیے چھوڑا تھا کہ کبھی آزار نہ پہونچے اور اب بھی رہا کردیتا ہون خبردار اب یہان نہ آنا ورنہ ایکی زندہ نہ رکھون گا برق نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا ایکی ہم بھی بغیر نہ مارے نہ جائینگے یا اپنی جان دینگے یہ کہکر باہر آیا اور سمت صحرا چلا ادھر سے قران بشکل سبدل عیاری کرتے آتا تھا اسکو ملا اسنے سب حال کہا قران نے کہا سچ ہے زبردست نہوتا تو برہم قاصدی بھیجا نہ جاتا پس معلوم ہوا کہ جب اسکے پاس جائینگے گرفتار ہوجائینگے یہ بھی خدا کا رحم اور فضل و کرم ہے جو اسنے آپ سے تھین چھوڑدیا اب تم نہ جانا آج چلو ایک جگہ ٹھہر کر آرام کرین کل کی منزل مین کچھ فکر کرینگے یہ کہکر ایک درہ کوہ مین جاکر آرام کیا جب رات گذری اور بارگاہ مشرق سے مسافر خاور کمر چادر شعاع سے باندھکر برگرای دشت سپہر ہوا اور سراپردۂ ظلمت غیب الشکر انجم سفری ہوا

سراپردۂ شب ہوا بارجب	کیا لشکر انجم نے کوچ تب
ستارون سے افلاک کی بارگاہ	ہوئی آدمہر سمت پھر تباہ

صبح کو لشکر قرطاس مین طبل سفر بجا اور کوچ ہوا اسیطرح بحشم وخدم ساری فوج کرواہ ہوئی عیار بھی پیچھے پیچھے طائر سحر کے چلے وہ لشکر بروے ہوا روانہ تھا اور ہوا اسی زیادہ روان تھا عیار بھی بلا کے دوڑنے والے ہین شاگرد دوندہ بدرنگ عمر کے ہین اور فن عیاری سے علم مساحت اور زمین کا دور اور طول و عرض راہ بخوبی پہچانتے ہین اسوجہ سے ان راہون سے جاتے ہین کہ برابر لشکر کے پہونچے اڑتے ہوئے اسطرح کہ کمین قدم زمین سے لگا اور کمین نہ لگا چلے جاتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک بگولہ گرد کا بیتاب کھاتا ہوا جاتا ہے کہ بیت زمین سے نہ لگتے تھے چلتے مین گام نہ ہوا وہ آزمانے مین کرتے کلام نہ اسیطرح کئی منزل برابر آئے اسوقت ایک دشت پرخار مین گذر ہوا اور آفتاب بھی نصف النہار پر پہونچا اس صحرا مین اس شدت کی دھوپ پڑتی تھی کہ تمام کرہ تار تھا بڑا بڑا ایک خار تھا در پے آزار تھا پتھر پہاڑون کے تپ رہے تھے شرارے نکلتے تھے ندیان پڑی تھین کنارے خاردار درخت لگے تھے نہین نہین وہان ساحل کی زبان مین پیاس کانٹے پڑتے تھے لب جو بجار تشنہ ایسے تھے کہ پلکین بند ہوگئین تھین زمین بیتاب ایسی تھی کہ میدان

حشر کو مانی تھی ہوائے گرم دل دہر مین آگ لگانی تھی روزگار غدار اُسی گرمی کا بھڑکایا ہوا ہے جو آتش چورو ستم سے خاطر اہل عالم جلاتا ہے بیوفائی سے پیش آتا ہے پانی اُس دشت مین نایاب تھا گوہر جان ہر ذیحیات بے آب تھا آنکھ مین کسی کے سیل نہ تھی مردم دیدہ کو آشنا سی مروت کی آس تھی انتہا کی پیاس تھی چشمہ چشم ڈبڈبا تا کیسا آنسو پیتے تھے دیدے پانی کے ندیدے رہتے تھے غبار گرم ایسا چھایا تھا کہ چشمہ آفتاب تک بے آب ہوا تھا چشمہ مہر محبت بالکل سوکھا تھا ندیون کے گھاٹ تلوار آبدار کے گھاٹ کیطرح سوکھے گھاٹ اُتارتے تھے انسان جو بات کرو سوکھی سناتے تھے لون کے جھونکے نفس گرم عاشقان تھے جنسے فرشتون کی پر نعرہ الامان تھے آفتاب سوا نیزہ پر اُترآیا دشت مین لون کا دھوان سحاب بنکر چھایا تھا آگ برستی تھی یہ حالت تھی لمولفہ

قعر دوزخ سے بھی سوا تھے غار
جنمین لاکھون بھرے تھے عقرب و مار

وادی ہولناک دوحشت خیز
کرے شیطان بھی وہان سے گریز

ہر بگولا تھا دیو آتش ناک
جل کے کالا ہوا تھا مرکز خاک

نفس آہ عاشقان تھی ہوا
جس سے ملتا تھا دل جلون کا پتا

ڈر کے طائر نہ کرتے تھے پرواز
ہر طرف سائین سائین کی آواز

کب درختون کا ہو وہان سایہ
سر سے جن کا بھی سایہ تھا کا تھا

اُس دشت آتشناک مین بروے ہوا اُڑ کر چلنا دشوار ہوا آفتاب کی تمازت سے یقین تھا کہ ہر ایک فی النار ہوا قرطاس خناس نے بزور سحر ابر بنا کر اپنے لشکر پر چھا کیا مگر جب بھی تاب حرارت خورشید نہ لاسکا آخر زمین پر اُتر آیا اور آگے چلا عیارون نے جو زمین پر لشکر چلتے دیکھا بصورت مبدل عقب فوج یہ بھی چلے اور باہم صلاح کی کہ اس صحرا سے ہو لخیر کے آگے ضرور کوئی مرحلہ طلسم اور جائے دشوار گذار ہوگی پس وہان سوائے اِس لشکر کے اور کوئی نہ جا سکے گا لازم ہے کہ کچھ تدبیر کرین یہ مشورہ ٹھہرا کر مسافرون کی ایسی صورت بنے اور ملازمان لشکر مثل فراش و خدمتگار جو پیچھے جاتی تھی انمین سے پانچ سات آدمی ایک طرف جاتے تھے یہ بھی اُن کے پاس آئے اور ساتھ ساتھ چلے اُنھون نے دیکھا کہ دوتا خر کمر باندھے دری کاندھے پر ڈالے لوٹا ڈوری مین لٹکائے لکڑی کاندھے پر رکھے پانون گرد آلود و رخسار پر خاک پڑی پسینا آیا ہوا ہمارے ساتھ آتے ہین یہ دیکھکر وہ اِن کے مستفسر ہوئے کہ بھائیو تم کون ہو اور کہان

بہادر تھے ہوعیاروں نے کہا کہ ہم رہنے والے اس طلسم فراوانستان کے ہین طلسم ہوشربا مین ہمارے عزیز
رہتے ہین ان کے پاس آئے تھے اور اب کہ یہ طلسمات مین غدر ہو رہا ہے عیار جہان پاتے ہین مار ڈالتے
ہین اور علاوہ عیارون کے زمانہ ایسا پُر آشوب ہے کہ جابجا قطاع الطریق و رہزن پیدا ہو گئے ہین اس کے
سوا ہمارا اکیلا پانا کہ ضرر پہونچاتے ہین اسلیے ہم بہت دنون ہوشربا مین رہے کہ کوئی قافلہ تاجرونکا
اگر ہمارے طلسم مین جائے تو اسکے ہمراہ ہم بھی جائین آخر سُنا گیا کہ نامدار شاہ جادوان حشم و خدم
جاتے ہین یہ خبر سُنکر ہم بھی روانہ ہوئے چنانچہ اسیواسطے ہم تمہارے ساتھ ہین کہ بحفاظت اپنے گھر
پہونچ جائین اُن سب نے یہ حال سُنکر کہا کہ کیا مضایقہ تم ہمارے بھائی ہو ہم تمھاری خدمت کرینگے
چلینگے آؤ ہمارے شریک حال ہو عیار یہ سُنکر باتین کرتے ساتھ چلے اور پہنچکر کہا کہ بھائی اگر پانی پیتے
تو کھانا کھاتے کہ بھوکے ہین اونھون نے کہا پانی ہماری ساتھ مین ہے تم کھانا کھاؤ اونھون نے جواب دیا کہ ایک شرط
ہم پانی لیتے ہین کہ آپ لوگ بھی کھانے مین ہمارے شرکت کرین وہ یہ کلام سُنکر خفا ہوئے اور بولے کہ کیا ہم
پانی پینے ہین تم اسیطرح بیگانہ وار باتین کرو آؤ ہمارے ساتھ نہ آؤ عیارون نے کہا آپ خفا نہون ہم نے بھی
آپ کو کہا نہین اسلیے شریک کرنا چاہا ہے کہ ہماری آپ کی جدائی اور غیریت کسیطرح کی نہ رہے یہ کہکر
ایک جگہ بیٹھ گئے اور کہا لشکر کو آگے چلنے دیجئے یہان ٹھہر کر کھانے سے فارغ ہو کے لمحہ بھر مین لشکر کے ہمراہ ہونگے
وہ لوگ اس خیال سے کہ یہ اکیلے نرہین کیونکہ ساتھ لیچلنے کا وعدہ کر چکے ہین ٹھہر گئے اور عیارون نے مٹھائی
اور پکوان کھر سے کھولکر تھوڑا تھوڑا آغشتہ بدارو سے بیہوشی اونھین دیا اور سادہ آپ کھایا وہ سب کھاکر
بیہوش ہو گئے انھون نے اونمین سے دو آدمیون کا لباس اُتار لیا اور دونون کو الگ لیجاکر خندق سے
زمین کھود کر دفن کر دیا اسلیے کہ یکایک مار ڈالنے سے شور و غل مچیگا غرض کہ بعد دفن کرنے کے
اونھین کی ایسی صورت بنکر وہان آئے کہ جہان اور پانچ آدمی بیہوش پڑے تھے اونکو پانی چھڑک کر
ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آئے کہا نہین معلوم کہ اس کھانے مین کیا ملا تھا کہ ہمین جس نے بیہوش
کر دیا اور وہ دونون مسافر کہان گئے عیارون نے کہا کہ سامری کا شکر کرو کہ جان بچگئی معلوم ہوتا ہے
کہ وہ دونون ٹھگ تھے ہمکو مالدار سمجھکر بیہوش کر کے مال ڈھونڈھا ہوگا جب کچھ نہ ملا تو
جیتا چھوڑ گئے یا یہ کہ عیار تو ہمارے سردار پاس کئی بار آچکا ہے شاید یہ بھی عیار تھے کسی وجہ سے
ہمین قتل نہ کر سکے کوئی آگیا ہوگا یا کوئی اور سبب ہوا ہوگا کہ وہ بھاگ گئے اور ہم بچے اب جلد لشکر مین چلو

اور یہ پکوان زہر آلود ہے یہین رہنے دو یہ صلاح جب بتائی وہ سب دوڑتے ہوئے سمت لشکر روانہ ہوئے یہانتک کہ فوج مین آکر ملے عیار بھی ساتھ تھے غرضکہ بعد قطع مسافت بعیدہ ایکمقام پر اسی صحرا مین گذر ہوا کہ بہت سے مردے جل رہے تھے اور چراہند اُنکے جلنے کی پھیلی تھی اور جابجا راکھ کے ڈھیر جابجا ہوئے مردون کے تھے اور ہزارون ہڈیان کھوپڑیان ہر جگہ پڑی تھین اور ایک جلی طرح اسی مرگھٹ مین بنا تھا کہ جسکی دیوارون مین صدہا طاق تعمیر کیا تھا اُن طاقون مین مردے کمر توڑ کر بٹھائے تھے اور خیمہ کی طرح طاق بنائے تھے اُن مردون کھانے کو ہزارہا گدھ اور چیلین اور کوے جمع تھے دیوارون پر اور درختون پر اور میدان مین ہزارہا اکٹھا تھے جابجا سر اور بوٹیان منقار مین دابے پھرتے تھے گوشت کے لوتھڑے درختون پر لیے بیٹھے تھے ایکدوسرے سے جب چھین نے کے لیے دوڑتا وہ اڑتا گوشت چھوٹ گرتا بوٹیان برستی نظر آتی تھین اسی جگہ کو دیکھکر روحین قالب مین گھبراتی تھین اندر سے احاطے کی آوازین مہیب آتی تھین باہر مردے جلتے تھے ہوا سے شعلے اڑکر پیچتاب کھاتے تھے چنگاریان تمام مرگھٹ مین تیر شہاب کیطرح اِدھر گرتی تھین ارواح خبیثات ہر سمت آگ اڑاتی پھرتی تھین جو جو بگولا اڑتا تھا بھوت آگ لیے معلوم ہوتا تھا دھوان ہر طرف پھیلا تھا اُس دھوئین مین شعلون کا بلند ہونا اور صداؤن کا ہیبتناک آنا شیاطینون کا دل دہلاتا تھا کہ بمقتضاے ابیات المؤلفہ۔

جائے ابلیس تھی جگہ وہ ضرور	سایۂ رحمت خدا تھا دور
باتین آپسمین کرتے تھے مردے	حال مرنے کا اپنے کہتے تھے
کوئی کہتا تھا دینا مجھکو شراب	مانگتا تھا کوئی سور کے کباب
مُنہہ سے شعلہ کوئی اڑاتا تھا	غول بنکر کوئی ڈراتا تھا

قرطاس وہان تخت سے اُترا اور بڑھنے لگا بعدلمحہ کے اندھی سیاہ آئی کہ دنیا تاریک ہوگئی پھر اوس تاریکی سے ایک ساحرۂ تیرہ فام ہیبتناک شکل پیدا ہوئی اِسنے اوس سے کہا کہ ای مہیب جادو محافظ مرگھٹ مین شاہ طلسم کا نامہ لیے سمت کوکب جاتا ہون اِس احاطہ کی کنجی مجھے دو اور راہ بتلا دو کہ یہ راہ بہت نزدیک کی ہے مین اُس راہ سے نہین گیا کہ جدھر سے عمر گیا تھا اُس ساحرہ نے کہا اِس راستے جانے کا حکم نہین ہے کیونکہ یہ راہ قبضہ مین ملکہ بہار کے ہے ہمین کوئی حکم شاہ طلسم نے انحراف اطاعت ملکہ موصوف نہین دیا ہر چند کہ وہ ملکہ شریک لشکر عمر ہین مگر اون کے ملکے مال کی نہین ہوئی اِس نے کہا

افراسیاب اُسکے عشق کا دم بھرتا ہے اِس وجہ سے اوسکے ملک کو نہین چھیڑتا ہے اور حیرت اِسکی بہن بھی عزیزداری کا پاس کرتی ہے لیکن تم مجھکو راہ دو گی تو شاہ طلسم خوش ہون گے ناراض نہون گے اس ساحرہ نے کہا مجھکو خلاف حکم شہنشاہ کرنا منظور ہے لیکن ملکہ مہارکی مخالفت گوارا نہین اس نے جب یہ سُنا اُس سے کہا کہ مجھکو مہار سے کیا مطلب مین اپنی راہ چلا جاؤنگا اسمین تمہارا کیا نقصان ہے وہ ساحرہ سوچی کہ یہ نامدار بادشاہ ہے ایسا نہو کہ کچھ تیرے لیے قباحت ہو اگر یہ نکلجائے گا تو بادشاہ بھی راضی رہیگا اور مہار کے لیے بھی کچھ ضرر نہوگا یہ سوچکر اُس نے کہا اچھا آؤ اور روبراہ چلے جاؤ یہ اوسکی ساتھ چلا اوس نے جوڑے سے اپنے کنجی نکالی اور قفل اوس احاطہ کا کھولا یہ مع لشکر اوسکے اندر قدم زن ہوا جب اندر آئے یہان ایک تالاب بیچ احاطہ مین بنا تھا اوسمین ہزارہا غول تیرتا تھا پانی تالاب کا بالکل نیلا تھا اوس ساحرہ نے کہا کہ اسمین کود پڑو سیدھے حوالی کوہ ارم مین پہنچوگے اسکے دہنے ہاتھ کیطرف جو راہ گئی ہے طلسم نورتبستان کے جانے کی ہے قرطاس اوس کے کہنے سے تالاب مین کودا اوسکے پیچھے تمام لشکر اُسکا ایک کے بعد دوسرا کودا یہانتک دونون عیار بھی غوطہ زن ہوئے اور تا دیر غلطان و پیچان چلے گئے پھر جو آنکھ کھلی تو صحرائے سبزہ زار اور دشت پُربہار مین گذر ہوا کوسون تک زعفران کے کھیت لگے تھے رنگ رخسارہ عاشقان کا بنا دیتے تھے نہین بلکہ اوس بہار سونے مین زرد تھی وہ جگہ دیکھکر آنکھون مین سرسون پھولی تھی دور دل سے رنج کی گرد تھی کہ دست میدان مین زعفران کیا لگائی تھی گویا کسی جلد باز نے ہتھیلی پر سرسون جمائی تھی وہ سیر دیکھکر ہنسی نہ تھمتی تھی مثل ہے کہ کیا زعفران کا کھیت دیکھا ہے وہان اصل مین زعفران کی کھیتی تھی وہان کی کیفیت دیکھکر بسنت کی خبر رکھنا کیسا اپنی آپ خبر نہ تھی خود فراموشی ہوتی وہان سے جب اور آگے بڑھے ایک پہار سنگ مرمر کا ایسا نورانی نظر آیا کہ جس کے رشک مین کوہ طور جلکر سرمہ بنا عکس کوہ سے وہ رشک وادی ایمن تھا ہر قطعہ دشت نور کا گلشن تھا آفتاب کی سنہری دھوپ اور پہار کا عکس نورانی ملکر تمام دشت پر پرتو فگن تھا درختان صحرا تمام نقرئی و طلائی نظر آتے تھے شاید پہار کا عجیب جوبن تھا مدیلون کی اوس نور نے آبرو بڑہا دی تھی گوہر کی آب و تاب فرط صفا سے اوس نور نے مٹا دی تھی ہر سمت گلہائے سرخ رنگ اوس نور مین عجب بہار دکھاتے تھے بلور کے دریا مین عقیق و یاقوت پہنے نظر آتے تھے اوس جگہ کی سیر وہ دیکھے جو مثل موسیٰ چشم حیرت رکھتا ہو موسیٰ کا دل اوسجگہ کے دیکھنے کی آرزو مین غش تھا واقعی کیفیت سامان بہار للائق تماشا تھی

اوس دشت نور مین پھیلا تھا یا دیدۂ روزگار کی روشنی کا نمونہ تھا چمک اُس سفیدی کی بروے ہوا ہر سمت پھیلی تھی چشم مشتاقان کے لیے برق تجلی تھی دریاے نور موجزن تھا آبرو بر چشمہ مہر روشن تھا درختو نکی سیاہی سے نور کا چھننا تارون کا زمین پر کہیت کرتا نظر آتا تھا کہا ہے احمر کی سُرخی اور کوہ کی سفیدی سے ظرفہ ملجرا تھا کہ نور و نار ایک جگہ روشن ہے نہین نہین معشوقان صبح رُخسار کے خندان رنگین دہن تھے دیدۂ نرگس مین بھی نور آیا تھا ایسا جا بجا وہ نور سمایا تھا کہ بموجب المؤلفہ

درختون کے سنایہ سے ظاہر تھا نور	تو یہ صاف پیدا تھا اوسجا ظہور
کہ وہ سنایہ تاریکی شب ہوا	عیان اسمین یہ نور ہے چاند کا
صباحت کہان یہ رخ خوب کی	سفیدی تھی یہ چشم یعقوب کی
گل و غنچہ و برگ سب نور کے	نراشتے تھے یہ نخل بلور کے
چمکتے تھے پرتو کے مارے دقیق	زمین ان کی تھی نقرئی اک طبق

غرض طاس نے قریب اوس کوہ نور آگین کے حکم قیام لشکر دیا حسب الحکم خیام نصب ہوے افواج آترے پھیلا پہر دن کا باقی تھا آفتاب کے نیچے ہونے سے دونی روشنی اوس پہاڑ مین تھی دامن کوہ کی زمین نظر آتی تھی اسکا دل مشتاق سیر ہوا ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر بہر تفریح خاطر چلا اور کئی کوس تک سیر کرتا کوہ مرمریں آیا اوسوقت ایک پہاڑی نظر آئی کہ گلہاے بوقلمون سے بلبن کی طرح پھولون کا گہنا پہنے تھی دامن تین سکے ہزارہا چشمہ جاری تھے جنہا ان نہار کی کیفیت ساری ہر درخت بار اثمار سے لبسان سرفرازان جھکا بار احسان نزہت بخش آنرنجش سے ادا ہوا وہان کی فرحت افزاے قلب مصفا ہے دشت نگارین وہ ہے گلزار نضارت آگین کہ زاہد صد سالہ بھی وہان آکر طالب شراب ہو دل مین اُمنگ جوانی کی آئی نہایت بیتاب ہو مرغان بوستان کی نغمہ سرائی اور ارغوان وار صورت ہزار خاطر موسیقار مین اثر پیدا کرے سوز دل سے وہ بھی آہ کر کے جلے گل و بار وہان کے بار بخش خاطر رنجیدہ بکھوتے مردہ دلون کو ہنساتے لب برگ جنبش ہوا سے ہلکر مژدہ فرحت سناتے خاطر گل سے گلچین کا خوف نکلگیا تھا قوت نامیہ کا ایسا بھروسا تھا بلبل کی خاطر سے صیاد کے ستم و باغبان کے ہونے آزاد تھی گل ہر ایک بخزان تھا کچھ عجب سامان تھا کہ لمؤلفہ

اوس دشت سو بہار صدقے	عالم کے گلعذار صدقے

جو آتشین گل لگا ہوا تھا		عاشق کا وہ دل جلا ہوا تھا	
مثل قمر یار فتنہ پرداز		ہر نخل کے جلوے کا یہ انداز	
تھی نکہت گل جو پھیلی ہر سو		جسم معشوق کی تھی خوشبو	
سنبل ہمشکل گیسوئے یار		دل پھانسنے پر ہوئی تھی تیار	

اُس دامن کوہ مین چند گلرخسار رشک بہار شوخ وطرار جن سے سرسبزہ گلزار گلگشت کناں ہر سمت مصروف سیر وتماشا تھین صورتین اُنکی جان گلہائے تمنا تھین وہ قرطاس کو دیکھکر پکارین کہ اسطرف کون آتا ہے یہ جگہہ ہر کس وناکس کی نہین آنے والا بہت پچتاتا ہے اِس نے یہ صدا سُنکر جواب دیا کہ مین نامہ دار شاہ جادوان ہون عازم طلسم نورافشان ہون آج اِس دشت مین خیمہ کیا ہے کل ارادہ سفر کا ہے وہ غنچہ دہن دلتنگ ہوکر ہوائے کلام سے اِسکے آخر شگفتہ ہوئین کہ اے بیداد گر بانی شر ادہر سے راہ ملنا محال ہے یہان آجتک کوئی آئے کیا مجال ہے یہ جاے آرام بلکہ بہار نیک انجام ہے نام اِسکا کوہ آرام ہے اِس پہاڑ کی پشت پر باغ دلکشا ہے ملکہ عالم کی سیرگاہ ہے بعد باغ کے ملک و قلعہ ہے ملکہ لالہ فام فی الحا بہر علاج یہان آئی ہین باغ مین تشریف رکھتی ہین اگر اون کو تیرے آنیکی خبر ہوجائیگی بڑی آفت آئیگی اے شخص تجھکو لازم ہے کہ اپنی جان بچا جدہر سے آیا ہے اوسی طرف پھر جا اُسنے جب یہ حال سُنا اُسنے کہا راہ مین کسی کا اجارا نہین پھر جانا مجھے گوارا نہین دوسرے بہار سے مین ڈرتا نہین کہ ایسا حلوا نہین ہے وہ کھا جائیگی تم جاؤ مین خود آتا ہون دیکھون کیا میرا کرتی ہے کنیزان بہار یہ ناز کبد مین تھین اُسکی گفتار ناشایستہ سُنکر اپنی زلف کی طرح برہم ہوئین اور خبر کرنے ملکہ سے چلین وہان باغ مین بہار ہرچند کہ بیہوشی سے ہشیار ہوئی تھی لیکن ابتک بیمار ہے کس لیئے کہ جب سحر اسکا ٹوٹا تھا تو یہ بیہوش ہوگئی تھی حال اس کے اڑنے کا مصور سے اول بیان ہوچکا ہے اُسیوقت سے یہ یہان آکر مقیم ہے غرضکہ کنیزین تو اُسطرف چلین اور قرطاس سوچا کہ اگر یہ عورتین جاکر میرے حال کی بہار کو خبر دینگی وہ ساحر زبردست ہے اگر چڑھ آئیگی تو ضرور دیوانہ بنائیگی پس لازم ہے کہ غفلت ہی مین کام تمام کرون اگر اوسکو قید کرلیا اور مخمور کو مع لشکر کے کوکب کے یہان جاکر مارا تو گویا اس جھگڑے ہی کو مٹایا کیونکہ یہ لوگ رکن لشکر مہرخ مین انکے نہونے سے مہرخ خود مرجائیگی یہ سوچکر چاہا کہ لشکر مین پھر جاؤن اور فوج تیار کراکے پھلون پھر سوچا کہ لشکر کا کیا کام ہے وہ بھی مع کنیزون کی یہان آئی ہوگی لشکر اوسکے قلعہ کا اور خزانہ وغیرہ سب سامان لشکر مہرخ مین ہوگا وہ

(کہلی تیرا کیا کریگی اسیطرح چلنا چاہیے یہان سے پھر جانے اور فوج ساتھ لینے مین عرصہ ہوگا جب تک وہ
ہوشیار ہوجائیگی یہ تصور کرکے مرکب وہین چھوڑا اور بزہ سحر پرداز کرکے اُسطرف کو جدہر کا پتا زبان کنیز
سے سُنا تھا چلا اور پس کوہ پہونچکر باغ رشک وہ گلزار جنان دیکھا اور باغ پر چہار کنین جنتین قلعا فنیان وغیرہ
پہرہ پر تھین یہ دروازہ پر نگیا یون ہی اُڑتا ہوا بیچ باغ مین اُترا وہان بارہ دری کے چبوترے پر
فرش زیبا نہایت مصفا بچھا تھا مسند تکیہ لگا تھا ملکہ یہار جلوہ فرما تھی سام نے ہزارہا گلدستہ
چنا تھا سامان راحت مہیا جواہر کے اشجار کی کیاریان پیاری پیاریان روبرو لگی تھین جواہر خانہ بتاتا
دہر کو نثر ہاتی تھی جواہر کے طائر اشجار پر بیٹھے تھے لعلون کے لال جواہر سے مالا مال تھے ہیچ ہے
لالون کے لال تھے وہ گلزار مثل باغ سیب شاہ جادوان تھا کہ ہر سمت ایک طلسمات کا سامان تھا دختونکو
بادلے سے منڈھا تھا یہ ظاہر تھا کہ سبز رنگان زیبا قامت پردہ زرتار مین نہان ہین یا گویج سنبلستان نوازاہ نامان ہین کہ الف

واہ رے گلشن بہشت نژاد	مرگیا جس کے عشق مین شداد
اوس گلستان روح افزا کے	فتنۂ دہر سارے گل بوٹے
کہین بیلا تھا موتیا تھا کہین	کہین جوہی تھی موگرا تھا کہین
قامتِ یار تھا کہین شمشاد	بارِ کلفت سے سرو تھا آزاد
گلستانِ جہان کی جان تھا باغ	باغ رضوان مین جس کے عشق کا داغ

ملکہ یہار تاج زرنگار سر پر کج کلاہی سے مغرور سراپا بصورت حور سیر باغ کر رہی تھی چشم خود نما کا
احسان سر یہار پر دھر رہی تھی کہ قرطاس نے آتے ہی ایک نامچہ اسیر سحر کا مارا وہ نامچہ آتے ہی دیکھکر
ملکہ نے کچھ سحر پڑھا کہ سام نے جو گلدستہ رکھا تھا وہ شق ہوا اور ایک پتلی نے اُسمین سے نکلکر نامچہ پکڑ لیا اور پکارا
کہ اے خیرہ سر تو کون شکر ہے جو ایسی معشوقہ جان بادشاہ ساحران پر تو حملہ کرتا ہی قرطاس نے پتلی کے
کلام کا تو کچھ جواب نہ دیا لیکن اُڑکر بلندی پر گیا اور ارادہ کیا کہ یہ اگر سحر کریگی تو کچھ بن نہ پڑے گا اس کو خاک بمشیدی
سے زیر کرون پس بروے ہوا قایم ہوکر خاک قبر جمشید سر یہار پر ڈالی خاک پڑتی ہی اوس گلفام پر بیہوشی
طاری ہوئی پتلا جو گلدستہ مین سے نکلا تھا وہ جلگیا اور یہ ہوا پر سے پنجہ سنگین چوگرد کمر مین ہاتھ دیکر لے اُڑا پھر تو تمام
باغ مین غلغلہ بلند ہوا کہ ارے دوڑنا اِس سنگدل نے غضب کیا ہی کہ ہمارے یہار لوٹے لئے جاتا ہے نوکر
جتنے حاضر تھے دوڑے کنیزین جو خبر کنے چلین تھین اگر یہ نہ تھین یہ ساکھ دیکھکر بزور سحر اُڑین اور چاہا کہ ملکہ

کچھین لین مگر یہ ساحر بھی زبردست ہے اِس نے اپنے سر سے بال توڑکر سحر پڑھکر جو مارے وہ بال ماران سیاہ بنکر اُڑے اور جو اُڑکر اُسکے قریب آیا اوسکے لپٹ گئے اور ایسا کاٹا کہ بیہوش کردیا اوس نے پھر سحر پڑھا کہ کچھ پتلے پیدا ہوئے اونھون نے ہر ایک کو باندھا پھر تو تمام باغ مین کہرام پڑگیا سوسن غم فراق سے کبود ہوئی چشم نرگس سے سوجھنا گیا دیدۂ نابینا حیران رہا نہرین دل بیتاب کیطرح اضطراب مین تھین موجین نہ تھین بیقراریان جان آب مین تھین فوارے روتے تھے طائر ہر ایک جان کھوتے نخل ہر ایک نخل ماتم تھا گلزار سارا مثل اوراق گل گل صرصر جور سے برہم تھا سرد کو سکتا آئینہ انہار جوانان چمن کا حیرت زدہ ہو کر منہ تکتا تھا سنبل کی پریشانی سوسن کی بے زبانی تھی بیطبری کو بھی اڑا تھا نا توانی تھی نسترن

گیا جبکہ وہ سرو اوس باغ سے	نظر پھول آنے لگے داغ سے
ترانے سے بلبل کا جی ہٹ گیا	گلون کا جگر درد سے پھٹ گیا
تبسم گیا جزن سے غنچہ بھول	ہوا غم سے ازبسکہ لہو پھیکے پھول
اُڑا نور نرگس کی آنکھون کا سب	ہوئے بال سنبل کے ماتم کی شب
لب جو کے اُڑنے لگی گرد گرد	گل اشرفی کا ہوا رنگ زرد
لگی آگ لالہ کے دل مین تمام	دیا خاک مین پھینک عشرت کا جام
اکڑ تا گئے سرو سب اپنا بھول	اُڑانے لگین قمریان سر پہ دھول

اِس باغ کے قریب قلعہ تھا وہان کی حکومت بہار کرتی ہے اور مہیب جسکا ذکر مرگھٹ کی جگہ ہوا تھا اوسی قلعہ مین رہتی ہے باقی رعایا برایا اسی قلعہ مین آباد ہے رعیت دل شاد ہے لیکن فوج جو کچھ ہے وہ لشکر مہرخ مین ہے یہان نہین ہے جسدم خبر گرفتاری ملکہ قلعہ مین پہونچی رعایا وغیرہ نے قصد کیا کہ چلکر مقابلہ کرین پھر خیال کیا کہ بادشاہ طلسم کا یہ نامہ دار ہے اگر مار ڈالا گیا تو اس قلعہ مین رہنا دشوار ہوگا آجتک شاہ جادوان معترض نہین مگر اب ملک ضبط کریگا اور دوسرے ہم لوگ رعایا مین شاہ ہونگے معاملہ مین دخل دینا ہمین زیبا نہین ملکہ جانے اور شاہ جانے یہ سوچکر کسی نے عزم جنگ نہ کیا اور قرطاس بہار کو لیکر ہوئے مع کنیزان وملازمان اپنے خیمہ مین آیا اسکے غلغلہ ہوا کہ بہار کو افسر ہمار اپکڑ لایا ہر شخص نظر دینے چلا عیار جو لشکر مین موجود ہین اِنھون نے بھی سُنا نہایت غم اِنکو ہوا اور قمران سے برق نے کہا کہ اب مجھے تاب نہین ہے مین جاتا ہون اور اوس موذی

کو راہ جہنم دیکھا تا ہون قران نے کہا بہتر ہے اسنے ارادہ چلنے کا کیا کہ صدا سے طبل سفر سُنائی دی
کس لیئے کہ قرطاس جب بہار کو خیمہ مین لایا تو قید آہن مین اس نازکبدن کو مبتلا کر کے ساحرون کے
پہرے مین دیا اور ہوشیار کر کے کہ اے نمک حرام شہنشاہ سے مخالفت کر کے تو نے یہ روز بد دیکھا بہار نے جواب
دیا کہ او بیہودہ تو کیا بکتا ہے وہ تیرا شہنشاہ کیا مسخرہ ہے اگر پیشتر سے مجھکو تیرا آنا معلوم ہوتا تو مزا چکھاتی جسطرح
تو نے فریب سے مجھکو گرفتار کیا ہے ویسا ہی تیرا بادشاہ بھی بیوفا نابکار ہے اگر تجھکو حوصلہ جنگ ہے کچھ غیرت نام و
ننگ ہے تو مجھ کو رہا کر دے پھر تماشا دیکھ کہ کسطرح ہلاک ہوتا ہے اوس نے یہ کلام سُنکر چاہا کہ ہلکہ کو قتل کرے
پھر سوچا کہ معشوقۂ شاہ طلسم اور بہن حیرت کی ہے مارڈالنا اسکا صلاح نہین پس یہ سمجھکر خیال کیا
کہ ایسا نہو اہل قلعہ یہان کے کچھ فتور کرین لہذا اس نے ہر چند چاہا کہ دن باقی نہ تھا مگر لشکر کو حکم کوچ کا دیا لشکر
کمربندی ہوئی عیاروں نے جب یہ سامان دیکھا قران سے برق سے کہا کہ تم بخاؤ اور سواری پر سحر کی چلو ورنہ
یہ سب چلے جائین گے تو کچھ بن نہ پڑیگا رات کو تعاقب بھی نہ ہو سکیگا برق حسب فرمایش
اوسی وقت چیخ مار کر بیہوش ہو گیا رنگ رخسار زرد دست و پا سرد ہو گئے قران نے وہ جو بلیخ ساحر جن کے
ساتھہ یہ آئے تھے اونکو روک کر بلایا اور کہا دیکھو انکو دردگرد ہوا ہے ان کے چلنے کی تدبیر کرو اونھون نے بزور
سحر تخت بنایا اور برق کو اوسپر لٹایا قران نے کہا مین اپنی سواری پر نہ چلون گا اسی تخت پر سوار ہو کے چلتا
ہون ان کا خبر گیران رہون گا سب نے منظور کیا اور تیار ہو کر اپنی اپنی سواریون پر سوار ہو کر تخت کو اڑاتے
ہمراہ لشکر چلے اوسطرف قرطاس نے بہار مع کنیزان مہردیدار کے تخت پر خوب گرفتار کر کے ڈال لیا اور بحشم
خدم روانہ ہو عیار بھی ساتھہ تھے سیر دشت نزہت اتمام کرتے جاتے تھے جب اوس حد سے گذر گئے سورج
بالکل غروب ہو گیا آمد شاہ ظلام اس خاکدان سیہ فام مین ہوئی کہ لمؤلفہ -

خلعت زرتار پہنے شاہد روشن جمال ناز معشوقانہ دیکھو اپنا عاشق جانکر	بام پر افلاک کے پھرتا نظر آیا مجھے پردۂ شب مین چھپا خرما کے جب دیکھا مجھے

رات کو چاندنی نے نکہت کیا صبح اوہ کوہ براق سے چمکنے لگے تلہ یہان سے آگے بڑھکر عجیب طرح کی پہاڑ اور
جنگل مسکن ساحران غدار نظر آئے کہین دُمرو بجتا تھا کہین ہوم ہوتا تھا آسمان بجائے تلہ کوہ پر دھوئی رمائے
ساحر بیٹھے تھے کیچاد یاسے دخان بہتے تھے کہین طرح طرح کے گل کھلے تھے غرضکہ ایسی ہی کیفیت دیکھتے
منزل ہا منزل اس رات کو چلے گئے آخر ہنوز فلک . نے بجانہ مشرق زمین

بت زرین مہر نکالکر طاق مینا فام سپہر پر رکھا اور زنار خط کہکشان کو گردن سے اُتارا کہ بموجب المؤلفہ

دیکھیے کرتی ہے کب یہ گردش دوران قیام
ہین مسافر یہ ہمیشہ دیکھئے لیل و نہار

اُس سی سرگردان ہین مہر و ماہ بھی ہیں صبح شام
رات گذری دن ہوا پھر دن بھی ہے آخر تمام

قرطاس شبانہ روز زمین سیکڑون کوس طے کرکے آیا ہے اور قریب طلسم نور افشان پہونچ چکا ہے ازبسکہ زیادہ چلنے سے خستہ و شکستہ بہت ہوا تھا صبح ہوتے ہی ایک صحرائے سبزہ زار مین اُترا بارگاہ نصب ہوئی یہ داخل بارگاہ ہوا لشکری بھی اُترکر داخل خیام ہوئے اور اپنی اپنی ضرورتین رفع کرنے لگے عیارون نے اپنے ساتھیون کو بُلایا اونھون نے برق کا مزاج پوچھا اِس نے کہا اب اچھا ہون اور ہم دونون صحرا مین لیتے ہیں رفع کرنے جاتے ہین یہ کہکر دونون روانہ ہوئے اور ازبسکہ منتظر اسکے تھے کہ قرطاس کہین ٹھہرے تو عیاری کرین اِسوقت ایک درہ کوہ مین پہونچکر قران نے برق سے کہا کہ مین اول بہار چھڑانے جاتا ہون کیونکہ یہ زیادہ قیام یہان کرنے معلوم نہین دیتا پس بہار کو رہا کرلینا چاہیے تم ٹھہرو مین جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور مصروف قرطاس جب اُترا اینخانہ آراستہ کرکے شرابخواری مین مصروف ہوا کیونکہ نسیم سحر ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی نور کا تڑکا تھا اوس سبزے پر پڑی تھی درختون کا لہلہانا عجب لطف دکھاتا تھا پھولون کی خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا چشمے چفر موجزن تھے مرغابیان سرخاب غوطہ زن تھے قطرات شبنم سے کوسون تک دام مروارید سبزہ پر پڑا تھا پھولون کا کھلنا کلفت رنج مٹاتا تھا کہ ابیات

نظر مصروف تھی ہر دیدۂ گل پر
کوئی گل تھا بشکل جام لبریز

عجب جوبن پہ تھے سب غنچۂ تر
کہین پیتے تھے باہم شبنم آمیز

کسیکا رنگ مثل روئے جانان
کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہمان

زمردگون بہار برگ شاداب
لبالب زیر دامن چشمۂ آب

ایسی بہار جانفزا مین لطف میکشی تھا اوس نے سرانچہ اُٹھوا دیئے اور راحت مین مصروف ہوا مگر قران جو روانہ ہوا تھا یہ نظر کردۂ اسد اللہ الغالب ہے اِس نے اپنے مولا کو یاد کیا اور پکارا کہ ای پروردگار دا حطہ اپنے شیر کی حرمت کا کہ مجھکو زور و بازو عطا کر بعد دعا کے کچھار مین جاکر شیر صحرائی کی تلاش کرتا تھا چنانچہ ایک جگہ بہت سرد نظر آئی وہان شیر کی بو پائی اِس نے نعرہ کیا صدائے نعرہ سی دشت گونج گیا اور ایک چھلانگ سے

شیر غرّان نکلا اسنے للکارا کہ باغی اے سگِ صحرائی کہان جاتا ہی شیر طمانچہ اُٹھاکر اُسپر حملہ آور ہوا اِس نے اُسکا طمانچہ خالی دیکر اوسکے سر پر گھونسا مارا شیر تیورا کر گرا اور اِسنے طمانچے اور گھونسے مارنا شروع کئے یہانتک کہ شیر کو مضمحل کردیا اوسوقت کسوت عیاری سے ایک دوا ایسی کہ جسطرح کبوتر کو شہد اور سُہاگہ دانہ مین ملاکر کھلادو تو کبوتر اُس گھر کا کہ جہان وہ دانہ کھایا ہی عاشق ہوتا ہے اِس بھی نکالی اور پارہ گوشت مین مِلاکر سام نے شیر کے ڈالی اوس نے کھاتی ہی اِطاعت اِسکی اِختیار کی آرام ہوگیا اور وہی گوشت مانگتا تھا اِس نے اِس نے فوراً اوسپر ایک زین پوست پلنگ کا باندھا اور مُنہ مین لگام دی پھر آپ صورت اپنی مثل ساحر مہیب صورت کے بنائی چہرہ نہایت سیاہ مُنہ بھاڑ سا کھلا زبان سُرخ مُنہ سے باہر سر بہت بڑا دست و پا دراز سانپ تمام جسم مین لپٹے زہریلے بچھو سیاہ رنگ سینے پر لٹکتے ہاتھ مین بھی ایک مار سیاہ کا مارنا نہ لیئے اوس شیر پر سوار ہوا اور دو نامہ مُہری شاہ طِلسم کے بناکر اپنی جھولی مین رکھے پھر وہان سے لشکر **قرطاس** چلا جب راہ مین شیر کچھ شوخی کرتا اور قصد گریز یا جنگ کرتا تو یہ تھوڑا گوشت اوسی دوا کا اوس کو کہ وہ اوس کے مزے سے خوش ہوکر آگے چلتا غرضکہ کچھ دیر مین یہ لشکر مین پہونچا جس نے اِنکو دیکھا خائف ہوا اور سلام کیا یہ اِسطرح بارگاہ قرطاس مین آیا وہ شراب پیکر پلنگ پر بہر آرام لیٹا تھا کہ ملازمون نے شیر آیا شیر آیا کا غل مچایا یہ اُٹھ بیٹھا اور قران کو اوس ہیئت سے دیکھکر کھڑا ہوگیا پیغام لا آیئے تشریف لایئے قران نے شیر پر سے اُترکر ایک نامہ نکالا اُسکو دیا اُس نے مُہر اُسپر بادشاہ طِلسم کی دیکھی نامہ کو آنکھون سے لگایا سر پر رکھا پھر وا کر کے پڑھا لکھا تھا کہ فلان روز ہم نے کتاب سلامی مین تمھارا حال دیکھا پس معلوم ہوا کہ تم نے ملکہ بہار کو گرفتار کیا اور طِلسم سے بہت دور نکل گئے ہو پس مابدولت کو خیال ہوا کہ یہ اپنے مُلک مین مجرمہ کا لیجانا اچھا نہین کیونکہ وہان عمر ایسا عیار موجود ہے ایسا نہو کہ وہ اوسکو چھڑا لیجاوے اور وہ سرے تم سے اگر جنگ وہان ہونے لگی تو لڑائی کا خیال رکھو گے یا قیدی کا جب بھی اوس کے چھوٹ جانے کا احتمال ہے لہذا ایسا سوچکر ایک نامہ بنام ناہر جادو مالک بیابان طِلسم کے لکھا ہی کہ ہمارا نامہ قرطاس کے نام لکھا ہوا اُسکے پاس لیجانا اور بہار کو لیکر اپنے پاس رکھنا پس اے قرطاس جسوقت ناہر تمھارے پاس نامہ لیکر آئین تم قید اُس مجرمہ کی اُن کے حوالے کرنا وہ اپنی جگہ پر حفاظت رکھینگے جب تم نامہ داری کرکے پھروگے قید لیتے آنا یا ہم طلب کرلین گے خبردار اِس امر مین تامل نہ کرنا زیادہ مراحم خسروانی کے امیدوار ہو یہ نامہ کا مطلب دریافت کرکے اس نے

پوچھا کہ آپ کے پاس دوسرا نامہ جو آپ کے نام آیا ہے موجود ہے قران نے وہ نامہ بھی نکالکر دیا اس نے پڑھا وہی مضمون تھا کہ اے ناہر تم قیدیہ کو لیکر اپنے پاس رکھو جب یہ نامہ بھی پڑھ چکا اس کو مطلق گمان نہیں کہ یہان عیار آئے ہون گے کیونکہ منزلہا منزل نکل آیا ہی اور جانتا ہی کہ مین اُڑکر آیا ہون عیار میرے برابر کہان چل سکتے ہین غرضکہ گیا ہوا کہ اے مہربان حکم شہنشاہ سے ناچاری ہے آپ اُس مجرمہ کو لیجائیے مگر کچھدیر کرم فرمائیے خراب پیٹیے پھر چلے جائیے گا قران نے کہا مجھکو تعمیل حکم بادشاہ کرنا تھا اور ایسی ہی سخت ضرورت تھی جو اپنی سرحد سے یہان آیا ورنہ مجھکو حکم نہین ہے کہ کہین جاؤن کیونکہ سرحد طلسم پر بڑے بڑے بانی شر رہتے ہین اور دوسرے آپ بھی مسافر ہین ہم کہ آپ کی دعوت کرنا چاہیے مگر جب آپ مراجعت بلفضل فرمائیے گا تو میرے مکان پر چلیے گا وہان باطمینان ہم آپ صحبت آرا رہین گے اِسوقت معاف فرمائیے قرطاس نے کہا بہتر ہے اور ساحرون سے حکم دیا کہ قید بہار مع کنیزان حاضر کرو وہ ملکہ موصوف کو قید آہن مین گرفتار حاضر لائے قران نے کہا آپ اپنا سحر اُسپر سے دفع کردین مین سحر ہین اپنے کیے لیتا ہون یہ کہکر جھولی سے ایک ہار لونگون کا نکالا قرطاس نے اپنا سحر دفع کردیا اور اس نے وہ ہار لونگون کا گردن بہار مین ڈالدیا اور قید آہن بھی اُتروادی بہار نے چھوٹ کر چاہا تھا کہ کچھ سحر کرکے نکلجاؤن مگر لونگون کی خوشبو سے بیہوشی طاری ہوئی قران نے اٹھاکر شیر پر رکھ لیا اور کہا کنیزون کو چھوڑ دو یہ آپ میرے پیچھے دوڑتی چلی آئین گی مین سحر پڑھے دیتا ہون انھون نے کنیزون پر سے سحر اُتار لیا وہ جب چھوٹین اپنی مالکہ کو ایک ساحر کو لیجاتے دیکھکر عازم جنگ ہوئین پھر خیال کیا کہ یہان لشکر ساحران ہے ایسا نہو کہ کچھ نہو سکے اور ہم پھر قید ہو جائین لازم ہے کہ آگے بڑھکر سمجھ لین پس یہ سوچکر جدھر ملکہ کو قران لیچلا اُدھر ہی چلین اور قرطاس کو ظاہر ہوا کہ بیشک بہت بڑا یہ ساحر ہے کہ ایک ہار مین تو اس نے اتنی بڑی ساحرہ کو بیہوش کردیا اور اوسکی کنیزون کو اسطرح بے بس کرکے لیچلا غرضکہ یہ توصیف کرکے بہر استراحت اپنے خیمہ مین گیا اور قران ملکہ بہار صحرا مین لایا وہان لاکر اوسکو ہوشیار کیا ہار اُتار لیا شیر کو اُتار اشیر کو چھوڑ دیا بہار کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی ساحر جس نے ہار پہنایا تھا سامنے کھڑا ہے اس نے چاہا کہ مین کچھ سحر پڑھون قران نے منھ پر ہاتھ رکھدیا اور کہا اے ملکہ مین قران ہون تم نے اتنے دن ہمارے ساتھ رہکر بھی فریب عیاری نہ دریافت کیا بہار یہ سُن کر گلے سے لپٹ گئی اور کہا اے قران آج تم ایسا بھیس بدلے تھے کہ میری تو کیا لیاقت ہے میری جگہ پر خواجہ سلامت ہوتے تو ہرگز

یہ پہچان سکتے یہ باتین تھین کہ کنیزین آئین اور حال سنکر خوشنود ہوئین اور ملکہ نے کہا کہ اے قران اب تم یہان ٹھہرو مین اس قرطاس خناس کو مزا چکھاؤن مع اسکے لشکر کے دیوانہ بناؤن گی قران نے کہا اے ملکہ جو مین کہون وہ پذیرا کرو سنو جنگ دوسرا ورد یہان تم اکیلی ہو اور وہ لشکر ساتھ رہتا ہی ساحر بھی زبردست ہے مبادا اُسنے پھر گرفتار کرلیا تو اچھا نہوگا دوسرے یہ کہ ہم عیارون نے یہان تک اُسکا تعاقب کیا کہ اسجگہ پہونچے لشکر بھی چھوڑا اگر یہ ہم سے قتل نہو سکا تو عیاران امیر کے سامنے ہماری آبرو نرہے گی یہ ساحر ہمارے ہی حصہ کا ہے تم اس مین دخل نہ دو بہار نے کہا کچھ تو میرے بھی دل کی آرزو نکلجانے دو قران نے کہا جب ہم اس کو قتل کرین اُس وقت اس کے لشکر کو شکست دینا قتل وقمع کرنا ملکہ نے کہا اچھا مگر اے عیار دانا یہان سے بعد فراغ عیاری کر کیونکر چلین گے کہ ہم کبھی اتنی دور نہین آئے راہ مین ہزارہا ساحر بلائے روزگار رہتا ہے اُن سے بچنا دشوار ہے دوسرے راہ نہین معلوم اگر یہان کے کسی مرحلہ مین طلسم کے پھنس گئے تو بغیر فتح طلسم وہان سے رہائی غیر ممکن ہے قران نے کہا خدا مالک ہم تم ساتھ چلین گے ابھی تم بھی ہمارے رہو یہ کہکر زنبیل عیاری بجائی برق جو کوہستان مین مخفی تھا دوڑ آیا اور ملکہ بہار سے ملکر خوشنود ہوا پھر گویا ہوا کہ خلیفہ آپ تو جو دعوی کرگئے تھے وہ پورا کر لائے یعنی ملکہ کو چھڑا لائے اب مین اُس ساحر کو مارنے جاتا ہون خدا تعالی میرا ارادہ بھی پورا کرے کہ مجھ سے فرصت ملے بہار نے کہا اے برق ہمین بھی عیاری مین شریک کرلو برق نے کہا خدا سے کریم ہمارا شریک حال ہو عیاری بے لاگ اچھی ہوتی ہے بہار نے منت بہت سی کی اس نے ناچار ہوکر کہا کہ اچھا اپنی کنیزون کو مجھے دیدو بس اتنی خراکت تمہاری کافی ہے بہار نے کہا خیر بہتر ہے قران نے کہا اے برق ابھی عیاری کو بچاؤ کس لیئے کہ مین یہان سے ملکہ کو چھڑا لایا ہون وہ دھوکا کھا چکا ہے مبادا دوبارہ دھوکا کھائے اس سے مناسب ہے کہ ایک منزل اور آگے بڑھکر اس کو مارنا اس نے یہ سنکر کہا جیسی آپ کی مرضی ہو اچھا چلیے کسی مقام سبزہ زار مین بیٹھکر بطور مخفی کھانے پانی سے فراغت کرلین کہ راہ کے تھکے ماندے ہین یہ سننا تھا کہ سب اُٹھکر روانہ ہوئے اور ایک مقام پر پہنچے سبزہ زار دیکھکر بہار نے سحر سے فرش مکلف گستردہ کیا بیٹھے عیارون نے میوہ شیرمال کباب وغیرہ نکالکر دسترخوان چنا سب ملکہ کھانا کھایا پھر شغل بادہ خواری شروع ہوا ادہر تو یہ حال ہے لیکن ادہر

جب قرطاس آرام کرکے اُٹھا دو پہر دن آچکا تھا اِس نے خیال کیا کہ اس وقت یہین اور آگے بڑھکر اُترنا چاہیے کیونکہ رات کو قیام کرنا بہتر ہے صبح کو چلینگے اگر رات کو آج چلے تو پھر دن کو ٹھہرنا ہوگا دوسرے یہ کہ رات کے سفر مین سو طرح کے خطرہین ملک دشمن قریب ہے دن ہی کو چلنا چاہیے یہ سوچکر اِس نے حکم دیا کہ نقارہ کوچ کا بجا وہ ساحر جنکے ساتھ عیار آئے تھے خبر سفر سنکر گھبرائے کہ ہمارے ساتھی صبح سے گئے ہین ابتک نہ آئے آخر انھون نے بنا چاری اہلکار لشکر جس کے یہ سب نوکر تھے اس سے اطلاع دی اُس نے کہا یہ امر دو علت سے خالی نہین یا تو وہ صحرا مین کسی نے اُنکو مار ڈالا وہ عیار تھے مگر اِس امر کو پوشیدہ کرنا لازم ہے کیونکہ اگر اگر قرطاس سُنیگا تو اُسکو ثابت ہوگا کہ یہ لوگ بھی عیارون سے ملے ہوئے ہین جب تو اُن کو اپنے ہمراہ یہانتک لائے وہ پانچ ساحر اُس کے سمجھانے سے چپ ہو رہے اور لشکر مین کوچ ہوا غلغلہ اور صدائے طبل سفر سنکر عیار بھی صحرا مین خبردار ہوئے اور ایک جگہ پوشیدہ ہوگئے جب لشکر اُس راہ سے گذر گیا ملکہ مہارخ تخت سحر بناکے مع عیاران وکنیزان سوار ہوکر عقب لشکر راہ لی آگے آگے قرطاس پیچھے پیچھے یہ روانہ تھے مقامات عجائب وغرائب صحرا سے ہولناک سیر دامن کوہ وصحرا دیکھتے چلے جاتے تھے اسیطرح منزلہا منزل جب نکل گئے تو ایک نہر پانی کی بہتی نظر آئی اُس نہر کے پار جب جانے لگے اُسمین سے دھوان پیدا ہوا اور تمام لشکر مین پھیل گیا قرطاس نے ہرچند سر پٹکا وہ تاریکی دور نہوئی یہ اوسجگہ سے اُتر کر کنارے نہر کے آیا اور پکارا کہ لازم شاہ جادوان ہو نامہ لیکر جاتا ہون مجھے کس نے روکا ہے نہر سے آواز آئی کہ کون شاہ جادوان ہے اِس نے افراسیاب کو بتلایا نہر مین کسی نے قہقہہ لگایا اور کہا وہ تجھ ایسے ساحرون کا بادشاہ ہے ہم اُسکا کہنا نہ مانینگے ہمارا بادشاہ کوکب ہے یہانسے سرحد طلسم نور افشان آغاز ہے آگے جانے کا حکم نہین قدم بڑھانے سے لازم احتراز ہے اس نے جب یہ سُنا معلوم کیا کہ طلسم ہوشربا اِس نہر کے پاس سے ختم ہوگیا اب یہان سے راہ نکلنی چاہیے کہ جنگ کرو مگر سوچا کہ یہان لڑنا اچھا نہین دربار کوکب تک پہونچکر لڑنا چاہیے کہ عمر تک دسترس پہونچے یہ سوچکر اس نے بالحاح وزاری کہا کہ نامہ دار کو کسی نے روکا نہین سلطنت سے آجنگ یہ امر ہوا نہین مجھکو بھی راہ ملنا چاہیے نہر سے صدا آئی کہ مرا کیون جاتا ہے دم لے عریضہ ہمارا خدمت ملکہ دوران سریر تاج شاہان جہان ملکہ براں مین گیا ہوا ہے وہان سے تیرے آنے کا جواب آیا چاہتا ہے اگر طلب ہوگا ہم راہ دینگے ورنہ جانا مشکل ہے قرطاس یہ سُنکر خاموش ہورہا ادھر ملکہ براں اور عمر زیب مسند

عزت ہین کہ ایک ساحر حاضر دربار دولت ہوا اور خبر ہوئی کہ ملکہ مروارید گوہر بدان جو خواجہ کو نذر دینے آئی تھی اور ابتک حاضر دربار ہے اُس کے نائب کی طرف سے اُسکی پاس عرضی آئی ہے یہ خبر سُنکر مروارید نے عرضی طلب کی پڑہا لکھا تھا کہ ایلچی نامہ دار افراسیاب آپ کے ملک مین داخل ہوا چاہتا ہے آپ ملکہ بران سے اُسکے بارے مین دریافت فرماکے مجھکو حکم بھیجیے بموجب فرمان حضور مین عمل مین لاؤ یہ عرضی پڑھکر اِس نے بران کو دکھائی ملکہ نے فرمایا کہ بادشاہ سے اجازت چاہیے اور چاہتی تھی کہ عرضی کوکب کو لکھے اُسوقت ایک پتلا نامہ اُسکا خود لیکر آیا ملکہ کو دیا اُسمین لکھا تھا کہ نامہ دار کے آنے کی خبر ہم نے سُنی ہرگز نامہ دار کو روکنا نچاہیے کیونکہ مثل چلی آتی ہے کہ ایلچی راز والے نیست پس اُس کو جس طرح وہ آتا ہے آنے دو یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے اجازت دی مروارید نے عرضی دستخط کراکے خود بھی حکم لکھدیا کہ اے گرداب جادو حکم ملکہ بہراہ وہی نامہ دار ہے تم راستہ دیدو عرضکہ یہ عرضی جو ساحر لایا تھا دستخط ہوکر اُس نے پائی اور لاکر گرداب کو پہونچائی قرطاس ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک لشکر پر سے تاریکی دور ہوئی اور صدا آئی کہ جاؤ اجازت ہے لشکر لیکر یہ نہر کے پار بزور سحر اُڑکر پہونچا اور کچھ دور جاکر وہ دن تمام ہوا اِس نے خیال کیا کہ اب سرحد طلسم مین دوسرے بادشاہ کے ہین یہان قیام کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک صحراے سبزہ زار مین اُترا اگر ملکہ بہار جو تخت اُڑائے پیچھے اوسکے آتی تھی وہ بھی قریب نہر آکر پہونچی پھر وہان سے دھوان نکلا اور آواز آئی کہ اب کون جاتا ہے بہار تو نہ بولی مگر قران نے کہا کہ تم کون ہو آواز آئی کہ ملازم کوکب اِس نے یہ سُنکر معلوم کیا کہ یہان سے سرحد طلسم کوکب آغاز ہے یہ معلوم کرکے پکارا کہ اے سرحدار جلد ہمکو راستہ دو کہ ہم شاگرد رشید خواجہ عمر ہین اگر تمھارے روکنے سے ہمارا مطلب فوت ہوا تو ہم شکایت کرین گے تمھارے لیے بُرا ہوگا یہ کہنا تھا کہ پانی کو جنبش ہوئی اور دہان موقوف ہوا صدا آئی کہ جایئے جایئے آپ کا گھر ہے یہ بھی مع بہار تخت اُڑاکر پار اُترے اور وہان کے صحرا مین جاکر ایک کنیز کو بھیجا کہ وہ طائر بنکر خبر لائی کہ لشکر قرطاس یہان پر اُترا ہوا ہے یہ خبر سُنکر سب اُسجگہ اُترے جب بالکل اندھیرا ہوگیا یعنی شعاع مہر تابان دریاے کہکشان مین ڈوبی اور ماہ تابان کو نہر استوا سے گذر جانے کی اجازت ملی کہ نظم

غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام		نظر آنکھون مین آیا سُرمۂ شام	
کرن خورشید کی دریا مین ڈوبی		دیا ہر رنگ نے عکس کبودی	

رات ہوتے ہی عیارون نے کہا اے بہار اب تم کہین جاکر مخفی ہو ہم اسکا کام تمام کرین بہار نے کہا بہتر کنیزین میری لینے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے اُنھین چھوڑ جاؤن یا وہ بھی جائین برق نے کہا چھوڑ جاؤ بہار کنیزون سے کہکر جوہر صاحب کہین بجالانا آپ بزور سحر طائر خوشرنگ بنکر شاخ درخت پر جا کر بیٹھی کہ تماشا عیاری کا دیکھکر خوشنود ہون عیارون نے بعد اس کے جانے کے کچھ صلاح کی قرآن لو سمت صحرا چلا گیا اور برق نے کنیزون سے کہا کہ تم اپنی صورتین بزور سحر بدل ڈالو کیونکہ قرطاس ہم کو پکڑ لیگا تہا وہ پہچانتا ہے کنیزین حسب الارشاد سحر پڑھکر بصورت مبدل تیار ہوئین پوشاک کا بھی وضع اور رنگ بدلا ہوا تھا جب یہ تیار ہو چکین برق نے کہا بزور سحر یہان اسطرح کا مکان مع فرش و مسند و اسباب عشرت مہیا ہو جائے کنیزان بہار تو ہمیشہ سے اُسکی تعلیم مین رہی ہین جو سحر سے باغ پر بہار بناتی ہین برق کے کہتے ہی کچھہ سحر پڑھکر دستک دی کہ باغ دلستان اور قصر رفیع لائق شاہان و سامان عیش زینت و بزم معشوقان اوسی وقت بنکر تیار ہو گیا کہ اوس کی نسبت یہ کہنا زیبا ہے سراسر طلسمی کارخانہ ہے کہ ابیات

زمین اُسجا کی جیسے روز روشن	گمان تھا دھوپ کا پھیلا ہے دامن
وہان سے سایۂ شب منزلون دور	بشکل آرزوے بختِ مجبور
فلک کے عکس سے تارے نمودار	منور جسطرح حسن رخِ یار
صفائی مین لبسانِ آب گوہر	نظر کو لغزشین ہر ہر قدم پر
جبین بام و در سے تابشِ نور	فروزان جیسے دونون عارض حور
کشیدِ دل نظر کے ساتھ حاصل	وہان جاکر پھر آنا سخت مشکل
درختون مین عجب صورت کا انداز	کہ جیسے شوخ کوئی یار طناز
نہایت نرم شاخین برگ سلواب	ہر اک تھالے مین موجِ گردشِ آب
ہوا ولا بہر وصل باہم	کہ ملجاتے تھے شاخ و نخل ہر دم
مناسب فرش نورانی کنول تھے	مگر مشتاق تکلیف اجل تھے
پلنگ آراستہ جس طرح محبوب	منقش تکیہ و چادر بہت خوب

غرض جب یہ سامان درست ہو چکا کنیزون سے کہا کہ تم مین سے دو آدمی لشکر قرطاس

ہین جانین اور کہین کہ یہ جگہ قبضہ مین ملکہ گلزار جادو و مالک بیابان گلزار کے ہے تمہارے اُترنے سے
زراعت و باغات وغیرہ کی پائمالی و نیز دیگر اقسام کا ضرر پہونچنا متصور ہے پس تم یہان سے آج کے دن
ہٹ کر قیام کرو کل ملکہ بران سے تمہارے مقام کرنے کی نسبت پوچھا جائیگا جیسا حکم ہوگا عمل مین آئیگا
کنیزین یہ حکم سُنکر بصورت مبدل اُڑکر روانہ ہوئین اور از لسکہ شب ماہ ہے قرطاس بارگاہ کے دروازے
پر بیٹھا سیر و دشت کرتا جاتا ہے اور شراب پی رہا ہے مگر اُترتے ہی سحر کر دیا ہے کہ کوئی غیر نہ آئے
کیونکہ ملک پرایا ہے یہ تو اسطرح بیٹھا ہے مگر برق دو کنیزون کو بھیجکر اور باقی ماندہ سے کہلوایا ہوا
کہ تم ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہکر آپ لشکر قرطاس مین آیا جیسے ہی اوسکی بارگاہ کی طرف چلا ایک پرچھائین
پکڑنے دوڑی اِس نے پھر کر کہا کہ اے پیر سحر کے جاکر اپنے مالک سے کہدے کہ برق عیار آیا ہے
وہ پرچھائین پھر گئی اور سام نے قرطاس کے جاکر گویا ہوئی کہ آپ نے مجھکو مامور کیا تھا کہ کسیکو آنے نہ دینا
ایک شخص غیر آتا تھا مین نے اُسکو گرفتار کرنا چاہا اُس نے کہا کہدو کہ برق عیار آیا ہے یہ خبر سُنکر یہ حیران ہوا
کہ وہ یہان کہان مگر پرچھائین سے کہا آنے دے غرضکہ برق اوس کے پاس گیا اوس نے
کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا کہ آپ کیونکر آئے اِس نے کہا ہمارا تو یہ گھر ہے روز آتے جاتے ہین
اُستاد سے حکم احکام پوچھنے کے لیے روزمرہ آنا ہوتا ہے یہ تقریر سُنکر وہ سمجھا کہ کوکب بلا لیتا
ہوگا پس گویا ہوا کہ پھر مجھے سرفراز کرنے کا کیا سبب ہے اِس نے کہا اِس لیے حاضر ہوا ہون کہ آپ
نے دو بار مجھکو گرفتار کرکے رہا کر دیا آپ کہتے کہ عیار نے میرا احسان فراموش کر دیا لہذا یاد دلاتا ہون
نیکی کے ہین آج آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ عیاری کرکے آپ کو مارونگا یہ سُنکر قرطاس ہنسا اور
کہا آپ نے مہربانی فرمائی مگر مجھکو کوئی مار نہین سکتا یہ باتین باہم ہو رہی تھین کہ وہ دونون ساحرہ جن کو
پہلے سے یہ بھیج چکا تھا اُڑتی ہوئین آئین جب زمین پر آکر سام نے اِس کے اُترنے پر چھائین اونکو بھی پکڑنے
دوڑین وہ کنیزین مہار کی ہین اونھون نے سحر پڑھا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہوکر پرچھائین پر پڑا اُسکی
روشنی سے وہ سایہ دور ہوا قرطاس نے دیکھا کہ دو نازنین حُسن مین مہر از مبین صورتین سلونی
چہرے نمکین چال و ادا کارہ صل مین گھٹورنیان سفاک جان تمنا لبجاے حسرتان شیدا
زبان خوگر انکار کانون کو نالہ و فریاد سننا در کا بینی کو انتہا کی خود بینی دہن کو عادت نکتہ
چینی نظر سوز وہ جگر لب مین آب حیوان کا آنکھون کو لگاوٹ یا دگر بخت عاشق ناشاد نظم

نہ کیونکر قتل کا اوس کے سبب ہو	کہ جب تیری نظر سوے غضب ہو
وہ عارض مہر تابان جن پہ قربان	کرین گھر دل مین ایسے تیر مژگان
ہزارون شوخیان اور ناز و تمکین	کہ جس کو دیکھکر ہو طبع برہم

وہ دونون ادہر آتی ہین یہ دیکھتے ہی پکارا کہ واہ صاحب تم بڑی گرما گرم شعلہ خو ہو کہ میری پرچھائین کو بھی مٹایا اُن غارت فرمائے ہوش و شکیبائی نے جواب دیا کہ لو چونچلے بگھارنا تو دیکھو ہمارنے ہی گھر مین تو دھنا دیا ہے اور ہمین کو آنے کی ممانعت ہے اے صاحب یہ سرزمین بیابان گلزار ہے جسکے مالک ملکہ گلزار ہے اُن کے حکم سے تمھین مطلع کرنے آئے ہین پیام یہ لائے ہین کہ زراعت کو لشکر سے خوف پامالی ہے آپ یہان سے ہٹکر مقام کیجیے ہماری ملکہ نے تجویز یہ نکالی ہے کہ ملکہ بران سے کل آپ کی نسبت پوچھکر حکم مناسب دیا جائیگا آج آپکو یہان سے ہٹنا پڑیگا قرطاس کو یہ پیام سنکر غصہ آیا مگر سوچا کہ یہان فساد ہونے مین عمر تک یہو نہ نباہ نجاوے گا یہ سوچکر نسبت پیش آیا گویا ہوا کہ آپ اتنا خفا نہون ہم مسافر ہین مہمان نوازی شرط ہی آج رات بھر ٹھہر کر صبح کو سمت قلعہ ہفت رنگ کے چلے جائینگے اور ہم اسیوقت چلے جاتے مگر راہ کی تکان سے خستگی کمال ہے خیال زیادتی ملال ہے آپ ہماری طرف سے عذر کر دیجیے گا کہ زراعت کو کچھ ضرر نہ یہونچے گا اور صبح کو وہ چلا جائے گا کنیزین یہ سنکر پھر واپس آئین اور کر کے روانہ ہوئین بعد ان کے جانے کے برق نے کہا مین بھی رخصت ہوتا ہون خبر شرط تھی وہ کر دی ہوشیار رہیے گا اسنے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون آپ جائیے یہ بھی اُٹھکر چلا اور اُسی باغ سحر مین آیا کنیزون سے کہا کہ اب تم پھر جاؤ کہنا کہ ملکہ گلزار نے کہا ہے کہ اگر آپ ہمارا مہمان ہونا نہین جانتے ہین تو بلا سے ہمارا نقصان ہوگا اور بران ہمپر خفا ہون گی ہم آپ کے مشتاق ہین یہان تشریف لائیے دو گھڑی کے لیے ہم اپنے باغ مین تنہا آئے ہین آپ بھی اگر دل بھلائیے پھر چلے جائیے گا کنیزین حسب الحکم دوبارہ روانہ ہوئین اور قرطاس ہنوز اندر خیمے کے نہ گیا تھا کہ یہ پہونچین وہ مستفسر ہوا کہ کہو اب کیا پیام لائین اُنھون نے حرف بحرف وہ پیام ادا کیا اس نے سنکر خیال کیا کہ یہ ملکہ شاید میرے مرتبہ سے پہلے آگاہ نہ تھی اب رتبہ میرا اُس نے جانا اور مجھ کو طلب کیا ہے یہ اندیشہ اسکو بالکل نہین کہ وہ ملکہ نہین عیار ہے کس لیے کہ جانتا ہے کہ وہ عیار یہان بیٹھا ہوا تھا جب کنیزین پیام لائی تھین اور اگر عیار ہوتین تو اُڑ کر نہ آتین اور میری پرچھائین

سنا نہین سکتا یہ سوچکر اُنسے کہا کہ مین کسلمند ہون اِسوقت معاف فرمائیے صبح کو مین حاضر ہون گا کنیزون نے ہنسکر کہا کہ ہمین چلو اس مردوے کو بھی دماغ ہے کہ ہم ایسے ہین جسکو شہزادیان بلاتی ہین نظم

کہ ہم وہ ہین کہ جس پر اک نظر ہو	قیامت تک نہ کم سوز جگر ہو
ملائے آنکھ کس کی تاب ایسی	لحد تک بھی نہ نکلے پائے دل کی

لو اور غضب سنو ملکہ ہماری ایسی ہی تو اُنکی مشتاق ہین جو رات بھر باغ مین پڑی رہینگی سفر نہین کرتے کہ ابھی تو نکالا ملا تھا اب اُس نے رحم کھاکر جو بلایا ہے تو اُنکو اغماز ہوا ہے یہ کہکر پھر مین اِس کو خیال ہوا کہ جیسے یہان رہے ویسے وہان ملکہ عورت حسینہ جوان تنہائی مین بُلاتی ہے کیا عجب ہے جو اُسکا اور کچھ مطلب ہو پھر ازین چہ بہتر ایک تو شہزادی دوسرے غیر ملک کی یہان تمہارا کوئی نہین یہ رفاقت کرے گی مدد وقت جنگ اُس سے بیگی جانا چاہیے یہ خیال کرکے پکارا کہ آپ آزردہ نہون مین چلتا ہون کنیزین پھر آئین یہ اُٹھکر اندر بارگاہ کے گیا لباس عمدہ پہنا عطر لگایا جواہر جا بجا زیب جسم کرکے خوب بن سنورکے ہمراہ کنیزان روانہ ہوا یہ تو اُدہر سے چلا اُسطرف برق رنگ روغن عیاری لگاکر ایک زن خوب رو کی ایسی صورت بنکر مسند ناز پر لصد انداز جلوہ گستر ہوا ہے لباس پُر زر پہنے ہے سر سے تا قدم جواہر کا زیور تن منور پر آراستہ کیے ہے مانگ موتیون سے بھری ہے ناہید فلک ہزار جان سے اُس بھولی صورت پر صدقے ہوا جاتی ہے قمر کا سینہ رشک سے داغدار ہوا ہے یہ کنارہ اہے کہ لبیات

لپکتی تھی دہک عارض کی ہر سو	نہایت تیز تھی شمشیر ابرو
مژہ کی برچھیان تکتی تھین دل کو	نگاہِ مست کی ایما کہ سنبھلو
لب گلرنگ خون ناظر چند	نہ چاکِ دل کہ کوئی دین جو پیوند
وہ ابرو جو کہ شمشیر قضا تھے	دم ایما جہان کے دل ربا تھے
وہ انکے چینہ صدمے روح عالم	نہ دے یاد اُنکی فرصت دلکو اک دم
دہن وہ تنگ جو پنہان نظر سے	تصور مین دھوئین اُٹھین جگر سے
وہ دور حلقۂ چاہ زنخدان	فدا جسپر ہزارون جن و انسان
وہ گردن اور وہ سینہ شور جنکا	زمین سے تا فلک ہر جا پہونچا
وہ بازو اور وہ ساعد نور افشان	کہ جنکی یاد ہر مرگِ مسلمان

وہ ساقِ خوش نما آئینۂ نور		لقب جنکا جواب شمع کافور	
قدم سے تا بسر جس جا نظر جائے		نہین معلوم کیا کیا چہہ گذر جائے	

یہ تو اس صورت سے رونق فزاے گلشن تھا اور قران جو صحرا مین گیا تھا ایک پگڑی سر پہ باندہ کر رومال شانہ اوڑھا اور لباس نفیس پہنکر صورت بشکل سوداگران تبدیل کرکے حاضر باغ ہوکر دروازہ پر ٹھہرا تھا کہ ہمراہ کنیزان قرطاس پہونچا قران نے بڑھکر تسلیم کی اور نذر دی کہا ٹھہریئے مین ملکہ عالم سے خبر کرتا ہون یہ کہکر اندر آیا برق کو اطلاع دی کہ وہ بناز و انداز کنیزان دیگر کے کاندہے پر ہاتھ رکھکر بصد اعجاز در باغ پر جو یہ آیا زیہ معلوم ہوا کہ جیسے بیچ سنبلہ سے آفتاب نکل آیا قرطاس نے دیکھا کہ ایک نور باغ سے ساطع ہوا خوابگاہ کی آرزو پوری کرنے والا تمنا کو قوت بصارت دینے والا ہے یعنی وہ غیرت مشتری رونق بخش مہر چرخ دلبری جسکا جوبن آفتاب بن کے فلک پر چمکا ہر اختر سپہر وقت سحر جس کی چشم پر ضیا ایک نمونہ ہے نگاہ جس کی ترقی بخش انوار تصور مین جس کے قیامت تک محو دیدار غم زدون کی ہنسانے والی عاشقون کو راہ بتانے والی شبنم اُسکے عرق جسم سے چھلکر ہمیشہ گریہ ناک سحر اُسکے عاشقون مین ملنے کے لیے گریبان چاک صدا اُسکی جان بخش دل فگاران آمد اُسکی نوید جان بیقراران تمنا اُسکی ہمیشہ گنہگار ادا و غمزہ کو ہر قتل تیار شراب حُسن سے بیہوش طبیعت خود فراموش نظر

نظر آئی اُسے وہ مجمع نور		دیار ہوش جس سے منزلون دور	
بشکل آرزو پنہان حیا مین		نہایت شوخ طرز مدعا مین	
چمک کر برق شمشیر نظر کی		عیادت کے لیے آئی جگر کی	
لحاظ تو بہ مثل زلف برہم		لب زاہد پہ شکر خندۂ غم	

یہ بیہوش ہو کر یقین تھا کہ گرے مگر وہ ہوش ربا سے جان حسرت و تمنا سکا اکر قریب آئی اور دست رنگین سے ہاتھہ اِس سرمست بیخودی کا تھام کر لب جان بخش سے گہربار ہوئی کہ آیئے تشریف لایئے اللہ بڑا انتظار دکھایا ہان سچ ہے ہمین مشتاق جو پایا اسی سے آپ نے مُنہ چھپایا یہ کہکر خندان خندان اُس گلزار مین کہ واقعی وہ سبز باغ تھا لیکر چلی جب یہ اندر آیا اُس باغ کو نہ طلسم پایا وہ درخت تھے یا امید مین سینہ ارض کی برآئین تھین سبزہ تھا یا سرسبزی کام دل شاہد بہار تھا ہجوم شوق دید نے اُس مرد مقام پر گرمیان جنائین تھین جوش آرزوے بادہ پرستان

اُسیجا برآتی تھی روح آرام پاتی تھی اُسجا کے اسباب عشرت وصفاے عمارت پرجان گلہاے بہار پُرخون پاکیزہ طینتان دہر کو اُسکے تعشق مین جنون کہ ابیات

نظر آئے نہال سبز و شاداب	کہ جس کی دید سے خاطر ہو بیتاب
ثمر خوشرنگ پتے لہلہاتے	ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے
نہالِ باغ سب مقیش افشان	نگاہین دیکھنے والون کی قربان
مکان مثلِ دل عارض مصفّا	پھسلجاے نظر وقت تماشا
مناسب ساز سامان جابجا پر	کہین گھٹ بڑھ نہین سب چکہ برابر
چراغ و شمع کے جلوے وہ ہر سو	دلون مین گھر کرین مانند جادو
کہین ساقی کہین مطرب کہین ساز	کہین معشوق نواز بس خوش آواز

قرطاس یہ کیفیت دیکھکر دنگ تھا سکتے کا رنگ تھا کہ ملکہ نقلی نے لاکر مسند پر بٹھایا پہلو مین آپ جلوہ فرما اِسکا دل گم شدہ پھر سینہ مین آیا سمجھا کہ یہ سفر تجھکو بہت مبارک ہوا یہ نازنین تجھ پر فریفتہ ہی غرض اِسکے بیٹھتے ہی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچکر جام بادۂ احمر جسمین بیہوشی ملی تھی بھرا اور مسکرا کر آنکھونکو جسطرح کہ ساغر چھلک جاتے ہین یا مست بہک جاتے ہین گردش دیکر آگے اِس کے بڑھایا اُسنے بھی کہ مست مئی الفت تھا انکار نکیا بے تکلف پی گیا ساقی اجل نے صدا دی کہ جی گیا پھر تو یہ کیفیت تھی نظم

طبیعت صورتِ مے جوش مین تھی	تمنا عزم نوشا نوش مین تھی
ہجوم آرزو کہتا تھا لا جام	جھکا شیشہ کہ آیا اور ہنگام
صدا آئی فرازِ آسمان سے	سفر ہے نامبارک آب یہان سے

جب خوب اِسکو نشہ ہوا گھبرا کر ہر سمت آنکھین پھاڑ کے دیکھنے لگا اُسوقت قران بھی باہر سے آکر سر ملکۂ نقلی پر رومال جھلنے لگا اور برق نے اُسکو بیہوش ہونے کے قریب دیکھکر کہا کہ کیون میان قرطاس مزاج کیسا ہے اِسنے کہا ای ملکہ دردسر از حد ہے اگر اجازت ملتی تو ذرا لیٹ رہتا پھر برق نے ہنسکر کہا کہ او سخرے بیہودہ تو نے مجھکو پہچانا کہ مین کون ہون ارے مین برق عیار ہون یہ سننا تھا کہ اِس نے گھبرکر سحر کرنا چاہا مگر قران نے پشت کی طرف سے ایک لات ماری کہ میان سبوچہ مے یہ ڈھلک کر دور گرا اور بیہوش ہو گیا برق نے خنجر کھینچکر سر تن سے جدا کیا شور و غوغا عالم مین پھیلا اندھیرا

ہوگیا صدا آئی کہ مارا فرطاس جادو لشکر مین اُسکے بھی اندھیرا چھایا اور لشکری غوغا سنکر جلد جلد مسلح ہوکر دوڑے لیکن بہار جو طائر بنی ہوئی بیٹھی تھی اس کے مرتے ہی اُڑی اور کنیزون کو پکاری کہ جلد آؤ وہ بھی باغ وغیرہ برطرف کرکے پیچھے چلین عیار صحرا مین چلے گئے اور بگولے لاش فرطاس کو حیدرآباد جانب اقراسیاب لیچلے اس اثنا مین لشکر لینا لینا کہتا ہوا تھا کہ بہار نے اپنے جوڑے سے ڈبیا یاقوت رنگ نکالکر کھولی اور سحر پڑھکر دستک دی ڈبیا سے دھوان نکلکر مثل ابر تیرہ وتار تمام لشکر پر چھایا اور بجلی ایسی چمکی کہ آنکھین سب کی بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ طرفہ ماجرا ہے یعنی چاندنی گھٹا مین نکلی ہے سام نے ایک چمنستان سبزہ زار لگا ہی سرسبزی خوش نصیبان زمانہ کو شرماتا ہی کہ بمقتضائے ابیات

زمرد رنگ ہر برگ خوش اسلوب	شجر کی شاخ مثل دست محبوب
چمن کے پھول مثل عارض یار	برابر جلوہ گر ہر سو نمودار
کوئی گل مثل روئے ماہ برّاق	اودا ہٹ مین کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگین	کسی مین اور ہی صورت کی تزئین

بیچ مین جو اس گلشن نگارین کے جو چبوترہ ہے وان ایک خون کن جان صد تمنا جلوہ فرما ہی نظم

کہ رشک حور ہے وہ صاحب جاہ	پری پیکر سمن بر غیرت ماہ
نظر مین تیزیان تیغ اجل کی	لب شیرین مین شیرینی عسل کی
غضب آنکھون مین مثل کیف لبریز	سنان ہر مژہ دل کے لیے تیز
نگہ پہونچی جو سوے سینہ صاف	نظر آیا کچھ اُبھرا طور شفاف
قد بلند گی پستان کو پائے	ہوس کچھ اور ہی مطلب بجائے
جو اُٹھتی لو تھی شمع ساق پا سے	تو گھرتا ابر مستی جا بجا سے

گرد اُس شعبدہ بازو لدار کے کنیزین گرد خسار ہاتھون مین عہدے لیے کھڑی تھی امنگ مین جوانی کے بھری تھی تمام لشکر اُس گل رعنا سے باغ حسن کی بہار دیکھکر اور ہوا سے گلشن سحر سے مسحور ہوکر اپنی ہستی فراموش کر گیا خودی سے گذر گیا یہ خیال بالکل نرا مکر ابیات

نہین ہے یہ چمن شایان دیدار	یہان احسان سے ہوتا ہے گنہگار
فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے	دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے

مقدر نے ہے وہ سامان دکھایا — کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا
چلے یہ شعر پڑھتے سب زبان سے — بڑھے روتے ہوئے اپنے مکان سے
سہے جاتے نہیں رنج جدائی — دہائی ہے دہائی ہے دہائی
قریب باغ پہونچے بولے جانی — خدا رکھے یہ تیری نوجوانی
زیادہ حسن کا نور پیارے — رہے قربان جانِ حور پیارے
اجی ہمپر بھی ہوگی مہربانی — کہ ہو کچھ لحظہ لطفِ زندگانی

یہ صدائے آہ و واہ اُس رہزن شاہ راہ خرد نے سُنکر کچھ کنیزون سے کہا کہ وہ سب در باغ سحر پر آئین اور پکارین کہ اے عاشقان ملکہ زمان ادہر آؤ پیام یار سُن جاؤ لشکری شعر عاشقانہ پڑھتے نزدیک آئے اُنھون نے ایک ایک ہار پھولون کا اِن کے گلے مین پہنایا اور تمھاری معشوقہ نے فرمایا ہی کہ تمھین شرم نہین آتی جو ایک کے سام نے دوسرا میری محبت کا دم بھرتا ہی مین اکیلی اور سارا لشکر مجھپر مرتا ہے چاہیے تھا کہ تم مین سے ایک دوسرے کو رقیب جانتا اور ہرگز بغیر قتل کیے نہ مانتا وہ میرے عشق سے ہاتھ اوٹھاتا یا جان سے جاتا جب ایک شخص رہجاتا تو اوسکو مین اپنے پہلو مین بٹھاتی یہ بدنا سیان نہ اُٹھاتی یہ پیام سنتے ہی آتش نفاق ہر ایک کے سینہ مین شعلہ زن ہوئی آتش گل نے جان بلبل مین آگ لگادی آپسمین ایک نے دوسرے سے کہا کہ سُنا بھی اگر میری معشوقہ کا نام اَب تیری زبان پر آیا تو قسم ہے اُسکے غمزۂ جانستان کی کہ مین مار ڈالون گا دوسرے نے بھی یہی جواب دیا کہ مین خود تجھہ کو منع کرتا ہون کہ اَب اُس آفت جان پر جان نکھونا ورنہ زندگی سے ہاتھہ دھونا فوض باہم تکرار ہوکر ایک دوسرے سے لڑنے لگا سحر کی لاگین منتر ون کے حربے چلنے لگے ترسول پنسول ناریل تیر وغیرہ اُچھلنے لگے صف مژگان یار نے صف کشی کرادی آنکھون کے لڑنے نے لڑائی دکھائی دی جادوگری بھلادی دم بھر مین صدہا سر اُس سفاکہ پر نثار ہوگئے نوجوان بہار باغ ہستی کھوگئے ہزارون جان اُس گلبدن پر قربان ہوگئی حسرت و ارمان اُنپر روگئی نظم

صدا دی بلبل جنگی نے یہ ناگاہ — کہ ہون مردان شیر افگن اب آگاہ
قریب آیا ہے وقت جان فروشی — دکھاؤ اپنی اپنی گرم جوشی
کبھی کرکیٹ کہتے تھے یہ کڑکا — کہ مُنھہ کی کھائی گردن کچھ بھی بھڑکا

کھلے بیڑے پڑے شمشیر مین ہاتھ — کھچین تیغین ببدا ہر غول کا ساتھہ
یکایک ہر طرف سے برق چمکی — سبار کبا دی خواب عدم کی
جو تھے افزایش جرأت سے بیتاب — ہوئے رخسار اُن کے آتشین تاب
لبون پر آئے کف غیظ اجل کے — اِرادے بڑھ گئے دست و بغل کے
میری معشوقہ ہو کر دبائے تقدیر — وہ ہوئے غیر سے جا کر بغلگیر
اگر باقی رہے گی جان تن مین — تو ہو گا لطف کچھ اِس انجمن مین
کفن پہنو کر ہنگام اجل ہے — ہوس اب گور سے دست و بغل ہے
جدا ہونے لگے پاؤن سے دست — کوئی خستہ کہین نعرے کہین چیت
کہین سیلاب خون سے سرخ راہین — کہین زخمی تنون کی سرآہین
گرا کتی تھی برابر برق شمشیر — اجل تھک تھک گئی ایسے چلے تیر
گرے گردان شیر افگن زمین پر — کہین تن سر کہین تو سن کہین سر
پھر آخر مہر نے چاہی بلندی — ہوئی حاصل فلک کو خود پسندی
ہوئی رخصت وہ شب بس پیر ہو کر — جمال صبح چمکا شیر ہو کر

یعنی جسوقت تیغ تیز مہر سے سرد یو شب کا جدا ہوا اور سیارہ سیالیل کو معشوقہ صبح رخسار صبح کے
حمائل کرایا وہ لشکر سارا رات بھر مین لڑ کر کٹ گیا عجب ہنگامہ ساحرون کے مرنے سے برپا تھا آگ سی
آتی تھین تاریکی مین پیرون کا غل شور محشر سے کم نتھا جب اُجالا ہوا دس پانچ افسر زخمی ہو کر بچے
تھے وہ سام نے بہار کے آئے ملک نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ باغ اور تمام آرایش سحر جاتی رہی
انکے بھی گلون سے ہار مرجھا کر غائب ہوئے افسر ہوش مین آگئے تمام لشکر کو مردہ پایا چراغ ہستی کو
افسردہ پایا سمجھے کہ بہار کے سحر مین ہم گرفتار تھے یہ سمجھکر ارادہ قصاص کیا کنیزان بہار نا بخ پکڑ کر للکارتی
ہوئین آگے بڑھین یہ زخمی بہت تھے خوف مین آکر بھاگے اور جانب افراسیاب گئے بعد ان کے
عیار دونون تعریف کرتے ہوئے آئے کہ اے ملک سبحان اللہ کیا کہنا ملک نے کہا یہ کیا ادنی سحر تھا کیا
کہون قرطاس کو آپ نے قتل کیا ورنہ حال اُسکو میرے لڑنے کا کھلتا اب پھر کر اپنے گھر چلنا مناسب ہے
یہ کہکر تخت سحر پر سبکو سوار کیا اور روانہ ہوئی برق نے کہا آخر تو چلتے ہین اسطرف کی سیر کرتے چلین ملک نے

یہ سنکر جدھر سے آئی تھی اُدھر رُخ نہ کیا اور سمت کا راستہ پکڑا اور انواع و اقسام کے جنگل و کوہ وغیرہ دیکھتے عجائبات کی سیر کرتے سب روانہ تھے کہین پہاڑ نظر آتے تھے کہین پر دریا تھے کہ ابیات

کہین سبزہ کہین پرکہ شہر آباد — کہین ویرانہ مثل طبع آزاد
کسی جانب کو کوہِ آسمان جاہ — کہین باہم درخت ایسے نہین راہ

اسیطرح یہ چلے جاتے تھے کہ دور سے ایک بیابان نظر آیا سراسر اسمین طلسمی کارخانہ پایا کہ ابیات

طلسمی اُسکا تھا سب کارخانہ — وہ تھا پریون کے رہنے کا ٹھکانا
درختون مین اثر تھے سحر کے تیز — گلون کے جام ترافسون سے لبریز
برابر اُنکے جو غنچہ تھا لب بند — وہ عقد سحر سے تھا اے خردمند
بڑھے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ — نظر آیا انھین اک قلعۂ سنگ
کہ تابندہ ہے مثلِ مہر انور — جڑے ہین زر کے دیوارونمین پتھر
زمین شفاف رستہ صاف دروا — نہال سبز مثل باغ پیدا
درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ — نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
کوئی بہتر ز مرد سے بھی خوش آب — کوئی مانند لال سرخ نایاب
ثمر کی جا گہر سب مین نمودار — چمک پتون مین جیسے عارضِ یار
وہ سب گویا بشکل آدمی زاد — چمن خندان گلون کے لب پہ فریاد
صدائے غنچہ سے نغمہ ہویدا — سر ہر شاخ سے بارنغم سے پیدا
زمین جنبش مین مثل قلب بیتاب — تلے اوپر کہین پیمانۂ آب
قریب اک حوض اُسمین خون لبریز — کنارون پر کشیدہ خنجر تیز
کہین پتھر کے انسان وہ بھی گویا — کوئی پتلا ہنسا اور کوئی رویا

ایک بارگاہ زربفتی دروازہ قلعہ پر استادہ تھی کہ جو درازی و وسعت مین صحن آسمان کو شرماتی اس بارگاہ آسمان جاہ سے ہٹکر بہت بڑا لشکر آراستہ ہوا تھا کئی لاکھ ساحرون کا مجمع تھا یہ دیکھکر قران نے کہا اے بہار تم راہ بھولکر قلعۂ طلسم نورافشان کی جانب آگئین ایسا نہو کہ ہم قید ہوجائین جلد یہان سے چلو کیونکہ میری لیے قید ہونا بُرا ہے جبتک اُستاد کو یہان خبر ہوگی اور وہ

کوکب سے کہا کہ چڑیا مین اُسوقت مین ہلاک ہوجاؤن گا بہار یہ سُنکر وہان سے سناٹا مار کے
تخت اُڑاتی بہت دور نکل گئی اور ایک صندل کے جنگل مین پہونچی دیکھا کہ شاہد ارض رنگ
کا درو سر کھونے کو ہزار ہا شاخ صندل زمین پر سر اپنا رگڑتی ہے حرارت سود ازدگان دشت
نبت کھونے کی تدبیر نئی ہے وہان پہونچکر قلب محرور مسکن ہوا اور تخت اُتارا سیر کرنے لگے بوے
صندل سے دشت مہکتا تھا ہزارہا مار سیاہ درختون سے لپٹا تھا گنڈلیان سانپون کی درختون کے
تنے سے لپٹی یون نظر آتی تھی کہ بموجب اس بیت کے بیت سیہ چوری بدست آن نگارے
اشاخ صندل پیچیدہ مارے ٭ وہان کی سیر کرکے جب اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک دیوار سونکی
ہر طرف گھری آتی ہے فروغ جلوہ مہر دکھاتی ہے ہزارہا آفتاب چمکنے لگا ہر ذرہ کا ستارہ بخت سوز ہوا
کہ بیت مقابل آگیا اک قلعۂ خوب ٭ طلائی جس کی دیوارین خوش اسلوب ٭ یہ محاصرہ ہوتے
دیکھکر بہار تخت پر سبکو بٹھاکر اُڑی اور قندیل فلک بنگئی مگر جسقدر بلند ہوئی وہی دیوار طلائی
سام نے نظر آئی رائی بنائی ہزارون طرح کے سحر کیے کچھ اثر نہوا گھبراکر عیارون سے کہا ہم کو کسنے
قید کیا یہ کہکر زمین پر اُترآئی اور اپنے گیسو کی صورت پریشان اور آئینۂ رخسار کیطرح حیران تھی
اس عرصے مین ایک سیاہی فلک کی طرف آکر محیط عالم ہوئی رعد گرجا برق شعلہ فشان چمکی اور ایک
تخت پر ایک ساحرہ بصد عظمت و شان سوار قریب آکر اُنسے کہا کہ بی بی کس لیے پریشان ہو سرگریبان
ہو ذرا سوچو تو کہ انسان اپنے بس آتا ہے اور پرائے بس جاتا ہے نکلکر جاتا ہے اب جبکی گھر آئی
ہو وہ جب رخصت کرے گا تو جانا ہوگا مثل مشہور ہے کہ آمدن بارادت و رفتن بہ اجازت بہار
نے پوچھا کہ یہ گھر کسکا ہے اُس ساحرہ نے جواب دیا کہ شاہ عیاران جناب خواجہ عمر کا ہے
بہار نے کہا پھر وہ کہان ہین اُسنے کہا آپ میری ساتھ چلیے وہ بھی تشریف لاتے ہین
یہ آخر اُس ساحرہ کے ساتھ روانہ ہوئے وہ کچھ دور چلکر اِن سب کو ایک باغ مین لائی کہ وہ گلشن
ہزارون بہارین دکھاتا ہے اپنی بہار دیکھکر ایسا اترا تا تھا کہ پھولون نہ سماتا تھا جملہ سامان راحت اسمین
مہیا تھا مکان بہت عمدہ اسباب نادرہ کا سے سجا تھا اُسمین بالاخانہ رشک بام آسمان تعمیر
تھا اُسپر نگیرہ کھنچا ہوا پری کی تصویر تھا زیر نگیرہ فرش مکلف پر اُس ساحرہ نے انکو
بٹھایا اور کہا آپ ٹھہریے مین خواجہ سے عرض کرنے جاتی ہون یہ کہکر چلی اور باہر کو

آگر باغ کے دروازے کو بند کر کے تخت پر بیٹھکر چلی گئی یہ تینون بالاخانہ پر بیٹھے سیر دست طلسم مین مصروف
ہین مگر جس سرحد مین کہ لڑائی ہوئی اور قرطاس مارا گیا اُس دشت کے ساحرون نے جاکر تمام ماجرا
خدمت کوکب مین عرض کیا وہ بہت ہنسا اور ایک نامہ لکھکر بران کو بھیجا نامہ جب بران کو
پہونچا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند نامدار جو آتا تھا اُسکو قران و برق نے اس طرح راہ
مین مار ڈالا اور بہار جادو نے یون لشکر کو شکست دی اب بیابان صندل کے آگے ایک
باغ مین وہ سب فروکش ہین خواجہ صاحب سے کہنا کہ جی مین آئے تو جاکر مل آئین وگرنہ ہم اونکی دعوت
کر کے رخصت کیے دیتے ہین خواجہ صاحب کے بھتیجہ کو اونکی تسکین کے لیے بھیجے دیتے ہین یہ نامہ
پڑھکر ملکہ عیارون کی فطرت پر ہنسی اور اون کے حوصلے پر آفرین خوان ہوئی کہ اِس طلسم تک
تعقب کر کے بغیر قتل کیے چھوڑا پھر عمر کو وہ نامہ دکھایا خواجہ بھی بہت ہنسے پھر خیال کیا کہ شاید
تمکو کوکب آزماتا ہو پس تم بغیر حصول مطلب بران کے پاس جدا نہو یہ سمجھہ کر ملکہ سے کہا
کہ اے ملکہ آپ نے مجھہ سے ایسی الفت کی ہے کہ کسی کے ملنے کو جی نہین چاہتا اچھا آپ لکھہ
بھیجیے کہ بادشاہ دعوت کر کے رخصت کردین ملکہ نے بجواب نامہ عریضہ اسی مضمون کا لکھ بھیجا شاہ
نے بموجب مرضی عمر اُسی ہمشیہ کو خواجہ کے کہ جو مخمور کے پاس بھیجا تھا طلب کر کے مع سامان دعوت
بخشہ وخدم ہمراہ ایک امراے دولت کے روانہ کیا یہان بہار اور عیار بیٹھے دیکھتے تھے کہ یکایک ڈنکا
بجتا سُنائی دیا بالاخانہ پر کھڑے ہوکر جو دیکھا تو سامان سواری نظر آیا آگے آگے شتری و فیلی نقارے
بجتے اُنکے بعد تخت پر ساحر سوار اہتمام کرتے پھر بہت سی پالکی نالکی چنر جادوگر نہایان لباس عمدہ پہنے سوار
اسپہ پر اُن کے زیور مرصع کار کی بہار نکلین ان کے بعد سقے آبپاشی گلاب و کیوڑے کی کرتے لڑکے
خوبصورت لیے ٹخلون کے لیے آگے بڑھ گئے پھر بسلون و چوبدار و خاصہ دار لباس معقول
سے آراستہ پیدا ہوئے اِن کے بعد ایک تخت پر عمر سوار جلو مین بادبہاری خلعت زرتار پہنے جس سے
زرین لباس مہر سر مسار تاج کئی سو کنگرے کارکے جواہر سے جسم کو تزئین دیئے روانہ ہے صدا سے طرقو
سے ارض وغیرہ بھرا ہے چاؤش دور باش کہکر للکارتے ہین نقیب اور نقات سے پیش
خداوند کے نعرے مارتے ہین بڑے جاہ وحشم سے سواری جاتی ہے یہ کیفیت عیارون نے دیکھکر
کہا کہ اُستاد جاتے ہین برق نے کہا مین تو پکارتا ہون قران نے کہا کہین ایسا دیوانہ پن

نکرنا خلاف ادب ہے ادب سے آگے نہ بڑھنا یہ کہہ رہے تھے کہ سواری نکلگئی کچھ عرصہ مین وہی ساحرہ جو یہان بٹھا گئی تھی مع چند ساحران ذی رتبہ کے آئی در باغ وا ہوا ان کے سلام نے پہونچکر ہر ایک سے گویا ہوا کہ چلیے آپ سب کو خواجہ سلامت نے بلایا ہے بہار نے کہا ہم سمجھتے تھے کہ یہین تشریف لائینگے یہ انھین کے رہنے کی جا ہے اُس ساحرہ نے کہا کہ جی نہین یہ اِس غریب کے رہنے کا ٹھکانا ہے اُن کے لائق یہ کب جگہ ہے غرضکہ تخت پر سوار کر کے عیارہ وغیرہ کو ساحرہ لیچلے اب جو دیکھا تو وہ دیوار طلائی نظر نہ آئی اور کچھ دور آگے جاکر ایک باغ کی بہار دکھائی دی دروازہ پر اوسکے عملہ کے لوگ خدام و دربان و سپاہی وغیرہ کا مجمع ہے یہ وہان اُترے سب نے اِنکی سلامی لی اور بڑھ بڑھ کر تسلیم کی یہ پھر داخل باغ ہوئے دور سب رنج دل کے داغ ہوئے عجب بہار آگین وہ گلشن نظر آیا جس سے دیدۂ دل سرور پایا سوسن سیہ رنگ وہان سرمہ بصارت آگین چشم مشتاق گل رشتنی مین نور دیدہ عشاق بزکس مخمور بر رنگ دیدۂ حور سنبل کے پیچ عقدۂ سر بستۂ آرزوے عاشقان سرو موزون سر بلند مثل مراد یاران پا

گلون مین سب طرح کے رنگ پیدا	ہر اک مین تھا نیا جلوہ ہویدا
لبالب آب سے نہرین ہر اک سو	جو لیجائین دل شائق سے قابو
نوازان جا بجا مرغان خوش رنگ	ہر اک کے زمزمے کا کچھ نیا ڈھنگ
ہر اک بارہ دری کا شانۂ نور	میسر ہر کسی کو صحبت حور
نہایت با تکلف فرش سارے	کہ جسکے حسن پر پھسلین نظارے
ہجوم ماہ رویان ہر قدم پر	ہوا سے شوق کے جھوکے برابر
مزاج شایقان حسن برہم	نظر کو دیدے فرصت بہت کم
اداوے شوخیون پر قصد چالاک	ہوس مغرور جوش شوق بیباک
ترنم زا صدا ہر نازنین کی	خلل انداز رسم کیش و دین کی

صحن گلشن مین تخت جواہر نگار پر عمر جلوہ فرما تھا چتر زرین سر پر گردش کرتا تھا گرد کرسیون پر امرا و زرا کا دور بندھا تھا ہزارہا نازنین شوخ و شنگ عہدے ہاتھ مین لیے حاضر تھی صدہا کنیز عزت دار و پرتمیز لسان مہربان لباس زرین پنہان فن عاشقی سے ماہر تھی رقص سام نے ہو رہا تھا ساز عشرت آوازے رہا تھا ان سب نے جاکر خواجہ کو سلام کیا عمر تخت پر سے اُٹھا اور ہاتھ پھیلا پہلے

قران نے سر سینہ سے لگایا ہر اک کو گلے سے لگا کر قریب تخت بصد عزت کرسیہاے جواہر پر بٹھایا خواصین ترین کمر نازک اندام حسب ایماے عمر کشتیان خلعت گران بہا کی جنمین مالہ مروارید کے اور بہار کے زیور مرصع تھا لائین وہ خلعت عیارون اور بہار کو عنایت ہوئے اور بہت سا جواہر بیش قیمت دیکر ہر ایک کو خوشنود کیا پھر حکم آغاز ہونے جلسہ عشرت دیا فوارلطائے کے چھٹے بلند ہوے بحر پر جوش ہوس مے پرستان روان تھا کشتی شراب چلنے لگی ساغر حباب شیشۂ دل بنے ایک لہر مین یہ کیفیت ہوئی کہ بشکل زلف ساقی سنبر مزاج توبہ برہم ہوا چشم زدن مین مستی کا عالم ہوا کہ بموجب نظم

ہجوم ساغر گل رنگ ہر سو	صدا اے ریزش مے سخت دل جو
تشنج کیفیت کا آنکھون سے پیدا	ہر اک اپنے سخن پر آپ شیدا
کہین بہکے ہوئے اغاز و انجام	کوئی مصروف دیدار دلارام

اسی لطف میکشی مین نازنینان قمر دیدار نے سرود و ساز کو سنبھالا بادہ خوارون کو بہکایا جلسہ عشرت جمایا رقص نے دل بسمل کیے ابرون نے کارد قاتل کیے حوصلے بڑھ گئے ارمان تڑپکر رہگئے نظم

کوئی زہرہ صفت آمادہ ناز	کیا اسجا کسی نے رقص آغاز
دم رقص اسطرح گھنگرو بجائے	کہ اودی ترانے یاد آئے
ملائی تھین جو ساز رقص دوچار	تھے اُنکے اس ہنر مین ماہر تیار
کسی کے دست مین رنگین گلابی	بنی تھی مے سے برج آفتابی
نہ تھی کم محتسب سے آمد شام	چھپا جو آفتاب ارغوان فام
سیہ بال اپنے جب شب نے سنوارے	ہوئے پھر زینت مہتاب تارے

یعنی جسوقت براے تعظیم سیہ مست شب گردن شیشۂ آفتابی آفتاب خم ہوئی اور بسان ہوس میگساران شبنم لیل آرزوے دامن رات کا تر ہوا سر شام ساقی دینا و جام اس باغ کی ایک نہر پر جمع ہوا بادہ خوارون کا جمگھٹا ہوا اور خدا کی رحمت سوا ہوئی کہ لب جو بہار کشتی روان ہوئی کنار نہر کے روشنی فروغ بخش دیدۂ مردمان آبی تھی ماہیون کو اس جلسہ دیکھنے کی بیتابی تھی شب ماہ مین باغ پر بہار روشنی سے خاطر تیرہ مین نور اظہار نہر مین بجرے پڑے فوارے ہر اک سے آب افشانی کرتے سبحان اللہ عجب سیر عشرت انتما تھی جسپر جان ہر بلبل دل فدا تھی کہ بموجب نظم

بنا تھا فرش سنگین ہر روش پر — کہین تھا گلشن قالین سے بہتر
رواں اِک سمت جو چشمے تھے پُرنور — خزانے اُنمین فوارے کے معمور
ہزارون اُسمین میوہ دار اشجار — ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار
اِرم تھا وہ مکانِ عشرت افزا — میسّر خلد کا اُن کو تماشا
ہوئے سب یہ وہان جب رونق افروز — طبیعت سیر سے تھی رونق افروز
کہ پہونچا اِک گروہ ماہر ویان — مہیا رقص کا پاس اون کے سامان
ملاکر ساز ناچین پھر وہ اُٹھکر — قیامت تھی بپا نازہ زمین پر
لباس پر تکلف زیب تن تھے — نہایت اُن کے پُرزر پیرہن تھے
تصدق دل تھے گانے کی صدا پر — فدا تھی زہرہ ہر اُنکی ادا پر
ستارے ساغر و مینا کے چھکے — نصیبے خوب تھے وہان صبا کے

جب سن لیلی شب جوانی پر پہونچا نہر کے کنارے سے اُٹھکر بارہ دری مین آئے وہان نعمتخانہ تیار تھا غذائین لطیف وعمدہ دسترخوان پر چنی گئین سب نے کھانے سے فراغت پائی تو بت آرام کی آئی ملکہ بہار کے لیے ایک کمرہ علیحدہ سجا ہوا تیار تھا وہان جاکر یہ مسہری پر پھولون کی لیٹی لخلخے رکھے تھے اور جملہ سامان راحت مہیا تھے شمع موی وکافوری روشن تھین عیار ایک اور کمرے مین کہ مشک و عنبر سے خوشبودار تھا جاکر آرام پذیر ہوئے عمر علیحدہ اِن سب سے جاکر سویا مگر کیفیت سنیے کہ بہار جب مسہری مین لیٹی کوئی پنکھا جھلنے اور پاؤن دبانے کو نہ تھی اِس نے دیکھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نرم اُس کمرے مین آنے لگی باد بہار کو شرمانے لگی پھر ایک شمع کا پھول گرا اور اوسکی لو مین سے آواز آئی کہ اے ملکہ آپ کہیے تو یہ لونڈی آکر پاؤن دبائے بہار نے یہ گرمی محبت اُس شمع سے سُنکر پوچھا کہ اے بی بی تم کون ہو لو سے آواز آئی کہ کنیز آپکی شعلہ بدن ملکہ پری کی سہیلی بہار متحیر ہوئی کہ یہ کنیز شعلہ بدن شمع مین کیونکر آئی مگر گویا ہوئی کہ اچھا آؤ یہ کہتے ہی دیکھا کہ شمع تھرّائی اور لو اوسکی شق ہوئی شعلہ زمین پر گرا اور لوٹ کر ایک پری زاد حور پیکر سمنبر گل اندام نباتسرم سے گردن جھکائے شوخی آنکھون مین چرائے سر سے پانتک نور رنگ مین متقابل شمع طور چہرہ مین انتہا کی گرمی یاقوت مین حد کی تری رُخسار پر ہجوم آرزوے بوسہ کا غازہ دہن مین ذائقہ دشنام دہی پوشیدہ زینت بزم الفت چاہتی کہ بصورت نظم

جبین سے تا بپا نور مجسم — ہر اک انداز مین سو ناز باہم
سخن کی گرمیون سے جان بیتاب — سرور آنکھون مین بے لوث بی تاب
تردد سے طبیعت منزلون دور — فدائے روے روشن مجمع حور

جب وہ نازنین قریب آئی نہایت ملکہ بہار حیران جمال تھی مگر اس نے باادب بیٹھکر یون دعا شروع کیے کہ یکایک سلام نے جو گلدستے رکھے تھے اُس کے سب پھول کھلکھلا کر بسان معشوق غنچہ دہن ہنسے اور پھر آواز آئی کہ اے ملکہ اگر اجازت پائے تو یہ کنیز بھی اپنے کہانی کہکر جی بہلائے بہار نے پوچھا کہ تم کون ہو آواز آئی کہ مین بھی لونڈی ہون بران کی سہیلی ہون بہار نے کہا کہ آؤ یہ کہنا تھا کہ ایک پھول چٹخا اور چند پنکھریان زمین پر گر کر لوٹین پھر جو دیکھا تو ایک بہار افزاے رنگ نشاط ذالقہ بخش جوش انبساط سراپا مزاج حسرت عشاق شیشۂ دل کی طاق اُمنگو نیز جسکی بہار تنار جسپر گلزار لطف فزاے ایام شباب جان بیتاب نظم

بڑھی پھر دور اس نازو ادا سے — کہ جنبش تلب نے کی اپنی جا سے
ہزارون شوخیان اور ناز پیہم — کہ جسکو دیکھکر ہو طبع برہم

عروس وہ گل پیرہن مہ جبی کے نیچے باادب آکر بیٹھی اور لب گوہر بار سے گلفشان ہوئی کہ اے ملکہ ایک بادشاہ تھا ہمارا تمھارا خدا بادشاہ اُسکو نوشیروان کہتے تھے مردمان دنیا اُسکے وقت مین شاد رہتے تھے ناظرین کو واضح ہو کہ اس گلبدن نے کہ نام اسکا گلزار سمنبر ہے یہ کہانی شروع حال نوشیروان اور امیر حمزہ کے پیدا ہونے سے کہنا شروع کی حال اسکا دفتر اول نوشیروان نامہ مین ہے یہان سارا دفتر لکھنے کی گنجایش نہ تھی صرف طلسم ہوش ربا بیان کرنا منظور ہے اس باعث سے ترک بہتر سمجھا گیا فی الجملہ جب اُس گل نے یہ کہانی یہانتک پہونچائی کہ ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان عاشق ہو کر امیر کے ساتھ نکل آئی اور اوس کے بطن سے قباد شہریار پیدا ہوئے اور پھر قباد کا نکلجانا علمشاہ سے لڑکر اور عاشق ہونا ملکہ ماہ سیما پر اور پھر اس ملکہ سے منعقد ہو کر پیدا ہونا شہزادہ سعد بن قباد کا اور بعد شہادت قباد حکمران ہونا سعد کا کل لشکر اسلام پر اس فصاحت سے بیان کیا کہ حال شان و عظمت حسن و جمال شہزادہ سعد سنکر سہار نے ایک تیر نیمنائبانہ عشق کا کھایا اور ارمان وصال نے ہاتھ پانوون نکالے دست گریبان گیر ہوئی گیسوے پیچان یار نے دل مین گھر کیا مسکن یار دل زار بنائی اُلجھن مین پھنسارات کٹنا مشکل ہوئی نیم بسمل ہوئی ارادے ہوس کے بڑھگئے خار غم سینے مین گڑ گئے کہ نظم

ہوئی الفت جو اوسکی آتش افروز — جگر پر آکے بیٹھا تیر دل دوز
الگ ہے سب سے انداز محبت — بنی وہ صید شہباز محبت
دکھائی حسن نے اپنی کرامات — دیا دل اپنا اُس دلبر کو ہیہات
طبیعت مین عجب تھی بیقراری — بنی مژگان تر ابر بہاری

یہ بیقرار بہانہ نیند کا کرکے چپکے چپکے رویا کی اُدہر عیار جو کمرے مین گئے تھے اُنکی خدمت کے لیے بھی کوئی پردے کی تصویر پری بنی کوئی آئینہ کی تصویر حور چہرہ بنکر حاضر ہوئی رات بھر یہی صورت سیر کی ظاہر تھی یہانتک رنگ رخسار شاہد شب کافور ہوا اور آفتاب لسان عاشق بیقرار بازنگ زرد نکلا نظم

شب فرقت کا بدلا صبح نے رنگ — ہوئے پیدا سحر کے شرق مین ڈھنگ
ہوئی سُرخی شفق کی کچھ نمودار — نظر آئی نہ پھر کو سون شب تار

خواجہ عمر کا ہمشیہ آکر تخت پر جلوہ گر ہوا عیار اور ملکہ بہار بصد ادب سلام کرنے حاضر ہوئے اور تسلیم کرکے بیٹھے خواجہ نے حکم دیا کہ اسوقت بھی آپ لوگ حمام کرکے پوشاک نئی بدلین سب نے حسب الحکم حمام کیا کشتیان پوشاک کی مع زیور اسوقت بھی عنایت ہوئین سب مزین و محلی ہوکر جلسہ مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا اسوقت عیارون نے عرض کیا کہ حضور یہان سے کب چلین گے عمر نے کہا جب خدا پہنچائے انھون نے کہا پھر ہم رخصت ہوتے ہین کس لیے کہ لشکر اکیلا ہوگا ایسا نہو کہ افراسیاب کچھ فتور زیادہ کرے عمر نے کہا تمھارا جدا ہونا ہرچند کہ نہایت شاق ہے لیکن مجبوری سے منظور فراق ہے اچھا جاؤ خدا کے سپرد کیا یہ کہکر خلعت رخصت تیسری بار عنایت ہوا کھانا اور شراب وغیرہ کھلا پلاکر چند ساحرون کو بلایا انسے فرمایا کہ باغ کے شمالی دروازے سے اِن کو روانہ کردو ساحر انھین لیکر روانہ ہوئے عیار اور بہار سیر اُس گلزار کی کرتے اُسی دروازہ مذکور تک پہونچے اس دروازے کو تمام جہان کی عمارات عمدہ سے کہین بہتر پایا غرضکہ ساحرون سے ملکر باہر نکلکے دیکھا تو اب اُس صحرا مے صندل اور دیوار طلائی کو نپایا نہ وہ باغ کہ جسمین ساحرہ لے گئی تھی اُسکا پتہ نہ ملا غرضکہ تخت سحر ملکہ بہار نے تیار کیا اور سبکو سوار کرکے چلی دشت طلسمات کی سیر کرتی جاتی تھی راہ مین عیار بولے کہ ایملکہ تم نے پہچانا کہ یہ خواجہ عمر نہ تھے بہار نے کہا کہ تم نے کیونکر پہچانا قران نے کہا اُستاد ہوتے تو فیاضی نہ کرتے تین بار خلعت نہ دیتے برق نے کہا سچ کہتے ہو بیشک اُستاد نہین تھے یہ کوئی سحر کا پتلا

کوکب کا تعاقب خلکہ یہ تو سیر کرتے رہ نورد منزل مقصد ہین لیکن لاش قرطاس جادو کے بیر لیے ہوئے اور چند ساحر ہزیمت خوردہ از دست بہار خدمت افراسیاب غدار مین پہونچے حال قتل اور کوائف جنگ زبان پر لائے بادشاہ کو غضب طاری ہوا فرط غیظ سے کانپنے لگا ندما و امرائے دربار کی بچالائی پر عیارون کی ہوش پران تھے اور بادشاہ کے پُر غضب ہونے سے گردن جھکائے بیٹھے تھے الغرض اور کچھ تو بادشاہ سے بن نہ آیا سوائے اسکے ایک نامہ ملا حیرت کو جملہ حال گذشتہ کا لکھکر ترقیم کیا کہ دیکھتے ہی نامہ کے طبل جنگ بجوانا اور مع مصور آمادۂ کارزار ہونا مین بھی آتا ہون وہان میرے ملازم بہار نے قتل کیے ہین یہان مین سب نمکحرامون کو ہلاک کرون گا اور صرصر عیارہ مجھ سے وعدہ عیاری کرنے کا کر گئی تھی اگر اُس نے کیا ہو تو لشکر سے ناک کاٹ کے نکال دینا یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر روانہ ہوا اور شاہ نے لاش قرطاس اُٹھانے کا حکم دیا اور عازم ہوا کہ لڑائی شروع ہو تو خبر پا کر مین بھی جاؤن اُسطرف جب یہ نامہ حیرت کو پہونچا قتل ہونا نامہ دار کا پڑھکر حیران ہوئی کہ کیا زبردست عیار ہین جنہون نے بغیر قتل کیے نامہ دار کو چھوڑا بعد متحیر ہونے کے حکم دیا کہ صرصر کو لاؤ صرصر جب سے وعدہ کر گئی تھی اپنے خیمہ مین فکر عیاری کر رہی تھی کوئی صورت معقول بن نہ آتی تھی اسی فکر مین تھی کہ حکم حیرت برائے حاضری پہونچا یہ لرزان و ترسان سلام نے آئی ملکہ نے بغضب دیکھا کہ یہ عیار ایسے ہوتے ہین کہ تعاقب کر کے تا عمل بغیر قتل دشمن باز نہ آئے حکم شہنشاہ تیری نسبت ناک کاٹنے کا آیا ہے صرصر نے سارا ماجرا لشکر عرض کیا کہ واقعی یہ کنیز خطاوار ہے لیکن امیدوار مراحم خسروانہ سے یہ ہے کہ مجھکو مہلت ملے اگر سر دشمنان شاہی کے نہ لاؤن تو مستوجب سزا ہون ملکہ نے مہلت دی یہ روانہ ہوئی اور اپنی جگہ پر آکر صبا رفتار سے کہا کہ تم صورت قران کی بنو وہ حسب آئینہ رکھکر تیار بشکل مذکور ہوئی اور ایک سر مقوی کا بناکر جسمین چہرہ روغن دار ایسا کہ لحم انسان کا چہرہ اسمین ظاہر تھا سر موفرق تھا اپنے سر پر لگایا اور اسیطرح ہر اعضا پر مقوے کے اعضا چڑھائے کس لیئے کہ قران دست و پا نہایت زبردست رکھتا ہے اس وجہ سے اس نے یہ تدبیر کی اور بعینہ تصویر قران بنگئی جب یہ کسوت عیاری اور بعدہ وغیرہ درست کر کے تیار ہو چکی صرصر نے اپنی صورت برق کی ایسی بنائی اور ایک سر مقوی کا مثل صورت قرطاس بنایا کہ جسکا گلا کٹا ہوا معلوم ہوتا تھا اسی صورت سے وہ سر لیکر اپنے خیمہ سے اسطرح چلین کہ کوئی سمجھ نہ دیکھے خیمہ و بارگاہ کی قنات تو لانگ

وغیرہ مین چھپتی ہوئی چلین اسلیے کہ عیار و جاسوس لشکر حریف کی نگاہ نہ پڑے غرضکہ اپنے لشکر
دونون نکلکر لشکر مہرخ مین پہونچین لشکری ان کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور سمجھے کہ یہ دونون
عیار سرنامہ دار کا لینے گئے تھے وہی لائے ہین غرض یہ بارگاہ مین آئین مہرخ انھین دیکھکر شاد ہو گیا
اور تخت سے اُٹھکر گلے ملی بہت تعریف عیاری کی خلعت گران قیمت منگا کر دیئے ابھی تو کسیکو
معلوم نہین ہے کہ یہہ بار بھی عیارون کے ساتھہ تھی ورنہ اُسکا حال مہرخ پوچھتی یہی جانا کہ
حسب وعدہ یہ سرنامہ دار لائے ہین خلاصہ بعد اعزاز و اکرام یہ عیار نیان کرسی پر بجاے عیار ان
بیٹھین مہرخ نے حکم تلچ ہونے کا دیا ساقی و مغنی ساز طرب لیے حاضر ہوئے اِن دونون نے تمام
قتل نامہ دار کچھہ کہ سُنکر آئی تھین بیان کیا کہ ہم نے اِس محنت و فطرت سے اوسکو مارا یہ کہکر گویا
ہوئین کہ جب ہم ملک کوکب مین پہونچے اور قتل نامہ دار سے فارغ ہوئے تو کوکب نے
ہماری دعوت کی اُس دعوت مین جو شراب کہ ہم نے پی کبھی دربار بادشاہ اسلام مین بھی نہ پی
تھی چنانچہ اُسکا ماجرا ہم زبانی نہین کہہ سکتے کہ کیا لطف پایا تھوڑی سی آپ کے چکھانے کو لیتے آئے
ہین اگر اجازت ہو تو ساقی گری کرکے سب کو ایک ایک جام پلائین مہرخ نے کہا آپ کو پوچھنے کی
احتیاج کیا ہے بسم اللہ کیجیے یہ دونون اُٹھین اور جام لیکر کسوتون سے گلابیان شراب ارغوانی کی نکالکر
سب کو پلانے لگین مہرخ اور جملہ سردار جس نے وہ شراب پی بہت تعریف کی اُنھون نے رقاص و
ملازم تمام حضار بارگاہ کو جام مے دیئے اور کہا تم لوگ بھی کیا یاد کروگے کہ کبھی ایسی عمدہ شراب پی تھی
غرضکہ بعد کچھہ عرصہ کے یہ عالم ہوا کہ سازندون کا مزاج ناساز ہوا سارنگی اُلٹی کرکے گلے کیطرح رسیتے
لگے اگلا سارنگی ہی نہ بجا رنڈیون کی بُری گت ہوئی سر نیچے ٹانگین اوپر ہو کر ناچنے گھڑاگ مین پھسین سردارونکا
سر بسان چرخ دوار پھرنے لگا رقص کی گوش سر نے دکھائی کسکو راس حالت نشہ نہ آئی خود غلط
ہو کر اوندھے منھ گرے عیار بچیان آستین چڑھا کر خنجر کھینچکر چلین کہ سبکے سر کاٹ کر لیجائین اور کہین
کہ اُسکا بدلا لیا کہ جسطرح وزیر اعظم شاہ ساحران کو مع تمام دربار عیارون نے بیہوش کیا تھا غرضکہ
ہنوز کسی کا سر جدا کرنے نہین پائی تھین کہ جو جب مثل ہندی کہ دوہا جاکو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوے
بال نہ بیکا کر سکے دو جگ بیری ہوے + وہ عیار جو یہان باقی ہین انکا حال سُنیے کہ یہ لشکر حیرت مین
گئے تھے اور لشکر کو عیار بچیون سے خالی دیکھکر قصر غمام صورت صرصر کی بنا اور جانسوز شکل کہ

صبا رفتار تیار ہوکر دونون بارگاہ حیرت مین آئے اُنسے صورت دیکھتے ہی کہا کہ مالزاد یوتم دشمنون کا سر لانے کے لیے کہہ گئی تھین خالی پھر آئین ہے شرط کہ ناک کٹوالون عیار یہ سُنکر سمجھے کہ بیشک ہمارے لشکر مین عیار بچیان بہر قتل سردار ان گئی ہین یہ سمجھ کر گویا ہوئے کہ ای ملکہ ہم جاکر ابھی سر لاتے ہین ایک کام سے یہان آئے تھے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر بعجلت تمام تر چلے دل سے دعا کرتے تھے کہ خداوند ہمارے سردارون کو بلا کت سے بچانا ہم نے بڑی غلطی کی جو اکیلا چھوڑ کر آئے فی الجملہ یہ جب قریب بارگاہ پہونچے وہان ہر ایک کی زبانی سُنا کہ قران و برق آئے ہین سرنامہ دار لائے عیار سمجھے کہ عیار بچیان اسی ہیئت سے کہ جو مشہور اسوقت ہے آئی ہین پس سر لایکہ ضرغام بچاند کے اندر آیا دیکھا کہ صرصر خنجر لیے مہرخ کا سر کاٹے جاتی ہے اِس نے گوپھن مین پتھر رکھکر مارا کہ صرصر کی ران پر اس زور سے پڑا کہ وہ اس صدمہ سے گر پڑی یہ دوڑا کہ گرفتار کرلون وہ دہشت جان سے ہر چند کہ اُٹھنا دشوار تھا مگر بہر صورت اُٹھکر بھاگی اور صبا رفتار پہلے ہی سر لیکہ فراگئی ضرغام نے پکارا کہ لینا جانسوز ہنوز باہر ہی تھا دوڑا اور لشکری اسکے دوڑنے سے ڈرے مگر وہ صورت برق وغیرہ کی بنی تھین اسوجہ سے ساحر سمجھ نہ سکے اُنکی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ کیا معاملہ اور کیا بھید ہے وہ دونون نکلگئین عیارون نے تمام سردار مردمان بارگاہ کو حیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اور ساری کیفیت بیان کی ہر ایک نے سجدۂ شکر حق تعالیٰ ادا کیا کہ اُسنے خلعت حیات دوبارہ عطا فرمایا اور اس شکریہ مین حکم جلسۂ عشرت دیا یہ سب بآرام مصروف عیش و عشرت ہوئے اور عیار بچیون نے جاکر حیرت سے سب حال کہکر عرض کیا کہ کنیزین مجبور ہین آپکو اختیار ہے جو چاہیے سزا دیجیے ہم اپنی خیرخواہی کرچکے ملکہ نے کہا کہ تمھاری صورت بنکر عیار شاید آئے تھے وہ مجھ سے تمھارا جانا عیاری کے لیے سُنکر جلدی گئے جب تو تم بیان کرتی ہو کہ عیار ہماری صورت بنے ہوئے ہمارے کام مین خلل انداز ہوئے عیار بچیون کو جب یہ حال ثابت ہوا کہا کہ اے ملکہ دوران یہ فرمایئے کہ آپ ہی نے ہماری ساری محنت رائگان کی ملکہ نے کہا بیشک مجھسے غلطی ہوئی کہ تمھاری صورت پر اُنکو دیکھتے ہی راز کہ بیٹھی اچھا اب تم جاکر اور فکر کرو مین شہنشاہ سے کہکر خطا معاف کرادونگی عیار بچیان سلام کرکے چلین اور دن سارا گذر چکا تھا عیار فلک یعنی مہر روز نصیب دسوز بالا دوی عرصۂ سپہر سے مراجعت کرکے خیمۂ غرب مین گیا اور عیارۂ شب نے سیاہ پوش ہوکر کمند کہکشان لیکر عالم مین داخل کیا کہ نظم

اسی عرصے مین مہر عالم افروز — کہ جو تھا اس جہان مین مہرہ اندوز
ہوا اطراف مغرب کو روانہ — بڑھا سامان شب کا شامیانہ

شام کو حیرت نے مصور کو بلوایا اور حکم شہنشاہ ساحران سنایا نامہ دکھایا اُسنے کہا ہر چند میرا ارادہ ابھی لڑنے کا نتھا لیکن حکم شہنشاہ سے مجبوری ہے یا ماروں گا یا مر جاؤن گا آپ طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیے حیرت نے فوراً نقارۂ رزم بجوایا اہلکارے خبر لیکر بارگاہ تحریک اسلامیان مین آئے اور دعا و ثنا کے خبر عرض کی مہرخ نے بھی نفیر سحر بجائی طبل و نقارہ حرب گڑگڑائے تمام لشکر مین خبر جنگ معلوم ہوئی سردار دربار سے خیمون مین آئے درستی مین لڑائی کے مصروف ہوئے سحر کی آتشبازی گڑ گئی آتش غضب سینہ مین جوش زن ہوئی نامردون کے منہ پر ہوائی اُڑتی تھی عقل کی تیزی بسان شمشیر چرخ مین تھی بہادر مرنے پر تیار تھے نشۂ جرأت مین سرشار تھے نظم

بجا دونون طرف سے طبل جنگی — ہوئی ہر جان کو قالب مین تنگی
نگاہین پھر گئین سینے اُبھارے — سرون سے خود یہ کہکر اُتارے
کہ اے خالق زمان آبرو ہے — نہین روا مدد کرنے کو تو ہے
زبان پر تھے یہ الفاظ تناخیز — کہ ہم ہین مدعی کے آبرو ریز
پڑے جسپر یہ تیغ برق آہنگ — لباس روح بھی ہو گور مین تنگ

یہی سماں دونون طرف رات بھر رہا نئے سحر درست ہوئے دلاور چاق و چست ہوئے جسدم مزاج سرہنگ شب برہم ہوا اور مبارز سحر بصد دلیری قدم بڑھا کر عرصہ گاہ عالم مین آیا نظم

نوید صبح مین جب مرغ چہکے — نسیم عطر اسے دشت مہکے
موذن بول اُٹھا اللہ اکبر — کرکسنے لگا ہر جنگ آور
کسی نے کچھ دعا مانگی خدا سے — کسی نے یون کہا سوا التجا سے
کہ اے خالق مدد تیری ہے درکار — اجل کا ہوئے جسدم گرم بازار
زمان آبرو ہے فتح دنیا — نہ حاصل ہو کہین الزام لینا

مہرخ فرخ بصد عظمت و جلال لشکر لیکر وارد میدان قتال ہوئی ساحرون کی آمد نے سپہر نیلی فام کو سیہ تاب بنایا گرد سیاہ نے چشمۂ آفتاب کو گندلا کیا بحر پُرجوش لشکر کا طلاطم تھا جہاز حیات

تباہ ہونے کا غم تھا تلوارون کی چمک سے دھار اسیل فنا کا جاری سحر کی بجلیون سی خرمن جان جلنے
کی تیاری لشکر حیرت و مصور بڑے کروفر سے جب آکر میدان مین جم چمکا نقیب للکارے
کر کہیت بڑھکر پکارے شور و محشر برپا ہوا یہ ہنگامہ ہوا کہ نظم

صدائے طبل جنگی کا ہوا شور — بڑھے دونون طرف سے صاحب زور
جھنک شمشیر کی پہونچی فلک پر — لبون پر آگئے دلہائے مضطر
صدا دی پھر نقیبون نے یہ ناگاہ — کہان اے نامدارو تم ہو آگاہ
اجل کچھ دم مین ہوگی گرم بازار — مقام آبرو ہے ہان خبردار
نہ بچانے گا بیٹا باپ کو ہان — رہیگا دل ہی مین ہر دل کا ارمان
ندیگی اتنی مہلت برق شمشیر — کہ دم لینے کی بھی حاصل ہو تاخیر
جو ہین ماں باپ کے فرزند اصلی — ستر افتد بیشہ و دلبند اصلی
وہ نام اپنا کرین گے سرکٹا کر — نہین پھیرین گے منہ میدان مین جاکر

جب کرکیت یہ کڑکا کہکر ہٹے ایک ساحر زبون ہیئت بدانجام سامری کیش جادو نام
پردے سے نکلا اور اجازت حرب حیرت لیکر میدان مین آیا شیطان کا سگا بھائی معلوم دیتا تھا
تیوری چڑھی دل مین بے رحمی بھری جلاد منش ستمگری مین بلا کو عقل مین الو مزاج نہایت بدخو
صورت بھونڈی کھوپڑی اوندھی چہرے پر بیعزتی چھائی اجل کی پیشوائی کو نکلا تھا یا اس موذی کا نقشہ تھا

بشکل پیل منزل ایستادہ — غضبناکی مین مالک سے زیادہ
سیہ رو مثل شیطان سخت بیکار — ازل سے طوق لعنت مین گرفتار
طبیعت مین بھری شہوت پرستی — چکان لب سے لعاب جوش مستی
جبین سے مکر و کبر و فن ہویدا — گمر تھا نطفہ شیطان سے پیدا
قوی ہیکل بشکل گاؤ بے شاخ — بہت تھا بے ادب اور سخت گستاخ
سلح شوری دکھا کر یون پکارا — کہ لڑنے کا ارادہ ہے ہمارا
کوئی ہے ہان مقابل آئے دیکھین — گرہ مین کیا ہے اوسکی لائے دیکھین
جو تم مین مرد ہو آئے مقابل — کھلے کیفیت مقتول و قاتل

اِس نہیب کو اُس خودسر کی سُنکر لشکر مہرخ مین علم جلوہ کھانے لگے اور ساحرون کے سحر سی ہزار
نقارے بروے ہوا ازخود بجے اور پھول سونے کے برسنے لگے ملکہ ہلال سحر افگن ناز کیا
گلفام سمن اندام فوج ستمگری جلو مین لیے غمزہ و ناز کا لشکر ہمراہ ظفر صورت فتح نشان بصد شوکت و شان

چلی اسطرح جیسے بے وفا یار
وہ تھی قتل آشنا شمشیر ابرو
وفا اُسمین نہ چہرہ جوبن مین اوس کے
دل اوسکا رحم سے نا آشنا تھا
ارادہ کین تھا اوس کے قہر آمیز
نگاہ کین تھا اُسکے لطف پہ قدم
وفا اُسکی فریب جانستان تھی
برابر آکے بولی او اجل دوست
سنبھل ہشیار لا رکھتا ہے کیا وار
یہ سنتے ہی ہوا ظالم غضبناک
اودھر سے یہ چمک کر حور پیکر
زمین پر وہ گرا اژدر سے اک بار
زمین پر دائرہ سا اُس سے کھینچا
اندھیرا ہر طرف عالم مین چھایا
بڑھی یہ حور پیکر بن کے ناگن
کبھی بنتا تھا وہ کچھ اور کبھی یہ
پھر آخر بن کے اک شمشیر خون ریز
چمک کر اسطرح سے آئی سر پر

گھٹے جس طرح آرام گنہگار
وہ تھے نوک مژہ تیر دو پہلو
رستم لبریز تھا دامن مین اوسکے
کسی کا آشنا بھی تھا تو کیا تھا
زبان وقت سخن گویا شہ رریز
سُوا تنے واسطے تادل ہو برہم
پئے مشق ستم یہ امتحان تھی
مگر مشتاق مدفن ہین تن دوست
کہان تن تیری یہ بیہودہ گفتار
کیا رہوار اپنا اُس نے چالاک
بڑہی مانند شیر خشمناک
نکالی سحر کی جھولی سے پرکار
پڑھے الفاظ سحر آمیز اُسجا
بشکل شیر اُنکو سب نے پایا
چلین چونین کھلے جادو کے سب فن
غرض طالب ہر اک صورت مین تھا تیز
لسان برق روشن اور بہت تیز
کہ دو ٹکڑے ہوا وہ مرد خودسر

اس کے مرنے سے شور و غل برپا ہوا اور مصور کی آنکھو مین خون اُتر آیا کیونکہ وہ ساحر اسیکا
ملازم تھا پس اس نے افسران لشکر کو للکارا کہ خبردار یہ قاتلہ جانے نپائے فوج اُسکی چاروطرف سے لینا

لینا کہکر آگری اور مصور نے سحر کی آتشبازی جو گڑوائی تھی اُسمین آگ لگادی ایک جانب سے ادھر حیرت لاکھون ساحرون کو لیکر آگری مہرخ ہرچند کہ جمعیت سپاہ کم رکھتی ہے لیکن جمعیت دل سوا رکھتی ہے اپنے یہ انبوہ مخالف دیکھکر بہت جلد گنج مین ہوائی کے آگ لگادی اور تمام لشکر سمیٹ بڑھکر فوج عدو سے غٹ پٹ ہوگئی ترسول پنسول چلنے لگا آتشبازی مین سحر ادھر کے جو شعلہ گرا پتلا آتشین بنا وہ آتش کے پرکالے کہ گرز آتشین لیے لشکریون پر جھپٹے جس کے گر زپڑا وہ جلکر ٹھنڈھا ہوا ادھر کی آتش بازی سے جو شعلہ نکلے وہ دیو آتشین تھے وہ ہی دیو اُن پتلونکو روکنے لگے مگر چرخی نے چرخ مین جان ڈالی انار کے شعلہ فساد کی چنگاری بنے مہتاب نے نئی روشنی دکھائی کہ اندھیرا دھوئین سے ہوکر چاندنی نکل آئی زخمیون کو زخم کھانے کی لذت ملنے لگی جس کے زخم اُسکو چاندنی نے مارا نہین نہین کسی ماہ رو نے مارا عروس شجاعت کے چہرہ کا فروغ جلوہ گر تھا کہ آتش سحر کا دل مین اثر تھا مُنہ سے ہر ساحر کے شعلہ آتشین نکلتے تھے خاکی ناری بنگئے تھے طبقۂ خاک کرۂ نامہ تھا اجل کا گرم بازار تھا ملک الموت کی شعلہ خوئی سے ہزارون ٹھنڈے رہرو ملک عدم ہوئے ہزارون واصل جہنم ہوئے ساحرو نمین تو یہ آفت برپا تھی بہادرون مین شعلۂ تیغ کی لپک خرمن ہستی کے لیئے ایک برق بلا تھی غرضکہ ہر سمت تلوار چلا کی شور بحر مرگ بلند تھا ہیزار حیات ہر ایک خود پسند تھا عرصۂ ہستی تنگ ناچار ہر ار جمند تھا دشت لاشون سے بھر گیا پاؤن ثابت قدمونکا گر گیا

صدائے گرز سے پانی ہوئے دل	نظم	ہوئے فرش زمین شیران کامل	
زمین کانپی بشکل قلب بیتاب		کمر تک آگیا خون مثل گرداب	
ہزارون سر گرے روئے زمین پر		اجل تھک تھک گئی عرعت سے اکثر	

آج مصور و حیرت نے پاؤن جما دیئے خود بڑھ بڑھ کر سحر کیے از بسکہ بادشاہ طلسم کی بی بی کا سحر کرنا کسی سے رد نہوتا تھا ادھر سے سوار جانبازی کر کے جہانتک ہوسکتا تھا رد سحر کرتے تھے مگر مجروح ہوگئے تھے لشکر اُدھر کثیر اسطرف قلیل عیار سب موجود نہین جو کوئی تدبیر کرین فوج پسپا ہونے لگی مصور پہلے کی دلتین اُٹھائے تھا اسنے چند تصویرین نکالکر زمین پر پھینکی کہ وہ انسان ہوکر شر مارنے لگین تیر انکا بھی چالیس کا سینہ توڑتا تھا لشکر تمام نشانۂ سہام بلا تھا حیرت نے ہزار ہا بیز تھے کہ وہ کسیکے پیر پیسے نہ پھرتے تھے جب یہ سامان فتح بہم پہونچا تھا تو اتر [illegible] کو لکھا تھا [illegible]

شہنشاہ کیزنے بموجب حکم آپ کے کارلشکر حریف تمام کیا ہے آپ بھی تشریف لائیے اور حال زار اُنکا ملاحظہ فرمائیے یہ نامہ تیلا سحر کا لیکر اُدھر گیا اور اسطرف لشکر پر وقت تنگ تھا مہرخ پائے ہمت گاڑی ٹھہری تھی لب استغاثہ واخداسی پہ التجا۔ نظم۔ یہ روکر عرض کی ای میرے اللہ ۔ تیری آگے ہین یکسان عاجز وشاہ

امید زندگی ہے مجھکو مسدود	سوا تیرے سہارا کیا ہے معبود
میری مشکل ہو آسان ایکدم مین	کہ ہے مختار تو ہر بیش وکم مین

تیرو عا تالب سوفار غرق ہوا یعنی وہ ساحر جو ملکہ برّان نے بھیجے تھے اور ذکر اُنکا اول کیا گیا کہ تیلا جنمین جادو کو پکڑنے گیا تھا اور ساحر خبر لینے لشکرون کی آئے تھے چنانچہ منتظر اس امر کے ٹھہرے تھے کہ کوئی حال تازہ دریافت کرکے جائین اور ملکہ مذکور کو خبر کرین فی الجملہ جب طبل جنگ یہان بجا ساحر گئے اور حال آغاز جنگ بیان کیا ملکہ برّان خبر سنکر متفکر تھی کہ نامہ کوکب آیا لکھا تھا کہ اے فرزند لاشہ قرطاس افراسیاب پاس پہونچا اور اُسکے حکم سے مصور نے ارادہ کیا ہے تم خبر منگاؤ یہ نامہ پڑھکر ملکہ برّان نے دو پتلے بہر خبر روانہ کیے وہ پتلے اِسوقت آکر پہونچے کہ لشکر پر وقت تنگ تھا پتلون نے بہر صورت اپنے تئین ملکہ مہرخ تک پہونچایا اور کہا کہ ہم فرستادہ خواجہ عمر ہین جو کچھ حال ہو بیان کیجیے ملکہ نے کہا کہ جو تم دیکھتے ہو یہی بیان جاکر کردینا عیاران راچہ بیان ہمپر بڑا وقت پڑا ہے خواجہ پر تصدق ہوا چاہتے ہین پتلے یہ کیفیت دیکھہ سنکر روانہ ہوئے اور بہت جلد خدمت برّان مین پہونچے سارا ماجرا بیان کیا ملکہ یہ حال سنکر بیقرار ہوگیا اور کہا اے ملکا اگر مہرخ کام آئی تو سارا لشکر پراگندہ ہوجائیگا پھر جمعیت ہونا غیر ممکن مین دشوار ہے آپ مجھکو جلد روانہ کیجیے ملکہ نے حالت اضطرار خواجہ و ماجرائے جنگ سب کوکب کو لکھا کہ وہ عرضی جب کوکب کو پہونچی اُسنے سحر پڑھکر دستک دی ایک آئی بعد آندھی کے ایک ساحر تخت پر سوار تھا اوسکے چار جسم سارا بلور کا سر اپا تیلا نور کا فلک پر سے اُترا تخت سے اُترکر بادشاہ کو سلام کرکے ٹھہرا تھا کہ زبان بادشاہ درنثار ہوئی فرمایا کہ اے بلور چہار دست تم خواجہ عمر کے ساتھ با فوج گران اسیوقت طلسم ہوشربا مین جاؤ اور افراسیاب اگر لڑے تو اس کے باپ سے لڑنا مصور کو روز بد دکھاؤ بلور آداب بجالاکر روانہ ہوا اور بادشاہ نے برّان کو نامہ لکھا کہ خواجہ کو اسطرح روانہ کیا حال اسکا لکھا جائیگا کہ جسطرح ملکہ نے خواجہ کو روانہ کیا ہے مگر جبتک بلور اور عمر وہان سے آئین بموجب تحریر حیرت وافراسیاب شادان وفرحان سوار ہوکر داخل لشکر ہوا اور

حال دیکھکر ایک نارنج سمت دشت نبرد پھینکا یکایک تمام عالم مین تاریک ہوگیا اور جسجگہ وہ نارنج
وہانسی ایک میل فولادی نکلنا شروع ہوا اور بہ مکر مثل ایک مکان بلند کے نظر آتا تھا چار طرف اس میل
مین دریچہ ہاے طلائی بنے تھے شان ایزدی انسے نمایان بہتری مین ہمسایہ آسمان انکی گلائی پر نثار گیند نیلے
سائبان بہر دریچہ منتظر بہرام کو ترمانا دروازہ ہر ایک غرقہ نگاہ مغوقان نظر آتا روزن ہر ایک نگاہ نا کو بھانا کہ نظم

رفیع ایسا کہ قصر آسمان گرد سنے تھے لے نظیر اسمین مکانات	وسیع ایسا کہ گلزار جنان گرد قرین نقش دار جانی عمارات

ہر دریچہ مین ایک ایک گلفام ہمیز بصد انداز کرسی ناز پر جلوہ گر تھین اور میدان قتال کو دیکھ دیکھ قہقہے
لگاتی تھین صورتین ان پری پیکرون کی جادو کی تصویرین تھین نگاہین شراب الفت کا ساغر نظر آتی تھین
زلفین انکی دل عشاق کی الجھن بڑھاتی تھین گیسو کمند الفت مژگان نیر محبت ابرو خنجر جانستان ہر حاضرین
کمان دل جنبیر قربان تیغ نگاہ کا ہر دل زخمی انکھون مین انتہا کی شرارت و ہر رگ خمسار خون سے لبریز
تیغ تبسم سے رنگین دہان شیرین کو تلخی دشنام دہی سے نمکین ذالقہ بخش جان عاشق حزین ایسا

لب ظلمات کے کالی کہین بال درازی مین کمند آہ کوتاہ گل نرگس فدائے چشم فتان پرانی دم ہین شمشیرین نظر سے وہ ابرو تھے دو قضا کے پے وہ پیشانی مصفا تھی کہ واللہ عذارون سے گل خورشید بدرنگ دہن سلسا سا بچے مین تھا خوش ڈول جیسا	بلاے آسمانی جس سے پامال نجاتی خضر نے ظلمات کی راہ سر لشکر شکن صف ہاے مژگان بلا اڑے کو ہین ابرو کے پر سے عجب جوہر قیامت کے بلا کے حیا سے آب تھا آئینہ ماہ دہن بے مثل تھا غنچے سے بھی تنگ بنایا دست قدرت نے سراپا

ان جادو کی تصویرون نے خنجر موج تبسم گلوے لشکر مہر رخ پر روان کیا یعنی اسطرح ہنسین اور قہقہے
لگانے لگین کہ تمام لشکری فوج دشمن سے مقابلہ چھوڑ کر انکی محو دیدار ہوے اور لشکر حیرت وغیرہ الگ
ہنگیا اور یہ لشکری ان گل اندامون کے ہنسنے پر قہقہے لگاتی بیتابانہ اسیطرح چلی شور صدائے خندہ
شادی مرگ بلند ہوا ہر دردمند خردمند ہوا مبارکباد مرگ شادی دیتی تھی ہنستے کیا تھے گویا اپنی حال زار پر روتی تھی کہ ایسا

دہن خندان نگاہین جانب میل — اسی جانب کو تھی جلنے مین تعجیل
بظاہر عیش تھے خندہ دہن تھے — مگر سب طالب مرگ و کفن تھے
ہنسی بہکی ہوئی اور اضطرابی — روان تھے جسطرح جیسے شرابی

دیوانہ وار ہنسنے قہقہہ لگانے تمام زن و مرد زیر میل اگر ٹھہرے شعر عاشقانہ زبان پر ایک کی جاتی تھی نظم

ہوئی جادو کے پر یونکی محبت — پکارے سب سوائے مہر طلعت
دل شیدا التصدق تم پہ ایمان — حقیقت کیا ہے دلکی جان قربان

دو پریان اسطرح اسکے بیچ پر ہنسا کین یہ سب گرداگرد میل کے نیچے بیٹھ گئے اور ہنسنے لگے اب عجب تماشا اس میدان مین ہوا کہ ہر سمت قہقہہ کی آواز بلند تھی میل نے کشت زعفرانی کی کیفیت پیدا کی تھی ہر میل پر قہقہے بلند تھے زیر میل ہزارہا آدمی کھڑا ہنس رہا تھا جسطرف سنیے سوائے صدائے خندہ کے اور کچھ سنائی دیتا تھا دفعۃً حضرت کا ہجوم کھسیانے ہین کی دھوم انکی ہنسی پر گلون نے ہنسنا فراموش کیا غنچہ دل تنگ ہو کر بسیٹنے لگا کبک دری اپنے قہقہے بھولا گلہائے خندہ گلرخان اس دشت ہین کھلے تھے ہاتھ پاؤن پھولنے لگے ہر شخص از خود فراموش دل پر حشرت سحر کا جوش زبان خردش کو ابیات

کوئی جوش ہوس سے ہوگیا بیباک — ہوا راغب برائے بوسۂ خاک
زمین کو مستیون مین چومتے تھے — کبھی سر کو اٹھا کے جھومتے تھے
کسیکو کوئی لیتا تھا بآغوش — کوئی کہتا تھا ہم خود ہین فراموش

افراسیاب نے طبل بازگشت بجوادیا مصدور حیرت تعریف کنان عرض کرتے پھرے کہ اے بادشاہ ہمرتبہ سامری و جمشید کیا کہنا یہ سحر دیدہ نہ شنیدہ ہے آپ ہی کیواسطے لقا نے یہ مرتبہ دیا ہے واہ واہ بشاہ جادوان نے ہنسکر کہا کہ یہ ادنی ایک منتر کی میرے تاثیر ہے مجھکو ان لوگون کا مٹانا منظور نتھا اور اپنا مقابل مین انکو سمجھتے ننگ اپنا جانتا تھا ورنہ ابتک ارت کا انھین ہلاک کر ڈالتا آج ایسی ہی غصہ مجھکو آیا جیسے ادنی سا سحر مینے انپر کیا اب سب ہنستے ہنستے بیہوش ہوجائینگے پھر انکا قتل کرنے کی نہین جو کوئی سخت جان کہ انمین بچ جائیگا اسکو دار پر چڑھاؤنگا یہ کلمات سنکر سب بجا اور درست کہتی بارگاہ مین آئے لشکر ذکر کھولی اسودہ ہوی نقارہ فتح کی بجی مال و متاع لشکر غنیم پر حکم قبضہ کرنیکا ہوا افسر لشکر روانہ ہوی یہان جو محافظ تھے وہ خوف بادشاہ سے بھاگ گئے تھے

خیام و بارگاہ ہین خالی پڑی ہین بازارین بندر میت فراری تھی سبکو ضبط کرکے پھرے ہوگئے فوج کے افسر بہاے تلاش لشکریان مخالف بیقرار ہوے کہ جس کسی کو پائین گرفتار کرین ہزارہا آدمی کوہ و دشت سے مقید ہوکر آنے گئے دمندھور یہ سنکر مہرخ کی دوستی کا جو کوئی دم بھرے یا اسکے حال پر افسوس کرے فی الفور اسکو گرفتار کرو غرضکہ بیان تو ایک طلاطم تمام لشکر زیر سیل کھڑا ہی اور یہ بھی ہنس رہا ہی عمر صاحب اقبال بیان کیا جاتا ہی کہ وہ کسطرح سے آتا ہی

مصاف اول فوج کوکب رو شضمیر دافراسیاب سے اور آنا بلور چہار دست کا بہ لشکر کینہ ہمراہ ہمشیرہ خواجہ عمر کے اور رہا ہونا لشکر مہرخ کا مولفہ

ابھی ساقیا مجھ مین باقی ہے ہوش
مگر زعفرانی ہو ساقی شراب
صراحی لگانے لگے ۔ تبسم
بھولون کا جام لب سے مرے
اگر دیکھ لون خط رز کی پھبن
بہت باکرہ کی ہے مجھکو طلب
مرے دل پہ چھا جاے پھر بیخودی
قدم آکے پیر مغان کے مین لون
کہان تک ہو ساقی کرم کا بیان
پلا رند کو اور اک جام سے
ترا نام و اقبال ساقی بڑھے
اگر جوش مستی کی کچھ ہو مدد
شکست اسکو دم بھر مین ایسی ملے
جلے میری صورت سے زاہد مدام
بس اے جاہ افسانہ گوئی کرو

ذرا کہدے پھر جاہ ساغر بنوش
کہ ہنستا پھرون لیکے مین بیحساب
بھرین جام سے پھر خندہ جام سے
یقین ہے ہنسی پھر نہ میری تھمے
تو صدقے کرون اوسپہ مین جان و تن
اچھوتی رہیگی نہ بنت العنب
بلا آکے تے جوش مستی مری
حواس و شکیبائی مین نذر دون
بہت تیرا ممنون ہون مہربان
کہ رخصت طلب تجھسے وہ آج ہے
زمانہ مجھے پھر شرابی کہے
دکھا دون مین توبہ کو پھر روز بد
مرے نام سے توبہ توبہ کرے
کرون اسکی دم بھر مین قلیا تمام
نہ یون پیکے مے تم بہکتے پھرو

شگفتہ ہو شد طبع در انجمن		دہان قلم مثل گل خندہ زن	

حیران دیدار شاہد افسون و متحیران آئینہ جمال معشوق مضمون بحیران خانہ سحر سازی و سرمستان شراب عربدہ پردازی گروہ گروہ میدان حیرت مین نیرنگی سحر طبع سے جمع ہوکر اسطرح خندہ زنی فرماتے ہین کہ استعجاب سے بیان داستان پر ہر ایک کے ہوش کھو جاتے ہین یعنی جب یہان لشکر فرخ نسب سحر ہوکر برباد تباہ ہوا اور کوکب کے بیان سے عزم روانگی خواجہ بعظمت تباہ ہوا ملکہ بران نے نامہ اپنے باپ کا بڈھکر عمر سے کہا کہ خواجہ خدا حافظ برسے زیر دست انسے ہمراہ کرکے پدر بزرگوار نے میرے آپکو رخصت فرمایا ہے لیجئے تشریف لیجائیے اور جنگ فتح فرمائیے عمر یہ کلمات فراقیہ سنکر آنسو آنکھون مین بھر لایا اور کہا اے ملکہ مجھکو اپنے دلسے نہ بھلانا فراموش بالکل نہ فرمانا جدا ہونا تم سے بہت شاق ہے خاطر مبتلائے رنج فراق ہے کاش ایسی مہربانی تم مجھپر فرماتین دلکو تسکین

دعوئین تھے لب گلگون ہو وقت شب	زبان کرنے لگی فریاد مطلب کی
کرا افسوس اے فلک پر کج ادائی	اگر ہے عیب رسم آشنائی
نہین ہون بندہ احسان فراموش	محبت کا ہے دل مین دامدم جوش

بران نے کہا خواجہ تمھاری جدائی مجھی بھی ناگوار ہے آپ کے عقب مین انشاالله مع لشکر کثیر مین بھی آتی ہون گھبرانا نچاہیے خوشی خوشی تشریف لیجائیے یہ کہکر اٹھی اور پکڑکر ہاتھ بھلی محمود بھی ساتھ ہی اٹھی اور تسلیم رخصتی بجالائی ملکہ نے فرمایا کہ اے محمود تمکو ابھی رخصت نہین ملی تم ٹھہرو جلدی نکرو اسنے کہا کہ حضور مین ہمراہ خواجہ آئی تھی تنہائی مین کیونکر بسر ہوگی زندگی دوبھر ہوگی بران نے جواب دیا کہ خلاف مرضی بادشاہ کرنا اچھا نہین بغیر رخصت جانا کیا ضرور پاس خاطر میزبان مہمان کو دستور ہے محمود مجبور ہوکر چپ ہو رہی اور خواجہ کو ملکہ لیکر اس باغ کی ایک کمرے مین علیحدہ لائی وہان کشتیان خلعت پرزر و زر و گوہر سے مملو دھری تھین عمر پر ملکہ نے کچھ ایسا افسون پڑھا کہ بیہوشی طاری ہوئی پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا سو کنیزین ماہ رخسار وہان حاضر تھین وہ شرط خدمت بجالائین خواجہ کو اس باغ کی بارہ دری مین تخت جواہر پر بٹھایا شراب و کباب جلسۂ انتساب آغاز ہوا یہان تو سامان عشرت افزا جمع ہے مگر بران نے پھر کچھ سحر پڑھا کہ عمر جو بیہوش ہوگیا تھا ہوشیار ہوا اس عمر کے جسم پر قبائے شاہی اور لباس

فرمان روائی سے مزین و محلی کیا تاج گوہر سر پر رکھا نیچہ طلسمی کمر سے لگایا نہایت عمدہ جواہر کا اسباب
ہر جگہ موقع و مناسب پر آراستہ کیا پھر باہر لیکر آئی یہان تخت طاؤسی جواہر کا رحاضر تھا طاؤس جواہر کے
چارون کونون پر استادہ دم اپنی چنر کیے تھے جواہر کے نگینے پایہ ہائے تخت مین جڑے تھے اس تخت
خواجہ سوار ہوے اوسوقت عمور باول بجور پھر عرض پر آہوئی کہ مجھے رخصت ملتی تو اچھا تھا یہ
نے کہا کہ اے بہن جانے مین اتنا اصرار نہ کرو کچھ دن رہکر چلی جانا اچھا باغ کی سیر سے دل بہلاؤ
اور خواصون کو حکم دیا کہ انھین سیر کرا لاؤ پانسو کنیزان مہر جمال ہمرہ حکم اسکو لیکر چلین اور اسی باغ مین
جہان عمر مشغول عشرت ہے اسے بھی لائین اسنے دیکھا کہ ایک باغ عجائب روزگار بناے سراسر
طلسم نظر آتا ہے اس باغ مین ایک مقام بہتر پر تخت زنگار بچھا ہے عمر وہان جلوہ فرما ہے اسنے خواجہ
کو سلام کیا خواجہ نے اٹھکر باعزاز پاس اسکو بٹھالیا اسکے دلمین خیال آیا کہ ایک عمر وہان روانہ
ہو رہا ہے ایک یہان بیٹھا ہے کچھ عجب کارخانہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ ابھی جانتے نہین وہ جو روانہ
ہوتا ہے وہ بھی کوئی شعبدہ ہے اور جو مہمان بیٹھا ہے یہ بھی کوئی اور ہے اصلی عمر کو ملک ہران ذلیل و شیدہ
کیا ہے اسیوجہ سے مجھکو رخصت نہین ملتی یہ سوچکر چپ ہو رہی لیکن ادھر خواجہ کے سوار ہوتے ہی
ڈنکے پر چوب پڑی نخت ہاتھیون پر کسا گیا چتر زرین سر پر پھرنے لگا تین سو علم جلو کھا نیلے نشانین
لاکھ ساحر اور جرار کا ظاہر تھا پھر دمامے کھلگئے جنبر نفیر خدا دلغت پیغمبر خدا الکھی بجنی ہر علم کی
توپ پر بھی تھی سترہ ہزار مرکب بادرفتار بارین و لجام مرصع کار کوتل ہمراہ نیزہ ہزار فیل رعد آواز فلک
شکوہ پر خیمہ ذیالدا کئی ہزار ہاتھیونکی قور جلو مین انیدا مراے طلسم نورافشان سوار جھولین ہاتھیونکی
طرحدار بھبوندے اور مسکین رنگین آئینون کی مسند پر تزین دیکھنے والے حیران بڑی آن
آگے بڑھے تھے کہ کئی ہزار ساربان زنگوے بندھے گردن مین گھنگرو بڑے بڑے چھم چھم
کرتی چلین بعض پر نقارے لدے زنبوری بیٹھے بعض پر پیک طلسم سوار نہایت اقتدار سے نکلے
پھر خود عنبر کے لوٹے اور نخلہاے طفلان مہر دیدار پیدا ہوے سکتے گلاب و کیوڑا چھڑکتے چلے اور
لسیادل و چوبدار خاص بردار لباس و وردی سے درست گذرے کہ یکایک صدائے طرقوطرقوسے
گوش فلک کر ہوا نقیب نے صدا دی کہ بڑھے عمر و دولت ادب نقابت سے بڑھی آئو پیش خداوند
نعمت کرنا کرکیت کہتے تناخواتی خواجہ عمر کی کرتے گذرے اسوقت وہ حالہ تبدیل ہوئی بنکے خیر موتمن

کا جنگلہ پڑا تھا تخت کھنچا تھا خواجہ بصد و کروفر جلوہ فرما تھے گرد تخت کے ہزار طائر زرین بال پر کھولے حاضر کئی سو پریان طلسم کی مروحہ جنبانی کرتی شہزادیان باادب سامنے تخت کے بیٹھیں باقی چالیس آہستہ آہستہ روان تین لاکھ ساحران عذار حسن و جمال واشتر و اژدر پر سوار سنگین سنگین تھالیان برنجی عنبر کی رسوائی کی بھالین جو دل کو عدو کے چھید ڈالین آب تاب دکھاتین ساحر نیرنگی سحر کی دکھاتی جادوگریان لعبیس لباس پُر زر جواہر کا زیور پہنے سب کے آگے باور چہار دست اژدر پر سوار چار ہاتھ کا انسان دو ہاتھ کی مضبان بند دو کھلے جو کھلے ہاتھ بند کرتا اور بند ہاتھ کھولتا باور کے ہزار پتلے ہاتھ سے نکلتے اور ساحر بنکر دشمن سے لڑتے نیرنگ و سحر کے جادو کے انسان بناتا اسکے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا خلاصہ یہ کہ بڑے کروفر سے وہ لشکر سب تھا سارا لشکر فیل خواجہ کی گرد قلب میں تخت فلک رفعت مہر سپہر عیاری کو لیے جسکا یہ کروفر تھا کہ نظم

ہزارون اردلی مین خاص بردار	ہزارون تھے روان ہمراہ سردار
لباس انکے بدن پر زعفرانی	پھرا بیلون مین تھا سونے کا پانی
قباؤن مین وہ انکے صرف کمخاب	عجب تھا اشرفی بوٹے سے مہتاب
گروہ انکے عقب پھر حور تو تکا	ہر ایک خورشید و مہتاب سیما
جوان ہر ایک حسن روکش حور	سراپا پیرہن جسون پہ زیور
ہر ایک پہنے مرصع کار زیور	مقابل مین تھا ذرہ مہر انور
عیان نازک کمر تھے تھے غضب کے	مزین برچھیان ہاتھون مین سب کے
بہت تھے رشک گلگو پھر جو اسوار	ہوا پہ تھے رواں گویا ہوا دار
سراپا تھا طلائی ساز ان کا	بدی سے تھا الگ انداز ان کا
ٹکے تھے دامن زرین پہ وہ گوہر	کہ پیاقدرتی تھی آب جس پر
ہزارون جرف تھی الماس پایے	عجب رد برد جھکے ستارے
عجب اور شوکت شان سے وہ	چلا آخر کو اس سامان سے وہ

قلعہ ہفت رنگ سے یہ عجب تمام نکلکر بہت جلد سرحد طلسم نور افشان ملکر کو سارا لشکر بزور سحر پار کر باہر چلا اور جس کسی سرحد دار طلسم ہوش ربا نے اس لشکر جلیل کو دیکھا خیال کیا کہ یہ فوج شاہ

کوکب سے ہمین امور بادشاہ مین دخل دینا زیبا نہین ایسا نہو کہ خلاف بادشاہ ہو پس ہم پھکر روکے
سے باز رہے اور یہ لشکر کسی جا ٹھہرا نہین کئی روز تک برابر چلا گیا اور قریب پشتۂ رنگین چھیار کے جہان
لشکر مہرخ اترا ہوا تھا پہونچا یہان سب سردار میدان کارزار مین گرد میل جمع ہین بہت سے بیہوش
ہین از خود فراموش ہین جو ہوشیار ہین وہ قہقہے لگا رہے ہین بیہوش ہوا چاہتے ہین عیار جو وہان
ہین وہ بھاگے ہوے ہین انھون نے دشت مین اس لشکر کو آتے دیکھا اور ساتھی خواجہ کو سوار
دیکھکر شاد ہوے استاد آئے استاد آئے کہتے دوڑے عمر نے پاس انکو بلا لیا اور شمار احوال
بربادی لشکر کا سنکر بلور کو حکم دیا کہ ہان لینا لشکر افراسیاب کو بجز و حکم ساحر نارنج و ترنج لیکر
دوڑے اور اسطرف بھی ناظمان ملک کی عرضیان آچکین تھین خبرداروں نے آمد لشکر کی خبرین
پہونچائی تھین حیرت و مصور نے حکم دیا تھا کہ ہر وقت لشکر تیار رہے اور شاہ طلسم کچھ دیر
بارگاہ مین ٹھہر کر سمت ظلمات طلسم چلا گیا تھا خلاصہ یہ کہ اسوقت جو بلور تین لاکھ سے آگرا لیکا ن پر
بھی فوج ساحران مسلح و مکمل کھڑی تھی دونون فوج باہم ملگین نارنج ترنج چلنے لگا ابر سہر برسنے لگے
سانپ بچھو گر کر کاٹنے تھے بیر غل مچاتے تھے شور برپا تھا چار سمت اندھیرا تھا بلور نے آگے بڑھکر
مٹھیان بند کر کے جب کھولین ہزارہا چیلے بلور کے ہاتھ سے گر کر تلوارین پکڑ کر مثل مبارزان جاگرد او
پھر تو کشتون کے پشتے بندھ گئے کیونکہ وہ چیلے کسیکے مارے نہ مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے اور مٹھیان
بار بار بلور جو کھولتا تو لکھوکھا چیلا پیدا ہو گیا تھا اسنے مارے تلوارون کے تہلکہ ڈالدیا تھا لشکر مین
در آئے تھے یہ آگے بڑھے تھے دشمن کے زور گھٹے تھے کمانداری ہوے تھے مصور و حیرت
گوشہ گیر تھے ہر چند چلاتے تھے فوج کو نعرے مارتے تھے مگر کچھ تدبیرین آتی تھی تیلہاے سحری چھائی تھی
میدان ستم خون سے لبریز تھا ہر ایک کو لڑنے سے گریز تھا موت چلتے مین گھیرے تھی عافیت مثل گمان
منہ پھیرے تھی قدر انداز تھراتے تھے تیر پیام قضا لاتے تھے شمشیرین شرر بار ہزارہا ساحر فی النار بیروں کا شتا
کرتا اندھون کا زور زور چلانا العیاذ باللہ تڑپ تڑپ کر بچون کا کرنا طوفان گیر بحر ہستی بھاگی ہوی امان
دندہستی طبل و دف و قرنا کا بجنا کڑکا ہونا دل ترک فلک کا دھلتا تھا یہ حال ہوا کہ ابیات

سپاہی چو دریاے جوشان بجنگ	ہمہ تیز کردہ بکینہ و رنگ
سواران جنگی جوان و دلیر	خرد شان و جوشان چو ورندہ شیر

ز بانگ تیرہ شدہ کردو گوش	ز گردان برفتہ ہمی مغز و ہوش
خروشیدنِ کوس و زخم درای	جہان را ہمی بود یکسر ز جای
ہمہ دشت تن بود بیدست و پای	دلیران بہ شمن نمودہ قفای

اسی ہنگامہ گیر و دار مین عمر اپنے فیل پر سے اتر کر مرکب بادپیما پر سوار ہو ہو کر قتل کرتا ہوا جانب میل چلا اور اسی پنجہ سے جو بران کی طلسمی دیا تھا ہزار ہا سحر مارا گیا اور یہ لڑتا بھڑتا قریب میل جب پہونچا پنجہ میل پر پنجہ لگایا پنجہ پڑتے ہی ایک شعلہ چمکا اور اس میل مین آگ لگی وہ مکانات اور دیگر اور نازنینان سحر جلکر راکھ ہو گئین جسقدر کہ فوج بیہوش اور مسحور ہو کر ہنس رہی تھی وہ ہوشیار ہو کر تڑپنے لگی میل جلکر غائب ہوا ہر ایک فوج دشمن گرا پھر تو اسقدر خونریزی ہوئی کہ دامن دشت دامن معشوق گلنار پوش تھا جدھر دیکھئے انبار سر دوش تھا گیاہ دشت مژگان خون چکان تھی ندی خون کی روان تھی لوہا برستا تھا ابر قہار چھایا تھا سرون پر نصرت و شکست کا سایہ تھا دن بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت وہ زمانہ آیا یعنی گروہ سیاہ و شور لشکر ظفر پناہ سے آفتاب تابان تیرہ رو ہو کر رہ گیا اور پردین و ماہ کے گوش و خروش نبرد سے بھری نظم

نیا رنگ لائی شام جادو	برا یا بالخیر انجام جادو
ہوئی پیدا عجب جادو فگن شام	طلسم روز نو زا یہ کیسا نام

قریب شام حیرت و مصور کے پاؤن میدان زرم مین دھنسے اور فوج نے گھونگٹ کھایا بھاگ کر سمت دریاے خون روان گئی اسطرف خیمہ خرگاہ مہرخ پر پہنچا وہ لوگ پہلے ہی بھاگ گئے اور بلور کے فوج کا تعاقب کیا مگر دریاے سحر بنا کردہ ناشیان طلسم ہر دہان جاتا مناسب نے سمجھکر طبل امان بجوا کر پھیرے اور بارگاہ و خیام دشمن پر قبضہ کیا عمر نے حکم دیا کہ باقی رہے سب مال دشمن تاخت و تاراج کر دا سیوقت سب لشکیا بارگاہون مین آگ لگا دی خزانہ کل ضبط کیا پھر طبل شادمانی بجا تی سرخواجہ پر سے نثار کرتی ہے مہرخ خواجہ سے بغلگیر ہوئی عیار سب شاد ہوے بند غم سے آزاد ہوے بارگاہ مین دوبارہ رونق ہوئی ڈھنڈھورا پٹا کہ خواجہ عمر طلسم نورافشان سے تشریف ہین دشمن مغلوب ہوا اہل اسلام کے شریک نے قوت دہشت آئین اور آباد ہون رعیت فراری آنے لگی بازارین ایاد ہوئین لشکر بلور کا ایک عدد

مقام عمدہ پراترا خواجہ کے حکم سے بلورچہار دست کے لیے بارگاہ زربفتی نصب ہوا بہ آئین و کشا
ہوا پھر مع عمر بارگاہ مہرخ مین جملہ سردار زیب کرسی دو نگل ہوئے مہرخ نے آمد خواجہ کی
خوشی مین جشن کیا اور ایک میدان وسیع و سبزہ زار مین خیمہ و بارگاہ مین نصب کرا ئین سامان
دعوت بلور مہیا کرایا بمجرد حکم کوسون تک آتشبازی گرگئی خیام ذی احترام استادہ ہوے سرانچہ
انکے برائے شاہدہ سیر و تماشا اٹھادیے گئے خیمون مین شیشہ آلات سے فرفرغ ہوا میدان مین
جھاڑ روشن تھے درختون مین گیند ٹنگے تھے طوائفان قمر پیکر ہر جگہ رقص کنان نشاط و طرب مین
سرود بیان چاندنی رات کا سمان فلک پر شعل ماہ روشن مزین انجم کی انجمن دشت و در کا چمکنا
چشمون کا سواجی کرنا شاخ بلور کے جھوسے کا لطف دکھاتا تھا جب یہ سامان جمع ہوچکا مہرخ
بلور وغیرہ بصدر مسندہاے پرزر پرا کر بیٹھے بادہ خواری شروع ہوئی ستون کی لاولا ساقیون کا
بزور امر مشکل دل کا لگہ رکھا دجلا طرب کا جاؤ رقاص کی ابرو اشارہ کہ ادھر آؤ شراب فرحت بیخار مظم

کوئی سرو فیض انجمن سے	صدا قلقل کی شیشونکی دہن سے
کسی کے لب سے چسپیدہ لب جام	کوئی بیہوش تھا خواب آرام
کسی کے ہاتھ مین دامان ساقی	کہین غل ہم بھی ہین مہمان ساقی
کوئی نادم کہ مین نے توبہ کیون کی	کسیکے لب پہ لب سنتا ہون ایسی
وہ سامان جسنے ہو سرور خاطر	کیے موقع پر اپنے اپنے حاضر
طعام عمدہ کی تیاریان کین	کھلائے تازہ کھانے رنگین دین
صدا طبلون کی پہونچی آسمانتک	غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبانتک
گلون نے نکلے سر آواز کے ساتھ	لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ

یہان تو سب مصروف عشرت ہین لیکن حیرت جب قریب دریاے سحر پہونچی نئی بارگاہ اور تمام اسباب
لشکر کا از سر نو آتشے سنگوا کر دریا سے کچھ ادھر ہٹکے مقام کیا فوج ہزیمت خوردہ وغیرہ کے
جمع کرنے مین مصروف ہوئی اور عرضی ارسال بتری حال لشکر کی شاہ جادوان لکھی اسکے قرار پذیر ہونے تمام
قراری مجتمع ہونے لگے اور عیار بیان جو ایکبار مہرخ وغیرہ کو بیہوش کرکے ناکام پھر گئی تھین دوبارہ پھر
عیاری کو چلین اور حسب صورت ایک ساحر شریک مسلمانان کی ایسی بنا کر روانہ ہوئی جب لشکر عدو

ہین پہونچی لشکر مسرور و شادان یہ جشن کا سامان دیکھا اسی ہنگامہ مین یہ بھی شریک ہوکر رفتہ رفتہ اس جگہ
پہونچی جہان مہر خ وعمر وغیرہ بیٹھے ہین چنانچہ جب یہ وہان پہونچی قاصد ہوئی کہ خدمتگار وغیرہ کو
بیہوش کرکے شریک جلسۂ عشرت ہون اسی فکر مین تھی کہ عمر پیشاب کے لیے اٹھا اور کسیکو ساتھ نہ لایا
اکیلا چوکی پر آیا مہر خ جانتی ہے کہ عیار ہمیشہ ہر جگہ بنا جاتے ہین بنا بر عادت کے آفتابہ رکھنے کو خواجہ نے خدمتگار
نہین لیا یہ تو اسیطرح تاج دیکھا کی اور صرصر جو گھات مین لگی تھی عقب خواجہ چلی جب خواجہ چوکی پر
جاکر بیٹھے اسنے پشت پر جو دنات آڑ کی لگی تھی اسکو خنجر سے چاک کرکے اندر پہونچتے ہی کٹاری کہ
گردن عمر کی پھنسی اسنے پھر کر دیکھا اسنے جناب بیہوشی مارا کہ ناک پر پڑا خواجہ کو چھینک آئی
اور بیہوشی چھائی صرصر بہت خوش ہوئی کہ بڑے عیار و فیلسوف روزگار کو پچھاڑا آج پیش شاہ طلسم میرا
بڑا نام ہوگا کہ بیت بعد مدت کے موافق ہوئی اپنی تقدیر پر آج وہ شخص پچھاڑا کہ تمام جگہ کا نظیر و اخص
اسجگہ تنہائی پاکر اسنے چادر عیاری بچھائی اور پشارہ باندھکر دوش پر رکھا ازبسکہ سب معروف عیش و نشاط
ہین کوئی خبر نہوا کہ یہ کیا لیے جاتی ہے اسنے اس مقام جلسہ سے نکلکر راستہ پکڑا اور لشکر حیرت مین پہونچی
وہ انتظام جمعیت سپاہ کے سبب سے آرام پذیر نہوئی تھی کہ اسنے جاکر پشارہ سامنے رکھدیا ملکہ نے پوچھا کہ
کسے لائین عرض کیا کہ عمر کو یہ سنکر وہ بھی بہت خوش ہوئی اور اسیوقت عرضی شاہ جادوان کو اس حال کی
لکھی اور شاہ طلسم کو پہلے عرضی مختوی برحال شکست لشکر جو پہونچی تھی یہ ظلمات سے متفکر پھر کر باغ سیر مین
آیا تھا اور تدبیر مین تھا کہ کسی ایسے ساحر کو بہر جنگ روانہ کردون جو مقابل بلور ہوسکے کہ اسلیے اب لڑائی
کو کب سے پڑگئی ہے ذرا سنبھلکر لڑنا چاہیے ہنوز کوئی تدبیر نہوئی تھی کہ عرضی دوسری حال قید ہونے عمر کی پہونچی
بہت خوش جواب لکھا کہ اے خاتون ہین صرصر کو بہت بھاری خلعت دینا اور قیدی کو بجائے اپنی قید رکھنا
یہ بقیہ شب گذر جائے تو ابدولت آکر اسکو قتل کرین خبردار غفلت نکرنا کہ وہ چھوٹ جائے یہ نامہ نیچہ ملکہ پاس
لایا اس نے پڑھکر آہنگر بلائے اور قید گران مین عمر کو مقید کرکے فرط خوف سے اسیطرح بیہوش رکھا کہ بادا ہیا
ہوا در بکر کے چھوٹ جائے لہذا غافل رکھنا اچھا ہے پس تخت کے پاس بیہوش رکھکر عیار بچھونے پیادون کا
حکم دیا اور آپ بھی شب بھر بیدار رہی ادھر تو یہ کیفیت رہی اسطرف مہر خ نے دیر جو ہوئی چوکی پر خواجہ کو
تلاش کیا وہان جناب بیہوشی پڑا دیکھا اور پتیرہ صرصر کا بنا دیکھا اسکا ماتھا ٹھنکا اسیوقت لشکر تیار کرکے
چاہا کہ دریاے سحر کی طرف جاؤن ضرغام و جانور دو عیار موجود ہین انھون نے کہا کہ ای

ملکہ آپ تامل کرین ہم جاتے ہین اور استاد کو چھڑا لاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوے یہان وہ جلسہ طرب
سہسل بنہم ہوا ہر ایک کو نیا الم ہوا کہ بیت بسکل نجت دشمن سب تھی مایوس ہ زمان پیر دسبدم الفاظ اسکی
ادھر عیار جو چلے قریب دریاے سحر لشکر حیرت مین آئے دیکھا کہ بارگاہ ملکہ کے دروازہ پر عیار لجیون کا
پہرہ ہے کوئی خدشگار بھی اندر جانہین سکتا یہ تدبیر عیاری کرنے لگے مگر کوئی تدبیر پیش نہوئی اور رات جو باقی تھی وہ
گذری قید فروغ سے شب افروز چھوٹی پروانون کے دلکو زیادہ لگی مگر سوز دساز سے فرصت ملی ابیات

کہ وہ شب مثل دور بصر حریص	جو تھی مانند معشوق دل آویز
ہوئی رخصت طلب بزم جہان سے	زمین پر نور برسا آسمان سے

صبح ہوتے ہی افراسیاب با دل بیتاب بقصد قتل عمر لشکر مین آیا حیرت نے تعظیم دی بارگاہ مین
لیجاکر بٹھایا اسنے حکم دیا عمر کو ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کرو حضر نے کمندسے مضبوط باندھ
اور قتیلہ رفع بیہوشی سونگھایا کہ وہ ہوشیار ہوا اس آمد بادشاہ مین ہزارہا ساحر بہر ملازمت حاضر ہوا جاسر لیچہ
اٹھے تھے عیار بھی صورت بدلے ایکطرف کھڑے تھے اور چاہتے تھے کہ خواجہ کو چھڑا لین بلکہ جلاد بنکر قریب خواجہ
جائین اور قید کسی طرح کھلوا کر لے بھاگین اسی فکر مین تھے کہ یکایک عمر نے ہوشیار ہوکر شاہ طلسم کو گھورا اور ہونٹھ
چبائے افراسیاب نے للکارا کہ او دزد سکار اب کہ کیا حال تیرا کیا جاے عمر نے ہنسکر جواب دیا کہ وزد
تو آپ ہوگا یا تیرا باپ ہوگا ہم تو شہنشاہ ہین ملازم شہنشاہ کوکب عالیجاہ ہین اے افراسیاب
تیری عقل پر پتھر پڑے ہین تو مجکو عمر سمجھا ہے کہان بادشاہ عظیم الشان شہنشاہ عیاران جہان کہان مین
حقیر و ناتوان اگر وہ تشریف لاتے تو انکو ساتھ ملکہ دوران سراکن یا بادشاہ خود آتے طبقہ طلسم تیرا الٹ
دیتے تجکو سزاے سخت دیتے ہین ایک ادنے ملازم درگاہ ملکہ مذکور ہون افراسیاب نے کہا اے سکا
ہین تیرے فقرون سے خوب آگاہ ہون اب تو ملازم کوکب بنکر چھوٹنا چاہتا ہے اسنے کہا مجھے تو کوئی
قتل کرہی نہین سکتا لے سنبھل مین جاتا ہون افراسیاب یہ سنکر نبغت اٹھا کہ خود قتل کرے اسنے
پکار کر کہا کہ میری کیٹیون کی طرف دیکھے تو مین جانون شاہ طلسم نے اسکے کہنے سے جو دیکھا تو دونون
کیٹیون پر لکھا تھا کہ یہ پیالہ چینی کا ہے اسباب خود بینی کا ہے شیشہ خاطر دشمن چور کریگا عمر بنکر افراسیاب کو
رنجور کریگا یہ پڑھکر شاہ متحیر ہوا تھا کہ اس پتلے نے زور کیا ایک شعلہ پیدا ہوا کمند جلگئی اور وہ بسان برق
تڑپا پھر رعد سا ایک چیخ ماری کہ دل تمام ساحرون کے دہل گئے عیار بھی یہ حال دیکھکر حیرتناک تھے مگر شاہ

جادوان اور حیرت نے ہزارون سحر پڑھے کہ پتلے کو روک لین وہ چشم زدن مین قندیل فلک ہو گیا اور تا پتلا کہ
مین تیرے روکے کب رکتا ہون اپنے مالک پاس جاتا ہون خیر میرا حال کھلگیا اب مین جاکر تیری سرگذشت کو
اصلی عمر کو بھیجون گا یہ کہکر یہ جادہ نظر سے غائب ہو گیا افراسیاب نے کھسیانے ہو کر کہا کہ ای
ملکہ حیرت مایہ پتلا تمنے پہچانا کہ کون تھا یہ خود کو کب صورت بدلکر آیا تھا میرے ہاتھ سے بچگیا ورنہ مارا
جاتا حیرت نے کہا کہ اے بادشاہ آپ سچ فرماتے ہین ورنہ یہ پتلا آپ سے نہ رکتا آپکے غلام ایسے ایسے پتلے
بناتے ہین مجھے بھی یقین ہے کہ یہ بیشک کوکب تھا سب ساحرون نے ملکہ کے کلام بیہودہ کی تائید کی کہ واقعی
صحیح ہے کہ یہ خود کوکب تھا اب اسکی شامت آئی ہے بہت ملازمان حضور کہ سر چڑھتا ہے آخر مارا کہا ابھی اسی
سزا کو پہونچا تھا میرا بھی بچگیا تو ابھی سہی قضا ہی اسکی آئی ہے شاہ طلسم ان باتون سے خوشنود ہو کر خلعت بیش بہا کی
دیگر سمت باغ سیب گیا اور کہا کہ ابھی مین بہت بڑے ساحر زبردست کو بھیجونگا اے ملکہ تم مقابلہ مہرخ جاکر
جاکر خیمہ کرو ملکہ مسطور بمجرد حکم ترتیب لشکر کرکے روانہ ہوئی اور مقابلہ اسلامیان آکر اتری یہ خبر ملکہ مہرخ کو
ہوئی اسنے قصد کیا کہ جاکر روکے اور مقابلہ مین نہ اترنے دے لیکن سارے طلسم کا ملک شاہ جادو
ہر ایک شیر نے سمجھایا کہ وہان کے ہٹا دینے سے فتح نہ ہو جائیگی پھر شکار کرنا بیکار ہے غرضکہ
یہ تامل پذیر ہوئی اور عیارون نے آکر سب ماجرا بیان کیا کہ وہ خواجہ نہ تھی پتلا چینی کا تھا یہ معاملہ
دربار مین گذرا یہان بھی سبکو تعجب حیرت ہوئی اور مہرخ نے بلور سے بلا کر حال کہا پھر پوچھا کہ تم بتاؤ
آدمی ہو یا تم بھی پتلا ہو دھوکے کی ٹٹی اسنے قسم کھا کر کہا کہ اے ملکہ مجھے خود یہ راز نہ معلوم تھا مین خواجہ
عمر اصیل ہون جانتا تھا اور ہمیشہ ملازم بادشاہ انسان ہون کوئی پتلا نہین مہرخ نے کہا پھر جسکے ساتھ تم اٹھتے
وہ تو گئے تمہارا کیا ارادہ ہے اسنے کہا کہ میرے بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ افراسیاب سے جاکر لڑو اب جنگ
دوسرا حکم مجھکو نہ ملیگا مین بچا رہونگا اور تمہارا شریک حال رہونگا مہرخ یہ سنکر مسلحین ہوئی اور
بعشرت مصروف انتظام تھی مگر پتلا جو اڑتا چلا یک صبا سے بھی زیادہ تیز رو تھا ایک دم بھر مین ملکہ یران
پاس آیا ملکہ نے بعد روانہ کرنے اس پتلے کے عمرو مخمور کو اس باغ سے اپنے پاس بلایا تھا اور
اسیطرح سے خاطرداری مین مصروف تھی عمرو کہ رہا تھا کہ اے ملکہ تمنے مجھے رخصت کیا تھا یہ کیا کہ مین یہان سے
ایک باغ مین پہونچکر ٹھہرا ملکہ نے کہا حال بھی واضح ہو جائیگا انہین باتونمین پتلا آکر پہونچا ملکہ نے کہا ارے
پتلے تو نے بڑا غضب کیا کہ راز شہنشاہ ظاہر کر دیا پتلے نے کہا مین کیا کرون یون بچی مجھے پکڑنے لگی اور یون

افراسیاب پیش آیا بلکہ برآن نے حال پتلے کو رخصت کیا اسیوقت نامہ بادشاہ کوکب آرا آئین لکھا تھا کہ خواجہ کو ہمارا سلام شوق التیام کہنا اور کہنا کہ ہمنے اسیواسطے آپکو رخصت نہین کیا کہ آپ پر یہ زمانہ سخت دنجس ہو اگر آپ جاتے تو دشمن آپ کے گرفتار رنج و مصیبت ہوتے بلا آپکی صورت کو جسطرح قید ہوا تھا وہی صورت آپکے لیے ہوتی آپ اطمینان رکھیے آپ کے لشکر کا مین محافظ ہون یہ تمام کیفیت نامہ پڑھکر جو معلوم ہوئی عمر کو بڑی حیرت تھی کہ مین یہین بیٹھا رہا اور میرا ہم شبیہ سارے لڑائی صحیح کرکے چلا آیا یقین ہے کہ اب شاہ طلسم مغلوب ہوا اور تجکو فتح نصیب ہو غرضکہ حال خیریت لشکر سنکر بیشرت تمام مصروف عیش و عشرت ہوئے لیکن اب حال لشکر امیر و لقائے بدخصال بیان ہوتا ہی مولفہ

کیون چرخ کبھی وہ دن بھی ہوگا — بیخانہ کا شہ ہو رند میرا
خاتون محل ہو دخت انگور — وصلت سے ہون اسکے شاد و مسرور
ہاتھون پہ رہے ہمیشہ ساغر — جمشید کی طرح ہو مقدر
سب ہون مے سرخ رنگ سے تر — لبریز ہون مے سے سارے ساغر
ساقی سب ہون غلام اپنے — رندون سے ہو وار نام اپنے
آسان یہ دل ہوا پیارا تھی — جب ہاتھ مین اسکے عیش باقی
تو بہ اے جاہ یہ کہا کیا — لکھو جلدی سے اب فسانا

افسران لشکر سخن و لشکر کشان مضمون فگن شمشیر خامہ سے اسطرح سیف بیانی دکھلاتے ہین کہ ہر نقطہ سے یہ دل ٹوٹ جاتی ہین یعنی زمرد شاہ راندہ درگاہ الٰہی سے کہ نازک چشم فتن ہوتی مقابلہ موقوف کرکے انتظار آمد مدد تھا یہان افراسیاب بھی بوجہ روکنے عمر و نامہ بھیجنے کوکب کے کم فرصت رہا کوئی ساحر بہر امداد خداوند نہ روانہ نہین کیا غرضکہ جب عرصہ ہوا سلیمان عنبرین مو جانب کوہستان اپنے بھائی بند رستہ دار و نکو نامہ لکھے کہ بیان آو خداوند کی بنا برا سکے لکھنے کہ بہزاد کوہی اور فولاد کوہ تن بھائی اسکا کئی لاکھ کوہی ہمراہ لیکر بہر مقابلہ لشکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل قریب قلعہ کوہ عقیق پہونچا اس دشت مین اسکا لشکر اترا کہ یہان بسبب موقوف ہونے جدال اہل اسلام فرصت پاتے ہین اور صید شکار مین مصروف رہتے ہین قضارا پسر امیر شہزادہ ہاشم تیغ زن مع چند رفقا اور ملازم کے صحرا مین شکار افگنی کر رہا تھا ناگاہ ایک صید کے پیچھے جو روانہ ہوا اسجگہ پہونچا کہ جہان

بہزاد و فولاد خیمہ زن تھے اُنکے شہزادے کو دیکھکر للکارے کہ ارے یہ جا اور ہی پہنچا ان
زمانہ یہان فروکش ہین ادھر آنے سے باز آ الٹا پھر جا شہزادے نے اُنکا رد کنا نہ سنا وہ تیر پیادہ
تمامغلہ کرنے لگے بہزاد شور سنکر باہر گاہ سے نکل آیا اور قریب شہزادہ آکر گویا ہوا کہ ای اجل رسیدہ تو نے
کیا میرے ملازمونکا نہ مانا آخر وام مرگ مین پھنسا سچ بتا کہ تو کون ہے شہزادے نے فرمایا کہ مین بیٹا امیر کا ہاشم
نام رکھتا ہون اور مین نے کیا خطا کی ہے جو مجھپر اسقدر عتاب اب کرتے ہین اُسنے کہا کہ ابے بس مرد مدار
کہا کریون تو مین بے ادبی تیری اسطرف آنے کی معاف کر دیتا مگر اب زندہ نہ چھوڑونگا کہ تو مسلمان ہے
اور پسر حمزہ ہے یہ کہکر مرکب طلب کرکے سوار ہوا اور مستعد کارزار ہوا شہزادہ بھی ناچار اپنے مکا
اُسنے تیر سینہ بے کینہ شہزادہ پر لگایا شہزادہ نے تیر سے کو سنان پر گاٹھا اور چند طعن و ضرب کرکے
تیر اوسکے ہاتھ سے نکالدیا اوسنے پکارا کہ ارے مسلمان تو نے بڑا غضب کیا کہ تیر میرے ہاتھ سے نکالا
اب میری تلوار سے نہ بچیگا یہ کہکر تلوار کھینچکر چلایا لیکن اوسیوقت قدرت خدا سے کوہستان کیطرف سے
ایسی اندھی سیاہ آئی کہ تمام صحرا مین سوا غبار اور اندھیرے کے کچھ نظر نہ آتا تھا شہزادہ سمجھا کہ ای
اندھیرے مین یہ تلوار لگائے گا تو زخمی کر دیگا یہ سمجھکر گھوڑا اوڑا کر پیچھے ہٹ گیا اور وہانسے بہت دور
ایک سمت نکل گیا جب وہ اندھی دور ہوئی اوس کو ہی اور اوسکے لشکر کا پتا نہ ملا ہر چند تلاش کیا مگر
ملے اور مین مقابلہ کرون تا کہ وہ یہ نہ کہے کہ میرے سامنے سے بھاگ گیا مگر کہین نشان نہ ملا ناچار اپنے
اپنے لشکر مین مراجعت فرما ہوا اسطرف بہزاد وغیرہ بھی کوچ کرکے قریب لشکر اقصا پہونچا اُسنے خبر لشکر
استقبال کو آیا لشکر کو دیکھا باعزاز تمام اوترا یا بہزاد اور فولاد بارگاہ مین آئے خداوند کو سجدہ
کیا نذر دی خلعت عنایت ہوئے مخلع ہوکر دونون بیٹھے دور جام شراب شروع ہوا جب دماغ بادہ سے
گرم ہوئے بہزاد نے نشہ کی ترنگ مین بختیارک سے کہا کہ مین مسلمانون کا زور و قوت آزما چکا
پسر حمزہ - ہاشم نام صحرا مین مجکو ملا تھا مین نے پکڑکر خوب طمانچے مارے دوست کرکے جان بچا لیگیا
اور روتا ہوا بھاگا ورنہ مارا جاتا بختیارک یہ باتین سنکر سمجھا کہ راہ مین ہاشم نے اسکو خوب پٹا ہے
یہ بالعکس معاملہ بیان کرتا ہے یہ سمجھکر بظاہر ہنا خوان ہوا کہ واقعی آپ ایسے ہی ہین اب آپ حمزہ کو دیکھ
زدہ کو سبز فرمائیگا یہ باتین کرکے لوٹ دیکھنے لگے لیکن ہلکارے لشکر اسلام کے بصورت میدل ہرا
خبر کہری حاضر تھے اُنھون نے بھی یہ بہتان دروغ سے اور خدمت امیر مین آئے از بسکہ ہر بار کلمات دلشت

ہاشم بیان کرا مناسب تھا جب امیر مسجد کے پاس بہر عبادت تشریف لائے ملکارے کل حال عرض
پیر ہوے امیر دو فور غیرت اور جوش شجاعت سے غضبناک ہوئے لیکن تحمل کو کام فرمایا اور جب
دربار مین آئے شہزادہ ہاشم بھی دنگل پر دست چپ مین جلوہ فرما تھا اُسکی جانب دیکھکر فرمایا کہ اِس
بارگاہ مین وہ لوگ نہ آئین جو طمانچے کھاتے ہین مجھ اُسے غیرت نہ آئی کہ اے بہزاد کی ماں کھائی نام
بہزاد سنکر شہزادہ یکو یقین آیا کہ یہ مجکو فرماتے ہین بس یہ سمجھکر دست بستہ عرض کیا کہ ای پدر عالی مقدار
کسکو بہزاد نے مارا اور طمانچے کسنے کھائے امیر نے جو حال سنا تھا وہ بیان کیا شہزادہ جوش شہور مین آکر
کانپنے لگا اور باپ کے خفا ہونے پر آنسو بھر لایا اور بعد لمحہ کے کسی حیلے سے اٹھکر باہر بارگاہ کے آیا اکیلا اُس
بادیما پر سوار ہوکر سمت لشکر تقار روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا جس کسی نے دیکھا خیال کیا کہ دورنگ زرہ شاہی
شاید کسی کام کو آئے ہین یہ تصور کرکے کوئی مزاحم نہوا اور شاہزادہ داخل بارگاہ درگ سالار نے چاہا کہ رکے
اِسنے غصہ مین آکر ایکسی ماری کہ درگ سالار کا پیٹ پھٹ گیا اور ضربات سے اُڑکر اندر بارگاہ کے جا
گرا نجتیارک نے یہ حال دیکھکر کہا کہ صلوہ بر پیغمبر خدا لے بہزاد جسکے تمنے طمانچے لگائے تھے وہ آپہونچا کلیہ
سنکر سب اہل دربار سمت دورنگان تھے کہ یکایک شہزادہ مع مرکب جلوہ فرما نہ سے بڑھا چپلا بسا دل
دوری سے ان ہان لینا لینا کہتے رہے کوئی قریب آیا اسنے تلوار سے فرق زنجیر کاٹ دی اور پیرہ
کرا دیا صحن بارگاہ مین در آیا اور پکارا کہ سلام میرا اُس بزم مین پہنچے جو ایک خدائے لاشریک کو
مانتا ہو اور اُسکے پیغمبر کا دین برحق جانتا ہو تمام اتقا پرست یہ کلمات سنکر اکڑے اور بل کھانے لگے بعض
گمان مین انگلیان دبا بیٹھے کہ توبہ خدائے نادیدہ ہم نے سنین اور شہزادہ فی الملکارا کہ کون ہو تم کہو کاذب
ابن الکاذب نامزد از لی جو بادرون پر طوفان رکھتا ہو اور طمانچے کھاتا ہو کہ لگائے نجتیارک نے یہ سنکر
عرض کی کہ دیکھیے مین بڑی دیر سے منع کر رہا تھا کہ شہزادے کی شان مین ایسا نہ کہو مگر اس حرامزادے
بہزاد نے نہ مانا حرامزادی سزا کو پہونچا اب کیا چکا بیٹھا ہو حضور دروغ گو وہ یہ حاضر ہو شہزادہ یہ سنکر بکارا کہ
بچیا اٹھتا نہین اب طمانچے نہین لگاتا نجتیارک نے کہا ابتو نانی مر گئی اب کیا اٹھینگے زبان سے
طمانچے لگاتے تھک گئے ہین شہزادہ یہ سنکر بغضب تمام اٹھا اور تیغہ کھینچکر پکارا کہ باش اے طفل
بے ادب کیا بکتا ہو دان میرے ہاتھ سے بچگیا یہان قضا تیری لائی ہے شہزادہ نے اوسکو للکار
حربہ دیکھکر گھوڑے سے کود کر قدم بڑھایا اُسنے تیغہ دوڑکر لگایا اس سبا درنے لگا وہ تلوار کی

باڑہ سے ملادی اور پھکی دی کہ تیغہ پٹ ہوا فوراً اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھٹ گئی
تلوار پھینک کر ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ سارا کبر و غرور دماغ سے نکلگیا خوب مٹھی کی کھائی گردن کی
رگین ٹوٹکر سر بجس دور جاکر گرا لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا تمام بارگاہ کے افسر اسکی شوکت و شہامت دیکھکر
دنگ تھے سکتے کا ڈھنگ تھا کہ شہزادہ نے سر اوسکا اٹھاکر فتراک سے باندھا اور چست کرکے پشت مرکب پر آیا
للکارا کہ ہے کوئی تم میں ایسا جو سر لے مجھ سے ورنہ یہ سر بجس مرنبلے پر پھینکا جائیگا اور اہل اسلام کی ہو کرین
کھائیگا تھا اور تمام سردار بیٹھے تو خاموش تھے اور جانتے تھے کہ بہزاد اسکو مار لے گا لیکن اوقت کا تو ہنکر خواب
غفلت سے چونکے اور بختیارک نے فولاد سے کہا کہ افسوس جبکا ایسا بھائی مارا جائے اور وہ بیٹھا تماشا
دیکھے اسنے جواب دیا کہ ملک جی جیسا اسنے کیا ویسا پایا میں اس امر میں دخل نہ دونگا اسنے یہ
شہزادے سے کہا کہ حضور تشریف لیجائیں یہاں مع خداوند جتنے ہیں سب نامرد ہیں کون آپ سے آنکھ
ملا سکتا ہے تھا نے یہ کلمہ سنکر افسروں کو للکارا کہ خبردار یہ بندۂ سرکش جانے نپائے پھر تو بڑے بڑے
زبردست سردار سرکردۂ روزگار دنگلیوں سے کودے شہزادہ شمشیر بکف تا بہ دربارگاہ پہونچ چکا تھا کہ
غل لینا لینا کا ہوا باہر بارگاہ کے نکلکر شہزادہ بھی ٹھہرا افسروں نے چار طرف سے آکر گھیر لیا لشکر جوا ترا
ہوا تھا دمین دم میں بھکی فوج جلد تیار ہوئی افسر کئی ہزار آگر اتھا چار طرف سے تلوار پڑنے لگی شہزادے نے بھی
نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا اور ہمہ تن چشم بنکر لڑنے لگا تیغ غیرت کے جوہر دکھا دیے سروں کے ڈھیر لگا دیے
العیاذ باللہ فوج کا ریلا کرکے مثل موج دریا اس اکیلے پر آئی اور اس بہادر کا ہر سمت قتل کرتے ہوئے
جانا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بحر آہن میں شناوری کر رہا ہے ہر دو بیات تیغ دو دم سے اسکی حباب آسا
زندگی کا دم بھرتا ہے لاشوں کے انبار ہین بدست و پا تمام سردار ہین نقشۂ زیبت خامۂ شمشیر تھے
للکار اٹھا بار سر تن سے اوتارا تھا قضا سر و پر کھیلتی تھی ملک اظلم کی نئی بازی کری تھی کہ ابیات

زگرد سواران جہان تیرہ شد	بگرد اندرون دیدہ شان خیرہ شد
برون از اندرون روشنائی نماند	تو گفتی سپہر از روش باز ماند
ز پیکار ایشان نہان گشت مہر	ستارہ بگردون بپوشید چہر
دل جنگجویان شدہ پر ز خون	بتن شان بگیتی کسے رہنمون
ز خون سوان ہمہ خاک و سنگ	برآورد کہ شد چو پشت پلنگ

اس جنگ کی خبر ہرکارون نے جاکر بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کی بادشاہ فوراً میر سے فرمایا کہ آپ چلیے شہزادہ ہاشم کی مدد فرمایئے اگر وہ شہزادہ مارکھاکر آتا تو شجاعت نہ لکھتا ناچار ہوکر دروغ آخر ظاہر ہوگیا دشمنون کا خدا نے مکر چلنے نہ دیا امیر سجاعت فرزند دلیر سکرو نیز ارشاد بادشاہ باقی پہنچا لانے کو دنگل سے اٹھے ازبسکہ سپہ سالار تمام لشکر جرار اسلامیان کے امیر والا تبار ہی ہین انکے اٹھتے ہی پانچہزار پانچ سو پچپن دلیر سردار اپنی جگہ پر سے اٹھا در باہر آکر پشت مرکب پر بیٹھکر بہ سم یلغر لشکر مخالف پر جا گرا غرہ ملے سرداران بلند ہوئے تلکہ زمین و زمان مین پڑا ہاشم کی پشت قوی ہوئی سنان برق تڑپ تڑپ لڑنے لگا سرداران اسلام نے تیغ تیز سے اور گرمی ستیز سے دشت جنگ بازار اہنگران بنا دیا صدائے گرز گران سے آہن کوبی کا سماں دیا دشت لرزتا تھا و ابر برستا تھا خود پر تلوار کی جھنکار تھی تلوار سے قتل کرنے مین اجل سرمست تھی یہ تن گرد و سر گرا یہ زخمی ہوا وہ مارا گیا یہی ہر طرف پیکار تھی کہ بوجب بیان

دو لشکر بکینہ در آویختند	ز یکدیگران خون بہ ریختند
ہوا گشت از گرد چون تیرہ میغ	سپہ گرز بارید از ابر و تیغ
زلیس کشتہ شد روی ہامون چو کوہ	ز گیرودہ و دار گردان ستوہ
سر نامداران بدریاے خون	شدہ غرق دنالہ رکے زان بجون
ز بس کشتہ ماند در پاے چین	ز بس جوش لشکر بدان دشت کین
زمانہ شدہ خیرہ از کارشان	ز کوشیدن جنگ و پیکارشان

بختیارک نے جب دیکھا کہ سپاہ اسلام آگری تھا سے کہا کہ اب یہان سے بھی بھاگنے کا آپنے ارادہ کیا یا آج جان دینے کا عزم ہے لیجہ بھر مین امیر گرفتار کر لیجائینگے لڑائی کو ہوتے سبب سے رکی ہے ورنہ فوج آپ کی مدت ہوئی کہ بھاگ جاتی لقمانے کہا اچھا مین نے تقدیر طبل امان بجے بموجب حکم کوس بازگشت لشکر پر چوب پڑی فوج طالب امان ہوئی امیر نے ماتھہ روکا سردار پھرے ہاشم نے آکر پاے پدر پر سر رکھنا چاہا امیر نے سر سینہ سے لگایا غرض مین سرداران کے شہزادے کو لیکر نثار کرتے ہوے پھرے اور لشکر مین آنے پوشاک بدل کر بارگاہ مین بیٹھے سرنیزہ کی شہزادے کے حکم سے مرتبے پر پہنچدیا اور اس خوشی مین ایک دن اور ایک رات جشن کیا جسے دوسرے روز تیغ شعلہ باز مہر کی تیزی کم ہوئی اور ابن اللیل مع لشکر انجم عرصہ فلک پر ظاہر ہوا کہ بموجب آئین

سرخ خورشید کی رنگت ہوئی زرد — حرارت بھی ہوئی کچھ دھوپ کی گرد
مہک اوٹھی جو یوے مشک دل چیر — ہوئی بالکل بشکل رودِ کافور

سیر شام باوجود ناکام غم برادر نافرجام مین فولاد نے حکم نواخت طبل جنگ دیا طبل بجنے کی خبر لشکارون سے لشکر امیر کے یہان بھی طبل سکندر بجا دلاور خبردار ہوئے دربار سے اٹھکر اپنے اپنے اسباب جنگ اپنی جگہ پر وہ صاحب نام و ننگ آئے دونون لشکرون مین تیاری شروع ہوئی سلح خانے کھلگئے بہادر لڑنے پر تلگئے تلوار کرے لگی ہر ایک کے دل سے لگی تیر ترکش مین جاگزین ہوئے کمند کے پھندے بہت اچھے شانون پر پڑے عمود صورت بہبود دکھانے نیزے سرکشی جتانے کمانین گوشون سے باہر نکلنے پر تیار کشیدہ خاطر اور کبیدگی اظہار گھوڑونکی ہمہمے بہادرون نے نوے باندھا مردون کے دل درد مند آفت کا سامنا مصیبت سے زیادہ جان دینا غیبون کی صدا سے دنیا کی مذمت پیدا اور انجام ہی بہادر عروس شجاعت پر شیدا کمین تلوار کی چمک کمین شعلۂ جانستان تیغ لپک خرمن ہوش جلانی ہر شمشیر آدمی نظم

کہ تم اک عمر سے ہو سب نمک خوار — کے رکھتے ہین ہم سب سے خبردار
رہے باقی اگر تم مین کوئی مرد — نہ لائے اپنے دل مین وہ ذرا درد
دہین مرجاے یا اسکو مٹائے — طلاق اسپر ہے گر دھیان اور لائے
ہوے حاضر سلاح جنگ سے — ملے سبکو ہوے پیران ار سے
کہ ہے اب امتحان یارو خبردار — کمی ہونے نپائے آج زنہار
دیے سردارون خلعت زروسیم — جھکا ہر فرد بہر رسم تسلیم

رات بھر یہی ہنگامہ جانبین مین برپا رہا جسدم سعد تیغ زنگ نے خرمن ہادو جسم شب چور زنگ اور زمانہ غدار نے زنگ فساد کا ڈھنگ نکالا کہ بموجب ابیات

ہوا انجام شب اس گفتگو مین — اٹھے سب جنگ کی پھر آرزو مین
کہ جب نقل مکان کی شب نے حاصل — ہوا صحن زمین خرشید منزل

صبحدم امیر عبادت خالق قدیر مین مصروف تھے اور لشکر خیل خیل جانب جنگاہ روانہ تھے بہادر زدم سے ناوقف تھے کہ یکایک مہتر ابن مہتر یعنی چالاک بن عمر نے خبر روانگی لشکر جانب جنگاہ خدمت امیر عالیجاہ مین عرض کی امیر نے بھی سجادۂ طاعت پر سے اٹھے اور کباس جنگ جسم پر آراستہ فرما کر برآمد ہوے تمام

سردار بہرسلام حاضر تھے انکو ہمراہ لیکر اسقدر دیر میں آرائے استان عالیجاہ بادشاہ لشکر اسلام پہنچے کچھ
دیر ٹھہرے تھے کہ شاہ گردون پائگاہ ملکستہ پناہ کی آمد ہوئی اول پردہ زرنگار در شبستان چرخی پر کھچا
جلوس سواری پیدا ہوکر نمودار ہے جواہر آگین روشن کہاریون کا اٹھتا جوبن زلور کی نئی آن بان
تھی تصدق جنبر جان تھی کہارون نے تخت شاہی بدلوایا ہر سردار نے مع امیر بہر تسلیم سر جھکایا
پھر تو ڈنکا بجا علم آگے بڑھے باد بہاری روان ہوئی سواری بادشاہ کی قلب لشکر اسطرح چلی کہ بوجہ بیان

صدا دی کوس شاہانہ نے ہر سو
بصد حشمت بصد شوکت بڑھا شاہ
ہر اک کہتا تھا کر بے جانفشانی
مناسب یہ ہوئے محفوظ سردار
ہوئی گردون کو حاصل سربلندی
جو تھے افراسیاب آرائش ذات
بڑھے سردار لشکر اک طرف کو

بشکل موج ہر سے سب نے پہلو
چلا لشکر بھی پیچھے پیچھے ہمراہ
بشرط فضل حق اور زندگانی
کہا صد آفرین یاران خوشخو
ہٹی سد رہ دل کی خودپسندی
ہوئے رخسارے انکے آتشین تاب
پکارے رافقان جنگ جو سے

اسیطرح جب وارد دشت مضاف ہوئے دیکھا کہ گرد اڑی اور سپاہ مخالف کی آمد ہوئی لقا
تخت پر سوار گرد فیل کوہون کی قطار فولاد آگے آگے کرگدن مست پر سوار میدان مین پہونچکر صف کشیدہ
ہوئے اور بہ صفوف آرائی جدال و قتال فولاد گینڈا اڑاکر اجازت لقا سے لیکر عرصہ نبرد مین آیا اور
سلحشوری دکھاکر طالب نبرد مرد مقابل ہوا کلمات زجر بہت کچھ زبان پر لایا کہ ای یاران مین بمقتضاے ابیات

نکلکر اک تہمتن یون پکارا
مری تلوار کاٹے گی سر و تن
کہ مین ہون صف شکن گرد صف آرا
مسلمانون سے جی کا مین ہون دشمن

اسطرف سے سبب آمدن لشکر عالم لشکر دست راست جلوہ فگن ہوئے اور شہزادہ تورج نوجوان بن
بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران بادشاہ عالیشان سے اجازت لیکر جانب میدان روانہ ہوا
اور قریب فولاد جب پہونچا اسنے گینڈا پیچھے ہٹا کر تگاور ماری کہ چار قدم مرکب رخش پیکر شاہزادہ
والا گر ہٹا اور چھ قدم گینڈا اوس خود سر کا عقب چلا گیا دونون نے زانو مسل کر مرکب ڈھارے
اور بمقابل آئے شہزادے نے بزبان نرمی و مدارا اسکو خطاب فرمایا کہ ای مرد خود سر لئیم

نہین ہم کرنے اپنا وار پہلے
نہین کچھ جانتا تو جنگ کے ڈھنگ
لگا شمشیر پھیرنے دیکھ اوسیدست
یہ جھپٹا موت تیرے سر پہ آئی

لگا تو ہمپہ اک تلوار پہلے
یہ تماشے فلک دیکھ اور ہی رنگ
کہ کیونکر مجکو کرتے ہین ابھی پست
کہا جب یہ تو تیغ اُسنے چلائی

شہزادہ نے تیغہ اسکا سپر فراخ دامن پر روکا مگر بازو پر قوت تھا تیغہ سپر کو کاٹ کر خود و دبلغہ زرد توپ کو تراش کر سر مین در آیا شہزادہ نے دلیرانہ شجاعت کیساتھ دم شمشیر مین لگا ئے کہ تلوار جھنا کر سر سے نکلگئی اور چادر خون بلبلا کر رخسار پر آئی شہزادے نے زخم سر کشادہ سخت الجھنکے سے باندھکر خبردار خبردار کہکے تلوار بزبردستی تمام اُس خود کام پر لگائی اُسنے بھی سپر چیر پر پناہ کی مگر سپر قرص پنیر کیطرح تلوار کاٹ کر اُسکے بھی کانسہ مین در آئی اسنے بھی دلیرانہ مارا کہ تیغہ سر سے نکلا لیکن تا دو ابرو نخم کاری لگا کہ سر اُسکا ہر نہ زین پر جا لگا شہزادے سر کاٹنا اور صید مجروح پر ہاتھ ڈالنا مناسب نجانکر للکارا کہ لیجا سکو یہ اپنی سزا کو پہونچ گیا حملا اسکے دل کا نکلگیا لوگ دوڑے اور فولاد کو میدان سے لیگئے شہزادے نے باوجود حالت زخمداری پھر مبارز طلب فوج کو سیان مین

برابر آکے اک گرز گران سنگ
لگایا سر پہ مرد نوجوان کے
غش آیا تھا کہ سنبھلا وہ دلاور
بمشکل برق تڑپا اور کیا وار
گرا وہ اور بھائی اُسکا آیا
دیا شہزادے نے وار اُسکا خالی
گرا فرش زمین پر ہو کے مقتول

کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ
کہ ہون ٹکڑے ہزاردن استخوان کے
کمر سے اپنے لی تیغ دو پیکر
ہوا دو ایک سے مرد ستمگار
نہایت جسلد اک تیغہ لگایا
چلائی اُسپہ شعلہ لالی
کیا خاک لحد نے جلد مقبول

اسطرح تا شام شاہزادہ خوش انجام نے اُس حالت زخمداری مین جدوکشی فرمائی قریب شام بقانے رنجیدہ ہو کر طبل بازگشت بجوایا لشکر نے مراجعت کی کفار رنجیدہ دل کبیدہ بلٹے اور امیر شہزادہ پر سے نثار کرتے ہوے داخل بارگاہ ہوئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوئے امیر نے جراح

کو کہ نعمان نام ہے اور اُسکے سپرد مریم سلیمانی دواخانۂ شاہی رہتا ہے اور سب جراحونکا افسر ہے طلب فرمایا
اُسنے حاضر ہوکر شہزادۂ والاگہر کی زخم دوزی کی شہزادہ نے چالاک عیار کو بلایا اور فرمایا کہ ایک
پھایا مریم سلیمانی کا فولاد کے لیے لیجاؤ کیونکہ جبتک وہ مریم نہ لگائیگا مین بھی نہ لگاؤنگا کہ بیت اگر کچھ
زندگی کا لطف تجکو چاہیے نادان ۔ ای مین ہے مراد دشمن بھی ہوئے بندۂ احسان ۔ امیر ان باتون سے
شہزادے کی بہت خوش ہوئے اور چالاک بنابر ارشاد پھایا لیکر روانہ ہوا اور لشکر تھا مین پہونچا طلایہ لشکر نے
اِسکو بصورت اصل دیکھکر روکا اسنے کہا کہ ہمارے آنے کی خبر فولاد کو پہونچا دو کہنا کہ شہزادہ تو ج بے
عیار کو آپکی خیریت دریافت کرنے کے لیے بھیجا ہے لوگون نے جاکر اسیطرح فولاد سے بیان اُسنے باعزاز تمام
طلب کرایا بختیارک نے کہا کہ اُنکا بلانا اچھا نہین مگر اُسنے نہ مانا چالاک جب داخل بارگاہ ہوا بختیارک
اٹھکر تسلیم بجا لایا اور پکارا کہ حضور نے کرم فرمایا جو تشریف لائے نیازمند مشتاق ملازمت بھی تھا دیکھو یہ
کہ تحفہ محقر ہے آپ کی نذر کے لیے جمع کر رکھا ہے لیتے جایئے گا چالاک اسکی باتون پر ہنسا اور کہا ملک جی
چلتے وقت کسے بھی سمجھ لینگے یہ کہکر فولاد سے کہا کہ شہزادے نے مزاج کی خبر پوچھی ہے اور یہ
مریم دیا ہے فرمایا ہے کہ تم لگاؤ تو ہم بھی لگائین فولاد اس عنایت فراوان کا نہایت مشکور ہوا اور دلمین سوچا
کہ بیشک سلمان اپنا مثل نہین رکھتے یہ سوچکر وہ پھایا لیکر چالاک کو خلعت دیا جبہ پہنے لگا ملک جی نے
بہت سی کشتیان زر جواہر کی نگار رکھین تھین چلتے وقت منت کرنے لگا کہ مرشد زادے لیتے جایئے
اُسنے وہ کشتیان بھی لین اور روانہ خدمت شاہزادے ہین آکر حال کہا شہزادے نے مریم لگایا اور جب
جب یہ جا چکا تو فولاد نے بھی مریم لگانے کا قصد کیا بختیارک نے منع ہوا کہ ہرگز یہ مریم نہ لگانا اسمین
زہر قاتل ملا ہوگا خلاف عقل کہ دشمن کے لطف و مدارا پر بھولے فولاد نے کہا ملک جی سلمان ایسے نامرد
نہین ہین جو دغابازی کرکے بلاک عدو کو کرین اور خیر اگر زہر بھی ملا ہوگا تو میرا تمام ہوجائیگا کہ مسلمان ایسے
عاجز ہوئے کہ فولاد کو زہر سے مارا یہ کہکر پھایا لگا لیا اور کہا تو ملکجی بتلاؤ کہ عیار کو تمنے اسقدر روپیہ کیون
دیا اور عجز اور انکسار بہت کچھ کیا بختیارک نے ایک آہ سرد بھری اور کہا مت پوچھ کہ کیا کرتا یہ کہکر خیمہ سے
آمد اکہا دیکھیے اس میدان پر تو مارے جیونون کے چندیا گنجی کردی ہے اگر مدد نہ تو سر کاٹ والین ہم کیا
جانو اگر وہ خالی پھر جاتے تو خیمہ مین سیدھے آکر کہتے کہ ملک جی تمنے ہمارے آنیکا مطلق پاس نکیا اندیشہ
مدی پھر مین ہر چند عذر کرتا اور جو کچھ دیا ہے اس سے دونا دیتا مگر کچھ نہوتا سارا گھر لوٹ کر مجھے صحرا مین بھاگے

اور سینہ تک زمین مین دفن کرکے جاتے یہ مضمون فولاد نے جب سنا بہت ہنسا اور دل مین کہا کہ تھا بالکل چھوٹا ہی کہ عیار اُسکے شیطان کا یہ حال کرتے ہین اور اُس سے کچھ نہین ہوسکتا پس اگر شہزادہ تو رج تجھے زیر کرین تو انکے ساتھ مسلمان ہوجانا اچھا ہی اسی سوچ تھا کہ یکایک زخم سر مین کھجلی ہوئی اسنے کھجایا پھایا مریم سلیمانی کا چھوٹ آیا اسنے ٹٹول کر ہاتھ سے زخم کو دیکھا کہین نشان بھی نہ پایا تو اور زیادہ حیران ہوا کہ یکایک زخم کیونکر اچھا ہوگیا بختیارک نے اسکو متفکر دیکھکر کہا حیران نہو یہ مریم سلیمانی تھا اسکی تاثیر یہ ہی کہ پہر بھر مین کیسا ہی زخم ہو اچھا کرتا ہی حمزہ کی بی بی ملکہ آسمان پری سے وہ بھیجتی ہے فولاد یہ حال سنکر اور زیادہ نفرت گرین لقا پرستی سے ہوا اور شوکت اسلامیان خاطر نشین جاگزین ہوئی بختیارک سے کہا کہ بلکی تم تو کہتے تھے اس مرہم مین زہر ملا ہی نہ لگاؤ ابھی یہ صفت بیان کرتے ہو بڑے جھوٹے ہو اُسنے جواب دیا کہ مین ایسے منع کرتا تھا کہ اسکے لگانے سے تم جلدی ہمسے جدا ہوجاؤگے یعنی اچھے ہوکر یا مارے جاؤگے یا مسلمان ہوجاؤگے و نیز محبت اسلامیان خاطر نشین تمھارے آجائیگی اب تم مجھے آدھے مسلمان نظر آتے ہو اسنے کہا بلکی اسمین تو شک نہین کہ حریف میرا ٹرا جوانمرد و صاحب وضع و شجاع ہی مجھے بھی یقین تھا کہ عیار مرہم لایا ہی کہ شاید اسمین دغا ہو مگر نہین کوئی اتنین دغا پیشہ نہین ہی بختیارک بولا کہ عیار اگر مسلمانونکے نام سے کوئی عیاری کرین اور حمزہ کو خبر ہوجائے تو اُس عیار کو بغیر مارے چھوڑے یہ تو کیا عجم جو اُن سبکا سردار اور باپ اور شاہ عیاران ہی اُسنے جب کبھی کسی سلطان کو بمکوولت دی ہی تو امیر نے وہ روز اُسکو دکھایا ہی کہ کوئی دشمن کے ساتھ بھی ایسی برائی نکریگا فولاد صفات شجاعت اہل اسلام سنکر بہت خوش ہوا اور کہا مین ایسے بہادرون پر تلوار اب نہ کھینچونگا خبر کل طبل بجواکر کشتی لڑونگا جو زیر ہوگا وہ غالب کی اطاعت کریگا بختیارک نے کہا تلوار کا لڑنا اچھا ہی کہ تمھارا ہاتھ اگر ٹرا تو حریف کے دو ٹکڑے ہونگے اور کشتی مین تو دیو سمندان اور سرکشان قاف اُسے مارکے تمھاری کیا مجال ہے دم بھر مین تو رج دے مارے گا فولاد نے کہا ہرچہ باداباد مین تو اُنکا بندہ احسان ہون یہ سنکر اُسنے کہا صلوۃ بر محمد کیا مرہم تھا کہ جسنے ہمارے دلمین زخم کیسا ناسور ڈال دیا اب تم مسلمان ہوئے ابھی سے ہم تمکو صبر کرچکے فولاد اُسکے کلمے سے ہنستا ہوا اپنی بارگاہ مین اُٹھ آیا اور ایک دیبا ڈیرا نصب کرکے دوسرے دن جب جسم ظلمت زنگاری سے پہاڑ آفتاب کا چھوڑا اور نشان داغ انجم ظاہر ہوئے نظم

کہ عمر روز گھٹے گھٹتے اکہاسی		ہوئی ساکت بشکل نبض ہیاسی	

مزاج شام سے تفریح پائی | اُمجھ کر مشل ابر زلف آئی

سر شام فولاد نے طبل جنگ بجوایا ہلکارون نے سمع ہمایون بادشاہ تک یہ ماجرا پہونچایا
اسطرف بھی نقارۂ حرب بجا تیاری جنگ مین وہ شب بسر ہونے لگی بہادرون کی آرزو پوری ہونے کو بیچین
ہونے لگی تلوار کی باڑھ خنجر کی دھار تیز زرہ آبدار گرز گرانبار وغیرہ کی درستی ہونے لگی لوہے کی جھنکار ہوش
ملک کو کھونے لگی فوجونکے جاؤ سے لشکرون کے پڑاؤ سے زمین پر بھونچال تھا یہ حال تھا کہ مقتضاے ابیات

چہ از آمد ند این دو لشکر بہم | جہان شد ز پرخاش جویان دژم
زمین آن سپہ راہمی بر نتافت | بران بوم کس جاے رفتن نیافت
خروشے بر آمد ز ہر پہلوے | ستلے گشتہ دیدند بر ہر سوے
بسے اسپ تازی بزین وخدنگ | بسے نیزہ و خود و خفتان جنگ
گرفتند ہر یک ازان از سیاہ | ز اسپ و ز رمح و ز تیغ و کلاہ

جسدم شمع شب افروز انجم تیغ تیز سحر سے کشتہ ہوئی اور باد صبح نے چراغ عالم کو مردہ سے شعاع

سحر نے جلوہ پہمان دکھایا | زمین نے نور کا سامان دکھایا
بڑھی اوس شب کی جب پیرایہ مالی | فروغ صبح نے کی پائمالی

صبح ہوتے ہی لشکر بہر جدال دارد و دشت قتال ہوئے امیر مسجد سے اٹھکر آستان فیض نشان سلطان ذیشان
پر آئی بادشاہ اسلامیان بھی مشتاق جنگ تھے جلد تشریف لائے سب نے مجرا و سلام کیا صدائے طبل بلند
ہوئی سواری شاہ باکرم کی میدان قتال کو چلی اسوقت بہادرون کی آن و بان لشکر کی شوکت و شوکت
وشان قابل دید تھی سنجلون کا تیکھا پن جوانون کا بناؤ ہر طرف جاؤ سے گویا قربانی کی عید تھی نظم

چو نزدیک شد تا کوس بیرون برند | سراسر ز پیلان بہامون برند
سیہ شد ہمہ کشور از گرد و دم | برآمد خروشیدن گاؤ دم
پس پشت او شار سان ہری | بہ پیش اندرون تیغ زن لشکری
بسے راست با میسرہ میمنہ | سپاہی ہمہ یک دل و یک تنہ
تو گفتی جہا یکسر از جوشن است | سنانہ ز نوک سنان روشن است

جب میدان مین پہونچے حسب معمول صفین درست ہوئین فوجین لڑنے کو بیٹھ ہوئین تقابلی

سے لشکر آیا کوہیون نے مقابلہ مین پرا جمایا بعد ترتیب صفوف لشکر فولاد نے گھوڑا اٹھایا نقارہ سے اجازت
لیکر وسط میدان مین آیا للکارا دکھا کر پکارا کہ ای گروہ مسلمانان مین تم اور کوئی ہمنبرد نہین چاہتا سوائے
شہزادہ توریج کے اس نسیب کو سنکر علم لشکر کے جلوہ دکھانے لگے نقارے شتری و فیلی بجے شہزادہ
توریج نے بادشاہ سے اجازت لیکر مرکب اڑایا اور اسکے مقابل آیا اسنے احسان شہزادہ کو یاد کرکے سلام
کیا اور عرض پرا ہوا کہ ای شہزادہ والا گہر اس روز سب ہنیارے وار ہوچکے ایک کشتی لڑنا باقی ہے
آج ایسے ہم آپ نقیب آزمائی کرین جسکو فتح نصیب ہو وہی حاکم ہے مغلوب اسکی اطاعت کرے شہزادہ
گویا ہوا کہ اگر یہ ارادہ ہے تو بسم اللہ یہ کہکر دونون کودے غبار دونون کے دوڑے اور لشکر مین خبر ہی
بیلداروں نے آکر اکھاڑا بنا دیا مشک و عنبر مٹی مین ملا دیا دونون دامن گردان کر اکھاڑے مین اترے
خم بجا ٹھاٹھ کشتی کا ہوا طاق پر مٹی چڑھی شانون پر ایک نے دوسرے کے مٹی لگائی پھر ادھر ادھر
دانون گھات مین پھر کر ہاتھ سے ہاتھ ملا کسی نے دستی بزبردستی کھینچی کوئی بغلی ڈوبا لنگوٹ مین ہاتھ
ڈالا گولے پر بھر کر مارا اسنے توڑ کر کے پھر سامنے پاؤن گاڑا پیچ توڑ جوڑ بند ہونے لگے سر سے سر ملکر ٹکرا دے
گھسے چلنے لگے اسیطرح بسان ابرمن یا مثل فیل مست دونون گتھے تھے زور ریلا پیلی کے ہو رہے تھے
یہ حال کہانتک بیان ہو تین شبانہ روز برابر کشتی رہی شہزادہ نے کچھ کھایا پیا نہین فولاد نے انکو بھوکا پیاسا
لڑتے دیکھکر آپ بھی آب و غذا کیطرف توجہ نہ کی تیسرے روز پچھلا پہر دن باقی تھا کہ شاہزادے نے اوسکا
لنگر اکھیڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر چاہا تھا کہ اسنے فریاد کی کہ امان دیجیے فرمایا کہ امان بشرطیکہ
ایمان کے ملے گی اسنے عرض کیا کہ قبول ہے شہزادہ نے زمین پر اتار دیا اسنے دوڑ کر سر اپنا قدم پر
جھکایا شہزادہ نے سر سینہ سے لگایا کلمہ طیبہ بتایا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اپنے لشکر کو پکارا
کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ آئے کہ مین نے اطاعت شہریار کی اختیار کی لشکر کے افسر آکر حاضر ہوئے اور
دین اسلام اختیار کیا بہت لشکری شریک نقارہ نجتیارک نے یہ حال دیکھکر نقارہ سے کہا کہ یا خداوند
بندے آپکے اب جاتے ہین مبارک ہو نقارے نے کہا حمزہ میرا سپہ سالار قدرت پیارا بندہ ہے
پس یہان رہے تو کیا اور اسکے پاس رہے تو کیا یہان وہان سب برابر ہے یہ کہکر طبل بازگشت
بجوا دیا امیر بھی شہزادہ پر سے نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لشکر بھی آسودہ ہوا فولاد کو
بارگاہ عمدہ عنایت ہوئی خلعت سرکاری شاہی سے معافی ملک کا عنایت ہوا فولاد سر

ہوکر اپنے ملک کو گیا اور تمام ملک اسلام آباد کیا نام اُسکے قلعہ کا کوہ اقدس تھا اب اصل مین اسم با مسمے ہوا
تمام بتخانہ نقا کی تصویر کے منہدم کرا دیئے اپنے اہل و عیال کو سلمان کیا لشکر کثیر فراہم کرکے حاضر خدمت امیر
کشور گیر ہوا ایمان اسکی دعوت بڑے دھوم سے ہوئی خلعت سرفرازی ملا سفر اردبہشت توج کے داخل ہوکر
رہنے لگا یہ تو اسطرح مقیم ہے لیکن اسکے قلعہ کے قریب جو سرحد ہوش ربا ہے اُس سرحد کا جو مالک ہے نام اُسکا
ساحر کا کلفام جادو ہے اور اسکی بی بی ملکہ نار جادو نام اس فولاد کوہی پر عاشق ہے اور شوہر سے چھپکر
اُسکے قلعہ مین آتی ہے اتبکہ وصل اُسکا فولاد نے منظور نہین کیا ہر چند اسنے طمع دی منت بہت کی اسنے
نا نا چار اُسنے بہزاد کو دام تزویر مین لانا چاہا اُسنے بھی قبول کیا چنانچہ سادہ مذکور کو اندرون حرم سرا بھیجدیا
کی تزنگ آئی خبر قلعہ اقدس کی تنگی معلوم ہوا کہ دونون بھائی خدمت خداوند نقا مین ہر جنگ سلمان ہا
گئے ہین یہ خبر سنکر اسنے خیال کیا کہ مجھے بھی وہین چلنا چاہیے خداوند سے ایسی تدبیر کرا نا کہ مطلوب راضی ہو جائے
دوسرے شیطان خداوند اغوا کرکے معشوق کو ملا دیگا پس ایسا کچھ سوچکر اُسنے اپنے خداوند سے کہا کہ ہمارے
ملک کے قریب خداوند ترے ہین اور افسوس ہم اُنکی مدد کرنا کیا زیارت سے بھی محروم ہین میرا مقصد ہے کہ
خدمت خداوند مین جاؤن اور اُنکے دشمنون سے مقابلہ کرون بادشاہ طلسم اکہ سا حر بھیجتا ہے اگر یہ اجازت اُسکی
بہت خوش ہوگا اور مجھے کچھ اجازت بادشاہ کی بھی ضرورت نہین کہ مین اُسکی نوکر نہین ہان تم اُسکی اجازت سے
سرحدار ہو ملک رکھتے ہو تم بخاد مین یکجہتی اور ہیاس مذہب اپنے خداوند پاس جاتی ہون اگر جنگ
سلمانان فتح ہوگئی تو بادشاہی کا نام ہوگا وہ تھا ما بزار تبہ کریگا شوہر نے اُسکے کہا کہ بی بی یہ سب تمنے
سچ کہا لیکن وہان عیار ساحر کو مار ڈالنے مین تمین بیاریت کرتا ہون اس بات سے ڈرتا ہون کہ اپنے شوہر کی
غم جدائی مین میری جان پر آبنے اُسنے جواب دیا کہ قضا کو کوئی روک نہین سکتا یہ خیال بیجا ہے بلکہ وہان
خداوند موجود ہین قضا اُنکے حکم سے آئیگی بھی تو ٹل جائیگی غرضکہ اسنے بہر صورت اپنے خاوند کو راضی کیا اور
سامان سفر تیار کرکے چالیس ہزار سوار و جلو دار و گرنبان اپنے ہمراہ لیکر خود تخت سحر پر سوار ہوکر بصد کروفر جانب
لشکر نقا روانہ ہوئی دلمین شوق دیدار یار بھرا تھا ہاتھون کلیجا اچھلتا تھا امید و یاس سے باہم جنگ تھی
کھوئے ہوئے نام و ننگ تھی کبھی بے اعتنائی محبوب کا خیال کبھی شکوہ بخت بد اقبال دلپر لاکھ طرح کا ملال
جور فلک کی شکایت ہجر جانان کی حکایت در و زبان بیان ہا ہی بے آب طپان رواں تھی کہ ابیات

	کہ نالہ زبان پر تھا اور لب پہ آہ	عجب اُسکی حالت تھی اشدم تباہ	

دم سرد بھرتی تھی وہ ہر گھڑی		لگی تھی عجب آنسو دنکی جھڑی	
کہون آسکا کیا اُس گھڑی حال تھا		یہ کشتی تھی سر پیٹ کر بر ملا	
سنبھلتا نہین اب سنبھالے سے دل		چھدا اُسکے مژگان کے بھالے سے دل	
خدا جانے یہ کون آزار ہے		کہ سر اب تن زار پر بار ہے	

اسیطرح بصد درد و سوز ایک روز قریب دیار جانان پہونچی نکہت زلف یار باد صبا نے دماغ مین پہونچائی بیخودی سے ہوش میر آئی لشکر ٹھہرا کر آپ سحر پڑھا کہ بارگاہ لقا پر ابر چھایا رعد گرجا بجلی چمکی لقا نے کہا کہ بندۂ قدرت ہمارا آقا ہی کوہی اور شیطان خداوند بہر استقبال چلے اور راستہ مین آکر ساحرہ سے ملاقات کی وہ بھی تخت سے اُتر کر تسلیم بجا لائی اور اُنکے ساتھ چلی ملازمان نے لشکر ساحران اُترواکر ساحرہ نے جاکر خداوند کو سجدہ کیا لقا نے دیکھا کہ ایک عورت نک شک سے درست عالم شباب مین چاق و چست زیور جواہر کا پہنے لباس پُرزر زیب جسم کیے ہے مگر آنکھون مین صورت یار کا گھر اور نگاہ دید کی منتظر گال آتش رنج سے لال چہرہ تمتمایا ہوا سر پر عشق کا سایا ہی صاف ظاہر ہی کہ کہین دل لگایا ہی یہ دیکھکر خداوند گرگ باران دیدہ ہی لب پر لایا کہ اے بندی قدرت حال تیرا ظاہر ہوا کہ تو کسی پر شیدا ہی خیر تدبیر اسکی کر دیجائیگی تقدیر معقول مشیت قدرت سے ظہور مین آئیگی لالہ زار یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوئی کہ خداوند کو میرے حال کی خبر ہے اب وصل یار میسر ہے افروز گل زرین پر فریب خداوند بیٹھی اور چار طرف نگاہ جسنجو دیکھنے لگی فولاد دیو زاد نظر نہ آئے سمجھی کہ اپنی بارگاہ مین ہونگے اسی فکر مین تھی کہ نجمیار ک آیا اور اسنے اسکو ہر طرف دیکھتے دیکھکے پوچھا کہ کسکی تلاش ہی اسنے ایکلہ سرد بھری اور کہا جسکے لیے یہانتک آیا ہوا اُنھون نے ہمسے یہان بھی منھ چھپایا فولاد کا اشتیاق مجھے دیدار پھرا تا ہی وہ دونون بھائی ایسے بیموت ہین کہ کبھی پوچھتے بھی نہین یہ آنکھین اُنکے دیکھنے کو ترستی ہین جب کوئی ہمارا نام لیتا ہی تو کہتے ہین اُسکا ذکر نکر دکیا مین ایسی ہوگئی اب جو یہان مین آئی تو اُنھون نے صورت نہ دکھائی نجمیار ک یہ باتین سنکر رونے لگا اور کہا اے کیا جوان خوبصورت تھا ایک تو مسلمان ہوگیا اور ایک پسر حمزہ کے ہاتھ سے باین ذلت سر دربار مارا گیا ساحرہ یہ سنکر بہت روئی اور چاہا کہ لشکر اسلام مین جائے نجمیار ک مانع ہوا اور حال عشق ناصر و نازک چشم بیان کیا کہ وہ گئی تھی ذلت اُٹھا کر آئی تم اب مقابلہ کرکے معشوق کو اسیر کرو زبردستی وصل کی تدبیر کرو یہ سنکر اسکو بھی پسند آئی اور فراق یار مین لگیان اور

ایک رات تربا کی جب دوسرے روز قیس سوز سے لیلی شب آکر ملی اور ستارہ عشق کا چمکا کہ موجب نظم

اندھیرا ناز مین پیچیدہ ہو کر	بہ شکل دود دل آمڈا برابر
کیا شاطی کا شوق نے کام	ہوا شانہ کش ہر گیسو شام

سر شام بادل ناکام لالہ زار نصیر سحر سے دمساز ہوئی فریاد دل زبان پر لائی ساحران مین تیاری آغاز ہوئی لشکر تھا مین بھی طبل جنگ بجا امیر نے بھی خبر سنکر طبل بکندر بجوایا شور و شر کا زمانہ قریب آیا دربار برخاست ہوا ساحرہ بھی اٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی سحر سازی مین مصروف ہوئی ہوس بڑھی تھی کہ جلد سحر ہو جو مطلوب سے آنکھ لڑے ارادہ تھا کہ وہ مجھے تیغ ادا سے قتل کرے میرے غمزہ کا لوہا مان جائے اسکی تیغ ناز پر جان قربان جائے تمنا کیتی تھی کہ بموجب بیت مین دیر تلک دیکھ لون قاتل کو اپنی رجا مین رگین خنجر بران سے لپٹ کر اسی اشتیاق مین اسنے ایک ماش کے آٹے کا سوار بنایا اور اگیارہ مین اسکو ڈالدیا وہ غائب ہو گیا یہ بڑی دیر تک سحر پڑھا کی یکایک اگیارے دھوان پیدا ہو کر وہی سوار مثل مردان جنگ آزما بنا ہوا اس دھوئین سے لپٹا ہوا سمت صحرا گیا اسنے پکار کر کہا کہ وقت طلب فرد آتا ہے کہکر سحر خوانی موقوف کرنے کی اور پلنگ پر جا کر لیٹی تصور یار مین جاگا کی بخت بد سے لڑائی لشکر مین ڈمرو بجا کیا ہوم ہوا گیا ابر سحر چھائے رہے ہبر آیا کیے سلاحون کی لشکر مین نقیب پکارتے تھے بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے نعرۂ شیر آسا مارتے تھے وقت آرائش عروس شجاعت تھا سواد سودائے جلادت کا سرمہ چشم تہور مین لگا تھا خونخواری کا گلگونہ رخسار پر تھا تلوار گلے کا ہار تھی جوہر آہن سے زیور مرصع کا رکی پہین آشکار تھی تیغ کا ارادہ تھا کہ جلد حریف کے گلے لون خنجر کا حوصلہ تھا کہ جان تن مین فراق کردن تیغ سے ملنے پر زبان دیتے تھے بھالے چھاتی دیکھے بھالے تھے تیر بصورت آہ عشاق تھے گرز ہمورزن بار فراق تھے آتش غضب بکف دھوان لب شاہد فتنہ پرسی کا جوبن دکھاتا جوش خون غصہ سے سیاہ ہو کر لاکھا بننا چاہتا آئینہ شمشیر رو برو طبیعت برہم برنگ گیسوئے تزئین زلف شاہد جرأت سو بل ابیات

کوئی ناز طبیعت تھا اٹھاتا	کوئی جوش غضب سے یہ سناتا
کرے گی تیغ جوہردار بیباک	تو ہوگا دامن عمر عدو چاک
اُدھر وہ ساحرہ تھی سخت حیران	بشکل زلف جانان تھی پریشان
لبون پر شکوۂ بیداد قاتل	طبیعت زلف جانان پر بھی مائل

اسی ہنگامہ مین آخر کام شب کا تمام ہوا اور جوہر تیغ انجم کی چمک خجستہ آفتاب نے شعاعی کہ ابیاب

گھٹی جب رات مثل عمر مشتاق	شعاع مہر چمکا سو سو آفاق
کھلی شرخی کناروں سے فلک کے	اٹھے ہر آنکھ سے پردے فلک کے
ہوئی خوابیدہ چشم نجم بیدار	بڑھے پاداش قسمت کو گنہگار

یعنی ہنگام سحر فوج لشکر شکن جانب جنگاہ قدم زن ہوئی امیر نے سجادہ سے اٹھکر لباس رزم زیب جسم فرمایا سردارون نے مجرا کیا بے ساتھ بادشاہ کے جلوخانے مین آئے کچھ عرصہ نہوا تھا کہ بادشاہ جہاں کا تخت برآمد ہوا دمامہ سامان پھر گیا ہر سردار تسلیم بجا لایا پھر تو نقارے بجے علم پھر بڑے بھلے گئے شوکت و شان سے بادشاہ کو لیکر جانب ن صف شکن چلے شاہ بھی لباس جنگی سے آراستہ تھے نظم

کمر مین زیب دہ جوہر کی شمشیر	بنا ہیرے کا قبضہ شکل تصویر
دہ کا بھی کہکشان سے تھی منور	ز مرد لعل سب تھے نصب اسپر
جڑاؤ پرتلہ تھا زینت دوش	تسلسل تھا کمر سے تا بنا گوش
سما حب اور سب سردار ہمراہ	کہ تھے وہ جنگ کی راہون مین آگاہ
وہ گھوڑے جنپہ تھے سردار اسوار	طلائی ساز تھا سب انکا تیار
جواہر سے بھرا تھا دامن زین	گہر جھالر مین اسکے شکل پرین

باین کرو فر میدان جنگ مین پہونچکر صف کشیدہ ہوئے تھے کہ یکایک ابر کے ٹکڑے آسمان پر آئے نظم

لگا اول گرجنے کس غضب کا	ہوا سامان سایان اودھبکا
کہ جنگل مین عجب بھونچال آیا	شگال بیدل و زان تھرتھرایا

ہر ٹکڑے ابر سے ساحر اژدہون پر سوار آگے سب کے لالہ زار میدان مین آکر ٹھہرے نقاری سواری بھی دھوم سے آئی گرد سیاہ نے خاطر روزگار کو پر غبار بنایا تلوارون کی چمک نے دیدۂ فلک خیرہ کیا سپاہ کینہ خواہ سے جب جنگل بھر گیا باجون کے شور نے زمین کو سر پر اوٹھایا میمنہ اور میسرہ کی درستی کے بعد لالہ زار عازم رزم لشکر آگے بڑھی اور زیبندگی سحر کی دیکھا کہ طالب حرب ہمنبرد ہوئی بادشاہ اسلام نے اول دست چپ کی جانب نگاہ کی ہنوز نظر اسطرف سے نہ پھری تھی کہ سب اس صف کے علم جلوہ پذیر ہوئے اور گوردن نے پرتلہ قائم کی بجا طنبور گرگ گرجا یا شہزادہ علمشاہ نے گھوڑا اڑایا کنورشاہ

شاہ عالم پناہ اگر اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے سپر دیخدا کیا شاہزادہ عالم مرکب اڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب وضرب ہوا ساحرہ نے سحر پڑھا کہ وہی سوار جو آیا سے دھوئین مین لپٹا ہوا نکلا تھا اسوقت مسلح و مکمل صحرا کی طرف سے آکر بمقابلہ شہزادہ ٹھہرا اور بعد نیزہ و دہی تلوار کی نوبت آئی شہزادہ نے جب بلکا بچاکر اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالا اسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون کو دے دو پھر کشتی بصد درستی رہی آخر پہلوانان سحر نے جو زیلا شہزادہ لنگر قائم کرکے پیچھے ہٹایا نون موشخانہ مین جا رہا اوپر سے پہلوانان سحر نے مکہ مارا کہ گولا شہزادہ کا اتر گیا اسنے باندھکر سپر دلشکر ساحران کیا اور پھر مرکب پر چڑھکر مبارز طلب کیا اسپر شیطان خداوند نے کہلا بھیجا کہ اے لالہ زار اس شخص کو گرفتار کرا دو کہ جسنے تمھارے معشوق کو مسلمان کیا ہے اور اسکے بھائی کو جسنے مارا ہے ساحرہ نے یہ سنکر پہلوان سے کہا کہ توسرج کا نام لیکر پکار سے اسنے شہزادہ مذکور کو پکارا توسرج اجازت بادشاہ سے لیکر اسکے مقابل آئے حربہ اسے گرز و تیغ و خنجر کے بعد اسنے بھی نوبت کشتی کی آئی دونون نے باہم دوال کمر بند مین ہاتھ ڈالی کر زور کیا جب گھوڑون کی کمر ٹوٹنے لگی دونون اسیطرح کتھے پشت مرکب سے جدا ہونے لگے توسرج کا پاؤن رکاب مین الجھا اور اسنے حملہ مارا پاؤن رکاب بیکار ہو گیا اسنے انکو بھی باندھکر حوالہ ساحران کیا اور پھر مرکب پر چڑھکر ہاشم کو پکارا شہزادہ موصوف بصد غلطت و صولت اجازت لیکر اسکے مقابل آیا تا دیر دہی کشمکش کی چقاچاق بلند رہی آخر پہلوان سحر نے کمر مین ہاتھ ڈالا اسنے بھی وہی سانحہ گذرا جو کہ اوروں پر گذرا تھا جب یہ بھی گرفتار ہو چکے پہلوانان سحر نے انکی فولاد کوہی کو نیب دی وہ بھی آکر اسیر پنجۂ تقدیر ہوا اس اثنا مین کشتی گیر فلک نے زردار لنگوٹ کھول کر طاق مین چڑھا دیا اور ساکھا را چرخ کا پہلوانان کو اکب سے سمور ہوا کہ ابیات

رہا یہ سعد کہ تا شام ہمدوش ہمدا رخصت کی نقارون سے آئی	ہوا کمبر اسے آخر مہر روش بس اب کل یہ ندا یارون سے آئی

شام اسی لڑائی مین ہوئی چار سردار گرفتار ہو چکے اور امیر اسوجہ سے نہ نکلے تھے کہ نام لے لے کر پہلوانان صحر پکارتا تھا پس بنا بر قاعدۂ اہل اسلام جسکا نام لیتا وہی لڑنے جاتا تھا غرضکہ شام کو طبل بازگشت بجا لشکر پھر کر جانب خیمہ گاہ آئے کمر کھولی ساحرہ شیاطان و فرحان ہمراہ خداوند پھر کر بارگاہ مین آئی امیر و بادشاہ بھی داخل بارگاہ ہوے ابوالفتح مع چند عیارون کے عیاری کے لیے لاسیان جب

لالہ زار بارگاہ مین آئی سوار سحر صحرا کو چلا گیا اور اسنے قیدیونکو سامنے بلایا فولاد کیصورت دیکھکر اسنے ایک آہ کی اور کہا اے بیمروت و نا انصاف شرط محبت یہی تھی جو تو نے ادا کی میرے دلبر جفا کی لو کلمہ

تمنا مین ہوئین سب اپنی برباد
نہ لپٹایا کبھی تو نے گلے سے
دل غمگین نہ ہاتھون سے سنبھالا
کبھی زانو کو زانو سے نہ ملکا
ارادے تھے یہی دست جگر کے
سزا پائے گا تو خود کامیونکی
ہمارا وصل کر دل سے گوارا
کرے گر وصل میرا دل سے نکلوا

ارے ظالم نہ کی تو نے بیداد
ہمارے لب کبھی تو نے نہ چومے
لگایا اس جگر پر غم کا بھالا
کبھی کچھ اور تو ڈھب پر نہ آیا
تجھے مارین طمانچے سب کی بھر کے
اطاعت چھوڑ دے اسلامیونکی
وگرنہ جائے گا بیشک تو مارا
وہی ہم ہین وہی ہے آئین بدستور

یہ کلام سنکر فولاد نے جواب دیا کہ او شہوت پرست بیحیا زانیہ مین تجکو ایک تو پہلے ہی نہ تھوکتا تھا اب تو خدمت اہل اسلام مین رہتا ہون کسطرح سے مرتکب اس گناہ عظیم کا ہون گا تو شوہر رکھتی ہے اُس سے ہوس تیری نہین پوری ہوتی اس کلام سے ساحرہ کو غصہ آیا اور اپنے جھولے پر ہاتھ رکھکر ایک نارنج نکالا اور زمین پر مارا وہ نارنج زمین مین سما گیا اور اسی جگہ سے دھوان نکلنے لگا اور ایک بڑا سا لشکر بصورت تخت دہ دھوان بنا اور تہ ران قیدیان آگیا اور انکو لیکر سمت فلک چلا یہ سب اس تخت دودی پر سوار یا دود دیکھتے چلے اور نگاہ سے ہر ایک کی غائب ہو گئے بعد انکے جانیکے لقانے جہت مہاجرت مطلوب اسکو رنجیدہ دیکھکر سرائچہ جنگل کی طرف سے بارگاہ کے اٹھوا دیے نازنین قمر پیکر کو یاد کیا کہ انھون نے آکر ناچ گانے کا چرچا جام شراب ناب کا دور آغاز ہوا کہ اسباب

پھر آئے اسجگہ ارباب عشرت
خوش انداز ون کا تھا گانا بجانا
خوش آواز ایسے سب جا دو سے بہتر
جمال اور حسن مین وہ سب سے افزون
ہوا حاضر وہان پھر شیشہ و جام

مہیا سب ہوئے اسباب عشرت
قیامت ساز کا باہم ملانا
سنے انسان رہے تھا بوشون پر
قدا دنکے مصرعہ طوبی سے موزون
بہار افزا ہوا پھر آب گلفام

ہی ہنگامہ عشرت مین ایک کنیز لالہ زار کی برائے رفع احتیاج باہر بارگاہ کے نکلی تو کیا دیکھتی ہی میدان پر ابوالفتح صورت ساحرہ کی بدلے فکر مین عیاری کی پھر رہا تھا اُسنے کنیز کو جاتے دیکھکر قریب آکر کہا کہ ائے لونڈا مین سے ہون اُسنے خیال کیا کہ یہ ملازم خداوندیا ملکہ کا ہی عورت دیکھکر میل کرتا ہی یہ سمجھکر ہنسی اور کہا ہم تم سے لونڈا بھی نہین رکھواتے ابوالفتح نے کہا اے جان جہان ہمارا دل تو تمپر لونڈا ہی کنیز یہ سنکر خوب ہنسی یہ باتین کرتا شعر عاشقانہ پڑھتا ساتھ ہوا اور قریب بیت الخلا پہونچکر محبت سے اُسکے منہ پر ہاتھ پھیرا ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی وہ بیہوش ہوگئی یہ قنات کی آڑ مین بیٹھکر اُسکی ایسی صورت بنا لیا کہ گمان اُسکا پہنا پوشاک اُسکی اُتار لی اور اُسکو چوکی بیت الخلا پر لٹا کر آپ بارگاہ مین آیا اور سر پر ساحرہ کے کھڑا ہوا وہان جلسۂ عشرت تھا یہ بھی مصروف تماشا رہا کہ خداوندے ساحرہ نے رخصت اپنے خیمہ مین جانے کی چاہی خداوندنے فرمایا کہ اے بندی قدرت آج ہمارے ساتھ کھانا کھا کر جانا ہمارا دلش کھانے سے عمر بڑھ جائیگی لالہ زار سلام کرکے ٹھہر گئی خداوندنے چلمچی لانے کا دیا وہ جلسہ برخاست ہوا بکاول بصد احتشام و تعظیم خاصہ لائے یہ حال تھا کہ نظم

بچھایا ایک دسترخوان اُس جا — سنہرے کام سے بالکل سجا تھا
طلائی طشتین جو اوسپر دھری تھین — ولایت کے وہ میوون سے بھری تھین
دھری تھین سات خانون مین کرابر — کہ تھی کافور کی شمعین بنور
خواصین جو کہ تھین اُسوقت حاضر — زبان اوصاف مین ہر انکے قاصر
طلائی تشتری انمین پہ رکھے — چنے تھے سیمین کلچے کھتے سونے
شہالی نوبنو خوش رنگ و خوش آب — گرک تھی انمین میوون کی بھی نایاب
غرض ساتھ اُسکے میوہ اُسے کھائے — مزے سب نعمت دنیا کے پائے

کھانا کھا کر جب ہاتھ دھوا ابوالفتح نے خاصدان اُٹھا لیا اور بچا لالہ کی ایک گلوری مین بیہوشی ڈالکر لالہ زار کو وہی گلوری دی اُسنے لیکر کھائی پھر جلسۂ نشاط آغاز ہوا ابوالفتح نے خدمتگار پکار کر کہا کہ حضور کے بیہدم لاؤ یہ کہکر آپ اُسکے پاس جاکر کہا جلدی مانگتی ہین لاؤ مین بھر لیجاؤنگا کہکر گرگری جلد طیار کرکے لایا بجائے تمباکو بیہوشی خوشبودار بھری تھی غرضکہ گرگری سامنے لالہ زار کے لاکر کہا کہ اے معشوق حاضر ہے وہ لیکر پینے لگی جی متلانے لگا سمجھی کہ قے ہوجائیگی بتایا بھی

اور باہر بارگاہ کے آئی اسلیے کہ استغراغ سا شخص داؤد کے نہ جانے ابوالفتح سایہ طارا سکے ساتھ آیا
اور کہا اے ملکہ پشت بارگاہ پر آیئے کہ یہان میدان ہے تنہائی بھی ہے دہان حاجب دربان کے
غوغا کرنے سے دل زیادہ گھبرائے گا وہ پشت بارگاہ کی طرف آتے آتے بیہوش ہوگئی مگر بارگاہ مین آکے
گھبرکے اٹھنے سے شیطان بختیارک نے پوچھا کہ ملکہ کدھر آئے تو جواب نہ دیا مگر ایک خواص نے کہا کہ جی
متلاتا ہے شاید قے کرنے جاتی ہین بختیارک نے کہا اے مارڈالا افسوس خداوند تقدیر پھوٹ گئی لقمانے
کہا اگر تقدیر مین فرق آیا تو تجھ سے سمجھونگا بختیارک چند خاص برادر ہمراہ لیکر دوڑا اور کہتا جاتا تھا کہ ارے
مارڈالا ارے مارڈالا دہان ابوالفتح خنجر کھینچکر قتل کیا ہی چاہتا تھا کہ یہ آپہونچا اسے دیکھا کہ آپ
کچھ ہوگیا تا چار دوڑکر ایک لات بختیارک کے لگائی کہ یہ ہاے کرکے گرا ابوالفتح سنبھل کر
بھاگا خاص بردار مارے ڈھکے کچھ دور دور کر رہگئے یہ نکلگیا بختیارک نے اٹھکر لالہ زار کو اٹھایا
اور ہوشیار کرکے بارگاہ مین لایا کہا جان بچگئی لقمانے کہا مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ تو مارڈالی جائیگی اسیواسطے
تجھے بارگاہ مین تیری جانے نہین دیا دہان ہوتی تو ماری جاتی یہ باتین تھین کہ ایک پیشاب کو
چوکی پر جو گیا دہان کنیز کو لیٹے دیکھا ملکہ سے آکر کہا اسنے اٹھوا منگایا ہوشیار کیا اسنے حال سا سکے
ملنے کا کہا اسکے ہوش اڑگئے کہ میرے شوہر نے سچ کہا تھا یہان عیار بلاے روزگار ہین جنانچہ بختیارک نے کہا اے ملکہ تمھین لازم ہے کہ جلد لشکر اسلام کا فیصلہ کرو اور جس کیواسطے گرفتار کرو فوراً
قتل کرڈالو اگر ضد کروگی عیار چھڑا لیجائینگے اگر چھڑا نہ سکینگے تمھارے قتل کرنے مین کمی نکرینگے اُسنے کہا
ملک جی تم سچ کہتے ہو مین چارون سردارونکو بلاکر قتل کرتی ہون یہ کہکر دلسے سوچی کہ پسران حمزہ کو
بلاکر قتل کرا اور شوق کو مرنے سے ڈرا شاید فرط خوف سے راضی ہوجائے یہ سوچکر سحر پڑھنے لگی کہ پھر تینون کو
بلائے لیکن عیار ہمراہ ابوالفتح کئی آئے تھے وہ تو چلا گیا مگر اور عیار بشکل قلاش و حاجب خدمتگار
فکر مین پھر رہے ہین انمین چالاک خدمتگار بنا ہوا سر پر بختیارک کے کھڑا ہوا یہ سب سن رہا ہی
جب لالہ زار سحر پڑھنے لگی کہ سردارون کو بلائے بختیارگ کھڑے ہوکر ناچنے لگا اور کہتا تھا کہ
آج مراد دل کی برآئی جو فلک کو بُرا نہ لگے اے ملکہ جلد بلوایئے ایسا نہ ہو تاخیر کرنے سے
کچھ اور سانحہ درپیش ہو یہ حال جو چالاک نے دیکھا بڑھکر کان مین کہا کہ ملک جی تمنے یہین بھی
پیشاب کیون نہ کرلیا کیون قضا آئی ہے بہت خوشی اچھی نہین بختیارک نے یہ جو سنا غور دیکھکر پیشاب خطا ہوگیا جلدی سے

سلام کیا کہ اے مرشدزادہ برحق کیا حکم ہے چالاک نے کان مین کہا قسم ہے نمک حلال حقران کی تو
ادھر سردار قتل ہوئے ادھر تم بھی کتے کی موت مرے بختیارک کانپ گیا اور گڑگڑایا کہ میری کیا خطا
اسنے کہا حرامزادے تو نے ہی تو ساحرہ کو ورغلایا اور ترغیب قتل سرداران دی اب کہتا ہے کہ میری کیا
خطا ہے یہ کلام مابین خدمتگار و شیطان چپکے چپکے ہو رہے تھے کہ اسنے کہا ارے شیطان یہ کس سے تو
باتین کرتا ہے اسنے عرض کیا کہ شیطان تو آپ ہونگے مین تو مسلمان ہون تو اندھا ہے کہ مرشد سامنے کھڑے ہین
اور دیکھتا نہین تھا سمجھا کہ شاید عمر آگیا یہ سمجھکر کہا کہ مرشد تو تیرے طلسم مین ہین بختیارک جانتا تھا کہ
کچھ جواب دے چالاک نے خنجر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ سچ سچ تمام ظاہر کہا تو ہڈا لونگا بختیارک ڈر سے کانپا کہا
مرشد کہین ہین لیکن اب کوئی مارا نہ جائیگا یہ سنکر للکارا کہ او لالہ زار مردار عجب بدکار جو تو نے سرداران
امیر کا بُری طرح نام لیا تو اپنی سزا کو پہونچے گی مین مسلمان ہوتیکا ہون زبان تیری گدی سے
کھینچ لونگا لالہ زار اسکی باتون سے حیران ہوئی کہ ابھی یہ قتل مسلمان کی خوشی نا چاہتا تھا ابھی ایسی کیا
باتین کرتا ہے شاید اسکو ماپنجولیا ہوگیا ہے اسی حیرت مین اسنے عرفا موش کیا اور سنسر ہوئی کہ کیسی
باتین ملک جی تم کرتے ہو بختیارک نے کہا ہم سچ کہتے ہین تو آپ ماری جائیگی سرداروں کی بلا لیکر قتل
ہوگی سردار نہ ہلاک ہونگے چالاک یہ باتین سنکر سمجھا کہ یہ حرامزادہ کہتا ہے واشارہ تجھے ظاہر کرتا ہے ایسا
نہو کہ یہ ساحرہ تجھکو پہچانکر گرفتار کرلے یہ سمجھکر جلد باہر بارگاہ کے نکلگیا اور بختیارک نے جب
خدمتگار کو پاس نہ دیکھا سمجھا کہ وہ چلے گئے پس لالہ زار سے مخاطب ہوا کہ اے لالہ یہ جو خدمتگار
میرے پاس کھڑا تھا یہ بنا عمر کا بے نظیر عیار تھا اسکی وجہ سے مین ایسی باتین کرتا تھا ساحرہ نے کہا تو نے
مجھسے پہلے ظاہر کیون نہ کیا کہ مین بروقت پکڑ دیتی اسنے کہا جبتک تم سحر پڑھتین اسوقت تک ہم نہوتے
ہمارا کام تمام تھا لالہ زار کے حواس جاتے رہے کہ عیار ایسے زبردست ہین جیسے شیطان ایسا ڈرتا ہے
دیکھیے کہ جان بچان کیونکر بچتی ہے اسی اندیشہ مین دیر تک چپ رہی اور سحر ٹوٹ چکا تھا پڑھنا
نہوسکا ایک ساحرہ نسرین عذار نام اپنی رفیق سے کہا کہ تم کسی منزل پر ایک صحرا مین دو رہ پہاڑ کا ڈھلان
جاؤ چار ساحر سیرے ملازم پہرا اس دے کا دیتے ہین اور سردار اندر دے کی قید مین انکو لے آؤ نسرین
حسب الحکم اٹھکر بیرون بارگاہ آئی ازبسکہ کئی منزل جاتا ہے اسلیے اپنے خیمہ مین گئی کہ کچھ اسباب راحت کھانے
پینے کا سامان ساتھ لے لون یہ جب خیمہ مین چلی چالاک تو باہر بارگاہ کے کھڑا ہی تھا اسنے اسکو جلد دیکھکر

لشکری سے کہا کہ بھائی ذرا اسسے پوچھنا کہ کہان جاتی ہین اسنے اسکے کہنے سے پوچھا کہ حضور دربار سے
کیون نکلے آپنے کہا مین قیدیونکو لینے جاؤنگی یہ سنکر چالاک بھی ایک سمت چلا گیا اور جبتک
خیمہ مین نسرین سامان روانگی درست کرتی رہی اسنے بھی صورت بصورت لالہ زار تیار کی اور خال و
خط اور لباس و زیور سے درست ہوکر اسکے روانہ ہونے سے پہلے آپ روبراہ صحرا مین اکر ٹھہرا اور اتنا
مین نسرین خیمہ مین تیاری کرکے تخت سحر پر سوار ہوکر آئی اور اسیطرف آئی کہ جہان لالہ زار نقلی
ٹھہری تھی اسنے اسکو دیکھتے ہی پکارا کہ اے نسرین ذرا ٹھہر نا اسنے تخت روکا اور اسکو بیحد نگرین
اوتری عرض کیا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی چالاک نے کہا بعد تمھارے آنے کے مجھکو خفقان ہوا
کہ مبادا کچھ راہ مین فساد واقع ہو بیچ پڑجائے بدین وجہ چلی آئی اب ہم ملکر قیدیونکو لینگے نسرین نے کہا
پھر آیئے سوار ہوجیے چالاک اسکے ساتھ تخت پر سوار ہوا اور اسنے تخت اڑایا جب تیز کے بزور سحر کچھ دیر مین
اسی صحرا مین پہونچی کہ جہان درہ پہاڑ کا تھا اسے وہان تخت اوتارا چالاک نے دیکھا کہ صحرا ایک دوق ہے
اور اس صحرا مین ایک پہاڑ سیاہ رنگ کا ہے کہ بالکل تاریک تر از جاہل ہے ہر ہر درے سے اسکے بخار دل
کیطرح دھوان نکلتا ہے چار ساحر سیاہ فام درے کے سامنے بیٹھے ہین بستر لگا ہے شراب خواری کا
چرچا ہے لالہ زار نقلی جبکہ اسکے قریب پہونچی انھون نے اٹھکر سلام کیا اسنے حکم دیا کہ قیدیونکو لیکر میرے
ہمراہ چلو بموجب ارشاد ملکہ سحر خوان ہوئے درے سے دھوان برطرف ہوا قیدی ظاہر ہوئے سبکو تہ
سحر مین باندھکر تخت پر ڈال لیا وہ چار دن بھی چلنے پر آمادہ ہوئے تھے کہ لالہ زار نقلی نے نسرین کا
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا درہ کوہ مین چل مین پیشاب کرونگی صحرا کا واسطہ ہے مجھکو اکیلے ڈر لگتا ہے اسنے
کہا ہاری چلیے یہ کہکر ساحرونکو ٹھہرا کر آپ ساتھ چلی جب درہ کوہ مین پہونچی لالہ زار نقلی نے کہا کہ
ارے یہ سامنے مکان کیسا بنا ہے روشنی کیسی ہوتی ہے اسنے کہا حضور یہان مکان کہان آپ کیا فرماتے
ہین اسنے کہا تجھے اندھا بناتی ہے وہ کیا سامنے ہے نسرین اسکے کہنے سے اودھر دیکھنے لگی اسنے
اسکے منھ پر پھینک مارا کہ وہ پھینک مار کر بیہوش ہوگئی اسنے اسکے کپڑے لیے اور فیتہ
عیاری جلا کر آئینہ سامنے رکھکر اسی کی شکل بنا اور وہی لباس پہنکر باہر آیا ساحرون نے
[illegible] اودھر سے تشریف لیجیین مگر خیال ہین کہ قیدیون کو جلدی لاؤ ساحرون نے کہا کہ چلیے
[illegible] یہ سنکر جس تخت پر قیدی تھے اسپر یہ بھی جا بیٹھا ساحرون نے تخت اڑایا اور بعد قطع مسافت

پرہ کی لشکر گاہ مین پہنچے نسرین نے کہا تم میرے خیمہ مین قید یونکو لیکر ٹھہرو مین ملکہ سے اطلاع کرون
ساحر حسب الحکم وہین ٹھہرے اور چالاک اندر بارگاہ کے گیا لالہ زار اسیکی منتظر دربار مین بیٹھی تھی
اپنے خیمہ مین نہین گئی تھی اسکو دیکھکر پوچھا کہ لائی اسنے انگلی دہن پر رکھکر کہا چپ رہیے اور قریب
آکر کان مین کہا کہ وہ چارون قیدی ہیں ساحر دنکے میرے خیمہ مین ہین یہان اسلیے نہین لائی کہ مبادا
کچھ فتور عیار کرین پس حضور ہی مین چلکر انھین قتل کرین تو بہتر ہی لالہ زار یہ سنکر اٹھی شیطان خداوند کو
ساتھ لائی یہ بھی ساتھ ہولیا اور راہ مین حال پوچھا کہ کہان گئی ہوا نے سب ماجرا بیان کیا
شیطان نے کہا نجوف عیاران سردار ونکو بارگاہ مین نہین بلایا تو کیا ہوا وہ آئین یہ آئین
جہان سردار ہون خیر اچھا چلو مین بھی انکے قتل مین تمہارا شریک ہون یہ کہکر باتین کرتا ساتھ
ہوا اور خیمہ نسرین مین جب پہنچے نسرین نقلی نے کہا کہ یہ چارون ساحر پشت خیمہ پر جا کر حفاظت
کرین کہ کوئی آنے نپائے بختیارک کو بھی یہ رائے پسند آئی کہا کہ ملکہ یہ سچ کہتی ہی ہوشیار رہنا
لالہ زار نے ساحرون سے کہا تم پشت خیمہ پر جاؤ وہ جب روانہ ہوئے نسرین نے آگے بڑھکر انسے
کہا کہ ملکہ فرماتی ہین کہ خیمہ مین کیسا ہی غل وشور کرے تم خبردار بغیر ہمارے بلائے یہان نہ آنا
اور نہ کسی لشکری کو آنے دینا انھون نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ تو سب جاکر پہرا دینے لگے اور نسرین
بختیارک و لالہ زار کھینچکر سر پر علمشاہ و توسن دہاشم و فولاد کے آئے یہ بچارے طوق و زنجیر
سحر مین گرفتار بیکس و لاچار کیا کر سکتے تھے اسوقت جو قریب زمانہ مرگ دیکھا ہر ایک نے کلمہ شہادت
زبان پر جاری کیا اپنے اپنے عقائد کا اقرار ایک نے دوسرے سے کرکے گواہ بنایا
پھر رجوع قلب سے خالق کن فیکون کو پکارا کہ اے غالب کل غالب احکم الحاکمین بموجب بیت

بہا اشکون کا دریا چشم تر سے کہ یارب اس بلا سے مخلصی دے		دعا نکلی یہی سوز جگر سے بصدق سے پیغمبر کے بجاے	

یہ سب مصروف دعا بصد التجا تھے کہ نسرین نے کہا ایکلمہ معشوق کی ہر عاشق خوشامد کرتا آیا ہی
ازل سے یہ دستور نکلا ہے اسوقت تم فولاد پاس بیٹھ جاؤ اور ملک جی سے کہو کہ وہ بھی سمجھا مین
تم بھی ہنسکر پذیرا ہو شاید رضی ہو جاے تو مطلب دل برآئے ورنہ پاس بیٹھکر حسرت نظارہ تو
نکال تو پھر تم کہان اور یہ کہان جو دم کی صحبت ہے غنیمت ہی کہ ؎ اجل سر پر نظر مصروف

حسرت + ہجوم شوق بس وصت بہت کم ۔ کنا نسرین کا بہت پسند آیا بختیارک کا ہاتھ پکڑکر
قریب فولاد دلالہ زار بیٹھ گئی اور زبان تیز نصیحت و شکایت کھولی کہ ابیات

کہا اُسنے کہ اذما آشنا دوست	وفا کرتے ہین یوہین دوست یا دوست
کوئی حق محبت یاد بھی ہے	قبول خاطر آزاد بھی ہے
مین اب دشمن ہون یا اگے بھی تھی مین	نہین شایان ہون لطف و رحم کی مین
کبھی ہمپر بھی تھے الطاف تیرے	جگر دل سب طرح تھے صاف تیرے
کبھی ہمسے بھی ملتی تھین نگاہین	صدا ئین لب پہ دیجاتی تھین ہمین
حذر کر آہ مظلومان سے ظالم	خفا ہوتے نہین مہمان سے ظالم
یہ چند انفاس ہین باقی جو کچھ دم	غنیمت ہین کہان تو اور کہان ہم
بسر کر زندگی آپیش فولاد	بجا لا ہر طرح پر خواہش یار

اسیطرح کی باتیں کرنے مین یہ خوب محو ہوئی اور بختیارک کا بھی خیال اُسکی باتون پر لگا تھا
ہنوز فولاد کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ چالاک جو شکل نسرین سر پر کھڑا تھا اُسنے ایک حلقہ
گردن لالہ زار مین کمند کا اور دوسرا گردن بختیارک مین پہنا دیا لالہ زار نے باتونکے خیال مین
کچھ نجانا کہ کیا ہوا مگر بختیارک نے جو سر اُٹھا کر دیکھا نسرین کو کمند لیے پایا سمجھا یا کہ یہ عیار ہے
پکارا کہ اے ملکہ خبردار سر پر تمہارے اجل سوار ہے اس گفتگو سے اُسنے گردن اُٹھا کر دیکھا
چالاک نے جواب مارا کہ دماغ پر تڑکر شق ہوا ساحرہ بیہوش ہوئی بختیارک پکارا ارے
دوڑنا مارے ڈالتا ہے چالاک نے اُسکے ایک لات ماری کہ وہ ڈھلک کر جو آگے گرا حلقہ کمند
چھٹکے سے گردن مین پہنچی ہوا سردارون نے جو یہ ماجرا دیکھا سب خوشنود ہوے کہ اب وقت
رہائی قریب آیا اور بختیارک نے ہر چند غل مچایا باہر جو ساحرون سے منع کر دیا ہے کہ بغیر ہمارے
کہے کیسا ہی غل کیون نہو تم نہ آنا وہ کوئی بھی نہ آیا اُسوقت تو منت کرنے لگا کہ مرشد زادے
آپ خوب وقت پر پہونچے اس قحبہ کو ماریئے لائیے مجھے خنجر دیجیے کہ مین جہنم مین بھیجون آپ اس
خیمہ کا اسباب جبتک لوٹیے اور آپ نہ آتے جب بھی سردارونکو تو کوئی مرے ہوئے قتل نہ کرسکتا
چالاک نے کہا او منافق آج بغیر قتل کیے تجکو ہم باز نہ آئین گے بختیارک لگا گڑگڑانے

چالاک اسکی باتین سنکر سمجھ گیا ہوا کہ ملکجی یہ خنجر لیا اور ساحرہ کو قتل کرنے سے کہا بہت بہتر
مین تو اس غبہ کا سخت دشمن ہون یہ کہکر اسیطرح کمند تو گردن مین پھنسی رہی اور یہ اٹھکر کھڑا ہوا اور
خنجر ہاتھ مین لیکر بڑھا مگر کہتا چلا کہ افسوس اسکی جان مفت گئی چالاک نے پھر دو تین لاتین ماریں
کہ کیون اے بیحیا یہ افسوس کیسا بختیارک تو لاتین کھا کر پکارا کہ زہے عزت یہ لاتین صحت
جان ناتوان مین چنانچہ یہ تو سنخواپن کرنے لگا مگر چالاک تامل مناسب نہ سمجھا فوراً لالہ زار کو
زخم کر ڈالا بختیارک آنکھین بند کرکے بیٹھ گیا کہتا تھا کہ ارے توبہ ارے توبہ کیا خنجر ان کی
صفائی ہے میرا دل اسی سے دہلتا ہے یہ تو اس گفتگو مین تھا کہ ساحرہ کے مرنے سے غل و شور برپا ہوا
سردار آنکے مرتے ہی چھوٹ گئے اور چالاک نے دوڑکر گلوے بختیارک پر بھی خنجر رکھا
اسنے کہا کہ اے مرشد میری کیا خطا ہوا اسنے کہا کہ ساحر تیرے غل کرنے سے آگئے ہین پس ہم آخر تو آخر
ہو جائین گے بہتر یہ ہے کہ تجھے بھی قتل کرتے جائین یہ سنکر اسنے کہا مجھے آپ باہر جانے دیجیے کیا مجال
ساحرونکی جو روکین اسنے عہد لیکر اسکو چھوڑ دیا وہ جواہر نکلا ساحر جو غل سنکر دوڑے آئے تھے
اسنے کہا کہ ارے جلد اپنے اپنے بستر پر جاؤ یہان وہ آفت آئی ہے کہ ہم سب مارے جاؤگے ساحر
فرط خوف سے علیحدہ ہوئے سردار دنگو جالاک لیکر چلا اور بختیارک اپنے بستر مین اس عجلت مین
ساحر شب کا تیغ صبح نے سر جدا کیا اور خرابان بہ شکل شمشیر تابان ترک فلک کی کمر سے اوجھل ہوا نظم

دھواں دھلکا ہوا شب کے جگر کا	کھلا کچھ نور پیشانی سحر کا
مؤذن کہتے ہین اللہ اکبر	کہ مثل نقطہ باقی ہے سمٹ کر

امیر برائے ادائے فریضہ رب قدیر مسجد کے پاس داخل تھے کہ سردار مع عیار آکر قدمبوس
ہوئے امیر نے سرانکے سینے سے لگائے پھر بعد فراغ طاعت الٰہ بارگاہ مین تشریف فرما ہوئے
بادشاہ بھی اورنگ شہنشاہی پر جلوس فرما تھے سردار تمام جمع ہوتے جاتے تھے کہ یہ سردار رہائی یافتہ آکر زمین بوسی
پیش بادشاہ ہوئے بادشاہ نے ہر ایک کو خلعت حسب لیاقت دیا اور چالاک کو خلعت سب سے بیش بہا دیکر
مالا مال کر دیا پھر ارباب نشاط حاضر ہوئے رقص کا سماں بندھا اور شراب گلرنگ شروع ہوا یہان تو یہ کیفیت ہے
اُس جانب لقا بعد آٹھ آنے ساحرہ کے آرام پذیر ہوا تھا دم بحر بعد فرخت بخت پر آکر بیٹھا تھا کہ بختیارک
ناچتا ہوا اور بکتا ہوا کہ ارے خداوندا وہ تیری بندی گندی جہنم کی سری مین رہتی ہوگی راجکو

ہم بھی چل بسے تھے مگر رحم آگیا جو چھوڑ گئے یہ کہکر سب حقیقت بیان کی لقمانے کہا تھا پہلے یہ تقدیر کے
مرنے کی کردی تھی کیونکہ وہ بدکار و شہوت پرست تھی اپنے یار کے محبت رکھتی تھی ہماری الفت
اسکو ذرا بھی نہ تھی یہ کہکر حکم دیا کہ لاش اسکی ساحر خبیث سے اوٹھاکر سمت قلعہ گلفام لیجائیں حسب الحکم
ساحر لاش لیکر روانہ ہوئے اور سلیمان نے پھر نامہ مشتملہ شکایت عدم رسی مدد لقمان کی طرف سے
افراسیاب کو لکھا بنا بر دستور ہمار پر سے پنجہ لیگیا اسطرف ساحر لاش گریبان تک بگلفام پہنچ لالہ
لالہ زار پہونچے شوہر اسکا سر پر حکومت پر متمکن تھا کہ لاش ساحرون نے سامنے لاکر رکھدی گلفام نے
تاج زمین پر دے مارا اور پکارا کہ ہائے میرا گھر تباہ ہوگیا افسوس میرا پہلوا آج گیا میرا آرام خاک میں ملا ہائے
میری رفیق بی بی انیس شب غم تو نے آخر محبت فولاد میں جان دی اسطرح کا حال میں نے سنکر گمان کیا تھا
لیکن فلک نے تجکو آخر مجھ سے جدا کردیا ارکان دولت نے اسکے سمجھانا شروع کیا کہ حضور آپ
صبر فرمائیے وہ بی بی بڑی نیک تھیں کہ جو خداوند پر جاکر نثار ہوگئیں اب انکی بہشت میں سیر کرتی ہونگی
کسکے ایسے نصیب ہیں جو اسطرح کی موت ملے غرضکہ بعد جزع و فزع بسیار اسنے حکم دیا کہ لشکر جو پھیلا ہوا
اسمیں سے کچھ ساحر تھوڑی فوج برائے حفاظت قلعہ رہیں اور جو فوج میدان موجود تھی اور جو پھر کر
آئی ہے وہ سب تیار ہوکر میرے ساتھ چلے بنا بر حکم تیاری ہونے لگی اور اسنے ایک عرضی اس سبب کی
شاہ جادوان کو لکھی یہ مضمون بھی اسمیں تھا کہ اب غلام آپکا لڑنے جاتا ہے یہ عرضی ایک تلاسمی کا
لیکر افراسیاب پاس پہونچا شاہ طلسم نامہ لقما کا پڑھ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی سادہ کو سر ابداد
خداوند بھیجے یہ عرضی جو آئی پڑھکر خوشنود ہوا کہ بہتر ہے اسیکو جانے دو پس جواب لکھدیا کہ عرضی تمہارے
استدعا کے موافق مزین دستخط کرکے واپس ہے زوجہ کا مرنا تمہاری معلوم کرکے ما بدولت کو بھی افسوس
ہوا تمپر مراعات سلطانی مبذول رہیگی جاؤ اور خداوند کی مدد کرو یہ جواب تو قلعے کو دیا کہ وہ لیگیا
اور ایک عرضی بجواب صحیفۂ خداوند اپنے لکھی مضمون یہ تھا کہ زہے غفلت اس بندۂ احقر کی نسبت
اپنے خداوند کے ہے کہ بار بار جسکی شکایت خداوند فرماتے ہیں واقعی عین رحمت خداوند میرے حال
زبون فعال پر ہے کہ کوئی غضب اس بے اعتنائی کے عوض میں خداوند مجھپر نازل نہیں کرتے پس بجا ہے
بیت شکر نیفس تو چمن چون کند اے ابر بہار ۔ کہ اگر خار و در گل ہمہ پرورد تست ۔ خداوند اطاعت
بارگاہ میری غفلت پر نظر نکرنا میں خطاوار ہوں اب شوہر لالہ زار کا ساحر خبیث خدمت میں حاضر ہوکر

مقابلہ بندگان خاتمی آرہیگا اور یہ بندہ تیرا اور بھی عقب مین آسکے بھیجے گا یہ عرضی ایک ساحرہ کے ہاتھ
خداوند کے پاس بھیجی وہ عرضی پاکر انتظار گلفام مین بیٹھا اور اسطرف جب عرضی دستخطی قلعہ گلفامیہ
مین پہونچی وہ تو منتظر تھا ہی جواب پاتے ہی تخت سحر پر سوار ہوا چوبیس ہزار ساحر ہمراہ لیا اور سوا لاکھ
برلے حفاظت قلعہ مین چھوڑے کیونکہ طلسم ہوش ربا مین چالیس کنوئین سحر کے ہین انمین سے ایک
کنوان چاہ زمرد تھا کہ جسکا سیلا جلد اول مین بیان ہوا چنانچہ ان کنوون سے چند چاہ اس قلعہ گلفامیہ
کی بھی سرحد مین ہین اور اس طلسم کی چالیس سرحدین ہین اور چالیس دروازے بھی داخلہ طلسم کے لیے
ہین ایک دروازہ وہ ہے جدھر اسد کے اور اس قلعہ گلفامیہ مین تین دروازے ہین ایک تو
ادھر دروازہ ہے کہ طلسم آئینہ کے رہنے والے اگر طلسم ہوش ربا مین جانا چاہین تو پہلے
قلعہ گلفامیہ مین آئین اور دوسرا دروازہ وہ ہے کہ نرگس کوہ کے رہنے والے ادھر سے طلسم مین
جاسکتے ہین اور تیسرا دروازہ وہ ہے کہ عقیق کوہ کے ساکن اور جملہ کوہستان کے لوگ مثل کوہ
مرمر قلعہ اقدس وغیرہ کے اشخاص طلسم مین جاسکتے ہین چنانچہ سپاہ سبکران اسلیے گلفام نے یہان
چھوڑی کہ ان سرحدونکی بخوبی نگہبانی رہے جب یہ انتظام ہوچکا آپ بحشم و خدم کوچ کیا اور قلعہ سے
نکلکر ایک منزل پر اگر اوترا ہنوز آگے نہ بڑھا تھا کہ اور ہرکارے تازہ تازہ پہنچے یعنی عاشق رو سے
شاہ اسلامیان ملکہ مہارخ دونون عیارون کے جو طلسم کوکب سے چلی تھی اور اس دروازے سے
جو شمالی حد کا تھا بموجب حکم ملکہ حرون نے اسکو رخصت کیا تھا چنانچہ ملکہ مذکور سرحد طلسم کی
سرحد طلسم آئینہ مین آگئی وہان اسکو نہ ملی کہ جس راہ سے پہلے آئی تھی طلسم آئینہ ٹوٹ چکا ہے اس
وجہ سے اچھی طرح آباد نہ تھا اور یہان سے طرف بعد مدت جو آئی تھی تو نہ پہچانا کہ یہ کون مقام ہے عیارون سے
کہا مین راستہ بھولکر نہین معلوم کدھر نکل آئی عیارون نے کہا آپ تخت آتا رہیے تو ہم راہ
کسی سے دریافت کرین اسنے تخت آتارا عیار صورت بدلکر روانہ ہوئے اور آیندہ روندہ سے حال پوچھکر
پھر آئے کہا اے ملکہ یہ طلسم آئینہ ہے یہان سے ایک راہ نرگس کوہ کو گئی ہے اور ایک راہ طلسم
راہ ہوش ربا کو لیکن اول قلعہ گلفامیہ ملیگا جو سرحد طلسم مذکور کا قلعہ ہے وہانسے چاہے طلسم
جاؤ چاہے کوہ عقیق لشکر اسلام مین جائے آپ طلسم کوکب سے چلین تو آخر طلسم ہوش ربا کیطرف
آنکلین ہمارے جو نام لشکر اسلام سنا دل سے کہا کشش کسکی صادق ہے پایا یہ جذبہ عشق کا اثر لاحق ہے جو

دیدار جانان تک خود بخود آنا ہوا راہ بھولنے کا بہانہ ہوا اب نظر کے ارمان نکالتی چلو ایک نظر دیکھتی
بھالتی چلو یہ سوچکر عیار نے کہا کہ مجکو زیارت امیر کا کمال اشتیاق ہے دوسرے تمسے بھی ایک لشکر کو مدت ہوئی
کہ فراق ہے اگر مناسب سمجھو تو لشکر اسلام مین ہوتے چلو عیار حقیقت مین فراق کشیدہ اپنے احباے
وطن سے ملتے گویا ہوئے کہ اے ملکہ بہتر ہے چلو اسنے چاہا کہ سوار ہو کر روانہ ہو عیارون نے کہا
باتفاق چلنے مین سر خدوار طلسم طلسم کے باہر نہ نکلنے دینگے لڑائی ٹھہرجائیگی بہتر یہ ہے کہ ہم دونون عیاری سے
بیرون طلسم جائین اور تم زور آخر کار پھر فرصت سمجھ لیا جائیگا بہار نے کہا اچھا اور عیارہ نا بہت آگے
بڑھکر قران نے برق سے کہا تم اپنی راہ جاؤ مین اپنی راہ جاتا ہون چنانچہ یہ دونون بھی الگ الگ ہوگئے
حال ان کا بیان ہوگا وہ طالب دیدار یعنی بہار جو پہلے روانہ ہوئی کمین سحر سے آکر چلتی کمین جمع پیادہ دی
اختیار کرتی روانہ تھی دلمین جوش تمنا اب پر حکایت عشق وصل کا مزا یاد آتا کبھی کہتی کہ نادان
کدھر چلی ہے کیون اپنا دل ہرا آئے بس مین دیتی ہے ابھی خیر ہے پھر آگے بڑھی سیر جب محو حسن بیخبار
ہوگی آرزوے چشم بیمار ہوگی بغیر شرجت دیدار خانکہ نہوگا دل صید ناز ہوگا وحشیون کا سا انداز ہوگا
ابر گیسو باران بلا ہر سائیگا سر اٹھانا مشکل ہوجائیگا کبھی تو اسطرح دلکو سمجھاتی اور گاہی اسطرح کی
آرزو جتاتی کہ جوانی کا دیکھو دل آیا ہے تو اب نہ چوکونگا دیکھونگا ہون مین جو غضب پیدا ہوئے ہین
رفتار مین جو ستم ہویدا ہوئے ہین کسی پر تو یہ جفا کیے جائے جو چتون صاف ہون ناز و غمزے کیسے دل سے
حازم صاف ہون شمشیر ابرو کے وار کبتک خالی جائینگے نگہین کیونکر تو گردش قسمت دکھائین گی دل امید
بوسہ بڑھائین سینے کا ابھار کہانتک سد راہ گریبان ہے ... قبا کبتک پردہ مین نہان نہان ہی چھاتیان
قہقہ فانوس بزم محبت ہنسین سلق پاکسی شب کو شمع عزیز بیکار ہوجائے وہ انجم الفت ہون کبھی دلبر نجوم
آزاد ہوتا تقاضا سے شباب کا سنکر دل بے قابو ہوتا تو بیتابانہ یہ زبان پر لائی کہ ہوجب ایسا

ہوئی مدت کہ جوش نوجوانی	نہین آرام بخش زندگانی
خدا جانے وہ وقت آئیگا کس دن	کہ کہدے گی تری شمع دل افروز
کہینگے سنکے سب گذرا ہوا حال	کہ یہ اینڈا اٹھائی ہے کئی سال
تجھے دیکھینگے خندان صورت گل	گلے لپٹین گے تیرے مثل بلبل
وہ بوسون کے چٹاخے جنکی آواز	دل مشتاق پر کرتی ہے اک ناز

غرضکہ اسیطرح باتین دل سے کرتی جوش عشق سے آہ سرد بھرتی رفتہ رفتہ صحرائے ملک گلفامیہ مین پہونچی اُس دشت سبزہ زار کو دیکھکر خیال سبزہ رخسار جانان آیا خضر آباد اُس جنگل کا نام رکھا ہوس نے کہا آج یہین بستر لگاؤ تفریح طبع نے جواب دیا کہ ان ان ایسا ہو یہہ ٹھہرا دونگا شوق کا تقاضا تھا کہ اسی معشوق کے بدلے دید گل کرلو دامن گلہائے تمنا سے بھر لو عشق کہتا تھا کہ جو صل مین مزا وہ نقل مین کہان جلد چلکر نظارہ روے دلبر کرلیں جستہ راہ بہت تھی عشق کو ضبط کرکے اسی جگہ ٹھہرنا پڑا ازبسکہ یہہ سحر باغ و بہار کا کرتی ہے بدھرا نگاہ اٹھگئی گلبدنین جان تازہ پیدا کی نسرین بستان طبع رولین عاشق جاری آہ سرد سے مشابہ باد بہاری مرہم زخم دل سودہ زدہ سبزہ زنگاری سے اُس جنگل کو تا دیر نگاہ آرزو سے دیکھا اور محبت محبوب کو یاد کیا کہ کبھی ہم بھی گلستان امن مین بیٹھے تھے یہہ بستان جاے دامن سے الجھنیکے یا برنگ گل گلے کا ہار بننیکے فسانہ ہمارا بلبل کا ترانہ ہوگا گوش گل کو ساعت کہا ہوگا ہم

گریبان چاک ہونگے صورت گل	حذر مانگین گے قصد بے تامل
ہوس کشتی ہے پھر آندین ہی جوش	مزے دین روح کو کھوئے ہوئے ہوش
دم رخصت ہے اپنی زندگی کا	نکل جائے کوئی ارمان تو جی کا
فراق یار مین بیتاب ہولین	تمنا ہے تصدق ہوکے رولین
لبون پر ناز کرلے جوش فریاد	محبت یہ تو کرلے خانہ آباد

اسی سودا سے جوش الفت مین دریا تک پہونچنے کا سامان ہوا یعنی ہولے محبت کا نسیم کیلا آہ سرد نے دماغ مین خنکی پیدا کی یخہ سنگ پر سر رکھکر سوگئی اس صحرا مین جو ساحر کہ بطور محافظ کے مقرر تھے انھون نے اسکو پہچانا ازبسکہ معشوقہ شاہ طلسم اور بہن حیرت کی ہے دنیا مین زبردست ہے کیکو خاطر مین نہ لانیکا یارا نہوا سوے اسکے کہ طائر بنکر اڑ جاے اور گلفام منزل بمنزل قلعے نکلکر آتا ہوا تھا اُسکے سامنے آئے مشکل بصورت انسان ہوکر اسطرح تسلیم کرکے بددعا دی کہ بیت رہے ملک برباد تیرا مدام بنائے تجھے تیرا دشمن غلام ملکہ بہاردی و قمار فلان صحرا مین یکہ و تنہا بے یار و مددگار آکر سوگئی ہے نہین معلوم کس دکھ مین گرفتار ہوگی ہے گلفام یہہ خبر سنکر ہنسا اور کہا مجھکو خبر پہونچی ہے کہ یہہ ملکہ شریک باغبان بادشاہ طلسم ہے یہہ اسی سرکشی کا نتیجہ ہے جو ماری ماری پھرتی ہے اسکو گرفتار کرنا چاہیے کہ خداوند کو چلکر مژدہ دینا لازم ہے کیا عجب ہے کہ میری بی بی اُسکے عوض مین خداوند سے

مجکو عطا کرین یہ کہکر کئی ہزار چیدہ روزگار ساحر ہمراہ لیکر چڑھ دوڑا اور صحرا کا محاصرہ کرکے مع چند
ساحرونکے جو آگے بڑھا اُس فتنہ پرداز عالم کو سوتے پایا کہ جوانی کی نیند مین غافل سہی پر شمع رخسار
کو دے رہی ہے چاؤں خس و درباش کنایہ سایہ اُس پری کا پہرہ دیتا ہے گلستان گلونکی چپ ہین کہ جیسے
آنکھ نہ کھلجائے گل ہنستے نہین کہ نیند مین اُس گل کی فرق آئے باد صبا بے پاؤن سے چلتی ہے کنیز
کی طرح پنکھا جھلتی ہے شب لف کی رخسار سحر پر چڑھائی ہے نہین نہین شام غربت صبح وطن کو پیش آئی ہے کنیز
ڈوپٹے کی آڑ مین سینہ کا ابھار شکم کی صفائی پائجامہ کے پائچونکا کھلجانا اور پیرواد پائچین انمین پائجامی
چرسونکا چوبن نامرد صد سالہ کو شہوت پرستی سکھاتا تھا اور مردونکا تو یقین ہے کہ میری بیان پڑھکر ہی رنگ
ہو جائیگا گلفام اُس گل پر برنگ بلبل ہزار جان سے شیدا ہوا اور ساحرون نے اُسکے حکم سے سوتی ہی
مین سحر پڑھکر دستا دیا اُسکے بیکار کر دیے پھر پاس جاکر زبان مین سواد دینا چاہا آنکھ اُسکی کھلی ان دونونکو
دیکھکر چاہا کہ سحر پڑھے سحر یاد نہ آیا گھبراکر پکاری گلفام بچاؤ یہ دغا کرتا کیا اگر مرد ہو تو ہوشیار کر کسلڑو
گلفام نے کہا تو نمکحرام ہے تیری یہی سزا ہے مین پاس خداوند کے تجھے لیجاؤنگا بی بی میری مرگئی ہے کہ تجکو
مانگ کر بی بی اپنی بناؤنگا اُسنے جو یہ کلام سنا دلمین سمجھی کہ دیار عشق مین بغیر گرفتار ہوئے جانا نہ لگا
یہ سمجھکر بولی کہ گلفام تو مجکو خداوند پاس نہ لیجا ورنہ بہت پچھتائیگا مدعا سے دل نہ بر آئیگا اُسنے
ٹھانا اور اُس عجیبہ حسن کو سحر سے بیہوش کرکے ایک صندوق مین بند کیا اور لشکر مین لاکر حکم کوچ کا دیا
چوبیس ہزار ساحر طائران سحر پر سوار ہوکر چلے ڈنڈا اور نقارہ بجنے لگا گلفام نے ایک اژدر پر صندوق
بار کر لیا اور تخت پر سوار ہوکر اژدر طائران سحر سے روانہ ہوا کالا تھا اُس بات سے دل دلگار غمین چھپا لا
تھا مختصر یہ کہ بعد قطع مسافت راہ طلسم سے نکلکر قریب لشکر تقاپہونچا راہ مین جہان کہین ٹھہرتا بہادر کو
صندوق سے نکالکر سحر خوب سا کرکے سوادو کرتا اور کھلا پلا دیتا اسیطرح جب کوہ عقیق مین پہونچا یہان
اُسکے آنے کی خبر نامہ بادشاہ طلسم سے پہلے ہی ہو چکی تھی آمد لشکر ساحران کی علالت دیکھکر سردار ان
تقا بہر استقبال آئے لشکر مقام بہتر پر اتروایا یہ خود بارگاہ مین آیا تقا کو سجدہ کیا خلعت خداوندی دیا
خلعت پہنکر اپنی بی بی کے مقام پر بیٹھا نجمتیارک نے کہا اس جگہ نہ بیٹھو کہ سردار نہین ہے بی بی تمہاری یہین
بیٹھی تھین یہ بی بی کا نام سنکر رونے لگا ساتھ ہی نجمتیارک اس سے زیادہ رونے لگا اور کہتا تھا کہ تمتو
اپنی زوجہ سے فریب ہوا جا کر ملو مگر ہم سے بی بی بھی تمہاری جدا ہوئین اور تم بھی چھوٹے یہ کلمات سنکر وہ رفا بھی بھولا

اور کہا ملک جی تم تو ایسی باتین کرتے ہو گویا مین بھی مارا جاونگا اُسنے کہا اسمین کچھ شک بھی ہے
پس اب کچھ دیر کرکے تم مسلمان ہو مرشد زادے آئے اور تم جہنم مین گئے اُسنے ہنسکر کہا کہ تمھین جو ل
سما گئی ہے مین آیا تھا کہ ایک آدھ روز ٹھہر کر مقابلہ کرونگا مگر نہین اب کل ہی سب مسلمانونکا خاتمہ
کرونگا شیطان ہوا کہ اب ایسے ہی ہین یہ کہیے کہ مرنے کو جی جلدی چاہتا ہے وہ تم کیا کرو اجل جلدی
کرتی ہے مثل چلی آتی ہے کہ موت پھر پھیرا تی ہے ان باتونسے زیادہ ترا سکو غصہ آیا اور اُسیوقت حکم دیا کہ
طبل جنگ بجے لشکر نے کہا کہ ای بندۂ قدرت شیطان کا کام ورغلانا ہے اُسکے کہنے کا برا نہ مانا ہم
تجکو اپنا نظر کردہ کرتے ہین اور سب مسلمانون کا خون تیری تلوار مین بھرتے ہین تو بیکدم مارے گا اور کوئی
مسلمان تجھے قتل نہ کرسکیگا ارشاد خداوندی سنکر یہ بہت شاد ہوا اور زیادہ لڑنے کا حوصلہ کیا خاصہ کہ
جب شمال آسمان کی طرف تابان سبز رنگ سے اترا اور مزاج ساحرہ سبنے خاطرداری عالم سے سوا دیا تو ہم

کہ عمر و زر نے انجام پایا	تبسم زن مزاج شام پایا
جھکے ہر سمت شام سوسنی رنگ	ہوئے ٹھنڈے طپش سے کوہ مین سنگ

شام ہوتے ہی صدائے نقارہ حربی بلند ہوئی جو اُس لشکر اسلام خبر لیکر حاضر دربار شاہ ذوالاکرام ہوے
زمین ادب کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ بعنایت کریا شاہا فداہم لاکھ جان سے پہچانا تعریف کیا لائین
زبان سے وشوہر لالہ زار گلفام تاجدار نام ایک ساحر انجام نے اکر ارادہ نبرد کیا ہی لشکر حریف مین
طبل جنگ بجا ہی بادشاہ نے یہ خبر سنکر امیر کی جانب اشارہ کیا امیر نے حکم نوبت نقارہ زری دیا طبل
خشمی و کوس سکندری پر چوب پڑی دنیا دہلگئی دربار سے اٹھکر دلاور جیمو نمین آئے تلوار کی سرکشی کا
زمانہ قریب آیا گرزون کی سر بلندی کا وقت نزدیک ہونچا اسطرف ساحرے نئے سر تیار کرتے تھے کلچیان
بھنگے بھینٹ مین چڑھتے تھے گلفام نے بھی نیوکا سور کے خون سے دیا تھا کلیجی کا بھوگ لگایا تھا
اگیار کا دھوان جسم کو دیکر ذی بالونکی ایک رسی بٹی تھی اُسکو کمر سے لپیٹ کر کھولنے کا منتر پڑھا تھا یا سر شتہ
لڑنے کا پیدا کیا تھا لشکر مین نقیب للکارتے تھے بہادر نعرے مارتے تھے رعایا عوام الناس باناری کنارے
ہوئے تھے کہ آفت مین نہ گھر جائین بہادر کہتے تھے کہ سر جائین مگر قدم نہ پھر جائین یہ سنگامہ برپا تھا کہ ایسا

کسیکے لب پہ تھا پیاسا مری جی	دیا مجھیکو جو کل ہو گی تمھاری
تو کچھ جادو کے منتر تازہ پڑھکے	کلیجہ چبھیدون کا دشمن کا بڑھکے

کوئی کہتا تھا اے پیارے دلبر — مرے دشمن کے کل بگڑیں پیشہ
کوئی پڑھتا تھا منتر اسطرح سے — رگت آکر یون جوگی کی چاٹے
پڑھو منتر دوائی مین جگایا — یہ افسانہ جاسے ہمنے سنایا

اسی ہنگامہ مین خاطر دہر مائل بہ صفا کی ہوئی سینۂ فلک داغونسے صاف ہوا ہر جسم مین پیدا چالاکی ہوئی نظم

ہوئی جب صبح تھا اک شور برپا — کہ یارو وقت رخصت کا پھر آیا
چلو میدان مین اور ہمت آزماؤ — عدو کا بار سر تن سے اتارو

صبح کو بادشاہ گردون پایگاہ بصد عزت وجاہ شبستان سے برآمد ہوے امیر سبع تمام سردار وملکی سبھ سے آکر ملے تھے حضور عالم کو مجرا کیا پھر تخت شوکت کو بوسہ دیکر قلب لشکر مین بیٹھکر سمت جنگاہ روانہ ہوے جب جاے مصاف پر پہونچے ترتیب لشکر شروع ہوئی رسالہ دار وکیلدار اپنے اپنے سردار وسالار کی صف مین جبکر کھڑے ہوے بسان سد سکندری دیوار آہن کھچی تھی تلوارون کی چمک سے دیدہ ہاے حلقہ زرہ مین روشنی دی تھی ادھر فوج مخالف نے مقابل ہوکر ڈیرا جمایا تھا گلفام آج اژدر پر سوار ہوکر آیا تھا فوج کے ساتھ فیل دشیر وگرگدن واژدر شعلہ فشان پر سوار تھے صورت مین بدا در سیرت مین نابکار تھے کوئی سنکھ جب پھونکتا تھا سنکھ سے شعلہ نکلکر دھوان بنجاتا اور عالم کو تاریک بناتا کوئی نفیر سحر کو دم دیتا بغیر مین سے دھوان نکلکر ابر بنتا اور اگر برساتا عجب آفت برپا تھی کہ نظم

ز ہر سو بر آمد خروش سیاہ — بر افتند یکسر سوے رزمگاہ
ز بس نالۂ بوق کوس و درا — ہمی آسمان اندر آمد ز جاے
ہم از بال اسپان و دست و عنان — ز گوپال و تیغ و کمان و سنان
تو گفتی جہان در دم اژدہاست — دگر آسمان باز مین گشت راست
نہ بد یشہ را روزگار بہ گذر — ز بس تیغ و گرز و کمند و سپر

الحاصل بعد ترتیب صفوف لشکر گلفام بدانجام لقاسے اجازت لیکر وسط میدان مین آیا اور بجلسازی دکھاکر پکارا کہ کہان ہین وہ لوگ جنھون نے میری بی بی سے مقابلہ کیا تھا اُسکے ہاتھ سے اگر بچگیے تو اب بچنا دشوار ہے ہان آئین سامنے یہ میدان کارزار ہے یہ سنتے ہی سب سے پہلے فولاد نے گھوڑا صف سے نکالا اور بادشاہ سے رخصت خواہ ہوکر بسان تیر غضبناک سامنے آیا

گلفام نے اسکو آتے دیکھکر ایک نعرہ مارکر جھولی سے نکالکر زمین پر ڈالا کہ زمین سے دھواں نکلا اور ایک جا
جمع ہوکر گھوڑا خشکی رنگ بنگیا یہ اُسی گھوڑے پر سوار ہوکر مقابل قولاد ہوا اُس بہادر نے حربہ
طلب کیا یہ اپنی کمر مین دی رسی بانو کی پیٹے تھا کمر سے کھولکر بڑھکر مثل کمند قولاد پر ڈالی
اُسے ہر چند تلوار و خنجر وغیرہ سے حلقہ رسن سحر وغیرہ کاٹے لیکن وہ کٹ نہ سکے اور یہ اُلجھکر گھوڑے
گرا گلفام نے باندھکر ساحرون کے سپرد کیا اور پھر شور نقارہ طاسی بلند کیا ایکی مرتبہ توج لشکر
اسلام سے بشوکت و صولت نکلکر حسب ارشاد بادشاہ اُسکے سامنے آکر طالب ہوا اُسکی دی رسی اسنے بھی
بھینکی کہ شہزادے کے پاؤن مین وہ رسن لپٹ گئی اور یہ بھی بندھکر گھوڑے سے گرے ساحر گرفتار
کرکے لیگئے اسنے پھر نیزہ ہی ایکی مرتبہ دست راست کی نام صف کے علم جادہ گری پر آئے اور حمایل
حمزہ یعنی دارائی ہند لشدھور بن سعدین نے فیل اپنا آگے بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر
فیل سے کود عرض کیا کہ جان نثاری کا حکم ظل اللہ سے نسبت اس کمترین کے شرف نفاذ پاوے
بادشاہ نے فرمایا کہ اے جہان پہلوان تمنے کیون تکلیف فرمائی اور ملازم کیا نہ تھے ہنے عرض کیا کہ
یہ غلام اپنے مقام سے آگے بڑھا اگر اجازت میدان کی نہ ملیگی تو آبرو ہمشیرہ مین کیا خاک رہیگی رد دیگے
لشکر و جزان ہیا آبرو میری نہ گھٹاپے لڑنے سے نہ بچائیے بادشاہ نے اسکو خلعت دیکر سرفراز کیا
یہ بہادر فیل پر بیٹھکر روانہ ہوا اور سامنے ساحر خاسر کے پہونچا اور تبرکات جناب شیث پیغمبر اپنے
جسم پر آراستہ کیے تھا جب اُسنے بروقت طلب ضرب رسن کمینچکر ماری اسنے دعاے صحیفہ ابراہیمی
دم کی رسن کے حلقے برکت دعا و تبرکات انبیا علیہم السلام پھینکے ہوئے اور لشدھور گرفتار ہوا کر جلا فیل
اُسکا گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا گلفام اُلجھکر سحر ایسا پڑھا کہ پھر دھوان زمین سے نکلا اور لشدھور
اُس دھوئین مین چھپکر بیہوش ہوگیا اُسنے پھر سحر پڑھا کہ ایک پنجہ چمک کر گرا اور اسی تاریکی مین لشدھور
اُٹھاکر لشکر یاران مین لیگیا جب وہ اندھیرا دور ہوا سبنے دیکھا کہ لشدھور پشت فیل پر نہین ہے
ایسا اس ہندی عیار فیل کو لشکر اسلام مین پھرلایا اس اثنا مین نجمیار ک نے عیار کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ
گلفام سرداران اسلام کا نام لیکر پکارو نجما اگر پکارے کے حمزہ مقابلہ مین آئیگا پھر وہ مالک باطل ہوگا
کچھ بن نہ پڑیگا یہ نصیحت اُسنے منظور کرکے بنام سرداران اسلام پکارا ادھر سے دست راستون نے
یکے بعد دیگرے نکلنا شروع کیا لیکن جو باد ابستہ رسن سحر ہوا شام تک سو سو سردار عالی وقار گرفتار

ہوئے جب وہ زمانہ آیا کہ رسن شعاع مین آفتاب بندھا ہوا زندان خانہ مغرب مین اسیر ہوا اور سحر ساحرہ شب سے اندازِ عالمگیر ہوا کہ نظم

اُٹھا مغرب سے کچھ کچھ دود تاریک	ہوا آنکھون سے لعلِ شام نزدیک
تھکے اعضا دنون نے چاہی آرام	اُنھین آنکھین نظر آنے لگی شام

شام کو لشکر و نہین طبل بازگشت پر چوب پڑی شاہ کینہ خواہ پھر کر داخل بارگاہ ہوئی فوج بھی آسودہ ہوئی گلفام جب دربار مین ایا بختیار کو نے کہا آج تمنے چشم دور بٹرا سو کہ مارا کہو سردار دنکو کیا ن صید کیا اُسنے کہا ملک جی مین سردار دنکو بھی تو ایک خیمہ مین قید کرایا ہون لیکن زیادہ اسیر نرکھونگا کل کرڈالونگا بختیار کو نے کہا عقلمند کی دور بلا کہین سمجھا ناکہ یہی میری بھی رائے ہے اسنے کہا ایک مقابلہ کرکے اور تھوڑے سے سردار اسیر کرلون تو قتل کردون بختیار کو نے کہا اگر یہ منظور ہے تو میری صلاح پر چلو وہ یہ کہ تم آج جاکر کہین چھپ رہو کہ کسی عیار کے ہاتھ نہ آؤ اور مین طبل جنگ بجواتا ہون صبح کو نکلکر مقابلہ کرکے سردار دنکو گرفتار کرو دشمن کو مہلت دینا نہین چاہیے ایسا نہو کہ کچھ اور سامان ہوجائے ساحر کو اسکا کہنا پسند آیا اور اُٹھکر مخفی ہونے چلا اگر حکم نواخت طبل دیا گیا چنانچہ چالاک و الوالفتح یہ کہکر مختلف مہیان حاضر تھے جب پوشیدہ ہونے چلا وہ عیار بھی ساتھ ہوئے اور گلفام بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آیا عیار شب بارگاہ پر آئے اور فرصت مین چھپکر ایک سوراخ برابر سر شوخ کرکے دیکھنے لگے یہ ساحر دیکھین کیا کرتا ہے عرضکہ دیکھا اسنے اگر پہلے شراب پی کچھ کھانا کھایا بعد فراغ اکل و شرب شہری ہوا اسکے سونے کے لیے لگی تھی اسکے نیچے چلا گیا اور پھر نہ معلوم ہوا کہ کہان ہے یہ دیکھکر دونون عیار شورہ پدر ہوئے کہ ہم مین سے ایک قنات چاک کرکے اندر بارگاہ کے جائے جب اسکو گرفتار کرنے کو لیے گلفام شہری کے نیچے سے تو دوسرا صورت بدلکر جائے اور کچھ باتین مکر انگیز کرکے اسکو سنہ پر حساب بیہوشی لگائے اور بیہوش کرکے راہ جہنم دکھائے یہ صلاح پسند کرکے اول لفچہ نے قنات کو چاک کیا اور ازانسکہ گلفام خوف عیاران سے پہرا چوکی نرکھا تھا خیمہ بکل اکیلا تھا یہ خوف خطر اسنے دیکھا کہ شمعہا ی موی ر کافوری روشن ہین سامان راحت مہیا ہے لیکن گلفام کا پتا نہین اسنے چاہا کہ قریب جاکر اسکے نیچے جھانکا کسیکو نہ پایا ناچار ہوکر پھر باہر آیا اور صورت بختیار کی لشکر اندر گیا اور پکارا کہ اے گلفام کہان ہو جلد آؤ ہر چند اسنے پکارا مگر کسینے جواب نہ دیا اور نہ کوئی متعرض حال اسکا ہوا یہ پھر باہر آیا اور چالاک سے کہا اب کیا کرین اسنے امر مجبوری ہر لات بھر اسی بارگاہ کے

گردیم بھی اگر موقع ملا تو ماریگے ورنہ جو منظور خدا یہ کہکر دونون اسی فکر مین پھرنے لگے ادھر طبل جنگ کا بجنا بلکارون سے بادشاہ اسلامیان نے جو سنا نقارۂ رزم اپنے یہان بھی بجوایا اور شب کا دربار برخاست کرکے داخل شبستان ہوئے لشکری کارسازی آلات جنگ مین مصروف تھے آج بسبب گرفتاری سرداران لشکر یان اسلام بیدل ہے انکے دل بڑھانے کو چار سو قنات بلند آواز نقابت کر رہے تھے نہرے پھر رہے تھے کہ ہان ای بہادرو یہ سوکھ جو کل درپیش ہے بیکا سب پس و پیش ہے تلوار کے آگے سان ہر غیر سا حربہ کسان ہے مثل مشہور ہے کہ اسکے آگے بہت بھاگتا ہے جو دلاور ہین وہ اپنا وار کرینگے دشمن کو تہ تیغ خونخوار کرینگے جو نامرد و کم حوصلہ ہین وہ پیٹھ دکھائینگے جوہر رزالت اُنکے کھل جائینگے کہ مقتضای ابیات

پیا ہے جنے جیسے شیر مادر	وہ عزت پائے گا مرکر مقرر
کبھی نک زادہ منھ پھیرے گا ہرگز	بہت تڑپے گا مثل بسمل بیمار

اس صدائے ترغیب جنگ سے بادہ جوش شجاعت مین اکر جھومتے شب رزم کو شمعہای تیغ سے بہر نثار پروانہ ہاے جان روشن کر دیا تھا دل سے ارادہ تھا کہ دن کہین یہ اندھیر نہو کہ آفتاب شجاعت گہن مین آئے نام کی روشنی تاریکی شب نامردی سے مبدل نہو جاے اسی فکر مین کہین جمع ہین صاف ہوتی تھین کہین گھاتین ہر مصاف ہوتی تھین تیرونکو کیسے خاطری دشمن کی نسبت سکھائی تھین زبان پیکان زہر اگلنے پر تیار دہ تیزی اسکو بتائی تھی گرز گاشکنی پر آمادہ تیز سے سینون پر طعن کرنے کو استادہ تیغ باران بلا کی مسیغ خنجر زنہین جان لینے مین کیا دریغ تمام لشکر شب بھر جانبین مین اسیطرح سرگرم کار تھا دم سحر موت کا گرم بازار تھا آخر شب لسان نظر کج باز ان پھر گئی دشمن نیک بہادران روز روشن رہ روشن ہوا طالب جنگ دشمن ہوا کہ نظم

چو خورشید از چرخ گردندہ سر	بر آورد بر سان زرین سپر
دو لشکر برآمد زیک رہ بجلے	نہ سر بود پیدا نہ پاے
برآمد یکے ابر بر سان قیر	سیہ گشت بر چرخ بہرام پیر
برآمد زہر دو سیہ بوق کوس	زمین کرد با آسمان دست بوس
ز نعل ستوران پولاد سلے	زمین چون فلک جمع است رفتن بجاے
سر نوک نیزہ ستارہ ببرد	سر تیغ تابان ز شرارہ ببرد

ابہم کشور گیر بعد فراغ اطاعت رب قدیر شاہ گردون سریر کو طلب لشکر مین بھیجا فیرلیکر میدان مصاف
مین آکر جا بجا مگیر ہوئے اور طرف عیار عیاری کی تدبیر کرنے رہے لیکن پتا سا حرشریر کا نپایا جسکو نوشت
بارگار سے پھر جھانکے دیکھا تو گلفام بدنجام اسی سنہری کے نیچے سے نکلا اور فوج ساحران لیکر
وارد دشت قتال ہوا دونون لشکر جب آچکے زمین بیلدارون نے ہموار دبرابر کی آشار ستون بنے ایسا
کیا کہ ظاہری گرد غبار نہ تھا دیا لیکن دلونکے غبار و گرد کدورت خاطر آب شمشیر برس کر مٹائیگا غرضکہ جب
صفین جم چکین گلفام نے مرکب دودی مثل رود نادل زمین سے پیدا کرکے سواری لی اور آکر بحکم
بموجب فرمایش بختیارک نصیب دی کہ یا حمزہ صاحبقران آج مین آپ سے طالب نبرد نہین
ہون بلکہ آپ کے سرداروں سے لڑنا چاہتا ہون جسکا جی چاہے وہ آئے آخر اور بھی تو جو دعوی
بہادری کا رکھتے ہین کچھ آپ ہی اکیلے لڑنے والے نہین ہا یہ فرمایئے کہ یہ سب سردار صرف جلوسی
ہین میلا دکھلانے کیلیے جمع کرلیا ہے لڑنے والا نہین کوئی نہین صرف آپ ہی کی ذات والا ہے اگر
یہ امر واقعی ہے تو آج مین پھرا جاتا ہون کل آپ سے اگر مدد لقا کی ہوگی تو لونگا یہ سنکر جب بہادرون نے
سنی فرط غیرت سے کانپنے لگے اور امیر نے اشارہ کیا کہ کچھ سوارون نے گھوڑے بڑھا کر اسکے کلام کا جواب
دیا کہ جیسا تو نے کہا اور جسے بھی ویسا ہی غمگین آئیگا سو اے سردارونکے امیر مجھسے مقابلہ کر نیکو اور
اگر تو ساحر نہوتا تو یہ سردار کچھ کم تیرے لیے نہ تھے بہرحال آئین اسلامیان یہی ہے کہ حریف جسطرح لڑنے پر
دہی طریقہ اسکے ساتھ ختم کرتے ہین خلاف شجاعت قدم نہین دھرتے اسے یہ کلمات سنکر کہا کہ اچھا پھر جسکا
جی چاہے وہ آئے یہ کہتے ہی دست چپ سے شہزادہ قاسم نے مرکب زہرہ جبین سلیمانی کو بڑھایا
لشکری پیادہ ہوئے بادشاہ نے ہنگام اجازت دہی خلعت دیا شہزادہ اسکے مقابل اور پکارا
کہ او خیرہ سر لاغر مرد ان عالم اسنے وہی رسی بطور کمند شاہزادے پر ماری کہ دست و پا مین
آکر لپٹی ہر چند اونھون نے حلقے اسکے کاٹنا چاہے وہ نہ ٹوٹ سکی نہ کٹے اسنے رسی کھینچی یہ بھی
گھوڑے سے گر گرفتار ہوئے پھر اسنے مبارز طلب کیا آج دست چپیون مین تا نتا بندھ گیا ایک کے بعد
دوسرا سردار آنے لگا اور اس جلسا کے رسن بحر مین قید ہوتا تھا مثل مشہور ہے کہ حرامزادے کی رسی دراز
آج اسنے دو سو سردار رسن بحر سے باندھے اہل اسلام جب مقابلہ کو نکلتے دامن ہمت حبل المتین کیطرح
مضبوط باندھتے غرضکہ جب کمند کمکشان نے پہلوان رودکو اسیر کیا اور خیط ابنوس سے خیط اسود ہویدا ہوا

وہ بیت جہان شام ہوئی ہر طرف سے چلے مشعلچی اپنی اپنی صف سے سر شام لشکر مین ہر طبل
بازگشت بجا اہل سلام کی طرف سے دلاور پکارے کہ اے گلفام تمہاری شرط ہو چکی اب کل
صاحبقران روزگار مقابلہ کرینگے اُسنے یہ سنکر جواب دیا کہ مین خود سوائے اپکے
اور کسی سے کل نہ لڑونگا یہ کہکر ہر جمعیت کی لشکرون نے کمر کھولی لقمانے بڑی دھوم سے بین بجایا
گلفام کو خلعت فاخرہ دیا اور کہا اے منتظر کردہ من بعد فتح مین تجکو خطرہ تمہیری رونگا اور جسے
حوریہ جنت عوض مین تیری زوجہ کی عنایت کرونگا اسنے یہ کلمات محبت خداوند سے سنکر سجدہ کیا
اور رخصت ہوا شراب کا دور چلنے لگا اس عرصہ مین نجمتیارک نے یاد دلایا کہ تمنے قتل کرنیکا
عزار دینکا وعدہ کیا تھا پھر کیون تامل کرتے ہو اسنے کہا ملکہ اب کل حمزہ سے مقابلہ ٹھہرا ہے
اُسکو بھی گرفتار کرلون تو یکا فیصلہ کرون نجمتیارک نے کہا اب تم بھی اور دشمنکے گرفتار
کرنے کا حوصلہ کرنے لگے اور بالفرض یہ بھی سہی تو حمزہ کا گرفتار کرنا کچھ آسان ہے مالک اسم اعظم
ہین کل کا دن تمہارے لیے قیامت کا ہے ضرور مارے جاؤگے ورنہ کوئی فکر کرو گلفام نے
کہا آپ کا فرمانا بجا ہے مین فکر کرتا ہون اور نیچے بیٹھے غائب ہو گیا اب لشکر اسلام کی کیفیت لکھیے
کہ جب بادشاہ عالیجاہ بارگاہ مین تشریف لائے فرمایا کہ لشکر دشمن بھی کاستہ و شکستہ ہے دربار برخاست
اگر لشکر مخالف مین طبل جنگ بجے تو یا امیر آپ بھی نقارہ بجنے کا حکم دیجیے گا میری حکم کا راستہ نہ دیکھیے گا
یہ فرماکر داخل شبستان ہوئے لشکر مین چالاک نے طلایہ کا گشت دبے کی چوکیان قائم کین سردار
اپنے اپنے عیار کو ہر حفاظت تاکید پذیر ہوئے جب سب بندوبست ہو چکا تو سنگا چکنے لگا بیدار
باش ناظر باش کی صدا بلند ہوئی اُسوقت جب کچھ اندیشہ نہ رہا چالاک سے چند عیارونکے فکر مین سا جر کو
گرفتار کرنے کی روانہ ہوا جب لشکر سا حران مین پہونچا گلفام جو بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا تھا اسی
لشکر کے کنارے اکر ٹھہرا اور چاہتا تھا کہ لشکر اسلام مین جائے چنانچہ اُسنے چالاک کو دیکھا چاہا
کہ گرفتار کرے پھر سوچا کہ عیارون سے ابھی نہ بولو اصل مطلب کی طرف توجہ رکھو جبکہ سردار
قید ہو جائینگے اُسوقت عیار آپ ہی زیر ہونگے یہ سوچکر پھر وہانسے غائب ہو گیا اور لشکر مین
حریف کے جانے کا یہی حیلہ ہاتھ آیا کہ عیار تیری فکر مین آئے ہین تو اُنکی صورت بنکر لشکر مین
چل اور جو کرنا ہو وہ کام کر پس یہی کیا کہ سحر روز سے صورت اپنی مثل صورت چالاک بنائی اور

لشکر اسلام کی راہ لی بیان جب دربار برخاست ہوا امیر حمزہ نے نماز شب داخل مسجد کر پاس بیٹھے
اور نماز پڑھکر بہر آرام جانب محل مہر گہر تاجدار جاتے تھے کہ اسنے اگر سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ
غلام لشکر مخالف مین گیا تھا گلفام نے ارادہ اسم اعظم چلانے کا کیا ہے اور آپ پر سحر کر رہا ہے پس مین
چاہتا ہون کہ آپ اسم اعظم پڑھین تاکہ سحر تاثیر نکرے امیر اسکو چالاک سمجھکر اسم اعظم ورد زبان
فرمایا پیچھے امیر کھڑا رہا جب آپ پڑھ چکے اسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ جو انھون نے پڑھا ہے
یہ انکو اب یاد نہ آئے چنانچہ امیر بھی تو اسمائے الٰہی پڑھ چکے تھے اسوجہ سے آگے بڑھے چلے گئے لیکن
دور جاکر طبیعت کو گرانی ہوئی اور دل گھبرایا اب جو اسم اعظم پڑھا یاد نہ آیا نسیان طاری ہوا محل
مین جانا موقوف رکھا پھر کر بارگاہ مین آئے اور مصروف تلاوت صحیفہ ابراہیمی ہوئے گلفام جب
سحر کر چکا وہین سے غائب ہو گیا اور اپنے لشکر مین آیا یہان صورت بدلکر پہلے بارگاہ لقمان
گئے گلفام کو نہ پایا وہانسے خیمہ کیطرف سے چلے وہان بھی سناٹا دیکھا پشت خیمہ پر جاکر مثل اول
جھانکا کسیکو نہ دیکھا سمجھے کہ کل کیطرح آج بھی غائب ہے یہ سمجھکر باہم صلاح کی کہ یہ اسطرح بیٹھیگا
کل جب وہ دربار مین بیٹھے یا میدان نبرد مین برسر جنگ آئے اسوقت کوئی دھوکا دینا چاہیے نہیں
تجویز کر کے صحرا مین اسی کے لیے عیاری سوچنے چلے گئے اور گلفام جب لشکر مین آیا پہلے نجمتیار کے
پاس پہونچکر حال کہا کہ مین اپنا کام کر آیا اسنے کہا اب رات زیادہ گئی ہے تم جاکر چھپ رہو اور کل اسطرح
پوشیدہ رہے تھے آج بھی وہی صورت کر نا تمنے خوب کیا جو عیار کے گرفتار کرنے کو نہ ظاہر ہوئے
نہین آفت مین پھنسے فی الجملہ صبح کو ظاہر ہو کر طبل یورش بجوانا اور لشکر اسلام سر چڑھ دوڑنا
اسلامیان کسی وقت لڑنے سے بند نہین جب کوئی ایسے لڑے وہ موجود ہوجاتے ہین اسنے کہا بیشک جی
جیسا تم کہتے ہو وہی کرونگا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین پہونچکر مسہری کے نیچے چلا گیا یہ تو اسطرح مخفی
ہوا لیکن جال نیرنگ طرازی منشی بدائع نگار قدرت ملاحظہ فرمایئے یعنی لشکر مین امیر اگر رہتے
تو فوراً اسکے سحر مین مبتلا ہوتے اور سرداران اسلام یقین تھا کہ قتل ہوجاتے مگر جناب احدیت کی
مشیت و حکمت بالغہ مین اسطرح گذرا کہ امیر ذلت سے بچین اسکا یہ سبب پیدا ہوا کہ عیسے سبب
اسباب دیکھو ذرا کہ قدرت مین ہر اسکی کیا کیا دھرا اس کو ہستان مین جابجا قلعہ جات مثل کوہ عقیق کے
ہین اور وہانکے حاکم کوہی ہین جیسا کہ اکثر ذکر شہزادہ ناصر وغیرہ کیا گیا ہے اسیطرح ایک پہاڑ ہے کہ

نام اُس پہاڑ کا گلگون ہے اور وان کوہ مین ایک ملک آباد ہے اُسکا قلعہ گلگونیہ ہے مالک اُس
قلعہ کا ایک کوہی ہے کہ اُسکو شوق عیاری سے بہت ہے اپنے قلعہ مین عیار و نامور آباد کیا ہے اور
مدتون عیاری سیکھنے مین عمر ضائع کی ہے اب وہ اس فن مین مہارت حاصل ہوئی ہے کہ بارہ سو عیار
شاگرد اُسکا ہے اور یہ ارادہ اُسکا ہوا ہے کہ عمر عیار سے مین مقابلہ کرونگا اور ہمیشہ انتظار رکھتا ہے
کہ عمر طلسم سے آئے تو خدمت خداوندی مین جاکر عمر سے مقابلہ کرون چنانچہ بست عرصہ عمر کو جب ہوا اُسنے
صلاح کی کہ عمر تو نہین آیا اودہین جاکر خدمت خداوندی نہ بجا لایا تو سعادت زیارت سے محروم رہا اور اگر جاتا ہون
تو کیا خالی ہاتھ جاؤن کچھ نذر ضرور دینا چاہیے اُسکے رفیقون نے عرض کی کہ خداوند کی نذر کے لائق
یا تو عمر تھا اور بعد اُسکے سردار لشکر مومنان حمزہ صاحبقران ہین اُنکو گرفتار کرلایئے اور یہان سے بلیان
کوچ فرمایئے پہلے سے کوچ کیجیے مبادا حمزہ آتا ہے آیا تو جانا بیکار ہو جائیگا یہ سنکر اُسکو پسند آئی اور
لگا کر فتور نہ بقی اور پیادہ سقرلاتی حیلہ کے ناحق سے چست و چالاک ہوکر جانب لشکر اسلام
خطرہ زن ہوا ہے اس عیار کا گلگون تیز رفتار ہے عرصہ بعد قطع منازل اُس شب کو آکر لشکر ظفر پیکر
اسلامیان مین پہونچا کہ جس رات کو اسم اعظم امیر نے فراموش فرمایا ہے یہ ہر سمت فتنہ گیر
عیاری مین پھر رہا ہے کہ وان مہر گہر تاجدار نے یہ حال سنا کہ امیر با توقیر میرے یہان تشریف لائے تھے
قریب شہنشاہ پہونچ گئے تھے کہ یکایک پھر گئے نہین معلوم کچھ ناراض ہوئے یا مزاج مبارک
خدانکرے وہ کچھ ناساز ہوا پس ملکہ موصوفہ کو فکر لاحق ہوئی ہے ملکہ بیٹی نوشیروان کی اور فہرنگا
جو بہلی بی بی امیر کی نہین باندی ہین ہے اور سبب مرجانے مہرنگار کے امیر بہت پیار کرتے ہین اور خالہ ہے
قباد شہریار کی جو مرحمی ہین اور ساونکے بیٹے اب بادشاہ ہین لشکر اسلام کے تو بادشاہ بھی اس ملکہ کو
حقیقی دادی اپنی سمجھ کر بہت پاس و لحاظ فرماتے ہین خلاصہ یہ کہ سب بیبیونکی امیر کے یہ سزا ہے
اسوقت امیر کے پھر جانے سے منغض ہوئی اور کہا تو صاحب اُنکا غصہ تو ناک پر دھرا رہتا ہے بات بات
تل ہوتے خفا ہوتے ہین اب جو وہ آکر سنت بھی کرینگے جب بھی مین نہ بولونگی اور مین کیا کرون
وہ تو نگوڑی مہ پارہ وزیرزادی میرے پیچھے پڑجاتی ہے اے بے ایمان جو واللہ قسم اب جو یہ
ہوئی میرے مقدمہ مین بولی تو بٹے سے منہ کھلونگی وزیرزادی نے کہا یہ تاج کا غصہ مجھپر ہے
بھلا مجکو کیا مطلب جو کسیکے مقدمہ مین بولون تم بی بی وہ میان مجھے کیا دخل ہے یہان اتنا

جانتی ہون کہ امیر بیوجہ اسوقت نہین پھرسے نام خدا تم خود عقلمند ہو پہلے مزاج کی خبر تو منگوا دکہ کیسے ہین تو پھر خفا ہونا بی خفگی بھی جا جا کی اچھی ہوتی ہی بموقع جو بات ہو وہ بری ہی ملکہ نے کہا وہ اسیطور سے ہمیشہ رہے رہے بگڑے ہو جاتے ہین اچھا تیرے کہنے سے مین خبر بھی منگاتی ہون جھوٹے کو گھر تک پہونچاتی ہون بس یہ کہکر ایک کنیز سے کہا کہ اے طرار میری سی قسم باگاہ مین جاکر دیکھ تو کہ وہ کیا کرتے ہین اگر اور کسی محل مین گئے ہون تو پھر آنا اور جو اکیلے ہون تو میری طرف سے پوچھنا کہ آپکا جی کیسا ہی بس جو وہ کہین سنکر چلی آنا آنے جانے کا کچھ شکوہ نکرنا طرار یہ سنکر نقاب ڈالکر چادر اوڑھکر چلی جب بارگاہ سے نکلکر لشکر مین آئی گلگون نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش زنانی ڈیوڑھی کیطرف سے نکلا اسنے رفتار سے پہچانا کہ یہ عورت ہی چنانچہ مثل اہل اسلام تو صورت اپنی بنائی ہی تھا یعنی ڈاڑھی شرعی مثل مجاہدین خضاب کی ہوئی موچھیں منڈین پائجامہ ٹخنون سے اونچا گھٹنے مین کرتا اوپر اوسکے عبا ہاتھ مین سبحہ کا گھٹا تسبیح ہاتھ مین اپنی دانون مین تھا اوس کنیز کے پاس آیا اور بہت مودب ہوکر سلام کیا کنیز نے جانا کہ کوئی سائل ہے یہ سمجھکر اوسنے ایک روپیہ اسکو دیا اور کہا میرے پاس اور کچھ حاضر نہین ہے اُسنے دعا دی کہ پروردگار تیری آبرو رکھے مانگ کو کچھ تو ٹھنڈی ہے اے میرے حاتم مائی یہ روپیہ مین کتنے دن کھاؤنگا ابھی میرے ہاتھ پاؤن چلتے ہین اسلیے آیا ہون کہ کہین آدھ سیر آٹے کا سہارا ہو جائے تو کرہن کنیز نے کہا مین مہر گہر تاجدار روحہ امیر کی خواص ہون آج امیر آتے آتے پھر گئے ہین اونکی خبر کو جاتی ہون کل امیر محل مین جب آئینگے مین آپسے قابو پاکے عرض کرونگی کچھ تیرا مقرر ہو جائیگا آج موقع عرض کا نہین ہر کل ڈیوڑھی پر تو آجانا ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے ملکہ میری جہان آپنے اتنی پرورش کی ہی وہان اتنی اور عنایت کیجیے کہ یہ جو سامنے خیمہ ہی وہان میرا ایک دوست رہتا ہی اوسکو دیکھ لیجیے اسی سے کہلا بھیجیے گا وہ مجھکو بلوا دیگا مجھکو ڈیوڑھی پر خدا معلوم کوئی آنے دے یا نہ آنے دے تو بہتر ہی کہ آپ ذرا سی تکلیف گوارا کیجیے اسطرح اسنے گڑگڑا کر کہا کہ کنیز کو کچھ بن نہ آیا اسکے ساتھ چلی یہ اس خیمہ کی طرف تجویز کرکے اُسکو لایا کہ جہان تنہائی تھی کیونکہ یہ تو پہلے لشکر مین پھر رہا تھا مقامات سب دیکھ چکا تھا چنانچہ وہان لاکر اسنے کہا آپ دیکھیے تو اس خیمہ پر آج باز کی طرح کا جانور بیٹھا ہے یا مجھی کو کچھ دکھائی کم دیتا ہے کنیز بیچاری اسطرف دیکھنے لگی اُسنے منہ پر اُسکے ہاتھ مارا نقاب ٹوٹ گئی وہ گھبراکر

نقاب سنبھالنے لگی اُسنے جب بیہوشی پائی کہ وہ بیہوش ہوگئی اُسنے اُسکے کپڑے اُتار کے آپ پہنے اور رنگ روغن عیاری لگاکر مثل اُسکی صورت کے شکل اپنی بنائی اور اُسکو وہین چھوڑکر سب مال و زر نقد و جنس چکا تھا سیدھا جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوا یہان دربارگاہ پر مقبل خادار تیر و کمان لیے بیٹھا تھا اُسکو آتے دیکھکر پکارا کہ کون آتا ہے اُسنے جواب دیا کہ میں ہون چار خواص مقبل نام اُسکا سنکر خاموش ہوا اور اُسنے قریب آکر کہا کیون مقبل مزاج اچھا ہے مقبل اُسکے آنے سے ملکہ مہرنگار یاد آئی کہ یہی محل ہے کہ جانسے میری بی بی زہرہ مصری آیا کرتی تھی زہرہ مصری بیٹی بادشاہ مصر کی جب سے نکاح مین مقبل کے آئی تھی خدمت مہرنگار مین مثل کنیز رہتی تھی جب مہرنگار نے زہر کھالیا اُسکے ساتھ سب خواصون نے اُسکی زہر کھالیا وہی بی بی مقبل کو جو یاد آئی آہ سرد بھری اور رونا لگا یہ حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسکے رونے سے امیر صحیفہ گردان کر باہر نکل آئے دیکھا کہ طرار خواص کھڑی ہے اور مقبل رو رہا ہے امیر متفکر ہوئے کہ اے مقبل کیون روتا ہے اُسنے کچھ جواب نہ دیا لیکن گلگون نے اپنے دوپٹے سے آنسو مقبل کے پونچھے دوپٹے مین بیہوشی بھری تھی مقبل چھینک مارکر بیہوش ہوگیا امیر نے اُسکو بیہوش ہوتے دیکھکر طرار سے کہا کہ ارے تو کون ہے اُسنے جواب تو نہ دیا مگر جواب بیہوشی سر پر مارا امیر بھی بیہوش ہوگئے اُسنے چادر عیاری بچھاکر دو حلقونسے کمند کے دونون ہاتھ دو حلقونسے دونون پانون دو حلقونسے گردن دیکر باندھکر ساتوین حلقہ سے پشتارہ باندھا اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی برابر سینہ کے لگاکر پشتارہ لادا اور رسید ھا قناتون مین چھپتا ہوا اُن راہونسے کہ جدھر صحرا اور سناٹا ہے نکلکر جانب اپنے قافلہ کے روانہ ہوا اور بعد طے مسافت راہ ملک مین اپنے پہونچکر امیر کو پشتارے سے نکالا اور فرط خوف سے ہوشیار نکیا ایک صندوق مین بند کرکے رکھا یہان بعد لمحے کے مقبل کو ہوش آیا گھبراکر اوٹھا دربارگاہ مین امیر کو جاکر دیکھا نپایا گھبراکر لشکر مین جو یا ہوا ایک جگہ طرار کو بیہوش پایا اُسکو اُٹھاکر محل مین پہونچایا یہ غلغلہ ہوا کہ کوئی عیار بشکل طرار امیر کو اُٹھاکر چوراکیا عیاران لشکر اسلام چاہت دوڑے کمین پتا نہ لگا دربارگاہ پر آکر تیر نپایا تو کسی عیار کا نقاب کہان کے تیر نپایا حیران ہوئے کہ کون لیگیا آخر اسی ہنگامہ مین عیار سحر نے امیر انجم کو کمند شعاع مہر مین باندھکر صندوق علم مین بند کیا اور مثل کنیز ہوا ارشاہ صبح خوشنما صبح نے مقبل روزگار کو اپنے ہاتھ پر شیدا بنایا یا نظم

جو کانپا جسم مطلب مثل گنگار	کیا سب نے کہ ملنا جز دار

یہ سنکے کہتے سطلع صاف پایا	سحر کا آئینہ شفاف پایا

وقت سحر گلفام مسہری کے پیچھے سے ظاہر ہوکر دربار لقا مین آیا چاہتا تھا کہ موجب تماشا ہوا شیطان طبل یورش بجوا کر لشکر اسلام پر چڑھائی کرے کہ یکایک وسواس خناس عیار لقا کے آنے سے بجالانے سجدہ خداوند کے دینے لگے یعنی بیت خدا تجکو کمبخت غارت کرے جہنم مین تو مرے ظالم جلد جا امیر آج کی شب بستر خواب سے چوری گئے لشکر اسلام مین غلغلہ پڑا ہے ہر شخص متفکر ہوا ہے یہ خبر سنکر گلفام نے ایک قہقہہ مارا اور کہا کون ملکی تمنے بادولت کا رعب دیکھا میری خوف سے حضرت چھپے ہوئے ہونگے کہ آج مین گرفتار ہوجاؤنگا بختیار کہنے لگے کیا تم کیا کہتے ہو چھپنا تو حضرت غلام کا کام ہے مین جانتے ایسا مرد مردانہ شیر پیشہ جلادت وہ ہے کہ اگر یقین واثق اسکو اپنی مہنے کا نہ ہوتا تو حضرت کو بھیجتا چہ جائکہ آپ تو سارا لشکر اسکا موجود تھا اور مین اسکی طرف سے قسم کھاتا ہون کہ وہ مکار نہین ہے باتین سنکر لقا نے کہا کہ اے بندۂ قدرت تو ہماری مشیت سے آگاہ نہین ہے پنجۂ قدرت اسکو اٹھا لیگیا ہے ہمنے تیری خاطر سے اسکو پکڑوا لیا ہے گلفام نے یہ سنکر سجدہ کیا اور کہا آج مجھ سے سرشد زادے اگر بہت بڑی گت کرینگے کہینگے بتا دامیر کو کیا کیا اور مجھے تو مارہی ڈالینگے لقا اس سمجھانے سے خائف ہوکر بولا کہ یہ مین نہین کہتا کہ مین نے امیر کو چرا لیا ہے بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ بغیر میری حکم کے نہین ملیا یہ فعل بھی ہوا ہے کہ جب میری مشیت مین گذرا ہے سب سے حرون حاضرین دربار نے کہا واقعی یہ ہے کہ بغیر حکم تیرے کچھ نہین ہوتا ہے بیان تو یہ ذکر ہے لیکن جیالاگنے جو رات کو صلاح کی تھی کہ دربار مین چلکر لوعیاری کرینگے چنانچہ اوسی ارادے پر یہ صورت بدل کر دربار مین آئے تھے سب گفتگو شیطان خداوند کی انھون نے اور گلفام کا لاف وگزاف سنا انکو یقین واثق ہوگیا کہ لقا کوئی عیار امیر کو نہین لایا ہے ورنہ بختیار کی ایسی باتین نکرتا بلکہ دربار مین امیر کا ذکر ہی نہو کا پس اوسے کوئی معلوم ہوتا ہے کہ امیر کو کیا ہے چلکر پتا لگانا چاہیے کیونکہ ابھی یہان لڑائی موقوف ہے یہ سوچکر دو عیارونکو وہان خبر گیری کے لیے چھوڑ کر آپ روانہ ہوا اور جب اپنے لشکر مین آیا غلغلہ سنا دیکھا بارگاہ مین بادشاہ متردد بیٹھے تھے سردار غمگین ہو رہے تھے کہ آذر شاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ افسوس عمر کے نہونے سے یہ بدانتظامی ہے کہ امیر کا کوئی اہم اعظم بھلایا گیا

اور رات کو انمین کوئی پکڑ لیگیا ہی اگر خواجہ ہوتے تو یہ مفسدے نہ پیدا ہوتے چالاک نے عرض کیا
کہ واقعی خادم خطاوار ہی کہ رات کو لشکر مین نتھا لیکن انشاء اللہ امیر کو پتا لگا کر نہ لایا تو لشکر مین نہ آونگا
آپکو صورت نہ دکھلاونگا یہ کہکر ابو الفتح کو ساتھ لیکر باہر آیا اور اسباب عیاری سے درست ہوکر پھر
تلاش امیر روانہ ہوا یہ دونون تو تجسس کنان جاتے ہین لیکن گلفام جو خداوند یا مین بیٹھا ہی اُسنے
بعد لمحہ کے شیطان سے کہا کہ بلکی اب لڑنا بے سردار کی فوج سے بیکار ہے اور حمزہ دیکھیے کب تلک
غائب ہے اس جنگ مین مجھے طول نظر آتا ہی بختیارک نے کہا تم آپ سے کیون لڑو جب وہ لوگ
خود لڑین اُسوقت سبکو غارت کرو جب حمزہ آئیگا اُسکو بھی پکڑ لینا اُسنے کہا وہ آیے کیون لڑنے لگے
بختیارک اُسکی تدبیر یہ ہی کہ جو سردار قید ہین اُنکو زیر بٹھاؤ اُنکی حمایت کو بادشاہ سب لشکر اُنکے
سب لشکر مسحور یہ سحر کرکے غارت کرنا اُسنے اس رائے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ میدان قتل تیار ہو اور
ازبسکہ مشہور کرنا اس خبر کو جو منظور تھا تو حکم دہل نہ فی دیا کہ منادی ندا کرے کہ گنہگار خداوند
بعذاب الیم قتل ہونگے سب اہل لشکر اُنکا حال پریشان دیکھین اور عبرت کرین کہ مخالفت خداوند
یہ نتیجہ ہی چنانچہ حسب الحکم منادی نے ندا دی خلقت بہر تماشا جلی سامنے بارگاہ کے جو میدان
واقع تھا دامان دارین استادہ ہوئین آرہ کش جلاد حاضر ہوئے سرداران اسلام کو خیمہ سے لاکر زیر دار
بٹھایا ساحر ہر سمت پہرے پر مقرر ہوئے لشکر قتاد کو یہان سطح دنگھل ہوکر صف کشیدہ ہوئے
ہر نادان عشرت پذیر تھا کہ آج دشمنون کا خاتمہ ہی جو لوگ عاقل و فرزانہ تھے وہ بچشم عبرت اس
حال کو دیکھکر کہتے تھے کہ کیسکی ذلت پر دوست ہوا یا دشمن ہنسا اچھا نہین جو فلک سے اللہ بچائے
اس موذی نے بہت سے سردار خدا کے گھر خاک مین ملائے کون ایسا گذرا جو اسکے ہاتھون ذلیل نہوا
داغدار سیستہ جلیل نہوا سکندر کو نوشابہ سے شرمندگی ہوئی دارا کو سکندر سے سرافگندگی ہوئی
جمشید نے ضحاک کے ازدہا ظلم سے ہلاکت پائی تو فریدون نے اُسکو دشت عدم کی سیر کرائی اسطرح سے
اس دنیا کا چیشہ جو رہا ہی کہ کون سا گل ہی کہ جو پھولا پھلا ہو اور دست برد خزان سے بچا ہی کہ بمقتضای ایام

نہ سمجھے تھے کہ دنیا مہمان ہی	زمان آرام کی فرصت کہان ہی		
فریب آیہ اس گلشن کی بو ہی	دغا ہی مکر ہی جو آرزو ہی		
شکل شوق اپنے لوگ غم سے	ہوئے محزون گرد دنکے ستم سے		

وہ آنکھیں جنسے دیکھے تھے وہ سامان		اب اُنسے دیکھیں یہ حال پریشان	
نہ دیکھا اس جہان کا کچھ تماشا		نہ تھا لوٹ نظر بھی جنکو حاشا	
حیا آنکھون سے گھنگھٹ بھی نہ لائی		کہ جو آسمان سے موت آئی	
نہ ہونے پائے لب لذت چشیدہ		تمنا رہ گئی دامن کشیدہ	

یہان تو یہ ہنگامہ برپا تھا ادھر عیارون نے جاکر بادشاہ اسلام سے اس ماجرے کو بیان کیا تھا بادشاہ نے حکم تیار ہونے لشکر کا دیا تھا طبل و نقارے گڑگڑائے بہادر کفن پوش ہوکر مرنے چلے بادشاہ خود مسلح و مکمل ہوکر مرکب خنگ سیہ قبطاس پر سوار ہوئے کرکا ہوا علمون کے پھریرے کھلے لکھ درلکھ سوار و پیدل آمادہ مرگ و جہاے قضا ہوکر آگے بڑھے ایک لاکھ چوراسی ہزار اژدھیان بجاتے تو بڑے پتھرونکے ٹکائے حقہ ہاے نفتی گھائیون مین دہائے کہتے چلے کہ آج یا ہم نہین اور یا لشکر ساحران نہین یہ خبر ہلکارون نے لقا کو بھی پہونچائی کہ لشکر اسلام کی فوج آتی ہے نجتیارک نے صلاح دی کہ پہلے ساحرادس فوج کا راستہ بند کرین پھر جب سرداران مقید ہوجائین تو انھین برباد کرین گلفام یہ سنکر ایسا سحر کیا کہ گرد میدان خونی ایک دیوار آہنین کی گئی پس دیوار ساحر ٹھہر گئے کہ شاید یہ دیوار باطل ہوجائے تو یکایک فوج کو نہ آنے دین یہ انتظام کرکے جلادونکو حکم دیا کہ ان جنگ کام کرین جلاد کہ رہے ہین کہ اے گنہگاران جو کھانا ہو کھالو جو پانی ہو تو پی لو کہ زمانہ اجل نزدیک ہے یا در زیردار سے پوچھے جواب تو کچھ نہین دیتے لیکن بخشوع و خضوع درگاہ رب العزت مین استغاثہ کر رہے ہین کہ اے خالق عز و جل و اے مالک جزو کل ہمین تیرے کرم کا آسرا ہے جو تو چاہے تو دم بھر مین حصول مدعا ہے کہ بہت خداوندا بحالے اس بلاے گنہگارون کو یارب شاد کردے ۔ زبان استجابت دعا نزدیک آیا یعنی نجتیارک سے گلفام نے کہا کہ مین ایک جرم اور اپنے پاس رکھتا ہون یہ مصلحت اسکا حال ابتک پیش خداوند عرض نہین کیا لقا نے کہا بدولت سب جانتے ہین لیکن تو نے برا کیا جو بیان نہین اسنے عرض کیا کہ مین اثناے راہ سے ملکہ مہارخ سردار لشکر طلسم مین عمر کی جانب سے پکڑ لایا ہون وہ ملکہ بدل ساحرہ سوتے مین اسکو مین نے قید کیا ہے صندوق مین بند رکھا ہون اسوقت چاہتا ہون کہ انھین مجبر ہوجھے ساتھ یا تو وہ مطیع ہوجائین اسکو بھی قتل کردون نجتیارک نے یہ حال سنکر کہا کہ ایسے وقت کو اس

حال مین نکالنا اچھا نہین دس طرف سے دشمن کو روکنا مشکل ہوگا کہ **بیت** ایک دشمن قید تھا
اب سو ہوئے + قید مین بھی اُنسے ڈرنا چاہیے + **گلفام** نے کہا ملک جی جیسا آج قتل
اسلامیان کے لیے بندوبست کیا گیا ہی ویسا ہی قتل بہار مین انتظام کرنا ہوگا اگر اُسنے سرکشی کی
پس آج ہی ہمراہ سرداران اُس سے اطاعت کرنا چاہیے اگر منظور کرے بہتر ہی ورنہ قتل ہو جائے **لقا** نے اُسکی رائے کو
پسند کیا اور حکم حضار بہار دیا ہر چند **بختیارک** منع کرتا رہا مگر **گلفام** نے نمانا اور صندوق منگا کر بہار کو
نکالا ملکہ تین روز کی بھوکی پیاسی قید مین مبتلا تھی دلمین غم عشق بھرا تھا چہرہ ارغوانی زعفرانی ہو گیا تھا
آنکھونمین حلقے پڑ گئے لب سوکھ کر غنچہ زبس سے زیادہ ترسمٹے نظر آتے تھے بہت نقاہت سے تھرا تے تھے **نظم**

نگاہین رک گئین چالاکیون سے	ارادے تھک گئے بیباکیون سے
ڈھلا شرمہ بھرے دیدہ تر	اودا سی چھا گئی جوبن کے اوپر
لبون پر آہ نے ڈالا نشیمن	ہوا صرصر خزان چہرے کا گلشن
ہوئے دلمین سنان غم سے روزن	کیا اشکون نے استقبال اُن

جب وہ متاع خوبی اس صندوق سے باہر نکلی جسم کو ہوا نے تازگی دی قلب کو فرحت
حاصل ہوئی ازبسکہ یہ عاقلہ و فرزانہ ہے اور محبت یافتہ عمر سے **لقا** کو دیکھکر سمجھا کہ اگر اسکی اطاعت سے
انکار کرتے ہو رہائی مشکل ہے چاہیے کہ جیسا **گلفام** تجھے سوتے مین پکڑ لایا ہی ویسا ہی تکرار کرے تو بھی
اسکو سزا دے فرد کہا دل سے تو مکر آشنا ہو + کوئی دم بعد دیکھین اور کیا ہو + پس اُس الف قامت نے بسان
دال خم ہو کر اُس سیمین کو سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر ٹھہری **لقا** نے دیکھا کہ بتعریف اسنے سجدہ کیا معلوم
ہوتا ہی کہ یہ دین تیرا اختیار کیے ہی یہ سمجھکر پکارا کہ اے بندہ قدرت **گلفام** کہ بندی ہماری بندگان
خاص مین سے ہی اور ہماری جناب مین اسکو خصوصیت حاصل ہی یہ وہ بندی ہی کہ اسکو ہمنے خلعت خوبی و دین و
جمال عطا کیا ہی اور لیاقت مین بےمثال پیدا کیا ہی جلد اسکو رہا کر دے **بختیارک** نے یہ کلمات سنکر کہا کہ
یا خداوندا ط اپنی خدائی کا آپ اس مقدمے مین انصاف کیجیے **لقا** نے کہا او شیطان تو جھک مارتا ہی گریبان
خلاف **گلفام** علمین لائیگا تو اپنا غضب اے سپہر نازل کریگا **گلفام** یہ سنکر ڈرا اور جلد اسنے زبان
بہار سے سوزن لیا زبان اُس غنچہ دہن کی جب قابو مین آئی **لقا** سے عرض کیا ہوئی کہ یا خداوندا
عاجزہ مدت سے حصول شرف زیارت کی تمنا رکھتی تھی بارے تقدیر یاور ہوئی جو قدمبوسی بندگان جناب

پسر ہوئی تھا یہ بات سنکر لبسان خرد بھول گیا اور گویا ہوا کہ ہمنے سچ مچ تیرا قبول کیا اور زوجہ گلفام ہو چکی ہے
اسکی بی بی تجھے بنایا ہماری خاطر سے اسکو قبول کر ہم تجھے طلسم ہوش ربا کا حاکم کرینگے اور شاہ طلسم کو معزول
نا ئینگے بہار یہ کلام سنکر گردن جھکا کر جب ہو رہی گلفام کا یہ حال ہوا کہ شادی مرگ ہو جانا تو عجب نہ تھا
یقین ہوا کہ یہ بیشک راضی ہے ورنہ خاموش ہوتی پس فرط مسرت سے اسنے سجدہ ادا کیا اور ساحر سنکا جسم
بہار سے اتارا اور کہا اے ملکہ تا زندہ ایم بہار نے جسم اپنا ہلکا پایا سجدہ کیا یاد آیا اٹھکر چلنے کا
قصد کیا گلفام نے کہا تشریف رکھیے بہار نے ہنسکر کہا کہ کردکہ نیافت تو مجھے سوتے مین پکڑ لایا تھا
تھا بخت خوابیدہ نے مجھے یہ روز بد دکھایا فتنہ خفتہ جگایا تھا اب ذرا سنبھل کر جادی غفلت نہی
نکل ہمارا وار بھی روک ہم سوتے تھے تو جاگتا ہوا سپر بھی تجکو آگاہ کر دیا نخیتیار ک ذی جو یہ باتین سنی
پکارا کہ صلوۃ بر پیغمبر خدا و لعنت برین حرامزادہ خداوند لقا مین کہتا تھا اسنے نمانا مان ہی ملکہ بہار
لینا اس قرمساق کو اور اس مرتد گلفام کو کہ بہت مستی مین آگئے تھے ازبسکہ بوجہ قتل مسلمانان
سیدان مین سب جمع تھے تمام عالم اٹھتا تھا گلفام نے ساحر سے کہا لینا اور آپ بھی سحر پڑھکر
دستک دی اُدھر ساحر نے نارنج ترنج ارفلفل گچھے سوئیونکے بہار پر مارے ابر گھر آیا آگ پانی برسنے لگا
برف کی سلین گرنے لگین بہار بر در سحر اژدر بیچ میدان مین جا کر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھکر پکاری کہ ای بہار
حاضر ہو اور بہال ہستی گلفام پر چیران لا تا کنا تھا کہ یکایک آندھی آئی اور کوہ عقیق کیطرف سے گھٹا تیرہ
اٹھکر سب لشکر پر محیط ہوئی وہ جو آگ پھر سحر گلفام سے برستے تھی وہ اُس ابر پر گر دفع ہونے لگے اور
اس ابر مین برق شعلہ بار چمکی رعد گرجا آنکھین سبکی بند ہو گئین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی عجب سماں
دیکھا کہ زمین دمانی لبسان روز روشن مصفا ہے ضیا باری سے یہ ظاہر ہے کہ دھوپ کا دامن پھیلا ہے اس
زمین نور آگین پر چھوٹی چھوٹی کیاریان پایی پیاریان لگی ہین خیابان خیلان کو شرماتی ہین درخت
گلون کے سرسبز و شاداب ہین ترادت و لطارت مین نایاب ہین شاخین برنگ یار طناز عربدہ ساز جھوم
اٹھکھیایان کر مین نرم نرم کلایونکو معشوقان گلزار دہر کے نام دھر مین ہوا کا رشا طلگی کر رہی ہے
کہ شاخ سے شاخ ہم بغل ہوتی ہے گل نکہت بیز ہین طائر خوش نوا زمزمہ ریز ہین پھول سبزی پر جو ٹوٹکر
گرے ہین اڑ چکے ہین جیسے فلک اخضر پر تارے نکلے ہین نرگس کی نگاہبازی کا رشعبدہ سازی
کر رہی ہے سوسن باین ہمہ خموشی دمبازی کر رہی ہے سنبلہ جرخ سنبلہ پر نثار ہے طرفہ بہار ہے کہ بیان

نہایت باغ وہ آراستہ تھا — ریاض خلد سے پیراستہ تھا
ہزارون تھے گل خوشبو کے اجا — مہکتا تھا پڑا سارا وہ گلزار
بنا تھا طبلۂ عطار ہر گل — گل تر پاسمن شبو و سنبل
رواں تھے ہر طرف چشمے جو پر نور — خرامے انکے فوارون سے معمور
ہزارون دیکھے سبزہ دار خشجا — ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار
شگفتہ خوب پھولونکے شجر تھے — انھین کیوڑے تھے گلدونے سنیچے

بیچ چمن مین چبوترہ بلور کا سر سبز اور کا بنا تھا فرش سکیف بچھا تھا مسند پر ایک نازنین مہ جبین پھولونکا گہنا پہنے بیٹھی تھی اور بہار عالم تھی اسوقت کا واقعی یہ طور تھا کہ بہت گل کھلا تے ہوئے باد سحری کو دیکھا اور روش باغ یہ اک تازہ پری کو دیکھا فی الحقیقت اسکی چشم سرمہ سا پر زگستان دیدۂ معشوقان صد قے آنکھین چڑھا نے پر محراب ابرو مین خواہش رکھتے خسار پر اوسکے گلہائے گلستان جاں نثار ہو جانے کو تیار دہن اسکا چشمۂ آب حیات دشنام اسکی بہ از قند و نبات کہ ابیات

صدائے الحذر نکلی جگر سے — ملی چتون جو ظالم کی نظر سے
بچا ہون کو اجازت دیں کدھر ہو — اشارون سے کہا تم کٹ مرے جگر ہو
نظر ہر ہو مگر گردش ادھر ہو — پلٹ کر دیکھنا دل کو جگر کو
شباب حسن مین اک بیمثالی — نزاکت مثل مضمون خیالی
طبیعت سب طرف سے پاک دہن — امنگون پر سخ و عارض کے جوبن
سبا رکھا دو ہی تیغ و نظر نے — تنا کو کھولے لب سے جگر نے

گلفام اس لالہ رو سمن اندام کو دیکھتے ہی بیتاب بیقرار ہو کر دوڑا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا اوسنے کہا کہ اے عبرت بخش ضیائے مہ انور ایک نظر مہر پر سے بھی حال پر کہ نظم

نہین خاطر کو آسایش کسی دم — طبیعت ہر گھڑی رہے اپنی برہم
خدارا ایک مشت خاک ہو مین — نہین قابو مین دل غمناک ہو مین
کہ خالی ہو چکا پہلو نہین دل — صدا دیتی ہی حسرت دلے شکل
بڑھا دانے بشکل قلب مضطر — تقاضہ چشم سے ہر ہر قدم پر

جب اسطرح بیتابانہ قریب اس گلستان سحر کے پہونچا اس گلبدن نے پکار کر کہا کہ یہ باغ ملکہ مہارکا ہے یہان دخل کب اغیار کا ہے اسطرف نہ آنا اپنی جان بچانا اسنے اُس بیتابی مین اس لالہ فام کا کہنا نہ سنا اور جیسنتان مین قدم رکھا وہ پری بلا کیطرح اسکے پیچھے پڑی یعنی اپنی جگہ پر سے اوٹھکر قریب اسکے آئی اور کہا ای بیجا تو نے کنایہ انمانا اسکی سزا یہ ہے یہ کہکر ہاتھ پھیلایا اور اس گلستان سے ایک شاخ ٹوٹ کر اسکے ہاتھ مین آئی اُس شاخ کا ہاتھ مین آنا تھا کہ صورت اُسنے تلوار کی پیدا کی وہی تلوار اسنے اوٹھاکر جو لگائی گلفام نے ہر چند چاہا کہ سحر کرون اور جان بچاؤن ممکن نہوا تلوار سر سے ٹانگو نسے نکل گئی دو ہوکر گرا غل و شور مچنے کا برپا ہوا اسکے مرنے سے وہ سردار جو زیر تیغ بیٹھے تھے سحر سے چھوٹ گئے اور ہتھکڑی بیڑی توڑکر اوٹھے جلاد تیغ تیغ پھینک پھینک کر بھاگے اور سحر جو روکنے دوڑے اُنسے لڑائی شروع ہوئی تھی کہ وہ دیوار جو لشکر اسلام کی روکنے کیلیے گلفام نے بنائی تھی وہ بھی جاتی رہی اہل اسلام نوہ اللہ اکبر کہکر آگے بڑھے ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا ملکہ مہارخ باغ لگاکر چھپگئی تھی برسے ہوا جاکر ٹھہر گئی تھی اُسنے سحر کرنا شروع کیا کسی اہل اسلام پر ساحر نے نکا سحر اثر پذیر نہوا اور بہادرون شمشیر زنی کرکے سحر کو ڈال دیا لاش پر لاش گرادی ساحرونکی خاک ستی دم تیغ سے بادفنا اڑادی شمع حیات اعدا بجھادی خرمن جان مین آگ لگادی کہ بمصداق نظم

دو لشکر بروے اندر آوردا وے ۔۔۔ ہمہ کینہ خواہ و ہمہ جنگجوے
سپہ تیر باران بکردند سخت ۔۔۔ چو باد خزان بر حبد بر درخت
نہ بد ہیچ بر بندہ را جایگاہ ۔۔۔ نہ تیر و زگرد خروشان سیاہ
درخشیدن تیغ الماس گون ۔۔۔ بکردار آتش بکرد اندرون
تو گفتی زمین روے زنگی شدست ۔۔۔ ستارہ دل مرد جنگی شدست
زبس نیزہ و گرز و شمشیر تیز ۔۔۔ بر آمد ہمی از جہان رستخیز

بختیارک نے لقا سے کہا کہ ساحر بھاگا چاہتے ہین مسلمان اب نہیں آپڑینگے چاہیے کہ تم اندر قلعہ کے چلے جاؤ لقا نے کہا یہ تقدیر مین پہلے ہی کر چکا ہون یہ کہکر سمت قلعہ روانہ ہوا اوسکے پھرنے سے لشکر ان لشکر بھی پھرے اور لشکر ساحران مین بھگدڑ پڑی اہل اسلام نے دور تک تعاقب کیا لقا قلعہ بند ہوکر بیٹھا اور ساحرونکو بھگاکر مسلمان بفتح و فیروزی داخل لشکر اسلام ہوا بادسلام

دوسرداروں جو رہا ہو کر گئے شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے اور خلعت پہن کر اپنی جگہ پر
بیٹھے پھر حال ہائی عرض خدمت شاہ گردون کلاہ کیا کہ اسطرح بہار جادو نام ساحرہ نے رہائی پائی باغ سنجر
لگایا اور ہمکو چھڑایا بادشاہ نے جب نام اوس گلستان محبوبی کا سنا دلمین شجر الفت اگا غم محبت نے زخم
خاطر مین بویا مثل مشہور ہے کہ دلکو دل سے راہ ہے نیرنگ پردازی عشق کا عالم گواہ ہے سر کا عشق ہی سے
قیس کو مجنون خطاب ملا ہے اگر یوسف بھی ہو تو کنوئین جھانکتا ہے بادشاہ اسلام کا یہ حال ہوا کہ بموجب نظم

یکایک شوق نے کی مہربانی — ہوا برہم مزاج نوجوانی
ہوئی مائل طبیعت جانب یار — پکار اٹھی تمنا اے دلدار
ہجوم آرزو بل پر جو آیا — بہ شکل زلف جاناں پیچ کھایا
تڑپ کے پر سحاب اشک ایا — مزا دریا کا داسن نے دکھایا
تن سوزان جو بھیگا چشم تر سے — دھوان پیدا ہوا دل سے جگر سے

دلکو سنبھالکر حکم دیا کہ اوس ملکہ ذی مرتبت کو بلا کر شکر احسان ادا کرنا واجب ہے چند سردار جائین
اور ساحرہ موصوف اپنے باغ مین سحر بین ہوگی باعزاز تمام یہان لے آئین حال ظلسمی اوس نے
دریافت کرینگے خیریت عمر و اسد پوچھینگے سردار سے دو ایک عیار کے حسب الحکم ملکہ بہار کو لینے چلے اور
شاہ حکم فرما ہوئے کہ بیت میا ہوین سب دعوت کے سامان + رہین عیش و طرب دست و گریبان خدایان
عالیشان ترتیب سامان دعوت مین بدل مصروف ہوئے یہان جب تک دعوت کا جلسہ
اسوقت تک حال امیر سنیے کہ انکی تلاش مین جالاگ روانہ ہوا ہے چنانچہ یہ دونون عیار صحرا
مین تجسس کنان پھرا کیے جب کہین پتا نہ لگا ڈھونڈھتے ہوئے دامن کوہستان مین کئی منزل
لشکر سے اپنے نکل آئے سخت حیران تھے کہ انکی کون امیر کو لیگیا ہے غرضکہ جب قلعہ جانب کوہستان کی
انکا گذر ہوا وہان گلگون بارہ ہزار عیار لیکر خدمت لقا مین چلا تھا سیدان مین اترا ہوا تھا
اُنھون نے دیکھا کہ خیمہ و خرگاہ نصب ہین بستر لگے ہین لشکر مین جو لوگ ہین وہ عیار نظر
آتے ہین کنارہ چھڑ رہا ہے بھن ہو رہے ہین جا بجا عیار گشت و خیز کرتے ہین شلنگین بھرتے ہین
ڈھیلکی کرتے ہین درختون پر قرا کر جاتے ہین وہان سے پھر خیمون مین کود کر آتے ہین سرمست
بہروپ بدلے صورتین تبدیل کیے پھرتے ہین بیچ لشکر مین بارگاہ فلک فرسا نصب ہے اوسکے دروازہ پر

کئی سو عیار دنکا پہرا ہے یہ سامان اُس لشکر کا دیکھکر چالاک نے ابوالفتح سے کہا مجھ عقل سے ظاہر
ہوتا ہے کہ امیر اسی لوج مین قید مین یہان چلنا چاہیے یہ کہکر دونون نے صرف صورت اپنی بدل لی عیار
تو یہ خود ہین وضع بدلنے کی ضرورت نہ تھی لباس عمدہ زیب جسم کرکے داخل لشکر ہوئے از بسکہ عیار تو وہان
پھرتے ہی تھے انسے بھی کوئی مزاحم نہوا یہ سب جگہ پھر کر قریب بارگاہ افسر آئے سر اپردہ بارگاہ اٹھے تھے سامنے
لباس عیاری پہنے تاج خسروانی سر پر رکھے گلگون تخت پر بیٹھا تھا اور شاگردون کا اُسکے گرد مجمع تھا
دستگل باد کرسی پر سب شمعین تھے طارم کہ سن تھے شراب کا دور چلتا تھا گلگون حالت نشہ مین لاف و گزاف
کر رہا ہے کہ مین نے وہ کام کیا ہے جو تمام عمر سبکو یاد رہیگا امیر کا گرفتار کرنا بہت مشکل تھا انکو مین نے قید کیا ہے
شاگرد اُسکے آفرین سچ ہین کہ واقعی حضور کا مثل عیاری کرنے مین نہین ہے از بسکہ یہ دونون قریب
بارگاہ پہونچ چکے تھے یہ کلمات اُنھون نے بھی سنے یقین ہوا کہ امیر اسجگہ قید ہین پس اندر جانا چاہتا تھا
کہ عیارون نے روکا اور کہا تم کون ہو غل جو ہوا گلگون نے بھی سنا عیارون نے کہا پکڑ لاؤ عیار نہیجہ یکدم
دوڑے یہ دونون ٹھہرے ہے کہ ہم خود حاضر ہین گرفتار ہون کرتے ہو عیار آگے دھکیلے ہوئے سامنے گلگون کے لائے
اسنے حال استفسار کیا اُنھون نے ہم رہنے والے کوہستان کے ہین اور تمسے ہمیشہ قصد مقابلہ رکھتے تھے
کیونکہ تمنے بڑا نام اس فن عیاری مین پیدا کیا ہے چنانچہ ابتک اسلیے نہ آتے تھے کہ اکیلے مین تمسے لڑے
تو کیا کچھ نہ ہمارا نام ہوا نہ تمھارا اب ہمنے خبر پائی ہے کہ تم خدمت خداوند مین جاتے ہو ہم بھی آئے کہ یہ
سیمت تمھارے حضرت خداوند مین پہونچکر تمسے لڑین کسواسطے کہ آج وہان ایک عالم جمع ہے داد جو
ملے گی اور ناموری دونونکی ہوگی دوسرے عیاران لشکر اسلام سے بھی لڑینگے کہ انھون نے تمام عالم
مین غدر کر رکھا ہے اور ہم سچ کہین عیار اسلام سے ہم تمکو اچھا جانتے ہین اگر ہمنے تمھین زیر کر لیا
تو پھر عیاران عالم کو زیر کر لیا کیونکہ مثل تمھارے اب کوئی زمانے مین عیار نہین ہے ایسا ان دونون
عیارون نے اوسکو بیمثل بتایا اور تعریف کا مرتبہ حد سے زیادہ بڑھایا کہ مزاج کے لیے اسکے زمینہ
افلاک پر لگایا داغ عرش اعلے پر پہونچایا وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور ان دونونسے نبا گیہ ہوا کہا آپ نے
کرم فرمایا جو تشریف لائے اور جیسا آپ مجکو جانتے ہین یہ سب آپکی خوبیان ہین جیسا ہوتا ہے وہ ویسا ہی
اور کو بھی جانتا ہے آپ خود اچھے ہین اسی سے مجھکو اچھا جانتے ہین یہ کہکر سامنے پر زمین انگوٹھا یا
اور کہا اسم مبارک آپکا کیا ہے اُنھون نے کہا ہمکو مکار چرب زبان و غدار دروغ بیان کہتے ہین

اور ایک نام ہمارا کارزار وطرار ہے وہ یہ نام سنکر ہنسا اور جام شراب بھر کر انکو دیا انھون نے کہا ہم آپسے اگر ارادہ لڑنے کا نر کھتے ہوتے تو شریک جلسۂ عشرت رہتے اب ہمین مناسب نہین کہ یار ہم پیالہ سنگر اپنے ہم شربون سے آئندہ مقابلہ کرین اچھا یہ تو بتلایئے کہ خداوند باختر کے پاس جو آپ چلے ہین تو کیا تحفہ اُنکی نذر کو لیے جاتے ہین یہ کلمہ سنکر گلگون کو خیال آیا کہ یہ دونون عیار لشکر اسلام کے ہین تجھسے در پردہ حال پوچھتے ہین ایسا کچھ سمجھکر انکی جانب کھوڑنے لگا ابوالفتح اُسکے بڑے تیور دیکھکر اُٹھا اور چالاک سے کہا ہوا کہ بھائی چلو ہم کسکی بُری نگاہ کیون سہنے لگے واسطے کیا کچھ لنکے تا بعد ارنہین یہی نہ ہمراہ انکے چلتے اب اکیلے جائینگے یہ کہکر چلے تھے کہ اُسنے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا برا نمانیے مہربان یہ پیشہ عیاری کا ہی انسان فہیم ذرا سی بات مین کھٹکتا ہی مجھکو آپکے اس پوچھنے سے خوف ہوا کہ یہ کوئی دشمن ہین اور آپ ہی فرمایئے کہ عیار ہوکر اتنا بھی خیال نر کھے تو عیار کا ہیکو ہی ہوتوف ہے مین نے کیا بیجا کیا جو بڑی نگاہ سے دیکھا اُنھون نے کہا برادر تمنے سچ فرمایا لیکن برا نمانا تو تو ہم ایک بات کہین اُسنے کہا فرمایئے کہا تمھارے اس کھورنے سے تو حال کھلگیا کہ بیشک کسیکو تم گرفتار کرلائے ہو کہین ایسا تھا کہ یہ لطائف الحیل ہمارے کلام کا جواب دیتے تاکہ ہمین از تمھارا مطلق ثابت نہوتا گلگون یہ نکتہ ذرقتق سنکر بھڑک گیا اور کہا واقعی آپ بڑے تیز فہم اور بے بدل عیار ہین یہ باتین تھین کہ دارو غہ توشکخانہ دو بچہ اُسکے سامنے لایا اور کہا یہ حضور نے میرے سپرد کیے تھے امید کہ تسلیم مین داخل کر دیجیے اُسنے وہ بچہ لیکر ان دونون کو دیے کہ یہ بچہ ہین آپ ہی اپنے پاس رکھیے کہ آپکی بات مجکو اسوقت بہت پسند آئی اُنھون نے کہا کہ آپ بچے دیکر ہمسے بھی کام لینا چاہتے ہین اچھا اگر یہ منظور ہے تو ہم جاتے ہین اور لشکر اسلام سے کوئی تحقیقات آپکے لیے بھی لاتے ہین اور ہوسکتا ہی تو حمزہ کو لاتے ہین یہ کلام سنکر گلگون بھی مسکرایا اور اُسکے شاگرد گلرز تیز پانے ہنسکر کہا کہ اے مکار معلوم ہوا کہ تم بڑے زبردست عیار ہو اچھا لو شراب تو پیو چالاک نے جواب دیا کہ تم ہمین آزماتے ہو نہیں باتون سے ثابت ہوتا ہی کہ تمنے کوئی کام کیا ہی ورنہ یہ خجل نہ کرتے اور مزاج کو استغنا نہ حاصل ہوتا گلگون نے کہا آپ لوگ جب یہ کلمہ کہتے ہین مجکو کھٹکا ہوتا ہی کہ در پردہ حال پوچھتے ہو ہر چند کہ تم سمجھ گئے ہو لیکن بالکل صاف ہو جانا چاہتے ہو خیر اب تو تم سمجھ ہی چکے کہ ہم کسیکو لائے ہین پھر اب چھپانا کیا ہم دوست ہو گئے تو بہتر اور جو دشمن ہو تو کیا کروگے ہین کچھ ڈرتا نہین یہ سنکر کہ حمزہ کو لایا

ہون یہ کلمہ سنتے ہی دونون قہقہہ مار کر ہنسے اور کہا بیشک تم حمزہ کو لائے ہو اُسنے کہا کیون کچھ تمکو شک بھی ہے اُنھون نے کہا بھلا اُسکے کتنے بڑے ہاتھ پانون ہین جسکو تم لائے ہو اُسنے جواب دیا کہ ہم کو ہون سے بھی تنومندی مین کم ہی یہ سنکر یہ اور زیادہ ہنسے اور کہا واقعی تم حمزہ کو پکڑ لائے اُسنے کہا بتاؤ تو آخر تمکو کیا شبہہ ہے جو تم اسمیر کلام کرتے ہو اُنھون نے کہا بھائی صاحب کچھ عقل بھی رکھتے ہو وہ حمزہ جسنے تمام عالم کی سرکشونکی گردن توڑدی خداوند کے فیلولات کی بیچے بڑے بڑے خون آشام و دست جنگال ہر قوم و قبیلے کی سردار رہتے تھے کوئی پانچ سو من کا تبر باندھتا تھا اور کوئی نو سو من کا ساطور لیکر کرتا تھا سبکو حمزہ نے پست کردیا علاوہ اسکے دیوان قاف کو مارا وقائع نگار لکھتے ہین کہ سمندو ہزار دست دیو کو قتل کیا پس باین علاوت و زوردہ تم لوگون سے بھی نحیف و ضعیف ہوگا یہ کلمات اُنھون نے بدلائل ساطع و لامع بیان کیے کہ گلگون کی شمع عقل باد حماقت سے گل ہوئی دل سے کہا بیشک یہ سچ کہتے ہین کہا بھائی تم سچ کہتے ہو مگر مین لشکر سے جاکر پکڑ لایا ہون اور سب حال کنیز کو بیہوش کرنے اور اپنی عیاری کا بیان اُنھون نے کیا حضرت سلامت آپنے سب کچھ کیا لیکن ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ جو شخص ایسا زبردست ہوگا اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار اُسکا نوکر ہوگا وہ کس حفاظت مین رہیگا کیونکہ تمام عالم کو وہ اپنا عدو جانتا ہوگا ہمنے سنا ہی کہ حمزہ تہخانہ مین اوتر کر رہتا ہی اور عیار اُسکی صورت بنا اور کسیکو بنا کر بارگاہ مین ہر شب سلاد یتے ہین وہ شخص شکر کا کبھی گھیارہ ہوتا ہی کبھی کوئی اور اگر کوئی اُسکو پکڑ لیگیا تو حمزہ چند روز غائب رہکر ظاہر ہوتا ہی تاکہ یہ راز کسی پر افشا نہو غرضکہ ہمنے خبر اُس تہخانے کی بھی لگائی ہی ہم جاتے ہین اور حمزہ اصلی کو لاتے ہین تمھین اختیار ہی جسکو چاہنا برائے نذر خداوند لیجانا خواہ اپنے لائے ہوئے ہو کو یا ہمارے لائے ہوئے بکو یا دونونکو یہ کہکر اُٹھے جست کرکے روانہ ہوئے گلگون کو ایسا اندیشہ کامل اور دلمین خلل پیدا ہوا کہ اُسنے کوچ نہین کیا کہ واقعی دلیلین ان عیارونکی ہمت قوی تھین یہ بیشک حمزہ نہین ہے جسکو تو لایا ہی یہ تو اس شش و پنج مین ادھر اُدھر تھا اُسطرف دونون عیار جو چلے مزاج مین دونونکے چپل سمائی چاہا کہ اس عیار کو خداوند کے ہاتھ سے ذلت دلوانا چاہیے یہ سوچکر ہر سہ بلند ست قلعہ کوہ عقیق چلے اور دن بھر مین رستہ طی کرکے جب عیار عالم گرد گردا وری کرکے قلعۂ مغرب کیطرف روانہ ہوا کہ ہیبت گھرین تاریکیان ادھری سیاہی + چھپے رستے تھکے چلنے سے راہی + یہ بھی قریب قلعہ

مذکور کے پہونچے ازبسکہ یہ مدت سے اسجگہ آگئے ہوئے ہین سب مقامات بخوبی جانتے ہین اس قلعہ عقیق کے متصل باغ فرحت افزا ہے **سلیمان عنبرین مو** کا بھانجا **منصور** زاغ چشم نام ہر رات کو رنڈی لیکر اس باغ مین رہتا ہے عیار و نکو یہ راز ہمیشہ سے معلوم ہے اسوقت جلدی مین اور کچھ بن نہ آیا تو یہ تجویز کیا کہ منصور ہی کو گرفتار کرنا چاہیے پس **ابوالفتح** سے **چالاک** نے کہا اے بھائی تم ٹھہرو مین منصور کو لاتا ہون اُسنے کہا نہین آپ آرام فرمایئے مین لاتا ہون اور اسکو صحرا مین ٹھہرا کر آپ ایک فرشتہ **نقا** کی صورت بنا کر ایک سر مقوی کا سر پر چڑھایا جو مثل کنگرہ قلعہ کے تھا اور آسمین دس انگلیان بنا مین جو رنگ و روغن کی تاثیر سے مشعل کیطرح روشن تھین ہر چار ہاتھ بہت بڑے بڑے شانے پاس لٹکائے لباس سات رنگ پہنا جسمین اور بوم کے پر گرد چہار کے لگائے ایک ہاتھ مین گرز لیا جو روغن ملنے سے اشتاک معلوم ہوتا تھا دوسرے ہاتھ مین ایک ڈالی سیسو کی لیکر قریب باغ آیا اور کمند مار کر دیوار باغ پر چڑھا عجب صحبت دیکھی کہ چاندنی پھیلی ہے چبوترے پر فرش شہر بچھا ہے پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے ٹھنڈی ہوا چلتی ہے بیچ چبوترے پر رنڈی حسین و خوشرو بیٹھی مشغول کرشمہ سنجی ہے منصور پاس بیٹھا ہے جب پیٹنے کا قصد کرتا ہے وہ ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ مارتی ہے پھبتیان کہتی ہے کہ موئے آتشبازی کے دیوتیرے منہ کو جھلسا نچلا نہین بیٹھتا منصور اُسکے ہاتھون سے مزے مین آکر کبھی چٹکی لیتا ہے رخسار و پستان پر ہاتھ پھیرتا ہے شراب کا جام قسمین دیکر پلاتا ہے نشہ رنگ جماتا ہے رنڈی مسکیان بھرتی ہے دونی آہ کی صدا بلند ہے مستی خانہ دلین قہر دھومی ہے نظم

وہ بستر سے اٹھانا ہاتھون پہ لینا	وہ لذت مین زبان کا منہ مین دینا
وہ سینے کی رگون سے سلسلاہٹ	وہ پہلو کے برابر گدگداہٹ
لپٹ جانا وہ ہم آغوش ہوکر	وہ آنا ہوش مین بیہوش ہوکر
وہ بڑھکر سونگھنا ہر عضو تن کا	وہ گھٹنون مین چرانا کچھ دہن کا
وہ ہونٹھون کو زبان سے سلسلانا	وہ ہاتھون کو سر پستان پہ لانا

ابوالفتح سر دیوار سے ٹھہرا رہا کہ جب یہ دونون مصروف مباشرت ہون اُسوقت مین جلد اندر ہون باصطلاح عوام مزے مین کھنڈک ڈالون اور کلیل مین غلہ لگادون چنانچہ جسا اُسنے سوچا تھا وہی زمانہ آیا کہ منصور جوش مستی سے بیتاب ہوکر اس محبوبہ زاری سے لپٹا اور اُسنے نیم دہان کرنا شروع کی نظم

مزے یہ دونون کے مستی پر جو آئے		ارادے اور ہی مطلب پہ لائے	
ہوئے عریان لباس تن اُتارے		کیے مستی مین باہم کچھ اشارے	

جیسے ہی آمادہ بغل بد ہوئے ابوالفتح دیوار سے اسطرح کودا کہ بڑا دھماکا ہوا رنڈی چونکر اُچھال کر الگ ہوئی کہ ادی کودی آتا ہی اور منصور بھی پیچھے ہٹا جلدی سے رنڈی نے دلائی اوڑھی اُسنے بھی لنگی باندھی اور ازبسکہ جوش شہوت تھا غصہ مین اُٹھکر چلایا کہ جو آتا ہوا سکو سر سے معقول دون کچھ دور بڑھا تھا کہ سامنے سے ایک انسان عجیب بصورت مہیب نظر آیا فرط خوف سے ساری مستی اُتر گئی جلدی سے سلام کیا اُس انسان عجیب صورت نے کہا کہ مین فرشتہ قدرت خداوند لقا ہون ابھوقت خداوند نے مجھپر وہی نازل کی کہ جنت سے ہماری کچھ میوہ لیکر ہمارے سپہ سالار منصور کو دے آ کہ اُسکو عیاسی سے بہت شوق ہی اس میوہ کے کھانے سے ہمیشہ جوان رہیگا اور قوت باہ ازحد ہوگی یہ کہکر وہ میوہ جو ڈالی لگا کر لایا تھا اُسکے حوالے کیا اُسنے پہلے سجدہ کیا پھر ڈالی سر پر رکھکر رنڈی پاس آیا اور حال کہا یہ بھی خوش ہوئی اس اثنا مین فرشتے نے کہا کہ جلد اسکو کھالو ورنہ میوہ جنت کا ہی یہ دنیا مین نہ رہے گا غائب ہوجائیگا یہ سنکر دونون نے وہ کھایا فرشتے نے ڈالی اُٹھالی چلنے کا قصد کیا تھا کہ یہ دونو بیہوش ہوئے اِسنے رنڈی کو تو وہین چھوڑا اور منصور کو باندھکر اسجگہ تنہائی تو تھی ہی بے اندیشہ باغ سے چلا اور جالاک پاس لایا اُسے زنگ روغن عیاری لگا کر صورت اُسکی مثل صورت امیر بنائی لباس شب خوابی پہنا کر پشتارہ باندھکر دونون روانہ ہوئی اور پچھلی رات باقی تھی کہ لشکر عیاران مین پہونچے اور ٹھہرے ہے جسدم زخم جگر شب کا پیدا ہوا اور پشتارہ گلیم شب سے امیر روز کو عیار نے دہر نکالا کہ نظم

پکارے بزم والے لو سحر ہے		فراق شب سے چشم شمع تر ہے	
بجی ہر سمت سے نوبت گجر کی		نظر آنے لگی صورت سحر کی	

صبح کو پشتارہ لیکر بارگاہ گلگون مین یہ دونون آئے وہ بھی منتظر انکا بیٹھا تھا شراب صبوحی پی رہا تھا کہ انھون نے پشتارہ سامنے رکھدیا اُسنے پوچھا کہ کسکو لائے کیا کوئی بیٹا حمزہ کا ہاتھ گیا انھون نے ہم سب کے باپ اور افسر خود حمزہ کو لائے ہین بڑی مشکل سے تہخانے مین گئے اور اصلی حمزہ کو لائے اُسنے کہا دیکھین یہ حمزہ کیسا ہی انھون نے پشتارہ کھولا اُسنے دیکھا کہ ایک پہلوان جسکا ساٹھ ہاتھ کا قد ہی غفس گردن مانند بالا قوی تن درشت چنگال بیہوش پڑا ہے وہی صورت ہی جس صورت کا حمزہ لایا ہون یہ دیکھکر

اسکو منوہم تو پہلے ہی کر دیا تھا اسوقت اور زیادہ دہم ہوا کہ بیشک یہ مرد قوی الجثہ جمزہ ہی ہے غرضکہ ایک عیار
بلاکر حکم دیا کہ وہ صندوق جو اس بارگاہ کی دہنی جانب خیمہ مین رکھا ہی لے آ عیار چلا تھا کہ جا کر
نے کہا تم سے اکیلے نہ اٹھے گا مین بھی آتا ہون یہ کہکر ساتھ اُسکے اُسی خیمہ مین آیا دیکھا ایک صندوق
آہنی رکھا ہی قفل برابر ان شتر کے فولاد کا بنا اُسمین لگا ہے چالاک سمجھ گیا کہ بیشک اسمین امیر ہین
یہ سمجھکر وہ عیار جو ساتھ آیا تھا غافل تو پاس وہ کھڑا ہی تھا حباب سکے منہہ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہوگیا
چالاک بیٹا عمر کا ہی اسکے نزدیک قفل کھول لینا کیا بات تھی اسی نمونے کی کلید ہر وقت پاس رہتی نکالکر قفل
کھولا پٹرا اٹھایا امیر کو اسمین بیہوش لیٹے پایا ازبسکہ مرد توانا و پر قوت ہین اسوجہ سے بے آب و دانہ
اس دو مہین روز مین زندہ بچے ہین ورنہ مرجاتے یہ دیکھکر اسنے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا امیر کی
آنکھ کھلی دیکھا ایک صندوق مین لیٹا ہون ازبسکہ نحیف و نار ہے اشارے سے مستفسر
ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے اسنے نام اپنا بتا کر کہا کہ ایک عیار آپکو پکڑ لایا ہی مین نے اُسکو دھوکا دیا ہے
وہ آپ سے اگر پوچھے تو کہیے گا مین حمزہ نہین ہون بلکہ کچھ بات بنا دیجیے گا ہر چند کہ در دغگوئی
آپکا شعار نہین لیکن مصلحت اسمین ہے کافر سے وقت جنگ خدع کرنا شرع شریف مین جائز
رکھا ہی امیر یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہے اور اُسنے پھر بیہوش کرکے صندوق بند کیا اور اُس
عیار کو بھی ہوشیار کیا اور کہا سچ بتا تو نے مجھے بیہوش کیون کیا تھا مین یہ چال اپنے مالک سے کہونگا
چالاک نے اُسکے سامنے ہاتھ باندھے اور کہا بھائی میرے آبرو تیرے ہاتھ ہے مین صاف صاف
جو حال ہے کہے دیتا ہون وہ یہ ہی کہ صندوق دیکھکر میرا ایمان ڈھکانے نرا تھا جاتا تھا کہ مال اسمین
بھرا ہے پس تجھکو بیہوش کرکے چاہا تھا کہ کچھ نکال لون صندوق جو کھولا تو ایک آدمی لیٹے دیکھا
اسیطرح پھر بند کر دیا عیار کا کلام ایسا مصنوعی محتمل بر راستی تھا کہ اسکو سچ اور اسنے کچھ جواہر نکالکر
اسکو دیا کہ بھائی یہ تم لے لو اور میری آبرو بچاؤ اپنے مالک کے روبرو یہ راز نکھو عیار بر سر ترحیم ہوا اور
وعدہ کیا کہ نکھونگا مگر جو تو نے اور کچھ چالاکی کی ہوگی اور صندوق مالک کے سامنے کھلنے سے تفتیش ہوگی
تو مین کہہ دونگا یہ کہکر صندوق اُٹھاکر سامنے گلگون کے لائے اُسنے وا کرکے امیر کو نکالا اور ہوشیار کیا
پوچھا اے شخص تو کون ہی امیر نے بتا بر تعلیم چالاک فرمایا کہ مجھے یہان کون لایا اور عیار بھی بڑے
جھوٹے ہوتے ہین اسنے کہا ارے سچ کہو پہیلی کیا کہتا ہی امیر نے کہا سچ یہ کہ مین پہلے نوشیروان بادشاہ

کا نوکر تھا وہ مرگیا اُسکا بیٹا فرام زلفا کے ساتھ ہے اُسکے ساتھ مین آیا تھا ایک عیار نے مجھ سے کہا ہم تمکو
روپیہ بہت سا دینگے آج حمزہ بنکر اُسکی جگہ پر سو رہو مین لالچ مین آگیا اُسکا یہ خمیازہ اُٹھایا کہ قید ہوا
گلگون یہ حال سنکر بولا کہ اے سکار اب تم اپنے حمزہ کو ہوشیار دیکھو وہ کیا کہتا ہے چالاک نے لرز کر کہا
کہ کیون شامت آئی ہے بہت ہوشیاری اچھی نہین ہوتی حمزہ شیر بیشہ شجاعت ہے اسکو خداوند اپنا
سپہ سالار فرماتے ہین وہ ہزار ہزار سن کی قید توڑ کر نکلا جاتا ہے اسکو ہوشیار کرکے تم زندہ بچوگے پس
تمھاری بہتری کے لیے ہم جاکر پکڑ لائے ہین کہ تمھین ذلت پیش خداوند نہو اگر تمکو کچھ شک ہو تو تم
اپنے ہی گرفتار کیے ہوئے حمزہ کو سامنے خداوند کے لیجاؤ ہم اپنے حمزہ کو آپ لیجائینگے میرا صاحب
آپ امتحان لینے والے کہون کچہ ہم آپکا دیا نہین کھاتے شاگرد نہین نوکر نہین پھر کیا مطلب جو پوچھا
چھیڑ مین پڑین بقول حصے خردہ بیرد مفت کا دردگردہ یہ کہکر اوٹھے اور چاہا کہ پشارہ اُٹھاکر
چلین گلگون کھڑا ہوگیا کہ ہان ہان آپ خفا نہون واقعی آپنے ذلت سے بچایا مین نے براہ
استحان یہ بات نہ کہی تھی بلکہ یون ہی کہا کہ دیکھین وہ حمزہ کیا کہتا ہے مگر سچ آپنے کہا کہ وہ جو
ہوشیار ہوگا سخت لڑائی پڑے گی یہ کہکر امیر کو کچھ زاد راہ بھنگا کر دیا اور کہا آپ جایئے جب لشکر خداوند
مین پہونچیے گا تو حال سنیے گا امیر نے اسکے کلام کا جواب نہ دیا اور بارگاہ سے نکلکر راستہ پکڑا
اور اُسنے بعوض امیر منصور کو صندوق مین بند کیا اور خیمہ مین بھجوا دیا چالاک کی خاطر مین
مصروف رہا ایک دن انکو رکھا دوسرے دن عزم سفر کیا چالاک نے کہا اب ہم بھی رخصت ہوتے ہین
اُسنے کہا تمتو ساتھ چلنے کہتے تھے انھون نے کہا ہمارے چار سو عیار شاگرد ہین ہم آپ پاس اکیلے چلے
آئے تھے اب جمعیت کرکے بعزت تمام خدمت خداوند مین اپنی جگہ پر سے آتے ہین یقین ہے کہ آپ
پہونچنے تک ہم بھی آجائینگے یہ کہکر دونون روانہ ہوئے اور اُسنے بھی کوچ کیا لیکن امیر جو
وہانسے روانہ ہوئے تھے راہ سے نابلد تھے کوہستان مین راہ بھول کر ایک میدان وسیع مین
پہونچے جب اُس میدان کو طے کیا ایک باغ کا دروازہ نظر آیا از بسکہ خستہ و شکستہ کئی دن کے
بھوکے پیاسے تھے برائے آرام باغ مین آئے دیکھا سبزہ فرش صندلین ارض پر خفتہ ہے گل بید
تجمل و زیب سادہ چمن ہے شاہد بہار پیرہن جوبن ہے بہار افزاے باغ خاطر نسرین و نسترن ہے سنبل کی
بیل گلو نیر پھیلی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہزار ہا نافہ مشک نافہ عروس چمن رکھتی ہے کہ ایسا تمام

بہار چمن اور وہ لالہ زار — نئے رنگ کی تھی دلہن کچھ بہار
نسیم سحر ناز سے پھرتی تھی — کھلی جاتی تھی شاخ مین ہر کلی
پپیہا یہ کہتا تھا پی سے کہان — مچاتی تھین کوکو کا غل قمریان
گھرا ابر تھا رعد کا شور تھا — روشین پر ہر اک ناچتا مور تھا
زمین پر تھی سورج مکھی کی بہار — چمکتی تھی برق فلک بار بار

اس باغ مین زیر محل سایہ دار فرش ستھرا بچھا تھا مسند پر ایک پریزاد فاست رشک تمثال دبیت
مین جلاد ناز و غمزہ مین اُسکے ہزارون بیداد نا شنو فریاد کم سن جوانی کے دن بیٹھی تھی نظم

جبین مین بل شکن گیسو کی برہم — نظر مصروف جلادی ہر اک دم
غضب آمیز چتون کے اشارے — بلا آئی ہوئی جسکے نظارے
لگاوٹ کے لب دل محو فریاد — لحاظ آرزو ہر وقت برباد

سامنے اُس رشک چمن کے چند نازنینان نازک بدن سازینے بجاتی تھین اور ایک بت پیرہن
اسطرح ناچتی کہ ادا مین اُسکی رقاصہ فلک کو شرماتی اور چکر مین لاتی تھین دم رقص یہان تھا کہ نظم

دم رقص اُسنے ستم ڈھا دیا — ادا سے زمانہ کو بسمل کیا
چمک کر جو اُس بت نے کوڑا لیا — دل عاشقان پسکے سرمہ ہوا
ادا و ادا سکی ہر ایک تھی پر ستم — قیامت سے کچھ کم نہین نازنیم

امیر یہ سامان دیکھکر اور طرف چمنستان مین چلے کہ سامنے کسو کا زنانہ ہی عورت تو نہین جاتا
خلاف ہمت سردانہ ہی چنانچہ یہ تو اور سمت چلے لیکن اُس نازنین مسند نشین کی نگاہ اُنپر پڑی پکارکر
کہا کہ اے شخص کہان جاتا ہی ادھر ایک بات تیری نفع کی ہے سنتا جا امیر یہ صدا سنکر پھرے اور قریب
اُس سرمایۂ ناز کے آئے اُسنے مرد بزرگ دو جبہ سمجھکر تسلیم کی پھر باادب تمام گویا ہوئی کہ مین نے اسلیے حضور کو
تکلیف دی کہ یہ مسکن ایک دیو لعین کا ہی جو کوئی ہو لکر ادھر آتا ہی وہ دیو اُسکو کھا جاتا ہی مین ملکہ پریشہ
سلطان دختر صاحبقران و ملکہ آسمان پری حالیہ قاف کی ہون اور اُس ملکہ موصوف نے
میرے باپ کو ایک ملک پردہ قاف یعنی عنایت فرمایا ہے کہ وہان کی حکومت کرتا ہی
یہ دیو مجھکو دھوکا دیکر اُٹھا لایا ہی اور طلسم مین پھنسایا ہی روز خواستا وصلت ہوتا ہی جب مین قصد

اپنی ہلاکت کا کرتی ہون اسوقت باز رہتا ہے مختصر یہ کہ تم یہان سے جلد چلے جاؤ ایسا نہو کہ وہ آجائے
تو سفت جان جائے امیر نے فرمایا کہ وہ بیدین اپنی سزا کو پہونچیگا اللہ تعالی تجھے اس بلا سے رہائی دیگا تم گھر
اور متعلق عشرت رہو یہ فرماکر وہین سے اٹھا آرسیکہ وہ شہزادی مسلمان تھی آپنے کھانا تناول کیا پانی پیا
باغ کا میوہ تناول کیا آسودہ ہوئے پھر اوس ملکہ سے فرمایا کہ چلو اس باغ مین سیر کرین وہ آن سنکے
کر آن سبکو دیو اسی ملکہ کی خدمت کے لیے اٹھالایا ہے ہمراہ چلی امیر ہر سمت پھرنے لگے ناگاہ ایک عمارت کو
گنبد بنا دیکھا کہ سنگ سیب سے تعمیر تھا اُس گنبد کے پاس تشریف لائے دروازہ اُسکا وا کیا
کہ ایک تخت سونے کا بچھا ہے اُسپر تصویر لقا کی مکلل بہ جواہر رکھی ہے معلوم ہوتا ہے کہ لقا
بیٹھی ہے اُس تصویر کا حال شہزادی سے پوچھا ہے اسنے عرض کیا کہ یہ سرزمین متعلق کوہستان ہے اور یہ مکان حمام
حمام کو دی ہے یہ باغ بھی اُسیکا ہے اور اُسنے یہ بتخانہ بنایا ہے دیو سے دوستی کرلی ہے کہ جب وہ بہر
پرستش آتا ہے دیو کچھ خبر نہین ہوتا اور دیو بھی پرستش کرتا ہے اور وہ دیو ساحر بھی ہے اس بتخانہ کی
حفاظت کے لیے کچھ پہرہ چاروں کے بٹھا کر جایا کرتا ہے امیر نے یہ حال سنکر لاحول پڑھی فرمایا کہ افسوس اُس
لقا بدبخت نے ہزارون آدمی کیا ایک عالم کو برگشتہ کر رکھا ہے یہ کہا کر مجاہد راہ خدا بھی بسان
جناب خلیل اللہ کے جد بزرگوار کے اُس گنبد مین در آئے ہر طرف سے غل ہوا کہ بیچ گھیر لو خداوند سے
بے ادبی کیا چاہتا ہے امیر کو بسبب مرنے گاگھام کے اسم اعظم یاد تھا در زبان فرمایا اور اُس سبکی
ایک انگلی پہلے توڑی اور دریا وہ غل ہوا کہ ارے یہ تم دیکھو اس ظالم نے خداوند کو مارا کہ وہ بیچارے
نہ کچھ کہتے ہین نہ سنتے یہ ہنگامہ برپا تھا کہ یکایک اندھی سیاہ آئی تمام باغ مین اندھیرا ہو گیا
امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سیاہی موقوف ہوئی دیکھا کہ ایک دیو قوی الجثہ للکارتا ہوا آتا ہے امیر نے
اسکو آتے دیکھکر اُس تصویر کا سر بھی اکھیڑ ڈالا پھر وہ دیو بڑے جوش و خروش سے کہتا ہوا کہ لو
آدم زاد سیاہ سر سفید دندان بڑا غضب تو نے کیا خداوند سر تو ڈھونڈ اکھاڑ پچھاڑ شروع کر دی یہ
قریب آیا اور ایسا افسون کیا کہ ہزارہا دیو پیدا ہو کر امیر پر دوڑے آپ نے اسم اعظم پڑھا وہ
دیوان سحر غائب ہوئے اور وہ دیو چھاق چادر یکبارگی حملہ آور ہوا امیر حسب کے زیر بغل اس
دیو کے آگے چھاق چادر خالی گئی اُسنے نعرہ کیا کہ افسوس یہ انسان سمہ لذیذ تھا اب یوند
خاک ہو کر کرکرا ہو گیا یہ کہی رہا تھا کہ امیر نے نعرہ اللہ اکبر اس زور سے کیا کہ دیو ناچیز لگا اوچکا

کہ اوانسان تو بہت چیختا ہی شاید زلزلہ قاف ہی یہ کہکر دوڑا اور لپٹ گیا پھر تو آپنے بھی چال کیا نظم

در آمد باد آن گو نامدار	گرفت ست بر یال او استوار
گرفت آن بر یال گرد دلیر	کہ آرد مگر پہلوان را بزیر
ہمین گشت کندین ازان آن ازین	ہمی گل شد از خون سراسر زمین
سرانجام ازان کینہ و کارزار	بہ پیچید بر خود گو نامدار
بر د چنگ و بر د استش نیزہ شیر	بگردن بر آورد و بفگندہ زیر
زدش بر زمین ہمچو شیر ژیان	چنان کز تن او بر آورد جان

جب وہ دیو زمین پر چت ہوا آپ اوسکے سینے پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ کیا کہتا ہی شجاعت خدائے پاک مین اُس دیو نے کہا کہ آپ اپنا نام بتایئے تو مین اسلام اختیار کرون آپنے فرمایا کہ مین زلزلہ قاف حمزہ صاحبقران دیو نے کہا پردہ قاف سے مین تیرے ڈر سے مارے پردہ دنیا پر بھاگ آیا تو پر دنیا پر بھی میرا لعاقب مین پہونچا اب تیسری جگہ اور کون سی لاؤن جہان بھاگ کر جاؤن جانا مین نے کہ دین تیرا سچا ہے مین مسلمان ہوتا ہون امیر اُسکے سینے پر سے اترے اور کلمہ طیبہ بنایا وہ دیو بسرارادت مسلمان ہوا یہ کیفیت دیکھکر اُس شہزادی نے جانا کہ یہ باپ حضرت قریشیہ کے ہین دوڑکر قدم پر گری امیر نے تسکین و دلداری فرمائی پھر اس دیو سے فرمایا کہ اس شہزادی کے ملک سے کیکو بلاتا کہ وہ اسکو لیجائے دیو نے بقسم عرض کیا مین اسکو بارام تمام خدمت قریشیہ مین پہونچا دونگا اور رسید اسکی لا دونگا آپنے فرمایا کہ اچھا لیجاؤ ملکہ کو سوار کرکے روانہ سمت قاف ہوا اور امیر منتظر رسید وہان فرد کش ہوئے اور نماز ظہر ادا کی بعد شرط خدمت بجا لائین تین روز امیر وہان رہے تیسرے روز دیو نے لاکر نامہ سربمہر ملکہ اسمان پری اور عرضی قریشیہ کی دی لکھا تھا کہ زبانی دیو کے حال خیریت مزاج معلوم ہوا اور ملکہ سمنبر پری بآرام بیان پہونچی امیر نے وہ عرضی و نامہ پڑھکر اُن حور توسے فرمایا کہ تم اپنے شہر و دیار کا پتا بتاؤ کہ بھیج دیا جاے از بسکہ وہ سب پردہ دنیا کی رہنے والیان تھین جہان جہانگا پتا بتایا دیو ایک ہی دن مین سبکو پہونچا آیا بعد انفراغ امیر بھی روانہ ہوئے دیو کو نامہ نامی ملکہ اسمان پری لکھ دیا بعد خیریت کے لکھا تھا کہ اس دیو کو جاگیر عنایت کرنا غرضکہ دیو تو ادھر گیا اور

امیر نے اُس باغ مین جو جواہیا جواہر کے تھے مال کافر سمجھ کر لے لیے اور تصویر لقا بھی لیکر روانہ
ہوئے جیسے سرحد باغ سے نکلکر دشت مین پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر چلا آتا ہی آگے لشکر کے بعبدہ
افسری ایک کوہی دراز قد زبردست شکار کھیلتا آتا ہی بازدار قراول پہلے ساتھ ہین امیر سامنے ڈیرے
پڑے ہوئے اور اُس کوہی نے جو تصویر لقا کی ٹکڑے ٹکڑے کی ہوئی ہاتھ مین دیکھی پکارا کہ ای اجل دوست تو
یہ کیا کیا کہ میرے پیارے خداوند کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یہ کہکر فوج کو اُسنے حکم محاصرہ کرنے کا دیا پھر تو نظم

ہوئے تیار مردان دلاور	بہ شکل ابر تر آمد لشکر
صدا دینے لگے گرگیٹ ہر سو	بہادر جنگلے پہلو بہ پہلو
صفین تیار سر ننگے عریان	اجل حاضر مگر سر در گریبان
صدا دی کوس جنکی نے جو یکبار	ہوئے سردار لشکر سب خبردار

امیر نے بھی تیغ نیز بنام انتقام سے کھینچی اور نعرہ بلند کیا یہ سردار لشکر حسام کوہی مالک اس سر
زمین کا ہوا اور اسکو اپنی سپہ گری پر بڑا غرا آیا جب اُسنے نام امیر سنا معلوم کیا کہ حمزہ یہی ہے پس
جسم اپنا تنومند امیر سے دیکھکر اور خیال کرکے کہ یہان اکیلے ہین کیا کرینگے معلوم ہوتا ہی یہ سردار
اور غیار دونکے بھروسے پر لڑتے ہین تو انکو زندہ گرفتار کرلے یہ سوچکر فوج کے افسرون سے کہا
تم گھیرے رہو ہمکو نکرو مین گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر گھوڑے سے کودکر سامنے آیا اور امیر سے
کہا آپ پیدل ہین اور اکیلے ہین پس مین بھی اکیلا اور پیدل ہی ایسے لڑونگا آپنے فرمایا بسطرح
تیرا جی چاہے اُسنے اور حربے تو موقوف رکھے مگر آمادہ بکشتی ہوا اور ٹھاٹھ بدلکر مقابل آیا ہاتھ
ہاتھ ملایا کشتی بصد دستی سروع ہوئی امیر نے بعد دو چار زور اسکے روکنے کے کمر بند مین ہاتھ دیکر
لنگر اکھیڑا اور سر سے بلند کیا اوسکو بڑی حیرت ہوئی کہ بہت جابد مجھ ایسے پہلوان کو اُسنے
اٹھا لیا غرضکہ بہت نادم ہوکر پکارا کہ ای شہریار امان دیجیے آپنے فرمایا شرط ایمان لانے کے امان
ملیگی اُسنے اقرار کیا آپنے زمین پر رکھدیا اور کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر دلمین کینہ رکھکر طرح کیطرح
اقرار اسلام بظاہر کرکے مسلمان ہوا اور سب افسران لشکر کو بلاکر قدم آقدس صاحبقرانی پر گروایا پھر
ہوادار سوار کرکے بجاہ و حشم تمام اپنے قلعہ مین لیچلا یہانتک کہ بعد قطع مسافت راہ دامن کوہ مین
وہ ایک قلعہ فلک فرسا بنا دیکھا سامان حرب سے آراستہ دیکھا بر سبیل اختصار یہ کہ وہ قلعہ اہو

میر داخل قلعہ ہوئے شہر آباد رعیت دلشاد پائی راستے نخچہ شہر کین ہمراہ رکابین سجین عمار بازار نظم

زمین شفاف رستہ جا بجا صاف
نگاہون کو میسر لطف اطراف
دکانین طاہو مین اسباب نکلے
کھلے ڈبے دُر نایاب نکلے
زمرد لعل نیلم عمدہ اعلا
گرہ سے کھلکے آتے جوہری پاس
خریدار آتے ہر جانب سے کشاں
تماشا گاہ تھا داماں آفاق

امیر سیر دیکھتے ہمراہ آسکے دار العمارہ شاہی تشریف لائے آسنے عرض کیا کہ تخت میر جانثاری بیٹھے امیر نے فرمایا تخت نشینی کی ہوس سے بری ہون خدا میرے تاج دار بادشاہ اسلام کو سلامت رکھے تم تخت پر بیٹھو خراج مین چند بضیہ ہمارے نزدیک خدمت شاہ مین بھیجدینا یہ کہکر آپ سنگل پر بیٹھے اور سب سردار ان کو ہی کرسی بہ کرسی پایہ بہ پایہ جاگزین ہوئے حسام بیان جاکر کمتر خدمتگار اپنے جا منتظار ارباب نشاط کو طلب کیا طعام عمدہ کی طیاری کی یہ خاطر داری کی کہ نظم

وہ خوشبوئین کہ جی لوٹے بشر کا
رہے مطلق نہ باقی ہوش سر کا
طعام عمدہ کی تیاریان کین
دکھائی تاج دل کو راحتین دین
صدا طبلون کی پہونچی آسمان تک
غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک
پھر اتنے مین لے آیا بادہ خرم
پکارے ساقیان سیم اندام
کہ آ پیارے ملا یہ جام کے
ذرا مہمان کو ٹھنڈا کر غضب سے

جسنے امیر کے جام آیا آپنے فرمایا کہ مین شراب نہین پیتا ہون ہان اگر مارالحم موجود ہو تو سب کا اُسے پیکر ہم مشرب ہوتا حسام نے یہ کلمہ سنکر اسیوقت مارالحم تیار کرایا اور اُسمین بیہوشی ملاکر سامنے لایا امیر صاف دل ہین وہ کلمہ پڑھ چکا تھا حکم شرع کظاہر سمجھکر مارالحم نوش فرمانے لگے جب دو چار پیالے پیے کنٹیان لپکنے لگین سمجھے کہ اسنے دغا کی چاہا کہ اُٹھکر ہوا کھاؤن اور تدبیر دفع بیہوشی کرون لیکن جیسے ہی اُٹھے بیہوش ہوکر گرے آسنے تمام اسحوالے کیا کہ اسوقت مین نے بمصلحت اسلام اختیار کیا تھا سپاہ گری کے چھتیس فن ہین دشمن پر قابو پانیسے مطلب ہے تم بھی دین تعصب پرستی نہ ترک کرو سردار آسکے بعض خوش ہوئے اور بعض ناخوش ہوئے کہ دغا کرنا اچھا نہین جو کیا وہ کیا لیکن ناخوشی اُنکی کچھ کام نہ آئی خاموش ہوئے اور حسام نے آہنگر بلاکر

قید سخت مین مبتلا کرکے امیر کو زندان مین بھیجا پھر لشکر کو اپنے تیار کرایا چالیس ہزار کوہی دیو سوار مسلح و مکمل ہوا اسنے قلعہ ایک لیڈی عزیز کے سپرد کرکے آپ کرگدست پر سوار ہوکر اور امیر کو عماری پر بٹھاکر بچشم و خدم جانب قلعہ عنقیق کوہ برا استعانت خداوند قلعہ سے کوچ کیا کما بموجب نظم

نشست از تنازی بہ اسپ سمند — ہمین تاخت تر سان زبیم گزند
پس پشت او نسی ہزار از بلان — سوار ان جنگی و شکل دلان
ہمہ بر گرفتند تیر و خروش — زمین پر خروش و ہوا پر خوش
غریوان و جوشان چو شیر ژیان — کمانے بیازو کمر بر میان
ہمی رفت دشت چو پیل مست — مگے گرزہ گاو پیکر بدست

جب قلعہ سے دو منزل پر جاکر مقام کیا ہنوز لشکر آسودہ نہوا تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد اڑتی اور ایک لشکر کوہ پیکر کا ساٹھ ہزار سوار لیے پیدا ہوا اسنے ہرکارے بہر خبر روانہ کیے معلوم ہوا کہ سرمہ کوہی پہلوان دوران رستم سرزمین کوہستان مدد خداوند جاتے ہین یہ خبر سنکر اسنے سردار اپنے ساتھ لیے اور استقبال جاکر کیا سرمہ کوہی ابھی گیند سے اترا دونون بغلگیر ہوئے دونون لشکر ایک مقام پر اترے اور دونون بادشاہ ایک ہی بارگاہ مین آکر بارگاہ آراستہ ہوئی جام گلگون کا دور ہوا مزاج کا عالم ہی اور ہوا حالت نشہ مین حسام نے کہا کہ اب مجھسے شرط کرو کہ ہوگا مین نے حمزہ کو گرفتار کیا ہی سرمہ کوہی کو اسکی لاف زنی بری معلوم ہوئی لیکن مے و نشاط کے اوہا صاحب طرف ہی تحمل کر گیا کہا بھائی تم ایسے ہی بہادر ہو حسام نے کہا تمھین کچھ شک بھی ہی اگر شک ہو تو مین حمزہ کو بلا کر دکھاؤن اسنے کہا شک کیا ہی لیکن مجھے بشک حمزہ کو دیکھے کا اشتیاق اچھا کل وقت کوچ سامنے بلا بھیجا یہ کہکر مصروف رحمت ہوا جو وقت شاہ کوہ خاور کوہستان سے نکلکر عازم سفر منازل افلاک ہوا کہ ہیئت نمود صبح نے جلوے دکھائے خوابگاہون سے سامان بے صبح کو دونون بادشاہ اٹھے جام صبوحی پیے ارادہ سفر کیا ہنوز طبل سفر کے بجنے کا حکم نہ دیا تھا کہ سرمہ نے کہا بھائی صاحب حمزہ کو سامنے بلوایئے حسام نے زندان بان کو حکم دیا کہ قیدی کو سامنے لاؤ بحکم بہ بست سوار با شمشیر برہنہ ہمراہ گرد حفاظت کنان سرداران بحالیسان بیچ مین مسلسل با فیدلون آہنی آمد بنا بر دستور اہل اسلام پکارے کہ سلام میرا اس انجمن مین ہی جو اللہ پاک کو اکیلا اور سچے

پیغمبر کے دل امین کو بچا جانتا ہو سرمہ نے یہ سنکر کہا کہ کیون حمزہ رستمی جلدی مگر رستمی کا بل
نہین جلا مجھ ایسے پہلوان کا تو نے ذرا ادب نکیا نہ سلیم نہ آداب یہ لفظ مارنا سنکے امیر کو
لیا امیر نے ارشاد فرمایا کہ مین نامردون کا رعب نہین مانتا بلکہ انکو بزدل سے بھی کمتر جانتا ہون اسنے یہ کلام سنکر
کہا کہ کیون تجکو کیا بہادری میرے بھائی نے نہین پیدا کیا امیر نے فرمایا کہ مردانگی کا حال اسکی اسکے
سردار اور وہ خود جانتا ہی اسی سے پوچھ لے اسنے حسام کی طرف دیکھا اور سردار نے حال
پوچھا انھون نے سب کیفیت گذشتہ بیان کی اسنے حسام سے کہا کہ اسی سنھ پر کل یہ لات نی
تھی تو نے اوسکا نام سارے کو ہیونکا بحر نامردی مین ڈبا دیا آبرو کھو دی یہ سنکر گویا ہوا کہ امیر
اگر کوئی آپکو بزدلی زیر کرے گا تو اطاعت کیجیے گا امیر نے فرمایا کہ زندگی بھر اوسکی اطاعت
کرونگا یہ سنکر وہ اٹھا کہ قید جسم امیر سے دور کرادے امیر نے کہا کہ اگر وقت رہائی قریب آیا ہی تو پھر
تیری ضرور نہین ہے یہ کہکر خانہ زرین آگر چرخ مارا اور پکڑ کر سنکڑی ٹیڑی بیان تا عنکبوت تو کر
پھینکی ہر سہ اچھل کی صدا بلند ہوئی حسام نے کہا ای سرمہ تنے اچھا نکیا جو ہمارا قید کو
رہا کیا اب بھی از روے بلوہ کے اسکو گرفتار کروا دے اسنے کہا تو جھک مارتا ہی مجھے بھی تو نے اپنی طرح
بودہ مقرر کیا ہی اور بیعزت خبردار مجھسے ایسا کلام نکرنا یہ کہکر حکم دیا کہ دو مرکب حاضر ہون اسلحہ امیر کو
اسلحہ حاضر ہوا پھر آپ ہی کہا کہ اچھا اکھاڑا درست ہو مین زور آزمائی کرونگا بنا بر حکم ملازم عمل مین
لائے اکھاڑا درست ہوا وہ لنگوٹ کھینچکر اکھاڑے مین کود اچھل بجایا امیر بھی کود ے اور
باہم سرگرم ملاش ہوئے ٹکر چلنے لگی داؤن پیچ توڑ جوڑ ہونے لگے اس کشتی مین حسام نے
یہ چالاکی کی کہ کچھ فوج تیار کرا دی افسران چند سے مشورہ کیا کہ یہ فوج لیکر تم آگے
بڑھو مین بھی آتا ہون نصف لشکر سے زیادہ افسر لیکر کوچ کر گئے یہ سیر کشتی دیکھا کیا زور
ریا پہلی کشمکش کے سوا کیے از بسکہ امیر کو عجلت منظور تھی دو ہی تک لڑکر صاحبقرانی زور دکھایا دو
زور تو بتر تا بیدربای نہین حریف تاب اسکی نہ لا سکا آپنے اٹھا کر دے مارا کہ چاروں شانے چت گرا
دوڑ کر آپ سینہ پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ حالا دریا فت ہو دیگار عالم جو میگوئی تجھے عمر بھر کی
کہ تا زندہ ایم بندہ ایم امیر سینہ پر سے اٹھے اسنے اٹھکر سر قدم پر رکھا اپنے گلے سے لگایا اور کلمہ پڑھایا
سرمہ کو ہی کلمہ پڑھکر مصدق دل مسلمان ہوا اس ہنگامہ مین کہ امیر اسکے سینہ پر سوار تھے حسام گھوڑا ڈالکر

نکل گیا فوج جو لگے بھیج چکا تھا اسمین شامل ہوکر جانب عقیق کوہ چلا سرمہ کوہی نے تمام فوج کو
مسلمان کیا اور باقی ماندہ حسام کا لشکر بھی شریک ہوا ایک دن آسودہ ہوکر انھون نے بھی کوچ
کیا امیر با فوج کثیر بصد جاہ و جلال روانہ ہوئے لیکن انسے پہلے حسام قریب قلعہ عقیق پہونچا تھا
کوہی بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر لیگئے لشکر اسکا بیرون قلعہ اترا وہ خود قلعہ مین گیا خداوند کو سجدہ کیا
خلعت ملا و نگل پر بیٹھا اور چل کیا کہ مین اسطرح حمزہ کو لاتا تھا لیکن یہ افتاد ہوئی اور رہا ہوگیا
یہ تو بیان حال کرتا تھا اور اسکے قبل خبر پہونچ چکی تھی کہ نسخوب زاغ چشم باغ مین رنڈی باس تھی رنڈی
رہگئی وہ غائب ہوگئے تھے سب نے پوچھا تھا کہ خداوند تبلائین اسکو کون لیگیا ہے تھا نے کہا تھا کہ خداوند
جانتے ہین مگر تبلائینگے نہین ہمارا نیچہ قدرت اسکو ہماری بہشت مین چھوڑ آیا ہے اس کلام سے ہر ایک سمجھا
تھا کہ اول حسام اگر پہونچا دوبارہ خبر آئی کہ گلگون عیار بادشاہ قلعہ گلگونیہ کوہ آیا ہے خداوند اسکا
بھی استقبال کرایا ہے لشکر اسکا بھی بیرون قلعہ اترا وہ خود سامنے خداوند کے آیا نذر دی سجدہ کیا
خلعت عنایت ہوا بیٹھا اسمین خداوند نے حکم دیا کہ آخر ہر مقابلہ لشکر اسلام پر سب جنگ میری آئے
ہین پس بیرون قلعہ جانا پڑیگا اس سے باہر ابھی چلنا چاہیے یہ حکم لشکر خیمہ و خرگاہ و بارگاہ جمشید خداوند
سب سامان میدان مین فراہم ہوا جب بارگاہ نصب ہوچکی خداوند مع لشکر کو وہان قلعہ سے نکلکر
داخل بارگاہ ہوا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی وہان جالاک ابوالفتح آچکے تھے انھون نے بھی
صلاح کی کہ حسب عدہ ہمکو بھی چلنا لازم ہے دیکھین وہان کیا دل لگی ہوتی ہے یہ صلاح
کرکے دو دو سو عیار دونون نے اپنے ساتھ لیے اور آپ اسی صورت پر سکار و غدار کی نبکر عیاروں کی
شکلین بدلوا دین ایک خیمہ بھی اپنے ہمراہ لیا پہلے لشکر سے نکل کر ضحرا مین آئے پھر وہان سے
لشکر لقا مین پہونچے اسنے خبر سنکر لوگ بہر استقبال پہونچے انکا لشکر بھی قریب افواج
کوہیان اترا یہ دونون سامنے خداوند کے گئے بنا بر دستور کے نذر دی تسلیم کی سجدہ نہ کیا
لقا سمجھا کہ یہ کوئی اور دین رکھتے ہین پوجنے دو سے خداون کو مانتے ہین یہ سمجھکر بخیریت تمام
انکی طرف دیکھنے لگا یہ انکی نگاہ پہچان گئے کہ سجدہ کیلئے ناراض ہے بس اپنی جگہ سے اٹھکر سامنے
آئے اور دست بستہ عرض کیا کہ یا خداوند ہم تیرے سپاہی اور عیار ہی نہین ہین بلکہ آپکے دین کے عالم ہین
کتابین جو آپنے موقت اپنے پیغمبرونکے ہم بندون پاس بھیجین وہ سب ہمین یاد ہین چنانچہ ہر جگہ اس کتاب مین اپنے

فرمایا ہے کہ جو کام مسلمان کرتے ہین وہ میرے بندے ہرگز نہ کرین مسلمان غسل کرکے اور وضو کرکے
اپنے خدا کو یاد کرتے ہین میرے بندے بحالت نجاست مجکو یاد کرین جب بجس العین ہونگے
اور سجدہ کرینگے تو مین قبول کرونگا پس ہم سفر مین تھے نوبت یہ قبیل بدر مین پہونچی اسوقت تک
پاک ہین اسلیے سجدہ نہین کیا تھا تب کہا اللہ تعالے کہ اپنے بندگان قدرت یہ راز دقیق اب اور زیادہ بیان
نہ کرو دانی تم میرے دین کے بہت بڑے عالم ہو غرضکہ یہ باتین زبان خداوندسے سنکر سب
اہل دربار اٹھے اور مسکار و عذار کے دست و پا کو بوسہ دیا کہ آپ ہمارے رہنما ہین خداوند نے بھی
حکم دیا کہ جسکو سائل دین لقا پرستی تحقیق کرتا ہون وہ انکے پاس جاکر پوچھا کرے سب لوگ معتقد ہوئے
لیکن نجتیارک کھڑا کہ یہ معلوم ہوتا ہی کوئی عیار ان اہل اسلام سے ہین جو بیچ ہمارے دین کی کرنی
ہین چاہتا تھا کہ کچھ کہے گرگلگون نے یہ ذکر چھیڑ دیا کہ خداوند ہمین حمزہ کو قید کرلایا ہون سے قتل کیجیے
حکم ہوا کہ منگالو وہ اٹھے اور ضرورتی اٹھوا کر لائے پڑا کیا منصور کو نکالا نجتیارک نے دیکھا کہا
یہ حمزہ نہین ہے اتنے بڑے اعضا کہان گلگون نے کہا واہ مین اصلی حمزہ کو بڑی مشکل سے محل کے اندر سے
چرالایا ہون نجتیارک نے کہا اصلی اور نقلی کیسا سنجواب دیا کہ عیار حمزہ روز بناکر سلایا کرتے ہین اور اصلی کو
چھپا دیتے ہین یہ کہکر سب اجزا جو کچھ جالاک نے تبلا دیا تھا بیان کیا نجتیارک خوب ہنسا اور
کہا کسی مرشد نے خوب پٹی پڑھائی واہی تم اصلی حمزہ کو لائے ہو یہ کہکر ناچنے لگا عیار بہت
نادم ہوکر بغضب بولا کہ ابشیطان تجھے سوائے مسخرا پن کرنیکے اور کچھ نہین آتا ہی شیطان نے کہا
مجھے تو کیا آتا ہی لیکن تمھین کسی نے ضرور مسخرا بنایا سچ کہو راہ مین کون ملا تھا اسنے سب حکایت کہدی
اپنا طرار بنکر حمزہ کو لانا راہ مین دو عیار کا ملنا بیان کرکے مسکار کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ملے تھے
نجتیارک نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ مرشد کامل ہین یہ سنتا تھا کہ جالاک ابوالفتح
سنبھل کر کھڑے ہوئے اور نجتیارک نے بخوبی انکو پہچان کر سلام کیا اس اثنا مین منصور کو ہوش آنے لگنے سے
ہوش آگیا پکارا کہ یا خداوندا میری کیا خطا ہی جو گرفتار کیا ہی ہم منصور کو ہی اسکا نعرہ سنکر حسام نے
کہا حمزہ تو مجھے ملا تھا اور تنکا نہ تباہ کرکے قید ہوا پھر سرمہ کو ہی نے چھڑا دیا جب اسنے
سب کیفیت بیان کی لقانے گلگون کی طرف دیکھا اسکو یقین ہوا کہ مین نے دھوکا کھایا تب
تمام بیچہ پکڑکر چارک پر دوڑا ابوالفتح نے پشت پر سے نعرہ کرکے ایک دھول ماری

اُدھر چالاک نے نعرہ کیا اور اُسکا نیچہ خالی دینے کو پچھلے پاؤن اڑ گیا اتفاق سے اُس تھپڑ کے پاؤن اُسکے پڑے جو دربار گاہ پر آستانہ بناتے ہین یہ دستور ہے کہ بادشاہونکی بارگاہ کے در پر سنگ نہایت چکنا اور صاف لگایا جاتا ہے اور بعض ملازم بارگاہ اُسی پتھر کو بوسہ دیتے ہین چنانچہ اب سنگ پر جو پاؤن پڑے پھسل کر گرا عیاران گلگون ہزار ہاتھ پٹے صدا کندین پر گئیں چالاک نے جیسا ہاتھ کر ٹوٹ مارکر اوحلقہ اسکندو کا شکر نکل جاؤن ممکن ہوا آخر کپڑ لیا گیا مگر ابوالفتح اس ہنگامہ مین جست کر کے نکل گیا اور غلغلہ جو ہوا اُنکے ساتھ جو چار سو عیار آئے تھے وہ بھی کودھر سے کوئی کسی طرف سے سب نکل گئے بارگاہ مین منصور کے ہاتھ پاؤن منھ دھلایا صورت نکل آئی گلگون بہت محجوب ہوا اور چالاک کو قتل کرنا چاہا اُسوقت بختیارک سوچا کہ اگر تیرے سامنے بیٹا عمر کا مارا گیا تو عیار تجھکو زندہ نچھوڑینگے تجھے لازم ہے کہ یہان سے ٹل جا یہ سمجھکر اُس عیار سے کہا کہ ٹھہر جاؤ میان سے جانون تو قتل کرنا وہ تامل پذیر ہوا اور یہ بارگاہ سے نکل کر اپنے خچر پر سوار ہوکے جانب خیمہ سلطنت خود چلا اور ادھر جو سب عیار بھاگ کر علیحدہ ہوئے اُنمین سے قاسم تنک رو اصلی کہ قوم عاد سے اور عمر سعدی کرب جو دیو سے بھی زیادہ قد و قامت رکھتے ہین انکا عیار ہے اور یہ ہی ایسا عیار ہے جو ایسے جسیم پہلوان قوم عاد کا پشتارہ اُٹھاتا ہے اُس عیار کو ابوالفتح نے حکم دیا کہ جلد دیو کی صورت بنے اور آپ بہت مشابہ ہے عمر کی صورت سے کیلیے کہ بھانجا انکا ہے پس اُسی صورت بعینہ خواجہ عمر کی ایسی بنا اُدھر قاسم عیار دیو بنکر تیار ہوا سر پر سینگ لگائے دم لگائے دم لگائی میسب منھ پر چڑھایا ایک ہونٹھ تا بحلقوم پہونچا ہوا دوسرا سینہ تک لٹکایا زنجیر آہنی کمر سے لپیٹی جب یہ شکل بن چکا دو پیر اپنے شانہ پر لگا کر ابوالفتح کو کاندھی پر سوار کیا اور اس سمت سے کہ جدھر سے خیمہ بختیارک قریب تر ہو صحرا مین جا کر جست دس دس گز کی کرتا ہوا جیسے کوئی اژدہا خیمہ شیطان مین آکر گرا وہ خیمہ مین آچکا تھا خواجہ کو گردن دیو پر سوار دیکھکر کھڑا ہو گیا اور بہت جلد مضمون قصہ کا چند جواب و سوال کے درمیان ہوا تب اُٹھا کر مندر پاڑے عرض کیا کہ ہے سعادت میری کہ قدوم سلطنت لزوم کی زیارت نصیب ہوئی آنکھین دیدار کو ترستی تھین آج کدھر سجدۂ شکر کرون جو میری آرزو تھی وہ میری پوری ہوئی عمر نقلی خنجر پکڑ کر کودا اور اُسپر چلا وہ جلدی سے لیٹ گیا آنکھین بند کر لین کلمہ پڑھنے لگا گرد گرد می گشتا تھا کہ کوئی ہتیار بھی میرے بچنے کی ہو خواجہ نقلی نے کہا کہ حرامزادی بیٹا ہمارا مارا جائے اور تو زندہ بچے اُسنے عرض کیا کہ آپ کیا فرماتے ہین

بھلا میری زندگی مین کوئی دشمن مار سکتا ہی خواجہ نقلی نے کہا کیون اگر حکم حمزہ دیوے کام ہرزم کا
لینے کے لیے ہوتا تو اس عیار کو دیو سے کھاوا لیتا خیر تب اسمین ہے کہ جلد میرے فرزند کو رہا کرادے
اور بختیارک جلدی اٹھا اور پکارتا چلا کہ خبردار نہ مارنا زنہار نہ مارنا لشکریون نے یہ سنا بانکھارنا
سنکر لقا سے اطلاع کی گلگون تلوار لگایا ہی چاہتا تھا کہ خبر سنکر رکگا ادھر شیطان جو جانب
بارگاہ چلا خواجہ نقلی بھی ساتھ ہو سدھا ہوا مین آسنے پوچھا کہ کیون مرشد برحق کیا طلسم فتح ہو گیا جواب
تشریف لائے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ مین جیتا و جیتا واپس رہتا ہون اور دونونکے لیے خیر لیکر
لشکر اسلام کی آتا ہون دیوان طلسم قبضہ مین آگئے مین وہ لیجانیا دیے آیا کرتے ہین اگر تمکو شک ہو
تو دیو کو حوالہ کردون شیطان کی روح نکل گئی کہا مین نے جھک ماری جو حال پوچھا یکتا ہوا
بارگاہ مین بدحواس آیا کہا خبردار مارنا نہین وہ آگئے لقا نے کہا ای بیہودہ کیا بکتا آتا ہی ابھی تو
کہ گیا تھا کہ قتل کرنا ابھی یہ بکتا ہی کون گئے اسنے کہا ان باتونکو جانے دو جان ہی تو خیر ان سے
قید کات دو گلگون نے کہا مین تو نہ مانونگا یہ کہکر قتل کرنے بڑھا بختیارک دوڑکر حالاک
گرا کہ اے میرا بھائی مین اپنی جان دونگا تجھ کو قتل کرنا ہی گلگون اس آجرے سے ناچار ہوا
اور حالاک کو چھوڑ دیا جب وہ چھوٹا ابوالفتح جو ساتھ آیا تھا اسنے تو کیا گلگون بھر پنجہ کرکے دوڑا
مگر اب انکو کب پاتا ہی دونون جست کرکے نکل گئے گلگون نے کہا ملک جی تمنے انکو ہاتھ سے کھویا اسنے کہا
خیر گذری ورنہ بڑی آفت مین تو سمجھا تھا کہ وہ آگئے مگر نہین وہ تھے اسنے پوچھا کہ یہ وہ آگئے تم کس کو
کہتے ہو اسنے جواب دیا کہ بس بات کو یہین تک رکھو زیادہ نہ پوچھو نہین اسنے کہا آپکی گلگون نے کہا
خیر معلوم ہوا کہ عیار سردار بلاے روزگار ہین مگر مین بھی باندھ لاونگا اب تم میری مقدمہ مین دخل نہ دینا یہ کہکر
مصروف غارت ہوا ادھر ملاذمان بادشاہ اسلام جو ملکہ مہارکہ لینے چلے تھے دیکھا ہے کہ جہان باغ سحر
لگا یا تھا اب جو دیکھا کہ اس باغ اور ملکہ مذکور کا بھی پتا نہین مایوس ہو کر پھر گئے بادشاہ سے آکر
عرض کیا کہ باغ نہین اور نہ وہ ساحرہ ہی بادشاہ خاموش ہو رہے لیکن مہارباغ سحر لگا کر
بعد فراغت رہائی سرداران سحر اپنا شاگرد جانب کو بھیجتی گئی اسلیے کہ کوئی عیار سردار لشکر اسلام ادھر سے
نکلے تو اپنا آنا کہلا بھیجون بادشاہ اسلامیان نکلین تو دیکھا لون دل سینہ مین طپان لب پر جوش عشق سے
فغان آنکھین چار سمت نگران دیدار محبوب کی جویان سر کوہ پر فریاد دار کھڑی ہوئی اور تلاش شیرین ہر من

کرنے لگی قضاسے کا ایک ساحر گوہر جادو نام کہ اُس حوالی مین طلسم سحر کیا کرتا تھا اسطرف آنکلا اور اُسنے
اس ملکہ باآبرو غریق بحر محبت کو حیران استادہ پایا از لباسیکہ وہ رہنے والا طلسم کا تھا ملکہ کو بخوبی پہچانتا تھا
شناخت کرکے قریب آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ حضور کسان اکیلی کھڑی ہین ملکہ کو اس سے کیا خوف تھا ایسے
ویسے ساحر کی حقیقت یہ بجائی تھی اسکے پوچھنے سے گویا ہوئی کہ مین شریک اہل اسلام ہوگئی ہون یہان پہر
ملازمت شاہ اسلام آئی ہون تو بتا کہ کون ہے اسنے اپنا نام بتایا اور کہا مین رہنے والا طلسم کا ہون اسطرف
آیا تھا اب جو ہوا یہانکی اچھی معلوم دی یہین سکونت اختیار کی اور طلسم کی حفاظت بھی کرتا ہون تو جو خواہ طلسم سے
تجھکو چاہتا ہون مکان میرا قریب ہے ملکہ نے فرمایا کہ اب تجھکو لازم ہے کہ اطاعت اہل اسلام کر جو تجھکو چاہتا ہے
ملتی ہے اُس سے دونی تجکو ہماری سرکار سے ملیگی یہ کلام ہدایت انتظام سنکر وہ اپنے دلمین سوچا کہ یہ ساحرہ
زبردست ہے اگر انکار کرتا ہون مار ڈالیگی لازم ہے کہ اسکو مکر سے گرفتار کرون یہ تجویز کرکے عرض
رسا ہوا کہ فرمانا آپکا قبول کرنا میری سعادت کونین ہے مگر اس شرط سے کہ آپ غریبخانہ پر
تشریف لیجائین اور زمان خشک نوش فرمائین عزت افزائی غلام کی ہو تو ارشاد والا کی تعمیل بسر و چشم
کرون یہ سنکر تمہارا سوچی کہ یہ ساحر مطیع اسلام ہوتا ہے کیا نقصان ہے جو ساتھ لیجر کے چلی جاؤنگی
سوچکر ہنسی اور کہا ای بھائی جو تیری یہ خوشی ہے تو چل مین چلتی ہون وہ ساحر بہت خوش ہوا اور ملکہ کو
لیکر درۂ کوہ سے گذرا ایک صحرا مین لایا لب جوئبار اسکا قصر عالیشان اور باغ دلستان بنا تھا اندر باغ کے
داخل ہوا وہ گلزار سراپا بہار تھا رشک ولالہ زار تھا دنیا کے رنگ برنگ کے میوے بزرگ نگارخانہ مانی لاثانی لکھے تھے
نہرین جاری فوارے چھوٹتے تھے بارہ دری مین فرش تکلف برمسند بچھی تھی صفا مین جا درماہ کو شرماتی
تھی ملکہ کو وہان لاکر بٹھایا چند ملازم جو حاضر تھے اُنسے اشارہ کیا وہ گلستان شراب ناب کی لائے اُسنے
جام بھر کر سامنے ملکہ کے رکھا ملکہ نے فرمایا کہ اب تم ایفاے وعدہ کرو یعنی اطاعت اسلام کا دم بھرو تو
مین یہ شراب پیون اُسنے براہ مکاری قسمین بہت سی کھائین اور مطیع اسلام ہوا ملکہ نے بیاد بادشاہ اسلام
جام مے بیک جرعہ درکشید کیا اُسنے دوا یک جام تو سادے دیے پھر بیہوشی ملا کر جام دیا اس مست الست نے
کچھ تکرار نہ کی پی گئی نشہ بیہوشی کا دور ہوا کہ سر پر کھڑا ہوش ہوگئی اُسکے حسن و جمال پر مفتون تھا ای صد
حیف کہ حالت بیہوشی مین شیشۂ عصمت سنگ ظلم سے توڑے بجائی سے منھ نہ موڑے لیکن چھٹا ہے
جسکو بچائے اُسکو کون بے ابرو کر سکے اُس مفسد کو خیال آیا کہ یہ معشوقہ شاہ طلسم ہے مبادا اسکے پاس جاکر مجھ

منظور کرے اور میرا حال کہے تو جان بچنا مشکل ہے اور علاوہ اسکے یہ خود زبردست صاحب ملک و لشکر ہے
نہین معلوم بعد کو کیا حال گزرے پس لازم ہے کہ اسکو بادشاہ طلسم کے پاس لیجاؤن اور اس سے مانگ لون پھر
خیال کیا کہ شاہ طلسم اسکا عاشق ہے وہ تجھے نہ دیگا اور وہ دونون بہت تھے منازل سخت و صعب طے کرتے
لشکر یان اسلام چھین لینگے اس سے مناسب ہے کہ خداوند پاس لیجاؤن وہ قریب بھی ہین اور دے بھی دینگے
اور انکے دینے سے بادشاہ طلسم بھی کچھ نہ کہہ سکے گا یہ سمجھکر ملکہ کو سحر مین خوب سا مخمور کرکے کاندھے پر لادکر
بزدہ سحر اڑا اور ایک ہی سانس مین قریب قلعہ عقیق پہونچا یہان بارگاہ سے عیار بھاگ کر گئے ہین انھون نے کہا
ہو رہا تھا کہ علامت سحر پیدا ہوئی اور یہ آکر بارگاہ مین پہونچا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر بہادر کو لادے لاتا ہے
غرضکہ آسنے ملکہ کو سامنے ڈالدیا اور خداوند کو سجدہ کیا پھر دست ادب باندھکر تمام کیفیت عرض بیان مین لایا
لقمانے کہا اے بندۂ قدرت تونے بڑا کام کیا ہے جو اسکو گرفتار کرلایا اسنے عرض کیا کہ امیدوار ہون
یہ مجھی کو مرحمت ہو لقما چاہتا تھا کہ کیسے ہمنے تجھے دیا لیکن بختیارک بولا کہ یا خداوند یہ وہی باغبان ہے
باغ سحر لگایا تھا جلد اسکو بحالت بیہوشی قتل فرمائیے اور اس ساحر کو کوئی حور بخت دیدیجیے گا لقمانے اس
ساحر سے کہا یہ بندی واجب القتل ہے ہم تجھکو حور بخت دیتے ہین اسکو قتل ہو جانے دے ساحر چیرہا
اور اسنے حکم قتل دیا جلاد طلب ہوا لشکر مین غلغلہ ہوا کہ بہادر پھر قید ہوئی ہے قتل ہوتی ہی عیار جو بھاگ کر
گئے تھے بدل لشکر ہین پھر رہے تھے انھون نے بھی سنا اور چالاک سب جلد صورت جلاد بنا چہرہ
سیاہ کیا عجیب صورت ہو کر کمر دھنا باندھا چوڑہ تیغہ باڑھ دار ہاتھ مین لیا ہاڑ ناک
کان کٹے ہوئے کا گلے مین پنجار و مال تیغہ کفون پونچھنے کا کاندھے سے لٹکایا کہ اسمین سے خون
تازہ کی بھبک بیدا تھی غرض اس صورت سے بارگاہ مین آیا دان جلاد تو طلب ہو رہا تھا ہی اسنے
آتی ہی اسم کیا کہ اس شخص کا باپ جلاد دادا جلاد سات پشت سے گردن کاٹی روٹی کھاتا ہی ہین کون
گنہگار ہے جلد ٹلایئے کہ ایک ہی ہاتھ مین رشتہ جان جدا کردون بختیارک نے کہا یہ زن ساحر جو
غافل پڑی ہے پہلا سر ایک ہاتھ کہ سر جدا ہو جائے جلاد نے کہا ہوشیار کر دیجیے کہ اسکی خواہش
دلی کو پوچھ لون اسنے کہا ضرورت ہوشیار کرنے کی نہین ہے جلد قتل کر جلاد نے کہا بہتر ہے اور گھسے
کہا آپ ساحر ہین ذرا میرے پاس آکر انتظام کیجیے کہ کوئی عیار دستدار آکر مجھکو نہ ضرر پہونچائے
وہان نکلے سے اسکے پاس آیا اور سحر پڑھکر حصار کرنے لگا جلاد با تیغہ برہنہ تو پاس کھڑا ہی تھا بولا

دیکھتے خداوند کچھ اشارے سے فرماتے ہین گوہر تھا کیطرف دیکھنے لگا جلادنے اس زور سے تیغہ ماضی
گردن پر مارا کہ سر قلم ہوکر تخت خداوند کے پاس جاکر گرا اور غلغلہ اسکے مرنے کا برپا ہوا اندھی آگئی تاریکی
ہوئی جلاد یعنی چالاک نے اسی ہنگامہ مین ناک بہار کی جلدی چٹکی مین دبا دفع بیہوشی کی بھری
تھی اسکو چھینک آئی اور ہوشیار ہوگئی پوچھا کہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا بہار سنے کل چلو تو بیان کردیہ
کہہ رہا تھا کہ عیار اور سردار تھا بیڑے کھینچ کھینچ کے آپس مے بہار سمجھ گئی کہ مقام توقف نہین ہے
یہ سمجھکر چالاک کو نزدیک بچہ مین داب کر لے گئی اور آڑے وقت دیکھا کہ پھر اندھیرا ہوگیا سردار عیار بھاگ
باہر بارگاہ کے نکل گئے کہ فرد کچھ آفت آئیگی اور مرنجتیار کہ ناچنے لگا صف علی پڑھتا جاتا تھا تخت کے
نیچے چھپا تھا باہر جو سردار بھاگ کر گئے لشکر مین غلغلہ ہوا کہ بندی ہونے لگی دکانین بند ہوئین رعایا بھاگی
مختصر یہ کہ بعد لمحہ بھر کے وہ تاریکی دور ہوئی یعنی بہار نے یہی سحر کیا تھا کہ مین نکل جاؤن اسوقت یہ اندھیرا موقوف
ہوجب وہ اندھیرا ہٹا شیطان نے خداوند کو تخت کے نیچے سے نکالا سردار وغیرہ بارگاہ مین آئے لشکر مین
امان ہوئی لقا نے کہا اے بندگان قدرت اسوقت شیطان نے اس بندی قدرت کو قتل کرانا
چاہا اور مین اسکو حوالہ ساحر کرنا چاہتا تھا میری مشیت مین شیطان نے دخل دیا دریائے غضب میرا
جوش زن ہوا دیکھا تمنے کہ ذرا سے میرے خلاف امر کرنے سے کیا حال ہوا یہ سنکر سب عرق سرا ہوئے
کہ واقعی سچ ہے تو برحق خداوند ہے تیرے خلاف کسکی مجال ہے جو کرے سب تو معترف بعجز و قصور تھے اور
بختیار کہ دل سے اپنے کہتا تھا کہ جھوٹے پر لعنت ہے لیکن بظاہر لوگونکا اعتقاد جمانے کو کہتا تھا
کہ حقیقت مین یا خداوند مجھسے خطا ہوئی جو آپکے کلام کو مین نے رد کیا اور اپنی رائے کو کارخانہ خداوندی
مین دخیل کیا سب اپنے دل مین لرزان تھے کہ جب شیطان ایسا مقرب درگاہ ذرا سے دخل دینے مین معتوب ہوگیا
تو ہماری کیا وقعت ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ طبل بشارت کی صدا کان مین آئی ملکارے دوڑ کر لائے
کہ امیر ہاتو قمر سرمہ کوہی کو لیے ہوئے داخل لشکر اسلام ہوئے گلگون یہ خبر سنکر دوڑا کہ مین حمزہ کو
دیکھون کیسا ہے چنانچہ سر راہ آکر دیکھا کہ سرداران اسلام کہر استقبال آئے ہین اشقر دیوزاد بادشاہ نے
روانہ کیا امیر سوار ہوئے پشت پر لشکر کو روان چلیتہ پوش گرز بردوش آتا ہے اور ویسی ہی صورت حمزہ کی ہے
جسطرح کا نوگرفتار کرلایا تھا اسکو بڑا صدمہ ہوا کہ مین نے بیحیت دھوکا کھایا چنانچہ امیر مگرد سرداران
داخل بارگاہ ہوئے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے نیم خدا اٹھکر تعظیم دی آپ دنگل بیٹھے سرمہ شاہ کو

نذر دی خلعت سیع فرمان معافی ملک عنایت ہوا دنگل بیرون چہل ستون ملا اسنے دست چپ مین
بیٹھنا قبول کیا مالک زر در جانشین دست چپ اُس سے بغلگیر ہوئے اور باعزاز تمام مانخت بٹھایا پھر
ساقی کو اشارہ کیا اسنے جام مے ارغوانی دیا ناچ سامنے ہونے لگا یہان تو سب عشرت پذیر ہین
لیکن بہادر نے صحرا مین لاکر چالاک کو اتارا اور حال پوچھا اسنے کہا ایک ساحر تمھین پکڑلایا تھا اتفاقات
بیہوشی مین نقل کیا چاہتا تھا کہ مین نے جاکر اُس ساحر کو مارا اسکے مرنے سے صدا آئی تھی کہ مارا گوہر
جادو کو آگے تجھے حال معلوم نہین یہ سنکر کہا کہ بادشاہ اسلام نے تمھارے لینے کو سردار بھیجے تھے
تم کہان گئے تھے ملکہ بدکو نے سارا ماجرا گوہر کا بیان کیا اور آپ چلیے یہ کنیز بھی حاضر خدمت شاہ اسلام
ہوگی اب ذرا مین لقا کا مزاج پوچھنے جاتی ہون یہ کہکر اڑگئی چالاک سمجھا کہ کسی کام کو شاید بھیجا
لقا مین یہ پھر جائیگی یہ سمجھکر یہ بھی جانب لشکر مین چلا اسطرف بعد ہنگامۂ قتل گوہر لقا بیٹھا تھا خبر
ہلکارے بعد سجدہ و سجود عرض پیرا ہوئے کہ عارض کو بھی نام بادشاہ قلعہ مرتاضیہ پہلے اپنے بھائی
حسام کوہی کے پاس گئے تھے جب انھون نے سنا کہ برادر بند کو خدمت خداوندین گئے ہین
تو وہ بھی ساٹھ ہزار فوج درست کرکے یہان آئے ہین داخل ہوا چاہتے ہین اس خبر کو سنکر
لقا نے سردار بہر استقبال بھیجے کوہی مذکور بشوکت و منزلت داخل بارگاہ ہوا سلام کیا تعظیم فوج
برادر خود اترا اُسنے خداوند کو سجدہ کیا اور جب خلعت پہنکر پہنچا اپنے بھائی سے مستفسر ہوا کہ تمنے خود کو
گرفتار کیا تھا وہ کیا ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی کہ سرمہ کی وجہ سے چھوٹ گیا یہ سنکر وہ ہنسا اور کہا
کہ مین ابھی پکڑے لاتا ہون میرے نام طبل بجوائیے حسام عرصہ سے آیا ہوا تھا اُسکو بھی منظور تھا کہ لڑائی ہو
اسکے کہنے سے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کا پہر دن نے اٹھ دن باقی تک تامل کیا جسم سرمہ سا سیاہ
شب دیدہ شاہ کوہستان افلاک مین لگا اور عارض پر نور دہر تاریک ہوا کہ بمقتضائے ابیات

فضا را طاقت مہر جہانتاب چراغ و شمع کے رخسار جھکے	ہوئی نایاب نظر سے جسطرح خواب طلسمی نقش ہر دیوار و چھکے

سرخام نظارۂ جمشیدی پر چوب پڑی دنیا ہلنے لگی جو اس لشکر اسلام شاہ گردون پایگاہ کی خدمت
فیضدرجت مین حاضر ہوکر بعد تناخوانی عرض پیرا ہے اخبار نوبت طبل حرب ہوئے یہان بھی بنا بر
دستور کے طبل بجا صدائے طبل اسکندوتے ارض وغیرہ مین تہلکہ ڈالدیا بہادر طیاری جدال و قتال

کرتے ملکے جلادت شعاران کوہ تمکین فرہاد دار عاشق نام و ننگ ہو کر جان شیرین فدا کرنے پر مستعد ہے
اُس لیلیٰ شب کے یہ دیوانے تھے جسمین روز جنگ کے فسانے تھے تیغ تیز دست جسد مین مجنون کی طرح
روان و دان ہونے پر طیار سوا دسپر سے نشان خون سودا زدہ الفت شجاعت اظہار نیزے بصورت آہ عاشق
دسر کشی و بلندی پر آمادہ علم بسان جبین سر کشادہ صدائے بوق و نفیر سے نالہ فغان عاشقان بلا رس
جرات کا نشان نگاہ تیز مد معشوق کے مثل آبدار و تند خنجر جانستان بصورت مژگان جانان رنگ
پیکان جا بجا مین سی غلغلہ بگیر و بند برپا تھا گویا تمام عالم مین ہنگامہ تھا اسی ہنگامہ رستاخیز
قیامت خیز مین مہاراجہ جوگی بھی لشکر اعدا مین آکر پہونچے یہان جو دیکھا تو طبل جنگ بجا ہے اور
سامان حرب ہو رہا ہے اسکا قصد تھا کہ نقاد اور اداُسکے ساتھیون سے بدلا لون سحر کرکے
سبکو دیوانہ بنا دون مگر اجرائے جنگ معلوم کرکے تامل پذیر ہوئی خیال آیا کہ کل میدان مین تمام
لشکر نقاد کا جمع ہوگا اور اسلام کی فوج بھی سامنے ہوگی اس خرد باختہ ضلالت کو اُسوقت دیوانہ
بنانی کا لطف ہے یہ سمجھ کر بلکہ بند کور لشکر سے واپس ہو کر ایک پہاڑ پر گئی اور از سکہ ایکبارگی ہوکا گوہر سے
مکھا چکی تھی بنا بر حفاظت ایسا سحر پڑھا کہ اُس پہاڑ پر مختصر سا ایک گلشن مع حصار بلورین بنکر تیار ہوا یہ
نتیجہ تو دمیدہ گلزار رعنائی اپنا دل داغدار لیے اُسمین داخل ہوئی اور لب نہر جواہر کے بنگلے مین بیٹھی سبز گل و لالہ
بوستان سحر کرتی جاتی تھی اور یاد معشوق مین آنسو بہاتی تھی بتا یہ غزل جناب نسیم زبان پر لاتی تھی نظم

سہی جاتی نہین سنج جدائی	دائی ہے دائی ہے دائی
نہ سمجھے تھے سہارا دیگی	ہمین اے چرخ تیری کیا دائی
مقرر وہ بھی تھا کوئی جفا در	بنائی جسنے رسم آشنائی
نہ پوچھو بے نصیبو نکی شب دل	رہا ہر دم لحاظ پارسائی
وہ بد ظن مجھکو شرم مدعا طلب	بہت مشکل سے اب ہوگی صفائی
نسیم اس درجہ تم کیون گرگرائے	نہ تھی قبضہ مین کچھ آگے خدائی

یہ فراق دیدہ یار جام الفت سے سرشار رات بھر اُسی باغ پر بہار مین رہی یہانتک کہ بہار شب
انجم خزان ہوئی اور گلستان سحر مین نسیم سحر کے گلہائے نرگستان دیدہ عالم سگفتہ فرمائی کہ موجب نظم

کہ شب کا سایہ دامن سپا یا	سحر نے اور ہی جلوہ دکھایا

اُٹھے جنگ آزما سب بہر پیکار | سجے ہر اک نے جنگی تن پہ ہتھیار

چالاک نے خبر لاکر دشکر سیمان رزم مین معلوم کرکے مسجد کرپاس مین آکر امیر نامور سے حال کہا امیر نے اشارہ کیا خادم نے مصلا بچھایا اور صندوق اسلحہ سامنے آیا خود جناب ہود زرہ حضرت داؤد کے جسم انور آراستہ فرماکر بمجد سہراب بیل نیزہ صمصام و تمقام نیزہ سام بن نوح پہ گرشاسپ کمان صاعق گرز سام بن نریمان تمام ہتھیار لگاکر کمن مسجد سے بسان آفتاب تابان طالع ہوکر خانہ ازین زرین کو پشت اشقر کے بمثل خورشید منور و روشن فرمایا اور اشقر طارہ بھر کر آستان فلک نشان بادشاہ ذیشان پر آکر ٹھہرا وہان تمام سردار جمع تھے امیر بھی ٹھہرے بولے کہ بسم اللہ بلند ہو لی آمد شاہ ارجمند ہوئی ساماس جاہوس زمانہ پھر گیا باہر برآمد ہوتے ہی سرداران تہمتن نے مجرا کیا اور طبل الجنگ بجا کر سیدان قتال کا رستہ لیا اسوقت کے کروفر اور جاہ جلال کا یہ حال تھا کہ بموجب نظم:

بیارا ست تن را بدیبای زر | بدرہ بیاقوت پیرایہ سر
بسان سپہر سے یکے تخت زر | بر و یافتہ چند گونہ گہر
یکے تاج پر گوہر شاہوار | ابا طوق با یارہ و گوشوار
نثار و پرستندہ در پیش و پیل | زدہ بر کشیدہ رو در مار در میل
سواران بسیار و پیلان بیاے | برآید ہمی نالہ و کرنائے
پیادہ بسپر دار و نیزہ وران | شدہ انجمن لشکر بیکران

جب میدان قتال مین پہونچے آمد نقاد کوہیان سے میدان پر غبار درخت تیرہ و تار ہو گیا آخر الامر زمین ہموار کرا کے گرد غبار پانی سے بٹھا کے صفون کو آراستہ کیا نقیب نقاہت کرکے ہٹے عارض نے گینڈا اپنا بڑھا کر خداوند سے اجازت لی اور آگے بڑھکر رجز خوانی شروع کی کہ بمقتضائے ابیات

بیارام سپہدار جنگی منم | ہمان سفہ نژاد و درنگی منم
ہر انجا کہ پرخاش جویم بجنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ

بعد رجز خوانی نہیب دی کہ ای گردن کشان وزیردستان کون ایسا ہی تم مین جو اکریم ابن مزدہو اگر آئے تو ایک ہی حملہ مین گرد برد ہو یہ نہیب سنتے ہی دست چپ سے مرکب اپنا سرمہ کوہی ہے نکالا اور شاہ آسمان جاہ سے اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے خلعت دیکر سپر و بخد افرمایا وہ گھوڑا اڑا کر سامنے آیا

اد رگاہ وزن ہوا مرکب دو دو چار قدم پیچھے ہٹکر آگے بڑھے اسوقت اس بہادر نے یہ کلمے کہے کہ نظم

سخنہاے بیہودہ کم می فسما	ترا با سخنہاے شاہانہ چہ کار
اگر تیغ توہست مندان مکاف	سنانم بدر دد دل کوہ قاف
دگر گرز توہست باسنگ و تاب	حسنانگم بدوزد دل آفتاب

عارض نے جب یہ کلمات سنے مرکب پیچھے ہٹا کر سینہ آسکا تاکا اور نیزہ حوالہ کیا اس بہادر نے نیزہ کی سنان انی سنان نیزہ پر رد کی گھوڑا اور گینڈا جس پھرد کھانے لگا تیز گرد بدہ گیا حو بند اپنے باندھا تھا اسنے کھولدیا گھوڑا اسکا عرق عرق گینڈا اسکا پسینے میں غرق تھا سنا دنان نیزوں چھنا نا بندوں ہر گزند کہ نظم

سیکے تنگ میدان نرد ساختند	بگوتاہ نیزہ ہمی باختند
نماند انچ بر نیزہ و بند سنان	بچپ باز بردند ہر دد عنان
بنزہ بر نہادند ہر دو کمان	سیکے سا نخورد دد گر نوجوان
زرہ بود خفتان دبیر بیان	ز کلک و ز پیکان نیاندیان
بہم تیر باران نمودند سخت	تو گوئی فرو ریخت برگ درخت
گرفتند ازان پس عمود گران	سہمے کوفتند آن برین این بران
ز اسپان فرو ریخت پرستوان	زرہ پارہ شد بر میان گوان
بہ شمشیر ہندی در آویختند	ہمے ز آہن آتش فرو ریختند

جب تمام ہتھیار چل چکے اور یہ نوبت شمشیر آمد آئی عارض نے تیغ گرانبار دونوں ہاتھ سے تھام کے رکابوں میں پاؤں جمائے اور قدرت کے خبردار خبردار کہکر سر پر تیغہ لگایا زمان برایلد یا خداوند تعالا یا سر مہنے تیغ سر پر آتے دیکھکر گھوڑا اڑا یا کہ زیر نعل اسکے جاؤں اور بند دست پر ہا یوں دون گھوڑوں نے طارہ بھرتے وقت سکندری دکھائی اس نے باگ کھینچکر اسکو روکا اس اثنا میں تلوار اسکی پڑی اس بہادر نے عجلت میں سپر سامنے کردی لیکن تلوار اسکی سپر کو کاٹے کردا برا تری خون سیکبر منہ پر آیا دلستانہ مارا کہ تلوار تو کلی بگرد استانے قلم ہوئے اور کلایان مجروح ہوئیں سر اس بہادر کا سرنے پر زین کے جا لگا اسنے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تھا کہ فولاد کوہی لشکر اسلام سے دو تیرا دو زیلے میں آگیا اور اس بہادر سے کہا تلوار کا کام کاٹنا ہی جبکا تو پورا تیرا اسنے کام لیا اور سر مہم سر خرد

ہو چکے اب پھر جا تو داد شجاعت دے چکے یہ کہکر اُسکو پھیرا اور جانب حریف مخاطب ہوا تھا کہ اسنے ہی
موج خون چکان ہمن بان کرکے اُسکے سر پر بھی لگائی گہرے یہ تیغ اسکو تم بید مجنوں خون کی لذت پا چکی ہے
فولاد سے بھی بھلا دے سے ہاتھ سنبھالکر ڈھال چہرہ پر لیا کی لیکن وہ تیغ کب کسی کی کردہ سپر کاٹکر
کاسۂ سر میں در آئی اسنے تلوار کو سر سے بدر کرکے شدہ تحت الحنک سے زخم سر باندھا مگر زخم ایسا
کاری لگا تھا کہ غش طاری ہوا لشکر اسلام سے ناصر کوہی نے گھوڑا اڑا کر اسکو بھی پیچھے ہٹایا اور اُسکے
مقابل آیا اُسنے بھی سنبھلنے نہ دیا اور وہ ہی تیغہ بقوت تمام کرکو تلا کر سر پر مارا کہ یہ بھی زخمی ہوا اور اُسوقت
کوہی لشکر اسلام سے آپڑا فرداً فرداً کہانتک بیان کیا جائے خوف طوالت داستان مانع ہے دل کوہی
اسکے ہاتھ سے زخم نصیب ہوے اور پھر اُسنے نعرہ ہل من مبارز بلند کیا اسوقت دست راست کے علم
جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ نوربخش بدریع صف سے نکلے بادشاہ سے خلعت رخصت پاکر جانب میدان
بڑھے اسوقت شاہزادہ موصوف کے جلال پر ترک فلک قربان تھا دیدہ مہر سے بحسرت نگران تھا کہ نظم

بپوشید خفتان و بر سر نہاد	سپے ترک رومی بگردار باد
گرفتش سنان و کمال و کمند	گران گرز را پہلوے دلو بند
ز تندی بجوش آمدش خون رگ	نشستے ازو پارۂ تیز و تگ
بنا در دگہ رفت چون پیل مست	چو کوہ روان آپش انجا بجست
برون آمد و رائے نادر کرد	برآورد بر چہرۂ ماہ گرد

جب قریب عارض پہونچے اسکی تو وہ چوٹ بچگئی تھی ذرا شمشیر حوالۂ فرق مبارک شہزادۂ ذی توقیر
کی یہ فرزندان امیر بین سے ہین ہمتن چشم نبکر لڑتے ہین تلوار اسکی ذرا سی باگ پھیرتے ہین خالی
دی اور جب وہ جھونک کھاکر سنبھلا تو دیکھا کہ شہزادہ قدم بھر تلوار کی زور سے ہٹگیا تھا تبصہ تمام تر
چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ مارے لیکن زبردست کب مہلت دیتا ہے شہزادہ نے تیغہ کھینچا نعرہ اللہ اکبر
کہا اور مرکب دہنے پر چڑھا کر ہاتھ مارا عارض سمجھا کہ یہ تیغ تیز خانہ جسم سے روح کو گزرا دیگی بادشاہ
مشاطگی یہ سمجھکر کہ فل کر گردن پر کھسک گیا اور سپر کو سامنے کر دیا تلوار نے شہزادہ کی سپر کو کاٹکر
حریف کو جو پایا تو گینڈے کا سر قلم کیا اور زمین پر آکر بوسہ دیا عارض دگیشد و نہ تنہ بالا
ہوئے تیز گرد گھوڑے کی جل پر ایسا بلند تھا کہ ہمرا ہیان عارض اپنے افسر کو گرد تھا کے اندر

دو ٹکڑے ہو کر گرا ہے یہ سمجھکر لینا لینا کیکر چلے اسطرف سے اہل اسلام پر مے دو دریا سے لشکر جو تین رن ہوے تھے غول بڑھکر گروہ گروہ چلے تھے تلوارونکے بیڑے کھلے تھے قبضون مین ہاتھ پڑے تھے کہ بختیارک سمجھا ایک کوہی کے بھروسے پر حمزہ سے لڑنا سخت بھاگنا پڑیگا اسباب لشکر سب تباہ ہو جائیگا یہ سمجھکر حکم نوبت طبل بازگشت دیدیا ہر چند عارض پکارے کہ ارے کیا کرتے ہو مین زندہ ہون مرکب اور لاؤ کہ لڑائی فتح کرون اور مردانگی دون مگر کسی نے کسنا نہ سنا طبل امان لشکر مین بجگیا امیر و بادشاہ نوبت پر سے نثار کرتے پھرتے ادھر عارض پر سے تھا گوہر نچھاور کراتا واپس ہوا ہنوز دونون لشکر مقام فرود گاہ نہ ہونے پائے تھے کہ ایک ابر تاریک پہاڑون سے پیدا ہو کر لشکر تلقا پر محیط ہوا اور ہوا ایسی ٹھنڈھی ٹھنڈھی چلی کہ تمام لشکر مست ہو کر جھومنے لگے یہ ابر سحر ملکہ بہار کا ہی کہ رات سے آمادۂ جنگ تھی اسوقت جب بہادر لڑ چکے تو اسنے جنگ آغاز کی ہر چند کہ بڑی دیر سے پہاڑ پر کھڑی تھی مگر بادشاہ اسلام کے جمال کا نظارہ کر کے محو حیرت بنی تھی انشاءاللہ حال ملاقات عاشق معشوق آگے بیان ہوگا اسوقت بیان عاشقی مطلب خبط کریگا فی الجملہ جب بادشاہ مراجعت فرما ہوئے اسکو بھی ہوش آیا اور سحر کیا کہ ابر نے ظاہر ہو کر لشکر کو مست بنایا اس ابر مین سے ایک ایسی چمک ہوئی کہ آنکھ ہر ایک کی دم بھر کے لیے بند ہو گئی پھر جو دیکھا تو دشت کا اور ہی عالم پایا کہ جا بجا سادی پھولی ہے عروس دشت کے سر پر ارضی ہے ابر بار بر سر لالہ زار چھایا ہے دل بادل کا خیمہ آیا ہے بجلی کم کم چمکتی ہے اودے دوپٹے ہین مینھ لچکے کی تیلی ہے ہوا سر غنچۂ دل شگفتہ کرتی ہے اور جہان دیکھئے طائران خوش نوا زمزمہ پیرا ہین بہار کے مدح سرین آستادان نے سبق بوستان کا ہر ایک کو پڑھایا ہی کہ طوطیان زمردین بال کو باب پنجم گلستان یاد آیا ہی دمبدم وہ بہار ترقی پذیر ہی ہا سبزے کی تیزی کہین گلگون نے خاطر گلزار بہشت مین مشک کی آگ بھر کائی ہی کہین لالہ نے جام شراب کی کیفیت دکھائی ہی کہین سوسن کی اودہٹ سحاب بہار کو شرماتی ہی کہین سنبل زلف دلدار کو پریشان بتاتی ہے پیچ و تاب مین لاتی ہی چمن چمن خیابانی نرگس دیا مین بنا رہی ہے سرا سر نگین و پر بہار مین باغ و عالم تین ایسا گلستان رنگین خواب مین بھی کسینے نہ دیکھا تھا یہ قطعہ تھا نظم

نظر بصد وصف تھی ہر دید گل پر	عجب جوبن پہ تھے سب غنچہ تر
کوئی گل تھا بشکل جام لبریز	کہین پتے تھے با شبنم گہر بیز

کسیکا رنگ مثل روے جانان
کوئی مصروف خندہ صورت باغ
نوا سنجی مین طاؤسان خوشرنگ
ترنم ریز مرغان خوش الحان

کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہمان
کوئی مانند عاشق سینہ افگار
تلذذ مین کشود خاطر تنگ
کہین فریاد بلبل مرثیہ خوان

اس بہادر جوان فرزانہ کو دیکھتے ہی ہر ایک لشکری نے ہتھیار پھینک دیئے اور افسران لشکر فرش بچھا کر بیٹھے بجاے آلات حرب ستار اور بانسری اور ڈفلی چنگ دف دائرہ ہاتھ مین لیا اور تعریف شراب مین اشعار زبان پر جاری کیے اُنپر یہ کیفیت طاری تھی ہی کہ **بختیارک سلیمان** حسام و عفر و عارض و منصور گلگون مکڑے ہو کر ناچنے لگے تھا بھی پکارا کہ اے بندگان قدرت الہی جی چاہتا ہی کہ آج از سر تا پا ننگا ہون اور تم سب کو برہنہ کر کے ناچون یہ کہکر پہرن اپنا اتار کر پھینکا اپنا جسم برہنہ کیا اور اوس میدان مین اچھلنے لگا اتبوہولی کی ایسی کیفیت تھی کہ جوتیان اچھلنے لگین کیچڑ ہر ایک نے منھ پر ملی بیخانہ اٹھوائے شراب کے دور چلنے لگے اس حالت بیخودی مین کبھی اپنے سر پر جوتیان لگاتے اور کبھی ساقی سے مخاطب ہو کر زبان پر لاتے کہ تم

مے گلرنگ سے اب زندگی ہے
رہے شیشہ سی ساعت بغل گرم
بہار فصل گل ساقی پھر آئے
لگا دے بے تامل اب سے ساغر
بنے تسبیح آب موج مے تاب
اٹھا کر رکھ دیا ایمان سالک

ارم ہے وہ جہان دلکی خوشی ہے
بنا وہ کام کب آئے جہان شرم
دل توبہ گر مین نے منھ کی کھائی
کرون احسان نیا پیر مغان پر
کرون شیشون کی جاے عبد آداب
کہ خوش ہو شیخ پاگذرے اسے شاق

جب تمام لشکر اس عالم مین مبتلا ہوا وہان یہ لطف پیدا ہوا کہ اُس گھٹا مین سے پھر ایک چمک ہوئی کہ سب کی آنکھ جھپک گئی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ بیچ چنتیان مین ایک میخانہ سجا ہے نساط آگین و سرور افزا ہے نیا جوبن اور طرفہ تماشہ ہے کہ ایک

جو حاضر ہین پرستاران گلفام
بھری اُسمین شراب ارغوانی

دھرے بھر کر اُنھون نے شیشہ و جام
حیا سے زعفران کا رنگ پانی

عجب شیشے سے نکلا پھوٹکر رنگ — بھرا پیر مغان نے کوٹ کر رنگ
جو کشتی میں گلدستو نکی صورت — مصفا وہ تھی جیمیں کدورت
ہر اک ساغر پہ کندہ نام خورشید — فدا ہر جام پر تھا نام جمشید

چوکا نختو نکا بچھا تھا کشتیان رکھی تھیں گلابیان چنیں تھیں مسند پر ایک ساقن مستوالی ادا نشہ شراب
میں چور کیف حسن آنکھوں میں بھرا چاتو نسے رس ٹپکتا لب نازک سے بادہ احمر کے رنگ کا لٹف
صراحی گردن میں پان کی پرک نمایان یا شیشے میں لبریز شراب ارغوان آنکھیں کہ خانہ حسن ابر و محراب
میخانہ محسن رخسار سرخ بادہ جمال سے گلنار و سبو نہایت قطع دار بموجب ابیات

قمر صورت سراپا چور چہرہ — ضیا میں تھا وہ رشک نور چہرہ
رقم ہوا بروئے کس سے نفیس — ورق پر نور کے مصرع سی تحریر
صفت کیا شاعران آنکھوں کی لکھے — کہ دو آہو تھے وہ رشک ختن کے
وہ بینی تھی چراغ حسن کی لو — خدا اس پر الف اعجاز کے سو
لب گلرنگ نازک برگ گل سے — نہ دانتوں کو در شہوار پہونچے
سراپا جسم سے پیدا نزاکت — بلا کا قد بالا تھا قیامت
بھرا ہر اک سخن میں اسلے اعجاز — اٹھلا اے اسنے معشوقانہ انداز
کنیزوں کا تھا حلقہ مثل ہالا — بہ شکل نجم تھیں وہ رشک مہتاب

اس میخانہ کی آرائش دیکھکر جتنے دیوانے تھے ناچتے ہوئے چلے اور مست کش اس ساقن کے ہوئے نظم

بیں صدقے ای مرے ساقی کدھر ہے — کسی بیتاب کی بھی کچھ خبر ہے
کہانتک آبرو کا پاس ساقی — کہ بے خط سے بہار عمر باقی
بٹا ساغر لا مستھ سے سبو کو — ذرا خوش کر ہماری آرزو کو
مزا رکھتا نہیں بے کیف جینا — تمنا ہے کہ برسے ابر مینا
ہر اک قطرہ لہو بن کے ٹپکے — مرے دامن سے چھن چھن کے ٹپکے
جدائی تجکو بھی بھاتی ہے ساقی — جو ہم تک نہیں آتی ہے ساقی
سنبھل تو بھی کہ بپھرا دل ہمارا — اشارہ کر رہا ہے یون اشارہ

کہ ڈوبین آج آغوش سب مین	بلا سے فرق آئے آبرو مین

اسیطرح بکتے ہوئے قریب اُس میخانے کے پہونچے اُس ساقن نے افسرونکو اپنے دستنازک و نگین سے ایک ایک جام بھر کر دیا اور باقی ماندہ لشکریون کو کنیزون نے شراب پلانا شروع کیا مگو مینا کی لاڈلائی سے گھبرا کر خمہاے شراب سامنے رکھدین کہ اُنھون نے آپ پیا آغاز کی پھر تو یہ حال ہوا کہ لشکرمین جو قوم زنبیل سے بھرتی تھے وہ تو بڑھا اُڑانے لگے اور چھنڈا اوڑانے لگے ارے ہان میان کا شور مچانے لگے کوئی جو نسل جلیل سے تھے وہ غزل وہ اشعار عمدہ گاتے تھے باہم دھول چھکڑ جوتی پیزار لڑتے ہوئے ذوق کرتے خنجریان اور دف بجاتے گالیان گاتے لشکریان آتے تھے یہ زبان پر لاتے لموئف

ساقن کھول دے اپنا گھونگھٹ	بھٹی پر ہین یارونکی جم گھٹ
تیری ادا کے ہم دیوانے	شمع رخ کے ہین پروانے
پیکر ی ساقن جانی ساقن	اللہ رکھے تیرا جوبن
جام پلا دے جام پلا دے	آج ہمین متوالا بنا دے
گانٹھ گرہ مین نہیں کوڑی	سدے تجھیرا اپنا ہے جی
دل مین یہی ہے تجھسے کہتین	تیرے ہونٹھ کو خوب سا چوسین
خم مین مے کے دل ہے ڈوبا	بن کے بطے مارین غوطا
ساقن ہم ہین گلے کا ہار	غوطا بارا پہلے پار
لت پت ہوئین اچھلے کیچڑ	سر ہو پیچھے انگین اوپر
دختر رز کے گائین مہاگ	اپنی ڈفلی اپنا راگ
آئی بہار کھلے ہین پھول	ساقن کیون گئی ہمکو بھول
پہلے لقا کے ہم تھے بندے	آئے تو کرم کر ہم چندے
اپنا کیا ہے سب بھر پایا	جب دل کہے تجھے آیا

اسیطرح مزخرفات جیسا مین نے بہر تفریح طبع ناظرین بیان کیا بکتے بکتے تھک کر کہا کہ آج سنوانگ بننا چاہیے افسران لشکر نے جواب دیا کہ سنوانگ بنکر کیسے دکھائین گے ساقن نے حکم کیا کہ اول تو ہم دیکھنے والے ہین اور دوسرے حمزہ اور بادشاہ اسلام دونان افسر سب تماشے قدر دان

ہین وہان جاوے مشتا تھا سب لقا لیٹ گئے وہ پہلے ہی نگا اچھل رہا تھا پکارا کہ لے میرے بندہ
کیا چاہیے ہو کسی نے کچھ جواب ندیا لیکن سیاہی لاکھ منھ اُسکا کالا دھا کیا اور لمبی سرخ رنگ
وہ سخ ابھر آیا اب عجب صورت اُس خاص نے پیدا کی ایک تو قد اُسکا بہت بڑا کئی سو ارج کا تھا میز کی
داڑھی تھی اسپر یہ صورت ہوئی کہ ایک جھنگا لاکر سر پر اڑھلیا داڑھی لک گلے مین ڈالی بالکل جان بنا یا عظم

بنائے صاف داڑھی مونچھ لے بال
ہوا ناپاک صورت کا عجب حال

لگایا ابرون پر اُسکے سینہ پر
سیہ دیدے کیے کاجل سے پر نور

کیا صرف اسمین کچھ کوئلے کا بھی رنگ
مگر وہ زرد رو دل مین ہوا تنگ

بنھائی سب زنانی اُسکو پوشاک
بنا شکل مخنث مرد ناپاک

کیے تازے تماشے اور نئے کھیل
دکھائے رنگ اچھے اور کھیل

یہانتک اُن سبھون نے اُسکو ملکر
بنایا مسخرہ بالکل وہان پر

کسی نے ناک کو کھینچا پکڑ کر
کسی کا ہاتھ تھا کانونکے اوپر

جب اُس الو کو اُنھون نے باین شکل درست کیا بختیار کو پکڑ کر مثل چارپایہ ہاتھ ونکے بل
استادہ کیا اور کھال گدھے کی اُڑھائی گلے مین گھنگرو ڈالے پٹا بنھایا اسوقت اِس مسخرہ نے کہا کہ
دُم بھی بنانا چاہیے سب نے کہا یہ خوب دم ہے مگر ایک شخص نے چونری لاکر وہ دی اُسکی مقام پر لگا کر
کر کے دم بنائی لقا کو اُسکی پشت پر سوار کیا اور آپ اُس گدھے کو لیے کچھ آگے کچھ پیچھے ناچتے
بجاتے سر خداوندی پر جوتیان لگاتے جھاڑو بجاتے چونکے سر پر جھلتے جانب لشکر اسلام چلے جب قریب
لشکر مذکور کے پہونچے یہان ایک غلغلہ ہوا کسلیے کہ یہان کے آدمی سب ہوش مین تھے جنھون نے اِس
سوانگ کو دیکھا ہنستا ہوا ساتھ چلا لشکریون کے لڑکے جو باخبر ہوئے تالیان بجاتے پیچھے دوڑے
کسینے اُچک کر دھول ہی کوئی لڑکا ظریف تھا اُسنے کتے کا پلا پکڑ کر لقا کے آگے بھادیا کہ حرام زادے اپنے
سگے کو بھول گیا تھا اب تو تمام لشکر مین قہقہے مچے اور لینا لینا کا شور ہنگامہ بلند ہوا لوگونکا غل کرنا
دھلونکا بجنا دھتا ہے کا شور سکان بڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی بادشاہ اسلام مزنگاہ سے پھر کر
بارگاہ مین تشریف فرما تھے امیر بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ غل ہوا جلد سرانجے بارگاہ کے اُٹھوا دیے یہ
سامان جو مذکور ہوا نظر آیا سردار رومال منھ پر رکھکر ہنسنے لگے بادشاہ نے لاحول پڑھی امیر نے

دیکھکر اشک حسرت بہاتے اور اٹھکر باہر آئے بارگاہ سلیمانی مین دربار عام تھا ہر کہ وہ اسکو دیکھکر
ہنستا اور مضروب درگاہ سلطانی ہوتا بدین وجہ باہر آکر امیر نے لقا کو پشت بختیارک پر سے اتارا
اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ اسکو ہوش آگیا پھر اور اسکے سرداروں اور بختیارک کو ہوشیار کرکے ایک
خیمہ مین الگ لائے اور منہ دھلوایا کپڑے عمدہ پہنوائے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور بھی تشریف لیجائین
اور لقا سے لین اے بادشاہ عالی تبار شاہان روزگار اپنے مقام پر جب یہ ذکر سنینگے تو فقط ہنسینگے
کہ بادشاہ اسلامیان اتنے زمانے تک ایسے واہی اور مسخرے لڑکے اوقات اپنی ضایع کرتے رہے جو سامنے آجاتا
ہوا آتا تھا انسان کو چاہیے کہ جو لائق خطاب ہو اس سے سوال وجواب کرے اور جو اپنا ہمسر ہو اس سے
لڑے یا دوستی کرے اور جو اس قابل نہو اس سے مخاطب کبھی نہ ہو مثل ہے کہ شریف کی اور ہاجی کی
ایک برابر ہے ہاجی کی گالی سنکر شریف طرح دیتے ہین اے بادشاہ یہ وہ شخص کہ ہیجدہ ہزار عالم ملک
باختر اسکو سجدہ کرتا تھا اور زمانہ اتنک بخدائی مانتا تھا اس سے مقابلہ کرنے مین دنیا مین ناموری
اور عقبی مین بجست کفار کشی سرخروئی ملازمان عالی کو حاصل ہے پس فوراً اسکو بزور شمشیر میدان
وار و گیر مین دینا لازم ہے اور اسطرح کی ذلت پر اسکے ہنسنا اور خوش ہونا مناسب نہین کسلیے کہ باعث
تحقیر ذات ستودہ صفات جناب والا ہے سچ کہا ہے کہ بیت منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر
رکھ جائے تو دکھلائے تجھی نہین چراغ ۔ بادشاہ بصحبت بزرگان امیر لشکر مع چند سرداران کے
اسی خیمہ مین جہان لقا تھا تشریف فرما ہوے اور اسکی مزاج پرسی فرمائی اور اس کہنے کہ اے بندگان
قدرت مین بہت اچھا ہون بادشاہ کو اسکا بندہ قدرت کہنا بڑا معلوم ہوا مگر ہنسکر کلام دیوانہ لائق
اعتنا نیست جانکر چپ ہوے وہان تو یہ حال تھا اور باہر خیمہ کے لشکریان لقا کے مین تلادی
ہاے ہوکے مسابقہ کر رہے تھے امیر نے لقا سے پوچھا کہ یہ حال تیرا اور تیرے لشکر کا کیونہو اسنے
کہا قدرت جانے ہین مگر بلا سے کہین میرے سیستان سے پوچھو امیر مخاطب بجانب بختیارک
ہوے وہ اٹھا اور گرد بادشاہ اسلام پھرا تصدیق ہوکر کلمہ پڑھا کہ مین بہت کے مسلمان ہوتا ہون
تھا اور بسیار ہوہان حاضر تھے انکی جانب دیکھا جاتا تھا غرض بعد ضحکات بسیار عرض پیرا ہوا کہ
بسیار جادو نام ایک ساحر گرفتار ہوکر آئی تھی اور چالاک اسطرح چھڑایا وہ بچہ مین دہب کر مرشد زادی کو
لیگئی بھی ظاہر ہیگا یہ قصور معلوم دیتا ہی کیونکہ وہ پہلے بھی ایسا کر چکی ہے امیر نے اس ماجرے کو سنکر

چالاک سے فرمایا کہ تم باغ سحر کے پاس جاؤ اور پکار کر کہو کہ اے بہادرتمنے یہ حرکت بہت بُری کی ہماری بدنامی ہوئی کہ لشکر اسلام ساحروں سے ملا کا جیا ہے ہملوگ ساحر کو ساحر سے لڑاتے ہین اور غیر ساحر لوگ کو ساحر سے ذلت نہین دلواتے اگر کہو کہ طلسم مین ہم شریک محکم ہوکر لڑتے ہین پس ظاہر ہے کہ حریف تمھارے وہان ساحر ہین ہملوگ دیو پری جن ساحر کسی کی مدد نہین چاہتے وہان سحر سے بچنے کے لیے صرف عیار تو مکاری کرتے ہین ورنہ ہم بہت پہلوان ہین عیاری بھی جائز نہین رکھتے لیکن تم کیا کرو رسم زمانہ یہی ہے کہ جو شخص جسکا دوست ہوتا ہی وہ عدو احباب کا بنجاتا ہی تمنے ہماری دوستی کی باعث ایسا کچھ کیا کہ لیے کہ ہمارے آئین سے وقیعت تمکو تھی لہذا ہم ناراض تمسے نہین ہین اب سحر اپنا سوقوف کرو اور یہان تشریف فرما ہو فروز خوف ہجران مین کن اگر امیدان داری ۔ کہ از چشم بداندیشان خدا بیت در امان دارد ۔ چالاک بہ ارشاد فیض بنیاد امیر کشور گیر جانب ملکہ باتو قیر روانہ ہوا اور قریب باغ سحر پہونچکر باواز بلند پیام امیر ارجمند بیان کیا پھر کہا کہ بیت بیارا کہ رایت منصور بادشاہ رسید ۔ نوید فتح و بشارت بمہر و ماہ رسید ۔ بہادر جنکے تھی زبانی چالاک کے پیام امیر سنکر ظاہر ہوئی اور آئین اہل اسلام پر آفرین خوان تھی کہ سبحان اللہ سب جلالت مزاج صاحبقرانی مین ہی واقعی انصاف یہی چاہتا ہی کہ بیت سبابش بپائے انار دہر چہ خواہی کن ۔ کہ در سر بیت ما ہیچ ازین گناہے نیست ۔ کوئی اگر ہوتا تو ذلت دشمن پر خندہ زنی کرتا مگر امیر نے ہمکو بھی جائز نہ رکھا غرضکہ باد و صیف آنے کی نسبت مین کہا کہ اے چالاک میری جانب سے بعد تسلیم عذر تقصیرات کرنا اور عرض کرنا ہونا کہ بیت باستان تو شکل توان رسیدارے ۔ عروج بر فلک سروری بدشواری ست ۔ نہ ہے سعادت دخمے افتخار کنیز جو عتبہ بوس بارگاہ عالی ہو یہ کہکر کہا کہ تم جاؤ مین سحر اپنا دفع کرکے حاضر ہوتی ہون چالاک وہان سے پھرآیا اور آسمان نیرنگ بازنے نت پٹھا دفعتاً ایک ابر سرخ رنگ علاوہ آس سحاب سیاہ کے پیدا ہوکر محیط عالم ہوا اور سرخ رنگ پانی برسنے لگا وہ باغ اور وہ ساقن وہ میخانہ کنیزین وغیرہ بالکل نابود ہوگئین اور وہ پانی لشکریان لقا پر جو پڑا وہ بیہوش ہوگئے پھر جو ہوش آیا اپنے تئین آپ مین پایا ایک نے دوسرے سے کہا کیون بھائی یہ کیا ہمنے کیا کہ آپ بھی برہنہ ہوئے اور اپنے خداوند کو نچایا ۔ بے ادبی نسبت شان خداوندی چاہیے تھی معلوم ہوتا ہی کہ مشیت خداوندی یون ہی تھی یہ کہتے ہوئے اپنے لشکر کیطرف چلے نہایت شرمندہ تھے پھر تبدیل صورت کی لباس پہنا بعض تو نادم و پشیمان اپنی جگہ پر ٹھہرے کہ کیا کسی کو منہ دکھائین اور بعض

لشکر اسلام مین بہر ہمراہی خداوند آئے خیمہ کے سر پہ اُٹھے تھے جب بے دیکھا کہ لقا فریب تخت شاہی پر بیٹھا ہے لباس سے درست ہوشیار و چست ہے یہ دیکھکر خوشنود ہوئے اُدھر امیر نے ساقی کو لقا کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب لقا کو دیا سرشار ہی اُسکے سرشار ہے امیر نے بعد خاطرداری زبان گہربار کو وا کیا اور ناصحانہ ارشاد فرمایا کہ اے زمرد شاہ تجکو سلطنت کیا کم ہی جو تو دعوی الوہیت کرتا ہے دشت ضلالت مین قدم دھرتا ہی اگر تو اسلام اختیار کرے تو جسقدر ممالک کہ مین نے فتح کیے ہین سب تجھے دونگا اور تیرے پایہ کو تخت پر اپنے دوش پر اُٹھا کر چلونگا یہ کلمات پند سنکر اُسکو تو بخت یار کنے سرشار دیکھا ہی کہ جب امیر سوال اسلام کرین گے کہ ہزار و ہزار مین گرفتار ہونگے تو اُنکی اطاعت کرونگا اُسنے جب خواہش یہی کیا امیر نے استغفر اللہ کہکر فرمایا کہ بمصداق بیدمی سن نشیدم و بیش سن نشیدم تو ہرگز راہ راست پر نہ آئیگا یہ کہکر خاموش ہو رہے اور وہ بدمست خمخانہ بے ایمانی شراب وغیرہ پی کر شاہ اسلام سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آیا مگر عارض کو ہی کا اس حال کے گذرنے سے قلب پھر گیا امیر کے خلق و مروت پر ہزارون جان سے شیفتہ و فریفتہ ہوا یقین واثق اُسکو ہوا کہ لقا متبدل مزاج و باطل جھوٹا ہی بندگان خالق کو برباد و گمراہ کرتا ہی غرضکہ یہ لشکر مین جب آیا اپنی بارگاہ مین گیا اور اپنی فوج کی افسر کو بلایا اور کہا کہ مین نے تو دین اسلام قبول کیا کیلیے کہ یہ کیسا خداوند تھا جو ایک ساحرہ کا کچھ نکر سکا اور باین ہیبت لشکر اسلام مین پھرا اُنکی نوازش دیکھو کہ کیا ہمت مردانہ صرف کی پس اطاعت اُنھین کی کرنا روا ہی اور افسری اونھین کے لیے زیبا ہی افسران لشکر یہ ماجرا لشکر اُسکے ساتھ ہوئے اُسنے مال و اسباب اپنا مع لشکر خیمہ و بارگاہ ہمراہ لیا اور طبل سفر بجوایا کہ بھاگنا ثابت نہ ہو چنانچہ ظہار اسلام سے کرنا لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوا ہلکارے یہ خبر لیکر ردبرد لقا آئے وہ گبر تخت حکمت پر بیٹھا تقریر یون گنگنا رہا تھا کہ اے بندگان من تمنے دیکھا کہ حمزہ کا قلب مین نے اپنی جانب کیسا پھیر لیا ورنہ دشمن کیسین پیش آتا ہی جب چاہون اُسی سے سجدہ کرا لون اسکے نہین سجدہ کراتا ہون کہ وہ میرا سپہ سالار قدرت ہی جو بندے کہ دل سے مجھے نہین یاد کرتے اُنکو قتل کرتا ہی اور بجانے مین تاثیر کر نصف شب کو توبہ کرتا ہی مجھے پکارتا ہے مین اُسکو عزت روز افزون عطا کرتا ہون ہلاک دم بھر مین میرے حکم سے ناچتے ہوئے گئے پھر راہ راست پر آگئے یہ سب میری قدرت کا نمونہ دنیا ہے بیت مری قدرت کی سب ہین کھیل نا باب ۔ اگر چاہون تو مین آتش کرون آب اور بقادان

کمانڈ کو مستعد و چست کر رہے تھے اور تمام وقت اسی میں مصروف تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ عارض دغی اُسنے چاہا تھا کہ فوج کے روکنے کا حکم دے لیکن نجمتیار کے مانع ہوا کہ ابھی ایک ہنگامہ سے نجات ملے دیر نہین ہوئی اہل اسلام چڑھ آئینگے الغرض یہی ہوا اُسکے کہنے سے چپ ہو رہا اور عارض جب قریب لشکر اسلام پہونچا جاسوسون نے خبر خدمت بادشاہ مین اُسکے آنے کی دی بادشاہ نے سردار ہر اشقبال بھیجے کہ وہ بتربت نمامتر اُس کو لیگئے جب وہ بادشاہ کی سامنے آیا تسلیم کی اور عرض کیا کہ بیت گر بخاک قدمت سجدہ میسر گردد + سر فرازان جہان جملہ سر افگندہ شوند + بادشاہ نے دست شفقت پشت پر رکھا اُسنے نذر دی خلعت عنایت ہوا اُسنے دست راست کی صف مین بیٹھنا قبول کیا لشکر نے بڑے ٹھاک سے نبلگیر ہو کر بیرون چہل ستون بٹھایا امیر نے بارگاہ خزانہ عنایت کیا خلاصہ کہ سائل لشکر اسلام ہو کر یہہ بھی فرد گزشت ہوا دعوت کا سامان ہوا لیکن سابق مین بیان کیا تھا کہ بادشاہ نے دعوت کا سامان مہیا ہونے کے لیے حکم دیا تھا اور ملکہ بہار کو بلایا تھا چنانچہ کارپردازان مصروف انتظام تھے ابھی تک بہار داخل لشکر نہین ہوئی بادشاہ چشم براہ انتظار بیٹھے تھے کہ ملازمون نے عرض کیا جملہ اسباب دعوت حسب ارشاد عالی مہیا ہی بادشاہ نے عمار بھیجے کہ دیکھو ملکہ کو کیا عرصہ ہے

رمز سپرداری عندلیب خامہ گلشن بیان عشق ملکہ بہار و شاہ اسلام مین ترانہ سنجی بلبل زبان چمستان جمال جلسۂ دعوت و ملاقات شیدای یکدیگر و خلجر سوزی خاطر مضامین ذوق فراق و رخصت محبوب و کہ الف دیگر ملوثقہ

کدھر ہے تو اے شیخ بیت الحرام	مصلے پہ کب تک کرون یہ پیام
کہان تک طواف در آرزو	کہان تک سنون شیخ کی گفتگو
مزا بادہ خواری کا ہے ساقیا	کہ ماہ صیام اندنون آگیا
انھین روز و نین رندھین تشنہ کام	زبان سوکھی جاتی ہی وقت کلام
اُدھر دختر رز کی حرکت بڑھی	اِدھر پارسائی کی شہرت بڑھی
مجھے گو کہ زاہد نے بہکایا تھا	شریعت ڈھرے پہ کچھ لایا تھا
کرم آگیا کام ساقی تیرا	کہ اُس زہد مین حال یہ ہے مرا
سحر کو جو ہوتا ہون تسبیح خوان	صبوحی صبوحی ہے ورد زبان

بس اے ساقی رندون پہ رحم کر
چھلکتا ہوا جام جلدی سے لا
منا اشارے یہ ہے کر رہی
وہ وے مے کہ اس دل کا ہو زہد دور
وہ مے نام جسکا ہے نبت العنب
لقب اسکا اک دخت قاضی بھی ہے
وہ مے لال پردے مین جو رہتی ہے
صفا مین جو ہے مہر سے آب دار
وہ مے جسپہ قربان رند دنکا دل
اگر ایک جام اسکا مجھکو ملے
دل رند بدمست جبتک رہے
ہے جبتک کہ کیف سخن مین سرور
کھلے شوق دل مین مون جبتک دہن
رہے جبتک یہ مہر گردش پذیر
قمر مین ہے جبتک کہ جادوگری
مرے ساقیا دور تیرا رہے
رہین مے سے لبریز ساغر مدام
یہی جائے بادہ خواران رہے
ہمیشہ یہ میخانہ آباد ہو
بس اب دیر لازم نہین ساقیا
وہ دھانی جو بوتل مے کی سمین سے لا
دکھاؤن بہار ریاض سخن
کھلون اگر نئی دستان بہار

گلابی کا منھ کھول ساغر کو بھر
دکھا دختر رز کا جلوہ دکھا
وہ مینا دھری ہے وہ مینا دھری
وہ مے جس سے آنکھون مین آئے سرور
جسے لال رخسار کہتے ہین سب
دل رند اسی مے سے راضی بھی ہے
جسے دخت رز خلق سب کہتی ہے
وہ مے جسپہ مینائے گردون نثار
نہ پینے سے جسکے ہی زاہد خجل
تمنا مری دے دعا مین مجھے
ہوس جب تلک لاڈ لاوے کسے
نشیلی نگہ مین نشہ کا وفور
فلک پر ستارون کی ہے انجمن
رہے جبتلک دور گردون سپہر
ضیا بخش ہے آفتابی بھری
دل رند پر غور تیرا رہے
ہنسین منھ ملا کر سبو اور جام
پیے مے تقاضائے یاران رہے
دل رند کیشان سدا شاد ہو
مین صدقے ترے جلد ساغر اٹھا
نمرد کا ہے کاگ جسمین لگا
وہ سرسبز ہو آج میرا سخن
بہار آج آئی ہے جیا سہا

ہوا خار غم ہجر کا دل سے دور
بہم بلبل و گل کو ہوگا سرور

کٹورے مین دے پھول کے مجھکو پھول
کہ باغِ سخن مین لگین میرے پھول

دکھادے بس اے جانِ رنگین بیان
بہارِ گلستانِ طبعِ روان

کنون بلبلِ خامہ شد نعرہ زن
بحالِ بہار روشہ صفحۂ سخن

گلدستہ طرازان گلہائے بوستانِ وبہار افزایان انجمن کا شانہ بیان نزہت دہندگان باغ کلام وصد یقہ بیان ریاض سخن فرخندہ فرجام مضمون آبدار سے آبیاری گلشن فسانہ یون فرماتے ہین اور بہار تحریر رنگین کو نگاہ چمنستان ناظرین مین اسطرح مہمان بلاتے ہین کہ جب وہ غیرت بخش سبزہ پیام رنگان ہر نگاہ مین جسکی شوخی داد قہر معشوقہ طرحدار و گلعذار یعنی ملکہ بہار زبانی چالاک عیار پیام طلب انجمن یار ستمگر عارم روانگی ہوئے دیکھتی تھی کہ الٰہی یہ خواب ہے یا بیداری اپنے خال پر ہنس رہی تھیں آرزو مین مبارک باد دیتی تھین حسرتین کہتی کہ چپ ہو ایسا نہو فلک کو بُرا معلوم ہو کہتی تھی کہ آج خوب ارمان نکالو کسی کے گلے کا ہار نہو نہین نہین کرتی جاؤ اور گستاخیان دیکھا دو چونکہ جب سکین رست دیا تھکین ہاتھ پائیان ہون جی کھولکر رسوائیان ہون عصمت کہتی تھی کہ یہ کیا ارادہ ہے شرم پوچھتی تھی کہ ہمکو کیا رخصت کیا ہے یہ ہوسناک کسی کو کچھ جواب نہ دیتی اس عالم مین یہ نظم

نگاہین شرم سے جھکین رنگ رخ پر عرق عرق
سخن مین پاک دامنی کی رہ رہی تھی رمق

جبین نے نقش عصمت کا آشکارا کیا
سوے زانو نگاہون نے نظارا کیا

ادائین چست نازک آرزوئین
فقط کچھ اپنے دلمین گفتگوئین

سوے افلاک حسرت سے نظارے
جہان کی بے ثباتی پر اشارے

کہان افسوس یہ دنیاے فانی
نہین شایان لطف زندگانی

محبت کیا کرے کوئی کسی سے
بھلا کب زور چل سکتا ہے جی سے

کوئی دم کے لیے کیا لوث داغ
چھرا ہے گا مقرر خیر بدظن

آخر تقاضاے محبت سے ناچار ہوکر غازۂ خرمی سے چہرہ گلگونکو تابناک کیا گلستان عارض مین بہار حسن نے زینت کو مہمان بلایا بیتی آلودہ لبون کے عکس نے آئینہ خارا مین تختہ سوسن کھلا لب لعلین پیالی نے غنچہ گل احمر کا دل خون کیا لباس دلبری سے آراستہ ہوکر زیور جواہر سے پیراستہ سر زلف

جسم انور فرما کر روانہ جانب دلستر لے جانا نہ ہوئی اس اثنا میں میزبان دہر نے مہمان خورشید حیثیت کو
کاشانہ افلاک کو رخصت فرمایا اور بہر مہمانی شامدشب دسترخوان پر نہ جواہر دوزد ستارہ دار بچھایا نظم

چھٹا صحن زمین پر شام کا رنگ	ہوئی دودی بیاض عارض سنگ
نگاہوں میں ہوئی ٹھنڈک کی پیدا	بڑھے سایے بشکل شوق شیدا

یہ مہمان کاشانہ جانان قدم شوق اٹھائی جب لشکر اسلام کی طرف آئی راستہ ہی میں جنگل کی عجیب
صورت پائی دیکھا کہ کوسوں تک آگ لگی نظر آتی ہے جب اور آگے بڑھی تو ظاہر ہوا کہ ہزارہا
قندیل رنگی ہے گیند بلور کے اور قمقمے نور کے آویزاں ہیں خیرت بخش ضیا مہرتابان ہیں فرش مخمل سبز کا بچھا ہے
ہر نیا باغ بنا ہے درختوں کو سرتراشی کرکے بادلے سے بندھا ہے موتیوں کے جال سے ہر نخل چھپا ہے اور بنا تکلف
یہ کیا ہے کہ ہر شاخ پر فوارہ لگایا ہے تن درخت پر چاندی سونے کا خول ایسا چڑھایا ہے کہ المسمین فوارے کا
خزانہ بنایا ہے ہر شجر پر ہزارہا نہرے کا فوارے چھوٹتے ہیں پانی برستا نظر آتا ہے درخت سب سترا ہوئے
ہیں ہوا کے جھکورے سے دولھن کے جھکے جاتے ہیں شرم کھا کر عرق عرق ہیں یا جوبن دکھاتے ہیں
پتوں پر قطرے پانی کے اسطرح چمکتے ہیں کہ شگوفہ نہیں موتیوں کے گچھے لگے ہیں تا بدیہار سونے میں زردار و
موتیوں میں سفید ہے دشت آرائش میں دشت لیلی ہے قابل دیدہ کاغذ کا ابر کا ٹکڑا غبارے کی طرح سے
آتش بازوں نے اڑایا ہے کہ وہ تمام دشت پر چھایا ہے نیچے اس ابر کے فوارے جو درخت پر چھوٹتے ہیں واقعی
سادن بھادوں کو شرماتے ہیں پانی کی پھوار دور تک جاتی ہے طبیعت مست ہوتی ہے بھور بھری آتی ہے
ملکہ یہ سامان بہار دیکھکر وجد کنان جب اور آگے بڑھی دیکھا کہ ایک باغ پر بہار لگا ہے چمن چمن گل
نسترن و دلستر و خیابان خیابان سمن و یاسمن موتیا سوگر جوہی وغیرہ کے پھول لگے ہیں سیم آنکی دماغ باد بہار کو
بسائے ہے لطافت و نزاکت اسجا بستر لگائے ہے ملکہ نے چاہا کہ چند پھول توڑے ہاتھ لے چھوا تو معلوم ہوا
کہ سب درخت جواہر کے ہیں جیسا جو پھول ہے ویسی ہی خوشبو رکھتا ہے ہر نخل کی شاخ پر طائران
خوش نوا مثل طوطیان شیرین بیان و عندلیبان شیوا زبان زمزمہ پیرا ہیں سب یہ ہے کہ بند در بستان
ہیں پریان چمن ہوا بنکر سمائے ہیں طائر کل دار ہیں جب انکی کل جن باقی ہیں وہ نغمہ سنجی کرتے ہیں طاہر ہیں
جواہر کے بنے ہیں ملکہ یہ وصف جب ہیچ چمستان میں پہونچی سب کل اس گلستان کے اسطرح بنے کہ
جیسے گلنار قہقہہ لگاتے ہیں ملکہ حیران کار تھی کہ تنے درختوں کے شق ہوئے اور پریوں نے سر نکالے

ملکہ نے دلسے کہا افراسیاب سحر اپنے طلسم پر ناز کرتا ہے یہ بادشاہ اسلام ہر روز طلسم بنا لیتا ہے
خدایا یہ کیا ماجرا ہے کہ یہان اسطرح کی آج بہار ہے کل جو مین آئی تھی اسجگہ دشت پر خار تھا یا کوہی
نہ لالہ زار تھا یہ آئینہ رو تو حیران تھی اور ان پریونکے چہرے پیلے ہونیکا یہ سبب تھا کہ درخت سب پھلدار
ہین جنکے بیچ مین لگے ہین انکے پھلنے سے درخت سب شق ہوتے ہین بیچ مین سے چہرے پریونکے نکلتے ہین کہ
درخت شق ہوتے وہ ہنستے ہین اور آگے بڑھتے ہین نام اس گلستان جواہر کا گلدستہ ہمیشہ بہار ہے ملکہ
آسمان پری نے امیر کو بارگاہ سلیمانی بھیجا ہے ذکر اسکا دفتر اول نوشیروان نامہ مین لکھا ہے ملکہ بہار
اس ساز و سامان سے دیکھکر دنگ تھی جب اور آگے بڑھی اپنی باغ و بہار کی ساحری بھولی دیکھا کہ
ایک بارگاہ فلک فرسا نصیب ہے رقبہ اسکا تا اوج فلک پہونچا ہے پایہ بارگاہ ہمپایہ چرخ نظر آتا ہے کئی
کوس تک اس بارگاہ رفیع کا عرض پھیلا ہے دربارگاہ سے دور تک ایک بازار آراستہ ہے ہر طرح کے اسباب
عمدہ و نفیس سے پیراستہ ہے دکان دار نوجوان کم سن شباب کے دن لباس و زیور سے آراستہ ہے شرع
مین مصروف نگاہ انکی الفت سے مالوف دور رویہ بازار بیچ مین سڑک قطعدار جواہر جابجا نثار
شمعی گلاب کیوڑہ مشکون مین بھرے اس سڑک کو چھڑکاؤ سے رشک دشت ختن و تاتار بنائے ہیں
کھنکے دکانون کا انداز نرالا یعنی بارگاہ سے ہر دن کا جدا اور پھر اسمین ملا ہوا راستہ ہر خیمہ کرقبہ
طاؤس زمرد کا بیٹھا نقا ہین اسکی موتیون کا نالا اور بارگاہ پر نشادل چوبدار مودی حاضر تھے چھ
جلو خانے کے کچھ باہر تھے ملکہ جب اس بازار مین پہنچی یکایک تمام دکاندار غائب ہوگئے یہ حیران
ہوئی کہ سب کیا ہوئے اسی حیرت مین تھی کہ اندر سے بارگاہ کے سرداران عالیشان بصد تجمل برآمد
ہوئے اور ملکہ سے بصد شوق ملے کہا ہم بہر استقبال آتے ہین بادشاہ بری دیر سے انتظار کر رہے
ہین تشریف لیجیے یہ کہکر ہوادار پر سوار کیا ملکہ نے کہا تم دربارگاہ پر گھڑے ہین سوار ہونے کی کیا ضرورت
سب نے کہا کہ بادشاہ اس جگہ نہین تشریف فرما ہین یہ بارگاہ صرف اسلیے ہے کہ قریب بازار جو چیز
درکار ہو خریدی جائے اور مصروف مین آئے اسلیے کہ آبدارخانہ دیگخانہ و دیگر سامان وغیرہ کی تیاری نہ ہو
اس بازار کو بازار طاق بلقیس کہتے ہین دکاندار اسکے سب پریان اور جن ہین کہ نظر سے غائب رہتے ہین
یہ کہا ملکہ کا ہوادار کہاریان با درفتار لیکر آگے بڑھے اور داخل بارگاہ ہوئے یہان بھی صحن بارگاہ مین
فرش بستر تھا تخت کرسی زمرد سے آراستہ تھا پری رخسان کا مجمع تھا سامان شاہانہ مہیا تھا مگر سوائے

سواری بسان باد بہاری یہانسے آگے بڑھی اور دوسرے دروازے سے بارگاہ کے نکلکر جو دیکھا
واقعی زندہ بہشت ہین ایسے تئین پایا ہر بہاری بڑے ہوا چھایا تھا تنسج سے فوارونکے زایدان خشک کو
تر دامنی کا لطف یاد آیا تھا ہر شجر جو اہر کارانہ سے پر باز زمین پر سر جھکائے سجدہ شکر بجالنے قدرت ادا
کرتا ہوا سے ہلتا تھا سبزہ خوشنما پاکیزہ دامن کا وجد مین جھومتا معلوم ہوتا سبزہ فرش ارض پر بستر بچھا
طاؤسان مست پر کھولے بیٹھے فرش قالین گلزار کی کیفیت دکھاتے صنوبر انی عنانی سر اکڑائے پھل درختونکے
نزاکت بھرے انگلی کے اشارے سے لپک پڑتے بہار کی داگ سے سرایچہ بارگاہ کا ملا ہوا اور چار طرف
باغ پر بہا بیچ مین وہ بارگاہ علاوہ باغ جواہرین و مصنوعی کے چنگل اور دامن کوہستان مین ندیونکا نثر انا آبشار
ہونا نیا لطف دکھاتا باغ کی روش پر مسی پروہ دیہ زار باچھڑا اور کنول فروزان ہر دالک کوہ سرو چراغان
چراغونکی لو سے فوارونکا چھوٹنا دانعی لالونکا موتی اوگلنا تھا روشنی تھی یا فراہ کے دلکو لگی تھی شعلہ
طور کا گمان تھا دشت تھا یا وادی ایمن گلزار یہ خیال گلشن جنان تھا سبحان اللہ کیا اسجگہ کا بیان ہو نظم

نہال سبز مرغان نوا سنج	بہار چشمہ لبریز موج
زمین پر سبزہ نوخیز کا فرش	ز سر تا پا گون سبزہ جا بجا فرش
نگاہون مین ترا دث جس سے آئے	دل حساب کیفیت اٹھائے
کہین کلمائے خود رو رنگ در رنگ	کہین کچھوا ور ہی صوت سے نیرنگ
ہزارون طائران خوش نوا سنج	سنے انکو تو جائے دل سے رہ رنج
برابر نخل قد مین جسقدر تھے	نشیمن جا بجا شاخونپر انکے
زمین پر سنبل مرمر فرش دور	فدا ہو دیکھنے سے طبع سرور
قفس صندل کے اور ان سحر مین	عجب نقاشیان دیوار و در مین
مصفا باغ سارا صورت دل	بجا ہے اسکو کہئے نور منزل

بالکہ بہار اس لالہ زار کو دیکھکر تقاضاے عشق سے آہ سرد بھرتی اور گلزار کی سرد مہری یاد کرتی تھی
دیکھیدہ منزہ حسن و جمال جو تجھے کہین ہے نگاہ شوق کیونکر تجھے گرفتار معاملہ دلکا دیکھین کیسا گذرتا ہے اسطرح
ہوس گرمی دکھاتی یہ نرگس سے آنکھ ملاتی روانہ تھی کہ نگاہ یک طرف سے ہزارہا کنیزان ماہ سیما
صورت زیور جواہرین پہنے لباس عمدہ زیب بر کیے عمدہ باتھون مین لیے پیالہ مین مے

مزین جسم پر پوشاک و زیور		فریب بخت زرین تھوڑی اکثر	
گران بار بدن پوشاک و زیور		نزاکت تھی برستی ہر بدن پر	
خرامان کیک کی صورت بصد ناز		پہنے تھا دو نسے وہ حوریں تھیں ممتاز	
نہیں رکھتی تھیں مثل انبیا تمکین		وہ محمل تھیں یا جواب اس گلستان مین	

آن سب نے ملکہ کو تسلیم کی اور ہمراہ سواری چلیں ہزار ہا کنول آگے آگے روشن سرگرم اہتمام ہر غنچہ دہن
طرفہ طرفہ گویان نغمہ سنجون سے معطر دماغ جان ہر صدا سے آن وہان سے قریب ایک چشمہ شیرین کی پہونچی
اس نہر مین ہزارہا دن مشک کا گلاس پڑا تیرتا تھا چشمہ نور چشمہ بنگیا تھا چشمہ نہر کسطرح نور سے بھرا تھا قریب
چشمہ دو درخت سرو کے لگے انھین درختون سے ملاکر سایہ بارگاہ استادہ تھا سوے اس چشمہ کے پشت
درختان سرو اور کچھ نظر آتا تھا قریب درختان ہزارہا زنان سر بسر بعبدہ و ربانی استادہ ملکہ کو سب نے تسلیم کی پر
آن درختون مین دروازہ سگا تھا لیکن اسطرح کہ ثابت نہوتا تھا وہ ہی راستہ اندر بارگاہ کے جانیکا تھا پس
وہی در ہوا ملکہ اندر داخل ہوئی آگے بڑھا خلوتخانہ شاہی ملاقرق زنجیر کھنچی تھی پردہ زنبوری پڑا تھا وہ پردہ
چرخی پر کھنچا ملکہ اندر آئی دیکھا کہ عجب بارگاہ رفیع المنزلت ہے مسکن بادشاہان خجستہ مرتبت ہے صحن بارگاہ مین
ہزارہا گلدستہ دھرا ہے عطر آگین بھرا ہے گویا طبلہ عطار کھلا ہے بارگاہ مین بارہ ہزار تون جواہر کا رنگا ہے الماس
تراش ہر ایک استادہ بلکہ جواہر دو رنگے ہین جھاڑ نہین ٹنگے ہین مرد نگینون کی باڑ مین قطار در قطار لگی ہین
اندر کرسیان یاقوت زر نگار بچھی ہین فرش مصفا بچھا ہے دنگل ہزارہا لگے ہین سامنے چبوترون مین تخت بچھا ہے
بچھا ہے طاؤسان مرصع دم نے دم اپنی چترکی زیر تخت پر مسند بچھی ہے اسپر ایک جوانی پریمیر فلک
اور زوال دنیا ہزار جان سے قربان بیٹھا ہے تاج شاہی اور لباس فرمانروائی سے آراستہ ہے گرد بنوہا حور
پیکر دنکا مجمع ہے عجب دلربا اس دلربا کی دیکھی کہ مراد دین اسکی بامراد آرزو مین دل تا دشمنان مین اسکی بلا
گردان کہ کوئی تمنا کرے اسکو کس چیز کی نامیسری جو تمنا کرے نگاہ جوش کرم نے روادار ہونے اسکو دم بدم
ہین اسکی ہر دو نور کہ قمر کو دائمی غلام اسکا اپنا منظور نظر ہے ہر چند کہ کافر کیسی لیکن بصورت اسلام
ساکن قرب کعبہ ابر معطر گین جبان اسکی خوشبو آتھی نہین کیف حسن لبریز مژگان پرشان خنجر تیز دہان زخم
جگر ان ابرو نکا نشیر دیدار حیا صبوت نظر نیکر دیکھنے کی خریدار مہنی نشان حسن قدرت یا شعلہ خرمن
کی نوشمع طور کی صبا آتش تجز نما مابین خمیدار ہونے سے ظاہر کہ معجزہ شق القمر ہلال عارض کا حسن حیرت

آمیزیا جلوۂ صبح طرب خیز لب گلزنگ بروح گلشن صد برگ قند و نبات تری مزے سے اسکی بلا مین لے
غیرت سے پانی ہو کر بہے دہان تنگ تہین نہین کر سکے ملک عدم بنا چاہ ذقن مین دل ہا شقونکا ڈوبا ہوا
بیاض گردن دفتر حسن کا خاتمہ شاہ بانی کے نمونے آنکھون مین دل چھین لینے کے فریبنے سینہ
جوش شباب دستی سے بھرا شہوت پرستی سے تنفر کیے دل جلانے کی عادت یکجا تھی سعدن نور بخت بلور کا
نازک تر نگاہ دو بین بسان چشم جانان ہمارہ ناتوان دو تارین تمع ساق پا سے لو لگتی ایڑی روشنی تہان پر
لات مارتی بہرام چشم بادام چشم فرشتہ زیب زاہد فریب شاہد کا سج غضب کا دھج کہ بجز لم یولد لہ

کیا لکھون وصف سے قامت کا — تجھا سا ہر الف قیامت کا
روشنی قلوب تھین آنکھین — چشم بد دور خوب تھین آنکھین
غنچہ بینی اور گل رخسار — چمنستان عیش کی تھی بہار
گوش تھے کان لعل رازنہان — لکھ سکون انکا وصف کیا امکان
زلف پیچان کی مدح مشکل ہے — جسمین الجھا ہر ایک کا دل ہے
لعل و در صدقہ لب و دندان — جانتے ہین جہان مین سب زبان
جو کہا منھ سے ہو گیا وہ میان — کلک قدرت سے لا کلام زبان
واہ کیا خوشنما وہ گردن ہے — حسن کی شمع سب پہ روشن ہے
ہاتھ تھے در بلور کی شاخین — انگلیان نخل طور کی شاخین
بے کدورت تھا صاف و سینہ — حق نما تھا بشکل آئینہ
چشمۂ نور تھا شکم لاریب — ناف گرداب وار تھی بے عیب
کوئی تشبیہ پان پہ بہر کم — نہین آتی ہے اب بیان نظر
ماشاء اللہ خوشنما ہین قدم — رہرو راہ کبریا ہین قدم
اس قدم پر رکھا تھا جسنے سر — وہ کسیکا نہین تھا دست نگر

بلکہ اس دلبر پر آرا بسکہ شیفتہ نادیدہ تھی اسوقت سامنا ہوتے ہی بیخودی چھائی غشی سی ہو
استقبال ہوش آئی ادھر بادشاہ اسلامیان نے بھی دیکھا کہ ایک سج دلاکی گوہر تاج و فا کی اخگر ملک عشق کی
قیصر پیمہ حسن کی جوہر باغ دوستی کی شجر نہال آرزو کی ثمر مبتدلے الفت کی خبر بازوے بے بال و پر آسمان

دلبر ہی کی تو نظر ارام جگر ملا جگر ہے بہتر تیغ الم کی سپر پہلوے عاشق کی دلبر کشور دل لوٹنے والی سینہ
دوسنے والی پہلوے عاشق کے بھاگنے مین کمر کی کمان کا تیر دل آسکے تیر مژگان کے بچیر دام بلا کا کل مین
جہاں کہ کاوش اسیر ظالم بے تقصیر ساق پایا جسکی عریان ہو تو روشن بزم عاشق پر ارمان ہو کہ ہو جب نظم

قیامت ہیں وہ اطہین بحر امیز	کہنے کی وہ ہین دل پر چھری تیز
لگائی جنبش ابرو نے تلوار	مزہ نے رکھ لیا دل تو سر وار
پڑی تیغ تبسم ایسی کاری	ہوئی نظر دلکو جان سپاری
طبیعت جال ہین زلفونکے الجھی	پڑی ایسی گرہ ہرگز نہ سلجھی
گل عارض نے تازہ گل کھلایا	کفن ان چاہ زنخدان مین جھکایا

یہ دیکھتے ہی نگاہ مجت نزانے گا کہا شاہ کو بھی غش طاری ہوا خواصون نے جلد جلد گلاب کیورہ
وغیرہ چھڑکا دونون کو جب ہوش آیا ملکہ آگے بڑھی تخت سے شاہی نے بہر شوالی اس شاہ حسن کے پیش قدمی
فرمائی قریب آکر ادا تمام کیا ملکہ نے نزاکت پر دبھی رکھا کہ کیا مرض مجھکو ہے اتنی دور آنیسے جی سنبھل گیا
غش آگیا بادشاہ نے مسکرا کر کہا تمھارا شرمندہ ہونا میری آنکھون پر صاحب مین تو آپ سے شرمندہ ہو
عش کر گیا ملکہ نے کہا مجھے اب کیون دیکھکر عش ہونے لگے یہ دوسرے اور کسی پر ڈالیے شاہ نے کہا
ہمین تو کوئی مرض نہین اب تمھاری زلف کا سودا ہوا ملکہ نے کہا اس مرض کی کیا دوا ہے شاہ نے فرمایا کہ تمہ
وصل ہے یہ عارضہ جائیگا ملکہ نے یہ سنکر سر جھکا لیا شاہ نے ہاتھ بڑھے تخت پر لائے سر پر بٹھایا کنیزان گل رخسار
نے چاروطرف سے اس بارگاہ کے پردے اٹھا دیے پرسات کی چاندنی کھلی تھی چشمے سو جبردن کے
چاندنی مین بلور لیتا تھا پہاڑون سے ابشار بہتا تھا اس سطف مین ساقی ماہ دیدار نے دو دو
نشہ سے شرشار کیا پھر زہرہ جبینان مہر رخسار نے ساز ملا کر یہ غزل مولف کی گانا شروع کی غزل

دل شیدائی دست مین بے اختیار ہے	آنکھون کے سامنے مری تصویر یار ہے
ہر ہر ادا سے ہوتی ہین داغونکی کثرتین	سینہ ہمارا کیا ہے کوہ لالہ زار ہے
جی چاہتا ہے سوپہ چشم اسکو کیجیے	تبلا تو اے صبا یہ کہان کا غبار ہے
تھمتا نہین ہے آنکھو مین ہر چند روکیے	ہر اشک میری دل کی طرح بیقرار ہے
سو راخ جا بجا جگر و دل مین ہو گیے	کیا ہی سنان تیز نگہ دل کے پار ہے

آنکھین اٹھاکے دیکھ ذرا ترک چشم جا	دل مفت مین تہ دنگ نظر کا شکار ہے
لاکھون فریب یادین تجھکو نئے نئے	پیارے تمھاری بات کا کیا اعتبار ہے
اے جاہ چین آئے بھلا کسطرح ہمین	قابو مین اپنے دل ہے نہ پہلو مین یار ہے

بادشاہ نے جام گلگون مے ناب بھر کر منھ سے ملکہ کے لگا دیا ملکہ نے پیکر ساغر بھرا اور بادشاہ کے منھ سے لگا دیا پھر تو طاق و رشراب سے گرم ہوا مستی شراب نے آنکھون مین گھر کیا ایسدین کھل کھیلنے پر آمادہ ہوئین مگر آنکھین شرم سے جھکے لگین جنبائین ہر چند کہ ہنستی تھین مگر حیا مانع تھی کچھ عرصے مین جب بادشاہ نے محبت سے کمر مین ہاتھ ڈالدیا نے کنار کیا نظر سے کیف ہستی ہوید آنکھین سرخ ہوکر طبیعت کا رنگ بدلا لاتقاب شرم لب ترکر دیئے مسکرا مسکرا کر خفا ہونے لگی کہ صاحب نکلے ہٹو اللہ قسم مجھکو یہ حال پسند نہین دیدون ہی نہین بھاتی مردون کی انھین باتون سے نفرت ہے کہ جب پاس بیٹھتے ہین حواس کھو بیٹھتی ہے انکا ہاتھ رہتا ہی نہین قربان کردن جان ہلکان ہوجاتی ہے ایسی دھاچوکڑی مچی بھلا کسکو پسند آتی ہے یہ کہکر اس انداز سے تیوری چڑھائی کہ لشکر حمزہ نے ہوس عاشق کو شکست دی بادشاہ منت کرنے لگے ملکہ نے نہ مانا بادشاہ نے پھر دست ہوس دراز کیا اس بانی ستم نے نہین نہین کرکے ہاتھ چھڑایا کہ صاحب کیا مرض جو ہے اپنا دل پر کرین اپنے اور بیگانے کے طعنے سنے جان کیون آر زومین آخر کو دین شوق مدیدین سمجھا کرین عراق مین جبل جبل مین بادشاہ نے کہا کہ ای مایۂ ناز ہر چند کہ مین شاہ ہون لیکن تیرا غلام بے اشتباہ ہون یہ کہکر آنسو آنکھون مین بھر لائے ملکہ نے اپنے دامن سے آنسو پونچھے نہ سکے کہا صاحب کیا میری خجلت مین رونا لگا ہے مین رونے والی سے گھبرائی ہون یہ کہکر اسطرح آنسو پاک کیے کہ وہ گوہر یا جسم سینہ سے لگایا بادشاہ کو تاب نہ رہی خود اگلے سے لگایا ملکہ تڑپ کر آغوش سے جدا ہوئی کہ اوئی دم گھٹیگا اب تو شرم نے بھی سر عاری کی اور ہمکناری ولداری زیادہ ہوئی اٹھکیلیان کا زمانہ آیا بیتابیون کی فرائش ہوئی مگر پاس حیا مانع از کار تھا بغیر نکاح دونون جانب خیال عصمت و پارسائی کا اظہار تھا ہر چند کہ فعل بالفعل یعنی مباشرت سے تو باز رہے مگر یہ کیفیت تھی کہ حوصلہ نکا گرم بازار آپسمین آغوش دہن مین مزے لوسون کی پوشیدہ آنکھ بچا کر چومنے گھر کیا نین امرتان کی لذتین دہ سیکان بھرنا ملکہ نے گردنین ہاتھ ڈالدینا جھجکنا پیچھے ہٹ جانا شرمانا لجانا مسکرانا پسینے پسینے ہوجانا چھوٹے کپڑے درست کرنے جانا کبھی انگوٹھا دکھانا کبھی زبان کی نوک سے رخسار سہلانا پہلے آپ بوسہ کے لیے منھ بڑھانا پھر شرما کر خفا ہوجانا کبھی منت سے سر قدم پر رکھنا اور

کبھی خفا ہو کر پاؤن پر دوسرے کو گرانا کبھی قدمے روے یار ہو جانا کبھی بیہوش ہونا کبھی
شمیم زلف جانان سے مدہوش ہونا کبھی نظرون مین منھ ڈالنا کبھی شرم کا حیلہ کرنا مگر اگر کہتا کہ کوئی آتا ہے
اور آپ ہی لپٹ جانا کہ دم گھبراتا ہی کبھی دامن جھٹکنا تنکے کھڑے ہونا گات کا جوبن دکھانا کبھی حیران ہو کر
چار طرف دیکھنا آنکھونکی گردش سے عالم گرگون کرنا کبھی الگ بیٹھکر ہاتھا کوٹ لینا آئینہ رخسار کی حیرتناکی سے
بہار دکھانا اس ہنگامہ مین چولیان مسک گئین نارپتان ملے جو گئے تو سخت سخت نظر آنے لگے سیب ذقن
گدرا کر زیادہ لطف دکھانے لگے زلف کا مزاج برہم ہوا منھ پر چھڑ آئی گیسو نے لہرا کر باغ رخسار پر گھٹا
چھانے کی کیفیت دکھائی کاکل باوجود کہ بال بال گنہگار تھی لیکن اترانے پر تیار تھی بادشاہ اس غیرت ماہ
سے جب کہتے تو آہ سرد بھرتی کہ آپکی وفا کا کیا اعتبار ہے منھ دیکھے کا سب پیار ہے انھین فقرون سے
صدہا قسمین کھلوالیتی اپنے اوپر دلوانہ بنالیتی یہی ہنگامہ ناز و نیاز تا دیر گرم رہا ہر ایک با آرزو دل شرمسار رہا نظم

کبھی آپس مین لپٹے ہو کے بیتاب	کبھی حسرت سے کرتی چشم پر آب
کبھی بولی کہ جانی دم ذرا لے	ٹھہر جی اور بھی دو چار پیالے
کبھی زانو کو باہم چیستی تھی	کبھی کہتی کہ صورت دیکھ میری
زبان سے بوسہ لیکر گد گدانا	اٹھا کر جام منھ سے لگانا
یہ کہنا جلدی مین تیرے صدقے	کہ ہو کچھ دیر مین تو میرے صدقے
کبھی سُنتی سنے دینا اک ٹھوکا	لپٹنے مین کبھی دیدینا دھوکا
کبھی کہنا کہ ٹھنڈے آدمی ہو	اٹھے ایسون سے راحت کیا کسی کو
مزے بوسون کے سستی پر جو آئے	ارادے اور ہی مطلب پہ پائے
گلے ملکر دیے بوسے جو دو چار	ہوئے نیلے نزاکت سے وہ رخسار
پسینا آکے چہرہ تمتمایا	نگاہ ناز نے جلوہ دکھایا

جب خاطر مشتاق تقاضی ہمبستری ہوئی بادشاہ نہال کر اٹھے اور ماما بھی ضبط کر کے الگ ہو گئی کہا آ
چلکر چاندنی رات کو لطف اٹھائین بہار باغ سے جی بہلائین بادشاہ اس رشک ماہ کو ہاتھ پکڑ کے
لیچلے اور پشت و پہلو بارگاہ کے جو سر کچہ اٹھے تھے اسطرح آئے یہان جو کیفیت بہار تھی زبان قلم کی کیا طاقت ہو
جو بیان کر سکے جابجا چھوٹے درختون مین پڑے تھے گلدارون کے جمے تھے ملا رگاتی تھین چاندنی مین

دوڑتی تھین چھلی چھلیا کھیلکر بہار جوبن دکھاتی تھین درختون پر ہاولے کی چمک مقیش کا اڑتا نور برزمین
و فلک نہرون مین بجرے اور موربنکھیان پرین جلترنگ بجتا تھا بجھتیین چھلین کرمین لب ہر جواہر کا رنگلا
بنے فرش و شیشہ آلات سے مینا کاریرنج بنے آگے انکے نگیرے باسلاک گوہر تھے کہانتک بیان ہو کہ نظم

ہر اک سامان تازہ حیرت افزا — نظر جسپر رہے تا حشر شیدا
طلسم آئینہ سازے کارخانے — بجا ہے کہیئے جادو کے ٹھکانے
بچھی تھین مسندین رنگین بہت خوب — بشکل عارض تابندہ مرغوب
کہا بیٹھو کہ دم لے لین ذرا ہم — یہان کی سیر دیکھین بھی کوئی دم
غرض بیٹھے لب جو وہ گل اندام — ہوئین حاضر پرستاران گلفام
کہ اتنے مین کئی معشوق طناز — لیے آئین ہزارون طرح کے ساز
جبکین تسلیم کو گائین بجائین — نہایت لذتین خاطر نے پائین
پھر اسکے بعد آئین اور نو خیز — لگاہین جنکی خنجر کیطرح تیز
لیے شیشے بغل مین ہاتھ مین جام — سوا اسکے بہت سامان آرام
کیے موجود کھانے لاکے باہم — غذائین سبطرح کی کین فراہم
طعام معدہ دسترخوان شفاف — بشکل حسن جانان پاک اور صاف
تناول دان کیا دونون نے کھانا — ہوا آغاز پھر گانا بجانا
رہے کچھ دیر پھر بجرے پہ اسوار — ہوئے پانی کی کیفیت سے سرشار
پھرے پھر وان سے آئے خوابگہ مین — لپٹ کر دونون لیٹے اک جگہ مین

لیکن سونا کیسا وہی ناز و غمزے کا دور عالم ہی کچھ اور ہوا مکلف نے سارا حال طلسم بیان کیا اور
شاہ طلسم سے اپنا پاکدامن رہنا اوسکا بدل جان فریفتہ رہنا تعلی کے ساتھ کہا پھر اپنا شریک ہونا اور غیر
کی عیاری کرنا کہکر کوکب کا حال کہا مگر شمع و گلدستون سے پریون کا نکلکر کہانی کہنا بیان کرتے وقت
اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا انھین باتون مین مزے مزے کی حکایتون مین شمع انجمن فلک نے نور ہوتی بیان
کرون مین بائین پڑی تھین تا مگون سے تا گین کھنچی تھین کہ زلف شب سمٹی فراج سحر سے ستانی طاہر ہوئی

یہ باتین تھین کہ بدلا حال شب کا — دکھایا صبح نے اپنا جھکایا

کچھ دسترس ہوش ٹھکانے ہوگئے جوش		اٹھے انگڑائیان لے سنبھلے بیہوش	
نہ ساقی تھا نہ مینا تھا نہ تھا جام		زبان پر تھا فقط اللہ کا نام	

بادشاہ نے اٹھکر وضو کیا نماز سحر ادا کی تا دیر درگاہ احکم الحاکمین من التجا کی لشکر مین امیر
دستور پچھلی رات سے برائے طاعت رب غفور اٹھے تھے صبح کو سب سردار بہر نماز مسجد مین آئے
بعد فراغ نماز سب نے مصافحہ کیا سلام ہر ایک کا ادا ہوا اسوقت جو ایلچی سامنے آئے اور عرض پیرا ہوئے
کہ کل سے ملکہ بہار ایلچی وار ملازمت حضور دولت سرائے معلی مین حاضر ہین ایلچی کہتی ہین کہ دیدار
فیض آثار سے بہرہ یاب ہون امیر نے اس خبر کو سنکر استفسار فرمایا کہ بادشاہ سے ملاقات ہوئی
یا نہین بلکہ سے عرض رسا ہوئے کہ شب کو حضور عالم کیطرف سے دعوت تھی اور خلال مدید بھی بھیجا
برائے خاطر مہمان عزیز تشریف فرمائے خانۂ دعوت تھے ابھی تک وہین ہین یہ حال سنکر امیر نے کہا
کہ بادشاہ کو تسلیم بھی کرینگے اور بہار سے بھی ملینگے پس آج کا دربار موقوف رکھا سردار اپنے اپنے
خیام مین آکر آرام کرین ہوئے اور امیر بسبب مسافت بعید سوار ہو کر صحرا مین گئے اور پہلوے بارگاہ دعوت کیطرف
آئے ملازمین دیکھکر خدمت شاہ مین گئے آمد جناب صاحبقران عرض کی بادشاہ تخت طاؤسی پر سنبھلکر
بیٹھے بہار مع خواصان گلفام کے بہر استقبال بیرون بارگاہ آئی امیر کو تسلیم بجا لائی امیر نے
سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم مہمان عزیز ہمین کیون یہان تک آنے کی تکلیف کی غرض کہ یہ
فرماتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے نیم قد اٹھکر تعظیم دی آپ
بغل پر آکر تشریف فرما ہوئے ملکہ بہار دوپٹے سے سب جسم چھپا کر سامنے کرسی پر بیٹھی گردن جھکائے
تھی کہ تیل یا سونکار خسار کے ظاہر نہ ہو جب امیر کی نگاہ پڑی بڑی غیرت کی بات ہے خلاصہ کلام
یہ ہے کہ جب بیٹھے فرمانے لگے کہ الحمد للہ مین تجھ ایسی شہزادی ساحرہ زبردست کو مطیع اسلام پاتا ہون
تو ایمان تیرے دل مین آیا خدائے بے شریک بے ہمتا کو تو نے پہچانا مین بہت تجھ سے راضی ہوا ملکہ
عرض رسا ہوئی کہ زہے سعادت کونین میری کہ آپ ایسے برگزیدہ کی زیارت سے خدا نے مشرف
کرایا مجھکو ضرورت خواجہ کے ساتھ ہر شاہ طلسم سے اگر نہ دریش ہوتی ابھی کلمہ طیبہ پڑھتی
امیر نے فرمایا جزاک اللہ بہر حال عمر لو پوچھا آپنے اذا بتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا اب کوکب کے
یہان اصلح بغرت تمام ہین امیر نے سب حال سنکر ایک نامہ طلسم والون کو لکھدیا اور ملکہ کو کئی سو

کشتی زیور مردوالماس کی مع خلعت گران قیمت عنایت فرماکر اور نامہ شوقیہ بنام خواجہ تاجدار ارشاد فرمایا
کہ بابا فقیر کو ہرچند کہ سیر ہی ہین گوارا تمھاری دوری نہین لیکن شغل و اشتغال مین فرق آتا ہی تمھین خدائے
کریم کے سپرد کیا حقیر برائے اطاعت رب غفور رجاتا ہی یہ کہکر رخصت ہوئے اور ہنگام وداع ارشاد
کیا کہ جناب دربار مین کب رونق افروز ہونگے شاہزادے نے فرمایا کہ شب بھر مین جاگا ہون صبح آرام کرونگا
کل انشاءاللہ بگہ ہونگا امیر نے ملکہ سے فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا میری رخصت کے لیے ایسی باتین ہین جب
تمھارا گھر ہو جبتک جی چاہے تشریف رکھنا ملکہ نے عرض کیا کہ جب سے شریک ملازمان عالی ہوئی ہو
اسی آستانہ کو اپنا ماس جانتی ہی یہان نہ رہونگی تو اور کہان جائیگی مگر بندگان جناب خواہ طلسم تنہا
ہونگے فی الحال زیادہ نہین ٹھہر سکتی آج شام تک چلی جائیگی امیر یہ سنکر وہان سے روانہ ہوئے اور
داخل حوصلہ عبادت ہوکر یاد الٰہی کرنے لگے وہان جب تنہائی ہوئی وہی ہنگام عشرت ہوا آپسکی چہیر چھاڑ
اختلاط و پیار ہونے لگا لطف ہم آغوشی باہم بوسہ بازی حسرت کی نگاہین محبت کی راہین کھلین گانا ناچ
شروع ہوا شراب کا دور چلنے لگا باہم عہد و پیمان ہونے لگے وعدہ وصال و اقرار کے چلے بدلے
نشانیان ایکنے دوسرے کی لین تسمین عاشق و معشوق نے کھائین کہ جانی ہم کسی حال مین ہونگے بلکہ تمھین کیسطرح
دل سے اپنے بھولینگے دن ہجر کی مصیبت کے بھرینگے خدا چاہیگا تو مل رہینگے کہ

نظم

مجھے تنہائی ہوگی تم سے حاصل	تمانے گا کسی صورت مرا دل
دہان پر آئینگی فریاد ہر دم	نکلجائینگے گھبرا کر کہین ہم
کسی دیوار سے پھوڑینگے سر کو	محبت آگ کر دیگی جگر کو
زیادہ دیر مین ہوگا نہ انجام	کہ مرجائینگے ہم محروم ناکام
یہ کہکر دل محبت سے بھر آیا	طبیعت مین جو اپنی جوش پایا
تو مل مل کر گلے وہ خوب روئے	کوئی دم اور دل اشکون کے دھوئے
پھر اسکے بعد مانگی اک گلابی جام	رہا کچھ دیر دور آفتابی
لبالب جام مے تر ے گلو سے	مرے لیتے ہجوم آرزو سے
ملا سینہ سے سینہ بسکہ تھا جوش	ہوئی کیفیت عالم فراموش
لیے بوسے زبانون نے دہن کے	گئے کھل دونون عارض سے چمن کے

اِنھیں شکوہ و شکایت ذکر جور و وصل مین آغوش ملک سے معشوق خورشید نکلکر جانب طلسم مغرب روا
ہوا اور شب فراق نے عاشقون کے تڑپانے کو عالم مین داخلہ کیا کرا بیات

بجا دِ شہ تھی مصروف تماشا	کہ اٹھا نور روے خور سے لقطا
چھپا چشم جہان سے مہر روشن	ملا گیری ہوا عالم کا دامن

اُس آفتاب آسمان دلیری نے رو کر کہا کہ او جانی اللہ نگہبان دل سے نہ بھلانا یاد رکھنا کہ

کہا جاتے ہین ہم خالق کو سونپا	مگر ایجان رکھنا دھیان میرا
کہان ہم اور کہان تم اور یہ سامان	مصیبت پھر ہوئی دست گریبان
دعا کرنا کہ پھر بھی ہو ملاقات	میسر آئے پھر گذری ہوئی رات
کہ ہم تم ایک جا ہون محو آرام	یہ شرمندہ فکر بخت ناکام

بادشاہ بھی ان باتون پر اشک فشان تھے عجب وقت تھا کہ آہون کا دھوان بلند ہو کر گویا
سحاب بنا تھا اشکون کی جھڑی لگی تھی چہرے تمتما کر سرخ ہو گئے تھے یا گلزار حسن مین شفق پھولی تھی
ادھر صحرا مین طائر بسیرا لیتے تھے ندیون سے آبشار تھا پہاڑون سے جھرنا جھڑتا سارا دشت اِس بہار
کے سمانے سے رو تا تھا کوئل اور پپیہے اور مور نغمے اور کوک مارتے تھے دونون وقت ملتے تھے
یہ شیدائے یکدگر جدا ہوتے ہر بہت سناٹا چھایا تھا ملک نے جدائی کا نقشہ دکھایا تھا خلاصہ کلام وہ ماہ
زار گریبان سحر کر کے تخت پر بیقرار اور ہی عاشق کو دیکھتی جاتی تھی بادشاہ بھی محو نظارہ تھے اور مثل بیدا
ہلال شب عید تا دیر نگران جب وہ ماہ عید نظر نہ آئی اور نگاہ سے چھپ گئی اشکون کے بہانے کا بہانہ
ہم ہمراہ جانا نہ روانہ ہوا ناچار وہان سے پھر کر داخل شبستان ہوئے کارپردازون سے فرماتے گئے یہ سب
سامان برطرف کرو تعمیل حکم مین مصروف ہوئے اور شاہ چھپر کھٹ پر لیٹ کر منھ لپیٹے شب بھر کے صدمے
سہنے لگے ہر طرف تو خیال گذرا مگر طرف ثانی کا ماجرا سنیے کہ تخت سے اُتر کر قریب ایک پہاڑ کے پہونچی دل خیال
سینہ رکھتا تھا وہی جلسہ آنکھون مین پھرتا تھا دل سے کہتی تھی کل کیا تھا اور آج کیا ہو گیا نظم

براے چند ساعت تھیں بہ باتین	نہ تھے آگاہ ہم ہوتی ہین گھاتین
نہ سمجھے تھے ملک کو ہوتا ہے	یہ جتنی مہربانی ہے دغا ہے
ذرا اشکون سے دھولین گرد دامن	بنایا اپنے جی کو اپنا دشمن

اُسی رنج والم مین اُس پہاڑ پر وہ تخت اُتارا اور تا دیر جانب لشکر اسلام دیکھا کی بے فکر یار مین فلک
اپنے کار مین یہی گلگون عیار جو سابق مین بہرہ دلقا آیا تھا اُسنے ابتک جنگ جدال آمد سا حران و
سحر بہار کی وجہ سے عیاری کرنے کی فرصت نہین پائی چنانچہ جب لقا کو بہار نے دیوانہ بنایا اور
ناچتے ہوئے لشکر اسلام مین گئے وہان سے اور سب کو چلے گئے مگر یہ عیار صورت بدلکر رہ گیا کہ مین
عیاری کرونگا غرضکہ لشکر اسلام مین تیاری دعوت شروع ہوئی کسی نے اسکی جانب توجہ نکی لورا نے بھی
قصد کیا کہ بہار آرہی اپنے خداوند کو دولت دی ہو تو اُسی کو پکڑ لیچلنا اسی فکر مین چار سمت صورت
بدلے پھرا کیا اور جب جلسۂ دعوت آغاز ہوا اسکو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ خیمہ دربار گاہ مین کب نصب ہوئین
کیونکہ یہ انتظام جب سے ہوا تھا کہ یہ اپنے ملک سے بھی نہ آیا تھا اور جب کسی کار پرداز کی صورت مین بنا سکا
اور ہمراہ خیمہ دربار گاہ مقام دعوت مین بجا سکا جا بجا یون ہی دست بردی کرون جب صحرائے گلدستہ
ہمیشہ بہار مین قدم رکھا وہان انتظام جشن کا تھا غل شور پیدا ہوا کہ لیجو گرفتار کیجو دوڑ آیا یہ خبر اگر
آگے نہ بڑھ سکا سمجھا بہانے سحر کی چوکیان بجھا دین بین جانے سکو گے یہ سمجھا گھات مین لگا رہا کبھی
کبھی دامن کوہ مین پھرتا کبھی سر کوہ پر جاکر سیر روشنی و کیفیت جلسۂ دعوت دیکھتا تا اینکہ ملکہ مذکور
رخصت ہوکر پہاڑ پر آئی اور اپنے بطور مخفی اُسکو دیکھا بس اُسی وقت درۂ کوہ مین بیٹھکر ایک ضعیفہ کی
صورت بناکر خمیدہ پشت کمر مین ہاتھ مین سر پر بال سفید چادر مشکی کی اوڑھے پایچون مین گرد
لگائے آہستہ آہستہ کچھ بکتا ہوا چلا بہار نے پہاڑ سے اُسکو جاتے دیکھکر پکارا کہ بڑی بی ذرا ٹھہر جاؤ
یہ دوڑ کر اُسکے پاس آئی اُسنے ملکہ کو دیکھکر بلائین لین دعائین دین کہ سامری بھلا کرے بیٹی اس جنگل مین
رات کو کہان پھرتی ہو ملکہ نے کہا مین لشکر اسلام مین کام کو آئی تھی اب طلسم مین جاتی ہون تم
بتاؤ کہان رہتی ہو اور کہان جاتی ہو بڑھیا نے کہا بیٹی مین کہان جاؤن جب سے وارث میرے مرگئے دنیا سے نفرت
کرکے جنگل مین جھونپڑا ڈالکر پڑی رہتی ہون تمھارا جی چاہے تو چلکر وہان آرام کرو ملکہ نے اس بڑھیا کو
اسلیئے پکارا تھا کہ یہ اگر اس اطراف کی رہنے والی ہو تو حال راہ طلسم جانتی ہوگی دریافت اس سے
کرکے مین رنگرائے منزل مقصد ہون جب اُسنے یہ کہا کہ مین صحرا مین رہتی ہون ملکہ نے کہا راستہ بھی تمھین
کچھ معلوم ہی بڑھیا نے کہا سب راہین جانتی ہون طلسم تک کا حال بخوبی معلوم ہی اسنے کہا پیشۂ رنگرزی چھوڑا
لوگون نے راستہ نزدیک ہی ایک راہ کو شہر نا پرسان ہوگئی ہی ایک صحرا ہے حیرت سے راہ نکلی ہے

لیکن مین چاہتی ہون کہ ان راہون سے بچاؤن بڑھیا نے کہا اور راہ طلسم آئینہ سے ہے وہ اہل اسلام
فتح کیا آؤ بیٹی تم میرے مکان پر چلو تو بیٹھکر اچھی طرح راہ کا پتا سمجھاؤن مین مدت سے طلسم مین نہین گئی
اب تمسے نشان پوچھکر پہلے سمجھ لون تو جواب دون ملکہ نے کہا بڑی بی میری خاطر سے بیٹھ جاؤ اور پتا
بتاؤ اب مین وہان کہان جاؤن بڑھیا نے اُسکے کہنے سے بیٹھکر وہین باتین کرنے لگی بہکام سخن پرداری
بیٹھے سے ایک بٹوا نکالا اور اُسمین سے ڈلی چکنی اور الائچی نکالکر کہا بیٹی یہ تو بھی کھالے مین تمکو کھاؤن
کہ مجھکو عادت ہے ڈلی اسلیئے رکھتی ہون کہ جو کوئی آجاتا ہے تو دیتی ہون اور مجھ سے تو چبتی نہین ملکہ نے
اسکی خاطر سے ڈلی تو نہ لی مگر الائچی کھائی وہ بیہوشی آلودہ تھی یہ کھاتے ہی بیہوش ہوگئی اس عیارہ نے
پشارہ باندھا اور لیکر جانب لقا یلارا مین سوچا کہ اگر یہ سیاہ رو ہوشیار ہوجائیگی تو تیری جان جائیگی اور
ہزار مین عیار آتے جاتے ہین وہ قتل ہونے نہین دینے اس سے مناسب ہے کہ ہین سر کاٹ لے یہ سوچکر
پشارہ رکھکر ملکہ کو درخت سے باندھا اور خنجر کھینچکر ارادہ قتل ہوا مگر بقدرت کردگار رات کا وقت
تھا عیاران لشکر اسلام دور دور تک بالا دوی کرتے ہین بنجملہ انکے سرہنگ نامی عیار ادھر آنکلا اور
اُسنے دیکھا کہ ایک عیار درخت سے کسیکو باندھے قتل کیا چاہتا ہے خنجر کھینچکر سر پر پہونچ گیا ہے یہ دیکھکر
اُسنے کلہ فلاخن مین تہہ رکھکر مارا کہ گلگون کی کلائی پر پڑا خنجر چھوٹکر الگ گرا اسنے پھرکر دیکھا اسنے
للکارا کہ باش اوناہنجار عیار یہ کہکر پنجہ کھینچکر آپڑا گلگون بھی پنجہ پکڑکر لڑنے لگا برابر سے پنجہ زنی آغاز
ہوئی چوٹین چلنے لگین لڑتے لڑتے ایک مقام پر سرہنگ نے کسکر پنجہ مارا وہ پچھلے پاؤن جست کرکے
ہوا کٹرا ایک غار کے اندر پاؤن اُسکا جا رہا سرہنگ بھی مثل برق تڑپکر برابر اُسکے آچکا تھا جیسے
ہی وہ غار مین گرنے لگا چاہتا تھا کہ سنبھلے اسنے ایک لات ماردی کہ وہ ڈھلک کر غار مین جا رہا یہ
جست کرکے اُسی گڑھے مین پہونچا اور اُسکی چھاتی پر چڑھا چاہا مشکین باندھا لون وہ عیار بہت زبردست
تھا اسنے دونون پاؤن اپنے اُسکی گردن مین ڈالکر زور کیا یہ چھاتی پر سے اُسکے پاؤن کیجانب چت ہوگیا
اور وہ اُٹھ بیٹھا سرہنگ بھی بے بدل عیار ہے چت ہوتے ہی جیسے ہی وہ سینہ پر سوار ہوا لگا
خنجر اُسکے منہ پر مارا یہ بعجلت تمام جست کرگیا ورنہ چرکٹ جاتا جب وہ جست کرگیا سرہنگ بھی
جست کرکے غار سے نکلا پھر پنجہ چلنے لگا اب کی گلگون نے کسکر ایسا پنجہ مارا کہ روکنا مشکل ہوا
سرہنگ پیچھے تو نہ ہٹا مگر اُچک کر پنجہ خالی دیا اتنی دور اُچک کر بلند ہوا کہ پنجہ تو

خالی گیا مگر جس درخت کے نیچے آرہے تھے اُسکا ٹہنا اِس زور سے سر مین لگا کہ یہ تیور اگر الیکن دل
مین خیال تھا کہ حریف سر پر موجود ہو گرتے ہی ایسی لوٹ ماری کہ وہان سے ایک جھاڑی کچھ دور
پر تھی اُسمین چلا گیا اِدھر گلگون دوڑا کہ جاکر مشکین باندھلون مگر ہر چند تلاش کیا پتا نہ معلوم ہوا
سمجھا کہ چوٹ کھا کر نکل گیا اب تو چلکر ساحرہ کا سر کاٹ لے یہ سوچکر پھرا مگر بقدرت کردگار لڑنے مین اُسکے
غصہ جو ہوا ہوش اگیا اپنے تئین بندھے پایا حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہو گلگون نے اُسکا
چلتے دور سے دیکھا کہ ہر سمت مُنھ پھیر کر دیکھتی تھی سمجھا کہ ساحرہ بھی ہوشیار ہو گئی تو نے غفلت کی کہ
زبان مین سوزن ندے دیا اب بھاگنا چاہیے پس پچھلے ہی پاؤن پھرا اور ایک جگہ ٹھہر کر خیمۂ عیاری
چلایا آئینہ سامنے رکھکر صورت اپنی شکل چالاک بنالی اور روانہ ہوا یہان بعد کچھ عرصہ کے بہادر نے
سر چڑھا دمکنہ جس سے یہ بندھی تھی جل گئی اور آپ چھوٹ کر آگے بڑھی اِس اثنا مین وہ عیار چلا
بنا ہوا سامنے آیا اور کہا اے ملکہ خدا نے تمھین بچایا ایک عیار قتل کیا چاہتا تھا اگر مین نہ آجاتا تو کام
تمام تھا ملکہ چالاک کو دیکھکر بہت خوش ہوئی پوچھا کہ مزاج ہمایون بادشاہ اسلامیان کیسا ہے
اُسنے بناوٹ کی راہ سے کہا کہ داخل شبستان مین سُنا ہی کہ دوسرے ہی دن کہ تیرے ہجر مین رو
سوگئے انھین باتون مین یہ پاس تو کھڑا ہی تھا جاب بیہوشی اِسنے مارا کہ ملکہ پھر بیہوش ہو گئی اُسنے
اُسکی زبان مین سوزن دیا اور سوچا کہ لشکر خداوند قریب ہجاب ہین لیچل نامور ہی ہو گی اور خدانخواستہ
ہوش ہو کر پیغمبری دینگے غرضکہ بیچارہ باندھ کر لیچلا اِس اثنا مین سرہنگ جو جھاڑی مین گیا تھا
بادیہ ہوش اُسکے بجا نہ ہے جب سر کاچکر منا اِسنے باہر آکر دیکھا کہ ساحرہ اور عیار نہین ہین آگے جو بڑھا
اُس عیار کو بیچارہ بدوش دیکھا خیال کیا کہ اِسنے پھر ملکہ کو پکڑ لیا یہ دیکھکر چاہا کہ سد راہ ہو لیکن
غور کیا کہ لشکر قریب ہے اور اُسکے مددگار ز فیل بجانے سے آجائینگے اور تو زخمی بھی ہے سر پر نہ ہو سکیگا پس اتبو سے
سامنے لقا کے لیجائیگا یکایک تو قتل کر یگا نہین تو چلکر اپنے لشکر کے عیارون کو اِس حال سے باخبر کر دیگا
یہ سوچکر کنارے اپنے لشکر کے آیا ز فیل عیاری بجائی لشکر مین چالاک انتظام کرتا پھرتا تھا ز فیل
لشکر مین آیا اُسنے سارا ماجرا اُس سے بیان کیا اُسنے کہا تم لشکر مین جاؤ کہ سر تمھارا درد کرتا ہی
مین ملکہ کو لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور لشکر حریف مین جب پہونچا ایک جگہ ٹھہرا دیکھا کہ ایک
فراش ہاتھ مین کنول بجھانے کے لیئے بارگاہ لقا کی طرف جاتا ہی اپنے اِسکو بچارا جانے قریب

اسنے کہا مین نے تمھین اسلیے بلایا کہ یہان مین کھڑا تھا یہ پڑیا اسجگہ پڑی تھی ایسی اسمین دوا خوشبو کی ہو کہ دماغ معطر ہوجاتا ہو ذرا دیکھو تو کہ کیا ہو وہ بیچارہ سمجھا کہ یہ بھی کوئی لشکر کا آدمی ہو واقعی کوئی چیز پائی ہوگی پس پڑیا لیکر دیکھی اسمین خاک بھوشی تھی وہ اسکی خوشبو سے ہاتھ مین پڑیا لیتے ہی بیہوش ہوگیا اسنے اسکا پیرہن لیا اور اسکی ایسی صورت بنکر لیکر بارگاہ لقا مین آیا جو کنول قریب بچھنے کے دیکھا اسکو نے لگا کر بجہاد یار وشنی کا انتظام کرنے لگا اس عرصہ مین گلگون اپنے خیمہ مین پہلے گیا ایک صندوق مین ہمار کو بند کرکے اپنے ایک شاگرد نیرنگ تیز رفتار نام کو بلا کر وہ صندوق سپرد کیا اور کہا جب مین طلب کرون اسوقت بارگاہ مین تو اسکو لانا یکایک اسکو لیجانا اچھا نہین موقع دیکھکر مین طلب کرونگا یا سر اسکا مانگونگا اب جاکر استمزاج خداوند لیتا ہون یہ کہکر بارگاہ مین آیا اپنی جگہ پر بیٹھا ہنوز کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ ہلکارے مجرا گاہ پر آکر کمر سے ہوئے اور بلند بلند دعا دینے لگے مرتد خدا کے عوض رساتھے کہ ناہید فولاد بدن نام کوہستان کے ممالک مین سے ایک ملک کا بادشاہ با فوج گران حضور کی مدد کو آیا ہو داخل لشکر ہوا چاہتا ہو ناہید کا نام سنکر منصور نے کہا یا خداوند اب خمرہ بیشک مارا جائیگا یہ بادشاہ بسا زبردست ہو سنا ہو سوا سو من کی زنجیر آہنی سے کمر باندھتا ہو ہمکو ہیون مین اب اسکا جواب دینے والا کوئی نہین لقا یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوا کہا قدرت نے اسی لیے اسکو بلوایا ہو کہ وہ اہل اسلام کو تو شمالی دے اسنے تو یہ کہا لیکن بختیارک ہنسا اور گویا ہوا کہ بادشاہ جبکہ تم خاطر جمع کیا سمندون دیو سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہو یہ کہو کہ اسکی قضا کشان کشان یہان لائی ہے لقا نے سنکر اسکو گھورکا او شیطان کیا بکتا ہو اور حکم دیا کہ لوگ بہر استقبال جائین سب کو ہی پیشوائی کو گئے راہ مین اس سے ملے لشکر اسکے ساتھ چالیس ہزار کو ہی کا تھا اسکو اتروایا پھر اسکو تعظیم تمام بارگاہ مین لائے چالاک نے بھی اسکو دیکھا کہ ایک کوہ قامت انسان دیو صورت ہو واقعی بڑا زبردست ہے کہ نظم

سیہ روبد گہر ظالم ستمگار	خدا نا ترس بدطینت دل آزار
بدن پر سہ بشکل کوہ پیدا	زبان تیرہ مگر بیہودہ گویا
بسان خوک دندان بد اسلوب	کبھی منھ سے نہ کہتا وہ سخن خوب
بر ہنہ سر سے پا تک مثل شمشیر	بدن کے رونگٹے جیسے سہ تیر
گلو کا پوست خم کی طرح لٹکا	دم رفتار دے زانو کو جھٹکا

	شیرین دو کوہ خارا ساق شہتیر		کمر مین نہی گئی سو من کی زنجیر

اُس دیو صورت نے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی لقمانے بخندہ پیشانی خلعت اُسکو دیا اور کہا کہ ہماری
رحمت دمبدم تجھپر نازل رہیگی اور پیغمبری ہماری بلیگی غرضکہ بعد اسکے بیٹھے گے گلگلون نے کہا یا خداوند
پیغمبری مجھے بھی دیجیے کہ مین آپکی مدد کرین یعنی بہار ساحرہ کو پکڑلایا ہون اُسکو قتل فرمایئے منصور نے کہا
اب پھر آفت آیا چاہتی ہے بختیارک نے دین تمنے سر کاٹ لیا ہوتا اُنے سب روداد بیان کی کہ اس
طلسم عیار سے لڑائی ہوئی مجھکو سر کاٹنے کا موقع نہین ملا اپنے خیمہ مین اس طریق سے قید کر آیا ہون شیطان
گویا ہو اکہ بس اب خبر نہو اپنے خیمہ مین رہنے دو جب موقع دیکھنا سنا سر کاٹ لینا جلدی کرو گا گلگلون
اس کلام سے خاموش ہو رہا لیکن چالاک نے سارا حال سنا یہان تو کوہی کی خاطر مدارات ہونے
لگی دو رخصت چلنے لگا مگر چالاک ایک فراش کو نے دیکر کہ بھائی مین رفع ضرورت کر آؤن تم
جب تک کام کرو یہ کہکر باہر آیا اور ایک گوشے مین ٹھہر کر صورت تو بدلے تھا ہی فراش سے
اب تطلع اپنی خدمتگار کی بنالی اور رجلد خیمہ گلگلون مین گیا یہان نیرنگ صندوق کا پہرا دے رہا تھا
اور نیلوفر چیتا کسی اور عیار کو بھی آنے نہ دیتا تھا کہ یہ پہونچا کہا لاؤ قید ساحرہ گلگلون نے طلب فرمائی
ہرّا نے کہا اچھا ٹھہرو لیے چلتا ہون چالاک اُسکے پاس جا کر ٹھہرا کہا یا پیاسے ہین پہلے ذرا سا پانی
پلا دو اُنے کہا ابھی یہ کہکر پھر دوان پر گھڑا رکھا کہ اسمین سے پانی لینے وہ گیا اتنے عرصے مین سفوف بیہوشی
منہ مین رکھ لیا جب اُنے گلاس لاکر دیا اُنے ہاتھ سے لیکر قریب منہ کے لیجا کر منہ سے لگایا کہ
جیسے ایک گھونٹ پیچے ہین بس فوراً منہ سے گلاس ہٹا کر پھینک دی اور کہا بھائی تمنے اسمین کچھ
ملا دیا پانی کڑوا ہوگیا اُنے قسم کھائی کہ نہین تمہارے لیے ہم ایسا نکرین گے ہر چند کہ ہم عیار ہین مگر گھر
والون کے لیے تھوڑے ہین اُنے کہا اگر کچھ نہین ملایا تو ایک گھونٹ اس پانی کا پیو تو سہی اُنے کہا
کیا مضائقہ ہے یہ کہکر وہ سارا گلاس آپ پی گیا چالاک نے منہ سے گلاس لگاتے وقت بیہوشی تو
ملا ہی دی تھی جب اُنے وہ پانی پیا کہا مین آپ کو اور پانی لاکے دیتا ہون یہ کہکر چاہا تھا کہ بیہوش
ہو کر گرا چالاک نے قفل صندوق وا کیا ملکہ بہار کو نکالا سوزن سے سوزن نکالکر ہوشیار کیا اور
سب حال کہا ملکہ نے کہا کیا کہون امیر نے منع کر دیا ہے ورنہ ابھی اس بوڑھے ریچھ لقا کو وہ ذلت
دیتی کہ یاد ہی کرتا چالاک نے کہا اب تم کوئی ظاہر نکرو دے ہوا سے تماشا دیکھو مین عیاری

کرتا ہون بہار چاہتی تھی کہ جائے اِسنے کسوت عیاری سے ملکہ کو زنانے کپڑے نکال کر دیئے کہ
تم یہ پہنو اور اپنا لباس مجھے اتار دو ملکہ نے الگ خیمہ مین جاکر لباس بدلا اور لاکر اُسکے حوالے کیا
آپ اُترکر چلی گئی اور روئے ہوا پر شہر کرجال بارگاہ دیکھنے لگی یہان چالاک نے نیرنگ کو بہار
بنایا وہی لباس پہنایا آپ صورت نیرنگ کی بنا اُسکو صندوق مین بند کردیا زبان بھی حسبدی
سب درستی کرکے منتظر طلب بیٹھا بارگاہ مین جب زیادہ رات گئی نجمیارک نے خادم و فراش
وغیرہ سبکو بٹھا دیا اور تخلیہ بخوبی کراکے نیرنگ سے کہلا بھیجا کہ بہار کو لائے نیرنگ نقلی بحسب حکم
چند آدمیون سے صندوق اُٹھوا کر لایا اور حسب الحکم ستون بارگاہ سے باندھا جلاد کو طلب کیا اور بہار
نقلی کو ہوشیار کیا اسکی آنکھ کھلی منتین اشارے سے کرنے لگا اور اشارے سے بتلاتا تھا کہ مین نیرنگ
ہون کسی نے بھی اُسکی فریاد نہ سنی اور کہا یہ لائق رحم نہین ہے اپنے بچنے کے لیے منت کرتی ہے غرضکہ
جب جلاد تین حکم پوچھ چکا اور آمادہ قتل ہوا اُسوقت چالاک کو نیرنگ کے حال پر رحم آگیا جلاد سے
کہا ٹھہر جاؤ توقف پذیر ہوا اُسنے پکار کر کہا کہ اے گلگون عیاری بڑی مشکل ہے یہ فن ہر ایک
کو نہین آتا دیکھ یہ تیرا شاگرد نیرنگ ہے جسکو تو قتل کرواتا ہے ملکہ بہار کو کون قتل کرسکتا ہے منہم
چالاک بن عمر یہ کہکر زبان نیرنگ سے سوزن نکال لیا اور کمند جس سے وہ بندھا تھا خنجر سے
کاٹ دی پھر بارگاہ آفرین خوان ہوئے کہ کیا جوان مرد ہین لاکھون مین اکیلے کھڑے ہین اور
دشمن پر احسان کرتے ہین سب تو تعریف کر رہے تھے لیکن گلگون دل مین جل رہا تھا کہ اِسنے
مجھکو بہت ذلیل کیا ہے آخر اُسکو تاب نہ رہی تعریف کرتا اُٹھا کہ واقعی آپ کا مثل نہین ہین تو آپکا
غلام ہوا یہ کہکر پانون پر گرا چالاک نے چاہا سر اُسکا اُٹھا کر سینے سے لگائے اِسنے دونون پانون پکڑکر
جھٹکا مارا کہ چالاک گرا مگر گرتے گرتے خنجر اُسنے بھی کھینچا اور اُسپر وار کیا گلگون نے پانون
چھوڑ دیئے اور شاگردون کو پکار کر کہنا جانے نپائے نیرنگ جسکو اپنے کھول دیا وہ برابر کھڑا تھا
جب تک چالاک سنبھلے سنبھلے اُسنے کمند ماری چالاک نے خنجر سے بیچ کاٹے اور لوٹ مار کر
دربارگاہ کی طرف چلا اُسوقت ہزار ہا کمند پڑنے لگی اور بیتاب ہوئے بارگاہ مین اُچھلا مگر جو قریب آگیا
اِسنے بھی پانون اُسکے اُڑا دیے اُسوقت نیرنگ اُسکے پہلو پر آگیا کمند مارا چاہتا تھا کہ اِسنے اُسکا
پانون پکڑکر کھینچ لیا جب وہ گرا اِسنے ایک طمانچہ اُسکے مارا مگر وہ لوٹ مار کر الگ ہوا اُسنے شاگردون سے کہا

عیاران لشکر اسلام بیشک اپنا مثل نہین رکھتے اور سوا اسکے یہ تیرا جان بخش ہے اسنے تیرا قتل ہی کر چکا تھا
اسنے جان بچالی اسکی اطاعت کرنا لازم ہے کہ بدیت مجھے لازم ہے اسکے ساتھ مزاج کہ یہ جان بخش اور
محسن ہے بسرو دل سے یہ تجویز کرکے خنجر کھینچکر گگلون پر جا پڑا اور پکارا کہ اے چالاک مین تیرا غلام
ہون میری خطا کو معاف کرنا یہ کہکر لڑنے لگا چالاک نے سہارا جو پایا اٹھ کھڑا ہوا لیکن ہزار ہا عیار
باہر سے دوڑ آیا تھا سردار بھی لڑنے لگے تھے یہ دونون گھرے ہوئے تھے ہزارون کمندین پڑگئین تھین
آخر دنگلون اور رکابیون مین الجھکر گرے اور زور سے بلوہ لوگ ٹوٹ پڑے دونون کو پکڑ لیا انھون نے
بھی بہت کو قتل و زخمی کیا نجمتیار نے کہا اب دیر نکرو مار ہی ڈالو جلاد تو حاضر ہی تھے اسنے
حکم دیا کہ جلد سر اڑادین وہ تیغہ کھینچکر چلے نیرنگ نے کہا آپ میرے کلمہ پڑھنے کے گواہ رہیگا چالاک
بیتاب ہوکر رونے لگا کہ اے دافع ہر رنج و بلا مین بیکسان اسوقت بدین ہین تیرا ہی اسرا ہی کہ ابیات

دعا کو ہاتھ اٹھے درگاہ حق مین	پکارا دیر تک جوش قلق مین
کہ اے خالق نہین کوئی ہمارا	فقط ہے ذات کا تیری سہارا

جلاد تلوار اٹھایا چاہتے تھے کہ دعا انکی مستجاب ہوئی یعنی ماکہ بہا سو بروے ہوا ٹھہری ہوئی تماشا
رہی تھی اسنے سحر کیا کہ ہاتھ جلادون کے جتنے بلند ہوئے تھے اتنے ہی رہے تیغے چھوٹ کر گرے پھر
ایک بجلی کڑک کر گری کہ جلادون کے ہوئے نجمتیار نے یہ حال دیکھکر کہا یا خداوند جلد بھاگیے کہ آفت
آئی معلوم ہوتا ہی کہ وہ ساحرہ جسنے فلج بچایا تھا پھر آگئی یہ کہی رہا تھا کہ ایک پرچھائین پیدا ہوئی اور
اسنے ایک دھول سر پر لگائی رفیدہ اسکا کرا اسنے رفیدہ بھی نہ اٹھایا اور دوڑکر قدم پر چالاک کے
گرا کہ مرشدزادے بچایئے دھول دھپا شروع ہوگیا ہی اب جوتی کاری ہوا چاہتی ہی یہ تو منت پذیر
تھا کہ نیچہ بنکر ملکہ گری اور دونون عیارون کو اٹھا لیگئی بجلی گرتے ہی سب عیار بھاگ گئے
گئے اور لقا بھی تخت کے نیچے جاکر چھپا جو جو بہادر تھے وہ حیرت سے پاگل تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے
نا امید بھی حیران تھا کہ یہ کیسا خداوند ہی جو جان چھپاتا ہی اسی ہنگامہ مین ایک آواز آئی کہ اے خرسند
معتقدی اگر میری حمایت نہوتی تو اسوقت اپنی کیفیت تو دیکھتا کہ کیا حال تیرا بنتی یہ آواز سنکر نجمتیار
کو اطمینان ہوا کہ اب آفت ٹلگئی یہ صلوۃ پڑھتا ہوا اٹھا لقا بھی تخت کے نیچے سے نکلا لیکن حکم دیا کہ رات
زیادہ آئی ہے دربار برخاست ہو سب اپنے خیمون مین آئے ادھر ملکہ مذکورہ نے ایک پہاڑ

پر لیجا کر عیاروں کو اتار لاتی رات ذکر و اذکار طلسم مین بسر ہوئی نیرنگ نے حال کوہستان کا بیان کیا اور کہا ہمارے کمک گگلونیہ کوہ سے جو آگے بڑھے تو ایک بیابان ملتا ہے سامنے بیابان کے درہ کوہ ہے اُس درے کے سامنے ایک خیمہ کھڑا ہے اسمین نقابدار رہتا ہے اُس درے سے جو گذرے تو سیدھا طلسم ہوشربا مین پہونچے مگر وہ نقابدار نہین جانے دیتا ہی بہار نے کہا میرا بھی قصد ہے کہ اُدھر ہی جاؤن یا تو نقابدار کو مارکر یا وہ مجھکو گرفتار کرکے بادشاہ طلسم پاس بھیجدے وہان سے رہا ہی چھڑا لینگے غرضکہ یہ باتین کرتے کرتے جسوقت آیا کہ طلسم شب اوج آفتاب سے ٹوٹا اور عالم نیرنگ مین بہار سحر نے داخلہ کیا بمقتضاے ابیات

لیکن کچھ کواکب کی نگاہین	نظر آنے لگین آنکھون کو راہین
سفیدی منھ پہ مشاقون کے آئی	نظر مین پھر گئی شکل جدائی

ملکہ بہار نے تخت سحر تیار کیا اور چالاک سے کہا خدا حافظ و ناصر ہماری جانب سے شاہ سلام کو سلام شوق کہدینا یہ کہکر روانہ ہوئی عیار دونون اپنے لشکر مین آئے بادشاہ نے برآمد ہوکر جلوس فرمایا امیر و سردار زیب دہ کرسی و نگل ہوگئے نیرنگ نے آکر نذر دی خلعت اسکو ملا کفاف مقرر ہوا عیارون مین شامل کیا گیا اسطرف نقا بھی تخت نکبت پر بیٹھا سلیمان نے سب کیہون کو بے اعتقاد دیکھکر سمجھایا کہ خداوند رحیم بہت ہین ذرا سی بات مین چھپے لگتے ہین اپنی تقدیر تو نہین سے آپ ہی ڈر جاتے ہین کہ مجھ سے غضبناک تقدیر ہوگئی ہی ایسا نہو زیادہ تیزی دکھائے غرضکہ سب کو ہیون وغیرہ نے آکر سجدہ کیا اور دربار گرم ہوا اُسوقت بصلاح سلیمان نے ایک نامہ تہدید عتاب شاہ افراسیاب کو نقا کیطرف سے لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے شاہ نخوت پناہ تو نے کس بھروسے پر ہمکو ٹھہرایا ہے جو ساحر کہ تو نے آجتک بھیجے یہان مارے گئے ایسا کوئی ساحر نہ آیا جس سے کچھ مطلب نکلتا اسپر طرہ یہ ہوا کہ تیرے طلسم کے ساحر یہان آتے ہین اور ہمپر سحر کرتے ہین چنانچہ مہیار ساحرہ نے آکر ایسی کچھ آفت برپا کی کہ وہ حال قابل تحریر نہین اب وہ ساحرہ جانب طلسم آتی ہے جلد اُسکا سرکاٹ کر روانہ کردینا نامہ حسب دستور بہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوکر نامہ لیگیا شاہ طلسم جانے سبب مین سر پر حکومت پر جلوہ گر تھا اور بلور جیپار دست کے مقابلے کے لیے سامان بھیجنے کی فکر کرتا تھا کہ پنجہ نامہ پہونچا پڑھکر فتحی کو حکم دیا کہ جلد چند حکمنامے لکھے ایک بادشاہ کوہ نیلم کے نام اور ایک بادشاہ

ہزار برج کے نام اور ایک بادشاہ طلسم گوہر کے نام اور چند نامہ ان بادشاہون کے نام جو طلسم آئینہ
اور زرگس کوہ سے ادھر ہٹکر راہ طلسم رکھتے ہوئے ان لکھے جائینگے مضمون یہ ہو کہ بہار جادو ما بدولت
کی عزیز ہے مگر مخرف ہو گئی ہو وہ قلعہ کوہ عقیق سے پھری ہوئی آتی ہو سوائے ان راہون کے اور کسی
طرف سے داخل طلسم نہو سکے گی پس اپنے اپنے ملک مین گرد آور مقرر کرو اور دیکھتے ہی ہمارے حکمنامہ
کے شہرون مین منادی کرادو اضلاع مین ملک مین اس بھیجدو کہ جہان کہین سا جرہ مذکور ملے گرفتار
کیجائے اور خداوند پاس یا ہمارے پاس بھیجکر نیکنامی حاصل کرو تاکید بلیغ جانو چنانچہ فرمان
نقش طلسم نے حکمنامے اور نسخے وغیرہ لکھکر جملہ بادشاہی ثبت کی اور دو بردے بادشاہ حاضر کیے
شاہ طلسم نے دونامے فیصلہ ہاے سحر کے ہاتھ روانہ فرمائے جب شاہان سرحد دار طلسم کوہ نامے پہونچے
بموجب تحریر کار بند ہوئے جملہ بہار کا بھاری کیا اشتہار ہر جگہ چسپان ہوئے گرد آور مجرہ ہر جگہ مقرر
کیے گئے سیطرح جب نامہ کوہ نیلم پر پہونچا نیلم جادو بھی تمامی ملک مذکورہ ہوا بارہ ہزار سوار اپنے
پاس رکھتا ہو انکو حکم تلاش دیا یہان تو یہ بندوبست ہو لیکن افراسیاب نے بعد بھیجنے نامون کے سحر پڑھکر
دستک دی بعد کچھ دیر کے آندھی آئی زمانہ بالکل سیاہ ہو گیا اور بجلی بڑے زور و شور سے چمکی پھر جو
روشنی ہوئی ایک ساحر قوی زبردست کو ان کو سامنے کھڑے دیکھا انہنے بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی
شاہ نے کہا ہی مدہوش کوہ پیکر قوی جسم جادو تمہین اسلیے مین نے بلایا ہو کہ خداوند کی مدد کو قلعہ
کوہ عقیق مین جاؤ مگر نیلم کوہ کیطرف سے جانا کہ اسمین بالکل کمزوریان اندر طلسم کے بھی ساحر
کم رہتے ہین اور بیرون طلسم جو کوہستان ہو مثل جملہ قلعہ قفایسہ و قرطاس کوہ و نرگس کوہ و طلسم آئینہ
انکے حاکم بعض خداوند مین جاکر مارے گئے اور بعض ممالک قبضہ مین مسلمانون کے آگئے حاکم انکے
مسلمان ہو گئے چنانچہ اسی راہ سے ملکہ بہار داخل طلسم ہو گی پس کوئی اسکو روک نہ سکیگا
تم اسیطرف سے جانا اگر کہین ملکہ مذکور ملے تو گرفتار کرکے خدمت خداوند مین لیتے جانا کہ
جائے وہان جاکر کچھ بے ادبی کی ہو اور راہ مین ہوشیاری رکھنا کہ وہ عیار یعنی قمران و برق
بھی اس نامہ کے ساتھ ہین یہ سب ملک کوکب سے راہ بھول کر قلعہ عقیق کوہ مین پہونچے ہین اور
پھرتے ہین یہ کہکر ایک قہقہہ مارا اور اپنے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس وقت ملک
کوکب کی لیاقت دیکھیے آتا اس سے نہو سکا کہ بجائے عیارونکو انکے مقام تک پہونچا دیتا اسیطرح

گھر کی بھی کریگا کہ عین وقت صعب پر وہین بلامین چھوڑ دیگا سب اہل دربار تائید کلام مین معروف ہوئے
اور اسنے خلعت رخصت مد ہوش کو عنایت کیا و رخصت ہوکر اپنے مقام پر آیا چوبیس ہزار سوار
درست کرکے آذر و آتش بار پر بھیجکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طے مراحل قریب نیلم کوہ پہونچا قلعہ نیلم
مین نہ گیا قریب ایک پہاڑ کے مقام کیا اسلیے کہ اب آگے سرحد طلسم تمام ہے شاید بہار تجھ سے پہلے آگئی ہو
تو بُرا ہوگا تو آگے بڑھ جائیگا و طلسم مین داخل ہو جائیگی حکم شاہ مین فتور آئیگا غرضکہ باشتہار یہ تو
یہان اُترا اور بہار بھی تخت ہوا سے اُترائے نفراست مرحلہ جات طلسم کی راہ چھوڑ گئی ہوئی پہلے شہر گلفامیہ
مین آئی وہان سے بہت جلد گذر کر صحرائے طلسم آئینہ سے ہوتی ہوئی قریب نیلم کوہ پہونچی اور از بسکہ
ہجر یار سے گران بار خاطر تھی اشک ریز ہر قدم پر آئی تھی جہان کہین صحرائے سبزہ زار دیکھتی سودائے
عشق زور کرتا مجنون کر دیتا یہ لیلی عذار وہان ٹھہر گئی اور یاد جانان مین شعر عاشقانہ پڑھتی پھر
وہان سے آگے بڑھتی جب اس سرحد مین پہونچی ایک صحرائے پر فضا و سبزہ و نورم مین ٹھہر کر
بہار لالہ و گل دیکھتی لگی اور دل بھر آنے سے زار زار اشک حسرت گریان ہوئی مگر طرفہ ماجرا سُنیے کہ جب
سے دونون عیار اور کنیزین ساتھ سے اس غزال صحرائے رعنائی کے چھوٹ گئین تھین
چنانچہ عیار صورت بدلے الگ الگ ہر دیار و ملک مین آزاد پھرے کہین راہ قلعہ کوہ و عقیق
نہ پائی غرضکہ صحرائے گلفامیہ مین جب آئی معلوم ہوا کہ یہان کا مالک ایک ساحرہ پہاڑ نام کو پکڑ
لیگیا ہے نذر خداوند کو دیگا یہ حال لشکر عیارون کو پاس ہوئی اور اس فکر مین ہوئے کہ کوئی اِدھر سے
جاتا ہو خداوند پاس تو اُسکے ساتھ ہولین اسی فکر مین قمران ایک جانب اور برق ایک جانب
روانہ ہوا اور برق رفتہ رفتہ کوہ نیلم مین پہونچا اور اسنے دور سے دیکھا کہ کوہ کوہ مین ایک لشکر
اُترا ہوا از بسکہ یہ ساحرہ تو بنا ہوا تھا ہی ایک آدمی سے جو حال پوچھا معلوم ہوا کہ مد ہوش بہرامند
خداوند جاتا ہے اسنے یہ تشکر تصور کیا کہ اسکے ساتھ چلا پس آگے بڑھکر اس تجویز مین ہوا کہ اس لشکر
مین کیسکی ایسی صورت بننا چاہیے اسی سوچ مین بارگاہ مد ہوش کے قریب آیا وہ سیر وغیرہ کرکے بارگاہ
مین ابھی گیا تھا چاکر گھوڑا اُسکا ٹہلا رہا تھا برق نے سائیس کو اشارہ سے بُلایا سائیس گھوڑا لیے
اُسکے پاس آیا اسنے کہا بھائی گھوڑے کو بڑھائے یو مین میرے ساتھ چلے آو بڑی ضرور کا کام ہے
ہر غرضکہ کچھ دور لاکے اُس سے کہا کہ مین ملازم نسیم خانہ مالک اس قلعہ کا ہون انکو ایک چکر اچھا

چاہیے سو روپیہ کی تنخواہ دینگے لیکن سائیس لائق ہو چاکر نے کہا لائق کسکو کہتے ہین اسنے کہا سب کام جو گھوڑے کے لیے مناسب ہین جانتا ہو چاکر نے کہا یونتو سائیس علم دریا ہوا اسکی تھاہ کون پا سکتا ہے لیکن مین بھی بہت کچھ جانتا ہون برق نے کہا بھلا کیا جانتے ہو یہ دوا تو بچا تو بتلاؤ تو کس کام مین آتی ہے جیلے مین دریجاتی ہے یا یون ہی سائیس نے دوا ہاتھ مین لی سونگھی رنگ دیکھا چاہتا تھا کہ کچھ کہے لیکن بیہوش ہو گیا برق اسکو گھوڑے کی باگ تھما نے اکیلے مین آیا اور اسکی ایسی صورت بنکر کہ پرے اسکے پہنکر گھوڑا لیکر لشکر مین آیا اور ٹہلانے لگا اس عرصے مین گھسیارے نے ایک اپلک سکھ نیچے گھاس کا گٹھا کھولا اور چلتے وقت کہتا گیا کہ صاحب گھاس ڈالے جاتا ہون برق سمجھا کہ اس گھوڑے کا یہی کھانا ہے غرضکہ گھوڑا لیجا کر تھان پر باندھا اور آپ بستر پر جا کر کے بیٹھا تھا کہ چوبدار نے آکر پکارا کہ امیر ملازمان لشکر جائزہ دینے چلو یہ سنکر اسنے اپنے دل مین کہا کہ تو نے غلطی کی جو اس چپاکر کا نام پوچھ لیا اب جائزہ مین کیا نام بتائیگا اس فکر مین خیال کیا کہ سب جائین تو نہ جا آپ ہی نام پکارا جائیگا یہ تجویز کر کے بیٹھا رہا اتفاق سے سب اور جا کر جانے لگے اس سے گویا ہوئے کہ میان عدہ مانگے تم جائزے کو بجاؤ گے اسنے کہا تم چلو مین آتا ہون پس بعد لمحہ لشکر چلا میان بموجب فرمایش افراسیاب بخوف عیاران مدہوش نے سحر کا جائزہ مقرر کیا ہے یعنی ہر ایک کا نام دن بھر مین تین بار پکارا جاتا ہے اسلیے کہ غیر شخص لشکر مین نرہے چنانچہ برق ایک بلندی کی طرف بارگاہ بادشاہی کے آیا دیکھا کہ ایک محرر بیٹھا ہے فریقین آگے رکھی ہین اسم نویسی پر جائزہ دیا جاتا ہے مدہوش بھی کرسی پر بیٹھا ہے جسکا نام پکارا جاتا ہے حاضر کیکر سامنے جاتا ہے آخر مدعاتے کا نام بھی پکارا گیا برق سامنے گیا اور کہا اصلی نام میرا برق فرنگی عیار ہے تمہارے سائیس کو بیہوش کر کے مدعاتے بنا ہون مدہوش یہ سنکر ہنسا اور سامنے بلا کر پوچھا کہ کیونکر آنا ہوا اسنے کوکب کے بیان سے پھیر کر آنا سب حال بیان کیا اسنے کہا تمنے بہت اچھا کیا جو چلے آئے تمہارا گھوڑا آؤ خیمہ مین چلو یہ کہکر جائزہ موقوف کرا کے اندر بارگاہ کے برق کو لیگیا کہا اپنی اصلی صورت بناؤ اسنے اصل شکل بنائی اسنے ایک قفس آہنی منگا کر کہا کہ اس پنجرے مین بیٹھو برق پنجرے مین جا بیٹھا اسنے قفل لگا دیا اور چار ساحر زبردست بلا کر وہ قفس انکے حوالے کیا اور سحر مار لیا اب برق کو ہوش آیا دل سے کہا یہ کیا تو نے حماقت کی کہ اپنا نام آپ بتا کر مبتلائے بلا ہوا پھر خیال کیا کہ تو آپ مین نہ تھا خیر جو ہوا وہ ہوا اب کچھ فکر کر یہ سوچکر چپ

ہو رہا اور ہر تو یہ قید ہوا اسطرف صحرائے خرخاک مین ملکہ بہار جو آکر ٹھہری تھی اور فراق بادشاہ اسلام
مین بیتابی کر رہی تھی ازبسکہ جا بجا ساحر طائر بنے اُسکے تجسس مین تھے اُنھون نے جاکر بادشاہ
کو وہ نیلم سے حال عرض کیا کہ بہار قریب قلعہ جادوشت ہے وہان بیٹھی ہے یہ خبر سنتے ہی اُسنے حکم
تمام لشکر و بانفیر سحر بھی بارہ ہزار ساحر مسلح و مکمل ہو کر بساط سحر پر سوار ہو کر چلے آگے آگے نیلم جادو
اژدر پر سوار اسباب سحر سازی لیے بصد ہیبت اُسی دشت کے قریب پہونچا کہ جہان ملکہ کو فوج غم ہجر یار
گھیرے تھی چنانچہ اُسنے آتے ہی چار طرف سے گھیر لیا بہار نے جب محاصرہ کرنے فوج کو دیکھا بیحد گھبرائی
ہوئی اور کچھ سحر پڑھ دستک دی کہ ابر سیاہ ظاہر ہو کر سارے لشکر پر اُسکے محیط ہوا کار پردازان سلطنت
جو نیلم کے ساتھ تھے اُنھون نے عرض کیا کہ اے شاہ یہ ساحرہ مین ملکہ حیرت کی ہے اور بینظیر جادوگرنی ہے
یہ سحر جو اُسنے کیا ہے اس سے بہار پیدا ہوگی سارا لشکر دیوانہ ہو جائیگا پس لازم ہے کہ باختی اس سے پیش آئے
اور مکر سے قید کیجیے یہ رائے اُسکو پسند آئی اور اپنے اژدر سے اُتر کر قریب ملکہ جاکر سلام کیا اور کہا مین تو
آپ سے ملنے آیا تھا آپ ناحق آمادہ بہ فساد ہین ملکہ نے کہا مین بھی یہی چاہتی ہون کہ کوئی شخص شتاب
سے خطا میری معاف کرا دے اُسنے کہا آپ میرے غریب خانہ مین قدم رنجہ فرمائیے مین آپکو حضرت بادشاہ
مین لیچلونگا بہار اپنے دل مین سوچی کہ سحر سے تو یہ سب مغلوب ہو جائینگے مگر از روئے بلوہ کے اگر یکایک
ملکر لپٹ جائین تو گرفتار کر لینگے پس یہ تجھ سے مکر کرتا ہے کہ اس سے مکر کیا اور اُسکے ساتھ جانے کو یہان
سے نکل چلنا یہ سوچکر کہا اچھا لشکر اپنا ہٹا دو مین تمھارے ساتھ چلون اپنے لشکر رخصت کر دیا اور ملکہ کو
تخت پر بٹھا کر قلعہ مین لایا قلعہ نہایت آباد راستے صاف مکانات عمدہ مسکن سامری پریشان چابجا
مندر بنے تصویرین لٹکا اور پوتے دو سو خداؤن کی رکھین خلقت اُنکی پرستش کرتی دکانین کھلین
گرم بازاری ہر طرح کی ہوتی مختصر یہ کہ ملکہ سیر کرتی داخل ایوان شاہی ہوئی یہان تخت شاہی گسترده
تھا فرش سے وہ جلسہ پیرا تھا ارکین دولت حاضر تھے ملکہ کو لاکر اُسنے تخت شاہی پر بٹھایا ساقیان سیمین ساق
حاضر ہوئے نازنینان ماہ تمثال طرارگان صاحب حسن و جمال آکر گانے ناچنے لگین نیلم نے جام شراب
اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا ملکہ نے فرمایا کہ کسل اور رکھتی ہون شراب نہ پیون گی اُسنے عرض کیا کہ حضور میرے
باغ مین چلکر آرام کرین یہ کہکر اُسی ایوان کی پشت پر دروازہ لگا تھا اُسکو وا کر کے ملکہ کو لایا یہان باغ
پر فر گل و بار سے لدا ہوا تھا کہ ہر گل پر جسکے بلبلون نے بہار جان کو صدمے کیا تھا چمن باغ مین ایک

بارہ دری کی تعمیر تھی وقتہی تنبیہ تھی دنیا کے تکلفات اُسمین جیسا پردہ زرلفتی پڑے چھپر کھٹ مربع کا بچھے نظم

بچھے تھے ہر طرف قالین خوش رنگ	پلنگ ایسے کہ جی ہو دیکھکر دنگ
مسہری پر اوڑھے خوب براق	لبالب ساغر مینا سے ہر طاق

ملکہ آکر پلنگ پر لیٹی اور خیال صحبت بادشاہ جو آیا دل بے اختیار بھر آیا ساغر چشم پر آب اشک حسرت سے ملو ہو گئے دل سے شاکی ہوئی کہ ای خاطر ناشاد یکس بلا مین تو نے پھنسایا بھلی چنگی کو روگ لگایا نظم

کہانتک تھہریگا بی اُف کون	شکایت تا زبان کیونکر نہ لاؤن
کہ آخر آدمی ہون ضبط دشوار	عذاب سخت ہے ہر دم مددگار
نہ مونس ہے نہ کوئی مہربان ہے	فقط ہمراہ لطیف آسمان ہے

یہ تو اس غرہ مین لیٹی مگر نسیم اسکی صلاحیت پر سوچکر بیشک یہ اپنے قصور پر نادم ہوئی ہوگی اور اطاعت شاہ جادوان کریگی پس اسکے ملنے سے شاہ طلسم تجھسے بہت خوش ہوگا کہ تو باعث ملاپ کا ہوا ہی یہ سوچکر اسی باغ مین ایک گنبد ہی اور اُسمین ایک تپلار کھا ہی وہ تپلا مافی الضمیر ہر ایک کا جتلاتا ہی اسنے جاکر اُس تپلے سے پوچھا کہ یہ ساحرہ جو آئی ہی کیا ارادہ رکھتی ہی تپلے نے کہا دل مین اسکے فتور ہی اور وہ کبھی اطاعت بادشاہ طلسم نکرے گی اسنے کہا اگر مین اسکو بلا نہ لاتا تو بڑا گشت وخون ہوتا یہ بڑی بلا ہے پر ہوا اب بیہوشی دیکر اُسکو گرفتار کرونگا غرضکہ تپلے سے کھڑا یہ باتین کر رہا تھا کہ وہان بہار نے دیکھا کہ باغ مین سناٹا ہے ابھی تک کوئی کنیز باندی بھی نہین آئی ہی آگے پھر مجمع ہو جائیگا لشکر بھی کھڑکھوں پچا ہوگا یہان سے تو نکلجا یہ سوچکر اٹھی اور عشق کی ترنگ مین بزور سحر پلنگ پر سے ایسا سناٹا بھرا کہ پہلے ہی سناٹے مین باغ سے آدھ کوس اڑکر نکلگئی اُدھر تپلے نے نسیم سے کہا کہ تو یہان کھڑا کیا کرتا ہے جلدی جا وہ ساحرہ گئی کوس بھر نکلگئی ہوگی یہ سنتے ہی بیتابانہ یہ دوڑا پلنگ پر ملکہ کو نہ پایا اپنے دارالعمارت مین آیا یہان ابھی افسر حاضر تھے کیونکہ ساتھ آئے ہوئے کچھ ایسی دیر ہوئی تھی اسنے اُنکو اپنے ساتھ لیا اور ایک افسر سے کہا جلد لشکر تیار کر کے پشت باغ کیطرف جو کوہ و دشت مین آدھر آؤ یہ کہکر تپہ سحر سب کو لیکر آگے اور اتنا جلد چلا کہ بہار کوئی دو کوس گئی تھی اسنے جاکر للکارا اور پکارا کہ او ملکہ تجھے مجھکو بالکل بودا ہی سمجھ لیا اب کہان جاؤگی یہ کہکر ایک تاریل اپنے مارا وہ تاریل قریب بہار جاکر پھٹا اور اُسمین سے ہزارہا عفاریت نکلکر سوار ہوکر کے جانب ملکہ چلے ملکہ نے سحر پڑھکر آواز دی کہ

اور صیاد ان دشت سامری آؤ سب نے دیکھا کہ ہزار ہا تیلا ہاتھ مین چھری لیے پیدا ہوا اور طاؤسون کو پکڑ پکڑ کے ذبح کرنا شروع کیا اس عرصے مین سارا لشکر نیلم کا تیار ہو کر آگیا اور ہزار ہا تیر و تفنگ و ناریل وغیرہ ہر جانب سے پڑنے لگا ابر گھرا آئے مار و کژدم و آتش و سنگ برف وغیرہ ملکہ پر برسنے لگے ملکہ نے روے ہوا سے زمین پر اتر کر ایک دو تہڑ مار زمین شق ہوئی اور ایک پری زاد قدمین غیرت شمشاد و رفتار سے اسکی قیامت پیدا چہرے سے اسکے آفتاب محشر شرمندہ اور مین اسکی جادو نرگس بہت خوبرو

عجب صورت ادا و شوخیون کی	کہ صدقے جسکے ہر ہر ناز پر جی
کرین ترچھی نگاہین دل کو افگار	بلا کی قہر کی تھی شوخ و طرار
صدا سے الحذر نکلی جگر سے	ملی چتون جو ظالم کی نظر سے

ایک چتر زرین اسکے ہاتھ مین تھا اس چتر کا سایہ سر پر اس بادشاہ حسن کے کیا جتنے آگ پتھر برستے تھے وہ اس چتر کے قریب آکر الٹے پھر جاتے اور لشکر حریف پر جا کر گرتے اور اس چتر زرین سے شعلے نکلکر سر فلک تک جاتے اور وہان سے تیر شہاب بنکر گرتے فوج نیلم کے جگر و دل کے پار گذرتے ہر چند کہ نیلم مغلوب تھا لیکن جان پر کھیل کر نار نیج و ناریل مارتا آگے بڑھا جاتا تھا بیر حرامی کے شور مچائے تھے آندھیون نے عالم تاریک کر دیا تھا ملکہ کھڑی ہنس رہی تھی کوئی حربہ اسپر کارگر نہوتا تھا اسی ہنگامے مین دن تمام ہوا چاہتا تھا کہ یہان سے قریب لشکر مدہوش اترا ہوا تھا کیونکہ یہ مقام پشت قلعہ نیلم ہی چنانچہ صدائے بہار زنان لشکر نے خبر شنائی ساحر اکر حال دریافت کر کے گئے جب وہان خبر ہوا اسکے پاس ایک بیضہ ہی کہ وہ طائران دشت سامری و جمشید کے بطن کا ہی چنانچہ اس بیضہ کو لیکر یہ سوار ہوا اور لشکر کو افسران کے حوالے کر کے کہا کہ تم میرے بعد فوج لیکر آنا مین غفلت مین کام اس ساحرہ کا تمام کرونگا یہ کہکر اڑا اور جہان ملکہ بہار کھڑی تھی اسکی پشت کیطرف آیا اور غفلت بیضہ اسکی چیشہ پر مارا اور آکر سر پر ملکہ کے سایہ چتر نہوتا تو وہ بیضہ سینہ توڑ کر نکلجاتا مگر چیشہ پر پڑکر زمین مین سما گیا اور وہ زن سحر چو چتر لیے تھی بیضہ کے پڑتے ہی غائب ہو گئی بہار پر بیہوشی طاری ہوئی غش کھا کر گری مدہوش نے چند ساحرون کے آپڑا اور ملکہ کو گرفتار کر لیا فوراً زبان مین سوزن دیا اور مسحور بیہوش کر کے نیلم سے ملاقات کی اسنے بہت تعریف کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو ایسی ساحرہ کو پکڑ لیا اب میرے قلعہ مین چلیے اور دعوت نوش کیجیے اسنے منظور کیا اور ملکہ کو ہمراہ لیے قلعہ نیلم مین

آیا ملکہ کو قید شدید مین گرفتار کے زندان مین بھیجا پھر نیلم نے سامان دعوت کیا کیا نیلم کو بہت پسند آیا مقام ہی سر کوہ پر ہزارہا چشمہ جاری ہین درخت گلہائے خودرو کے گئے ہین طائران خوش نوا زمزمہ سرا رہتے ہین پہاڑ پر سیر گاہین نیلم نے بنوائی ہین چہل ستون تعمیر ہین چبوترے لب جوئبار بلور کے بنے ہین سیمان اللہ نور کے بنے ہین چارون طرف گلدستے دھرے ہین بعض چبوترے پر بگلہ صندل کا پڑا ہے بعض پر سنگمیر و جواہر دز کچا ہے پہاڑ کا وہ بلند مقام ہوائون کے فرحت بخش سناٹے سبزے کا لہلہانا درختون کی گھٹی چھاؤن ایک دل کیا ہزارہا مردہ دلون کو یہ کیفیت زندہ کرتی تھی سرور مزاجون کو وہ جگہ خانہ مسیحا تھی کہ نظم

طلسمی جا و رطائر تھے گویا	در یاقوت سے لبریز ہر جا
شجر گل برگ مین تھے سیکڑون رنگ	نظر آتے تھے ہر سے مین نئے ڈھنگ
مرتب فرش رنگین ہر مکان مین	کبھی ایسے نہ دیکھے تھے جہان مین
کہین الماس کے مینا و ساغر	طلسمی سیکڑون سامان برابر
گلون کے سب شجر سرسبز و شاداب	رواں گرد آنکے موج چشمۂ آب

اس مقام فرح بخش پر جلسۂ دعوت مقرر ہوا اور دن تو تمام ہی ہو چکا تھا وہ وقت تھا کہ دامن نور سحر روشن لبان دامن کوہ جو پھیلا ہوا تھا بسا اوقات شمع معشوق ہو فانوس کش ہوا کہ ابیات

کہ اس اثنا مین سلطانِ کواکب	ضیا سے جسکے ہے خفتان کواکب
قدم فرسا پھرا وہ بہر آرام	نظر آنے لگی کیفیت شام

سر کوہ نیلم و مہوش مع مصاحبین آکر بیٹھے مشغل میخوارگی کرنے لگے ناچ ہونے لگا کہ ابیات

ہجوم گلعذاران حلقہ زن تھا	گل اندامون سے گلشن مجموعہ چمن تھا
لیے ہاتھون مین شیشے اور ساغر	ہے گلگون بہ رنگ گل معطر
کوئی خیرت وہ زہرہ لبعذارا	لیے با حسن و خوبی رقص کا ساز
مہیا تھے رباب و چنگ و دف سے	روا بے شرع تھا خون لبط مے

یہ تو مصروف عیش و عشرت ہین لیکن لشکر مہوش اس جگہ جہان اترا ہوا تھا پھر گیا ہوشیاری آج کی رات زیادہ تر کرنے لگے کہ مالک لشکر مین نہین ہے وہ چار سادہ جنکے پاس برق کا پنجہ ہی خیمہ پر آبیٹھے چاندنی رات کی بہار دیکھنے لگے پنجہ وسلنے رکھ لیا برق نے دل سے تجویز کیا کہ اب ہلائی

کرنا چاہیے کیونکہ اِسنے سب حال اُنمین ساحردن کی زبانی جنگ بہادر کا سُنا کہ وہ آپسمین
باتین کرتے تھے یہ سُنتا تھا غرضکہ اِسنے قفس مین کسوت عیاری کھولی کیلیے کہ دست پا قابو
مین تھے پس کسوت عیاری سے دُرج لعل گوہر گوہر نکالکر سامنے رکھے اور رفا شروع کیا کہ ہاے
بخت ناکام یہ مال مین نے کس مشقت سے جمع کیا افسوس کہ مین قتل ہونگا اور یہ سب نصیب اعدا ہوگا
کبھی اسی گریہ وزاری کی حالت مین آپ ہی آپ کہتا کہ مین مدہوش سے وصیت کر جاؤنگا کہ
یہ مال لشکر اہیر مین بھیجدینا وہان میرے عیال اطفال ہین اُنکے کام آئیگا یہ کہتا یاتا اور کسوت سے
علاوہ جواہر کے اور ہر قسم کی چیزین یعنی لباس مردانے زنانے زیور وغیرہ نکالتا اور رو تا اِن چیزون
ساحردن نے یہ سب کیفیت دیکھی باہم مشورہ کیا کہ اِس عیار کے پاس بڑا مال ہے مجرم تو ہو ہی چکا ہی بغیر
قتل رہا ہونا اِسکا ممکن نہین پس سب مال اِس سے لو تمام عمر نوکری کی احتیاج نہ ہیگی یہ سوچکر
خیال کیا کہ پنجرہ اُٹھاکر لشکر سے دُور کوہ مین لیچلو کہ کوئی اِس راز سے ماہر نہو پس یہی کیا کہ قفس
اُٹھاکر دشت نعمان مین آئے اور سحر پڑھکر پھونکا کہ قفس کا قفل کھلگیا برق کو باہر نکالکر چلا یا کہ
سحر سے تمہیں محروم کرکے کسوت عیاری چھین لین برق نے کہا مین تمہارا ارادہ سمجھ گیا ہون میرا
مال تمنے تجویز کیا ہو مگر تم زبردستی نہ لے سکوگے ہلوگ عیار ہین اسطرح نہین رکھتے جو ہر ایک گرفتار کرکے
چھین لے صدہا مرتبہ قید ہوئے ہین اور چھوٹے ہین مگر مال ہمارا نہین جا سکتا اُنھون نے کہا پھر کہان چھپا
دیتا ہو اِسنے جواب دیا کہ تمھین کیون بتائین اچھا تمھین مال لینا ہو تو لیلو مگر مجھ کو بحین و حرکت نکرو وہ نہین
جب سامنے مالک کے جاؤنگا فریاد کرسا حر یہ کلام سُنکر ڈرے کہ اگر یہ وہان دعوی کریگا ہمسے باز پرس
ہوگی خائن اور زر دوشور ہوکر نہین معلوم کیا حال ہو پس اِسکو راضی کرکے لینا چاہیے یہ تجویز کرکے منت
پذیر ہوئے کہ بھائی آخر تمسے مال جاتا ہی رہیگا جب مارے جاؤگے جلاد لے لیگا اِس سے ہمین کو دیدو برق
نے کہا ایک شرط یہ ہو کہ جو کچھ لو اُسکے پانچ حصہ کرو چار حصے تم چارون لو اور ایک ایک حصہ میری اولاد کو
بھیجدو اُنھون نے کہا ہمین منظور ہو اِسنے کسوت اُنکے سامنے رکھدی کہا کہ لو چار دن والی اسمین سے کمندین
اور رسّہ اُنی اور لباس وغیرہ نکلنے لگا روغن ہر قسم کے رنگ طرح طرح کے نکلے خرضکہ بعد اِن چیزون کے تھیلیان
اشرفیون کی اور دُرج جواہر کے نکلے موتیون کے ہار تاج مرصع نگار کلاہ دستار سب نکالکر علیحدہ رکھے برق نے
کہا تمنے تو مال پایا لیکن ایک چیز ایسی عمدہ ہو کہ وہ ہفت اقلیم کو اپنی بھا کے آگے سمجھتا ہو اُسکو نہ پایا

سب نے پھر التجا کی کہ اپنی مہربانی سے وہ بھی عنایت فرمائیے برق دل مین کہتا ہو کہ کیا اپنے باپ کا
مال اُنھون نے مقرر کیا ہو کہ سب مانگتے ہین غرضکہ اُنسے کہا خیر وہ بھی تمھین دونگا لیکن کل سے بھوکا ہون
یہ میوہ مٹھائی جو کچھ ہے مجھے دو کہ کھاؤن اور جام شراب پیون تا حواس میرے بجا ہون اُنھون نے
کہا کیا مضائقہ ہو لیلو اُسنے کہا پھر تم بھی کھاؤ اور شراب پیو تو مین بھی کھاؤن اُنھون نے کہا ایسا تھو
کہ کچھ دما ہو اُسنے جوابدیا کہ جب پہلے مین کھاتا ہون تو کیا اندیشہ ہو مان بیہوشی اِن سب چیزون
مین ملی ہو اُسکی یہ تدبیر دفع کی ہو یہ کہکر اُسی کسوت سے ایک شیشی نکالی اُسمین ایک دو اشکل روغن
سرخ بسان خون تھی کہا کوئی کیسی ہی بیہوشی کھائے ہو اگر اِس شیشے کو سونگھے بیہوشی اُتر جائے اور تازہ
دم ہے پس مٹھائی کھاؤ اور یہ سونگھ لو یہ کہکر آپ تو مال اپنی کسوت کا جانتا تھا جس پوٹلی مین کہ شراب
سادی تھی اُسمین سے ایک جام بھرکر آپ پیا اور ایک ایک جام اُنکو دیا کہ لو پیو اُنھون نے جب اُسکو
پہلے ہلا لیا پھر کیا تامل تھا آپ بھی پیا اُنسے کہا یہ شیشی سونگھ کر نہین بیہوش ہو جاؤ گے اُنھون نے جلد تر
شیشی سونگھی سونگھتے ہی نشہ بیہوشی ہوا آپسمین لڑنے لگے کہ یہ موتی ہم لینگے ایک نے کہا اِس لعل کے لیے
اِس شخص کا باپ کھوا ہو کر اسطرح کا لعل جہان ملے نہ چھوڑنا دوسرے نے کہا یہ سب مال اُس شخص کے
واحد کا ہو یہ عیار لایا ہو وہ تو اِس رنگ مین تھے اور برق نے کسوت کا اسباب سمیٹکر باندھا اِس عرصہ مین وُہ
بیہوش ہو گئے اِنسے چارون کے سر کاٹ ڈالے بیرون نے غل مچائی ہنگامہ ہوا مگر وہ مقام لشکر سے دور تھا کوئی خبر
نہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا غرضکہ بعد غل و شور کے صدا آئی کہ ہا قائم و مقیم و منتظم و انتظام جادو کو برق نے
چارون کے لباس لیے اور مقیم اِن تینون کا افسر تھا اُسکی ایسی شکل بنائی اور حال تو سُن چکا تھا کہ مدہوش
قلعۂ نیلم کوہ مین شاہ نیلم کے یہان گیا ہو پس اسیطرف چلا جب قریب قلعہ پہونچا دیکھا قلعہ کے
اطراف مین جو پہاڑ ہو اُسپر روشنی ہو رہی ہو آواز گانے کی آئی ہو کچھ لوگ پہاڑ پر آمد و رفت رکھتے ہین
اُسنے اِنسے پوچھا کہ ہمارے مالک مدہوش کہان ہین معلوم ہوا کہ اِسی پہاڑ پر جلوہ کنان ہو یہ بھی پہاڑ
پر آیا وہان جو اور پر مذکور ہوا اُسنے بھی دیکھا دل سے کہا ہمین فریب کرکے یہ مسخرا اِس جلسہ مین بیٹھا ہو خیر
کیا مضائقہ ہو اب وقت اِسکا برابر آگیا ہو یہ سوچتا ہوا قریب چشمۂ شیرین چبوترہ پر زیب زر تار نیلم و
مدہوش تھے کہ یہ سامنے آیا وہان شراب و ناچ وغیرہ کے جلسہ مین سب مدہوش تھے مدہوش نے
پہلے تو سحر بھی ایسا کیا تھا کہ برق نے سامنے جاکر حال اپنا آپ کہدیا تھا لیکن اِس عشرت مین وہ سحر کہان

دوسرے اطمینان بھی ہو کہ بہار اور عیار کو مین گرفتار کر چکا ہون اب کیا کھٹکا ہو چنانچہ اُسکو دیکھکر پوچھا
کہ اے مقیم تم کیونکر آئے اِسنے کہا عرض کرون بڑے تعجب کی بات ہو حضور سُنینگے تو دونگے سمجھینگے مگر بغیر
عرض کیے چارا نہین کرنے بصد تعجب پوچھا کہ کیون کیون بیان کو کر کیا ہوا اِسنے جھک کر کان مین کہا
کہ ہم سب بیٹھے بیٹھے بکایک ایسی ٹھنڈی ہوا چلی کہ ہماری آنکھ بند ہو گئی بعد لمحہ کے کسی نے شانہ پکڑ کر
چونکایا جب ہم جاگے تو دیکھا ایک شخص جسکا سونے کا بدن ہو ہمارے پاس کھڑا ہو اور کہتا ہو مین تیلا
اور میا بکل ہون بحکم شہنشاہ برق کو دریاے نور پر لیے جاتا ہون یہ کاغذ تو لیجا کر مدہوش کو دے
اور لے ہم چلے یہ کہکر بجلی کا لپکا آڑ گیا یہ کاغذ حاضر ہے جو دے گیا ہو مدہوش نے سب حال سُنکر کہا
اسمین تعجب کی بات کیا ہو دریاے نور پر تیلہ ہاے طلائی و نقرئی شہنشاہ کے ہزارون ہین کیا عجب ہے جو
کتاب سامری سے حال دریافت کر کے بھید عیار کی شہنشاہ نے منگوا لی ہو چلو اچھا ہوا جو منگوا لیا یہ کہکر
کاغذ کو دیکھا وہ نامہ شاہ طلسم کا تھا مہر اسکی پیشانی پر بادشاہ کی تھی اور خاص قلم سے بادشاہ کے لکھا تھا مضمون تھا
کہ اے مدہوش و نیلم ہم تمسے بہت راضی ہوے تیلے کے عیار کو پھنسا لیا ہو تم کچھ وسواس نکرنا اور کوہ نیلم کے
آگے جو جنگل ہو وہان ملکہ بہار کو لیکر تم مع نیلم کے آنا وہان ایک تخت پیدا ہوگا اسپر ملکہ کو بٹھا دینا ہم اپنے پاس
اسکو بلا لینگے کیونکہ وہ ہماری معشوقہ ہو جب سے وہ قید ہوئی ہے دل ہمارا بیقرار رہتا ہو اور خدا نخواستہ
ہمارے پاس اسکو نہ پہنچے ایسا نہو وہان وہ قتل ہو جاے خبردار نامہ دیکھکر تامل نہ کرنا دشت مذکور مین پہنچ آنا
درصورت تامل معتوب ہوگا سلطانی ہوگے ایسوا سطے نامہ ہمنے اپنے ہاتھ سے لکھا ہو کہ تمکو کچھ شک
نہ واقع ہو جب بہار ہمارے پاس آجاگی اور تم تعمیل حکم اچھی طرح کروگے تو چار ملک آباد اندرون
طلسم تمھین عنایت ہونگے یہ مضمون پڑھ کر بہت خوش ہوئی اور نیلم سے کہا بھائی لیچلو اُسی جنگل مین بہار
کو تامل زیبا نہین نیلم جلد اٹھکر زندان مین گیا اور ملکہ کو خود لیکر آیا اُس سے کہا بھائی آؤ مین ملکہ کو لایا
یہ بھی اٹھا ملازمون سے کہا ہم آتے ہین یہ جلسہ برطرف تو سردار معہ صاحب عیش جھکر ناچ دیکھنے لگے صرف مقیم
ساتھ ہو لیا تینون ملکہ بہار کو لیے پہاڑ سے اُتر کر صحرا مین آئے اور ایک مقام پر ٹھہر کر پکارے کہ اے
شاہزادہ وان ہم ہو جب بحکم تیہ بہار لیکر حاضر ہین یہ پکار کر ٹھہرے تھے کہ مقیم نے کہا سامنے سے روشنی
پیدا ہو کر ادھر آتی ہو آپ آنکھین بند کر کے بیٹھ جایئے اور شہنشاہ کو پکاریے معلوم ہوتا ہو کہ خود آتی
ہین یہ دونون زمین پر بیٹھ گئے اور یا شہنشاہ آیے یا شہنشاہ آیے کہنے لگے آنکھین بند کر لین برقی دم

منہ پر ہاتھ پھیرا کہ اسے مسخرہ ہمکو بھی پہچانتا ہی کہ ہم کون ہین اُنھون نے گھبراکر آنکھ کھولی اپنے حلقے مندے
اُنکی گردن مین پہنا دیئے وہ گھبراکر جھٹک سنبھلین سنبھلین ہاتھ بیہوشی کا بھرا منہ پر پھیر چکا تھا چھینکین مار
مار کے بیہوش ہوگئے برق نے دونون کے سرکاٹ لیے شور وغل برپا ہوا آندھی پانی کا بڑی دیر تک
ہنگامہ رہا ملکہ بہار قید سے چھوٹ گئی برق کو دیکھکر گلے سے ملی کہا بھائی بہت دن ہم تم جدا رہے
اب کہین ساتھ سے نجانا کہو ہنر قران کہان ہین اسنے کہا ہم وہ الگ الگ چلے تھے کہ عیاردن کا
دستور یہی ہی پس وہ بھی آجائینگے آو ہم تم اپنے لشکر مین چلین ملکہ نے کہا ایک لمحہ بھر توقف کرو کہ ہمین
لشکر مدہوش تہلکہ عظیم برپا کردون برق خاموش ہو رہا اور اُس سناٹے نے پرپرواز پیدا کرکے بروے
ہوا مابین لشکر جاکر قرار لیا کل لشکر مصروف آرام تھا کہ یکایک ایک صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ تمام
اہل لشکر چونکے اور گھبراکر اپنے اپنے خیمون سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک چاند علاوہ اُس ماہ کے جو فلک پر تابندہ ہے
جلوہ ہوا ہی اور نور اُس ماہ سحر کا تمام صحرا کو سابع الانوار کیے ہی اوس چار طرف گرتی ہی اور نئی نئی طرح کے
پھول اُس چاندنی مین کھلے ہین کہ اپنے روبرو عارض تابندہ گلنداران دہر کو شرماتے ہین خوشبو سے
دماغ جان بساتے ہین یہ دیکھکر سب اہل لشکر دیوانہ وار ایک طرف کو بڑھے جدھر سے اُسطرف سے
ایک گروہ پریزادان پیدا ہوا کہ جنکی خوبی حسن کے روبرو ماہ شب چاردہ شرمندہ تھا اور کوچہ سنبلستان
گیسوانکا رشک شب یلدا تھا تھا ہوا ظلک یہ ناک نقشہ کہان سے لائے جو انکی ہمسری کرتے کیا منہ
لیکر سامنے آتے فرد بچشم وگوش یہ ابرو بینی مہ مین کہان منہ آسمان کو نقشہ تراتار گیا ہر ایک کم سن
آفت کے دن نازنگر ستم مہر وشکیب حسن مین زاہد کیا فرشتہ فریب خیال گانہ دہر مکا جمال کہ ابیات

وہ آنکھین انکی تھین خونریز عالم	وہ ابرو دونون تھے شمشیر ہاہے
وہ عارض مہر وسے تھے چہرے پے نور	وہ بینی حسن مین تھی جلوہ طور
وہ لب جنبش تھی جنکی مرگ عالم	قیامت کا بھی ہو سامان برہم

پس اُن سمن بروں نے قریب لشکر پہونچکر آئینہ حرم سے نکالے اور اُنکے ہاتھ مین دیدیے ہر ایک نے
اپنی اپنی صورت آئین معائنہ کی دیکھتے ایک چیخ ماری اور ہاے ملکہ بہار وہاے ملکہ بہار زبان پر
جاری کیا جس کسی نے کہ وہ آئینہ نہ دیکھے تھے اُنھون نے اُن لوگون سے کہ جو دیکھ چکے تھے چھین چھین کر
دیکھنا شروع کیے اور نعرہ ہاے عشق ملکہ مذکور کرنا آغاز کیے اُن تمر پیکران عشرت کو شش قسم نے کہا کہ تمنے

اُس آئینہ مین کیا دیکھا بینے کہا آگے بڑھنے دیکھا بلکہ بہار کو وہ نیلم مین مقید ہین اور لشکریان شاہ نیلم آمادہ قتل ہین ملکہ مذکور ہم کو پکارتی ہین کہ اے عاشقو ہمارے آؤ اور ہمکو چھڑاؤ اُن نازنینون نے کہا پھر تم کیون نہین جاتے یہ بولے کہ ہم بھی جاکر قلعۂ نیلم خاک مین ملائے دیتے ہین یہ کہکر سب پھرے اور مسلح و مکمل ہوکر سوار یون پر سحر کی سوار ہوکر جانب قلعہ مذکور چلے وہان پہاڑ پر جلسہ جمع تھا ہر ایک انتظار نیلم مدہوش کر رہا تھا کہ یکایک ناقوس پھنکے نفیر سحر بجنی سنائی دی اور ساحر پہاڑ پر لپٹا لپٹا کہکر چڑھ آئے جو لوگ یہان موجود تھے وہ سب اُنپر اور زبردست تھے گھبراکر جو اُٹھے آفت مین گھر گئے ناریل نارنج اُنپر پڑنے لگے جو پہلے حملہ مین غافل تھے وہ کو مارے گئے باقیماندہ لڑنے لگے بارنطفل مچھے پیکانون سے پڑنے لگے ہنگامہ مار و گیر برپا ہوا وہ جلسۂ عشرت سب برہم ہوا زندون کا مزاج ناساز طبلون کی بند آواز صدائے طبل جنگی کا شور و غل جلاجل کا بجنا زور زور ابر کا اٹھنا رعد کا گرجنا بیرون کا غل کرنا ساحرون کا بنگلون مین آگ لگانا دیا چنستان کا اور سیر گاہون کا جلنا العیاذ باللہ ایک قیامت برپا تھی وہ ساحر جو شریک جلسہ تھا تھوڑے سے مارے گئے باقی بھاگ کر قلعہ مین گئے انھون نے طاقت انکا نہ چھوڑا یہ بھی قلعہ مین آئے فوج قلعہ مین بھی تیار ہوکر لڑنے لگی سحر کو زوال ہوا کہ تلوار سحر کی بجلی بنکر گرنے لگی خرمن ہستی جلنے لگے کمینے مکانات شہر مین آگ لگانی کمینے آتش برسانی کمینے کیسکو سحر بنایا کمینے اژدر بنکر کیسکو کھایا رعایا شہر کی بھاگی گھر گھر مین صدائے الامان پیدا ہوئی لاشون سے گلی کوچے پٹ گئے خون کے پرنالے بہنے گھوڑون کی تلوا چلی سحر ساز جو بند کرنے

زمین کانپنے لگے اشجار ہر سو	بہ شکل مردہ پھیلی ہر طرف بو
گھرے شعلون مین تن سب عضو بھڑکے	زمین مین رہگئے کچھ لوگ گڑکے
سمٹکر ابر برسی ہر طرف آگ	صدا پیدا ہوئی لے بھاگ لے بھاگ
اِس ہنگامہ مین اک دیو بلا زاد	ہوا پیدا نہ جان ہو جس سے آزاد
جبین سے تا بسینہ ایک قشقا	دہن سے تا بہ پا شعلے ہویدا
لپک کر اُنکی فراز آسمان پر	جلاؤن گا جلاؤن گا زبان پر
کئی سو من کا پتھر ہاتھ مین تھا	کہا کر اُسکو بس اُسنے جو پھینکا
ہزارون ہوگئے دم بھر مین فی النار	اِسی ہنگامہ مین سب تھے گرفتار

لشکر مدہوش زیادہ تھا ہر چند کہ ہزارون اِس لشکر کے بھی مرے مگر اہل قلعہ کے ہاتھ سے بھاگ نکلے

اور اس ہنگامہ مین وہ رات بھی شمشیر مہر کی آمد و رفت مین شرکت گئی ساحر سحر سفیدہ منہ پر ملے ظاہر ہوا کہ انظم

کہ اتنے مین ہوا سے سرد آئی	فراغت قید سے اس شب نے پائی
نظر آئی جبین صبح روشن	ہوئی شب چند دم مین گرم توسن

صبح ہوتے ہی ملکہ بہار نے سحر اپنا سب پر سے اتار لیا وہ چاند جو نکلا تھا غائب ہو گیا گل و شجر نابود ہو گئے پرستان آئینہ وار پنہان ہو گیا تب لشکریان مدہوش آپ مین آگئے اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم کیون لڑتے ہین اور اہل قلعہ ہمارے طرف دار ہین لگے کیون بھڑنے ہین انمین جو عاقل تھے انھون نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ افسر ہمارا اور مالک اس قلعہ کا مارا گیا اور ہم سحر مین بہار کے مسحور تھے یہ کہ سینے ہمکو لڑوایا مگر تعجب یہ ہی کہ سحر اسکا ہمپر سے کیونکر اتر ا کیونکہ ایکبار شہر ناپرسان پر ساحر اسکے سحر مین مبتلا ہو کر گئے تھے شہنشاہ نے انکو مار ڈالا مگر سحر اوپر سے دفع نہو سکا غرضکہ سب نادم و خجل بھاگ کر جانب افراسیاب چلے اہل قلعہ بھی بھاگ گئے تھے خلاصہ یہ کہ وہ تمام لشکر و ملک برباد ہو گیا جب یہ لشکر جانب طلسم چلے ملکہ بہار نے تخت سحر پر مہتر برق کو سوار کر کے آپ بھی انھین بھگیلے کے پیچھے چلنا اختیار کیا یہ اسلحہ سجکر اے منزل مقصد مین اسطرف تمکران بھی اسطرح روانہ ہی کہ چند ساحر جانے والے شہر ناپرسان کے اسکو ملے ہین انھین مین صورت ساحر کی بنکر ملگیا ہی اور رہا مین کرتا ہا ہم مثل باران ہم نوالہ و ہم پیالہ کے انکا شریک ہو کر چلا جاتا ہو اب کیفیت بادشاہ طلسم سنیے کہ جب مدہوش کو بھیج چکا بجلا نامہ خداوند عرضی بھیجدی اسمین لکھا تھا کہ واقعی مدد بھیجنے مین عرصہ مجھکو ہوا خداوند براہ خداوندی معاف فرمائین اب مین نے ایک ساحر بد ہوش نام کو باجمعیت کثیر خدمت مالی مین بھیجا ہی حاضر ہو کر بجا لاوی احکام معلی مین قصور نکریگا بعد بھیجنے اس عرضی کے آپ تخت سوار ہو کر جانب باغ جمشیدی چلا یہ باغ سراسر عجائبات سے بھرا ہی جو گل بوٹا ہی جادو کا نقشہ ہی زمین وہان صفا مین رخسار یار سے بہتر شجر قامت سبز رنگان دہر سے زیادہ خوشتر ہر غنچہ گل لبسان دہن تنگ جانان نزاکت مین رشک نازک بدنان ساغر گل بصد تجمل خمخانہ بہار مین راستہ شراب تراوت سے لبریز فرحت بخش خاطر شرابگیر کوئی گل مثل معشوق خندہ زنی کوئی کلی اسطرح مسکراتی کہ جیسے معشوق کو ہنسی آتی عمارتین اسمین طلسمی بنی تصویرین جادو کی کار گر تھین رات کو مہتاب مین گرمی مثل سورج ہوتی دن کو آفتاب سے سردی پیدا تھی چشمہ اور نہرین خوش لہر تھین لیکن لطافت بیز مچھلیان نہرون سے نکلکر پریان سبز باغ مین قہقہے اور

غرضے مستانہ لگاتین اُنکے ہنسنے سے باغ کے طائر زمزمہ پیرائی کرتے اور پھول ٹوٹکر زمین پر گرتے ہوا کے جھوکے چلتے شاخون سے آواز باجون کی آتی ہو لکھا کر زمین پر پھول جو گرتے وہ نوجوان مرد حسین و جمیل بنجاتے اُن پریون کو جاکر گلے تے وہ اُنسے ملکر خوش ہوتین لب نہر جلسہ جما یکایک ایک نہنگ نکلکر سبکو نگلتا پانی سے صدائے افسوس افسوس آتی بعد لمحہ کے پھر وہی مچھلیان اور کچھ ظاہر ہوتے خلاصہ یہ کہ عجب سامان تھے طلسم اور نیرنگ سے وہان طائر اور انسان تھے کہ نظم

ہزارون چشمۂ لبریز و شیرین	کہ جسکی دید سے ہو دل کو تسکین
ہجوم طائران زمزمہ سنج	مزاج عندلیب زار بے رنج
ہوائے سرد و خوش مصروف اشجار	دکھاتے تھے گلون کے رنگ رخسار
زمین پر سبزۂ نوخیز ہر سو	سرگاہِ خمیدہ مثل ابرو
زمین ساری وہان کی صورت سنگ	بشکل لعل کوسون خوب خوشرنگ
ثمر شاخون مین مثل شکل انسان	نظر ہو دیکھکر جنکو پریشان
مکان اکثر طلسم افزا بہت خوب	کہ ہو ہر خاطر شائق کو مرغوب
عجائب طائران خوش نوا خوب	سر منقار سے تا پا خوش اسلوب
زبان پر کچھ سخن مانند انسان	کبھی خندان کبھی حیران و گریان

غرضکہ اُس باغ مین سواری بادشاہ طلسم کی آئی اُسکے ہمراہ با عنبان قدرت و زیر اُسکا یہ ہی دونون جب داخل باغ ہوئے تمام پھول کھلکھلا کر ہنسے اور آواز زین آئین کرای شہنشاہ ہماری تسلیم پہونچے بادشاہ سلامت کا بہت دنون کے بعد آنا ہوا اسیطرح کی باتین بلبل و گل کی سنتا شاہ اندر بارہ دری کے آیا بارہ دری سے چار سو پتلیان سونے کی حسن آفتاب سے بہتر لباس سنہرے زیب تن کئے یہ کہتی ہو یکین کہ شہنشاہ آئے سامنے آئین گردن بہر تسلیم جھکائین پھر شاہ کو لیکے اندر بارہ دری کے آئین شہ نشین مین تخت جواہر نگین بچھا تھا اُس تخت پر بادشاہ جلوہ فرما ہو اور اُن پتلیون نے گانا ناچنا آغاز کیا شراب آفتابی کا پیالہ زرین بھر کر شاہ کو دیا بادشاہ نے کہا ملکہ شیشم جامہ کہان ہین پتلیون نے کہا ملکہ بہار کے قبضہ مین جب سے حضور نے انھین کر دیا ہے اُنھین کے کام کو بجایا کرتی ہین چنانچہ کل سے آئینہ ہاے طلسم لیکر برائے غارت لشکر مدہوش کوہ نیلم پر گئی ہین شاہ کو

یہ حال تباہی لشکر مدہوش سُنکر ہوش اُڑ گئے کف افسوس ملے وزیر سے کہا ای باغبان خود کردہ را علاجی
نیست بہار کو ایک روز ہنگام مسرت مین یہ سحر مین نے بتایا تھا اور ملکہ شبنم مالک آئینہ طلسمی کو طلب
کرکے اُسکا مطیع بنایا تھا ملکہ شبنم سے قسم لے لی تھی کہ انحراف حکم بہار سے کبھی نکرنا اگر مجھ سے بھی بہار
پکڑ کر مقابلہ کرے جب بھی اُسکی اطاعت سے باہر نہونا ای باغبان نسبت بہار کے یہ گمان نہ تھا کہ وہ
شریک طلسم کشا ہوگی اور بہار گلشن ہستی پر خزان لائیگی لالہ وار دل ہمارا داغدار بنائیگی اپنا سمجھکر اُس گلستان
خوبی کو تحفہ جات طلسم کا مالک کیا اُسنے یہ آسیب پہونچایا کہ لشکر مدہوش پر اوس پڑگئی شبنم جاکر جاندنی ہوگی
شبنم پڑی ہوگی آئینہ ہای سحر دیکھکر لشکری دیوانہ وار آپسمین لڑے ہونگے ملکہ شبنم سے بھی شکایت نہین کرسکتا کیونکہ
اُسنے حسب حکم بہار مانا خیر جو کچھ گذرا وہ گذرا آجتک بہار کو طبیعت پیار کرتی دل آزار دینا اُسکو نچاہتا
تھا مگر اب بغیر قتل کیے کچھ بن نہین پڑتا کہ بہت نہین ہے ایکدم راحت میسر ہو بتاؤ کیا کرے یہ قلب مضطر ہو
یہ کہکر تہلیون کو حکم دیا کہ اس باغ مین بھی کتاب جمشیدی ہو لے آؤ تاکہ حال اُس شوخ دیدہ کا معلوم کرون کہ
اب کہان ہی تہلیان حسب ارشاد گئین حجرہ باغ مین صندوق رکھا تھا اُٹھا لائین صندوق تھا یا اسرار طلسم
گنجینہ تھا نہین نہین کسی دانشمند کا سینہ تھا غلاف اطلس نایاب جواہر دُرِ آبدار جڑا ہوا ہر ایک مطلا و
مذہب بنا کہ بیت نہ تھا صندوق اک اعجاز تھا وہ کیمیا کا سینہ پُر راز تھا وہ بادشاہ نے سحر پڑھا
کہ فلک پر ایک شعلہ چمکا اور زمین پر گرا سوا بالشت کا پُتلا ایک بگیا پکارا کہ اے بادشاہ لا نذر بہای تا
اشرفی بادشاہ نے نذر دی نذر لیکر پتلے نے بجائی ایک کنجی سونے کی مُنہ سے نکل پڑی شاہ نے کلید لیکر
صندوق کھولا ایک کتاب بہت نایاب بخط طلسمی بخریر کل اسمین مطالعہ کیا کہ بہار و برق اب کہان ہین
معلوم ہوا کہ عقب لشکر شکست خوردہ مدہوش آتے ہین جب لشکر مدہوش دریاے خون روان آکر اُتریگا
وہ شیشہ رنگین حصار پر اپنے لشکر مین چلے جائینگے یہ حال کتاب سے معلوم کرکے صندوق بند کیا کلید پتلے کو دی
کہ وہ بخلکر چلا گیا اور صندوق تہلیان تہلیین شاہ نے وزیر سے کہا کیکو سبرگرفتاری بہار بھیجنا چاہیے
وزیر نے عرض کیا کہ مجھے حکم ہو تو مین جاؤن فرمایا نہین مین ایسے ساحر کو بھیجتا ہون جو کسی طرح زیر نہو گا مہان سے
قلعہ ترلزل مین جاؤ لرزان جادو مالک قلعہ کو میری جانب سے دعا کہنا اور کہنا کہ تم کبھی ہماری تسلیم کو بھی نہین آتے
سو وقت ما بدولت باغ جمشیدی مین تشریف فرما ہین کچھ تمسے کام ہی جلد حاضر دربار ہو باغبان آداب بجالائے
سمت قلعہ بسطور بموجب ارشاد روانہ ہوا اور وہان پہونچکر بزور سحر اپنے آنے سے لرزان کو مطلع کیا وہ تخت سلطنت

پر بصد عزت جلوہ فرما تھا ایک چیلے نے عرض کیا کہ وزیر شہنشاہ آئے ہین اُنسے خبر شکر کنیتان بہزاد ہمراہ
لیین اور ڈیڑھ دو سو ساحر لیکر استقبال کے لیے چلا جب در شہر پناہ پر پہونچا وزیر اعظم تخت سحر پر سوار اُسکو
ملا اُسنے بہزاران گرمجوشی ملاقات کی اور متعدی ہوا کہ غریب خانہ مین قدم رنجہ فرمایئے وزیر نے تمام پیام
بادشاہ کہکر عذر کیا کہ مین ٹھہر نہین سکتا اور تمکو بھی توقف مناسب نہین اس کیفیت کو سُنکر اُسکو بھی خیال ہوا
کہ نہین معلوم کیا کارضروری ہی جو وزیر کو بادشاہ نے لینے کے لیے بھیجا یہ سمجھکر شہر مین پھر کے نگیا اُنمین سے ارنگ
کو جو ہمراہ تھے ساتھ لیکر بحیثیت وزیر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوکر سر القبا دیا یہ تخت پر رکھا رسم تعظیم ادا کر کے
ٹھہرا تھا کہ شاہ نے خلعت دیا بعد سرفرازی فرمایا کہ تم یہین سے روانہ ہوکر جانب کوہ نیلم جاؤ اثنائے راہ مین
عقب لشکر مدہوش و بہار و برق آتے ہین دونون کو مقید کر کے حاضر حضور کرو خبردار وقفہ نہو بہار کا
سحر تم جانتے ہو ایسا حربہ ساتھ لیجانا کہ وہ غالب نہ آسکے اور عیار اُسکے ساتھ ہو اُسکی مکاری کا بھی دھیان
رہے لو جاؤ سپرد سامری کیا فرزان مجرا کر کے اُنھین ساحرون کو جو ساتھ تھے ہمراہ لیکر چلا گھر اپنے نہ گیا
یہ ساحر ایسا سحر کرتا ہی کہ زمین مین سما جاتا ہی اور قلاب زمین کو جنبش دیتا ہی میدان رزم مین بھونچال آتا ہی
پاؤن کسیکی زمین پر قائم نہین رہتے گر پڑتے ہین یہ دھوان بنکر زمین سے نکلتا ہی اور کار حریف تمام کرتا ہی
رنگ اُسکے جسم کا دھوئین کیطرح ہے نہایت ہیئت ناک صورت رکھتا ہی ذکر اُسکے لڑنے کا کسی مقام پر کیا
جائیگا غرضکہ یہ تو جانب بہار روانہ ہوا بادشاہ نے بارگاہ سامان راحت وغیرہ اپنے یہان سے اُسکے ساتھ
کر دیا اب حال اُسکی بی بی کا سنیے کہ جب اُسنے سُنا وزیر میرے شوہر کو بلا لیگیا ہی اور ایسا ضروری کام تھا کہ گھر آتا
نہو سکا پس منتظر رہی کہ دیکھیے وہ کب آتے ہین جب عرصہ ہوا یہ عورت بہت عاقلہ اور فہمیدہ ہے براہ دوراندیشی
اپنی انیسون جلیسون سے گویا ہوئی کہ وزیر اعظم اسطرح سے اُنھین لیگئے کہ گھر بھی پھر کر آنے نہ دیا سامری جانے
کیا کام تھا میرے دل مین وسواس آتے ہین کہ دربار کا مقدمہ ہی کیسی بنے نہ بنے جمشید آبرو رکھین
ابھی تک کچھ خبر نہ معلوم ہوئی کہ بادشاہ نے کیون بلایا تھا کوئی امور سلطنت اُنکے سپرد نہ تھا جو اس تاکید
سے طلب کیا انیسون نے کہا حضور اُنکا بول بالا ہی جمشید جانے حضور کے نمک کی قسم رات کو مین نے
خواب مین دیکھا کہ آپ کے گھر مین لاکھون چراغ روشن ہین پس مین سمجھ گئی کہ سلیمان کو عہدہ جلیل ملیگا ایک
ہمدم نے براہ خوشامد کہا کہ بہن تمنے یہ تو خواب مین دیکھا تمھارے کہنے سے مجھے بھی یاد آیا مین تو کہنا
بھول ہی گئی تھی صبح ہوتے ہین کیا دیکھتی ہون کہ جیسے ایک بوڑھے سے آدمی ہین وہ ایک تاج ہاتھ مین

لیے ہین ایسی اُس تاج مین روشنی ہو کہ آنکھ نہین ٹھہرتی ہو پس وہ بڈھے مجھ سے کہتے ہین کہ بلا لا اپنے مالک کو
یہ تاج ہم اُسکو دینگے یہ سُنکر مین بلانے جو دوڑی آنکھ کھل گئی بی بی یہ وہی تعبیر خواب ہو کہ میان بلائے گئے
ہین آپ دیکھیے گا کہ سارا طلسم اُنکے سپرد ہوگا ایک کنیز بولی کہ ہماری بی بی کو وہم کا مرض ہمیشہ سے ہے
بھلا کیا دشمن اُنکے کسی کے گنہگار ہین جو تم اتنا خفقان کرتی ہو بی بی مرد فات ہین کسی کام مین اُلجھ گئے
ہونگے ایک مصاحب نے کہا کیا معلوم دربار گئے ہین یا کہین اور وزیر کسی جلسہ کا وعدہ ہوگا پہلے سے یہی کہہ
رکھا ہوگا کہ تم مجھے بلا لیجانا مردون کے فقرون سے ساری بچائین میری دانست مین وہ سرکار
مین تو نہین گئے بڑی سرکار گئے ہین ملکہ زلزلہ جادو اِس زن عقیلہ کا نام ہی اپنے مصاحبون کا
بیان سُنکر ہنسی اور آخر مین جو مصاحب نے درپردہ زندی کے بیان جانا ظاہر کیا یہی حیلہ اُسکو دربار مین
جانے کا ہاتھ آیا کہا تم سچ کہتی ہو انکے لیے ہی طور ہین لیکن آج مین بھی بغیر بھید کھولے باز نہ آونگی پس
وہ کنیزان گلرو بلبل خوباسمن بدن انمین زیب انجمن غیرت چمن ہمراہ لیکر کسی اپنے عزیز کو قلعہ سپرد کر
لباس لفیس زیب قامت فرماکر زیور سے آراستہ ہوکے سوار ہوئی اور بکتی جاتی تھی کہ بادشاہ اگر وہ نہ ملے
تو کج مین ہون اور وہ مین اور صاحب مجھسے یفقرے باری بڑی زندی بازی پر کمر باندھی ہے جو
ایسا ہی تھا تو مجھ نگوڑی کو کیون ستیاناس کیا اور وہ کیا کرین جو تقدیر مین تھا وہ ہوا بسوگ ہی ایسا
بدا ہوا تھا غرضکہ اسی طرح کی باتین بنالی باغ جمشیدی مین آئی بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا وزیر مردحہ
جنبانی کر رہا تھا چپلی اور چٹکیان طلسمی دست ادب بستہ کمر کی تعین تاج ہو رہا تھا اِسنے سامنے جاکر تسلیم
کرکے نذر دی شاہ نے مزاج پرسی کی اور کہا تمھارے میان کو اگر ہم نہ بلاتے تو تمھارے جمال نظر نہ آتے اچھا
بیٹھو یہ ایک ڈھال پر بیٹھی اور پوچھا پھر وہ غلام آپ کا کہان ہین شاہ نے تمام ماجرا بھائی پر بھیجنے کا بیان
کیا جب اُسنے یہ سُنا کہ شوہر میرا لڑنے گیا ہی بیچین ہوگئی اور عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو تو صرخ سے جاکر مقابلہ
کرون غلام وہان لڑنے کنیز یہان بمانبازی کرے شاہ نے ہنسکر فرمایا کہ تمھین بے شوہر تاب کہان یا اجازت
مانگنا گویا حسن طلب اجازت شوہر کے پاس جانے کی ہی اچھا تم بھی شوہر پاس اپنے جاؤ اور لشکر اپنے
قلعہ کا ساتھ لے لو اُس مجرمہ سیار کو گرفتار کرنے مین مدد کرنا مجھ پر جبہ کرلینا زلزلہ یہ حکم سُنکر اداب لاکر
چلی اور بیت جلد قلعہ مین آکر بارہ ہزار سامران جلیل القدر اور سامرہ نامور ہمراہ لیکر بصد کروفر روانہ ہوئی ادھر
شوہر اُسکا جب مسافت راہ طے کرکے قریب لشکر عدو ہوش پہونچا افسران لشکر مذکور خستہ و شکستہ حال

وابستہ ملال چہرے پر گرد کدورت پڑی ہتھیار چھوٹ گئے تھے کمرین کھلی بھوکے پیاسے جنگل پہاڑ طے کرتے آتے تھے کہ اپنے پھونچکر ان سبکو روکا اور کہا خیمہ شادہ کرو آسودہ ہو مین تمھارا بدلا لونگا سارے لشکر مین جان آگئی سمجھے کہ شاہ طلسم نے ہمیں اُسکو فسر کرکے بھیجا ہی پس ہر ایک دائرہ اطاعت مین آیا خیمہ شاہزادہ ہوا بارگاہ نصب ہوئی بازار لگ گئے لشکری مرفہ الحال ہوئے لزران داخل بارگاہ ہوا اور آرزو کے بہت سے پتلے بنا کر بیرانمین بٹھا کر روانہ کئے کہ بہار و برق کو ڈھونڈھین پتلے ہر طرف چلے گئے مگر بہار و برق عقب ہی لشکر کے ہنستے قہقہے لگاتے چلے آتے تھے بہار کہتے کہ اے برق مجھے کوہ آرام سے قرطاس دھوکے مین گرفتار کرلیگیا تھا سب اہلکار قلعہ و باغ کے پریشان ہونگے دوسرے اس تجربہ سے جنے مرگھٹ کا راستہ قرطاس کو تبلایا مجھے سمجھتا ہے کہ میرے بغیر ملکہ کیون راستہ دیا پس کوہ آرام کی طرف چلنا چاہیے برائے چندے تم بھی زحمت اٹھاؤ اتنو راہ طلسم کچھ کچھ سمجھ مین آنے لگی ہی کیونکہ عقیق کوہ سے بہت دور نکل آئے صرف اتنا ہی کہ شاہ جادوان کی سرحد وار ہر جگہ رد لینگے وزیر شاہ تو معلوم ہی برق نے کہا ملکہ مہرخ بہت عرصہ سے اکیلی ہین لشکر مین چلو انسے کہا مہتر قمران تو گئے ہین وہ حال کہدینگے ملکہ مذکور اطمینان ہو جائیگا دوسرے یہ کہ مہتر موصوف بحکم خداحفاظت لشکر بھی کرلینگے برق نے کہا اچھا جدھر جی چاہے چلو ملکہ تخت پر سما کے آگے بڑھی تھی کہ راہ مین لشکر آتے دیکھا راستہ بند پایا کہا یہ بھگیلے کیون ٹھہرے اور اُنکو یہ جسارت و جاہ کہان سے ممکن ہوا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ہماری تلاش مین آیا یہ کہکر ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری اور سحر پڑھ کر زمین پر پھونکا زمین تھرائی ایک پتلی چپلی کی نکل آئی اُس سے پوچھا کہ اس فوج مین کون آیا ہی اُسنے سب حال لزران کا بیان کیا ملکہ نے سارا ماجرا معلوم کرکے پتلی کو رخصت کیا کہ وہ زمین مین سما گئی اور برق سے کہا جلدی نکل چلو بڑی لڑائی پڑ جائیگی برق نے کہا اِسکو جو آیا ہی دیکھ بھال لینا چاہیے وہان چلکر بھی لڑنا ہی اور یہان بھی جو کم ہوا وہی سہی ہمین سامران شاہ جادوان کو قتل کرنا ہی ملکہ نے کہا قمران ابھی یقین ہے کہ پیچھے آتے ہین وہ اُسکو مار لینگے تم چلے چلو اُسنے کہا اچھا تم اِس پہاڑ پر ٹھہرو مین ذرا اُسکو دیکھ تو آؤن رضینا بالقضا شاید دم چڑھ جائے ملکہ ناچار ہو کر سر کوہ پر ٹھہری اور برق پہاڑ سے اُتر کر ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر تیار ہوا لیکن جیسے کوہیون کی صورت ہوتی ہی کہ بال سر کے بہت بڑی اور داڑھی تا بہ سینہ مشقر بہت لمبا کھینچے لنگوٹا سو بچھا باندھے کھارے کے گلے مین پڑا موکے زار ظاہر چہرہ بہت

پر ہیبت اِس صورت سے درست ہو کر جانب لشکر چلا اور داخل لشکر ہو کر ہر سمت سیر کنان پہنچا تھا کہ
پہلے جو بہر خبر لزران نے مقرر کئے تھے اُنھون نے اِسکو شناخت کر کے بخدمت لزران آکر عرض کیا
کہ ای افسر ہمارے وہ عیار جسکے آپ متلاشی ہین لشکر مین آیا ہو اور ساحر بنا پھر رہا ہی لزران یہ خبر سُنکر
کھڑا ہو گیا اور اپنے پہلونسے کہا الگ الگ رہکر اُسکو گھیرو اور سلح کہ اُسکو ثابت نہو ورنہ بھاگ جائیگا پہلے
حسب الحکم چار طرف جاکر پراگندہ ہو گئے اور راہ روک کر ٹھہرے اُدھر لزران دربار گاہ پر آکر ٹہلنے لگا
اس اثنا مین برق بھی پھرتا ہوا جانب بارگاہ آیا اُسنے ملازمون سے کہا کہ اِس ساحر کو بلاؤ اُنھون نے پکارا
کہ بھائی ذرا اِدھر آنا ہمارے مالک تمھارے مشتاق ہین برق حسب الطلب حاضر ہو کر آداب بجالایا ملازمان
سے بطور ساحران دست بسہ ہوا لزران نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی اور دولتخانہ کس جگہ ہی یہان آنیکا
کیا سبب ہی اِسنے عرض کیا کہ آپکا شہرہ وجود و نوال لشکر مین بھی کمال اشتیاق ملازمت کیمیا خاصیت تھا
خبر تشریف آوری ملازمان جناب لشکر اتفاق حاضر ہونے کا ہوا اِسکو صحرا نورد جادو کہتے ہین چاہتا ہون
کہ زمرۂ سرداران سرکار والا مین منسلک ہو کر یہان گوہر مین بھی آبرو پاؤن اُسنے یہ تقریر سُنکر
زبان بہ تملق وا کی کہ آپنے مجھے سرفراز فرمایا یہ گھر تو آپ کا ہی کفش خانہ ہیچ ہے فخر میرا جو آپ نان خشک
یہان کی قبول فرمائین اور جو مجھے میسر آئے پہلے آپ کھائین پھر مجھے دین مین سپاہی دوست ہون آپ تو
میرے مونس ہمدم و یہان غیر سے مجھے حذر نہین اچھا جائیے بارگاہ مین تشریف رکھیے برق حسب اجازت اُسکی
طرف سے پھر کر اندر بارگاہ کے چلا مگر اُسنے پیچھے سے گردن مین ہاتھ دیا اور سحر سے ہاتھ پاؤن بیکار کر دیئے پکارا
کہ او نالائق مجھ سے بھی مکر کرنے آیا ہی نہین جانتا کہ شہنشاہ نے تیری ہی گرفتاری کو مجھے بھیجا ہی نہین معلوم وہ
گیسو بریدہ بہادر کہان گئی ہی بتا کہ وہ کہان ہی یہ کہتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا اور کچھ حرکت کر کے بٹھا دیا فتاب
خطاب کرنے لگا پھر برق نے کہا بے مسخرے تو آتا ہی کیون جاتا ہی معلوم ہوا کہ ابھی تیری قضا نہین ہے
ورنہ ہمکو بھی تو جانتا ہی کہ ہم کون ہین ہم برق عیار ہین قاتل افراسیاب اب کیا تو بچ جائیگا اِسوقت ہم بعض
اتفاق مرے نا تو ہم جانتے نہین خیر پھر دیکھ لینگے اِسنے یہ کلمات سُنکر کہا کہ تو مجھکو دھمکاتا ہی اور شہنشاہ سے
نہین ڈرتا ارے بادشاہ طلسم کے آتے ملازم مارے گئے لیکن وہان کچھ پروا بھی نہین طلسم کا تم لوگ کیا بگاڑ
سکتے ہو عمر پھر لزر بادشاہ کا کچھ کر سکو گے اور شاہ کو جب غصہ آجائیگا مثل غش غاط تم سب کو مٹا دیگا برق نے
کہا شہنشاہ کیا بیہودہ ہے وہ لوگ خدائی کرتے تھے مثل حسن نمائشگاہ سیل فنا مین بہ گئے اور یہان برگ خشک

باد رحل کے جھوکے سے ایسے اڑے کہ نشان بھی نہ ملا کثرت لشکر پر کیا ناز کرتا ہی چیونٹیون کی قطار دیکھی
بہادرون کا کیا بگڑتا ہو اگر انکا ایک ہی نوالہ کرتا ہو ای لزران بادشاہ کا اتنا کچھ نقصان ز فوج
ہوا اسے غصہ ہی نہ آیا یہ کہو کہ کچھ ہونیکا عاقل کو چاہیئے ہر امر مین غور کرے تمھین مناسب ہو کہ لطائف اسلام
حاصل کرو سعادت دارین حصول کرو یہ باتین ہو رہین تھین کہ بہار راستہ دیکھکر جب برق کو بہت عرصہ
گذرا تو بیتابانہ چلی بھی کہ اُسپر کچھ نہ کچھ آفت آئی پس سربارگاہ پر آکر تھرائی لزران باتون مین لگا تھا
اُسنے تو کچھ خیال نہ کیا لیکن ملکہ نے سحر پڑھکر دست دیا برق کے قابو مین آنے چاہتا تھا کہ اٹھے ملکہ پنجہ
نیکر گری اور اُسکو اٹھاکر لے اڑی لزران کے نوکر اور نمین خل ہو لگ گئی لیگئی وہ بھی لمبر اکر اُڑا ملکہ قندیل
ملک ہو گئی یہ بھی جی توڑکے سحر پڑھنا قریب پہونچا اور پکارا کہ بی بہار رہم جمشید کے رہنے والے ہین
ہمکو لشکریان مد ہوش نہ سمجھنا یہ کہکر ایک نادیل سحر کا ملکہ پر مارا ملکہ نے سحر پڑھکر جانب نادیل پھونکا وہ
وہ زمین پر جا گرا اور نائب ہو گیا وار اُسکا خالی گیا ملکہ نے پھر نارنج اُسپر مارا اُسنے شعل دخان نیکر اپنے تئین
پوشیدہ کیا نارنج بھی زمین پر جا گرا اور شق ہو کر شعلے نکلے چار سمت حریف کو ڈھونڈھکر ٹھنڈے ہو گئے
لزران پھر ظاہر ہوا اور سمجھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہی یون نہ گرفتار ہوگی اور اگر مہلت پائیگی تو باغ
سحر لگا کر دیوانہ بنائیگی یہ سوچکر جیبے سے ایک تختی ہیرے کی نکالی بہار نے جیسے اُس لوح کی جھلک
دیکھی سمجھ گئی کہ اسنے لوح گلوسے جمشید نکالی یہ لوح تحفۂ طلسم مین سے ہی تجھ سے رد نہ ہوسکیگی یہ سمجھکر
بہت جلد جانب زمین اُتری اسلیے کہ برق جو ہاتھ سے چھوٹ جائیگا گر کر مر جائیگا پس زمین پر پہونچی ہی
تھی کہ لزران بھی ساتھ ہی اُتر آیا اور لوح مذکور سامنے کرکے پکارا کہ ای بہار دیکھ تو یہ کیا ہی اسنے
دیکھا سحر پڑھا کہ ایک نقاب پنجہ نمودار ہوا مین نگاہ دوڑائی لیکن لوح سے چمک کر ایسا شعلہ نکلا کہ نقاب
پنجہ جلگیا نگاہ بہار کی تختی پر پڑی غش کھاکر زمین پر گری برق جو زمین پر پہونچا تھا صحیح ہو گیا اول تو
بیہوش رہا لیکن اسوقت جو ملکہ گری لزران اس خوشی مین جانب ملکہ دوڑا کہ اتنی بڑی ساحرہ گرفتار ہوئی
اُسپر قبضہ کرون برق اُٹھکر ایسا بھاگا کہ چیتا بھی نہ سمجھ سکا کہ کدھر گیا اور جاکر درہ کوہ مین ٹھہرا لزران
ملکہ کو اکر دیدہ دہن مٹاکر نیچائی اور سحر رغوب ساکر کے اُٹھا کر بارگاہ مین لایا سر دادون نے اسکے زبان بہ صفت
ثنا کھولی کہ وہی آپ اپنا مثل نہین رکھتے اُسپر مظفر و منصور رہنا آپ ہی کا کام تھا سنبے نذر فتح دی اسنے
بہار کو ہوشیار کرکے کہا کہ یون دیکھا تو نے سحر اسکو کہتے ہین بہار نے جواب دیا کہ اسی منھ سے یہ فخر

دروغی ساحری تحفہ طلسم سے کام لیا تجھے غیرت نہین آتی یہ تختی سنوتی تو کم بختی آجاتی اسنے کہا حریف کو زیر
رنے سے مطلب اب اُس عیار کو بھی پکڑ لاؤن تو شہنشاہ پاس تجھے بھیجون یہ کہکر اُٹھا اور کہتا ہی اپنے
شکر کے آیا ایسا سحر پڑھا کہ دروکوہ مین برق خکر عیاری کر رہا تھا گھبراکر باہر نکل آیا دیکھا کنارے
شکر کے لرزان کھڑا ہی چاہا بھاگ جاؤن لیکن دل نے اسکے کہا کہ اسی پاس چل پس اُسکے پاس آیا
ور کہا آپ نے ملکہ بہار کو گرفتار کیا ہی مجھے بھی قید کیجیے مین اکیلا رہکر کیا کرونگا اُسنے اُسکا ہاتھ
پکڑ لیا اور کہا او نا عیار تو آپ سے نہین آیا بلکہ میرے سحر سے حاضر ہوا ہی یہ کہکر وہ سحر جو پڑھا ہوش
برق کو آگیا دل سے کہا واقعی کوہ بڑا احمق زادہ ہی کہ خود اکر مبتلائے آفت ہوا اب بھاگ جا مگر ملکہ
کہ بھاگنے سے یہ دست و پا بیحس کر دیگا اب اسکے ساتھ چلو جو خدا چاہیگا غرضکہ چپ ہو رہا اور وہ اُسکو
گرفتار کئے بارگاہ مین آیا بہار سے کہا کہ تجھے ہماری زیردستی دیکھین کیون ہم کیسے سامرین ملکہ مذکور نے کہا
تیری اصل کیا ہی مین تجھ ایسے چھوکرے تعلیم کرچکی ہون تو مجھ سے تعریف کرانا چاہتا ہی اُسنے عرض کیا
کہ اے ملکہ تم خاندان بادشاہ طلسم سے تو صل رکھتی ہو واقعی ہماری مجال نہین جو تمھاری برابری کرین
لیکن تم شاہ سے چلکر ملجاؤ ملکہ نے جواب دیا کہ ہماری جو تقدیر مین لکھا ہے وہ ہوگا شاہ سے اب ملنا
جانا دنیا اور عقبیٰ دونون جہان مین ہوگا کیلئے کہ دہر دو خدا ہم مسلمان اُسکا ہمارا ساتھ کیا برق یہ
تقریر سنکر سوچا کہ بار بار یہ ملکہ کو سمجھاتا ہی ہم چھپ اُسکے ساتھ مکاری کرو اسمین دو فائدہ ہین یعنی اگر
باتون مین مصروف رہا تو سحر سے بے تابو ہوکر بھاگا دوسرے اگر خضر سے پڑھ گیا تو مار ڈالنا یہ سوچکر
ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے لرزان افسوس دل کی حسرت دل ہی مین رہی کہ بیت پریشان
ہو کے مثل گیسوے یار + یہان آئے ہین مانند گنہگار + لرزان نے پوچھا کہ کیا تیری آرزو تھی
برق رونے لگا اور کہا تمام عالم جانتا ہی کہ ہر ایک عیار ہر ایک عیاد پچی پر عاشق ہی میمنہ پر میرے جان
جان جاتی ہی اب قید ہو کر آیا ہون قتل ہو جاونگا وصل یار کیسا آخر وقت مین دیکھنا بھی نصیب نہوا کہ
ہے بیت لگی ریسی نہین بجھتی کسیدم + دھوئین اٹھتے ہین ہر استخوان سے لرزان نے کہا اگر تو اطاعت شاہ
یا دھان کرے تو مین سفارش کرکے عیارہ کو دلوا دون وصال محبوب کرا دون برق نے کہا مین غلام ہون
یہ کہکر قدم پر گرا اسنے کہا اے برق تو گھبرا نہین آگے بہار کو لاگ بجھا دیجیے تو مین آپکے پیچھے اسنے ملکہ کو ایک خیمہ
مین بھیجدیا مگر خاک چشمہ ہر اعضا مین گھبراہٹ کی کہ ملکہ بیحس حرکت ہوگئی غرضکہ بعد بھیجنے ملکہ کے برق سے

یا یقین کرنے لگا اس اثنا مین بگاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے اسنے حکم دیا کہ لے آؤ اسنے دسترخوان
لاکر بچھایا چند ملازم جو ساتھ کھاتے تھے بیٹھے رہے باقی اٹھ گئے کھانا چنا گیا برق سے کہا تم بھی آؤ مگر
کچھ قصور نکرنا ورنہ سزا پاؤ گے مجھکو ایسا ویسا ساحر نہ سمجھنا برق نے کہا میری مجال ہے جو کچھ فساد کرون
یہ کہکر دسترخوان پر بیٹھا سب کھانا کھانے مین مشغول ہوئے برق نے دل مین کہا کچھ کھانا تو ہوگا
نہین تو اپنا کام کر یہ غور کرکے آنکھ بچاکر کباب پیٹ مین رکھے تھے نمک بیہوشی اوپر چھڑکا چھڑکتے ہی پیٹ
خراق سے بولا برق سمجھا کہ رکابی بولا چاہتی ہے جلدی سے ہاتھ مارکر رکابی توڑ گئی لرزان نے پوچھا کہ کیا ہوا
اسنے کہا رکابی کو اٹھاتا تھا ٹوٹ گئی اسنے کہا اے عیار تو مکاری سے باز نہ آئیگا دیکھا اچھا ٹوٹ گئی تو رکابی اور
آجائیگی مگر تو نے دیکھ لیا کہ مین کیسا زبردست ہون برق نے کہا واقعی آپ بڑے ساحر ہین میری خطا معاف
فرمایئے اسنے کہا بہادر سے کچھ عیاری نہ چلیگی اچھا تم بیٹھو سمجھ لیا جائیگا یہ سنکر برق کھانے پر سے اٹھ آیا وہ
سب بے فارغ ہوئے اپنی اپنی جگہ پر گئے لرزان پلنگ پر آکر لیٹا خدمتگار پائون دابنے لگا برق کو زیر
پلنگ بٹھاکر سیخر سے حصار کردیا کہ بھاگ نجائے برق نے کہا مجھے اجازت ملے کہ مین بھی لیٹون اسنے کہا کیا
مضائقہ ہے برق نے کسوت عیاری کمر سے نکالکر سرہانے رکھی اور لیٹا اسنے کہا اے برق ابھی تو تیرے پاس کچھ
نہ تھا یہ کہانسے کتھرنی نکالی اسنے کہا یہ کسوت عیاری ہے ساحرون کو قتل کرنے کی تدبیر ہے کہا اسمین بیہوشی
بھی ہوگی بھلا میرے خدمتگار کو بیہوش کرو مین دیکھون تو کیونکر بیہوش کرتے ہو اسنے ایک نلی سٹھائی کی
نکال کے خدمتگار کو دی اسنے کھائی بیہوش ہوگیا اسنے کہا اب ہوشیار کردو اسنے ایک فتیلہ بیہوشی مین بھر
کر روشن کیا اور کہا لیجیے اس فتیلہ کو اسکی ناک مین لگا کر دھوئیں دیجیے اسنے فتیلہ ہاتھ مین لیا اور اٹھکر
دھوئیں دینے لگا مگر اس فتیلہ کی دھوئیں اسکی ناک مین خود پہونچی جھینک آئی اور بیہوش ہوگیا برق نے
اٹھکر چاہا کہ سر کاٹ لے مگر اور یہ کیفیت سنی کہ بی لرزان کی زلزلہ جو لشکر لیکر چلی تھی فرط محبت شوہر
سے سب کو چھوڑ کر بیس ملیغر اکیلی آتی ہوئی چلی لشکر اور خواصین عقب مین آتی رہین یہ آکر سربار گاہ لرزان
پر پھر آئی برق کو خنجر کھینچکر جانب شوہر جاتے دیکھا بیقرار ہوکر گری کہ شوہر کو اٹھا لیجاؤن برق نے جیسے
ہی یہ گری وہی فتیلہ بیہوشی بھرا کہ سلگ رہا تھا اٹھاکر اسکے منہ مین لگا دیا اور جھینک مارکر وہ بھی دھم سے
زمین پر آرہی برق نے اسکو اٹھاکر ستون بارگاہ سے باندھا اور چاہا کہ قتل کرون پھر خیال آیا کہ
اسکو ہوشیار کرکے سمجھاؤن شاید کہ عورت ہے محبت شوہر سے مطیع ہوجائے یہ سوچکر زبان مین محمود ان

دیکر جو نثار کیا یہ حسینہ عورت اور نظر حدار معشوقہ شیرین ادا اللہ حسن سے شرشار ہو خشمہ ساحری کی نشانی پیشانی پر سے زیور سے جسم کو تزئین کیا بلکہ جسم سے زیور کو رونق بخشے واقعی بیمثیل روزگار ہو کر ابیات

نہایت نازنین تھی وہ پارا	اگر برج شرف کی تھی ستارا
خلق خلعت ناز و ادا سے	سراپا نور تھی حکم خدا سے

سوزن دینے اور باندھنے سے نیلی ہو گئی شدت تکلیف بیتابانہ اشارہ سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے برق نے کہا میں عیار ہون تیرے شوہر نے دو بار مجھے گرفتار کیا آخر خدا تعالی نے مجکو اسپر غالب فرمایا اب تم دونون سے موت کا اتنا فاصلہ ہے کہ دو رکعت میں اور تم میں عرصہ ہے عظیم دار البوار مین جایا چاہتے ہو ہان ایک امر سے بچا سکتی ہو کہ دین باطل پرستی چھوڑ کر وحدہ لاشریک کو مانو سامری مخذول کا معتقد دلقا سب خبیث گان خداہین لہذا لعنت بھیجو آن ساقلہ خدا سے کیونکہ مکان و مقام سے منزا ہے

مالک و خالق و کریم و رحیم	باسط و رزاق و سمیع و علیم
کبریائی اوسیکو ہے زیبا	وحدہ لاشریک نام اوسکا
اوسکے قبضے مین ہے ہماری جان	جسنے پیدا کیا ہے سارا جہان

شاہ طلسم باوجود اس مفلسی کے ہمارا کیا کر سکتا ہے اور جو لوگ ہمارے شریک ہین انکا اسنے کچھ نہ کر لیا اور کر و اگر بادشاہ سے خطر ایسا ہو بچے کہ ہم ہلاک ہو جائین تو بھی دولت ایمان سے دامن ہمارا بھرا ہو گا اس ضلالت پرستی مین یہ فائدہ ہو گا کہ جہنم مین جلنا ہو گا یہ نصائح و پند اُس زن خود مند نے جب سُنی دل اُسکا نور ایمان سے مملو ہوا اور اشارہ سے کہا کہ زبان سے سوزن نکال دو اسنے سوزن نکالکر کھول دیا جب وہ رہا ہوئی کمان خنجر لیکر میرے شوہر کے سینے پر سوار ہوا اور اُسکو ہوشیار کرو کہ مین سمجھاؤن اور اُسکو بھی راہ راست پر لاؤن برق بموجب فرمایش کے باخنجر برہنہ اوسکے شوہر کی چھاتی پر سوار ہوا اور نیولہ بیہوشی سے گھبرا کر ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوا عیار کو سینے پر اپنے دیکھکر چاہتا تھا کہ سحر پھر سے زوجہ اُسکی آگے بڑھی اور کہا اے صاحب یہ شخص میرا جان بخش ہی سارا ماجرا گذشتہ بیان کر کے کہا اگر مین نہ آجاتی تو کام تمھارا تمام تھا اور مین آئی بھی تو کیا گرفتار ہو گئی واقعی دین اسکا سچا ہے یہ طلسم باطل ہو گا مین نے اسکی اطاعت کی ہے تم بھی مطیع الاسلام ہو اور اُسکو اپنا ہادی و محسن جانو براہ زیرکی سمجھو کہ لات و منات بیشہ و سامری وغیرہ مین اگر کچھ قدرت ہوتی تو یہ ہمپر غلبہ پاتا شاہ طلسم اُس سے عاجز نہ آیا پس دین اسلام سب دینون سے درست ہے کہ ابیات

فروغ نور ایمان سے نور آکر چشم دل روشن	مبین لازم ہی انسان کو بنے اللہ کا دشمن
صفات حق کو پہچانے اسے معبود حق جانے	عطا جسنے کیا ہی تجکو ایمان جان روح و تن
خدا کو چھوڑ کر کیون اور کو معبود ہم مانین	متاع دین و ایمان کیلیے بنجائین کیون ہزین

ہر چند کہ یہ خبار دوبارہ قید ہوا مگر غلبت و برکت اسکے دین مبین کی دیکھکر انجام کو یہی غالب آیا کیون نہو فرد خدا پر جو کوئی رکھتا ہی سب کام تو بیشک اوسکا نیک ہوتا ہی انجام **لرزان** مرد دانشمند ہے زوجہ کے سمجھانے سے گویا ہوا کہ اے میری پیاری بی بی تونے مجھپر بڑا احسان کیا کہ راہ راست بتائی اور جان میری بچائی مین نے اطاعت اسلام اختیار کی **برق** یہ کلمہ سنکر اسکے سینہ پر سے اوترا اوسنے اوٹھکر سر قدم پر رکھا اوسنے سر اسکا سینہ سے لگایا اور دیر تک بغلگیر کیا اس عرصہ مین لشکر اور خواصین جو **زلزلہ** لیکر آئی ہی یہان پہونچین لشکر اوترا خواصین حاضر خدمت ملکہ ہوئین اونہنے اونکو حکم دیا کہ سب افسران لشکر کو بلاؤ چنانچہ جملہ افسران زن و شوہر کے لشکری حاضر ہوئے اونہنے اظہار اطاعت اسلام کرکے حکم دیا کہ جسکو مطیع اسلام ہوکر ہمارے ساتھ رہنا ہو وہ رہے ورنہ جہان جی چاہے چلا جائے تمام سردار بارہ ہزار سوار کے لشکر کے مطیع اسلام ہوئے لشکریان مسلمان ہونیکی نہ اذن تھا کہ یہ لشکر بھی ملازم ملکہ مہرخ کے ہے سے طلسم مین ہوا ہی اور بعد فتح طلسم بادشاہ اسلام کا تابعدار ہوگا جو لوگ کہ سیاہ درمان تھے وہ نہ اسکر بھاگے اور بہت سا طلسم گئے باقی سب مع لشکریان مدہوش شریک اسلامیان ہوئے **زلزلہ** اور شوہر اسکا ہاتھ رومال سے باندھکر سامنے ملکہ بہار کے آئے قید دفع کرکے عذر تقصیرات کرنے لگے کہ ہماری خطا معاف فرمائیے ہماری جانب سے دل صاف فرمائیے ملکہ مذکور نے **زلزلہ** کو بغلگیر کیا اور کہا تم بادشاہ طلسم کی طرف سے اگر لڑے تو کیا خطا کی کیلیے کہ ملازم اوسکے تھے امید ہے کہ مرتبہ ہدایت پر پہونچے اگر اب کوئی بے اعتدالی کروگے کو جانے شکایت ہو پہلے ہی منا رہتا جیسا تمنے کیا خوشکہ بعد تسلیمات کے باہم صلاح ہوئی کہ اب یہان سے چلنا چاہیے لشکر کو کوچ کا حکم دیا طبل سفر بجگیا خیمہ و بارگاہ جلیہ **فرلیاب** بھی قبضہ مین آیا اسباب تمام بار کراکر بہار تخت سحر پر سوار ہوئی پاس برق کو بٹھالیا ایک تخت پر **زلزلہ** مع شوہر بیٹھکر روانہ ہوئے ملکہ بہار کو جانا جانب کوہ آرام منظور تھا اسیطرف چلی راہ کا خدا جانے کتنا مدت کی نا واقفی سے کچھ سروکار نہ تھا کیلیے کہ یہ سب جاننے والے راہ کے ساتھ تھے جو بیان و شوکت سے اس لشکر کی مالکہ بنکر سواری ملکہ بہار کی لیان بادبہاری روانہ ہوئی کہ نقارے اور ناقوس بجتے گھنٹے نوازش مین تھے ابر سحر پیسایہ کیے سواری کے آگے آگے گھٹائے بوقلمون بزور سحر

گلستان نیرنگ بازی مین مگن ہوتے خیابان خیابان شیر و خرم لہلہا کر بہار دکھانے جانور ہمہ تن گوش ہو کر سرائی کرتے
بحشم و خدم روانہ ہوئے یہانتک کہ اسی تجمل سے داخل کوہ آرام سب ہوئے جہان جو ملازم اور کنیزین اور انیسین
جلیسین حاضر تھین وہ خبر ورود مسعود ملکہ بہار سنکر بیتابانہ فرط عشرت سے ملکہ آئین کتنی ہوئین خندہ کنان
دوڑین ارکان سلطنت حلقہ کوہ آرام بہر استقبال حاضر خدمت ہوئے نذر بسکی گذرین آتشبازی شعر کی
وہ سامان تھی اگر کہون طول ہوگا مطلب حصول ہوگا فی الجملہ مشکوے خسروی کی نئی سر سے
درستی ہوئی ایوان شاہی دارالعمارہ فرمانروائی ملکآراستہ ہوا ارکان عظام سلطنت سلامے آئے ملکہ نے
اکر تخت پر جلوس کیا اور نرالہ کو برابر بٹھایا۔ برق و لرزان قریب تخت بیٹھے بہار نے حکم دیا کہ
سامان دعوت کا پروانان ریاست کو دیا اور فرمایا کہ باغ میرا آراستہ ہوا اوس باغ مین کہ جہان سے
ملکہ گرفتار ہوگئی تھی جلسہ دعوت قرار پایا اس گلشن پر ویرانی چھائی تھی اور اسی رنج ہر گل آبلی
تھی سوسن کا لباس کبود تھا سر دار غم سے جھک گیا تھا گویا درد کا دودہ تھا چنبیلی زرد ہو گئی تھی
سنبل کے بالون پر گرد جمی تھی نرگس حیران تھی زلف بنفشہ پریشان تھی منتظر یہ کہ اب سہیلی بہار
از سر نو آئی شمع رخسار گل پر ضو آئی مالیتین کھر پیان جواہر کا لیکر برگ و بار خزان دیدہ و بدتر
بختان سے دور کرنے لگین درخت سینچے گئے تھالون مین آب رحمت بھرنے لگین سرتراشی سے
جوانان چمن کا خط اصلاح پذیر ہوا دن بھر باغبانی کیے کا انتظام یہ کیفیت ہوئی کہ شہ گل بصد
تجمل قبائے ارغوانی زیب قامت فرماکر اور رنگ چمن پر جلوہ گستر ہوا بہار کو نظم و نسق سپرد
ہوا ہوئے فصل بہار پیشکار ہوئی نئے نئے کھلانے پر تیار رعب شہریار گل سے دبے پانون آنا
صرصر خزان کو بھگا یا کہ زیادہ شاخون کو تہ بالا کیے جسم نازک انکا نہ کھائے دیوانکہ گلشن مین صیاد
پر بید خلل کا پروانہ طلبی گلچین کے لیے تجویز ہوا کی بہت بھاگی بلبل و خزان کی درپیش روبکاری خزان کو
حکم شہر بند سے نکلجانے کا تھا بلبل کا تقدمہ مرتبہ تھا پنجہ کا چھنا اقتدار و دولت بادشاہی تھا گل عباس شہانہ
بے تامل تھا مدر وطاؤس لبان نقیب و چاؤش تھا ہزار دستان مؤسم مہرگان کو دیتے نہال پوشاک سندس
و استبرق زیب قامت رعنا کیے انجمن گلشن مین جمگے شاخین گھنگھرو پنجہ کے باندھکر یاوری بخشی ہو
قرقاصہ نبی تیتین رامشگری کا عالم دکھاتین تیتے تالیان بجاتے مرغان خوش الحان ترانہ مبارکبادی گاتے
عندلیبان خوش الحان آواز غزلین گاتین بہار کیباد کی دھوم مچاتین اور یہ غزل بجات عشرت زبان پر لاتین کہ ہو لفظ

رشک جنت باغ ہے یہ یادگار — گلشن عالم مین ہے جسکی بہار
تا ابد قائم رہے ملکہ بہار — فیض رحمت سے ہری جسکے یہ بہار
دور شاہ گل مین ہم خرم رہین — تختگاہ باغ یارب برقرار
کیا خزان کا اپنے دلکو درد وغم — ہے ہمارے باغ کی مالک بہار
خاطر دشمن مین کھٹکے خار غم — دوست دیکھین آکے سیر سبزہ زار
ہو گمان شبنم پہ آب تاک کا — شمہ عشرت سے نرگس پر خمار
آب گلگون نہر مین جاری رہے — ہو بشکل شیشہ سرد و جوبار

ملکہ بہار ملکہ زلزلہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر داخل گلستان عشرت کار ہوئی پہلا پہر دن باقی تھا کہ لب نہر گلعذار زیب سادہ سبزہ زار ہوئی خواصان گل پیرہن مہ یاسمن بدن آکر جام مے گلرنگ دینا آغاز کیا کنارہ جو سبزہ گاہ تھا لطف میکشی تھا کہ دنیا سے فلک سے آفتابی خورشید ساغر مغرب مین ساقی دہر نے بھری اور سرور نشہ کا سواد چشم شاہد شب مین آیا ہر سمت عالم نور نظر مین سمایا کہ بمقتضائے ابیات

ہوا مغرب مین پنہان مہر خاور — نمایان پھر ہوئی شام منور
ستارون کا بچھا فرش زر افشان — ہوا روشن چراغ ماہ تابان

باغ مین تماشہ اوڑنے لگا رقص ہونے لگا بام بارہ دری پر ملکہ بہار مہ لقا کے زیر نگین زر نگار آکر جلوہ بخش ہوئی اسوقت کی کیفیت قابل دید تھی وہ جلسہ اگر نظر سے گذر جاے تمام عمر اوسکی مسرت مین بیشتر افسوس کرکے مرجاے نازنینون کے جسم منور کی چمک اور پھولونکی مہک شبنمی دوشیزونکی آرزو مین جوبن کی بہار سینون پر پھولون کا ابھار قہقہے اوسکے خندہ گل کو شرماتے لب لعلین غنچہ نیم شگفتہ نظر آتے پنکھایتون کی باد صبا اوڑنی کنول پر بھونرے کی کیفیت دکھاتین زہرہ صد سالہ کو جوش مستی مین لاتین چاندنی کا کیفیت کر زمانہ رون کا مینہ مارنا پھولون سے دامن دہر بس جانا عجیب یک ہنگامہ عشرت تھا سامان مسرت تھا اس عالم مین ملکہ جنت بادشاہ اسلامیان یاد آئی شب ہجر دہ شب مسرت پائی آہ کا دھوان پیدا بلند ہوا کہ سوختان باغ جنت بیگیا درد جگر نے لب خوشرنگ پر جگر سی کا عالم دکھایا دہان تنگ غنچہ سوسن نظر آیا سینہ داغون سے گلشن بنا ملکہ زلزلہ نے کسل بنکا حیلہ کرکے درد سر کا اظہار کیا اور کہا اگر تمھاری اجازت پاؤن تو بارہ دری مین جاکر ذرا آرام کرآؤن ہر ایک اہل انجمن نے کہا بسلامت عیش بہار عارض یار دہان سے

آنکھون مین آنسو بھرے کاسۂ نرگس کو صدف گوہر بنائے موتیون سے ساغر حباب لبریز کیے بارہ دری مین آئی پردے
اُسکے بموجب کنیزون سے فرمایا کہ خدمتگارون جاکر بلا لاؤ وہ سب چلی گئین جب تنہائی ہوئی بیقراری کروٹین بدلنے لگی مگر کسی
پہلو قرار نہ آیا ناچار مشق نے جوش مارا طاقت عقل اور گئے غم ہجر نے بیہوش کیا چشم چشم اسلیے فرمگریہ گہر ریز تھی کہ آنکھون
مین صورت پھرتی تھی اور سپہ پوشی شمار کرتی تھی جسم دم بھر مین زعفران زار ہیچ نے بنا دیا اشک گلرنگ نے رخ رنگین جو
گلگون نہ لگایا نفس تن مین بلبل جان گھبرائی برنگ گل چاک گریبانی کی نوبت آئی وہ گلشن بن سے بدتر نظر
آیا ازغم گھبرایا خیمہ خط بیکلی ہوئی گلرخ نے یاد اپنے گل کی دلا کر پیمان خار کشک دل مین پیدا کی پلنگ سے بیقراری
بیتابی سے پاؤن لٹکا کر بیٹھی اور باد صبا سے مخاطب ہو کر یہ زبان پر لائی کر **بیت** اے باد اگر بہ بینی جانان
سرو قدما عرض نیازمن کن با نازپروردن من زار بیتابی مین یہ پیام یار کو دینے لگی کہ **ابیات**

کہتی تھی کبھی صبا سے رو کر	کہنا دلبر سے حال مضطر
اے سرو روان باغ الفت	اے مرہم زخم داغ الفت
اے ماہ سپہر بادشاہی	اے زہرہ چرخ دلربائی
آئی ہے لبون پہ ہجر سے جان	وحشت سے ہوا خانہ باغ زندان
آنکھون سے ہوا خواب کو عداوت	طاقت ہی ہوئی بدن سے رخصت
ناساز مزاج ہے ہمارا	دیدار صلاح ہے ہمارا
بیداری شب ہے اب ستاتی	بستر پہ نہین ہے نیند آتی

یہ کہو اس طرح دیوانہ وار بک رہی ہے اور بالاے بام جلوۂ عشرت ہے ہر ایک مصروف راحت ہے
مگر خاہر جادوان کی کیفیت سنیے کہ انتظار لرزان وغیرہ باغ جمشید مین آرام پذیر رہا ہر روز تیلیان
تماشا دکھاتین گاتی بجاتین میرے کھلاتین جب کچھ خبر لرزان کی اوسکو کئی روز تک ملی آج کی رات
اوس باغ سے سوار ہوا اور باغبان وزیر کو حکم دیا کہ تم باغ سیب مین جاؤ ما بدولت پیر شب ماہ
کر کے عقریب آتے ہین سب اہل دربار کو خبر آمد سناؤ وزیر نے موافق ادب بجا لا کر روانہ ہوا اور یہ تخت اوڑ کر
جانب صحرا اسے طلسمات چلا جاندنی کی بہار دیکھتا میر لالہ زار کرتا دور تک نکل آیا دل سے کہتا تھا کہ اب
لرزان اگر بہار کو گرفتار کر کے لائے تو اوس شیخ کے قدم پر سر رکھکر کہنا کہ اے گل باغ بیوفائی کچھ بھی تجھ
مین پوئے وفا ہے یا نہین وائے خار صحرا اسکے اوائی کچھ بھی تجھ مین دامن اٹھانے کا شیوہ ہے یا نہین

اب بیت بس تغافل نکر ترحم نکر ۔ گوش دل جانب تعلم کر ۔ اگر وہ بیمروت اس مدت پر بھی زمانے آخر
کیساتھ دل اوسکو میسر ہوگا اور اوسکو میسر ہوگا اور تیکو آتش رشک و فراق مین جلنا پڑیگا پس بہتر
ہر کہ صدمہ ہجر اوسی سے گوارا کرون اور اوسکو شوہر مرگ کے کنارے مین سلادون انجام مین کیون کر نجات
کیسکا سہون اسطرح کی باتین دل سے کرتا کوہ جینی پر آیا یا نہ نی مین اُس کوہ طلسمی کی عجیب کیفیت بھی بیان ہوہ
سایان چمکتا تھا ہر سنگ ہر گوہر فروغ صفا سے نظر آتا تھا بادشاہ نے ٹھہر کر کچھ افسون پڑھا پہاڑ کی زمین شق ہوئی
چار پتلیان چینی کی وہان سے نکلین دو پتلیان تانبے کی لیے تھین اور دو سیتل پانی سر پر اوٹھائے تھین جنانچہ
تانبے کی بچھا کر اوپر سیتل پانی بچھادی اور آپ بیٹھ گئین شاہ جادوان اوس تانبے پر بیٹھا اور سیتل پانی
یہ طلسمی ہے بیٹھے ہی تمام طلسم پیش نظر تھا تمام لشکر میدان تھا کہ سر حد طلسم پر ہے دکھائی دیا بادشاہ نے لشکر
مسلمانان کو خرم و خرم پایا اور فوج اپنے خداوند کی پریشان دیکھی سخت رنج ہوا پھر وہان سے نظر پھیر کر کوہ
سلیم کو دیکھا اوسکو بالکل برباد پایا اسی سلسلہ مین ہر مقام پر جانب لشکر مہوش و لرزان دیکھا کہین براہ
مین اوسکا نشان نہ ملا حیران ہوا کہ یہ کدھر گیا از لبکہ سارے طلسم کو کہانتک دیکھتا عجلت منظور تھی
سوچہ سے پھر پہاڑ کی پتلیان جو تانبے کی لائی تھین زمین سے نکلین اون سے پوچھا کہ مین نے لرزان کو
پہنچا تھا وہ کہان ہے پتلیون نے عرض کیا کہ حضور جانب کوہ آرام ملاحظہ فرمائین جو کچھ حال ہوگا نظر آئیگا اوسنے
فوراً جانب مذکور نگاہ کی بیرون حلقہ لشکر لرزان اوترا پایا اور باغ مین پارہ دری کے بام پر جلوۂ عیش و
مسرت جمع دیکھا اپنے فرستادہ سردار وفکو مع برق عیار کے مشغول راحت پایا اور ملکہ مہپار کو ایک
پارہ دری مین تنہا روتے دیکھا سمجھا کہ یہ بھی کسی پر عاشق ہوئی ہے خوب غور سے اوسکا حال دیکھتا رہا
ملکہ صوف تمام یا رجب لیتی بادشاہ کی لفظ کہتی کبھی شہنشاہ کہکر خطاب فرماتی کبھی بیوفا زبان پر لاتی اپنے
ان کلمات سے تصور کیا کہ تیرے ہی عشق مین یہ دیوانی ہے اور سوا تیرے طلسم مین کون شاہ و شہنشاہ ہے
جو تیرا ہی نام اسنے بیوفا رکھا ہے سچ کہ وہ بیچاری کیا کرے مین اوسکی تیرے پاس ہے اسی وجہ سے
وہ چلی گئی اب بلحاظ اپنی ہمشیر کے پیام دے نہین سکتی وصل سے یاس ہے تنہائی مین جلوۂ عشرت ہو پایا ہے
اوسکو تیرا خیال آیا ہے دل سے سمجھکر بیان دل بھول گیا رنج سارا بھول گیا تا دیر ادائے مستانہ
اور تڑپنا اور بلبلانا ملکہ مہپار کا دیکھا کیا اور اوسمین بھی ہزارون طرح کا بناؤ اوسکا دیکھا کہ زلفین چہرہ پر
بکھری ہوئی دوپٹا طوق گلو مین گھسا ہوا پائون پلنگڑی سے لٹکے ہوئے چہرہ تمتمایا ہوا پسینا رخسار

وجبین پر آیا ہوا قطرات اشک بسان شبنم رخ گلرنگ پر ڈھلکے ہوئے سرمہ پھیلنے سے نشان خال خال رہے
منہ پر بنے ہوئے وہ بیتابی اف اف کرنا اور کبھی آہ کرتے دفعتہً منہ بناکر ہاتھ سینہ پر دھرنا کبھی گھبراکر ہر سمت
دیکھنا کوئی میرحال نہ دیکھتا ہو کبھی کسیکی آہٹ پاکر شرط جانا کہ کوئی آتا ہو کبھی ہونٹون پر زبان پھیرنا کبھی تصور یار
مین حیران ہوجانا کبھی کچھ سوچکر آپ ہی پشیمان ہوجانا غرضکہ یہ تمام حالتین عاشقون کے در و زبان بیان
کہانی ہو کہ بموجب بیت یہ جوش شباب جاہ کب تک مستی کو ہے دل مین راہ کب تک بہ مختصر یہ کہ
بادشاہ جادوان اپنا شیدا اور سکو بیسکر وہان سے اٹھا سحر ورود ہان کیا پٹلیان آکر حاضر ہوئین تپائی
اور سٹیل پالی اونکو تفویض کی اور ایک کشتی خلعت فاخرہ کی اونسے طلب فرماکر تاج و قبائے عمدہ و بہتر سے مسلح
از سر نو ملبس کیا جواہر کے کمر بند اور اکے بازو پر باندھے انگشتر نگین لعل لال پہنکر مالا ہاے گوہر سے
گلو کو زینت دیکر اوس کوہ سے اترا اور کچھ دور بڑھکر وہ پہاڑیان جمین اوپر آیا احسان تازہ زبان پر
لایا دونون پہاڑیان اپنی جا سے اٹھکر مین ایک پر یہ خود سوار ہوا اور دوسری ساتھ چلی یہ سحر و لارام
کیسرنے بھی کیا تھا کہ پہاڑی شکل بنکر کو لیکر بھاگی حق بادشاہ نے اتنا کام زیادہ کیا کہ پہاڑ کو روان کیا
دلمین اسکے یہ آیا ہو کہ ایک کوہ لشکر خضر پر جاکر دوسرا لشکر جمرخ پر تاکہ سب باغی ہلاک
ہوجائین مگر پہلے کوہ آرام کی طرف جانا چاہیے اور گوہر وصال یار سے دامن بھرنا چاہیے پس اوسی سمت
پہاڑ اوڑاتا روانہ ہوا جب قریب کوہ آرام پہونچا پہاڑون کو ایک میدان مین قایم کرکے قلعہ کیطرف
چلا اور ہدایت و حکمت اپنی دکھانیکے لیے تیغہ سحر جو کمر سے لگا تھا زیر ران لایا وہ ایک اژدہاے دمان
دوشاخہ نشان بنگیا اوسی پر سوار داخل قلعہ ہوا دیکھا تو قلعہ مین گھاگھی روشنی ہر مکان مین جلوہ دیتی ہے
کہین ناچ کا سماں ہے کہین ڈھولک بجتی ہو شعر خوانی کا چرچا ہے ملکہ بہار کے آنیکی خوشی سبکو ہے رعیت
مین بھی شادی رچی ہو یہ کیفیت دیکھتا ہوا اور کہتا ہوا کہ اس سامان کی کیا حقیقت ہو جو مین اب ملکہ
ملک مال دونگا اسی طرح دارالعمارہ پر آیا جہان ساحران نامی حاضر تھے پہرا چوکی حاجب دربان وغیرہ
اپنے اپنے کام پر تھے بادشاہ کو دیکھکر لرز گئے نہایت ادب سے تسلیم کی شاہ نے آنکھ ہلاکر سلام لیا اور اندر
چلا کسکی مجال جو روک سکے مگر یہ ایوان شاہی تک پہونچا تھا کہ زنانہ ڈیوڑھی پر سے محلدار دوڑی اور
قریب بارہ دری پہونچکر پوچھا ملکہ ماہ کہان تشریف فرما ہین شاہ طلسم آہ پہونچے ملکہ اپنے عالم مین ہر چند
کہ متبلا تھی مگر یہ آواز سنتے ہی گھبراکر اوٹھی دل سے کہا خدا خیر کرے یہ آفت تازہ آئی بس بام پر جاکر

برق کو آمد شاہ سے باخبر کیا کہ نہین معلوم رات کو میرے یہان تنہا کیون آیا ہوا اگر براہ فساد آتا تو
ایسی زمین کی روش نمودی معلوم ہوتا ہی کہ میرے عشق مین مبتلا ہوکر بارادہ فاسد قدم زن ہوا ہی اب
اس مقابلہ کرنے کا یارا نہین جو کچھ کہو وہ کیا جاے برق نے کہا ہی ملکہ جاکر استقبال کرو اور تعظیم تمام
یہان لاؤ برز رجلک جنگ برد آشتی اگر کچھ وہ فساد لائیگا اوسوقت دیکھ لیا جائیگا ملکہ یہ کلمہ
سنکر جلد کوٹھے سے اتری اور کنیزان جواہر موجود تھین برائے نذر اٹھالین کنیزونکے حلقہ مین وہ
ہوئی کنول آگے وہ جلتے چلے جو فروغ حسن شعلہ رخسان کا جلوہ دکھاتے تھے یہ ماہ ملک جمال خرامان
دارالعمارہ کے اندر والے در پر پہونچی بادشاہ قریب پہونچ چکا تھا کہ اسکو آتے دیکھکر اٹھ کر پرسے کو دا اور اسکو
ہاتھ مین پھر اٹھالیا وہ تبسم بگیا ملکہ نے سر قدمبوسی کر تسلیم کی شاہ کی نگاہ اوسکے حسن بے نظیر پر پڑی پہلے وہ کیفیت
تھین جو اب مزاج مین پیدا ہین پہلے بار مین عشق آنے سے شوخیان چشم مین ہوا ہین جسم مین سے کیون ہے
جنبش نزاکت کا بہانا اتنی دور آنے سے تھک جانا لب پر خشک غنچہ سربستہ کی صورت کیفیت دہن کی چہرہ
پر کچھ عالم پاس ناموس کی راہ سے بتاش غمزہ و ناز کہتے کہ ٹھہر جا جسکو غرض ہوگی وہ خود آئیگا ابیات

بشکل آرزو پنہان حیا مین	نہایت شوخ طرز مدعا مین
اشارون سے تمنا مین ہویدا	نگاہون سے غرض کچھ اور پیدا
عجب انداز سے آئی وہ گلرو	کہ اوسکو کچھ نہ دل پر نہ قابو
زبان شاہ سے اک آہ نکلی	تو ہنسکر اوسکے منہ سے واہ نکلی

شاہ ساحران بیتاب ہوگیا اور قریب آکر گویا ہوا کہ اے ملکہ مزاج اچھا ہی اس ماہ پارہ نے جواب دیا
آپکی بلا سے چاہے اچھا ہو یا برا مستوجب کے مزاج کا پوچھنا کیا یہ کلمہ اسلیے کہا کہ در جواب مزاج پرسی بادشاہ
کو دعا دینا پڑتی یہ ملکہ معشوقہ شاہ اسلام ایسے مرتد کو دعا دینے سے عار رکھتی ہے بادشاہ نے قریب پہونچکر
ہاتھ پکڑ لیا اور کلمات شکایت آمیز زبان ملکہ سے سنکر فرط عشرت سے مالامال ہوگیا سمجھا کہ بیشک
مجھکو چاہتی ہے جب تو زبان پر لاتی ہے کہ ہمکو تجھے محبوب بنایا اور آجتک خبر نہ لی سچ ہی کہ کبھی سے
غفلت ہوئی ہے غرضکہ ہاتھ مین ہاتھ دیا نے سے شانہ ملاخوشبو جسم نے اس گل کے ملنے بسا ہوا ملکہ
نے گردن جھکائے ہاتھ چھڑانے کا پہلو سوچتی آگے بڑھی راہ مین جیتے کنایہ آمیز ظرافت انگیز کلام کرتا یہ بات
کاٹ دیتی کہتی اہی بادشاہ آپ میری ہمشیر عزیزہ کو یہان کیوا سطے نہ لائے تنہا تشریف لائے آگیدن

آنکھین اونکے دیکھنے کو ترس گئی ہین آپ آنکر مت چلاتے ہین وہ لشکر مین پڑی رہتی ہین آپ باغ
سیب مین مزے اوڑاتے ہین وہ لشکر مین پڑی ہونگی آپ ادھر اودھر پھرتے ہین شاہ نے ہنسکر
کہا کہ ہم تو تپہر مرتے ہین ملکہ منہ بنا کر بولی کہ واقعی اپنے اپنے فرزند کی محبت مین ہر ایک دیوانہ ہی
یہی ہمیشہ سے رسم زمانہ ہی آپ بڑے بنتے ہین بجاے باپ کے اگر میری الفت مین جان دیدیگا تو کچھ خلاف
نکیجے گا بڑے بھائی مین اور باپ مین کیا فرق ہی یہ کلمہ سنکر رنگ چہرہ بادشاہ متغیر ہوا لیکن سمجھا کہ یہ سمجھے
سمجھانے سنانے کو ایسا کچھ کہتی ہی اور واقع مین ابتک اس سے کچھ واسطہ نہین جو بی بچا کہے جب تعلق ہو جائیگا اُس
وقت آپ ہی کہے گی یہ سمجھکر ملکہ کو براہ تمسخر گود مین اوٹھانیکا قصد کیا ملکہ چمک کر علیحدہ ہوئی کہ حضور آجتک کبھی
کو آپکی گود مین بیٹھنے کا انکار تھا جانتی تھی کہ آپ براہ بزرگی محبت فرماتے ہین آج آپکی نیت اور پائی ہون سا میری
قسم گھبرائی ہون رہ رہکے تعجب آتا ہی کہ لوگ دنیا مین ایسا بھی ہوتا ہی وہی مثل ہی کہ اونٹا نانہ نواسی کو بکے نانا
شاہ نے اسکے کہنے کو کچھ سماعت نہ کیا اور براہ بیغیرتی ہنسکر گویا ہوا کہ سالی اور بی بی مین کچھ فرق نہین ایک
بسن نہین ایک سہی اور اسی نازک بدن تجھ ایسا گل گلشن ہر مین کب کھیلتے دیکھا ہی اسی سے میرا بیکل دل
تجھپر فدا ہی غرضکہ یہی باتین کرتا ہوا بالا بام بارہ دری آیا اور ملکہ نے براہ خوف خود بھی تخلیہ مین اوسکو نہ بٹھایا
کہ مبادا دست درازی کرے پس طریقہ عشرت مین بٹھانا لازم ہی چنانچہ جب کوٹھے پہ **زلزلہ ولرزان** نے اٹھکر
تسلیم کی مسند پر بیٹھا اور وہ دونون پس پشت جاکر تھوڑے اُنکی جانب بنظر حسرت دیکھا اور کہا کہ
فیدوہ نمک حلالی یہی ہی جو تمنے اختیار کیا ہی خیر سمجھ لیا جائیگا آتنے نمکحرام جنہین تو میرا کیا کرلیتے ہین اور اگر
تمپر خلاف ہوئے تو کیا بنا لوگے یہ کہکر دلسے مشورہ کیا کہ **بہار** سے وصل کرنا چاہیے اگر وہ راضی ہوگئی تو یہ
امان جائینگے پھر ملیے ہونگے ابھی انسے خبر ہونا چاہیے یہ سوچکر چپ ہو رہا اور جانب **بہار** متوجہ
ہوا کبھی بنظر حسرت اوسکو دیکھا اور کبھی کچھ پھول اوٹھاکر اوسپہ پھینکے کبھی جنبش چشم و ابرو سے آنکھ مارتا
کہتے ہین اسطرح اشارہ کیا کبھی اسکو سنا کر یہ شعر پڑھا کہ **بیت** اگر یہ ناز یہ عشوہ رہینگے نہ تو جانی ہمتو
مطلب کی کہینگے نہ ملکہ آنکھین نیچے کیے چپکے بیٹھی تھی اور دعا دیتی تھی کہ یا رب عفظ و آبرو کی مانگتی تھی ساقیان سرلقا جام
شراب لیے تھے شاہ گاہ گاہ ڈالکر پیتا تھا کہ عیار **بہار** کے ساتھ آیا ہی ایسا نمودہ بیہوشی دے چنانچہ یہ تو
اس کیفیت مین ہی لیکن برق کی حقیقت سنیے کہ ملکہ بہر استقبال شاہ بیچارے آپ بارہ دری مین آیا اور
ایک کنیز ملکہ کو بلا کر کہا کہ تجکو مین اپنی صورت پر بناتا ہون خبردار سوا برق کے اور کچھ نہ کہنا یہ کہکر

مثل اپنی صورت کے بنا مادر حکم دیا کہ بالاہی بام جاکر شہر سے وہ عجب ارشاد کوٹھے پر آئی بادشاہ کو سلام کیا اوسنے نہسکر کہا کہ اے برق مزاج کیسا ہی کنیز نے جواب دیا کہ ماہون بادشاہ از بسکہ مخاطب بجناب ملکہ تھا کچھ اوس سے خبر نہوا اور اودھر برق آئینہ سامنے رکھکر ایک ایسی نازنین حور کی شکل بنا کہ جسکا سے ہزار درجہ حسن مین بہتر تھا رخ روشن اوسکا روے آفتاب محشر تھا چہرے مین نمک حسن اور ابھر اگری مین عاطر مشتاقان کے لیے سوز و ساز دینے والا زلف مشکن در مشکن کے حلقے نافہای آہوے چین کا دل خون کرتے آب و تاب سے ہر ایک عاشق کو دیوانہ بنا کر نیا جنون کرتے زیر گیسوے معنبر مشیانی انور ابر تیرہ مین جیسے آفتاب سحر کا نور ظاہر طبیعت خود بینون سے بھری سو کہان ناک ماہین رخسار یا دیوار چمن حسن رنگین بنی چشم سرمہ آگین جادو نگین شاہ جادوان کو فریب چلین اوی سے چکر کھکر پھر زمین پر غازہ صباحت حقیقت مین کان ملاحت لب گلرنگ پر مرجان صدف شرم سے لعل بدخشانی سرا کھائے دانتونکے روبرو بے آبرو موتی ہو جاے آواز اوسکی شیرین انداز نظر نمکین باتین سب بھولی بھولی ان تنگ یکمکر خضر کو ماہ بھولی سینہ صاف پر چھاتیونکی کچین نمودار کم سنی اظہار شکم رشک موج تلازم نور کمر چشم تصور سے بہت دور راطیفہ گوئی مین طاق بذلہ سنجی مین شہرہ آفاق زیور جواہر مین سے جسم پر نور زمین اوٹھا ہوا اوسکا جوبن کہ بمقتضاے **ابیات**

چڑھی تھی چتونون پر تو جوانی	جمال صورت سے ماہِ آسمان
جواہر کا جڑاؤ جملہ زیور	سجا پاے نگارین سے تھا تاسر
سراپا حسن سے تھا اوسکا پُرنور	حیا سے شل سایہ پرتوِ حور
قیامت وہ بوٹا سا قد اوسکا	خجل سرو گلستان روبرو تھا
ترقی اوسکو تھی حور و پری سے	خجل شمس و قمر جلوہ گری سے
گلابی رنگ کا پٹکا کمر مین	وہ ڈوبا خوب آب سیم و زرمین
کیا گرو اوسکے پیدا لیس نے نور	گرہ بھر کی وہ چولی چشم بد دور
بنی تھی موتیون کی بیل اوسپر	ٹکے ہیرے بھی تھے اپنی جگہ پر

اس صورت سے درست ہو کر ایک اور کنیز کو ملکہ سے تخت سحر تیار کرا کر سوار ہوا اور کوٹھے پر وہ تخت آکر فراست اختلال پا نظر بادشاہ و ملکہ کی اوسپر پڑی ملکہ سمجھی کہ یہ کوئی شہزادی طلسم کی ہے بادشاہ کو یہان

آیا ہوا اُسکے ملاقات کو آئی ہو یہ سمجھکر بیلگیر ہونے اوشی برق نے پہلے بادشاہ کو تسلیم کی پھر بہادر سے گلے ملا
اور گویا ہوا کہ بہن مدت سے تم کہان گئی تھین اللہ یہ بیمروتی کہ مدتون صورت بھی نہین دکھاتی بہار یہ
کلمات سُنکر حیران تھی کہ مین اسکو پہچانتی نہین اور یہ ایسی باتین کرتی ہو جیسے بڑی اس سے درستی ہے
لیکن ضرورت صاف جواب دینے کی مقتضی نہوئی یہ تو نہ کہہ سکی کہ مین تمھین جانتی ہون اسکی شکایت کے
جواب مین کچھ عذر وحیلہ کرکے اپنے برابر بٹھایا خدام دوان اسکی ادا کو دیکھکر فریفتہ ہوا عشق بہار بھولا
اسلیے کہ بہار حسن اصلی رکھتی ہو اور یہ بناوٹ ہو پھر ملکہ مذکور کو وہ چھل بل اور شوخی کہان آتی ہے جو یہ عیار
جانتے ہین شاہ بیتاب ہوکر مستفسر حال ہوا کہ ای مالکہ حسینان جہان تمھارا نام کیا ہو اس کافر ادا نے
اسطرح مسکراکر آنکھونکے لال لال ڈورے دکھاکر نظر کو پھیرکر شیرین زبانی جواب دیا کہ مجکو ارمان جاوید
کہتے ہین قریب اُنکے مکان کے رہتی ہون اسلیے بی بہار سے نسبت ہوگئی ہو کبھی کبھی دیکھنے آتی ہون شاہ
نے فرمایا کہ پھر آؤ ہمارے پاس بیٹھو اوسنے کہا بہتر خوش مجھے آپکے پاس بیٹھنے سے واسطہ میرے کنوار چھل مین جو
بٹا لگ گیا تو کیا ہوگا آپ ہزارون محل کرتے ہین ایک رات کا اخلاص تمام عمر کا بلا پابندی کو نہین گوارا
شاہ نے یہ کلمہ سُنکر ہاتھ پکڑکر اپنی جانب کھینچا اس پارہ نے ہان ہان کرکے قریب کھسکر کہا دیکھو سامری قسم
میری چوڑیان بھی ٹوٹ گئین اور کلائی مین بھی موچ آگئی یہ کہکر ایسا منھ بنایا کہ بادشاہ بیقرار ہوگیا چاہا
کہ بوسہ لون لیکن اوسنے ہاتھ سے منھ ہٹا دیا کہ لو صاحب یہ بیمروتی دیکھو جیسے جانے مجھے پیار لگی ہی نہین
تھی بھری محفل مین میری آبرو اتاری بادشاہ نے گلے سے لگا لیا اوسنے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ ہنسکر مارا
کہ غریب تمتمہ مزے مین آگئے کیسی آبرو پر پانی پھر جاے تمھاری بلا سے ای صاحب ذرا نچلے بیٹھو بادشاہ نے
بموجب بیت گلے ملکر کہا اوسنے کہ جانی ہ ہین بھی ہون ایسا مہربانی ہ اوسنے بھی گردن شاہ مین ہاتھ ڈال دیا
اور جھجک کر الگ ہوگئی کہا اوسنے اس زور سے مجھے کھینچا کہ شانون پر ہاتھ نہ ٹھیکتی تو منھ کے بل گر پڑتی
بادشاہ سامون نے ہر چند وہ نہین نہین کیا کی مگر کھینچکر گود مین بٹھا لیا پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

نہ اسدن اوسکی ادھے نہ تین کین	نئے انداز کی تسمین بھی کچھ ویسی
ہجو اشوق سے تھا وہ جو منظر	نہ مانا لے لیے بوسے مگر رہ
ہوئی ہر چند وہ برہم مگر ہان	گیا دانتون سے اپنے دل کے ارمان
لگا شلوار پر جب ہاتھ پڑنے	تو وہ گھبرا لگی اوسدم پھرنے

کہا اب ساتون نے تجھکو گھیرا	کوئی کیسی مگر مجکو ہے سمجھا تو	
ذرا دم لے کہ دل ٹھہرے ہمارا	نہین گستاخیان تیری گوارا	
بشر کرتے یہین حیوان کا کام	ندامت سے نہین خالی یہ انجام	

بادشاہ ان باتون سے سمجھا کہ یہ بالکل راضی ہے یہ سمجھکر ملکہ بہار سے کہا کہ یہان تخلیہ کردو ملکہ نے ہرایک کو اشارہ کیا اور آپ بھی اوٹھی اوس حور وش نے گود سے بادشاہ کے اوٹھکر آنچل ملکہ کا پکڑ لیا کہ مین کہان جاتی ہو مین بھی رخصت ہوتی ہون ملکہ نے ہرچند حیلکر کے پیچھا چھڑایا مگر اوسنے آنچل نہ چھوڑا ملکہ بہار نے شہ کر بادشاہ کو اشارہ کیا کہ آپ اسکو گود مین اوٹھا کر بارہ دری مین لیجایئے یون یہ نمانے گی بادشاہ ایسا اوسکا سمجھکر چپ ہو رہا اور پھر اختلاط کرنے لگا اوس مہ پارہ نے موتیونکا ہار پکڑکر گردن شاہ مین کھینچا کہ یہ تو مین لونگی بادشاہ نے ہار اوتارا اوسکو نچایا اور ہاتھ پیشان پر لایا اوسنے ہاتھ جھٹک کر کہا نہ صاحب مین تو ایسے ہار سے درگذری جسمین یہ لوچا کھوچی ہوتی ہو یہان تو یہ اختلاط دگر مجوشی ہی اور ملکہ نے خوابگاہ جلد درست کرائی چھپر کھٹ آراستہ ہوا گل تکیہ عطر سے بسے لگا دیے گئے قرابے گلاب کیوڑے کے منھ کھولکر ہوا کے رُخ پر رکھے غرضکہ تھوڑی سی تاکی جب سامان درست ہوا بادشاہ کو اشارا کیا وہ اختلاط کرتے کرتے گود مین اوس مہ جبین کو لیکر استادہ ہوا برق بھی یہ اشارے دیکھ رہا تھا سمجھا کہ اب تجھے یہ جانب تخلیہ لیچلا یہ سمجھکر گود مین بادشاہ کی تڑپا کہا دیکھو میرے کان مین نظر کی روئی رکھی تھی کہین گر نہ جاے چنانچہ اسی حیلے کان مین سے روئی عطر بیہوشی کی نکالکر بادشاہ کی ناک مین لگا دی شاہ کو چھینک آئی اور چھکا کھاکر زمین پر گرا یہ گود سے کودکر الگ ہوا اور خنجر کمر سے کھینچ تیار ہوا ادھر ملکہ بہار نے قتل بڑھا ملکہ بہار نے اب پہچانا کہ برق ہے ہوش اوڑ گئے کہ یہ صورت بدلنا اور یہ باتین معشوقانہ اسی کا کام تھا ادھر برق نے جیسے ہی خنجر مارنے کا قصد کیا تھا کہ ایک تپلا روے ہوا سے آکر زمین پر پہونچا دیا ہاتھ مین شیشہ گلاب سے بھرا تھا اوس گلاب کا ایک چھینٹا رخ شاہ پر مارا کہ بادشاہ ہوشیار ہو کر اوٹھ بیٹھا برق نے چاہا کہ بھاگ جاؤن لیکن اُس تپلے کے دیکھنے سے ایسی تاثیر قلب پر ہوئی تھی کہ قدم اوٹھ نہ سکا ٹھہرا رہا جب بادشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا وہی نازنین خنجر لیے آمادہ قتل ہے یہ معلوم کرکے نگاہ سحر سے خوب نظر بھر کر دیکھا پہچانا کہ برق عیار ہے اور برق بھی سمجھ گیا کہ قید ہوئے دوڑ کر قدم پر گرا کہ مین برق عیار ہون میری خطا معاف فرمایئے اب مین آپ کی طرف ہوتا ہون شاہ جادوان کو غضب طاری ہوا

اور اس ہنگامہ جال عیار شب بھی پیش بادشاہ طلسم افلاک ظاہر ہو گیا بہار گلستان انجم کے نزول

ہونے کا موسم قریب تر آیا کہ بمقتضا سے ابیات

ابھا یک اختر خورشید چمکا ۔ ۔	گئی شب جلوہ خورشید چمکا
ہوئی پھر صبح روز قتل پیدا	ہوئے آثار اجل کے پھر ہویدا

یعنی افراسیاب نے ہوشیار ہو کر برق کو بنظر قہر گھورا برق دوڑکر قدم پر گرا کہ اے شاہ جوان بخت میری خطا معاف کیجیے اور سچ فرمائیے کہ کیسی عیاری مین نے کی بادشاہ نے کچھ اسکا عذر سماعت نکیا اور اسی پہلے سے کہا لے اس بے ادب کو پہلے نے ایک چھینٹا گلاب سحر کا اوسکے منہ پر مارا کہ برق بیہوش ہو گیا یہ ماجرا دیکھکر بہار آگے بڑھی بادشاہ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پریزاد فلک کیجانب سے اوڑتی ہوئی آئی اور بہار کے لپٹ گئی اوسکے جسم مین وہ گرمی سحر کی تھی کہ یہ بھی بیہوش ہو گئی زلزلہ اور شوہر اوسکا ہان ہان کرکے چلے تھے کہ بادشاہ نے ایسی چیخ ماری کہ انکو بھی غش آگیا شاہ نے اسوقت چاہا کہ سارا قلعہ کوہ آرام غارت کردون پھر خیال آیا کہ اگر بہار تجھ سے راضی ہو گئی تو اپنے ملک کی بربادی سے بہت ناراض ہو گی اول اوسی سے فیصلہ کرنا لازم ہے پس مقام پر پہلے منت وسماجت کرکے اسکو راضی کرنا چاہیے اگر نمانے تو اوسے قتل کرکے اوس ملک پر کوئی اور کوئی حاکم بھیجدینا یہ سوچکر سحر پڑھا کر پہلا اور پری تو غایب ہو گئی لیکن ایک تخت پر زنجیر روسے ہوئے اوتر آیا اسنے ملکہ بہار اور سب بیہوشونکو اس تخت پر ڈالکر آپ بھی سوار ہو کے راستہ پکڑا جیسے ہی وہ تخت بلند ہوا کنیزان ملکہ موصوف اور ملازمان قلعہ امیر حاجبین ارکان سلطنت سب نے جو خورنوسہ بلند کیا کون اوسکی شرح کرسکتا ہے یہ حال تھا نظم

رواں آنکھون سے یکے اشک گلنار	ہوا ہر اک کو رونے سے سروکار
ہوا سب کاروبار سلطنت بند	بجز غم کے نہ کوئی دل تھا خورسند
سیہ پوشی کا چرچا تھا محل مین	نیا اک حشر برپا تھا محل مین
بنا ماتم کدہ وہ شہر آباد	گلی کوچون مین تھی ماتم کی بنیاد
سنا تھا دیکھنے کو نام عشرت	پریشان حال اور سب غم کی صورت

پھر آخر یہ صلاح ٹھہری کہ اپنے مالک کے ساتھ چلنا چاہیے اور ملکہ مذکور شریک اسلامیان مین انشاء اللہ جلد رہا ہون گی کچھ تردد لازم نہین غرضکہ نفیر سحر بجاکر لشکر زلزلہ و مدہوش وغیرہ ہمراہ لیکر کنیزان

سیہار بھی جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئین کہ وہان جاکر حال ملکہ بیان کرین اور سارا لشکر مہرخ کا لیکر ملکہ کو
اپنی شاہ طلسم سے لڑکر چھڑا لین نی الجملہ یہ سب کوچ کرکے الگ الگ بادشاہ طلسم سے جاتی ہین مگر بادشاہ
نے ہر ایک مہم کو لیکر راہ شارہ مین سرفراز کردیا کوئی یہ نجانے کہ بادشاہ نے ڈر کر یکہ بیوفائی رکھا پس
ہر ایک کو ہوشیار کردیا انکی آنکھ کھلی شاہ جادوان کو برابر اپنے تخت پر بیٹھے پایا شرم ناچارگی سے گردن
جھکالی بادشاہ بنظر حسرت و محبت جانب رہے تکرار تھا اور گلچینی اوسکے گلشن حسن و جمال کی کرتا جاتا تھا
دل بے اختیار گود مین بٹھانے اور پیار کرنے چاہتا تھا مگر ابھی غصہ جاتا نا اور ابھی مہربان ہوتا اظاف واب
عظمت شاہانہ خاکر خاموش تھا کہ گھر یہ بچارگی اسکی سفارش کرینگا تو خطا معاف کرکے سنت پذیر ہونگا مختصر
کہ تخت اڑائے قریب دریاے خون رواں پہونچا وہان سے لشکر مہرخ قریب تھا عیار تو صحرا مین پھرا ہی
کرتے ہین اتفاقاً حاضر غلام اور صبا رفتار عیار و عیار سے ایک جگہ سامنا ہوا تھا یہ دونون ارادہ سے تھے باد
تے وہان پہونچکر تخت نیچا کرکے ٹھہرالیا اور تماشا اوسکی لڑائی کا دیکھنے لگا جب ماجرا نظر آیا کہ ان دونون نے
کوس بھر کا میدان باندھا ہے فیل برق جنبدہ دم بھرمین کوس بھر پر جاکر چکتے ہین اور کبھی آپس مین اگر
گتھ جاتے ہین گردش انکی نظر مین نہین سماتی چل اسطرح کو بجلی کوندجاتی خبر کی جھپکیان چلنا طلسمات سے
کمند سے طرار سے پھر آنکلنا جستون کے سنانے کلانچین اور قراٹے بھرنا لائق تماشا تھا دھوکے دینا اوسکا
سمجھ مین نہ آتا تھا کبھی وہ کہتا تھا کہ اے ملکہ قدم تمھارا پیشرو کے خلاف پڑا ہے جب وہ قدم کی طرف
دیکھتی یہ کمند مارتا رہ جست کرکے اسطرح نکلی کہ جیسے میانک مین سے نگاہ نکلتی ہے پھر وہ کہتی کہ اے
عیار غور کر کہ تھا ٹھہر تیرا بگڑ گیا یہ اپنے جسم کو خیال کرتا وہ کمند مارتی یہ اسطرح حلقون سے نکلتا کہ جیسے
کمان سخت کا جاتا ہے شاہ جادوان اس لڑائی کو دیکھکر بہت خوش ہوا برق نے اسکو خوشنود دیکھکر کہا کہ
ہمارا عیار اور آپکی عیارہ کیون اسے بادشاہ جوڑ تو اچھی ہے اگر آپ زمین کے قریب تر تخت لیجاکر ٹھہرین
تو قدردان کو دیکھکر دونون جی توڑ کر لڑین اس سے زیادہ تماشا نظر آئے اور ابھی تو کچھ بناوٹ نہین
یہ لڑائی سادی ہے ایک دوسرے کو پکڑ لینے کا قصد رکھتا ہے مگر مصمم ارادہ نہین کرتا اور جانتا ہے
کہ نکلجائے تو بہتر اور گرفتار ہو تو اچھا جب آپ کو دیکھین گے لامحالہ جان لڑا دینگے پھر غالب و مغلوب کا
حال کھلے گا بادشاہ کو یہ تقریر پسند آئی اور تخت زمین پر اتارا حاضر غلام نے چاہا کہ بھاگ جاوین ایسا
نہو یہ بھرکر لے اور قید کرلے مگر بادشاہ نے کہا خوف نکھاؤ لڑے جاؤ ہم تماشا دیکھین گے یہ سنکر دونون

سلام کرکے لڑنے لگے وہ بھی اب بڑی تڑپ جھڑپ سے ہنگامہ کارزار بلند ہوا نیچہ اسطرح چلنے لگے جیسے بجلیان کوندتی تھین جھناٹے کی آواز تا بہ تیغ مہر پہونچتی تھی مسیحا کو زندگی ناامیدی تھی چمک سے شمشیر ہا مثل تیر کے چشم جوہر خنجر فلک خیرہ ہوتی تھی دبدبے مین سپیدی تھی تیرون کے سناٹے پر بہرام فلک سناٹے مین تھا کبادہ چرخ کبود کی پشت خم تھی قدسانداز قضا گوشہ مین سہم کر تھرآتا تھا اور چھپا ہوا الامان الکر چلاتا تھا گردش مبارزان پر اور تلوار کی چال وحال پر فلک اپنی چالین بھولا تھا دوڑا تلوار کی باڑھ کا جادۂ رام عدم تھا تار نفس کے قطع ہونے مین عرصہ کوئی دم تھا کہ بموجب **ابیات**

تڑپتے تھے وہ برقی انداز ہر سو	طرارے تھے بالا پرداز ہر سو
روانی چال مین ایسی تھے اونکے	جسے منواجی دریا نہ پہونچے
شلنگین اور جستین تھین بلا خیز	روانی تیغ کی تھی حشر انگیز
کبھی اسطرح گتھ جاتے تھے باہم	بھنور کا جیسے ہو دریا مین عالم
کبھی دیتے تھے دھوکے وہ غضب کے	کبھی لڑتے تھے سر کھو گاہ دبکے

اسی لڑائی مین ایک بیضہ بہوشی بھرا خضر عام لیکر اسے کالا فشاہ بادوان نے اسکو للکار پوچھا کہ یہ تاڑ اتیرے پاس کیا اوسنے جواب دیا کہ حضور یہ بیضۂ بہوشی ہے برق نے کہا حضور کی سمجھ مین اس انڈے کی لڑائی نہ آئیگی دیکھیے جناب یہ لڑائی اسطرح ہی یہ کہکر تخت پر سے کود پڑے اپنے پاس سے نکالے اور خضر عام پر چلے خنجر کھینچکر جا پڑا وہ بھی لڑنے لگا صبا رفتار ٹھہر کر محو تماشا ہوئی کہ یہ لڑکے لڑتے جب قریب اوسکے پہونچا کہا حضور دیکھیے یہ انڈا اس کام آتا ہے یہ کہکر اشارہ بیضہ مارنے کا کو جانب خضر عام کیا مگر تاک کر بیضہ پر صبا رفتار کے مارا کہ فوراً اوسکو چھینک آئی و بہوش ہو گری بادشاہ اوسکی جانب متوجہ تھا کہ اسنے دوسرا بیضہ بادشاہ کے منہ پر مارا کہ چھپی کہ بادشاہ بھی بیضہ منہ پر پڑتے ہی بیہوش ہو گیا اسکے بیہوش ہوتے ہی درخت اس سحر اکے جھومنے لگے زمین سے غبار سیاہ اور اژدہا کرغل یا شہنشاہ کا مچانے لگے زمین تھرائی بہار سمجھی کہ یکبارگی آفت عظیم آئی اور تو کچھ بن نہ پڑا برق و خضر عام کو پنجہ مین دابکر اوڑ گئی اور دیکھتے سحر سب رہا ہو چکے تھے زلزلہ و لرزان گہرا کر زمین مین سما گئے کس لیے کہ یہ زمین یون زلزلہ کرنے کا سحر خوب جانتے ہین غرضکہ بہار سناٹے بھرے بہت چلد و تر نکل گئی اور شاہ طلسم

کو تپلیون نے زمین سے نکلکر پچکاری گلاب کیوڑے کی منہ پر مار کر ہوشیار ہو کر اُنسے قیدیون مین سے
کسیکو نپایا صد بار فشار بیہوش پڑی تھی اوسکو ہوشیار کیا اور بہت پشیمان تھا برق کا فقرہ یاد
کر کے بڑی ندامت ہوتی تھی ولے کہتا تھا کہ کیا چالاکی کر گئے یہ عیار نکلگیا ہے کہ جب یاد کرونگا خجالت
زندگی علاوہ اس خجالت کے بہار کا قبضہ مین آکر نکلجانا جب یاد آتا کف افسوس ملتا کہ ناحق مین نرم
عیاران دیکھتے یہان ٹھہرا اور اگر ٹھہرا تھا تو انڈے کا حال پوچھنا کیا ضرور تھا غرضکہ اسی رنج و غم مین
خیال آیا کہ عیارون نے تجکو نادم ہوتے دیکھا ہوگا بنظر حقارت ہمیشہ تجھے دیکھے گی سوا اسکے مہر خ وغیرہ یہ
حال سنکر بہت بیخوف ہو جائینگی اس عیاری کا بدلہ جلکر لشکر حریف سے لینا چاہیے اور اپنا حشم و شان زور
دکھانا چاہیے لیکن اپنے بیہوش ہونیکے خوف مین کل لشکر باغبان کو بیہوش کرنا لازم ہے یہ سوچکر عیارہ
کو پشت پر بٹھا کر اوڑا راہ مین بہار کا حسن یاد کر کے آنکھون مین آنسو بھرلایا مگر عیارہ جو ساتھ تھی اوسنے
ضبط کو کام فرمایا اور بعد عجالت صحرا و دشت طے کرکے ایک پہاڑ پر آیا وہ کوہ عظمت مین ہمسر آسمان تھا
تمام پہاڑ گلہائے طلسمی سے رشک گلستان تھا بادشاہ اوس سیر کی طرف اصلا متوجہ نہوا اور بیچ
کوہ پر ایک درخت نہایت بلند لگا تھا ہزارہا طائر اوسپر بیٹھا تھا گشت اس درخت کو کوہی مین
داب کر ایسا سر پر بڑھا کہ وہ نخل عظیم الشان جڑ سے اوکھڑا اور ایک جانب ہٹکر الگ ٹھہرا زمین پر
نگرا جہان سے وہ اوکھڑا تھا اس جگہ ایک دروازہ بہت بڑا اور عمدہ پیدا ہوا بادشاہ نے بڑھکر
پکارا کہ اے پریزادان طلسم آؤ یہ صدا دیتے ہی وہ در کھل گیا اور اندر سے پریان نکلنے لگین کہ ایک
ایک ادمین غیرت بخش حوران خبان تھی ایک ہزار نازنین سنہری پوشاک زیب جسم کیے اور سونے کا
زیور پہنے سامنے آکر حاضر ہوئین تسلیم شاہ کو کرکے صف باندھکر ایستادہ ہوئین اوسوقت وہ پہاڑ کوہ
لیے ستون سے کہین بڑھکر تھا کیونکہ وہان ایک شیرین آئی تھی یہان ہزار شیرین وہانون کا مجمع ہوا
آفتاب اونکے رنگ سے کیا انکھ ملاتا ہے کہ اونکے ماہ رو ان کا عکس کہلاتا ہے ماہتاب بھی غلام شہرت
پاتا ہے کیسواونکے بلائے جان عاشقان مصحف رخسار پر فدا ایمان عاشقان کہ بموجب ابیات

سراپا رو کشش روز قیامت	نگون شمشاد وہ آزاد قامت
جبین مہ نسیم گلشن نور	عذار صاف رشک شعلۂ طور
صفائی مین خجل آئینہ ماہ	حیا سے داغ دل تھا سینہ ماہ

بادشاہ نے آن تمر پیکران طلسمی سے ارشاد فرمایا کہ تخت طلسم جا کر لاؤ اور تم ازبسکہ فوج طلسمی مین بھرتی ہو مسلح و مکمل ہو کر ہمراہ ملکہ نفیر نواز جادو کے میرے پاس آؤ پریان حسب الحکم بادشاہ پھر اوسی دروازہ مین درخت مین چلی گئین بعد کچھ دیر کے اوس درے کی ہزار ہا اژدر شعلہ فشان پیدا ہوا اور ان اژدہون پر ایک قصر بنگلے کی طرح مثل قلعہ بلند کے بنا تھا کہ اوسکے تین درجے تھے جو نیچے کا درجہ تھا اوسمین کئی ہزار رنگی سیاہ رو دیو ان تلوارین کھینچے لڑ رہا تھا اور بیچ کے درجہ مین پریان موتی بھولیون مین بھرے اور چھالتی تھین اور اوپر کے درجہ مین بارہ ہزار برج بنا تھا ہر برج کا دروازہ بند تھا اُن برجون پر جو میدانی تھی اوسمین ایک تخت جواہر نگین بچھا تھا اور تخت کریان یاقوت نگار بچھی تھین اوسپر وہ پریان جو افسر فوج پریزادان مین بیٹھی تھین اور قریب تخت ایک مہ جبین رشک لعبت چین تاج مرصع سر پر دیے ہاتھ مین فقیر لیے جلوہ فرما تھی سب پریونکی افسر تھی تخت کے چارون یا یونہی اژدہے پنکھا منہ مین دابے بیٹھے تھے اور پس تخت کچھ اژدہے چتر شاہی منہ سے سنبھالے تھے اور وہ ہزار پری جو پہلے آئی پنکھیان اور سلفچیان اور چنگیرین اور گلدستے وغیرہ سے عہدے ہاتھون مین لیے کھڑی تھین متابی پر آفتاب سحر کا بنا کر لگایا تھا کہ تاثیر طلسم سے وہ روشنی مثل مہر جہانتاب دیتا تھا ایک طرف سورج مکھی تھی دوسری طرف اُس متابی کے چاند کی تصویر بنی تھی دن کو سورج ضیا باری کرتا رات کو چاند فروغ بخشی کرتا جب وہ ایوان طلسم قریب آیا سب پریون نے بادشاہ کو تسلیم کی اور وہ نازنین بنگلے سے نفیر لیے اتری بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر اندرون قصر لیگئی زینہ قصر کو طے کر کے متابی پر پہونچایا صد بار نثار کو بھی بادشاہ ساتھ لایا غرضکہ متابی پر پہونچکر تخت پر بادشاہ نے جلوس کیا تخت پر بیٹھتے ہی ہزارہا نقارہ اور گھنٹہ اور ناقوس اوس قصر مین بجنے لگا اور فلک کی طرف سے رعد گرجنے کی سی صدا آئی اور ایک ابر سفید رنگ پیدا ہو کر سر قصر پر سایہ فگن ہوا اُس ابر مین روشنی تھی کہ ہزارون مہر درخشندہ نظر آتے تھے ایک طرف سے سورج مکھی مین ضو پیدا ہوئی کثرت ضیا سے وہ مکان نظر آنے سے جاتا رہا بالکل ایک بلور کا بنگلہ اژدہے پنکھا جھلنے لگے اور چتر کو گردش دیتے تھے کچھ پریان سامنے ساز بجا کر نا چنگین باین کرنے فرد احتشام سواری شاہ طلسم کی جانب لشکر مہ رخ نیکنام چلی کہ نظم

بنا وہ قصر رشک برج مہتاب	ضیا پر آنکھ ٹھہرے اوسکی کیا بات
ہزارون نازنین ماہ پیکر	پلاتی تھین مے گلگون کا ساغر

ہوا پر بجتے تھے لاکھون ہی ناقوس		صدا جاتی تھی جنکی سیکڑون کوس	
ہزارون اژدہے اوڑتے ہوے ساتھ		چلے آتے تھے شعلہ چھوڑتے ساتھ	

یہان مہرخ سحر چشم سریر جہانبانی پر بیٹھی تھی سرا پچے بارگاہ کے اوٹھے تھے ہر طرح کا ذکر سردار کر رہے تھے بلور چہار دست بھی حاضر تھا ساقیان خوش لقا جام شراب دیتے تھے عشرت کا جلسہ تھا کچھ سردار کہہ رہے تھے کہ ملکہ بہار نہین معلوم کہ مرگئین اس اثنا مین خبر پہونچی کہ مہتر قران تشریف لائے ہین قران کا ذکر کیا گیا تھا کہ ہمراہ ساحران چلے تھے وہ سب سا حر قریب اُسکے لشکر کے پہونچے قران اُنکا ساتھ چھوڑ کر داخل لشکر ہوا مہرخ نے سردار بہر استقبال بھیجے کہ تا در بارگاہ وہ آکر لیگئے مہرخ ہر ایک سے ملا اور شاہ لشکر کو تسلیم کرکے کرسی پر بیٹھا حال داخلہ طلسم کوکب اور خواجہ کا ملنا قتل نامدار طلسم بہار کا حال بیان کرنے لگا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ دفعتًا ابر سفید چمکتا نظر آیا ہزارہا سورج ایکبار طالع ہوگیا ناقوس کی صدا سے زمین مین تزلزل آشکار ہوا ہر ایک سردار گھبراکر بولا کہ یہ کیا ماجرا ہے مہرخ نے کہا خدا خیر کرے افراسیاب آتا ہے قران یہ لفظ سنتے ہی کرسی سے اوٹھکر ایسا غائب ہوگیا جیسے یہان تھا ہی نہ تھا اور سردار کہان جاتے ناچار خاموش بیٹھے رہے اور سحر چپکے چپکے پڑھتے تھے سینے و دہن سحر کی لگا لین کہ کثرت ضیا سے کچھ معلوم نہوتا تھا آخر تخت شاہ جادوان بصد آب و تاب نظر آیا بنگلہ مرصع کا پشت ہاے اژدہان پر بنا یا یا وہی سامان جو اول بیان کیا گیا ہر ایک دیکھکر دنگ ہوگیا سکتے کا رنگ ہوگیا خدا سے ہر ایک پناہ مانگنے لگا اور تھراتا تھا اژدہون کا شعلہ تا چرخ بریں جاتا تھا وہ قصر فلک رفعت رو بے ہوا آمایم ہوا اور دفعتًا ٹراقا ہوکر وہ جو بارہ ہزار برج بنے تھے اونمین سے ایک برج کا در کھلا اور بجلی سی چمکی بعد لمحہ کے پنجہ لسان برق چمکتا جانب لشکر حیرت گیا اور اوسکو اوٹھا لایا اونسے آکر بادشاہ کو مجرا کیا اور برابر پہلو مین بیٹھی حیرت بھی آپکی شاہ جادوان نے اوس شاہزادی سے جو نفیر لیے تھی کچھ کہا کہ وہ اپنی جگہ سے اوٹھی اوسکے اوٹھتے ہی ایک ایسی صدا ے مہیب آئی کہ ساحران عالم کے دل دہل گئے پاے سمند و شتر بے کچل گئے گھبراکر سب اوٹھے سارے لشکر نے کمر مرنے پر باندھی کڑنے پر تل گئے شاہ جادوان نے اتنی دیر تک تامل کیا کہ تخمیناً عرصہ مین لشکر مہرخ مسلح ہوا جب سب لشکر درست ہوگیا چاق و چست ہوچکا بادشاہ وہ پہلی نفیر لیے برجونکے پاس آئی سب دران برجون کے کھلے اور ایک ایک عورت ماہ طلعت مہر صورت آنچل پکوڈے اور لیا

تکلف سے درست زیور جواہر پہنے نفیر ہاتھ مین لیے عزم رزم پر چست ہر برج مین آمادہ نظر آئی یہ شہزادی لیے
نفیر نواز جادو سب کے آگے آکھڑی ہوئی اس برج مین کہ جو برج اور برجون سے آگے تھا اوسوقت عجب تماشا نظر آتا تھا
کہ بارہ ہزار گلعذار لباس سبز پہنے سونکی نفیرین منہ سے لگا کر کھڑی تھین ایک نخچہ زعفران کا جرے ہوا لگا تھا
رخسار سے اونکے یہ ثابت کہ آفتاب زعفران کے کھیت سے نکلا ہی زلفین چہرونپر لہرائین تیوریان چڑہین ہاتھ
کلائی پہونچے رگس کی طرح ٹکٹکی باندھے لشکر کو دیکھ رہی تھین حکم کی منتظر تھین کہ یکایک بادشاہ نے کچھ پکار کہا
پہلے ملکہ نفیر نے نفیر کو باہستگی پھونکا صدا خوش آہنگ اوسمین سے پیدا ہوئی اوس آواز کو سنکر گھنٹے اور
ناقوس بجنا موقوف ہوگئے سب طرف سناٹا ہوگیا وہ ہا ہزار عورت مست ہوکر جھومی اور ہر ایک نے
نفیر منہ سے لگا کر دم دی پھر تو دور دور اور کی آواز بلند ہوئی العیاذ باللہ الی حضرت اللہ صور اسرافیل
پھنکا تفخ فی الصور کا زمانہ آگیا قیامت کبری برپا ہوگئی روئیان سحر پڑھ پڑھ کر سردان لشکر مسخ
نے کان مین رکھین اور ہزارون سحر پڑھے لاکھون تدبیرین کین لیکن تاثیر کچھ نہوئی صدائے نفیران سحر سے
مسخ اور تمام لشکر بیہوش ہوکر زمین پر گرا ہر ایک مثل مردہ صد سالہ بیحس و حرکت تھا افراسیاب
اوسوقت نوفرن ہوا کہ منم شہنشاہ جادوان یہ تو لاف و گزاف کر رہا تھا اور پریان نفیر پھونک
رہی تھین منتظر حکم تھین کہ بادشاہ منع کرے تو بجانا موقوف کرین کثرت صدا سے بڑے بڑے درخت
اکھڑنے لگے اور خیام و بارگاہ اکھڑ کر دور گرے پہاڑونکو جنبش ہوئی اوسوقت بادشاہ نے ہاتھ ہلایا کہ بس کرو
ملکہ نفیر نے نفیر منہ سے ہٹالی سب پریان ٹھہر گئین لشکر مسخ کا عجب حال تھا پلٹنین اور رسالے
فرش خاک پر تا قم و نجاب کے بستر پر سونے والے غش پڑے تھے صفحہ لبان نبات النعش
آسمان پر بھی تھین ملکہ خاموشان وہ لشکر تھا کہ ایک کا پانوں تھا تو ایک کا سر تھا ہر ایک جگہ پڑا تھا شہزادیان
اسطرح رخسارے خاک پر رکھے پڑی تھین تاج کہین تھا آپ کہین تھین انجام کار کا پتا دیتی تھین کہ
حسن و جمال مال و منال حکومت کچھ کام نہین آتی جب آدمی کی جان پر بنجاتی ہی انجام کو صاحب ملک
و مال ہم ایسے حسین و صاحب جمال خاک پر رکھکر مرجاتے ہین اعضا اونکے کیڑے چاٹتے ہین جسم
گل جاتے ہین دنیا مقام عبرت ہی کہان اس گھر مین راحت ہی انجام ہر ایک کا ایسا ہی ہوتا ہی فرش لحد
مین یہی خاک ہی یہی اوڑھنا بچھونا ہی اوسوقت ہزارون گلبدن رشک چمن غیرت دہ یاسمن یاسمین
پھیلائے گل سے رخسار مرجھائے فرش خاک پر بستر لگائے خواب عدم مین پڑی تھین زلفین ماتھون کی چہرون پر اڈکر

آتی تھین باغ و گلستان حسن پر بلا نازل ہوئی تھی کسیکی چشم نرگس بند تھی کسیکی آنکھ کھلی تھی تو گویا نرگس چمن کو خزان ہوتے دیکھ رہی تھی کوئی جو مٹھی بھر خاک پر گری تھی تو یہ ظاہر تھا کہ مشت خاک بچھیر ڈال دیہ تباتی ہر کوئی دست نگارین مین خاک بھرے پڑی تھی کسیکی مہندی مٹی بھر ہلکی ہوگئی تھی کوزبان حال سے کہتی تھی کہ ناسخ ہمصفیر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہی ہو طائر رنگ خاک مائل پرواز ہی ہو بجا دیکھیے لاشون کا بچھونا تھا خیام و بارگاہ مین اوکھڑی پڑی تھین بازار سونا تھا حسرت ہر جگہ برستی روح ہر ایک قالب عنصر خاکی مین تڑپتی یہ حال تھا کہ بمقتضاے ابیات

ہوئی نازل بلاے آسمانی	اسیکر کہتے ہین سب ناگہانی
ہوئی برباد وہ دلچسپ بسی	پڑی لشکر یہ تھی حسرت برستی
نہ جنبش تھی کسی اعضاے تن مین	خزان آئی گلون کی انجمن مین
عروس خواب سے ہر اک ہم آغوش	نفیر صور سے کھوئے ہوئے ہوش
پڑے خاموش تھے مردے کی صورت	کسی شے کی نہ تھی اونکو ضرورت

ناوید یہی ہنگامہ رہا بادشاہ نے کوس لمن الملکی بجایا دمبدم یہی نعرہ زبان پر آیا کہ کون میرا مقابلہ کر سکتا اور ہمسر ہو سکتا ہی پھر حیرت سے کہا دیکھا تمنے اوملکہ مین جو وقت چاہتا ان تمکو ام مون کو سزا دیتا اوسکا مار ڈالنا ایسا ہی جیسے پشہ و مگس کو ملکر پھینک دیتے ہین مین انکی حقیقت کچھ نہین جانتا ہیچ آپ سے طرح دیتا ہون رحم کرتا ہون میرا فرخ سامری کی پناہ دیکھو تم بھرمین کیا ہے کیا ہو گیا حیرت تعریف مین سخن سنج ہوئی کہ کہی آپکا مقابلہ کون کر سکتا ہی اے شہنشاہ آپ اپنا مثل نہین رکھتے نظم

یادگار سامری جمشید آپ	آسمان سحر کے خورشید آپ
کون ہے دنیا مین ثانی آپکا	کسکا ایسا ہے جہان مین مرتبا
آپ ہین سلطان شاہان زمان	آپ کا ہمسر ہے دنیا مین کہان

حضور ان نمکحرامون کو زندہ بچھوڑیے قتل کروا ڈالیے بادشاہ نے فرمایا کہ مین بھی یہی فکر رکھتا ہون لیکن ایک امر اندیشہ ہی کہ یہ سحر نہ تھا بلکہ تحفۂ طلسم سے کام لیا یہ اوسوقت چاہیے تھا کہ جب طلسم کف لوح گلے مین پہنے سامنے کھڑا ہوتا یہ بیچارا اس سحر کی تاب کیا لا سکتے تھا فتاح طلسم جواب دیتا دوسرے شاہان طلسمات اپنی جگہ پر قہقہے لگا ینگے کہ شاہ ہاروان اپنے ملازمون پر لفیہ

نفیر تو اوّل کو چند پاشگفتہ پر لیگیا بذات خود کچھ نکر سکا اور ملکہ مین ان لوگون سے کسیطرح کم نہین جب پاہون
جب ہون ہلاک کر ڈالون پھر کیون یہ بدنامی اپنے ذمہ لون کہ یہ سب مشغول عیش و طرب غافل بیٹھے تھے اس
غفلت مین انکو مسحور کر لیا مار ڈالنا انکا باعث ننگ و قہقہہ زنی شاہان طلسمات ہر ہی اور اس پیچ سے
اونکو مغلوب کیا ہی کہ کوئی ساحر کیسا ہی زبردست ہو کیلئے اس تحفہ طلسم کا جواب نہین دے سکتا پس میری
عاجزی صاف ظاہر ہے اسوجہ سے اسوقت طرح دیتا ہون یہ کہکر ملکہ نقیر سے اشارہ کیا کہ انکو ہوشیار
کردی وہ نازنین حسب ارشاد اوشی اور نفیر خوش آہنگی سے بہ لحن دلکش بجالی کہ حاکم کے دماغ مین مستی آئی
وہ ابر سفید جو قصر پر سایہ فگن تھا ستون کی طرح جھوم کر اون بیہوشان خاک افتادہ پر چھا کر محیط ہوا اور
برسنے لگا اوس پانی نے آب زندگی کی تاثیر بخشی ہر قالب بیجان مین گویا جان تازہ آئی تمام سردار و لشکری
صحیح و ہوشیار ہو گئے بادشاہ نے بیدار ہو کر کہا کہ دیکھا تمنے اونکو اب کیا حال تھا رادم بھر مین
یہین نے کیا صحیح نے در جواب اس فقرے کے کہا غفلت مین جو چاہتا وہ ہمارا حال ایسا بناتا تو ہمکو
ہمکو کیفیت معلوم ہوئی کہ بادشاہ نامردی کی راہ سے تحفہ طلسم کا حربہ ہمپر کر گیا تو ہم اس تحفہ کا جواب نہ دیسکے
لیکن مالک ہمارے یعنے عیار اس تحفہ کو بھی برباد کر دیتے دوسرے افسر ہمارے شہنشاہ عیاران خواجہ عمر ذیشان
یہان موجود ہین اگر وہ ہوتے تو اسوقت حال کھلجاتا کہ یہ فوج طلسمی پھر کر اپنی جگہ پر گئی یا یہین کام آئی بادشاہ
یہ کلمات سنکر حیرت سے گویا ہوا کہ دیکھو وہی عذر انے پیش کیا۔ کہکر صحیح سے کہا یہ عذر جو تو نے کیا اسکو
مین اول ہی سمجھ چکا تھا اسی لیے آج تمکو زندہ چھوڑتا ہون اگر بابا سامری نے تو بعد آنے تمہارے حامیون
یعنی عمر کے راہنما بیکدوکھاؤنگا اسطرح کی باتین کہکر ملکہ نفیر کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر غائب ہو گیا
نفیر نے حیرت و صبا رفتار کو نچہ ہاے سحر کہکر لشکر مین اوسکے پہونچا دیا اور آپ تخت طلسم لیکر اپنے
مقام پر گئی صحیح نے سجدہ شکر بدرگاہ خدا بجالی کیا کہ اوس کریم کارساز نے آفت عظیم سے نجات دی پھر خیمہ
بارگاہ درست کرا کر بازار سجوا کر داخل دارالعمارہ شاہی ہوئی تمام لشکر مین چہل پہل آغاز ہوئی بدستور
سابق آباد ہو گئے دلشاد ہو کے صحیح نے بلور سے کہا کہ کیون ہو دیکھا تمنے شاہ کا اس طلسم کے کیسا جاہ و جلال
ہے بلور نے کہا ای ملکہ بروجب اس مثل کے تنہا پیش قاضی روی راضی آئی اگر شاہ کوکب ملکہ ہران کے
سامنے ایسی زبردستی جتاتا تو معلوم ہوتا ملکہ نے کہا اب وہ زمانہ بھی نزدیک ہے کوکب سے
مقابلہ ہوا چاہتا ہے خواجہ کے آنیکی صرف دیر ہی یہ کہکر مصروف حکمرانی ہوئی اسطرف افراسیاب

جب داخل باغ سیب ہوا تمام سردار ساحران نوی تبار نے استقبال کیا یہ آکر سریر طلسم پر بیٹھا اور
تاج دیکھنے لگا دو ایک جام شراب پیے دماغ نشہ سے چاق ہوا خیال آیا کہ جو کچھ تو نے محنت کی سب بیکار
و بے سود تکلیف اوٹھائی نہ ملکہ بہار قبضہ مین آئی نہ کسی عیار کو سزا ملی نہ کوئی حریف ہلاک ہوا نہ مدد
خداوند پاس پہونچی لازم ہے کہ بہار کو گرفتار کرکے رخی بوصال خود کر یا قتل کر ڈال اس خیال کے
ساتھ ہی ایک جوش خشم پیدا ہوا اور مین ملکہ بہار کی اور باتین اوسکی دلربائی کی یاد کرکے آہ سرد بھرنے
شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اسی رنگ مین پنجہ سحر نے نامہ خداوند لاکر دیا اوسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ مدہوش کی
آمد آمد سے تو نے مطلع کیا تھا ما بدولت کو انتظار اوسکا رہا ہر چند کہ قدرت حال اوسکا جانتے مگر تبالا
سنین جلد اوسکو یا اور کسیکو ہماری اعانت کے لیے روانہ کر ورنہ ہم نا داخل ہونگے اس نامہ کو پڑھکر اُنے سحر
پڑھا بعد لمحہ کے زمین سے ایک ساحر پیدا ہوا کہ چست لنگوٹ باندھے مٹی بدن مین بھری نیلا کنٹھ گلے مین پہنا
سر پر کنشو پ ڈھاکہ ہاتھ ران پر مار کر جم بجا تا سامنے بادشاہ کے آیا آداب بجا لایا بادشاہ نے فرمایا کہ ای
پہلوان جاؤ تم اپنا چالیس ہزار لشکر لیکر بہ سامان حرب کے خدمت خداوند باختر مین جانب کوہ عقیق
جاؤ اور حمزہ کے لشکر مین بڑے بڑے پہلوان ہین اوسے مقابلہ کرکے تمام لشکر مذکور کو غارت کردو
ہم تمکو ملک اس کام کے عوض عطا کرینگے اور خداوند بھی طرح پیغمبری دینگے اُس ساحر نے یہ حکم
سنکر سلام رخصتی کیا بادشاہ نے خلعت سرفرازی دیا وہان سے اپنے مقام پر آیا سب شاگردون کو
اپنے طلب کرکے حکم شاہ سُنایا ہر ایک نے سامان سفر درست کیا خیمہ و بارگاہ لدواکر اسباب سے
سے درست ہوکر اژدہون پر چڑھے اور روانہ ہوئے یہ کیفیت کہ روشن چوکی آگے لشکر کے
بہتی کشتی کا ڈھول پٹتا ہر ایک پہلوان مویتون کو بلا کر راکھو اوسکی بدن پر سلے بازو دون پر
انڈوے چڑھے گلے مین تعویذ سونے کے بندے باہم اژدرسواری کے ملائے پنجہ اور کلائی کرتے
زور دکھاتے روانہ پیچھے لشکر کے گدر کی جوڑیان لزم آگے وغیرہ تمام سامان کثرت کرنے کا
چھکڑون پر لدا جہان لشکر اوترتا رکھا ڑا کھدجاتا استاد ہر ایک کو لڑواتا جوڑین بدی جائین
خلقت وہان کے اطراف کی تماشے کو آتی خلیفہ سبکو زور دلاتا ہاین زور و شور جانب لقایہ
ساحر منھ زور جاتا ہے لیکن افراسیاب بعد اسکے روانہ کرنے کے پھر اسی فکر مین گرفتار ہوا کہ ہاے وہ بہار
افسراے حدیقہ نبت جبکل بھولی صورت محبوب طرحدار یعنی ملکہ بہار تمابوین آکر یون نکلجائے اور تجھ کو کچھ نہو سکے

لازم ہے کہ اوسکی ملاقات کی تدبیر کرے اسی اندیشہ مین تھا کہ خبر آئی مرشد زادے تشریف لاتے ہین آپنے استقبال
کرایا مصور آکر اسکے برابر بیٹھا کیلیے کہ حیرت سے حال حجت طلسم وغیرہ بھی تعریف بادشاہ کرنے آیا ہے
چنانچہ بیٹھتے ہی زبان بہ ثنائے شاہ جاہ و دان وا کی کرامت بادشاہ آج کا معرکہ سُنکر مجھکو بڑی حیرت ہوئی واقعی
آپنے وہ سحر کیے ہین کہ ساحری جمشید نے کبھی کیے ہونگے شاہ طلسم نے جوابدیا کہ اے مرشد زادے یہ سب آپکے
داد و دہان کا تصدق ہے مجکو کیا آتا ہی ادھین کا نام لیکر کچھ کام نکال لیتا ہون مصور نے کہا یہ سب تمھاری
سعادت مندی ہے جو بزرگون کا ادب کرتے ہو اچھا اب عمر کو گرفتار کرنا تو مجھے دینا کہ مین اسکی زنبیل چھین لون
اور مین نے ایک باغ بنایا ہے کہ نام اوسکا باغ ویران ہی وہان اس مکار کو قید کرون شاہ نے فرمایا
کہ جیسے کیے جب عمر کو ملک کوکب سے پکڑ منگاؤن خیر اوسکا مارک تو پھر کیا جا دیگا مگر مین
آپکو ایک اور نیا سحر دکھاتا ہون یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک دانہ ماش کا نکالکر زمین پر پھینکا
وہ ماش زمین مین سما گیا اپنے کچھ سحر پڑھکر گوشۂ باغ سیب سے ایک پتلا شیشہ پانی سے بھرا لیے پیدا ہوا
جب قریب شاہ کے آیا شاہ نے وہ شیشہ لیکر ایک چھینٹا پانی کا جہان وہ دانہ گرا تھا اُس جگہ مارا فوراً
زمین سے شجر اوگا اور بڑھکر لمحہ بھر مین بار آور ہوا اسنے وہ شیشہ تو پتلے کو دیدیا اور اُس درخت سے
پھل توڑکر تھوڑے ماش ہاتھ مین لیے اور جانب فلک اوچھال دیے پکارکر کہا کہ بہار و زلزلہ و لرزان
و برق و خنر غام کو جہان کہین ہون گرفتار کرلاؤ یہ کہکر وہ درخت اوکھیڑ لیا پھر وہ دانہ ماش کا جو بویا
تھا نگیا اسنے جوڑے مین رکھ لیا اور ہر بہار و عیار وغیرہ کو لیکر اوڑی تھی بہت دور صحرا مین آکر اُتری
عیارون کو زمین پر چھوڑ آئے ہوش و حواس بجا ہوئے تب پتلے نے کہا تھا کہ زلزلہ و لرزان بھی زمین سے
نکلے تھے انکے پاس آکر پہنچے اور سب ملکر پتلے باہم مشورہ کیا کہ لشکر قریب ہی پیدل کچھ دور سیر کرتے
چلین آخر اسیطرح روانہ ہوئے کچھ دور چلے تھے کہ برق گویا ہوا اے ہمارہ تمنے اچھا کیا جو شاہ طلسم سے
بھاڑ ہی تمکو لازم ہی کہ اب جاکر اوسکے قدم پر گرو اور خطا معاف کراؤ مین بھی تمھارے ساتھ چلکر عذر کرون شاید کہ اسے
رحم آجاوے ہمارہ نے کہا اچھا چلو میرا بھی جی یہی چاہتا ہی اسیطرح زلزلہ و لرزان و خنر غام بھی گویا ہوئے کہ ہمین
بھی لیتے چلو ہم بھی بڑے قصوروار ہین شاید وہ ہمپر رحم کرے غرضکہ سب تعریف عنایت شاہ طلسم کرتے اور
معرفت بخطا معصوم ہوتے جانب باغ سیب روانہ ہوئے اور ازلیکہ دریاے خون روان بیچ مین ہے اُس
وجہ سے صحرا مین پھر رہے تھے کہ حضرت قرآن جو بارگاہ سے غائب ہوا تھا جنگل مین آکر ٹھہرا تھا ان سبکے

اوسنے آتے دیکھا خوش ہوکر قریب آیا ملکہ بہار وغیرہ سے ملا باہم مزاج پرسی اور اظہار گرمجوشی کے بعد
اسنے کہا لشکر مین چلو ادھر کہان تم سب جاتے ہو وہ سب لشکر کو اپنے بُرا کہنے لگے اور تعریف شاہ طلسم
زبان پر جاری کی قمران سمجھا کہ بڑا غضب ہوا یہ سب مسحور یہ سحر شاہ طلسم ہین اوسکے پاس جاتے ہین
اُنکو روکنا چاہیے یہ تصور کرکے بہار و برق سے کہا کہ مجھ سے بڑی خطا یکن خدمت شاہ طلسم مین سرزد
ہوئی ہین اگر مناسب سمجھو تو مجھے بھی ساتھ لیتے چلو اونھون نے کہا کیا مضائقہ ہے چلو بادشاہ رحیم مزاج ہے وہ
سبکو معاف کرکے خلعت ظاہر کرے تو ہمین بڑا گرمیون کا زمانہ تھا عیار رضی اسیطرح عمر کو جزا کہا قمران نے منت کی کہ
ہمپر احسان کرکے درہ کوہ مین چلو وہان مین نے کھچڑی پکائی ہے مین بھوکا بہت ہون دونون نے کہا تو تمھارے
ساتھ چلون تم بھی کھانا اور آسودہ ہوکر چلنا سب نے اسکا کہنا منظور کیا اور درہ کوہ مین آئے وہان لاکر
پہلے کھانا کھلایا آغشتہ بیہوشی قمران نے سبکو دیا کہ پہلے یہ کھاؤ مین کھچڑی لاتا ہون اونھون نے وہ میوہ کھایا
اور بیہوش ہوگئے قمران نے ان سبکو اوٹھاکر ایک غار مین ڈال دیا اور وہن غار ایک سنگ گران سے
بند کردیا اور آپ وہان سے دوڑتا ہوا بصورت مبدل لشکر حیرت مین آیا جہان ہیزم کش اور
گاہ فروش اور تری بیچنے والے تھے پوچھکر پکارا کہ کوئی مزدوری کریگا پانچ چار گھسیارے دوڑکر کہا صاحب
کا مزدوری ہے اسنے کہا مین نے گھانس کے گٹھے اکٹھا لیے ہین اور لکڑیون کے بوجھ وہان پڑے ہین
ہی مزدور سو بیس روز ملے گا دن بھر مین ڈھوکر یہان لشکر مین پہنچادو مزدور لالچ مین آکر اسکے ساتھ ہوئے
وہان جنگل مین جب پہونچے قمران نے جلاب بیہوشی مارکر اُنکو بیہوش کردیا اور بہار و برق و نرگس و لالہ
و خرغام وغیرہ بنادیا پھر آپ بھی صورت ہیبت ناک بناکر اُنکو ہوشیار کیا اور کہا تم سب پر مہر
سامری کی ہوئی تھی عیار تمکو مارڈالتا اب یہ اشرفیان لو اور جو کوئی پوچھے اپنا نام بہار وغیرہ جسکی
صورت تھی وہ نام بتایا کہ یہ اپنے تئین بتانا اور گھانس نہ کھودنا تمکو کایا پلٹ ہمنے کردیا ہے وہ اب تم
یہین رہو لشکر حوض مین جاکر اپنے اپنے لشکر کی حکومت کرو گھسیارے بہت خوش ہوئے اور دعا دیکر خوشی
خوشی اشرفیان لیکر چلے قمران نے چلتے وقت ہر ایک کو آئینہ دکھاکر صورتین پہچان کا دین ہر ایک نے سمجھ لیا
کہ ہم بہار ہین ہم برق ہین غرضکہ قمران تو وہان سے اسی جگہ آیا کہ جہان غار مین اصلی عیار و ساحران
کو بند کردیا تھا اور اوسمین شاہ جادوان منتظر آمد مجرمان تھا جب عرصہ ہوا اسے سحر پڑھا اور چلہ پر
سحر کے بلاکر حکم دیا کہ تم جاکر بہار وغیرہ سب کے نام بتائے کہ یہ لوگ جہان لعین جلد گرفتار کرکے حاضر کرو

سحر کے حسب الحکم چلے واضح ہو کہ پہلے سحر جو شاہ طلسم نے کیا تھا تو قلب پر تاثیر ہوئی تھی اور بہار وغیرہ جانتے
شاہ طلسم چلے تھے چنانچہ بسبب بیہوشی کے وہ ناچار ہین اگر ہوشیار ہوتے تو بموجب تاثیر سحر حسب ہدایت
دل خدمت بادشاہ مین جاتے غرضکہ اب کی جو یہ سحر کے چلے صحرا مین آکر تلاشی مجرمان مذکور ہوئے ایک مقام
پر اون گیارونکو جو بصورت بہار وغیرہ تھے جاتے دیکھا ایک ایک بیر ایک ایک کے سر پر سوار ہوا
سب اپنی راہ راست چھوڑ کر سمت باغ سیب چلے اور ویسے ہی کلام جیسے برق و بہار وغیرہ کرتے
تھے یہ بھی کرنے لگے انکو کوئی روکنے والا نہ تھا یہ دریاے خون روان ہوا تھا وہان ایک کشتی طلائی پیدا
ہوئی سوار ہو کر پار اوترے اور مدہوش اپنی خودی سے بیخبر باغ سیب مین آئے اور ازبسکہ بیر بھی سر پر
سوار تھے وہ بیخود کیے ہوئے تھے اور بیرون نے جس صورت پر انکو پایا تھا وہی نام انکو تعلیم کرتے تھے کہ یہ
یہ پکارتے تھے کہ ہم برق ہین ہم ضرغام ہین سب اپنا اپنا نام لیتے تھے اگر ہوشیار ہوتے شاید اپنا اصلی
نام بتاتے اب تو کچھ اور کہہ نہین سکتے فی الجملہ جب یہ سامنے شاہزادہ ان کے پہونچے اور اپنا اپنا نام لیکر
پکارے مصور نے بڑی تعریف کی کہ واقعی یہ سحر نہ دیکھے نہ سنے آپ ہی کے واسطے یہ رتبہ ہوا واہ کیا کہنا ہے
شاہ نے بر اقتضاے خاطر نیچہ سحر بھیجکر ملکہ حیرت کو بھی لشکر سے اور ہوا انکا پایا سنے بھی قید یون کر دیکھکر مدت سزا کی
بادشاہ کے بعد آنے حیرت کے جلاد طلب کیے اور ازبسکہ یقین کامل ہے کہ یہ عیار ہلاک کسیطرح نہونگے اگنے سوا اللہ
بھی نکیا ملکہ بہار کو تو الگ کرایا اور سب کے سر کٹوا ڈالے جو اونمین سامر تھے انکے بیرون نے غل مچایا ادھر لشکر
بادشاہ ہزارہا نقارہ سحر کا بروے ہوا بجگیا کسی نے اس غل مین نہ سنا کہ بیرون نے کسکا نام لیا وہ کیسا
بصورت بہار تھا سہم گیا اور بیر سحر کا اوپر سے بھی اوتر گیا اور سنے چاہا کہ بادشاہ کے قدم پر جا گر کر غلطان
اور اپنا حال کہون لیکن طرفہ ماجرا اطراف سے تیر سنسنے کہ بادشاہ عشق بہار من بیعیار تھا کسنے ذرا بھی
حامل نکیا ہاتھ بہار مصنوعی کا پکڑ کر جانب ظلمات روانہ ہوا آنکھ اس عیار کی بند ہوئی ادھر بیجا نے
شاہ کے حیرت و مصور جانب لشکر گئے اور حیرت نے آتے ہی طبل بشارت بجوایا خبر مشتہر ہوئی کہ بہار
وغیرہ قتل ہو گئے ملکہ صبح نے بھی یہ خبر سنی ہر ایک سردار نے فرط غم سے گریبان چاک کیا کہرام مچگیا جمعیت عیاران را
وغیرہ یاد کر کے قلزم چشم سے دریا موج زن ہوا باد و گریبان اور ساحران ہر ایک بال کھولکر سر پیٹنے لگے اور کہتے تھے نظم

کیا اس طرح واویلا بصد غم رسا اشک گلگون نے جمایا	ہوئی گوہر فشان وہ چشم پُر نم علم ہر آہ نے آگے بڑھایا

وہ نالے لشکر غم کے نشان ہین	لقیب خوش بیان آہ و فغان ہین	

آخر یہ مشورہ ہوا کہ زندگی بیکار ہی چلکر لشکر حیرت پر گرد اور لڑکر بعض اپنے مقتولونکے انتقام کو ہلاک کرو یا اپنی جان دو چنانچہ یہ مشورہ کرکے مہرخ نے نفیر سحر بجائی تمام لشکر مسلح و مکمل ہوکر عزم رزم رکھتا تھا کہ وہان قحران نے اس خیال سے کہ فارمین بہار وغیرہ گھٹ کر مرنجائین تو پھر سرکار اوسکو بگالا اور ہوشیار کیا اوسنے کہا وہ سب اپنا شاہ باوران دفع کرچکا تھا یہ جو ہوشیار ہوکر باتین حواس کی کرنے لگے قحران نے سب حال اونسے کہا وہ سب نے بیحد احسان مند ہوکر اور منت گذاری کی کہ ای قحران حکم خدا تنے ہماری آبرو اور جان بچائی پھر تخت سحر پر سوار ہوکر سب اسوقت داخل لشکر ہوئے کہ مہرخ سوار ہوکر لڑنے جایا چاہتی تھی اونکے آنے سے فوج باغ ہوئی اور ہر ایک سے گلے ملی سب سردار بہار وغیرہ بغلگیر ہوئے نقارہ شادمانی پر چوب پڑی فتنہ کامرانی وصیت شادمانی تا بہ فلک پہونچا لشکر نے اکھولی سب سردار بارگاہ مین آکے عیارون کو خلعت ملا اور خزانہ کھل گیا زر و گوہر بہار بیشمار ہونے لگا جشن آغاز ہوا یہ سب خبرین ہرکارے دریافت کرکے خدمت حیرت مین آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسا ہوئے کہ ای ملکہ کالسمات اسطرح قحران نے مصنوعی برق وغیرہ بادشاہ باس بھیجے تھے چنانچہ مہرخ خبر قتل لشکر لڑنے آپ آیا چاہتی تھی کہ وہ سب مجرم خبر شاہ نے قتل فرمایا ہی اگر موجود ہوئے اب ہان جشن ہو رہا ہی حیرت یہ خبر سنکر رنجیدہ ہوئی اور سارا ماجرا قلمبند کرکے ایک تیلے کو سحر کے دیا کہ بادشاہ باس لیجا کے تیلا نامہ لیکر روانہ ہوا لیکن افراسیاب جو بہار مصنوعی کو لیکر طلسمات مین آیا وہان ایک قصر خلا پایا آراستہ تھا صحن الوان مین گلشن جو اچھی طرح لگا تھا بزور سحر پھلا پھولا تھا کوئی بہار کی کمی نہ تھی جو وہان نہو کوئی کیفیت اسطرح کی نہ تھی جو اوس جگہ پر سامان نہو ہوا بہار نے شگوفے کھلائے تھے گل ہنستے مسکراتے تھے بارہ دری مین فرش دمسند آراستہ شیشہ آلات سجا چھپر کھٹ مرصع پایون کا بچھا اور قبہ بسان برق پڑا تڑ تپا سامنے سند کے چنگیر مین عطر دان تخلفے جلد سامان راحت مہیا تھا عجب طرح کا سماں تھا کہ بموجب ابیات

بہار موسم گل کی تھی آمد	چمن مین بلبلین تھین شادی زمد
زمرد رنگ پتے ہر شجر مین	بہار تازہ تھی گل مین ثمر مین
فصاحت سے بھرا تھا صحن خانہ	کھچا تھا شہ نشین پر سائبانہ
بچھا اک سمت دسترخوان دیکھا	وہان کھانے کا سب سامان دیکھا

وہان ہر قسم کے میوے مہیا
وہرے تھے قرب شیشہ جام بلور

مے گلگون سے شیشہ بھرا تھا
وہ گھر تھا نعمت دنیا سے معمور

گمیارہ پہلے کو ہوش ہوا سے بیہوش ہو گیا شاہ نے اب لاکر مسند پر جو بٹھایا اُسکو ہوش آیا اپنے تئین سرمسند بصد عزت جلوہ گر دیکھا شاہ اپنے برابر دیکھنا چاہتا تھا کہ حال اپنا کہے مگر خیال آیا کہ بادشاہ تجکو جب گمیارا کہیگا یہ خلاف ادب عزت سے جواد نے لاکر بٹھایا ہے پھر یہ خاطر نکریگا بلکہ عجب نہین جو شرمائے کہ مین نے گمیاری سے ایسا دار و مدار کیا جا کر سب سے بیان کریگا اُسکو مار ڈالے پس اس اندیشہ و ندامت مین یہ تجکو مار ڈالے لہذا چپ ہو رہا یہ سمجھکر چپ بیٹھا بادشاہ کی طرف سے گردن جھکائے سر مار کر لبہان معشوق آنکھ چرالی کہ دیکھون کیا کرتا ہے بادشاہ نے منت کرنا شروع کی کہ اے مایۂ جوانی و اے آرام جان عاشق باعث بیہودی ذرا تو مجھ سے کلام کر دل بیقرار کو تسلی دے میری گود مین آرام کر نظر محبت سے میری طرف دیکھ لے بوسۂ لب تا کہ مدت سے مین تجھپر فریفتہ ہون کہ نظم

کہ کتنی حرم بھی ٹھنڈی آدمی ہو
بھلا راحت ہو کیا تجسے کسیکو

کہان کی رہنے والی ہو مری جان
کہ مجھ سا پاس بیٹھا ہے پریشان

اگر رغبت کسی جانب نہین ہے
طرف زانو کے ہر لحظہ جھکے ہے

خدارا کچھ تو بولو آنکھ اوٹھاؤ
اوٹھو مسند سے میرے پاس آؤ

ہو مجھ کب سے مریجان پاکدامن
کرو شرم و حیا کا چاک دامن؟

غنیمت جان لطف زندگی کو
نہ روک اسوقت پیارے اپنے جی کو

لب گلگون کا اک بوسہ ہمین دے
کہ دیکھین حوصلے کیسے ہین تیرے

گمیارے نے جو یہ عنایت و مہربانی دیکھی خوف قتل ہو جاتا رہا ڈھیٹ ہو کر آیا بادشاہ نے ایک بوسہ لب لعلین کا اسکے لے لیا اونے بھی سمجھی بادشاہ کی لی بادشاہ سمجھا کہ یہ تجھپر تو پہلے ہی سے فریفتہ تھی گنواری عورت ہر زنخان سے ڈرتی تھی لیکن اب مست ہوئی فوراً پستان پر ہاتھ ڈالا پستان عیاروں کے پاس گوشت اور نرم چمڑے کی مثل صابر وغیرہ کے بنی تیار رہتی ہین وہی لگا دیا کرتے ہین شاہ جادوان نے ایسی نرم اور کراری گول سڈول چھاتیان پائین کہ دل بیچین ہو گیا فوراً شکوار پر ہاتھ ڈالا گمیارے کو بھی استادگی ہوئی یہ بھی لپٹ گیا شاہ نے کچھ مستی مین خیال نہ کیا اور اوسکو بہ

کیا پھر تو بموجب بیت کہ عروسی کنم بصد شادی ۵ شب اول عروس نرگردد ۵ عجب تماشا بادشاہ
نے دیکھا کہ آنکھین گھلگئین سلی ہستی جاتی رہی گھبرا گیا اور ایک لات ماری کہ گھسیارا اڈھلک کر
الگ گرا وہ بمشکل تمام بموجب مثل کوہ کندن وکاہ برآوردن اس عیش کو پہونچا تھا اور بادشاہ دلیر بھی
کر دیا تھا بادشاہ کو اور مرض کا آدمی جانتا تھا ایک لات سے کب باز آتا اگر سنبھلا اور دوڑکر شاہ سے لپٹا
کہ جانی مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر شاہ کو گرایا اور داب کر بیٹھا بادشاہ حیران از کار کبھی کا ہیکو اس لنجر مین
پھنسا تھا پہلے تو سناٹے مین چپ پڑ رہا جب بموجب بیت وہ انسیانات چپیدہ جھکا کرد کہ جبکی چوٹ
پڑتی تھی جگر پر دمعروف خدمت ہوتا پاکر بموجب مثل کے مصرع رہے شیر سے چاق پو املا بادشاہ
گھبراکر ایک ہاتھ سر کا مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا شاہ بغضب اوٹھا اور ستون مکان سے اوسکو باندھکر
منہ سر پیٹھا کہ وہ بیہوش ہوا اوس سے کہا سچ بتا کہ تو کون ہے گھسیارے نے کہا ہون کون جب
تمہارا کام ہوتا جب ہی خفا ہوتے اور مجھے تو ایسا کچھ عرصہ بھی نہ ہوئے پر نگذرا تھا جو آپ خفا ہوئے
آپ جس لیے مجکو یہان لائے پھر وہ تو مین کر چکا ہون پھر آپ کیون ناراض ہین شاہ غصہ اور ملال از حد
رکھتا تھا تلوار کھینچکر لیا اور کہا جلد بتا کہ تو کون ہے گھسیارے نے کہا تلوار کھانا اچھا اور یہ بھینس گوار اسنین
یہان پر میرے بنی ہے مدت سے عورت کی صورت ہوس دیکھنے مین نہین آئی رگین پھٹی جاتی ہین واسطے
سامری کا مطلب کرلے غرضکہ کلمات فحش کہانتک لکھون وہ رنڈی کتنا یہ عتاب کرتا اس بحث مین بادشاہ
نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اوسکا جدا ہو گیا بادشاہ لاش اوسکی پھینک کر بغضب جانب باغ سیب چلا
دل سے کہتا تھا کہ خوب ہوا جو ظلمات مین اس بیہودہ کو مین لے آیا تھا اگر باغ سیب مین رہتا تو سب
سردار اس تفیض سے آگاہ ہوتے اور سارے طلسم مین بدنامی ہوتی غرضکہ باغ سیب مین آکر اورنگ سلطنت
پر بیٹھا تھا کہ نیچہ نے لاکر نامہ حیرت پہونچایا اوسکو پڑھکر حال ہماری قران معلوم کیا کہ اوسنے اپنے سردار عیار
روک لیے اور گھسیارہ بناکر بھیجدیے یہ نامہ پڑھتے ہی آگ غصہ کی مشتعل ہوئی کہ بیرون سحر کے یہ غلطی کی
ان سبکو سزا دینا لازم ہے یہ سمجھکر سحر پڑھا کہ بیرہی جو مجرمونکو لائے تھے حاضر ہوئے بادشاہ نے حکم دیا کہ
تم سب جلجاؤ یہ کہنا تھا کہ وہین بادشاہ سے ایک شعلہ بھڑکا اٹھکر اوپر گرا کہ وہ سب جلگئے پھر براہ امتحان کہ دیکھون
بہار زندہ ہے یا نہین اٹھکر ایک باغ متصل باغ سیب کے وہان گیا اس باغ مین جتنے سامری کے ملسم مین تھے
اوسنے سوت کے درخت لگے ہین جسکو کی مرتا ہے اوسکے نام کا درخت سوکھ جاتا ہے اوسنے نام بہار کا درخت دیکھا

وہ درخت سرسبز پایا جاتا کہ بہار کو کچھ ضرر نہین پہونچا یہ مفہوم کرکے پھر ملنے سبب مین آیا اور کتاب ساحری
جسطرح سے کہ ندرو یار منگایا کرتا تھا طلب کرکے دیکھی نیت یہ کی مین جانب لشکر جرح بہرگرفتاری ملکہ بہار جاؤن
یا کسی ساحر کو بھیجون میرے لیے اچھا ہو کتاب مین نکلا کہ آج کل تجھپر قران صعب ہے تامل کرنا روا ہے ورنہ پھر
ذلت ہوگی ندامت پرندامت ہوگی یہ معلوم کرکے کتاب بند کی اور سمجھی لیکن دل مین کچھ تو خیال تھا بہ بہار
کچھ اپنی ندامت گرفتاری کی شوخی کا غصہ اس وجہ سے تاب باقی نہ تھی خود تو جانے سے باز رہا مگر سحر
پڑھکر دستک دی بعد لمحہ ایک ساحر پیدا ہوا کہ اژدہے پر سوار بھی تھا اور منھ بھی اُسکا اژدہے کا تھا
نہایت درجہ بدہیبت اور مہیب صورت رکھتا بدلے کردھنے کے مارن سیاہ کمر سے باندھے کانون مین
بجاے کنڈل کے سانپ بالشت برابر کے ڈنکائے سر سے کالے کوڑیالے جڑاؤ ہمارے سانپ پیٹھ خدا کی
پناہ اُس موذی سے سامنے شاہ کے اُس بیحیائے آکر سلام کیا بادشاہ نے نہکر فرمایا اے اژدرہان
اژدرخوار جادو مزاج اچھا ہے اونے بجواب مزاج پرسی شاہ کو دعاے ترقی عمر و دولت دی
بادشاہ نے حکم دیا کہ تمھین مابدولت نے اسلیے یاد کیا ہے کہ اپنے لشکر سمیت جانب لشکر حیرت
جاؤ اور بکھرا مون سے لڑو سب مردانیونکو تو مار ڈالنا لیکن ملکہ بہار کو زندہ گرفتار کرکے میرے پاس لانا اور
تم یہ خیال رکھنا کہ عیار وہان بڑے مکار و غدار ہین اور اس اس طرح مکر سے ہلاک کرتے ہین تم اُنکے فریب
مین نہ آنا سارا حال اونکی عیاریون کا بیان کرکے تاکید برائے حفاظت فرمائی پھر خلعت رخصت دیا وہ
ساحر خلعت پاکر زمین مین سما گیا اور تلعہ اژدریہ پر کہ جو اوسکا دارالحکومت ہے آیا وہان سب ساحر
اژدرچہرہ رہتے ہین فوج بھی اوسی صورت کی بھرتی ہے اُسنے بارہ ہزار ساحر عیار چیدہ و منتخب تیار
کراکر اپنے ساتھ لیے اور عزم رفتگی جانب لشکر ملکہ حیرت کیا حال اُسکے جانے کا پھر بیان کیا جائیگا اب
اول حال پہلوان باد و کا جو جانب لشکر لقا جا چکا ہے بیان کیا جاتا ہے **بیت** کنون باز گویم سیکے
داستان ۔ کہ شادان شوند زان دل دوستان ۔ پہلوانان معرکہ تقریر و زورآوران عرصہ تحریر زور قلم
اسطرح دکھاتے ہین کہ پہلوان ساحر مع لشکر بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے نکلکر قریب تلعہ کوہ عقیق
پہونچا لقا بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ابر گھیر آیا برق چمکی علامت آمد ساحران معلوم کرکے بختیارک وغیرہ
حسب دستور پیشوائی کو گئے لشکر اوسکا اوترا یا ساحر مذکور مع شاگردان رشید سامنے خداوند کے
آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت سرفرازی پایا ذلگل پہ جانب دست راست بیٹھا حال تمام

لشکر اسلام کا پوچھا بختیارک نے کل کیفیت روبرو کر بیان کی اُنسے کہا ملک جی تم گھبراؤ نہین مین علاوہ سحر کے کشتی مین سبکو بن حمزہ باندھ لونگا یہ سنتے ہی شیطان زیادہ رونے لگا اور کہا ہمنے تمکو ابھی سے مردہ سمجھ لیا اری ہیوقوف حمزہ کو جب دیو عفریت وگیرہ دیوان طاف نہ باندھ سکے تو تیری کیا لیاقت خبردار بغیر سحر کیے کشتی زور کی نکرنا ورنہ اونے ملازم حمزہ تیرے لیے کافی ہوانسے یہ جب سُنا ہنسکر کہا ملک جی آپ ہی حال کھلجائیگا یہ دونون تو باہم گفتگو کرتے تھے اور ناہید فولاد بدن کو بھی جسکی طاقت پہلے ذکر کی گئی ہو کہ کئی سو سن کی زنجیر سے کمر باندھتا ہو حال قوت و شوکت امیر لشکر دل مین تعریف کر رہا تھا کہ شجاعت و زور وقت کے یہی ہین کہ دشمن لوہا مانے ہو اور ہمت سرائی کرے غرضکہ یہان آنے سے ساحرون کے دل زیادہ ہوئی رواج ہوا کیا شغل میخواری رہا ایک دن تو پہلوان کسل راہ سے آسودہ ہوا جب دوسرے دن وہ زمانہ آیا کہ رستم شب نے دیو سفید روز کو پچھاڑا اور زنگی لندھور شب نے اکھاڑے مین دہر کے مہ شاگردان رنج فلک قدم اوتارا کہ بموجب نظم

قضا را طلاقت مہر جہانتاب	ہوئی نائب نظر سے جسطرح خواب
اوٹھے ایسد طلب مین ستمگار	کیے افسون برائے جنگ تیار

پہلوان نے طبل جنگ لقا سے کہکر بجوایا ہلکارون سے خبر لشکر بادشاہ لشکر اسلامیان نے بھی حکم نقارہ نوازی دیا طبل سکندر پر چوب پڑی دنیا دہلنے لگی سردار دربار سے اوٹھکر خیام مین اپنے آئے تیاری جدال کرنے لگے آجکل رات حیات و ممات دونون کے لیے تلوار کا میدان اکھاڑہ تھا فتح و شکست سے کشتی اونکی جسی نصرت ہی نے پچھاڑا تھا دیو ظلمت شب اور نور سحر سے بھی زور ہونا بدا گیا تھا چاند سورج کو بھی نظر مقابلہ تھی لڑنے پر تیار ہر ستارہ تھا جبل اکھاڑے کے کنارے ٹہلنے لگی تھی کہ کل بڑے بڑے پہلوان پچھاڑے جائینگے میرے ہاتھ سے کشتی کھائینگے تیرونچی زبان صفت و ثنائے استاد تیغ فولاد بدن کمول تھی گزرون نے کلانی کی داد دی تھی سپر چین سیدی لندھور سالمین کی صورت تھین پہلوان ستی اکھاڑے کی لگا کے کھے یا طبیعتین پرکندورت تھین نیزے تنگدار سے پائے ثبات گاڑے کھڑے تھے کہین تیغ میدان مین سپر کے چپ پڑے تھے بہادرون مین کوئی چٹ لنگوٹ کستا تھا کوئی ورزش کرتا خم مار کر بیٹھتا تھا مسلمانون مین لڑائی کا ٹھاٹھ تھا تیغ کے گھات مین بلا کا کاٹ تھا یا علی مدد کی پکار تھی دورنگی سے نصرت دعا تھی یکرنگی دل سے اظہار تھی ان شجاعونکو اگر دیکھا رستم

ثنا خوانی کرتا سہراب اطاعت کا دم بھرتا بھولی چوٹین صاف ہوتی تھین منجی ہوئی چوٹین باد بہار صاف ہوتی تھین کہین نیچہ تھا کہین کلائی تھی بے لڑے اور رن چڑھے بہادرون کو کب کل آتی کہ بمقتضائے نظم

کوئی تھا اپنی چوٹین صاف کرتا	کوئی دم اپنی اوستادی کا بھرتا
خلیفہ تھا کوئی اوستاد کوئی	نئے کرتا تھا پیچ ایجاد کوئی
کسیکو ڈونبا بغلی بہت یاد	کوئی کیلی کے تھا کرنے مین اوستاد
کوئی ڈنڈی لگانے مین تھا شاق	کوئی تھا روم بھرنے مین بہت طاق
کوئی تلوار کی کثرت پہ مغرور	اکیلے لاکھ سے لڑنے مین مشہور
کسیکا تیر شہباز اجل تھا	نہ بچتا تھا نشانہ اوسکا تاکا
کوئی بیل تھا بسان کوہ البرز	کسی کے پاس تھا خار اشکن گرز

وسطرف سوائے تیاری آلات حرب کے سحر سازی و عربدہ پردازی کا چرچا تھا پیرونکو سحر کے جسمون پر سجھایا تھا ایک رنگ سے اپنے تینون وہ رنگ کا بنایا تھا ساحو غیرتی سے دیوالی کی ٹیمین اپنے تینون کھتے چت اور پٹ کی کچھ غیرت نرکھی مہل کشتی بچ رہا کہین ترسول گڑا جوگی بیٹھا چلے سحر کے لڑاتا داؤن پیچ توڑ جوڑ اوسمین بتاتا ادی ہنگامہ مین آخر پہلوان شب اوستاد سحر سے کشتی کھا گیا خلیفہ آفتاب کے سر پر سنہری اور زرین پگڑی بندھی اپنا لنگوٹ طاق دہر مین چڑھا گیا نظم۔

مزاج صبح تھا ہنسنے پہ تیار	چراغ داستان ہی یون شرر بار
کہ بہر جنگ اوٹھے سب حسب عادت	بجا لائے خدا کی پہلے طاعت

سرداران کینہ خواہ دونون طرف سے بزم مصاف گردہ وار میدان قتال پہونچے امیر بھی بعد ادا مے مراسیہ نماز سحر خیرور ود عسکرت اثر سنکر اسلحہ زیب تن الحمر فرماکر مع سالاران خود سر کے در دولت بادشاہ جمشید فر پر حاضر ہوئے بادشاہ بھی بعد شوکت و جاہ برآمد ہوئے کہاریان چمن مین متوالیان لنگون کو باندھے گاتیان کسی سر پہ تمنے اور مچھلیان طلائی اور نقرئی لگائے ہوا دار کاندھے پر اٹھائے در تک آئین بحر حسن کی ماہیان تھین آرام تا ماہی انکے جمال کی گواہیان تھین باہر تک ہوا دار نہ آیا تھا کہ کہار باد بہار سے کہین بڑھکر روان چال انکی آہستہ بے گمان دبے پانون کی پھرتیان آگے بڑھے اور تخت پادشاہ کو سوار پیچھے مرد بے سردار انکا نام لے لیکر پکارے ہر ایک کے مجرا و سلام ہوا نعرے بجے صدا نصر من اللہ بلند ہوئی

شہنشاہ نوازون نے دلاسے بھیروین بھیجا اس کو دم دیا لشکر مین قرنا پھونکی کرنا ئے کو بجایا سواری حضور
عالم کی جانب دشت مصاف چل میدان کی سرسبزی جوانون کی آنکھین منچلونکے دلکی تڑنگین مرکبونکے
طرار یہی سیر دیکھتے بہادر رن کے کنارے پہونچے اُسطرف لقا ہاتھیون پر تخت کسوائے فوج پیکران
ساتھ لیے وارد میدان ہنرور ہوا پہلوان چوڑیکھولے ڈھول آگے آگے بجا نرسنگا پھنکتا چالیس ہزار
پٹھا اثر در سوار ہمراہ ایک جانب آکر ٹھہرا ترتیب صفوف حرب آمادہ ہوئی نقیبون نے نقابت کی کرکیتون
نے کڑکا کیا صفون پر سناٹا آیا رن بولنے لگا پہلوان اپنا اثر در آڑا کر سامنے خداوند کے جاکر اجازت خواہ
ہوا اور بعد اجازت میدان مین آیا سراپا خوب دکھلایا پھر طالب مرد ہنرور ہوا لشکر اسلام سے بہزاد کوہی نے
اپنا مرکب نکالا اور بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر مقابل حریف آیا پہلوان نے پہلے ہی سے تلوار مارکی اُنہون نے
تیغہ اوسکار دکیے آپ بھی ہاتھ تلوار کا مارا اونہنے باڑھ بچاکر بند دست پر ہاتھ ڈال دیا انہنے گریبان مین ہاتھ
ڈالا زور کشمکش کے ہوئے آخر دونون زمین پر کودے دو تو لنگوٹ کسے آیا ہی تھا انہنے دامن زرہ اُنکا
ہاتھ سے ہاتھ ملایا اور سرگرم تلاش ہوئے زمین مین ہل چل پڑگئی کشتی بصد دشتی ہونے لگی چار گھڑی کی کشتی مین
اُنہنے خیال کیا کہ یہ حریف زبردست مجھ سے نہ زیر ہوگا اور کئی دن لڑیگا چالیس ہزار ٹپھا میرا کہگا
کہ اوستاد سے کچھ نہو سکا یہ سمجھکر اُنہنے سحر پڑھا بہزاد کی وہ تڑپ جھڑپ جاتی رہی اب جو بچ باندھتا
آپ سے آپ گھلیا مارکے دانون پر ہر مار آتا آخر اونہنے کو لے پر بھر کر مارا کہ کنارے اکھاڑے کے جا دن شاہ نے
چت گرا اور بیہوش ہوگیا اُنہنے شکین باندھکر حوالہ لشکریان خود کیا اور پھر نیب دی کہ اور کوئی اُنہنے لشکر
اسلام سے ناحصر کو ہی سامنے گیا اُنہنے کہا اب مین اکھاڑے مین کھڑا ہون تو بھی ہمین نصیب آئے مائی آکر لے ناحصر
دامن زرہ گردان کر مرکب سے کودا جھڑا کا کشتی کا بلند ہوا دو گھڑی لڑکر پھر اُنہنے سحر پڑھا کہ یہ بھی چت ہوا
اسکو باندھنے کے بعد پھر اُنہنے پکارا اب کی عارض کو ہی مقابلہ مین آیا اُسکا بھی کشتی لڑکر وہی حال ہوا اُسکی
حواشے پکا ارادت راست کی طرف لشکر اسلامان مین علم جلوہ پذیر ہوئے نجمتیارک سمجھا کہ کوئی بہادر
حمزہ کا لڑنے آتا ہی یہ سمجھکر پہلوان سے کہلا بھیجا کہ اب بہت ہوشیار ہی لڑنا کوئی شوم دست فرزند حمزہ تمھارے
سامنے آتا ہی یہ لوگ دیو بند اور عفریت کش ہین خوب سنبھلکر مقابلہ کرنا یہ کہ اس گفتگو مین تھا کہ ادھر شہزادہ
توریح بن بدیع مرکب اوڑا کر سامنے بادشاہ کے آئے گھوڑے سے اوتر کر پایہ تخت کو بوسہ دیا پھر دست بستہ
اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا شہزادہ بصد کروفر میدان آکر بغیر اوسکے کہے اکھاڑے

یمن کو وا کیونکہ دستور اسلامیان یہی ہو کہ حریف جسطرح عزم رزم کرے یہ بھی اسیطور سے لڑتے ہین پس شہزادہ بھی بموجب بیت رسید دیا مذر بارد بزیر + چو غرندہ ببرد چو درندہ شیر + اسکو بھی نجمتیار ک نے مار کر کہا تھا شہزادہ سے لپٹ ہی پڑا اور قادر و توانائے مطلق کی قدرت دیکھیے کہ اوسکے دلمین یہ خیال آیا یعنے بغیر سحر کیے فرزندان حمزہ سے لڑکر دیکھون کہ انمین کتنا زور ہو بس یہ اس خیال سے بغیر جادو کیے سر تلاش سے انظم

گرفتند مر یکدگر را میان	بافتہ پیل جنگی دمان
نہادہ سر اندر سر یکدگر	چو شیران جنگی گرفتہ کمر
زمین گشت و جہان ولرزان ہوا	شدہ مرگ بر جان اوشان گوا
چو شیرے کہ بر باید از جائے گاؤ	دیا تا ہباز سے بزرم چکاؤ

از بسکہ شہزادہ نیرو حمزہ اسنے بند صاحبقرانی باندھکر کچھ ہی دیر مین اوسکو زمین پر چیخ دیکر مارا اور کود کر سینہ پر سوار ہوا اُسنے دل سے اپنے کہا کہ مین ایسا صاحب زور اسکو جانتا تو ہلکت سحر سے مدتا خیراب بھی کچھ نہین گیا ہی اسکو یہ سمجھکر ایسا سحر پڑہا کہ شہزادہ بیحس و حرکت ہوگیا یہ اٹھ بیٹھا اور شہزادہ کو چت کرکے باندھ لیا بہادران ہرو دلشکر نے اسپر نفرین کی کہ بڑا نامرد و دغا شعار ہو مگر اُسنے کچھ خیال نکیا اور چونکہ اس گشتی مین دو وقت آگیا تھا کہ پیر چرخ نے لپیٹ گردن خورشید جانب مغرب خم کی اور شیخ شمس ہر فدا نے یہ

پھر آئی شام خوج انجم کی لیکر	صفین اوسنے جمائین آسمان پر
بقا شبکو نہ دن کو پایداری	اسی غم مین کٹی ہے عمر ساری

شام کے قریب بلبل باندگشت بجوا کر ساحر مذکور پھر لشکر اسلام بھی مراجعت کرکے اپنی جگہ پر آیا بادشاہ داخل بارگاہ ہوئے ادھر پہلوان ہمراہ تھا داخل درگاہ ہوا ناہید پہلوان بھی حاضر تھا اُسنے زبان پہلوان سے کہا کہ تو نے نام شجاعت خاک مین ملدیا ساحر نے جواب دیا کہ اگر فرزند حمزہ بہ سحر مین نے کیا تو بیجا کیا کیلیے ساحری تو میرا پیشہ ہی ہی اور سحر کر کیلو تو آیا ہی ہون ان آنا کیا کہ پہلے سحر کیا ما بعد کو کیا ناہید نے کہا خیر جو کچھ تو نے کیا اچھا کیا لیکن کل مین لڑونگا اور دادِ شجاعت دونگا یہ سنکر نجمتیار گ بولا کہ ابھی تم اسی جنگ مین داخل نہ ہوا سے کہا تو پھر مین گھر جاتا ہون میرا یہان رہنا بیکار ہو لقا نے جو اسکو رنجیدہ پایا اُسی کے نام پر طبل جنگی بجوایا یہ خبر ہرکارون نے تفصیل خدمت شاہ جلیل مین آکر عرض کی یہان بھی ناہید کا اوصاف درباب شجاعت سنکر شہزادہ ایرج نوجوان

عرض پیرا ہے خدمت شاہ عالیشان ہوئے کہ آج میرے نام پر طبل جنگی بجے کہ کل ناہید سے سوا میرے
اور کوئی نہ لڑے بادشاہ نے عرض انکی پذیرا فرمائی اور آئین کے نام پر طبل سکندر رنے صدا دی سپاہ نے
اپنی جگہ پہنچکر درستی آلات حرب مین مصروف ہوئے آجکی رات ناہید و مریخ سے مقابلہ تھا لشکر
حرب صدائے تھلوا دیتا تھا بادشادی مرگ تھے اسلحہ کی چھاچاق ساز عشرت سمجھے ہنس سنبھر تھیاین
پر سمجھے زحل ہندوے ملک ناہید کے یار قدیم کا آج مزاج ساتوین آسمان پر تھا بہرام چرخ کو للکارنا چاہتا
تھین معلوم کس گمان پر تھا اوسطرف کو ہی مطلع ناہید تھا اوپر چرخ پر چڑھا تے عقل ترک فلک کی
چرخ مین لاتے تھے مختصر یہ کہ جابجا مین رات بھر ہی ہنگامہ برپا رہا جب ناہید چرخ نے شاہ خاور کے جلال
کو دیکھکر مقابلہ سے نثار کر منہ چھپایا اور آفتاب بسان ایسرج مہر تھا میدان چرخ مین آیا نظم

عجب یہ پیر گردون رنگ لایا	اوجالا آسمان پر خوب چھایا
ہوا مشرق سے پیدا مہر پرنور	ہوئی تاریکی ظلمت کدہ دور

دم سحر سجد گہ پاس سے بہ سرداران باحواس و بے ہراس امیر حق شناس درگاہ بادشاہ گردون
اساس پر آئے اور جب حضور لبان مہربان افق خبستان سے لامع النور ہوئے بعد ادائے مجرا و
سلام ہمراہ تخت سعادت بخت سمجھکر جانب میدان روانہ ہوئے لشکر گردوں گرد پہلے ہی جا چکا تھا
ادھر سے فوج کے ہراول لیکر ناہید آچکا تھا بادشاہ کے پہونچتے ہی عرصہ گاہ مین لقا بھی آیا دونون لشکر نے
نعرہ جا بجا زمین و لگے لگی بجلی تیغون کی چمکنے لگی ہوا شرر بار ہوئی گھٹا سپر دنکی فتنہ و فساد برسنے پر
تیار ہوئی ہوا نے علمونکے پرچم اوڑائے دریاے فوج لہرائے شہنشاہ شجاعت کے ڈنکے بجائے مرتب
آہنگ کے سکے پڑ گئے جب صفین ترتیب ہوچکین لشکر دشمن تعرضا ہوئی بلا جل بھی کڑکا ہوا سوار جوانمرد
ہزبر چنگال پیل دمان توان تہتن ناہید فولاد بدن اجازت اپنے خداوند سے لیکر میدان مین آیا
اور کلمات رجز بصد غرور زبان پر لایا کہ اے فرقہ اسلامیان آگاہ ہو کہ من رستم سرزمین کوہستان
خون ریز و شیر گیر جوان ہون کہ بمقتضاے ابیات

ز مستی خروشید چون شیر نر	دیا موج دریاے پر شور و شر
بمانزد کسے پاے یا سن بجنگ	بدرم بچنگال چرم پلنگ
بسے رزم کردم بہر کارزار	بسے مایہ در شد زمن خاوزار

بگشتہ بسے دشت کردم چو کوہ	بسے کوہ از روز من شد ستوہ
بسے زین تہی شد ز رزم بجنگ	بسے سر بکندم بہ نیروے جنگ
گر امرگ آید بہ پائے دگر	بہ بندم بپائے ز رزم جنگ کمر

یہ فقرہ سنے لات و گزات منکرایچ نامور بہادر صف سے نکلے سردار تمام پا پیادہ ہوئے تھا رنے فیلی شتر پہ سوار شاہزادہ بادشاہ سے رخصت پاکر مرکب اوڑا کر طرفۃ العین میں ساتویں فرسخ کے پہونچا اور روکا اور ماری کہ گھوڑا اوسکا آٹھ سات قدم تھپیڑ کھا کر ہٹگیا اور اوسکا مرکب زور مین اوتنے ہی قدم بڑھکر شہزادے نے مرکب کو رانون مین مسل کے مقابلہ آکر کیا کہا اس جانور کے ہتھانے پہ مجکو کمزور نسمجھنا ہمارا گھوڑا طلسمی ہے مین ایسا مرکب باد پا کہان سے لاؤن شہزادے نے فرمایا آرے بیوقوف یہ لات نہیں بلکہ ہماری طاقت نے تجھے ہتھیا مرکب کی اسمین کیا خطا ہے تو نہین جانتا مین کون ہون **نظم**

جہان را گرفتہ ہمی فر من	نجوم رشید رفتہ سر پر من
سپہر روان بر سرم گرد ماہ	کمل مہر بر رک من چون کلاہ
چہ داری برین گونہ لاف و گزاف	ہنر باید از مرد جنگی نہ لاف
بگیر از کفم زخم شمشیر تیز	ببینی کہ چون ست روز ستیز

یہ کہکر دونون مشغول نیزہ دری ہوئے تین سو ساٹھ طعن باہم رد و بدل ہوئی تب ابیرتن نے اپنا نیزہ جقرانی پہ مارا نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالا اسکو غضب طاری ہوا اور خبردار خبردار کہکر گرز لگایا

خود بہ سپر گرز و برخاست گرد	کہ چہرہ چو سرخ شد لاجورد
چو نزدیک گرز بر تارک پہلوان	بخندید از و آن نبردہ جوان
پس از حرب او گرز زد بر سرش	کہ لرزید آن کوہ تن پیکرش
دوم گرز بگشاد چون زور دست	کہ گاہ اسپ تگاور شکست
بنیاد آن از ستور سمند	رجا جست و بند کمر کرد بند

شہزادے نے گرز لگانے سے جب کہ اوسکے مرکب کی توتی اوسنے کمر باندھکر تہیہ کشتی کیا شہزادہ بھی گھوڑے پر سے کودا اور دونون باہم لپٹے دو زندہ پیل تھے کہ سر ٹکرانے لگے اس اثنا مین ایک بجلی چمکی کہ آنکھ سبکی خیرہ ہوئی اور ایک پنجہ اوپر سے گرا کہ دونون کو اوٹھاکر جانب فلک لیگیا لشکر اسلام مین اور کوہیا مین

غلغلہ ہوا کہ یہ کون انکو لیچلا اُسطرف سے عیار دشتر سوار جبکو دوڑے ادھر سے **شاپور** عیار ایرج نیجہ کو ڈھونڈھتا اسیطرف کہ جدھر اُسکو جاتے دیکھا تھا یہان اُنکے جانے سے لشکرون مین طبل امان بجا نوجین پھر کر مقام آسایش گاہ پر آئین شاہان لشکر داخل بارگاہ ہوئے **لقا** جب تخت پر بیٹھا گویا ہوا کہ نیجہ جو اونکو لیگیا ہی میرا دست قدرت تھا مین نے اُن دونون کو بہشت مین اپنے برابر سے پیارے بھیجدیا ہی کہ ناہید لڑنے مین پہلوان کے ذلل ندے یہ جبتک سیر کرے یہان سامرند کو مقابلہ کرے **پہلوان** نے یہ سنکر سجدہ کیا اور کہا تو مجھپر کرم نکرے تو اور کون کرے تو بیشک جاگتی جوت کا خداوند ہی اچھا آج میرے نام پر طبل جنگ بجے کل سبکا یہ بندہ تیرا خاتمہ کردے آج رات کو مین سحر بھی ایسا تیار کرونگا کہ کوئی حربہ مجھپر اثر نکرے گا یہان تک کہ **حمزہ** بھی اسم اعظم پڑھکر تیغ لگائیگا تو بھی کچھ نہوگا اور اب یہ بندہ حقیر خداوند کیساتھ مقابلہ کریگا کشتی نہ لڑیگا **لقا** نے اُسکے کہنے سے حکم نوازش طبل جنگ دیا اور اُسوقت کہ جب نیجہ زرین مہر سپہر سے گم ہوا اور سیاہ پوش شب ڈھونڈھنے اوسکو نکلا مشعل ماہ نے عالم کو منور کیا کہ **ابیات**

پھر آئی شام سر پر فتنہ انگیز	پئے جنگ و جدل پھر تیغ تھی تیز
ہوئی جب شام گل مشعل شب	ہوئے پھر جنگ کے سامان وہان سب

سر شام طبل جنگ بجا ہلکارے خدمت شاہ اسلام مین آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسا حال ہوئے یہان بھی بحکم شاہ عالی پناہ نقارہ حربی گرگرایا آجکی رات عیارون نے جو سامری کا یہ دعوی سُنا کہ اُسنے اسم اعظم کو بے اثر کرنیکا ارادہ کیا ہی پس بہ عیاری قدم اوٹھایا **چالاک** سہ چند عیارونکے روانہ ہوا کہ نام اونکے وقت پر بیان ہونگے چنانچہ **سرہنگ** اُنمین سے صورت بدلکر بارگاہ **لقا** مین گیا وہان جب طبل بج چکا تھا پہلوان اوٹھا تھا کہ مین سحر کرنے جاتا ہون **نجمتیارک** کہہ رہا تھا کہ تم آج ہوشیار رہنا عیار تمھاری تاک مین آئینگے اُسنے جواب دیا کہ ملک جی دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ کہکر **سرہنگ** اُسکے ساتھ ہوا وہ جب اپنے خیمہ مین آیا سبکو سب خادم و ملازم وغیرہ کے رخصت کردیا **سرہنگ** بصورت خدمتگار تھا اُسنے چاہا کہ بیدلہ مین ٹھہر جاؤن لیکن اُسنے بروقت رخصت ملازمان کہا کہ وہ صف خدمتگاران مین سرہنگ عیار کھڑا ہے اور میرے ساتھ بارگاہ خداوند سے آیا ہی تم جاؤ تو مین اوسکو پکڑون یہ کلمات سرہنگ نے جبنے سُنے تو ہر ایک کے مکھڑا ہی تھا سرک کر باہر خیمہ کے نکل آیا اور بھاگا کنارے لشکر کے **چالاک** ملا اُس سے سب حال کہا اُسنے کہا خیر سمجھ لیا جاویگا یہ کہکر **ابوالفتح** کو

ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہ دونون خدمتگار کی صورت بنکر جب خیمۂ پہلوان کے قریب پہونچے دیکھا تو وہان
سناٹا تھا کیونکہ ساحر مذکور پہلے ہی وہان سب کو رخصت کر چکا تھا اونھون نے موقع اندر جانیکا خوب پایا
فوراً آفتابے سے لیکر داخل بارگاہ ہوئے دیکھا کہ فتیلہ سوز و شمعدان روشن ہین پلنگڑی پر پہلوان سو رہا ہے
اونھون نے چاہا کہ قریب جاکر بیہوش کرین لیکن انکو خود نیند آنے لگی سمجھے کہ یہ ساحر زبردست ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسنے
سحر اپنی حفاظت کے لیے ایسا کیا ہے کہ جو کوئی وہان آئے بیہوش ہو جائے یہ سمجھکر چاہا کہ بھاگ جائین لیکن اتنا
زور بھی اپنے مین نہ پایا جاتا کہ ہم بیہوش ہوا ہی چاہتے ہین پس یہ بھی بے نظیر عیار ہین اور تو کچھ نہ کر سکے مگر
اتنا کیا کہ کمند کو اسطرح زیر فرش بچھایا کہ جیسے ہی کوئی فرش پر قدم رکھے پاؤنکی دھمک سے حلقہ ہاے کمند اچھلکر
گردن و کمر مین پڑین اور اوسمجھا کر گرادین غرضکہ اسطرح کا جال بہطایر سوے ساحر لگاکر یہ دونون صیاد دانا
بیہوش ہوگئے ادھر لشکرون مین سامان حرب ہو رہا ہے مگر قدرت خدا کا نیا تماشا دیکھیے کہ وہ پنجہ جو ناہید
کو ایسج کو اوٹھا لیگیا ہے وہ اس پہلوان ساحر کا شاگرد رشید ہے اور راز بسکہ طلسم مین اُستاد کی وجہ سے کوئی اُسکا
مقابلہ کرنیوالا نہ تھا اور نہ کچھ اوسکو فروغ تھا اسلیے وہ کوہستان مین باہر طلسم کے آیا اور یہان اپنی بود و باش اختیار
کرکے شاگرد بہم پہونچائے اور اُستاد مشہور ہوا چنانچہ صحرا مین ایک باغ بناکر اکیلا رہتا ہے اور اس اطراف مین ایک
جوگی ہے کہ بڑا اوستاد کامل ہے فن سحر مین ساحر کو مقابل اپنے بالکل ہیچ جانتا ہے بس یہ خدمت جوگی مین اپنے
اُستاد کی خبر سنکر گیا اور کہا مین اُستاد سے برخلاف ہوکر یہان آیا تھا اب وہ بھی آئے ہین شاید مجھ سے کچھ فساد
کرین لہذا آپ میری حمایت فرمائین جوگی پاس چونکہ یہ مدت سے آیا کرتا تھا اسنے رحم کھاکر ایک تلوار بزور سحر اُسکو
بنا دی کہ جب تیرا اوستاد سے اور تجھ سے سامنا ہو تو اس تلوار سے مقابلہ کرنا یہ شمشیر دو ٹکڑے کر دیگی اور کسیطرح کا جادو
اوسپر تاثیر نکریگا پس یہ کہ جب اوسنے پہلوانی اختیار کی تھی تو بادشاہ طلسم سے کہکر جسم اپنا سحر بند کرالیا تھا کہ کوئی
حربہ مجھپر اثر نکرے فی الجملہ یہ ساحر کہ نام اُسکا جگل جادو ہے وہ تیغہ لیکر اپنے باغ مین آیا اور چاہا کہ پہلے اُستاد کے دشمنونکو
مارون اور اُستاد سے ملون اگر وہ کچھ نہ بولے اور باشتی پیش آئے تو کچھ ضرورت فساد نہین اور جو برسر عناد ہو تو
ناچاری ہے یہ سوچکر پنجہ بنکر ایسج وغیرہ کو لایا اور قاصد ہوا کہ پہلے اُنکو ہلاک کرلون تو اور دونکو اسطرح لاکر قتل
کرون جب دس بیس کو مارلون تو سراونکے خدمت اُستاد مین لیجاؤن چنانچہ ان دونون کو لاکر پہلے صحرا مین اُتارا
شاپور عیار بھی پنجہ کے جسم مین ذکر کیا گیا ہے کہ چلا تھا اُسنے بھی دور سے دیکھا کہ وہ پنجہ غلط ملط کر ساحر
بنا دیا ادھر ناہید ایسج جب تموج ہوا کے صدمہ ٹلنے سے ہوشیار ہوئے اور ساحر کو دیکھا ناہید نے للکارا

کہ او بیحیا تو کون ہی جو ہم دونونکو لڑتے ہین اوشھالایا اُسنے کہا تم میرے اُستاد سے لڑتے ہو اور خداوند کا مقابلہ کرتے ہو مین تمھین قتل کرنے لایا ہون ناہید نے کہا مین خداوند کیطرف سے لڑنے آیا ہون اور کسکے دشمن سے لڑ رہا تھا کہ اوشھالایا اب تو کہ خداوند تیرا کیا حال کرتے ہین کیونکہ وہ اپنی قدرت سے بعد سمرے آنیکے تیرا حال دریافت فرمائینگے اور او بیحیا کو نسا حال ایسا ہی جو پوشیدہ ہو ساحر نے کہا خداوند مین یہ قدرت نہین وہ کیا حال میرا معلوم کرینگے کیونکہ وہ خود فرماتے ہین کہ مین مسلمانون کو پیدا کرکے بھول گیا ہون اور علاوہ اسکے میرا رازونکو آگر دق کرتے ہین اُنکا حال ذرا بھی وہ جانتے ہوتے تو پہلے ہی انتظام کرکے اُنکے پنجے پہونچانے سے محفوظ رہتے پس ظاہر ہوا کہ علم غیب بمخلوق خداوند کو نہین ناہید یہ کلمات سُنکر سوچا کہ جو پرستار خداوند ہین اون تک کو بخوبی معلوم ہی کہ خداوند بالکل بیخبر ہی پس یہ خداوند سراسر جھوٹا اور دغاباز ہی ضرور ہی کہ قول اور دین اہل اسلام سچ ہی اور وہ لوگ بہادر اور شجاع بلکہ بہرہ صفت موصوف ہین تجکو لازم ہے کہ اسلام اختیار کرکے ثواب آخرت حاصل کرے یہ سوچکر پھر بولا کہ اُس ساحر کو تو نے کہا کہ وہ امزاد ہی تو خداوند کو غافل اور نکما بتاتا ہی دیکھ تو کہ تیرا کیا حال ہوتا ہی وہ ذرا بھی ضرور تیرا حال کوئی نہ کوئی خداوند کہیگا پس یہان رہنا مشکل پڑیگا چنانچہ خائف ہوکر ناہید پر سے سحر اپنا دفع کرکے کہا مین اُنکو پہلے دشمن خداوند سمجھا تھا اسوجہ سے اوشھالایا تھا اب آپ بجانب لشکر تشریف لیجائین اور میری خطا معاف فرمائین خداوند سے میری شکایت نکیجیگا مجھپر رحم فرمائینگا ناہید جب سحر سے چھوٹنا سمجھا کہ موقع پاکر مارڈالے اُسکے پس تیغ پر ہاتھ ڈالکر قریب گیا کہا او مادر بخطا مین تیری سزا تیرے کنار مین رکھتا ہون کہ پھر کبھی بہادران عالم سے تو ایسا نکرے یہ کہکر اوسکو سنبھلنے بھی نہ دیا دو وار شمشیر کا کیا تلوار جب اسپر پڑی اُسے جلدی سے سحر پڑھا کہ اوچٹ گئی اور ناچار ہوکر ناہید کو پھر اپنے گرفتار کرلیا اور اب بجا یک قتل نکرسکا اسلیے کہ طرفدار خداوند اوسکو سُن چکا تھا سوچا کہ ان دونونکو آج لیجاکر باغ مین قید رکھون اور خداوند سے جاکر سب حال کہون جیسا وہ فرمائینگے ویسا کرون غرضکہ ان دونونکو بزور سحر لیکر باغ مین آیا وہ باغ سرسبز و شاداب ہی عمدہ دنیا بنا ہی چنانچہ بزور سحر ان دونون کو بیس کرکے چبوترہ باغ کے نیچے ڈال دیا اور آپ بیٹھکر شراب پینے لگا لیکن اتنے عرصہ مین تمام پورا اُسکو دیکھ چکا تھا صورت بدل رہا تھا جب یہ باغ مین آیا وہ بھی ایک عورت قبول صورت کی ایسی شکل بنکر قریب باغ آیا اور درخت جو بیرون باغ دو ایک لگے تھے اُنکے نیچے بیٹھکر اس صدائے درد آلود سے رویا کہ دل سنگ آب ہوتا تھا ساحر مذکور وہ آواز

غمگین سنکر دماغ پر برائے انکشاف کو الف آیا زیر درخت سرو حدیقہ محبوبی کو چشم چشم سے اشک بہتا پایا
ایسا حسن نور آگین بصد آرائش و تزئین نظر آیا کہ جسکے نظارہ نے دیوانہ بنایا ہزاردن ملک چین وختن
اُسکی زلف و عنبر و مشک بیز پر نثار عارض پُر بہار گلشن عالم تقدس ہر ہر ناز و کرشمہ اُسکے دامن نگاہ سے
توسل جو دلداری و بیونائی کی خاطر بے مروت ہین خود چمنستان جمال مین ہزاردن گل حسن و خوبی شگفتہ
باغ جوانی و کامرانی پھلا پھولا واقعی ہر انداز مین وہ آفت جان یکتا کہ بموجب نظم

طرحدار اور خوش اخلاق تھی وہ	بلاشک شہرہ آفاق تھی وہ
نہایت خوبرو وہ ماہ طلعت	پری وش سیمبر شمشاد قامت
ترقی ماہتاب حسن کو تھی	مثال بدر روشن صورت اوسکی
پہ مشکل صبح پیشانی تھی خنداں	چھری خنجر کٹاری تیر مژگان
سراپا حسن کا نمونہ سے تھا پاک	وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک

سامر مذکور اوسپر فریفتہ ہوکر قریب گیا اور نہایت منت سے متفسر حال ہوا کہ اے مایۂ خوبی و ماہ
آسمان محبوبی تمکو ایسے وادی سنسان مین اکر دنیا اسطرح بیتاب ہوکر تنہا اشکونسے دھونا کیا سبب
رکھتا ہو دل نازک کونسا رنج و تعب رکھتا ہو اس پوچھنے سے وہ ماہ تابان بسان سحاب بارندہ
اشک حسرت زیادہ تر برسانے لگی اور زبان پر لائی کہ بیت حد سے افزون ہے شوق دیدارہ اظہار
زبان سے ہو دشوارہ تم کیا میرا حال پوچھتے ہو فلک کی ستائی ہون برباد ہوکر یہان آئی ہون عیاران
لشکر اسلام شوہر کو میرے مارا گھر لوٹا مین ہوئی خانمان آوارہ بیدل بیگھر تمام دنیا مین تاکر کوکتی ہون غم دل
خالی کرکے پھر اُسی جگہ جہان شوہر قتل ہوا آجاکر پڑ رہتی ہون سانحہ یہ حال سنکر سمجھا تا شروع کیا کہ اے ماہ تابان
مرضی خداوند سامری کی اسطرح تھی اب میسر کرد البشر ہر صورت سے مجبور ہر دنیا کا یہی دستور ہو اسکا غم کیا تنگ
کردگی رنج الم کبتک ہوگی میرے ساتھ چلو اور اپنی جوانی کا مزا دیکھو اس صدمہ جانکاہ کو دل سے بھلا دو مین عمر
بھر غلامی کرونگا اطاعت مین رہونگا خلاف مرضی کوئی بات ظہور مین نہ آئیگی طبیعت بڑا لطف اٹھائیگی
اوس ماہ پیکر نے رو کر کہا کہ مین کوئی خواہش نہین رکھتی ہون اکیلی رہتی ہون اسوجہ سے ڈرتی ہون
اگر تم مجکو ہاتھ نہ لگاؤ تو تمھارے گھر چلون مین تمھارا سب کام کرونگی لیکن جورو نہ بنونگی سامر سمجھا کہ
اسکو لیکر چلو تو پھر آپ ہی راضی ہو جاویگی یہ سوچکر گویا ہوا کہ اچھا چلو جو تمھارا جی چاہے وہ کلفام

بناز و انداز اُسکے ہمراہ باغ مین آئی دیکھا کہ اس باغ کے پھول ایسے خوشرنگ ہین جو بہار گلستان دہر کو
شرماتے ہین درختان سرکشیدہ بالا رعنائے جانان کو ہیچ سمجھتے ہین سرو کہ قمے مین ٹیڑھی ہوجاتے ہین نظم

چمن مین ہین کھلے ہر رنگ کے پھول	گئی مانی کو صنعت بھی سب بھول
شجر بھی میوہ دار ایسے ہین نایاب	کف حسرت ملے ہر دیدۂ خواب
رواں ہین آبشارین ہر روش پر	کہ جن مین موج زن ہی آب گوہر
کہین شاخون پر ہی طوطی غزل خوان	چہکتے ہین کہین مرغ خوش الحان

چبوترہ جو نشستگاہ کا ہی اوسکے نیچے ایرج دنا ہید بیٹھی ہین بالائے چبوترہ مسند بچھی ہی جسپر
وساغر و صراحی ہین ساحر نے اس لالہ اندام کو لاکر مسند پر بٹھایا اور کہا تم رنجیدہ بہت دو ایک جام مے پیو تاکہ طبیعت
تمھاری درست ہو اس شوخہ غدار نے ہنسکر کہا کہ مردکی مین تیری گھاتین خوب سمجھتی ہون جانتا ہے کہ
نشہ سے انسان بیہوش ہوگا جو مین جاہون گی کرونگا سو بخیریت ہی بندی ایسے نقصے بہت جانتی ہے
ساحر نے یہ سنکر خود جام شراب سے بھر کر جمشید کی دیکر اوسکے منہ سے لگایا اوسنے وہ جام لیکر پیا ہر چند
پیا لیکن چالاکی سے گریبان مین اوندیلا پھر آپ ساغر بھر کر اوسکو دیا ساحر بیاندیشہ انجام پی گیا
اختلاط حالت مین نشہ مین کرنے لگا کبھی زلف عنبر فام کو چھوتا وہ کہتی اے موذی تجھے اپنی ایڑی چوٹی کی
خمار کرون تو ہی اقرار کرکے منہ لایا ہی کبھی وہ اوسکے سینہ پر ہاتھ ڈالتا تو وہ کہتی کہ یہ سینہ محسن کا گنجینہ ہے
خدا کی مار تجھپر تو کالا نبکر اس گنج مین بیٹھا چاہتا ہی کبھی وہ کمبخت ایسی ہنسی ہنستی کہ اوسکی عقل بازی ہار
جاتی بیچین ہوکر کہتا کہ بیت یہ سین کتنے دل ایک ایک ناز پر تو نے بغل مین بیٹھ کے انکا ساچیتا جا
غرضکہ اسی بیتابی مین وہ ساحر اوس ماہ وش سے لپٹا اور چاہا کہ کام دل حاصل کرون اوسنے بھی گلے مین ہاتھ
حمایل کردیے اور کہا تم ایک ساغر اور پی لے اوسنے جام بھر کر اوسکی خوش اوقاتی سے ہنسکر جام تو لیا مگر کہا
کہ دور رنگترے اس لالچ سے بلا تو ڈالا کہ گزک ایکی ایک مرتبہ نبالین بوسہ بازی وصل مین نہ آئے اور
شراب زیادہ بیخود نہ بنائے مزے مزے کا سرور گھٹے شوق کسی طرح نہ گھٹے ساحر متوالا نشہ شہوت سے ہو رہا تھا
ہرچند کہ جانا سوقت ناگوار ہوا لیکن اوٹھکر رنگترے توڑنے گیا اور ادھر اوس جانان جان دشمن نے بیہوشی کا
ساغر درست کیا وہ رنگترے توڑ کر لایا بیٹھا ہی تھا کہ اوسنے جام منہ سے لگایا وہ جام پی گیا اور اوس نازنین سے
پھر لپٹنے لگا اتبوہ غدار بیگو اوسنے اور کہا موئے تیرے منہ کو جسمین تیرے اجل ہی نہ ہو آبرو اپنی نہ کھوا ونگی

کو صاحب نہ پیام نہ سلام نہ مین نے اسکی کوئی آدمی کبھی کھائی نہ موئے نے پہلے سو آشنائی جتائی یکایک موڈی کاٹا
مجھپر جڑے بیٹھا ہو در گور تیری صورت کو جھلسایہ کہکر لوٹھی اور دوڑ چلی تھی کہ سامراد ٹھکر پیچھے دوڑا ہوا سے
سر و جو منھ پر گل بیوفن ہو گیا شاپور نے چاہا کہ خنجر اوسکا جدا کرے ایرج جو زیر چبوترہ بیٹھا پڑا تھا گویا ہوا
کہ اے بھائی کیا کہنا ماشاء اللہ تمھارا عیاری مین مثل نہین اُس ساحر کو خنجر سے نہ قتل کرو کیلے کہ ناہید نے اُسپر
تلوار ماری تھی تو اچٹ گئی تھی شاید بزور سحر یہ روئین تن بنا ہو شاپور نے یہ سنکر دو پتھر باغ سے تلاش کر کے
لیے ایک پتھر زیر سر رکھا اور دوسرے سے سر اوسکا کچل دیا بھیجا پاش پاش ہو گیا اُس ساحر کو جہنم مین بھیجا بیرون نے
اُسکے قتل مچائے اندھی سیاہ آئی جیسے وہ آفت برطرف ہوئی ناہید و ایرج کے جسم مین طاقت آئی ناہید نے
اُٹھکر قدم پر ایرج کے سر اپنا رکھدیا اور کہا تھا کہ دین آپکا سچا ہی ہے مین نے اسلام اختیار کیا شہزادے نے سر اُسکا سینے
سے لگایا اور کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا کہ وہ بہادر از سر صدق ایمان لایا پھر شہزادہ اپنے عیار کے گلے بانہ ڈال
اندر بارہ دری مین اُس باغ کی آیا جو کچھ سامان آرایش از راہ سحر وہان تھا وہ مرگ ساحر سے مٹگیا تھا اصل
باقی تھا شہزادے نے دیکھا کہ ایک صندوق گوشہ بارہ دری مین رکھا تھا اُسکو کھولا اُسمین ایک شمشیر ابدار
رکھی تھی نیام مخملی اُسپر چڑھا تھا اُسکو اُٹھا کر کھینچا قبضہ کے قریب تھا تلوار پر لکھا تھا کہ یہ تلوار ہوت کا پہلوان
جادہ کی اور اُسکے شاگرد و نکل ہی جسکے پاس یہ تلوار ہو گی اُسپر سحر بھی پہلوان کا اثر نکریگا اور اسی تیغہ سے وہ
ٹکڑے ہو گا اور کسی حربہ سے نہ مو گا یہ مضمون پڑھکر شہزادہ بہت خوش ہوا اور تیغہ کمر سے باندھا پھر تینون جوان
سے روانہ ہوئے یہ کواد سطرف سے آئے ہین اور لشکر وہین رات بھر تیاری حرب رہی ہی یہانتک کہ
وہ وقت آیا یعنے عیار دہر نے ساحر شب کو معدوم کر کے تیغہ آفتاب حوالہ ترک فلک فرمایا کہ جو جب نظم

برائے جنگ اور تھا پھر شاہ خاور	کمر سے تیغہ خطی لگا کر
ہوا شبدیز گردون پر جب اسوار	تو بھاگے سامنے سے نجم و سیارا

امیر کشور گیر مسجد کر پاس سے پہلوانان باتوقیر در دولت شہنشاہ عالمگیر پر حاضر ہوئے اول سامان
جلوس محل سے پیدا ہوا پھر شاہ کشورستان کا تخت ہویدا ہوا سب نے مجرا تسلیم کی سواری جناب عالی کی
جانب میدان معاف چلی سپاہ کثیر پہلے ہی جا چکی تھی منجلو کا تیکھا پن گاستان شجاعت مین مشوقون کا نیا
غصہ کرنیکا جو بن گھوڑونکے سمونکی آواز طراردن کا نیا انداز دیکھکر جنگ کنجر قتار سال ہو لا تھا بانع جرأت
و جلادت پھلا پھولا تھا تھا رونکا بجبا فقیبون کا خوش الحانی سے ثابت کرتا تھا دل کا چمن تھور مین

تشنہ بخی کرنا ظاہر تھا غرضکہ وہ سامان حد قیاس سے باہر تھا کہ بیت وہ لشکر تھا یا سیل بحر فنا کہ دم بھر
مین دریاے خون دے بہا وہ حاصل مرام دست قتال مین پہونچکر تخت شاہی تلے بہ من لشکر کے قلب
صف میمنہ و میسرہ وغیرہ کمپنین بہادر ونکا پرا جا یہ سان کو بیلہ اردبنی ہموار کیا سقون نے چھڑکاؤ
سے گرد و غبار بٹھاکر آئینہ سان جنگل بنادیا دوسری جانب لشکر لقا نے اگر صفوف حرب کو درست کیا
مگر پہلوان لڑنے نہ آیا اسوجہ سے کہ اونے رات کو اپنی حفاظت کے لیے یہ حکم کردیا تھا کہ جو کوئی بارگاہ
مین آئے بیہوش ہوجاے اور رات بھر بیہوش رہے صبح کو جو مین اونھون اوسکو گرفتار کرلون چنانچہ ایسا ہی ا
کہ چالاک و ابوالفتح وہان جاکر بیہوش ہوئے جب یہ صبح کو سوکر اوٹھا دیکھا وہ عیار سامنے پڑے ہین
خوش ہوکر گرفتار کرنے اوٹھا مگر جب قریب انکے اونھون نے کمند لگا رکھی ہے وہ کمند اوچھلکر گردن و کمر
دست پا مین اوبھی اونسے جکڑ اونکا حصہ جو کیا ملتے جھٹکا کھاکر بیہوش ہوگئے یہ گرا اوسیارا گھبرایا کہ سحر بھی
بھولا ادھر ان دونون عیارونکو ہوش آگیا اسلیے کہ سحر اونسے یہی کیا تھا کہ جو آئے وہ رات بھر بیہوش
سبے صبح کو ہوشیار ہوجا کیونکہ صبح کو تو کچھ ضرورت حفاظت کی نہین مین خود ہوشیار و بیدار ہونگا
فی الجملہ عیار جو ہوشیار تھے ساحر کو کمند مین پھنسے دیکھکر ایسے خوش ہوئے کہ جلب بیہوشی مارکر اوسکو
بیہوش بھی نکیا یو سینہ کاندھے پر لادکر سرایچہ بارگاہ پہاڑ کر بھاگے وہ ساحر گھبراہٹ مین سحر کرنا بھولا
اور سچہ بیہوش کرنا چنانچہ جب یہ لیکر بھاگے تو اونسے چیخنا شروع کیا کہ اے افسران لشکر میرے دوڑو ہاے دوڑو اسلحہ
سامری کا مجکو چھڑاؤ ہاے مین پھنسا یا رمیری جان گئی لوگون نے سمجھ پکڑے لیے جاتے ہین کہ بت ملازم سیر کہان
گئی خدا سمجھے حرامی مرگئے شاگرد میرے مارگئے اسوقت کیون نہین آتے یہ غلغلہ سنکر ملازم اوسکے دوڑے ہر چند کہ لشکر کے
پاندے ملازم دشت نبرد تھا مگر جب ہر سہ دوڑے اسیطرف شاگرد بھی اونکے چلے عیار سمجھے کہ لے نہ جاسکے
ورگھبراؤگے یہ سمجھکر اسیطرح کمند مین لپٹا ہوا اوسکو کاندھے سے زمین پر ٹپک کر بھاگے ملازم جو پیچھے
دوڑے آتے تھے وہ بھی عیارونکے تعصب مین نہ گئے اپنے مالک کو اوٹھایا عیار بھاگ کر دور نکل گئے
اونسے اونکے ٹپکنے سے چوٹ بہت کھائی لیکن فرط غصہ سے اوس چوٹ کو خیال مین نہ لایا اور بارگاہ
مین ملازمون سے کہا مجھے اوٹھا لیچلو وہ اوسکو بارگاہ مین لائے اونسے کمند کے حلقے چھڑانا چاہے
مگر جتنا اونکو چھڑایا اتنا ہی وہ زیادہ اوسچے اوسوقت اونسے چاہا کہ سحر سے کمند جلادون لیکن میدان
رزم مین جب عرصہ گذرا اور یہ نہ آیا تو سنجتیارک اسکے خیمہ کی طرف بہر خبر چلا راہ مین چالاک اپنے لشکر

کی طرف جاتا اور سکو دیکھکر پکارا کہ ملک جی عشق اللہ ہی نجمتیارک نے ایک فقیر کو تہمد باندھے سیلی تاگے سے درست دیکھا پہچانا کہ چالاک ہوگا ہوا کہ مرشد زادے تسلیم عرض کرتا ہون اسنے کہا کہ بچا کمند فقیر کی پہلوان پاس ہی خبردار رہنا نجمتیارک نے کہا آپکی امانت غلام حاضر کریگا یہ کہکر خیمۂ پہلوان مین آیا کمند جلایا چاہتا تھا کہ اسنے اوسکے جلتے کھولے اور کہا بڑا غضب ہوتا جو کمند جلجاتی مرشد زادی راہ مین ملے تھا کیسے گرگئے مین ہمسے آکر لینگے یہ کہکر کمند لیکر چلا پہلوان کو اور زیادہ غصہ آیا اسلحہ آج ساتھ جسم پر لگا کر مرکب پر سوار ہوکر اپنے خاکر دون کو بعد کر و فر میدان رزم مین آیا یہان تمام بہادر گھبرا رہے تھے کہ دن چڑھ آیا ہوا اور کوئی لڑنے کو نہین نکلتا ہو کہ یہ آکر پہونچا اور اپنے خداوند سے اجازت لیکر وسط میدان مین پہونچکر تیسنپ ان ہوا کہ اے فرقہ اسلامیان تم مین سے جسکا جی چاہے وہ آئے میرے سامنے لشکر اسلام سے دست راستی اور دست چپی سردار یکے بعد دیگرے نکلے لگے مگر جو اسکے سامنے آیا اسنے تلوار کا وار کیا بہادر نے تلوار اوسکی روکر کے شمشیر لگائی اسنے سر سامنے کر دیا تلوار سر پر پھر کر اوچٹ گئی پھر اسنے تیغ لگا کر زخمی کر دیا اور جھپٹکر گرفتار کر لیا کئی سردار زخمی ہوکر مقید ہو چکے تھے اور امیر لڑنے آیا چاہتے تھے کہ صحرا کی طرف سے بگولہ گرد کا اٹھا اور شاپور عیار دوڑتا ہوا آیا سب حیران ہوئے کہ دیکھین یہ کیا پیام لایا ہے سب نے دیکھا کہ اوسنے دو گھوڑے لشکر سے لیے اور سرداران ایرج سے ایسا کچھ کہا کہ وہ سب صحرا کی طرف چلے ایک لمحہ نگذرا تھا کہ جنگل کی جانب سے پھر گرد اڑی اور شہزادہ ایرج و ناہید کی سواری پیدا ہوئی کہ آگے آگے شہزادہ عالی وقار پس پشت تمام سردار آتے ہین بمضمون نظم

سپہر اندران رزمگہ خیرہ شد	ز گرد سپہ چشمہا تیرہ شد
بلشکر گہ آمد دو شاہ جوان	ہمہ بر کف خود نہادہ روان ؛
درفشش درخشان بسر بر ہمائے	یکے پیکرش شیر و دیگر ہمائے
ہوا شد ز گرد سپہ آبنوس	ز نالیدن بوق و آوائے کوس
تو گفتی کہ دریا بجوش شد ہمی	ہنگ اندرون خون خروشد ہمی

اسکی آمد دیکھکر امیر تامل تدبیر رہے لڑنے نہ گئے اور ایرج نے قریب پہنچکر بادشاہ کو تسلیم کی اور مرکب اوڑا کر شاہ کے پہلو مین کے پہونچکر نجاد ریاری گھوڑا اوسکا پس پا ہوا اوسنے رانون مین مرکب اوسکے بڑھایا مگر نجمتیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند کچھ نوے کے تیور تیرے نظر آتے ہین

نزدیک طبل امان بجوا دینا بہتر ہی ورنہ بھاگتے راستہ نہ ملیگا لقا نے کہا ہی شیطان تو جبتک مارا نہیں
پہلوان بیقدرت ہی سیکو مار لیگا یہ کہہ رہا تھا کہ وہان پہلوان نے شہزادہ پر تلوار لگائی شہزادے نے
وار اوسکا خالی دیا اور وہی تیغہ جو بلخ جنگل جادو سے پایا تھا کھینچکر علم کیا ساحر نے جو اوسکی چمک دیکھی
دل اوسکا ایسا خائف ہوا کہ سپر چہرے کی بناکر کے سخر پڑھنے لگا مگر نہ سحر نے تاثیر کی نہ سپر آڑے آئی
تلوار شہزادے کی سپر کو کاٹکر خود و دبلغہ زرہ و جیغہ سے گذر کر کاٹہ سرین در آئی اور سر سے سراسر
کلہ چیرہ تراش کر حرامی گردن سے آب زندگی گراتی ہوئی صندوق سینہ سے متاع جان غارت کر کے
شکم کے اوجھ جھوجھ لوکا ٹکڑا خانہ زین پر آئی مختصر یہ کہ تنگ مرکب سے نکلکر راکب مرکب چار پکالے ہوکر
گرے تجتیارک یہ ضرب دیکھکر ہاتھی پر کھڑا ہو گیا اور لشکر اسلام سے پہلے اوسی نے تکبیر کہی شاگردان
ساحر غلغلہ اپنے اوستاد کے مرنے کا سنکر سحر پڑھنے لینا کہکر شہزادے پر آگ پتھر برسانے لگے ایک
طرف سے لقا نے فوج کو للکارا دریا لشکر اُمڈکر چلا اسطرف سے بادشاہ اسلام نے حملہ کا حکم دیا دو لشکر
باہم لگے شمشیر زنی آغاز ہوئی ہوا کا مزاج مکدر ہوا روز سیاہ دشمنوں نے دیکھا تو ہار برسنے لگا تلوار
کی چمک سے دریائے آہن لہریں مارتا نظر آتا تھا اس لڑائی میں طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ سردار جنکو
پہلوان گرفتار کر لیگیا تھا مثل توبرج و دارا بے غیرہ کے وہ ایک خیمہ میں قید تھے پہلوان کے
مرنے سے سحر انپر سے جاتا رہا وہ سب چھوٹ کر جو نکلے ہنگامہ کارزار گرم دیکھکر جو لشکر کہ پڑاؤ پر تھا اُس سے
لڑنے لگے اور ایک آدھ دربان زندان کو مار کر اسلحہ لیکر آفت برپا کر دی پڑاؤ پر سے لوگ بھاگے سردار
عقب میں اُنکے چلے اور لشکر کفار کی پشت پر آگر شمشیر زنی آغاز کی اور زیادہ لشکر لقا میں ہلچل پڑگئی
اوسپر طرہ یہ اور ہوا کہ لشکر نامبد بو ہمراہ لقا لڑنے آیا تھا اوسنے جو اپنے افسر و مالک کو شریک مسلمانان
دیکھا سمجھکر کہ مالک ہمارا لقا سے ملنا چاہتا ہی پس وہ سب لشکر بھی فوج خداوند سے لڑنے لگا القصہ چار
طرف سے لشکر لقا گھر گیا اور یہ حال ہوا کہ ابیات

گرو ہے بکندہ در دن پر ز خون	دگر سر بریدہ تنے غرقہ نگون
ہمہ دشت مغز و جگر بود و دل	ہمہ نعل اسپان ز خون پر ز گل
ز افگندہ گیتی بر آن گونہ گشت	کہ کرگس نیارست بر سر گذشت
ز باد و ز خورشید و شمشیر تیز	نہ آرام دید زرہ و گریز

زرزخم تیرزرین و گرپال و تیغ		زدریا برآمد یکے شرخ میغ	

لشکر پر بسبب تلوار مذکور کے سونکرتا تھا شہزادہ صف لشکر ساحران مین در آیا تھا ایک طرف سے امیر کشور گیر نے اسم اعظم پڑھکر اثر ساحری شایا تھا دم بھر مین لاشون کا انبار کردیا کاج ہستی ساحران مسمار کردیا جنگل کشتون سے بھر گیا ملک لاشون کا اپنا کر گیا خلاصہ یہ کہ لشکر درہم و برہم کرکے قریب فیل چپر تخت لقا تھا پہونچا اور مرکب اپنا رانون مین سلا چار طرف سے تیغ و نیزہ شہزادہ پر پڑنے لگے مگر مرکب ران کی گرمی پاکر اوٹھا اور ہاتھی کی مشک پر پہونچا دونون تا بین اگلی ہودج لقا پر رکھین علمدار علم کو جلوہ دے رہا تھا اونے تلوار ماری اور فیلبان نے آنکس ماراشہزادہ نے بائین ہاتھ سے اوچھر پر کی فیلبان کو ماری کہ وہ لوہا تھی کے نیچے گرا اور علمدار کی تلوار اپنی تلوار پر گانٹھ کر اپنا وار کیا تیغہ خون چکان اس زور سے مارا کہ بین علم و علمدار کٹ کر تیغہ ہودج پر آیا اور اوسکو سا تھ کر ہاتھی کے بھسوندے پر بھرا تلوار پکڑے کھڑا اڈا تھا تھا کہ ای بنیرہ قدرت کیا کرتا ہی اور بندہ بے ادب خبردار قدرت سے گستاخی نکرنا ہین تو قدرت سنگ سیاہ کا کردینگے شہزادے نے بعد قتل علمدار نعرۂ اللہ اکبر بلند کرکے تیغ علم کی اور فرمایا کہ ای مشرک خدا کے گذارم کہ از دست من جان بسلامت بری چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے سنجیار کے نے کمر پکڑ کر لقا کو کھینچا اور ہاتھی کے نیچے گرا کر آپ بھی کودا لقا پکارا کہ ای شیطان سرین قدرت مین چوٹ بہت آئی شیطان نے کہا کہ ناپاے داری بگریز آخر اوسی چوٹ مین جسطرح بنا اوشکر بھاگا شہزادہ بھی فیل پر سے مرکب اوڑا کر زمین پر آیا اور تعاقب مین چلا لیکن کوہی اور تمام فسران لشکر لقا نے مرنا گوارا کیا اپنے خداوند پر ٹوٹ پڑے سدراہ لشکر اسلام ہوئے شہزادہ نے اگر کمیدان کو مار کر پلٹن کو بھگا دیا رسالہ بیچ مین آگیا تلوار گھمسان کی چلنے لگی وہ رن پڑا کہ کبھی ترک تلک نہ دیدہ مریخ نے بھی یہ ہنگامہ نہ دیکھا ہوگا آخر لشکر لقا تاب جنگ نہ لایا علم فوج سرنگون ہو چکا تھا افسر قتل ہوئے تھے سپاہ نے سر مار کے پاؤن اوٹھ گئے اہل اسلام تلوارین مارتے غازیان خونخوار خون چہرہ پہلے ہیبت ناک صورتین بنائے پیچھے چلے ہوکر خونخوار ہوا بغیر کلمہ پڑھوائے امان نہ دی خون کا دریا بہا دیا زیر تیغ کیا پھر لوٹ کر آگ خیام کفارین لگادی لقا بھاگ داخل قلعہ عقیق کوہ ہوا ہزارہا کافر واصل جہنم ہوا اور قلعہ بند کرکے توپ ماری مجاہدین ظفر کے کہ اب دشمن محصور ہوا اگر چند روز مین جمعیت بہم پہونچا کر پھر باہر نکلا اور لڑا تو خیر ورنہ قلعہ پر حملہ کرینگے اور اس گھروندے کو ناپودنین

ایک کمان سحر اُسکے پاس ہی کہ شاہ جادوان نے اُسکو دی ہی تاثیر اُسکی یہ ہی کہ صاحب کمان جو نشانہ لگائے
نشانہ خطا نکرے اور کوئی حربہ بھی اُسکے جسم پر اثر پذیر نہو کوئی ساحر اور غیر ساحر اُسکو زیر نکر سکے نہ وہ کسیکے ہاتھ
سے مارا جائے چنانچہ دریا خون روان کے کنارے صحرائے پر فزا اور معمور از طائران دچار پایان ہی اثر درجو اس مقام پر اُترا
جنگل کی کیفیت دیکھکر سر انجام بارگاہ کے واسطے اٹھوا دیے اور وہی کمان عطیۂ شاہ طلسم لیکر طایران پر نشانہ لگانے لگا
لشکر مین اُسکے بازار کھل گئی چہل پہل شروع ہوئی یہان تو یہ ہنگامہ ہو رہا ہی مگر لشکر صرخ سے یار تو ہر وقت
صحرا و لشکر حیرت مین پھرا ہی کرتے ہین اُنمین سے قران کہ ہر وقت جنگل مین رہتا ہی پھرتا ہوا اُسطرف
آنکلا ایک لشکر کثیر اُترے دیکھکر دو ایک لشکری سے حال پوچھا کیفیت اثر درکی معلوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم نے
اُسکو بمقابلہ صرخ بھیجا ہی پس جا بجا برانگیختہ دل سے سوچا کہ بادشاہ طلسم نے اُسکو زبردست جانکر بھیجا ہوگا
یہ جاکر ضرور فساد کریگا لازم ہی کہ ہمین اسکا کام تمام کردن یہ تجویز کرکے تنہائی مین آیا اور بصورت ساحر مہیب
بنکر تیار ہوا سانپ بہت سے جسم مین لپیٹے ترسول ہاتھ مین لیا ترکش مثل دم طاؤس مدور سے لٹکا کر کمان ہاتھ
مین لیکر شکار کھیلتا یہ بھی جانب بارگاہ اثر درچلا جب سامنے اُسکے پہونچا سلام کیا اُسنے باشارہ پاس بلا کر
مزاج پرسی کی اور پوچھا کہ آپ اپنی کیفیت بیان فرمائیے کہ کون ہین و دولتسرائے جناب کہان ہی اُسنے
جواب دیا کہ اس پہاڑ کے اُسطرف جو سامنے دکھائی دیتا ہی مسکن میرا ہی نام پریسامری کو لوگ کہتے اکیلا بیٹھ
رہا ہون مین نے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم کے مصاحب مالک قلعہ اثر درین یہان تشریف لائے ہین مجکو محبت
غائبانہ ہوئی دلمین آیا کہ چلکر ملازمت حاصل کرون پس حاضر خدمت ہوا ہون اُسنے کہا آپنے کرم کیا جو
سرفراز فرمایا آیئے بیٹھیے یہ کہکر اوٹھا اور برابر اپنے ہاتھ پکڑ کر بٹھالیا اور کمان ہاتھ مین دیکھکر کہا ہمارے
آپکو بھی شوق ہی اُسنے کہا جی ہمین شوق کیا ہی کبھی لڑکپنے مین یہ کھیل کھیلا تھا وہی دھن اب تک ہی اُسنے
فرمایش کی کہ دو ایک نشانے تو لگائیے قران نے دو ایک طائر کو تیر سے صید کیا اور قدرت قادر کو دیکھا
کہ جو نشانہ لگایا پورا اُترا اُسنے از حد تعریف کی کہ اس کمان سے ایسا نشانہ لگانا آپ ہی کا کام تھا قران نے
سلام کرکے اور نشانے لگائے اور پوچھا کہ یہ آپنے کیا کہا کہ اس کمان سے نشانہ اُڑانا آپ ہی کا کام تھا کیا اسکی
حضرت آپ ملاحظہ کرین یہ کمان کیسی ہی کوئی ایسمین عیب نہین ہی اسطرح کی کمان تو شہر چاچ مین بھی ملنا ممکن
نہین اُسنے کہا کہ اس راہ سے مین نے نہین کہا کہ کمان آپ کی بُری ہی بلکہ اسمین اور کچھ بھید ہی اُسنے کہا فرمائیے تو
ناچیز وہ بھید کیا ہی وہ گویا ہوا کہ وہ راز قابل کہنے کے نہین قران مصر ہوا کہ مین پوچھونگا ضرور

داخل لشکر اسلام ہوا اور سیر بازارون کی کرتا ہر ایک سردار کی بارگاہ کو دیکھتا قریب بارگاہ ایرج پہونچا اور خدمتگارون مین ملکر شہر ارہا جب شہزادہ مذکور دربار سے اکر استراحت فرما لے بارگاہ ہوا خدمتگار چپی کرنیکے لیے بلائے گئے عیار سلور بھی انمین شریک ہوکر اندر آیا مگر شاپور عیار شہزادے نے ہر ایک خدمتگار کو بنظر غور دیکھا اس عیار کو نیا آدمی دیکھکر چاہا کہ گرفتار کرلے مگر وہ بھی نظر اُسکی پہچان گیا اور سرانچہ فراکر بھاگا لیکن کہتا گیا کہ خبردار رہنا مین گلگون عیار ہون آج ایرج کو پکڑ لیجاؤنگا یہ کہکر چلا گیا یہان انتظام ہونے لگا شاپور دربارگاہ پر پہرا دینے لگا خدمتگار منتخب کرکے بہر خدمت اندر بھیجے روند سے جاکر اطلاع کی لشکر شہزادہ گرد بارگاہ پھرنے لگا شہزادہ بھی باوجود این ہمہ ہوشیاری پلنگ آرام فرما تو ہوا مگر جاگتا رہا کتاب تواریخ لیکے دیکھنے لگا ادھر گلگون جو دعوی کرکے گیا تو لشکر اسلام سے باہر نکلا صورت بدلے مکر مین پھرنے لگا اتفاقاً ایک فراش ملازم ایرج کسی کام کو بیرون لشکر گیا تھا پھرا ہوا اپنی نوکری پر آتا تھا اُسنے اوسکو رستہ کا پہلے تو بہت جھک کر سلام کیا پھر کہا کہ میرے ساتھ ذرا ادھر آیئے دیکھیے تو یہان کیا نقشہ ہے فراش بیچارا اُسکے کہنے پر حیران ہوکے اسیطرف آیا جہان اُسنے بتایا وہ مقام گوشے کا تھا اُسنے وہان آکر جاب اُسکے منہ پر مار کر بیہوش کردیا اور اوسکا پیرہن لیکر فتیلہ عیاری جلاکر آئینہ سامنے رکھکر اوسکی ایسی صورت بنکر لباس اوسکا پہنکر چلا فراش کو وہین چھوڑا اور دربارگاہ پر آیا شاپور نے پوچھا کہ میان درگاہی کہان گئے تھے اُسنے کہا کہ غلام لشکر مین کچھ سودا لینے گیا تھا یہان غلغلہ سنائی دیا دوڑا کچھ لیا بھی نہین شاپور سمجھا کہ سچ کہتا ہے یہ سمجھکر چپ ہورہا اور یہ اندر بارگاہ کے شمعون کے گل لینے اور روشنی تیز کرنے کو گیا یہان دیکھا تو شہزادہ بھی بیدار ہے سمجھا کہ یہ لوگ بڑے ہوشیار ہین بھپھیلین یہ سوچکر شمعون پر بیہوشی ڈالنے لگا فرش کا جھول مٹانے کا حیلہ کرکے خاک بیہوشی سب طرف پھیلادی سرہانے شاہزادے کے آکر بیہوشی سنگھانے لگا اور تکیون مین بیہوشی کا عطر جو ہاتھ مین پہر رکھا تھا قابو پاکر لگانے لگا شہزادہ کچھ اوسکی حرکتین دیکھکر متحیر ہوا اور بنظر غور جو دیکھا کچھ شبہہ کرکے سمجھا کہ اوسکو گرفتار کرلو اگر فراش ہوگا رہا کردینا ورنہ مار ڈالنا یہ سمجھکر بچا رکھا کہ یہ مجھے پہچان گیا یہ سمجھکر وہین سے غلطکہ مارا ہی وہین بارگاہ مین آگر سرانچہ فراکر بھاگا یہان شہزادے کے لیسا کتے سے شاپور اوٹھکر دوڑا اور شہزادہ اوٹھکر دوڑا اور پکارا کہ اے شاپور سرانچہ عیار بھاگ گیا ہے ادھر نہ آؤ اوسیطرف گھیرو شاپور اوسی جانب دوڑا اور بارگاہ مین دھوان اور غبار بیہوشی پھیلا ہوا تھا شہزادے نے خدمتگارونکے بیہوش

ہوگیا اور بسبب غلغلہ کے جو دوڑا وہ خیمہ کے باہر ہی دوڑا اور غضب عیار چالاک شہزادہ بہوتس
بڑا لشکر شاپور جو پیچھے دوڑا گلگون جست وخیز کرتا ہوا کنارے لشکر کے اوسکو لایا وہان شاگرد کو
اپنے صورت اپنی بناکر ٹھہر آیا تھا اور یہی کہہ آیا تھا کہ جب میرے تعقب مین کوئی آئے تو میرا نعرہ کرکے
کودنے لگنا شاگرد نے یہی کیا کہ اوستاد کو آتے دیکھکر آگے بڑھا یا اوستاد تو نکل گیا اور اوسنے نعرہ کیا کہ باش
اوناعیار کہان آتا ہی کیا مین تجھ سے کچھ پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر پنجہ کھینچکر لڑنے لگا شاپور اور وہ دونون
مصروف جنگ ہوئے اور گلگون نے مہلت پائی فوراً صورت اپنی مثل صورت شاپور بنائی اور پھر داخل
لشکر ہوا جسنے دیکھا جانا کہ عیار بچگیا یہ پھر آیا ہی غرضکہ کوئی مزاحم نہوا اور یہ بارگاہ شہزادہ موصوف مین آیا دیکھا
تو یہان شہزادہ مع خدمتگاران بیہوش ہی اسنے خوش ہوکر چادر عیاری بچھائی اور ساتون ملقونے کمند کے
گولا مارکے پشتارہ کاندھے پر رکھا اور سرا بچہ چاک کرکے نکلا نصف راہ لشکر کی ملے کی ہوگی کہ ادہر
شاپور کو شاگرد سے اُسکے لڑتے مین خیال آیا کہ ایسا نہو وہ عیار کسیکو اپنی صورت بناکر مجھے بھڑا گیا ہو اور آپ
چالاکی کام کرتا ہو یہ سمجھکر سانے سے اوسکے بھاگا اور بارگاہ شہزادہ کی طرف چلا راہ مین گلگون کو
پشتارہ بدوش جاتے دیکھا کہ میری صورت بنا ہوا کوئی پشتارہ لیے جاتا ہی اسنے پہچانکر للکارا وہ بھاگا
اور یہ پیچھے چلا یہانتک کہ لشکر سے نکل کر وہ جنگل مین آیا کہ اُسنے جالیا اور پنجہ کھچا آپس مین دونون
گتھ گئے لڑتے لڑتے وہ پیچھے ہٹا اور یہ اوسکو دباتا چلا یہانتک کہ وہ اوسی غار پر آیا جان گیا عیار
کو تبدیل ایسرج بناکر پشتارہ مین باندھ کر رکھ آیا تھا غرضکہ جب غار پر آیا اوس غار مین کود گیا اور پشتارہ
شہزادہ کا وہین رکھا پشتارہ گلگون کے کاندھے پر لادکر ٹھہرا تھا کہ شاپور نے چاہا مین غار مین پھاند
چاؤن اُسنے کمند کے حلقے لگائے شاپور سمجھا کہ تم پھاندے اور پھنسنے لازم ہی کہ اُسکو رستہ دیتا کہ نکل
آگے یہ سمجھکر پیچھے ہٹ گیا اوسنے اُسکے ہٹنے سے جست کی اور سر غار پر آیا شاپور نے پھر جاکر گھیر لیا اُسنے
وہ ایک حلقہ دیکھکے آخر پشتارہ دوش سے اوتار کر رکھدیا اور لڑنے لگا شاپور نے اوسکو ایسی چھکائی
دی کہ وہ تو ادہر آگیا جدہر شاپور تھا اور سا پور رجانب پشتارہ ہوگیا اور جلدی سے اپنا
شہزادہ سمجھکر پشتارہ اوٹھاکر لایا اوسنے تلوارین مارنا شروع کین مگر شاپور نے پشتارہ پھوڑا اور
سمجھا کہ پشتارہ پر ایسا نہو کچھ [illegible] آجاے کوئی اُسکا شاگرد آکر دست انداز ہو اس سے متنبہ ہوکر
لڑتا ہوا [illegible] اسلام بھاگا اوسنے بھی طرح دی یہ تو نکل گیا اور اُسنے غار مین

سے پشتارہ لیرج کو لیکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام اپنے لشکر مین پہونچا رات زیادہ ہوگئی تھی
حاجیان قلعہ اُسکے منتظر تھے اونھون نے بعد دریافت حالات شناخت کرکے دروازہ کھولا یہ داخل
قلعہ ہوا لقا باغ مینا مین آرام پذیر تھا ناچار یہ پنجہ مین شہزادے کو لایا اور رات تک بحفاظت تمام رکھا
سرکاکش دہر گنبد گہکشان کو صحرائے افلاک سے آفتاب کا کھر پالیکر چھپالا وگلیم شب مین لپیٹ کر گیتھری یا ندھی کہ بجوچیلنگم

کہ جب اوٹھا زمین سے سایۂ شب	نظم آیا جمال صبح طلب
چھپے رستے ہوئے ظاہر ہر ایک سو	اوڑے طائر گھر سے صحرا مین آہو

ہنگام سحر لقا دار الحمائۂ قلعہ مین آکر تخت نشین ہوا سب سردار اور مطیع اوسکے حاضر ہوکر اپنی اپنی
جگہہ پر قیام پذیر ہوئے آسوخت گلاون نے قید کہن ہزارمن کی جسم انور ایرج نامور کو پنجہ کر دربار
کا راستہ لیا شہزادہ کو بس عوادے پڑا لکر ہمراہ لایا جب شہزادہ سامنے اوس ہرمد لینے لقا کے پہونچا بجگو
خدا پرستان بچارا کہ سلام میرا اس مجلس مین خدائے لاشریک کے ماننے والے پر ہو لقا اس نہیب کو سنکر کڑکا
کہ او بندۂ بے ادب نوا سنۂ قدرت سجدہ کر یا بدولت کو شہزادے نے فرمایا کہ مین بجز اور تیرے سجدہ کرنے
والون پر لعنت کرتا ہون اور شرک خدا نا چار ہون کہ اسوقت دسترس میرا نہین ورنہ زبان تیری گدی سے
کھینچ لیتا اوسنے ان کلمات کو سنکر حکم قتل شہزادہ دیا بلکہ بخوف اُسکے کہ کوئی عیار اسکو چھڑا نہ لیجائے ایک
سردار سے کہا کہ تو اوٹھکر سر کاٹ لے جلاد کے بلانے مین عرصہ ہوگا وہ سردار تلوار لیکر اوٹھا اور
شہزادے کو یقین اپنی مرگ کا ہوا پس درگاہ احکم الحاکمین مین رجوع قلب سے پکارا کہ نظم

مجھے امید کب ہے بخت بد سے	کہ فرصت پاؤن اس نقض وجد سے
ہزار دن شکر احسان خداوند	کہ وہ کرتا ہے غمگینون کو خرسند
عجب کیا ہے کہ چھوٹون اس بلا سے	مجھے امید رحمت ہے خدا سے
الٰہی دلکو میرے شاد کردے	مجھے اس قید سے آزاد کردے

نیز دعا نشانۂ اجابت پر بیٹھا یعنی ہلکارے دوڑے ہوئے آکر میرا گاہ پر ٹھہرے اور کافر نے کافر کو
پیغام دیکر عرض کی کہ شراب خوار کوہی حاکم قلعۂ سیاہ کوہ چالیس ہزار کوسون سے بہر امداد خداوند گیا
تھا یہ خبر سنکر لقا نے حکم دیا کہ ابھی قتل مجرم موقوف رکھو اور نجتیارک کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائے شہزادہ
اسیطرح مقید بطوق وسلاسل سامنے حاضر ہوا اور نجتیارک مع چند سردار کے پیشوائی کو چلا

یہان تو یہ ماجرا گذرا مگر شاپور جو پشتارہ گھسیارہ کا ایرج کا پشارہ سمجھکر لیگیا تھا اُسنے بارگاہ مین
دونسکو کھولا اور گھسیارہ کو ہوشیار کیا گھسیارہ نے بلا کر بیہوش کر کے ایرج بنایا تھا کچھ جادو
تو بیان اُس سے کیا نہ تھا جو وہ اپنے تئین شہزادہ بتاتا مگر جسوقت آنکھ کھلتے ہی اپنے چارطرف کچھ ڈھونڈھنے
لگا شاپور نے پوچھا کہ کیا ڈھونڈھتے ہو اُسنے کہا گستہان میری کمر مین کھر بار رکھا تھا اوسکو ڈھونڈھتا ہون
آپ نے پایا ہو تو بتا دیجیے شاپور نے اِن باتون سے جانا کہ یہ گھسیارہ ہی بہت نادم ہوا کہ تو نے سخت دھوکا
کھایا اب شہزادی کو بلکر جھڑایہ سو جکر گھسیارہ کو نکالدیا اور آپ پھر روانہ ہوا از بسکہ رات کو در قلعہ بند
اُسنے ہزار دن تدبیرین کین مگر اندر نجا سکا ٹھہرا رہا جب صبح کو دروازہ کھلا اور نجتیارک پیشوائی کو
نکلا یہ بھی اُسکے ساتھ چلا اُسنے جاکر شراب خوار سے ملاقات کی لشکر اوسکا ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوا شاپور
بھی صورت بدلے اُسکے ہمراہ لشکر مین ملکر قلعہ مین آیا لشکر اوسکا ایک مقام پر اوترا فوج کی چھاؤنی کے
قریب خیمہ استادہ ہو گئے اور شراب خوار سامنے خداوند کے آیا شاپور بھی خدمتگاردن مین ملکر سامنے
آیا یہان اپنے شہزادے کو معلق و مسلسل بیٹھے دیکھا فکر رہائی کرنے لگا اور شراب خوار نے خداوند کو سجدہ
کیا نذر دی وغیرہ پر بیٹھا اور شہزادے کو اُسنے بھی دیکھا خداوند سے پوچھا کہ یہ کون خاطی ہے لقا کچھ کہنے پایا تھا
کہ ملک نجتیارک بولا کہ اے عالیجاہ مجھ سے سنیے یہ نواسے خداوند کے اور پروتے حمزہ کے ہین انکی بہن کو
چوتا حمزہ کا نکال لیگیا تھا اُسنے یہ کچھ پیدا ہوا ہے جو خداوند کیا اگر خداوند کے باپ کو اگر پاتے تو مارے غیظ
کے مکر سب حال لڑائی کا تا گرفتار ہونے شہزادے کے بیان کیا شراب خوار جب مابرائن چکا دل سے
سوچا کہ یہ کیسا مسخرا خداوند ہے جو اپنا حفظ ناموس نہ کر سکا بہن کو قبضہ دشمنان مین جانے دیا اور رایا اپنے پیچھے
سے سجدہ نہین کرا سکتا یہ سمجھکر دلمین اوسکے خداوند کی طرف سے فتور آیا مگر ایرج کی طرف مخاطب ہو کر بولا
ہو کہ اے ذوالشہ قدرت ایک تو خداوند سارے عالم کے خداوند سے تیرے نانا مین کو اوسکو سجدہ کیون نہین کرتا
یہ سنا ایرج نے جواب دیا کہ اگر سارے عالم کے خدا مین تو کوئی ایسا پہلوان پیدا کرین کہ مجھکو زیر کرے
جب زیر ہونگا تو اوسکو سجدہ کرونگا شراب خوار نے کہا شرط معقول ہے اور قول تیرا درست ہے مجھکو یہ امر بدل
قبول ہے اچھا اگر مین تجھکو زیر کروان تو اپنی شرط سے بازگشت نکرنا شہزادے نے فرمایا کہ استغفر اللہ
قول دیکر پھر جانا مردونگر دہ صورت میرے تجھپر غالب آئیگا تجھے بھی دین اسلام قبول کرنا ہوگا اُسنے کہا
بہت اچھا یہ شرطین ہوگئین تو لشکر نجتیارک بولا کہ اے شراب خوار تم دونون سے بولو کیا تم مسلمان

ہونے آئے ہوا دشمنے کہا ملکہ جی تم دیکھو تو مین بھی اُنکو زیر کیے لیتا ہون **بختیارک** اوٹھکر ناچنے لگا کہ گویا ہم تمکو استقبال کرکے اسلیے لائے تھے کہ تم ہماری ہی دشمن ہوگے اوکو ہی کیون دیوانہ ہوا ہی اسنے لڑکر کوئی بھی غالب ہوا ہی اُسنے کہا تو جھک مارتا ہی اور اوتھا کہ قید شہزادہ دور کرون شہزادی نے فرمایا کہ ہلوگ ابتک زنجیر قول مین جبتک نام قید کا تھا قید تھے اب جو وقت رہائی آیا ہی تو کچھ تیری ہاکر نیکی ضرورت نہین ہے یہ کہکر خانہ زاد مین آکر چیخ مارا اور اوس قید گران کو بسان رشتۂ خام توڑکر الگ پھینکا **شراب خوار** یہ حال دیکھکر وجد کر گیا اور رزمگل سے کود کر مقابل شہزادہ ہوا شہزادے نے ہاتھ سے ہاتھ ملایا اُسنے پیچ باندھا اُنھون نے توڑ کیا ازبسکہ بارگاہ مین جگہ کم تھی شہزادہ دیر تک لڑنا مناسب نہ سمجھا ایک مقام پر اُسکو پکڑ لایا اور وہ توڑہ کمر بند مین ہاتھ دیکر اُسکو پہلے ہی زور مین اوٹھاکر سر سے بلند کیا اور چاہا کہ زمین پر مارے اُسنے پکار کر کہا کہ ای شہریار امان دیجیے اور شرط اپنی یاد کیجیے شہزادے نے زمین پر اُتار دیا اوسنے قدم پر سر رکھا شہزادہ سر اوسکا سینے سے نہ لگانے پایا تھا کہ **لقا** نے اپنے سردار دشمن کو للکار کر کہا ان بندگان مغضوب کو سر دار لینا لینا کہکر اوٹھے **شراب خوار** تو مسلح دیکھا تھا سنبھلکر حملہ آور ہوا اور شہزادہ ایرج نے جھپٹکر ایک سردار **لقا** کو دبا لیا تلوار اُسکی چھین کر لغزہ رعد آسا بلند کیا اور قتل و قمع کا ہنگامہ بلند ہوا **شاپور** نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دارالعمارۃ سے نکلکر بھاگا اور پہلے لشکر **شراب خوار** مین آکر پکارا کہ ای افسران لشکر مالک تمھارا بارگاہ **لقا** مین لڑ رہا ہی جلد جاؤ ورنہ قتل ہو جائیگا یہ خبر سنکر لشکر جلد جلد تیار ہوا ادھر لشکریان **لقا** و **سلیمان** سے **بختیارک** نے کہلا بھیجا ادھر بھی کمر بندی ہوئی اور یہ دونون لشکر دارالعمارۃ چلے تھے کہ راہ مین سامنے ہو گیا شمشیر ساعقہ خصال کچھی اور باہم جدال آغاز ہوئی قلعہ مین ہلچل پڑ گئی دروازے مکانون کے بند ہو گئے اور دوکاندار دوکانین چھوڑ بھاگے گلیان لاشون سے پٹنے لگین خون کی ندیان بہنے لگین اس ہنگامہ مین **شراب خوار** و ایرج بھی لڑتے ہوئے دارالعمارۃ سے باہر نکلے باہر آکر گھسان کی تلوار چلنے لگی **لقا** بھی سوار ہو اخلنڈ محشر آشکار گلیون مین سر مانند کاسہ گدائی کے ٹھوکرین کھانے لگے بازار اجل گرم ہوا قضا نے دوکان کھولدی ملک الموت جان کا خریدار ہوا پیر و جوان کا بھاؤ ایک ہی کر دیا ترنج جان بہت ارزان تھا اس لڑائی مین **بختیارک** کہ یہ مفسد تو بہت دور کی سوچتا ہے خداوند سے گویا ہوا کہ اب آپکا اس قلعہ سے بھی بھاگنے کا شاید ارادہ ہی کچھ دیر مین در قلعہ پر آکر ہنگامہ مچائیگا اور قلعہ کو خوب اوسکی ایک گھڑی نہ بھتی ہے وہ دم بھر مین پامال کر دیگی

امن بھی ہاتھ سے جائیگی لازم یہ ہو کہ ان دونون کو برستہ دو تا کہ لڑتے ہوئے قلعہ سے نکلجائین بیرون قلعہ انکو گھیر لیگا مضائقہ نہین **لقا** نے یہ سنکر کہا مین ایسی تقریر پہلے ہی کر چکا ہون **نجتیارک** نے افسران لشکر سے جاکر حکم دیا کہ تین طرف سے اونکو گھیرو اور ایک راہ سے انکو بیرون قلعہ جانے دو فوج تین طرف ہوگئی شہزادہ و شرابخوار نے راہ پائی اپنی فوج لیے لڑتے بھڑتے در قلعہ پر آئے یمان کی پلٹن اور نگہبان فوج لنکے آنے سے بھاگ گئی یہ دونون بہادر باہر نکلے اُسوقت شاپور دوڑا اور خدمت امیر مین آکر بعد دعا و ثنا کے خبر جنگ عرض پیرا ہوا امیر حال سنکر مع تمام سرداروں کے اوٹھے لشکر اسلام مین فرمانبجی فوج تیار ہو کر چلی اور در قلعہ پر پہنچکر نعرہ بلند کر کے تمام بہادر گرے اتنے مین ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا کہ رنگ فلک کا بھی جی چھوٹ گیا بہرام چرخ کا ہول دلسے خون ہوا لشکر نے قلعہ کے اندر سے تا بدروازہ لاشونکی سڑک بنادی تھی قصر تن کی عمارت ڈھادی تھی روح سکان جسم بھگادیجاتی اب امیر نے آکر یہ حال دیکھا کہ ابیات

ہمہ کوہ و دریا پُر آدا زگشت	تو گفتی سپہر روان باز گشت
ز خم دو شاہان پرخاش جوئے	ہمی خون و مغز اندر آمد بجوے
ز خشندہ پیکان و پر عقاب	ہمی دامن اندر کشید آفتاب
زمین شد یکسر دریاے خون	سر و دست بد زیر سنگ اندرون

آخر لشکر **لقا** پس پا ہو کر پھر قلعہ مین چلا گیا اور در قلعہ بند کر لیا امیر شہزادہ **ایرج** و شرابخوار کو لیکر مراجعت فرما ہوئے رلومن نذر نثار کر کے ہوئے داخل لشکر ہوئے لشکر اسلام سے ملکر لشکر شرابخوار اوترا اور اوسکو امیر سلامے اسلام کے لائے اُسنے مجرا کر کے نذر دی خلعت معافی ملک نوازا و لشکر عنایت ہوا اور کلمہ پڑھ لیا یہ اسلام بصدق دل لایا حضرت **ایرج** ذوالکل دست چپ مین بچھا بیرون چہل ستون قریب ناہید بیٹھا شاہ نے عوض نام شرابخوار اسکو خطاب شہسوار کوہی کا دیا بارگاہ اسکے لیے استادہ ہوئی غرضکہ بحکم شاہ نگارہ شراب و کباب گرم ہوا ناچ ہونے لگا انکو تراب معروف عیش و نشاط رکھے مگر حال اژدر جادو سنیے کہ **بیت** پھر سے پھر عنان سمند قلم ہے تئی داستان اک کردن

پھر رقم ہے جادو طرازان سحر تقریر اسطرح تحریر کرتے ہین کہ اژدر جو بحکم شاہ طلسم لشکر لیکر برے جنگ **مہرخ** نیک سیر روانہ ہوا تھا چنانچہ دریا کے پار پہنچکر دفعتہً اُترکر اُسنے خیمہ کیا اور قاصد ہوا کہ کل کوچ کر کے داخل لشکر **حیرت** ہونگا غرضکہ بارگاہ مین داخل ہوا سر اپنا اُسکے اُٹھوا دیے اور بیٹھکر سیر و شت کرتا جاتا تھا اک

ایک کمان سحر اُسکے پاس ہی کہ شاہ جادو اُنے اُسکو دی ہی تاثیر اُسکی یہ ہی کہ صاحب کمان جو نشانہ لگائے
نشانہ خطا نکرے اور کوئی حربہ بھی اُسکے جسم پر اثر نپذیر ہو کوئی ساحر اور غیر ساحر اُسکو زیر کر سکے نہ وہ کسیکے ہاتھ
سے مارا جائے چنانچہ دریا خون رواں کے کنارے صحرائے پر فزا اور معمور از طائران دچار پایان ہی اژدر جو اس مقام پر اُترا
جنگل کی کیفیت دیکھکر سر اپچہ بارگاہ کے اشہواد ہے اور وہی کمان علیہ شاہ طلسم لیکر پلا پیران پر نشانہ لگانے لگا
لشکر مین اُسکے بازار مکمل گئی چہل پہل شروع ہوئی یہان تو یہ ہنگامہ ہو رہا ہی مگر لشکر صرخ سے یار تو ہر وقت
صحرا و لشکر حیرت مین پہراہی کرتے ہین اُنمین سے قران کہ ہر وقت جنگل مین رہتا ہی پھرتا ہوا اُسطرف
آنکلا ایک لشکر کثیر اُترے دیکھکر دو ایک لشکری سے حال پوچھا کیفیت اژدر کی معلوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم نے
اُسکو بہر مقابلہ صرخ بھیجا ہی پس جا بجا برا لشکر دل سے سوچا کہ بادشاہ طلسم نے اُسکو زبردست جانکر بھیجا ہوگا
یہ جاکر فساد کریگا لازم ہی کہ ہمین اسکا کام تمام کردن یہ تجویز کرکے تنہائی مین آیا اور بصورت ساحر مہیب
جبکر جیار ہوا سانپ بہت سے جسم مین لپیٹے ترسول ہاتھ مین تا ترکش مثل دم طاؤس دوش پر لٹکا کر کمان ہاتھ
مین لیکر شکار کھیلتا یہ بھی جانب بارگاہ اژدر چلا جیسانے اُسکے پہونچا سلام کیا اُسنے باشارہ پاس بلا کر
مزاج پرسی کی اور پوچھا کہ آپ اپنی کیفیت بیان فرمایئے کہ کون ہین و کہان سے آئے جناب کہان ہی اُسنے
جواب دیا کہ اس پہاڑ کے اُسطرف جو سانے دکھائی دیتا ہی مسکن میرا ہی نام پرسامری کہلاتا ہون اکیلا بیٹھ
رہا ہون مین نے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم کے مصاحب مالک قلعہ اژدر یہ یہان تشریف لائے ہین مجکو محبت
نمائیانہ ہوئی دلمین آیا کہ چلکر ملازمت حاصل کرون پس حاضر خدمت ہوا ہون اُسنے کہا آپنے کرم کیا جو
سرفراز فرمایا آیئے بیٹھیے یہ کہکر اوٹھا اور برابر اپنے ہاتھ پکڑ کر بٹھالیا اور کمان ہاتھ مین دیکھکر کہا ہاے
آپکو بھی شوق ہی اُسنے کہا جی ہمین شوق کیا ہی کبھی لڑکپنے مین یہ کھیل کھیلا تھا وہی دھن اب تک ہی اُسنے
فرمایش کی کہ دو ایک نشانے تو لگایئے قران نے دو ایک طائر کو تیر سے صید کیا اور قدرت قادر کو واہ
ہی جو نشانہ لگایا پورا پڑا اُسنے از حد تعریف کی کہا اس کمان سے ایسا سچا نشانہ لگانا آپ ہی کا کام تھا قران نے
سلام کرکے اور نشانے اوڑائے اور پوچھا کہ یہ آپنے کیا کہا کہ اس کمان سے نشانہ اُڑانا آپ ہی کا کام تھا کیا اسکی
حضرت آپ ملاحظہ کرین یہ کمان کیسی ہی کوئی ایسی عیب نہین ہی اسطرح کی کمان تو شہر چاچ مین بھی ملنا ممکن
نہین اُسنے کہا کہ اس راہ سے نہین کہا کہ کمان آپ کی بڑی ہی بلکہ اسمین اور کچھ بھید ہی اُسنے کہا فرمایئے تو
ظہور بھید کیا ہی وہ کہو یا ہوا کہ وہ راز قابل کہنے کے نہین قران مصر ہوا کہ مین پوچھونگا ضرور

اور مجکو آپ کوئی غیر نہ جانئے فرمایئے تو کہ کیا بھید ہی اسنے بد بصد انکار حال اپنی کمان کے تاثیر کا بیان
کیا کہ یہ کمان سحر بند ہی اور جسکے پاس ہوگی وہ ہر طرح کا نشانہ اڑا دیگا اور کیسکے حربے مار
نجا ئیگا یہ کہکر کہا کہ اے برادر مین اسی کے بھروسہ پر لشکر جرار سے لڑنے آیا ہون اگر یہ کمان میرے پاس ہوتی
تو مین ہرگز لڑنے نہ آتا کیونکہ ادھر بھی اب بڑے بڑے زبردست ساحر شریک ہین لیکن میرا کیا کر لینگے
جب مجھپر حربہ کوئی تاثیر نکریگا تو کیونکر وہ مجھے مارینگے بلکہ مین ہی سبکو نشانہ تیر قضا بناؤنگا قمران اسکی گفتگو
سنکر دنگ ہوا کہ بیشک یہ سچ کہتا ہی اگر یہ ہمارے لشکر کے سامنے جائیگا ہدف خدنگ اجل ہر ایک کو کریگا
اور ہمان بھی اسکو بیہوش کرتے یہ مالک کمان تھا مارا نجانا خوب ہوا جو اسنے حال کمان بیان کیا الغرض
بعد کچھ عرصہ کے اس سے رخصت ہوا کہ مین پھر حاضر ہونگا اور علیحدہ آکر جس صورت کا کہ ساحر بنا ہوا تھا اس
دوسری طرح پر شکل تبدیل کرکے ایک آئینہ سفید سامنے چہرے کے لگایا اور آئینہ مسخ پس گردن لگاکر شمع
مع فانوس مین گویا چھپایا کئی ہاتھ مقوے کے بنا کر درست کیے قد زیادہ دراز کر لیا اور جانب دریا
سدھر گیا وہان سے مسخ اسکے لشکر کا کرکے جست وخیز کرتا روانہ ہوا جب قریب بارگاہ اژدر پہونچا اسنے دیکھا کہ
ایک ساحر دریا کی طرف سے آتا ہی سمجھا کہ بادشاہ نے معلوم ہوتا ہی بھیجا ہی یہ سمجھکر ساحر کو متفکر وضع دیکھکر
برائے استقبال اٹھا اور آگے بڑھکر ہاتھ ملایا کہا آیئے تشریف رکھیے اس ساحر نے کہا مین ٹھہرونگا نہین
صرف بادشاہ نے یہ کہلا بھیجا ہی کہ وہ تحفہ جو ہمنے تمھین دیا تھا تاثیر تو اسکی وہی ہی جو ہمنے بیان کی ہی
لیکن اتنا اسمین عیب ہی کہ اگر کسی ساحر زبردست سے سامنا ہوا اور اسنے تیر آتا تمھاری ہی جانب پھیر دیا تو
وہ تیر پھر بغیر تمھارا سینہ توڑے نہ رہیگا کسی سحر سے رکے یہ ناممکن ہی چنانچہ بادشاہ کو بروقت تمھین
رخصت کرنے کے خیال نہ رہا جو مطلع کرتے بعد تمھارے چلے آنیکے مجھے بھیجا ہی اور یہ لوح جواہر کی دی ہی کہ
اسکو گلے مین پہنو اور وہ کمان دیدو اسنے جب یہ مضمون سنا سمجھا کہ ہمکو بادشاہ کے حال کہان کرنی بجا
نہین بیشک یہ فرستادہ شاہ ہی یہ سمجھکر لوح طلب کی قمران نے ایک لوح یاقوت احمر کی منقوش بخط سریانی مرصع
حوالہ کی کشادہ اوسمین گلا تھا کلابتون سے گندھی تھی یہ دیکھکر اژدر بہت خوش ہوا اور کمان تو اسکے
ہاتھ مین تھی ساحر مذکور کے حوالہ کی لوح لیکر اپنے گلے مین پہنی سارے مصر ہوا کہ آیئے بارگاہ مین چلیے اسنے
کہا بادشاہ خفا ہونگے مین ٹھہر نہین سکتا ہون یہ کہکر وہ جا یہ جا کمان لیکر راہی ہوا اور جنگل مین جاکر
نظر سے غائب ہوگیا بعد اسکے جانیکے اژدر نے دوسرے دن کوچ کیا اور قریب لشکر حیرت پہونچا

حیرت کو نامہ شاہ طلسم آچکا تھا کہ اژدر دہان ساحر معزز ہی تمھارے پاس آتا ہی اوسکی عزت کرنا
چنانچہ جب وہ قریب لشکر پہونچا حیرت نے خبر سنکر ساحر پیشوائی کو بھیجے سردار دن نے استقبال کرکے
اُسکو بارگاہ ملکہ مین پہونچایا لشکر اوسکا اوترا اُسنے ملکہ کو نذر دی خلعت پایا پھر اپنی بارگاہ مین آکر
ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوا جب دوسرے دن روزگار غدار و موذی نے مہر مہر آسمان
چہرے چھپنکر صندوقی مغرب مین بند کیا اور اژدر شب نے مار سیاہ ظلمت کو دہن سے نکالا کہ بمقتضاے ایات

گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن	بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن
پھرا مغرب کی جانب شاہ خاور	ہوئے خالی ضیا سے خانۂ دور

شام ہوتے ہی اُسنے حکم نواخت طبل جنگ دیا نفیر سحر کو دم ملا طارکان سحر خبر لیکر بارگاہ صرح مین
آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ بیت کہ خدا ہی کراست تیرا ارشاد ہ آگہی تا قیامت خانہ آباد ہ ایک
جادوگر اژدرجادو نام نے آکر طبل جنگ بمقابلہ لشکر فیروزی الوجود ایا ہی باقی خیریت ہی یہ کہکر طائر مذکور
اوڑ گئے ملکہ موصوف کو سنکر تردد ہوا اور کہا خدا خیر کرے اس موذی پر کسی کا حربہ اثر نہین کرتا ہی پھر
ہمو جب اس قول کے کہ مجھے کوئی نہ مارے تو مین سارے عالم کو مار ڈالون دیکھیے اُسکے ہاتھ سے کیا ضرر
ہمکو پہونچتا ہی در جواب اس گفتگو کے بلور چہار دست سردار ملازم کو کہ بنے عرض کیا کہ ای ملکہ
یہ غلام بہر جانبازی حاضر ہوا ہی میرے نام پر آپ طبل بجوایئے کچھ فکر نفرمایئے دیکھیے تو پردۂ غیب سے کیا ظہور
مین آتا ہی خدا کے مایزرگ ست ملکہ مسطورہ نے حکم نواخت طبل زرمی دیا اور خدا کے فضل پر بھروسا
کیا نفیر دھا بجھم اور ناقوس پھکنے اور بجنے لگے نقارے گڑگڑانے دربار سے سردار اور لشکر خیمون مین آئے
سامان سحر سازی فراہم کیا ہونے لگا ڈنکے اور بانسری بجنے لگی پونین تا نین گئین بیر بلائے گئے ساحرون
صرح نے اُس فرعون منش کے لیے مثل عصاے موسیٰ اژدر تیار کیے بہادرون نے تا دا ین سان پر چڑھائین
زہر مین بجھا یکن شینین لشان تھین انمی دو زبان تھین تو بیان سحر کی بنائی گئین کہ اسکی صدا پر کالے
اپنے لڑاکر حریف کو مارینگے راسو ماش کے بنائے تھے کہ سانپ سے لڑائین گے کسنے پہارا تیار کیا کوئی بدذات خود
اژدر بن بنگیا ہر سمت ناقوس کی صدا تھی شعلۂ اژدر شب شعلہ فشان تھا ہر سمت ایک غیر یوتھام نظم

اژدر ہے ہر طرف تھے شعلہ فشان	ہوم کا اوٹھ رہا تھا ایسا دھوان
جیسے بل کھا کے سانپ چلتے ہین	پیچ کھا کھا کے زہر اوگلتے ہین

تیغ بُرّان لپکتی تھی ہر ان		جیسے کالے نکالتے ہین زبان	

طول ہر مقام پر بیجا ہے رات بھر یہی ہنگامہ رہا جب اژدر شب نے مار سفید سحر کو اگلا

اور من آفتاب کا صحرائے چرخ من ضیا بار ہوا کہ بمقتضا ابیات

ہوا خورشید جسدم گرم بازار		بڑھے ہر سمت سے شاہِ جاندار	
آٹھی مرغ بوقت صبح خندان		گئی مثل سفر سوے بیابان	

ساحران نامی ہر سمت سے گروہ گروہ وارد میدان قتال ہوئے مہرخ تخت سحر پر بصد جاہ و جلال سوار ایک جانب ملکہ بہار کا تخت زرنگار زرزان و لرزان و طاؤس و شکیل و نافرمان وغیرہ تخت و طاؤس سحر پر سوار ابرسخ و سبز و زرد وغیرہ سر پر سایہ فگن طائروں کی قطار سامری کے جمگ پیکار گرد اگرد تخت ملکہ بہار گلدستے مچنے ملکہ مذکور کے حسن کی بہار نئی طرح کا سنگار سر پر تاج مرصع کار جسم نازک پر زیور جواہر نگار ایکطرف بلور چہار دست کے ساحر ہزار در ہزار سواران زرین لوس ملازم کوکب کی قطار سب سلے حرا ڑتے ہوئے وارد دشت کارزار ہوئے اسطرف ملکہ حیرت تخت سلطنت پر بصد حشمت جلوہ گر چنور بال ہما کا سر پہ ہوتا چتر زرین کا سایہ ڈنک بجتے ہزارہا کنیزان سمن بدن گل پیرہن جادو گر نیان بشمال سامری کی یادگار عہدی ہاتھ مین لیے تخت ملکہ کو گھیرے تھے زیر زرادی سر پر مکس پرانی کرتی داخل جگاہ ہو کر صف کشیدہ ہوئی بجلیان چمکنے لگین درخت صحرائی جلے ابر سحر سے میدان پاک ہوا نقیب ثابت کرنے لگے کہ کون ایسا مہابلی کہ اوت مہابلی اکھم کاج ہی جو رن مین جوجھ مرے یا پری کا لشکر کہ کوئے ایکطرف سے کوکیت پکارتے تھے کہ سیت پلاون پہراتے تھے بھکے سامنے جاتے ہوئے وہ کاسہ سر اونکے دیکھے ٹھوکرین کھاتی ہوئے ہان اے ارژنگ دلو ہمت نہ ہار نادنیا فانی ہی شجاعت نام رہجانیکی نشانی ہے یہ صدا مین سنکر بہادر جھومتے تھے ساحرون کے پیر زانغ و زغن نیکر منڈلاکے گھومتے جوجی کار کا غل تھا مذہب دنیا سنکر سنسانے مین آگئے اور جھپٹا سنبھالکر کچھ ساحر بچکے ہوا اوڑ گئے اور پرا باندھا کچھ زمین پر صف کشیدہ ہوا جب سب انتظام ہو چکا اژدر اژدہا اوڑا کر حسب فرمان ملکہ حیرت میدانمین آیا سحر کی نیرنگیان دیکھا کر مبارز طلب ہوا بلوں تو وعدہ لڑنے کا کر ہی چکا تھا حسب اجازت ملکہ مہرخ مرکب سحر اوڑا کر سامنے حریف کے گیا اور ادب سر بہ ہوا اُسنے کہا تو خود حریف کر کے اپنا حوصلہ نکال لے مین تو وہ ساحر ہون کہ کیدکا حربہ مجھپر اثر نکر گیا اور ان

دل مین رہیگا یہ گفتگو فیا مین ہو رہی تھی کہ یکایک ایک روشنی بالاے فلک ہوئی سب اوپر دیکھنے لگے ایک سورج مکھی اوتر کر چہرہ پر مثل حلقہ زرین کے گرد رخسار بلوشاہان آراستہ ہوتا ہی بلور کے لگی اب یہ خورشید آسمان شجاعت بنگیا اور اژدرے اس مرتبہ پر اوسکے رشک کرکے ایک تیر سحر کا مارا اُسنے شہیان اپنی کھولین دو پتلے ہاتھ سے نکلے چھری ہاتھ مین لیے تھے اوس چھری سے تیر کاٹ دیا بلور نے تیر کٹنے پر نعرہ کیا کہ اوخیرہ روزگار تو ہمارا اپنا کر چکا اب ہمارا حربہ روک یہ کہکر وہ شہیان جو کھولین تھین بند کین اور جو بند تھین وہ کھولین پھر دو پتلے نکلے کہ اونکے ہاتھ مین ایک ایک لوح مثل آیینہ تھی پس وہ پتلے لوح لیکر بڑھے اور پکارے کہ ای اژدر دیکھ تو گیا ہی یہ اوسنے جیسے ہی اُن لوحون پر نظر کی تلوار کھینچکر اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا غل و شور برپا ہوا کہ مارا اژدر دہان اژدر سوار جادو کو بلور نے اُن پتلونکو آتے دیکھکر ایسا کہا کہ لینا اس مارزادی حیرت کو پتلے لوح لیکر بڑھے ملکہ مذکور دربہ بادشاہ طلسم ہی پتلونکو آتے دیکھکر ایسا سہم پڑا کہ زمین شق ہوئی اور ایک پتلی نکلی تملک ملکہ زمین مینہ وسیلہ مگئی لوح دنیا پر ایسا موقلم بند قدرت نے خوبی و محبوبی کا کوئی اثر تحریر نہ فرمایا تھا جیسا اوسکا نقشہ بنایا تھا لباس پر رنگ نارنجی کا زیبا تھا

بلا فتک مہر وش تھی مہ لقا تھی	حسین تھی سہ جبین تھی خوش ادا تھی
قد بالا تھا اوسکا رشک شمشاد	بجا ہے اوسکو گر کہیے پری زاد

پس اُس نازنین نے جیسے ہی پتلے جانب ملکہ چلے ستدراہ اونکے ہو کر ایک آیینہ بغل سے نکالا پتلون نے لوح اُسکو دکھائی اُسنے آیینہ دکھایا پتلونکی نظر اُس آیینہ پر پڑی اور اُس پتلی کی نظرون پر پتلون کے بھی جسم مین آگ لگی اور پتلی بھی جلکر راکھ ہو گئی بلور شہیان کو لیکر دربند کرتا آگے بڑھا چلے تر سول لیے پیدا ہو کر جانب حیرت چلے اونسے بھی افسران لشکر کو للکارا فیج نے حملہ کیا ادھر سے صرخ نے تخت بڑھایا دونون لشکر باہم مربہ ہاے صف کرنے گئے ایک دوسرے پر موٹھ ماری جادو کے بیکلیجہ کھانے لگی لڑنا چاہی میدان مین آگئی دیر دن تا چار بجلیان گرنے لگین سر و تن مین جدائی ہوئی ایسی صف آرائی ہوئی کہ قطع

بچا سکتا نہ تھا کوئی بھی دم کو	بہت رو مین گئین ملک عدم کو
کنارا کر گئی جسمون سے ہستی	بنی بحر فنا کی تیغ کشتی
پر تس شمشیر براں کی خضب تھی	رگ جان مریضان جس نے کاٹی
قیامت خیز ہنگامہ تھا برپا	عدم مین چین مردون کو کہان تھا

بھاگے ہزار ہا کو دیوانہ بنایا زلزلہ در زان زمین مین سما گئے تلاب افق کو جنبش دی زلزلہ تمام
دشت مین یہ رعد چنگھاڑین زمین سے نکلکر مارتا تھا برق گر رہی تھی خرمن ہستی ساحران جل رہی تھی غیاث
باللہ شجاعت زابر پا تھا اوسی گرمی جنگ مین حیرت سے بہار کا سامنا ہوا حیرت سمجھکی اس
سے بڑھکر چوٹ چلیگی اگر یہ کام آئی تو بہن کا خون ہوا اور مین ہلاک ہوئی تو بہتر ہوگا بادشاہ
اسپر عاشق ہی بعد میرے محل مسکا کرینگے یہ سوچکر طبل بازگشت بجوا دیا لشکران کینہ خواہ پھرے
پڑاؤ پر آکر آسودہ ہوئے بلور بھی اپنی بارگاہ مین آیا اوسوقت عمر عیار ایک ساحر کیصورت بنکر
بارگاہ بلور مین آئی اور اس سے ملاقات کرکے کہا کہ مین فرستادۂ شہنشاہ کوکب ہون شہنشاہ موصوف
نے فرمایا ہی کہ ہم اپنے قلعۂ طلسم سے تمہاری لڑائی دیکھتے تھے اور وہ سوچ بھی جو تمہارے چہرے پر آگئی
تھی ہمین نے بھی تھی واہ سبحان اللہ کیا خوب تم لڑے ہو اپنی کارزار رستم نشانہ کو تو کردہ بلور نے اس عیارہ
کو ساحر ملازم اپنے مالک کا تصور کرکے بڑی عزت کی اور کہا کہ مین کس قابل ہون جو کچھ کرتا ہون اقبال
شہنشاہ ہی عیارہ نے کہا تخلیہ کرا دیجئے تو اور کچھ راز شاہی بیان کرون اسنے سب ملازمین کو بیرون بارگاہ
کردیا جب تنہا ہوئی عیارہ نے باتون مین لگاکر بیضہ بیہوشی مارا کہ اسکے دماغ مین بیہوشی اثر پذیر ہوئی
اور بیہوش ہوگیا اسنے پٹارہ اسکا بانھا اور سر اچھ چاک کرکے باہر نکلی اور ازبسکہ لشکری جنگاہ سے
پھیر کر آئے تھے خستہ بہت تھے غوغائے درود لشکر برپا تھا کسی نے اس ہنگامہ مین اس سے تعرض نکیا کہ کیا
لیے جاتی ہی عیارہ پٹارہ لیے لشکر سے گذر کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوئی اور بعد کچھ دیر کے
ملازم وغیرہ اندر بارگاہ کے آئے بلور کو نپایا ہر سمت تلاش کیا جب کہین نشان نملا رنگ ہوئے بارگاہ
مہرخ مین آئے صحن سرپہ جہانبانی پر تکلف تھی اور کنیزان مہ پارہ جو کوہ آرام سے لشکر لشکر چلی تھین اوسوقت
آکر پہونچی تھین اُنسے سرگرم گفتگو تھی کہ انھون نے تسلیم کرکے غائب ہونا بلور کا بیان کیا اتفاقاً برق
عیار بھی موجود تھا اُسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی ساحر کوکب کا فرستادہ نہ بلکہ عیارہ تھی کہ پکڑ لیگئی یہ
کہکر خود بارگاہ بلور مین آیا اور نقش پاے ساحر مذکور نا پاپیدا مہر کا پایا سب ملازمین بلور کو
تسکین دی کہ تم گھبراؤ نہین عیارہ بلور کو لیگئی ہی مین چھڑانے جاتا ہون یہ کہکر قنطورۂ زرنفتی
سے درست ہو کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اس عرصہ مین وہ دن بھی آخر ہو چکا تھا اور عیارہ
پٹارہ بدوش قمر بارگاہ عالم مین آپہنچی تھی کہ بیت روان ارجمند تھے رلو کہکشان پر ہ عروج ماہ چمکا آسمان

برق ہنوز بارگاہ حیرت مین نہ پہونچا تھا کہ صرصر نے پشارہ لاکر سامنے ملکہ مذکور کے رکھدیا اُسنے پوچھا کہ اُسمین کیا ہی اسنے عرض کیا کہ بلور کو مین پکڑ لائی ہون ملکہ یہ سنتے ہی شاد ہوکر عیارہ کو طلب فرمایا اور بلور کو قید آہن سے ملقب و سلسل کراکر کمرہ سحر پڑھاکر روبرو ہوا سے ایک ساحرہ تخت پر سوار زمین پر اُتری نہایت حسینہ و جمیلہ تھی یہین ممکن کہ کوئی اُسکی زلف شکفام کو دیکھے اور سر مین سودا کا اثر نہ کب ہوسکتا ہی کہ اُسکے عارض تابان پر نثار دل نہ ہو قامت رعنا اور سکا شمشاد باغ خوبی جسمین پاک و آزاد سراسر بہبودی رخسار اُسکے ایسے گذرائے تھے گویا سرو قامت مین سیب کے پھل آئے تھے سینہ پر چھاتیان دست مشتاق کو بت بھاتیان از سر تا بہ پا نہایت طرحدار بیت ؎

قیامت سے نہ لگا کھائے قامت	عیان رفتار سے شور قیامت
سراپا اُسمین معشوقون کا انداز	تصدق ہر قدم پر تھا سر ناز
مزین تھا لباس اچھا بدن پر	پتا پڑتا تھا نور اندر پیرہن پر
بدن کی روشنی تھی آشکارا	مہکتا تھا لباس اُس گل کا سارا

اُسنے زکبہ پہنچ ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے ہنسکر فرمایا کہ ای گل اندام قہرگاہ اِس مجرم کی حفاظت کو تجھین بلایا ہی آجکی شب اپنے حمام پر لیجاؤ اور باحتیاط رکھو کل شہنشاہ طلسم سے پوچھکر اُسکو قتل کرینگے اوسنے زمین بوسی کرکے یہ عرض کیا کہ بہت خوب آپ اپنا سحر اوتار لیجیے ملکہ نے سحر اوتار لیا اُس گلبدن نے سحر سے بلور کو مسحور کرکے تخت پر ڈالکر پرواز کی جب یہ جا چکی اُسوقت ساحرہ کیصورت بنا ہوا برق قریب بارگاہ حیرت پہونچا اور منھ اپنا جادو سے پوشکر اندر بارگاہ کے آیا دیکھا تو یہان صرصر موجود ہے مگر بلور نہین سمجھا کہ تجھے موقعہ آئے گذرا ملکہ نے اوسکو زندان مین بھیجدیا ہوگا یہ سمجھکر صرصر کا ہاتھ پکڑکر کہا کہ ذرا ادھر تو آیئے مجھکو آپسے کہنا ہی صرصر نے دیکھا کہ ایک ساحرہ لپٹے بھیے کھینچتا ہی کچھ اُسکی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ کیا اسرار ہی ہو اُسکے کہ ساتھ چلی آئی برق نے باہر بارگاہ سے لاکر کہا کہ کوکب یہان ایک سامرا سوقت آیا ہی کہ مین جاکر جبکے پاس قید ہوگی بلور کی اوسکو پکڑکر طلسم نورافشان مین لیجاؤنگا چنانچہ مین جاسوس تھا یہ خبر سنکر مجکو فکر ہوئی کہ ملکہ صرصر نے مجھین اوسکو قید نکیا ہو جو آفت آپنر آئے صرصر نے کہا قید اوسکی گل اندام ساحرہ کو جو سحر مین اپنا بدیل و نظیر نہین رکھتی ہی اور کوہ عجائب جو یہان سے جانب شمال چند منزل پر واقع ہی

وہان لیگئی ساحر کوکب اگر وہان جائیگا تو مارا جائیگا برق نے کہا فرمایا آپ کا بجا ہی دیکھیے تو طلک
حیرت کہان جاتی ہین صرصر حیران ہوکر جانب بارگاہ دیکھنے لگی اسنے منہ پر ہاتھ بیہوشی بھرا چہرہ
کہ اوسکو بیہوشی طاری ہوئی اسنے اوٹھاکر دوش پر لادا اور چادر سے چھپالیا رات کا تو وقت تھا
بطور مخفی لشکر سے نکلکر صحرا مین آیا اور ایک درخت سے صرصر کو باندھکر ہوشیار کیا اور کہا اُستانی نبا
صرصر نے پہچانا کہ برق ہی گالیان دینے لگی اور کہا کہ موئے مجکو یہان لاکر تونے کیون باندھا ہی اسنے کہا
اُستانی مین عیاری کرنے جاتا ہون تم اوسمین خلل انداز ہوگی پس جب تک مین بلور کو جاکر رہا کرون
اُسوقت تک تم بندھی رہو اسنے یہ سُنکر ہرچند واویلا کیا مگر اُسنے نہ سُنا اور چھوڑکر لوسی پتے پر صرصر نے بتایا
تھا راہی ہوا ازبسکہ دو ندہ بہت ہی پچھلی رات باقی تھی کہ قریب کوہ عجایب پہونچا دامن کوہ مین عجیب
طرحکا صحرا سبزہ زار نمونہ گلزار دیکھا کہ زمین پر ستارونکی طرح پھول کھلے تھے دامن ارض پُر از گلہای
خوشرنگ تھا صحن صحرا سبزے سے ہمسر خلک نیلوفری بنا تھا شبنم کی طراوت سے ہر گل مرجان کا زیور
پہنے مہک سے پھولونکی عود سوز گلشن عطر مین بسی باد صبا زلف معشوقہ سنبل کی خوشبو کو سون پہونچاتی چاندنی
کھلی دشت وکوہ کی چمک تا بہ فلک پہونچی چشمہ ہای آب کی لطافت وصفا چشمہ ماہ سے بڑھی ہوئی کہ بمرجب

کھلے ہر سو ہزار دن رنگ کے پھول	شگفتہ تھے وہان سب فصلکے پھول
بہار افزا وہ بوٹے دار اشجار	پڑی پھولونکی اونکی شاخ پُر بار
بھرے حوض اور فوارے تھے جاری	تصدق ہر روش باد بہاری

پہاڑ پر ایک بنگلہ پُر تکلف سنگ مرمر کا بنا تھا سامنے بنگلہ کے چبوترہ تعمیر تھا خوبی مین بے نظیر تھا اور سامنے
چبوترے کے ایک سیل بنا تھا اُس میل سے بلور کو گل اندام نے باندھ دیا تھا اور آپ چبوترہ پر بیٹھکر
بہرا دے رہی تھی اور سر شب ماہ مین گلہای لوقلمون کی کرتی تھی اور مینجوارہی کرتی تھی رات بھر جاگی
تھی برق نے دور سے اُسکو دیکھکر خیال کیا کہ یہان رہتی ہی یقین ہی کہ کنیزین وغیرہ بھی اُسکی ہونگی
مگر دیکھا کہ یہ تنہا ہی کیونکہ اسنے بنابر احتیاط کے ملازمونکو رخصت کردیا تھا کہ آج تم اپنے گھر جاکر رہو
قیدی کا پہرا مین اکیلی دونگی زیادہ لوگون مین اندیشہ ہی کہ عیار نہ آجاے غرضکہ جب برق نے اوسکو
پایا صورت زنی مثل ایک نوجوان کم سن مرد کے بنا کی زلف گرہ گیر کو پیچ دیکر رخسار پر لٹکایا چہرہ اپنا
رشک بستان ماہ تابان بنایا دست وپا نہایت خوبصورت وطرحدار سینہ فراخ وہموار جبین بیمین

نور آگین برنگ مہر مبین سواد زلف گرہگیر شب تار و بحر پار چشم نرگسی کو دیدۂ آہو سے مثال دینا عین خطا ہے چشم حور العین سے بہتر کنار و اہ آہو چشم محراب ابرو مین آنکھین چڑھا کین اسوقت مراد پا کین لب لعلین کے سامنے لعل بدخشانی کا رنگ بسان عقیق زرد رشک سے مرجان ہونکی سینے مین درد کے بمقتضا سے ابیات

رخ خورشید ہے پیشانی صاف	کہین آئینہ مہ سے ہے شفاف
کہین آنکھونکو جادو گھر بجا ہے	دہان پر ساحری کی قدر کیا ہے
ہرن ایسے نہ رنگے شوخ و چالاک	نہ تارے ہین بھرے پانی مین وہ پاک
خم ابرو پہ محراب حرم ختم	بھرا ہے مو بمو شمشیر کا دم
صفت کیا عارض پر نور کی ہو	تصدق اسپہ ہین شمس و قمر دو

اس سراپائے حسن آگین سے درست ہو کر لباس شاہی اور قبائے فرمان روائی سے جسم مزین فرمایا مگر یہ نقشہ رہنا نباکہ بیت نہ جیب کا ہے نہ دامن کا تار باقی ہے نہ جنون کا جوش ہے نہ فصل بہار باقی ہے سر عریان گریبان تا یہ داسن چاک دامن تار تار خار غم سے سینہ فگار وحشی صورت سراپا حیرت خاطر اور جسم نازک مین مچھے لب خشک چہرہ زرد کاکل پر گرد منہ پر ہوائیان اڑتی آنکھون مین تری حواس مین سراسر اتری اسطرح صورت عاشق نادر و لیلیٰ رو کی بنکر شکل اُس سادہ کی دیکھ چکا تھا فوراً پارۂ کاغذ اور اسباب تصویر کشی کسوت عیاری سے نکالکر فتیلہ عیاری جلا کر لحہ بھر مین شبیہ اُسکی کھینچی اور گریبان مین رکھکر وہان سے چلا اور سامنے اُسی چبوترے کے جسپر گل اندام بیٹھی تھی کچھ فاصلے سے زیر درخت ٹھہر کر دہ آہ سرد کھینچی کہ سوز درون سے دل کوہ مین آگ لگا دی پھر سامنے بیٹھکر پکارا کہ ابیات

الم نے ارمین روح حزین ہے	ملاقات کا دل مین ارمان ہے
تپ غم سے منہ ہو گیا ہے دھوان	پڑا پھکتا ہون صورت گلفشان
کیا عشق نے ایسا لاغر مجھے	کہ چلنے مین آتے ہین چکر مجھے
محبت مین اب مرحلہ جان پر	مصیبت پڑے یہ نہ انسان پر
یہ دن آسمان نے دکھایا مجھے	شب ہجر نے ہے ستایا مجھے
نہ سمجھا بھی ہوگا کوئی بدنصیب	بھلا اسطرح ہو سکا ہے حبیب

یہ اشعار پڑھتے پڑھتے تصویر گریبان سے نکالکر سامنے رکھی اور اسطرح بلک بلک کر رویا کہ دل سنگ آب

ہوتا تو عجب نہ تھا کہنا تھا کہ اے پری پیکر دلفریب یار تیرے شبیہ کے فراق مین اب زندگی شاق ہر آیات

رونے تڑپنے کی یاد ہے دن رات — آنسوؤن نے لگائی ہے برسات
آپ کے ہجر سے خدا کی قسم — زندگانی ہوئی ہے مجھکو سم
لذت ہجر سے نہ تھے آگاہ — وصل کے شوق مین ہے نالہ و آہ
اشک حیرت ہانڈتے ہین تار — صدقے کرتا ہون موتیونکے ہار
عشق کا کھیلتا ہے سہ پر جن — ہائے دو دو برس ہی ایک اکدن
رات کٹتی ہے سخت مشکل ہے — نبض ہے روز ہجر کو دل سے

اس تصویر سے لپٹتے لپٹتے یکایک غش طاری ہوئی اور تصویر سینہ پر رکھکر بیہوش ہو گیا از بسکہ چاندنی رات تھی گل اندام سامنے سے دیکھ رہی تھی اور اوسکے کلام درد انگیز سنکر اُسکو اپنا یار یاد آیا تھا اشک حسرت بہاتی تھی اور جانتی تھی کہ یہ شخص کسیکا عاشق صادق ہے اُسکے فراق مین روتا ہے اور اسکی جستجو مین پھرتا ہوا اسطرف آگیا ہے اور یہ کاغذ اُسکے ہاتھ مین شاید نامہ اُسکے معشوق کا ہے اب جو غش سے ہوش مین آیا تو اسکو اپنے نہ آئی سمجھی کہ یہ عاشق بیچارہ شاید مر گیا جی سے صدمہ ہجر اوٹھا کر گذر گیا یہ سمجھکر اوٹھی اور اسکے قریب دیکھنے کو یہ کون شخص ہے اور یہ کاغذ اسکے پاس کیا ہے اسی طلسم کا رہنے والا ہے یا بیرون طلب ہے ملک و مال اپنا چھوڑ کر تلاش مین نکلا ہے بس دیکھتے ہی قریب ترائی بیان اُس عاشق کا یہ حال دیکھا کہ نظم

فروغ حسن سے ہے دشت روشن — زمین ہے ہر طرف کی برق خرمن
نہین جنبش کسی عضو بدن کو — اگر کچھ ہے تو کچھ لب کو دہن کو
نہ فرصت دی نگاہ قہر زا نے — کسیکی جان لی تیغ ادا نے
نہ قوت آئی کچھ عرض سخن کی — کہ الفت روح نے چھوڑی بدن کی

یہ حالت اُس عاشق مضطر کی دیکھکر اسنے بڑا افسوس کیا کہ ہائے اس زار و ناتوان نے غم فراق جانان مین آخر جان دی غرضکہ افسوس کرکے اُس کاغذ کو جو چھاتی پر رکھا تھا اٹھا کر دیکھا کہ دیکھوں اُسمین پتا لکھا یا اُسکے معشوق کا لکھا ہوگا اس کاغذ مین تصویر کھنچی پائی سوچی کہ یہ جوان پر ارمان اسی غار تگر جان کا عاشق تھا کہ جسکی یہ شبیہ ہے دیکھو تو یہ کون ایسی سفاک ہے جسنے ایسے گلرو بلبل خو کے باغ مراد کو برباد کیا ہے یہ تجویز کرکے بغور تمام اُس تصویر پر نظر کی پھر کو بموجب ع بعینہ در و صورت

خویش دید + کچھ شبہ جو ہوا سحر پڑھکر روشنی کی بغور اُس تصویر کو دیکھا اپنی صورت مین سر بسر فرق
پایا پھر تو پاس اُس گشتہ حسرت مطلب خویش کے بیٹھ گئی دیکھا کہ آنکھین اُسکی تمنای دیدار مین
گھلین ہین سر اُسکا زانو پر اپنے رکھا اور کہا ہاے میرے عاشق شیدا تو ہی سر گذر جاے نا امید
مر جاے اور مجکو قضا نہ آے میری نامرادی پر ناشاد یہ تو نے کیا کیا میری تصویر بنائی ہاے
اس محبت نے کیا تیری صورت بنائی ہاے کیسے کانٹے بدن مین مجھے ہین صحرا یہ پانون مین پھرے
ہین تیری الفت کے صدقے ذرا آنکھ کھول دے جسکو چاہتا تھا وہ آئی ہے منھ سے بول مین تیرا حال
جانتی تھی نہین تجھ تک اوڑکر جاتی اب میری خطا معاف کر میری طرف سے دل اپنا صاف کر ہاے نظم

اجل نے کر لیا کام اپنا پورا — نہ رکھا کوئی بھی مطلب ادھورا
توقع کچھ نہ کچھ ہوگی جو دی جان — نہ ہونگی ابھی باقی ہین ارمان
مری جان جان دی کیون آرزو مین — ہوا گم کیون تو شوی جستجو مین
ارادے کیا تھے اور کیا پیش آیا — مقدر نے اجل کا منھ دکھایا

یہ کہہ رہی تھی اور بیسہی زلف سنگھاتی تھی منھ سے ملاتی تھی رخسار پر رکھے تھے کہ ناگاہ نظم

ہوئی اعضا کو جنبش کھل گئی آنکھ — سراسر محو حسرت اوسکی تھی آنکھ
اوٹھا صدقے ہوا اپنے صنم کے — جھکا کر سر لیے بوسے قدم کے
وہ بولی بس ذرا بھی رہو دور — بہت شوخی نہین خاطر کو منظور
بس اب تشریف لیجاؤ یہان سے — رہین جاؤ تم آئے ہو جہان سے
مرے تم کیون یہ جا مدفن نہین ہے — یہ گلشن خانۂ دشمن نہین ہے
ہین گذری اس عنایت سے اجی واہ — کدھر ہے کس طرف ہے گھر کی تو راہ
وہ بولا ہین خدا سے یاد جانان — بیان ہو کس طرح صاحب کے احسان
کہان جاؤن بھلا اس آستان سے — غرض رکھتا نہین سیر جہان سے
وہ بولی ہے گرفتار مصیبت — فلک ترسیدہ بیمار مصیبت
غرض کیا جو تجھے زندہ کرین ہم — بلا پیچھے لگا ئین اپنے ہر دم
ہمین طعنے عزیز و اقربا کے — رہین منصوب ہر لحظہ خدا کے

وہ بولا زندہ کرنے سے غرض کیا	اگر رکھنا نہ تھا منظور میرا
غریب و عاجز و ناچار ہون مین	بلائے عشق کا بیمار ہون مین
اجازت تیغ ابرو کو ذرا دو	کہ ہون اس برق پر افتادہ کے دو

یہ کہکر ساحرہ کے گلے مین باہین ڈالدین اسنے ہاتھ جھٹک دیا کہ خبردار نجرے کی یا تو مرے تجھے یا مرے مین آگئے اترا گئے اسنے کہا جانی مجھ سے رکھائی نکرو ورنہ مرجاؤنگا میری بان تجھپر ساحرہ نے سکرا کر کہا اچھا تم مہمان میرے ہو تمکو پریشان آئے ہو میری جگہ پر چلو کچھ کھاؤ پیو دل بہلاؤ مگر بیطرح مجھے ہاتھ نہ لگانا سنو صاحب پاک محبت مین بڑا مزا ہے برق نے یہ تقریر سنکر اسکو گود مین اوٹھا لیا اور لیکر چلا اسنے نہین نہین کرکے کہا ارے نگوڑی ابھی تجھ مین طاقت نہین ہے کیون زور کرتا ہے برق نے کہا تمکو پایا اسیطرح کا زور آگیا یہ کہکر جھوپڑے پر لایا اور مسند پر بٹھایا چھاتیون پر ہاتھ دوڑایا اسنے ہنسکر کہا بھکو ان باتون سے نفرت ہے یہ کہکر شراب و کباب تو میا تھے ہی ایک جام بھر کے برق کو دیا مگر اور کیفیت پینے کہ حرحر کو جو یہ باندھ آیا تھا تو اسنے غل مچا کر آیندہ و روندہ کو اسطرف کے بلایا اور اپنے تین کھلوا دیا سن تو چکی تھی کہ برق ساحرہ کو مارنے گیا ہے یہ بھی اسی طرف چلی ساحرہ مین کہتی جاتی تھی کہ وہ تو مرے برق تو نے مجھ باندھا تو تھا مین بھی تجھے رک دلواؤنگی مرے بادر کا چھڑانا آسان نہین ہے دیکھو تو مین کیسا بدلا لیتی ہون اسکا بکنا اتفاق سے قہران نے سنا کہ وہ جنگل مین ایک جا بیٹھا تھا پس وہ بھی اسکے پیچھے ہوا کہ دیکھون یہ کدھر جاتی ہے اور عیار سادہ وغیرہ کی صورت بنکر بھرا مین ٹہرا کرتے ہین اسلیے کہ ہمین کوئی شناخت نکرے پس یہ بھی ساحرہ کا ہوا پیچھے پیچھے آگیا تو وہ عجائب پہونچا جہان برق و ساحرہ بیٹھے ہین پہونچا وہان برق کو جب ساحرہ مذکور نے جام دیا تھا تو اسنے نگاہ اسکی بچاکر جام مین بیہوشی ملا کر پھر ساحرہ کے لہون سے لگایا تھا کہ جانی تو اپنے لہون سے لگا کر یہ شراب جھوٹی کردے تو مین پیون وہ ساحرہ پیا ہی چاہتی تھی کہ حرحر پہونچکر پکاری ارے نکمے یہ ہوا جو پہلو مین بیٹھا ہے یہ عیار ہے خبردار شراب نہ پینا وہ ساحرہ یہ سنکر متحیر ہوئی تھی کہ قہران جو پیچھے حرحر کے آیا تھا جھپٹکر قریب ساحرہ پہونچا اور کہا ای نکمے حرحر سچی ہے حیرت کو بھی سحر سے ظاہر ہوا تھا کہ تمہارے پاس عیار پہونچگیا ہے پس یہ ناسہ اوٹھون نے سنکر لکھا ہے یہ کہکر ایک کاغذ نکالکر کمر سے اوسکو دیا وہ کاغذ لیکر گھولنے

نگاہ اسکی جانب تھی قہرمان نے اونٹا بندہ سر پر اسکے اس زور سے مارا کہ بھیجا اسکا پاش پاش ہوگیا لاش اچھلکر اودھر گری غلغلہ آفت خیز برپا ہوا کہ مارا مارا گل اندام قہرنگاہ کو صرصر اس جنگاہ مین بدحواس ہوکر بھاگی اور برق جیسے دوڑکر اوستانی کج ناک کا ٹونگا وہ بھی گالیان دینے لگے کہ مود خدا تمکو غارت کرے تمنے آج اس ساحرہ کو مارا ہے جو اپنا مثل و نظیر نرکھتی اور مصاحب خاص خاتون شاہ طلسم تھی جو تمنے کیا رہ تو بھاگ کر نکلگئی اور بلور رہا ہوگیا عیاروں نے دہان کا اسباب خیر و لوث لیا اس اثنا مین عیار نے ہر سہ ساحرہ شب کے سر قلم کیا اور خزانہ انجم تاخت و تاراج ہوا کوہ عجایب پر آفتاب نے قبضہ فرمایا کہ ابیات

سجا خورشید نے ملبوس پر نور	ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور
بندھی ہر سو ہوائے آمد صبح	گجر نے دی صدائے آمد صبح

صبحدم بلور عیار کو تخت سحر پر تنہا کر داخل لشکر زیوری اثر ہوا فرخ اورنگ شاہی پر جلوس فرما چکی تھی کہ اسنے آکر حقیقت شبینہ بیان کی ساحرہ کے مارے جانے کے اہل دربار کو خوشی ہوئی جلسۂ عشرت برپا ہوا ادھر صرصر نے آکر ملکہ حیرت کو قتل ساحرہ مذکورہ سے باخبر کیا حیرت اس خبر کو سنکر رونے لگی اور کہا یہ صاحب میری بیٹے سے میری ساتھ آئی تھی شہنشاہ ساحران توان نمکحرامون کو سزا کبھی نہ دینگے مین اپنے بیٹے والون کو بلاکر انکا سر کچلواؤن کی یہ موے سب بہت سر چڑھے ہین یہ کہکر ایک عرضی اپنے باپ حیات جاودہ کو لکھی مضمون یہ تھا کہ ای پدر عالیقدر حضور اس کنیز سے کیون بیخبر ہین میرے شوہر کے چند نوکر پکڑکر ایسا کچھ فتور کر رہے ہین کہ شیشۂ رنگین حصار مین بمقابلہ ان نمکحرامان اتری ہون کل میری ایک مصاحب مار ڈالی گئی بنابر اسکے اپنے حال سے حضور کو اطلاع دیتی ہون کہ جبکو آکر دیکھ جائیے شاید مین زندہ بچون یا نہ بچون بہن ملکہ بہار بھی ساتھ چھوڑگئی اور شریک باغیان ہوا اب میرا یہان کون ہے زیادہ تسلیم۔ یہ عرضی لکھکر ایک خواص سرو قامت جاودہ کے حوالے فرمائی کہ شہر حیاتیہ مین لیجائے اور میرے باپ پاس پہونچائے خواص مذکور بیت قدیمی ہے باپ وغیرہ کو بلکہ موصوفہ کے جانتی ہے عرضی لیکر روانہ ہوئی اور شہر حیاتیہ مین پہونچی اس شہر کے قریب ایک طلسم حیاتیہ نام بھی ہے کہ اسکی حکومت بھی حیرت کرتی ہے مگر انتظام اسکا سب اپنے باپکے سپرد کیا ہے حال طلسم مذکور بروقت فتح طلسم بیان ہوگا اسوقت کنیز عریضہ لیے دارالعمارۃ شاہی مین آئی حیات تخت شاہی پر بیٹھا تھا کنیز نے تسلیم

کی اُنسے پوچھا کہ کیا اسی **سرو قامت** کو میری دونون لڑکیان راحت جان کہتی ہین کنیز نے
عرض کیا کہ حضور بڑی صاحبزادی نے آپکی تسلیم کہی ہے اور یہ عرضی بھیجی ہے کہنے عرضی لیکر پڑھی اور
مضمون سے واقف ہوکر بہت غضبناک ہوا کلمات لاف و گزاف زبان پر لایا کہ ان نمکحرامون
کی اب یہ لیاقت ہوئی کہ میری بیٹی کو ستایا اور اُس چھوکری کو یعنی بہار کو بھگاکر اپنا شریک کیا
دیکھو کو مین چلکر کیسی سزاے سخت دیتا ہون فی الجملہ بہت کچھ بک کر جواب عرضی لکھا کہ بیٹا تم گھبراؤ
نہین مین اس تاریخ کو تمھارے پاس آونگا وہ جواب کنیز مذکور لیکر اور خلعت پاکر حیرت پاس
آئی اُنسے جواب سلام کرکے طائر سحر مقرر کیے کہ جبر آمد پدر سے اطلاع دین اور مرحیات نے بعد
جانے کنیز کے چشمہ جادو اپنے سپہ سالار سے حکم کارسازی لشکر دیا سپہ سالار نے افسران لشکر کو مطلع
بحکم شاہی کیا فوج مین قرنا پھنکی طبل سفر پر جو بجے بڑی ساٹھ ہزار ساحر نامی و نامور اسباب
سحر سازی سے درست ہوکر اور آلات جنگ جسم پر لگاکر تخت و سواریہاے سحر پر چڑھکر
عازم سفر ہوے چالیس آدمی پر بارگاہ شاہی بار ہوئی تخت چار آدمی ہون پر کھینچا آپسر حیات
سوار ہوا اور گوگل کے فیلہاے منتلہاے آہنین پر آڑنے لگے دھوان ایسا بلند ہوا کہ سب لشکر چھپ گیا
روے ہوا تاریک تھا آسمان پر سواے زاغ و زغن و طائر ہاے سحر اور کچھ نظر آتا و سوار تھا
صداے نقارہ و نفیر سحر سے گنبد فلک گونجتا تھا ہوا مین عرض پیدا خلاصہ یہ کہ بڑے کروفر سے
جب قریب لشکر و خرخود پہونچا اُسکو طائران سحر نے آمد سے اُسکی باخبر کیا وہ خود مع اپنے افسران
لشکر و کنیزان وغیرہ کے سوار ہوکر پیرا استقبال کئی کوس اپنی جگہ سے آئی اور باپ کو دیکھکر پیادہ
ہوئی وہ بھی سواری سے اُترا بیٹی نے تسلیم کی اُسنے سر چھاتی سے لگایا پیشانی چومی پھر تخت پر
بلا برابر اپنے بٹھاکر چلا اور داخل لشکر ملکہ مذکور ہوا اپنے لشکر کو اُترایا بارگاہ نصب ہوئی آپ بارگاہ
ملکہ مین آکر برابر تخت پر بیٹھا ساقی خوش ادا حاضر ہوئے اور مغنی خوش نوا ساز عشرت حاضر لائے جلسے
چنگ و رباب صحبت عام و شراب گرم ہوئی جاسوسان فوج **صرخ** سب خبرین دریافت کرکے سامنے
ملکہ موصوفہ کے آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ پدر ملکہ بہار اسطرح آئے ہین یہان بھی ہنگامہ عشرت گرم
تھا اس خبر کو سنکر صرخ کی رنگت زرد ہوگئی بہار نے کہا والد کا مزاج شرکا نین یہ سب فساد ہین
صاحب کا ہماری ہے پھر اب وہ کافر ہم مسلمان نہ وہ ہمارے ہاتھ ہم اُنکی بیٹی پر وقت مقابلہ سمجھ لیا جائیگا

بلور نے کہا آپ لوگ کوئی مقابلہ نکرین مین جانبازی کرونگا کہ فرستادۂ شاہ کوکب اسلیے ہون
برق عیار جو ہمراہ بلور آیا ہی شریک محفل تھا گویا ہوا کہ پہلے ہم تو جاکر دیکھ آئین کہ کون آیا ہی
یہ کہکر اوشاہرخ نے اوسکا دامن پکڑلیا کہ ایسا غضب نکرنا حیات بہت بڑا ساحر ہی وہان جانا
اچھا نہین اسنے جوابدیا کہ اس طلسم مین چھوٹا ساحر کون ہی ہمارے نزدیک بڑا چھوٹا سب یکسان ہی
خدا مالک ہی یہ کہکر چلا ملکہ نے پیلہاے سرسا تھ کردیے کہ اوسکی خبر مجھے پہونچاتے رہین غرضکہ برق
ساحر نیکر داخل لشکر حیرت ہوا یہان ہرکہ دمہ بہر ملازمت حیات بارگاہ مین جاتا تھا یہ بھی اوغلین
مین ملکر بارگاہ مین آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر سیر دیکھنے لگا اس اثنا مین حیات نے اسیطرف نگاہ کی کہ
جدھر یہ کھڑا تھا برق کی آنکھ سے آنکھ ملگئی یہ سمجھ گیا کہ اُسنے مجھے پہچانا چاہا کہ نکلجاؤن دیکھا تو
زمین پاؤن پکڑے ہے ناچار کھڑا رہا اسمین حیات نے دوبارہ اُسکی جانب دیکھکر کہا کہ ای برق تم
ہمارے گھر مین آئے ہو آؤ میٹھو شراب پیو تمین کیا مارین کہ تم مہمان ہو برق بولا کہ بہت خوب حاضر صرصر نے
اُسکی آواز سُنکر اُسکو دیکھا اور کہا ای بادشاہ یہ بڑے حرامزادے عیار ہین آپ اُنکو مار ڈالیے تو بہتر ہی
مہمان نہ بنائیے برق نے کہا تجھسے تو اوستانی ہے کوئی جرمزگی نہین کی اب اُستاد ہمارے آکر جرمزگی کرینگے
یہ کہکر جانب حیات چلا دیکھا کہ اب زمین نے پیر چھوڑ دیے یہ جاکر قریب اوسکے کرسی پر بیٹھا اُسنے پوچھا کہ
میری دختر بہار کیسی ہی اُسنے کہا یہان آئے لاکھ مرتبہ اچھی طرح ہی اُسنے ہنسکر جواب دیا کہ تمھین لوگون نے تو بگایا ہی اچھا
اب جاؤ اور اپنی فکر کرو ہم کسیطرح غافل نہین ہین برق نے کہا ہم ہوشیار کو غافل نبادیتے ہین اچھا اب
دیکھین تم کیسے ہوشیار ہو یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور اُس صورت کو جو پہلے بنائی بدلکر اور صورت پرنکر
بہئیت ساحر معزز داخل بارگاہ ہوا پھر وہی کیفیت ہوئی کہ زمین نے پاؤن پکڑلیے اور حیات نے اُسکی
طرف دیکھا کہ اُسنے کہا ہم تو اسلیے آئے تھے کہ اول مرتبہ آپکی ملاقات سے آسودہ ہوئے تھے پھر جاکر مل آئین آپنے
یہ بندش فرمائی کہ زمین نہین چھوڑتی صرصر نے اسکی تقریر سُنکر کہا ارے سوے تیری باتین مین خوب
جانتی ہون اسوقت کیسا غریب بنگیا ہی حیرت نے بجواب اُسکے کہا کہ ای صرصر تو کیون جلی کٹی کرتی ہی
برق نے کہا حضور یہ اُستانی ہی ستانی ہی اُستاد آئین تو دانہ گھوڑے کا دلوائین یہ کہکر عیارہ سے کہا کہ اُستانی
لو لوگی تو ناک تمھاری نہ بچیگی یہ سنکر عیارہ کو بنے لگی کہ سوے ساری تجھے غارت کرے اوپر لقا کا غضب ٹوٹے
تیری اوستانی پر جشید کی مار برق نے کہا حضور منع کیجئے یہ کہکر کرسی پر آکر بیٹھا اور کہا اُستانی ہارج

ہوگی نہین تماشا ہم دکھاتے **حیات** نے کہا کیا تماشا دکھلاتے کہا ایک ہوائی ایسی داغتے کہ اُسکے دھوئین سے دن کی رات ہوجاتی ہر اُس تاریکی مین وہ آتشبازی چھوڑتے کہ کبھی چشم پیر فلک سے بھی نگذری ہوتی **حیات** بولا کہ اچھا دکھاؤ تماشا صرصر نے اپنے دلمین کہا کہ اب قضا اُسکی آئی آخر ناچار ہوکر سنت کرنے لگی کہ حضور اس عیار کی باتون پر نجائیے یہ بڑا فتنہ ساز ہی حضور کے دشمنونکو خبر پہونچائیگا **حیات** نے اسکے بار بار دخل دینے سے غصہ ہوکر حیرت سے کہا کہ یہ کون بے ادب ہی خود بخود ہمارے کلام مین دخیل ہوتی ہی حالانکہ اُسکو صرصر نے ہنکر آپ ہی بارگاہ بنے نکل گئی کہ معلوم ہوتا ہی قضا ملکہ کے باپ کی جان اونکو لائی ہی غرضکہ بعد اُسکے جانے کے اور لوگون کو اپنے لشکر سے **حیات** نے بلا لیا کہ آؤ تماشا دیکھو چشمہ جادو سپہ سالار بھی آیا برق نے جب سب جمع ہوچکے اوٹھکر ایک ہوائی داغکر جانب آسمان پھینکی ہوائی سے بجاے ستارون کے سیاہی کرنے لگی اور دھوان تمام بارگاہ مین پھیلکر گھٹا بالکل اندھیرا ہوا اسنے پکار کر کہا کہ دیکھیے اب آتشبازی چھوڑتا ہون یہ کہکر پانچ سات حقہ بیہوشی نکالے اور جمع کرکے قریب تخت ملکہ گیا ایک حقہ منھ پر **حیات** کے مارا کہ دیکھیے حضور یہ وزن ہے حیرت چاہتی تھی کہ کہے اسے پدر سنبھلنا اسنے دوسرا حقہ اُسکے منھ پر مارا کہ وہ اور باپ اوسکا دونون بیہوش ہوئے چشمہ اپنی جگہ سے اوٹھا کہ یہ عیار اس اندھیرے مین کیا وزن دکھاتا ہی یہ کیا سبب ہے جو ملکہ اور پدر اُسکا گرمی مین بیٹھے ہی یہ اوٹھا دھوان تمام بارگاہ مین گھٹا تھا وہ سب بیہوشی آلود تھا یہ اوٹھتے ہی گرا اور سب اہل دربار چیخکر مین مار مار کر بیہوش ہوگئے برق خنجر کھینچکر چلا کہ سب کے سر کاٹ ڈالون مگر دیکھا کہ حیرت بیہوش ہوتے ہی زمین مین سماگئی اور ساحران معتبر بھی زمین مین سما گئے برق کو کچھ بن نہ پڑا **حیات** و چشمہ ہنوز زمین مین نہ گئے تھے اُنکو اوٹھا کر اپنے پشت پر لادا کہ لیجائے کہ یہ بھی ہاتھ نہ لگنے پائینگے تو مفت محنت جائیگی یہان شہر تا بہن پہنچا ہے کہ حیرت زمین سے نکل آئیگی عیار کو ہمیشہ اپنا ہی پشتارہ لادنے کی عادت ہوتی ہی یہ دونون کو لیکر بارگاہ سے باہر نکلا صورت تو بدلے ہوئے پہلے ہی سے تھا جسنے اس ہیئت سے لشکر مین اُسکو دیکھا روکنے کا قصد کیا اسنے کہا بھائیو مجکو نہ روکو بارگاہ مین عیار نے آکر سبکو بیہوش کیا ہی مین شہر تا تو بیہوش ہوجاتا ناچار اُنکو لیکر بھاگا ہون کہ قتل نہ ہوجائین تم جاؤ اور وہان کی خبر لو سا جانب بارگاہ دوڑے کہ ایسا نہ افسر ہمارے قتل ہون لیکن جو بارگاہ مین گیا دھوئین کے سبب بیہوش ہوگیا اور یہ لشکر سے اُنکو لیکر نکلگیا اور مقتولون نے سو کے

مہرخ سے بیان کیا کہ برق ساحران مذکور کو پکڑ لیگیا ملکہ مسطور یہ خبر سنکر اٹھی کہ ایسا نہو عیار کو کچھ ضرر
پہونچے بہار سے کہا تم لشکر سے خبردار رہنا اور آپ اڑکر روانہ ہوئی ادھر برق ساحرون کو لادے
لشکر سے جب دور نکلگیا ایک پہاڑ پر اکر ٹھہرا دونون کو زمین پر رکھکر چاہا کہ قتل کرون یکایک زمین سے
ایک بچھلا پیدا ہوا اور برق کو اپنے گھیرا اسکے گھورنے سے برق ایسا شل ہوا کہ بھاگ نہ سکا اور اپنے
ساحرون کو ہوشیار کر دیا آپ غائب ہوگیا انکی جب آنکھ کھلی عیار کو دیکھکر ایسا سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گر کر
لوٹنے لگا انھون نے چاہا کہ پکڑ لیجائین مہرخ یہ ماجرا دور سے ہوا سے دیکھ رہی تھی اسنے ایک تیر
آتشین سحر کا مارا ملکہ یہ دونون ساحر فاضل تھے وہ تیر آکر حیات کے بازو پر لگا اگر کوئی اور
ساحر ہوتا تو اس تیر سے بچنا دشوار تھا یہ ساحر زبردست تھا اسنے سحر پڑھا کہ تیر بازو سے نکلا گرد
پیدا ہوگیا اور زخم کاری کھایا مہرخ نے دوبارہ اوہ کرکے پھر تیر مارا چشمہ نے سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ
تیر کٹ کر الگ گرا پھر حیات نے ایک تیر سحر کا مارا ملکہ نے روکر پڑھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور تیر روک لیا
پھر چشمہ نے ایک ناریل مارا ملکہ بزور سحر جست کر گئی ناریل دامن پر پڑکر زمین پر گرا دامن مین آگ لگی
ملکہ نے خیال کیا یہ آگ رفتہ رفتہ جلادے گی یہ سوچکر جلد تر بزور سحر زمین مین غرق ہوگئی اور تہ زمین
ٹھہر کر دامن کی آگ بجھائی پھر زمین سے پشت چشمہ کیطرف نکلکر ایک ناریخ سحر مارا جبتک وہ سنبھلے اور
پھرے اسوقت تک ناریخ پشت پر پڑکر زمین پر گرا کیونکہ وہ ساحر زبردست تھین اگر کوئی اور ہوتا تو ناریخ
پیٹھ توڑ تا ریخ تو زمین پر گرا مگر اسکے بھی زخم کاری کھایا مہرخ سمجھی کہ یہ ساحر بے نظیر ہین مارے بھاگنگے
زخمی ہو چکے ہین وقت تو ہے تو اپنے عیار کو پہل یہ سمجھکر ایک گولا فولادی اور مارا ساحر اسکے روکرنے مین
مصروف ہوئے یہ بچکر مین دا ب کر برق کو اڑگئی اور جانب لشکر چلی ادھر حیات و چشمہ نے باہم
صلاح کی کہ لشکر مین جانا مناسب نہین اسلئے کہ عیار نے سرپر گاہ دلیل کیا اور اب زخمی بھی ہوئے جو
اس حال کو سنیگا کہ ایک سادہ نے دونون کو زخمی کیا اور عیار کو لیگئی اپنے کچھ نہو سکا پس مناسب
نہین کہ وہان جاکر سبکی نظر مین حقیر ہون چشمہ نے کہا یہان سے کچھ دور پر ایک میری دوست سادہ
رہتی ہے کہ نام اسکا حصار جادو ہے اسکے یہان چلکر آرام فرمائیے اور مرہم سحر لگاکر زخم اچھا کرکے
لشکر مین چلے حیات نے کہا یہ تدبیر معقول ہے اچھا چلو غرضکہ دونون اسیطرف روانہ ہوئے
ہان برق کو مہرخ لشکر مین لائی دربار گاہ مین آمد آمد تعریف سب نے حال سنکر کہی کہ یہ آپ ہی

کا کام تھا جو ایسے سامرون کو پکڑ لیگئے برق نے کہا مین اُنکی تلاش مین پھر جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا
اطراف حیرت وغیرہ زمین سے سب نکلے دھوان بہوتی کا بلند جو تھا موقوف ہوا سب اپنی جگہ پر قیام پذیر
ہوئے مگر حیات و چشمہ جو چلے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچی وہان قران سیر کر رہا تھا اُنہونے اُنکو
دیکھا جلد ایک ساحر کی صورت بنکر کچھ ہی دور سے وہان سے بڑھے گئے کہ اُنہونے آکر انھین سلام کیا وہ مستفسر
ہوئے کہ تم کون ہو اُنہونے کہا کہ بندۂ سامری ہون اسی جنگل مین رہتا ہون محتاج ہو کر تلاش روزگار
مین آپ کو بادشاہ صورت معلوم کرکے حاضر ہوا ہون کہ شاید اُدھر سے ٹکے کا سہارا ہو جائے سامری کو
اسکی بات سنت امیر سنکر خوش ہوئے اور کہا اچھا آؤ ہمارے ساتھ چلو ہمنے تمھین نوکر رکھا غیار مذکور سنکے
ہمراہ چلا اور وہ وہان سے ایک باغ کے قریب پہونچی ملاک اُسکی حصار جلو سے اِسنے ملازمان سحر سے آمد اُنکی
سنی باغ کے باہر پیشوائی کو آئی اور اُنکو لیکر داخل باغ ہوئی یہ باغ بہت پُر بہار تھا جو نہال تھا وہ
ثمردار تھا جو گل تھا وہ خوشبودار تھا مسطر کن و باغ فضا دل ہر پھول پر تصدق بلبل کا دل بیچ باغ مین قصر
عالیشان بنا تھا جملہ سامان راحت مہیا تھا ساحرہ نے وہان لاکر مہمانون کو بٹھایا بادۂ احمر کا دور
چلنے لگا قران بھی ساتھ آیا ہی لیکن ملازمان باغ مین مالکون سے الگ ٹھہرا رہا حیات و چشمہ نے
مرہم سوزنم پر لگایا سیر باغ کیا کیے جب وہ دن تمام ہوا اور سوزش حرارت مہر سے ساحر دنیے بچایا ہم سیاہ
شب کا جم پر چھایا کہ بمصداق شب مہتاب کے چمکے ستارے بمثل گل کی روش گردون پہ تارے وہ شام کو
اکل و شرب سے فارغ ہو کر دونون ساحر آرام پذیر ہوئے حصار نے سوتے وقت ورق سامری کے
دیکھے معلوم ہوا کہ غافل نہ رہنا عیار گھات مین لگا ہوا ہے یہ معلوم کرکے اُنہنے سحر پڑھکر حصار کر دیا اور
سو رہے قران بھی ایک کنج مین کچھ میوہ وغیرہ کھا کر لیٹا جب آدھی رات سے زیادہ رات گئی اُٹھا کہ
سبکو بیہوش کردن دیکھا تو باغ مین بالکل اندھیرا ہے وہ مکان جہان ساحر سوتے ہین نظر نہین آتا ہی
سمجھا کہ یہ اثر سحر کا ہے ناچار پھر لیٹ رہا اور بعد کچھ دیر کے پھر اُٹھا دہی ماجرا پھر گذرا کہ اندھیرا نظر آیا
قصر کا پتا نہ پایا یا لیٹے سے قصر دکھائی دیتا ہے روشنی معلوم ہوتی ہے یہی ہنگامہ رات بھر رہا جو وقت دیدۂ
روزگار سے تاریکی ظلمت شب دور ہوئی اور دیدۂ سحر پُر نور کہ بمثل کوئی پیش نظر ٹھہرے نہ تھی تا
ہو پنہان نظر سے نجم و مہتاب یہ سبکو ساحر بیدار ہوئے اور بپاسے تفریح طبع باغ مین لب نہر آکر بیٹھے
پانی سے ہاتھ منھ دھونے لگے قران بھی سامنے گیا اور سلام کرکے پشت براہ ادب آکر ٹھہرا جب

انکو صرف تماشا سے اب اُسنے دیکھا سمجھا کہ یہی وقت ہو مارا اُنکو یہ سوچکر پیچھے تو کھڑا ہی تھا بندہ مکر سے نکالکر
مارا مگر جیسے ہی بندہ قریب اُنکے سر کے پہونچا ایک زنجیر از خود پیدا ہو کر حائل ہوگئی بندہ زنجیر پر پڑا کہ وہ کٹی اُسنے
بھی داری کرکے فوراً دوسرا بندہ مارا ایکی سپر فولادی پیدا ہو کر سر ساحران کی پناہ ہوگئی ساحرون نے جو یہ
معرکہ دیکھا چاہا کہ اُسکو گرفتار کرین قران بھی سمجھا کہ ہم گرفتار ہوئے پس اور تو کچھ نہ بن پڑا ایک لات اِس
زور سے ماری کہ حیات و چشمہ کنارے نہر کے تو بیٹھے ہی تھے پانی مین گرے حصار اُنکو نکالنے مین لگی
قران بھاگ کے اُسی باغ کی ایک کوٹھری مین جاکر چھپ رہا یہان یہ دونون نہر سے نکلے اور کہا ہم
اس بگہ نہ ٹھہرینگے ہرچند حصار نے رکاوٹ کی نہ رُکے اور طائران بحر پر چڑھ کر جانب لشکر حیرت گئے بعد اُنکے حصار
کے حصار نے سحر پڑھا کہ ایک درخت سیب کا باغ مین اُگا اور ایک پتلا سرخ اُسمین سے نکلکر سامنے
آیا اُس پتلے سے اُسنے پوچھا کہ جسنے ہمپر حربہ کیا یہ کون تھا اور کہان ہے پتلے نے کہا قران عیار ہمراہ
حیات و چشمہ آیا تھا اُسنے حربہ کیا تھا اب بائین جانب ایوان باغ کے جو کوٹھری ہی اُسمین ہی یہ حال
پتلے سے سُنکر اپنے پھر پڑھا کہ پتلے اُسی درخت مین پلا گیا جسمین سے ظاہر ہوا تھا اور آپ اُٹھکر اُس
کوٹھری کے قریب آئی قران نے روزن در سے اُسکو آتے دیکھا پٹ سے ملکر کھڑا ہوا اِسنے آکر
جیسے ہی کوٹھری مین جانے کے لیے سر ڈالا قران نے بندہ مارا کہ سر کٹکر دور گرا مگر اُس سر نے ایک قہقہہ مارا
قران کوٹھری سے نکلکر بھاگا کہ یہ قہقہہ تو مرے پر بھی ہنستی ہے مگر جب باہر نکلا دیکھا ایکطرف تو سر قلم کیا ہوا
لاشہ پڑا ہے اور دوسری جانب ملکہ حصار زندہ کھڑی ہے اور اُسنے اُسکو بھاگتے دیکھکر ایک دانہ ماش کا
مارا کہ پانون اُسکے زمین نے پکڑ لیے اور اُسنے کہا اے قران جو کوئی مجھکو مارتا تو اُسکو تو بھی قتل
کرتا تو نے مجھکو کیون مارا اب بھاگ کر کہان جائیگا قران کے پانون تو زمین پکڑے ہی تھی اِسنے اپنے
تئین اسطرح زمین پر گرا دیا کہ جیسے کسیکو غش آتا ہو دانت بھنچ گئے آنکھین پھر گئین یہ حالت دیکھکر ساحرہ
اُسکے قریب آئی اور بغور اُسکی کیفیت دیکھنے لگی کہ یہ کیا اُسکو ہوا جب وہ اُسکے دیکھنے مین محو ہوئی
اِسنے ہاتھ بڑھاکر گردن اُسکی زور سے تھامی اور اپنے آگے گھسیٹکر ایک ہاتھ منھ پر رکھا کہ سحر
نہ کرسکے ساحرہ بہت تڑپی جب نہ چھوٹ سکی ہاتھ سے زمین پر اُسنے لکھا کہ اگر مجھکو رہا کردے تو
مین اطاعت کرون قران نے اُسکو چھوڑ دیا اور اُسنے رہائی پاکر اپنے مقام پر جاکر اوراق جمشیدی
نکالے اُسمین دیکھا کہ اُس عیار کو مین قتل کر سکون گی یا نہین اوراق مین نکلا کہ یہ عیار

بڑا زبردست ہو اگر اس سے سرکشی کی تو یہ تجھکو مار ڈالے گا غلبہ اُسپر کسیطرح نہ ملے گا مناسب ہی
کہ اُس سے آشتی کر یہ حال معلوم کرکے اُسنے سحر پڑھا **قران** زمین سے چھوٹا اِسنے کہا کہ ای مہتر جانی
آپ نے مجھکو چھوڑ دیا تھا مین نے آپ کو رہا کر دیا **قران** نے کہا اسوقت تو برابر ہوئی مگر اور دفع کیا
کرینگی یہ کہکر باغ سے نکلگیا اور پھر دوبارہ پھر کر باغ مین آیا اُسنے پوچھا کہ اب کیون آئے کہا ای ملکہ تھوڑی سی
شراب ہمین دو کہ ہمارے پاس ہو گئی ہے اُسنے الماری کھولکر گلابیان شراب عمدہ کی نکالین **قران** نے ایک
گلابی آفشتہ بردار دے بیہوشی کی دوا بطور خفی رکھ لی تھی جب وہ بوتلین شراب کی لائی کہ مہتر صاحب پیجئے
اُسنے کہا ای ملکہ وہ جو کنٹر سبز رنگ کا ہی اُسمین کی شراب بھی تھوڑی سی لا دیجیے وہ اٹھی کہ کنٹر لے آؤن
جب اُسکی پشت اُسکی طرف ہوئی اُسنے اُن بوتلون مین سے ایک بوتل اٹھا کر چھپائی اور اپنی
بوتل اُسی رنگ کی اُسمین ملا دی جب وہ کنٹر لے آئی اور کہا لیجیے یہ بھی حاضر ہے اِسنے کہا ای ملکہ اگر تم
خفا نہو تو ایک بات کہون اُسنے کہا فرمایئے اُسنے کہا تم ہماری دشمن ہو بدین لحاظ اگر سب بوتلون سے ذرا
ذرا اسی شراب چکھ لو تو مجھکو اطمینان ہو جائے اور مین لے جاؤن اُسنے ہنسکر کہا کیا مضائقہ ہے اور جام
مین سب گلابیون سے تھوڑی تھوڑی شراب انڈیل کر آپ پی پیتے ہی بیہوش ہو گئی **قران** نے زبان
مین اُسکی سوزن دیا اور رسّون سے باندھکر ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی **قران** نے کہا اب کہو کس
عالم مین ہو اُسنے اشارہ کیا کہ مجھکو چھوڑ دو کہون مین بدی تمسے نکرونگی اُسنے پھر اُسکو رہا کیا اُسنے
کہا ای عیار نامدار جانا مین نے کہ آپ زیردستان روزگار سے ہین مین نے آپ کی اطاعت
کی آپ جایئے مین موقع و محل دیکھکر آپ کے لشکر مین آؤنگی **قران** نے اقرار اطاعت اسلام
لیکر وہان شراب وغیرہ پی پھر رخصت ہو کر راستہ پکڑا اور اپنے لشکر مین آکر سارا حال کہا

داستان آنا حیات جادو کا لشکر مین اور طبل جنگ بجوانا مقابلہ بلور سے کرنا اور کوکب کا آکر بلور کی مدد کرنا پھر بھیجنا افراسیاب کا ساحران نامی کو بہر جنگ اور مغلوب ہونا مہرخ کا مدد بھیجنا شاہ کوکب کا اور آنا ملکہ سیمیلان بن اختر جادو کا مقابلہ لشکر افراسیاب

پلٹن اور فتح پانا بعد جنگ بسیار کے پھر گرفتار ہونا مہرخ کا افراسیاب کے سحر سے اور قید ہونا حیرت کا سحر سے کوکب کے اور جانا طلسم کوکب ہمیں لمعۂ

بجھ پر عاشق مین ساقیا ہون
ساقی ساقی ہی کہہ رہا ہون

اختر گل باغ خوب روئی
رونق دہ گلشن نکوئی

لڑنے کو چلی ہے با صد انداز
ساقی در میکدہ کو کر باز

ساقی گلشن کا ہے نیا رنگ
شاہنشہ گل ہے بر سر جنگ

جیسے ہون سپاہی صف کشیدہ
یون سبزۂ باغ ہے دمیدہ

کانٹے خنجر مین بے تامل
ہتیار لگائے ہے ہر اک گل

یون لالے کی باڑھ اوگی ہوئی ہے
جیسے پلٹن جمی کھڑی ہے

بہر شاخ ہے عکس گل سے گلگون
یا گل کی سواری کے ہین گاگون

استادہ ہین سبزہ باغ تنکر
ہون جیسے ڈٹے کھڑے دلاور

شمشیر قطب سے نرگس مست
تیار ہے جنگ پر سپہ دست

نہرون مین ہے آب مرد فوج
شمشیر بکف ہر ایک ہے موج

ہے ابر چمن ہوا کے بر دوش
یا باد صبا ہوئی زرہ پوش

رن مین کڑکا ہوا ہے آغاز
یون خندۂ گل کی پھیلی آواز

سر پیچ سے ہون ترا خریدار
ساقی مین شراب مجھکو درکار

کھلاؤن بہار جوہر تیغ
برسے مضمون قلم سے جون میغ

ہے جیل نامہ یون دعا گو
یارب باغ سخن ہرا ہو

سے جاہ بیا یہ باغ مضمون
نظارہ گل چکن تو اکنون

بسلان تیغ آبدار و ندبو مان خنجر جفا جنگجویان عرصہ عاشقی۔ و مبارزان میدان مطلوبی
سفحہ حیرت کو فروغ آفتاب مضامین سے رشک سپہر برین اسلحہ بناتے ہین اور اخر طلایع فتح
یان زرین سے اسلحہ چمکاتے ہین کہ حیات بہ صفحات پر حیرت بہ میزت خوستہ

ہوکر حصار سے جب لشکر مین آیا دن بھر مصروف میخواری رہا جب آفتاب حیات فروغ مہر مغرب مہاتما مین غروب ہوا اور حیات تازہ تنویر شمعہاے محافل سپہر بخشے کواکب کو خلاق دہر نے عنایت فرمائی نظم

کراتنے مین پھیلا وہ جلوہ ر و ز	ہوئی روشن ہر اک شمع شب افروز
ہوئی پا پوش عالم شام تاریک	چھپے آنکھون سے لطیف دور و نزدیک

لہل جنگ بحکم حیات بد آہنگ بجا جاسوس خبر لیکر **مرغ** دلاگہر کے آکر قدمبوس ہوئے ملکہ موصوف نے خبر نواخت کوس حربی سنکر جانب سرداران نگار کی **باور** نے عرض کیا کہ کچھ تردد نہ فرمایئے غلام بہرجان نثاری حاضر ہے میرے نام پر طبل زدم بجوایئے ملکہ نے اسکی ہمت پر آفرین فرمائی اور نقیر سحر بجائی ہزار ہا نقارہ لشکر مین بیکبار زلزلہ دشت و غیرہ مین پڑگیا ہر ایک ساحر نامی سحر تیار کرنیکا دم افسر کی محبت کا بھرنے لگا **مرغ** جب داخل شبستان ہوئی سحر خوانی کرنے لگی ملکہ بہار نے اپنی بارگاہ مین آکر بیر سحر کے چہار جانب روادہ کیے پتلیان کاغذی کاٹ کر گنا پھولون کا پنہا کر تخت کاغذی پر بٹھا کر سحر پڑھا کہ وہ جانب ظلمات اژگین اہیلی **زلزلہ و لرزان** وغیرہ نے تدبیرین کین لشکر مین دھمرو بجا کیا بگا لنون نے ہوم کیا بیر ہر ایک نہا کیا بخیے بھینٹ مین چڑھے کلوا بیرون نے آدمی کے کلیجے نذر مین لیے بھوتنر کی چار ست صدا بلند ہی جوت کا دیا جب جلا ڈھولا بجر تاپون کھیلتی مگر مُنھ سے نہ بولتی ساحران عنقا کرتا دہائی لونا چاری کی دیتا بہر صورت اقرار اطاعت لینا ساحرون مین تو یہ ہنگام تھا اور تلوار لڑنے والون کا عزم بہادرانہ تھا کوئی ہتیار سنان کرتا دم شجاعت کا بھرتا کوئی موچھون کو تاؤ دیتا نام کر جانے پر مرتا خلاصہ یہ کہ رات بھر ایسا ہی غلغلہ برپا رہا جب طلعت حیات خیالا قدرت نے شہنشاہ خاور کے لیے قطع منزل نمایا اور رجامہ ہستی کو اکیب پہر خاک پاک ہوا کہ **ابیات**

سحر گہ خروش آمد از کرنا ے	ہم از کوس رویین و ہندی درا ے
سپہ را چو روے اندر آمد بروے	جہان شد پر آواز پرخاش جوے
تو اینوہ اسپان گرد سپا ہ	بہ بشیہ درون شیر گم کردہ راہ
برآمد یکے با د گرد کبود	زمین زر آسپان پیچ پیدا نبود
ز خفتان و از خنجر ہندوان	ز اسپ و ز آلات و برگستوان
رسا زو ز گردان ہر دو گروہ	زمین ہمچو دریا شد و گرد کوہ

دو رویہ سپہ برکشیدند صف	زخنجر ہمی یافت خورشید تف
بہ پیش سپہ آوریدند پیل	جہان شد بکردار دریاے نیل
سواران جنگ آزمیں و پیل و پیش	ہمہ برگرفتہ دل از جان خویش

مہرخ وحیات باین تجمل مذکورۂ بالا جب میدان حرب مین پہونچکر صف کشیدہ ہوئین **چشمہ** سپہ سالار **حیات** اجازت لیکر میدان مین آیا کلمات لاف وگزاف زبان پر لایا پھر مبارز خواہ ہوا **بلور** نے اسطرف سے قصد رونگی کیا تھا کہ **نورافشان** نام ایک ساحرہ جو ہمراہ **بلور** لشکر کی افسر ہو کر آئی ہے عرض پیرا ہوئی کہ جب **حیات** لڑنے نکلے گا اُسوقت آپ مقابلے مین جائیگا اُسکے مقابلے کو مین جاتی ہون **بلور** نے اُسکو اجازت دی کہ وہ طاؤس اوڑھکر مقابل آئی **چشمہ** نے اُسپر ایک ناریل سحر کا مارا اُسنے ناریل آتے دیکھکر اشارہ جادو پڑھکر کیا کہ ناریل کنکر دور گر **چشمہ** نے جھلاکر ایک گور فولادی ایسا سحر کرکے مارا کہ اُسنے ہرچند رد کرنا چاہا مگر رد نہو سکا اور پیشانی پر آکر لگا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور بیکر ساحرہ زبردست بھی ہلاک ہوئی پھر اُسکے اُٹھاکر لشکر مین لائے اور **چشمہ** نے پھر مبارز طلب کیا **بلور** مرکب اگوا کر سامنے کیا اُسنے پھر گولا مارا **بلور** نے سحر پڑھا کہ پالیں سپر ین سحر کی از خود مقابل آگئین مگر گولا نہ رُکا سپر ین توڑ گیا **بلور** بہت جلد زمین مین سما گیا گولا اوچھا سر مین لگا اور گر کر سرد ہو گیا اور **بلور** زمین سے پشت کیطرف چشمہ کے نکلا اور پکارا کہ اے بیحیا خبردار یہ نہ کنا کہ خبردار نہ کیا یہ کہکر ایک بیضۂ عقاب جشید کا کہ **کوکب** نے چلتے وقت دیا تھا نکالکر مارا **چشمہ** نے لاکھ چاہا کہ رد کردین لیکن نہوا اور بیضہ پشت پر جو آکر گرا پڑا سینہ توڑکر نکلگیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا **حیات** بیتابانہ دوڑا کہ اری غضب کیا تو نے کہ مارا اُس شخص کو جو اپنا نظیر نہ رکھتا تھا یہ کہکر فوج کو حکم دیا کہ لینا اس خیرہ سر کو فوج چہار سمت سے نانچ و تنچ مارتی چلی اُسطرف سے **مہرخ** باسپاہ بیکران حملہ آور ہوئی سحر کی گھٹائین گمر آئین باران تیر و سنگ مار آتش برسنے لگا برق شعلہ ریز کوندی رعد گرجا تلوارون نے بہادرون کی دریاے خون بہادیا سر کشون کو خواب عدم مین سلادیا کہ ابیات

ہمہ یک بہ دیگر برآمیختند	چو رود روان خون ہمی ریختند
چو آمد از کوس آمد از پشت پیل	ہمی مرد بیہوش گشت از دو میل
بہ تنگ باد پایان زمین را کنان	در و دشت شد پُر تن بے سران

زمین جنبد جنبان شد از منج و نعل	ہوا از درفش سران گشت نیل
ز آواز گوپال بر ترک خود	ہمی داد گردون زمین را درود
بیابان چنان شد ز ہر دد بیاہ	کہ بر مور و بر پشہ شد تنگ راہ

اُسی گرمی جنگ مین باور نہ ہوتا اور نبد کرتا تلے پیدا کرکے لڑتا بڑھتا قریب حیات پہونچا اُسنے دُشنام کرادبے ادب کہان آتا ہی اُسنے بھی للکارا کہ ادبے بانی شراب بیچکر کہان جائیگا اُسنے اپنی جھولی سے ایک تخم درخت باغ زردشت کا نکالکر زمین پر پھینکا اور ایک شیشہ پُر از آب نکال کر پانی تخم مذکور پر چھڑکا فوراً وہ بیج بہ آبیاری آب سحر زمین سے اُگا اور بڑھکر درخت عظیم الشان ہوگیا جسکے تلوارین اسپین پھلین اور پھلون کی طرح لٹکنے لگین جو سامنے اڑکر جانب لشکر حریف پہلے اُس درخت پر آتے ہی ٹکرے ہوکر زمین پر گرجیات مع لشکر حیرت کے سایۂ درخت مین اُسطرف ٹھہرا اور شجر سے بجلیان بنکر وہ تلوارین لشکر مہرخ پر گرنے لگین سال ہستی سامران قطع ہونے لگا بلور یہ کیفیت دیکھکر یسان شیر نفیناک ہیپتا اور لشکر ملا کرنے سے رُکا اُسنے بھی رتی درخشان کیصورت اپنی بنائی اور درخت پر آکر جھپکا پھر اُڑ اُڑ کر اُس شجر پر گرا ہرچند کہ درخت اِنسے جلا دیا مگر آپ بھی اُن تلوارون سے جو درخت مین تھین زخم ایسے کھائے کہ تمام جسم فگار ہوگیا اور چور چور ہوکر زمین پر گرا پدر حیرت تلوار سحر کی پکڑکر دوڑا کہ سر کاٹ لون مہرخ عقاب بنکر تخت پر سے اُڑی درخت تو جل ہی چکا تھا یہ آگر بلور پر گری اور پنجہ مین دابکر لے اڑی باور فرط جراحت سے بیہوش تھا ملکہ پنجہ مین دابے اُسکو لشکر مین نہ لائی چاہ سامری کیطرف علاج کے لیگئی کہ اگر عرصہ گذرے گا تو ان زخمون سے بچنا اِسکا دشوار ہے پس یہ تو اُدھر گئی اِدھر حیات نے پھر فوج کو حکم دیا کہ ہان مارلو ان نمکحرامون کو فوج سامران ترسول و پستول پکڑکر یا سامری مدد کرتی ہوئی پھر لشکر مہرخ پر آپڑی بہار نے جو یہ حالت دیکھی سمجھ گیا کہ بعد مہرخ خواجہ نے تجکو اس سپاہ کا بادشاہ کیا ہے اسوقت لشکر بے سردار کا ہو رہا ہے اور درخت سے بہت لشکری زخمی ہین جنگ عظیم پہلے بھی ہو چکی ہے اب کی بین دم مین میدان مین ٹھہرے یقین ہے کہ بھگدڑ پڑے اور لشکر سارا تباہ ہو جائے پس تجکو مقابلہ کرنا لازم ہے یہ سوچکر اپنے تخت پر سے کودی اور اسطرح چلی کہ بہار حسن حسینان لبان کنیزان اُسکا دامن ناز بہ ہزاران اعزاز سنبھالے تھی نگاہ مست اُسکی نیزہ مژگان سے ہزارون سینہ پر آرزو دیکھے بھالے تھی

اسی انداز سے بیچ میدان پہونچکر ایسا سحر پڑھا کہ ہوائے سرد دشت عالم دزان ہوئی اور جسکے نخل قامت مین لشکر حریف وہ ہوا لگی سرد آسا پا بگل ہو کر اپنی جگہ پر ٹھہر رہا آگے نہ بڑھ سکا جب حملہ کرنے سے وہ فوج رکی اس شفشاہ باغ خوبی نے پھر جادو کی دستک دی اور پکار کر کہا اے بہار آؤ بہار تو اس گل رعنا کی ناز بردار و خیفتہ برنگ ہزار ہے حکم کے ساتھ ہی حاضر تھی سب نے دیکھا کہ ابر بہاری گھر آیا ہوا اسکی ہوا خواہی سے کادم بھرنے لگی زمین بہر نثار زر گل ہزاران ہزار دامن دامن لالی ہر سمت خیابان سمن و نسرین یہ صدا نظافت و رنگین ظاہر ہو کر خوشبو سے دماغ جان جہان معطر کرنے لگے چنستان مین از ہار و گل در یا چین براے شوق نثار ظاہر ہوئے دم بھر مین یہ خراب آباد دہر بہشت ہشتم تھا دشت سارا **گلستان سعدی کا باب پنجم** تھا کہین جوانان چمن بدلب جوئبن رہے تھے کہین عروس گلشن کے جوبن زیادہ ہونے کو گل کے زیور بن رہے تھے کہین فریاد بلبل و قمری کا شور گلشن گلشن رقصان سو رکھین سنبل تر کے پیچ زلف مہوشان کو پیچ سکھاتے کہین دوڑنے نگاہ نرگس مست کے چشم نرگسی گلزاری کو پھندے مین پھنساتے ہین سبحان اللہ طرفہ بہار نخلبندی تھی بہار سے ظاہر تھی کہ مدحت سرائی مین جسکی زبان بلبل حاضر تھی نہر دنجی وہ آب و تاب سے آبرو پائی تھی کہ صفائی مینائے گوہر صدف فلک خاک مین ملائی تھی چشمہ مہر و ماہ مین یہ لطافت کہان تھی اس چشمہ کی شہرت صفا از ماقنا ماہی عیان تھی گلون کی رنگینی نگارخانہ چین کیا بلکہ اثر رنگ خانہ فلک سے بھی عمدہ پروین ریزان سے بہتر ہر ایک تگوفہ کہین لالہ زار کہین پھولون کا انبار کہ بموجب **ابیات**

بہار فصل گل کی تھی پڑی دھوم	لڑے تھے بلبلون کے آج مقدم
گھٹا کالی تھی دوسادن کی چھائی	کہ ماؤسون نے کیفیت دکھائی
چہکتے تھے چمن مین گل ہزاردن	چہکتے تھے پڑے بلبل ہزاردن
بندھا رنگ عروسان چمن تھا	در رنگ گل مگر جان چمن تھا

اس کیفیت بہار کو سب دیکھ رہے تھے کہ یکایک صدائے غلغال پائے معشوقہ بریدہ ہوا سنائی دی اور ایک تخت بازخت زمین پر سے اترا اسپر ایک محبوبہ نازکبدن جسکا سودے زیبا باز صد چین سوار تھی واقعی دیار حسن کی تاجدار تھی کج ادایون کی ایسی حاکم کہ خلق پر جفا اسکے زیر فرمان ناز و غمزہ خانہ زاد پسر وہ حکمران ناز آسکی کیون وبیان کردن صفت یہ سودا ہول کیون لون شب تار نے

روز ازل اُس زلف کی محبت کا دم بھرا تمام عمر سودے کا تلل نگارے تا بانگے رد بر دیشمہ خور
آبرو ریزہ عارض رخشان قمر کو غیرت انگیز چاہ زنخدان میں نہان آب چشمۂ حیوان دندان دہن کبک گو ہر غلطان نظم

تھا تھا نور کا با لکل سراپا	ہر ایک شعلہ نور کا تھا
پریزادون کو کرتی تھی وہ حیران	ملائے حور اُس سے آنکھ کیا جان
لگتے پاؤن تک ہین موے مشکین	خدا ہین نا خدا سے آہو چین
عجب بالون مین پیشانی تھی پر نور	نیان ابر تیر جلوہ ہور
بلند اُسکا تھا ایسا سینۂ صاف	بلورین کوہ سے ہے بڑھکے شفاف
قیامت توڑ تھا اُن چھاتیون کا	نہوگا تیر مین یہ توڑ اصلاح

زیور جواہر آگین سر سے پا تک پہنے لباس زعفرانی زیب قامت فرمائے تخت ہوا پر اُڑکر اُس گلشن سحر مین
بصد ناز برگ طاؤس طناز خرامان ہوئی لشکریان **حیات و حیرت** اُس جادو صورت عورت کو دیکھکر
تاب برق جمال نہ لاسکے اور محو ہوکر بیہوش ہوگئے سوائے **حیرت و حیات** کے یکو ہوش نرہا اتفاقی
سے اُسوقت **ابریق** وزیر فرستادہ بادشاہ طلسم **حیرت** پاس آیا جب یہان پہونچا ہوا اُس گلشن
سحر جو جسم مین لگی وہ بھی چھونے لگا اور وہ زن سحر جو گلگشت کر رہی تھی اُسنے ایک گلدستہ نرگس کے
پھولون کو اُس باغ سے توڑ کر بنایا اور ہاتھ پر رکھکر اچھالا یا گلدستہ جانب فلک گیا ہوا اُسکے
چلنے لگی پھر سب کی مع **حیرت** کے آنکھ بند ہوگئی بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک ایک درخت
نرگس کا ہر لشکری کے سر پر لگا ہے اور ہر شخص اُس درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے **حیرت** نے اُسوقت
گھبراکر **ابریق** سے کہا کہ اے وزیر اعظم کیا تم پر بھی اس چھوکری بہار کے سحر نے اثر کیا ہے **ابریق**
ایسا محو تھا کہ اُسنے ملکہ کے کلام کا کچھ جواب نہ دیا **حیرت** سمجھی کہ بڑا غضب ہوا مارا بے اجل اس
لڑکی نے پس بہت جلد سحر پڑھکر دستک دی ایک عورت فلک سے شیشہ شکل گلدستہ کے بنا ہوا ہاتھ
مین لیے اُتری ملکہ نے اپنی ران کاٹ کر اُس عورت پر خون کا چھینٹا مارا وہ چھینٹا کھاکر سب بیہوشون پر
اور ان درختان نرگسی پر شیشے سے پانی چھڑکنے لگی وہ درخت غائب ہونے لگے اور لشکری ہوشیار ہوکے
شکر اپنے آپ مین نہ تھے تعریف حسن زن سحر جو **بہار** نے بلائی ہے کرتے تھے اور
شعر عاشقانہ پڑھنے سے **حیرت** نے اُس عورت سے کہ جسپر خون کا چھینٹا مارا تھا کہ جا اور اِس

عورت کو جو چنپتان مین پھر رہی ہے قتل کر اُس عورت نے جواب دیا کہ ماہ نرگس جادو ہے مطیع ملکہ
بہار ہے میری مجال نہین جو اُسپر دست اندازی کر سکون یہی بہت ہے کہ مین نے ان بیہوشون کو بیہوش
کر دیا یہ کہکر غائب ہوگئی حیرت نے اسوقت ایک مالا موتیون کا اپنے گلے سے اُتارا اور پکار کر
کہا کہ اے بہار دیکھ یہ سحر بھی نہ دیکھا ہوگا بہار نے مالے کو دیکھکر شناخت کرکے ایک قہقہہ مارا اور کہا
مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ قطرہ ہائے آب چشمۂ سامری منجمد کرکے موتی بنا کر ٹوٹے اپنے پاس رکھے ہین ورنہ
پہلے سے اُسکی بھی تدبیر کیجاتی خیر اب بھی تو میرا کیا کرے گی ان تیرا لشکر الیتہ بچ جائیگا حیرت نے کہا
او چھوکری کیون ایسی باتین کرتی ہین سامری کے غضب سے ڈرا ری ہین تیری بہن ہون یہ تیرا باپ
جو سامنے کھڑا ہے بچی مین نے اور تو نے ایک ماں کی کوکھ مین پاؤن پھیلائے ہین یہ ڈھائی کڑیا چھانیس جوانی
سے پیٹ پڑیگی یہ سحر جو بادشاہ طلسم نے تجھے سکھائے تھے اپنے کہ تو مجھ پر ہاتھ صاف کرے بہار نے
کہا باجی اخفا نہو اگر تم میری بہن ہو تو میرے پاس آؤ مسلمان ہوجاؤ سلطنت میرے لشکر کی کرو موے
افراسیاب کو مار و حیات یہ سُنکر آگ ہوگئی اور کہنے لگی کہ ارے تو ناشاد مرے اپنی جوانی سے
جائے تو موئی میرے وارث کو کوستی ہے تیری سلطنت کو خاک مین ملاؤن تجھے گہری گور مین تو پون
غرضکہ بک جھک کر وہ مالا جانب فلک اچھالا از بسکہ وہ موتی تو اصل مین پانی تھے ہی مالا بلند
ہوتے ہی ابر پیدا ہو کر لشکر حیرت وغیرہ پر محیط ہوا اور پانی برسنے لگا تمام لشکر بھیگا سحر بہار
اُتر گیا لشکری ہوش مین آگئے بہار کا باغ اسیطرح بنا رہا اُسنے چاہا کہ پھر سبکو بیہوش کردون حیرت
نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ اب کی توڑ اُسکے باغ سحر کا نہو سکیگا اور از بسکہ دن بھی تمام ہو چکا تھا اور ساحر
شب باغ بہم میدان فلک مین سرسبز کیا جا ہی تھی کہ بیت یکایک چرخ اخضر جرخ کھایا + گیا دن سبز
رنگ شام آیا + بہار بھی طبل آسائش بجوا کر پھری تو سحر پڑھا کہ باغ سحر نائب ہوگیا ملکہ نرگس
تخت پر جھیکر اپنی جگہ پر گئی غرضکہ دونون لشکر پھر کر اپنے اپنے خیام مین آکر آسودہ ہوئے صرخ چونکہ
لشکر مین نہ تھی بہار نے بعوض اُسکے سلطنت اختیار کی رات کا دربار کیا طلایہ دار مقرر فرمایا
بعد جملہ انتظام شبستان مین جاکر آرام کیا اُس طرف حیرت جب بارگاہ مین داخل ہوئی
حیات نے کہا مین اب اس حرامزادی لڑکی کو مار ڈالونگا اب کی کائنات کا سحر تیار
کرونگا حیرت نے کہا آپ ٹھہریئے مین بادشاہ پاس جاتی ہون جو انکی صلاح ہوگی وہ

گیا جائیگا یہ کہکر وہان سے آڑی اور ایک پہاڑ قریب دریاے خون رواں ہی اُس کوہ پر آکر سحر
پڑھا پنجہ پیدا ہوا آکر بلغ سیب مین لایا یہان **ابریق** ذریر پہلے سے آیا تھا اور سارا حال لڑائی اور سحر
بہار کا بیان کیا تھا بادشاہ غضبناک بیٹھا تھا ملکہ نے جاکر سلام کیا اور پہلو مین بیٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ ای
ملکہ دیکھا تمنے تمھاری بہن نے کیا کیا **حیرت** نے کہا کہ مین اسی لیے آئی ہون کہ آپ اُس کو مار کیون نہین
ڈالتے اُسپر رحم کس لیے فرماتے ہین بادشاہ نے کہا کہ آپ مین اور لشکر مین ہون **کوکب** لڑنے آیا ہی جاتا
ہی اور ایک بیابان ہے اِس طلسم ہوشربا کے اور طلسم **کوکب** کے ڈانڈے پر اُس بیابان کو ایک ملک
سمجھنا چاہیے اُس ملک کا بادشاہ **جہاندار شاہ جادو** نام ہے اور بیان کو **بیابان گلریز**
کہتے ہین چنانچہ وہان ایک ساحر رہتا ہے کہ **معمار قدرت** اُسکا نام ہی وہ نالاب جمشیدی پر ور سحر
بتاتا ہے مجھکو بزور سحر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساحر بھی مجھسے لڑنے آئیگا پس مین ان لشکرون مین ہون یہ
چھوکری بہار کیا حقیقت رکھتی ہے اب تم جاؤ مین **بلور** و **مرخ** کو چاہ سامری پر سے پکڑ وا کر
تمھارے پاس بھیجونگا اُنکو قتل کر محافظ چاہ سامری اُنکو لائیگا اُسکی عزت کرنا وہی سب کام تمھارا
کردیگا یہ کہکر ایک نامہ تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ ای **مختار جادو** ہوشیار رہنا وادی چاہ
سامری پر زخمی ہوکر پانی پینے آتے ہین اُنکو گرفتار کرکے ملکہ **حیرت** پاس پہونچا دینا یہ لکھکر پنجہ کو
دیا کہ وہ لیگیا اور **حیرت** رخصت ہوکر لشکر مین آئی **حیات** سے سب حال بیان کرکے دربار برخاست
کیا آرام پذیر ہوئی لیکن اب حال چاہ سامری کا سُنیے کہ یہ کنوان چاہ آراستہ نام رکھتا ہے اور صحراے
مرجان کے درمیان مین واقع ہے اور جسطرح چاہ زمرد کہ جسپر میلاد ہوا تھا تمام ساحران اندر
چاہ کے رہتے ہین اس کنوئین مین بھی مسکن گزین ہین اور مالک اُن سب کا **مختار جادو** ہی
چنانچہ وہ اندر کنوئین کے دارالعمارہ شاہی مین بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لاکر نامہ شاہ طلسم اُسکو دیا نامہ
اُسنے لیکر سر پر رکھا اور بعد تعظیم پڑھا جب مضمون سے واقف ہوا چالیس ساحر گرد کنوئین کے
چوکی دیتے ہین اُن کو حکم بھیجا کہ تم اندر چاہ کے آکر بطور مخفی ٹھہرو اور جو کوئی آج کل مین پانی بھرنے
آئے اُسکو پکڑ لینا جب ساحرون کو حکم پہونچا سر چاہ سے پہرا اُٹھا کر اندر چاہ کے مقرر کیا
اور یا تمام تمام پنجے اُسطرف سے **مرخ** و **بلور** کو لیے صحراے طلسم طے کرتی صحراے مرجان مین پہونچی
یہان دیکھا تو تمام اشجار صحراے سرخ مین کون سے آگ لگی معلوم ہوتی ہے گھاس تمام سبز ہے

سرخی و سبزی باہم ملکر عجب حُسن دکھاتی تھی لب لعلین سبز رنگان وہر کو سُرماتی تھی مونگے کے درخت پر
چوٹ موٹ دیتے تھے جواہر خانہ بہار معلوم ہوتے تھے ملکہ مہرخ بیچ صحرا مین آکر ٹھہری بلور فرط حرارت
و تموج ہوا سے بیہوش تھا یہان کچھ اُسکو ہوش آیا ملکہ مذکور باہستگی اُسکو لیے ایک درہ کوہ مین آئی اور
ایک چھاگل کی مٹی اُٹھاکر سونگھی پھر اُسی مقام کو خنجر سے کھودا واہنہ نقب ظاہر ہوا یہ اُس نقب مین سے
بلور اُتر گئی اندر نقب کے ایک بادلی بہت خوبصورت بنی کہ جسکی چاہ مین یوسف دل باؤلا ہوکر ڈبکیان کھا رہے
دلو فلک کو کب سامنے اُسکے کوئی سنا دل کے آبروئے چاہ نخشب سامنے اُس عمارت کے پانی پانی
خلاصہ کہ بیت لاثانی بیچ بادلی مین ایک کنوان عمدہ بنا جگت اُسکی بلورین لب گردان یاقوت کی سامنے
پتھر کا جھرنا بنا حوض بہت نایاب و پختہ تعمیر کنارے اُسکے ہزارہا فوارے کا خزانہ ساون کی جھڑی کا
نقشہ ہر فوارہ دکھاتا کنوئین پر چرخی چڑھی جو عقل پیر مہ کی چرخ مین لاتی پُتلیان پتھر کی گرد نچاریان
بنی گھڑون کمر پر گھڑے رکھے بعض پانی بھرتین ملکہ مہرخ نے رسّی جو چرخی سے لپٹی تھی یا حل المتین کہکر
کھولی سونے کا ڈول اُسمین بندھا دس بیصم باللہ و بالعروۃ الوثقی پڑھکر کنوئین مین ڈالا دیکھا
کو خبر کوئی نہوا سمجھی کہ چوکیداران چاہ بیخبر ہین تو اپنا کام کر یہ سمجھکر جلد جلد پانی بھرا اور بلور کو
پلایا زخمون کو اُسکے دھویا فوراً سب زخم اچھے ہوگئے ملکہ مذکور نے دوسرا ڈول بھر ڈالا کہ ابکی
بھرکر پانی ساتھ لیتی چلون کہ کام آئیگا بار بار آنا نہ پڑیگا غرضکہ یہ غافل ہوکر پانی بھرنے لگی اور بلور
جھانک کر تماشاے آب چاہ دیکھنے لگا وہان مختار تو ان کی فکر مین لگا ہی ہوا تھا چوکیدار اندر کنوئین کے
موجود تھے اُنھون نے سحر پڑھا کہ ملکہ و بلور دونون کے پانون جگت پر سے پھسلے اور دونون کنوئین
کے اندر گرے سحر کے بیرون نے دھکیل دیا جست یہ کنوئین مین غوطہ کھاکر اُبھرنے لگے چالیس ساحر
تمامی دنامور وہان موجود تھے وہ سب لپٹ گئے اور اُنکو کھینچ لیا یہ غلطان پیچان نہ آب تک
چلے گئے جب پانون زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ ایک چوکی اُس جگہ بچھی ہے اور جہان تک نگاہ کام
کرتی ہے وہی جنگل مونگے کا لگا ہے نہ وہ کنوان ہے نہ بادلی کا پتا ہے مہرخ نے بلور سے کہا کہ
ہمنے غفلت کی دشمنون نے کام اپنا کرلیا ہم اسیر ہوگئے یہ کہکر اُس چوکی پر دونون بیٹھ گئے کیون کہ وہ
ساحر محافظ جو اُنکو کھینچ لائے ہین ایسا سحر اونھون نے کیا ہے کہ یہ بیخود ہین سحر بھی نہین پڑھتے ہین اور تاثیر
اُنکے سحر کے چوکی پر از خود بیٹھے ہین پس جیسے ہی چوکی پر بیٹھے وہ چالیسون ساحر گوشہ ہاے

سحر اسے ظاہر ہو کر گرد ان کے آگئے اور محاصرہ کر لیا پھر سحر پڑھ کر اُس چوکی کو اڑایا اور انھین لیکر چلے
یہانتک کہ وہ صحرائے مرجان تمام ہوا اور ایک قلعہ فلک فرسا دکھائی دیا دروازہ اُسکا بسان درۂ کوہ
بہت بڑا تھا یہانتک آسمین لگا تھا گرد دیوار قلعہ خندق پانی سے بھرا تھا دروازے سے کچھ فاصلے پر ہزارہا
ساحر اُترا ہوا تھا ہوم خانے بنے تھے بستر ساحرون کے لگے تھے پوجا پاٹ سامری کا ہو رہا تھا ڈنکے بجتے تھے بین
ہو رہے تھے سب خوش و خرم بیٹھے تھے کہ یہ قیدیون کو لیکر پہونچے اور اونسے اجازت لیکر داخل قلعہ ہوئے
قلعہ بہت آباد تھا ساکن قلعہ ہر ایک دلشاد تھا بڑے بڑے پوجاری سامری کے بستے تھے مکان عالیشان
بنے تھے وکشادہ آراستہ تھے بازارین رنگین گلیان صاف ستھری شفاف راستہ تھین یہ راہ طے کرکے
دارالعمارۃ شاہی مین آگئے یہان بھی مجمع عام تھا درباریون کا اژدہام تھا مختار تخت شاہی پر
بیٹھا تھا ان دونون کو دیکھکر ہنسا اور کہا ای مہرخ شہنشاہ ساحران سے منحرف ہو کر بیچارہ شوار تھا
آخر گرفتار ہو کر تو نے جان دی مہرخ کے بسبب سحر ہوش و حواس درست نہ تھے اِسکی باتون کا کچھ جواب
نہ دیا اور اُسنے حکم دیا کہ فوج ہماری طیار ہو ہم ان مجرمون کو پہنچانے جائینگے بمجرد حکم قلعہ مین
چوبیس ہزار ساحر تھے بارہ ہزار آہنین سے تیار ہوئے اور بارہ ہزار برائے حفاظت ملک و چاہ
سہ تخت سحر پر بیٹھکر خیام و بارگاہ بارکرا کر تعظیم و شان تمام مختار نے کوچ کیا لشکر و نقارے بجتے
ساحر نیزگیان سحر کی دکھاتے روانہ تھے قیدیون کو بحفاظت ساتھ لیا ساحران نامی چوکی پر قیدیون
کو بٹھائے صحرائے مرجان جب طے کرکے آگے بڑھے مہرخ نے دیکھا کہ یہ وہی راستہ ہے جدھر سے
بن آئی تھی حیران تھی کہ مین سرجاہ پڑا کر پہونچی تھی اب کنوئین کے اندر سے قید ہو کر آئی ہون
کیا ماجرا ہے کہ ایک ہی راہ پر پہونچی ہون پھر سمجھی کہ مقدمہ طلسم ہے اسوجہ سے راہ کا پھیر سمجھ مین
آنا دشوار ہے غرض کہ خاموش ہو رہی اور سلسلہ قطع منازل وطے مراحل قریب لشکر حیرت پہونچا
حیرت نے جب خبر آمد سنی خود بہر استقبال مع سرداروں کے آئی اور نہایت اکرام سے پیشوائی کر
داخل لشکر کیا فوج اُسکی اتری طبل دانطے کے بجے ملکہ مذکور بارگاہ مین آئی مختار مقام صدر پر
جانب دست راست تخت بیٹھا اور چوکی طلب کرکے بیچ بارگاہ مین بچھادی قیدی اُسپر بیٹھے ہین اُٹھا
لیجاتا ہے بالکل جیش و حرکت ہین بارگاہ مین ہنگامۂ عشرت گرم ہے جام و رطل گرانی کا دور چل رہا
ہے ناچ ہو رہا ہے بچیان بھی آئی ہین اور نذر دیکر مختار ہین خدمت ملکہ مین عرض

کیا ہے کہ عیار قیدیون کی فکر رہائی مین ضرور آئینگے پس ہم جسکی جانب اشارہ کرین آپ فوراً قید کر لیجیگا بھاگنے نہ دیجیگا یہان تو یہ مذکور ہے عشرت کا دستور ہے لیکن جاسوسان لشکر اسلام خبر مین معلوم کرکے سامنے بہار کے آئے بعد دعا و ثنا کے حال آمد مختار و اسیری موخ و یلور معروض بیان مین لائے بہار نے یہ خبر سنکر برق سے کہا کہ مین جاکر بارگاہ سے ملکہ کو لاتی ہون یہ کہکر چاہا کہ اٹھے دیکھا تو شانون پر اسقدر بوجھ ہے کہ جیسے کوئی دبائے دیتا ہے سمجھی کہ مختار نے اپنی شوکت دکھائی ہے کہ وہان سے بیخبر سحر کیا ہے خیر سمجھ لیا جائیگا یہ سمجھکر خاموش ہو رہی اور برق نے کہا کہ ای ملکہ اب لشکر تمھارے دم سے وابستہ ہے تم شہر مین جاتی ہون یہ کہکر اوٹھا اسپر سحر نہ تھا بارگاہ سے علکار صورت شیر کیطرح نیکر داخل لشکر حریف ہوا دیکھا تو یہان بڑی خوشی ہو رہی ہے تمام سر بارگاہ مین آمد و رفت رکھتے ہین یہ بھی اسی ہنگامہ مین داخل بارگاہ ہوا مختار کا بڑا مرتبہ دیکھا کہ نذرین گذر رہی ہین تاج ہو رہا ہے سارا اسکو مالک چاہ ساری سمجھکر ڈنڈوت کرتا ہے برق ایکطرف گھات مین کھڑا ہو رہا اسکو صرصر نے دیکھکر پہچانا اور اشارہ مختار سے کیا کہ یہ سامنے عیار کھڑا ہے اسکو گرفتار کرو اس نے عیار کا اشارہ سمجھکر ایک ناریل نکالکر ایسا سحر پڑھا کہ جسپر یہ ناریل پڑے اسکو ہلاک کرے پس وہ ناریل سجھا وہ دیکر برق پر کھینچ مارا برق ناریل آتے دیکھکر جلدی سے اچکہ بیٹھ گیا ناریل سر پر سے گذر کر ایک ساحر مینا سے جادو کے سینے پر جاکر لگا کہ بعد برق وہ کھڑا تھا چنانچہ سینہ اسکا توڑ گیا اور برق نے اٹھکر کہا کہ وہ مارا ای مختار کیا کہنا واہ کیا صفائی ہے اسنے چاہا کہ پھر کچھ سحر کرون مگر شور ساحر کے مرنے سے بلند تھا اندھیرا تھا برق ابھی نکلنے مین اسکے قریب آیا اور ایک دھول مار کر سر سے تاج اتار کر بھاگا اسنے کہا لینا لیے جاتا ہے یہ کہنا ہی اور سحر کرنا بھولا ہوا ہی غرضکہ برق لشکار لشکر مین یہ ہیئت بدل پھرنے لگا اور وہان جب ہنگامہ مرگ ساحر ہر طرف ہوا مختار کو برہنہ سر دیکھکر حیرت نے اور تاج سنگا دیا اس نے کہا کہ ای ملکہ مین اس عیار کو ابھی پکڑے لاتا ہون ملکہ نے کہا تم کیون جاؤ وہ خود یہان آئیگا عیار کو ہر وقت یہان موجود رہتے ہین انھون نے تو سارا طلسم برباد کر دیا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ نامہ شاہ طلسم لیکر پیامبرون اسکا حیرت نے پڑھا تھا کہ ای خاتون مین مختار مالک چاہ ساری ہین اس سبب سے ہمارا انکی پرستش لازم ہے انکی دعوت بڑے دھوم سے کرنا اور ایسا بندوبست کرنا کہ عیار نہ آسکین اور انکو لشکر حریف سے لڑنے نہ دینا کہ وہ ہمارے بزرگ

دین یہن صبح کو جب تم قتل کرنا چاہو گی اُسکے ساتھ ہی چھڑانے آئینگے اُسوقت آپکو تم جو خود مقابلہ
کرنا اور مختار اپنا قبض جاری کرین اور سب باغیون کو اسوقت غارت کردین تو مضائقہ نہین یہ
مضمون سنکر ملکہ نے حکم دیا کہ سامان دعوت جیسا ہو بموجب ارشاد اہلکار بجا لائے صحرائے وسیع و سبزہ
زار مین بارگاہین استادہ ہوئین سامنے بارگاہون کے چاندی کی نہرین رکھکر پانی سے بلبز کردین
اور کنارے اُنکے درخت گلدار پہار ناندون مین لگے برابر برابر رکھدیئے نہرون مین مچھلیان
سبز و سُرخ وغیرہ رنگ برنگ چھوڑدین سبحان اللہ دشت کو سون تک پھولون کی خوشبو سے مہک
گیا ستارہ ہر ذرہ کا چمک گیا لطافت آب چشمۂ ماہ پر طعنہ زن غیرت بخش گلزار ارم گلشن خرمن ماہ کو
ضیا کہان حاصل غیرت سے پانی مین ڈوبا ہوا ماہ کامل ماد سے ماہی تک صفائے آب کی کیفیت مشہور
نور روشب دیجور بارگاہون مین فرش اطلسی ملک کو شرماتا ہو بچھا تخت و کرسیان جواہر نگار و عمدہ اسباب
سے کچھی جہا ارباب نشاط حاضر راجہ اندر کا اکھاڑا جمع حیران روزگار کا جاؤ لگا بہار اطراف تماشا کہ فصل

لین ساقی یہ لب جام قمر سے	فتور شب کا ہے مجکو سحر سے
ہو دسانہ شب مہتاب آئی	ستارے دل سے وقف رونمائی
کیا حیرت نے اے سردار مختار	کہ چلکر ذرا گلگشت گلزار
لگفتہ دل خرامان دان سے آئی	خرامی سیر چمن سے کچھ اٹھائی
وہ جوبن تھا عروسان چمن پر	زمین تھی نخشۂ گل سے بھی بہتر
زمین سیماب سے سرشار و شاداب	ملائم ایسی نرم سخت نایاب
خیام و بارگہ و کچپ و زیبا	ہیا قصر جنت کا تماشا
تصدق تھا ہر اک شمے پہ مہتاب	ہیا یکشی کا جملہ اسباب

خلاصہ مرام جب گلابی ماہتاب کی ضیا سے ہادۂ نور سے ملو ہوئی اور انجمن انجم فلک کی بارگاہ
مین جمی حیرت مع تمام سامران نامی کے داخل جلسۂ عوت ہو چوکی قیدیون کی سامنے بچھ دائی
اور سحر سے زمین اُس دشت کی فولادی بنادی اور ایسا سحر پڑھا کہ ایک زنجیر گرد اگرد اس صحرا
کے کھینچ گئی کہ جو کوئی عیار آئے زنجیر مین بند ہو جائے آنے بنائے اور زمین مین بھی نقب نہ لگا سکے
جب یہ انتظام کر چکی باطمینان تمام مشغول راحت و آرام ہوئی لیکن برق بھی بصورت بدل قریب

اِس جلسۂ مسرت کے قریب پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ ایک زنجیر آتشین گرد و شت لگی ہی اُسنے چاہا کہ جست کرکے اِس زنجیر کو پھاند جاؤن پس بارادۂ جست جب قریب زنجیر گیا وہ اور زیادہ بلند ہو گئی اُسنے چاہا کہ جھک کر زیر زنجیر جاؤن زنجیر پھر نیچی ہو گئی اور ایک شعلہ اُسمین سے چمک کر بجلی کیطرح اُسکی جانب لپکا یہ ہو اُسکیطرح پیچھے کیطرف بھاگا اور دور جاکر ٹھہرا وہ شعلہ بھی منطفی ہو گیا **برق** سمجھا کہ اندر جلسے کے جانا نہوگا سحر سے انتظام کامل کیا ہے خیر آپ کی نقب لگاؤ اگر پہونچگئے تو فہو المراد ورنہ اور کوئی تدبیر کرنا غرض قریب جلسہ مذکور پہونچکر ہر سمت دشت کے سناٹا تو تھا ہی اُسنے خنجر سے نقب دینا شروع کی جب اُسجگہ پہونچا کہ جہان زنجیر سحر تھی ہے وہان کی زمین کو سخت مثل فولاد و سنگ پایا چار نقب دینا بھی موقوف کیا اور ہر سمت اِس تلاش مین پھرنے لگا کہ کوئی اندر جلسے کے جانے والا ملے تو اُسکو بیہوش کرکے اور اُسکی ایسی صورت بنکر اندر جاؤن اِس تردد مین پھرتا تھا کہ مہتر **قران** سے ملاقات ہوئی کیونکہ **قران** **حصار** کے مقام سے روانہ ہوا تھا تو فکر عیاری مین وہ بھی اسطرف آیا تھا اُسکو دیکھکر مستفسر حال ہوا اُسنے سب حقیقت زنجیر کی اور اپنے نقب وغیرہ دینے کی بیان کی **قران** نے سارا ماجرا حصار کا بیان کرکے کہا کہ اے **برق** مین اُسکو حصار بادو کی ایسی صورت بناؤن اور آپ ایک خدمتگار کی صورت بنکر تمہارے ساتھ چلون جسوقت کہ **حیات** سنے کا ملکہ حصار آئی مین باعزاز تمام طلب کرونگا بآسانی وہان پہونچ جائینگے اور کام دشمنون کا تمام کرینگے **برق** نے اس تدبیر مستحسن کو بہت پسند کیا اور رائے خلیفہ عیاران اسلام پر آفرین کہی اور **قران** کے لوح دل پر شکل ملکہ حصار نقش تھی کہ یہ اُسکے یہان ایک شب و روز رہ آیا تھا پس رنگ و روغن لگاکر **برق** کو اُسکی ایسی صورت بنایا خلعت فاخرہ سے جسم نازک مجلی و مزین فرمایا زیور جواہر بن سے تن نازنین آراستہ کیا وہ چھپکا باندھ سورج کی طرح طلائی چمکتا ہوا سر پر لگایا کہ طائر دل پھانسنے کے لیئے چھپکا لگایا اُدھر **قران** خواجہ سرا کی ایسی صورت بنا کہ لانبا قد رخسار بالون سے داڑھی مونچھ کے بالکل صاف اور از انجملہ قوم کا رنگی تو خود ہے کچھ ہی نقشہ صورت مین فرق کرنا پورا سراپا خوب نیا لباس بیش بہا ہی زیب تمامت کیا چپکن پر زیر بغل پٹکا کمر سے باندھا خنجر اور پیش قبض لگاکر بہراہ ہوا **برق** آگے آگے زلف عنبر فام کو یل چہرے پر دیتا پائینچے کلائی پر ڈھیلے بنا رو خنجر خرامان خرامان چلا پیچھے نواب ناظر باد آب تمام روانہ ہوا اور قریب اُس سلسلہ سحر کے جب پہونچے خواجہ سرا نے پکار کر کہا اے ملازمان حضرت یہان آؤ صاحب و دربان وغیرہ جو قریب بارگاہ تھے آواز سُنکر نزدیک آئے اُسنے

اُنسے کہا کہ **حیات** جادو سے جاکر اطلاع کرو کہ ملکہ حصار جادو آئی ہین ملازمون نے یہ سُنکر خدمت
حیرت مین جاکر بعد دعا و ثنا کے پیام عرض کیا **حیات** اُس جلسہ مین حاضر تھا سنتے ہی یہ خبر اُٹھ کھڑا
ہوا اور کہا ای **حیرت** یہ وہ سارہ آئی ہے کہ جسنے ہمپر احسان عظیم کیا تھا رات بھر مین اُسکے میسان بآرام تمام
رہا اُسنے کوئی دقیقہ خاطرداری مین اُٹھا نرکھا دعوت کی بہت آرام دیا دوسرے دن مین بخوف عیاران
دہان سے چلا آیا درنہ وہ آسنے ندیتی تھی یہ کہکر سارہ مذکور کے لینے کو چلا **حیرت** نے جب اپنے باپ کو
جاتے دیکھا خود بھی ساتھ ہوئی اور دونون قریب زنجیر آئے ملکہ نے ایسا سحر پڑھا کہ وہ زنجیر سمٹکر ایک طرف
ہوگئی **حیات** نے آگے بڑھکر حصار کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آیئے آپ نے بڑی تکلیف فرمائی جو قدم
رنجہ فرمایا اور اس احقر کو سرفراز کیا کہ **بیت** اے خاک رہت بدیدہ من + احسان تو دل کشیدہ
من + بنام سامری چلیے اور تشریف رکھیے حصار نقلی نے یہ سُنکر پہلے تو ملکہ **حیرت** کو تسلیم کی پھر
عرض رسا ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین ہم لوگ آپ کی رعایا ہین یہ سب عزت و آبرو حضور کی
عطا فرمائی ہوئی ہے یہ سب آپکی خوبیان اور غرباپروری ہے جو اسطرح پیش آئے ہین ورنہ من
آنم کہ من خوب میدانم یہ باتین فیما بین کرکے روانہ ہوئے اور لب نہر آکر مسند پر اپنے برابر حصار
کو بٹھایا **مختار** بھی اُسکو سارہ سمجھ کر بڑے تپاک سے ملا اور برابر بٹھا **قران** پس پشت آکر مورچہ
رومال جھلنے لگا باہم ہنس ہنس کے باتین ہونے لگین پانچ شروع ہوا اور جام شراب **چاند نگاہیات** نے حصار
نقلی کو اپنے ہاتھ سے جام شراب دیا اسنے جام لیکر کہا ای بادشاہ کنیز کا یہ رتبہ نہین کہ حضور کو ساقی بنائے
اب زیادہ مجھکو شرمندہ نہ فرمایئے یہ کہکر اُٹھی اور ساقی سے شراب کی گلابی اور جام لیکر کہا کہ یہ کنیز کہ
آپ سب صاحبون کی خدمت کریگی ہر چند **حیات** نے منت کی کہ آپ کچھ تکلیف نہ کرین مگر اُسنے
نہ مانا اور شراب پلانے لگی جب اہل انجمن بانب رقاصہ و مشاہدہ آب نہر وغیرہ مین مصروف ہوئے
اسنے بوتل مین بیہوشی ملائی اور دو دو جام **مختار** و **حیات** و **حیرت** کو پلائے تھے کہ
حیات نے جام لیتے وقت ہاتھ پکڑ لیا کہ ای ملکہ بس خوشی تمہاری ہو چکی اب بیٹھو اور ساقی کو گلابیان
حوالے کرو یہ بیہوشی تو سب مین ملا ہے چکا تھا سمجھا کہ اب جو کوئی پلائیگا میرا کام پورا ہو چکا ہے
بیہوشی ملی ہوئی شراب پلائیگا پس زیادہ کہ نکر بیٹھ جاؤ یہ سمجھکر قریب **مختار** بیٹھ گیا اس
عرصہ مین ساقیون نے ہر ایک حاضرین جلسہ کو ایک ایک دو دو جام اسی شراب آشفتہ

بیہوشی کے پلائے ہنوز کوئی بیہوش نہوا تھا کہ حرحر عیارہ یہان آئی اور اسنے ملکہ حصار نقلی کو دیکھا
اور رنگ رہل انجمن بھی دگرگون پایا بنظر فراست پہچانا کہ یہ حصار عیارہ ہے پس ملکہ حیرت کے کان
مین کہا کہ یہ برق عیار ہے اِسکو گرفتار کرلیجیے اسکے کہنے کو حران نے دیکھا اور سمجھ گیا یہ ہم عیارون کو
پہچان گئی ہے بڑا غضب ہوا ساری محنت برق کی برباد ہوئی یہ سوچکر پس پائی تو کھڑا ہی تھا بندہ
کمر سے نکالکر سر مختار پر اس زور سے مارا کہ سر پھٹکر بھیجا پاش پاش ہوگیا حیرت نے جو یہ ماجرائے عجیب
دیکھا سمجھی کہ مین بھی بیہوش ہوا چاہتی ہون کیونکہ بیہوش کا آثار دماغ مین پاتی ہون پس اسنے عیارون کو
تو انکے حال پر چھوڑا جان اپنی بچانا مقدم جانکر ایسا سرپٹ بھاگا کہ دو نیچہ پیدا ہوئے اُسکو اور اُسکے باپ
حیات کو لیکر آڑ گئے اور یہان مرگ مختار کی وجہ سے آندھی سیاہ آئی شمع و چراغ سب بجھ گئے
غلغلہ عظیم برپا ہوا ساحر حاضرین محفل گھبراکر جو اٹھے بیہوش ہوگئے ملکہ مہر خ و بلور جو چوکی پر
بے حابو بیٹھے تھے چھوٹ گئے اور اڑکر بالائے فلک پہونچے لشکر مختار جو غافل پڑا ہوا تھا اُسپر جا
اور تاخت سخت مارنا شروع کیے حرحر سر پہ پانون رکھکر بھاگی کہ یہ موذی کاٹے عیار بلائے روزگار
ہین عیارون نے حقہ ہائے نفتی مار کر خیمون اور بارگاہون مین مقام جلسہ کے آگ لگادی اور ساحران
بیہوش افتادہ مین سے جلد جلد دو ایک کے سر کاٹے مگر خیال یہ تھا کہ حیرت نکل گئی ہے اب لیگی
تو ہم پھنس جائینگے یہ سمجھکر وہان سے اپنے لشکر مین آئے بہار کو بھی فکر عیارون کی لگی ہوئی تھی آرام
فرما ہوئی تھی کہ برق نے داخل شبستان ہوکر ماجرا سب بیان کیا گیا ملکہ مذکور اسیوقت تھوڑی فوج
جو ملا یہ پہین تھی اپنے ہمراہ لیکر چل دی وہان لشکریان مختار اول تو بہت سے قتل ہوگئے پھر سنبھلکر
لڑنے لگے مرگ ساحران سے تمام دنیا اندھیر تھی شعلہائے روشن کی بلور نے فشان بند کرکے اور
کھولکر ہزار ہا تپلا پیدا کیا تھا وہ لڑ رہا تھا کہ بہار آگری پھر تو ساحر سے ساحر لپٹ گیا خاک و خون مین اُلجھ
اٹ گیا وہ شب شب قیامت سے کچھ کم نہ تھی وہ کون سے رات تھی جو جاوۂ عدم نہ تھی نفیر سحر صرصر کا کام
کرتی تھی روح تن سے خواہ مخواہ خفا ہوکر بگڑتی تھی تیغون کی چمک اُس اندھیرے مین برق بلا کے خرمن
جان تھی مانیت گوشہ امان مین پنہان تھی رعد کی آواز ہول خیز بجلی کا چمکنا شعلہ بیز بیرون کا غُل مچانا
تیر اور آگ کا برسنا صدائے ہول خیز کا آنا طلب کوہ کو تھرآتا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

کہین تیغ جادو نے تھی شعلہ بیز	کہ ہو جس سے روحون کو تن سے گریز

کہین مار و عقرب کہین اژدہے	کہین سنگ آتش برسنے لگے
بلائے سے کلوا کہین آیا تھا	کلیجا کسی بیر نے کھایا تھا
ملے خاک مین سیکڑون نوجوان	ہوئین روح صد ہا عدم کو روان

یہی ہنگامہ گرم تھا کہ **حیرت** و **حیات** کو پیچہ ہائے سحر بو لیکے تھے پہلے تو وہ تاثیر بے ہوشی سے بیہوش رہے جب ہوشیار ہوئے اُڑکر چلے یہان آکر جو دیکھا طلسم رزم برپا تھا **حیرت** نے چاہا کہ جنگ آغاز کرے لیکن فوج **مختار** کی بہت قتل ہوچکی تھی باقیماندہ کے پانون اُکھڑ گئے تھے لاش بھی اپنے مالک کی نہ اُٹھاسکے بھاگ کر لشکری جانب صحرا چلے **حیرت** لڑنے سے باز رہی کہ شکست ہوچکی ہے اب اپنا لشکر تیار کرا کر لڑونگی ادھر اُس ہنگامہ قیامت خیز مین وہ زمانہ بھی آچکا تھا کہ عشرت گاہ فلک مین تیغ سحر چمکی تھی اور انجمن انجم مین بھگدڑ پڑی تھی کہ بموجب **ابیات**

کیا پید افلک نے سینۂ صاف	ہوا رخسار عالم خوب شفاف
جو شب کو نقطۂ افلاک پایا	سفیدی پر جمال خاک آیا

صرخ و **سہار** و **بلور** بھی بفتح و فیروزی داخلہ فضائے لشکر ظفر پیکر ہوئے **حیرت** نے مقام جلسہ طرب پر جاکر جو دیکھا ساحر بہت سے مارے گئے تھے اور بہت سے بیہوش پڑے تھے اُسنے باران سحر پڑھ سبکو بیہوش کیا اور لاش **مختار** کی اُٹھوائی پھر داخل بارگاہ ہوئی سب حاضرین دربار سے کہا کہ مین شہنشاہ طلسم کو کیا منہ دکھاؤنگی کہ محافظ چاہ سامری قتل ہوگیا اور مجھ سے کچھ نہ ہوسکا **حیات** نے کہا مین جاکر اُس گیسو بریدہ **سہار** کو مارے ڈالتا ہون اُسنے کہا آپ تامل فرمائیے مین بادشاہ پاس جاتی ہون یہ کہکر عزم روانگی کیا اہل دربار سب ایک زبان ہوکر عرض پیرا ہوئے کہ قتل **مختار** سے لشکر بادشاہ بہت رنجیدہ ہونگے آپکا جانا مناسب نہین ہے یہ سُنکر ملکہ بھی توقف پذیر ہوئی اور آپ تو نہ گئی ایک چیلے کے ہاتھ کیفیت لکھکر بھیجدی چیلا نامہ لیکر باغ سیب مین آیا صبح کا وقت تھا شاہ جادوان سو کر اُٹھا تھا بہت بدمزاج ہو رہا تھا کہ چیلے نے نامہ لیکر پڑھتے ہی اُسکو ایسا غضبناک ہوا گوشہ باغ کیطرف نگاہ گرم دیکھا اسطرف جتنے درخت لگے ہوئے تھے گرمی نگاہ سے جلنے لگے اور بادشاہ بھی شعلہ بنکر اُنھین درختون کی آگ مین جاکر ملگیا اور غائب ہوگیا اور صحرائے پر وہ ظلمات طلسم مین جاکر نکلا وہ جنگل نہایت پُرخوف و بیم تھا ہول و وحشت سے وہان

رستم کا دل دو نیم ہوتا ہوا سے گرم کے جھونکے جسم غول صحرائے کو جلاتے تھے نفس گرم آہ عاشقان کو اپنے سامنے سرما کے تھے سایئن سایئن کی آواز دل ہلاتی تھی روح شام و زیان وہان جاتی تھرا تی تھی وہ وادی ہول خیز تھا کہ خضر کو قدم رکھنے سے اُس جگہ گریز تھا جنون وہان کا نام سُنکر ایسا بھاگا کہ ملک عدم گیا جو بھولے سے اُدھر گیا اُسکا دم گیا جا بجا غار اژدرون کے مسکن زمین گرم بدتر از گلخن کہ **ابیات**

تمازت پرفروغ مہر تابان	مسافر میہمان مرگ ہر آن
جہان انسان تو کیا سایہ بھی نابود	نہ تھا جز التفات فضل معبود
ہوائے گرم کے جھونکے جو آتے	تو رخت ہستی انسان جلاتے
وہ گرمی تھی کہ بھاگا جاتا تھا روز	تمازت پر تھا مہر عالم افروز

بادشاہ جادو دان وہان ٹھہر کر شعلے سے انسان بنا اور سحر پڑھا کیا بعد کچھ دیر کے اندھی سیاہ آئی اور اُسی تاریکی سے ایک ساحر کریہ منظر بدہیئت و خوک پیکر آتا ہوا ظاہر ہوا اور روبرو ئے بادشاہ کے اُسنے سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ اے **نخوست جادو** مجکو آفتاب طلسمی کے مقام پر لے چل اُسنے عرض کیا کہ آیئے چلیے بادشاہ نے اپنی آنکھیں بند کرلیں بعد لمحہ کے جو آنکھ کھولی ایک پہاڑ کے قریب اپنے تئیں پایا اُس پہاڑ کے درے مین دروازہ لگا تھا لیکن بقفل تھا سامنے دروازے کے ایک طرف کرسی بچھی تھی اور دوسری جانب ایک گھنٹہ ٹنگا تھا اور ہوگری بہت بڑی شکل گھنٹ کے رکھی تھی بادشاہ اُس کرسی پر بیٹھا اور **نخوست** سے اشارہ کیا کہ ہان اُسنے وہی گھنٹ اُٹھا کر گھنٹے پر مارا ایسی آواز ہوئی اور اسطرح وہ گھنٹہ بجا کہ طاس فلک گونج گیا دشت تھرا یا ارض وغیرہ مین زلزلہ پڑا اور اندر سے اُس دروازے کے ایسی صدائے مہیب آئی کہ معلوم ہوا آسمان پھٹ کر گر پڑا پھر اندر سے در کے دو پنجے پیدا ہوئے کہ اپنے پاس الماس کے آفتاب تراشے ہوئے رکھے تھے ہرچند کہ اُن آفتابون مین روشنی مثل مہر آسمان نہ تھی مگر اسقدر ضیا بار تھے کہ تمام دشت دکوہ روشن ہوگیا اور شاہ طلسم اور **نخوست** ہی ایسے ساحر زبردست تھے وہ گرمی کی تاب لاسکے ورنہ جل جاتے غرضکہ جب وہ نیچے نکلے بادشاہ نے چاہا کہ اُسنے کچھ حکم دے ہنوز کچھ کہنے نپایا تھا کہ **نخوست** دست ادب بستہ سامنے آیا اور عرض رسا ہوا کہ **بیت** رہے تیرا دشمن ہمیشہ ملول ۔ سدا بخت و دولت ہو تجکو حصول ۔ آج چہرۂ دولت بادشاہ کچھ متغیر ہے آئینہ رخسار پر گرد ملال پڑتا ظاہر ہے سبب اسکا براہ عنایت مبذول

اگر مجھپر ظاہر فرمایا جائے تو مرتبہ احقر تا بہ فرق فرقدان پہونچے بادشاہ اسکی باتین خوشامد کی سُنکر یا تو غصہ
مین تھا یا خوش ہو گیا اور سارا حال قتل **مختار** و جنگ **مہرخ** نیک شعار عیاران خوش کردار بیان فرمایا
نخوست گویا ہوا کہ حضور پہلے **فقیر نواز** طلسم کو بہر تنبیہ مخالفان بد انداز لیگئے تھے پھر آذر رحم کھاکر مجھین
لوٹا دیا اسیطرح اب بھی آفتاب طلسم لیجاکر ہر ایک کو جلایئے گا پھر آپ ہی نظر مہر آپنز فرماکر سحاب ترحم
برسایئے گا ای بادشاہ اُن نافرمانون کے لیے تو اونی ملازم آپ کا کافی ہے اگر مجھکو اجازت دیجیے تو ایک
روز مین سبکو جاکر غارت کر دون کیون اسقدر تکلیف اٹھایئے کہ آفتاب طلسم لیجایئے اور ملکہ **خورشید**
رخسار کو بلوایئے اُنکا بڑا مرتبہ ہے ملکہ مذکور کو خداوند سامری نے آفتاب طلسم مین رہنے کو پیدا کیا ہے
حضور کو بھی فیض دنیا ہو گی جب وہ تشریف لائینگے پس مناسب ہے کہ مجھکو حکم دیجیے تاکہ مین جاؤن اور کام
حریفون کا تمام کر دون بادشاہ نے اسکے کہنے کو پذیرا فرمایا اور کہا اچھا جاؤ لیکن اپنے ہمراہ **احاطہ جادو**
کو مع اُسکے چار دن افسرون کے لیلو اور حصار کرکے چارسمت سے لشکریون کو گھیر کر سب مخالفون کو
قتل کرو کوئی نکلکر جانے نپائے سبکو ہلاک کرو یہ حکم سُنکر اُنھے عرض کیا کہ باقبال شہنشاہ ایسا ہی ہوگا
یہ کہکر جب رخصت ہونے لگا بادشاہ نے سحر پڑھکر دوبارہ آندھی آئی اور بعد آندھی کے ابر سبز
رنگ پیدا ہوا جسمین ابر ایک تخت جواہر نگین اُڑتا ہوا آیا سراہ تخت بارہ ہزار پریزادان طلسم
لباس عمدہ اور زیور مرصع سے آراستہ حاضر ہوئین صدہا ساحر گھنٹے اور ناقوس مُنہ سے لگائے آکر
آداب بجالائے اور چند سامور خزانہ ہار تختہا سے سحر پر سوار بہر بہر اہی سواری شاہ حاضر ہوئے بادشاہ
نے خلعت رخصت **نخوست** کو دیا اور رخصت فرمایا دم رخصت کہدیا کہ مین تاکید حکم حکم تمکو دیتا ہون
کہ خبردار کسی مخالف کو جیتا نچھوڑنا ہمارے **مہرخ** وغیرہ کو مین پیار کرتا تھا اب اُنھین بھی حکم دیتا ہون
کہ مار ڈالنا کچھ رعایت نکرنا یہ کہکر تخت سحر پر سوار ہو کر گھنٹے اور ناقوس بجے ابر سبز سر پر سایہ فگن
ہوا آسمین سے موتی برسنے لگے پریان رنگ باشی ہاچ کرنے لگین سواری بادشاہ طلسم کی بطلسم و
شان تمام روانہ ہوئی یہانتک کہ طلسم باہن مین پہونچی مگر وہان بادشاہ نہ ٹھہرا جانب طلسم ظاہر
روانہ ہوا اور دریاے سحر سے اُتر کر قریب لشکر **حیرت** پہونچا یہان **حیرت** و **حیات** بارگاہ
مین بیٹھے تھے سراپردہ بارگاہ اُٹھے تھے کہ ابر سبز گوہر بار نظر آیا صدا ناقوس کی سنائی دی غلغلہ ہوا
کہ شہنشاہ آتے ہین ساحر لشکر کے دوڑے اور سجدے مین زیر تخت جاکر پڑے **حیرت** شہنشاہ

شہنشاہ کہتی ہوئی دوڑی لشکر مین درمیان پلٹنون اور رسالون کی یہین بادشاہ تخت سے اتر کر
داخل بارگاہ ہوا جیات نے تسلیم کی نذر دی بادشاہ تخت پر بٹھایا حیرت نے چاہا کہ پہلو مین بیٹھے
بادشاہ نے بنظر عتاب اُسکی جانب دیکھا اور منہ پھیر لیا ملکہ مذکور شاہ کو خفا دیکھکر رونے لگی صدف چشم
موتی اُگلنے لگی بادشاہ کو تاب نہ رہی ہاتھ پھیلاکر گلے سے لگایا اور کہا جانی ہم تمھاری خطا کو کیا یاد کرین
ہم خود گنہگار عشق ہین محبت نے خطاوار بنایا ہے ورنہ اے ملکہ تمنے بڑا غضب کیا کہ محافظ چاہ سامری کو قتل
کر ڈالا اور اُسکی حفاظت نہ کی خیر جیسے ہی خطاوار سامری کے ہین ویسی سزا ملکو ملنی ہے مثل مشہور ہے
کہ جیسے کرنی ویسی بھرنی یہ کہکر روبہ کی اپنی خطا معاف کی اُسکے ہاتھ سے جام شراب لیکر پیا ساغر
مے گردش مین آیا ناچ ہونے لگا مگر اسطرف نخوست جو رخصت ہو کر گیا اپنے قلعہ شوم مین پہونچا
یہ دیبن کا حاکم ہے اور اسکے مطیع احاطہ جادو اور اوسکے افسرین اور وہ افسر جنکا رہنما زہرہ سامر
کے مالک ہین اور حصار سحر سے ایسا بناتے ہین کہ نکلنا اُس حصار سے بڑے بڑے ساحرون کو دشوار
ہوتا ہے چنانچہ نخوست نے قلعہ مین پہونچکر حکم شاہ سے احاطہ کو مطیع کیا اور لشکر اچھا تیار کرایا
تغیر سحر بھی طبل سفر پہ چوب پڑی افسر اژدہون پر سوار ہوئے بیرقین گھلین پرچم نشانون کے اُڑنے
باجے سحر کے بجے نراغ وزغن نیکر جادوگر اُوے شعلہائے آتش اُٹھنے لگے کہ بموجب نظم

چلا القصہ وہ لشکر بہت تیز	اڑا جسطرح گردِ صرصر آمیز
نخوست اژدہے پر بیٹھکے آگے	وہ شوکت اُسکی شیطان جسے بھاگے
بڑھاتا تھا کبھی سر کو فلک تک	کبھی ہونٹون کو لاتا تھا پلک تک
کبھی بالیدگی بازو کو دیتا	کبھی کچھ تازگی جادو کو دیتا
کبھی زنجیر آہن کھڑکھڑاتا	کبھی اپنی زبان مین بڑبڑاتا
کبھی اک کوہ نیچا تاز مین پر	کبھی بڑھتا کبھی رہتا وہین پر
غرض اس حال مین تھا وہ ستمگار	برستا تھا یہ شکل ابر ہر بار

ایک جانب سے احاطہ اپنے چاردن افسر اور ستر ہزار سامری لیے تخت پر سوار بعد تدبر جوش خروش
روان تھا بدئے ہوا یہ لشکر بیکران تھا آگے آگے تو بادشاہ طلسم لشکر جرار تہ مین آیا اور پیچھے پیچھے
یہ لشکر آتا تھا بادشاہ کو آئے کچھ ہی دیر گذری تھی کہ طبل ونقارے بجنے سنائی دیئے ابر سحر ظاہر ہونے

ملکہ حیرت نے ساحران نامی بہراستقبال بھیجے لشکر کو مقام ستبر پر اُترو دیا نامۂ غلیم و مردہ لشکر تاراج
نحوست بارگاہ مین آیا اور راحاطہ غائب ہوگیا کیلیے کہ قاعدہ اُسکا یہ ہے یعنی بروز جنگ وہ اکر احاطہ
کر دیگا اور ہمیشہ مخفی رہیگا غرضکہ جب نحوست بارگاہ مین آیا ملکہ کو نذر دی اُسنے خلعت دیا اور بڑی
خاطر کی شاہ طلسم نے بہر اطمینان خاطر ایسا سمجھا کہ باغ جمشیدی مین جو پریان کتاب جمشیدی لائین
تھین یہان بھی صندوق لیکر آئین بادشاہ طلسم نے کتاب مذکور نکالکر دیکھا کہ نحوست کس کے ہاتھ سے
لشکر مخالفان مین سے مارا جائیگا معلوم ہوا کہ اس طلسم کا کوئی باشندہ اُسکو قتل نہ کر سکے گا ہان غیر طلسم والا
البتہ ہلاک کریگا یہ مضمون پڑھکر بادشاہ خوش ہوا کہ حریف اُسکو قتل نکر سکینگے غیر مقام والا سوائے
چار دن کے اور کون ہین یہ سمجھکر دیکھا کہ چار اُسکو مارینگے معلوم ہوا کہ نہین اجتو بالکل اطمینان ہوا
اور سمجھا کہ اُسکی قضا کیسکے ہاتھ سے ہے یہ بڑے کام کریگا غیر جگہ مین ایک کوکب کے یہان کا
اندیشہ ہے تو وہ ابھی آتا نظر نہین آتا رہگیا بلور اُسکو کتاب مین دیکھنا چاہیے پس پھر دیکھا
کہ نحوست کو بلور سردار اُسکے لشکر کا کوئی شخص قتل کریگا کتاب مین نکلا کہ نہین یہ حال پڑھکر انتہا کا
خوشنود ہوا اور نحوست کو مژدہ دیا کہ اے شیر بیشۂ سلطنتی لشکر حریف تیرا شکار ہے اور تجھکو کسی طرح
کا ڈر نہین خوف و خطر مقابلہ کرو یہ ماجرا سنکر فرط وحشت ایسا پھولا کہ پیرہن مین نہ سمایا اور بادشاہ نے
صینٹ مین کچھ اعزاز فیان کتاب پر چڑھا کر پریون کو دی کہ وہ لیگئی اور آپ بھی رخصت ہوکر بہر آرام
و عیش جانب باغ سیب گیا یہان نحوست ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوا جب دوسرے
روز لبان تیرہ نجان نصیب روز تیرہ و تار ہوا اور نحوست نحیت شب وہ دہوئی اخر سلطان
کوکب سپہر چمکا کہ

نظم

سوا فق سما جو اجال شب ماہ	تو لی ظلمات نے دربار کی راہ
عروج مہر جب پہونچا لب بام	ترقی پر تب آیا اختر شام

لبل جنگ اُسنے بجوایا نفیر و بوق کوس ملا جو امین خدمت صرخ مین حاضر ہوکر دعا و ثنائے
شاہی بجالائے اور جملہ خیر عرض کی صرخ خبر سنکر گھبرائی اور فرمایا کہ یہ ساحر مختار کسلیے آیا ہے
خیر خدا مالک ہے یہ کہکر ایک تاریخ جھولے سے نکالکر اُچھالا وہ تاریخ ہلکا ہو گیا بہار نے کہا ای ملکہ کیا امتحان
کرتی ہو اُسنے کہا یہ تاریخ سات پہاڑ توڑتا ہوا گرا اسوقت ہلکا ہو گیا ہی بہار نے کہا یہ آمد نحوست

کا باعث ہے یہ کہکر آپ بھی سحر پڑھا کہ دو عورتین فلک کی طرف سے اُترین حُسن اُنکا بہ از حور و ماہ تھا
دل عالم اُسکی چاہ مین تباہ تھا لیا اس پُر زر زیب قامت انور کیے زیور مرصع کار سے جسم کو آراستہ کیے
کشیان دست نازک مین لیے حسین گلدستہ پھولون کے بہار کے سامنے آئین آپنے چاہا کہ گلدستے
لیکر اپنے پاس کے دیکھا تو وہ گلدستے مُرجھا گئے بہار کی بھی رنگت زرد ہو گئی صرصر سے گویا ہوئی
کہ اے ملکہ بہار راتھا رابیے یہان ساتھ ہی دیے ہی عقبیٰ مین بھی ساتھ ہو گا کیونکہ ہم تم میطع اسلام ہین
سحر میرا بھی اس شقی ازلی یعنی نحوست نے بند کیا ہے مگر طبل جنگ بجواؤ اور کل پاؤن میدان جنگ
مین گاڑو جو منظور خدا ہو گا وہ ہو گا وہ رہے گا یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا اور اِن عورتون کو رخصت کر دیا
کہ جو گلدستے لائین تھین نفیر بجتے ہی بکم صرصر طبل جنگ پر چوب پڑی دنیا دہل گئی دربار برخاست
ہوا ساحرون مین ہلچل پڑی ہنگامہ سحر خوانی برپا ہوا جنے اکبارگی بیرون کو قابو مین پایا جب چوٹ کا
دیا جلایا بجھو گیا ہر ساحر طبع دیا کہ کل بڑے زبردست سے مقابلہ ہے خدا آبرو رکھے جو جادو گر بیا بہادر تھے اِس
معرکہ مین جان دینا قبول کر کے ٹھہرے رہے اور جو نامرد تھے وہ بھاگنے لگے اسباب اپنا پر تل تنو کے پر لاد
کر اکر شام سے ہمراہ جا کر روانہ کیا اور کہدیا کہ سر راہ جو میل کا درخت لگا ہے وہان شہر ناہم بھی آجائیگے تم جھٹکہ
کہین بھاگنے کی فکر کہین لڑائی کا ذکر تھا رعب جنگ نحوست ایسا چھایا تھا کہ دیدہ روزگار مین بھی
اندھیر آیا تھا رات جتنی گذرتی تھی اتنی ہی آفت قریب ہوتی جاتی تھی ماہ فلک بھی خوف سے پورا
نہ تھا پردہ قرص خورشید مین چھپا ہوا جھانکتا تھا بھاگنے کی راہ تاکتا تھا وہ دہشت طاری تھی کہ نجم
ثاقب کو دانہ اسپند دست ساحر بہرام چیچہ سمجھا تھا ہندوے فلک کو جادوگر جانکر برج عقرب کو کشتہ دم
جادو کا پیچا نکر رنگ چہرہ قاضی فلک یعنی مشتری کا زرد تھا ہول سے پیٹ مین مریخ کے درد تھا
ساحرون مین یہ کیفیت ہو رہی تھی کہ کالو اکو بلاتے تھے مار سنکھ بھاگا جاتا تھا بیرون ناچنا نظر
آتا تھا ہر سمت سناٹا تھا ڈمرو کی آواز کوس رحیل تھی نفیر کاروان مرگ کی دلیل تھی لونا کو جب
پکارتے تھے وہ چاری نحوست سے گتھ گئی تھی اُسکی پیزار آتی تھی دور ہی سے لنگا پھڑکاتی تھی جوگی
جیپال نحوست کا چیلا بنا تھا کناس دھنتر اُسکو اپنا گرو جانتا تھا خلاصہ یہ کہ سب بیرون نے
کنارہ کیا زبردست ساحر ہوم کر رہے تھے سانپ ماش کے بن رہے تھے ڈنکے بجتے تھے ایک سمت
تلوار کے دھنی کمر مرنے پر کستے تھے کہین شمشیر صیقل ہوتی تھی کہین خنجرون پر دھار رکھی جاتی تھی

باڑہ تیر ہوتی تھی تیغ زنگ آلودہ پر گمان نحوست بخت بد تھا جو ہر شمشیر نوشتۂ تقدیر سمجھکر نعرہ یا علی مدد تھا کوئی ندا کو یاد کرتا کوئی دعائے فتح و ظفر مانگتا نقیب پکارتے تھے یہ ہنگامہ برپا تھا نظم

ز تاریکی اسپہ و گرد سپاہ	کسے روز روشن ندید و نہ ماہ
ز بس بانگ اسپان و بانگ خروش	همی ناله کوس نشنید گوش
درفشان بسیار افراشته	سر نیزه باز ابر بگذاشته
چو رسته درخت از بر کوهسار	چو بیشه نیستان بوقت بهار
بیاراست گردان هزاران هزار	همه کارديده همه نام دار
همه شاه چهر و همه ماه روئے	همه راست بالا همه راست گوئے
همه نیزه داران و شمشیر زن	همه لشکر آرائے و لشکر شکن

یہی ہنگامہ چار پہر رات برپا رہا جب نحوست طالع روزگار زائل ہوئی اور بیان بخت روشن اہل زر دشتل روشندلان مجمع نفس روز روشن نے منھ دکھایا اور آفتاب تابان محل آیا کہ ابیات

بوقت سحر چون سپیده دمید	فروغ ستاره شده ناپدید
بجائے که گشت آن سپید و سیاه	بخاور آمد از باغ بوسے گیاه

دم سحر ملکہ مہر رخ نے تن آثار کر درگاہ خدا میں استغاثہ کیا کہ اے غالب کل غالب ہم سب کو شر اس ظالم ساحر کے بچانا اور ہمیں فتحیاب فرمانا بعد دعا کے تخت سحر پر سوار ہو کر بعہد کروفر مع تمام لشکر کے جانب میدان روانہ ہوئی اسطرف سے حیرت با حشام و جلال نحوست کو ساتھ لیکر با لشکر بیشمار و بے مثال وارد میدان قتال ہوئی ساحران غدار کی آمد سے روے گیتی سیاہ تھا طائر سحر کے منڈلا رہے تھے تاریک تر چشمہ مہر و ماہ تھا غریو سحر خوانی و گردان لشکر شکن سے یہ ہنگامہ تھا نظم

چو صفها سے گردان بیاراستند	یلان هم نبردان همی خواستند
بگردند یک تیر باران سخت	بسان نگارگ بهاران درخت
برفت آفتاب از جهان ناپدید	چه داند کسے کان نگفتی ندید
بپوشیده شد چشمۂ آفتاب	ز پیکانهاے درفشان چو آب
تو گفتی هوا ابر و آرد همے	وزان ابر الماس بارد همی

صفوت جدال آراستہ ہوتے ہی مبارزان صف شکن نے تیر صف دشمن پر برسائے حیرت نے ساحرون سے کہا کہ ایک ایک کو کہانتک قتل و اسیر کرو گے لازم ہو کہ جنگ مغلوبہ کرکے سبکو ہلاک کرو مگر نحوست نے جواب دیا کہ اے ملکہ آپ تامل فرمایئے مین لشکر حریف کے افسرون کو طلب کرکے آنکا حوصلہ پورا کیے دیتا ہون کہ ارمان باقی نرہجائے پھر سبکو گھیر کر مارڈالون گا ملکہ خاموش ہوئی اور نحوست نے سواران بادہ تیز کو منع کرکے آپ میدان مین پہونچکر ایسا سحر کیا کہ سیاہی رو ہوا پر ظاہر ہوکر ہر سمت پھیلی اور دنیا تاریک ہوگئی اسی اندھیرے مین اُسنے مبارز طلب کیا بلور کے ہمراہ مین سے ملکہ نورافشان حسب اجازت افسر خود طاؤس اٹھا کر مقابلہ مین گئی اور سحر پڑھکر دستک دی کہ اُس تاریکی مین ہزارہا پتلا مشعل روشن لیے ہوئے پیدا ہوا اور جہانتک روشنی اُن مشعلون کی پہونچی وہان تک سنگی نحوست کو جو اپنے سحر دفع ہونے سے غصہ آیا فوراً مثل برق کے تڑپکر بالا لے ہوا گیا اور وہان سے کڑکڑاکر جو گرا سر پہ بجلی تو اپنا ہی تھا جسم کا ٹکڑ زمین مین اُتر گیا ساحرہ دو ٹکڑے ہوکر گری شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا لشکر حیرت مین مثل عشرت پر چوب پڑی اور نحوست زمین سے نکلا پکارا کہ اور کوئی تم مین سے میرے سامنے آئے یہ شنیدہ سنکر بلور کو تاب نرہی تخت سحر پر سے کودا اور مہرخ سے اجازت لیکر دہین سے بزور تحر زمین مین غرق ہوا اور نحوست جس اژدہے پر سوار تھا اُسکے پیٹ کے نیچے جاکر نکلا مگر اسطرح سے کہ سبنے دیکھا ایک بھالا زمین سے نکلا اور اُسنے اژدہے کو کونچ لیا نحوست ساحر زبردست ہی پشت اژدر توڑکر جب بھالا نکلا ہزارہا نیچے پیدا ہوکر بھالے مین لپٹ گئے نحوست اژدہے پر سے اڑکر الگ کھڑا ہوا بلور بہت جلد صورت انسان بنا اور مہیان بندکرنے اور کھولنے لگا ہزارہا پتلا پیدا ہوکر اُن پنجون کے پہنچا کہ دہنے نمایان ہوئے اس اثنا مین نحوست نے دوڑکر سر بلور پر تلوار ماری وہ زمین مین غرق ہوگیا اور بھالا نکلکر حیرت مین نکلا سواردن اور ساحرون کو کونچ کونچ کر اُٹھانے لگا اُسوقت حیرت حیات مین کئی ہزار ساحرون کے بجلیان نیکر اُس بھالے پر گرنے لگے ازبسکہ یہ ساحر زبردست ہین بلور تنہا تھا بیکے بیر کہانتک رد کرتا آخر زخمی ہوگیا اور زمین مین سماکر قریب اپنے لشکر کے نکلا اُسوقت مہرخ و بہار وغیرہ بھی اُسکی مدد کو آگے بڑھ آئے تھے حیرت نے نحوست سے کہا کہ ہان لیناان نکلا مون کو اُسنے یہ نعرہ سنکر غیرت کو کام فرمایا بیٹے سب کیلیے کہ ایسا دعوی کرتا تھا اسوقت کچھ نہین ہوسکتا پس اژدر پر چڑھکر تلوار سحر کی

پکڑ کر مہرخ کی فوج پر جا پڑا اُسطرف سے بھی فوج نے حملہ کیا پھر تو یہ حال ہوا کہ ایک ایک یکتا یرغ چالیس چالیس کے سینے توڑنے لگا ایک ایک تیر دس دس کو گوشہ گیر لحد کرتا تھا آندھیاں اُٹھی تھیں بیروں کا شور مچانا دشوار محشر سے کم نہ تھا زلزلہ و لرزان نے تہ زمین جاکر زلزلہ پیدا کیا تھا بہار نے سحر کرکے باغ لگایا تھا طاؤس کے سانپ برسائے تھے مشکین مو و سحر خمو نے کاکل پریشان کرکے شارے گرائے تھے خلاصہ یہ کہ ہر سردار نے اپنا اپنا وار کیا تھا لشکر حیرت کا ہزارہا ساحر کام آیا تھا اُسطرف کے ساحروں نے بھی طرح طرح کے سحر کیے تھے کہیں دریا پیدا کرکے حرلف کی کشتی جان غرق فنا کی تھی کسی نے اژدر پیدا کرکے بڑے مذاب سے دشمن کو مارا تھا کہیں آگ برسائی تھی خرمن جان جلائی تھی تلوار سحر کی بجلی بنکر گر رہی تھی رخت ہستی قطع بُرید ہوتا تھا بہادر بھڑ گیا تھا یہ نقشہ تھا کہ بموجب ابیات

سپہ ہر دو سو درہم آویختند	یکے گرد تیرہ برانگیختند
دران گرد داران دلیرہ دران	کہ می تاختند بے برین و بران
ہوا زین جہان بود سیگون شدہ	زمین سربسر پاک پُرخون شدہ
ہمی برزنند این بران آن برین	زخونِ یلان سُرخ گشتہ زمین
فروغ سر نیزہ و تیر و تیغ	بتابد چنان چون ستارہ میغ
شدہ آن باد دے زشت ناپاک تن	نبرد آزما از سپہ انجمن

جب نحوست پُرکدورت نے دیکھا کہ بہار کے باغ لگانے سے ہزارہا ساحر دیوانہ ہوا عقل و خرد سے بیگانہ ہوا اور سب سرداران حریف قریب ہے کہ اشکر پر میرے غالب آئیں پس ناچاری سامری کے پاؤں کے نیچے کی خاک نکالی کہ پہلے تو جانتا تھا کہ یہ ساحر ایسے ویسے ہیں میں بالشکر قلیل اُنپر غالب آؤنگا یہاں اُن جانبازوں کو سامری عہد و جمشید عصر پایا پس خاک زیر پائے سامری نکالکر زور پر سے کودا اور زمین پر ایک گھروندا اُس خاک ناپاک کا بنایا سحر سحر پڑھا کیا یکایک اسیجگہ سے جہاں وہ گھروندا بنا تھا ایک گنبد مثل میل کے زمین سے نکلنے لگا اور بڑھکر تا بہ اوج فلک پہونچا رنگ اُس گنبد کا نیلگون یعنی آسمانی تھا اور از متر بانبیاد ہزارہا شبکہ اُسمیں بنا تھا اور ہر شبکہ میں ایک موتی نہایت آبدار با فروغ و ضیا آویزان تھا گویا وہ گنبد آسمان سحر تھا اور گوہر نجم درخشان تھے نئے سحر کے سامان تھے اور گنبد پر ہزارہا پتلا سحر کا ناقوس و گھڑیال لیے گھڑا تھا اور پکار رہا تھا کہ اے سامری کے پوجاریو آؤ

لشکر حبش یا تو مصروف جنگ تھا اور ہر ایک جان بچکر لڑ رہا تھا میل کے نبتے ہی ہر شخص سحر کی
سواری پر سے آڑا اور جانب گنبد دوڑا قریب پہونچکر سجدہ مین گر پڑا ایک اور جتنے کہ طائر اور اژدر وغیرہ
سبکی سواریون کے تھے وہ دوڑے اور طائر اڑکر اُس سیل کے گرد پھرنے لگے اژدر اور چارپائے بھی طواف
مین مصروف ہوئے پتلون نے ناقوس بجائے سامری کے جو کا ایک غزلیہ ہوا وہ ساحر جو براہ مصلحت منتر
اپنی زبان پر جاری کیے تھے گرد اُنکے نور ایمان سے بھرے تھے وہ تو رہ گئے باقی سب جاکر سامنے گنبد کے
سجدے مین گر پڑے مہرخ و بہار نے چند زیردست افسر ہر چند فوج کو روکتے تھے کہ کہان جاتے ہو
تمکو سامری سحر سے کیا تعلق ہے تم لوگ متبع اسلام ہو بظاہر سحر پڑھتے ہو مگر باطن مین نور اسلام
رکھتے ہو کوئی سماعت نکرتا تھا جب یہ لشکر کا حال دیکھا بہار اپنے باغ سحر مین گئی اور چاہا کہ تحفہ
کوئی طلسم کا مثل شمشیر جادو وغیرہ کے طلب کرے نحوست نے قریب اُس گنبد کے آکر ایک دو ہتڑ
زمین پر مارا کہ یا سامری آپ کو بھی نہین مانتا دو ہتڑ پڑتے ہی گنبد کے تکہ سے ایک موتی ستارہ
کی طرح ٹوٹا اور جانب گلزار بہار گیا اگر یہ ملکہ سامری بے نظیر ہوتی تو وہ موتی سر بیٹھکر بائین سے نکل جاتا
از بسکہ یہ بے بدل جادوگرنی ہے سپرین سحر کی اسکے سر پر آکر سایہ فگن ہوگئین موتی سپرون پر گرا کہ
سپرین جابجا سے نہ صرف سر بلکہ نک موتی نہ آیا تھا کہ پنجون نے از خود پیدا ہوکر تپکی دے دی وہ در
چمنستان مین گرا اور اسمین سے شرارے پیدا ہوکر درختون پر پڑے کہ باغ مین آگ لگی آبروے
سحر بہار اُس موتی نے کھوئی ایک جو گل سفید تھا وہ نخل قامت سوختہ کا پھپھولا نظر آتا تھا گل احمر
نگارا آگ کا دکھائی دیتا تھا جو غنچہ تھا وہ دانہ بنگیا تھا گلون کے پھولنے سے جسم شاہد گلزار پر ورم چڑھ آیا
تھا درخت بسان نخل چنار تلتبا زتھے پنجہ مرجان دست و مانبسان مظلومان اٹھائے نرگس بیمار
کی تپ سے حرارت زیادہ بڑھی ہوئی سوسن دہ زبان دل ہی دل مین جلنا یا نار کونی پڑھتی سنبل
پرنگ زبان سوگوار بال کھولے کھڑی ایک موتی نے دم بھر مین آتش جوش زن کردیا ملکہ بہار
کو غش آگیا کنیزین لیکر بھاگین اُدھر جو سردار کہ زیر گنبد نہ گئے تھے اُنپر وہی گوہر سحر شبگون سے
ٹوٹ ٹوٹکر گرنے لگے وہ سامری رد سحر پڑھکر جان بچاتے تھے کہ گوہر عمر تلف ہونے زندگی کا جہاز غرق
بحر فنا ہوجائے جادوگرنیون مین عجب آفت برپا تھی وہ انکی اصطاحین اس آفت مین بھی لطف
دکھاتی تھین جب وہ موتی گرتا تھا تو زبانین لاتی تھین کہ دُر مورے نحوست پیٹے تجھکو

ہماری ساتھ والی چینی تھی اور اُسکو بیسر کرنا تھا کوئی کہتی تھی مو انحوست بید ماہوا ہے گویا تھی
کہ میرا بس چلتا تو سوڈی کاٹے کی ناک کاٹ لیتی اور دریا مین ڈبو دیتی اسی آفت عظیم مین حیرت
پھر حملہ ور ہوئی موج باغ قلیل باقی تھی سمجھی کہ اب میدان مین ٹھہرنے سے ہلاکت کا سامنا
ہی لازم ہی کہ نکل چلون یہ سوچکر رو بہ گریز رکھا ساحردن نے جب اپنی مالکہ کو جاتے دیکھا سب فرار
ہوئے کوئی زمین مین سمایا کوئی اُڑ کر چلا چلا کوئی یو نہین بھاگا جب یہان بھگدڑ پڑی احاطہ جادو
جو مخفی ہو گیا ہی اُسنے سحر سے احاطہ کھینچ لیا جو ساحر اڑ کر چلے تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک دیوار سیاہ
از زمین تا بادج چرخ بریں پہونچی ہی اور منزلون تک حصار بند ہوا ہی اُنھون نے چاہا کہ اڑ کر بلند ہو کے
نکل جائین لیکن جسقدر بلند ہوئے اسی دیوار مین ٹکر کھائی نکل نسکے اور جو زمین مین سمانے تھے اُنکو بھی
دیوار زیر زمین ملی کہ نکل جانا ممکن نہوا اور جو لوگ بھاگے تھے وہ تو بالکل مجبور ہو کر رہ گئے اب ایک سمت سے
تو حیرت باغ کثیر خود حملہ کرکے قتل کرتی چلی اور دوسری سمت سے موتی ٹوٹکر گرنے لگے بحر مرگ موج زن ہوا
موتی نے حصار کر لیا وہ احاطہ سحر ہر ایک کے لیے کنج لحد بنا موت گھیرے ہوئے تھی جو فوج کہ پہلے بھاگ گئی تھی
اُنکا حال عیار دنبے جو اول ہی نکلے تھے بیرون حصار کھڑے دیکھتے تھے کہ سپاہی پرتل کے شوہر اپنی اپنی
عورتون کو بٹھائے بچون کو پشت و دوش پر لادے فراری ہین کہ در لوگ یعنی بیلدار و فراش و گاڑیبان
وغیرہ عورتون کو ساتھ لیے گھڑی اسباب کی کرے باندھے لڑکے ماؤن کے لنگے پکڑے روتی کے
کپڑے ہاتھون مین لیے ناک بہتی روتے ہوئے چلے جاتے ہین دشت و کوہ آدمیون سے بھر گیا ہی کوئی
کہین کوئی کہین باپ بیٹے سے جدا بیٹا باپ سے جدا ایک عجیب طرحکا ہنگامہ ہے جو لوگ اندر حصار کے
گھر گئے ہین اُنمین سے بعض تو سینہ سپر کیے لڑ رہے ہین اور بعض بدرگاہ بے نیاز دست نیاز اُٹھا کر
ہزار تضرع و تازی دعا بلا کر مانگتے ہین کہ اے آفرینندہ حصار این عناصر و خالق ارض و سما **نظم**

برائے صاحب لولاک اسدم	گناہون سے ہمین کر پاک اسدم
ترے صدقے تری رحمت کے قربان	بڑی ہے خالق اکبر تری شان
خدایا تو ہے حاکم حاکمون کا	حقیقت حاکمون کی ہے بھلا کیا
نہین کچھ احتیاج عرض لاریب	کہ ہے تو اے خدا خود عالم الغیب
اگر ہو تیری رحمت کا اشارا	بر آئے مدعائے دل ہمارا

یہ تو مصروف دعا ہین مگر کارسازی فریادرس غریبان دیکھیے کہ جب شاہ طلسم بہ حیرت و بدچشم جانب
ظلمات گیا تھا اور نحوست کو بلایا تھا برآن پاس بیٹھے بیٹھے عمر کا دل گھبرایا کہ بموجب ع سبب کیا
کہ دل سے کلق ہے ست ۔ آفت جو لشکر پر آنے والی تھی تو بے اختیار طبیعت پر رنج مستولی ہوا اور گھبرا کر
کہا کہ ای برآن مجھ کو آپ مہمان کہا تک رکھیے گا فی الجملہ یہ حقیر اب آپ سے رخصت ہوتا ہے مالکہ نے
نے یہ اضطرار دیکھکر تسکین دی اور فرمایا کہ تم نے پہلے بھی سارہ پر خبرگیری لشکر آپکے بھیجے تھے وہ اب تک نہ آئے
مجھکو خود فکر ہے کہ نہین معلوم سامران مذکور کس گفت مین پھنسے جو یہان نہ آئے اب مین پھر جنکے لیے کیسکو بھیجتی ہون
خواجہ نے کہا جب میرا لشکر وہان برباد ہو گیا اور آپنے خبر منگائی تو کیا فائدہ کیونکہ معرخ وہان اکیلی
ہے اور سامنے ایسے زبردست سے پڑا ہے جو شاید جادوان ہے ملکہ نے یہ سنکر کہا مین ابھی خبر منگواتی
ہون یہ کہکر ایک اپنی مصاحب خاص صندلین جادو سے کہا کہ تو ابھی اس راہ سے جو قلعہ
طلسم کا دروازہ ہے اسکو وا کرکے لشکر خواجہ مین جاکر جلد ساحرہ مذکور حسب الحکم روانہ ہو کی مالکہ نے
اپنی انگوٹھی بہر نشان اسکو دی کہ در طلسم پر جو کوئی روکے یہ انگشتری دکھا دینا اُسنے انگوٹھی لیکر پرواز
کی اور اسی راہ سے کہ صدر کا حکم ملکہ نے دیا ہے بگرائے منزل مقصد ہوئی حال در طلسم کا آیندہ بیان
کیا جائیگا یہ وہی رستہ ہے کہ شاہ کوکب نے خواجہ کو دھکیل دیا تھا اور وہ طلسم ہوشربا مین پہونچا
تھا خلاصہ یہ کہ سارہ مسطورہ ایک آن واحد مین لشکر مین معرخ کے قریب پہونچی اور ایک بلندی پر
ٹھہر کر لڑائی کی کیفیت دیکھا کی جیلے حاطمہ نے حصار سحر گرد لشکر کر دیا ساحرہ کی آڑ ہو گئی اُسنے
خیال کیا کہ ملکہ سے حال مفصل مین کیا بیان کرون گی اندر کا حصار کے کو حال معلوم نہین ہوتا ہے
یہ سوچ کر دہان سے اُڑی اور ایسا سحر پڑھا کہ دیوار احاطہ سحر روک نہ سکی اُسنے آکر حال سرداران
کیفیت گنبد سحر وغیرہ دیکھکر معرخ کو تسکین دی کہ آپ گھبرایئے نہین خواجہ نے مجھکو بہر خبر بھیجا ہے
معرخ نے کہا خواجہ سے کہدینا کہ کنیزین آپ کی آپ پر فدا ہو گئین صندلین یہ کلمہ سنکر رونے لگی
اور اسی وقت وہان سے اُڑی اُسکے حصار مین آنے سے احاطہ کو خبر ہوئی تھی کہ کوئی داخل
حصار ہوا ہے کیونکہ سحر مین اُسکے فرق پڑا پس اُسنے سحر کو زور دیا اب جو یہ نکلنے لگی نکل نہ سکی
اسنے غصہ مین آکر اس زور سے ٹکر ماری کہ دیوار شق ہوئی اور یہ باہر آکر گری سر مین بہت چوٹ
آئی اور پسینہ ہو گئی ادھر احاطہ نے جلد حصار پھر درست کیا مگر یہ سارہ اسی حالت مین اڑ کر جانب

کوکب روانہ ہوئی اُتنا سے راہ مین وہ ساحر ملے جو پہلے سے آئے ہو گئے تھے اُنسے کہا کہان گئے تھے ملکہ راہ دیکھتی ہین جلد چلو غرضکہ مع ساحرون کے اُسی درقہ طلسم سے دم بھر مین داخل ہو کر ملکہ مین آئی ساحر جو پہلے سے خبر کو گئے تھے اُنہون نے عتاب کیا اُنھون نے عرض کیا کہ ہمنے کوئی سلح تازہ ہمراہیان خواجہ سلامت پر نہ دیکھا تھا اسوجہ بطور جاسوسان ٹھہرے ہوئے تھے فی الجملہ حال تباہ ہونے لشکر کا صندلین سے سُنکر عمر رونے لگا اور کہا اے ملکہ مین اب نہ ٹھہرونگا غرضکہ ضرور جاونگا ملکہ نے کہا خواجہ ایک لمحہ اور توقف فرمایئے یہ کہکر کھڑی ہو گئی اور سحر پڑھا کہ دو تیلے ہوا پر سے ایک صندوقچہ لیے ظاہر ہوئے ملکہ نے سو اسو اشرفی اُنکو نذر دی اُنھون نے نذر لیکر وہ صندوقچہ حوالہ ملکہ کیا ملکہ نے اُسکو وا کر کے اوراق جمشیدی نکالے اور پڑھا اُنمین لکھا تھا کہ احاطہ جادو کے میطبع چار افسر ہین کہ رنگت اُنکے رو بے بخس کی زرد ہے اور اُن چار دن ساحرون کے میطبع چار چار ہزار ہین ساحر لیکن یہ سولہ ہزار جو تابع افسران ہین بظاہر تو ساحر ہین مگر سب پتلے طلسم کے ہین کہ نہ گا جنگ نہ کاٹے کٹینگے ہین نہ مارے مرینگے ہین پس کوئی ایسا واقف کار ہو کہ اُن سولہ ہزار سے تو خبردار ہو مگر وہ جو چار افسر ہین اُنسے مقابلہ کر کے بجد و جہد تمام قتل کرے جب وہ چار دن مارے جائینگے وہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہو جائینگے پس تحوست کا زور ٹوٹ جائیگا اور بھاگے گا اوسکو بھی جانے نہ دے مار ڈالے یہ سب حال اوراق سامری سے دریافت کر کے ملکہ نے صندوقچہ مین بند کر کے حوالہ پتلون کے کیا کہ وہ لیگئے اور آپ عمر کے بیقرار ہونے سے حکم دیا کہ سواری ہماری تیار ہو یہ حکم زبان سے نکلتے ہی مجلس جو خواجہ کی گود مین آکر بیٹھی تھی ناک پوچھتی ہوئی کھڑی ہو گئی اور تلا تلا کے گویا ہوئی کہ اے جان خواجہ کی رد کرنے سے میرے دل پر ہزار دان چھریان پر گئین مین جا کر اس لڑائی کو فتح کرونگی بران نے کہا خواجہ یہین رہینگے مین خود جاتی ہون تم ہو تو پھر بچہ ہو کسی جہاندیدہ کا اس جنگ مین کام ہے یہ کہکر قصد روانگی کیا تھا کہ ایک طرف ملکہ اختر بن سیلان خیل نمودار کہ یہ بھتیجی سلطان لوکب کی ہے اور بہن بران کی یہ اپنی جگہہ سے اُٹھی اور عرض پیرا ہوئی کہ خواجہ کے لیے مین جانبازی کرنے جاؤنگی افسوس کہ ہمارے مہمان کو جسکے پاس ہم روز بیٹھکر خوشنود ہوتے ہین ایسا رنج پہونچے اور ہم بیٹھے رہین بران نے اُسکو بھی منع کیا تم سب بیٹھو مین خود جاتی ہون اسنے جوابدیا کہ بہن تمنے مجھکو کیا موم کا سمجھا ہے ای بیابان

خود جاتے ہی. جو اس نحوست کو روز بد کہا یا تو نام اپنا اختر نہ کہا پھر ان اسکے ضد کرنے سے
ناچار چپ ہو رہی اور سب مدارج جنگ کے جو کچھ اوراق جمشیدی مین دیکھے تھے اسکو سمجھائے یعنی
چہار اختر دن بلیغ احاطہ کی کیفیت اور تسلط ہزار پیادون کا حال سب بیان کرکے پھر سنجدا کیا اور رخصت کیا

روانہ ہونا اس گل بوستان شجاعت و خوبروئی یعنی ملکہ اختر بین سیمان خیل زرد
کا واسطے مدد کرنے مہرخ کے اور مارے جانا احاطہ جادو کا مع اسپنے
افسرون کے اور جنگ عظیم ہونا نحوست کا مارے جانا حیرت کا
شکست کھا کر ہٹ جانا پھر خواجہ کا تاعہ طلسم شاہ کوکب دیکھنا
اور مہرخ کو بلوانا بر آن سر ملوانا ابولفہ

وہ مے جو کہ ہے میرے ساقی شراب — صفا مین ہو جو رشک آفتاب
وہ مے جسپہ قربان زاہد کا دل — وہ مے جس سے رندون کا ہے جی کنول
تصور ہے جس کے کا ہر صبح و شام — تمنا ہے جس مے کی دل مین مدام
وہ مے جس سے دکھلائی دیکر روح — وہ ہو جسکو دین شراب طہور
وہ مے وصف جسکا ہے قرآن مین — وہ مے واسطے جسکی ہر شان مین
وہ مے جسے کوثر پر جو پیتے ہین — وہ مے مردہ دل جس سے جیتے ہین
ذرا دیکھ لے ساقی پارسا — بہار چمن کا نیا ماجرا
ہوا پھر جوان موسم روزگار — چمن مین کے سر سے آئی بہار
لیے لبلبین پھول منقار مین ❊ — پڑی پھرتی ہین آج گلزار مین
ادا مین ہے ہر گل کے مستی بھری — گلابی ہے غنچون کے منہ سے گئی
لب جو ہے ہر سو کی یون بہار — کہ ہو جیسے آئینہ خانے مین یار
کشورا سی ہے چشم نرگس کھلی — یہ ہے ناک انگور کو تاکتی ❊
بڑھی ہے بہت حرمت درختان تر — لب جام پر ہے یہ جاری رجز

کہ مین بادشاہون کے بون گنہ چڑھا — طلب گار جمشید میسر ارہا
صراحی کے غلغل سے ہے یہ صدا — مجھے فخر زیبا ہے لیے انتہا
کہ مین ہون شبستان نشاط العجب — جہان رند آ سجدہ کرتے ہین سب
فتحیاب ہون رند ساقی ترے — سر محتسب کاسہ مے بنے
صراحی و پیمانہ مین صلح ہو — مرے دل کی ساقی کدورت کو دھو
اگادے مرے منھ سے جام شراب — لکھون حالت جنگ افراسیاب
بیا جاہ این بادہ خواری گذار — کہے داستان لغز و نادر نگار

بیدار رنجان شب محنت و خوش طالعان اختر قسمت ستارہ نصیب کا فلک خوش قسمتی پر سیٹھے طالع فرمان ہین اور بہر بامالی دشمن سیہ بخت یون جاتے ہین کہ جب وہ مہ برج خوبی و دلربائی آب بحر محبوبی رشک فزائے شمس و قمر یعنے ملکہ اختر اجازت حرب بلکہ بر آن سے لیکر بیرون قلعہ آئی تاکہ برآن و مہرو و عمر مع ناظمان طلسم کے ہمراہ آئے اور اس گلبدن کو خصت فرمائے اسنے اپنے گلے سے ایک بار موتیون کا اتارا کہ نو سو نو اسی موتی اس ہار مین تھے پس اس ہار کو گھما کر جانب فلک پھینکا سب موتی آپس مین کے چپھر کر ہر سمت جا کر غائب ہوے اسنے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین شق ہو گئی دریا زمین سے ایک مار سیاہ نکلا کچھ اشارا ملکہ کو سلام کیا اس نے فرمایا کہ جلد جا اور میری سواری مع لشکر جنگی کے یہان لا یہ حکم سنکر مار زمین مین سما گیا اور بعد دمہ کے اسجا سے چار سو بارہ نشین کچھ پہر باد کیے اور تخت جواہر آگین سر پر اٹھائے دکھائی دیے نکلے پھر فلک کیطرف سے لکھا ہے ابر پیدا ہو کر چھٹے اور انمین سے اژدر و عقاب و ہنس و مان دلدل و گھوڑے پر ساحران نامی سوار ظاہر ہو کر سامنے آئے لباس ہر ایک عمدہ و بیش بہا پہنے ہوئے نیان قسقون سے زرین و رنگین جھولیان بادلہ گلے مین بعد تزئین ان سب نے ایک سمت پر اجایا پھر جس جگہ سے مار تخت لیکر آئے تھے وہان سے سواریان سحر کی نکلنے لگین اور انپر جادوگر نیان سوار ظاہر ہوئین کہ جنمین سے بیان نہایت حسین و مناسب جمال تھین کوئی لباس بسنتی زمرد ین زیب بدن کیے تھی اسکے جسم منور کی روشنی اس لباس مین یون تھی کہ جیسے شبستان مین کسی نے چراغ جلا دیے ہون پھر آتش گل باغ مین دہک رہی ہو یا ابر سبز مین

برق چمک رہی ہو کوئی گلبدن گلابی لباس زیب قامت کئے تھی یا باغ مین حسن و جمال کے ساتھ چنبیلی تھی کیمکا روے تابان دھانی ڈوپٹے سے یون فروزان تھا کہ دھان کے کھیت سے چاندنی نے کھیت کیا تھا کیمکا رخسار تابناک اودے ڈوپٹے مین یون فروزان تھا کہ جیسے بدلی مین خورشید تابان درخشان ہوتا ہی ہر ایک نازنین نازک بدن زیور جواہر کا پہنے اچنڈیان پر مین یہ صف کشیدہ ہوئین ملکہ اختر تخت پر سوار ہوئی اسکے سوار ہوتے ہی دروازہ طلسم سے نکلے کہ پشت پر انکی نقارے لدے تھے اور دو تبلچی چوبین ہاتھ مین لئے تھے انھون نے نقارہ بجانے کی ڈنکہ پر چوب پڑی ہزارہا نقارے بجنے ہی لگے اور صدہا ترسنگا اور ناقوس بجانے لگے گرد ہزارہا کنیزان زرین جمال آکر ملکہ پر مروحہ جنبان ہوئین اور اسوقت اختر مثل اختر فلک کے چمکی اور ابر سحر آکر سر پر سایہ فگن ہوا بیرقین اچنڈیون کی ہوا مین اڑنے لگین ہنوز تخت اڑکر روانہ نہوا تھا کہ کوئی ہزار سوار زرین پوش مرکب پرند زیر ران روے ہوا پر ظاہر ہوا اور چالیس ہزار سوار پیدا ہوکر آڑ اروے گیتی تاریک ہوگیا سواری روش صبا پر ملکہ اختر کی چلی کہ

نظم

چلا لشکر بصد حشمت وہان سے — ہوا پر تا حد نامی وہ سب تھے
ہزارون اچنڈیان ہر رنگ کی تھین — نشانی ساحری کے جنگ کی تھین
کہین نقارے بجتے اور ناقوس — کہین اڑتے ہوے جاتے تھے طاؤس
فلک تک اختر و کیہاہ کا تخت — بلند ایسا ہوا جیسے کہ ہو بخت
ستارے ٹوٹتے تھے آسمان سے — دیا موتی نچھاور ہو رہے تھے
گھٹائین آئین ابر سحر برسے — فلک پر ہیر آکر چھا گئے تھے
غرض اس شان و شوکت سے وہ ذیجاہ — ہی لشکر روان تھی سمت خرگاہ

اسی راہ دروازہ طلسمی سے نکلکر یہ تو منزل مقصد کی جانب چلی اور برآن خواجہ کو تسلی دیکر مقام سکونت پر لائی لیکن عمر تو بیکمن کمان و سہدم چیتا بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ فرد لے کماش عمر کو موت آئی ۔ خرچ کی جدائی ہے ستاتی ۔ برآن نے یہ بیقراری خواجہ کی دیکھکر کچھ باتین ادھر ادھر کی تم غلط کرنے کو کرکے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آیئے خواجہ سلامت ہم آپ بیطلسم چلکر کرین خواجہ نے ہرچند انکار کیا کہ مین یہ گلزار دیکھ چکا ہون کہ رنج کا خار وہان نہین

کوکب روانہ ہوئی اثنا سے راہ مین وہ ساحر ملے جو پہلے سے آئے ہوئے تھے اُنسے کہا کہ تم کہان رہگئے تھے ملکہ راہ دیکھتی ہین جلد چلو غرضکہ سب ساحرون کے اُسی دروازہ طلسم سے دم بھر مین داخل ہوکر ملکہ مین آئی ساحر جو پہلے سے خبر کو گئے تھے اُنہون نے عرض کیا کہ ہمنے کوئی سلحہ تازہ ہمراہیان خواجہ سلامت پر نہ دیکھا تھا اسوجہ بطور جاسوسان ٹھہرے ہوئے تھے فی الجملہ حال تباہ ہونے لشکر کا صندلین سے سُنکر عمر رونے لگا اور کہا اب ملکہ مین اب نہ ٹھہرونگا غرضکہ ضرور جاونگا ملکہ نے کہا خواجہ ایک لمحہ اور توقف فرمایئے یہ کہکر کھڑی ہوگئی اور سحر پڑہا کہ دو تیلے ہوا پر سے ایک صندوقچہ لیے ظاہر ہوئے ملکہ نے سوا سو اشرفی اُنکو نذر دی اُنہون نے نذر لیکر وہ صندوقچہ حوالہ ملکہ کیا ملکہ نے اُسکو وا کرکے اوراق جمشیدی نکالے اور پڑہا اُنمین لکھا تھا کہ احاطۂ جاد کے میطع چار افسر ہین کہ رنگت اُنکے روے بخس کی زرد ہے اور اُن چار دن ساحرون کے میطع چار چار ہزار ہین ساحر لیکن یہ سولہ ہزار جو تابع افسران ہین بظاہر تو ساحر ہین مگر سب پہلے طلسم کے ہین کہ جنکا جنگ نہ کاٹے کٹے ہین نہ مارے مرتے ہین پس کوئی ایسا واقف کار ہو کہ اُن سولہ ہزار سے تو خبر نہو مگر وہ جو چار افسر ہین اُنسے مقابلہ کرکے بجد و جہد تمام قتل کرے جب وہ چار دن مارے جائینگے وہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہوجائینگے پس تخوست کا زور ٹوٹ جائیگا اور بھاگے گا اوسکو بھی جانے نہ دے مار ڈالے یہ سب حال اوراق سامری سے دریافت کرکے ملکہ نے صندوقچہ مین بند کرکے حوالہ تیلون کے کیا کہ وہ لیجائے اور آپ عمر کے بیقرار ہوجانے سے حکم دیا کہ سواری ہماری تیار ہو یہ حکم زبان سے نکلتے ہی مجلس جو خواجہ کی گود مین آکر بیٹھی تھی ناک پونچھتی ہوئی کھڑی ہوگئی اور تلاتلا کے گویا ہوئی کہ اے جان خواجہ کی رد کرنے سے میرے دل پر ہزار دان چھریان چل گئین مین جاکر اس لڑائی کو فتح کرونگی برآن نے کہا خواجہ یہین رہینگے مین خود جاتی ہون تم ہو تو پھر جیہ ہو کسی جہاندیدہ کا اس جنگ مین کام ہے یہ کہکر قصد روانگی کیا تھا کہ ایک طرف سے اختر بن سہیلان قیل رسید کہ یہ بھتیجی سلطان کوکب کی ہے اور یہین برآن کی یہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور عرض پیرا ہوئی کہ خواجہ کے لیے مین جانبازی کرنے جاؤنگی افسوس کہ ہمارے مہمان کو جسکے پاس ہم روز بیٹھکر خوشنود ہوتے ہین ایسا رنج پہونچے اور ہم بیٹھے رہین برآن نے اُسکو بھی منع کیا تم سب بیٹھو مین خود جاتی ہون اُنہے جواب دیا کہ مین تمنے مجھکو کیا سوم کا سمجھا ہے اے بابیان

ستر سو نازنین رشک لعبتان چین غرق دریاے جواہر لباس سے جسم کو اُن کے آرایش و تزئین اُس دروازہ سے نکلیں ایک ایک حسین افسر خوبان جہان تھی تاجدار کشور گلرخان زمان تھی کف پا انکا روے مہر انور کو شرماتا دست نگارین بدھیا پر فوق لیجاتا دلبری کی گھاتین ہر ایک یاد ستمگری بیدادی مین ہر ایک استاد عاشقون کے ارمانون کی نسبت جلاد گلرو سمن بدن ستم ایجاد کہ نظم

سنوارے بال پیچ دتاب دے کر	لیے سب جسم خوشبو سے معطر
قیامت آنکھ مین سرمے نے دھائی	سیہ بیمار کو بدھی بنھائی
خم ابرو سے پیدا خان شمشیر	مژہ ہر ایک رشک خنجر و تیر
گھلے مسی سے رنگ پان کے جوہر	شفق اسیر تصدق شام اسیر

وہ شب شہریاران اقلیم دلبری ایک تخت شاہی اپنے ہمراہ لیے جیسے تخت سلیمان کو پریان اٹھائے سامنے بُرّان کے آکر سلیم کرکے باادب تمام شہرین ملکہ مذکور نے تخت پر خواجہ عمر کو برابر اپنے سوار کرکے کچھ سحر پڑھا کہ بہت سے گھوڑے پرند نہایت دلپسند ساز و یراق جواہر نگار سے سجے سجائے زرین پرزے کسے کسائے اُسی دروازے سے اڑتے ہوئے آئے اور ساحر ہمراہی کے اُن مرکبون پر سوار ہوئے ڈنکے بجے ناقوس پھنکے سواری ملکہ کی اُس دروازہ طلسمی مین داخل ہوئی وہ شہر پریزادین ہمراہ صدا طرفہ پیدا و درباش چاؤش طلسم پکارتا و طلسم مین پہونچکر جب آگے روانہ ہوئی دیکھا تو صحراے طلسمی ہرا بھرا ہے پھول انواع و اقسام کے شگفتہ ہین کوئی محل پر بچھونا کوئی ملکہ کو دیکھکر ہنستا تھا ہنگام خندہ زنی دیو نکلکر سر ملکہ پر مردہ جنبانی کرتا تھا طیران خوش نوا ہر شجر پر بیٹھے تھے یا شہنشاہ کوکب یا شہنشاہ کوکب پکارتے تھے نیا سامان اور طرفہ بہار تھی کیفیت ہنر و اثر تھی خاطر رنجیدہ اسپر زلفیتہ دیوانہ والا شعر کہ ابیات

کہ وہ تھا رک چمن پھولون سے لبریز	بہت دلچسپ خوشبوئین بہت تیز
کہان دنیا مین ایسے پھول پیدا	ہزارون رنگ ہر گل مین ہویدا
نظر جسپر پڑی لوٹا گیا دل	قدم اُٹھنا ہوا اُسجا سے مشکل
ہوائین سرد و عطر آمیز ایسین	دہن غنچون کے اک جوبن دکھائین

جب اس دشت دلکشا کے طرفۃ العین مین سواری گذرگئی عمارات عالیشان نظر آئی کہ نظم

وہان پہونچے تو کوٹھا ایک دیکھا — کہ جسکا تھا موتیون سے سب وہ چھجرا
کبوتر کا ہو بیضہ جس طرح پر — مدور اس طرح ہر گوہر تر
بہت سے ڈھیر ایسے اور بہت سے — کچھ اس سے کم زیادہ سب نے دیکھے
منقش دوسرا کوٹھا بھی دیکھا — تو اسمین اسطرح کا لطف اُٹھایا
کہ الماس و جواہر لعل ہر جا — برابر ڈھیر تھے خرمہرہ آسا
کہین یاقوت نیلم ہر طرح کے — کہ جنکی شرح نا ممکن زبان سے
کہین چاندی کی اینٹین اکطرف تھین — کہ اب تک آنکھونے ویسی نہ دیکھین
مصفا وہ عمارت دور تک خوب — مکان اسمین جواہر کے خوش اسلوب
سوا اسکے عجائب اور اکثر — نظر آتے تھے ہر گوشہ دہان پر
غرض پھرتے ہوئے ہر جا اسی طور — ہوئے وارد وہ اک گنبد مین فی الفور
اُسے کھولا تو دیکھا اور سامان — کہ جسکی شرح مین ہی عقل حیران
کلون روشن در و دیوار تابان — مصفا فرش ہر جانب تماشایان
حسینون سے زیادہ حسن مین تھا — بناؤن حال اسکا اور مین کیا

اُس گنبد مین اکیس سورج مثل مہر آسمانی نکلے ہوئے تھے اضاب پہر مین اور اسمین اتنا فرق تھا کہ اُسمین حرارت ہوتی ہی انمین مطلق تمازت نہ تھی اور اسیطرح ضیا بار تھے مشعل افروز طور رو در و اُس نور کے شرمسار تھے عمر نے وہان کا زر و جواہر اور عجائبات دیکھکر پرآن سے کہا کہ لال صرف دیکھنے کا ہی یا صرف بھی کوئی کرسکتا ہی ملکہ موصوف نے جواب دیا کہ آپکا جی چاہی تو آپ کچھ لے لیجئے ورنہ بادشاہ نے اس مقام کو بہر طبق افراسیاب تیار کرایا ہی اور یہ گنبد تمی نئی خاصیت رکھتا ہی منجملہ اور خواصات کے یہ وصف اسمین ہی کہ یہان سے جس ملک کو چاہو دیکھ لو اور جہان چاہو دم بھر مین پہونچ جاؤ خواجہ کو اس کلام سے لالچ جو دامنگیر ہوا تھا جاتا رہے اور بیتاب ہو کر گویا ہوا کہ ای ملکہ لشکر مہرخ کو یہان سے مجھے دکھایئے ملکہ اختر لڑنے گئی ہین وہ باجر نظر آئے ملکہ نے ہنسکر کچھ پڑھا کہ وہ اکیس سورج جو ساطع انوار تھے انمین سے ایک ایک یزدان نگار ہستی ہوکی سامنے ملکہ کے آئی ملکہ نے اُنسے حکم دیا کہ اس گنبد کا اسطرف کا دروازہ کھولکر کہ جدھر لشکر

ہوش کیا ہی خواجہ کو تماشا دکھاؤ پریون نے حسب الحکم ایک در کے قریب جا کر ایک سوراخ کو جو اُنھین سے ایک
سوراخ مین سے اشارہ کیا کہ وہ اُتر کر دروازے کے نیچے لپٹ گیا کثرت ضیا سے نظر نہ جمتی تھی آدھی
بعد لمحہ کے دفعتاً آفتاب باہر دروازے کے نکلا گیا اور دروازہ کھلا گیا برآن خواجہ کا ہاتھ پکڑ کر
قریب در آئی اور کہا ذرا گنبد ملاحظہ فرمائیے عمر نے جو زیر گنبد نگاہ کی طرف خواجہ اندر آیا کہ ایک
لشکر عظیم مین بناہ گرد لشکر احاطہ کیجا ہی فوج مین کھلبلی پڑی ہی سرداران لشکر یہ مصیبت کی
ہی سب دست بدعا ہین ساحران حیرت و نحوست وغیرہ نے دست تظلم دراز کیا ہی عمر یہ
حال دیکھکر بیقرار ہوا ملکہ نے کہا کہ خواجہ صبر فرمائیے اور قدرت خدا دیکھیے اُسکے کرم و فضل پر نظر رکھیے
ہنوز یہ سخن تمام نہوا تھا کہ یکایک صدائے نوبت و نقارہ فلک کیطرف سے کان مین آئی اور ملکہ اختر
بصد کروفر تخت پر سوار مع لشکر بیشمار و ساحران نامدار و سواران جرار کے آکر پہونچی فوج نے آتے ہی اُس
دیوار حصار سحر پر حملہ کیا احاطہ جادو مع سولہ ہزار تیلون کے جو اُن چاروں افسرون کے تباہ کنندہ تھے مین
مقابل آکر ہمنبرد ہوا ازبسکہ اختر کو برآن نے سمجھا کر بھیجا ہی کہ یہ سولہ ہزار ساحران چار افسر ساحر فتنہ
سطیع ہین اور اونکے مرنے سے یہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہو جائینگے پس نے جانب فلک اشارہ کیا دم
بالا جو چلتے وقت دے گیا تھا اور تو شونو اسی موقی اُسکے پھر گئے تھے اُسمین سے پانچ موتی علیحدہ
ظاہر ہو کر ایک سر پر احاطہ کے اور چار سر برآن چار افسرون کے آکر پڑے کہ مثل اجابت فیل کے
اُن پانچون کے سر توڑ کر اسفل کی طرف نے گئے اُن پانچون کا گوہر جان تلف ہوا غرق بحر فنا ہوئے
غرق بحر فنا ہوئے بیرون نے غل اُن کے مرنے سے مچا کی آندھی تیرہ و تار آئی وہ سولہ ہزار ساحران
مرتے ہی قلزم مرگ مین ڈوبے وہ دیوار احاطہ کی منہدم ہوئی اور فوج ظفر موج ملکہ اختر لینا لینا کہکر
مثل سیل فنا آگے بڑھی اختر نے پھر سحر پڑھکر دستک دی کہ موتی فلک کیطرف سے برسنے لگا اور جنہون
گوہر اُس سیل پر سحر کے آکر پڑے کہ وہ بھی دھوان ہیکر اُڑ گیا وہ ساحر جو گرد سیل سحر مین گرے ہوئے
تھے اور طواف اُس صنم خانہ کا کر رہے تھے ہوش مین آگئے اور اہلی حالت پر اپنی آکر جانب لشکر
حیرت و نحوست یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا سمجھا کہ زمانہ مرگ قریب آیا یہ سمجھکر رو بفرار لایا مگر ملکہ
اُسکا تعاقب نچھوڑا اور پکارا کہ بھائی نحوست ایکھو مزاج کیسا ہی اُسنے یہ کلام طنز آمیز سنکر ایک
نالہ جگر اُسپر مارا اپنے دونا سنج سحر پڑھکر کاٹ دیا اور چاہتا تھا کہ اپنا وار کرے کہ اختر آپہونچی

ایک موتی اشارہ بجانب خاک کرکے سر نجوست پر گرایا ہرچند اُسنے زور سحر چڑھا کہ طرح اُنپر
تعین بچایا ممکن نہوا موتی اُسکے جسد نحس کو توڑکر پار گذرا شور بگیر بکش کا بیرونی بلند کیا حیرت و
مصور وحیات وغیرہ فوج اختر سے بچھڑے ہوئے تھے جب صدائے مرگ نجوست سُنی جی
چھوٹ گئے اور براہ جانبازی اختر پر سب اپنا لشکر لیکر ٹوٹ پڑے ادھر مہرخ وغیرہ تمام سردار
جو مصروف دعا تھے مدد آنے سے خوشنود ہوکر لشکر حریف پر باقیماندہ فوج سے حملہ آور ہوئے
بہار کو بھی ہوش آیا اُسنے بھی ہنگامہ سحر مچایا دو لشکر یسان تلزم زخار موج مار کر بگلے تلوار سحر کی
برق کردار چلنے لگی خرمن جان مبارزان جلنے لگی اختر قسمت حیرت ایسا برگشتہ ہوا کہ مریخ سے
مقابلہ ہوا نظر تربیع نے چار عنصر مین جسم کے خلل ڈالا آب تیغ نے کالخ خاکی تن کو لشکر یوں کے ڈھا
دیا آتش سحر نے بادنفس کو گرم ایسا کیا کہ ٹھنڈے ٹھنڈے ہر روح نے جسم سے نکلکر راستہ جہنم کا پکڑا
دریائے خون بہے لگا کشتی تن غرق بحر فنا ہوئی جان سفینہ بدن سے کنارہ کرگئی بیرونی وہ خلل
مچایا کہ دست جنگی میدان محشر نظر آیا ناریلون اور ترنجون کے چلنے سے وہ سناٹے تھے کہ خبگل گونجنے
تھا سائین سائین آواز آتی تھین کہ رن بولتا تھا ہر سمت اندھیرا چھایا تھا ہر ایک بولکھلایا تھا سر و تن کا
ہر جا انبار تھا موت کا گرم بازار تھا العیاذ باللہ تباہت کبریٰ بپا تھی یہ لڑائی برپا تھی نظم

ہزارون افعی رہزن غضبناک
برابر حملہ اور ہر طرف سے
نہ فرصت پاتے تھے اُنکے غضب سے
کہ پیچھے اُن کے لڑنے والے انسان
نکلتے تھے دہن سے اُن کے شعلے
کسے جانب سے گینڈے تھے نمودار
بنان کی طرح سینگ اُنکے بہت تیز
زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو
زمین سے دمبدم اُٹھتے بگولے
گھر نسے شعلون مین تن سب مضمحل ہے

نگاہین حشمگین اُنکی وہ چالاک
جنھین دیکھے سے ہوش اڑجائین سب کے
نہ مہلت تھی عذاب بے سبب سے
قوی ظالم ستمگر دل ہر یشان
بڑی زنجیر ہاتھون مین لیے تھے
ستمگار اور سب تھے سخت و خونخوار
نکل نیش عقرب زہر آمیز
بشکل مردہ اک پیدا ہوئی بو
سیاہی چار سو لشکر کو گھیرے
اندھیرے مین لگی بجلی چمکنے

خلاصہ یہ کہ اسی سیاہ نابی سحر و ظلمت گیری افسون مین یہ خاکدان پر آشوب ہر تیرہ و تار اور ظلمت آباد نام روزگار ناپائدار ہوا کہ نظم

گھٹا جب جلوۂ خورشید رخشین	بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن
ہجوم شام نے صورت دکھائی	ہوا غائل دن گیا نور رات آئی

ملکہ اختر نے فوج مین مدام گرسر نخوست کا ٹا اور جانب سیرت شیرانہ چلی فوج نحوست افسر کے مرنے سے بھاگی اُن کو دیکھکر لشکریان حیرت کے بھی پانوں اُکھڑ گئے اُسوقت بنا چاری ملکہ حیرت نے طبل امان بجوایا اور اپنے باپ کے ہمراہ مراجعت کرکے داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو جمع کرنے لگی اور اپنے باپ کو سپرد انتظام سلطنت سپرد کرکے آپ سے چند کنیزون کے خدمت شاہ طلسم مین گئی اُسطرف جب طبل آسائش پر چوب پڑی مہرخ و بہار مع سر و امان دی تباہ کے ملکہ اختر باس آئین سر ملکہ مذکور پر نثار کیا اور زبان بہ صفت و ثنا وُ کی اختر بھی بڑے تپاک اور گرمجوشی سے ہر ایک سے ملی اور تسکین بسکو دی کہ انشاء اللہ عنقریب خواجہ سلامت بھی بہزار منت وجاہ تشریف فرما ہوا چاہتے ہین مہرخ نے کہا ہم امیدوار ہین کہ چمچہ آش تیار کرین آپ اُسکو تناول فرمائین اور آج کی شب ہمین استراحت کرین سر مجز ہمارا آسمان تفاخر پر پہونچائین اختر عذر پذیر ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتی ہین آپ بزرگ ہین یہ فخر ہی آپ کی خدمت مین رہنا مین اپنا گھر سمجھتی ہون کچھ آشکار ہی مجھے کھانا کھانے مین مین مضائقہ نہین رہجاتی مگر مجبور ہون کہ خواجہ مسلامت آپجا حال پریشان لشکر بہت متردد تھے بہن نے مجھکو اسلیے بھیجا کہ جلد جاکر مدد کرے اور پھر خیریت وہان کی کہ پس میرے ٹھہر جانے سے خواجہ اور زیادہ گھبرائینگے لہذا ملتمس ہون کہ آپ مجھے رخصت عطا فرمائین پھر خدا نے چاہا تو ہمراہ خواجہ مین حاضر خدمت ہونگی اور ارشاد آپ کا بجا لاونگی الحاصل بہزار دشواری رخصت پایا ہمراہ مع سر نخوست روانہ ہوئی یہان مہرخ نے لاشہاے مقتولان لشکر خود اُٹھوائین اور دفنڈھورا پٹوایا کہ لشکر جو فراری تھا وہ آکر آباد ہونے لگا بازارین گلگیین بارگاہین اور خیام وغیرہ از سر نو نصب ہوئے عیار بھی لشکر مین آئے مزرین فتح کی گذرنے لگین ملکہ موصوف سریر جانبانی پر جلوہ گستر ہوئی اُس شب کو آرام نہین کیا انتظام مین مصروف رہی حکم جشن مسرت ہونے کا دیا ہنگامہ عشرت و نشاط گرم ہوا یہ تو اس کیفیت مین ہی لیکن اختر ہریمان سے روانہ ہوئی جمعہ آن و

عمر نے سب ماجرا سے جنگ اُس گنبد پر سے دیکھا پھر ان نے خواجہ سے کہا اب تو آپ خوشنود ہوئے
خواجہ نے کہا ای ملکہ یہ سب سحر کا دھکوسلا ہی بھلا میرا دل کب مانتا ہی طلسم ہوشربا یہان سے کئی منزل ہی
نہین معلوم وہان کیا سانحہ گذرا تھا میں بزور سحر نیا تماشا مجھکو دیا لیکن خاطر رکھا یا خدا ہمین کند جنس کہ
ماجرا مین نے دیکھا ہی مگر دل ایسے خلاف عقل امر کو قبول نہین کرتا ہی پھر ان باتون کو سنکر ہنسی اور
کہا مین آپ کے طمانیت دل کے لیے اختر کو یہین بلوا تی ہون یہ کہکر وہ پریان جو آفتابون میں سے
نکلین تھین اُنہین سے ایک کو حکم دیا کہ جاؤ اور ملکہ اختر کو بلا لاؤ پری حسب الحکم ایک آفتاب کے قریب
گئی اور اسمین غائب ہوئی آفتاب درگنبد سے نکلکر روانہ ہوا ملکہ اختر اسطرف جاتی تھی کہ جدھر سے
آئی تھی یکایک آفتاب قریب تر پہونچا ملکہ مذکور سمجھی کہ شاید کوئی لڑنے کو آیا ہی چاہا کہ سحر کرے مگر آفتاب سے
آواز آئی کہ ای ملکہ چلیے آپ کو ملکہ برآن نے بلایا ہی وہ گنبد جہان تمامے طلسم پر اشادہ ہین اور
آپ کو دیکھ رہی ہین اختر نے یہ حال سُنکر اپنے ہمراہ کے لشکر کو حکم دیا کہ تم اپنے مقام پر جاؤ وہ
لشکر بلند ہوکر چلا اور جسطرح سے کہ پیدا ہوئے تھے اسیطرح ابر گھر آئے اختر و لشکر اسمین جاکر غائب ہوئے
پیچھے زمین مین سما گئے جب لشکر اور تخت اور بار و اثر وغیرہ سب جا چکا اُس آفتاب سے پری نے باہر
آکر نیچہ ملکہ کی کمر مین دیا اور پھر آفتاب مین آکر غائب ہوئی ایک آن مین وہ ہر گنبد طلسم مین آیا
پری پھر باہر نکلی اور اختر کو سامنے حاضر کیا اختر بیہوش تھی بعد لمحہ جب ہوشیار ہوئی اٹھکر خواجہ
اور ملکہ کو سلام کیا اور سرخوست کا نذر پکڑا برآن نے وہ سر لیکر قدم پر عمر کے ڈالدیا اور کہا کیون
خواجہ سلامت اب آپ کو یقین آیا کہ لشکر آیا بخیر پیتا ہی عمر نے ہنسکر جواب دیا کہ ای ملکہ مجھکو بڑا تعجب آتا
کہ واقعی یہ پہلی صورت تھی جبکو مین نے روتے دیکھا ملکہ نے کہا خواجہ یہ اہلی لشکر آپ کے مطیعون کا تھا
اسمین کچھ شک و شبہ نہین ہی اور مین آپ کو برای اطمینان خاطر ایک پتا دیتی ہون وہ یہ ہی کہ آپ
کو جب مین عنربال کے جال سے اٹھا لائی تھی اور بادشاہ نے آپ کو دھکیل دیا تھا تو آپ اس طلسم
سے طلسم ہوشربا مین گرے تھے اور چشم زدن مین وہان پہونچ گئے تھے پس ویسا ہی اس مقام کو
بھی جانیے اور شبہ کسیطرح کا نہ کیجیے عمر نے کہا واقعی آپکا فرمانا بجا ہی مگر مین کیا کرون دل کمبخت
پیر تسلی یاب نہین ہوتا ہی ملکہ مسطورہ نے جواب دیا کہ یہ باعث زیادتی محبت کا آپ کی ہی جو نسبت اپنی
لشکر کے آپ کو تھی اظہر من الشمس ہی اچھا مین ملکہ صورخ کو یہان بلوا کر آپسے ملاقات کرا تی ہون کہ آپ

کہتے بہت عرصہ ہوا کہ ملاقی بھی نہین ہوئے تھے بالجملہ آپ کی خاطر مبارک کی ملاقات بہت آیات سے
ضبط غنیم ہوگی یہ کہکر پھر ایک پری زلو آفتاب طلسمی کو پکارا کہ اے ملکہ شعلہ حسن جاؤ ملکہ مہرخ کو یہ پیام
اُٹھالاؤ مگر وہ سادہ زبردست ہی میری انگوٹھی لیتی جاؤ اور اُسکو یہان پہونچاؤ خبردار کوئی تکلیف
نہونے پائے یہ کہکر ایک انگشتری ہاتھ سے اُتار کر پری کو دی وہ اُسکو پہن کر اور آفتاب مین بیٹھکر
روانہ ہوئی وہ تو اُدھر گئی مگر یہان ہمراہ بُرّان جو سردار عالیشان آئے تھے ایک سادھ بیٹھا وہ
نام ہے اور یہ بھائی ہے نحوست کا ازبسکہ جب کوکب وافراسیاب سے اتحاد تھا تو اُسنے
طلسم کی آپ ہوا کو پسند کرکے خدمت بُرّان مین رہنا اختیار کیا تھا اور جیسا کہ بھائی اُسکا طلسم
ہوشربا مین معزز ممتاز تھا یہان صاحب عزت وجاہ ہی اسوقت سر اپنے بھائی کا قدم پر خوابہ کے
دیکھکر اشک حسرت آنکھون مین بھر لایا اور عزیزی عروق مین جوش زن ہوا بدشواری ضبط کرکے
کرکے خاموش ہورہا پھر اُسنے کہا کہ یہ سب فساد ہی کینہ ورد عمر کا ہے اُسکے باعث سے
بھائی میرا مارا گیا پس تجھپر لازم عمر کا تمام کرنا لازم ہے یہ سوچکر فکر قتل خواجہ کرنے لگا اُدھر
لمحہ مین شعلہ حسن پری لشکر مہرخ مین پہونچی بارگاہ مین داخل ہورہا تھا دور جام آفتابی شراب کا
چل رہا تھا کہ یہ آفتاب یکایک طالع ہوا ہر ایک سردار سمجھا کہ شاہ جادوان نے کوئی سحر ہمپر بھیجا ہی
یہ سمجھکر ناریں اور تیغ سنبھالے مگر آفتاب سے شعلہ حسن نے نکلکر مہرخ کو تسلیم کی اور عرض پیرا
ہوا کہ چلیے آپ کو ملکہ بران نے بلایا ہی کلام سنکر کسیکو اعتبار نہ آیا اور یہی تصور کیا کہ شاہ طلسم کا
سحر یہ بھیجا ہوا ہے نوشکہ مہرخ نے کہا کہ لشکر میرا تمہارا ہمیشہ بدنیوجہ میرا جانا ممکن نہین پری نے کہا
مجھکو حکم لیجانیکا ہے مین بغیر لیجائے آپ کے پھر کر نجاؤن گی اس کلمہ سے سبکو بالکل یقین ہوا کہ فی الواقع
افراسیاب ہی پس برق عیار نے کرسی پر سے اُٹھکر اُس پری کے پس پشت اپنے تئین پہونچایا
اور جب وہ باتون مین مصروف ہوئی اسنے کمندماری پری نے ذرا جو بدن کو اپنے جنبش دی کمند
کھلکر الگ ہوگئی اور اُسنے بتاب کہا کہ تم لوگ آمادہ بفساد ہوئے بایمان خود اگر حکم مالکہ عالم تمھارے
آرام دینے کا ہوتا تو بھی سب کو خاک سیاہ کردیتی پس مناسب ہے کہ میرے ہمراہ چلو نہین مین زبردستی
لیجاؤن گی چلیے کہ ملکہ بران منتظر پہری ہونگی اور مجکو یہان عرصہ گذرا یہ کہکر قریب تخت آئی اور ہاتھ
بڑھایا کہ مہرخ کو اُٹھاکر لیجاؤن مہرخ نے ایک طمانچہ بزور سحر ایسا زور سے مارا کہ اگر کوئی ساحر

اور ہوتا تو سر اُسکا اُڑ جاتا مگر یہ پری طلسمی ہے طمانچہ کھا کر مثل شعلہ جوالہ چمک کر گری اور ملکہ مہرخ کو پنجہ مین دبکر لے اڑی سب نے مرلیا لیا کہکر اٹھے تاریل تیغ سحر کے مارنے لگے وہ پری بلند ہو گئی اور ایک ہی سناٹے مین دور نکل گئی اس ہنگامہ مین اتنا تو ہوا کہ جس عقاب مین مخفی ہو کر آئی تھی اُسمین سما سکی پس ایک مقام پر جب دور تر نکل آئی تو ٹھہر کر آفتاب کو جا کر بلائے جب وہان ٹھہری مہرخ ملکہ کو ہوش تھی ہوش مین آگئی اور اٹھکر اُسنے ایک لات اُس پری کے بڑے زور سے ماری چونکہ یہ بھی ساحرہ زبردست تھی پری لات کھا کر بیہوش ہو گئی لیکن جب بیہوشی اُسپر طاری ہونے لگی تب بھی ایک طمانچہ مہرخ کے مارا کہ ادھر پری اُدھر مہرخ دونون بیہوش ہو کر گرین لیکن انگشتری ملکہ برآن کی پہنچی تھی اُس انگوٹھی کے کئی سو بیر تابع ہین جب یہ بیہوش دونون ہوئین بیر پنجہ نیکر گرے اور دونون کو اُٹھا کر آن واحد مین اُس گنبد طلسم پر لائے کہ جہان براج عمر تھے برآن نے اُٹھکر سحر پڑھا کہ آفتاب طلسم بھی جو پری سے چھوٹ گیا تھا یہان آگیا پھر ملکہ یوسفہ نے گلاب سحر دونون پر چھڑکا کہ ہوشیار ہو مین پری نے عرض کیا کہ بیبی لڑکا پاس آپ نے مجھے بھیجا تھا برآن نے پری کو گھر کا کہ خبردار کلام بے ادبانہ منھ سے نہ نکالنا پھر ملکہ مہرخ سے اُٹھکر بغلگیر ہوئی اور عذر کیا کہ آپ نے ساتھ ادپنی کہ بے ادبی سے پیش آئی معاف فرمایئے گا اور وہ آپ پر کبھی غالب نہ آئی مگر میری انگوٹھی اُسکے پاس تھی اسلیے آپ کو اٹھالائی مہرخ نے کہا مجھکو معلوم تھا کہ آپ نے بُلایا ہے ورنہ یہ فساد نہوتا آپ بھی عفو کیجیے گا الغرض بعد مدت بسیار خوابہ سے مہرخ اٹھکر لپٹ گئی دونون ملکہ دیر تک روئیا کیے برآن نے دونون کو تسکین دیکر جدا کیا پھر تمکور سے ملاقات ہوئی جب باطمینان سب بیٹھے برآن نے اُن پریون سے حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ آفتاب مین سما کر غائب ہوئین اور کسیرین آفتاب ناپدید ہو گئے ملکہ برآن اس گنبد سے باہر نکل آئی اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ گنبد بیچ سے شق ہو گیا ملکہ سبکو ہمراہ لیکر آگے بڑھی آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی ایک میدان وسیع مین سبنے اپنے تئین پایا اُس میدان مین ہر سمت درختان میوہ بہار سبز و شاداب لگے جو بہار باغ عالم کو شرماتے تھے طائران خوش نوا زمزمہ سنج و نغمہ ساز تھے چشمہ پانی کے بھرے دل بیاسان کو اپنی دید پر للچاتے تھے گھٹا مستکھور چھائی تھی مور کی آواز سے طبیعت ناصبور کو مستی یاد آتی تھی سرخ سرخ پھول اُس وادی گھٹا مین کھلے تھے ہزار جوبن دکھاتے تھے لب لعلین سی آلو دیار

یاد آتی تھی بیچ میدان مین چار بنگلے رشک تصویر جلد برین بنے تھے فرش و شیشہ آلات سے سجے تھے نظم

وہ صحرا تھا نہایت سبزہ و شاداب — نہال و برگ و گل تھے جسمین نایاب
نہ دیکھا تھا کبھی سمن جہان مین — بھلا کس طرح وہ آئے بیان مین
بہت خوش رنگ پھل لاکھون پھلے تھے — نظر نے جو کبھی دیکھے نہین تھے
وہ شاخون سے بہم شاخین خمیدہ — کوئی پکا ہوا پھل خود چکیدہ
بہت ایسے جنھین سب جانتے تھے — بہت وہ جو نہین پہچانتے تھے
ہمیشہ دل رہے جن کا گرفتار — وہ نہرین بہتی تھین جنگل مین دو چار
لبالب آب شیرین اُن مین جاری — عجب صورت کی پیدا آب داری
کہ جی قربان صدقے روح بیتاب — گہرے سے بھی زیادہ موج خوش آب
مزے صلنے کے تھے اُن سے ہویدا — کہ یہ عالم تھا ہر پہلو سے پیدا
جدھر دیکھو جہان دیکھو وہین ہین — جہان جاؤ یہی سمجھو یہی ہین
درختون کو اُنھین سے فیض حاصل — جدھر دیکھو عجب اِک لطف کامل
وہ بنگلے یون بنے تھے اُسجگہ خوب — در و دیوار جتنے تھے خوش اسلوب
بچھا ہر سمت فرش زعفران تھا — جواہر کار ہر مسند بچھا تھا
نگاہون کو ہوا اک لطف حاصل — بشکل آئینہ ہر شے کے مقابل
ہوئی داخل جو اُن بنگلون مین بُران — برائے خاطر مہمان ذی شان
یہ فرمایا کہ ہو تیار محفل — بنی اکدم مین وہ جا شاہ منزل
وہی سامان جو تھے مرغوب خاطر — ہوئے اِک بات کے کہنے مین حاضر
چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام — حسینان پری پیکر گل اندام
طعام و آب میوے ہر طرح کے — نہین دیکھا جنھین اب تک کسی نے
غرض جب بزم نے نشست یہ پائی — بندے سب کی کیفیت اٹھائی
سرمست ہو کے سب جلوہ آرا — کیا ساقی کو ملکہ نے اشارا
دلون مین آرزوؤن نے کیا جوش — ہوا شرما کے عہد توبہ روپوش

دور جام آغاز ہوا پریان طلسمی حاضر ہو کر ناچنے لگین مہرخ کی خاطر مین بران بدل مصروف تھی
اسی ہنگامہ عشرت و جلسۂ مسرت مین مہرخ نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ آپ نے خواجہ کو یہان بٹھا رکھا
ہمارے اگر اور عیار ہوتے تو ہم لوگ اب تک ہلاک ہو جاتے بران نے جواب دیا کہ ابھی شکایت
آپکی جا ہے ہی لیکن خواجہ کے مقدمہ مین مجھکو رخصت دینے کا اختیار نہ تھا اور نہ اب ہی خواجہ تو مہمان
شہنشاہ کوکب ہین مین صرف انکی خدمتی ہون بادشاہ جب چاہینگے خواجہ کو رخصت کرینگے خواجہ سلامت
تو تشریف لیجائینگے لیکن یہ تو بتلاؤ کہ اور عیارون نے کیونکر تمکو بچایا مہرخ نے برق و قران
وغیرہ کی عیاریون کا حال بیان کرنا شروع کیا جب باتون کو طول ہوا عمر وہان سے اٹھا کہا ای
ملکہ آپ دونون صاحب جبتک باتین کرین مین سیر کراؤن بران عیارون کا حال سننے مین ایسا
محو تھی اور اُن کی فطرت مین سنکر آفرین کرتی جاتی تھی دنگ ہو رہی تھی اُسنے خواجہ کے جانے پر کچھ خیال نہ
کیا عمر بنگلون کی پشت کیطرف جو دروازہ لگا تھا اُسکو کھولکر آگے بڑھا اور بنگلون کے صحرا تھا
جسکا ذکر اوپر ہوا مگر اسطرف ایک باغ پُر بہار اعجوبۂ روزگار نظر آیا سراسر طلسم کا ایسا نقشہ
بنایا کوئی چمن گلہاے لالہ و گل سے ملکین خیابان مین یاسمن و شبو و ہر گل کی لطافت انگیز لوکہین
نسترن نسرین کہین نارنج بو کسی جگہ سوسن و ارغوان کہین سرو و لجو کسی جانب شمشاد برلب جوئبار
قمریون کی گو گو فاختہ کی حق سبزہ کہین سنبل تر بشکل گیسو غرضکہ ہر گل نہایت خوبردہ مکان سراپا
صاد و کریموجب نظم

جو دروازہ تھا باغ جان فزا کا	تماشا تھا وہان ہر مدعا کا
طلسمی جانور ماتر تھے گویا	دُر و یاقوت سے بلریز ہر جا
شجر گل برگ مین تھے سیکڑون رنگ	نظر آتے تھے ہر شے مین نئے ڈھنگ

فراش ماہتاب نے فرش چاندنی کا بچھایا تھا در لعل و یاقوت روشن پر چڑھے شب ماہ مین یہ ظاہر کر
رہین پرستارے جڑے تھے عروس گلشن زیور جواہر مین پہنے ہوئے موتیون کے جال در خیمون پر پڑے
بیالف دکھاتے تھے شاہد بہار کو پھانس لینے کی تدبیر بتاتے تھے عمر چاندنی کی بہار دیکھتا مگر دل سے
خوف کھاکر یہ جگہ طلسمی ہے ہر قدم پر آفت یہان دھری ہے باخاطر پریم ہر سمت پھر رہا تھا نظم

بڑھا سیر گلستان حسب تعلیم	مگر خاطر مین پیدا کثرت بیم

کیون واقف نہین اس سرزمین سے		نہ آجائے بلا کوئی کہین سے	
غرض کچھ دور پہ ٹھکر پھر پھرا وہ		ٹھکتا تھا برابر جا بجا وہ	

جب براہ اندیشہ اُس گلشن سے یہ پھرا نحس جادو کو اُسنے آتے دیکھا کیونکہ وہ دشمن پر کمر باندھ چکا تھا جب خواجہ کو اُسنے اس دروازے مین جاتے دیکھا تو عقب مین اِنکے وہ بھی آیا کہ خواجہ تنہا جا ہین پھر ایسا وقت نہ ملے گا چلکر اگر قابو پاؤنگا تو قصاص اپنے بھائی کا لے غرضکہ جب عمر نے اُسکو آتے دیکھا دل قوی ہوا کہ یہ سرداران بران مین سے ہے یہان کے حالات سے واقف ہوگا اب اچھی طرح سیر کی کردیہ سمجھکر اُسکے قریب آکر کہا کہ بھائی خوب آئے ہم اکیلے یہان پھرتے دوڑتے تھے چلو ذرا سیر کرآئین اُسنے فوراً خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے مین سیر کرا لاؤن پس دونون آگے بڑھے نحس باتون مین لگائے ایک چمن مین اُسکو لایا اور وہان ٹھہر کر جیب قبا سے اپنے چند الائچیان نکالین اور کہا خواجہ یہ ہدیہ فقیر کا قبول کیجیے یہان اور تو کچھ حاضر نہین ہے یہی خیال سہی عمر اُسکو برآن کا ملازم اور اپنا رفیق جانتا تھا کہ یہان جتنے ساحر ہین سب میرے طرفدار ہین پس بے وسواس وہ الائچیان لیکر ایک الائچی کے دانے نکالے اور کھائے کھاتے ہی یہ حالت ہوئی کہ بموجب بیت طبیعت صورت دیوانہ برہم + رہے اپنے نہ قابو مین وزاہم + نحس نے جب اُسکو بیخود دیکھا فوراً سحر پڑھکر سر پر ہاتھ رکھا کہ عمر بیہوش ہوکر مثل مردے کے زمین پر گرا اُسنے اُٹھاکر ایک گوشے مین اُسی باغ کے لاکر چاہا کہ فرج کرے لیکن بموجب بیت نگہبان جسکا ہو پروردگار + نہ آزار اُسے دے سکے نابکار + نحس کے دلمین خیال آیا کہ اِسکو محمور بہ سحر اچھی طرح کرکے ہوشیار کرکے اپنے حال رشت وزیون کو دیکھے اور یہ حسرت و افسوس سے قتل ہو یون حالت بیہوشی مین مارا تو کچھ اچھا نہین غرضکہ یہ سوچکر اُسنے سحر سے گرد خواجہ کے حصار کردیا اور رد سحر پڑھا کہ عمر ہوشیار بھی ہوا اور حالت دیوانگی کی جاتی رہی اور اُس ساحر کو خبیث بکف دیکھکر پہنت تمام گویا ہوا کہ بھائی میری کیا خطا ہے جو تم آمادہ میرے قتل پر ہو اُسنے کہا کہ تو نے میرے بھائی نحوست کو ملکہ اختر کے ہاتھ سے قتل کرایا اور بانی فساد دو ملکون مین طلسم کے تیرہی سبب سے فتنۂ عظیم اور مفسدہ بزرگ برپا ہوا مین تجھکو دیکھ تو کس عذاب الیم سے ہلاک کرتا ہون کہ روح تیری تا قیامت

تڑپتی رہے عمر نے کہا بھائی تم مجھکو ہلاک نکرو میں اس طلسم میں مر ہونگا اور تمھارے بادشاہ کو
ہرگز نہ مانگونگا اسنے جواب دیا کہ اے مکار میں تیرے فقرے کو کب مانتا ہون اور دیکھو پہلے تیری
دونون آنکھین نکالتا ہون پھر سب اعضا کاٹکر ٹکڑے ٹکڑے کرکے مارونگا عمر نے یہ سنکر کلمۂ شہادت
زبان پر جاری کیا اور قاتل سے کہا اتنی مہلت دے کہ میں ایک وصیت نامہ لکھکر اپنے سینے پر رکھلون
یقین ہے کہ تو مجھکو قتل کرکے بھاگ جائیگا اور ملکہ پریان ملاش کنان میری لاش پر تشریف لائینگی
پس اس وصیت پر جو میرے پاس سے برآمد ہوگا مزدر عمل کرینگی قاتل نے خواجہ کے ان کلمات کو
سنکر ہنسکے کہا کہ مہلت میں تجھکو ایک شرط سے دیتا ہون کہ وصیت نامہ میں میری سفارش بھی لکھنا یعنی
یہ لکھنا کہ اس میرے قاتل سے کوئی طالب قصاص نہوا اور کسیطرح آزار میرے سادہ خون کی
نسبت اسکو نہ پہونچائے عمر نے کہا یہ باتین تو میں نہ لکھونگا اسنے جواب دیا تو پھر میں مہلت
نہین دیتا یہ کہکر خنجر کھینچکر بڑھا خواجہ نے کہا اچھا مہلت دے جو تو کہتا ہے وہ بھی لکھ دونگا اور
لکھونگا کہ زبردستی مجھ سے لکھوایا ہے اس کلمہ پر ساحر بہت خفا ہوا کہ تیرا لکھنا بے کار ہے زبردستی
لکھوانے کو کون مانیگا عمر نے کہا اچھا یہ لکھونگا یہ لکھونگا کہ مجھکو وصیت نامہ لکھنے کی مہلت اس
شرط پر دی تھی کہ میں قاتل کی بھی سفارش درج وصیت نامہ کرون اسنے کہا یہ مضمون بھی مثل مضمون
سابق ہے میں تجھکو مہلت نہین دیتا عمر نے کہا خفا ہو جیے مجھے لکھنے دیجیے دیکھیے تو لکھا کیا ہون
جب آپ کے خلاف ہوگا تو چاک کرڈالیے گا اسنے یہ کلام پسند کرکے مہلت دی عمر نے
زنبیل سے قلمدان اور کاغذ نکالا اور دو جوڑی سلی برابر ہمیشہ مرغ کے جو قدر رکھتے تھے اور
آب و سفاہین کو ہوشربا کو سامنے اپنے مانند پاتے تھے نکالے ان مرتبون سے وہ جگہ خالی ہوگئی
ساحر نے ان دونون سلی کو دیکھکر پوچھا کہ انکو لیکر کیا کرو گے اسنے کہا ہمراہ وصیت نامہ رکھ جاؤنگا
کہ ملکہ پری اولاد کو بھیجدیگی اسنے کہا یہ مرتی تو میں لونگا اور روپیہ کہ اسکے عوض تیری اولاد کو میں
پہونچا دون خواجہ نے کہا یہ کبھی نہوگا کہ میں تجھے دون اسنے کہا میں ضرور لون گا غرضکہ بادیر اس
امر میں تکرار رہی آخر عمر نے ہاتھ پکڑکر زبردستی چھین لیے اور قاصد قتل خواجہ ہوا
خواجہ نے کہا اے عزیز مال چھین لیا اب وصیت نامہ تو لکھ لیتے دے اسنے تامل کیا اور موتیون
کو ہاتھ پر رکھکر دیکھنے لگا موتی ہاتھ کی گرمی پاکر پسیجے اور ان میں سے بھاپ نکلنے لگی یہانتک

کہ وہ بھاپ مین مین مین دھوان ہو کر اُسکے دماغ کیطرف جانے لگی اور وہ موتی کم ہونے لگے اُسنے براہ
استعجاب ہاتھ قریب چشم لاکر بغور دیکھا کہ یہ کیا ماجرا ہے، موتی کم کیون ہوئے جاتے ہین پس آنکھ کے قریب
ہاتھ لانے سے دھوان بیہوشی کا ناک مین بھی بھر گیا اور وہ چیخ مار کر سامنے خواجہ کے گرا اور
بیہوش ہو گیا یہان تو یہ ہنگامہ گذرا مگر بنگلے مین بن کچھ دیر کے بران کو خواجہ کی یاد آئی گھبرا کر مبرخ
سے کہا آپ کی باتون مین خیال تر ہا خواجہ نہین معلوم کدھر نکلگئے یہ سُنکر ساحرون سے حکم دیا کہ
تلاش کرو بہت سے ساحر اس صحرا مین جسکا حال اول بیان کیا گیا جا کر ڈھونڈھنے لگے جب کہین نشان
نہ ملا ملکہ سے آکر اطلاع کی ملکہ نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک طائر اڑتا ہوا اُس بنگلے مین آیا اُس سے استفسار
کیا کہ خواجہ کہان ہین اُسنے بزبان فصیح عرض کیا کہ اب بھی خبر خواجہ کی آپ نے لی تو بہت اچھا
کیا خواجہ کو نحس نے مار ڈالا ہوتا یہ سانحہ گذرا ملکہ بران یہ حال سُنکر بیتابانہ اٹھی اور اُسی دروازے
مین جلی اُسکے ہمراہ جملہ ساحر روانہ ہوے جب داخل دروازہ باغ مذکور ہوئی از بسکہ رات بھی تو پنجۂ
سحر کے صدہا مشعلین روشن کیے ہوئے از خود ہر سمت سے پیدا ہو گئے اور وہ گلشن سراسر وادی مین
بگیا عجب روشنی دیکھکر گھبرایا سمجھا کہ کوئی اور آفت آئی پس بہت جلد اس خیال سے کہ شاید یہ ساحر
روئین تن ہو زنبیل سے دو تیر نکالے ایک اُسکے سر کے نیچے رکھا اور دوسرے سے سر کچل دیا بھاپ اُسکا
پاش پاش ہو گیا فوراً اُسکے مرنے کا برپا ہوا بران بہت جلد خواجہ کے پاس آئی کیونکہ جدھر یہ ہنگامہ
بلند ہوا اُسیطرف سمجھی کہ خواجہ ہین غرضکہ نزدیک آکر کہا کہ خواجہ سبحان اللہ مبرخ و مخمور وغیرہ نے بھی
تعریف کی عجب نے کہا خواب آپنے سردار اپنے یہان رکھے ہین کہ وہ دشمن جان ہین یہ حرامزادہ کام میرا
تمام ہی کر چکا تھا اپنے بھائی کا بدلا لینا چاہتا تھا بران کو اس کلمے سے عجاب ہوا اور گردن جھکا کر
کہا کہ واقعی مجھسے خطا ہوئی جو مین نے آپ کی خبر نہ کی یہ کہکر بعجب تمام پکاری کہ اے گلزار جادو
جلد حاضر ہو سب نے دیکھا کہ آواز دیتے ہی گوشۂ باغ سے ایک ساحرہ حسین و کم سن زر و زیور و
پوشاک جواہر کارسے آراستہ سامنے حاضر ہوئی اُس سے عتاب کر کے خطاب کیا کہ کیون مالزادی
تو یہان موجود تھی اور خواجہ پر یہ تعدی وہ ملعون کیا کیا اور تو مانع نہوئی اُس نے عرض کیا
کہ ملکۂ عالم مین سمجھی تھی کہ یہ کوئی گنہگار آیا ہوگا جب تو سردار آپکا ایسا ظلم کرتا ہی یہ سنتا تھا کہ ملکۂ مذکور آگ
ہو گئی اور کہا او قحبہ تمام مالکان بند طلسم کو بلا کر خواجہ کو مین نذر دلا چکی ہون اسلیے کہ سب ساکن

طلسم خواجہ کو جہان لیں غلغلہ تشریف آوری خواجہ تمام طلسم مین پھرا اور کو آجتک پہچانتی نہین معلوم ہوا کہ
تو بھی بغاوت رکھتی ہی یہ کہکر دونون ہاتھ اپنے اونچے کیے ایک شعلہ فلک پر سے چمک کر اُس نازنین پر
آگرا کہ دہر دہر جلنے لگی اور خطا ہوئی خطا ہوئی پکارنے لگی یہانتک کہ جلکر خاک ہو گئی پھر ملکہ نے اشارہ
کیا کہ اسکی کنیزین اور ملازم جہان جہان ہو سب حاضر ہون دیکھا تو پھول سے اس گلشن کے کچھ پرزادغورتین
پیدا ہوئین ملکہ نے پھر ہاتھ اونچے کیے کہ شعلے اُنپر بھی گرے اور اُنکے جلنے کا شور دیرتک بلند رہا ایک غوغائے
عظیم برپا تھا بعد اس آفت کے باشارہ ملکہ ایک شعلہ لاش نحس پر بھی چمک کر گرا کہ وہ بھی راکھ ہو گئی پھر
ملکہ نے ایک اپنی رفیق کو وہ باغ سپرد کیا اور خواجہ وغیرہ ہر ایک کو اپنے ہمراہ لیکر اُس باغ سے دوسرے
بنگلے مین آئی اسجگہ بیان کیا گیا ہی کہ چار بنگلے پرتکلف بنے ہین چنانچہ یہ بنگلہ پہلے بنگلے سے خوبی اور آراستگی
مین کہین زیادہ تھا دروازے اسکے سب کھلوا دیئے ایکطرف صحرائے سبزہ زار مین ایک جانب دریائے
خونخوار ایک سمت باغ پربہار ایک رخ کو کوہسار نظر آیا ملکہ نے مسند زرنگار پر بیٹھا یا سیر اطراف
کی دیکھے جاتے تھے اور سب مصروف عشرت تھے ساقیان مہر دیدار جام مے خوشگوار دیتے تھے
رخاصان ماہ رخسار نغمہ سنج مسرت خراب عشرت سے سرشار تھے یہ سب تو مشغول عیش و نشاط ہین
مگر حال حیرت مآل یہ جو جلیل آسائش بجوا کر جانب شاہ بادوان گئی بادشاہ باغ سیب مین
تخت پر متمکن تھا رات کا دربار تھا بڑے بڑے ساحران نامی گرامی دزنگل پر بیٹھے تھے ناچ
ہو رہا تھا کہ ملکہ موصوفہ جا کر پہنچی سب سرداران نے تعظیم دی شاہ طلسم نے لشکر اکر پہلو
خالی کیا ملکہ پہلو مین تو آکر بیٹھی مگر رونے لگی بادشاہ نے آنسو پوچھے اور کہا ظاہر ہوتا ہی کہ نحوست
وغیرہ مارے گئے ملکہ نے رو رو کر سارا حال لڑائی کا بیان کیا جب بادشاہ نے آنا اختر کا
سنا فرط غیظ و غضب سے کانپنے لگا اور کہا ای ملکہ بیحیا امر ہے کہ اُس مردصحرائی یعنی کوکب سے
بگڑ گئی اور اُسکی قضا پھر آئی ہے اچھا اب تم جاؤ اور دروازہ طلسم خون روان کا کھلوا دو
مین بیابان آتش نشان مین جاؤنگا اور وہان سے محافظ کو تمھارے ساتھ کر دونگا دیکھون تو اُسکو
کون ہلاک کرتا ہی ملکہ مسطور یہ حکم سنکر اٹھی اور طاؤس سحر پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین آئی یہان اُسکی
حیثیت مین ایرج وزیر آیا ہوا تھا جب ملکہ آئی وزیر نے استقبال کیا اور بعد تخت نشینی ملکہ
وزیر مذکور مستفسر ہوا کہ اے ملکہ فرمایئے بادشاہ نے کیا تدبیر اس جنگ کی نسبت کی ملکہ نے فرمایا

گردہ خود تشریف لاتے ہین اور اب کی بڑی گھمسان کی لڑائی ہوگی ابریق یہ کلمہ سُنکر ٹھہر گیا کہ مین بھی اس لڑائی کو دیکھکر جاؤن گا چنانچہ اُسکے لیے بارگاہ استاد ہوئی کہ وہ جاکر آرام پذیر ہوا اور حیرت وہان سے اُٹھکر علحدہ خیمہ مین گئی چوکا دیکر سحر خوانی مین مصروف ہوئی لمحہ کے ایک دریائے خار و قہار موج مارتا خیمہ مین صحرا کیطرف سے آیا اور اُس دریا سے ایک ساحر نکلا کہ جسکا تمام جسم سُرخ تھا اور سارے جسم پر چھلکے مُلس ماہی کیطرح جڑے تھے شکل مہیب اُسکی گھڑیال کا زہرہ آب ہوتا نہنگ بحر اعظم کا دل پانی پانی دشوار زندگی عقرب سرطان فلک برج حوت مین خوف سے چھپتے مردم آبی ڈر سے مسکن چھوڑ کر خشکی مین رہنا اختیار کرتے **بیت** بدی اُسمین شامل دشمن + کئی تختے زمین کے زیر دامن اُس ساحر نے **حیرت** کو سلام کیا اور عرض رسا ہوا کہ ای ملکہ آپنے مجھکو کیون یاد فرمایا ہی اُسنے کہا کہ ای طلسم جادو تم مختار دروازۂ پُل خون رواں ہو حکم شہنشاہ ہی کہ دریا کا دروازہ کھولدو شاہ کیوان بارگاہ تشریف لایا چاہتے ہین بیابان آتش فشان کیطرف جائینگے ساحر مذکور نے یہ حکم سُنکر عرض کیا کہ بہت اچھا اور دریا مین کود کر غائب ہوگیا دریا بھی نا پدید ہوگیا **حیرت** بھی خیمہ سے نکلکر بارگاہ مین آئی اور **ابریق** وزیر کو طلب کرکے اپنے چند رفیق وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب دریائے خون روان روانہ ہوئی جب لشکر سے آگے بڑھی عیاران لشکر **عمر** تو ہر وقت بہر خبر گیری بعبور و مبدل لشکر مین پھرا کرتے ہین اِسوقت **خضر غلام** صورت ساحر کی ایسی بنے پھر رہا تھا اُسنے **حیرت** کو جاتے دیکھکر تعاقب کیا اُنھون مین ملکر ساتھ ہو لیا ملکۂ مذکور جب قریب دریا پہونچی وہی ساحر دریا سے پھر باہر نکلا اور گویا ہوا کہ تشریف لائیے مین نے دروازہ پُل کا کھولدیا ہی ملکہ اُسکے ہمراہ اُس پُل کے نیچے کہ جسکا ذکر ادھر ہوا ہے یعنی جسپر رنگی لڑ رہے ہین اور بریان موتی اچھالتی ہین آئی وہان دیکھا تو پانی دریا کا تھمگیا تھا اور ایک دروازہ بلور کا زمین دوز لگا ہوا تھا وہ آب و تاب و صفا اسمین تھی کہ پانی بھرا معلوم دیتا تھا **حیرت** مع جملہ رفقا کے اُس دروازے مین داخل ہوئی **خضر غلام** بھی چلا گیا کسی نے اعتراض نہ کیا مگر جب دروازے مین قدم رکھا آنکھین سب کی بند ہوگئین بعد کچھ عرصے کے جب آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر عالیشان بنا ہے اور اُس قصر فلک رفعت مین ہزارہا بیچ تعمیر ہین خوبی مین ہر بیچ پری کی تصویر ہے ہر بیچ آسمان کی وہ بیچ جان ہین کیول اور جھاڑ اُسمین فروزان ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آسمان پر ستارے درخشان ہین ہر بیچ مین فرش جواہر کا بچھا ہی جواہر کا ہر جا

نظر آتا قریب اُسکے نیا ڈھنگ — کہ کچھ الماس وگوہر لعل خوشرنگ
اُنھین مین سے اُچھلتے تھے برابر — پریشان ہوکے گرتے تھے زمین پر
زمرد کے مکان تعمیر پائے — بہت کچھ لطف خاطر نے اُٹھائے

بادشاہ اندر بارہ دری کے آیا وہان کی آرائش وزیبائش بیرون از حد تحریر ہی بری از تقریر ہی دیوارون مین بارہ دری کی تصاویر خیابان رنگ زمین وسامان باامکین کی بنی تھین اٹھارہ سو ساجرادیا دوگرنیان مصروف انتظام تھین ایک ایک ساحرہ حسن مین بمثال غیرت مہر وہلال تھی واقعی یکتا وبمثال تھی بادشاہ کے استقبال کو وہ سب نازنین آئین اور بغایت تمام لیکر بمقام صدر پر پہونچین وہان تخت جواہر گسترہ تھا سامان عیش وراحت مہیا تھا شاہ تختہ پر بیٹھا ملکہ حیرت پہلو مین قرار پذیر ہوئی سب ہمراہی اپنی اپنی حد کے موافق متمکن ہوگئے وہ پریان طلسمی شراب ارغوانی پلانے لگین بعض اُنمین سے اسباب رقص لیکر ناچنے لگین طبقۂ عشرت آغاز ہوا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

ہوئی آراستہ عشرت کی محفل — تصدق جسپہ تھا ناہید کا دل
سمان وہ رقص نے باندھا وہان پر — کہ حیرت چھاگئی تھی آسمان پر
ہوا اس شد و مد سے ناچ گانا — نہ پہونچا جسکو زہرہ کا ترانا
بپا تھا حشر وقت پاسے کو بے — قیامت تھی صدا اُن گھنگرؤن کی
ملی تھی ساز سے اسطرح آواز — کہ بھولی لولی چرخ زنہا اعجاز
سنچرے شل طولی بولتے تھے — اڑے ہوش اُنکے بازو تولتے تھے
بناتے ہین غضب تھا اُنکا انداز — ادا کرتی تھین وہ طاؤس کا ناز

جب خوب جلسہ جما بادشاہ نے مست ہوکر ملکہ حیرت کے چند بوسے لیے اور کہا کون ایسا بادشاہ دلوالعزم ہے جو میرا سامنا کرسکے وہ جو تصویرین دیوارین نصب تھین از خود بزبان فصیح بولین کہ ای شہنشاہ بھلا کون تیرا مقابلہ کرسکتا ہی اہل دربار نے متفق اللفظ کہا کہ ای بادشاہ اب تیرا ہمسر تو روے زمین پر کوئی نہین بس یہ سنتا تھا کہ بادشاہ مست ہوکر اُٹھا اور سبکو ہمراہ لیکر اُس باغ کے ایک بنگلہ مین گیا وہانکہ تخت بچھا اور ایک اور افراسیاب تاج سر پر پہنے بیٹھا تھا اُس سے کہا کہ ای ہمشیہ من راستہ وہ وہ افراسیاب تخت پر کھڑا ہوگیا اور پیٹ اُسکا پھٹا ایک دروازہ

کہین بہتر قمر سے روشنی مین		رہے ارمان جنھین دیکھے سے جی مین	
درختون سے رواں دریاے زخار		شجر کے برگ مچھلی سے نمودار	
غرض وہ جا تھی سب لبریز جادو		کہ دیکھے سے نہ رہتا دل پہ قابو	

دیر جیل ستون ایک تخت زمرد کا بچھا تھا اُسپر ملکہ **حیرت** جلوہ فرما تھی گرد تخت کرسیان یاقوت احمر کی ترشی ہوئی لگین تھین انپر اور ساحران نامی متمکن تھے زیب انجمن تھے وہ زنجیر **خرغام** کو لیکے سامنے **حیرت** کے گئی اُسنے اشارہ کیا کہ اس عیار کو میرے قریب لاؤ زنجیر قریب تخت گئی اُسنے زنجیر سے عیار مذکور کو چھیڑا اور پہچان کر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ مرے تو یہان کہان آیا ارے بوڈی کاٹو تم تو ہمزاد ہو گئے کہ جہان جاؤ وہان ساتھ **خرغام** نے کہا میرا بھی جی سیر کو چاہا آپکے ساتھ چلا آیا تسل چلی آتی ہو کہ گھر آتے کتے کو بھی نہین نکالتے ہین تم نے تو طمانچہ میرے مارا ملکہ موصوفہ اس کلام بیہودا کا نہایت برہم ہوئین اور کہا ہم ایسے ہی بے مروت ہین مگر آپ تشریف لے جایئے اسنے جواب دیا کہ کیا ہم اس زمین کے ہوتی تو رہونگا آنا اترا نا اچھا نہین سیر کو آئے تھے چلے جائینگے اور ہم کیا چلے تو بسبس جائینگے رہنے یہان کہان آیا ہو **بیت** یہ بے سبب ہیں خالی گھر دن کے سناٹے مکان یاد کیا کرتے ہین مکینون کو **حیرت** نے کہا میں تیری لسانی مین نہ آونگی خیر پہ مروت کیا کم ہے کہ مین تجھکو چھوڑے دیتی ہون **خرغام** نے کہا آپ مجھکو قید کیجیے مگر یہان کی سیر کرنے دیجیے ملکہ نے کہا اُسکا نانا اور بڑھا کہ نبیرہ پیدا ہوا اُس سے کہا کہ اس عیار کو اُس پار دریا کے لیجاکر چھوڑ دے نبیرہ اُسکو اُٹھا کر روانہ ہوا آنکھین اُسکی بند ہوگئین جب آنکھ کھلی اپنے تئین دریا پار پایا دیکھا تو پل خون رواں سطح جیسے پہلے تھا ہے اور دریا بھی ہموار سطح موج مارتا ہے اُس دروازہ بلور کا کہین پتا نہین ہے عیار مذکور ناچار و مجبور وہانسے اپنے لشکر کی طرف پھرا ارادہ مین **جانثور** بلا اُس سے سب کیفیت بیان کی پھر دونون ملکر خدمت ملکہ **بہار** مین آئے کیونکہ بعد جانے **صبح** کے **بہار** بادشاہ لشکر ہوتی ہے غرضکہ اُس سے تمام ماجرا مع رض بیان مین لائے **بہار** کو بھی اندیشہ ہوا کہ دیکھیے اب کون سا دریاے سحر سے ہمارے مقابلہ کو آتا ہے شاہ طلسم کو تحویت کے مارے جانیکا بڑا رنج ہے جب تو دروازہ پل خون رواں کا کھلا ہے غرضکہ یہ تو فکر سحر یار کرنے لگا کرتی ہے لیکن جب اس ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور دروازہ طلسم خاور کھلا

اور دریاے خون سرخی ضیاے مہر کا عالم مین رواں ہوا ہر نجم فلک اس بحر مین ڈوبا کہ ابیات

کہ جب آغاز عکس مہر آیا	سحر نے پردۂ ظلمت اٹھایا
نظر آئی جبین صبح روشن	ہوئی شب چند دم مین گرم توسن

وہ سحر افراسیاب بجان بیتاب سوار تخت سحر ہوکر چند رفیقون کو ساتھ لیکر کنار دریاے سحر کے آیا پھر افسون زبان پر لایا دفعتاً آندھی آئی دامن بادنے کنارے چادر آب باندھا یعنی پاٹ دریا کا گھٹ گیا کنارہ کھلا دروازہ بلورین نظر آیا بادشاہ بھی ہمراہ ساحران داخل درمذکور ہوا ہر ایک حیرت کی اس مقام پر آنکھین بند ہوگئین بعضون کہا بادشاہ اور اسکے ساتھی اپنی اصلی حالت پر رہے اور سب نے دیکھا کہ ہم ایک شہر مین چلے جاتے ہین جسکے مکانات چاندی سونے کے ہین دیوار و در جگمگاتے ہین فرط صفا سے آئینہ کو شرماتے ہین دکانین کھلی ہین دکاندار اور خریدار عجیب الخلقت ہین کوئی نہنگ صورت ہے کوئی گرگ ہان ہے کوئی گڑیان چہرہ ہے کوئی ماہی بدن ہے جادو گرینون پر ماہی پری کا جوبن ہے سڑکین بلور کی ہین گلیان نور کی ہین کوئی بارہ دری یاقوت کی ہے کسی مکان کی صورت سبز حوت کی ہے تنویر عمارات شہر سے آفتاب ہر جگہ ساطع و لامع نظر آتا ہے یہ نقشا ہے کہ نظم

سراپا قصر زرین قرب اودر	سہین ہے دیکھنے کا جسکے مقدور
بنے تھے صورت مہر جہانتاب	زیادہ تر گہر سے تھے وہ خوش آب
نظر آتے تھے سب کوچے معطر	زمین سے لطف خوشبو تھا برابر
مقرر آبپاشی کی تھی اس جا	گلاب نو شکفتہ کا گمان تھا
کہ چھڑکا ہے کسی نے بس کہ ہر سو	چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو
گلی کوچون مین ہر جا کوشکان ہین	ہزارون طور کے عمدہ مکان ہین
ہزارون ماہرویان سمن بر	نزاکت سے سہین جو اس دنیا مین ہمسر
جما جلسہ ہے انکا ہر مکان مین	ضیا باری ہے حسن گلرخان مین

شاہ جادوان جب داخل شہر ہوا وہی سامرماہی بدن جو حیرت پاس آیا تھا مالک اس شہر کا وہی بادشاہ کے استقبال کو بچشم و قدم حاضر ہوا اور نذر دیکر لبان خادمان ہمراہ چلا کچھ دور بادشاہ بڑھا تھا کہ وہی قصر عالیشان جسمین ہزار ہا بچے ہین اور ملکہ حیرت داخل حصار مذکور ہوئی نظر پڑا شاہ

داخل قصر ہوا حیرت کو پہلون نے سحر کے خبر دی وہ شہنشاہ آئے کہتی ہوئی دوڑی اور باہر
در قصر پہر استقبال مہ وزیر آئی بادشاہ نے اُنکی صورت زیبا پر نظر کی دیکھا کہ رات کے جاگنے سے چشم نرگس
شہلا تھی اب نرگس مخمور ہے روئے پرنور پر سرخی کا دورہ ہے بادشاہ نشۂ آب زلال وصال تمام اُسنے
آب حیوان دہن سے اُسکے روح کو تازگی دی بوسہ شیرین کا ایسا پیاسا چاہ ذقن پر پہونچکر سیراب ہوا
بوسہ لینے سے ملکہ نے اسطرح شرما کر آنکھون کو جھکا یا جیسے مردم بیمار کو غش آیا شاہ دست نازک تھامے ہی
اُس چہل ستون مین آیا اور اُسی تخت پر جسپر حیرت بیٹھی تھی جلوہ فرما ہوا بیٹھے ہی اور سب ساحر کرسیون
پر بیٹھے وہ تخت اور کرسیان یکایک اُڑین چھت ستون کی شق ہوئی اور تخت وغیرہ اوج گرائے افلاک
ہوئے آنکھین سب کی بند ہوگئین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی ایک گلزار مینو نما دین اپنے تئین بیٹھے پایا
ایسا گلشن پر بہار شاداب کبھی خواب مین بھی نہ دیکھا ہوگا تمام زمین آئینہ کی تھی باغ طلسمات عالم
مین وہ باغ یکتا تھا چمن جواہر کے گلے تھے پھول اُن مین رنگ برنگ کے کھلے تھے ہر چمن کے قریب
بنگلہ یاقوت سرخ بنا تھا بنہ نہر مین چاندنی کیمیت کیا تھا بنگلہ کے سامنے نہر آب مصفا سے جاری
کنارے نہر کے بنفشہ رنگاری لب گردان نہر کی سبزہ مین یون نظر آئی کہ جیسے فلک اخضر پر
سہ دس دقتہ کیفیت دکھاتی کنارے ہر نہر کے درختان پربہار گلے نہر پر سایہ کیے ہوئے اُنکے فوارے
چھوٹتے جیسے گھٹا ساون کی برستی درختون کے سایہ کرنے سے کالی بدلی چھائی نظر آتی ہے دو دو پہلے
ہر فوارے پاس کھڑے تھے لگن مین موتی بھرے تھے وہ موتی چادر آب مین چھڑ جانے سلک
آب مین موتی پروئے نظر آتے تھے سامنے اُن نہرون کے بیچ باغ مین بارہ دری باور کی بنی تھی

سراپا بصورت حور تھی کہ

ہزاردن طور کے سامان طلسمی		در و دیوار کے سب نقش جسمی	
بہت تھا اُسمین سامان مہیا		طلسمی سب وہان کے نخل اور جا	
طواف باغ مین سب طلقہ آور		زمین و برگ و شاخ و نخل سب تر	
گلون کے منہ سے تھا فیض ہوا سے		ترشح ہو رہا تھا کچھ گھٹا سے	
وہان جو نہر اور فوارہ پایا		کسینے خوب دونون کو بٹایا	
کہ اُٹھا تھا مزا اُنے نظر کو		کھچا جاتا تھا دل از خود اُدھر کو	

نظر آتا قریب اُسکے نیا ڈھنگ — کہ کچھ الماس و گوہر لعل و خرچنگ
اُنھین مین سے اُچھلتے تھے برابر — پریشان ہوکے گرتے تھے زمین پر
زمرد کے مکان تعمیر پائے — بہت کچھ لطف خاطر نے اُٹھائے

بادشاہ اندر بارہ دری کے گیا وہان کی آرائش و زیبایش بیرون از حد تحریر ہی بری از تقریر ہی دیوارون مین بارہ دری کی تصاویر خیابان رکے زمین و سامان ہائیکل کی بنی تھین اٹھارہ سو ساحرا جادوگر نیان مصروف انتظام تھین ایک ایک ساحرہ حسن مین بمثال غیرت مہر و ہلال تھی واقعی یکتا و بمثال تھی بادشاہ کے استقبال کو وہ سب نازنین آئین اور بعظمت تمام لیکر بمقام صدر پر پہونچین وہان تخت جواہر گسترہ تھا سامان عیش و راحت مہیا تھا شاہ تختہ پر بیٹھا ملکہ حیرت پہلو مین قرار پذیر ہوئی سب ہمراہی اپنی اپنی مسند کے موافق متمکن ہوئے وہ پریان طلسمی شراب ارغوانی پلانے لگین بعض اُنمین سے اسباب رقص لیکر ناچنے لگین جلسۂ عشرت آغاز ہوا یہ نقشہ تھا کہ **نظم**

ہوئی آراستہ عشرت کی محفل — تصدق جسپہ تھا ناہید کا دل
سمان وہ رقص نے باندھا وہان پر — کہ حیرت چھا گئی تھی آسمان پر
ہوا اس شد و مد سے ناچ گانا — نہ پہونچا جسکو زہرہ کا ترانا
بپا تھا حشر وقت پاسے کو بے — قیامت تھی صدا اُن گھنگرؤن کی
ملی تھی ساز سے اسطرح آواز — کہ بھولی لولی چرخ اپنا اعجاز
سنپھرے مثل طوطی بولتے تھے — اڑے ہوش اُنکے بازو تولتے تھے
بناتے ہین غضب تھا اُنکا انداز — ادا کرتی تھین وہ طاؤس کا ناز

جب خوب جلسہ جما بادشاہ نے مست ہوکر ملکہ حیرت کے چند بوسے لیے اور کہا کون ایسا بادشاہ دلوالعزم ہے جو میرا سامنا کرسکے وہ جو تصویرین دیوارین نصب تھین از خود بزبان فصیح بولین کہ ای شہنشاہ بھلا کون تیرا مقابلہ کرسکتا ہی اہل دربار نے متفق اللفظ کہا کہ ای بادشاہ اب تیرا ہمسر تو روے زمین پر کوئی نہین بس یہ سنتا تھا کہ بادشاہ مست ہوکر اُٹھا اور سبکو ہمراہ لیکر اُس باغ کے ایک بنگلہ مین گیا وہان تخت بچھا اور ایک اور افراسیاب تاج سر پر پہنے بیٹھا تھا اُس سے کہا کہ ای بےشعور من رستہ دے وہ افراسیاب تخت پر کھڑا ہوگیا اور پیٹ اُسکا پھٹا ایک دروازہ

کیطرح اُسکا تشگاف شکم نظر آیا بادشاہ اُس درمین سب کو لیکر داخل ہوا ایک میدان وسیع مین ہر ایک کا گذر تھا اُس میدان مین ایک دیوار بلور کی مشرق سے مغرب تک کچھی تھی آگے جانے کی راہ نہ تھی **افراسیاب** قریب اُس دیوار کے جب پہونچا پکارا کہ اے ہم شبیہ من آو پھر وہی پتلا صورت افراسیاب کا جو بنگلے مین تخت پر بیٹھا ہوا تھا پس دیوار سے اُتر کر سامنے آیا شاہ حکم فرما ہوا کہ اے بصورت راستہ دو اُس پتلے نے ہاتھ اپنا اونچا کیا اُس دیوار مین ایک تڑاقا ہو کر دروازہ پیدا ہو گیا شاہ جادون سبکو ہمراہ لیکر پھر دروازہ مین درآیا دوبارہ آواز تڑاقے کی ہوئی اور دروازہ بند ہو کر دیوار برابر ہو گئی مگر بادشاہ پس دیوار آچکا تھا آگے کو روانہ ہوا کچھ دور چلا ہوگا کہ سارے میدان مین آگ بھری نظر آئی لپٹ اُسکی تا بہ فلک پائی اور زمین سے تا چرخ برین آگ بھری مین منقل آتش کیطرح دہک رہی تھی کرۂ نار کی گرمی سامنے اُس آتش کے سرد تھی جہنم کی حرارت گرد پرد تھی ایک بحر اعظم آگ کا موج زن تھا جو غار اُس بیابان مین معاوہ مثل مکلمن تھا تکلف یہ کہ درخت بھی اُس طلزم نار مین لگے تھے آتشبازی کے انار نظر آتے تھے از سر تا پا آگ کے تھے اور چنگاریان اُنسے جھڑتی تھین ہوا سے بچے گرتے تھے یا انگاریان گاڑتی پھرتی تھین جو طائر پرند تھا سیخ آتشخوار تھا ہر ایک پر اُسکا شرر بار تھا جو از قسم حشرات الارض تھا سمندر تھا آتشین ہر ایک مار و اژدر تھا چرخ نیلی رنگ دھوئین سے آتشک نیلا ہو دانی دھوان گیا ہے طاریان نغمہ سرا کا زمزمہ نفس آخری تقفس تھا سوزش درونی عاشقان اُسی جگہ کی ہوا کا نقش تھا کہ **لمولفہ**

ہوا سے آگ گرتی تھی زمین پر	زمین پر رہا تھا جسم اخگر
شرارے تھے ہوا کے تند جھوکے	بگولے دیو آتشناک سب تھے
جہنم کا نمونہ ایسا رہتا	سفر اُسجا سے شرمندہ بہت تھا

بادشاہ کنارے اُس یم بے پایان آتش کے جب پہونچا پکارا کہ اے **آتش فشان جادو** بلد پنجہ ہائے سحر بیچ آواز دیتے ہی پنجہ ہائے سرخ رنگ پیدا ہوئے اور بادشاہ کے پانوں کے نیچے جھیلیان خرش کردین شاہ اُنپر پیر رکھکر چلا سب ہمراہیون سے کہا تم آنکھین اپنی بند کرو سب نے بموجب حکم عمل کیا جب پھر آنکھ کھول دیکھا کہ دریا کے آتش کے پار پہونچ گئے ہین بادشاہ بھی پاس کھڑا ہے غرضکہ شاہ کے ہمراہ جب اور آگے بڑھے ایک بیابان سبز و خرم مین پہونچے سرسبزی دشادابی سے

صحرائے خوش آئین گی دل ہمراہیون کے ہرے ہوے اُس جنگل مین عجیب سامان طلسمی نظر آ
کوئی درخت پری کی صورت تھا کوئی دیو کے سر سے اُگا ہوا وہ دیو ہر طرف پھرتا چلتا کہیں
مور اُڑا کر آتے پھر لوٹکر مار کی صورت بنجاتے کسی جگہ زمین کانپتی تہ زمین سے پھلیان نکلکر پریان نیچے
پھر پریون سے نزاع کی شکل پیدا کرتین کہ بموجب نظم

سراسر شجر کے سامان وہان تھے
طلسمی سب زمین و آسمان تھے

شجر کے برگ ہلکر بن کے مور
ہوا چارون طرف سے دفعۃً سوز

لڑے آپس مین گتھ گتھے کے برابر
اسی اتنے مین چلی کمبخت باد صرصر

وہ سب لڑکر بنے میمون کی صورت
نظر آئی نئے مضمون کی صورت

بنے طاؤس زرین بال وہ چند
نہایت تیز پر محفوظ و خرسند

شجر گا بے بنے گہ بحر رخسار
بنے دریا سے پھلی پر وہ اکبار

بڑھے کچھ دور وان سے جگمگی سب
تو آیا خرس اک کھولے ہوے لب

وہ پیچھو آخر ہوا نزاع بد اسلوب
پکارا چند ساعت دشت مین خوب

ہوئے فوراً ہزارون زاغ پیدا
کہا شہ سے کہ ہم ہین تیرے شیدا

بڑھے کچھ دور سب حیران و ششدر
تو دیکھے جا بجا انجار گوہر

زمرد کا مکان پاس اُنکے پایا
کسینے وان یہ کہکر پس سنایا

کہ اے قوم بشر دیوانہ ہے کو
جو آپہونچا قریب قصر جادو

پلٹ جس سمت سے آیا خدارا
یہان کی دید کا کسکو ہے یارا

افراسیاب نے ہر ایک اپنے ہمراہی سے کہا کہ یہان اگر کوکب بھی آئے تو سزاے
معقول پائے یہ مرحلہ طلسمی ہے سواے طلسم کشا کے کوئی قدم نہین رکھ سکتا ہے یا میرا رتبہ ایسا
بڑا ہے کہ مین آتا ہون سبنے نا یئہ کلام کی کہ حضور کے برابر اب کون ہے غرضکہ اُس مکان کو
داہنے پر چھوڑکر جب اور آگے بڑھے ایک دریاے قہار پر پہونچے اُس بحر عمیق سے دور
بسان دود آہ جگر سوختان بلند تھا بادشاہ سبکو لیکر اس محیط دود ہی مین کود اسب کے
جسم تو بظاہر پانی مین ڈوبے تھے مگر ذرا بھی بھیگے نہ تھے بیچ دریا مین جب پہونچے وہان کی زمین

خشک تھی اور کنوان بنا تھا دھوان اُسمین سے نکلتا تھا چاہ بابل کا لقب تھا شاہ طلسم نے قریب
چاہ پہونچکر جھانکا سوائے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آیا دل بخیل سے زیادہ اُسکو سیاہ پایا ایک
کنکری پھینکی سیاہی اُس کنوئین سے اُٹھکر باہر آئی اور فلک تک پہونچکر ہر سمت چھائی شور
وغل تا دیر برپا رہا پھر ایک سیاہ فام نیزنگ شب و بجو اُس کنوئین سے باہر نکلا کہ ناک کان
سے اُسکے دھوان نکلتا تھا اُسنے کاغذ بادشاہ کے ہاتھ مین دیا اور اُس کنوئین مین پھر کود کر
غائب ہوا بادشاہ نے کاغذ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ آپ ناحق اتنی دور تکلیف شاقہ اُٹھاکر
تشریف لائے مین ہرگز آپ کے ہمراہ اُن چند پاشکستہ کے مقابلے کو نجاؤن گی مجھکو تو بانیان طلسم نے
فتاح طلسم کے مقابلے کے لیے مقرر کیا ہو جب وہ لوح طلسم لیکر اس مرحلے پر آئیگا تو مین نکلکر لڑونگی
البتہ میرا سحر روکے گی ورنہ اب کون میرے سحر کو روک سکتا ہو ایک ادنی افسون میرا عالم کو زیر
وزبر کرتا ہو فی الجملہ آپ تشریف لائے مین ممنون ہوئی اب کیا آپ کو خالی پھیرون اس خیال
سے کہ آپ ناراض ہونگے اپنے ایک غلام **شبرنگ پیسہ فام سگ پیکر خوک دندان**
اژدر چشم تیرہ پیشانی جادو نام کو آپ کی خدمت مین بھیجتی ہون غلام مذکور کام سب
حریفان ناکام کا تمام کردینے کے لیے کافی ہے اور مجھ حقیرہ سے ملاقات بھی نہوگی کہ مین چلے
مین بیٹھی ہون کیونکہ بزور سحر مجھکو معلوم ہوا ہے کہ زمانہ طلسم کشا کے آنے کا بہت قریب رہا ہی
اب وہ قید سے رہائی پاکر فتح طلسم کو آیا ہی چاہتا ہے پس مین چلے سے نہ اُٹھونگی آپ مراجعت
فرمایئے غلام مذکور کو لیجایئے زیادہ نیاز رقیمہ **ظلمات تیرہ فام میمون صورت**
خرس دندان سیہ صولت دراز لب بلند بینی جادو شاگردہ تاریک
صورت کش جادو بادشاہ نے یہ مضمون پڑھکر تیوری چڑھائی اور حیرت سے
کہا تجھے دیکھا اس **ظلمات** کو کہ میرے استقبال کو بھی نہ آپ آئی نہ کسیکو بھیجا اور کہلا
بھیجا کہ مین چلے مین ہون بڑا اُسکو غرور ہوگیا ہے خیر سمجھونگا حیرت نے کہا اے بادشاہ
جو سامان جس عہدے پر بانیان طلسم کیطرف سے تھے مین ہون وہ تو اتنا ہی کام کرسکے کہ وہ قسم
مار بنائے گئے ہین اُنکو شاہ گدا سے کیا مطلب ہی تسلیم رتو اضع کرنا اُنکی عادت ہے آپ اپنا
وقت دیکھیے اور کام نکالیے آپ تھین نہ بگاڑیے پھر سمجھ لیجیے گا اس بیان پر نہ تھیرے بلکہ سی شاہ کا غصہ

ہوا ابھی زبان پر کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ اس چاہ مین پھر تلاطم ہوا اور دھوان بیان خاطر غضبناک پیچیا کھانے لگا پھر بہت سے شعلے نکلکر جانب فلک گئے اندھی سیاہ ایسی آئی کہ دنیا دونی کالی کوٹھری ہوگئی اس اندھیرے سے ایک ساحر نکلا کہ جسکی صورت بخس دیکھکر کالے دیو کی خوف سے رنگت سفید ہو جائے کالی بلا جینے سے نا امید ہو جائے سارا جسم مثل سگ سیاہ تھا شیطان مانگتا اس سے پناہ تھا دانت مثل دندان گراز کچلیان باہر نکلی ہوئین دہن بھاڑ سا کھلا گلے کا چمڑہ مشک کیطرح لٹکا ناک چھوٹے نتھنے چوڑے شعلے ہنگام تنفس نکلتے کوتاہ قامت کوتاہ گردن اکھتن الدوے کیطرح زہر آلود پیشانی تنگ و تاریک تھرا ندوسا وت اس سے منزلون دور قیافے سے پیدا مگر دزور نہایت بے ادب سخت گستاخ جسم کے اعضا کرخت سنگلاخ شہوت پرست مادرست بیحیائی آنکھون پر چھائی کبر و غرور کی مزاج مین رسائی شیطان کا سگا بھائی کہ

خدا نا ترس و ناپاک و سیہ رو	لشکر بے حیا بے رحم و بد خو
بھی طینت مین سگ کے دم کیصورت	شکن ابرو پہ چہرہ پر کدورت
کشیدہ خاطر و ناپاک و غدار	سیہ باطن دل آزار و جفا کار
کسی سے سن نے اس ظالم کا گر نام	دل مظلوم سے اٹھ جائے آرام

چنانچہ اس بے شرم نے بادشاہ کو تعجب و پندار تمام سلام کیا اور کہا مجکو ملکۂ ظلمات نے آپکی خدمت گذاری کے لیے بھیجا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ فوج و لشکر کچھ تمہارے ساتھ نہین اسنے کہا کہ مجکو لشکر کی کیا ضرورت ہے مین اکیلا کافی ہون آپ ملاحظہ کرین گے کہ مین نے کیا کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا چلو میرے ساتھ سوار ہو اسنے جواب دیا کہ مین اس راستے سے نجاؤنگا جدھر سے آپ آئے ہین ملکہ زمین سے جاکر پل خون رواں کے دروازے مین نکلونگا خداوند نے حکم دیا کہ اچھا جاؤ وہ زمین مین سما گیا اور بادشاہ بھی ملاحظت فرما ہوا سب مراحل سے گذر کر جب دریا کے دروازے مین پہونچا آپ جانب باغ سیب گیا اور حیرت سے کہا تم لشکر مین جاؤ اور مقابلہ آغاز کرو مین اور کیسکو بہر کمک بھیجا ہون اول تو شیرنگ ہی کام سب کا تمام کردیگا مگر احتیاطًا مین اور فکر بھی کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا حیرت وہان سے لشکر مین آئی دیکھا تو بعد لمحہ آمد شیرنگ ہوئی اسنے کچھ لوگ بھیجکر بلوایا بارگاہ نصب کرا کر اترو ایا اس کافر نے حکم دیا کہ منادی ندا کرے

میرے آنے کی خبر لشکر حریف کو دے کہ شبرنگ تشریف لائے ہین کل بیکو غارت کرینگے بموجب
حکم اس بدانجام کے عرض طبل جنگ بجنے کے دھند مچ گئی تا ہیاران لشکر اسلامیان نے خدمت
ملکہ بہار مین آکر بعد ادائے دعا و ثنائے شہریاری خبر عرض کی کہ یہ دعوے سامری نابکار نے کیا ہے
بہار نے کمیہ بکرم و فضل ایزد پاک کرکے تامل فرمایا کہ قریب شام جب طبل جنگ بجے گا اوسوقت سامان
کیا جائیگا مگر برق عیار نے کہا کہ مین جاکر اس نابکار کو بجہنم کردگار واصل دار البوار کرتا ہون بہار
ہر چند کہ مانع ہوئی مگر اُسنے نہ مانا اور روانہ ہوا راہ مین اُسکو خسرغام ملا اس سے سب کیفیت
آمد ساحر و حال و قبل کوچ وغیرہ بیان کیا اُسنے کہا جلو مین بھی اُسکے قتل کرنے کی فکر مین چلتا ہون یہ کہکر
ہمراہ ہوا چنانچہ عیار تو سب لشکر کی حد سے نکلگئے سحر امین جاکر فکر عیاری کرنے لگے اور ملکہ بہار
یہ سمجھکر کہ طبل زرم بجیگا اسی دھوکے مین غافل بیٹھی رہی اُدھر شبرنگ نے اپنے مقام پر
سحر اپنا درست کیا اور جب رنگ رخسار روزگار عذار شبرنگ ہوا اور شب تیرہ فام نے
ظلمات طلسم سام سے نکلکر بہتا یکہ بہار فروغ مہ خیمۂ ظلام نصیب زیبا نظم

کہ اس عرصے مین شام آئی برابر	ہوا خورشید عالمتاب مضمحل
اُدھر نا شام کا دیکھا ملک سے	جمال انجام کا دیکھا فلک سے

ہر شا بلبل کو لشکر حیرت مین نہ بجا مگر اس دغا شعار شبرنگ نابکار نے سحر کیا کہ ایسا ہی چار دانگ
عالم سے اُٹھکر لشکر حبش پر آکر محیط ہوئی اور تھوڑی مین تمام لشکر مین اندھیرا گھپ ہو گیا اور
گرد لشکر بھی سپاہ نے پھیلکر محاصرہ کیا لشکر حبش نے گویا اسلامیون کو گھیر لیا فوج مین ہر ایک کو
ہاتھ سے ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا ہر سمت گھٹا توپ پڑا تھا بہار بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ یکایک
شمع و چراغ گل ہو گئے سو جنا موقوف ہوا ہر سردار گھبرا کر سحر پڑنے لگا مگر وہ تیرہ بختون کے نصیب
کی تھی کسی طرح دفع نہوئی بہار نے چاہا کہ مین اٹھکر لشکر کے باہر نکلی ہون مگر اندھیرے مین نکلنا دشوار تھا
سب سردار تو غنیا بھی نہ تھے سو ہی اپنی زیردست ساحرہ تھی جو ہاتھ آنکھون پر رکھنے سے اُسکو سجھائی
دیتا تھا اور یون اُسکو بھی نظر نہ آتا تھا پہنچے چاہا کہ آنکھون پر ہاتھ رکھکر جسطرح ہو سکے مین نکل جاؤن مگر
خیال کیا کہ تیرے چلے جانے سے لشکر پریشان و تباہ ہو جائیگا پاے ثبات کو نہ نا زیبا نہین اس اندھیرے
مین اُنھین سب اندھون کے ساتھ سر ٹکرانا لازم ہے پس یہ سوچکر خاموش ہو رہی اور وہ سیاہی ایسی

پھیلی کہ کچھ ہی دیر مین یہ خاکدان تیرہ ظلمت سرا ہوگیا روزگار خود تیرہ روزگار تھا نور کا کہین نام نہ تھا
سوائے رخسار شمع رویان کہین روشنی نہ تھی آنکھون مین بھی نور نہ تھا سارے پرانوار بھی خوف سے زرد تھے نور کا نشان نہ تھا
لشکر کے جملہ سرمتیا بانہ آزمے کہ بزور خنجر نکلجائین مگر ابر سیاہ کیطرح سیاہی محیط تمام تھی وہ تیا بشکل دل ظالم تھی
ٹکرا ٹکرا کر گر پڑے جو بھاگ کر روانہ ہوئے مثل حصار سیاہی کی دیوار کھڑی تھی راہ نکلنے کی نہ رہی تھی ناچار سب
تھک کر ٹھہر رہے کچھ عرصہ مین بینائی چشم روشن کی جاتی رہی سارا لشکر اندھون کی بستی ہوگیا ایک دوسرے
کو پکارتا تھا ٹٹول ٹٹول کر ہاتھ مارتا تھا مگر روشنی ایسی کھو گئی تھی کہ ملنا دشوار تھا ہنگامہ فریاد و الغیاث
بلند ہوا سمیع و بصیر کو یاد کرکے ہر ایک روتا تھا اور اسی کے فضل کرنے پر نظر رکھتا تھا وہ صدمہ ہوا پیدا
کہ شاید دشمن زلف اپنی ماتم مین کھوئی تھی غم قیس روزگار مین سیہ پوش لیلی تھی نہین دنیا مے دنی کی تاریکی
بشکل ظاہر ہوئی تھی یا سیہ بختون کی سیاہی بخت ایک جگہ متشکر جمع ہوگئی تھی یا یہ کہ اہل اسلام مرتبہ کعبہ کا
رکھتے تھے وہ سیاہ پوشش خانہ کعبہ بنگئی اسلیے گرد لشکر پھیلی تھی چشمہ سکندر کی راہ ایسی سیاہ ہوگی قلب
فلک ظالم مین بھی یون تاریکی کو راہ ہوگی ہر انجم چرخ پر گمان زحل تھا ہر مانی مین سودے کا خلل تھا
سا توان ورکہ جنبہ کا ایسا کالا ہوگا دیدہ تو ابتدا مین بھی اجالا ہوگا چشم حضرت یعقوب بھی سفید تھی
مگر تاریک ہوئی شب ہجر یار مین بھی خیال رخسار جانان کی روشنی ہوتی ہے یہ سیاہی سو لو شب زلف
سے زیادہ سیاہ و تاریک تھی مثل سحر ہر چند کہ ساحر روشن کرتے تھے مگر جلتی نہ تھی بشکل چراغ شعور تھا خلاصہ
یہ کہ سایۂ عنقا کی طرح تو وہان سے دور تھا موجودات سایۂ بوم کی تاریکی کا ظہور تھا کہ لمولفہ

بشکل ابر اُمڈی تھی سیاہی	نہ تھے راحت مین انجا مرغ و ماہی
شب تاریک مثل ہجر جانان	زیادہ قلب مضطر سے پریشان
بشکل بخت دشمن تھا اندھیرا	گھر تھا ابر ہی نے کیسہ گھیرا
تھی راحت سے مثل بخت مجبور	امیدزیست تھی وان منزلون دور
درازی اُسکی سرحد عدم تک	نہ ٹھہرے قیس کا انجا قدم تک

لشکر مین تو یہ حال تھا مگر عیار جو لشکر سے نکلگئے تھے انھون نے جو قریب اپنے لشکر کے آکر دیکھا لشکر تو لشکر
مقید بہ زندانخانہ ظلمات پایا بیانہ صورت اپنی مثل ساحرون عذار کے بنا کر فوج مین حریف کے آئے اور
ہر طرف تلاش کنان پھرنے لگے یہانتک کہ دوسرے سرے پر اس لشکر کے پہونچے وہان ایک حصار دیکھا

لگا کمچا دیکھا اور بالکل سناٹا پایا عقل سے دریافت کیا کہ وہ سحر لینے شبرنگ نابکار اسی حصار مین سحر خوان ہوگا یہ سمجھکر ہزار ہا تدبیر کرنے اندرون حصار جانے کی کرنے لگے مگر ممکن نہوا نقب بھی لگائی کمند بھی لگانا چاہی صورت بدلکر بھی بچارا جب کسی طرح جانا نہو سکا اپنے لشکر کے گرفتار ہونے سے ایسا رنج وملال رکھتے تھے کہ زندگی سے بالکل دل سرد ہو یا اور برق نے حضرنظام کو اشارہ کیا کہ وہ تو نقب جو کھودی تھی اُسمین کود کر جا رہا اور یہ اُس سحر کو گالیان دینے پر آمادہ ہوا سوچا کہ گالیان سُنکر وہ آپ ہی غصہ ناک ہوگا اور میرے پکڑنے کو باہر نکلیگا یا مجھے گرفتار کرا کر اندر بلوئیگا پس اُسوقت جو بن پڑیگا وہ عمل مین لاؤنگا اور بالفرض اُسکو قتل نکر سکا تو بھی یہ فائدہ ہی کہ قیدیون مین اپنے لشکر کے شامل ہوکر مین بھی اپنی جان دونگا کس لیے کہ اس دہر ناپایدار کا کیا اعتبار ہی زندگی اسمین ستمار ہی بڑے بڑے نامور فلک کے ظلم سے ہلاک ہوئے

چرخ پیر نے کیسے کیسے نوجوان نہ خاک کیے پس تو بھی رنی جان دیدے **نظم**

نہین ہیسان ہمیشہ حال دنیا	سدا گھٹ بڑھ مین ہی اقبال دنیا
کہان وہ بادشاہان سرافراز	جنھین تھا اپنی دولت پر سدا ناز
کہان ہین وہ حسینان جوان سال	کہ جنکو تھا غرور حسن و اقبال
کہان ہین اب وہ قصر آسمان شان	کہ جنکو دیکھ سکتا تھا نہ انسان
کوئی دم ہی زمانے کی کہانی	خلش پر ہے امید زندگانی
بجز چند استخوان زہ بھی تہ خاک	نہ وہ دانش نہ وہ ہمت نہ ادراک

اسی برق نیمروہ وفاداری یہی ہی کہ اپنے ہمراہیون کا ساتھ چھوڑ راہ الفت سے نہونہ موڑ یہ سمجھکر اُس حصار کے قریب آیا اور بچھا گالیون کا باندھدیا کہ اولاد زنا نابکار قرمساق لشکر سے رد بایسرت سنگ زر و برلور شتاں نامرد و مردہ دد مطرود الفقہ حرام مادر بخطا زن حلب کیا پوشیدہ ہوکر سحر کرتا ہی کیون نہین سامنے آکر لڑتا ہی اگر سامنے آئے تو مزہ ذنی حرکتون کا پائے یہ کلمات غضب انگیز و دشنام سخت شبرنگ نے اندر حصار کے سُنکر ایک پنجہ سحر کو بتعجیل تمام تر حکم دیا کہ جا یہ شخص جو فحش بک رہا ہی اُسکو گرفتار کرکے حصار مین قید کردے پنجہ روانہ ہوا یہان برق گالیان دے رہا تھا کہ دفعتًا ایک چمک ہوئی اور ایک پنجہ آکر کمر مین پڑا اُٹھا کر اندر حصار کے لیگیا وہان بھی وہ مطلب نہ حصول ہوا کہ سامنے ساحر مذکور کے جاتا دیکھا کہ ایک حصار سیاہ مین قید ہوں اور کچھ سوجھائی نہین دیتا ہی نہ کوئی انسان نظر آتا ہے

ناچار امدھون کی طرح یہ بھی دست دعا بدرگاہ خالق لیل ونہار بلند کرکے پکارا کہ ای خالق ظلمات ونور
بمصداق تولج اللیل فی النہار وتولج النہار فی اللیل اس تاریکی طلسم سے مجکو اور میرے ساتھیون کو نجات دے
ای رب اکبر شب غم کی سیاہی کو مبدل بہ نور سحر عشرت فرما ہمین قید الم سے چھڑا کہ ابیات

تصدق تیرے اے خلاق عالم	مبدل عیش سے کردے مرا غم
مری آسان کردے جلد مشکل	عدو مثل حرف ماتم

یہ تو مصروف دعا ہی ادھر خضر غلام جب نقب مین جاکر چھپا اور کنے برق کو گرفتار ہوتے دیکھا
فرط غضب سے یہ بھی نقب سے نکلکر گالیان دینے لگا کہ ای خیرہ روزگار وبیدرد غابی بیاباد اسلوب
بدذات خانہ خراب ولد الزنا بدرزوجہ خویش چھپا بیٹھا ہی سامنے کیون نہین آتا شبرنگ نے پھر گالیان
سنکر پنجہ بھیجا کہ اس مردید زبان کو پکڑ کر وہین قید کردے جہان پہلے مجرم کو قید کیا ہی پنجہ پھر چلا مگر جیسے ہی پنجہ
کے آنے کی چمک ہوئی خضر غلام بھاگ کر نقب مین چھپگیا پنجہ خالی پھر گیا اور ساحر کو یہ نکر پنجہ نے مطلع کیا
کہ ای مالک وہ جوگا لیان دیتا تھا اب غائب ہوگیا اُسنے جاکر کہا تلاش کرا مگر عیار بعد جانے پنجے کے پھر نکلا
اور گالیان دینے لگا جب پنجہ آیا چمک دیکھکر یہ پھر پوشیدہ ہوگیا غرض اسی طرح بروقت آمد پنجہ سحر پہ چھپ
جاتا ہی اور پھر نکلکر زبان بہ دشنام وہی دراز کرتا ہی مگر بیت شبدیز قلم کی باگ پھیرون + برآن کا کچھ مین
حال لکھون + یعنی وہان روبرو ے مہرخ عالیشان جلسۂ عشرت جمع تھا ہر ایک داد نشاط وعشرت
دیتا کہ یکایک عمر کا دم گھبرایا اور برآن سے گویا ہوا کہ ای ملکہ مجھکو یقین ہی کہ جب نخوست مارا گیا ہوگا
تو افراسیاب حرامزادہ غضبناک ہوکر ضرور فساد لایا ہوگا لشکر میر ملکہ عظیم مین گرفتار ہوگا مہرخ
بھی یہان ہمارے پر تنہائی مین نہین معلوم کیا گذرا ہوگا خبر لینا وہان کی ضرور چاہیئے کہ بموجب بیت
چہ خوش گفت یکتاش باخیل تاش + چو دشمن خراشیدی ہمین مباش + یہ کلام خواجہ شنکر برای اطمینان
خاطر برآن نے سنکر پڑھا کہ آنکھین بسکی سفید ہوگئین پھر دیکھا تو ہم ایک بلندی پہ استادہ ہین اور سامنے
لشکر مہرخ سیاہی مین گھرا نظر آتا ہی اور ایک طرف لشکر ملکہ حیرت کے کنارے ایک حصار سیاہ کے
قریب خضر غلام عیار کھڑا گالیان دیتا ہی صدائے واویلا لشکر مین بلند ہو آواز نوحہ وزاری مستمند ہی
یہ حال دیکھکر مہرخ رونے لگی اور عمر بیقرار ہوا برآن نے کہا خواجہ تمہارا گمان سچ تھا
لشکر بروقت مصیبت ہی مگر یہ شاگرد تمہارا گالیان کیون دیتا ہے اُسنے کہا ای ملکہ مہرخ

نوبت بجان و کارد باستخوان ہی بنا چاری مرنے پر آمادہ ہی مگر بیوقوف ہی اگر یہی منظور تھا تو اپنے تئین حصار
سحر مین گرا دیتا جو کوئی اسکو پکڑنے آتا اس سے سمجھ لیتا اب مجھکو آپ جلد بھیجدیجیے پھر مجھ سے انشاءاللہ اس ساحر
نابکار کا لیجیے **برآن** نے کہا خواجہ یہ ساحر شاگرد **ظلمات** ہی یون مارا نہ جائیگا جو جائیگا وہ زک اٹھائیگا گرفتار
بلا ہوگا اُسپر قابو نہ پائیگا تدبیر اُسکے قتل کی یہ ہی کہ کوئی جاکر اُسکو باہر حصار کے حیلے سے بلا لائے اور جب وہ
آئے تو اُسکو کسی طرح گرا کر انگشتری جمشیدی مجھ سے لیتا جائے اُسکے منہ مین دیدے تاکہ وہ سحر فراموش کرے اور
زور اُسکا گھٹے پس فوراً سر اُسکا جدا کرے ورنہ وہ ساحر زبردست ہی ذرا بھی مہلت پائیگا تو انگشتری کی تاثیر بھی
باطل کردیگا نقش اپنے سحر کا جمائیگا پس جو اُسکو کشور جان کو زیر نگین کرے جلد اسکو ہلاک کروالے اور دل
و دل و جگر اُسکا نکالے اور لشکر اسلامیان مین لیجاکر آگ پر رکھے دھوان اُسمین سے نکلکر تمام عالم مین پھیلیگا
اور اس تاریکی کو دور کردیگا آنکھونمین سبکے پیدا نور کردیگا یہ سُنکر **مرزخ** نے کہا ای ملکہ وہ انگوٹھی مجھکو
بھیجدیجیے اور لشکر مین پہنچا دیجیے تاکہ مین کام اس بھیا کا جاکر تمام کردون **برلان** نے جواب دیا کہ ابھی مین
تمھاری ملاقات سے پریشان ہوئی مگر کیا کرون ناچاری ہی کیلیے کہ خواجہ صاحب کو مین بغیر اجازت
اپنے پدر عالیقدر کے رخصت نہین کرسکتی وہ انھین کے مہمان ہین اور تمکو مین نے بلوایا تھا اچھا خدا ہے
کریم کے سپرد کیا یہ کہکر سحر پڑھکر پکاری کہ جلد طاؤس **طی الارض** کو ای محافظان طلسم حاضر کردیہ صدا
دیتا تھی کہ جہان سب استادہ تھے وہان کی زمین شق ہوئی اور ایک طاؤس رزین بال مرصع دم دہان سے
نکلکر سامنے آیا زین جواہر نگار اُسپر کسا تھا ایک ایک بال اُسکا بال ہما تھا عنقاے قاف خوبی تھا
موسیقار دخت مجوبی تھا **برآن** نے انگشتری اپنے دست نازک سے اتار کر **مرزخ** کی انگشت مبارک
مین پہنائی اور اُس طاؤس پر سوار کیا چلتے وقت **عمر** نے کان مین اُسکے فقرے عیاری کے کہے
کہ اسطرح اُس ساحر کو حصار کے اندر سے بلانا اور یون زمین پر کرانا الغرض بخوبی سمجھا کر روانہ کیا
وہ طاؤس وادی پیما سریع السیر مثل ماہ تابان بنکیا اور بال شوق وا کرکے اس بلقیس چشم کی ہوا خواہی
میں اڑا آنکھین اسکی بند ہوگئین بعد لمحہ جو آنکھ کھلی قریب حصار سیاہ جس مین **شبرنگ** تھا اپنے تئین پایا
اُسنے طاؤس پر سے اُتر کر ایک مقام بلند پر قرار پکڑا طاؤس چلا گیا مگر یہان **ضرغام** ہوگا لیان دے رہا
تھا جب اُسکو پنجہ سحر نہ گرفتار کرسکا تو غصہ مین آکر **شبرنگ** خود بیرون حصار آیا **ضرغام** نے جو
اُسکو دیکھا فرط غضب سے خنجر کھینچکر دوڑا کہ اے نابکار کہان جاتا ہے اُسنے اسکو آتے دیکھا

سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور عیار مذکور کو اس پنجے نے اٹھا کر اندر دن حصار پھینکدیا یہ بھی برق کی طرح اسیر زندان سیاہ ہوا کالا جیلخانہ نصیب مقدر گمراہ ہوا اور شبرنگ نے چاہا کہ میں پھر داخل حصار ہو جاؤں مگر اسکو مہرخ نے بھی باہر آتے دیکھا پس فوراً شور نوحہ و گریہ بلند کیا کہ ای شاہ جادوان واسطہ سامری کا میری خطا معاف فرمائیں اپنے حرم پر نادم ہوں میری جانب سے دل صاف فرما

شبرنگ اس آواز حزین کو سنکر ٹھہر گیا اور کان لگا کر جو سنا تو بموجب مؤلفہ

صدا کانون مین شبرد خل کی آئی
کہ جیسے کوئی دیتا ہے دہائی

صدائے دل خراش و دل حزین ہی
کچھ ایسا نالۂ اندوہگین ہے

کہ ای شاہ طلسمات زمانہ
کنیز خستہ جان کا سن فسانہ

مین تیری اک کنیز بیم جان ہون
حقیر و لخت دل ناتوان ہون

کہ ہی تو بادشاہ آسمان جاہ
طبیعت مین تری ہی رحم کو راہ

وہ مین مسکین و بیچاری ہون شاہا
مین لگتا کہین میرا ٹھکانا

خطاوار و گنہگار و پشیمان
عطا پر تیری مین ازبس ہون نازان

تری درگاہ مین ہون بندہ گیر
شہا کر معاف اس لونڈی کی تقصیر

سُنے جب یہ کلام یاس مہرخ
گیا شبرنگ اُسدم پاس مہرخ

کہا تو کون ہی جو یون ہی روتی
نمد آب اشک حسرت سے ہی دھوتی

کہا مہرخ نے مین ہون وہ گنہگار
نہین جو قابل تو یہ بھی زنہار

مری آہون سے ڈرنا چاہیے ہی
سفارش میری کرنا چاہیے ہی

کہ بخشے شاہ والا میری تقصیر
نہ دے میرے گنہ کی مجکو تعذیر

کہا شبرنگ نے ہمراہ مرے آ
بر آئیگا یہ مطلب تیرے دل کا

اُٹھی یہ سنکے مہرخ اپنی جا سے
قدم پر گر پڑی اُس بیحیا کے

وہ سمجھا عاجزی یہ کر رہی ہے
نہ سمجھا تھا بدی یہ کر رہی ہے

جھکا وہ تاکہ سر اُسکا اُٹھائے
اُٹھا کر سر کو سینے سے لگائے

پکڑ کر پاؤن دونون اُسنے کھینچے
زمین پر چت گرا وہ جلد اُسنے

جگہ سینے پہ اُس ظالم کے پائی	انگوٹھی منہ مین ظالم کے پہنائی
جو بھولا سحر وہ مردود گمراہ	عدم کی اُسنے دکھلائی اُسے راہ

پس فوراً اُسکو گرتے ہی ذبح کرکے دل و جگر اُسکا نکالا اور اپنے لشکر کی طرف چلی ادھر شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اور وہ حصار سیاہ جس مین یہ ساحر خوان تھا نابود ہوگیا اور برق صفت غلام چھوٹ گئے اُدھر غوغائے بیرہائے سحر سنکر لشکر حیرت کے ساحر دوڑے اور ملکہ حیرت غل سنکر باہر آئی مگر عیار جو رہا ہوئے صورت تو ساحر کی ایسی بنے ہی ہوئے تھے حیرت پاس دوڑ کر آئے اور کہا ای ملکہ فوج کوکب نے آکر شبرنگ کو مارا اور لشکر پر آیا چاہتی ہی یہ سنکر اُسنے قرناے سحر بجائی اور فوج تیار کرائی مگر اتنے عرصہ مین کہ جبتک فوج کمر باندھے ملکہ صرخ اپنے لشکر مین آئی اور ساحر ہو مر چکا تھا بادبیز حصار سحر نے اُسکو راستہ دیا کیونکہ زور اُسکے سحر کا سست ہوچکا تھا غرضکہ ملکہ مذکور نے آکر دل و جگر اُسکا آگ پر رکھا دھوان اُس مین سے نکلکر تمام عالم مین پھیلا اور سبکی آنکھون مین بھی لگا کچھ دیر مین وہ تاریکی مندرس ہوئی اور آنکھون مین سبکے روشنی آئی پس جھولے سحر کے سنبھال سنبھالکر بزور سحر اُڑے اُدھر سے حیرت لشکر لیکر جو چلی پہلے مقام بارگاہ شبرنگ پر آئی یہان زمانہ سیاہ تھا بیر غل مچاتے تھے آندھیان آئین یعنی آگ پتھر برستے تھے لاش جسکا سینہ خنجر طلسم سے پاش پاش میدان مین پڑی تھی اور بہت سے آکر اُس لاش سے لپٹے ہوے تھے حیرت نصف جو اُدھر سے پھری فوج صرخ آتی تھی رفیق سے سامنا ہوا پھر کو اندھیری رات مین سحر کی بجلیان چمکنے اور جرمن جان مبارزان پر گرنے لگین سودائے دوکان دشت شجاعت و آتشفشانان گیسوئے عروس جلادت نے بمجاوضۂ خون شبرنگ سر اپنے نثار کیے صحرا مین گلہائے زخم سے سامان بہار کیے کہ نظم

ہمی گفت کامشب شبے پُر بلاست	اگر نام گیرم ازانجا سزاست
بزد کوس داز دشت برخاست گرد	ہوا پُر ز گرد و زمین پُر ز مرد
زمانے بر انسان بر آویختند	کہ آتش ز دریا برانگیختند
بد آن سان بیامد بر آن رزمگاہ	کہ سیل اندر آید ز کوہِ سیاہ
بکوشید کیسر بر ین وخت جنگ	چو غرندہ شیر و چو شرزہ پلنگ

صرخ نامور نے وہ داد شجاعت دی کہ مریخ بالائے فلک حیران کار تھا سر و تن کا ہر جا نثار تھا

رات جو پاتی تھی وہ اس ہنگامہ کو دیکھکر بھاگی کہ ایسا نہو شبرنگ کے دھوکے مین کوئی میرا کام نہ تمام کرے چنانچہ حصار سیاہ ظلمت شب جو گرد عالم کھچا تھا ہر طرف ہوا اور دیدۂ مہرین نور آیا کہ ابیات

چو خورشید بارنگ و نیار زرد	ستم کردہ بر پردۂ لاجورد
بخیمہ برفتند ازان رزمگاہ	کہ از گشتہ بدروے گیتی سیاہ

یعنے دم سحر لشکریان حیرت کے پاؤن میدان سے اُٹھنے لگے حرت نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ لشکر فرار ہو جاے غرضکہ دونون لشکر پھر کر پڑاؤ پر آئے صرخ شاہان وفرمان ذرنثار کنان بارگاہ مین آئی اور سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئی عیار بھی نذر فتح لیکر حاضر ہوئے خلعت فاخرہ اُنکو دیا بعشرت تمام پیچھے ساقی ومغنی حاضر ہوے جلسۂ طرب آغاز ہوا اُدھر حرت نے اول تو لاش بعید حسرت شبرنگ بد آہنگ کی اُٹھائی پھر روتی ہوئی بارگاہ مین آئی اور کل کیفیت نامہ مین تحریر کرکے شاہ طلسم کو بھیجی بادشاہ باغ سیب مین دربار جمے لیے بیٹھا تھا کہ اول نامہ اسکو پہنچا سحر نے خداوند لقا کا لاکر دیا اُسنے اُس نامہ کو سر پر رکھا اور بتعظیم تمام پڑھا مضمون معمولی اُس مین درج تھا کہ اے بندۂ نا قابل تو نے ہماری خبر نہ لی اور مدد ہماری نہ بھیجی جلد تر برا داد کسی سامور کو روانہ کر اپنے نامہ پڑھکر اہل دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ صرخ کے لشکر کا تو یقین ہو کہ شبرنگ فیصلہ کر چکا ہوگا خداوند کی مدد کو کسی ایسے ہی آندھی آئی اور ایک ساحرہ اژدرہے پر سوار فلک کی طرف سے قہرنگاہ جادو آدیہ صدا دیتے ہی آندھی آئی اور ایک ساحرہ اژدرہے پر سوار فلک کی طرف سے آکر روبرو ے بادشاہ آئی تسلیم بجا لائی صورت کریہہ سے اُسکی ابلیس بھی خوف کھاتا جوگی جیپال چیخ مار کر بھاگ جاتا کئی سو برس کا سن رکھتی تھی بال سفید دانت ندارد ضعف کے دن رکھتی تھی بادشاہ جادوان نے اُس سے خطاب کیا کہ تم خدمت خداوند مین جاؤ اور اُنکے دشمنون کو ہلاک کرو اُسنے عرض کیا بہت اچھا بادشاہ نے خلعت رخصت دیا وہ خلعت پہنکر اپنے مقام پر آئی اور سامان روانگی کرنے لگی حال اُسکے جانے اور بجانے کا آئندہ لکھا جائیگا مگر اب حال سنیے کہ بعد روانگی اس ساحرہ کے شاہ حوش وخرم بیٹھا تھا کہ نامہ حیرت محتوی بر کیفیت قتل ہونے شبرنگ کے پہونچا اوسکو پڑھتے ہی دود غضب دماغ کے باز نکل گیا اور غصہ سے تا دیر کانپا کیا پھر سر پڑھکر حسب دستور کتاب جمشیدی نکالی اور اُس مین یہ معلوم کرنا چاہا کہ شبرنگ

پر مہرخ کس طرح غالب آئی اور کیونکر اُسنے اُسکو راہ عدم دکھائی چنانچہ کتاب مذکور مین سب کیفیت
جو اوپر بیان ہوئی لکھی دیکھی کتاب کو تو روانہ کر دیا اور سحر پھر معاً زمین شق ہوئی ایک تیلا پیدا ہوا اُس
نیلے سے کہا کہ تو جاکر مہرخ سردربار کنہاکہ شہنشاہ نے فرمایا ہی ہم تجھکو اب گرفتار کرکے ظلمات مین قید کرینگے
دیکھین تو کہ تیرے حمایتی کیونکر تجھکو بچاتے ہین اور تو بھی بہت ہوشیار رہنا اور سحر تیار کرنا دیکھین تو
کیسی ساوہ ہی اور کیسا سحر کرتی ہی تیلا حسب ارشاد بادشاہ اُڑکر چلا اور طرفۃ العین مین بارگاہ مہرخ
مین اُترا یہان سب مصروف عیش و عشرت تھے کہ تیلا قریب تخت مہرخ آیا سینے خیال کیا کہ شاید
برآن نے بھیجا ہی لیکن تیلے نے باآواز بلند کہا کہ شہنشاہ سامران بادشاہ طلسمات نے ارشاد
فرمایا ہی کہ ای مہرخ ہم تجھکو گرفتار کرا کر ظلمات مین اسیر کرینگے تو اور حمایتی تیرے ہوشیار رہین
مہرخ نے یہ سنکر کہا کہ میری جانب سے کہدینا کہ بھڑدے کیون تیری شامتین آئی ہین شہنشاہ عیان
ایک روز آکر وہ جوتیان لگائینگے کہ پوے گیرکا یہ دماغ سے نکلجائیگی اور کیون گھبراتا ہے فوج
شاہ عالم پناہ کوکب آسمان جاہ کی تیری سرکوبی کو آیا چاہتی ہی تیلا یہ تقریر اُسکی سنکر تو بہ
تو بہ کرتا ہوا کہ نسبت شاہ جادوان یہ کلمات نامناسب مراجعت کرکے خدمت افراسیاب مین
آیا اور عرض پیرا ہوا کہ مین حکم بادشاہ سے اُس باغیہ کو سلطع کرایا اور اُسنے جو کچھ نسبت ملازمان
عالی کے بیہودہ گوئی کی مین عرض نہین کرسکتا بادشاہ نے ہامر اراُس سے پوچھا تو اُسنے حرف بحرف جو
سُنا تھا بیان کیا بادشاہ آگ ہوگیا اور اُسی وقت ایک افسون تازہ پڑھا کہ آسمان پر ابر آکر چھایا اور
زمین پر اُتر آیا سبنے دیکھا کہ وہ ابر نہین ایک عقاب تیز چنگال ہی اور اتنا بڑا ہی کہ بیان ابر نظر آیا تھا
منقار مثل خنجر جانستان باڑھ دار رکھتا ہی گویا مقراض حیاۂ ہستی بے اعتبار رکھتا ہی نیچہ اُسکا پنجہ

ملک الموت سے کہتے نہین دہن کیون نار عدم نہین الخ نظم

ز جا اندر آمد چو کوہ سیاہ	تو گفتی کہ تاریک شد مہر و ماہ
چو او در ہوا رفت و گسترد پر	ندارد زمین تو بش و خورشید فر
دو چشمش چو دو چشمہ تابان ز خون	ہمی آتش آمد ز کامش برون

پشت پر اُس عقاب کے ایک زنجیر رکھی تھی اور بیڑیان پرون مین لٹکی تھین بادشاہ نے اُس
عقاب سے حکم دیا کہ ای طائر طلسمی جاکر مہرخ کو پکڑلا خبردار کوئی روکے تو نہ رکنا اور بیڑیان بجھاکر

بیان لاتا فدارم اُسکے حال پر نہ کھاتا عقاب حسب ارشاد بقہر و عذاب تمام اُڑا اور بارگاہ صرخ عالیجناب مین آیا بیان جیسے کہ پہلا پیام کہہ گیا تھا ہوشیاری ہو رہی تھی ہر ساحر نابخ و ترنج سحر سنبھالے بیٹھا تھا بلور و بہار وغیرہ سب آمادۂ مرگ و مہیاے تھے کہ یکایک وہ عقاب سحر چکر مارتا فلک کی طرف سے بیچ بارگاہ مین آیا ساحرون نے کہا اچھا شکار شاہ طلسم نے ہمارے لیے بھیجا ہی یہ کہکر نابل اور تیر سحر کے مارنے لگے لیکن اُس عقاب پر کچھ اثر نہوا اور وہ قریب تخت آیا صرخ سے کہا چل اُٹھ سوار ہو تو قید ہوئی شہنشاہ جاودان نے تجھکو بلایا ہی صرخ اُسکے کلام سے ایسی محو ہوئی کہ تخت سے اُٹھا پشت عقاب پر جا بیٹھی وہ زنجیر جو پشت عقاب پر رکھی تھی کمر مین اُسکے اور بیڑیان جو پرون مین تھین پانون مین پڑگئین اور عقاب اُسکو اپنے پر و شنگیری کر کے اُڑا تمام بارگاہ و لشکر وغیرہ مین غلغلہ پڑا کہ لیچلا اُسوقت بھی ہزارون سحر سامری کیے اور گولے فولادی اور ہار مرچون کے اور کھچے پیکانون اور سوئیون کے مارے ہزارہا حربے ہر سمت سے پڑنے لگے لیکن اُس عقاب تک کوئی حربہ بھی نہ پہونچا اور اُسکے پرون سے شعلے آتش کے نکلکر گرد اُسکے حلقہ زن ہوئے صرخ دکھائی دینے سے مخفی ہوئی اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک تودۂ آتش کا آسمان پر جاتا ہی ساحر نالان و گریان آخر پھرے لشکر مین کہرام پڑگیا سرداروں نے حال تباہ کیا عیار روتے ہوئے دریاے خون رواں تک گئے اور لاکھون فقرے کیے کہ اُس عقاب کو رکین یعنی ہرن زخمی کر کے راہ مین ڈالا دانہ وغیرہ ڈالکر بلانا چاہا مگر ممکن نہوا جب عقاب دریا کے پار اُتر گیا یہ بھی مایوس ہو کر پھر آئے ہر شخص تلازم چشم سے آب اشک حسرت بہاتا تھا اور ندامت و بیقراری بیثباتی دہر غدار زبان پر لاتا تھا نظم

فلک ہی درپے تکلیف آرام	قضا لبریز اس ساقی کے ہین جام
بجاے مے ہی سم اُسکے سبو مین	نوید مرگ ہی ہر گفتگو مین
ہنساتا ہے کسیکو گر گھڑی بھر	تو رکھتا ہی ہمیشہ خوار و مضطر
بظاہر دوست لیکن مدعی ہے	بھلائی کب کسی سے اُسنے کی ہی
فضل بخت دشمن سخت مایوس	زبان پر دمبدم الفاظ افسوس

اس شیون و شین کی خبر طائران سحر نے ملکہ حیرت کو بھی پہونچائی وہ سنکر نہایت خوش ہوئی اور حکم دیا کہ طبل شادیانی پر چوب پڑے اُسکے حکم سے نقارہ شادیانی بجنے لگے جشن شروع ہوا اب یہ طرف

ہنگامۂ عشرت ہوا ایک جانب سانحۂ مصیبت ہو طرفہ حکایت ہو غرضکہ بعد جزع وفزع بسیار عقلائے روزگار نے یہ مشورہ کیا بلور سردار شاہ کوکب یہان موجود ہو اُس سے لشکر کسی ایسے ساحر کو ملکہ ہران پاس بھیجے جو ایک آن مین پہونچ جائے چنانچہ حسب مشورہ بلور سے سب نے استدعا کی بلور نے اپنے ساتھیون مین دو ساحرون کو تجویز کیا کہ یہ جاکر خبر خاملوکب سے کہین لیکن وہان کی کیفیت سُنیے کہ بعد بھیجنے مرخ کے ہران خواجہ کو لیکر پھر اپنے مقام تلمہ سنبت رنگ مین پھر آئی اور جلسۂ عشرت جیسا کر کے بیٹھی لیکن خواجہ نے لشکر اپنا گرفتار بلا دیکھا تھا یہ کب تسلی یاب ہوتا اُسنے بیقراری ظاہر کی ملکہ ندکورہ نے بناچار سکین خواجہ دو ساحر طلب کر کے حکم دیا کہ میرے گلے کا ہار نشانی کے لیجاؤ اور براہ طلسم یہان سے لشکر خواجہ مین جاکر خیریت جلد فوج کی رسید لکھوالاؤ ساحر ندکور روانہ ہوئے اور باد کھاکر در طلسم سے نکلکر لشکر مرخ مین اُسوقت پہونچے کہ بلور ساحر بھیجا چاہتا تھا چنانچہ اُنکے پہونچنے سے سبکی مراد بر آئی اور جلد کیفیت گذشتہ بیان کی زیب قلم کر کے روانکی ساحر مراجعت کر کے دوبارہ خدمت ہران مین آئے اور نامہ سرداران اسلامیان پیش کیا نامہ پڑھکر ملکہ نے سر جھکا لیا اور خواجہ عمر نے مضمون نامہ پر اطلاع پاکے ایک آہ سرد دل پُر درد سے بھری اور بیقراری کرنے لگا ملکہ نے کہا کہ خواجہ مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ افراسیاب ایسی بے عزتی اختیار کریگا اور لشکر بے سردار پر عقاب طلسم بھیجیگا خیر مین اپنے باپ کو اس حال کی اطلاع کرتی ہون ورنہ کار از دست رفتہ کا معالجہ ہو چکا عمر نے کہا کہ ای ملکہ مین براہ غرور نہین کہتا ہون اگر آپ کے کیے کچھ ہو سکے تو مجھکو آپ دریاے سحر کے پاس اس بار اتروا دیجیے پھر کیا مجال اُس مسخرے افراسیاب کی جو مرخ کا بال بھی بیکا کر سکے ای بایان خود اگر گلیم اوڑھکر سر بخس اوسکانہ کاٹا تو نام اپنا نہ پایا مین صرف اسلیے آپ کی خدمت مین آیا تھا کہ لشکر ساحران بھیجا کر اپنے لشکر کو قوت دونگا ورنہ مین سرکوبی کو اس بھیا کی کچھ کم نہین ہون ہران نے خواجہ کو ناراض دیکھکر فی الفور عرضی اپنے باپ کو لکھی اُس مین سب حال مرخ کا درج کیا اور آزردہ ہونا خواجہ کا بھی لکھا وہ عرضی سحر کے حوالے کردی کہ وہ لیکر خدمت شاہ کوکب مین آیا عرضی پیش کی بادشاہ عرضی پڑھکر سنہسا اور پشانی عرضی مذکور مزین بدستخط فرمائی کہ ای فرزند افراسیاب ملکہ مرخ کو اپنے ظلمات طلسم مین قید کرنا چاہیے پھر کوئی کسی کے ظلمات طلسم مین جا نہین سکتا مگر خواجہ سلامت کو ہمنے مہمان کیا ہی اسوجہ سے ہم غافل نہین ہین کچھ

عرصے مین تم دیکھنا کہ کیا ظہور مین آتا ہے وہ عرضی دستخط کرکے تپلے کو دی اور آپ اہل دربار کی نظر سے غائب ہوگیا ادھر تپلے نے آکر عرضی برآن کو دی ملکہ نے پڑھ کر خواجہ سے کہا کہ آپ اطمینان رکھین بادشاہ کو لب کو آپ کا بڑا خیال ہے عمرو اس کلام سے خاموش ہو رہا مگر کچھ مزاج شگفتہ نہوا ملکہ نے اسکی خاطر سے ایک پتلا سا کاٹ کر کے حکم دیا کہ اسی تپلے تجھکو بھینٹ سونپی دیجائیگی تو جاکر ملکہ مہرخ کو اٹھا لا اور اگر نہ لاسکے تو خبر لا کہ افراسیاب نے اسکی نسبت کیا معاملہ کیا تپلے نے کہا کہ اے ملکہ پشت عقاب طلسم سے اتارلانا یا اس زنجیر کو کاٹنا جو عقاب کی پشت پر رکھی ہوئی تھی بہت دشوار ہے مگر مین جاتا ہون جیسا کچھ ہوگا کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور اسوقت آکر پہنچا کہ عقاب ملکہ مہرخ کو لیکر پار دریاے خون روان کے اتر گیا تھا تپلا باغ سیب مین اس سبب سے نہ گیا کہ وہان شاہ جادوان ہوگا تو چھپ نہ سکیگا جلا دیا جائیگا پس پھر کر برآن پاس گیا عرض کیا کہ مین گیا تھا میرا کچھ بس نچلا پھر آیا ملکہ نے سب حال سنکر قصد کیا کہ خود جائے اس اثنا مین اس تپلے نے جو عرضی کوکب پاس لیگیا تھا عرض کیا کہ اے ملکہ خجستہ کوکب مین نے عرضی دی تھی تو وہ اسکو دستخط کرکے غائب ہوگئے تھے یہ کلمہ سنکر ملکہ کو یقین کامل ہوا کہ بادشاہ خود بنفس برائے رہائی ملکہ مقید تشریف لیگئے ہین پس اپنے جانے سے باز رہی اور خواجہ سے یہ راز کہا عمرو کو بھی اطمینان ہوا اور نظر بہ فضل کریم کارساز کرکے بیٹھا لیکن عقاب مہرخ کو لیے ہوئے باغ سیب مین آیا شاہ طلسم سریر مکانت پر جلوہ گر تھا ابریق و سرمایہ و باغبان وزیران ذیشان پس پشت کھڑے تھے اہل دربار سحران ذی مقدار حاضر تھے کہ گاہ عقاب پر سے گری ہر ایک نے بادشاہ کی تعریف کرنا آغاز کی کہ کیا زبردستی سحر کی حضور نے جتائی ہر واہ وا کیا کہنا بادشاہ نے خوش ہوکر وزیر سے فرمایا کہ اے باغبان اس مجرمہ کو زنجیر پکڑ کر اتار لے وزیر نے جاکر پشت عقاب پر سے ملکہ مذکور کو اتارا بادشاہ نے سحر پڑھکر باران آتشین جسم مجرمہ پر پھینکے اور زنجیر اور پہریان جسم سے اتر کر بدستور پشت عقاب پر جاکر ٹھہرین عقاب اسی طرح کہ جیسے کہ گیا تھا اڑکر چلا گیا بعد اسکے جانے کے سحران نامی مہرخ پر مسلط کیے کہ وہ گرد اسکے پرے حفاظت آگئے بعد اس اختلام کے شاہ بشتاب تمام گویا ہوا کہ کیون اے نمک حرام مفسدہ دیکھا تو نے اپنی خطا کا بدلا اب بتا کہ کس عذاب الیم سے تجھکو قتل کرون مہرخ پشت عقاب پر سے اتر چکی تھی اس وجہ سے ہوش اسکے درست تھے

اسنے جواب دیا کہ اسوقت تو میرے سامنے جسطرح جی چاہے لاف وگزاف کرلے کہ فلک نے اسیر و دستگیر
کرا کر تیرے سامنے پہونچا یا ہی انشاء اللہ سردار میرا عمر نامدار تجھ سے اکر عوض اُسکا لیگا اور اگر قضا
میری دیوان کدہ قدرین تیرے ہی ہاتھ سے لکھی ہے تو ناچاری ہے ورنہ میرے قتل پر تو قادر
نہوگا اور نکو ام ازلی محسن کش مجھکو نکو ام کہتا ہے حالانکہ نکو ام تو آپ ہی کہ بادشاہ اصلی اس طلسم کا
شاہ لاچین تاجدار ابجاد و تھا تو اُسکا ملازم ہوا اور اُس بادشاہ کو حین غفلت مین اسیر کرکے آپ
بادشاہ بن بیٹھا ہم سب اُسکی رعایا اگر تجھے لڑتے ہین تو کیا بیجا کرتے ہین بدلا اپنے آقا کا لینا باعث
ثواب ہی نہ سبب نکو امی و عذاب اب ایک روز تو بھی سامنے شاہزادہ اسد کے بندھا کھڑا ہوگا
اسی طمع کر جیسے تو نے اُس بادشاہ بیگناہ کو اسیر کر رکھا ہی افراسیاب ان باتون سے بسان شعلۂ
آتش کانپنے لگا اور تلوار پکڑ کر تخت پر سے اُٹھا کہ اس بدزبان کو مار ہی ڈالونگا ایسا غصہ تھا کہ اپنے
سر و پا کا ہوش نہ تھا تخت سے جو اُترنے لگا دامن قبا کا پانون کے نیچے آگیا اوندھا گر پڑا ارکان
دولت دوڑے جلد تر اٹھایا کہا شہنشاہ تامل فرمائین اس مجرمہ کی گفتگو بموجب قول ہر کہ دست از جان
بشوید ہر چہ در دل آید بگوید لایق عفو کب ہے اور کچھ ضرور رعب و داب شاہی کو اُسکے بیان سے
نہین پہونچ سکتا ہی بادشاہ اُنکے سمجھانے سے پھر تخت پر بیٹھا اور کہا اور مجرمہ مین تجھکو سارے طلسم مین
تشہیر کرا کر دریاے نور پر لیجا کر تیر باران کرا ڈونگا اور بڑے عذاب سخت سے ہلاک کرونگا صوفخ نے
کہا کہ جو کچھ فرمان قضا جریان حاکم حقیقی کے یہان سے میرے نام جاری ہو چکا ہے اُتنا ہی ہوگا
تو کچھ میرا نہ کرسکیگا بادشاہ کو پھر غصہ آیا اور حالت غضب مین ایک ناریل جانب فلک اُچھالا ناریل
بلندی پر جاکر غائب ہوگیا بعد لمحہ کے ایک سیل فولادی لاٹ کی طمع چکر کھاتا ہوا زمین پر اُترا اُس لاٹ
پر ایک ساحر بدشکل و نافرجام دستکر بیٹھا تھا اُس ساحر نے جب سلام کیا بادشاہ نے پیام دیا کہ لیجا اُس
مجرمہ کو اور لاٹ پر بٹھا کر تمام طلسم مین پھرا اپنے کہ تمام خلق اسکو دیکھے اس ہیئت سے اُسکو تشہیر کرتا
کہ آگے آگے منادی ندا کرتا جاے اور لوگ شہر و قصبات کے تالیان بجاتے ساتھ ہون سلطان
دولت دیضیمک کوئی اُٹھا نہ رکھنا جب سب طرح پھر اچکنا تو گنبد نور پر لیجانا طلسم کشا کو دکھانا
پھر شہر ناپرسان کے برج پر لیجانا وہان سے لشکر اسکے مطیعون کا دکھائی دیتا ہی اُس لشکر کو دکھانا جو
لشکری وہان آنہ سکینگے دیکھینگے اور کف افسوس ملینگے بعد اُنکے دکھانے کے دریاے نور پر لیجانا مین وہان مین ملکہ

حیرت و مصور کے آوینگا اور اسکو تیر باران کرونگا ساحر مذکور کہ نام اسکا مسلسل جادو ہر لاٹ پر سے کود اور حسب الحکم بادشاہ مہرخ کو اٹھا کر لاٹ پر لایا اور شاہ کو سلام کر کے اشارہ گیا کہ وہ لاٹ پھر اڑی مہرخ نے دل سے کہا کہ محبت اہل اسلام مین یہ روز تیرے لیے معراج کا ہی ثمرہ الفت سوائے رنج و زلت کے اور کچھ نہین کیونکہ درخت دلا کو آب جفا سے سینچا ہی اور تخم وفا کو زمین مصیبت آگین پر بویا ہی یہ کہتی تھی اور دل سے بعجز و منت تمام درگاہ ملک العلام مین استغاثہ کرتی تھی نظم

خدایا بہ عزت کہ خوارم مکن	بہ بذل گنہ سرمسارم مکن
مسلط مکن چون منی بر سرم	ز دستِ کسے من عقوبت برم
مرا شرمساری ز روئے تو بس	دگر شرمسارم مکن پیش کس

یہ تو اسطرح بدلت تمام روانہ ہے یہان بادشاہ طلسم نے دو ساحرون کو حیرت پاس بھیجا کر جاکر ملکہ سے کہو کہ مع افسران لشکر و مصور و صورتگار وغیرہ کے ہمارے پاس آو کہ تمھین عجیب و غریب تماشا دکھائین یعنی تمھارے دشمن کو ہندوا کر کے تیر باران کرین ساحران مذکور روانہ ہوئے اور خدمت حیرت مین آئے پیام شاہ اسکو پہونچایا وہ تو پہلے ہی سے خوشی کر رہی تھی اس خبر کو سنکر ساحرون کو خلعت دیکر رخصت کیا کہ تم چلو مین آتی ہون وہ تو چلے گئے اور یہ بارگاہ مصور مین آئی اسنے تعظیم کی اسنے کہا کہ اے مرشد زادہ برحق آپ آج اپنا جلد موقوت کیجیے آپ کی دعا سے سامری نے یہ دن دکھایا ہے بادشاہ نے چلنے آپ کو بلایا ہے یہ ماجرا درپیش آیا ہی مصور بھی حال سنکر راضی ہوا کہ اچھا چلیے ملکہ وہان سے اپنی بارگاہ کو برائے تیاری سامان رفتن پھری مگر اب حال قدرت اشتمال شاہ کو کب سنیے کہ یہ جو بیٹے بیٹے نائب ہو گیا تھا تو اپنے طلسم باطن کے ایک مرحلہ پر آیا کہ وہان قلعہ بنا تھا اُس قلعہ کا مالک دست قدرت جادو وزیر دوم اسکا ہی اُسنے آمد شاہ معلوم کر کے تعظیم کی بیرون قلعہ آیا بادشاہ کو آکر تسلیم کی بادشاہ نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا مین ایک مقام پر چلتا ہون تو بھی ہمراہ چل وہان تجھکو اپنی جگہ پر اسلیے نہ بلایا کہ راستہ اودھر ہی سے جائیگا خیال کیا گیا کہ راہ سے بلا لینگے کیونکہ عجلتی بہت منظور ہے وزیر نے عرض کیا کہ فدایت شوم جہان چاہیے چلیے پس شاہ و وزیر در طلسمات سے نکلکر طلسم ہوشربا مین آئے وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ دریاے خون رواں اُترنا چاہتا ہے پس دست ادب باندھکر عرض

کیا کہ ہر چند راز شاہان پوچھنا گستاخی ہو لیکن براہ عنایت یہ دونہ بیقرار بھی آگاہ کیا جائے کہ شاہ
والاجاہ کا کیا ارادہ ہو بادشاہ نے فرمایا کہ یہ سانحہ پیش آیا ہو جب وزیر نے سب حال سنا عرض پیرا ہوا
کہ میری عقل ناقص مین یہ آتا ہو کہ ابھی ملازمان عالی کیساتھ طلسم باطن مین نہ تشریف لیجائین کیونکہ دریا تک
ہی لڑائی آغاز ہو جائیگی عقیدہ تک پہونچنا دشوار ہو جائیگا اس سے مناسب یہ ہو کہ حضور ایک مقام
بلند پر تشریف فرما رہین مین پنجہ بنکر ملکہ حیرت کو اٹھائے لاتا ہون آپ اپنے یہان سے لاٹ منگوا کر
اوسپر اوسکو سوار کیجیے اور لشکر بہار مین بھجوا دیجیے جو صفحہ ملکہ مہرخ کے ساتھ فراسیاب سحر اکرے اس
سے بڑھکر حیرت کو یہان نوبت دیجائے شاہ بادوان اگر بدسر مقابلہ آئے اوسوقت سمجھ لیا جائے
بادشاہ نے اسکی رائے صواب اندیش پر آفرین کی اور دریا کی طرف جانے سے کنارا کیا ایک مقام بلند
پر آکر ٹھہرا اور وزیر سے فرمایا کہ جا جو کچھ تو نے بیان کیا ہو وہ کر مین تیری مدد کرنے کو یہان ٹھہرا ہون
وزیر آداب بجالاکر اڑا اور لشکر حیرت پر آکر ٹھہرا حیرت خیمۂ مصور سے نکلکر اپنی بارگاہ
کی جانب چلی تھی کہ وزیر مذکور پنجہ بنکر جو گرا اوسکو اٹھاکر لے اڑا حیرت سمجھی کہ شاید مجھکو جانے
مین جو عرصہ ہوا ہو افراسیاب نے پنجہ بھیجکر مجھکو اٹھوا منگوایا ہو پس اوس دھوکے مین اوسنے
سحر کرنا کیسا ہاتھ پانون بھی نہ ہلائے جب پنجہ لیکر اوسکو بلند ہوا اور نہایت زور سے اوسنے اسکی کمر کو
تھاما تاکہ اوسکو تکلیف ہوئی اوسنے خیال کیا کہ میرے شوہر کا بھیجا ہوا پنجہ اسطرح بآہستگی لیجاتا تھا کہ مجھکو
ذرا بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ کون لیگیا یہ کسطرح مجھکو لیچلا ہو پس اوسنے اوس پنجہ سے خطاب کیا کہ
ارے آہستہ لیچل نہین جانتا کہ مین ملکہ طلسم ہون پنجہ مین سے آواز آئی کہ ہاں او قحبہ تو قیدی ہو اور قیدی
کو لیجاتے ہین کشان کشان یہ سننا تھا کہ اوسکو دہشت طاری ہوئی اور سمجھی کہ یہ پنجہ غیر کا بھیجا ہو پس سحر
پڑھنا چاہا پنجہ اوسکو لیکر آن واحد مین تبدیل ملک ہو گیا آنکھین اوسکی جو بند ہوا سے بند ہو گئین وزیر اوسکو
لیے خدمت بادشاہ مین آیا بادشاہ نے سحر پڑھکر اوسپر پھونکا کہ سحر اوسنے فراموش کیا وزیر سے بادشاہ نے
حکم دیا کہ مین اب دارالعمارہ مین دنی جاتا ہون تو اوسکو براہ طلسم خدمت ملکہ بران مین لیجا مین ہان
لاٹ پھونکا اور اپنے ظلمات کے ساحرون کو روانہ کرونگا کہ وہ اوسکو ملکہ بہا سپاس لیجائینگے مگر تو
بھی اونکے ساتھ رہنا افراسیاب اون ساحرون کو کہ وہ میرے طلسم کے محافظ مرحلہ ہون گے
قتل نہ کر سکیگا لیکن شاید بہار وغیرہ کو دھمکائے تو تجھے اونکی اعانت کرنا ہو گی اور یہ ساحرہ ایسی

زیر دست ہی کہ کسی سے مغلوب نہوتی مگر ین بادشاہ غیر طلسم اور ہمسر اُسکے شوہر کا ہون بدنیوجہ سحر نے اُسکو سحر بھولا دیا ہی اور یہ مدہوش ہی وزیر نے حسب الحکم بادشاہ اُسکو لیکر پرواز کی وہان ملکہ برآن بنا برتسکین دہی خواجہ بارہ دری مین آئی ہی اور ایک کمرہ اُسکا دا کیا ہی اس کمرے کے اندر آسمان سحر دکھائی دیتا ہی زمین بالکل نہین ہی بجاے زمین اندھیرا نظر آتا ہی اسنے اُس آسمان سحر کی جانب کچھ افسون پڑھکر پھونکا اُسمین سے ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا اور بسان تیر شہاب دنار ہوکر اپنی شعاع مین ملکہ و خواجہ و محمور کو لپیٹ کر اُس آسمان پر لیگیا وہان برج حمل بُرج آسمان بنے تھے ستارے اُنمین جڑے تھے بلند اسقدر تھے کہ تمام دنیا پیش نظر تھی ملکہ وہان تخت پر بیٹھی اور کہا خواجہ یہان سے سب حال مرج کا نظر آئیگا عمر نے دیکھا تو واقعی باغ سیب افراسیاب نظر آتا ہی مگر آدمی وہان کے بالشت بھر کے دکھائی دیتے ہین یہ سنکر ہر سمت پیک نگاہ دوڑانے لگا کہ اُسکو دست قدرت وزیر حیرت کو پنجہ مین دابے نظر آیا ازبسکہ یہ پہچانتا نہ تھا اپنے ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ یہ عجیب تماشا ہی کہ ایک عورت کو ایک ساحر پنجہ مین دابے اِس طرف آتا ہی ملکہ نے اُسکے کہنے سے جو دیکھا وزیر دوم کو پایا کہا یہ تو وزیر اعظم ہی شاید میرا متلاشی آیا ہی مین اسجگہ ہون بہتر ہی یہ کہکر ایک ستارے کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی شعاع پیشکر وزیر مذکور کو لایا وزیر نے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور حیرت کو سامنے لاکر ڈالدیا برآن نے اُسکو پہچانکر عمر نے کہا یہ تو حیرت ہی اس اثنا مین شاہ کوکب بھی اپنے مقام پر آیا اور سحر پڑھا کہ پہلے ایک پتلا پیدا ہوکر دوے ہوا سے سامنے آیا اُس سے کہا تو برآن پاس جا اور کہنا کہ حیرت کو عمر کے دے کر دو پتلا بھی آسمان سحر پر آیا پیام شاہ کہا ملکہ نے سحر پڑھکر حیرت کو ایک زنجیر سحر مین باندھا اور ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئی عمر نے کہا بی حیرت میرا بھی مجرا قبول ہوا تب جو نگاہ اُٹھاکر دیکھا برآن و عمر کو بیٹھے پایا ہرچند کہ غیر طلسم مین بیدست و پا تھی مگر پھر بھی عصہ طاری ہوا اور ہاتھ اپنا بلند کیا وہ زنجیر سحر جسمین یہ بندھی تھی ٹوٹ گئی اگر آسمان سحر پر نہ بیٹھی ہوتی تو یقین تھا کہ نکل جاتی مگر زنجیر ٹوٹتے ہی برآن اٹھکر ایک طمانچہ مارکہ پاتش او قحبہ تو نہین جانتی کہ میرے باپ نے تجھکو پکڑ بلایا ہی اس عرصے مین پتلا جو کوکب نے بھیجا تھا وہ حیرت کے لپٹ گیا اور اُسکو پھر خوب مضبوط باندھا زبان مین سوزن دیا پھر آواز آئی کہ اے ملکہ اس مرادی کو اسلیے بھیجا ہے کہ اُسکو لاٹ پر بٹھاؤ اور یہی حال مرج کا افراسیاب نے کیا ہی عمر نے آواز سُنکر ملکہ سے پوچھا کہ یہ کسکی صدا ہی آئی کہا

ہمیشہ کوکب بولتا ہی فی الجملہ بیان کو یہ تذکرہ ہی مگر شاہ کوکب نے اپنے مقام پر پہونچکر سحر پڑھا ہی
طرح کہ جیسے افراسیاب کے سامنے میل بطور رلات کے چکر کھاتا ہوا آیا تھا اُسکے سامنے بھی آیا دو ساحر
اُسپر بیٹھے تھے سحر مین ہمسر سامری تھے ایک کا نام حسین جادو اور دوسرے کو حصار جادو کہتے تھے
اُن دونون نے جب بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ارشاد کیا کہ ای زندان بانان طلسم نور افشان
لات لیکر تم قلعہ ہفت رنگ مین برآن کے پاس جاؤ وہان حیرت ہی اُسکو لات پر بٹھا کر لشکر مین
صرخ کے پہونچاؤ اور تمام طلسم ظاہر ہوش ربا مین پھرا دو کوئی دقیقہ اُسکی ذلت و خواری مین اُٹھا
نہ رکھنا اور دست قدرت وزیر کو بھی اپنے ہمراہ لینا ہر چند کہ تم میرے طلسم کے محافظ زندان ہو
کوئی تمپر دست درازی نہ کرسکیگا کیونکہ وابستہ طلسم ہو اور اسی طرح طلسم ہوش ربا کے وابستگان
طلسم پر مین دست درازی نہین کرسکتا ہون تاہم افراسیاب ساحر ہیکل ہی مین بھی تمہاری خبر
رکھونگا ساحران مذکور حسب الحکم شاہ ذی شعور لات لیکر روانہ ہوئے بادشاہ نے پہلے ساتھ کردیے
کہ وہ پہلے اُنکو آسمان سحر پر لائے برآن و عمر وہان بیٹھے تھے ساحرون نے سلام کیا ملکہ مذکور نے
مجرمہ کو حوالے کیا ساحرون نے بازو اُسکا پکڑ کر لات پر بٹھایا اور وزیر مسطورہ بالا کو ساتھ لیا عمر نے
ایک نامہ بنام ملکہ سبا رلکھدیا مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ تم اپنی بہن کی ذلت بیحد دیکھکر آزردہ نہوتا خدا گواہ
ہی کہ ہم اہل اسلام کسی جلیل کو ذلیل کرنا نہین چاہتے ہین بلکہ تم لشکر اسلام مین لتھا کو ذلت دیکر عنایت سے
آقا امیر کا اُٹھا چکی ہو بس یہ امر نسبت حیرت بتجویز کیا ہوا شاہ کوکب کا ہی اور مین اس باعث سے
راضی ہوا ہون کہ میرے بادشاہ لشکر کو کہ نیز تمہاری بہن رشتہ مین بزرگ ہین اور ملکہ مہ جبین الماس
پوش کی نانی ہین یعنی ملکہ صرخ اُنکے ساتھ بھی افراسیاب خانہ خراب نے یہ ذلت و رسوائی جائز
رکھی ہے اور اُنکی رہائی مین یہان بادشاہ عاجز ہوئے جب یہ امر واسطے حیرت کے معین کیا گیا ہی
تمھاری تسکین کے لیے یہ چند کلمے مین نے لکھ بھیجے ہین تم خود عنایت خدا سے دانشمند ہو اس
ہنگامہ کے سب پہلو اور جوانب سمجھ لوگے یہ نامہ اُنھین ساحرون کو دیا کہ ہمارے لشکر مین پہنچدینا
ساحر نامہ لیکر بہ لات روانہ ہوئے اور ازبسکہ عجلت منظور تھی قوت قدرت براہ ملکہ جس
راہ سے آپ آتا تھا اُنکو بھی لیکر چلا اور پچھلے سحر کے بزور سحر لڑکے بنائے ایک دہل زن دھنڈھورا پیٹتا
آگے آگے بصد ذلت لشکر صرخ مین مجرمہ کو پہونچایا یہان لشکریون مین اُسکے آنے کا غلغلہ ہوا لڑکے لشکر کے

دوڑے ہر سمت غل ہوا کہ چلو اک سوانگ آیا ہی تماشا دیکھو اس سانحہ کی خبر ملکہ بہار کو ہلکارنی نے پہونچائی اُسکو نسبت اپنی بہن کے یہ ذلت سُنکر بڑا رنج ہوا چاہتی تھی کہ جاکر مانع ہو اور اگر ساحر حیرت کو رہا نہ کرین تو اُنسے مقابلہ کرون اسوقت وہ نامہ جو عمر نے لکھدیا تھا ایک تیلے نے لاکر دیا جب یہ معلوم ہوا کہ مسخرے کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا ہی وہ رنج جانکاہ اور سرداروں سے کہا کہ تیار کرو حیرت تشہیر کرائی جاتی ہی یقین ہی کہ لشکریان حسرت بلوہ کرین بس یہان بھی تیاری رہے یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکرین کمربندی ہونے لگی وہان وہ ہلکارنی جسنے پہلے سامنے لشکر حسرت کے آکے وہان بھی غلغلہ برپا ہوا لشکر کے افسرون نے جو خیمون سے نکلکر دیکھا تو عجب ماجرا نظر آیا کہ بموجب المولفہ

بٹھایا ہی حیرت کو یان لات پر — چڑھے جس طمع بانس پر بازی گر
دہل زن ندا کرتا ہے یون پکار — کہ اے ساحرو دیکھو طرفہ بہار
خدا کی ہی خلقت عمل شاہ کا — یہ ہی حکم برآن عجیباہ کا
کہ حیرت کا رفعت پہ ہی مرتبا — گزون کیا بانسون ہی رتبہ بڑھا
چڑھی بانس پر جبسوا کیا ہی آج — فرشتون سے لگا لگایا ہے آج
دہل زن کے پیچھے یہ سامان تھے — صیاتھے اسباب تضحیک کے
کیا منہ تھا کالا جھلنگا اوڑھا — کہ نصف منہ شیخ اُسکا رنگا
کمر سے لاٹ کے گرد لڑکے تمام — بجاتے ہوئے تالیان شادکام
لیے سر پہ جھاڑو بجائے چنور — ہلاتے تھے ساحر ادھر اور اُدھر
دھتا ہے دھتا ہی کا اک شور تھا — فلک کی برائی سے کیا زور تھا
زنخلین کمین تین کمین تالیان — قہاقے کمین تھے کمین گالیان
پڑی تھی یہی ہر طرف کو پکار — کہ دیکھو جو تیان مجرمہ پر نثار

یہ دولت اپنی ملکہ کی دیکھکر جملہ افسران لشکر آمادہ مرگ وحیاے قضا ہوئے جلدی جلدی کمربندی ہوئی مسلح ہوکر جانب لاٹ چلے اتنے عرصے مین بہار بھی فوج تیار کراکر چلی تھی اسوقت اُس شان وشوکت سے بصد عظمت ہوئی کہ بمقتضاے المولفہ

لگے بجنے ہر سمت سے کوس بوق — بہادر روانہ ہوے جوق جوق

شجاعت کے دفتر مین ہر ایک فرد — ہر اک سادہ تھی ہزبر ہزبرد
پڑا غلغلہ اک طرف کوس کا — اڑا اِک طرف غول طاؤس کا
کہین طائر سحر اُڑ کر چلے — کہین اژدہے مُنھ کو کھولے ہوئے
سوار آپنے سب سامران حسین — قمر چہرہ و خندہ لب نازنین
پرون کی تھی طاؤسون کے یون بہار — ہوا پر گلستان ہوا آشکار
وہ طاؤسون کے دانع یون پر پہ تھے — ستارے کھلے چرخ اخضر پہ تھے
ولا در بجے تن پہ ہتھیار سب — تھے شیر نیستان بوقت غضب
وہ نعرے اژین جس سے گردون کے ہوش — سنور عدین ایسا پیدا خروش
وہ پلٹن کی آمد رسالون کی دھوم — دل سنگ و آہن کو کرتی تھی موم

جب یہ لشکر مقابل فوج حیرت پہونچا پس وہ سب گھبرائے کہ اب اِس جنگ و جدل مین ہم اپنی مالکہ کو روانہ سکینگے فی الجملہ کچھ لشکر تو اُس عسکر نصرت اثر کو روکے اور کچھ لات پر حملہ کرے یہ مشورہ کرکے دو گروہ لشکر کے افسرون نے لیے گا دست قدرت وزیر نے ملکہ بہار سے کہلا بھیجا کہ آپ لشکر لیکر ناحق آئین کیونکہ ہنگامہ قتال گرم ہونے سے تشہیر کرانے کا مجرمہ کے کچھ لطف نہ رہیگا اُس وقت مین کون اُسکی دیکھیگا لہذا مناسب ہی کہ آپ فوج ہٹا لیجائیے اور دور سے تماشا دیکھیے ہمسے یہ لشکری اس مجرمہ کو نہین سکینگے اور بے بس ہوکر کف افسوس ملینگے بہار یہ پیام سُنکر لشکر پیچھے ہٹا کر لیگئی مگر حال اپنی بہن کا دیکھکر اشک حسرت بہاتی تھی جو لوگ کہ دانشمند تھے وہ خود خدا سے روتے تھے اور چشم عبرت سے یہ حال دیکھکر افسوس کرتے تھے کہ خدائے تعالے اپنے غضب سے بچانے اور کسی جلیل کو ذلیل نہ فرمائے تغیر من تشاء و تذل من تشاء اُسکا فرمان ہی ناطق اس امر پر قرآن ہی غرضکہ ادھر تو سب لڑنے سے باز رہے لشکریان حیرت طرح دینا اُنکا غنیمت سمجھے اور کچھ لوگ پڑاؤ ذخیرہ کی حفاظت کو چھوڑ کر اُس لات پر حملہ آور ہوئے چار سمت سے لات کو گھیر کر تاریخ و ترنج مارے لات کے گرد ایک تاریکی نظر آنے لگی اور لات نگاہ سے غائب ہو گئی یہ سب ناچار ہو کر ایک طرف ہٹے اور تھوڑی دیر کے بعد لات کے ہنگئے وہ پھر اسی طرح نظر آنے لگی وہی منادی ندا کرتا تھا لڑکون کا غول غل مچاتا تھا لشکریون نے جھلا کر پھر حملہ کیا پھر وہی معاملہ ہوا کہ لات نظر نہ آئی اسی طرح کئی بار

حملہ کیا مگر کچھ نہ بس چلا اور جب حملہ کرکے یہ علیحدہ ہوتے تھے لات ظاہر ہوکر آگے بڑھتی تھی اور
سل درسل پلٹن اور رسالون مین لشکر کے پیرتی تھی لشکر تیار ہوکر جو رہائی مجرمہ آیا تھا اور بھی
زیادہ باعث ہنگامہ کا تھا کہ سب خرد و بزرگ یکجا جمع تھے اور مایوسانہ پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے
اور وہ لات سب لشکر مین پھر کر جانب دریاے خون روان ہوئی مگر اس لشکر مین مصور و صورت نگار
نہین ہین کیونکہ جب نجمہ حیرت کو لیگیا تھا تو یہ بھی بلغ سیب مین گئے ہین کہ چکر صرخ کے قتل ہونے
کا تماشا دیکھین الحاصل جب یہ سامنے شاہ جادوان کے پہونچے دہان حیرت کو تپایا بادشاہ سے
عرض کیا کہ ملکۂ عالم ہمسے پہلے تشریف لائی تھی کہان ہین بادشاہ نے ارشاد کیا کہ مین ملکہ کا انتظار کر رہا
ہون کہ آئین تو بہر تماشاے مجرمہ جاؤن تم کہتے ہو کہ وہ ہمسے پہلے آئین یہ کیا ماجرا ہے ان دونون نے تسم
ساحری کی کہا کہ نجمہ کا لیجانا بیان کیا بادشاہ کو تردد ہوا اور کتاب سلیمانی نگاہ کر حال حیرت کا دیکھا
اسمین کل ماجرا آشکار ہونے کا معلوم کرکے فرط غضب سے بسان بزنگ بید کا پنپنے لگا دود غضب
دماغ کے پار نکلگیا کتاب بند کرکے براہ مجالت کسی سے کچھ نہ کہا سحر پڑھتا رہا وہی لات جسپر صرخ کو
بٹھا کر ساحر لیگیا تھا پکر کھاتی ہوئی روے ہوا سے سامنے آکر اتری برکت اطاعت اسلام سے جو
ساحر کہ ملکہ مذکور کو تشہیر کرنے لیگیا تھا اسکے شر سے حافظ حقیقی نے بچایا تھا یعنی دماغ تطاول کرتا تھا
کہ جب بادشاہ مع ملکہ حیرت تشریف لائین تو مین اس مجرمہ کو تشہیر کرون ہر چند کہ بادشاہ کہہ
چکا تھا کہ مین دریاے خون پر آؤنگا تو اوسکو تشہیر کرنا مگر الحاکمین نے اوسکے دل مین یہی بات پیدا
کردی کہ بیوقت بادشاہ آئے محافظ مین ذلت مجرمہ کو دون صرخ کا نہ منہ کالا تھا نہ کوئی سامان
ایسا ذلت کا تھا کہ جسطرح پر حیرت اسباب ذلت مہیا ہی چنانچہ جب وہ لات سامنے آئی بادشاہ
نے محافظ سے کہا کہ دریاے خون روان پر لیچل ساحر حسب الحکم روانہ ہوا بادشاہ نے جملہ اہل دربار سے
فرمایا کہ خبردار یہان سے کوئین نجائے اور نہ میرے غضب مین آئے اور مصور سے کہا آپ بھی ہمین تشریف
رکھیے مین حاضر ہوتا ہون وہ بھی وہان شہرا اور بادشاہ وہان سے غائب ہوکر قریب دریاے خون آیا
یہان لات صرخ کی لیے ساحر حاضر تھا بادشاہ نے حال حیرت کا دیکھکر رد دیا اور صرخ کی لات بزور
سحر اپنے ہاتھون مین لیکر اس پار دریاے مذکور کے اترا اور فرط غضب سے اس لات کو ایک پہاڑی پر جو
متصل دریا تھی بڑے زور سے مارا کہ صرخ کی ہڈیان چور چور ہوجائین لیکن صرخ کو جیسی ہی لات اوسی پہاڑ پر چپکا

کوکب بہادر تنفنگ اپنی لات کے ساتھ آیا پنجہ بنکا جو گرا زمین مہرخ کو نہ پہونچنے دیا روک کر بیچ ہی مین
سے لیگیا اور نعرہ کیا ہم کوکب روشنضمیر لیکن افراسیاب حال حیرت کا دیکھا ایسا
بیتاب ہوا کہ کچھ اسکے نعرے کا خیال نہ کیا آپ ہی پنجہ بنکا جو گرا حیرت کو لات پر سے اٹھا کر بلند
ہوگیا اور غیرت کے سبب سے نعرہ بھی نہین کیا ہ چند کہ لات یہ طلسم کوکب کی ہ اور اسیر سے مجرم
کو کوئی آثار یقین سمجھا کیونکہ زندان ہر طلسم کا دایرہ طلسم ہوتا ہی سوائے طلسم کشا کے اور روح طلسمی کے
اور کوئی غالب آئے کیا محال ہیسا کہ گنبد نور پر سے اسد کو کوکب نہین لا سکتا ہی پس افراسیاب
قیدی کو طلسمی لات سے پرا کر کوئی کہ کیون لیگیا تو سبب اسکا یہ ہے کہ کوکب نے جب
مہرخ کو پایا تو محافظان لات نے از خود طرح دی کہ بدلا ہوا لیجانے دو کچھ ہمیشہ شہر نو کر رہیگا
نہین اور اس مجرمہ کا ہمزاد دریاے نیل مین قتل ہونا اسکا ممکن نہین اگر قید رکھین تو زوجہ بادشاہ
طلسم یا بادشاہ طلسم قید بھی نہین رہ سکتا ہی پس باین خیالات افراسیاب جب پنجہ بنکا گرا تو محافظون نے
سحر حیرت پر سے دھیان کو دیا اور اثنا قید رکھنے کا اٹھا لیا حاصل کلام جب حیرت و مہرخ کو دونون
بادشاہ لیکر روانہ ہو گئے لشکریان حیرت دوبارہ بھی پھر کر اپنے اپنے مقام پر آئے کہ کھلی آنکھ
سوئے عیاران اسلام نے آکر ملکہ بہار سے بیان کیا کہ پیچھے جو حیرت اور مہرخ کو لے گئے
کوکب و افراسیاب تھے بہار نے دونون کے رہا ہونے سے سجدہ شکر خدا کیا اور مصروف
راحت ہوئی ادھر شاہ جادوان نے حیرت کو لاکر باغ سیب مین اتارا مگر علیحدہ ایک بنگلہ مین
کہ اہل دربار اسکا حال زار نہ دیکھین چنانچہ وہان اسکی زبان سوزن نکالا منہ دھلایا کپڑے بدلوائے
حیرت کو جب ہوش آیا بادشاہ کو اپنے پاس دیکھکر چیخین مار کر رونے لگی سر اپنا زور سے پیٹا اور شور
و واویلا بلند کیا کہ اے شہنشاہ ساحران اب یہ حال ذلت کا پہونچا کہ تیرے ناموس کو لوگ پکڑ لیجاتے ہین
اور لونڈیون سے بھی بدتر انکا حال کرتے ہین کہ منہ کالا کرکے ہنڈواتے ہین اب مین اس طلسم مین
کسی کو اپنا منہ نہ دکھاؤنگی زہر کھا کر مر جاؤنگی ہاے جب مین کسی اپنی کنیز پر خفا ہونگی تو
وہ بھی طعنہ دیگی کہ بی بی جس روز سے نہلائی گئی ہین غصہ زیادہ تر ہو گیا ہے افسوس جس
طلسم کی مین بادشاہت کرون وہین مجھکو یہ ذلت ہو رعایا میری صورت دیکھکر کیا کہیگی
افراسیاب نے کہا اے ملکہ رونا تمھارا جا سے ہی اگر مجھکو یہ ذلت ہوتی تو چندان رنج

نہ تھا ای ملکہ تمھاری ذلت میرے لیے بڑے رسوائی کا سبب ہو کہ تم عورت ہو اور میری ناموس کہلاتی
ہو ناموس کے عصمت بچانے کے لیے انسان کیا کچھ نہین کرتا ہی اور محتاج و امیر کوئی بہتیری گوارا نہین
کر سکتا ای بابان خویش اگر کوکب کے گھر سے گھسکر مین مہرخ کو نہ پکڑ لاتا اور اُسکو بعذاب الیم نہ
قتل کیا تو کچھ کام ہی نہ کیا ای ملکہ اب تم چلکر تخت شاہی پر بیٹھو مین مہرخ کو پکڑنے جاتا ہون خوشا
اُسکے سمجھانے سے سب نے تعظیم دیکر آنکھین نیچی کر لین کہ ملکہ کو شرمندگی نہوگی اور شاہ طلسم نے عزم کیا کہ
مین طلسم کوکب مین جاؤن اُدھر بعد رہائی دونون مجرمہ کے لائین اپنے اپنے مقام پر گئین اور فرہاد
ہنوز روانہ نہوا تھا کہ عرضی مہرنگار کی نیچہ سحر لایا بادشاہ نے عرضی لیکر پڑھی لکھا تھا کہ ملازمان شاہی سے
نسبت اس کمترینہ کے حکم عالی شرف نفاذ پایا تھا کہ جانب کوہ عقیق بہر امداد خداوند باختر جائے چنانچہ
یہ عاجزہ خدمت حضور سے واپس آکر سخت بیمار ہو گئی اور جانب سے حاضر ہی امید کہ میری خطائے
عدول حکمی کو براہ عدل و کرم معاف فرمائین اور نسبت میرے فرزند کے کہ غلام درگاہ شہنشاہ ہی
حکم حکم خلائق مالیشان آستان سے صادر ہو کہ میری عوض وہ حاضر جناب خداوند ہو کر کام
کام بندہ ہائے خاطی کا تمام کرے زیادہ سے ماہی تک بحرمت سامری زیر نگین شاہی رہے۔ یہ عریضہ
پڑھکر بادشاہ غصہ ناک تو تھا ہی اور زیادہ غضب آلود ہوا اور عرضی پر دستخط کیا کہ عذر بیجا نظر اشرف
سے گذرا اپنے بیٹے کو بھی خدمت خداوند مین روانہ کرا اور تو بھی عقب اُسکے بعد تخفیف مرض جلد تمام
پھر آئے منزل حکم ما بدولت ہو درصورت الحروف ورزی مستوجب درگاہ شاہی ہو گی یہ دستخط کرکے
نیچہ کو عرضی دی کہ وہ لیکر روانہ ہوا مگر اب شمہ حال مہرخ خجستہ فال کا مذکور ہوتا ہی کہ اُسکو جو
نیچہ مین دیکر شاہ کوکب لیگیا تو اپنے دارالعمارہ کے متصل ایک باغ تھا اس مین لایا اور اُدھر پھر جسکو
جو کچھ کہ اثر لاث کے سحر کا تھا دفع کیا اور آپ وہان سے اپنے دارالعمارہ مین آکر سریر جہانبانی پر جلوہ
فرما ہوا یہان جو آنکھ ملکہ مذکور کی کھلی باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا سجدۂ شکر باغبان حقیقی
ادا کر کے پیک نگاہ براے سیر باغ دوڑایا دیکھا کہ وہ بوستان فرخ افزا انہال طلسمی سے
نہال ہی عروس گلزار لالون کی لال ہے گل ہنستے ہین درخت باتین کرتے ہین جانوران
خوش الحان زمزمہ سرا ہین مگر اشعار ما شتقانہ پڑھتے ہین مہون کون سے نسیم
غالیہ بیز و عنبر شمیم کے دماغ شاہد گلشن بیسا ہی عنبر ایسا اُتر آیا ہے کہ منھ سے نہین

بولتا ہی کسی پھول کا جوبن یہ از حسن یار گلعذار ہی کہین غنچہ کا دہن بہ رنگ دہان نگار طرحدار ہی نہر چمن کے کنارے ہزار آب فشان ہی لبط و قاز و قمر قرون کا مجمع ہی سرو صنوبر کو بڑا ناز ہی ہر ایک سے کھنچے اور کشیدہ خاطر و آزاد رہنے کا انداز ہی جوانان چمن اکڑتے ہین تماشا گلشن کے مزے سے پھول جھڑتے ہین تنظم

جو پہنے ہین لباس سبز اشجار — گلے مین خوش نما پھولون کے ہین ہار
شگفتہ ہین عروسان چمن آج — سر ہر شاخ پر غنچہ بنا تاج
عیان ہی شاہد گل سے تجمل — ہیا لے پھول کے ہین ساغر مل
لگی ہی لالہ و گل سے دہان آگ — پڑے گاتے ہین مرغان چمن راگ
دہوان دھارا بر ہر سو چھا رہا ہی — پہاڑون سے زمین پر آ رہا ہی
پڑا ہی شور فصل گل کا اکثر — چہکتے ہین یہ بلبل شاخ گل پر
چمن مین ہو رہا ہے رقص طاؤس — خزان ملتی ہی اپنے دست افسوس

پنج باغ مین جو بارہ دری بنی آرایش مین شب اول کی بنی تھی ستون اسکے جواہر نگار تھے پردے دران مین زرتار تھے تخت انپر سلمے ستارے کے بنے موتیون کی بیل ٹنکی تھی دریان کلابتون کی پہندنے عیش کے لٹکتے تھے ملکہ موصوفہ نے آکر پردہ اٹھایا دیکھا ایک طرف چپرکھٹ مرصع پائون کا پھلہری ایک جانب مسہری پر موتیون کا جال پڑا ہی شہ نشین پر تخت جواہر نگار گستردہ ہی زیر تخت مسند مغرق آراستہ ہی تخت پر ملکہ برآن بصد زینت جلوہ فرما ہی مگر تنہا ہی مہرخ کو دیکھا تخت سے اٹھی رسم تعظیم ادا کی اور ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا پھر آواز بلند کچھ فرمایا کہ گویا سب بارہ دری سے چند کنیزان قمر پیکر حاضر ہوئین اور کشتی شراب ناب کی لیکر جام مے ارغوانی مہرخ کو دینے لگین یہ مصروف بادہ خواری ہوئی لیکن دہان حلقہ ہفت رنگ مین برآن اسلی آسمان سحر پرست عمر کو اپنے مقام پر لائی ہی اور ذکر ملکہ مہرخ کر رہی ہی کہ ایک چٹلا خواہ کوکب کا نامہ لایا ملکہ نے زرنگار کر اکر نامہ لیا اور پڑھا سارا حال اس مین مہرخ کے رہنے کا لکھا تھا اور یہ ترغیب تھا کہ تمہاری ہمشیرہ کے پاس باغ عیش مین مہرخ ہی تم بلوا لو اور بسفر زندانی مرحمہ استقبال کرا کے ہزاران جاہ و حشمت اسکو دلوا دی اور رخصت کر دو یہ مضمون پڑھکر وہ نامہ مواجہ کو دکھلایا عمر بھی بہت محظوظ ہوا اور چلے کو رخصت کر کے سامان استقبال و دعوت ملکہ مہرخ مین دران انتظام پڑ رہا تھا

یہ تو مصروف انتظام استقبال دعوت افراسیاب ہے بہرگرفتاری مسخ اس طلسم میں آیا چاہتا ہے
مگر اب پہلے حال خسران مآل لقائے بدخصال و امیر فرخندہ فال بیان ہوتا ہے
داستان روانہ ہونا سحرنگاہ جادو قہرنگاہ کے بیٹے کا بہرمدد لقا اور رادین
عاشق ہوکر زوجہ طائر جادو ملازم کوکب پرچھین لینا اُسکے مخالفے کو ساحران
ہمراہ سواری کا بھاگ کر جانا اور خبر کرنا طائر جادو سے اُسکا فریاد کرنا ملکہ
برآن سے اور بھیجنا ملکہ مذکور کا ایک ساحر زبردست کو واسطے لانے زوجہ
طائر کے اور اُسی ساحر کے ہاتھ بطور مخفی نامہ بھیجنا شہزادہ ایرج نوخوان
کو اور شہزادہ نورالدہر کو نامہ لکھنا مخمور کا بصورت پوشیدہ اور بعد جنگ آنا زوجہ
طائر کا شوہر پاس اور بلوانا مسخ کو استقبال کرکے برآن کا اور پکڑ لیجانا
جلسۂ دعوت سے افراسیاب کا اور زیر تیغ لیجاکر بٹھانا کوکب کا جاکر
چھڑانا اور قہرنگاہ کا لشکر امیر سے لڑنا اور مارے جانا مولفہ

تیرے قربان اے مرے ساقی	کتنے خم میکدے مین ہین باقی
کیا مجھے سب پلا دیے تونے	جو یہ نقرے بنا دیے تونے
کر لنڈھا دے ہی سانے مرے خم	کر دیے ہوش میرے سارے گم
دیدے تا پھٹ ہی مین ترے قربان	آگئی ہی لبون پہ میری جان
بیچ ہی تو نے کرم بہت سا کیا	مفت مے دیکے مول مجھکو لیا
اب کھالی بھی تھوڑی باقی ہی	دیر تیرے کرم کی ساقی ہے
آخری وقت مین نہ دھوکا دے	ایک خم اور اب پلا دے مجھے

رات تھوڑی رہی ہو اب ساقی
صبح ہوتی ہو دیکھو اے ساقی

شب گیسو مین جو سفیدی ہو
مگر کی چاندنی یہ پھیلی ہے

رات پھیلی کا اعتبار ہو کیا
صبح پیری ہو موت کا جلوا

دھیان ہو یہ سحر کی نوبت پر
چوب پڑتی ہو کوس رحلت پر

رات بھر کا فقط ہے افسانہ
صبح کو میکدہ نہ پیما نہ

نہ وہ ساقی نہ بزم کا جوبن
نہ وہ شاہد نہ شمع نہ گلشن

اٹھ گئے یار انجمن ہے کہان
دل لگی اب کہان چمن ہو کہان

وہ کہان شیشہ ہین بادہ خوارون کے
جمگھٹے وہ کہان ہین یارون کے

ہین کہان شاہد گلابی پوشش
سب پہنکر کفن ہوئے روپوش

پھول کھلنے نہ پائے تھے سوکھے
بادہ خواری کے دن مجھے کم تھے

اتنی بھی موت نے نہ مہلت دی
چھڑ جاتی جو ہاتھ کی مہندی

گوشۂ قبر مین وہ سوتے ہین
ہم انھین یاد کر کے روتے ہین

آنکی اگلی جوانیان ہین کہان
باکپن لن ترانیان ہین کہان

پیکے جام اجل کو وہ سرمست
ہو گئے بادۂ فنا سے مست

داغ دنیا سے نامراد گئے
میکدے سے کہان وہ شاد گئے

کنج مرقد مین پانون پھیلا کر
ایسے سوئے کہ کچھ نہین ہو خبر

نہین جمشید ساقیا باقی
نہ وہ جام جہان نما باقی

اب کہان جشن کیقبادی ہے
اب کہان میکدون مین شادی ہو

میکدے مین جو رند بستے تھے
ابر رحمانون کے برستے تھے

وان قدم رکھتے خوف ہے آتا
میکدے مین پڑا ہے سناٹا

نہ وہ پیر مغان کی عظمت ہو
نہ وہ بیت العتب کی حرمت ہو

نہ بط مے کے قہقہے ہین اب
نہ وہ رندون کے چہچہے ہین اب

مہیبے رو رہے ہین گلیون مین
کیسی افسردگی ہے گلیون مین

اک ہمین بادہ خوار باقی ہین	چاہنے والے تیرے ساقی ہین
ہمسے رندون کا دم غنیمت ہی	آخری ساقیا یہ صحبت ہی
ہمسے آباد ہے یہ میخانہ	دے ہمین جلد بھر کے پیمانہ
مفلسون سے نہ ساقیا تو بھاگ	کھیلتے ہین ہمین لنگوٹی مین پھاگ
اب مٹا دے ہمارا رنج و محن	میکدے کو بنا دے بندرابن
باندھدے رنگ داستان کامری	لوٹ ہو جاے جسپہ سبکا جی
جام آئے ہو تم بھی جانے کو	آخری جام اور اک پی لو
یہ فسانہ نشانی باقی ہے	پھر کہان تم ہو اور کہان ساقی
از شراب سخن شدہ سرشار	جشنوی این فسانہ از لب یار

سرمستان میخانہ بیان و سرشاران بادۂ پرخمارہ داستان سیکدۂ تقریر مین یون قدم دھرتے ہین اور شراب سخن پیمانۂ تحریر و داستان مین اصلاح بھرتے کہ جب عریضہ دستخطی شاہ طلسم قصر سنگاہ کو پہونچا خوف عتاب بادشاہ سے اُسی وقت اپنے بیٹے سحر نگاہ کو بارہ ہزار ساحر سے جانب لنکا روانہ کیا اور آپ بھی عازم رواںگی ہوئی مگر پہلے بیٹا اُسکا جو بحشم و خدم روانہ ہوا اژدرمان پر سوار تھا طائران سحر پر سوار ہر ساحر خدار تھا بروے ہوا وہ لشکر آراستہ کوہ دوشت کرتا قریب کوہ عقیق پہونچا اور ایک کوہ پر مقام سبز و خرم دیکھکر قیام پذیر ہوا کل کوچ کرکے لشکر خداوند مین پہونچ جاؤنگا شب کو اُس مقام پر ٹھہر کر سیر و تماشاے گلہاے رنگارنگ کرنے لگا اور تفریحًا پہاڑ پر ٹہلتا تھا ناگاہ بروے ہوا عجب تماشا نظر آیا کہ بت سے ساحر سبز سبز پگڑیان باندھے تلوارین کاندھون پر رکھے اُڑتے جاتے ہین اُنکے پیچھے کچھ چوابدار عصاے نقرئی لیے صداے طرقہ لگاتے ہین اور ایک محافہ زرین دو عقاب اپنے پرون پر سنبھالے جسکا چھتکا جواہر دوز ہے بصد تزئین ایک جانب کو جاتے ہین محافہ کو کہاریان کم سن پیاری پیاریان گلبدن ہین لباس تحفہ سے آراستہ زیور جواہر کار سے پیراستہ مچھلیان طلائی سردن پر لگاے ہین محافہ مین وہ شعلہ حسن سوار ہی کہ جسکے عارض پرنور کی ضو پردہ سے ظاہر و آشکارا تھی شمع رخسار ہو محافہ برج حمل ہی وہ آفتاب تابان بے تامل ہی یا معدن ہین گہر ہی کہ نور کے ہالہ مین قمر ہی پردۂ خانوی مین شمع رخشان ہا سینۂ عشاق مین خیال رخسار یا پرفن ہی یہ کیفیت جو

اسنے دیکھی برادشیطنت ایسا سحر پر سحر کر دستک دی کہ تھا بوکھی پر اُترنے سے ٹھلے اور جب وہ گزرگئے تو زمین پر اُتر آئے اُنکے اُترنے سے ہمراہیان سواری بھی اُترے اپنے قریب محافہ جاکر پردہ اُٹھانے کا قصد کیا ملازمین مانع آئے چوبدار اور سپاہی عصا اور تلوار پکڑ کر آگے بڑھے کہ خبردار ہماری مالکہ کی بیحرمتی نہ کرنا جادہ ادب سے قدم آگے نہ دھرنا اُنسے کہنا اُنکا نہ سنا اور ایک ناریل سحر پڑھکر مارا کہ دھوان اُس مین سے پیدا ہوکر ہر ایک کی آنکھون مین لگا اور ہر ایک اندھا ہوا ازبسکہ وہ لوگ جلوسی تھے اس حرامزادے سرہنگ سے کیا لڑتے اپنی آنکھ کھو دے بھاگے اور کہتے گئے کہ اور رہزن راہ عصمت یہ زوجہ ملازم شاہ کوکب طائر جادو کی عزت ہرا اپنے یکے سے شوہر کے پاس چلی جاتی تھی جو تونے یہ رہزنی کی دیکھ تو کیا بلا تیرے سر پر آتی ہے اور سزا اس کردار کی تیری جان پاتی ہے یکمرتبہ تو چلے گئے اور وہ عقابی محافہ اُٹھائے تھے وہ بھی ساحرین بزور سحر صورت عقاب کی بنائے تھے للکارکر اُسپر حملہ آور ہوئے اسنے ایک ناریل اُنپر بھی مارا کہ وہ عقاب جو سامنے تھا اُسکے سینے پر پڑا اور پشت سے گذر گیا دوسرا عقاب اپنے بھائی کا یہ حال خراب دیکھکر روتا ہوا اُڑکر اپنے مالک کی طرف گیا کہاریان سر پیٹنے لگین کہ ای بیچارہ ستم کسی نے بھی کیا ہے کہ زبردستی پرائے ناموس مین رخنہ پردازی کیجائے ارے خوش سامری نے لقا کر کیا تیری جورو اور بیٹی نہین ہے یہ ظلم سنا بھی کہین ہے اسنے جواب دیا کہ کوکب ہمارے بادشاہ سے منحرف ہوگیا اور عمر کے ساتھ دین بھی بنا کھویا ہے ہمکو یہ ظلم کرنا اُسکے ملازمون پر روا ہے یہ کہکر اُن بیچارونکو دھمکایا وہ خوف جان سے خاموش ہورہین اور اسنے پردہ محافہ کا اُٹھایا حسن جگر سوز اُس پردہ نشین شوکت سخرت کا نظر آیا کہ جسکا سواد زلف کشور دل مین اندھیر مچادے اور تعلیم جسم خاکی اُسکی تلاش مین برباد ہوجاے چہرہ اُسکا آئینہ مہر کو رو پانی اندھا تا رخسار آتشین اُسکا خانہ دل مین آگ لگاتا چشم دابرو وہ سرہنگ وغدار کردن دہاڑے پنجۂ فرگان سے ملک جان وایمان لوٹنے پر طیار ہر لب نازک اُسکا برگ گل کیا عقیق یمن کو شرماتا دہان تنگ کے سامنے غنچہ سربستہ منہ کی کھاتا کوزۂ قند و نبات پانی پانی ہوکر بیجا تا دہان و بن خال رخسار حور تھا صباحت مین چشم چور کا نور تھا چشم فتان رسیلی تھی مشتاق جسکی روح بسلی تھی جھاتیان اُسکی انمول گانٹ سڈول نظم

گلرخین و سفطہ تھی وہ گلرو	بھے تھے روے رنگین پر جو آنسو
تو گویا وہ لڑی تھی موتیون کی	کہ سہرے کیطرح رخپر پڑی تھی

بحال رونے شوہر یاد کرتی	دلہن تھی حسرتون سے گود بھرتی
بھر آیا حسرتون سے دل جو اکیا	کہا جن سے اے پیارے خبردار
لحدتک ساتھ رہنا تم ہمارے	کہ تاکریں فرشتے بھی نظارے
طبیعت نے جو سمجھایا اشارا	بشکل بید کانپا جسم سارا
مزاج ایسا بے دل سے تھا بہکا	سخن تاب حیا سے آنہ سکتا

سحر نگاہ اس آفت جان پہ ہزار جان سے کمر لفتہ اور شیدا ہوا اور سحر پڑھکر اپنے ملازمون کو بلوایا محافہ اٹھوا کر لشکر مین لایا اور اس خیال سے کہ جبکی یہ بی بی ہوگی وہ ضرور آئیگا بکھیڑا مچائیگا تو یہان سے خدمت خداوندمین اس وقت اس نازنین کو لیچل خداوند تقدیر کرکے تجھے دلادینگے شر سے اسکے شوہر کے بچا لینگے یہ سمجھکر اسی وقت کوچ کیا اس اسیر پنجہ ستم کو ساتھ لیا کہاریان اور کنیزین اسکے ہمراہ چلین یہان تک کہ قریب لشکر تھا پہونچکر اپنے آنے سے اہل لشکر کو خبردار کیا علامت سحر تجتیارک وغیرہ دیکھکر استقبال کو آئے اور بغربت تمام اسکو لیگئے لشکر خداوند سے اترا بارگاہ نصب ہوئی اس بارگاہ مین زن طائر کو رکھا آپ خدمت لقا مین آیا سجدہ کرکے نذر دی خلعت پایا اور از بسکہ مشتاق یار نامہربان تھا تو کچھ دیر ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور سوگیا وہ زمانہ بھی کچھ تھا کہ شاہد مہر کوہ افلاک سے محافہ مغرب مین جاکر سوار ہوا تھا اور پردہ شب کردہ محافہ عالم پڑا تھا کہ بمقتضاے ابیات

جبین فرسا ہوان اے عرض مطلب	عجب صورت پہ تھا وہ جلوۂ شب
کہ عکس ماہ مثل حسن جانان	نگاہ و چشم سے دست و گریبان
جسے تھی رغبت شہوت پرستی	وہ آیا قرب زن از جوش مستی
مگر تھی وہ اسیر دام تقدیر	تمنا اسکی تھی شایان تقدیر
عجب سے سر بزانو ہو رہی تھی	رخ اپنا آنسوؤن سے دھو رہی تھی
کہ دیکھا اسنے انسان سیہ رو	نہایت زشت پیکر مرد بدخو
نگاہون مین لبالب کیف مستی	اشارون سے عیان شہوت پرستی

اس صورت پرکدورت کو دیکھکر وہ بت ترکنی اور دوپٹے کو نقاب عارض رشک ماہ بنایا پھر بصد عجز و منت کہا کہ اے شخص اپنے خدا سے ڈر کسی کی عصمت کا خیال کر اتنی مجھے مہلت دے

کہ شوہر کو میرے اس ہنگامہ کی خبر ضرور ہوگی اور وہ لڑنے آئیگا اگر تو اسکو ہلاک کریگا تو مین تجھکو قبول کرونگی اور جو وہ تجھپر غالب آئیگا تو مین اپنے گھر جاؤنگی سحرگاہ نے یہ عذر اُس دلدار پیمان شکن کا سُنکر کہا کہ بیان خداوند **لقا** سوجود مین تُجھسے کہکر مین تجھکو اپنے لیے جائز کرا لیتا ہون اور اسکی طرف سے مین ضامن ہوتا ہون شوہر تیرا اگر برسر مقابلہ آئیگا تو وہ سزا پائیگا اور ای جان جہان میرا تو تیرے عشق مین یہ حال ہی کہ **فرہاد** مارا گیا تب گذرا یوسف سے تری لیکے + کیا میرا بھی لڑکا تھا باتون مین بہلجاؤن نازنین نے جواب دیا کہ اگر تو نے مجھے چند روز کی مہلت دی اور زبردستی میرے ساتھ کی تو مین خنجر مار کر مرجاؤنگی یا تیرا چباؤنگی جب اُسنے یہ مضمون سُنا ناچار بارگاہ سے نکلکر خدمت خداوند مین آیا اور اپنے درد دل سے **بختیارک** کو آگاہ کیا اُسنے صلاح بتائی کہ تم اہل اسلام کو مقابلہ کرکے بہت جلد ہلاک کرو تمھاری زبردستی دیکھکر کوئی پھر ارادہ لڑنے کا نکریگا اور وہ معشوقہ بھی راضی ہو جائیگی اُسنے کہا اچھا پھر اسیوقت طبل جنگ بجے تاکہ کل مین سب اہل اسلام کو غارت کرون زیادہ اس جنگ مین عرصہ کھینچنا **بختیارک** نے حسب منشا اسکے **لقا** سے عرض کیا اُس گبر نے حکم نقارہ حرب بجنے کا دیا حیار نقارہ مین گئے طبل جنگ پر چوب پڑی ساحرون مین نفیر سحر پھنکی ہلکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے رات کے دربار مین سردار جمع تھے کہ ہلکارے مجرا گاہ پر ٹھہرکر زمین بوسی دعا ثنا کے بادشاہی زبان پر لائے اور خبر عرض کرنے لگے قطعہ

ایسی ہے ترے عہد مین اسلام کی عزت	ہر رشتۂ تسبیح رگ جان کے برابر
گر سنبل ہون زلف مین مری مثل گل صد برگ	ہو شکر نہ تیرے گل احسان کے برابر

اسوقت جو سامر غذار آیا ہی اُسنے کچھ صلاح کرکے طبل رزم بجوایا ہی یہ کہکر جب ہلکارے چلے گئے شاہ گردون پایگاہ نے بھی حکم نواخت طبل سکندر دیا چنانچہ کوس حربی ادھر بھی گڑگڑایا دربار برخاست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آیا ہتیار سلح خانون سے نکلنے لگے بحر آہن جوش زن ہوا آراستہ و پیراستہ ہر ایک صف شکن ہوا درست اسباب لوس ہوا تیغ و خنجر کی جھنکار خاطر ترک خلک کے پارتھی شمشیر بلا لی صاعقہ حسال شعلہ بار تھی بجلی تلوار کی جب چمک جاتی تھی چشم مہتاب جھپک جاتی تھی ضیا باری شمشیر لکہ ابر تبکر مطلع صاف ہونے کی خبر دیتی پیرہن کی ملی چون برسنے سے آگاہ کرتی الغرض

جوہر تیغ یون چمکتے تھے	نکلے تھے برق رزم پر تارے

حلقہائے زرہ کمان پر جوشن — تھی شجاعت جوانکی حلقہ بگوش
باتین آپس مین کر رہے تھے جوان — کل عدو کے لیے ہے نوک سنان
جان لڑائی مین ہم لڑا دین گے — نام رستم کو ہم سا دین گے
شور برق و نفیر و طبل و دہل — کر رہا تھا یہ چار سو سے غل
ہان دلیرو کمی نہ کر جانا — نام گر چاہیے تو مر جانا

رات بھر تیاری سامان جدال مین بہادران روزگار نے بسر کی آخر ترک شب شاہ خاور کا لوہا مان گیا ساحرہ لیل کو سوائے بھاگنے کے اور کچھ نہ بن آیا رخ پردہ عدم مین چھپایا کہ عجب ابیات

کہ جب پردے سحر نے نور بخشا — ہر اک جانب قریب و دور بخشا
صدا لشکر سے بھر آئی گجر کی — اذان دی ہر موذن نے سحر کی

لشکر ساحران شب بسر خوان رہا تھا دم سحر خیل خیل جانب میدان روان ہوا لقا بھی خیل پر سوار ہو کر وارد دشت قتال ہوا یرے جمنے لگے غول بندھنے لگے مورچون کے بند و بست ہوئے زمین پست و بلند کو بیلدار درست کرنے لگے امیر کشور گیر بعد فراغ نماز سحر مسلح و مکمل ہو کر سوار اشقر پر ہو کے در دولت شاہ باتوقیر پر آئے بادشاہ فلک جاہ جب برآمد ہوئے مجرا سلام ہر سردار ذی احترام کا ہوا سامان بادہاری آگے بڑھا پنجلون نے گھوڑے کو اڑایا کرکیتون نے کرکا سنایا صبح کا وقت نور کا تڑکا نقیب اسد اللہ الغالب نقیبون کا پڑھنا نسیم سحری کا فر فر چلنا رنگشون کا یتر کی طرح کھڑے ہو جانا بہادرون کے دل مین ہوا شجاعت کا بڑھنا مرکبون کا طرارے بھرنا عجب بہار دکھانا بوستان شجاعت پہلا پھولا نظر آتا سبزہ رنگ جوانون کا بڑھنا سبزہ لہلہانے کی کیفیت دکھاتا اسی شوکت و شان سے بڑھی آن وہان سے سواری بادشاہ عالم پناہ کی صحرائے کارزار مین پہونچی نظم

پہونچید شد چشمۂ آفتاب — نہ پیکانہائے درخشان چو آب
فروغ سر نیزہ و تیر و تیغ — تبا بد چنان چون ستارہ بیغ
ہمہ یکسر از جائے برخاستند — جہان را بجوشن بیاراستند

جب وارد میدان نبرد ہوئے صفین جگین میمنہ و میسرہ وغیرہ کی ترتیب کے بعد قلب لشکر مین تخت شاہ سعد کیانی نژاد قایم ہوا صفوف لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھکر امیر کا اشقر شہرا علم اژدہا پیکر

کا پھریرا سر کھلا چابس کلون سے اژدر ہیجان کے صدمے صاحبقران یا صاحبقران آنے لگی خوشبو دیت
یتین مشک و عنبر کی پھیلی نقیب للکارے کرکیت پکارے کہ جنگل مین آج نسکل ہے جو جھر دریا بیری
کو اردلوت سپوت مائی کے لعل جیا نہ ہار ورن کو دیکھ کے جی بیکل ہر جان لوتوم مین اُسکی بل ہے
یہ صدا اُسکی بہادر جھوے سخر نگاہ اژدر اُڑا کر حسب زبان لقائے بہ گھر میدان مین آیا آگ تپھر برساکر
بہت کچھ نیرنگی سحر دکھلا کر للکارا کہ اے بندگان مغضوب خداوند تمنائے مرگ ہو تمکو تو آؤ آب تیغ پی جاؤ
اِس نہیب کو سُنکر طول شجر مست بربری ملازم قاسم خاوری نے دست چپ سے گینڈا اپنا
نکالا اور شہزادہ قاسم کیطرف بہر اجازت پانی چلا تھا کہ شہزادہ موصوف نے اشارہ کیا وہ بہادر
سامنے تخت بادشاہ کے آیا شاہ عالیجاہ نے حسب استدعا اُسکے سپرد خدا فرمایا وہ گینڈا جولان کرکے
مقابل حریف پہونچا اُسنے مہلت طلب کی اُسنے فرمایا کہ یہ کام اہل اسلام کا نہین کہ پیشدستی کرین تو اول
حوصلہ اپنا نکال لے جب خدا تیری خبر لے ہمکو بچائیگا اُسوقت دیکھ لینا جو کچھ ساحر گذر جائیگا سحر نگاہ
اُسکی باتون پر ہنسا اور سحر اُسنے پڑھا کہ ایک بجلی آسمان پر چمک کر اُس بہادر پر گری مگر اُسنے آنا
بلا گینڈا وہان سے اُڑایا کہ بجلی زمین پر گر کر سما گئی اور یہ بہادر پہلوے ساحر پر آکر ٹھہرا اور پکارا کہ
خبردار ہوشیار رہو کہ زمانہ اجل قریب پہونچا یا یہ کہکر ساطور گرانبار اُسکے سر نحس پر لگایا اُسنے ساطور کی
چمک دیکھکر اژدر پر سے اپنے تئین گرایا اُس جلدی مین ایسا گھبرایا کہ سحر یاد آیا لوٹ مار کر ساطور کی زد سے
الگ ہوا اژدر پر ساطور پڑا کہ ایک شعلہ اُسکے جسم سے نکلا اور ازبسکہ سحر کا اژدر تھا اُس سبب سے جاگیا یہ
سوار گینڈا بڑھا کر لبان ملک الموت سر پر اُس نابکار کے پہونچا ہی اُسنے گھبرا کر سحر پڑھا گیا کہ زمین مین
جسم نحس اُسکا سمانے لگا لیکن جب تک پورا زمین مین سمائے اُس دلاور کا ساطور سر پر پڑ گیا کیونکہ سر
داخل زمین نہونے پاوے پس سر اُسکا شق ہو گیا مگر وہ سارے زخم کھا کر سر بھی زمین مین کر لیا اور
اپنے صف لشکر کے قریب جا کر نکلا سب نے دیکھا کہ سر اُسکا زخمی ہے اور اُسنے اُسی حالت مین سحر پڑھا
کہ اس بہادر کے دست و پا بے طاقت ہوئے ایک پنجہ گینڈے پر سے اُٹھا لیگیا پھر ساحر مذکور نہیب زن
ہوا لشکر اسلام سے سردار جانے لگے لیکن جو گیا اُسنے دور ہی سے سحر پڑھکر پنجہ بھیجکر گرفتار کر لیا اور
ازبسکہ آپ زخمی ہو چکا تھا بعد گرفتار کرنے چند سردارون کے طبل امان بجوا کر پھر گیا لشکر
دونون اپنے اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوئے بادشاہ اسلام سردارون کے لیے رنجیدہ رہے اُدھر سحر

زرہم سر کی تیاری مین مصروف ہوا چند روز مقابلہ موقوف رہا یہان تو یہ سانحہ گذرا اسطرف طلسم کوکب مین طائر جادو کو بعد مدت موجہ کے آنیکی امید تھی چشم مشتاق دید تھی گھر خالی از غیر کیا تھا آنکھون کو روزن در بنایا تھا جام و صراحی چوکی پر قریب پلنگ لگایا تھا پلنگ پر اداسچہ پڑا آرزو تا تھا پانتی پڑی تھی شاق مفارقت کی گھڑی تھی کبھی اٹھکر ٹہلنے لگتا تھا ازبسکہ نو داماد تھا خیال ہوتا تھا رشک شمشاد رکھتا تھا قمری نمط نالہ و فریاد کرتا تھا یاد گل مین برنگ بلبل فغان زبان پر لاتا اور کہتا کہ لفظ

ہمارا کباد غم دیتی تھی آواز	مزاج ضبط تھا ہر وقت ناساز
کھلیگا راز دل میرا کھلے گا	زمانہ آکے ملنے مجھکو دیگا
یہ بیتابی نہین جانے کی خالی	مٹا دیگی طبیعت کی بحالی

اسی امید و بیم مین بیٹھا تھا کہ یکایک وہ عقاب اور ساحران ہمراہ سواری زوجہ روتے پیٹتے آکر پہونچے اسنے گھبراکر انسے پوچھا کہ ع اے دوستو کہو تو محبوب نے کہا کیا اُن لوگون نے جملہ کیفیت ظلم ساحر یعنے سخر نگاہ کی بیان کی وہ بہر مدد لقا جاتا تھا تیری زوجہ کو چھین لیگیا یہ سنتا تھا کہ آسکو غش آگیا اور جب ہوش آیا اسیوقت درباری لباس پہنکر قلعہ ہفت رنگ مین آیا اپنے باغ مین ملکہ برآن سے بیمار سامان دعوت مہرخ کر رہی ہے کہ محلداران نے حال طائر عرض کیا کہ وہ روتا ہوا آیا ہے اور امید باریابی رکھتا ہے ملکہ نے کہا بلاؤ بموجب حکم طائر حاضر ہوا اور سامنے آتے ہی پگڑی اپنی دے ماری اور پکارا کہ دہائی ہے ملکہ کی میری جان اور آبرو دونون برباد گئی ملکہ نے سب گریہ و فریاد سنکر کیا اُسنے کل کیفیت جسمین جانے زوجہ کی بیان کی ملکہ نے ارشاد کیا کہ مین ابھی تیری بی بی کو بلوائے دیتی ہون یہ کہکر عمر سے کہا کہ آپ کی اجازت اگر ہو تو سخر نگاہ کو ابھی قتل کرا ڈالون عمر نے کہا اس سے کیا بہتر ہے نیکی اور پوچھ پوچھ لشکر اسلام آفت سے بچیگا لیکن یہ خیال ہے کہ حمزہ کسکی مدد نہین چاہتا ہے اور جو کوئی ساحر اسکی جانب سے لڑنے جاتا ہے تو وہ ناراض ہوتا ہے برآن نے کہا یہ جھگڑا دوسرا ہے ہم خود سخر نگاہ کے مدعی ہین کہ اُسنے ہمارے ملازم کی زوجہ کو چھینا ہے عمر نے کہا اچھا جو صاحب لڑنے جائین وہ پکار کر سر میدان کہدین کہ ہم آپ ہی لڑنے آئے ہین اس سبب سے کہ اُسنے یہ حرکت کی ہے ہم حمزہ کے طرفدار نہین ہین پس پھر حمزہ ناراض نہوگا ملکہ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا حمزہ نے کہا تو مین عریضہ حمزہ مین اپنے حال کا لکھدون جو صاحب جائین لیتے جائین ملکہ نے کہا لکھیے خواجہ نے اپنے ہاتھ سے یہ عرضی

تحریر کی اور دسمین جملہ کو الف یمان کے اور طلسم ہوش ربا کے مندرج کیے اور لکھا کہ مجھکو اشتیاق بدرجہ
کمال آپ کی قدمبوسی کا ہی دعا فرمایئے کہ طلسم جلد فتح ہو اور مین آپ کی خدمت مین حاضر ہون باقی
سب سرداران عالیشان کو سلام دعا پہونچے اور میری بیبون سے خیریت کہدیجیے گا اور انکی
کو پوچھ دیجیے گا یہ لکھکر یران کو دیا کہ بھیجدیجیے ملکہ نے فوراً سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور
ایک ساحر یہ خام مگر نیک نہاد و خوش انجام جھولا اسباب ساحری کا گلے مین ڈالے زمین سے
نکلا اور ملکہ کو تسلیم کرکے ٹھہرا ملکہ نے خطاب کیا کہ ای آہن تن خوار جادو تم جانب کوہ عقیق جہاں
بارہ ہزار ساحر ہمراہ لودہان سنگر نگاہ نام ایک ساحر نو نہاد افراسیاب ناکام بہر مدد لقا آیا ہوا ہے
اور اُسنے یہ ستم برپا کیا ہی کہ ہمارے ملازم کی زوجہ کو چھین لیا ہی پس اُس بیجا کو واصل دار البوار کرنا
بل اسلام کو لڑنے تدنیا کنایہ ہمارا حریف ہی آپ کی مدد کو نہین آئے ہین بلکہ اسنے یہ ستم ڈھائے ہین
سب حال طائر کی زوجہ کا بیان کرنا اور اُس عورت کو بحفاظت یمان لے آنا یہ حکم محکم سنکر ساحر
نے چاہا کہ رخصت ہو مخمور نے کہا ای ملکہ انکو ذرا ٹھہرایئے تو ایک چیز مین بھی دون ملکہ نے اس ساحر کو
روکا اور کہا لاؤ کیا دیتی ہو اُسنے کہا کہ ایکبار مین لشکر اسلام مین گئی تھی اور وہان شہزادہ نور الدہر
و الاقدر سے ملاقات ہوئی تھی تو اُس شہزادہ نے فرمایا تھا کہ طلسم کے خاصدان اور عطر دان وغیرہ بہت
نایاب ہوتے ہین اور تکلف یہ کہ ایسی چیزین جواہر کی بصورت طائران بناتے ہین اور وہ جانور گل کے
زور سے باغین کرتے ہین پس اُسین سے مجھکو ایک خاصدان بھیجدینا چنانچہ حسب فرمائش شہزادہ مذکور ایک
بہ بہ زمرد کا جو بظاہر بہ بہ ہی اور باطن مین خاصدان ہی مین نے پیدا کیا ہی اس ساحرہ کو دیدیجیے کہ
شاہزادہ موصوف کو دیدے یہ بیان مخمور کا سنکر عمر سمجھ گیا کہ یہ بلقیس وش اپنے سلیمان کو مدد کے
حیلہ سے نامہ بھیجتی ہے کیونکہ عمر راز عاشقی مخمور و شہزادہ مسطور سے آگاہ ہی پس بے اختیار
ہنسا اور کہا ای ملکہ جاؤدہ خاصدان لے آؤ مخمور وہان سے اپنے مکان آرامگاہ مین گیا جو یران نے
جگہ رہنیکو دی ہی آئی اور ایک نامہ بعد شوق شہزادہ کو تحریر کیا سیاہی کے عوض ہو یدائے دل جرح
فرمایا خامہ کے بدلے نوک مژگان سے کام لیا یہ مضمون فراقیہ ہزاران شوق لکھا۔

نامہ ملکہ مخمور سرخ چشم بنام شہزادہ نور الدہر والاقدر لموالفہ

ای بلبل باغ دل رہائی		اے قمری سرو آشنائی	

سرخیل سخنوران عالم
سردار گروہ مہ جبینان
مرغوب سمیزان عالم
گلدستہ گلشن جوانی
رونق دہ قصر بے بقائی
غواص محیط آشنائی
اللہ رکھے تجھے سلامت
جب سے میں ہوا ہون تجھے جانی
اکرم نہین آب مفر من سے
نظرون مین ہے خار سا گلشن
آہو کیطرح رہا ہون بن سے
ماتم ہے خوشی کی انجمن مین
ہے خار نظر مین سب گلستان
قمری سے جدا ہوا ہے شمشاد
سنبل ہے مثال مو پریشان
بلبل کو نہین ہے گل کی اب یاد
آرام نہین مجھے کسی دم
ہر سب سے زیادہ بیقراری
سب حسن کا مال لٹ گیا ہی
ویران ہے نظر مین میرے بستی
جانی مین تجھے کہان سے پاؤن
دنیا مین تو میرے عیش تو ہے
جس روز مین دیکھون تیرا چہرہ

سر حلقہ مہوشان عالم
شاہنشاہ زمرہ حسینان
محبوب بمان وجان عالم
نوباوہ باغ کامرانی
مقبول جناب کبریائی
حسن رخ خوش ادائی
تیرا رہے حسن تا قیامت
راحت کی نہ کوئی بات جانی
بیزار ہوئی ہے جان تن سے
اب دوست بھی ہوگئے ہین دشمن
بلبل سے جدا ہے گل چمن سے
ہر گل کو ہے بیکلی چمن مین
نرگس ہے برنگ چشم حیران
ہے قید الم مین سرو آزاد
لالہ کا ہے داغ دل نمایان
گلشن مین صبا ہوئی ہے برباد
غم سے ہے مرا عجیب عالم
رہتی ہے تمہاری انتظاری
کھانا بھی ہمارا چھٹ گیا ہی
ہون دیکھنے کو ترے ترستی
کسطرح بھلا گلے لگاؤن
جانی یہ کمال آرزو ہے
مسجد مین چڑھاؤن جا کے سہرا

مانی ہوئی منتین بڑھاؤن	اللہ کا طاق چڑھنے جاؤن
اب جلد خدا دکھائے وہ دن	ہم ایک گھڑی رہین نہ تم بن
پھر وصل کے ہوئین تم سے ساماں	پھر دل کے نکالے خوب ارمان
یہ حق سے دعا ہے اب ہماری	اسلام طلسم مین ہو جاری
ڈنکا بجے پھر ترا دوبارا	دشمن کا جگر ہو پارا پارا

یہ نامہ محبت مشحون لکھکر ایک جواہر کا ڈبہ ہمراہ کیا اور آہن ایک بیر سخر کا بھایا اس بیر سے حکم دیا کہ جب شاہزادہ نور الدہر تنہائی مین ہو ہدہد لیجائے اُسوقت یہ نامہ اُسکو دینا اور کہنا آپ بھی جواب اگر لکھیے تو بطور مخفی اسیطرح لکھیے نہین تو جواب لکھنے کے خوض زبانی پیام کہدیجیے بیر یہ حکم سُنکر ہوا کیطرح غالب ہدہد مین نامہ لیکر سمایا اور اُسنے ہدہد ہرلا کر بیر آہن کو دیا اُسنے آہن تن کے حوالہ کیا مگر دل مین محبت شہزادہ ایرج جوش زن ہوئی پھر سوچکر اُس ساحر سے کہا کہ ملکہ بلور دختر آئینہ دار جادو مالک طلسم آئینہ شہزادہ ایرج پاس ہے اور وہ میرے ساتھ کی کھیلی ہے اُسکو ایک کبوتر جواہر کا مین دیتی ہون تو پہونچا دنیا یعنی شہزادہ موصوف کی وہ بی بی ہے تم شہزادہ ہی کو دیا وہ دیدین گے یہ کہکر آپ بارہ دری مین عمر کے پاس سے اُٹھکر گئی اور بموجب بیت سواد دیدہ افلاک نوشتم نامہ سوئے تو کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروئے تو ایک نامہ محبت آگین شہزادہ ایرج والا تمکین کو لکھا مضمون یہ تھا

نامہ ملکہ بآن پیشہ ترین بنام شہزادہ ایرج صف شکن لموئفہ

اے زینت بزم ماہرویان	اے افسر جمع حسینان
اے دلبر ذی کمال و ذیجاہ	اے مہر جمال و خیرت ماہ
صد حیف ترے مری جان ایمان	اللہ رے ترا تغیر ان
یون بعد سلام شوق ایمان	سُن لیجئے قصہ پریشان
کیا ہے یہی عاشق کا شیوہ	کیون جی یہی چاہیے تمھین تھا
دل لیکے کیا ہے ہمکو بدنام	اب ہمسے بھلا تمھین ہے کیا کام
غفلت وہ کون سی اے جان	جو ہم سے ہوے ہو ایسے ایجان
الفت کی وہ ساری تم نے رسمین	کیون دل سے بھلا مین کھاکے قسمین

منھ دیکھے کی تھی وہ ساری الفت
کچھ دل سے نہ تھی ہماری الفت

اپنا تو یہ حال ہے مری جان
ہر وقت تمھارا دل کو ہے دھیان

طاقت نہین پاؤن کیا اٹھائین
کیونکر تمھین جا کے دیکھ آئین

رشک آتا ہے سنکے حال اغیار
ہے جنکو نصیب لطف دیدار

کیا کیا وہ مزے اٹھاتے ہونگے
جب پاس تمھارے جاتے ہونگے

اِک ہم ہین فراق مین گرفتار
مقبول کشاکش صد آزار

الفت کا یہی ہے شاید انجام
یعنے نہ ایک لحظہ آرام

جب آتی ہے یاد روئے روشن
تر ہوتا ہے آنسوؤن سے دامن

دل اپنا جو ہم مسوستے ہین
اسطرح سے تسکو کوستے ہین

یارب جو کوئی ہو اُس کا دلدار
آزردہ رہے وہ اُس سے ہر بار

ہستی سے اُسے رہے اودای
ہو کاکل پُرخمکن کی پیشانی

ہو زلف کی شب اُسے شب غم
رخسار کا دن ہو روز ماتم

ابرو کرے کار تیغ قاتل
دل پہلو مین تڑپے مثل بسمل

ہو تیر مژہ سے دلفگارے
آنکھون سے ہو جوے اشک جاری

بوسون کی ہوس مین آرزو سے
حسرت سے لبون کو اپنے چوسے

ہم آپسہ نہین کرا ب کہو صاف
تبلاؤ کچھ معاشقی کے اوصاف

کیا دلپہ گذرتی ہے مری جان
کیون رخ ہے کدھر کدھر کو ہے دھیان

مارا تجھے تیری آرزو نے
ہے تیری سزا یہی کہ تو نے

دل لیکے کیا تھا ہمکو برباد
ہو عید الم سے تو یہ آزاد

ہے جوش ہوس کی سب یہ تقریر
لیکن یہ غلط ہے اپنی تقریر

ہم دل سے ہین تیرے دوستدار
دیتے ہین دعا کہ دل سے ہر بار

ہین بندہ بے درم تمھارے
کرتم نہین ہمین ہم تمھارے

ہے دل سے دعا کہ رب اکبر
دکھلاوے تمھارا روئے انور

پھر آکے گلے ہمارے لپٹو جو
اور وصل کی شب کو پیارے روٹھو

پھر لب سے ہمارے لب ملاؤ
اعجاز عیسوی دکھاؤ

اُس لب کو نہ اور کوئی چوسے
اُس خانۂ حسن کو نہ موسے

لب دیکھیے ہون کرم تمہارے
مشتاق ہین اے صنم تمہارے

للہ کبھی تو منھ دکھاؤ
آؤ مری جان جلد آؤ

بس کر چکے حال دل کا اظہار
لکھتے ہین دعا مین چند اشعار

یارب جب تک جہان ہو باقی
جبتک کہ یہ آسمان ہے باقی

ہے جب تک ہجر و وصل جانان
عاشق کے ہے دل مین درد پنہان

ہے آرزوے وصال جب تک
معشوقون کا ہے خیال جب تک

جب تک ہین جہان مین بلبل و گل
جبتک ہین یہ قصد بے تامل

ہو جلوہ فروش حسن تیرا
بکھیر رہے اِک جہان شیدا

ابرو رہین تیرے شیر خونخوار
ہر روز ملین نئے گنہگار

یارب ہے دوست میرا خوشحال
دوشمن اُسکے ہون شاد خصم پامال

یہ نازشل مخمور رقالب کبوتر مین بیر بٹھا کر رکھا اور کبوتر لاکے حوالہ آہن کیا اور رخصت آہن دہان سے اپنے مقام پر آیا اور ہزار ہزار سوار چیدہ منتخب روزگار اپنے ہمراہ لیا بڑی تجمل و حشم سے جانب کوہ عقیق روانہ ہوا یہ تو ادھر سے روانہ ہے مگر سحر نگاہ جو زخمی ہو کر پھرا تھا تو پانچ چھ روز تک اپنے بارگاہ مین رہا زخم کی تیمارداری کیا کیا جب التیام زخم ہوا اپنی بارگاہ سے نکلکر خدمت لقامین آیا اُس گمراہ نے مزاج پرسی کرکے بساط تمام بٹھایا یہ بیٹھکر شراب پیا کیا جب وہ وقت آیا کہ ساحر شب نے تجانۂ عالم مین داخلہ کیا اور ہلال فلک ڈنڈوت کے لیے کمر جھکائے ظاہر ہوا انظم

کہ اتنے مین چھپا مہر جہانتاب
نظر آنے لگے ظلمت کے اسباب

سیاہی چھا گئی صحن جہان مین
بڑا سودا مزاج آسمان مین

ساحر مذکور نے خداوند سے کہکر حکم نواخت طبل رزم دیا عیارون نے جاکر طبل جمشیدی بجایا ساحرون مین نفیر و ناقوس کو دم نا میان کومیان ہلکارے خدمت شاہ اسلام مین آئے اور بعد دعا

وشنا کے خبر نقارۂ حرب بجنے کی گذارش کی یہان بھی کوس اسکندر پر حسب الحکم شاہ نامور چوب پڑی نقارۂ بحر عالم مین موج زن ہوئی تہنگان تلزم جرأت وشناوران محیط شجاعت دربار سے خیام مین اپنے مقام راحت وآرام مین آکے بحر آہن مین غوطہ زن ہوئے آرادے دریا کے پاٹ کی طرح بڑھکے نامردی کنارہ کیے تھے پاؤن حوصلہ کے گڑ گئے کشتی جان تملک وطلاطم خوف ورجا مین گرفتار دم سحر سب جانتے تھے کہ بیڑا پار ہے زور ق تیغ سافران بحر فنا کے کھیوے پار اتاری گی موت چلو پکارے گی رات بھر ابر کینہ پروری چھایا رہیگا صبح مطلع صاف نظر آئیگا **نظم**

غرض اُس شب کو دونون سمت لشکر	ہوئی تیار بہر جنگ ہر سر
ارادے تھے کہ سر تن سے اتارین	عدو کو ڈانٹ کر میدان مین ماریں
بہینگے جب بہادر اپنے صف سے	بہینگی خون کی نہرین ہر طرف سے
نظر سے جوش جرأت تھا ہویدا	آہنگین ڈھنگ سے ہر ایک کے پیدا
یہی کہتے تھے مردان دلاور	سر دشمن ہے اور تیغ دو پیکر

رات بھر یہی شورش بحر فوج مین رہی جب یم بے پایان ضیائے خورشید جہانگیر عالم ہوا اور سفینہ شب ڈوبا **نظم**

کہ جب شب نے مرغ انجم دیکھا	ہوا وقت سحر کچھ اور لیکا
بڑھے ہر سمت سے دریاے لشکر	جھنک شمشیر کی پہونچی فلک پر

لشکر اسلام وساماران جانب میدان مصاف روانہ ہوا بادشاہ اسلام کی تسلیم کو سردار وامیر دولت پر آکے شاہ آسمان جاہ نے برآمد ہو کر ہر ایک کا مجرا وسلام لیا سرفراز کیا پھر بعد شوکت وہیرا ان منزلت حلقہ افسران مین دادگاہ کی جانب چلے ڈنکے بجنے لگے نشان ٹھگائے علمون کو جلوے ملے **نظم**

علم تھی ہاتھ مین ہر اک کے شمشیر	پیٹن لاشون سے جنگل تھی یہ تدبیر
کرین فوج عدو کو دم مین تاراج	رہے زندہ ہمارا صاحب تاج
اسی صورت سے جب میدان مین پہونچے	پرے جمنے لگے ہر افسرون کے

اسطرف **سلقا** ساحرون کا پرا اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوا بعد ترتیب صفوف کارزار وقبائے بلند مقال نقابت کرکے ہتے صف ساماران سے **سحرنگاہ** بخصال اژدر اژدا کر آگے بڑھا اور للکارا کہ اے بندگان ناطی خداوند آؤ اور شربت مرگ پیو اسطرف سے سرداران لشکر نوجوانان

ین یکان مقابل جاکر ہوئے اُسنے بزور سحر ایک ابر وسط میدان مین بروئے ہوا قایم کیا ہے اور
ل برمین بجلی چمکتی ہی جو بہادر اُسکے سامنے جاتا ہی اُس تک پہونچنا بھی نہین کہ ابر سے بجلی تڑپ کر گرتی ہی اور
ین ہستی کو جلا دیتی ہی چند مبارز حسب اسطلع کام آئے شہزادہ ایرج کو تاب نہ ہی اور کرۂ بن اشقر کو
ف لشکر سے نکلا کل علم صف لشکر کے جلوہ پذیر ہوئے سردار پاپیادہ رکاب سے آکر لپٹ گئے اے
ے من ہم جانباز کسدن کے لیے ہین شہزادہ نے سب کو تسکین دیکر ٹھہرایا اور آپ سامنے تخت بادشاہ
م پناہ کے آیا مرکب سے اُتر کر پایۂ تخت کو چومکر اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے ہنوز رخصت نفرمایا تھا
ہر دے ہوا صدائے بوق و نفیر بلند ہوئی اور سب نے دیکھا کہ ایک لشکر اژدر و نہنگ و پلنگ بیر پر سوار حرون
سوار جھولیان ہر ایک کی زد تمام زمین پر آکر اُترا اور ایک جانب کشیدہ ہوا افسر لشکر سواری سے
کر خدمت امیر نامور مین آکر تسلیم بجا لایا اور عریضہ عرض پیش کرکے عرض پیرا ہوا کہ یہ سحر نگاہ ہماری
لکہ برآن کا مدعی ہی کہ اپنے اُنکے ملازم کی زوجہ کو چھینا ہی ہم آپ کی مدد کو نہین آئے ہین بلکہ ہماری
لک کو اُسکی جانب سے کینہ ہی آپ جنگ و جدل دم بھر موقوف کرین ہم اِس بیحیا کو سزا دین امیر نے
ضمون منکر شہزادہ ایرج کو اپنے پاس بلایا سارا ماجرا سنا اور لڑنے سے منع فرمایا شہزادہ تمام
ران سنکر خاموش ہو رہا اور صف لشکر مین جاکر داخل ہوا وہ ساحر پھر کر اپنے لشکر مین آیا اور
زور پڑھکر بجانب سحر نگاہ بدگہر چلا راہ مین جو کوہ ابر مانع تھا اُسکے لیے پھر پڑھا کہ آندھی
ے زور سے آئی اور اس ابر کو اُڑا کر ایک طرف لیگئی یہ سامنے اُس زانی کے پہونچا اور پکارا
ارے حرامزادے تو طائر کی زوجہ کو چھینکر کہان بچیگا اب اپنی شہوت پرستی کا مزا چکھے کا سحر نگاہ
نے جو حریف کو للکارتے پا بے اختیار زمین پر گر کر بیر و مان کی صورت بنا اور طمانچہ اُٹھا کر آہن تن
ر چلایہ بہادر بھی زمین پر گر کر بصورت تنین تیار ہوا اور حریف سے جا بھڑا طمانچہ چلنے لگا ڈکارنے
ے خیرون کا جنگل گونجنے لگا نعرے اور چنگھاڑنے ہوتین ہمون اور عرش سے اسد چرخ کا
ل و ہتا برج اسد مین بہرام فلک پھپتا تا و یر باہم آمیزش سخت رہی تڑپ جھڑپ درشت رہی
سحر نگاہ کا جم جا بجا سے فگار ہو گیا اور اُسنے دیکھا کہ حریف ہم پنجہ قوی چنگال ہے پس بزور سحر بجانب
فلک اُڑا اور وہان سے برق تبگر گرا یہ بہادر فوراً زمین مین سما گیا جب وہ برق سے زمین پر
ر کر پھر انسان بنا اور حریف کو ڈھونڈھنے لگا آہن تن زمین سے لگا اور بھالا نیزہ اُسکے شکم مین

در آیا اور پیٹھ توڑ کر باہر نکلگیا وہ خون لگنے لگا آہن پیٹ سے باہر نکل پڑین تڑپ کر مرگیا شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا ساحران لشکر نے جو اپنے افسر کا مرنا دیکھا حربہ ہائے سحر لیکر حملہ آور ہوئے اِدھر سے ہمراہیان آہن تن چلے جنگ مطلوبہ آغاز ہوئی بجلیون کا چمکنا بادلون کا گرجنا بیرون کا غل ساحرے ساحر کا بھڑنا بے تامل نرخ جان ارزان امن وامان کا سودا گران ہنگامۂ قیامت نشان کا سامان لنظم

ازیشان بگشتند چندان سوار	گران تنگ شد جاے آن کارزار
یکی آتش انداخت اندر جہان	کزینجا بکیوان زسد دود آن
سپہ جنب جنبان شد و باز گشت	ہمی بود تا روز اندر گذشت

آخر فوج سحر گاہ جور و دکشت سے بچی بھاگ کر جانب طلسم روانہ ہوئی لشکر آہن تن قتل کرتا ہوا پڑاؤ پر آنکے آپڑا بارگاہ مین زرد جُطا ئر تھی اپنی کنیزون کو لیکر باہر نکل آئی آہن نے محافہ مین سوار کرایا اور خیمہ وغیرہ جلا کر پھر القانے چاہا کہ متعرض حال ہو نجتیارک نے منع کیا کہ آپ کے بولنے سے حمزہ آپڑیگا علاوہ اُسکے ساحرون کی لڑائی آپ دیکھ چکے ہین سارا لشکر برباد ہو جائے گا یہ سُنکر اُس گبر نے طبل امان بجوایا اور لشکر پھرا آمیر بھی مراجعت فرما ہوئے مگر آہن کو ساتھ لائے اُسکے لیے لشکر مین بارگاہ نصب ہوئی زرد جُطا ئر کے لیے خیمہ الگ مرحمت ہوا امیر نے دونون کو خلعت فاخرہ بھجوایا اور سامان دعوت کیا یہ دونون خلق خدا جتلانی سے بہت محظوظ ہوئے امیر دربار مین بیٹھے بارگاہ حشامی مین بادشاہ نے اس روز دربار کیا اور آہن کو بلوایا کرسی عنایت فرمائی پھر عرصی عمر کی پڑھکر بہت خوش ہوئے اور حال طلسمات اس ساحر سے بھی پوچھا اُسنے جملہ حال خواجہ و محمود کے جانے کا اور ان کی توقیر منزلت کے ہونیکا بیان کیا جب شاہزادہ نورالدہر کہ حاضر دربار تھے سُنا کہ محمود ہمراہ خواجہ طلسم کوکب مین ہے دل سے تہیہ کیا کہ اس ساحرہ کو بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ مین بلاکر خیریت اُس غنچہ باغ محبوبی کے دریافت کرونگا ادھر امیر نے بھی یہی ارادہ کیا غرضکہ تا دیر حاضر دربار رہکر از بسکہ خستہ و شکستہ دن بھر کے تھے بہر آرام دربار برخاست کرکے شاہ داخل شبستان ہوئے سردار سب اپنے مقام پر گئے شاہزادگان مذکور نے چاردن کو بھیجکر آہن کو بلوایا اُسکو خود بھی وہ تحفہ دینا منظور تھا اس سبب سے پہلے نورالدہر کی بارگاہ مین آیا شاہزادہ نے مسند پر بٹھایا جام شراب دیا پھر استفسار کیا کہ ملکہ محمود کا مزاج اچھا ہے اُسے

عرض کیا خیریت سے ہین اور آپ کو یہ خاصدان بھیجا ہے یہ کہکر وہ ہدہد پیش کش کیا اور وہان سے یہ عذر کرکے کہ مجکو شہزادہ ایرج پاس جانا ہے رخصت ہوا اور بارگاہ ایرج مین آیا شہزادہ مذکور نے بھی بعد تواضع بسیار حال مزاج ملکہ پریان استفسار فرمایا اسنے حال خیریت بیان کر کے وہ کبوتر دیا اور کہا کہ یہ ملکہ بلقیس نے دیا ہے کہ وہ آپ کی بی بی ہین شہزادی نے وہ کبوتر بہت پسند کیا یہ ساحر تو چلا آیا اور اپنے مقام پر آرام پذیر ہوا وہان شہزادہ تنہا تو بیٹھا ہی تھا اور کبوتر کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک اوسکے پیٹ سے پیرنے آواز دی کہ اے شہزادے ملکہ نے جو نامہ دیا ہے فرمایئے تو مین پڑھکر سناؤن نہین تو نامہ حاضر ہی یہ کہکر کبوتر نے منقار کی دھوان منھ سے نکلا اور ایک نامہ اس دھوئین سے نکلکر سامنے گرا شہزادہ کبوتر کو خاصدیا سمجھکر فطرت محبوب پر آفرین خوان ہوا اور نامہ کو والا کرکے پڑھا گوہر اشک اُسپر نثار کرتا اور مضامین عاشقانہ لکھے دیکھکر بیقرار ہوتا اور اسی طرح شاہزادہ نورالدہر اور ہدہد سے کلام ہوے اور ناطے دیا انھون نے بھی نامہ آنکھون سے لگایا اور مضامین پر مطلع ہوکے زار زار رونا شروع کیا آخر بمصداق المکتوب نصف الملاقات اسپر قرار آیا کہ مطلوب اگر راضی ہے تو انشاء اللہ زمانہ مہاجرت گذر کر ہنگام وصل بھی آئیگا مگر جواب اِس خط کا اوس رشک پری کو بھی بھیجنا چاہیے لیکن وہ ترکیب کرنا چاہیے کہ ملکہ بدنام نہو بطور اخفا جواب پہونچے مگر وہ تدبیر کوئی ذہن مین نہ آتی تھی تو کہتا تھا کہ بموجب بیت دشوار ایسی کوچۂ جانان کی راہ ہے * عنقا تو چھپ رہا ہے کبوتر تباہ ہے * ادھر شہزادۂ ایرج بھی اسی فکر مین ہین اور کہہ رہے ہین کہ بیت قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید * در حیرتم کہ جان بکدامے کنم نثار * غرضکہ فکر کرکے یہ بات ذہن سے پیدا کی کہ ایک عطردان بطور ہدیہ کے بھیجنا چاہیے کہ جسکی صورت مثل دل کے ہو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ ہم کو اے دلنواز دل سے لگی ہے اور مثل اپنے دل کے اے دلدار تجکو جانتے ہین اور یہ بھی سمجھین رعایت ہے کہ ہم دل دے چکے ہین اسکا نمونہ تیرے پاس بھیجتے ہین دل وہی کی سند اپنے پاس رکھنا اور ہمیشہ ہماری دلجوئی کرنا خلاصہ کلام یہ تجویز کرکے عیار کو طلب کیا اور اس سے حکم دیا کہ مثل دل کے ایک عطردان جواہر کا ہمارے ملازمین حکاکون سے رات بھر مین تیار کرا لا خبردار صبح تیار ملے اگر تو نہ تو ہلاک مردانے جائینگے عیار اوسیوقت جواہر سازون کے پاس گیا خزانہ سے یاقوت احمر لیگیا

جو گذری رات کی ساری کہانی		تو نکلا شہسوار آسمانی	
سراپا جوشن زرّین سے پر نور		شعاعون سے سلح چشم بد دور	

صبحدم مبارزان جلادت نشان جانب میدان روان ہوے امیر مسجد سے سلح ہوکر آستان شاہ
زلیشان پر آئے شہنشاہ گیتی ستان جب برآمد ہوے سرداران رستم توان بہر تسلیم جھکا اور قلب لشکر
مین تخت شاہ شاہان لیکر چلے جب وارد دشت قتال ہوے آمادۂ جنگ وجدال ہوے آمدسے
دونون فوجون کی روے سوا کرۂ خاک تھا سقون نے پانی چھڑکا کہ عارض ارض غمناک بنایا بیلدارون نے
غارۂ سفاک، برابر کیا صفین جنگین نقیب کی صدا پر فوجین سوزش سے تھگین لقافیل پر سوار
قلب مین لشکر کے قایم ہوا ساحرون کا پر اجمام نگاہ اجانب حرب لیکر آگے بڑھی اور خدا
پرستون کو پکاری کہ کون تم مین سے ارادۂ جنگ رکھتا ہے آئے میرے سامنے ادھر سے
سلسلیل جنگ عراقی بادشاہ ملک عراق زمرۂ تاجدان سے مرکب پری پیکر اُڑا کر سامنے
شاہ ہفت کشور کے آیا پایۂ تخت چومکر اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے سپر دخدا فرمایا یہ سنکر مرکب پیمیز نما
ہوکر اُس ساحرہ بدگہر کیا اور مطالب ضرب ہوا اُسنے جھولی سے اپنی ایک چھڑی گاب کی نکالی اور افسون پڑھکر
اوس بہادر پر ماری وہ چھڑی اس دلاور کے دامن زرہ پر لگ کر گھوڑے لگی کہ گھوڑا تو پتھر کا ہوگیا اور
پہلوان زخود رفتہ ہونا شروع ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک رسن شرق سے غرب تک تنی ہے اور اسمین چھینکے
لٹکے ہین چنانچہ چھینکون مین سے ایک چھینکے مین یہ پہلوان جاکر لٹک گیا اور اوس ساحرہ نے
پھر نہیب دی سرداران ملک عراق یکے بعد دیگرے جانے لگے اور چھڑی کھا کر بسان ارباران
چھینکون مین لٹکنے لگے یہانتک کہ قریب تیس آدمیون کے جاکر اسیر رسن ظلم ساحرہ ہوے اسوقت لشکر اسلام
مین صف دست چپ کے تمام علم جلوہ گری پر آئے ستّرہ سو چوڑی نقرئی وطلائی لفاران شتری وفیلی
پر چوب پڑی شہزادہ قاسم خاوری نے مرکب شیرنگ زہرہ جبین کو صف سے نکالا مہر دار پیادہ ہوکر
رکاب مین چلے شہزادے نے سبکو ٹھہراکر سامنے بادشاہ کے آکر اجازت حرب مانگی شاہ نے جام کلہ
غفریت مرحمت کیا اور خلعت دیکر رخصت فرمایا شہزادہ مرکب اُڑا کر سامنے ساحرہ کے آیا اوسنے
وہی چھڑی لگائی شہزادہ کا مرکب زبسکہ طلسمی تھا پتھر کا نہوا اور شہزادہ کے پاس تیغہ سحر کش سے
دو سپر بھی سحر نے اثر نہین کیا اور اوسنے مرکب بڑھا کر تیغہ سحر کش ساحرہ پر لگایا وہ مہ اژدر پر سے گری اور

اب خدا سے یہی ہے میری دعا	کہ ملے جلد تجھسا ماہ لقا
عیش و عشرت کا روز پھر آئے	پھر خدا تمکو جلد دکھلائے
قہقہے چہچہے کی ہون باتین	آئین بوس و کنار کی راتین
عشق صادق مین جبتلک ہے اثر	جبتلک ہین فلک پہ شمس و قمر
رہے قایم یہ تیرا حسن و جمال	خوش رکھے تجھکو ایزد متعال

اس نامہ کو لکھکر اپنے پاس رکھا اور ادھر شہزادہ نورالدہر نے ایک نرگس دان جواہر کا منگایا اور اسمین بہت سے پھول جواہر کے بصورت گل نرگس رکھے اور نامہ تحریر کرکے اوسمین رکھا درگاہ حسن محبوب مین آنکھون کو چڑھایا اشتیاق دیدار ظاہر کیا مضمون محبت مشحون نامہ پہ تھا

جواب نامہ ملکہ مخمور از جانب شاہزادہ نورالدہر ذیشعور

جہاندار کشور خوبی روئی۔ شہریار اقلیم نکوئی۔ سلطان ملک حسن و جمال خسرو ملاطنان شیرین مقال ضیا افروز چہرۂ حور و پری۔ نور افزائے رخسار دلبری۔ محبوبہ باحشم۔ بالقیس شیم یوسف جمال۔ زلیخا خصال۔ لپٹ کر سونے والی۔ رنج کی کھونے والی۔ ہمارے عشق مین بیقرار رہے۔ حسن و جمال برقرار رہے۔ بادۂ محبت سے سرشار رہے۔ رونق بزم سرور و انبساط بہار گلشن عیش و نشاط۔ نور عیون انتظار۔ سرور دلہاے بیقرار عاشقون کی امید معشوقون کا بھید مسیحا ہمارا۔ زندگی کا سہارا۔ نامہ تمھارا محبت کا کرنا اشارا۔ الفت کی نشانی صورت جی آسمانی نزول ہوا مطلب حصول ہوا۔ جانی تمنے جو ہدہد کو نامہ دار بنایا واقعی ہجر نے یہ حال کیا کہ دوہا

مس نینا لکھتی برن روی لکھا مو اکتھ	اکھر وے نہ کوئی چھوا سو دیکھ پرویکھ

ہمارا ابھی تمھارے ہجر مین یہ حال ہے کہ زبان قلم سے یہ مقال ہے بیت فدائے آن سگ کو باد جان ناتوان من + کہ بعد از مرگ در کوئ تو آرد استخوان من + اور اے پیارے کیا اپنا حال لکھین کہ کیت

جیتے وہ سُندر دشٹ پر دیتے سو نیک نہ چین مین	سب کاج بہانے گیو تیتے سدھ ہوتے ہین کی ہون مین
دیکھ بچار کچھ نہ بنی بدھنا پنچ کے مو لین مین	پرتیت بھئی اب پھندا پڑو دل جھوٹی بلاق کی جھون مین
دوہا پانی لکھ سو پھلائے لکھا میے دکھ روئے	دھوسا جیو رہے کہ نسرے کاہر جائے سے ہوئے

اب خدا جلد تر یہ سامان دکھائے مراد خاطر حزین بر آئے ہمارے ان اشعار کی سوافق دعا قبول فرمائی موقعہ

ساقی ہو صحن باغ ہوا ابر بہار ہو
پہلو مین تم ہمارے طرحدار یار ہو

ساون کا تو مہینا ہوا دن ڈھلا ہوا
اور ننھی ننھی بوندون کی پڑتی پھوار ہو

جھولا پڑا ہوا ہو کسی شاخ نخل مین
اک سمت خوش گلو کوئی گاتا ملار ہو

کوئل کہو کہو کی صدا دے ہر ایک بار
پپیہا لگا ہوا ہو کہ فصل بہار ہو

اوسوقت بول اوٹھے جو پپیہا کہیں کہان
اک تیر عاشقون کے کلیجے کے پار ہو

بنگلا ہو نوبری پہ چمن کے ہو وہ پڑا
فردوس جسکے دیکھنے سے شرمسار ہو

جز گفتگوے راز نہو کچھ خیال اور
بائین کی چھیڑ چھاڑ ہو بجتا ستار ہو

سندھی تو دست و پا مین ہو تیری رچی ہوئی
اور عطر مین بسا ہوا ہر تار تار ہو

جوبن وہ ہمپہ تمپہ ہو اسوقت نور کا
حور و پری پر بھی رشک سے جسپر نثار ہو

خالی ہو بزم دخل وہان ہو نہ غیر کا
دل خوب کھول کھول کے بوس و کنار ہو

لب نور لب دھرے ہوے ہون ہاتھ مین ہو ہاتھ
چھاتی ملی ہو چھاتی سے دل کو قرار ہو

عاشق تمھارا آٹھ پہر رہتا ہے ملول
اب دیکھیے یہ آرزو کب آشکار ہو

اب نامہ تمام ہے۔ نرگس کے پھول بھیجنے کا یہ انتظام ہے کہ اونکو آنکھین ہماری سمجھنا اور اپنی انتظاری سمجھنا غرضکہ دونون شہزادون نے نامے تیار کرکے آرام کیا جس وقت کہ قاصد یعنے مرغ زرین مہر مثل مرغ منور نامہ خطوط شعاع لیکر جانب شاہد شب چلا اور پیک منزل تمام کرکے کاخ نظم

رقم یہ خط کا مضمون ہو چکا تھا
فلک پر مہر قاصد بنکے پہونچا

شگاف مشرق گردون سے اکبار
ہوا خورشید شکل حرف اظہار

دوم سحر عیار ایرج دل لیکر آیا شہزادہ نے نامہ اسمین رکھا اور ساحر مذکور کو بلایا خلعت دیکر فرمایا کہ اوس کبوتر کو ملکہ بلور نے بہت پسند کرکے ملکہ کو تسلیم کہی ہے اور یہ ہدیہ محقر ہے تم ملکہ بلور کیطرف سے یہ عطر دان اپنی ملکہ کو دینا اور راہ مین اسکو نہ کھولنا ورنہ ملکہ تمکو بیزار ہوکر رنج پہونچائینگی اور نیز سر بھی نیچا باعث ہوگا یہ راز بادشاہان ہے اسکا اخفا کرنا روا ہے اسنے وہ دل لیا اور خدمت نورالدہر مین آیا یہان بھی شہزادہ نے نرگس دان اوسکے واکرنے کی نسبت تاکید بلیغ فرمائی۔ اور خلعت دیا ساحر مذکور وہان سے دربار مین آیا امیر نے خیریت یہان کی بھر عمر لکھکر دی بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا

ساحر مسطور نے لشکر مین آکر نفیر بجائی جملہ ساحر سوار ہوے اور محافہ زوجہ طائر کا لیکر بحفاظت تمام
چلے بہ تو بخیر خوبی بعد قطع بعد راہ طلسم کوکب زیجاہ مین پہونچے آہن نے فوج کو جانب قلعہ خود روانہ
فرمایا اور زوجۂ طائر کو لیکر خدمت ملکہ برآن مین آیا نامہ امیر حمزہ کو دیا اور دل ملکہ کے
سامنے پیش کیا نرگس دان مخمور نے یا بُرّان نے زن طائر کو حوالہ شوہر کیا اور راہن کو
خلعت دیکر سرفراز فرمایا اور جانب قلعہ بھیجا آپ علیحدہ جاکر عطردان کھولا نامہ عاشق پاکر سینے
پر رکھا اور پڑھکر رو دیا ادھر مخمور کا بھی یہی حال ہوا یہ دونون یاد محبوب مین بیقرار ہین مگر کیفیت
فوج سحر نگاہ سینے کہ لاش اپنے مالک کی اوٹھا کر جسمت طلسم بھاگی ادھر سے قہر نگاہ ماں
اوسکی آتی تھی کیونکہ حکم افراسیاب سے پہلے بیٹے کو بھیجا تھا پھر آپ چلی تھی چنانچہ جب اس نے
مردمان لشکر کو نالان وگریان دیکھا حال پوچھا معلوم ہوا کہ بیٹا میرا مارا گیا پس آتش رنج سے
سینہ کباب ہوا دل بیتاب ہوا جملہ ماجرا اسکے مارے جانیکا دریافت کیا اور رو پیٹ کر لاش تو اپنے
ملک کیجانب بھجوادی اور آپ وہان سے خدمت لقا مین آئی حسب دستور لشکر سکا اتراوگی اسکو بتعظیم تمام
سامنے لقا کے لائے اسنے سجدہ کیا نذر دی خلعت ملا یہ دنگل پر بیٹھی بختیار کہ اسکے بیٹے کو یاد
کرکے رونے لگا کر افسوس کیا جوان تھا ہاے فاشاد و پر ارمان مارا گیا ہاے معشوقہ ہنسے
بھی نپایا ساحرہ اسکے بیان پر زار زار روئی اور کہا ملکہ جی دیکھو تو مین کیا آفت ان سلمانون پر
لاتی ہون یہ کہکر وہان سے اُٹھی اور اپنی بارگاہ مین آکر سمر تیار کرنے لگی جب وہ وقت آیا کہ ساحرہ
شب رواے سیاہ غم آلودگان کیطرح اوڑھے ظاہر ہوئی اور رنگ رخسارۂ قمر سفید نظر آیا کہ بیت
سیہ پوش آج ہے کیون شاہد شام + کہین پیدا نہین تار و نکا ہے نام + ساحرہ شام کو خدمت
خداوندمین آئی اور طبل جنگ بجنے کی درخواست کی اس مرتد نے حکم دیا کہ بجے طبل زرمی بموجب حکم
کوس حربی گڑگڑایا خبر دریافت کرکے ہلکارون نے آنا ساحرہ کا اور طبل بجوانا خدمت بادشاہ اسلام
مین بیان کیا یہان بھی طبل بجا لاورون مین وہی سامان ہونے لگا جو ہر جنگ کے لیے ہوتا تھا تیر
وسنان آبدار ہونے لگے صیقل خنجر و تلوار ہونے لگی ادھر ساحرہ نے مڑدیکا ہوم ہونے لگا لونا چماری کی ہوئی
ہوئی اور اگیارہوئی سبار زات بھر اسکو صاف کیا کیے نعرے شجاعت کے دم جرات کے بھرکے آخر ہم شمشیر
دلاوران سے کلیجہ شب کا دونیم ہوا اور شعلۂ آہ کیصورت آفتاب دل کوہ خاور سے نکلا کر بموجب تنظیم

انکو دیکر حکم شاہزادے سے مطلع کیا وہ تو پابند حکم ہوے اور شاہزادہ نے بموجب بیت از خون دل نوشتم نزد یک دوست نامہ ۔ الخ رایت دہر امن ہجر کا لقیا سا ایک خط محبت محیط اس مضمون کا مطلب کو ترقیم کیا

جواب نامہ برّان شمشیر زن از جانب شہزادۂ ایرج تہمتن

اے شہنشاہ شہر حسن و جمال
ماہ تابان اوج فضل و کمال

گل شاداب گلشن خوبے
سرو آزاد باغ محبوبے

حق سدا مہربان رہے تم پر
اور نبی کی امان رہے تم پر

وصل تو آجکل بہت ہے محال
پر زبان قلم سے ہے یہ مقال

یاد مین ہم تمھاری رہتے ہین
اشک چشمون سے جاری رہتے ہین

غم ہار و نے مین ابر سے بدلی
سال بدلا نہ پر ہوا ۔ بدلی

آجکل اب یہ حال ہے جانی
زندگانی محال ہے جانی

ہون گر قرار بے قراری مین
دن بھی کٹتا ہے آہ و زاری مین

رات کو بھی نہین ہے پڑتا چین
ہے گذرتی تڑپ کے ساری رین

دھیان رہتا ہے بس ترا مجکو
نہین آرام اِک ذرا مجکو

جان جاتی ہے دم نکلتا ہے
کوئی اندر سے دل کو ملتا ہے

دل ہے مضطر بغیر جانی کے
مفت جاتے ہین دن جوانی کے

دل بہت بیقرار رہتا ہے
رات دن انتظار رہتا ہے

تمنے جانی جو ہے = ہمکو لکھا
اور محبوب کا کیا ہے گلا

بخدا تیری یاد مین دن رات
خوش نہین آتی مجکو کوئی بات

دل مین ہیں سو طرح کے ہین ارمان
یہی آتا ہے دل مین میرے جان

کہ وہی مراد دلنواز ملے
خوب دل کھول کھول کے ہون مزے

یہ ہے کیا اسمین اپنا بس جانی
کسطرح سے ہو دسترس جانی

شمسا دلبر نہوے گا پیدا
اور ہمسا نہوے گا شیدا

تمکو دل بیچے ہین رکھنا پاس
اپنے عاشق سے تم نہونا اوداس

تیغہ سحر کے پڑنے سے جلکیا لیکن ساحرہ نے ایسا سحر پڑھا کہ جہان کالا ہو گیا شہزادے کو اسلئے اندھیرے
مین ہزار ہا تپلا زمین سے نکلکر لپٹ گیا اور تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا اوپر سے ساحرہ پنجہ بنکر جو گرہی
اونکو بھی اوٹھا لیگئی اور پھینکے پڑا مانگ دیا اور وہ اندھیرا موقوف ہوا لشکر اسلامیان نے شہزادہ کو
قید دیکھا پس امیر نے چالاک سے فرمایا کہ سیدان کو قرق کراب کی مین خود جاونگا اسنے تیر کو
پرتاب دیا کل علم حلوہ گری پر آئے ساحرہ نے معلوم کیا کہ اب کی امیر مقابلہ مین آئینگے کیونکہ
بختیارک نے سب آئین اسلامیان سکو تبلا دیا ہے پس جب اسنے آمد امیر دیکھی طبل بازگشت بجوا دیا اور
لشکر لیکر پھری لشکر اسلام بھی مراجعت فرما ہوا اور اپنے مقام پر اکر ٹھہرا بادشاہ داخل سپستان
ہوے کیونکہ وہ دن گذر چکا تھا اور یہ دن بھر کے تھکے تھے کہ بیت شگفتہ دل وہ شہ آیا محل مین +
کہ آیا مہر ماہی سے حمل مین + غرضکہ لشکری تو آرام پذیر ہین مگر عیار فکر عیار ہین چلے اور شاپور
عیار صورت ایک پریزاد کی بنا گیسوان مشکین کو رخ پر نور پر سنوارا شام اودھ لے صبح بنارس پر
سایہ ڈالا پیشانی کے روبرو خجل ماہ آسمانی ابرو دلستانی مین طاق آنکھین بہرنی مین مشاق دہن تنگ کے
سامنے کوزہ قند و نبات پھیکا چشمہ سکندر آبرو خلاصہ یہ کہ از سر تا پا قد و بالا قیامت کا کہ ابیات

لب گلرنگ رشک حسن مرجان	تصدق اسپہ تھا لعل بدخشان
قیامت تھا سراپا قد و بالا	ہر اک انداز تھا اسکا نرالا
عروسانہ بدن پر اُسکے پوشاک	قمیص یوسف آگے اسکے صد چاک
مرصع سر سے پا تک زیور نور	سراپا حسن رشک شعلہ طور

ایک چادر سفید از سر تا پا اوڑھکر قریب بارگاہ قہرنگاہ آیا اور سناٹا مار کر بارگاہ کا سراپچہ
پھاندکر صحن بارگاہ مین اترا یہان ساحرہ موجود نہ تھی بارگاہ لقا مین فتح کا جشن تھا وہان
تلچ دیکھنے اور شراب خوارمی مین مصروف تھی یہان آسائش جادو نام سپہ سالار انتظام
آسائش و آرام کر رہا تھا اس عورت کو دیکھکر قریب آیا اور مستفسر حال ہوا اس زن نقلی نے کہا کہ مجھکو
شاہ جادوان نے بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ تمہاری مین قہرنگاہ سے میرا پیام کہنا بدین لحاظ مین
بارگاہ خداوندی مین نہین گئی پس تم انکو جاکر بلا لاؤ مین یہان ٹھہری ہون سپہ سالار اسکی صورت دیکھکر
دیوانہ ہوا اور بلانے چلا اور بارگاہ لقا مین آکر کانمین ساحرہ مذکور کے کہا کہ چلیے ایک پریزاد طلسم کو

افراسیاب نے بھیجا ہے وہ تخلیہ مین کچھ کہیگی اسلیے یہان نہین آتی ہے آپ کو بلاتی ہے ساحرہ نام
شاہ طلسم سنکر جلدادھی کہ اسکی عرضی عنایانہ دستخط ہوئی تھی اور اپنی بارگاہ مین آنی پریزاد کی
خاطر کرکے بٹھانا چاہا اسنے کہا مین ٹھہرونگی نہین یہ نامہ لو اور جواب دو اسنے نامہ لیا اور شہر یار شاہ
کی دیکھکر سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا پھر وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ ہمکو تیرے بیٹے کی مرنیکا بہت رنج ہوا اور
کتاب سامری دیکھکر سب حال معلوم کیا ازبسکہ مسلمان بردست ہین تو ہمکو خیال ہوا کہ تجھکو کوئی گزند
نہ پہونچے بدینوجہ ہمنے ایک کمند طلسمی اس پریزاد کے ہاتھ بھیجی ہے خاصیت یہ اوسکی ہے کہ حریف کو
باندھ لیتی ہے تو اس پری سے ترکیب اسکی کیلیے مین پوچھ لینا اور وقت مقابلہ حریف کو اسی سے
باندھنا حمزہ مالک باطل السحر بھی اسمین بندھ جائیگا کیونکہ یہ کمند جادو کی نہین ہے بانیان طلسم نے
اوسکو بنایا ہے یہ مضمون نامہ کا پڑھکر خوش ہوئی اور اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تم باہر جاؤ مجھکو اس
پری سے ایک راز کہنا ہے سپہ سالار باہر جاکر کرسی پر بیٹھا بارگاہ مین تخلیہ ہوا لیکن بارگاہ بقامین
جب سپہ سالار ساحرہ کو بلانے گیا تھا تو بختیارک نتھا بعد کچھ دیر کے وہ آیا اور ساحرہ کو اسنے نپایا
پوچھا کہ ملکہ کہان ہین ساحرہ کے ملازمون نے کہا کہ سپہ سالار اسطرح سے آکر بلا لیگئے ہمین اسنے حال سنکر
سنھ اپنا پیٹا اور پکارا کہ ہاے مار ڈالی گئی یہ کہتا ہوا بارگاہ سے نکلکر جانب خرگاہ ساحرہ دوڑا وہان
ساحرہ نے تخلیہ کرکے پریزاد سے پوچھا کہ کمند مجھکو دیجیے اور ترکیب بتا دیجیے پریزاد نے ایک کمند ریشمی نکالکر دی
اور کہا اسکا حلقہ اپنی گردن مین ڈالکر سرا اسکا میرے ہاتھ مین دو اور جو ترکیب مین کرون اوس کو
خیال مین رکھو ساحرہ نے حلقہ کمند گردن مین ڈالکر سرا اسکا پریزاد کو دیا اسنے زور سے جھٹکا مارا
کہ کمند گردن مین سچی ہوگئی دم اسکا فنا ہوا اور پھر پھڑپھڑائی اس اثنا مین بختیارک بھی در
بارگاہ پر آگیا سپہ سالار سے اسنے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین اسنے بھی حال پریزاد کا اسنے کہا ولے
ستم مفت ہلاک ہوئی یہ کہکر اندر چلا شاپور حباب مار کر ساحرہ کو بیہوش کر چکا تھا قتل کیا ہی
چاہتا تھا کہ اسکی آواز سنکر سمجھا کہ ساحرہ کو قتل نہ کر سکوگے اور ایسا نہو کہ تم پھنس جاؤ یہ سمجھکر ساحرہ کا
پیٹھ پر لاد کر سرا چاک کرکے پشت بارگاہ کیطرف سے بھاگا بختیارک اندر آیا کسیکو بھی نپایا سرا چاک
چاک دیکھکر سپہ سالار کو پکارا کہ ارے اندھو جلدی دوڑو وہ لیگئے ساحرا اوٹھکر ہر سمت دوڑا دوڑا
ڈھونڈنا کا غل ہوا شاہ پورا تینے عرصہ مین سر پر پاؤن رکھکر جو بھاگا صحرا مین نکل آیا اور چھپ رہا

جب ساحر ڈھونڈھکر پھر آئے یہ ساحرہ کو لیکر لشکر مین آیا اور اتفاق سے امیر بہر عبادت خدائے قدیر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اس خیمہ مین جو مثل صومعہ کے الگ ستادہ کرایا ہے داخل تھے کیونکہ سجدہ کرپاس مین نمازی آتے جاتے ہین ابذکر خدا چھپکر فرماتے ہین چنانچہ شاپور اسی خیمہ مین ساحرہ کو لایا اور سامنے امیر کے رکھدیا آپ نے فرمایا کہ اسکو ستون خیمہ سے باندھکر سوال اسلام کر وعیار مذکور ایسا خوشی مین آیا کہ زبان ساحرہ مین سوزن بھی ندیا باندھکر ہوشیار کر دیا ساحرہ نے جو آنکھ امیر کو بیٹھے دیکھکر چپکے سحر پڑھنے لگی امیر ہدایت فرما ہوے کہ اے ملکہ لعنت کرو ادیان باطلہ کو سامری جمشید وغیرہ سب بندے خدا کے ہین خدا یتعالے وحدہ لاشریک امیر تو وعظ و پند فرماتے تھے اور ساحرہ سحر کر رہی تھی اس غفلت مین ایسی تاثیر سحر ہوئی کہ امیر کی طبیعت پر غلبہ نسیان ہوا اور بیہوشی طاری ہوئی ساحرہ نے بزور سحر کمند جلادی اور اوڑکر بالا ہوا کئی پکاری کہ اے مسلمانان خبر لو حمزہ کی کہ مینے اسم اعظم بھلا کر کام اُنکا تمام کیا یہ صدا جس کسی نے سنی دوڑا اور ساحرہ بارگاہ لقا سن آئی یکتیارک نے بڑی خوشی کی لقا نے کہا اے بندی قدر ت ہمارا فضل تیرے شامل حال تھا جو تو بچ آئی ہمنے تقدیر تیرے مرگ کی نہین کی تھی اب مجھکو کوئی مار نہ سکیگا ساحرہ نے سجدۂ شکر اُس مردود خدا کو کیا ہزار ہا روپیہ کا تصدق ساحرون نے اتروادیا یہان شاپور اور دیگر سردار امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لائے وہان بیہوشی تو امیر کی جاتی رہی مگر اسم اعظم یاد نہ آیا ناچار خاموش ہو رہے اور شاپور کو بڑی ندامت ہوئی کہ تو ناحق ساحرہ کو سامنے انکے لایا اور یہ غفلت کی کہ سوا اُسکی زبان مین ندیا پس چلکر ساحرہ کو مارا جبتک اسکا کام تمام نہ کرے لشکر مین کسیکو سُنھ نہ دکھایا یہ تجویز کرکے روانہ ہوا وہان ساحرہ تدبیر بارگاہ خداوند مین ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آئی اور سبکو بخوف عیاران بارگاہ سے نکالدیا اور زمین پھر کیطرح سخت کرکے گرد بارگاہ دوبالا سے ہوا سب سحر بند کرکے آرام پذیر ہوئی مگر سپہ سالار اوس کا جو بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمہ کیطرف چلا شاپور تو فکر عیاری مین لگا ہوا تھا اور ہر طرف پھرتا تھا سپہ سالار مذکور نے اسکو دیکھا از لسبکہ دھوکا کھا چکا تھا غیر شخص کو دیکھکر پیچھے دوڑا عیار مذکور بھاگ کر بہت جلد کسی غار چھپا سپہ سالار ڈھونڈھکر پھرا تھا کہ راہ مین اسکو ایک فقیر ملا چار اردکا صفایا کیے لشکول گدائی تسمہ مین ڈالے جھولی سنبھالے رومال چھڑی ہاتھ مین لیے لہمد باندھی صدا لگاتا آتا ہے

خیال کیا کہ اتنی رات گئی درویش کا کیا کام ہے جو آیا ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عیار ہے یہ سمجھکر
یکایک تو ہاتھ نڈالا مگر ٹھٹکا اسکے رکنے سے فقیر بھی مافی الضمیر پہچانگیا کہا تجکو عیار جانا پس یہ جانکر
پکارا کہ کیون بچا فقیر کیطرف سے یہ بدگمانی بابا تجکو تو عیار جانتا ہے اور سوچتا ہے کہ فقیر اتنی رات گئے
نہ آئے گا ارے خردمندے فقیر کی موج جسوقت جی چاہا نکل آیا اور آیا بھی ہے تو کچھ تیری خدمت
کرے گا نقصان نہ کریگا اچھا جو تو ناراض ہوتا ہے تو بابا بھلا ہو فقیر چلا یہ کہکر پھرا تھا کہ سپہ سالار نے
دلسے کہا یہ بیشک سامری کا پیارا فقیر ہے جسنے دلکی بات بنادی اسکو منت کرکے روکنا چاہیے
پس یہ سمجھکر دوڑا اور شاہ صاحب کے آگے آکر ہاتھ باندھے کہ مجھسے خطا ہوئی اب آپ میرے خیمہ مین
چلیے فقیر نے کہا بابا عیار تجھکو دھوکا دے چکے ہین مین تھوڑی خاک اپنی دھونی پر کی تجکو دینے
لایا تھا کہ اسکے کھانے سے تو عیار کو پہچان لیگا پس یہ خاک لی اور جا چین کر یہ کہکر تھوڑی خاک
اوسکو دی اُسنے وہ پھانکی وہ خاک نرمی بیہوشی ہے اور یہ سیارہ عیار ہے جو فقیر بنا ہوا ہے عرمنکہ
وہ خاک پھانک کر بیہوش ہوا عیار نے زبان مین اوسکی سوزن دیا اور باندھکر اپنے لشکر مین لاکر
قید کیا اور آپ اوسکی ایسی صورت بنکر لشکر ساحران مین گیا بقیہ شب بستر سپہ سالار پر رہکر بسر کی
جب وہ وقت آیا کہ عیار روزگار نے صورت اپنی بدلی اور سیہ چہرگی سے رخ اپنا نورانی بنایا کہ ابیات

ستارون پر بلا لائی سپیدی	رخ افلاک پر آئی سپیدی
چلا مشرق سے جب خیاط افلاک	ہوا جیب سحر دامن تمک چاک

صبحدم ساحرہ نے اُٹھکر ایسا سحر پڑھا کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسکو پکڑکر شیشہ مین بند کیا اور
کہا اے سحر کے بیر دمین نیت کرتی ہون کہ جبتک یہ شیشہ نہ ٹوٹے حمزہ کا اسم آعظم نہ چھوٹے
یہ کہکر وہ شیشہ اوٹھا کر جھولی مین رکھا اور جھولی کو گلے مین ڈال لیا پھر جانب بارگاہ لقا روانہ
ہوئی وہ گبر بھی آکر تخت پر بیٹھا تھا کہ اسنے آکر سجدہ کیا اور دنگل پر بیٹھی عرض پر اہوئی کہ رات کو
مینے اسم آعظم حمزہ کو بھلا دیا ہے پھر دیر کرنا کیا ضرورت ہے اسیوقت طبل یورش پر چوب دی اور
لشکر تیار ہون مین سبکو گرفتار سحر کرون لشکری ہر ایک کا سر کاٹ لین لقا نے یہ باتین سنکر کہا
کہ مینے کئی ہزار سال پیشتر اسوقت سے یہی تقدیر کی ہی ساحرہ نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی ساحرون
مین کمر بندی ہونے لگی ہلکارے جلد بارگاہ اسلامیان مین آئے بادشاہ عالم پناہ سرجہانبانی پر آکر جلوہ

فرما ہوے تھے سردار آتے جاتے تھے کہ ملکارون نے طبر طبل یورش بجنے کی اور اسم آعظم بند ہونے کی عرض کی بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ طبل سکندر بجے اور فوج تیار ہو بنا بر حکم بادشاہ ستودہ شیم **چالاک** نقار خانہ مین گیا اور طبل جنگ بجا لشکر مین کمر بندی ہونے لگی کوس دبوق بجنے لگے بہادر ہتھیار تن پر سجنے لگے امیر کا اسم آعظم ہر چند کہ بند ہے مگر جز بیکل پہنے ہین اسوجہ سے ہوش وحواس درست ہین خبر سورش سپاہ حریف گمراہ سُنکر آپ بھی مسلح ومکمل ہوکر اسقر پر سوار ہوے اور جانب رزمگاہ چلے بادشاہ بھی مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر بیٹھکر با فوج کثیر روانہ ہوے اوسوقت لشکر کی عجیب آن بان تھی دلاورون کی والا شان تھی ایکطرف سے **لندھور** فیل میمونہ پر سوار نولاکھ ہندی ساتھ لیے ایک سمت کو **مالک اژدر** اسی ہزار ذیرہ دار سے لشکر کو رونق دیے اسی ہزار نیزون کے سایے مین بہادرون کا چلنا گویا شیرون کا نیسان مین پھرنا تھا کہین کماندار پشت پر کمانین لگائے تھے یا برج توس مین بہرام آگیا تھا خنجر گذارون کو دیکھکر برج دوپیکر تھرا گیا تھا بادشاہ کل فوجکو لیے روانہ تھا کہ ابیات

ز دریا بدریا سیہ گستر دید	ز لشکر کسے روے ہامون ندید
ز لشکر جو کرہ اندر آمد بگرد	زمین آہنین شد ہوا آبنوس
برآمد ز ہر دو سپہ بوق و کوس	زمین آہنی شد ہوا آبنوس
تو گفتی کہ گردون بپردہمے	زمین از گرانے بدرّد ہمے

اسی شوکت وشان سے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ ساحرہ اژدر پر سوار پس پشت بارہ ہزار ساحر نابکار سامنے سے ظاہر ہوے ڈمرو اور نفیر کا غل تا بہ فلک جاتا تھا قوس کی آواز سے ہندو کا فلک خ کھاتا تھا شعلۂ آتش کے وہان ساحران سے نکلتے تھے اژدر سحر کے زہر اُگلتے تھے ایک سمت سے لقا فوج بیقیاس ساتھ لیے ہاتھیون کو زنجیرہ بند کرا کر تخت رکھوا لے خواصی مین شیطان کو بٹھائے آکر ٹھہرا اور صفین جمنے لگین ساحرہ کو تو منظور تھا کہ آج ایک ہی سحر مین سبکو غارت کردون اسوجہ سے اژدر اُڑا کے آگے بڑھی اور زبان بنصیحت کھولی سپہ سالار کیصورت بنا ہوا عیار بھی ایک ساحر سے اژدر بنوا کر ساتھ آیا ہے وہ ترتیب ساحران مین مصروف ہوا اور ساحرہ کی بھی قتل کی فکر کرنے لگا تھا کہ یکایک ساحرہ نے پکار کر کہا کہ اے بندگان خداوند اب بھی کچھ نہین بگڑا ہے اگر خداوند باختر کو سجدہ کرو تو مین خطا تمھاری معاف کردون ورنہ آج تم سب ریجاؤ گے جان سے بچارے جاؤ گے کیونکہ

اسم اعظم حمزہ کا تم سبکو بڑا زور تھا سو وہ دیکھو مینے بند کیا ہے یہ کہکر بقدرت خدائے اکبر سنے شیشہ چھوٹی سے نکالا اور ہاتھ بلند کرکے دکھایا کہ دیکھو اسمین اسم اعظم بند کیا ہے اب ایک ہی سحر مین تم سبکا خاتمہ ہے اسنے تو ہاتھ کو بلند کیا لشکر اسلام سے مقبل جوشب تا رمین بال کو تیر سے اوڑا دیتا ہے پس پست امیر اپنی فوج لیے کھڑا تھا بس تیر کمان رکھکر ہاتھ ساحرہ کا بلند ہوتے ہی نشانہ لگایا کہ وہ تیر آتے ہی شیشہ پر پڑا ادھر سے سیارہ جو سپہ سالار بنا کھڑا تھا اسنے پتھر مارا کہ شیشہ چکنا چور ہوا اور شرط ساحری جو کی گئی تھی کہ جبتک شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم نہ چھوٹے چنانچہ شیشہ کے ٹوٹتے ہی وہ شرط باطل ہوئی وہ جانور نکلکر جلگیا اسم اعظم امیر کو یاد آیا اور قدرت حقتعالی جلشانہ دیکھے کہ پتھر جو عیار نے مارا تو ساحرہ اسکی طرف دوڑی اور ایسا گھبرائی کہ سحر سے گرفتار کرنا بھولی پس جب عیار پر چلی وہ سمت لشکر اسلام بھاگا یہ بھی ادھر ہی چلی لشکر ساحران نے جانا کہ مالکہ ہماری حملہ اور ہوئی پس وہ بھی لینا لینا کہکر چلے فوج کو آتے دیکھکر اہل اسلام نے بھی گھوڑے اوٹھا دیے اسوقت تو لقا نے بھی حکم جنگ دیا سپاہ چار سو سے گھر آئی لیکن ساحرہ اژدر پیسے اڑکر بلند ہوئی تلاش عیار کرنے لگی عیار تو جاکر کہین چھپ رہا مگر لشکر اسلام قریب تھا وہان سپہ سالار اسکا جو عیار کی قید مین تھا ایک خیمہ مین اوسکو مقید نظر آیا چند آدمی کے پہرے مین قید پہنے بیٹھا تھا پس اوسکو قید دیکھکر خنجر بنکر جو گرہی زنجیر وغیرہ سحر سے دور کرکے اوٹھا لیگئی اور اپنے لشکر مین آئی یہان تلوار چل رہی تھی اسنے اوسکی زبان سے سوزن نکالکر چھوڑ دیا اور آپ اکر لڑنے لگی اتنےعرصہ مین یہان لاشون کے انبار تھے نوجوان جان دینے پر تیار تھے عروس مرگ سے بہت ہکنا رہے کس خوشی سے دست و پا من خون کی منہدی لگاے زخمون کے ہار پہنے خلعت شاہانہ بر مین کیے شاہد اجل کے گلے مین ہاتھ ڈالے جوانی کی نیند مین خاک پر تکیہ لگاے رات بھر کے جاگے سو رہے تھے خواب عدم مین مانے ہو رہے تھے وہ تلوار بھڑکر چلی تھی کہ نوک مژگان سے بھی یقین کارزار تھا اجل کا گرم بازار تھا امیر کا نعرۂ شیرانہ بلند تھا اور سا خرونکو زیر تیغ رکھ لیا تھا قہر نگاہ نے ہزارون طرح کا سحر کیا تھا کہ مین امیر پر غالب آون مگر امیر کے ورد زبان اسم اعظم تھا کسی سحر نے اثر نہ بخشا ناچار اژدر بنکر سامنے آئی اور چاہا کہ نگلجاؤن امیر نے اسم اعظم پڑھکر تلوار لگائی کہ سر پر بیٹھکر دم کیطرف سے نکلگئی العیاذ باللہ اسکے مرنے سے وہ صدا ے مہیب آئی کہ دنیا دہلگئی ساحرہ ساحری وار کرکے ٹوٹ پڑے کہ قاتل بچکر نہ جاے ادھر فوج لقا نے یورش

گیا پھر تو ہوائے خزان گلشن جان سبا زان مین چلنے لگی سر برنگ برگ خزان دیدہ کرنے لگے سبزہ روش سبزہ آغاز مرکر پامال ہوتے تھے شمشیر جانستا نخل قامت کے لیے کار تیشہ کرتی تھی صرصر فنا چلتی سوت دم سرد بھرتی تھی تلوار دنکی چمک موج امتہاج گلشن تھی بوے گل کیطرح روانی ترسن تھی ۔ نظم

گو گردش نیزہ اندر نہاد	پران نرہ دیوان پیغو نژاد
ہمی درخت شان سنیہانا پشت	چنین تا بسے سرکشان را یکشت
ہم انگاہ اندر گریز ایستاد	بشد رویش اندر بیابان نہاد
پس اندر نہاد ند اسلامیان	بدان لشکر بیمر ساحسران

جب ساحرہ ہلاک ہوئی وہ چھینکے جنمین سردار تنکے تھے غائب ہوے اور سرداران نے دیکھا کہ ہم زمین پر بیٹھے ہین گھوڑے بھی جو پتھر ہوے تھے صورت اصلی پر آکے سردار رہا ہو کر لڑنے لگے یہانتک کہ لقا نے شکست کھائی وہ سردار جنکو سحر نگاہ نے قید کیا تھا مرنیسے ساحر کے قید سحر تو دفع ہوئی تھی مگر قید پرستانین تھے جب پڑاؤ پر کے لوگ بھاگے وہ بھی قید توڑ کر لڑنے لگے آخر لقا فرار ہو کر داخل قلعہ کوہ عقیق ہوا اہل اسلام قتل و غارت کر کے پھرے طبل آسائش بجا خیمہ گاہ پر آکر سب نے مکر کھولی آرام پذیر ہوے ادھر لقا بھی داخل دارالعمارہ قلعہ ہوا اور ایک نامہ تہدید و عتاب افراسیاب کو اسنے لکھا کہ اے بندۂ غافل تو جسکو ہمارے پاس بھیجتا ہے وہ ایسا کبر و غرور ظاہر کرتا ہے کہ ہم اُسکو غارت کرا دیتے ہین یہ دونو ساحر جو تو نے بھیجے تھے از راہ نخوت مارے گئے اب اور کسی ساحر کو ہماری مدد کے لیے روانہ کر دو ورنہ صورت توقف بدولت تجھسے ناراض ہو کر جانب کوہستان چلے جائینگے یہ نامہ پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا جو ظاہر ہو کر اوٹھا لیگیا یہ تو انتظار ملک مین بسر کرتا ہے اور لشکر اسلام آرام سے اترا ہوا ہے مگر اب حال برّان بیان ہوتا ہے کہ نامۂ مطلوب پڑھکر تا دیر بیقرار رہی آخر سنگ صبر دل پر رکھکر جبر اختیار کیا اور بارہ دری سے نکلکر وزیر کو بلایا بخت طاؤسی سکے ہمراہ کر کے شترہ سو ساحر کو حکم دیا کہ ہمراہ تخت جائین اور مقام حملہ بادشاہی جائے ملکہ مہرخ کو باغ عیش سے لائے بنا بر حکم وزیر والا تدبیر جلوس سواری کا لیکر روانہ ہوا اس باغ مین مہرخ ملکہ برّان نقلی کے پاس بفراغ خاطر مصروف عشرت ہی کہ یکایک دمکا بجتا سنائی دیا اور لمحہ بھر مین وزیر رزان سندبل فرزانت سر پر آ دربار باغ پر جلوس چھوڑ کر

سامنے آیا نذر دی پھر عرض کیا کہ چلیے ملکہ طلسم بانو ان شمشیر زن نے آپ کو بلایا ہے مہرخ حیرت
مین ہوئی کہ ایک تو برّان میرے پاس بیٹھی ہے اب کونسی برّان نے بلایا ہے اسی سوچ مین تھی
کہ اس نقلی برّان نے ہنسکر کہا اے ملکہ تشریف لیجائے کچھ تردد نفرمایئے چنانچہ مہرخ بھی رہنے
دانی طلسم کی ہے کچھ سمجھ کر اوٹھی اور در باغ پر ہمراہ وزیر آئی کہارون نے تخت طاؤسی حاضر
کیا یہ سوار ہوئی سوار ہوتے ہی شتری فیلی نقارے بجے علمون کے پھریرے کھلگئے بان بردار برچھی بردار
خاص بردار قشون قشون آگے بڑھے شیخ گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرنے لگے قرق زخیرا کے کھنچنے
لگی جال ادب کا پڑ گیا کہ سراسر گوہر نگار تھا مڑہے عصا می نقرے وطلائی لیکر دو رویہ انتظام کرنے
لگے نقیب نے صدائے ادب وتفاوت بلند کی چاوش نے ندائے دور باس جو رگردون کو دی ساحرون
اور جادوگرنیون کے غول سحر کی سواریون پر سوار ہوکر جلو مین چلے ہزارہا گھنٹے اور ناقوس بجنے
لگے گئی سو پریزادان طلسمی گلبدن رشک چمن عہدہ ہاتھ نمین لیے تخت ملکہ کو گھیرے
زر وگوہر سر پر نثار کرتی چلین وزیر مذکور چتر سر پر لگائے پس پشت گھڑا غرض وہ معروض کا
اسے اختیار ملا تھا ہزارون طرح کے باجے آگے بجتے تھے کوس ودمل گرجتے تھے سواری
اسطرح بہ آسائش نرمی کے ساتھ روان تھی کہ جیسے گلشن مین باد بہار چلتی ہے سرو قامت وشمشاد قد
جلو مین روان چشم نرگس کیلج دیدۂ روزگار اس بہار کو دیکھکر حیران کہ بمقتضائے ابیات

فلک کو دیکھکر یہ شان وشوکت	سراپا ہوگئی تھی بسکہ حیرت
پریزادان زرین پوش ہمراہ	ستبرگلبدن سب غیرت ماہ
خزانہ ساتھ مالا مال زر سے	بھری تھین جھولیان لعل وگہر سے
مصاحب اور رفیق اسکے تھی ہمراہ	وہ تھے راہ سفر سے خوب آگاہ
طلائی ساز سے گھوڑے تھے تیار	جوانان تہمتن آنسہ اسوار
جواہر سے بھرا تھا دامن زین	گہر جہا لر مین اسکے نشیل پروین
ہزارون جوبدار اور خاص بردار	کمر بستہ پئے خدمت تھے تیار

اسی تجمل وشان سے جب کچھ دور سواری بڑھی ایک قلعہ نظر آیا کہ بالکل چاندی کا بنا تھا
اور قلعہ کھلا تھا بارہ ہزار سوار نقرہ پوش کہ تمام لباس انکا چاندی سے مملو تھا وہان کا حاکم لینے

پیرا استقبال ملکہ موصوف آیا تھا جب سواری قریب قلعہ پہنچی اہل قلعہ نے سلامی اڑائی بادشاہ نے بڑھکر نذر دی پھر اندرون قلعہ لیکر داخل ہوا تمام قلعہ کی عمارت چاندی کی بنی تھی بروج و مکان دھن کیطرح سعادت مین بنی سنوری تھے داروغہ نہایت حسین لباس و زیورسے آراستہ دکانین سب چاندنی سے فرش عمدہ سے پیراستہ گلیون مین مشک و عنبر کی خوشبو آتی دماغ جان بساتی آمد ملکہ سے تمام شہر آئین بندھا تھا حسن آرایش مین مہر و ماہ سے دوچند تھا ہر جگہ حسن و خیز ہر مکان دلا ویز پریونکا جابجا جمار سودے والی عورتون کا ایسا نقشا سراسر طلسمی کارخانہ تھا ملکہ وہان کی کیفیت ملاحظہ فرماتی چلی جاتی سواری کی کیفیت کیا کہے خلقت چلی آتی زر و جواہر و گوہر لٹتا تھا عجب آطر تو پیدا اسیطرح اوس کے دوسرے ناکہ سے سواری نکلکر آگے بڑھی شاہ نقرہ پوشان مع اپنی فوج کے ہمراہ آیا یہانتک کچھ دور بڑھکر قلعہ ہفت رنگ دکھائی دیا اس قلعہ مین گو کہ ملکہ بُران رہتی ہے لیکن انتظام قلعہ ملک ہفت رنگ جادو کے سپرد ہے ملکہ موصوف تو کل طلسم کی مالک ہے یہان عیش و نشاط کیا کرتی ہے جو کوئی ایسا ہی کام ہوتا ہے وہ معرفت قلعہ دار مذکور کے سامنے ملکہ کے پیش کیا جاتا ہے وہ حکم دیتی ہے ورنہ عیش و عشرت سے مہلت اسکو کہان ملک کے جھگڑے سے کیا مطلب الی اصل ہفت رنگ جادو قلعہ سے باہر نکلکر ایک لاکھ سوار کی معیت سے براے استقبال ملکہ مہرخ آیا تھا اور قلعہ بھی وہ ہے کہ جدھر سے عمرو کو ملکہ لیا یا تھا یہ اور سمت کا دروازہ ہے ہزارہا ساحر فصیلہاے قلعہ پر استادہ ہے نوبت و نقارے بجتے سارا در و سامرہ پھولیون مین پھول جواہر کے بھرے نثار کرنے کو کھڑے ہین جب سواری قریب دروازہ آئی قلعہ دار کی پہلے نذر گزری پھر افسران لشکر نے نذر دی پلٹنون اور رسالونمین نذر دی گئی اہل قلعہ نے پھول نچھاور کیے اوپر سے پھول کیا گرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ پھولونکا مینھ برستا ہے خوشی کے شادیانے بجتے ہین غرضکہ سواری داخل قلعہ ہوئی اس قلعہ کی تعریف بروقت داخلہ عمرو بیان ہو چکی ہے مکرر لکھنا ضرور نہین ملکہ مذکور نے تمام قلعہ مینو سواد بہشت نزاد پایا باغہاے پایا رنگا رنگ کے دلنشاد پایا مکانات جواہر کی پچی کاری کے ہوے قصر فریدون سے بہتر بنے ہوے دل مرغہ و پیشہ مرفہ الحال ساکنان شہر حسین و صاحب جمال خوش وضع و خوش اخلاق و صاحب کمال و کانین کھیلین شہر مین رونق و تزئین ہر گلی و کوچہ مین خلقت کا ہجوم سواری دیکھنے کی دھوم

سڑاہ دکانین اور گلیون مین مردمان شہر کا مجمع کرون اور کوٹھون پر عورتون کا دیکھنا ہر طرف
کھما کھم صغیر و کبیر شاد و خرم غرضکہ شہر سے پھر کر دلتسرے بران پر سواری آئی بران اپنی جگہ
پر بیٹھی تھی کہ سحر نے آمد سواری کی خبر دی اسنے خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے مہرخ کی سواری قریب
آئی ہے چلکر لے آئین عمرو یہ سنکر اوٹھ کھڑا ہوا ملکہ کے ہمراہ اور سب شہزادیان اور عزیزان شاہ
کو کب بھی روانہ ہوے ملکہ مجلس و سہیل و اختر بن سہیل و عمران جاوید و غیرہ ساتھ
ہو کر دروازہ پر دارالعمارہ کے آئے وہان انتظام سواری دیکھا مہرخ نے بھی بران کو دیکھکر فی الفور
تخت سے کنارہ کیا جب اوتر پڑی بران آگے بڑھکر بغلگیر ہوئی اور لیکر چلی یہانتک کہ اسی دارالعمارہ
مین ایک طرف کو ایک دروازہ علاوہ اس دروازے کے لگا تھا کہ جسمین سے ملکہ بران جو مہرخ کو لیکر آئی ہے
چنانچہ اس درمین پردہ عمدہ پر زر پڑا تھا وہ چرخی پر کھچا ملکہ مہمان لوگ لیکر اس مکان عالیشان داخل ہوئی
دیہوڑی پر محلدار بیٹھی تھی ہزارہا قلماقنی ترکن جشن پہرے پر تھی بسنے تسلیم کی ملکہ داخل قصر ہوئی عمرو نے
دیکھا کہ یہان بھی خانہ باغ بنا ہے وہ جگہ نہین ہے کہ جہان مجکو ملکہ اتارا ہے باغ مین وہ بہار ہے کہ بہار گلزار
بہشت صدقے ہر بار ہے کیا صفت اس چمنستان پرفزا کی بیان ہو یہ اشعار تعریف مین کافی ہین نظم

بہارِ موسمِ گل کی تھی آمد	چمن مین بلبلین تھین شاد از حد
زمرد رنگ پتے تھے شجر مین	بہارِ تازہ تھی گل مین ثمر مین
لدین پھولون سے تھین شاخین بہت	سمن اور یاسمن نسرین فضا پر
نوا سنج اوسپہ تھے مرغ خوش الحان	روش طوطی کے بلبل تھی غزلخوان
بنے سرکش چمن مین سرو شمشاد	خدا کو کر رہی تھین قمریان یاد
روان زیرِ روش تھین آبشارین	تصدق موسم گل پر بہارین
قدم رکھا جو ان نے اور بڑھکر	تو دیکھا ہے مکان جنت سے بہتر
وسیع اسدرجہ تھا جو عقل سمجھے	کہ متصل مکان اوسمین بنے تھے
فصاحت سے بھرا تھا صحن خانہ	کھچا تھا شہ نشین پر شاہیانہ

جواہر کا رہا وہ دری آراستہ اسباب شاہانہ سے پیراستہ تھی ملکہ نے مہرخ کو لاکر مسند پر بٹھایا آپ
بھی مع خواجہ اور جملہ شہزادیون کے بیٹھی طوائفان زہرہ تمثال خضر ہوئین رقص ہونے لگا جام بادہ

بادۂ احمر کا آغاز ہوا وہ جشن اگر نگاہ جمشید سے گذر جاتا جیتے جی حسرت سے مرجاتا پیالۂ عشرت آگین اگر جلسہ شیطان دہر خراب آباد کو اس انجمن کا میسر ہوتا تو ایسے شاد ہوتے کہ کبھی نہ برباد ہوتے گرد حشر تک مست رہتے قبر سے دامن لبکتے اٹھتے زہے محفل عشرت نشاط دخوبی انجمن ابنساط کہ ساغر دہان کے قدح مہر و ماہ کو شرماتے تھے پرانے ٹھیکرے بتلاتے تھے انجمن پر فلک کا گوہر انجم نثار کرنے کو جی چاہتا تھا بلکہ بھلکر خود صورساگین آبگینہ بنا تھا صراحی کو دیکھکر چرخ ہمیشہ بشکل مینا رہیگا اسی جلسہ کو یاد کرکے رقصا کریگا شیشون کی قلقل صدای خندۂ گل تھی ایسے کے قہقہے کی آواز نغمہ نشاط بلبل تھی گل پیرہنان نسرین بدن زیب محفل رقاصون کی چھلبل پر برق درخشان خجل واقعی عجیب جلسہ تھا یہ ہنگامہ تھا نظم

سرود ساز نے دی اپنی آواز
صدا گھنگرو کی پہونچی آسمان تک
کیا پہلو کو ہر اک دل نے خالی
ہجوم نالہ اپنا رنگ لایا
کسی نے لخت دل دامن میں بھر کر
کمال شوق میں آنسو بھر آئے
رہا سامان رقص نازنینان
صدا شور مبارک باد نے دی
رہا کچھ دیر یہ جلسہ طرب کا
بڑا سا ایک دسترخوان شفاف
بچھایا دور تک اور اسپہ کھانے
نئی صورت نئی خوشبو نئے رنگ
فراغت پائی کھانے سے جو سب نے

بر اے رقص اٹھے ہر صاحب ناز
ندائین آئین تحسین کی زبان تک
نہ دے کچھ اور مضمون خیالی
کسیکو اپنے قابو مین نہ پایا
کئے قربان رقص ہر سمن پر
ہر اک نے ہاتھ مین دامن اٹھائے
ہوے محفوظ خاطر سارے مہمان
تسلی خاطر بہ باد نے دی
بکا دل نے چنا پھر لاکے خاصا
کہ تھا جسپر گمان عارض صاف
چنے لا لاکے موخ سے ٹھکانے
وہ کھانے دیکھکر ہو آدمی دنگ
تو باندھا رنگ پھر عیش و طرب نے

پھر ناچ دیکھنے مین سب مصروف ہوئے سیر باغ بھی کرتے جاتے تھے اتفاقاً ملکہ مہرخ کی نظر گل دسنبل باغ پر پڑی کبھی کا ہیکو یہ بہار نگاہ سے گذری تھی ہر چند کہ اسنے باغ سیب و باغ عشرت شداد جاودان کی سیر دیکھی ہے لیکن یہانکے پھولونکا کچھ رنگ نرالا تھا بہار نے طرفہ سا خمار نکالا تھا

ہر نہال مین ہزار ہا رنگ کے گل کھلے تھے وہ شجر نگار خانہ چین کو شرماتے تھے **مہرخ** اوس بہار کی شائق دید ہو کر جلسۂ مسرت سے اُٹھی **بران** وخواجہ سے باتین ہوتی تھین کچھ خیال نرہا کہ یہ کہان جاتی ہے اور ملکہ مذکور باہ در سی سے نکلکر اسباغ مین آئی روش اور پتری پر پھرنے لگی نظارہ گل اور بلبل سے دل بھلاتی تھی اور یہ لب پر لاتی تھی **بیت** نکیون دیکھین بہار نوجوانی + جہان مین چند دن ہے زندگانی + غرضکہ یہ تو تماشے باغ مین مصروف تھی اور **بران** خواجہ سے مالوف ہے لیکن شاہ **افراسیاب** جو قسم کھا چکا تھا کہ مین **مہرخ** کو پکڑ لاؤنگا پس بعد دستخط عریضہ قہر نگا اپنے مقام سے غائب ہو کر ایک صحرائے سبزہ زار مین اپنے طلسم کے ظاہر ہوا اس جنگل مین ایک برج بنا تھا کہ اسمین ہر سمت دروازہ لگا تھا یہ اوس مین داخل ہوا اور ایک سمت کا دروازہ سحر پڑھکر وا کیا دروازہ کھلتے ہی **طلسم کوکب** سامنے نظر آنے لگا اسطرح سے کہ جیسے **بران** نے طلسم ہوشربا برج مین سے دکھلایا تھا فی الجملہ شاہ جاودان اس برج سے جو سنا ما بھر کر اشل **کوکب** کہ جیسے وہ طلسم ہوش ربا مین آیا تھا یہ بھی آن واحد مین اسکے طلسم مین جا پہونچا جب اسکے طلسم مین پہونچا تو بزور سحر معلوم ہوا کہ قلعۂ ہفت رنگ تک سات ملک راہ مین پڑینگے پس یہ دریافت کر کے پھر کڑکڑا کر اڑا تو تین ملک طے کر کے چوتھے ملک مین آکر گرا کیونکہ بادشاہ ساحران ہین اتنا زور سحر کو دیا کہ ایک سنا ٹے مین تین ملک سے گذر کر چوتھے مین دم لیا وہان جب گرا ذرا ٹھہر کر چلا تھا کہ دم لون مگر ہر ایک ملک مین جا بجا مقرر ہین کہ وہ غیر شخص کو آنے سے منع کرتے ہین جیسا ذکر نامہ دار مین یعنے **قرطاس** کے حال مین بیان ہوا تھا کہ جب وہ سرحد طلسم پر پہونچا تھا تو ساحر مانع آئے تھے فی الجملہ جب شاہ جاودان چوتھے ملک مین اسم طلسم کے پہونچا یہان سترہ ہزار ساحر شاہ **کوکب** کا رہتا ہے اور اونکا مالک **نشاط** نام قلعہ کی حکومت کرتا ہے اوسکے پاس ان تینون ملکون کے حاکمون کیطرف سے پیلہای سحر نے خبر دی کہ بڑا غضب ہوا ایک ساحر بزور سحر نہایت تیزی کے ساتھ ہمارے ملکونسے گذر گیا دیکھیے بادشاہ طلسم کا کیا عتاب ہمپر ہوتا ہے لہذا تم خبردار رہنا اور اوسکو روکنا یہ حال دریافت کر کے **نشاط** مع فوج کے تیار ہوا اور اس اثنا مین **افراسیاب** بھی اس ملک مین پہونچکر ایک صحرا مین دم لینے ٹھہرا تھا کہ سترہ ہزار ساحر سے **نشاط** نے آکر گھیرا اور ہر سمت سے سحر سب نے کیا کسینے دھوان پیدا کر کے دنیا اندھیر کر دی آندھی سیاہ پیدا کر کے اس خاکدان پست کو چاہ بابل بنا دیا خاک اس مغاک مین پھر دی کہین آگ

برسی کہین سنگباری ہوئی افراسیاب کو تو یہ منظور ہے کہ جیرا آپسے کوکب نہ خبر ہو کیونکہ اگر وہ آگاہ ہوگا تو برابر کی لڑائی پر جائیگی پھر نہرخ کا گرفتار ہونا مشکل ہے کیلیے کہ وہ اپنا مقابل ہے پس وہ ساحر جو سحر اسپر کر رہے تھے وہ کچھ مرحلہ پر کے تھے ملازمان شاہ کوکب تھے یہ اونکی حقیقت جانتا ہی یہ خود شاہ طلسم اور شہنشاہ ساحران کہلاتا ہے البتہ مرحلہ طلسم سے تو ناچار ہے کہ وہان کی زمین طلسم بند ہوتی ہے اور ساحر بھی وہان کا معین کردہ بانیان طلسم ہوتا ہے جو آفت کہ اوس مقام سے پیدا ہوتی ہے اور جو سحر کہ وہان کا ساحر کرتا ہے اسکا دفع کرنیوالا سوائے طلسم کشا کے اور کوئی نہین کہ وہ لوج سے حال کرکے اس ساحر کو قتل کرتا ہے اور مرحلہ فتح کرتا ہے خلاصہ یہ کہ اگر کوکب چاہی کہ طلسم ہوشربا کے مرحلہ پر جاوین تو نہ جاسکیگا اور اگر افراسیاب چاہے کہ مین کوکب کے مرحلہ طلسم پر جاؤن تو ناممکن ہے ہان اپنے اپنے طلسم کے مرحلونپر ہر ایکا دشاہ جاسکتا ہے فی الجملہ یہ ساحر غیور جلے کے جب افراسیاب پر سحر کرنے لگے اسنے اُن سب کے سحر روکر کے ایک ایسا سنر ٹرچھا کہ ہوا ہی سرد جسمیں وزان ہوئی اور اون ساحرون کے جسم مین لگی وہ سب بیہوش ہوگئے اور اسنے پھر واز کی مظم

کبھی چمکا ستارہ سا فلک پر	چمک بجلی کی صدقے تھی لپک پر
اڑ جاتا تھا یون بیتاب و مضطر	کہ پارہ ڈالین جون آتش کے اوپر
کمر آزار مہرخ پہ تھی باندھی	وہ یون جاتا تھا جیسے آئے آندھی

غرضکہ چوتھے ملک کو طے کرکے جب پانچوین قلعہ کی حدود پر پہونچا وہان کے ساحرون نے جو پہرے پر تھے اوسکو دیکھا کہ ایک ساحر بڑی تیزی سے جاتا ہے سمجھے کہ یہ غیر شخص ہے اسکو روکنا چاہیے پس حربہ ہاسحر لیکر پرواز کی اور سقف گردونمین گویا آگ لگائی اسطرح آتش سحر ا بفلک پہنچائی افراسیاب اونکو دھوکا دینے کے لیے ایک ستارہ بزور سحر بنا اور سینے دیکھا کہ وہ ستارہ ٹوٹکر ہوکر آدھا زمین پر گرکر غرق زمین ہوا اور نصف قندیل فلک ہوگیا یہ ساحر حیران ہوے کہ اب کسکا تعاقب کرین ناچار ہوکر سحر کرنے سے رُکے اور شاہ جادوان سناٹا بھرے نکلا چلا گیا ان ساحرونسے اور بونہ کچھ ہوسکا مگر طائر بنکر اوڑے اور قلعہ کوکبیہ مین کوکب سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھا اسکے سامنے آئے اور مجرا گاہ پر ٹھہر کر صورت انسان بنکر سر تسلیم خم کیا پھر دعا و ثنای شاہی بجالائے قطعہ

دعا کیواسطے گویا اٹھا تو اپنے ہاتھ	صفت کا اُسکے بیان تجھسے غیر امکان ہے

الٰہی تا رہے گل سے محبت بلبل — بہار لطف ہے جبتک جہان گلستان ہے
ریاض دہر مین جبتک ہے گل خورشید — الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہے
دکھائی دے گل رعنا کیطرح تا شب و روز — خوشی سے تا کہ یہ طاؤس چرخ قصان ہے
رہین فلک پر یہ جبتک ثوابت و سیار — زمین پہ تا کہ یہ گردان سپہر گردان ہے
ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہے ذکر — جہا نمین تا کہ یہ طلسمات دایجیوان ہے
الٰہی تا رہے اور رنگ زر نگار سپہر — زمین تا قہ خادر کے زیر فرمان ہے
رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم — کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہے

ایک ساحر کہ ظاہرا افراسیاب معلوم دیتا تھا اسطرح سے جانب قلعۂ ہفت رنگ گیا ہے ہے
رک نہین سکا ہے اطلاعاً عرض کیا یہ کہکر وہ سب چلے گئے کوکب نے کچھ سحر پڑھا کہ چار پتلے بلور کے
ایک صندوق کے لیے اڑتے ہوئے آئے بادشاہ نے مثل افراسیاب سوا سوا اشرفی اوس صندوق پر
چڑھا کر کتاب نکالی دیکھا تو وہ کتاب مثل آئینہ کے ہے کہ شیشہ اسپر جڑا ہے چوکھٹا زمرد کا اسنے آئینے
آئینے کو سامنے رکھکر عرض کیا کہ اے مرات واقعہ مجھپر آئینہ گر کہ کون اسم طلسم مین کیا ہے یہ عرض کرتی
اوس آئینے سے ایک پنجہ نکلا بادشاہ نے قلم اوس پنجہ کو دیا اور کاغذ زیر قلم رکھا پنجہ نے لکھدیا کہ افراسیاب
آیا ہے اسنے پھر عرض کیا کہ یہ معلوم ہو کہ وہ کیون آیا ہے پنجہ نے لکھا کہ مہرخ کو پکڑ کر لی آیا ہے پھر معلوم
کر کے آئینہ کو صندوق مین رکھکر روانہ کر دیا اور اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمنے سنا کہ کون آیا
ہے ایک ساحر لقمان جادو نام نے کہ بہت مغرور ہے عرض کیا حضور ارشاد کرین کہ کون آیا ہے شاہ
نے فرمایا کہ یہ زبردستی دیکھو افراسیاب ہمارے گھر مین گھس آیا ہے یہ تو یہ کہا ہے کہ وہان افراسیاب
قلعہ ششم و ہفتم سے بھی گذرا اور اسقدر بلند ہوا کہ قلعۂ کوکبیہ جہان کوکب بیٹھا باتین کر رہا ہے
نظر آنے لگا از بسکہ کوکب دریہ نور افشان جادو سے پڑھے ہین تو آپسمین پیر بھائی ہین اور جب
یہ وہ ہم مکتب تھے تو جسطرح لڑکے بیت بازی کرتے ہین یہ سحر سازی کرتے تھے اور کبھی یہ اسے
بیہوش کرتا تھا اور کبھی وہ اسکو بیہوش کرتا پس اسوقت کوکب کو دیکھکر اسنے چاہا کہ غافل تو ہو رہا ہے
اسکو بیہوش کر دون اور بفراغ خاطر مہرخ کو پکڑ کر لیجاؤن غرضکہ اسنے سحر پڑھا چند پر جادو کے
اسکے سامنے آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ اے بادشاہ وہ زمانہ اور تھا کہ ہم شاہ کوکب کو بیہوش

کر دیتے تھے اب وہ بادشاہ طلسم سے ہمارا بس اپر نہ چلیگا اسنے کہا کہ تم جاکر اپنا کام کرو اگر وہ بیہوش نہو گا تو کچھ غافل تو ہو جائیگا یہ سکر کے حسب الحکم روانہ ہوئے اور افراسیاب جانب ملک ہفت رنگ چلا لیکن کوکب پر اس سحر کا جو اسنے بھیجا ہے اتنا اثر ہوا کہ بجز خیال ملکہ مہرخ جاتا رہا یہ یاد نہ آیا کہ وہ ملکہ بھی میرے یہان مہمان آئی ہے پس اسنے بعد ادراک مدافراسیاب ایسا سحر پڑہا کہ چند ہرا سکے سامنے بھی آئے انسے حکم دیا کہ جاؤ قلعہ ہفت رنگ مین عمرو برّان کی حفاظت کرو خبردار کوئی انکو پکڑ نہ لیجائے ان دونون کی نسبت تاکید بلیغ فرمائی اور مہرخ کا نام بھی نہ لیا پھر اوسکے فرمانے سے اسی باغ مین جہان جلسہ دعوت ہوا آئے اور برّان وہ تخت جہان بیٹھے تھے اونکو گھیر کر ٹھہرے کہ کوئی انپر دست اندازی نہ کرے مہرخ بیچاری سیر باغ مین مصروف ہے اسکی حفاظت کیسنے بھی نہ کی اس اثنا مین افراسیاب قلعہ ہفت رنگ مین پہونچا اور اسقدر بلند تھا کہ نظر نہ آتا تھا اور سحر پڑھنا جاتا تھا کہ ساحران قلعہ مذکور بیہوش ہوتے جاتے تھے کیونکہ وہ سب غافل اپنی جگہ پر تھے اور یہ جدھر سے گذرتا سحر سے ہوائے سرد چلاتا ساحرون کو سلاتا یہانتک کہ اوس قصر دعوت پر آکر ٹھہرا یہان صدائے چنگ و رباب بلند تھی بزم عیش مترتب طبع اہل انجمن خرسند تھی اسنے چاہا کہ بارہ دری مین جاؤن اور مہرخ کو پکڑ لاؤن مگر سمجھا کہ جال سحر کا آگے پڑا ہے بارہ دری کی پڑا ہوگا کیونکہ یہ جگہ شہزادی طلسم کی ہے برّان بیٹھی ہوگی اس سے سخت لڑائی پڑیگی پس یکایک جانا نہ چاہیے یہ سمجھکر چاہا کہ یہین سے سحر کرکے سبکو بیہوش کر دون تو اندر جاؤن اسی فکر مین ٹھہر کر یک بگاہ جو ہر طرف دوڑایا مہرخ کو چمنستان مین مشغول نظارہ گل و ریحان پایا بس خوشنود ہوکر بسان برق جہندہ بڑھکر جو گرا ملکہ مذکور پنجہ مین داب کر لے اڑا وہ بیچاری غافل از جور فلک شنا تو پکاری کہ ای ملکہ برّان میری خبر لیجیے اتنا کہکر بیہوش ہوگئی وہان بارہ دری مین ناچ ہو رہا تھا یہ سب کی آواز یہنی مگر اور ساحر جو سحر سے بیہوش نہوئے تھے یعنے شاہ جادوان کی گذرگاہ سے جلسہ داون کے اوطاق و دروازون پر تھے انھون نے دیکھا کہ ایک ساحر کچھ پنجہ مین دابکر باغ سے اڑا ہی بس انھون نے لینا لینا کا غل مچایا اور حربہائے سحر لیکر اڑے انکے غلغلہ سے برّان نے ناچ موقوف کرایا گھبراکر اٹھی کہ ارے کیا ماجرا ہے عمرو بھی اٹھا دیکھا تو ملکہ مہرخ نہین ہے اور غل ہے کہ ایک ساحر کسیکو پکڑ لیگیا اسنے کہا ای ملکہ مہرخ شاید پکڑ لی اتنے عرصہ مین افراسیاب غرق آسمان ہوکر یہ جا وہ جا اپنے ملک

کیطرف روانہ ہوگیا یہان جو پہر سحر کے براہی حفاظت خواجہ و ملکہ تھے خدمت کوکب مین سے گئے
اور عرض کیا کہ ہمنے حفاظت شہزادی اور خواجہ کی بخوبی کی دشمن انکے پاس تک نہ اسکا ملکہ
مہرخ باغمین پھر رہی تھی اسکو پکڑ لیگیا اور سب خیریت سے حال گذرا کچھ کسیکو باقبال شہنشاہ ضرر
نہین پہونچا بادشاہ سحر کیوجہ سے غافل تھا نام مہرخ سنتے ہی چونکا اور دل سے کہا واہی مردیم
باوجودکہ آئینہ سحر سے حال بگرفتاری اس ملکہ کا تو معلوم کرچکا تھا اُسپر بھی اسکی حفاظت تجھسے
نہو سکی اور بھولا رہا شائد تجھپر دشمن نے سحر کیا اب چلکر اسکی رہائی کی تدبیر کر یہ سوچکر کچھ سحر پڑھا کہ
افسون دشمن بالکل دفع ہوا یہ بزور سحر تخت پر سے بیٹھے غائب ہوکر قلعہ ہفت رنگ اور مکان جلسۂ دعو
مین آیا مگر نظر مردم سے پوشیدہ رہا دیکھا تو یہان برّان کو حال آمد افراسیاب اور قید ہونی مہرخ کا معلو
ہوا اور ساحرونمین غلغلہ ہے عمر نالہ وشیون کر رہا ہے کہ افسوس ملکہ میری لشکر کی شامت ہلاک ہوئی
وائے برغفلت برّان یہ باتین سنکر جایا چاہتی ہے کہ عقب دشمن جاکر کارنمایان کری چالاک بادشاہ
نے دیکھکر ایک آواز دی کہ اے برّان خبردار کہین جانیکا قصد نکرنا تم بیٹھو اور خواجہ کی تسکین و
دلداری کرو مہرخ کو مجھسے ابھی تو یہ کہکر وہان سے عقب حریف چلا عمر نے اس آواز کو سنکر پوچھا
کہ ای ملکہ یہ کون بولتا ہے ملکہ نے کہا شہنشاہ کوکب کی صدا ہے اب آپ سے بیٹھے کچھ رنج نفرمائیے
شاہ خود تشریف لیگئے ہین مہرخ کوئی دم مین آتی ہین اونکو آپ رہا بھین عمر و اسکے کہنے سے بیٹھا تو
مگر بیتاب مضطر رہا نہ چ و گا ناسب موقوف کردیا بیقرار بیان کرنے لگا یہان تو یہ حال ہے لیکن شاہ
کوکب جو عقب افراسیاب چلا سحر کے پتلے اُن ملکونکے بادشاہ پاس کہ جو راہ افراسیاب مین پڑینگے
روانہ کرکے کہلا بھیجا کہ دشمن ہمارا اس سمت کو یہان سے چلا ہے پس تمھارے اسکے راستے
مین پڑینگے ہرگز ہرگز رد کنا نہین کیونکہ عقب اسکے مابدولت آتے ہین جو مناسب ہوگا کرینگے
افراسیاب جس ملک پر پہونچا اور وہان کے حاکم نے اسکو رد کا ساتھ ہی پتلا شاہ کوکب کا پیام
ممانعت لیے پہونچا ساحرون نے تعمیل حکم بادشاہ کی اور اسکو راہ دی کوکب ذرا اسکو اس لیے
دلوائی ہے کہ ابتو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوچکا یہ بادشاہ طلسم میرے غوطا پڑجائیگا کہ افراسیاب ایسا
زبردست تھا جو یہان گھس آیا پس آگر از راہ ملوہ ساحرون کی جمعیت کرکے مہرخ کو مین چھین
لون جب بھی بدنامی ہے کہ لوگ کہینگے اکیلے پر ایسی چڑھائی کی اپنی لگی مین کتا بھی شیر ہوتا ہے لہذا

جس طرح یہ بہادری کرکے تیرے یہان آیا اور مہرخ کو پکڑ لیچلا ہے تو بھی اسکے گھر سے جاکر اس کو چھڑا لا اور اسکو دھوکا دے غرضکہ جب افراسیاب کا کوئی سدِ راہ نہوا وہ بخوف اسکے کہ ملک پر آیا ہے کہین رکا نہین بعجلت تمامتر قطع بعد راہ کرکے اپنے طلسم مین داخل ہوا اور قصد کیا کہ باغ سیب مین سامنے ہین اپنے مالک و افسر لشکر کا حال خراب دیکھین اور کف افسوس ملین کس لیے کہ میری بی بی کو تشہیر ہوتے انھون نے دیکھا ہے اب اس ماجرے کو دیکھین اور میری شوکت کو سمجھین کہ کیسا عوض مینے لیا حاصل مرام یہی تجویز پسند آئی اور سید مجرمہ کو لیے لشکر حیرت مین آیا یہان جو افسر لشکر تھے انھون نے تعظیم دی یہ تخت پر بیٹھا مہرخ کو سپرد کرکے سامنے ڈال دیا اور پتلا سحر کا بھیجا کہ جلد ملکہ حیرت و مصور وغیرہ حاضرین دربار کو جاکر میرے آنیکی خبر دے اور کہے کہ اسیوقت لشکر مین آکر تماشا قتل مجرمہ کا دیکھو پتلا حسب الحکم گیا اور سبکو حکم شاہ پہونچایا ہر ایک شادان و فرحان خدمت شاہ مین آیا حیرت پہلوے شاہین آکر بیٹھی بادشاہ نے سحر پڑھکر مہرخ کو ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی سامنے افراسیاب کو بیٹھے دیکھا پھر آنکھ اپنی بند کرلی اور گویا ئی کہ کیا خواب پریشان دیکھا شاہ جادوان پکارا ہے کہ ای نکمے یہ خواب نہین ہوشیاری و بیداری ہے دیکھا ما بدولت کی زبردستی کو کہ اُس مرد صحرائی یعنے کوکب کے گھر سے مین تجکو پکڑ لایا ای بایمان خود اگر چاہون تو سارا طلسم اسکا برباد کردون یہ تو لاف و گزاف کرنے لگا اور شاہ کوکب جو اسکے عقب چلا آتا تھا اتنے عرصے مین کہ اسنے آکر باغ سیب سے ساحرون کو بلوایا ہے وہ سر لشکر پر آکر تھہرا یا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ افراسیاب کی طبع نجس پر نسیان غالب ہوا یہ خیال بالکل نرہا کہ مین جسکے گھر سے مہرخ کو لایا ہون آخر وہ بھی تو بادشاہ ہے کوئی گھسیارہ نہین پھر کچھ نہ کچھ تدبیر وہ بھی کریگا خلاصہ کلام کوکب کا خیال کیسا نام تک صفحہ دل سے حک ہوگیا یہ اوس سحر کا بدلا ہے کہ جیسے حاملر کو کوکب سے یاد مہرخ اسنے بھلا دی اب اسنے آکر اسکو اپنی آمد سے غافل کیا جب غافل کرچکا تو ماش کا کتا جھولی سے نکالا اور اسکی پتلی بنا کر بیر سحر کا اسمین پھونکا کر حکم کیا کہ تو بصورت مہرخ بنکر غائب ہوجا اور جیب مین مہرخ کو اوٹھا لا ون تو فوراً ظاہر ہوکر اسکی جگہ پر قیام کرنا اور افراسیاب جبتجھکو قتل کرے تو اس پتلی کے قالب سے تو نکلکر میری پاس چلا آنا یہ موجب ارشاد بادشاہ مع اوس پتلی کے غائب

ہو کر اپنے کا پر مستعد ہوا اور بادشاہ سو صوف نے بلند ہو کر سحر پڑھا کہ ایک ابر پیدا ہو کر لشکر
حیرت پر محیط ہوا حیرت نے ابر دیکھکر بادشاہ سے کہا کہ حضور دیکھیے کوئی مددگار معلوم ہوتا ہے کہ اس
مجرم کا آیا شاہ یہ سنکر بسان برق جانب ابر چلا کہ جو کوئی آیا ہے اُسکو بھی پکڑے لاتا ہوں یہ تو
ابر کیطرف چلا اور ساحرون کی نگاہ اُسی ابر کیطرف ہوئی بادشاہ کا جانا سب دیکھنے لگے کوکب
جسطرف وہ ابر تھا اودھر سے ہنکری دوسری طرف آیا اور سحر پڑھکر جانب بارگاہ پھونکا کہ بارگاہ
مین اندھیرا ہو گیا مگر لحہ کی لحہ وہ اندھیرا رہا ایسا کہ اس اندھیرا ہو تیسے اہل بارگاہ نے نگاہ اپنی بھیر سی
تھی کہ کیا ہوا دیکھا تو کچھ بھی نہین ویسے ہی روشنی ہے جیسے پہلے تھی اور مجرم بھی اسیطرح سر جھکائے بیٹھی
ہے انکو تو ثابت نہوا کہ کیا ہو گیا وہان اس اندھیرے مین کوکب نے اپنا کام کر لیا یعنے مرخ کو اٹھا کر بزور
سحر مخفی ہو گیا اور اپنا راستہ پکڑا ادھر سحر کا بجاے مرخ آ بیٹھا اودھر افراسیاب جب قریب پہونچا وہ
ابر بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہو گیا بادشاہ نے نعرہ کیا کہ کون ایسا ہے جو میرا سامنا کرے گا
یہ کہکر کچھ دیر بزور سحر بروے ہوا ٹھہرا یا سیا پھر اوترآیا اور کہا اے حیرت تمنے دیکھا کہ میرے جاتے
ہی پتا بھی نہ ملا جو کوئی آیا تھا وہ کیسا سر پہ پاؤن رکھکر بھاگا سب اہل دربار شناخوان ہوے
کہ اے شہنشاہ کسکی مجال ہے جو آپکا مقابلہ کر سکے یہان تو یہ باتین ہین مگر عیار وغیرہ جو باہر جاسوسی
کو جایا کرتے ہین انھون نے جو مرخ کو گرفتار دیکھا دوڑے ہوے بارگاہ سلامیان مین آئے اور
بصد ادب سامنے تخت ملکہ بہار عالی تبار کے ٹھہر کر صفت و ثناے بادشاہی زبان پر لائے قطعہ

جو خاک ترے در کی ملے سر پر تو بجائے	ابرو سہ نورخ ستایان کے برابر
پھیل جاتی ہے تلوار تیرے بلغ کرم سے	پھولون سے سر ہے چنتا کے برابر

بعد اداے دعا و ثنا حال مرخ از ابتدا تا انتہا بیان کر کے سب عیار ہی چلے بہار نے قید ہونا مرخ
کا جو سنا گریبان چاک کیا تاج سر سے پھینک یا سردار رونے لگے بارگاہ مین کہرام مچگیا آخر سبنے
صلاح کی کہ کچ لڑکر اپنی جان دینا چاہیے کیونکہ شاہ جادوان کے مقابل تو ہونا غیر ممکن ہے
مگر مرجانا امکان مین ہے پس یہ سوچکر بہار نے نفیر سوجاتی لشکر مین طبل جنگی گڑگڑایا بوق و ناقوس
نے گوش فلک کر بنایا ساحرون نے جلد جلد جبر لیان سنھالین بہادرون نے کمرین باندھین
ساحر طائران سحر پر چڑھے بہادران شجاعت نشان نے مرکب کسے بہار سب سے پہلے

طاوس سحر پر سوار ہوئی جبلون فوج بیشمار ہوئی ساحرون کے پرے نشان فوج کے بڑھے نظم

فلک پر جبلار ح سے خسرو روز — ہوئی یون مور پردہ رونق افروز
جڑاؤ سر پہ اسکے تاج زرین — نمایان رخ سے نور ماہ و پروین
پے آرائش فوج فرادان — کیا تھا ابر سحر اُس نے نمایان
جوانان تہمتن اُس کے ہمراہ — ہزارون نازنین سحر آگاہ
گلونمین جھولیان زر تار ڈالے — غضب کے یاد جادو کچھ نرالے
جو لب کھولین پے افسون جہانمین — لگادین آگ اکاخ آسمان مین
چلی سیدان کو القصہ وہ گلرو — لیے ہمراہ اپنے فوج جادو

یہ تو فوج ظفر موج لیکر چلی ادھر طائر سحر نے خبر شاہ جادوان کو آمد لشکر کی پہونچائی کہ آپ غافل بیٹھے ہین بہار لوٹنے آئی بادشاہ نے ہنسکر فرمایا کہ اسلیئے مین اس نمک حرام کو قتل کرے طلسم ظاہر مین لایا ہون کہ اسکے ہوا خواہ بھی دم سرد بھرین اور گلشن ہستی اسکا پامال دیکھین اور برنگ شبنم اشک حسرت بہائین اور کچھ کر نہ سکین یہ کہکر آپ اُٹھا اور قریب دریاے خون روان کیا ایک چھڑی دریا پر لگا کر حکم کیا اے دریاے سحر چار سمت سے اسقدر بڑھ جا کہ لشکر حیرت تک کوئی نہ آنے پاے دریا اسیوقت جوش مار کر ایسا بڑھا کہ لشکر حیرت و بہار کے درمیان مین آکر بہنے لگا عیار بھی صحرا سے برائے رہائی مہر خ فوج عدو مین نہ آئے تھے کہ راہ بند ہوئی خاطر درد مند ہوئی کنار سحر تک اکر پھرے اور راہ مین بہار سے جا کر آشنائے مدعا ہوے کہ اے گوہر بحر شجاعت اپنے ارادے سے کنارہ کیجیے دریاے سحر بیچ مین حائل ہے جانا مشکل ہے بہار یہ خبر سُنکر ملزم رنج مین ڈوبی طاؤس سے گر کر لبان ماہی بے آب فرش خاک پڑی اور کنارے دریاے مذکور کے آئی وہان افراسیاب نے بارگاہ مین پہونچکر حکم دیا کہ جلادان قوی بازو تند خو حاضر ہون بنا بر حکم حکم سرانچہ ہاے بارگاہ اٹھوا دیے کئی ہزار ساحر اسباب سحر لیکر ہر سمت میدان کو گھیر کر کھڑے کہ عیار وغیرہ و دیگر ہوا خواہ مجرمہ کچھ فتور نہ کرین بہت سے ساحر بالای ہوا جا کر تمام میدان پر چھا گئے بادشاہ نے ایک آسمان سحر پیدا کیا کہ کوئی اڑ کر نہ آئے اور زمین کو سنگاخ بنا یا کہ کوئی نقب لگائے جب یہ بندوبست ہو چکا اسوقت بیچ میدان دار استاد کرائی ارہ کش تسمہ کش جلاد

بانی بیداد حاضر ہوئے زیردار چبوترہ ریگ کا بنایا مہرخ نقلی کو کشان کشان لاکر بٹھایا پکار سی کہ
اے مجرمہ جو کھانا ہو وہ کھالے اور پیاسی ہو تو پانی پی لے کہ ساغر اجل سے سیراب ہوا چاہتی ہے
اوس پتلے نے کچھ جواب نہ دیا جلادون نے انتظار کیا کہ بادشاہ جس عذاب سے اسکے قتل کا حکم
کرے وہ عمل مین لائین گردن ماریں یا کھال کھینچین یا دار پر چڑھائین اودھر خلقت کا ہر سمت سے
ہجوم تھا اجتماع ساحران شوم تھا شاہ جادوان نے اسطرح دار نصب کرائی تھی کہ لشکریان بہار کو
سامنا رہے اودھر بھیر بھی ہونے دی تھی بہار سامنے کھڑی یہ حالت زار دیکھتی تھی اور روتی
تھی نافرمان کا گریبان چاک سرخمو کے بال کھلے لرزان کے رخ پر خاک لشکرین ماتم برپا شدت
گریہ دیکھا اشک ریزی سے یقین تھا کہ دوسرا دریا اور جاری ہوگا دامن خاک صرف اشکباری ہوگا
کوئی کہتی کہ اے فلک بہیر یہ حسرت رہگئی کہ سایۂ عاطفت مین ملکہ مہرخ کے رہکر اسد و مہ جبین کو
چھڑالے سریر سلطنت پر بٹھالے کوئی گھری تو خوشی منالے سو یہ تیری خو نہین کچھ محبت کی برنہین
کوئی بین و شکایت عذاری روزگار مین یون تر زبان تھی کہ خوان وفاے چرخ دنی سے سوائے
زہر کے کہنے انگبین راحت نوش کیا کہ نیش زنبور رنج نے سینۂ سوراخ دار نہ بنایا ابدار خانہ دہر سے
آب سرد یکدل ٹھنڈا کسکا ہوا ہے کون ایسا چراغ خانہ تھا جو بجھ نہ گیا اور وہ کونسا کاشانہ آباد
تھا جو نہ اجڑا افسوس اے دہر غدار صد ہزار افسوس اے دنیاے ناپائدار کیسے کیسے جوانمردون
اور حسرتون کے گنجینے تھے تو نے خاک مین ملا دیے ہاے کیا کیا اسیدون کی بھری دل زیر زمین دبا دیے
کہ بیت دیکھا کفن ٹٹول کے ہنسے اسیر کا + اک حسرتون کی پوٹ تھی کچھ خاک بھی نہ تھا + کوئی
کہتا تھا کہ یہ گردون بانی صد جور و جفا ہے اسکا ہر ایک صاحب حوصلہ کی ساتھ یہ نقشہ ہے نظم

کار دنیا کے ہین سب لہو و لعب	عیش ہو جاتی ہے دم مین منقلب
ہے کہان اسکندر و افراسیاب	ہے کہان کاؤس کا جام شراب
ہے کہان شاہ سلیمان و سدید	ہے کہان اس کو س شاہی کا غریو
ہے کہان وہ جاہ وہ انگشتری	ہے کہان یوسف اور اُسکی مشتری
ہے سراسر کار دنیا بے ثبات	چاہیے اس بیسرا کو مارے لات

الی صل بیان تو شور نوحہ و بکا بلند ہے کہ شاہ جادوان نے جلاد کو حکم دیا کہ اس مجرمہ کو دار پر چڑھا

جلاد نے زنجیر کرین باندھکر دار پر کھینچدیا بادشاہ نے تیر اندازونکو حکم دیا کہ ہر سمت سے تیر پڑنے لگا اس
حال کو دیکھکر بہار نے چاہا کہ مین دریائے سحر مین اپنے تئین گرادون اسوقت قران عیار صحرا سے
دوڑا یا اور مانع ہوا کہ ایکلخت تمکو صبر کرنا روا ہے غور کرنے کی جا ہے کہ کوکب نے تشہیر کرنیکا مہرخ کے تو
کیا ابر لا لیا اب سکے گھر سے مہمان اُسکا پکڑ گیا ہو لہ رہ چپکا رہے یہ تو نہین ہو سکتا اسمین خدا
واہ ہے کچھ اسرار ہے ورنہ وہان خواجہ موجود تھے وہ ایک لحہ ٹھہرتے اور یہان آکر حیاری کرتے اب تم
تامل کرو اور بنظر بفضل خدا رکھو بہار اسکے سمجھانے سے تامل پذیر ہوئی اُدھر جب مجرہ تیر بارا ن کیگئی
اسکے پیٹ سے بیر نے نکلکر اندھیرا کر دیا اور غل مچایا کہ کشتی مرا نام من مہرخ سحر چشم جادو بود اس صدا
کے آنیسے بموجب حکم بادشاہ ہزار یا نقارہ بشاشت و شادمانیکا بجنے لگا بادشاہ اسیوقت سوار ہو کر جانب
ظلمات طلسم گیا دریائے سحر اپنی جگہ اکر بیٹھنے لگا بادشاہ کہتا گیا کہ مین جاکر ایک ساحر کو بھیجتا ہون کہ وہ کار
اس لشکر باغی کا بھی تمام کردے **حیرت** شادان و فرحان بارگاہ مین آئی بہار نالان و گریان
لشکر لیکر پھری بیر سحر کا پتلی سے نکلکر غل مچکے بعد جانے بادشاہ طلسم کے کوکب پاس گیا کوکب جو
مہرخ کو لیکر گیا تھا تو اپنے طلسم کے ایک میدان مین آیا ملکہ کو تخت سنگ پر بٹھا کر ہوشیار کیا اور آپ چھپ
گیا جب مہرخ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ کوسون کیا منزلون تک ایک میدان ہے کہ پیک نگاہ بھی دوڑنیسے
تھکتا ہے طائر خیال بہکتا ہے ہزارون چشمہ ہاے صاف و شیرین اسمین جاری گرد چشمون کے سبزہ
زنگاری درخت وہان کوئی نہین باغبان قدرت نے گلشن دنیا مین یہ کیاری بوئی ایسی جگہ پر جب
اپنے تئین تنہا پایا ناچار قدم آگے بڑھایا کوکب صورت ساحر کی بنکر سامنے آیا اور اُسکو سلام کیا
اسنے ایک ساحر معزز کو لباس عمدہ سے آراستہ امارت و ریاست چہرہ سے آشکار خلعت لیاقت سے
پیراستہ دیکھا اور اُسنے کہا کہ اے ملکہ شاہ کوکب آپ کو بارگاہ سے افراسیاب کے جا کر لائے اب بارہ ہزار
سوار روئین تن آپ کو ملے ہین اُنکو ساتھ لیجایئے اور لشکر حریف سے اپنا بدلا لیجئے آپ کو بادشاہ نے
رخصت کیا ہے کہ عمر تے ہمراہ ملکہ بران با فوج فراوان آئینگی اب اطمینان رکھیے مہرخ نے
یہ کلام سنکر پوچھا کہ پھر وہ سوار کہان ہین وہ ساحر اسکو لیکر ایک سمت چلا اور اسی میدان مین کچھ
دور لایا تھا کہ ایک گنبد نظر آیا اُس ساحر نے سحر پڑھا کہ در گنبد وا ہوا اور بارہ ہزار پتلا بانشت برابر کا
روئین بدن اسمین سے نکلا کہ ہر ایک مرکب فولادی پر سوار تھا پس باہر آتے ہی اُن پتلون نے

قد مثل انسانون کے پیدا کیا ہر ایک نہنگ بحر جرات بنگیا اسلحہ سے زیب بدن تھا ہر ایک لشکر شکن
تھا اس ساحر نے کچھ سحر پڑھا کر ایک عقاب تیز پرواز اڑتا ہوا آیا اُسپر مہرخ کو سوار کر کے عقاب سے
حکم دیا کہ بہت جلد راہ طلسم طے کر کے اس ملک کو طلسم ظاہر ہوش ربا مین بجا کیونکہ یہ میدان کتارے
اس طلسم کے ہے سامنے طلسم ہوشربا ہے عقاب بلکہ مذکور کو لیکر اُڑا اور بردی ہوا ٹھہرا عقب
عقاب سواران طلسم نے مرکب اُڑائے پرے فوجون نے جمائے کوس و بوق گڑگڑائے نشان کھلگئے
ابر کیطرح وہ لشکر بروے ہوا چھایا تھا ہتھیار اُنکے بجلی چمکتے تھے ڈنکے رعد آسا گرجتے تھے روے آفتاب سخا
لشکر سے پنہان تھا کوہ دشت لرزان تھا ہوا آہن پوش تھی دنیا پر خروش تھی اسی شوکت و حشمت
سے بڑی صولت و سطوت سے ملکہ ذیشان عقاب اڑا کر چلی پیچھے وہ فوج فولادی تھی عقاب طلسم کچھ
دیر مین قریب لشکر حیرت پہونچا مہرخ نے آتے ہی ایسا صحر پڑھا کہ آگ برسنے لگی قیام دبارگاہ جو
جلنے اہل فوج باہر نکلے اوپر تلوار اوپر کھینچکر یہ روئین تن جا پڑے پھر تو موت کا بازار گرم ہوا لشکر
یان حیرت قتل مہرخ کی خوشی مین غافل بیٹھے تھے پہلے حملے مین ہزارون مارے گئے مگر لشکر لاکھون
ساحرونکا اُترا ہوا تھا بہت ساحر جلد جلد اسباب ساحری لیکر اون روئین تنون سے ابھرے تیرون کی
بوچھار ہونے لگی تلوار چلنے لگی حیرت بھی گھبراکر باہر نکلی دیکھا تو آگ بارگا ہو نہین لگی ہے قیامت بچی
ہے لاش پر لاش گر رہی ہے میری فوج مین بھگدڑ پڑی ہے لشکر مین غلغلہ ہے کہ روح مہرخ رن پر
چڑھی ہے مردون کی فوج لیکر لڑنے آئی ہے عیارون نے یہ خبر یار کو جاکر دی کہ مبارک ہو آپ کو زندہ
وسالم مہرخ فوج لے کر آئی ہین لشکر حریف سے لڑ رہی ہین اُسنے اس خبر کے سنتے ہی پھر فوج
تیار کرائی اور تخت لیکر آپ طاؤس پر بیٹھکر بالشکر کثیر چلی اور بوق و نفیر بجا کر فوج حیرت پر آگری
وہ فوج تلہاے روئین تن سے عاجز ہو رہی تھی کہ وہ نہ مارے مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے حربہ ہاے
سحر بھی انپر اثر نہ کرتے تھے اور اُنھون نے تیغ تیز سے کشور جسد روح کی آبادی کے ویران کر دے
تھے دولت لاشون سے بھر دیے تھے انکے نہ قتل ہونے سے لشکریان حیرت کو بالکل یقین ہوا کہ ملکہ
مہرخ کی روح مردون کی فوج لیکر ملک عدم سے لڑنے آئی ہے حیرت بھی مہرخ کو زندہ دیکھکر
گھبرائی اور اوڑکر قریب دار آئی وہان دیکھا تو ماش کے آٹے کی پتلی دار پر چڑھی ہے بس سمجھی کہ مدعیہ
قتل نہین ہوئی ناچار وہان سے پھر کر آئی اور مصروف جنگ ہوئی روئین تنون نے اتنے عرصہ مین

آفت برپا کردی تھی خون کی بھی تیغ قضا تو ام نے روئین تنون کے سکہ ملک قدم پر بٹھا دیا تھا کشور جسد و جان حریف پر قبضہ کیا تھا راہ اقلیم وفنا مین امن وامان تھی گذرگاہ در وانیا تھی سایہ شمشیر جس سرزمین پر پڑا تھا وہان خفتگان خاک کا بھی سر قلم ہوا تھا ہتھی کا کوچ جانب عدم ہوا تھا طبع مبازران ایسی کاٹ پر مائل تھی کہ نشتر جوہر سے تلوار تک گھائل تھی سپر بین خوف سے سٹکر سیتلی کا تل تھین ہاتھ جوڑے جلاجل تھین دم کا نام وہان عدم تھا سانس لینے کا کسکو دم تھا اتنا وار حریف کو تمتا تھا کہ سپر سنبھالین یہ کہان ممکن تھا کہ تیغ وخنجر سنبھالین آمد و شد نفس سینہ مین بند تھی ہر سمت صدا ے الامان بلند تھی آخر لشکر کے پانون اوکھڑ گئے اور جانب دریاے سحر بھاگے مہرخ تعقب کنان قتل کرتی چلی اور لب دریا تک بحر خون بہادیا کہ

گر حدیث جرات سلطان عالم مین کہون	محو کردون بہمن و دارا کی ساری داستان
جسم اعدا گر خلش دیکھے سنان و تیر کی	ہر جراحب آفرین کے واسطے کھولی دہان
راحت خواب اجل صمصام بخشے خصم کو	پھر اک اغوش جوہر ہنر ل آرام جان

دریاے سحر مین ہزارون مرکر گرے جو وہ بغیرت جو کبھی مرنے سے آج ڈوب مرے بحر فوج مین وہ طلاطم مچا تھا کہ کوئی سفینہ جان ڈوبنے سے نہ بچا تھا حیرت نے ہزارون سحران روئین تنون پر سے کیے لیکن اثر پذیر ہوے نا چار طبل امان بجوادیا اور دریاے سحر پر چھڑی مار کر کہا کہ زوجہ شاہ طلسم کی مدد ضرور ہے اے بحر ٹھہر جا دریا بھی موج مار کر چلا اسوقت مہرخ نے بھی خلیل آسائش بجوایا اسکی لحاظ سے کہ بحر سحر رک دسکیگا غرضکہ بفتح وفروزی یہ پھری بہار نے در خزانہ وا کیا ہزار ہا قیدی رہا ہوکر لشکر پر سے نثار کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی مہرخ اور تنگ حکومت پر اکر جلوہ گر ہوئی سردار مذکر لیکر آئے سبکو گلے سے لگایا اور خلعت دیا پھر جشن کا ہنگامہ آغاز ہوا ساقی و مطرب نے اگر جلسہ عشرت جمایا مہرخ نے فرمایا کہ انشا اللہ خواجہ بزان بھی یا فوج فراوان عنقریب تشریف لائے ہین اور سب اپنا حال وہان جو گذرا تھا بیان کیا سب سردار آمد خواجہ سنکر خوشنود ہوئے روئین تنونکو بارگاہ استادکر اکر باعزاز رخصت کیا پھر سب مصروف عشرت ہوئے ادھر حیرت بربادی لشکر پر زار و نالان تھی منفعل و گریان سر در گریبان تھی فوج کشکئی تھی جو باقی تھی وہ فراری تھی خیام و بارگاہ سب جلگئے تھے جو وہ ایک سراپردے باقی تھے تو یہ ظاہر تھا کہ زمین نے منہ پر رونے کو لیا پڑسا

دینے کا سامان کیا ہے لاشون کو دیکھکر سینہ ملکہ کا شق ہوتا تھا کیسے کیسے ساحر نامی و نامور اور
ساحر و حسن مین یہ از ماہ منور لشپت بہ بشت روے نحس سوے جہنم کے پڑی تمین صورتین خاک
و خون مین بھری تھین اسباب و خزانہ سب لٹگیا تھا بازو نکا تپانہ تھا حیرت نے دوبارہ ساحرون کو
بھیجکر شہر تا پرسان سے خیمہ و خرگاہ منگوایا اور سب درستی کرکے داخل بارگاہ ہوئی جو جادوگر کہ
بھاگ کے بچے تھے وہ آنے وہ لگے فوج قلیل مقابلہ مین حریف کے پھر اوتری ملکہ مذکور روتی پیٹتی
جانب افراسیاب روانہ ہوئی کہ بہیت روان تھی ابر کیصورت وہ گلرو بہ برستے جاتے تھے اکھونسو
آنسو جب اس حال زار سے دریاے سحر کے پار پہونچی ایک پہاڑ پر ٹھہر کر سحر پڑھ حاکہ پنجہ پیدا
ہو کر اوٹھا یچلا اس پنجہ سے کہا کہ جہان شہنشاہ ہون وہین مجکو پہونچا دے پنجہ او سکو پردہ ظلمات مین لایا
وہان ایک صحراے سبزہ زار مین شاہ طلسم بیٹھا قتل مہرخ کی خوشی مین تاج دیکھ رہا تھا یہ میدان
طلسم کا مجمع تھا کہ پنجہ نے اس پری کو پہونچایا بادشاہ نے روحہ کا حال نہایت پریشان پایا ہے
کہ بال کھرکے کھلے ہین منہ پر کشتگان لشکر کا خون ملے ہے گریبان چاک ہے چشم تر لب خشک سر پر
خاک ہی پریشان غمزدگان نوحہ برزبان لب پر فریاد و فغان شاہ نے اسحال پر ملال خاتون باجمال کو دیکھکر
بیتابانہ پوچھا کہ کیون اے جان من خیر تو ہے ملکہ چیخ مارکر ایسا روئی کہ ہچکی بندھ گئی اور پکاری کہ
بیت مقدر بر سر پر خاش ہی آہ نہ نکلی چین و راحت کی کوئی راہ ہے اے بادشاہ سب لشکر کام آیا یہ فا
گذرا بادشاہ جملہ ماجرا سنکر تھرتھر بدن کیطرح کہنے لگا اور کہا وہ ابر جو ہنگام قتل مدعیہ پیدا ہوا تھا
افسوس صد افسوس کچھ غور نکیا وہ وہی مرد صحرائی یعنے کوکب تھا جو سحر سے کو لیگیا اور مجھے دھوکا دیکر
خیر کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا اے بایمان خود جس روز ما بدولت کو غصہ آئیگا اس جنگی کو بحال
خراب قتل کرونگا اور وہ سزاے سخت دونگا کہ خواب عدم مین بھی اوسکو آرام نہ آئیگا اے ملکہ دیکھا تمنے
کہ وہ کیسا چوٹون کیطرح آکر مہرخ کو لیگیا کیون نہ یہ عمر کی صحبت کا اثر ہے دغاباز تو وہ ہمیشہ سے
تھا اب اور زیادہ مکار ہو گیا ایکہ تمہاری بلا رنج کرے پاپوش کے صدمے سے لشکر قتل ہو گیا وہ لشکر
تھا بھی بودا اور لاکھون جانبا (موجود) مین انھین لیجاؤ اور کام حریف کا تمام کر دیہ کہکر سحر پڑھا
غبار آندھی نے اکر زمانہ سیاہ کیا از بسکہ صحراے ظلمات مین تو بیٹھا ہی تھا وہ ساحر جسکو اسنے
طلب کیا وہ ظلمات مین تو رہتا ہے تھا بہت جلد حاضر ہوا ملکہ نے دیکھا کہ ایک ساحر شیر پر سوار

لیکن نہایت بدنیت و غدار اصل ہین حرامی مزاج مین خود کامی صورت خبیث بلسان دیو سیرت بین غدیہ
خچر سور کا جسم خر کا بشکل خرس سارے جسم پر بال فیل توان پر خصال بربن جو سے دھوان نکلتا قد
تا رسا سنہ پہاڑ سا رو آہنین مثل برق چمکتا ابر کیطرح گرجتا تن کی سیاہی سے جہان بہ تو ڈالا سبکو
کو کالا کر دیا اندھیرا و جالا کر دیا سب بچورہی مات ہوگئی امد سے اسکے دنکی رات ہوگئی کہ ابیات

ابت سے سانپ لپٹے اسکے تن سے	انکلتے شعلہ آتش دہن سے
زبان طوق افعی تھے گلو گیر	کمر سے لپٹی تھی آہن کی زنجیر
بشکل خوش خاطر چست و چالاک	لسان مالک دوزخ غضبناک

دس بھیا نے بادشاہ کو کمال غرور و نخوت سلام کیا بادشاہ نے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا وہ جب
بیٹھا جام شراب بحکم بادشاہ ایک پری نے اسکو دیا اسنے سنہ سکر عرض کیا کہ مین شاہ روبرو کیا سنگ
پیون اپنی جگہ پر منہ کو منہ سے لگا لیتا ہون اب یہ ارشاد ہو کہ مجکو کیون یاد فرمایا ہے بادشاہ نے کہا
اے پہلوان طلسم اسطرح کچھ پہلے رویین تن کو تم نے بھیجکر میرے لشکر کو قتل کرایا اب تم چالیس ہزار
تپلا کہ جو تمہارے کسپر دہو اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور سبکو راہ عدم دکھاؤ اسنے جواب دیا کہ تپلون کی کیا
ضرورت ہی یہ غلام اکیلا انکے سنہار دینے کو کافی ہے بادشاہ نے کہا واقعی اے ناقوس شیر سوار رویین
تن جاؤ ایسے ہی ہو لیکن وہان لشکر جبت کام آیا ہے فوج کی ضرورت ہے تم علاوہ تپلون کے
ایک لاکھ ساحر ساتھ لیجاؤ اور مقابلہ کرو ساحر مذکور یہ لشکر آداب رخصتی بجالایا بادشاہ نے خلعت
خلعت بخشکر پھر اپنے مقام پر آیا ادھر بادشاہ نے حیرت سے فرمایا کہ اے جان من اب جاؤ اور
تماشا دیکھو کہ جان دشمنان پر کیا گذری حیرت بصد مسرت بدستیاری پنجہ سحر وہان سے لشکر
مین آئی اور حکم دیا کہ ایک بارگاہ فلک فرسا استادہ ہو اور کرو اسکے میخانہ سجا جائے خمہائے شراب
گلگون مہیا ہون رقاصان مہ طلعت حاضر رہین کہ پہلوان طلسم تشریف لاتے ہین حسب الحکم اسکے
کارپرداز عمل مین لائے یہان کو یہ بندوبست ہے وہان ناقوس نے اپنے قلعہ سے ایک لاکھ ساحر
لیئے اور کوچ کر کے ایک جنگل مین آیا وہان ایک حجرہ بنا تھا اور اسیطرح جیسے کوکب نے گنبد
وہ کر کے تپلہائے رویین تن کو نکالا تھا اسنے بھی حجرہ کو وا کیا چالیس ہزار تپلا رویین تن
اس مین سے نکلکر ہم قامت انسان بنا اور مرکب پر سوار ہوا اور اسکے ساتھ چلا یہ بھی شہر اپنا

اڑاتا ہوا اک پانی برساتا دھوان پھیلاتا		ظلمت ابا د عالم بناتا دریا کے سحر سے اوتر اظلم	
کہ اوٹھا ایک ابر تیرہ ایسا		جو انکھون نے کبھی دیکھا نہین تھا	
ہوے تاریک جس سے دشت اور در		گمان ایسے سیہ گیسوے دلبر	
اسی صورت سے وہ مرد ستمگر		جو اترا اسطرف کوے کے لشکر	

اسکے آنے کی خبر حیرت کو ہوئی استقبال کرا کر بلوایا یہ آکر بارگاہ مین داخل ہوا لیکن اس ساحر کی ایک زوجہ بھوت گیسو دراز نام ہے اور وہ اس سے علیحدہ رہتی ہے جب اسنے اپنے لڑنے جانا سنا خیال کیا کہ جنگ دوسردار دسامری جانے کون جیتے کون ہارے پس تو بھی ہمراہ شوہر رہکر دیدار آخری کی حسرت نکال لے غرضکہ یہ سوچکر پہلے سے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ؎

افراسیاب مصوّر و باغبان وغیرہ بسکی بی بیان ساتھ ہین لہذا مین بھی چاہتی ہون کہ اس لڑائی مین تمھارے ساتھ رہون اگر تم اجازت دو تو آون یہ نامہ نیچ سحر نے جب پہونچایا اسنے نامہ پڑھکر جواب لکھ دیا کہ ہنگام رزم عورت کو ساتھ رکھنا جائز جانتا ہون بعد فتح تمھین بلا لونگا ابھی آنیکا قصد ہرگز نہ کرنا جب یہ جواب اسکی زوجہ کو پہونچا تامل پذیر ہوئی اودھر اس ساحر نے شراب پینا شروع کی ناچ دیکھا کیا جب خوب مست ہوا اور وہ وقت آیا کہ روئین تن زرین پیرہن فلک حجرۂ مغرب مین گیا اور زنگی شب نے دہر خدنگ کو کالا کیا اسنے حکم نواخت طبل جنگ دیا کہ عظم

شب تیرہ کی پھر پیدا ہوئی شام		نہ کالے کو سوجھن تک تھا ماوکا نام	
سفیر سحر نے پھر غل مچایا		کہ ہان ہشیار وقت رزم آیا	

جب لشکر ساحران مین نفیر نبی طائران سحر نے جاکر مرخ کو خبر دی اودھر بھی طبل حزنی بجا ساحر آگاہ ہو کر مصروف سامان جدال ہوے جوت اور آگیار کرنے لگے دٹرو کی صدا دت آسمان پار تھی فوج سحر عازم پیکار تھی لہو کی دھار پہ پیرون کی گہار یلائی تھی تازہ خون کی چاٹ دلائی تھی کڑے لوہے کے بجتے تازے تازے مردون کے گلیجے بھینٹ مین دیتے تھے ٹڈیون کے بالے چلتے تھے جاپ منترون کی پڑھنت جنترون کی ہو رہی ایک سمت منچلے میشہ شجاعت کے پتے تیز کرتے تھے عزم ستیز کرتے تھے بحر فوج مین شور جدال تھا روانی کشتی شمشیر کا خیال تھا کاروایان ملک فنا پر تلوار بدار کے سوار ہونے پر تیار تھے غرق بحر آہن شجاعت شعار تھے رات بھر یہی شورش رہی جب بحر ملک مین زورق حیات کو اکب دماہ ڈوبی اور ناخدائے قدرت نے بادبان ضیا

ہر کوہ اڑایا نظم

لب ہر غنچہ کو کھولا صبا نے
صدا دی طائران خوش نوا نے

فروغ صبح کے سامان دیکھے
کواکب چند دم مہمان دیکھے

جھرجھری دعا درگاہ گہ یا مین فتح و ظفر کی مالک گرسوار ہوئی ایک طرف سے سواری کہار کی اشکار ہوئی اور فوج روئین تن بڑی شان و شوکت سے روان ہوئی بلور بھی با فوج فراوان جسکی ہیبت سے روح جسد دشمنان جانب ارم روان ہوئی گویا خبر مژدہ شجاعت جانب آہوے رم خوردہ چلے تھے شاہین کیلکہ چمن کیجانب جھکے تھے میطع الاسلام جادوگرنیون کا مصحف رخسار گلستان شجاعت مین کھلا تھا باغ جنگ مین اوراق گل حیات دشمنان کو پارہ پارہ کرکے زیر و زبر کرنیکا ارادہ تھا بادبان اس لشکر ظفر پیکر کی بادبانی پر کوہ ہر قطرات نثار کرتا برق کا دل چمک دیکھکر بیقرار تھا ماہ و خور گردون اخضر کو خوف سے دانع و رعشہ دو دو جگر سیارون کے دیدے سے نوف و ہیئت ظاہر ترک فلک کہتا تھا اب خبر نہین یہ جنگ تماشا ہی کرو فرسے لشکر وادی میدان ہوا نظم

قریب صبح وہ جرار لشکر
پڑا صحرا کو مثل شوق مضطر

رہان نیزون کی آئین تیزون پر
جھکے سر مرضی خالق مین یکسر

اڑے جب بگلے سب ساحر ہوا پر
تو پھر جنگ گاہ مین شہرے وہ اکثر

صفین جمنے لگین کر کیٹ لو لے
پھریرے سب علمدارون نے کھولے

سطرف سے حیرت بصد جاہ و حشمت تخت پر سوار فوج ساحران بیشمار ہمراہ لیے یاد مقتولان مین اشک حسرت جاری کیے برآمد ہوئی ناقوس منحوس تپلہاے سحر کی فوج کے پرے جمانے لگا ساحرو نمین ہدایت انتظام صف کشی ہوا جب ترتیب لشکر ہو چکی باجے بجے نقیب پکارے کر کیٹ علمدار کر کنارنے ہوئے ناقوس نے اجازت حرب ملکہ سے لی اور وسط میدانمین پہونچکر آواز دی کہ تم سب میری لڑائی سے خوب آگاہ ہو کچھ احتیاج مشورہ دکھانی کی نہین تمھین پر ہاتھ صاف کرونگا اور میرے مقابلہ مین یہ نہیب سنکر ادھر سے ایک روئین تن اسکے مقابلے مین گیا اور طالب حرب ہوا اسنے تلوار کھینچکر اسپر وار کیا۔ روئین تن کے سر پر جو تیغہ آکر پڑا ایک شعلہ آتش سر سے نکلا مسے مرکب و راکب جلکر خاکستر ہوا ناقوس نے نعرہ کیا کہ بس اپنا زور مین کھا چکا ایک آنے مین کمک

لروں گا قصہ جنگ دم بھر مین فیصل کرونگا لو مین تمھاری صف پر آتا ہون صفحہ دنیا سے نقشہ
ہستی تمھارا مٹاتا ہون یہ کہکر شیر اپنا اوڑایا اور تیغہ رومین سکاف کھینچکر صف لشکر دشمن پر
یا روح سفند یار زیر خاک الامان پکاری فلک نے بھی سپر زرین مہر سنبھالی ادھر سے بھی دیو اور
فوج رومین تنان مین جنبش ہوئی سد اسکندری نے افسر فوج یاجوج کو روکنا چاہا ایکطرف
سے معرج نے تحت بڑھاکر حملہ کیا نفیر دبوق کا شور تاس سپہر مین سمایا بسان ظرف رومین
مین جھنجنا پیدا ہوا نیلے چالیس ہزار ایک سمت سے بڑھے افسران لشکر غازم ہوئے کہ ہم بھی بھر
جائین ثاقوس نے پکار کر نہیب دی کہ کوئی میری لڑائی مین دخل نہ دے حیرت نے فوج کو روکا
اور وہ بیچارہ بسان تہمتین صف لشکر اعدا پر جا پڑا تو ہر طرف سے نارنج و ترنج وغیرہ حربے سحر کے اسپر گرنے
لگے اور بہادر رومین تیر و نیزہ خنجر و تیغ و تبر و تبر لگانے لگے مگر جو حربہ اسکے جسم نجس پر پڑا اچٹ گیا
ساحرون کے پیرون نے بھی جوابدیا کہ ہمسے اس بلا کا سامنا نہوگا اور انسے قتل کرنا شروع
کیا ایک حملہ مین پچاس رومین تن کوکب کا مارا اودا ادھر سے قتل کرتا ہوا صف ساحران
پر آیا جسکے دوڑ کر تبہ مارا وہی ٹکڑے کیا میدان لاشون سے بھر دیا العیاذ باللہ شور جرس
کاروان ملک فنا بلند تھا جو ساحر زخمی ہو کر گرتا کلمہ پڑھتا کیونکہ مطیع اسلام ہو چکا تھا ایک
دوسرے سے کہتا تھا کہ بھائی تم خیال رہنا کہ پاؤن ہمارا صراط مستقیم اسلام سے نہین ڈگمگا ہی
یوہین پل صراط پر بھی بروز رستخیز بتیسر قدم کو خدا تعالیٰ ثبات دیگا کہین جادو گر نیان فرعون
جملہ عصمت نوشاہ مرگ سے ہمبغل تھین وہ خدا کو دہاتھ انکے گریبان گیر خاک تھے مگر ہاتھ ملنے کو
پناہ دیتے تھے کہ منھدی لگاتے وقت اسی وقت کی خیال سے ہاتھ ملتے تھے کہ آج سلطہ حسرت جوانان
مرگی اُنپر رو کر ہاتھ ملیگی کسیکا رخسار جو خون آلود تھا گویا منھ پر گلگونہ ملا تھا کسیکا چاند سا بدن
جو کھلا تھا تو چیتا اور اجلا کفن مانگتا تھا کوئی چشم تر کسی اس حسرت پر کھولے تھی کہ شاید تماشائے
ہستی پھر نظر آئے ایک نظر معشوق امید کی دید وادید ہو جاتی کسیکی پلکین تر چھی رہگئی تھین تو
یہ ایکا کرتی تھین کہ بھی ہمنے بھی غمزۂ جانستان کرکے ان پر چھیوا ہے کسیکو مارا تھا دیکھو پلک مارتے
ہمین کیا سے کیا ہو گیا غرضکہ ایک تہلکۂ عظیم برپا تھا وہ ستمگر دشمناک برابر قتل کرتا پھرتا تھا کہین زیر پوش
پڑے تڑپتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ صید زبون دام مین پڑتا ہی کسیکا رخ جانب کعبہ تھا کوئی

زبان حال سے یہ کہتا تھا کہ خسہ ضعف

ضعف و پیری کی شکایت ہو چکی
عمر گھٹنے کی بھی رخصت ہو چکی
جسقدر ہونا تھی دقت ہو چکی
مر چکے تیار تربت ہو چکی
آج سب کاموں سے فرصت ہو چکی

حاصل مرام وہ بد انجام بیت کو ہلاک کرکے پشت لشکر پر بھاگیا اور ترک تاز کرتا ہوا پڑاؤ پر آیا یہان جو لشکر نگہبانی خیمہ و خرگاہ کے لیے تھا اُسنے حملہ کیا اسنے وہان بھی آفت دھائی انمین بھی بہت سا کو مار کر بارگاہ مہرخ مین آگ لگائی اور پھر دوسری جانب حملہ کیا لشکریون کو قتل کرکے جو خیمہ راہ مین ملا اُسکو چھوٹکدیا اور یون ہی تیغ مارتا ہوا پہلی چنڈاول صف پر لشکر کی آگرا جسکے یہ اکیلا ہی اسو سے سو لشکر نہین بھاگتا ہی ہان جدھر یہ جاتا ہی وہ صف تہ و بالا ہو جاتی ہی پھر جب پچھلی صف ٹوٹی یہ قلب پر آپڑا اور چاہا کہ مہرخ کو مارلون تو لشکر بھاگے گا چنانچہ قلب کو جب اسنے قلب کرنے کا ارادہ کیا ساقہ دکھیگا و جو قرب تخت شاہی صفین جمین تھین انمین بڑے بڑے سردار زبردست کھڑے تھے وہ جملہ آور ہوئے اسوقت ایک نارنج سحر پڑھکر مارا کہ ہزارہا پیکان زہر ابدار اس نارنج سے نکلکر سینہ لشکریان کے پار ہوا اور صفون مین طلاطم مثل دریا کے پڑا یہ اس بحر کو شناوری کرکے قریب تخت مہرخ پہونچا اور تیغہ مارا ملکہ مذکور پر تخت سے کود غرق زمین ہوئی تلوار تخت کو کاٹ کر زمین مین در آئی پھر تو وہان سے نہنگانہ دلیرانہ قتل کرتا ہوا لشکر سے باہر نکلگیا اور للکارا کہ ہان اے آپتلہا مرد تین تن لینا ان سنکر اونکو چالیس ہزار آپتلا وہ پہلے اسکے روکنے سے عم رہا تھا تیغین کھینچکر آپڑا اور یہ لشکر حیرت مین آکر دم لینے لگا ساقی نے شراب لاکر پلائی گزک کھائی حیرت تخت پر سکر قریب آئی اور ثنا خوان ہوئی کہ ای پہلوان دوران واہ واہ کیا کہنا اسنے براہ نخوت سلام کی تعریف پر نہ کیا اور پاچون کیطرح سے تنکر اپنے تنڈ و بازو و سینہ دیکھنے لگا اس عرصہ مین آپتلہ مرد تنان نے حملہ کرکے ہزارہا مرد تین تن کو کب کا مارا اور لشکریون پر چلا آگے کی صف بھاگی مہرخ زمین نے سنکر للکارا وس پر چڑھی تھی کہ لشکر کی حالت بد تر دیکھکر آگے بڑھنے لگی مہیال نے دیکھا اگر یہ قتل ہوئی تو بڑا غضب ہوا پس اسنے تخت پر سکر اُسکو روکا اور آپ بھگنے کا ہر نہ رم عزم کیا اسکے تخت زلزلہ و لرزان مین انھونی اسکو بھی جانے نہ دیا اور آپ صف تین تنان

در آئے اور غرق زمین ہوئے تلاب ارض کو حرکت دی اسقدر زمین کو جنبش ہوئی کہ دشت و کوہ مین لرزہ پڑ گیا ہیئت جنگ سے جسم و ہر پر تپ چڑھی ایسا زلزلہ آیا کہ یہ کشتی دنیا ڈگمگانے لگی لوگ کہتے تھے کہ یہ ناؤ آج نہ ڈوبی تو کل ڈوب جائیگی گاؤ زمین ہلچل سے تھرائی دائرہ مرگز خاک پگڑنے کی نوبت آئی مویدین ستون کے پاؤن قائم نرہے پھسلکر گرے زمین سے زلزلہ نے سکلکر اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہان ٹھہرون اور لاٹھیون سے انکو پیٹ لے پھر تو ادھر کے پہلے اپنے تلوارین لیکر گرے وہ صفین بچھے ہوئے تھے اور طلسمی پتلے طلسمی پتلون کو مار سکتے ہین اسوجہ سے اُنھون نے سر کاٹنا شروع کیے ایکطرف لشکریان زلزلہ موگریون اور قبضہ شمشیر اور پتھرون سے سر کچلنے لگے دیو موگریان گھوڑون پر پڑتی تھین کاسہ سر گھنٹہ بنگے تھے گھڑیان زندگی کی کٹتی تھین ساعت پڑی آگئی تھی گھوڑیان چمکتی تھین ایک لحظہ مین ہزارون دم رہبر دملک عدم ہوئے تھے سوزن حیات رشتہ نفس مین جو پروتی تھی سینہ مین کھٹکتی تھی ہر نشست مین ساٹھ ساٹھ کا کام تمام تھا سچ کہنے کہا ہے کہ گھڑی مین گھڑیال ہی زمانے کو نہ کسیکا پاس ہی نہ خیال ہی جب ہزارہا مرد مین تن کام آئے ناقوس ہنسا اور کہا ایجا تون شاہ طلسم اپنے دیکھا کہ یہ فوج مدد کیسی جرار ہی کیسا کیسا ساحر متین نامدار ہی یہ میرا ہی کام ہی کہ جو اس لشکر کو تہ و بالا کرتا ہون دیکھ پھر قدم بعزم جنگ آگے دھرتا ہون ابکی بیکا خاتمہ کر دونگا یہ کہکر دوبارا شیر اپنا پڑھایا اور لشکر دشمن مین آکر غواص بحر آہن ہوا اور ایک نارنج سحر پر مقناطیس مین پر مارا اور پکارا کہ اے نارنج زمین مین سما یا اور زمین سنگلاخ ہوئی زلزلہ و لرزان تہ زمین گھبرائے اور ایسے ہی زبردست ساحر تھے جو طبقہ ارض کا دامن پھاڑ کر باہر آئے یہ تیغہ پکڑ کر اونکی طرف جھپٹا فوج بیچ مین سد راہ ہوئی اپنے پھریرے تیغ رکھ لیا اور پیچان کرنا شروع کیا اور لڑتا ہوا میسرہ پر آیا پھر اُدھر سے جانب قلب رخ کیا اسوقت بہار اپنے تخت سے کودی اور پکاری کہ اے بیحیا کہان جاتا ہی ادھر آ کہ تو بہار شکار ہی دیکھ ہنگام فصل بہار ہی یہ بھلا کب وقت رزم و پیکار ہی یہ کہنا تھا کہ ایک برق چمکی آنکھ ناقوس کی جھپکی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سامنے تختہا نے نرگس نافرمان کھلے ہین گل و بلبل صحبت آرا ہین جوانان چست اکڑ رہے ہین توسن شاخسار پر ہر برگ سوار ہی ادھر لالے کی پلٹن کی قطار ہی ہر زبان فصاحت خوش الحان

کیطرح صدا دیتے ہین کہ بہار ہستی بے ثبات ہی فنا سبکو ہی بقا اُسکی ذات ہی باغبان باغ
ہشیار کہ آمد فوج خزان ہی پیک نسیم خبر لینے روان ہوا اتنی طرفہ بہار دیکھی گلشن مین لڑائی کی بچا
تھی نرگس نظر باز تھی کہ کوئی معرکہ سے نہ ٹل جاے سنبل سے سوسن زبان دراز تھی کہ کمند گیسو کا نہ بل جاے
حرص حادثہ چمنستان بقاے دشمن پر للچاے بوے گل پر تاکید تھی کہ بھاگ سنجانا غنچون مین عدو کے
تیر چلانا دماغ مین بوے کبر نہ بیٹھنے پاے شام جان کے یار ہو جاتا سرو دربان تھے کہ زر گل نہ لٹجاے
گل اشرفی کا تو ہوا تھا دست برد دشمن سے بچاے گلون لالہ وانی تھا ارغوان لباس توتی پہنکر
باغی تھا سوسن شمشاد حارشتا دیے تھے فوارہ ہاے نہر کیطرح برستے تھے عدوے باغ جان بچانے کو
ترستے تھے شہر گلشن آباد پر آشوب تھا بہر گلچین سلمان زدد کوب تھا شعلہ گل کا مزاج برہم بلبلون کا
عجیب عالم منور بہرا ہوا تھا سرو تن رہا تھا پانی نہر کا پاہیون کیطرح پیترے بدلتا تھا سنبو پیر قرنفل
یار کیطرح دلکے یار ہو نے پر تیار پنجہ مرجان دست دراز و عنادل ساحرہ چنار شہر یار سوسن سا رہ
کے مثل دس زبانین نکالے چپکے چپکے جادو کرتی واودی مطیع الاسلام تھی کو صد برگ کی تسبیح
پڑھتی کہ بیت جو عدوے باغ ہو برباد ہو ۔ کوئی ہو گلچین ہو یا صیاد ہو ۔ نسرین و سمن دعا
کرتی یقین کہ اگر نخلبند قدرت بحرمت نہیض ہوا و فصل بہار و تجدد ی قوت نامیہ و ابر افزا ہوا
کی فتح ہو خزان کا منھ کالا رہے دلین نکار ہے ابر بہاری ابر سحر تھا یا آتش گل کا دھوان چھایا تھا
ساحرہ چمن نے نارنج و ترنج لگایا تھا بنفشہ زار کمنہ حلقہ وار گل زنبق کی رنگت رنج خوف سے فق کہ لمولفہ

کشیدہ تھا گلچین سے جو سارا باغ	ہوا پر گلون کا تھا پہونچا دماغ
جو تھا سبزۂ باغ شکل خدنگ	ہوا سے کھٹکنے مین یہ اسکا رنگ
کہ جیسے چلین تیر وقت نبرد	ہوا کر رہی تھی دھان کار مرد
رسالہ جما تھا کمین لالے کا	زرہ پوش تھی ابر سے وان صبا
درختون کی بلین شجر پر چڑھین	کمند افگنون کا پتا دیتی تھین
دیا گڑیان اور کسہ باندھکر	سلح مکمل ہوے تھے شجر

اس بہار کو دیکھکر ناقوس لڑنے سے رکا ہوا ے سرو جو باغ کی لگی جھومتا ہوا سمت گلشن شجر چلا
جب سامنے آسکے پہونچا چمنستان مین روش گل پر اس غلغلہ صد بہار عالم شباب لیتی ملکہ

بہار کو لباس رنگین نا یاب سے آراستہ پایا اسوقت تو دلیر خانہ بہت گھبرایا لقصہ ہوا کہ ابیات

بہار باغ مین تھی اک بے دل آزار — بظاہر خوبرو لیکن ستمگار
غضب آمیز چتون کینے شعار سے — بلا آئی ہوئی جسکے نظارے
طبیعت سب طرف سے پاک اس — ستمگرون پر مرنے وعارض کے جوبن
صدائے الحذر نکلی جگر سے — ملی چتون جو ظالم کی نظر سے
کیا ترچھی نگاہون سے دل افگار — بلا کی قہر کی تھی شوخ وعیار
کبھی کچھ لیکے انگڑائی برابر — دکھایا اپنے جوبن کو سراسر
ہوا برہم وہین مجموعہ ہوش — کیا بیتابیون نے خود فراموش
نگاہ ناز سے دیکھا جو اُسنے — کہا تقدیر نے رہی خبر لے
اوسی جانب ہوا عزم دل آزار — ہجوم شوق مین پہونچا بس اکبار
درون باغ آبولا کہ جانی — خدا رکھے یہ تیری نوجوانی
ہوا یہ حال رنجون سے ہمارا — اٹھانا ناز مشکل ہے تمھارا
مگر باین ہمہ اک آرزو ہے — طبیعت کو اُسیکی جستجو ہے
کہ دے بوسے لب نازک کے دو چار — کہ تا راحت ملے دل کو مرے یار

جب تو اور نزدیک آسکا اور حد سے زیادہ ہوا تو بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ مسکراکر آگے بڑھی اور پکاری کہ اے پہلوان زمانہ تو کون ہے تمکو شرم نہین آتی کہ تمام فوج تمھاری معشوقہ کا دم الفت بھرتی چلی آتی ہے اسنے اسکے کہنے سے پھرکر جو دیکھا ایک لاکھ ساحر جو اسکے ساتھ آیا تھا وہ خود عاشقانہ بڑھتا چلا آتا ہے حیرت اپنی فوج لیکر پیچھے ہٹگئی ہے لشکر عورتون نے الگ ہوکر صف کھینچی ہے وہ ساحر جو دیوانہ وار آتے ہین اونکو راہ دی ہے یہ حالت دیکھکر اُسکو رشک سے غصہ آیا اور تلوار پکڑ کر چلا بلکہ بہادر نے کہا کہ یہ خراب ہوجائے تو تمکو بیڑا اچھا نہین کیا یہ کہکر پکاری کہ بموجب حکم

خدا جانے فلک کیا پیش لائے — یہ صورت سامنے آئے نہ آئے
رہین ہم زندہ یا تو جائے مرجائے — ہمین دیکھین فلک کیا آج دکھلائے

یہ کہتا تھا ملکہ کا کہ وہ بیتابانہ پھر املکہ نے کنیز کو دیکھا اسنے ایک جام بلور شراب سحر سے معمور کرکے
اُس زشک خور کے ہاتھ مین دیا اُس مخمور مے خون نے دست زر کو اپنے بڑھا لیے اس ساحر کے
سامنے کیا یہ ساحر اوس ساغر کو کوزۂ آبحیات سمجھکر کہ زہے نصیب جو یہ دشمن جان شراب پیا ہے
سر تسلیم جھکا اور جام لیکر پینا چاہتا تھا کہ ایک طاوس درخت سے اڑتا ہوا آیا اور پر اپنا ہاتھ
پر مارا کہ جام گر پڑا املکہ نے چاہا کہ طاوس پر چال سحر کا مارے مگر وہ طاؤس پنجہ مین دابکر اوس
ساحر منحوس کو لے اڑا املکہ نے اس کنیز سے کہا کہ دیکھا تو نے ذرا سی غفلت مین سب محنت
میری برباد کردی یہ طاوس فرستادۂ شاہ طلسم تھا اگر دم بھر یہ اور نہ آتا اور وہ بیحیا جام جاتا
پر تماشا ہوتا کہ یہ پہلوان طلسم تھا یہ لے طلسم باطل ہوتا کہ اسوقت ڈھائی شاہ جادوان سے
بھی بشکل مارا جاتا یہ تو اسطرح گرم سخن ہوا ادھر حیرت، نے بند جانے پہلوان طلسم کے طبل بازگشت
بجوایا کہ فوج سب سحر زدہ بیہوش ہے ویسا ہی کہو آواز آواز پہونچے جھنجھ طبل امان
صدا سنکر سجدۂ شکر خدا بجالائی اور لاشہائے مقتولان اٹھاکر باقوج باقیماندہ پھری وہ ساحر جو رہے
بہار تھے وہ نہ پھرے اور سامنے باغ سحر کے آکر ٹھہرے بہار نے ایک پتلی سحر کی اپنی صورت
پر بنا کر وہان چھوڑ دی اور آپ بارگاہ مین آئی فوج نے بارگاہ و خیام کو جلایا تھا اونکو درست اور
فوج کو اتروایا بآرام اقامت گزین ہوئی لیکن [illegible] کو طاوس جو لے گیا تھا ایک صحرا مین
کنارے چشمہ کے لایا اور ساحر مذکور سمیت اوس چشمہ مین گرکر اُسنے غوطہ لگایا اور باہر آکر
ساحر کو زمین پر ڈالدیا وہ بیہوش ہو رہا تھا کہ ہوش مین آیا اور بولا بیخودی سے
بہر عشق بہار دل سے دور ہوا طاؤس سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے اسنے کہا کہ اے پہلوان طلسم تم سا
عاقل و فرزانہ ہو کر یون دھوکا کھائے اور اوس چھوکری کے سحر مین مسحور ہو جائے بیا تعجب ہے
یہ کہکر سب حال سحر بہار کا اسنے بیان کیا کیونکہ یہ خود قربان سحر پر وہ طاؤس بن آیا ہے
غرض البتہ پہلوان سے کہا کہ اس چشمہ مین خداوند لات اعلی نے ایک روغن ہاتھ دھونے کا دیا ہے پس
اسکا پانی تم ہمراہ لیجاؤ اور اوس باغ سحر پر چھینٹا جا کر دو کہ وہ برباد ہو جائے اور کنیزین کو تمھارے
ہوش آئے اور جب کبھی ایسا سامنا ہو تو اس پانی سے کام لینا اور بہت ہوشیاری سے لڑنا
یہ کہکر ایک چشمہ مین وہ پانی بھر کر اسکو دیا اور آپ اسیطرح طاؤس بنکر ہوا ہو گیا [illegible]

آپ سحر لیکر روانہ ہوا اور اڑتا ہوا پہلے میدان رزم مین آیا تیشہ سے پانی لیکر باغ پر چھڑکا وہ باغ
مثل دشمنون کے اُجڑ گیا چلی بھی خاک ہوگئی بارگاہ مین سحر دفع ہونے سے بہار کو غش آگیا
مگر بہار جو کوہ آرام مین ایک مرتبہ علاج کو گئی تھی تو اسے بھی سحر پڑھکر تھوڑا پانی تیار کر لیا
تھا کہ جسپہ مین بیہوش ہون تو یہ پانی کام آئے وہی پانی اُسکی آنکھون پاس تھا انھون مین چھڑک کر
اُسکو ہوشیار کیا ادھر باغ سحر کے دفع ہونیسے لشکری بھی ہوش مین آگئے تاقوس سکو بمقام فردہ گاہ
لایا ہر اک آرام گزین ہوا یہ بارگاہ حیرت مین آیا اسنے تعظیم کرکے بٹھایا اور جشن کیا طائف کرنا چاہے
لگے ساقی جام پلاتے تھے تاقوس نے ایک عرضی شاہ طلسم کو لکھی کہ اے شاہ عالیجاہ اس غلام نے تین حملے
لشکر عدو پر کرکے ہزارون کو بیجان کیا خاک وخون مین صدہا کو غلطان کیا آج ہی سبکا فیصلہ کر چکا
تھا مگر مہبکد بہار نے دھوکا دیا خیر اب وہ سیدا کیا کریگی آپکا بھیجا ہوا طائوس اب سحر دے گیا ہے
اب کی لڑائی فیصلہ ہے یہ لکھکر سرداران بارگاہ سے کہا میری شجاعت پر جو تمنے ہنگام جنگ دیکھی ہے
مہر کر دو سینے لیے نذر مہر ین کر دین کہ واقعی اس پہلوان نے تین بار لشکر حریف کو زیر وزبر کیا
غرضکہ یہ عرضی بچۂ سحر بادشاہ پاس لیگیا وہ طائوس سے اصلی صورت پر آکر باغ سیب مین آیا تھا
کہ عرضی پہونچی ہر چند کہ وہ سب حال سے ماہر تھا مگر عرضی پڑھکر اسکے دل بڑھانیکو جواب لکھا کہ اے
پہلوان کیا کہنا ہم بہت خوش ہوئے جیسا سنا تھا اس سے زیادہ متین پایا اب کی لڑائی مین بسکا خاتمہ
کر دو مگر جہانتک ہوسکے بہار کو زندہ پکڑ لینا ہم ایک ساحر زبردست اور بھیجتے ہین اعانت کو جسے
اگر تم نارض نہو کیونکہ بہار زبردست بہت ہے باقی ہماری عنایت بنہایت کے امیدوار رہو یہ
لکھکر ایک خلعت گرانمایہ تحریر کرکے بتکہ سحر کے ہاتھ ساحر مذکور کے پاس بھیجا جب اسکو وہ نامہ خلعت
پہونچا بہت خوشنود ہوا خلعت پہنکر ایسا اترایا کہ آرام بھی نہ کیا جب وہ بقیہ دن تمام ہوا اور خلعت
ستارہ دار کو اک شاہ زنگبار شب نے ترک فلک کو منجمد اور طائوس نیلی نام شہر نے شہسوار مہر کو صحرائے مغرب مین پہونچایا تو

دیا رشام کا فرمان رد اماہ		جو نکلا لیکے فوج عجیم ہمراہ	
شتاور قلزم اخضر کا خورشید		ہوا گرداب مین ظلمت کے وہ قید	

شام کو اسنے حکم نقارہ حرب بجنے کا دیا بقہ سحر کو دم بدم ہلاہلکارے خدمت صوبخ مین آئے خبر طبل جنگ
عرض عوض مین لائے ملکہ مذکورہ نے بھی نظر بہمت کردگار کرکے کوس حرب بجوایا صدائے نقارہ

بہنگ گوش حق نیوش ولادرانمین صدائے صور اسرافیل تھی یا نداے طبل جبل تھی دلونمین شیشہ ساعت کیطرح غبار تھا مگر گھڑی کے مانند دل دل دھڑکتا دہشت زدہ ہر حرار تھا خوف شیرے کی کنی سنکر سینے مین کھنکتا نامرد بھاگنے لگے بہادر دم مردمی کا بھرتے تھے کہ بیت تلوار کھچی تو رن پڑیگا لاکھون ہی کو مار کر مرینگے ۵ سامرد نمین چوک چکنی پار طرف سے فروغ پانے کیصورت نکلتی لیکن چراغ سحری کا سبکو گمان تھا بیرون کا دیا لیا سب اکارت ہر ساحر پیشمان تھا رخ بجانب ملک الفنا کیے تھے سحر و افسون و غدر و مکر سب بھولکر ڈنڈوت کے عوض سر نیاز بدرگاہ بے نیاز جھکائے تھے کہ ابیات

پکارے سب خداوندا مدد کر		مرے مولا مرے مالک مدد کر	
تجھی سے دفع ہر سحر و بلا ہے		تجھی سے حاصل ہر مدعا ہے	

تیغ طبع کند تھی پست ہمت بلند حرحر فتانہ تیز و تند تھی۔ رچپی زبان سکالے تیغ عمود منھ پسارے تھے کمان لیصورت محراب سر جھکالے چرخ گوشہ گیر لب سوفار چلا کر دعا کرتے مگر خاموشی سے غدر پذیر تھین ہر چند کہ تیز تھین مگر آج مرکش چھوڑ کر جھک گئی تھین عاجز بہر تیز تھین نیام مین چھپنا چاہتی تھین بارھ نے دانت نکالدیے تھے تو گویا زبان جو ہر گز گز گراتی تھین الغرض رات بھر بھی ہنگامہ رہا کہ نظم

بہادر کرتے تھے آپسمین گفتار		نہ گھبرانا ذرا اے مرد ہوشیار	
ہمین منھ پھیرتے مردان کامل		بلا سے بھی جو ہو لے ہین مقابل	
دلاتا ہین قوت بازو کے جوہر		رہے تا یادگار عہد دفتر	
ہمون روباہ بنکر مرد میدان		کہ اسمین دیو بھی ہے کوئی انسان	
لگاتین تیغ جب دا من الشکر		تو مارین بڑھکے دشمن کو دپٹ کر	

جسوقت کہ ساحر شعبدہ روزگار نے بہار گلشن انجم آب چشمہ مہر سے برباد کی اور طاؤس نور نے آشیانہ مغرب سے پرواز کرکے باغ عالم کی راہ لی کہ ابیات

ہوا بیدار سلطان کواکب		چھپا آنکھون سے سامان کواکب	
قدمبوس زمین لینی صبا کی		نظر آنے لگی قدرت خدا کی	

صبح دمیدہ بعزم رزم دیکار فوج قاہرہ ہمراہ لیے اسباب سحر درست کیے بصد شوکت و شوکت جانب دشت رزم چلین رہے ہوا آمد ساحرانمین کا لاتھا بانگ سپاہ عالم مین غریو ڈالا کہ ابیات

اڑے ساحر صفین باندھے ہوا پر	بڑھے لڑنے کو مثل شوق مضطر
ہر اک جانب سے برق سحر چمکی	مبارکباد دی خواب عدم کی
کڑک سے اُنکی جہان آتی تھی لب پر	کہین اژدر دہن سے شعلہ آور
کہ اتنے مین نظر آنے لگی گرد	پسینون کو تہوا کرنے لگی سرد
پکارے سب کہ ہان یارو خبردار	سنبھلجاؤ یہی ہے وقت پیکار

یعنے دیکھا کہ حیرت مع ناقوس بہ خصلت فوج کینہ خواہ لیے میدان مین آئی لشکر نے صف آرائی فرمائی جب پرے سجے بہادر مسل دسل سینے ابھار کر کھڑے ہوئے ناقوس اجازت حرب لیکر آگے بڑھا اور للکارا کہ ہان خبردار ہو جاؤ مین پھر تمھاری صف پر آتا ہون یہ کہکر تیغہ رو لشکر شگاف برہنہ کیا اور شیر اڑہ اکر چلایا ادھر بھی تیغین کھنچ گئین ہر غول کا سا تو نیہ ہوا ساحرون نے حربہ ہاے سحر کو سنبھالا مگر وہ بسان اہرمن مست آہی پڑا ادھر سے ہزار ہا گولے فولادی اور تلوار خنجر کے پڑنے لگے ساحر برق نبگر اُسکے سر پہ کرنے لگے لیکن اسپر کچھ اثر نہوا کسی حربہ اور کسی ہتر نے کام نہ دیا اور اُسنے زیر تیغے رکھ لیا کبھی ناچ سحر پڑھکر صف لشکر پر لگا کہ اوسمین سے ہزار ہا پیکان نکلکر سینہ ساحرون کے پار نکلجاتا کبھی اُسکے تیغے سے شعلہ نکلکر رخت ہستی دشمن جلاتا ایک قیامت کبری برپا تھی لاش پر لاش گر رہی تھی اجل زیر نگہ ہر بہادر پھر رہی تھی اس ہنگامہ کو دیکھکر آج پھر ملکہ بہار نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور للکارا کہ او بیغیرت کل میرے ہاتھ سے بچگیا آج کہان جائیگا او مرا کہ تجھے خوابگہ کورین سلاؤن مزا لڑنیکا چکھاؤن اسنے یہ نعرہ جب سنا شیر اپنا سنبھلا۔ لشکر سے اُڑکر سامنا کیا اور پکارا کہ او شوخ دیدہ مجھکو تو تیری لاش تھی کہ تو نے مجھکو دھوکا دیا تھا اور شہنشاہ نے تیرے زندہ پکڑ لینے کو کہا ہی بہار نے یہ سنکر ایک گلدستہ جھولی سے نکالکر اسپر مارا اسنے فوراً شیشہ آپ چشم سحر نکالکر گلدستہ پر جھپٹا دیا کہ وہ بجگیا اور وہ ہی پانی لیکر یہ جانب بہار چلائے جلد اپنی صورت کی تپلی بنا در سحر زمین پر آنی چالاکی سے ڈالی اور آپ غائب ہو گئی کہ اسکو ثابت نہوا ملکہ کہان گئی وہ تپلی جو سامنے کھڑی تھی بالکل بہار معلوم ہوتی تھی اسنے وہ پانی اس مصنوعی بہار پر مارا کہ بجایک اسکے سر مین آگ لگی اور چلا رہا کہ ہو گئی یہ محسوس کرنے لگا کہ بادشاہ نے اسکے زندہ گرفتار کرنے کو کہا تھا اسکا تو خاتمہ ہوا اسی فکر مین یہ تھا کہ پشت پر ملکہ بہار پھر ظاہر ہوئی لیکن صورت اپنی زردہ

شکل صورت حیرت بنائے ہوئے تھے کیونکہ ساحر جو صفوف لشکر مین در آیا تھا تو کثرت تمر کی
اصلی حیرت نظر نہ آتی تھی آڑ بہت تھی الحاصل ملکہ مذکور نے آتے ہی اپنا سر و سینہ پیٹ
لیا کہ ہی ہی اے پہلوان یہ تو نے کیا کیا کہ میری بہن کو مار ڈالا پہلوان بہت نادم ہو کر عذر پذیر
ہوا کہ مین اس پانی کی یہ تاثیر نجانتا تھا کہ ساحر کو جلا دیتا ہے ورنہ مین اس سے کام نہ لیتا ملکہ نے کہا لا
تو وہ پانی کہ مین اس سے اپنی بہن کے لیئے ایک تدبیر کرون اسنے وہ شیشہ آب سحر اسکے ہاتھ مین دیا
ملکہ نے شیشہ لیتے ہی صورت زنی جہل بنائی اور پکاری کہ اے تیرہ سر یہ پانی باطل کنندۂ سحر ہے
ہم بہار جادو نے اسکو یہ کہکر پانی چلو مین لیا پس پہلوان تو اسکی تاثیر سے واقف تھا ہی کہ
طاؤس نے کہا تھا یہ پانی دافع سحر ساحر زبردست اور قاتل ساحر ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ
نے اس چشمہ مین ہاتھ دھوئے ہین جہان کا یہ پانی ہو بیواب جان نہ بچے گی یہ سمجھکر پہلوان جھپٹکر
ملکہ پر جھپٹا لگائے یہ اڑا بھاگا بہار نے تعاقب کیا پیچھے بہار کے فوج چلی پہلوان صف سے نکلکر جو
قریب اپنے لشکر کے پہونچا اور کہا بلدا اے خاتون بادشاہ طلسم ہبل امان بجوائیے کہ آپکی بہن میرا
کام تمام کیا چاہتی تھی حیرت اسکی بدولت ہی دیکھکر ہنسی اور یہ پیش پیشکار آگیا اس عرصہ مین بہار
قریب لشکر مدد پہونچ چلی تھی حیرت نے فوج کو حملہ کا دیا ادھر سے صرخ مع فوج بڑھی آتی تھی اور
ہنستی تھی کہ یہ بہار نے کیا کیا کیونکہ اس پہلوان کو بھگایا الغرض بہار لشکر کے سد راہ ہوئے
پہلوان تک نہ پہونچ سکی فوجین اور پلٹنے لگی محرکی مار شروع ہوئی روئین تن جو جانبین کے باقی
تھے وہ باہم بھڑ گئے ساحر سے پلٹے زمانہ دار دگیر کا آیا سحر و ساحری نے بھگایا ناقوس
تو بھاگ کر نیزار پر جا گیا اور جبتک شہنشاہ سے اس آب سحر کا رد نہ معاوضہ کر لونگا مقابلہ نہ کرونگا یہ تو
یہان ٹھہرا اور صرخ بہادر اپنے ملکہ ذوالاکلین بوق و نفیر بھی کلین روح کو قالب مین پھر آئی
ہوئی برابر سے گرد لشکر اٹھی نعرون کی آواز تا بہ فلک پہونچی کلین سیاب خونروان کلین آتش
سحر کا بلند و معوان کلین سر جدا کلین تن تر پتا کلین زرین جدا کلین توسن تڑپتا کلیجا انیار
سر و یا دست کسی جانب نیزہ کسی سمت طارہ و دبت کسی طرف برق شمشیر کی چمک کلین
گرز سر بلند ایک سو شعلہ تیغ کی لپک ساحر چھومنتر پکارے کلوا کی چوٹ پر بھیرون کو بھیجکر
دشمن کو مارنے دوڑتے آفت کا سامنا تھا کہ نظم

گرے لشکر پر مثل برق بیتاب	بہایا خون بشکل چشمۂ آب
ہوا وہ دشت لاشوں سے جو بھر	زمین تھی ہر طرف صحن بلاخیز
کیا تفویض خاک اعضائے تن کو	رسم رہوار نے رندا بدن کو
لگائی ساحروں نے سحر سے آگ	برستے تھے کمین مقرب کہ بن تاگ
اسی لڑنے میں نوبت مہر دشمن	ہوا مغرب کی جانب اپنا آسن

غرض ترک مہر سروصری برودت چشمہ ماہ سے بھاگ کر جانب بارگاہ مغرب گیا حیرت نے طبل بازگشت بجوایا دونوں لشکر جانب خیمہ گاہ پھرے مہرخ سر سمار پر مزرنثار گرتی ہوئی نادان و خندان مراجعت فرما کر بارگاہ میں آئی لشکری آسودہ ہوئے اور مہرخ صاحب تخت پر جلوہ فرما ہوئی ناقوس سے سبب بھاگنے کا پوچھا شعلہ مل ماجرا جو اوپر بیان ہوا بیان کیا ملکہ اپنی بہن کی تدبیر اور فطرت پر ہنسی پھر شاہ جادوان کی بیحالی کی عرضی تحریر کی اور یہ بھی لکھا کہ جلد اب چشمہ سحر کا رد کرنا لکھ بھیجے کہ وہ پانی اب قبضہ دشمن میں گیا آبرو پہلوان کی ڈوب جائیگی پناہ پانی دشوار ہوگی جب بہادر لڑنے آئینگے یہ عرضی پنجہ سحر خدمت بارشاہ میں لیگیا اور ملکہ نے شغل بیخواری آغاز کیا یہاں مہرخ میں داد عشرت دے رہی تھی کہ عیار بارگاہ میں آکے مہرخ سے اپنے حال فطرت بہار بیان کیا عیار بھی ہنسے مگر بہار نے کہا یقین ہو کہ شاہ جادوان اس پانی کا توڑ بھیجے گی بلکہ اس پہلوان سے خدا کرے کہ دو دن تو میں بلا بلا خدا اس لڑائی کو سنبھالا مگر اب کی موت کا سامنا ہے مہرخ نے کہا کسیطرح شارلوکب خبر ہوئی تو البتہ کچھ فکر کیا ہوگی برق نے جواب دیا کہ اب آپ لوگ لڑ چکے زمانہ ہماری عیاری کر سیکا آیا ہے تم خدا نے چاہا تو آج رات اسپر سے نہ گذرنے دینگے کیونکہ اگر ہینگے کہ لشکر پر ایسا وقت صعب پڑا تھا اور عیار وں نے کچھ نہ ہو سکا تو ہمکو بہت ماریگے اور لشکر سے نکالدینگے لو خدا حافظ جاتے ہیں یہ کہکر اوٹھا ملکہ ہر چند منع آئی کہ آپ بالفعل نہ جائیں وہ پہلوان طلسمی ہیلے ساتھ ہے بیڑا ہو دست ہیں قتل نہ ہو سکیگا اسنے کہا کہ اگر وہ رہتا طلسمی ہیلے ساتھ ہے بیڑا ہو دست ہیں قتل نہ ہو سکیگا اسنے کہا کہ اگر وہ رہتا طلسمی ہیلے ساتھ ہے بیڑا ہو دست ہیں قتل نہ ہو سکیگا اسنے بولی کہ وہ سوا اگر وہ رہتا طلسمی ہیلے ساتھ ہے بیڑا ہو دست ہیں قتل نہ ہو سکیگا اسنے ولیوانہ نہ آتا ہے کہا تیرنی لیا کہ وہ رہتا طلسمی ہیلے ساتھ ہے بیڑا ہو دست ہیں قتل نہ ہو سکیگا اسنے

اگر عیارون سے کہا کہ تم بشکل بدل بارگاہ حیرت مین جاکر بیٹھرو مین بھی آتا ہون عیارون نے
ہوئی اور برق اپنے لشکر مین سامرو نمین آیا اور ملازمان محمور جو آجکل بے سردار ہین کیسکے کہ
محمور رنگ ہمراہ عمر گئی ہی پس یہ ساحر لڑنے بھی کم نکلتے ہین اور سرداران حیرت وغیرہ انکو
اچھی نہین پہچانتے ہین غرضکہ برق نے انھین ساحرون سے کہا کہ تم مین سے بیس ساحر اور ساحرہ لباس عمدہ
اور زیور رفیع سے آراستہ ہوکر صحرا مین قریب درہ کوہ جاکر بیٹھرو مین وہان آتا ہون جو کچھ کہون
بجالانا ساحران مذکور سب نشان وہی ایک ہوکر بطور مخفی روانہ ہوے اور برق بھی اسیجگہ آیا اور
اور رنگ و روغن عیاری کا لگاکر صورت اپنی ساحرہ کی ایسی بنائی لیکن بہت حسینہ و جمیلہ بنکر تیار ہوا
یہ معلوم ہوتا تھا آصانع عالم نے کالبد اسکا مبدل ہوگیا اب سے تحمیر فرمایا ہی یا نور کے سانچے مین اسکو
کو ڈھال کر بنایا ہے زلف غبگون نے رسم کافرکیشی کو از سر نو تازہ کیا تھا زلف پرپیچ سے یہ ثابت تھا
کہ کاتب قدرت کا لام لکھتے وقت ہاتھ تھرآیا تھا تو دایرہ لام مین حلقہ پیچ کر گیا تھا زخسار پر نور پر جو
اس زلف کا سایہ تھا شب دیجور نے روز روشن کو دیا تھا یا ملک حلب کو زنگیون نے گھیرا تھا وہان

لٹ چھوڑے تریا سیس سے پڑے کچن پر لے
مانون چندن رولکر مین سونا رہے لپٹائے

کبت نہائے کے پنچھ کے انگوچھ کے تر و پھ یار
چھہر ہر چھپے یکہ تو پے کون رہے چھہرائے

اگر ی مرگ نیتی دیا کر مو ہون پر تیر و کیا جائے تو من میرو بس جائے گو
میرو سن اوجھے تیرے کھلے کیس مین بال مت باندہ من میرو بندہ جائے گو

تہ زلف معنبر رخسار منور فلک حسن کے شمس و قمر تاک چہرہ خوبی کی تاک عشق مین اسکے خود بینون کی
آنکھین نشتر چشم فتان فتنہ انگیز ایما و کنایہ ابرو آفت خیز دہان تنگ کے روبرو غنچہ سربستہ کو غیرت د
کلیان دلتنگ غرضکہ از سر تا پا وہ ماہ سیما حسن مین بنظیر جمال رشک روشن بدر منیر کہ بموجب لفظ

قیامت قہر تھا انداز اس کا
بلائے جان تھا عشوہ ناز اسکا

عیان شمشیر کے ابرو سے جوہر
غمزہ ہر ایک رشک تیر و خنجر

کرین وہ نرگسی آنکھین جو جادو
رہے باقی طبیعت پر نہ قابو

متاع حسن سے تھی سخت مغرور
سمجھکر آپ کو وہ غیرت حور

قیامت سے نہ تھا کم قد بالا
اندھیرے گھر کا حسن اوسکا اجالا

اس صورت زیبا سے جب درست ہوچکا سر مین بہت سے سانپ بناکر لپیٹے کالونین ادراج ڈالے
ساری بادلانگار باندھی مت باندھ دشانہ وکلائی باندھکر زیور جواہر سے اعضائے تن مزین کیے
جھولا ذرنفیق گلے مین ڈالکر ساحران مخمور کے پاس آیا اور کہا تخت میری سواری کے لیے بہت
عمدہ درست کرو اور ناقوس ونفیر بجاتے ہوے میرے ساتھ لشکر حیرت مین چلو ان ساحرونے
اسکی صورت بدلنے پر جو اس منتشر ہوے کہ واقعی ایسی صورت بنائی ہے کہ کیا مجال کسیکی جو سوا
ساحرہ کے اُسکو عیار کہسکے الحاصل انھون نے ایک تخت زراندود بزور سحر بناکر اُسکو سوار
کیا اور آپ طائران سحر پر سوار ہوکر ہمراہ چلے برق اس صحرا سے پہلے جانب دریاے خونخوار
گیا پھر وہانسے سمت لشکر حیرت چلا نفیر وناقوس بجتے تھے جادوگر نیان سرپر ساحرہ معنوعی
کے مروحہ جھلتی کرتی تھین بزور سحر صورتین اپنی وہ بھی بدے تھین اسی ہیئت سے عجب
لشکر ہولناک حیرت کو طائران سحر نے خبر پہونچائی کہ ایک ساحرہ دریاے سحر کیطرف سے ادھر آتی
ہے ملکہ مذکور سمجھی کہ شاہ طلسم پاس عرضی میری پہونچی انھون نے اُسکو بھیجا ہے پس یہ سمجھکر ساحر بہت
استقبال بھیجے کہ وہ آکر باعزاز تمام ساحرہ نقلی کو لیگئے اور داخل بارگاہ کیا برق نے یہان دیکھا
کہ تخت پر ملکہ بیٹھی ہے گرد تمام سردار دنگلو نپر تمکن ہین ناقوس دنگل جواہرین پر بیٹھا شراب
پی رہا ہے اسنے ملکہ کو سلام کیا اور نذر دی ملکہ نے قریب ناقوس اُسکو بھی دنگل دیا اور بٹھایا ناقوس
نے جو اُسکی صورت زیبا پر نگاہ کی بیک نظر شیفتہ وفریفتہ ہوا اور اُسنے بھی اُسکی جانب اشارہ کرکے
مسکرا دیا خنجر موج تبسم گلے پر پھیرا یہ اوسی سمت مخاطب ہوکر بیٹھا اور کہا اے ملکہ آپکے تشریف لائی برق
قریب اُسکے دنگل پر جا بیٹھا اور کہا آپکا تو بڑا شہرہ سُنتے مین آیا ہے خوب خوب آپ لڑتے شہنشاہ
بڑی تعریف فرماتے تھے اسنے کہا کہ بادشاہ کی عنایت میرے حال پر بہت ہے اور واقع مین تین لڑائیان
مین ایسی لڑا کہ باید وشاید اب بسبب آب چشمہ سو توقف پذیر ہون ورنہ کام سب باغیون کا تمام کرتی
یہ کہکر حال رزم ملکہ بیمار بیان کرنے لگا یہ تو باتین کرنے مین مصروف ہے مگر اور عیار جو چلے تھے
انمین سے عیار جانسوز صورت بدلکر قریب بارگاہ حیرت آیا تھا اور ایک خدمتگار کو فقرہ دیکر
علیحدہ لیجاکر بیہوش کرکے اسکی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوا تھا چنانچہ برق جو لشکر ہ بنکر آیا ہے تو
جانسوز خدمتگار بنا ہوا اسپر حیرت کے رومال جھل رہا ہے فی الجملہ برق بیٹھا ہوا باتین کر رہا تھا

کہ ساقی نے جام بادۂ احمر اوسکو دیا اُسنے رو جام لیکر لبوں سے لگا اور جلد منھ سے ہٹا کر کہا کہ یہ شراب تیز و تند زیادہ ہے مین نہ پیونگی یہ کہکر اپنے ساتھ کے ساحروں سے کہا کہ میرے پینے کی شراب لاؤ جادوگرنیونکو سمجھا پہلے ہی دیا تھا کہ ایسا کچھ کرنا چنانچہ وہ حسب الحکم صراحیان شراب کی آغشتہ بداروے بیہوشی اپنے ساتھ رکھی تھین وہی شراب اسنے لاکر من برق نے ایک جام بھر کر پہلے ملکہ حیرت کو دیا کہ حضور التش کردین تو مین بھی پیون ملکہ نے وہ جام بے اندیشہ انجام لیکر پی لیا پھر اسنے دوسرا جام ناقوس کو دیا وہ تو فریفتہ ہو رہا تھا دست مجوب سے ساغر لیکر یک جرعہ درکشید کیا ایک ایک جام سب اہل بارگاہ کو پلانے کی نوبت آئی تھی کہ دہان افراسیاب پاس عرضی پہونچی اور اُسنے عرضی پڑھکر کتاب جمشید دیکھی کہ اب سحر کے پانی کو کیونکر دفع کردن کتاب مین نکالا کہ پانی کی فکر پھر کرنا اسوقت تو آبرو بچالو برق ساحرہ نیکر بارگاہ مین اسطرح حیرت پاس گیا ہے اور آب آئینہ پلاکر آتش حیات بسکی بجھایا چاہتا ہے دم بھر مین سبکو ٹھنڈا کردیگا یہ دیکھکر بادشاہ نے سحر پڑھا زمین سے ایک تپلا نکلا اوسکو یہ مضمون لکھکر دیا کہ اے ملکہ وہ ساحرہ جو تمھارے پاس آئی وہ برق عیار ہے اسکو گرفتار کرلو تپلا یہ نامہ لیکر بہت جلد بموجب حکم بادشاہ آیا اور نامہ لاکر ملکہ کو دیا ملکہ نے نامہ پڑھا پشت پر جانسوز روخدمتگار نیا ہوا کھڑا تھا اُسنے کبھی اس نامہ کو پڑھا کیونکہ ملکہ کی پشت تھی اور اُسکا سامنا تھا الحاصل نامہ کو دیکھکر اُسنے خیال کیا افسوس صد افسوس برق کی برباد گئی پس اُسنے رومال مین بیہوشی بھر کر منھ پر ملکہ کے اسطرح ہلایا کہ خوشبو اوسکی ناک مین گئی وہ نامہ پڑھکر چاہتی تھی کہ مین ایک گولا برق پر مارون اور گولا اسطرح چھپا کر نکالا تھا کہ وہ دیکھ نہ لے نہین تو بھاگ جائیگا کہ اس عرصہ مین رومال جھلنے سے بیہوشی طاری ہوئی چاہا کہ یہانسے اُٹھکر منھ دھوآؤن یہ سوچکر اُٹھنے لگی تو چرخ آیا جانسوز نے کہا ای ملکہ آثار بیہوشی کے پائے جاتے ہین لیجیے یہ پھول سحر سے بہر دفع بیہوشی مینے منگوا لئے ہین آپ بھی سونگھ لیجیے ملکہ نے اس سے پھول لیکر سونگھے وہ جو شدت سے نشہ تھا وہ جاتا رہا سر لیکن گھومتا ہے اب ملکہ نے چاہا کہ مین اہل دربار سے ماجرا برق کا کہدون مگر جانسوز نے کان مین جھک کر کہا کہ آپ کی بیہوشی اچھی طرح اتری نہین اور اہل دربار بھی شراب بیہوشی پی چکے ہین کیونکہ رنگ ہر ایک کا مین دگرگون پاتا ہون پس آپ یہ پھول مجھسے اور لیجیے اور آرام گاہ مین جاکر اچھی طرح سونگھیے اور خوب ہوشیار ہوکر آیئے نہین تو

حریف کام کر چکا ہو بلکہ کی بیہوشی اُسکے پھول دینے سے کم ہو چکی تھی اسوجہ سے اُسکو خیر خواہ جانکر
پھول اُس سے لے لیے اب کی اُسنے پھول بیہوشی کے نہ دیے ہوے دیدیے ملکہ اُسکو سونگھتی ہوئی
اس صحبی میں بارگاہ کے گئی کہ جہان اوسکے آرام کرنے کے لیئے پلنگڑی گسترہ ہی بس وہانتک
جاتے جاتے یہ بیہوش ہو کر پلنگڑی پر گری اور ادھر برق نے خیال کیا کہ مین خادم خدمتگار
وغیرہ کو یہان شراب پلانیسکو نگا مقدمہ دربار کا رہے ہر کس و ناکس کو بیہوش کرنا غیر ممکن ہی
پس اس سا حر کو علیحدہ لیجانا چاہیے یہ سوچکر وہانسے اٹھانا قوس ایک جام بیہوشی آلود لیکر چلا تھا
نشہ می مین سرشار بیٹھا تھا وہ بھی اوٹھا کر اے ملکہ مین بھی چلتا ہون اور اُسکے ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر
اپنی بارگاہ مین آیا اسنے وہان عشوہ کرنا شروع کیا کہ تم ناحق میرے ساتھ اُٹھ آئے مین بدنام
ہو جاؤنگی اور یہان بھی تمھاری نوکر جمع ہین وہ کیا کہینگے ناقوس نے سبکو ہٹا کر وہان تخلیہ کیا
اُدھر جانسوز نے جب دیکھا کہ برق ناقوس کو لیگیا یہ وہانسے اس صحبی مین گیا کہ جہان حیرت
بیہوش پڑی ہی پس اسے چاہا کہ اُسکو قتل کر ڈالون خنجر کھینچکر جیسے ہی قریب آیا دو پتلے زمین سے پیدا ہو
سرہانے اور پائنتی ملکہ کے آگئے یہ سمجھا کہ مارنا اسکا مشکل ہی یہ سمجھکر وہین ٹھہرا اور رنگ و روغن
لگا کر صورت حیرت کی ایسی بنا لی لباس اُسکا ملکہ ہنوا یاس سے زنانہ لباس پہنکر باہر نکلا مگر تیار
جیب نامہ دیکر شاہ جادوان پاس گیا تو اُسنے پھر کتاب دیکھی معلوم ہوا کہ ملکہ نے عیار کو گرفتار کرنا
چاہا تھا لیکن اور عیار اُسکی پشت پر کھڑا تھا اسنے اسطرح ملکہ کو بیہوش کر دیا جلد خبر لے ورنہ سب
مارے جائینگے بادشاہ یہ حال دیکھکر عازم ہوا کہ مین خود جاؤن اُسوقت ابریق وزیر نے کہا کہ حضور
تامل کرین مین جاتا ہون شاہ نے سب حال اُس سے کہا کہ اسطرح عیارون نے آکر فتور کیا ہی تو جلد جا
اور ملکہ کو ہوشیار کر وزیر نہایت جلد وہانسے آیا اور اوسوقت آکر پہونچا کہ جانسوز صورت ملکہ کی
بنکر باہر نکلا تھا بس اُسنے آتے ہی اُسکو بزور سحر پہچانا اور دھوکا دینے کی راہ سے پہلے تو سلام کیا پھر
قریب آکر ہاتھ پکڑ لیا یہ فقرہ اسلیئے کیا تھا کہ عیار ہی میرے ڈانٹنے سے بھاگ بچائے غرضکہ جیسے ہی
ہاتھ پکڑا جانسوز نے کہا مجھکو کیا پکڑتا ہی جلد اندر صحبی کے جا قران ملکہ حیرت کی چھاتی پر
چڑھا ہی اُسکو ذبح کیا چاہتا ہی یہ سنتے ہی وزیر ایسا گھبرایا کہ اُسکا ہاتھ چھوڑ کر اندر صحبی کے گیا اتنے عرصہ
مین یہ عیار بچارا کہ اے ساحران ہمراہی ملکہ تو جلد روانہ ہو کہ حال کھل گیا ساحر جو بڑے تھے آتے

صدا سنکر فتنہ بزور سحر اڑے اہل بارگاہ حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا ہو رہا ہی یعنے پہلے ایک ساحرہ آئی پھر چلا آیا ملکہ حیرت اڈھا صحبتی نہ رہی اور وہان سے جو بجلی ابریق وزیر نے اسکو گرفتار کیا اوسنے ایسا کچھ کہا کہ وزیر سنے چھوڑ دیا اب یہ ساحر از گئے کچھ سمجھ مین یہ حال نہین آتا ہی غرضکہ یہ سب تو نکلے اور ابریق نے جاکر حیرت کو ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئی پوچھا کہ اے وزیر کیونکر آنا ہوا سنے سب حقیقت بیان کی کہ عیار نے آپ کو دھوکا دیا تھا شہنشاہ نے مجھے بھیجا ملکہ حال سنکر باہر آئی اور جو لوگ کہ بام بیہوشی پیکر بیہوش رہے تھے اونکو منہ دھلوا کر ہوشیار کیا اور حال ناقوس پوچھا سبنے کہا کہ ساحرہ جو آئی تھی اوسکے ساتھ اڈھا گئے ہین اور اوسکے ساتھ کے ساحر آپ کی شکل نے ایک آواز دی کہ نکلجاؤ وہ بھی اڑ گئے دو آواز دینے بھی چلی گئی ملکہ نے سب حال سنکر وزیر سے کہا کہ ساحرہ نبکار سوار آیا تھا اب وہ پہلوان کو لیگیا ہی افسوس کہ پہلوان اتنی مار کیا یہ کہکر اٹھی اور وزیر کو ساتھ ایک جانب بارگاہ ناقوس چلی مگر وہان اتنے عرصہ مین برق نے یہ کرشمہ کیا تھا کہ بارگاہ مین تخلیہ کرا کر پہلے تو بہت کچھ ناز و انداز کئے کہ صاحب تم جو اکیلے مین مجھکو لیکر بیٹھے ہو تو آخر تمھارے دل مین کیا ہی سامری کی قسم مین جانتی ہون جو تیرا ارادہ ہی تو بندی ایسی ادماتی نہین کہ غیر مرد کے پہلو پر پھسل پڑے سنو صاحب میرا بھی دل مین سچ کہون نہین آیا تھا لیکن مین نے اپنے دل کو روکا کہ اوہ رے جی ایسے چیونٹیون کے بھرے کباب سے دل لگا تا کیا ناقوس نے ان باتون کے جواب مین کہا کہ ایجان من تیرے سوا مین کبھی کسی پر نہ مرونگا دم الفت کا نہ بھرونگا اوس ماہ پیکر نے ہنسکر کہا کہ تیری جرواتو پانچ ہاتھ کی موجود ہی ارے یہ سب تیری خوبصورتی کی محبت ہی مین خوب سمجھتی ہون کہ تو بیمروت ہی ناقوس نے کہا کہ جانی مین جب تیرا محل کرونگا تو اپنی بی بی سے تعلق بالکل نہ رکھونگا یہ سنکر اوس مہر جبین نے ہاتھا کوٹ لیا اور کہا وہ تو سامری ڈریے تیرے دیدلیے ارے جو اوس بچون کی دی ہوئی سامری کا سنجوگ اوتارا ہوا اوس بیس برادری والے بابو جی گا جے سے اوسے بیاہ لائے تو میرے کارن اوسکو چھوڑ دیگا نا صاحب مین تیرا ساتھ ہرگز نہ کرونگی ارے ایسا بیوفا مرد ہاتو زمانے مین ہرگز نہ ہوگا یہ باتین اسطرح بنا بنا کر کین کہ ناقوس بیقرار ہو کر لپٹ گیا اوسنے کہا ہان ہان دیکھو تو میرے چھوٹے کپڑے کھلے جاتے ہین مرد وے حواس مین آ اوسنے یہ بہانہ دیکھکر قدم پر سر رکھدیا اور منت کرنے لگا اوس زہرہ جمال نے کہا اچھا پہلے ایک سحر مین تیار کر لون

پھر تیسری مراد بھی پوری کرونگی ناقوس نے کہا تو مجھکو ٹالتی ہی اوسنے کہا سامری کی قسم تو ایسی
لچہ پھر خاموش ہورہ اگر ایک لمحہ مین وہ سحر نہ تیار کرون کی تو جسطرح شہنشاہ نے تبلایا ہی وہ
طریقہ مین بھول جاونگی اچھا ایک سیر سیسہ اور ایک کڑاو جلد منگاؤ کہ مین گولیان اوسکی
بناکر بہار سے مقابلہ کرونگی اور اوس سحر مین کچھ دیر نہ لگے گی بعد فراغ تجھ سے ہنسون بولونگی
اِن باتون سے ساحر بہت محظوظ ہوا اور ملازمونکو بلاکر سیسہ اور کڑاھاؤ منگایا اوس نازنین نے
سب کو پھر نہلا دیا اور ساحر سے کہا کہ آگ دہکاؤ وہ آگ دہکانے لگا کڑھاؤ آگ پر رکھدیا جب
سیسہ خوب گرم ہوا ساحرہ نے تھوڑی بیہوشی آگ پر ڈالدی اور کہا یہ ناک جمشید کی دھونی پر کی
ہی اسی کی تاثیر سے گولیان بنینگی غرضکہ وہ تو آگ پھونک ہی رہا تھا بیہوشی کا دھوان جو ناک
مین گیا بیہوش ہوگیا اس ساحرہ نے کہ اصل مین برق ہی اوسکے دو دانت قبضہ خنجر سے توڑ کر اور منھ
خنجر سے چیر کر وہ سیسہ جو گرم ہوا تھا اوسکو پلا دیا شکم سے تا گلو ایک سلاخ سیسے کی بنگئی اور وہ تڑپکر ہلاک
ہوگیا غل اور شور اوسکے مرنے سے برپا ہوا بنا بنا ہنگامہ پیدا ہوا کہ آندھی کے ساتھ آتش باری ہونے
لگی حیرت داربق دربارگاہ پہونچ چکے تھے کہ یہ ہنگامہ برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا مجکو نام
میرا ناقوس جادو تھا حیرت یہ صدا سنکر بیتابانہ اندر بارگاہ کے چلی گیا سراپہ بارگاہ فراکر
بھاگا اور بھاگتے وقت نعرہ کیا کہ منم حیرت برق فرنگی عیار یہ کہکر کنارہ کرکے چل گیا اور حیرت چیخین
مار کر رونے لگی وزیرادسیوقت اڑکر خدمت شاہ طلسم مین گیا اور عرض پیرا ہوا کہ ای شاہ مین جبتک
وہان پہونچون اور ملکہ کو ہوشیار کرون اوسوقت عیار نے اپنا کام کیا یعنے ناقوس کو مار ڈالا بادشاہ
یہ حال سنکر آتش غضب سے لال ہوگیا اور فکر مین ہوا کہ کسی اور کو بھیجکر مقابلہ حریفان بیہمتون اودھر
فوج ناقوس کے چند سردار دن نے آکر لاش اپنے افسر کی اٹھائی اور جانب ظلمات روانہ ہوئے
چنانچہ تلمہ ناقوسیہ مین اسکی زوجہ رہتی ہی اوسکے سامنے جاکر لاش رکھدی اور کل کیفیت
بیان کی اوسنے جو شوہر کو مردہ پایا فرط الم سے دریا آنکھون سے بہایا ہاتھ اتاری چوڑیان توڑین
لاشہ پر بین کرنے لگی کہ ہی ہی وارث میرے ہی ہی راج سہاگ میرے ارے میرے
بادشاہی چھترا وٹھ گیا میرا راج لٹ گیا اب مین کسکی ہوکر رہونگی ہائے افسوس
مجھکو رانڈ کرگئے ہی صاحب کچھ میرے لیے کہہ بھی نہ گئے اس لونڈی سے کیا تقصیر ہوئی جو خفا ہوگئے

ارادہ اب ہی اے صاحب کمان کا	پریشان حال ہی مجھ خستہ جان کا
ذرا ٹھہر دیہ وصل آخری ہی	ابھی حسرت مرے دل مین بھری ہی
میان اُٹھو مرا سُن لو فسانہ	کرو مت مرگ کا مجھ سے بہانا
نہ باز آیا فلک راہِ ستم سے	چھڑایا اس طرح پر تمکو ہمسے
خدا بندے پہ ایسے دن نہ ڈالے	نہ پیر چرخ بغض اپنا نکالے

آخر بعد جزع و گریہ و زاری لاش شوہر اٹھوائی اور فوج بیشمار ساتھ لیکر بدرد و الم و چاک چاک گریبان انتقام لینے کو چلی اور پہلے باغ سیب مین آئی بادشاہ ساحرون فکر مین رنجیدہ بیٹھا تھا کہ اُسنے آکر سلام کیا اور بہر جنگ اجازت چاہی بادشاہ بہت کچھ اوسکو سمجھا تا ہی اور کہتا تم تامل کرو مین ایک بلا سے تازہ اُن بمکھرا مونپر بھیجکر تمھارے شوہر کا انتقام لونگا اسنے نمانا اور بادشاہ سے رخصت حاصل کرکے اڑ در پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور دریا اور ترکر لشکر حیرت مین آئی حیرت صف ماتم بچھائے بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ طلائہ اُن ساحرنے اسکے آنیکی خبر دی وہ تابہ دربارگاہ خود لینے آئی اور بڑے اعزاز سے لیجاکر مقام مہتر پر بٹھایا اوسکے شوہر کا پرسا دیا اور بعد گریہ و بکا پوچھا کہ میرے شوہر کو کسنے مارا ملکہ نے سب حال بیان کیا کہ بسطح برق عیار نے مارا اُسنے کہا کہ اے ملکہ اتقدر اپنے غفلت فرمائی کہ عیار نے اپنا کام تمام کیا یون نہین رفیق سے غفلت کرنا لازم ہی ملکہ نے فرمایا کہ بی بی اُن عیار دغا باز تو وہ آفت دہر ہی کہ پناہ سامری کی نہین معلوم کیا غضب جمشید کا ہمپر آیا ہوا ہی جو کچھ بس ہمارا نہین چلتا ہی اُسنے کہا مین پہلے اوسی عیار کو ماردون گی جسنے میرے خاوند کو مارا ہی یہ کہکر اُٹھی کہ ابھی جاکر مارتی ہون ملکہ نے ہرچند منع کیا مگر اسنے نمانا اور اڑکر چلی یہان جو جاسوس بہر خبر گیری موجود تھے وہ اس سے قبل خدمت مہرخ مین آئے اور مارا ماجرا مفرض بیان مین لائے وہ خبر کہکر ہٹنے بھی نپائی تھی کہ یہ آپہونچی لیکن جب قریب بارگاہ آکر تھہرائی چوبدار و حاجب وغیرہ کہ وہ بھی سامری مین بزور سحر اڑے اور اوسکو مانع آئی کہ پاش کہان جاتی ہی یہ جاے ادب ہی شاہان جہانگیر ملکہ مہرخ والاشان یہان سریر حکومت پر جلوہ فرما ہین ساحرہ یہ تقریر سنکر بہت ہنسی اور ایکا لے لیا سحر مرا کہ وہ پرواز سے تھکے تھے اور نیچے اُتر آئے مگر ہان ہان کرتے ہوئے جب وہ بارگاہ مین آئی یہ بھی پیچھے پیچھے چلے آئے یہان برق وجانسوز ساحر کو قتل کرکے جیسے آئے ہین سب ہمراہ

حال عیاری کا سنکر ہنس رہی ہین و در شراب کے ساغر کا چل رہا ہی کہ دربار گاہ پر جا جنوکا
عمل کرنا سنائی دیا مہرخ نے ساحرون کو بھیجکر دربانون کو منع کرایا اور ساحرہ کو بلوایا کرسی پر
تخت بچھوادی وہ آکر بیٹھی براہ تخوت کسی کو سلام نہ کیا سبنے دیکھا کہ ایک بلاے سیاہ ہی جسکے
ہر رُن مو سے شعلۂ آتش نکلتا ہی دہن اُسکا مثل قعر بلا ہے ہر ایک پرہ بینی شہر عدم کا ناکا ہی رنگ
جسم کا لاکو لہا ہی ساری تجمیری باندھے ہی زیور نعم شوہر مین پہننا ترک کیا ہی سانپ بچھو کا جسپر
گنتا ہی غرضکہ جب وہ بیٹھ چکی مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ تجھے ہمارا تاج و تخت خاک مین ملایا خاوند کو ہمارے
مارا ہر چند کہ مجھکو خاوند سے کچھ غرض نتھی وہ اپنی زندگانی مین تھے میرا اور کچھ دخل نتھا مگر پھر بھی ہوا تو
زندہ تو نہ کہلاتی تھی اے ملکہ ہم تم ایک ہین ملکہ تم مجھ سے بڑی ہو ایک ادھ سحر تمکو زیادہ یاد ہوگا کیلن یہ بچہ ہنسا
کہ مین طلسمات کی ساحرہ ہون تو جہلوان طلسم مین تجھسے نہ لڑونگی اگر تم میرے شوہر کے قاتل کو دیدو ورنہ
ایک ۔ انمین ساری بارگاہ خون سے لال کردونگی یہ بیکہ لاشون سے بھر دونگی مہرخ نے فرمایا کہ بی تم میرے گھر مین
آئی ہو مین کیا تمکو اسباب کا جواب دون ورنہ مجھسے لڑکے کوئی زندہ بچا نہین جا تجھسے جو کچھ ہو سکے
وہ کرو اسنے کہا مین جا نیکے لیے آئی ہون دیکھو تم سبکو مارتی ہون یہ کہکر کرسی پر سے اوٹھی اتنے عرصہ
مین کہ جبتک یہ باتین کرتی رہی برق اوٹھکر بھاگا اور ایک لقب عیار دنیٰ بارگاہ مین اسطرح کھودی
ہوئی کہ ایک سرا بارگاہ مین رکھا ہوا اور دوسرا سر جنگل مین نکالا ہی یہ اسلیے کہ کسی وقت ہم بارگاہ مین بیٹھے ہون
اور کوئی ہماری گرفتاری کو ساحر وغیرہ آئے اور ہم بھاگ نسکین لو لقب مین سے کودکر نکل جائین فی الجملہ جب
ساحرہ کھڑی ہوئی برق کو دیکھا کہ نہین ہی کیونکہ وہ لقب مین کود کر صحرا مین نکل گیا اور اوسی لقب کے
متصل ایک غار تجویز کرکے اوسمین اوتر گیا اور غار سنگ و کلنج و خس و خاشاک وغیرہ سے چھپاکر بیٹھا مگر چلتے
چلتے بھی غار کے منھ پر نگاہ دیتے یہ تو ادھر بیٹھا اور ساحرہ نے جب اُسکو نہ دیکھا مہرخ کیطرف چلی مگر موصوف
نے ایک گولا سحر پھینکا اوسپر مارا اور سب سردار نابلد تربیت پکڑ کر استادہ ہو گئے گولا آتے دیکھکر
ہیبت و حیران ہکا بکا اوٹھی اور سب سردارون کو مادہ بہ فساد دیکھکر پکاری کہ دیکھو تمھاری
سرکشی دم بھر مین نکالدونگی یہ کہکر بلند ہو گئی کہ مین پہلے برق کو پکڑ لاؤن تو آؤن اور
ملاقی کنان روانہ ہوئی یہان سب سردارون مین صلاح ہوئی کہ برق بغیر عیاری کہین چھپا
ہوگا اگر کوئی اور ڈھونڈھیگا تو نہ ملیگا لیکن یہ ساحرہ ہی بزور سحر دریافت کریگی کہ فلان جگہ پوشیدہ ہے

پس ہمکو چاہیے کہ بدور سحر برق کو چھپائین یعنے ایسا سحر پڑھین کہ مہجوت کو وہ مقام یاد نہ آئے
کہ جہان برق مخفی ہی غرضکہ یہ مشورہ کرکے سب سحر خوان ہوئے اور مہجوت جو اوکر بلا رہی تھی صحرا
و کوہ مین پھرنے لگی جب سحر سے دریافت کرتی تھی کہ چار کہان ہی سحر بسبب اُن مہرداران کی
کے سحر پڑھنے سے اُلٹا بتا اوسکو دیتا تھا اگر عیار مذکور مشرق مین پوشیدہ ہی تو وہ مغرب کیطرف
بتاتا تھا الحاصل بہت سرگردان ہر سمت پھری کہین پتا عیار کا نہ ملا آخر تھک کر ایک پتھر
پر بیٹھی کہ دم لیلون تو پھر تلاش کرون یہ تو اوسجگہ ٹھہری مگر حیرت کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ
برق بارگاہ مین اپنی نہین ہی اور مہجوت ڈھونڈھنے گئی ہی بس اسنے یہ خبر سنکر صرصر وغیرہ
عیار پچیون کو بلا کر بہت کچھ بُرا بھلا کہا کہ ارے تمسے بمقابلہ عیاران کچھ نہو سکا خیر اب جاؤ برق
عیار خوف مہجوت سے مخفی ہوگیا ہی تم اوسکی صورت بنکر ملکہ صرخ وغیرہ کو پکڑ لاؤ عیار پچیان
حسب الحکم ملکہ مذکور روانہ ہوئین اور اپنے مقام پر آکر صرصر نے صورت اپنی مثل صورت
برق بنائی اور عیار پچیان اوسکی اعانت کے لیے بصورت ساحر لشکر صرخ کیطرف روانہ ہوا
اور یہ پہلے صحرا مین گئی اودھر سے راہ کترا کر لشکر اسلامیان مین آئی یہان سب متفکر
بیٹھے ہین کہ یہ بارگاہ مین داخل ہوئی صرخ نے اوسکی صورت کو دیکھکر خوشی کی قریب
بلا کر گلے سے لگایا اور کرسی پر بٹھایا حال پوچھا اسنے کہا کہ مین نے بڑی مشکل سے صحرا مین مہجوت
کو مارا جب آپ کے قدم دیکھنا نصیب ہوئے سنیے یہ مژدہ سُنکر کہا الحمد للہ پھر حکم دیا
کہ جشن آغاز ہو صرصر نے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ مین آج سب کو اپنے ہاتھ سے
شراب پلاؤن ہر ایک نے کہا آپ کی خوشی یہ اوٹھی اور میخانے مین جاکر خمہائے مے مین
بیہوشی ملا کر لوٹلین شراب سے بھر کر لائی اتفاق سے اوسوقت ضرغام عیار بھی بارگاہ
مین آیا اور برق کو دیکھکر یہ بھی بیٹھا اور برقی جو غار مین بیٹھا تھا وہان سے نکلکر لقب مین آیا
اور وہ سرا بارگاہ مین لقب کا ہی اوس سرے کے قریب آکر ٹھہرا کہ معلوم کرون اہل بارگاہ
کیا کرتے ہین از بسکہ یہ سرا ایک گوشہ مین ہے تو وہان ایک ساحر برائے رفع احتیاج آیا
پہرا اوسطرف بھی کھڑا تھا پہرہ والے نے پوچھا کہ کیون بھائی دربار مین کیا ہو رہا ہی ساحر
نے کہا برق آیا ہی وہ سب کو شراب پلائیگا یہ کہکر ساحر رفع احتیاج کرکے چلا آیا مگر برق نے

لقب مین سُنا کہ ایک برق اور بارگاہ مین آیا ہی پس گھبرایا کہ ایسا نہو تیری صورت بنکر کوئی
اپنا کام کر جائے اور تو یہان کھڑا رہے اُستاد احوال کو سُنکر بہت خفا ہونگے لازم ہی کہ لقب
سے نکل پس جلد باہر نکل آیا جو سردار کہ اوسطرف تھے اُنھون نے دیکھکر غلغلہ کیا کہ لیجیے ایک
اور برق آیا صرصر نے بھی دیکھا اور چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن مگر وہان مجھوت نے پہاڑ
پر دم لیکر سحر جو کیا از بسکہ یہان کے سردار آنے سے برق کے سحر کو اسکے روانہ کرتے تھے ابکی
اُسکو مفصل سحر نے خبر دی کہ برق اپنی بارگاہ مین ہی وہ وہان سے جو کڑکڑا کر اڑی بارگاہ مہرخ
پر آکر ٹھہرائی صرصر اُسوقت بھاگ کر صحن بارگاہ تک آچکی ہی اوپر نگاہ اوسکی پڑی چونکہ وہ صورت
برق کی بنی ہوئی تھی یہ تھاب نبکر جو گری پنجہ مین دابکر اوسکو لے اوڑہی ساحرون مین غلغلہ
ہوا کہ لیے جاتی ہی سرداران نے چاہا کہ اوسکا تعاقب کرین مگر اصلی برق نے نعرہ کیا کہ
مین یہان موجود ہون وہ عیارہ تھی جسکو ساحرہ لیگئی ہی اسکے نعرہ کرنے سے سب رکے اور
اُسنے کہا تم لوگ مطلق یقین خیال کرکے کہ کون تعریب دیتا ہی فی الجملہ اب نہ دھوکا کھانا اگر کوئی
عیارہ میری شکل پر بنکر آئے تو اس سے حال لقب پوچھنا اوسکو تو حال معلوم نہین ہی کہ یہان
لقب بھی ہی پس تبلانا مشکل ہوگا تم پہچان لینا اور مین پھر جاکر پوشیدہ ہوتا ہون کیونکہ
ساحرہ ضرور میرے تعقب مین آئیگی یہ کہکر لقب مین چلا گیا اور اوس سرے پر نکلکر غار مین جا کر
بدستور سابق پوشیدہ ہوا اودھر مجھوت جو صرصر کو لیکر اوڑی سوچی کہ اُسکو لشکر حیرت مین نہ
لیجاؤن کیونکہ وہان کثرت مردم سے عیار اُسکو چھڑا لیجائینگے اور شناخت نہو سکینگے یہ سوچکر
پہاڑ پر آئی اور وہان سے ہر یک طرف نگاہ کی ہر سمت دوڑایا کہ دیکھون میرے پیچھے تو کوئی نہین آتا ہی
اتفاقاً اس دیکھنے مین اُسکو ایک باغ دور سے نظر آیا یہ عیارہ کو لیکر اوسی باغ کیطرف چلی اور
جب متصل اوسکے پہونچی تو معلوم ہوا کہ یہ باغ تو میری بیٹی کا ہی راوی کہتا ہی کہ یہ ساحرہ لاولد
تھی تو اوسنے طلسم ظاہر مین ایک ساحرہ کو اپنی بیٹی کیا ہی نام اوس کا نرگس ہی اور جادو ہے
وہ اسی باغ مین رہتی ہی اور یہ کبھی کبھی ظلمات سے اوسکے پاس آیا کرتی تھی اس سبب سے
اسنے پہچانا اور داخل باغ ہوئی یہ باغ نہایت آراستہ تھا گل و ریاحین سے معمور دشت بڑی
سے پیرستہ نہال ہر ایک بارور اشجار گلون کے پر بہار سامنے بارہ دری تعمیر خوبی مین بے نظیر

اسباب راحت و نعمت سب اوسمین حیا ملکہ زیور مسند پر جلوہ فرما تھی کہ یہ عیارہ کو لیے ہوئے آئی اسے
اسکو دیکھکر مسند سے اوٹھکر تسلیم کی اُسنے دعا دیکر بزور سحر عیارہ کو بھینچ حرکت کرکے ڈالدیا اور اوسکا
سر چھاتی سے لگایا بلائین لین پھر رونے لگی اوسنے پوچھا کہ امّی جان کیون خیر تو ہے اِسنے
کہا کہ بیٹی مین اوجڑگئی باپ تیرا مارا گیا مجھ رنڈیا کا اب کون سہارا رہا ایک اندھی کی لاٹھی
تیرا دم ہی سو مری تجھکو زندہ رکھے یہ سنتا تھا کہ زیور بھی چیخین مارکر رونے لگی اور بعد رقت دیکھا
پوچھا کہ میرے باپ کو کسنے مارا ہی اوسنے تبلایا کہ یہ مواجو سامنے پڑا ہی یہ عیار لشکر مسلمانان ہی
اوسوجہ سے اسنے قتل کیا یہ سُنکر زیور بغضب تمام حراوتی اور ایک لات صرصر کے بزور لگائی وہ
پہلے تو تموج ہوا سے بیہوش تھی مگر کچھ عرصہ مین ہوشیار ہوکر حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہی اب لات
جو کھائی تو سر ہولی گر تو پکر آئی ہی بس لات پڑتے ہی پکاری کہ ہاے مری زیور نے اور دو لاتین
مارین کہ حرامزادہ اب عورت کی بولی بولتا ہی اسنے کہا کہ مین عورت ہون اوسنے اور دو لاتیں
مارے صرصر تبا ہر چند اپنا بتاتی ہی اور کہتی ہی کہ مین شاہ طلسم کی عیار بھی ہون مگر وہ نہین
مانتی اس عرصہ مین مبھوت نے کہا بیٹی تو شہر مین بیرون باغ لیجا کر اُسکو مارے ڈالتی
ہون یہان تو شاید خون دیکھکر ڈرے کیونکہ تیرا ابھی کنوارا پنڈا ہی یہ کہکر عیارہ کو پنجہ مین
دابکر پھر اوڑی اور سامنے باغ کے ایک پہاڑ ہی اوپر لائی اور پنجہ جھولی سے نکالکر قامہ ذبح ہوئی
مگر باغ سیب مین شاہ جادوان نے بعد اسکے آینکے کتاب سامری دیکھی اوسمین معلوم ہوا کہ
مبھوت عیار کے دھوکے سے صرصر کو مارے ڈالتی ہی بس یہ دیکھکر کتاب بند کی اور سمجھا
کہ دیر لگاؤنگا تو عیارہ مارڈالی جائیگی پس کیسکو بھیجنے مین عرصہ ہوتا اسلیے خود اڑکر چلا
اور آن واحد مین اسی پہاڑ پر آیا جہان صرصر قتل ہو رہی تھی چنانچہ اسنے آتے ہی مبھوت کو
للکارا کہ تو اندھی ہو گئی ہی یہ میری عیار بھی صرصر ہی تو پہچانتی نہین اسنے بادشاہ کو دیکھکر
سلام کیا اور عیارہ کو چھوڑا عیارہ شاہ کے بلا گردان ہوئی اور مبھوت عیارہ سے
عذر کرنے لگی کہ بی بی میری خطا کو معاف کرنا صرصر بظاہر تو کچھ نہ بولی مگر ایسی ایدا اُسکے
ہاتھ سے پائی تھی کہ دلمین اوسکی جانب سے کینہ پیدا ہوا اور شاہ سے رخصت ہوکر چلی گئی
بعد رفاقتی عیارہ مبھوت نے دست بستہ بادشاہ سے پوچھا کہ حضور ارشاد کرین کہ برق عیارہ کہان

چھپا ہو شاہ نے فرمایا تو دیوانی ہو اوسکی بارگاہ مین نقب ہو وہ نقب کی راہ سے فلان صحرا
مین نکلتا ہو اور وہان ایک غار ہو اوسمین بیٹھا ہو یہ کہکر بادشاہ بھی رخصت ہو کر چلا گیا
اور یہ وہان سے بموجب تبلانے بادشاہ کے اوسی غار پر آئی جہان برق چھپا بیٹھا ہو اور
خس و خاشاک ہٹاکر اندر غار کے اوتری وہان کمند لگی تھی برق نے کمند پکڑ لی یہ کمند مین
پھنسی مگر سحر چڑھکر دھوان نیکے کمند سے نکلی برق بھی جست کرکے باہر آیا تھا اور چاہتا تھا
کہ نقب مین کود کر نکلجاؤن مگر یہ پنجہ نیکر جوگری اوسکو داب کر لے اوڑی اور سیدھی بارگاہ حیرت
مین آئی اور کہا اے ملکہ تم اسکو پہچان لو تو مین قتل کرون حیرت نے پہچانکر فرمایا کہ بیشک یہ اصلی
برق ہو اسکو نہین قتل کرو اسنے کہا مین یہان ضائع ہون کہ اور اسکے بھائی بند آکر فتور
نہ کرین مین ابھی اسکا سر کاٹے لاتی ہون یہ کہکر اوسکو پنجہ مین داب کر پھر اڑی اور مقابل لشکر
ایک پہاڑی تھی وہان لائی اتفاق سے اسکو جاتے دور سے قران نے دیکھا فوراً صورت اپنی
مثل ایک ساحر زبردست کے ایسی بنائی سانپ سر سے لپیٹ کر جھولی سحر کی گلے مین ڈالکر پھر
ایک تختی ہیرے جامہ سحر جسمین یہ کندہ تھا کہ مین لازم افراسیاب ہون روانہ ہوا اوسکے
حرحر آتی تھی اسنے اسکو دیکھکر پہچانا اور پکاری کہ اے کالیے مین جاتی ہون تیرا حال کہتے
اسنے دھمکایا کہ اُستانی اگر برق مار ڈالا گیا تو مین تمکو جیتا نہ چھوڑونگا حرحر بھی مبہوت سے
ناراض ہوتی ٹالکر اور طرف چلی گئی اور قران قریب کوہ پہونچکر پکارا کہ اے مبہوت دست
خود رانگا ہدارید کہ ماہم رسیدیم منم فرستادہ شاہ طلسم اُسنے جو اوسکو دیکھا سمجھ کہ اب کی پھر کچھ
دھوکا ہے جب تو بادشاہ نے اس ساحر کو بھیجا ہے پس خنجر گلوے برق پر رکھ چکی تھی اوسکے
نعرے کرنے سے رکی اور قران جست و خیز کرکے اوپر پہار گئے گیا اور کہا اے مبہوت شاہ
نے جو کچھ فرمایا ہو وہ سُن لو اسنے قریب آکر کہا کہ فرمایئے اسنے کہا کہ کان ادھر لائیے وہ
کان لگاکر اور جھک کر کھڑی ہوئی قران نے بندہ جھک کر مارا سر پر جو پڑا گلے سے گذر کر
تا بہ سینہ پہونچا اور وہ گر کر تڑپی اور ہلاک ہوئی غل جو اُسکے مرنیکا بلند ہوا لشکر حیرت
قریب تھا لشکری اور حیرت شور سُنکر دوڑے اور کنارے لشکر کے آکر جو دیکھا تو شعلے بلند
ہین پر پہنچے ہین کہ مارا ملکہ مبہوت کیسو دراز جادو سیاہ نعرہ کرکے بھاگے ہین حیرت

بیتاب ہوکر پہاڑ پر چڑھگئی عیار نے توتے کرکے بھاگ گئے اِس نے بہت دیر تک بیہوت
کی اُٹھائی اور بارگاہ مین لاکر روئی پیٹی چلائی آخرش لاش کو حکم اوٹھانے کا دیا اور اُسکے قتل ہونیکا
حال اور اِسیاہ کو لکھا پنجہ سحر نامہ لیکر روانہ ہوا بادشاہ باغ سیب مین مشغول و مغموم سر پر ہاتھ دھرے
بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لاکر نامہ ملکہ کو دیا اور کہا کہ چڑھکر قتل بیہوت کا ماجرا معلوم کرتے ہین بیہوت ہیضہ
فرط غیظ سے دیوانہ ہوجاتا تو عجب نتھا یہ سیب لیکر کا تو سوار ہی تھا کہ دیو عمر نے آکر دیا یا لیتے نام
خداوند باخبر ز ہر و شاہ کا پنجہ نے پہونچایا اور کہا جو سطالعہ کیا یہ مضمون عتاب مسنون لکھا پایا
کہ اے بندہ خاطی جو سا حر تو نے ہماری مدد کو بھیجے وہ بسبب اپنے کبر و نخوت کے ہماری بخشش
مین گئے اب تجھے لازم ہے کہ جلد ہماری خبر لے ورنہ ہم ناراض ہوکر تیری سرحد چلے جائینگے
یہ مضمون پڑھکر بسان ماہی بے آب فرط قلق سے مریا اور مثل شعلہ آتش کانپنا کیا جب کچھ غصہ
کم ہوا اپنے منشی کو طلب فرماکر حکم دیا کہ ایک فرمان شہر صبا کے حاکمون کو ہماری جانب سے
تحریر کر مضمون یہ ہو کہ اے صباء جادو مہتاب بیادو و بلاے جادو تمکو بعد دعاے
واضح ہو کہ تمھارا ملک قریب کوہ عیقق ہی کیلیے کہ طلسم آئینہ کے شمال کی جانب جو کوہستان تیرے
طلسم کا ہی وہان کے تم حاکم ہو پس تم بموجب حکم محکم مایہ دولت خدمت خداوندی اپنا مین جانو
اور اوسکے کچھ بندے اونکے حفظ ہوکر تعلل نہ کرتے ہین تم اون بندگان مغضوب کا کام تمام کردو کیلن
جو لڑائی کہ مسلمانون سے کرنا اور ظفر یاب ہونا تو فخر کسی طرح کا نہ کرنا اور غرور کو اپنے دل مین جگہ
نہ دینا کیلیے کہ بندہ مغرور کو خداوند مقتل کر ڈالتے ہین بارگاہ خداوندی مین عجز بہت پسند ہے
زیادہ ہماری عنایت بنہایت کے امیدوار رہو یہ مضمون منشی نے سنکر قلمبند کیا بادشاہ نے پنجہ
سحر کو دیکر شاہان مذکور کے پاس بھیجا حال اُس فرمان کے پہونچنے کا اور اون بادشاہون کے
روانہ ہونے کا جانب لقا آیندہ بیان کیا جائیگا مگر الحال بعد ارسال فرمان شاہ جادو نے
نے ایک نامہ شوخیہ اپنے ہاتھ سے اپنے پیر بھائی کلاق چشم دوست جادو کے نام فرمایا واضح
ہو کہ شاہ طلسم چالیس استاد سے علم سحر پڑھا ہے بنجملہ اون استادون کے ایک حسام بھی ہی
اور سب استادون سے زبردست عشاق سبز رنگ اُسکا استاد ہی کہ انا اُوکا ہر مقابلہ
صرح انشاء اللہ تعالی بیان ہوگا غرضکہ جب نامہ بادشاہ نے پیر بھائی کو اپنے لکھا مضمون اُسکا

یہ تھا کہ بیت وہ کون دوست ہی ہم جسکا ذکر کرتے ہے ۔ جو پیرہن مین بھی پھولے نہین سماتے ہین
سبق خوان مدرسہ دوستی ۔ دورس گیر مکتب یکجہتی ۔ الملاظ از لوح صدق وصفا ۔ وحقیقت نویس
قرطاس محبت دولا ۔ فسون ساز جلسہ مودت ۔ وسحر پرداز پرستش خانہ الفت ۔ سلامت وہ
حرف تشویق کہ جسکی شرح کا نام دفتر عشق ہے ۔ وہ لفظ اشتیاق کہ معنے جسکے طومار محبت ہین
اور رشتہ شوق ہے ۔ وہ کلمہ کہ جو برابر صد ہزار جریدہ الفت کے ہو وہ فقرہ کہ جو بخیل صفحہ خاطر دوستان
[illegible] کتاب یادگاری یار وفادار وتو دشعار سے ہمیشہ پُر رہتا ہون ۔ اور لوح دل
پر ابجد اظہار ملاقات کی مشق کرتا ہون استاد خرد نے سفینہ وداد از بر کرایا ہی طلب کے نکات سے
خوب آگاہ فرمایا ہی ۔ دیباچہ رسالہ فراق ۔ حرف دیکایات ابواب ۔ اشتیاق مجکو خوب یاد ہین
مہربان میرے حافظہ پر اعتماد ہین ۔ ایک تم ہو کہ فصل نسخہ دوستی کا کوئی یاد نہین آموختہ بھی سہو ہی
محنت برباد ہے ۔ اگر کچھ یاد ہوتا تو کبھی کبھی تو ہمین للکار بھیجواتے ۔ المکتوب نصف الملاقات
ہی ایک خط تو انشاے الفت سے ہمین پڑھواتے سچ کہنا یہ نکتہ تمنے پڑھا نہین ۔ یہ سبق یاد رہا
نہین اچھا حال ماضی جانے دو استقبال کا بیان کرو ۔ نئی حقیقت ہی طرفہ تر حکایت ہی ۔ کہ کچھ
ملال ان مہمل نامعقول باتون سے منحرف ہین ۔ سرکشی مین دال قامت شکل الف ہین حاشی
کتاب دوستی عیاران لامکان ہین ۔ بہر نحو اہل مین سپر میدان برخلافان ہین چاہتا ہون
کہ اگر اپنی زبردستی دکھاؤ انکو لاکر زیر فرمان زیادہ تر حق ہستی مطالب ومعانی وتندرستی سے
ترجیم رہے ۔ اسناد قدرت کیطرف سے صحیفہ دوستی واتحاد کی تمکو تعلیم رہے ۔ یہ نامہ تمام کرکے
اپنے ہاتھ پر رکھا اور کچھ سوچ پڑا تھا کہ ایک کبوتر اڑتا ہوا آیا اوسکو نامہ دیکر فرمایا کہ میرے بھائی
اطاق حشیم پاس لیجا کبوتر نامہ منقار مین داب کر اڑا اور روانہ ہوا حال اس خط کا بھی آئندہ
بیان ہوگا اب شمہ حال فرخندہ فال ظفر پیکر صاحبقران باقبال بیان کیا جاتا ہے

داستان روانہ ہونا شہزادہ تورج بن بدیع کا خونخوار کو اور زیر کرنا کوہیون
کا اور پہونچنا دہنہ پر طلسم ہزار برج کے اور آنا احتساب جادو وغیرہ کا
مدد کو لیکر اور مقابلہ کرنا امیر سے بلولقہ

مجھے ساقیا میرے سر کی قسم — میرے رنج آگین جگر کی قسم
مین کیا اور سر سبز کیا ساقیا — قسم دخت رز کی جو ہے پارسا
قسم تجھکو جمشید کے جام کی — قسم ہے تجھے آب گلفام کی
تجھے اپنے پیر مغان کی قسم — تجھے دختر رز کے جان کی قسم
کہ نبت العنت سے میرا کردے دل — کہ پھر آئی ہے سر پہ ہولی کی فصل
بسنتی جو مے کا تو ساغر پلا دے — تو سرسون ابھی آنکھ مین پھول جائے
مے زعفرانی کا پیمانہ لا — ہتیلی پہ سرسون جما دے ذرا
پھرے ساغرون مین یون زرد ہوا — کھلیمن جیسے جنگل مین ٹیسو کے پھول
مریض محبت ہین جو نوجوان — ہوے زرد وہ عاشق ناتوان
حسینان دنیا مین سونے مین زرد — بسنت آنے سے ہنگیا رنج و درد
بناؤن بنا ابکی ہولی مین سوانگ — کہ دل دیکھنے والونکا لے وہ مانگ
لبط مے بنا دے مجھے ساقیا — خم مے مین غوطہ کھلا دے ذرا
نباقی رہے رند کو تیرے ہوش — پھرین خوب بھکارتے بادہ نوش
بجین ہر طرف بزم مین ڈف دہل — ہو سناک مور روح جمشید و کے
ملے مجکو جو گیند بلور کا — تو سمجھون کہ سینہ ہے یہ حور کا
کوئی قمقمہ آئے گر میرے ہاتھ — تو معشوق نو کی ملے مجکو گھات
بنا آج کچھ رنگ دکھلاؤن مین — طلسمات و نیرنگ دکھلاؤن مین
چاہین رنگ مضمون کی پچکاریان — کہ ترشا ہدون کی رہین ساریان
ملین رخچہ ساقی کے جیسے گلال — رہون اسطرح مین بھی رنگین خیال
بس اے جاہ میخوار در نگین سخن — بنے صفحۂ داستان بندرابن
بدہ ساقیا از میکدہ جام مے — نواز دصریر قلم ہمچو نے

صید کنندگان طائر خیال۔ و دام افگنان صحرائے مقال کند افگنان بروج آسمان کوشاکان طلسم ہزارہ برج بیان۔ نعلی گزینان معانی گرانمایہ۔ ورفعت دہندگان مضامین خورشید

پایہ - سرغزار قرطاس مین آہوے خوش رفتار خامہ کو اسطرح رم فرماتے ہین اور سمند مضمون
کو جولان کرکے طلسم ہزار برج داستان کیطرف یون آتے ہین کہ شکارکنندہ ہفت قلعہ کوہ
وقاف کشندہ جغت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بقابلہ
خرس تیرہ ضلالت گراز صحراے نکبت وذلت مردود درگاہ خدا یعنے ازمرد شاہ - لقا کے
شہرے ہین اور جسقدر کوہی کہ اہل لقا کو آے کیطرح امیر نامدار ہوے یہانتک کہ گلامون
قیار بھی خدمت شاہ اسلام مین آیا اور مطیع ہوکر مرد عیاران مین رہنے لگا اب کوئی ناصر و
معین لقا کا نرہا اوس بیدین بے بوجہ نے یاوری اہل جنگ بجوانا موقوف رکھا اور
اور انتظار آمد آمد وساماں کرنے لگا امیر نے بھی کچھ اسکا تعرض نہ فرمایا کیونکہ خاصہ مزاج
ہمایون امیر یا تو یہی ہے کہ جبتک پیشدستی حریف کی طرف سے ہو آپ سبقت نہین
فرماتے ہین اور بعد عرصہ بسیار عدو سے سبب توقف جنگ استفسار فرماکر حملہ کرتے ہین
الحاصل جب یہان نقارہ حربی عرصہ تک نہ بجا خیران نیستان شجاعت وضمیر صولتان میدان
شہامت بغیر شکار جنبھلائے دم رستم توان پہلوانون کے خالی بیٹھنے سے گھبرائے ہر ایک
نے ارادہ سیر و شکار کیا لیکن خوف بادشاہ اسلام اور لحاظ امیر دامنگیر تھا اپنے اپنے
خیام و بارگاہ مین جلسہ عشرت جمع رکھتے تھے ایک روز دم سحر جب خسرو خاور رایکہ
ارا سے چرخ اخضر ہوا شاہ اسلام نے بعد کرو فر اورنگ سلیمانی پر جلوس فرمایا دربار
و دربار سرداران ذی تبار سے معمور ہوا ساقیا شوخ و شنگ جام مے خوشرنگ سے
نیرنگ دکھانے لگے جلسہ نشینان بارگاہ گو نشہ مین جوانی کے ترنگ یاد دلانے لگے بزم کے
شیشہ و ئس پر رشک ہوتا تو بجا تھا عین سرخوشی نشہ مین شاہزادہ توریج بن بدیع اپنی
جگہ پر سے اوٹھا اور سامنے بادشاہ فریدون فر کے آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوا کہ اے
شاہ بحر و بر داے خسرو دادگستر میرا بھی بہت گھبرا تا ہے امید عنایت سلطانی سے یہ رکھتا
ہے کہ میری عرض بدرجہ اجابت پہونچے اور آزرو میری بلطف قبول سرکار عالی سرشار
سے پاکے میرے واسطے حکم صید گاہ شرف اصدار فرماکے بادشاہ زمان مدارات بیان سے یون
اور نشان ہوے کہ ای فرزند تعلل جرات مجکو اجازت تمھارے دینے مین کچھ عذر نہین لیکن تمہارا

عم نامدار شہزادہ بدیع ذیوقار ہو جانیقدر حمزہ نامور سپہ سالار لشکر تمہارے بغیر کیونکر بسر کرینگے
بیٹے کی جگہہ وہ اب پوتون کو سمجھتے ہین جب کبھی یاد قرۃ العین آتی ہی تو نظر تمہاری صورت کے
دیکھنے سے نور پاتی ہی تو رج نے عرض کیا کہ مین بے اجازت جد نامور نجاؤنگا بادشاہ نے
فرمایا کہ اگر وہ تمکو رخصت کرین تو مین بھی رخصت کرچکا یہ حکم بادشاہ سے سنکر شاہزادہ موصوف
روبرو سے امیر آکر رخصت طلب ہوا کہ اے جانبزرگوار محلہ فراق پدر عالی وقار مین خالی رہیگا
شاق گذرتا ہے اگر لڑائی ہوتی ہی تو خیال مرب مین یاد پدر کم رہتی ہی اگر تنہائی مین بارگاہ کا
کھاتی ہے چنانچہ تجمل بیگ موقوف ہے مجکو حکم سیر و شکار دیجیے غرض کمترین رد نہ کیجیے امیر
شہزادہ کو کمال درجہ اشتیاق صید افگنی دیکھکر رد کرنا مناسب نجانا فرمایا کہ اے جان جد تمکو باقی
دیگر کو کسی نے قید کیا ہے مگر ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ یہ صحرا تمام سانحہ ہی بھرا ہی جا بجا بلا
وطلسمات کا سامنا ہی دیکھو باپ تمہارے گئے اب تک انکا دیکھنا مجھے ممکن نہوا ہی خیال آتا ہی کہ تم بھی
جاکر کسی آفت مین نہ گرفتار ہو اور دشمن تمہارے روز بد دیکھین اچھا جاؤ تمین صفدر سے زیادہ دلیرا
مین فرہنا خفگی میری نہ سنا شہزادہ اجازت پانے سے سلام رخصتی بجالایا اور دربار سے باہر آیا سرداران
و یاسرداروں کو اپنے بلا کر مژدہ صید و شکار سنایا ہر ایک خوشنود ہو کر سامان روانگی کرنے لگا
شہزادے کے لیے ایک بارگاہ مع سامان زرنفتی اشتروں پر بار ہوئی ہاتھیون پر جھولے ڈیرے
سرداروں کے لد گئے چالیس ہزار سوار زرہ پوش شیر شکار تیار ہوئے بہادر مسلح و مکمل ہو کر
عازم شکار ہوے قراول پہلے میر شکار یوزباش حاضر ہو کر جانور پسند کرانے لگے چیتے شکار کئے
ڈور لیے لانے لگے چیتوں کی کھولیان ہاتھون پر جنگلی جانورون کے ملنے روکے گئے بھوکین دی
گئین باز دار باز بہری شاہین جرہ شکرہ ترکی وغیرہ ہاتھون پر بٹھا کر ٹوپیان آنکھون پر
چڑھا کر جانب صحرا روانہ ہوئے طبل طنبل پر چوب پڑی کمانداروں نے ترکش درست کیا
کمند افگن اور دام دار پہلے سے جنگل مین جا کر کمینگاہین بیٹھے قراول لاتی لگا یکی فکر
فکر مین پھرنے لگے گورہ کوزن کا پتا لگاتے تھے جنگل گھر تے جاتے تھے لمولفہ

درختون نے صحرا کے سنکر یہ حال	کہ صید افگنی کا ہے شہ کو خیال
کیا جلد ترتیب سامان صید	لگے کرنے بلبل سے گل گرد کید

کہے جسکو بلبل نے لیلو مراز	کہ مجکو بھی کوئی کہے جلساز
ہوا نرگس مست کو حوصلا	کہ آنکھون کو اپنے ہرن کرلیا

صبح صحرا مین بارگاہ استاد کرائی شیرون کے لیے بکوا کرنے کی تیاری ہوئی باجہ اور آتشبا
کے لوگ رات بھر ہی سامان رہے جسوقت کہ صحرا مین نور آسمان بین صیاد دبر
باز تیز پرواز آفتاب کو طائران ایجم پر چھپرا اور طاؤس فلک نیلی فام نے دامن کہا کیکو چن لیا اتنا

کہ چمکا حسن بانو جب آسمان	دل شہ کو ہوئی پھر سیر کی چاہ
طلب فوراً کیا شبدیز جلالی	ہوا راہوار رشک فرّ اسے زرین وہ بیباک
کچھ ایسا زیب و زینت تھا وہ مرکب	کہ پہونچے ارسکی تیزی پر خرد کب
منقش پشت پر اک زین پر لہ	فروغ مہر تابش مین ہبتر
خوشی گلزار کے آئینے جب بڑھایا	سوے صحرائے لالہ زار آیا

ابھی اچھی طرح روشنی نہوئی تھی کہ دل برمار فانوس ہاے زرین آگے لیے روانہ ہے
ہمراہ سواری ہزارہا توبدان نسیم سحری فرفر چلتی غنچہ خاطر شگفتہ کرتی یسان شاہد سحر رخسار نازسے
مچلتی گھوڑے طرارے بھرتے جنگل مین نئے نئے گل کھلے قطرات شبنم سبزہ پر ریزے موتیون کے
جال درختون پر نظر آتے مور صحرا مین شور مچاتے کچھ عجب ہنگامہ تھا کہ **نظم**

کہین چشم نرگس تھی رہ مین بچھی	کہ انکھین کرے فرش راہ شہی
لہ در دشت مین جبکہ ہو صبحدم	مرے سر پہ آنکھ نیند شہ کے قدم
کہین لوٹتا لالہ پھولا ہوا	تو وہ صورت دام گسترده تھا
ہوئے عازم صیدیون سب دلیر	ہرن کے عقب مین چلے جیسے شیر

شہزادہ سیر دیکھتا بصد فرحت و سرور قریب کوہ عقیق پہونچا اوسکے دامن مین اتفاق سے
سے وہ چالیس ہاتھی جو لقا کی سواری مین رہتے ہین اور تخت اونپر اوس مردود کا کھیچا جاتا
تھا کھڑے تھے فیلبان چارہ نہ دیکھکر اونکو لائے تھے گمو موجب اس قول کے کہ جس فرقہ کے نام مین
لفظ بان ہو اوسے ڈرنا چاہیے فیلبانون نے شہزادہ کو بچشم و خدم جاتے دیکھکر رشک کیا اور
ہاتھی از بسکہ جنگ دیدہ اور رن چڑھے ہوئے تھے اونکو اوس شکار کا شوق ہوا شہزادہ تو گھبرا

کہے جسکو بسمل نے لیسو دراز	کہ مجکو بھی کوئی کہے جلساز
ہوا نرگس مست کو حوصلا	کہ آنکھون کو اپنے ہرن کرلیا

پھر تو حرامین بارگاہ نے شاہ کرانی شیرون کے لیے بلوا کرنے کی تیاری ہوئی باجہ اور آتشبازی ہونے لگی۔ خانہ بدوش رات بھر یہی سامان رہا جونہی صبح نمودار ہوئی باد تیز پر سوار ہوکر طائران آشیانہ پرداز اور طاؤس فلک سیالی فام نے دامن کہکشان پر پھیلا

کہ جمشید کا جام جب آسمان	دل شب کو روشن چمکہ مہر کی چاند
طلب فرما کر یا شہد بر جلال	ہوا نور افشان فزائے زمین وہ بیباک
پھر ایسا نمایان ہوا وہ کمر	کہ پہونچے اوسکی تیزی پر خرد و کب
منقش پشت پر اک زین پر	فروغ مہر تابش مین ہیسر
غرض ماہ رکاب نے جب بڑھایا	سوے صحرائے لالہ زار آیا

ابھی اچھی طرح روشنی نہوئی تھی تو کنول بردار فانوس باز زرین آگے آگے لیے روانہ ہوا۔ ہمراہ سواری ہزارہا نوجوان نسیم سحری فرفر چلتی غنچہ خاطر شگفتہ کرتی بستان شاہد تر رخسار نازسے پھلتی پھولتی طرح طرح بھرتے خبگل مین نئے نئے گل کھلے قطرات شبنم سبزہ پر پڑے موتیون کے جال درختون پر پڑے نظر آتے سو صحرا مین شور مچا تے کچھ عجب ہنگامہ تھا **نظم**

کہین چشم نرگس تھی رہ مین بچھی	کہ آنکھین کرے فرش راہ شہی
گذر دشت مین جبکہ ہوا صبدم	مرے سر پہ آنکھو نہ شہ کے قدم
کہین گوشہ یا لالہ پھولا ہوا	تو وہ صورت دام گسترده تھا
ہوئے عازم صید یون سب دلیر	ہرن کے عقب مین چلے جیسے شیر

شہزادہ سیر دیکھتا بصد فرحت و سرور قریب کوہ عقیق پہونچا اوسکے دامن مین اتفاق سے وہ چالیس ہاتھی جو لقا کی سواری مین رہتے ہین اور تخت اونپر اوس مردود کا کھچا جاتا دیکھکر تعجب ہوا چارہ نا دانے اونکو لائے تھے مگر بموجب اس قول کے کہ جس فرقہ کے نام مین لفظ بان ہو اوسے ڈرنا چاہیے فیلبانون نے شہزادہ کو بچشم دخدم جاتے دیکھکر رشک کیا اور ہاتھی از بسکہ جنگ دیدہ اور رن چڑھے ہوئے تھے اونکو اوس اشارہ سے ادراک ہوا یا شہزادہ تو گئے تھا

عروسان چمن تھے فرحت اندوز	چمک پر گل کی قربان روز نوروز
لدے تھے پھول و پھل سے جملہ اشجار	گلستان بنگیا سب دشت و کہسار

شہزادہ نے اس بہار فرحت اگین کو دیکھکر اندر دروازہ کے قدم رکھا اندر سے قدم کی آہٹ پاکر وہ پچاس آہو خوش رفتار باہر نکل آئے شہزادے نے تیر سے شکار کرنا آغاز کیا سوار ان ہمراہی نے بھی اونکو گھیرا مگر وہ کچھ تو نشانہ خدنگ ہوئے اور کچھ اندر باغ کے گر گئے شہزادہ بھی اونکے عقب مین آیا دیکھا کہ سامنے باره دری ہے جواہر دوز پردے آگے پڑے ہین سراسر خوبی بھری ہے شہزادے نے پردہ اٹھکا جاکر اندر سامان طلسمی پایا کہ خیشہ آلات سجا ہے اور دیوارون مین نصب ہین خندہ زن۔ سب ہین مست مغرق بچھی ہے گل اور کے ہنستے جانور جو مسند مین بنے ہین باتین کرتے ہین گلدستے بچھے ہین اوپر جواہر کے طائر زمزمہ سرائی کرتے بیچ ایوان مین ایک تخت بچھا ہے مرصع کا اوسپر خاچتا ہے اور ایک پایہ سے اوسکے دیو زبون صورت و بدہیئت زنجیر آہنی سے بندھا ہے اپنے حال زار پر روتا ہے سامنے تخت کے جو دیوار ہے اوسمین ایک طاق بنا ہے جو طاق کسری کو شرماتا ہے اوس طاق مین ایک بت سونیکا رکھا ہے آنکھونکو اسکی یاقوت سرخ سے بنایا ہے شہزادہ یہ ماجرا دیکھکر حیران تھا بنجم عیار جو ساتھ تھا اوسکو بحرکا اس مکان پر گمان تھا شہزادے سے عرض کرتا تھا کہ حضور یہان نہ ٹھہرین یہ مقام کسی ساحر کا مسکن ہے پر بلا و پر آفت یہ گلشن ہے شہزادے نے اسکے کہنے کو نہ سنا اور اس دیو سے جو بہ زنجیر آہن تھا پوچھا کہ تجھکو کسنے باندھا ہے وہ دیو گویا ہوا کہ طوطی کوہی یہان کا مالک ہے اسنے ایک ساحرہ سے اسنے مجھکو اسیر کرایا ہے اور یہ بت جو طاق پر رکھا ہے یہ اسکا خدا ہے اسکے وہ پرستش کرتا ہے شہزادے نے پوچھا کہ اوس ساحرہ کا کیا نام ہے جسنے تجھکو قید کیا ہے دیو نے کہا مجھکو بارہ برس کا عرصہ ہوا کہ اپنے باپ سے لڑکر مین یہان آیا اور اسیر ہوا مگر میں نے اس ساحرہ کا نام نہین سنا اور نہ اسکو کبھی دیکھا لیکن اس زمانہ قید مین ایک روز مین زبس حال پر رویا اور دعا اپنی رہائی کی کرتے کرتے سو گیا خواب مین ایک مقدس کا جمال باکمال نظر آیا اسنون نے یہ مژدہ طربناک سنایا کہ غمگین مت ہو مدت رہائی قریب آیا فرزند حمزہ زلزلہ قاف کا آئے گا تجھکو قید چھڑائیگا یہ کہکر دیو مستفسر ہوا کہ شاید وہ شخص تو پسر حمزہ ہی شہزادہ نے فرمایا کہ مین اوسکا پوتا ہون دیو بہت خوشحال ہوا اور شہزادہ نے دعائے صحیفہ اور آیہی پڑھکر اسپر دم کی اور زنجیر کو

پر درصا جفرانی پارہ پارہ کیا دیو رہا ہوا کہ قدم سعادت توام پر شہزادہ کے گرا شہزادہ نے آگے بڑھکر
اوس محبت کو طاق سے اوٹھایا اور قبضہ شمشیر سے چور چور کیا اوسوقت تو غلغلۂ عظیم برپا ہوا۔ مداہا
مہیب آمین کہ ارے غضب کیا اسنے خداوند کو توڑ پھوڑ ڈالا وہ جو مورتخت پر براج رہا تھا اڑکر ایکطرف
کو چلا گیا آندھی پانی کا ہنگامہ رہا بعد برطرف ہونے اس آفت کے شہزادہ مسند پر بیٹھا اور دیو کو
اسلام کا آئین بتایا کلمہ پڑھایا پھر وہ دیو باغ سے میوہ وغیرہ لایا شہزادہ نے نوش فرمایا شراب کی
کشتیان اور ہر طرحکی نعمت بارہ دری مین موجود تھی چنانچہ شراب پی اور ہر چیز سے آسودگی حاصل کی
بنجم عیار نے ہر چند کہا کہ یہان نہ ٹھہرنے چلیے اوسکا کہنا نا کہا تو نامردی سمجھا تا ہر گز تجکو خوف آتا
تو یہان سے تو چلا جا عیار مذکور خاموش ہو رہا مگر یہان ایک ساحر اوس سامرہ کیطرف سے محافظ ہے کہ
جسنے بزور یہ کارخانہ جادو کا بنایا تھا پس وہ مور جو اڑکر گیا وہ محافظ صحرا مین سحر پڑھ رہا تھا
اوسکو مور نے مطلع کیا کہ اے کنا بہ جادو تو کیا غافل بیٹھا ہے ایک مسلمان نے اگر خداوند کو
توڑا دیو قید سے چھوٹ گیا یہ لشکر مور تو بھاگیا اور ساحر بیتابانہ لپکا اور باغ مین آکر پکارا کہ اے غیور
تو کون ہے، جو تو نے خداوند ساحری کی جناب مین بے ادبی کی اور ان بیچارے نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو تو نے
اوپر یہ ظلم روا رکھا شہزادہ نعرۂ ساحر سنکر سمجھ گیا تھا کہ دیو اوس ساحر پر جھپٹا پکارا کہ اے بیباک ٹھہر تو
مین آیا ساحر نے دیو کو آتے دیکھکر خیال کیا کہ غفلت مین میری مالکہ سے گزرتا رہا تھا میرا کام تمام کر دیگا
سحر اپسر ہوشیاری مین اثر پذیر نہوگا بس یہ سوچکر زور سحر اوڑا اور بھاگ کر ملک طوفانیہ مین آیا یہان تخت
حکومت پر طوفان کو ہی بیٹھا تھا کہ یہ بدحواس پہونچا اور عرض حال کیا کہ اے بادشاہ بڑا غضب ہوا
کوئی ایسا زبردست وبیرحم آیا ہے کہ اوسنے خداوند کو بھی نمانا اور اوسکو توڑ ڈالا یہ سننا تھا کہ سوار
پر شیطان چڑھا فوراً تخت پر سے اٹھا اور حکم تیاری لشکر دیا بھائی اوسکا سیلمان کو ہی
اوسنے لشکر تیار کرایا فرمانے جنگی کا شور ہوا مسلح و مکمل ہر صاحب زور ہوا طوفان بھی بیٹھا
سجکر گردن پر سوار ہو کر چلا پشت پر دو لاکھ کا بڑا سپاہ کا تھا کہ ہر ایک کوہی غرق بحر آہن تھا
یہان شہزادہ بعد بیت تسکین فرمانے کے شب جناب خلیل اللہ دورہ کوہ سے نکلا تھا کہ دھمکے کی آواز سنائی
دی اور آمد فوج کی علامت ظاہر ہوئی یعنے پرچم نشانون کے کھلے آگے گرد و غبار تیز بلند دکھائی
دیا شہزادہ بھی دٹ کر سامنے کھڑا ہوا جب وہ سن گرد تھگاف ہوا فوج کو ہستان جوق جوق نکل گرد سے

ظاہر ہوئی کہ مرکب دو دو کا بہ ہر ایک کے زیر ران تنہائے گرانبار کمر سے لگائے گزر کے عراد سے ساتو
گرز گرانے پرچم نیزون کے کالے کالے اڑتے پرچے حریفے مرکبون کی کنوتیون پر رکھے نعرون کو
انکے گوش خلاک کرتا تھا کرنائے کا شور تا بہ چرخ چارم پہونچتا کہ بمقتضائے ابیاب

ہمہ گوش پر نالۂ بوق شد	ہمہ چشم پر رنگ سنجوق شد
دہادہ برآمد زنخچیر گاہ	برآواز شد گوش شاہ و سپاہ
بدرید آواز گوشش ہزبر	تو گفتی ہمے ژالہ بارید ابر
سواران لشکر زدن صد ہزار	زدہ دار با گزرہ گاو سار

شہزادہ مردانہ وار آگے بڑھا اور دیو سے فرمایا کہ خبردار اس جنگ مین تو دخل نہ دینا کیونکہ تو دیو ہے
انسان کو لڑانا ہمارا آئین ہے نہین خلاف شجاعت کرین یہ ہمارا دین ہے نہین تو یہان سے جا
کوہ عقیق جا میرا لشکر آندھی آنے سے پراگندہ ہوگیا ہے اسکو جمع کرکے لے آو دیو شہزادہ کی جرأت
پر آفرین کرتا حسب الحکم لشکر لینے روانہ ہوا اتنے عرصہ مین لشکر بدون نے قریب پہونچکر حملہ کیا یہ بیر
دیکر بھی ادھر گاؤ گو سفند پر غضبناک ہوکر جھپٹا اور رعد آسا کھینچا چرخ سے فوج پر گرا الغرض

منم تورج نامور شہریار	منم تیغم بیشہ کارزار
ہزیمت کرا روز ہیجا منم	ز تیغم پناہے بہ اعدا نمانند

صفوف لشکر کو تہ و بالا کرتا خروج کیا بازار حرب گرم ہوا سردار جو شہزادہ کے ساتھ تھے
وہ بھی کارستانہ کر رہے تھے ایک ایک نے سو سو کو بیجان کیا تھا خاک و خون مین غلطان
کیا تھا یہ سب شکار کھیلنے آئے تھے یہان آہوے جان مخالفان کا شکار ہاتھ آیا مع روح و جنبان
ہر ایک نے نشانہ خدنگ اجل بنایا شہباز تیغ نے پرکھولے طعمۂ جسد دشمن سے دہن رنگین ہوے کہ

چنان شد ز خون خاک آوردگاہ	کہ گفتی ہمے خون ببارد ز ماہ
بگشتند چندانکہ روے زمین	شد از جوشن کشتگان آہنین
برآمد خروشیدن و اردگیر	ہمان آتش خنجر و گرز و تیر
چو با صتران گرم کرد آب شاہ	زمین گشت خلیاد و جیحان سیاہ

تا دیر دنگامہ کارزار گرم رہا اسی اشتعال جدال و نائرہ قتال مین شہزادہ نے مضون کو درہم کرکے لشکر

اپنے تئین پہونچایا اور للکارا کہ او نامرد اترلی و ابدی چند آدمیونسے دولاکھ کو لڑوانا ہی ادھر آکہ تو
مجھ شیر صحرائے جلادت کا شکار ہو طوفان کو بھی ان کلمات کے سننے سے غصہ آیا اور عسرت مین
افسران لشکر کو اپنے حکم دیا کہ لڑنے سے فوج کو باز رکھو مین اس ملحد خدا پرست کو مارے لیتا ہون
لشکر کے لڑنے مین بدنامی ہی کہ چند پاشکستہ کو گھیر کر قتل کیا یہ حکم سنکر افسرون نے فوج کو روکا اور
یہ دیو صورت مقابل شہزادہ پری طلعت وسلیمان صولت موافق مین مثل تناور درخت جسم کثرت
ورزش سے کرخت لبسان سنگ سخت رکھتا تھا گرگدن کو کبک مارا مانند تیل خیگلہارا اور نیزہ
شہزادہ پر مارا شہزادہ نے سنان نیزہ اپنے نیزہ کی سنان پر گاتھی برابر سے نیزہ بازی شروع ہوئی
لیکن طول و نیارد مین شہزادے نے چند طعن ہ وہ بدل کر کے ایک بند ایسا باندھا کہ کھولنا
اسکا اسکو دشوار ہوا اور نیزہ ہاتھ سے علکر در گرا اوسنے غصہ مین آکر گرز سہ صدمنی چرخ دیکر سر شہزادے
پر لگایا اس بہادر نے سر پر گرز کو روکا کلمہ عود مثل خیار تر کٹکر زمین پر گرا اسنے بحالت غضب
دانت پیسکر جیغہ ابدار و گران وزن نیام سے کھینچکر اور مرکب بامین پر چپڑ ہا کر زیر
بغل راست کیجانب شہزادہ کو رکھا اور بڑے زور شور سے تلوار لگائی کہ ترک فلک ہاتھ بلند
ہونے سے ولا امان بچا یا بہرام نے بچانا اے خالق اکبر کا نعرہ مارا مگر شہزادہ نے جب تلوار قریب آئی
لپکی دیکر بازو کو اوسکی پٹ کیا اور پنجہ بلی سے کلائی کو اوسکی پکڑ کر جھٹکا دیا تلوار اوسکے دست سے
نکلی مگر اسنے تلوار چھوڑکر مرکب برابر لاکر توڑہ مین کمر بند کے ہاتھ ڈالا شہزادہ نے بھی گریبان
مین ہاتھ دیکر زور کیا مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے دونون زمین لوٹے اور دامن دبہ گرد اٹھ
کر سر گرم کشتی ہوتے تلاش داؤن پیچ توڑ تنبد کی ہونے لگی فیلان مست کیطرح ٹکرین چلنے لگین
کشمکش اور پیلا پیلی سے زمین درکنے لگی دو گھڑی مین طوفان کا دم آگیا کیونکہ بڑا زور اوسکو
اس کشتی مین کرنا پڑا پس اسے خنجر کمر سے کھینچکر چاہا کہ شہزادے کے پیٹ مین مارون شہزادہ نے
آنسو مین کہ جبتک خنجر وہ کھینچے اوسکا کردیا بالقدرت قادر عزوجل خنجر کھینچ تو چکا ہی تھا آڑ
ہو کر اسکے پیٹ مین در آیا اوجھ جو بدکٹ کر دوسری کوکھ کیطرف سے خنجر نکلا وہ تڑپ کر ہلاک
ہو گیا اسکے مرتے ہی بھائی اوسکا سیبالان کو ہی سکی ولایت پر پیٹ مار کر چلا فوج کو للکارا
کہ خون مارنا اس خدا پرست کو کہ لباز زبردست ہے اسلیے یہ پست ہوگا فوج نے یہ حکم سنکر حملہ سخت

کیا شہزادہ جست کرکے مرکب پر سوار ہوا پھر وہی گرمی بازار یاندہی وہی سرفروشی وجانبازی شہر قتال مین شروع ہوئی خانہاے جسد ویران ہونے لگے کاخانۂ تن اجاڑ و پریشان ہونے لگے قسمت مین جواہر جوہر تیغ دیگر طائران روح مخالف مول لیے اور شہزادہ پروردۂ صدنار شمشیر سے صدقہ کرکے چھوڑ دیے کہ بموجب بیت سری کے عوض مراد دیکھیے یہ صدقہ کیسے اتارے ہین قفس تن سے طائران ہستی چھوٹ کر بیابان عدم جاتے تھے زاغ وزغن گوشت کھانے کو منڈلاتے تھے سرین اسطح سر و پر گردش کرتی تھین کہ جیسے چیلین اڑتی ہین دشت ویران کیطرح بیداے حرب مین تلوارون کی سائین سائین صدا آتی تھی روح رستم و اسفندیار زیر ارض خوف سے تھراتی تھی بہادر شیرون کیطرح ڈکارتے تھے تیر خاشاک کرکے مار سیاہ کے مانند پھنکارتے تھے شجر قامت حرارت شعلۂ تیغ سے خشک ہوئے جاتے تھے سرو بستان برگ خزان دیدہ باد تند رزش شمشیر سے اڑتے غبار دل کا خاکہ خاک بسر کرتا مگر منہ لڑتے سے مرتے اس ہنگامۂ آفت خیز مین بوجہ تنہائی شہزادہ دسردار کھڑے ہوئے تھے قریب تھا کہ مارے جائین رنج شجاعت پردۂ خاک مین چھپائین بیقرار ہوکر دعا دل سے کرتے تھے کہ الٰہی یا در بے یاوران ہمکو فتح و نصرت دے کبھی سر سرکش پاے تفرع پر دھرتے تھے اور پکارتے کہ بموجب نظم

عطا کی تونے یارب ہمکو ہستی	تجھی سے ہے بلندی اور پستی
تجھی نے پست قوم عاد کردی	تجھی نے باد سرسر اوسپہ بھیجی
غریبون کا تو ہی یاور ہی یارب	تجھی سے مانگتے ہین ہم پنہ سب

تیر و عمار بدف مراد پر پڑا کہ دیو جو تلاش لشکر مین گیا تھا چالیس ہزار سپاہ جرار شہزادہ کو لیکر آیا اون بہادرون نے پہونچتے ہی کمر لشکر مخالف کی ماری اور زیر شمشیر ہر ایک بے پیر کو کر لیا پھر تو سیل خون بہادی تقاضاے تیغ نے بال کھولکر دشمنون کو معدوم کرنا اغاز کیا باز شمشیر قتال قتال سر باز ان سے باز نہ آیا خنجر گلوگیر شجاعان تھا حلقہ کمند مین پھندہ رشتۂ جان تھا کہ نظم

زمین آہنین شد ہوا لاجورد	بابر اندر آمد سر نیزہ گرد
سپہ لشکر کوہپایان حملہ برد	سپہ نامدار دجہاندان گرد
بہر جا کہ بر یکے تودہ کرد	زمینہا بمغز سر آلودہ کرد

ازان لشکر شوم چندان بکشت		کہ یک دشت سر بود و پای دشت	
سرانجام سیلان گرفتار شد		وزو اختر نیک بیدار شد	

یعنے جب شہزادہ کو اپنی فوج کے آنے سے مخصوص لشکر اعدا کو درہم کرکے قریب سیلان کے پہونچا
آنے شہزادے پر تلوار لگائی شہزادے نے خالی دیکر کب سے مرکب ملا دیا اور اُسکے توڑے مین کر
کے زنجیر کے ہاتھ دیکر فتراک زین سے اوسکو اوٹھا لیا اور سپر بائین ہاتھ پر لیکر مروف شمشیر زنی
ہوا اُسنے خیال کیا کہ اس ہنگامہ مین قتل ہو جاؤنگا پس شہزادے سے امان کا طالب ہوا آپنے اُسکو بلا کر
اپنے فوج مین جہل امان بجوا با لشکر لڑنے سے رکے اُسنے رکاب شہزادہ کو اکر بوسہ دیا شہزادہ نے
سوال اسلام انجنا۔ کرنیکا فرمایا وہ دلمین کینہ رکھکر طرح کیطرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ
اے شہریار قلعہ مین تشریف فرما ہو کر اہالیان قلعہ کو بھی مشرف باسلام و رزی فرمایئے مہر عزت حضر
ملازم افلاک پر پہونچایئے شہزادے نے التماس کو اوسکے تشریف قبول سے سرفراز فرمایا اور مع
اپنے لشکر کے ہمراہ چلا اور راس جنگل کو طے کرکے قریب ایک کوہ کے پہونچا جب اُسکے دامن سے گذرا سامنے
ایک قلعہ فلک فرسا نظر آیا در قلعہ فولادی تھا بہت کچھ سامان آبادی تھا خیابانہاے پر فضا بندوبست
و انتظام گولندازی و برق اندازون کا اثر دعام در شہر پناہ پر چالیس ہزار فوج کی چھاؤنی پڑی تھی پاسبانی
ہر طرف بڑی شہزادی نے اپنی فوج کو بیرون قلعہ اترنے کا حکم دیا اور اپنی بارگاہ بھی استادہ کرائی
لشکر اترنے لگا گھما گھم ہونے لگی کہین سوارون کی لین پڑی کہین پیادون نے بستر لگائے مسل علیحدہ
جمی بیچ لشکر مین بازار کھلگیا طلایہ مقرر ہوا حیار بعہدہ کوتوالی بازار مین چہ ترہ نبوا کر شہر انظر باز
پھرنے لگے چور بدمعاش اُچکے گھومنے لگے رات کو اکاسی دیا جلتا بھولا بسرا پڑاؤ پر آملتا یہان تو
یہ کیفیت ہے لیکن شہزادہ ہمراہ سیلان داخل قلعہ ہوا سرداران لشکر و عیار کو اپنے ہمراہ لیا قلعہ کو
دیکھا تو بہت آباد ہے زن و مرد ہر ایک رنج سے آزاد ہے دکانین کھلی ہین اشیاے نفیسہ چنی ہین حوا
و بنا زہ آراستہ ہے چاندنی چوک مین عجب عشرت نما ہے کہین چوہری جواہر کا ڈھیر لگائے کہین شیرینی
کرورون کی النفنت کا بیڑا اوٹھائے بیٹھے ہین دلال مرغ الحال تاجرون کے ساتھ حضور اُنکی دکان پر
آئیے یہ مال دیکھ جایئے کہتے پھرتے کہین بساط خانہ ہے کہین گلزار گلفروشون کا رنگ جما ہے بہار کو بھی
دکھاتا ہے کہین ترہ فروشون کا بازار ہے کہین کہین ترکے رشک گلستان ارم ہے گلزار خان ہے شاہد ان رنگین

بدن جمع ہین عاشق تن سے جانے تیار ہین بہت سے ان رنجیدہ ہین بہت سے چلنے ہین طرفہ شہر ہو جدائی انکی تہر ناظرین

ہمہ یوم و بر باغ آباد بود	دل مردم از خرمی شاد بود
پذیرہ شدندش بزرگان شہر	کسے را کش از مردی بود بہر
بر و ہمگنان آفرین خواندند	بسے زر و گوہر بر افشاندند

شہزادہ کیفیت شہر کی ملاحظہ فرماتا قریب دار العمارہ پونچا یہان ارکین سلطنت استقبال کو شہریار تھے منتظر وضع و شریف دیار تھے سب نے باہر آکر استقبال کیا شہزادہ اندر ایوان شاہی کے آیا سر پر جہان پناہی گستردہ پایا دنکل و کرسی بشمار تھین منقش و رنگین و طرحدار تھین جلیس سلطان شاہانہ جیتا تھا دربار کیقبادی جیسے تھا سلیمان نے تخت پر شہزادے کو بٹھانا چاہا شہزادے نے تخت نشینی سے انکار کرکے دنکل پر جلوس فرمایا نذرین گذرنے لگین طائفی اگرنا چنے لگے ساقیون نے جام مے گلفام دینا آغاز کیے طوفان جو مار گیا ہی تو اوسکا ایک بیٹا گلزار کو ہی نام ہی بابہ برس کا اوسکا سن ہی ابھی لال خام ہے اوسنے جب آمد شہزادہ سنی نذر تیار کرکر محل سے بہر ملازمت چلا ہر چند اوسکی ماں نے منع کیا کہ وہ شہزادہ قاتل تیرے ابا کا ہی اوس سے ملنا زیبا ہی لڑکے نے نمانا اور کہا یہ دستور ہمیشہ سے چلا آتا ہی کہ ایک کا مالک دوسرا بنتا ہی اگر مین جاؤن تو ملک آبائی بھی ہاتھ سے جاتا ہی یہ کہکر خدمت شہزادہ مین آکر نذر دی شہزادہ نے اوسکی صورت پسند کی اور حال پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے اپنا نام و نسب بتلایا شہزادے نے کلمہ طیبہ بتلاکر اوسکو تلقین بدین یزدان پرستی فرمایا اوسنے براہ صداقت و حسن طبیعت ہدایت ازلی راہ اسلام اختیار کی شہزادے نے سلطنت اوسکے باپ کی اوسکو دی تا در شہر کر مژدہ کامیابی اپنی ماں کو دیگیا یہان سیسلان مکار دشمن تو تھا ہی اور زیادہ عدو شہزادہ ہوا کہ افسوس ملک بھی مجکو نملا اور دین بھی میرا گیا پس اوسنے پہلے تو چند جام شراب سادہ کے شہزادہ بسردارون کو دیے جب بخوبی عیار کو گمان بدی طرف اوسکی جانب سے بالکل رفع ہوا اور اوسنے جانا کہ یہ بیشک سچا مسلمان ہی یہ سمجھکر عیار مذکور بھی غافل ہو گیا اوسنے اوسکو بنجر پاکر شراب مین بیہوشی ملائی اور مع عیار و سردار شہزادہ بسکو پلائی کہ ہر ایک پر بیہوشی چھائی اوسنے اپنے افسران لشکر کو بلاکر کہا کہ مینے تم بسکادین قدیم بچانے کو یہ حرکت کی ہی تمھین بھی میرا ہی طریقہ چاہیے سب نے کہنا اوسکا تسلیم کیا اور شہزادہ کو طوق و زنجیر پہناکر زندان مین بھیجا کئی ہزار آدمیون کا پہرا مقرر کیا پھر صلاح کی کہ رات کو شہزادہ کی فوج پر شبخون مارے لیکن اس حال کو گلزار نے بھی سنا کہ وہ شہریار

اسطرح ایسر ہوا یہ سنتے ہی بیتیا باہر محل سے نکلکر اپنی ذاتی فوج کو بلایا اُسکے ذاتی کئی ہزار ملازم ہین اور بہت سے لڑکے سہن اوس فوج کے افسر اسنے مقرر کیے ہین پس اوس فوج کو تیار کراکر سید سعادت زندانی آیا اور فجرہ کرکے حاکیا محافظان زندان نے خیال کیا کہ یہ پس کا بھگڑا ہے بیچا بیتیجے سے فساد پھیلائے ہمارے جان مفت جائیگی دخل دینا نہین ورنہ بیخبری مین گلا کٹوائینگے یہ سمجھکر عرض بسا ہوئے کہ اے شہزادے ہم آپکے تابع فرمان ہین شوق سے آپ اندر زندان کے جائیے اور شہزادہ کو چھڑا لیجیے اسنے جب یہ سنا اندر گیا یہان شہزادہ ہوش مین آکر سر بزیر پر خم کیے پیشانی زانو پر چھکائے بیٹھا تھا اور دست دل سے دعاے رہائی درگاہ ایزدی کر رہا تھا کہ یہ پہونچا اور چاہا کہ قید کاٹے شہزادہ نے فرمایا کہ جب وقت رہائی آیا ہے کو ہم قید نہین رہ سکتے۔ کہکر خانہ زر مین چھ کھایا اور زنجیر و بیڑی و ہتھکڑی کو توڑ کر کھڑا ہوا سردار بھی رہا ہوئے اور باہر قید خانے سے سب نکلکر جانب سیلان بے ایمان چلے مگر اُنکے ایک خادمان محل ملازم سے سنا تھا کہ گلزار قیدی کو چھڑانے گیا ہے چنانچہ یہ خبر سنکر اول تو قصد کیا کہ فوج تیار جاے اور مقابلہ کرے مگر سوچا کہ فوج بسبب کثرت ملازمان گلزار ضرور رہا ہو جائیگا پس اس سے پھر وہی ذلت دھری ہے آپ یہ وقت فرصت کا ہے مہلت ملی ہے غلطی نا چاہیے یہ تجویز کرکے اہل دربار سے کہا کہ جیکو میرا ساتھ دینا ہو اور اپنا دین خایم رکھنا ہو وہ آئے کچھ کوئی جو پیشقدمی زیادہ تر بھتے کے ساتھ ہوئی اور یہ پشت قلعہ کی طرف کا دروازہ کھولکر جانب قلعہ یاقوت نگار کہ یہان سے قریب تر پہنچ تھا ہوا اس قلعہ کا مالک یاقوت رنگی غلام ملوخان کا ہے کیونکہ وہ غلام اپنے آقا سے منحرف ہوکر آقا شہر مین بارہ کوس تک حصار باندھکر مقیم ہوا ہے اس جگہ ایک قلعہ بھی بنایا ہے عیاکو لیا یا ہے بارہ ہزار رنگیان آدم خوار اپنے پاس رکھتا ہے پس سیلان ایسکے پاس چلا یہان تو یہ دارالعمارہ مین آیا گلزار کو تخت شاہی پر بٹھایا منادی نے ندا دی کہ جو حکم وقت کی اطاعت نہ کریگا گردن مارا جائیگا ابان قلعہ اپنے شہزادے کو بادشاہ نہ دیکھ سے خوش ہوکر حاضر دربار ہوئے نذرین دین خلعت لے افسران لشکر از ہر صدی مسلمان ہوئے تمام شہر اسلام آباد ہوا دیر سے جسکے منہدم ہوئے مسجدین تعمیر ہوئین مناسے بانگ اللہ اکبر بلند ہوئی دو لاکھ سپاہ اوس قلعہ کی اور چالیس ہزار فوج کے آدمی شہزادہ کے سب باہر قلعہ کے مقیم ہوئے شہزادہ نے حکم جشن ہونیکا دیا کئی روز تک جلسہ عشرت رہا پھر شہزادہ نے فرمایا کہ اے گلزار اب تم سلطنت کرو عادل تسلط کرکے اسلام مین ہمارے پاس آنا مین اب تمسے رخصت ہوتا ہون کیونکہ والد ماجان سے

یمن یمن روز کا وعدہ کرکے تسکار کھیلنے آیا تھا وہ منتظر میرے ہونگے مجکو جانا جلد چاہیئے کہین ایسا نہ
کہ وہ ناراض ہون گلزار نے یہ بیان سُنکر عرض کیا کہ غلام آپکے ہمراہ چلیگا بغیر آپکے سلطنت
رہفت اقلیم بھی ہو تو نہ کرے گا شہزادہ نے فرمایا اچھا سامان اپنے چلنے کا کرو اُسنے ملک کل اسلحہ برا ہمجلت
کرنا شروع کیا اسباب سفر درست کرانے لگا ہنوز یہ دونون رہگرا منزل مقصود نہین ہوئے
سیلان نے اور مقدمہ برپا کیا وہ یہ کہ جب قریب قلعہ یاقوت نگار وہ ناہنجار پہونچا ہلکارون نے خبر
قدوم نحوست لزوم کی یاقوت شوم کو پہونچائی پہلے تو وہ متفکر ہوا کہ ایسا نہو مجھکو گرفتار کرنے آیا ہو
لیکن جو آیمین مجرمال ہوئے کہ وہ با صد دے چند بحال پریشان آیا ہی فلک نے اُسکو سنایا ہی لشکر
وغیرہ کچھ ساتھ یمن ہی سرکشی کی کوئی بات نہین ہی یہ سنکر وہ غلام بیاحترام تمام بہر استقبال در تلوہ تک آیا
اور حال زار آقاے بدکردار دیکھکر رو دیا دیکھا کہ گریبان اُسکا پھٹا ہی چہرہ اترا ہی مُنھ پر زردی
غم سے چھائی ہی نہ تو کلاہ ہی نہ چتر شاہی ہی صرف سماحیہ بیکسی تنہائی ہی دو چار سردار ساتھ ہین ایک گھوڑا
سواری کا ہی صرف خزان جلوس بادبہاری کا ہی اوسنے آگے بڑھکر تسلیم کی اور نذر دی پھر مستفسر ہوا
کہ اے شہ جہان پناہ کیا نصیب یہ حالت ہی بیر آقا کے مزاج مبارک کی حالت تو مقرون بصحت ہے
اسنے یہ سکر ایک نعرہ مارا اور کہا کہ آقا تیرا اخاذ مدلقا کی بہشت مین گیا مین اس سلمان کے ہاتھ سے
بھاگ کر تجھ تک پہونچا ہون یہ کہکر سارا حال جنگ جدال بیان کیا غلام یہ ماجرا سنکر اشک حسرت بہانے
اور کلمات لاف وگزاف زبان پر جاری کیے کہ اگر مین اوس سلمان کے جا کر ٹکڑے نکرے اور پرزے اڑا دیے
تو نام اپنا مردان عالم سے نپایا یہ کہکر اُسکو قلعہ مین لایا دعوت وضیافت کی پھر حکم درستی فوج دیا تیاری
ہوئی بارہ ہزار زنگی اور چند ہزار کوہی مسلح ومکمل ہوکے جنگ پر یکدل ہوئے ایک ایک حبشی آدم خوار
تھا رزم گولیان نوش کو خوف بسیار تھا سب پیلان مست اور کرگدن پر سوار ہوئے صف کشی سے سیاہ
دیوار ہوئے ظلمات پردہ دنیا پر ظاہر ہوئے اسلحہ کی چمک سے بجلی ابر تیرہ مین تڑپتی نظر آتی تھی طرفہ
تماشا تھا کہ چشمہ ظلمات موج مارکر لڑنے چلا تھا آب حیوان آب تیغ سے ملنے چلا تھا ہر ایک ظلماتی مرے
چلا تھا زمین پر ہلچل تھی وہ کالی آندھی طوفان کے خون کا انتقام لینے چلی تھی طبل وبوق گڑگڑائے
اس رعلت نورہستی کے لیے ظلمت نے بجاے سوار یہان زنگیون کی جب روان ہوئین پرچہ کوہ ظلمات
مین آگے آگے لشکر کے یاقوت وسیلان مثل سیل فنا گینڈون پر سوار راہی تھے سچ تو یہ ہی کہ دونون راہی

تھے یہانتک کہ بعد قطع مسافت راہ قلعۂ طوفانیہ تو قریب تھا بہت جلد منقل قلعہ مذکور پہونچکر خیمہ
لشکر توپ تو باہر قلعہ کے اوترا ہوا ہی اسکے مقابل اسکا لشکر بھی اترا شہزادۂ عزم روزگی رکھتا تھا
کہ ہلکارون نے آکر بعد دعا و ثنا کے خبر ورود لشکر منصل عرض کی شہزادہ خبر سنکر مع گلزار کوہی کے حشم
و خدم باہر قلعہ کے آیا اور داخل بارگاہ ہوا ادھر یاقوت دن بھر معروف سیخواری رہا جبوقت کہ
جوہری قدرت نے یاقوت مہر فلک کو درج مغرب مین رکھا اور رنگ شب نے قلعۂ عالم مین داخلہ کیا کہ نظم

برنگونہ تا روز برگشت زرد	برآورد از فوج شب تیرہ گرد
چو دیبائے زنگار گون شد سیاہ	طلایہ بر آمد ز ہر دو سپاہ

شام ہوتے ہی یاقوت نے طبل زدم بجوایا شہزادے کو بھی جاسوسون نے خبر دی ادھر بھی
تھا رہ حرب پر چوب پری تیاری حرب لشکران کینہ خواہ مین آغاز ہوئی دل مبارزان
یمن سودائے جنگ اہل زنگ تھا زلف عروس شجاعت سنوارتے تھے سودا زدگان عشق جانبازی
نارے مارتے تھے خون صفرا مزاجون کا جوش مین آیا تھا سودا رنگون پر غالب ہوتا جاتا تھا
ادھر لشکر زنگیان نے پردہ وسترتاریک بنایا گویا روز روشن کے مقابلہ مین لشکر شبچے برابھایا
تھا دنیا مین پھیلی ہوئی سیاہی تھی روسیون پر حبشون کی چڑھائی تھی زنگی جب براہ نجوت اکر تنتے
اور تنتے تھے آبنوس کے درخت باد غرور سے ہلتے تھے صفحۂ دشت بیان نامہ اعمال کالکہ ان
کالا تھا یا مالک جہنم نے دوزخ کے کندون کو اس دشت مین ڈالا تھا اس دشت کا منھ بھی کالا تھا نظم

زمرد زمین بود چون پر زاغ	سیہ چہرہ و چشمہا چون چراغ
ہمہ روئہا شان چو رنگ ہیون	زبانہا سیہ دیدہا نزد شان چو خون
سیہ روے و دندانہا چون گراز	کہ یارو شدن نزد ایشان فراز

غرضکہ رات بھر اوس لشکر بلیات مین غلغلہ رہا ادھر ہر ایک بہادر تنتا رہا یہانتک کہ فیلسوف
دھر نے فولاد سیاہ تاب شب کو صاف کرکے آئینہ سحر بنایا اور پرند شکین لیل اوٹھا کر اڑ گئے
چنان کو شرما یا منظرۂ روسیان وچنیان کا نقشہ دکھایا کہ ابیات

چو پیدا شد آن شوشۂ تاج شید	جہان شد بسان بلور سفید
خروش آمد و گرد زرم از دورے	برنتندن گردان پر نخاش جوے

بدشت اندرون لشکر انبوہ گشت		زمین از پے پیل چون کوہ گشت	

یعنے شہزادہ نور نے فریضہ نماز صبح ادا کرکے بصد جاہ و جلال سوار ہو کر مع فوج قاہرہ وارد
میدان نرم ہوا فوج نے پڑاؤ کیا ادھر لشکر یاقوت ہمراہ سیلان آیا کہ بمقتضائے ابیات

تہاور یکے لشکرے زورمند		برہنہ تن سفت و بالا بلند	
بجائے سنان استخوان داشتند		ہمی بر تن مرد یگ داشتند	
چو از دور دیدند اوشان سپاہ		خروشے بر آمدند ابر سیاہ	
سپاہ انجمن شد ہزاران ہزار		کزان تیرہ شد دیدہ شہریار	
بلشکر الفرمود پس شہریار		کہ بردارند آلت کارزار	
سپہ از دو رویہ کشیدند صف		ہمہ نیزہ و تیغ و ژوبین بکف	

جب سیاہ صف باندھ چکی یاقوت گجگ گینڈے کو اپنے مار سامنے سیلان کے آیا اور کہا
آپ میرے آقا کے بھائی ہین پس براہ مالکی اجازت رزم دیجیے کہ خداوند لقا مجھکو فتح
دین اوس نے یہ باتین سنکر کہا کہ اے پہلوان یگانۂ زمان جانیے تجکو پونے دو سو خدا کے سپرد کیا
زنگی یہ دعا سنکر اس طرح ہنسا کہ جیسے تو ہنستا ہی اور گینڈا بڑھا کر بیچ میدان مین آکر پشت گردن سی
کو دلا اور ایک لٹھ کاندھے پر رکھے تھا جسمین کئی سو من لوہا لگا تھا ہر گرہ اوسکی کبد اتنی جسمین آہن
آہین اتھا اتنی شاخین کی عمود آہن کے کلے سے بہت بڑی دیو عفریت کا کلہ دم ضربت توڑتی سرکشون کے
سر چڑھی ہوئی لٹھ پر چڑھی گزر گران کب اوس لٹھ سے لگا کھانا ہنگام ضربت اژدر کا بھی کھا تا یہ گینڈا
کا لٹھ لیتے زنگی شوم ایک ہی لاتھی بیکو ہانکتا تھا غرض با سامان بنا ہوا فاضل اس سے کہ ہر فرعونی راہوے
اہل اسلام کو زور اپنا دکھانے لگا وہ لٹھ ہلانے لگا بوٹ کی کثرت خوب یاد تھی وہ سب دکھائی طبیعت
گرمائی پکارا کہ دو سلمان بے سامان کہان ہی آئے میرے سامنے یہ سنیب سنکر شہزادے نے مرکب اپنا آگے
بڑھایا کر کیت پکارا بچے بچے ملون کے پیر پرے کھلے سردار کا یہ شہریار سے آکر لپٹے کہ ہم فدوی
ہمراہ تے کو حاضر ہین شہزادے نے مرحبا کا خلعت دیکر روکا اور آپ لبسان شیر دلیر مقابل اوس
شریر کے پہونچکر مرکب سے کودا کیونکہ وہ پیادہ پہلے ہی سے تھا اتنے بغیر کچھ کہے سنے اوسکے پیادہ
ہوتے ہی لٹھ دو کر مارا العیاذ باللہ وہ ہتر اوسکا لٹھ مارنا یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ گران سر پر ٹوٹکر گرا شہزادے

اس جلدی مین سپر نرانح دامن کو چہرے پر لیا لٹھ آکر سپر پر پڑا ایسی آواز ہوئی کہ جیسے آسمان ہنگر پر گھن
پڑتا ہو شہزادہ اوس ضرب سے پشت پا تک زمین مین غرق ہو گیا اور تن گرد ایسا اٹھا ہوا کہ سب نے
جانا شہزادہ زمین کا پیوند ہو گیا فوج چلا اٹھی کہ زنگی پر جا پڑی مگر شہزادہ کے ہاتھ سے طوطے
ذرا بھی کن اور بل نہ آیا تھا لٹھ سپر پر روک کر دل گرد مین سے نکلا گز پکڑ کر نکالتا ہوا اسپر چلا
اوسنے جلد جھپٹکر دوسرا لٹھ مارا شہزادہ نے اسکو بھی بقوت بلی رد فرمایا اور گرز ہاتھ سے پھینک کر ارشاد
کیا کہ جانتک تیرا جی چاہے ضرب کر لے حوصلہ تیرا باقی نرہے وہ آتی حملت باکر برس پڑا اور پے در پے لٹھ
مارنا شروع کیے یہانتک کہ چھ لٹھ مارے شہزادہ ہر بار پشت پا تک غرق زمین ہوا اور حضرت اسکی زد فرما
رہا ساتوین بار یہ کارستانہ کیا کہ جب اوسنے لٹھ مارا شہزادے نے بجاے سپر ہاتھون کو چہرے پناہ لیا اور
جب لٹھ پڑا اٹھیان بند کر کے لٹھ پکڑ لیا اور جھٹکا دیا کہ **یاقوت** آگے کھنچ آیا اور لٹھ اوسکے ہاتھ سے
چھوٹا اوس نے لٹھ زمین پر پھینکا اوس سے لپٹ پڑا لنگر اسکا اوکھیڑ کر زمین پر مارا کود کر سینہ پر اسکے
آبیٹھا اور کما شناخت مین پروردگار عالم کے کیا کتا ہے اسنے جو یہ قوت شہزادہ دیکھی کہ لٹھ میرا اسنے
پکڑ لیا سمجھا کہ بیشک یہ فرزند خدا ہے پس عاشق جرات شہزادہ تہمتن مثال ہو کر عرض پیرا ہوا کہ تا
ایم بندہ ایم شہزادہ اوسکے سینہ پر سے اوٹھا اوس نے اوٹھکر سر اپنا قدم شہزادہ پر رکھا
اور راز سر صدق اسلام اختیار کیا لیکن جب شہزادہ نے اسکا لٹھ پکڑ لیا اور اس سے لپٹ پڑا تھا
سیلان جو صف لشکر زنگیان مین کھڑا تھا اس شجاعت شہزادہ کو دیکھکر سمجھا کہ بیشک **یاقوت**
اب زیر ہو کر یا مارا جا یگا یا مطیع ہو گا لہذا اسکو یہان ٹھہرنا چاہیے یہ سمجھکر جبتک شہزادہ اسکو زیر
کیا یہ مفسد پہلے ہی سے اپنے رفیقان بدکیش بھاگ کر کھڑا ہوا اور گھوڑا ڈالکر جانب کوہ دھوا چلا یہان
یاقوت نے زیر ہو کر اپنے افسران لشکر کو بلایا اور قدم پر شہزادہ کے گرا یا کل فوج اپنی شامل لشکر نصرت
شہزادہ نامور کی آپ ہمراہ شہزادہ بارگاہ آیا گلزار کو لی اپنے آقا زادہ کو نذر دی اسنے خلعت
دیا اور اسکے لیے اسباب عیش و عشرت مہیا کیا شہزادہ نے اس فتح کی خوشی مین کئی روز کا جشن
فرمایا ساقی و مطرب آکر داد خرمی دینے لگے جانا شہزادہ کا جانب لشکر امیر چندے بیہوش
موقوف رہا مگر سیلان جو یہان سے بھاگ کر روانہ ہوا اس طلسم کلوفانیہ کی سرحد سے گذر کر
ایک قلعہ ہے کہ اوسکو آغانیہ کہتے ہین اور نام حاکم قلعہ کا **آفت** کو ہی ہے چنانچہ ایک کا ہے

آفت نام پہلے بیان کیا گیا کہ بہر مدد لقا جاکر مسلمان ہو چکا ہے یہ دوسرا آفت کو ہی ہے
فی الجملہ سلان جب قریب قلعہ آفتابیہ پہونچا حاکم نے وہان کے خبر سنکر استقبال اُسکا
کرایا اور باعزاز اپنے پاس بلایا جب داخل دارالعمارہ ہوا دو لاکھ کا بیوہ کے سردار دربار مین
جمع تھے کرسی و دنگل سے بارگاہ سجی تھی تخت پر حاکم جلوہ گستر تھا اوسنے قریب تخت دنگل بچھواکر
اوسکو بٹھایا اور اسکا حال زار و زبون دیکھکر باجرا استفسار کیا یہ مرتد بادہ پرستی آتے ہی کرنے لگا تھا
جب دماغ اوسکا شراب ناب سے گرم ہوا رو کر تمام حال اپنا بیان کرنے لگا تا انیکہ جملہ کیفیت شہزادہ کی
اور اپنی بیان کر کے نصحت پذیر ہوا کہ ہم آپ باہم ایک ہین اور ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کرتا رہا
امید کہ آپ میری اعانت فرمائیے اور اس مسلمان کے ہاتھ سے دین کو ہیون کا بچائیے آفت کو اسکی
حقیقت سنکر رحم آیا اور دو ایک روز بدلجوئی و خاطرداری اسکو رکھا پھر حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار رہو
بمجرد ارشاد جہاؤنی مین لشکر کے قرنائے جنگی بجی دو لاکھ فوج کو ہیونکی کمر باندھکر تیار ہوئی نظم

در گنج بکشاد روزے بداد	سپہ بر گرفت و بند بر نہاد
ببردند پیلان و ہندی ورے	خروش آمد و نالہ گرنائے
چو لشکر سراسر برآشوختند	بگردد بتر زمین ہے کوفتند
سپہ پر کشید از دو رو بہ دو صف	درخشید شمشیر و برخاست تف
چو آمد از کوس آمد از پشت پیل	ہے مرد بیہوش گشت از دو میل
برآمد خروشیدن گاؤ دم	جہان شد پر از بانگ رویہ خم
زمین چون عنبان شد از نیخ نعل	ہوا از درفش سران گشت لعل

سیلان کو بھی کر گدن پر سوار کر کے ہمراہ لیا اور بعد قطع منازل قلعہ طوفانیہ کے سامنے بمقابلہ
لشکر فیروزی اثر شہزادہ اکراترا اور ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہو کر جب دوسرے دن آمد سوم
لشکر سپہ رخ روز پرسیاہی بھائی اور شد سپہر مین فوج انجم اکراتری نظم

چو تاج سپہر اندر آمد بزیر	دل میگساران شد از بادہ سیر
ز لشکر برآمد صدائے نفیر	گرفتند ہمہ نیزہ و تیغ و تیر

ہلکارے خبر لیکر خدمت شہزادہ والا قدر مین حاضر ہو کر آداب بجا لائے اور پکارے کہ نظم

همیشه تن شاه بے رنج باد
همید ون سپهدار او شاد باد

شستن همه بر سر گنج باد
دلش . دشمن دگنجش آباد باد

آفت کوہی حاکم قلعۂ آفاتیہ برا استمداد سیلان با فوج فراوان بمقابلہ حضور عالیشان آیا ہے
بعد حربی اس خود سر نے بجوایا ہے یہ کہکر ہلکارے پھر خبر لینے گئے شہزادے کے لشکر مین بھی طبل
حربی بجکر جوب پڑی فوج عازم تسخیر ہوئی آتش کینہ وری تیز ہوئی آفت کا شامنادم سحر مد نظر تھا بادل
تبختر تھا تیغون کی جھنکار سپر کی کھڑاکھڑاہٹ سے خاطر ترک خلک مین خوف سمایا بت کچھ چار آئینہ
مین زلزلہ آیا چرخ کا دزمین کا بھی تھرایا کمین کمر بندی ہوئی کمین سازجنگ کی درستی تھی کوئی بہادر
کیسے گھلے ملکر کلمات یاس زبان پر لاتا کوئی دوستونکو ملکر رخصت فرماتا کوئی فرط شجاعت سے تنہا کوئی برسر
سر وحشا کیسکی زبان پر یہ عبرت زا مضمون کہ دیکھیے کل کردمن دون کسکو خوابگہ گور مین سلاتا ہے
اور کسکا بخت خفتہ جگاکر خجاب فرماتا ہے غرضکہ ہر سمت سورش بحر آہن تھی سورش آتش تھوڑی تیز
دل مین آگ نفاق کی جوش زن تھی کمین نقیب پکار تےکمین تیر و پیکان آبدار کیے جاتے کوئی شوق
شہادت مین جھوتا گلے ملنے کے شوق مین شاہد تیغ کا چوتا کمین نعرے شیرانہ بلند کوئی ستمنہ
ہو کر دیگاہ اکمی مین حاضر جار پہر یہی غور تھا مائل جنگ ہر صاحب زور تھا آخر جنگ خلک
مین خون اترا اور شفق سحر سے دردشت خونین لباس نظر آیا نظم

چنین ناپدید آمد او تیغ شید
دو لشکر ہمے رزم را ساختند

دردشت شد چون بلور سپید
درفش بزرگی برافراختند

جبحدم لشکران کینہ خواہ بصد فر و جاہ وارد جلگاہ ہوے شہزادہ لڑنے پر آمادہ ہزاران تیر
وشان مرکب پری پیکر زیبران کیے جلو مین مرداران دلیران کو لیے تخت پر گاہ ار کوہی
سوار گرد جوانان تہمتن کی قطار داخل میدان کارزار ہوے لڑنے مرنے پر تیار ہوے کہ جب نظم

دو لشکر یکبارہ دو آراستہ
سپاہ از دو رویہ کشید ند صف
بہ تیغ و بہ تبر اندر آمد سپاہ
چو رعد خروشان برآمد غریو

براز کینہ سر کنج پرخواستہ
ہمہ نیزہ و تیغ و ژوپین بکف
تو گفتی کہ شد روز روشن سیاہ
بمیدان دوان کوہیان ہمچو دیو

جب صفین آراستہ ہوئین تقیبون نے بے ثباتی دہر غدار پڑھکر سنانا ہمت کرادیا آفت بہزاران
کیر و نخوت گینڈا بڑھاکر بیچ میدان مین آکر سلح شوری دکھا کر للکارا کہ ای فرقہ ضلال تم مین سے جو
کوئی آرزوے قتال رکھتا ہو آئے اب تیغ میرے ہاتھ سے پیکر تمنڈے ٹھنڈے جانب ملک عدم
جائے یہ نعرہ اوس تیرہ بخت کا سنکر یاقوت خود سر گینڈا ڑاکر سامنے گلزار نیلوفر کے گیا اوس نے
اشارہ فرمایا کہ بہ پھر کر خدمت شہزادہ نامور مین آکر عرض رسا ہوا کہ ای شہریار اجازت میدان دیجیے
شہزادہ نے فرمایا کہ مین تمکو سپرد خدائے لایزال کرتا ہون مگر اس امر سے ڈرتا ہون کہ تم ہمارے یاران
کے خلاف لڑتے ہو لٹھ سے مقابلہ کرتے ہو سنو اے بہادر حریف کو خوب حوصلہ نکالنے دیتے ہین پھر
اوسکو زیر کرکے یکایک نہین قتل کرتے یہ اسلیے کہ شاید اطاعت اختیار کرے پس تم بھی یکایک لٹھ نہ مارنا
جب عاجز ہونا اسوقت جو مزاج مین آئے وہ کرنا لٹھ حریف کو دکھا ہی حریف کو رد کرنا اسکا محال ہوتا ہی
نہایت بے بسی سے جان دیتا ہے زنگی یہ کلمات سنکر لٹھ کو صف لشکر مین پھینک کر اسلح پہنے مزاحم
میدان مین آیا پہلے نگاہ رزنی ہوئی پھر نیزہ بازی شروع ہوئی آفت بھی آفت کا پرکالہ
تھا نیزہ ہاتھ سے اوسکے نہ نکلا سنانین پیکار ہوئین چھرین تک ٹکڑے ٹکڑے اڑگئین آخر نوبت
بشمشیر زنی آئی مگر جب اوسنے تلوار لگائی آفت نے بند دست پر ہاتھ ڈالا وہ بھی گریبان گیر ہوا
دونون زمین پر گرکے کشتی شروع ہوئی لیکن ایک مقام اس ریلا پیلی مین پاؤن یاقوت کا رشتہ نا
مین جا پڑا اوپر سے حریف کا جا پڑا کولا اوسکا اتر گیا اور ایسا درد ہوا کہ یہ گر پڑا اُسنے باندھکر اپنے
لشکر مین بھیجا اور گینڈے پر چڑھکر پھر نہیب زن ہوا کہ وہ نبیرہ حمزہ کیون مرنے سے جی چھپاتا ہی
سامنے میرے کیلیے نہین آتا ہی شہزادہ یہ للکارتا اوسکا لشکر عازم نبرد گاہ ہوا اوس جنگی گروہ نے
بہر تعظیم سر جھکائے سردار نامدار خواہ حاضر کیے شہزادہ ہر ایک سے بمشکل رخصت ہوکر آگے بڑھا کر کیے
تیز رفتار جن طرار وہ مین مقابل حریف پہونچا باہم ایسی نگاہ رزنی ہوئی کہ گینڈا کو ہی کا دل تھر
تھیٹر کھاکر پیچھے ہٹگیا اور مرکب شہزادے کا زد مین آکر آنا ہی آگے بڑھگیا اُسنے گینڈا بڑھاکر غصہ
مین آکر نیزہ مارا نیزہ کی آمد دیکھکر شہزادہ نے بغل کو کھولدیا نیزہ سینہ پر تو نہ پڑا زیر بغل آگیا شہزادہ
نے ڈانڈ کو داب لیا اُسنے جھٹکا دیا جب گرز بچھوڑانا چار نیزے سے اوٹھا کر گرز گران بار اُسنے
خراٹے پر ہی لیا اور چرخ دیکر سر پر شاہزادہ کے لگایا شہزادے نے گرز پر اوچھ اوچھڑ پسر کی ماری کہ گرز ریلا تھا سر کے بیٹھکر

دور گرا اسنے بطفت تمام تلوار کھینچکر وار کیا شہزادہ نے باڑھ بچا کر نیہ دست پر ہاتھ ڈالدیا آخر دونوں گتھے ہوے زمین پر آئے کشتی آغاز ہوئی بہر بہر کشتی کی دم اُسکا آگیا سمجھا کہ توجیت ہو جائیگا یہ سمجھکر شہزادہ کو چھوڑ جست کی اور گینڈے پڑھکر نہیب لشکر دی کو لیا اس تیرہ سرخیرہ روزگار کو فوج اوسکی لینا لینا کہکر چلی شہزادہ بھی مرکب پر سوار ہو کر چلا اوسطرف سے گلزار مع فوج قاہرہ کے بڑھا دونو لشکر بہم ہوے صفین کوہ تین پڑے برہم ہوے تیغ چمکی اور رن پڑا شجاعون نے موجھون کو تاؤ دیا سرہنگ اجل نے خانہ جسد لقدر روح توسن کر برباد کیا ملک عدم سپاہیون سے آباد کیا ابیات

از آواز گردان پرخاش سر	بدرید مر اژدر و یار را جگر
ہوا پر گرگس شد از پر تیر	زمین شد ز خون سران آبگیر
بہر سو کہ دیدی تلے کشتہ بود	کرا از یلان روز برگشتہ بود
زلبس کشتہ بد روے ہامون چو کوہ	شدہ خستہ از زندگانی ستوہ
چو شیران جنگ برآویختند	چو جوے روان خون ہمی ریختند

اولبسکہ آفت دل ہار چکا تھا تاب جنگ نہ لا سکا بھاگ کھڑا ہوا شہزادہ پڑاؤ پر آیا خیمہ گاہ کو لوٹ کر آگ لگادی خزانہ غارت کیا وہان ایک خیمہ مین یاقوت قید تھا اوسکو رہا کیا اور طبل فتح بجاتے ہوے اپنے لشکر کیطرف افسر لشکر پھرے شہزادہ داخل بارگاہ ہوا یاقوت کا کو کو لا بھی آزمودہ کار نے بٹھایا شہزادہ نے اجتماع جلسہ مسرت کا حکم دیا مغنی خوش نوا اور رامشگران شیرین ادا آکر گانے ناچنے لگے ساقیان مہ لقا پیمانہ شراب سرور افزا سے مست بنانے لگے لشکری آسودہ ہوے مگر آفت جو روبفرار لایا کچھ دور جا کر ایک درہ کوہ مین ٹھہرا فوج شکست خوردہ وہان جمع ہوئی اُسنے جو کچھ سامان راحت کہ بھاگتے وقت ساتھ رکھ لیا تھا اسی سے کام لیا خیمہ استادہ کرا کر اُترا اور سیلان سے کہا کہ مینے آپکی وجہ سے یہ روز بد دیکھا اور مینے مزا کیا کہ اپنی قوت بازو کے بھروسے پر یکایک تمھارے ساتھ چلا آیا مجھکو لازم تھا کہ اول اپنی معشوقہ کو اطلاع دیتا اور اُسکے اعانت سے اس سلطان کو زیر کرتا سیلان نے پوچھا کہ آپکی معشوقہ کون ہے اوسنے کہا بھائی یہ راز ہرچند کہنے کے قابل نہ تھا کیونکہ میرے مطلوبہ کی ممانعت ہے مگر اب کیا مضائقہ ہے سنو ایک سامرہ ہے ملکہ اسرار جادو نام نہایت حسین گل اندام ہے اُسنے آکر بطور مخفی طوفان تمھارے

بھائی کی ایک ساحرہ بھیجکر مدد کی کہ وہ ایک دیو سے عاجز آئے تھے پس اُس دیو کو بزور سحر ساحرہ
مذکور نے پکڑ کر ایک باغ سحر کا بنایا اور اسمین ایک بُت سونے کا رکھکر مشہور کیا کہ یہ خداوند سامری
ہین اور دیو کو تخت بناکر اُسکے پایہ سے باندھدیا چنانچہ طوفان یہی جانتے تھے کہ خداوند سامری نے
آکر مجکو دیو سے نجات دی پس وہ اوس بُت کی پرستش کرتے تھے اور وہ ساحرہ غالب بُت مین بیٹھ
سحر کا بٹھا دیتی تھی کہ وہ باتین کرتا تھا چنانچہ یہ کرشمہ وہان بناکر میرے پاس وہ تخیلہ مین آئی مین
اوسپر عاشق ہوا اُسنے بھی الفت جتائی اوس نے یہ سب حال مجھسے کہا اور تاکید کی کہ کسیسے نکہنا پس مین
اوس بُت کو آکر بیکر حمزہ نے توڑا سارا کھیل بگڑ گیا اب چھپانے سے کیا فائدہ سیلان نے سارا ماجرا
سُنکر کہا کہ پھر اب معشوقہ کو اپنی ضرور بلائیے اُسنے کہا کل مجھکو اطلاع دیدینا یہ کہکر چند جام شراب کے پیے
اور سیلان کو دوسرے خیمہ مین بھیجکر آپ تنہا بیٹھا اوسطرف کا حال سُنیے یعنے ساحرہ کا کہ کہنا یہ
جادو محافظ دیو جو بھاگا تو طوفان کو بہر زرم بھیجکر آپ اسرار جادو کے پاس گیا اور کہا آپنے غافل کیا
بیٹھی ہین وہ بُت ایک مسلمان نے آکر توڑا یہ سُنکر وہ غضبناک ہوئی اور بزور سحر سب حال دریافت کیا معلوم
ہوا کہ وہ مسلمان نیرنگ بدست ہی قلعہ طلسمیہ اور یاقوت نگار سب اُسکے قبضہ مین آگئے آخنا چڑا گیا تھا
وہ بھی فہرست وہ بھی ہرمیت کھا کر دیکھ کوہ مین منتظر بیٹھا ہی یہ معلوم کرکے چاہا کہ مین بھی جاؤن مگر عاشق
کے پاس بانا تھا اسلیے اپنا سنگار بھی ملوج کیا ہرچند کہ سن زیادہ رکھتی ہی مگر بزور سحر نوجوان بنی
سوہی کافوری کو عنبرین زلف بنایا مہرباں رخسار کی تسا مین آئینہ سان صاف بنایا تبو حسن ایسا
چمکا یاکہ روے تاباں کی چمک پر شعلۂ آتش گل قربان دہن رنگین خنجر آبدار غوان چشم فتان نرگس
پرفسون کو آنکھ دکھاے غزالان ختن کو خوش چشم کہتا مین خطا تبلاے دست رنگین پر تصدق نیچہ
مرجان تیر مژگان سرکش از خدنگ جانستان گلوے نازک تمانیت قلعہ دار سینہ پر کینچوکا ابھار شرما
رشک حور نشہ مستی سے مخمور زیور مرصع کا زیب تانستہ کرکے اسان دل عاشق پر سحر کے روانہ ہوئی نظم

نظر اس گل کی جسدم شکل آئے	تو زردی چہرۂ عاشق پہ چھاے
کرین وہ نرگسی آنکھین جو جادو	طبیعت پر رہے باقی نہ قابو
نثار اے جس پر افشان کے قربان	تصدق کہکشان مانگ کی جان
خواصین ساتھ لین سب ماہ طلعت	کوئی زہرہ کوئی رجبیں صورت

ٹھہرنا گھر مین تھا دم بھر کا دشوار		چلی بن ٹھن کے تجھہ جانب یار		

تخت سحر سے بناکر نبرد رسحر مع کنیزان گلبدن کے اُن واحدین قریب خیمہ آفت پہونچی اور تخت سے اوتر کر خیمہ مین آئی وہ تو طالب اسکا بیٹھا ہی تھا صورت دیکھتے ہی اوٹھا اور دست ہوس دراز کرکے اُسکا ہاتھ پکڑ کر جانب مسند چلا اور کہا ای مایۂ ناز وای سراپا انداز اعجاز شوق تیرے خانۂ دل بیا سیاہ ظلمت کدہ تھا شکر ہے خداوند سامری کا جو تیرا روے زیبا پھر نظر آیا کہ بیت یہ صورت خواب مین اب دیکھتا ہون جو خواہش دل کی ہی سب دیکھتا ہون خوشکہ بعد اظہار اشتیاق ملاقات مسند پر اُسکو بٹھایا کشتی شراب کی سامنے رکھکر شغل بادہ خواری شروع کیا نگار مہ رو دنیاز کیش ہوا دست گستاخ جانب پستان بڑھا ہوس کی اور کچھ ارادہ ہوا کہ بھی ساحرہ ناک بھوون چڑھاکر غمزہ کرنی نازمعشوقانہ جفاکاری مشتاق سے خفا ہو جاتی تو بہت پذیر ہوتا سیکڑون قسمین دیتا کہ اے نازنین تجکو اپنی زلف عنبرین کی قسم میرے دل اندوہگین کی قسم تجھے اپنی چشم کی جل پھر کی قسم تجھکو میری جان دسر کی قسم ارے عارض روشن کی سوگند ای جانی ابھرے ہوے جوبن کی سوگند قسم عشوۂ نازوادا کی قسم تجھکو میری التجا کی قسم کہ ایک بوسہ لب نازک کا دے قسم تجکو سامری کی جو منھ پھیرے وہ دن باتونسے اُسکو گلے لگاتی تو یہ بھی اسکی محبت بڑھانے کو آنسو بہانے لگتا وہ اپنے دوپٹے سے اشک پاک کرتی اور یون سمجھاتی کہ صاحب یہ رونا کیا ہی کیا مین مرگئی ہون جو تو رتا ہی لے اب نہ آنسو بہا ارے کمبخت اپنے ساتھ مجھے بھی رولاتا ہی تجھے اپنی ہوس کی قسم تجھے جوش شہوت پرستی کی قسم تجھے میری لذت وصل کی قسم تجھے اشتیاق شب وصل کی قسم ای معاشق جانباز تو کیون میرا دل کڑھاتا ہی میری بھولی بھولی صورت پر رحم نہین آتا ہی یہ کہکر وہ بوسہ لیتی کہ نظم

لیے بوسے کہا قربان قربان		سوا تیرے یہ کس سے نکلے ارمان	
قسم کھاتی ہون اس جوبنکی اپنے		قسم اس جنبش دامن کی اپنے	
قسم اس گیسو پیچیدہ تو کی		قسم ہے اس اچھوتی آرزو کی	
کہ مین مرتی ہون تجھپر میرے جانی		محبت ہے اتنی سرگرانی	

ے عجیب جلسہ جما ہے کہ بیان دو دل عاشق اندھیرا گیسوے شاہد خانم کا اُمڈا ہوا تھا اور رنگ جوش مستی ہر سمت اُبل پڑا تھا کہ بمقتضاے ابیات

غرض آخر کو قرب شام آیا | دل مشتاق کو آرام آیا
ہوا ظاہان جمال شعلہ ہر سو | ملا جانے کا پروانون کو آبو

غنیمہ کے پردے ہمرستی سی اٹھو اوے چاندنی رات کی بہار دیکھتے جنگل مین انواع و اقسام کے درخت لگے گل طرح طرح کے خوش رنگ کھلے چشمے لہرین لیتے پہاڑ کی ڈانگ پر کوسون تک سبزہ تو اگا ہوا جھرنا جھرتا تو ہر کبک دری مقہقہے لگاتا ایسے وقت پر بہار زمین سبز کنار دلدار سو طرح کا پیالہ لطف سکیشی نما دیتا یار مزم اباد ستونکا دشنا عجب طرح کی صحبت ماریہ تروت کی اٹھتی

دہن سے خندۂ پیہم تھا آغاز | اوٹھائے ستیون کے وہیم ناز
ابھر آیا سرور آنکھون مین ایسا | کہ ہر اک بات مین مستی تھی پیدا
فدائے قلقل ہوش تھی | سر زاہد نہ پروائے عسس تھی
لیا آغوش مین جادو کو اُسنے | کیا فرش بدن زانو کو اُسنے
مزے بوسون کے مسی پر جو آئے | ارادے اور ہی مطلب پہ لائے
لپٹ کر ملگیا سینہ سے سینا | تھی مے سے ہوئی آغوش مینا
کمال شوق مین تنہا سمجھ کے | دلپٹا سانپ شاخ صندل سے
ہوا مصروف خدمت مدعا تک | رہی جھگڑے ہی رگ رگ کی تڑپ تک
وہ بستر سے اٹھا ہاتھون پہ لینا | وہ لذت مین زبان کا منہ مین دینا
وہ کہنا ہنسکے سب گذرا ہوا حال | کہ یہ ایذا اٹھائی ہے کئی سال
بہم سینہ بہم پہلو بہم خواب | رہے تا دیر وہ لذت سے بیتاب
پسینا بھی ٹپکتا تھا جبین سے | زبان تھی آشنا ہان اور نہیں سے
فراغت پائی ناز شوق اوٹھا کر | اوڑھی آئی روے مدعا پر
ہوئی رضی امید قلب بیتاب | کھڑا آنکھون مین ابر کثرت خواب

دونون لب سے لب ملا کر لیتے اور باتین کرنے لگے آفت نے اپنا مغلوب ہونا تو رج سے بیان کیا اُسنے کہا مجکو سب معلوم ہے اب صبح کوچ کرکے جاؤ اور مقابلہ کردین چھپکر سحر کرونگی کہ تم اوسپر غالب آؤگے پس اُسکو متعید کرکے اسی جا آنا طلسم عشرت جانا پھر اتمام لشکر کو بھی برباد کرنا مین عیار سے خوشنک ہون اوجہ سے پوشیدہ رہنا چاہتی ہون آفت یہ وعدہ کرنا پسند کرکے پھر اُسکی مراد

بر لایا اسی حسن و عشق بیان مین وہ شب تا بنا تو پہونچا اور لیلاے لیل نے بالون کو حیرت

جو یا بانہ ہائے شاہ روز کا جلوہ نظر آیا نظم

جمال صبح چمکا بھینا بھینا	ہوا سے مردے سوکھا پسینا
کھل بستر نے بوسے رخصتی دی	بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی
گہر شبنم کے پھولون نے لٹاے	زمین نے موتیون کے ڈھیر پاے

دم سحر ساحرہ نے اپنی کنیزون کو بلا کر حکم دیا کہ درہ کوہ مین مقام سبزہ زار برنگ باغ و بہار کھیلکر چند طائفہ رقاصون کے اطراف سے بلا کر شہزادہ اور بزور سحر باغ لگا کر میرے لیے عیش گاہ بناؤ کہ میرا دم نہ گھبراے مگر کسیکو میرے یہا قیام کرنیکا حال نہ کھلے کنیزین حسب ارشاد روانہ ہوئین اور ساحرہ بھی اڑکر ایک جانب چلی گئی آفت نے سیمان کو بلا کر سارا حال کہا اور جو لشکر کہ جمع ہو چکا تھا اوسکو ساتھ لیکر کوچ کیا اوسی دن سامنے لشکر شاہزادہ نامور کے آکر خیمہ کیا بقیہ دن تامل پذیر رہا جب خورشید جہانتاب تصدا دس خفتہ بخت کا سمجھکر مائل خواب ہوا کہ بیت سیاہی او بھر کر بخت شبتے ہ فراغت کشمکش سے پائی سبتے ہ سر شام اُسنے کوس حربی بجوایا لشکرون نے شہزادہ کو بھی خبردار کیا کہ اے خلد عالی پائیگا آفت پھر بمقابلہ لازمان عالی آیا ہی یہان معلوم کیا ہر دو سار کھتا ہے جو طبل زرم دوبارہ بجوایا ہی شہزادہ نے خبر سنکر حکم نوبت نقارہ جنگ دیا یہان بھی قرناے جنگی کو دم ملا دربار برخاست ہوا نشہ شجاعت کے جو زیادہ برات کے تھے آج بانکے نرالے معرکہ جنگ دیکھے بھالے اپنی اپنی جگہ پر آئے ہتھیار پسند کرنیکو سلح خانے سے لگا کہ شتابی شاہ رزم آگہی ہمنشین بزم جرات ہو کر لڑنے کے عزم ہوے معشوقہ نام و ننگ پر مرنے لگے گلے تیغون پر دھرنے لگے رات پھر عروس تھوڑی سے ہمکنار تھے دلین بڑے بڑے ارمان و پیار تھے زندگی سے پیام تھا کہ مثل بار بیوفا کنارہ نکر جاتا غیرت کہی تھی کہ بے عزتی سے مرجانا گوارا کر جانا کہین کوچہ نامردی مین قدم نہ دھر جانا دیکھو صبح قریب ہی دیکھین یار کسکا نصیب ہے جو سر زمین سے پھر طالع یاور اُسیکا ہی جو نام پر مرکر گرتے تلوارین بری چاہ سے کھاکے زخم پر زخم پڑین تب مزا آئے کہ ابیات

ہے لازم خاک کا پیوند ہو جائے	اگر عزت نہ ملنے خاک مین پائے
عیان اسطرح تھے تیغون کے جوہر	شجاعت کے کھلے تھے جیسے دفتر

غلط مضمون ہستی بیش و کم تھا	رسالہ کا رسالہ سب قلم تھا	
بنے خونِ عدو کی شوخ خنجر	لکھے گا خامۂ شمشیر کچھ حرف	
نظر رنگِ خون ہوگا بصد کین	بنے گا صفحۂ میدان رنگین	
یہی مضمون زبان پر تھا کہ ناگاہ	ہوا ورق فلک بے آفتاب و ماہ	
بنے یون صفحۂ گردوں سے اختر	کہ جیسے کاغذ سادہ ہو یکسر	

یعنے جب شمشیر کلاں مہر منیر نے سطر کہکشان کی کات کی بہادر دلنے خوابگاہ سے اوٹھکر میدان رزم کی راہ لی شہزادہ بھی بعد فراغ طاعت کردگار رہوار تیز رفتار پر سوار ہمراہ لشکر بیشمار ہوا اوسی تجمل و احتشام سے بڑے تنگ و نام سے وارد دشت نبرد ہوا فلک تک سرگرد پہونچا اسطرف سے آفت وسیلان بصد آن دہان وارد میدان ہو مورچہ صورت ہونے لگے ہوا بلند دلپت ہونے لگے صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبو کی صدائین دل ہلالین لگین نبولا اور لوہا ڈولا شغلین علم اور سر علم جیسا انتظام ہو چکا آفت گنبدار وان کرکے میدان مین آیا اور للکارا کہ اوس روز مین ماندا تھا جو اس سلمان سے مقابلہ ہوگیا تھا آج مجکو خداوند تعالے اپنا نظر کردہ کرکے بھیجا ہی کون محمد سے لڑسکتا ہے آگے نبیرہ حمزہ میرے سامنے تو ٹال گھلجاے یہ نعرۂ لشکر شہزادہ مرکب اڑایا سامان تجمل سامنے آیا سبکو روک کے یہ بہادر سامنے حریف کے گیا اور کہا کیا لاف و گزاف کرتا ہی لا مرید کیا دکھتا ہی اسے بقوت تمام تلوار لگائی شہزادہ پھر بار دیگر ہوشیار ہوکر دست پر ہاتھ ڈالا اسنے تیغ چھوڑ کر کہا تیرا ہی کشتی چاہتا ہی تو بتہری بندہ بھی نصیب آزمائی کرتا ہی یہ کہکر گیند سے کود اشہزادہ بھی زمین پر آیا دونون نے ٹھاٹھ بدلا ہاتھ ہاتھ ملایا زور ہونے لگے پکڑین چلین داؤ گھات بازی شروع ہوکی زمین پڑنے لگین کہ سلمان کہ نجم عیار قریب شہزادہ اکھڑا ہوا کہ ایسا نہو حریف کوئی گھات کرے دغا کرے چنانچہ عیار کو دیکھا کہ آفت کشتی کرتے ہین مسبدم جانب فلک دیکھتا ہی یہ حیران تھا کہ کیا ماجرا ہی کہ یہ دیکھتا ہے اسی فکر مین تھا کہ ایک لکہ ابر کوہستان کیطرف سے پیدا ہوا اور سر پر شہزادہ کے آکر چھایا زور شہزادہ کا گھٹا بڑھنا گنجیا کہ لڑنے لگا آخر ایک مقام پر بیس حرکت ہوکر گرا کوہی نے اسکو دکھلانے کو چت کرکے باندھ لیا لشکریان شہزادہ صد جنگ مغلوبہ کیا مگر نجم نے منع کیا کہ بیہودستی کرنا قاعدہ اہل اسلام نہین غرضکہ آفت شہزادہ کو باندھکر پھرا اور کہتا گیا کہ آج مین تم سبکو امان دیتا ہون اگر

اطاعت میری کی تو بہتر ہے نہین تو خاک تمھاری بباد فنا اوڑا دونگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا
اور مع لشکر پڑاؤ پر آیا شہزادہ کو نقل و زنجیر پہنا کر ایک خیمہ مین مقید کیا پھر آراستگی لباس وغیرہ کرکے
معشوقہ پاس جانیکا عزم کیا اسطرف سرداران شہزادہ درنجیدہ خاطر پھر کر اپنے مقام پر آئے بخم عیارنے
جو یہ ماجرا دیکھا کہ شہزادے کے سر پر ایک لکڈہارا کر مچایا اور دیوانہ ہو گیا پس اس حال کو دیکھکر کر
اُسکو یقین واثق ہوا کہ بیشک شہزادہ پر کسینے سحر کیا اور اس ابر مین کچھ بھید ضرور ہے یہ سمجھکر بعد رہے
ہونے شہزادہ کے جیسے ابر چلا یہ بھی ہیئت بد لکر اُسکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا یہانتک کہ مقام مذکور پر جہان
کنیزان ساحرہ نے آرامگاہ بنائی ہے پہونچا دیکھا کہ ایک بارگاہ عالی استادہ ہے چشمہ اصفا موجزن ہے صحرائے
سبزہ زار پر جوبن ہے چند کنیزان خوشرو و مہ جمال بصرف انتظام مین روشنی کی تیاری کر رہی ہین گلاس
ہانڈی جھاڑ آلشین پہاڑ بارگاہ مین لگاتی ہین مسند مین پر تکلف بچھی ہین پردے بارگاہ اُٹھے ہین بارگاہ سے
ہٹکر میدان مین چند ڈیرے طوائفون کے اُترے ہین کسیلیے کہ حسب الحکم ساحرہ کنیز دنیٰ قریہ جاتی ہے رقاصونکو بلا لاتی ہے
چنانچہ یہ کیفیت دیکھکر عیار مذکور ان طوائفون کی طرف آیا دیکھا کہ گاڑیان کھڑی ہین جوکے نیچے بچھونا
بچھا ہے رنڈیان سادی پوشاک پہنے بیٹھی ہین سازندے اپنے اپنے کام مین مصروف ہین کوئی تیلی سے کنگھی آئینہ
سر پہ دانی نکالکر بال سنوارتا ہے کوئی پاندان سے پان لگاتا ہے کوئی سازندگی کی طرف پھیر پھیر کر
سر درست کرتا ہے کوئی طبلہ کے بڑے ٹھونک کر چست کرتا ہے بیل گاڑی کے پیچھے چند مرد ہین ٹاٹ کے
جھولے مین بھوسا بھرا ہے بعض گاڑی کے برابر ٹانگ بیٹھے ہین توبڑے کو سر پر لئے گوار ہے ہین رنڈی
لیکر پشاب کو گئی تھی ادھر جو پھری ہے ٹونٹی سے پانی گرتی کھسلتی آتی ہے دوپٹا ڈھلکا ہے جوبن کی
بہار دکھاتی ہے یہ ماجرا دیکھکر نجم گھات مین بیٹھ گیا اتفاق سے ایک گویے کو اُسنے دیکھا کہ ستار
بجا رہا ہے صورت تبدیل تو کیے تھا ہی اُسکے پاس گیا اور کہا آج آفت نے فتح پائی ہے گویے انعام پائے
ہین تم اگر میرے ہمراہ چلو تو مالا مال ہو جاؤ گویے نے کہا یہان ایک سادھنے ہم سبکو طلب کیا ہے اُنکو ادھکے
سامنے گانا بجانا ہے کہا پھر رات تک تو وہان سے پھر آؤ گے اور اگر وہان اس بادشاہ نے تمھارا گانا سنکر
کیا تو پھر کیا پوچھنا ہزار درجہ انعام ہو چکے ہو مین تمھارے نفع کی بات کہتا ہون مجھکو تمھارا فائدہ
مطلب ہے کہنا مانو چلو اچھا بھی تمکو اختیار ہے نہ جاؤ تم جانو تمھارا کام جانے گویا وہ یہ سمجھا کہ یہ بھی کسی طوائف کے
ساتھ کا ہے مجھکو بیجا کر کچھ آپ بھی لیگا اگر رنڈی کو لیجاتا تو وہ کلاسیکو دیتی خیر بھی چلنا چاہیے پس لاچار آگے ساز

ہاتھ لیا اور لباس غیرہ سے درست ہوکر اُسکے ساتھ چلا اسنے تنہائی مین پہونچکر اُسکے منہ پر جابجا بیشمار مارا اور خوب بیہوش کرکے اُسکو درخت پر چڑھکا باندھ دیا اور لباس درست اُسکا لیکر اُسکی ایسی شکل بنائی عیاری نیکر اُسکے بستر پر آکر بیٹھا اس عرصہ مین ساحرہ جو پھر کر آئی تھی کھانا وغیرہ کھاکر تھوڑی دیر آرام کیا کی جب روزگار نے کلاوت روز سے دائرۂ آفتاب چھینا اور سوداے چہرہ پر ملکر صورت کو اپنی تبدیل کرکے جلسہ نشینان دہر کو دھوکا دینا چاہا ارقاصۂ فلک نے بزم کو اپنی ترتیب فرمایا کہ ابیات

پھر کر آئی پھر معشوقہ شام	قمر بھی نیکے آیا صورتِ جام
ہوا زرد آفتاب عالم افروز	در آیا زلف شب مین چہرۂ روز

اسرار لب چشمہ آکر بیٹھی شراب کا دور آغاز ہوا طوائفون کو یاد کیا باری باری ہر ایک سا مجرا ہونے لگا ساحرہ اشعار آفت کا کرتی بھی کہ وہ بیحیا بھی شام ہوتے ہی نیا سنور حسب عہد آ پہونچا ساحرہ انتظار ہاتھ پکڑا اور برابر اپنے لاکر بٹھایا ناچ ہونے لگا تو وہ جلسہ جا کرنا شید سپہر کو بھی غش ملک پر آیا قانون نے روح نالیسن کو بیقرار کیا حتاب اس جلسے دیکھنے کو بیجا فلک پر تھم گیا ہر سحر دشت کاسم ہوکر جا تھا چاندنی غش پڑی تھی ضیاے تمر لوٹ ہو رہی تھی چشمہ مین چاند بلورین لیتا تھا یاد جدا کر جو تما تھا پانی مین بھی شوق کی لہر آتی تھی نظم

کوئی زہرہ صفت آمادۂ ناز	کیا اسجا کسی نے رقص آغاز
دم رقص رسطرح گھنگرو بجائے	کہ داؤدی ترانے یاد آئے
کیسکے دست رنگین مین گلابی	بنی تھی مے سے برج آفتابی

اسی جلسہ مین بعد چند طوائفون کے باری نجم کی بھی آئی اسنے آکر سیار ایسا بجایا کہ ساحرہ رونے کا تار باندھا در پردہ جنون نے دلمین چھیڑ چھاڑ کی جو گیا بیراگ کی دین ہوئی عیار نے اُسکو مخاطب اپنی طرف زیادہ پاکر یا تو مدھ بجاتا تھا سرگم کو نیز کرکے اُس سر کے شہار بجانا شروع کیا کہ جسم

کبھی ہم تمھارے تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو	مے وصل پیتے تھے بارہا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
یہ تباؤ وعدے وفا کیے تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو	وہ جو ہمسے تمسے قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنے وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو	
کبھی درد بدر کبھی کو بکو کبھی سیر گلشن و آبجو	کبھی غدر حیلہ بصد غلو کبھی آنکھ خوں سے بھر سو

کبھی چپکے چپکے بازار کسی کونے کتھرے مین عیش جو | کبھی بیٹھے سب مین جو بڑے تو اشارتون مین تھی گفتگو
وہ بیان شوق کا برملا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نہین شام سیاہ بھی نہ لبون پہ شکوہ نہ آہ تھی | کہو کچھ بھی فکر نباہ تھی یہ کرم کی کیسی نگاہ تھی
تمھین نفرت ایسی گاہ تھی یہ امید کسی نہ واہ تھی | کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ زمانہ عیش و نشاط وہ حیا کو دعوی ثبات کا | وہ چھپا کے بیٹھنا گات کا وہ بھنبھارنا زلف نکات کا
وہ ڈر آپ کو مری گات کا وہ اٹھا کے مارنا لات کا | وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہین نہین کی ہر ان صدا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

اِن اشعار کے سننے سے ساحرہ کو غلبۂ مستی ہوا اور آفت کو جوش شہوت پرستی دونون باہم لپٹ کر بوسہ لینے لگے کنیزین تسلیم کر پاس سے گئین گویا بھی دعا دیکر اوٹھا ساحرہ نے کہا کہ تو کہین جانا نہین مین تجھ سے ستار بجانا سیکھونگی واقعی تو اپنے فن مین کامل اور یکتائے روزگار ہے گویے نے یہ عنایت دیکھکر بہت دعا دی اور عرض کیا کہ مجھپر جمشید کی مہربانی ہے اور خدا خدا ایک روز میرے خواب مین آئے تھے اور ایک منتر مجھکو تعلیم فرمایا تھا اوسکی تاثیر سے مین ایسا گانے بجانے لگا ساحرہ ہر چند کہ پہلوے یار دلنواز مین بیٹھی تھی مگر منتر کا نام سنکر بیقرار ہوئی کہ اگر وہ مجھکو معلوم ہو جائے تو سیکھنے کی بھی محنت بچے اور کمال بہت جلد مجھکو حاصل ہو پس اصرار کرنے لگی کہ اے مطرب وہ منتر تو مجھکو تبلا دے مین تمام عمر تجھکو اپنے پاس سے جدا نکرونگی اور مال دنیا بھی بہت کچھ دونگی اسنے پہلے تو بہت انکار کیا آخر عرض کیا کہ خیمے مین علیحدہ چلیے تو تبلا دون ساحرہ نے اپنے آشنا کو قسمین دین کہ صاحبہ دو گھڑی اپنا جی اس جلسہ مین بہلاؤ مین آتی ہون یہ کہکر گویے کو لیکر اکیلی بارگاہ مین آئی اور پلنگ پر آپ بیٹھی گویے کو نیچے بٹھا کر کہا تبلا وہ کونسا منتر ہے یہ کہکر ساتھ ہی خیال اوسکے آیا کہ کہین یہ عیار نہو کیونکہ سنتی ہین یہ تجھکو لایا ہے اور ایسا گویا بھی کوئی نہین ہوتا ہے سنا ہے کہ شاگرد اور بیٹے عمرو کے خوبی فن مین خلل رکھتے ہین یہ خیال آتے ہی اُسنے عیار پر سحر آگین نظر ڈالی عیار بھی سمجھ گیا کہ تجھکو اسنے پہچانا پس چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر پنجے کا ٹھسر رہگیا اوٹھا نگیا اور اوسنے دانتا کہ اے ماما پہچانا مین نے تجھکو اب کہان جائیگا اوسکے دانتنے سے اور کچھ اسکو نہ بن پڑا جلدی سے ایک پڑیہ

بیہوشی کی کرین سونگھا دی کہ جو کوئی مجھکو اوٹھالے یہ بڑیہ گر پڑے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ساحر نے
بیحس و حرکت کر کے چاہا کہ باہر کڑیا کو بن پس اوٹھکر اوسکی کمر مین ہاتھ دیکھکر کھینچتی ہوئی چلی بڑیہ
کمر سے گری ساحر دونی کہا کہ ارے یہ کیا تیرے پاس تھا عیار نے کہا ہاے میرا مال تمام عمر کی کمائی کا
گرنڈا ساحرہ مشتاق ہوکر بڑیہ کو اوٹھایا اور اوسکی تہ کھولی بیہوشی کا غبار نکلنے لگا اُسنے سمجھ کر
قریب نگاہ اسکو لاکر بغور دیکھا یہ کیا چیز ہی جسکے لیے یہ بیقرار ہو گیا شاید یہ اکثیر ہوگی اسے دیکھنے مین
قریب تھا کہ بڑیہ کی ہی غبار بیہوشی دماغ مین گیا اور خوشبو سے اسکی ساحرہ پر بیہوشی طاری ہوکی جھ کھا کر
گری اور غبار سامنے ہی گری کیونکہ اوسکو کھینچتی لیے جاتی تھی پس اُسکے ہاتھ تو تابوت مین تھے خنجر کھینچکر ساحرہ اُسنے
سر جدا کر ڈالا غل اور شور ریا ہوا کنارے سے آفت اور کنیزین ڈورین مگر مچھ کی طرح پانی سے باہر نکلے
طابوت مین آگئے تھے نعرہ کر کے سر اونچا کر بھاگا یہان کنیزین آکر پہنچنے لگین آفت پچھاڑین کھانے لگا
لیکن ساحرہ کو بعد مرگ جو اُسنے دیکھا بجہت کر یہ نظر آئی کہ یہ شیطان خود طاحول چڑھنے لگا کئی سو برس کا
سن و سال پایا نہایت پیزال پایا سنہ بزنگ خبیث کبود کالا قامت طول شب ہجر سے بڑا عوج بن عنق کی خالہ
زاد و عقرب جسم مین بچھے دیدے پچھے کا لانگا نیلی پیلا اودے چیک سے سنہ کو نچا سر گنجا پڑی تھی مگر
زبان حال سے کہتی تھی کہ اے عاشق میرے تو بھی میرے پاس کوئی دم مین آتا ہی اکیلے خلوت
عدم مین میرا دم بھر آتا ہی غرضکہ اسنے بعد گریہ و زاری کنیزون کو وہ لاشہ نجس سپرد کر کے رخصت کیا کہ
اُسکے گھر کیطرف گئین طوائف اپنے اپنے گھر کیطرف روانہ ہوئین آفت آفت مین گھرا ہوا
زار و نالان لشکر کیطرف روانہ ہوا لیکن پہلے اُسکے جانے کے بخم اوسکی ایسی بیہوش نیکر اُسکے لشکر مین آیا
اور سیدھا اُس خیمہ مین لیا کہ جسمین شہزادہ قید تھا دربانون نے تسلیم کی اور راہ دی اُسنے اندر جاکر
شہزادے کے کانون مین کہا کہ مین ہون عیار آپکا مینے اس ساحرہ کو جاکر واصل جہنم کیا جسنے آپکو بیہوش
کیا تھا اب ارشاد کیجیے تو کہ آپ زور اور مین یا نین شہزادے قید کو زور کر کے پارہ پارہ کیا عیار پہلے
نکلکر بھاگا اور لشکر شہزادہ مین آکر سردارونکو مطلع کیا کہ جلد چلو شہزادہ رہا ہوا گلزار نے طبل یورش بجا کر
جلد فوج تیار کرائی اور سردارونکو لیکر چلا ادھر شہزادہ باہر خیمہ کے جو آیا دربان دو ایک تو مارے گئے باقی
بھاگے شہزادہ نے جو مارے گئے تھے اونمین کا اسلحہ لیا اور نعرہ بلند کیا سیلان خواب سے بیدار ہوکر
باہر آیا اور فوج کو تیار کرا کر بڑھا شہزادہ خود شہزادہ رہا تھا کہ کوئی یہ کہکر بھاگ گیا غرض کہ فوج نے آکر

گیرا ان نے تھوپھیلا زبان و رازی تیغ شمشیر کا شور رہوا سر شنگ چل کا ما ہر زور رہوا سر تن مین فصل ہوا
شاہد مرگ سے جوانون کا وصل ہوا شب تاریک مین شعلہ تیغ مشعل راہ عدم تھا سا فر کشور فنا ہر اک دم تھا
اسلحہ کی جھنکار ہاک و ہا تھی پذیرو قافلہ تھا تھی دفع تھی دلہاے غرد ان درد شنی بخش تھا کہ راہ
تاریک ملک خانی باسانی طے ہوتی تھی جانے والے بھٹکتے نہ تھے تو وہا بھی بھٹکتے تھے اس عرصہ مین
آفت جو سامر کور و پیٹ کر چلا تھا اسوقت یہان آکر پہونچا آفت مین آتے ہی گھر گیا یعنے لشکر
مین آفت آ دو کشت کی بربا دکمیں رنجیدہ خاطر از بسکہ بہت تھا کچھ خیال انجام کار نہ کیا شمشیر کھینچکر جا ب
شہزادہ چلا ہزار ہا سان مہتاب چمکتی تھی وہ شب یہ آواز زور رد خش تھی اسنے دور سے شہزادہ پر تیر برسانا
آغاز کیے اور افسران لشکر کو بھی للکارا کہ ہان اس سلمان کو جانے مدینا فوج چار طرف سے ٹوٹ پڑی
بڑی گھمسان کی مار ہونے لگی شہزادہ بھی ہمہ تن چشم جنگ لڑ رہا تھا اور برق کیطرح تڑپتا تھا کبھی اس صف پر تھا
تو کبھی اوس صف پر مرنج گویا شرف پر تھا اور بخشوع و خضوع دل سے رجوع قادر مطلق کیطرف پر تھا کہ زبردست
زیردستان تو ہی ہے تجھ سے نصرت کی آرزو ہے اسنے ہنگامہ مین آخر کار لشکر جرار گاذار لیے ہو تمام
سردار کے پہونچا اور معرکہ کارزار ترقی پذیر ہوا بجز عیار نے مرکب کو شاہزادہ نامدار تک پہونچایا
کہ وہ زرہ کار سوار ہو کر مردی و مردانگی دینے لگا ایک طرف یاقوت نے کان یاقوت زمین
جنگاہ کو بنا دیا سیل خون بہا دیا ایک جانب گاذار کی ہوا سے تیغ نے گلہاے زخم خمستان جسد اوپر
کھلا کے تھے دست پاے گلرخان کاٹ کر ڈھیر لگا ئے تھے رجال کیا تھا کہ بموجب نظم

بابر اندر آمد دم کرہ تاے	چرنگیدن گرز و بندی درا ے
دلہا وہ بر آمد ز ہر پہلو ے	چکا چاک بر خاست از ہر سو ے
ز گرد سپہ چرخ شد نا پدید	ستارہ ہمی دامن اندر کشید
چنان گشت سرتا سر آورد گاہ	کہ از جوشش خون لعل شد روی ماہ
فراوان ازان کو ہیان کشتہ بود	ز خون یلان کشور آغشتہ بود

شاہزادہ والا شان قتل و قمع کرنا قریب آفت پہونچا وہ خود اسکی جانب آتا تھا بیچ لشکر مین سامنا
ہوا اسنے تیغ خونچکان کمر کو تلا کر سر پر اس نامور کے لگائی اسنے گھوڑا اوڑا کر دست راست کیطرف
کر تیغ کو اسکی خالی دیا اور خبردار کہکر اللہ اکبر کا نعرہ جگر سے کھینچکر تلوار کو اسکے سر پر لگایا کہ نظم

گرامی دو پرخاش جوے جوان	یکے شاہزادہ یکے پہلوان
چو شیران جنگے پر آشوفتند	ہمے تیغ بر یکدگر کوفتند
چو شہزادہ دید آن تن پیل مست	یکے کوہ زیر اثر دہاے بدست
دوان پیش او آمد اندر زگرد	بزد نیزہ تیغے بر آن رازمرد
ببرید یال و سر و گردنش	ز بالا سنجاک اندر آمد تنش

تیغ بُران نے شہزادہ کی اُس بدکردار کے دو ٹکڑے کیے اسکے مرتے ہی فوج کوہیان کا بھی چھوٹ گیا بھگدڑ پڑی سیلان بے ایمان سمجھا کہ ابھی بخت زبون کچھ اور آوارگی نصیب میں سر اسر ہے چلو جدھر تقدیر لیجا کے پس بامعدودے چند گھوڑے اڑا لکر سرپر صحرا جلا یہان بعد زد و کشت بسیار فوج آفت نے چاروں طرف سے ہلال مثل لمان بجا پا تلوارین گردنمین حمل کر کے خدمت شہزادہ مین آئے شہزادہ نے بھی ہاتھ روکا غازیان صف شکن نے اردوے حریف کو لوٹ لیا بارگاہ و خیام کو جلا دیا پھر بفتح و فیروزی اپنے پڑاؤ پر آئے شہزادہ نے لشکریان مخالف پر سلام عرض کیا سب نے صدق دل سے مسلمان ہوے طلایہ مقرر کر کے شہزادہ بقیۂ شب آرام گزین ہوا جسدم آمد خسرو خاور نے لشکر انجم کو بھگا یا اور تیغ سحر نے سر پہلوان شب کا کاٹا کہ **بیت** چو پیراہن شب بدر دید روز بدر آمدان غمع گیتی فروز شہزادہ دربار آراستہ ہوا ہمراہ گردان تیغزن و جوانان پہلتن کے بادہ نوشی کرنے لگا یہان تو ادہر ایک مصروف عشرت ہر لیکن سیلان جو آوارہ و شت غربت و مصیبت مقاسی ہوتے تھک بہت قلعہ طرفانیہ سے نکل آیا یہانتک کہ ایک دکہ کوہ کے قریب پہونچا دامن کوہ مین ایک بارگاہ عالی استادہ جمی فوج بیکران سوار و پیادہ تھی کڑھاؤ چڑھتے تھے پکوان پکتے تھے بستر سپاہیون کے لگے تھے تلوار وں کی چمچماہٹ مستے کے اوپر کی جگہ پر بندھی تھین رخدین پہرے چوکیدار و کے کوس بندھے تھے تلنگے پہرے پر ٹہلتے تھے بازار لشکر کی کھلی تھی ہر چیز عمدہ بک رہی تھی سوار دین مین لین پر گھوڑون کی ہنہناہٹ کی آواز بلند ایک جوان ایکس زور سے اپنے کام مین سرگرم کوئی تلوار صیقل کرتا کوئی زین پشت مرکب پر دھوتا کوئی تھان درست کرتا کوئی اپنا مرکب سلاتا کوئی لید جماتا کوئی کھا پچا تا کسی نے زندی بلائی تھی اوس سے ہنستا کوئی دھولک بجا کر آلہا گاتا غرضکہ اس لشکر کو دیکھکر سیلان آگے بڑھا اور ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اسنے کہا

کہ خون ریز کوہی بادشاہ قلعہ مرجان کوہ یہان اوترا ہے یہ سننا تھا کہ اُسکا رنگ رخسار فرط
حسرت سے گلنار ہوا کیونکہ حاکمان کوہستان کو یہ جانتا ہے کہ سب تھا پرست ہین پس چاہا کہ
میری ضرور یہ بادشاہ کریگا غرضکہ قریب بارگاہ آکر پشت مرکب سے جُدا ہوا اور اپنے ساتھیون کو
ٹھہرا کر آپ بارگاہ کے در پر آیا عرض بیگی سے کہلا بھیجا کہ جا کر کہے بھائی بادشاہ قلعہ طوفانیہ کا آیا ہی
اِسنے جا کر یہی عرض کیا خون ریز نے اپنے سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ اکر اندر لیگئے جب یہ اندر
بارگاہ کے آیا خون ریز نے اسکا حال تباہ و پریشان پایا کہ بیت نہ پیوند و فرزند و تخت و کلاہ
نہ دیہیم شاہی نہ گنج و سپاہ یہ حال دیکھکر وہ اوٹھا اور تخت سے اوتر کر اُسکو گلے لگایا پھر دنگل قریب
تخت بچھوا کر اوسکو بٹھایا کہا یہ کیا حال ہی اسنے تمام ماجرا از ابتدا تا انتہا بیان کیا اسنے کہا مین بہر
امداد خداوند باختر جاتا تھا مگر وہان بھی مسلمانون کو مار کر ثواب لینا یہان بھی وہی کار نیک اچھا
چلو مین تمہارے ساتھ چلکر اُس نہیرو حمزہ کا سر کاٹ لون اور وہی جا کر خداوند تقا کو نذر دون
پھر اور مسلمانون سے سمجھ لونگا یہ کہکر اُسکے لیئے ایک بارگاہ استادہ کرا کر جملہ سامان راحت وہان مہیا
یہ حرامزادہ دو روز تک وہان آسودہ حال رہا روز سوم جب خسرو سیارگان مسافر خاور ہوا
اور منازل بروج کو گردش فلکی سے طے کرنے لگا کہ بیت چو خورشید سر بزد از برج گاؤ ۔ زر گلزار
برخاست بانگ چگاؤ ۔ برخاست بانگ چگاؤ خون ریز بزم خون ریزی مسلمانان طبل سفر بجوا کر ہمراہ
سپاہ لان بر آخرین لشکر خود سر کے روانہ ہوا اور بین قطع منازل مقابل لشکر شہزادہ نامور آکر قیام پذیر ہوا
اور بقیہ روز کسل راہ سے آسودہ کیا جب دیگر قمار بازی تازہ بروے کار لایا یعنے برنگ بخت
تیرہ سپاہ لان روے گیتی کالا یا کہ بیت شب آمد گوان شمع بفروختند ۔ بر جاے آتش ہمی سوختند
سر شام آتش کینہ وری دم کرنا سے تیز ہوئی ہلکارون نے جا کر شہزادہ کو اطلاع دی کہ اے
شہریار دی وقار خون ریز نام ایک کوہی ہمراہ سپاہ لان آیا ہے طبل جنگ اسنے بجوایا ہے
اور باقی سب فضل خدا ہے یہ خبر سُنکر شہزادہ نے بھی نقارہ جنگی بجوایا تیاری الات حرب کی
پھر زمانہ آیا وہی ہنگامہ رستخیز بسر ستیز گرم ہوا ہر سنگدل خوف سے نرم ہوا گردان گردن کش بر بند
پانیکا طور دکھانے لگے ہتیار سلح خاتون سے آنے لگے ہوا ئین شجاعت دکھانے کی دلونمین
آزردہ ئین لیسان لوک سان گرگین ہاے ثبات سرد گلستان جرات بیگے کہ بغیر کئے جگہ سے

نہ ہٹیں میدان میں ڈٹے رہیں تحمل تن بہادر جنگ دکھاوے دشمن کو ثمر عدالت کا مزا چکھاوے فرخ

ہر سمت گلستان دلاوری لہرا لہرا اٹھا بہار عندلیب آسا فرط تہوری سے زمزمہ پیرا تھا کہ نظم

بدانگہ کجا بانگ و ویلو کنند	تو گوئی ہمہ کوہ را بر کنند
دران زخم داں گرزہائے گران	چناں چمک و پولاد اہنگراں
بمغز اندر افتد تہ نگا ترنگ	ہوا بر کند نالہ لورد خنگ
بہ پیش اندر آیند مردان مرد	ہوا تیرہ گردد ز گرد نبرد
زمیں باشد انگاہ کشتہ کبود	زمیں پر ز آتش ہوا پر ز دود
ہمہ شب ہمے بود پیدا خروش	دل کینہ خواہاں در آمد بجوش
سحر گہ خروش آمد از کرنائے	ہم از کوس رویئں دہندی درائے
سپہ را چو روئے اندر آمد بروئے	جہاں شد پر آواز پرخاش جوئے
بر آمد یکے باد گردے کبود	زمیں آسماں ہیچ پیدا نبود

یعنے جب تیغ ضیائے مہر نے روئے بہرام فلک دشت چرخ سے پھیرا سیاہ دونوں جانب سے دارد نبرد گاہ ہو کر صف کشیدہ ہوئی نقیب للکار کر ثنا خوانی شجاعت کے نعرے مار کر کنارے ہوے خوتریز لبزم ستیز مرکب کڑا کر میدان آیا سلحشوری دکھا کر نعرہ ہل من مبارز بلند کیا شہزادہ نے سبقت فرما کر مرکب کی باگ لی سردار ہر چند حاضر خدمت ہو کر عذر خواہ ہوے کسکی نہ سنی اور سامنے حریف کے پہونچکر للکارا مادری مرکب اوسکا سات قدم پس پا کیا اوسنے سنبھلکر نیزہ مارا اوسنے نیزہ پر گانٹھا اور ایک بند اوسکی مشت درشت پر باندھکر ہاتھ کو سست کیا پھر اوسکو ایسی ہمکان دی کہ نیزہ لئے اوسکے ہاتھ سے نکلکر صحرا کی راہ لی اوسنے بغصہ گرز گرانبار لگایا شہزادہ نے دم شمشیر سے اسکو دو ٹکڑے کر ڈالا اوسنے تیغہ کی سونت کا کھینچکر بقوت تمام تر لگایا شہزادہ نے اوسکو بھی رد کر کے کمر زیر بغل میں اوسکے ہاتھ ڈالا اوسنے بھی اوسکی کمر میں ہاتھ دیا زور کشمکش کے ہوے آخر دونوں زمین پر کود کے کشتی شروع ہوئی دو پہر تک ٹکراؤ رہا آخر خوتریز کا دم آگیا اور لڑنے سے گھبرا گیا کہا کہ اے بہادر بعد دو پہر میں ایک مرض میں مبتلا ہوتا ہوں ایسا کہ بیہوش دیر تک رہتا ہوں لیکر سپاہ آپ سے رکھتا ہوں کہ مجھکو پھوڑ دیجیے کل میں پھر آکر لڑونگا شہزادہ نے یہ عذر اوسکا سنکر کشتی سے

ہاتھ اوٹھایا اور وہ مکار روبہ بازی کرکے پنجۂ شیر سے رہا ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر کیا شہزادہ مراجعت فرماکر داخل بارگاہ ہوا سپاہ جانبین آسودہ ہوئی خونریز بھی بارگاہ مین بیٹھکر شراب خواری کرنے لگا اور نشہ مین مست ہوکر سلیمان سے کہا کہ مین تیرے کہنے سے ناحق اِدھر طرف چلا آیا اس سلمان سے سر برہونا نظر نہین آتا سلیمان نے کہا پھر خدمت خداوند مین جاتے وہان تو اس سلمان کے باپ دادے وغیرہ بڑے بڑے بندہ سرکش خداوند کے ہین انسے کیونکر لڑتے اُسنے کہا اگر وہان سلمان زبردست ہین تو خداوند تقدیر مجھکو زور عنایت فرماتے اور اونکو مغلوب کرا دیتے کیسکے کہ خداوند خود باہین تو سب بندگان خاص کو غارت فرمادین مگر چاہتے ہین کہ کسی اپنے بندے کے ہاتھ سے اونکو برباد کرا کر اُس بندے کو سعادت دارین مرحمت فرماوین اور نیز بندگان مغضوب پر اپنے پیدا کرنے سے رحم بھی فرماتے ہین کہ مینے جنکو پیدا کیا ہے اونکو کیا عازت کردن پس مین وہان جاکر لڑنا تو زیادت بھی خداوند کی میسر ہوتی اور شائد فتح کی خرابی دیتے تو سعادت مجھکو ملتی یہان لڑنے مین سوائے ذلت کے کچھ حاصل نہین سلیمان یہ باتین سنکر خوب ہنسا اور کہا خداوند کی نسبت جیسا تم سوچے ہو یہ بالکل خلاف ہے وہ اس امر مین بہت مجبور ہین نہ کسیکو زور دیسکتے ہین نہ مسلمانون پر کسیکو غالب کرا سکتے ہین بلکہ خود فرماتے ہین کہ بندگان عوالی کی نسبت تقدیر زبردستی مجھ سے عالم ستی مین ہوئی ہے اور اونکو عالم خواب مین پیدا کرکے مین بھول گیا ہون اب سوائے بھاگتے پھرنے کے مجھے کچھ چارہ نظر نہین آتا ہے اُسنے یہ بیان سُنکر جواب دیا تو وہ خداوند نہین ہے جو ایسا مجبور ہے تیری تقریر سے ثابت ہوا کہ وہ خداوند نہین بلکہ وہ تو ہمارا اور ہمارے مسلمانون کا بھائی ہے پس مین آج تو حیلہ کرکے اس شہزادے سے بچکر چلا آیا لیکن کل جو مقابلہ کرونگا اور زیر ہوگا تو مسلمان ہو جاونگا سلیمان نے یہ کلمات سُنکر دلمین کہا کہ اسکے ایمان مین فرق آگیا ہے اب کچھ اور فکر کرنا چاہیے لیکن ابھی اس سے بمجاز نماز سلیمان یہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ اے بادشاہ اگر آپ مسلمان ہونگے تو مین آپ کے ساتھ ہون جو آپ کی راے ہوگی وہی میری بھی یہ کہکر بات کو ٹال کے کچھ دیر مین بارگاہ سے اوٹھ گیا اور اپنے خیمہ مین آکر فکر کرنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے ہے پھر سوچتے سوچتے خیال مین آیا کہ ایک جوگی سامری کا اہیت اس قلعہ کی حوالی مین رہتا ہے اکثر بھائی میرا طوطہ خان اُسکے پاس جاتا تھا اور تعریف اُسکے کمال کی فرماتا تھا پس وہان قریب بھی رہنا ہے اسکے پاس چلنا چاہیے یہ سوچکر ایک ملازم کو ساتھ لیکر اور گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور

ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچکر اجیت کا جو یا تھا کہ ناگاہ دھندسی بنی ہوئی نظر آئی کہ نزدیک کی چیز
سامنے اوسکے دھوئی رہائی ہے درختوں کا قرنہ ہے اوسمین قفس ہائے طائران کو ٹانگا ہے ایک
گھوڑی دھندسی کے اوس پار چوٹی پھرتی ہے دھوئی کے کنارے دسپنا گھر سا ہے چلم گانجے کی
اور دھی کا پلاوہ یا ہی بنجرون مین پڑا ہے اجیت آنکھون کو کھلا رکھتا ہے مرگ چھالے پر اجیت
بیٹھا ہے لنگوٹا باندھا ہے تشقہ ماتھے پر کھینچا ہے آنکھین لال لال نشہ مین بھری کمال مین اُسنے گھوڑے
سے اوتر کر بہت جھک کر سلام کیا اُسنے دعا دی کہ بچا آؤ ساری بھلا کرین یہ دھوئی پر جا کر بیٹھ گیا
اجیت بھی نکل آیا اور چلم مین گانجا بھر آپ بھی پیا اوسکو بھی پلایا پھر حال پوچھا کہ بچا کیونکر آنا ہوا
اُسنے اپنا پتا اور نشان اپنے بھائی کا آنا سب بیان کر کے حال شہزادے کا اور قتل ہونا بھائی کا جملہ
ماجرا آجتک جو گذرا تھا کہکر رونا شروع کیا پھر مستدعی ہوا کہ مین آپ پاس پناہ لینے آیا ہون ظالک کا
ستایا ہون میری دستگیری فرمائیے دین میلا بچائیے اجیت نے پہلے تو بہت کچھ انکار کیا جب اُسنے
بہت گریہ وزاری کی اُسکو اُسکے حال پر رحم آیا اور کہا اچھا تو گھبرا نہین مین اوس ملعون کو پکڑ کر تیرے
حوالے کر دونگا لیکن وادا اوسکا مالک اسم اعظم ہے اُسکے خوف سے مین یہان پھر نہ ٹھہرونگا مجھے انجام اس
جنگ کا سنبھالنا ہوگا آئندہ میرا پھر دسانہ کرنا اُسنے بھی غنیمت جانا کہ شہزادہ کو گرفتار کر دیگا بعض قل
رسا ہوا کہ انجلم کو مین سمجھ لونگا آپ چلکر اس مفسد کو گرفتار کر دیجئے اجیت نے کہا اچھا تو جا شلم کو
لشکر مین آوے گا یہ وعدہ اوس سے مستحکم لیکر خاصان دفرجان پھرا اور اپنے لشکر مین آیا خوزریز بارگاہ
مین بیٹھا تھا کہ یہ پہونچا اُسنے کہا کہو کہان گئے تھے اُسنے کہا کہ اپہی کے کام کو گیا تھا اے بہادر تدبیر
فتح پانے کی نکالی ہے کہ ممکن نہین جو تم کل غالب نہ آؤ یہ کہکر سارا ماجرا اجیت کا نقل کیا اُسنے سب حال
سنکر کہا کہ اسطرح اگر زیر شہزادہ ہوا تو کیا کچھ بزرگی دین خداوندی کی اس سے بہتر ہوئی اُسنے
کہا پھر خداوند ہی نے اجیت کو بھی پیدا کیا ہے یا کسی اور نے یہ سب خداوند کی قدرت نمائی ہے سنکر
اس خبیث نے ایسا کچھ اوسکو ورغلایا کہ وہ پھر امادہ بہ باطل پرستی ہوا اور کہا خیر دشمن کے
زیر ہو جانے سے مطلب ہے اس ہنگامہ کو بھی دیکھ لون یہ کہی رہا تھا کہ ہلکارے نے آکر بعد دعا
دثنا کے عرض کیا کہ عیار شہزادہ تو بچ کا دروازے پر حاضر ہے امید باریابی رکھتا ہے یہ اُس خبر کو
سنکر حیران ہوا کہ یہ عیار کیونکر آیا ہر کار حکم اسکے حاضر ہونیکا دیا بنجم سامنے آکر دعا و ثنا بجا لایا کرنش

بیٹھا اور تر زبان ہو اکہ شہزادہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تو جا خدمت خواجہ تریز مین اور میرا جواب
کہہ جیو تم ہمسے لڑنے آئے ہو ہمارے تمھارے سابقہ شناسائی ہو اخواہ وہ سابقہ لعداوت ہو یا محبت
ہمارا تمھارا بہادر دوست بحبن اور بہادر کا دوست بہادر رہنا گوارا نہین کرتے ہنگام کشتی تمنے کہا تھا کہ مین بعد
دو بہو یار ہو جاتا ہون پس غلبیت میری فکر بند ہو اپنی خیریت کہلا بھیجو کیونکہ وقت زرم لڑنا چاہیے
اور وقت بزم آشتی لازم ہو اسنے یہ بیان عیار کا جو سنا عاشق جرأت شہزادہ ہو گیا دل سے کہا
واہ کیا کہنا اپنا مثل و عدیل نہین رکھتے ہین پس عیار کو خلعت دیا اور کہا میری طرف سے عرض
کرنا کہ آپ کے اقبال سے آج مین مانند انہین سطیح رہا ہون آپ طبل جنگ بجوایئے مین مقابلہ
کر کے تصیب آزمائی کرون گو اطاعت آپکی کرون اور جو غالب آؤن تو آپ کو مطلع کر کے اپنے
لشکر کا بادشاہ بناؤن عیار یہ پیام لشکر روانہ ہوا اتنے عرصہ مین مینا سے مہر کو بعد الفت سواد
ظلمت شب مین بارد حرنے چھپایا اور خانہ تاریک دنیا مین پیرزال شب نے چراغ قمر جلایا کہ ابیات

کہ اس عرصہ مین شام آئی برابر	ہوا خورشید عالمتاب مضطر
بہادر شام کے دیکھے جو سامان	کیے گردون نے انجم اپنے رخشان

سر شام خواجہ تریز کے حکم سے طبل جنگ بجا ادھر انجم نے جا کر شہزادے کو اوسکا پیام دیا شہزادہ بھی
تیار حرب ہو کر طرفین مین تیاری شروع ہوئی مگر شام ہوتے ہی وہ اہلیت بھی آیا سیلان
نے خوش ہو کر ایک خیمہ مین اُسکو اتارا مومن جوگ تیار کرا کے کھلایا جلد احتیاج کی چیزین اوسکی
مشعل نشہ گلابی و تیر و سپر جیسا کہ مین دہ با فراغ خاطر مصروف درستی سحر ہوا ادھر بہادر لالات حرب درست
کرتے رہے آخر شب دونون جانب سے پیام دوستی جو ہوا تھا تو تلوارین بھی کر کے دانت نکالے
خیمہ دیدہ جوہر سے زاد و فاد کیے بھالے تھامین خنجر آزمودے حلقہ بگوشی مین خم تھے نیزے بمنت
تمام استادہ بیک قدم تھے پسر ین زبان مثل تیغ پائین تو عذر خواہی جتائین کہ ہم کیا روئے
سیاہ لگائین یا تیغ غیرت سے کٹوائین عمو کا زبانی کرنے سے خاموش تھے منہ کی کھائی تھی
بدیدہ جو غیرت کے جوش تھے پیادے ہمت کوتاہ رکھتے تھے سوار دن کا تو سن حرارت انگ
تھا دل سب کا کل جنگ تھا سو دارجہ یکین اسلح سجتے تھے مرنے پر کمر کستے تھے نظم

مرا ساز جنگ ست ہم خواستہ	ہمہ لشکر یک دل آراستہ

سپہ راچو روے اندر آمد بروے	بے آرام شد مردم جنگ جوے
بہ بستند گردان کوہی میان	بران جنگ یکسر چو شیر زیان
ستارہ بران جنگ نظارہ بود	کہ ہم کین وہم گاہ بیغارہ بود

چار پہر رات جانبین مین تیاری رہی جب مہرتابان جوگی کیطرح زمار شعاع والے مشرق کی منڈھی سے نکلکر پربت پر خلک بر آیا اور راجیت نے دنکے کمل رانکا اوتارا کرایا

فروغ صبح سے تارے تھے پنہان	زمین بر آسمان تھا نور افشان
خیال دشت نے خاطر مین جاکے	ہوی تجویز فکر مدعا کی

مبارزان خود ستا و لشکر کینہ خواہ ہمراہ لیکر بہزار غرور جاہ وارد میدان جنگاہ ہوے فوجون کے پرے جمنے لگے ایکطرف سلمان بڑی شان سے کھڑے تھے دوسری طرف لقا پرستو تھے غول جنگ پر اڑے تھے سیلان اجیت کو تخت پر سوار کیے آیا تھا اور لشکر سے کچھ آگے بڑھ کر کھڑا ہوا تھا غرضکہ جب ترتیب صفقتال ہوچکی قرنائے جنگی پھنکی خونریز نے مرکب کی باگ لی میدان مین آکر للکارا نعرۂ شجاعت دم مارا کہ وہ بہادر کہان ہے جسکا نام توریج نوجوان ہے شہزادہ نے نہیب اسکی لشکر مرکب اڑایا غلغلہ عظیم لشکر مین برپا ہوا مگر شہزادہ سامنے اس مبارز کے آیا اور سب اسلحہ سے تو لڑچکا تھا صرف کشتی کا انجام ہونا باقی تھا پس شہزادے کے قریب آتے ہی زمین پر کود اشہزادہ بھی اتر پڑا دونون سرگرم کشتی بہزار درشتی ہوے گوکی دو گھڑی کشتی رہی اس اجیت نے سر پڑھا کر شہزادہ عجیب و حرکت ہوا سے چھپ کر کے باندھ لیا اور اپنے لشکر کے سپرد کیا پھر پکار کر کہا اور تم مین سے جسکا جی آوے مسلمان لڑنے کو چاہے وہ سامنے آوے یا قوت و گلزار و دیگر سرداران شہزادہ یکان یکان مقابل آئے مگر دو دو گھڑی مین بزور سحر اجیت بیطاقت ہو کر ہاتھ دیے گئے پہلے پہر دن تک کئی سو سردار و البتہ رسن سحر ہوے اسنے پھر پکار کر کہا کہ اے لشکریان بازگشت بہتر ہی تمھارے لیے ہین تمھارے مالک کو اپنا مطیع جاکر بناؤنگا اگر وہ اطاعت میری قبول کرے تو تم بھی منظور کرنا اور اگر وہ قتل کیا جاوے تو تمین سیلان کو اپنا مالک جاننا لشکر یون یہ کلمات سنکر ارادہ کیا کہ جنگ مہلوبہ کرین مگر عیار شہزادہ نے منع کیا اور کہا آج بھی کچھ سحر وغیرہ کا معاملہ ہی ورنہ شہزادہ یون گرفتار نہوتا لڑنا مناسب نہین ہی پھر چلو اسکے سمجھانے سے لشکری رکے اور خونریز بمبل باز بجوا کر پھر عیار بھی

پستہ یا لشکری آسودہ ہوے نجم عیار ہر ایک کو ہوشیاری کی تاکید کر کے عیاری کی فکر مین روانہ ہوا اور
ایک کوہی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ خورنیز مین گیا دیکھا کہ وہ بوجہ نخیاب ہونے کے بہت محظوظ خاطر ہے
اسباب عیش وطرب سامنے حاضر ہے ساقیان مہ دیدار وطوائفان پری رخسار شراب وقص کی ہنگامہ عشرت
گرم ہے مین پیمانہ بادہ سرور بھر رہے ہین عیار مذکور یہ حال دیکھکر گلفات مین گیا کہ کسی ساحر کا کچھ ذکر سنون
تو جاکر عیاری کرون اسی اندیشہ مین تھا کہ سیلان سے خورنیز کو راغب برے قتل شہزادہ کیا اور کہا تم
اثیت کو مہمان کب تک رکھوگے تم اس مسلمان کو ہلاک کرو تاکہ اثیت کو رخصت کرون خورنیز گویا ہوا
کہ اثیت کے رہنے اور نہ رہنے سے اور قیدی سے کیا مطلب ہے اثیت ایک بندہ مقبول ہے اور اس
سے کسنے اپنی کرامت سے مجکو ایسا زیر کر دیا کہ میں اس پر شمار نادیدہ پر غالب آیا اب جو
طاقت کہ مجکو ہے وہ اثیت صاحب کے چاہیئے کیا جاتی رہیگی سیلان یہ کلام سنکر خاموش ہو رہا
اسلیے کہ عظمت دین حذا دندی جاتی رہیگی جو کہونگا کہ اثیت ساحر ہے اسنے شہزادہ کو گرفتار کیا
ہے غرضکہ یہ تو چپ رہا اور خورنیز نے کہا اے برادر تم گھبراؤ نہین مین اس شہزادے سے اتنا ڈر
گیا ہون کہ جو غالب آئے مغلوب کو اپنا مطیع بنا لیتے ہین حسب وعدہ مین اوس شہزادے کو بلا لاؤنگا
رمز و پیچی کرتا ہون یقین ہے کہ قبول کریگا یہ کہکر بادہ پیمان بسند بنے یہ کہکر حکم دیا کہ فیدیان کو
حاضر کرو ملازم بہر تعمیل حکم روانہ ہوے اور سیلان آنکر اثیت سے کہا تم یہان سے کہا ذرا آپ
کبھی بارگاہ مین چلیے اسوقت وہ مسلمان بلایا گیا ہے اثیت یہ سنکر بارگاہ مین اسکے ساتھ آیا خورنیز
نے تعظیم کی اور قریب اپنے تخت پر بٹھایا کہا آپ بزرگان دین ہین سے ہین بدست ادنی درجہ پر بیٹھیے
اثیت اسکے پاس بیٹھا تھا کہ سرداران طوق مین کھینچے ہوئے شہزادہ کو مطوق و مسلسل کیے سامنے لائے
شہزادے نے اس بارگاہ کو کفر و ضلالت مین غرق دیکھکر نہیب دی کہ سلام میرا اس محفل ضلالت منزل مین اوس
شخص پر ہو جو خدا یتعالی کو بوحدانیت مانتا ہو اور پیغمبر خدا کو برسالت پہچانتا ہو یہ نہیب اس نیرنگ بین سنکر
کی سنکر خورنیز نے کہا کہ اے بہادر تجھی سے تمنے اپنا وعدہ فراموش کیا تو مرد ان جان دار و جن مردان
اعتبار کیا تمنے نہین کہا کہ جو مغلوب ہو وہ غالب کا مطیع ہے شہزادہ نے فرمایا کہ پھر مجکو کس نے بردی
و مردانگی زیر کیا جو مین اپنے وعدہ سے پھر گیا اثیت ہنسکر کہا کہ خوب اے حضرت سر میدان بینے آپ کو
ثابت کرکے باندھا کہ تمام عالم نے دیکھا مگر آپ کو اپنے زیر ہونے مین ابھی تک شک و شبہہ ہے شہزادہ جواب دہوا کہ اے

خونریز مین تجھکو بیشبہ بہادر جانتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ تو بڑا بودا ہے ارے بیوقوف جسطرح کہ مین زبردست ہون
اسطرح ایک زال رستم کو باندہ سکتی ہی تو نہین جانتا کہ سحر سے انسان کا کیا زور چل سکتا ہی مجکو سحر سے گرفتار
کیا اور پھر دعوی شجاعت کرتا ہی بڑا عجیب ہے یہ کلمات سنکر اُسنے اتیت سے کہا کہ آپ نے اسپر سحر کیا
تھا مجکو زور دیا تھا اتیت نے کہا ارے مین نے اسپر سحر کیا کیا تم سب کو ہیون کا دین بجایا یہ احسان
میرا تمام عمر یاد رکھنا کہ دین و ایمان و جان و مال سب برباد ہو چکا تھا میرے سحر نے یہ سب تمکو کیا اسنے
یہ باتین سنکر دلسے خیال کیا کہ شہزادہ سچا ہے اور دین بھی اسکا راست ہے یہ حرامزادہ اتیت کچھ بھی کرامت
بلکہ اسنے اور تجکو ذلیل کرایا پیش مردان عالم بودا بنایا پس یہ خیال کرکے اتیت کی ثنا و صفت کرنے لگا کہ
واقعی آپ نے جان بخشی فرمائی پس تعریف کنان قدم پر گرنے لگا اسنے سر اسکا اٹھا کر سینے سے لگایا اسنے
گلے ملتے ہی گھونسے بخیس پر اسکے ہاتھ ڈالکر اسطرح دبایا کہ ہر چند وہ تڑپا اور پھڑکا لیکن نہ چھوٹ سکا اور وہ سحر
پڑ سکا آخر طائر روح اوسکا تحل تن سے پرواز کرکے نشیمن ساز جہنم ہوا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا اندھیرا ہو گیا
صدائین مہیب آئین کہ مارا جیپال جادو کو سیلان اوسی ہنگامے مین کہ جب اتیت سے لپٹا تھا
پہلے تو ہان ہان کرکے چھڑانے چلا تھا پھر سمجھا کہ مین تنہا ہون سردار مجکو خونریز کے پکڑ لینگے
ابھی بخت واژون کی پہنے نکل چلنا چاہیے پس مرگ اتیت سے اندھیرا جو ہوا اوسی تاریکی مین یہ بھاگا
بارگاہ سے نکلا اور مرکب جو سرداران درباری کے کھینچے کھڑے تھے انھین مین سے ایک گھوڑے
پر بیٹھکر بسرعت تمام راہی ہو گیا یہان بعد قتل اتیت شہزادے کے جسم مین توانائی آئی بقوت صلصبقرانی
نیذ کو پارہ پارہ کرکے اٹھا خونریز تخت سے اُتر کر قدمون پر گرا اور کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا۔
یاقوت وغیرہ سنے جملہ سرداران شہزادہ کو رہا کیا شہزادہ نے اسکا خیمہ بھی اٹھوا کر اپنے لشکر سے
ملحق کرایا اور اُسکو لیکر بارگاہ مین اپنی آیا اب ساٹھ لاکھ کوہی کا لشکر جمع ہو گیا گھڑیال کوہی نے حکم جشن
ہونے کا دیا ساقی و مطرب نے آکر ہنگامہ عشرت برپا کیا خونریز نے شہزادہ سے اسوقت خوشی مین
عرض کیا کہ میرے دو بیٹے ہین ایک نام مسمار اور دوسرے کو سرشار کہتے ہین دونون
بڑے طاقتدار ہین یقین ہے کہ میرا مسلمان ہونا سنکر برسر مقابلہ آئین شہزادے نے
فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو بقول وقوت الہی انکو گوشمالی واجبی دیجائیگی اور ہنگام جنگ انکو قتل نکیا جائیگا
بلکہ زندہ گرفتار کرکے سمجھایا جائیگا خونریز ان باتون سے مطمئن ہوکر ناچ دیکھنے اور شراب پینے مین

مصروف ہوا یہان تو یہ جلسہ ہے مگر سیلان بے ایمان جور و بیقرار لایا افتان و خیزان و گریان و نالان
شکایت جور آسمان بر زبان روان تھا زیر قدم دشت و کوہ و میدان تھا بعد قطع منازل چند
ایک سبزہ زار مین پہونچا حوالی دشت رنگین غیرت دہ نقش و نگار خانہ چین جاے فرحناک
دلنشین و چشمہاے مصفا موجزن سزین پاکیزہ جاری ہر سمت روان باد بہاری اسنے اس وادی
فرحناک کو بہت پسند کیا اور آگے بڑھا ایک چشمے کے کنارے دو گھوڑے خالی از راکب
کھڑے تھے زین اپر پر زر کے پاکھر موتیون کی جھون پڑی چاکر چونری جھل رہے تھے اسنے
اون شاطرون سے پوچھا کہ یہ مرکب کس کے ہین اور سوار اینکے کہان گئے ہین شاطر جوابدہ ہوے
کہ سرشار و مسمار و خونریز حاکم طلسم جانیہ شکار کھیلنے آئے تھے ہرن کے پیچھے گھوڑے
اوٹھائے تھے چنانچہ وہ آہو رم خوردہ اس پہاڑ کے سامنے جو ہے درہ نرنگ مین چلا گیا ہر
ازنیکہ سوار ہو کر درے مین جانا مشکل تھا وہ دونون پیادہ داخل درہ ہین ہوے تھا کہ اوسکو کچھ امید
بنہ تھی کہ پھر مددگار ملے اور درہ کو کیطرف چلا راہ مین یہی سوچا کہ ایسا نہو بموجب بیت عاقبت
گرگ زادہ گرگ شود اگرچہ با آدمی بزرگ شود یہ دونون بھی تو اسی انسی کے بچے ہین جنکی اتیت
کو ارکر پس پوہاری بس یہ سوچکر چاہا کہ اور سمت کی راہ لون لیکن براہ شیطنہ خیال مین آیا کہ باپ بیٹے کو
لڑنے مین فائدہ بڑا ہے تیسرا ہوے جب بھی باپ انکا ہلاک ہو اور پدر مقتول ہو تو مدعی نہ جاے گا
بہرصورت کچھ نقصان اپنا مقصور نہین خنک خوبدل سے مشورہ کرکے یہ درہ مین داخل ہوا اور پکارا کہ
اے فرزند تم کہان ہو انھون نے یہان آہو کو بمشکل شکار کیا تھا اور بچھڑے تھے اسکی آواز سنکر
جلد چلے کہ دیکھین کون پکارتا ہے چنانچہ باہر آکر قریب دہن درہ اسکو بحال خستہ و پریشان دیکھا دونون
پھپا کو گلے سے لپٹ گئے کہ ای چچا یہ کیا تمھارا حال ہوا اسنے سارا ماجرا اول سے آخر تک ان کے
سامنے بیان کرکے کہا کہ مین اتفاق سے ادھر آنکلا اور تمھارا نام سنکر میرے دل نے چاہا کہ باپ سے
تو انکے عہد کا رشتہ قطع ہوا لیکن لڑکون کو ایک نگاہ دیکھ لینا چاہیے تو مین تمھارے دیکھنے کو ٹھہر گیا
تھا اب جاتا ہون اون دونون نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای چچا ہمارے باپ نے اگر دین خداوندی کا
ترک کیا ہے تو ہم انکے بیٹے نہین دشمن تو ہی انکے ہین تم کہین جاؤ نہین ہمارے ساتھ چلو یہ بات
اپنے دل مین خوش ہوا اور بظاہر ساتھ ہونیکا اقرار کیا جب انھون نے اصرار زیادہ تر کیا اونکے ہمراہ

اپنے گھوڑے پر چڑھکر روانہ ہوا اور راہ مین مرکب ملائے بظاہر نصیحت بباطن خوا کرتا ہوا چلا
یہانتک کہ وہ اپنے قلعہ مین آئے اور باقیماندہ فوج جو یہان موجود تھی اسکو بلاکر سارا حال اپنے باپ کا
کہکر کہ ایسکو ہمارے ساتھ لڑنے چلنا ہو وہ تیاری کرے کچھ آدمی مطیع ہوے کچھ ترک روزگار کرکے
گھر بیٹھ رہے کہ آیندہ جس راجہ کا راج ہوگا دیکھا جائیگا حاصل کلام ان دونون نے کچھ لشکر درست کرکے
خزانہ بہ ہمراہ لیا اور روانہ ہوے اثنار راہ مین **سیلان** نے کہا ایجان عم یہ لشکر بہت قلیل ہے وہان
قلعہ طوفانیہ اور یاقوت نگار کا لشکر جمع ہے علاوہ اُنکے اس مسلمان کے ساتھ چالیس سپاہ ہے
اور ہمارے باپ کا لشکر بہت بڑا ہے پس میرے نزدیک تدبیر کرنا یہ ہے کہ یہانسے نزدیک
قلعہ حدادیہ ہے اور حاکم وہانکا حداد کوہی نام بڑا زبردست بادشاہ ہے اسکے پاس چلو اور اسکو بھی
ہمراہ لو تو یہ رائے پسند آئی اور اسطرف روانہ ہوے جب قریب قلعہ مذکور پہونچے حداد کو اپنے آنیسے
اطلاع دی اسنے استقبال کرا کر شہر مین بلوایا شہزادونکو نے بہت آباد پایا زن و مرد ہر ایک حسین و خوبرو
سایا نیک خوشگوار تھا سے قلعہ نہایت عمدہ آب و ہوا کا کیا کہنا تاجر مرفع الحال بیوپاری مالا مال غرضکہ
کیفیت وہان کی دیکھتے ہوے دارالامارۃ شاہی مین آکے حداد دروازے پر سے آکر انکو اندر لیگیا
یہ مکان بھی بہت سجا تھا تخت شاہی بچھا تھا مگر تخت کے دنگل دگرجی کا دروازہ بند تھا اسنے انکو باعزاز
تمام قریب تخت بٹھایا شراب پلوائی ناچ دکھایا پھر سبب آنیکا پوچھا انھون نے سارا حال کہا اوطالب
استعداد ہوے اسنے کہا مین تمھارے ساتھ ضرور چلتا لیکن یہان سے قریب ایک قلعہ پتھر کا بنا ہے
نام اُس کا **سنگین کوہ** ہے اور حاکم اس قلعہ کا **ظلم** کوہی ہے اور اوس کا ایک بیٹا ہے نام اسکا
سنگین کوہی ہے بسا زبردست ہے کہ فیل دہان بھی مقابل اسکے پست ہے چنانچہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ
دونون پدر و پسر شکار کو گئے ہین موقع پاکر اسکے قلعہ چڑھ گیا اور سارا اسباب و خزانہ اونکا لوٹ لایا
اب یقین ہے کہ وہ شکار سے آکر اور اپنا گھر لٹا ہوا دیکھکر مجھپر لشکر کشی کرین اور اگر مجھے پائین تو ملک
میرا لوٹ لیجائین پس اسوجہ سے میرا جانا تمھارے ساتھ دشوار ہے **سیلان** نے یہ عذر سنکر
بات مکرر کیدوا کیا اور کہا اے بادشاہ وہ مال جو آپ لوٹ لائے ہین اُسکو اور اپنے خزانہ کو ساتھ لیکر
یہان سے ٹلجائیے جب وہ آئینگے رعایا عذر کریگی کہ ہم رعیت ہین ہمکو قتل و غارت کرنا بیکار ہے
اس واسطے وہ رعایا کو چھوڑکر آپ کی تلاش کرے گا آیندہ سمجھ لیا جائے گا جب اُس مسلمان پر فتحیاب

ہو جیے گا تو سب اطاعت کرینگے اور خزانہ بھی ہضم ہو جائیگا یہان شہر نے مین سوائے جنگ باہمی اور قتال بیفائدہ کے اور کچھ حصول نہین فی الجملہ اس شیطان نے اسکو بہکایا اور ایسا افسون پڑھا کہ وہ کئی لاکھ آدمی کا لشکر درست کر کے بحشم و خدم روانہ ہوا فوجون کے گرد شجاعون کے انبوہ ساتھ ہوے یہ حال تھا کہ نظم

سپاہ چو از قلعہ آمد برون	کہ از گرد خورشید شد تیرہ گون
چو برخاست آواز کوس از دورے	ز قلب اندر آمد گونا بحوے
زمین جنبان ہوا پر زگرد	چو آتش درخشان بسنان نبرد
نبیرہ بہ بستند بر پشت پیل	ہمے بر شد آواز اسپان و ہیل

یہ تو اسطرف سے چلا ادھر شکین کوہی شکارگاہ سے پھر کر جب اپنے قلعہ مین آیا خزانہ و اسباب کو نہ پایا اہل قلعہ سے سارا ماجرا سنکر بیحد غضب ناک ہوا بالشکر بیکران جانب حدا دیہ روانہ ہوا اور اسکا باپ ظالم پیرا ہوا قلعہ کیطرف جاتا تھا بیٹے کو اماوہ نبرد مع لشکر ایک سمت جاتے دیکھکر قریب آیا اور حال پوچھکر کہا کہ اچھا تم چلو مین بھی آتا ہون یہ کہکر آپ قلعہ مین آکر فوج کچھ اپنی درست کرا کر یہ بھی چلا لیکن پہلے قلعہ حدادیہ پر بٹھایا اسکا پہونچا اہل قلعہ سنت کنان باہر قلعہ کے آئے اور عرض رسا ہوے کہ ہم رعایا ہین ہمکو قتل کرنا بیفائدہ ہے حدادقلعہ طوفانیہ کیطرف گئے ہین وہان ایک مسلمان آیا ہے اس سے مقابلہ ہوا اسنے سب حال سنکر قتل رعایا سے ہاتھ اوٹھایا اور پھر کر جانب قلعہ طوفانیہ کا چلے کہ شہزادہ بابرگاہ مین عشرت پذیر ہے خونریز وغیرہ تمام کو ہی حاضر ہین کہ شہزادے نے نگہدار سے فرمایا کہ ابتو کچھ رخنہ بیطلسمی باقی نہین رہا اب مین دادا جان کی خدمت مین جاؤنگا سلمان حرامزادہ بھاگ گیا ہے یقین ہے کہ وہ فتور برپا کرے اے شہریار آپ دو ایک روز اسی حوالی مین شکار کھیلیے اور خاطر عاطر کو سرنبرہ کر کے بہلایئے جب بالکل شر اعدا سے ہمکو امن پائے تو تشریف لیجایئے شہزادے نے فرمایا اچھا سامان صید افگنی درست فرمایا جاے بنابر ارشاد تیاری آغاز ہوئی کہ نظم

بدیبا بیاراستہ دہ شتر	رکابش ہمہ سم دپالانش زر
دہ اشتر نشستنگہ شاہ را	بدیبا بیاراستہ گاہ را
بہ پیش اندرون ساختہ ہفت پیل	بر و تخت فیروزہ ہمرنگ نیل
صد از شتر بدار بہر رامش گران	ہمہ بر سران افسران گران

ابا باز داران صد و شصت باز — دو صد چرخ و شاہین گران فراز
پس اندر یکے مرغ بودے سیاہ — گرامی تران بود بر چشم شاہ
سیاہش دو چنگ و بمنقار زور — چو زرد و درخشندہ بر لا جورد
ہمے خواندندیش طغرل بنام — دو چشمش چنان پر از خون دو جام
پس باز داران صد و شصت و یوز — بسر وند با شاہ گیتی فروز
بیاراستہ طوق یوز از گہر — بدو اندر افگندہ زنجیر زر
بیامد شہنشاہ ازین سان بدشت — ہمی تاجش از مشتری بر گذشت

یعنے شہزادہ سیہ خوشتر پر سوار ہو کر اور عمار و سرداران قدیم کو ساتھ لیکر اور کلزار کو براب تحفظ قلعہ چھوڑ کر دشت کیطرف چلا اور نخچیر کنان اطراف کوہستان مین شادان و فرحان پھرنے لگا نظم

ہر آن کس کہ بودند نخچیر جوے — سوے اب دریا نہادند روے
چو لشکر نزدیک دریا رسید — شہنشاہ دریا پر از مرغ دید
بزد طبل و طغرل شد اندر ہوا — شکیبا نہ بد مرغ فرمان روا
زبون بود چنگال او را کلنگ — شکارے کہ نخچیر او بد پلنگ
سرانجام شد در ہوا تا پدید — کلنگے بہ چنگش آمد پدید
بہ پرید بر سان تیر از کمان — یکے باز دارا ذ پس او دوان

جب شہباز چرخ یعنے مہر زرین چنگال نے دشت سپہر نصف طے کیا شہزادہ پھر کر لب چشمہ جو بارگاہ کہ مہر آرام دامن کوہ مین آہستہ کراتی تھی اور سمن اکر بزم آراہوا اور شراب ناب چلنے لگا نیز لوگ جو شکار کیے ہوئے انکے کباب کر کے لیے تیار تھے سرمست تمام سردار تھے اسی میخواری مین ذکر ہر شہر و دیار باہم کرتے تھے اور سرخوش بیٹھے تھے مطرب جنگلے کی دھن مین اشعار آلاپ رہے تھے اسوقت حالت مستی مین شہزادہ تر زبان ہوا کہ خونریزیم اسکوہستان کے باشندے ہو کچھ یہان کے عجائبات تو بیان کرو کہ بیان کیا چیز نایاب ہے اسنے عرض کیا کہ اور تو مجکو کچھ نہین معلوم ہے مگر میرے ملک کے نزدیک ایک پہاڑ ہے کہ وہان گنج عظیم اور خزانہ عمیق ہے لیکن جا نہین سکتا اسی نوع بھیجکر جواہر لینے کا قصد کیا تھا چنانچہ بہت سا لشکر میرا وہان کام آیا

ہزار ہا آدمی مارا گیا جب دو تین کوتھے خزانے کے میرے ہاتھ آئے مین نے وہانکے قدیم باشندون سے وانکا
حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک طلسم ہی کہ نام اُسکا طلسم ہوشربا ہے اس طلسم کے چالیس
دروازے ہین اور ہر دروازے پر نئے نئے عجائبات اور طلسمات ہین اسلیے کہ کوئی اندر اُس
طلسم کے جانیکے چنانچہ ایک در طلسم مذکور کا کوہ عقیق ہے کہ وہان نقارہ رکھا ہی **لقا** جب نامہ پہاڑ پر
رکھکر نقارہ بجاتا ہی فیجہ نامہ لیجاتا ہی دوسرا در طلسم کا طلسم آئینہ تھا کہ اوسمین بہت سے دروازے اسی طلسم
کے آگئے تھے اور اسیطرح یہ مقام بھی جانسے مین نے حال پایا ہے طلسم ہے کہ نام اوسکا طلسم ہزار پیچ ہے
بادشاہ اس طلسم کا باجگذار افراسیاب مالک طلسم ہوشربا ہی اور بیت سے دروازے طلسم
ہوشربا کے اس طلسم مین بھی ہین اور اسیطرح ایک طلسم اور ہے کہ نام اسکا طلسم گوہر ہے اور اسمین
بھی دروازے طلسم ہوشربا کے ہین اور اس طلسم کا حال مین کچھ نہین جانتا ہون یہ حال جب شہزادے
نے سنا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا پدر عالیقدر ہمارے ہی ظلم مین کہ جیکو تم ہوشربا کہتے ہو
قید ہین اُسکے فتح کرنیکو بھائی ہمارے اسد گئے ہین چنانچہ وہ جس دروازے سے گئے ہین اسیطرف سے
طلسم توڑینگے مین اس طلسم ہزار پیچ کیطرف سے جاکر طلسم فتح کرون اور اوسکے دروازے سب
کھولدون تاکہ لشکر امیر ہاسانی تمام جب چاہے طلسم مذکور مین جائے خواجہ خضر نے یہ لفظ بر لشکر
سمجھانا شروع کیا کہ اے شہریار وہ مقام نہایت پر آفت ہی جانا وہان خلاف مصلحت ہی شہزادہ نے
فرمایا کہ اے برادر خدا ہمارا نگہبان ہے جو امر مشکل ہو وہ اُسکے نزدیک آسان ہی مین ضرور جاؤنگا اپنے
عزم سے باز نہ آونگا وہ یہ کلام سنکر ناچار ہوا اور شہزادہ رات بھر اس دشت مین بسکن گزین رہا جسوقت
کہ طلسم خاور کا درکھلا اور لوح آفتاب طلسم کشائے روز کے ہاتھ آئی کہ بیت درفشی بزد چشمک
آفتاب ۔ سر شاہ گیتی بسک شد ز خواب ۔ شہزادے نے بعد طاعت آلہ جلیل سفر بجوا یا لشکر ظفر پیکر
تیار ہوا شہزادہ سوار ہوکر راہگرا ے منزل مقصود تھا فوج مثل سیل دریا روان تھی بڑی شوکت و شان
تھی جب ایک منزل یہان سے آگے اسطرف سے سنگین کوہی جو چلا تھا عقب حداد مقابل اُس
لشکر کے پہونچا اور حداد وسیلان بھی سے فوج مسمار و سرشار کو لیے آئے اور لشکر سنگین کو
دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ ایک طرف شہزادہ اترا ہے دوسرا یہ حریف ہمارا ہی اب لڑائی دو طرف پڑیگی
پس مناسب ہی کہ ایک شخص سے آشتی کرلین چنانچہ ہم کوہی آپس کے رشتہ دار ہین سنگین سے صلح ہوجانا اچھا

رہی پس یہ سوچکر سیلان اسکے خیمہ مین گیا اسنے تبغیظ تمام خجلا ساقی مہ لقا نے جام مے ارغوانی دیا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا بات یہ کہی کہ اے کلانگین لازم یہ ہی کہ ہم تم ملکر اس خیرہ مذہب مسلمان کو مارین ایسے وقت مین باہم فساد کرنا اچھا نہین چلو حداد سے ملجاؤ اسنے کہا مین لڑنے نہین آیا ہون اپنا اسباب اور مال لینے آیا ہون اگر وہ دیدو تو پھر کوئی خصومت نرہے اسنے کہا اسباب اپنا آپ لیجیے لیکن بادہ اسباب قلعہ مین ہی اول اس مسلمان کو قتل کرلو پھر چلکر اپنا مال لو اُسنے کہا بہتر ہی یہ اوٹھکر وہانسے حداد پاس آیا اور اُسکو ساتھ لیکر مع مسمار کے بارگاہ سنگین مین آکر دونون کو گلے سے ملوایا لشکر دونون متفق ہو کر اترے یہ سب حلیۂ عشرت جماکر مصروف بادہ خواری ہوے جبوقت کہ شاہ چین با تاج زرین خیمہ مغرب مین گیا اور مہباز رشک خود سین ماہتاب سر پر رکھکر میدان عالم مین داخل کیا کہ ابیات

جو دیکھا روے خورشید جہانتاب		نظر اوسنی تو پایا چشم پر آب	
پھڑا کر عالم ہستی سے دامن		سوے مغرب ہے تنہا گرم توسن	

صداے طبل جنگ لشکر کیہان مین بلند ہوئی اور ہلکارون نے سمع ہمایون شہزادہ مین یہ خبر پہونچائی یہان بھی نقارۂ حرب پر چوب پڑی شجاعون کی مراد بر آئی سرخی روے انور چھائی چشمان دبشاش ہوکر مشتاق جلوۂ دیدار عروس مرگ ہوے سامان حرب ہوے کمین تیغ زہر بجھائی گئی کمین تہہ چڑھائی گئی کمین کمانین لبان شاہد شربتین سرچھکائین تھین کسی جانو کین خنجر کی مثل معشوق زبان دراز تیزلون پر آئی تھین چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب عرصۂ لیت سرہنگ شب پر تنگ ہوا اور خسرو خاور مائل جنگ ہوا کہ ابیات

برنیگونہ تا شید برلشت زاغ		برآمد جہان شد چو روشن چراغ	
زدریا چو خورشید برزد درفش		چو مصقول گشت آن ہواے بنفش	

صبحدم لشکران جنگ جوے تند خو دار و میدان قتال بزم جدال ہوے یہ حال ہوے کہ بوجب نظم

ہمہ شاہ چہر و ہمہ ماہ روے		ہمہ راست بالا ہمہ راست کوے	
ہمہ نیزہ داران و شمشیر زن		ہمہ لشکر آراے و لشکر شکن	
بزین اندرون گشتہ چون کوہ سخت		سر کوہ از یشان شدہ سخت لخت	

میدان مین پہونچکر فوجون نے پرے جمائے صف آراؤن نے قدم گاڑے نقیب نقابت کرکے
اٹھے بہادر بہادر بہر جانبازی دئے۔ بعد درستی جلادر صداد پر غرور گھوڑا بڑھاکر میدان مین آیا
اور سلطنت کرکے خوب سرایا میدان کا دکھایا اور شور مبارزطلبی بلند کیا اسطرف سے شہزادہ بکاؤ جلال تاخیر
اوس خود سر کے گیا اور ایک نگاہ ایسی لگائی کہ وہ بیچارہ بیدم ہوگیا اور بدقت سنبھلکر سامنے آیا پھر تو قطعہ

فرادان برنیزہ بر آویختند	ہمے خون رجوشن فرو ریختند
چنین تا شانہا بہم برشکست	بہ شمشیر بردند تا چار دست
بر کاہ گردن برافراختند	چپ و راست بر سو ہمے تاختند
ز تیر و سے گردان و زخم سران	شکستہ شد آن تیغ ہاے گران
برافراختند آن زمان یال را	زرین برکشیدند گوپال را
ہمے ریختند اندر آورد گرز	چو سنگ اندر آید ز بالاے برز
چو شیر زیان ہر دو آشوفتند	از ان زخم اندامہا کوفتند
ہم از دستہ شکست گزر گران	فرو ماند از کار دست سران
گرفتند ازان پس دوال کمر	دو اسپ تکاور بر آورد ہ بر
پیچیدہ و کشیدند زین تو ختن	دو گرد سر فراز و دو دلیر تن

اسیطرح گتھے ہوے دونون زمین پر آئے اور کشتی آغاز ہوئی چار پہر دن بھر اور سن سر ٹکرایا کیے جب
ظلمت شب نے فضاے عالم پر غلبہ پایا کہ بیت چو از باختر چشمہ اندر کشید و شب آن چادر قیر بر سر کشید
سرشام گئے شہزادے کو روک کر عذر کیا کہ رات واسطے راحت کے ہے اب جاے کارزار و زیادہ تر
شہزادہ نے فرمایا کہ آجکی جنگ مین ہم تم برابر رہے پھر یوین ہر روز لڑینگے برسون کا جھگڑا رہے مناسب
یہ ہے کہ بغیر غالب و مغلوب ہوے جنگاہ سے نہ پھرین اور یہی طریقہ ہم اہل اسلام کا ہے کہ بغیر فیصلہ
بھنگ کھانا بھی نہین کھاتے اسنے جواب دیا کہ مجکو دن بھر کی زحمت کا تحمل رہی یہ عادت نہین ہے کہ شب
و روز لڑے جاؤن آج مجھے معاف فرمائیے اب جو پھر لڑنے آؤنگا تو آپ ہی کے دستور پر رہونگا
شہزادے نے اس کلام پر لڑنا موقوف کیا اور مراجعت فرمائی وہ بھی پھر الشکر مین طبل بازگشت
بجا سپاہ پڑاؤ پر آکر آسودہ ہوئی شہزادہ نے بعد تبدیل لباس خاصہ نوش فرما کر بسبب خستگی تمام روز آرام

فرمایا نجم عیار نے طلایہ لشکر مقرر کیا سردار بھی سویرے سے آرام گزین ہوے یہان تو کیفیت ہی لیکن حد کو بدنیاد جو شہزادہ کالو ہامان کرانپی بارگاہ مین گیا سرسار و مسمار وغیرہ سے سرگرم سخن ہوا کہ اے برادران مین مسلمان کو ایسا نجانتا تھا یہ تو وہ اژدر ہی کہ جسکے شعلۂ زہر آلود نے میرے تاب و توان کو جلادیا اور اسکے نفس گرم نے حرارت شجاعت و طاقت کو میری سرد کردیا

خدنگم ز سندان گذر یافتے	زبون داشتے گر سپر یافتے
پمان تیغ من گر بدیدی پلنگ	نہان داشتے خویشتن زیر سنگ
ندرد ہمے جوشن اندر برش	نہ یک پارہ پرنیان بر سرش
برستم من از جنگ این اژدہا	ندانم کہ چون جست خواہم رہا

آج اس ترہیے بچکر آیا کہ شام ہوجانیکا حیلہ کیا لیکن مین اب لڑنے بجاؤنگا تم سبکو تدبیر کرنا لازم ہے سنگین کو ہی نے یہ کلام سنکر کہا کہ اے برادر میرے ساتھ دو عیار طرار و حیلہ ساز مین اگر تمہاری رائے ہو تو ادنکو بھیجکر اس دلاور کو پڑا منگائین اور صبح کو اسکے لشکر پر حملہ کرکے سبکو قتل کرین یہ مشورہ سبنے پسند کیا اور عیاران مذکور کو کہ نام اوس کا حیلہ ساز و شعبدہ پرداز ہے طلب کرکے حکم دیا کہ تو جا کر پکڑ لاؤ اور انعام واکرام دینے کا امیدوار بھی کیا وہ دونون حسب الحکم روانہ ہوے اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی مثل اہل اسلام کے بنائی لیکن پیرزمین گیر بنکر تیار ہوے و اسیان تا بسینہ موچھین منڈین کرتے چنے سجدے کے گھٹنے ماتھے پر بنے غرضکہ اس صورت سے درست کرد اخل لشکر ہوئے اور ازبسکہ رات جو زیادہ نہ آئی تھی تو روک ٹوک بت نہ تھی یہ بازار لشکر مین پہنچ گئے اور بارگاہ شہر داوہ دریافت کرادسی طرف آئے یہان حاجب دربان وغیرہ حاضر تھے خدمتگار بہرگار و آمد و رفت رکھتے تھے اتفاق سے دو خدمتگار چپی کرنے والے اپنی باری بھر کر کھانا کھانے بارگاہ سے باہر نکلے اور اپنے بستر کیطرف چلے کہ اب پچھلی رات کو پھر ہماری نوکری ہوگی اسوقت جا کر آرام کرین چنانچہ وہ بستر تک پہنچنے نپائے تھے کہ ان عیارون نے قریب انکے جا کر بلد رخدا پرستان سلام کیا اور عرض رسانی کہ ہم مسلمان رہنے والے طلسم طوفانیہ کے ہین ہمیشہ اپنا دین پوشیدہ رکھتے تھے کس لیے کہ تمام کوہستان سلوا از لقا پرستان ہی اتفاقا ہمارا راز بادشاہ طوفانیہ کو معلوم ہوگیا اور اسنے عزم ہمارے قتل کرنے کا کیا ہم وہان سے بھاگ کر اس حوالی مین آئے اور چھپکر مع اہل و عیال رہنے لگے مگر ہمیشہ سے

درگاہ باری مین دعا بصد گریہ وزاری کرتے تھے کہ قدم اقدس مسلمانونکے یہان آئین بارے دعا
ہماری مستجاب ہوئی اور آپ لوگ یہان تشریف لائے فی الجملہ آج کچھ کھانا بطور نذر کے ہمنے تیار کرایا ہے
اور چند مسلمان جمع بھی ہو گئے ہین آپ بھی تکلیف فرما کر کفش خانہ تک قدم رنجہ فرمائین اور روبرو
کا طعام کھائین اس بجا جب سے اُنھون نے کہا کہ خدمتگاردن کو کچھ عذر نہ بن پڑا سوائے اُسکے کہ اُنکے
ہمراہ ہوے یہ دونون مکار انکو لیکر لشکر سے باہر آئے اور جنگل مین پہونچکر جاب بیہوشی اُنکے منھ پہ لگائے
کہ وہ بیہوش ہوے انھون نے زیادہ اُنکو بیہوش کرکے کپڑے اُنکے اُتارے اور فیلہ روشن آگے
سامنے رکھکر اُنکی ایسی صورت بنائی اور اُنکو ایک نارمین ڈالکر بارگاہ شاہزادہ کی طرف
روانہ ہوے اور باتون باتونمین سب حال خدمتگار رونسے پوچھ لیا تھا اسی پتہ پر آکر اپنے بستر پہ ٹھہرے
اور پچھلی رات کو اُٹھکر بارگاہ کے اندر گئے خدمتگارونکو بدلوا کر آپ چوکی کرنے بیٹھے وہان شمعہاے
مومی اور کافوری روشن تھین اُنھون نے پروانے بیہوشی کے بیٹھے بیٹھے پھینکے کہ پلنگ کے باری دار
بھی بیہوش ہوے اسوقت ایک بکٹا بیہوشی کا شہزادے کے منھ پر ملکر اُسکو بھی بیہوش کیا
اور پلنگ کی چادر مین حلقہاے کمند سے مضبوط باندھکر پشت پشارہ لگایا اور سر اپچہ بارگاہ پشت
کی طرف سے پھاڑکر نکلے اور پہرے والونکی نظر سے چھپتے ہوے اُٹھتے بیٹھتے لشکر سے نکلکر
روانہ ہوے اور حدّاد کی بارگاہ مین آئے اُسنے انتظار مین رات بھر جاگ کے بسر کی تھی
اُنکے آتے ہی پلنگ پر سے اُٹھکر آفرین خوان ہوے اور آہنگردن کو جلاکر اُسی وقت شہزادہ
کو طلوق و مسلسل کرایا اور ایک صندوق آہنی منگاکر اس متاع گرانمایۂ صاحبقرانی کو بند کرکے
قریب بارگاہ ایک خیمہ مین رکھدیا اور خیمہ پر ہزار ہا پاسبان مقرر کیا اس عرصہ مین وہ رات
گذر گئی اور عیار کی طرح آفتاب پشارہ نور دوش پر رکھکر بارگاہ مشرق سے نکلا **نظم**

سہ دیگر چو بفرخت خورشید تاج	زمین زرد شد کوہ و دریا چو عاج
دگر روز چون تاج نیلوفری	زمانہ بر آمد ز خشم پری

صبحدم حسب مشورہ کوہیون نے طبل یورش بجوایا سیاہ بے اندازہ زرہ و جوشن سے آراستہ
ہوئی حدّاد فیروز سوار ہوکر لشکر مسلمانان پر چلے یہان شہزادے کے نائب ہونے سے غلغلہ پڑا تھا
ہر سردار رنجیدہ ہو رہا تھا کہ ہلکارونکی آمد لشکر کی خبر سنائی پر تو جلدی جلدی تیاری ہوئی جملہ سپاہ

مع سرداران دیگر سپاہ کے جانب میدان بڑھی آخر دونون لشکرون سے مقابلہ ہوا صفوف کارزار
درست ہوئین نقیبون کی صدائین گوش گردون کے پار گذرین حدآو وسط میدان مین آیا اور
کلمات لاف وگزاف زبان پر لایا اور مبارز خواہ ہوا ادھر سے یاقوت زنگی غصہ مین بھرا ہوا لٹھ
لیکر اُسکے مقابل ہوا اور نیزہ وگرز کے جواب مین وہی لٹھ اُسپر لگایا وہ بھی بڑا طاقت دار ہوا دو
ایک لٹھ تو اسنے خالی دیے پھر گھوڑے سے کود کر اسکے لٹھ کی ضرب سے بچتا ہوا گھوڑے کے پیٹ کے
نیچے آیا اور تنگ مرکب مضبوط تھام کر زور کیا کہ مع گھوڑے اسکو اٹھا کر زمین پر مارا گھوڑا اوپر
زنگی نیچے ہوا گھوڑا توسنبل کر جانب میدان بھاگا اور زنگی اُٹھنے نپایا تھا کہ یہ کود کر اُسکے سینے پر
سوار ہوا اور دباکر کندہ زانو کا مشکین اسکی باندھین اور سپرد عیار کیا اسنے جواب مار کر بیہوش کیا
اور اٹھا کر لے گیا اسنے پھر مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ خونریز کو ہی سامنے آیا اسنے کہا ای خونریز تجکو مجھ
لڑنے شرم نہین آتی کہ دونون لڑکے تیرے میرے پاس ہین اور رہینے اپنے دین وایمان کا صدقہ سمجھکر
اونکی پرورش کی ہے یہ کلمات سنکر خونریز کو غصہ آیا اور صف لشکر مین لڑکے اُسکے کھڑے تھے اونکو
پکارا کہ ادھر آؤ وہ باپ کی آواز سنکر قریب آئے حدآو نے کہا تو نے انکو جو بلایا تو مین درگذرا دونون
غلام بیدرم ہین مین انکا محسن ہون میرا تصدق ہو کہ یہ اپنے ایمان پر قائم رہین اور زندہ و
سلامت ہین غرضکہ اُس کینہ خلق نے ایسے واہیات کلام کیے کہ مسمار و سرشار کو بہت برا معلوم
ہوا اور خونریز نے بھی انکو گھڑکا کہ اے نالائقان جیسے تم ہو ویسی ہی باتین سنتے ہو خبردار جانو
تمھارا کام جانے یہ کہکر حدآو سے کہا کہ زبان کو بند کر اور بازو کھول مین لڑکون کو نہین جانتا
تو جان اور وہ جانین اسنے یہ سنکر نیزہ اُسکے سینہ پر مارا اسنے نیزہ کو سنان پر گانٹھا دونون سرگرم
کارزار ہوے یہ تو لڑ رہے ہین مگر مسمار و سرشار جو باتین سخت سنکر پہرے بھائی نے بھائی سے
کہا کہ اے برادر یہ حدآو حرامزادہ ہے دیکھا تمنے کیا ہمکو حقیر و ذلیل سمجھکر بُرا بھلا اسنے کہا اب اگر
ہمارے باپ کو اسنے زیر کر لیا تو قیامت آگئی بررو گالیان دیگا دوسرے بھائی نے حال پوچھا کہ پھر
بھائی کیا کرنا چاہیے اُسنے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ شہزادہ چلکر رہا کرو اور اس مرتد کا سر کچلوا دو یہ رائے
اسنے بھی پسند کی اور صف لشکر سے جیار احتیاج کر کے روانہ ہوے اور اس خیمہ پر آئے جہان شہزادہ
مع وقیمن بند ہو در ہا تو نے کہا لاؤ قیدی کو در حدآو نے مانگا ہے اسلیے کہ اسکے لشکر کے سامنے اُسکو

قتل کرین دربانون نے یہ سنکر صندوق کہ جسمین شہزادہ بند تھا اُنکے حوالہ کیا اور یاقوت کو بھی دیا
یہ دونون کو لیکر اپنے خیمہ مین گئے اور صندوق وا کرکے شہزادہ کو نکالا اور سر اپنا اُسکے قدم مبارک پر
رکھکر عرض کیا کہ ہم حضور کے غلام ہین یہ حداد بڑا حرامزادہ ہی ہمارے باپ سے لڑ رہا ہے
اوسکو سزا دیجیے یہ کہکر کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا تو رج نے قید توڑی اور اسلحہ لیکر
پہنا اور باہر آکر مرکب بادپا پر سوار ہوا یاقوت و پسران خونریز ہمراہ ہوے وہ فوج جو پڑاؤ پر تھی اُنکو
رہا دیکھکر گھبرائی مگر یہ کسیکی مجال نہوئی جان کو روکتا پس یہ گھوڑے ڈالکر میدان جنگاہ مین پہونچے
اور شہزادہ نے نعرہ کیا کہ ہاں اوناموردو بیحیا کہ مین آپہونچا یہان خونریز سب اسلحہ سے مقابلہ کرکے
سرگرم تلاش کشتی تھا اور زیر ہوا چاہتا تھا کہ شہزادہ مرکب سے کود کر درمیان مین آیا اور رستہ راہ
ہوا حداد سے کہا کہ ابھی تو مجھ سے مار کھاتا ہے ادھر آ کہ تو میرا شکار ہے وہ اس بہادر کو چھوڑکر
اُسسے لپٹ پڑا زور زیادہ بیلی کے شروع ہوے شہزادہ کو اُسکے کمر کرنے پر غصہ بہت تھا دوپہر کی
کشتی مین ایسا صاحبقرانی پیچ کیا کہ سنبھلنا اُسکو مشکل ہوا اکھیڑکر جو مارا چاروں شانے چت گرا
بہادر سینہ پر سوار ہوا اور پکارا کہ حالا شناخت خدا سے واسطہ مین کیا کہتا ہے اُسنے عرض کیا کہ تا زندہ
ایم بندہ ایم اور کلمہ پڑھکر براہ نفاق دیگر مسلمان ہوا شہزادہ اسکے سینے پر سے اوٹھا اور اُسکو لیکر
اپنے لشکر کیطرف چلا ادھر سے سرشار و مسمار بھی اُنکے لشکر اور اپنی فوج کے جانب لشکر شہزادہ
چلے لیکن سیلان زیر ہوتے ہی خونریز کے بھاگا کہ بخت واژون پھر دشمن ہوا کوہ و دشت
پھر اپنا مسکن ہوا پس گھوڑا ڈالکر یہ جادہ جانب دشت راہی ہوگیا یہان شہزادہ بارگاہ مین
آکر جشن فرما ہوا ساقی و مغنی شراب عشرت و سرور و نشرت سے خوش کرنے لگے کل لشکر ایک ہوکر
اترا دو دن تک اسودہ ہوے تیسرے روز شہزادہ سے حداد عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار والا
مقدار اس ذرہ بیمقدار کے ملک پر آفتاب مثال حضور پرتو ڈالین اور مرتبہ میرا فلک الافلاک سے بھی
زیادہ تر فرمائین شہزادہ نے گہر ریزی سخن فرمائی کہ تمکو جانب طلسم جانا درپیش ہی اس باعث سی
تمھارے ہمراہ چلنے مین پس و پیش ہے خونریز یہ کلام سنکر عرض رسا ہوا کہ جناب کو راہ طلسم
طے کرنے مین کوئی ہرج نہوگی راستہ ہی مین دارالسلطنت اُنکی ملیگی آپ شوق سے لے چلین اور
اُنکے ملک کو اسلام آباد کرین سنگین کو بھی ہمراہ آچکا ہے اسنے بھی بان مین ہان ملائی آخر

اس سرچشمۂ مروت کو کچھ بن نہ آئی بلبل منظر پر چوب دلوائی لشکر نے کوچ کیا زمین گرفت سپاہ سے
دلکنے لگی دشت و بیدا میں ہلچل پڑ گئی ناظر فلک پر اس جاہ و چشم کا بار پڑا تھا کہ پشت غم کے تھا
مگر اس بہادر کا وہ خوف تھا کہ نگاہ کج نہ دیکھ سکتا تھا غرضکہ تیرے ترک اور انشام سے بعد قطع
مسافت راہ عابیجاہ قلعہ حدآدیہ پر پہونچا اور لشکر کفر پیکر کو بیرون قلعہ اتروا کر بارگاہ نصب کرکے آپ
آپ مع سرداران نامور کے اندر قلعہ کے آیا شہر مینو سواد یا بادیچپ آباد یا یا رعایا برایا خرم
بازاروں میں گھا گھم عمارتہائے قلعہ رنگین انتہا کی آرایش و زیبائش و تزئین و تشریف کی بستی وہ آبادی
معمورہ عالم میں انجمن حسینان پرنہفتہ شہزادہ سے یہ کیفیت ملاحظہ فرماتا دارالعمارہ میں آیا سامان شاہانہ
سے اسکو آراستہ پایا تخت پر جا آو کر بیٹھا یا آپ دنگل پر جلوہ فرما یا سرداروں نے بلوہ و عنایت میں
جگہ پائی محفل عشرت گرم ہوئی ہر ایک دقیقہ رشک ماہید رنیت برم ہوئی حدآد نے غفلت دیکر
چند جام سادے پلا کر بیہوشی کے ساتھ اس دلاور کو پلائے اور سرداروں کو بھی مع نجم عیار کے وہی دیئے
یہ سب بیہوش ہوے آہنگروں کو بلا کر قید نہا کر زندانخانہ میں بھیجا لیکن سنگین کو ہوش جو بسکے ساتھ بیہوشی
ہو گیا تھا اسکو ہوشیار کرکے کہا کہ اے بہادر میں بمصلحت مطیع اس سلطان کا ہو گیا تھا اور مجکو امید
تھی کہ تم بھی میرے شریک ہو گے اب لازم ہے کہ آج رات کو لشکر دشمن پر شبخون مارو اور
فراغ خاطری سے دادعیش سبکو تنگ کرکے دو سنگین اس حال کو سنکر اسکی نامردی سے رنجیدہ
تو ہوا لیکن اگیا اندر قلعہ کے تھا ملال اپنا اسپر ظاہر ہونے نہ دیا خاموش رہا کہ فیر دیکھو تو کیا
ہوتا ہے اور حدآد کے قلعہ والوں کی نوبت سلمان ہونیکی نہ آئی تھی اسوجہ سے وہ انتظام از سر نو
کرنے سے عاجز رہا اپنے افسران لشکر کو بلا کر مخفی بیرون قلعہ سے بلا کر تالیف قلوب کرکے اس بات پر
آمادہ کرنے لگا کہ فوج کو اپنی لشکر سلمانان سے علیحدہ کرکے جانب کوہ و صحرا کوچ کر جاو اور رات کو
جبین تو قلعہ سے نکلکر اپنے گردون تم اسطرف سے آکر حملہ کرو سبکا کام تمام کرکے چین سے بیٹھو سرداروں
ہنوز لشکر کوچ کرکے جانے نپائے تھے کہ اظلم پدر سنگین جو عقب اپنے فرزند کے چلا تھا چنانچہ اسکو
معلوم تھا کہ بیٹا میرا مال و اسباب اپنا لینے قلعہ حدآد پر گیا ہے پس یہ اسیطرف آیا اسکے آنیکی خبر لشکار نے
نے آکر اسکو دی از انجملہ بیٹا اسکا تو یہاں موجود ہی تھا وہ استقبال کرکے دارالعمارہ میں لایا
حدآد نے بھی تعظیم کی لنگر گیر ہوا اور برابر اپنے تخت پر بٹھایا سارا حال زرم شہزادہ بیان کیا اوسنے جملہ

ماجراسنکر کہا کہ تنے بڑی نامردی کی کیا نہیں وہ حمزہ سنگ و آہن سے بنا ہی یا وہ آتش سے
پیدا ہوا ہی جو زیر نہو سکا اس کمر سے زیر کیا ذرا بلوا دیں تو دیکھوں کیا شکل و شمائل رکھتا ہی
اسنے بہت کچھ عذر و حیلہ کیا مگر اسنے نا ناچار دسنے سب قیدیون کو سامنے طلب کیا شہزادہ
وغیرہ ہر ایک ہوشیار ہو کر مقید ہونے سے معروف دما تھے کہ زندان بان انکو سامنے اظلم کے
لائے ہر ایک نے پکار کر بطور خدا پرستان سلام کیا حدّاد نے کہا کہ ای کہ ہر شخص لازم ہی کہ منافق
اس سلمان کی ترک کردے تاکہ قتل نہو یہ کلمہ سنکر خونریز کو غصہ آیا اور پکارا کہ ای بیحیا تو نے
وہ نامردی کی ہی کہ نامردونکو بھی کان کاٹے ہین تمام کو ہیونکو رسوا کیا ہی اسنے جب یہ دانشا سنا بغضب
تمامتر بہر قتل اٹھا اس بہادر نے قید کو توڑ ڈالا اور دربار مین ایک سردار کے سامنے سپر پر تلوار رکھی
تھی وہ تلوار جھپٹکر اور بیان برق چمک کر ایک ہاتھ حدّاد پر مارا وہ جست کر کے پچھلے پانون جو ہٹا
ایک دنگل مین اوجھکر گرا اتفاق سے سامنے سنگین کے یہ گرا اسنے دنگل پر سے پیچھے بیٹھے ایک
ہاتھ تلوار کا تنکر مارا کہ سر اوسکا کٹ گیا اوپر سے خونریز نے آکر ہاتھ مارا کہ اوس مرد کے چار
ٹکڑے برابر سے ہوے سردار اسکے مسلمان تو پہلے ہی سے ہو چکے تھے اس امر مین کچھ بولے اور شہزادہ
نے تید کو توڑا سب سردار رہا ہوے شہزادہ دنگل پر جلوہ گر ہوا اظلم نے کہا ای شہریار میرے آپکے
زور کا امتحان ہو جائے یہ کہکر پنجہ بلی دراز کیا شہزادہ نے بھی ہاتھ سے ہاتھ ملایا جھٹکے اور پھچپان
چلنے لگین کبھی اسکے ہاتھ پر سوار ہو گیا کبھی وہ زبردستی دکھاکر سینہ پر لاتین لگاکر پہنچا آخرکار
شہزادہ نے اسکا پنجہ زبردست پھیر دیا اسنے بھی کلمہ پڑھکر اسلام اختیار کیا شہزادہ نے اس ملک کے
دو حصہ کرکے ایک تو سرشار کو دیا دوسرا اسکے بھائی مسمار کو دیا شہر مین منادی نے ندا دی کہ جو
حاکم وقت کی اطاعت نکریگا گردن مارا جائیگا اکابران شہر حاضر ہو کر نذرین دینے لگے لاش حدّاد
پھکوادی گئی جلسہ عشرت آغاز ہوا کئی روز تک جشن رہا پھر وہان سے لشکر ظفر پیکر نے کوچ کیا قلعہ
سنگین پر آکر شہر کے تمام قلعہ اسلام آباد کیا پھر وہان سے کوچ کرکے جانب طلسم ہزار پیچ روانہ ہوے اور بین
قطع منازل و طے مراحل صید و سیاحی کرتے ہوے ایک صحرا سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ گلہای بوقلمون
سے یہ دشت رنگین ہی گویا زمین پر شب بین ہر گھنے گھنے درخت سایہ دار سایہ فگن عروس چمن پر بنے ہین
سب جنگل نور کا ٹکڑا نظر آتا تھا دل انہی جا رہنے کو چاہتا تھا ہر طرف درخت طرح طرح کے ہرا بھرا ہی زرد گل

سے مالا مال ہو دایہ بہار اس نہال کی اولاد سے نہال ہے دو دو دن نہائی ہو پوتون پہلی ہو جو کلی ہو وہ دل کو بھلی لگی ہے نسیم چمن ابلی کھلی پھرتی ہو غنچونکو وہ انکھان ہو کہ مٹھ سے نہین بولتے ہین گلونکو وہ خوشی ہو کہ ہنس رہے ہین صبح ہو در خون سے بھتی ہو آفتاب کی بھی چاہتا ہو کہ اُسکے سایۂ عاطفت مین ہو لون یا معلوم ہوتا ہو کہ چادر نورانی تنی ہو نہرین ہو سے لہراتی ہین مردہ دلون کی طاقت بڑھاتی ہین ترادت آنکھون مین دیکھے سے آتی ہو فرش سبزہ پر غنیدہ راحت سلاتی ہے **نظم**

ہرا سا دن مین تھا تختہ زمین کا	کہین مینا سے تھا خوشرنگ سبزا
بہار فصل گل کی تھی پڑی دھوم	مچاتی تھین چمن مین بلبلین دھوم
مچاتی نشہ مین غل برگ اشجار	کہ ہو ہر سبزہ خوابیدہ بیدار
عجب پھولا تھا تختہ چاندنی کا	بہت تھا لطف اُسپر سیکشی کا
عجب سحر تھا وہ رشک گلستان	تصدق بلبلونکی اُسپہ تھی جان

اس رشک کے بیچ مین ایک مکان عالیشان بنا ہو حوالی رنگین اُسکی معضا ہو بلند ایسا کہ کاخ آسمان سکا گنبد نظر آتا ہو طائر وہم و خیال قفس تن سے خیال پرواز مین اڑا جاتا ہو ہزار برج اُس مکان کے گرد بنا ہو ایک برج سے دوسرے برج تک دو تیر کا فاصلہ ہو دروازہ ہر برج کا جدا ہر کا ہو بعض اُس مین یک ستون گنبد ہر کا ہو ہر برج مین ایک ایک گھڑی آویزان ہو یا کسی عاشق کا دل زلف معشوق مین لٹکتا ہر گھڑی نالان ہو طرفہ تماشا ہو آر ایش مین اِس قصر بزرگ کا یہ نقشہ ہو **نظم**

نہایت قصر عالی صاف و براق	بنا ہر تھا صناع عمدہ آفاق
ہزار ہا طرح کے سامان آرام	مناسب فرش رنگین ہر در و بام
صفا فرش ایسا ہر مکان مین	میسر جو نہ ہو اب اس جہان مین
تعلق سنگ کا ہر شے مین پایا	کھلا یہ سب ہے پتھر کا بنایا
مکان کے سامنے کا تھا جو میدان	نظر آیا کہ اک چھاتک بھی ہو وان
طلائی سر سے چھاتک ہر طرف سے	نظر کی تاب کیا جو اُسکو دیکھے
پڑا تھا ریشمین اک اُسپہ پردا	بہت اچھا بہت پردہ سارا

شہزادہ نے اس صحرا مین قیام کیا صحرا کے ایک جانب کو ایک کوہ فلک شکوہ تھا خورشید نے کہا

کہ اے شہریار اس کوہ کے درے سے لیکن وہ وقت تمام دو کوس تھے خزانے کے مجکو ملے تھے جب بہت
آدمی ملازم میرے مارے گئے تھے یہی وہ طلسم ہزار برج کہلاتا ہے یہین مجکو کیا ہوا پھر کر حین آتا ہے
جائے خطرناک ہے آگے قدم رکھنے سے قصہ زندگی پاک ہے شہزادے نے فرمایا کہ خدا نے چاہا تو ہم
جائینگے اور گوہر مقصد اس بحر پر آفت سے لائینگے یہ کہکر بارگاہ نصب فرما کر لوٹا اور طلسم مین جانیکا شوق
کرنے لگا حال اس شہزادہ کا نسبت فتاحی طلسم ہزار برج اور پھرنا عمر کا مع ملکہ پرآن طلسم کو کب سے
اور رہا ہونا شہزادہ اسد کا قید افراسیاب سے یہ تباہ بے سروسامان جلد سوم مین انشاء اللہ
بیان کرے گا اب بقیہ حال لشکر امیر کا بیان کرتا ہے بقولہ تعالیٰ

داستان آنا بلائے جادو و غیرہ حاکمان شہر صبا کا بمقابلہ امیر کشور گیر
اور ختم ہونا اس جلد ثانی نایاب کہانی کا مولفہ

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ و شنگ — جوانی کی پھر آئی دل مین ترنگ
تری چشم میگون نے مارا مجھے — کہ یاد آیا ساغر دو بارا مجھے
میرے ساقیا آج آخر ہو روز — نرالا ہے کچھ جور گردون کا طور
چھکا دے مجھے آج اے مہربان — کوئی دم مین پھر کہان تو کہان
نہ مجلس نہ مطرب نہ وہ جام ہے — نہ ساقی نہ شاہد نہ وہ شام ہے
نہ غفلت مین اس شب کو کر رائگان — سحر کے ہین آثار ساقی عیان
مے سرخ ہے جام بلورین — شفق پھولی ہے صبح کے نور مین
صدائے بط مے پہ ہے اشتباہ — کہ طائر تو ازان مین وقت پگاہ
یہ شیشون کی قلقل سے ظاہر ہوا — کہ اس شب کے جلسے کا تل ہو گیا
اودنڈلتی ہے شیشے سے ساقی شراب — نکلتا ہے مشرق سے دیکھ آفتاب
ہوے سرنگون ایسے مینائے مے — کہ زاہد سحرگاہ طاعت مین ہے
بہا اشک شبنم سے گنبد دھوتی ہر — گلستان کی دیکھو سحر ہوتی ہے
چھلک جاتے ہین جام اس طرح سے — کہ جیسے بوقت سحر گل ہنسے

جوانی کی شب کی ترنگین کہان — ہوئی صبح پیری امنگین کہان
اسی رات بھر کی تھی یہ دھوم دھام — سو وہ بھی ہے کچھ دم مین ساقی تمام
جوانی کی حسرت پہ کھینچی ہے آہ — نسیم سحر ہے یہ وقت پگاہ
ہوئی بزم برخاست یار اٹھ گئے — سحر ہو گئی ہی کچھ نہ سامان تھے
ترکہ مے سے دل کو ترستا ہوا — کہ اس بزم سے جاؤن ہنستا ہوا
سیاہی مرے مکتب کی مے سے دھو — کہ نور سحر جلوہ گر دل مین ہو
مجھے ختم کرنا ہے یہ داستان — بنام خسرو پور قدردان
قلم پر پڑے جبکہ لفظ کشور — تو ہو نام نامی کا اُس کے ظہور
شہ ملک جود و سخا ہے وہی — در یکسر بذل و عطا ہے وہی
کہے صبح پیری کا جب درد ہجر — کہ نام خدا وہ جوانمرد ہے
بوقت سحر خواب سے جب اُٹھے — اگر نام لے اُسکا غم سے چھٹے
اٹھے سو کے جب صبحدم آفتاب — کہ لے نام ایسے سخی کا شتاب
کہ دن بھر کے چکر سے بچ جائے وہ — نہ تاریکی شب کا غم کھائے وہ
سخنگو کا اب ہے وہی داد خواہ — خداوند مال و خداوند جاہ
بس اے جاہ لکھ آخری داستان — پرانی کہانی نئی کر دے ہان
سخن سنج و دانائے این داستان — چنین مے نگارد بکلک بیان

حاکیان حکایات عجیب و راویان روایات غریب تاجداران کشور اعلام مبارزان لشکر کا
سحر سازان معرکہ عربدہ پردازی و عربدہ پردازان ہنگامہ سحر سازی ساحران الفاظ تحریر کو
سحر خوانی مین اس طرح پہونچاتے ہین اور پرستش خانہ بیان مین لاکر یون جادو تقریر بناتے ہ
کہ شہزادہ قوبرج ذی وقار امیر نامدار سے تین روز کا وعدہ کرکے بہر شکار آئے تھے آنکی
عرصہ دراز ہوا مزاج ہمایون حسادجنان دوران ناسازہ طبیعت فکرمند ہوئی خیرنہ یلہ
دردمند ہوئی اسی اثنا مین ایک روز شہزادہ ابرج نوجوان نے خدمت عالی مین عرض
کیا مین نے آج رات کو خواب پریشان دیکھا ہے وہ یہ کہ جیسے شہزادہ قوبرج پر ایک بہا

ٹوٹ کر گرا ہو اور وہ اُسکے پیچھے دیگیا ہو لہذا اس خواب کے دیکھنے سے مین بہت فکرمند ہون مجکو
اجازت ملے کہ اپنے بھائی کے ڈھونڈنے کو جاؤن امیر بھی ازبسکہ پریشان خاطر ہو رہے تھے اس
شہزادہ نامور کی عرض سنکر فرمایا کہ بابا جاؤ تمھین خدائے کریم کے سپرد کیا شہزادہ رخصت ہو کر
اپنی بارگاہ مین آیا اور فوج بیشمار تیار فرماکر زاد سفر درست کرکے مرکب بری پیکر پر سوار ہو کر
بڑے کروفر سے تلاش تورج روانہ ہوا انکو تو راہ مین چھوڑیے مگر یہان امیر کا حال سنیے کہ آپ نقظر
جنگ و جدال از جانب لقا بدخصال بارگاہ مین جلوہ فرما رہتے ہین اور عیاران لشکر بہر خبر صورتین بدلکر
بارگاہ لقا مین جایا کرتے ہین چنانچہ ایک روز چالاک بن عمر جو عیاران خود سر کے
سرخیل و خدمتگار نمکخوار داخل بارگاہ لقا ہوا اور حال یہان کا دریافت کرنے لگا یہ شہر ابھی
تھا کہ یکایک برق شعلہ بار چمکی اور بڑے زور سے گرجا علامت آمد ساحران برپا ہوئی
کیونکہ افراسیاب کا فرمان واجب الاذعان جب بنام حاکمان شہر صبا پہونچا تو وہ
سب ساحر کہ ایک ابنین بلاے جادو صباے جادو و مہتاب جادو
و ماہ جادو یہ عورتین ہین اور صبا ابن بلا کی ہے لیکن بنا بر آئین دین سامری و جمشید ہین
پر عاشق ہو کر بلا نے اپنی ہمخوابہ صبا کو دیا ہے مثل اُسکے کہ جیسے بہمن پسر اسفندیار نے بموجب
رسم آتش پرستی ہما اپنی دختر کو ہمبستر کیا تھا قصہ اُسکا شاہنامہ مین فردوسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہی
غرضکہ بموجب مکتوبہ شاہ طلسم یہ سب جانب لقا چلے مگر اس ہیئت سے کہ فوج و لشکر جملہ بہر
حفاظت قلعہ چھوڑ کر آپ ایک صندوق کہ کئی سو گز کا لنبا اور چوڑا تھا اسپر سوار ہوے اور بزور
اس صندوق کو اوڑایا دو چار ہزار ساحرون کو کام خدمت کے لیے صرف ساتھ لیا ڈھروبے
ناقوس پھنکے بروے ہوا اوڑکر بعد قطع مسافت راہ قریب لشکر خداوند گمراہ پہونچکر ساحرون کو
ایک مقام پر ٹھہرایا اور آپ صندوق اڑا کر بارگاہ پر آکر قائم ہوے علامت سحر برپا ہوتے ہی
بختیارک وغیرہ آگئے تھے کہ بہر استقبال جائین اس اثنا مین وہ صندوق بارگاہ مین اُتار لائے
اور سامنے اپنے خداوند کے آکر سجدہ مین گرے اس موقعہ نے گڑگڑا کر کہا کہ سر اپنا اوٹھاؤ
سجدہ تمھارا بعوض عبادت ہزار سال مین نے قبول کیا یہ بہت خوش ہو کر اوٹھے اور نذر دیکر نگاہ
طلعت پاکر بیٹھے ساقی نے جام دینا شروع کیے جب دماغ سبھ کے بادۂ ناب سے گرم ہوے اُستوقت

بختیارک ناچتا ہوا اُنکے سامنے آیا انھون نے ایک مسخرہ وضع شخص کو دیکھکر خندہ دندان نما کیا اور اپنے خداوند سے پوچھا کہ یہ بندہ آپکا کیسا ہی اُس خبیث نے جواب دیا کہ یہ میرا شیطان علیہ اللعنہ ہے یہ سُنتے ہی سبنے شیطان کے قدم آنکھون سے لگائے اور عرض کیا کہ ہمکو نہ بہکائیے گا اُسنے کہا کہ مین تمسے یہ پوچھتا ہون تم جو آئے ہو تو کس ارادے سے آئے ہو اور کتنی فوج ساتھ لائے ہو اُنھون نے کہا کہ ہم خداوند کے بندگان مغضوب کو قتل کرنے آئے ہین اور فوج کی ہمکو کچھ احتیاج نہین ہی دیکھو یہ ہمارا لشکر ہی یہ کہکر وہی صندوق کہ جسپر سوار ہوکر آئے تھے دا کیا پٹرا کھلتے ہی پشہ وگس کیطرح پانچ لاکھ پتلا خ لاوکا نکلا اور دو ایک نے انمین سے بڑھکر قامت مثل انسان پیدا کیا اور فلک کیطرف سے آواز خود آئی کہ اسیطرح کے پانچ لاکھ صندوق اور ہین آپ فرمائین تو حاضر کیے جائین اُنھون نے کہا کچھ احتیاج نہین ہی یہ کہکر اُن پتلون کو بزور سحر داخل صندوق کرکے پٹرا بند کرکے کہا ملک جی آپنے ہماری فوج کو ملاحظہ کیا یہ پتلے سب انسان بنکر لڑینگے اور کار دشمن تمام کرینگے بختیارک نے کہا سنا وہ بھی وہ زبردست ہی کہ اسم اعظم پڑھکر پتلون کا حال پتلا کردیگا اُنھون نے کہا اسم اعظم کی بھی ہم تدبیر کرچکے ہین تم دیکھو تو کہ ہم کیا کرتے ہین اس شیطان نے کہا کہ اچھا مینے مانا کہ تم ہر طرح زبردست ہو لیکن عیارون کا کیا بندوبست کروگے وہ دم بھر مین ساری زبردستی خاک مین ملا دیتے ہین راہ ملک فنا دکھا دیتے ہین انھون نے کہا وہ کہان ہین اُسنے کہا کہ تو یہان بھی اسوقت موجود ہونگے اور باقی اپنے لشکر مین ہونگے یہ سُننا تھا کہ بلا رجا دیچارا اے عیار و اگر تم یہان آئے ہو تو جانا نہین ورنہ بلا دونگا یہ صدا دیتے ہی چالاک وغیرہ جو عیار کہ موجود تھے اور یہ ماجرا دیکھ رہے تھے اُنکے جسم مین سوزش ہوئی یقین ہوا کہ جلنے لگین بہت جلد صورتین تو بدلے ہی ہوے تھے باہر بارگاہ کے نکل گئے اور دوڑتے ہوے بارگاہ سلیمانی مین آئے جب وہ جان موقوف ہوئی پس چالاک نے امیر سے سارا ماجرا ساحرونکے آنیکا اور جو کچھ کہ دیکھا تھا عرض کیا اپنے فرمایا کہ اللہ برتر ہمارا نگہبان ہی فی الجملہ چالاک وہان سے پھر چلا اور خیمہ ابوالفتح مین آیا اُسنے کہا تشریف رکھیے اُنے سب ماجرا اس سے بھی کہا اور اپنا فکرمند ہونا ظاہر کیا کہ اس ساحرونکے شر سے خدا بچائے ابھی سے کوئی تدبیر کرنا چاہیے اُسنے کہا اے برادر آؤ ایک آدھ جام شراب کا پیو اور دو تین باز یان چوسر کی کھیلو اور ساحرون کے قتل کا مشورہ بھی کرتے جاؤ یہ یہان بیٹھ گیا اور چوسر بچھاکر

کھیلنے لگا اور وعدہ عیاری کا اور مشورہ اس امر کا کرتا تھا لیکن وہان جب بلا کے تھپیڑے سہنے سے کوئی عیار گرفتار نہوا اور نہ کسیکے پیرہن مین آگ لگی بختیارک نے ایک قہقہہ مارا اور کہا ہیہے پہلوان کو انھون نے خالی دیا وہ بھی تو ساحرون کے پیر اور باپ ہین بھلا کب ہاتھ آتے ہین ساحران باتونسے جھلایا اور کہا ملک جی عیار یہان حاضر ہونگے ورنہ مزور قید ہو جاتے اور خیر تم کہوگے کہ یہ سخن پروری کرتے ہین ہین ابھی گرفتار کرتا ہون اچھا جو سب مین سرگروہ اور زبردست عیار ہو اسکا تم نام بتاؤ وہ جہان ہوگا وہانسے پکڑ آئیگا بختیارک نے کہا سرکردہ عیاران تو تمھارے طلسم مین گیا اور اسکے بعد جو نامی عیار تھے وہ بھی اُسکے ساتھ ہین اُنکی زبردستیون کو تو تمھارا اور تمھارے بادشاہ افراسیاب کا دل ہی جانتا ہوگا بلا نے کہا انسے کیا مطلب وہ جانین اور شہنشاہ جانے یہان جو ہون انکو بتاؤ اسنے کہا یہان اب بعد عمر کے بیٹا اُسکا جالاک اور بھانجا ابوالفتح ہے یہ سنکر بلا نے کچھ سحر پڑھکو تک دی اور کہا اے جالاک اور اے ابوالفتح تم جس مقام پر ہو اسجگہ یا اپنے لشکر مین جلد میرے سامنے حاضر ہو اور اگر تامل آنے مین کرو تو دل و جگر تمھارے فرط تشنگی سے کباب ہون اور شدت عطش سے بیتاب ہو اسنے تو یہ بات یہان کہی وہان یہ دونون عیار چوسر کھیل رہے تھے کہ یکبارگی سحر مین گرفتار ہوے چھکے چھوٹے تقدیر کا پانسا پلٹا سارا رنگ بدرنگ ہوا ایسی پیاس معلوم ہوئی کہ پانچ مراحیان برف کی جھلی ہوئین پی گئے لیکن پیاس کی شدت زیادہ تر ہوئی اور پیاس کے علاوہ سب پختہ کاری بھولکر کچے ہوے نشہ و پنج مین پھنسے سب دانون گھات بھولکر باہم حرف زن ہوے کہ واقعی کارخانہ مذاوندی لقا درست ہے وہان چھکے اور پوبارہ گڑاؤ یہ کہکر بساط سخن کو لپیٹا اسلام کی بازی ہار کر ایمان زدچکر مین پھنسے بگٹٹ ایک ٹھکر چلا کر سامنے سے چلکر مل رہین غرضکہ افتان و خیزان بارگاہ لقا مین آکر سامنے بلا کے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے کہ ہم آپ کے غلام ہین جو ارشاد فرمایئے بجا لائے بختیارک یہ سحر دیکھکر چھک گیا اور ہوش اوڑ گئے اور کہا اگر بلا مین تمکو ایسا نہ جانتا تھا اب تمکو لازم ہے کہ ان عیارون کی پھانسی بند ایک لاکھ چوبیس ہزار ہین اُنکے ہاتھ سے بچنے کی تدبیر کرو یعنے مخفی ہو کر رہو مجھکو معلوم ہوا کہ مسلمانون پر غالب آوگے اُسنے کہا تم میرے رہنے کا بھی تماشا دیکھلو یہ کہکر اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر بارگاہ کے لاؤ ایک ناریل جانب صحرا مارا صدائے مہیب پیدا ہوئی آنکھین بند ہوئین لیکن اب جو دیکھا تو ایک بیابان سبزہ زار ہے

خیابان خیابان پھولون کی بہار ہو شاخ گل پر بلبلین نغمہ سنج ہین لالون لال ترشادے کے
درخت انار و نارنج ہین چشمہ آب موجزن ہین چنبستان نسترین و نسترن ہین بیچ مین اس صحرائے فرحناک
کے ایک بارگاہ مخمل کاشانی کی نصب تھی جواہر سے آراستہ سب تھی ستون الماس نگار تھے استادے
جواہر کلہ تھے فرش آسمین قاقم و سنجاب کا بڑی آب و تاب کا تھا پلنگ آسمین مرصع پایون کا بچھا تھا
سہری جواہر نگار کا سامان آرایش بہت تحفہ تھا اسنے کہا ملک جی مین جو نظر مردم دنیا سے نہان
رہونگا اور مین اُس شخص کی صبا رجادو اڑکر جائیگی اور پردے ہوا بنکر قیام کرینگی ملک جی نے کہا
کہ اب میرے دل کو قرار آیا اچھا چلو بارگاہ مین بیٹھین اور عیارون سے کہین کہ وہ جاکر سرداران امیر
چالاکین اسنے ایک سحر پھر پڑہا کہ وہ صحرا و بارگاہ نظر سے غائب ہوئی اور یہ دونون بارگاہ مین
آکر بیٹھے اس عرصہ مین وہ دن تمام ہوا اور آفتاب بسان عیاران بیطمع ساحرہ شب ہوکر جانب
بارگاہ مغرب گیا **ابیات** پھر آیا جھمک کے ابر شام سر پر ہوئی پھر بارش باران اختر ہوا پھر
ماہتاب شام پر نور ہوا جو گذری رات تھوڑی حسب دستور کچھ رات گئے حسب فرمایش **بختیارک**
عیار دوسرے ساحر مذکور نے کلام کیا کہ اے **چالاک** وغیرہ تم دونون جاؤ اور فرزند حمزہ شہزادہ
علم شاہ کو پکڑ لاؤ یہ دونون آداب بجالاکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے اور راہ مین صلاح کی کہ
ساحر نے جو ہمارا فی الحال مالک ہو ایک کے گرفتار کرنے کو حکم دیا ہمکو لازم ہے کہ ہم دو شہزادونکو پکڑ
لائین کسلیے کہ دشمنون کو زیر مار تا ہے پس یہی تجویز کرکے داخل لشکر ہوے **چالاک** تو بارگاہ شہزادہ
علم شاہ کیطرف چلا اور **ابوالفتح** جانب بارگاہ شہزادہ و ارباب **کشورکشا** گیا اول **چالاک**
صورت اپنی تبدیل کرکے بسان دزد سیاہ پوش ہوکر قریب بارگاہ پہونچا وہان سیارہ بن عمر
عیار شہزادہ **علم شاہ** کے پہرے پر تھا اسنے للکارا کہ کون آتا ہے یہ اُسکے للکارنے سے بھاگا اور کچھ
دور آکر سوچا کہ تو کیون بھاگ ناحق آیا اور صورت بدلکر پھر گیا کسلیے کہ تیرا شریک سیاحران ہونا کیسکو معلوم تھا
یہ لوگ مسلمان سب تجھکو اپنا دوست جانتے ہین پس ایسی صورت مین چلکر شہزادے کو پکڑ لا یہ سوچکر پھر
اصل قریب بارگاہ آیا سیارہ نے پھر پکارا کہ کون ہے اسنے جواب دیا کہ تو پہچانتا نہین جو تو کہتا ہے
سیارہ یہ سنکر قریب آیا اور اسکو پہچانکر بولا کہ آیئے بھائی صاحب واقعی مجھ سے خطا ہوئی
مین نے پہچانا نہ تھا بلکہ آپ آگئے مین ایک کام کو جاتا ہون شہزادے سے ہوشیار رہیے گا

یہ کہکر آپ چلا گیا کیونکہ اسکو برادر بزرگ اور باپ کی جگہ پر جانتا ہی غرضکہ یہ تو چلا گیا اور چالاک اندر بارگاہ کے گیا حاجب دربانون کو کیا لیاقت تھی جو روکتے چنے دیکھا قیلم اور راہ دی اندرون بارگاہ گورون کا پہرا تھا برابر آپ ریز کے گارد اُترا ہوا سنتری ٹہلتا سنگین اور ہتیار کا کوسف بندھا تھا اُسنے آگے بڑھکر پاس دکھایا گورے نے راستہ دیا یہ آگے بڑھا شمع موی دکافور وغیرہ روشن چمن شاہزادہ بارگاہ سلیمانی سے پھر کر آیا تھا مسند پر جلوہ گر تھا شراب پی رہا تھا کہ اُسپر نگاہ پڑی فرمایا کہ آو بھائی چالاک آداب بجا لایا اور عرض کیا کہ پہرا موقوف کرا دیجیے مین کچھ تنہائی مین عرض کیا چاہتا ہون شہزادے نے فوراً تخلیہ کرایا اسنے باتین کرنا شروع کین اور شراب مین بیہوشی ملا کر شہزادہ کو پلائی کہ وہ بیہوش ہوا اسنے چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کر سراپردہ بارگاہ پشت کیطرف سے چاک کر کے باہر نکلکر اپنی راہ لی ادہر ابو الفتح نے بھی ایسا ہی کیا کہ بصورت اہل بارگاہ داراب مین گیا کسنے اُسکو روکا نہین کیونکہ سب اُسکو پہچانتے تھے اسنے سیطرح شہزادہ کو شراب پلا کر تخلیہ کرا کر سراپردہ کو چاک کیا اور لشکر روانہ ہوا جب لشکر کے باہر نکل گیا ٹھہر کر زنبیل عیاری بجائی چالاک بھی آکر ملگیا دونون متفق ہو کر جانب لشکر لقا چلے لیکن یہان بعد کچھ دیر کے سیارہ آیا اور پہرا وغیرہ برخاست دیکھکر گھبرایا اندر جو گیا شہزادے کو نپایا اور فتاح عیار بارگاہ داراب مین گیا اسکو بھی نپایا گھبراکر پیتہ نا پایا ابو الفتح کا نقش قدم پایا جیانہ پتجسس مین چلا ادھر سے سیارہ چلا لشکر مین غلغلہ برپا ہوا طلایہ دار کچھ فوج ہمراہ لیکر دوڑ پڑا یہ دونون مثل برق وباد کے چلے چالاک و ابو الفتح قریب لشکر لقا پہونچ چکے تھے کہ انھونے جاکر گھیر لیا اور خنجر کھینچکر حملہ کیا انھون نے پشتارے تو زمین پر رکھدیے اور لڑنے لگے خنجر اس شب تار مین بجلی کیطرح کوندنے لگے ہنگامہ مچ رہا لشکر لقا قریب تر تھا طلایہ دار با فوج کثیر دور پڑا لیکن بقدرت خدا پشتارونسے منہ جو شہزادون کا باہر تھا ہوا سرد ہوا کی لگی اور زمین کی سردی پہونچی بیہوشی اتر گئی ہوش جو آیا اپنے تئین بندھا پایا زور کر کے پشتارے کو پھاڑا اور باہر نکلکر نعرہ بلند کیا طلایہ دار آپڑا تھا اُسنے گھیر لیا انھون نے ایک دو کو مار کر ہٹا لیا اور شمشیر زنی آغاز کی اس عرصہ مین طلایہ دار لشکر آپڑا دونون فوجون مین تیغ زنی شروع ہوئی شیرونکے غول کے غول جنگل کو بچ گیا روباہ خصالون کے جا نپڑی جنگل تن قطع ہونے لگے چشمہا ہے خون

جاری ہوے ہوا سے تیغ رواں کے سناتے تھے لاس پر لاش گر رہی تھی یہ حال تھا کہ ابیات

در و دشتہا شد ہمہ لالہ گون	بدشت و بیابان ہمی رفت خون
پس آن لشکر نامدار بزرگ	بدشمن بیفتاد چون شیر و گرگ
ہمی بزرند این بران آن برین	ز خونِ یلان سرخ گشتہ زمین
ہوا زین جہان بود شیگون شدہ	زمین سر بسر پاک و پر خون شدہ
میانِ صف دشمن اندر فتاد	پس از دامن کوہ بنہاست باد

آخر لشکر عدو تاب نہ لاسکی اپنے لشکر کیطرف بھاگی شہزادگان ظفر صولت بصد جاہ و حشمت اپنے لشکر کیطرف پھرے چالاک و ابو الفتح بھاگ کر لشکر لقا مین گئے دونون طرف کے لوگ اپنے اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوے جو قت کہ عیارہ شب نے پشت سے پشتارۂ ظلمت اُتارا اور شاہ خاور پشتارہ کی چادر ظلماتی ہٹا کر نکلا کہ نظم

کہ ناگہ پھر سحر آئی قضا را	بہ رنگ مہر پھر چمکا ستارا
چھپے نظروں سے بالکل انجم و ماہ	ہوئی ظاہر جہان مین صبح ناگاہ

دم سحر بادشاہ لشکر اسلام بزیب و زینت تمام اورنگ سلیمانی پر آکر جلوہ فرما ہوے سرداران لشکر دربار مین آکر جمع ہوے امیر بھی مسجد کر پاس سے برآمد ہو کر دنگل نما دعبر آصفی پر بیٹھے شہزادون نے آکر قصہ شبینہ عرض خدمت والا کیا کہ اسطرح چالاک و ابو الفتح ہمکو پکڑنے گئے تھے امیر سب ماجرا سنکر گویا ہوے کہ افسوس ہے وہ مسحور بسحر ہو گئے اب ہر ایک اپنے ہوشیار رہے یہ فرما کر سیارہ و فتاح کو عوض خدمت دو شیشہ طلعت فاخرہ دیے اور فرمایا کہ رات کو عیار بارگاہ سلیمانی مین رہین اور پانی طلب فرما کر اسم اعظم اُسکی اُپر دم کر کے شیشون مین بھرا اور سب عیارونکو دیا کہ اُسکو پیو اور مُنھ پر ملو تا کہ مسحور بسحر ساحر ہو سب نے وہ آب طاہر دیا کیزہ لیکر پیا اور چہرے پر ملا اور بہر عیاری روانہ ہوے ادھر یوقت سحر لقا تخت تکیت پر آکر جب بیٹھا بلا و صبا وغیرہ نائب ہو گئے تھے یہ بھی ظاہر ہو کر دربار مین آئے اور دنگلون پر قرار پذیر ہوے چالاک و ابو الفتح نے سامنے آکر دست بستہ عرض کیا کہ اے مالک ہمارے ہتھے رات کو یہ کیا تھا کہ دریا اگذر اُنسے سب ماجرا سنکر آفرین اور تحسین کی اور خلعت دیا اس اثنا مین ہلکارے

لشکر لقا کے خبر لائے کہ ہم اسوقت لشکر امیر مین تھے امیر نے اسم اعظم پانی پر دم کرکے تقسیم فرمایا ہے اور بارگاہ مین عیارون کو رہنے کو حکم دیا ہے بلا نے جملہ کیفیت لشکر ایک قہقہہ مارا اور کہا حمزہ کہان تک انتظام کرے گا اے بے ایمان خود اسطرح قتل کرونگا کہ تمام عالم اسکے حال پر روئیگا یہ کہکر عیاری مین مصروف ہوا صبا نے جادو جوشب کو بروے ہوا رہتی ہے اتر کر اپنی جگہ پر آکر بیٹھی اور اسکی دوسری بہن بھی ظاہر ہوئی کیلیے کہ ماہ جادو پہ سالار لشکر ہے وہ تو اُن دو تین ہزار ساحرون مین خیمہ زن ہوا اور باقی مخفی رہتے ہین پس جب ہر ایک جمع ہو چکا اُنسے کچھ مشورہ انسے کیا اور دن بھر ناچ دیکھا کیا جب ساحر روزگار نے تیغ خورشید کو نظر مردم دنیا سے ناپدید کیا اور سپر ظلمت شب کو رخ ترک دہر نے اپنا محافظ و پناہ گیر بنایا کہ بموجب ابیات

شب آمد چو اہرمن کینہ خواہ	خروس جرس خواست از بارگاہ
برفتند و چندین زرہ ساختند	سلاحش یکایک بپرداختند

یعنے بحکم بلا بلبل جنگی نے صدا دی ہلکارے خدمت اقدس بادشاہ اسلامیان مین حاضر ہو کر دعا دعا دے ثنائے شاہنشاہی بجالائے اور کوس زرہ کے بجنے کی خبر عرض کرکے بامر جا سوی پھر چلے گئے یہان بھی نقارہ حربی حسب الحکم شاہ شاہی گڑگڑایا کوس اسکندری کا غریو چار دانگ عالم مین پھیلا کہ بموجب لقہ

ہوتی پھر پیرے کم ہوے ساقی	دے مے تند کچھ جو ہو باقی
آج زاہد سے مجھکو لڑنا ہے	تیز شمشیر طبع کرنا ہے
رزم پر کینہ ور تے آمادہ	چوب بر طبل جنگ افتادہ
لڑنے والے کمر لگے کسنے	جوش جرات سے سب لگے ہنسنے
شاہد تیغ پر ہوے مفتون	سر مین سودائے جنگ و کشت خون
اب وتاب ایسی تیغ ہمت مین	شمع روشن تھی بزم جرات مین
رزم و پیکار کی تھی دلمین بند	رشتۂ جان بھی کیا عجب ہو کمند
تھی چھاچاق اسلحے کی صدا	شور رہل من مبارز تھا بپا
تیز کرتے ہون جس طرح پروانے	شب مین یون سائین سائین کی آواز
ٹوٹتے تھے جو چرخ سے تارے	تیر ترک فلک نے تھے مارے

ہالہ مہ کی تسکل تھین ڈھالین — تیز ہوگی تھین تیرون کی بھالین
خوف سے مرگ کے کوئی تھا نڈھال — کوئی نیزے کی دیکھتا تھا بھال
کوئی گھوڑے پہ زین دھرتا تھا — تیغ کو کوئی صاف کرتا تھا
تھی نقیبون کی ہر طرف یہ پکار — ہان جوانون ذرا رہو ہوشیار
روز جنگ ست ہنگ باید کرد — کوشش نام و ننگ باید کرد
رات اسی شغل مین ہوئی جو بسر — خنجر مہر چمکا گردون پر
ظلمت شب سے یون ہوئے تارے — جیسے گرجائین پھول ڈھالون سے
صبحدم لشکر ان کینہ جو — چلے میدان کو بہر نرم عدو
جمعدہ نامدار مسجع سے — سج کے ہتیار تن پہ یون نکلے
جیسے مشرق سے خسرو خاور — آتا ہے وقت صبح گردون پر
لے کے سرداد اپنے سب ہمراہ — بہر تسلیم شاہ عالی جاہ
عیش خانے کے در پہ سب آئے — آمد شہ کے انتظار مین تھے
جب بر آمد ہوئے شہ والا — بڑھ کے ہر ایک نے کیا مجرا
تخت شاہی کے گرد سب ہو کر — جانب رزم گہ چلے خود سر
گیا تجمل لکھون سواری کا — ترک گردون بھی تھا ادب سے جھکا
گرد لشکر سے دہر تھا کالا — چشمۂ مہر ہو گیا گدلا
کثرت فوج پر پڑی جو نگاہ — دل پہ خلق سے نکلی آہ
کہتا تھا آہ اب پڑی افتاد — مرکز خاک ہو گیا برباد
الغرض دشت کین جا پہونچے — اسطرف سے عدو بھی آ پہونچے

یعنے فوج گمراہ کینہ خواہ وارد میدان رزمگاہ ہوئی سیاہ وردیان سواردنکی سرخ
سرخ قبائین رسالہ داردن کی کالی کرتیان پیادے پہنے ظاہر اصورت دژادنی بنائے جرات اونپر
ہنستی چہرے پر نامردی برستی گردہ گردہ وہ سب انبوہ شانے آکر صف کشیدہ ہوا کو ہیبان
دراز قامت طویل و عریض ہیئت شتر بے مہار کیطرح منہ اٹھائے بوقوفی کے آثار جیسے عیان جیسے

صورت بنا کے دشت نبرد مین آ گئے لقا کا تخت ہاتھی پر کھنچا ہوا خواصی مین بختیارک خواص شیطان کا رکھا مضحکے کرتا ہوا آیا بیلچہ کار پست و بلند زمین ہموار کر چکے مقے کرد و غبار بٹھانے لگے نقیب یہ صدا لگانے لگے ہوس خاطر بڑھانے لگے کہ نظم

چنین گفتگو بود در کارزار	کہ اے نامداران خجستہ گزار
ہمہ تیغ زہراب گون برکشید	بکین اندرایید و دشمن کشید

یہان تو یہ درستی تھی لیکن بلائے جادو ابھی نہ آیا تھا سب کو ہی منتظر تھے کہ یکایک بروے ہوا ایک شعلہ چمکا کہ آنکھین سب کی خیرہ ہوئین پھر جو دیکھا تو ایک بنگلہ زمردنگار ہی سرنگلہ پر مکلس جواہر کار ہے گنبد پر اسکی خولی پر بلا گردان دشمار ہے ایک مور جواہر کا بنگلے کی چوٹی پر بیٹھا ہی دم جتر کیے ہوے ناچتا ہی پردہ زنبوری پڑا ہے خاطر کفار کیطرح بند ہا ہی اندر بنگلے کے مسند مین پر تکلف بچھی ہین بلا رجادو بیچ مین بیٹھا ہی دونون پہلو مین دونون بہنین اسکی صبا جادو مہتاب جادو بیٹھی ہین کشتی مے سامنے دھری ہی میکشی ہو رہی ہی بوسہ لب شیرین اپنی ہمشیر کا بلا لے رہا ہے چار شیر پر مند بنگلہ کو اوٹھائے ہین منھ سے شعلہ ہاے آتش اُنکے نکلتے ہین بنگلہ مین لولیان قمر پیکر حسن مین یہ از مہر منور ناچ رہی ہین اور غزلہاے عاشقانہ گاتی ہین تھاپ بسیلون پر پڑتی ہے ساز نگی بڑے رنگ سے بجتی ہی برابر بنگلے کے تین ہزار ساحر بازو بلند و قوی قوی پر سوار ماہ جادو عمدہ پہ سالاری بہزرم تیار ہو کر ایک طرف قائم ہوے اور بلاے بے ایمان بنگلے سے نکلکر سامنے لقا شیطان کے آکر سجدہ مین گرا اور عرض رسا ہوا کہ اجازت میدان دیجیے اس مردود نے اسکو رخصت کیا وہ پھر اپنے بنگلے کے در پر آکر کھڑا ہوا اور شیر بنگلے کو لیکر بڑھے جب وسط میدان مین پہونچے اسنے پکار کر کہا کہ اے فرقہ خداپرستان تم مین سے جو آرزوے مرگ رکھتا ہو وہ آگے لشکر اسلام کے اسکے سحر سے ہوش اڑے ہوے تھے کہ جالاک و ابوالفتح کو دیکھ رہے تھے کہ یہ دونون اندر بنگلہ کے سر پر صبا وغیرہ کے رومال جھلتے تھے اور مثل غلامان کمترین کے خدمت تھے پس اس بیحیا کے نہیب دینے سے کسی نے سبقت نہ فرمائی جب اُسنے پھر للکارا اُسوقت امیر منتظر تھے کہ کوئی بہادر نکلیگا عرصہ جو ہوا خود قصد نکلنے کا کیا مگر ہنوز میدان قرق نہوا تھا کہ صف دست چپ سے علم بلند و لوا آئے گورے بگل بجانے لگے باجا ارگن بجنے لگا پرتاپ جگی سلیمور گرگرا یا شہزادہ علم شاہ نے استرمالا کیو فرنگی

اڑدیا اور سامنے تخت شاہ کے آکر عرض کیا کہ آذر دے زرم رکھتا ہون بادشاہ نے رخصت دیکر رخصت فرمایا یہ شاہزادہ جنگ پر آمادہ ہوکر اس طرف سے چلا لیکن ادھر ساحر نے اسکو آتے دیکھکر ایک بیضۂ زرین روشن برنگ مہر مبین مشرق وار مجسمے سے نکال کر زمین پر مارا کہ وہ بیضۂ آفتاب مثال زمین مین غروب ہوا دفعتاً آٹھ کوس تک زمین اونچی ہوگئی اور سونے کی نکلی پشتہ دھر سونیکا چبوترہ نظر آنے لگا گویا زمین کے گنج قارون کا انبار اگل دیا جہانتک نگاہ کام کرتی تھی زمین گنبد بلند سونیکا چبوترہ ہوکر دور تک دکھائی دیتی تھی اس چبوترہ پر برابر ہزارہا بیش جوہر کے بنے تھے یا طلائی فرش پر الماس و زمرد یاقوت کے میز فرش دھرے تھے برج فلک کو منازل شمس مین انکے سامنے ماند تھے روے زمین کو چار چاند کیا لگے ہزارہا چاند تھے برج کے در محراب دار تھے جنکل ابروے دلدار تھے پردے سیاہ زور یون مین ٹنگے تھے دل عشاق زلف یار مین بند ہے تھے پرتو نیج اور بوٹے سلمہ ستارے کے کار جوبی بنے تھے بیچ مین اُن برجون کے ایک برج عالی دالان تھا یعنے تمام دیوارین اسکی سونیکی تھین لیکن شبکہ دار بنی تھین خاتم بندی کا کام کیا تھا ہر شبکہ مین اسکے گوہر ابدار اویزان تھا ایک لکہ ابر اس بنگلہ سے نکلکر زمین طلائی پر چھا گیا تھا اور ترشح اسمین ہوتا تھا عجب لطف دیتا تھا کہ سونیکی زمین پر پانی کے قطرے جو پڑے تھے گویا گوہر شاہوار بچھے تھے شاید ارض سونے مین زر و موتیون مین سفید حق واقعی وہ جگہ قابل دید تھے نیلا نیلا ابر سنہری زمین پر چھایا گویا نیلم کے گرد مرصع ساز سحر نے کندن جمایا تھا حلقہ خاتم دنیا پر نیلم کا نگینہ جڑا تھا آب و تاب مین بہت گہرا تھا اودی گھٹا سنہری زمین پر چھائی تھی باد سے ملنے رات آئی تھی اس ابر کے برسنے سے درخت گلدار شجرہاے پر بہار پر از غنچہ و اثمار فی الفور زمین سے لگتے تھے جنہاے طولانی بنتے جاتے تھے وہ گل اسمین رنگ برنگ کے پیدا ہوتے تھے جو رنگ رخسار یار گلعذار کو اپنے روبرو دیکھا چاہتے تھے ایسی شوخی دکھاتے تھے جو غنچہ تھا وہ خاطر بستر رنج کو فرحت و دیکر خستگی کرتا تھا خوبی و لطافت کا دم بھرتا تھا دم بھر مین بہت بڑا باغ لگ گیا یہ عالم ہوا کہ تختہ چمن کشور حکومت شہ گل تھا گلزار آباد نام اس ملک کا جسے ناہل تھا رعایاے عنادل و طیور کا نغمہ سنج اس اقلیم مین بستے تھے عجیب دلچسپ بستی تھی شہ گل کا حکم ہر ایک تختگاہ گلستان پر جاری تھا منظم الملک باد بہاری نہ خزان اس ملک مین رہزنی کر سکتی تھی باغبان و صیاد کی

زبردستی چلتی تھی فرش مخمل سبز سبز مکانہ بہار مین بچھا تھا ہوا کا دل ایسا بڑھ رہا تھا کہ
سلطنت کا ہر پھول رنگ بو تھا سپاہی کیصورت سرو لب جو تھا چار ہر ایک خنجر ابدار تھا ہر تیر قزلباش
یا تھا قمری دعندلیب تقلید لشکر بہار تھین خدا سے خندہ گل انکا کام تھا خوشبو مین گلعذاران کی ہمسایہ
ہوا پر سوار تھین ابیات

سبے وہ برج جادو سے سراسر — رفیع الشان وروشن صورت مہر
سراپا سنگ مرمر صرف اسمین — نہ آیا عیب کا اک حرف اسمین
وہ موقع سے جواہر سب جڑے تھے — کہ دیوارون پہ گل بوٹے بنے تھے
نگار و نقش ایسے خوب وخوشرنگ — کھلے دیکھنے سے چمکے پرنیان رنگ
بنا تھا باغ رنگین اسکے اندر — فضیلت لے گیا باغ ارم پر
کھلے ہر سو ہزارون رنگ کے پھول — شگفتہ تھے وہان سب موسمون کے پھول
بھرے حوض اور فوارے تھے جاری — تصدق ہر روشش پر باغ باری

جب بلا کے سحر سے یہ کیفیت ظاہر ہوئی شہزادہ علم شاہ نوبہار کے قریب پہونچنے ہی اسنے
کہا کہ اے شہزادہ اس برج مین سے جو برج کہ پسند ہو اسمین جاکر سیر کرو یہ کلمہ سنتے ہی شہزادہ کو خیال
ہوا بالکل جاتا رہا اور اسکا بیطلسم ہوکر گویا ہوا کہ مین اس مرکب مین اس برج مین نجا سکونگا اُسنے کہا
اس گھوڑے مین آپ کو بیٹھ دیگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ ایک گھوڑے کے پر نکل آئے اور اڑکر ایک
برج مین چلا گیا بعد اُنکے جانے کے پھر اُسنے مبارز طلبی کی اُدھر ملک خاور کی فوج مین نقارے
بجے سردار پیادہ ہوے شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم بن علم شاہ شہرنگ کو چھیڑکر سامنے
بادشاہ کے اگر اجازت لیکر مقابل سا گئے اُسنے اُنسے بھی کہا کہ برج مین چلے جاؤ یہ بھی طلسم ہوکر
برج مین جا مرکب گئے پھر اُسنے خیمے ہی کہ کسے دیگر پیادہ ایکی شہزادہ والا جاہ کشور کشا بادشاہ
بادشاہ سامنے اُسکے آئے اور بحکم اُسکے برج مین چلے گئے اسیطرح جو مہر سپہر شجاعت کہ آیا لسان شمس سپاہ
برج فلک سحر ہوا یہ ماجرا دیکھکر امیر نامور نے ارادہ نکلنے کا کیا صف بند ہونے سے بختیار کے
سمجھا کہ اب حمزہ نکلے گا پس نے طبل بازگشت بجوا دیا امیر رنجیدہ خاطر جانب آرامگاہ پھرے
لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا ادھر بلا نے ایک سحر پڑھا کہ وہ باغ و برج سحر نظر سے غائب ہوگئے اور یہ سحر

علمشاہ وغیرہ کو گرفتار کرکے سامنے سامر کے لائے اُسنے کہا ان شہزادونکو قید کیون کیا
انھون نے کہا ہمارے بیڑے ہین یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادے اور سب قیدی مع مرکب اڑکر جانب فلک
جاکر غائب ہوگئے اور یہ لشکر بیڑا پڑا دیکھکر سپاہیون نے استراحت کی جا بجا کا بنگلہ وغیرہ بھی غائب ہوگیا
عیار اور صبا وغیرہ بنگلہ سے اُترآئے اور سب داخل بارگاہ لقا ہوئے اور اپنے مقام پر بیٹھکر
ناچ دیکھنے لگے اسوقت شیطان خداوند نے بلا کی بہت تعریف کی کہ واہ واہ کیا خوب تم لڑے
جیسا سُنا تھا ویسا ہی تمکو پایا آج تم سارے لشکر کا مسلمانونکے خاتمہ کردیتے مگر ہمنے بخیال حمزہ مبل
بازگشت بجوادیا خیر یہ تو سب کچھ ہوا مگر اب تدبیر اسم اعظم کرنا لازم ہے بلا نے کہا ملک جی میرا قصد
ہے کہ فرزندان حمزہ کو اوسکے لشکر سے لڑاؤن اور اسی لیے علمشاہ وغیرہ کو مین نے گرفتار بھی
کیا ہے شیطان نے جوابدیا کہ شہزادہ مذکور کو بیشک تم لڑا سکتے ہو لیکن حمزہ جب اُسکے مقابل لشکر
سحر باطل کردیگا پس مناسب یہ ہے کہ چالاک و ابوالفتح سے حکم دو کہ کوہ قاف جاکر جرالائین جیسے
سکو لے آئینگے اسوقت شہزادون کو لوٹا کر لشکر اسلام کو تاخت و تاراج کرنا اور ان عیارون سے
بھی تاکید کردو کہ حتی الامکان بارگاہ سلیمانی مین نہ آئین بلکہ گھات مین رہین کہ جب حمزہ مسجد کرنے
مین جائے اسوقت یہ اپنی عیاری کرین کیونکہ اس بارگاہ مین بھی سحر اثر جائیگا بابا نے کہا یہ مہ
سحر نہین ہے جو بارگاہ مین جانے سے اثر جائے یہ کہکر عیارون سے حکم دیا کہ جاؤ حمزہ کو پکڑلاؤ
عیارون نے کہا بہت اچھا اور بمنظر شام ہونے کے ہوکر مسخرے لیکن بصورت بہروپ سرہنگ
و نیزک خطائی عیارون لشکر اسلام ہامرجا سو بھی یہان موجود تھے انھون نے بھی یہ ارادہ سحر
اور عیارون کو بھیجنا معلوم کرکے کچھ دن باقی تھا کہ خدمت امیر مین اپنے تئین دوکر پہونچا اور عرض
کیا کہ آپ کی گرفتاری کو عیار یعنے چالاک وغیرہ آتے ہین لہذا ہم عیارون کو کہ ہمارے بھائی ہین
ہین عیاری کرکے آپ کی خدمت مین لانا چاہتے ہین اور اس حال زیون سے رہنا انکا خدمت
سامر مین نہایت عار و ننگ جانتے ہین پس آپ کچھ مخفی ہوجائین تاکہ ہم عیاری کرین امیر نے
عرض انکی قبول فرمائی اور ایک خیمہ مین اندر بارگاہ سلیمانی کے آپکی شب عبادت کرنا مقرر
فرمایا سرہنگ وغیرہ یہ بندوبست کراکر پھر عیاری چلے اور قریب تمام لشکر لقا مین اُسجگہ کہ
جہان سوار ونکی بیڑی رہ آئے دیکھا کہ گھسیارے گھاس گھوڑونکے سامنے کھول کر اپنے گانونکی طرف

جاتے ہین انھون نے ایک گھسیارہ کو تجویز کرکے اُسکے ساتھ جنگل مین آکر جا بجا بہبودی کرکے اُسکی
صورت امیر کی ایسی بنائی اور پشارہ چادر عیاری مین باندھکر ایک تار مین رکھدیا اور آپ پھر
جانب لشکر لقا چلے اِس عرصہ مین بیلچہ کار فلک پشت چرخ سے کاہ شعاع لیکر جانب مغرب روانہ ہوا
اور کاہ کش ماہ کشت انجم سے گھاس کاٹنے پیدا ہوا کہ نظم چھپا جب اشہب گردون نکا اسوار ہ
پیادہ بنگئے سب نجم سیارہ تلاش سبات کی تھی سب کو ناگاہ دیکھ آئی شام لیکر مشعل ماہ رہ شام اُنھو
ہی جا ملک والو الفتح حسب الحکم سا در بہر عیاری تمثلوے اور پیادے وغیرہ حیلہ ہائے ناحق سے
چست ۔ چالاک ہوکر چلے جب ہی کنارے لشکر لقا کے پہونچے دیکھا کہ سرہنگ و نزک صحرا کی جانب
سے آتے ہین پس یہ ٹھہر گئے اور انھون نے بھی اونکو جانا از بسکہ اُنکی تلاش مین تو آئے ہی تھے فوراً
اوڑکر قریب آئے اور بہت ادب سے سلام کرکے ٹھہرے انھون نے پوچھا کہ کہو بھائی مزاج تو اچھا ہے آپ
کدھر آئے اُنھون نے کہا تمھارے پاس جاتے تھے تم راستہ مین ملگئے یہ متفکر ہوے کہ کیون خیر تو ہے اُنھون
نے کہا ہم نوکری حمزہ کی چھوڑکر اپنے وطن کو جاتے تھے تمکو بھی چاہا کہ دیکھ آئین بھائی ابتو حمزہ کو ایسا غرور ہ
ہوگیا ہے کہ وہ ناحق ہر ایک کو مارتا ہے گالیان دیتا ہے کل ہمکو بھی بہت مارا ہمنے نوکری چھوڑ دی
یہ ہماری حقیقت ہے اُنھون نے سارا ماجرا سنکر اُنکے اوپر افسوس کیا اور کہا تمنے خوب کیا جو نوکری چھوڑدی
ہمارے مالک پاس نوکری کرو بڑے آرام سے رہوگے اُنھون نے کہا نہین ہم اب اپنے گھر جائینگے
وہ بولے کہ نہین ہم مزدور تمکو اپنے ساتھ رکھین گے یہ کہکر باصرار تمام اپنے ہمراہ اُنکو لیکر چلے اور بڑے
گھر اُنکے رہنے کے لیے ملا ہے وہان لاکے شیرہ مین زینت و آرائش بہت سی شما ئل دیکھکر اُنکو
تعجب ہوا انکو مسند پر اُنھون نے بٹھایا اور کہا اب تم ہم مین ملگئے ہو اس سبب سے راز اپنا تمسے کہتے ہین ہم
حمزہ کے گرفتار کرنے کو جاتے ہین تم باطمینان تمام بیٹھو جب ہم اوسکو پکڑ لائینگے تو تمھارا مال اپنے
مالک سے کہکے تمام تمھارا لکھا دینگے یہ گوارا ہوے کہ بھائی تم حمزہ کے قید کرنے کو جاؤ کیونکہ تمکو
صورت بدلکر جانا ہوگا ہم جاتے ہین وہ لوگ ہمکو ابھی تمھارا شریک نہین جانتے ہین ہم پاسبانی
اُسکو بیہوش کرکے لائینگے یہ کہکر اوٹھے وہ بھی سمجھے کہ یہ سچ کہتے ہین اسوجہ سے چپ ہو رہے اور وہ
چلے اور جنگل مین آکر ٹھہرے رہے کچھ دیر گھسیارہ کو تو حمزہ بنا چکے تھے ہی بس تلوار پشتا و لگا
دوش پر لگایا اور حویلی مین اُنکے آئے اُنھون نے کہا بھائی لائے کہا ہان لیجیے لائے ہین بہت خوش ہوکر کہا

آپ ٹھہریے ہم اُسکو اپنے ملاک کو دیکر آتے ہین یہ کہکر وہ پشارہ اوٹھا کر خدام و خوان بارگاہ
تھا مین آئے یہان ابھی سویرا تھا دربار برخاست نہوا تھا بلا وغیرہ بیٹھے تھے کہ اونھونے پشارہ
لاکر سامنے رکھدیا اور کہا لیجیے ہم حمزہ کو بدحت تمام لائے اور دو بھائی ہمارے اور اکر شریک ہمارے
ہوے ہین اُنکی پرورش بھی سرکار کرین اسوقت اُنکی خاطر و مدارات کرنے اپنے خیمہ مین جاتے ہین
صبح کو مع اُنکے حاظر خدمت ہونگے یہ عرض کرکے اپنے خیمہ مین چلے آئے یہان شراب وکباب وغیرہ تو موجود
لدی گئے تھے سرہنگ و یزک نے جام مے بیہوشی آلود کر رکھے تھے جب یہ آئے کہا بھائی صاحب آپنے
شراب اُنھون نے کہا خوب ہم پی چکے ہین جب سے آپ گئے تھے اسوقت سے پی رہے تھے اب آپ پیجیے یہکر
جام بھر کر دیا وہ بے اندیشہ انجام پی گئے اور بیہوش ہوے اُنھون نے اُنکو کمند سے باندھکر چادر مین
لپیٹا اور پشارہ دش پر دونون نے رکھا اور اس خیال سے کہ در خیمہ پر ملازم وغیرہ اُنکے ہین شاید
شک کرین پس پشت کیطرف سے خیمہ چاک کرکے باہر نکلے اور اپنا راستہ لیا اور سر بارگاہ مین بلا نے
پشارہ سے امیر نقلی کو کھلوایا اور آہنگر بلاکر ہزار من کی قید جسم پر نپھا کر ہوشیار کیا جب آنکھ اُس گھیارے
نے کھلی اُس بارگاہ کی شوکت دیکھکر پہلے تو دنگ ہو گیا جب بیہوشی کا بلا نے پکار کر کہا کہ اے حمزہ ذرا
آنکھ کھولکر اپنی حقیقت دیکھ کہ کوئی گھر ہی مین قتل ہوا چاہتا ہے گھیارے نے مرنے کا جو نام سُنا
گھبرایا اور اپنے تئین غل در بحر مین بند ھا دیکھکر پکارا کہ گیان مورا کیا کسور ہے ان الفاظ کو سُنکر
بختیارک نے سلوات پڑھی اور کہا یہ حمزہ کبھی نہین ہے اسکا منہ گرم پانی سے دھلوا کر معلوم
ہو جائیگا جو کوئی ہوگا پس اسی وقت آب گرم سے ہاتھ منہ دھلوایا رنگ و روغن عیاری جاتا رہا خاصا
گھیارا نکل آیا اس نے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا مین کماس خانکے گھوریگا گھیارا ہون بلا کو یہ
سنکر غصہ آیا اور حکم دیا کہ چالاک کو لاؤ لوگ وہان جو گئے معلوم ہوا کہ وہ عیار آئے تھے وہ پکڑے
گئے یہی حال آکر سراسر سے بیان کر دیا اپنے اس گھیارہ کو تو چھوڑ دیا اور کہا عیارون کو وہ لیکے
ہین تو کیا ہوا انکا سحر کسی پر نہ اثریگا اور وہ تو پکڑے ہلاک ہو جائینگے یہ کہکر پھر آرام و راحت مین
سے غائب ہو گیا لقا بھی دربار برخاست کرکے خواب گاہ مین گیا اور سرہنگ و یزک
ان دونو کو خدمت امیر مین لائے اور زیادہ جو رات جا چکی تھی امیر مصروف طاعت رہے کبھی سلطان
دونون کا حال سُن کسلے قید کرا دیا چنانچہ عیار نے انکو قید پھاکر داخل زندان کیا اور آپ آرام پذیر ہوے

جیب طوق بالہ ماہ و زنجیر کمکشان جسم قیدی سے آزی اور حال امیر سیارگان روشن ہوا **نظم**

ہوا پیدا اجی شاہ چرخ اخضر	جلوس آسے کیا تخت سحر پر
ہوا جاری جہان مین شعلۂ نور	ضیا سے خانۂ عالم تھا معمور

دم سحر بادشاہ نامور و امیر داد گر بارگاہ سلیمانی مین آکر زیب دہ تخت و دنگل ہوے سردارونکے جنگل ہوے عیار حاضر ہوکر قصہ ثبینہ زبان پر لائے بادشاہ نے حکم حاضر کرنے **چالاک** وغیرہ کا دیا اس دنیا مین سیارہ وغیرہ جو عیاری کو گئے تھے ساحر تو غائب رہتے ہین عیاری کچھ نہ کرسکے پھر کر بارگاہ مین آئے اور حال گزشتہ **چالاک** وغیرہ سنکر امیر کی خدمت مین عرض پیرا ہوے کہ حضور بارگاہ عیاران مسحور کو آج نہ بلائین اور اسم اعظم پڑھکر انکا سحر نہ دفع فرمائین ہماری عیاری کو ملاحظہ کرین کہ ہم کیونکر اسی ساحر سے کہ جسنے انکو مسحور کیا ہے رو سحر کراتے ہین اور انشاء اللہ سرداران صید کو بھی رہا کرکے لاتے ہین کیونکہ ہم عیارون پر آنے ہی رست اندازی کی ہے تو ہمکو بھی چاہیے کہ اسکا عوض اپنی ہی فطرت سے کرین آپکو معین نہ بنائین امیر نے انکی جرات و ہمت پر آفرین کی اور عیارون کا بلانا موقوف رکھا سیارہ وہان سے اپنے اقرار کے پورا کرنے کو روانہ ہوا اور چونکہ صبح کو سب ساحر ظاہر ہوکر دربار مین اپنے خداوند کے آئے تھے اور ماہ جبادو پہ سالار لشکر ہے یا اپنے خیمہ مین سر انتظام فوج مشغول تھی کہ سیارہ صورت بدلے اسطرف آیا اور اندر جانیکی فکر مین تھا اتفاق سے ایک کنیز خدمتی ماہ کی خیمہ سے نکلی اور ایکطرف کسی کام کو چلی اسنے اشارے سے اسکو بلایا اور کہا عجب تماشا ہو رہا ہے جو سامنے پہاڑی ہے اسپر چڑھکر جو مین نے دیکھا تو صبا جادو الٹی ٹنگی معلوم دیتی ہین تم بھی چلکر دیکھو بروے ہوا تو وہ رہتی ہین کہین کوئی سانحہ آیا ہوا اور اونکا یہ حال بنایا ہو کنیز بیچاری کی عقل اس بیان کو مسخرا دندھی ہوئی اور اپنی راہ بھولکر دم مین آکر اسکے ساتھ چلی جب یہ کنارے لشکر کے اسکو لایا کہا دیکھو یہانسے بھی دکھائی دیتی ہین وہ لگی اوپر دیکھنے اسنے بیہوشی کا ہاتھ بھرا ہوا اسکے منھ پر پھیر دیا کہ وہ چیخنا مارکر بیہوش ہوگئی اسنے اسکو سناٹے کی جگہ پر لاکر ایک غار مین ڈال دیا اور پیرہن اوسکا لیکر رنگ رغن عیاری لگا کر شکل اسکے صورت کے شکل اپنی بنائی مسی ہونٹھون پہ لگا کر لائی جمائی بالون کو سمیٹ کر جوڑا باندھا ہلکا رنگا ہوا پیازی دوپٹا اوڑھا ہاتھون مین چاندی کی چوڑیان پہنین بجلیان چاندی کی ساڈی کانون مین ڈالین مسانولی صورت کان ملاحت مگپاس جراحت

دل عشاق دلبری مین طاق نبکر کہتے

سنوارے زلف پیچ و تاب در پیچ		کیا روغن سے ہو شبو کے معطر	
بنایا ہر گرہ کو مشک نافہ		ہوا اُسکے الم سے خشک نافہ	
وہ بینش رہو پرو آئینہ لیکر		لحد مین شاد تھی روح سکندر	
رقم آنکھون مین تھی سرمہ کی تحریر		شرابی کو کوئی دیتا ہے شیشہ	

وہانسے اُٹھلاتا مگر کولے کا عالم دکھاتا خیمۂ ماہ مین آیا اور سامنے اُسکے آتے ہی قہقہہ مار کر ہنسا اُسنے کہا مالزادی کچھ تو دیوانی ہوگئی ہی مین نے جسکام کو بھیجا تھا اُسکا حال تبلایہ تو ہنستی کیون ہی گئے ان باتونکے جواب مین پھر ایک ٹھٹھا مارا اور ایسا ہنسی کہ ہنسی تھمتی ہی نہ تھی پیٹ پکڑ لیا اور لوٹنا مارے ہنسی کے شروع کیا آنکھونمین فرط خندہ سے آنسو بھرے تھے اہا ہا ہا کا شور اور ہی ہی کی صدا بلند تھی ماہ بہت حیران تھی کہ کمبخت کیا زعفران کا کھیت دیکھ آئی ہی یا کچھ آسیب ہوگیا ہے کیا ماجرا ہی جو ہنسی جاتی ہی پس وہ غصہ سے گھڑکنے لگی کہ رنڈی حواس مین آہوش کی دوا کر یہ ٹھیٹھی مجھکو اچھی نہین معلوم دیتی سچ بتا تجھے اپنے دیدون کی قسم کہ کیون ہنستی ہے اسنے ہاتھ دکھا کر کہا کہ کاہیکو بتا یکن جو ہنسنے پڑا پایا ہی اُسنے شتاق ہو کر کہا دیکھین دیکھین ہنستی ہوئی بھاگی اور وہ پیچھے دوڑی کہ موئی شامت آئی ہی مارے جوتیون کے فرش کردونگی لو منڈی کا ئی نبڈ ور کو دن لگے ہین خدا کی شان کچھ پایا جو ہے تو ہسے بھاگتی ہی یہ کہتی ہوئی اُسکے پیچھے باہر جیسے کے آئی اور کہا قسم سامری کی اب جو بھاگی تو سحر کی بجلی گرا کر تجھکو جلا دونگی کنیز نے کہا حضور اتنی دور تو آپ آہی چکی ہین اور کچھ دور چلی آیئے تو مین ایسی ہین آپ کو دکھا دون یہ کہکر دور سے بلائین لین کہ میری اچھی بی بی مین تمھارے صدقے مین تمھارے واری تھوڑی دور اور چلی آیئے وہان بہت آدمی آتے جاتے ہین چیز چھین جائیگی اسنے اسلیے اسکے چھپانے اور احتیاط کرنے کو دیکھکر بڑا تعجب کیا اور بہت اشتیاق پیدا ہوا کہ نہین معلوم کیا اسنے پایا ہی جو ایسی باتین کرتی ہی یقین ہی کہ شادی مرگ ہو جائیگی پس دیکھنا ضرور چاہیئے اور اگر نایاب زمانہ کوئی چیز ہو تو اُسے لینا چاہیے کیونکہ لشکر خداوند کا اور اہل اسلام کا اترا ہوا ہی نہین معلوم کسی کا کیا گر گیا ہے جو اسنے پایا ہی پس یہ سوچکر ہمراہ کنیز نقلی صحرا مین آئی کنیز مذکور وہان آکر ٹھہری

پاس آکر بیوی کی بلائین لین کہ میری بیوی کسی سے ذکر نہ کرنا اس بلائین لینے مین ہا تو تو بیہوشی سے
بھرا ہی تھا ماہ چھینک مار کر بیہوش ہوگئی اِسنے ایک عار مین اُسکو بھی بند کیا اور آپ اُسکی صورت
بنکر لباس اسکا پہنکر اُس غار پر گیا کہ جسمین کنیز کو بند کر آیا تھا اور اُسکو کپڑے اُسکے پہنا کر ہوشیار
کر اپنی بی بی کو دیکھا پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسنے کہا تجھے عیار بیہوش کرکے ڈال گیا تھا مین نے
بند ور سحر تیرا حال دریافت کرکے آکر چھڑایا یہ کہکر اُسکو ہمراہ لیکر بارگاہ مین آکر بجاے ماہ بیٹھا کچھ دیر
مین بلار جادو نے چوبدار بھیجا کہ ماہ کو بلا لا کہنا کہ آج تم ہمارے پاس کیون نہین آئین چوبدار نے
آکر پیام اسکا دیا یہ سنکر چند کنیزون کے بارگاہ لقا مین گیا اور پاس بلا کے بیٹھا ہر صبح کی بابت
اُسکے ذکر عیارون کا چھیڑا بلا نے کہا چالاک وغیرہ کو عیار لے تو گئے ہین مگر وہ
پھر کسی طرح نہونگے بلکہ تڑپ تڑپ کر مر جائینگے ماہ نے کہا اے بلا یہ تم سچ کہتی ہو
مگر مین ایک بات سوچی ہون لینے انپر سے سحر اپنا اوتار لو تاکہ وہ قید مین ہلاک نہون
اور جب وہ ہوش مین آئینگے تو حمزہ اُنکو چھوڑ دے گا تم پھر ایسا سحر کرنا کہ وہ چھوٹتے
ہی تمہارے پاس چلے آئین قید مین اُنکو ہلاک کرانے سے کیا فائدہ ہر بلا کو یہ تقریر
پسند آئی کہا تم اچھی صلاح بتاتی ہو اوسکو تو یہ سخن پسند خاطر ہوا مگر نجمتیارک کہنے لگا کہ یہ
ماہ کو کیا ہو گیا ہی جو عیارون پر سے سحر دفع کراتی ہی منظنہ تو ہوا مگر بیساختہ منع نکر سکا اور نہ یہ
کہہ سکا کہ یہ ماہ نہین کوئی عیار ہے کیونکہ شاید میرا گمان غلط ہو غرضکہ بلا نے جب مشورہ ماہ سحر
پڑھکر دستک دی اور کہا اے چالاک و ابوالفتح اب تم اپنی حالت اصلی پر آجاؤ اور اطاعت
میری ترک کرو یہ کہنا تھا کہ وہان زندانین اُن دونون پر بیہوشی طاری ہوئی پھر جو ہوشیار ہوے
بیکارے کہ بھائیو ہمارا کیا قصور ہی جو ہمین قید کیا ہی عیارون کا در زندان پر پہرا تھا وہ صدا سنکر
قریب گئے اور سارا ماجرا مطلع ساحران ہوجانیکا اُنسے بیان کیا انھون نے کہا ہم ساحرون پر لاکھ
لاکھ لعنت کرتے ہین ہمکو چھوڑ دو عیارون نے خوش ہوکر رہا کر دیا اور بالی اسم اعظم دم کیا ہوا
اپنے پاس رکھتے تھے وہ اُنپر چھڑکا اور پلا بھی دیا پھر زندان سے نکالکر سامنے امیر کے لائے
وہ بھی خوش ہوے اور اُنکو خلعت دیے یہ بھی مکر مین عیاری کرنے کی چلے اور وہان بلد سحر
اوتروانے کے ماہ نقلی اپنی بارگاہ مین حیلۂ ورد سحر کرکے آئی جب یہ چلی آئی نجمتیارک نے کہا ای

بلا مجھکو یہ ماہ جاد و نہین معلوم ہوتی مین اسوقت لحاظ کیوجہ سے چپ ہو رہا اب تو اسکو بلوا
نگار سحر اوسپر ڈالیے بلا نے کہا ملک جی تمکو وہم بھی ہی اسنے کہا خیر مین وہمی سہی لیکن تم اُسکو
میری خاطر سے ایکبار اور بلا دیکھو نکہ عیشک وہ عیار ہی جب تو اُسنے سحر عیار نکا تمسے اوتر و
بلا نے کہا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہی یہ کہکر چوبدار سے حکم دیا کہ جا ملکہ ماہ سے کہنا کہ کھڑے کھ
ایک بات آکر سُن جاؤ مین کہنا بھول گیا تھا ضرور آؤ کہ بڑی مطلب کی بات ہی چوبدار جا کر بلا
لا دیا کیا ماہ نقلی نے کہا جاؤ عرض کرنا کہ حاضر ہوتی ہین چوبدار تو ادھر گیا یہان اسنے دل مے
تجویز کیا کہ تو ابھی تو ہو آیا تھا یہ مکر رجو بُلوایا ہی مقرر اسمین فتور ہی یہ سوچکر ایک کنیز کو پاس
بلایا اور سب کو ہٹا کر اس کنیز کو جیاب مار کر بیہوش کیا اور بہت جلد ماہ جاد کی ایسی صورت
بنائی اور اپنی صورت پر ایک چہرہ جوگیون کا ایسا لگا لگا چڑھایا کپڑے اُتار ڈالے لنگوٹا باندھ
اس کنیز کو ہوشیار کیا اُسکی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جوگی لنگوٹا مارے گنڈل کانون مین پڑے
آنکھون مین لال لال ڈورے داڑھی بڑھائے کھتور لگائے بیٹھا ہی اسنے اُسکو سلام کیا اُسنے
آئینہ نکالکر اُسکے ہاتھ مین دیا اور کہا اپنی صورت دیکھو تمکو یکایک سامری مین نے آکر ماہ جاد و بنایا اور
ماہ پر غضب سامری کا آیا وہ غائب ہین اب نہ آئینگی تمھین مالک ہوئین کنیز یہ سنکر خوش ہوئی جوگی
تو اوسمکو جلا گیا اور کنیز بیٹھی اور لوگون نے جو باہر خیمہ کے تھے جوگی کو جاتے دیکھا لیکن
کچھ ٹوکنا بغیر حکم مالک مناسب نہ سمجھے غرضکہ یہ تو نکل گیا اور دربان چوبدار نے جا کر عرض کیا
کہ آیا چاہتی ہین جب بہت عرصہ ہوا اور ماہ نہ گئی نجمتیارک نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہ وہ اور کوئی
صاحب ہین اب بھلا وہ کب ہاتھ آتے ہین اپنا کام کر گئے سحر اور تلوبا ایسے بلا عیارون نے تو
ملک مین دھم کر دیا ہی افراسیاب جب پریشان ہو گیا ہی تو تمھاری کیا اصل ہی اب بڑا
غضب یہ ہی کہ چالاک کو بھی وہ چھڑوا گیا اب وہ بھی عیاری کو آئیگا وہ بلا کا عیار ہی
اپنے مسحور ہونیکا بدلہ لیگا بلا نے کہا چالاک آئیگا تو پیس کے ماڑھا لونگا کیا کریگا لیکن ماہ
کے نہ آنے سے میرا جی دل کھٹکتا ہی اچھا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہی یہ کہکر جھولی سے اوراق کتاب
سحر سامری نکالے کیونکہ یہ سامر بڑا زبردست ہی بدین وجہ اسکے پاس بھی اوراق ہین پس اون ورقون
مین اُسنے دیکھا لیکن بقدر خدا اور کچھ نہ دیکھا صرف یہ غور کیا کہ ماہ کہان ہین اور یہ جو میرے

پاس آئی تھی یہ ماہ اصلی تھی یا عیار تھا اوس اورات مین کہلاکہ جو تیرے پاس آئی تھی یہ
ستیارہ عیار تھا اور ماہ اصلی فلان غار مین بیہوش پڑی ہے اور برہنہ ہے صرف ایک لنگوٹی
بند بھی ہے یہ دیکھکر اوسنے اورات تو رکھ لیے اور نجتیارک سے کہا واقعی آپ سچ فرماتے ہین
یہ عیار بد بلا ہین آفت زمانہ ہین کہ بیت سکھائین چرخ کہن بکر کی راہ + کرین شیطان گر کو
بھی گمراہ + نجتیارک نے کہا اب جسطرح ممکن ہو فریب فقرہ کرکے ماہ کو کہ اصل ہین عیار ہے
یہان بلوائیے اور ایک گونسہ کا مارنیے تاکہ کام اُسکا تمام ہو جائے جب اس کام سے فارغ ہو لیجیے
تو چلکر ماہ اصلی کو تلاش کیجیے اور اگر پہلے اسکو نکالنے چلیے گا تو عیار مذکور بچ جائیگا اسکو
یہ رائے پسند آئی اور چوبدار بھیجکر روانہ کیا کہ جاکر ماہ سے کہے کہ تم اگر کسی کام مین ہو تو مین خود
آتا ہون یا ایک لمحہ کے لیے تم ہو جاؤ شہر ناسین چلی جانا چوبدار حسب الحکم روانہ ہوا اور جاکر
جاکر ماہ کو دیا اسکو جانے مین کیا عذر تھا کیونکہ اصل مین یہ کنیز ہی پس ہمراہ چوبدار اٹھکر روانہ
ہوئی اوسطرف تو یہ چلی اودھر جالاک و ابو الفتح جو عیاری کے لیے روانہ ہوے تھے
صورت اپنی فراش و خدمتگار کی ایسی بناکر داخل بارگاہ ہوے اس اثنا مین ماہ یعنی کنیز پہونچی
پس اُسکے سامنے پہونچتے ہی بلا نے اس خیال سے کہ یہ عیار ہے بھاگ بجائے ایک گونسہ لاقولادی جسکا
مارا کہ ماہ نقلی کے سینے پر پڑا اور وہ بھی غافل تھی اسوجہ سے روک نہ سکی گونسا سینہ توڑ کر پشت کے
پار نکل گیا اور علامت مرگ ساحرہ پیدا ہوئی نجتیارک گھبراکر کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ اے بلا تجھے
قتل کرنے مین جلدی کی عیار اتنا جلد مرنا نہین چاہتے دیکھو وہ نہ ہلاک ہوے یہ کوئی اور تھا اور
تو یہ شیطان تسخر کرتا تھا ادھر کنیز کے بیسر غل مچا رہے تھے اور آواز آتی تھی کہ افسوس ہے مارا گیا جادو
کو یہ نہ جانکر بلا کے ہوش اڑ گئے کہ واقعی یہ کنیز خاص ملکہ ماہ کی قتل ہوئی عیار نہ مارا گیا نجتیارک کہ
رہا تھا کہ وہ ایسے ہی ہین کہ انکی الا بلا لیکر ایسی نوبتین بہت مرجاتی ہین وہ بھلا مرنا کیا جانین ایسا
سبق تو وہ پڑھے نہین یہ کتاب تو انکی نگاہ سے نہین گذری کہ زندگی پر حرف انکے آئے کہان مرنا کہان
وہ منتر تو نکا مرگ سے اور ہمسے فاصلہ رہتا ہے جو ایسی ہی وہ مرجا یا کرین تو سامنے دنکو کون مارے نظم

کبھی موت اپنی آتے ہی نہ دیکھی	ہزارون ساحرونکی جان لے گی
وہ ہین جینے کے نسبت مین سیانے	بلا کو ہین وہ بہتر قتل اعدا

بلا اُسکے گھبرانے سے ایسا گھبرایا کہ چاہا کہ غائب ہو جاؤن اور سوچتا تھا کہ یہ کیا طلسمات ہو
گمان یہ تھا کہ عیار نے ماہ کو غار مین ڈالدیا ہو اور آپ اوسکی صورت بنکر بیٹھا ہو یہان عیار کے
عوض کنیز نکل کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا ماجرا ہو کیا کنیز عیارون سے ملگئی تھی پھر پہلین معلوم کہ اسنے صورت
کیونکر بدلی اور اُسے کیا پڑی تھی جو عیارون پر سے سحر اتروا دی یہ اسی سوچ مین تھا کہ چالاک جو
خدمتگار نیا کھڑا تھا اُسنے ایک دھول ہاتھ پھونک کر اُسکے سر پر لگائی اور کہا ابے سوچتا کیا ہو بس حرامزادے
والدالحرام شیطان ابن الشیطان بختیارک بے ایمان نے تیری کنیز کو اسوقت قتل کرایا یہ تقریر سُنکر
اور دھپ کھا کر بلا چاہتا تھا کہ سنبھلے چالاک سر اچکہ فرا کر نکل گیا اور بختیارک پکارا کہ بہت تیرے
کی بہت ساری بگھارتا تھا مبارک باشد پہلی دھپ ہی اس دھپ پڑنے سے گویا نجات ہوگئی مرشد زادہ کا
ہاتھ سر تک پہونچا سرفراز ہوے سر ہو رہو کر یہ سر منکور نظر ہو چکا ایک دن نذر کرنا ہوگا بلا بہت گھبرایا اور
لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند یہ کیا معرکہ ہو اس حرص سحر اے بیخبر دی نے کہا کہ مین اپنی تیزگی کلک
قدرت کا تماشا دیکھتا ہون اے بندہ نجس تیری سمجھ مین نہ آئیگا اور تیرا اعتقاد فاسد ہو گیا ہو جلد بادا
تمام سجدہ کرا اسنے سجدہ کیا اسوقت اُسنے کہا کہ تو نے عیارونکی نسبت غرور بہت کیا اوسکو تو آیندہ میرا نہ
سمجھا تھا پس اُنکی حقیقت نہ سمجھنے سے اوسنین کو مین نے تجھپر غالب کر دیا کس لیے کہ وہ بھی میرے پیارے
بندے ہین جب تو مین اُنکو غارت نہین کرتا ہون اور اُنکے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہون اب خبردار
اُنکو حقیر نہ سمجھنا یہ تقریر سُنکر اسنے توبہ کی اور بختیارک نے کہا ای بلا اب چلو ماہ کو تو نارسے نکال لاہین
اسنے کہا اچھا چلو یہ کہکر روانہ ہوا بختیارک آگے آگے اور یہ پیچھے پیچھے چلا یہ تو اس فکر مین دونون چلے مگر
طرفہ تماشا یہ ہوا کہ سیارہ جو ماہ کنیز کو بنا کر آپ جوگی بنکر نکلا تو سیدھا اوسی غار پر آیا کہ جہان ماہ کو
بند کرآیا تھا اور اُسکو اس خیال سے کہ حال کنیز کا ظاہر ضرور ہوگا اور تلاش ماہ کی ضرور ہوگی جب پتا
نہ پائیگا تو بلا اپنے سحر سے دریافت کریگا کہ ماہ نار مین ہی پس وہ یہان اسکو نکالنے آئیگا چنانچہ تم کچھ دیر
ٹھہرے رہو تاکہ وہ سحر سے حال ماہ دریافت کرلے پھر اس غار مین ماہ بنکر تم پر رہو اور عیاری کرو یہ
تجویز کرکے کچھ دیر ٹھہر کر غار سے ماہ کو نکالکر ایک درخت پر چڑھکر کسی شاخ سے چوٹی آڑ مین باندھ دیا اور اوسکی
صورت بنکر اسی طرح سے بر نہ لنگوٹی باندھ کر غار مین جا کر اپنے تئین مثل بیہوشون کے بنا کر پڑا وہان حال ماہ پہلے
ہی بلا دریافت کر چکا تھا اُسکے ٹھہرنے کی کچھ ضرورت نہ تھی اب جو یہ غار مین ٹھہرا وہ تو پہل ہی چکا تھا

کچھ فرسہ اُسکو سہرے ہوئے نگاہ کرتا تھا کہ وہ آپہونچا اور ماہ سمجھ کر اُسکو غار سے نکالا دیکھا کہ برہنہ
بدن ہر بیہوشی سے خستہ تن ہوا اسنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب ماہ نقلی کی آنکھ کھلی پوچھا کہ کیا ماجرا
ہوا اُسنے سب حال بیان کیا اور اُسکو لیکر چلا اور از بسکہ وہ برہنہ تھی اسوجہ سے بارگاہ خداوندیں نہ گئی
اپنے خیمہ مین آئی بختیارک نے کہا مین جاکر خداوند سے خوشخبری سناتا ہون اے ماہ کپڑے بدلکر تم
بھی آؤ اُسنے کہا چھالبس شیطان تو چلا گیا اور بلا بیٹھا رہا ماہ نقلی نے پوشاک منگا کر پہنی اور موقع
جو پایا چاہا کہ بلا کو مار ڈالون لیکن براہ مکر گھبرا کر گویا ہوا کہ کیا بلا کے عیار ہین یہ غضب دیکھو کہ میرا یہ حال
اسنون نے کیا اب مجھے پکا شک پیدا ہوا کہ کہین تمکو ای بلا وہ آکر بیہوش نہ پلا دین اور ہلاک کرین اِسنے کہا
یون تو میرے لیئے جو نہ ہو وہ تھوڑا ہے مین غرور نہین کرتا ہون کہ خداوند کے خلاف ہر گز آتنا جانتا ہون
کہ عیار مجکو بیہوشی اگر پلائے تو سحر کے بیر پینے مجھے نہ دین اور کسیطرح مین بیہوش نہون وہ اگر کوئی
مجکو ضرب لگائے تو نیچے سحر کے ہاتھ اُسکا پکڑ لین سیارہ نے جو یہ باتین سنین دلسے کہا خوب ہوا جو
مین نے اُسکو بیہوشی اسوقت نہ دی مین تو حال میرا ظاہر ہو جاتا اب اور کوئی تدبیر کرنا چاہیئے یہ سوچکر
دوسرا مکر پھیلایا یعنے چہرہ غضبناک بناکر کہا اے بلا مجھکو تو اسوقت وہ غصہ ہے کہ جی چاہتا ہر سب
مسلمانون کو بلاکر بعوض اپنی ذلت کے ابھی قتل کرون یا اپنی جان دون اور ان عیارون کے ٹکڑے
اوڑا دون اُسنے کہا اے ماہ صبر کرو خداوند کی تقدیر پر سب کام محول ہین ابھی مرضی یہی مرضی
خداوند کی نہین ہر کہ مسلمان قتل ہون اسنے کہا اگر سبکو قتل کرنا ممکن نہین تو وہ مسلمان جو قید
ہو چکے ہین اُنکو تو میرے حوالے کرو تاکہ اُنکو ہلاک کرکے اپنا دل غمگین شاد کرون ورنہ فرط رنج
سے مین اپنی جان دونگی یہ کہکر ایسا رو دی اور فعل لائی کہ بلا بیچین ہو گیا اور کہا اے ملکہ تم روتی
کیون ہو مین قید نکالے دیتا ہون یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی کہ فلان کیطرف سے اسی طرح
گھوڑے پر سوار علمشاہ وغیرہ جملہ سرداران مقید اتر آئے سحر سے بیحس و حرکت تھے
اُسنے کہا لو انکے سر کاٹو ماہ نقلی نے کہا کہ اپنا سحر اپنے سے دفع کرو کہ مین اُنکو پہاڑ پر
لیجاکر بلندی پر سے نیچے گرا دون کہ چور چور ہو جائین یہان اُنکی حمایت کو ایسا نہو کہ حمزہ
آجائے اسنے اُسکی خاطر سے سحر بھی دفع کیا کیونکہ غار سے اُسکو نکال لایا تھا کہ دغا کرے تو
اُسکی نسبت تھا نہین بس قید اُسکے حوالے کی یہ پاسے ان قیدیونکے گیا اور ظاہر مین جو زبان

او ر پہونچتے وقت جب منہ قریب لایا چپکے سے کہا مین سیارہ ہون تم سبکو چھڑانے آیا ہون کچھ بولنا
نہین ورنہ پھر گرفتار ہو جاؤگے قیدی سحر اترنے سے آمادہ بجنگ و جدال ہوے تھے اُسکے کہنے
سے خاموش ہو رہے اور یہ ان سبکو لیکر خیمے سے نکلا جب پنج لشکر مین پہونچا اودھر سے نجتیارک
جو پہلے گیا تھا آتا تھا اُسنے دیکھا کہ ماہ سب قیدیونکو لیے جاتی ہے یہ دیکھکر پچا را کہ اے ماہ انھین کہان
لیے جاتی ہو اُسنے ایک رقعہ بکالکر چپکے سے اُسکو دیا کہ ملک جی یہ رقعہ ہمارا خداوند پاس لیجاؤ
اور جواب لیکر جلد تر آؤ یہ جو سامنے پہاڑ ہے مین وہان ان سبکو لیجا کر تمھارا انتظار کرونگی
تم آؤ گے تو انکو قتل کرونگی راہ مین اس رقعہ کو نہ کھولنا ورنہ دغا پاؤ گے نجتیارک کو اسپر
کچھ شک تو غبار سا ہوا مگر سمجھا کہ یہ جو عیار ہوتا تو سردار کو چھوڑ کر اس طرح چپکے نہ چلے جاتے سحر
اور ترنے سے لڑنے لگتے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک سحر ماہ مین گرفتار ہین پھر سوچا کہ ماہ بیعیار
ہے اور اُسنے کہدیا ہو کہ چپکے رہنا شاید اسوجہ سے سب خاموش ہون پس انکو روکنا چاہیے پھر
خیال مین آیا کہ تو اکیلا ہے ایسا نہو سردار تجھ کو مار ڈالین یہ سمجھکر رقعہ لیکر پھرا اودھر
تمام سرداروں کو سیارہ اپنے لشکر مین لایا اور چالاک وغیرہ بھی امیر کے آئے سردار آکر
آداب بجا لائے ہر ایک سے ملے امیر نے خلعت فاخرہ سبکو دیے سیارہ کو خلعت و انعام
سے نہال کیا پھر حکم آغاز ہونے و جلسے مسرت کا دیا ناچ ہونے لگا یہان تو یہ خوشی ہی لیکن
سیارہ پھر چلا کہ ماہ جو درخت پر بندھی ہے اوسکو اُتار کر پھر غار مین ڈالدون تاکہ میرے
دھوکے سے شاید ساحر آکر اُسکو مار ڈالین غرضکہ وہان سے صحرا مین آکر ماہ اصلی کو درخت سے
اوتارا اور اسی غار مین کہ جس مین پہلے اُسکو رکھا تھا لایا مگر اتنے عرصے مین نجتیارک نے
رقعہ خود پڑھا اور ہنستا ہوا خیمہ ماہ مین گیا دیکھا ہوا انتظار کر رہا تھا کہ سردارونکو قتل کرکے
ماہ آتی ہو گی کہ یہ پہونچا اور کہا آؤ یہان اکیلے بیٹھے کیا کرتے ہو آخر سردارونکو ہاتھ سے کھو بیٹھے اُسنے
کہا کیون کچھ تو کہا کیا خاک کہین چلو خداوند کے پاس سب کھل جائیگا بلا گھبرایا ہوا سا نے لگا کے آیا
نجتیارک نے وہ رقعہ پیش کیا کہ خداوندا سے ملاحظہ فرمائین مرشد زلوے دے گئے ہین اُس مردود نے کہا
تو ہی پڑھکر سنا اُسنے آواز بلند پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے میمون بادۂ نکبت وای خنزیر بیداے
خواری و ذلت ان سحر کرنے والون کو اپنے یہان سے نکالدے اپنے سر سے ہمارے گزند

پہونچانے کی بلا ٹالدے نہین تو وہ روز بد میرے ہاتھ سے دیکھے گا کہ کبھی کا ہے کو کسی دشمن نے دیکھا ہوگا مسمی سیارہ بن عمر سب سردارین مچھرالے گیا یہ مضمون سُنکر لقمان نے کہا واقعی ان عیارون کو ملنے السی ہی قدرت دی ہے جیسا کہ وہ تحریر کرتے ہین یہی ہونے والا ہے بلا یہ تقریر سُنکر گھبرایا اور کہا یا خداوند یہ آپ کیا فرماتے ہین لقمان نے کہا مابدولت سچ فرماتے ہین غرور تیرا تجکو خراب کرے گا اسنے کہا مین کبر کو اب دلمین جگہہ نہ دونگا اس مردود نے جواب دیا تو ہم تجکو سب پر غالب کرینگے بلا کو اس کلمے سے فی الجملہ تسکین ہوئی لیکن ایسا خوفناک تھا کہ سحر پڑھکر اپنی بہن صبا کو طلب کیا وہ بروے ہوا رہتی ہی اُسکے سحر کرنیسے بارگاہ مین اتر آئی دیکھا کہ بھائی میرا گھبرایا ہوا ہے پس اُسکو پریشان دیکھکر قریب آکر بیٹھی اور کہا جانی بھیا کیون خیر تو ہے تم اور درس کیون ہوا اسنے سارا ماجرا عیارون کا اس سے بیان کیا اسنے حال سُنکر بہت کچھ تسلی اُسکو دی اور کہا تم گھبراؤ نہین مین مقابلہ کرکے کام ان عیارونکا تمام کرونگی اور جلد اہل اسلام کا خاتمہ کرکے خداوند کی خدائی کا رخنہ مٹا دونگی اچھا ہی جانی بھیا انبود ملیچ کہ ماہ کو عیارنے کہان رکھا ہے اسنے اُسکے کہنے سے پھر اوراق نکالکر دیکھا معلوم ہوا کہ پہلے درخت سے باندھا تھا اب وہان سے اُتار کر غار مین لیگیا ہے یہ دیکھکر صبا سے کہا اُسنے کہا ایسے مین چلو اون عیارکو بھی پکڑلین اور ماہ کو بھی رہا کرین اُسنے کہا اچھا چلو پس بزور سحر دونون اڑکر چلے مگر سیارہ غار مین ماہ کو رکھکر اور وہن غار پر کمند لگا کر حلقہ بائے کمند خس پوش کرکے غار سے نکلا تھا کہ یہ آکر پہونچے سیارہ اُنکو دیکھکر بھاگا اور درہ کوہ مین چلا گیا اُنھون نے جاتے دیکھکر فرط خوف سے سحر بھی نہ کیا اور غار مین آکر جھانکا دیکھا کہ ماہ بیہوش پڑے ہی یہ دیکھکر بلا جیسے ہی غار مین اترا کمند مین پھنسکر گولا لاٹھی ہو کر گرا اور سنبھلا کہ تجکو عیار نے پکڑا پس ایسا بدحواس ہوا کہ چیخنے لگا ارے بیوی بہن دوڑو مجکو مارے ڈالتا ہے صبا بھی اُسکے چیخنے سے گھبرا گئی لیکن اِدھر اُدھر دیکھکر کچھ اپنے سحر پڑھا کہ کمند جلگئی اور بلا جو چھوٹا سیدھا ہوکر بھاگا صبا بھی مارے خوف کے غار مین نہ گئی مگر ایک پنجہ بھیجا کہ وہ جاکر ماہ کو لے آیا یہ اُسکو لیکر بلا کے پاس بارگاہ مین آئی اور کہا اوراق مین دیکھو تو کہ یہ اصلی ماہ ہے یا نہین اسنے پھر اوراق مین دیکھا معلوم ہوا کہ یہ اصلی ہے کچھ خوف نہ کرو جب یہ دیکھ لیا تو ماہ کو ہوشیار کیا لباس سنگار پہنایا اور سارا ماجرا اس سے بیان

کیا بختیارک نے سب کیفیت کمند مین پھنسنے کی سنکر کہا کہ ای بلا بڑی خیر ہوئی کہ تم بچ آئے غنیمت سمجھو بیشک وہ اس غار کے کسی کوتہ مین ہونگے یہی بلا ٹل گئی کہ ایک ہاتھ خنجر کا نہ اونھون نے رسید کیا صبا نے کہا ملک جی تم اور دھکا کے مارے ڈالتے ہو وہ ہوا عیار حقیقت کتھا کہ میرے سامنے سے بھاگ گیا اگر ٹھہر جاتا تو مار ہی ڈالتی شیطان نے کہا ایک تو غرور کرنیکی سزا پا چکے ہین اب تم باقی ہو دیکھو وہ یہان کہین ہونگے سنینگے تو ناک کاٹ لینگے صبا نے یہ کلمہ سنکر جھلا کر کہا کہ اچھا اب میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ کہ مین سب مسلمانون کا خاتمہ کردون یہ کہکر مصروف میخواری ہوئی چنانچہ اس ہنگامہ مین وہ دن تو گذر ہی چکا تھا اور ماہ آسمانی بصورت نورانی نار تیرہ ظلمت سے نکلا اور ریختارہ نور لیکر آفتاب غار مغرب مین گیا کہ ابیات

ہجوم شام نے گیسو کو کھولا		تصور مین تھا ہون کو جو تولا	
بہت تھا بخت عاشق سی بھی تاریک		بشکل قصد آ پہونچا وہ نزدیک	

ندائے طبل جنگ بیدرنگ لشکر ساحران مین بلند ہوئی عیاران بانام و ننگ خدمت شاہزادی جنگ مین خاطر ہو کر دعائے درگاہ دولت بہزار عجز و منت بجا لائے اور عرض پیرا کہ نظم

ملک بارگاہا ملک درگہا		شہنشاہ عالم ہین تیرے گدا	
سنا ہے کہ پھر سا حرنا بکار		کرینگے بوقت سحر کارزار	

یہ خبر سنکر ادھر بھی طبل جنگ پر چوٹ پڑی دل ترک فلک مین ہلچل پڑی بہادرون نے ہتھیارون کی آراستگی شروع کی لشکر اسلام مین دربار سے سردار اور ٹھکانے اپنے مقام پر آئے اسطرف بلاد صبا دونون غائب ہو گئے مگر بلا سے اجازت آراستگی لشکر لیکر ماہ خیمہ مین آئی لیکن عیاران لشکر اسلام آجکی رات کو پھر بہر قتل ساحران چلے سیارہ بھی درہ کوہ سے نکلکر ہر سمت پھرتا ہوا لشکر لقا مین آیا لقا طبل بجنے سے دربار برخاست کر چکا تھا بختیارک اپنے خیمہ سے برآمد ہو کر اپنے خیمے کو جاتا تھا اور خدمتگارون سے کہتا جاتا تھا کہ جو کوئی غیر شخص تمھارے پاس آئے اسکو پکڑ لینا سیارہ نے جو یہ سامان دیکھا تو ایک مشعل کسوت سے گودڑ بھا لکر بنائی اور اسکو روشن کرکے خیمے کے قریب آکر ملک جی کے منھ سے وہ مشعل لگانا چاہی خدمتگار دوڑے کہ یہان یہان کیا کرتا ہے بختیارک نے پہچان کر کہا ارے انکو نہ گرفتار کرو یہ ہمارے پرانے نوکر ہین دادا جی وکت ہے

خادم چلے آتے ہین خدمتگار یہ سنکر پیچھے ہٹے اور برا بھلا کہنے لگے کہ کیا مرا مزادہ یہ شیطان ہے کہ
آپ ہی تو کہتا تھا بہو کوئی ملے گرفتار کرنا اب اونکو اپنا بزرگ بتاتا ہی اودھر سیاہ رو نے کہا ملکہ جی
ہماری گرفتاری کے لیے ملازمونے تاکید کرتے تھے اُسنے ہاتھ باندھے کہ میری کیا مجال وہ شخص آوے جسکے
غلام بلکہ غلام کا غلام ہی ایسی باتین کرتے ہوے خیمے تک پہونچے بلکہ خیمے مین اتر کر گئے یہ بھی سانولیا
اُسنے بہنست تمام عرض کیا کہ آج میرے جان بچلی یا خدا اپنے کہا کیونکر جان بچگی کہ ہمکو ان ساحرون نے پریشان
کر رکھا ہے ان ساحرون کو نکالدو تو جان بچے اسنے کہا مرشد زادے چاہین آپ مارڈالین یہ کام میرے
اختیار مین نہین ہے یہ کہکر کنعیتان زرد جواہر کی اور تحفہ جات بیشمار پیشکش کیے اور منت بہت کی سیاہ
بھی سمجھا کر ساحر کو نکالنے مین یہ بے بس ہے بس زرد جواہر لیکر وہان سے روانہ ہوا یہ تو ادھر سے
چلا اُدھر کلیا و عراقی جو داخل لشکر صدر ہوا قریب بارگاہ ماہ آیا اس بارگاہ کے قریب خیمے
اساد ہین اور اون مین آبدارخانہ توشک خانہ وغیرہ ماہ کا ہے اسنے دیکھا کہ ایک خیمہ مین آبدارخانہ
کے داروغہ آرام کر رہی ہے یہ دیکھتے ہی اسنے صورت اپنی مثل عورت کے بنائی اور اس خیمہ مین
گیا دیکھا تو سب سونے ہین یہ آہستہ آہستہ آبدارخانہ کی داروغہ کے پلنگ پاس گیا اور اوسکے مُنھ پر بیہوشی
ملکر بیہوش کرکے اُسکو تو زیر پلنگ ڈالا آپ پلنگ پر بیٹھکر لباس اُسکا اُتار کر پہنا اور اسکی سی صورت
بنکر لیٹ رہا بعد کچھ دیر کے دہانے اُٹھکر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا تو ماہ بیٹھی انتظام فوج کر رہی ہی یہ بھی
شہزادہ ماہ نے کچھ عرصہ مین اب خاصہ طلب کیا یہ لپکا اور خیمہ مین آکر گلاس مین پانی برف کا جھلا
بھر کر تھالی جوڑ مین لگا کر پانی مین بیہوشی ملا کر سامنے اُسکے لایا اسنے اسکو بیگانہ غضب دیکھا اسنے
جانا کہ یہ تجکو پہچان گئی بس ہاتھ اسکا جام آب سامنے کرتے وقت ٹھہرا گیا اسنے جب تو نہ پہچانا تھا ہاتھ
ٹھہرانے سے پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہے بس سحر پڑھکر پھونکا کہ پاؤن اُسکے زمین نے پکڑ لیے اور غلغلہ ہوا
کہ عیار پکڑا گیا بخشیا ملک کیطرف سے سیارہ پھرا ہوا اسطرف آیا تھا اسنے بھی یہ غوغا سنا اور
خیال کیا کہ نہین معلوم کونسا ہمارا جانی گرفتار ہوا ہے چلکر اسکو چھڑانا چاہیے یہ سمجھکر علیحدہ جاکر
صورت اپنی مثل بلا دیو کے بنائی اسیطرح جھولا سحر کا گلے مین ڈالا جواہرات کے بت ہاتھ مین
باندھے زوغن وہ لگایا کہ کان اُنکو ناک سے شعلہ آتش کے نکلتے معلوم ہوتے تھے رنگ چہرے کا
بہت سیاہ بنایا کلاہ مروارید نگار سر پر رکھکر جوڑا باندھا انڈوی سر پر رکھی اس صورت پر بھر قریب

بارگاہ ماہ آکر اسطرح جست کی کہ بیچ صحن مین آکر گرا ماہ اور حاضرین دربار نے جو اسکو دیکھا سمجھے
کہ بلا جو غائب رہتا ہے اسوقت روے ہوا سے اتر آیا ہی بس یہ سمجھکر مع ماہ سب نے اٹھکے تعظیم دی اور
تسلیم کی یہ قریب ماہ کے جاکر بیٹھا اور کہا اسوقت مجھکو سحر نے خبر دی کہ عیار تمھارے یہان آیا ہے
پس مین آگر آیا کہ ایسا نہو تمکو کچھ ضرر پہونچے اسنے کہا حضور کی پرورش میرے حال پر ہوئی
آپ میرا خیال نہ کیجیے تو اور کون رکھے آپ کے اقبال سے ابھی اس عیار کو پکڑ لیا دیکھیے وہ سامنے
بیٹھا کھڑا ہے یہ سنکر اسنے جانب عیار نہ کو دیکھا اور اٹھکر بغضب تمام ایک طمانچہ اسکے مارا اور کہا
او ناعیار دیکھ تو مین کس حال خراب سے تجکو مارتا ہون بظاہر تو وہ طمانچہ بڑے زور سے پڑا مگر خیال
پر بہت ہلکا معلوم ہوا کلیا دسمجھا کہ یہ بلا نہین کوئی میرا بھائی عیار ہے پس اسکو بہت اطمینان
ہوا کہ اب مین رہا ہو جاؤنگا یہ تو اس فکر مین تھا کہ بلا رنقلی نے ماہ سے کہا کہ میاں یہان آکر تمکو
اس عیار کے چھڑانے کے لیے پریشان کرینگے ایسے مین اس عیار کو اپنے ہمراہ بالاے ہوا
لیے جاتا ہون رات بھر قید رکھکر صبح کو قتل کرونگا اور سر لیتا آونگا ماہ نے یہ سنکر اپنا سحر اتار
تھا اور کہا اچھا ایسا ہی ہے اسنے اٹھکر ایک ہار پھولون کا دکھلا نیکی راہ سے کلیا دکو نچھایا ایسے کہ
ماہ سمجھے اسنے عیار کو سحر کر لیا غرض بعد اس تدبیر کے اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر بارگاہ کے لایا اور بلند
کیا کہ ارے او تجھہ ماہ تجکو لازم ہے کہ یہانسے چل جا نہیں شیارہ اگر یہان ٹھہرے تو وہ مینھ مارون گا کہ
تو بھی یاد کریگی ماہ یہ نعرہ سنکر پیچھے دوڑی دونون عیار مثل برق دہاہ کے نکل گئے اور یہ ساحرہ
اول مرتبہ زک پا چکی تھی آگے نہ بڑھی اور پھر کر اپنی حفاظت کے لیے ایک بیضۂ سحر پڑھکر زمین پر
مارا زمین سے دھوان نکلکر گرد بارگاہ ایک دیوار سیاہ کھنچ گئی اب کوئی بغیر اجازت ماہ بارگاہ مین
جا کے ممکن نہین یہ انتظام کرکے ماہ تو بارگاہ مین بیٹھی اور عیار بھی جب اندر بارگاہ کے نجا سکے
مجبور ہو کر اپنے لشکر مین آئے لشکر مین تیاری ضرب حرب تھی بہادر تن رہے تھے نوجوان بن رہے
تھے اسلحہ کی بلند جھنکار تھی تلوار کی تیز دھار تھی گزر سر بلندی پر آمادہ مستعد جنگ ہر ایک سوار و
پیادہ اسی ہنگامہ مین وہ رات بسر ہوئی علامت آمد سحر ہوئی جسم و ہر پرے بلاے تیرگی دور
ہوئی سحر خنداں اور مسرور ہوئی کہ بموجب آیات

نکل آئی صبا سے مہد بالکل	کھلے چہچہے ہنسے گلشن مین پھر گل

تمر نے پھر لباس شب اوتارا	ہوا روشن سحر کا پھر ستارا

دم سحر لشکران جنگ جو آمد خسرو زرین لباس بارگاہ مشرق سے معلوم کرکے توسنہاے سبز رنگ پر سوار ہو کر دار صحراے جدال ہوے سبزۂ ملک مرکبوں پر رشک کرتا بہرام چنگ کو ڈراخوف تھا مختصر یہ کہ بہادر مادہ قتال ہوے امیر با اقبال سلاح تن پر سجکر ہزاران جاہ وجلال اشقر پر سوار ہو کر جلوخانہ شہنشاہ رستم فعال پر آئے سرداروں نے انتظام مقدم شاہ مین دیدہ جانب دریزاے نا گاہ گلہاے تشریف آوری گلبن شہریاری نے مشام نتظران معطر فرمایا جمال شاہی نے چشم مشتاقان مین نور بخشا دندہ چراغ افسر کو تحمل سواری نے نرگس آساحیران بنایا ہر سردار لبسان شایع بار دار بہر تسلیم جھکا چنانچہ شاہی سے نسیم قبول نے اہتزاز پایا تخت کے گرد رنگ بلبدن گلستان شجاعت سبز ہو کر گلگون صبا شتاب سبنے بڑھائے فتح وظفر نے پرچم اقبال اڑائے ڈنکے بادل کیطرح گرجے ہتھیار برق کردار چمکنے لگے امیر کا اشقر مہیب دکھاتا فوج کے آگے اسطرح چلا کہ برق و شعلہ کا بھی اسکی تڑپ پر رشک سے دل جلا یہ حال اسکا تھا کہ نظم

کہا پاس اس رخش کو راسطے کہتے ہین ہم	خاک کی جا باد تند ہو اسکے قالب مین بھری
اسکے آگے اسپ خسرو کی حقیقت کچھ نہین	اس فرس مین اک برق بیتاب ہی اوسمین خرمی
تاز یانے کے برابر ہے اسے نار نگاہ	اسکے راکب کے اشارون پر ہے اسکی گھڈری

برابر برابر امیر کے جانشین انکا دار اسلطنت بہدو ستان بعد علم وشان فیل بیمثل مبارک پر سوار جو انا نو لاکھ ہندی کا بھی ہمراہ تھا ترک و رسامان تھا ہاتھی ایسا صاحب شکوہ و شان تھا کہ فیل فلک اسپر قربان تھا ہر چند سرچوکا کر شباہت اپنی شکل اسکے بناتا تھا مگر نکر نہ کھاتا نظم

تمام ظلمات اسکے سایہ سے عالم مین ہو	سب دندان کی اگر اسکی نہو جلوہ گری
سایہ اس پیل کہان کا خیمہ کا ہی پیشہ تھا	کیست کرتی پاندنی ڈر ہی نہو ہما چہری
خیمہا بالاے سر ہے کیا ہی قم گویا تنک کا	آسمان پر ہے ہلال عید کی جلوہ گری

سیطرح فرما چکی صلم چکے پیچے انکے تڑپتے پیر دن کی سیاہی چھائی کالی گھٹا آئی سیاہ دل بادل کیطرح میدان بنر مین پہونچی اسطرف سے آمد لشکر حریف ہوئی لقا کا ہاتھی طلب لشکر مین آکر قائم ہوا بلاد صبا و شتاب اس طرح بنگلے مین بیٹھے ہوے آئے شاہ پیہ سالار زر دما پر سوار ہو کر

گروہ ساحران نابکار ایک سمت اکر ٹھہری صفین آراستہ ہوئین بعد درستی جملہ امور جنگ ماہ بے نام
ذنگ نے بلاسے کہا کہ آج میرا ارادہ مقابلہ کا ہی اسنے اجازت اسکو دی یہ متوجہ اژدر اژدر اکر سامنے تخت
تھا کے آئی اور اوس بیچارے سے بھی اجازت چاہی اوسے بھی رخصت دی اسنے رخ جانب میدان کیا
اور وسط میدان مین پہونچکر نعرہ مارکر لاے فرقہ مسلمانان آج مین طبقہ الٹے دیتی ہون اور تمھارے
لشکر مین اکر تمھین بیکو بجال خواب نتل کرتی ہون یہ کہکر اژدر بڑھاکر کنارے صف لشکر اسلام کیجا کر
اژدر ہے کے سر پر ایک ترسول مارکہ وہ ستر گز کا ہو گیا اور شعلے اسنے مثل قعر بلال کے کھولا شعلے
اگ کے منہ سے نکلنے لگے درجہنم ظاہر تھا کہ کمل گیا اس اژدر نے دم مین لشکر کے آدمی کھینچکر
سو سو ایک ہی بار اسکے دہن مین سما گئے غلغلہ عظیم برپا ہوا صفوفین درہمی درہمی ہوئی بہادر
چار سمت سے مرکب بڑھاکر تیغین علم کرکے جانب ساحرہ چلے لیکن حرارت آتش دہن اژدر سے
جلے پکنے لگے شور و واویلا بلند ہوا امیر نے یہ ہنگامہ دیکھکر اسم اعظم الٰہی ورد زبان کیا اور اژدر
پر دم کیا اور ترسول مارا اس ساحرہ نے اپکو دیکھکر اپر ایک ترسول اژدر پر مارا کہ وہ اژدر اس توجہ کو لیکر
زمین مین سما گیا امیر اسکو فائے دیکھکر رہ گئے لیکن جس جگہ کہ وہ ساحر زمین مین غرق ہوئی تھی شعلہ آتش
وہان سے نکلنے لگے اور لشکر کے آدمی سو سو دو دو سو غرق زمین ہونے لگے اس زندہ درگور ہونے سے غلغلہ
پھر عظیم برپا ہوا اور کئی ہزار آدمی بیموجب زمین ہوئے اسوقت امیر مرکب اڑا کر اپنے تئین قریب اس مقام کے
پہونچایا اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ یک وہ ساحرہ اس اژدر شعلہ فشان زمین سے نکلی اژدر کا قد اب
سو گز کا تھا اور ساحرہ بھی آنکھین لال لال کیے منہ سے شعلے چھوڑتی مہیب صورت بنائے بال زمین
تک لٹکائے ظاہر ہوئی اور ترسول پکڑکر امیر پر حملہ کیا آپنے حملہ اسکا رد کرکے نعرہ اللہ اکبر
بلند فرمایا اور اسم اعظم دم کرکے تلوار پر عقرب سلیمانی کا ہاتھ اسکے سر بخش پر لگایا برکت اسمای الٰہی
سے تلوار نے ایسا کاٹا کہ اس اژدر و ساحرہ کے چار ٹکڑے ہوے غلغلہ قیامت خیز برپا ہوا آندھی
لے دنیا اندھیری کردی آگ برسنے لگی بیدین نے غل مچائی کہ منحوس ہی مارا ماہ بادو کو اس ہنگامہ کو
دیکھکر بلا اور صبا وغیرہ نے ایک نعرہ آہ مارا اور فوج ساحران کو للکارا کہ بان لینا اس مسلمان کو
ساحر حملہ آور ہوے بختیارک نے دن سے اس معرکہ کو دیکھکر غور کیا کہ اس گرمی مین بلا وغیرہ قتل ہو جائینگے
کیونکہ اسکو غصہ بہت ہے اور حمزہ مالک باطل السحر ہے وہ ایک کو بھی زندہ نہ رکھیگا لہذا بتنگ خلوت اکر ان سبکو

بچا چاہیے یہ سمجھ کر افسران لشکر کو انہے بھی حکم عام کر دیا کہ تمام سنجانی و باختری و شنزی حصاری و
دورکوہی اور سلیمانی گرگانی جمشیدی کینہ مرتی تیر و تلوار و گرز وغیرہ سے کام لینے لگے نیزہ داروں نے
دست قتال نیستان بنا دیا تیر افگنوں نے مینھ برسایا امیر اور سرداران لشکر اسلام بھی سینہ سپر کر کے
عدو کو روز بد دکھانے لگے پنجلے ہاتھ تلواروں کے بڑھ بڑھ کر گرگانے لگے جو بہادر کہ رزم کو بزم سمجھتے تھے
جان و نیا ان کے نزدیک کھیل تھا تیغ کو انکی سر و گردنے دشمن کے میل تھا جانبازی انکی بازی تھی بہم
شمشیر سے دمبادمی تھی صبا ہوے شمشیر زنی فراش تھی بچھی ہوئی لاش پر لاش تھی پیمان ہستی قطع ہو کر
دن کا بھوتا تھا زندگی کا ہر ایک کہ رہا تھا تار نفس کی ڈوریاں کہی تھیں خیمہ جسد ویران تھے اہل بزم
پریشان تھے ڈھالیں ابر کی طرح چھائیں تھیں یا شامیانہ تھا تار شعاع شمشیر کی چمک کا ایسا اجتماع تھا
کہ کلاہتوں کی ڈوریاں آفتابگیر کی تھیں قص بسمل نے کیفیتیں دکھائیں کہ **ابیات**

بر آمد بہ خورشید گرد سیاہ	ندیدہ کس از گرد خورشید و ماہ
شد آن جا دو سے رشت زیبا کہ تن	بنزدیک سران سر انجمن
سپہدار اسلام چون نیل مست	ہمی گشت شان و ہمیگرد پست
غریوے بر آورد بر سان شیر	بے دشمن آورد چون گور زیر
بہ لشکر گہہ دشمن اندر فتاد	پر اندر گیسا آتش تیز و باد

ساحودن نے ہر جہہ ہر سمت سے طرح طرح کی آفت برپا کی یعنے آگ برسائی پہاڑ اڑکر دھاڑے
مارو عقرب برسائے اژدر صحرا سے بلا کر لڑائے مگر ببرکت ہم اعظم اہل اسلام ان بلا و نسے محفوظ
رہے اور قتل کرتے جانب لقا چلے امیر جانب سامران بڑھے بختیارک نے یہ دیکھکر طبل بازگشت
بجوا دیا امیر نا چار پھرے ادھر ہی خیل آسائش پر خوب تہہ ہی خوبین پھر کر پڑاؤ پر آئین امیر نے
لاشین اپنے لشکر کے مقتولون کی اٹھائین پھر بارگاہ مین تشریف لائے زخمیون کے ٹانکے دوا در بار
برخاست ہوا ہر ایک سردار اپنے اپنے مقام پر جاکر معروف عیش و نشاط ہوے بادشاہ بھی داخل شبستان
ہوے یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن اسطرف بلا نے لاشہ ماہ آغوا یا بہت کچھ اسکے مرنیکا غم کیا پھر
بارگاہ لقا مین آیا وہان حوتاب و صبا بھی موجود تھین وہ بھی غم ظاہر کرنے لگین بختیارک
کو انسے کمال فکر و خود کن فکر ہوگا دکھن ایکدن اسی طرح تم سب خوابگاہ عدم مین جاکر سو رہوگے عالم ارواح مین

رودگے ساحرون نے متفق اللفظ اسکے قول کی تائید کی حسّاب جادو نے بھی کہا کہ ملک بن آپ سچ فرماتے ہین بغیر اسم اعظم بھولائے حمزہ سے کوئی لڑ نہین سکتا اچھا آجکی رات مین ایک سحر تیار کرتی ہون اگر اس سحر سے بھی کچھ نہوا تو اسم اعظم کی تدبیر کرونگی یہ کہکر کچھ دیر بیٹھی رہی جب وقت آیا کہ آفتاب مغرب پر ماہ آسمان لبان ساحران سوار ہوا اور مرگ ساحر روز سے عالم مین اندھیرا چھایا نظم

مے غم سے جسکا جو ساغر شام	تو پہنی شب نے پوخاک سیہ فام
کیا شب نے چراغ ماہ روشن	ڈھلا دن کی جسکے تار وتنکا جو بن

حسّاب بارگاہ سے اوٹھکر اڑی اور حوالی کوہ عقیق مین پہونچکر ایک چشمہ کے کنارے اتری پہلے اس چشمہ مین پہلے نہائی پھر کنارے آکر برنجی تھالی مین ایک چومک جلائی اپنے خون سے چھینٹے اس چومک کی لو پر دینے لگی اور سحر پڑھتی تھی دوپہر رات تک اسیطرح افسون خوان رہی بلکہ نصف شب تین دستکیں زور زور دیکر نا چنے لگی ناگاہ اس چومک کی لو تھرا کر تیز ہوئی اور ایک شیطان خبیث نے اسمین سے منہ نکال کر پوچھا کہ کیا کہتی ہے اسنے کہا مجکو منظور ہے کہ مسلمانون کو آپس مین لڑوا دون اور ایک کو دوسرے کے ہاتھ سے قتل کراؤن شیطان نے جواب دیا کہ یہ کچھ مشکل نہین جا ایسا ہی ہوگا اسنے کہا حمزہ افسر لشکر مسلمانان رد سحر پڑھتا ہے اسکا کیا علاج آپنے سوچا ہے اُسنے بیان کیا کہ جب حمزہ ان لڑنے والون کے قریب رد سحر کرنے آئیگا تو گرد پیدا ہوگی وہ لڑتے لڑتے اوسمین غائب ہو جائینگے حمزہ پھر انکو نہ پائیگا اُسنے کہا پھر وہ لوگ کہان جائینگے اسنے جواب دیا کہ ہم قید کرلائینگے ساحرہ ان باتون سے بہت خوش ہوئی اور اس شیطان کو اپنا خون جسم کاٹ کر پلایا اور رخصت کیا کہ وہ غائب ہوگیا اسنے بہت سے دانے ماش کے لو پر سے چومک کے اتار لیے اور چومک بجھا کر غائب ہوگئی بروے ہوا اپنے بھائی بلا پاس آکر سوئی جب ساحر روزگار سے آفتاب کی چومک چشمہ فلک کے کنارے جلائی اور حوادث دہر نے شیطان نیکر خنجر اران مال دنیا کی صورت دکھائی کہ بیت ہوئی پھر صبح تابان روشنی بارہ ہوئی نظر سے پھر شب تارہ وقت سحر تھا اکر بارگاہ مین تخت پر بیٹھا در بار عام ہوا ساحر بھی روے ہوا سے بارگاہ مین اوتر آئے جیسے سرزمین دنیا پر سے سایہ اترا یا فتنہ دہر مین پیدا ہوا اسطرح ظاہر ہوکر زنگل پر بیٹھے ناچ ہونیکا حکم دیا دن عیش و عشرت مین بسر کیا جب اندھیرا ہوت کیطرح عالم

چڑھا اور عامل روز فیلقہ آفتاب کھا کر کنارہ کر گیا اور شب کی پیرزادی نے ہندسجات انجم کا نقش خطوط کہکشاں کھینچکر جبرا کہ بموجب نظم

اودھر افسون گیون ہی صدا دن شام	پڑا ہر سمج مین گردن پہ کہرام
ستارے بین رہے تھے دانۂ اشک	زبان برسہ کی تھا افسانہ اشک

عنقا بنے شام ہوتے ہی حکم نوا خت طبل نگارہ و نقارہ پر چوب پڑی یہ ہنگامہ مچا کر بموجب ملفوظہ

صدا سے طبل سے پانی ہوئے کان	ندا آئی کہ اب ہستی ہی باطل
لگے کہنے بہادر ہنس کے یہ بول	سہانے ہین بہت یہ دردکے ڈھول

خبر کوس حرب بجنے کی گوش حق نیوش شاہ اسلام مین پہونچی ایدھر بھی یہ حال ہوا کہ بموجب ملفوظہ

بجا فوج اسلام مین طبل جنگ	پڑا چرخ مین چرخ فیروزہ رنگ
دہل زن دہل زد بہ تحسین او	بہ بین و بین او دین او دین او
شجاعت شعاران رستم خصال	ہوے مستعد بہر جنگ جدال

تیاری جنگ دونون جانب آغاز ہوئی طائر خیال مبارزان کو جانب صحرائے جلادت طاقت پرواز ہوے ہوائے حوصلہ شجاعت نشان تہموری کو ہوا کر دیا نیا گل کھلا یا گلشن ہستی مین نہال قامت کے قطع ہونیکا وقت قریب آیا دامنی عجیب بہار تھی کہ فوج آبیاری آہن کرنے پر تیار تھی نیزے حدیقہ ارجمندی کے سرو پا شمشاد تھے خانہ کمان آباد تھے تینین سان پر چڑھنے سے شعلہ فشان تھین یا نخل چنار سے گرتی چنگاریان تھین لال بلبلون کے سیاہی مزج دردی سے لالہ احمر ریاض شجاعت یا گل بوستان بسالت تھے نوجونکی نگرانی کے آنکھین چار سو لگی تھین تختۂ نرگس گلزار بہادر مین ہوا تھا سرو باغ غبار دل کا بگولا تھا ہر مان بلبلین زمزمہ پرداز تھین یا نقیب بولتے تھے مزج ارمان بیکار پر تولتے تھے جو پڑتی جمی تھی مہندی کی مٹی نظر آتی تھی قزلباہر ایک شبو تھا گل عباس طرح کیصورت ہو بہو تھا مرکب سب نسیم رو صبا شتاب تھے پسر کے پھول تھے یا تختہ سوسن کے قریب کھلے گل گلاب تھے نوجوان لبان جوانان گلشن تن رہے تھے افسر پر ایک شمشاد قامت زیور اسلحہ سنگار عروس بن رہے تھے جو شیل و نوجوار جمنستان جوانی کے سرو صنوبر تھے پھلدار نخل تیغ و خنجر تھے لال لال آنکھین سپاہیون کی گل کی رنگت دکھاتین تیا مشتاقیتین

نظر آئین صرصر حادثہ تا اس بوستان سے وزان تھی یہ صورت نمایان تھی کہ **ملوفہ**

وہ سب گلستان شجاعت کے گل	برنگ خاروخس یہ کرتے تھے غل
کہ ہان اے جوانان گلزار رزم	سمجھنا تم اس رزم کو جاے بزم
کہین سان پر تیغ تھی شعلہ بار	کہ ہو جیسے گلشن مین نخل چنار
کسی جا زمین پر تھے نیزے گڑے	شجاعت شعار انکے نیچے کھڑے
یہ ظاہر تھا جیسے غیستان مین شیر	پے صید بپھرے ہین ہو کر دلیر

رات بھر یہی ہوا ے تند گلستان لشکر مین چلتی رہی جب گل خورشید نسیم سحری نے کھلایا اور گلشن کو اکلب افلاک دستبرد خزان ہوا کہ **موجب نظم**

ہوا طے جسگھڑی میدان شب کا	صف مشرق سے اسپ مہر چمکا
ہوئی مسدود راہ کہکشان صاف	ہوا اک بار دے آسمان صاف

رایت نصرت آیات نوج ظفر موج شہنشاہ آسمان درایت بصد شوکت وجلال بہرجنگ وجدال جانب میدان بڑھا میرزا اقبال نے مع سرداران رستم خصال سے مسجد سے آکر جلوخانہ بادشاہی مین قرار لیا شاہ قوی بال برآمد ہو کر جانب رزمگاہ چلے سردار تسلیم کرکے گرد تخت شاہی ہوکر **ملوفہ**

چلے جانب رزمگہ بادشہ	زمین وزمان مین پڑا زلزلہ
پڑی کوس شاہی پہ چوب یکبار	جہان مین ہوا شور حشر آشکار
بہادر ہنرمند عالی گہر	سجے تن پہ تلوار و تیر و تبر
بڑے کروفر سے بڑی آن سے	ہوے داخل رزمگہ شان سے

میدان مین پہونچکر صفین جبین اسطرف سے آمد لشکر **لقا** رب بقا ہوئی ساحرین **بلاوصبا** نیگلے مین بیٹھے ہوے محتاب اثر در پر سوار ساحرون کے پرے ہمراہ لیے آئی لشکر نے صف باندھی قلب مین تخت ہاتھیون پر کھجا ہوا لقا کا مٹھر نقیب **لقا** رے لڑکیت پکارے کہ **موجب ملوفہ**

کہ سرہین شجاعان نام آوران	کہان ہین وہ جنگ اور وتیغران
لڑائی مین جانین لڑادین ذرا	کہ ہست جانین گے نام رہجاے گا

جب گل اختتام میدان ہو چکا مہتاب بے قریب تخت خداوندی اکر خطیب سرور بطلب کی **لقا**

لقمانے اجازت دی بختیار کہے کہا ماہ کیطرح اسے کلام تم بھی جانب ملک عدم جانیمین عجلت نہ کرنا جو ہم کہیمین واہ ری رخشنی وہ تجھیہ کلام سنکر ہنسی اور کہا ملک جی آجکی لڑائی تماہل دیکھنے کے ہے یہ کہکر اڑدھا بڑھا کر کچھ دور گئے جاکر پکاری کہ اے قاسم و علشاہ تم دونون پڑے لڑنے دہے مگر کبھی آپسمین باپ بیٹے نہین لڑے اب مثل رستم و سہراب باہم لڑکر مرجاؤ تمام اس معرکہ مین عجب کیا یہ صدا سنتے ہی قاسم و علشاہ کہ صف دست چپ مین ایک ہی مقام پر کھڑے تھے اسارہ پہ فساد ہوے علشاہ نے قاسم کو للکارا کہ ادب تو ہمیشہ مجلو گھورتا ہے اور رہریات مین کمتو چڑھتا ہے قاسم نے بجواب اُسکے نہیب دی کہ مین رتبہ پدری کا پاس کرتا تھا اسوجہ سے آپکا راکڑ اجواب نہ تھا اب مین تلوار کے آگے کچھ باپ دادا کا لحاظ نہ کرونگا زیادہ بولوگے تو زبان تینغ سے جواب دونگا یہ سنکر علشاہ تیغہ کپتان فرنگی کھینچکر اسپر چلے قاسم نے بھی بلارک کو افراسیاب کی نیام سے لیا دونون صف لشکر سے باہر ہوے اور لڑنے لگے مبفنا تا شمشیر زنی کا شروع ہوا اسمیں اسلام ہان ہان کرکے چھڑانے بڑھے اور پکارے کہ اے دلاورو کیا کرتے ہوے قدم راہ مردت سے خلاف دھرتے ہو خبردار فساد باہم نہ کرو یہ کہتے ہین اور کچھ کرنہین سکتے اسوقت امیر مرکب بڑھاکر اسم اعظم پڑھتے ہوے پہنچے اور کمند انداز دنکو بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ کمند مین مارکر انکو اسیر کرو ادھر سے کمند انداز چلے ادھر سے امیر بڑھے لیکن کوئی قریب انکے پہونچا تھا کہ صحرا کیطرف آندھی آئی اور ایسی جلد کہ یہ آئی یہ آئی قریب آکر غبار نے ان دونون لڑنے والون کو چھپا لیا امیر نے اس آندھی پر اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ خاک برباد فنا اڑگئی لیکن نگاہ جو کی لاش قاسم و علشاہ کی پڑی تھی صورت نہ تھا خاک مین ملی تھی آنکھین حسرت آلود کھلی تھین باپ کی تلوار بیٹے پر پڑی ہے بیٹے کی تلوار نے باپ کی جان لی ہے یہ دیکھکر امیر نے چاہا کہ گریبان پھاڑین فرط غم سے سر پر خاک ڈالین مگر میدان جنگ مین کھڑے تھے غیرت شجاعت دامن نہ کردیدہ دلے اشک گریہ پاک کرنے گلے تا لے ضبط کرنے سے گلا گھونٹا آنسو بے ساختہ نکل پڑے لشکر مین بھی کہرام بپا ہوا کوئی کہتا تھا کہ بیت سد آلمگر کسنے اس عالم مین پایا ٭ زمین سے آسمان تک ہر دو ٹھایا ٭ کوئی کہتا تھا بیت یہ تازہ دیگئے ہین داغ دلکو ٭ بنایا آہ لالہ باغ دل کو ٭ اسیطرح یہ سب تو مصروف نالہ و شیون تھے کہ اس قبہ مہتاب نے پھر پکارکر کہا کہ اے

لندھور سے مالک بھلا دیکھوں تو تم دونوں کیونکر باہم مقابلہ کرتے ہو کیونکہ تم دونو جانشین حمزہ ہو یقین ہے کہ خوب لڑتے ہو گے اتنا کہتے ہی لندھور نے مالک کی طرف للکار کر نعرہ کیا کہ اے ماجھی ریگ بیابان شمار سوسمار خوار عربی تو ہمیشہ بنگاہ کج مجکو دیکھتا ہے آج آتو میرے مقابلہ مین مالک سے یہ نہیب شکر جواب پایا کہ اگر بندی چیتی خورد لم قدے تو لڑنا کیا جانے یہ کہا مادیان عربی کو صف سے نکالا اُدھر سے فیل میمونہ کو لندھور نے ہولا امیر ہان ہان کرکے چلے اور اپنا لشکر کی صف درست کی جبتک یہ جائین اسوقت تک وہ دونون لڑنے لگے اتنے نیزہ مارا اتنے گرز مارا دونون نے ضربین رد کرکے جنگ مردانہ آغاز کی اس عرصہ مین امیر قریب پہونچے اور ایک طرف سے بجلم بادشاہ کمند انداز اگرے لیکن ویسی ہی آندھی بہت جلد آئی اور دامن گردنے بدان دامن آغوش مادران پروردگان مہد شجاعت وتہوری کو چھپالیا امیر نے قریب پہونچکر اسم اعظم پڑھا کہ وہ آندھی تو تھمی لیکن ان دونون کی نظر چڑی عیاذ باللہ پھر تو طاقت ضبط باقی نرہی بے اختیار انا للہ وانا الیہ راجعون ارشاد کیا اور کہا کہ بیت فلک دیکھا ابھی کیا کیا کہ تو داغ چلے گا دل تو دیکھا آج بود اغ + یہ تو اس عالم مین بچے کہ ساحرہ ہنسکر بآواز بلند کہا اے فرامرز وجہور تم دونون بڑے بہادر کہلاتے ہو کہ پسر خواندہ حمزہ ہو چاہیے کہ باہم لڑکر مرجاؤ اپنا نام کرجاؤ یہ آواز سنتے ہی امیر چلے کہ مین پہلے ہی سے جاکر ان دونون کو روکون اور اسم اعظم پڑھون لیکن ایک صف دست چپ مین دوسرا دست راست مین تھا اور تخت شاہی سے ملکر صفین آراستہ تھین امیر کو بہت دور لاشہ لندھور وغیرہ پر گریان تھے ان دونون کے پاس جلد پہونچ نہ سکے اور وہ صف سے نکلکر لڑنے لگے جہور کا تیر زرین فرامرز پر پڑا دونون شیر بیشہ شجاعت مین مرنے رد کرکے باہم گتھ گئے امیر قریب پہونچے اسوقت غبار زمین سے پیدا ہوا اور ان دونون نوردیدگان مردمک ولاوری کو مار گرایا امیر نے جو دیکھا تو لاشہ اونکا نظر آیا بحر اشک تلاطم چشم سے بہایا دست تاسف ملے اور فرمایا کہ بیت نیا یہ تیر تنے دل پہ مارا جو نہین ہے جبر کا اب مجکو یارا + اب تو مصروف نوحہ وشیون تھے کہ مہتاب نے اب کی پکارا کہ اے سندر ویل اصفہانی وای مہلیل جناب عراقی تمہارے زخم بھی قابل دید تھی بان لڑو تو آپسمین

یہ سنکر مندول و مہلیل صف لشکر سے نکلے اور ہمکلام ہوکے باہم لڑنے لگے اور دل گرد مین چھپکر مردہ ہوے امیر روتے رہے ساحرہ نے اسیطرح دس پندرہ جوڑ لڑا لے یہان تک کہ دن تمام ہوا اور غبار تاریکی شام ظلام نے مبارز فلک کو یعنے نیر جہانتاب کو چھپایا اور روشن مثل شمع کشتہ ساحرہ شب نظر آیا کہ نظم

او د اسی شام پر چھائی ہوئی تھی	ستارون پر بلا آئی ہوئی تھی
چراغ ماہ تھا وہ روشنی بانٹا	نظر آتے نہ تھے وان نجم سیار

مہتاب نے طبل بازگشت بجوا دیا اور پکار کر کہا کہ اے لشکر مسلمانان اگر تمنے میرے خاوند کی اطاعت نہ کی تو صبح کو چراغ ہستی تمھارا گل کردونگی دشت لاشون سے بھر دونگی خبردار انکار نکرنا ورنہ سزا اپنی کنارین دیکھوگے یہ کہکر پھری امیر بھی بخیدہ خاطر مراجعت فرما ہوے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا تھا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا صحبت نشاط برپا ہوئی لشکر اسلام مین ہر شخص فرط غم سے افسانہ حیرت و حسرت بر زبان تھا سراسر غم کا سامان تھا امیر نے بارگاہ مین آکر خواجہ زادونکو بلایا اور حال گشتگان لشکر استفسار فرمایا خواجہ زادون نے قرعہ پھینکا خوض و غور فرمایا لنظرات ثوابت و سیارگان کو دیکھکر سر اوٹھایا اور عرض کیا کہ اے شہریار سرفراز آپکے قید مین مبتلا ہین یہ سب پتلہاے سحر ہین جو قتل کیے گئے ہین انکو پھنکوا دیجیے اور جو امتحان ہمارے قول کا کرنا ہو تو کسی پتلے پر ہمارے سامنے دم فرمایئے حال معلوم ہو جائیگا امیر نے ایسا ہی کیا پتلے ماش کے آٹے کے تھے غرض انکو پھنکوا دیا اور خواجہ زادونکو خلعت دیکر رخصت فرمایا عیار سیارہ وغیرہ فکر مین عیاری کی چلے دربار برخاست ہوا سردار خواب گاہ مین گئے بادشاہ داخل بستان ہوے چالاک نے امیر سے عرض کیا کہ میرا جی تو یہ آتا ہے کہ آج جاکر یا تو اپنی جان دیتا ہون یا مہتاب کو قتل کرتا ہون یہ کہکر بانہ ہاے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا ابوالفتح نے جو اسکو جاتے دیکھا آپ بھی ہمراہ ہوا اور دونون کنار لشکر حریف پہونچکر صورت خدمتگار کی ایسی بیکر داخل لشکر ہوے یہان دیکھا تو بڑی گہما گہمی ہے دکانین کھلین سپاہ تمام مصروف خوری ہے ہر سمت سامان عیش و نشاط ہے ساحرون مین انجمن بنساط ہے ناچ ہر مقام پر ہو رہا ہے ہر شخص فتح کی خوشی کر رہا ہے بستر پر سپاہیون کے یارون کا مجمع ہے شراب کا دور چلتا ہے یہ دونون عیار باہم مشورہ پاکر

ہوے کہ ایک ہم مین سے بارگاہ لقا مین جائے اور دوسرا باہر شہر سے اسلئے لاندوا پر خدانخواستہ
کچھ آفت آئے تو یہ اوسکی اعانت کرے غرضکہ یہ صلاح کرکے چالاک نے ابوالفتح کو باہر چھوڑا اور
آپ اندر گیا یہان بھی سامان عشرت نظر آیا مہتاب مع اپنے بھائی وغیرہ کے محفل پر جلوہ فرماتی
محفل انبساط برپا تھی نجمتیارک شیطنت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے ملکہ مہتاب روشنی تمھاری
رات بھر کی ہے یہ رات تمپر بھاری نظر آتی ہے مرشدزادے آتے ہونگے وہ سارا فروغ مٹا دینگے
یہ چاندسی صورت خاک مین ملا دینگے مہتاب یہ باتین سنکر ہنس رہی ہے چالاک جاکر کیفیت سنکر
ایک جگہ ٹھہر کر دیکھنے لگا کہ شیطان نے پھر ساحرہ کو میاروں کا خوف دلایا اسنے زیر لب کچھ بڑبڑایا
تو ایک بچہ پیدا ہوا کہ ہاتھ خاصدان لیے تھا وہ خاصدان روبرو سے ساحرہ لایا اسنے ایک گلوری
اسمین سے اٹھائی اب اوس بچہ نے صورت ایک چیونٹے کی پیدا کی اور کان مین اُسکے کچھ کہا
چالاک سمجھا کہ تیر اذکر یہ کر رہا ہے بھاگ جا پھر سمجھا کہ جوتری جانب یہ کچھ اشارہ بن کر اسوقت
بھاگنا چاہیے یہ سمجھکر ٹھہرا تھا کہ ساحرہ چیونٹے سے کہہ چکا تھا کہ عیار کھڑا ہے اسنے دانہ ماش کا پھینکا کہ
اواز دی کہ اے زمین بگیر چالاک کے پانون زمین نے پکڑ لیے اُسنے گرفتار کرا کر سامنے بلایا
اور کہا سچ بتا کہ تو کون ہے چالاک نے اپنا نام بتلایا اور کہا مین تماشا دیکھنے آیا تھا کوئی
خطا تیری نہین کی تھی جو تو نے گرفتار کرلیا مین ہمیشہ جمال خداوندی دیکھنے اُس بارگاہ مین
آیا کرتا ہون علاوہ اسکے ہم لوگون کا ستانا اچھا نہین نجمتیارک یہ تقریر سنکر سمجھا کہ ایسا نہو
خوف زدہ ہوکر ساحرہ اسکو چھوڑ دے بس اسنے کہا مرشدزادے یہ بغیر قتل کیے عیار کو چھوڑتی نہین اور
اتنو ماہ جادو کا اُنکو بدلا لینا ہے ہمارا کچھ اسمین بس نہ چلیگا اور نہ ہم اس مقدمہ مین بولینگے
یہ کہکر ساحرہ سے کہا کہ اے ملکہ مرغ سر بریدہ بانگ نمیدہد آپ اُنکو وہ راہ بتلایئے کہ اب
یہان یہ نہ آسکین ساحرہ اُسکے کلام کو سمجھی کہ درپردہ اُسکے قتل کو کہتا ہے بس عازم قتل عیار مذکور کے اور
لقا سے کہا کہ یا خداوند مین اس عیار کو اپنے خیمے مین لیجاکر سر کاٹکر اسکا اسکا آتی ہون ابھی
اسکے معین اور عیار آجائینگے اور فساد برپا کرینگے یہ کہکر اوٹھی اور چالاک کو لیکر چلی مگر غلغلہ
گرفتاری عیار مذکور جو بلند ہوا ابوالفتح جو ہر بارگاہ کے تھا یہ خبر سنکر اندر آیا اور نجمتیارک کے
پاس شب شہر اجساحرہ چالاک کو لیکر چلی کہ خنجر کی نوک نجمتیارک مین چبھو دی کہ اسنے گھبراکر چلا

کیا اور اسکی جانب دیکھا اُسنے کانین جھک کر کہا کہ ملکہ جی آج تمھاری قضا آگئی دیکھو میرا خنجر
کیسا برّان ہی ملکہ جی نے جلدی یہ تقریر سُنکر عرض کیا کہ یا حضرت میری کیا خطا ہی اسنے کہا حرامزادی
تو ہی تو اشتعالک ساحرہ کو بہر قتل عیار دیتا ہے اے بایمان خود اگر میرے بھائی کا ایک بار رویان
بھی میسلا ہوا تو تیرا حلوا بکاؤنگا بہتر یہ ہی کہ اُسکو قید سے چھڑا دے ملک جی نے جی کڑا کرکے کہا کہ
آپ اس معاملے مین دخل نہ کیجیے قتل ہو جانے دیجیے پھر جیسا ہوگا دیکھ لیجیے گا ابو الفتح کو یہ سُنکر
ایسا غصہ آیا کہ تھرانے لگا اور خنجر کھینچکر پکارا کہ او قزاق قضا ہی تیری آگئی پس جیسے ہی اسنے خنجر کھینچا
ساحرون اور سب اہل بارگاہ نے دیکھا چاہا کہ گرفتار کرین مگر شیطان سمجھا کہ مین قتل ہو جاؤنگا اور
بالفرض کہ بسبب سحر کے اُسوقت اس عیار کا خنجر دفعتہ مجھپر نہ پڑے گا لیکن اور عیار مجھکو زندہ نہ رکھینگے
پس یہ سمجھکر ہر شخص سے مانع ہوا کہ خبردار کسیے کوئی نہ ملاحم ہوا اور سب کو روک کر آپ عرض پیرا ہوا
کہ حضور جو فرمائین مین بجا لاؤن ابو الفتح نے یہ آواز کسنا مناسب نہ جانا آہستہ سے کانین
کہا کہ اے فسادی جلد اوٹھکر ساحرہ کے پاس چل اور اس سے کہہ کہ اس عیار کو قتل نہ کیجیے قید
فرمائیے شیطان نے کہا بہت خوب پھر یہ کہکر اوٹھا چونکہ ساحرہ **چالاک** اس عرصہ مین اپنے
خیمے مین لائی تھی اور قتل کیا چاہتی تھی کہ یہ شیطان جا کر پہونچا اور پکارا کہ اے ملکہ مہتاب
چلو تمکو خداوند بلا کے ہین فرمایا ہے کہ اوس عیار کو قتل کرنا مناسب ہی کہ قید کرو ساحرہ نے
کہا قید سے کیا حاصل ہے قیدی کرنا بہتر ہے **سنجتیارک** نے کہا ارے مالزادی نہ کو سمجھے نہ بوجھے
باتین بناتی ہے اوقیمہ آج قتل کرنے مین میرا پیٹ پھٹے گا خداوند بھی جوتیان کھائینگے تیرا
سر اوڑے گا کیون شامت آئی ہی جلد حکم قید کا دے اور جو مین کہتا ہون بجا لا ساحرہ اسکی باتون
سے حیران ہوئی کہ آج شیطان کو کیا ہوا ہے جو مجکو گالیان دیتا ہی اور عیار کا جنبہ کرتا ہی
معلوم ہوتا ہی کہ اسمین کچھ اسرار ہے مناسب ہے کہ خداوند کے پاس چلکر دریافت کرون بس یہ خیال
کرکے ادھر اودھر دیکھا کہ کوئی سلاح نظر آئے تو اس عیار کو اُسکے پاس قید کرا کے خداوند پاس جاؤن
پس اسکا ہر سمت دیکھنا تھا کہ **سیارہ** جو پہلے عیار ہی کو لایا تھا بھائی کی قید کا حال سنکر بیتاب ہوا
قریب خیمہ فکر رہائی برادر مین ٹھہرا ہوا تھا شیطان کے آنے سے اسکے ہمراہ خیمہ مین چلا آیا تھا اسوقت ساحرہ
فکر رہائی برادر مین ٹھہرا ہوا تھا شیطان کے سے اسکے ہمراہ خیمہ مین چلا آیا تھا اسوقت ساحرہ نے جو ساحر کی تلاش

کی بس اسیکو فریب پایا **چالاک** کو اسکے سپرد کیا کہ تو اپنے سحر مین قید کر مین خدمت خداوند مین جاتی ہون یہ کہکر اپنا سحر اُتار لیا اور ہمراہ خیطان چلی یہ دونون عیار بھی خیمے سے نکلکر بھاگے اور سیارہ نے نعرہ کیا اور پکار کر کہا ارے تو نے ہمکو دیکھکر کیون چھوڑ دیا تب ساحرہ نے یہ نعرہ سُنکر چاہا کہ پھر اُنکو گرفتار کرون مگر **نجمتیارک** نے منع کیا کہ ان عیارون کو چھیڑنا اچھا نہین ابھی مجھپر ساحرہ کا جادو چلا ہی ہے یہ کہکر سارا ماجرا بیان کیا ساحرہ کے عیارونکی چالاکی سے حواس منتشر ہوئے لیکن شیطان نے کہا کہ آپ لوگ اگر اسطرح خوفناک ہونگے تو ہم پھر مقابلہ کیا کرینگے اپنے بہت جرا کیا کہ اس عیار کو رہا کر دیا جسنے آپکو دھوکا دیا تھا اس تنکو کو بھی قید کرتا تھا اپنے تو ملک جی سے جی ہار دیا ہی سو بود نکے بود آپ بنگئے **نجمتیارک** یہ باتین سُنکر ہنسا اور کہا اے ملک آپ زندہ جان زندہ جان ہی کو جہان ہے جب میری جانپر بنے گی مین بھی یہی کرونگا اگر ایسی ہی ہم مضبوط ہو تو اپنے خیمے مین بیٹھکر عیارونکو بلاؤ دیکھو تو کہ وہ اگر کیسی پنج مارتے ہین **حمتاب** کو یہ کلام سُنکر غصہ آیا اور کہا اچھا مین ابھی جاکر چنے عیارون سبکو گرفتار کرکے راہ فنا دکھاتی ہون اپنا سحر آزماتی ہون ان موذنی بہت ناک مین دم کر رکھا ہی اور بڑی دھاک اپنی باندھ رکھی ہی **نجمتیارک** تو چاہتا ہی کہ مین الگ رہون اور عیار قتل ہون بس اپنے اور زیادہ اُسکو ورغلاتا لیجے کہا کہ اے ملک کیون قضا آئی موت پھڑپھڑاتی ہی بھلا دیکھین تو کہ تم عیار کو کیونکر قتل کرتی ہو **حمتاب** یہ کلمہ سُنکر پھری اور اپنے خیمہ کی طرف چلی **نجمتیارک** بارگاہ **لقا** کی طرف پھرا **ابو الفتح** جو خدمتگار بنا ہوا ساتھ تھا اپنے لشکر کیطرف چلا اسلیے کہ اور عیارون سے مشورہ ساحرہ کا بیان کرون یہ تو ادھر چلا ادھر **سیارہ** جو عیاری کرکے **حمتاب** سے **چالاک** کو لیگیا تھا تو چالاک کو رنج ہوا تھا کہ یہ تجھ سے چھوٹا بھی ہی اور دست چپی عیار ہے یہ جو تجکو رہا کرا

ہمراہ اسکے چلی یہ اسکو تنہائی مین لایا اور خطاب مارکر بیہوش کیا پیرہن اسکا لیکر اسکی ایسی صورت
اپنی یعنے دودو انگیان کا نمین ڈالین اور اچ پنکر التی ساری باندھ کر گاتی و دوپٹہ کی باندھی
جھولی سحر کی گلے مین والی ماتھے پر سیندور کا قشقہ کھینچا سیندور مانگ مین بھر ایقشہ بنایا لہ نظم

چمکتا برق سان تھا رنگ رخ کا	مقابل مہر تابان کے تھا چہرا
نہایت خوبصورت تھے گلفام	خدا تھے نرگسی آنکھون پہ بادام
وہ دونون کان مین بالے جو دے	جڑاؤ سب جواہر کا رہ تھے
گلے مین خوشنما اک ہار ڈالا	اسی صورت سے سحر سارا گھنا

پس اس صورت تیار ہو کر بہت جلد کنیزون مین آملا اس عرصہ مین مہتاب بھی خیطان سو شرط
کر فتاری عیاران کر کے خیمے مین آئی کنیزین بہ خدمت حاضر ہوئین چالاک بھی انمین ملا ہوا
سامنے آیا ساحرہ نے غور کیا کہ ایسا نہو کوئی انمین عیار ملکر ملا آیا ہو پس امتحان کر کے چند کنیزونکو
رکھ لینا چاہیے زیادہ مجمع رکھنا مناسب نہین ہی پس یہ سمجھکر سحر پڑھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور دم
بھر مین وہ پنجہ ایک سے دو ہوا پھر دو سے چار ہوے تا انیکہ سو پنجہ ہو گئے اور ایک ایک ہار پھونکر
وہ پنجہ لیے تھے پس ہار سب کنیزون کے گلے مین پنجون نے ڈال دیے سب کنیزونکو کچھ نہوا مگر ہار پڑتے
ہی چالاک کے بدن مین چنگاریان اوڑنے لگین اسنے جلدی سے وہ ہار اتار ڈالا مہتاب
دزدیدہ نگاہ سے دیکھتی تھی سحر پڑھکر اسکو جین حرکت کیا اور پکاری کہ او دزد گردن بار یک
پہچانا مینے تجھ کو تو جانتا کہ مین غافل ہون اب قضا ہی تیری آگئی چالاک ان باتونکا جواب
کیا دے ناچار رضینا بالقضا خاموش ہو رہا اور ساحرہ نے تمام کنیزون کو حکم دیا کہ باہر نکلجاؤ
یہان نہ ٹھہرو ایسا نہو کہ تم مین ملکر کوئی عیار اور نہ آجائے کنیزین حسب الحکم باہر بارگاہ کی گئین اور
اسنے چالاک پر سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گرا یہ خنجر کھینچکر اسکے سینے پر سوار ہوئی اس ماجرے کو سیارہ
نے کہ پلنگ کے نیچے بیٹھا تھا دیکھا گھبرایا کہ بڑا غضب ہوا بھائی قتل ہوتا ہی پس لوٹ مار کر پشت
ساحرہ کی طرف نکلا وہ جب تک کھٹکا سنکر پھر کر دیکھے اسوقت تک سیارہ نے کمند ماری کہ حلقون
مین پھنسکر ساحرہ سینہ چالاک پر سے گری اور چاہتی تھی کہ سحر پڑھ کر کمند ملا لے سیارہ
نے مہلت نہ لینے دی بہ زبردستی تمام ایک خنجر مار کہ سر اوسکا کاٹ کر دور گرا غنیمونکو قتل کیا

کیا چاہتی تھی خود رہا اے ملک عدم ہوئی تیرگی اجل نے فروغ مہتاب سحر مٹایا بیرون نے ہنگامہ
مچایا آندھی سیاہ آئی دنیا تاریک ہوئی کنیزین اور سب لے حرد وڑے عیار دونون نعرہ کر کے
بھاگے اندھیرا جو ہوا شیطان درگاہ **بختیارک** بارگاہ مین کھڑے ہو کر ناچنے لگا کہ وہ مارا
تاک دھنا دھنا خوب ہوا جو مین انکے منھ نہ چڑھا دیکھا آپنے یون مار ڈالتے مین ممکن ہی کہ کوئی
مرشد زادون کے منھ چڑھے اور جتیارہے **میان بلا** صاحب دیکھا اپنے **بلا** وصیا کیفیت دیکھکر
ایسا گھبرائے کہ اڑ کر غائب ہو گئے اور ادھر سردار جو آپسمین لڑ کر **مہتاب** کے سحر مین گرفتار ہو رہے تھے
تو اونکی حالت یہ تھی کہ وہ جو شیطان ساحرہ نے پوجا کر کے بلایا تھا وہی غبار بنکر آتا تھا اور تپالا سحر کا
ہمیشہ سر ڈالکر سردار کو پکڑ لیجاتا تھا اور درہ کوہ مین لیجا کر بیہوش و مدہوش کر کے رکھتا تھا چنانچہ سحر
ساحرہ سے وہ سحر رد ہوا اور سردار ہوشیار ہو کر درہ کوہ سے نکلے اور باہم صلاح کی کہ لشکر حریف کو قتل و
قمع کر کے اپنے لشکر مین چلنا چاہیے چنانچہ ہتھیار تو سب باندھے ہی تھے کہ میدان جنگاہ سے قید ہوے
تھے پس جانب لشکر حریف آئے اول تو تیر اندازی کی جب لشکر مین غلغلہ برپا ہوا تینون کھینچکر طنابہا

سر سروران زیر گزیر گران	چو شد ان بلا نیک آہنگران
بسے سر گرفتار دام کمند	بسے خوار گشتہ تن ارجمند
کفن جوشن و بستر از خون و خاک	بر و سینہ کشتہ ز شمشیر چاک

زمین ارغوان و ہوا آبنوس	سپہر ستارہ پر آوائے کوس
زخون رود گلشن نیستان شدہ است	زنیزہ ہوا چون نیستان شدہ است

رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ اب خنجر مہر خاور سے گلوے ساحرۂ شب تر ہوا اور مہتاب آسمانی کا سر ضیا فروغ نیر عالم سے قلم نظر آیا نظم

ہوئی ناگاہ شب قربان سحر پر	دمِ اخورشید نے احسان سحر پر
سحر کی روشنی عالم مین چھائی	امان پیر قتل سے لشکر نے پائی

دم سحر شاہ اسلام بصد احتشام بارگاہ مین تشریف لائے امیر عالی مقام بھی مسجد کر پاس سے آئے سردار رات ہی کو لشکر مدعو باہم لڑ دا کر چلے آئے تھے صبح حاضر خدمت بادشاہ ہوئے عیاد نے رات کا حال سب بیان کیا بادشاہ نے خوش ہو کر خلعت فاخرہ ہر ایک کو عنایت فرمایا پیر قتل ساحرہ کی خوشی مین جشن کیا ساقی و مطرب بصد طرب حاضر محفل عشرت ہوے مہیا سامان مسرت ہوے اور دم بدم سحر لشکر تھا مین ایک نے دوسرے کو پہچانا اور آپس مین موقوف کیا حال کشتگان پر اشک حسرت بہائے آخر سب خدمت مین اپنے خداوند کے آئے وہ بھی تخت نکبت پر اکر بیٹھا دربار جمع ہوا اجلاد صبا بھی روے ہوا سے اتر کر سامنے آئے اور عرض پیرا ہوے کہ یا خداوند جسکا ایسا باگنی جوت کا تجھ ایسا خدا ہو ہمکو میدان مین اکر قتل کرین بڑے افسوس کا مقام ہے ہاے تقدیر ہماری کیا بری ہے کہ مشیت خداوندی بھی ہمارے قتل پر راجع ہوئی ہے تھا یہ سنکر شرمندہ تو ہوا مگر تالیف قلوب کرنیکو انسے بدارات تمام پیش آیا بہت کچھ دلاسا دیا اور کہا تم گھبراؤ نہین مین بروز نوروز مہتاب ماہ دونون کو زندہ کرونگا ابھی اپنی بہشت ہے اسیر تماشا انکو بھیجدیا ہے یہ باتین قدرت کے کارخانہ کی ہین جسکو میری مشیت مین آتا ہے اسیر بہشت بھیجتا ہون اب تم اسم اعظم حمزہ بندکو مین تقدیر کرتا ہون کہ تم فتحیاب ہوگے سامرون نے یہ کلام سنکر کہا کہ ہم مقابلہ سلمانون سے کرینگے اب ہم عرضی افراسیاب کو لکھین گے تاکہ وہ ہماری مدد کے لیے اور لشکر بھیجے تھا نے کہا کیا مضائقہ ہے انھون نے اسیوقت عریضہ خداوندان کیخدمت مین ترقیم کیا اور حلیہ حال سیانکی لڑائی اور قتل ہونا جادوگرنیون کا سب لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ ہماری مدد کرنا چاہیے پس اس عرضی کو ایک ساحر کے حوالے کیا اور کہا تم بادشاہ مین جاکر عریضہ بھی دینا

اور زبانی بھی یہان کی کیفیت عرض کرنا اسی لیے یہ عرضی پہاڑ پر رکھکر پتارہ بجا کر یہنین بھیجی گئی ہے
کہ تم سب حال بھی کہوگے اور جواب بھی جلد لاؤگے ساحرہ مذکور کہ نام اُسکا انجم جادو ہے
عرضی لیکر روانہ ہوا اور داخل طلسم ہوکر بعد قطع منازل کوہ نیلم پر پہونچا وہانسے کچھ ساحر اپنے
ہمراہ براے رہبری لیکر چلا اور دریاے خون رواں پر ایا کنارے دریا کے ساحرہ مذکور کو ٹھہرا کر پکارا
کہ اے شہنشاہِ ساحران غلام کو اپنے پاس بلا لیجیے کہ خداوند کے پاس سے حاضر ہوا ہی یہ صدا دیتے ہی
ایک نیزہ پیدا ہوکر اُسکو اٹھالے گیا **افراسیاب** ایک بیابان طلسم باطن مین کہ نام اُسکا نرگس زار ہے
بیٹھا تھا تاج پر نیزہ ان طلسم کا سامنے ہوتا تھا شراب پی رہا تھا نیزے نے لاکر اس ساحرہ کو پہونچایا
اسنے شاہ کو تسلیم کی نذر دی پھر عرضی پیش کرکے زبانی بھی کیفیت بیان کی اور خواہان امداد ہوا
بادشاہ عرضی پڑھکر اور حال سُنکر بہت ملول خاطر ہوا دست تاسف ملے ہنوز کچھ حکم نہ دینے پایا
تھا کہ ایک نیزہ عرضی ملکہ **حیرت** کی لایا اُسکو جو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے بادشاہ عالیجاہ حضور نے
اپنے پیر بھائی کو میری مدد کے لیے بھیجنے کو فرمایا تھا اب تک انتظار انکا کیا گیا کوئی نہ آیا اب
کیسکو یہان بھیجئے تاکہ کار نمکو امان تمام کرے یہ عرضی پڑھکر اور ایک نامہ اپنے پیر بھائی **طاق چشم** کو
بادشاہ نے لکھا مضمون یہ تھا کہ اے برادر سابق مین تمکو اپنی مدد کے لیے بلنے طلب کیا تھا نہین
معلوم کہ توقف تشریف آوری کا کیا سبب ہوا سامری تمھارا مزاج سراپا ابتہاج خوش رکھین
اب جلد تر بمجرد دیکھنے نامہ محبت آگین کے یہان آئیے اور اعانت اس مخلص کی فرمایئے
یہ نامہ ایک تہلہ سحر کو دیکر روانہ کیا اب یہ نامہ تو **طاق چشم** پاس شاہ طلسم پہنچا ہے
اور **لقا** کی مدد کو اور کچھ فکر کرتا ہے شہزادہ **اسد** ابھی تک قید مین ملکہ **جرخ** بمقابلہ **حیرت**
مع تمام لشکر کے اتری ہوئی ہے اور **عمر** طلسم **کوکب** مین ملکہ **بُرّان** کے پاس ہی ادھر لشکر
امیر بمقابلہ لشکر **لقا** ہے **بلا وصبا** انتظار مدد کر رہے ہین ابھی زندہ ہین لڑنا موقوف کیا ہی
لشکر اسلام سے **ابرج** تا لاخس **توبج** مین گئے ہین اور **توبج** کا دہنہ پر **طلسم ہزار برج** کی دیوار
ہی اب یہ سب حال مولف کے بشرط حیات جلد سوم مین انشاء اللہ بیان ہونگے یہ جاہ خاک راہ اہل دل
خدمت ہر سخن پناہ مین التماس کرتا ہی کہ اس قصہ کے بیان مین جو محض شوکت دین حق ظاہر کرنے کی نیت سے
لکھا ہی پڑھکر خطا و جو صحیح استعداد ہون وہ مجکو دعا خیر سے یاد فرمائین اور میرے عیبون کو براہ کرم چھپائین فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز جلد سوم طلسم ہوشربا

رحم رس، دشمنا سے اگہ — حمد کا عزم ہی تو بسم اللہ — سر کو محراب حمد مین تو جھکا
رب اکبر کا کرا سجدہ — جسنے باغ جہان کیا آباد — دل بلبل کو گل کی بخشی یاد
اُسکی درگاہِ بے نیازی مین — دیکھو نرگس چڑھاتی ہی آنکھین — سرو آزاد اُسی کے نام پہ ہی
جو جہان مین ہی اُسکے کام پہی — ہی وہی بادشاہ کون ومکان — ہی وہی باغبانِ باغِ جہان
مالکِ الملک لاشریک لہ — وحدہٗ لا الہ الا ہو — نور حق کا بھی وصف ہی واجب
کہ خدا جسکا خود ہوا طالب — سرور انبیا حبیب خدا — خادم ادنیٰ ہی جبرئیل اُسکا
سارے پیغمبرون کے سر کا تاج — انبیا اُسکے در کے ہین محتاج — اُسکے نعلین کی یہ عظمت ہی
زیور عرش بہر زینت ہی — سُم توسن کا اُسکے ہی یہ کمال — چرخ پر بنکیا ہی شکل ہلال
سایہ جسم اقدس واعلیٰ — اسلیے رب نے خلق تھا نہ کیا — یعنی واحد ہون مین کردیہ قبول
یہ بھی ہی میرا بے نظیر رسولؐ — مثل ہی اُسکے گر تو بس ہی علیؑ — کہ برادر ہی اُسکا اور وصیؐ
رازدار نبیؐ ولیٔ خدا — حاکمِ کارخانجاتِ قضا — ناصر دین و نفس پیغمبر

جبکو اپنی نبیؐ نے دی دختر | کب زبان سے ہو اُسکا وصف ادا | مرتبہ دان رسولؐ دحق اُسکا

اب پڑھون مین رسول حق پہ درود | ہی اِسی مین مرے لیے بہبود
راتدن ہر گھڑی درود وسلام | اُسپر اور اُسکی آل پر ہون مدام

التماس مؤلف بخدمت ناظرین

ناظرینان داستان فصیح | سنین اسطرح یہ بیان صحیح | یعنی جلد دوم ہوئی جو تمام
اس جگہ پر کیا ہی ختم کلام | کہ عمرو طالب اعانت ہی | ملکِ کوکب مین باصد عزت ہی
اور مہرخ مقابل حیرت | اپنے لشکر مین ہی بصد عظمت | اور بلاد وصبا جادوگر
ہین لقا پاس داخل لشکر | حمزۂ نامور کی ساری فوج | ہی مقابل مین اُنکے باصد اوج
تم تورج سے دلکو ہی جو خراش | چلے ایرج ہین کرنے اُنکی تلاش | اور تورج طلسم کے در پر
جا کے اُترے ہین ساتھ ہی لشکر | سارے افراسیاب کے ہین کید | گنبد نور پر اسد ہین قید
ہی جو افراسیاب کی وہ وزیر | صنعت سحر ساز بے تدبیر | لڑنے آئی تھی پہلے وہ غدار
لیکن اب پھر گئی ہی بے تکرار | الغرض سب یہ حال بیش و کم | اپنی اپنی جگہ پہ ہو گا رقم

رہین اس سلسلے کے سب پابند | تاکہ ہون داستان سے فائدہ مند

آغاز داستان دلستان پہونچنا نامہ افراسیاب کا طاق چشم جادو کے پاس اور عذر کرنا اُسکا کہ مین علیل ہون اور بھیجنا اُسکا اپنے اُستاد احسام جادو کو اور مارنا برق کا حسام جادو کو پھر بعضب تمام آنا طاق چشم کا اور مہرخ وبہار کا اُسکو دیوانہ بنانا آخر مارا جانا اُسکا اور آنا صنعت سحر ساز کا اور لشکر مہرخ پر آفت لانا اور عین وقت پر عمرو کا طلسم کوکب سے مع لشکر کثیر آنا اور صنعت کو لڑ کر شکست دینا لشکر مہرخ کا خوشنود آمد عمرو سے ہونا لمولفہ

مئے توبہ شکن دے اے ساقی
عیش و عشرت کے کامرانی کے
ارے توبہ ابھی سے کی توبہ
بزم رندان کو چلکے رونق دو
روح جمشید کی قسم تمکو
دختر رز کی زمیون کی قسم
سچ بتاؤ کہ مے سے کیون ہو خفا
تمسے بنت العنب کی حرمت ہی
دیکھو سنسان میکدہ ہی پڑا
ساغر مے بھی چشم پر نم ہی
چلیے میخانہ کبھی آباد
جھک کے بینے لیے ہمارے قدم
لب ساغر پہ پھر ہنسی آئی
رند سجدے مین گر پڑے بیہم
دف پہ مطرب نے ہاتھ پھر مارے
ہو گئی آج میکدے مین عید
لب ساغر کے پھر لیے بوسے
وقت افسانہ گوئی پھر آیا

ابھی فصل بہار ہی باقی
یار ہم مشربان کا ہی یہ قول
واہ واہ واہ کون مانے گا
تمکو پیر مغان کی سر کی قسم
اپنی امید کی قسم تمکو
تمکو سوگند جان رندان کی
دختر رز سے کیا قصور ہوا
محتسب تمسے خوف کھاتا ہی
ہی یہ میخانہ یا کہ دیرانہ
نالۂ درد گلو صراحی ہی
آپ کے دم سے رند پھر ہون شاد
شیخ کرنے لگے مجھے تسلیم
مین نہین آیا دل لگی آئی تم
زہد و تقوے نے کی وہان سے گریز
نے نے مارے خوشی سے پھر نعرے
بیعت خم پہ سب ہوے راضی
پھر صراحی کے ہم گلے سے ملے
چھک گئے جاہ خوب پی کر مے

ابھی باقی ہین دن جوانی کے
پڑھو اے جاہد جلد ترلا حول
لو اٹھو آؤ میکدے کو چلو
تمکو اس میکدے کے در کی قسم
آب آتش کی گرمیون کی قسم
بادہ خوارون کے دین و ایمان کی
تمسے پیر مغان کی عزت ہی
قاضی دستار کو بچاتا ہی
انجمن ہی کہ بزم ماتم ہی
جسطرف دیکھو اک بتا ہی ہی
الغرض آئے میکدے مین ہم
گردنین خم ہوئین پے تعظیم
ہوئے خراب خم مین سر بسر خم
رند بیکارے مے بیارے پرہیز
ہر طرف کو یہی تھی گفت و شنید
آخر اچھلا عمامۂ قاضی
اپنے ساقی کو مہربان پایا
ان اٹھاؤ قلم کہ وقت یہ ہی

بادہ خوارانِ ساغر معنی	این حکایت کنند لا ثانی

بادہ کشان رحیق مروق مصطبہ خوش کلامی - و جرعہ نوشان ساغر بادہ لعسن استظامی مستقیان شراب حسن بیان - و سرخوشان ساتگین میخانۂ داستان - ساغر و دائرہ حروف تحریر کو شراب کلام سے اسطرح لبریز فرماتے ہین - اور انجمن قرطاس مین بسان بادہ خواران الفاظ مضامین کو یون بٹھاتے ہین کہ جب افراسیاب کو حال خراب بلاد صبا بذریعہ عریضہ معلوم ہوا نامہ دار کو

بعد فکر بسیار جواب دیا کہ جاکر بلا کو میری جانب سے دعا کہنا اور بیان کرنا کہ مین بہت جلد ٹیکا مدد ہی کا تمھاری کمر سے باندھونگا اور لباس اعانت تمھین عنایت کرونگا گھبراؤ نہین اطمینان تمام رکھو جنگ مسلمانان و اطاعت خداوند سے کام رکھو غرضکہ شاہ طلسم سے وہ نامہ دار یہ باتین سُنکر اور خلعت رخصت پاکر جس راہ آیا تھا اُسی راہ پھر چلا اور بعد قطع راہ طلسم وارد بارگاہ لقا ہوا یہ مرد تخت نکبت پر بیٹھا تھا کوہیون کا مجمع تھا بلا و صبا بھی حاضر دربار ندمت مدار تھے نشۂ شراب سے سرشار تھے کہ نامہ دار نے آکر ارژنگ بیان مین تصویر تقریر شاہ طلسم کھینچی جب سب کیفیت اِنھون نے سُنی باہم مشورہ کیا کہ طبل جنگ بجواکر مقابلہ اہل اسلام سے کرین پھر آپ ہی کہا کہ اول اسم اعظم حمزہ کے بند کرنے کی فکر کرین پھر لڑین یہ کہکر تدبیر سہو کرانے اسم اعظم مین بارگاہ سے اُٹھکر غائب ہوگئے انکو تو اس فکر مین مبتلا رکھیے لیکن حال زبون خصال افراسیاب بد افعال سینے کہ اُسنے دوبارہ اپنے پیر بھائی کو نامہ بھیجکر خیال کیا کہ حیرت فی الحال بہت گھبرائی ہوئی ہوگی شکستین کھاچکی ہے اُسکی دلداری چلکر کرنا چاہیے یہ سوچکر اُٹھا وہ بیابان نرگس جہان پہ بیٹھا ہوا تھا نہایت پُر بہار تھا فرحت آگین گلزار تھا گلہاے نرگس چمن چمن کھلے تھے شاہدان گلشن آنکھین جوانان باغ سے لڑا رہے تھے زیر قدم بادشاہ بہار گلستان نے آنکھین بچھائی تھین یاد ہر غدار نے بیوفائی سے نیمہ آنکھین دکھائی تھین بادشاہ جیسے ہی اُٹھا ہواے سرد اُس صحرا مین وزان ہوئی اور گوشہ ہاے صحرا سے بارہ سو نازنینان حور پیکر سمنبر بصد حسن و ادا لباس جواہر دوز زیب جسم کیے زیور مرصع کار پہنے اپنی آن و ادا پر نوجوانان چمنستان دہر کو لبھاتین زلفین ہر ایک کے چہرۂ بے نظیر پر بل کھاتین گیسو کا رخسار پر لہرانا کفر کا اسلام پر غالب آنا ظاہر تھا یا ملک حلب پر تتاریون کا چڑھ آنا باہر تھا زلف شکن در شکن تھی یا دلہاے عشاق کی جاے مسکن تھی حلقہاے زلف تھے یا حبشی نافہ ہاے غزال ختن لیے تھے بلکہ مشاطۂ بہار نے جعد سنبل کو پیچ دیے تھے پیشانی پر ٹیکا جواہر کا لگایا حسن کا اُسی ماتھے پر ٹیکا پٹیان نہین درخوبی کی محراہین تھین ابرو کے قریب تل تھا فلک حسن پر اختر کامل تھا چشم شرنگین مین سرمہ کا دنبالہ تھا یا کوئی سیہ مست پاے خم سے لپٹا تھا نہین نہین محراب ابرو مین بہر آبادی میکدہ دعا کرتا تھا کہ لمولفہ خداوندا رہے پیر مغان شاد + رہے یہ میکدہ تا حشر آباد + چشم فتان کے

شارے انقلاب روزگار کا نشان نگاہ کی گردش گردش آسمان رخسار نازک پر شمس و قمر صدقے اس آسمان حسن پر فلک تارے انارے بینی چشمہ حیوان دہن کا راستہ بتاتی خود بینی حسینان اس جگہ منھ کی کھاتی واقعی ہر ایک ماہ پارہ تھی کہ **نظم**

کمان یا ہی محراب یا ماہ نو ہی	یہ ابرو ہی یا تیغ بران ہی کیا ہی	یہ خنجر ہی جمدھر ہی یا تیر ناوک
یہ نشتر ہی یا تیر مژگان ہی کیا ہی	یہ ہی آئینہ یا ہی مہر درخشان	یہ چہرہ ہی یا ماہ تابان ہی کیا ہی
یہ زنجیر یا مار یا دام عاشق	یہ سنبل ہی یا زلف پیچان ہی کیا ہی	عقیق یمن یا کہ مصری ہی یا قند
یہ لب ہی کہ لعل بدخشان ہی کیا ہی	صفا ایسی الماس مین کب ہی پیارے	یہ سلک گہر یا کہ دندان ہی کیا ہی

یہ آفت ہی فتنہ ہی یا ہی قیامت	ترا قد ہی یا سرو بستان ہی کیا ہی

ایک تخت جواہر نگار کاندھے پر لیے سریر جمشیدی کو جسپر رشک آئے گھڑے چاندی سونے کے رنگ سے بھرے کمر پر رکھے ہاتھون مین قمقمے لیے انگیا مین بھی گیند بلور کے چھپائے مسکراتین کمر اور کولے کا عالم دکھاتین سامنے شاہ طلسم کے آئین بہر تسلیم سینے گردنین جھکائین شاہ عالی پائگاہ تخت پر سوار ہوا گھنٹے ناقوس بجنے لگے تخت بزور سحر دوش ہوا پر روانہ ہوا ایک ابر سرخ سر پر آکر چھا گیا موتی برسنے لگے وہ پریزادین جو تخت لائی تھین رنگ کھیلنے لگین پچکاریان چلنے لگین مقیش اڑانے لگین تارے ٹوٹتے نظر آتے تھے مقیش کے تار اس طرح جگمگاتے تھے صداے دور باش سے گوش فلک کر تھا خلاصہ یہ کہ بڑا کروفر تھا اسی طرح جانب حیرت بادشاہ بصد حشمت روان تھا اُدھر حیرت بارگاہ مین بمقابلہ مہرخ اُتری ہوئی ہر اول تمام سردار سالار ساحران غدار حاضر دربار ہین اور اسیطرح بارگاہ لشکر عمرو مین بھی ساحر بیٹھے ہین لیکن بہار و نافرمان وغیرہ چند ساحرنیان مہرخ کے یہان کی اور گیسوین شہاب و شکوہ زرین تاج وغیرہ جادوگرنیان حیرت کی میدان بہر رزم درست کرا رہی ہین غار بھرے جاتے ہین درخت کٹتے ہین مورچے بندی ہو رہی ہی کسیلیے کہ آمد ملکہ صنعت سحر ساز کی خبر لگی ہوئی ہی دونون طرف کی بارگاہون مین تاج ہو رہا ہی پیالہ شراب گردش مین ہی کہ یکایک سواری افراسیاب کی پیدا ہوئی ابر سرخ ظاہر ہوا طبلے پر تھاپ پڑتی سنائی دی ملکہ حیرت مع تمام ساحران افسران لشکر کے بارگاہ سے باہر آئی

اور بہر استقبال شاہ بداقبال آگے بڑھی تخت بادشاہ نیچے اُترا ملکہ مذکور نے مجرا کیا اور کئی کشتیان زروگوہر کی سر شاہ پر سے نثار کین بادشاہ نے ہاتھ ملکہ کا زیر بغل داب لیا ملکہ نے شانے سے پہلو اپنا ملا دیا دوش بدوش دونون روانہ ہوئے اُسوقت صورت برج جوزا ظاہر تھی سب کہتے تھے کہ بیچ کہانے آیا ہی قران النحسین ہوا ہی غرضکہ اسی طرح یہ دونون داخل بارگاہ ہوئے پریزادان ہمراہ سواری تخت شاہی لیکر دربارگاہ پر ٹھہرین بعض عہدے ہاتھ مین لیے شاہ کے ساتھ اندر آئین باقی انتظام ہوگیا کہ کوئی شخص اندر نجانے پائے بادشاہ آکر تخت پر بیٹھا ملکہ پہلو مین اہل دربار اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئے شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا ملکہ نے حال اپنی شکست وغیرہ کا آبدیدہ ہوکر بیان کیا بادشاہ نے قفل دہن مفتاح زبان سے وا کیا اور تسکین آمیز کلام کیے اور کہا کہ ابھی مین نے طاق چشم اپنے پیر بھائی کو بلایا ہی وہ آکر سب باغیون کو غارت کردیگا اور مثل برگ خزان رسیدہ باغ عالم سے بصر صرفنا اُڑا دیگا حیرت یہ کلام سُنکر بہت خوشنود ہوئی اور کہا ای شہنشاہ مین حیران تھی کہ بڑے بڑے ساحر ملازمان شاہی ہین سکار دتعدی ان نمکحرامون کی اُٹھاتے ہین اور اُن ساحرون کو نہین بلاتے اب معلوم ہوا کہ آپ مخالفون کی سزا دہی اور گوشمالی دینے پر آمادہ ہوئے بادشاہ نے یہ سُنکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کیون صاحبو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جو میرے پیر بھائی کا سامنا کرسکے سب نے متفق اللفظ جواب دیا کہ واقعی پیر بھائی کا حضور کے کوئی سامنا نہین کرسکتا ہی وہ بڑے زبردست جادوگر ہین خوشامدی بادشاہ کے کلام کی اور زیادہ تر تائید کرکے مدح وثنا مین طاق چشم کی رطب اللسان ہوئے یہان تو یہ ذکر وتذکرہ ہی لیکن جو سیسان لشکر مہرخ جو قریب بارگاہ آئے دیکھا تو یہان کے لشکری خوشی کر رہے ہین غلغلہ برپا ہی کہ بادشاہ کے پیر بھائی طاق چشم آتے ہین سب نمکحرامون کا کام تمام کرینگے یہ خبر ملہکارون نے جو سنی وہان سے پھر کر خدمت ملکہ مہرخ مین حاضر ہوئے اور بعد دعا وثنا کے خبر عرض کی کہ لشکر حریف مین اسطرح کی خبر ہمنے سُنی ہی آسطاق چشم کی خوشی ہو رہی ہی ملکہ مہرخ نے خبر سُنکر فرمایا کہ ابتو افراسیاب ایسے ہی ایسے ساحر ڈھونڈھ ڈھونڈھکر بلائیگا خیر ہمارا بھی خدا مالک ہی یہ کہکر چپ تو ہو رہی مگر رنگ چہرے کا زرد ہوگیا برق عیار جسے اتفاق دربار مین موجود تھا اُسنے جو رنگ چہرۂ ملکہ تغیر دیکھا اپنی جگہ سے اُٹھکر گویا

ہوا کہ ذرا مین تو جاکر اس طاق چشم کو دیکھ آؤن کہ اسکی کیسی صورت ہی فرخ نے یہ بات سُنکر کہا کہ ای برق واسطہ خدا کا وہان جانے کا ارادہ نکرنا وہ مُوا طاق چشم اپنے فن مین طاق شہرۂ آفاق ہی زبردست جادوگر ہی افسون وسحر سے ماہر ہی مثل یہ اسی پر صادق آتی ہی کہ اُسکے کاٹے کا منتر نہین وہ بڑا موذی ہی خدا کی مار اُسپر برق نے کہا ہمکو خدا تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ اور تکیہ ہی وہ ساحر ہمارا کیا کریگا یہ کہکر ہرچند ملکۂ موصوف نے منع کیا اسنے نمانا اور روانہ ہوا جب قریب لشکر حیرت پہونچا دل سے مشورہ کیا کہ ابھی جس ساحر کی فکر مین تم آئے ہو وہ آیا نہین پس لازم ہی کہ کسی نہ کسیطرح بارگاہ مین حیرت کی اپنے تئین پہونچاؤ اور کسی سردار کی صورت بناؤ ٹھہرے رہو جب ساحر مذکور آئے تو اُسپر ہاتھ صاف کرو راہ عدم اُسکو دکھاؤ یہ سوچکر بہ صورت مبدل داخل لشکر ہوا اور قریب بارگاہ پہونچکر فکر کرنے لگا کہ کسیکو بیہوش کرکے اُسی کی ایسی صورت بنون اور اندر جاؤن اسی خیال مین تھا کہ وہان جو نازنینان ہمراہی شاہ طلسم دربارگاہ پہ کھڑی تھین اُنمین سے ایک کو احتیاج کی حاجت ہوئی اُسنے اپنی ساتھ والیون سے کہا کہ بھینا مجکو جاے ضرور پر جانے کی حاجت ہی کوئی چلتا ہی میرے ساتھ سبنے کہا تجھکو ہر بار ایسی ہی جگہ پر احتیاج ہوتی ہی بھلا یہ کون موقع ہی شہنشاہ آنے والے ہین نہ بی بی ہم مین سے کوئی نجائیگا یہ کیا تو نے عادت سیکھی ہی کہ ایک تو آپ جاتی ہی اور دوسرے اور کو لیے جاتی ہی ایک عورت نے اُنمین سے کہا کہ یہ رنڈی اپنے پیلے چمڑے پر اتراتی ہی جانتی ہی مجھسے بڑھکر کوئی خوبصورت نہین اُس نازنین نے کہ جسکو احتیاج تھی ان باتون کا جواب دیا کہ اوئی اتنا میرا پوچھنا کہ ساتھ چلتی ہو غضب ہو گیا ہزارون باتین تمنے مجھے بکڑائین اگر تم میرے ساتھ نجاؤگی تو مجھکو کوئی کھا نجائیگا یہ بکتی ہوئی وہانسے چلی اور لشکر سے نکلکر ایک گوشہ مین بہر رفع احتیاج بیٹھی برق اسکے ساتھ آیا تھا اور گھات مین تھا کہ اسکو بیہوش کرون پس ایک عورت کی قطع بنکے جہان وہ بیٹھی تھی یہ بھی گیا اور جبتک وہ اُٹھے اُٹھے اسنے کمند ماری وہ عورت دریاے نور کی رہنے والی کنیز شاہ جادو ان عیارون کی مکاری کیا جانے کمند مین اُلجھکر گری عیار مذکور نے خوب اُسکو بیہوش کرکے پیرہن اور زیور جسم سے اُتار لیا اور اُسکو وہین مٹی مین دبا دیا پھر آپ آئینہ سامنے رکھکر اُسی کی ایسی صورت بنا لیا قدرت نقاش ازل ومصور آفرینش نے اُس صورت نگار

نیرنگ وعیاری کو عطا فرمائی تھی کہ بیت پل مارنے کی ہوئی نہ دیری + سبحان اللہ شان تیری ہوا ہی گویا پھر گئی وہ برق ہی تھا وہی نازنین خواص افراسیاب کی تھی زلف چلیپا اُس سبزہ رنگ کی تھی یا کشت حسن پر گھٹا کالی چھائی تھی سبزہ رنگان دہر کے زلف کو دیکھکر رشک سے رخسارون پر تیرگی آئی تھی گیسو کا پیشانی پر عکس پڑا تھا واقعی پری کا سایہ ہوا تھا نہین بلکہ اُسی گیسو دجبین نے ہزارون کو پری زدہ بناکر سودائی مشہور کرایا تھا ابرو تھے یا نخلبند قدرت نے بنا تماشا دکھایا تھا باغ رخسار کی نرگس مین تلوار کا پھل آیا تھا ترکان چشم نے تلوارون کی کوٹ ہتھی کی تھی قبچی باندھی تھی یا اُسکی جنبی بھوین تھین ایک ایک اشارے مین سیکڑون کشور دل لوٹ لینے پر جُٹی تھین چشم مردم فریب نے فتنہ اُٹھاتی تھی لیل ونہار فتنہ زا کو آنکھین دکھاتی تھی نرگس مست پر چشمک زن تھی بڑی پر فن تھی رخسار نازک کو کس سے مثال دون لازم ہی کہ اُسکو لامثال کہون سچ ہی وہ رُخ لاجواب ہی مرقعۂ دہر مین یہ تصویر انتخاب ہی ذہن تنگ موہوم کی صفت مین چپ رہنا اچھا ہی اور کیونکر اُس عنقاے اوج حسن کا وصف کرون مین نے کہان اُسکو دیکھا ہی غرضکہ از سرتا پا اُس بت پر فن کا یہ نقشہ تھا کہ نظم

بلا وہ شوخی کی چال بھی ہی وبال کاکل کا جال بھی ہی	ادا سے دل پائمال بھی ہی غمزے سے آشفتہ حال بھی ہی
نگہ فسون چشم عین جادو وبال خم کمند گیسو	خدنگ مژگان کمان ابرو بلاے دل خط وخال بھی ہی
ہرن ہین صیاد چشم جادو قضا کے پھندے ہین دام گیسو	شکار گہ آئینہ کو کر تو کمند بھی ہی غزال بھی ہی
تو کیون ہو ہر بات مین دورنگی دماغ رہتا ہی آسمان پر	وہ شوخ مست شباب بھی ہی غزور حسن وجمال بھی ہی
وہ گورا گورا ہی مُنھ تمھارا ہر ایک ہی گال ماہ پارہ	قمر کی تبلی کا ہی وہ تارا سیاہ جو رُخ پہ خال بھی ہی

اس صورت دلفریب سے جب درست ہوکر بن سنور چکا اٹھلاتا ہوا پانی سے لوٹے کے کھیلتا ہوا چلا اور دربارگاہ پر اُسی گروہ حسینان مین آملا جو تخت شاہی لیے کھڑی تھین اور گویا ہوا کہ بوا تم جو میرے ساتھ نہ گئین تو میرا کیا ہوا کوئی مجھے کھا نگیا یہ کہکر ہنستا ہوا اندر بارگاہ کے چلا کہ جاکر دیکھون شہنشاہ کے چلنے مین کتنا عرصہ ہی غرضکہ اندر جاکر ایک کنیز بادشاہ کے برابر کھڑا ہوا بادشاہ اہل دربار سے باتین کر رہا تھا جب اُسنے نگاہ اُدھر سے پھیری اُسپر نظر پڑی ایسا حسن اُسکا اچھا معلوم دیا کہ فریفتہ ہوگیا مگر بمصداق اس مثل کے کہ۔ اَن ہونی کی ہون کو تاکت ہین سب کوے۔ اَن ہونی ہونی نہین

ہوئی ہوے سو ہوے - ازبسکہ یہ عورتین خاص طلسم کی رہنے والی ہین جب برق نے اُس نازنین کو بیہوش کرکے صحرا مین چھوڑا فوراً ایک پنجہ پیدا ہوکر اُسکو اُٹھا لیگیا اور دریاے نور پر اُسکو پہونچا کر بادشاہ طلسم کو بھی اُسنے اطلاع دی کہ عیار برق فرنگی نام اسطرح کنیز بنکر آتا ہی پس اِسوقت بادشاہ نے جو اسکے حسن پر نگاہ کی آگاہ تو ہوچکا تھا ہی دیکھتے ہی پہچان گیا اور بہت ہنسا برق سمجھا کہ یہ تجھپر مائل جو ہوا ہی اسوجہ سے ہنستا ہی یہ سمجھکر اِسنے اور زیادہ تمکر اپنی گات کو دکھایا اور بناز و ادا سکرایا بادشاہ نے اشارہ کیا کہ آگے آؤ یہ اٹھلاتا ہوا سامنے آیا شاہ نے بسبب اِسکے کہ فرار نہو جائے بُھلاوا دیا ہنسکر استفسار کیا کہ تو کیا کام کرتی رہتی ہی اسنے آنکھین جُھکا کے کچھ شرما کے جواب دیا کہ لونڈی سواری مین حضور کی حاضر رہتی ہی مورچھل ہلاتی ہی اور جو کچھ حکم ہوتا ہی وہ بجالاتی ہی شاہ جادوان نے کہا ہمنے تیری نوکری معاف کی صرف پاؤن رات کو دبانا اور کوئی کام نہ کرنا اِسنے سر جُھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا بادشاہ اسکی ایک ایک ادا پر لوٹا جاتا ہی اور دلسے اپنے کہہ رہا ہی کہ کمبخت عیار کیا بلا کے ہین معشوقون کے ناز کو بھی انھون نے گرد کر دیا رنڈی کیا ایسی ادائین کریگی جو یہ کر رہا ہی فی الجملہ بادشاہ نے زیر لب کچھ افسون پڑھا کہ ایک چوکی سنگ مرمر کی ہشت پہل ترشی ہوئی اور مخمل سرخ سے منڈھی ہوئی فلک پر سے اُتر آئی بادشاہ نے برق سے کہا کہ لو تم اس چوکی پر بیٹھو یہ بہت خوش ہوا کہ اب یہ بادشاہ مسخرا میرے جال مین پھنسا آج رات کو باغ سیب مین لیجاکر اپنے ساتھ سلائیگا مین بیہوش کرکے اسکو راہ فنا دکھاؤنگا بس خوشی خوشی کمر کو تین بل دیکر تیوری تراکت سے چڑھا کر چوکی پر بیٹھا شاہ نے ہنسکر کہا کہ ای جانی اب تم کہین نہ جانا ہم تمھارے عاشق ہین عیار مذکور اس کلمہ سے کچھ کھٹکا اور غور جو کیا تو چوٹر چوکی مین جم گئے ہین اور زمین سے چوکی اُونچی ہوتی جاتی ہی عیار مسطور یہ حال دیکھکر گھبرایا اور بادشاہ طلسم حبت کرکے تخت پر سے چوکی پر آیا اور کہا سیان برق اچھی طرح رہے برق نے کہا مین آداب عرض کرتا ہون اور یہ کہکر بہت جھک کر تسلیم کی شاہ جادوان قہقہہ مارکر ہنسا برق نے کہا آپ ہنستے کیا ہین اسوقت ہم نہ عیاری کو آئے تھے نہ لڑنے کو آئے تھے تمکو دیکھنے چلے آئے تھے ہماری عادت کمبخت ایسی بُری اور نکمی ہی کہ جہان کسیکو دو تین مرتبہ دیکھا بس محبت ہوگئی چنانچہ تمھین عرصہ سے دیکھا نہ تھا آج سُنا کہ تم آئے ہو ہم بھی چلے آئے کیا جانتے تھے کہ تم یہ سلوک ہمارے ساتھ کروگے افراسیاب نے کہا ارے تو نے میری لونڈی

کو غارت کیا ہوتا کہ خاک مین دبا دیا تھا وہ تو میرے سحر کا پنجہ اُسکو دریاے نور پر لیگیا اب مجھے تو فقرہ دیتا ہی مین بغیر قتل کیے تجھے زندہ نرکھونگا برق نے کہا تمھارا فرمانا سچ ہی لیکن ای بادشاہ جو لونڈی کی بیہوش کرتا تو آپ تک کیونکر پہونچتا اور یون مار ڈالنے کا تمھین اختیار ہی مین جانتا ہون کہ تم زبردست ہو شہنشاہ ہو مالک ہو کوئی تمھارا سامنا کر نہین سکتا ہی جسکو چاہو مار ڈالو مجھے قتل کروگے تو کیا پاؤگے اگر چھوڑ دوگے تو تمھارا نام ہوگا شاہ جادوان یہ تقریر اسکی سنکر بر سر رحم آیا اور چاہا کہ رہا کردون مگر ملکہ حیرت نے تیور بادشاہ کے پہچانکر کہا کہ ای شہنشاہ یہ تُو اوم دیتا ہی بھلا اسکو اور آپکی اُلفت ای یہ سراسر جھوٹا ہی فعل بار اور مکار یہ چھوٹا تو آپ کے پیر بھائی آنے والے ہین اُنکا ناک مین دم کردیگا اور علاوہ اسکے بموجب اس بت کے بیت نیکی کرنا بدون سے ایسی ہی + جیسے نیکون سے کی بدی تونے + اسکا رہا کرنا ہرگز نچاہیے شاہ نے یہ کلمات سنکر کہا کہ ای ملکہ تم سچ کہتی ہو مین اسکو دشمن قوی سمجھکر اس طرح ہلاک کرتا ہون کہ بے آب و دانہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائے یہ کہکر ایک دانہ ماشکا چوکی پر سحر پڑھکر مارا کہ وہ چوکی اُڑکر جانب فلک گئی اور بروے ہوا جاکر معلق قائم ہوگئی اب جو برق نے دیکھا تو ہمارے نہ مددگار رہے نہ آب و دانہ ملنے کا ٹھکانا نہ کہین جانا نہ آنا جیتے جی عالم برزخ مین آگیا دھوپ کی شدت دلسوزی کے لیے آفتاب سر پر فلک دشمنی سے بنگاہ گرم دیدۂ مہر سے گھورتا یہ بیچارہ باین آفت و خرابی بہزار ناچاری گہر خاموشی بر لب شکر خداوند عالم کرتا چوکی پر بیٹھا تھا سارا طلسم پیش نگاہ عمارت قلعہ جات طلسم دکھائی دیتی تھی زمین کیطرف دیکھنے سے روح نکلی جاتی شریک حال بیکسی و تنہائی تھی طالع پست نے یہ بلندی دکھائی تھی جب خیال اپنے دوستون کا آتا تو آہ کی نی بجاتا اور یہ اشعار حسب حال

زبان پر لاتا کہ ابیات

مین وہ سوختہ دل ہون کہ مرگئے پر مری خاک سے دانہ شجر نہوا
جو ہوا بھی تو ہوکے وہ جل ہی گیا کبھی قابلِ برگ و ثمر نہ ہوا
کہون کس سے لال کا اپنے سبب وہی غم ہی سدا وہی رنج و تعب
گئے پار فلک کے یہ نالۂ شب ترے دل مین ذرا بھی اثر نہوا
کبھی دل کی ہوس بھی نہ نکلی ہوس رہا نالہ کنان مین برنگ جرس
ترے غم مین یہ مثل اسیر قفس کبھی قابل سیر سفر نہوا

یہ تو اس طرح گرفتار بصد آہ و بکا بروے ہوا ہی مگر اب حال طاق چشم مکار کا بیان ہوتا ہی کہ وہ مرض باطل پرستی کا بیمار پردۂ ظلمات طلسم مین ایک ملک کا مالک ہی اپنے مقام پر کہ نام اس مقام کا کوہ لاجوردیہ ہی سالک ہی جب نامہ بادشاہ طلسم اول مرتبہ اُسکو پہونچا نامہ کو پڑھکر خاموش ہورہا مگر فکر کرتا تھا کہ کیا عذر کرون اور جنگ پر جانے سے باز رہون اسی فکر مین تھا کہ بیمار ہوگیا حسب اتفاق اُسکا استاد حسام جادو اُسکے دیکھنے کو ایک دن آیا اُسنے استقبال کرا کر بڑی عزت و توقیر سے بلوایا اور مقام صدر پر بٹھایا ساقی مہر دیدار در قاصان پری رخسار کو طلب کرکے سامان عیش اُستاد کے لیے مہیا کرایا حلبہ عشرت جما پیالے اِدھر گردش مین آیا اُسی ہنگامۂ نشاط مین دوسرا نامہ افراسیاب کا جو بیابان نرگس سے بھیجا گیا تھا اُسکے پاس پہونچا نامہ پڑھکر افسوس کرنے لگا کہ شہنشاہ ساحران مجکو طلب فرماتے ہین دو نامے آچکے ہین مگر مین کیا کرون ناچار ہون کہ صاحب آزار ہون اب کچھ بن نہین آتا ہی کیا جواب نامے کا لکھون نہ روے رفتن نہ پاے ماندن سخت مجبوری اُسکے اُستاد نے جو یہ تقریر سُنی کہا ای فرزند تم مجکو کیسا ساحر جانتے ہو اُسنے کہا ای اُستاد آپ یہ کیا پوچھتے ہین بھلا آپ کے فرمانے کی بات ہی اب آپ کا ثانی اس طلسم مین کیا عالم مین نہین آپ ہی سے افراسیاب پڑھکر شاہ جادوان ہوا آپکا ادنی غلام ایک مین ہون کہ کوئی میرا ہمسر نہین حضور نے خوب بات کہی کہ مین کیسا ہون واہ واہ ای مین کہتا ہون کہ خداوند سامری بھی ہونگے تو اتنے ہی ہونگے جیسے آپ ہین اب اور آگے مین کیا کہون اُستاد جی اسکی تعریف پر بہت خوش ہوئے اور پھول گئے اور بموجب ع شامتین کہکے تھوڑی آتی ہین + بے اختیار کھلکھلا کر ہنسے اور کہا ای بیٹا تو مجکو اپنے عوض شاہ طلسم پاس بھیجدے مین آپ چاہتا تو چلا جاتا لیکن اُس نالائق نے آجتک مجکو پوچھا نہین مین اُس سے ناراض تھا اب تیرے سبب سے بناچار جاؤنگا سُنا ہی کہ وہان کچھ ملازم بگڑ گئے ہین شاہ طلسم اُنکو گوشمالی دینا چاہتا ہی اُسنے کہا ہان اور کون لڑنے والا ہی ایسے لڑنے والے ہین کہ بادشاہ کسی معزز کو اُنپر بھیجنے ننگ جانتا ہی حیرت زبردستی اپنی خوشی سے اُنکے مقابل جاکر اُترتی ہی ورنہ بادشاہ راضی نہ تھا اب ایسی ہی کچھ ضرورت ہوئی جو مجکو بلایا نہین تو اجتک تو کچھ پرواہ بھی نہ تھی معلوم ہوتا ہی کہ کوکب کے یہان سے کچھ فوج برائے اعانت مخالفان آگئی ہی اسلیے مجکو طلب کیا ہی حسام نے کہا سچ کہتے ہو اچھا مجکو روانہ کرو جو کوئی لڑیگا مین بھی لونگا طاق چشم نے

اُسی وقت اپنے یہان کے افسران لشکر کو بلایا اور حکم کوچ کا دیا پھر تو نفیر سحر بجی ساحرون مین کمر بندی ہوئی خیمہ دبارگاہ اژدہون پر لد گئی جادوگر نیان علم سحر سے ماہر کیسے کیسے کالے کافر ساحر ہیس وفیل وا سپ آتشین پر ہند پر سوار ہوئے چلنے پر تیار ہوے ابر کے لگے ہوا پر چھا گئے سحر کے بادل آگئے بجلیان چمکنے لگین تیغین چلنے لگین دمرو کی صدا سے ہندوے چرخ گھبرایا چھانجھ اور نفیر کی آواز سے آفتاب جھانجھ کیطرح تھرایا بازدلہ وقرقرے جادو بھرے لکہ ہاے ابر مین جاکر شور مچانے لگے جادوگر اُنپر سوار ہوکر جے سامری کی پکارتے تھے تخت سحر پر حسام سوار ہوا منقل آتشناک کو سامنے رکھ لیا ہار جواہر کے گیندون کا گلے مین پہنا سارے جسم پر سیندور ملا بھبوت سے بدن رنگا تخت کے کونے پر ترسول گڑا ہوا جھولا سحر کا گلے مین پڑا ہوا سب کے آگے چلا پس پشت دو لاکھ ساحرون کا پرا ڈنکے اور گھنٹے بجتے ناقوس کی صدا سے دل لرزتے جادوگر نیان سحر آزمائیان کرتی کوہ ودشت مین آگ لگاتی چلی جاتی تھین ن ہارے یہ اندھیر مچاتی تھین کہ سحر سے رات دن کو بناتی تھین مُنہ سے رال کے شعلے اُڑاتی تھین کہ

نظم		
چلی اسطرح فوج بے شمار	کہ چلتی ہی جسطرح کو آگسار	برسنے لگی آگ شعلے اُٹھے
تو گردون کو اندیشے پیدا ہوئے	کہا مہر نے دسے مین جاؤن بھاگ	کہ سقف فلک مین شگاف لگاے آگ

اسیطرح جب چند منزل یہ باد ہوائی اُڑتا ہوا چلا ایک مقام پر اُترکر شاہ جادوان کو نامہ لکھ بھیجا مضمون یہ تھا کہ نامہ تمھارا بنابر طلب طاق چشم آیا اُسنے وہ خط مجکو دکھایا اور کہا کہ مین نہایت رنجور ہون جانے سے مجبور ہون مجکو اُسکے حال پر ترس آیا خود تکلیف سفر مین نے گوارا کی اُسکی عوض مین آتا ہون یہ لکھکر اپنا نام ونشان لکھا اور پنجہ سحر کو دیکر کہا کہ جہان افراسیاب ہو وہان لیجا پنجہ ہمہ لیکر بارگاہ حیرت مین آیا کیونکہ شاہ طلسم بیابان نرگس سے یہان آیا تھا اور انتظار آمد طاق چشم کر رہا تھا کہ نامہ پنجہ نے دیا پڑھکر نہایت خوش ہوا اور اہل دربار سے کہا کیون صاحبو تم حسام جادو کو جانتے ہو کہ کون ہی ابریق وزیر حاضر تھا اُسنے عرض کیا کہ حضور نے بھی کچھ کتابین اُس سے پڑھی ہین مع جناب شہنشاہ ہم سب کے وہ اُستاد ہین اور کون ہین شاہ نے فرمایا کہ وہی تشریف لاتے ہین یہ کہکر جواب نامہ عریضہ تحریر کیا کہ مقدم فیض توام جناب سے اس خاکسار کو جو خوشی حاصل ہوئی حد حصر اُسکا زبان قلم سے ناممکن ہی لازم ہی کہ ذات والا صفات پر توافگن عزت وجلال سریر اس احقر تلمذان کے ہوا اور افتخار و اعزاز بخشے کہ بیت راہِ تو چہ راہ ست کہ از غایت تعظیم [illegible]

فلکشر سے جواب ست ۔ جواب پنجہ کو جب لکھکر دیا اُسنے لیجاکر حسام کو پہونچایا اُسنے حال مفہوم کرکے پھر نامہ لکھا
کہ اگر بادشاہ مین چلا تو آیا ہون لیکن یہ شرط بھی رکھتا ہون کہ جب مین لشکر حیرت مین پہونچون تو جادو بجا
جو کچھ کہ امورات جنگ مین کام کرون کوئی اُس امر مین دخل ندے چنانچہ تمکو اگر یہ شرط منظور ہو تو ایک بیضہ
سحر مین تمھارے پاس بھیجتا ہون اُسکو زمین پر توڑکر پھینکنا مجکو معلوم ہوجائیگا کہ تمنے میری شرط قبول کی
اب نامہ نہ بھیجنا مین چلا آؤنگا اور جو بیضہ نہ توڑوگے تو مین پھر جاؤنگا یہ لکھکر اور ایک بیضہ جھولے سے نکالکر
ہمراہ نامہ پنجہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر شاہ طلسم پاس آیا بادشاہ نے نامہ پڑھکر کہا کہ جو وہ فرماتے ہین مجکو سب
قبول ہے کسکی مجال ہے جو اُنکے مقدمہ مین دخل دیگا یہ کہکر وہ بیضہ زمین پر توڑدیا پنجہ جو نامہ لایا تھا غائب ہوگیا
اور منظوری شرط مذکور کی خبر سحر نے حسام کو دی اُسنے پھر کوچ کیا یہان بادشاہ نے حیرت سے کہا
کہ کاش ملکہ اس بیضہ توڑنے سے حسام کو منظوری شرط کی خبر ہوگئی ایسا زبردست وہ ساحر ہے اے ملکہ اسکا
ارادہ ہے کہ چھ مہینے آتش پرستی کرتا ہے اور چھ مہینے آب پرستی کرتا ہے مین اُسکے صفات بیان نہین کرسکتا ہون
جس مرتبہ کا وہ ساحر ہے اگر وہ اکیلا ایک طرف ہو اور تمام طلسم کے ساحر ایک طرف ہون جب بھی وہی سب
پر غالب آئے میرے دادا کی تلوار اُسکے پاس ہے کسی کو وہ دیتا نہین ہے آخر کو مین ہی جاکر لاؤنگا غرض یہ باتین کرکے
بادشاہ نے دربارہ تعظیم و تواضع حسام ملکہ کو تاکید بلیغ فرمائی اور آپ سوار ہوکر بحشم و خدم داخل
باغ سیب رشک دہ گلزار ارم ہوکر مصروف عیش و تنعم ہوا اور یہان بعد قطع منازل و طی مراحل حسام
بدانجام دریاے سحر سے پار اُترکر قریب لشکر حیرت نافرجام پہونچا ملکہ کو طائران سحر نے اسکے آنے سے
مطلع کیا چونکہ یہ اُستاد بادشاہ کا ہے اسوجہ سے ملکہ مذکور مع ارکین سلطنت بہر استقبال روانہ ہوئی
اور راہ مین جاکر اس سے ملی یہ بھی تخت پر سے اُترا ملکہ نے تسلیم کی اسنے سر اُسکا سینے سے لگایا دعاے خیر
اپنے مذہب و مسلک کے طور پر دی ملکہ نے بارگاہ زربفتی نصب کرا رکھی تھی جملہ اسباب راحت سے آراستہ
تھی پلنگ کرسی میز چھپر کھٹ شیشہ آلات فرش جملہ سامان مہیا تھا اُسی مین اسکا اسباب رکھا گیا لشکر
اسکا لشکر سے ملکر ملکہ کے اُترا گھا گھم ہونے لگی بازارین کھلگئین حسام بارگاہ مین ملکہ کے ہمراہ آیا اور
شراب خواری مین مصروف ہوا اور سارا حال باغیون کا پوچھکر کہا کہ مین ابھی جاکر سبکو غارت
کیے دیتا ہون ملکہ نے کہا آپ کے مقدمہ مین کوئی دخل دے یہ مجال نہین لیکن آج طبل جنگ
بجواکر شب بھر آرام بھی فرمائیے اور دشمنون کو مہلت بھی دیجیے کہ عدد غفلت اُنھین باقی نہ رہے

صبح سبکو شام فنا دکھائیگا اسنے یہ تقریر سُنکر توقف کیا اور جب حسام مہر فلک ترک روزگار نے نیام مغرب مین رکھی اور ساحرۂ شب حبر تناک آئینۂ ماہ لیکر انجمن عالم مین آئی کہ بمقتضاے ابیات

گیا وہ شام آتشبار آئی	بغل مین مجمعہ مہتاب لائی	ہمارے شب ہوا جب سایہ افگن
قمر کو سلطنت حاصل ہمہ تن	شام ہوتے ہی نفیر سحر بجی ملکہ مرخ کو طائران سحر نے خبر دی ادھر بھی نقارے	

بلاے ہوا جادو کے بچے لڑنے مرنے والے آگاہ ہوے نامرد و بزدل گھبرائے دربار برخاست ہوا سردار و ساحران ذیوقار خیمون مین آکر درستی آلات کارزار مین مصروف ہوے منتر ہر ایک زبان پر جاری کرتا دل سے یاد باری کرتا کہ خداوندا تو مشکل آسان کرنے والا ہی تیرے بحر کرم سے ہمارا بیڑا اُس شورش قلزم فوج کے پار اُترنے والا ہی غرضکہ ہر سمت سحر سازی تھی سبکو فکر جانبازی تھی رات وہ ایسی تاریک تھی کہ خوف سے دل ہتے تھے بہادر تیغ کے گلے ملتے تھے دیدۂ ساحرۂ دنیا مین کاجل لگا تھا یا رات کا اندھیرا تھا سپرون کی تاریکی چھائی تھی یا کالی بلا ساحرون نے بُلائی تھی تیغ تیز کی چمک روشنی مردمک دیدۂ سواد شجاعت تھی جسنے لڑنے مرنے کی راہ دکھائی تھی سپرون پر پھول جڑے تھے یا کالی کلکتے والی کے مندر پر پوجاری جمع تھے پھول مان منتا کے لیے چڑھے تھے تلوارون کے سر پر وہ زبردست بیر چڑھا تھا کہ جان بھینٹ مین لیتا تھا مبارز اُسکو دیکھکر سر سے کھیلتے تھے وہ بیر جسپر سایہ ڈالتا بغیر جان لیے نہ اُترتا تھا محرابخم شمشیر مین نچلے نوجوان مرادون والے سر چڑھانے پر تیار تھے گلہاے زخم کے ہار پہننے کی مراد تھی نام و ننگ کے طلبگار تھے نئے نئے سحر و نیرنگ آفکار تھے کہ نظم

کوئی بیٹھکر دور پڑھتا پڑھنت	کوئی سامری کا بنا تھا مہنت	کوئی لیکے اکیس لونگ اور پھول
وہ جپتا تھا منتر گیا تھا جو بھول	بنایا کسی نے شجر سحر سے	کہ پھل جسمین تلوار کی شکل تھے
کسینے بنائے تھے لنمون کے سانپ	جنھین دیکھ ترک فلک جاے کانپ	جب منشی قدرت نے لوح زبرجدی

چرخ سے نقاط انجم و اسطار کہکشان کو بہ آبداری مہر دھویا اُستاد ازل نے طفلک خورشید کو مدرسۂ افلاک مین بہر سحر خوانی دافع ظلمت شب بلایا نظم

پڑی سامان ظلمت پر تباہی	دھوان ہوکر چلی شب کی سیاہی	جہاں شمع پر آئی اُداسی
مزاج شب مین پھیلی بدحواسی	ہنگام سحر اُستاد افراسیاب اُٹھکر جانب رزمگاہ چلا و دلاکو جادوگر ان	

کا ہمراہ ہوا حیرت بھی بڑے لوازمے سحر کے بنگلہ مین سوار ہوکر چلی فوج قاہرہ ہمراہ ہوئی ایک طرف سے

مسخ نے رخ اپنا جانب میدان کیا فوج ظفر موج کو ہمراہ لیا ملکہ بہار معشوقۂ طرحدار گلعذار تخت سحر پر بہزاران زیب وزینت سوار تھی جانب رزمگاہ اسطرح روان ہوئی کہ گلستان لشکر مین نسیم بہار روزان ہوئی تخت بلور پر ملکہ مذکور جلوہ بخش نور اُس تخت پر صدہا گلدستے جو گلزار جنان سے پیش دستی کا دعوے رکھتے دمے تھے اُن بہار گلزار حسن کے جوبن پر بلبل دل عالم مرے ہوے تھے ماتھے پر وہ غیرت قمر افشان جیسے فلک ساحری پر گویا ستارے نکلے ہوے لباس ارغوانی اُس قتالۂ عالم کا بیرنگ لالۂ خونین قبا عاشقون کو خونین کفن بناتا معشوقان گل رخسار کو لال لال آنسو رشک سے رولاتا کالی گھٹا سر انور پر چھائی جیسے زلف سیاہ رخ پُرنور پر لہرا کر آئی اُس بدلی سے جانور فضل بہار کے مجسم ظاہر ہوکر زمزمہ سرائی کرتے دھانوان کو کلا دھیر کویل پپیہا ہزار خوش الحانی تعریف اُس غیرت گلشن کی پڑھتے کہ بموجب **غزل**

دعوی کرے وہ رخسے ترے آب و تاب کا	آیا تو منھ نہین ہے خدا آفتاب کا	بیوجہ تیرے رخسے نہین عشق عندلیب
بجھی ہوئی اسکو پھول وہ شاید گلاب کا	مہتاب شرخاک پہ شب کھائے گر پڑے	گر رخسے وہ اٹھائے جو پردہ حجاب کا
بیدار شور حشر سے ناگاہ جاگ اٹھے	اب تک مرا گیا تھا نہ آنکھون سے خواب کا	ایکطرف سے نافرمان کی نرالی

آن بان طاؤس جمع اہر فرو رسحر زیبان دھانی جوڑا پہنے کشت حسن کو ناز کی دسر سبزی دیے زمردین زیور سے جسم آراستہ حسن سبزہ رنگی کے جلوے ہرے نہایت پیراستہ آمد بہار کے دن طرحدار کم سن کہ بموجب نظم

ادا سے خوبی سے ناز و عشوہ سے لطف جو میرے یار مین ہے	نہ ایک مین ہے نہ دو مین یہ ہے نہ تین مین ہے نہ چار مین ہے	
یہ کون آتا ہے خیر مقدم بہ بزم گلگشت باغ اس دم	کہ سرو سر در ریاض عالم اٹھائے سر انتظار مین ہے	

ایک سمت سے ملکہ سرو بصد آبرو ابر سحر پر سوار زلفین کھولے بال بال موتی پروے بالون سے ستارے جھڑتے شب تار مین جگنو چمکتے یا سپہر حسن پر تارے نکلے ہوے رخسارون پہ سے ستارے کا ڈھلک کر گرنا تارے کا قمر پاس ٹوٹنا نظر آتا تھا زلف پریشان کن خاطر عاشقان گیسو کا دہن تنگ پہاڑ کر آنا راہ چشمۂ حیوان کی جستجو مین سکندر کا جانا معلوم ہوتا کہ بمقتضاے **ابیات**

کیا تری زلف گرہگیر ہے اللہ اللہ	دلکو دیوانے کے زنجیر ہے اللہ اللہ	شور ہے خلق مین بیداد کا اسکے ہر سو
کیا ہی ظالم بت بے پیر ہے اللہ اللہ		اسی طرح یہ گروہ حسینان سپہ سالار لشکر ناز و ادا بہزار زینت و عظمت دشت و غا مین پہونچا بنظم

ہمہ نامداران باجاہ و آب	ہمہ بر سپہر خرد آفتاب	ہمہ کینہ جویان ہمہ نامدار

ہمہ نیزہ بازان و جنگ گذار	ہمہ یکدل و یک زبان و سخن	ہمہ رزم جویان بجوش رخین
بجنبید در یا و صحرا و کوہ	بجان آمدہ گاو ماہی ستوہ	اس فوج کے آنے سے گرد و غبار

چھایا ابر سحر اور ساحرون کے آنے سے وہ اندھیرا تھا کہ خاک کسیکو نظر نہ آتا تھا اور کوس دمامے نوبت گرجتے اور بجتے تھے گوش فلک کرتے غرضکہ طرفین سے ہوا کے جھونکے آئے خس و خاشاک میدان کا اڑا لیگئے پھر گھٹائین آئین ہلکی ہلکی بوندیان اور پھار پڑی چھڑکاؤ کرکے انکے سنگے بھی چلے گئے صفین آراستہ ہوئین نقیب کرکیٹ چاؤش نکلکر پکارے کہ کہان ہین ساحران کاشغر و کشمیر اور کدھر گئے بنگالے اور کانورو دیس کے نامی جادوگر اب دمامہ ہی نہ شمامہ ہی نہ سامری ہی نہ نمرود ہی نہ فرعون ہی نہ ہزار شکل چرخ گردان ہی کسی کا نہ کچھ پتا ہی نہ نشان ہی پس آج کون ایسا جادوگر ہی جو سامری و جمشید کا نام لیکر اس معرکۂ جدال و قتال مین قدم آگے بڑھائے اور کچھ کرتب اپنی سحر و ساحری کا دکھلا کر نام اپنا کر جاے کہ اہل خلا کدان عالم مین وہی غازہ تاریک لحد آخر ٹھکانا ہی

نظم

کدھر آج ہی عدل نوشیروان	ہوا پردہ تخت سلیمان کہان	کدھر ہی سکندر کا وہ تخت و تاج
کہان ہی وہ دارا کا لشکر سب آج	کہان اب کیومرث کا نام ہی	کہان اب جمشید کا جام ہی
نظر کن زمین پر بازیچہ رنگ	کہ بشکست چون طاق کسری سنگ	اس نہیب دینے سے ساحرون کے

حوصلے بڑھے ناریل تاریخ اچھلنے لگے بیرقین اور جھنڈیان اڑنے لگین حسام بدانجام فوج کے پیچھے سے الگ ہو اجازت لینے کے عوض آسنے حیرت کی جانب تنکر دیکھا حیرت نے پکار کر کہا کہ بول حسام استاد تیری سدا جو سارے لشکر مین جو جی کا عمل ہو اور وہ ناکام آگے بڑھا فوج کیطرف مہرخ کی نگاہ تیز و گرم دیکھکر پکارا کہ اے فرقہ نحکرام تم سب مجکو جانتے ہو کہ مین کون ہون اور کس مرتبہ کا ساحر ہون اب بھی کچھ نہین گیا ہی اطاعت اہل اسلام چھوڑکر حاضر خدمت شہنشاہ عالی مقام ہو عفو تقصیرات چاہو بدنام ہو ورنہ سزا اپنی اپنے کنارہ مین دیکھوگے ادھر سے ہر چند کہ وہ استاد سلاحران ہی مگر بموجب مصرع جواب جاہلان باشد خموشی + کسی نے اسکی گفتگوے بے معنی و لایعنی کا جواب نہ دیا اسنے غصہ مین آکر دو ناریل اپنے جھولے سے نکالے اور لشکریون کو دکھائے اسوقت بہار نے تخت قریب تخت مہرخ لیجاکر آہستہ سے کہا کہ یہ ناریل جو اسنے نکالے ہین خاص سامری کے بنائے ہین اس سحر کا رد کسی سے نہو سکیگا مناسب ہی کہ لشکر سے نکل چلو تاکہ اسکے شر سے محفوظ رہو مہرخ نے کہا لشکر کو اپنے آفت و مصیبت مین چھوڑکر جانا افسری سے بعید نظر آتا ہی ہر چہ باداباد دیکھین

خدا تعالیٰ ہمکو کیا دکھاتا ہی کہ **بیت** بینیم کہ تا کردگار چہان + درین آشکارا چہ دارد نہان + **بہار** ہنوز کچھ جواب نہ پائی تھی کہ حسام نے تمام سحر سے تیغ انتقام کھینچا یعنی اُن ناریلون مین سے ایک کو زمین پر مارا اور دوسرے کو جانب آسمان اُچھالا یہ کرشمہ کرتے ہی معاذ اللہ ایک آواز ایسی ہولناک آئی کہ مہر فلک تھرانے لگا قرطاخوف سے بنجار چڑھ آیا گاؤ زمین کو غش آنے لگا سامری چرخ گھبرا کر چرخ کھانے لگا جہان تک کہ لشکر مطیعان اسلام تھا وہان تک زمین مین شق ہوکر نشیب عدم اور غار قبر تیرہ و تار سنگبئی ساحر دھنسنے لگے مہر رخ رونے لگی ساحران دشمن ہنسنے لگے آسمان کی طرف ناریل اُچھالنے سے یہ تاثیر ظاہر ہوئی کہ ظلمت کدۂ دہر تاریک ہوگیا ایک چادر سیاہ بطور اجگر کے لشکر مہر رخ پر آکر چھا گئی اُسمین سے سیاہی کاجل کیطرح گر کر پھیلتی تھی دیدۂ دہر سے اُس کاجل نے روشنی کھودی شامت ہر ایک کی آگئی تیرگی بخت تیرہ بختان سب اُسی جا اکٹھا ہوکر آئی تھی نور روشنیٔ مہر انور کا فور اقبال ہمکیطرح روشنی دودخانۂ عالم مین اندھیرا مچگیا تھا کہ چشم نور آگین اہل دنیا کو کچھ سجھائی نہ دیتا تھا بوم شوم کا سایہ نحوست اُس لشکر پر پڑا تھا کہ اندھیرے نے چار سمت سے گھیر لیا تھا ہر طرف بھگدڑ پڑی ہلچل ہوئی لیکن سوجھتا کچھ نہ تھا سواد شہر نور منزلون دور تھا عالم عالم مین تاریکی کا ظہور تھا بھاگ کر یہ سب کہان جاتے کدھر ٹھوکرین کھاتے اور سر ٹکراتے جو بھاگے وہ زمین کے پھٹنے سے گڑھے مین گرے اندھے راہ کہان پاتے ساحر جو نامی و نامور تھے وہ سحر پڑھکر دستک دیتے رد پڑھکر دم کرتے مگر کچھ اثر نہوتا تھا اور وہ چادر سیاہ بڑھتے بڑھتے گرد لشکر حلقہ زن ہوئی اور جملہ سپاہ بادشاہ زمین جو شق ہوئی اُسکے نشیب مین آگئی گویا زندہ درگور ہوئی سب کی بیت و نیت خاک مین ملگئی اُسوقت کی آفت کہان قلم سینہ چاک کی طاقت جو رقم کرے خامہ با چشم نمناک قطرات مداد سیاہ سے ماتمی پوشاک شاید قرطاس کو پہناتا ہی اشک سیاہ آنکھ سے بہاتا ہی جو لفظ تحریر ہی سوگ نشین ماتمکدہ کا غذ ہی صریر کلک سے آواز ہی ہر کی نکلتی سر پیٹتی ہوئی ہی جیم دائرہ نشین غم ہی تو عین بعینہ چشم پرنم ہی وائے اسی فلک غدار پہ کیا ستم ہی کہ گلبدان یاسمن پیکر پہ وزان صرصر الم ہی **نظم**

گلشن ہی ہی دلکیپ جدھر جا نظر	ہی وہ مطرب ساقی شب نور سحر	جو کہ شی ہی وہ ہی مرغوب دل پیر و جوان
سبزہ و ابر و ہوا لالہ حمرا گل تر	دیکھ صحرا کو کیا سبز و زمرد گون ہی	دیکھ دریا کو کہ ہی موجون سے زنجیر بپر
قطرے باران کے ذرا دیکھ کر کیا عالم ہی	موتی پھرتے ہین دامان صبا مین گوہر	شاق ہی اسکی جدائی تو سبھی کو لیکن
عالم خواب سمجھتے ہین جو ہین اہل نظر	صفحۂ لاکھون ہین اسمین کہ ہی نقش بر آب	آبشارین ہین صید انوہ گراس گلشن پر

چھوڑ دیں سکی محبت کو حوصلہ ہو جس	وہ دن آئیگا کہ بیٹے کی نہ ہو ماں کو خبر	اختیار اپنا جہان میں نہ وہاں الفت کیا
بے بسی ہو اگر عشق تو ہیں لاکھ ہنر	آخر الامر جب اس لشکر میں یہ آفت برپا ہوئی حسام نے پکار کر کہا کہ	

گروہ گمراہان اب تمھارا ماجرا کچھ بات نہیں مگر ابتدا سے مزاج ہمایون شہنشاہ جاودان کا حال مین نے سنا ہی کہ تمھاری پرورش پر مائل ہوئے اسی سبب آج کا اتنا دن اور یہ رات تمکو اس عالم مین چھوڑتا ہون اگر تمنے اطاعت بادشاہ نہ کی تو جس طرح نشیب زمین مین سما گئے ہو اسی طرح زمین کو حکم دونگا کہ تمھارے سر پر دوڑ آئیگی اور برابر ہو جائیگی زندہ بند ہو کر رہجاؤگے اور یہ سا ہی ظلمت عدم مین پھنسائیگی آگ تمپر برسائیگی نام و نشان تک تمھارا خاک مین ملائیگی یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر پھر لشکریون نے ارادہ لوٹنے کا کیا حیرت مانع ہوئی کہ خبردار استاد کے مقدمہ مین کوئی دخل نہ دے ورنہ جان سے مارا جائیگا ہر ایک ملکہ کے منع کرنے سے رکا اور جملہ افسران لشکر ہنستے باہم خوشی کرتے پھرے لشکر آکر اپنے مقام پر اترا ملکہ مذکور استاد جی کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئی شاہ طلسم نے بھی ہلکارے دم بدم کی خبر ہونے کے لیے مقرر کیے تھے انھون نے یہ خبر فتح کی پہونچائی شاہ بہت خوشنود ہوا مصور و صورت نگار داخل باغ سیب آنکو حال آمد حسام نہ معلوم تھا پوچھنے لگے راے بادشاہ یہ سحر کیا آپنے کیا ہی بادشاہ نے حال اپنے پیر بھائی کے مانند ہو جانے کا اور اپنے استاد کے بھیجنے کا سب مفصلاً بیان کیا پھر ایک خلعت اور کشتیان زر و جواہر بے بہا کی اور تحفہ جات طلسم استاد کے لیے روانہ کیے اور عریضہ تحریر کیا کہ استاد آپ کے کرم سے میری سلطنت قائم ہوئی سب ملک مال بچگیا اب غلام بھی حاضر خدمت ہوگا حجاب کی وجہ سے سامنے نہ آیا تھا کہ آجتک حاضر خدمتگزاری ہا یہ عریضہ مع تحفون کے جب حیرت پاس پہونچا آنے استاد کو خلعت پہنایا اور طبلہ عشرت بجایا اور کہا کل بعد قتل جملہ باغیان چالیس روز کا جشن کرونگی آج کے جلسہ طرب کی سند نہین عرضکہ ناز پروردگان صد دلربائی و زینت بخش بزم خوش ادائی رونق انجمن عشرت و لایق محفل صحبت جمع ہوے گلعذارون نے بارگاہ کو رشک دو گلزار جنان بنا دیا اپنے زمزمے اور ترنم کے سامنے بلبلون کو شرما دیا ساقیون نے شراب عشرت آمیز سے اہل انجمن کو سرخوش کیا اور مغنیان خوش نوا نے بالحان دلکش اس غزل کو گایا اور رقاصون نے اپنی ادا لے دلفریب پہ ہر ایک کو لبھایا **غزل**

کنون کہ در چمن آمد گل از عدم بوجود	بنفشہ در قدم او نہاد سر بہ سجود	بنوش جام صبوحی بنالہ دف و چنگ
بیار نیمشب ساقی بتعجلہ نے و رود	بباغ تازہ کن آئین دین زردشتی	کنون کہ لالہ برافروخت آتش نمرود

زدست شاہد سیمین عذار و عیسی دم	شراب نوش و رہا کن حدیث عاد و ثمود	شد از فروغ رخ حسین آسمان گلشن
زمین لختر میمون و طالع مسعود	بدور گل منشین بے شراب و شاہد و چنگ	کہ ہیچ دور بقا ہفتہ بود و معدود

غرضکہ شام تک یہی جلسۂ مسرت رہا جب نور دیدۂ فلک سحر حسام شب سے دور ہوا اور چرخ ستمگر نے انجمن عشرت مین ناہید فلک کو بلایا کہ **نکلے**

ہوئی جب روشنی روز نما بود	ہوئی پھر شام شب سے پہلے موجود	جو ناگہ یہ پری بن ٹھن کے آئی
چراغون نے چمک اپنی دکھائی	حسام دن بھر کا تھکا ماندا تھا بہرام اپنی بارگاہ مین جلسہ سے اٹھکر آیا	

پہلے کچھ غذاے لطیف زہرمار کی پھر سرانچہ بارگاہ کے اٹھوا دیے صحن خرگاہ مین پلنگ بچھوا کر لیٹا لطف شب دیکھتا جاتا تھا سامنے جنگل کا سبزہ خوب ہی کیفیت دکھاتا تھا اس خوشی مین تھا کہ نیند آتی تھی اطراف اہل اسلام کی دعا بصد نالہ و آہ تا بعرش کبریا جاتی تھی جب وہ زار زار اشکبار ہوتے تھے عشرت پذیران عالم کے ہوش کھوتے تھے بلبلا کر یہ کہتے تھے کہ **ابیات**

یا رب ہی کریم نام تیرا	ستار و رحیم نام تیرا	کفار لعین و تیرہ ایمان
ہین تشنۂ خون و حاسد جان	غالب ہوا کفر عاجز اسلام	یا رب ہو ہمارا نیک انجام
اپنی وحدانیت کا صدقا	دے ہمکو نجات اب خدایا	یہ دعا انکی درگاہ کبریا مین قبول

ہوئی مراد دل حاصل ہوئی یعنی استاد شاہ طلسم زمین کی سیر دیکھتے آسمان کیطرف دیکھنے لگا فلک پیر کو اسکی استادی پر رشک آیا کہ مجھسے بڑھکر یہ ستمگر پیدا ہوا جسنے چشم زدن مین جاہ و جلال لشکر اسلام مٹایا پس گردوپن دشمن اسکا ہوا اور اسنے بڑے ہوا ایک ستارہ چمکتا ہوا دیکھا جیسے ساکنان فلک نے سقف سپہر مین قندیل لٹکائی ہو یا ستارہ ٹوٹکر گرہ زمہریر پہ جمگیا ہو حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہو آخا سکوتہ مین نے دوربین سحر لگاکر دیکھا تو ایک چوکی بلور کی نظر آئی کہ ماہتاب کے عکس پڑنے سے وہ مثل کوکب رخشان نظر آتی ہو یہ دیکھکر اسکو اور زیادہ حیرت ہوئی اور سحر پڑھکر دستک دی گودہ سحر شاہ طلسم کا تھا جو کسی سے رد نہو سکتا لیکن یہ استاد بادشاہ ہو اسنے رد کر دیا وہ چوکی چکر کھاتی ہوئی سمت زمین چلی **برق فرنگی** اس سپہ دور روز کا بھوکا پیاسا اپنے حال پر روتا ہوا چپ بیٹھا تھا اور لشکر کے حال زبون کو بھی اسنے اسی بلندی پر سے دیکھا تھا دل سے کہتا تھا کہ اب رہائی نہو گی کیونکہ ہمراہی بھی اپنے سب خاک مین ملگئے اسی فکر مین تھا کہ چوکی نیچے اترنے لگی اسنے بھی جھک کر دیکھا معلوم ہوا کہ ایک بارگاہ مین ایک ساحر بیٹھا ہو

اسکے پاس چوکی جاتی ہی یہ دیکھتے ہی گود دور زمین پر جہ گرسنگی و تشنگی پریشان حال تھا اور صورت جو کنیز بادشاہ کی ایسی بنائے تھا اسمین بھی کچھ کچھ تغیری ہوگئی تھی لیکن یہ بہت جلد اُتنے اُتنے درست ہو بیٹھا وہ چوکی جب نزدیک پہنچی آستاد جی نے اور ہی صورت ملاحظہ فرمائی دیکھا کہ ایک عورت قبول صورت بمشابہ شکل حور سراپا بقعۂ نور لباس و زیور سے آراستہ اُس چوکی پر بیٹھی ہی ماتھے پر ایک تختی ہیرے کی بطور تمغے کے لگی ہی اُسپر لکھا ہی کہ کنیز **افراسیاب جادو** اور بسبب شدت و تکلیف اسیری کے منہ اُسکا تمتمایا ہی نچا کھچا کھڑا ہی بادِ غربان و سر پریشان ہی ہر ایک بال سیاہ اور دراز اُسکا اُغمی پیچان ہی یا شب ہجر عاشقان ہی ہوا کے سبب سے اس طرح لہرا رہا ہی کہ جیسے مار سیاہ بل کھا رہا ہی بالون کے گھن مین چہرۂ تابان اُسکا یون نظر آتا ہی جیسے بدلی سے چاند چمک جاتا ہی فوج غم و الم کی دلپر چڑھ آئی ہی رنگ رخ زرد ہی منہ پر چھپتی ہوائی ہی پوشاک بھی ملگجی ہوگئی ہی لیکن باین ہمہ رنج و الم وہ صورت زیبا رکھتی ہی کہ حسینان جہان پر ہنستی ہی یوسف نے تو خواب مین بھی یہ صورت نہ پائی ہوگی وہ کونسی طبیعت ہی جو زلیخا اسکے عشق مین نہ بن آئی ہوگی کہ موجب ہلاکت ہو

ہوا کا چاند گہن کے پڑی مری نگاہ	ہر گیسوئے چلیپا و رخسار سے آنکھین روشن	مہوشی عشوہ گری آفت جانی شوخی
گلے مین سرو قد نوش لبے غنچہ دہن	قاتل خلق خدا جنبش تیغ ابرو	خرمن ہستی عاشق پہ گرہ برق فگن
رات بھیگی عرق شرم مین ڈوبے بال	آنکھ سورج کی جھپک جاوے چہرہ روشن	چاند سورج نے کیا شب کو ثریا مین طلوع
سر پہ توحید مسیحا کی بیان کیا ہو بھین	طرۂ مقیش کا جوڑے پہ نیا طرہ ہی	سانپ بیٹھا ہی شب تار یہ مین ہی ڈالے بن
ہی کشش نیر تابان ہی بھنور ہی افشان	نصف خورشید درخشان ہی جبین روشن	حسام اسکی صورت دیکھتے ہی یوانہ

ہوا سارے اُستادی اُس پر فن نے بھلا دی گھبرا کر پوچھا کہ ای ماہ پارہ تجکو کسنے یہ کاہش دی ہی ای پری تو کیون آ رہی تجھی ماتھے پر تمغہ لگا ہی شاید تو کنیز بادشاہ طلسم کی ہی برق نے شرما کے مسکرا کے کہا کہ ای جادوگر تو کیون دیوانہ ہوا ہی میرے ساتھ اپنی بھی جان کھوئیگا مجکو شہنشاہ نے قید کیا ہی اگر تو معزز ساحر ہی تو میری خطا بادشاہ سے معاف کرا دے نہین تو مجکو پھر اُڑا دے اُسنے کہا ای جانی وای مایۂ زندگانی تجھ سے کیا خطا ایسی ہوئی جو زہرہ خش ہو کر ہاروت و ماروت کے چاہ عذاب مین لٹکی یا شمع قندیل ہی تو کر بغیر لٹکے حسن نہین دیتی اُسنے جواب دیا کہ مردے باتین نہ بنا جلد سی مجکو بروے ہوا پہونچا اے آفت آ جائیگی ابھی تو مین قید ہون پھر قتل کی جاؤنگی جبن بادشاہ نے اُتنے سے تصور پر کہ جام شراب لیے

آتی تھی ٹھوکر لگی مین گری جام چھوٹکر چور چور اٹوٹ گیا یہ حال میرا کیا کہ بے دانہ و آب قید کیا اب غیر سے سنتے سُنے گا تو مار ہی ڈالیگا اسنے یہ تقریر سُنکر کہا کہ شاہ کو اسوقت نشہ شراب ہوگا جو قید کیا ورنہ یہ کوئی ایسا جرم نہین مین تیری خطا معاف کرا دونگا یہ کہکر اپنے دل سے کہا کہ ای حسام تو نے آپنا بڑا کام کیا ہی کیسا بادشاہ اس کنیز کو تجھے ندیگا نہین ضرور دیدیگا یہ سوچکر اُس عیار تگرجان سے پوچھا کہ ای نازنین سچ بتلا افراسیاب نے کبھی تجھکو ہاتھ تو نہین لگایا اسنے کہا قسم ہی ہمارے جمشید کی کبھی آنکھ بھر کر بھی نہین دیکھا اور کیونکر دیکھتے کہ مین مرد سے خوف کھاتی ہون میرا کلیجہ اتھون مرد کی صورت دیکھکر اچھلنے لگتا ہی یہ کہکر اس طرح انگڑائی لی کہ بغلین اور سینہ اور پیٹ کھلگیا استاد جی کا تو جی لوٹ گیا کہ بیت انگڑائی لیکے اپنا مجھپر خمار ڈالا + کافر کی اس ادا نے مجکو تو مار ڈالا + بس شیفتہ ہوکر پکارا کہ مطلع جان کیا تمکو کہون مین جان ہی جانے کے لیے + دل سمجھتا ہون کہ دل ہوتا ہی آنے کے لیے + اس گلبدن نے بھی ہنسکر کہا کہ مین سچ کہون مجکو مرد کے نام سے نفرت ہی مگر تجکو دیکھکر میرے دل کا حال اور ہو گیا ہی یون تو ہزارون لاکھون جوان پیارا وجیہ کے بچے مین نے دیکھ ڈالے تجکو نہین معلوم کیا سبب جو دیکھتے دل بیچین ہو گیا کہ فرد مطلع رسوا ہوا خراب ہوا ابتلا ہوا + کیا جانیے کہ دیکھتے ہی تجکو کیا ہوا + حسام یہ پیاری پیاری باتین اس تگرگی سنکر بہت خوش ہوا اور سحر پڑھا کر چوکی مین جو پیشاب ہوا تھا اور اٹھ سکتا تھا اس حال سے اسنے نجات پائی اٹھکر نیاز و تسخیر اسکے پاس آیا یا اسنے ایک قطعہ لکھکر اس مضمون کا کہ ای شاہ جادوان مین نے تمھاری کنیز معتوب کو چوکی سے چھڑا لیا اور اپنی خدمت مین لیکر لایا اطلاعاً تمھین لکھ بھیجا یہ تحریر اسی چوکی پر رکھکر سحر پڑھکر اوڑا دیا اور کہا ای چوکی جہان بادشاہ ہو وہین جا چوکی اڑکر چلی برق نے جو یہ اجراد دیکھا دل سے سوچا کہ یہ چوکی بادشاہ پاس کوئی دم مین جائیگی وہ تو میرے حال سے واقف ہی فوراً میرا رہا ہونا سنکر دوڑا آئیگا پس جلد کوئی تدبیر کرون یہ سوچکر پاس آسکے بیٹھ گیا وہ اسپر دست انداز ہوا اسنے اور تو کچھ ناز ادا نہ کیا مگر مسکی بھر کر کہا ٹھہر دین ہے قرینے ہوئی جاتی ہون چھوٹے کپڑے کھلے جاتے ہین تمھارے نوکر چاکر سب دیکھ رہے ہین سر اپنے بارگاہ کے اٹھے ہین کیا مجکو نگوڑی کسبی خانگی سے بھی بدتر تمنے سمجھا ہی کسبیان بھی بیچ بازار مین مردوے کو لیکر نہین پڑتین یہ سنکر اسنے سر اپنے گروا دیے اور خادم خدمتگار سبکو باہر بارگاہ کے نکال دیا اس اثنا مین عیار مذکور نے انگیا مین سے ایک گیند نکالا اور کہا دیکھو یہ کیا ہی استاد جی نے اسکی بھولی باتون پر گلے سے لگایا اور کہا یہ گیند ہی اور کیا ہی اس گلبدن نے کہا واہ یہی

پہچانتے ہو یہ باغ خداوند جمشید کا گلاب ہے شہنشاہ گئے تھے تو کہی لائے تھے ایک مجھے بھی دیا تھا دیکھو سونگھ کر
گلاب کی بو آتی ہے نہ اسنے تعجب کرکے گیند اس سے لیا اور سونگھا سونگھتے ہی بیہوش ہو گیا اسنے فوراً خنجر
کھینچکر سر اسکا کاٹ ڈالا شور قیامت خیز اور آفت محشر انگیز برپا ہوئی آگ برسنے لگی آوازین مہیب
آنے لگین کہ اے ظالم غضب کیا تونے کہ استاد ساحران کو مارا ساحر غل سنکر دوڑے برق نعرہ کرکے
اسی ہنگامہ گیر و دار مین جست و خیز کرکے نکل گیا اس عرصہ مین ہی چوکی شاہ طلسم پاس پہونچی وہ
استاد کو عرضی تحریر کرکے باغ سیب سے بیابان لالہ زار مین واسطے سیر کے گیا تھا چوکی کے آتے ہی نامہ
پڑھا اور پکارا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا بتاونے کیا کہ اس بلاے آسمانی کو اتار لیا ملازمون نے پوچھا کہ حضور
کیا ہوا اسنے سب حقیقت عیار کے قید کرنے کی بیان کی اور ابریق وزیر سے کہا جلد جا استاد سے
بعد آداب و تسلیم حال عیار عرض کرنا اور کہنا اور کنیز بن آپ کی خدمت کو حاضر ہین اسکو جلد قتل فرمایئے
وزیر مذکور چلنے پر تھا کہ بیر حسام کے روتے پیٹتے آئے اور حال اسکے مرنے کا معرض بیان مین لائے
بادشاہ سنکر سن ہو گیا بعد کچھ دیر کے ہاتھ ملکر کہا ہوا کہ خود کردہ را درمان چیست ہاے افسوس
مین نے برق کو گرفتار جب کیا تھا جب ہی مار ڈالنا چاہیے تھا ناحق اسکو قید کیا خیر مرضی سامری کی
یہی تھی اے ابریق تو جلد جا لاش استاد کی طاق چشم پاس بھجوا اور استاد کے مرنے سے جلد نمکحرام
برباد ہو گئے ہونگے ایسا ہو کہ لشکر حیرت پر آکر گرین اور لشکر مذکور کو غفلت مین خبر پہونچے وزیر سبب
ارشاد بہت جلد چلا یہان بعد مرگ حسام وہ چادر ظلماتی دور ہو کر زمین ہموار ہو گئی لشکر مہرخ
نے نجات پائی سجدہ شکر خدا ادا کیا اور لشکر تو تیار درشت کارزار مین کھڑا تھا ہر ایک جانب لشکر
حیرت چلا لیکن اتنے عرصہ مین وزیر مذکور جو روانہ ہوا تھا اسنے آتے ہی سحر کیا کہ سب لشکر حیرت
مین روشنی ہو گئی اور اسنے ندا دی کہ اے لشکریان خاتون شاہ طلسم آگاہ ہو کر حریفون کا لشکر
آپہونچا سب لشکر مین مرگ حسام سے گھبراہٹ تو ہو رہی تھی اسکے آواز دینے سے کمربندی ہونے لگی
حیرت بھی باموے پریشان خوابگاہ سے نکل آئی مہرخ نے کہا کہ اب جانا لڑنے کو اسوقت میسر نہ ہوئی
ہی یون تو بہت لڑینگے وہ غفلت مین کار حریفان تمام کرنے کا لطف نہ اب پھر چلیہ یہ کہکر مع لشکر کے
سرعت فراکر داخل بارگاہ ہوئی لشکر ہی بھی آسودہ ہوے اب آج یہان جلسہ عشرت جما لشکر دشمن مین
شور واویلا بلند ہوا واہ رے انقلاب دہر گاہے چنین گاہے چنان المختصر ارباب نشاط حاضر ہوے

تمام فوج گلفام کا دور چلنے لگا ہر ایک سے ملنے لگا سامان شادی جشن کی تیاری کی کیفیت کیا لکھی جائے
اختصار منظور ہی حاصل یہ کہ برق بھی بارگاہ مین آیا مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت فرمایا جملہ کیفیت سنکر
خوشنود ہوئی یہ سب تو بعشرت تمام تر یہان ٹھہرے اُدھر حسام کی ساحران لشکر کے ہمراہ ابریق نے
طاق چشم کے پاس بھیجا اور آپ خدمت بادشاہ مین گیا شاہ طلسم بیابان لالہ زار مین متفکر بیٹھا تھا
دربان کے مالک نے حاضر خدمت ہوکر نذر دی اور عرض کی کہ شہنشاہ بصفت نشان آپ کچھ متردد معلوم
دیتے ہین کتاب رخسار معنی غم وملال سے تحریر نظر آتی ہی بادشاہ نے سارا حال اُستاد کا بیان کیا اُسنے عرض
کیا کہ مجکو حکم ہو مین جاکر کارنکجرامان تمام کردون میرا لشکر بہت آراستہ و تیار ہی فوج بھی آپ کے اقبال سے
جرار ہی بادشاہ کو اُسکے عرض کرنے سے خیال آیا کہ بلائے جادو نے عرضی بھیجکر مدد مانگی تھی اُسکے پاس
اسکو بھیجا چاہیے یہان لڑنے کو تو پیر بھائی میرا لڑے ہی گا یہ سوچکر گویا ہوا کہ ای زہرہ بن قاہر قہر
چشم جادو اگر تمھارا لڑنے کا اور میری مدد کرنے کا ارادہ ہی تو میری اعانت کرنے سے خداوند باختر کی
اعانت کرنا بہتر ہی تم جانب کوہ عقیق جاؤ اور دشمنان خداوند کا استیصال کرو اسمین بھی خوشنودی ہوگی
اور خداوند بھی راضی ہونگے دنیا اور آخرت تمھاری دونون بنجائینگی اُسنے یہ تقریر سنکر عرض کیا کہ بہت
مبارک بہتر مرضی مولی از ہمہ اولی یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہوا شاہ نے خلعت دیا اپنے مقام پر
آیا اور کئی ہزار ساحران نابکار و غدار اپنے ہمراہ لیکر بعزم و شان تمام جانب لقائے بد انجام روانہ ہوا
حال اسکا بیان کیا جائیگا اب کچھ حال خجستہ مآل شہزادہ ایرج اور ضمناً شمہ احوال دیگر طلسم ہزار برج
اور شہزادہ توج بیان کیا جاتا ہی کہ اسکا بیان مفرد و مقدم ہی

داستان پہونچنا شہزادہ توج کے پاس ایرج کا اور توج کا آہن بن فولاد کوہی سے مقابلہ کرنا اور طلسم مین جانا مولفہ

کدھر ہی تو ای ساقی سیمتن	پلا جلد مجکو شراب سخن	سخن کی کرین قدر سب نکتہ دان
سخن کی زمانہ مین عالی ہی شان	سخن ہی جہان مین ہی سبکو عزیز	یہ قول حسن ہی سخن ای با تمیز
سخن کے طلبگار ہین عقلمند	سخن سے ہی نام نکویان بلند	سخن سے سلف کی بھلائی رہی
زبان قلم سے بڑائی رہی	سخن سے وہی شخص رکھتے ہین کام	جنھین چاہیے ساتھ نیکی کے نام
سخن کا صلہ یار دیتے رہے	جواہر سدا مول لیتے رہے	سخن کا سدا گرم بازار رہی

سخن سنج اسکا طلبگار ہی	کہان رستم وگیو و افراسیاب	سخن سے رہی یاد یہ نقل خواب
رہے جبتلک داستان سخن	انہی رہین قدردان سخن	بیا ساقیا جام عشرت بگیر
نوسیم یکے قصہ دلپذیر	مبارزان میدان تہوری - وقساحان طلسم نیرنگ وجادوگری -	

جانبازی سوار قلم کی دشت نبردگاہ قرطاس مین اسطرح دکھاتے ہین کہ سرکشوا کراس معرکہ تحریر مین قدم جماتے ہین - وہ یہ کہ شہزادہ عالیشان **توریج** نوجوان جودہنہ طلسم ہزار برج پر مشہور تھے اور قاصد تھے کہ عبادت صانع طلسم عالم کرکے مبشر بہ بشارت نجیبی ہون لیکن ہنوز یہ نوبت نہ آئی تھی کہ شہزادہ بارگاہ سے اُٹھکر استحانا اُس قلعہ کیطرف چلا جسمین ہزار برج بنے تھے چنانچہ ایک برج کے قریب جب پہونچا دیکھا زنجیر آہنین لگی ہی برج مقفل ہی شہزادے نے بسم اللہ کہکر قفل پر ہاتھ ڈالا کوہی جو ہمراہ شہزادہ فلک مرتبہ تھے قدم پر شہزادہ کے گرے کہ ای شہریار واسطہ خدا کا اپنی جان ندیجیے آفت برپا ہوگی یہ قیامت نہ کیجیے یہ ذکر تھا کہ دفعتہ ایک تڑاقا ہوا اور اُس درہ کوہ سے ایک طاؤس زمردین بال پیدا ہوکر اُڑا اور بروے ہوا جاکر ٹھہرا اُسکے منہ سے لڑی موتی کی نکلکر زمین تک آئی اور بہت سے لمبے موتیون کے اُسکے گلے مین پڑے تھے بس اُس طاؤس نے پکار کر کہا کہ مین **طاؤس جادو** ہون ای شہزادے کیون اپنی جان کھوتا ہی آفت مین مبتلا ہوتا ہی غضب مین گرفتار ہوگا یہ قصر طلسم جمشید وسامری کے اُستاد کا ہی بہتر یہ ہی کہ یہان سے پھر جائین تو مین جاکر اپنے بادشاہ سے کہونگی وہ نہین معلوم کیا تمھارے ساتھ معاملہ کرے شہزادہ نے جب یہ تقریر سنی کمان کیانی دوش پر اُتار کر تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ شستہ سوفار عقاب پیوستہ بہر کمان مین پیوستہ کرکے طاؤس کا پوٹا تاکا اسوقت وہ مور چلایا کہ اے تم بڑے زبردست وسرکش معلوم دیتے ہو کیا زلزلہ قاف اپنے تئین سمجھتے ہو یا اُنکے بیٹے پوتے ہو اچھا سمجھ لیا جائیگا تم یون نمانوگے یہ کہکر پھر درہ کوہ مین جاکر غائب ہوگیا شہزادہ نے بعد اُسکے غائب ہونے کے پھر قصد دروازہ کھولنے کا کیا **یا قوت** وغیرہ کوہی جو ساتھ تھے وہ عرض کرنے لگے کہ حضور کے لیے یہ امر بھی یہان ہوا کہ طاؤس طلسمی سمجھا کر چلا گیا ورنہ کوئی یہان سے زندہ پھرا نہین اب آپ سی مقام پہ بارگاہ استاد کرکے تشریف فرما ہوجئے دیکھیے تو کہ کیا ہوتا ہی شہزادہ نے یہ تقریر سنکر حکم دیا کہ لشکر جہان اُترا ہی وہان سے کوچ کرکے تم لاؤ یہ قصر کئی منزل تک ہی کس لیے اسمین ہزار برج ہین پس مین منزل و منزل یہان سے بھی اور آگے جاکر اُترونگا دیکھون تو کہ اس اطراف مین کیا

انتظام ہی اول نواح طلسم کا تسخیر ہو جانا بہت مناسب معلوم دیتا ہی کہ بعد میرے داخلہ کرنے طلسم کے تم لوگ دشمن کے شر سے محفوظ رہو گے سبنے رائے بیضا ضیائے شہزادۂ گرامی پر آفرین کہی اور وہان سے آکر لشکر مین طبل سفر بجوایا کوچ کر کے اسی پہاڑ کی دانگ کے نیچے نیچے ایک میدان سبزہ زار مین پہونچے اور منزل کی آگے بڑھکر اسی قصر کے ایک برج پاس مقام کیا جب طلسم عالم سے شاخ طلسم ظلمت شب برج مغرب مین گیا اور

فلک زمردین ستارون سے بصورت بال طاؤس بنا نظم

بنا طاؤس کا پر چرخ اخضر	ہوے گردون پہ تارے جلوہ گستر	یہ ہی نیرنگی عالم کا نقشہ
کہ زاغ شب بھی ہی صورت بدلتا		

شہزادہ فتح کرنے پر طلسم کے آمادہ اپنی بارگاہ مین آکر پلنگڑی جواہر نگار بچھوا کر آرام پذیر ہوا شیشہ آلات بیقیاس اس بارگاہ مین لگا تھا فرش و کرسی و تخت سے آراستہ اسکو کیا تھا قناتین ہر سمت کی گری تھین صحراے طلسمی کی کیفیتین نظر آتی تھین لہلہاتی چھٹکی تھی کوڑ بالا پھولا تھا سبزہ لہلہاتا تھا ہر درخت قامت یار کا جوبن دکھاتا تھا زلف جانان کی طرح الجھی ہوئی جھاڑیان لہرون مین ٹھنڈ ہاتھ جا پانی روان چاند کا عکس چشمون مین پڑا تھا ہزار ہا چاند زمین کے منھ کو لگا تھا ادھر برج قصر طلسم کے در کھلے آہنین پہ بان کھڑی تھین ساز ہاتھون مین لیے تھین زلفین رخسار پہ لہراتی تھین اسطرح کا ساز بجا کر گا ناگاتی تھین کہ خاطر پیر فلک سے نماز زہرہ کا بھلاتی تھین پیشوا رین ستارہ دار پہنے تھین کچھ بائین پر کچھ دہنے پر تھین شہزادہ جسطرف کروٹ لیتا تماشاے عجیب ملاحظہ فرماتا اس اثنا مین طرفہ تماشا نظر آیا کہ سامنے میدان مین کچھ طاؤس رین بال ظاہر ہو کر لوٹنے لگے اور لوٹکر بشکل زنان خوبرو بنگئے ایک ایک انمین کا فرد سنگرا داست نشہ حسن نما نگر جان شیدا تھی سیمبر گل اندام و مہ لقا تھے کسی کی زلف مشکین سواد ختن کو مول لینے کا ارادہ رکھتی کسی کے ابرو خنجر کھینچکر ظلم پر آمادہ رہتے۔ آنکھون پر چشم غزالین قربان رہتی کسیکا رخسار نازک خاکدولہاے عشاق مین آگ لگاتا کسیکا لب معجز نما مردم چشم نظارگیان کو بیمار بناتا ہر ایک عشوہ گر گل سے زیادہ نازک چشم خارین نرگس و غزال سے کمین بڑھکر بلکہ صاد و فتر ناز و غمزہ سے بہتر

ایک ایک انمین مہر جبین ماہ بین کر ابیات

مردے جی اٹھتے ہین جسدم ہو تکلم کرتے		زندہ اعجاز مسیحا کو ہو پھر تم کرتے
پان اگر کھاتے تو لاکھون ہی کا خون تم کرتے		تیر چٹوا کے لہو تیغ تبسم کرتے
خاک مین روز ملا دیتے ہو مل ملکے سبی		پان کھا کھا کے ہو پر خون دل مردم کرتے

پھینکے افشان جو وہ پیشانی نورافشان پر	صدقے گردن طبق گوہر انجم کرتے
آپ دکھلاتے جو سلکِ دُر دندان کی چمک	آپ پامال حسد جلوۂ انجم کرتے

پس وہ سب نازنینان مہر تمثال اُچھلتی کودتی ایک برج کے قریب آکر پکارین کہ ای ملکہ عالم آیئے تشریف لایئے اُنکے پکارنے سے ایک خورشید طلعت اُس برج سے بسان تیر اعظم طالع ہوئی جیسے برج حمل و اسد مین آفتاب کو عروج و شرف ہوتا ہی اسیطرح بصد شرف وہ سلطان الانوار ہوئی ہر نازنین زلف اُسکا مسطر رقم طرازی صحیفۂ حسن و جوبن تھا بہر وجہ احسن تھا حلقہ ہاے زلف کو روزن کاخ شہنشاہ حسن کہون تو بجا ہی شکن گیسو کو چین پیشانی شاہان ختن و چین کہون تو روا ہی اُس صانع طلسم جہان کی قدرت پر مین فدا جسنے ایسا نقش بنایا سبحان اللہ کیا دلربا خلق فرمایا جسکی پیشانی نورانی پر خوش قسمتان دہر قربان چشم فتان پر غزالان ختن تیر خوردۂ خدنگ مژگان کان کی لو شمع بزم خوبی کے دل مین شعلۂ عشق بھڑکا دے اُسکی لو آگ لگا دے رخسار تابان کے روبرو آئینہ سکندر حیران دہن تنگ سیما ے مردہ دلان **نظم**

قد اُسکا طوبا ے دلنشین ہی تو سلسبیل جبین ہی	جو زیر لب خال عنبرین ہی سو مردم چشم حور عین ہی
قد اُسکا شمشاد دلنشین ہی وہ آنکھ نرگس سے شرمگین ہی	کمر رگِ گل سے نازنین ہی بدنسے شرمندہ یاسمین ہی
ہی چشم جادو کی یاد اُلفت خیال قامت کا ہی قیامت	تصور زلف پُر شرارت بلاے جان دل حزین ہی
تو ہی سلیمان پری سریرت ہی ملک خوبی کو تجھسے زینت	جمال کی تجھسے شان و شوکت تو خاتم حسن کا نگین ہی

پس وہ بحر حسن کی گوہر یکتا مثل ملائک سماے نہر ارجمن و اداخرامان خراماں بارگاہ شہزادۂ ذیشان مین آئی اور کنیزان خوش آئین کو دربارگاہ پر چھوڑکر آپ قریب پلنگ کے پہونچی شہزادہ اُس مسیحا کو بالین پر آتے دیکھکر بیمار محبت تو ہوا دل بیچین ہونے لگا لیکن صبر سے کام لیا جسطرح لیٹا تھا لیٹا رہا وہ راحت بخش پہلوے امید پائینتی آکر بیٹھ گئی اور لب مسیحا نما سے زندہ کن ندا ہوئی کہ ای شہزادۂ عالی تبار آپ کو بڑا غرور اپنی جوانی پر ہی کہ میری جانب نگاہ لطف ذرا بھی نہین خیر اسکی کچھ شکایت نہین مجکو آپ کی پروا بھی نہین لیکن ایسے شخص کو بے حمیت شاید کہ اہل مروت کہتے ہین لوگ دشمن کی بھی تواضع کرتے ہین نہ کہ دوست ذرا اُٹھکر بیٹھے پھر لیٹ رہیے گا شہزادہ ہر چند کہ دل از کف دادہ ہو چکا تھا مگر ضبط کرکے صدف زبان سے گہر ریز تکلم ہوا کہ مجکو غرور ذرا نہین آپ کی تشریف آوری کی خبر اصلا نہین اگر معلوم ہوتا سر کے بل بہر استقبال جاتا اور یون کسی کے گھر مین چلے آنا حرکت مجنونانہ ہی اور مین جو آپ کو دیکھتے ہی اُٹھ بیٹھتا تو خوشامدی

ٹھہرتا اب یہ معلوم ہوا کہ آپ اپنے حسن بینظیر کا جلوہ دکھاتی پھرتی ہین اور ہر ایک کو آزماتی پھرتی ہین ترانی پھرتی ہین پھر مجکو کیا غرض جو مین آپ کی تعظیم کرتا یہ حسن آپ کا آپ ہی کو مبارک رہے مجھسے امید خاطرداری نرکھیے جایئے اپنی راہ لیجیے اُس رشک قمر نے ہنسکر جواب دیا کہ ای شہزادہ کیون نہو آخر نبیرۂ حمزۂ صاحبقران ہو نہ واقعی اسوقت جو مجھپر تم فریفتہ ہوتے تو مین اپنے عشق مین تمکو دیوانہ بناکر نہین معلوم کس آفت مین پھنساتی ای شہریار مین طاؤس جادو ہون مجکو یہی خدمت متعلق ہے کہ جو کوئی طلسم مین جانے کا ارادہ کرے اُسکو منع کرون چنانچہ پہلے طاؤس بنکر تمکو منع کیا تھا اب حسب لیاقت تمھارے پھر سمجھاتی ہون کہ یہ مقام بہت سخت وصعب ہے یہان سے کوچ کر جایئے اپنے تئین بلا مین نہ پھنسایئے ہرچند کہ آپ پوتے ثانی سلیمان کے ہین لیکن یہان کچھ نہو سکے گا اِس طلسم مین ہزار برج ہین اگر ایک ایک برج پر ایک ایک سال لڑیئے گا تو ہزار برس لڑنے کو چاہیین پھر اتنی عمر کہانسے لایئے گا شہزادہ نے بجواب اس تقریر کے ارشاد فرمایا کہ اب تو ہم یہان آچکے قدم بہر فتاحی طلسم اُٹھا چکے ہمارے مُنھ سے جو بات نکلجاتی ہے پھر جان جاتی ہے لیکن وہ بات نہین جانے پاتی ہے بیت فعل مردون کا نہین کام ادھورا کرنا مُنھ سے جس بات کو کہنا اُسے پورا کرنا۔ اُس نازنین نے تیوری چڑھائی گویا صفحۂ پیشانی مین غلطی کئی نظر آئی شہزادہ اس ادا پر بیتاب ہوگیا مگر ساحرہ اُسکو سُن چکا تھا سُن ہوکر رہگیا اور اُسنے بصد غصہ کہا کہ ای تو بن بدیع کیا طاقت تیری جو تو آگے قدم بڑھا سکے اور طلسم مین جا سکے کیا سیدھا راستہ مقرر کیا ہے جو تو چلا جائیگا مجکو تیری محبت ہوگئی ہے اور حکم بھی بادشاہ طلسم کا نہین ہے ورنہ ابھی تجکو مار ڈالتی شہزادہ نے فرمایا کہ جو تو میری بارگاہ مین بطور مہمان نہ آتی تو مین بغیر قتل کیے تجکو نہ چھوڑتا یہ سننا تھا کہ وہ شعلۂ حسن بہت جلی اور غصہ مین تھراکر اُڑ گئی کنیزین بھی غائب ہوگئین پھر قریب اُسی برج کے کہ جہان سے یہ آئی تھی ظاہر ہوکر ٹھہری اور زمین پر دو ہتڑ مارا پھر تو آندھی تیرہ وتار آئی ہوا نے وہ زور باندھا کہ ہر پھونکا طوفان باد قوم عاد کا پتا دیتا تھا لشکر شہزادہ کے خیمہ وغیرہ اُڑ گئے لشکر جلد تیار ہوا ہر ایک سوار مرکب پر سوار ہوا پیادون نے غار ومغاک مین پناہ لی شہزادے نے جلد اُٹھکر ایک نشیب کی راہ لی مرکب سمیت غار مین اُتر گیا کچھ ہی عرصہ مین وہ تاریکی عالم مین پھیلی کہ شب دیجور الیسی ہزار راتین اُس سیاہی پر قربان تھین راہ ظلمات اُسکے سامنے تابان تھی آندھی کی ہیبتناک صدائین زہرہ آب کیے دیتی تھین سائین سائین ہوا کے سناٹے خبر مرگ سُناتے تھے درختون کے جھکڑ کی مہیب آوازین جان لیے لیتی تھین مرکب سمیت سوار نشیب وغار سے نکل نکلکر اُڑ رہے تھے

بارگاہین کہین قطین خیمہ کہین تھے شہزادہ عالی تبار دعاے صحائف انبیا علیہم السلام پڑھتا تھا اور آندھی کی جانب دم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے نادانی ہوئی جو مع لشکر مین یہان آیا اکیلا مجکو یہان آنا چاہیے تھا غرضکہ اسی طوفان نے آخر گلہاے گلستان افلاک برباد کیے اور نخل شب عالم سے اکھیڑ دیا زاغ شب ہلاک ہو گیا نظم

ہوئی آندھی مین آخر آخری شب	ہوے رد پوش تارے چرخ سے سب	ہماے مہر نے جھاڑے پر و بال
رخ مشرق شفق سے ہو گیا لال	ہنگام سحر بقدرت مالک خشک و تر نہ اُس آندھی کا پتا تھا نہ ہوا کا سناٹا تھا نہ لشکر مین کچھ بتاہی تھی اتنا تو البتہ فرق ہوا تھا کہ جہان سے کل کوچ ہوا تھا اُسی جگہ منزل بھر پیچھے لشکر ہشا نظر آیا شہزادہ نے فرمایا کہ یہ نیرنگی سرزمین طلسم ہی بغیر اسکے کہ راہ طلسم معلوم نہ کیجاے جانا اندر اس قصر کے دشوار ہے ابکی انشاء اللہ مین تنہا جاؤنگا نجم عیار اور خونریز وغیرہ کوہیون نے عرض کیا کہ ہم حضور کے ہمراہ چلینگے شہزادہ نے فرمایا کہ اظلم کوہی کے لوگ میرے ہمراہ رہین اور عیار میرا باقی تم سب ٹھہرو کوہستان جا مین نے فتح کیا ہی اُس سے بھی خبردار رہنا یہ فرما کر عزم روانگی کیا تھا کہ بروے ہوا ایک تڑاقا ہوا اور ابر سرخ رنگ پیدا ہو کر تمام دشت پر چھایا رنگ سبزہ کو وہ اُسکے عکس سے گلنار نظر آیا ہر ایک شجر لال کرتی کی پلٹن کا ٹلنگا بنایا قامت یار نے پیرہن سرخ پہنا اُس ابر گلناری سے دس بارہ اژدہے شعلہ فشان ظاہر ہوے چنبر بارگاہ و خیام بارتھے اور دو تین عورتین دس بارہ زنگی آدم خوار سوار تھے چنانچہ وہ اژدر کچھ شعلہ منہ سے چھوڑ کر زمین پر اُتر آئے اُن زنگیون نے بارگاہ فلک فرسا مکلل بستون جواہر استادہ کی فرش عمدہ سے آراستہ کی بعد اس انتظام کے اُس ابر سے ایک تخت یاقوت نگار پیدا ہوا جسپر ایک سفاکہ عالم لباس ارغوانی اور زیور یاقوت رمانی سے آراستہ مسند پر تکلف پر بیٹھی تھی گرد تخت کے صدہا خواص حریر پیکر تھی کہ بروے ہوا اُڑتی آتی تھی اپنی شعلہ رخساری سے وہ حور نژاد دل دہر مین آگ لگاتی تھی چہرہ بے نظیر کی صفا آئینہ آفتاب کو اندھا بناتی تھی برق نظر کی وہ چل پھر کہ ابر سرخ مین بجلی کوندتی جاتی تھی چشم فتان بظاہر حیا پرور تھی مگر فتنہ انگیز محشر تھی کہ نظم

کرے چاند سے چہرے کے مقابل ہو جاے	آئینہ جو فن صبا سے ہ کامل ہو جاے	زلف ہاروت ہی چشمان نسو لنساز مین بحر
کیا عجب چاہ زنخدان چہ ابل ہو جاے	پس وہ غیرت قمر جیسے ستارہ لوٹتا ہی اسطرح تخت بارگاہ مین آ کر لائی عاشقون کی جان حزین پر غضب خدا نازل ہوا جیسے برج فلک مین ماہ کامل داخل ہوا یون تخت سے

اُنڑی اور کرسی پر جواہر کی بیٹھی خواصین گرد و پیش باادب استادہ ہوگئین اُسنے ایک خواص سے حکم دیا کہ
جادہ نبیرۂ حمزہ کھڑا ہی میرے پاس بُلا لا خواص خدمت شہزادۂ فلک اساس مین آئی شہزادہ اس رنگ
کا تماشا دربارگاہ پر کھڑا دیکھ رہا تھا کنیز نے تسلیم کرکے عرض کیا کہ حضور نے میری آپ کو بعد سلام شوق
پیام دیا ہی کہ لمحہ بھر کے لیے یہان قدم رنجہ فرمائیے دو باتین میری سُن جائیے شہزادہ نے فرمایا کہ ہم ساحرہ کے
پاس جانے سے عار رکھتے ہین دشمن کو سرفراز نہین کرتے ذلیل و خوار رکھتے ہین کنیز یہ سُنکر پھر گئی اور
ملکہ سے اپنی یہ گفتگو بیان کی اُسنے پھر اسکو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپ نے سچ ارشاد فرمایا لیکن اسوقت تو مہربانی
قدم رنجہ فرمائیے ایک بار کنیز نوازی لازم ہی خواص نے آکر پھر پیام شہزادہ کو دیا شہزادہ بمنت اُسکے بُلانے سے
اُسکے پاس گیا ہمراہ شہزادہ عیار بنجم و خونریز و اظلم وغیرہ تھے غرضکہ ساحرۂ حسینہ نے اُٹھکر تا درِ بارگاہ انکا
استقبال کیا اور سامنے اپنے کرسی پر لاکر بٹھایا بعد اظہار و مدارات کے تنفس دہن کج وا کیا کہ ای شہزادے
مین نے اسلیے تمکو تکلیف دی ہی کہ اس حوالی مین کوہ و دشت جسقدر ہین آپ کو اجازت دی جاتی ہی
کہ جہان آپ کے مزاج مین آئے شکار کھیلے سیر کیجیے جو ملک پسند فرمائیے وہ فتح کیجیے اگر آپ نہ فتح کرسکین مین
خالی کرادون اور جس تحفہ طلسم کی ضرورت ہو وہ منگوا دون مگر آپ کی جوانی پر مجکو رحم آتا ہی واسطے اپنے
دین و مذہب کے اس ارادۂ فتح طلسم سے باز آیئے کیونکہ اس طلسم کا گیا ہوا جیتا نہین پھرتا ہی اگر ایک دفعہ
سے نکلا گیا تو دوسرے پر ضرور مارا جاتا ہی بہتر یہ ہی کہ عزم اپنا فسخ فرمائیے گھر پھر جائیے شہزادہ نے فرمایا
کہ ایک رات کو ہمین نصیحت کرنے آئین تھین اسوقت تم دفتر پند وا کیے ہوا اور اپنا یہ قول ہی کہ ع باطل است
آنچہ مدعی گوید + تم کیا ہمین ملک و مال دوگی ہم سوائے خدا کے اور کسی سے مدد مانگنے کو ننگ سمجھتے ہین اب
اگر تمکو اپنا طلسم بچانا ہی تو بادشاہ طلسم سے جاکر کہو کہ دین اسلام قبول کرے اور خراج طلسم بلازمان شاہ
اسلام سعد بن قباد کو دے اور مثل غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت مابدولت ہو کر عفو تقصیرات چاہے
یہ تقریر سُنکر وہ نازک مزاج چین بجبین ہوئی اور پکاری کہ ای تورج رات کو بھی مین ہی تجکو سمجھانے
آئی تھی صرف فرق اتنا تھا کہ اُسوقت صورت اور بنائے تھی اور اسوقت دوسرے طور پر ہون مجکو بسبب
تیری الفت کے یہ بجھانے مین کد ہی ورنہ مجکو منع کرنے کی کچھ ضرورت نہین مثل مشہور ہی کہ جو جیسا کریگا ویسا
پائیگا تورج نے کہا مین مقرر اس طلسم مین جاؤنگا تو لاکھ کہے مین ایک نہ سنونگا یہ سُنکر اُسنے کہا تم
خطا دس جا دوای تورج تو نے ہمکو موم کا سمجھ لیا ہی کیا طلسم مین جانا سہل سمجھا ہی کیا مجال جو ایک قسم بھی

اُٹھا سکے مین نے تجکو جب سے دیکھا تھا دل میرا تجپر آگیا تھا اسلیے تین بار آکر پھرا یا اب مین دیکھون تو کیونکر
اپنی بارگاہ مین پھر کر تو جاتا ہی بھلا طلسم مین جانا تو بڑی بات ہی شہزادے کو یہ تقریر سُنکر غصہ آیا اور پکارا کہ ادتجھ
تو گھر مین بُلاکر واہیات کلام کرتی ہی دیکھ یہ سزا تیری ہی یہ کہکر شیشہ کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ اُسکے سر پہ تیغہ پڑا مگر اُچٹتا گیا
ایک جھٹنا سا ہوا جیسے گھن پڑا اور اُس ساحرہ نے اُٹھکر دونون ہاتھ پکڑ لیے اور بزور گرا دیا پھر کچھ ماش پڑھکر
ہمراہیون پر مارے کہ وہ پتھر کے ہوگئے لشکر مین شہزادے کے کہ قریب تر تھا یہ خبر گئی وہان کہرام بپا ہونے لگی اُسنے
کچھ دانے سرسون کے اُدھر بھی پھینکے کہ سارا لشکر پتھر کا ہوگیا جب یہ سنگدلی دکھا چکی تو شہزادے سے گویا ہوئی
کہ اسی منہ پر دعوی طلسم مین جانے کا تھا دیکھا تو نے کہ دم بھر بھی تیری بربادی مین نہ لگا اب کہو تو تجکو بھی پتھر کا
بنا دون لیکن پھر تجپر رحم کھاتی ہون اب ایسا ارادہ نہ کرنا یہ کہکر کچھ پڑھا کہ لشکری اور ہمراہی شہزادے
کے پھر اصلی صورت پر بنگئے جب نجم و اظلم وغیرہ کو ہوش آیا نجم نے کہا شاید ہم بھی پتھر کے بنگئے تھے ساحرہ
نے کہا ہرچند مین نے تمھارے مالک کو سمجھایا مگر اُنھون نے نہ مانا اسوقت مین نے یہ حرکت کی ارے صاحبو
تو صاحبزادے ہین مزاج مین اُنکے جہالت ہی تم لوگ تو دیر نہ ہوا نکو سمجھا کر پھیر لیجاؤ اور شہزادے سے دست بستہ
ہوکر کہا مجھسے خطا ہوئی اب آپ تشریف لیجایئے شہزادے کو ہمراہیون نے بھی پاؤن پر گر کر سمجھایا کہ
حضور یہان سے تو تشریف لیچلیے پھر سمجھ لیجیے گا شہزادہ وہانسے آزردہ خاطر پھرا اور نجم عیار نے ساحرہ سے
کہا کہ مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون اُسنے کہا کہو اسنے عرض کیا کہ شہزادہ تمھاری بارگاہ کین آیا تھا تم بھی
شہزادہ کی بارگاہ مین چلو مین دعوت کرونگا دو گھڑی بیٹھ کے چلی آنا شہزادے سے صفائی بھی ہوجائیگی
ساحرہ یہ بیان سُنکر راضی ہوئی کیونکہ مت سے دھمکا کے خوشامد کرکے سب طرح اُسکو طلسم مین بجانے
دینا منظور ہی اور فریفتہ جمال پری مثال شہزادہ بھی ہوچکی ہی چنانچہ دو ایک زنگی اور چند کنیزون کو ہمراہ
لیکر شہزادے کی بارگاہ مین آئی نجم نے اسکو باعزاز تمام مسند پر بٹھایا اور شہزادے سے باشارہ کہا کہ آپ فرمائین
تو مین کام اسکا تمام کردون شہزادے نے اِسکے کان مین کہا کہ گھر مین بھیجکر دعوت کسیکو بلاکر عداوت کرنا
شیوۂ مسلمانان نہین ہی یہان کوئی بُرائی اِسکے ساتھ نکرنا نجم خاموش ہورہا اور شہزادے نے سامان عشرت
حاضر ہونے کے لیے حکم دیا ساقیان سیمین عذار و خنیاگران کبک رفتار حاضر ہوے ساحرہ نے دیکھا کہ شہزادہ
پہمت مجھسے پیش آیا اب یہ تجپر فریفتہ ہی بس اگر یہ کام دل تجھسے حاصل کریگا تو زنگی اور خواصین نیری سب اِس
جمال سے ماہر ہونگے سارے طلسم مین تو ہوادار مسلمانان مشہور ہوجائیگی بس یہ سوچکر کنیزون کو بُلاکر حکم دیا

کہ تم مین سے دو ایک تو یہان ٹھہرین اور خیمہ ایک رکھ لین باقی سب ہمراہی میرے مع بارگاہ طلسم مین جائین
مین بھی جب فرصت ہوگی آؤنگی یہ حکم سُنکر سب ہمراہی اسکے روانہ ہوگئے اور یہ شریک جلسہ عشرت ہوئی
جام شراب گردش مین آیا ناچ ہونے لگا ساحرہ جب مست ہوئی دست ہوس جانب شہزادہ بڑھانے
لگی شہزادے نے فرمایا کہ اس ارادے سے باز رہو مین ساحرہ کیطرف نگاہ بھر کر بھی نہین دیکھتا یہ صرف تمھارے
یہان آنے سے مہمان جانکر مین تمھاری صحبت مین بھی بیٹھا ہون طاؤس یہ باتین سُنکر بدمزہ ہوئی پھر ہوس
کر یہ ناز معشوقانہ کرتا ہی اور تجھسے کھنچتا ہی تو بھی یہان سے اُٹھ جا کشیدہ خاطری دکھلا یہ نوجوان دام شہوت
کا گرفتار آپ ہی تیری منت کرکے تجھے بلائیگا یہ سوچکر دو گھڑی اور بیٹھ کر اُٹھی کہ اب مین جاتی ہون شہزادہ
خاموش ہورہا یہ وہان سے اُٹھکر اُس خیمہ مین اپنے جو رکھ لیا تھا آئی اور منتظر خوشامد کرنے شہزادے کی
بیٹھی اُدھر نجم عیار نے شہزادے سے کہا کہ ابتو وہ ساحرہ آپ کی مہمان نہین ہی مین مار ڈالون جاکر آپ راضی
تو نہ ہونگے شہزادے نے فرمایا اب تجکو اختیار ہی نجم اجازت یاب ہوکر چلا اور ایک زرد کا خاصدان لیکر گلوریان
عطر بیہوشی کی بسی اُسمین رکھکر بڑے تکلفات سے درست کرکے خیمہ ساحرہ مین آیا وہ سمجھی کہ شاید شہزادے
نے بُلایا ہی یہ منانے کو آیا ہی بس بخاطر پیش آئی اسنے وہ خاصدان پیشکش کیا اور کہا شہزادے نے آپکے لیے
گلوریان بھیجی ہین ساحرہ بہت خوش ہوئی کہ بیشک اُس مغرور حسن و جمال کو بھی میرا خیال ہی بس وہ
خاصدان لیکر کھولا گلوریان بہت پر تکلف گنگا جمنی ورق لگی کٹاؤ کی بنین اپنی سرخروئی کی آپ گواہی
دے رہی تھین اسنے ایک ایک گلوری کنیزون کو دی اور دو آپ کھائین باقی اپنے خاصدان مین رکھین
اور نجم کے خاصدان مین پانچ اشرفیان ڈالکر واپس کیا عیار مذکور ہنوز مراجعت نہ کرنے پایا تھا کہ دہان
پیک حلق سے نیچے اُتری اور بیہوشی نے اثر کیا ساحرہ مع کنیزون کے بیہوش ہوگئی نجم تو اُسکے قتل کا بیڑا
اُٹھا چکا تھا منہ کو لہو لگا ہوا تھا ساحرہ کو روئین تن بزور سحر کرخت بدن دیکھکر سینہ گرم کرکے پلا دیا اور
ہمراہیون کے اُسکے سر کاٹ ڈالے لیجیو گھبرا یو قید کیجیو کی آوازین ہولناک آئین یہ سحر کے قتل مچانے لگے
اندھیرا ایسا ہوگیا کہ شب ہجر عاشقان بھی ایسی تاریک نہوگی عالم مین چادر سیاہ گھر گئی گویا رہزن روزگار
نے دن دہاڑے دنیا پر کملی ڈالی نجم عیار وہان سے بھاگ کر خدمت شہزادے مین آیا شہزادہ اس آفت
آنے سے گھبراکر باہر بارگاہ کے نکل آیا تھا سردار حاضر خدمت تھے لیکن اس اندھیرے نے سب کے دم
خفا کیے تھے اور سب دست بدعا تھے کہ ای خالق ظلمت و نور مالک لیل و نہار یہ بلا ہمپر سے تو دفع کر دے

اثر دعاے نوریان نے آخر زمانہ روشن کیا وہ سیاہی دھوان ہوکر سمٹی اور بردے ہوا جاکر ٹھہری اور وہ
قلعہ اور پہاڑ سب غائب ہوگیا صرف ایک دیوار سیاہ منزلہا منزل تک کھینچی نظر آنے لگی بلندی اُسکی تا
چرخ برین تھی پس پشت اِس دیوار کے صداے حزین تھی سر دیوار پر ایک عقاب تیز چنگال قوی بال آکر بیٹھا
اور ہزار دروازے پیدا ہوگئے بیچ مین پھاٹک جواہر آگین لگا تھا پس یہ تماشا دیکھکر شہزادہ حیران تھا کہ
دفعۃً وہ پھاٹک کھلگیا اور اُسمین سے ایک اژدر خونخوار شعلہ فشان موذی ایذا رسان نکلا اور اُس ہر نا
ہار نے دُم اپنی زمین پر ماری زمین سے پانی اسقدر جاری ہوا کہ ایک دریاے زخار و قہار طرفہ سخت آفت خیز
پیدا ہوا اور اتنا جلد بڑھا کہ کاسۂ فلک اُس فلزم عمیق کا ایک حباب تھا جو بلبلا تھا وہ دریا عالم کا پٹا دیتا تھا
نہنگان خون آشام اُسمین سے سر بدر کیے تھے حباب بسان چشم قہرناک و خشمگین آنکھین دکھاتے تھے موجین
دنیا کے ڈبو دینے کی چالین چلتی تھین ایک ہلاطم برپا تھا آفت کا سماں تھا اور پانی بڑھتا جاتا تھا شہزادے
نے یہ طغیانی اُس بحر طلسم کی دیکھکر کنارہ کرنا چاہا لیکن اُنکے لشکر کی ہمت کو چھوڑکر وہ دریا بہتا تھا یہ اِسطرح
سب کھڑے تھے کہ سامنے وہ پھاٹک اور اژدہا تھا اور اُسکے پہلو مین وہ دریا بہتا تھا فی الجملہ شہزادے نے
دیکھا کہ بعد ظاہر ہونے کے ایک آواز مہیب آئی اور دیوار کی پشت پر سے دو حور نمین اُڑتی ہوئی سر دیوار
پر آکر ٹھہرین پھر قریب اژدر اُترآئین ہر ایک اُنمین حسینہ و جمیلہ نہایت شکیلہ تھی گوہر بحر خوبی و صدف قلزم
محبوبی واقعی بے نظیر و بیعدیلہ تھی حباب بحر طلسم نہ تھے دریا بچشم حسرت اُنھین دیکھتا تھا موجون کا دل
اُنکی رفتار نرم پر پسیتا تھا اُنھین کے عشق مین یم بچشم پُرنم سر اپنا کنارے پر ٹکراتا تھا گوہر اپنے بیقرار
پاتا تھا پس وہ دونون نازنین ایک نقارہ اور چوب اپنے ساتھ لائی تھین کہ اس محبوبی بجانے آئی تھین
اس نقارے کو اُنھون نے اژدہے کے سر پر رکھکر چوب بھی قریب نقارہ رکھدی اور قہقہہ مارکر ہنسین
اور شہزادۂ تورج سے آنکھ ملاکر گویا ہوئین کہ ای فتاح طلسمات اگر طلسمات کی سیر کرنا ہی آفت مین قدم دھر
تو بسم اللہ اِس نقارے پر آکر چوب لگایئے اِس اژدہے کا مُنھ کھلیگا یہی دروازہ اِس طلسم کا ہی دہن
اژدر مین تشریف لیجایئے شہزادے نے یہ کلمات سُنکر قدم ہمت آگے بڑھایا نجم عیار اور خونریز وغیرہ
جملہ سردار قدم اقدس پر گرے اور عرض کرنے لگے کہ ای شہریار قول دشمن پر اعتماد کرنا دیدہ و دانستہ
دہن اژدر مین جانا بلا مین پھنسنا خلاف راے صواب اندیش عاقلان ہی خوف بربادی گوہر جان ہی بر اے
خدا بارادہ دفرمایئے مُنھ مین اژدر کے بجایئے شہزادہ ہنوز کچھ جواب دینے نپایا تھا کہ حوالی دیوار طلسم

کی جانب سے گرد اُڑی اور اسلحے کی چپقاچاق سُنائی دی شہزادہ اُسطرف دیکھنے لگا جب دامن گرد شگافتہ ہوا
ایک لشکر ساٹھ ہزار سوار کا نظر آیا کہ مرکبہاے تازی نژاد سواردن کے زیر ران غرق دریاے آہن ہر ایک
نوجوان پرچھے رکابون کے تسمون مین لگے پرچم اُنکے اُڑتے سردار لشکر یصبد زیب دفر مرکب پری پیکر گاتھے
آگے آگے ہراول فوج علم کو جلوہ دیتا خلاصہ یہ کہ بڑے اہتمام سے لشکر آیا یہ لشکر آہن کوہی کا ہی جو
اس طلسم کی حوالی مین سلطنت کرتا ہی اور بادشاہ طلسم مذکور سے دوستی رکھتا ہی شاہ طلسم نے اسکو بہت
طاؤس جادو کے معین کیا ہی کہ جو کوئی اندر طلسم کے آنے کا ارادہ کرے تو اُسکو یہ روکے چنانچہ جب
طاؤس مار ڈالی گئی اس بادشاہ نے خبر سنی کہ نیرۂ حمزہ نے آکر اطراف کوہستان تسخیر کیا ہی اور اب
محافظہ طلسم کو قتل کرکے اندر طلسم کے جایا چاہتا ہی بس یہ سُنتے ہی لشکر تیار کراکر روانہ ہوا اور اسوقت
آکر پہونچا چنانچہ سامنے فوج ظفر موج شہزادے کے اُسنے صف کشی کی اور آگے بڑھکر نہیب دی کہ ای نیرۂ
حمزہ تونے سب کو ہیون کو نامرد بنا دیا اور ہر ایک کو اپنے دام تزویر مین پھنسالیا اب میرے ہاتھ سے
کہان بچکر جائیگا ادھر آکہ تو میرا شکار ہی شہزادہ یہ نعرۂ دلیرانہ سُنکر مرکب پر سوار ہوا لشکر مین قحط ناپھنکی
جان نثاران شہزادہ مرگ پر آمادہ ہوکر کمر کسنے لگے طرفۃ العین مین لشکر ہتیار سجکر تیار ہوا سوار و پیادہ
ہر ایک آمادۂ رزم و پیکار ہوا طبل جنگی گڑگڑایا فوج مین وردی بجی پلٹن قواعد سے بڑھکر جمی رسالہ
تیار ہوا شور نشور برپا تھا کرنانے دم عدو کا بند کیا جھانجھ کف افسوس ملنے لگی تیرے جوانون کیطرح
تننے لگے گز سرکش بنگئے نقیب للکارے بہادرون نے نعرے رعد کیطرح مارے آہن صف لشکر سے
آگے بڑھا اور سلحشوری دکھانے لگا بعد اسپ تازی اور چوگان بازی وغیرہ کے شہزادے دلاور کی جانب
دیکھکر للکارا کہ بیت بیا تا بگردیم وکین آوریم + بجنگ ابروان پُرچین آوریم + تو رج یہ نعرہ سُنکر گھوڑا
ڈپٹ کر سامنے اُسکے گیا اور ایک تگا در ایسی پڑی کہ مرکب اُسکا سات قدم پیچھے ہٹا اور بہمند جالاک
شہزادہ تین قدم پھیٹر کھاکر ہٹگیا دونون رانون مین گھوڑے مسلتے ہوے مقابل ہوے نظم

گرفتند پس آن عمودِ گران	بہم حملہ کردآن برین این بران	زمین گشت گردان و شد روز تار
یکے ابر بست از برِ کارزار	تو گفتی شب آمد بر یشان بروز	نہان گشت خورشید گیتی فروز
ازان چاک چاکِ عمودِ گران	شد آہن بکردار چاچی کمان	بچرخ اندرون بانگ پولاد خاست
بدریاے شد اندرون باد خاست	تو گفتی کہ سنگ ست سر دیر ترگ	سیہ شد ز خم یلان روے مرگ

گرفتند شمشیر ہندی بچنگ	فرو ریخت آتش ز پولاد و سنگ	ز نیروے گردون کشان تیغ تیز
خم آورد و از خم شدہ ریز ریز	چو شد کام بے آب و پر خاک سر	گرفتند ہر دو دوال کمر

اسیطرح دونون گتھے ہوے زمین پر پشت زین سے آئے اور دامن گردان کر سرگرم کشتی بصد درشتی ہوے
دونون پیچ توڑ جوڑ بند شجاعت پسند ہونے لگے ایک بار وہ شہزادہ کو پکڑ لایا شہزادہ مثل برق جہندہ چمک کر
نکلا اور اُسکو پکڑ لایا اُسنے نیچے آکر زمین پکڑی لیکن شہزادہ نے لنگر نہ قائم ہونے دیا اور توڑہ زنجیر کمر کا تھام
کر دیکر اول زور مین تابہ کمر لایا اور دوبارہ مین اُسکو سر سے بلند کرکے چرخ دیا وہ مکار الامان پکارا شہزادہ
بیمان پذیری زبان پر لایا اُسنے اقرار کیا اِسنے زمین پر اُتار دیا اور کلمہ طیبہ تلقین فرمایا وہ مکر سے کلمہ طوطے
کیطرح پڑھکر مسلمان ہوا شہزادہ اُسکو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا سامان جلسۂ عشرت مہیا فرمایا اُسنے بمنت
تمام عرض کیا کہ ای شہریار والا تبار میرا ملک یہان سے بہت قریب ہے حضور قلعہ مین تشریف لیچلین اور تمام
رعایا و اہالیان ملک کو ہدایت فرمائین اور قلعہ اسلام آباد کرین سجدین وہان بنوائین سرداران شہزادے
نے بھی اُسکے کلام کی تائید کی کہ ای شہریار بہتر تو ہے کہ اہل قلعہ بمین قدم جناب باطل پرستی سے محفوظ رہین
اور دولت اسلام پاکر ہمیشہ محظوظ رہین شہزادے کو اُسطرف جانے کی اسلیے سب نے ترغیب دی کہ طلسم
مین جانے سے باز رہے شہزادے کو بھی منظور ہوا کہ حوالی طلسم کو تسخیر کرنا اچھا ہے پس عرض ہر ایک کی قبول فرمائی
اور لشکر اپنا اُسی مقام پر چھوڑکر مع جملہ سردارون کے سوار ہوکر روانہ ہوا اور بعد طی کرنے چند فرسخ راہ
کے قریب قلعہ مذکور پہونچا شہر پناہ واقعی تزہتگاہ تھی دیوارین بلور کی تھین سراسر نور کی تھین شکارگاہین
اسمین بنی تھین شاہان جہان کی تصویرین تھین در قلعہ پر سوارون کی چھاؤنی ہر سمت کھائی تھی سر قلعہ پر
توپین چڑھین سامان حرب و ضرب مہیا پُل تھا پڑا ہوا خندق پُر از آب مصفا گویند از برق انداز
جوانان تکمیل جرأت مین بعجیل ہر ایک نے اپنے مالک کے آنے سے تعظیم کی سلامی اُڑی شہزادہ داخل
شہر ہوا اِسکو بھی آباد پایا کوسون تک کی ہموار بستی رعیت خوشی سے ہنستی ہر سمت بازار عیش و نشاط
گرم ہر شاہ بازاری کی رفتار رزم ملک تھا کہ شہر حسن و خوبی آباد تھا یا آسمان رفعت پُر از انجم مسرت تھا
نہین نہین فلک سمگر اُس زمین سے بہت شاد تھا عمارات شہر نہایت بلند اور رفیع زمین فرحت آباد اور
وسیع شہزادہ سیر و کیفیت دیکھتا دار العمارۃ مین تشریف لایا اس جگہ کو بھی پاکیزہ اور عمدہ پایا اکابرین
شہر جمع تھے ارکان دولت پایہ بپایہ تھے شہزادے نے آہن کو موافق اپنے آئین کے تخت پر بٹھایا آپ

دنگل پر بیٹھیا آہن نے ارباب نشاط کو طلب کیا جلسۂ انبساط آغاز ہوا اُسنے شراب وکباب مین نجم عیار کو دھوکا دیکر بیہوشی پلائی اور شہزادہ کو مع رفقا اور عیار کے بیہوش کرکے گرفتار طوق وسلاسل کیا اور فسران لشکر کو اپنے بلا کر ظاہر کیا کہ مین نے بمصلحت اس مسلمان کی اطاعت کی تھی اب چلکر اسکے لشکر کو تاخت وتاراج کرنا چاہیے مشیران سلطنت نے عرض کیا کہ اسکو تنہا قلعہ مین چھوڑ کر جانا نچاہیے اور نہ ہمراہ لیجانا مناسب ہی کیونکہ مددگار اسکے بلوہ کرکے اسکو رہا کرلینگے پس آج کی شب اسکو مقید رکھیے اور ہنگام سحر سب کو قتل کرکے لشکر پر چلیے لشکر بے سردار کا لڑ نہ سکیگا شکست کھائیگا یہ رائے اسکو پسند آئی اور شہزادہ کو زندانخانہ مین بھیجا اور رات بھر ثبی ہوشیاری رکھی جسوقت کہ مہر فلک زندان شرق سے نکلا اور شاہ ماہ اسیر سلاسل شعاع خورشید ہوا کہ بیت برآمد ہوا شاہ سیارگان + کیا نور سے اپنے روشن جہان + ہنگام سحر اُس مفسد کوہی نے حکم تیاری لشکر دیا فوج تیار ہوئی شہزادہ اور اُسکے رفیق کو عراوہ پر بٹھا کر بیمر تدبد خترِ بیرون قلعہ لایا شہر مین غلغلہ برپا ہوا افسران لشکر صفین کھینچکر کھڑے ہوے خلقت شہر کی جوق جوق آکر جمع ہوئی جلادان قوی بازو طلب ہوئے چبوترے ریگ کے بنائے گئے بوریے فلاکت آلودہ بچھائے گئے پروردگان مہد شجاعت وصدر نشینان مسند انجمن ریاست اپنے بٹھائے گئے اہل شہر براہ دانشمندی افسوس کرنے لگے مذمت دنیاے فانی زبان پر جاری تھی رحم دلونکو آہ وزاری تھی کہ بمقتضاے خمسہ

شمال انجگر کے فرصت اگر دم ملی نہ سوز نہان سے ہمکو	رہا بنگ جرس سدا ربط سوز آہ وفغان سے ہمکو
بُرا ہو اس عمر بے بقا کا کہان لیائی کہان سے ہمکو	سوا اندوہ ویاس وحرمان ہوا نہ حاصل جہان سے ہمکو
اُٹھائین کاندھے پہ بارہستی سفر ہی بہتر ہے یان سے ہمکو	اُدھر تو یہ سب افسوس کرتے تھے اِدھر شہزادے سے

سردار عرض کررہے تھے ای شمع شبستان صاحبقرانی وای چراغ انجمن جہانبانی خدا نہ کرے کہ بادصرصر ظلم عدو آپکا چراغ ہستی گل ہو اور زندگی جاوید ہمارے لیے ہے جو آپ کے قدم اقدس پر ہم نثار ہوجائین ہمارے لیے زیادہ فر وفع حاصل ہو جاے جو شمع سر کٹائین اور آپ کی محبت مین مرگ سے لو لگائین شہزادہ جواب دیتا تھا کہ ای بہادران مین تم سب کا کاروان سالار تھا سردار تھا قافلے کے آگے مجکو چلنا زیبا تھا افسوس کہ میرے ہوتے تم سب قتل ہوا اور رخت ہستی اس منزل سے بار کرو اور مین پیچھے رہجاؤن وای صد وای براورنے ایسے اشعار میرے حسب حال ہین کہ اشعار

یہ عمکدہ رہنے کا نہین جاے اقامت	عالم ہے پریشان شدہ وادی غربت	سب لاد سفر چھوڑ کے جاتے ہین بیسبرت

آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت	اسباب لٹا راہ مین یاں ہر سفری کا	یہ کہکر وہ محراب خم تیغ کا شاجد دست

مناجات بلند کرکے درگاہ باری مین بصد زاری پکارا کہ **نظم**

اے سنشاہ ہر بیر عجم عالی جناب	تا بکے دنیا مین کھینچونگا عذاب بیحساب	مصطفے کیواسطے میری مدد کیجے شتاب
ہو یہی ورد زبان مجکو یقین اضطراب	یا علی یا انبیا یا بوالحسن یا بوتراب	حل مشکل کر مرے دین شافع یوم الحساب

یہ تو مصروف دعا ہی مقتدی قبولیت مین کہ رہا ہی اسطرف جلاد ان بے ایمان حکم قتل کرنے کا لے رہے ہین سنگ چقماکر تیغون کو آب دے رہے ہین کہ بقدرت خالق خرد و کل اس صحرا پر غبار ہوا اور غبار کینہ سے خاطر روزگار صاف ہوا چہرۂ شہریار آشکار ہوا یعنی شہزادہ ایرج نوجوان جو تلاش مین توج ذیشان کے لشکر اسلام سے روان ہوا تھا اسوقت یہان آکر پہونچا جلاد اسکی آمد دیکھکر رکے اور ہر ایک نے دیکھا کہ آگے آگے ایک شہسوار عالی مقدار مرکب تازی پر سوار پس پشت اسکے سپاہ جرار چلتہ پوش چار آئینہ بند شجاعت شعار آتا ہی ترک فلک بھی اسکی شوکت دیکھکر خوف کھاتا ہی خورشید اسکے جلال کو خیال کرکے تھرآتا ہی زلفین ابر اہیمی سلسلۂ اسماعیلی کی گرد چہرہ اندر پیچ کھاتی ہین بلائین اسکے صدقے بلائین لیکر ہوئی جاتی ہین یا یہ شعر اسکی زلفون کے حسب حال ہی شعر حرارت ہوتی ہی سردار سے دونی سپاہی مین + زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا + اسلحہ کی چمچماچاق بلند گردش آسمان اسکے رفعت مراتب ارجمند پر بلا گردان جوان طرحدار شجاعت پسند اس شیر بیشۂ شجاعت و جلادت نے مجمع فوج دیکھکر نعرہ کیا کہ **نعرہ**

منم ایرج ذیحشم نامدار	خدیو جہان خسرو کامگار	سپہدار افواج اسلامیان
منم پور فرزند صاحبقران	یہ نعرہ کرکے تیغ آبدار قاتل کفار اس جرار نے نیام انتقام سے کھینچی	

کئی لاکھ تلوارین ساتھ کھچین اور گھوڑے بڑھا بڑھا کر دلاور صف لشکر دشمن پر آگرے پھر تو یہ حال ہوا کہ **نظم**

کشید از میان تیغۂ آبدار	چنان کرد در عرصۂ کارزار	یکے را بباز و یکے را بسر
یکے را بپشت و یکے بر کمر	چنان نیزہ با نیزہ آویختند	ہنان یک بدیگر در آویختند
کہ برہم نہ پیچید زانگونہ مار	شہان را چنین کرد کار زار	شکستند صد ہا بگوپال سر
برون مغز صد ہا شدہ از تبر	چنان گرم گردید بازار جنگ	کہ میسوخت پرہاے تیر خدنگ
یلے اسپ ہر سو ہزاران ہزار	ہمیگشت در دشت چون بیقرار	آہن نے جب یہ ماجرا دیکھا

تیغہ کھینچکر اس ارادہ پر چلا کہ قیدیون کے سر کاٹ ڈالنا چاہیے اور قریب شہزادۂ تورج پہونچا

شہزادہ مذکور نے غیظ مین آکر قید آہن کو پارہ پارہ کرڈالا فیقون کو آکر ایسرج نے رہا کیا ہر ایک لاورتنگری بیڑی پکڑ کر اٹھا اور صدہا کو مار کر گرادیا سوارون کے گھوڑے اور ہتھیار اپنے قبضے مین کرکے سوار ہوکر تہلکہ ڈالدیا اسی گرمی جنگ مین آہن اور تورج سے مقابلہ ہوا اسنے بقوت تمام تیغہ مارا شہزادے نے رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا سر پر تلوار بیٹھکر قاش زین سے گذر گئی خلعت ہستی اسکے تن نجس سے اتارا پھر تو وہ تلوار گھمسان کی چلنے لگی کالعظمۃ للہ طائر جان شکار شہباز تیغ تھے لشکری عدو کے زیر تیغ بیدریغ تھے آخر سپاہ بے شاہ کی ہوچکی تھی بھاگ کر قلعہ کے اندر چلی گئی اور پل تختہ خندق پر کا اٹھالیا پھاٹک بند کردیا بالائے قلعہ جاکر توپین جھکا کر گولے مارے مگر یہ دونون نہنگ بحر شجاعت شہزادہ دودمان صاحبقرانی ہین ایسے قلعہ کو گھروندا جانتے ہین فوج کو اپنی روک کر آپ تنہا روانہ ہوئے قلعہ پر سے کولا مثل اولے کے پڑنے لگا ابر دھوئین کا بنکر تیار ہوا رعد کی بجلی چمکی توپین کڑکین اور گرجین گولے برسانے لگین لیکن ان شہزادون کا وہ دل گردہ تھا کہ یہ دریائے آتش کو شناوری کرنے لگے گولنداز جو گرد کدورت کر دل مین اپنے توپے ہوے تھے نکالنے لگے دستی گولے اور بان داغ داغ کر مارنے لگے یہ دونون اٹھتے بیٹھتے گولون کو رد کرتے قریب خندق پہونچے اور گرز جھولا دیکر پہلے آس پاس پھینکے پھر آپ جستین کرکے خندق فراگئے قلعہ پر سے ہنڈیان بارود کی حقہ ہاے لفظی پڑنے لگے تیر و زوبین و خشت کی مار ہوئی کڑپے پولون مین آگ لگادی تیل کے کڑھاؤ کھولتے ہوے پھینکے ان سمندر مزاجان بحر آتش بے پسر منھ پر لیکر واہ فت جھیلی اور گرز پھاٹک پر بقوت تمام لگائے کہ پھاٹک اڑا اور کڑ اپل تختہ خندق پر پڑ گیا فوج ظفر موج کا اتارا ہوا پھر تو اندر قلعہ کے تلوار چلنے لگی پرنالے خون کے بہنے لگے گلی کوچے لاشون سے پٹگئے بازار اجل گرم ہوا ملک الموت جان کا خریدار تھا سر فروشی ہر ایک دکاندار ملک جرات کا شعار تھا تیغ تیز اور خنجر خونریز سر دون کی مشتری تھی جان دہی کی تجارت مین بہادر سبتری جانتے تھے خلاصہ کلام یہ سب مرد و دو بدو انجام کچھ ہی عرصہ مین زیر و زبر ار لائے بہت سے واصل دار البوار ہوئے بہت کنودن کشتون مین گر گئے آخر طالب امان ہوکر قتل سے رستگار ہوے رعایاے شہر ہاتھ باندھکر خدمت شہزادگان نامور مین حاضر ہوئی شہزادون نے طبل امان بجوایا فوج قتل کرنے سے رکی دونون کشورستان دار العمارہ آہن بے ایمان مین تشریف لائے اور اسکے محلون مین تلاش فرماکر ایک لڑکا بارہ برس کا پاکر اسی کو وارث تاج و تخت قرار دیا کلاہ مہی افسر شہی کو اسکے سر پر کھا خراج اس سے مقرر فرمایا اکابرین شہر

نذرین لیکر حاضر ہوئے دیر و تبکدے لقا پرستون کے کھدوا ڈالے مسجدین بنوائین صبح دونون نے ندا اللہ اکبر سنائین جب سارا ملک اسلام آباد ہو چکا فتح و فیروزی ہان سے رخصت فرما کر دونون شہزادے قریب طلسم آئے وہان وہی سامان طلسمی پائے اسی طرح نقارہ سر دروازہ پر رکھا تھا دریا طلسم موج مارتا تھا توریج نے یہ حال ملاحظہ فرمایا اور قدم بارادہ داخلہ طلسم آگے بڑھایا ایرج اور سب ہی درعیار مانع ہوئے منت کرنے لگے شہزادہ مذکور نے غور کیا کہ اسوقت یہ سب روکے اور منع کرینگے مناسب یہ ہے کہ کل صبح کو کچھ رات رہے سے کہ ہنوز کوئی سوکر بھی نہ اٹھنے پائے داخلہ طلسم مین کرنا چاہیے یہ سوچکر داخل لشکر ہوا افسر شرا کا تعظیم بجا لائے یہ بارگاہ مین سب ایرج زیجاہ کے مسند پر جلوہ گر ہوکر داد عیش دینے لگا ناچ سامنے ہونے لگا ایرج نے گوہر کلام آس نیت انجمن پر نثار فرمائے کہا کہ اے بھائی تم دادا جان صاحبقران عالیشان سے تین روز کا وعدہ پھر آنے کا کرکے شکار کھیلنے آئے تھے آجتا عرصہ ہوا کہ پھر گئے ہمیشہ باتو قیناراض ہوتے تھے اور فرط الفت سے یاد تمہاری کرکے روتے تھے اور ہر ایک عزیز اور دوست کو تمہارا انتظار ہے تمہاری یاد مین ہر ایک بیقرار ہے لازم ہے کہ میرے ساتھ پھر چلو اور سبکو دیدار فرحت آثار دکھا کر تسلی و تسکین دو توریج نے کہا اے برادر فرمانا آپ کا بجا ہے واقعی مجکو عرصہ ہوا کہ قدم جدا امجد سے جدا رہا لیکن اتنے ملک فتح کیے یہ کہکر جو جو قلعہ کہ تسخیر فرمائے تھے آنکا حال بیان کرکے کہا کہ مین اس طلسم مین ضرور جاؤنگا ایرج نے یہ سنکر ہر چند سمجھایا مگر اسنے نہ مانا ناچار وہ خاموش ہو رہا اور اسنے ایک فرمان بنام حاکمان قلعہ جات کوہستان تحریر فرمایا مضمون یہ تھا کہ بعد میرے داخل ہونے طلسم کے شہزادہ ایرج نوجوان تم سب لکان قلعہ جات کا مالک حاکم ہے ہر ایک انکی اطاعت کرے درصورت انحراف ورزی حکم شہزادہ مذکور مین اسکا دشمن ہون یہ نامہ قلعہ کی جانب روانہ کیے ایرج ان باتون سے سمجھا کہ یہ ضرور طلسم مین جائیگا آج کی رات تنہائی مین اسکو اور سمجھانا چاہیے آیندہ جو منظور خدا یہ سمجھکر مجلس عیش مین بیٹھا رہا جب کہ شام سیہ فام بساں اژدر دہان منہ کھولے دہر مین ظاہر ہوئی اور آفتاب تابان کو من کیطرح مار ظلمت نے نگلا نظم

شفق سے تھا سنہرا شام کا رنگ	ستارون سے ہوئی شب مشک آرنگ	ہوا زرد آب گل خورشید کا رنگ
زرگل رو برد تھا اسکے پاسنگ	دربار برخاست کرکے دونون شہزادے ایک ہی مقام پر آرام پذیر	

ہوے ایرج نے پھر دفتر نصیحت کھولا اور کہا اے برادر غلام مرضی جد عالی وقار مناسب نہین کہ تم کوئی

امر ظہور مین لاؤ توج نے اپنے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا چپکا سنا کیا آخر ناصح بھی خاموش ہو رہا اور دونون آرام پذیر ہوئے جب فترا نجم کو مثل دفتر پیچیدہ زال شب نے بند کیا اور شہریار صبح بارگاہ مشرق سے نکلکر داخل طلسم سپہر ہوا کہ بیت دہن اژدر سحر سے مہر + ہوکے ظاہر چلا برنے سپہر + شہزادہ شائق سیر طلسمات توج خوش صفات بیدار ہوکر طاعت الٰہی مین مصروف ہوا اور بعد فراغ عبادت کمر ہمت چست باندھکر عازم روانگی تھا لیکن محبت کے تقاضے سے ناچار ہوکر دل نے نچاہا کہ بھائی کو سوتا چھوڑکر چلا جاؤن ایرج کو جگایا وہ شہزادہ بھائی کو آمادہ بہ روانگی دیکھکر سمجھا کہ اب یہ نہ رکیگا پس بھائی سے بھائی لپٹ گیا اور سرشک گریہ سے دہن قبا کو دامن دریا بنا دیا سرداران لشکر بھی آگاہ اس حال سے ہوکر حاضر خدمت ہوئے اور قدم پہ سر رکھکر رونے لگے شہزادے نے جواہر زواہر تسکین و تشفی سے آنکے دہن بھرے اور فرمایا کہ فاتحہ خیر سے مجکو یاد کرنا اور خلاف حکم برادر معظم کے قدم نہ دھرنا غرضکہ ہر ایک سے رخصت ہوکر ہزار دشواری و بصد گریہ و زاری یہ شہریار روانہ ہوا ہر شخص کنارے لشکر کے پہونچانے آیا آخر سب کو ٹھہراکر آگے بڑھا اور قریب اس اژدر کے جسپر نقارہ رکھا ہوا تھا پہونچکر چوب نقارے پر لگائی صدائے مہیب نقارے سے آئی اور منہ اژدہے کا کھلا قلاب آتشین اژدر نے چھوڑکر دم گھسیٹا شہزادہ اسکے منہ مین چلا گیا پہلے تو وہ اژدر اس اژدر کو نگل گیا پھر اسنے اگلا سب نے دیکھا کہ نصف جسم شہزادہ کا اسکے منہ سے نکلکر دریا مین گرا اور نصف تن زمین پر رہا یہ حال دیکھکر شہزادہ ایرج نے گریبان چاک کیا سردارون نے سر و رو آلودہ خاک کیا شور واویلا و افغان تا بہ سپہر پہونچا وہ دیوار جو پیدا ہوئی تھی غائب ہوگئی پانی دریا کا ایسا بڑھا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی پانی ہی پانی نظر آتا تھا لشکر کے دانشمندون نے یہ اجراد دیکھکر شہزادہ ایرج سے کہا کہ بھائی آپکے زندہ ہین یہ مقدمہ طلسم ہے ایسے ایسے نیرنگ اسمین بہت دکھائی دینگے آپنے بھی تو بہت طلسم فتح کیے ہین کیفیتین ملاحظہ فرمائی ہونگی ایسے اضطراب کو دل مین راہ نہ دیجیے صبر کیجیے انشاءاللہ شہریار کچھ عرصہ مین بفتح و فیروزی آپسے آکر ملاقی ہوگا یہ سنکر سمجھاکے شہزادہ کو بارگاہ مین لائے سرداران توج۔ خونریز و سرشمار و سمسمار وغیرہ بیقراری زیادہ تر کرنے لگے اسوقت ایرج نے اپنے عیار شاپور اور نجم سے کہا کہ ہرچند طلسم مین جاکر بغیر فتح طلسم آنا دشوار ہے لیکن تم عیار ہو جسطرح ہو سکے میرے بھائی کی خبر لاؤ عیاران مذکور عرض پیرا ہوے کہ ای شہریار آپ خاطر جمع رکھیے غلامان جان نثار جاتے ہین یہ کہکر

دونون بانکے عیارون سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئے اور قریب اس دریاے طلسمی کے پہونچے دیکھا کہ پاٹ اس بحر زخار کا کوسون تک ہے عیار کنارے کنارے اسکے صورتین بدلے روانہ ہوئے اور ایک مقام پر ٹھہر کر شاپور نے کلۂ فلاخن مین پتھر رکھکر دریا مین پھینکا وہ تھوڑے ہی دور دریا مین گر کر ڈوب گیا اسنے کہا کہ ایسا دھوکا ہم نہ کھائینگے دریا مین کودنے نہ آئینگے یہ کہکر پھر آگے بڑھے یہ اسلیے کہ ہمارے گرفتار کرنیکو کوئی ساحر دریا سے نکلے تو ہم اسکے ساتھ کسی تدبیر سے اندر طلسم کے جائین فی الجملہ یہ تو اس فکر مین کنارے بحر کے روانہ ہین مگر حال شہزادہ توریج سنیے کہ انکو جو اژدر طلسم نے نگلا بظاہر تو سب نے دیکھا کہ ٹکڑے اسکے جسم کے اس اژدر نے اگلے لیکن یہ شعبدہ طلسمی تھا شہزادہ مذکور زندہ و سالم شکم اژدر مین غلطان و پیچان اسطرح چلا جیسے کوئی نشیب مین گرتا ہو اور تاریکی از حد پائی طبیعت شہزادہ کی گھبرائی دم خفا ہوا گرمی ایسی معلوم ہوئی کہ چنگاریان بدن سے اڑنے لگین یہی ایسا صاحب قوت تھا جو اس گرمی کی تاب لاسکا دوسرا کوئی شخص ہوتا تو زہر آب ہوجاتا آخر کار خداوند غفار نے اپنا فضل کیا کہ روشنی دکھائی دی اور پانون زمین پر ٹکا دیکھا کہ ایک صحراے ہولناک وادی پر آفت مین ایستادہ ہون جو بگولا اڑتا ہی دیو آتشین نظر آتا ہی آلجھے ہوے دل کی پھانسون کا نشان دینے والا ہر ایک کانٹا ہی آفتاب کی تمازت دھوپ کی شدت دل جلون کے سوزسے کم نہ تھی وہ کونسی جھاڑی تھی جو مثل دل برہم کے برہم نہ تھی زبان خار جھاڑ کا کانٹا بنکر پیچھے پڑتین ندیان حسرت آلود گرمی کے مارے کیطرح نگارین کرتین چشمے بسان چشم بیمرزان ذرا بھی سیل نہ رکھتے تھے چشم کور کی طرح سوکھے تھے کہ بیت خجل آس دشت سے صحراے محشر پر جہنم سے زیادہ تر وہ بدتر ۔ شہزادہ اس منزل پر آفت کو طے فرماتا بھوکا پیاسا چلا جاتا تھا سر کا پسینا پیر کو آتا تھا مالک خشک تر کو یاد کرتا جاتا تھا اسیکہ چند فرسخ کے بعد اس دشت سے گذرا اور سامنے ایک پہاڑی نظر آئی قریب اسکے ایک کوٹھری بنی پائی سامنے کوٹھری کے ایک اژدہا بیٹھا تھا منہ اسکا مثل قعر بلا خیز کے کھلا تھا اژدر سے کچھ دور ہٹکر ایک درخت بلند درختان عالم سے ارجمند مثل سرو آزاد غلام اس نونہال ریاض صاحبقرانی کا بنا ہوا بصد ادب ایک پانون سے برنگ ربانان ایستادہ تھا اور اسکی ایک شاخ مین کمان لٹکی اور دو تیر بھی کمان سے بندھے تھے شہزادہ نے یہ نیا ماجرا دیکھکر دل سے تصور کیا کہ شاید اسی کمان سے اس اژدر کی قضا ہی یہ سوچکے آگے بڑھا اور دست حق پرست جانب کمان دراز فرمایا کمان پر قبضہ کرنا چاہا فوراً ایک تڑاقا ہوا اور آواز آئی کہ ہان ہان اے اجل رسید کیا کرتا ہی شہزادہ نے پھر کر جو دیکھا اس کوٹھری کا دروازہ کھلا پایا

اور زن پرفن حسینہ وجمیلہ کو ایک کرسی زرنگار پر بیٹھے دیکھا اور ایک مشعل کو اُسکے ہاتھ مین روشن پایا
حسن اُسکا بہ از نور مہر انور ہی فروغ رخسار سے کوٹھری برج قمر ہی واقعی برج حمل مین داخل خورشید منور ہی بلکہ
مشعل آفتاب رشک سے اُسکے حسن جہانتاب کے جلتی ہی قمر کی رنگت اُس سے کہان ملتی ہی واقعی

عجب حسن دلربا ہی یہ نقشہ ہی نظم

موسیٰ بھی غش ہون دیکھکے جلوہ حضور کا	رخسار آتشین ہی کہ شعلہ ہی طور کا	مانی سے کب کھنچیگا سراپا حضور کا
پتلا بنایا صانع قدرت نے نور کا	دست حنائی پنجہ مرجان سے بڑھ گیا	شک باندھنے ہوتا ہی شاخ بلور کا

وہ غنچہ دہن کمان ابرو شہزادہ سے سکڑا کر گویا ہوئی کہ صاحب پرائے مال پر ہاتھ دوڑانا اچھا نہین وادی
پرآفت مین قدم دھرنا عاقل کو روا نہین مین آپ کی دوست ہون میرے پاس تشریف لایئے اس کرسی
پر بیٹھیے مین آپ کو منزل مقصد پر پہونچا دونگی خلط داری بدل کر دونگی شہزادہ اُس زن پرفن کی باتین
سُنکر سمجھ گیا کہ یہ بھی کوئی شعبدہ طلسمی ہی یہ سمجھکر بجواب ان کلمات کے اُس عورت سے کہا کہ بیٹھی رہو مین
آتا ہون یہ کہکر پھر پنجہ اپنا جانب کمان بڑھایا اُس ناوک مژگان نے کہا خبردار کمان نہ چھونا ای شخص
مبتلاے آفت نہو نامیرا کہا مان یہان آ اِس کرسی پر جلوہ گری فرما شہزادے نے ان باتون کا کچھ جواب
نہ دیا اور جانب کمان رخ کیا پھر وہ چلائی کہ ای نشانۂ تیر اجل جلد اس کمان کے لینے سے گوشہ گیر ہو اور کچھ
پلہ نہین ہی میرے پاس آ کرسی پر بیٹھ جا شہزادے نے دل سے مشورہ کیا کہ یہ عورت بار بار مجکو بلاتی ہی ضرور
کچھ اسمین فتور ہی اب وہ تمکو بلاتی ہی تو تم اُسکو اپنے پاس بلاؤ جیسا وہ سوال کرے ویسا ہی جواب دو بس یہ
تجویز کرکے جب اسنے انکو طلب کیا انھون نے کہا آپ ہی تشریف لایئے وہ عورت کرسی پر سے اُٹھی شہزادہ
سوچا کہ جیسے ہی یہ باہر نکلے ایک ہاتھ تلوار کا لگانا چاہیے اسکے حسن کی خوبی پر نہ آنا چاہیے کیونکہ شاید
طلسمی قاعدہ یہ مقرر ہوگا کہ آنے والے کو کرسی پر بٹھلاتے ہونگے پس اس عورت کے باہر آنے سے آئین طلسم
مین بھی فرق آئیگا قصر طلسم مین رخنہ پڑجائیگا بنیاد فساد مٹے گی جو یہ کوٹھری سے نکلے گی یہ سوچکر اُسکی
جانب مخاطب ہوا مگر وہ بھی دروازے تک آکر ٹھہر گئی اور پکاری کہ لے آیئے کچھ دور مین آئی کچھ دور
آپ قدم رنجہ فرمایئے شہزادے نے کہا واہ یہ ہونا ہی نہین جبتک آپ میرے پاس نہ آیئے گا میرا آنا دشوار
ہی ای رونق قصر محبوبی مین تیرے مکان عشرت کا مکین ہون تو مجکو پیشوائی کرکے لیجا باتین نہ بنا اُسنے ہنسکر
کہا واہ یہ خوب بات ہی کہ اتنی دور سے تو آپ چلے آئے یہان مجکو دیکھکر پانون پھیلائے اب مین آؤن اور

آپ کو گود مین اُٹھا کر لاؤن کیا آپ نام خدا سے بچہ ہین ای صاحب آیئے باتین نہ بنایئے شہزادہ نے فرمایا
کہ مجکو بھی منظور ہی جبتک تم باہر نہ آؤگی مین ہرگز نہ اندر آؤن گا غرضکہ یہی تکرار تا دیر رہی آخرکار وہ ن
ناچار باہر نکلی شہزادہ نے چاہا کہ دوڑکر شمشیر لگاؤن پھر سوچا کہ شاید یہ رویئن بدن بزور سحر ہو تو
وار خالی جائیگا پس گلا داب کر مارنا چاہیے یہ سوچکر تعریف کنان اُسکی جانب چلا اور قریب پہونچکر گردن اُسکی
مضبوط پکڑلی ہرچند وہ تڑپی مگر دست یلی سے نہ چھٹی اور دیو پہاڑی تو قریب تر اُس مجرہ کے تھی ہی
اُسی سے سر ٹکرا دیا کہ وہ تڑپکر ہلاک ہوگئی شور و غوغا اُسکے مرنے سے بلند ہوا اور آواز آئی کہ مارا کو وہ جادو
کو اُسکے مرتے ہی اُس اژدہے کے پہلو سے ایک بچہ کوڑالیے پیدا ہوا اور شہزادے کے وہ تازیانہ اس زور
سے مارا کہ ایسا صدمہ مضرب گرز کا بھی نہ پڑیگا اور وہ کوڑا مثل مار پیچان جسم شہزادے سے لپٹکر اُڑا اور شہزادے
کو بھی لپٹکر لیگیا چشم عجائب بین اس سیار سپہر طلسم کی تموج بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی تو ایک شہر مین
اپنے تئین پایا نہ وہ مجرہ نہ وہ اژدر نہ وہ بچہ و تازیانہ کسیکا پتا نہ تھا شہر مین آبادی بہت تھی عمارت
ہر ایک پُر رفعت و دست تھی گلی کوچے صاف ستھرے کہین بچہ بسان آئینہ شفاف قرینے بازارون کے سجے ہوئے
ہر جگہ سے بہتر اشیائے نفیسہ و خوشتر ہر ایک عمدہ سے عمدہ اور بہتر سے بہتر دکاندار خوشخو و راست گفتار
لین دین کا گرم بازار زینت کشور روزگار وہ شہر نثار اُسپر سے خوبی دہر جو چیز چاہیے ہو وہان موجود
اور ارزان نامیسری اُس ملک مین گران کہ بیت حسن مین شہر وہ پرستان تھا۔ باغ رضوان بھی
اُسپہ قربان تھا۔ پشتری مشاہدے غریب سیاح اقلیم عجیب سیر و کیفیت ملاحظہ فرماتا ایک سمت کو جاتا تھا کہ
سامان سواری نظر آیا ہشو بچو کا شور مچا نقیب بولتے یسا دل و چوبدار عصاہاے جواہر کار ہاتھون مین لیے
ادب سے اور تفاوت سے کہتے نمودار ہوے پھر سواردن کے پرے رسالے کے نوجوان سوار قوی تن
شجاعت سے غصہ مین بھرے خوبصورت پیادون کے چھرے گذر گئے پھر تتے گلاب
کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے عود و عنبر کے لوٹے طفلان ماہ طلعت لیے نکلے غرضکہ سامان بادبہاری اور طوس
سواری کا بنظر طوالت کلام بیان کیا ہو بعد نکلنے اسباب تزک و احتشام کے ایک تخت طاؤسی پر
بادشاہ پرشوکت و جاہ سوار چتر سر پر گردش مین تاج سر پر گوہر نگار مگس پرانی مین مصروف زیر نامدار
یہ سواری بصد جاہ و حشمت دار العمارۃ شہر کی جانب روانہ تھی شہزادہ بھی اسکے پیچھے پیچھے جاتا تھا یہانتک
کہ ایوان شاہی اور کاخ سلطانی نظر آیا در قصر پر ہزارہا حور مین قبول صورت و کم سن کو استادہ پایا

جب سواری وہان اُتری اندر سے اُس مشکوے خسروانی کے ایک عورت جوان حسین وطرحدار نکلی یہ معلوم ہوا کہ مشرق ایوان سے مہر تابان حسن کی کرن پھوٹی کیا خوبی اُسکے جوبن کی بیان ہو کیونکر عقل بشر اُسکا آئینہ رخسار دیکھکر نہ حیران ہو سنبلستان شب اُسکے گیسوے پرپیچ وسیاہ کے سامنے کیون نہ پریشان ہو پیشانی انور اُسکی داغ دہ بسمائے قمر گردش شمس کو خالی از علت نہین قربان ہر اُسپر نظم

زلفین لہراتی نہین چاند سے رخسار پر — کہ جھکی اک قوس شیر پہ ہین دو ناگن
کیون نہ وحشت سے کرین رم کہ چکارے ہین ہرن — جسطرف مخ کرین وہ ناوک مژگان دراز
غمزہ وچشم غضب عشوہ ابرو آفت — عین فتنہ نگہ گرم قیامت چتون

چشم فتانسے نکیون آنکھ چرائے نرگس — دل مسلسل ہون کلیجے ہین پرین سرو رواں
لباس وزیور سے آراستہ کئی سو نازنین گرد وپیش اہتمام کنان خلعت حسن سے پیراستہ قریب بادشاہ آکر اُس دلبر نے تعظیم دی اور مسکراکر ہاتھ مین ہاتھ تھام کر اندر مکان کے لیچلی شہزادہ بھی ہمراہ سبکے داخل قصر مذکور ہوا وہان دیکھا تو کئی درجہ اُس قصر مین تعمیر ہین اور کئی ہزار آدمی اُسمین اسیر ہین زار ونالی کر رہے ہین شدت اسیری سے مر رہے ہین کوئی انمین بادشاہ زادہ ہی کوئی تاجر بچہ کوئی پسر وزیر ہی غرض جو ہی وہ مرنے پر آمادہ ہی دوسرے درجہ مین اُس مکان کے فرش مکلف بچھا ہی مسند مرقع آراستہ ہی اُس مسند پر آکر وہ بادشاہ جلوہ گستر ہوا وہ نازنین پہلو مین بیٹھی پانچ سو عورت دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی پانچ سو زنگی اور پچی بنا ہوا ادب استادہ ہوا اُسوقت شہزادے کیطرف کچھ لوگون نے دیکھکر بادشاہ سے عرض کیا کہ ای شہریار یہ جو سامنے حضور کے حاضر ہی بڑا جھوٹا دغاباز ہی کہ اپنے فقرے سے ملکہ کوہ جادو کو مارڈالا اور بیچاری اُسکی خاطرداری کرتی تھین وہ کیا جانین کہ یہ مکار ہی اُسکے دم مین آگئین وہ تو فیل مست جادو وہان موجود تھے جو کمر مار کے اُسکو پکڑ لائے ورنہ یہ قتل کرکے صاف نکل جاتا یہ تقریر سنکر بادشاہ نے کہا کہ اُسپر سے وہ کمخواب کھولکر سحر اُسکا دور کرو شہزادہ نے دیکھا کہ اب میرے جسم مین یا تو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا یا وہی کوڑا لپٹا ہوا ہی اب معلوم ہوا کہ اندر اس ایوان کے مین آپ سے نہین آیا یہی کوڑا لایا ہی غرضکہ ایک عورت نے بنابر حکم شاہ تازیانہ جسم سے جدا کر لیا بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک کرسی جواہر نگار لاؤ عورتین کرسی لائین تو بادشاہ نے بخاطر تمام اُس کرسی پر بٹھایا اور کہا آپ بڑے زبردست خدا پرست ہین کہ آپ نے کوہ جادو کو مارڈالا یہ خوب سمجھ لیجیے کہ کوئی یہان سے آکر بچکے گیا نہین آپ کیون اپنی جان دیتے ہین مال واسباب کی طمع مین آفت مول لیتے ہین ابھی آپ کا کیا سن ہی کیا زمانے کا آپنے دیکھا

کیا کھایا کیا پیا بجز زندگی دوبھر ہوئی جینے سے جی گھبرایا یہان آتے کچھ خوف نہ آیا اب بھی کچھ گیا نہین جسکو آپ نے
قتل کیا خیر کیا یہان سے چلے جایئے شہزادہ نے فرمایا کہ آپ اپنا اسم مبارک تو بتلایئے میرے تو بڑے شفیق
آپ نکلے فرمانا بجا ہی حضور کا مگر میرے باپ دادا تو سودائی ہین ویسی ہی جھک مجکو بھی ہی جو کہا وہ کہا جو
کیا وہ کیا اُس بادشاہ نے کہا ای تورج آپ ان قیدیون کو بھی دیکھ چکے یا نہین یہ سب شاہ و شہریار
زادے اسی طمع مین فتاحی طلسم کی آئے تھے اب گرفتار تا بحیات رہینگے یہی حال آپکا بھی ہوگا آئندہ
آپ کو اختیار ہی یہ امر تمھارے ہی واسطے ہی کہ اجازت پھر جانے کی ملتی ہی ورنہ جو کوئی یہان آیا تا دور قیامت
یہین رہا شہزادے نے کہا بجا ارشاد ہوا لیکن میرا آنا آپ دور قیامت سمجھیے اب یہ انشاء اللہ یہان نہ رہینگے
اور آپ نے اپنا نام نہ بتایا اب بتلایئے تو کہ آپ رفیق و الفت جتانے والے میرے حال پر ترس کھانیوالے
کیا نام رکھتے ہین اُسنے کہا مجکو الوان جادو کہتے ہین اور آپ مجھپر طنز کرکے ہنستے ہین خیر تقدیر تمھاری
جب شامت آتی ہی تو ایسا ہی ہوتا ہی یہ کہکر چاہتا تھا کہ اُٹھے شہزادے نے تیغہ کھینچکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے
کچھ بحر پڑھا کہ اُنکے ہاتھ پاؤن کا دم نکلگیا گر پڑے اُسوقت فرمایا کہ تم لوگ اسی بات پر بڑا گھمنڈ رکھتے ہو اور
بڑے دغاباز ہو ایسی نامردی مین نے کسی قوم مین نہین دیکھی اور مجکو جو بھایا تھا تو اکیلے مین لیجاکر سمجھایا
ہوتا کہ کہا مان لیتا یہان سب کے سامنے اپنے ارادے سے باز آنا اپنے تئین نامرد کہلانا تھا افسوس کہ حسرت
میرے دلکی دل ہی مین رہی الوان نے یہ کلمے جو سنے سمجھی کہ بیشک یہ خدا پرست صاحبان غیرت سے
ہین انکو تنہائی مین فہمائش کرنا تھا مجمع کثیر مین ناحق کہا یہ سوچکر سامنے شہزادے کے ہاتھ باندھے کہ بیشک مجھسے
خطا ہوئی آپ معاف فرمائین اور مین حضور کے مرتبہ سے آگاہ نہ تھا اب آپ کو لشکر مین آپ کے پہونچائے
دیتا ہون شہزادے نے فرمایا آپکی مہربانی اُسنے بحر اُتار لیا گرد سے اپنے مشورہ کیا کہ نام طلسم کشا کا
تو رطلسم مین مشہور ہی پھر جیسے تو رویسے تورج اسکو مار ہی ڈالنا چاہیے ادھر تو یہ سوچکر کچھ سکوت
پذیر ہوا اُسطرف شہزادے نے قصد کیا کہ اسکو الگ لیجاکر مار ڈالیے مگر اُسکو شہزادے کی خوشامد کرنا
منظور تھی کہ یہ اُسکو فریب تو دیچکا تھا ہی بس اُسنے ملازمون کو حکم دیا کہ آپ کو کھانا کھلاؤ وہ سب
طعام لذیذ سامنے لائے شہزادے نے خشک میوہ کچھ کھایا پھر اُسنے کہا کہ ای شہزادے آپ علیحدہ چلیے کہ
مجکو کچھ عرض کرنا ہی شہزادہ یہ سُنکر اُٹھا اور وہ ہمراہ ہوا اُسی قصر کے ایک گوشے کیطرف دونون چلے شہزادے
کے ہاتھ مین رومال تھا اُسکو ہلاتا ہوا اسطرح کہ جیسے کوئی بازی کرتا چلتا ہی روانہ ہوا اور ایک مقام پر وہ رومال

اُسکی گردن مین ڈالکر جھٹکا مارا کہ وہ گرا شہزادے نے ایک پانؤن اُسکا اپنے پانؤن کے نیچے رکھا اور دوسرا پانؤن ہاتھون سے پکڑکر جھٹکا مارکر مثل کرپاس اُسکو چیر ڈالا یہ حال جو وہان زنگی تھے اُنھون نے دیکھا تینے اور لٹھ پکڑکر آئے ادھر شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اِدھر لٹھ شہزادے پر پڑنے لگا اِسنے بھی تیغہ آبدار نیام انتقام سے لیا اور قتل کرنا شروع کیا لاش پر لاش گرنے لگی اُس قصر مین اجل کی بادشاہت تھی رقص بسمل ہوتا تھا ہلکارے روح کے ملک فنا کی خبر لینے کو بھیجے جاتے تھے ضرب گرز شہزادے سے جہنم مین بھیجے جاتے تھے شاہ اجل فتاح طلسم جسد وجان کو گوشہ قبر مین بھجانے لیے جاتا تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

یکے داشت در سر ہوائے گریز	یکے چارہ جو از دم تیغ تیز	یکے راز پیکان جگر کاستہ
یکے مرگ را از خدا خواستہ	یکے بود بے پا و بے سر یکے	یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے

آخر کار فوج جو ہمراہ سواری الوان نابکار آئی تھی وہ اندر قصر کے آئی اور کمند مین شہزادہ پر ہر سمت سے پڑنے لگین شہزادہ اُلجھ کر گرا سب ٹوٹ پڑے اور اسیر کرلیا پھر قید سخت مین گرفتار کرکے دہان سے نکلے شہر مین ایک غوغائے عظیم برپا ہوا ہر ایک شخص تماشائی تھا غرضکہ اُس قلعہ کے متصل اور ایک قلعہ تھا وہان شہزادے کو لائے وہ قلعہ بھی بہت آباد تھا جو شخص تھا وہ دلشاد تھا بر سبیل اختصار یہ کہ شہزادہ کو دہان کے ایوان شاہی مین لائے دیکھا کہ تخت شاہی پر ایک بادشاہ بصد حشمت وجاہ بیٹھا ہے اراکین سلطنت کا مجمع ہے کرسی و دنگل سے قصر شاہی سجا ہے نام اس بادشاہ کا کفل شاہ ہے فی الجملہ شہزادہ جب سامنے اُسکے پہونچا اُسنے سب سے پوچھا کہ یہی شخص فتاح طلسم بنکر آیا ہے ہر ایک نے کہا جی بجا ہے یہی فتح طلسم کو آیا ہے کفل شاہ مخاطب شہزادہ کیجانب ہوا اور کہا ای نبیرۂ حمزہ کیا تجکو آج کے دن کی خبر نہ تھی اب بتا کہ کس حال سے تجکو قتل کرون تو جے نے جواب دیا کہ تم لوگ بڑے نامرد ہو تمھاری غیرت جاتی رہی ہے ارے نامرد ازلی وابدی بہادر بہادر کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہین جیسا تو نے کیا کہ ازدے بلوہ کے مجکو گرفتار کرایا اُسنے کہا ای شہزادے یہ فوج سحر بھی جانتی تھی لیکن تلوار سے ایسلیے لڑی کہ تم نامرد ہمکو نہ سمجھو اب اگر تمکو یہ خیال ہے کہ وہ بہت تھے مین تنہا تھا تو اُسکا بھی انتظام ہوسکتا ہے وہ یہ کہ اگر تمکو بقوت بازو کوئی زیر کرے تو اطاعت اُسکی کروگے شہزادے نے فرمایا کہ اطاعت کرنا کیسی غلامی کرینگے یہ سننا تھا کہ اُسنے حکم دیا بلاؤ ہمارے پہلوان دوران کو بیحد حکم لوگ گئے اور ایک پہلوان کو اپنے ساتھ لیکر آئے شہزادۂ کیوان جاہ نے دیکھا کہ ایک زنگی ناپاک صورت

کریہ منظر و بد حقیقت ہے کہ بمقتضاے ابیات

مہیب و سیہ نامہ و سخت دل	زناپاکی ابلیس از وی خجل	سرش خالی از عقل و پُر از جہتشام
شکم قسر بہ از لقمہ ہاے حرام	ایک زنجیر آہنی کمر سے باندھے چٹ لنگوٹ کسے خم بجاتا چڑھے پٹھیا سا	

آیا بادشاہ نے شہزادے کو کندن سے کھلوا دیا اکھاڑا درست کرا دیا دونون اکھاڑے مین کودے خم بجا کر سرگرم تلاش ہوئے یہ لڑ رہے تھے کہ دربارگاہ پر غل مچا اور ملازمون نے آکر بادشاہ سے عرض کیا کہ ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین بیگی نگاہ یہ خبر سنکر جانب در لگی اور ایک زن سیمین بدن غنچہ دہن اندر دارالعمارۃ کے آئی حسن مین بے نظیر سراپا نور کی تنویر معشوقی کے ہزارون دنگل جیتے ہوے سیکڑون زور آوران سرپنجۂ عشق کو چت کیے ہوئے بہت شہزور اُسکے عشق مین لنگوٹ باندھکر فقیر ہو گئے لاکھون نے جی ہار دیے طاق ابرو مین اُسکے پہلوانان کشور عاشقی اپنا دل چڑھائے ناز و غمزہ و لگے اکھاڑے مین پانون جماتے زیف کو اُسکی بہت سے بچ یا دچشم فنان بیک اشارہ چت کر دینے مین اُستاد تیر مژگان کے نوڑ خدا کی پناہ شمس و قمر کا رخسارون سے جوڑ کہان ہو سکتا کہ ابیات

کان کی بجلی سے ناخن بجگر ہی سہ نو	غرمن ماہ پہ بالا ہی بلا برق فگن	ناز سے سوے گل تر بحقارت نگران
شوخی سے دیدہ نرگس کیطرف چشمک زن	رخ روشن مین ہی خورشید درخشانکا فروغ	روکش خط شعاعی ہی دوپٹے کی کرن
گردِ دندان مین دیا موتیے کی کلیان مین	لب ہین برگِ گل تر غنچہ گل تنگ دہن	پس وہ شہریار کشور خوبی اکھاڑے

کے قریب آکر ٹھہری اور سیر کشتی لڑنے کی دیکھنے لگی شہزادہ کی صورت پر جب نظر پڑی دل اُسکا کشتی کھا گیا لڑنے کے بیچ مین آگئی بنظر حسرت جانب شہزادے کے دیکھتی اور دانون گھات اُسکے ملنے کے لیے سوچتی تھی اور وہ پہلوان جو کشتی لڑ رہا تھا بظاہر پہلوان تھا اور بباطن ساحر بردست تھا سحر کرتا جاتا تھا اور لڑتا جاتا تھا پس ایک مقام پر شہزادے کو ریل لیچلا اور ایک نازنین سے آنکھ ملا کر گویا ہوا کہ دیکھیے مین حمزہ کے پوتے کو ریلے لیے جاتا ہون اور وہ حمزہ کہ جسنے دیو سمندون ہزار دست کو مارا یہ میرا ہی مرتبہ ہی کہ اُسکے پوتے کو ریل لیچلا ہون وہ نازنین ازبسکہ عاشق ہو چکی تھی سمجھی کہ شہزادہ زیر ہو جائیگا یہ سمجھکر اُس پہلوان نے جب فخریہ جواب کلمات تفاخر اسنے کہا کہ ای پہلوان یہ شہزادہ اسوجہ سے پیچھے ہٹتا آتا ہی کہ یہ کہتا ہی مین آج نہ لڑونگا تجکو چھوڑ دے کل مین مقابلہ کرونگا پہلوان نے یہ سنکر شہزادے سے پوچھا کہ کیون یہ نازنین جو کہتی ہی سچ ہی شہزادہ انکار کیا چاہتا تھا کہ اُس پری پیکر نے منع باشارہ کیا شہزادے نے کہا کہ ہان مین آج خستہ و شکستہ چلا آتا ہون بیشک کل لڑونگا پہلوان نے یہ سنکر چھوڑ دیا اور چلا گیا بادشاہ نے اُس پہلوان شاہی مین

شہزادۂ تورج کے لیے ایک کمرہ رہنے کو خالی کرایا اسباب عیش و نشاط مہیا کر دیا مسند لگائی پلنگڑی جواہر نگار بچھوائی شہزادۂ مذکور اُس کمرے مین اگر تشریف فرما ہوا جب آفتاب عالم افروز ایوان فلک سے مغرب کے کمرے مین جاکر آرام گیر ہوا اور عالم ضیاے ماہ سے پرتنویر ہوا نظم

بسا اوقات کی لڑ بھڑ کے دن بھر	چھپایا مہر نے جب روے انور	ہوا تاریک عالم پھیلگئی راہ	
اٹھی ظلمت کی آندھی ایسی ناگاہ	بادشاہ یعنی کفل شاہ اور تمام حاضران دربار اُس ایوان سے اٹھکر		

اپنے اپنے مقام پر گئے شہزادہ اُس کمرے مین تنہا بیٹھا رہا جب برنگ زلف جانان شاہد شب نے بھی ماتھا نکالی یعنی آدھی رات آئی زمین تھرائی اور شق ہوگئی وہی گلبدن رشک چمن سبزہ نمط زمین سے پھوٹی شہزادہ یہ سرزمین پراز عجائبات وطلسمات جانتا تھا اُسکے نکلتے ہی دست بقبضہ ہوا کہ شاید کوئی اور شاخسانہ نکلا اُس گل باغ خوبی نے ہنسکر کہا کہ ای میان ہوش مین آؤ اپنے حسن پر اتنا نہ اِتراؤ دیکھو مین وہی تمھاری خیر خواہ ہون جسنے کشتی ڈوبنے سے منع کیا تھا مین کمبخت ناچار تھی میرا دل تمپر آگیا تھا خیر تمھین آفت سے چھڑا دیا اب کچھ پرواہ نہین بندی کو مستی تو چھائی نہین ہی جو کسی کی ٹیڑھی نگاہ دیکھے اچھا صاحب تم خوش رہو ہم جاتے ہین شہزادے نے اپنے دلسے کہا بیشک اس سے کچھ مطلب نکل آئیگا محبت جتانا چاہیے یہ تجویز کرکے اُٹھا اور وہ جانے نپائی تھی کہ اِسنے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای غنچہ دہن تیرے مُنھ پھولا لینے نے میرا دل خون کر دیا اور طائر روح کو صیاد بیمہری نے تڑپایا خمسہ

نہ کہ عاشقون مین محبت کہان ہی		سدا ایک سی اُنکی اُلفت کہان ہی	
تجھے ویسے لوگون سے صحبت کہان ہی		ترے پاس عاشق کی عزت کہان ہی	
تجھے بے مروت مروت کہان ہی			

اُس غیرت گلزار نے ہاتھ پکڑنے سے شہزادے کے گلے مین باہین ڈال دین اور کہا ای بیوفا خمسہ

گر چاہ عیب مجھے ہوا چھانہ چاہیے		ہمکو بھی آپ کی نہین پروا نچاہیے	
پر حق منصفی سے تو گذرا نچاہیے		جو چاہے آپ کو تو اُسے کیا نچاہیے	
انصاف کر کہ چاہیے اب یا نچاہیے			

یہ کہکر مسند پر آکر بیٹھی وہ عجب وقت خوش تھا کہ خانہ خالی از اغیار پہلو مین محبوب گلعذار کیا اُس جلسہ عشرت انگیز کا بیان کیا جائے اُس معشوقہ عاشق خصال کا الفت جتانا کبھی بگڑنا کبھی منت کرنا گاہے اٹھلانا پھر مسکرانا

اور شرمانا اس فقرے سے کوئی آنجائے ڈر کر پہلو سے سرک جانا شہزادے کا چھیڑنا اُسکا باتین سنانا فراخوفت سے کبھی دوڑ کر لپٹ جانا کبھی اقرار وصل کرنا اور کبھی مکر جانا غرضکہ اسی اختلاط و انبساط مین وہ زمانہ قریب آیا کہ شاہد شب نے آغوش دہر سے کنارہ کرنا چاہا اُسوقت اُس معشوقہ صادقہ نے شہزادے سے رخصت طلب کی اور برقت جانے کے ایک انگوٹھی اُس نبیرۂ ثانی سلیمان کو دی اور کہا یہ اُس پہلوان دیو صورت عفریت خصال کے باندھ لینے کی سند ہی یہ خاتم سامری کے پہننے کی ہی آپ پہن لیجے اس پہلوان کو اُٹھا لیجیے گا اور جب اُسکو اُٹھا لیجیے گا تو زمین پر نہ ماریے گا اُس بادشاہ یعنی کفل شاہ کے تخت پر پٹک دیجیے گا فوراً آگ جسم شاہ مین لگے گی تخت اور بادشاہ اور پہلوان سب جلینگے اور اُس آتش مین سے سبز اژدہا پیدا ہوگی اور اندر سے لوکے نشیب ساظاہر ہوگا وہ گڑھا نہین چاہ سبز ہی اُسمین آپ کود جائیے گا وہی راہ طلسم کی ہی اور یہ مقام جہان آپ بیٹھے ہین حوالی طلسم ہی ابھی تک آپ کو اندر طلسم کے جانا نصیب نہین ہوا یہ سب سحر جو مارے گئے والبتہ طلسم نہ تھے ورنہ بغیر کسی تحفہ طلسم کے ہلاک نہوتے پس اُس چاہ سبز مین جب آپ کود جائیے گا تو ایک بیابان مین آپکا گذر ہوگا وہان ایک درخت سے مین بندھی کھڑی ہونگی مجکو کھولدیجیے گا خبردار بھول نہ جائیے گا نہین بہت پچتائیے گا شہزادے نے فرمایا کہ اے نازنین مین تجکو یہانتک مانگ کرونگا انھین باتون مین آخر شب ہوئی وقت مہاجرت قریب آیا سحر نے فراق کی مُنہ دکھایا نسیم سحر آہ سرد تھی شمع محفل غم سے زرد تھی وہ نازنین کہتی تھی کہ ابیات

کہ اتنی دیر کا آرام کیا تھا	فقط اک رنج دنیا مدعا تھا	سو حاصل ہو چکا لو حق نگہبان
دم رخصت قریب آیا ہی ای جان	جگر پر داغ فرقت لیچلے ہم	اسی کی میہمانی تھی یہ کچھ دم
بھر آئے آنکھ مین اسکے بھی آنسو	کہ ہوتا تھا جدا یا پری رو	اُٹھی وہ نازنین بولی ادھر آ
جدائی ہی گلے سے مرے ملجا	مرے ہمدم مرے پیارے مرے جان	چلے ہم لے خدا تیرا نگہبان
رہے یہ حسن عالمتاب روشن	الٰہی تا کہ ہی دنیا کا گلشن	ہوئی یہ کہکے وہ محو رخ روانہ
بیان پیدا کیا دل نے زبانہ	اُڑائے جلوہ ہائے صبح نے ہوش	بڑھین بیتابیان گھٹنے لگے ہوش
نہ وہ سامان نہ وہ یاران محفل	بجز چند آہ یا کچھ حسرت دل	صبح ہوتے ہی نقارہ دربار کا ہوا

کفل شاہ تخت پر آکر بیٹھا پہلوان نے آکر اکھاڑے مین خم مارا اور پکارا کہ وہ مسلمان کہان ہی آئے میرے سامنے شہزادہ مسلح ہوکر کمرے سے نکلا اور سامنے آتے ہی پٹ پڑا لمحہ بھر کشتی اتکی انگشتری کی وجہ سے

کچھ سحر پہلوان کا نہ چلا اور اسنے کمر مین ہاتھ دیکر اسکو اٹھاکر قریب بادشاہ پہونچکے دے پٹکا آئین ننگ طلسم ہی تھا کہ تخت اور بادشاہ اور پہلوان سب مین آگ لگی ایک سنگدل تو دوسرا آہن بدن تھا رگڑ کھاتے ہی شعلہ آتش نے نکلکر سوختہ کیا اور وہ آگ ایسی بڑھی کہ ایوان شاہی سب جلکر اندھیرا ہوگیا پھر جو دیکھا تو ملک و قلعہ کچھ نہین ہی وہی جنگل اور پہاڑی ہی جہان کوٹھری بین عورت مشعل لیے بیٹھی تھی اور وہ جنگل بھی جل رہا ہی شہزادے نے ہر سمت غور کرکے دیکھا تو ایک مقام پہ شعلہ آتش چکر باندھے تھا اور سبز لو اٹھ رہی تھی بس یہ دیکھتے ہی شہزادہ قریب آ سکے گیا اور دونون پانون جماکر بسم اللہ کہکر کودا دیکھا تو واقعی مین کنوئین مین جا رہا اور آواز غرغری سنائی دی پھر غلطان پیچان چلا اور اس صدمے سے بیہوش ہوگیا

داستان طاق چشم پیر بھائی کا افراسیاب کے مقابلہ مہرخ مین آکر مارے جانا اور فراسیاب کا غصہ کرکے خود لشکر کشی کرنا مہرخ پر اور آجانا صنعت سحر ساز کا بروقت مقابلہ اور سمجھا کر شاہ کو پھیر لیجانا پھر آپ مقابلہ کرکے شکست دینا لشکر مہرخ کو اور سرداران لشکر کو اسیر بلاے سحر کرنا اور آنا مع وکل مع ماہی پرزاد طلسم نورافشان سے اور شکست دینا ملکہ صنعت کو اور جنگ عظیم ہونا اور پھر بلا لینا کوکب کا عمرو کو اپنے طلسم مین اور تدبیر جنگ کرنا مولفہ

غصہ ترا ستیاناس ہی
تیور ہین کچھ اور ڈھنگ ہین اور
شیشہ کا بھی دل بھرا ہوا ہی
کب آستین بھری ہی بادہ تیز
گردن جو صراحی کج ہی کرتی
کھسیانے ہوئے ہین جام ہنسی مین
ہر وقت غضب جو چہرے کا حال
گلزار کی بھی ہوا ہی کچھ اور
نہرون مین ہی آب خجلت رو
کھسیانا ہی گل جو ہنس رہا ہی
غصہ سے ہی سرو بھی اکڑتا

میخوار ترا تڑپ رہا ہی
میخانہ مین ہی غضب کا وہ جوش
کف غیظ مین منھ سے بہ رہا ہی
گردن نہین عجز سے جھکاتے
رندون سے ہوئی ہی آج ٹیڑھی
منھ رندون کا نشہ سے ہی لون لال
ساقی کی نگاہ کیا پھری ہی
فرہادون کے بہ رہے ہین آنسو
غصہ سے چنار جل رہا ہی
سنبل مین غضب کا بل ہی پیچا

ای واہ کچھ آج رنگ ہین اور
غصہ سے ہین بند سارے بیہوش
ہین جوش غضب سے جام لبریز
شیشے ہین سرکشی دکھاتے
بڑھاتے ہین رند میکشی مین
ٹرائی ہی رند سے صراحی
میخانہ مین جو غضب کے ہین طور
باغ دنیا مین بیکلی ہی
غنچون نے بھی منھ پھولا لیا ہی
مرجان کف دست مل رہا ہی
سرخی سے گلون کی سارا گلشن

افروختہ ہی برنگ دشمن — غنچے ہین چمن مین یون چٹکتے — جیسے دشمن چٹک کے بولے
گو سوسن وہ زبان ہی گونگی — شہرت سے زبان ہی ہاتھ بھر کی — پھولون کا چراغ جل رہا ہی
گلشن سارا چراغ پا ہی — ہنھدی کے بھی تلوون سے لگی ہی — نرگس آنکھین نکالتی ہی
کل اسطرح ہین چمن مین پھولے — دیدے کوئی جس طرح نکالے — ہم تم تو ہم ہین ساقیا ایک
رہتے ہین شریک ہر بد و نیک — خط ساغر کا ہی سبق یاد — ہم دونون کا ایک ہی ہی استاد
ہمکو لڑنے سے واسطہ کیا — ہمسے ساقی بگاڑنا کیا — طاق نسیان پہ غیظ کو دھر
لا جلد پلا دے بھر کے ساغر — احسان کرنے مین تو بھی ہی طاق — مہمان نوازی مین ہی مشاق
نشہ میرا ابھی کم ہوا ہی — غصہ دل مین مرے بھرا ہی — کر دیر نہ ساقیا خدارا
دے منھ سے مرے لگا پیالا — وہ جام پلا کر بات رہجا — میرا اور تیرا ساتھ رہجا
اے جاہ کمن چنین شکایت — مے نوش و نویس این حکایت — بزم آرایان قصۂ افسونگری

دانجمن پیرایان فسانۂ سامری۔ مہمانان کاشانۂ ظفر و احتشام و میزبانان مشکوے کلام نصرت انجام
بادہ پرجوش سخن کو میکدۂ کلام سے اسطرح مول لیتے ہین اور بسان ساغر شکستہ دل نشہ غرور کو یون شکست
دیتے ہین کہ جب حسام ناکام بانجام ہاتھ سے برق عیار ذی احتشام کے بار گیا لاش اس بد معاش کی ملازم اسکے
اٹھا کر نالان و گریان جانب طاق چشم بے ایمان روانہ ہوئے اور سامنے پہونچکر حال قتل حسام معروض
بیان ہین لائے العیاذ باللہ حال سنتے ہی آتش غضب طاری ہوا کہ آتش غضب کے جوش سے
انگارون پر لوٹا اور دود دماغی دماغ کے پار نکلگیا پس اسی وقت نفیر سحر کو دم دیا ایک لاکھ بارہ ہزار
ساحر اسباب سحر لیکر آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوکر طائران سحر پر سوار ہوئے طاق بھی سامان سحر
سازی ہمراہ لیکر اژدر پر سوار ہوا خلاصہ یہ کہ بجے کر و فر سے بسان موج ہوا لشکر نکبت قرین لیکر روان
ہوا اسطرف شاہ طلسم نے بھی چوکی کے پہونچنے سے ساحر روانہ کیے تھے وہ ساحر پہنچکر گئے اور حال
ہلاکت ساحر مذکور شاہ سے عرض کیا بادشاہ کو بھی بڑا صدمہ ہوا اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ پیر بھائی میرا
آتا ہی یہ خبر سنکر حیرت کو اسنے نامہ لکھا کہ اے ملکہ جسکو مین مدت سے طلب کرتا تھا وہ اب آتا ہی خبردار کوئی
دقیقہ اسکی تعظیم و خاطرداری مین فروگذاشت نکرنا یہ نامہ جب ملکہ مذکور کو پہونچا اسنے ملکہ شکوہ زرین قبا
و شہاب جادو گیسوے بن شہاب عیرہ کو کئی منزل کے استقبال کے لیے بھیجا اور آپ بھی

کنارے تک لشکر کے آنی اسطرف سے وہ مسافر بہ بلائے ضلالت بعد قطع مسافت راہ قریب سرداران
ملکہ مہوش نچارا ہین ملاقات ہوئی ہر ایک سے وہ ملا اور بغلگیر ہوا پھر کنارۂ لشکر کے آکر حیرت سے ملاقی ہوا
اور کہا بھائی صاحبہ آپنے کیون میرے لیے تکلیف فرمائی یہ کہکر بسبب اسکے کہ ملکہ شہزادی کل طلسم کی ہے
اسنے نذر دی ملکہ اسکو بعظمت تمام بارگاہ مین لائی خلعت دیا مقام بہتر پر بٹھایا لشکر اسکا اترا اب ایک سمت
لشکر مصور کا ہے ایک جانب لشکر حیرت کا پڑا ہے تیسری سمت کو لشکر اسکا اترا سامنے مہرخ کی فوج اتری
ہے اس ربع مسکون مین چار طرف فوج ہی فوج تھی کثرت لشکر سے زمین لچکتی تھی فلک چکر مین تھا مریخ
کی طبیعت گھبراتی تھی غرضکہ جب یہ اصل بارگاہ ہوا مصور جادو بھی اسکی ملاقات کو چلہ خانہ سے اٹھکر
آیا یہ تمام بر تعظیم خداوندزادہ اٹھا اور اسکے قدم پر گرا اسنے گلے لگا لیا اسنے کہا کہ ہمارے مذہب مین آپکے
قدم آنکھون سے لگانا بڑا ثواب ہے اس خرس نے بھی اسکی تعریف کرکے دعا دی سب بعیش و عشرت بیٹھے
ساقی و مغنی حاضر ہوئے جام مے گردش مین آیا جلسۂ نشاط گرم ہوا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر اسلام
نے دریافت کرکے اپنے لشکر کی راہ لی اور خدمت ملکہ مہرخ مین آکر بصد ادب بنیاکش کنان آنا
طاق چشم کا بیان کیا اور کہا اس نابکار کے ہمراہ جو فوج آئی ہے انکے ماتھے پر ایک ستارہ لگا ہے کہ مثل
کوکبۂ بندھے چمکتا ہے یہ عرض کرکے جاسوس تو چلے گئے لیکن مہرخ نے بسبب طمانیت قلب سرداران
فرمایا کہ یہ موذی کانا طاق جو آیا ہے تو ہمارا کیا کریگا جب بڑوا استاد اسکا کچھ نکر سکا تو اسکی کیا حقیقت
ہے لاف زنی کر رہی تھی کہ ملکہ بہار نے کہا ای ملکہ عالم آج آپ بہت تیز دم معلوم ہوتی ہین ملکہ نے کہا مدت سے
مشتاق جنگ بھی ہم سب ہین خیر اب سمجھ لینگے لیکن ای بہار تم کیا کچھ طاق سے کم ہو بہار نے بھی
اسوقت جوش مین آکر کہا کہ اگر آپ فرمائین تو مواد ہین بارگاہ مین اپنی دیوانہ ہوکر تنکے چننے لگے یہ کلمہ
زبان بہار سے نکلکر سرداردن کو ایسا اطمینان حاصل ہوا کہ ہر ایک اپنی بڑائی کرنے لگا سرخمود
طاؤس نافرمان غیور سب نے کہا کہ ایسے کورے موئے کے مارینگے کہ یاد ہی تو کریگا اسی تقریر مین برق
وغیرہ عیار آگئے اور کہا ہمکو حکم ہو تو جا کر کام اسکا تمام کرین بہار نے جواب دیا کہ ای برق تبیر
منہ سے نکلگیا ہے کہ مین اسکو تنکے چنواؤنگی بس اسکے باپ یعنی استاد کو تمنے ارادہ تمہارا حصہ تھا یہ میرا ہے
جب مین سنون تو تمکو اختیار ہے یہ کہکر اپنی جگہ سے اٹھی اور ملکہ مہرخ سے کہا آپ بھی آیئے مجھکو کچھ مشورہ
کرنا ہے ملکہ مذکور بھی اٹھکر علیحدہ خیمہ مین آئی وہان بجز سخن دان کیا کہ یہ ساحرہ اعمی بڑا زبردست

ہو کیا تدبیر اسکی نسبت سوچی ہو مہرخ نے جواب دیا کہ ایک دن مین دربار افراسیاب مین حاضر تھا اور بادشاہ مجھ سے بہت راضی تھا تو اُسنے ایک ناریل مجکو دیا اور کہا اس ناریل کو اگر پہاڑ پر مارو تو دریا پہاڑ سے پیدا ہوگا اُس بحر کا پانی اگر سامری بھی پی لین تو دیوانہ ہو جائین پس ای ملکہ مہ جبین کی تم نانی ہو یہ ناریل اپنے پاس رکھو کہ ساکنان طلسم تمسے کمتر رہین مین نے وہ ناریل تسلیم کرکے لے لیا وہی میرے پاس اب تک ہو میرا ارادہ جنگ حسام مین اُس سے کام لینے کا تھا فی الجملہ اب اُسی سے کام لونگی یہ سنکر سہارنے کہا بہتر ہو ایک سحر مجکو بھی بادشاہ طلسم نے بتایا ہو تم اُس ناریل سے کام لو مین سحر کرون دیکھو کہ خدا کیا دکھاتا ہو تم مشورہ کرکے پھر آکر تخت پر مہرخ جلوہ گر ہوئی اس عرصہ مین صنعت گر دہر نے طاق نیلی رواق سپہر سے آئینہ مہر اٹھاکر طاقچہ مغرب مین رکھا چشم خورشید کور ہوئی سواد ظلمت شب کا سرمہ چشم ماہ مین لگا فلک

طاق چشم بنا کہ بموجب ابیات

ہوئی کور جب چشم مہر فلک	ستارون مین ظاہر ہوئی تب چمک	بڑھا دیدۂ انجم مین لیکہ نور
ہوا نور کا چشم مہ مین ظہور	شام کو پہلے توجیہ سے خاصہ طلب کیا دستر خوان شاہانہ آراستہ ہوا	

بعد مع طاق چشم کھانا زہر مار کیا بعد فراغ اکل و شرب جلسۂ میخواری گرم ہوا اسوقت حالات ہستی مین طاق چشم نے کہا کہ پھر بھا بھی جان یہ کیون کیجیے حکم دیجیے کہ طبل جنگ بجے ملکہ نے کہا بہتر آپ لڑنے کو تو آئے ہی ہین اسنے کہا مجکو ایک گھڑی بھر اس جنگ مین گذریگی زیادہ کد نہ کرنا پڑیگی کہ شب کو غارت کرونگا کسلیے کہ میرے ساتھ جتنی فوج ہو سب ستارہ پیشانی اور روئین تن ہو یہ فوج نہ کسی کے مارے مریگی نہ کاٹے کٹیگی ملکہ نے کہا اسمین کیا شک ہو آپ ایسے ہی ہین یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین تیاری جنگ ہونے لگی ہلکارون نے جاکر سمع ہمایون مہرخ مین یہ خبر پہونچائی ملکہ موصوفہ نے بھی قرنائے جنگی کو پھونکا ادھر بھی تیاری آغاز ہوئی لیکن سہارنے چپکے سے کہا ای ملکہ مہرخ لشکر کے آراستہ کرانے سے کیا مطلب ہو تمکو جو سحر کہ تیار کرنا ہو وہ تنہائی کا ہو مہرخ نے یہ سنکر افسران لشکر کو اپنے طلب کرکے حکم دیا کہ تم سب فوج کو اپنے طور پر تیار رکھو میدان مین لیجانے کا قصد نہ کرنا ہم کچھ دیر کے لیے دو کوس تک لشکر لے جائینگے اور تھوڑے ہی عرصہ مین پھر آئینگے جسدم تم دیکھنا کہ ہمپر وقت صعب ہو اسوقت تم فوج لیکر آنا اور اعانت کرنا افسر لشکر یہ حکم سنکر گئے اور کارنبد حکم مذکور ہوئے دکھلانے کی راہ سے تیاری اسباب سحر ہونے لگی کہ حریف ہوشیار نہو جائے ڈھڑد بجا کیا ہوم ہوا کیا بیرون کا غل رہا جھنڈے کیے گئے بھنشین چڑھائی گئین تیار صیقل ہوئے باجے پلٹنون

مین تھکتے رہے جب بحر فلک مین ستارے ڈوبنے لگے اور زلف لیلائے شب تابزانو پہونچی یعنی پچھلی رات رہی مہرخ اور بہار سوار ہوکر طاؤس پر لشکر سے چلین اور دو کوس پر لشکر سے ایک پہاڑ تھا اُسکے قریب آکر ٹھہرین مہرخ نے دہنی ناریل جسکا ذکر اوپر ہوچکا جھولی سے نکالا اور کچھ اور افسون پڑھکر پہاڑ کے درے پر مارا فوراً پانی درہ کوہ سے جاری ہوا اور سب گھاٹیون سے پانی بہنے لگا لمحہ بھر مین اُس آب نے وہ طغیانی کی کہ پہاڑ سے تا بہ لشکر حیرت شل دریاے زخار کے موج زن ہوا ایک جانب لشکر حیرت تھا اور ایکطرف لشکر مہرخ بیچ مین یہ دریا لہرا رہا تھا اور پانی اُس بحر سحر کا ایسا شیرین تر تھا کہ جسے شیرین بھی ایسی شیرین نہو گی کہ فرہاد کوہکن بھی اُس ناریل کے سامنے گرد تھا موجین اُسکی رفتار معشوق کو شرماتین گردش فلک کو اپنی تیزگی پر غیرت دلاتین آب گوہر کی آبرو مقابل اُسکی صفا کے بحر غیرت مین ڈوبی تھی ہر موج مصفا و پاکیزہ خاطرون کے ارادہ کی لہر تھی بلکہ رخسار شاہد محبوبی تھی بحر اخضر چرخ گردش کرتا تھا نہین نہین اُسی پر صدقے ہوتا تھا عکس فلک نیلوفری اُسمین پڑا تھا اور ستارہ اُسے چرخ کا اُسمین چمکتا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گلہاے نیلوفر کا تختہ کھلا تھا جسکو دیکھکر کنول دل کا کھلا لہرین بیچ در بیچ تھین رو برو جسکے زلفین جانان کی بیچ تھین چشمۂ قمر سامنے اُسکے شرم سے عرق شبنم مین عرق ہو جائے چشمۂ مہر دنکو غیرت سے اُسی مین ڈوبا نظر آئے اُسی کو دیکھکر آتش رشک سے جلا کرے زبان پائے تو اُف اُف کیا کرے سچ ہے کہ ابیات

جو دھوین تاریخ اک ابتر تنک سا تھا جو رات	برلب دریا عجائب سیر مین دیکھا کیا	جھیل مین سے چاند مہتاب اُسپر برق کا
وہ دوپٹا بادلے کا سا جو لہرایا کیا	یون لگا معلوم ہوتی ہین یہ دریان بیچ	ایک نے سایہ کہ گویا دوسرے پر کیا

اُس بحر سحر کے کنارے اپنے لشکر کیطرف یہ قلزم ساحری اور وہ یم خوبی یعنی مہرخ و مہا آکر ٹھہرین اور حسب عادہ مہا نے سحر پھکر دم کیا کہ کنارے دریا کے چھوٹی چھوٹی کیاریان جواہر کے پھولدار درختون کی نمودار ہوئین اُسوقت عجب بہار تھی کہ جو خوشہ تھا وہ پروین پرن کو شرماتا تھا جو پھول تھا وہ تارا فلک اخضر کا نظر آتا تھا خسر بہار کا فیض جاری تھا زر گل سے گنج باد آور لٹ رہا تھا تمر صبح کا وقت قریب تھا تو سجود مین تھے شاخین رکوع مین نخل قیام و قعود مین تھے دانہاے اثمار کی تسبیح مو طفان چمن لیے تھے مسجان گلشن دست چنار بہر دعاے فتح و ظفر ملکہ بہار اُٹھائے تھے شفق کنارے بحر کے پھولی تھی یا پھول ہوئی ساونی تھی دشت شاہد ارض پہ شالی رومال پڑا مگر کثرت سے گلون کے چار باغ کا تھا کہ اشعار

صبا کو حکم ہے فصل بہار آتی ہے	چمن سے نکہت گل جا بجا ستقبال	گلون سے صحن گلستان ہے رشک عارض حور

پری کیطرح نکالے سحاب سے پر و بال	ہر رشک سینۂ شہباز سے رخ چرخ	مجمل کہ دم طاؤس ہیں گویا نسے جبال
نہیں حباب عیاں عکس آتش گل سے	یہ پھٹ گئے ہیں لب جو ہوا سے تبخال	ہر خواب ناز مین سبزہ چمن کے دامن پر
ادب سے مرغ صنوبان ہر موج باد شمال	ہر جوش سبزہ و گل سے یہ رنگ پست بلند	کہ خاک شبنم ہے سر سبز سر خرو ہین جبال

اس چمنستان مین ایک چبوترہ بلور پر پہونچے دونون بہار باغ سحر بصد داد و زیبائش مسند بچھا کر جلوہ گستر ہوئین اسوقت ملکہ بہار کا حسن مجسم ان بخش گلزار جنان غیرت دہ گلشن حسن معشوقان تھا زلفین اسکی یون لہراتی تھین کہ بحر حسن مین جبین آتی تھین پیشانی کی شکن بحر نور مین مرغ آبی غوطہ زن نہین عیسی غواص چشمہ برون ابرو کے روبرو سحر اب طاق حسن کیا طاقت جو سر نیچا اٹھائے کمان لب ہو فار سے یا صاحب قاب قوسین چلائے اور ادنی خطاب پائے شرہ سبزہ گلزار خوبی کو پائمال کرے تیر کو مثل معشوق خیکپیون مین اڑائے چشم فتان فلک شعبدہ باز کی آستاد ہزارون کرشمے اسکو یاد گردش چشم گردش چرخ جلاد سرمہ نبالہ دار لگا ہوا فتنہ پردازی کی حد پر خط کھنچا ہوا کہ اس سے بڑھکر کوئی کرشمہ ساز نہوگا ہر ایک غمزہ اسکا جانستان نظر ترحم مسیحاے مرگ عاشقان بینی بام حسن کی زبان بلکہ الف وہ جو ہمزہ وصل کہلاتا ہی یا مابین آفتاب و ماہ لکھا جاتا ہی رخسار ہر چند کہ بحر نور مگر تاثیر مین ابر چشمہ حیوان لذت بوسہ جان بخش عاشقان ہن تنگ کو کس سے مثال دون لازم ہی کہ کچھ نہ کہون بالکل بے نشان نظم

ذکر گنجائش خندہ نہین تنگی کے سبب	غنچہ سان چین تبسم سے ہی لبریز دہن	وصف آب در دندان و لب لعلین کے
کرا ہون مطلع رنگین مضامین روشن	عرق شرم مین ہین در خوشاب عدن	آتش شک سے انگارا ہی ہر لعل نگین
سرمہ دیدہ بینش ہی سواد گیسو	نور عینین بصیرت ہی بیاض گردن	جلوہ گنج زنخدان مین نہین اخیر خال
چاہ بخشب مین ہی گویا مقنع روشن	رنگ پان پھوٹ نکلتا ہی صفائی دیکھو	مے گلگون کی گلابی شرہ گوری گردن
شمع روشن ہی گلا شعلہ ہی رخ دود ہی زلف	آنکھین بادام ہین پستہ ہی دہن سیب ذقن	خرمن ماہ مین ہی دانہ انجم کی بہار

حلقہ طوق مرصع نہین یہ جیب گردن + پس اس صورت سے یہ عجوبہ روزگار یار گلعذار دلربا کی صورت بنکر مہ رخ نامور جیب نیت طراز مسند بصد داد ہو چکی گفتگوے الفت و محبت کرنے لگی مہ رخ سے کہا آؤ ہمین صبح قریب ہی ایک بازی چوسر کی کھیلین مہ رخ بولی کہ اچھا تو ہی منگاؤ اسنے کچھ سحر پڑھا کہ اس گلستان روح پرور سے ایک دن رشک چمن غنچہ دہن چوسر لیے انکے سامنے آئی اور روبرو انکے بچھا کر آپ سر پر کھڑے ہو کر رومال جھلنے لگی یہ دونون چوسر کھیلنے لگین اب بساط فلک پر زرین کواکب کی جلتی تھین زمین پر یہ چوسر بچھی تھی

طاق چشم سے لڑنے کو تین کا نے ہو رہے تھے بلکہ چھکے اور پو بارہ تھے اس عرصہ مین ساحرۂ شب نے خسرو روز سے بازی ہار دی نرد بین انجم کی پنگئین خورشید اُلٹے پاسے جانب مشرق پھرا اور بساط افلاک پر نمودار ہوا رنگ نور قمر بدرنگ ہوا کواکب سب گیارہ دو تیرہ ہوئے نظم

ظلمت شب ہوئی گم نور بڑھا یون دن کا	یا سمن زار مین جیسے رنگ ہو برگ سوسن	زاہد خشک کے تقوی کا خدا حافظ ہی
ذکر رندان جگر سوختہ تر دامن	صبحدم سحر بہار آگین بہار سے اُس دریاے سحر مین عجب کیفیت پیدا ہوئی

کہ تپلہاے سحر گاہ ذرہ بکر کپڑے دھونے لگے چکوا چکوی کی صدا بلند ہوئی بگلے قرقرے قازین مرغابیان سرخاب کنارے کنارے پھرنے لگے پن ڈبیان غوطے مارنے لگین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتین لہرین خوش فعلیان کرتین لشکر مین نوبت جو بجتی اُسکی ٹکور دل کو بے آرام کرتی بحر خاطر کو ہلا دیتی مندرون مین قلعہاے طلسمی کے گھنٹے بجتے لشکر اسلام سے آواز مؤذن کے اللہ اکبر کہنے کی آتی خفتگان خواب غفلت کو جگاتی چمن مین مور چنگھاڑتے صحرا مین جانور نعرے مارتے مرغان دشت چہچہاتے پہاڑون پر کویل صدائین مستانہ سناتے شفق سے در و دشت سرخ تھا قباے عالم ارغوانی سورج کی کرن پھوٹتی تارون کی آبرو ڈوبی فوجون مین صبح کی وردی بجتی مردان لشکر اُٹھکر اپنے اپنے کام مین مصروف ہوتے کوئی براے رفع حاجت جاتا کوئی اشنان گیان دہیان کی فکر کرتا کوئی مصلہ پر بیٹھا سجدہ خالق لیل و نہار مین سر جھکاتا تھا کہ ہنگام سحر طاق چشم بداختر جاگا ستارۂ بخت سو یا لبسان زد بساط خواب سے اُٹھا اور فیل و رخ کے دانون گھات مین اسباب سحر سے درست ہو کر سوار ہوا نفیر سحر بجی ایک لاکھ بارہ ہزار رومین تن ستارہ پیشانی تیار ہوا طاق پہلے فوج کو روک کر حیرت پاس گیا وہ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ اُسنے جاکر کہا بھابھی جان تمھین میرے بھائی شاہ طلسم کے جان کی قسم کہ تم تکلیف میدان مین جانے کی نکرو بارگاہ مین بیٹھو ابھی دم بھر مین سب کے سر کاٹے لاتا ہون سامری قسم میرے الٹا نکالوگی تو مجکو بڑا ملال ہوگا ملکہ مذکور اسکی خاطر سے رکی اور بارگاہ مین بیٹھکر رقص دیکھنے لگی کچھ فوج تیار رہی کچھ نے کمر کھول ڈالی اُدھر لشکر رخ بھی بموجب حکم اپنے پڑاؤ پر مسلح و مکمل ہو کر ٹھہرا اور منتظر وقت کا ہوا اسطرف سے یہ سرکش حیرت کو ٹھہراکر چلا فوج کا انبوہ ساتھ وردی فوج کی نیلی تھی ساحرون کے ماتھے پر ستارے چمکتے تھے سب پر باندھکر جو چلے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ فلک بیداد گر ہر ستمگری گردش پذیر ہوا ہی یارات نے دن پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا ہی ساحرون کے ستارون کے نیچے قشقے کھنچے تھے ستارے دنبالہ دار فلک طلم پر نکلے تھے یا کرۂ نار سے شرار جستی ہو کر جانب کرۂ زمہریر چلے تھے دیکھیے کیا حوادث پیدا ہون گے فی الجملہ ساحر یا ندبط

اُڑتے گوگل اور رال کے شعلہ چمکاتے جانب جنگاہ جاتے تھے کہ ہلکارے اور چاؤش لشکر خبر لائے کہ مہرخ نے
آج وادیگاہ مین ایک دریا بزور سحر جاری کیا ہی اور آپ دو کوس پر اپنے لشکر سے آگے بڑھکر ایک باغ مین
بیٹھی ہی اور چوسر کھیل رہی ہی طاق چشم یہ خبر سُنکر سنہسا اور گویا ہوا کہ ای واہ کیا میرے روکنے کو دریا بنایا ہی
لو مین اِس دریا کے پار بخاسکو لگایہ کہکر اپنے افسران لشکر سے کہا کہ دریا کو بزور سحر اُڑکر طی کرین یا تیرکر جائین
سبنے کہا حضور دریا مین چلکر کود دیے اور اُسکو بزور سحر مٹاتے ہوئے اُس لگا تہ پاس چلیے اور سرکار دیکھیے وہ
بڈھیا عورت ہم جوانون کا کیا مقابلہ کرگی اسکو بھی غرور از حد تھا یہی مشورہ پسند آیا اور اژدر اُڑاکر قریب
ساحل پہونچا وہان دریا کی کیفیت جو کچھ بیان ہوئی اسکو نظر آئی بے اختیار لہراکر سواری پر سے اُترا سب
فوج اسکے ساتھ پیادہ ہوئی اور یہ دامن گردان کر پانی مین اُترا کچھ آگے بڑھا تھا کہ پانی کی لطافت دیکھکر
اور سردی اُسکی معلوم کرکے دلپر قابو نہ رہا اپنے ساتھیون سے کہا کہ دیکھو کیا ٹھنڈا پانی ہی تھوڑا سا پانی پینا
چاہیے سبنے کہا یہی ہمارا بھی جی چاہتا تھا آپ پیین تو ہم سب بھی سیراب ہون اسنے فوراً دونون ہاتھ سے
چلو مین پانی لیا اور خوب کئی بار پیا سحر نے فرصت ندی نالے کرنے کی نوبت آئی مہرخ کے چھینٹون مین آگیا وہ
گرمی سب ٹھنڈی ہوئی سرد مہری نسبت مہرخ کے کرنا تھی اب محبت مین گرم ہوا ادھر اسکے لشکر نے بھی
پانی پی کر آبروانی دی دریا کا باطل کرنا کیسا براہ راست پانی منجھا کر کل لشکر پار اُترا اور طاق چشم سب کو
ٹھہراکر آگے بڑھا اُس گلشن سحر مین کہ جو مذکور ہوچکا اُس غارتگر جان یعنی بہار کو ہمراہ مہرخ ذیشان چوسر
کھیلتے پایا بیساختہ اندر چہستان کے قدم زن ہوا یہ نہ سمجھا کہ اِس باغ کی اور ہی ہوا ہی + پس اُس چمن
مین جیسے ہی قدم رکھا مہرخ نے کہا بہن بہار اُٹھو حریف آپہونچا بہار نے کہا بہن آنے دو ایک بازی تو اور
کھیل لو یہ کہکر اسکی جانب آنکھ ملاکر کہا کہ ای طاق چشم ہم ایک بازی اور کھیلین یہ نقد ہوش و حواس ہار چکا
تھا بے تامل عرض رسا ہوا کہ ای نیرنگ باز حسن مین تیرا غلام بیدام ہون بھلا میری مجال ہی جو تجھکو
کھیلنے سے منع کرون ای جانی بیت یہ چوسر کی بازی جواب کھیلیے + میری جان کا دانون بد دیجیے + جب
اسکو اُن قمار بازان جادوگری نے لڑنے مین کچا پایا بیٹھکر بازی کھیلنا شروع کیا اور مہرخ نے کہا دانون
ہی بہار نے کہا قبول ہی مہرخ نے کہا کس برتے پر قبول ہی جو کچھ تمھارے پاس تھا رات سے اسوقت
تک ہار گئی ہو اب تم دوگی کہان سے بہار نے کہا ابھی تو میری بہن حیرت موجود ہی بھائی میرا لینے
بہنوئی شاہ طلسم ہی میرے دینے کی بھلی کہی تم کھیلو تو سہی جو ہارے دینی ہو مہرخ نے کہا بہن پر تمھارا

زور کیا ہی اگر ایسے ہی تمکو دعوی ہی تو بہن کی جان بدو دو مگر اس شرط سے کہ پہلے اُسکو قید کرالو جب ہار دو تو
فوراً سر کاٹ دو اسنے کہا یہ کتنی بڑی بات ہی یہ کہکر سر اُٹھایا اور طاق چشم سے کہا بھلا میرے صاحب مین
تمھاری کون ہون اسنے اس پوچھنے سے دل مین خیال کیا کہ اگر تو کہیگا مین عاشق ہون تو یہ کہیگی سر کاٹ
دے پس تو کہ مین تیرا بھائی ہون چنانچہ یہی اسنے کہا کہ ای ملکہ تم میری بہن ہو مجھسے تمسے ابھی کچھ واسطہ نہین
پھر اولاد آدم سب باہم بھائی بہن ہین جب کچھ اور تعلق ہوگا اُسوقت یہ رشتہ بنانا نازیبا ہی ملکہ یہ صوفہ نے ہنسکر
کہا کہ میری بھی طبیعت تمھین پیار کرتی ہی اب مین شش و پنج مین ہون کہ تمھاری جان کی بازی ہین کیونکر بدون
اسنے جواب دیا کہ مین غلام ہون جو حکم ہو وہ بجالاؤن اسنے کہا میری حقیقی بہن حیرت مجھسے بغی ہی اُسی کا
سر کاٹ لاؤ یا زندہ اسیر کرلاؤ تم بھی زندہ رہو اور مین بھی سر بھی کھیلون بموجب مع چہ خوش بود کہ برآید بیک
کرشمہ دو کار۔ یہ حکم سُنکر اسکو بہت خوشی ہوئی اور دلسے اپنے کہا خمسہ

جو عشق باز ہین وہ رہ دین پہ آچکے	سربازی وفا مین دیا گھر لٹا چکے
واعظ برب کعبہ تجھے ہم جتا چکے	جو دل قمار خانے مین بُت سے لگا چکے
	وہ کعبتین چھوڑکے کعبہ کو جا چکے

ای طاق اگر باز یگر بیرنگ حسن سے جنت ہونا چاہتا ہی تو حکم برداری مین اسکی تین پانچ نکر چو سر کیطرح
کہا جا جو یہ کہے بجالا اپنا رنگ جما نہین ایسان نرد گھر بہ گھر مارا مارا پھریگا مدت کے بعد تقدیر کا پانسا پلٹا ہی
اسکے وصل کے دالون گھات مین بادشاہ طلسم رہتا ہی مگر بازی نہین لیجاتا یہ دن تجھکو نصیب ہوا ہی کہ
اسنے تیری محبت کا اقرار کیا ہی پس بجواب حکم ملکہ مذکور عرض پیرا ہوا کہ ای ملکہ مین ابھی چڈ و حیرت کو
پکڑ کر لاتا ہون وہ بیٹھی نماج دیکھ رہی ہی ملکہ نے کہا ہان بھائی جلدی لاؤ میرا دالون لگا ہوا ہی یہ اُسی وقت
پھرا اور اپنے لشکر کے پاس آکر کہا کہ تم میرے شریک ہو یا شاہ طلسم کے سبنے عرض کیا کہ ہم بادشاہ کو کیا جانین
مالک ہمارے آپ ہین یہ سب اسوجہ سے اقرار پذیر اطاعت ہوئے کہ پانی بحر بحر کا پی چکے تھے چنانچہ سب سے
اقرار لیکر اسنے کہا کہ مین حیرت کو اسیر کرنے جاتا ہون تم سب چلکر اُسکے لشکر پر حملہ آور ہو ہر ایک نے
سمجھا دانعا کہا یہ اُلٹے پانون وہان سے پھرا اور دریا سے اُتر کر قریب لشکر حیرت آیا جو فوج کہ وہان
مسلح تھی اُسنے بھی اسکو آتے دیکھکر نہ روکا کیونکہ سب کو معلوم ہی یہ طرفدار شاہ طلسم ہی پس اسنے آتے ہی
تاریخ تیغ مارنا شروع کیے خیمون اور بارگاہون مین آگ لگی فوج مین غلغلہ ہوا ہلچل پڑگئی جو فوج کہ غافل تھی

وہ پامال وقتل ہونے لگی جو تیار تھی وہ لڑنے لگی مگر یہ سب روئین تن اور ستارہ پیشانی ہین نہ کسی کا حربہ انپر اثر کرتا ہی نہ جادو کچھ کام دیتا ہی پھر تو جو مجھے کوئی نہ مارے تو مین تمام دنیا کو قتل کر ڈالون ان سب نے اُس لشکر کو زیر تیغ رکھ لیا خون کا دریا بہا دیا ملکہ حیرت کی بارگاہ بھی ملنا مین کٹنے سے گری ملکہ مذکور گھبراکر باہر نکلی اور طاؤس سحر پر سوار ہوئی جملہ سردار سوار ہو کر لڑنے لگے مگر عیاذا باللہ لاشین لاش گر رہی تھی نرد باز اجل نے جانون کی بازی بدی تھی سر چوسر کیطرح بچھ گئے تھے مقتولون کے سر گوٹین معلوم ہوتی تھین حیرت بازی ہار گئی تھی سحر کی آگ لگی تھی جان پر بنی تھی تلوار چل رہی تھی یہ آفت برپا تھی کہ ابیات

کی تیر باران بکردند سخت	چو باد خزان بر جہد بر درخت	تو گفتی ہوا پر کرگس شدست
زمین از پئی پیل اطلس شدست	نہ بد ہیچ پرندہ را جائگاہ	ز تیر و ز گرد خروشان سپاہ
درخشیدن تیغ الماس گون	بکرد ار آتش بگرد اندرون	تو گفتی زمین روی زنگی شدست
ستارہ دل مرد جنگی شدست	ز بس نیزہ و گرز و شمشیر تیز	برآمد ہی از جہان رستخیز
ز دشمن بسے نامور کشتہ شد	زمانہ ہمی بر بدی گشتہ شد	جب فوج حیرت نے یہ ماجرا

دیکھا کہ ان ستارہ پیشانی مین کوئی نہین مارا جاتا ہی بس جی چھوٹ گیا بھگدر پڑی بہت دریا مین اگر ساحل مرگ سے ہمکنار ہوئے بہت سے آتش سحر مین جلے کچھ جان سلامت لیگئے حیرت بھی افتان وخیزان جانب دریاے خونروان بھاگی اور طاق پیچھے دوڑا اور للکارا کہ لینا اس مالزادی کو جانے نہ دینا بڑا غصہ ہوا مجکو لڑاتے ہوئے ایسا نہو کہ ملکہ بہار بازی ہار گئی ہون فوج اسکی اُسکا للکارنا سُنکر چار سمت سے گھٹا کیطرح گھر آئی ملکہ حیرت گھر گئی قریب تھا کہ پکڑ جائے لیکن ساحرہ زبردست ہی لڑنے لگی اور بچنے لگی کبھی حربے سحر کے کرتی اور کبھی زمین مین سما جاتی کبھی پشت کیطرف لشکریون کے نکلتی جب فوج اُدھر دوڑتی یہ اپنی صورت کی پتلی بزور سحر چھوڑ کر آپ غائب ہو جاتی اور پھر ظاہر ہو کر حملہ کرتی اسی طرح یہ تو اس آفت مین گھری ہی لیکن افراسیاب نے جب سُنا تھا کہ طاق چشم لڑنے گیا ہی تو اسنے پتلے پانچ سات مقرر کیے تھے کہ خبر اس لڑائی کی مجکو پہونچاتے رہین اُن پتلون نے جو یہ لڑائی دیکھی دوڑے ہوے گئے شاہ جادوان باغ سیب مین ناچ دیکھ رہا تھا اور بہت خوش تھا کہ اب خبر فتح آتی ہو گی کہ یکایک پتلے جاکر پہونچے اور پکارے کہ ای بادشاہ غضب ہوا طاق چشم مارے ڈالتا ہی شاہ نے کہا پھر وہ قتل کر

تو گیا تھا ہی پتلون نے کہا ملکہ حیرت قتل ہوا چاہتی ہین شاہ نے کہا ارے خوشی مین ایسا گھبرائے کہ مہرخ کا نام نہین لیتے اُلٹی کہتے ہو پتلون نے کہا ای شہریار ہم سچ کہتے ہین مہرخ نے اسطرح دریا پیدا کرکے اور بہار نے باغ لگا کر جو سرکھیلکر اسطرح کا ہنگامہ ڈالدیا جملہ ماجرا مفصل بیان کیا شاہ کو بھی ناریل مہرخ کو دینا اور بہار کو سحر بتانا یاد آیا زانو پر ہاتھ مار کر کہا ارے بڑا غضب کیا ان دونون نے ہاے افسوس میرا لشکر میرے ہی ہاتھ سے قتل کرایا ایک لاکھ بارہ ہزار روئین تن مارا جائیگا اگر مین جاکر اُنکو نہ قتل کرون تو وہ سب کو مار ڈالینگے یہ سحر اُنپر جو کیا گیا ہی رد ہسکا ممکن نہین اگر مہرخ کی نواسی کو مین بادشاہ نہ بناتا تو یہ روز بد نہ دیکھتا کہ میرا ہی سحر اور مجھی پر ختم ہوتا ہی یہ کہکر اپنے مقام پر سے کودکر اڑا اور طلسم کے ایک جنگل مین آکر گرا وہان بالکل اندھیرا تھا اسنے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اُس تاریکی مین سے بارہ ہزار ستارہ ٹوٹ کر گرا اور زمین سے بارہ ہزار پتلا روئین تن نکلا وہ سارے اُن پتلون کی پیشوائی پر جمگئے جبین شاہ سحر پر افشان لگی اُن پتلون کو اپنے ساتھ لیکر ایک طرف کو چلا اور اُسی جنگل مین ایک مقام پر چند گنبد بنے تھے کہ ہر ایک سنگ سیاہ کا تھا اُنمین سے ایک گنبد کو وا کیا وہان ایک پتلا پتھر کا کرسی پر ناریل ہاتھ مین لیئے بیٹھا تھا اسنے اُس پتلے سے کہا کہ یہ ناریل اور کلید قلعہ طلسم مجکو دے کہ جنگ عظیم درپیش ہی پتلے نے ہنسکر کہا کیون دیوانہ ہوا ہی کہین فوج طلسمی بیجا کر لڑوانے کا قصد نہ کرنا اگر وہ فوج کام آئی تو طلسم کشا سے کون مقابلہ کریگا اسنے پتلے سے کہا اسوقت مجکو فہائش نکر جو مین کہتا ہون وہ بجا لا پتلے نے ناچار اپنے جوڑے سے ایک ناریل نکالکر اسکو دیا اور وہ جو ہاتھ مین لیے تھا حوالے کیا یہ وہ دونون اشیا لیکر وہانسے چلا وہ بارہ ہزار پتلا روئین تن ساتھ تھا پس بعجلت تمام لشکر حیرت مین آیا حیرت پر وقت تنگ تھا بھاگ بھاگ کر اپنی جان بچا رہی تھی کہ اسنے آتے ہی کچھ سحر پڑھکر پھونکا آسمان کی طرف سے ایک لاکھ بارہ ہزار ستارہ ٹوٹکر اُن ستارہ پیشانیون کے ماتھے پر گرا جو ملکہ مذکور کو گھیرے ہوئے تھے گویا وہ شیطان رجیم تھے کہ تیر شہاب اُنپر پڑے چنانچہ ستارے ماتھے پر گرتے ہی مثل دیو آتشبازی کے وہ سب چھوٹنے لگے اور جلکر خاکستر ہوگئے اُنکے جلنے سے دو پنجے پیدا ہوکر طاق چشم کو اُٹھا کر علیحدہ لیگئے شاہ جادوان نے ملکہ حیرت کو دوڑ کر گود مین اُٹھا لیا دیکھا تو بہت مضطر و کسر اسمہ ہی دوپٹا سر سے گر گیا ہی سرمہ آنکھون کا بہا ہوا ہی رنگ رونق دل مین تسلق ماتھے پر خوف سے پسینہ دشوار جینا سکتے کا سا ڈھنگ غم سے زرد رنگ تھر تھر کانپتی ہوئی لڑنے سے ہانپتی ہوئی زلفین ہوا سے اڑتین بال پریشان نہایت

حیران تھی بادشاہ رومال سے پسینا پونچھتا گلے سے لگائے بارگاہ مین آیا اُسکو تخت پر بٹھایا جب وہ آفت ستارہ پیشانیون کی نئی سرداران فوج جو بھاگ گئے تھے **مصور صورت نگار و گیسوے بن شہاب** وغیرہ سب حاضر خدمت ہوکر آداب بجالائے بادشاہ نے سرانچہ ہاے بارگاہ و خیمہ وغیرہ کہ پامال ہوگئے تھے درست کرائے چار لاکھ ساحر میدان مین مرا پڑا تھا اُنکی لاشین اُٹھوا کر میدان پاک و صاف کرایا اور آپ اُٹھکر قریب اُس دریا کے جو سحر **مہرخ** سے پیدا ہوا تھا گیا اور وہ ناریل جو تیلے سے مانگ کر لایا ہی اُس بحر پر مار کر پکارا کہ جہان سے آیا ہی وہین جا دریا غرغرا کر پہاڑ کیطرف جاکر غائب ہوگیا چمنستان **بہار** خزان رسیدہ ہوئے یعنی جلکر غائب ہوگئے **مہرخ و بہار** سحر کی چوسر کھیلکر بعد مسحور کرنے لشکر دشمن کے اپنے لشکر کو جو مسلح وقت کا منتظر تھا ہمراہ لیکر ایک مقام پر کھڑی تباہی و بربادی افواج **حیرت** دیکھ رہی تھین جب بادشاہ نے آکر وہ دریا مٹایا یہ دونون پھر کر داخل بارگاہ ہوئین مگر لشکر کو اُسوقت حکم دیا کہ کمر نہ کھولے سب تیار رہے ایسا نہو کہ شاہ طلسم فوج بھیجکر بدلالے لشکر حسب الحکم تیار رہا اور یہ بادشاہ کے سامنے سے ٹل گئین بادشاہ بعد مٹانے دریاے سحر کے بارگاہ مین **حیرت** کے پاس آکر تخت پر بیٹھا اور بہت کچھ کلمات شفقت آیات اپنی بی بی سے براہ تسکین و دلداری کہکر حکم دیا کہ عیار بچپون کو بلواؤ ملازم گئے اور **صرصر** کو خیمہ سے بُلا لائے ہر چند کہ عیار بچپان کوہ و دشت مین پھرا کرتی ہین لیکن لشکر مین بھی انکے رہنے کا مقام مقرر ہی اسوقت برباد ہونے سے لشکر کے یہ بھاگ گئی تھین مگر شاہ کے آنے سے اپنے خیمہ مین آئین اور ٹھہر رہی تھین کہ طلب کی گئین فی الجملہ جب صرصر سامنے آئی شاہ نے فرمایا کہ تو جاکر **مہرخ و بہار** سے میرا پیام دے کہ بادشاہ نے کہا ہی مین تمھارے مقابلہ مین طبل جنگ کیا بجواؤن تمکو اطلاع کرادی کہ ہوشیار ہوجاؤ مین لڑنے آتا ہون جتنے سحر یاد ہون سب کرنا دیکھون تو کہ تم کیسی جادو گر یا ہو یہ پیام صرصر شاہ کا لیکر روانہ لشکر **مہرخ** نامور ہوئی اور بادشاہ نے پھر سحر پڑھا کہ پنجے جو طاق ہشتم کو اُٹھا لیگئے تھے وہ اُسکو لیکر سامنے آئے بادشاہ نے پانی پر کچھ افسون پڑھکر چھینٹا اُسکے مُنہ پر ا وہ بیہوش تھا پانی پڑتے ہی ہوش مین آگیا دیکھا تو شاہ جادوان سامنے بیٹھا ہی اِسنے فرط حیا و خجلت سے سر جھکا لیا اور کہا ای بادشاہ اب بعد اُستاد آپ بجاے اُستاد ہین میری خطا کو معاف فرمایئے بادشاہ نے فرمایا کہ تمھاری کوئی خطا نہین تم آپ مین نہ تھے سحور یہ سحر تھے اور وہ سحر بھی میرا بنایا ہوا تھا نہین تو کیا جان و مجال کسی ساحر کی جو تمکو ذلیل و زبون کر سکے خیر جو کچھ گذشت گذشت اب تم تاج

دیکھو عیش کرو میرے لنگوٹیا یار ہو کسیطرح کا رنج دل پر نہ لاؤ ای بھائی ہمکو تو وہ دن یاد آتے ہین جب ہم تم اور کوکب اور اژدر ظلماتی وغیرہ مکتب خانہ مین جمع ہوتے تھے اور باہم دلگی مذاق کرتے تھے اگر ہم تمھین برا کہتے تھے تو ہمکو تم گالی دیتے تھے کیون بھائی وہ یارانہ کا آدھا بدا ہو بھی یاد ہی افسوس ہی بیت ای مصحفی ہمین رو دون کیا پچھلی صحبتون کو + بن بنکے کھیل ایسے لاکھون بگڑ گئے ہین + گو اب ہم تم وہی ہین اور بادشاہ وقت ہین مگر بموجب ع وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی + وہ باتین اب کہان یہ کہکر حکم دیا کہ بھائی صاحب کے سامنے ناچ ہو فوراً ارباب نشاط حاضر ہوئے جلسۂ عشرت جما اور شراب ناب آغاز ہوا یہان تو یہ کیفیت ہی اُدھر صرصر لشکر مہرخ کے قریب پہونچی لشکر سے ضرغام آتا تھا اُسنے دیکھکر پوچھا کہ اُستانی کہان چلین صرصر نے کہا ای ضرغام یہ وقت دلگی کا نہین ہی شاہ طلسم بہ ارادۂ جنگ آیا ہی بارہ ہزار روئین تن پتلا ساتھ لایا ہی مجھ کو یہ پیام دیکر بھیجا ہی ضرغام بھی یہ ماجرا سُنکر پریشان خاطر ہوا اور عیارہ کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مہرخ مین آیا عیارہ نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے کرسی بیٹھنے کو دی عیارہ نے پیام بادشاہ حرف بحرف ادا کیا مہرخ پیغام سُنکر لرز گئی مگر دل مضبوط کرکے گویا ہوئی کہ میری جانب سے عرض کر دینا لونڈی کو قابل مقابلۂ حضور بلند اقبال نہین لیکن جو مرضی مبارک مین خیال جدال سمایا ہی تو یہان بھی انکار بافضال داور بیمثال نہین خدا کی قدرت بہت بڑی ہی کیا عجب ہی جو ادھر سے بھی ہنگام جنگ کچھ کمی نہو اور یہ تو آپ نے بھی سُنا ہوگا کہ بیت پشہ دے نمرود کو خاطر شکست + باد صرصر سے ہو قوم عاد پست + پھر غرور کرنا بالکل نازیبا ہی ای صرصر کہدینا کہ یہان بھی ہر ایک مشتاق جنگ بیٹھا ہی جو کچھ آپ سے ہو سکے قصور کرنا اسمین نہین روا ہی صرصر یہ جواب پاکر وہانسے پھری اور مہرخ فرط خوف سے کانپنے لگی یہار نے یہ حال دیکھکر کہا کہ ای ملکہ مرنے سے ڈرنا کیا انسان کو نام رہجانے کی کوشش چاہیے بات نہ جانے پائے جان پاپوش سے جاے دنیا سے آخر ایک روز جانا ہی پھر اسکا کیا پچھتانا ہی دیکھو بڑے بڑے شاہان ذی مرتبت زیر خاک جاکر مقیم ہوے آج اُنکا کون ذکر و تذکرہ کرتا ہی ان جو اُنھون نے کارنامے کیے ہین اُنکا بیان ہوتا ہی اس بحر ہستی سے سبکو کنارہ کرنا ہی پھر گوہر نام و نژاد ہاتھ سے کھوکر آبرو دنیا کب دیتا ہی نظم

بزاد و بسختی و ناکام زیست	بدان زیستن زار باید گریست	سرانجام خاکست بالین اوے	
دریغ آن دل و رای و آئین اوے	ہمہ مرگ را ایم پیر و جوان	کہ مرگست چون شیر و ما آہوان	

دل سنگ و سندان تبر سد ز مرگ	رہائی نیابد از و بیخ و برگ	نمانند اندر سرائے سپنج
چہ با شاد مانی چہ با درد و رنج	چو دانی کہ ناچار بایدت رفت	ہمان بہ کہ کارے بسازی بتفت

اس سمجھانے سے مہرخ بھی قوی دل ہوئی لشکر تو مسلح تھا ہی سردارون کو ہمراہ لیکر سوار ہوکر جانب میدان بڑھی اسلیے کہ شاہ جادوان یکایک نہ آپڑے جو ہاتھ ہاتھ پانون ہلانے کی بھی مہلت نہ ملے غرضکہ یہ تو سمت جنگاہ چلی اُدھر صرصر خدمت شاہ طلسم مین پہونچی اور جو کچھ جواب سُنگئی تھی لفظ لفظ بیان کیا بادشاہ سُنتے ہی آگ ہوگیا اور دھوئین کیطرح پیچتاب کھاکر اُٹھا اُسوقت چہرۂ شاہ سے وہ آثار غضب پیدا تھے کہ کوئی کچھ عرض نہ کرسکا اور بادشاہ دربارگاہ پر جب آیا کچھ افسون زبان پر لایا قرط غضب سے سارا جسم مثل آتش کے بھڑک اُٹھا چابک غضب ہاتھ مین لیا یعنی ایک بجلی تڑپتی ہوئی بجاے تازیانہ ہاتھ مین تھی تیوری چڑھی تھی نیفہ کمر مین خود بخود تڑپ رہا تھا اسی حالت مین ہمراکیطرف سے ہزارہا پرچھائیان گھوڑون کی پیدا ہوئین بادشاہ آگے بڑھا سردار اور ملکہ حیرت باادب پیچھے چلے آتے تھے کہ بادشاہ نے دہی نابخ جو پتلے سے کلید قلعۂ طلسم مانگ لایا ہی زمین پہاڑ زمین شق ہوگئی اور پہلے ایک فیل زمین سے نکلا کہ فیل فلک بھی اُسکی ٹکر کا نہوگا پیشانی فیل کی رنگین تھی دانت اُسکے تھے گز دو طرف جاری جسے شیرین تھی پشت پر اُسکے جل زریفتی پڑی زنجیرون کی نقری و طلائی ہر ایک کڑی دانتون پر چوڑے جواہر کار سونے کے چڑھے ریشمی اور سوتی رسے بندھے گردن پر فیلبان لباس عمدہ پہنے بڑی آن وبان سے بیٹھا تھا بھدیان چارون ہاتھی کی پٹکتی تھین مست و کنجل تھا چلنے مین بسان

سایہ سحاب و اشجار جنگل تھا نظم

خانۂ مشکین بکھے خرطوم کی کیا کیا صفت	زلف جانان کا چم و خم چشم عاشق کی تری	کان ایسے پارۂ میزان ہین جسمین قول لو
کشور زنگ و حبش کا مال خشکی و تری	وہ نہانے کو جو اُترا شور دریا مین ہوا	مردم آبی کرین اب مشک کی سوداگری

اُس فیل گردون پیکر پر ایک ساحر مہیب صورت و فیل تن سوار گلے مین اُسکے زرہ جواہر کار بازدون پر کچھ بند باندھے گلے مین مالے ڈالے سر سے ماران سرخ و سیاہ لپیٹے بیٹھا ایک علم خوک پیکر نشان لشکر کا ہاتھ مین تھا کہ اُس علم مین پھریرا سرخ کئی سو گز کا لپٹا بندھا تھا اور ستارے پھریرے مین مثل کواکب درخشان تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مریخ فلک لباس سرخ پہنے ہی طرف تماشا تھا گویا فلک کا رنگ سرخ تھا شاید پیر گردون کو بھی غصہ آیا تھا اُسی سرخی مین ستارون کا ہونا اوج لشکر اسلام دیکھکر فلک کی

آنکھ مین خون اُترا ہوا معلوم دیتا تھا پھر یہ اتو آسمان سرخ تھا علم کے پنجہ پر ایک ماہتاب لگا تھا کہ ضیاے قمر فلک کو اپنی ضیا کے روبرو ماند بتاتا تھا پس وہ نشان لشکر زمین سے نکلکر ایک مقام پر ٹھہرا پیچھے اُسکے اور بہت سے ہاتھی زمین سے نکلے کہ اُنپر طلائی اور نقرئی نقارے لدے تھے اور ساحر چوبین ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے یہ بھی اُسی نشان کے ہاتھی کے پیچھے ٹھہرے اُنکے بعد ہزارہا اژدر آتش نشان شعلہ در دہان پیدا ہوا کہ اژدر دن پر کاٹھ رکھے تھے اور ساحران اژدر صورت اُنپر سوار تھے ہاتھون مین اُنکے بجاے تازیانہ مارتے تھے منھ سے ہر ساحر کے آگ نکلتی تھی نتھنون سے سانس لیتے وقت چنگاری گرتی تن اُنکے بسان چنار شرربار ترسول بنسول برق کردار سنبھالے پیچھے فیل نشان کے آکر صف کشیدہ ہوے پھر اژدر ساحرون کے پرے زمین سے نکلے کہ طاؤس اور عقاب اور ہنس اور بوتیمار و پلنگ و اسد وغیرہ پر سوار تھے طاؤس و عقاب وغیرہ منقار بسان خنجر و تلوار رکھتے تھے جب یہ فوجین زمین سے نکل چکین تو بارہ ہزار سوار زمین سے نکلا کہ ہر ایک از سر تا پا سرخ لباس پہنے تھا زرہ یاقوت نگار گلون مین خود یاقوت کے سر پر رکھے خنجر و تلوار و قرولی وغیرہ کے قبضہ بھی یاقوت کے تھے گویا گلستان شجاعت مین گل احمر پھولے تھے یا فلک لشکر مین ستارے نکلے تھے ہر ایک سوار بھی نوجوان دلالہ فام تھا قمر چہرہ و گل اندام تمام مرکب سواری کے ساز و یراق سرخ رکھتے تھے اور کمیت و سرنگ تھے رکابین یاقوت کی زین یاقوت نگار لگام و دوال وغیرہ ہر چیز یاقوت کار گھوڑے ناکندہ پیرے ابلق لیل و نہار اُنپر سے صدقے سبزۂ چرخ اُنکی چال کے آگے کبک قلادہ دم صبا مقابل اُنکے لنگ اور بیکار نظم

کیا صفت ہو سرکبونکی تھے وہ ایسے مبطیر — سامنے جنکے پری کو بھی ہو غش بے پری — تازیانون کے برابر ہی اُنھین تار نگاہ
اُنکے راکب کے اشارہ پر ہی اُنکی گذری — وہ سب نوجوان اُن مرکبون کا سم سے سُم اور دُم سے دُم ملاے
دوش بدوش پر اباندھے عقب بادشاہ طلسم آکر ٹھہرے اُنکے آتے ہی ایک تخت فلک رفعت زمین سے نکلا کہ ہر پایہ اسکا پایۂ مراتب شاہان ہفت کشور سے بہتر تھا اُس تخت کو کچھ ساحر اژدر صورت کاندھے پر اُٹھاے ہمراہ اُسکے جلوس شاہانہ ہزارہا پیادل و چوبدار عصاے مرصع کا لیے سقے پانی کے عرض گلاب کیوڑہ وغیرہ آگے آگے چھڑکتے بخور مشک و عنبر طفلان مہر دیدار کرتے ایک طرف آکر ٹھہرے پھر ایک گھوڑا اسمند صبا سے باتین کرتا بلکہ ہوا بھی سامنے اُسکے شرمسار ہو کر فرار ہوتی دوڑ کے چلتی تو گرد پڑتی دم بند ہوتا جو دعوی تیز روی کرتی کہ بموجب اشعار

جب قدم رکھتا ہی وہ محبوب تب ہر گام پر
صدقے کرتے ہین خرام ناز اپنا دلبران

ملک اُچک جاے عنان اُسکی تو فاش زمین سے
اسطرح اُڑجاے جون چہرے سے رنگ عاشقان

گر صف اعدا پہ سیدھا ہو تو جون تیر تفنگ
دانٹے اُسکو تو پہونچے پیش از آدار بان

پر غلط ہی یہ کوئی اُسکو دبا دے کس جگہ
صفحہ روے زمین کا اسقدر عرصہ کہان

ہو اگر یہ شرق مین اور سامنے ہو اسکے غرب
ملک اگر راکب کہے اُسوقت اتنا بھی کہان

پہونچے پلے ہوا ے ہان نہ تھے سے لب تلک
پہونچے ہی یہ بادپیمایان سے دان اور دانسے یان

اُس مرکب پر زین جواہر کار کھنچا تھا بادشاہ اُسپر سوار ہوا اسکے سوار ہوتے ہی بہت پرچھائیان ساحرون کی ایسی پیدا ہوکر وہ گھوڑے کی پرچھائیان جو صحرا سے آئی تھین اُنپر سوار ہوئین اور عقب شاہ چلین ڈنکے ہزار ہا بجنے لگے بارہ ہزار روئین تن تپلے دست چپ کیطرف بادشاہ کے اور بارہ ہزار یاقوت پوش سوار دست راست کیطرف آگئے پیچھے وہ پرچھائیان ہمزاد کیطرح تھین اُنکے بعد اژدر سوار اور طاؤس سوار جملہ فوجین ہمراہ چلین اور ایک ہمانے زمین سے نکلکر سر بادشاہ پر اپنے پرون کا سایہ کیا اُسوقت کا جاہ وجلال بادشاہ طلسم کیا تحریر ہو صورت دیکھکر ترک فلک خوف کھاتا تھا جھکا نہین ہی سرکشی چھوڑکر عجز سے قدمبوس ہوا چاہتا تھا تخت خالی ہمراہ روان تھا تاج طلسمی اُسپر رکھا تھا جسکا ہر ایک نعل مثل آفتاب تابان تھا لاکھون گھنٹے اور ناقوس بردے ہوا بجتے نقیب اور رسیادل صدائین مہیب لگاتے تھے آگے آگے وہ فیل کہ جسپر نشان تھا پیچھے اُسکے یہ سب جنگی سامان تھا کہ ابیات

چو آن لشکر گشن آراستند
درفش از درو دیہ بہ پیراستند
پس پشت گردان درفشان درفش

بگرد اندرون سرخ وزرد و بنفش
بلرزید گیتی ز بار گران
زبس کوہ آہن گران تا گران

یکے لشکر آمد ز پہلو بدشت
کہ از گرد اسپان ہوا تیرہ گشت
درخشیدن خشت وزرین زگرد

چو آتش پس پردہ لاجورد
تو گفتی کہ ابرے برنگ آبنوس
بیامد ببارید از دسند روس

جہان را شب از رد زر پید انبود
تو گفتی سپہر و ثریا نبود
از نیسان نبشد تا بمیدان رسید

شدہ سنگ وخاک از جہان ناپدید

اُس طرف سے فرخ دیہار اپنی فوج لیکر جو روانہ ہوئین تھین میدان مین پہونچکر مقابل شاہ صف کشیدہ ہوئین مگر اس فوج طلسمی کو دیکھکر بغیر لڑے بھڑے ساحرون مین بھگدر پڑگئی وہ لوگ جو جان دینے پر آمادہ تھے خدا کے فضل وکرم پر بھروسا کرکے گھڑے رہگئے لیکن

مثل مردے کے تھے لباس تن مین کفن بنگیا تھا جسم خوف سے کانپتا تھا بہادر بلکہ مہرخ سے کہہ رہی تھی
کہ اس فوج طلسمی سے سوائے طلسم کشا کے کوئی نہین لڑسکتا ہی آج بیشک ہم سبکی قضا ہی لازم ہی کہ
رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کرین کہ وہ رحیم اپنے کرم سے ہمکو بچالے مہرخ نے کہا اچھا
تو ہی یہ کہکر دونون مصروف دعا ہوئین کہ ای یاور زیردستان وای دستگیر افتادگان چارہ ساز
بیچارگان واسطہ نور شیر کبریا کا کہ پنجۂ اسد ظلم شاہ طلسم سے ہمکو بچالے ای رب میرے ہمکو پناہ دے
یہ دعا انکی درگاہ باری مین قبول ہوئی ہنوز شاہ طلسم لشکر آراستہ نہ کرچکا تھا صف جنگ ترتیب پذیر
ہو رہی تھی کہ آسمان پر کئی طرح کا ابر اٹھا کہین سبز کہین سرخ کہین زرد اور جابجا سے شعلہ آتش کے
بھڑکنے لگے لحہ بھر مین یہ حال ہوا کہ کہین اژدر ہزارہا معلوم دیتے کہین عقاب مُنہ کھولے تھے کسیطرف
ہاتھیون کے غول تھے اور ہزارہا جانوران مردم درد بیشمار طائر آسمان وزمین سے ظاہر ہوکر اُس
دشت مین قریب لشکر بادشاہ کے جمع ہوئے اور ابر جو ظاہر ہوے تھے اُنمین بجلیان کوندنے لگین اور
ایک آواز مہیب آئی پھر ایک بھنبھٹ ٹوٹکر مثل ستارہ کے شاہ طلسم کے سامنے گرا اور پھٹ گیا اُسمین
سے ایک تختی الماس کی نکلی اور از خود اُٹھکر دست بادشاہ مین آگئی بادشاہ نے اُسکو دیکھا اُسمین لکھا
تھا کہ لونڈی نثار لونڈی تصدق یہ کیا غضب کیا کہ حضور نے خود قدم رنجہ بہر تنبیہ مخالفان بدسگال
فرمایا کیا لونڈی غلام سب مرگئے تھے جو آپ میدان مین نکلے واسطہ سامری کا تامل فرمایئے کنیز تیری
صنعت سحر ساز حاضر ہوتی ہی شاہ نے یہ مضمون اُس تختی سے معلوم کرکے کہا کہ ابتک لونڈی کہان تھی
جواب یہ مین بناتی ہوئی آئی ہی مین اپنا کام آپ کرونگا اب کسی لونڈی غلام کی پرواہ نہین یہ کہکر وہ
تختی پھینکدی اور مایل جنگ آوری ہوا تھا کہ چار لاکھ اژدر شعلہ فشان روے ہوا سے زمین پر اُترا
اُنپر ساحران مہیب شکل سوار تھے اور ایک تخت چار اژدہون پر کسا ہوا اُسپر ایک عورت ادھیڑ سن کی
لباس شاہی اور قباے فرمانروائی سے آراستہ بیٹھی تھی اور کئی ہزار خواصین اُسکے گرد و پیش سحر کے
زور سے اُڑتی ہوئین ساتھ تھین پس وہ ساحرہ تخت سے اُتری اور بادشاہ کے گرد اگرد پھرنے لگی
اور کہا حضور میری فوج کو ملاحظہ کرین بادشاہ نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا تو ساٹھ لاکھ کا لشکر تھا ایکطرف
سے دریاے قہار بہتا آتا تھا ایک سمت زمین کو زلزلہ تھا ایک طرف آگ لگی معلوم ہوتی تھی درخت
جل رہے تھے شاہ نے کہا اس ہیوہ سے کیا فائدہ ہی صنعت نے سر اپنا پیٹ لیا اور رونے لگی

کہا ای بادشاہ اب یہ رتبہ آپکا ہوا کہ فوج قلیل لیکر بمقابلہ ادنی ادنی ملازمون کے آنے لگے تو نہ ہی اچھا تھا آج کا ٹکر مرجائیگی ای بادشاہ تیرا وہ رتبہ ہی کہ فلک تیری بارگاہ کا سائبان ہی مریخ ادنی دربان ہی تیرے ادنی نوکر شاہان ہفت کشور سے بہتر ہین مہ و خور سے فروغ مین بڑھکر ہین ہم لوگ تیری آستانہ بوسی کرکے اس مرتبہ کو پہونچے کہ آج چاہین تو اپنے کمترین خادم کو بادشاہ روزمین بنادین ای شہنشاہ تیرا یہ مرتبہ ہی کہ نظم

تن و جانت یزدان نگہدار باد	دلت شادمان بخت بیدار باد	برزم اندرون شیر پائندہ
ببزم اندرون شید تابندہ	تو شمسی بشمشیر روے زمین	بہ آرام بنشین و رامش گزین
ازین پس ہمہ نوبت ماست رزم	ترا جاے تخت ست و بگمار بزم	ان کلمات توصیف نے آب سرد

بنکر آتش قہر گرم خونی بادشاہ کو ٹھنڈا کیا بحر غضب جو نہایت جوش پر تھا کم ہوا اور طبل بازگشت بجنوا حکم دیا فوراً چوسٹھ ہزار نقارہ بروے ہوا بجیا اور وہ لشکر طلسمی اُسی جگہ کہ جہان زمین سے نکلا تھا اگر زیر زمین گیا بادشاہ نے اُن بارہ ہزار ستارہ چشمون کو بھی رخصت کیا آپ پھر کر بارگاہ حیرت مین آیا اِسطرف مہرخ سجدۂ شکر واحد القہار ادا کرکے اپنی بارگاہ مین آئی سپاہ نے کمر کھولی آسودہ ہوئی اُدھر لشکر صنعت بحر ساز ساٹھ کوس تک کنارے کنارے دریاے خون روان کے اُترا بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی بازارین لشکر مین آراستہ ہوگئین ساحر اُترے چہل پہل شروع ہوئی صنعت بارگاہ اپنی استادہ کراکے خدمت بادشاہ طلسم مین حاضر ہوکر ذنگل پر قریب تخت شاہی کے بیٹھی ناچ ہونے لگا دور شراب جلسۂ چنگ و رباب آغاز ہوا یہان مہرخ جب سریر جہانبانی پر جلوہ پذیر ہوئی عیار جو فوج کشی کرنے سے شاہ طلسم کے لشکر سے نکلگئے تھے اب داخل بارگاہ ہوئے اور برق آکر کرسی زرین پر بیٹھا مہرخ نے اُس سے کہا کہ ای برق آج تو خدا تعالی نے بڑا اپنا فضل و کرم کیا کہ فوج طلسمی سے ہم سب کو بچالیا اور بموجب ما عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد اگر صنعت بادشاہ کو پھیر نہ لیجاے تو غضب ہوجائے برق نے جواب دیا کہ ای ملکہ یہ فقط آپ کا خیال ہی خال ہی کہ ہمکو فوج طلسمی مار ڈالتی اگر ہماری قضا نہ تھی تو کوئی ہمکو مار نہ سکتا میری دانست مین لڑائی ہوجاتی تو بہتر تھا کہ بادشاہ کا گھمنڈ اور ہمارے دل سے دغدغہ نکلجاتا اور فتح شکست خدا کے اختیار تھی مہرخ نے کہا ابھی لڑائی کچھ مٹ تھوڑی گئی ہی بادشاہ نہین اُسکے وزیر سے مقابلہ ہی

صنعت بہت بڑی ساحرہ ہی خدا اُسکے شر سے بچاے برق نے کہا جب یہ ساحرہ پہلے لڑنے آئی تھی اور
صندوقچہ اِسکا ہم لے آئے تھے اُسوقت سے ہم اُسکو پہچانتے ہین اور ہمسے اُس سے شناسائی بھی ہوگئی
ہی آج دل مین آتا ہی کہ جاکر اُسکا مزاج شریف پوچھ آئین یہ کہکر اُٹھا فرخ نے کہا ای برق ایسا کام نہ کرنا
کہ اس ساحرہ پر عیاری کرنے جانا وہ بلاے بے درمان اور آفت روزگار ہی شاہ طلسم اُسکی تعظیم کرتا ہی
اور بحر مین مثل اپنے اُسکو سمجھتا ہی ساحران طلسم اُسکے مکتب کے ادنی شاگرد ہین تم ہرگز وہان ارادہ جانیکا
نہ کرنا برق نے کہا ہمکو غرور کرنا نہین زیبا ہی ورنہ وہ کیا چیز ہی ہم دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر ست + اور
ای ملکہ تم دیکھو تو کہ کیا خدا دکھاتا ہی مین ابھی آتا ہون ذرا سیر کو جاتا ہون یہ کہکر ہرچند بسنے منع کیا نمانا اور
روانہ ہوا جب لشکر حیرت کے قریب پہونچا صورت ساحر کی ایسی بناکر داخل لشکر ہوا دیکھا کہ ہجوم سپاہ
اور کثرت لشکر سے گاؤزمین کا کلیجہ ہلتا ہی جہانتک پیک نگاہ جاتا ہی لشکری لشکر نظر آتا ہی بازارین
کھلی ہین ساحرون کے خیمے نصب ہین بستر لگے ہین ہوم ہوتا ہی ڈفلیان بجتی ہین بھجن ہوتے ہین ہر سمت کہا گہم ہی ا
برق فکر مین پھرنے لگا اتفاقاً کنیزان صنعت بارگاہ مین حیرت کی اپنی بارگاہ سے آتی جاتی تھین
یہ ایک کنیز کو تنہا جانب بارگاہ جاتے دیکھکر اُسکے پاس گیا اور اشارہ سے ہاتھ کے ایک طرف بتایا کہ
اِدھر جا کنیز سمجھی کہ میرے کسی دوست نے طلب کیا ہی اور اس ساحر کو مخفی طور پر بُلانے بھیجا ہی بس اُسی
سمت کو جدھر اُسنے بتایا چلی یہ بھی دوڑکر پاس اُسکے گیا اور مقام تنہا پاکر بیہوشی اُسکے مُنھ پر مارا وہ
بیہوش ہوکر گری اِسنے اُسکا پیرہن لیا اور اُسکو کسی جگہ چھپا دیا پھر آپ اُسکی ایسی صورت بنکر لباس
اُسکا پہنا آنکھون کو سرمہ کے خلعت سے محلی کیا رخسار کو زیور گلگونہ سے مزین فرمایا دست و پا کو رنگ حنا
سے سرخروئی دی مانگ سیندور سے بھری وہ حسن زیبا اور طلعت جہان آرا ظاہر کی جو مرغوب دلہاے
عاشق بتان ہو فدا اُسپر سارا جہان ہو خال رخسار ہندوے متاع جان و ایمان تھا یہ نقشہ عیان تھا کہ نظم

وہ تیرے گیسو ہین یا رہزن ہی گوہر گوش سانپ کا من	وہ خالِ مشکین ہی دلکا دشمن بلاے جان زلف عنبرین ہی
وہ مانگ کا خط ہی کہکشان سان گہر مین مثل نجوم رخشان	وہ چہرہ ہی ماہتاب تابان سپہر افشان جبین جبین ہی
پری کا کیا مُنھ جو ہو برابر کہ حسن مین حور سے ہی بہتر	جہان ہی پرتو سے تیرے انور تو مہر و مہ سے کہین حسین ہی

اِس صورت سے درست ہوکر بارگاہ حیرت مین گیا اور قریب کنیزان صنعت جاکر کھڑا ہوا وہ کنیزین
عہدے ہاتھون مین لیے کھڑی تھین کسی کے پاس پنکھیا تھی کوئی چنگیر پھولون کا لیے تھی چنانچہ وہ

کنیز جسکے پاس گلوریون کا خاصدان تھا اُسکو ضرورت پیشاب کی ہوئی اور وہ باندازِ ناز پائینچے کلائی پر ڈالے برائے رفع احتیاج چلی جب عیار مذکور کے پاس سے نکلی اِسنے کہا او دئی رنڈی تجھکو سوائے اِترانے کے اور کچھ نہ آیا اب مشکل ہوئی نہین معلوم کدھر جاتی ہی کچھ بھی تجکو مالک کا خیال ہی اُس کنیز نے اِسکو اپنے ساتھ کی سمجھ کے ہنسکر کہا کہ ای بی اِترائی تم ہو کہ ہر بات مین پی نکالتی ہو کوئی پیشاب کو نجائے پھر کیا تیرے حلق مین موتے اِسنے کہا جُروا تو بولا کیون گئی مین نے تیرے نفع کی بات کہی تو جاتی ہی اور خاصدان بھی لیے جاتی ہی اگر ملکۂ عالم گلوری مانگین تو کون دیگا پس نیکی برباد گنہ لازم تو بھی کو قائل کرنے لگی اچھا تو جان اور تیرا کام جانے اس کنیز نے یہ تقریر سُنکر کہا کہ بیوی ہنسی مین کھسیانی کیون ہوگئین تو خاصدان لیے رہو اتنا کام میرا کردو کہ حضور کو گلوری کھلا دینا اور جو پان کی قسم سے کسی اور مصالحہ کی ضرورت ہو تو وہ سامنے صحنچی مین مقابہ حسن دان وغیرہ موجود ہی لے آنا اِسنے وہ خاصدان اُس سے لے لیا اور وہ چلی گئی کچھ دیر مین صنعت نے گلوری طلب کی اِسنے خاصدان واکر کے بیچ چوگھڑے مین دو تین الائچیان ساختۂ بیہوشی رکھکر خاصدان سامنے ملکہ مذکور کے پیش کیا اُسنے ایک گلوری شگوفہ سے کیلون کے نکالکر کھائی اور چوگھڑا واکر کے الائچی نکالی توڑکر دہ بھی نوش کی کھاتے ہی صورت برق کی از سرتا پا دیکھی اور کہا گلوری والی کہان گئی اِسنے آنکھین نیچی کرکے شرماکر کہا بی مردوے بیٹھے ہین ہین کیا کہون کہان گئین ہین جس بات سے بشرنا چار ہی وہان گئی ہین ساحرہ مذکور سمجھ گئی کہ پیشاب کو وہ گئی ہی اور یہ عیار ہی بس اپنی زبردستی دکھانے کو اس سے کہا کہ گلوری والی نے کچھ اچھی گلوریان نہین بنائی تھین تو اپنے ہاتھ سے بنالا عیار مذکور یہ حکم سُنکر خوشی خوشی جسبنان ہی کنیز صحنچی مین گیا دان چوکی بچھی تھی زیر انداز مخملی پر پاندان طلائی مرصع کار رکھا تھا قفل اُسمین ایجاد طلسم کا لگا تھا اِسنے قفل حرفون کو برابر کرکے واکیا اور چند گلوریان بنائین جوز الائچی ناگیسر وغیرہ سب بیہوشی آمیز ڈالکر پاندان بند کرکے چلا یہان ساحرہ نے الائچی جو بیہوشی کی کھائی تھی اُسکے دفع کرنے کو پانی منگا کر پیا اور ایک سحر پڑھکر اپنے اوپر دم کرلیا کہ اب بیہوشی مجھپر اثر نہ کرے یہ تدبیر کرکے بیٹھی تھی کہ برق گلوریان لیکر آیا اِسنے وہ گلوریان بھی کھائین اور کہا ساقی سے شراب لیکر مجکو پلا ای برق ترا بھی لونڈا ہی موڈی کاٹے دیکھون تو بیہوشی تو کیسی پلاتا ہی یہ سُنکر برق نے چاہا بھاگ جاؤن صنعت نے کہا موئے اِدھر آ کہان جاتا ہی عیار اُسکے پکارنے سے مسحور ہوکر پھرا اُس وقت

افراسیاب اپنے مقام پر سے اُٹھا اور کہا او ناعیار تو قاتل میرے اُستاد کا ہی مین بھلا کب تجکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر عیار کو قریب تر بزور سحر طلب کرکے چاہا کہ ایک طمانچہ ماردن مگر صنعت ہان ہان کرکے اُٹھی اور عیار کے بیچ مین آگئی اور کہا او موئے چھوکرے تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہمپر عیاری کرے ابھی کچھ دنون جاکر کچھ سیکھ پھر عیاری کرنے آنا اور تو کیا ہی مین تیرے اُستاد کی تو حقیقت سمجھتی نہین جنے عنظلی آباد کے ساحرون کو مار اساحر شمش کا سر اُتارا وہ آئیگا تو مین اُس سے سمجھ لونگی یہ کہکر کچھ اشارہ کیا کہ دو پنجے پیدا ہوئے اور برق کو اُٹھاکر لیگئے اِسنے کہا اِسکو لیجاکر قریب اِسکے لشکر کے چھوڑ دینا اور پکاری کہ او ناعیار اب یہان آنیکا قصد نہ کرنا پنجے حسب الحکم اُسکو قریب لشکر لاکر چھوڑ گئے اُدھر شاہ جادوان نے کہا ای ملکہ صنعت یہ تمنے کیا کیا کہ دشمن کو پاکر قتل نکرنے دیا رہا کرادیا ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ حضور ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دین بلکہ جانب ظلمات طلسم تشریف لیجائین کنیز سمجھ لیگی شاہ طلسم نے اسکی خاطر سے کچھ نہ کہا اور سوار ہوکر جانب باغ سیب چلا گیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ صنعت طراز کلک قدرت نے صفحہ رنگین دہر مین رنگ ظلمت شب بھرا اور لوح دنیا پر

گیسوے لیل کا مو قلم پھیرا کہ نظم

کہ عکس ماہ جب پھیلا زمین پر	چمک دینے لگے گردون سے اختر	ہوئی بس رخصت مہر آمد ماہ
چمک رستون مین تھی روشن ہوئی راہ	شام کو حیرت کی بارگاہ سے صنعت اُٹھکر اپنی بارگاہ مین بہر آئی	

یہ بارگاہ کئی کوس تک استادہ ہی اندر بارگاہ کے بارہ ہزار دنگل لگا ہی آٹھ ہزار کرسی یاقوت نگار بچھی ہی اور ایک تخت پر از جواہر الماس کا مقام صدر مین آراستہ ہی اُسپر اد نچہ موتی کے جال کا پڑا ہی سامنے بارگاہ کے ایک نگیرہ کئی لاکھ روپیہ کی تیاری کا کھنچا ہی قالین گلدار کا فرش پیراستہ ہی ساحرہ مذکور تخت پر آکر بیٹھی شیشہ آلات روشن ہوا دہ تمام سردارون کا بندھا کنیزان یاسمن پیکر سامنے دست بستہ استادہ ہوئین سرانچہ ہاے بارگاہ اُٹھوا دیے ساٹھ کوس تک لشکر اُترا ہوا نظر آیا ملکہ کے سامنے نلج ہونے لگا ادھر ملکہ حیرت نے کئی سو خوان طعام لذیذ سے درست کراکر اور کئی ہزار گشتیان شراب و کباب دشیرینی سے تیار کراکے مع فواکہات کی ڈالیون کے ہمراہ گیسوے بن شہاب روانہ کین وہ بصد احتیاط لیکر نہایت ہوشیاری سے بارگاہ صنعت مین آیا ملکہ مذکور تخت پر جلوہ گستر تھی اِسنے تسلیم کرکے وہ سب کھانا اور ڈالیان وغیرہ پیشکش کین ملکہ نے اپنی

خواص خاص سحر کامل جادو نام سے حکم دیا کہ جو کچھ تحفہ جات ملکہ حیرت کے یہان سے آیا ہی اُسکو علٰحدہ ایک صحنچی مین رکھوا دو اور گیسو سے کہا ملکہ حیرت سے میری تسلیم کہکر عرض کرنا کہ کنیز کا جی چاہتا ہی حضور کے ساتھ کھانا کھائے امید کہ خاتون معظمہ شاہ جادوان یہان قدم رنجہ فرماکر آرزوے خاطر حقیرہ پوری کرین یہ کہکر خلعت فاخرہ دیکر اسکو رخصت کیا گیسو خلعت پہنکر حیرت کے پاس گیا اور پیام ساحرہ مسطورہ دیا حیرت بنظر اسکے کہ وہ ہماری مہمان ہی سوار ہوکر مع چند مصاحبون کے اُسکی بارگاہ مین آئی اُسنے تالب بارگاہ پیشوائی کرکے تخت پر لیجاکر بٹھایا اور آپ باادب علٰحدہ بیٹھنے کا قصد کیا حیرت نے ہاتھ پکڑکر برابر اپنے بٹھایا یہ دونون تواکل و شرب سے فارغ ہوتی ہین اور تلچ دیکھتی ہین مگر برق عیار کا ذکر سُنیے کہ اُسکو جو پنجے لشکر مین چھوڑ آئے تھے پس اُسنے اپنے دل سے کہا کہ ای برق اس سے کیا فائدہ ہوا کہ تم گئے اور خالی پھر آئے اب پھر چلو اور کوئی زک اُس ساحرہ کو دو یہ سوچکر پھر روانہ ہوا اور صحرا مین آیا وہان زنبیل بغن عیاری بجائی اسلیے کہ قران جنگل مین رہتا ہی اُس سے ملاقات کرکے حال اپنے جانیکا بیان کرون چنانچہ ہرچند اُسنے قران کو طلب کیا وہ نہ آیا وجہ یہ تھی کہ جب سے صنعت کی بارگاہ نصب ہوئی ہی قران صحرا سے بارگاہ کی طرف نقب کھود رہا ہی اور تدبیر قتل ساحرہ مین ہی انشاءاللہ حال اسکا بیان ہوگا غرضکہ جب برق نے قران کو نپایا بناچاری جانب لشکر حریف قدم بڑھایا راہ مین کچھ خدمتگار لشکر حیرت سے بارگاہ کی جانب ساحرہ کی جاتے تھے اُنسے اِسنے پوچھا کہ بھائیو کہان جاتے ہو اُنھون نے کہا ملکہ حیرت بارگاہ صنعت مین گئی ہین ہم بھی وہان جاتے ہین اُسنے کہا مین نے اسلیے پوچھا تھا کہ مین بھی وہان چلتا ہون میرا تمھارا ساتھ سہی یہ کہکر اُنکے ساتھ اگر داخل بارگاہ ہوا اور خدمتگار آپ بھی بنا ہوا تھا خدمتگارون ہی مین ملکہ کھڑا ہورہا دیکھا کہ حیرت و صنعت کھانا کھاکر تخت پر آکر بیٹھی ہین شراب پی رہی ہین اور باہم باتین ہورہی ہین اُنھین باتون مین صنعت نے پوچھا کہ ای ملکہ شہنشاہ سے اور مہرخ سے جو لڑائی ہوئی ہی اُسکے اور شہنشاہ کے نسبت ہی کیا مین یہ حیران ہون کہ فتح کیون نہین ہوتی حیرت نے کہا کیا کہون ای بیوی فتح کیون نہین ہوتی یہانتک تو ہوا کہ بازار لوٹ لیگئے خیمہ و بارگاہ جلے لشکر بھاگ گیا لیکن ان عیار موذی کاٹون کا ستیاناس جاے سامری اِنکی تجارت کرے فتح کی شکست کرا دیتے ہین جو ساحرہ لڑائی فتح کرتا ہی اُسی کو مار ڈالتے ہین یہ پانچ عیار موے طلسم مین وہ غدر مچا رہے ہین کہ رات کو فرط بیم سے ساحرہ چونک چونک اُٹھتے ہین اُنمین سے ایک تو

جو سب کا اُستاد ہی کوکب پاس گیا ہی اور چار یہان قیامت کر رہے ہین صنعت نام عیارون کا سُنکر
ہنسی اور کہا مین بھی تھی کہ فرخ کے پاس کوئی فرشتہ سامری جمشید نے بھیجا ہی وہ لڑائی فتح تلین کرنے
دیتا ہی خیر عیارون کا تو حال مین جانتی ہون یہ کہکر سامنے سحر کا ل خواص کھڑی تھی اُسکی صورت دیکھکر
قہقہہ مار خواص نے بھی اپنی بی بی کی تقلید کی قہقہہ مارکر ہنسی سات سو کنیز جو حاضر خدمت تھین وہ
بھی ہنسین گویا سبنے زعفران کا کھیت دیکھ لیا اتنی عورتون کا ایک بار ہنسنا یہ معلوم ہوا کہ دنیا
پر از صدائے خندہ ہوگئی گنبد سما مین ندائے خندہ پیچیدہ ہوئی برق نے دل مین خیال کیا کہ یہ تھین
دیکھکر سب ہنسی ہین اور واقعی خیال اِسکا ٹھیک تھا اسی کو پہچانکر یہ ساحرہ ہنسی تھی یہ بہت زبردست
جادوگرنی ہی جب عیارون کا ذکر ہوا جب ہی یہ پہچان گئی تھی کہ برق وہ خدمتگارون مین ملا کھڑا
ہوا ہی اِس ساحرہ کی ایک بیٹی اور ایک بہن بھی ہی کہ اُنکو اِسنے قید کیا ہی اپنے سے زیادہ اُنکو ساحرہ
جانتی ہی اور ڈرتی ہی کہ وہ مجکو مارنہ ڈالین فی الجملہ جب برق سمجھا کہ یہ مجکو پہچان گئی پس وہانسے آہستہ
چلا کہ نکلجاؤن مگر ایک عورت پہلو پر کھڑی تھی اُسنے کہا تم تو ملکہ حیرت کے خدمتگار ہو کھڑے کیون
نہین ہوتے اب چلے جب ہماری ملکہ نے پہچانا ای اب جاؤگے تو طوق وزنجیر مین جکڑکر آؤگے کیا
دل لگی مقرر کی ہی کہ جب جی چاہا جب چلے آئے اور جب چاہا جب چلے گئے برق یہ گفتگو سُنکر سوچا کہ
بھاگنا تو بیشک پکڑے گئے اب کچھ فقرہ کرو یہ سوچکر اُس عورت سے کہا ای بی تم اتنا چراغ پا کیون ہوئین
کوئی بے مطلب تھوڑی کہین آتا ہی ہم آپ سے نہین آئے ہین ملکہ فرخ کا نامہ لائے ہین ہمین کیا غرض تھی
جو بیکار کو اپنے پاؤن تھکاتے اور ایسی جگہ آتے اُس عورت نے یہ گفتگو جب سُنی کہا پھر نامہ ملکہ کو
دیتے کیون نہین اُسنے کہا میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ سامنے ملکہ کے جاؤن اُس عورت نے کہا مین تمھارا
حال ملکہ سے کہے دیتی ہون یہ کہکر آگے بڑھی اور ملکہ سے عرض کیا کہ یہ عیار کہتا ہی مین نامہ اپنے مالک کا
لایا ہون آپ سے نہین آیا ہون اُسنے کہا اچھا سامنے آئے برق فوراً سامنے گیا اور سلام کرکے ایک
کرسی خالی بچھی تھی اُسپر بیٹھ گیا اور ازبسکہ عیارون کا اِس نامہ ہر ایک سردار کے نام سے لکھے ہوئے رہتے ہین
اسلیے کہ نہین معلوم کسی وقت کیا معاملہ پیش آئے پس اُسنے ایک نامہ فرخ کیطرف سے بنام صنعت
لکھ رکھا تھا اور یہ نامہ جب لکھا تھا کہ جب یہ ساحرہ پہلے آئی تھی خلاصہ کلام اِسنے وہی نامہ کمر سے نکالکر
ساحرہ کو دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ ای ملکہ صنعت سحر ساز ہمارے مقابلہ مین جو ساحر آیا زندہ نہ بچا

ہارا ہی گیا تمکو لازم ہی کہ یہانسے چلی جاؤ ورنہ ہمون آش در کاسہ۔ تمھارا بچنا بھی محال ہی صنعت
یہ مضمون پڑھکر بہت ہنسی اور کہا ہم تو چلے ہی جائینگے لیکن تم ای برق اب یہان نہ آنا اگر اب یہان
آؤگے یا اِسوقت ٹھہروگے تو مار ہی ڈالونگی برق نے کہا ای ملکہ لعنت ہی اُسپر جواب یہان ہے۔
ساحرہ نے کہا کیون موئے یہ اُلٹے ہمین کو لعنتی دیتا ہی اسنے کہا مین اپنے تئین کہتا ہون آپ کے کہنے پر
کہ یہان نہ ٹھہرنا آپ فرماتی ہین کہ مجکو کہتا ہی پھر بموجب م فکر ہر کس بقدر ہمت اوست + جو آپکو سمجھین
وہی سہی صنعت نے کہا کیون شامتین آئی ہین جا یہانسے نہین مار ڈالونگی اِسنے کہا خفا کیون
ہوتی ہو ہم چلے جائینگے تو لعنتی تم پر عائد ہو جائیگی ساحرہ اِس کلمہ پر ہنس پڑی اور کہا تم لوگ بڑے لسان
اور ظریف ہو برق نے اُٹھکر سلام کیا اور کہا قدر دانی آپ کی ہین کس قابل ہون یہ سب آپ کی
خوبیان ہین ساحرہ نے کہا بس باتین ہو چکین اب تشریف لیجایئے اِسنے جواب دیا کہ ای ملکہ آپ کا
کیا حرج ہی لمحہ بھر ٹھہرکے ناچ دیکھ لین تو چلے جائینگے صنعت تو یہ کلام سُنکر چپ ہو رہی مگر حیرت
بولی کہ اس موئے کی باتون پر نہ آؤ نکالو اِسکو نہین تو یہ آفت برپا کریگا صنعت نے کہا بیٹھا رہنے دو
کیا کریگا حیرت بھی خاموش ہو رہی مگر جملہ ساحر بہت ہوشیاری سے وہان ٹھہرے کہ ایسا نہ ہو
یہ عیار کوئی فتور کرے برق یہ رنگ وہان کی خبرداری کا دیکھکر اُٹھا کہ ٹھہرنا یہان بیکار ہی کچھ ہو نہ سکیگا
پس ساحرہ سے کہا آپ خفا ہوتی ہین لیجیے مین جاتا ہون میری ملکہ بھی نامہ کے جواب کی منتظر ہوگی
یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور دل سے کہا کبھی ایسا ہوا نہین کہ تم عیاری کو آئے ہو اور بغیر کچھ کیے
خالی پھر گئے ہو یہ سوچکر پھر ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوا اور آدمیون کے ہجوم
مین پوشیدہ ہوکر ٹھہرا اتنے عرصہ مین رات زیادہ آچکی تھی ملکہ حیرت رخصت ہوکر اپنی بارگاہ کی
طرف گئی اور صنعت بھی تخت سے اُٹھکر جانب خوابگاہ چلی اسی بارگاہ مین ایک مقام پر پلنگ دوی
جواہرکار بچھی تھی بچھونا نرم و نازک اُسپر تھا فرش گل سے آراستہ تھی اُسپر جاکر بیٹھی سامنے آئینہ بحر بارگاہ
کی قنات مین لگا تھا لشکر وہ آئینہ دیکھنے لگی اُسمین صورت اُسکی جو دکھائی دی اُسنے کہا کہ برق عیار
تیری فکر مین کھڑا ہی یہ کلمہ اپنے عکس سے سُنکر برعکسی پر اُسنے کمر باندھی اور مثل اپنے طالع معکوس کے
پھری کنیزون گیسو دراز و سحر کامل وغیرہ بہر خدمت گذاری حاضر تھین اُسنے کہا وہ مُوا عیار سامنے
کھڑا ہی میرے سحر سے بھاگ نہ سکیگا جاؤ پکڑ لاؤ گیسو دراز یہ حکم سُنکر چپتی اور برق کو پکڑ لائی اُسنے

ہرچند چاہا کہ بھاگ جاؤن قدم نہ اُٹھ سکا آخر کنیز مذکور اُسکو سامنے لائی ساحرہ اُٹھ بیٹھی اور بعتاب
حرف زن ہوئی کہ کیون او موئے ناعیار پہلے تو نامہ دار بنکر تو آیا تھا اب کیون تو نے یہان قدم رکھا
برق نے کہا کچھ تو دیوانی ہوگئی ہی اری فتنہ ہمارے آنے جانے کو بار بار کیا پوچھتی ہی ہم آئین نہین
تو شیری جان کیونکر جائے ساحرہ یہ کلمہ سنکر غضبناک ہوئی اور تخت پر پلنگ سے اُٹھکر آئی کہا چہار طرف
بندوبست کردو کہ کوئی آنے نپائے مین اس موئے کو بغیر مارے نہ چھوڑونگی برق نے کہا ای ملکہ اتنی سی
بات پر خفا ہوگئین آپ تو ہمکو ظریف کہتی تھین ظریف تو نہین معلوم کیا کچھ کہتے ہین اچھا ابکی ہمین چھوڑ دیجیے
پھر نہ آئینگے اُسنے کہا قسم جمشید کی اب نہ چھوڑونگی دو مرتبہ رہا کر دیا تیسری بار ہی اب رہا ہونا تمھارا
غیر ممکن ہی یہ کہکر اپنی کنیز گیسو دراز سے کہا اسپر سحر پڑھکر دم کر اور ایک طمانچہ مار کہ سر اسکا اُڑ جاے
کنیز مذکور سحر پڑھنے لگی اور برق سمجھا کہ اب بیشک قضا آئی بس یہ رجوع قلب سے دعا کرنے لگا کہ ای
خالق جان و تن اس طمانچہ سے کہ طمانچۂ دست ملک الموت ہی مجکو بچالے دعا اسکی قبول ہوئی یعنی
قران جو نقب کھود رہا تھا اُسنے نقب کا سرا زیر تخت صنعت آکر توڑا اور فکر مین عیاری کے تھا کہ
کیفیت گرفتاری برق سب اُسنے تخت کے نیچے ٹھہر کر معلوم کی اور دل سے کہا اب توقف کرنے سے
برق مار ڈالا جائیگا نکلکر بغدہ ساحرہ کے مار دے بس یہ سوچکر اسنے تخت صنعت دونون ہاتھ سے
اُٹھایا صنعت گھبرائی کہ یہ ماجرا کیا ہی اور وہ کنیز بھی طمانچہ مارنا بھولکر پکاری کہ بی بی بچنا صنعت
حیران ہوکر نیچے دیکھنے لگی اور قران جو تخت لیکر کھڑا ہوا نقب کا کنارا پھٹا اور پانون اسکا گڑھے
مین گیا اسنے تخت ایک سمت پٹک دیا۔ اڑا اڑا دھڑم صنعت نیچے اور تخت اوپر اُدھر قران
پھر سنبھلکر نقب سے نکلا اور کنیزون نے جو اسکی ڈراؤنی صورت دیکھی کہ بلند قامت سیہ فام حبشی
سر سے پانون تک خاک مین اٹا ہوا بغدہ گرانبار لیے نکلا ہی بس یہ دیکھکر دوڑی کہکر بھاگین لیکن
قران نے دوڑکر بغدہ گیسو دراز کے اس زور سے مارا کہ سر اُسکا پھٹگیا غلغلہ گیر و دار برپا ہوا
اور صنعت جو کروٹ کے بل گری تھی تو کولا اُسکا ٹوٹ گیا اور ایسا درد ہوا اور صدمہ پہونچا
کہ بیہوش ہوگئی اور بارگاہ مین اندھیرا مرگ ساحرہ سے ہوگیا قران اور ایک آدھ ساحرہ
کو اُس اندھیرے مین مارکر بھاگا صنعت جو تخت کے نیچے سے نکلیگی تو آفت برپا کر دیگی پس یہان
ٹھہرنا نہ چاہیے یہ سمجھکر ہنگامہ تو برپا تھا ہی برق سر بچہ ڈراکر بھاگا اور یہ اُسی نقب مین کود کر دانا

اور ساحر جو باہر بارگاہ کے تھے اندر لینا لینا کہتے چلے اور اندر کے ساحر گھیر گھیر کہتے دوڑے اور کچھ کنیزون نے سحر سے روشنی کر کے تخت کے نیچے سے صنعت کو نکالا اور پلنگڑی پر لٹا یا اسکو بیہوش پاکر تیمارداری مین مصروف ہوئین اور باہر بارگاہ کے جو ساحر لینا لینا کہتے نکلے تھے لشکر کے ساحر گھبرا کر مسلح ہونے لگے تھے اور سحر کے شعلین اسقدر روشن کی تھین کہ دن سے زیادہ وہ رات روشن تھی بس برق جو بھاگا گیسوے ظلمات جادو بھائی گیسو دراز کا بارہ ہزار ساحر لیے ملایہ پھر رہا تھا اُسنے دیکھا کہ عیار سرا پچہ پھاند کر بھاگا جاتا ہی بس وہ مع جملہ ساحران ہمراہی کے پیچھے دوڑا اور برق مثل برق جہندہ کے بارگاہون اور خیمون کی گردش دیتا یہ جا وہ جا اس لشکر سے نکلکر کنارے لشکر حیرت کے پہونچا گیسوے ظلمات نے دیکھا کہ یہ عیار نکلجائیگا اور تو ایسا بدحواس ہوا کہ سحر سے گرفتار کرنا بھولکر پیچھے دوڑا اب سحر سے پکڑلے یہ تجویز کر کے ایک ساحر سے کہا تو پنجہ بنکر اس عیار کو اُٹھالا ساحر بموجب حکم چلا ادھر برق جو لشکر حیرت کے قریب پہونچا دو چار جمعدار سالار سردار جو پہرے پر تھے اِسکے پیچھے دوڑے اور ترنج و نارنج سیدھے کیے تھے کہ ساحر فرستادۂ گیسو پنجہ بنکر جو گرا اسکو اُٹھا کر لیچلا برق سمجھا کہ گرفتار ہوئے پس فوراً للکار کر پکارا کہ ای پنجۂ سحر مہرخ تو وقت پر آگر پہونچا نہین تو مین قید ہو چکا تھا یہ ساحر میرے قتل پر آمادہ ہین تو جلد مجکو نکال لیچل یہ عبارت جو ساحرون نے سنی سمجھے کہ یہ پنجہ اس عیار کے کسی دوست کا بھیجا ہوا ہی اِسکو نکال لیجائیگا بس فوراً نارنج و ترنج پنجہ پر مارے کہ پنجہ جو ساحر کہ بنا ہی اُسکو مدلین عیار تو سحر جانتا نہین کہان جا سکیگا چنانچہ ایک نارنج اُس پنجہ بنے ہوئے ساحر پر لگا کہ وہ جلتا ہوا زمین پر گرا برق اُسکے ہاتھ سے چھوٹکر سیدھا ہوا کہ بھاگے ساحر اسپر آپڑے اور چاہا گرفتار کرین اتنے عرصہ مین گیسو جو پیچھے آتا تھا اُسنے پہونچکر اپنے بھیجے ہوئے ساحر کو قتل ہوتے دیکھکر ان سب ساحران حیرت کو ڈانٹا کہ ای نالائقان یہ تمنے کیا غضب کیا جو میرے ملازم کو قتل کر ڈالا یہ کہکر آمادۂ رزم ہوا ساحران حیرت اُسکی جانب مخاطب ہوئے برق بھاگ کر ایک نقیب کیطرف جاکر پوشیدہ ہوگیا ادھر گیسو ساحرون سے فقرہ دینا عیار کا سُنکر ہنسا کہ کیا برجستہ بات اِن عیارون کو بنا لینا آتی ہی بس اُن ساحرون کو چھوڑ سیدھا جانب لشکر مہرخ روانہ ہوا کہ ان اُس عیار کو اُسکے لشکر سے پکڑ لاؤن یہ تو راہ طے کر چکا تھا کہ قران نقب سے سحر اپنے نکلا اور وہانسے

سیدھا اپنے لشکر مین آیا ایکطرف سے برق نے جب دیکھا کہ غلغلہ کم ہوا نشیب سے نکلکر راہ کرتا ہوا اپنے لشکر مین آیا یہان فرخ و بہار آرامگاہ مین تھین لیکن لشکر صنعت بہت بڑا لشکر ہی اُسمین غلغلہ جو ہوا تو یہ دونون آرامگاہ سے نکلکر بارگاہ مین آئین اور ازبسکہ اندیشہ ناک آمد صنعت سے ہو رہی ہین سب سردارون کو طلب کرکے مستعد بیٹھین تھین کہ ایسا نہو غفلت مین ہمکو کچھ گزند پہونچے فی الجملہ عیار جو بھاگ کر بارگاہ مین آئے دربار معمور پایا آئین سریر آرائی پر تور پایا اور فرخ نے اُنکو دیکھکر بخندہ پیشانی کہا کہ سبت کہانسے آتے ہوای مریحان مین تمپہ سو جان سے آج قربان تمھاری رفتار فتنہ زا نے کیا کہان آج حشر برپا عیارون نے اپنے مقام پر بیٹھکر سب حال بارگاہ صنعت کا بیان کیا اور کہا یقین ہی کہ گولا اُس قحبہ کا ٹوٹ گیا ہوگا اور اگر گولا نہ ٹوٹا ہوگا تو چوٹ ایسی لگی ہوگی کہ بعد اچھے ہونے کے جب پُروا ہوا چلے گی جب درد کولے مین ہوگا اور ہمین وہ بیدرد یاد کریگی یہ حال سُنکر تمام سردار خوب ہنسے اور ملکہ بہار نے کہا ای ملکہ تخت کے اُلٹنے سے فال صنعت کے لیے نگون بختی کی ہی گو وہ ساحرہ زبردست ہی لیکن ادبار آچکا ہی اب اُسکو انشاالله تخته تابوت میسر ہوگا مہتر قران اُس شیطانیہ کے لیے فرشتہ عذاب خدا سے بنگئے ہین یہ ذکر ہر ایک سردار کرکے خوش ہو رہے تھے کہ جاسوسان لشکر دوڑے ہوئے آئے اور عرض کیا ہوئے کہ ای ملکہ دوران بادشاہ جہان ابیات

شہا ملک و دولت رہے برقرار	عدو ہو ترا خوار و بے اعتبار	تری فوج سے گیسوے روسیاہ
ہوا کے اسوقت ہی کینہ خواہ	لیے ساتھ ہی اپنے بارہ ہزار	سواران جنگی و مردان کار

جاسوس یہ خبر عرض کرکے کنارے ہوئے اور ملکہ موصوفہ نے نفیر بحر بجائی جملہ سردار سالار بارگاہ سے نکلکر تخت و طائران بحر پر سوار ہوئے تمام لشکر تیار ہوا آمادہ رزم و پیکار ہر سردار ہوا پچھلی رات باقی اہل اسلام جہاد کو بھی بہتر از عبادت جانتے ہین ہر شخص کو شہادت کا شوق غزا کی مشتاقی شجاعت بھی مثل شب زندہ داران محراب شمشیرین سر جھکائے تھی آیہ نصر من الله زبان پہ لائی تھی زبان دعا کیصورت تھے یا تیر آہ مظلوم کی تاثیر رکھتے تھے کمانین مثل زاہدان چلہ کش گوشہ گیر تھین سنانہاے نیزہ زبان پیر دلگیر تھین علم بسان حاجتمندان دعا گو سر کھولے پھریرون کے حاجت خواہون کیطرح دامن پھیلے کلہ ہاے عمود بصد تضرع منھ پھیلائے کہ ہمارا ناصر حقیقی دشمن منھ کی کھائے لب سوفار ہلتے تھے یا وظیفہ خوان

یا قادر یا حافظ زیر لب ورد کرتے تھے اُس پچھلی رات کی کیا کیفیت بیان ہو ہر طرف رات کا سناٹا دلون مین
بہادرون کے ہوائے شجاعت ساحرون کے طائر اُڑتے مشعلہاے سحر فروزان یہ معلوم ہوتا تھا کہ دنیا
مین آگ لگی ہی یہ دہر غدار و مفسد نے آتش افروزی کی ہی ابر کے لکے ہوا پر چھائے بیرون کا غوغا
بلند باجے بجتے ہتیار چمکتے آگ برستے ناقوس پھنکتے کہ ا بیات

روان مثل دریا وہ لشکر ہوا | کہ تھا بحر پر جوش قہر خدا | فسون ساز تھے ساحر ہمراہ ایسے
جنھین کہتے ہین سب یہ جادو کے پتلے | اِس کرد فر سے یہ لشکر جرار مقابل گیسو دبدکار پہونچا اور نامخ و ترنج
چلنے لگا گردون کا دل دہلنے لگا صدائین مہیب آنے لگین جانین جانے لگین گولے فولادی پڑتے تھے
آفت عظیم برپا تھی اسی ہنگامہ مین ایک گولا سحر کا ساحرہ شب کے بھی لگا اور نامخ خورشید نے رنگ ظلمت لیل مٹایا کہ ابیات

حجاب شب بنا دامن سحر کا | دگرگون ہو گیا عالم قمر کا | فروغ روشنی پیدا ہوا جب
مٹائی مہر نے نیرنگی شب | صبح کو بھی وہی گھمسان کی لڑائی رہی مگر گیسو کی فوج پسپا ہونے لگی
اُسنے بزور سحر ملکہ صنعت کو اطلاع دی وہان گولا ساحرہ مذکور کا بٹھایا گیا تھا اور اُسکو ہوش آیا تھا کہ طائر
سحر نے آکر خبر جنگ کہکر عرض کیا کہ جلد چلیے نہین گیسو شکست کھا چکا ہی لشکر حریف غالب آچکا ہی ملکہ مذکور
نے یہ سنکر چاہا کہ مع تمام لشکر کے بزور سحر چڑھ دوڑے لیکن یہ ساحرہ زبردست ہی مثل افراسیاب اسکے
ہاتھون مین بھی حال نیک و بد ساعت کا معلوم ہوتا ہی پس اپنے ہاتھ کو دیکھا معلوم ہوا کہ تیرا جانا مناسب
نہین مدد گیسو کے لیے بھیجدے یہ دیکھکر از بسکہ دردمند بھی تھی جانے سے باز رہی اور اپنی انیس اور مصاحبون
کیطرف نظر کی ایک مصاحب خاص آراستہ سحر نام حسین و گل اندام فن سحر مین یکتا پاس بیٹھی تھی نگاہ
ستفکر ملکہ کی پہچانکر عرض رسا ہوئی کہ خبر رزم سنکر حضور متردد ہین مجکو حکم ہو کہ مین جاکر تمکو امان شاہی کا
کام تمام کرون صنعت نے ہنسکر کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی جاؤ اور سب کے سر کاٹ لاؤ وہ گلبدن اجازت پاکر
روان ہوے گل اٹھی اور تسلیم کرکے چلی باغ حسن اُسکا ایسا ہرا بھرا تھا کہ رفتار سے اُسکی روش نسیم گلشن کا
رنگ پیدا تھا مردم نگاہ اُسکے چمن رخسار کی گلگشت کرین تو ہوائے وصال مین اُسکے گردش پذیر
رہین تعشق گلہاے بوسہ مین شبنم نمط رویا کرین وہ اُسکا چھوٹا سا قد فتنہ برپا کرنے والا گلشن جس کا بوٹا تھا
قمری دل اُسی سرو چمن پر لوٹتا تھا غنچہ باغ کو اگر وہ غنچہ دہن منہ لگائے تو وہ ایسا اترائے کہ شگفتہ خاطر دن
کیطرح باغ باغ ہو جاے ناز کی برگ گل کہانسے یہ منہ لائے جو اُسکے لبون پر نثار ہونے کے قابل کہلاے

بیلا موتیالا کھا اپنے تئین بنائے مگر اُسکے گوہر دندان کی ایسی صفائی کہان پائے کہ بموجب ابیات

لگا کر تیغ جب وہ قاتل عالم نکلتا ہی	فلک پر خون سے تُرک فلک کا دم نکلتا ہی	کوئی انداز ہو نام خدا تیر مزیب ہی
تمھاری ہر ادا مین یار اک عالم نکلتا ہی	مقدر سیر از لف اُسکی ہا بر ہی زمانہ مین	نہ اِسکا بل نکلتا ہی نہ اُسکا خم نکلتا ہی

بچہ سحر کرسے لگائے لباس سرخ وہ قتال عالم زیب قامت فرمائے اکڑتی ہوئی باہر بارگاہ کے آئی اور کچھ سحر پڑھا کہ صحرا کیطرف سے سترہ سو نازنینان قمر پیکر کم سن جوانی کے دن حسن مین یگانۂ دہر لڑنے مین خدا کا قہر پیرہن سرخ پہنے چھوٹی چھوٹی کمانین دوش پہ لگائے برج قوس مین اختر آئے تیر سونے کے ترکشون جواہر کی رکھے سامنے آئین یہ سب اس آراستہ سحر کی پتلیان بزور سحر بنائی ہوئی ہین کہ جہان یہ جاتی ہی ساتھ یہ بھی جاتی ہین اور لشکر سے ہٹکر صحرا مین ٹھہرتی ہین جب یہ سحر سے اُنکو بلاتی ہی جب آتی ہین اس ساحرہ نے بڑی محنت کرکے مدت مین ان پتلیون کو بنایا ہی اور بغیر قتل ہوئے آراستہ سحر کے یہ پتلیان نہ ٹھینگی نی الحال جب یہ پتلیان بصورت نازنینان طائران سحر پر سوار حاضر خدمت ہوئین آراستہ سحر بھی تخت پر سوار ہوئی کنیزان گل اندام نے گرد تخت حلقہ کیا اور ان پتلیون نے طائران سواری کو اُٹھایا تخت ساحرۂ مذکور بیچ مین روان ہوا بروے ہوا یہ گروہ مہ جبینان اسطرح پرواز کنان تھا گویا ماہ تابان لشکر سیارگان لیکر آخر آیا تھا یا جلال پر آفتاب تابان تھا ابر اودے اودے سر پر سایہ فگن تھے اور اُن گل اندامون کے سرخ پیرہن تھے تو یہ ظاہر تھا کہ بجلیان بدلی مین طپان ہین چھل بل سے اُن کج اداؤن کی بجلیان بھی حیران ہین کمانین دوش پر ہر ایک کے ترکش برابر بغل کے لگے گویا طاؤس مست پر کھولے ہوئے ہوا سے سحر کے جھونکے نقارے بجتے کچھ عجب کیفیت دکھاتے تھے مختصر یہ کہ بڑی آن وادا سے یہ بہر رزم لڑنے والے سب جاتے تھے جب قریب جنگاہ یہ لشکر پہونچا یہان گیسوے ظلمات سے سحر کی مار ہو رہی تھی کہ اُن ابر وکمانون نے قوسہاے طلائی کندھون پر سے اُتارین اور تیر ترکش سے نکالکر بہر کمان مین پیوستہ کرکے لگائے سترہ سو ناوک سحر ایک دفع سن سن کرکے چلا اور لشکر مہر خ نشانۂ خدنگ اجل بنا ایک ایک تیر نے پانچ پانچ ساحرات کے سینون کو توڑا پہلے ہی حملے مین ہزارہا طائر روح شکار تیر قضا ہوا آراستہ سحر بروے ہوا تخت ٹھہراکر قائم ہوئی اور کنیزین اُسکی چارطرف سپر ین آڑکر کے کھڑی ہوئین لشکر مہر خ سے بھی ناوک در پے پڑنے لگے مگر کنیزین سپر دغیرہ پر روک کر رد کر دیتی تھین اور وہ پتلیان برابر ناوک لگنی کر رہی تھین بڑے غضب کا سامنا تھا تیرون کے سناٹے تھے باد خزان اجل کے جھونکے کارلشکر پر آتے تھے

تخلہائے جسم بے برگ و بار تھے مرغ جان ہم بحر کے شکار تھے دل دہر سے آہ اسی نکلی تھی کہ سینون کے تیر بنکر پار تھی یا کسی عاشق ابرو و مژگان کے آہ کی یہ تاثیر آشکار تھی ساحرون نے بزور سحر سپر ہین پیدا کر کے اڑا کی تھین لیکن وہ تیر کسی طرح نہ رکتے تھے ہزارہا لاش میدان مین پڑی تھی وہ بدلی سحر کی آئی تھی کہ تیردن کا مینھ برس رہا تھا ہر ایک سپاہ جان بچانے کو ترس رہا تھا تیردن کی کثرت بارش سے یہ ثابت تھا کہ روزگار غدار کے فرط خوف سے روئین کھڑے ہین نہین دنیاے بیوفا کے سینے سے ارمان تمکاری نکل رہے ہین پر عقاب و طاؤس سے روے ہوا پر تھا یا ہوا نے بھی پر نکالے تھے موج ہوا مین سونے کے تیر آتش کے پر کالے تھے بحر اخضر روے ہوا مین خلقت آبی کو خوف طلاطم تھا تیردن کا دریا ہوا پر بہ رہا تھا سردآران لشکر بہار جادوگر نیان ذیوقار اور ملازمان مہرخ نامدار زمین مین بزور سحر سما جاتے تھے تیردن کی زد سے ہنکر اپنی جان بچاتے تھے اُدھر گیسو کو جو مدد ملی تھی تو اُسنے آفت برپا کر دی تھی فوج مین بھگدر پڑا چاہتی تھی شجاعت شعاران عالی گہر پاے ثبات گاڑے لیکن گودے کنارے تھے یہ حال دیکھکر مہرخ و بہار بزور سحر اُڑین اور تیر و نسے بچتی ہوئین قریب تخت آراستہ سحر پہونچین چاہا کہ اُسپر حملہ کرین اُسنے جو انکو قریب تخت پایا ایک بھینہ طاؤس سواری سامری کا اُسکے پاس تھا انکو زبردست جادوگر نیان جانکر جھولی سے نکالا اور سحر پڑھکر انپر مارا وہ بھینہ انکے قریب آکر شق ہوا اور اُسمین سے ایسی لوے بد پیدا ہوئی کہ تھنون مین تیر بنکر ان دونون کے سمائی اس معیہ نے تھنون مین تیر چلائے یہ دونون تاب اُس لو کی نہ لاسکین بیہوش ہوگئین اور قلابازیان کھاتی ہوئین زمین کیطرف چلین آراستہ سحر نے کنیزون کو حکم دیا کہ گرفتار کر لو کنیزین اُسکی چلین لیکن کچھ لشکر عقب مین ان دونون کے بھی آیا تھا اُنمین سے چند جادوگر نیان جانبازی کر کے پنجہ بنکر بہت جلد گرین اور ان دونون بیہوشان بھینہ سحر کو زمین پر مثل مادہ کے نہ گرنے دیا اُٹھا لیگئین آراستہ سحر نے کہا لیجانے دو آخر کہان لیجائینگی مین سبکو دم بھر مین مارے لیتی ہون یہ کہکر متوجہ جانب نادک اندازان سحر ہوئی ابتو مہرخ و بہار کے ہونے سے لشکر بے سردار کا ہوا اور فوج نے جرمت کھایا شکست ہوئی گیسو نے زیر قبض رکھ لیا منجملہ بہادر تو نہ بھاگے جان دینے کے ارادہ بیہنہ سپر کر کے دل پتھر کر کے ٹھہر گئے اور باقی سب بھاگے بلور چہار دست اور سرخمونا فرمان وغیرہ کائنات کے سحر کر کے تیردن سے جان بچاتے تھے اور گیسو کے سحر رد کرتے جاتے تھے تلوار سحر کی چل رہی موت آچکی تھی زندگی جانے کے لیے جانب عدم چل رہی تھی کہ بموجب نظم

چو دریائے خون شد ہمہ رزمگاہ — خروشی برآمد بلند از سپاہ — ز سردار لشکر بسے کشتہ شد
بسے بیش از رزم برگشتہ شد — چنین گفت لشکر بہ بانگِ بلند — کہ اکنون بہ بیچارگی دست بند
مگر کردگارِ سپہر بلند — رہاند تن و جان ما زین گزند — وگرنہ بہ پرِ عقاب اندریم
دیا نہ بدریائے آب اندریم — یکے حملہ کردند ہر سو بہم — چو برخیزد از جائے شیر دژم
برآمد و گرہ غوِ کوس و نائے — خروشیدنِ زنگ و ہندی درائے — ہنوز یہ رکا تھا کہ تیر تقدیر

اسلامیان کمان قدرت قادر بیچون سے رہا ہوکر سینہ پُر کینۂ دشمن کے پار گذرا یعنی عیاران لشکر بھی شریک جنگ تھے جب شکست اپنی فوج کی دیکھی برق فرنگی چند ساحرون کو ساتھ لیکر لشکر سے نکلگیا اور ایک مقام پر ٹھہرکر صورت اپنی بصنعت عیاری مثل صورت صنعت سحر ساز بنائی قبائے پُر زر لباس زرّاری در بر کرکے دوپٹا زرتار اوڑھکر پائجامہ آب و تاب کا کمخواب کا پہنکر زر و زیور سے آراستہ ہوا اور وہ صورت بنائی کہ ان بھی صنعت کی نہ پہچان سکے اپنی دختر ہی اُسکو جانے پس ان ساحرون سے کہا کہ ایک طاؤس سحر سے بنا دو اور تم کنیزان صنعت کی ایسی صورت بزور سحر بجاؤ ساحر حسب ارشاد عمل مین لائے عیار مذکور طاؤس پر سوار ہوا کنیزین مصنوعی جلو مین چلین اس صورت پر طاؤس اُڑا کر بعجلت تمام رزمگاہ مین برق آیا اور ازبسکہ ہنگامۂ جدال و قتال گرم تھا کسی نے اسکی جانب خیال نہ کیا اسنے قریب آراستہ سحر جب پہونچنے کی تدبیر نہ دیکھی ایک کنیز سے حکم دیا کہ بزور سحر بلند ہوکر پکارے کنیز بلند ہوکر بموجب فرمان صدا زن ہوئی کہ ای آراستہ سحر ملکہ عالم تشریف لائی ہین اور تعریف تمھاری فرماتی ہین یہ صدا ساحر مذکور نے سُنی اور سر اُٹھاکر جو دیکھا ملکہ صنعت کو آتے پایا تخت بڑھاکر چلی فوج تو لڑتی رہی اور یہ اُدھر مخاطب ہوئی جب قریب پہونچی ملکہ مصنوعی نے کہا ای آراستہ واہ واہ واکیا کہنا جیسا مین تمکو چاہتی تھی اُس سے دہ چند پایا یہ تمھارے ہی واسطے تھا جو آن واحد مین ایسے لشکر سرکش کو پست کر دیا ساحرہ نے یہ تعریف سُنکر تسلیم کی اور عرض کیا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی طبیعت بھی دشمنون کی ناساز تھی پھر کاہیکو یہ محنت گوارا کی حضور کا اقبال شریک حال تھا مین دم بھر مین ان سرکشان کے سر بہ زیر ملازمان سرکار عالی قدر حاضر کرکے سر تفاخر اپنا تا بہ چرخ بازیگر پہونچاتی ملکہ مصنوعی نے یہ سنکر خندان خندان اپنے طاؤس کو قریب تخت پہونچایا وہ بنا بر تعظیم تخت پر کھڑی ہوگئی اسنے کہا آ تو سہی کہ مین تجکو گلے سے لگاؤن میرا دل تجھپر نثار ہوا ہی کہ تو نے بڑا کارنمایان کیا ہی یہ کہکر طاؤس تخت سے

ملاکر تخت پر اُتر گیا اور ہاتھ دونون پھیلائے آراستہ سحر نہایت ادب سے سر جھکا کر قدمون کیطرف چلی اِسنے سر اُسکا اُٹھا کر اُسکو گلے سے لگایا اس ساحرہ کا حسن و جمال پیشتر مذکور ہو چکا ہی برق کو قتل کرنے مین تردد ہوا مگر خیال کیا کہ یہ انگبین پرازنیش زنبور ہی یہ اگر معشوق حسین ہی تو بیوفا ضرور ہی خلل کا پھل ہی اسکے قتل نہ کرنے سے اپنی زندگی مین خلل ہی یہ سوچکر اتنا تو کیا کہ جب اُسکو گلے سے لگایا دونون پہلیان جبین و رخسار کی لین پھر ایک ہاتھ سے چوٹی پکڑلی اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبایا ساحرہ حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہی اِسنے ایک لات جو ماری وہ تخت کے نیچے چوٹی اِسکے ہاتھ مین وہ زیر تخت آویزان اُسوقت وہ سمجھی کہ یہ ملکہ صنعت نہین کوئی دشمن ہی بس سحر سے رہا ہونا چاہیے یہ سوچکر چاہتی تھی کہ سحر پڑھے لیکن اِسنے اتنی مہلت نہ دی خنجر کھینچکر گردن پر اس زور سے مارا کہ سر کٹکر اسکے ہاتھ مین رہا اور دھڑ نیچے گرا اِسکے مرنے کا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا آندھی پانی بڑے زور شور سے آیا اور وہ تخت جسپر ساحرہ مسطور سوار تھی جلنے لگا برق جست کرکے اپنے طاؤس پر گیا کنیزین ساحرہ کی حربے سحر کے اسپر مارنے لگین اِسکے ساتھ جو ساحر کے صنعت کی کنیزین بنے ہوئے تھے وہ سینہ سپر ہوکر لڑنے لگے اور برق کو سحر کی مار سے بچاتے تھے اُدھر وہ سترہ سو نپلیان جو بصورت زنان خوبصورت تیر مار رہی تھین ساحرہ کے مرتے ہی اُنکے جسم مین آگ لگی سترہ سو ہوائی ایکبار بر دے ہوا چھوٹی وہ سب گلنار پوش ہنگام رزم شعلہ بھبھوکا ہو گئین آتشبازی کے دیو کیطرح وہ پریان چھوٹ رہی تھین تخت اور طاؤس وغیرہ اُنکی سواری کے چرخی کیطرح چرخ مارتے پھرتے تھے چرخ شعلہ خو نے نیا رخ اُن سب کو دیا تھا میدان ہوا کا ہوائی ہوا تھا ہر سمت عجب گل لالہ پھولا تھا رو ہوا آتشبار بلکہ آتش نہار تھا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین تیر و تیر انداز ہر ایک فی النار تھا ادھر تو وہ ماد کہ فگن جلین ادھر ایک ساحر سے برق نے نیزہ لیکر سر آراستہ سحر کا سنان پر رکھکر بلند کیا اور پکارا ای افسران لشکر مہرخ منم مہتر برق فرنگی ہان مارلو ان نابکاردن کو افسر جو گیسوے ظلمات سے لڑرہے تھے یہ نعرہ سنکر خوش ہوئے اور بڑے گھمسان کی مار ہونے لگی اُدھر وہ ساحر جو مہرخ دیہیم کو اُٹھا لیگئے تھے اور صحرا مین جاکر ٹھہرے تھے آراستہ سحر کے مرنے سے اُن دونون کو ہوش آگیا اور بزور سحر سناٹا مارکر جو لشکر مین آئین گیسو کو اڑتے پایا اور برق کو طاؤس پر سوار نعرہ کرتے سُنا بس مہرخ بجلی بنکر گری گیسو کو کاٹکر زمین مین اُتر گئی شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا فوج مہرخ جو بھاگی تھی پھر پڑی اور ہمراہیان گیسو جو چند ہزار ساحر تھے اُنھین زیر تیغ رکھ لیا وہ ساحر اتنے

بڑی لشکر سی لڑنی کی تاب نہ لاسکی بہت ماری گئی اور بہت بہزار دشواری جان سلامت لیگئی مہرخ بطل فتح وظفر بجواکر پھری برق عیار پر سی زر وگوہر نثار کیا اور بہت تعریف فرمائی کہ ماشاءاللہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو مصاحب خاص صنعت کو اس کروفر سی سر میدان قتل کیا اور ہم سبکی جان بچائی ہم این کا راز تو آید مردان چنین کنند + حاصل مرام دشت قتل سی لاشین اپنی مقتولونکی اٹھواکر دفن کین میدان پاک وصاف کراکے ملکہ موصوفہ داخل بارگاہ بلند پایگاہ ہوئی لشکر ظفر مکھوئی آسودہ ہوا سردار بھی حاضر دربار ہوکر مصروف عیش وعشرت ہوے ادس طرف کنیزان آراستہ سحر وفوج وغیرہ جو بھاگی بارگاہ صنعت کی قریب پہونچی صنعت کو اس لڑائی کی کیفیت اسوجہ سی نہ معلوم تھی کہ لشکر اوسکا بہت بڑا ہی اور تین حصہ اس لشکر کے ہین جلد دوم مین حال اوسکا تحریر ہی چنانچہ ساحرہ مذکور میدان جنگاہ سی منزل بھر پر ہی اور ملکہ حیرت بھی اوسکی آنی سے متصل اوسی لشکر کے اتری ہوئی ہی غرض کہ فوج ہزیمت خوردہ نی قریب بارگاہ پہونچکر شور فریاد والغیاث بلند کیا صنعت کا کولا جو ٹوٹ گیا تھا اوسی کے درد مین متبلا پلنگ پر لیٹی تھی کنیزین مصروف خدمت تھین شور فریاد سنکر اوسنی کنیزونکو سامنی بلواکر جملہ کیفیت قتل آراستہ سحر معلوم کی اور اسوجہ سی کہ میری شوکت مین فرق نہ آئی بظاہر تو مہنسکر کہا کہ اوس کنیز کو ناحق مینی بہر رزم بھیجا اوسے کچھ سحر آتا نہ تھا بظاہر تو یہ کہا مگر دلمین وہ غصہ آیا کہ ہونٹ چبانی لگی اور کہا مین افراسیاب سی جاکر اچھی طرح مصمم طور پر اجازت نسبت غارت کرنی ان باغیونکی لیلون تو ایک لمہ مین سبکو فنا کردون یہ کہکر ہر چند کہ دردمند تھی مگر تخت سحر پر بیٹھکر جانب باغ سیب روانہ ہوئی اس اثنا مین صنعتگر قدرت نی صفحہ دہر پر نقش سواد شب سی نبای ماہ و اختر ورق سپہر پر منقوش

نظر آئے بموجب نظم	عروج شب نمایان تھا سراسر شام	ہوا دن سے طلوع اختر شام
سوار چرخ نی مغرب کی لی راہ	عروس شب نے اوڑھی چادر ماہ	شاہ طلسم شام کو تخت حکومت

سے اوٹھکر آئینہ سحر مین گیا تھا مثل تصویر معلوم دیتا تھا تمام ساحر مثل باغبان قدرت و گلچین وابریق وسرمایہ وجنین وغیرہ پایہ بپایہ زیب کرسی ودنگل تھی شیشہ آلات روشن تھا ایوان شاہی پر بہ رنگ عروس جوبن تھا بادشاہ آئینہ سے بھی جایا چاہتا تھا کہ صنعت جاکر پہونچی اس باغ وایوان کی تعریف کئی جگہ تحریر ہوچکی ہی ساحرہ مذکور سیر گلشن دیکھتی ہوئی قریب ایوان جب پہونچی بادشاہ کو خبر سحر نی دی اوس نی ساحرا کے استقبال کو بھیجے

اور آپ آئینہ سے نکل آیا یہ ایسا زبردست ساحر ہی کہ آئینہ مین جب جاتا ہی تو اس جگہ سے جہان آئینہ رکھا
ہوتا ہی نظرون سے دور نکلجاتا ہی لیکن آئینہ مین بھی نظر آتا ہی اور بضرورت فوراً آئینہ سے نکلکر ظاہر ہوتا ہی
ایسا کہ آجتک کسیکو اصلی اور سیاب کو نہین جانا کہ کون ہی مختصر یہ کہ شاہ تخت پر جلوہ گستر ہوا اور
صنعت سے سامنے آکر مجرا کیا اوسنے پایۂ تخت پر بیٹھنے کی اجازت دی یہ تسلیم کرکے پایہ چہارم پر متمکن ہوئی
بادشاہ نے فرمایا کہ اے وزیر اعظم کچھ دردمند تو معلوم دیتی ہی اور فکرمندی بھی چہرہ سے ظاہر ہی اسنے حملہ
اپنے تخت اولٹنے اور کولا لوٹنے کی بیان کرکے حال جنگ اور قتل آراستہ سحر عرض کیا اور کہا کنیز دانستہ
حاضر خدمت ہوئی ہی کہ آپ اجازت بربادی لشکر نمکحرامان عنایت فرمائین کس لیے کہ حضور اونکی بیکسی
قتل کرنے سے رنجیدہ ہوجاتی ہین جانتی ہون کہ جناب اونکی پاسداری براہ پرورش فرماتی ہین شاہ
نے کہا اے ملکہ جلدی کیا ہی مین سمجھ لونگا ان سبکا مارڈالنا ہی کیا انکا مارنا ایسا ہی کہ جیسے چیونٹی یا
کھٹمل کو مل ڈالتی ہین صنعت نے عرض کیا کہ اب مجکو تاب نہین ہی اگر حکم جنگ ملازمان شاہی مرینگے
تو مین چلی جاؤنگی کہ اپنا ملک و مال تنہا چھوڑ آئی ہون بادشاہ نے فرمایا اچھا تمکو قتل مخالفان کا
اختیار ہی ابھی جاکر مارڈالو ساحرہ یہ سنکر اوٹھی شاہ نے قلعت عنایت فرمایا اور استفسار کیا کہ اب پہلے
لڑنے جاؤگی یا اپنی بارگاہ مین جاکر استراحت کروگی اسنے کہا کنیز پہلے بارگاہ ملکہ حیرت دیجاہ مین جائیگی
یہ کہکر رخصت ہوئی اور باہر باغ کے آکر سحر پڑھا کہ چار سو کنیز حسین خوش اندام تخت لیکر حاضر ہوئین
یہ سوار ہوکر دریا سے پار اتری اور بارگاہ حیرت مین آئی اسنے بھی تعظیم کرکے بٹھایا جام شراب اپنے
ہاتھ سے دیا اسنے عرض کیا کہ اے ملکہ مثل شما رجادوان تم بھی مالک ہو تمسے بھی اطلاع کرنا ضرور ہی
بادشاہ سے جاکر مین اجازت لی آئی کل لشکر نمکحرامان مین کل برباد کردونگی تمھاری اس امر مین
کیا مرضی ہی حیرت نے کہا اندھا جب تپیاے جب دو آنکھین پائے مین تو اپنے خدا سے چاہتی
ہون کہ یہ باغی مارے جائین دیکھا چاہیے کہ سامری وہ دن کب دکھاتی ہین جو یہ دشمن
غارت ہونگے مجکو تو یہ امید نہین کہ کل تم سب کو ہلاک کرد صنعت نے کہا اگر یہ امر ہے
تو کل ذرا تکلیف فرماکر میدان تک آپ بھی چلیے اور تماشاے رقص بسمان عدو دیکھیے اے
ملکہ ان سب کو اس حال خراب سے مارونگی کہ روح بھی اونکی تا حشر مضطر و بیتاب رہیگی یہ کہکر دہانے
اپنے مقام پر آئی اور اوسکی رات زیادہ آچکی تھی طبل جنگ بجوانا مناسب نہ سمجھی اپنے ملازمون مین سے

ایک ساحرہ عجائب جادو نام کو طلب کرکے حکم فرماہوئی کہ ای عجائب تم جاکر لشکر مہرخ کی راہ روک دو
اسلئے کہ صبحکو مین جب حملہ کردن تو وہ بھاگ پہ نکین اور اگر ممکن ہو تو سب کو سحر سی بیکار کردینا کہ صرف سر
کاٹ لینا باقی رہجای اور کچھ زحمت لڑنی بھرنے کی مجکو نہ ہو۔ ساحرہ مذکورہ یہ حکم لشکر باہر بارگاہ کے
نکلی اور چاہا کہ کچھ فوج اپنے ہمراہ لون پھر سوچی کہ لشکر ہمراہ لیجانی مین دشمن ہوشیار ہوجائینگے تو اکیلی کیا کم ہی
سبکو مین غفلت مین انڈھا کردی صبحکو ملکہ آکر سر کاٹ لینگی یہ تجویز کی تنہا روانہ ہوئی اتفاقاً ضرغام
عیار ساحر بنا ہوا بامرچاسوی بارگاہ حیرت مین شام سی موجود تھا اوسی کے سامنے صنعت آئی اور
حیرت سی اجازت طلب لیکر اپنی بارگاہ مین گئی چنانچہ جملہ بیان صنعت کا عیار مذکور نے سنا اور جب وہ اپنی
بارگاہ کیطرف چلی یہ بھی اوسکے ساتھ الگ الگ چلا وہ تو بارگاہ مین چلی گئی یہ نجاسکا مگر متصل بارگاہ پہنچا
رہا کہ دیکھون اب یہان سی میری لشکر کیطرف لڑنیکو صنعت کیونکر جاتی ہی غرضکہ اسی فکر مین یہ ایک جگہ
بطور مخفی کھڑا تھا کہ ملکہ عجائب جادو بارگاہ سی نکلی یہ ساحر تو بنا ہوا تھا ہی اوسکے قریب آیا اور کہا
ای ملکہ آپ دربار سی کیون چلی آئین کیا حضور نے آرام نکیا عجائب نے کہا مجکو حکم راہ روکنی کا لشکر عدو کے
ملا ہی اسوجہ سے مجکو ادسطرف جانا ہی ضرغام نے یہ حال سنکر چاہا کہ اوسکو کچھ فریب دیکر قتل کری لیکن
وہ کچھ دور چلکر نظر سے غائب ہوگئی ضرغام سمجھا کہ تم اسکی تلاش مین اگر چلے اور لشکری تمھاری غافل
ہین اونکو کچھ ضرر پہونچا تو بُرا ہی چلکر پہلے مہرخ کو اس حال سی اطلاع کرنا چاہیے یہ سوچکر وہان سے بھاگا
اور بہت جلد لشکر مین آیا ملکہ مہرخ وغیرہ کو صنعت کی آنے سے تردد زیادہ رہتا ہی اسلئے
دربار مین بہت رہتی ہی چنانچہ شب کا دربار برخاست نہ ہوا تھا کہ عیار مذکور پہونچا اور ملکہ موصوفہ
سے جملہ کیفیت معروض بیان مین لایا ملکہ نے فرمایا کہ خدا مالک ہی ہمارے دم مین جبتک دم ہی ہم بھی
لڑی جائینگے اس مین کوئی کیون نہو سب جانتے ہین کہ صنعت کا ہم مقابلہ نہین کرسکتے لیکن خدا
کے فضل پہ بھروسا رکھتی ہین یہ تقریر سنکر برق عیار نے کہا کہ ای ملکہ تم گھبراؤ نہین یقین ہی کہ خدائے
تعالی ہماری مدد بھیجیگا کوکب کے بی

اطراف لشکر کے صحرا و کوہ مین آئی ہوگی اسی جگہ ڈھونڈھنا چاہئے اوسکے لشکر مین جانا بیکار ہی یہ سوچکر
قریب لشکر دشت و کوہ مین بہ ہیبت مبدل پھرنے لگا اس طرف عجائب جو روانہ ہوئی تھی تو قریب
لشکر اسلامیان ایک درّہ کوہ مین آکر ٹھہری اور آگ روشن کرکے پانچ چار منقلین سحر کی جلائین اور
سامنے رکھکر سحر پڑھنے لگی اور رائی سرسون پھل آگ دھتورے کے جلانے لگی دھوان اون انگیٹھیون
سے اوٹھنے لگا یہی دھوان بڑھتے بڑھتے لشکر اسلامیان مین جاکر سب کو اندھا کردیگا چنانچہ برق جو دھوئیں
اس ساحرہ کو پھرتا تھا اوسنے پہاڑ کے نزدیک پہونچکر روشنی دیکھی دور سے ٹھہر کر جو دیکھا تو ایک ساحرہ
جوان بحسن ملیح و نمکین زیور جواہر اور لباس رنگین پہنے نظر آئی کہ مصروف سحر خوانی ہی عیار نے کو پہچان
گیا کہ یہی عجائب جادو ہی پس اوسنے صورت اپنی مثل ایک ضعیفہ کے بنائی کہ منہ مین دانت ایک نہین
گالون پر جھریان پڑین سر پہ بڑے پائچون کا پائجامہ پہنے چادر سفید اوڑھے کمر خمیدہ لکڑی ہاتھ مین اس
شکل سے اوس درہ کیطرف چلا اور بکتا جاتا تھا کہ یہ عیار ہمارے غارت ہوا ڈرتی نہین لو صاحب بیری بچی کا
کولا ٹوٹگیا سامری ان عیارونکا نام لیوا پانی دیوانہ رکھین میری لڑکی ماری درد کی کل سے تڑپ
رہی ہی یہی بکتا جب درے کی جانب سے ہوکر نکلا عجائب نے اسکا بیان سنکر پوچھا کہ بڑی بی کون تمھاری
بچی تھی جسکا کولا ٹوٹ گیا بڑھیا نے کہا ارے تو کون ہی جو میری لڑکی کو نہین جانتی تمام طلسم تو اوسے
جانتا ہی بلکہ صنعت سحر ساز شیطان کی طرح مشہور ہے نہین نے اوسکو دودھ پلایا ہی عجائب نے کہا
بڑی بی تم میری بی بی کی اتا ہو اور اسطرح جنگل مین ماری ماری پھرتی ہو بڑھیا نے کہا ارے تیری ہوی
کون عجائب نے کہا بلکہ صنعت جسنے مجکو راہ مخالفان روکنے کی لیے بھیجا ہی بڑھیا نے سارا حال سنکر فرمایا
اگر سر سے پانتک بلائین لین اور کہا اے بیوی مین دیوانی سڑن اپنی بیٹی کے غم مین مبتلا ہوکر اپنی بلائی
کے پاس نہین رہتی ہون مدت ہوئی کہ اس پشتۂ رنگین حصار کے کوہستان مین ایک جھونپڑا ڈال
لیا ہی یہین پڑی رہتی ہون خدا میری بلائی کو زندہ رکھے جو میرے کھانے کو بھیجدیتی ہی اب تم جو لشکر مہر
برباد کرنے آئی ہو تو اتنی مہربانی کرنا کہ میری جھونپڑی کا خیال رکھنا اوسپر کوئی آفت نہ آئے عجائب نے
کہا نہین بڑھی اماں یہ کیا بات ہی تم میری مالک کی اتا ہو میری بھی ماں ہو بڑھیا نے کہا بیٹی پھر یہانسے
میری جھونپڑی ہی مین چل آگ پانی پان تماکو کا آرام ملیگا اور جو نہین چلتی ہی تو جو کچھ کہ یہین لادون
اوسے جوابدہ یا کہ نہین اماں مین بہت دیر یہان نہین ٹھہرونگی کسی چیز کی مجکو ضرورت نہین ہی بس باتین

نکرتی تو ابتک سحر کو زور دیکر اپنا کام کر چکتی ہان چلتے وقت اتنا بھولگئی کہ کسی لونڈی سے پاندان لانے کو کہتی آتی اب گلوری کی البتہ خواہش ہی کہ جماہیان چلی آتی ہین اور ابھی کچھ دیر ٹھہرنا بھی ہی بڑھیا نے کہا بیٹی تیرا جو رتبہ ہی اُس لائق تو پان نہین ہین اگر کہہ تو پٹاری سے دو تین پان بنالاؤن ساحرہ نے کہا نہین تمکو تکلیف ہوگی بڑھیا اٹھی کہ تکلیف کیا میرے آنکھون سُکھ کلیجہ ٹھنڈک ہی۔ یہ کہکر چلی اور اُسکے سامنے ہٹکر کسوت عیاری سے دو تین گلوریان بیوئی آئینہ نکالکر کچھ دیر ٹھہر کر اُسکے پاس آیا اور کہا لو بیوی یہ پان حاضر ہین اُسنے اُسکے ہاتھ سے پان لیکر چاہا تھا کہ مُنھ مین رکھے یکایک ایک سمت سے صدا آئی کہ دیکھ دھوکا نکھانا سمجھ بوجھکر پان کھانا ادھر تو یہ آواز آئی اور اُدھر عیار مذکور مثل برق جہندہ چمک کر نظر سے غائب ہوا بھاگ کر درۂ کوہ مین پوشیدہ ہوگیا ساحرہ حیران ہوئی کہ یہ بڑھیا کدھر گئی اور یہ پان کھانے کو میرے سحر نے کیون منع کیا پھر سوچی کہ بڑی خیریت گذری معلوم ہوتا ہی کہ یہ کوئی عیار تھا بس اُسنے وہ پان پھینکدیے اور مشغول سحر خوانی ہوئی لیکن برق جو درہ مین چھپ گیا تھا یہ کیفیت کو دیکھ رکھا ہی بس اُنھین مین ایک کنیز کی ایسی اپنی صورت بنائی سنہری لباس پہنا چاندی کی بجلیان اور چوڑیان پہنکر دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا کر اپنی چھپ تختی دیکھتا سطح جست خیز کرتا چلا کہ معلوم ہوا اُڑتا ہوا آتا ہی غرضکہ قریب ساحرہ پہونچکر ہنس کے کہا کیون بیوی کیا مین نے وقت پر آواز دی بھی نہین عیار تو کام اپنا کر ہی چکا تھا آپ فریب مین آچکی تھین ساحرہ نے اسکی صورت دیکھکر کہا ای نازک سحر تم کہان آئین برق سمجھا کہ جسکی صورت تم نے ہوا اُسکا نام نازک سحر ہی بس اِسنے کہا کہ بی بی صنعت نے آئینۂ سحر دیکھا معلوم ہوا کہ عیار برق بڑھیا بنا ہوا آیا ہی اور فریب دیا چاہتا ہی ملکہ عالم نے مجھسے کہا کہ تو جا اور عجائب کو اطلاع دے پس مین اُسوقت اگر پہونچی تھی کہ جب تم پان کھایا چاہتی تھین اور وہ آواز بھی مین نے دی تھی پھر عیار کو ڈھونڈھنے چلی گئی تھی وہ تو نہین ملا مین نامہ بھی ملکہ عالم کا لائی ہون اُسکو لیجیے اور فرمادیا ہی حضور نے کہ اسکے اندر جو تحریر ہو اُسپر عمل کیجیے اب جو کوئی آئے نامہ مین دیکھکر حال اُسکا دریافت کرنا معلوم ہوجائیگا یہ کہکر ایک کاغذ ساحرہ کو دیا وہ اُسکو لیکر پڑھنے لگی وہ تو اُدھر مشغول ہوئی برق نے پشت پر آکر کمند ماری مگر وہ ساحرہ زبردست تھی کمند ٹوٹتے ہی اُف جو منھ سے کرتی ہی کمند جلگئی اور برق پھر بسان برق بھاگا لیکن ساحرہ بھی پیچھے دوڑی اور درۂ کوہ مین عیار پہونچا تھا کہ اِسنے سحر سے پاؤن اُسکے بیکار کر دیے اور قریب جاکر قید کر کے درہ سے

باہر لائی اور کمر مین پنجہ دیکر چاہتی تھی کہ اڑے اسلیے کہ کہتی آتی تھی ای موئے عیار مین تجکو پہاڑ پر سے
پٹکے گرا دونگی کہ تیری ہڈیان ٹوٹ جائینگی غرضکہ جب اُسنے اُڑنے کا قصد کیا برق نے بمنت کہا کہ ای
ملکہ آپ مجکو چھوڑ دیجیے اب مین عیاری نہ کرونگا اُسنے جواب دیا کہ ارے موڈی کاٹے تو لاکھ عاجزی کرے
مگر مین تجکو کب چھوڑتی ہون برق نے پھر زار و نالہ کیا اور ہاتھ باندھے اور اسیطرح منت کرنے کے حیلے سے
ہاتھون کو بلند کیا اور اُسکی ناک پکڑ کر لمدی چٹکی مین ایسی تیز بیہوشی بھر رکھی تھی کہ دماغ مین اُسکے تیر سا لگا
اور سر اِدھر اُدھر پھینکین آنی لگین آخر چرخ کھا کر گری برق اُسکے پنجے سے چھوٹکر گرا مگر طاقت رفتار نہ تھی پنجے
کا دھر سحور تھا یہ گھبرایا کہ تو بھاگ نہین سکتا ہی اور بیر اسکے ساتھ ہین کہ آواز دیچکے ہین مبادا کوئی
بیر اسکو ہوشیار کر دے یا اُٹھا لیجائے تو محنت تیری برباد ہو اور جان بھی جائے پس اُسی گھبراہٹ
مین ازبسکہ کوہستان تھا پتھر ہر جگہ پڑے تھے اسنے ایک سنگ گران اُٹھا کر قریب ساحرہ تو پڑا ہی تھا
سر پر اُسکے مارا کہ سر اُسکا پاش پاش ہو گیا بھیجا تھنون کی راہ بہ گیا وہ تڑپکر فوراً ہلاک ہوئی غلغلہ
دار و گیر برپا ہوا آندھی نے تمام دنیا سیاہ کر دی برق کے پانون کھلگئے یہ وہان سے بھاگا اور اُسکی
لاش بونڈلے اُڑا کر جانب بارگاہ صنعت لیگئے اور یہ سر دفتر عیاری قلم فطرت سے صفحہ ہستی عجائب
پر حرف لاکر بسان سمند کلک اُسی کے لشکر کیطرف روان ہوا کہ دیکھون اب صنعت جنگ نامہ مین کیا
سبق بڑھتی ہی لیکن اس عرصہ مین خامۂ نور سحر نے سطر کہکشان کاٹ دی شب مثل حرف غلط مٹگئی کہ ابیات

چو خورشید تابندہ بنمود چہر	لبان سبے با دل پُر زمہر	چو بر گنبدِ چرخ شد آفتاب
برآورد صنعت سر خود ز خواب	صنعت سیاہ نامہ درق بستر برسے برنگ خط باطل اُٹھکر چوکی پر	

گئی اور بعد انفراغ کنیزون نے سلفچی آفتابہ حاضر کیا اِسنے ہاتھ مُنہ دھو کر عزم کیا کہ سرکشون کے سر کاٹنے کو
روانہ ہو مگر خیال کیا کہ کچھ ناشتا کر لینا چاہیے کیونکہ تمام دن قتل و قمع مین بسر ہوگا چنانچہ اسنے طعام چاشت
طلب کیا فی الفور دسترخوان بچھا قابین کباب کی ڈالیان میوون کی پلیٹین مٹھائیون کی طشتریان
شیرینی کی اور طعامہاے لذیذ دیگر اقسام کے چنے گئے اسنے مع اپنی ہمراز دن کے قصد کھانے کا کیا
نوالا اُٹھایا تھا کہ بروے ہوا صدائے گریہ و بکا پیدا ہوئی اور نقش عجائب کی صحن بارگاہ مین آ کر گری
بیرون نے سحر کے آواز دی کہ ای ملکہ برق عیار نے کام اپنا تمام کیا یہ سننا تھا کہ نوالا ہاتھ سے چھٹکر
گرا اور کھانے کے عوض غم و غصہ کھایا سینہ پر الم کے طائر دل بھنا پشت دست کاٹنے لگی اور برگ بید

کیطرح کانپنے لگی اور اسی غصہ میں کھانا چھوڑکر مثل خاطر برخاستہ اودھی نفیر سحر اودھا کردم دی جو بیٹھ لاکھ کا
کا لشکر پڑا تھا اسکی نفیر کے ساتھ ہی کئی لاکھ بوق و دراد و رادر لشکر میں بجگئی برق جو خبر لینے آیا تھا یہ غلغلہ
سنکر اولٹے پانوں پھرا اور دوڑتا ہوا اپنے لشکر میں آیا یہاں مہرخ دم سحر سر پر جہانتابی پر آکر جلوہ گستر
ہوئی تھی کہ اسنے آکر خبر آمد لشکر دی بلکہ مذکور نے بھی نفیر سحر بجائی یہاں بھی جلد جلد کمر بندی ہوئی ساحر
طائران سحر پر سوار ہوے بلکہ موصوفہ بارگاہ سے نکلکر تخت سحر اودڑا کر چلی پیچھے کئی لاکھ فوج تھی بہادر فرمان
وزلزلہ ولرزان وغیرہ بڑی آن وبان سے طاؤسہاے زرین بال پر سوار سر ایک سامرہ طرحدار تاج
ہزار رنگ کی بجتی دلاور تنتی ساحر نیرنگیان سحر کی دکھاتی نئی نئی آفت ڈھاتی جاتے تھے کہ ابیات

چو بشنید مہرخ بزد کرنائے	تو گفتی کہ دارد مگر خاک پای
بہ فرمود تا مہد پرشت پیل	بہ بستند و شد روی گیتی چو نیل
خروشیدن زنگ و ہندی درای	ہمی دل برآورد گفتی ز جای
زبس تخت پیروزہ بر پشت پیل	درفشان بہ کردار دریای نیل
بچشم اندرون روشنائی نماند	ہمان باردان آشنائی نماند

اسطرف تو یہ لشکر چلا اور ادھر سے جو نشہ لاکھ کا لشکر جب صنعت لیکر چلی زمین دلکنے لگی گرد لشکر نے جہان کو تیرہ
کیا چشمۂ مہر گند لا ہوا خشم خورشید فلک کو خیرہ کیا الغرض سر گویا آسمان خشمت زمین پانوں پیدا کرکے روان
ہوا تھا تر سونکی لوگین چمکتی تھین باخیل انجم لیکر روان کیوان تھا کثرت سپاہ کا اندازہ اور نیرنجات سے تازہ
طلسم عالم درہم نیرنگی افسونسی خاطر گیتی برہم کشتی ارض انبوہ مردم سے ڈگمگاتی دنیا تہ و بالا ہوئی جاتی تھین
سانپ پھنکارتے کسی جانب تیر نعرے مارتے کہین اژدہے آتش فشان کسی سمت زاغونکی صدا تان تان
مورونکا بیدہیت چیخ چھاڑنا چیلونکا چلچلانا ساحران شیطان خصال و دیو صورتکا آگ برسانا سامری کرجی
کی پکار اژدر آتشبار پر صنعت سوار منتظمہاے سحر روشن ہر سمت نگاہ گرم سے شعلۂ فگن ہر من سے ادس قبچہ کے
آگ نکلتی غصہ میں آگ بگولا بنی ہوئی سپہ سر ابر سحر چھایا مگر وہ بھی آگ برسانا در دست جلانا اسیطرح تیار یہ روانہ تھی

حالت فوج بیکرانہ تھی کہ نظم

جہان چون شب تیرہ دو پاس گشت ہمہ روی گیتی چو الماس گشت ز پیکان و ز گرز و ز دبین و تیر
زمین شد بہ کردار دریای قیر بیابان و تاریکی پیل و شیر چہ جادو چہ نیرنگ و چہ اژدہاے دلیر

ز گردان شمشیر زن صد ہزار	ز جادو گران لشکرے بیشمار	سپہ را کہ دانست کردن شمار
تو شو چار صد بار بشمر ہزار	بجوشید گفتی ہمہ ریگ و شخ	سراسر بیابان چو مور و ملخ

جب یہ لشکر وارد میدان ہوا ادھر سے لشکر گران مہرخ لیکر آئی رزم کا سامان ہوا صحرا صحرا اور کوہ کوہ لشکر سے بھر گیا ترک فلک دُر گیا دنیا کہتی تھی کہ آج یہ ویرانہ اور زیادہ اجڑا چرخ کہتا تھا کہ میرا بس نہین در نہ سر پر پانون رکھکر بھاگتا بہرام فلک تیغ و خنجر کیا سنبھالتا برج حمل مین خوف سے چھپا تھا ہندوے چرخ ایسا گھبرایا تھا کہ برج دلو مین جاکر ڈانوان ڈول تھا ملک الموت حیران کار کہ کہانتک ارواح قبض کرون امان حیران تھی کہ کدھر جاؤن وہ رن کا پڑنا بن کا ہونا ساحرون کے ہیرونکا غل یا جونکا شور ہوائے سحر کا زور گوش فلک کر وا ہ ری کر دنیا کی ہوا بدلی ہوئی عرصہ زیست تنگ دلون مین آنگ مرگ بہت خوفسے لنگ شعلۂ تیغ کی گرمی خون کی بارش سرد ہری کی سردی پھیل جاتی تھی کہ بمقتضائے طبیعت

ہوا کڑکا بجے ڈنکے مچا شور	دلونکا گھٹ گیا عبر سے بس زرد	وہ آندھی تھی اڑی جاتی تھی انسان
ہوائے سحر کا بر پا تھا طوفان	زمین پر فوج سے ایسی تھی ہل چل	کہ تھے لرزے مین سب کہسار و جنگل

المختصر دونون لشکر صف کشیدہ ہوئے اور نقیب نقابت کرکے ہنے صنعت خود مثل بلا بیدرمان و بسان غول بیابان اس فوج کے جنگل سے بگولے کیطرح پیچ و تاب کھاتی ہوئی نکلی اور آتش بانی دکھلانے لگی کہ اے مہرخ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی جو ملازمان حضرت سامری قدرت شہنشاہ جادوان کے مقابلہ مین آئے سچ ہے جو فلک ذلت ہمین دکھائے کہ بیت رنگ بزم دہر ایسا ہو گیا بے قاعدہ + جو کھڑے رہتے تھے وہ اب ہین برابر بیٹھتے + اچھا اب آپکی مقابلہ مہرخ نے جواب دیا کہ اے ملکہ صنعت جو کوئی کیسکو مارنے آئیگا پھر وہ کہانتک ہاتھ پانون نہ ہلائیگا جو کچھ اوس سے ہو سکیگا قصور نہ کریگا شہنشاہ اگر اطاعت حمزۂ نامور کرین تو کاہیکو ہم لوگ اونکی منہہ چڑھین ہر چند کہ ہم لائق مقابلہ شاہ نہین لیکن شاہ قابل مقابلہ حمزۂ ذیجاہ نہین ہم اونکے ملازم ہین شاہ سے لڑتے ہین ہمسے لڑنا یہ نہین ہے بلکہ حمزہ سے ہے کیونکہ نواسہ اونکا اور بیٹا اونکا قید مین شاہ کے ہے ذریعہ اعظم حمزہ عمرو داخل طلسم ہے پس تو مقابلہ زلازل قاف باطل کنندۂ نیرنگ و افسون طلسمات سے ہے جنکو تم افسون سے اپنے نوکرون کو لڑوانا ننگ و عار ہے یہ کلام سننا تھا کہ صنعت کو زیادہ غصہ آیا اور ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر زمین سے نکلا یہ اوسپر سوار ہوئی اور آگے بڑھی لشکر کے نشان

جلوہ گر ہوی ہزار ہا نقارے اور طمونکے بجگئے باجے کا شور تا یہ سما پہونچا ابر گرد گرد آیا اور تمام عالم پر آکر محیط ہوگیا اندھیرا چھا گیا اور اوسنے نعرہ مارا کہ ای مہرخ بھیج کسیکو میرے مقابلہ مین مہرخ یہ نہیب سنکر خود عازم میدان ہوئی مگر سرخموذ کہا ای ملکہ آخر تو ہم سب کو یہ ساحرہ قتل کریگی پھر اول میرا ہی تماشا دیکھیے آپ تکلیف فرمائیے یہ کہکر طاؤس ابنا اڑایا اور ابر سحر پیدا کیا اوسمین سے آگ برساتی ستارے گراتی یہ بھی چلی کہ بموجب نظم

زدریا سنگے بجنگ آمدہ است — کہ جوشش چرم پلنگ آمدہ است
یکے آتش آمد ز چرخ کبود — کہ در ارض و غیرا پراگند دود
برفتند چون باد گردان زجاے — خروش آمد و نالۂ کرناے

ہزارون گھنٹے اس لشکر مین بھی بجے اور یہ سامنے صنعت کے پہونچی وہ بہت ہنسی اور پکاری کہ لاحربہ دیکھون تیرا حوصلہ اسنے کہا مین کنیز سلمانان ہون سبقت نہ کرونگی اوسنے کہا مین قسم دیتی ہون اور مشتاق تیری مار کی ہون عجز کرنا پہلے طریقہ اہل اسلام کا ہی وہ تو کر چکی یہ پیشدستی تو میرے اصرار سے سرخمو کو دھوکے مین مار کرنا منظور بھی تھا یہ اصرار کر رہی تھی کہ ایک نارنج کمر سے اسنے چھپا کر نکالا یہ نارنج مدت مین سحر کرکے اسنے بنایا ہی کہ توڑا اسکا نہین ہی جسپر پڑیگا بغیر جان لیے نہ رہیگا پس غدر کرتے کرتے وہی نارنج مارا مگر صنعت ہمسر شاہ طلسم ہی بڑی ساحرہ ہی اوسکی بیرون نے خبر دی کہ ای ملکہ بچنا وہ اوس جلدی سے شیر پر سے اڑ گئی اور نارنج آکر شیر پر پڑا کہ وہ جلگیا اور اندھیرا ہوگیا سرخموذ جانا کہ صنعت پر نارنج پڑا بس نعرہ زن ہوئی کہ مارا اور کام تمام کیا صنعت رد سے ہوا سے پھر اتری اور قہقہہ مار کر ہنسی کہ کسکو مارا تونے اری بیوقوف دیکھہ یون حربہ کرتے ہین یہ کہکر ایک گولا فولاد کا اوسنے بھی مارا یہ بھی نہایت ہوشیاری سے لڑنے آتی ہی کئی گولے اور بیر ساتھ لائی ہی پس اون بیرون نے اس گولے کو روکا مگر سب بیر جلگئے اور یہ فورا گھاؤس سے گرکر زمین مین سما گئی گولا طاؤس پر پڑکر اوسکو جلاتا ہوا ہاتھی کئی ہزار آگے لشکر مہرخ کے کھڑا تھا اوپر پڑا کہ وہ بھی سب جلے اور اونکے پیچھے کئی ہزار ساحر کھڑا تھا اونکا بھی خاتمہ ہوا اوسوقت وہ گولا سر زمین پر گرا اس عرصہ مین سرخموزمین سے نکلی صنعت نے جسے ہی اسکو زندہ دیکھا فرط غضب سے ایک تنکا اوٹھا کر کچھ افسون پڑھا کہ وہ تنکا ایک شمشیر صاعقہ خصال و برق کردار بنا ہوا جسکی لمبائی چالیس گز کی تھی یہ وہ تیغ پکڑکر سرخمو پر چڑھ دوڑی اور ایک ہاتھ اوسپر لگایا اوسنے سحر پڑھا کہ کئی سو شیر سحر کا اس تلوار سے لپٹ گیا اور

ماٹھ ستر سپرین سامنے آگئین لیکن خدا کی پناہ وہ تمشیر کب رکنے والی تھی بیر بھی جلے اور سپرین بھی کٹین
تیغہ تا دو ابرو سر خمو کا سر زخمی کرکے اوترا اور وہ بیہوش ہوگئی اسنے چاہا کہ سر کاٹ لون
اوسوقت یاقوت سرخ چشم۔ بہن کو سر خمو کے تاب نہ رہی سحر سے نیچہ بھیجا کہ سر خمو کو وہ اوٹھا
لیگیا اور آپ تلوار سحر کی کھینچکر صنعت پر جا پڑی اسنے سحر پڑھا کہ سات سو زنجیر سحر کی درمیان
مین آکر حائل ہوگئین یہ بیچاری کس کسکو کاٹتی ناچار ہوئی اور صنعت نے وہ تنکے کا تیغہ
اسپر بھی تنکر لگایا اسکو بیچارا دشوار ہوا بدقت تمام بچی مگر زخمی ہوکر بیہوش ہوگئی نیچہ سحر اسکو اوٹھا
لیگیا اور مہرخ کو یہ حال دیکھکر بیتابی ہوئی اور خون آنکھون مین اوتر آیا تخت پر سے کودی اور
للکاری کہ باش او قحبہ تو نے غضب کیا کہ دو سردار زخمی کیے خدا اونکو بچاوے یہ کہتی ہوئی جیسے ہی
بڑھی تھی کہ صنعت پکاری مین تیری ہی تو انتظار مین تھی یہ کہکر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ زمین
شق ہوئی اور دو بیڑیان نکلکر از خود پانون مین مہرخ کے پڑ گئین اور یہ بالکل ہوکر ایک جگہ رہگئی
لاکھ لاکھ افسون پڑھی کچھ نہوا اور صنعت تلوار پکڑ کر چلی کہ سر کاٹ لون اسوقت بہار تاب نہ لائی اور تخت
اپنا آگے بڑھا کر پکاری کہ اے صنعت تیری ہاتھ مین تلوار ہے یا پھولونکی چھڑی ہے یہ کلمہ بہار کا پر از
سحر تھا وہ تلوار پھولونکی چھڑی بنگئی اوسوقت صنعت نے کہا کہ اے بہار تو شہنشاہ کی ملازم نہین بلکہ عزیز
خاتون شاہ ہے اسوجہ سے یہ رتبہ تیرا ہے کہ تیری سحر نے مجھپر اثر کیا خیر مہرخ کو تو چھوڑ دیتی ہون تجھپر
سحر کرتی ہون اے بہار تیری پھولون کی چھڑی تیرے واسطے اور میری تلوار تیری واسطے میرے بدلے
اس تیغ سے تو کام لے یہ کلمات اسکے بھی اثر دار تھے مہرخ کی تو یا تو نئی بیڑیان کٹ گئین اور
بہار کے ہاتھ مین وہی چالیس گز کی تلوار آگئی اور وہ تخت پر سے کود کر اپنے لشکر کو قتل کرنے چلی یہ ماجرا
عیار دیکھ نے کہ لشکر مین صورت بدلی کھڑی تھی دیکھا اور برق کی دوڑ کر کمند ماری بہار الجھ کر گری
اسنے جھٹکا مار کر بیہوش کیا اور کندھے پر لاد کر لے بھاگا اور خبگاہ سے خیمہ شکیل قریب تر تھا اوسی
خیمہ مین لاکر ڈالدیا اور زیادہ تر بیہوش کرکے آپ سمت میدان چلا اس عرصہ مین صنعت کو
اور زیادہ غصہ آیا اور وہ ابر جو محیط عالم ہو رہا تھا اوسکی جانب اشارہ کیا ابر مین رعد گرجا اور برق
چمکی پھر برسنے لگی ساحرہ نے وہ سنگدلی دکھائی کہ لشکر مہرخ کو سختی پیش آئی شیشۂ دل سنگ ظلم سے چور ہوا
ہر ایک رنجور ہوا جسکے سر پر پتھر پڑا سر پھٹ گیا نصیب پھوٹ گئے سنگ تفرقہ فلک پھینکنے لگا لیکن اس

آفت آسمانی سے عاشقان شجاعت کمان بچکر جاتی وہ ابر تمام عالم پر محیط تھا سر شوریدگان دشت رزم کے پھٹ رہے تھے عشق شیرین کارزار مین ہر ایک پر فرہاد کا عالم تھا دفتر عالم برہم تھا نقشہ بگڑ گیا ہزار دل سحر پڑھی لیکن وہ ابر اور زیادہ بڑھا یہانتک کہ اندھیرا ہو گیا گھنگھور گھٹا چھائی اور سنگباری مثل تالہ باری ہونے لگی مزرعۂ فوج مہرخ پامال ہونے لگا کشت لشکر پر پالا پڑا عجب ظالم سے پالا پڑا آخر مین زندگی برباد نما

ہستی بسان سبزہ روئیدا گیا ہر سمت شور داد و بیداد کہ نظم

زگردون بسے سنگ بارید و خشت	پراگندہ گردید لشکر بدشت
زلشکر دو بہرہ شدہ تیرہ چشم	سر نامداران ازو برز خشم

برسے ہوا اوس بت پرست نے مسلمانونکی لیے ابر کا احاطہ منزلہا منزل تک کھینچدیا کہ بھاگ نہ جائین اور آپ ہی چالیس گز کی تلوار لیکر حملہ آور ہوئی برق کیطرح وہ تیغ سحر چمک چمکر گرجنے لگی صفین کی صفین قلم ہونے لگین ساوران نامی سرداران گرامی سر پر سپرین سحر کی آڑ کیے تھے مگر بچتے نہ تھے مہرخ و نافرمان دلزران دزلزلہ وغیرہ سبکے سر پھٹ گئے تھے اور کئی سو سردار مع کئی ہزار فوج جرار کے جو بھاگ نہ تھے حملہ آور تھے اور بڑے سالکی سے لڑ رہے تھے ادھر صنعت نے بھی لشکر کو اشارہ کیا تھا کفر و اسلام غٹ پٹ تھا تلوار چل رہی تھی بجلی گر رہی تھی ہزارون مار گئے کشاکش نفس تھی رشتۂ حیات قطع تار نفس کا جھولا پڑا موت کے محبت کی پینگ بڑھ گئی ہستی و مرگ کا اس جھولے پر سامنا خوف یہ کہ ادھر ہوئے یا ادھر ہوئے ارض و سما ہر ایک کی نظر مین ہندولا آخرت سے دنیا مین دنیا سے آخرت مین آنا جانا حال زار لوٹ دگرگون سر پھٹا ہوا چہرے پر خون بہا ہوا دامن چاک سر پر خاک پیرہن پر زرہ پر زرہ کے ٹکڑے اور ٹکڑے ٹکڑے ہاتھ مصروف جنگ و قتال جینا محال امان کا راستہ نہ جائے گریز فرار نہ طاقت رفتن و ماندن فتح و ظفر کا خیال نہ لون دد دل نا صبور لب پر فریاد و فغان زبان پر یہ کہ بچانا یا ایزد

سبحان عجب طرح کی کشمکش مین جان کہ بموجب ابیات

نہ بینی کہ تے تاج باشد نہ گاہ	نہ پیلان جنگی نہ تخت و کلاہ	نہ پیر و جوان ماند اندر نہ شاہ
نہ گنج و سپاہ و نہ تخت و کلاہ	تبا راج بینی ہمہ زین پس	نہ برگردد از رزمگہ شاد کس
دریغ این دلیران و چندین سپاہ	کہ بافر و برزند و با تاج گاہ	یکے گرد برخاست ز دشت خنگ
کہ بگرفت زان روز خورشید رنگ	کشیدند شمشیر و گرز آن سران	ببآمیخت باہم سپاہ گران

سیہبد چنین گفت با سرکران	کہ ای نامداران خنگ آوران	کہ امروز در کار چستی کنید
بمردانگی بس درستی کنید	وزان پس بمالید بر خاک روے	چنین گفت کای داور راست گوی
توئی آفرینندۂ آب و خاک	ببین نرہ دیوان ذی ترس و باک	مرادہ تو فیروزی و فرہی

بمن تازہ کن تخت شاہنشہی مہرخ بیچاری بصد خستہ حالی وہزار تضرع وزاری درگاہ باری مین
دعا کررہی ہی یقین ہی کہ کچھ دیر مین سب ماری جائین خدا انکو بچاوے اب انکو اس مصیبت مین چھوڑ کر
اور شمہ حال مبارز میدان عیاری سنیے یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بران کے پاس ہین کبھی
سیر طلسمات کبھی ادقات کرتے ہین اور گاہی ناچ دیکھتے اور شراب پیتے ہین دن عید رات شب برات
ہے ہر وقت مزے رہتے ہین ایک روز اسی عیش و سرور مین تھے ایک تیلا سونے کا شیر پر سوار اڑتا ہوا
اوتر کر سامنے بران کے آیا ملکہ موصوف نے اسکو نگاہ مہر دیکھا اوسنے ایک نامہ شاہ کوکب ملکہ
کو دیا اور آپ چلا گیا ملکہ نے وہ نامہ پڑھا لکھا تھا کہ ای فرزند ہمنے بیضہ عقاب دیکھا تو معلوم ہوا
کہ صنعت سحر ساز خواجہ کے لشکر سے لڑنے آئی ہی پس وہ قبہ تیری زبردست ساحرہ ہی تمکو لازم
ہی کہ خواجہ سلامت کو لیکر باغ عیش مین آؤ کہ وہ راہ سیر طلمات طلسم کی ہی اور اوس راہ سی ایکدن
مین انسان طلسم ہوشربا مین پہونچ جاتا ہی چنانچہ اوس باغ مین مین بھی ملاقات خواجہ سی کرونگا اور
رخصت بھی کردونگا یہ نامہ پڑھتے ہی فراق خواجہ یاد کرکے بران کی رنگت سفید ہوگئی خواجہ نے
پوچھا کہ ملکہ خیر تو ہی ملکہ نے مضمون نامہ سی آگاہی دی مخمور نے پوچھا کہ سیر باری مین کیا حکم شاہ
ہی ملکہ نے کہا تم بھی ہمراہ خواجہ رخصت کیجاؤگی یہ سنتے ہی مخمور ہر ایک سی ملنے لگی عمران و مجلس و اختر
وغیرہ گلے ملکر رونے لگین ملکہ نے کہا صاحبو خواجہ اوس راہ سی بھیجے جاتے ہین کہ یقین ہی ہمیشہ آیا جایا کرین
اب بادشاہ پاس تر جانے دو دیکھین کیونکر رخصت ملتی ہی یہ کہکر خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر یکہ و تنہا
بزور سحر اوڑی اور کہا خواجہ سلامت گھبرائیے گا نہین مین آپکو لیے جاتی ہون خواجہ کی متوجہ ہوے
آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا دیکھا کہ یہ گلزار مینو نشان ہی
ملکہ غیرت وہ گلزار جہان ہی گل ہر رنگ کے کھلے ہین نازپروردگان گلشن مہد شاخ مین جھولتی ہین دایۂ
بہار نے سبزہ کو تھپک تھپک کر سلایا ہی اطفال غنچہ کا آب ترادت سی منہ دھولایا ہی چشم نرگس مین سرمہ
زلف سنبل کا سرمہ لگا ہی یا عکس سنبل نرگستان پر پڑا ہی دامن ابر بہاری کا سایہ نبات نبات کے پیر

بصد رحمت تھا نثار سر پہ نہالون کے ہاتھ رکھے بہزار تشفقت تھا بلبلونکا چہچہانا لوریان دیکر کودکان گلستان کو آرام کرانا ہزار داستان کا کہانی کہکر بہلانا کلیون کے کمرے نکہت گل کے لیے جونہری بھونرے تھے سوسن زبان دراز اشجار کو دیکھکر پوچھتی کہ یہ کسکے نونہال ہین زبان برگ جواب دیتی کہ ہم مادر زمانہ اور زمین کے مائی کے لال ہین عروس چمن سہاگن بنی تھی اپنی آل اولاد سے پھولی پھلی تھی زر گل تصدق مین ہر صبح گلچین کو ملتا روز کیا سرو کو ہمیشہ کے لیے آزاد کردیا تھا شاخون کا جھومنا لڑکون کا مچلنا تھا بادصبا کا محبت سے نپکھا جھلنا تھا کہ نظم

نہاد باد طراوت سے بسکہ ہے معمور	پسین نہ دودھ اگر ایک لمحہ بھی طفلان	لطیف نبض جو دیکھی خبون کی تشخیص
پری زدہ ہے تباہی جو کوئی گھوڑی خال	نہ سمجھو نہر دنمین یہ آب سیمگون کا جوش	چمن مین خرمن گلہای تر کردہ خیاں
سما یا ارض کی طینت مین بسکہ جوہر جود	ضمیر خاک دفینہ نسی تھا جو لامال	بسان دست کریمان گنج گوہر بخش
لٹایا نقرہ وزر بیشمار ہا متقال		

عمر وکو بہزاد سیر اوس گلستان کی دکھاتی بارہ دری کی قریب لائی خواجہ نے اوس ایوان کو دیکھا کہ طاق فلک کو رد بر و اپنی پشت ترتباتا تھا دیوارون مین جواہر بچی کیا تھا گنبد آسمان مینا روپر اوسکی بالاگردان تھا دالانون کی آگے چبوترے سنگ مرمر کے بنے سائبان رنگین اوپر کچھ اندر دالانون کی طاق و محراب بنین محراب بردان شاہدان قصر عالم کو شرماتین کہ بموجب نظم

عظیم الشان گھر وہ اسقدر تھا	نہین ہوگا زمانے مین اب ایسا	پڑی تھے ریشمی دالان مین پردے
بہت اچھی بہت بہتر وہ ساری	عجائب نقش مینا رنگ ہر کام	برابر ایک سا آغاز و انجام
گران قیمت طلائی کارکا فرش	کہ ایسا آنکھ نے دیکھا نہ تھا فرش	جواہر لعل و یاقوت اور گوہر
ٹکے تھے ہر طرف گویا کہ اختر	جسے دیکھا وہ تھا قیمت مین یکتا	چمک کا حال اونکی مین کہون کیا
دھری تھین زرنشت جو کرسیان اور	نہ اوپر کرسکے انسان کبھی غور	نظر پھیلے دم دیدار ہر دم
فزون تھا برق سے بھی اونکا عالم	گران قیمت پھر اوسکے بعد اک تخت	میسر جسکو ہوا اوسکے رہی بخت
فراز تخت پر تھا جلوہ گر شاہ	رہی شوکت رہی حشمت رہی جاہ	ہزاردن نازنین ماہ رخسار
کمر باندھے پے خدمت تھین تیار		

خواجہ نے بادشاہ کو دیکھکر سر بہر تسلیم خم کیا بادشاہ بھی تخت پر سے اوترکر بڑھا خواجہ لب بہر توصیف وا کرکے ہاتھ پھیلا کر پڑھے اور گوہر ثنا و صفت سر شاہ پر نثار کرنے لگے کہ نظم

رہو باجاہ و دولت تم سلامت	الٰہی تا قیامت تا قیامت	تمہارے لطف نے بندہ بنایا

بہت ہمنے یہان آرام پایا | نہایت عادل و جرار ہے شاہ | زمانہ خلق ہمت سے آگاہ
تمھین شاہنشہ دوران ہین کہتے | تمھارے زیر سایہ سب ہین رہتے | کوکب ذی بھی زبان مدارات

بیان سے درفشانی فرماتی اور وصف خواجہ مین زبان وا کی کہ اے شہنشاہ عیاران عالم زہے احسان آپکے شکریہ یہ حقیر کیا ادا کرے کہ نظم

وہ بولا مین فدای لطف احسان | ہوی جو آپ میرے گھر مین مہمان | عوض اسکا مین کرسکتا نہین ہون
یہ دولت ہے بڑی بدلے مین کیا دون | مگر خدمت کرونگا گو ہون مجبور | جہانتک ہوسکیگا تا بہ مقدور

یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ دیکر لیجاکے تخت پر برابر اپنے بٹھایا تا دیر بڑی گرمجوشی سے دونون تپاک ظاہر کیا کرے پھر بادشاہ نے اپنی دختر بران کیطرف دیکھکر کچھ اشارہ کیا ملکہ مذکور اوٹھکر اس ایوان مین ایکطرف گئی اور بعد لمحہ کے کئی سو کنیزان بہشتی پیکر حور مثال کشتیان لیے ہمراہ ملکہ حاضر خدمت ہوئین وہ کشتیان بادشاہ نے پیشکش کین اون کشتیون مین تحفہ جات طلسم اور جواہر بے بہا اور عمدہ ایسی تھے کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھی تھی تاج اور مالے گوہر آبدار کے تھے کہ ابیات

پیالہ لعل کا اک قیمتی تھا | زیادہ تھا گرہ بھر سے بھی دل کا | بہت سے موتیون کی گرد جھالر
درم سے بڑھکے تھا ہر ایک گوہر | پھر اوسکے بعد تھی اک سانپ کی گھات | کہ اوسکے فلس کا مین کیا کہون حال
ریال اوسمین بہت کم عرض مین تھے | نہایت خوب اور بہتر تھی وہ شے | انوار سمین عجب انداز کا تھا
کہ جادو سحر سب باطل تھا ہوتا | مگر اک خشک لکڑی عود کی تھی | بیان کیا ہوسکے تعریف اوسکی
خواص اوسمین بھی تھے صدہا تعین | بدل خواہان جانکے دوست دشمن | اسی صورت سے جو تھا اور تحفا
وہ کچھ کافور کے دانے تھے یکجا | بظاہر سب وہ بستہ کے برابر | نہین فرق ایک سی تھا ایک ہمسر
بہت سی تاج پر گوہر بہت خوب | نہایت قیمتی بہتر خوش اسلوب | سوا انکے پیالا ایک دیکھا
نہین آتا تصور مین وہ لیکھا | عقیق سرخ کا دل ایک انگشت | نہ آئے کھولکر یا ندھوا گر مشت
اوسی مین ایک تھی تصویر کندہ | کہ جسکو دیکھکر ہر دل ہو بندہ | کمان و تیر اوسکے ہاتھ مین تھی
بھلائی دار اوسکے سب کو رستے | یہ تحفہ جات خواجہ کے سپرد کرکے بادشاہ نے بہت کچھ عذر خواہی کی

اور کہا آپکو مین رخصت نہین کرتا ہون بلکہ برائے مقابلہ صنعت بھیجتا ہون اور آپ ایک دن مین اپنے لشکر مین پہونچ جائینگے وہان لڑائی فتح کرکے ہر ایک سے ملاقات فرماکر انکرات سے زیادہ نہ رہیے گا

میان چلی آئیگی اور مین دروازہ اپنے طلسم کے ظلمات کا کھلوائے دیتا ہون ہمیشہ اسی سے آمد و رفت کیجیو گا یہ مقام اور طلسم ہوش ربا اس راہ سے ایک ہے اس راہ کو بڑی استحکام سے بانیان طلسم نے مسدود کیا ہے بغیر میری اجازت کوئی آمد و رفت نہین کر سکتا شاہ ہوشربا بھی اس راہ سے واقف ہے مگر آ نہین سکتا اب مین وہ راہ کھولے دیتا ہون لشکر دنگا آنا جانا اوسی راہ سے ہوا کریگا کنیز آپکی برآن ہر وقت ہمراہ رکاب رہیگی مین بھی بمقابلہ شاہ جادوان آیا کرونگا اب آپ تشریف لیجائیے بسم اللہ دیر نہ فرمائیے وہان مقابلہ شروع ہو گیا ہوگا یہ کہکر برآن سے حکم دیا کہ دروازہ ظلمات طلسم کا کھلوا کر خواجہ کو طلسم ہوشربا مین پہونچاؤ تم چلی آنا میر تک ساتھ جانا اور ماہی پریزاد و سیلان جادو کو لشکر دنگر بصید کرد فرآپ کی ساتھ کر دینا ملکہ نے یہ حکم سنکر عرض کیا کہ مخمور کے باری مین کیا حکم ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ جب راہ لشکر قریب تر ہو گئی اونکا جی چاہے یہان رہین جی چاہے لشکر مین جائین ملکہ اس تقریر کو سنکر بہت شاد ہوئی اور ابیات

ملا خلعت ہوا رخصت وہان سے	مبارک باد نکلی ہر زبان سے
بہت راضی ہوا میر درخرم	کہا ممنون بدل ہین شاہ کے ہم
مناسب ہے نہو کم رسم باہم	بہر صورت رہے ہر وقت مردم
کہا شہ نے کہ اے عیار ذیجاہ	جو کچھ درکار ہو کرنا پھر آگاہ
کہ طرز دوستی جاری رہے روز	ہمیشہ عید ہو ہر روز نوروز

خواجہ شاہ سے جب رخصت ہو چلے بادشاہ نظر سے غائب ہو گیا اور برآن خواجہ کو وہان لیکر چلی اور باغ سے نکلکر جب یہ اور آگے بڑھی ایک دروازہ رفیع الشان بلند بر تر از باب آسمان نظر پڑا ملکہ نے وہان پہونچکر سحر پڑھا کہ آواز تڑاقے کی آئی اور ایک برق چمکی کہ آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی کنارے ایک دریا کے اپنے تئین پایا کہ پانی اوسکا لطافت و خوبی مین بہ از آب حیوان تھا صفا مین بسان چشمۂ خورشید تابان تھا قریب اوس بحر عمیق و بیپایان کے ایک چار دیواری باغ کی تھی اوس باغ کی دیوار پر ایک تپلا سونے کا بیٹھا تھا شست ہاتھ مین لیے تھا ایک سرا اسکا دریا مین پڑا تھا ملکہ نے در سحر خواجہ لوا دس دیوار باغ پر سر اس تپلے کی پہونچا یا اور تپلے سے فرمایا کہ اری سونے تجکو حکم تھا کہ جبتک ماہی پریزاد کو شکار نکر لینا بولنا نہین تو مجکو دیکھکر ہنسا کیون ابھی جل جا اس کلمہ سے اوس تپلے کے بدن مین آگ لگی جلکر خاک ہو گیا ملکہ نے وہ ڈور آپ لیکر کھینچی ایک مچھلی دریا سے نکلی کہ چہرہ اوسکا پری اور سارا جسم مچھلی کا تھا وہ صورت زیبا

اسکی تھی کہ ماہ سے ماہی تک اُسپر جان فدا کرتے مردم چشمہ چشم دہر اسی کی یاد مین دریا اشکون کا بہاتا
ملک برج سیمگین اُسپر سے تصدق آثار کر دریا مین چھوڑتا سرطان کا رہنا قمر ترک کر کے اُسی کے عشق مین
پھرتے پھرتے سریع السیر مشہور ہوا ملکہ مذکور نے اُس مچھلی کے نکلتے ہی دوڑ کر ایک جھپکا مارا کہ وہ مچھلی اونچی
ہوئی اُسوقت دو بچے پیدا ہوئے کہ جام زمرد کا ہاتھ مین لیے تھے انھون نے اُس مچھلی کو لیکر جام مین رکھا
اور مچھلی نے دم اژدر کیطرح کھینچا وہ دریا سب خشک ہونے لگا ایک بچہ نے اُس جام پر سرپوش دھانک دیا
مچھلی بند ہوگئی ملکہ وہ جام ہاتھ مین لیکر خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر اُڑی اور ایک جنگل مین آکر اُتری جہان
تک دیکھو سبزہ زار نظر آتا جناب خضرؑ کا دل وہین رہنے کو چاہتا تھا ایک جدول آب اُس دشت
مین تھی گویا صفحہ دشت پر نقرئی جدول کھنچی تھی کنارے اُس نہر کے سبزہ لگا تھا طرفہ اے خضر بہار
بنام مردان آبی جاری ہوا تھا جدول آب پر ایک ابر سایہ فگن تھا میکشون کی جان و دین تھا زندون
کے لیے جیتے جی بہشت کا گلشن تھا ہوا سرد پانی کا لہرا نازلف لیلی کا پیچ کھانا نظر آتا نیخوارگان دہر دیکھکر لہرا ناظم

برسات کے دن تھے ابر کا جوش	سبزے سے زمین تھی پرنیان پوش	بادل کا ادھر اُدھر سے آنا
وہ قوس قزح کا رنگ پانا	کوئل کی وہ کوک مور کا شور	بجلی کی چمک ہوا کا وہ زور
کہتے تھے پیپیے کھول کر جی	ہر شاخ پہ بیٹھکر دو پی پی	ساقی سحاب نے بصد آب
پینا سے فلک سے دی مئے ناب		

ملکہ نے کنارے اُس نہر کے کھڑے ہو کر پکارا کہ ای **سیلان جادو** ای **باران جادو** حکم شاہ **کوکب** ہے کہ ہمراہ خواجہ **عمرو** بہر جنگ صنعت وافراسیاب جادو
دیتے ہی ایک صدائے مہیب آئی وہ ابر زمین پر گر کر لوٹنے لگا اور پانی مین تلاطم ہوا ابر اور نہر دونون
ساحر ہوگئے ملکہ نے جام و مچھلی کا اُنکے حوالے کیا کہ وہ جام لیکر پھر زمین پر گر کر لوٹے اور ابر و نہر بکر رہ جان
ہوئے اب ایک نالی بہت باریک مثل خط کے بنتی ہوئی اُسپر ٹکڑا ابر کا چھایا ہوا ایک طرف چلا اُسکے
پیچھے پیچھے ملکہ اور خواجہ روانہ ہوئے یہانتک کہ ایک پہاڑ کے قریب پہونچے وہان ٹھہر کر ملکہ نے سحر پڑھکر
دستک دی اور کہا ای **بحرین جادو** جو کچھ تیاری سواری خواجہ سلامت کی ہو جیب حکم بادشاہ تمنے کی ہی
اُس جلوس کو مع لشکر کے لیکر جلد تر حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ درہ کوہ سے کئی سو ہاتھی پیدا ہوا کہ سب جھاڑ زرین سے
آراستہ خلبان پگڑیان رنگارنگ کی سر پہ باندھے لباس عمدہ سے پیراستہ پشت فیلان پر علمدار علمون کو
جلو دیتے آگے بڑھ گئے پھر کئی سو دمامے اور نقارے چاندی سونے کے شتر و فیل پر لدے نقارچی چوب

اُنپر لگاتے ہمراہ اُنکے فوج کے باجے کوس شاہی کا غریو چار دانگ عالم مین پھیلا ہوا دنیا کا دل ہلا ہوا
ہزارہا نقارون پر دوال پڑتی نقارۂ چرخ کے شق ہوجانے کا اندیشہ ترک فلک کی خوف سے جان نکلتی
اسی دھوم دھام سے یہ بھی گذر گئے پھر ایک لاکھ اسی ہزار ساحرون کا اور جادوگرنیون کا لشکر
پیدا ہوا کہ جادو کرد جیہ دیکھیل مرکبہائے پرند پر بعض سوار بعضون کے زیران شیر و پلنگان مردم آزار بعض
اژدہے پر چڑھے غول ہر ایک جدا جدا بندھے ہوئے جھنڈے ہر گروہ کے نئے نئے رنگ کے تھے ساحر
حسین و کم سن لباس زرتار پہنے ماتھے پر شقے صندل و سیندور کے لگائے جھولیان بادلہ لگا گلون
مین ڈالے طاؤس و ہنس و عقاب پر سوار جدا جدا اُنکے جوبن کی بہار زر و زیور مین لدین جواہر کی
تیلیان معلوم دیتین آپسمین چھیڑ چھاڑ کرتین طرفہ نیرنگ دکھاتین کنکری کو پہاڑ کرتین صحرا کو خزان
مین ظاہر بہار کرتین نکل گئین پھر ماہی مراتب جلوس سواری سامان تزک اور باد بہاری پیدا ہوا
پھر غول نقیبان خوش آواز کا نکلا اور ہزارہا پیادہ و چوبدار صدائے طرقوا دیتا گذر گیا پھر چالیس
ہاتھی زنجیرہ بند کیے ہوے اُنپر ایک تخت گوہر آگین اور طاؤس ہر پایہ پر اوسکے جواہر کے بنے ہوئے
ظاہر ہوئے ہمراہ اُن فیلان فلک شکوہ کے ساتھ ہزار جوان سہرا بے قت و اسفندیار زمانہ تھا کہ
ہتھیار ہر ایک تن پر سجے اوپچی بنے مرکبہائے تازی پر سوار اپنی چھبیل دکھاتے موچھون پر تاؤ
دیتے ہر ایک سے نوک جھوک کی لیکے کڑیان زرہون کی کڑ کتین اسلحہ کی چھاچاق کا شور بلند
ہر ایک باغ شجاعت نہال ارجمند سب سامنے ملکہ کے پہونچکر ٹھہر گئے ملکہ بران نے لباس شاہی اور قبائے
فرمانروائی سے خواجہ کو آراستہ فرمایا تاج عطیۂ شاہ کوکب سر پر رکھا کہ جسکا ہر ایک شاہجہان محتاج تھا
قبائے خسروی کہ جسکا ہر تار خراج ہفت اقلیم کہنا چاہیئے جسم مین پھنائی کے بازو دن پر اور مالے
گلے مین پھنائے اور یاد دلایا کہ ان تحفہ جات عنایتی شاہ موصوف سے یہ کام لینا اور رات سے
زیادہ وہان نہ رہنا چلے آنا اور جب آنیکا عزم کرنا ایک مرکب مین تمھین دیتی ہون اوسپر سوار ہوکر
کہنا کہ مجھے طلسم نور افشان مین لیچل وہ مرکب راہ طلسم سے آگاہ ہے تمھین لے آئیگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا
کہ ایک گھوڑا ساز و یراق مرصع سے آراستہ طرار بھڑکا خوش خطیان کرتا دڑہ کوہ سے ظاہر ہوا
خرام ناز اپنا معشوقان خوش رفتار اسپر تصدق کرتے یال کی بنی ہوئی کاکل پر زلف پرخم کی پھبنی
رگا کر مرتے کیا صفت اسپ جہان پیمان کی بیان ہو سمند قلم عرصہ مدحت طے کرنے مین لنگ ہر شبدیز

میدان مین چلنے سے عرصہ تنگ ہی اُس مرکب کو ایک تپلا سحر کا شاطر بنا ہوا گلسار پر لگائے گھوڑا دہانے سے کھیلتا جاکر قارورہ کیے سامنے لایا ملکہ نے وہ مرکب کوتل خواجہ کے ساتھ کر دیا پھر کچھ سحر کیا ایک تخت پر ملکہ مخمور کو سوار کیے ایک تپلا لایا اُسنے یہان لشکر اور خواجہ کی روانگی کا سامان دیکھکر ہوش رُبا کھویا پھر ملکہ کے گلے ملکر رخصت ہوئی ملکہ نے خواجہ کو ہاتھ پکڑکر ہاتھیون کو ٹہلوا کر تخت طاؤسی پر سوار کیا اُنکے سوار ہوتے ہی ہزار ہا کرنا اور شہنا کو دم ملا تمام لشکر کے باجے ایک بار بجے کہ گوش فلک کر ہوا ناقوس گھنٹے ساحرون مین بجے روح جمشید و سامری زیر زمین کانپ گئی غلغلۂ محشر برپا ہوا سواری آگے بڑھی اُسوقت نعرہ ہوا کہ سنہ بحرین جادو اب جو دیکھا تو ایک ساحرہ تخت پر سوار درہ کوہ سے ظاہر ہوئی کہ دو جاب ہاتھ مین لیے تھی اُسکے آنے کے بعد بہتیرے بگاہ لشکر پیدا ہو کر آگے بڑھی اور بارگاہ فلک فرسا اُردھون پر لدی خواجہ کے لیے آئی پھر شتر و فیل و سراہ دن پر اسکین بچھ بے خیام لشکریان وغیرہ بار کیے ہوئے آئے خواجہ کو قلب لشکر مین جوہ نے کر کیا ڈنکا بجا اور یہ سمان بعظم و شان آگے بڑھا اسوقت باران جادو ابر بنا ہوا سر پر سایہ فگن تھا اور سیلان جادو دریا بنا ہوا برابر اُس لشکر کے روان تھا لشکر یہ عجب طرح کا جوبن تھا ہر دلاور صف شکن تھا کہ ابیات

فراز تخت پر جب شاہ آیا	پئے تسلیم سب نے سر جھکایا	سلامی کے لیے تو پین ہوئین سر
بجا نقارۂ رخصت برابر	بڑھا جب وہ شہ ذیجاہ اک سو	اُسی جانب کیا ہر خیل نے رو
گھٹا اُمڈی ہوئی تھی آسمان پر	سیاہی سی تھی رخسار جہان پر	گرج بادل کی بجلی کی چمک تھی
کہین آتش کے شعلے کی لپک تھی	چلا القصہ وہ لشکر بصد جاہ	ہوئی تاریک ابر سحر سے راہ

ملکہ بران بعد سوار ہونے خواجہ کے کہا کہ ای دہر سیر عیاری تمھین خدا کریم کے سپرد کیا اللہ یار و مددگار ہو جایے اور لڑائی فتح کیجیے یہ کہکر نظر سے غائب ہو گئی اور سواری آگے بڑھی کچھ دور چلکر تاریکی مین گذر ہوا ظلمات طلسم کی راہ ملی وہان ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا چشم دہر بالکل بے نور روشنی دہا بالکل کافور لشکر اُس اندھیر مین اسطرح روان تھا کہ جیسے روشنی مین چلتا تھا خواجہ کا مگر دم خفا ہوا بہت پریشان ہو کر ہر سمت آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا آخر پکار کر کہا کہ یارو کچھ سوجھتا نہین یہ بران نے مجھکو کس مصیبت مین پھنسایا اتنا کہنا تھا کہ ایک آواز قہقہے کی آئی اور بردے ہوا ایک چاند طالع ہوا جسنے

تمام دنیا روشن کردی خواجہ نے دیکھا کہ اس چاند سے چہرہ نورانی اس ماہ منیر آسمان سامری فلک
افسونگری کی مہر روشن یعنی **برّان شمشیر زن** کا دکھائی دیا اور اُسنے نعرہ بھی کیا کہ منم **برّان شمشیر زن**
خواجہ گھبرانا نہین مین آپکے ساتھ ہون یہ کہکر وہ چاند شل ایک خطے کے بسان شعلۂ سیر لعظم ہوگیا اور وہ لکیر جذول
آب نور ہوکر دور تک روان ہوئی پھر تو وہ راہ بآسانی طی ہوئی اور کچھ دیر مین تاریکی سے نکلکر طلسم ہوشربا
مین داخلہ ہوا اُسوقت وہ لکیر سمٹ کر پھر قمر کی صورت ہوئی اور اُسمین سے صدا آئی کہ خواجہ اب تک تو مین آپکے
ساتھ تھی مگر اب رخصت ہوتی ہون خدا حافظ و ناصر طلسم ہوشربا ہی آگے آپکا لشکر آپ کو ملیگا یہ کہکر وہ قمر
بھی نظر سے نہان ہوا خواجہ کو شور و غوغا لڑنے والون کا سنائی دیا کچھ دور اور چلے لشکر **جوخ** نظر پڑا دیکھا
کہ لڑائی ہو رہی ہی اب تو بت پہونچی ہی کہ پڑاو پر آکر فوج مسلمان پہونچی ہی مگر یہان بھی کوئی صورت بچنے کی نہین
ہی کل لشکر تو بھاگتا پھرتا ہی آسمان پر سے پتھر پڑ رہا ہی خیمہ بارگاہ سب برباد ہین ہزارہا لاش پڑی ہی
فرش مردہ کا بچھا ہی جو لوگ کہ زندہ ہین انکو پیام مرگ پہونچ رہا ہی سر ہر ایک کا شق دلمین نے کا
قلق ہی **صنعت** کی تلوار چل رہی ہی شعلۂ تیغ سے خرمن ہستی جل رہا ہی یہ حال دیکھتے ہی خواجہ کو تاب
نہ رہی تخت رہنا آگے بڑھایا اُدھر **جوخ** وغیرہ نے جو ابر سحر آتے دیکھا اور فیلان نشان لشکر پر جو نگاہ
کی جان نکلگئی سمجھے کہ **افراسیاب** نے لشکر بھیجا پس ہر ایک گھبراکر پکارا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون اب اب
خاتمہ ہی **برق فرنگی** نے کہا بیشک اب مارے گئے ہی ملکہ ذرا تامل کرو مین خبر لاتا ہون یہ کہکر آگے بڑھا
اتنے عرصہ مین **عمرو** نے لشکر پہونچکر نعرہ کیا کہ انا **عمرو بن امیہ ضمری**۔ برق نے جو یہ نعرہ اُستاد کا سنا اور
روپے زیبا دیکھا شاداں و فرحان کلان اُچھالتا دوڑا اور ملکہ **جوخ** سے کہا کہ مبارک ہو طلسم نورافشان سے
خواجہ سلامت تشریف لائے یہ لشکر اُنھین کا ہی یہ لشکر ہر ایک سردار کے جسم مین روح رفتہ پھر آئی اور سب
ابر سحر کے فوج بھاگ نے سکتی تھی ہر ہمت جان بچاتی پھرتی تھی یہ مژدہ عیار نے فوج دوڑ دوڑکر ہر ایک کو پہونچایا
پھر تو جملہ فوج پھر پڑی اتنے عرصہ مین خواجہ نے ایک گوہر نکالکر جانب ابر سحر **صنعت** مارا کہ وہ ابر
گڑگڑاکر لشکر ملکہ **جوخ** پر سے ہٹا اور **صنعت** کی فوج پر جاکر پتھر برسانے لگا ساحرہ مذکور گھبرائی اور
سحر پڑھا کہ وہ ابر دھوان ہوکر جاتا رہا اور خواجہ نے اور ایک تحفہ کوکب کا دیا ہوا یعنی وہ چوبعد
شل تاریخ چوخ دیگر **صنعت** پر ماری **صنعت** بہت جلد زمین مین غرق ہوگئی ورنہ سر اُڑ جاتا خواجہ
نے فوج کو للکارا کہ ہان لینا اس قبچہ کو اس اثنا مین **صنعت** زمین سے نکلی فوج ایک لاکھ اسی ہزار

تیغہاے بحر و حربہاے دیگر پکڑ کر اُسپر چلی سب نے نعرہ کیا کہ منم غلامان خواجہ عمرو یہ نعرہ سنکر عیاروں اور مہرخ کے لشکریون کو جوش محبت ہوا ہر ایک پکارا کہ ہم غلام عمرو ہین جادوگرنیون مین غریو ہوا کہ ہم عمرو کی کنیزین ہین یہ نعرہ کرکے ہر ایک جو صنعت پر گرا اوسنے ایک گولا فولادی تاک کر خواجہ پر مارا خواجہ نے وہ جام جسمین تصویر بنی ہوئی تھی نکالکر سامنے کردیا اوس تصویر نے اُف جو کی گولا سرد ہوکر گر پڑا اور فوج نے صنعت کو آلیا اوسکا لشکر بھی آگرا پھر تو یہ رزم کی صورت تھی کہ ابیات

بہم چلنے لگی شمشیر خونریز	لڑائی کی تھی کیفیت بہت تیز	صداے قتل نے ہر سو کیا شور
دکھایا موت نے ہر فرد کو زور	ہوئی جینے کی دشمن کو بہت یاس	ہوئی مشکل کشید جنکو انفاس

صنعت نے جوش غضب مین آکر زمین پر دو ہتڑ مارا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ سیہ فام زمین سے نکلا کہ ایک پولاد اوس کے ہاتھ مین لیے تھا صنعت نے اوسکو دیکھکر ہاتھ اوپر کیے اوس ساحرہ نے وہ پولاد اپنے منقل آتشین سے جلاکر سامنے لشکر عمرو کے پھینکا اوسکے گرنے سے دریاے آتش جوشان و خروشان ظاہر ہوکر چلا لشکریان مہرخ لڑنے سے رکے اور پناہ بخالق ذوالجلال لیگئے موجین اوس بحر کی تا بہ کرۂ نار جاتی تھین فلک اپنے پورانے جھوپڑے کو بچانے کی فکر مین تھا شعاع آفتاب کے تنکے جلجاتے تو عجب نہ تھا وہ کولنا اوس بحر کا شعلہ تھا جو پر غضب تھا عمرو نے دیکھا کہ کوئی دم مین سارا لشکر میری جانب کا جلجائیگا بس اوسیوقت اسنے بھی ہاتھ اوپر کیے فی الفور دو ساحرہ پیدا ہوے کہ ہاتھ مین کاسۂ زمرد مین رکھتے تھے اور سونٹا بھی لیے تھے چنانچہ ایک ساحرہ نے اوس جام پر سونٹا مارا کہ جام ٹوٹا اور ایک مچھلی پر پہرہ تڑپکر نیچے گری اور مچھلی نے حباب منہ سے چھوڑے کہ وہ حباب پھوٹکر پانی ہوے اور وہ پانی ایسا بڑھا کہ دریاے قہار بہنے لگا وہ مچھلی تڑپکر اس بحر عمیق مین گئی پھر تو وہ دونون ساحرہ نے کہ منم سیلان و باران جادو غائب ہوگئے اور دریا مین سے نعرہ ہوا کہ منم ماہی پریزاد اور آسمان پر سے پانی برسنے لگا زمین پر وہ بحر روان ہوا پھر تو دریاے آتش ساحرہ بجھنے لگا ہر چند وہ سحر کرتی تھی کچھ نہ ہوتا دونون بحر یعنی آتش و آب ملگئے تھے پانی جو گرم ہوا تھا بھاپ اوٹھتی تھی دریا بھی صنعت کیطرح سیخی نگہارتا تھا ابر تمام عالم پر محیط ہوا تھا منہ موسلا دھار برستا تھا اہل اسلام جو درگاہ خدا مین رو رہے تھے اوسنھون کے اشکون کی طغیانی تھی کہ بیت

کون یہ روز ازل دیا تھا نالان ہو کر	لمولفہ	اشک ہر سال برستے ہین جو باران ہو کر	
آپ کیا جانین حقیقت کو مری رونی کی	دیگر	حضرت نوح تھے کچھ دیدۂ تر سے واقف	

دم بھر مین وہ طغیانی آب و باران ہوئی کہ طوفان جناب نوح بھی ایسا نہ ہوگا مالک بر و بحر نے بمصداق دعاے نوحہ کنندگان لشکر کہ (رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا) کشتی جان ساحران صنعت غرق بحر فنا فرمائی اور بمقتضاے آیۂ کریمہ (وفجرنا فیہا من العیون) زمین و آسمان کے پرنالے کھولدیے ایک ایک موج اس بحر سحر کی پہاڑ سے اونچی جانے لگی فلک اس قلزم عمیق کا ایک حباب تھا عالم عالم غرقاب تھا چشمۂ خورشید سے یقین تھا وہ یم بیابان ملجاے ساکنان عالم بالا کو تلاش ہوئی کہ ناوا ور جہاز آئے اوسوقت وہ دریاے آتش سب بجھ گیا اور تمام لشکر صنعت مین وہ پانی پہونچا ساحر غوطی کھانے لگے ہر چند بسنے سحر کیے لیکن پانی کم نہوا صنعت نے پیچھے ہٹنا شروع کیا اور کئی ہزار جادو گر سر پر اوسکے سپر بن سحر کی سایہ کیے تھے کہ اپسر منھ نہ پڑتا تھا مگر جب لشکر مین دریا کے بڑھنے سے تلاطم ہوا اور کسیطرح کنارہ نجات کا ساحرونکو نظر نہ آیا جان بچاکر کنارے اوس بحر کے بھاگے اور ہزارون غرق دریاے سحر ہوئے اوسوقت عمرو نے زیر تیغ رکھ لیا ایک دریا سحر کا جاری تھا دوسرا خون کا جاری ہوا ساحر تیغ کے گھاٹ اوترنے لگے دریا مین جو ڈوبکر اچھلتے تھے سو سو مگر و نہنگ اوچھلتے معلوم دیتے تھے دریا بھی مینڈھے لڑا رہا تھا ہر سمت ایک تلاطم پڑا تھا لشکر عدو یا تو سرکش تھا اب بھیگ کر ایسا دبا کہ بھیگی مرغی ہر ایک لشکر ہوا وہ مار گھمسان کی ہوئی کہ ایک بھی لشکر دشمن سے زندہ نہ بچا وہ برق کا کوندنا پانی کا برسنا دریا کا بہنا بیرون کا غل کرنا نالہ ترسول و تیغ سحر کا چلنا پناہ بخدا قہار ذکر کرنے سے اوسوقت کے خوف ہوتا ہی ہنگامۂ قیامت بھی ایسا نہوگا تلوارونکی لہرین تھین سپرین سنگ پشت بنگیین تیرون کا مینھ برستا تھا ہر ایک جان بچانیکو ترستا تھا یہ حال تھا کہ بموجب ابیات

عجب وہ دشت ہیبت زا ہوا تھا	کہ جسمین اس طرح تھا قہر برپا	اوٹھی تھی ہر طرف سے ایک بدلی
جسے دیکھے سے رنگت سبکی بدلی	گھری وہ ہر طرف سے سب یکبار	قدم اوٹھتا ہوا اوسوقت دشوار
نہ وہ جرات نہ وہ ہمت نہ وہ زور	زمین و آسمان سے اک اوٹھا شور	غرض کہانتک عرض حال کرون

کچھ لشکر بھاگ کر جانب لشکر حیرت گیا اور صنعت کو لوگ بمنت تمام کھینچکر کہ اے ملکہ ایک دن کے سوا ٹھہ دن ہین پھر سمجھ لیجیے گا میدان سے ہٹا لیگئے یہ ہزیمت خوردہ نالان و گریان بھاگ کر جان

بچا لیگئی لشکر مہرخ مین نقارے فتح کے بجے باقیماندہ لشکر پڑاو پر گیا برق وسب عیار اور مہرخ مع جملہ سردارون کے خدمت عرض مین آئین تسلیم بجا لائین خواجہ بھی تخت پر سے اُترے ہر ایک کو گلے سے لگایا اپنے لشکر کو اوترنے کا حکم دیا لشکر مہرخ سے ملحق ہوکر لشکر خواجہ کا اوترا وہ ابر گھٹکر ایک لگہ جنگیا اور دریا بھی چھوٹا ہوکر مثل نہر کے بہنے لگا ماہی پریزاد اوسی دریا مین رہی خواجہ کے لیے بارگاہ اوس لشکر مین جو ساتھ آیا ہے برپا ہوئی ملکہ مہرخ نے کہا قدیم لشکر مین چلیے وہان سب منتظر قدم بوسی ہین خواجہ نے کہا مجکو ابھی پھر کوکب پاس جانا ہے ایک رات کی مہلت ملی ہی مہرخ بجد ہوئی آخر خواجہ اپنے لشکر قدیم مین آئے اور پہلے خیمہ شکیل مین جاکر ملکہ بہار کو بیہوش پاکر ساغر عطیہ شاہ کوکب مین پانی بھر کر چھینٹا مارا کہ ملکہ بند کو ہوش مین آئی اور خواجہ سے اوٹھکر ملی پھر وہان سے بارگاہ شاہی مین آکر بیٹھے جلسۂ عشرت جمگیا ہر ایک بیدار فیض آثار خواجہ نامدار سے مسرور وشاد تھا کاشانۂ خاطر پریشان آباد تھا کچھ لمحہ یہان ٹہہر کر خواجہ اوٹھے اور سب سردارونکو ساتھہ لیکر اوس بارگاہ کیطرف جو ساتھہ لائے ہین روانہ ہوئے یہان آکر جو دیکھا تو دریاے بحر جاری ہی ماہی پریزاد غرق دریا ہی خیمہ و بارگاہ لشکریون نے آراستہ کیے ہین چار پانچ کوس تک لشکر اوترا ہوا ہی قناتین اور سراپردے جواہر دوز ہین ہر ایک نگیرے مین جھالر سلک گوہر کی ہے خواجہ کے لیے جو بارگاہ نصب ہوئی ہی وہ بھی جواہر کی ہے اندر اوسکے دلگل اور کرسیان یاقوت اور زمرد کی کستردہ ہین صحن بارگاہ مین جال موتیون کا نگیرہ کی طرح کھنچا ہے اوسکے نیچے تخت الماس کا لگا ہی کمی سوزنیہ کا ہے سامنے بارگاہ کے بازار کھلی ہی ایک طرف سنہری ایک سمت روپہلی ہی دوکاندار لباس اوسی رنگ کا پہنے تھے چھڑکاؤ ہو رہا تھا دھوم دھام ہر طرح کا اہتمام تھا خواجہ مہرخ و بہارونا فرمان وغیرہ کو لیکے داخل بارگاہ ہوا اور ہر ایک کو کرسیون پر بٹھایا مہرخ کو تخت پر متمکن کیا آپ بھی جلوہ فرما ہوا عیار بھی ساتھ آئے ہین وہ سب مقام بہتر پر بیٹھے ناچ سامنے ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا خواجہ نے برق وقران وضرغام وجانسوز کو خلعت دیا اور بہت کچھ تعریف اونکی فرمائی کہ مرحبا شاباش خوب خوب تمنے عیاریان کین حقیقت مین یہ گھاتین مجکو بھی نہ سوجھتین تمنے میری عزت رکھہ لی حق تعالی اگر شاگرد اور فرزند عنایت کرے تو مثل تمھارے مجھکو دمبدم کی خبر

تمھاری پہونچتی تھی غرض بعد دیجوئی عیاران طلسم کوکب کا حال عمرو بیان کرنے لگا بران کا خلق اور خاطرداری کرنا طلسمات کی سیر وہان کے عجائبات سب بیان کیے اوسوقت مہرخ نے کہا خواجہ یہ سب کچھ ہی مگر افراسیاب بڑا زبردست جادوگر ہے ہماری تو خدائی آج تک تمھارے تصدق سی عزت رکھی اب دیکھیے کیا ہو عمرو نے بجواب اسکی ہنسکر کہا کہ ای ملکہ شہنشاہ کوکب کے مقابل مین افراسیاب کی کچھ حقیقت نہین خیر اب بروقت جنگ دیکھ لینا کہ کون زبردست ہے مہرخ نے کہا آپ سچ فرماتی ہین اب پروردگار اس صنعت حرامزادی کے شر سے تو ہمکو بچائے عمرو نے کہا اسکا تو بہت جلد خدا نے چاہا تو کام تمام ہوجائیگا یہ کلمہ سنکر برق عیار ہنسا عمرو نے اوسکے ہنسنے پر کہا ای فرزند ہم جانتے ہین کہ تم اس مجبہ صنعت کو مار ڈالوگے برق نے کہا یہ سب آپ ہی کی جوتیونکا تصدق ہی فی الجملہ یہانتو ہر طرحکا ذکر واذکار ہو رہا ہی ہر شخص داد عشرت دیتا ہی لیکن لشکر حیرت کا حال سنیے کہ آمد خواجہ کی خبر اوس لشکر مین بھی منتشر ہوئی عیار بچیان صرصر اور صبا رفتار پہلے بھی بلا کر ڈانٹی گئی تھین کہ تمسے کچھ نہین ہو سکتا عیاران اسلام کارہاے نمایان کرتے ہین پس عتاب شاہ طلسم کا دیکھکر عیار نیان فکر عیاری مین تھین اسوقت غلغلہ آمد خواجہ سنکر بہت فکرمند ہوئین کہ بادشاہ اور زیادہ اب خفا ہوگا لازم ہے کہ جلد کوئی عیاری کرکے غضب بادشاہ سے بچنا چاہیے پس صرصر اول تو دوڑکر لشکر عمرو مین آئی وہان بہت ساحرہ افسردہ لشکر ہر مقام پر اوتری ہوئی تھین انمین سے ایک دو جادوگرنیونکی صورت صفحہ خیال پر منقوش کرکے اپنے خیمہ مین آئی اور رنگ وروغن عیاری سے لگاکر اوس ساحرہ کیصورت پر اپنے تئین درست کیا یعنی مانگ مین سیندور بھرا قشقہ ماتھے پر کھینچا یہ معلوم ہوا تھا کہ فلک حسن پر فرمان خسرو انجم جاری ہوا ہی ٹیکا ماتھے پر لگا تھا یا حسن کا ٹیکا اوسی کے سر تھا کانون مین بالے ڈالے رخسار پر اوسکے حلقے پڑے تھے چاند کے گرد ہالے تھے روی تابان غازہ گلگونہ لگاکر ایسا خوبصورت بنایا کہ فلک تبسم کر گوہر انجم نثار لایا چشم فتان مین سرمہ کی تحریر شہر حسن پر آشوب فتنہ پردازی کی تدبیر مختصر یہ کہ اوس جلوہ حسن کے حسب حال یہ قول شاعر بے مثال کا بہت لاجواب ہی کہ غزل

جانہی کی ادا مرد صنوبر مین نہین	کون ایسی بات ہی جو حسن دلبر مین نہین	آب و تاب ایسی فلک کے کوئی اختر مین نہین
وہ جواہر ہی نہین جو تیری جھومر مین نہین	دھوم ہی ای یار تیرے حسن پر آشوب کی	خوبصورت کوئی ایسا ہفت کشور مین نہین

جانتا ہی جسنے جھوٹا اُنکا پانی پی لیا	ایسی شیرینی تو آبِ حیوانِ کوثر مین نہین	نقشِ نامِ یار کو تعویذِ تربت کیجیے
آئینہ اسطرح کا گورِ سکندر مین نہین	قدر کھوئینگے جواہر کی لبِ دندانِ یار	نگ ایسا لعل مین یا آبِ گوہر مین نہین

جب اس صبح سحر سے آراستہ ہوچکی چار سو کنیزان گل پیرہن رشکِ چمن کو موافق پیرہن ساحرہ ہمراہی خواجہ پرفن کے لباس زیبا سے درست کرا کر اپنے خیمہ سے نکلکر پہلے صحرا مین آئی پھر ایک ایک بطور مخفی متفرق ہوکر داخل لشکر عمرو ہوئین اور اسیطرح صبا رفتار بھی جادوگرنی بنکر لباس اور گہنے سے پیراستہ ہوکر لشکر مین آئی لشکر کا عظم و شان و جاہ و جلال دیکھکر انکو بڑی حیرت ہوئی آخر صرصر تو اندر بارگاہ کے چلی اور صبا رفتار دربارگاہ پر استادہ ہوئی یہان جو صاحب دیوان تھے وہ سب طلسم کو گب سے آئے ہین کسیکو پہچانتے نہین وہ سمجھے کہ ملاقات کو خواجہ کی مہر خ کے لشکر سے ساحرہ آئی ہین پس یہ سمجھکر صرصر کو منع نہ کیا اور وہ مع چار سو کنیز کے اندر بارگاہ کے آئی یہان سردار دلکا ہجوم تھا مبارکباد کی دھوم خواجہ تخت الماس پر جلوہ گستر خلاصیہ کر بڑا کروفر عظمت دیکھکر اسکو حیرت ہوئی اور دلسے کہتی تھی کہ بیشک یہ طلسم فتح ہوگا ان عیاردلکا بڑا رتبہ ہوگا اسی اندیشہ مین یہ ایک جگہ ٹھہرکر گھات مین لگی کہ خواجہ کو بن پڑے تو پکڑ لیجاؤن ادھر تو یہ فکر مین تھی اوس طرف خواجہ نے باتین کرتے کرتے جو گردن اوٹھائی سامنے ایک ساحرہ حسینہ و جمیلہ کو مع چار سو نازنینان پری طلعت کے استادہ پایا ازبسکہ خواجہ بے نظیر عیار ہین بنگاہ اوّل یہ پہچان گئے کہ صرصر شمشیر زن ہے چنانچہ اوسکو پہچان کر اس طرح ادھر سے آنکھ چرائی گویا دیکھا ہی نہین مہرخ سے مخاطب ہوکر باتین کرنے لگا اس عرصہ مین صرصر ادھر ادھر ٹہلکر کنکھیون سے ہوئی پشت پر عمرو لے آئی عمرو کو تو خیال لگا ہوا تھا اب جو سامنے اوسکو نہ دیکھا پیچھے پھرکر نگاہ کی صرصر نے اسکے دیکھنے سے خیال کیا کہ شاید مجکو یہ پہچان گیا پس اہ کرتا کر فوراً مثل دصرصر کے دربارگاہ پر پہونچی اور وہان ٹھہرکر سوچی کہ تجکو اگر وہ دیکھتا تو لینا لینا کا غل پڑجانا معلوم ہوتا ہی کہ یون ہین پھر کر ادھر دیکھا تھا تو ناحق بھاگ آئی یہ سوچکر پھر کر سی اور دنگل کے پیچھے سے ہوکر پس پشت خواجہ آئی عمرو نے پھر دیکھی سمجھا کہ صرصر پھر آئی لیکن اب جو پھر کر تمنے دیکھا تو وہ بھاگ جاتی بہتر یہ ہے کہ عیاری کرکے گرفتار کرلو یہ تجویز کرکے بنظر خیال اوس جگہ کو خوب ذہن مین کر لیا کہ جسجگہ صرصر کھڑی تھی اور آپ جسطرح بیٹھا تھا اوسی طرح بیٹھا رہا اور ہزارہا جادوگر حاضر تھے اونکی جانب مخاطب ہوگیا اور ایک زانو تخت پر جو تکیہ لگا تھا اوسپر رکھ لیا اور ایک گھٹنا استادہ کرکے بیٹھا اسلیے کہ معلوم ہو خوب غافل ہے پس اس طرح کی غفلت دیکھ

بیٹھے بیٹھے جسم کو ہلکا کرکے پچھلے دھڑ سے پیچھے کی جانب ایسی جست کی کہ صرصر کے اوپر ہی تو سنبھلکر
چاہتی تھی کہ جست کرے اسنے کمند آصفہ باصفا ماری کہ حلقہ اوسکی گردن کمر مین صرصر کی پیچیدہ ہوے اوسنے
چاہا کہ جست کرکے حلقون سے نکلون اسنے جھٹکا مارا کہ وہ اوبھکر گری یہان تو یہ ہنگامہ ہوا ادھر قران
کرسی پر سے اوٹھکر نہین معلوم کیا سوچا کہ دروازہ بارگاہ پر دوڑ گیا صبا رفتار کھڑی تھی اوسنے کچھ نہ کہا نہ سنا
آتے ہی کمند اوسکے ماری وہ صورت بدلے کھڑی تھی جانتی تھی کہ مجکو پہچانیگا کوئی نہین اسکے کمند مین
اوسی غفلت کیوجہ سے اوبھکر گری اسنے گود مین اوٹھالیا اور اندر بارگاہ کے لایا یہان جب عمرو نے صرصر کو
اسیر کمند کیا تو اوسکے ساتھ کی چار سو کنیزین کہ سب صبا رہ اور ساحرہ تھین لینا لینا کہکر دوڑین لیکن یہان ہزار قران
ساحر تھا سب بیٹھ پڑے اور ہاتھون ہاتھ سب کو اسیر کرلیا عمرو نے کہا ایک لونڈی میری بھاگ گئی تھی
آج ہاتھ لگی یہ کہکر صرصر کو گود مین اوٹھایا اور رخسار پر رخسار رکھکر کہا کہ جانی میرے آنے کی خبر سنکر مجکو
دیکھنے آئی تھین صرصر نے کہا ارے موے مین تجکو کیا آگ لگا ذات آئی ہے عمرو واسطہ اپنے ایمان کا مجھ سے
ایسی باتین نکر مین شہنشاہ کے یہان سے نکالدی جاونگی اور ارے بے غیرت تجکو شرم نہین آتی
کہ سکے سامنے مجکو پیار کرتا ہے عمرو نے کہا ای پیاری عشق مین غیرت پانی پانی ہوکر بہ جاتی ہے کہ
بیت عشق تا خام ست باشد بشۂ زنجیر شرم ؛ پختہ مغزان جنون را کے بیاز نجیر پاست صرصر نے کہا مین تیرے
عشق پر جھاڑو پھیرون موے خدا کرے تیرا مُنہ سڑ جاے جیسے تو نے مجکو پیار کیا ہی عمرو نے کہا اب
مین یہان تو ایک ہی رات رہونگا تجکو طلسم کوکب مین بھیجدیتا ہون کل مین بھی آونگا تیرے
ساتھ مزے اڑاونگا پھر جب یہان آونگا تو ساتھ لیتا آونگا صرصر نے کہا تیرے مرے کو بھکس
کیا مین ناہنی نگوڑی ہون تو تجکو وہان بھیجدیگا خدا میرے شہنشاہ ایسے وارث کو سلامت رکھے تیرا
کیا منھ ہی جو تو مجکو بھیج سکے عمرو نے اسکو گرفتار کرکے سامنے بٹھایا اور صبا رفتار کو مہتر قران لایا یہ
دونون قید ہوکر بیٹھین اور عمرو نے ایک سردار اپنے ہمراہیون مین سے تجویز کرکے حکم دیا کہ ای ہمارے خوش
چشم جادو تم اس عیارہ کو طلسم نورافشان مین لیجاؤ صرصر یہ حکم سنکر گھبرائی اور گویا ہوئی کہ ای عمرو
مین اوس طلسم مین جاکر وہ عیاریان کرونگی کہ تیرا سب کھیل بگاڑ دونگی شاہ کوکب تجکو نکالدیگا عمرو
نے کہا تو مہلت کب پائیگی مین رات اپنے پہلو مین تجکو رکھونگا میرے تیرے اقرار یہی تھا ایک دن مقابل
ہوگا جو زیر ہوگا وہ اپنے غالب کی اطاعت کریگا اب مین تجکو زیر کرچکا تجکو کنیز بناونگا صرصر لگی گالیان دینے

عمرو مضحکہ کرنے لگا یہان تو یہ سامان عشرت ہی لیکن حال افراسیاب سنیے کہ صنعت کو اجازت حرب
دیکر آپ بیابان نرگس زار سے باغ سیب مین گیا اور وہانسے پانچ چار پتلے روانہ کیے کہ خبر جنگ مجکو لا
دین پتلے آئے اور صنعت نے جب شکست کھائی تو وہ پتلے خبر لیکر شاہ طلسم پاس گئے اور پکارے کہ بڑا
ستم ہوا وہ مار ڈالی گئین بادشاہ سمجھا کہ مہرخ کو یہ کہتے ہین کیونکہ پہلے سے کہہ رہا تھا صنعت نے
سبکو غارت کر دیا ہوگا غرضکہ پتلون سے پوچھا ارے کون مارا گیا اُنھون نے کہا حضور صنعت نے جاکر لڑائی
فتح کی تھی مہرخ و یہار زخمی ہوئی تھین لشکر سارا تباہ و برباد ہو گیا تھا بارگاہ مین جل رہی تھین کہ عمرو
عیار طلسم کو کب سے آیا لشکر فراوان ساتھ لایا اوسنے یقین ہی کہ صنعت کا کام تمام کیا ہوگا جب لشکر
ملکہ مذکور کا برباد ہو چکا تھا اوسوقت ہم چلے تھے یہ خبر سننا تھا کہ شاہ طلسم برہم ہوا اور کہا پتلے حرامزادے
بھی لشکر حریف سے ملگئے ہین جب ہوتا ہی اُدھری کی فتح بیان کرتے ہین مین ان سب کو جلا دونگا یہ کہکر
یا غبان وزیر ساتھ تھا اُس سے کہا ان پتلون کا بیان میری سمجھ مین نہین آیا تم مفصل دریافت کرکے
حضور مین عرض کرو یا غبان پتلونکو علیحدہ لیگیا اور مفصلا و مشروحا جملہ کوائف جنگ دریافت کرکے
خدمت بادشاہ مین آکر عرض پیرا ہوا بادشاہ حال سنکر آگ ہو گیا اور گویا ہوا کہ اس مردصحرائی کو کب
کی قضا ہی آگئی مین بڑا یاس کرتا تھا کہ وہ میرا ہم مکتب ہے افسوس ہے کہ مجکو ایسے یار سے لڑنا پڑا دیکھو کہ
کس عذاب الیم سے اوسکو ہلاک کرتا ہون خلاصہ یہ کہ شاہ طلسم بسان مجنون بڑی دیر تک بکا کیا آخر یہ تجویز
کی کہ ایک خط اور لکھکر کوکب کو سمجھاؤن بعد اسکے پھر اوسکے ملک پر فوج بھیجون یہ سوچکر یا غبان
سے کہا ہر چند کوکب میرا دشمن قسم ہے لیکن مجکو محبت ختم کر لینا چاہیے اور ابکی ایسے زبردست ساتھ
کو نامزد کرکے روانہ کرون کہ کوئی راہ مین اوسکو قتل نکر سکے وہ نامہ کوکب کے ہاتھ مین دے اور جواب
لے نامہ سابق جو ہمدست قرطاس مینے بھیجا تھا وہ اوسکو پہونچا نہین یہ کہکر ایک بیضہ کمر سے نکالا
اور زمین پر مارا زیر زمین طلسم ایک جادو گر طاق طومطراق دندان جادو نام رہتا ہی واقعی ابلیس کا
بچہ ہی یہ بیضہ سحر تہ زمین طلسم پر اوسی ساحر یاس پہونچا تخت اوس شیطان کا پانی پر رہتا ہی اس طلسم کے
زمین کے نیچے بھی طلسمات ہی دریا اور صحرا اور کوہستان ہی بڑا سامان ہی انشاء اللہ بروقت فتح طلسم اور
داخلہ شہزادہ اسد مرحلہ جات طلسم پر بیان کیا جائیگا غرضکہ جب وہ بیضہ سحر اوسکے یاس پہونچا وہ سمجھ گیا
کہ افراسیاب نے مجکو بلایا بس فورًا اپنی جگہ سے اوچہا ہوا اور طبقہ زمین توڑ کر نکلا اژدر پر سوار

گرز ہاتھہ مین لیے تھا خنجر کی جگہ بجلی کمر سے لپٹی ہر بن مو سے آگ نکلتی جسم کے رونگٹے تیر کیطرح کھڑے
موے سر کز خشگی مین نکلے کیطرح تھے منہ کالا قد بالا کریہ منظر و بے حیا ست و خود سر انتہا کا جاہل مست
ولا یعقل شرافت اُس سے منزلون دور تہذیب و ادب اوس سے نفور کہ بموجب **ابیات**

اک انسان تیرہ رو اسمین سے نکلا	زیادہ تحمل سے قد طول مین تھا	لب زیرین نے سینے کو چھپایا
لب بالا فراز دوش پایا	بشکل چشم پیشانی پر اک داغ	گمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہی زاغ
وہ داغ ایسا کہ انگارا سا روشن	اسی صورت سے سب کیفیت تن	بڑھے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر
دین کیسی پہاڑون کے گلو گیر	جب وہ خبیث سامنے بادشاہ کے آیا سلام کر کے ٹھہرا بادشاہ نے	

فرمایا کہ اے طومطراق ہماری جانب سے نامہ لیکر بادشاہ طلسم نورافشان کے پاس تم جاؤ اور اوسکے
ہاتھہ مین نامہ دینا اور کسیکو نہ دینا اور اوسکے ظلمات کی طرف سے جانا ہرگز کسی سے نہ بتانا
اوسنے عرض کیا کہ سن لیجیے گا جسطرح مین جاؤنگا شاہ نے اوسی جگہ میر منشی کو طلب کیا اور
اوس سے حکم تحریر نامہ دیا مضمون بتلایا منشی بدائع نگار نے عنبر و مشک مداد مین حل کر کے
تختۂ قرطاس کو مضامین رنگین سے تختۂ گلزار بنایا و اصحی باغ پر بہار لگایا

نامہ شاہ افراسیاب مشتمل بر مضامین جلالت آگین جانب کوکب و شتضمیر
خوش آئین و پر تمکین لمؤلفہ

اوصاف مین سیاہی کے تقریر	کرتا ہے یہ کلک سحر تحریر	یون کلک دوات کی ہی منہ پر
جمشید کے لب پہ جیسے ساغر	کرتا ہے جو وصف یہ لقا کے	سرمست ہی کلک اسی صفت سے
پونے دوسو کی ہی خدائی	کب کفر سے سبکو ہی جدائی	ابلیس کے سب یہی ہین نائب
اللہ کی بندگی سے تائب	جنے معبودان کو جانا	رسم جادوگری کو مانا
کیا انکے بیان ہی اوراوصاف	اظہار ہے حال دل ہی اصداف	ای شاہ طلسم نورافشان
اے ساحر ذی تبار و ذیشان	گلدستۂ بزم شہریاری	رونق دہ باغ کامگاری
دُر خوش آب بحر شاہی	غواص محیط آشنائی	ذیجاہ و عقیل و صاحب ہوش
شاہنشہ بر و بحر پر جوش	جو رسم ہے دوستی کی شایان	ممکن نہین جسکا ہمسے پایان
خدمت مین ادا ہماری کر کے	یہ لکھتے ہین تمکو دوستی سے	وہ چرخ بلند ہو ہمین اے شاہ

جادو کے ہین جسمین مہر او رماہ
وہ گل ہون کہ جسمین سحر کی بو
جادو ہی کی جسمین اوٹھتی ہی لہر
کیا آئیگا دیو میرے آگے
ہیبت سے وہ دل ہو پارہ پارہ
کانپے خورشید میرے آگے
ہو چرخ بھی سامنے تو ٹل جاے
افلاک پہ کب ہین اتنے تارے
تبلاؤن شمار فوج کس سے
ہر اک جرار وصف شکن ہے
زور و قوت مین سب یگانہ
آگے اب کیا لکھون بڑائی
لازم ہے غضب سے میرے ڈرنا
اور لوح طلسم نور افشان
غارت برباد ہو تمھارا
ان باتونکو سوچ کے سمجھ کے
جلدی بھجوا دو پاس میرے

وہ باغ ہون جسمین سحر کے گل
وہ نخل ہون جسکے پھل مین جادو
غصہ مرا قہر ہے بلا ہے
میرے سائے سے بھوت بھاگے
غصہ مجھے کوہ پر اگر آے
بہرام مری صدا سے بھاگے
کیا اپنی لکھونمین شان لشکر
اشجار زمین کہان ہین اتنے
وہ وہ ساحر ہے افسر فوج
سہراب توان و پہلوان ہے
اگلین دم جنگ ایسا وہ زہر
مین چاہون تو خود کردن خدائی
ہین میرے طلسم کے جو اسرار
معلوم ہی مجکو یا رذیشان
حجرے مرے پاس ہین بلا کے
لازم ہے کہ صلح کر لو ہمسے
بس ختم کلام ہے یہان پر

پھولے ہین ہزارون بے تامل
وہ بحر ہون جسکی موج ہے قہر
کب اوس سے کوئی بھلا بچا ہی
ہو جسکی طرف مرا اشارہ
دل کوہ کا آب آب ہو جاے
تیور پہ مرے کبھی جو بل آے
شیران ژیان سگان لشکر
ذرے نہین اسقدر زمین کے
جمشید کا پست جنسے ہو اوج
ہین سحر مین نادر زمانہ
آنے لگے اژدہونکو بھی لہر
کب چاہیے تمکو مجسے لڑنا
تم اوس سے نہین ہو کچھ خبردار
چاہون تو ابھی طلسم سارا
کب مل سکین وہ بھلا کسی سے
اوس دزد عمرو کو قید کر کے
اقبال سدا تمھارا یاور

یہ مضمون لکھکر مہر شاہی سے منقش کرکے طومطراق کے حوالہ کیا اور بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا وہ زادۂ ابلیس نامہ لیکر اپنے مقام پر آیا اور چالیس ہزار اژدر وہم لیکر چالیس ہزار رساحر سے بجشم وخدم روانہ ہوا اژدر وہم یہ کہ بطور نظر بندی کے ہر شخص کو دکھائی دین کہ اژدہے ہیں ساحر کے ساتھ ہین اور اصل مین کوئی اژدر نہو غرضکہ بعد وسکے رخصت ہونیکے افراسیاب پاس دو پتلے خبر لیکر حاضر ہوے اور بعد بجا لانے دعا وثناے شاہی کے عرض پیرا ہوے کہ صرصر وصبا رفتار کو عمرو عیار نے گرفتار کیا ہی اور اونکو طلسم نور افشان مین بھیجا چاہتا ہی یہ سننا تھا کہ

غضب بادشاہ پر طاری ہوا اور سوچا کہ عیار بچیان بھیجدی گئین تو بڑی ذلت ہوگی پس اسیوقت
سحر پڑھکر پکارا کہ ای ہنود جادو جلد حاضر ہو یہ کہتے ہی ایک ساحر ردی ہوا پر سے اوترکر سامنے آیا اس ساحر
کا یہ قاعدہ ہو کہ ہمیشہ بروے ہوا اوڑتا رہتا ہی اور پرواز کرکے سانے مین ایک ہی مرتبہ کوسون نکلجاتا ہے
پس اس ساحر نے شاہ کو سلام کیا شاہ نے حکم دیا کہ تم جلد جاؤ بارگاہ عمرو مین صرصر وصبا زقید ہین
انکو اوٹھالاؤ یہ حکم سنکر ساحر مذکور سناٹا بھر کر روانہ ہوا اور آندھی کیطرح اوڑتا ہوا کچھ ہی عرصہ مین قریب
بارگاہ خواجہ پہونچا یہان خواجہ عیارہ سے دل لگی کرتے تھے اور ارادہ تھا کہ جانب طلسم نوافشان
اونکو بھیجین اس اثنا مین ایک آندھی تیز و تند آئی عمرو کمند آصفہ سے صرصر کو رہا کرکے حوالہ ہما کرچکا
تھا کہ اونکو لیجاے پس وہ آندھی ایسی بڑھی کہ اندھیرا ہوگیا اور ایک پنجہ مثل برق چمک کر کمر مین
عیار نیونکی پڑا کہ اوٹھاکر لیچلا ساحران ہمراہی خواجہ نے بزور سحر روشنی کی اور عیار بچیونکو دیکھا کہ ایک ساحر
اوٹھاکر اونکو بلند ہوگیا ہے اور بڑی تیزی سے جاتا ہی یہ دیکھ کر بہانے بھی ہزارہا ساحر پرواز پیدا
کرکے اوڑا لیکن ہنود ساحر کو اوڑنے مین چیدہ و منتخب کرکے شاہ طلسم نے بھیجا ہی اوسکی مقابلہ مین
کوئی پرواز نہ کرسکا اور اوسکی ہوا کو بھی نہ پہونچا مگر لینا لینا کا غلغلہ عظیم ہوا تمام لشکر کے ساحر خوان
ہوے اور باران جادو جو ابر بنا ہوا دریای ماہی پریزاد پر چھایا ہوا وہ بھی مطلع ہوا اور ماہی پریزاد
بھی خبردار ہوئی بس وہ دریا جو مثل نہر ایکطرف کو مختصر سا تھا اسقدر بڑھا کہ جبتی دور تک ہنود
گیا دریا بھی روان ہوا ہنود جب لشکر خواجہ سے بہت دور نکلگیا ایک مقام پر اوترا کیلیے کہ
سناٹا بھرے جو آیا تھا تو دم چڑھگیا تھا بس جیسے ہی یہ زمین پر اوترا ایک ساحر لشکر خواجہ سے مار سیاہ رو
سیاہ تاب پیشانی اسکے تعقب مین آتا تھا وہ پکارا کہ ای بحرین جادو یہ چوٹا جانی پنائے
یہ سنکر ہنود نے پھر چاہا کہ مین اوڑجاؤن لیکن ایک جانب سے بحرین اور ماہی پریزاد دوسری جانب
سے دریا پر اوبھر آئی اور ماہی تیر کیطرح سیدھی جست کرکے چلی ہنود ادارنے پنایا تھا کہ یہ اوسکے سینے پر
لگ کر پشت کے پار نکل گئی اور تڑپکر پھر دریا مین گئی ادھر شور اوسکے مرنیکا بلند ہوا کہ مارا ہنود جادو
کو اندھیرا ہوگیا لاش کے سر سے دھوان پیدا ہوا دس تاریکی مین عیار بچیان تو بھاگ کر درۂ پہار
مین چلی گئین اور وہ دھوان لاش مین لپٹا اور اوٹھاکر جانب اقرا سیاب چلا دریا پھر اوسی طرح
گھٹ گیا اور مار سیاہ نے خدمت خواجہ مین آکر تمام ماجرا بیان کیا کہ اس طرح عیار بچیان نکل گئین

اور ہنود مارا گیا خواجہ خاموش ہو رہے لیکن لاشہ ہنود دھوان لیے ہوے جاتا تھا کہ راہ مین صنعت نے اوسکو دیکھا کسلیے کہ یہ جو شکست کھاکر بھاگی تو صحرا مین ٹھہری تھی اور کچھ پھیلی فوج اوسکے پاس جمع ہوتی جاتی تھی چنانچہ نقش مذکور کو جاتے دیکھکر اوسنے سحر پڑھا کہ وہ زمین پر اوتر آئی اور بیر سحر کے حال اوسکے قتل کا معرض بیان مین لائی یہ جملہ حال سنکر لاش اپنے ہمراہ لیکر خدمت افراسیاب مین گئی وہ بیابان نرگس سے اوٹھکر باغ سیب مین آیا تھا کہ یہ جاکر پہونچی اور حال قتل ہنود اور اپنا شکست کھانا سب بیان کیا بادشاہ اس ساحر کے مارے جانے سے بہت غضبناک ہوا اور اوسیوقت یہ کہکر اوٹھا کہ اس عیار عمرو مکار کو ابھی جاکر نہ گرفتار کیا تو نام اپنا شہنشاہ ساحران نہ رکھا پس بحالت غضب شعلہ بنکر چمکتا ہوا لشکر خواجہ کیطرف چلا یہ تو ادھر سے چلا اوسطرف کا حال سنیے کہ ملکہ بران خواجہ کو طلسم ہوشربا مین پہونچاکر جو پھری تو اوسی راہ سے قلعہ ہفت رنگ مین آکر مسند ناز پر بصد امتیاز بیٹھی مگر مفارقت خواجہ سے ملول و غمگین تھی اور شاہ کوکب بعد رخصت عمرو سریر جہانبانی پر دارالعمارہ طلسم مین آکر رونق پذیر ہوا لیکن بہ نیہ عقاب جمشید طلب کی حال خواجہ معاینہ کرنے لگا جملہ کیفیت تجمل سواری اور جنگ وغیرہ کی دیکھکر خوشنود تھا یہانتک کہ مارے جانا ہنود کا بھی اوس بہ نیہ مین دیکھا اور ازبسکہ رو ضمیر لقب کھتا ہی یہ بھی بزور کہانت معلوم کیا کہ بعد لاش ہنود کی افراسیاب پاس پہونچیگی تو وہ خود عمرو کو گرفتار کرنی آئیگا پس یہ دریافت کرکے فوراً اسنے ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے مہر عالم افروز سپہر عیاری دای سپہر عظمت و کامگاری آپ مجھسے وعدہ ایک روز کا فرماکر تشریف شریف جانب لشکر لیگئے تھے کو دو دن اور رات تمام نہین ہوئی مگر مناسب ہی کہ بعد ملاحظہ نامہ احقر جلد تر نہضت فرما اس جانب ہو جیسے وہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایسا ہی تو پھر چلے جایگا دوسرے یہ کہ لڑائی فتح کرکے ہر ایک سے مل بھی چکے پھر وہان ٹھہرنے سے کیا حاصل ہی لازم ہی کہ اس نیاز کیش کو قدوم سعادت لزوم سے سرفراز و ممتاز فرمایے زیادہ شوق ملاقات و بس۔ یہ نامہ ایک پنچہ کو سحر کے دیا کہ طلسم ہوشربا مین عمرو کے پاس لیجا اور ایسا افسون پڑھا کہ پنچہ آن واحد مین عمرو کے پاس پہونچا اور نامہ دیا خواجہ نے مہر اوپر کوکب کی دیکھی بصد شوق وا کرکے مضمون پر وقفیت پائی اور فرخ وغیرہ سرداروں سے کہا کہ خدا حافظ لو اب مین جاتا ہون شاہ کوکب نے کچھ مصلحت جانکر مجکو طلب کیا ہی اور یہ نامہ لکھا ہی یہ کہکر وہ مرکب جو بران نے کوتل ساتھ کر دیا تھا اور کہا تھا کہ جب آنا تو اس گھوڑے پر سوار ہو کر آنا یہ اس

ظلمات سے آگاہ ہے تحسین کچھ ہی دیر مین میرے پاس لے آئیگا پس اوسی مرکب کو آراستہ کرا کر
طلب فرمایا اس عرصہ مین سمندر روز عرصۂ عالم سے طرارہ بھر کر نظر مردم دہر سے غائب ہوا اور
توسن گلگون خورشید دشت سپہر طے کر کے مغرب کے تھان پر گیا کہ بموجب ابیات

یکایک مثل بخت ناتوان ہین	ہوا خورشید پھر محتاج تمکین		ردائے شام پھیلی جانب خاک
لگا ہونے پھیے سامان افلاک			

شام ہوتے ہی خواجہ سے مہرخ و بہار وغیرہ نے کہا کہ آخر تو آپ
جائینگے ہین ہم روک نہین سکتے مگر ہمارے ساتھ ایک عرصہ گذرا کہ آپنے کھانا نہین تناول فرمایا اسوقت کچھ
تناول کر لیجیے خواجہ نے اونکی خاطر سے توقف کیا اور مہرخ نے خاصہ طلب فرمایا لگاولون نے دسترخوان
دیا و پرنیان پر اغذیۂ لذیذہ و طعام شیرین و نمکین کو بصد تمیز چنا خواجہ بہار وغیرہ کو لیکر دسترخوان پر
آئے اوسطرف کوکب نے آمد خواجہ مین دیر ہونیسے پھر مصنیۂ عقاب دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ نے آنہین
توقف کیا ہی اور افراسیاب اپنے مقام پر سے اونکی گرفتاری کو روانہ ہوا ہی یہ معلوم کر کے اپنے سردارون
سے کہ جو حاضر دربار تھے فرمایا کہ ای فیقصر جادو و لے لشکران جادو و ای فلان و فلان تم مین سے
کوئی ایسا ہی جو افراسیاب کو جا کر روکے اور عمرو کو بچا لے کیونکہ عمرو قید ہوا چاہتا ہی اور اگر
اسیر ہوا تو مارا جائیگا یہ کلمہ حاضرین دربار سنکر عرض سا ہوے کہ آپکے ہم تابعدار ہین جان دینے مین
ہمکو عذر نہین لیکن شاہ جادوان ہمسے رک نہ سکیگا کوکب نے یہ سنکر کچھ سحر پڑھا اور دستک دی کہ
نگاہ مردم سے ناپدید ہوا اور مثل برق جہندہ یہ بھی لشکر عمرو کیطرف چلا لیکن افراسیاب مثل
شعلہ جوالہ پیچتاب کھاتا ہوا کنارہ لشکر عمرو کے پہونچکر ٹھہرا اور زمین پر لوٹنے لگا اور آدھا پلنگ اور
آدھا پہاڑ بنکر تیار ہوا اور لگے بڑھنا پھیلا دھڑ جو مثل کوہ کے تھا ایسا بلند و گران تھا کہ جتنی بلندیان زمین
زمین کی تھین سب اسکے نیچے تھین خیمہ و خرگاہ و چبوترہ و دکانات و بازار لشکر و نشیب و فراز
کنکر پتھر ٹیلے ٹیکرے اوس پہاڑ سے دبکر سرمہ سا ہوتے تھے ایسا کالا پہاڑ تھا کہ عالم اوسکے عکس سے
تاریک و سیاہ تھا ملک عدم کی وہ کوہ راہ تھا آسمان ہیبت زمین پر تھا بلیات دنیا نے جمع ہو کر اس
صورت سے اپنے تئین نمودار کیا تھا یا یہ کہ آفتون کا وہ گھر تھا دل کوہستان اوس سے آب آب
کوہ فلک کو یہ رفعت دیکھکر اضطراب گا و زمین کی اس گرانی سے کمر ٹوٹتی جاتی لنگر اوٹھانے کی
تاب لاتی قلہ کوہ خاطر آسمان کے پار ہو جاتا تو عجب نہ تھا دل ارض و غبرا مین بسان خار غم یہ کوہ گرانتھا

پچھلا دھڑ تو یہ صورت رکھتا تھا اور اوپر کا جسم چیتے کا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا کہ درۂ کوہ سے چیتا نکل رہا ہی
مگر وہ چیتا ہی کہ جسکو دیکھکے اسد چرخ چونکا اور چیتا ہی ضیغم چرخ چکرانا کیسا اوسکے سامنے سے مثل سگ
دم دبا کر بھاگا چاہتا تھا گاو آسمان تو یہ جانتا تھا کہ میرا تو آب ایک ہی نوالہ ہی فوج فلک کو خیال تھا
کہ میرا طعمہ بنا چاہتا ہے اس صورت مہیب کو دیکھکر لشکر خواجہ مین شیر دل گھبرائے بیلیتونکو غش آیا
ہزبران بیشہ شجاعت تھرائے قوی پنجہ خوف سے وہ ضعیف ہوئے کہ مور بنگئے روباہ دہشت سے

صاحب زور بنگئے دل ہر اک کے دو نیم تھے گرفتار رسن بیم تھی نظم

وہ پچھلا دھڑ تھا اوسکا کوہ آسا	یہ ایسی ہوئی تاریک دنیا	بشکل رنگ نارنگی اوسکو پایا
مگر وہ سنگ اسود سے بنا تھا	بنا سر سے کمر تک تھا وہ چیتا	فلک گر دیکھتا اوسکو نہ جیتا
قوی مانند کوہ و سخت خونخوار	ستمگر تیرہ دل بدخو ستمگار	بہت تھا تخت عاشق سی بھی تاریک
بشکل قصد آیا ہو بچا وہ نزدیک	جب اس صورت سے شاہ جادوان لشکر خواجہ مین در آیا لشکریان شیر توان	

سا حیران اژدر صورتان اوسپر لینا لینا کہکر چلے اوسنے ایک نعرہ جانستان ایسا مارا کہ شیران ژیان
صحرا مین دم دبا کر کتے کی طرح کچھار سے روبفرار لائے سیمرغ قلۂ قاف مین پھڑپھڑا گیا نسر طائر سپہر کو
آشیانہ افلاک مین غش آگیا جتنے لشکری تھے سب بیہوش ہوکر فرش خاک ہوے دل سینون مین
چاک ہوے لشکری تو بیہوش ہوے لیکن خفتگان زمین قبرون مین چونک پڑے کہ صور قیامت پھونکا
گیتی کو زلزلہ آیا اس نعرہ مارنے پر بھی باران جو ابر بنا ہوا دریاے ماہی پر نیزاد پر چھایا تھا گرجتا
جانب شاہ جادوان چلا اور دریا کو بڑھاتی ہوئی ماہی بھی چلی شاہ جادوان نے دوسرا نعرہ
ایسا مارا کہ یقین تھا سقف گردون پھٹ پڑیگی ایوان جہان ڈھے جائیگا باران کا زہر آب
ہوجاتا تو عجب نہ تھا ماہی کا دل پانی پانی ہوتا تو کیا بعید تھا مگر یہ لوگ وابستہ طلسم نور افشان
ہین انکے گرفتار کرنے کو اور تحفہ طلسم ہے کہ حال اوسکا بیان ہوگا غرض دوسرا نعرہ جب شاہ جادوان
نے مارا تو ابر سمٹکر مثل لکہ مختصر کے ہوکر کنارے ہوگیا اور دریا بھی گھٹکر جیقدر کیطرح بنا افراسیاب نے
وہین سے پنجہ بلنگانہ اپنا دراز کیا اور جس بارگاہ مین کہ عمرو بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اوسکا سر اپنے پنجہ سے
پھاڑا اور پنجہ خواجہ پر ڈالا مہرخ و بہارونا فرمان وغیرہ دوسرا نعرہ شاہ کا سنکر بیہوش ہوگئی تھین
کسی مین دست و پا ہلانے کی طاقت نہ تھی مثل تصاویر آذری وہ لعبتان حسن بیچین و حرکت تھین اور

عمرو بوجہ تحفہ ہاے کوکب بیہوش نہ تھا مگر ایسا خود فراموش تھا کہ نہ بھاگ سکا نہ گلیم اوڑھ سکا جس طرح بیٹھا تھا بیٹھا رہگیا پنجہ نے گردن پکڑ کر کھینچا اور باہر بارگاہ کے لاکر پھیرا کہ جانب باغ سیب رخ پھیرتے ہی ایک شیر غران کو دیکھا کہ اوپر کا جسم شیر کا اور جسم پائین مثل آسمان تمام عالم پر چھایا تھا برج اسد گویا لڑنے آیا تھا فلک ستمگار اپنا خونخوار ہونا جتاتا تھا کہ شیر بنکر زمین پر آیا تھا کہ بیت وہ آدھا جسم اوسکا آسمان تھا ؛ فلک زیر فلک پیدا ہوا تھا ؛ پس اوس شیر آسمان پیکر نے آتے ہی پلنگ کے طمانچہ مارا پلنگ نے پنجہ پر اوس تھپڑ کو روکا اور عمرو کو زمین پر رکھکر ایک دوہتڑ زمین پر مارا کہ زمین سے شعلہ چمک کر شیر پر چلا شیر نے اوس شعلہ کا بھی خیال نہ کیا اور تڑپ کر عمرو پر آیا اوسکو پنجہ مین داب کر اس زور سے دھڑکا مارا کہ آگ لرز کر پھر زمین مین سما گئی پلنگ نے یہ دیکھکر ایسی چیخ ماری کہ دنیا دہل گئی شیر نے بھی نعرۂ جانستان کیا کہ ارض و سما مین زلزلہ پڑ گیا

اب تو باہم طمانچہ چلنے لگا طمانچون سے آگ نکلنے لگی نظم

کیا نعرہ قریب شیر جاکر	لگا چلنے طمانچہ پھر برابر	پلک مثل زبان اوس کے ہویدا
بشکل مار اک کفچہ سا پیدا	بلائین آئین پھر چار و نطرف سے	ہزارون ابر چھائے اور برسے
ہزارون رنگ کے دیو ستمگار	ہوی پیدا بھڑے آپسمین اکبار	بڑھا آخر کو ایسا جنگ کا ڈھنگ
کہ جس سے پانی پانی تھا دل سنگ	غرض یہ ماجرا ے ہیبت زا کہانتک بیان ہو کبھی آپسمین ٹکرین	

چلین کبھی طمانچے چلے اوسی گرمی جنگ مین شاہ جادوان نے اپنے بازو پر سے ایک مچھلی کھولکر سامنے کوکب کے کی اوسنے بھی فوراً اپنے بازو پر کا اژدہا اوتار کر اوسکو دکھایا ادھر یہ جھومکر چلا اور بیہوش ہوا اوسطرف وہ بیخود ہوکر گرا یہ جو بیہوش ہوے زمین سے پریزادین **افراسیاب** کے لیے پیدا ہوئین اور دو سیر کیلیے سواران زرین پوش رکھ ہوا سے اوترے لیکن **قوان عیار** صحرا مین ہمیشہ رہتا ہی اوسوقت غوغا سنکر لشکر مین آیا اور ایک طرف سے برق بیہوش ہو نیسے بچ رہا تھا دوڑ آیا اور **افراسیاب** کو بیہوش دیکھکر خنجر کھینچکر دونون چلے کہ مار ڈالین مگر پریزادون نے پچکاری گلاب کیوڑے کی بھری منھ پر شاہ جادوان کے ماری کہ وہ اوتھہ بیٹھا عیار بھاگ کر ایکطرف چلے گئے اور کوکب سواران زرین لباس پہلے ہی ہوشیار کر چکے تھے وہ عمرو کو لیکر روانہ ہو چکا تھا شاہ جادوان ہوش مین آیا کسیکو اوسنے نپایا پکارا کہ اس لشکر یا شکستہ کو جو میری ایک چیخ سے بیہوش ہوا ہی کیا ہلاک کرون

یہ کہکر ایک قہقہہ مارا اور کہا وہ جنگلی میرے سامنے سے بھاگ گیا ورنہ مارا جاتا غرضکہ بڑی دیر تک لاف وگزاف کرکے سحر خوان ہوا کہ ہوائے تند کے جھونکے آئے اور تمام لشکر مہرخ وعمرو کا مع سرداروں کے ہوشیار ہوا اور شاہ ہر ایک کو ہوشیار کرکے غائب ہوگیا ہر ایک لشکری سجدۂ شکر خدا بجالایا اور مہرخ سے قران وبرق نے آکر سارا ماجرا جنگ صنیم وپلنگ کا بیان کرکے کہا کہ مقرر وہ شیر شاہ کوکب تھا جو خواجہ کو آکر رہا کرلیگیا یہ حال سنکر ہر ایک کو خواجہ کیجانب سے اطمینان ہوا کہ وہ بخیریت ہیں پس ہر ایک بدستور قدیم آباد وشاد ہوکر قیام پذیر ہوا ادھر شاہ کوکب جو عمرو کو لیگیا تو وہ اس ہنگامہ سے بیہوش تھا شاہ مذکور اسکو لیے ہوے اوس مکان مین آیا کہ جہان بران رہتی ہے اور خواجہ بھی وہین رہتے تھے پس وہان آکر بادشاہ نے ایسا سحر پڑھا کہ بران مع تمام اپنی انیسون کے بیہوش ہوگئی اور بادشاہ نے بارہ دری مین آکر خواجہ کو ایک کمرے مین پہونچایا وہین خواجہ سویا کرتے تھے جیسے کہ یہان مہمان آئے تھے چنانچہ اوس کمرے مین پلنگڑی جواہر کا بچھی تھی اوسپر خواجہ کو لٹاکر سحر اپنے شاہ جادوان کا برطرف کیا اور آپ غائب ہوکر اپنے مقام پر چلا گیا دارالعمارۃ مین آکر تخت پر بیٹھا وہان بعد لمحہ کے بران جو اٹھکر اندر اس کمرے کے آئی دیکھا کہ عمرو دوشالہ اوڑھے لیتا ہے حیران کار ہوکر قریب تر آئی اور دوشالہ اوٹھاکر جو دیکھا تو خواجہ کو پسینے پسینے پایا اوسنے ہاتھ تھام کر اوٹھایا عمرو نے بھی ملکہ موصوف کو دیکھکر اور اپنی جاے سکونت کو دیکھکر استعجاب کیا کہ یہان مین کیونکر آیا ملکہ نے اسکو متعجب دیکھکر کہا کہ اے شاہ عیاران آپ متفکر نہون ضرور آپکو شاہ کوکب یہان لائے ہین خواجہ نے کہا مجکو افراسیاب نے چیتا بنکر پنجے مین دبا تھا مین بیہوش ہوگیا تھا پھر مجکو نہین معلوم کہ کیا ہوا ملکہ نے کہا مین آپسے سب کہونگی اب اسوقت چپ ہوجیے یہ کہکر خوشی خوشی خواجہ کو لاکر زیر سایبان زرین مسند پر بٹھایا باغ کی روشنی اور بہار گل وغنچہ دکھانے لگی جام مے ارغوانی پلانے لگی اس عرصہ مین سحر کا ایک پتلا اڑتا ہوا آیا اور ملکہ کو تسلیم کرکے نامہ کوکب دیا ملکہ نے نامہ پڑھا اوسمین کل کیفیت جنگ افراسیاب کی اور عمرو کے لانیکی لکھی تھی جسکو سنکر عمرو بھی مطمئن ہوا کہ مہرخ وغیرہ سب خیریت سے ہین کیونکہ اسکو یہ فکر تھی کہ مجکو تو کوکب لے آیا ہے وہان افراسیاب نے لشکر میرا برباد کیا ہوگا فی الجملہ اوس نامہ مین یہ بھی مضمون تھا کہ اے فرزند افراسیاب کا ایلچی طومطراق میرے طلسم کی ظلمات کی طرف سے آتا ہے تم اوسکو بلوا کر

بموجب اس قول کے کہ ایلچی رازدار نیست عزت اُسکی کرنا اور اگر وہ نامہ تمھین نہ دے تو زیادتی نہ کرنا میرے پاس بھیجدینا۔ یہ مضمون فیض مشحون نامہ خیر ختامہ پدر گرامی قدر پڑھکر ملکہ بہت خوشنود ہوئی پتلے کو رخصت کردیا اور بقیہ شب حکم جمع ہونے جلسۂ عشرت دیا مرزان وزیر بھی حاضر ہوا ارباب نشاط گانحین خوش گلو زہرہ پیکر آکر ناچنے گانے لگین ہنگامۂ انبساط گرم ہوا جام شراب چلنے لگا اسی جلسۂ مسرت مین وہ رات تمام کی اور ساغر زرین مہر انجمن افلاک پر ساقی قدرت نے گردش پذیر فرمایا کہ بیت بنے اختر حیائے چشم جانان ۔ نظر آسا ہوے نظرون سے پنہان ۔ صبح کو بعد فراغ طاعت آکر خواجہ وملکہ نے آرام فرمایا اُس ہنگام شب سے سحر تک شاہ افراسیاب سیند آسا بستر آتش غم پر جلا کیا اور صبح کو دو دل کیطرح اُٹھکر ظلمات مین جاکر بیٹھا دل سے سوچا کہ کوکب تجھسے برابری کر گیا جو حال تیرا ہوا وہی اُسکا بھی پس اب سحر ایسا کرنا چاہیے کہ حریف ہلاک ہو چنانچہ اسی فکر مین یہ غرق ہی اب چند کلمہ لشکر ظفر پیکر صاحبقران نامور کے بیان ہوتے ہین۔ کہ امیر بارگاہ آسمانجاہ مین بعشرت تمام تر تشریف فرما ہین۔ اور لقاے بے بقا رانده درگاہ خدا زمرد شاہ تخت نکبت پر اندر قلعہ کے بیٹھا دربار جمع ہی اور صبا و بلا بھی حاضر خدمت ہین بختیارک شیطنت کر رہا ہی چنانچہ صبا و بلا کو اُس شیطان نے پھر اغوا کیا یعنی بیٹھے اُٹھکر چلا لقا نے پوچھا کہان جاتے ہو کہا رات بھر خدا پرستون کے نعرون سے نیند نہین آتی ہی اسوقت کسی جنگل مین جاکر سو رہونگا یہ کلام سنکر صبا و بلا نے کہا ملک جی ٹھہر جاؤ ہم بھی چلتے ہین اُسنے کہا تم ابھی ٹھہرو ایک ہی مرتبہ جنگل آباد کرنا چین سے پانون پھیلاکر خواب عدم مین سونا ساحر یہ کلمہ سنکر خفیف ہوئے اور کہا ہم شاہ جادوان کے مدد بھیجنے کا انتظار کر رہے تھے خیر اب طبل جنگ بجواؤ ہم آپ سمجھ لین یہ کہکر چاہتے تھے کہ حکم طبل رزم بجنے کا دین کہ ہلکارے خبر لیکر سامنے آئے اور بعد دعا و ثناے لقا عرض پیرا ہوئے کہ ایک ساحر زہر بن قہر نام فرستادۂ شاہ ظلم فوج کثیر سے آتا ہی واقعی بڑا پہلوان معلوم ہوتا ہی یہ کہکر ہلکارے چلے گئے اور لقا نے منصور کوہی وغیرہ چند سردارون کو بہر استقبال روانہ کیا یہ سردار گئے راہ مین ساحر مذکور سے ملاقات ہوئی باعزاز تمام ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئے لشکر اُسکا اُترا اُسنے سامنے آکر خداوند کو سجدہ کیا اور تخت خداوندی کو بوسہ دیکر بلاگردان ہوا اور دنگل پر بیٹھا بختیارک سے بھی ملا اُسنے بہت کچھ شیطنت کی اور کہا تم طلسم ہوشربا مین بالکل بیکار تھے اسلیے خداوند پر تین ماہ ہونے چلے آئے

اُسنے کہا ملک جی گھبراتے کیون ہو آج میرے نام پر طبل رزم بجواؤ کل سر میدان تماشا دیکھو ملک جی نے کہا جلدی کیون کرتے ہو ایک دن تو جی بھر کے دیدار خداوندی دیکھ لو پھر آخر تم کہان اور خداوند کہان اُسنے کہا ملک جی یہ کیا کہتے ہو اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین آخر فنا آخر فنا یہ کہکر حکم دیا کہ ساقی نے لاکر جام مے سرخ زہر کو دیا تاج ہونے لگا شام تک شغل بادہ خواری رہا جب آفتابی ساغر طاق مغرب پر رکھا گیا کہ بیت بہار شام نے پیدا کیا رنگ + ہوئی ظلمت لباس صاحب تنگ + شام ہوتے ہی طبل جنگ پر لشکر ساحران مین چوب پڑی ہلکارے خبر لیکر سامنے بادشاہ اسلامیان کے آئے اور مجرا کرکے عرض پیرا ہوئے کہ ایک ساحر بارگاہ لقا مین تازہ وارد ہوا ہی اُسکے نام پر طبل جنگ بجا ہی یہ خبر سُنکر امیر نے حسب ایماء شاہ چالاک کو اشارہ کیا اُسنے جاکر نقارخانۂ سکندری مین طبل سکندر پر دوال دی تمام لشکر کو خبر ہوئی کہ دم سحر لڑائی ہی معرکہ آرائی ہی پس ہر ایک تیاری کرنے لگا پہر رات گئے امیر نے بھی دربار برخاست فرمایا گرد و گردن کش شمشیر زن دصف شکن اپنی اپنی بارگاہ مین آئے اکل و شرب سے فراغت کرکے اسلحہ کی درستی مین مصروف ہوئے طول ہر مقام کا نہین اچھا ہی چار پہر رات ہر سمت شور تیاری حرب رہا جب خنجر مہر کو ترک دہر نے سان پر چرخ کے چڑھایا کہ بیت ہوا پھر صبح کا شعلہ شرر بار + اُڑا غفا صفت رنگ شب تار + امیر کشور گیر نماز سے فراغت کرکے بیٹھے تھے کہ مقبل نے صندوق اسلحے کا لاکر سامنے رکھا آپ نے تمام متبرکات انبیا علیہ السلام ذات بابرکات پر اپنی آراستہ فرماکر باہر مسجد کے آکر خانۂ زین اشقر کو منور و روشن مثل آفتاب تابان فرمایا بہرام و لندھور وغیرہ نے آکر تسلیم کی آپ ہر ایک کو ہمراہ لیکر جلو خانۂ بلورین شہنشاہ اسلامیان مین آئے بادشاہ بھی مشتاق جنگ تھے بہت جلد برآمد ہوئے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اُٹھا حضور عالم پناہ تشریف فرما ہوئے ہزارہا فانوس مینا کار اور پنجشاخے دوشاخے روشن تھے عود سوز و عنبر سوز جلتے تھے نرگس دانون پر عود بربکی کا بکتا جھنکتا ہوا بسم اللہ کی آواز بلند اسیطرح جب شاہ ارجمند نمودار ہوئے امیر نے آگے بڑھکر مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا سوار ہونے کا اشارہ فرمایا امیر سوار ہوئے بمرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم تخت سے آگے چلے اور تمام سردار تہمتن و گرز زن مجرئی ہوکر گرد شہنشاہ دستہ دستہ گروہ گروہ انبوہ انبوہ روانہ ہوئے اتنے بڑے کروفر سے سواری شاہ گیتی پناہ کی روانہ ہوئی کہ ایک طرف عیاروں کے غول ڈھمڈھما ان

بجاتے شلنگین بھرتے کمندون کے لچھے باہم چلتے حقہ ہاے بیہوشی اُچھلتے جاتے تھے ایک جانب پیادہ
پلٹنون مین مسل جمائے سوار رسالون مین گھوڑے برابر ملائے چلے آتے تھے نوبت ونقارے بجتے تھے
چھڑکاؤ کرتے نقیبون کا بولنا گھوڑون کے ہمہون کی صدا سمون کے کڑاکے کی آواز خوف سے تڑکِ فلک
کا مزاج ناساز غرضکہ بسبیل اختصار وادگاہ مصاف پر یہ لشکر دلاوران پہونچا صفین جمنے لگین قلب لشکر
مین سریر شاہ زمان قایم ہوا بلیدارون نے زمین رن کی ہموار کی سبزہ زارون نے جھاڑی جھنڈی
کاٹ دی میدان مثل آئینہ کے پاک وصاف نظر آیا روے شجاعت اُس آئینہ مین ہر بہادر نے دیکھا
اُسوقت دروازہ قلعۂ کوہ عقیق کا کھلا اور سواری لقا کی پیدا ہوئی تخت ہاتھیون پر کھچا ہوا گرد اُن
ہاتھیون کے ساٹھ لاکھ کا لشکر دریاے آہن مین ڈوبا ہوا ظاہر ہوکر میدان مین آیا ایک طرف سے
ساحرون نے پرا جایا بلاے جادو کے بنگلہ مین سوار صبا پہلو مین دونون مصروف شغل لوس وکنار
ہمراہ فوج بیشمار لیے کوئی گردہ اژدر سوارون کا کوئی غول ببر سوارون کا یہ سب ایک جانب کو آکر صف کشیدہ
ہوئے پھر زہر کی آمد ہوئی اُسکے ساتھ کے ساحر صورتین ڈراونی بنائے تھے بال ڈاڑھی موچھ کے
ایسے بڑے تھے کہ چہرے اُنکے چھپے تھے بعض اُنمین جوگی بنے گیروے کرتے پہنے تہمد باندھے بال سر کے
اُلٹے کنگھے سر مین گھڑے لکڑیون پر جھولیان لٹکائے تو بیان مُنھ سے لگائے تھے بعض تخت سحر پر سوار
سامنے مشعل سا لگائے سکٹی لکڑی کی بنائے جوت کا دیا جلائے تھے کسی کے ترسول مین خلیتہ روشن ترسول مُنھ
مین اُترا ہوا حلق کے پار گذرا ہوا مُنھ سے تیل نکلکر اُوپر کو چڑھتا فلیتہ تیز ہوکر بھڑکتا اُسکی لو سے بلا
آتشناک نکلتا بھینٹ دے کہکر غائب ہوجاتا غرضکہ باین کروفر وہ جملہ لشکر آمادہ بہ شور وشر
ہوا میمنہ ومیسرہ وساقہ وکمینگاہ اِدھر بھی درست ہوکر نقیب جانبین سے نقابت نکلکر گئے اور زہر نے
اپنا مرکب اُڑاکر سامنے لقا کے آکر سجدہ کیا اور اجازت طلب کی اُس رو سیاہ نے گوگرا کر خیل پر سے
نہیب دی کہ ای بندہ قدرت تجکو بید قدرت کے حوالہ کیا یہ اس صدا کو سُنکر شاد شاد پھر سوار ہوکر میدان
مین آیا اور مثل مبارزان صف شکن سلحشوری دکھاکر مبارز طلبی کی اسطرف قوم دشقیون مین غلغلہ
جلوہ ملا اور شہزادۂ ملک دمشق ہام بن ہومان دمشقی نے گھوڑا اُڑاکر سامنے تخت شاہ اسلامیان آکر
مرکب سے کود پایۂ تخت کو چوم کر اجازت میدانداری حاصل کی اور مرکب باد پیما اُڑاکر قریب حریف جا
طالب حرب ہوا اُسنے دل مین کچھ افسون پڑھا اور بظاہر تلوار کا وار کیا اس بہادر نے سپر پر اُس

شمشیر آبدار کو روکا لیکن تیغ کی ہوا وہ زہر آلود تھی کہ بیہوشی طاری ہوئی ساحر مذکور نے تلوار نیام مین کر کے
اپنے گھوڑے سے گھوڑا ملا قاش زین سے اس دلاور کو اٹھا زمین پر مارا اور لشکریون کو اپنے پکارا کہ وہ
اسکو باندھ لیگئے پھر اُس ساحر خاسر نے آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان اور تم مین سے جسکی اجل نزدیک آئی
ہو وہ آئے اس صدا کو سُنکر سرداران ملک دمشق مین تار بندھا کے بعد دیگرے شاہ سے اجازت لیکر
مقابل آنے لگے لیکن جو آیا وہ گرفتار صرصر باد شمشیر ہوا مختصر یہ کہ کئی سو سردار ملک شام کا گرفتار بلا
ہو کر قید ظلم مین پھنسا اور بہت لوگ جان سے مارے گئے اور ازبسکہ سرداران مذکور صفوف لشکر سے سبقت
کر کے نکلتے تھے امیر کے نکلنے کی نوبت نہ آئی آخر دہ دن تمام ہوا شاہ خاور کا میدان سپہر مین کام ہوا کہ
بیت اک ابر نیلگون مغرب سے آیا + فروغ مہر دامن مین چھپایا + شام کو لشکر لقا مین طبل آسائش بجا لشکر
جانب خوابگاہ پھرے لقا نہایت شادان و فرحان ساحر پر سے زر نثار کراتا پھرا بارگاہ اُسکی نصب ہوئی
لشکر نے بھی کمر کھولی آسودہ ہوا اِدھر امیر رنجیدہ خاطر مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئے عیاران لشکر
نے جو امیر کشور گیر کو اُداس دیکھا عرض کیا کہ جناب اقدس و اعلی کسی طرح دلگیر نہون غلامان جان نثار
جاتے ہین اور اُن نابکار ساحران غدار کا سر بن پڑنا ہی تو لاتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا عیار ایما پاکر روانہ
ہوئے یہان کچھ دیر بادشاہ اسلام تخت نشین رہے پھر دربار برخاست فرما کر داخل شبستان ہوئے سردار
خوابگاہ مین آئے طلایہ لشکر مین پھرنے لگا اُدھر لقا نے ساحرون کے لیے حکم اجتماع جلسۂ عیش و مسرت
دیا ہی گائنین خوش آواز بصد کرشمہ و ناز عمدہ عمدہ ساز لیکر حاضر ہوئی ہین دور شراب ناب ہی جلسہ
چنگ و رباب ہی بلائے جادو تو محفل مین بیٹھا لیکن صبا غائب ہو گئی ہی کیونکہ وہ غائب رہتی ہی
زہر بھی پہلوان بنا ہوا بیٹھا ہی خوب ہی جلسہ جما ہی زہر کے لیے سامنے بارگاہ خداوند کے خیمہ زرنگار
استادہ ہوا ہی جملہ سامان راحت اسمین مہیا ہی کہ اِس جگہ وہ بارگاہ سے آکر آرام کریگا فی الجملہ اس خیمہ
کے آراستہ کرنے کا جنھین انتظام سپرد تھا عیاران لشکر اسلام مین سے دو عیار یعنی چالاک و
ابوالفتح صورتین فراشون کی سی بنا کر اُنھین مین آکر ملے اور حاضر رہے جب رات زیادہ گئی زہر
بارگاہ خداوند سے اُٹھکر اُسی خیمہ مین سحر آرام آیا اور پہلے آکر مسند پر بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا
اتفاق زمانہ بلا جو دربار سے اُٹھا وہ بھی آواز گانے کی سُنکر اُسکے خیمہ مین آیا اُسنے تعظیم دیکر مسند پر بٹھایا
یہ ظالم اظلم جو بیٹھا ہر سمت پیک نظر دوڑانے لگا کسلیے کہ یہ عیارون کی حرکات سے خوب آگاہ ہو چکا ہی

پس اِسنے دیکھا کہ کنول بجھانے کی لیکر جو فراش آیا ہی یہ عیار ہی اور وہ آمی چالاک شمعون پر بیہوشی گل کرنے کے حیلے سے اور گلاسون مین پی کے ذریعے سے پھونچا رہا تھا اُسنے پہچانکر پچھاڑ کھا کر پانون چالاک کے زمین نے پکڑ لیے بلا نے ایک ساحر سے کہا کہ اس فراش کو پکڑ لا وہ ساحر اُٹھکر اسیر کر کے اُسکو سامنے لیگیا یہ ماجرا دیکھکر عیار ابوالفتح جلد خیمہ سے نکلگیا اور وہان زہر نے بلا سے پوچھا کہ بھائی یہ کون ہی جسکو تمنے گرفتار کرایا ہی یہ سُنکر وہ بہت ہنسا اور کہا یہ وہ ہین جنھون نے گھر ساحرون کے اُجاڑ دیے بستیان ویران و برباد کردین خاندان ساحرون کے اور دودمان سامری پرستون کے باقی نہ رکھے عیار انکا نام ہی یہ وہ افعی ہین کہ انکی نگاہ زہر آلودہ سے کام ہمارا تمام ہی یہ کہکر اُس ساحر سے کہا کہ اسکو باہر خیمہ کے لیجا اور سر کاٹکر لے آ یہ حکم سُنکر وہ ساحر چالاک کو کشان کشان باہر خیمہ کے لایا اور عازم قتل ہوا اُسوقت ابوالفتح جو باہر بارگاہ کے پہلے سے آچکا تھا یہ حال اپنے بھائیکا دیکھکر جلد ایک ساحرہ کی صورت بنا اور بال پریشان کر کے زار زار رونا پیٹنا لاکھون کوسنے عیارون کو دیتا آیا ساحر جو چالاک کو قتل کرنا تھا اُسنے اِسکو دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہی جو گریان و نالان چاک گریبان مثل ماتم زدگان ہی اُس ساحرہ نے اِسکی بلائین لین اور خوب روئی اور کہا بیٹا مین مصیبت زدہ کیا اپنا حال کہون اِس موے نے کہ جسکو تو قتل کرتا ہی میرے کلیجے مین ناسور ڈالدیا ہی میرا جوان کڑیل بیٹا اسنے مار ڈالا ہی تو اگر مجکو اِس موڈی کاٹے کو دے تو بوٹیان کاٹ کر کباب لگا دون اور انواع عقوبت و عذاب سے مارون اُسنے اس ساحرہ کی گریہ وزاری پر رحم کر کے سحر اپنا دفع کر کے چالاک کو اُسکے حوالے کیا اور کہا جلد اسکو قتل کر کے سر میرے پاس لا کہ بلا انتظار مین ہین ساحرہ نے اُسکا بازو پکڑا اور لیکر چلی آگے بڑھکر دونون نے نعرہ کیا اور چمک کر مثل برق سامنے سے نکلگئے ساحر نعرہ سُنکر خفیف ہوکر خیمہ مین گیا اور بلا سے سارا ماجرا کہا کہ اس طرح وہ عیار رہا ہو گیا بلا نے حال سُنکر زہر سے کہا کہ بھائی بڑا غضب ہوا وہ ناعیار اب جیتا نہ چھوڑیگا مین اب یہان نہ ٹھہرونگا تم بھی بہت ہوشیار رہنا ورنہ مار ڈالے جاؤگے یہ کہکر بزور سحر غائب ہو گیا مگر زہر کے دماغ مین بوے کبر و غرور سمائی تھی عیارون سے کبھی سابقہ اسے نہ پڑا تھا کچھ بلا کا کہنا اُسکی سمجھ مین نہ آیا بعد اُسکے جانے کے رات تھوڑی باقی تھی دروازہ پر پہرا مقرر کر کے پلنگ پر آکر لیٹا اور بغیر حصار سحر کیے بیخوف ہوکر سو رہا یہان دونون عیار جو بھاگ کر گئے ایک مقام پر ٹھہر کر صلاح پذیر ہوئے کہ ایکی نقب دیکر

اندر خیمۂ ساحر کے چلین پھر دونون نے ہمراہیان بلا کی ایسی اپنی صورت بنائی اور قریب خیمہ آئے یہان جو چوکی پہرا دے رہے تھے اُنھون نے روکا کہ تم کون ہو جو خیمہ مین اتنی رات گئے جاتے ہو اُنھون نے کہا ہمکو بلاے جادو نے بھیجا ہی وہ عیارون سے خوفناک ہین تو فرمادیا ہی کہ تم اندر جاکر پلنگ کا میرے بھائی کے پہرا دو ایسا نہو کہ عیار آجائین پہرے دارون نے یہ مضمون سُنکر ناچار اندر جانے کی اجازت دی یہ دونون جب اندر آئے دیکھا کہ شمعین روشن ہین زہر آرام مین ہی نفیر خواب بلند ہی یہ دیکھکر اُنھون نے لوٹ ماری اور قریب پلنگ پہونچکر نی مین بیہوشی رکھکر اُسکے نتھنون سے ملاکر پھونکی کہ وہ بیہوش ہوا یہ چادر مین اُسکا پشتارہ باندھکر سرائچہ پھاڑکے پشت خیمہ کی طرف سے نکلے اور طلایہ دار لشکر سے بچتے اُٹھتے بیٹھتے لشکر سے باہر نکلکر جنگل مین آئے اور باہم صلاح کی کہ اس خیرہ سر کو لادکر لیجانا کیا ضرور لازم ہی کہ سر اسکا کاٹکر اپنا بوجھ ہلکا کرین اور اسکا بار ہستی بھی اُتر جائے گردن کا بوجھ جائے یہ سوچکر زمین پر رکھکر پشتارہ وا کیا اور خنجر تیز کر جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا لیکن قضا اُسکی نہ تھی بروے ہوا صبا سے جادو رہتی ہی اتفاق سے اُسوقت رات جو پچھلی تھی تو بنگل کی بہار لطف پر تھی وہ کیفیت صحرا دیکھ رہی تھی عیارون کو خنجر مارتے دیکھکر اُسنے سحر پڑھا کہ بازو خنجر کی کند ہوگئی عیار حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسوقت ایک آواز آئی کہ باشید ای تیرہ سران یہ آواز سُنتے ہی عیار زمین پر گرکر اس طرح پچکے کہ بالکل غائب ہوگئے اور حشرات الارض کی طرح رینگ کر یہ تو کسی غار و تشیب مین مخفی ہوئے اور صبا رو ے ہوا سے نیچے اُترآئی عیارون کا تو فرط خوف سے تجسس نہ کیا اُس ساحر کو پانی چھڑک کر ہوشیار کردیا وہ اُٹھکر حیران دیکھنے لگا کہ اس صحراے ہولناک مین مجکو کون لایا صبا نے اُسکو بہت کچھ بُرا بھلا کہا کہ اتنا تجکو بلاے سمجھایا تھا پھر بھی تو غافل ہوکر سو رہا اِسوقت مین نہ بچاتی تو کام تیرا تمام تھا غرضکہ زہر کے بھی اب کان ہوئے اور وہان سے اپنے خیمہ مین آیا اور صبا پھر اُڑکر غائب ہوگئی عیار ناچار پھر آئے کیونکہ وہ رات تمام ہوچلی تھی یعنے شمع نور نے شبستان عالم مین روشنی بخشی کہ بیت کہ جب شب کا اُٹھا بستر جہانسے + سحر نے مُنھ دکھایا آسمانسے + دم سحر لقاے بداختر سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا زہر اور بلا بھی آکر دنگل پر بیٹھے اور صبا بھی آئی بختیارک کچھ تیور بچا نکر ہنسنے لگا اور کہا رات کا واقعہ ہمکو بھی معلوم ہی صبا نے اُسوقت سب حال عیارون کا بیان کیا شیطان نے کہا بڑی خیر گذری اب بچتے رہنا نہین کام تمام ہوجائیگا

زہر نے جواب دیا کہ آج ہی مین لڑکر فیصلہ کیے دیتا ہون یا مارا یا مر گئے عیار میرا کیا کر لینگے یہ کہکر گویا ہوا کہ ابھی سویرا ہی اسیوقت طبل جنگ بجوا کر لشکر تیار کرا کے مقابلہ کرنا چاہیے یہ کیا ضرور ہی کہ رات کو طبل بجے اور صبح کو کل مقابلہ ہو رات کو طبل رزم اسلیے بجتا ہی کہ حریف نا توان ہوشیار ہو کر درستی کرلے چنانچہ یہ حریف اس قابل ہین کہ انکو دم لینی کی بھی مہلت نہ دے یہ کہکر بکمال لاف وگزاف حکم نواخت نقارۂ حرب دیا اُسی دم کوس حمبیدی لشکر لقا مین گرگرایا ساحرون نے نفیر بحر کو دم دیا لشکر مین کمر بندی ہونی لگی اِدھر تو یہ سامان ہی اُدھر چالاک و ابوالفتح بارگاہ سلیمانی مین آکے شاہ عالیجاہ اورنگ خلافت پر تشریف فرما تھے دربار معمور تھا کہ ان عیارون نے حال بشیبنہ عرض کیا اس اثنا مین جوڑی ہرکارے کی گرد مین اٹکو دہ پسینے مین غرق بحر اگاہ پر آکر ٹھہری اور بعد دعاے دولت شاہ گردون پایگاہ حال نقارہ زنی دشمنان معروض خرض مین لائے یہ خبر سنتے ہی بادشاہ عالم پناہ نے بھی حکم تیاری لشکر دیا سردار اُسی وقت بارگاہ سے نکلکر مرکب طلب کرکے سوار ہوئے بادشاہ بھی برآمد ہوئے طبل و نقارے بجے دلاور جلد جلد مسلح و مکمل ہونے لگے کہ بموجب نظم

خروش سواران و اسپان زدشت	زبانگ نیزہ ہمی در گذشت	دل کوہ گفتی بدر دہمی
زمین با سواران بہ پر دہمی	زجوشِ سواران ہر کشورے	زہر مرز و ہر بوم ہر دہترے
یکے باد و ابرے دران نیرو ز	برآمد زخِ ہور گیتی فروز	بجوشید دردے زمین تیرہ گشت
ہمان دیدہ از تیرگی خیرہ گشت	وزان روے لشکر بگرداگرد	برفتند جوشان گروہا گروہ
برفتند سیلان و نیزہ دران	ہم از قلب لشکر سپاہے گران	ہمی آب گشت آہن و کوہ و سنگ
بدریا نہنگ و بہامون پلنگ	چو ہر دو سپہ اندر آمد زجاے	تو گفتی کہ دارد درو دشت پاے
زبس نالۂ بوق و بانگِ سپاہ	زگرزِ یلان اندران رزمگاہ	زمین پُر زجوش و ہوا پُر خروش
ہزیر ژیان را بدرید گوش	سپاہ دو کشور کشیدند صف	ہمہ جنگ را برلب آمد دو کف

جب دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچکر صف کشیدہ ہوئے زہر نے سامنے لقا کے آکر عرض کیا کہ مین ایک ایک سے کہانتک لڑونگا آج مین اِن مسلمانون پر حملہ کرتا ہون اُس نامرد عرصۂ نبرد نے حکم دیا کہ جلد جا اور کام اُن سب کا تمام کر یہ اجازت پاکر وہ خرس تیغہ گھسیٹتا گرید ڑ بھبکی دکھاتا گینڈا اڑاتا جانب صف لشکر اسلام چلا اور پس پشت اِسکے ساحرون نے غول باندھکر حملہ کیا اور ادھر سے

کوہیون کا لشکر چلا اور ایک سمت سے سنجانی و باختری و مشتری جھماری جملہ لقا پر سب حملہ آور ہوئے اور ایک طرف سے فرامرز بن نوشیروان نے اپنی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا تمام ساسانی و گرگانی دکیومرثی و جمشیدی و میلادی وغیرہ المدد یا خداوند لات اعلیٰ و منات معلیٰ کہکر بڑھے اور لشکر اسلام کو چار جانب سے گھیر لیا اور زمہر جو آگے چلا تھا اُسنے ایسا سحر پڑھا کہ ہوائے سرد وزان ہوئی اور اُس ہوا نے یہ تاثیر بخشی کہ اہل اسلام جہاں کے کھڑے اُسکو آتے دیکھکر قصد رزم نہ کرتے تھے اور اسکو رد کنے کے لیے تلوار نہ کھینچتے تھے سوائے امیر باتوقیر کے سب پر سحر اُسکا اثر پذیر ہوا تھا اور اُسنے صف لشکر پر آکر قتل کرنا شروع کیا از بسکہ اہل اسلام صاحبان زور و طاقت ہین آپ تو وار نکرتے تھے لیکن اُسکی ضرب رد کرتے تھے یہ معاملہ دیکھکر امیر نے باواز بلند اسم اعظم پڑھا اور مرکب اُٹھاکر ساحر دن پر حملہ آور ہوئے اور باواز اسم اعظم سر دارون کے کان مین جو پہونچی سوتے سے جسطرح کوئی چونکتا ہی اس طرح اس ربودگی سے ہوشیار ہوئے اور تیغہ و تبر و خنجر لیکر چلے اکیطرف سے لشکر دوسری جانب سے مالک اژدر نعرہ بلند کرکے چلے پھر تو کرتیتہ سپہر گردان۔ نعمان بن منظر۔ منظر شاہ یمنی۔ عامر شاہ رود باری۔ سیفی ذوالیدین۔ ابوالمعدن گرد۔ طوق حران گرد بہرام گرد بن خاقان چین۔ علمشاہ۔ قاسم۔ نورالدہر۔ داراب کشور کشا۔ ہاشم تیغزن وغیرہ ہر سمت سے حملہ آور ہوئے تخت بادشاہ کا بھی آگے بڑھنا تیغ تیز کی روانی کا وقت آبادلا و رون کی جانفشانی کا ہنگام تھا تہجر گلوگیر شجاعان ہو کر عروس شجاعت کے طوق تھے جوہر شمشیر کو جواہر زیور پر فوق تھے زخم دامن دار گلے کے ہار تھے پیکان تیر الماس نگار کلجے کے پار تھے دھکدھکی پر زینت طرازان بزم شجاعت کے دم تھے موت خلخال بنکر پاؤن پڑی تھی حلقہ پارہ زرہ کی ہر ایک کڑی جوشن پوشون کے زیور خفتان و جوشن تھے مردان شجاعت شعار زن تو نہ تھے مگر شمشیر زن تھے ادھر تو جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی اُدھر اپنی شوکت دکھانے کو زمہر تلوارین مارتا صفوف لشکر کے پار نکلجاتا تھا اور سحر پڑھکر پھونکتا تھا کہ کسی کا حربہ اُسپر اثر نہ کرتا تھا اور اُس پار صف کے جاکر پھر گینڈے کو اُڑاتا دوسری صف پر جاتا پھر وہانسے قریب فیل لقا اپنی تعریف کرانے آتا اس رزم کو دیکھکر نختیار ک نے اُس سے کہا کہ یہ لڑائی تمھاری بیڈول ہی اب اس طریقہ کو موقوف کرو تم شوم دستی اسلامیان سے واقف نہین ہو اُسنے کہا ملکی مردون کے سات پھیرے ہوتے ہین یہ کہکر پھر گینڈے کو دوڑایا اور تلوارین مارتا ہوا لشکر اسلام

کے پس پشت جا نکلا امیر اور سرداران نامی لشکر حریف سے بھڑے ہوئے تھے اسوجہ سے یہ اور بھی زبردستی دکھا رہا تھا کہ کسی نے اسکا خیال نہ کیا تھا غرضکہ یہ پشت لشکر سے جو پھرا ہندیون کی فوج مین اگرا اُدھر جو فوج کا دباؤ پڑا اور بہادرون نے تبر اور برچھا اور گرز مارنا شروع کیا یہ اُدھر سے پھر کر قلب لشکر پر آیا یہان تخت شہنشاہی پر بادشاہ سوار تھے تاجدارون نے لینا لینا کا غل کیا اور اُسکو زیر تیغ رکھ لیا مگر یہ قتل و قمع کرتا سامنے تخت کے پہونچگیا چوبدارون نے عصے مارنا آغاز کیے کہ او بے ادب کہان آتا ہی یہ شہنشاہ عالم و عالمیان ہین چوبدارون کا اور اہل ترک اور سپاہیان صف قلب کا ایسا غلغلہ بلند ہوا کہ امیر جو تلوارین مارتے آگے جاتے تھے یہ شور سُنکر پھر کھڑے ہوئے اور دریاے فوج عدو کو شناوری کرکے قلب لشکر مین اپنے پہونچے اور ڈانٹا کہ اوزبہ نابکار کدھر جاتا ہی وہ بادشاعالی نما ہین اُنسے یہ نعرہ سُنکر گینڈا بڑھا کر للکارا کہ حمزہ میرا مقابلہ کون کرسکتا ہین تجکو ڈھونڈھتا تھا بارے سامنا ہو گیا اب کہان تو بچکر جا سکتا ہی یہ کہکر سحر پڑھکر تلوار کا وار کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا اور تلوار کو اُسکی رد کرکے عقب سلیمانی کا ہاتھ مارا اُسنے سحر کی سپر چہرہ پر پناہ کی مگر وہ شمشیر آبدار سپر کو کاٹکر سر کو دو پارہ کرتی ہوئی صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو اُجاڑ کے اُدھر جھوجھر کو کاٹ کر آخر گینڈے کے تنگ سے گذر گئی زمانہ تیرہ و تار ہوا غرض اُسکے مرنے کا مچا ساحر اور زیادہ تر ٹوٹ پڑے پھر تو بڑے زور شور سے ہنگامۂ جدال و قتال گرم ہوا آب آہن سے جامۂ ہستی دھو گئے دریاے لشکر مین بہت سے گوہر جان کھو گئے ہوا سے تیغ کے سناٹے تھے ابر سپر کے بنکر کالے کالے بادل چھائے تھے کہ

نظم

دو لشکر برانسان بر آویختند — چنان شد کہ گفتی بر آمیختند — چکاچاک برخاست از مرد و دے
ز پرخاش خون اندر آمد بجوے — بیابان بکردار جیحون خون — یکے بے سر و دیگرے سرنگون
سر بے تنان و تن بے سران — ز جستن گزہاے گران — ز رخشیدن خنجر و تیغ تیز
ہمی جست خورشید راہ گریز — کو گفتی کہ ابرے بر آمد سیاہ — ببارید خون اندران رزمگاہ
ہمہ ریگ خون و سر و دست و پاے — زمین را ہمی دل بر آمد ز جاے — ہمہ بوم و بر زیر نعل اندرون
چو کرپاس آہار دادہ بخون

ہر چند ساحران نابکار نے سحر و نیرنگ آشکار کرکے اہل اسلام کو مغلوب کرنا چاہا لیکن اسم اعظم کی برکت سے پس پا ہوئے اور ہزارون مارے گئے آخر بھگدڑ پڑی

تھا بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے چلا گیا لشکر اسلام مین طبل فتح و ظفر بجا بہت مال غنیمت اسپ غلام زیبان میوہ نعمتہائے
ہوا امیر لاشین نے اپنے لشکر کے مقتولون کی دفن فرما کر داخل بارگاہ ہوئے لشکر نے کر کھولی سردار بارگاہ مین آکر داد
عیش و نشاط دینے لگے اُسطرف لقا باغ مین تینا مین آکر بخت خدائی پر اپنے بیٹھا سردار دل کی زخم دوزی
ہونے لگی جو سامان کہ باہر قلعہ کے چھوٹ گیا جو اسباب کہ لٹ گیا اُسکی درستی ہونے لگی بلاوہ صنا بھی
آکر بیٹھے اور کہا ہمسے غلطی ہوئی جو ہمنے پہلے اسم اعظم نہ بند کر لیا خیر اب اسکی فکر کرتے ہین یہ کہکر ایک
عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ مدد جو آپ نے بھیجی تھی چنانچہ زہر اسطرح مارا گیا مسلمان بڑے
زبردست ہین اب آپ کسی بڑے زبردست کو برائے اعانت ہمارے پاس بھیجیے یہ عرضی ساحران زہر کو دی
کہ وہ روتے پیٹتے جانب طلسم روانہ ہوئے یہ تو اُسطرف چلے اور لقا انتظار آمد کمک کرتا ہی اُدھر شاہزادہ جان
فکر جنگ کو کتب مین ہمہ تن غرق ہی مہرخ لشکر جو عمر کے ساتھ آیا تھا اُنکے افسرون کو لیکر بارگاہ مین
بیٹھی عیش کر رہی ہی عمر دوبارہ یران پاس پہونچکر مصروف عشرت ہین اِن سبکو اپنے اپنے مقام پر چھوڑ کر
حال شہزادہ تورج و طلسم ہزار برج و ایرج و غیرہ بیان کرتے ہین مصنف فسانہ لکھتا ہی

داستان رنگین و افسانہ دلفریب و دلنشین سیر سرزمین طلسم ہزار برج کرنا
شہزادہ تورج نامدار کا اور قتل کرنا ساحران نابکار کا اور فتح کرنا برج
طلسم کا پھر حال داخل ہونیکا طلسم مذکور مین ایرج نامور کا اور مذکور نجم عیار
و شاپور شیر دل پھر کیفیت گرفتاری ماہی پیکر بزاد و جنگ صنعت سحر ساز و

ماجرائے نامہ داری طاق طومطراق و ندان لمولفا — لا اہی خردمند و پاکیزہ رائے

مرے مہربان ساقی رہنمائے — اٹھا دختر رز کے رخ سے نقاب
دہ دے ساغر بادۂ خوشگوار — جو ہو شکل مین صورت چشم یار
نظر آئے عالم طلسمات کا — وہ ہو نشہ مین میرے مضمونکا اوج
دیار فصاحت کا ہون بادشا — زمین سخن پر ہون فرمان روا
تکلم مین ہو اب یہ دعوی مجھے — وہ مضمون جو اثبات حق کی دلیل
لطافت مین ہو مثل نہر حیوان — صفائی مین مثل دل عارفان
متانت مین روح القدس سے دچند — وہ رنگین کہ باغ ارم شرمسار

وکھا شبکو پھر جلوۂ آفتاب
جسے پیتے ہی دیدۂ دل ہو وا
لطف سخن کی رہے ساتھ فوج
یہ رتبہ بھلا کب ہی لائق مرے
بلاغت مین تاج سر جبرئیل
بلندی مین طوبیٰ سے بڑھکر بلند
نہار رخ یار جسپہ نثار

فصاحت کا سبوع ملاحت کا باب — معانی و مطلب مین جو انتخاب — کلام ایسے مضمون کا بس ساقیا

مرے ہی صریر قلم کی صدا — بنانا مجھے ہی طلسم سخن — جتانا ہی کچھ مجھکو جادو کا فن

بلند ایسی ہی میری طبع رسا — زمین سخن ہنگئی ہی سما — ہی اُس آسمان مین نیا آفتاب

جسے دیکھکر مہر ہو آب آب — ہزار اُس فلک مین نہین ہین برج — کہ مہر سخن کا ہی جسمین عروج

نئی سیر ہو اور نئی بات ہو — سنیا دن ہو ساقی نئی رات ہو — یہ رنگ جس سے آئے نظر

اُسی مے سے دے ساقیا جام بھر — براق قلم اسطرح مو روان — طلسمی کرے دم مین طے آسمان

سپہر سخن پر مرا راج ہو — مرے واسطے آج معراج ہو — بس اب جاہ شوریدہ سر یاوہ گو

خموش اب رہ ہرزہ گوئی کبھو — نویسی کیے داستانے عجیب — ہین فصیح و لطیف و غریب

بیا سامع داستان سخن — چنین قصہ را گوش کن — فروغ افزایان افق سپہر سخن

وسیاران برج افلاک مضامین و دشمن فرس اندکان مضمار عجائب طلسمات و طی کنندگان مراحل غوامض طلسم ترکیبات سمند

گردون خرام قلم گوید ان مضمون غرائب مشحون طلسم مین اسطرح جولانگر فرماتے ہین کہ جب نگاہ تیز مین کیمیا سیر اطراف و جوانب طلسمات

مین یون دوڑائے کہ جب بگرد جادہ پر آفات طلسمات توج والا صفات طفل شاہ کے تخت پر پہلوان کو مار کر اُس جاہ

آتش مین کود اتو غلطان و پیچان مثل حلقہ زلف معشوقان ترک چلا گیا آخر انون نے سے آشنا ہوئے تو ایک دروازہ

رفیع کے قریب پہنچے تین پایدہ در مثل آغوش تمنائے عاشق کھلا تھا یہ اندر اُسکے قدم زن ہوا جب اندر داخل ہوا

صدا کسینے دی کہ ای گرفتار طلسم ابتر دور قیامت تک یہین رہا ابتک تو بیرون طلسم تھا اب یہ دروازہ خاص

طلسم کا ہی جسمین تو داخل ہوا اس شہزادہ نے اس آواز پر کچھ خیال نکیا اور آگے بڑھا دیکھا کہ دشت رنگین پر بہار ہی

خوبی مین دامن گلچین و نظارہ ہر نظم — داخل ہوا دشت مین جو وہ گل — رشک گل و جانفزائے بلبل

گل شاہد سرخ پیرہن تھا — دیکھا کہ بہار پردہ بن تھا — نو طینہ تھا ہر شجر وہان کا

میوہ ہر ایک قوت جان تھا — بلبل تھی وہان یہ یون غزلخوان — جیون زلف بتان مین دل ہو نالان

تھی بوے گلون سے عطر بیزی — شبنم بھی تھی گرم آبریزی — یہ گل بوستان شجاعت سیر کرتا ہوا اور

آگے بڑھا تو ایک باغ بنا ہوا دیکھا کہ اسمین تین چاندی دروازے لگے ہین اُن دروازون پر آئینہ جڑے ہین باغ بہر صورت

خوبی مین یکتا ہی آئینہ مہر سامنے اُن دروازے کے شرمندہ ہی شہزادہ حیران کا حیران رہگیا ایک دروازہ اُس

باغ کا وا ہوا اور ایک پیر زاد قامت مین شمشاد باہر نکلی جسکے گل عذار کے روبرو گل خورشید کا رنگ زرد

فلک باسی پھول رات بسا معلوم دیتا تھا شب عشرت عالم مین پیدا ہوئی ہے یہ اسی کی زلف معنبر کا
سایہ ہے لب لعلین پر اسکے یاقوت معدن سے نکلکر تصدق ہونے آیا تھا عالم
شمع کی جسکی صباحت نے جھکائی گردن اسکے ساعد سے پہ نو کی کلائی اتری
شاخ گل دار کلائی کی ہے زیور سے بہار چوڑیان مینے کی ہیرے کے کڑے اور کنگر
گات پر نوک تو انگیا کا تڑالا جوبن انجری بھری ہوئی دو تخت نکیلی پستان

گوری گوری ہے ہر اک گول کلائی گویا
پہونچے پھیر دیا پنجہ نہر دشمن
وہ برودوش کی خوبی وہ صفا سینے کی
گدرا گدرا وہ شکم نرم وہ مخمل سا بدن

شہزادہ اسکو دیکھکر بیچین ہو گیا اور چاہا کہ قریب اسکے جائے اُس مہوش نے فرو غ حسن کا پنا دکھا کر اسکو دیوانہ بنا کر سحاب
حجاب مین اپنے تئین پوشیدہ کیا یعنی پھر درخت کے اندر چلی گئی یہ بھی سایہ سان عقب مین اُس پری کے اندرون باغ مین
کہین اُسکا پتا نہ پایا لیکن باغ نہایت پُرفضا تھا گل و ثمر سے بھرا تھا سیب کے اور انار کے درخت اسمین بیشمار تھے شجر سیب
اگر قامت یار گلعذار تھے تو سیب بستان معشوقہ طرحدار تھے سیب ذقنان کو اس باغ کے دیکھنے کی چاہ تھی سیب زدن
کو وہین پناہ تھی انار پختہ ہو کر دو ٹکڑے ہو گئے تھے غنچہ دہنان نما معشوق سبز پوش نرگین بن کر رہے تھے کھلکھلا کر
ہنس رہے تھے سلک گوہر ان دانون پر نثار واقعی طرفہ بہار گہ ابات

ہین عیش مین جاگہ گل ہنستے ہین ہر طرف
ترانہ سنج تو بلبل ہے نغمہ خوان تری
ہے نخلہ زرد چنبیلی کا زعفران کی کشت
نسیم مرگ کی جنبش سے دے رہی ہے تاؤ

ہیا سے ہین تبسم جھکا کے سر غنچے
شگوفہ سے ہین نکالے ہنسی مین دانتون
تو رج نے اس باغ مین جب اس

رشک چین کو سنا یا نا چار کچھ سیب انار توڑ کر نوشجان فرمائے اور بارہ دری مین گیا وہان اک مدار خانہ موجود تھا
سبزہ ان پر گھڑا رکھا تھا بغیر اڈھکا تھا اسنے پانی ساغر زرین مین بھر کر پیا جب آسودہ ہو چکا قدم سر کرنے کو
اٹھایا بارہ دری مین جملہ سامان راحت مہیا پایا اور ایک طرف کو تخت جواہر نگار گستردہ دیکھا اُسپر لقمہ مشرک
خدا کو بیٹھے پایا یہ حیران تھا کہ لقمہ یہان کیونکر آیا پھر سمجھا کہ یہ پتلا کسی ساحر نے اُسکی صورت کا پوتلے کو بنایا ہے اسی
سوچ مین تھا کہ یکایک وہ پتلا بولا منم لقمہ بے بقا ارے تو رج تو میری بہشت مین بغیر رخصت کے پیچھے آیا اب کیا پکڑا
سونپا ہے جلد مجھکو سجدہ کر اور شکر میری عنایت فراوان و رحمت بے پایان کا کہ پہلے تو ماہ پرستی کرتا تھا مجھکو خدا پرستی
کی مین نے توفیق رفیق فرمائی اب تجھکو اپنی بہشت مین زندہ بلا کر دیدار اپنا دکھایا اب تجھکو تامل سجدہ کرنے مین کیا
نہین جلد گردن جھکا یہ کلمات سنکر شہزادہ ہنسا اور کہا ہوا کل اور وعدہ فردا ابدی ہیچ اور دعوی خدائی کا
تو کرتا شیطان رجیم ہے جو اس پہلے من در آیا ہے اور بھائی تیرا یعنی اصلی لقمہ بھی بچہ شیطان کو عقب مین بیٹھا گمان
رب العزت کو بکار رہا ہے اُسکی صورت کا ایسا یہ پتلا کہ جسمین تو حلول کیے ہے کسی ساحر نے بنایا ہے دیکھ تو

اپنی سر پہ کہکر تیغہ کھینچکر لپکا اُس پُتلے نے کہا ہان ہان ارے کیا کرتا ہی جادہ کو ب سے قدم آگے دھرتا ہی
میں ابھی ہوں بھسم کرونگا شہزادہ اولاد خلیل الرحمان نے اُسکا غل کرنا کچھ نہ سنا اور ہاتھ تلوار کا مارا گر تلوار
اُچٹ گئی اور اس پتلے کو کچھ ضرر نہ پہونچا اور اُسنے شور مچایا کہ ای حوریان قدرت جلد دوڑو کہ اس بندہ بے داد
نے کام سر انجام کیا وہ تو چیختا رہا شہزادہ بت شکن نے گردن پکڑ کر تخت پر سے کھینچکر ستون بارہ دری سے سر اُسکا
لڑا دیا کہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا معلوم ہوا کہ چینی کا پتلا تھا شہزادے نے پھر اُسکو چور چور کر ڈالا بس زمین تھرائی
اور ایک عورت ساحرہ وضع چالیس برس کے سن کی زمین سے نکلی اور گویا ہوئی کہ ادبیرحم تو نے ذرا بھی
خداوند کے حال پر رحم نہ کیا کیسا کیسا وہ پیچھے مگر تو نے اُنکو بچھوڑا اب دیکھ تو کہ کیا آفت تیرے اوپر میں لاتی ہوں
شہزادہ یہ سنکر تیغ بکف اُسپر بھی جھپٹا اُسنے بڑھکر دیوار پر بارہ دری کے لات ماری کہ آندھی پیدا ہوئی اور
شہزادہ بیہوش ہو گیا پھر جو آنکھ کھلی دیکھا ایک میدان لق و دق میں آگیا ہوں نہ وہ باغ ہی نہ مکان ہی
فقط کھنڈ ست میدان ہی مگر وہ عورت جو زمین سے نکلی تھی آگے جاتی ہی یہ دیکھکر شہزادہ بھی چلا لیکن
وہ عورت ساحرہ اس مقام کی مالک ہی اور اُسکا مطیع ایک دیو ہی کہ اس بیابان میں رہتا ہی چنانچہ اس ساحرہ نے
آپ تو شہزادہ کا مقابلہ کیا اس خیال سے کہ یہ فاتح طلسم ہوگا تو تجھکو مار ڈالیگا دیو سے چلکر کہدے وہ
کھا جائیگا بس جاتے ہی اُس دیو سے کہا کہ ایک انسان بہت فربہ تیری خوراک خداوند نے مقرر کیا ہی وہ لقمہ
لذیذ آیا ہی جلد اٹھ اور نوشجان کر لے یہ سنتے ہی تو طلقاری مار کر دم اُٹھائے اُسٹنگ کرتا لپکا شہزادہ تو چلا ہی
آتا تھا دیو کا سامنا ہوا اُس دیو نے اُسکو دیکھکر ایک درخت عظیم الشان اکھیڑ کر کاندھے پر رکھا اور سامنے آکر
ناچنے لگا پکارا کہ اب خوب اڑھ گرم ہوگی ای انسان میں منھ کھولتا ہوں تو میرے پیٹ میں اُتر جا کہ تجھکو میرے
دانتوں کے چبانے کی تکلیف نہو شہزادہ نے یہ کلمہ سنکر ایک نعرہ کوہ شگاف ایسا مارا کہ دل کوہ و بحر ایں تہلکہ
و زلزلہ پڑ گیا دیو نے گھبراکر وہی درخت چرخ دیکر مارا اس نہال حدیقہ صاحبقرانی نے پیترہ بدلکر خالی دیا دیو نے ایک
چیخ ماری کہ ارے تو بڑا زبردست ٹھہرا کہ میرے منھ میں کسی طرح نہیں آتا رہ تو جا میں تجھکو نوچ نوچکر کھاؤنگا یہ کہکر
دوڑا اور شہزادے کے لپٹ گیا اُسنے ایک ہاتھ اُسکا کہنی کے نیچے رکھکر دوسرے ہاتھ پر جو بیچ باندھا دیو
ارے کیا کرتا ہی اسکیا کرتا ہی کہکر زمین پر گرا شہزادہ نے اُسکے سینگ پکڑکر اُٹھے کر وہ چیت ہوا یہ اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا
دیو نے کہا معلوم ہوا کہ تو بھی کوئی خداوند ہی اچھا میری چھاتی پر سے اُتر کہ میں تجھکو سجدہ کروں شہزادہ نے
فرمایا کہ استغفر اللہ میں ایک عبد ذلیل پروردگار عالم ہوں پروردگار میرا وحدہ لاشریک ہی اُسکو تو بھی

سجدہ کردیو نے کہا معلوم ہوا کہ تو زلزلہ قاف ہی شہزادہ نے فرمایا کہ مین زلزلہ قاف کا پوتا تورج بن بدیع
میرا نام ہی دیو نے یہ سنکر دانت نکالدیے اور چک چک کرنے لگا شہزادہ اُسکے سینے پر سے اترا اُسنے کلمہ پڑھکر
اسلام بصدق دل اختیار کیا یہ تمام ماجرا اُس ساحرہ نے کہ جسنے دیو کو بھیجا تھا دور سے دیکھا اور بغضب
تمام سامنے شہزادہ کے آئی اور ایک دانہ ناش کا سوٹر چلکر مارا کہ شہزادہ بحس و حرکت ہوا اُسنے اگر مردہ ہاتھ
اُٹھایا کہ تجھکو اُسی طرح پہاڑ پر سے نیچے گرا کر مارون کی جسطرح تو نے خداوند کو مکر اکر چور کیا ہی یہ کہکر دیو
کی جانب بھی دانت پیستی بڑھی کہ موئے تو بھی اس نگوڑے سے ملگیا دیو نے فقرہ کیا اور کہا ای ملکہ مجھکو
یہ مارے ڈالتا تھا اگر مین منت اسلی نکرتا تو مارا جاتا مین اسکا دشمن صحیح ہی ہون اسنے مجھکو بڑی مار
دی ہی مجھکو دیجیے کہ مین اسکو کھالون یہ کہتا ہوا قریب ساحرہ پہونچتے ہی گردن اُسکی پکڑ کر زور تمام
کھینچنی شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا اور آواز آئی کہ افسوس مارا رزم جادو کو اُسکے مرنے سے شہزادہ رہا ہوا
اور دیو کو گلے سے لگایا دیو نے کہا ای شہریار میرے ساتھ پہاڑ پر چلیے اور میوہ کچھ نوش فرمائیے شہزادہ اُسکے
ہمراہ ایک پہاڑ پر آیا وہان درخت میوہ دار گنجان لگے چشمہائے شیرین جاری تھے شہزادہ نے وہان میوہ
کھایا پانی پیا آسودہ ہوکر سجدہ شکر خدا کیا پھر دیو سے باتین کرنے لگا دیو نے عرض کیا کہ حضور یہان کیونکر
تشریف لائے شہزادہ نے اپنا سب حال بیان کیا اُسنے کہا یہان سے اب جو کوئی باہر طلسم کے جائے تو وہ
راہ کہ جدھر سے آپ آئے ہین بند و شوار ہی اب تین دریا راہ مین ملینگے ایک آتش کا دوسرا آب کا تیسرا ہوا کا
اور یہ دریا جا طرف اس طلسم کے ہین اگر آگے جانیکا قصد کوئی کرے جب بھی یہ دریا ملینگے مگر مین محنت گوارا
کرکے آپکو کندھے پر سوار کرکے لیچلونگا اور آپکے لشکر مین پہونچا دونگا اور وہان مین بھی حاضر رہونگا شہزادہ
نے فرمایا ای رفیق شفیق مین اہ بھولکر یہان نہین آیا ہون بلکہ یارادہ فتح طلسم عمداً داخل طلسم ہوا ہون
میرا شیوہ نہین جو اپنے عزم سے باز آؤن اور بغیر فتح طلسم چلا جاؤن داداتے میرے دیو سمندون ہزار دستکو
مارا ہی مین اتنا بھی نکرون اس طلسم کو توڑ دون اب تم یہان آرام کرو میرا خدا شریک حال میرا ہی انشاءاللہ فتح
کرکے مین تمسے پھر ملونگا دیو نے عرض کی کہ یہ غلام بھلا قدم اقدس سے کیون جدا ہونے لگا اگر یہی ارادہ
ہی تو میرے ساتھ چلیے اور بادشاہ طلسم کو مارنے مین بھی جانبازی کرونگا شہزادہ نے منظور فرمایا اور ایک
رات اُس پہاڑ پر بسر کی شب بھر فکر طلسم و نیرنگ ہائے عجیب و سحر کرتے رہے دوسرے دن کوہ طلسمات خاور سے شاہ زرین
کلاہ خور نے سر بدر کیا کہ بیت فلک کا سینہ تارون سے ہوا صاف + بڑھا صحرا کو سلطان پرتو انصاف

شہزادہ نے کمر ہمت بعد ادائے فریضہ نماز باندھکر قصد روانگی فرمایا دیو نے عرض کیا کہ ای آقا تین روز زمین
ایک ایک دریا طے ہوگا اب کچھ جانور شکار کرکے مجھپر لاد لیجئے اور سوار ہوکر چلیے اسی طلسم مین راہ ہے جمشید
کی بھی ہے اور پرستان کو بھی راستہ گیا ہے آپ اکیلے بھٹک کر اور سمت چلے جائینگے راہ طلسم نہ پائینگے شہزادہ
نے اسکے کہنے سے بہت سے گورد گوزن وبیل گاؤ وغیرہ شکار کرکے پشت پر اوسکی بار کرکے آپ بھی
سوار ہوا اور دیو اس نبرہ ثانی سلیمان کی ہوا خواہی مین بال شوق وا کرکے اڑا شہزادہ نشیب فراز
عالم ملاحظہ فرماتا جاتا تھا کہ بعد قطع مسافت دراز پہلے دریا آب پر دیو لیکر پہونچا شہزادہ نے دیکھا کہ یہ دریا
نہین قہر خدا کا نمونہ ہے جو حباب ہے وہ دماغ مین ہوائے ہمسری حباب فلک رکھتا ہے چشمہ خورشید اوسکی نام سے
جلتا ہے پاٹ اسکا آسیائے گردون کو پس ڈالنا چاہتا گھاٹ اوسکا تیغ ظلم ستمگر کا گھاٹ نظر آتا دھار
مین اوسکے وہ پانی کا توڑ کہ پشت اوس سے ہر صاحب زور کا توڑ موج سمندر عجب نہین جو اوسکی
خوف وبیم سے آب آب ہوا اور گھبکر سمندر آتش نے ادراک مین رہنا اختیار کرے بحر اخضر ہوا کا زہرہ آب
تھا طوفان نوح مقابل اوسکے شرم کے پسینے مین غرقاب تھا کہ بیت بڑھا ایسا کہ جون بیتابی دل
ہر اک لہر اوسکی موج تیغ قاتل + دیو تین شبانہ روز تک برابر چلا گیا اور جب بھوکا ہوتا تھا شہزادہ اسکے
منھ مین وہی گوشت شکار کا دیتا اور شہزادہ بھی میوہ وغیرہ کھاکر بسر کرتا آخر اوس بحر زخار کی سطح
سے گذرے اور کنار بحر آتش کی پہونچے دیکھا کہ یہان کوسون تک آگ کا میدان ہے شعلہ وشرار کی لپک
سے پوشیدہ آسمان ہے فلک اوسی آگ کی تیزی سے تاؤ کھاکر نیلا ہوگیا بلکہ دھوان گیا ہے خرچ اس
نہج سے جھکا نظر آتا ہے جیسے دودی جہاز سمندر مین جاتا ہے جو شعلہ ہے وہ بانکا وہ شعلہ آہ عاشقان کبیدہ
کشیدہ ہے ماہتاب وہین سے بھاگا ہے جو میرے السیر کہلاتا ہے العیاذ باللہ آگ اسطرح شعلہ ور ہوکر پیچ وتاب
کھاتی تھی کہ آتش دوزخ اوس سے شرمندہ نظر آتی تھی زبانہ اوسکا زبانہ جہنم پر زبان دراز بیتابی مین
مثل مزاج عاشق ناساز شور سے اوسکی برق تڑپ پکر منزلون بھاگے رعد کا دم بند مذکور اوس بحر کا زبان
قوم آتشی پر چھائی ڈالے کہ پیت ہوا تاریک مثل ابر گیسو بنا بسان شعلہ خو چلتی تھی لو + کنار سے اوس
بحر آتشی کے ایک دیوار آگ کی سر بفلک کشیدہ تھی درازی مین مثل عمر انتہا رسیدہ تھی دیو نے شہزادہ کو
کولیکر بڑی تیزی سے پرواز کی لیکن اوس دیوار آتش سے زیادہ تر بلند نہو سکا اور حرارت آتش سے بیہوش
ہونے لگا ناچار شہزادہ کو کنار سے اوس بحر کے لاکر اتار دیا اور آپ چلا گیا اطراف مین وہان کے کسی چشمہ

آپکو تلاش کرکے غوطہ لگاکر خوب اپنا جسم بھگو کر آیا اور شہزادہ کو لیکر پھر اوڑا مگر دیوار کو نہ چھاند سکا پھر
اوترآیا تیسری مرتبہ پھر پرواز کی ابکی اس تیزی سے اوڑا کہ اوس دیوار مین ٹکر کھائی اور صدمۂ سر سے
بیہوشی طاری ہوئی جسطرح ہوسکا بدقت تمام شہزادہ کو زمین پر پہونچایا اور آپ بیہوش ہوگیا
شہزادہ اوسکو اوٹھاکر ایک مقام سرد پر لایا کہ دہان اوسکو ہوش آیا غرض پیرا ہوا کہ اے شہریار بڑی
مشکل ہوئی اس دریا کے پار مین نجا سکونگا شہزادہ نے فرمایا کہ بھائی خدا تعالیٰ مسبب الاسباب ہے وہ
کوئی سبب پیدا کرکے اس دریا سے بھی بیڑا ہمارا پار لگائیگا اب اوسی کے کرم و فضل پر نظر رکھکر یہان
ٹھہرو دیکھو تو کہ کیا ظہور مین آتا ہے یہ کہکر مصروف دعا ہوا ادھر اس دریا کی محافظ جو ساحرہ تھی اونھون
نے دیو کو کئی مرتبہ اوڑتے دیکھکر حال دریافت کرکے اپنی مالکہ ملکہ شعلہ سان جادو کو جاکر خبر دی یہ ساحرہ
بادشاہ طلسم کیطرف سے اس حوالی مین حکومت کرتی ہے اور اس دریا کو نزد ساحرون کے بہر حفاظت مقرر فرمایا ہے چنانچہ اونھین محافظون نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ ایک دیو ایک انسانکو اپنی پیٹھ پر
سوار کرکے کئی مرتبہ اوڑا مگر دیوار کے پار نہ جاسکا گر پڑا آخر بیہوش ہوگیا اب کسیطرف وہ آدمی اوسکو
لیگیا ہے یہ خبر سنکر شعلہ سان ہنسی اور اپنے مصاحبون اور ملازمون سے کہا کہ یہ شخص جو پشت دیو پر سوار
ہوکر اس حوالی مین آیا ہے دعوی طلسم کشائی رکھتا ہے دیکھا چاہئے خداوند زردہشت سامری کیا کرتے ہین
کہکر ایک اپنی انیس سے پوچھا کہ اے گرم خو و شوخ چشم جادو ملکہ اخگر جادو کا بت دنوسی تیاہنین ہے کہان
ہین انیس نے جواب دیا کہ نوندھی اونکے گھر جاکر دریافت کرتی ہے یہ کہکر روانہ ہوئی اور مقام اخگر پر آئی اس
بحر آتش کے اوس پار ایک برج آتشی ہزار برجون طلسم مین سے ہے اور اس برج مین قلعہ بہت بڑا آباد ہے اوسی
قلعہ مین شعلہ حکومت کرتی ہے مکانات عمدہ تعمیر ہین چنانچہ وہین گھر اخگر کا ہے اور یہ وہ ساحرہ ہے
جو مقام کفل شاہ پر شہزادہ کے پاس آئی تھی اور انگوٹھی دیکر بلا گئی تھی کہ پہلوانکو تخت پر بادشاہ
کے مارنیکا آتش سبز پیدا ہوگی آپکو دیگا چنانچہ شہزادہ نے ایسا ہی کیا تھا اب وہ ساحرہ عاشق
شہزادہ ہوکر اپنے گھر مین آئی اور بیٹھی ہے کہ گرم خو پہونچی اور گویا ہوئی کہ چلیے ملکہ عالم نے آپکو بلایا ہے یہ اوسکے
ہمراہ خدمت شعلہ مین آئی اونسے سب حال دیو اور طلسم کشائی آنیکا کہکر اوس سے کہا کہ تو میری رکن سلطنت ہے
جلد جاکر اوس طلسم کشا کو گرفتار کرا اور دریافت کر تاکہ وہ نبدہ جمشید و لقای یا مسلمان ہے اگر ہمارے مذہب کا ہو تو
کہنا کہ تم یہان رہو کچھ سرکار سے تمھارا مقرر ہوجائیگا اور اگر مسلمان ہو تو فورا دنج کرکے کباب اوسکا لگانا اور

میرے واسطے لانا کہ بڑا ثواب ہوگا آخرکو یہ حکم سنکر وہانسے روانہ ہوئی اور دریا پر آکر آب سحر ساتھ لائی تھی
اوسکا چھینٹا دیا کہ راہ پیدا ہوئی یہ اوتر کر اوس پار آئی اور دیوار مین در پیدا کرکے کنارے پر جہان
دیو اوڑا تھا پہونچی اور ہر سمت ڈھونڈھکر شہزادہ کے پاس پہونچی اور ہر چند کہ شہزادہ سے محبت رکھتی
مگر یہ سمجھکر کہ محافظان بحر آتش بطور مخفی یہان موجود ہین وہ تیری محبت جتانا دیکھکر ملکہ سے کہینگے شہزا
کے حق مین بھی بُرا ہوگا بس یہ سمجھکر دھمکانے کی راہ سے ناریل سحر کا جھولی سے نکالا اور دیو کی طرف بہ نگا
غضب دیکھکر نعرہ کیا کہ اری موی تو اس مسلمان کے ساتھ کیون دیوانہ ہوا تو لقا پرست تھا اب خدا
نادیدہ کو پوجتا ہے دیو نے کہا مین لقا اور اوسکے باپ پر لعنت کرتا ہون آخرکو ناریل دکھلانے کی راہ
ہاتھ اوٹھاکر چاہا کہ مارون شہزادہ ہان ہان کرکے دوڑا کہ کیا کرتی ہے آخرکو تو مائل تھی ہی تاب ضبط
نہ لائی قریب آکر کہا ای شہریار مجکو آپ بھول گئے یہ کہکر سب پتا اپنا بتایا شہزادہ نے خوش ہوکر چاہا کہ گلے
سے لگاوے اوسنے منع کیا اور کہا اے شہزادے یہان بڑی بڑی آفتین اور مصیبتین ہین یہ کنیز حضور کو منزل
مقصد پر پہونچائیگی اور اگر حکم ہو تو ایکدو لشکر مین آپ کے لیچلے اور تمام عمر آپکی کنیزی کرے شہزادے نے فرمایا کہ
یہ ہمارا دستور نہین جو بغیر فتح کیے طلسم کے جائین یہ کہکر اور ساحرہ کو ہمراہ لیکر ایک درہ کوہ مین شہزادہ
آکر بیٹھا اخگر نے وہان تخلیہ پاکر حال اپنا بیان کیا کہ ای مایہ ناز و سراپا انداز مین دختر خواندہ یعنی
اے پالک شعلہ سان کی ہون آپ پر عاشق ہوکر پہلے بھی مین نے آپکی مدد کی تھی وہ پہلوان اور
بادشاہ کو آپکے روکنے کے لیے میری ماں ہی نے بھیجا تھا اب آپ دریا پر آئے ہین یہ مقام بھی ایسا
ہے کہ اس پار دریا کے کوئی نہین جاسکتا ہے اور شعلہ سان رکن رکین سلطنت بادشاہ طلسم
ہوای شہریار جو اوس پار دریا کے گیا پھر وہین مرگیا ادھر نہ آسکا آپ بھی اس ارادے سے باز آئیے شہزادہ نے فرمایا
ای ملکہ ہم طلسم فتح کرکے بجای شعلہ سان تمھین بادشاہ کرینگے اور انشاء اللہ اس ساحرہ کو مارینگے اخگر
نے کہا کہ خدا ایسا ہی کرے مگر اس مقام کو در بند آتش نگار کہتے ہین دیکھئے کہ کیا ہوتا ہے میری دلین بڑا ہول و اندیشہ
ہے اچھا اب مین جاتی ہون شعلہ سے کہونگی کہ مجکو طلسم کشا نہین ملا اور اونکو بھیجکر آپ پاس آوینگی شراب
کباب بھی حضور کے لیے لیتی آوینگی یہ کہکر چاہتی تھی کہ روانہ ہو مگر اسکو عرصہ جو ہوا شعلہ سان گھبرائی کہ ایسا
نہو کہ میری بیٹی مارڈالی جائے بس اپنے دربار مین چار سمت دیکھکر ایک ساحرہ منتقل جادو نام سامنے کھڑی تھی
اوس سے کہا کہ جلد جا اور جو سکی تو طلسم کشا کو پکڑ لا اور نہین تو خبر دریا کر آمین چلون منتقل حسب الحکم آب سحر لیکر چلی اور دریا

اتر کر ہر سمت ڈھونڈھتی ہوئی درہ کوہ کے قریب جب آئی ان دونون شیدای یکدیگر کو سرگرم راز دنیا دیکھکر جلبلائی غصہ سے رنگت چہرہ بدل گئی پکاری کہ ارے موئی اس جوانی پہ موڈی کاٹی کو تو لیکر بیٹھی ہے اس نگوڑے کو گھری گور مین تو پون تیرے اوپر سے صبح شام صدقے اتارون اخگر یہ باتین سنکر بیتاب ہوگئی اور سپلوی شہزادے کی اوٹھکر قریب لیجانے سکے اگر بولی کہ بھلا بوا اسطرح نہ کہہ تیرا اوسنے کیا لیا ہے دیکھو تو کیسا کندھیا ہے اور وہ تو کچھ بولتا نہین تو اسطرح تو نہ اوسکو کوس اوسنے یہ سنکر بعضہ کہا کہ اوشفتل شہکار اوٹھگاڑی کی سفارش مجھسے کرتی ہے یہ کہکر ایک گولا فولادی سحر پڑھکر شہزادے پر مارا اخگر بیچ مین آگئی اور سحر سے گولا رد کیا اور شہزادہ تلوار کھینچکر دوڑا منقل نے بہ غضب تمام ایک طمانچہ اخگر کے دوڑکر مارا کہ اوسکا منہ پھٹ گیا اور شہزادہ پر جھپٹی یہ معاملہ دیو نے جو دیکھا ہاتھ بڑھاکر گردن اوسکی پکڑی وہ تڑپکر چاہتی تھی کہ نکل جائے شہزادہ قریب آچکا تھا ہاتھ جو شمشیر بران کا مارتا ہے دو ٹکڑے اوسکے ہوئے غل و شور تاریکی ہوگئی آوازین مہیب آنے لگین کہا ہے منقل جادو کو مار ایر لاش اوسکی اوٹھاکر ساتھی شعلہ شان جادو کے لیگئے اور عرض کیا کہ اسطرح یہ قتل ہوئی یہ سننا تھا کہ اوسپر غضب طاری ہوا آتش رنج مین جل بھنکر کباب ہوئی اور اپنی جگہ سے غائب ہوکر مثل شعلہ بیتاب کھاتی دریا آتش کے پار اوتر کر اوسجگہ تنہا آئی کہ جہان یہ دونون رسوائے شہر محبت بیٹھے تھے اور اخگر کہہ رہی تھی کہ ای یار شیرین طلعت مین تیرے فرہاد وار نثار ہون اس کوہ مین اب نہ ٹھہریے وہ قحبہ شعلہ سان آئیگی کوئی آفت مقرر لائیگی بیا فسی مجکو بھی لیجائیے اور جلد روانہ ہوجیے یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ شعلہ آکر للکاری باش اوخیرہ سر تیرہ روزگار تونے منقل کو مارا کہ جو روح دروان میری تھی یہ کہکر جانب شہزادہ چلی دیو نے پھر ہاتھ اپنا اوسپر دراز کیا لیکن یہ ایسی زبردست ساحرہ ہے کہ ہاتھ اوسکا جلنے لگا اور وہ سوزش تمام جسم مین پیدا ہوگئی کہ دیو بیہوش ہوگیا اور یہ قریب شہزادے پہونچی شہزادے نے چاہا کہ تیغہ مارون مگر دست و پا مین جنبش نہ پائی اور اسنے ایک طمانچہ شہزادے کی اور دوسرا اخگر کو مارا کہ یہ دونون بیہوش ہوگئے اسنے دونونکو بغچہ مین دابکر سر دار کی اور دیو کو چاہا کہ قتل کر ڈالون پھر سوچی کہ جب طلسم کشا مرجائیگا یہ آپ مطیع ہوجائیگا اسکا مارنا صلاح نہین فی الجملہ دیو کو اوسجگہ پر چھوڑکر کچھ سحر پڑھا کہ ایک لکہ ابر سخت ظاہر ہوکر قریب اسکے آیا اسنے شہزادہ و اخگر کو اوسپر ڈالکر ہمراہ اپنے دار العمارہ مین آئی سب نے اسکی تعظیم کی اسنے ابر سے ان دونونکو اتار کر سامنے تخت کے ڈالدیا اور کہا کہ اسی طلسم کشا کی وصوم تھی مین اسکو ایک طمانچہ مین پکڑ لائی ہون اس گیسو بریدہ کو مینے پرورش کیا اسنے بھی

اِس مقتل بیدین کا ساتھ دیا خیر اِن دونون کو دیکھو تو مین کس طرح ہلاک کرتی ہون ہر ایک ساحر حاضر دربار نے
اِسکی تعریف کی اور اسنے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلا کر انکو مطوق و مسلسل کردیہ کہہ رہی تھی کہ اِسکا ایک بیٹا ہی
شہر بربار جادو نام ہی وہ خبر گرفتاری فاتح طلسم سنگدر بار مین آیا یہ بہت بڑا زبردست ساحر ہی اور ہمیشہ
عیاشی مین اپنی اوقات خراب رکھتا ہی اخگر کو بھی پیار کرتا ہی مگر ان کے خوف سے اُسپر دست درازی نکر سکتا تھا
آج اس رادے پر آیا ہی کہ معشوقہ مذکورہ پر بن پڑے تو بضہ کرنا چاہیے غرضکہ یہ لطفہ شیطان پنجون کے بل چلتا
تنتا ہوا جب سامنے آیا ماں کو سلام کیا ماں نے دعا دی خورد اور عمر دراز یہ برابر تخت پر اکر بیٹھا اور شہزادہ اور
ساحرہ مقیدہ کو دیکھکر متفسر حال ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی اِسنے کہا لاؤ اِن مجرمون کو میرے
حوالے کیجیے رات کی رات قید رکھکر صبح کو قتل کر ڈالونگا مادر نے اِسکی کہا بہتر ہی اُس کافر نے سحر سے زنجیر آہنین مین
دونون کو باندھا اور ماران آہنین دست و پا و گردن و کمر مین لپٹکر انکو دسحر سے رکھکر ہوشیار کیا جب شہزادہ ہوشیار ہوا
دیکھا کہ ایک دربار کفر مدار مین ہم زنجیر مین بندھے ہین ساحران کریہ منظر دسیہ قوام بدہیئت و نافرجام کرسی و زنگلو پر
بیٹھے ہین گوش و بینی سے اُنکی شعلہاے آتش نکلتے ہین سامنے تخت پر ایک ساحرہ لباس شاہی و تاج فرمانروائی
پہنے بیٹھی پناہ خدا کی عجب صورت ہیبتناک اُس قحبہ کی ہی ہر بُن مو سے شرارے آگ کے نکل رہے ہین اژدہا
ہین کہ دو فیتلے جل رہے ہین منھ کے باہر نکلیان نکلی ہین زرد بلدی کی گرہ ہو رہی ہین سر پر بالون کی جگہ آگ
چھائی ہوئی ہی اُس آتش مین چہرہ سیاہ اُس خانہ شیطان کا جو نظر آتا ہی دھوان معلوم ہوتا ہی پہلو مین اُس
ابلیس طینت کے ایک ساحر نابکار و بدکردار زبون شعار منھ پھاڑ سا پھیلائے افعی دو زبان سر سے لپٹے بیٹھا ہی
یہ دیکھکر شہزادہ نے خدا سے پناہ مانگی اور وہ ساحر بدسرشت پہلے مادر سے اُٹھکر سحر خوان ہوا کہ دو پنچے پیدا
ہوئے اور پھر وہ شہزادہ کو لیکر اڑے یہ بھی مادر سے رخصت ہوکر روانہ ہوا اور کنارے اُس بحر آتش کے
ایک باغ اپنے سحر سے بنایا ہی اُسمین اِن دونون کو لایا اور ایک برج مین اُس باغ کی بارہ دری کے
لاکر شہزادہ کو بند کر دیا اور دوسرے برج مین اخگر کو رکھا اسلیے ساتھ قید نہ کیا کہ رات کو اُس سے سوال وصل
کرکے بہت اور خوشامد راضی کرونگا غرضکہ دونون کو قید کرکے آپ باغ کے چبوترہ پر بیٹھکر مصروف میخواری ہوا
اُدھر جب اخگر اُس برج مین قید ہوئی اور اسنے جانب باغ نگاہ کی ازبسکہ شہزادہ سے جدا ہوئی تھی تو ہجر
باغ دیکھکر رونے لگی اشکون کی جھڑی باندھدی زلف سنبل کو اپنے اُلجھے ہوئے دل سے تشبیہ دیتی سوسن
کو غم یار مین خموش کہتی سرو کو آزاد دیکھکر کہتی کہ گنہگاران عشق قید مین تمری بھی طوق محبت درگلو ہی فوارہ

سے کہتی کہ تجکو رونے کی خو ہی بلبلون کو دیوانگان گلشن الفت خطاب کرتی شمشاد کا قد بالا دیکھکر آہ
عاشقان سمجھتی عنادل کا زمزمہ دل دکھاتا یاد گلعذارین یہ نغمہ زبان پر لاتا خمسہ

قلق سے دل کے بیان کرین کیا اٹھاتے ہین ہم جو صدمہ تجھ بن
شب جدائی کی صبح کرتے ہین آسمان کے ستارے گن گن
نہ موت آتی ہی تیغ درکف نہ کاٹے کٹتے ہین ہجر کے دن
اگرچہ یار و رفیق و ہمدم سبھی ہین غمخوار اپنے لیکن
کسی سے کیا کہون حال دل کا نہین ہی فرصت فغان سے ہمکو

نہ موت کی یاد کیونکر اپنا کرے دل اندوہگین ہمیشہ
رہے نم آلودہ اشک حسرت نہ کس طرح آستین ہمیشہ
سبب اگر ہمسے پوچھتے ہو کہو کیون رہے ہم حزین ہمیشہ
جہان ہی بدو سرا فانی یقین ہی رہنا نہین ہمیشہ
یہ غم ہی جانے کا بسکہ الفت یہان کے باشندگان سے ہمکو

فراق کی جبتلک تھی طاقت شکیب کا جبتلک تھا یارا
سہین نہ اردن جفائے ہجران آہ کھینچی دم بھی مارا
پر اب تو خودداری نے دلکو ہوئی ہی از بسکہ ناگوارا
دیار وحشت مین اے عزیزان ہی بے نشانی نشان ہمارا
نہ ننگ سے کچھ رہا ہی مطلب نہ کام نام و نشان سے ہمکو

ہمارے اشکون کے قطرے تار ہوا مین موتی پروگئے ہین
ہم اپنی بینائیون سے لیکن مثال طاقت کے کھو گئے ہین
اجل کی دولت لب فغان کش ہمارے خاموش ہوگئے ہین
لحد مین بنے دے چین سے تم ابھی تو رو رو کے سو گئے ہین
خدا سے ڈر اے فغان بلبل جگا نہ خواب گران سے ہمکو

اسی طرح یہ فغان کش ہمسر عنادل مصروف شیون تھی کہ دو دہ آہ بھی یاد گلعذارین گلشن سینہ داغدار سے پر بہار نکلا یعنی چمنستان عالم مین شام سونی رنگ کا تخت بچھولا کہ بموجب نظم

قریب شام مہر عالم آرا
جو تھا دن بھر شریک کار دنیا
ہوا پوشیدہ جیسے حسن جانان
اندھیرے نے جمایا اپنا ساں ان

شام ہوتے ہی بہار آتش لالہ و گل نے اور بھی دل مین آگ لگائی جان مصطر فراق یار مین لب پر آئی دیدہ حیران نگاہ بسیر الینا درختون پر سناٹا سا آجانا نہرون کا پانی نرم نرم ہوا چلنے سے آہستہ بہنا ماہتاب کا نمود ہونا پتون پر سبزی کا جوبن سبزے کا نرمی سے لہلہانا گلون کا نرم گلشن مین مثل شمع روشن ہونا چاندنی مین غنچون کا سکڑنا دلمین یاد جلوہ جانانہ زخم جگر کو خراش دل پاش پاش یہ مضطر اسیر پنجہ تقدیر بیخبر آتش مین اسیر کاوش پر تقدیر پر سر سینہ دلگیر بیٹھی تھی ادھر شریر بار شراب خواری سے بدمست ہوا تھا غلیان مستی و جوش شہوت پرستی دلمین آیا اپنی جگہ سے اٹھکر اس برج مین جہان یہ بیٹھی تھی پہونچا اور مست کرنے لگا

وہ عشق کی بوگن یاد مین اپنے دلدار کے رونے لگی اور کہا ای شخص جسکو پیار کرتے ہین اسکو قید کر کے
اسی طرح آزار دیتے ہین اور پھر انکھ چار کر کے محبت کا اقرار کرتے ہین مجھکو ایسے چرتر باز مرد وے سے خوف آتا ہے
وٹرے اسکے دیدے سے نہین معلوم آگے بڑھکر وہ کیا روز بد دکھاتا ہے یہ سنتا تھا کہ یہ ہوذی برسر جسم ہوا اور
رد سحر پڑھکر اس اسیر زلف گرہ گیر کو آتش زنجیر سے مخیر کیا اور زبان پر لایا کہ بیت یہ کیا اس قسمت بد نے دکھایا +
کہ میرے ہاتھ سے صدمہ اٹھایا + ای جانی دای مایہ عمر و زندگانی اس ظلم کا بدلا جو چاہنا سو لینا جیسی سزا چاہیے ہو مجھکو دینا اب
میری خطا معاف کر میری جانب سے دل صاف کر اس حریق آتش اشتیاق کو اپنے شہزادے کی جویا دائی
بلبلا کر اسکی منت پر رونے لگی اپنے سر قدمون پر رکھدیا اسنے کہا چلو اٹھو تم یہ خوشامد آمد و لینے کو کرتے ہو جب
مطلب نکلا جائیگا پھر جلا دی کرو گے اسنے پھر قسم اپنے مذہب کے موافق شدید کھائی اسنے کہا اگر مجھکو چاہتے ہو
تو اس بحر آتشین کے برباد ہونے کا راز بتاؤ اسنے کہا تم اس بھید کو پوچھکر کیا کرو گی ساحرہ نے جواب دیا کہ مین
اسکی لے پالک ہون کہ جسکے تم فرزند ہو میرے تمھارے دعوی برابری کا ہے پس مجھکو اسنے سب کچھ تعلیم کیا
اور شریک کاروبار مملکت فرمایا اور مجھکو دودھ کی ایسی کھی نکالکر الگ پھینکا اسی سبب سے مارے غصہ کے
مین شریک طلسم کشا ہو گئی اور قسم کھاتی ہون کہ جبتک مجھکو یہ راز نہ معلوم ہوگا کبھی تجھ سے نہ راضی ہونگی
بیت کہ جیتے جی نہ دیکھون شکل تیری + بلا سے اسمین جو حالت ہو میری + جب اس نابکار نے یہ حالت
اسکی دیکھی فریفتہ تو تھا ہی گویا ہوا کہ من و جان جہان شکوہ تیرا جاسے ہے وہ حال مین تجھکو بتاتا ہون
کہ جسکو کہنا کسی سے کیسا دل سے زبان پر بھی نہ لانا یہ جو سامنے سرو کا درخت لگا ہے اسکی جڑ مین ایک کمان
اور تین تیر رکھے ہین کہ جادو کے ہین انکو کوئی نکالے اور اس دریا کے کنارے جائے ایک بیج آتشین مہان بنا ہے
اسپر تیلا آتش کا کھڑا ہے اس تیلے کے منھ اور ناک اور کان سے آگ جوش زن ہے اور دریا اسی آتش سے جاری ہے
پس ان تیرون سے اس تیلہ کو نشانہ بنائے تو یہ دریائے آتش اور برج قلعہ طلسم سب غائب ہو جائے اور اس جگہ
کی راکھ اٹھالائے تو شعلہ سان کو بھی جانب ملک عدم پہونچائے یہ کیفیت یہان کی ہے جو تجھ سے بیان کی
تو مجھ سے تو راضی ہوئی اخگر یہ باتین سنکر بیحد خوش ہوئی اور اٹھکر اسکے ساتھ چلی اور باغ مین آکر چبوترہ پر
ٹیکہ کر زرتار بیٹھی وہ اس پارہ کے آنے سے باغ باغ ہو گئی شراب کی اٹھالایا جام بھر کر اسکے منھ سے لگایا
اسنے جام لیکر بنا زد تبختر منھ بنا کر پیا پھر آپ اغوائے سرخ سے لبریز کیا اور از بسکہ شہزادہ کو گرفتار کرنے گئی تھی وہان
سے آپ قید ہو کر آئی تو اسباب سحر کا جھولا پاس رکھتی ہے چنانچہ ساغر بھر کر ساحر سے کہ کر وہ پھول گلابکا

چاندنی مین دیکھو کیا لطف دے رہا ہو وہ پھول کی طرف اُسکے کہے سے دیکھنے لگا اور اُسنے ایک چٹکی خاک
قبر جمشید جھولے سے نکالکر شراب مین ملادی پھر وہ پیمانہ اُس پیمان شکن نے اُس بے باطن کے منھ سے
لگایا وہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی سوجھنے سے رہگیا اور مردہ صد سالہ ہوکر گرا اُس سیماے جلادفش نے تیغ
کھینچکر سر اُسکا جدا کیا شور و غل اُسکے مرنے کا برپا ہوا آگ برسنے لگی آندھی سیاہ آئی چالیس مرتبہ کسی نے آواز دی
کہ مار اشتر ریار جادو کو وہ باغ اور مکان اور برج سب جلکر برباد ہوئے وہ برج جسمین تورج قید تھا پھٹ گیا اور
شہزادہ رہا ہوکر نکل آیا وہ درخت سرو پر بھی مرگ ساحر سے آفت آئی جلگیا شہزادہ نے حسب نشاندہی انگشتر
وہ تیر و کمان لیے اور انگشتر بزور سحر بناکر شہزادہ کو بٹھاکر یہان سے بھاگی اور کئی منزل پر جاکر ایک پہاڑ پر آئی
یہ تو ادھر نکل آئی اور وہان مرگ اشتر ریار کا جو غلغلہ برپا ہوا ایسی آوازین مہیب آئین کہ شعلہ سان محل مین
آرام کرتی تھی گھبراکر باہر نکل آئی اور اُسی باغ کی طرف دوڑی اور تمام ساحر ساکنان قلعہ دوڑکر ایک مقام پر جمع ہوکر
اُسی مقام پر آئے اس عرصہ مین حالت ساحران پر سحر بھی خندہ زن ہوئی اور لباس ماتمی نایکی شکا

بصد بشاشت روزگار دیدہ نے اپنے جسم پر سے اُتارا کہ بمقتضاے ابیات

کہ اُٹھا عکس رخ شب نے مین سے	کھٹا کچھ نور شعلون کی جبین سے	ہٹے پروانے شعلے جھلملائے
فلک کے ناز خاطر نے اُٹھائے		

صبح ہوتے ہوتے شعلہ سان مع گروہ ساحران اُس باغ مین آئی
دیکھا بارہ دری مکان باغ سب برباد ہی اور نعش شریار کی جھلسی ہوئی پڑی ہی بیٹے کی لاش دیکھکر کلیجہ
منھ کو آیا لاش پر گر پڑی اور لیسکر بین کرنے لگی کہ ای میرے اُس مراد والے ہی ہی میرے نازون کے پالے ہی ہی
بیٹا اِس ظالم سے منھ موڑ گئے ہی ہی مجھکو اکیلا چھوڑ گئے ای میرے بن بیاہے ای میرے کڑیل جوان یہ ان

تجھکو کہان پائے گون سے دیس ڈھونڈھنے جائے ہی ہی یہ کیا ہوگیا نوحہ

مین صدقے تجھ پہ مین قربان ہی ہی	مری جان میرے پر اران ہی ہی	نہ دیکھا کوئی دنیا کا تماشا
ابھی سے کھوئی تمنے جان ہی ہی	اکیلی مین رہی جور فلک سے	ہوئے تم موت کے مہمان ہی ہی

اِسی صورت سے زار و نالہ کرکے بڑی مصیبت سے لاش اُسکی اُٹھائی کفنی سیاہ گلے مین پہنا کر سان جاک کیا
بلسان و فرع بسیار جب سم تعزیت سے فرصت پائی اُس رخت سرو کو اور تیر و کمان کو ڈھونڈھا کہین
پتا نہلا کہ وہ کیسو بریدہ ننگ خاندان اخگر لیگئی ہی غرضکہ خانہ نشین ماتم ہوئی اور یہ خبر مرگ اشتر ریار کی
دور دور منتشر ہوئی یہان سے آگے دریاے ہوا ہی اور اُس دریا کے حوالی مین ایک سلسلہ نسیم جادو

نام حکمران ہی چنانچہ وہ اپنے دارالعمارۃ مین اورنگ حکومت پر جلوہ فرما تھی اُسکے سامنے کچھ طائر سحر آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ قلعۂ آتش نگار مین بڑا غلغلہ برپا ہی غدر ہو رہا ہی نسیم نے یہ خبر سنکر ایک اپنی مصاحب ساحرہ کو خبر کے لیے بھیجا وہ عورت یہان آئی اور ہر سمت غدر دیکھکر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی اُسنے کہا ایک خدا پرست طلسم مین گھس آیا ہی اُسنے بشراکت اخگر شرربار کو مارا ہی یہ حال دریافت کرکے وہ عورت پھر کر خدمت نسیم مین آئی ماجرائے شنیدہ زبان پر لائی اُسنے پوچھا کہ شرربار کیا ماندہ تھا جو کیا اُس نے کہا کہ اسطرح مارا گیا سب کیفیت سُنکر برہم تعزیت چار سو کنیزین اور مصاحبین ہمراہ لیکر نسیم روانہ ہوئی اور شعلہ سان پاس آئی دیکھا کہ اُسکی عجب حالت ہی گرفتار غم و رنج مصیبت ہی گریبان چاک ہی سر خاک ہی زمین مین بیٹھی ہی نسیم نے فرش خاک پر سے اُٹھایا اور کہا ای بہن یہ کیا غضب ہو گیا اُسنے رو رو کر سب حال بیان کیا اِسنے سمجھانا شروع کیا کہ ای بہن جو مرضی جمشید کی اِس امر مین ناچاری ہی شاہ و گدا سب کو یہ دن نصیب ہوتا ہی اُسنے کہا بہن یہ مین بھی جانتی ہون لیکن کیا کرون دل نہین صبر کرتا ہی کاش اُس نامراد کے قاتل کو بھی پاتی تو بھی کچھ دل کو قرار آتا اب نہین معلوم وہ کدھر گیا نسیم نے اُسی وقت ہزارہا ساحرون کو بہر تفحص روانہ کیا اور شعلہ سے پوچھا کہ اُس خدا پرست کا نام کیا ہی اُسنے کہا تورج یہ سنتی ہی نسیم تھرا گئی اور کہا ای بہن یہ نام تو شکنندۂ طلسم کا ہی ہم اپنے بزرگون سے سنتے آتے ہین کہ نام فتاح طلسم کا تورج ہوگا پھر تورج اور تور مین کیا فرق ہی خیر اب تو دیکھو جمشید کیا دکھاتے ہین یہ کہکر مکان شاہی مین بیٹھکر مشورہ کرنے لگی لیکن اخگر جو شہزادہ کو لیکر ایک پہاڑ پر آئی اور وہان ٹھہر کر کچھ میوہ وغیرہ بہم پہونچا کر کھایا چشمہ سے پانی پیا شکر خدا کیا پھر ایک تختہ سنگ پر دونون بیٹھکر دم لینے لگے مگر ساحر جو بہر تجسس نسیم نے بھیجے تھے وہ کوہ و دشت چھانتے پھرتے تھے اُنمین سے چند ساحر طائر بنے ہوئے اس پہاڑ کی طرف بھی آنکلے اور ان دونون کو دشت نوردان محبت کو بیٹھے دیکھکر عزم کیا کہ قید کرکے لیجائین پھر خالف ہوکر کہ یہ شخص بڑا زبردست ہی دست اندازی ہوئے اُنکر بہت جلد خدمت شعلہ مین اگر خبر دی وہ خبر سنتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی نسیم سے کہا بہن میرے گھر بار سے خبردار رہنا یہ کہکر ایسی لگی تھی کہ نہار دانہ ہوئی پیچھے اسکے نسیم نے فوج ساحران دانگی لیکن یہ بہت جلد اُڑی ہوئی اُسی مقام پر آئی کہ جہان شہزادہ اپنی معشوقہ سے سرگرم سخن تھا کہہ رہا تھا کہ ای نازنین نہین معلوم کہ بعد ہمارے ہمارے رفیق اُس پور پر کیا گذری خدا جانے وہ کدھر گیا ہنوز یہ ذکر ناتمام تھا کہ نعرہ شامہ سان بلند ہوا آرے تیرہ سران کہ گذارم کہ از دست من نجات یابی نعرہ سنتے ہی اخگر کے تو ہوش اُڑ گئے اور شہزادہ تیغ

کھینچکر جھپٹا اور للکارا کہ ٹھہر او فحبہ مین تیری جان کا ملک الموت آپہونچا یہ سنتے ہی اُسنے ایک تازیانہ سحر پر جھکر مارا اُسکے
قضا اُس ساحرہ کی اور طرح سے ہو شہزادہ پر غالب آئی اثر تازیانہ سحر سے شہزادہ بیحس و حرکت ہوگیا اُسنے پھر
سحر پر جھکر دستک دی کہ اخگر بھی بیہوش ہوئی اُسنے دونون کو گرفتار کرکے قصد مراجعت کیا تھا کہ فوج پیادہ
نسیم پہونچی اُسنے لشکریون کے حوالے ان دونون کو کیا کہ بہن نسیم کے پاس انکو لیجاؤ کہنا بہن مین اتی
ہون تم اِس مسلمان کو قتل کرنے کنارۂ بحر آتش کے لیچلو ساحر دونون کو لیکر چلے اور یہ بھی پھری مگر
اور اطراف سے آتی ہو حال اسکا بیان ہوگا لیکن ساحر قیدیون کو لیے خدمت نسیم مین آئے اُسنے قید سخت مین
گرفتار کرکے حکم دیا کہ کنارۂ بحر آتش کے چبوترے ریگ کے بنائے جائین جلاد حاضر ہون فوج تیار رہے نسیم کے
حکم سب تیاری شروع ہوگئی اور شہزادہ کو مع اخگر کے تخت سحر پر بٹھاکر کنارۂ بحر مذکور کے روانہ کیا حسب اتفاق
کمان و تیر کا حال نسیم نہ جانتی تھی اور نہ کوئی ساحر اس راز سے آگاہ تھا اس سبب سے وہ تیر و کمان شہزادے
پاس تھی یہ سمجھکر کہ چھینی گئی تھی کہ سحر کے سامنے یہ کیا کریگا رہنے دو بروقت قتل لے لینگے غرض جب شہزادہ
کنارۂ بحر کے پہونچا وہ افسر کہ جنگی قید مین یہان آیا ہی منت تمام اُسنے کہا کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہر میرے
پاس ہی اور کئی لاکھ روپیہ کا زیور ملکہ اخگر نے ہی یہ سب تم تو دو گھڑی کے لیے مجھکو رہا کردو اور تم میرے ساتھ رہو
افسران لشکر نے لالچ مین آکر شہزادہ پر سے قید سحر دفع کردی اور ساتھ لیکر چلے شہزادہ کنارۂ دریائے آتش کے
تو آہی چکا تھا کچھ ہی دور چلا کہ وہ برج آتشین نظر پڑا اپنے اُس تیر و کمان سے کام لیا قدرت قادر و توانا نشانہ
مراد پر تیر پہونچا وہ پتلا گرا اُس بحر آتشین مین تلاطم ہوا شعلہائے آتش اُٹھکر جانب چرخ برین گئے اندھیرا ہوگیا شور
سناٹون دوزخون مین جیسے اُٹھتا ہی ویسا ہی غلغلہ برپا ہوا بعد کچھ دیر کے نہ دریا تھا نہ دیوار آتش تھی ایک
میدان منزلون تک کا تھا یہ معاملہ جو افسران لشکر نے دیکھا گھبراکر رو بفرار لائے اور بعض حربہائے سحر مگر کہ شہزادہ پر
حملہ آور ہوئے شہزادہ نے کچھ خاک اُس مقام کی جلد تر اُٹھائی اور متوجہ حرب ہوا لیکن شعلہ سان شہزادہ کو
قید کرکے جو روانہ ہوئی تھی تو اور راہون سے اپنی زمین حکومت کو ملاحظہ کرتی اُس راہ دریائے آتش کے
آئی اُسوقت اُس بحر کو ناپدید ہوتے دیکھا بیقرار ہوکر دوڑی کہ ہائے افسوس یہ کیا ہوا یہ تو ادھر سے جھپٹی مگر اُس پار
دیو رفیق شہزادہ بھی ایک مقام پر پڑا رو رہا تھا اور ہائے آقا ہائے تو رح کہہ رہا تھا اُسنے بھی جیسے ہی رہا کو
غائب ہوتے دیکھا بیتابانہ شہزادہ کے تجسس مین چلا راہ مین اُسکو نظر آیا کہ ایک ساحرہ اُڑی ہوئی جاتی ہی
یہ دیکھتے ہی دیو نے قریب پہونچکر گردن اُسکی بزور تھامی ازبسکہ وہ ساحرہ سحر سے روئین تھی گردن دھڑ سے

اُکھڑ نہ سکی اور تڑپکر چاہا کہ رہا ہو جاؤن دیو نے مضبوط دبوچا اور اُس کشمکش مین دونون زمین پر اُتر آئے دیو نے جھنجھلا کر دردشت مین زلزلہ ڈالدیا ساحر جو شہزادہ پر حملہ آور تھے چیخکے سننے سے بھاگے اخگر بھی سمجھا شہزادہ کے رہا ہو چکی تھی نعرۂ دیو سنتے ہی شہزادہ کو نیچہ مین دابکر وہان لائی کہ جہان دیو اور ساحرہ گتھے ہوئے تھے شہزادہ نے آتے ہی خاک اُسپر ڈالی کہ ساحرہ کا جسم نرم ہوا دیو نے گردن اُسکی دھر دبائی کھینچلی اور وہ تڑپکر ہلاک ہوئی شور عظیم اُسکے مرنے سے بلند ہوا پہاڑ ٹکرا گئے دشت تھرایا آواز آئی کہ مارا شعلہ سان جادو کو قلعۂ آتش نگار مین جو مکانات اور باغ اور دار العمارۃ وغیرہ سحر سے بنے تھے وہ جلنے لگے قلعہ مین بھگدر پڑی آواز مین تڑاق تڑاق مکانون کے اُڑنے کی بلند ہوئین نسیم شہزادہ کو بہر قتل بھیجکر آپ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوئی اور فوج ہزیمت خوردہ قیدی کے ساتھ کی ساتھ آئی سارا ماجرا اُسنے سُنا اور اپنی ہمراز گلنار جادو سے کہا کہ خبر شعلہ کی لاکہ وہ کہان ہے اُسنے کہا کہ بی بی ضرور شعلہ سان ماری گئی ورنہ یہ ہنگامہ نہ برپا ہوتا نسیم پہلے ہی سے توجہ کو طلسم کشا سمجھ چکی تھی اُسوقت یقین ہوا کہ بیشک مین بھی ماری جاؤنگی پس فرط خوف سے بھاگ کر اپنے قلعہ مین چلی گئی اور ہوا کے دریا کو زیادہ زور دیکر قلعہ پر ساحران زبردست کو مقرر کرکے بڑے استحکام سے اپنے افسران لشکر کو پاس بٹھاکر مشورہ کرنے لگی اور ہر سحر کے برائے دریافت حال شہزادہ جانب قلعۂ آتش نگار روانہ کیے کہ ہر دم کی خبر افعال طلسم کشا کی مجھکو پہونچا مین یہان شہزادہ بعد قتل شعلہ قلعۂ آتش نگار مین آیا یہ قلعہ برباد پایا رعایا دہشت سے فراری تھی شہزادہ نے ڈھنڈھورا پٹوایا کہ اہل شہر کو امان دیگئی ہے وہ سب آکر آباد ہون سب مردم شہر حاضر خدمت ہوکر مطیع ہوئے شہزادہ نے اخگر کو تخت شاہی پر بٹھایا اُسنے اپنے باغ پر بہار مین اس گل باغ شہریاری کی دعوت کا سامان کیا شہزادہ اُس سرو گلزار وفا کو لیکر داخل گلشن ہوا چبوترہ پر زر برشامیانہ زرین بیٹھا ارباب نشاط حاضر ہوئے گلستان مسرت مین ہوائے عیش و سرور وتان ہوئی زمزمہ رقاصان و مغنیان غادل وار آغاز ہوا ساغر برنگ ساغر گل مل سے لبریز ہوکر چلنے لگے بادہ خوار پھول پیتے تھے یہ جملہ کیفیت سحر کے بیر دریافت کرکے خدمت نسیم مین گئے وہ اپنے سرداروں سے کہہ رہی تھی کہ بعد تسخیر قلعۂ آتش نگار فاتح طلسم سبا ہوا پر ضرور آئیگا پھر اُسوقت اگر بھاگ کر بچے تو اسوقت بچنا ممکن نہین اس سے لازم ہے کہ جنگ یا تو مقابلہ کرون یا اطاعت کرون یہی گفتگو تھی کہ بیرون نے حالات طلسم کشا سے آگاہی دی کہ ہمراہ اخگر مصروف نشاط و طرب ہے یہ سنتے ہی گلنار جادو - چنار جادو وغیرہ

ہر ایک افسر نے صلاح دی کہ ای ملکہ یہی وقت ہی کہ طلسم کشا غافل ہی آپ اُسکو گرفتار کر لیجیے اور نہین تو مرحلہ چھوڑ کر شاہ طلسم پاس چلیے ورنہ خرابی ہی اسنے کہا بہتر ہی چلو طلسم کشا کو پکڑ لین یہ کہکر غضب تمامتر مع چند افسر کے روانہ ہوئی زیادہ فوج اسلیے نہ لی کہ ہجوم سے طلسم کشا آگاہ ہو جائیگا غرضکہ پُر زور سحر اُڑتی ہوئی قریب باغ پہونچی اور زمین پر اُتر کر اندر باغ کے چلی در گلشن پر دیو بہر حفاظت بیٹھا تھا اُسنے اسکو براہ مکر سلام کیا اسلیے کہ قریب آئے تو گردن دابون ساحرہ مذکور تو حالات دیو سے آگاہ ہو چکی تھی اسکے فقرے پر نہ چڑھی اور ایک ٹڑیا خاک سحر کی نکالکر جھولی سے ماری کہ دیو بیحس و حرکت ہو گیا اور یہ اندر چلی دیو نے چیخنا شروع کیا کہ ای آقای شہزادے یہ مردار فتنہ بدکار مجھکو گرفتار کر کے آپکے آزار دینے کو آتی ہی باغ مین ہر چند کہ ناچ گانے کا شور تھا مگر دیو کی صدا اُس شور پر بھی سبقت لیگئی شہزادہ نے آواز سنکر فرمایا کہ دیو چیختا ہی یہ کہکر تیغہ کھینچکر دوڑا ساحرہ اندر آچکی تھی کہ اسنے کچھ نہ پوچھا نہ سوچا ایک ہاتھ تلوار کا مارا اُسوقت ہان ہان کر کے چہار جاد و بیچ مین آگیا اور ایسا گھبرایا کہ سحر بھی نہ پڑھا شمشیر آبدار شہزادہ جو پڑی دو پرکالے کر کے زمین پر گھری شور اسکے مرنے کا بلند ہوا نسیم سامنے سے ہٹگئی اور ازبسکہ ساحرہ زبردست ہی سحر پڑھکر پکاری کہ او تورج تلوار پھینکدے یہ کلام اسکا پُر اثر تھا شہزادہ نے تلوار پھینکدی اسنے سحر سے یہ دیو حرکت کر دیا اور آگے بڑھی اخگر آتی تھی اسنے ایک ٹاریل سحر کا مارا اسنے دستک دی کہ ٹاریل اُلٹا پھر گیا اور ازبسکہ یہ ساحرہ صاحب حلہ ہی اخگر اسکا سامنا کیا کر سکتی اسنے دوبارہ جو سحر کیا ایک ہوائے سرد ایسی وزان ہوئی کہ مع اخگر جملہ ساحرہ بیہوش ہو گئے اسنے در باغ سے دیو کو بھی اُٹھوا منگایا اور سبکو اکٹھا کر کے قصد قتل کرنے کا کیا اور شہزادہ و اخگر کو مقید کر کے ہوشیار کر دیا کہ اپنی حالت زبون مشاہدہ کر کے رو رو کر تمنن جب شہزادہ کی آنکھ کھلی اجل بسر قضا بر قفا دیکھی گردن جھکا کر خدا کو یاد کرنا شروع کیا اور بر جوع قلب دعا کرنے لگا کہ خداوندا اس بلا سے تو نجات دے اُدھر نسیم نے تبسم کر کہا کہ ای تورج اب رونے کی تجھکو خبر نہ تھی اور ای اخگر تجکو شعلہ سان نے خاک سے پاک کیا بیٹی اپنی بنایا اور تو نے اُسکو قتل کرایا یہی عوض نیکی کا تھا جو تو نے کیا اخگر نے کہا مین واقف بھی نہین طلسم کشا سبکو ہلاک و غارت کرتے چلے آتے ہین انھون نے اسکو بھی مارا اُنسے پوچھو شہزادہ نے فرمایا کہ بیشک یہ شیوہ یہی ہی ساحرون کا نام بھی دنیا مین باقی نہ رکھونگا اور ابای نسیم جو دم تمھارا کہ آتا ہی وہ غنیمت سمجھو اور خدا سے باقی بقا پر تمھارے بھی چلا جاتی ہی ٹھنڈے ٹھنڈے گلزار عدم کی سیر کو جایا چاہتی ہو بالفرض مجھکو تم

مار بھی ڈالو جب بھی نہ بچوگی مین اکیلا یہان نہین آیا ہون میرے وارث میرے ساتھ آئے ہین اور علاوہ
اسکے ہم لوگ خدا پرست ہین خدا تعالی ہماری مدد کو فرشتے بھیجتا ہی شعلہ سان کے لیے بھی خدا
نے ایک فرشتہ بھیجا تھا کہ اُسنے آکر جہنم واصل کیا شہزادہ نے تو یہ کلمات اسکے ڈرانے کو فرمائے اور اسکو
اصل مین خوف پیدا ہوا کیونکہ طلسم کشا تو شہزادہ کو جانتی ہی تھی سوچی کہ شاید اسکے ساتھ فرزندان
حمزہ وغیرہ اور بھی آئے ہون اور مجھ سے دعوی خون برادر کرین یہ سوچکر اسنے بازو پر سے تختی
جمشیدی کھولی اور اُسکو دیکھا کہ یہ کلام طلسم کشا کا سچ ہی یا جھوٹ ہی لوح مین لکھا تھا کہ اسکے ساتھ طلسم
مین کوئی نہین آیا ہی یہ بالکل جھوٹ کہتا ہی ہان دہنۂ طلسم پر اپیج پوتا حمزہ کا البتہ اُترا ہوا ہی تو اسکو
جلد قتل کر ڈال ورنہ برائی ہی یہ تختی سے معلوم کرکے اسنے اور بھی زیادہ تر احتیاط کی یعنی ہاتھ کے آٹے کا
ایک پتلا بنایا اور فصد اپنی کھولکر خون اُسپر چھڑکا وہ پتلا اُٹھ کھڑا ہوا آداب بجالایا اُسکو حکم دیا کہ ای پتلے تو
اڑکر جا اور دہانۂ طلسم مین جا اور پیک نظر دوڑا جس کسی کو مسلمان وضع دیکھ میرے سامنے پکڑ کر لا پتلا
حسب الحکم اُڑکر چلا اور قندیل فلک ہوگیا ہر سمت جویاے مردم مسلمان تھا اُدھر حال سنیے کہ نجم و
شما پور دونون عیار خبر لینے تو رج کی چلے تھے اور بیان کیا گیا تھا کہ دریاے سحر کے کنارے
روان تھے مگر باہم صلاح یہ کی کہ الگ الگ چلنا چاہیے کیونکہ مقام دشوار گذار ہی جو ایک مبتلاے
بلا ہو جائے تو دوسرا اسکی اعانت کو جائے چنانچہ علیحدہ ہوکر دونون دو طرف ہوگئے اور صورتین بدلے ہوے تھے فی الجملہ
نجم عیار ایک ساحر کی صورت بنا ہوا تھا لیکن بہت بوڑھا اپنے تئین بنایا تھا کہ بال کیا پلکین تک سفید تھین سر ہلتا تھا
دست و پا مین بھی رعشہ تھا کمر خمیدہ تھی گویا جوانی کو ڈھونڈھنے نکلا تھا لاٹھی ٹیکتا چلتا تھا اُسپر بھی ہر
گام پر ٹھوکر کھاتا تھا اور عصاے آہ تھام لیتا تھا کبھی ضعف و نقاہت سے بیٹھتا کبھی اُٹھکر اپنا جسم
مین چیتھڑان پڑین رگین تن کی نکلی ہوئین مرزائی گلے مین پہنے دھوتی باندھے قشقہ ماتھے پر کھجابت گلے
مین پڑے مالا ہاتھ مین لیے سامری جپتا چلا جاتا تھا لیکن مکر ساحران اُس مقام کو سمجھ چکا تھا اس وجہ سے
بہت سے بت کمر مین عیاری کرنے کے لیے بنا کر رکھ لیے تھے اور حیلہاے ناحق سے سارا جسم آراستہ کیے
تھا کہ حال اُسکا مذکور ہوگا چنانچہ پتلے نے اسکو جاتے دیکھا چونکہ وہ پتلا سحر کا تھا اور اسکو حکم یہی تھا کہ مسلمان
کو پکڑ لانا گو اُسکی وضع ساحرون کی ایسی تھی مگر تاثیر سحر یہ ہوئی کہ پتلا چمک کر جو گرا اسکو پنجہ مین دابکر لے اڑا
اور سامنے نسیم کے لاکر ڈالدیا اُسنے کہا ای موے یہ تو ساحر کو کیون پکڑ لایا اُسنے کہا پھر اور تو کوئی اس طلسم مین

مجکو نہ ملامین تو جانتا ہون کہ یہ مسلمان ہی ساحرہ نے کہا دیکھو معلوم ہوا جاتا ہی یہ کہکر عیار جو تموج ہوا سے ہوش
تھا اُسکو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب نجم کی آنکھ کھلی اپنے شہزادہ کو اسیر و دستگیر دیکھا اور ایک دیو کو زمین
پر لٹے پیٹے پایا چند ساحرون کو رنج قید سے بلکتے پایا سمجھا کہ تم بھی اسیر ہو کر آئے ہو یہ سمجھکر در مکاری وا کیا
ایک ایسی آہ کی کہ دل سنگ بھی آب ہو جاتا تو عجب نتھا ساحرہ کا دل موم ہوا اور پوچھا کہ اے آہ کیون
کرتا ہی اسنے رو کر پہلے تو کچھ وصف اُسکا بیان کیا دعا بہت کچھ دی پھر کہا کہ یہ شخص جو سامنے بیٹھا ہی
دریاے سحر جو طلسم پر ہی دہان میرے سات بیٹون کو اسنے ذبح کیا ہی اے ملکہ اس بڑھاپے مین اسنے
وہ داغ مجھکو دیے ہین کہ جگر میرا زخمی ہی نسیم نے کہا اب تو اس سے بدلا اپنا لے اور اسکی بوٹیان
کاٹ کر زاغ و زغن کو دے مُنڈھے نے کہا اے ملکہ مین ایک کو بھی جیتا نچھوڑون گا یہ کہکر رخسار پر کا
جو نشان شناخت کا ہی وہ شہزادہ کو دکھلایا شہزادہ مسادکھکر سمجھ گیا کہ یہ نجم عیار میرا ہی پس بہت
خوش ہوا اور خاموش رہا اسمین نسیم نے پوچھا کہ بڑے میان تمھارا نام کیا ہی عیار نے جواب دیا کہ
مجھکو بندۂ جمشید کہتے ہین ساحرہ نے کہا تمھارے باپ کا کیا نام ہی اسنے عرض کیا بندۂ جمشید اور باپ
پر کیا موقوف ہی دادا کا نام بھی بندۂ جمشید تھا ہمارے خاندان مین سبکے نام بندۂ جمشید ہین ہماری قوم
وہ ہی کہ خداوند جمشید کے یہان سے اُسکو بھوگ عنایت ہوتا ہی پوریان اور دودھ روز کھانے کو آتا ہی اور
ہمارا دین و آئین تم سب ساحرون سے جدا ہی ہمارے پاس جو خداوند جمشید ہین وہ ہم سے باتین کرتے ہین
اور ہم بولتے ہی خداوند کو سجدہ کرتے ہین گونگے کو نہین پوجتے اور ہر وقت اپنے خداوند کا دھیان گیان
رکھتے ہین اور ساتھ لیے لیے خداوند کو پھرتے ہین اگر تم بھی سجدہ کرو تو ہم اپنے خداوند کو نکالین اور تمھے
باتین کرین نسیم کو بڑا تعجب ہوا کہ دیکھا چاہیے خداوند کیا کہتے ہین کیونکر بولتے ہین چنانچہ نہایت اشتیاق
ظاہر کرکے مُصر ہوئی کہ بولتے خداوند کو نکالو نجم نے پہلے ہی سے بت وغیرہ اور دھوکا دینے کی چیزین بنا
اپنے پاس رکھی تھین چنانچہ ایک بُت اسنے اسطرح کا بنایا ہی کہ اُسکے سر مین سوراخ ہین اور جب اُن
سوراخون مین ہوا بھرتی ہی تو مُنھ سے اُس بت کے آواز پیدا ہوتی ہی اسطرح کی کہ جیسے بایا بجتا ہی اور
کبھی بعض سوراخ مین ہوا بھرنے سے ایسی آوازین آتی ہین کہ جیسے انسان باتین کرتا ہی لیکن کوئی
بات سمجھ مین کسی کے نہین آتی ہی غرضکہ وہی بت اسنے کمر سے نکالکر ایک بلندی پر رکھا اور آپ ہاتھ جوڑکر
سامنے کھڑا ہوا سنے دیکھا کہ زمرد کا بت ہی آنکھین یاقوت کی ہین ہیرے لعل اُسکے جسم پر ہر جگہ جڑے ہین یہ دیکھ

رہے تھے کہ اُسکے مخرجون مین ہوا بھری اور آواز اُسمین سے پیدا ہوئی نجم نے کہا خداوند فرماتے ہین
کہ جلد سجدہ کرو نسیم اور سب ساحرون نے اُسی وقت سجدہ کیا اور نسیم کو بڑی حیرت ہو کہ تیرے پاس
دس دس ہزار بیس بیس ہزار روپیہ کے خریدے خداوند ہین لیکن کوئی چون بھی نہین کرتا یہ بڑا تعجب سید
کا سیوک معلوم ہوتا ہی جو اسکے خداوند بولتے ہین یہ تو اسی سوچ مین تھی کہ نجم نے تیور اسکے دیکھکر فیافہ
سے پہچانا کہ اسکو اس بت کے بولنے کا سوچ ہی پس یہ معلوم کرکے گویا ہوا کہ ای ملکہ خداوند فرماتے ہین کہ
نسیم دل مین کہتی ہو کہ بڑا تعجب ہی خداوند بولتے ہین مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا ہو کہ کیا کہتے ہین تو ای ملکہ
تم یہی سوچتی ہو یا کچھ اور ساحرہ کا اعتقاد اور زیادہ ہوا اور کہا واقعی مین یہی دھیان کر رہی تھی
اسنے کہا ای ملکہ بشبر کا کلام تو سمجھ مین نہین آتا ہی نہ کہ خداوند کا ایسی فہم ہماری کہان جو خداوند کی بات
سمجھ سکین مین مدت تک خداوند کے پاس رہا ہون اس باعث سے کچھ سمجھ لیتا ہون اچھا اب پھر خداوند کو
سجدہ کرو کہ خداوند کہتے ہین مین تمپر اپنی رحمت نازل کرون تاکہ تم بھی میری بات سمجھنے لگو سب ساحر
یہ حکم سنکر سجدہ مین گرے اور اسنے ایک تھیلی جسمین مٹھائی بیہوشی آمیز بھری تھی اُس بت کے ہاتھ
مین دی اور ساحرون سے کہا کہ سر سجدہ سے اٹھاؤ سبنے سر اٹھایا اور اسنے اُس بت مین کل رکھی تھی
کہ جب اُسکی مٹھی پر یہ ہاتھ رکھے وہ ہاتھ اپنا بلند کرے پس جب ساحر سجدہ سے اُٹھے اُسنے اُسکی مٹھی پر ہاتھ رکھا
بت نے ہاتھ اپنا بلند کیا اسنے کہا ای ملکہ خداوند یہ تھیلی تجھکو عنایت کرتے ہین اسمین جو کچھ موجود ہی لیکر سبکو
دو کہ کھائین اور تم بھی کھاؤ خداوند کی زبان سمجھ مین آئی نسیم نے وہ تھیلی بت کے ہاتھ سے لی اور
مٹھائی نکالکر سبکو ایک ایک ڈلی دی آپ بھی کھائی نجم نے کہا کہ ای ملکہ یہ خداوند بڑے بھوتے ہین
میرا کہنا مانتے ہین اور اگر خلاف مرضی میرے کچھ بات کرین تو خوب جوتیان انکو لگاؤن اور کبھی کبھی دس پانچ جوتے
لگا بھی دیتا ہون نسیم نے کہا ارے بڈھے تیری شامت آئی ہی خبردار خداوند کی شان مین کچھ بھی موجود
نہ کہنا نجم نے کہا او قحبہ مین تجکو قتل کرنے کو جب کہتا ہون یہ بت منع کرتا ہی پھر اسکو جوتیان نہ مارون
تو کیا کرون نسیم یہ گفتگو سنکر گھبرائی لیکن بیہوشی اثر کر چکی تھی زبان اینٹھ گئی کچھ سحر نکر سکی ہچکیان
لیکر بیہوش ہو گئی اور اسکے ساتھیون کا بھی یہی حال ہوا سب بیہوش ہو گئے اسوقت دیو پکارا
کہ بھائی اس ساحرہ کو اٹھاکر میرے منہ مین ڈالدے کہ مین چبا کر نوش کر جاؤن نجم نے نسیم کو گود مین
اٹھایا دیو نے منہ بھاڑ سا پھیلایا اسنے اسکے منہ مین ڈالدیا اُسنے جو چبایا بڈبیان کر کر بولین اور وہ

فجتہ اصل جہنم ہوئی شور گیر و بند کا بلند ہوا آندھی پانی آگ پتھر برسنے کے بعد آواز آئی مارا سیم جادو کو نجم نے جلد جلد اور ساحرون کے بھی سر کاٹ ڈالے دیو کے اور شہزادہ کے ہاتھ پانون کھلگئے اخگر کو بھی ہوش آیا شہزادہ نے نجم کو گلے سے لگایا اور بہت تعریف عیاری کی فرمائی اخگر سے کہا یہ ہمارا عیار ہی اور بھائی ہی یہان تو باتین خوشی کی ہین اُدھر مرگ نسیم سے وہ دریا ہوا اور قلعہ و مکانات سحر سب برباد ہوگیا اور اہل قلعہ سمجھے کہ مقرر کوئی آفت آئی کچھ دیر مین طلسم کشا سب کو آکر قتل کریگا بیشک نسیم ماری گئی اب یہان ٹھہرنا نچاہیے یہ تجویز کرکے رو بفرار لائے اُدھر سے شہزادہ مع عیار اور اخگر اور دیو کے روانہ ہوکر دریاے ہوا پر آیا اس بحر کا کہین نشان نپایا قلعہ بھی خالی تھا اس شہر یار عالی تبار نے اُس قلعہ مین مع اپنی معشوقہ کے نزول فرمایا اخگر نے سامان عشرت مہیا کیا وہ جلسہ جو قلعہ آتش نگار مین برہم ہوگیا تھا یہان پھر برپا کیا دیر تک سرگرم عیش و عشرت رہے پھر اُس قلعہ کو بھی آباد فرمایا اور اُن دونون قلعون کا اخگر کو حاکم کرکے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا اخگر نے ساتھ نچھوڑا حکومت ترک کرکے ہمراہ ہوئی عیار اور دیو بھی ساتھ چلے فی الجملہ یہ مرد میدان سجاعت رہگراے منزل مقصد ہوا اور کچھ دور بحر ہوا کی حد سے آگے بڑھے تھے کہ ایک میدان کفدست بیابان مین گذر ہوا دیکھا تو منزلون تک سایۂ اشجار اُس سے دور وحشت آباد آبادی اُس سے بدل نفور بوے عمرانات کیا چرند و پرند کسی کا نام نتھا اُس وادی ہولناک مین قدم رکھنا کسی رستم دل کا کام نتھا سمت سنسان دھوپ کا اُحراق عالم یاس قلب مضطر دل بدحواس یہ کیفیت تازہ حوصلہ جرأت قدم ہمت بڑھائے روان تھا ہمراہ رفیقون کا مجمع تھا بگولے کی طرح خاک اُڑتا جب بہت دور نکلگیا نیا تماشا نظر آیا یعنی ہزار قوس قزح کو سامنے نکلے پایا میدان سرخ و سبز اُسکے عکس سے بنا تھا گنگا جمنی سطح عبرا تھا جب اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک کوہ یاقوت احمر کا دوسرا زمرد اخضر کا بنا ہی دونون کے عکس سے طرفہ تماشا ہی کہ یاقوت پر مرصع طراز قدرت نے زمرد کا مینا کیا ہی شاہ کوہ لالون لال ہی یاقوت سے چہرہ لال ہی لعل و زمرد کی اُسجا کان ہی جوہری قدرت کی دکان ہی شل قلب سرور آگین روے کوہ بشاشت سے سرخ ہی سبزہ کوہ سرخ پر یون نظر آتا ہی کہ معشوق سرخپوش نے زیور زمرد زیب جسم کیا ہی کوہ زمرد پر گلہاے سرخ کا جو ہین زیور یاقوت کا جسم سبز رنگان پر دکھاتا ہی ہزارہا گل دونون کوہ پر کھلے ہین یہ کیفیت دکھاتے ہین کہ بہار باغ عالم کو رو برو اپنے شرماتے ہین نظم

بہار کھیتی ہوئی ہے دھوم اس فصل ہزار رنگ کی لاتی ہے سو الگ ایک سال ہے دست شاخ پہ سوزان شگوفہ سے کافور
ہوا اڑاتی ہے ہر لحظہ رنگ گل سے آل نہیں ہے جوش شفق سے سپہر نیلی رخ یہ رنگ مہ کی پچکاری نے دیا ہے ڈال
غبار کاکل سنبل پہ ہے عبیر فشان بہار لالے کے چہرہ پہ مل رہی ہے گلال یہ قمقمے ہیں بھرے رنگ سے دھرے سر سو
درختوں میں ہیں یہ رنگیاں کہ دیکھ خیال نہیں ہے قوس قزح آسمان پہ جلوہ نما یہ بیل ابر کی رنگی گئی ہے مستک لال

سامنے اُن دو پہاڑوں کے ایک دیوار بلور سفید کی سنرلوں تک کھینچی ہوئی تھی اس سرخی اور سبزی میں یہ سفیدی نئی بہار دکھاتی تھی آفتاب تابان کو فلک اخضر پر ٹہراتی تھی اور علی الخصوص وہ مقام تھا اور طور کا کلام تھا اُس دیوار میں تین دروازے بنے تھے جنکی محرابوں پر چاند سورج صدقے ہو رہے تھے پردے مخمل کاشانی کے دو دروازوں پر پڑے تھے بیچ کے دروازے پر تمامی کا پردہ پڑا تھا اُس پردے کو اس رازدان طلسم نے بسم اللہ کہکر اُٹھایا اور قدم آگے بڑھایا سب رفیق بھی ساتھ تھے کہ چند پنچے چمک کے گرے اور اِن سبکو اُٹھا کر لیگئے بعد کچھ دیر کے جو آنکھ کھلی سبحان اللہ وہ دشت دلکشا اور صحرائے نزہت افزا نظر آیا جسنے بہار شباب گلرخان کو دل سے بھلایا کوئی گلشن سبز و خرم پردۂ دنیا پر شہزادے کی نظر سے ایسا نگذرا تھا کہ جیسا وہ جنگل فرحت افزا تھا نہرین بسان حوصلۂ خاطر صاحبان جود و کرم رواں تھیں موجیں مثل دست کریمان تھیں سرگرم اہتمام باد بہاری بہار پر بھی مستی اُسجگہ طاری بیطرح کی شاخہائے نرگسی پر سایہ فگن گل و سنبل پر لاکھ طرح کا جوبن کہ بموجب ابیات

دفتر نشو و نما ہی یہ جوش نامیہ سے کہ دانہ گرتے ہی اک شاخ ہوتا ہی فی الحال نیام شاخ سے ہی تیغ برگ بید علم
کریگی فصل بہاران خزاں کا استیصال نہیں لچکتی شگوفوں کے بوجھ سے شاخیں کیا وہ بیچنے لی شق کر رہے ہیں جمال
نہیں یہ لالہ ستان و شقائق و نعمان خزاں کے خون سے رنگین ہوئی ہی تیغ جبال اس وادی فرحناک میں ایک

تالاب بصد آب و تاب تعمیر سرایا نور چشم حور کی تصویر گرداگرد اُس تالاب کے سبزہ جماحت خدا کا پتا دیتا لب گردان تالاب کو یاقوت سے بنایا تھا یہ نوجوان آبرو بخش دشت پُر بہار لب جوئبار پہونچکر ٹھہرے اور کچھ فرش بچھا کر بیٹھے اتنے میں اپنے ساتھ گلابیان شراب کی لائی تھی جام بھر کر شہزادہ کو دیا مشغل بادہ نوشی شروع ہوا مگر دیو اسمقام پر یہ ٹھہرا بجھا کہ سبز باغ ساحروں نے ہمیں دکھایا قید کرکے اسجگہ بلایا ہی پس جب یہ کچھ دور آگے بڑھا زمانہ تیرہ و تار نظر آیا بالکل اندھیرا چار سمت پایا زمین آسمان کچھ نہ سوجھائی دیا گھبرا کر پھر آیا اور میدان پھر ایک سمت کو اٹھکر چلا پھر وہی ماجرا نظر آیا ناچار مراجعت کی

شہزادہ نے اسکو آتے جاتے دیکھکر پوچھا کہان جاتے ہو اُس فکر مین ہوا سنے عرض کیا کہ اے شہریار
اسمقام کو سحر بند کرکے آپکو مقید کیا ہی مین گیا تھا کہ راہ پاؤن تو آگے آپکو لیچلون مگر آگے رستہ نہین ملتا ہی
جدھر جاتا ہون اندھیرا نظر آتا ہی کچھ سوجھائی نہین دیتا ہی اخگر نے کہا شاید یہ مقام ظلمات طلسم کا ہی
یا کسی نے سحر بند کیا ہی یہ کہکر مع شہزادہ سب آگے چلے اور قریب ظلمت پہونچکر اخگر سحر خوان ہوئی
ہر چند سحر کیا لیکن کچھ نہوا ناچار اسی تالاب کے کنارے آکر مقام کیا اس اثنا مین طلسم گردِ فلک ظلمت
شب سے ناچار ہوکر کنار بحر مغرب کے آیا کہ بہت زمین کی سائے نے کی پردہ پوشی + مشی مہر فلک
کی گرمجوشی + سر شام کچھ عورتین روشنی ساتھ لیے دشت ظلمت سرا کی طرف سے پیدا ہوئین اور
قریب اِن وادی پیمایان طلسم کے آئین چند خوان پُر از طعام ساتھ لائی تھین وہ ہر ایک کے آگے
رکھکر اور دو تین بکرے دیو کے کھانے کو دیکر چلی گئین اُن خوانون مین دو دو روٹیان اور پیالہ سالن کا
تھا شہزادہ نے نہ کھایا باقی دیو اور اخگر نے کھایا اب سبکو یقین کامل ہوا کہ ہم قید ہین غرضکہ وہ
رات تو کنارۂ تالاب کے بسر کی جب فلک اخضر پر چشمۂ خور روان ہوا کہ بہت دکھایا صبح
نے حسن جبین کو + کیا تابندہ رخسار زمین کو + صبح کو بھی کچھ زنان خوبرو باقدح لبو آب و طعام لیکر آئین
اور دیکر چلی گئین نجم نے دیو سے کہا کہ شہزادہ نے رات سے کچھ نوش نہین فرمایا ہی آج ایک بکرا تو کم
کھا ہم اسکے کباب لگا کر شہزادہ کو کھلا ئین دیو نے کہا بہتر ہی شہزادہ نے عیار کو منع کیا کہ مین
پرایا حصہ نکھاؤن گا تو کباب نہ لگا یہ سنکر عیار نے کچھ مسوہ کسوت عیاری سے نکالکر شہزادہ کو کھلایا اسی
طرح دو روز گذرے اتبو بھوک مین اس شہزادہ کو غصہ آیا مثل مشہور ہی کہ بھوکے بھجلے مانس سے ڈرنا
چاہیے پس وہ عورتین کھانا لیکر جو پھر آئین شہزادہ نے اُنمین سے ایک کو فریب دیکر قریب بلایا اور
چوٹی پکڑکر ایک جھٹکا دیا کہ ہا زادی ہمکو فاقہ مست تو نے مقرر کیا ہی جھٹکا دینے سے وہ عورت اوندھے
مُنھ گری شہزادہ جست کرکے اُسکی پیٹھ پر سوار ہوا اور ایسا گھبرائی کہ شہزادہ پر تو سحر نہ پڑھا پر پیدا
کرکے اُڑی کہ ایسا نہور خبثان طلسم کشا مجکو مار ڈالین غرضکہ شہزادہ کو لیے اُس ظلمت کو طے کرکے
ایک باغ مین آئی شہزادہ کی آنکھ بند ہوگئی تھی جب آنکھ کھلی گلشن پُر بہار دیکھا گل و لالہ و بلبل
سے آباد وہ لالہ زار دیکھا اور اس نے شہزادہ کو اُسجگہ پیٹھ پر سے گرا کر بزور سحر بیچین و محرکت کرکے آپ
جا کر ملکۂ ظلمات سے کہا کہ آج طلسم کشا نے مجکو مار ڈالا ہوتا مین اُسکو اُٹھا لائی ہون وہ مجھپر چڑھ بیٹھا

تھی ظلمات نے کہا اری فتنہ آئین طلسم یہی ہی کہ چالیس روز تک طلسم کشا کو قتل نکرنا چاہیے قید
رکھنا مناسب ہی چنانچہ مین نے اسکو قید کیا تھا تو یہان کیون لے آئی یہ کہکر اٹھی اور اسی بارہ دری
مین باغ کی ایک صحنچی تھی کہ وہان آئی اسمین صندوق تھا اسکو وا کرکے کتاب آئین طلسم نکالی
اور اس کتاب مین حال طلسم کشا دیکھا معلوم ہوا کہ یہ بیشک طلسم کشا ہی اس پہلوان طلسم کو
جو تیرے پاس ہی بلوا کر مقابلہ کرا اور شرط کرلے کہ اگر اس پہلوان کو زیر کرو تو مین اطاعت کرون اور
تم زیر ہونا تو میرے مطیع ہوجانا اور اگر فاتح طلسم اطاعت کرے تو اسکو چالیس لونڈیان خدمت کے لیے
دینا اور اس باغ مین بآسایش رکھنا یہ کتاب مین دیکھکر کتاب تو بند کرکے صندوق مین رکھی اور آئی
وہان سے سامنے شہزادہ کے آئی شہزادہ نے ایک ساحرہ کو دیکھا کہ سن مین اڈھیر ہی مگر سبزہ رنگ
خوبصورت چہرہ سے متانت اور دانش ہویدا ناصیہ سے رعب وجلال پیدا سراپا زیور زمرد و یاقوت
پہنے بنی سنوری ہوئی ہاتھ موتیون سے بھری ہوئی غرض کہ اس صاحب تمکین نے شہزادہ کو سلام
کیا اور شرائط مذکور درمیان مین لائی شہزادہ نے فرمایا کہ پہلوان کے باپ سے ہم مقابلہ کرین مگر تم
لوگ ساحر ہو تمھاری بات کا اعتبار کیا ہی مین پہلوان سے لڑونگا تم سحر کروگی
پھر میرا لڑنا بیکار ہی ساحرہ نے کہا ای شہریار مین اقرارنامہ لکھے دیتی ہون کہ سحر نکرونگی شہزادہ کو
کسنے سحر کی قید سے رہاکر کے اقرارنامہ لکھدیا اور اپنی ایک کنیز کو بھیجکر اس پہلوان کو بلایا وہ پہلوان
کوس لمن الملکی بجاتا رستم وسام ونریمان کو شاگرد اپنا بناتا چٹ لنگوٹ باندھے بھبھوت ملے خم بجاتا
اتبوس کا کندہ بنا ہوا باغ مین آیا اور اس دیوصورت نے شہزادہ کو للکارا شہزادہ نے بھی رستمانہ اسکا مقابلہ کیا اس قوی تن درشت چنگال نے دستیان کھینچکر بغلیان ڈوبکر کشتی
آغاز کی شہزادہ کے پاس وہ انگشتری اخگر کے پاس کی جو مقام کفل شاہ پر پہلوان کے لڑتے
وقت ملی تھی اس انگوٹھی کے سبب سے قدر سحر پہلوان کا نچلا ہر چند کہ اسنے ایسا زور کیا کہ کنپٹیان سرخ
ہوگئین اور انگلیان پھٹ گئین آخر شہزادہ نے اسکو اٹھاکر جو مارا چاروں شانے چت گرا یہ بہادر
اسکے سینہ پر چڑھا اور سوال اسلام کیا اسوقت ظلمات نے عرض کیا کہ اسکو چھوڑ دیجیے مین مسلمان
ہوتی ہون شہزادہ اسکے سینے پر سے اٹھا ظلمات نے دوڑکر سر قدم پر رکھدیا شہزادہ نے اسلام عرض کیا
وہ بصدق دل مطیع اسلام ہوئی اس پہلوان نے حسب آئین طلسم ایک درخت مین دوڑکر چڑھا کہ سر

پھٹ گیا اور تڑپ کر وہ ہلاک ہوگیا شور مرنے سے اُسکے برپا ہوا ساحرہ شہزادہ کو لیکر بارہ دری کے چبوترہ پر لائی زیر بگیرۂ زرتار اُسکو بٹھایا شہزادہ نے فرمایا کہ میرے رفیق کنارۂ تالاب کے بیٹھے ہین اُنکو بلا دو ساحرہ نے عرض کی کہ وہ میرے بلانے کو شاید فریب سمجھین پس آپ رقعہ لکھدیجیے شہزادہ نے ایک رقعہ دستخط خاص سے تحریر فرماکر دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوئی اور شہزادہ نے کھانا آسودہ ہوکر کھایا کہ کئی روز سے بھوکا تھا پھر مشغل میخواری آغاز ہوا ناچ دیکھنے لگا یہ تو اس آرام مین ہے لیکن جس قلعہ کی ظلمات حاکم ہے وہان کی رعایا نے حال مطلع نہونے اپنے مالک کا جو سنا ہر ایک گھبرایا اور فکرمند ہوا کہ اب ہم سبکو مسلمان ہونا پڑیگا یا جان دینا ہوگا یا جلاوطن کرنا ہوگا پس ابھی سے فکر ہلاکت طلسم کشا لازم ہے غرضکہ چند اکابرین شہر وہان سے بھاگ کر ایک قلعہ ہے اسجگہ سے دس کوس پر کہ مالک اُسکا ایک ساحر زہر چشم جادو نام ہے اُسکے پاس گئے اور بزور سحر ایک آن مین قریب قلعہ پہونچکر صدائے استغاثہ بلند کی ساحر مذکور نے انکو سامنے طلب کرکے حلیہ کیفیت دریافت کی اور سوچا کہ ابھی جمعیت مطیعان فاتح طلسم کی کم ہے چلکر اُسکو قتل کرنا چاہیے فی الجملہ اپنے مقام پر سے بزور سحر اُڑ کر چلا اور بہت جلد باغ پر آکر ٹھہرا یا شہزادہ غافل مُجرا ناچ دیکھ رہا تھا کہ اسنے سحر سے بجنس حرکت شہزادہ کو کرکے پنجہ بنکر جو گرا لیکر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا ظلمات رفیقان شہزادہ کو لینے گئی تھی اور کسی کی مجال نہوئی جو اُسکو روکتا وہ تمام محفل درہم و برہم ہوئی رعایاے قلعہ تو مدعی شہزادہ تھی کوئی خبر نہوا اور یہ شہزادہ کو لیکر اپنے قلعہ مین آیا اور بارہ ہزار ساحران غدار کو حکم تیار ہونے کا دیا لشکر ساحران تیار ہوا یہ ہمراہ لشکر اپنے قلعہ سے باہر نکلا بارگاہ استاد کرائی اور شہزادہ کو قید سخت مین گرفتار کرکے ایک خیمہ مین رکھا اسلیے کہ دم سحر اسکو قتل کرونگا پس خون مسلمان اندر قلعہ کے نہ گرے کہ سبزہ رحمت خداوند سامری نہ اُگے گا چنانچہ یہ تو اس سامان سے بیٹھا اُدھر ظلمات دیو اور عیار وغیرہ رفیقان شہزادہ کے پاس پہونچی اور رقعہ دیا ہر ایک پڑھکر شاد شاد ہوا اور اسکے ہمراہ سب روانہ ہوئے جب یہ یہان آئی ملازمون نے ماجراے شہزادہ سے آگاہی دی اسنے دیو سے حکم دیا کہ رعایاے شہر کو گرفتار کرکے کھانا شروع کرے اور آپ کو مع افواج کے حفاظت دیو مین مصروف ہوئی کہ کوئی سحر سے اُسکو ضرر نہ پہونچائے اور علاوہ حفاظت دیو کے سحر سے قلعہ کو برباد کرنے لگی رعایا ہر ایار و بفرار لشکر نے امان چاہی اسنے ہر ایک سے یہی سوال کیا کہ درصورت اطاعت طلسم کشا تمکو امان ملیگی لشکر کے افسر مطیع اسلام

ہوئے اسنے بھی لشکر جرار چوبیس ہزار ساحران نامدار کا درست کرا کر ہمراہ لیا اور سمت قلعۂ زہر چشم کوچ کیا وہان ایک رات گذری تھی اور وہ وقت تھا کہ چشم خورشید فلک سے سیاہی ظلمت شب کی دور ہوئی دنیا نور سے معمور ہوئی بیت کہ جب اُٹھا زمین سے سایۂ شب ۔ نظر آیا جمال صبح مطلب ۔ ہنگام سحر جبو ترہ نکبت کا بنوا کر بورپائے فلاکت پر شہزادہ کو بہر قتل زہر نے بٹھایا تھا گرد لشکر ساحران گھرے تھا جلاد حکم پوچھ رہا تھا کہ ظلمات مع لشکر کے پہونچی اور حملہ آور ہوئی جلاد تیغے پھینک کر بھاگے کہ ایسا نہو ہم قتل ہو جائین سپاہ زہر ہائل رزم ہوئی زہر بھی اثر درمان سوار ہو کر بڑھا ناقوس اور جھانجھ اور نفیر بجنے لگے ابر سحر گرگڑایا چار سمت اندھیرا چھایا سحر کی ماریون کی یکبار شروع ہوئی نار نیج تریج ناریل ہار مرچون کے چلنے لگے سحر کی بجلی چمکی جادو کے سانپ زہر اگلنے لگے منقار جادو سپہ سالار زہر کا نار نیج مارتا آگے بڑھا آتا تھا اسطرف سے اخگر اُسکے سحر کو رد کرتی جاتی تھی اتفاقاً نجم عیار بھی ساحر بنا ہوا شریک لشکر جنگ تھا لڑتا ہوا قریب منقار پہونچا اور اُسکو خنجر سے دھمکایا وہ تو اُسکی جانب مخاطب ہوا اخگر نے اسطرف سے تاک کر ناریل جو مارا اُسکے سر پر جو پڑا اسر اڑ گیا غل اُسکے مرنے سے بلند ہوا ساحران عدو نجم کو سمجھے کہ اسی ساحر نے سپہ سالار کو مارا سب اسپر ٹوٹ پڑے اخگر گروہ ساحران لیکر اُسکے بچانے کو جھپٹی رد سحر کرنے لگی اور اُسنے بھی لوٹ مار کر سیکڑون کی ناگہان کا ٹین اُسوقت زہر کو تاب نہ آئی آگے بڑھکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ آگ برسنے لگی ہزارہا ساحر اسطرف کا جلا نجم تو جست و خیز کر کے نکلگیا اور دیو جھپٹا کہ مین بھی دو چار کو مارون ناگہان ایک چکر جو آکر لگا ہاتھ کا ایک لوتھڑا گوشت کا کٹ گرا دیو اس زخم سے تڑپنے لگا مگر جی داری کر کے پھر آگے بڑھا پھر ایک تیر جو شانہ پر آکر پڑا شانہ نشانہ ہوا تیر توڑ کر پار گذرا اس عرصہ مین زہر نے ظلمات سے مقابلہ کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ اسکے جسم مین زہر پھیلنے لگا اور سوزش ہوئی چھالے بدن پر نکلے آخر تاب استقامت نہ لائی بھاگ کھڑی ہوئی زہر نے ایک نار نیج مارا کہ تاریکی چھا گئی ظلمات بھی ٹکرانے لگی راہ نہ سوجھی زہر جھپٹا کہ پکڑ لاؤن راہ مین دیو زخمی پڑا تھا اسنے ڈانٹا کہ بھلا چوٹے کہ ہر جاتا ہے اسنے تیغہ کھینچکر چاہا کہ ایک ہاتھ مارون دیو نے پاس بھی نہ آنے دیا ہاتھ بڑھا کر گردن اُسکی مضبوط تھامی کہ آنکھین اُسکی نکل آئین ظلمات بھی لپٹی اور پکاری کہ ای دیو چھوڑنا اسکو جلد لقمہ کر جا دیو نے فوراً اُسکو کھینچکر منھ مین ڈالا اور چبا گیا پیٹ مین سے اُسکے غل لیجیو پکڑنے کا بلند ہوا

دیو گھرایا ادھر اخگر مع فوج کے ساحرون سے بھڑی ہوئی تھی اب ظلمات پرسے بھی سحر زہر کا اُتر گیا
یہ بھی آکر گری اور قلعہ اور مکانات سحر کے جو بنے تھے مرگ زہر سے اُسمین آگ لگی اور شہزادہ تورج
پرسے سحر اُتر گیا ہاتھ پانوں مین طاقت آئی قید آہن توڑ کر اُٹھا عیار نے تیغہ دوڑ کر پہونچایا پھر تو دشت
رنگین ہوا گلہائے زخم سے دامن میدان دامن گلچین ہوا تیغ کی جھنکار صدائے خندۂ گل تھی اسلحہ
کی چقاچاق آواز نغمۂ بلبل تھی خون کی نہرین جاری زخمون کے فوارے چھوٹتے ہوائے تیغ ادھر ادھر کی
تا دیر یہی ہنگامہ گرم رہا آخر لشکر عدو یعنی اُس فرقہ اشرار ساحران نابکار نے شکست پائی شہزادۂ
نامدار سے بقیۃ السیف نے امان چاہی اور مطیع الاسلام ہوکر شہزادہ کو قلعہ مین لائے دیکھا تو اُس
قلعہ مین سحر کے مکانات و باغات سب نابود ہین رعایا فراری ہے شہزادہ نے منادی کرا کر آبادی
کرائی پھر دار العمارۃ مین آکر قیام فرمایا حکم آغاز جلسۂ عشرت دیا ساج ہونے لگا صحبت عیش برپا
ہوئی بعد دو روز کے پھر وہان سے عزم روانگی فرمایا دیو نے عرض کیا کہ ای شہریار آپ تو مجھکو چھوڑ کر چلے
جاتے ہین شہزادہ نے فرمایا کہ ای رفیق شفیق طلسم اکیلے ہی فتح ہوتا ہے دیو نے کہا آپ مجھے لیتے
تو چلیے دیکھیے گا کہ مین کیونکر دکھاؤنگا دشمنون کا سر چیاؤنگا شہزادہ ہنسنے لگا اور نجم عیار نے عرض کیا کہ
جو آپکی مرضی وہی ہماری جو مناسب ہو وہ کیجیے دیو کو کہنے دیجیے فی الجملہ دیو اور اخگر و عیار وغیرہ کو اپنے
ہمراہ لیا اور قلعہ سے نکلکر آگے راستہ پکڑا کئی کوس پر ایک برج اور اُن بروج ہاے طلسم مین سے نظر
پڑا کہ نہایت بلند و رفیع تھا شہزادہ ایک صحرا مین مع رفقا ٹھہرا اُس برج کا حاکم ایک ساحر غدار
تاجدار گنبد نشین جادو نام ہے ہر چند کہ نام بادشاہ طلسم بھی یہی ہے لیکن اسمین اتنا فرق ہے کہ شاہ
طلسم جہاندار گنبد جہان نشین کہلاتا ہے خلاصہ مرام ساحر مسبوق الذکر نے جب سنا کہ طلسم کشا
قلعہ زہر کو فتح کرکے میرے برج کی جانب آتا ہے پس یہ سُنکر اپنے سحر کا پتلا بنایا اور اُسکو بھیجا کہ دریافت
کر آ طلسم کشا کہان ہے پتلا آکر شہزادہ کو دیکھ گیا اور اس سے جاکر بیان کیا کہ وہ جو چار کوس پر جنگل اُس
برج سے ہے وہان مع اپنے رفیقون کے طلسم کشا ہے یہ معلوم کرکے تاجدار نے فکر کی کہ اگر طلسم کشا
یہان آگیا تو زیادہ تردد کرنا پڑیگا پھر وہان سے کہ جہان اب وہ ہے قید کرکے مارڈالنا چاہیے تمام
طلسم اُسکے شر سے نجات پائیگا اور تیرا نام بھی ہوگا ایسا کچھ تجویز کرکے ایک برج ماش کے آٹے کا بنایا
اور ایک چار دیواری بطور احاطہ کے اُسی آرد کی بنا کر ہاتھ پر رکھکر ارادی برج آرد سے حکم دیا کہ دیو

جو ہمراہ فاتح طلسم ہو اُسکو جاکر قید کرلے اور احاطہ سے کہا کہ فتاح طلسم کو مع رفقا کے تو جاکر محاصرہ
کرو دونون اشیا اُڑکر چلین یہان شہزادہ مع رفقا کے صحرا مین بیٹھا تھا کہ یکایک ایک گنبد زرگ
زریگنبد فلک بروے ہوا اُڑتا نظر آیا اور مثل سرپوش کے دیو پر ڈھنک گیا رنگ اُس برج کا بالکل
سیاہ تھا اندر اُسکے دیو کا حال تباہ تھا چیختا تھا کہ اے شہریار مجھکو بچایئے اِس تاریکی سے چھڑایئے شہزادہ
اُسکی جانب تیغ پکڑکر جھپٹا تھا کہ وہ چار دیواری کی اُڑتی ہوئی آئی اور گرد شہزادہ اور کل ہمراہیون کے
محاصرہ پذیر ہوئی اُسوقت اخگر و ظلمات دونون بزور سحر اُڑین لیکن جسقدر یہ بلند ہوئین دیوارین
بھی اُتنی ہی اونچی ہوگئین یہ بچا سکین اُنکو اُنہین اور شہزادہ فرط غضب سے مٹھیان چبانے لگا اور بحالت
ناچاری دعا درگاہ باری مین فرماتا تھا بیت چو عاجز ماندہ دانم ترا + درین عاجزی چون نخوانم ترا
یہان تو سب دعا کر رہے ہین لیکن تاجدار نے سحر سے معلوم کیا کہ وہ اخیر برج صاحبقرانی قید ہوچکا
بس اپنے مصاحب ایک ساحرہ نگاہ جادو نام سے حکم دیا کہ تم جاؤ اور تو برج و نجم کو میرے پاس
اُٹھالاؤ باقی اور سب اِسی طلسم کے لوگ ہین اُنکو ہین قید رکھو بعد قتل اِن دو خدا پرستون کے
وہ خود مطیع ہوجائینگے ساحرہ مذکور حسب الحکم اپنے پرواز کنان اُس احاطۂ سحر مین آئی شہزادہ نے
دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی سنوری سرخ چُنری اوڑھے مشجر کا لنگا پہنے مانگ مین سیندور بھرا ماتھے پر صندل
لگا سر سے پاتک جڑاؤ گہنا پہنے پان کھائے ہوئے انداز سے مُنھ بنائے تیوری چڑھی سحر مین بہت
بڑھی چڑھی آتی ہے ظلمات نے بھی اُسکو پہچانا اور اُسنے قریب آکر کہا کہ اے ظلمات تھوک ہے تیری
جنتی پر اور تف تیری اوقات پر کہ تونے دین سامری و لقا کھو کر دین طلسم کشا کا قبول کیا اور
خداوند لقا جو پردہ دنیا پر موجود ہین اور ہمارے ہی پالنے کو وہ خداوند عرش اعلیٰ پر نہین رہے اُنکے
دین کو ترک کیا یہ کہکر اخگر کی طرف مخاطب ہوکر گویا ہوئی کہ تجھے مُنھ لعنت خداوند تیرے اور پر کہ تو غیر
مذہب کو دھگڑا بناکر بیٹھی اور گھر برباد کیا شعلہ سان کو قتل کرایا اُسکے بیٹے کو ہلاک کیا وہ جو مثل ہے
کہ سانپ کا بچہ سانپ کھالگے وہ اصل ہے اسی واسطے تجھکو پال پوس کے شعلہ نے اتنا بڑا دھینگر کیا تھا اخگر
نے یہ باتین سنکر کچھ اِسکا کہنا پذیرا نکیا اور ایک نانچ مارا کہ او قحبہ کیا تونے بک بک مچائی شامت
بیتری آئی ہے اِسکو اُسنے باتونکی دھن مین پہلے تو خیال نکیا اب نانچ آتے دیکھکر چاہا رد سحر پر دونون کے
ظلمات جو بجلی بنکر گری سنبھلنے بھی نپایا اُسکو کاٹ گئی غل و شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا ان چار دو گرہون

نے شہزادہ سے کہا کہ بابا سے قید تو ہم ہو گئے ہین اب جو آئیگا مارینگے اُدھر نگاہ کو جو دیر ہوئی تاجدار نے بزور سحر معلوم کیا کہ اخگر نے مار لیا یہ معلوم کر کے اسکو بڑا غصہ آیا اور ایک اور ساحر قہقہہ جادو نام اپنے رفیق سے حکم دیا کہ تو جا کر ہر ایک کو گرفتار کر کے قتل کر ڈال قہقہہ زمین مین غائب ہو کر روانہ ہوا لیکن اسطرف نجم عیار نے تجویز کیا کہ ان دو جادوگرنیون نے ایک ساحرہ کو مارا پس مجھکو بھی لازم ہے کہ اب جو آئے اُسکو قتل کرون یہ تجویز کر کے ایک حباب بیہوشی مُنھ پر شہزادہ کے مارا اور جادوگرنیون کو اور دیو کو بھی کچھ بیہوشی دیکر بیہوش کر دیا اور آپ صورت اپنی مثل ایک ساحر کے بنا کر خنجر کھینچکر ٹھہرا تھا کہ زمین تھرائی یعنی ساحر جو زمین مین غائب ہو کر چلا تھا یہان آکر پہونچا نجم نے جب زمین کو تزلزل دیکھا دوڑ کر سینۂ شہزادہ پر با خنجر برہنہ سوار ہوا اس اثنا مین قہقہہ زمین سے نکلا اور دیکھا کہ ساحرہ و دیو بیہوش پڑے ہین اور ایک ساحر طلسم کشا کو ذبح کر رہا ہے اس ماجرے کو دیکھکر وہ متحیر ہوا اور اس سے مستفسر ہوا کہ تو کون ہے اسنے جواب دیا کہ مین نگاہ جادو کا بھائی ہون اُسکا بدلا لینے آیا ہون یہ سنکر قہقہہ نے کہا تیری بہن کو یہ دونون جادوگرنیان جو پڑی ہین انھون نے مارا ہے تو اُنکا سر کاٹ مین اس مسلمان کو مارون نجم سینۂ شہزادہ پر سے اُٹھا اور یہ شہزادہ کو قتل کرنے کے لیے جھکا نجم باخنجر برہنہ پاس تو کھڑا ہی تھا چمک کر ایک ہاتھ جو مارا ہے سر اسکا کٹ کر دور گرا صد آفرین و دار بلند ہوئی عیار نے شہزادہ و غیرہ ہر ایک کو ہوشیار کر دیا تو رج نے حال سنکر اُسکو گلے سے لگایا جادوگرون نے تعریف عیاری کی اُدھر تاجدار نے بزور سحر دریافت کیا کہ قہقہہ بھی مارا گیا بس اُسکو بہت غصہ آیا اور خود اژدر آتش احاطہ پر آکر ٹھہرا یا اور سحر سے ہر ایک کو بے طاقت کر کے پنجہ مین جو گرا شہزادہ اور نجم کو اُٹھا لیگیا اور اسقدر بلند ہوا کہ قریب کہکشان فلک پہونچا اور پکارا کہ اے طلسم کشا تو نے بہت سے ساحرون کو مارا ہے شرط کہ یہان سے تجکو نیچے گرا دون کہ ہڈیان سرمہ ہو جائین شہزادہ نے کچھ اُسکی بات کا جواب نہ دیا لیکن خدا نے اُسکے دل مین یہ خیال پیدا کر دیا کہ سبکے سامنے لیجاکر اُسکو مار ڈال یہ کیا کریگا چنانچہ ایسا سوچکر اپنے باغ مین کہ نام اُسکا باغ سرپیزادہ ہے اُترا اور اُنکو سحر بند کر کے چھوڑ دیا جب اُنکی آنکھ کھلی باغ فرحت انتما مین اپنے تئین پایا کہ گل و ریحان کی خوشبو سے مثل لباس عروس لبسا تھا پھولون سے زیور زیب تن کی طرح پہنے مرصع سب شاہد چمن کا گہنا تھا اور ساحر ایک سامنے کھڑا تھا اُسنے کہا کہ اے خیرہ رحم خدا پر ہے خدا خلق کی پرستش چھوڑ کر خدائے نادیدہ کو پوجتے ہو مین تمکو بغیر ہلاک کیے نہ ہونگا یہ سنکر نجم عیار بولا اے

تاجدار تو نے کیا کہا ارے مین لقا پرست ہون اس خدا پرست نے بہت سا حر ہزار ہا بندے لقا کے مارے میرا کچھ بس نچلا ناچار مین ساتھ اسکے ہولیا اور مین ہی تو اسکو طلسم مین لگا کر لایا کہ یہان سے نکل نہ سکے مار ڈالا جاے اور ای بادشاہ اگر تو مجکو مارے تو لقا پرستون کے مذہب مین اٹھانا یہ کہکر لقا کی تصویر کمر سے نکالی اور کہا دیکھو ہم اسکو خدا جانتے ہین تاجدار نے کہا سامنے رکھ مین سجدہ کرون اور جھک کر اُس تصویر کو سلام کیا نجم نے کہا مجھ سے بھی سحر اُتار لیجیے کہ اس خدا پرست کو مارون اور خداوند کو سجدہ کرون اُسنے اسپر سے سحر اُتار لیا اسنے ایک بیضۂ بیہوشی کمر سے نکالا اور کہا دیکھو یہی گولا اس خدا پرست کو مارونگا یہ کہکر وہ بیضہ اُچھالنے لگا اور کہا دیکھو یون مارتے ہین پس چرخ دیکر وہ بیضہ ناک پر تاجدار کے مارا کہ وہ ناک اپنی ملنے لگا تڑاق سے چھینک لی اور بیہوش ہوگیا نجم نے دوڑکر خنجر مارا اگر اسکے بدن پر سحر تھا خنجر اچٹ گیا نجم نے دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھا کر کپڑے اُسکے اُتار کر اسکو توکیلون مین چھپا دیا اور آپ رنگ روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت بنا اور شہزادہ کو اکڑ مین لے اٹھایا اور اس باغ کی بارہ دری مین لاکر ایک پلنگ پر لٹا کر آپ باہر باغ کے گیا اور پکارا کہ کوئی حاضر ہی بیرون گلزار ملازم تاجدار موجود تھے حاضر حاضر کہکر سامنے آکے انکو ہمراہ لیکر یہ اندر باغ کے آکر تخت پر بیٹھا اور حکم دیا کہ سردارون کو ہمارے بلاؤ غرض سب سردار حاضر ہوکر آداب بجا لائے اور بیٹھے اسنے ہر ایک سے پوچھا کہ یارو لوح طلسم تمکو معلوم ہی کہ کہان ہی کہین ایسا تو نہو کہ کسی کے ہاتھ آجائے یہان خدا پرست آئے ہین کچھ بیچ نہ پڑ جائے مین سحر اُتار کے طلسم کشا کو قید کرنا چاہتا ہون سب نے عرض کیا کہ لوح کی کیفیت ہمکو نہین معلوم ہی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خبر پہونچی مالک قلعۂ سبز انیہ بران شیر سوار آپکی ملاقات کو آتے ہین اسنے حکم دیا کہ لوگ بہر استقبال جائین سردار استقبال کر کے اسکو باغ مین لائے اسنے دیکھا کہ ایک ساحر شیر پر سوار شیر کی ایسی صورت بنائے لباس تاجداری سے آراستہ ہی اسنے تعظیم کر کے اسکو تخت پر بٹھایا اور کہا شہر اپنے بھیے دعوت کھائیے باعث تشریف آوری بتلائیے اُسنے کہا مین نے سنا ہی کہ طلسم کشا کو تمنے گرفتار کیا ہی اُسکے دیکھنے کو مین آیا ہون اور شراب وغیرہ مین کچھ کھاؤن پیونگا نہین کہ تمھارے یہان عیار آئے ہوئے ہین نجم نے کہا طلسم کشا دیکھو وہ پلنگ پر پڑا ہی اسنے جاکر دیکھا اور کہا اسکو ناسخ سحر مار کر مع پلنگ پھونک دین ثواب عظیم ہوگا نجم نے کہا مین نے منت مانی جمشید کی نذر کی ہی کہ بعد تین دن کے اسکو قتل کرونگا اچھا اگر تمھاری یہی مرضی ہی تو مین جاکر

اپنے گرد سے پوچھ آؤن یہ کہکر تخت پر سے اُترکر گوشۂ باغ مین گیا اور وہان صورت اپنی مثل ایک مرد ضعیف کے بنائی کہ سر ہلتا ہوا ڈیان پسلیان نکلی ہوئین مُنھ مین دو چار دانت باقی نذار دا ایک کُرتا پہنے بگلین سفید کیے اُن کیلون مین کہ جہان تاجدار پڑا ہی آیا اور اُسکو فتیلۂ رفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی دیکھا مین کیلون مین برہنہ تن پڑا ہون اور ایک بڈھا سامنے کھڑا ہی یہ حالت دیکھکر اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی اور یہ ماجرا کیا ہی عیار نے کہا تجکو اپنی بھی خبر ہی کہ مین کون ہون ارے بیوقوف تو بندۂ خاص خداوند تھا آج سے ہوا تجکو نجم عیار نے فقرہ دیکر بیہوش کیا تھا مجھکو حکم ہوا کہ تو جاکر میرے بندہ کو اُٹھا اور سب کیفیت اُسکو بتا چنانچہ حسب ارشاد خداوند تجھکو آگاہ کرتا ہون کہ عیار نے فریب دیکر بیران مالک قلعہ بیرانیہ کو بھی مسلمان کیا ہی اور مثل اخگر و ظلمات وہ بھی شریک فتاح طلسم ہی وہ اب تیرے قلعہ مین آیا ہی اور تیرے مقام پر اُسوقت بیٹھا ہی چاہتا ہی کہ تیرے سردار و ملازمون کو دام تزویر مین پھانسے اور قلعہ تیرا چھین لے فی الجملہ حکم خداوند ہی کہ تو جاکر نہ اُس سے کچھ پوچھنا نہ کوئی بات کرنا مار ہی ڈالنا اگر کوئی بات کریگا تو وہ فقرہ دیکر اُسکا جال توڑیگا یہ حال سُنکر تاجدار قدم پر گر پڑا اور عرض پیرا ہوا کہ فرشتۂ مقرب خداوند آپ نے میری جان بچائی مین یہانسے جاؤن تو آپ کو پھر کہان پاؤن اُسنے فرمایا کہ تم جاکر بیران کو قتل کرو بعد فراغ مجکو پکارنا مین ظاہر ہونگا تاجدار یہ اقرار لیکر بسان شعلۂ جوالہ چمک کر بحالت غضبناک روانہ ہوا جب بارہ دری مین پہونچا سب سردار بہر تعظیم کھڑے ہوگئے بیران نے بھی کہا آیئے تشریف لایئے اسکو تو مرشد کامل نے بخوبی پٹی پڑھادی تھی تیوری چڑھاکر گھورنے لگا اور بزور سحر شیر بنکر ایسا طمانچہ بیران کے مارا کہ وہ تخت کے نیچے گرا اور از بسکہ غافل اُسکے ضربہ پہونچانے سے تھا سحر بھی نہ پڑھ سکا اُسنے اُسکو گراتے ہی پیٹ پھاڑ ڈالا شور و غوغا اُسکے مرنے کا بلند ہوا بعد شور و ہنگامہ کے تاجدار بیرون بارہ دری آیا اور سجدہ کرکے باادب تمام پکارا کہ ای ملک مقرب آپکے مین حکم عالی بجالایا نجم ایک گوشۂ باغ مین چھپا ہوا تھا اُسکے پکارتے ہی جست کرکے اسطرح سامنے اُسکے آیا کہ جیسے کوئی روئے ہوا سے اُترتا ہی غرض کہ تاجدار نے اسکو لاکر تخت پر بٹھایا اور سب اہل دربار سے کہا اُنکو سجدہ کرو کہ اُنھون نے جان میری بچائی ہی سبنے سجدہ کیا اور دست و پا کو بوسہ دیا پھر تاجدار نے کہا کہ ای ملک مقرب مین حیران ہون کہ طلسم کشا کو پلنگ پر کسنے اُٹھا کر لٹا دیا اُسنے کہا بعد تمھارے بیہوش ہو جانے کے ایک فرشتہ خداوند نے بھیجا تھا

اُسنے طلسم کشا کے قلب پر ہاتھ پھیرا کہ دل اُسکا خداوند کے سجدے کو راغب ہوا اور اُسی ملک نے طلسم کشا کو پلنگ پر لٹایا اب تمکو لازم ہے کہ اسکو ہوشیار کرو اور سحر اُسپر سے رد کرکے بعزت تمام پاس اپنے بٹھاؤ خاطر کرو کھانا کھلاؤ شراب پلاؤ وہ تمھاری اطاعت کریگا اور تمھارا نام اس طلسم مین ہوگا یہ سنکر اسکو بڑی خوشی ہوئی اور اُسی وقت رد سحر پڑھکر تورج کو ہوشیار کیا شہزادہ اُٹھ بیٹھا نجم نے پکارکر کہا ای طلسم کشا خداوند کو سجدہ کر کہ تجھپر رحمت خداوندی نازل ہوئی ہے شہزادہ یہ سنکر چاہتا تھا کہ کچھ جواب کسخت و درشت دے نجم نے رخسار کا دکھایا پھر تو وہ سمجھ گیا کہ یہ میرا عیار ہے جو یہ کہے وہی کرنا چاہیے پس اُسکے کلام کا جواب دیا کہ مین کچھ سجدہ کرنے سے انکار رکھتا ہون عیار نے کہا ای تاجدار اٹھو طلسم کشا کے گلے ملو اُسنے تمھاری اطاعت قبول کی اور ہم اب تمھارے سب کام کرچکے خداوند پاس جاتے ہین یہ سنکر تاجدار تخت پر سے اُٹھا اُدھر پلنگ پر سے شہزادہ ہاتھ پھیلا کر چلا دونون باہم بغلگیر ہوئے شہزادہ نے ایک ہاتھ گلے پر رکھکر فشردہ کیا اور گونے مین اُسکو ایسا دبایا کہ ہڈیان ٹوٹنے کی کڑکڑ صدا آئی اور گلا دبنے سے دم رکا سحر بھی نہ پڑھ سکا آخر پھڑک کر مرگیا ملازم جو حاضر دربار تھے وہ چھڑانے دوڑے لیکن ایک لمحہ مین فیصلہ ہوگیا کام تمام تھا شہزادہ لاش اُسکی آغوش سے گرا کر تیغ کھینچکر ساحرون پر چلا اور نجم نے بھی خنجر کھینچا ازبسکہ مرنے سے اُسکے غیظ ہوگیا باغ اور عمارت وغیرہ مین آگ لگی تھی شور و غل برپا تھا اسی ہنگامہ مین شہزادہ و عیار نے تلوارین مارنا شروع کین بہت سا حرا اُس گھبراہٹ مین مارے گئے اور بہت سے اُڑکر فوج کی چھاؤنی مین گئے لشکر تیار کرا کر لائے لیکن مرگ تاجدار سے دیو اور اخگر و ظلمات وغیرہ رہا ہوگئے تھے اُڑکر اُسی باغ کی طرف آئے کیونکہ غوغاے عظیم برپا تھا اُسی نشان پر رستہ ملا جب یہان پہونچے لشکر کو دیکھکر دیو نے ہاتھ بڑھائے اور دمن دمن کو کھانا شروع کیا اور اخگر و ظلمات نے گونے سحر کے مرچون کے ہار نارنج ترنج ناریل گچھے سوئیون کے اور پٹاکون کے مارنا شروع کیے کبھی اخگر نے آگ برسائی کبھی ظلمات نے تاریکی عالم مین پھیلائی اُس آفت جنگ مین شہزادہ کی بن آئی شمشیر صاعقہ خصال چمکا کر خرمن فوج عدو پر بجلی گرائی ہر سمت لاش پر لاش اور مردے پر مردہ گرا پڑا تھا بڑا تہلکہ تھا آندھی کا شور یرون کا غل ہوا کا زور جان دینے مین نہ کسی کو دریغ نہ کامل لڑنے سے وہ لشکر عاری یہ اکیلا ہزارون پر بھاری تیغ کی روانی دشوار زندگانی حیات کا پل تختہ تختہ بحر مرگ کی

جوشش آب شمشیر کا پتا دیتی کنارہ سلامتی کا نظر آنا دشوار بڑا اچنبا بیچ بھنور حادثہ کشتی حیات ڈگمگانی
یہ حالت نظر آئی کہ آب ڈوبی ب ڈوبی کاغذ کی ناؤ کہلاتی اس لشکر بے شمار کا یہ حال ہوا کہ بچنا محال ہوا بموجب نظم

بغرید تو رج دران رزمگاہ	ز بہمش بلرزید خورشید و ماہ	بہ تیر و کمان و بہ شمشیر تیز
در افگند در سرکشان رستخیز	بس و پیش او لشکر جنگجوے	بروے اندر آوردہ بودند روے
زخون روے صحرا چو جوے روان	ز بانگ سواران جہان پر فغان	دران کین و آشوب و دار و گیر
نہ با اسپ زور و نہ با مرد ہش	آخر شکست فاش سب نے کھائی اور چادر امان ہلالی شہزادہ	

نے ہاتھ کو روکا ہر ایک نے قدم اقدس کو آنکھون سے لگایا مطیع اسلام ہوکر شہزادہ کو اندر قلعہ لیگئے دار العمارۃ مین لاکر تخت پر بٹھانا چاہا شہزادہ نے انکو تخت پر بٹھایا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے شہر مین تسلط ہوگیا جلسۂ مسرت و جشن عشرت کی بنیاد ہوئی کئی روز تک داد عیش و نشاط یہ سب دیا کیے پھر شہزادۂ فلک جاہ نے فرمایا کہ یہ طلسم نہایت بیدول ہے زمین یہان کی پر ہول ہے اب ٹھہرنا نچاہیے آگے بڑھکر دیکھیے کہ کیا درپیش آئے فی الجملہ جب طلسم خاور سے فتاح طلسم ظلمت نے عزم میدان افلاک کیا کہ بمبیت چھپا جب صبح کا نظرون سے تارا ہوئی مشکل سحر پھر آشکارا + یہ اختر آسمان شجاعت نماز سحر سے فارغ ہوکر مع رفقاے باہمت کے اس قلعہ سے نکلکر بگراے منزل مقصد ہوا اور دن بھر مثل خورشید سیار دشت طلسم رہا قریب شام جب اس نیک انجام نے نظر کی تو انقلاب دہر نے نئی صورت دکھائی یعنی وہی جگہ نظر آئی کہ جہان سے صبح کو قدم اٹھایا تھا حیرت نے پانون گاڑے تعجب کا خانہ دل مین مسکن ہوا کہ الٰہی یہ کیا گردش بخت نافرجام ہے جہان سے چلا تھا شام کو پھر اسی جا مقام ہے ناچار باخاطر ناصبور قیام کیا اور ہنگام سحر جب مہر منیر مقام طلوع ہر روزہ سے ساطع ہوکر طی منازل افلاک کرنے لگا اس وادیہ پیماے صحراے عجائبات نے ایک تر کسی درخت کے تنہ پر برائے شناخت مقام لگایا اور آگے کو قدم بڑھایا دن بھر سرگردان و پریشان رہا سر شام پھر اسی مقام پر آگیا کہ جہانسے چلا تھا تیر اپنا درخت مین لگا پایا تب بالکل یقین ہوا کہ زمین طلسم مجھ سے چالین کرتی ہے چرخ کی گردش چکر دیتی ہے مجبور پھر کھانا کھاکر سو رہا اور صبح کو اٹھکر راستہ پکڑا شام کو پھر اسی جگہ آرہا اسی طرح کئی روز نصیبون کی گردش رہی ایک شب جب عابد نورانی چہر ماہ رشتۂ کہکشان مین دانہ کواکب پروکر سبحہ خوان ہوا کہ نظم

وہ جلوہ ماہ تابان نے دکھایا | جہان کو نور کا عالم بنایا | ضیا سے اسطرح چمکے برابر
ستارے بنگئے ذرے زمین پر

شہزادہ ایک تختہ سنگ پر چشمہ سے غسل کرکے مصلا بچھاکر بیٹھا اور درگاہ داور بیہمال مین بصد تضرع وزاری بیقراری ظاہر کرکے دعا کرنے لگا کہ ای گردش دہ مہر وماہ وای چرخ دہ افلاک حاکم روز جزا تیرے کرم کا بڑا بھروسا ہی اس بیزہ گردی سے تو مجھکو بچا راہ راست پر لگا کر ابیات

تجھی سے پناہ اوج و پستی | عطا کی ہے ہمین تو نے ہی ہستی | تجھی نے روشنی آنکھون کو بخشی
دکھائی تو نے ہمکو راہ سیدھی | کٹے یارب یہ صحرائے پر آفات | نظر آئے ہمین راہ طلسمات

رات بھر اسی طرح درگاہ کبریا مین رویا کیا اور مصروف حمد وثنا رہا قریب سحر دیدۂ ظاہری بند ہوئے اور چشم حقیقت بین باطنی کشادہ ہوئین خواب طاری ہوا اسی عالم رویا مین دیکھا کہ دشت ودر وکوہ سب نورانی ہین درہائے آسمان کشادہ ہین ملائکہ طرفوا گویان ہین ہر سمت ندائے سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح کی بلند ہی اور ایک تخت نورانی مربع پر ایک مقدس سوار ہین پس اس تخت نے بسان رحمت خدا نزول کیا اور وہ برگزیدۂ خدا مقبول درگاہ کبریا تخت پر سے اتر کر قریب آئے اور دست حق پرست اپنا اسکی پشت پر رکھکر ارشاد کیا کہ ای فرزند امیر کیا چاہتا ہی اس گم کردۂ راہ بادیۂ طلسمات نے اپنے حال کو رو کر عرض کیا اُن بزرگ نے تسکین دیکر ارشاد فرمایا کہ دم سحر نماز پڑھکر یہ دعا جو تجھکو تعلیم کرتے ہین مع درود معظم پڑھکر قدم بڑھانا اور سمت مشرق جانا خدا منزل مقصد پر پہونچائیگا مگر کسی کو ساتھ نہ لیجانا تنہا جانا وہ جامع المتفرقین بعد خلاصی دشت طلسم پھر تم سبکو ملادیگا اور دشمنون پر فتح دیگا یہ فرما کر وہ بزرگ تو نظر سے ناپدید ہوگئے اور آنکھ اس حقائق آگاہ کی وا ہوئی دیکھا تو وقت صبح صادق ہی رویاے صادقہ کا ہنگام ہی اور جسم میرا معنبر ومعطر تمام ہی جانا خواب میرا سچا ہی جلد اٹھکر وضو کیا نماز سحر بروجہ قلب ادا کرکے وہ دعا جو عالم خواب مین بزرگ نے تعلیم فرمائی تھی اسپر خیال جو کیا حرف بحرف یاد پائی مع درود معظم پڑھنے لگا جب زاہد صومعہ خاور نے سر سجدہ سے اُٹھایا اور دشت سپہر مین آیا کہ ابیات

نظر شائق ہوئی نور سحر کی | اجازت رات سے چاہی سفر کی | ردائے نور نے ڈھانکا زمین کو
قدم گھسنے لگے اپنی جبین کو

صبحدم پیر عالم افروز صاحبقران اعظم عبادت خانہ سے اٹھکر اپنے رفقا پاس آیا نجم نے قدم پر سر جھکا کر حال پوچھا شہزادہ نے بشارت یاب ہونا ظاہر فرمایا عیار نے عرض کیا

کہ ای شہریار مبارک ہو اب یہ طلسم فتح ہوگا اچھا بسم اللہ کیجیے جائیے اور راہ مقصد پائیے یہ کلام
سنکر دیو پکارا کہ ای شہزادہ مجھکو نہ چھوڑ جائیے گا مین کو سون اڑا لیجاؤنگا اور تیرے دشمنونکا سر کھاؤنگا
شہزادہ نے اُسکو تسکین و دلاسا دیکر وہان چھوڑا اور یکہ و تنہا وہ دعا پڑھا سمت مشرق روانہ ہوا
دیو اور نجم و اخگر و ظلمات کو اسی مقام پر چھوڑا یہ سب ایک درہ مین کوہ کے جاے تحفظ و آرام
پیدا کرکے ساکن ہوئے اب انکو تو اسی جگہ چھوڑ دیے اور شہزادہ کو سمت مشرق جانے دیجیے لیکن اب
چند کلمہ افزا سیاب کے سنیے رمؤلف بحیدان ناظرین و الاتمکین کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ
طوالت قصہ سے آپ لوگون کا سر پھر یگا دم گھبرا جائیگا بدین لحاظ استعارات و کنایات شاعری جسکو جسنے
کسی جگہ مین لکھا ہون ہر جگہ لکھنا اسلیے ترک کیا ہے کہ اس فسانہ مین ہزارون باغ اور دریا اور کوہ اور
لڑائی اور مجمع حسینان کا ذکر اور عیاریان اور صبح و شام ہین پس سب تصریح وار مع تعریف اگر لکھے
جائین ممکن نہین کہ یہ دفتر بے پایان انتہا کو پہونچے کیونکہ ابھی مطلب بہت باقی ہے فقط میری بحیدانی پر خندہ نہ
سب صاحب نفرائین بنظر سنجیدگی عرض میری قبول کرکے زبان طعن و تشنیع نہ کھولین آمدم برسر
مطلب۔ سابق مین ذکر کیا گیا تھا کہ عمر و دوبارہ بیان پاس پہونچگیا اور مصروف عیش و عشرت
ہوا یہان افراسیاب نے نامہ لکھکر طاق طلو مطراق کو سمت کوکب بھیجا اور صنعت دزدہ ہرمت
خوردہ اُسکے پاس آئی ماجراے گذشتہ زبان پر لائی بادشادہ بعد بھیجنے ایلچی مذکور کے صنعت کو
ہمراہ لیکر ایک بیابان مین طلسم کے کہ نام اُس صحرا کا بیابان لالہ زار ہے آیا وہان چمنستان طولانی
لالہائی گلہاے خودرو کے بنے تھے نکہت سے پھولون کی دماغ بسے تھے ہر شجر خوبی مین قامت
یار تھا ہر گل بہار افزا برنگ رخسار گلعذار تھا بیچ بیابان مین ایک نہر مصفا جاری کنارے اُس
نہر صاف و شیرین کے بخیہ مقام سیرگاہ شاہان بنا بہت نایاب و عمدہ تھا شاہ نے اُسجگہ فرش
آب روان بچھوایا اور مسند پر بیٹھا کچھ افسون زبان پر لایا اُس نہر سے ایک مچھلی باہر نکلی اور غلطک
مار کر بصورت پری بنی بہت نمکین سنگ سے درست چالاک و چست آنکھ غزالی گات رسیلی رخسار
پر نور ضیا مین رشک دہ شعلہ طور شام فرقت اُسکی سولہ زلف پر قربان آنکہ شمس و قمر اُسکے
رخسارون کے روبرو حیران کہ نظم

نہایت خوبصورت اور کم سن	مرادون کے بہار افزا تھے وہ من	مثال ماہ تھی مطلوبہ شاہ

خواصین گرد مثل نجم تھین وہ	وہ پہنے تھی جواہر اسطرح کا	نظر کا اُسپہ مشکل تھا ٹھہرنا
ہوئی اِس جاہ و حشمت سے نمودار	کہ تھی ہر ایک رشکِ ماہ خاور	خرامان کبک کی صورت بصد ناز

پس وہ نازنین مع خواصان مہر آئین کے قریب شاہ آئی تسلیم بجالائی
شاہ نے مزاج پرسی فرمائی کہ ای ماہی پرزاد مزاج اچھا ہے اُسنے عرض کیا کہ حضور کے جان و مال کو
دعا کرتی ہون بادشاہ نے یہ سنکر اُس قلزم حسن کو ہاتھ پکڑکر پہلو مین بٹھالیا اور پھر کچھ بڑھا کہ اُس بیابان
لاازار سے تشنہ سو عورت قبول صورت زیور جواہر کے دریا مین غوطہ مارے لباس عمدہ سے مزین
ہاتھ سنوارے ظاہر ہوئین اور لب نہر ایک تخت یاقوت کا گسترده کیا گرد تخت تشنہ سو کرسی جواہر
جڑی بچھادی بادشاہ اُس یم خوبی کو جو نہر سے نکلی تھی لیکر تخت پر بیٹھا اور وہ سب سیمین عذار کرسیون
پر جلوہ گر ہوئین اور رقاصہ آکر ناچنے لگین جلترنگ بجنے لگا جام شراب ارغوانی کا دور شروع ہوا صنعت
سر پر بادشاہ کے رومال جھلنے لگی بادشاہ نے فرمایا کہ عیار بچیون کو جو ساحر کہ اُٹھا کر لیے آتا تھا اُسکو کسنے
مارا وزیرہ نے عرض کیا کہ ماہی پرزاد و بحرین جو عمرو کے ساتھ آئے ہین اُنھون نے ہلاک کیا
اور انھین دونون نے دریاے قہر سحر سے پیدا کرکے میرے لشکر کو بھی ڈبو یا اور غارت کیا بادشاہ
یہ تقریر سنکر ہنسا اور کہا مین چاہون تو دن بھر مین ایسی ماہی پرزاد سیکڑون بناکر چھوڑ دون
اب میرا ایلچی اُس جنگلی پاس سے پھر آئے تو مزا چکھاؤن صنعت عرض پیرا ہوئی کہ اس ماہی پرزاد
کو تو فی الحال سزا دینا ضرور چاہیے بادشاہ نے اُسوقت اس نازنین سے جو پہلو مین بیٹھی تھی
فرمایا کہ ای ملکہ کسی کو بھیجدو کہ وہ ماہی پرزاد کو پکڑ لائے اُس بحر محبوبی نے ہنسکر کہا کہ اچھا اور آواز دی
کہ ای نگہت جادو آؤ آواز کے دیتے ہی صحرا کی طرف سے ایک عورت سانولے رنگ کی پوشاک نفیس
سے پیراستہ جڑاؤ گہنا پہنے مانگ مین سیندور بھرے حسن مین یگانۂ دہر آفت و قہر سامنے آئی آداب شاہ و
ملکہ کو بجالائی شاہ نے فرمایا کہ تمھین ماہی کے شکار کا شوق بہت ہے جاؤ اب ماہی پرزاد کو پکڑ لاؤ اُسنے
سلام کیا اور اس نہر کے کنارے جاکر چارہ اپنے ہاتھ سے کھودا پھر ڈورا اور قرول لیکر کشیاد گن شست
وغیرہ جملہ سامان سے درست ہوکر روانہ ہوئی صنعت نے چاہا کہ مین بھی اُسکے ساتھ جاؤن بادشاہ
نے منع کیا اور کہا وہ کون ایسا کام ہے جسکے لیے تم جاؤگی تم یہان ٹھہرو دعوت کھاؤ عیش کرو کچھ دیر
مین وہ مچھلی پکڑ کر آتی ہے صنعت کہنے سے شاہ کے رکی اور اُدھر مہر خ بارگاہ مین تخت پر بیٹھی ہے وہ فوج

جو خواجہ کے ساتھ آئی ہے اُسکے افسر بھی حاضر ہین اور بحرین بھی دربار مین ہے لیکن ماہی پریزاد
اسی طرح غرق دریا ہے باران و سیلان ابر سحر ہین غائب ہین غرضکہ نکہت دریاے خون سے
کے پار اُتری اور پہلے بارگاہ حیرت مین آئی ملکہ نے اُسکی حرمت کی کرسی بیٹھنے کو دی اُسنے
سب کیفیت اپنی بیان کی ملکہ مذکور نے کہا جاؤ شکار ماہی مبارک ہو یہ وہانسے پرواز کرکے کنارے
اس بحر کے آئی کہ جسمین ماہی پریزاد تھی اور کنڈیا مین چارہ لگا کر دور اُسنے دریا مین پھینکی اسوقت
بحرین جو مہرخ پاس بیٹھا تھا اُسکو سحر نے اُسکے آنے سے باخبر کیا اور اُسنے کہا کہ ای مہرخ۔ افراسیاب نے
نکہت کو بہر گرفتاری ماہی پریزاد بھیجا ہے وہ جمشیدی نہر کے کنارے سے چارہ لیکر آئی ہے اُس چارہ سے
یقینی ماہی مذکور پکڑ جائیگی مین جاتا ہون یہ کہکر وہان سے چلا اُسکے جانے سے برق عیار بارگاہ مین موجود
تھا وہ بھی روانہ ہوا اور درۂ کوہ مین قرب دریا جاکر چھپ رہا ادھر بحرین نے چلتے چلتے ایک سحر
پڑھا کہ دریا مین ڈور جو نکہت نے پھینکی تھی اُسکو ایک کچھوے نے کاٹ دیا شکار ہونے سے نکہت
بہت خوش تھی پیر کو اچھا دیا اُسنے ڈور کھینچی دیکھا تو ڈور کٹ گئی تھی اُسکو بڑا غصہ آیا اور وہان سے
ہٹ کر ایک جگہ پر اور کنارۂ بحر کے آئی اور زمین کھودی کہ چارہ یہان کا خوب کام دیگا غرضکہ اس عرصہ
مین بحرین آکر پہونچا اور للکارا کہ باش او شوریدہ بخت میرے ہوتے تو ماہی پریزاد کو کب لیجا سکتی ہے
نکہت نے اسکا نعرہ سنکر ایک نارنج جھولی سے نکالا اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ نارنج آگ کا گولا بنگیا
اُسنے وہی کھینچ مارا بحرین نے سحر پڑھا اور رد کیا مگر اثر پذیر نہوا اور نارنج سینہ پر آکر گیا کوئی دوسرا ایسا
ساحر ہوتا تو وہ نارنج تو ڑکر پشت کے پار نکلجاتا مگر اسکے پاس تحفہ جات عطیۂ شاہ کوکب بہت تھے
نارنج ہلاک تو نکر سکا مگر وہ بیہوش ہوگیا نکہت نے چاہا کہ سر کاٹ لون برق جو چھپا کھڑا تھا وہ جھپٹکے
آیا اور کاندھے پر لاد کر لے بھاگا نکہت حیران کہ یہ کون تھا تا دیر حیرتناک کھڑی رہی پھر چارہ کھودنے
مین مصروف ہوئی اور برق جو بحرین کو لیگیا دربہ پہار مین لیجا کر رکھا اور لباس اُسکا لیکر
اُسی کی ایسی صورت بنا اور وہان سے کنارۂ بحر سحر کے آیا دیکھا تو نکہت چارہ ڈھونڈھتی ہوئی
اُس پار اس دریا کے اُتر گئی ہے اُسنے پکار کر کہا کہ ای ملکہ مجھکو معلوم ہوا کہ شاہ جادوان بڑا زبردست ہے
کوکب کی اُسکے سامنے کچھ حقیقت نہین پس مجھکو تم خدمت بادشاہ مین لیچلو اور تقصیر میری معاف
کراکر مین ماہی پریزاد کو پکڑوا دونگا اور ہمیشہ مطیع حکم تمہارا رہونگا نکہت اس کلام سے بہت خوشنود ہوئی

اور کہا اچھا میرے پاس آ برق حیران ہوا کہ اُس پار کیونکر جاؤن پس عرض کیا کہ حاضر ہوتا ہون کہ
چیز اپنی اس دیہ کوہ مین بھول آیا ہون لے آؤن یہ کہکر چلا اور درہ مین آکر بحرین کو ہوشیار کرکے سب
حال کہا اور پوچھا کہ اُسطرف دریا کے کیونکر جاؤن اُسنے ایک دانہ ماش کا دیا کہ اسکو دریا مین جاکر پھینکو
پنجہ پیدا ہوکر اُٹھا لیجائیگا یہ دہانے دانہ لیکر کنارے بحر کے آیا اور دانہ کو دریا مین پھینکا ایک پنجہ دریا
سے نکلا اور اسکو اُٹھاکر اُس پار لیگیا نکہت نے کہا اب تجھ مین ایسا زور نہین رہا کہ پرواز کرے
اُسنے کہا ای ملکہ یہ تحفہ جات سحر کے پھر کس کام آئینگے مین اُنھین سے کام لیتا ہون آپ آرام سے رہیئے ہون
نکہت نے کہا میرا ارادہ ہو کہ ایک کانٹا سحر پڑھکر ایسا دریا مین ڈالون کہ ماہی پریزاد کا کلیجہ چھد جائے
مگر تو اگر میرا مطیع ہوا ہے اس سبب سے مین خاموش ہون اُسنے کہا ای ملکہ تم ماہی کو زندہ پکڑ لو اُسکا
مین نام آوری ہے اچھا تم شکار کھیلو مین کچھ کھالون کہ بھوکا ہون یہ کہکر میوہ بہت سا کمر سے نکالا اور
کہا اگر مزاج مین آئے تو آپ بھی کھائیے اُسنے کہا کہ ای بحرین یہ حرکت تو نے ایسی اسوقت کی کہ
جیسے عیار کرتے ہین اُسنے وہ میوہ اُٹھاکر دریا مین پھینک دیا اور کہا ای ملکہ مبدم کی خبر کو کب پہونچتی
ہے اب مین زادِ ھر کارہا نہ اُدھر کارہا تمکو میری طرف سے مظنۂ بدگمان مین اب کس کا ہوکر رہونگا کوکب
مجھکو مار ڈالیگا مگر بار میرا غارت کردیگا ای ملکہ مین منع نہین کرتا ہون تم چاہو ماہی پریزاد کو مار دیا
گرفتار کر دیا رہا کر دو مگر میرا ٹھکانا کہین ہو جائے نکہت کو اُسکی عاجزی پر رحم آیا اور کہا مگر انہین
یہ کہکر چارہ جمشیدی کنڈیا مین لگا کر دریا مین پھینکا مچھلی کی عادت ہے کہ چارہ پر بہت دوڑتی ہے مچھلی
اگر سحر کی ہے تو چارا بھی جمشیدی ہے پس ماہی پریزاد نے آکر چارہ کھایا ساحرہ نے جھٹکا مارا کانٹا
چھد گیا اور کھچ آئی اُسنے باہر نکالا دیکھا چہرہ پریزاد کا دھڑ مچھلی کا ہے چاندی کے تیر کی طرح چمکتی
ہے یہ تو مچھلی کے نکالنے مین مصروف تھی برق نے کمند ماری کہ ساتون حلقے اُسکے گردن و کمر پر
اُتر جاتے لیکن چند بچہ پیدا ہوئے اور کمند کو اُنھون نے روکا برق نے جست کی کہ نکل جاؤن ساحرہ
نے گیر کہکر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ یہ اوندھے منھ گرا ساحرہ خنجر کمر سے کھینچکر گردوڑی کہ سر کاٹ لون اُسوقت آواز
آئی کہ باش یہ برق عیار ہے شہنشاہ نے فرمایا ہے کہ اسکو بھی مچھلی کے ساتھ میرے پاس لانا چھوڑنا
نہین اُسنے یہ نعرہ سکر ہاتھ کو روکا اور نگاہ اُٹھاکر جو دیکھا تو ایک سایہ سیہ فام کو دیکھا کہ جھولا گلے
مین ڈالے سانپ سر سے پیٹھ دھوتی تہمبری باندھے آتا ہے اُسنے ہاتھ اُٹھایا ساحر نے بھی سلام کیا

اور قریب آکر کہا ای ملکہ جب سے تم آئی ہو افراسیاب کتاب سامری دیکھ رہے ہین چنانچہ جب
یہ عیار آیا شاہ نے فرمایا کہ جاؤ ملکہ کو خبر کرو مجھکو آنے مین عرصہ ہوا تمنے پکڑ لیا خیر اب لیچلو ان دونون کو
حضور منتظر ہین ساحرہ نے یہ سنکر دور مین مچھلی کو لٹکایا اور پنجہ مین عیار کو دابا اور لیکر چاہا کہ اڑ جاؤن
اُسوقت اُس ساحر نے یہ کہا کہ لاؤ ایک گنہگار کو مجھے دو مین لیچلون اسنے کہا نہین مین لیے چلتی ہون
ساحر نے کہا شہنشاہ کو تاب نہین ہو دیکھو اور ایک ساحر کو بھیجا ہو وہ دہنی طرف نگاہ کرو اُڑتا ہوا آتا ہو
تمہت اسکے کہنے سے اُسی طرف دیکھنے لگی اور اُس ساحر نے کہ اصل مین قران ہو چمک کر نعرہ مارا
سر اُسکا پاش پاش ہوگیا بھیجا نکلکر دور گرا شور اُسکے مرنے سے برپا ہوا قران نے نعرہ کیا کہ زدم و
پست کردم بحکم خالق جملہ عالم ماہی پریزاد تڑپکر دریا مین چلی گئی اور برق بھی رہا ہوا قران نے
اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای برق جس پہاڑ مین کہ مین بتاؤن اسوقت تم اُسجگہ میرے ساتھ چلو مین
تمھین ایک تماشا دکھاؤن برق اسکے ہمراہ روانہ ہوا اور درۂ کوہ مین جب پہونچا کہا خلیفہ صاحب
بتلائیے وہ کونسا تماشا ہو جو آپ دکھلانے لائے ہین اُسنے کہا کہ یہ ساحرہ جو ہلاک ہوئی ہو اسکے مرنے کی
خبر سنکر شاہ طلسم ہماری فکر گرفتاری کریگا اور تم یہان سے لشکر مین جاتے مبادا گرفتار بلا ہو جاؤ پس
مین اسی لحاظ سے یہان لے آیا کہ کچھ دیر ٹھہر کر جہان جی چاہے جانا برق کچھ دیر وہان ٹھہرا رہا پھر ایک
سمت کو روانہ ہوا قران نے کہا ابھی لشکر مین نجانا ادھر ہی اُدھر رہنا اُسنے کہا اچھا اور صحرا کی جانب چلا گیا
اُدھر لاش نکہت کی پر سحر کے اُٹھا کر افراسیاب پاس لیگئے اور حال عرض کیا کہ اسطرح عیارون نے
کام اسکا تمام کیا بادشاہ نے کف افسوس ملکر فرمایا کہ ان عیارون کی کوئی تدبیر نہین ہوتی اور انھون نے
سارا گھر میرا برباد کر دیا اچھا ای ملکہ صنعت تم خود جاؤ اور ماہی پریزاد کو گرفتار کر لاؤ مین ملکہ ماہی کو
کو بھیجتا لیکن یہ حالات مکاری عیاریان سے بالکل نابلد ہین ایسا نہو دھوکا کھا کر جان دین مین انکا
سحر تمھین تعلیم کیے دیتا ہون یہ جاتین تو یہی سحر کرتین جو مین تمھین بتاتا ہون عیارون کے حال سے
تم بخوبی آگاہ ہو نہایت ہوشیاری سے کام کرنا یہ کہکر سحر تعلیم کرنے لگا کہ حال اسکا بیان ہوگا اب
طومطراق ایلچی کی کیفیت سنیے کہ نامۂ شاہ طلسم لیکر اپنے مقام پر آیا اور کئی ہزار ساحر چیدہ و منتخب
روزگار اپنے ہمراہ لیکر بحشم و خدم روانہ ہوا جب دریائے خون روان کے پار اُترا خیال مین اُسکے آیا
کہ یہ سب فتور برپا کیا ہوا مہر فلک کا ہی اور وہی بادشاہ لشکر باغیان ہو اگر وہ قتل ہو جائے تو سب لشکر

مسلمانون کا برباد و تباہ ہو پس مناسب ہی کہ اُسکو پکڑ کر جانب طلسم نورافشان لیچل راہ مین کسی جگہ مار ڈالنا
یہ تجویز کرکے لشکر کو اپنے حکم دیا کہ تم آگے بڑھو مین بھی آتا ہون لشکر تو کوچ کر گیا اور یہ اکیلا بزور سحر جانب
لشکر مہرخ روانہ ہوا اتفاق سے دن دوپہر آچکا تھا ملکہ مذکور دربار برخاست کرکے سو رہی تھی اسنے
قریب بارگاہ پہونچکر حاجب و دربانون پر ایسا سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ سب بیہوش ہوگئے یہ اندرون بارگاہ
گیا اور مہرخ کو حالت خواب مین خاک مشت دالکر زیادہ تر بیہوش کرکے بغچہ مین دابکر اڑ گیا اور سیدھا
اپنے لشکر مین آیا لشکر اسکا کئی منزل آگے بڑھگیا تھا اور قریب ایک درۂ کوہ کے اُترا ہوا تھا کہ
اسنے آکر ایک صندوق مین مہرخ کو بند کیا اور قصد کیا کہ کچھ دور اور بڑھکر اسکو قتل کرون غرض
وہان سے بھی کوچ کرکے آگے چلا یہانتک کہ قریب ایک قلعہ کے پہونچا کہ وہان کی مالک ملکہ زلیور تھی یہ
جادو ہی جب یہ اُس قلعہ کی حوالی مین اُترا سیر صحرا و کوہ مین مصروف ہوا چنانچہ ایک کنیز زلیور کی بھی
بیرون قلعہ آئی تھی اسنے لشکر جو اُترے ہوئے دیکھا لوگون سے حال دریافت کرکے قلعہ مین گئی اور
زلیور سریر جہانبانی پر جلوہ گر تھی کہ اسنے آمد لشکر کی خبر گذارش کی زلیور نے جب سنا کہ طاق ایلچی
ہوکر کوکب پاس جاتا ہی بس بخیال حرمت ایلچی شاہ سامان دعوت مہیا کیا ہزارہا خوان اغذیہ
لطیف و گوناگون سے مملو کرکے تنگ ہاے شراب و شیرینی وغیرہ ہمراہ لیکر آپ زر و جواہر کی کشتیان تیار
کرا کر گھنا اور لباس پر تکلف سے آراستہ ہوکر طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور کئی ہزار کنیز اپنے ہمراہ لین بڑے
تزک و احتشام سے قلعہ کے باہر نکلکر اُسکے لشکر مین پہونچی اُسنے بھی خبر سنکر استقبال کرایا اور لب فرش
تک لینے کو آیا مسند پر لیجاکر برابر اپنے بٹھایا ملکہ نے سامان دعوت پیشکش کیا اُسنے بھی کشتیان شراب
ارغوانی کی منگاکر ملکہ کو شراب پلائی پھر ملکہ نے کہا اندر قلعہ کے تشریف لیچلیے دو ایک روز آرام کیجیے پھر تشریف
لیجائیے گا اسنے کہا کہ مین قلعہ مین نہین جا سکتا ہون اسلیے کہ مہرخ سردار لشکر عدو کو پکڑ لایا ہون
ڈرتا ہون کہ وہ چھوٹ بھاگے اُسکا سر کاٹ لون تو مجھکو اطمینان ہو زلیور نے یہ ماجرا سنکر کہا کہ مہرخ
مجرم افراسیاب کی ہی ہمکو لازم نہین کہ بغیر اجازت شہنشاہ سر اُسکا کاٹو بہتر یہ ہی کہ خدمت بادشاہ
مین لیجاؤ وہ جو چاہے سو کرے مارے یا بخشے اُسکو اختیار ہی اسنے کہا اے ملکہ راہ مین عیار دھوکا دیکر
چھڑا لیگا اور ساتھ لشکر عدو کے مقابلہ کرینگے پھر مین برسم ایلچیگری جاتا ہون لڑائی مین عرصہ ہوگا اس سے یہی
مناسب سمجھتا ہون کہ یہانچکہ کام اُس نمکحرامہ کا تمام کرون اور تم بیٹھی رہو مین تمھارے سامنے اسکو قتل

کرتا ہون یہ کہکر وہ صندوق جسمین مہرخ بند ہی اٹھالایا چاہا کہ باہر نکالکر اسکو آزار دون زلور کو خوف
طاری ہوا کہ تیرے ملک مین یہ ایلچی قتل کرکے چلا جائیگا عیار لشکر مہرخ خاک اس قلعہ کی بادفنا اڑا دیگا
علاوہ اسکے عمرو ملک کوکب مین گیا ہی بران یہ خبر سنکر آفت برپا کریگی اگر یہ کہا جائے کہ افراسیاب
حمایت کریگا تو وہ ان عیارون کا آجتک کچھ نکر سکا تیری اعانت بھی نکر سکیگا آجتک تو نہ شاہ
طلسم کی طرف گئی تھی نہ لشکر عمرو سے کچھ مطلب تھا اب مفت مین خرابی آئیگی مناسب ہی کہ اسکو
قتل مہرخ سے منع کرے یہ سوچکر گویا ہوئی کہ اے طاق مین اپنی عملداری مین مجرم شاہ کو قتل نہونے دونگی
اسمین کچھ ہی کیون نہو اگر تمکو خوف عیاران ہی تو لاؤ اسکو مجھکو دو مین قید رکھون جب نامہ داری کرکے
تم پھرنا تو خدمت شاہ مین لیجانا اسنے یہ گفتگو سنکر للکارا کہ آرے او نمکحرامہ معلوم ہوا کہ تو باغیون سے ملی
ہوئی ہی اسکا قتل ہونا نہین چاہتی ہی پھر کیا مجھکو کمزور سمجھا ہی جو قتل نہونے دونگی جا دور ہو زلور
سمجھی کہ یہ خبر افراسیاب کو پہونچیگی وہ بھی جانے گا کہ مہرخ سے تو ملگئی ہی پس وہ تجھکو غارت کردیگا خیر
اتبو بگڑ گئی پھر ایک طرف ہو رہا اس سے مہرخ کو چھڑا لے بس اسنے بھی ڈاٹا کہ او نابکار خیرہ سر تیرہ روزگار
تو بکتا ہی کیا ہی بڑا تجھکو گھمنڈ ہو گیا ہی لے خبردار ہو جا یہ کہکر مثل برق جہندہ مسند پر سے اٹھی اور نیچہ صاعقہ
کردار جو زیب کمر تھا کھینچکر ایک ہاتھ اسکے مارا وہ ساحر زبردست ہی ایک قلابہ آہنی سامنے از خود
آگیا کہ نیچہ اسپر پڑا اور قلابہ کٹ گیا اس عرصہ مین اسنے بھی اٹھکر تلوار کھینچی اور وار کیا اسکے سامنے بھی
قلابہ آہنی آگیا کہ تیغہ اسکا کٹ گیا غلغلہ برپا ہوا کہ اندر بارگاہ کے تلوار چل رہی ہی افسران لشکر ساحر
کے دوڑے وہ کنیزین جو زلور کے ساتھ آئی تھین انھون سردارون کو روکا سحر کی مار ہونے لگی تا تیغ
تیز چلنے لگا ادھر تو یہ لڑائی آغاز ہوئی ادھر برابر شمشیر زنی طاق و زلور مین ہونے لگی جب یہ تلوار
مارتی ہی سپر سیدا ہوتی ہی اور وار روکتی ہی جب وہ تیغ لگاتا ہی ادھر بھی سپر ظاہر ہوکر آڑ ہو جاتی ہی اسی
لڑائی مین زلور سمجھی کہ یہ زبردست ہی تو مغلوب ہو جائیگی جلد کوئی تدبیر کرنی بس بچالاکی لڑتے لڑتے
اس صندوق کے قریب گئی کہ جسمین مہرخ بند تھی اور اکبار تو اسکا پٹڑا اوا گیا پھر لڑنے لگی دوبارہ
کڑکڑا کر جو گری نیچہ مین اسکو داب کر لے اڑی طاق اسکے تعقب مین اڑا لیکن وہ قندیل فلک
ہو گئی اور ایک ہی سناٹے مین اپنے قلعہ مین آگئی یہ اندر قلعہ کے اکیلے جانا مناسب نسمجھا پھر آیا ادھر
کنیزون اور ملازمون نے جو اپنی مالکہ کو نکلجاتے دیکھا یہ بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے چلی آئین طاق نے

اپنی فوج دہ سمت کر اکر قلعہ پر یورش کرنے کا قصد کیا اُسکے ساتھ کے ساحر جو دانشمند تھے اُنھون نے
سمجھایا کہ اُسکا ملک ہی لڑائی بہت دنون تک ہوگی پھر یہ خبر لشکر مہرخ مین جائیگی وہانسے فوج آئیگی
مدت تک یہ لڑائی فتح نہوگی شہنشاہ بھی ناراض ہونگے کہ مین نے نامہ دیکر بھیجا خلاف حکم میرے کیون
کیا چنانچہ لڑائی تو ان نمکحرامون سے ہو ہی رہی ہی آپ تعمیل حکم شاہ کیجیے اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے
اس فہمائش سے یہ لڑنا موقوف کرکے اُس سرحد سے کوچ کرکے جانب منزل مقصد راہی ہوا ادھر
لشکر مہرخ مین ملکہ مذکور کے غائب ہونیکا غلغلہ ہوا سردار سب بیدل ہوئے رعایا وغیرہ اپنا اپنا
انتظام کرنے لگے کہ شاہ طلسم نے ملکہ کو پکڑوا منگوایا مبادا کوئی آفت آجائے تو اسباب لٹ جائیگا
عقلت مین جان جائیگی اس سے مناسب ہی کہ اسباب ہٹا دین آپ ٹل بیٹھین پھر جس راجہ کا
راج ہوگا دیکھ لیا جائیگا غرض ایک کھلبلی پڑگئی ملکہ حیرت اپنی بارگاہ مین بیٹھی ناچ دیکھ رہی تھی کہ ملکہ
نے خبر دی ملکہ مہرخ لشکر سے غائب ہوگئی ہی کہین پتا اُسکا نہین ہی لشکر سارا تباہ ہوا چاہتا ہی حیرت
نے یہ حال سنکر شاہ طلسم کو لکھا اور یہ بھی لکھا کہ ایسے مین لشکر حریف بغیر سردار ہی عمرو بھی یہان نہین ہی
اگر حکم ہو تو مین حملہ کرون طائر سحر نامہ لیکر بیابان لالہ زار مین بادشاہ پاس آیا بادشاہ نے نامہ پڑھکر
جواب لکھا کہ مہرخ ہمارے غضب مین گرفتار ہوگئی اور اب ملکہ یہ کام عاجزون کا ہی کہ لشکر بے سردار سے
مقابلہ کرین ہم کچھ عاجز نہین ہین جو ایسے وقت مین لشکر کشی کرین یہ جواب ملکہ مذکور کو بھیجکر سحر صنعت کو
سکھانے لگا اور وہان جب لشکر تباہ ہونے لگا عیار یہان ضرغام و جانسوز موجود ہین انمین
مشورہ پذیر ہوئے یہار کو جلد تر بادشاہ کرنا چاہیے پس خدمت یہار مین آکر عرض کیا کہ اب ملکہ لشکر
کو سنبھالیے ورنہ برباد ہوجائیگا آپ سلطنت کرین تو ہم ملکہ کو ڈھونڈھنے جائین یہار نے کہا میری
طبیعت آجکل علیل ہی مجھ سے جہانداری اس زمانہ مین نہو سکیگی مخمور آئی ہوئی ہین انکو بادشاہ
کردو دونون عیار وہان سے پھرے اور فکر کرنے لگے آخر باہم خوشنود ہوکر پکارے کہ ایک تدبیر ذہن
مین آئی ہی دوسرے نے کہا کہ بھائی ہم کہینگے نہین دیوار ہم گوش دارد غرضکہ ایک کاغذ پر لکھکر یا
دونون نے پڑھا لکھا تھا کہ کسی ساحرہ غیر کو صورت مہرخ کی بناکر تخت پر بٹھا دو یہ پڑھکر کاغذ چاک کرڈالا
اور دونون اسی فکر مین روانہ ہوئے اور جنگل مین پھرنے لگے اطراف مین وہ قریہ جو آباد ہین وہان
کی ایک ساحرہ اور غیر کسی کام کو صحرا مین آئی تھی اُسکو انھون نے سلام کیا اور کہا ہم فرشتے خداوندی

کے ہین تمکو خداوند نے آب جیسے مہرخ بنایا اُس عورت نے کہا میری صورت اُسکی ایسی کہان ہی اور نہ میرے ایسے نصیب ہین انھون نے کہا ابھی ویسی ہی تم ہوئی جاتی ہو یہ کہکر ایک حباب بیہوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی انھون نے رنگ و روغن عیاری لگاکر بشکل مہرخ اُسکو بنا کر ہوشیار کیا اور آئینہ دکھایا اُسنے صورت جو اپنی بدلی پائی بہت حیران ہوئی اُنھون نے کہا اب جاؤ بخوبی سلطنت کرو خبردار کسی سے یہ راز نہ کہنا جو کوئی پوچھے بھی تو اپنے تئین مہرخ بتانا اُس عورت کو کچھ سحر بھی آتا تھا خوشی خوشی اُڑکر روانہ ہوئی اور لشکر مین آکر پہونچی غلغلہ ہوا کہ ملکہ عالم آئین سردار بہر استقبال دوڑے اور اُسکو لاکر اورنگ حکومت پر جلوہ گر کیا طبل عشرت پر چوب پڑی سینے تذرین دین اور پوچھا کہ حضور کہان تشریف لیگئی تھین اُسنے کہا مین سحر تیار کرنے صحرا مین گئی تھی فی الجملہ لشکر مین عدر جو برپا تھا موقوف ہوا سب اطمینان سے ساکن ہوئے ملکارے حیرت کے سامنے گئے وہ نامۂ بادشاہ پڑھ رہی تھی کہ ملکارون نے خبر عرض کی ای ملکہ مہرخ داخل لشکر ہوئی اہل اسلام مین خوشی ہو رہی ہی حیرت یہ ماجرا سنکر حیران ہوئی کہ شہنشاہ نے لکھا ہی وہ میرے غضب مین گرفتار ہوئی ہی یہان وہ لشکر مین آگئی یہ کیا بھید ہی آخر اُسنے پھر نامہ لکھا اور یہان کا حال سب تحریر کرکے بادشاہ پاس بھیجا بادشاہ پاس جب نامہ پہونچا اُسنے نامہ ملاحظہ کرکے کتاب سحری منگائی اور مطالعہ فرمائی اُسمین لکھا تھا کہ ایلچی تیرا مہرخ کو پکڑ لیگیا تھا اُس سے زلور نے چھین لیا اب وہ اُسی کے پاس ہی یہ مہرخ عیارون نے بناکر تخت نشین کی ہی اصلی مہرخ کی قلعۂ آراستہ مین دعوت ہو رہی ہی یہ جملہ حقیقت کتاب سے معلوم کرکے حیرت کو لکھ بھیجی کہ یہ ساختہ اصلی مہرخ سرگذشت یہ جواب تخت پر بیٹھی ہی نقلی ہی نامہ تو اُدھر بھیجا اور آپ کچھ سحر پڑھکر آواز دی کہ ای مریخ جادو جلد حاضر ہو کچھ دیر مین سنسنے دیکھا کہ بروے ہوا چمک ہوئی اور ستارہ سا ٹوٹا زمین پر وہ ستارہ آکر ٹوٹا اور ایک ساحر کی صورت بنا دھوتی سرخ ریشمی باندھے تھا چہرہ پر سیندور ملے تھا آنکھین لال لال چہرہ پر ہیبت و پر جلال کمال بادشاہ کو اُسنے سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ تم قلعۂ آراستہ پر جاؤ زلور و مہرخ کو پکڑ لاؤ یہ حکم سنکر مجرا کرکے وہ روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے بادشاہ نے ملکہ ماہی سرن سے فرمایا کہ تم اپنے قلعہ سے ایک سردار کو فوج بیشمار ہمراہ کرکے جانب قلعۂ آراستہ روانہ کرو کہ وہ سردار اُس قلعہ کو خاک سیاہ کردے ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور سحر پڑھکر دستک دی صحرا کی طرف سے

آواز ناقوس و کرنال اور نقارے کی پیدا ہوئی اور آگے آگے ایک ساحر مہیب شکل اژدر پر سوار پیچھے اُسکے اسی ہزار ساحران نابکار بازو بلط وغیرہ طائران سحر پر سوار ظاہر ہوئے اس ساحر اژدر سوار نے ملکہ و بادشاہ کی تعظیم و تسلیم کی ملکہ نے فرمایا کہ تم اے سرکش جادو بحکم شاہ ذیجاہ سمت قلعہ آراستہ جاؤ اور اُس مقام کو برباد کردو یہ ساحر بموجب ارشاد اُسی شوکت و حشمت سے روانہ ہوا اب قلعہ آراستہ کی کیفیت سنیے کہ زلور جو مہرخ کو لیکر قلعہ مین آئی تو اُنھے مشکوے سردی مین لاکر پلنگ پر اُسکو لٹایا اور سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ ہوشیار ہوئی مگر وہ خاک جمشیدی سے بیہوش ہوئی تھی کسی طرح ہوش مین نہ آئی اُسوقت یہ اُٹھکر نہر کی طرف چلی اُسکی عملداری مین ایک نہر ہے کہ پانی اُسکا خاک جمشیدی کی بیہوشی کو دفع کرتا ہے چنانچہ اُس نہر سے پانی لیکر یہ آئی اور مہرخ پر چھڑکا کہ اُسکو ہوش آیا جب آنکھ کھلی زلور کو سامنے دیکھکر خوفناک ہوئی کہ مین تو اپنے بستر پر سوئی تھی یہان کیونکر آئی اور زلور مجھ تک کیونکر پہونچی اُسکو حیران دیکھکر زلور نے کہا کہ اے ملکہ تم تشدد کیون ہو یہ معاملہ اسطرح گذرا کہ طاق ایلچی ہوکر شاہ جادوان کی طرف سے سمت نورافشان جاتا تھا تمکو پکڑ لایا تھا مین نے جاکر اُس سے ملاقات کی وہ تمکو قتل کرنے لگا مین نے سمجھایا کہ اسکو بادشاہ پاس لیجا یہان نہ مارو وہ اُس سمجھانے سے مجھکو مدعی سمجھکر لڑنے لگا مین تمکو لے آئی اب یہان تم رہو اور اس مکان کو اپنا کفش خانہ سمجھو ضیافت کھاؤ دل بہلاؤ یہ کہکر ہاتھ پکڑکر ہمراہ لائی اور دار الاقامہ مین تخت پر برابر اپنے بٹھایا سامان دعوت کی تیاری کا حکم دیا تیار ہونے لگا جام و ارغوانی کا دور شروع ہوا یہ تو بہ آرام تمام اسجگہ ہے مگر مہرخ کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے ستارے نے کیا برائی کی اور فلک خونخوار نے کیونکر بے اجل خنجر ظلم سے اسکو ذبح کیا وہ یہ کہ برق عیار قران کے پاس جو چلا از لبسکہ لشکر مین تو جانا منظور نتھا ہر سمت پھر کر دوبارہ قران کے پاس آیا اُسوقت قران اُس درہ کوہ سے اسکو اپنے ساتھ لیکر کئی کوس اور آگے گیا وہان بھی ایک کوہ سر بفلک کشیدہ تھا اور قلعہ کوہ سے پائین کوہ تک ہزارہا اشجار گلہاے رنگارنگ کے لگے تھے طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کر رہے تھے پہاڑ کی گھاٹی سے جھرنا جھرتا تھا دامن کوہ مین غزال و آہو اور نیل گاو وغیرہ چرا کرتے تھے آسمان نیا دھنک نکلی تھی عجب کیفیت بہار آگین تھی اُس کوہ کے دے مین شیر کی کھال منڈھی کی طرح تنی تھی اندر منڈھی کے بھی پوست شیر کی بھری تھی سامنے منڈھی کے کمر سلگتا دھونی رمی تھی پاس کھپر مین گڑسا بندوا کنڈا دبا ایک طرف منڈھی مین نیچرے بلبل بچے ڈھیر کے ڈھیر لگے تھے دامن کوہ مین

گھوڑیا پانون سنے ہوئے چرتی پھرتی تھی قران وہان پہونچکر فقیر کی صورت بنا لنگوٹا باندھکر بال
فتیلہ فتیلہ بٹکر لٹکا لیے منہ پر بھبوت ملکر قشقہ کھینچکر کھنور مین مین لگا کر کنڈل کان مین ڈالکر
بیٹھا برق سے کہا مین عیاری کرنے کو اس درہ کوہ پر جاتا ہون کہ جو تمنے پہلے دیکھا تھا اور اسم
اس درہ کوہ مین کرتا ہون اور یہان سے کچھ دور پر ایک قلعہ ہی کہ قلعہ گلگونیہ اسکو کہتے ہین مالک اس
قلعہ کی ایک ساحرہ ہی کہ نام اسکا ملکہ گلعذار گلگون پوش جادو ہی وہ میری بہت معتقد ہی
میرے لیے کھانا مع نشہ پانی کے بھیجتی ہی اور مین نے کہدیا ہی کہ سیدھا شیرینی یا میوہ وغیرہ خشک
میرے لیے آیا کرے کیلیے کہ مین فقیر ہون میرا مذہب یعنی مذہب و مسلک تم سب سے جدا ہی چنانچہ
جو مین نے کہا ہی ویسا ہی ہوتا ہی تم بھی صورت بدلکر یہان ٹھہرو اور تماشا دیکھو برق نے فوراً صورت
اپنی بالکون کی ایسی بنائی اور ٹھیک پاس جاکر حلیم گانجے کی بابا جی کے لیے جائی باتین اسی طرح کی
کرنے لگا یا دآتا یا معبود زبان پر جاری تھا اور اُدھر مریخ گردش کا مارا جو روانہ ہوا تھا یہ ملکہ گلعذار
کو پیار کرتا ہی اسوقت اسکے خیال مین آیا کہ لڑنے جاتے ہو جنگ دوسرا دو سامری جانے زندہ پھر دیا
نہ بلاک ہو جاؤ پس مطلوب کو ایک نگاہ دیکھتے چلو یہ سوچکر سنیچر جو سوار ہوا تو راہ کا تکر قلعہ گلگونیہ مین آیا
ملکہ کو جو خبر ہوئی متعظم تمام بلوایا بخاطر و مدارات پیش آئی اس عرصہ مین وہ دن کم باقی رہا اسکے آنے
مین کھانا جو صبح کو بابا جی یعنی قران کو جاتا تھا اسکے جانے مین بہت دیر ہوئی دوپہر گذر کر پچھلا
پہر دن باقی رہگیا اسوقت گلعذار کو خیال آیا کہ کھانا سائین کو نہین گیا پس بہت جلد میوہ شیرینی
وغیرہ خوانون مین لگا کر دو کنیزین نسترن و سمن نام کے ہاتھ روانہ کی وہ دونون کنیزین بابا جی
پاس آئین بابا جی سوتا لیکر اٹھے کہ ارے دلندی خردمندی لیجا اپنا کھانا فقیر کچھ اسکا بھوکا نہین ہر کی
دیا سے اور معبود کے صدقے سے یہان سب کچھ ہی اٹھا جلد اپنا جھول جھال کہدینا اس لنڈوری
دم کرتی سے کہ اب بہت تجھکو غرور ہو گیا ہی یہ کہکر دو دو سونٹے اُنکے چوتڑون پر جمائے مگر اس زور سے
نہین کہ وہ دردمند ہو جائین وہ کنیزین بہت خوبصورت اور نازک بدن تھین سونٹے کھانے
سے تڑپ گئین مگر فرط عقائد سے آہ بھی نہ کی آنکھون مین آنسو بھر کر باادب تمام دست بستہ عرض
ہوئین کہ سائین دلیا آج ایک مہمان ہماری ملکہ پاس مریخ جادو نام آیا ہی اور وہ اسطرح قلعہ آراستہ کی ہی
کو جاتا ہی یہ کہکر جملہ حال ایلچی اور مریخ اور زیور کا جو پہلے مسطور ہو چکا انھون نے بیان کیا یہ ماجرا سنکر

فقیر صاحب کا غصہ کم ہوا وہ کھانا لیا اور اپنے پاس سے تھوڑا میوہ نکالکر اُن کنیزون کو دیا کہ لو تمنے میرے ہاتھ کی مار کھائی ہی یہ میوہ کھالو تمھاری عمر بڑھ جائیگی اُنھون نے وہ میوہ کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوگئین قران نے برق سے کہا کہ مین تو کبھی عورت کی صورت بنتا نہین تم انہین سے ایک کی صورت بنو اور دوسری کو ہوشیار کرکے اُسکے ساتھ جاؤ اور جو ہوسکے وہ کرو برق نے اُنہین سے سمن کے کپڑے اور گہنا اُتار لیا اور اُسکی ایسی صورت آپ بنا لیے کہ سمن بہت خوبصورت تھی اسی وجہ سے یہ اُسکی صورت بنایہ معلوم ہوتا تھا کہ روے تابان اُسکا شمع بزم خوبی ہی یا گل باغ محبوبی ہی بلکہ جان گلہاے گلزار وجاہت اُسپر غش ہی سراپا وہ گلعذار پری تمثال ہی حور وش ہی ملاحت اُسکو بہت عزیز رکھتی صباحت اُسکی کنیز تھی اگر اُسکا روے انور دیکھتا دیدۂ آفتاب بھی مثل چشم عاشق تر رہتا سیہ بالون مین مانگ نکلی تھی یا ظلمت مین خضر کو راہ ملی تھی یا ابر سے ماہ نو نمودار تھا یا شب تاریک مین کہکشان کا اظہار تھا یا ورق مشکین و عنبرین پر خط کافور کھینچا تھا نہین نہین شب زلف مین یہ خط استوا تھا کہ بموجب نظم

پُرنور جبین ہی غیرت بدر	گیسوے سیاہ لیلۃ القدر	ہر گز نہ لکھون مین وصف ابرو
جبتک نہو کلک شاخ آہو	ابرو کہ ہلال عید ہی یہ	بہر دل کلید ہی یہ
رخسار وہ آفتاب پُرنور	شبنم ہی جہان تجلی طور	دیکھو تو قد و عذار خندان
طوبیٰ یہ بہشت ہی نمایان		

اس صورت پر بنکر اُس کنیز کو ایک غار مین چھپا دیا اور نسترن کو ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی کہا بہن تو بیٹھی ہی مجھے تو نیند آگئی تھی اسنے کہا تیری عادت ہی کہ جہان پاتی ہی پڑ جاتی ہی اب چل بلکہ راہ دیکھتی ہونگی کام کاج سب پڑا ہوگا نگوڑا رادنیا کا دھندھا ہمارے ہی سر آپڑا ہی یہ کہکر بکتی ہوئی کنیز کے ہمراہ خوان لیکر روانہ ہوئی کچھ دور چلکر قلعہ نظر آیا یہ اندر قلعہ کے آئین برق نے شہر آبادی و رونق سے گلزار پایا نہایت قطعدار پایا جسکی بستی خرمی ہر سمت برستی رعایاے شہر وجیہ و شکیل دکاندارون مین امانت و اعتبار کی دلیل گلی کوچے صاف مکانات نہایت عمدہ و شفاف یہ سیر دیکھتا ایوان شاہی مین آیا برتن سپرد دارو غۂ مادر چیخانہ کیے آپ کاروبار مین ہمراہ نسترن کے مصروف ہوا دیکھا تو اندر بارہ دری کے مشرق و گلعذار بیٹھے تھے یہ دونون کام کے حیلہ سے اندر گئین اور برق نے اپنی گات کو تنکر دکھایا جسنے

اسکے مریخ کو دیوانہ بنایا تیر مژگان سینہ کے پار ہوئے آنکھون نے جادو کیے گھبرا کر اٹھا گلعذار نے کہا کدھر چلے اسنے کہا ای ملکہ مین کبھی اکیلا سویا نہین یہ کہکر سمن کی طرف یہ شعر پڑھا شعر دلکھ تمنے مرے چرایا ہے + لاؤ اچھی نہین ہنسی دلکی + گلعذار اس کنایہ سے سمجھ گئی کہ سمن پر یہ فریفتہ ہوا ہے بس اُسی وقت کنیزون کو بلاکر حکم دیا کہ سامنے کمرے مین پلنگ آراستہ کرو و سامان آرام و راحت مہیا کرو کنیزون نے جاکر پلنگ پر بچھونا نرم و نازک کر کیا شراب کی بوتلین اور گزک کے لیے شیرینی میوہ وغیرہ وہان رکھدیا ہار پھول موجود کر دیے عود سوز و عنبر سوز و لخلخون سے کمرا بسا دیا عطر حنا و سہاگ گل تکیون مین لگا دیا جب سب تیاری ہو چکی کمرہ بند کرکے چلی آئین گلعذار نے مریخ سے کہا آپ کمرے مین جائیے مین مطلوبہ کو بھی بھیجتی ہون وہ وہان سے اٹھکر کمرے مین آیا اور گلعذار نے سمن سے کہا کہ تو بھی کمرے مین جا جو کچھ مریخ کہے وہ کرنا یہ بھی ناز و ادا تیوری چڑھائے منہ بنائے اٹھلاتی ہوئی کمرے مین آئی مریخ نے اٹھکر اسکو گود مین اٹھالیا یہ بھی غمزہ جتانے لگے ہاتھ جھٹک کر پیچھا چھڑانے لگی اُسوقت حسب اتفاق کمر مین مریخ کے ایک رقعہ جمشیدی تھا وہ گر پڑا اسنے اُٹھایا اور آنکھون سے لگایا اور چلتے وقت شاہ نے کہدیا تھا کہ عیارون سے بچتے رہنا اور جہان تمکو کچھ شبہہ ہو فوراً سحر سے حال دریافت کرنا فی الجملہ رقعہ مذکور کے گرنے سے اسکو وسواس ہوا از بسکہ رقعہ تو ہاتھ مین تھا ہی اسنے پڑھا لکھا ہوا تھا کہ یہ جو پہلو مین تیرے بیٹھی ہے یہ برق عیار ہے جلد اسکا کام تمام کر یہ معلوم کرکے اسنے کہا کہ باش او ناعیار پہچانا مین نے تجھکو عیار بیچارہ وہان سے کہان جاتا جلد اسنے ایک بھینہ بیہوشی نکالکر اُسکے مُنھ پر مارا اُسنے کچھ سحر پڑھا کہ نیچہ پیدا ہوا اور بھینہ اُسنے روک لیا اور مریخ نے سحر سے اسکو بیحس و حرکت کرکے سحر پڑھا کہ چھت اُس کمرے کی شگافتہ ہوئی یہ برق کو لیکر اُڑا اور چھت سے نکلکر ہوا کو روانہ ہوا اسکے خیال مین یہ گذرا کہ گلعذار بھی عیارون سے ملی ہوئی ہے جب تو اسنے اپنے گھر مین عیار بٹھا رکھا ورنہ یہان عیار کیونکر آتا اب جو باہر کرے کے اس عیار کو لیجاؤنگا تو وہ مجھ سے لڑکر اسکو چھڑا لیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ صحرا مین لیجاکر اس عیار کو پہلے مار ڈالون پھر اس ملکہ سے آکر سمجھ لونگا غرضکہ جب یہ صحرا مین آیا سامنے پہاڑ دکھائی دیا اور مہتر قران درہ کوہ سے نکلکر اسی طرح فقیر بنا ہوا پہاڑ پر آیا تھا اور سیر سبزہ زار کر رہا تھا کیونکہ دن بہت کم تھا قریب شام شفق پھولی تھی طائر

بسر لے رہے تھے مور چنگھاڑتے تھے سہانا وقت تھا جنگل کی سیر قابل دید تھی بلبل و گل مین کچھ گفت و
شنید تھی حاصل مرام اسنے دیکھا کہ ایک ساحر پنجہ مین کسی کو دابے اُڑتا جاتا ہی یہ دیکھکر اسنے پکارا
کہ ارے میان کہان جاتے ہو آگے راستہ نہلیگا یہ جنگل مین نے سحر سے باندھا ہی یہ سنکر مریخ نے
چار سمت نگاہ کی چونکہ وقت شام کا تھا اور قاعدہ ہی کہ سر شام اطراف عالم مین ایک غبار سا معلوم
ہوتا ہی اور گھر اٹھتا ہی وہی غبار جو اسنے دیکھا سمجھا کہ بیشک یہ صحرا مسحور ہی پھر کیا ضرور ہی کہ آگے جاؤ
اور رد سحر کرنے مین وقت اُٹھاؤ اس عیار کو اسی پہاڑ پر مار ڈالو پس یہ سوچکر اُس پہاڑ پر اُتر آیا قران
نے برق کو اسیر دیکھا سمجھا کہ مریخ یہی ساحر ہی بس اُس سے پوچھا کہ بھائی یہ کون ہی جسکو تم لائے ہو
اُسنے سب حقیقت اپنی بیان کی اسنے جملہ کیفیت سنکر کہا کہ رقعہ جمشید مین اسکا حال تو تمنے دیکھا مگر
میرا حال نہ دیکھا کہ مین کون ہون اُسنے کہا تم جمشید کے جوگی ہو اور ساحر ہو اور کون ہو اسنے کہا بھلا
میرا حال رقعہ مین دیکھو تو شاید مین بھی کوئی عیار ہون اُسنے اسکے اصرار سے رقعہ نکالا اور یہ اُسکے برابر جا کھڑا
ہوا جب وہ رقعہ پڑھنے لگا اسنے بعدہ اس زور سے اُسکے جھکے ہوئے سر پر مارا کہ سر پھٹ گیا اور ٹکڑے
ٹکڑے اُڑ گیا وہ تڑپکر ہلاک ہوا آواز ہاے مہیب آئین زمانہ تاریک ہوا برق نے غل مچایا کہ مارا اور
کام تمام کیا مریخ جادو کا لاش اُسکے بگولے اُڑا کر سمت شاہ طلسم لیگئے برق نے رہائی پائی قران
بولا کیا ارادہ ہی اُسنے کہا لشکر مین جانیکا قصد ہی قران نے کہا ملکہ مہر رخ کی کیفیت تو معلوم ہوئی
کہ زلیور جادو پاس ہین چنانچہ آج رات کو پہاڑ کے درہ مین ہم تم رہین اور صبح کو جانب قلعہ راستہ را
لین برق یہ سنکر خاموش ہو رہا قران اسکو اپنے ساتھ لیکر درۂ کوہ مین آیا اس اثنا مین مریخ فلک
نے تیغ تیز اپنی سپر ظلمت شب پر رکھی اور تمام عالم مین ستارون کی روشنی پھیلی کہ بمقتضاے ابیات

جادو وہ چاندنی کا عالم	مہتاب کا خود بھڑک گیا دم	کیا نور تھا دیکھیے جدھر نور
آتی تھی نظر تجلی طور	رات کے ہونے سے ملکہ گلعذار نے ایک کنیز کو کمرے مین بھیجا کہ	

جا کر مریخ سے کہے آئیے کھانا کھا لیجیے کنیز جو کمرے مین گئی چھت اُسکی شگافتہ پائی اور کسی کو وہان
نہ دیکھا اُسنے اگر ملکہ موصوف سے خبر دی یہ جو اسنے سنا پہلے تو سمجھی کہ مریخ کنیز پر مائل تو تھا ہی اپنے ساتھ
لیگیا پھر سمجھی کہ کنیز کو تو مین نے اُسکو دے ہی دیا تھا پھر اُسکو چھیڑ جانا کیا ضرور تھا بیشک کوئی پیچ پڑا
حاصل مرام اسنے سحر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مریخ مارا گیا اور یہ سانحہ گذرا یہ دریافت ہوتے ہی

اُسکے حواس جاتے رہے اور سمجھی کہ افراسیاب اگر سینگا تو یہی سمجھیگا کہ سازش کرکے گلعذار نے مروا ڈالا
اب اپنا بچاؤ کرنا چاہیے اور یہان سے نکلجانا اچھا ہی تو صحرا مین جاکر عیارون کو ڈھونڈھکر گرفتار
کرکے شاہ طلسم پاس لیجانا چاہیے یا قلعہ آراستہ مین زلور پاس چلنا بہتر ہی کہ ہم اور وہ ساتھ کھیلے
ہین جو اُسکی رائے ہوگی وہ کرینگے پس یہی مشورہ دل کا اُسکو پسند آیا کیونکہ غور کیا کہ عیارون کو تو
پڑے نہین پکڑ سکتے تو بھلا اُنکو کب پائینگی ناحق تیری بھی جان جائیگی پس اُسی وقت سوا سو ڈیڑھ سو
انیسین اور کنیزین اپنے ہمراہ لیکر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی قلعہ سے اپنے جواہر اور اسباب عمدہ ساتھ لیا
یہ تو اِدھر سے چلی اور اُسطرف عقب مریخ شاہ طلسم نے سرکش کو بھی بھیجا تھا چنانچہ مریخ تو قلعہ
گلگونیہ پر آکر ٹھہر گیا مگر وہ سیدھا قلعۂ آراستہ پر گیا اور قلعۂ مذکور کو جاکر گھیرا یہ خبر زلور نے جب سُنی
چالیس ہزار ساحران نامدار کو ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلی بارگاہ رفعت پناہ استاد کرائی لشکر بمقابلہ فوج
عدو اُترا مہرخ بھی ساتھ آئی ہی چنانچہ جس رات کو کہ گلعذار اپنے قلعہ سے بھاگی ہی اور مریخ
سرشام مارا گیا ہی اُسی رات کو یہان سرکش نے طبل جنگ بجوایا ہی اور لشکر زلور مین بھی بجواب اُسکے
نقارۂ حرب گڑگڑایا ہی نفیر سحر کو دم ملا ہی تیاری جانبین مین ہو رہی ہی دُمرو بجتا ہی ہوم ہو رہا ہی جھٹکے
ہوتے ہین اگیا کی گئی ہی جوت کھڑی کی ہی بنگالی سحر کر رہے ہین کانور و دیس کے جوگی جاپ مین
مصروف ہین سحر کی ہوا چل رہی ہی بیرون کے شور سے دنیا دہل رہی ہی یہ حال سرسبز ہی کہ منظم

تاریکی شب تھی ایسی چھائی — دیتا تھا نہ کچھ دہان دکھائی — ہوش اُڑتے تھے دیکھکر سیاہی
پھیلی تھی اِدھر اُدھر سیاہی — ڈائن بھی جگر کو کھا رہی تھی — ہر سمت بلا ڈرا رہی تھی
وہ شور کہ ہوش گرم رو تھا — سُنتا تھا کسی کی کون آواز — آوازین تھین وہ مہیب اللہ
تھا گوش فلک مین پنبہ گویا — وہ شور اگر سُنے نہ فرقد — بجلی بھی ہو ڈر کے بحر مین غرق
اک سمت بہادران ذیجاہ — ہتیارون کو صاف کرتے تھے — مریخ پہ تیغ آختہ تھے
گردون پہ علم فراختہ تھے — دشمن ہو مقابل اُنسے کس طور — آفاق مین پلٹنون کا تھا دور
القصہ کٹی وہ رات ساری — پیدا ہوئی مہر کی سواری — تارے چھپے آفتاب نکلا
لڑنے کو ہر اک شتاب نکلا — میدان کی طرف بڑھے دلاور — مہرخ کے تھی ساتھ ساتھ زلور
آراستہ تھی وہ اسقدر فوج — وہ بحر کہ جسکی تھی ظفر موج — میدان مین جو پہونچے یہ بہادر

بولی یہ فتح کہ رشکِ ظفر

جب نہنگ فلک نے مہرِ پشت نیزۂ خط شعاع مہر کی تذکیا سرکش بھی اسّی ہزار ساحران نابکار کو ہمراہ لیکر مقابل اس فوج جرار کے آیا صفین آراستہ ہوئین میدان پاک وصاف ہوا نقیب آوازین لگاکر ہٹگئے اُسوقت سرکش اژدر اُڑاکر میدان مین آیا اور للکارا کہ اے زیور اجتک بادشاہ ساحران کی جاگیر دی ہوئی تو کھا یا کی اُسپر نمکحرامی کی کہ ایلچی شاہ سے مہرخ نمکحرامہ کو چھین لیا اب بھیج کسی کو میرے سامنے زیور نے یہ سنکر جواب دیا کہ جو کچھ ہمنے کیا خوب کیا دیکھ تیرا سر کوب بھیجتی ہون یہ کہکر ایک ساحر کو اشارہ کیا کہ وہ ہنس آتشین اُڑاکر سامنے اس خیرہ سر کے گیا اُسنے ایک گولا سحر کا مارا اِس بہادر نے دستک دی کہ گولا اُلٹا پلٹ گیا اُسوقت اُسنے غصہ مین آکر پرے ہوا کچھ پڑھکر پھونکا کہ ایک ستارہ مثل شہاب ثاقب ٹوٹکر گرا اور سر پر پہنچکر مع ہنس توڑ گیا اُسوقت اور ایک بہادر سامنے آیا اُسنے تاک کر نارِیل اُسکے سینے پر لگایا کہ وہ بھی سیاہ گلزار عدم ہوا پھر تیسرے مرد میدان جرأت نے نکلکر مقابلہ کیا اُسنے ایک پیکان سحر سے اُسکو بھی نشانۂ خدنگ اجل بنایا اُسوقت تو زیور کو تاب نہ آئی طاؤس اُڑاکر سامنے اِسکے آئی لشکر مین نفیر بجی علم جلوہ پذیر ہوئے کرکا ہوا اور ملکۂ موصوف نے بڑھکر اس نابکار کو للکارا اُسنے ایک نارنج ملکہ پر مارا اِسنے اُنگلی سے ایک خط کر نیکا اشارہ کیا کہ نارنج دو ٹکڑے ہوکر گرا اُسنے اور ایک گولا مارا اِس آفت زمانہ نے تھپکی دینے کا اشارا کیا گولا زمین مین گڑکر سرد ہوگیا اس پر سیاہ نے برمے ہوا افسون پڑھکر پھونکا کہ ستارہ ٹوٹکر گرا ملکہ نے ہاتھ اُونچا کیا کہ سپر مثل ابر کے سر پر آگئی مگر وہ ستارہ نہ رُکا سپر کو توڑکر سر کی طرف چلا اُسوقت ایک نیچہ پیدا ہوکر ملکہ کو اُٹھا لیگیا اور ستارہ آکر مرکب پر گرا کہ اُسکی پشت توڑ گیا ملکہ پھر زمین پر آئی اور پکاری کہ تین وار تو کر چکا اب ایک وار میرا بھی روک یہ کہکر چاہتی تھی کہ سحر کرے یہ تو اِسکو جانتا ہی کہ اب یہ اپنا طوق یا کوئی گھنا کھینچ مارینگی اور ایک عورت گھنا پہنے پیدا ہوگی اُسکو دیکھکر نقد ہوش تو کھو دیگا پس اُسنے بعجلت تمام تر ایک پڑیا خاک قبر حبشین کھینچ ماری کہ ملکہ اُسکے پڑنے سے بیہوش ہوگئی یہ نیچہ سنکر جو گرا ملکہ کی چوٹی پکڑکر کھینچتا لیچلا اُسوقت تو مہرخ بیقرار ہوئی اور للکاری کہ باش او غلام خیرہ سر کہان جاتا ہی یہ کہکر ترسول پکڑکر آگے آئی اُسنے ظاہر ہوکر ایک نارنج نیچا فلک مارا کہ اُسمین سے دھوان پیدا ہوا اور تمام لشکر زیور پر چھا گیا اندھیرا ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا وہ مقام دھان اژدر بنگیا چشم روزگار مثل دیدہ اعمیٰ تھی دنیا سب بخیل کا دل نظر آتی کہ بیت جس سمت نگاہ کی اندھیرا + کا جیل کی وہ کوٹھری تھی گویا + اُس تاریکی مین ملکہ مہرخ یقین تھا کہ

ہلاک ہوجاتی لیکن یہ بادشاہ لشکر عمرو ہے اس ساحر سے کیا زر ہوتی جبکہ شاہ طلسم سے دعوی مقابلہ کا
رکھتی ہے فوراً سحر پڑھکر اپنے مُنھ پر اُسنے ہاتھ پھیرا کہ چہرہ اُسکا مثل آفتاب تابان روشن ہوگیا اور مثل بخت روشن
اُس مقام کو اُسنے منور کردیا یا لسان صبح امید خورشید مقصد طالع ہوا کہ فرد روشن ہوئی شمع بزم
دولت ظلمت کو لی وہان ہزیمت روشنی ہوتے ہی سرکش بزنگ شعلۂ جوالہ چمک کر قریب
آیا اور ہاتھ شمشیر سحر کا سر پر ملکہ کے لگایا تلوار سر پر ملکہ کے پڑکر اُچٹ گئی اور ملکہ نے بھی ایک نانچ
مارا اُسنے انگلی سے اشارا کیا نانچ کٹگیا اتبو ملکہ کو غصہ آیا اور کچھ دانہ ماش کے سحر پڑھکر مارے
کہ ایک زنجیر آہنین از خود پیدا ہوکر دست و پا مین سرکش کے پڑگئی اور ایک طوق آہنین
گلے مین پڑگیا ملکہ نے اُس زنجیر کو پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ نابکار بندھا کر گرا ملکہ جست کرکے اُسکے سینے پر
سوار ہوئی اور زلیور کو اُسکے ہاتھ سے لیا اور فرمایا کہ جلد ظلمت کو میرے لشکر پر سے دفع کر ورنہ
تاریکی سواد ملک عدم دیکھے گا اُسنے ملکہ کے کہنے کو کچھ خیال نہ کیا ملکہ نے خنجر بران اُسکے گلے پر رکھا
اور کہا جہان وہ خاک ہے وہان تو بھی خاک ہے اُسوقت اُسکو گرمی معلوم ہوئی اور یقین تھا کہ جلکر
خاک ہوجائے خوف جان سے وہ سحر ظلمت کا برطرف کیا روشنی ہوئی ہر ایک لشکری نے دیکھا کہ ملکہ
سینۂ دشمن پر سوار ہے اور سرکش کو غیرت آئی مگر کیا کرسکتا تھا سوائے اسکے کہ منت پذیر ہوا کہا اے
ملکہ مین آپکا غلام ہون اطاعت سے گردن تابی نکرونگا ملکہ اُسکے سینے پر سے اُتری اور سحر کیا
کہ زنجیر و طوق غائب ہوگیا اُسنے قید سے رہائی پاکر سر قدم پر رکھا ملکہ نے سر اُسکا اُٹھا کر سرفراز
فرمایا وہ براہ عناد و مکاری مطیع ہوا لشکر مین طبل آسایش پر چوب پڑی اُسنے ملکہ کو بمنت اپنے
ساتھ لیا زلیور کو بھی ہوشیار کیا اور اپنی بارگاہ مین دونون کو لایا خاطر و مدارات کرکے رخصت
کیا اُدھر لشکر نے بھی کمر کھولی آسودہ ہوا یہ بھی ملکہ کی بارگاہ مین آیا ملکہ نے اسکی دعوت کی
دور شراب ناب رہا جلسہ خنک رہا رباب رہا یہ فکر مین رہا اور جب اپنے مقام پر آیا ایک پنجہ ماش کے
آٹے کا بنایا یہان تک کہ چوبیس پنجہ اپنے بنائے یہ اسکا سحر کائنات کا ہے کہ رد اسکا ہونا ممکن نہین
غرضکہ جب وہ پنجہ تیار ہوچکے اُنکو غائب کرکے یہ لاگ رکھی کہ حسب الطلب پیدا ہوکر کام دین غرضکہ
پنجون کو غائب کرکے بارگاہ ملکہ زلیور مین آیا اُسنے بخاطر تمام بٹھایا اسنے ملکہ مہرخ سے کہا کہ مجھکو کچھ کہنا ہے
مین آپ سے عرض کرتا ہے ملکہ موصوفہ نے کان لگایا اُسنے قریب گوش منھ لاکر اف جو کیا ملکہ بیہوش

ہوکر گر پڑی یہ کیفیت جو زیور نے دیکھی پکاری کہ ارے دغاباز یہ تو نے کیا کیا اور ایک ناریل مارا اسنے سحر پڑھا کہ ناریل زمین پر سرد ہوکر گرا اور دو ہتڑ زمین پر مارا زمین کو زلزلہ ہوا اور ایک پنجہ نے نکلکر زیور کو زیر زمین کھینچا یہ غرق زمین ہونے لگی اسنے ایک پڑیا خاک قبر چمشید مارکر اُسکو بیہوش کردیا سردار حاضران دربار ترسوں منسول پکڑ کر لائے اسنے پھر دو ہتڑ مارا کہ چوبیس پنجہ زمین سے حربہ ہائے آتشین گرز وغیرہ لیے پیدا ہوے اور سرداروں پر گرے اور جسکے وہ حربہ پنجہ نے مارا اگر جسم سے چھو بھی گیا انسان بیہوش ہوا اور جسکے پوری ضرب پڑ گئی وہ جلکر خاک ہوگیا سردار بعض بیہوش ہوئے اور بعض بھاگکر بارگاہ سے باہر آئے باہر لشکر پڑا تھا غلغلہ جو ہوا لشکر مین نفیر سحر بجی جلد جلد کمربندی ہوئی اس عرصہ مین اُدھر کا لشکر بھی کہ حکم اُسکو ساحر مسطور تیاری کا دے آیا تھا اس فوج پر آگرا اور یہ بھی دونون ملکہ کو گرفتار کرکے بیرون بارگاہ آیا چوبیس پنجہ حربہ آتشین سے اُس فوج پر مثل برق گرنے لگے اور اسی ہزار ساحر مار سحر کی دینے لگا پھر تو قیامت کبریٰ برپا ہوئی دم بھر مین ہزار ہا لاش گر گئی تیغ تیز نے غلاف سے نکلکر مثل عروس زیبا گھونگھٹ سے جلوہ دکھایا ہزار ہا مشتاقون نے گلے لگایا اجل کا بازار گرم ہوا سنگ جسم بھی آہن تیغ سے نرم ہوا جوہر شمشیر بھندے دام مرگ کے بنے ہزارون طائر جان پھنسے صیاد اجل نے اُڑتی چڑیا پھانسی روح روان بھی بھاگنے نہ دی قفس تن مین پھڑپھڑا کر رہی شمشیر مثل سیماب بیتاب سیم جان جسکی تاب سے آب آب کشتہ ہر ایک زندہ دھوکنی ہر قالب بسمل زمین پر طپیدہ ترک فلک کو نہایت بیم دل جوزا کا خوف سے دو نیم سمند تیغ کی میدان مین روانی روح رستم و سہراب کو زیر زمین سرگرانی و پریشانی کہ نظم

لکھون جو بیان ریزش خون — شبرنگ قلم ابھی ہو گلگون — تھا گرم وہان اجل کا بازار
تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار — تلوار کو دان جو عزم کین تھا — دم خنجر برق مین نہین تھا
یہ شعلہ تو وہ شرار مردہ — خاکستر ابر مین فسردہ — وہ تیغ تھی یا کہ آہنی پل
رد حون کا گذر تھا اُسپہ بالکل

آخر کار بہت جرار اُس لڑائی مین کام آئے اور بہت بھاگ کر اطراف مین جانب کوہ و صحرا گئے تمام لشکر تباہ و برباد ہوگیا سرکش نے قلعہ کی جانب رخ کیا اہل قلعہ ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوئے کہ ہم بے قصور ہین راہ عناد سے دور ہین اسنے لشکر کے لشکر تمام قلعہ تسخیر کیا خیمہ و بارگاہ پر قبضہ کرکے خزانہ قلعہ سے بار کراکر زیور و مہرخ کو مطوق و مسلسل کرکے

عزادہ پر بٹھاکر یہان سے کوچ کیا یہ تو ادھر سے روانہ ہوا اُدھر جب ہنگام سحر ہوا تھا تو قران و برق بھی
درۂ کوہ سے نکلکر قلعۂ آراستہ کی طرف چلے تھے مگر علیحدہ علیحدہ روانہ ہوئے تھے اور برق ایک ساحرہ
کی ایسی صورت بنکر چلا جاتا تھا کہ راہ مین اُسکو ڈیڑھ سو جادوگر نیان ملین اُنمین ایک شہزادی تھی
برق نے پہچانا کہ ملکہ گلعذار جادو ہی پس اُسکے قریب آیا اور کہا ای ملکہ سنا ہی کہ قلعہ آراستہ پر بڑی لڑائی
ہوئی ہی ملکہ نے جواب دیا کہ مین بھی اُسی طرف چلی تھی مگر یہ خبر سُنکر کہ سرکش نے زیور و مہرج کو
پکڑ لیا ہی مین یہان ٹھہر گئی ہون اب سرکش کا حال اچھی طرح معلوم کرلون تو آگے بڑھون برق
یہ حال سنکر اُس سے رخصت ہوکر آگے بڑھا اور لشکر سرکش ڈھونڈھتا ہوا چلا آخر ایک دامن کوہ
مین فوج اُتری ہوئی پائی اِسنے ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک ملازم حیرت کی ایسی بنائی اور
ایک قوقہ لکھکر کمر مین رکھ لیا اور داخل لشکر ہوا دیکھا تو بہت رونق ہی بازارین کھلی ہین جھنڈے
کھڑے ہین کٹورا کھنکتا ہی سوار و پیادے بستر جمائے ہین لین پڑی ہی گھوڑے شیے بھرتے ہین کوتوالی
چبوترہ بیچ لشکر مین ہی انتظام و بندوبست ہر طرح کا ہو رہا ہی سپاہیون کے بستر پر دائرہ بجتا ہی چکارہ
چھڑتا ہی ہر سمت چہل پہل ہی خیمہ و بارگاہ نصب ہین بارگاہ بلند رتبہ سرکش کی راستہ ہی سراپردے اُسکے
اُٹھے ہین وہ سامنے تخت پر بیٹھا میر لشکر کی دیکھ رہا ہی اُسنے اِسکو دیکھکر قریب جاکر سلام کیا اور رقعہ
کمر سے نکالکر دیا کہا یہ میرے پاس سند ہی کہ مین اور میرا بھائی ملازم حیرت ہین چنانچہ مین سیر دوست
ہون اب وہان نجاؤنگا اگر آپ نوکر رکھ لین تو آپ پاس رہون اُسنے یہ حال سنکر کہا کہ اچھا ہو گھر ہی
تمہارا جاؤ سامنے خیمہ مین کمر کھولو اور کسل راہ سے آسودہ ہو کل تمہاری تنخواہ تجویز کرکے مقرر ہو جائیگی
برق سلام کرکے اُس خیمہ مین گیا وہان اور بھی ملازم سرکش تھے اُنھون نے حال سنکر اِسکو بٹھایا
اُسنے بستر اپنا لگایا جب دشت نورد سپہر نے بستر اپنا خیمۂ مغرب مین جمایا کہ بیت اُٹھی مغرب سے
ہلکی سی سیاہی + ہوئے مصروف راحت مرغ و ماہی + اہل لشکر آب و خورش سے فارغ ہو کر آرام
پذیر ہوئے جب زیادہ رات گئی برق عازم ہوا کہ اب اُٹھکر خیمۂ سرکش مین جاؤن اور اُسکو بیہوش
کرون چنانچہ اس عزم پر اُٹھنے جو لگا نیچے کا دھڑ رہگیا اُٹھا نگیا کسلیے کہ سرکش سحر کرکے سویا ہی کہ
بار ادہ ضرر رسانی کوئی مجھ تک نہ آسکے برق نے رات بھر مین کئی مرتبہ ارادہ کیا مگر اُٹھا نگیا ناچار
سو رہا جب سمند کہنہ فلک نے گردش کرکے منزل شب تمام کی اور طغلک خورشید نے رات کے

پیٹ سے پانون نکالے کہ بیت نکلکر خیمۂ مشرق سے یکبارہ ہوا مہر فلک بھی گرم رفتار صبح کو
سرکش اُٹھا اور سحر اُسنے برطرف کیا برق مین بھی قوت اُٹھنے کی آئی سب ملازم اُٹھے یہ بھی اُٹھکر
احتیاج سے فارغ ہوکر سلام کرنے سرکش کو گیا اور وہان ٹھہرکر تعریف صحرا و کوہ کرنے لگا کہ واہ کیا
سبزہ زار ہی طرفہ بہار آشکار ہی یہ جنگل قابل سیر و شکار ہی سرکش کو بھی اسکی باتون سے ہوا لگی خواہش
صید افگنی ہوئی تیر و کمان لیکر مرکب پر سوار ہوا نوکر اسکے شراب و کباب و فرش وغیرہ لیکر پیچھے چلے اور
یہ دشت مین آکر تیر سے نخچیر کرنے لگا برق اُسکو ایک درہ کوہ کی طرف لگا کر لایا اور ایک ہرن کے پیچھے
پیدل دوڑا ہرن درہ مین بھاگ کر گیا اسنے درہ مین جاکر کھال مادۂ ہرن کی نکال کر پہنی
اور آواز بھی ویسی ہی بناکر بولی بولی آہو تھم گیا اور قریب اسکے آیا اسنے ہاتھ اپنا اُس
کھال سے نکالکر کمند ماری کہ ہرن پھنسا اسنے کھال اُتار کر اُسکو ذبح کیا اور پکارا کہ ای شہریار آیئے مین نے
شکار مارا سرکش گھوڑے سے اُتر کر اندر درے کے گیا اور اس سے بہت خوشنود ہوا کہ اسنے بدلی
ہرن کو کمند سے پکڑ لیا پس وہ ہرن اُٹھا کر باہر درے کے لایا اور فرش بچھوا کر بیٹھا برق نے ہرن کو
صاف کرکے کباب اُسکے لگائے اور تمام گوشت آغشتہ بادرے بیہوشی کر دیا اس اثنا مین ملازم
اور رفیق بھی سرکش کے آئے ہر ایک نے شراب پی اور وہ کباب آہو تعریف کرکے کھائے سرکش نے
بھی دو کباب اُٹھا کر کھانے کا قصد کیا اُسی وقت دو بچے پیدا ہوئے اور ہاتھ سے کباب چھین لیگئے برق
نے یہ دیکھکر چاہا کہ بھاگ جاؤن ساحر نے سحر کیا کہ بیحس ہوگیا اُسنے پھر سحر پڑھکر پوچھا کہ تو کون ہی برق نے
جادو اثر کر چکا تھا قبول دیا کہ مین برق عیار ہون سرکش نے کمند سحر سے اسکو باندھ دیا اور وہ
ہرن پھنکوا دیا جو لوگ کباب کھاکر بیہوش ہوئے تھے انکو ہوشیار کیا اور شراب پیئے اور کباب کھانے لگا
جو سکا کہ سامنے آتا اُسپر نشانہ تیر کا لگاتا یہ تو اس شغل مین ہی لیکن گلعذار جو چلی آتی تھی مفصل حال
زلیور کا دریافت کرکے قلعۂ آراستہ کی طرف سے پھری اور سرکش کی طرف چلی کہ بن پڑے تو اُسی کی
منت خوشامد کرکے شاہ طلسم پاس جاؤن اور جان اپنی بچاؤن عرض کرون کہ میری خطا کچھ نہ تھی عیار نے
مرزبان کو قتل کیا ای بادشاہ آپ کتاب سامری مین میرا حال دیکھ لیجیے اگر میرا گناہ کتاب مذکور
مین نکلے تو مجھکو سزا دیجیے پس شاہ طلسم کتاب سے حقیقت دریافت فرماکر قلم عفو جرائم گناہ پر ترے پھر گا
زندگی پر تیری حرف نہ آئیگا الغرض یہ تجویز کرکے عنان سمند عزم کو قلعۂ آراستہ کی طرف سے منعطف کرتے

باغ سیب کی سمت روانہ ہوئی اور قریب ایک پہاڑ کے پہونچی کہ اُس کوہ کے درہ سے راستہ تھا اور اُس درہ کو شاہ طلسم نے سحر سے مسدود کردیا ہی کہ دامن کوہ مین میری سیرگاہ ہی ہر کس وناکس کا آنا اُدھر اچھا نہین بلکہ مذکور نے جو اُس درہ کو بند پایا سحر پڑھکر راستہ پیدا کرنا چاہا از بسکہ وہ مسحور بیحسہ شاہ جادو ان تھا یکایک کھل نہ سکا اُسوقت اسنے پوجے کا سامان منگایا دو ایک سور ذبح کرکے لہو چھڑکا زمین پر چوکا دیا اپنے جسم پر ملا اور لہنگا پہنا ساری اوڑھی ہنسلی جمشید کے نام کی گلے مین پہنی اور سحر خوان ہوئی بعد کچھ دیر کے اتنی تاثیر ہوئی کہ اور مہرابی تو اسکے نکل نہ سکے لیکن یہ اکیلی اُس درہ سے نکل گئی اور خیال کیا کہ جب تو خدمت بادشاہ مین پہونچے گی تو بادشاہ سے عرض کرکے ساتھیون کو بلوالینا فی الجملہ یہ تو اُدھر سے چلی اور سرکش اُسطرف سے آتا تھا اسنے چاہا کہ مین بہیئت کذائی لہنگا پہنے شکستہ حال ہون اُسکے لشکر مین جاکر تبدیل لباس کرکے شاہ پاس جاؤن یہ اگر اِسنی نشانی سے دیکھ لیگا تو کچھ حجاب چندان نہین کہ تنہا ہی مگر دربار شاہ مین ہزارہا ساحر ہوگا وہان بڑی مذمت ہوگی یہ سوچکر اُسکے لشکر مین آئی ساحر مذکور دربارگاہ پر فرش بچھائے صحرا کی سیر دیکھ رہا تھا اسکو اس ہیئت سے دیکھکر حیران ہوا مگر شناخت کرکے اُٹھا اور بتکریم تمام پاس اپنے بٹھایا جام شراب پیش کیا اور حال اس پریشانی کا پوچھا گلعذار نے جملہ کیفیت بیان کی اسنے کہا ای ملکہ جس عیار نے کہ مریخ کو مارا ہی اُسکو مین نے گرفتار کیا ہی اسنے کہا پھر وہ موا برق کہان ہی اسنے حکم ساحرون کو دیا کہ وہ عیار مذکور کو سامنے لائے اور اُسنے آکر دیکھا کہ ایک ساحرہ لہنگا پہنے خون جسم پر ملے بحالت خراب برابر سرکش کے بیٹھی ہی برق کو اُسکی صورت دیکھکر عیاری سوجھی کہ اِس ساحرہ کی صورت اُسوقت اس قابل ہی کہ اسکو متہم بشکل عیار کیا جائے تو زیبا ہی پس جب گلعذار نے اُسکو اُٹھا کر کیون او ستیاناس کئے مریخ کو تونے ہی قتل کیا اسنے ہنسکر کہا کہ کیا تم نہین جانتے میرے بھائی ایک ہین اُنکے بغدے سے وہ واصل جہنم ہوا اور بھی جس کام کو تم آئے ہو جلدی اُسکا انتظام کرو سو دو ہین تو ہزار دشمن ہین لیت ولعل لگانا اچھا نہین یہ کلمہ سنکر سرکش کو کچھ مظنہ ہوا اور کہا او عیارہ تونے کیا کہا اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین وہ مقرر اوپر آوین ای سرکش اب بچنا تمہارا مشکل ہی بھلا خدا کو دیکھا نہین تو عقل سے پہچانا ہی ملکہ گلعذار پر کیسا ہی وقت کیون نہ پڑا مگر اسطرح لہنگا پہنکر نہ آئی مثل مشہور ہی کہ ہاتھی لاکھ لٹیگا جب بھی سوا لاکھ کا یہ تقریر سنکر سرکش گھبرایا اور اُسکے ملازم ساحر جو تھے اُنمین سے

بھی ایک ساحر نے اُسکے کان مین کہا کہ یہ عیار سچ کہتا ہی حضور ہم بھی اُنکے پرانے نوکر ہین نمک حلال ہین ضرور یہ کوئی عیار ہی جو گلعذار کی صورت بنکر آیا ہی سرکش کو اب بالکل یقین ہوا کہ یہ ملکہ بیشک عیار ہی اور ایک گولا جھولے سے نکالکر گلعذار پر اُسنے مارا گلعذار ساحرہ زبردست ہی اُسنے اُف جو کیا گولا سرد ہوکر گر پڑا اور یہ خود غرق زمین ہوئی اور بعد لمحہ کے جو زمین سے نکلی ایک بھال بنکر نکلی اور پیٹ مین سرکش کے سما گئی وہ ہر چند سنبھلا مگر بچ نہ سکا تڑپکر ہلاک ہوگیا صدہاے مہیب گیر و دار کی بلند ہوئین اور فوج کے لوگ دوڑے گلعذار نے تابڑ توڑ مارنا شروع کیے اور مرنے سے ساحر مذکور کے ملکہ زیور و مہرخ بھی رہا ہوگئین اور لڑنے لگین بہت سے ساحر لشکر کے مارے گئے آخر وہ لشکر بے سردار تھا کچھ لوگ بھاگ گئے کچھ طالب امان ہوئے اُنکو امان دیکر ملازم اپنا کیا اور ملکہ گلعذار سے زیور و مہرخ ملین اور کہا اب تمھین افراسیاب زندہ نہ رکھیگا کہ تمنے سرکش کو مارا ہی اب تم ہمارہی پناہ ہو جاؤ اُسنے منظور کیا اور زیور نے قسم اُس سے لی کہ اب کوئی دغا نکرنا پھر بارگاہ مین سرکش کی یہ تینون داخل ہوئین اور جلسۂ عشرت منعقد کیا دو روز کے بعد کوچ کرکے لشکر مہرخ کی طرف روانہ ہوئین یہ تو بحشم و خدم اپنے لشکر کو روانہ ہوئین لیکن خبر مرگ مہرخ بیرون نے افراسیاب کو پہونچائی بعد اس خبر کے لاش سرکش کی آئی بادشاہ فرط غضب سے کانپنے لگا اور ملکہ صنعت سے کہا کہ اب تم جلد جاؤ اور ماہی پریزاد کو گرفتار کرو مین ان نمکحرامون یعنی زیور وغیرہ کو قید کرا کر بلواتا ہون یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکالی اور اُسکو وا کیا تو اُسمین کچھ ماش رکھے تھے پس ایک دانہ اُسمین سے لیکر زمین پر اُسنے مارا کہ وہ دانہ غرق زمین ہوگیا اور اُسی جگہ سے ایک شعلۂ آتش کا پیدا ہوا کہ رنگ اُس شعلہ کا سبز تھا کچھ عرصہ مین ماش کے درخت کی طرح وہ شعلہ پھل لایا اور پھلیان پختہ ہوکر خشک ہوئین شاہ نے صنعت سے فرمایا یہ پھلیان توڑکر دانہ نکال لو اور دریاے سحر ماہی کے کنارہ جاؤ پہلے ایک دانہ دریا مین پھینکنا پانی مین جوش و خروش پیدا ہوگا اُسوقت چھ دانہ اور پھینکنا یہ کہکر کچھ کان مین بھی کہا اور سحر کیا کہ ایک پنجہ سبز رنگ پیدا ہوا اُس پنجہ سے حکم دیا کہ جب صنعت دریا سے ماہی کو نکالے اور اُسکی حمایت کو بحر مین آئے تو اُسکو تم اُٹھا لانا یہ حکم سنکر پنجہ غائب ہوگیا اور صنعت دانے ماش کے لیکر چلی بعد اُسکے جانے کے شاہ نے سحر پڑھا ایک ساحر سیہ فام زمین سے نکلا اُس سے حکم دیا کہ جاؤ ساحران طلسم کو اطلاع دو کہ گلعذار و زیور

و مہرخ اپنے لشکر مین آئی ہین اُنکو روکین اور قید کرلین اور مجھکو خبر دین یہ حکم پاکر وہ ساحر بھی غائب
ہوگیا حال اُسکا بیان ہوگا مگر اول ماجرا صنعت بدطینت کا مذکور ہوتا ہی کہ یہ بدسرشت کنارے اُس
بحر کے پہونچی اور ایک دانہ ماش کا پہلے پھینکا دریا مین شور و غل اور تلاطم پیدا ہوا اور بحرین جادو
دریا مین تھا دانہ کے گرتے ہی تڑپکر کنارے پر آیا اُسوقت ایک آواز کڑاکے کی آئی اور پنجہ سبز چمکتا
گرا اور اُسکو اُٹھا کر لیگیا پھر صنعت نے وہ چھ دانہ دریا مین مارے پانی اُس بحر کا روغن کی طرح
جلنے لگا اور دریا خشک ہوگیا ماہی پرنیزاد ظاہر ہوئی اس طرح سے کہ ایک دانہ ماش کا مثل شعلہ
چمکتا ہوا جما تھا اور تین دانہ ایک پہلو مین جمے اور تین دوسرے پہلو مین جسے تھے مچھلی بالکل بیدست و
پا اور بے قابو تھی صنعت نے اُسکو اُٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوئی لشکین دریا کے خشک ہونے سے
لشکر جو کنارے بحر کے اُترا ہوا تھا اُسکو خبر ہوئی اور ملکہ بہار نے بھی سنا ضرغام عیار سے کہا کہ لشکر
تیار کراؤ اور ماہی کو نہ لیجانے دو عیار مذکور نے کہا یقین ہی کہ شاہ کوکب اُسکی تدبیر کرے تم خاموش
ہو رہو بہار کو اسکے اس منع کرنے سے تسکین نہوئی اور بارگاہ مین آئی مہرخ سے کہا آپ کیا
غافل بیٹھی ہین ماہی پرنیزاد کو صنعت پکڑے لیے جاتی ہی جلد لشکر درست کراکر چلیے مہرخ نے اُسکی
یہ بنائی ہوئی عیارون کی ہی اصلی نہین ہی اُسکو اتنی جرأت کہان جو لڑنے جائے ملکہ بہار کی بات
کاٹکر اور کچھ باتین کرنے لگی اتنا تو کہا کہ اچھا سمجھ لون گی بہار اس بے پروائی کو اُسکی دیکھکر نادم
ہوئی اور دل سے اپنے کہا کہ تجھکو کیا مطلب ہی جو اکیلی لڑنے کو جائے اور اپنی جان گنوائے پس بیٹھ
ہو کر بارگاہ سے اُٹھی اور اپنے خیمہ مین آکر بیٹھ رہی اُدھر ملکہ حیرت نے بھی خبر سنی کہ اسطرح ماہی
گرفتار ہوئی اسنے اپنے سردارون شہاب وغیرہ سے کہا کہ فوج کو مسلح و مکمل رکھو اسلیے کہ شاید بہار
وغیرہ کچھ فساد کرین اس عرصہ مین خبر ہوئی کہ اہل اسلام سے کوئی آمادہ نبرد نہین ہی یہ خبر سنکر اسنے بھی
تامل کیا اور صنعت ماہی کو گرفتار کیے سامنے بادشاہ کے لائی شاہ کے پاس اُسوقت باغبان و
گلچین و وہم وغیرہ بہت سے ساحر حاضر تھے سب نے تعریف کی کہ آپکے سحر کا مثل و نظیر نہین ہی اس
اثنا مین پنجہ بھی بحرین کو لایا شاہ نے فرمایا کہ ای پنجہ سحر چھوڑ دے اسکو پنجہ نے چھوڑ دیا شاہ نے کچھ سحر پڑھکر
دستک دی کہ ایک لکہ ابر آسمان پر ظاہر ہوا اور برستا ہوا نکلگیا وہ پانی جو بحرین پر پڑا پانون اُسکے
زمین مین گڑگئے اور ہاتھ مین ہری ہری شاخین اور کونپلین نکل آئین سبز سبز پتون سے تمام جسم چھپ گیا

سبز بختی پر خندان آگئی سیہ بختی نے یہ بہار دکھائی بادشاہ نے پھر سحر پڑھا کہ ایک عورت اڑتی ہوئی آئی ہاتھ
مین اُسکے ایک جام زرین تھا اور پانی سے لبریز تھا شاہ نے صنعت سے کہا کہ اس جام مین ماہی کو
ڈال دے اُسنے ماہی کو جام مین ڈال دیا مچھلی نے غوطہ مارا وہ ساتون دانہ ماش کے جسم سے چھوٹکر
مثل گل لالہ کے ہوئے اور اوپر کاسہ کے تیرنے لگے ماہی پرنیاد غوطہ مار کر جو اُبھری چاہا کہ جام سے
نکلجاؤن لیکن وہی پھول اسکو دام نظر آتے دیکھا تو جال آگ کا کاسہ پر پڑا ہے ہر چند ماہی نے زور کیا
مگر نہ نکل سکی اور بادشاہ نے للکارا کہ او مچھلی تجکو کچھ میرا خوف نتھا کہ مین شاہ ساحران ہون تو مجھ سے مقابلہ
کرنے آئی ماہی نے کاسہ سے سر اونچا کرکے جواب دیا کہ ای بادشاہ ہم مطیع و منقاد بادشاہ کوکب ہین
اور نمک حلال ہین ہماری قضا اگر تیرے ہاتھ ہے تو ناچاری ہے شاہ نے فرمایا کہ مین اس مچھلی کے
کباب کھاؤنگا اب وہ نکھرا مہ مہرخ بھی پکڑا آئے تو اسکو ماروں یہ کہکر مصروف عیش و عشرت ہوا مگر اب
حال ماہی پرنیاد کی رہائی کا سنیے کہ ایلچی یعنی طاق طومطراق جو قلعہ آراستہ پرسے نادم و
خجل ہوکر روانہ ہوا تو اُسی راہ سے جو بہت نزدیک کی ہے اور افراسیاب نے اُسکو بتلائی ہے یہ
قریب ملک کوکب پہونچا شاہ کوکب نے نامہ ملکہ بران کو لکھا کہ ایلچی افراسیاب کا پھر آتا ہے
تمکو چاہیے کہ جاہ و جلال اپنا ایلچی کو دکھاؤ اور خواجہ عمر کا بھی رتبہ اُسکو دکھاؤ کہ شاہ ہوش ربا خبر
سنکر رشک کرے اور ایلچی اگر نامہ تمھین دے تو پڑھکر جواب جنگ کا دینا اور اگر مجھکو نامہ دینے کو
کہے تو میرے پاس اُسکو لے آنا اور اب مرزان وزیر کو فوج دیکر روانہ کرو کہ وہ پیشوائی کرکے
ایلچی کو لائے یہ نامہ پڑھکر ملکہ نے وزیر مذکور کو طلب کیا اور حکم بادشاہ سنایا وزیر آداب بجالاکر چلا اور
باہر آکر پانچ ہزار ساحر سواران جواہر پوش کو اپنے ہمراہ لیکر مع تزک و احتشام کے روانہ ہوا القصیب اور
یساول ہمراہ اُنکا بچتا آباشی ہوتی بڑی چمک دمک سے سپاہ کہ بمقتضائے نظم

خدام و مصاحب اراکین	پہنے ہوئے جامہائے زرین	شکلک کی صدا دہ چرخ فرسا
گردون پہ اُچھل پڑے مسیجا	آئینۂ دل ہوا مصقل	آئے جو نظر سوار و پیدل
راکب تھے تمام برق رفتار	پیدل تھے روان نسیم کردار	باین تجمل و شوکت وزیر با حشمت

دروازۂ ظلمات طلسم سے باہر نکلا تو لشکر ایلچی کا ڈانڈے پر اپنے طلسم کے آکر ٹھہرا تھا ایلچی سے ملاقات
ہوئی اور وزیر نے عرض کیا کہ لشکر جو آپ کے ہمراہ ہے اسکو اسی مقام پر چھوڑیے اور آپ تشریف لیچلیے ایلچی نے

غور کیا کہ لشکر سمیت جانے کی ہٹ کرنا فضول ہی اسلیے کہ اگر اسنے راستہ نہ دیا تو لڑائی ہوگی اور لڑنے کا مجھکو
حکم نہین ہی پس تنہا چلنا چاہیے کیونکہ مین قاصد ہون اور قاصد کو کسینے ضرر نہین پہونچایا ہی ایسا کچھ نہ
کرکے ہمراہ وزیر روانہ ہوا اور وزیر اسکو لیکر اسطرف چلا کہ جدھر ترآن نے حکم دیا یعنی کہدیا تھا کہ
قلعۂ ہفت رنگ مین نہ لانا باغ فولاد مین لانا فی الجملہ بعد کچھ عرصہ کے وزیر اور ایلچی قریب ایک پہاڑ کے
پہونچے اور اسکے درہ سے گذر کر ایک پہاڑ عظیم الشان سامنے نظر آیا وزیر نے آگے بڑھکر کچھ افسون
پڑھا کہ وہ پہاڑ کھلگیا یہ مع ایلچی جب داخل دروازہ ہوا دیکھا تو اب سامنے ایک قلعہ نظر آتا ہی رفعت پر
در قلعہ کی چرخ برین رشک کھاتا ہی وہان ہزارہا ساحرون کا پہرا ہی فوج اُتری ہی حصار قلعہ مستحکم بنا ہی وزیر
ایلچی کو لیے داخل قلعہ ہوا ایلچی نے عجب ایک دیار یادگار روزگار دیکھا کہ جسکا نظیر پردۂ دنیا پر کبھی چشم
خیال سے بھی نہ دیکھا تھا ہر قصر رفیع کی دہلیز کے روبرو پست آسمان گنبد فلک کے مکان کے قبہ پر بلا گردان
جو دروازہ تھا وہ باب فیض جاوید تھا جو روزن تھا وہ حاجت روائے چشم امید تھا ہر در سے خوبان عالم کا
برآمد ہونا گویا مطلع آفتاب انور وہ دروازہ ہر دکان جوش صفا سے غیرت بخش آغوش حور تماشائیون
کی آنکھ مین جسکے نظارے سے نور خلقت کی کثرت راستون کی صفا سے نفاست ہر سڑک شرمندہ کہکشان فلک بازاریون کی پوشاک مین مثل انجم کے چمک نظم

ہر چشم کو شوق سیر بازار	ہر ایک دکان مین سو خریدار	زر بیحد و بیشمار چاندی
صرافون کی بار بار چاندی	ہر ایک دکان مین بھاری بھاری	پٹھا لچکا نبت کناری
آراستہ ہر طرف دکانین	دلالون کی اور ہی زبانین	سودے مین ذرا ہوئی جو کرار
دلال سے لڑ پڑا خریدار	ہر ایک دکان نئی نیا فرش	کمخواب کے تھان جا بجا فرش
القصہ وزیر کی سواری	گلشن مین چلی ہوا بہاری	آواز نقیب کی یہ صورت
ہر دم ہو زیادہ عمر و دولت	پیدا جو ہٹو بچو کا تھا غل	چمکار رہی تھی صاف بلبل
شوکت نے جو کی ادب سے درخواست	رہرو ہوئے بیچ سے چپ و راست	پانی ہوا رعب سے جو زیرا

یہ تو اسطرح سے روانہ ہین لیکن ملکہ ترآن بعد روانہ کرنے وزیر کے
عمر کا ہاتھ پکڑ کر اٹھی اور اپنے مکان دلستان سے نکلکر ایک سمت روانہ ہوئی یہانتک کہ قریب قصر
دار العمارۃ پہونچکر ایک اور مکان مین آئی اُس مکان مین ایک حجرہ مقفل تھا اُسکو وا کیا اندر جاکر

جو دیکھا تو ایک کنوان پختہ بنا تھا لب چاہ یاقوت سرخ کا نظر آیا چار برج کنوئین پر بنے تھے ہر ایک برج کو رشک برج دیو عمر دے پایا ملکہ اُس کنوئین مین خواجہ کا ہاتھ تھامکر کود پڑی تا دیر دونون غلطان پیچان چلے گئے جب تہ سے پانون آشنا ہوئے وہان اور دروازہ یاقوت احمر کا لگا تھا اُسکو ملکہ نے کھولا اور قدم آگے بڑھایا خواجہ کو باغ جنت نظیر نظر آیا کہ چار دیواری اُس گلشن پر شک فردوس کی فولادی ہے لیکن ایسا فولاد کو صاف کیا ہے کہ آئینہ سے بہتر مصفا ہے اشجار باغ اور طائر سب فولاد کے ہین پتے درختون کے اور پر طائرون کے برنگ مرآت صورت نما چمکتے ہین آنکھین جانورون کی یاقوت کی ہین اور منقارین مثل خنجر آبدار کے تیز اور دمکتی ہین ہر سمت جوش بہار ہے جو پھل ہے وہ فولاد کا ہے مگر قطعہ اور مزے دار ہے جو پھول ہے وہ خوشبو دار اور پُر بہار ہے روح سکندر کی فاتحہ اُن پھلون پر دیجائے تو بجائے گوہر اُسکے انھین پھولون کی چادر چڑھائی جائے تو روا ہے شاہد بہار کے سنگار کرنے کے لیے ہر شجر آئینہ دکھاتا تھا یا تیغہاے فولادی شاخسار کی لیکر ہمہ تن نوجوانان چمن خزان کا استیصال چاہتے سبزہ فولاد دل کرنے پر آمادہ تھا کہ نظم

مثل دل عارفان کشادہ	وہ باغ کہ جسمین سرو کو ناز	جا دو ثمر اور برگ اعجاز
بحث ارنی و لن ترانی	گلزار بہشت سے زیادہ	وہ بلبل و گل مین خوش بیانی
خورشید ہر ایک گل کا خسار	خمیازۂ حوض نہر کی موج	طوبیٰ کا ہر ایک نخل مین اوج
جو چاہے وہ چہرہ دیکھ لے صاف	سنبل کو دماغ گیسوے یار	ہر آئنۂ روشن و شفاف
آراستہ اُسمین فرش دیبا	وہ قصر تھا جلوہ گر چمن مین	جیسے دل صاف قصر تن مین
جسطرح کہ گرد چشم مژگان	بنگلا تھا کہ نو عروس زیبا	یون گرد تھین حلقہین نمایان

اُس قصر مین چار سو نگل فولادی بچھا تھا اور ہر نگل پر ایک ایک پہلوان فولاد بدن بیٹھا تھا جسم ہر ایک کا آئینہ کی طرح چمکتا تھا ہر ایک مسلح و مکمل اور بچھی بنا تھا مگر گرد و گنگ بالکل نقش دیوار ہر ایک فولاد کا تپلا تھا اور ناف باغ مین ایک چبوترہ فولاد کا بنا تھا اُس پر ایک بیضہ فولاد کا رکھا تھا اور پہلو مین چبوترہ کے ایک نہر روان تھی صفا مین آب گوہر غلطان تھی ملکہ خواجہ کو لیکر اُس حوض مین کود پڑی اور کئی غوطہ لگائے خواجہ نے دیکھا کہ میرا جسم بھی سب فولاد کا ہو گیا ہے اور ملکہ بھی فولاد کی ہو گئی ہے غرضکہ ملکہ نہر سے باہر اسکو لیکر نکلی اور اندر اُس قصر کے آئی وہان ایک تخت جواہر نگار گستردہ تھا اور طاقون پر ہزارہا شیشہ سبز و سرخ برنگ مختلف

چنا تھا اُنمین سے ایک شیشہ ملکہ نے اُتارا اُسمین آب سبز رنگ بھرا تھا اُس پانی کا چھینٹا سب تماشے
فولادی پر ملکہ نے دیا کہ وہ سب مثل انسانون کے کھڑے ہوکر آداب بجا لائے اور سامنے باادب استادہ
ہوئے اور ملکہ اُس تخت پر جلوہ فرما ہوئی پہلو مین خواجہ کو بٹھایا اس عرصہ مین اُس قصر کے ایک گوشہ
مین سے دو سوزنان مہردیدار پیدا ہوئین کہ ہر ایک شیشۂ دلکو سنگ ستمگری سے چور کرنے والی ادا ہر ایک
کا ذکپش کی نرالی چال ہتوالی زلفین ہر ایک کی کالی کالی زلف کا دوش پر لٹکنا طائر دلکا شکار کرنا
صیاد کا دام بردوش ہوکر چلنا چہرہ ہر ایک کا فروغ مین برق حیا کی تصویر از قدم تا فرق کہ نظم

ہر شاہد گلعذار و گلپوش	خندان لب شکرین و خاموش	مغرور جمال و مست بادہ
ابرو کہ ورجنان کشادہ	پیراہن سرخ پُر جواہر	تارے ہوئے تھے شفق مین ظاہر
افشان کی چمک سے باغ روشن	ذرے تھے کہ سو چراغ روشن	یہ سب نازنینان حور پیکر بھی فولاد

بدن ہین پس ملکہ کو تسلیم کرکے اپنے اپنے مقام پر چسپ تہ ٹھہرین اور بہت سی گلعذار جام بادۂ
خوشگوار سے لبریز کرکے شراب پلانے لگین ملکہ نے حکم رقص ہونے کا دیا کہ اس اثنا مین مرزان ایلچی کو
سیر شہر کی دکھاتا اس باغ کے در پر لایا ایک دروازہ اس باغ کا اس شہر مین ہے اور دوسرا دروازہ
کنوئین کے اندر ہے کہ جدھر سے ملکہ آئی ہے اور اس راہ سے کوئی سوائے ملکہ کے ابھی نہین سکتا ہے غرضکہ
وزیر مسطور در باغ پر ایلچی کو ٹھہرا کر اندر آیا ملکہ کو تسلیم کرکے حال آمد ایلچی گذارش کیا حکم حاضر ہونے کا
شرف نفاذ پایا وزیر جاکر اندر باغ کے ایلچی کو لایا گلشن کے عجائبات دیکھکر طائر ہوش ایلچی اُڑ گیا رنگ
رخ غیرت سے مثل برگ خزان دیدہ زرد ہوا لب پر گذر آہ سرد ہوا سواری پر سے اُترکر بادہ دری
مین آکر ملکہ کے جاہ و جلال کو دیکھکر اور زیادہ گھبرایا عمرو کو دہنی جانب برابر ملکہ کے بیٹھے پایا عجب آب
سے تامل کر سکا سر نیاز بہر آداب جھکایا اور مثل خادم کمترین کھڑا رہا جب حیرت نے دامن چھوڑا
اور حواس درست ہوئے اُسوقت لب پر دعا و ثنائے بادشاہی اسطرح لایا کہ مقتضائے قطعہ

ای جسم تو جان آفرینش	حکم تو روان آفرینش	درگاہ سپہر احتشامت
اجاد و مکان آفرینش	یک ریزہ ز خوان نعمت تست	ہر نعمت خوان آفرینش
بر سینۂ دشمنت نشیند	ہر تیر کمان آفرینش	ملکہ نے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا یہ

باادب ایک دنگل پر بیٹھ گیا ملکہ نے حکم دیا کہ جام آبگون دو ایک ساقی عشوہ گر دیپان شکن یعنی زن جادو

فن نے پیمانۂ ہوش ربا اُسکو دیا اور گوشۂ قصر سے کافر کیشان مست ادا رقصان مہر سیما و سیمین تنان ظاہر ہوکر ناچنے گانے لگین کہ ابیات

آئیا بین بجاتی تھین خوش آئین	طبلے پہ اُنھون نے جب کھا ہاتھ	دل لیگئین ایک تھاپ کے ساتھ
موجود تھا راگ دست بستہ	یا رب رہے دور چشم بد بین	گائین تو ہوا کا بند رستہ
دیتا تھا مزا بھاگ کیا کیا	دیپک نے لگائی آگ کیا کیا	بھوپالی ہو کانہڑا کہ کامود

بعد کچھ دیر کے ملکہ زبان مدارات بیان سے یون در فشان ہوئی کہ لاؤ کسکا نامہ تم لائے ہو سناؤ کیا پیام سنایا چاہتے ہو ایلچی نے دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ مجھکو نامہ دینے مین کچھ عذر نہین مگر حکم میرے مالک کا شاہ عالیجاہ یعنی آپ سے قبلۂ مراد کو نامہ دینے کا ہی ہر چند کہ آپ انکی دختر نیک اختر ہین لیکن مجھکو بجا آوری حکم اپنے مالک کی ضرور چاہیے ملکہ نے یہ تقریر سنکر ایک پتلہ فولاد کا خدمت کوکب مین روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ایلچی نامہ خاص خدمت ہوکر دینا چاہتا ہی پتلا بادشاہ پاس گیا اور پیام ملکہ عرض کیا شاہ نے حکم دیا کہ ملکہ سے کہو ایلچی کو ہمراہ وزیر میرے پاس بھیجدین اور آپ عمر کو لیکر باغ عیش مین آئین پتلے نے یہی جواب اگر ملکہ کو دیا ملکہ نے ایلچی اور وزیر کو رخصت کیا اور آپ خواجہ کو ساتھ لیکر چلی مگر چلتے وقت ایک شیشہ طلب کرکے پانی سرخ رنگ اُسمین سے لیکر اُن پہلوانون پر چھڑکا کہ وہ پھر بہوش ہوجائین گے وہ مجمع سب برخاست ہوا ملکہ مع خواجہ اُس چبوترہ پر آئی کہ جس پر بیضہ رکھا تھا اور سحر پڑھکر اُس بیضہ پر پھونکا کہ وہ بیضہ شق ہوگیا ملکہ مع خواجہ اُسمین سما گئی اور وہ بیضہ پھر برابر ہوگیا اور جانب فلک اُڑا خواجہ کو اُسوقت کچھ معلوم نہوتا تھا کہ مین کہان ہون عالم بیخودی تھا یہانتک کہ بعد کچھ دیر کے وہ بیضہ زمین پر اُترا ملکہ خواجہ کو لیکر اُسمین سے نکلی خواجہ نے دیکھا کہ ایک میدان سبزہ زار ہی صدہا فرسنگ تک پھولون کی بہار ہی ہر طرف جوش بہار شادمانی وہ بہار نظر آتی ہی یا بہار عالم جوانی کی کیفیت دکھاتی ہی سرمستان چمن محفل جمائے ہین چشم نرگس کے جام اُس بزم مین لگائے ہین سبزے کی بہار ہی نہرون کی سیر ہی فصل گل کا داخلہ مع الخیر ہی جام گل مین شبنم بھری ہی سرو کی صورت مینائی ہی بلبلون کی بن آئی ہی بے پردہ فروغ رخسار گل سے آنکھ لڑائی ہی ابر اٹکھیلیان دکھلاتا ہی طاؤس مست رقص کرکے دلکو لبھاتا ہی نہرون کی موجین تار ساز رباب ہین جلترنگ کے پیالے حباب ہین طرفہ بہار ہی شاہد گل نثار ہی نظم

پتے ہین ہرے ہرے نمودار	پھولون کے بھرے بھرے ہین رخسار	ہی صحن چمن مین سنبل تر

رخسار پہ گیسوے معنبر	ہمسیل ہین لاجواب ہین پھول	مہتاب ہین آفتاب ہین پھول
ہی نخنہ لالہ زیب ہین طاق	یا سینۂ داغدار عشاق	سوسن کو نہین خزان کا آسیب
محبوب کا ہی دہن مسی زیب	نسرین و سمن بہار پر ہین	سرو قد نوخطان شجر ہین

جسقدر سبزہ ہی زمرد کا ہی اور گز گز بھر کے فاصلے سے یاقوت رنگ کے کھانس کی تحریر دی ہوئی ہی اور نوک پر گھاس کے موتی پروئے ہین اور بیچ مین اُس دشت فرحت آگین کے ساٹھ بنگلے اسطرح کے بنے ہین کہ ایک طرف کے بنگلون مین یاقوت کی گھونگھیان اور زمرد کے کھپرے ہین اور دوسری جانب کے بنگلون مین زمرد کی گھونگھیان اور یاقوت کے کھپرے ہین اور ہر بنگلہ مین پردے مخمل سبز و سرخ کے پڑے ہین کہ یک لخت جواہر دوزوزر بفتی ہین ہر ایک بنگلہ خرم و دلکشا کسریٰ کے محلسے کہین عمدہ فریدون اُسکو اگر دیکھے غیرت سے پردۂ خاک مین مُنہ چھپائے کرسی ہر بنگلہ کی کرسی فلک کو شرمائے چمک دمک مین ہر ایک رشک برج قمر صفا مین دل عارف سے زیادہ صاف تر اُنکی علوے رفعت کے روبرو چرخ مقرنس کا گنبد پست رواق آسمان بے رونق و بے بند و بست خوبی اُن بنگلون کی کیا تحریر ہو الحق ابیات

آنے کا یہان نہین جو سامان	ہین قاف مین بیقرار پریان	
وسعت کا حساب ہی نہ حد ہی	حد ایک ازل ہی ایک ابد ہی	جھک جھک کے ہی دیکھتا عجب سے
گردون مین ہی خم اسی سبب سے	عیسیٰ اگر آتے اُس زمین پر	پھر جاتے نہ چرخ چارمین پر
در ہین کہ کھلے ہین باب رحمت	دو پٹ ورق کتاب رحمت	

اُن بنگلون مین فرش رنگ برنگ کا نہایت صاف و ستھرا بچھا تھا چھتین رنگین عمدہ تزئین مسند مکلف و زیبا قالم و دیبا کا بچھا تھا ملکہ نے قریب اُن بنگلون کے پہونچکر کچھ افسون پڑھکر پھونک دی کہ ہزار در ہزار بنجہ پیدا ہوا اور اُن پردون کو پھاند پھاند کر غائب ہو گیا اب دیکھا تو ہر بنگلے مین ایک ایک پلنگ جواہر کا بچھا ہی اس صورت سے کہ کسی پلنگ کے یاقوت کے سرواہے زمرد کی پٹیان اور موتیون کے پائے ہین اور کسی پلنگ کی پٹیان نیلم کی اور کھپراج کے سرواہے اور ہیرے کے پائے ہین اور اُن پلنگون پر ایک ایک پریزاد حسن اُنکا خداداد دوپٹے آنچل بلونکے اوڑھے جوانی کی نیند مین غافل پڑی سوتی ہین اور گرد ہر پلنگ کے چالیس چالیس زنان یاسمین بدن آرام مین ہین پلنگ پر جو لیٹی ہین وہ ملکہ پریان کی کنیزین ہین اور پلنگ کے نیچے جو آرام مین ہین وہ کنیزون کی کنیزین ہین غرضکہ پردے جاہ و جلال ملکہ پریان کا کہ جسکی کنیزون کی خدمت مین چالیس چالیس پرستارے ہین غرضکہ پردے

جب بندھے ہوا لگتے ہی وہ نازنین خواب ناز سے بیدار ہوئین اور بصد انداز پلنگون پر سے اُٹھین
اُنکی کنیزون نے اُنکا ہاتھ مُنھ دُھلایا چہرہ اُنکا چاند سا نکل آیا ایک ایک اُنمین قمر کو داغ غلامی دیتین
شاہ حسن سے خراج لیتین دہ یار خوبی کی ہر ایک شہنشاہ کشور محبوبی کی پناہ نگاہ عشاق اُنکے عشوے
کی شاگرد بلا اُنکے زلفون کی بلا گرد

نظم

کیا خوب جبین ہی مطلع نور — رنگ رخ صبح جس سے کافور — شیرازہ سپے کتاب ہر ناز
فہرست جریدہ ہاے اعجاز — دونون رخ صاف باغ امید — گویا ہی فرمان ماہ و خورشید
کیا خال نے بھی نمک دکھایا — زنگی پے سیر باغ آیا — چشم آئی جو رخ تلک کسی کی
یان رہگئی مردمک کسی کی

جب وہ نازک بدنان مہر جمال کنگھی چوٹی سے درست ہوچکین اُسوقت خدمت ملکہ بران مین حاضر ہوکر تسلیم بجالائین اور عمدے ہاتھ مین لیکر ساتھ چلین کوئی پنکھیا ہاتھ مین لیے تھی کوئی مورچھل جھلتی کوئی آگالدان کوئی مجمر سنبھالے کوئی دست پاک لیے ساتھ تھین اور ملکہ وہان سے آگے بڑھکر ایک بنگلہ کے قریب آئی کہ وہ سراسر حریر کا تھا اور فرش عمدہ سے سجا شیشہ الات آراستہ ایک جانب کو تخت جواہر اگین گسترده تھا ملکہ اُس تخت پر آکر متمکن ہوئی خواجہ کو پہلو مین بٹھایا رقاصون کو بلایا ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جمایہ تو بعشرت تمام یہان بیٹھی اور وزیر ایلچی کو لیکر جو روانہ ہوا باغ فولاد نے نکلکر ایک سحر اُسنے پڑھا آندھی سیاہ آئی اُسکی تاریکی مین نہ معلوم دیا کہ کہان جاتے ہین جب وہ آندھی موقوف ہوئی اُسی بیشہ مین کہ جو باغ عیش ہی ایلچی پہونچ گیا اور ملکہ سریر عشرت پر جلوہ گر ہوئی تھی کہ خبر آمد ایلچی ہوئی ملکہ نے طلب کرا کر دنگل پر پوچھا یا ایلچی حشمت و شوکت ملکہ دیکھکر دنگ تھا سکتے کا سا رنگ تھا ملکہ نے یہان سے بھی خدمت بادشاہ مین ساحر بھیجکر کہلا بھیجا کہ ایلچی حاضر ہی بادشاہ نے جواب دیا کہ ای ملکہ ایلچی کو بارگاہ عیش مین ہمراہ وزیر بھجوا دو اور تم بھی مع خواجہ اُسیجگہ پر آؤ یہ حکم سنکر ملکہ نے رومال اپنا ہلایا وہ سب لونڈیان اپنے اپنے بنگلون مین چلی گئین اور نیچہ پیدا ہوئے پردے بدستور گرا دیے گئے ملکہ نے وزیر کو اشارہ کیا کہ ایلچی کو لیکر آگے بڑھے وزیر ایلچی کو لیکر وہان سے اور آگے بڑھا اور ملکہ خواجہ کو ساتھ لیکر اُن بنگلون سے نکلکر کچھ دور گئی تھی کہ ایک پہاڑ نظر آیا سر اُسکا تا برخ بریں بلند پایا اُسمین ایک درہ برنگ سیاہ تھا ملکہ اُسی درہ مین قدمزن ہوئی دیکھا اُسجگہ بالکل تاریکی ہی ملکہ نے اپنے پاس سے ایک تختی الماس کی نکالی اور اُسکو جو بلند کیا ایک آفتاب نکل آیا ایسی اُس لوح مین روشنی ظاہر ہوئی ملکہ اور خواجہ

اُسکی روشنی مین روانہ ہوئے اُسطرف ایلچی جو ہمراہ وزیر چلا اُسکو بھی ایک کوہ پرشکوہ نظر آیا وزیر کے ہمراہ جب داخل درہ ہوا ایک ایسی صداے مہیب آئی کہ معلوم دیا طبقہ زمین کا اُلٹ گیا دنیا دہل گئی یہی صدا خواجہ اور ملکہ کو بھی اپنے درے مین سنائی دی اور ہر ایک اپنی جگہ پر بیہوش ہوگیا پھر جو آنکھ کھلی ایک ناؤ پر اپنے تئین سوار پایا دریاے زخار و قہار نظر آیا کہ ہر موج اُسکی دریاے اخضر فلک تک جاتی تھی کشتی دنیا یہ جانے کے خوف سے ڈگمگاتی تھی مینڈھے اُسکے مینڈھے لڑانے پر آمادہ نہنگ اُسکے نہنگ لاڈلے شوخی شرارت بھرے کنارے پر افتادہ پانی اُسکا نہایت صاف اور ستھرا آب گوہر کو شرماتا اُس بحر مین ہزارہا بجرے تیرتے نظر آئے ایک پر ملکہ اور خواجہ سوار تھے دوسرے بجرے پر ایلچی اور وزیر بیٹھے تھے ایلچی کا دریا کو دیکھکر دم نکلگیا دل مین کہتا ہی کہ کوکب اگر چاہے تو اِس دریا مین مجھکو غرق کردے کچھ تیر الیس نہ چل سکے غرض اسی طرح بیچ دریا مین جب پہونچے ایک دیوار بلور کی دکھائی دی کہ سامنے اُسکے پانی پر چبوترہ بلور مین بنا تھا اُسپر گلکاری زمرد کی تھی جھاڑ اور بوٹے اور بیل سب فیروزے کے تھے اور چار کونون پر نرگس دان جواہر کے دھرے تھے اور دہنی سمت کو ایک چمن جواہر کے درختون کا لگا تھا پھولون سے پُر بہار اور خوش ادا تھا نظم

دریا تھا وہ مثل مہر انور	یا نہر تھی سلسبیل و کوثر	اُس بحر کی دیکھ لے جو تزئین
صدقے کرے جوے شیر شیرین	اُس بحر مین مچھلیان وہ گلگون	جس پر تھا نثار حوت گردون
سرسبز نہ کیون ہو وہ گلستان	پیاسون پہ سبیل آب حیوان	تصویرین تھین جابجا جو گلفام
سانچے مین ڈھلے تھے اُنکے اندام	اُس تازہ چمن مین اک چمن ہی	خوبان جہان کی انجمن ہی
جلوہ ہر مصرعہ کا عیان ہی	کیا حسن فردوس کا روان ہی	ہر برگ پہ بس یہی رقم ہی
باد سحری مسیح دم ہی	اُس چبوترے کے کنارے قریب	گلستان ہزارے کے ہزارون

فوارے چھوٹ رہے ہین اور کاسہ بلور کے دھرے ہین اُنمین لالہ پھولا ہی کہانتک وصف اُسکا تحریر ہو ملکہ بجرے سے اُتر کر اُس چبوترے پر آئی اور مسند پر تکلف پر بیٹھی ایلچی بھی مع وزیر خوش تدبیر وہان حاضر ہوا بس بعد لمحہ کے ہواے سرد وزان ہوئی اور ایک لکہ ابر کا دریا کے کنارے سے اُٹھا اور محیط عالم ہوکر موتی برسانے لگا اُن موتیون کے گرنے سے مچھلیان رنگ برنگ کی تمام دریا مین پیدا ہوکر اُچھلنے اور شناوری کرنے لگین یہ معلوم

ہوتا تھا کہ بحر حسن معشوقان قلزم عالم مین جوش پیدا ہی یا محبوبان دہر کے طبیعت رنگین کا رنگ غمزہ و ناز و کرشمہ بنکر ظاہر ہوا ہی خاطر خود پسندان کے دل مین موج اٹھی ہو تلون طبعی ظاہر کی ہی کہ بموجب ابیات

اُس بحر کی دیکھے جو تزئین	صدفے کرے جوے شیر شیرین	وہ بحر تھا یا کہ مہر انور
تھی اُسپہ نثار نہر کوثر	اُس بحر مین مچھلیان وہ گلگون	جس پر صدقے ہو حوت گردون
پر نور یہ شب کو بحر نایاب	ہی حیا در آثار مہتاب	بران دعوے مع ایلچی کے اُس

چبوترہ پر بیٹھے یہ سیر و کیفیت دیکھ رہے تھے کہ دفعتاً ایک طرف اُس دریا مین غلغلہ برپا ہوا اور ہزارہا کشتی اور مورنکھی جواہر جڑی پیدا ہوئین چشم شمس و قمر چندھیا گئی ہوئین زورق نہ افلاک اُنپر ہزار جان سے قربان حوت چرخ کو نثار ہونے کا اُنپر ارمان اُن کشتیون کے بیچ مین ایک مورنکھی نہایت نایاب برنگ ہلال فلک باصد آب و تاب اسطرف آتی تھی اور اُسمین ایک بنگلہ زمرد کا بصد غرور شان بنا تھا گویا سب کشتیون کی جان تھا گرد بنگلہ کے چلمنین پڑی تھین جسکی تیلیان نزاکت مین تار نگاہ شوخ چشمان جہان تھین نہین نہین حوران جنان نے مشتاق دید ہوکر آنکھین لگائی تھین ہر ایک تار نظر کی تیلیان تھین ہر چلمن مین آویزے لعل و یاقوت و زمرد و گوہر کے آویزان تھے ستارے فلک کے اُنکی چمک دمک پر قربان تھے کہ نظم

وہ نقش و نگار مین ہی ایجاد	دیکھے تو ہو تازہ روح بہزاد	گلدام نظر ہر ایک چلمن
ہی چشم پری ہر ایک روزن	ہر در مین عجب صفا کا تھا جوش	کھولے ہوئے حور خلد آغوش
یون گرد تھین چلمنین نمایان	جس طرح کہ گرد چشم مژگان	گرد اُس بنگلہ کے چار آفتاب
محراب کی طرفہ عزد شان ہی		بشر مندہ فلک پہ کہکشان ہی

نکلے ہوئے تھے اور اندر بنگلہ کے بھی روشنی مثل آفتاب کے تھی ایکطرف اُس بنگلہ کے تیلی بلور کی کتاب ہاتھ مین لیے بیٹھی تھی اور دوسری جانب ایک آفتاب سبز رنگ نکلا ہوا تھا اور اُس آفتاب مین سے چہرہ پریزاد کا پیدا تھا کہ وہ ہنستا تھا اور ہنگام خندہ منہ سے مثل مہر تابان روشنی پیدا ہوتی تھی تیسری سمت بنگلہ کے ایک آفتاب سرخ رنگ بسان شمس سپہر ساطع الانوار تھا اور چوتھی جانب سوا سوتپلا طلاے احمر کا چبوترہ ہاتھ مین لیے بنگلہ پر روحہ جنبانی کرتا پس وہ کشتیان اور بنگلہ وغیرہ جب قریب چبوترہ کے آیا دو پنجہ پیدا ہوئے اُس بنگلہ کا پردا اُٹھایا سبنے دیکھا کہ ایک بقعۂ نور تخت پر جلوہ گر ہی

اور اُسمین سے آواز آئی کہ ای شہنشاہ عیاران مزاج آپکا اچھا ہی خواجہ وملکہ نے بہر تسلیم گردن جھکائی
اور عمرو نے عرض کی کہ حضور کے جان ومال کو دعا کرتا ہون یہ شوکت وشہامت شاہ کوکب کی
دیکھکر ایلچی بیہوش ہوگیا اور اُس بجرے سے پھر صدا آئی کہ ای ملکہ اس ایلچی کو لیکر تم بارگاہ مین طلسم کی آؤ
مجھکو ایک کام اس سے لینا ہی اس آواز کے آتے ہی وہ نبگاہ سے غائب ہوگیا اور ملکہ وخواجہ وغیرہ
کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی اپنے تئین کشتیون پر سوار پایا سیر دیکھتے طرفۃالعین مین کنارے اُس
بحر کے پہونچے اور اُتر کر آگے چلے وہ کشتیان غائب ہوگئین ملکہ نے آگے بڑھکر ایک کوہ پُرشکوہ کے قریب
اپنے تئین پہونچایا اور اُسکے درے کو طے کیا جب اُسطرف پہونچے ایک میدان وسیع وسبزہ زار نظر آیا
گلستان ارم سے اُسکو بہتر پایا رضوان بھی اُس دشت مین اگر آتا سیر فردوس بھولجاتا اِس جگہ کی بہار
دیکھکر غش کھاتا اگر بھولے سے کبھی گلزار بہشت کو یاد کرتا تو ہر ایک غنچہ یہان کا چٹک کر باتین سناتا پھر
اُسکو خود فراموش کرتا خاموش اُسکا خروش کرتا صبا وہان کی دم مسیحا خضر وہان کا سبزۂ خضر اغنچون کے
شاخون سے ہر دم یہ اشارے کہ شاخ کہکشان ہم سے تمارے صدقے اُتارے کہ نظم

ہی اُسکی بہار عاشق زار	ہی باغ بہشت صدقے ہر ہا	ہر نخل کو نشۂ جوانی
شبنم ہی شراب ارغوانی	ہین اوج پہ بخت جھومتے ہین	مستی سے درخت جھومتے ہین
گلبن ہی ہر ایک چتر طاؤس	ہی افسر گل کہ تاج کاؤس	گل پھولے ہین جوش ہر طرف ہی
بلبل کا خروش ہر طرف ہی	سرسبز ہی خوشنما ہی طوطی	طوطی کا بھی بولتا ہی طوطی

اُس دشت پر فضا کو کہ بہتر از باغ حسن سبز رنگان زمانہ تھا ایسا آراستہ کیا کہ نہین معلوم کس گلزار
اور غنچہ دہن کی سیرگاہ بنایا تھا بیچ مین اُس صحرا کے ایک بارگاہ رنگین بہتر از زیب وتزئین آستادہ
تھی بارہ ستون مکلل بہ جواہر اُسکے تھے الماس کے استادے تھے رفعت مین اُس بارگاہ کے روبرو
فلک پست دکھائی دیتا جناب مسیح کا یہان آکر پھر چرخ چارم پر جانے کو جی نچاہتا اُس بارگاہ کی نسبت
یہ کہنا روا ہی کہ رواق کسریٰ کہان ایسا ہی سراپردے اُسکے جواہر دوز چمک مک مین ہر قنات نور افروز کہ ابیات

کرتے نہ کبھی بہشت کا غم	آتے اگر اِس مکان مین آدم	وہ صحن جہان کہ چرخ ہو فرش
وسعت مین جواب ساحت عرش	ہموار و مسطح و برابر	ایسا تو نہ ہوگا صحن محشر
پر نور صفا سے اسقدر ہی	جب کھلگئی چشم دل سحر ہی	دیکھے نہ سنے مکان ایسے

ممکن نہین سائبان ایسے | اُس خیمہ مین گر سکندر آئے | آئینۂ دل تک لگائے
فرش اُسکا صفا جو اپنی دکھلائے | پائے نگہ بتان پھسل جائے | زر ریز تمام نور پردے
ہین پردۂ چشم حور پردے | ہی جھاڑ ہر ایک نور آگین | سو جان سے نثار عقد پروین
ہانڈی جو بلور کی عیان ہی | قندیل حرم سے ہم زبان ہی | غرضکہ اُس بارگاہ کے قریب ہو پہنچکر

ملکہ ٹھہری تھی کہ بروے ہوا صدائے نوبت و نقارہ پیدا ہوئی اور اسباب تزک و احتشام زمین پر سیاہ لیکر اُترے دم بھر مین تمام صحرا انسانون سے معمور ہوگیا اب جو دیکھا تو ہزارہا مردہا عصاہاے طلائی جواہر کار لیے طرفہ طرفہ گویان پیدا ہوا پھر طفلان قمر پیکر کا مجمع لحلخے لیے نکلا پھر کئی ہزار سوار زرین لباس اسلحہ جواہر نگار تن پر آراستہ کیے ظاہر ہوا اُنکے بعد ہزارون غلامان حور صورت پوشاک رنگین و گرانمایہ سے پیراستہ عہدے لیے نکلے ازان بعد ساحرون کے اور جادوگرنیون کے تخت پیدا ہوئے کہ ایک ایک ساحرہ صلصورت مین بہتر از حور و غلمان زینت طرازی مین آرایش و زیبایش کی جان زلف چلیپا اُنکی سودا بخش دماغ زاہدان رخسار تابان اُنکے فریب دہ خاطر عابدان و پرہیزگاران سحر ساحرہ کے سر پر لائہ ابر چھایا ہوا بزور سحر وہ ابر موتی برساتا یہ گروہ بھی جب آچکا تو ایک تخت خوبی مین خوش قسمتونکا بخت ظاہر ہوا گرد اُس تخت کے افسران لشکر کا مجمع تھا مگر تخت پر کوئی سوار نہ تھا صرف ایک تاج رکھا تھا برابر اُس تخت کے مرکب باد رفتار پر شاہ گردون وقار سوار تھا لیکن افراط نور سے چہرہ اُس بادشاہ کا بھی نظر نہ آتا تھا ایسا منور و روشن تھا کہ آفتاب کی ضیا کو شرماتا تھا چتر زرین سر پر گردش پذیر سر ایا وہ بادشاہ نور کی تصویر اسپ پری نژاد ایسا ہی زیران اسلحہ کا جواہر مثل مہر فروزان لباس کی عمدگی پر اطلس چرخ دوران کہ نظم

راکب تھے تمام برق رفتار	آئینہ دل ہوا مصقل	کچھ آئے نظر سوار و پیدل
ہر دم ہو زیادہ عمر و دولت	پیدل تھے روان نسیم کردار	آواز نقیب کی یہ صورت
اُس جمع مین ایک شاہ دیکھا	پیدا جو ہٹو بچو کا تھا غل	چمکا رہی تھی صاف پیہل
دل جس سے کہ چور چور دیکھا	تارون مین فلک پیادہ دیکھا	سچ ہی کہ عیان وہ نور دیکھا
سر آگے قدم پہ برق دھر دے	تھا اسپ جو زیران فلک تاز	طائر سے زیادہ گرم پرواز
مانند نگاہ تیز رفتار	چلنے مین صبا کو گرد کر دے	سیار بہ رنگ نجم سیار
	تھی تاج مین شان شہریاری	زیبا تھی اُسی کو تاجداری

کیا تاج تھا تاج بادشاہی | ہمسایۂ رحمتِ الٰہی | مجرے کو نگون ہو تاج قیصر
کرتا ہو سلام شاہ خاور | وہ چتر محیطِ دو جہان تھا | سایہ مین اُسی کے آسمان تھا
وہ چتر تھا سائبان ایام | وہ چتر تھا نور بخش اجرام | تھی اُسکے سبب بہار جاوید
تھا فصل ربیع کا وہ خورشید | خلاصہ مرام وہ بادشاہ ذی احتشام بارگاہ کے در پر اُتر کر

داخل بارگاہ ہوا اور تخت پر بیٹھا جلو خانہ مین ملازمان ہمراہی ٹھہرے سردار اندر بارگاہ کے کرسی و دنگل پر جلوہ گستر ہوئے ملکہ **پریان** خواجہ اور ایلچی کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی دیکھا کہ بارہ ہزار دنگل جواہر نگار لگا ہی ہر ایک پر سردار بیٹھے ہین سامنے تخت نور گستر وہ ہی اُسپر شاہ **کوکب** جلوہ فرما ہی اُسوقت چہرہ روشن اُسکا صاف دکھائی دیتا ہی کہ ایک جوان حسین نہایت خوبصورت ہی جمی بھوین ہین شبنگل مین ماہ طلعت ہی پیالہ شراب کا ہاتھ مین لبون پر تبسم ہی رعب و داب ایسا ہی کہ رستم کا زہرہ آب ہو شوکت برستی ہی ملکہ نے باادب تمام تسلیم کی اور خواجہ نے مجرا کرکے یہ اشعار دعا و ثنا مین اُس بادشاہ فریدون جاہ کے پڑھے کہ بموجب **ابیات**

اورنگ نشین بخت و اقبال | ہنگامہ فروز جاہ و اجلال | طغرائے مثال بخت و دولت
منشور شہامت و جلالت | جم مرتبہ ہمسر سلیمان | قیصر ہی غلام بندہ خاقان
فرمان مین جزو و کل زمین ہی | فیروزۂ آسمان نگین ہی | ظاہر ہو فروغ اختر بخت
خورشید تو چتر ہو فلک تخت | جھک جائے زمانہ بہر تسلیم | ہو زیر نگین تمام اقلیم

خواجہ کو اِس ثنا خوانی کے عوض قریب تخت ایک تخت نور بچھوا کر بادشاہ نے متمکن فرمایا برابر خواجہ کے ملکہ پریان جلوہ گستر ہوئی پھر ایلچی کا مجرا وزیر نے ادا کرایا اُسکو بھی دنگل زرین عنایت ہوا جب قاصد بھی بیٹھ چکا تاج پرنیزادان طلسم کا شروع ہوا ایک ایک پریزاد وہ حسین مہر جبین سامنے آکر ناچی کہ فلک پریزاد کے عشق مین آجتک گردش کرتا ہی بدر کامل اُنھین کے غم محبت مین گھٹکر ہلال ہوا ہی کہ بمقتضاے ابیات

دیکھے جو بدن کا رنگ بلبل | اشکون سے بجھا کے آتش گل | وہ آئنۂ صفا ہو پیدا
ہر عضو مین عکس چہرہ پیدا | ہر عضو سے رنگ جان نمایان | سب جسم لطیف صورت جان
آئینہ مین منھ تو ماہ دیکھے | تب سینہ کو اک نگاہ دیکھے | طبلہ پہ انھون نے جب کھا ہاتھ
دل لیکلیں ایک تھاپ کے ساتھ | غش لوگ ہوئے عجب یہ ہا رنگ | گائین جو ذرا وہ گور سارنگ

ساقیان مہر دیدار نے شراب ارغوانی پلانا شروع کی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا ایلچی نے باادب استادہ
ہوکر عرض کیا کہ مین نامہ دار ہون پیام شاہ طلسم ہوشربا نے یہ دیا ہی کہ ای شاہ ذیجاہ آپکی باہمی زیادہ
کو میری وزیرہ ملکہ صنعت نے ایک ادنی سحر کرکے پکڑ لیا پس مناسب ہی کہ آپسمین فساد نہ کیجیے یہ نامہ
محبت شمامہ لیجیے اور داد اتحاد و وداد دیجیے یہ کہکر وہ نامہ پیش کیا بادشاہ نے منشی کو اپنے اشارہ
فرمایا کہ اُسنے نامہ لیکر پڑھا مضمون نامہ مثل مضامین نامہاے سابق تھا کہ عمرو کو قید کرکے بھیجدو
باہم رنج نکرو ورنہ مجکو لوح تمھارے طلسم کی معلوم ہی اور میرے طلسم کی لوح کسی کو نہین معلوم ہی علاوہ
اسکے میرے قبضہ مین حجرۂ مہنت بلا ہی جسوقت مجھکو غصہ آئیگا بنیاد تمھارے طلسم کی ڈھا دونگا
اینٹ سے اینٹ بجا دونگا یہ مضمون نامہ کا سنکر ملک کوکب غضبناک ہوا اور خواجہ کی طرف مخاطب
ہوکر کہا آپ نے کچھ سنا افراسیاب نے مجکو دھمکایا ہی تمھارا سر مانگا ہی خواجہ نے کہا ای بادشاہ مین حاضر
ہون مناسب سمجھیے تو مجھکو بھیجدیجیے بادشاہ ہنسا اور گویا ہوا کہ خواجہ ایک مچھلی کے پکڑ لینے سے
افراسیاب نے مجکو قید کرلیا ہی سب ملک میرا اُسنے چھین لیا ہی اب بھلا مجھ سے کیا ہو سکتا ہی جو
کچھ تھی وہی مچھلی میرے پاس تھی خواجہ اور ملکہ یہ تقریر سنکر ہنسنے لگے اور بادشاہ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ نے
ایلچی سے پوچھا کہ تو کیون ہمارے پاس آیا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین غلام ہون افراسیاب کا نام
اُسکا لیکر آیا تھا جواب مجھکو عنایت ہو کہ پھر جاؤن یہ عرض اُسکی سنکر ملکہ قہقہہ مار کر ہنسی ساتھ ہی ہنسنے
کے ایک لکۂ ابر پیدا ہوکر برستا ہوا نکلگیا ہوا سرد ایسی چلی کہ جسم مین طاق کے سردی معلوم ہوئی
بعد لحہ کے بادشاہ نے پوچھا کہ ای ایلچی تو کسکا غلام ہی اُسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ مین آپکا غلام ہون اگر
حکم ہو تو ابھی افراسیاب کا سر کاٹ لاؤن یہ سنکر بادشاہ نے خواجہ کی طرف دیکھا عمرو نے کہا سبحان اللہ
حضور کا کیا کہنا قالب کا پلٹ دینا اتنا جلد ہمنے کسی ساحر کو نہین دیکھا واہ واہ بادشاہ نے ہنسکر پھر
ایلچی کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ آنکھین اپنی بند کر اُسنے آنکھین بند کین پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا
مین دریا مین غوطہ کھا رہا ہون گھبراکر ایک طرف کو جو اُبھرا تو دیکھا ایک برج بلورین مین کھڑا ہون
اور سامنے ایک پتلا بلور کا تخت پر بیٹھا ہی پس اُس پتلہ نے نعرہ کیا کہ منم کوکب ایلچی نے بہت جلد
تسلیم کی اُسوقت ایک اور پتلا زمین سے نکلا اُس بلورین پتلے نے اس پتلہ سے کہا کہ دے یکا اسکے ہاتھ پر اُس
پتلے نے ایک ڈبیا اپنی کمر سے نکالی اُسمین اگیاری کی خاک تھی اُسی کا پھینکا ایلچی پر دیا اور پتلہ بلور نے

حکم دیا کہ ای ایلچی جلد جا او ماہی پرنزاد کو شاہ افراسیاب سے چھین لا اگر نہ آنے دے تو مار نا اُس نابکار کو
ایلچی نے یہ حکم سنکر سلام کیا اور اُس تیلہ نے کہ جسنے ٹیکا دیا تھا اُسکے کمر مین پہونچا دیا اور لیکر اُڑا ایک آن
واحد مین اُس راہ سے کہ جدھر سے خواجہ کوکوکب نے بھیجا تھا اِسکو طلسم ہوشربا مین پہونچا دیا یہ
وہان سے شاہ جادوان کو گالیان دیتا سمت باغ سیب چلا اور پار دریاے خون رواں کے اُتر کر
جہان بادشاہ ساحران بیٹھا تھا وہان آیا تمام ساحر حاضر دربار تھے اور ماہی پرنزاد اُسی طرح جام
مین گرفتار تھی بلکہ صنعت بھی حاضر تھی کہ یہ جاکر پہونچا باغبان قدرت سحکمین جادو وغیرہ
ہر ایک نے دیکھا کہ طاق طمطراق تیوری چڑھائے آیا ہی نہ اُسنے شاہ کو سلام کیا نہ جواب نامہ کا لایا
ہی پس ایک ساحر پکارا کہ ای طاق شہنشاہ کو تسلیم کر بے ادبانہ قدم میان نہ دھر اِسنے جواب دیا
کہ مین اِس مسخرے افراسیاب کو تو جانتا بھی نہین کہ کس بالان کے لیے گدھا ہی مین تو غلام شہنشاہ
اعظم جناب کوکب رد تسخیر کا ہون اور اب ماہی پرنزاد کو لینے آیا ہون شاہ جادوان کو یہ کلمات سنکر
غضب طاری ہوا اور کہا او بے ادب تجھکو کیا سودا ہوا ہی کہ ایسے سخنان بیہودہ زبان پر لاتا ہی اُسنے
کہا سودائی تو اور تیرا باپ بے ادب تو اور بیحیا تیری ماں کہ جسنے تجھکو جنا اگر مجھکو شہنشاہ کوکب کا حکم تیرے
قتل کرنیکا ہوتا تو مین تیرا سر کاٹکر اُسکی خدمت مین لیجاتا مگر مجھکو اتنا ہی حکم ہی کہ ماہی پرنزاد کو لے آ
اِس سبب سے مجبور ہون شاہ جادوان کو یہ تقریر سنکر ظاہر ہوا کہ یہ سحر مین کوکب کے گرفتار ہی
آپ مین نہین ہی پہلے تو اُسکی بدزبانی سے قصد کیا تھا کہ مار ڈالون پھر خیال کیا کہ کوکب کہیگا میرا
سحر برطرف نہو سکا اور مین نے اُسکے ہاتھ سے قتل کرایا پس ایسا کچھ سوچکر ایلچی سے کہا کہ اچھا تم ماہی پرنزاد
کو لیجاؤ مین منع نہین کرتا دیکھو وہ جام مین مچھلی ہی جاکر لے لو یہ اُسوقت جام کے پاس آیا اور
شاہ جادوان سحر پڑھنے لگا جتنے ساحر یہان ہین کہتے ہین کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی غرضکہ طاق نے
اُس جام مین ہاتھ ڈالا بیساختہ آپ تمام جسم سے اُس جام مین جاتا رہا ماہی پرنزاد کو تو پکڑ لیا لیکن
غوطہ کھا گیا اور تڑپکر باہر جام کے آیا سحر کوکب کا غوطہ کھانے سے اُتر گیا باہر آکر جو دیکھا افراسیاب
کو سامنے بیٹھے پایا نہایت خفیف ہوا اور شاہ نے پوچھا کہ بتا تو کسکا مطیع ہی اُسنے عرض کیا کہ
مین آپکا غلام ہون مجھکو کوکب نے مسحور کیا تھا یہ کہکر قدم پر دوڑکر گرا اور گویا ہوا کہ ای بادشاہ
میری خطا معاف فرمائیے بادشاہ نے ایک خنجر اپنے پاس سے نکالکر اُسکو دیا اور کہا اِس مچھلی کو اور

بحرین جو سامنے درخت بنا ہوا ہی اُسکو لیجا اور سامنے اُس مرد صحرائی کے پہونچکر دونون کا سر کاٹ
ڈالنا یہ کہکر سحر پڑھا کہ بحرین درخت سے انسان بنا اور اپنے سحر سے اُسکو بیحس و حرکت کرکے کمر
مین نیچہ دیا اور ماہی کو بھی مضبوط تھانبا اور پر پرواز پیدا کرکے چلا اور دریاے سحر کے پار اُتر کر
پہلے بارگاہ حیرت مین آیا ملکہ کو مجرا کیا اُسنے بخاطر تمام بیٹھایا جام شراب دیا اِسنے اُن دونون قیدیون
کو دکھا کر کہا کہ مین سامنے کوکب کے لیجاکر اُنکو ذبح کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور اثناے راہ
مین سوچا کہ انکو پنجہ مین دابے تو کہان تک جائیگا لازم ہی کہ کچھ لشکر ساتھ لے اسی فکر
مین پلٹنا چاہا تھا کہ وہ لشکر جو پہلے ہمراہ اپنے لیگیا تھا پھر اہوا ملک کوکب سے آتا تھا اِسکو ملا کیونکہ
ہمراہ مرزان وزیر تنہا خدمت شاہ کوکب مین کیا ہمراہی اسکے در طلسم پر اترے ہوئے تھے بعد اسکے
مسحور ہوکر پھر آنیکے بادشاہ مذکور نے لشکر کو بھی اِسکے صحراے طلسم ہوش ربا مین پہونچوادیا غرض اُس لشکر
مین یہ داخل ہوا بحرین - ماہی کو قید کردیا اور کوچ کرکے بحشم و خدم چلا ادھر سے یہ چلا اور اُسطرف
سے ملکہ مہرخ - زلیر جادو سگلگون جادو مع لشکر کے اپنی فوج کی طرف جو چلی آتی تھین اسکو
ملین اُنکے لشکر سے کچھ شکر اِسکا لشکر اُترا اِسنے حال اُنکا دریافت کرکے دل سے غور کیا کہ تجھکو بادشاہ
کوکب نے دیوانہ بناکر سامنے تیرے مالک کے بھیجا تھا اور ذلیل کیا تھا اِسوقت تو اُسکا معاوضہ کر
یعنی عمرو خدمت کوکب مین موجود ہی اُسکے لشکر کی بادشاہ مہرخ ہی تو اِسکو دیوانی بناکر مع اُسکے ساتھیون
کے خدمت کوکب مین بھیجدے کہ یہ جاکر اُسکے طلسم مین غدر کرین اور ساحرون کو مارین یقین ہی کہ
کوکب اِسکو بھی قتل کرے اور عمرو کو بھی اپنے یہان سے نکالدے کہ تیرے ہمراہی مجھسے لڑنے آئے
ہین تو بھی جا اور اگر نہ نکالیگا تو سمجھ ضرور جائیگا کہ ایلچی نے اپنے مسحور ہونیکا بدلا لیا غلامان افراسیاب
ایسے ہین بس یہ سوچکر آپ خیمہ سے اُٹھکر جانب بارگاہ مہرخ روانہ ہوا اور جب بازار لشکر ملکہ موصوفہ مین
پہونچا ایسا سحر کیا کہ جس جادوگر نے اسکو روکنا چاہا زبان اُسکی بند ہوگئی غلغلہ اِسکی آمد کا برپا
ہوا بارگاہ ملکہ مذکور مین بھی خبر گئی ملکہ بھی چپ ہورہی اور یہان برق عیار موجود تھا وہ یہ رنگ
دیکھکر سمجھا کہ یہ ساحر زبردست ہی جو آتا ہی مقرر کچھ آفت آئیگی تم نکلجاؤ بس یہ بارگاہ سے نکلکر صحرا مین گیا
اور ایلچی داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ ساحران نامی افسران گرامی دنگلون پر بیٹھے ہین یہ بھی ایک کرسی پر بیٹھا
اور باب تکلم وا کیا کہ اے مہرخ تمنے بڑا غضب کیا کہ شہنشاہ سے بگاڑی اور نمکحرامی پر کمر باندھی مین حاضر

طمطراق غلام شہنشاہ ہون ماہی اور بحرین کو پکڑ کر لیے جاتا ہون سامنے کوکب کے ذبح کرونگا تمکو لازم ہی کہ افراسیاب سے ملجاؤ ملکہ مسطور نے جواب دیا کہ ہمکو اب کچھ کام افراسیاب سے نہین وہ ہمارا دشمن ہی ہم اُسکے مدعی ہین یہ سنکر ایلچی ہنسا اور سحر پڑھکر تین دفعہ تین دین اور پوچھا کہ اے ملکہ تم کسکی تابعدار ہو ان سبنے جواب دیا کہ ہم تیرے مطیع اور کنیز ہین شاہ جادوان کی ہین آپ جو فرمائیے ہم بجا لائین ہماری خطا شہنشاہ سے معاف کرا دیجیے اِسنے کہا تمھارا قصور معاف نہوگا مگر ایک طرح سے کہ تم مع فوج کے سوار ہوکر کوکب کے ملک پر چڑھ جاؤ اور اُس سے مقابلہ کرو کہ اُسنے خداوندشاہ افراسیاب عالی جناب سے مقابلہ کیا ہی تم ہراول بنکر آگے چلو اور ملک کوکب کا لوٹ لو ہین تقصیر تمھاری شہنشاہ جادوان سے معاف کرادونگا اِن سب نے عرض کیا کہ بہت بہتر اور اُسی وقت اٹھ کھڑی ہوئین طاق وہان سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور ان سبنے اُسیوقت قرنائے جنگی کو بجاکر لشکر نصرت اثر تیار کرایا پھر تو یہ حال ہوا کہ بموجب نظم

آراستہ اسقدر ہوئی فوج	آراستہ سب ہوئے دلاسے	ہتیار سوارون نے سنبھالے
فتنہ کا تھا ہاتھ آستین مین	وہ بحر کہ جسکی تھی ظفر موج	آشوب سما گیا زمین مین
ہی حد شمار سے یہ باہر	تمکین ہو نہ کیون نثار لشکر	

غرض یہ سب بحشم و خدم جانب ملک کوکب روانہ ہوئین اور اُسطرف کہ جدھر سے عمرو کے لیے راہ مقرر کوکب نے کی ہی چلین اسلیے کہ جلد پہونچین اور بعد طی مسافت راہ قریب سرحد ملک بادشاہ مذکور پہونچ گئین کیونکہ اثنائے راہ مین دو تھین دوسرے یہ کہ وہ درۂ کوہ جسکو افراسیاب نے بند کیا ہی اور پہلے بیان ہوا کہ ملکہ زیور بمشکل سحر کرکے اُس درے سے نکلی تھی چنانچہ یہ سب سحر مین مدہوش اُسی درے سے روانہ ہوئین اور محافظ درہ نے کہ نام اُسکا آگے بیان ہوگا انکو روکا نہین اسلیے کہ یہ جا کر آفت مین مبتلا ہون حاصل الامر یہ کہ اُس درہ سے راہ بہت نزدیک تھی اور اسی وجہ سے شاہ طلسم نے بند کیا ہی یہ سب اُسکو طی کرکے مقام مذکور کے جب قریب پہونچین وہان ایک دیوار کھچی تھی اور سو دو سو سوار بطور نگہبانون کے وہان شاہ کوکب کی طرف سے اُترے ہوئے تھے یہ شہزادیان یعنی مہرخ و گلعذار وغیرہ فن سحر مین کامل وہ بیچارے محافظ سحر و جادو کے علم سے اُنکے مقابل مین جاہل کیا اُسے لڑ سکتے یہ پہنچتے سحر کھینچکر چلانے اور مارنا شروع کیا دو گھڑی کا عرصہ نگذرا تھا کہ سبکو مار کر گرا دیا ہنگامہ شور و شر مچا دیا سحر کی بجلی چمکی گھٹا گھنگھور گھر آئی سحر کی مار تیرون کی بوچھار ہوئی جب وہ نگہبان سب کام آئے یہ سب

آگے بڑھنے لگے اُسوقت زمین تھرائی اور ایک پتلا یا قوت احمر کا سرخ رنگ مین سے پیدا ہوا
آنکھین مثل مشعل کے اُسکی روشن تھین اور زمین سے نکلتے ہی اُسنے للکارا اے خیرہ سران
یہ کیا غضب تمنے کیا کہ ملازمان شاہ طلسم نورافشان کو قتل کیا یہ کہتا اُسکا اس آواز مہیب سے
تھا کہ سارے لشکر ملکہ مہرخ کے شور پر صدا چھا گئی گاؤ زمین تھرا گئی اور اُس پتلے نے دو ہتڑ زمین پر
مار کر نعرہ کیا کہ اے زمین روک ان مسحورون کو یہ اُسکا کہنا تھا کہ مرکبہاے فوج ملکہ کے پائون زمین مین
دھس گئے یہ سب سواریون کو چھوڑ کر پیادہ ہوئے اور آگے بڑھے پتلے نے پھر دو ہتڑ مارا کہ اے زمین روک
انکو انکے پائون بھی زمین نے پکڑ لیے اور پتلا زمین مین سما کر غائب ہو گیا اور سامنے کوکب کے آیا شاہ
موصوف اُسی بارگاہ مین کہ جسمین ایلچی سے ملاقات کی تھی بیٹھا تھا خواجہ اور ملکہ مہران بھی تخت پر
جلوہ گر تھے تاج ہو رہا تھا جام مے گلفام چل رہا تھا کہ پتلے نے آکر دعا بادشاہ کو دی اور خبر بغاوت ملکہ
مہرخ عرض کی بادشاہ خبر سنکر کچھ کہنے بنا یا تھا کہ ایک پتلا اور آتا ہوا آیا اور بادشاہ کو تسلیم کر کے
عرض رسا ہوا کہ طاق طمطراق ماہی پر زاد۔ اور بحرین کو گرفتار کیے آپ کے پاس آتا ہی اور
ارادہ رکھتا ہی کہ ان دونون کو سامنے بندگان دارا دربان کے ذبح کرے یہ خبر سنکر بادشاہ نے مرخ
جانب عمرو کیا اور کہا کچھ آپ نے سنا کہ ملکہ مہرخ ہمسے لڑنے آئی ہی یہ کیسی آپکی دوست اور آپکے لشکر کی
بادشاہ ہی خواجہ نے یہ سنکر فرط خجالت سے گردن جھکالی اور بادشاہ نے سحر پڑھکر دستک دی ایک لکہ
ابر اُسیوقت برسے ہوا پیدا ہوا اور اس ابر سے ایک موتی برنگ طاؤس آسمان نکلی اُسکے پرون پر ایک
کتاب جسمین نیرنگی طلسم مثل نیرنگ بازی فلک تحریر تھی رکھی ہوئی اور مورنی بھی نہایت خوبصورت
تھی پرون پر اُسکے داغ مثل گلہاے گلزار پر بہار تھے یا داغ دلہاے عاشق بہار یار تھے چال اُسکی
مثل معشوق طناز تھی پیاری صورت رشک شاہد عربدہ ساز تھی پس وہ مورنی خرام ناز دلبران کو
رنگ دکھاتی چمان چمان سامنے بادشاہ کے آئی بادشاہ نے وہ کتاب ڈنڈوت کر کے اُسکی پیٹھ پر سے
اُتار لی اُسوقت دو پتلے نظر آئے کہ اُس کتاب کو مورچھل جھلتے تھے چنانچہ بادشاہ نے سو سو اشرفی انکو
نذر دی اور کتاب کو وا کیا اور حال مہرخ دیکھا کتاب مین لکھا تھا کہ ایلچی کو تو نے مسحور کیا تھا
اُسنے عوض اُسکا لیا کہ اس ملکہ کو دیوانہ بنا کر تیرے اوپر بھیجا ہی یہ معلوم کر کے کتاب بند کی اور پشت پر مورنی کے رکھدی
اور سحر پڑھا کہ مورنی اُڑ کر ابر مین گئی اور ابر چلا گیا بادشاہ نے خواجہ سے کہا کہ آپ فکر نہ فرمایئے اور رنجیدہ نہوجیے

شکایت میری آپ سے دربارۂ انحراف مہرخ بھیجا ہی اسلیے کہ وہ آپ مین نہین ہی ایلچی نے اُسپر سحر کیا
ہی اب جبتک وہ ایلچی مارا نجائیگا ملکہ مسطور کا ہوش مین آنا محال ہی خواجہ نے یہ کلمات سنکر صفتا
بادشاہ مین زبان کھولی اور ندامت کے رفع ہونے سے قوی دل ہوکر عرض پیرا ہوا کہ ای بادشاہ ایلچی اتنا بڑا
زبردست ساحر چیدہ کرکے افراسیاب نے آپ پاس بھیجا تھا کہ جسنے ملکہ مہرخ ایسی ساحر کو مع اُسکے لشکر
ہمراہی کے مسحور کردیا پس ایسے ساحر کو دیوانہ بنانا آپ ہی کا کام تھا واہ واہ اب آپ ہی کا کرم حال پر
مجھ ضعیف و پاشکستہ کے بعد افضال خدا چاہیے کہ جملہ امور میرے نادرست انتظام پائین کہ بموجب مضمون

بیٹھے جو ترے وہ خاک در پر	جاتا رہے بخل کیمیا گر	دارائے جہان خدیو کیہان
دارا سے ہزار تیرے دربان	بخشا ہی خدا نے زور وہ دل	رستم بھی نہو سکے مقابل
یہ حسن یہ زور یہ حکومت	یارب رہے تا ابد سلامت	بادشاہ یہ تعریف سنکر خوش

ہوا اور فرمایا کہ ماہی کو جو گرفتار کیا تو یہ کمبخت سیلان و باران کدھر مرگئے تھے یہ کہکر ایک سحر پڑھا کہ
جہان سیلان وغیرہ ہون جلد حاضر ہون یہ دونون ساحر لشکر ہمراہ خواجہ جو گیا تھا اُسمین تھے سحر نے
بادشاہ کے جب خبر دی ایک نے دوسرے سے کہا کہ اب بڑا غضب ہوا بادشاہ نے ہمارے یاد کیا ہی
ہم لڑکر مرجاتے تو اچھا تھا اب آنکھ چار نہو سکیگی غرض حکم حاکم سے ناچار ہوکر اُسیوقت حاضر خدمت ہوئے بادشاہ
نے انھین بہت کچھ لعنت ملامت کرکے فرمایا کہ اب تمھین لازم ہی جبتک اپنی افسر ماہی پریزاد کو رہا نکرلاؤ
اُسوقت تک مجھکو صورت نہ دکھاؤ جلد جاؤ اور ایلچی دشمن کو قتل کرو اور لشکر جو خواجہ کے ساتھ گیا تھا اُسکو
ہمراہ اپنے لو یہ حکم سنکر دونون لشکر مین پھر آئے اور لشکریون کو حکم بادشاہ سنایا وہ فوج ظفر موج مسلح و مکمل
ہوکر مثل دریاے فنا و سیلاب قلزم قضا روان ہوئی گرنا کا شور تا بہ گردون پہونچا ساحرون کے اژدہا
سے روے زہر کا لاہو گیا سم قاتل ہاران سحر نے ہوا کو دنیا کی مسموم کردیا یا مخالف بحر عالم مین چلنے
لگی کشتی حیات عدو تباہ نظر آئی تنہاے سحر بروے ہوا روان تھے ابر کے لکے سرون پر سائبان تھے
جنگل آتش سحر سے جلتے سانپ زہر اُگلتے ہیر غل کرتے بادلون سے آگ پتھر برستے ہتیارون کی چمکا چاک
سے گردبی فلک پر دہ جلتے کانون پر ہاتھ دھرتے شور ش آب تیغ و خنجر سے محیط خوف و خطر مین عالم غرق

وقت فرق کردن و فرق نظم	دیکھا نہین اسطرح کا لشکر	تھا حد شمار سے وہ باہر
دشنہ تھا ہر ایک برق سے تند	تلوار سے تیغ کوہ ہی کند	وہ آب کہ جس سے کشتہ سیماب

وہ تاب کہ جس سے سیم بھی آب | آئے جو چمک کے سوے سیلاب | دو ہو کے بہے ادھر اُدھر آب
موجین اگر اس روش رواں ہون | قیمہ ترے آب مچھلیان ہون | چنانچہ یہ لشکر تو بڑے کروفر سے

برسم ملیغ ایلچی پر روانہ ہی مگر پہلے حال برق فرنگی کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ جو لشکر سے بروقت آمد ایلچی نکلگیا تھا صحرا مین ٹھہرا رہا جب شاہد روز نے مقنعۂ سیاہ شب مین روے انور اپنا چھپایا اور صحرا مین شام کا سہانا وقت آیا یہ نظم

تاردن کا ہجوم سے نکلنا | صحرا مین ہوائے سرد چلنا | شیشے مین پری کا جیسے مسکن

سر شام عیار مذکور نے مقام تنہا مین ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک عورت کسبی کے بنائی گیسوے سیاہ سر پر قریب جبین آراستہ کیے جنبش سے طلب کو فیض دیے آنکھون مین جادو نگاہی اور سحر کاری رخسار غیرت بخش فصل بہاری ہالۂ قمر کی طرح دل عشاق اُسکے گرد پھرے عشوہ و ناز بر نگاہ مشتاقان دیدار تصدق ہو بلائین لے بلکہ نگاہ جادو نگاہان شاگردی کرے غبغب و زنخدان طفل دل کی بازی کے لیے یہ گودہ چوگان نہین نہین سیب ذقن ریاض حسن کی زیب تھا یا دریاے صفا کا گرداب بلا ریب تھا گردن وہ نازک اور اُسکے قریب گوشہاے نرم کا ہونا صراحی و جام کا بزم حسن مین جمع ہونا تھا کان شوکت و شان لازم اُنکو کہتا تھا سینۂ انمول چھاتیان اُسکی گول سڈول باغ خوبی کے دو رنگترے رس بھرے یا دو کبوتر تلکاس بھرے

یا دو تقابدار سرکش یا دو جام وارژگون پر از بادۂ سرخوش الحاصل نظم

کیا خوب جبین ہی مطلع نور | رنگ رخ صبح جس سے کافور | شیرازہ بے کتاب ہر ناز
فہرست جریدہ ہاے اعجاز | صحبت مین جو باریاب ہو جاے | آئینہ حیا سے آب ہو جاے
دونون رخ صاف باغ امید | گویا ہی قران ماہ و خورشید | سینہ کے بیان کیا ہون اوصاف
دُبیان معجون ماہ کی صاف | کیا نور ابد ملا ازل مین | سینہ ہی کہ آئنہ بغل مین
پر نور شکم ہی آئینہ صاف | ہی چاہ ذقن کا عکس وہ ناف | چیتے کی کمر بہت ہی مشہور
نازک ہی یہ اُس سے چشم بد دور | تو صیف ہو زانو ون کی کیونکر | دو پلۂ حسن ہین برابر
ہر گام پہ ہی یہ قول قامت | کل کیسی کہ آج ہی قیامت | اس صورت زیبا سے

درست ہو کر جانب لشکر ایلچی چلا اور قریب لشکر جب پہونچا کمیدان رسالہ دار افسران لشکر خیمون کے دروازون پر کرسیان مونڈھے بچھائے بیٹھے کسی طرف گھوڑون کی لین تھی کہین سپاہ مشغول

آرام دیہین تھی بازار لشکر مین کھلا تھا کنور الھنکتا تھا سپاہیون کے بستر لگے تھے کڑھاؤ چڑھے تھے
ہر سمت گھما گھم مردمان لشکر خوش فہم اُن لشکریون نے جو دیکھا کہ ایک معشوق گلبدن رگل پوش خندان
لب شیرین مگر خاموش بصد آن وادا اٹھلاتی اسطرف آتی ہی رفتار اُسکی گردش بخت کو بھی چالین
سکھاتی ہی زلفین دوش پر کھلی ہین شکار طائر ہوش کرتی ہین پیراہن جسم مین رنگین و پُر زر ہی
شفق سرخ مین جلوہ اختر ہی اسطرح سرخ دوپٹے مین ٹنکا جواہر ہی اور بیت افشان کی چمک سے
دشت روشن ہ ذرون پہ بھی مہر کا تھا جوبن + یہ دیکھتے ہی ہر ایک لشکری مفتون و فریفتہ
ہوا مفلس کا تو کمر بند ڈھیلا ہوا وہ تو گردن جھکا کر رہگیا الداروں نے سر بلند کیا نوجوان حسن جوانی
اور دولت شباب سے مغرور تنکر اپنی اُمنگ دکھانے لگے زر و زمکنت کا ڈھنگ دکھانے لگے جب وہ
دولت بیدار قریب ترآئی عاشق تنون نے یہ بات سُنائی کہ بیت بیمار محبت کو شفا ہوا بھی حاصل ہ
کیون جی مجھے دامن کی ہوا کیون نہین دیتے + کوئی نوجوان قریب آکر پکارا کہ مطلع تیغ ابرو سے
تری ہم نہین ڈرنے والے + دھمکیون مین کہین آجاتے ہین مرنے والے + کوئی اُسکے زلف پر خم
کی تعریف کرتا اور کوئی رخسار انور کا دم بھرتا کوئی شعر عاشقانہ پڑھتا کہ بیت جان دینے مین بھی
ہی ترک وفا کا پہلو + تم یہ سمجھو گے جفا میری اُٹھائی نہ گئی + کوئی پکارا کہ ای جانی وای مایہ عمر و زندگانی ذ
ذرا دم لے کہ تا ہم کچھ نگاہ یار مین ٹھہرین + نہین اتنی مروت اپنی بیتابی مین پاتے ہین + یہ اشعار جوان
عیار دلدار نے سنے اور زیادہ کمر کو بل دیا کونون کا عالم دکھایا کبھی مسکرائی کہین تیوری چڑھائی دوپٹے کو
کاندھے پر سے ڈھلکا دیا سینہ کھلگیا نوکیلی پستانین برچھی کی انی بنکر جوانون کے سینون مین پار
ہوئین ایک کمیدان نے اپنے خدمتگار سے اشارا کیا کہ اس نازنین کو میری صحبت کے لیے خدمتگار
اٹھکر ساتھ ہوا اور ایک مقام تنہا پاکر اُس غنچہ دہن کو روکا اور کہا آپ اگر طوائف ہین تو بیوی اپنا
معمول بتائیے آپکے سبب سے دو پیسے ہمین بھی ملجائین اُس فتنہ گر نے ہنسکر کہا کہ کسکی طرف سے
تو پوچھنے آیا ہی اُسنے کہا بیوی ہمارے میان کمیدان صاحب پانسو روپیہ کے ملازم ہین اُنسے تمسے
رسم ہو جائیگی تو آج بر کیا ہی بہت کچھ فائدہ ہمیشہ ہوا کریگا اس پُر فن نے کہا مین پانچ اشرفی شب بھر کی
لیتی ہون خدمتگار یہ سنکر کمیدان پاس گیا اور اشرفیان لیکر اُس ستمگر کے پاس آیا اشرفیان دیکر اپنے
حق کا طالب ہوا رنڈی نے کہا تو مجھکو میان پاس چل مین بہت کچھ دلا دونگی خدمتگار اُسکو ہمراہ لیکر

پشت خیمۂ کمیدان مذکور کی طرف آیا اور سر لچہ اُٹھا کر اندر خیمہ کے اُسکو پہونچایا اور آپ اگر میان کو اشارہ کیا کہ جائے
مین لے آیا اندر خیمہ کے وہ موجود ہی کمیدان برخاست کر کے اُٹھے اور اندر خیمہ کے آئے یہان فرش مکلف
بچھا تھا پلنگ ایک طرف آراستہ تھا نیچے پلنگ کے مسند بچھی تھی چنگیر پھولون کی دھری تھی کشتی شراب
ناب کی آراستہ تھی کمیدان نے آتے ہی اسکو آغوش محبت مین کھینچا یہ تڑپکر علیحدہ ہوئی اور کہا خفا
نہ چلے بیٹھو مجھکو یہ دھاچوکڑی مین سچ کہون پھوٹے دیدون نہین بھاتی کیا نگوڑا اس نوچا کھوچی
مین ہی اخلاص رکھیا ہی کمیدان نے کہا ای آرام جان بیت ہی شوق گھرے ہوئے ہین دل
ہی دلکا ابھی یہ جوش اول ۔ اس عیار کو تو یہ منظور ہی کہ کسی طرح مین طاق ایلچی کے پاس
پہونچون اور اسکو قتل کرون جب کمیدان کو جوش مستی مین پایا ہاتھا پائی کرنے لگا کبھی گود
مین آبیٹھا اور کبھی مثل سیماب پہلو سے بیتاب ہوکر نکلا جیسے عاشق کا دل پُر اضطراب بیقرار ہو یون
پہلوے یار مین تھا کبھی سسکی بھرتا کبھی غمزۂ چشم و ابرو سے تبسم کرتا کبھی ہاتھا کو ٹتا اور کہتا فرد آیا ہی
کہان سے مرد بے ننگ ۔ مین سخت ہون اُسکے ہاتھ سے تنگ ۔ اسی ہاتھا پائی دھینگا مشتی مین
اُسنے ایک جام شراب کا پیا اور چاہا کہ اب اس شوخ و چنچل کو اپنے ڈھنگ پہ لاؤن اس عیار نے اُسکے
تیور پہچانکر اور اُسکی آغوش سے نکلکر در خیمہ پر اپنے تئین پہونچایا اور کہا دوہائی ہی طاق جادو کی اس موے
کمیدان نے میری آبرو بھی لی اور میرا سارا گہنا اُتار لیا ہاے میرے چھرے بڑے کڑے پن سے اُتارے
چوہے دندیان بھی موس لین بالیان ٹالا بالا تابخس کین کیا اس کمبخت کے یہان روپیہ کا توڑا
تھا جو میرا توڑا لیا سر کا چھپکا لیکر محتاج کر دیا ارے دوڑو میری فریاد کو پہونچو اتبو لشکر کے لوگ دوڑے
کمیدان صاحب حیران مستی سب غائب کہ مفت مین بدنام بھی ہوئے کہ بڑے یہ بدمعاش
عیاش ہین اور چور بھی نہ لعنت بکار شیطان جو آتا ہی وہ دیکھتا ہی کہ اُس عورت کے بال کھلے ہین
بوسون کے نشان رخسار پر ہین پاپے پڑے ہین رانین ہیکر اُسنے لال کی ہین کمیدان چپ سکتے کے
عالم مین کھڑے ہین لنگی باندھ رہے ہین یہ حال دیکھکر بازاری آدمیون کی زبان کون روک سکتا ہی
کوئی کہتا تھا کہ بھئی غریبون کا کیا ذکر امیرون کی یہ کیفیت ہی کوئی کہتا اجی امیرون
کی تو بن پڑی ہی وہ جانتے ہین کہ ہمین کوئی کچھ نہ کہیگا اور اگر کہیگا بھی تو کوئی یقین کب کریگا
کوئی بولا ارے بھائی نام بڑا درشن تھوڑے مشہور تو کمیدان صاحب اور حرکتین یہ نامعقول کوئی

پکارا کیون بیوی تم اس قزاق کے پالے کیونکر پڑین تمھارا کسنا قسمتی ہوگا رنڈی بولی کہ اے میان
فقط میرے کے کڑے ہزارون کے تھے ایک بازاری نے یہ سنکر جواب دیا کہ بھی تف ہی ایسی عیاشی پر
دوسرے نے کہا یہ کمیدان آخر کیونکر بنے یون ہی مال مار مار کے آخر موٹے ہوگئے کمیدان کے ملازمون
کو یہ آوازے جو بُرے معلوم دیے سبکو مارنے دوڑے کہ بدمعاشون تمکو کسنے انصاف چکانے بلایا
ہی وہ سب پہلے تو متفرق ہوگئے گر کہتے ہوے کہ یہی تو ترکیب رکھی ہی کہ جو کوئی بولیگا تو اُسکو ڈانٹ لینگے
تو صاحب پرایا مال چھین لینگے اور کہینگے کہ بولو نہین یہ کہتے ہوے پھر آگے بڑھے اور ہجوم کیا پھر متعلقون
نے کمیدان کے للکارا چاو میان کیا بھیڑ لگائی ہی اُس رنڈی نے دوڑکر دو ایک کا دامن پکڑا اے
میان تمھارے صدقے گئی میرا اسباب دلادو ابتو انکو زیادہ تر بولنے کا موقع ہاتھ آیا رنڈی کے واسطے
بنگئے بولے ہم تو دم بھر مین انسان کی آبرو بگاڑ ڈالے ہین اس مین اپنا سگا باپ کیون نہو یہ تو
کمیدان ہی ہین کیا دگگی ہی رنڈی کا مال ہضم کرلینا لے لیئے اسی مین خیر ہی کہ چپکے سے دلوا دو ورنہ
نہین ساری کمیدانی معلوم کردونگا کمیدان کو غصہ ان باتون سے آیا اور کہا مارو انکو ملازم تلوارین لیکر
بڑھے بانکے لوگ رنڈی کے حمایتی یہ کہتے پیچھے ہٹے کہ اری آہم دیکھ ابھی نکا زبردستی پنا دکھائے دیتے ہین
دیکھو ساری ہیکڑی نکلی جاتی ہی یہ کہکر رنڈی کا ہاتھ پکڑے سیدھے بارگاہ طاق کی طرف چلے اب پھر انپر
لوگون نے آوازے کسنا شروع کیے کسی نے کہا کہ لٹی کے وارث ہین کوئی بولا بھئی خوب کمیدان ہاتھ
بھیجی کسی نے کہا ارے میان یہ پیشہ کب سے تمنے سیکھا اور اگر پیشہ بھی اختیار کیا تو ایسے کنگرو دن ہال
مردم خوردن سے بچتے رہے ہوتے ان باتون کا یہ جواب دیتے کہ یہ پیشہ ہم نکرتے تو ہمارے فاقون کے تم
مرنجاتے پھر تمھاری ہنہین روٹی کیونکر کہا تین غرضکہ خوب بھکڑ ہوتا غول کے غول ساتھ شور قہقہہ بنکا
بلند قریب بارگاہ ایلچی پہونچے اُسنے جو یہ ہنگامہ اور غوغا اندر بارگاہ کے سنا گھبراکر سبنے سلام کرکے حال عرض
کیا اُسنے جلاجا اسنکر رنڈی سے کہا رات کو میری بارگاہ مین چلکر رہو صبح کو کمیدان سے کہنا بھی دلا دونگا اور
مین بھی بہت کچھ سرفراز کرونگا رنڈی راضی ہوئی اور اندر بارگاہ کے گئی بانکے لوگ مُنہ دیکھکر رہگئے یا لوگون
نے پھر کہا ارے میان اپنا حق تو مانگ لو ایک بولا بھئی پہونچائی خوب دوسرے نے کہا اجی رات خیریت سے
گذرے تو صبح یہ خیر صلاح پوچھنے آئینگے اُسی وقت انعام بھی پائینگے غرضکہ یہ مجمع تو ہنستا بولتا ایک طرف
روان ہوا اور طاق پھر کر بارگاہ مین آیا رنڈی ایک کونے مین گوشۂ فرش پر مؤدب بیٹھی تھی اسنے اُسکو

صورت دار اور صاحب وضع دیکھکر کمال پسند کیا اور خادم خدمتگار وغیرہ کو اشارہ سے کہا تم باہر جاؤ وہ سب چلے گئے تنہائی جب ہوئی یہ اُس غارتگر جان پاس آیا اُسنے بھی انگڑائی لیکر اپنی گات دکھائی چھاتیون نے سرکشی جتائی یہ دوڑکر لپٹ گیا اُسنے بھی سینے سے سینہ ملا دیا یہ گود مین اُسکو اُٹھاکر مسند پر لایا اُسنے جلدی سے چھوٹے کپڑے پھانکے اور جوڑا بال کا سمیٹ کر باندھا منھ بناکر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو دابا اور کہا مورے کے ہاتھ تُومین جیسا میرا گہنا موے نے اُتار لیا یا سامری ستیاناس کمبخت کا ہو یا جمشید اچھی طرح مُکھ سے میرا مال نکھا سکے سنا میان مین نے بھی موے کی خوب بوٹیان نوچین ایسا کاٹا ہو کہ موڈی کاٹے کا پنڈا ہی جانتا ہوگا ایلچی نے یہ کوسنا اور منھ بنانا دیکھکر نقد ہوش کھویا اور گلے سے لگا لیا کہا مین ابھی گہنا تجکو دیتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور ایک طرف کو اس بارگاہ مین صندوق رکھے ہین اُسمین سے ایک صندوق کو اکیا کہ اُسمین کچھ زیور اور روپیہ رکھا تھا غرضکہ یہ تو صندوق کھولنے مین مصروف تھا اُس عیار نے کشتی شراب کی کھینچکر ایک گلابی سے شراب ساغر مین بھری اور اُسمین بیہوشی ملائی اتفاق سے اسوقت طاق نے بھی پھرکر دیکھا اسلیے کہ اس مہ جبین کو پاس بلاکر گہنا دکھاؤن پس نگاہ اُسکی بیہوشی ملانے پر پڑی کہ اس عورت نے کچھ پُڑیا سے نکالکر جام مین ڈالا یہ دیکھتے ہی اُسکو گمان بد ہوا اور عیار مذکور کی طرف گھورنے لگا عیار بھی اُسکی نگاہ پہچان گیا اور دور تو بیٹھا ہی تھا غاطک مار کر قریب سرائچہ پہونچا طاق حیران کہ یہ لوٹ کیون گئی اس عرصہ مین اُسنے سرائچہ اُٹھا بقوت تمام اپنے تئین باہر پہونچایا اتبو طاق بھی سمجھ گیا کہ یہ کوئی عیار تھا کیسلیے کہ اس صحرا مین ایسی حسین اور نازنین کا ہونا ممکن نہین اگر ہوگی بھی تو کوئی دیو پردے مین دیہانت ہوگی اور پھر اتنا زیور اپنا بتاتی تھی مگر ملازم کوئی ساتھ نہین پیادہ یہانتک آئی اور پھر یہ فقرہ کہ کمیدان نے مال میرا لے لیا واقعی یہ عیار تھا پس یہ سوچکر صحن بارگاہ مین آکر بزور سحر یہ بھی اُڑا اور حبس مین برق کے چلا وہ اتنے عرصہ مین بہت دور نکلگیا تھا اور صحرا مین آکر ٹھہرا تھا یہ اُسکو ہر جگہ ڈھونڈھتا پھرا اس عرصہ مین جسم شاہد شب سے زیور انجم عیاش روز نے اُتار لیا اور سحر خندان بارگاہ عالم مین آئی اور بادۂ آفتابی عیار سحر نے ساحر شب کو پلائی کہ موجب منظم

غرض انجام شب نے منھ دکھایا
فروغ صبح کا پھر خیمہ آیا

نگہبانون کی آنکھین ہوگئین بند
اُٹھے واعظ برائے بارش پند

صبح کو طاق پھرکر بارگاہ مین آیا

اور رقعہ رشید کی منگاکر دیکھا کہ عیار جو عورت بنکر آیا تھا کہان ہے رقعہ مین معلوم ہوا کہ سامنے ہو

پہاڑ پہ اُسکے درہ مین بیٹھا ہی یہ معلوم کرکے اُسنے پرواز کی اور پھر گرفتاری برق درۂ کوہ مذکور کے قریب پہونچا اُس مقام پر برق اِس فکر مین تھا کہ اب کسی اور تدبیر سے جاکر کام اِس ساحر کا تمام کرون اِسی اندیشہ مین تھا کہ طاق جا پہونچا اور للکارا کہ باش او ناہنجار اب کہان میرے ہاتھ سے جائیگا برق یہ نعرہ سنکر بھاگا مگر اُسنے سحر ایسا پڑھا کہ پانون زمین نے پکڑ لیے ساحر خوش ہوکر دانتا ہوا چلا کہ بغیر مار ڈالنے کے کب چھوڑونگا یہ تو اِسطرح چلا اُدھر برق نے جلوۂ شاہد مرگ کو دیکھکر درگاہ رب غفرت مین برجوع قلب استغاثہ کیا کہ ای چارہ سازدرماندگان میری مدد فرما کہ فرد زخم دل وسینہ درہین تیرے + دلہاے شکستہ گھر ہین تیرے + ناوک دعا ہدف مراد پر بیٹھا یعنی مہتر قران جو اول بیان کیا تھا کہ برق کے ساتھ ہی اور جوگی بنکر مریخ کو اُسنے مارا تھا فی الجملہ اِسوقت وہ ساحر بنا ہوا اِس ارادہ سے کہ لشکر ایلچی کا حال مین بھی چلکر دیکھون اِدھر آتا تھا اُسنے دور سے قید ہونا برق کا دیکھا ازبسکہ ساحر تو بنا ہوا تھا ہی دوڑا اور پکارا کہ ای بھائی طاق طمطراق ذرا ٹھہرنا مین بھی لوٹ تو اِس ناہنجار کو مارنا کہ میرے دل کی لگی بھی بجھ جائے طاق یہ آواز سنکر ٹھہرا اور پھر کر دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک ساحر جسکے ہر بن مو سے شعلۂ آتش نکلتے ہین تہمد کھاروے کا باندھے جٹا مین سر سے تا پا تین جگہ سے گتھی ہوئین کانون مین کنڈل ڈالے ترسول ہاتھ مین لیے اِسطرف آتا ہی یہ دیکھ رہا تھا کہ قران قریب آیا اور اُسنے پوچھا کہ ای برادر کہو کیا کہتے ہو قران نے کہا او ایلچی صاحب اِس پہاڑ کے اُدھر میرا گھر ہی مین ایک کام کو گیا تھا بیٹا میرا گھر مین تھا یہ کمبخت عیار وہان گیا اور میرے بیٹے کو بیہوش کرکے اِسنے مارا اور گھر میرا لوٹ رہا تھا کہ مین آگیا مجکو دیکھکر یہ ایسا بھاگا کہ پتا نہ لگا آج تمنے اِسکو قید کیا مین تلاش مین اِسکی تھا اب تم صحرا کی طرف دیکھتے رہو کہ کوئی حمائتی اِسکا نہ آجائے مین سر اِسکا کاٹ لون طاق اِسکے کہنے سے جنگل کی طرف دیکھنے لگا اور اِسنے بغدہ کر سے کھینچکر کہا دیکھیے آخر وہ حمائتی اِسکے اُدھر سے آگئے ساحر اِس کہنے سے مڑکر دیکھنے لگا اور اِسنے پہلو پر سے بغدہ بقوت تمام اُسکے سر پر مارا کہ سر چکر بھیجا پاش پاش ہوگیا اور وہ تڑپکر واصل جہنم ہوا غلغلہ گرد و دار و گیر برپا ہوا آندھی آئی آگ برسنے لگے بعد ہنگامۂ عظیم آواز آئی کہ مارا طاق طمطراق جادو ایلچی شاہ جادوان کو یہ آفت جو برپا ہوئی لشکر ایلچی مین بھی خبر مرگ ساحر مذکور پہونچی اور لشکر کے ساحر دوڑے برق رہا ہوکر تعریف عیاری قران کر رہا تھا کہ لشکر نے آکر ان دونون کو گھیر لیا یہ بھی خنجر کھینچکر اُس لشکر پر جا پڑے اُس فوج مین ساحر سب

بین یقین تھا کہ یہ گرفتار ہو جائین مگر بقدرت کردگار مرنے سے طاق کے ماہی پرنزاد اور بحرین جو قید تھے
اُنپر سے سحر اُتر گیا اور رہا ہو گئے پس بحرین زمین پر گر کر دریا بنا اور مچھلی اُس دریا مین کود گئی اور وہ دریا
موج مار کر چلا اور دم بھر مین قریب لشکر مخالف پہونچکر بڑھنے لگا لشکری بہت گھبرائے اور آگ سے
لگے کہ شعلہ آتش دریا کو خشک کر دین لیکن وہ دریا کب خشک ہو سکتا ہے کیونکہ صنعت کو جب بادشاہ
ساحران نے سحر تعلیم کر کے بھیجا تھا تو اُسنے بدقت تمام ماہی کو پکڑا تھا یہ لشکری کب اُسکو گرفتار کر سکتے ہین
آخر دریا ایسا بڑھا کہ لوگ اُسمین غوطہ کھانے لگے پانی کی طغیانی ہوئی بمشکل جان بچانی ہوئی یہ
آفت تو تھی ہی طرہ اُسپر یہ ہوا کہ سیلان و باران جو لشکر لیکر ماہی تھے اِسوقت یہان آکر پہونچے
اور ہنگامہ رزم برپا دیکھکر لشکریون کو حکم دیا کہ ہان لینا اِن خیرہ سرون کو لشکری سب تلوارین
کھینچکر اور نانچ تیغ پکڑ کر آگے اور سیلان زمین مین گر کر غائب ہوا اور سیلاب پیدا ہوئی اور
باران برسے ہوا جا کر ابر بنا اور برسنے لگا العیاذ باللہ زمین سے دریا جاری اُوپر سے آب سحر برستا لشکری
سحر کی مار کرتے جسپر بوند پانی کی پڑتی جسم غربال ہوتا ایک طرف یہ مصیبت کہ لشکریون نے باران کے
مارے تلوار تہلکہ ڈالدیا بچ گنے کی بھی فرصت نہ ملتی تھی قدم اُٹھانا محال تھا صرف تلوار چلتی تھی تیغ کی دھار
نے زندگی کا گھاٹ بند کر دیا تھا موت کا دریا بڑھا چڑھا تھا بانسون پانی سحر کا اُونچا تھا تلوار کی
چمک سیلاب تھی کشتی حیات غرقاب تھی وہ لشکر خون عدو کا پیاسا تھا طاق کا لشکر حباب آسا
تھا برق خنجر دشمن مین دم باقی نتھا اسطرح سحر کی بجلی چمکتی تھی کہ جرعہ کشان ساغر اجل کے لیے ابر تھا
دریا تھا مگر سوائے موت کے کوئی ساقی نتھا روحون کے گذر جانے کو تیغ آہنی بحر ہستی کی پل آہنی
تھی شمشیر کی دھار دھارا بنکر روان سر و تیغ مین دشمنی جانی تھی گرداب بلا تلوار کا گھاٹ اس بحر آہنی مین تھا
کسکے بدلے غضب کا کاٹ تھا دور احسام تیز کا ماہی گیر اجل ماہی جان کے لیے چارا اُسکا پھل قضا سے
کسیکو چارہ نتھا جو ہر روانی دکھلائے صمصام دشمن کو یا نتھا کہ بموجب بیات

تھا گرم دہان اجل کا بازار	تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار	لایا جو سپر عدو ہی کیا مال
ہی تیغ قضا کی بھی کہین ڈھال	کس طرح چلے نہ خصم سرکش	وہ تیغ تھی موج بحر آتش
دہشت تلواری جو چھائی	مشکل سے بدن مین روح آئی	یاد آئے اگر یہ تیز شمشیر
پانی کو ذرا بوقت تصویر	اول تو قلم کا سینہ پھٹ جائے	تصویر کھینچے تو رنگ کٹ جائے

تا دیر خوب لوہا برسا ہر ایک کا فر جان بچانے کو ترسا آخر موت کے گھاٹ کشتی تیغ پر چڑھکر سب گئے زندگی کے
دریا سے پار اُتر گئے جو لشکر کہ ہمراہ ایلچی تھا زندگی سے ہاتھ دھوکر پیام اجل سنکر جانب عدم گیا ایک متنفس نہ
بچا دم بھر مین سب کا دم گیا جب میدان صاف ہوا سیلان و باران ظاہر ہوئے اور ہر ایک نے
قران و برق کے قدم آنکھون سے لگائے ماہی پرزاد بھی دریا سے نکلی اور سیلان وغیرہ سے
شناکی ہوئی کہ خوب تمنے ہماری خبر لی ان ساحرون نے بہت کچھ عذر کیا اور مژدہ فتح لیکر خدمت
کوکب مین قصد چلنے کا کیا اس لشکر کو حکم دیا کہ اسی جگہ اُترے اور ماہی پرزاد سے کہا کہ تم بارگاہ
استاد کر اکر ٹھہرو اور ان عیارون کی دعوت کرو ہم خدمت شہنشاہ مین جاکر عرض حال کرتے
ہین جیسا ارشاد ہوگا وہ عمل مین آئیگا ماہی نے منظور کیا لشکر کا اُتارا ہوا بارگاہ استاد ہوئی ماہی
اس بارگاہ مین ایک عوض سحر سے بناکر شاہ وری کرنے لگی بحرین بارگاہ مین عیارون کو لیکر آیا عیار
صورت بدلکر بآرام تمام بیٹھے اور ساحر مذکور خدمت بادشاہ موصوف مین گئے لیکن مہرخ وغیرہ جو منحور
بہ سحر ایلچی ہوکر کوکب پر چڑھ گئی تھین اُسکے مرنے سے ہوشیار ہوکر آپسمین گویا ہوئین کہ یہ ہم کس سے
لڑنے آئے تھے افسوس کہ اپنے طرفدار شاہ کوکب سے ہم مقابلہ کرنے آئے اب لازم ہے کہ بھاگ جائین یہ کہکر
عنان عزیمت منعطف کی اور جب طلسم ہوش ربا کی جانب چلین پانون اُنکے جو زمین نے پکڑ لیے
تھے وہ چھوٹ گئے اور اُنھون نے رو بفرار رکھا اُدھر وہی تپلایا قوت سرخ کا جسنے پہلے انکو رد کیا تھا بادشاہ
کے پاس گیا اور بعد تسلیم بصد تعظیم عرض رسا ہوا کہ مہرخ اپنے آنے سے منفعل ہوکر بھاگی ہے شاہ نے
خواجہ سے فرمایا کہ آپ نے کچھ سنا اب جو ہمسے لڑنے آئی تھین وہ بھاگی ہین عمرو نے پھر تعریف کی کہ ای
بادشاہ آپ کے اقبال سے وہ ایلچی یقین ہے کہ قتل ہوا اب اُن کنیزان ناچیز کی مجال ہے جو ملازمان
حضور سے مقابلہ کرین اس گفتگو مین سیلان و باران حاضر خدمت ہوکر دعا و ثنا ربادشاہی
بجالائے اور حال قتل ایلچی عرض کیا کہ اسطرح عیارون نے اُسے مارا بادشاہ نے یہ خبر سنکر بہت تعریف
و تحسین خواجہ کی کہ خواجہ صاحب آپکا اور آپ کے شاگردون کا مثل و نظیر نہین سبحان اللہ ایسا

دشمن کو ستم شعار ہین سب	بس فتنہ روزگار ہین سب	بجلی کو صلاح دین لگا آگ
خرمن سے کہین کہ ہو ہوا بھاگ	تلبیس ہے ریشہ ریشہ اُنکا	عیاری و مکر پیشہ اُنکا
حیلہ جسے کیجے ذات اُنکی	تہمت جسے کیجے بات اُنکی	یہ باتین ہین بہر قتل کفار

لیکن ہین وہ دین پناہ و دیندار	تعظیم و شرف مین کعبہ کردار	ویران کن سومنات کفار
فرمان قضا مین نام انکا	توقیع فرد کلام انکا	یہ تعریف فرما کر ارشاد فرمایا کہ

اب ہم بغیر دعوت کیے مہرخ کو جانے نہ دینگے آپ خواجہ صاحب تشریف لیجائین اور اُن سب سے ملاقات کیجیے اور اُنکی دعوت بھی فرمائیے پھر رخصت کر دیجیے یہ خواجہ سے خطاب کر کے مخاطب بجانب ملکہ بزان ہو کر فرمایا کہ ای فرزند خواجہ سلامت کو سمت ملک یاقوت رنگ روانہ کر دو اور تم بھی عقب مین سامان مہمانداری درست کر کے جاؤ اور ملکہ موصوفہ کی خاطرداری مین مصروف ہو یہ ارشاد کر کے ایک کاغذ اپنے پاس سے نکالکر خواجہ کو دیا اور کہا اس کاغذ کو جام آب مین گھولنا ایک ساحر پیدا ہوگا جو حکم کیجیے گا وہ بجالاویگا غرض کاغذ دیکر ساحرون کو حکم دیا کہ خواجہ کو ملک یاقوت رنگ مین لیجاؤ ساحر تخت پر سوار کر کے خواجہ کو لیچلے ایک حکمنامہ بنام حاکم قلعہ یاقوتیہ طائر سحر کو دیکر روانہ کیا مضمون یہ کہ خواجہ تشریف لاتے ہین اپنا حاکم انکو جانکر اور اطاعت مین اُنکی بدل سرگرم رہنا ورنہ معرض عتاب شاہی ہوگے یہ حکمنامہ قبل از پہونچنے عمرو کے حاکم قلعہ مذکور کو پہونچا اور اُسکے موجب کاربند ہوا اور عمرو کو ساحر لیکر چلے بعد انکے جانے کے ملکہ بزان کو یہ حکم ہوا کہ اب تم سرحد پر ہمارے طلسم کے جہان مہرخ ہو ایک بارگاہ عالیشان بھجوا دو کہ جبتک خواجہ انکو بلا نہین وہ آرام سے رہین ملکہ مذکور یہ حکم سنکر اٹھی اور شاہ کو تسلیم کر کے باہر دربار سے آئی اور تعمیل حکم کرنے لگی اُدھر مہرخ جو بھاگی تھی اُسنے دیکھا کہ ایک بیابان کوسون تک سبزہ زار ہوا اور اُس صحرا کے بیچ مین ایک دیوار دھوئین کی نظر آئی اور آگے جانے کی راہ نپائی ناچار ایک جگہ ٹھہرین اُسوقت ایک بارگاہ عالی اُس بیابان مین استادہ دیکھی کہ کلس اُسکے آسمان سے باتین کرتے ہین چارسو کلسیان یاقوت رمانی کی اُسپر جڑی ہین اور ہر کلس پر ایک ایک مور بیٹھا ہے منقار مین اُن موردن کے موتیون کے مالے ہین بیچ مین قبہ بارگاہ پر بہت بڑا کلس چڑھا ہے اُسپر سورج چمکی لگی ہے جو شمس سپہر کو بھی شرماتی ہے اور فرش و شیشہ آلات وغیرہ سے وہ جاے دلکشا ایسی آراستہ ہے کہ جیسے بارگاہ رنگاری گردون کو اکب سے پیراستہ ہے کہ بموجب منظم

کیا پیش نظر چھتین ہین رنگین	سب رشک نگارخانہ چین	ہین چاندیون مین نور کیا کیا
مہتاب ہے نا صبور کیا کیا	شطرنجیون مین جو خط عیان ہین	ہمشکل خطوط آسمان ہین
کرسی ہے ہر ایک عرش پایہ	اللہ کا اُس جگہ ہے سایہ	دے کونج جو رخصت قدمبوس
آئے ابھی اُڑکے تخت کاؤس	زینت کی ہوئی یہ طرفہ تکمیل	جو جھاڑ ہے عرش کی ہے قندیل

ہر جا پہ کنول ہین حد سے باہر	اگر دون پہ کہان ہین اتنے اختر

مہر خیران ہوکر قریب بارگاہ کھڑی تھی کہ چند ساحر معزز ان طلسم مین سے قریب اسکے آئے قبا مین سبکے گلون مین عمامے سرون پر مین ہر ایک مسن مہذبی کے سبکے دن انھون نے باادب سلام کرکے عرض کیا کہ یہ بارگاہ حضور ہی کے لیے شاہ کوکب نے بھیجی ہی اور یہ زمین بھی انھین کے عملداری مین ہی آپ بارگاہ مین تشریف لیجلین اور راحت و آرام کرین شاہ مذکور کے یہان آپکی دعوت ہی مہر خ نے کہا از خردان خطا و از بزرگان عطا ہم قصور وار شرمندہ احسان بادشاہ ہین کہ ہمنے انکے ملازمون کو تہ تیغ کیا اب کیا منھ لیکر بارگاہ مین جائین ساحرون نے کہا ان باتون کا ذکر نکیجیے ملازم شاہ آپ کے ہاتھ سے نہین مارے گئے افراسیاب کے ہاتھ سے مارے گئے لڑائی مین اور ہوتا کیا ہی آپکی آئین کیا خطا ہی ایلچی کو ہمارے شاہ نے مسحور کیا اسنے آپ سے بدلا لیا الغرض ملکہ مسطور مع سردار و افسر کے سواری سے اتر کر جانب بارگاہ چلی نقیب صدا دیتے تقادت لگانے لگے ڈنکے بڑی شان و شوکت سے ملکہ جب جلوخانہ مین پہونچی دیکھا دو رویہ قناتین برابر نقش و نگار کھچی ہین بیچ مین سڑک ہی سرخی اسپر کٹی ہی جواہر بچھا ہی دو طرفہ بازار لگا ہی ہر قسم کی اشیائے نفیس کا ڈھیر اور انبار ہی ہر دوکاندار ساحر و ساحرہ صف بصف قطار ہی لیلی اگر اس بازار کو دیکھتی بازار محبت قیس کی سیر چھوڑ دیتی دیار مصر کی عشق یوسف مین زلیخا خواہش نکرتی بیت لعل ایسے کہ جنسے سرخ بازار + یاقوت کے موتیون کے انبار + سامنے دروازہ بارگاہ کا رشک باب خلد برین پردے ہر ایک غیرت پردہ چشم حور سنے سڑک پر گلاب کیوڑہ چھڑکتے کمر مین انکے کٹورے چاندی سونے کے گھڑے مہر وماہ کی تھالی کو اپنے جوڑے برابر نہ سمجھتے ملکہ موصوفہ سیر دیکھتی داخل بارگاہ ہوئی صفت اسکی بیان ہو چکی لشکر گرد بارگاہ جو خیام استادہ تھے اسمین اترا اور کئی ہزار ساحر معزز ہمراہ ملکہ دنگل و کرسی پر اندر بارگاہ کے متمکن ہوا ملکہ تخت پر جلوہ گر ہوئی اسوقت کچھ تخت اڑتے ہوئے بارگاہ مین آکر اترے جنپر نازنینان مہر طلعت سوار تھین اور سامان رقص ہمراہ رکھتی تھین چنانچہ وہ سامنے آکر ناچنے لگین پیمانہ شراب گردش مین آیا اسی ہنگامہ مین جسنے دائرہ ماہ مین شراب نوبرساتی قدرت نے معمور فرمائی آفتاب ڈھلگئی دن گذرا اور رات آئی نظم

بیٹھے جو وہان تمام تھا روز	تھا ماہ فلک پہ جلوہ افروز
مہتاب کا خود بھڑک گیا دم	تا دور وہ چاندنی کا عالم

سر شام کچھ ساحرون نے ایک صحبتی مین بارگاہ کی دسترخوان بچھایا تکلف تمام بچھایا پھر روشن چوکی ہوئی بڑے تکلف سے خاصہ آیا اور دسترخوان چنا گیا پھر ملکہ کی

خدمت مین عرض کیا کہ حضور خاصہ اکش فرماوین ملکہ اور سردارون نے خاصہ نوش فرمایا اور سر اُٹھایا
بارگاہ اُٹھوا دیے سیر و کیفیت صحرا کی سب دیکھنے اور میخواری مین پھر اپنی جگہ پر آکر مصروف ہوئے ناچ ہونے لگا
اب اُدھر طرفہ تماشا ہوا کہ ایک آندھی سیاہ آئی دنیا تاریک ہوگئی ہر ایک پر بیہوشی چھائی بعد لمحہ کے جو ہوش
آیا نہ وہ بارگاہ نہ بازار کسی کا پتا نہ پایا اور اپنے تئین ایک کرسی مرصع نگار پر ملکہ نے بیٹھے پایا اور سب سردار
بھی کرسیون پر کہ سادی طلاے احمر کی تھین بیٹھے تھے اور وہ کرسیان سطح آب پر بچھی تھین نیچے اُنکے دریاے زخار موجزن
تھا اسی بحر پر جوش پر فرش مصفا بچھا تھا ہر سمت مسندین عمدہ آراستہ تھین فرش پر ناچ ہو رہا تھا پانی بحر کا
ایسا صاف تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا جیسے بلور کی زمین ہے اور لہرون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بلور کو تراشا ہے اور
نقش دار بنایا ہے دریا مین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتی تھین اور چاندنی روشنی لہرون مین ملکر اور رنگ
لیتی تھی ستارہاے فلک کا عکس جو پانی مین پڑتا تھا ہزارہا کنول دریا مین تیرتا نظر آتا تھا چادر آب پر

چادر مہتاب کا فرش عجب کیفیت دکھاتا تھا کہ ابیات

دریا تھا کہ عشرت چمن تھا	ایک نور کا بحر موجزن تھا	کیا نور تھا دیکھیے جدھر نور
آتی تھی نظر تجلی طور	دریا کی وہ ہر طرف روانی	تھا آب حیات اُسکا پانی

غرضکہ یہ سب تو محو حیرت ہو کر نیرنگی دیکھنے مین مصروف ہین لیکن اب حال مبارک فال مہر فلک عیاری
سنیے کہ یہ جو ہمراہ ساحرون کے روانہ ہوئے کچھ دیر کے بعد قریب ایک ملک کے پہونچے سواد شہر کے عوض
آگ لگی ہوئی معلوم ہوئی جب قریب تر پہونچے تو چار دیواری شہر کی یاقوت احمر کی پائی اور دروازہ بھی
اُسکا یاقوت کا ترشا ہوا تھا جسپر زمرد کا مینا کیا تھا ہزارہا ساحر یاقوتی لباس پہنے بعہدۂ دربانی حاضر تھا
سبنے خواجہ کو سلام کیا اور خواجہ ہنوز داخل شہر نہوئے تھے کہ ڈنکا بجنے کی صدا آئی اور سواری کے اہتمام کرنے
والے ظاہر ہوئے یعنی اُس ملک کا بادشاہ ملک لالان **یاقوت پوش** تخت یاقوت نگار پر سوار
تاج یاقوت سر پر قباے قلم کار یاقوت احمر در بر چار قب شاہی سے آراستہ چتر مرصع گردش پذیر جلو مین ہزارہا امیر
و زیر بالہاے مروارید سے گردن پر آستہ کئی ہزار یاقوت پوش سوار ہمراہ بان بردار برچھی بردار خاص بردار
عہدے ہاتھون مین لیے خادم خدمتگار سواری کی شوکت قابل واہ واہ خواجہ عالی جاہ کے استقبال کو
آیا اور اپنے ہمراہ تخت پر بٹھا کر اندر قلعہ کے لیچلا قلعہ کو جو خواجہ نے دیکھا تو عجب سامان آرایش و زیبایش نظر آیا ہر مکان
یاقوت سرخ کا تعمیر پایا دوکانات مثل گلشن رنگین پُر از نقش و نگار تزئین مین پیرایۂ بیار سطح

دیکھا عجب اژدحام مردم — ہر سمت ہجوم عام مردم — جھنگیرنون کی کہین دکانین
اُڑتی ہوئی وان عجیب تانین — ساقی کا منہ کے بول بالا — منہ سے کسی نے دھوان نکالا
عالم وہ دکان جوہری پر — جسطرح کہ برج ماہ واختر — بیٹھے ہوئے اک طرف کبابی
آئے ہوئے وان کئی شرابی — پُرنور مٹھائیون کے وہ تھال — خورشید کی ٹپک پڑے رال
وہ گرم وہ سرخ تافتانین — بھوکون کی فدا تھی جن پہ جانین — بھٹیاری کی طرفہ آبداری
لیلی نے پکائی تھی نہاری — اشمار بھی تازہ تازہ موجود — سیب اور بہی انار وامرود
پونڈے کی گنڈیریان وہ نایاب — دُلیان مصری کی جنسے بے آب

دارالعمارۂ شاہی مین آئے اور سریر حکومت پر بادشاہ نے وہان کے بٹھایا آپ سرگرم اطاعت ہوا خواجہ نے اُس شہر مین آکر اپنا لباس بھی سرخ کرلیا یاقوت پوشی اختیار کی پھر ہمراہ ملک لالان باغ یاقوت مین آیا حصار باغ جواہر سرخ کا پایا اس باغ کی کیا تعریف کیجائے طلسمات کا باغ سرخیون کی نارنگیون سے بھرا ہر درخت کا تنہ یاقوت رمانی سے منڈھا گلستان عالم مین یہ باغ ہر ایک گلزار سے سرخرو نہرون کی یمان کے نہرلے بہشت سے زیادہ آبرو پھل ہر ایک لطیف وخوشگوار ہر ایک شاخون کو فرط نزاکت سے بار درخت مونڈون بلند قامت مارے سرخی کے ہر چمن مین بلبلون کا خروش جونہال تھا دہ معشوق گلابی پوش کا جوبن دکھاتا یہ عالم نظر آتا کہ نظم

سجے ہین ہرے ہرے نمودار — پھولون کے بھرے بھرے ہین غنچے — ہے صحن چمن مین سنبل تر
رخسار پہ گیسوے معنبر — بمثل ہین لاجواب ہین پھول — مہتاب ہین آفتاب ہین پھول
ہے تختۂ لالہ زیب مین طاق — یا سینۂ داغدار عشاق — سوسن کو نہین خزان کا آسیب
محبوب کا ہے دہن مسی زیب — تھے گرد چمن مکان بہ کثرت — جسطرح کہ قصرہاے جنت
آراستہ سب مکان وہ نایاب — پُرنور بسان برج مہتاب — دیکھے نہین فرش روشن ایسے
گل تکیے ہین مہر وماہ جیسے — آراستہ ہر پلنگ زرین — پھولون کی چمن مین جیسے تزئین
والانون مین فرش ہین جو خوش رنگ — پیدا ہے بہار نقش از رنگ — ہر ایک طرف لگی ہے جو میز
پھولون کی سیج نزہت انگیز — دیوار مین نصب جو کنول ہے — روشن دل عارف ازل ہے
شمعون کی زبان پر انا النور — شعلے سے بھی کم تجلی برق — خواجہ عمر وہیج مین باغ کے جو پھرتا

تھا آسمین فردوس ہو کر نظارہ گلہاے گلشن مین مصروف ہوے اور ایک جام مین پانی طلب کرکے کاغذ عطیہ کو کیا مین

کھولا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحر جسکی ناف سے پانی جاری تھا نکلا اور خواجہ کو تسلیم کرکے عرض پیرا ہوا کہ غلام کو گرداب جادو کہتے ہین اور فی الحال حسب الحکم شاہ عالی جاہ کوکب ملکہ مہرخ کو سیر دریائے سحر دکھا رہا ہون اگر آپکا حکم ہو تو ملکہ مذکور کو داخل باغ یاقوت کردون خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے تجھکو اسی لیے بلایا تھا جلد اُن سبکو یہان لے آ ساحر مذکور یہ حکم سنکر زمین پر گرا اور پانی ہوکر زمین مین جذب ہوگیا وہان مہرخ وغیرہ دریا مین کرسیون پر بیٹھی سیر دیکھ رہی تھین کہ دفعۃً ایک برق دریا مین چمکی سبکی نگاہ خیرہ ہوئی پھر جو دیکھا تو اپنے تئین کشتیون پر سوار پایا کہ دریا مین وہ کشتیان روان ہین یہانتک کہ بیچ دریا مین پہونچکر وہ کشتیان چکر کھاکر غرق ہوئین ان سبکی کچھ عرصہ کے بعد جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ نہ وہ دریا ہے نہ کشتیان نہ وہ سامان آرایش و زیبایش ہے ہم سب ایک قلعہ مرخ کے قریب ایستادہ ہین حیران ہوکر آگے قدم بڑھایا اُسوقت ایک ساحر سامنے سے پیدا ہوا اور اُنسے کہا کہ ای ملکہ مہرخ وغیرہ آپ سبکی دعوت خواجہ عمرو نے اس ملک یاقوت نگار مین دھوم سے کی اور منتظر آپکے ہین جلد تشریف لیچلیے ان سبنے یہ سنکر جواب دیا کہ ہم بھی مشتاق ملازمت خواجہ ہین جلد اُنکی خدمت مین ہمکو لیچلو یہ کہنا تھا کہ کچھ تخت سحر کے آئے اور اُن سب کو سوار کرکے لیچلے اور داخل قلعہ یاقوت کیا یہ سب سیر آبادی قلعہ مذکور کرتے ہوئے جیسا کہ اوپر وصف اس شہر کا بیان ہوا قریب باغ یاقوت پہونچے در باغ پر خواجہ کی طرف سے کچھ ساحران معزز بر سم استقبال آئے اور ہر ایک کو خدمت خواجہ مین لیگئے اُنھون نے باغ کی بہار اور مکانات کی آرایش ویسی ہی جیسا مذکور ہوا ملاحظہ فرمائی اور خواجہ نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور خلعت عنایت فرمایا مقام صدر پر بٹھایا ناچ ہونے لگا ساقیون نے بادۂ ارغوانی سے دماغ اہل انجمن گرم کیا یہان تو یہ مصروف عشرت ہین اُدھر شاہ کوکب نے سیلان و باران کو حکم دیا کہ تم جاکر ماہی پریزاد کو مع تمام لشکر کے میرے طلسم کی سرحد پر لے آؤ مین ہمراہ خواجہ اور لشکر کرکے بھیجونگا تمسے کچھ کارزاری مقابلہ افراسیاب مین نہوسکی اب تم نگہبان در طلسم رہو اور عیارون کو رخصت کردو یہ حکم سنکر دونون ساحر منفعل ہوکر آئے ہوئے اور لشکر مین پہونچکر قران و برق کو رخصت کیا اور آپ مع بحرین وغیرہ کے کوچ کرکے در طلسم پر آکر ٹھہرے یہان دو روز تک خواجہ نے ملکہ مہرخ کی اس دعوت مین ملکہ پران بھی بحشم و خدم مع کئی ہزار کنیزان زرین پوش کے تشریف فرما ہوئی اور ہر ایک سے ملی ملک لالان نے تذر دی نذر اُسکی معاف فرمائی پھر مہرخ سے بڑی گرمجوشی سے باتین رہین اور کئی ہزار کشتی جواہر کی ملکہ مذکور کو اس شاہزادی

نے پیشکش کی اسی طرح دو روز مصروف عیش و نشاط رہے جب تیسرے دن مہمان فلک چہارم دسترخوان اس
سبز رخ پر آکر بیٹھا اور مطبخ عالم سے دھوان سواد شب کا دور ہوا کہ ابیات

وہ صبح کہ ہوش کو کرے گم	محبوب کا جس طرح تبسم	دیتی تھی نسیم صبحگاہی
اعجاز مسیح پر گواہی		

صبح کو ساحران ذی تبار طلب ہوئے اور مہرخ کو تنہائے
سحر پر مع تمام سردارون کے سوار کرا کر رخصت کیا ساحر انکو راہ نزدیک سے سرحد طلسم ہوشربا مین
پہونچا گئے یہ سب لشکر اپنا ساتھ لیکر اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے ادھر سے تو یہ چلے اور اُسطرف سے
دونون عیار یعنی برق و قران آتے ہین اور بعد رخصت مہمانان ملکہ بران عمرو کو ہمراہ لیکر اپنے
قلعہ ہفت رنگ مین آئی اور شاہ کوکب اپنے مقام پر جاکر مصروف عیش و آرام ہوا

داستان رنگین بیان خبر یاب ہونا افراسیاب کا دعوت مہرخ اور قتل ایلچی سے اور غضبناک
ہونا اُسکا اور راہ روکنا مہرخ کی شیاطین جادو کا اور آنا ملکہ بران کا رہائی مہرخ کے
لیے اور راہ کھولدینا اُسکی پھر آنا باغبان وزیر کا برائے گرفتاری برق و قران اور پکڑلینا
قران کا باغبان کو اور منت کرکے چھڑانا گلچین زوجہ باغبان کا اپنے شوہر کو اور آفرین
کرنا باغبان کا عیارون سے کہ عمرو سے مین برائی نہ کرونگا اور یہ خبر سنکر بدظن
ہونا افراسیاب کا وزیرمذکور سے اور پھر شیاطین کا راہ روکنا مہرخ کی اور آنا ملکہ
حنائے گلگون پوش معشوقہ کوکب کا بمقابلہ شیاطین اور گرفتار کرنا اُسکو اور داخل
ہونا مہرخ کا اپنے لشکر مین اور چلے جانا حیرت جادو کا اندر طلسم کے المولف

ہر پھر کے ہین تجھی سے ہی کام	ہان ساقیا پھر ہو دورۂ جام	یون دور مین آئین جام ترے
جیسے پھرتے ہین دن کسی کے	کیا گردش بخت کی حکایت	کیا جور فلک کی بس حکایت
میخانہ کا آج بند ہی در	لو پھوٹ گیا مرا مقدر	کرتے نہین رند آج مستی
مستی کیسی ہی فاقہ مستی	ساغر کا بھی دل الم سے ہی خون	میخانہ کا رنگ ہی دگرگون
مُنھ باندھے صراحیان پڑی ہین	اور شیشون کی ہچکیان بندھی ہین	ٹوٹے ہوئے دل ہین شیشے سارے
ہین جام بھی پھوٹ پھوٹ روتے	میخانہ مین تھے جو رند سب یار	وہ ہوگئے آج اپنے اغیار
نفرت انھین مجھ سے ہوگئی ہی	راحت مرے دل کی کھوگئی ہی	ہین نا بلد رہ محبت

کیا جانون کہ کیا ہی راہ الفت
ہر وقت تھے جو کہ ساتھ رہتے
منھ پھیر کے دوست چلتے ہین آہ
یہ چین بہت ہی رند تیرا
مجکو مرے اشک رو گئے ہین
کب دیکھیے عیش کے دن آئین
کب دیکھیے شام رنج جائے
بیٹھے ہین جو آہ آہ کرتے
غفار و رحیم ہی وہ واللہ
بس حکم کا انتظار ہی اب
پھر آئے ہین یار انجمن مین
یان ساقیا دے شراب سبو مین
بھولا رہا راہ میکدہ آہ
سچ ہی یہی قول بے کم و کاست
کیون بھٹکیگا کاروان مطلب
از راہ رو رہ فصاحت

بیتاب ہون آج غم کے مارے
آتے نہین خواب مین بھی میرے
ساقی مرے درد کی دوا دے
ہی جور فلک سے غم نے گھیرا
پھر آئین جو اپنے دل کے مطلب
میخانے مین میرے ہمسن آئین
کب دیکھیے میکدے مین ہو عید
کب دیکھین ہین قاہ قاہ کرتے
گر حکم کرے تو ابر رحمت
آتے کہو یہان بہار ہی اب
باب مطلب کی ہی خبر بھی
دیکھو تو ذرا اٹھا پھر آئی
ساقی کی نگاہ دیکھو بدلی
کھولے ہوئے آئین پھر مرے ہوش
ہی خصلت کرم جو تیرا زیور
ہی رند کو موج مکر رہ راست
بس جاہ لکھو نیا فسانہ
کر دند رقم چنین روایت

ہر رات کو گن رہا ہون تارے
دشمن جو ہوا ہی چرخ جانکاہ
پیمانہ کو منھ سے پھر لگا دے
رخصت مرے ہوش ہو گئے ہین
ساقی کے کرم ہون دیکھیے کب
کب صبح نشاط منھ دکھاتے
کب ساقی مہ لقا کی ہو دید
اللہ پہ بس نظر رکھو جاہ
ہر سائے شراب عیش و عشرت
لو کھلتے ہین پھول پھر چمن مین
لو کھلگیا میکدے کا در بھی
ہی جلسہ و میکشی چمن مین
لو کھلگئی رنج و غم کی بدلی
زاہد نے کیا تھا مجھکو گمراہ
بہکا ہوا آ یا راستے پر
قلقل ہی صراحی کی جرس جب
صدقہ جسپر ہوا اک زمانہ
محصوران حصار سحر و نیرنگ

سرگردانان کوہسار و بیابان پر خار و سنگ مسحوران جادۂ پر آفات و خطرناک۔ و آوارگان بادیۂ پر بیم و باک کشافان راہ سحر و افسونگری۔ و قطع کنندگان منازل جادو پروری۔ ساحران لشکر مضامین کو دشت قرطاس مین یون محصور فرماتے ہین اور جادۂ ہنر و معانی گستری مین بخوف ہو کر اسطرح قدم اٹھاتے ہین کہ شاہ بادوان بے ایمان افراسیاب سرگردہ متکبران بیابان طلسم سے اٹھکر باغ سیب مین پھر آیا تھا اور تخت پر تکیہ پر بیٹھا تھا کہ چند طائر سحر اور بگولے لاش طاق ایلچی کی اڑاتے ہوئے اس مقام پر آئے اور طائرون

نے تمام ماجرا ایلچی کا بیان کیا کہ اسطرح برق رندی بنکر آیا اور یون قران نے بندہ اُسکے سر پر لگایا
بادشاہ مذکور یہ حال سنکر آگ ہوگیا اور سامنے باغبان وزیر کھڑا تھا اُس سے کہا کہ کیون ای وزیر
خوش تدبیر ہوسکتا ہی کہ تو اس برق ناعیار کو گرفتار کرکے سامنے میرے لائے اور اُس کالیے قران
کو براہ کیفر کرداری پہونچائے سر اُسکا کاٹ کر قلعہ طلسم کے کنگرہ پر چڑھائے وزیر مذکور نے عرض کیا کہ اقبال
حضور شریک حال چاہیے ابھی گیا اور اُن دونون کو پکڑ کر روبرو بندگان والاشان شہنشاہ لایا بادشاہ
نے یہسنکر خلعت رخصت عنایت فرمایا اور وزیر روانہ ہوا جب یہ چلنے لگا تو زوجہ اسکی ملکہ گلچین جادو کہ
حاضر دربار تھی بنگاہ حسرت منھ اسکا دیکھنے لگی یہ صورت جو بادشاہ نے دیکھی ہنسکر فرمایا کہ کیون ای ملکہ تمھارے
شوہر کو بھیجین ساحرہ نے باادب تمام عرض کیا کہ مین کنیز شہنشاہ ہون اور شوہر میرا غلام ہی میری مجال ہی
جو اُسکو منع کرون بلکہ چاہتی ہون کہ مین بھی ہمراہ اُسکے جاؤن بادشاہ نے ہنسکر کہا تمھین بغیر خاوند چین کہان
اچھا جاؤ یہ حکم پاکر عقب وزیر یہ بھی چلی اور بہت جلد اپنے باغ مین گئی ایک کنیز سے کہا جلد جاؤ وزیر اعظم صحرا
باغ سیب کی حوالی کے پہونچے ہونگے اُنکو میرے پاس بلا لاؤ کنیز بیوی نے کہا گھر مین ہوتے جاؤ ایک بات
سُن لو پھر جانا کنیز حسب ارشاد مالکہ تعجیل تعجیل اُڑ کر باہر وزیر مذکور کے پہونچی اور پیام بی بی کا دیا وزیر
ناچار خفا ہوتا ہوا کہ کام مین شہنشاہ کے دیر ہوگی اُنکو ایسے وقت مین کچھ نہ کچھ جھگڑا نکالنا آتا ہی گھر مین آیا زوجہ نے
اُسکی اُٹھکر ہاتھ اسکا پکڑ کر دلداری کرکے مسند پر بٹھایا جام شراب پلایا اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اور کہا سنو
صاحب مین نے اسلیے تمکو بلایا ہی کہ جہانتک ہوسکے سمجھاؤن تم جو عیارون کو پکڑنے چلے ہو تو زندہ بچوگے تمکو لازم نہین کہ عیار
کے مقدمہ مین دخل دو وزیر نے کہا صاحب مثل مشہور ہی کہ نوکری کیا ہی خالاجی کا گھر ہی مالک نے جس کام
کو فرمایا ملازم کو بجالانا اُسکا ضرور ہی اسمین جان جائے یا رہے بی بی نے اُسکی جواب دیا کہ مین آگ
لگاؤن ایسی نوکری کو اور منگل اتوار صدقے اُتارون اُس تابعداری کو جسمین میرے وارث کے دشمنون
مدعیون کہنی والی بندی کی جان پر بنے نہ صاحب مین کبھی بچانے دونگی کیا مین میان شاہ افراسیاب کی
سلامتی مین رنڈیا ہوکر بیٹھونگی اپنا راج سہاگ لٹواؤنگی وہ اپنی نوکری تم کرو مجھین اس وزارت کے
پیچھے مجھکو تخصمی بننا منظور نہین وہی مثل کہتے نہین کہ پیٹ پڑے وہ سونا جسمین سے ٹوٹین کان میرا
وارث سلامت ہی تو ایسی ایسی نوکریان ہورہینگی اور نہ ہونگی تو جوتی کی نوک سے پاپوش کے
صدقے سے ہم دونون میان بیوی بھیک مانگ کھائینگے دیس دیس پردیس بھیک مانگ کسی ملک

نکلجائینگے کیا ہمارا طلسم ہوشربا مین نال گرا ہی باغبان نے کہا سنو صاحب آپ سے باہر نہو
تمھاری تو وہی مثل ہوئی کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو جبتک گھر بیٹھے تنخواہ ملا کی وزارت کا
کاروبار رہا جاگیر کھائی منصب ملا انعام پایا اسوقت تک تو ہم اچھے تم اچھے دنیا کا عیش چین کرتی
رہین وزیر کی بی بی کھلائین اب جو سرکار دولتمدار کا کام پڑا ہی تو ایسی باتین کرتی ہو تمھاری تو وہ
مثل ہی کہ شعر کیا چاہین چاکری رہینگے اپنے گھر + کرتے رہے عاشقی خالاجی کا ڈر + واہ واہ وا نمک حلال
ایسے ہی ہوتے ہین اے بی بی جان و مال جورو لڑکے اسوقت جو سرکار کے کام آئین ملازم کے لیے دریغ
نکرنا چاہیے افتخار ہی فوراً حق نمک آقا سے جان و آبرو دیکر ادا ہو یہی امر باعث نام آوری جہان مین اور
سبب خوشنودی خدا ہی گلچین نے یہ سنکر دامن جھٹک تیوری چڑھا کر کہا ای مردوے ہوش پکڑ کہا
مین آلو مجھ پانچ بچون کی ماں کو سمجھانے آیا ہی مین کیا ایسی تھی ہون جو دنیا کا اونچ نیچ نہین سمجھتی تو میرے
صاحب بادشاہ کو کیا ایسی گاڑھ پڑی ہی جو تجکو عیارون پر بھیجتا ہی کیا جانتا نہین کہ موئے عیار آفت
کے پرکالے تمام دنیا کے جعلساز مکار دغاباز ہین عورت نہین مرد نہین بھوت ہو کر لپٹین منت کرین ہیکڑی
دکھائین ہر رنگ مین پانی ہو جائین اور پھر ہت چھٹ ستیاناس کر گئے ایسے کہ ساحر کو اسطرح مار ڈالتے ہین
جیسے کوئی جون یا کھٹمل کو مارتا ہی انھین کمبختون پر بادشاہ تمھین بھیجتا ہی یہ دشمنی نہین ہی تو اور کیا ہی اب
بادشاہ کا جی چاہتا ہی کہ یہ وزیر نرہے تو نرہین اُسکے دشمن وہ جم جم رہے وہ نرہین جو اُسکا سر اچھے ہون
ہان اس بادشاہ کی نوکری نہ کرینگے اس سرکار مین نہ رہینگے ایسی جگہ سے ہم خود بھاگتے ہین وہ جو کہاوت
ہی کہ ندیا تو گھراتی کیون ہی بندی پانون ہی نہ ہرگی باغبان نے کہا بس بس زبان روکو قسم ہی مجکو
سامری کی کہ مین شہنشاہ کی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا اور اُنکے کام پر اپنی جان دونگا نمک حلالی
کر جاؤنگا نمکحرامی مجھسے کبھی نہوگی کہ مین حکم بادشاہ کا نمانون پہنتا تھا کہ گلچین کھڑے ہو کر چیخنے لگی لو
دوڑو اس مردوے کو سمجھاؤ یہ مجھکو رانڈ بناتا ہی میرا راج لٹا جاتا ہی ارے ہو لو میرا وارث مجھسے چھینتا ہی باغبان
گھبرا گیا اور سمجھانے لگا کہ ای جی ذرا آپ مین آؤ دیکھو سو دوست ہین سو دشمن ہین کوئی شہنشاہ سے
جا کر لگا دیگا مفت کی بدنامی ہوگی مین منھ دکھانے کے قابل نرہونگا گلچین نے کہا لگا دیگا کوئی
تو لگا دے مرا کیا کریگا لو جب نہین کہتی تھی تو اب کہتی ہون کہ یہ بادشاہ ہمارا دشمن ہی اب وہ دیکھے جلا
جاتا ہی اُسکے منھ کو سات چھپروں کا پھوس جو میرے وارث کو دیکھکر خار کھائے وہ موا اپنے ہوتون کو دیکھے

وزیر نے کہا تو دیوانی ہوگئی ہے مین جاتا ہون تو پانچ بچون کی ماں ہوئی پچاس برس کا سن آیا مگر گدھی
رہی سوائے پیٹنے کوسنے کے اور کچھ نہ آیا قسم ہے جمشید کی کہ مین ہی ایسا مرد تھا جو تیرے ساتھ نباہ کرتا
رہا یہ کہکر اُٹھا اور قصد چلنے کا کیا بی بی نے اُسکی دامن پکڑا اور کہا یہ تو مین جانتی ہون کہ جو تم کہتے ہو وہی
کرتے ہو میرا کہنا نہ مانوگے اِس افراسیاب کی رفاقت مین میرا پہلو اُجاڑوگے اس کہنے والی بندی کو
اب سے دور آٹھ آٹھ آنسو رولاوگے اپنی لاش مجھکو دکھاوگے یا سامری وہ دن نہ دکھانا کہنے والی بندی
دور پار شیطان کے کان بھرے یون ہو جائین اور مین بیٹھکے دیکھون بلکہ میری لاش پہلے نکلے وہ
بندی سہاگن مرے یہ کہکر گردن شوہر مین ہاتھ ڈالکر بولی کہ سنو تو بھلا یہ نہین ہو سکتا کہ یہان بیٹھے رہو
اور ایسا سحر کرو کہ موے عیار قید ہو جائین تم بادشاہ سے کہدو کہ بیجے مین آپکے نمک سے ادا ہو گیا وزیر
مذکور نے کہا تم ڈرتی کیون ہو مین بہت ہوشیاری سے رہونگا اور خبرداری اور کیا یہی چاہیے کہ اپنے
پاس کسی کو نہ آنے دے اور کسی کے ہاتھ سے کچھ کھائے پیے نہین مین جاتے ہی انکو گرفتار کرونگا اور اپنے
بیگانے ساحر غیر ساحر جو رولڑکے بھائی جس کسی کو آتے دیکھونگا عیار سمجھونگا اور اپنے قریب آنے دونگا
پھر بھلا انکی عیاری مجھسے کیا چلیگی یہ کہکر بی بی کی تسکین و دلداری کرکے گھر مین بٹھایا اور آپ روانہ ہوا
اُسکے جانیکے بعد زوجہ اُسکی تادیر نالان و گریان رہی مثال شمع اشک ریزان رہی انیس فلیسین
سمجھانے لگین کہ بی بی بدشگونی نہ مناؤ سیان کے لیے دعا کیجیے کہ دشمنون پر فتحیاب ہون اُسنے ایک
نہ سنی اور جذبہ عشق مین یہ ترنگ آئی کہ تو بھی عقب شوہر چل اور دیکھ کہ اُس سے اور عیارون سے
کیا معاملہ گذرتا ہے بس یہ سوچکر شوہر کے جانے سے پہر بھر کے بعد یہ بھی بزور سحر اُڑی اور ڈھونڈھتی ہوئی
چلی اب اِن زن و شوہر کو تلاش عیارون جانے دیجیے ثمہ حال مہرخ سینے کہ یہ جو مع زلور وغیرہ
کے لشکر لیکر روانہ ہوئی بعد قطع مسافت راہ قریب اُسی درہ کوہ کے پہونچی کہ جسکا ذکر اول بیان ہوا
کہ افراسیاب نے مسدود کیا ہے چنانچہ اُس درہ کے قریب ایک ملک ہے کہ نام اُس ملک کا البلیسیہ ہے
اور اِس سبب سے اُسکو البلیسیہ کہتے ہین کہ وہان جتنے ساحر رہتے ہین سب البلیس پرست ہین شیطان
کی تصویر کو سجدہ کرتے ہین اور سوا اُنکے اور ساحر طلسم کے سامری کو خدا نتے ہین اور حاکم اِس قلعہ کا
شیاطین جادو نام ایک ساحر زبردست ہے خراج گذار شاہ افراسیاب اور اُسکو شاہ مذکور نے یہ درہ بند
کیا ہے اور دروازہ اِس ملک کا اسطرح رکھا ہے کہ یہ پہاڑ مجسکا درہ مسدود ہے نزدیک تک ہے پس

ایک مقام پر دامنگ کوہ کے نیچے غار عمیق ہی اسی غار کو دروازہ قرار دیا ہی اور جب غار مین کوئی
اترے تو اندر اُسکے پہلے جنگل ملتا ہی پھر ایک صحرا سے سبزہ زار مین گذرتا ہی کہ اُسمین چشمہ چھیلین تالاب
ہین اور باغ سیرگاہ شیاطین ہی پھر اُسکے آگے قلعہ ابلیسیہ ہی ساحر مذکور اس صحرا مین قریب غار بہت
رہتا ہی اور یہان کئی سو کنیزین اُسکی خدمت مین حاضر رہتی ہین اُنسے عیش بھی کرتا ہی اور محافظ در
بھی رہتا ہی فی الجملہ اپنے مقام پر یہ خناس پرست بیٹھا تھا کہ طائران سحر اڑتے ہوئے آئے اور خبر آ
ملکہ مہرخ بیان کی اُسنے خبر سنکر درہ کوہ اور اُس نواح کے صحرا کو سحر بند کیا اور آپ وہان سے بزور سحر
باغ سیب چلا شاہ جادوان بعد روانہ کرنے باغبان کے غصہ مین بھرا بیٹھا تھا اور کسیکو بھی
گرفتاری مہرخ بھیجا چاہتا تھا کہ یہ شیطان پہونچا اور تسلیم کرکے عرض رسا ہوا کہ مہرخ مع لشکر کثیر
میرے ملک کیطرف سے آتی ہی آپکا کیا حکم ہی آنے دون یا روکون افراسیاب نے کہا تمھارا کیا ارا
ہی اُسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو تمام عمر اُسی صحرا مین وہ باغیہ شکار کھیلا کرے باہر نہ نکلے افراسیاب
جواب وہ ہوا کہ آگے تو یہ نکھرا مین ہمارے تمھارے گھر چھیننے کا ارادہ کرتی تھین مگر اب تو مسلمانون کی
شراکت کرکے معبد جمشید و سیرگاہ جمشیدی ہی حسامی باغ زردہشتی سکے برباد کرنے کا قصد کیا ہی
لہذا تمسے جو کچھ اُنکے لیے ہو سکے اُٹھا نرکھو یہ سنکر شیاطین لعین پھرا اور قریب اُس درہ کوہ کے اگر
ایک مقام تنہا بیٹھکر سحر کرنے لگا کچھ عرصہ مین حوالی لشکر مہرخ مین ایک سمت دریا پیدا ہوا اور ایک
سمت دیوار سحر کھنچ گئی ایک طرف تو پہاڑ تھا ہی اور ایک جانب کو بیابان سبز و خرم ظاہر ہو گیا اُس
صحرا مین جانور سحر کے اُسنے چھوڑ دیے یعنی کاغذ اور آرد ماش کے طائر اور وہ جانور جو قابل صید کرنے
کے ہون چھوڑے اور آپ اپنے مقام پر چلا گیا یہان دوسرے روز مہرخ کوچ کرکے جب روانہ ہوئی
دیکھا کہ ایک طرف دریاے نقارہ قہار موجزن ہی کہ موجین اُسکے برابر کوہ کے اُٹھتی ہین اور دور ایک دیوار
دودی نظر آتی ہی کہ سر بفلک کشیدہ ہی عکس سے اُسکے آسمان بلند ہی نیلا تھا یا اس سفاک دنیا کو جاہ و جل
کہنا زیبا ہی دھوان تمام عالم مین گھٹا ہی یا سرمہ گلوے زال دنیا مین پہونچا ہی کہ کسی نوجوان سے کمر کی گھنگھو
نکرے ملکہ مذکور اُسی دیوار کی طرف روانہ ہوئی کیونکہ راہ اُسی طرف تھی دن بھر تمام لشکر بہروی کیا کیا
جب دیوار سیاہ تاب شب معمار قدرت نے خاکدان عالم مین تعمیر فرمائی کہ بیت نظر خورشید آیا پھر لشکر
ہوئی داخل جہان مین تیرہ روشام ہ شام ہونے سے مقام کیا مگر دیکھا تو جہان سے چلے تھے پھر اُسی جگہ

آگئے ہین یہ سحر کیا ہی کہ زمین چرخ کھاتی ہی زیور چشم نے گلعذار جادو سے کہا کہ یہ وہی مقام ہی جہان سے چلے تھے ملکہ مہرخ ازبسکہ نہایت حاقلہ ہی وہ یہ صورت دیکھکر خاموش ہی کہ تمام لشکر پیدل ہو جائیگا الغرض اُسی مقام پر پھر قیام کیا اور رات پھر اندیشہ مین بسر ہوئی جب دوسرے دن مسافر فلک نے مسحوری ظلمت سحر ساحرہ شب سے رہائی پاکر راہ مغرب لی کہ بیت ہوئی جسدم جہان سے رخصت شب + نظر مہرخ کو آئی صبح مطلب + دم سحر پھر وہان سے کوچ کرکے بعلجت تمام تر روانہ ہوئی زیور نے کہا ای ملکہ وہی دیوار پھر نظر آتی ہی مہرخ نے جواب دیا کہ مین ایسی نادان نہین ہون سب کچھ جانتی ہون معلوم ہوتا ہی کہ کسینے سحر سے راستہ بند کیا ہی پھر ہماری تو وہ مثل ہی کہ اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈر ہمتو لڑنے مرنے پر آمادہ ہوتے ہی ہین وہ البتہ نامرد ہی جسنے کہ چھپ کر سحر کیا روبرو مقابلہ نکر سکا خیر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر فرمایا کہ چلنا بیکار ہی دن بھر سوائے پانون تھکانے کے اور کچھ فائدہ نہوگا یہ کہکر ہر سمت پیک نگاہ دوڑانے لگی کہ مقام عمدہ و پاکیزہ دیکھکر خیمہ کرون اسی تجسس مین ناگاہ اُس صحرائے سبزہ زار پر نگاہ اسکی پڑی کہ جسکو سحر سے شیاطین نے بنایا ہی دیکھا کہ زہ امن کوہ لکہ ابر کے شامیانے کھچے ہین اُنکے نیچے فرش مخمل سبز سبزہ کا بچھا ہی وہ سبزہ ایسا دل فریبندہ ہی کہ مردہ دل اُسکو دیکھکر زندہ ہو گیا رنگا رنگ جو لوٹ کر گر رہے تھے اُنسے مسند شجر سبی پر بوٹے بنے ہین گلہائے بوقلمون سے تمام درختان ہین گویا بزم چمن ہین گلدستے دھرے ہین آمد شاہد بہار ہی گلون پر غضب کا جوبن اور نکھار ہی ابر سقائی کرتا ہی باد بہار فراش ہی بلبلون کو عشق گل مین خراش ہی ہزارہا چشمہ اور چکا پو جاری انجمن بہار کے جھاڑ ہر ایک جھاڑی کنارے کنارے چشمون کے مرغابی اور سرخاب اور قرقرے اور بوجھارا اور پنڈ دبیان جانوران آبی پھرتے صحرا مین ہرن پاڑے چیتل غزال نیل گاؤ وغیرہ چرتے آہو ترائی مین کھیر و کرتے طاؤس مست سرگرم خرام ناز پہاڑ کے درون سے قہقہہ کبک دری کی آواز ہر نخل پر عالم نور سبزہ پر رحمت خدا کا ظہور کلیان مسکراتین تبسم شاہدان رنگین دہن کا رنگ دکھاتین ہر سمت طرفہ بہار یہ عالم اظہار کہ نظم

دیکھا کہ ہی طرفہ دشت رنگین	پھولون سے چمن چمن ہی تزئین	کلیون کا وہ مسکرا کے کھلنا
پتون کا دلون کی طرح ہلنا	پھولون کی ہنسی نئی ادا کی	خود جان ہوا ہوئی ہوا کی
آئینہ بہار فیض جاوید	کچھ ابر تو کچھ شعاع خورشید	پھولون پہ وہ قطرہ ہاے شبنم
یاقوت پہ موتیون کا عالم	بلبل کسی گل پہ گرم فریاد	تمری بھی کہین فدائے تمثال

انداز خرام کبک زیبا	طاؤس کا رقص اک تماشا	مہرخ نے اس کیفیت وبہار

صحرا سے لالہ زار کو دیکھکر حکم قیام لشکر دیا اور آپ ملکہ زلیور سے فرمایا کہ یہ جنگل قابل صید افگنی ہے آؤ آج شکار کھیلکر دل بہلائین سبنے عرض کیا بہت بہتر اور سامان شکار درست کراکر مرکبون پر سوار ہوئین لشکر سب قیام پذیر ہوا اور یہ سب صحرا سے پر بہار مین پہونچکر نخچیر زنی کرنے لگین بازان تیز پرواز کو جانوران پرند پر چھوڑا اور شہ عقاب پیکان کو آہوان دشت پر کھولا یہ تو اب بادیہ پر فراے نیرنگ مین مصروف صید افگنی ہین اور شیاطین اپنے مقام سے شادان وفرحان پھر خدمت شاہ جادوان مین آیا بادشاہ سریر عزت پر متمکن تھا کہ اسنے آکر سلام کیا اور تمام ماجرا معرض بیان مین لایا کہ اسطرح مہرخ مصروف شکار ہے اور دیو اور سحر کے پار نہین جاسکتی ہے اب جبتک اُسکے لشکر مین غلہ وغیرہ ہے کھائیگی اور رہیگی جب غلہ ہو جائیگا مارے فاقون کے کوہ ودشت سے سر ٹکرا کر مر جائیگی لیکن میرے طور پر رہنے دیجیے آپ خبر نہو جیسے شاہ نے فرمایا کہ اچھا مین عیارون کے قید کی فکر کرتا ہون ساحر مذکور یہ سنکر پھر اپنے مقام پر آیا لیکن حال مہرخ پھر بیان ہوگا اب حال برق وقران بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تانگی بخش گلشن عیاری و رنگ افزاے بہار بوستان مکاری وطراری جب ماہی پریزاد سے رخصت ہوکر چلے تو راہ لشکر بھولکر تلاش لشکر مہرخ کئی روز تک آوارہ وسرگردان کوہ وبیابان مین رہے آخر ایک درہ کوہ مین تھک کر بیٹھے اور باہم مشورہ کیا کہ کئی روز سے ہم راہ غلط کرکے طلسم مین پھرتے ہین ایسا نہو کہ اسیر دام تدویر ساحران بے پیر ہون پس مناسب یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ رہگراے منزل مقصد ہون فی الجملہ برق نے صورت اپنی مثل ساحر ناپاک کے بنائی جھولی اسباب سحر کی گلے مین ڈالی چھاتی پر سینگ ورسے تصویر سامری کی کھینچی پانؤن مین کھڑاؤن پہنی مالا آدمی کی ہڈی کا ہاتھ مین لیا جٹا سر پر باندھی تیر سول کاندھے پر رکھا اور درۂ کوہ سے نکلکر روانہ ہوا قران اُسی مقام پر ٹھہرا رہا اور اُسنے بھی شکل اپنی اسی طرح ساحر کی بنائی جب برق روانہ ہوا اسنے دور سے ایک ساحر کو دیکھا کہ پیک نگاہ ہر سمت دوڑا رہا ہے اور کسیکو ڈھونڈھتا ہوا آتا ہے پس اسنے نگاہ اول اُسکو پہچانا کہ یہ ساحر باغبان قدرت وزیر ہے کسلیے کہ وزیر مذکور جو روانہ ہوا تھا تو عیارون کا جویا جب نشاندہی بادشاہ اول اُس مقام پر گیا کہ جہان ایلچی قتل ہوا تھا وہان سے ڈھونڈھتا ہوا اپنے سحر سے نشان عیاران مذکور معلوم کرتا ہوا اس دشت مین آیا چنانچہ برق اسکو دیکھکر قریب اُسکے گیا وہ تو اپنی زوجہ سے کہہ آیا ہے کہ مین کسیکو اپنے پاس نہ آنے دونگا اور

ہوشیاری رکھونگا اس عیار کو دیکھتے ہی سحر سے معلوم کیا کہ یہ برق ہے اور پکارا کہ بھائی صاحب کہان پھرتے ہو ادھر آؤ ہمارے یہان چلو کھانا کھاؤ دل بہلاؤ پھر چلے آنا برق نے کہا ہم آپ ہی کا دیا ہوا کھاتے ہین سحر نے کہا ہمکو بیت سا دین اسوقت مجلو بھوک نہین ہے اسنے کہا واہ واہ دو روز سے تم اور تمھارے بھائی بھوکے پیاسے پریشان دسرگردان پھرتے ہو اور کہتے ہو مجکو بھوک نہین اچھا یہ بتاؤ تمھارا گھر کہان ہے عیار نے جواب دیا کہ صاحب مجکو شبہ ہے کوئی اور تباہ پھرتا ہوگا میرا مکان تو قدیم سے اسی جگہ ہے بلکہ دادا پردادا سب یہین کے باشندے ہین باغبان اس تقریر کو سنکر ہنس پڑا اور گویا ہوا کہ اے عیار تم بڑے آفت کے ہو کہین چوکتے نہین برق یہ کلام سنکر سمجھا کہ اسنے پہچانا مجکو بس قریب تو آچکا تھا ایک بیضہ بیہوشی تاک کر ناک پر اسکے مارا دزیر بیہوش ہوشیار تھا بیضہ سیدھا جانب آسمان اڑتا ہوا چلا گیا اور اسنے جھک کر ایک لکیر زمین پر کھینچدی اور اس سے کہا جلد میرے پانوں پر گر پڑ عیار دوڑکر پانوں پر گرا وزیر نے پھر زمین کی طرف اشارہ کیا کہ ایک نجیر آہنی زمین سے نکلی اور عیار کے لپٹ گئی وزیر اسکو کھینچتا ہوا لیکر چلا اس اثنا مین قران بھی درہ کوہ سے نکلا تھا اسنے متحیر ہوکر برق کا دیکھا اور صورت ساحر کی تو بنے ہوئے تھا ہی دوڑکر جانب وزیر چلا ہنوز قریب نہ پہونچا تھا کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ جیسے کوئی پکار رہا ہے کہ ای باغبان خبردار باش ہوشیار باش قران یہ صدا سنکر کانپے پانوں پھرا اور وزیر نے جواب دیا کہ مین خبردار ہون تمنے غضب کیا جو قریب نہ آنے دیا مجھکو کیا آگاہ کیا دشمن کو ہوشیار کردیا یہ کہکر آگے بڑھا اور قران پھر ایک گوشہ مین بھاگ کر آیا اور صورت اپنی مہنت کی وضع پر تبدیل کی ہیرا کی ہاتھ مین جٹا کا جوڑا سر پر کڑے لوہے کے کلائی مین پڑے کھنور چندن کے جسم مین لگے اس صورت سے بنکر پھر سامنے وزیر کے گیا اسنے اسکو آتے دیکھکر جھوٹے موتی سحر کے ہاتھ ڈالا قران سمجھا کہ یہ پھر مجھے پہچان گیا بس فوراً پکارا کہ میان ہمکو دیکھکر کیا جھولا ٹھولتے ہو وہ کمند گردن مین پھانسے دیتے ہین انکو نہین دیکھتے وزیر اس کہنے سے پیچھے پھر کر دیکھنے لگا یہ سامنے سے جست کرکے پھر بھاگا اسلیے کہ یہ دھوکا اسنے اپنے بھاگنے کے ہی لیے دیا تھا اگر یون بھاگتا تو وہ فوراً سحر کر لیتا غرضکہ اسکی جو بھاگا دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ یہ وزیر اعظم شاہ جادوان ہے جس صورت سے اسکے سامنے جاؤگے یہ پہچان لیگا اور سوائے قید ہوجانے کے اور کچھ نہوگا ایک مقام پر ٹھہرکر فکر بلیغ کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک جگہ ٹھہرا اور گلشن عیاری کی سیر کرنے لگا چمنستان تفکر مین پھرتا تھا اور گلہاے خرد کو سونگھتا تھا مگر کسی مین بوے مطلب برآری نہ پاتا تھا گلبن خیال کا ہر غنچہ چٹک کر سوکھی

سنا تا تھا آخر باد مراد نے گلہاے آرزو شگفتہ فرمائے نسیم امید وکامرانی گلستان تمنا مین وزان ہوئی
تار خیال نے گلدستہ مکاری باندھا فرط عشرت سے برنگ گل خود کھلکھلا کر ہنس پڑا اور لبسان بوے گل
اٹھکر روانہ ہوا صبا کی طرح چلکر ایک کوس اُس مقام سے آگے نکلگیا لیکن راہ چلنے مین بھی یہ کام کرتا گیا
کہ جو درخت گلدار پھولون سے صحرا مین لدا دیکھا اُسکی ٹہنیان توڑتا ہوا چلا گیا کئی سو رنگ کے پھول
دم بھر مین جمع ہوگئے اسنے دامن کوہ مین ایک مقام سبزہ زار دیکھکر ایک درخت ایسا تجویز کیا جو اکیلا
میدان مین لگا تھا اور مصور آفرینش بہار نے ہر تپی اُسکی برابر قلم قدرت سے بنائی تھی باغبان ازل نے
سرتراشی اُسکی فرمائی تھی چار طرف سے گول معشوق کے گات کی طرح سڈول قامت اُسکا مثل قد
خوبان باغ خوبی بوٹا سایا بسان سہی بالاے صنوبر قدان نہایت زیبا اسنے اُس شاہد بہار کو مثل عروس شب
اول زیور گلہاے رنگارنگ سے آراستہ فرمایا اور جلل گرانمایہ پہناکر یا تو جوان چمن تھا اب عروس گلشن بنا یعنی
وہ پھول جو توڑتا لایا تھا درخت پر چڑھکر سر شاخ مین باندھے اور اسطرح تپون کے اندر انکی بندش کو چھپایا
کہ درحقیقت یہ ظاہر تھا کہ اسی درخت کے یہ پھول ہین لیکن اس نیرنگ طراز عیاری نے طرفہ شگوفہ کاری
کلک فکر عالی سے فرمائی تھی کہ ہر شاخ مین دس طرح کی ڈالی لگائی تھی کوئی پھول سرخ تھا تو کوئی زرد تھا
شکار خانہ ارژنگ مانی و بہزاد سامنے اُسکے گرد تھا ہر شاخ سے نیا شاخسانہ پیدا قدرت گلدستہ بند آفرینش تپی
تپی سے ہویدا اور نیا یہ تماشا کہ ایک پھول پھل کا تو دوسرا اٹھکیلیا کا تیسرا کوڑیالے کا چوتھا کیلے کا اسی طرح
تھوہڑ وغیرہ کے طرح طرح کے پھولون سے تمام شجر لدا تھا عود سی نہال کا نیا گلدستہ مرصع طراز عیاری نے بنایا تھا
جب یہ نیرنگی ظاہر کر چکا کسوت عیاری سے کنڑ ٹکا لگر عطر بیہوشی تمام درخت پر چھڑکا لباس شاہد شجر بس جانکیا
مشام باد صبا بس گیا کوسون تک اُس عطر کی لپٹ اور مہک گئی قسمت اس دشت کی چمک گئی گل محرور
مزاج تھے اُنکو فرحت ہوئی پھر یہ کیفیت ہوئی کہ تنہ درخت کو طلاے احمر سے رنگا اُسپر رنگ بیشب کی ایک
تختی لگائی اور اُسپر یہ لکھدیا کہ یہ درخت خداوند جمشید کا نیشمن ہے کہ وہ چڑیا کے بھن مین ہوکر اسپر بیٹھے ہین
اور کرتب کیا کرتے ہین اپنے ہاتھ سے یہ شجر خداوند نے بویا ہے ہر پھول اسکا دافع رنج دنیا ہے اور عمر بڑھاتا
ہے رکھنے والا اسکے پھول کا خداوند کی محفل مین روز جاتا ہے فرشتہ مقرب کا مرتبہ پاتا ہے نیچے اس درخت کے
چوتھالا بنا ہے اسمین خداوند کا پیشاب بھرا ہے جو کوئی اُسکو آنکھون سے لگائے وہ سب کو دیکھے کوئی اُسکو
نہ دیکھ پائے جو کوئی اس جمشید مہتر کو پیے سب پاپ اور بد بھاگ اُسکے دور ہو جائے یہ تختی مین لکھکر تھیر

دامن کوہ سے لاکر تھالا درخت کا بنایا اور اسکو بھی سونے سے منڈھ دیا چشمہ سے پانی لاکر تھالا وہ بھر دیا
اور پانی مین بیہوشی گھولدی اور ایک شیشہ کیوڑے گلاب کا اُسمین لنڈھا دیا کہ وہ پانی بھی خوشبودار ہوجاوے
پھر کچھ ہار گلہاے بیہوشی سے گندھے کسوت سے نکالکر تنہ درخت مین سہرا باندھا ایک آدھ ہار اوپر درخت کے
ڈال دیا دو ایک دونے مٹھائی کے تھالے کی جگہ پر رکھدیے اتبو کوسون تک دشت مہک گیا دشت
ختن اُس صحرا پر صدقے نثار اُسپر نثار پھولون کی وہ رنگینی خوشبو ہر سمت بھینی بھینی بوقلمونی شجر پر بہار
غیرت دہ نگارخانہ چینی مشاطۂ نسیم وسحاب کیا آرائش وزیبائش خوش قامتان معشوقہ گلزار کرسکتے جو اُسنے
لمعہ سازی فکر وخرد سے یہ تزئین اور آراستگی اُسکی فرمائی تھی واقعی طرفہ بہار دکھائی تھی کہ ابیات

وہ نخل کہ جسکو باغ سے ناز	جاد و ثمر اور برگ اعجاز	تھا خوب شجر مین کاربار یک
نقشہ چمن بہشت کا ٹھیک	ہر شاخ شجر بے عنادل	رفعت مین تھی برج شاہ منزل
شاخین تھین یہ نازکی سے توام	ہوجاتی تھین بار رنگ سے خم	ہر غنچہ گل بہ زیب فرمان
معشوق کا تمکین گریبان	یہ نخل عیار مذکور تیار کرکے بخوبی اپنا رنگ جماکر درہ کوہ کہ قریب تر نخل	

مذکور سے تھا وہان جاکر آپ چھپ رہا اس عرصہ مین وہ باغی یعنی وزیر برق کو گرفتار کیے قران کو ڈھونڈھتا ہوا اب
اس صحرا کے قریب آیا خوشبوے عطر بیہوشی نے دماغ جان لبسایا حیرتناک ہوکر چار سمت دیکھنے لگا نگاہ اُس شجر پر
جا پڑی تو عجب تماشا نظر آیا کہ ایک درخت مین ہزار رنگ کے پھول کھلے ہین گچھے کے گچھے پھلون کے لگے
ہین زرد وسفید وسرخ اور اودے اور کپاسی اور عباسی اور بینجنی اور شفتالوی رنگ کے پھول کھلے ہین خوشبو ہین
آتی ہین جب اوپر سے شجر کے نگاہ ہٹی تنہ پر جو نظر گئی تختی لگی دیکھی بس عبارت پڑھتے ہی نعلین پانون سے
اُتار کر گرد درخت کے چند بار پھرا اور تختی کا آکر بوسہ لیا دماغ تو پہلے ہی بیہوشی کے عطر سے بس گیا تھا تختی مین
بھی عطر بیہوشی ملا ہوا تھا یہ بوسہ لیتے ہی چھینک مار کر بیہوش ہو پھول توڑنے پایا نہ جمشید مترنم پایا اور
برق کو بھی یہ زیر درخت لایا تھا اور ازبسکہ وہ زنجیر مین بندھا تھا اسوجہ سے تحفون مین پھول یا پنبہ رافع
بیہوشی حسب قاعدہ عیاران نرکھ سکا وہ بھی بیہوش ہوگیا **قران** درہ کوہ سے یہ دام بچھا کر مثل صیادان
دیکھ رہا تھا کہ کب شکار پھنسے اور کب مین جاؤن انکو بیہوش ہوتے دیکھکر ہنستا ہوا بغدہ تانے دوڑا تاک
مین روئی دیے تھا بس قریب پہونچکر چاہتا تھا کہ سر **باغبان** پر بغدہ مارے کہ زوجہ اُسکی ملکہ **گلچین جادو**
جو عقب مین اُسکے چلی آتی تھی آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ شوہر ہیراجیت پڑا ہے اور وہی کالیا عیار جو انتہا کا شقی

ہر بندہ مارا چاہتا یہ دیکھکر بدحواس ہوگئی سحر بھی یاد نہ آیا پکاری کہ ارے واسطہ تجھکو اپنے خدا کا
کہ میرا بادشاہی تخت نہ لوٹ میرے سر کا چھتر نہ اُٹھا میرے وارث کو نہ مار اور مجھکو بیوہ نہ بنا مین کہتی تھی ہوے
شامتی غارت گئے سے کہ عیارون سے لڑنے کو آئی کمبخت نے اب کیسے چت انٹا غفیل پڑے ہین کوئی
پوچھے کہ اب وہ ہوشیاری اور خبرداری کہان گئی یہ کہتی ہوئی جب زیر شجر آئی یہ بھی چھینک مارکر بیہوش
ہوگئی لیکن یہ اپنے ساتھ پتلے سحر کے رکھتی ہے وہ پتلے زمین سے پیدا ہوئے اور انھون نے پچکاری سحر پر پانی
کی ماری کہ اسکو ہوش آیا اسنے گھبراہٹ مین ہوش آتے ہی سحر پڑھا کہ قران کے پانون بھی زمین
نے پکڑ لیے قران نے کہا رہ تو کمبخت مین تیرے خاوند کو تو مارونگا آخر تو پکڑا گیا ہون یہ کہکر
پھر لپٹا تا وہ سمجھی کہ جبتک مین سحر پڑھون گی منتر ختم بھی نہوگا کہ یہ بیچارا پاش پاش کردیگا بس یہ سمجھکر تو
آئی اور ہاتھ جوڑتی ہوئی پاس آکر قران کو زمین سے نکالا اور کہا مجھسے قصور ہوا تھا یہ کہتے کہتے پھر بیہوشی
نے تاثیر کی اور یہ پھر چرخ کھاکر چلی مگر کہتی ہوئی کہ اے عیار یہ کیا تو نے کرتب کر رکھا ہے کہ باتین کرتے کرتے
انسان بیہوش ہوتا ہے یہ کہکر پھر بیہوش ہوگئی پھر پتلون نے ہوشیار کیا اب جو اٹھی تو اسجگہ سے بھاگکر
الگ کھڑی ہوئی قران نے قتل زنیر مین تامل کیا کہ زوجہ اسکی منت پذیر ہو شاید یہ دونون مطیع الاسلام
ہوجائین تو لشکر کو ہمارے بڑی تقویت حاصل ہوگی غرضکہ اب جو ساحرہ اُس رفت سے دور جاکر کھڑی ہوئی تھی
اس خیال سے سحر قران پر کردیا کہ میرے شوہر کو مار ڈالے اور شوہر کو فرش خاک پر پڑے دیکھا جانتی تھی کہ اس
عیار نے کوئی کرتب اسپر بھی کیا اگر کچھ دیر یہ ہوش مین نہ آئیگا تو یقین ہے کہ مرجائیگا لیکن کون ہوشیار کرے
وہان گئی اور بیہوش ہوئی فی الجملہ پھر منت کرنے لگی کہ اے عیار مین تجکو قید سے چھوڑکر قسم کھاتی ہون کہ
حتی الامکان مین کبھی تجھسے دغا نکرونگی بلکہ جہان کہین بمقابلہ ساحران طلسم تو اسیر ہوجائیگا تو اڑ اسیاب جادو
سے جھپکر تیرے پاس آونگی اور تیری مدد کرونگی اور ہمیشہ تیری پرستار باطنا رہونگی اور موقع پاکر جان نثاری مین
دریغ نکرونگی تجھکو واسطہ اپنے دین کا اور صدقہ اپنے پیغمبر استاد کا کہ میرے خاوند کو میرے حوالے بخوشی کردے
اور اپنا کرتب اسپر سے اُتار لے جسمین اسکو ہوش آئے اتنے کہکے بیٹھے کھائے پیے اپنے بیگانے کو پہچانے
قران نے یہ خوشامد آمیز کلام سنکر کہا کہ تیرا نام کیا ہے اُسنے کہا تمھاری لونڈی ہون گلچین جادو مجھکو کہتے
ہین قران نے کہا تو نے اپنے خاوند کو پہلے نہ سمجھایا کہ ہم لوگون کا سامنے نکرے اور اچھا آج مین نے تیری منت
عاجزی سے چھوڑ دیا اور میرے بھائی بند مار ڈالے اور یہ تو نہ غرور کرنا کہ مین نے قران عیار کو سحر

قید کرلیا سُن مین نظر کردہ غالب کل غالب مولانا و مقتدانا مظہر العجائب مظہر الغرائب مشکل کشائے عالم
ہون مین ابھی کہ تو سحر سے نکلجاؤن ساحرہ نے کہا ای میان سچ ہی قربان جاؤن اُنکے نام کے مولا مشکل کشا
تمھارے بڑے زبردست پیر ہین مین نے بھی اُنکا نام سنا ہی اور یہ سحر تو مین نے اپنے میان کے بچانے
کے لیے کیا ہی لو مین اُتارے لیتی ہون یہ کہکر سحر اپنا اُتار لیا قران نے کہا یہ جو ہمارا بھائی زنجیر سحر مین بندھا
پڑا ہی اسپر سے بھی سحر دفع کر اُسنے برق پر سے بھی سحر دفع کیا قران نے فلیتہ رفع بیہوشی برق کو سنگھایا
اور جب اُسکو ہوش آیا کہا دماغ اپنا بند کرو اُسنے نتھنون مین روئی دی اور صندوقچی قران دیکھکر
غش غش کرنے لگا قران نے وہی فلیتہ دافع بیہوشی جلتا ہوا گلچین کو لاکر دیا اور کہا ناک اپنی بند
کرکے قریب اپنے شوہر کے جا اور یہ فلیتہ سنگھا وہ اچھا ہو جائیگا مگر کہدینا اُس نالائق سے کہ کبھی ہمارا
اور ہمارے اُستاد کا اور ہمارے اور بھائیون کا سامنا کرے نہین تو اُسکو گھر مین اُسکے گھسکر مار ڈالونگا
اور تیری ناک کاٹ ڈالونگا ساحرہ دوڑکر قدم پر اُسکے گری اور کہا اب کیا مجال جو غلام تمھارا تمسے لڑے
کرے یہ کہکر شوہر کو ہوشیار کرنے چلی یہ دونون عیار تو درہ کوہ مین جاکر چھپے ہے اور اسنے باغبان
کو فلیتہ سنگھا کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی اُسنے پوچھا کہ ای بی بی یہ کیا ماجرا ہی اسنے کہا تم اسجگہ سے ہٹکر
الگ آؤ تو مین بیان کرون وہ سایہ درخت مذکور سے علیحدہ آیا اسنے کہا ای میان جیسا مین کہتی تھی
وہی ہوا نہ تم اسطرح چت پڑے تھے اور ایک لحظہ مین اور نہ آتی تو کام دشمنون کا تمام تھا باغبان
کل ماجرا سنکر اور وہ درخت دیکھکر ہوش اُڑ گئے کہ کیا عیاری کی ہی اور کس صنعت سے محکو گرفتار کیا ہی
کہ جیسا میرا نام باغبان تھا ویسے ہی درخت بناکر محکو اسیر کیا واہ واہ وا ان عیارون کی فطرت کا
کیا کہنا یہ تو لکمین ثناخوان عیاران ہی اور زوجہ نے اسکی اسکے پانؤن پر سر رکھدیا ہی اور سمجھا نا آغاز
کیا ہی کہ ای میان واسطہ سامری جمشید کا کہ اب عیارون سے مقابلہ نکرنا میری ناک نہ کٹوانا سامری
کی قسم وہ چلتے چلتے کہ گئے ہین کہ مین ناک کاٹ لونگا اور محکو بڑا خوف تمھاری جان کا ہی اُنھون نے کہا ہی
کہ ابکی ہم بغیر مارڈالے نچھوڑینگے ای میان مین نے اُنکے سامنے قسم کھائی ہی اب تم بھی باز آؤ اُنکے مقابلہ سے
ہاتھ اُٹھاؤ باغبان نے کہا یہ سب سچ ہی کہ وہ ایسے ہی عیار ہین لیکن مجھسے نمکحرامی کبھی نہوگی مین شہنشاہ
افراسیاب سے کچھ ہی کیون نہو نہ پھرونگا زوجہ نے اسکی کہا کہ اگر تم میرا کہنا نمانوگے تو مین زہر کھاکر اپنی
اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤنگی سنو صاحب شہنشاہ سے مہرخ و بہار وغیرہ اتنی جادوگر نیان پھر گلچین اور مقابلہ

کرتی ہین تو اُنکا شہنشاہ کچھ نہین بنا لیتے تمھارا کیا کرینگے ای میان اپنی جان ہی تو جہان ہی باغبان اِس عیاری کو دیکھکر عیارون کو مان تو گیا ہی پھر اکر گویا ہوا کہ ای ملکہ مین عجب طرح کے مخمصے مین گرفتار ہون کیا کرون کیا نکرون خیر اب دو چار دن کے بعد تمھین اِن باتونکا جواب دونگا اور جیسا تم کہوگی سمجھ لونگا یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک آواز آئی ای باغبان جلد آؤ اِسنے پھر اکے کہا حاضر ہوا زوجہ نے اِسکی پوچھا کہ یہ کسنے پکارا اِسنے کہا مجھکو تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شہنشاہ ساحران پکارتے ہین یہ کہکر بہت جلد بیتابانہ اُڑا اور آن واحد مین باغ سیب مین آیا شاہ طلسم تخت پر بیٹھا تھا اور پتلے نے سحر کے سب گفتگو زن و شوہر کی سنکر عرض حال کیا تھا اور یہ آواز بزور سحر اُسی نے دی تھی جسکو باغبان نے اتنی دور پر سنا تھا کہ ای وزیر آواز عرض وزیر مذکور خوف بادشاہ سے بسان برگ بید لرزان بہت جلد بزور سحر سامنے شاہ طلسم کے آیا بادشاہ نے بطور تجاہل غصہ کو ضبط کرکے مسکراکر فرمایا کہ کیون ای باغبان تم دو چار روز مین اپنی بی بی گلچین کو کیا جواب دیکے باغبان نے یہ سنکر تخت شاہی کو بوسہ دیا اور گڑگڑاکر عرض کیا کہ ای بادشاہ مین آپکا بدل غلام ہون مجھسے یہ امید نہ رکھیے گا کہ مین نمکحرامی کرونگا کیونکہ مین وہ شجر نہین ہون کہ جسکا ثمر حنظل ہو اور وہ گلشن نہین ہون جو بوقت سیر جنگل ہو اور بسکہ بی بی میری ناقص العقل بیوقوف عورت ہی اُسکے بہلانے کو مین نے کہدیا تھا کہ چند روز مین جواب دونگا پس ای شہنشاہ جہان پناہ اگر یہ اقرار میرا باعث تکدر آئینہ مزاج ہمایون شاہ عالیجاہ ہو تو امید رکھتا ہون کہ خلعت عفو سے مین محلی و مخلع کیا جاؤن کہ بمقتضاے قطعہ

ہمسے گناہ جرم ہی لائق حضور کو	کیجے معاف ہم ہین گنہگار آپکے	ہمسے گناہ جو کہ ہوا وہ تو ہو چکا
اب آپ کیجے ہو جو سزاوار آپکے		

افراسیاب نے فرمایا کہ ای باغبان مین تجھکو اپنا قوت بازو سمجھتا تھا اور تو خواہ سلطنت اور بڑا نمک حلال جانتا تھا مگر افسوس ہی کہ تیری زبان سے ایسا کلمہ نکلا کہ اب مین بشراکت نمکحرامان چار روز کے بعد جواب دونگا اس بات کا بیشک مجھکو بڑا ملال ہی کسلیے کہ تجھکو کہنا چاہیے تھا کہ مین ہزار بار مرکر زندہ ہونگا جب بھی شراکت عیاران نکرونگا خیر اسوقت تو خطا تیری معاف کی مگر آیندہ جو تیری زوجہ سے یا تجھسے ایسا کوئی کلمہ سنونگا تو بڑے عذاب الیم سے تجھکو مارونگا اور وہ آزار پہونچاؤنگا کہ باسیان دریا اور مرغان ہوا اور مردمان دنیا تجھپر افسوس کرینگے اور مجھکو رحم نہ آئیگا وزیر یہ کلمات عتاب سنکر تھرایا اور تخت شاہی کے گرد پھرکر سات بار تصدق ہوا اور عرض کیا کہ ای شہنشاہ فلک جاہ عورتون کی نسبت قول بزرگان ہی کہ سعدی علیہ الرحمہ اگر نیک بودے سرانجام زن + زنان از من

نام بود ے نزن + واقعی میری زوجہ نے مجھکو کہین کا نرکھا تھا ایکا کرم میرے آڑے آیا جو اس دسیاہی سے
کونین کی مین بچگیا ورنہ دین بھی جاتا اور نکمرام بھی کہلاتا اب مجھکو دامن عاطفت خاوندی مین چھپا لیجیے
اور میرے گناہ پر قلم عفو پھیریے بادشاہ نے یہ سنکر خیال کیا کہ اسکو فی الحال دشمن بنانا مناسب نہین ہی سنکر
گلے سے اسکو لگا لیا اور کہا کہ اب تم خطا کے عوض اُس دزد مکار یعنی عمرو عیار کو گرفتار کرنا اور مہرخ مسحور سے بھی
یقین ہی کہ وہ اسکی رہائی کے لیے طلسم کوکب سے آئے اور اتبودہ بابا بار اس طلسم سے یہان آیا کرتا ہی کیونکہ اُس
بیدین اور جنگلی نے راہ کھولکر آمد و رفت سہل کردی ہی اب تم جاکر عیارون کو گرفتار کرو وزیرند کو حسب ارشاد
شاہ تسلیم کرکے روانہ ہوا حال اسکا انشاالله آیندہ بیان ہوگا اب مہرخ کا ذکر کیا جاتا ہی کہ یہ مقیدان سحر شیاطین
ہر روز سوار ہوکر اسی صحراے سبزہ زار مین جاتی ہین اور شکار و سیر مین مصروف ہوتی ہین جب شام کو بارگاہ
مین اپنی آتی ہین اسوقت اثر سحر کا انکے دلون سے کم ہوجاتا ہی اور جانتی ہین کہ ہم مسحور ہین اور یہ اسلیے
شیاطین نے سحر لوقت شب کم ہونے کو مقرر کیا ہی کہ مقید اپنے حال پر آگاہ ہوکر اشک حسرت بہائین اور
میرا نام ہو کہ باوجود آگاہی میری قید سے رہا نہین ہوسکتے فی الجملہ ایک روز جب شہباندوز نے بحر سیدز انغ
شب کا شانۂ عالم سے پرواز کی اور صیاد لیل نے دام کہکشان مین دانہ انجم کا ڈالکر مرغ سنہرآفتاب کو پھنسایا

کہ بموجب ابیات	شکار خواب کھیلا آہودن نے	بڑا میدان جھیلا آہودن نے
سیاہی شام کی گردون پھیلائی	گیا دن مہر ڈوبا رات آئی	یہ سب صحراے سحر و نیرنگ سے

پھر کر اپنی بارگاہ مین آئین اور بعد فراغ اکل و شرب ہر ایک کو اپنی گرفتاری کا خیال آیا صداے آہ
و نالہ بلند کی اور خدمت مہرخ مین سب سردار آکر عرض پیرا ہوئے کہ ای ملکہ ہماری آخر ہم کبتک یہان اسیر
رہینگے کوئی تدبیر کرنا آپکو لازم ہی کیونکہ آپ ہم سبکی سردار ہین مہرخ نے فرمایا کہ اگر کوئی سامنے آکر ہم پر سحر کرتا تو
اُس سے لڑکر فیصلہ کرتے اب تو سواے اس تدبیر کے اور کوئی چارہ نہین ہی کہ مین آگے کھڑی ہوکر درگاہ خدا
مین فریاد کرون اور تم سب آمین کہو اس رات کو اسی طرح تضرع و نیاز بدرگاہ بے نیاز و کریم کارساز گر
بسر کرو شب غم یقین ہی کہ سحر عشرت سے بدلجاے اور نسیم تمنا گل مراد گلشن آرزو مین شگفتہ فرماے سنیے
عرض کیا کہ بسم الله کیجیے ملکہ موصوف بارگاہ سے باہر ایک میدان مین آئی اور تاج سر سے اُتار کر محتاج بارگاہ
احکم الحاکمین ہوکر روے عجز و تضرع جانب قبلہ کرکے ایستادہ ہوئی اور پس پشت سردارون نے صف
جمائی ملکہ نے دست بدعا بلند کیے اور گڑگڑاکر یہ کلمہ زبان پر لائی کہ ای مسلمانو ے خدا واسطہ اپنے

خاص بندون کا ہمکو اس بلا سے نجات دے ای خدا ہمنے زبانی عیارون کے تیری صفت سُنی ہی تو ایسا خدا ہی لطف ہم

یوسف پہ رہی بہت تباہی	آخر کو ہوئی نصیب شاہی	موسےٰ رہے تیہ مین جو حیران
آخر ہوا اُنپہ فضل یزدان	یونسؑ رہے حوت کے شکم مین	چاہا تو نے تو چھوٹے دم مین
ایوبؑ کی کٹنے کین دو آمین	یعقوبؑ کی کٹ گئین بلائین	فراق ستم ہمین نہ لوئین

اس قید الم سے ہم بھی چھوئین

یہ دعا انکی قبول ہوئی یعنی ملکہ تہمتن جو عمرو کو لیکر اپنے مقام پر آئی تو اس شب کو اسی بھی یہ خیال آیا کہ افراسیاب کو ہمارے متوسلین کا ذرا پاس نہین ہی ایسا نہو کہ مہرخ کو اُسنے بعوض قتل الچی کسی آفت مین پھنسا یا ہو پس مجھکو اُسکی خبر لینا ضرور ہی یہ سوچکر یہ ماہ تمام خواجہ سے بحیلہ آرام رخصت ہوکر بالاے بام آئی خواجہ اپنے مقام پر آکر استراحت پذیر ہوے اور ملکہ مذکور نے سب کنیزون کو حکم دیا کہ تم سب نیچے کوٹھے کے آج رہو مجھکو ایک سحر تیار کرنا ہی خبردار یہان کسیکو نہ آنے دینا کنیزین حکم بجالائین اور ملکہ نے تنہائی پاکر ایک سحر پڑھا کہ بروے ہوا سناٹا پیدا ہوا اور ایک ہنس جواہر کا مگر جاندار اُڑتا ہوا سامنے آیا زین جواہر دوز اُسپر کھچا تھا گلے مین یاقوت کا مالا پڑا تھا سر پا مثل معشوق زیبا آراستہ اور پیراستہ تھا ملکہ نے دوپٹے کی گاتی باندھی اور جست کرکے اُسپر سوار ہوکر یکہ و تنہا جانب طلسم ہوشربا روانہ ہوئی اُسوقت اس عنقاے اوج حسن کے جمال کی عجیب کیفیت تھی کہ ماہ تابان سپہر دو چندان حسن سے اُسکے شرمندہ تھا اور ضو سے رخسار درخشان کے زہرہ کا حسن ضیا ماند ہوگیا تھا وہ چہرۂ مصفا کی چمک اور زیور کی پھبن وہ اُسکا اُٹھنا جو بن کبھی کا ہیکو پیر فلک نے دیکھا تھا اپنے تارے اُسپر صدقے اُتارا چاہتا تھا اس چاندنی رات مین ایک چاند فلک پر اور ایک بروے ہوا چمکتا جاتا تھا ہوا کا صحرا مین سناٹا تھا بروے ہوا اس ملقبس چشم کا چلنا تھا یا دل روزگار کا کھیلنا نکل رہا تھا روے ہوا کا رتبہ بڑھا ہوا تھا بزم عالم مین شمع رخسار کا روشن ہونا تھا نظم

کیفیت نشۂ جوانی	انداز خمار و سر گرانی	در پیش قیامتین بلائین
انداز نئے نئی ادائین	کھایا جو کہین کمر نے لچکا	پہونچا دل دہر مین بھی دھچکا
گر سامنے اُسکے بدر آیا	عارض کی چمک پہ داغ کھایا	ہر صبح اسے مثل ایام بہار گذرتی ہوئی

ہر کوہ سے ہر رنگ طائر رنگ لالہ زار اُڑتی ہوئی اپنے طلسم سے نکلکر رفتہ رفتہ اُسی صحرا مین کہ جسمین مہرخ و ذخیرہ اسیری سے رہائی کی دعا مانگ ہی تھین پہونچی وہ صحرا از بسکہ مسحور و مسدود تھا اسوجہ سے ہنس اُسکی سواری کا

بھی رُک گیا اور اِسنے جانب صحرا جو دیکھا تو ایک لشکر کہ اُترے پایا اور مردان لشکر کو میدان مین جمع پایا یہ دیکھکر ہنس اپنا زمین پر اُتار لائی اور اُس گروہ کے قریب آئی اور ہر ایک کو بیچا نکر گویا ہوئی کہ ہائین تم لوگ یہان کہان مہرخ نے دعا موقوف کرکے تسلیم کی یہ ہر ایک سے گلے ملی اور بارگاہ مین ہمراہ اُنکے آکر بیٹھی حال استفسار کیا مہرخ نے کیفیت بیان کی کہ کسی ساحر نے چھپکر ہمکو روکا ہے اگر سامنے ہمارے آتا تو ہم مقابلہ کرتے اب بالکل مجبور ہین بران یہ ماجرا سنکر فرط غضب سے بسان آتش تند افروختہ ہوئی اور کہا اس افراسیاب نے تمھاری قضا اپنے ہاتھ مین گویا کھی ہے مگر یہ نہین جانتا کہ میری موت اب قریب آئی ہے یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی بروے ہوا سناٹا پیدا ہوا اور دو تخت اُڑتے ہوئے زمین پر اُتر آئے اُنپر دو حورین پریزاد وہ حور چہرہ لباس پُر تکلف اور زیور گرانمایہ سے آراستہ و پیراستہ سوار تھین اُنھون نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے اُنکو حکم دیا کہ اے نسیم تیز رو وای قران صبا شتاب سردارون کو اور مہرخ کو اپنے تختون پر سوار کرکے اس صحراے مسدود سے نکال لیجاؤ نازنینان مہر پیکر حکم ملکہ بجا لائین اور سبکو سوار کرکے لیچلین اُسوقت بران نے ایک نامیخ سحر پڑھکر زمین پر مارا کہ اے زمین بستہ کھا جا فوراً ایک آواز آسمان پیدا ہوئی اور بجلی چمکی زمین کو تزلزل ہوا یہ معلوم ہوا کہ دنیا تہ و بالا ہو گئی مہد زمین ہنڈولا ہو گیا بعد کچھ عرصہ کے راستہ کھلگیا دنیا ساکت ہوئی بران نے نہیب دی کہ اب جو کوئی مہرخ کا راستہ روکیگا تو طبقہ اُلٹ دونگی غرضکہ دریا کوہ ظاہر ہوا راستہ نظر آیا دریا اور صحراے سبزہ زار کا اب نشان نرہا وہ دونون جادوگر نیان یعنی نسیم غیرہ تخت اُڑا کر چلین لشکر مین بھی طبل سفر بجا ہر شخص کمر باندھکر براے منزل مقصد ہوا اور ملکہ بران اُنکو رخصت کرکے ہنس پر سوار ہو کر پھری اسوجہ سے کہ خواجہ وغیرہ مجھکو میرے حال سے مطلع نہون غرضکہ جب یہ قافلہ روانہ ہوا تو وہ وقت تھا کہ سواد شب کا حصار اسیران صحراے دنیا کے واسطے ٹوٹ چکا تھا اور در خاور کھلا تھا شاہ مہر تخت فلک پر سوار ہمراہ نسیم سحر آیا تھا نظم

فلک دیکھین دکھائے کیا یہان تک ہوئی ہے آشکارا آسمان تک	کہ بدلا شب نے مثل آسمان رنگ	سحر بھیر خنجر خورشید لیکر

صبح ہوتے ہوتے ملکہ مہرخ کو لیکر وہ دونون جادوگر نیان درہ کوہ صحرا سے اور صحراے سبز سے نکل گئین اور ٹھہرین تھین کہ لشکر بھی سب آکر جمع ہو املکہ داخل لشکر ظفر پیکر ہو کر رہرو راہ امید ہوئی بران کی جادوگرنیون کو رخصت کر دیا اور ملکہ بران قریب صحرا اپنے کوٹھے پر پہونچکر آرام پذیر ہوئی ادھر مہرخ اپنی فوج لیکر روانہ ہوئی لیکن افراسیاب بعد رخصت باغبان وزیر نہایت

بدمزاج اور متغض مچا تھا کہ بروے ہوا نوبت ونقارے بجتے سنائی دیے اور تین لاکھ ساحر بروے ہوا بازہ اسپا
وہنس وغیرہ پر سوار نظر آئے آگے آگے تختہاے سحر پر ایک ساحر اور دو جادوگرنیان سوار تھین سب کی سر اُنھین
لشکر مین دُمر و بجتا تاقوس اور گھنٹون کی آواز سے دل دہر دہلتا بڑے تزک واحتشام سے دریاغ سیب پر
وہ لشکر اُترا اور میدان باغ کے سامنے کا فرودگاہ سب نے مقرر کیا تینون سردار دربار مین آئے شاہ
جادوان کو مجرا کیا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ ساحر تو وہی شیاطین جادو ہی اور جادوگرنیان ریحانہ جادو و نگار
جادو دونون کنیزین ہین اور ملکہ حیرت ہین انھون نے حیرت کو گود مین پالا ہی ملکہ مذکور انکو بجاے ان کے
سمجھتی ہی اور سلام کرتی ہی چنانچہ یہ دونون شہر ریحانیہ اور نگارستان کی حکومت کرتی ہین یہ ملک انکو
جاگیر مین ملے ہین اب جو انھون نے حال جنگ و جدال سنا اپنی شہزادی کی مدد کو لاکھ لاکھ ساحر لشکر روانہ ہوئے
اور بعد قطع منازل اُسی درے کے قریب پہونچین کہ جو مسحور تھا ازبسکہ یہ واقف حال طلسم ہین درے کو چھوڑ کر
قلعہ المبسیہ پر آئین شیاطین نے خبر آمد سنکر استقبال کرایا اور دو قلعہ تک خود لینے آیا کیونکہ خاتون بادشاہ
انکی تعظیم کرتی ہی غرضکہ باغ مین اپنے لاکر انکی دعوت کی اور سبب آنیکا پوچھا انھون نے کہا ہم اپنی
شہزادی حیرت پاس جاتے ہین چونکہ درہ کوہ ہمیشہ سے مسدود ہی اور تم اُسکے محافظ ہو اسوجہ سے تمھارے
پاس آئے ہین کہ ہمین راستہ دو اُسنے جواب دیا کہ مین نے مہرخ کو اسطرح اسیر و سرگردان کیا اب اُسکے مطیعون
کو چاہتا ہون کہ جاکر قتل کرون اور بہار وغیرہ کو گرفتار کرکے حوالہ شاہ کردون اچھا تمھارے ساتھ مین
بھی چلتا ہون یہ کہکر ایک لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیکر اُنکے ساتھ بکدو فرتمام تر روانہ ہوا اور اُسوقت اگر خدمت بادشاہ
مین پہونچا الغرض بادشاہ نے انکو اشارہ بیٹھنے کا کیا یہ تینون کرسیون پر متمکن ہوئے اور بادشاہ کو اس ساحر
کی صورت دیکھکر مہرخ یاد آئی بس حسب آئین پوجا وغیرہ کرکے کتاب سامری منگائی اور آئین حال مہرخ
دیکھا تو معلوم ہوا کہ ملکہ بران نے آکر راہ کھولدی اور مہرخ رہا ہوکر اپنے لشکر کی طرف آتی ہی یہ دیکھکر کتاب بند کی
اور شیاطین کی طرف دیکھکر کہا کہ قیدی تو تمھارے چھوٹ گئے اُسنے کہا ای شہنشاہ ایسا کون تیرے سوا
ہی اس اطراف طلسمات مین جو میرے سحر کو رد کرکے ان نمکحرامون کو وہان سے نکال دیگا مین ایسی طاقت
تو سوا آپکے کسی مین نہین دیکھتا بادشاہ ازبسکہ اول سے رنجیدہ خاطر تھا اسوقت اسکو بھڑک مچی کہ او
بیہودہ اِدھر سے اُدھر تو تاچیا پھرا حفاظت تو انکی ہو نہ سکی اب یاوہ گوئی کرتا ہی ایک سے ایک سامری نے
بہتر بنایا ہی تو ہین جھک مارا کیا لے جاوہ سب چھوٹ گئے اُسنے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اگر وہ رہا ہوگئے

تو مین جاکر اُنکو پھر قید کرتا ہون کیا مجال اُنکی جواب آگے بڑھ سکین بادشاہ نے کہا اب وہ سب اپنے
لشکر کے قریب پہونچ چکے ہین اب اسیر ہونے کسلیے کہ اُنکے لشکر کے عیار ہر سمت پھرا کرتے ہین اور ساحر کو
منزل مقصد تک پہونچنے بھی نہین دیتے راستہ ہی مین مار ڈالتے ہین اسنے عرض کیا کہ مین عیارون کو پہلے
ہی قید کرلونگا شاہ نے کہا بس زیادہ بیہودہ نہ بکو اب تم لشکر لیکر آئے ہو تو یہین ٹھہرو سمجھ لیا جائیگا جلدی
کیا ہی بادشاہ کے خفا ہونے سے یہ خاموش ہو رہا اور ریحانہ ونگار تا دیر حاضر دربار رہکر عرض رسا ہوئین کہ
کنیزون کو کیا حکم ہوتا ہی کسلیے کہ ہمارا بھی یہی ارادہ تھا کہ اُس نمکحرام مہرخ کو جھوٹے پکڑکے سامنے حضور کے
لے آئین پھر وہ وہی ہی آپ شہنشاہ ہین آپکا مقابلہ وہ کیا کریگی بادشاہ نے فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر اب تو
اُن باغیون نے جمعیت پکڑ لی ہی تم اب ملکہ حیرت کے پاس جاؤ اُنسے ملو جب مہرخ اپنے لشکر مین آکر داخل
ہوگی اُسوقت مین حکم لڑنے کے لیے بھیجدونگا یہ حکم سنکر دونون اُٹھین اور شاہ کو سلام کرکے روانہ ہوئین اُسوقت
شیاطین نے عرض کیا کہ مین بھی اُنھین کے ساتھ خدمت حیرت مین جاتا ہون آپ جیسا ارشاد فرمائینگے
مین بجالاؤنگا بادشاہ نے اُسے بھی رخصت فرمایا اور یہ تینون شیاطین باغ سے باہر آکر سوار ہوئے اور مع
تمام لشکر کے دریاے خون روان سے اُتر کر قریب لشکر حیرت پہونچے ملکہ موصوف نے خبر آمد سنکر استقبال کرایا
لشکر اُنکا متصل اپنے لشکر کے اُتروایا بارگاہین اُنکے لیے آراستہ ہوئین کئی کوس کے گرد مین تین لاکھ کا
لشکر اُترا اور ریحانہ ونگار بارگاہ حیرت مین آئین ملکہ نے انکو سلام کیا انھون نے دعا دی کہ بھلی نگہ کی
سے کُند بھی رہ بودھ سہاگن ہو وارث جیسے سہاگ بنا ہے تیری اُپری دیکھکر میان تیرا کیسکا سفر نہ دیکھے
یہ دعا دیکر بلائین لین گرد پھرون پھر دنگلون پڑ ٹھمین ناچ ہونے لگا جام شراب گردش پذیر ہوا اُنکے آنیکی خبر
طائران سحر نے ملکہ بہار کو بھی پہونچائی یہان مہرخ بنائی ہوئی عیارون کی سرپرستی حکومت پر بھی ہی اُنھون نے
بھی سنا اور حضر غلام عیار روانہ ہوا کہ مین جاکر بن پڑے تو اِن ساحرون کو مارون اِدھر ریحانہ ونگار
ملکہ سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آئین اور نگار — ریحانہ سے بہت چھوٹی ہی اور یہ دونون حقیقی بہنین
ہین ریحانہ چھوٹی بہن کو بجاے دختر کے سمجھتی ہی اور جب سے شوہر اُسکا مر گیا ہی یہ بہت دلجوئی اُسکی کرتی
ہی اور وہ ہمیشہ ایک ساحر پر عاشق ہوکر غمگین رہتی ہی چنانچہ اسوقت جو بارگاہ مین دونون آئین نگار نے
کہا باجی جان میرا تو دم گھبراتا ہی مین تو سیر کو جاتی ہون ریحانہ نے کہا بیٹیا یہ مقام پر آشوب ہی دشمن سے مقابلہ
پڑا ہی مین صدقے یہ بھی کیا تمنے اپنا گھر بنایا کہ جہان پایا وہان ماری ماری پھرین اب یہان تو وہ بیٹھوا نے کہا

ابھی تو لڑائی موقوف ہی مین خالی بیٹھکر کیا کرون نہ صاحب میرا دم اکتا کر نکلا جائیگا اور دشمن سے مقابلہ ہی تو کیا
مین اسکے لشکر مین تھوڑی جاؤنگی جنگل مین پھر چلکر دو گھڑی دل بہلاؤنگی پھر چلی آؤنگی جنگل مین کسی کا اجارہ ہی ہے
طلسم میرے شہنشاہ کا ہی ریحانہ یہ گفتگو سنکر سمجھی کہ جائیگی ضرور کیونکہ اسکی عادت ہی کہ ایک جگہ تلوا نہین
لگاتی ہی اور دل سے مشورہ کیا کہ میری بہن شوہر کے غم مین گھلی جاتی ہی نگوڑی مدت کے بعد یہان آئی ہی
خیر پھر چل آنے دو لیکن جنگل مین اسکا اکیلے پھرنا اچھا نہین عیارون کا بڑا خوف ہی پس بہتر ہی کہ لب دریا
صحرائے سبزہ زار مین فرش بچھوا کر اسکو بٹھلا دینا چاہیے اور رقاصہ اور ساقی اور کنیزین معین کرنا چاہین کہ
یہ اکیلی نرہے سب ملازم اسکے محافظ رہین بس یہ سوچکر اُس سے کہا کہ بیٹا ہوائی دیدہ تو ہمیشہ سے تم ہو اچھا
اِس شرط سے جانے دیتی ہون کہ لب دریا فرش بچھاکر جلسہ جاؤ ہرسمت دوڑتی نہ پھرو اور میریجان مین
تمھارے ہی بھلے کو کہتی ہون یہان نگوڑے عیار بڑے غضب کے ہین اُنسے مجکو خوف ہی ہون نے اسکی
کہا اچھا یا جی امان کیا مضائقہ ہین کہین نہ جاؤنگی ایک ہی جگہ بیٹھکر دل بہلاؤنگی یہ سنکر ریحانہ خوش ہوئی
اور لشکر تو دور تک اترا ہوا تھا اور قریب دریا قاعدہ ہی لشکر کے اترنے کا چنانچہ لشکر سے کوس دو کوس کے
فاصلہ پر ایک دریا روان ہی کنارے اُسکے صحرا رشک بوستان ہی متصل اُسکے پہاڑ گلون سے غیرت دہ
خیابان ہی اُسی صحرا مین کنارے دریا کے فرش ہونیکا حکم دیا گیا ازبسکہ یہ دونون اپنے ملک کی شہزادی
ہین تمام سامان عیش و راحت اِنکے ہمراہ ہی پس ملازمون نے جملہ اسباب مسرت و آرام وہان مہیا کیا اس
بحر کے کنارے جنگل کے آراستہ ہونے سے دونا حسن ہوگیا ادھر تو فراش باد نے فرش زمردین سبزہ صحن دشت
مین بچھایا تھا اُدھر فرش قالین گلدار کا فراشون نے آراستہ کرکے سطح غبرا کو لالہ زار بنایا اسطرف مصور بہار نے
تصاویر گلہائے بوقلمون سے صفحہ ربیدا کو ارژنگ مانی کیا تھا اس جانب نقاشی فرش رنگین و گلکاری شعر
پر زمین سے ورق بطبق ارض نگارخانہ چین ہوا تھا کنولہائے رنگین دریا مین چھوڑے گئے جو شب کو ستارونکی
طرح چمکتے دکھائین قمقمے درختون مین لٹکا دیے جو صحرائے اخضر مین مثل انجم فلک نے برجدی شمع ماہ کو تنہا
ہر سبزہ مین ستارے آئے ہوئے نظر آئین لب ساحل کشتیان شراب ناب کی لگادی گئین بطرہ کے
قمقمے اُڑانے کا وقت قریب آیا گلدستے سامنے مسند کے رکھدیے زیرانداز پر چوان بڑی آن بان کے لگادیے

یہ سامان عیش و نشاط اس جگہ مہیا کردیا جسکا یہ نقشہ تھا کہ نظم

وہ دشت جو دشت دلکشا ہی	جس دشت مین خلد کی ہوا ہی	محمل و گل بلبل و صبا ہی

میوہ ش ازل تھے جابجا چست — ہر برگ ہی تازہ ہر شجر سبز — سبزے سے تمام دشت سرسبز
جو پھول ہی قدرت خدا ہی — جو سبزہ ہی خضر رہنما ہی — گل میگش بادۂ جوانی
کرتی تھی بہار باغبانی — دریا کی وہ ہر طرف روانی — تھا آب حیات یا کہ پانی
اُس دشت مین واہ ری محلس — تھا جس سے فروغ چشم نرگس — وہ صاف بچھا تھا فرش تا دور
بیٹھے جو وہان اُٹھے نہ پھر جو — ہر ساغر بادہ ہمسر گل — تھی ہر لب مے جواب بلبل
شیشون کی چمک گلونکا جوبن — میخوارون کے گرد مرغ گلشن — خدام و مصاحب اراکین
پہنے ہوئے جامہ ہاے زرین — ارباب نشاط سب فراہم — باجون کو خوشی مین سازباہم

القصہ جب دوپہر ہو چکی نگار کئی سو کنیزون اور اپنی اسیون جلیسون کو ہمراہ لیکر ہوادار پر سوار ہوئی اور اُس مقام فرحناک پر آکر لب ساحل مسند پر جلوہ گر ہوئی اور سیر دریا و صحرا کرنے لگی اُسوقت مغنیان خوش نوا کا گوری کی تان اُڑانا بچھلا پہرون کا باقی عجب سہانا وقت گرمی مجلس گرما گرم ساقی ہنگام غروب مہر صبیح بنارس سے بہتر وہ سرزمین زرد دھوپ کا عالم جنگل مین کشت زعفران کا جوبن دکھاتا آفتاب رواق سپہر یا کاخ دہر کی دیوار مین آئینہ لگا نظر آتا جانور بسیر اپنے مورچہ کھا رہے تھے پیہے نعرے مارتے ایسے مقام فرحت بیز پر دور شراب ناب اور جلسۂ چنگ و رباب کا یہ عالم دکھاتا تھا کہ خاطر روزگار کو لبھاتا تھا کہ نظم

تھا جام شراب مست کا ہاتھ — چلتی تھی ہوا شراب کے ساتھ — تھا خضر کہ سبزۂ گلستان
نہرون مین روان تھا آب حیوان — گانے کا تھا شغل بزم معمور — چھیڑتے تھے قریب و ہر سے طنبور
ہاتھون کو طیور چومتے تھے — مستی سے درخت جھومتے تھے — اسی ہنگام فرحت و سرور مین

وہ وقت آیا کہ صحراے فلک مین قنادیل انجم کو فراش قدرت نے منور و روشن فرمایا اور ہر سبزہ زار سنبلۂ فلک خسرو ماہ آباز برہ نے ترانۂ خسروی سنانا چاہا کہ نظم

بہار شام آنکھون مین بھر آئی — ہر اک کے نیند بھر آنکھون مین چھائی — نظر کی سوے صحرا خوش ہوا دل
جمی ساحل پہ میخوارون کی محفل — رات کو فراش ماہتاب نے فرش چاندنی بزم عالم مین گسترده کیا تھا کہ
کے پھولون کی خوشبو آنے لگی صحرا مین سنا ہوا ہواے سرد نے دلون مین جوش وحشت پیدا کیا یہ عالم ہوا کہ نظم

گل مست و طیور بوستان مست — بلبل سے زیادہ باغبان مست — سب بزم نشین تھے نقش دیوار
شبنم سے تھے اشکبار اشجار — کیون مست نہو ہر اک صنوبر — دیتی تھی بہار لا بساغر

غنچون کے تجھے شاخ سے اشارے	تو کاکشان ہی ہم ستارے	اس بہار کی سیر مین نئی سیر سنیے

کہ بعد رہا کرنے باغبان وزیر کے قران و برق اپنے لشکر کی طرف چلے آتے تھے یہانتک کہ اس صحرا مین جہان جلسہ ہو رہا ہی پہونچے اور دور سے ٹھہر کر تمام کیفیت دیکھی پھر اپنے لشکر مین داخل ہو کر ملکہ بہار وغیرہ سے ملاقات کر کے حال قتل ایلچی اور مہرخ وغیرہ کا بیان کیا بہار نے آثار یجانہ و نگار کا انسے کہا برق نے حال سنکر کہا کہ ای ملکہ مین نے راہ مین جلسہ ساحرون کا دیکھا ہی یقین ہی کہ یہ وہی ساحرہ ہی جسکا ذکر تمنے کیا ہی پس جب یہ مقابلہ کرینگی تو آپکو زحمت ہوگی مین جاکر انکو مارے ڈالتا ہون یہ کہکر وہان سے چلا اور کنارے دریا کے آیا از بسکہ وہ دریا جسکے کنارے ساحرہ بیٹھی ہی بہت دور تک ہی ایسا کہ لشکریان مہرخ بھی اسی بحر سے پانی لیتے ہین پس یہ عیار جب کنارے اسکے پہونچا میز بحر جو ملکہ بہار کی طرف سے مقرر ہی اُس سے ایک مورچھی طلب کر کے اپنی صورت ایک زن حسینہ و جمیلہ کی ایسی بنائی بالکل شہزادی مہر رخسار و ذی وقار معلوم ہوتا تھا بعینہ آفتاب دیدار تھا بلکہ خورشید کو شرماتا چہرہ پُر نور اسکے جمال سے کیا آنکھ ملائے شرما کر نقاب سحاب مین مُنہ چھپائے غیرت سے بحر مغرب مین ڈوب جائے اس روے تابان کو شمس جو دیکھے رعب حسن سے تھرائے اُسکے عشق مین ہمیشہ سینہ سوزان رہے چشمہ چشم مین تری آجائے چہرہ بے نظیر مین بالاے الف مبنی ابرو بسان کمان کشیدہ جیسے تحریر مین الف قائم پر مد ہوتا ہی زلف چلیپا کے سامنے شب زلف کا سواد رد ہوتا ہی رخسار پر اڑ کر زلف کا آنا اور گیسو کا لہرانا گویا ماہ پر ابر کا چھا جانا تھا جو ڈاتر چھا بندھا تھا یا مشک نافہ تھا مانگ کا جو بن بالون مین یون ہویدا جیسے ظلمت مین راہ خضر پیدا نہین نہین ابر مین ماہ نو نمودار رات کو کہکشان کا اظہار جبین غیرت بخش ہر مہ نو کی سامنے اُسکے کیا قدر رخسار پر خال سیاہ کا جو بن یا میدان تاتار مین پڑا ہوا مشک نافہ خضن دہن مین لب کھولنا بیجا ہی یہ عقدہ بھلا کس سے حل ہوا ہی ہنگام تبسم اس نمک کا عالم مین شور ہی جسپر لپسا ہوا دل ہو رہی لب لعل و یاقوت کی معجون خندہ قوت روح و دافع جنون غرضکہ سراپا اُسکا بے نظیر

یہ اُسکی تصویر نظم	بالون کی صفت بہت ہی مشکل	جب تک کہ نہ ہو شگاف ہو دل
خورشید سے جیتا ہی میدان	رکھی ہی سپر پہ تیغ عریان	یا یہ کہ سمجھیے مانگ کیا ہی
یہ شام کو خط استوا ہی	دونون رخ صاف باغ امید	گویا ہی قران ماہ و خورشید
معنی سے پے صورت صفا ہی	آئینہ قدرت خدا ہی	کیا اُسکا رقم کرون سراپا

مضمون کہان ہین ایسے زیبا	کس طرح سے آن بان سکھیے	معتمد ور کہان کہ شان سکھیے
نظارہ کرے جو چشم تحقیق	تب میرے کلام کی ہو تصدیق	اس شکل و شمائل سے آراستہ

ہوکر بجرے پر فرش عمدہ بچھاکر شست ہاتھ مین لیکر سوار ہوا اور ایک ماہی سے کہا کہ سحر سے صورت بدلکر مورنکھی پر بیٹھے اور کھیتی ہوئی چلے ماہی حسب ارشاد عمل مین لائی اور مورنکھی روان ہوئی اُس چاندنی رات مین ماہی کا شکار سیاہ تابان حسن کھیتی روانہ تھی مورنکھی ہوا کی طرح سن سن چلی جاتی تھی یہانتک کہ اُسی مقام پر پہونچی کہ جہان نگار لب ساحل جلسہ جمائے بیٹھی تھی اُسنے جو دیکھا کہ ایک شہزادی مورنکھی اُڑائے جاتی ہے سمجھی کہ یہ طلسم تو بہت بڑا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قلعہ کی شہزادی سیر دریا کو نکلی ہے پس اُسکو بلانا چاہیے اور صورت بھی ایسی پیاری پیاری ہے کہ جس سے تیری محفل کو رونق ہوجائیگی ازبسکہ یہ ساحرہ حسن و دست بہت ہے تاب نہ لاسکی کھڑی ہوگئی اور آگے بڑھکر پکاری کہ ہین ذرا ٹھہرنا اُس پری خوبی نے کچھ جواب نہ دیا اسکا اشتیاق اور زیادہ ہوا اور پھر پکار کر کہا اللہ رے آپکا غرور اور ہمسا ہم پکارتے ہین اور آپ جواب نہین دیتین ای صاحب ذرا ٹھہریے اپنے حسن پر مغرور نہوجیے ای بُوا ہم کوئی رذیل نہین ہین اپنی جگہ کی شہزادی ہین قربان آپ کی بے اعتنائی کے ہم جانتے ہین کہ بجرا بھی آپکا ہی مانگے کا نہین ہے آپ شہزادی ہین لیکن اتنا غرور سامری کو بھی نہین کہ منہ ہی سے نہین بولتے یہ خلاف انسانیت ہے ذرا ٹھہر جاؤ کیا حرج ہوگا اُس قلزم جمال نے اسکے اس بکنے پر بھی کچھ جواب سے لبون کو آشنا نکیا جب تو اسکو غصہ آیا اور گھٹنون بھر پانی مین اُتر گئی اور ماتھے پر ہاتھ برسم سلام رکھا اُس بحر حسن نے جواب سلام دیکر کہا کہ بہن مجھکو معاف کرنا مین ایک کام ضروری کو جاتی ہون نہین تو تمسے ضرور ملاقات کرتی یہ کلام جو اسنے سنا اور زیادہ جسارت تکلم ہوئی بولی کہ رنڈی اتنی باتین نہ بنا تو کیا ہوتا کیا تمھارے دشمن کسی کے نوکر ہین ہم سمان ظاہر ہوگیا دیر کیا ہوتی ہے ایسی باتین مین بہت جانتی ہون ہم مجھکو کیا چکمون مین اڑوگی مین تم ایسی دس کو راہ بتادون لیکن صاحب جلدی تو اس پیار سے بلانا اور آپکا یہ اترانا جُرو اتو ناک چوٹی مین گرفتار کیون ہے اتنا بھی رو کھا آدمی مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا ہے ذرا یہان ٹھہر جا چاندنی کا جلسہ دیکھکر چلی جانا دو ایک جام شراب کے ہم تم ساتھ پینگے ذرا ہنسین بولینگے اور ہمارا کیا کام ہے تجھ سے عیار نے یہ گفتگو سنکر تیوری چڑھاکر کہا اے بی ہوش مین آؤ جو اس پکڑو عقل کے ناخن لو بھلا مجھسے تمسے کہان کی جان پہچان ہے جو اتنا جلد پھیل پڑین میرے پیچھے بھرتے ہوگئین بلا کی طرح چمٹ گئین واہ واہ واہ چوچلے کی خوبی بزرگی تجھ دی سب اس دریا مین

ڈوبی نگوڑی مین کیا جانون کہ تم کون ہو تمھین میرے رُوکنے سے کیا مطلب مین اپنی راہ جاتی ہون تمھین کیا معلوم کہ کوئی
کس کام کو جاتا ہی کس کام کو نہین جاتا ہی تمسے کوئی کیا بتائے تمتو لپٹ پڑین کہ یہان آؤ وہان آؤ ای بی ذرا تمیز
سیکھو بوڑھی مجرو ادب تمیزی یہ کچھ سنگار نے کہا ماشاء اللہ کیا فر فر زبان چلتی ہی جھاڑ کا کانٹا ہو گئین ہماری تو یہ محبت اور
عاجزی آپکی بیپروائی آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین آپکو خود تمیز نہین آدمی سے آدمی ملتا ہی مین نے پکارا تو کیا قیامت
ہوئی ای بی آدمی کو آدمیت لازم ہی تمکو اتنی تو انسانیت نہ آئی کہ مین پانی مین تمھارے لیئے اُتر آئی اور تم
نہ ٹھہرین ہان ہان سچ ہی تمھارا کوئی منتظر ہوگا اُسکا پاس کروگی یا میرا سامری کی قسم مین نے ایسی اول
جلول اور حلد باز رنڈی نہین دیکھی خیر اچھا اپنے منتظر کی جہان اتنی دیر جدائی شاق رہی وہان اور لحیہ
سہی تمھین اپنے چاہنے والے کی قسم تمھین اپنے دیدون کی قسم ذرا ٹھہرتی جاؤ بھئی آگے جائے تو دیدے ہی
پھوٹین۔ اس گوسر محیط خوبی نے جواب دیا کہ ای واہ تمتو خوب فیل لائین ای بی میرا منتظر انگوڑا کون ہوگا یہ
تم ہی ایسی دماتی ہو کہ جنگل مین منگل کر رہی ہو یہ کہو کسی کے انتظار مین یہان آکر بیٹھی ہو مجھکو بھی ہی راہ
سکھایا چاہتی ہو سنو میری جان یہ بیخبرت ہی بندی ایسے بھتیرے مین نہین آنکی یہان جمشید کی قسم میرا کلیجہ دھک
دھک کر رہا ہی کبھی اتنی دور اکیلی کا بیکو آئی تھی آج شامت جو آئی ادھر نکل آئی مین کمبخت کیا جانون اما دیکھے
اُجالے نکلنا میرا دیدہ ایسا موٹا کا بیکو ہی کہ غیر جگہ اُتر پڑون اسوقت دل کا سامری حال جانتے ہین بوئی
بوئی میری کانپ رہی ہی جب گھر پہونچون تو زندگی دوبارہ ہو۔ اُسنے کہا ای بی یہ باتین نہ بناؤ یہان کوئی
غیر نہین ہی ہم بھی ملازم شہنشاہ کے تم بھی انکی رعیت کسی آدمی کی ایسی طاقت نہین جو ہمسے ا
ملائے تم خوف نکھاؤ اُتر آؤ تمہاری جان کی قسم زیادہ نہ ٹھہرنا لمحے بھر مین چلی جانا مین کوئی باجی نہین ہون کوہ
ریحانیہ نگارستان کی شہزادی ہون اُسنے جواب دیا کہ یہ تم سچ کہتی ہو لیکن بڑے بھیا کی طبیعت بہت خراب
ہی وہ اگر سن لینگے تو مار ڈالینگے نگار نے کہا آئی بھی چلی بھی آؤ عیار کو اُتارنا تو منظور تھا ہی بعد عذر لیسا دیسا مور نکھی سے
اُترا اُسنے ہاتھ پکڑ کر مسند پر لیجا کر بٹھایا ساقی نے جام دیا اس نازنین نے شرما کر جام ہاتھ سے رکھدیا اور نیچی نگاہ
کر کے بیٹھی نگار اسکا حسن و جمال دیکھکر فریفتہ ہو رہی تھی اُسکی گردن مین ہاتھ ڈالکر گویا ہوئی کہ ای بہن
تمھین شرم بہت ہی تم یہان میدان مین نہ بیٹھو میری باجی آؤ ریحانہ پاس چلو اُس عیار شوخ و طرار نے
جھجک کر کہا ای بی کیون مجھکو دیوانی بنا یا ہی نا صاحب ہان مردانہ ہوگا کیا تم میری آبرو کے پیچھے پڑی ہو
سامری کی قسم ابا جان تو خیر بڑے بھیا اگر یہان کا ٹھہرنا سن پائین تو میرے دھڑے اُڑا دین نہین معلوم میرا

کیا حال کرین نگار یہ تقریر سنکر چپ ہوئی لیکن اسکو تاب کہان پھر بولی کہ ای بہن تم بہت آدمیون مین شرمانی ہو تو چلو وہ جو سامنے سبزہ زار ہی وہان ہم تم چلکر بیٹھین یہ عیار اس کلام پر چپ ہو رہا اور وہ اسکا ہاتھ پکڑکر اُٹھی مگر مستفسر ہوئی کہ تمکو کچھ گانا بھی آتا ہی اسنے کہا گانا رونا سب کو آتا ہی بس یہ سنکر خواصون سے کہا کہ ستار اور بایان لیکر چند آدمی میرے ساتھ آؤ کنیزین حسب الحکم عمل مین لائین اور یہ کچھ دور جلسہ کے مقام سے آکر لب ساحل بیٹھی اور کشتی شراب طلب کی اور اس نازنین سے کہا کہ مین بایان بجاتی ہون تم ستار چھیڑ دو گانے مین تمھین شرم آئیگی یہ تو ہاتھ کا کام ہی اسنے اسکے اصرار سے ستار کی طرف درست کرکے اسطرح بجایا کہ درودشت کو مست بنایا کہ

نظم

سنتے ہی وہ نغمہ تھی کہان تاب	ہر چشم پُر آب چاہ سیماب	ہوش اُڑ گئے چہرہ ہو گیا زرد
ہونے لگا دل مین خود بخود درد	جامے سے ہوئے سب اپنے باہر	ہاتھ اُٹھ گیا ہل گیا کبھی سر
نکلی بھی تو لب سے واہ نکلی	سر دھنکے ساتھ آہ نکلی	نگار محو ہو کر تعریف کرنے لگی اور

جام شراب سے لبریز کرکے قسمین دینے لگی کہ تم بھی پیو اس عیار نے جام لیکر لبون سے لگایا اور منھ بنا کر کہا یہ شراب بہت تیز ہی میرے کام کی نہین مین اپنے نشہ کی چیز پاس اپنے رکھتی ہون یہ کہکر ایک قلم شراب کی کمر سے نکالی اور کہا دیکھو یہ شراب مین پیتی ہون پھر اُس شراب کو گلابیون مین ملاکر ایک جام بھر کر نگار کو دیا وہ بے وسواس پی گئی اسنے ایک ایک جام اور جو عورتین تھین انکو دیا کہ سب پی گئین اور کچھ ہی عرصہ مین مع نگار ہر ایک بیہوش ہو گئی عیار نے خنجر نکالکر بے وسواس پہلے نگار کا سر جدا کیا پھر اوروں کو قتل کرنے لگا شور گیر و دار برپا ہوا ساحر جو الگ ٹھہرے ہوئے تھے غل سنکر دوڑے اور ادھر ریحانہ کو بھی خیال آیا کہ بہن میری دیر سے گئی ہی مین بھی جاکر دیکھون بس اُڑکر چلی اور اسوقت آکر پہونچی کہ برق جادوگر نیون کو مار رہا تھا اسنے آتی ہی سحر پڑھا کہ برق بجس و حرکت ہو گیا اور یہ زین پر جو اتری بہن کا اپنی سر جدا پایا بس گریبان اپنا پھاڑا اور نعرۂ آہ مار کر پچھاڑ کھائی پھر لاشۂ ہمشیر سے لپٹکر بین کرنے لگی کہ ای میری ناشاد و نامراد بہن ہاے مین کہتی تھی کہ تو سیر کو آگ لگا مبر اکہنا نا ای بیٹا مجھے اکیلا کر گئین ای بھینا اپنی جندڑی پر یہ آفت تمنے لی میری کمر توڑ گئین ابھی تمنے دنیا کا کیا دیکھا تھا ہاے مجھ بڑھیا کو موت نہ آئی ای بیٹا اپنی نہ کچھ کہی نہ میری سُنی ہاے مجھے ایسی بیزار ہوئین کہ اب منھ سے نہین بولتین افسوس اب کسی بات سے تمھین مطلب نہین ای بیٹا سیر کرنے جاؤ ای فرزند اب پھر مجھسے ضد کرکے

اٹھلاؤ آؤ میری گود مین مچل جاؤ پھر جیسے چاہے مجھکو سو پھر روٹھ کر مجھسے الگ جاکر بیٹھو ہاے اب تم کچھ
نکروگی تمھارا یہ حال ہو کہ نظم

تقویم کہن تو اے جانی		تہ کردہ کتاب زندگانی
بیگانہ و آشنا برابر		تربت پہ چڑھاؤ گل انھین کیا
کھانے سے غرض نہ فکر پوشاک		تن خاک ہر ایک آرزو خاک
اک عالم بیکسی و غربت		الغرض پیٹ کر لاش بہن کی اٹھوا کر

برق کو گرفتار کیے اپنی بارگاہ مین آئی اس عرصہ مین خنجر آفتاب سے عیار روز نے سر سیاہ شب کا جدا کیا اور
نقش و نگار انجم کو ضیاے مہر نے مٹایا نظم

نظر آئے گریبان چاک یکسر		ادھر تو رنج و غم کا یہ سبب تھا
صبح کو تمام ساحر لشکر کے اور سردار وغیرہ حیرت کے اسکی بارگاہ مین		

جمع ہوے اور بڑے دھوم سے لاش نگار کی اٹھوائی رسم تعزیت ادا کی دن بھر اسی رنج و الم مین پھرا کیے
رہا جب فلک پر بنات النعش بصورت جنازہ ظاہر ہوا اور عالم سواد شب سے سیاہ پوش نظر آیا ابیات

اندھیر اچھا گیا نظر دن مین یکسر		ہر اک ساحر کا دل تھا رنج سے خون

یعنے سر شام اپنے برق عیار کو ایک قفس مین بند کر کے سامنے اپنے
رکھ لیا اور بفور غضب نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین اسکے طبل جنگ بجا اور اسنے کہا کہ کل تمام نکموا سون کا عوض
مین اپنی بہن کے کام تمام کرونگی پھر اس عیار کو بڑے عذاب سے ماروںگی الغرض جب اسکے لشکر مین نفیر سحر
بجی طائران سحر نے سامنے بہادر وغیرہ کے جاکر خبر عرض کی ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی غلغلہ لشکر مین
برپا ہوا تیاری حرب اور درستی آلات جدال ہونے لگی صداے طبل رزم جب ضرغام عیار نے سنی یہ برق
سے بھی پہلے بہر عیاری روانہ ہوا تھا بس اسوقت گھبرایا کہ تو دو روز سے پھر رہا ہے اور کچھ نہین ہو سکتا برق
نے جاتے ہی فیصلہ کیا آج تو بھی صبح نہونے دے کہ ساحرہ لشکر تیرے لشکر کو رنج پہونچائے بس اسی فکر مین سامنے
بنا ہوا لشکر حریف مین پھرنے لگا اتفاق روزگار سے کیفیت سنیے کہ ملکہ حیرت نے اپنی دزیرزادی یاقوت
جادو سے کہا کہ تم مع چند سردارون کے کھانا لیکر ریحانہ پاس میری طرف سے جاؤ اور اسنے گل سے غم نہ کھیر
مین کھانا نہین کھایا ہے سمجھا کر کھلاؤ یہ حکم سنکر یاقوت و صورت نگار و شیاطین وغیرہ چند سردار خوانہاے
طعام ہمراہ لیکر روانہ ہوے حیرت نے صرصر عیارہ کو بلا کر فرمایا کہ تو بھی کھانے کے ساتھ جا ایسا نہو کہ کوئی

عیار دست اندازی کرے عیارہ بھی عقب سردار ان بانہ عیاری کے بہنکر روانہ ہوئی اور راہ مین خضر غلام نے
ان سکو جاتے دیکھا پہلے تو ساحرون کو دیکھکر چھپ رہا مگر کھانا وغیرہ جاتے دیکھکر سمجھا کہ بیشک اسکے ہمراہ کوئی عیار
بھی ہوگی پیچھے ہی رہا تھا کہ خضر کو آتے دیکھا بس ایک مقام تنہا پر جب خضر پہونچی جھپٹ کر قریب گیا اور کہا
انسانی جی بندگی خضر نے ہر چند کہ یہ صورت بدلے ہوئے تھا مگر پہچانا اور برا بھلا کہنے لگی کہ تیری انسانی کے منہ کو جھلسا
اور تیرے استاد کو گہری گور مین تو پون نگوڑے تو اپنی بدذاتی سے نہین باز آتا خضر غلام نے کہا انسانی تم خفا نہو یہ بتاؤ
کہ آج تم سست کیون ہو اسنے کہا تیری ایسی تیسی کی تو پھر وہی کہے جاتا ہے انسانی تیری کون بالزادی فاحشہ ہے
اسنے کہا اچھا یہ بتاؤ استاد نے عیاری کیسی کی عیارہ نے یہ سنکر خیال کیا کہ شاید عمرو طلسم کو کسے آگیا ہے
یہ سوچکر کہا وہ ہوا استاد تیرا کیا یہان آیا ہے اسنے کہا واہ آپ ایسی غافل ہین اور وہ آپکو گود مین لیا چاہتے ہین
پیچھے پھرتے ہین یہ سننا تھا کہ اسنے گھبراکر پیچھے کی طرف دیکھا عیار نے کمند کا حلقہ گردن مین پھنسا دیا وہ اسطرف
پھری تھی کہ اسنے حباب بیہوشی ارادہ چرخ کھا کر گرا چاہتی تھی کہ اسنے جادہ عیاری مین اسکو لپیٹا اور اسکر
بھاگا اور جنگل مین لاکر ایک غار مین اسکو ڈالکر خوب بیہوش کرکے پرہن اسکا لیکر آپ پہنا اور اسکی ایسی صورت اپنی بناکر نیچے
ہوا اور کمند کے ٹھیلے دوش پر ڈالے جہت دفتر کا روانہ ہوا اس عرصہ مین یاقوت وغیرہ کھانا لیکر بارگاہ ریحانہ مین آچکی تھی
کہ اسنے بھی لوگون سے انکو دریافت کرکے بارگاہ مذکور مین اپنے تئین پہونچایا یاقوت نے پوچھا کہ اے خضر تم کہان
رہگئین تھین اسنے کہا رفع احتیاج کو ٹھہر گئی تھی یکبارگی وہ لوگ جو کھانا لیکر آئے تھے ملازم اور خدمگار وغیرہ انکو سبکو باہر نکالدیا
کہ مجھکو حکم ملکہ کا بہر حفاظت طعام ہے تم مین عیار نہ ملکر چلے آئین وہ سب اسکے کہنے سے چلے گئے اور اسنے سب
خوانون سے مہر توڑکر کھانا دیکھنا شروع کیا اور اُدھر ریحانہ نے یاقوت و شیاطین وغیرہ کی تعظیم کرکے
صف ماتم پر لیجاکر بعزت تمام بٹھایا پہلے تو سبنے پُرسا دیا پھر آخر ایک نے دوسرے کے منہ پر سے آنچل ہٹایا اور باہم
نصیحت دا کیا کہ سنو میری جان ہمیشہ کوئی جیا نہین جسنے ان کا پیٹ دیکھا اسنے روے گور ضرور دیکھا
سو اسے صبر کے چارہ نہین ای ریحانہ ملکہ حیرت نے اپنے سر کی قسم دی ہے اور فرمایا ہے کہ مین بھی کھانا کھاؤنگی
اگر وہ کھانا نہ کھائیگی پس مناسب ہے کہ اپنی شہزادی کا کہنا مانو اور کھانا نوش کرو ادھر تو یہ سب فہمایش
مین مصروف ہین ادہر عیار یعنی خضر نقلی نے تمام کھانے مین بیہوشی ملادی آخر ریحانہ کھانا کھانے
پر راضی ہوئی اور یاقوت نے دسترخوان طلب کیا عیار مذکور نے دسترخوان بچھاکر کھانا چنا اور سب نے
کھانا شروع کیا اور جب پانی طلب کیا عیار ہی نے پانی بھی بیہوشی آمیز ملایا ریحانہ کی آنکھین وغیرہ

بھی بسبب رنج اپنی مالکہ کے طعام ترک کیے ہوئے تھے انھون نے بھی کھانا کھایا کھاتے ہی کھاتے بیہوش
ہر ایک ہوگیا عیار نے ملازمون کو پہلے ہی منع کر دیا تھا کہ اندر نہ آنا اسوقت دربارگاہ کے پردے کا تکمہ دیکر
اور خنجر کھینچکر پہلے ریحانہ کا سر جدا کیا اسکے مرتے ہی برق جو قید تھا اُسپر سے سحر اُتر گیا اور قفس کی کڑکی
توڑ کر وہ بھی نکلا اور جلد صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی مگر اُس جلدی مین صورت کیا بدلی جائے
اسنے دھوتی باندھ منھ چادر سے چھپا بدن پر زخم کے نشان بنا کپڑون پر زن چھڑک کر انھین بیہوش شدہ
لوگون مین لیٹے ہوئے پہنچایا اور لیٹ رہا یہ اسلیے کہ ساحرہ کے مرنے سے غل مچا تھا تو جانتا تھا کہ ساحر لشکر کے
یہان ضرور آئینگے پس مین ٹھہر رہون اور کچھ کام کرون غرض اُدھر تو مرگ ساحرہ سے غلغلہ بلند ہوا اُدھر
عیار نے جلد جلد چند ساحرون کے سر کاٹے شور زیادہ بلند ہوا ساحر جو باہر تھے انمین جو بہادر تھے وہ تو بارگاہ
کی طرف دوڑے اور باقی ملکہ حیرت پاس اُڑ گئے وہ منتظر یاقوت بیٹھی تھی کہ ساحرون نے آکر فریاد کی یعنی
پکارے کہ اے ملکہ غضب ہوا وہان سب مارے گئے ملکہ مذکور یہ خبر سنکر گھبرائی اور بزور سحر اُڑ کر چلی یہان خضر غلام
نے سو ڈیڑھ سو مصاحبون ریحانہ کے سر کاٹے تھے اور یاقوت وزیرزادی کا سر کاٹکر شیاطین کے سینہ پر
سوار ہوا تھا کہ ایک برق چمکی یہ سمجھا کہ کوئی آفت آئی بس جست کرکے سر لیکر فرار کر بھاگا اور وہ برق آمد حیرت
سے چمکی تھی چنانچہ وہ بارگاہ مین اُتری اُسکے ساتھ چند خواصین اور زمرد بین یاقوت کی تھی اور باہر سے
جو ساحر کہ دوڑے تھے وہ بھی اندر بارگاہ کے آئے اور سب نے ایک سیل خون بہتے دیکھی صدہا ساحر کی گردن
جدا جسم سے پائی زمرد نے اپنی بہن کو مقتول دیکھکر گریبان چاک کیا اور بین کرتی ہوئی لاش سے لپٹی کہ ای میری ماں جائی ای میری ساتھ کی کھیلی تو نے میری کمر توڑ دی ہائے اس بہن کو موت نہ آئی ہائے
مین ناشاد تیرا مردہ دیکھنے کو جیتی رہی افسوس یہ کیا غضب ہوگیا ہائے آج بچپنے کا ساتھ چھوٹ گیا غرض
یہ توبین کر رہی تھی کہ برق جو زخمی بنا پڑا تھا اُسنے لپٹے لپٹے کمند ماری کہ حلقے اُسکے گردن وکمر مین زمرد کے
پیچیدہ ہوئے اور یہ گھبراکر سحر پڑھنے لگی اور دھوان بنکر کمند سے نکلی اور بھاگ کر فرط خوف سے الگ ٹھہری ہوئی
مارے ڈر کے گھگھی بندھ گئی ساحر کہتے ہوئے کہ ارے کیا ہوا ارے کیا ہوا پاس آئے برق سمجھا کہ اب تم پکڑ جاؤگے
پس لوٹ مار کر ایک قنات پاس پہونچا اور اُسکو چاک کرکے باہر نکلگیا یہان ہزارہا مشعلین روشن ہوگئین کون
تھا کون تھا کا شور وغوغا مچا حیرت نے باران سحر بہ سایا کہ جو ساحر قتل نہوئے تھے اُنکو ہوش آیا شیاطین بھی
اُٹھا اور کیفیت سے واقف ہوکر گویا ہوا کہ ای ملکہ مین یہان نہ ٹھہرونگا یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آیا

اور طبل سفر اسی وقت بجوا کر کوچ کر گیا اور کہتا گیا کہ مین جاکر اپنا عوض مہرخ سے لیتا ہون کیونکہ عیارون سے
پھیکر اپنا کام کرنا چاہیے غرضکہ لاکھ سا حرا پنے لیکر یہ تو چلا گیا اور حیرت لاشہ ریحانہ پر خوب روئی پھر لاشہ لاشہ
کو اٹھوایا اور ملکہ صورت نگار بھی قتل ہونے سے بچ رہی تھی آنے جاکر مصور سے یہ سب حال کہا اس
مرد دنے جواب دیا کہ مین تصویرین سب عیارون کی کھینچ چکا ہون کچھ ہی کثر باقی ہے اب ان سب کو بار
فی الجملہ ایسا ہی ہنگامہ برپا رہا حیرت روتی ہوئی لاشین اٹھوا کر بارگاہ مین آئی ادھر عیارون نے جاکر
بہار وغیرہ کو جملہ حقیقت سنائی وہان جو طبل رزمی بجا تھا تیاری ہو رہی تھی وہ موقوف رہی لاچار
نے کر کھولڈالی اسی معرکہ مین شب نے بھی مثل روح تیرہ ساحران جسم عالم سے نکلکر راہ گریز اختیار کی اور
تیرگی بسان تیرگی سحر دنیا سے روان ہوئی کہ بیت کہ جب شب کی بڑھی پیرانہ سالی +
فروغ صبح نے کی پایمالی + وقت سحر مہرخ نقلی دربار مین آئی سب سردار بھی زیب دہ کرسی و محفل
ہوئے اور جب سے کہ برق و قران آئے ہین اور حال مہرخ اصلی بیان کیا ہے کہ اسطرح ملک کوکب
مین ملکہ مذکور گئی تھین اب بحشم و خدم تشریف لایا چاہتی ہین یہ حقیقت سنکر سب سردار جانتے ہین کہ
یہ مہرخ اصلی نہین ہے اور ادھر مہرخ جو سحر شیاطین سے رہا ہوکر روانہ ہوئی مع تمام لشکر کے آتے آتے
اپنے لشکر قدیم کے قریب پہونچی ایک منزل بھر ادھر درہ کوہ مین بارگاہ استاد کرائی اور لشکر کو حکم قیام دیا اور
آپ ایک شقہ بنام سرداران لشکر قدیم لکھا یہ مضمون اسکا تھا کہ ما بدولت و اقبال بصد جاہ و جلال
اس مقام پر پہونچے ہین اب داخل لشکر فیروزی اثر ہوا چاہتے ہین چاہیے کہ بمجرد دیکھنے شقہ خاص فیض
اختصاص سے تاج و تخت لیکر مع اسباب تزک و جلوس شاہی چند سردار بر سم استقبال حاضر بارگاہ معلی
ہون اور مورد الطاف خسروانی اپنے تئین کرین یہ شقہ طائر سحر کو دیکر روانہ کیا یہان سب بے ربار مین بیٹھے
تھے کہ طائر شقہ لیکر آیا ملکہ بہار نے وہ شقہ لیکر پڑھا اور مہرخ نقلی کی طرف دیکھکر مسکرائی عیار بھی سب
موجود تھے انکو وہ شقہ دیا انھون نے اسکو پڑھکر مہرخ نقلی سے کہا کہ یہ رقعہ ملک کوکب نے تمھکو بھیجا ہے
اسکے جواب دینے کے لیے آپ سے تنہائی مین کچھ مشورہ کرنا ہے الگ تشریف لائیے وہ سنکر ایک صحنچی مین چلا گیا
آئی عیارون نے اس سے کہا کہ اب تم اپنے گھر چلی جاؤ سرکار سے تنخواہ تمھارے بسر اوقات کو ملیگی یا اس لشکر
مین مثل اور سردارون کے رہو کسلیے کہ مالک سلطنت اب تشریف لاتی ہین یہ سننا تھا کہ وہ بہت خفا ہوئی
اور کہا ای بے ادبان ہے شرط کہ تمکو اس گستاخی کی سزا دلواؤن تم نہین جانتے ہو کہ مین مالک لشکر و تخت ہون

میری جناب مین ایسے بیہودہ کلام تم کرتے ہو عیار سمجھے کہ اسکو فراسلطنت کا پڑ گیا ہی اور فرط غیض سے دماغ مین خلل آگیا ہی خیر بہتے تو چاہا تھا کہ اسکو رتبۂ عالی پر پہونچا دیا ہی اب اسکو آزار نہ پہونچے مگر ناچاری ہی بس یہ سمجھکر اُسکے منہ پر ایک مبقیہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی مہر عیار نے تاج شاہی اور قبائے فرمان روائی اسکے جسم سے اُتار کر اُسکا وہی پُرانا لباس جو وہ اول مین پہنے ہوئے تھی پہنا دیا اور شتارہ مین لشکر لشکر سے دور تر صحرا مین لاکر شتارہ سے کھولکر لیٹا دیا اور پھول دافع بیہوشی ناک کے پاس رکھکر آپ لشکر مین چلا آیا وہان کچھ دیر کے بعد وہ ضعیفہ ہوشیار ہوئی آنکھ کھلتے ہی وہ خواب وحشتناک دیکھا کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے جلد آنکھین بند کرلین دماغ بوے حکمرانی سے مملو تھا پکارنے لگی کہ کوئی حاضر ہی وہان آدم کون ہے صحراے لق ودق اور بیابان دہشت زا آسنے پھر پکارا کہ ای بہارو ای مخمور وای فلان فلان کہان تمھاری شامت آئی ہی کہ میرے کلام کا جواب نہین دیتی ہو ارے کوئی ہی لیجائے اور انکو سزا دے اس کمبخت کی بھی کسی نے سماعت نہ کی اُسوقت یہ پھر للکاری کہ ای ملازمان بابدولت کچھ تمکو عتاب شاہی کا ڈر آپ نہین جو تعمیل حکم مین فرق کرتے ہو غرض تا دیر یہی صورت رہی کہ کبھی اُٹھکر بیٹھتی اور آنکھین کھولتی تو در خیال صحرا کو سواران لشکر اور سنتری سمجھتی اور سبزہ کو فرش مخمل سبز تصور کرتی کبھی ساقی کو پکارتی اور کبھی جام منہ سے جام کی طرح لگاتی اور غٹ غٹ کی صدا بلند کرتی کبھی ابیات

روان اسمِ ان خواصون کے زبان پر	بچھین خدمتگزار اسکی دہان پر	یہ کہتی تھی کہان ہو پاس آؤ
مجھے پھر صورتین اپنی دکھاؤ	ابھی سے مجکو بھولین تم غضب ہی	نہین معلوم کیا اسکا سبب ہی
شہنشاہ زمان میر القب ہی	میرے زیر نگین یہ ملک سب ہی	مین مہرخ ہون یہانکی بادشاہون
سراپا نورمین ظل خدا ہون		

فی الجملہ یہ سودا ے خام اور تصور ناتمام جب کچھ کم ہوا تو آنکھین پھاڑ کر چارطرف اُسنے نظر کی اور مجھی کہ عیار مجھکو صحرا مین چھوڑ گئے ہین اب سر پر جہانبانی بیٹھنا غیر ممکن ہی یہ سوچکر ایک پتھر اُٹھاکر اپنے سر مین مارا کہ سر پھٹکیا اور یہ تڑپ کر ہلاک ہوئی چلیے فرصت شد خس کم جہان پاک اُدھر مہر فران نے چند سردار اپنے ہمراہ لیے اور دو تین پلٹنین اور رسالے بھی ساتھ چلے تاج شاہی تخت حکمرانی پر رکھکر جلوس اور اسباب تزک لیکر ملکہ مہرخ کے استقبال کو روانہ ہوے نظم

ہر بوق کی تھی صدا قیامت	بیدار تھے مردے زیر تربت	جب تاج پہ انکو ڈالتے تھے
توپی سہ دہ اچھالتے تھے	وہ تخت کہ مثل تخت جم تھا	تسلیم کو آسمان بھی خم تھا

باجون کی یہی صدا مبارک	یہ تاج و نگین شہا مبارک	سجکر چلے پلٹنین رسالے
تجھے جان کے کافرون کو لالے		

یہ تو اُسطرف چلے اور مہرخ انتظار آمد جلوس مین اُتری ہوئی کہ شیاطین جو کوچ کرکے چلا تھا اُسنے درۂ کوہ مین اِسکو اُترے دیکھا کیونکہ منزل بھر پر تو یہ اُتری ہی ہوئی تھی اُسکے راستہ مین اِسکا لشکر پڑا غرضکہ ساحر مذکور نے اِسکو دیکھکر قصد رزم کیا مگر کچھ سوچکر لشکر اپنا اور راہ سے جانب شہر ملبسیہ روانہ کردیا اور آپ چھپکر سحر پڑھا کہ سامنے لشکر مہرخ کے ایک دیوار پیدا ہوکر دور تک کھنچگئی اور اول مرتبہ کی طرح ایک طرف دریا ایک طرف صحراے سبزہ زار پیدا ہوگیا شیاطین جب یہ سحر کرچکا لشکر حیرت مین پھر آیا کہ یہ مقام قریب تر تھا ملکہ حیرت غم مین اپنی کھلائیون کے مبتلا تخت پر بیٹھی تھی کہ یہ آکر پہونچا اور کہا ای ملکہ آپ غمگین نہون مین نے مہرخ کو اِسطرح مقید کیا ہی ابھی تک کہ مین زندہ ہون کوئی اُسکو چھڑا نہین سکتا حیرت جواب دہ ہوئی کہ اُسکے مددگار بہت ہین وہ مقید نہ رہیگی تم جاکر اُسکو مار ڈالو اِسنے کہا اچھا مین شہنشاہ سے پوچھ لون تو جاکر مار ڈالون یہ کہکر وہان سے باغ سیب مین گیا اور بادشاہ کو مجرا کرکے تمام ماجرا عرض کیا کہ ملکہ عالم کی راے قتل مہرخ کو کرنیکی ہی آپ بھی اجازت دین بادشاہ بھی حال مرگ بیحانہ وغیرہ سنکر رنجیدہ بیٹھا تھا بے تامل گویا ہوا کہ اچھا زور اور گلزار کو سونپ دینا مہرخ کو جاکر مار ڈال یہ حکم سنکر اُسنے تسلیم کی اور پھر چلا جب دریاے خون روان کے پار اُترا قصار امہتر مرق بالا دوی کو اِدھر آیا تھا اُسنے اِسکو جاتے دیکھا دل سے کہا یہ ملعون خیمہ مین ہمارے ہاتھ سے بچگیا اب بن پڑے تو مار ڈالو بس یہ بھی بطور مخفی پیچھے پیچھے اِسکے چلا کچھ دور چلکر وہ اُڑا عیار بھی اُسی طرف کہ جدھر وہ اُڑا جاتا تھا نہایت تیز روی سے روانہ ہوا یہانتک کہ ساحر مذکور اُسی دیوار کے قریب جو کہ اُسنے بنائی ہی پہونچا اور دیوار کے اُدھر ملا گیا برق دیوار سے ٹہکر ایک جگہ چھپ رہا وہان مہرخ شقہ روانہ کرکے بیٹھی تھی کہ ساحرون نے آکر عرض کیا ای ملکہ ایک دیوار سامنے لشکر کے کھنچی ہی دریا بھی ہی صحرا بھی ہی شاید ہم پھر مسحور ہوگئے ہین یہ خبر سنکر ملکہ گھبراکر باہر بارگاہ کے آئی دیکھا تو واقعی سیہ بختی نے سر بلندی پائی ہی دیوار سیاہ اُٹھائی ہی بنیاد ستم کسی یا جوج منش نے ڈالی ہی نئی آفت ڈھائی ہی جو ترانہ مردانہ وار مقابلہ نہین کرتا ہی نامرد ہی جو پس دیوار چھپتا ہی نہایت درجہ مفسد و رخنہ پرداز ہی جو آڑ اور اوٹ مین قصر نہین کرتا ہی غرضکہ ملکۂ مذکور ایسا کچھ دل سے سوچکر دوسری سمت جو چلی اُسطرف دیکھا تو ستارہ قسمت کا ہیچ آبی مین آگیا ہی ایک دریاے زخار موج مار رہا ہی ہر حباب مبسان چشم دشمن اُنگبین دکھاتا ہی

ملکہ اُدھر سے جب تیسری جانب قدم زن ہوئی تو بیابان پُر خار کو غیرت بخش صد بہار پایا فی الجملہ آفت و مصیبت نے مُنھ دکھایا لشکر مین تلاطم پڑ گیا ہر سمت یہ ہنگامہ تھا کہ مقتضاے ابیات

جوان ہر ایک غصہ مین بھرا تھا	برابر زخم ہر دل کا ہرا تھا	کوئی کہتا تھا بیشک اب ہمارا
بُرا آیا ہی گردش مین ستارا	بلاشک رنج آئیگا کوئی پیش	جھینگے پھول دلمین صورت نیش
کہان سے یہ بلا بیوقت آئی	بُری ساعت مقدر نے دکھائی	بعض ساحر جو زبردست تھے وہ

پرواز پیدا کرکے اُڑے اور دیوار سے اُدھر نکلجانا چاہا لیکن ممکن نہوا مگر اکر اسی طرف گرے یہ سب اس ہنگامہ مین ہین لیکن شیاطین جو دیوار پھاند کر اسطرف آیا یہ بحر الوہ در تک ہی وہ ایک مقام تنہا مین آکر بیٹھا اور اگیاری کرکے تا دیر سحر پڑھتا رہا یہانتک کہ مہرخ کے جتنے سحر جادو کے تھے اُنکو اپنے قبضہ مین اُسنے کیا ملکہ مذکور تو غافل کھڑی تھی کوئی سامنے ہوتا تو مقابلہ کرتی اُسنے بخوبی کام اپنا کرکے پرواز کی اور سر ملکہ پر آکر ٹھہرا یا ملکہ کا لیا دی رہی تھی کہ وہ چمک کر گرا اور کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا گلزار دزلور وغیرہ مع چند ساحرون کے لینا لینا کہکر اُڑین اور تاریخ و ترنج بھی لگائے مگر پہلے سے مسحور و محصور یہ سب ہین اُسپر کچھ اُنکے افسون نے اثر نکیا اور نہ یہ اُسکے قریب پہونچ سکین اور وہ دیوار کے اسطرف کو نکل آیا لشکر مین پس دیوار غوغاے عظیم برپا ہوا ایسا کہ اِدھر برق عیار جو ٹھہرا ہوا تھا اُسنے بھی سُنا اور گھبراکر جو اوپر دیکھا تو مہرخ کو پنجہ ساحر ستمگار مین دبایا یا عیار مذکور نے اتنی دیر مین کہ جتنے عرصہ تک ساحر ملکہ مذکور کو پکڑنے گیا تھا اپنی صورت مثل ایک سردار شیاطین کے بنائی تھی کیونکہ یہ اُسکے سردارون کو دیکھ چکا تھا اسوقت اُنمین سے جس کسیکا کہ نقشہ خوب یاد تھا اُسکی ایسی صورت بنا اِسلیے کہ ساحر مجکو دیکھ بھی لیگا تو یکایک گرفتار نکریگا المختصر ملکہ کو اسیر پنجہ ظلم ساحر ستمگر دیکھا عقب ساحر مسطور یہ بھی چلا اور ساحر نے یہ سمجھکر کہ یہان سے لشکر اسلامیان قریب ہی مبادا اِس مجرمہ کو مین نہ قتل کرسکون کوئی اِسکا مددگار ساحر یا عیار آجائے پس یہ سوچکر بہرے بعد قطع مسافت راہ اپنی زمین حکومت مین آیا عیار موصوف بھی اِسکے پیچھے پیچھے بطور مخفی نہایت تیزروی سے چلکر ساتھ ہی پہونچا اور الگ ٹھہرکر جو دیکھا تو اُس ساحر کو ایک غار مین کود جاتے دیکھا یہ ٹھہرا رہا اور بعد لمحہ کے یہ بھی قریب اُس غار کے آیا مگر اِسکو وہ غار نہ دکھائی دیا کیونکہ یہ غار دروازہ قلعہ البلیسیہ ہی اور حال اِسکا اول مین بیان ہوچکا ہی پس جب کوئی ساکن شہر آتا ہی غار ظاہر ہوتا ہی باقی ناپدید ہوجاتا ہی غرض عیار مذکور یہان کے ساکن شہر کی ایسی صورت تو بنے ہوئے تھا پکارا کہ اے محافظان

غار کیا آج مجکو بر استہ نمایگا یہ صدا دیتے ہی پھر وہ غار ظاہر ہوا یہ بسم اللہ کہکر اُسمین کود گیا اور تا دیر غلطان و پیچان رہا آخر تہ پر پانون لگا تو دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار ہی ہر طرف پھولون کا انبار ہی ہزار ہا چشمہ دیکھا پو جاری سرگرم اہتمام باد بہاری ایک طرف باغ پُر بہار لگا نظر آتا ہی دم باد صبا کی زبانی اپنی سرسبزی کی خبر عالم مین بھیجوا تا ہی دشت مین بھی گلستان سے زیادہ لطف بہار ہی چوگلا اور کلغہ طرحدار ہی ہزار در ہزار تختہ گلہائے خوشبودار کا لگا ہی کہین نسرین کسی جا یاسمن کسی سمت بیلا ہی سرخی گلون کی رُمانی یاقوت ہی یا برقوت روح مجروح معجون یاقوت ہی سبز شاخ مین سرخ پھول کا رنگ نیا جوبن دکھاتا زلف سنبل سے مانگ مین شاہد چمن کی سیندور بھرا نظر آتا زمین وہان کی ہمسر آسمان تھی کثرت گلہائے منور سے لگتا تھا راہون کی شاخ کہکشان پُر از انجم درخشان تھی نالہائے بلبل پر گل شوخی دکھاتے ہنسکر اُسکو سر ہلاتے غنچہ مہذب ظریف تھے جو چپکے چپکے مسکراتے کسی جا داغہائے لالہ کی بہار داغ دل عاشقان کی کیفیت

ظاہر طرفہ تماشا کہ خزان مین بہار آشکار کہ بموجب نظم

ہر گل تھا چمن مین صاحب زر	ہر برگ زبان شکر داور	ہر ایک سے ایک بڑھکے تر دست
چشمک زن لالہ نرگس مست	ہی عطر سے بڑھکے بو سمن کی	بو غنچون مین نافہ ختن کی
آسایش بوستان ہی سوسن	طرار ہی وہ زبان ہی سوسن	شبو کی بہار قابل سیر
خیری سے تمام باغ کی سیر		

اُس دشت رنگین مین دوسری بہار یہ کہ لالہ رخان کا مجمع ہر سمت گل لالہ کھلا صحرا نہ تھا راجہ اندر کا اکھاڑا نظر آتا پریزادان سمن پیکر دگلفام مصروف عیش و نشاط ہر جانب گرم ہنگامۂ انبساط لب جشمہ فرش دیبا و پرنیان گستردہ مسندین اُسپر آراستہ صدہا نازنین غرق دریاے جواہر ہر سنگ اشجار صحرا گلون سے زیور کے لدی نیچے درختون کے گلون کی طرح شگفتہ خاطری دکھاتین ہر ایک حسن مین بے نظیر سراپا نور کی تصویر بلکہ حور کی تصویر ہر سمت بازی کنان پھر تین کوئی چھلی چھیلیا کھیلتی کوئی دس گھر اچھائے بازی کر رہی کسی کو پچیسی کا شوق کسی کو گنجفہ کا ذوق روح عاشقان اُنکے گنجفہ کھیلنے پر نثار بجبت یہ کہ سر بارع گنجفہ تمنے کھیل کے میرا لیا غلام کو + اِن خوش قامتون سے علیحدہ ایک نہر کے کنارے فرش مکلف پر مسند آراستہ تھی اور ایک زن حسینہ گوہر بحر خوبی و بے پایان حسن و محبوبی اُس مسند پر جلوہ آرا تھی نہر بھی چشم حباب سے اُسکی صورت دیکھتی ہر صدف کو ہر اُسپر نثار کرنے لائی آفتاب اُسکے رخسار کا پانی مین چمکتا ستارۂ قسمت مردمان آبی چمکا ہوا آفتاب فلک

پانی مین بلورین لیتا تھا یا اُسکے عکس رخسار کے گرد پھر کر تصدق ہوتا تھا زلف مشکین اُسکی سواد
ملک ختن ہی نہین نہین حبش ہی بسپر دل ترکان عالم کا غش ہی سبزہ رنگ پر زلف سیاہ کا ہونا واقعی
سبزہ زار مین کالی گھٹا کا چھا جانا تھا پیشانی پر اُسکی گدنا گدا تھا عنوان دفتر حسن لکھا ہوا تھا لوح
جبین پر تصویر سامری گدی تھی پیشانی نویس افراد کائنات نے فرمان حسن پر بڑی خوش عنوانی
سے نشانی بنائی تھی ماہین دو ابرو ٹیکا سیندور کا دیا بیندی لگی دائرہ اطاعت مین خوبان عالم کو
لانے کی ہوس سر چڑھی ہوئی انھین غزالان دشت فتن کو چوکڑی بھلائین اُسکا شیر دلون کا فریفتہ
طرفہ تماشا یہ سیاہی و سفیدی چشم کا گردش کرنا یہ بازیگری دکھلانا کہ حبش کو تاتار بنانا اور تاتار کو حبش کرنا گردش
انقلاب دہر سے لیل و نہار کا ساتھ گردش کرنا غرضکہ وہ ماہ پارہ از سر تا پا حسن مین بینظیر سراپا یہ اُسکی زیبائی

کی نسبت لکھ رہی ہے قلم	ابرو کو کوئی کمان کہے کیا	یہ پل ہی اگر تو حسن دریا
شمشیر زنی مین دونون ہین طاق	قبضہ مین ہی اُنکے جان آفاق	آنکھون کی صفت مین ٹھن ٹھن قاصر
اعجاز نما کہون کہ ساحر	سرمہ یہ گلو مگر سخنور	خود ساقی و خود شبیہ ساغر
بینی کہ ستون طاق ابرو	زیبائش ہر رواق ابرو	کہیے اسے موج چشمۂ نور
یا طور پہ ہی یہ شعلۂ طور	القصہ وہ سر سے لیکے پا تک	اک شعلۂ حسن تھی کہ پا تک

برق نے اس جلسہ کو دیکھکر اپنے تئین مخفی کیا اور ایک طرف کو دیکھا کہ بہت سے ساحر ملازمان شیاطین
آبدار خانہ اور مہتابہ و بادیہ پیمانہ وغیرہ مین مصروف کاروبار ہین کسلیے کہ ساحر مذکور ہمیشہ اسی صحرا مین
برائے محافظت درۂ کوہ مسدود رہتا ہی یہ صحرا اُسکی سیرگاہ اور یہ نازنین جسکا ذکر بیان ہوا اُسکی
معشوقہ ہی مگر وصل سے اُسکے انکار رکھتی ہی بلکہ خمار چشم جادو نام ہی یہ ساحر ہمیشہ اُسکی خاطرداری
مین مصروف رہتا ہی اور اُسکو راضی کرنا چاہتا ہی برق راہ کرتا کرتا بادہ پیمانہ کی طرف آیا ایک بادہ چی کو
پکارا کہ ارے میان ذرا یہان آنا بادہ چی نے کہا کیون اُسنے کہا مین ہی جاکے کہے دیتا ہون کہ وہ
لیتے ہین کیون یہ کہکر آگے بڑھا بادہ چی سمجھا کہ یہ کچھ پیام سرکار کا لایا ہی ایسا نہو کہ خفا ہوکر جائے اور
سرکار کی خفگی تجھپر آئے یہ سمجھکر دوڑا کہ ٹھہریے تو عیار کچھ دور جاکر تھم گیا جب یہ قریب گیا ہاتھ
پکڑکر کہا بھائی ادھر اکیلے مین آؤ تو مین کہون تمھاری چغلی کسنے کھائی ہی کہ کھانے مین تمنے زہر ملانے کا
قصد کیا تھا بادہ چی گھبرا گیا اور ایک جھاڑی کے پیچھے عیار کا ہاتھ پکڑے لایا اور کہا صاف بیان کر عیار نے

نہ کچھ کہا نہ سنا ایک طمانچہ اسکو مارا ہاتھ بھی آلودہ تھا وہ طمانچہ کھاکر بیہوش ہوگیا اسنے اُسکو تو جھاڑی مین چھپایا
اور کپڑے اُسکے لیکر اُسکی ایسے نقشہ پر تیار ہوکر باہر چیخا نہ مین آیا اور مصروف کار ہوا ادھر شیاطین جو مہرخ
کو لیے یہان آیا قریب اپنی معشوقہ کے پہونچکر ملکہ کو بیحس و حرکت کرکے کنارہ نہر کے ڈالدیا اور آپ مطلوبہ پاس
بیٹھا اُسنے دو ایک جام شراب کے دیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اُٹھا کہ مہرخ کا سر کاٹکر شہنشاہ پاس
لیجاؤن اُسوقت معشوقہ اسکی بگڑی کہ واہ صاحب تمنے خوب مجکو جنگلے مین لاکر ڈالدیا ہی آپ دو دو دن غائب
رہتے ہو لو صاحب ابھی آئے ابھی پھر چلے مین نے رات سے کھانا نہین کھایا ہی کچھ تمھین اسکا بھی خیال نہین ساحر
نے یہ کلمات شفقت آیات جو محبوبہ سے سُنے نہایت خوش ہوکر اُسکو گلے سے لگالیا اور کہا ای جانی و ای آ
زندگانی مین اس نمکحرامہ کا سر کاٹ لون تو کھانا کھاؤن سر اسکا شہنشاہ پاس دینے بجاؤن گا کسی کے
ہاتھ بھیجدونگا پھر باطمینان تمام بیٹھکر دادعشرت دون اس معشوقہ نے کہا کہ یہ جرمہ لحہ بھر مین کہین بھاگ
بجائیگی کھانا کھالو تو جو تمھارا جی چاہے وہ کرنا یہ سنکر ساحر مذکور بخاطر یار طرحدار ٹھہر گیا اور کھانا طلب کیا
بکاول نے دسترخوان لاکر بچھایا برق نے تھوڑے سے کباب زیر آلود کیے اور ایک پلیٹ مین لگاکر سامنے
لایا ساحر مع معشوقہ کے کھانا کھا رہا تھا کنیزین مگس پرانی کر رہی تھین کہ اسنے آکر عرض کیا حضور یہ
کباب مین نے بڑے تکلف سے تیار کیے ہین دیکھیے گرما گرم ہین نوش فرمایئے ساحر نے پلیٹ اس سے
لیکر سامنے رکھی اور ایک کباب توڑکر کھانا چاہا اُسوقت کنارے نہر کے ایک تڑاتا ہوا برق تو تڑاقا ہوتے
ہی پچھلے پانؤن ہٹا اور کنارہ سے نہر کے ایک پتلی نکلی اور پکاری کہ ای شیاطین بغیر ہمارے تو کبھی کوئی
اچھی چیز نہ کھاتے تھے آج یہ کباب اکیلے اکیلے کھانے لگے ہان سچ ہی اس کبابون مین زہر بھی تو ملا ہی مگر
مثل چلی آتی ہی کہ دوست بغیر تو زہر کی بھی چیز نہین کھاتے یہ کہکر وہ پتلی تو غائب ہوگئی اور ساحر نے کباب
پھینکدیے کر کہا لینا اُسکو جو یہ کباب لایا تھا برق پہلے ہی سے بھاگ چکا تھا اور کھڑا ہوا تھا اسکے نعرہ
کرتے ہی سمجھا کہ یہ سب ساحر ہین تم بھاگ نسکوگے بس یہ سوچکر ایک نہر مین کود گیا اور غوطہ مار کر بہت دور
نکلگیا وہان ملازمان شیاطین ہر سمت دوڑے کہین پتا نہ پایا ناچار پھر آئے اور عیار مذکور نہر سے ایک
مقام پر نکلا دیکھا یہان سناٹا ہی سوائے صحرا کے اور کچھ نہین اسنے وہان ٹھہر کر پھر صورت اپنی ساحر کی
ایسی بنائی اور ایک رسی پانی سے بھگوکر باندھی اور بہت جلد قریب شیاطین آیا وہ کھانا کھاکر فکر
قتل مہرخ مین تھا کہ یہ بھی سامنے آکر کھڑا ہوا اُسنے دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہی اسنے کہا آپکی رعیت اسی طلسم مین

رہتا ہون اسوقت ایک کام کو باہر قلعہ کے جاتا تھا ادھر سے غل سنا اور ایک آدمی کو بھاگتے دیکھا مین سمجھا
کہ یہ مجرم بادشاہ ہمارا اسکو پکڑیون تو بادشاہ سے انعام چلکرون بس یہ سمجھکر مین اُسکے پیچھے دوڑا وہ پانی مین کود گیا مین
بھی پانی مین کودا مگر نہین معلوم کہ وہ کیا ہوگیا ہر چند ڈھونڈھا اُسکو نپایا اسوقت مین اپکا منھ اسی حسرت مین
دیکھ رہا ہون کہ اگر اُس مجرم کو پا جاتا تو آپ سے انعام بھی ملتا اور سرکار کے ملازمون مین داخل ہوتا یہ تقریر
شیاطین نے سنکر اسکو انعام مین بہت کچھ زر دیا اور کہا اچھا تم ٹھہرو ہم نوکر رکھ لینگے برق سلام کرکے
اُسکے پشت پر آکھڑا ہوا اور اُسنے پھر قصد قتل مہرخ کیا اُسوقت برق گھبرایا کہ اب سرو ست کیا تدبیر کرون
چنانچہ وہان سے سٹکر الگ آکر ہر چند فکر کی کوئی تدبیر نہین پڑی پس بنا بر قاعدہ اہل اسلام کہ وقت
مشکل مین خدا تعالی سے مدد مانگتے ہین اسنے بھی استغاثہ کیا اور رونے لگا ناگاہ ایک طرف سے صدا
آئی کہ اے برق بُرے پھنسے اور ناحق یہان آئے اسنے یہ صدا سنکر گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا اسکو
تعجب ہوا اور پوچھا کہ تم کون ہو جو بولتے ہو اور نظر نہین آتے اُسوقت ایک پتلا پہلو پر سے ظاہر ہوکر گویا
ہوا کہ مین ملازم شہنشاہ کوکب ہون ایک وقت مین آپکو یاد ہوگا کہ آپ اور قران بانج مینا مین
مہمان بادشاہ ہوئے تھے اور عمرو آپکی ملاقات کو آئے تھے چنانچہ اُسی وقت سے شہنشاہ موصوف نے مجکو
آپ لوگون کی خبر گیری کے لیے مقرر کیا ہے سنو اے برق اب شہنشاہ ہمارا تم لوگون سے غافل نہین ہے افراسیاب
سے اور ہمارے بادشاہ سے اتبو گیری اُنکی ہے اُنکو ہر دم خیال ہے کہ ہمارے طرفدار کسی وجہ سے پریشان نہون
برق نے یہ حال سنکر دل خرسند کیا اور اس کو دانا کہا اور پتلے تو باتین بناتا ہے یہ نہین کرتا کہ جلد ہماری خبر
جاکر اپنے بادشاہ سے کرے یہ وقت باتین بنانے کا نہین ہے پتلے نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر زمین
مین سماکر غائب ہوگیا یہ تو اُدھر گیا یہان برق پھر شیاطین کے قریب آیا وہ خنجر کھینچکر سر مہرخ جدا کیا چاہتا
تھا کہ اسنے آتے ہی کہا ہان ہان یہ آپ کیا غضب کرتے ہین اُسنے کہا کیون غضب کیسا اسنے کہا مین
تو آپکے سامنے کا بچہ ہون مجھکو مذہب خداوندی راشد الشیاطین کے مسائل اتنے کہان یاد ہین جسقدر
کہ آپکو یاد ہونگے بھلا کتاب ابلیسی مین دیکھیے تو خداوند کیا لکھ گئے ہین اُسنے یہ تقریر سنکر کہا مجھکو اسوقت
یاد نہین آتا تم بتاؤ کہ کیا لکھا ہے اسنے کہا خداوند نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کو قتل کرنے کا ارادہ کرے
تو پہلے اُسکو بہت کچھ سمجھائے اور دین خداوندی کی ترغیب دلائے جب نمانے تو قتل کرے مگر اسطرح سے
کہ اُسکا خون اپنے مقام مسکن اور جاے حکومت پر نہ گرنے دے اسلیے کہ جس زمین پر خون اِن مسلمانون کا گریگا وہ

جگہ کبھی آباد نہوگی اور سبزہ نہ اُگے گا باران رحمت خداوندی نہ برسے گا اور رحمت خداوند کبھی وہان نازل
نہوگی ساحر نے کہا پھر کیا کرون اِسنے کہا پہلے تو اِسکو سمجھایئے جب نمانے تو مجکو اِسے دیجیے کہ جاے ویران
مین لیجاکر قتل کرون ساحر مذکور نے کہا ای بھائی اِس نمکحرامہ کو شہنشاہ ساحران نے بہت کچھ سمجھایا
مگر اِسنے نمانا اگر منظور کرتی تو اِسکا وہ مرتبہ ہوتا اور تھا کہ ہم سب اِسکے غلامون کی بھی برابری نکر سکتے
تو اب سمجھانا تو اُسکو بیکار ہی مگر یان الگ لیجاکر قتل کرنا چاہیے عیار نے کہا اچھا مجھے اجازت دیجیے کہ
ایک مرتبہ مین بھی سمجھاکر اپنے دلکا حوصلہ نکال لون اُسنے کہا کیا مضائقہ ہی عیار قریب ملکہ مجرمہ پہنچکر
فہمایش آیا اور ساحر اپنی معشوقہ پاس جاکر بیٹھا عیار موصوف نے یہ تدبیر اسلیے کی ہی کہ دیر ہو اور پتلا کو کب
پاس پہونچ جائے غرض انکو تو اب اس کیفیت مین چھوڑیے اور حال اُس پتلے کا سنیے کہ وہ پتلا کیا ہی سحر
جادو ہی بادشاہ کوکب کا بس جہان بادشاہ تھا وہین آیا بادشاہ موصوف کے طلسم مین ایک بیابان
نگار حنا بند نام ہی کہ اُسکی مالکہ ملکہ حنائے گلگون پوش نام معشوقہ شاہ ذی احترام ہی اُسکی سیر کے
لیے اِس جنگل کو رشک باغ خلد بادشاہ نے بنوایا ہی اور ایک ملک بھی اُس نازنین کو دیا ہی بادشاہ
اِس گلبدن کو ایسا چاہتا ہی کہ اپنی بی بی ملکہ مروارید صدف چشم ہا در بر ان سے بھی رغبت ترک
کردی ہی اور وہ ملکہ بھی بادشاہ سے لڑکر اپنے باپ کے یہان چلی گئی ہی فی الجملہ اس بیابان کی کہ جسکا
نگار نام ہی عجب بہار دلفزا اور فرحت بخش ہی ہر سمت منھدی کی روشین ہین جسکی شوخی خوبان عالم
کے دلپر نقش ہی معشوقہ بادشاہ کی جو سیر گاہ ہی تو صحرا بھی مثل محبوبان دہر خوبصورت اور آراستہ ہی جو شجر ہی
وہ قامت سرو قدان نوخط ہی اس صحرا کی بہار کے روبرو نام لینا بہار باغ شداد کا زبان خامہ سے اسقط
ہی گل ایسے رنگارنگ و متلون ہین کہ رنگ نیرنگی ایام و تلون طبع دہر نافرجام بھی اِس رنگ پر نہین پہنچ
درختون کے ہرے ہرے جنکے سامنے بہار گلشن جو آئے تو یہی کہے کہ ہم ہرے ہرے پھولون کے رخسار
بھرے بھرے عذار نوباوگان اُنسے کیا ہمسری کرے غنچون کے غرور سے مُنھ پھولے ہوئے گلون
کے گالون مین چانول بھرے صحن چمن مین سنبل تر رشک فرماے گیسوے معنبر گلعذاران تختۂ لالہ
سینۂ داغدار عشاقان نہین نہین یہ تشبیہ بیجا ہی صحرا مثل فلک اخضر ہی داغ لالہ داغ سینۂ مہر و ماہ
منور ہی سوسن شہ گل کی بہت مُنھ چڑھی تھی معشوقون کے دہان مسی آلود کو شرماتی غنچہ چٹک کر اگر
ایک کہے تو وہ دس سنانے کو موجود ہو جاتی نرگس کی ہر چند کہ نگاہ بیباک تھی مگر معشوقان باحیا

دیدۂ شرم کی آنکھ کو شرم سکھاتی یعنی سوائے ایک طرف دیکھنے کے کسی طرف نگاہ نہ فرماتی نافرمان کا زمان مثل بادشاہان جاری بلبلون کو سوائے زمزمۂ عشرت کے نفرت از نالہ وزاری مرغان خوش الحان کو دماغ باغبان غیرت بخش سبد گل ہر ایک کا آشیان کوچہ باغ ہر رنگ جادۂ کہکشان دماغ بہار پہونچا ہوا آسمان نہرین ہر سمت جاری خلاصہ یہ کہ بڑی تیاری باد بہاری کا حکم جاری کہ ابیات

تھا قہقہہ کبک کا دوچندان	طاؤس دمش روش پہ رقصان	ابر اور حباب جوکے سر مین
تھی عید غدیر اُسکے گھر مین	تھالے مین درخت کا یہ احوال	پہنے ہوئے نو عروس خلخال
نزہت کی تھی خاک مین یہ تاثیر	ہر گرد چمن فضاے کشمیر	گلشن مین کبھی جو آگے زاہد
ہو گل کی چھڑی عصاے زاہد	ہر ایک چمن مین عالم نور	ہر نخل پہ اک تجلی طور

اُس دشت رشک گلزار بہشت مین شاہ کوکب اپنی معشوقہ کا ہاتھ پکڑے گلگشت کر رہا تھا عکس رخسار رنگین سے اُس گل خوبی کے گلون مین رنگت دوگنی پیدا تھی زلف پیچ جو اُسکی سنبلستان پر سایہ ڈالے تھی تو ہر شجر کی بلا دفع ہوئی تھی شامت سیہ بختی سر شاخ بہار سے رفع ہوئی تھی کلیون نے اُسی کا مسکرانا یاد کیا تھا غنچہ لاکھ اُسکے دہن کا طرز اُڑا کر منھ بناتا مگر منھ کی کھاتا ہر برگ سے یہی سنتا کہ جا اپنا منھ بنو اسیب اُسکے زنخدان کو دیکھکر آسیب مین گھرا تھا انار اُسکے پستان کو دیکھکر دانت حسرت سے نکالے تھا نار حسد مین جلکر سرخ انگارا تھا بہی کو اُسکی گات کی ایسی فربہی کہان نصیب وہ گدرایا گول بدن دل عالم کا جیب نافرمانی جوڑا اگلے مین اُس محبوبہ کے بڑا جوڑا بالون کا بندھا جسکو یہ کہنا زیبا کہ کافرون نے فوج کا لام باندھا یا یہ کہ خوشنویس نے دائرہ لام کا لکھا تھا کلائی پر بازو سے ڈالے تھی آگے پیرہن کا اُبھرا پن تھا ناف کے اوپر شکم صاف کا عجب جوبن تھا الماس کی تختی پر ہاے ہوز کاتب قدرت نے لکھی تھی یا پیٹ کے نیچے ناف کی گنڈلی تھی ناف کے بعد وہ مقام نازکتر تھا جسکے بیان سے خامہ بھی بسان شرمناکان سر جھکائے ہے پری بال کھولے بہر پرداز تھی رگ جان خواہش کی دمساز تھی برج حوت کا سب انداز نہین نہین اُس چیز سے کیا ہی ماہ وماہی کو بھی لگاؤ نہین منجم کہتے ہین کہ ستارہ دنبالہ دار ہے یا شکل دو ہلال آشکار ہے فی الجملہ وہ رنگ افزاے باغ نشاط ہمراہ بادشاہ خراماں خراماں ہر سمت رواں تھی اور بادشاہ اُسکے لب لعلین اور رخسار رنگین کو بوسون سے نیلم اور سوسن بناتا وہ بھی شرماتی کبھی سر دوش پر رکھکر اٹھلاتی چلنے مین شور خلخال بلند ہوتا ہر ایک گھنگرو

مسیحائی کا دم بھرتا اسی ہنگامۂ گرم بازاری حسن و ہوس مین پتلا آگ ہو پہنچا اور بادشاہ کے روبرو جملہ کیفیت ملکہ مہرخ و برق معروض بیان مین لایا بادشاہ نے حال سنکر قصد کیا کہ نامہ برّان کو لکھکر اس حال سے آگاہ کرے اور کسی کو اُنے بھجوائے لیکن معشوقۂ شاہ نے کہا آپ نامہ نہ لکھیے مجھکو رخصت دیجیے کہ مین جاکر مہرخ کو رہا کردون شاہ نے فرمایا اچھا جاؤ اور شیاطین کو سزائے معقول دو یہ حکم سنکر اُس دلق گلشن خوبی نے کچھ سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی موسم برسات کی ایسی چلنے لگی فلک پر کالی گھٹا چھائی اور گلابی جوڑے پہنے ہوئے کئی سو کنیزین زیور یاقوت و زمرد مین لدی حاضر ہوئین اور چار پریزادین تخت جواہر نگار کاندھے پر لیے آئین کہ وہ تخت مثل مسہری کے کٹہرے دار تھا مسند اُسپر لگی تھی اور چار کونون پر اُسکے چار ناندے یاقوت کے رکھے تھے اور اُنمین مہندی کے درخت لگے تھے اس رنگین ادا نے اُس تخت پر جلوہ گستری فرمائی اور اُن درختون مین سے مہندی کی پتیان توڑ کر ہاتھ مین ملین ہاتھ مثل خون سرخ ہو گئے مہندی لگاتے ہی یہ عالم پیدا ہوا کہ ہر سمت موسم برسات کا نظر آتا تھا ساون کا مہینہ وہ زمانہ تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

وحشت کا پیام سیر گلزار	کوئل کہین کوکتی تھی ہر بار	قمری کی چمن مین سنکے کوکو
شبنم کے نکل پڑے تھے آنسو	ہر سینے مین سوز الفت باغ	لالے کا جگر تھا خود وہان داغ
زیبا ہو نسیم مست اگر ہو	کرتا ہو سحاب بارش مے	بدلی تھی گھری ہوئی دھوان دھا

اسی عالم مین ہوا کی طرح تخت اُس بہار باغ عشرت کا سن سن و آ ہوا کھٹا بھی اُسکے ساتھ چلی بہار عالم مین ہر جگہ آتی اور چلی جاتی یہ تو اسطرف سے روانہ ہوئی اُدھر برّان نے اپنی مقام پر سحر سے دریافت کیا کہ ملکہ مہرخ اپنے لشکر مین پہونچی یا نہین سحر نے خبر دی کہ وہ پھر مسحور ہو گئی یہ معلوم کرکے آج اُسنے خواجہ سے کہا کہ مین اسطرح مہرخ کو ایکبار بیابان سحر سے چھڑا آئی تھی ابکی پھر اُسی ساحر نے اُسکو مسحور کیا ہو اور جو کچھ حال برق پر گذرا تھا بیان کیا عمرو ماجرا ساحر اسکر بیقرار ہوا برّان نے کہا آپ گھبرائیے نہین میرے باپ نے اپنی معشوقہ کو بھیجا ہو وہ جاکر آپکے شاگرد کی اعانت کرینگی عمرو نے کہا اے ملکہ اتبو آنا جانا اسجگہ سے طلسم ہوش ربا مین سہل ہو مجھکو آپ اجازت دین کہ اپنے لشکر سے جاکر ملون اور جلد چلا آؤنگا ملکہ نے کہا بہتر ہو لیکن ایک راہ سے زیادہ نہ سنبھالیے کہکر ایک طاؤس سحر کا بناکر خواجہ کو سوار کیا اور اُس طاؤس سے حکم دیا کہ قریب لشکر مہرخ

انکو پہونچا دے طاؤس خواجہ کو لیکر چلا آنکھ انکی بند ہوگئی لمحہ بھر مین طاؤس زمین پر اُترا خواجہ اُسپر سے اُترے وہ تو اُڑکر چلا گیا خواجہ اپنے لشکر کی طرف چلے لیکن راہ مین سوچے کہ پہلے مہرخ جہان ہو اُسطرف چلنا چاہیے یہ سوچکر قلعۂ البیسیہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہان برق اجازت شیاطین سے لیکر قریب مہرخ گیا اور سمجھانے لگا جب زیادہ عرصہ گذرا اُسنے چپکے سے کہا ای ملکہ مین برق عیار ہون جو مین کہون آپ اُسکو منظور فرمائین تاکہ یہ ساحر آپکو رہا کرے پھر سمجھ لیجیے گا ملکہ مذکور یہ کلام سنکر خوش ہوئی اور اشارا کیا کہ مین البیس پرست ہونی ہون عیار نے ساحر مذکور سے کہا وہ بھی خوش ہوا اور چاہتا تھا کہ ملکہ کو رہا کرے اُسوقت زمین شق ہوئی اور وہی پتلی جو پہلے نکلی تھی اب بھی نکلی شیاطین اُسکو دیکھکر پکارا کہ ای ملکہ مہرجادو آیئے نہ وہ پتلی باہر نکل آئی اور عورت کی صورت بنکر گویا ہوئی کہ کیا خاک آؤن تمتو فریب مین اس عیار کے آکر اپنی جان دیا چاہتے ہو یہ کلمہ اُسکی زبان سے جیسے ہی نکلا برق سمجھا کہ اب تم بھی پھنسے بس اُسنے نیچہ کھینچکر شیاطین پر جھپٹکر وار کیا وہ تو باتون مین اُس ساحرہ کی مصروف تھا کچھ اِسکا اُسنے تو خیال نہ کیا مگر اسی ساحرہ نے چمک جو تلوار کی دیکھی ہان ہان کرکے بیچ مین آگئی برق کا ہاتھ پورا اُسپر پڑا کہ وہ وار کر چکا تھا بس ساحرہ کا کٹ گیا غل دار و گیر برپا ہوا کہ ہارا مہرجادو کو اس مقام پر بعض داستان گو نے بیان کیا ہے کہ ملکہ خمار چشم معشوقہ شیاطین بیچ مین آجاتی ہے اور اُسکے دو ٹکڑے ہوجاتے ہین بہرصورت بعد قتل ساحرہ شیاطین گھبرا کر اُٹھا اور ایسا سحر پڑھا کہ برق بیحس و حرکت ہوگیا اُسنے اسکو بھی مہرخ بھجایا اور تیغہ کھینچکر دونون کا سر جدا کرنا چاہا اُسوقت عیار اور ملکہ نے برجوع قلب الحکم للحاکم کو پکارا کہ ای مرحمت فرما بر حال بیچارگان کہ ابیات

کس سے کہین کون ہو ہمارا	ہمکو ہو فقط ترا سہارا	اک مرد غریب ہون مین غمناک
آزردہ دست جور افلاک	ہر چند ہم آج ہین گرفتار	راحم ہے تو ای خدائے غفار
تو چاہے تو قید غم سے چھوٹین	دشمن پہ فلک ستم کے ٹوٹین	یہ دعا اُنکی درگاہ خدا مین مستجاب

ہوئی اُس دشت مین ہوائے سرد وزان ہوئی اور گھٹا چھا گئی کچھ منھدی کی پتیان فلک کیطرف سے گرین شیاطین جو تیغہ کھینچکر چلا تھا ہوائے سرد کا جھونکا منھ پر کھاتے ہی حیران و ششدر ہوکر سمت سحر دیکھنے لگا تیغہ ہاتھ سے پھینکدیا یہ عالم اُسوقت نظر آیا کہ کالی گھٹائین پہاڑون سے

اٹھکر اسقدر نیچی ہوئی تھین کہ سبزہ پر لوٹ رہی ہین صحرا مین ہزارہا درخت ساؤنی کا لگا ہی ساؤنی کے پھولنے سے جنگل گلابی پوش ہوا ہی منہدی کی روشین آراستہ ہین اسپر بلبلین گلدار درختون کی پڑھی ہین پھولون سے چمن پیراستہ ہین برق دمبدم گھٹا مین چمکتی ہی ہوا دوش ابر پر گنگا جل لاتی ہی بادل جو ادھر سے آدھر جاتے ہین ٹھہراسے کاشی مین آتے ہین درختان دشت اسطرح جوبن دکھاتے ہین کہ سرو قدان گوکل جیسے اشنان کو جمنا پر جاتے ہین ہوا مین سے یہ خبر اڑتی ہوئی آتی ہی کہ تیرتھ کو ہندو سے سحاب کی مدبوش ہوا سواری جاتی ہی اُس گھٹا مین بارش پیدا ہوئی اور کویل کے کوکنے کی صدا آنے لگی پپیہا پی کہان پی کہان سنانے لگا گوپیون کا دل سری کرشن کے درشن کو تڑپنے لگا درختون مین جھولے پڑے نظر آئے معشوقان برق صورت اُسپر ملار گا رہے تھے درختون سے پانی ہوا کے جھکورے سے جھڑتا پڑ ہر ایک دلھن کیطرح جھکا جاتا فلک پر بدلی زمین پر آتش گل کا دھوان اٹھتا نظر آتا شب دیجور نے ابر کے بھیس مین دن کو عالم مین قدم رکھا تھا ابر بھی مشکل سے چلتا تھا وہ اندھیرا گھپ ہو رہا تھا رعد برق کی مشعل جلائے تھا بجلی جدھر جاتی اُدھر ہی رہجاتی قلعہ ابر مین بھول بھلیان بنی تھی اسی برسات مین درختون کے نیچے صدہا دکانین ساقنون کی لگی تھین گلابیان مے سرخ سے بھری دھری تھین ساقنین بنی ٹھنی بیٹھی تھین پیمانہ بجر بھر کے چھلک رہا تھا ہر چشمہ کو چشم تر کی طرح دھلکا لگا تھا کہ نظم

چھائی جو گھٹا غم و درد	بجنے لگی ہوا چلی سرد	مانند سرشک بادل اُمڈے
جسطرح سے جنگ کے دل اُمڈے	کویل کی صدا پپیہون کا شور	رقصان تھین چکورین بلبلین مور
بجلی کی کڑک ہوا کا وہ زور	کوندے کی لپک ہوا کا وہ شور	بلبل گلشن مین پھولتی تھی
شاخ گل تر پہ جھولتی تھی	طاؤس ملار گا رہے تھے	طوطی تانین اُڑا رہے تھے
میخوار پکارتے تھے ہر سو	ساقی دنیا ہوا در ہو تو	ساقی برسات کا ہی موسم
دور ساغر چلے دمادم	آودی اودی گھٹائین آئین	ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آئین
بحر صہبا مین رند سیرین	دیکھین کشتی پہ چڑھکے سیرین	اُس عالم برشگال کا ظاہر ہونا

تھا کہ تمام ملازمان شیاطین خوش فعلیان کرتے اور ساون گاتے تالیان بجاتے اُن منہدی کی روشون مین پھرتے لگے کنیزان گل پیرہن جھولون پر جا بیٹھین بعضی نہر مین نہانے لگین خمار چشم اور شیاطین بھی نہر مین اُتر کر چھینٹے لڑنے لگے اس اثنا مین روے ہوا سے ایک تخت اُترا اور اُسپر ایک معشوقہ

گلابی پوش سوار تھی ہیرے کا تاج سر پر تھا جسپر بجلی کی تڑپ نثار تھی چار درخت منہدی کے کاسون مین یاقوت کے لگے سامنے رکھے تھے ہاتھون مین بھی منہدی رچی تھی شوخی مزاج گلرخان عالم انمین ہاتھون کی بلائین لیتی تھی پنجۂ مرجان مرجانے پر رشک سے تیار صدقے اُن ہاتھون کے پنجۂ چنار اور عالم حسن اُسکا اول بیان ہو چکا مکرر لکھنا طول سمجھا گیا ساحرون اور شیاطین نے جو اُسکا حسن زیبا دیکھا بیتابانہ شعر عاشقانہ پڑھتے اُسکی جانب چلے گریبان اپنے چاک کیے اور یہ کہتے تھے کہ غزل

شہید ناز و ادا کا ترے نشانہ ہوا	اُڑایا منہدی نے دل چور کا بہانہ ہوا	غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے
اُدھر تو آنکھ پھری دم اِدھر روانہ ہوا	حنائی ہاتھون سے چوٹی کو کھوتا ہے یار	کہان سے پنجۂ مرجان حریف شانہ ہوا
دکھادے زاہد مغرور کو صنم تو انکھ	جمال حور کا حد سے سوا فسانہ ہوا	دکھائے چشم غزالان نے حلقۂ زنجیر
ہمین تو گوشۂ صحرا بھی قید خانہ ہوا	خدا کیواسطے کر یار جین ابر و دور	بڑا ہی عیب لگا جس کمان مین خار ہوا
ہوا جو دن تو ہوا اُسکو پاس سودائی	جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا	عجب دیوانہ وار یہ سب در پے

اُسوقت اُس بہارستان حسن کی کنیزون نے پکار کر کہا کہ ای عاشقو ملکہ عالم فرماتی ہین کہ ہمارے لیے منہدی توڑو اور پھول چنکر گہنا بناؤ ہم تمسے خوشنود ہونگے یہ حکم سنکر ہر ایک منہدی توڑنے مین اور پھول چننے مین مصروف ہوا بعد لمحہ کے ایک کنیز پکاری کہ ای عاشقان ملکہ یہ جو شیاطین پھول چن رہا ہی نہایت کام مین سستی کرتا ہی ملکہ فرماتی ہین کہ اسکو مشکین باندھکر میرے سامنے لاؤ یہ ارشاد سنکر جملہ ملازم ساحر مذکور کے لپٹ گئے اور اُسکو باندھکر سامنے لائے ملکہ حنا نے قتل کرنا چاہا تھا کہ دو ساحر اُڑتے ہوئے آئے اور دو نامہ ملکہ مذکور کو اُنھون نے دیے حنا نے ایک نامہ کو وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ ای ملکہ آئینہ سحر مین ہمنے سب سحر کرنا تمھارا دیکھا ماشاء اللہ کیا کہنا اب اس شیاطین کو مسحور بہ سحر کرو اور سب برسات کا سحر موقوف کرکے اسکو دے دو سرا نامہ دو کہ افراسیاب پاس لیجائے مگر سحر اُس سے جو اِسنے کہ لشکر مہرخ پر کیا ہی دفع کرالینا ای جان من یہ زیادہ تر حریف کی ذلت ہی کہ اُسکا سحر وہ آپ اُتارے اور اپنے شاہ سے جاکر اپنا حال خود بیان کرے یہ مضمون حنا نے دریافت کرکے شیاطین تو سامنے بندھا کھڑا تھا اُسکی زبان مین سوزن دیا اور سب دیوانہ محبت ہو رہے تھے اُنکو اپنی کنیزون سے گرفتار کرا کر سحر اپنا برطرف کیا کہ وہ عالم برسات کا اور وہ لطف سبزہ زار سب چشم زدن مین مٹکیا پانی کھلا ابر چھٹا مطلع صاف نظر آیا ہر شخص اپنے ہوش مین آیا لیکن اپنے تئین

مقید پایا اور حنا نے خطاب فرمایا کہ ای شیاطین قسم ہے اپنے ایمان کی کہ بڑے عذاب الیم سے تجھکو
قتل کرونگی نہین تو سحر اپنا لشکر پرسے مہرخ کے دفع کردے اُسنے دیکھا کہ اب سوائے ہلاکت کے
کچھ چارہ نہین اور یہ بھی غور کیا کہ اگر لشکر اپنا طلب کرکے بعد رہائی اُس سے مقابلہ کرتا ہون تو
یہ سحر برسات کا سوائے شاہ طلسم کے اور کوئی رد نکر سکیگا سب لشکر بھی تباہ ہوجائیگا بس یہ سوچکر اشارہ
کیا کہ مجبور ہاکر دو ملکہ نے سوزن اُسکی زبان سے نکال لیا اور ملکہ مہرخ اور برق کو پانی چھڑک ہوشیار
کیا خاک جمشیدی جسم مین لگائی کہ مہرخ کے پر جو قالبو مین نہ رہے تھے وہ پھر قبضہ مین آگئے اور شیاطین نے
ایک نارنج سحر پڑھکر اُسی طرف مارا کہ جدھر وہ دیوار تھی وہان سب لشکر مصروف نالہ وبکا تھا کہ یکایک دیوار
دھوان ہوکر جاتی رہی دریا مین بھی تلاطم ہوا اور روغن کی طرح سے پانی اُتر گیا راستہ کھلگیا شیاطین
نے عرض کیا کہ جایئے راستہ مین نے کھولدیا حنا نے فرمایا کہ تو بھی میرے ساتھ چل مین دیکھ لون کہ راستہ
کھلا ہے تو رہائی تجھکو دون اور یہ نامہ اسی وقت سامنے اپنے بادشاہ کے لیجا اُسنے یہ حکم سنکر بنا چاری ہمراہی
اختیار کی حنا نے مہرخ کو تخت پر برابر اپنے بٹھالیا برق نے کہا مین پیدل چلونگا کیونکہ مین عیار ہون
عیار کسی مقام صعب گذار مین سوار ہوتے ہین ورنہ کچھ ضرور نہین غرضکہ شیاطین ان سبکو لیکر اُس
غار سے باہر آیا دل سے کہتا تھا کہ جان بھی بچی اور ملک و مال بھی باقی رہا غرضکہ جب غار سے باہر نکلے
عمرو جو اُسطرف آتا تھا اُس سے ملاقات ہوئی اور بڑے تپاک سے حنا اُس سے ملی اور اُنکو بھی ہمراہ لیکر
مقام فرودگاہ لشکر پر آئی یہان دیکھا تو واقعی راستہ کھلا ہوا تھا لشکری آنے سے اپنی مالکہ کے خوش ہوکر
رسم استقبال بجا لائے زیور و گلزار بھی حنا سے بغلگیر ہوئین مہرخ نے حکم دیا کہ طبل سفر پر چوب پڑی سبنے
قصد چلنے کا کیا خیمہ و بارگاہ لدنے لگے اُسوقت مہتر قران جو اسباب تزک اور جلوس لیکر چلا تھا بسبب
دیوار سحر کے آنہ سکتا تھا صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا دیوار موقوف ہونے سے مع جلوس حاضر ہوا جو سردار
کہ برائے استقبال آئے تھے حنا سے ملے یہ سب ماجرا دیکھکر شیاطین چلا کر کیا کر سکتا تھا نامہ لیکر جانب
اوج اسباب روانہ ہوا اور حنا بھی ملکہ سے رخصت ہوئی کہ شاہ کوکب میرے منتظر ہونگے مین ٹھہر نہین
سکتی کیونکہ میرے ہی گھر مین بادشاہ تشریف رکھتے ہین ہرچند مہرخ نے دعوت کھانے کے لیے اصرار
کیا مگر وہ نہ ٹھہری اور روانہ ہوئی بعد اُسکی روانگی کے ڈنکے پر چوب پڑی صدائے طرقو البند ہوئی ملکہ
مہرخ پھر سوار ہوئی پلٹنین اور رسالے جلو مین ہمراہ ہوئے ساحرون کے غول طائران جانوران

سحر پر چڑھکر ساتھ چلے ابر سحر سر ون پر سایہ فگن لشکر کی شان وآن وبان ہر ایک جوان قلعہ شکن جب ملکہ مہرخ سوار ہوئی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ تشریف لیجیے مین پیدل سیر کرتا آتا ہون اسلیے کہ میرے آنیکا علعلہ نہو مجھکو ابھی شاہ کوکب نے رخصت نہین کیا ہے آپسے چلا آیا ہون ایسا نہو کہ بادشاہ کے خلاف ہو کہ میری کسر شان ہوئی مین بڑی شان وشوکت سے رخصت کرتا یہ کہکر ملکہ کو چھوڑ کر روانہ ہوا اسکے ساتھ قران وبرق بھی چلے کہ ہم بھی اُستاد کے ہمراہ آتے ہین آپ چلیے ملکہ موصوف یہ لشکر ہمراہ کر فرسے روانہ ہوئی کہ رفعت مرتبت پر چرخ بریں بھی چکرایا تھا قرنا اور نقارون کی صدا نے زمین طلسم کو سر پر اُٹھایا تھا سوارون کے پرے ہاتھیون کی قور رسالون کے جوان سجے سجائے جلو مین کوتل ہزارہا گھوڑے خاص بردار خدمتگاران بردار برچھی بردار غول کے غول ہمراہ کئی فیل زنجیرہ بند کیے ہوئے اُنپر تخت ملکۂ ذیجاہ آگے آگے سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے راستہ صاف ہوتا جاتا سڑک بنتی جاتی جریب بنتی جاتی کوس پھیلتا جاتا جاں ادب کا چار سمت حلقہ نقیبون کی اور چاؤشان کی للکار اور دور باش سے خورشید فلک پر تھرآتا خوف سے بجار چڑھ آتا تھا ترک فلک بھی ادب سے پشت جھکائے رفعت وجاہ کا قدم بڑھ آیا تھا زمانہ ایسا دشمن سخت یار صادق اور محب واثق تھا ایسا موافق تھا غفلت نے اس مرتبہ کا حال سنکر شرم سے ایسا منھ چھپایا تھا کہ اپنے تئین مفقود الخبر بنایا تھا ہما نے آوارگی اختیار کی تھی بال بال کو اُسکے ہوس مگس پرانی مین سرگرانی تھی خلاصہ یہ کہ سواری نہ تھی گویا آمد نوجوانی تھی نظم

خیل خدم اور کروفر سے	شاہانہ چلی وہ دشت ودر سے	اُڑتے جو پرند اک طرف تھے
موجود در مذ صف بصف تھے	اقبال تھا ساتھ دست بستہ	مانند کمان کمر شکستہ
آمد آمد کا مچ گیا غل	شادان ہوئے دوست خجستہ کل	باین تجمل وشوکت وہ صاحب

حشمت وحشمت جب قریب لشکر فیروزی اثر کے پہونچی طبل داخلہ کے بجے جملہ سردار پیشوائی کو کنارے لشکر کے آئے ملکہ حیرت کو بھی خبر طائر سحر نے آمد ملکہ مذکور کی پہونچائی اُسنے بھی باہر بارگاہ کے اگر سامان سواری دیکھا اور جملہ کیفیت لکھکر شاہ طلسم کو نامہ بھیجا یہان ملکہ مہرخ اُتر کر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی لشکر ہمراہی اُترا بارگاہ مین زیور وگلزار کی نصب ہوئین ملکہ سریر جہان بانی پر جلوہ فرما ہوئی سردارون کی نذرین گذرین حکم جشن ہونے کا ہوا ساقی ورقاص حاضر ہوے ناچ ہونے لگا جام بادۂ ناب گردش مین آیا یہ حال ہوا نظم

دور قدح شراب آیا	چکر مین آفتاب آیا	تھا دور کہ گردش زما
یا گردش چشم جادوانہ	مست مے ناب ہوتے تھے	ہنسکر لب جام چومتے تھے
چھیڑے رقاصون نے ادھر سے	میٹھی وہ دھنین سریلی آواز	یہ تو سب مصروف عیش و

عشرت ہین مگر طرفہ حال سنیے کہ ضرغام عیارنے جو صرصر عیارہ کو بیہوش کرکے غار مین ڈالدیا تھا اور آپ اُسکی صورت بنکر ریحانہ کو قتل کرنے گیا تھا چنانچہ اُسدن جنگ موقوف رہی تھی اور حال مہرخ کا جو کچھ لکھا گیا اُسی روز کہ زایہان لشکر کے چند لڑکے کھیلتے ہوئے صحرا مین نکلگئے از بسکہ وہ غار کہ جسمین عیارہ پڑی ہوئی تھی لشکر سے قریب تر ہی لڑکے سب وہان پہونچکر دوڑ دھوپ مین مصروف ہوئے اور کھیلنے لگے اُنمین سے ایک لڑکا قصاب کا کہ پندرہ برس کا سن رکھتا تھا اور سب لڑکون سے بڑا تھا مگر باجیون کے لڑکون کی طرح قد چھوٹا حقیر صورت اور کم رو لیکن سن بڑا ٹھوری سا بنا ہوا مگر بموجب مصرع اصل بد از خطا خطا نکند + شیطان مجسم بنا ہوا آفت کا پرکالہ تھا وہ کھیلنے مین جو چور بنا لڑکون کو ڈھونڈھتا ہوا غار مین اُترا وہان ایک عورت کو اُسنے پڑے ہوئے دیکھا کہ سینے سے لگاکے رانون تک ایک کپڑا اُسکے بندھا ہی اور باقی بالکل برہنہ ہی کھیلنے کہ عیاران مسلمان کو حکم صاحبقران ہی کہ عورت کو بیہوش کرکے ستر پوشی اُسکی کردینا اور اُسکے ستر کو ہرگز نہ دیکھنا عیار ایسا ہی کرتے ہین کہ ایک پرانا کپڑا باندھ دیتے ہین پس اس عیارہ کو اس سبب سے اور زیادہ پردہ کردیا تھا کہ معشوقۂ اُستاد ہی فی الجملہ اس طفلک نطفہ حرام نے دیکھتے ہی عیارہ کو غار سے باہر نکالا اور پانی چشمہ سے لاکر منہ پر چھڑکا عیارہ کو ہوش آیا چمک کر اٹھی اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر چاہا کہ نکلجاؤن لڑکون نے چار طرف سے آکر گھیر لیا عیارہ نے کہا تم ٹھہر جاؤ مین تمسے ہاتھ کرونگی مگر کپڑے ہین لون لڑکون نے کہا اچھا اپنے کسوت عیاری سے کپڑے اور نکالے کیونکہ ضرغام نے کسوت عیاری اُسکی نہ لی تھی صرف پیرہن بڑے ضرورت لے لیا تھا اور یہی قاعدہ ہی کہ عیار کو عیار ہزار مرتبہ بیہوش کرتے ہین مگر کسوت عیاری نہین لیتے کسوت جب لیتے ہین کہ جب باہم شرط ہوجاتی ہی کہ ہم تم مقابلہ کرتے ہین جو جسکو زیر کرے وہ اُسکی کسوت چھین لے فی الحال جب عیارہ نے کپڑے پہنے چاہا کہ اپنا راستہ لون لڑکون نے کہا جان جہان کہان جاتی ہو ذرا اِدھر تو دیکھو یہ کہکر ایک تو پس پشت آگیا اور ایک گلے سے لپٹ گیا ایک نے آگے کی طرف دست درازی کی اور دست گستاخ سے

کچھ کام لینا چاہا عیارہ نے ایک حقہ دا غکر مارا کہ وہ پٹھا جو لڑکے کہ قریب آگئے تھے بیہوش ہوکر گر پڑے
اس حال کو دیکھکر وہ لڑکا پسر قصاب کا کہ اب باپ اسکا سحر سیکھکر فوج مین حیرت کی بھرتی ہوا تھا
اور زہر جادو اپنا نام رکھا ہی قصاب جادو کہنے سے بُرا مانتا ہی پس یہ لڑکا دو ایک سحر بھی جانتا
ہی اُسنے سحر پڑھا کہ صرصر کے پانون زمین نے پکڑ لیے جس طرح درخت ہوتا ہی یہ سرو خراماں بھی جھجکی اب
اُس قصاب زادے نے بھی لپٹنے کا قصد کیا اور جیسے ہی ہاتھ پھیلا کر قریب آیا صرصر نے ایک
بیضۂ بیہوشی منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا اور لونڈون نے جو یہ ماجرا دیکھا دامنون کی جھولی بنا کر
خاک صحرا بھری اور اُسکے منھ پر بکّے مارنا شروع کیے وہ بیچاری اِس شیطانی لشکر مین گرفتار اور سخت
ناچار کیا کرے نہ روے رفتن نہ پاے ماندن آنکھین ملتی تھی مگر بھاگ نسکتی تھی اور لونڈے قصائی زادہ کے
ساتھ جو رہتے تھے تو باتین بھی ویسی ہی کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ ؎ اِدھر دیکھ تو کسکو اب تک رہی ہی +
کلیجی ترے عشق مین پک رہی ہی + کوئی یہ مضحک شعر پڑھتا تھا ؎ یہ اپنا ہی دل گردہ ہی تو نے جانا +
کہ راس آیا ہمکو محبت جتانا + ایک لونڈے نے کہا پھر اب راستہ کسکا دیکھتے ہو اسکو اُٹھا کر گود مین دو
جو اُنکے کھیت ہی وہان لیچلو اور اپنا مزا کرو دوسرا بولا کہ اجی وہان لیجانا کیا ضرور ہی ایک اسکو پچھاڑے
ہم سب پہرے پر کھڑے ہین بادشاہ بھی آئیگا تو نہ آنے دینگے بس اسی طرح باری باری سے ہم سب سمجھ
لین صرصر یہ باتین اُن شیطانون کی سُنکر گالیان دیتی ہی کہ ایسے کے تیسو کیون مجھے بے بس کرکے ستاتے ہو
اور ناحق کو دق کرتے ہو اگر چھوٹ گئی اور تم سب کو مین نے جان سے نہ مارا تو میرا نام بدل ڈالنا
اور مجکو صرصر عیارہ نہ کہنا لونڈے یہ سنتے تھے تو اور زیادہ خوش ہوتے تھے تالیان بجاتے تھے منھ چڑھاتے تھے
کوئی پاس آکر چٹکی لیتا تھا اور بھاگ کر دور کھڑا ہوتا تھا کوئی پیچھے سے چپت مارتا اور کود کر الگ ہوجاتا
صرصر اپنا ہاتھ بڑھا بڑھا کر لپکتی ہی مگر وہ بجلی کی طرح کوندرہے ہین اور جب کسی لونڈے کو یہ پکڑ پاتی ہی
تو سب ملکر اُسکی آنکھون مین خاک جھونکتے ہین کہ یہ دونون ہاتھون سے آنکھین ملتی ہی وہ لونڈا بھی
چھوٹ کر بھاگتا ہی اور بھاگ جاتا ہی یہ بیچاری کبھی تو گالیان دیتی ہی کبھی کوستی ہی کہ سامری تمکو غارت
کرین اتنے ہی سے ناشاد نامراد مرو تمکو اگلا سال دیکھنا نہ نصیب ہو تمھاری امان ہاے ہاے کرکے
روے تمھاری ارتھی نکلے تمکو بھوکی بھوانی کھائے اس کوسنے کی بھی لونڈے سماعت نہین کرتے
ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہی بندر کی آشنائی مشہور ہی لونڈون کے ہاتھ عنقا چیز آئی لونڈے نے آئینہ پایا ہی

کیا خوب اس سینہ کے حسن کی قدر کی ہو کہ آئینہ رخسار کو خاک سے صیقل کیا ہو اس کدورت رخصال
کی تمنا ہو سر پاک اتنی اُسکے بڑی ہو کہ زلف سیاہ پر بلا آئی ہو چہرہ وہ غبار آلود ہو کہ نقشہ کا خاکہ ہی بگڑا
ہوا ہو گویا غبار مین آفتاب دھندلا ہو بھبھوت ملے جنگل مین جوگن کا گذر ہوا ہو انگیا اوڑھنی پھٹکر ٹکڑے
ٹکڑے اڑ گئی ہو گھنگھرو چست عبادہ پہنتی ہین اسپر ہاتھ لونڈون کے پڑ کر پھسلگئے ہین ورنہ وہ بھی ٹکڑے
اڑ جاتا لیکن خاک مین اٹگیا ہو دھولیڈی مچادی ہو ہولی کے بھڑوؤنکی قطع حرص کی بنادی ہو جب
کوئی لونڈا ادھر سے آیا اُسنے بہک کر ہاتھ مارا کہ موئے تیری ایسی تیسی کی تو ناشاد مرے وہ لونڈا چمک کر
دوسری طرف نکلگیا اُدھر سے پھر ایک نے حملہ کیا اُسنے پھر بہک کر ہاتھ مارا وہ پشت پر جا رہا ایک دھما چوکڑی
مچادی صرصر نے ناچار ہو کر کمند نکالکر چواری ایک لونڈے کی گردن پھنسا لی اور کھینچ لیا سب لڑکون نے
کہا بھئی غضب ہوا ایک گیان ہمارا پھنس گیا آؤ اب دھاوا کردین یہ کہکر پکارے سنبھل خاک عیارہ
کی آنکھون مین جھونکی اور سب ملکر لپٹ گئے کمند بھی چھین لی اور نیچہ بھی کر سے کھول لیا اور زور کرکے
پچھاڑنے لگے اُسوقت صرصر نے رجوع قلب سے دعا کی کہ ای عمرو کے خدا میری مدد فرما مین جانتی ہون
کہ جب مسلمان تجھکو پکارتے ہین تو اُنکی مدد کرتا ہی یہ دعا کر ہی تھی کہ اتفاقاً عمرو قران جو پیدل روانہ
ہوئے تھے اسطرف انکلے اس ارادہ سے کہ چلو لشکر حیرت کو دیکھتے ہوئے اپنے لشکر مین جا ملین
فی الجملہ اُنھون نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ لڑکے ایک عورت سے لپٹے ہین للکارے کہ ہان ہان کیا کرتے
ہو لونڈے عیارہ کو چھوڑ کر الگ ہوئے اُنھون نے پہلے تو بسبب گرد و غبار کے عیارہ کو پہچانا نہ تھا
اب قریب آکر پہچانا اور ازبسکہ یہ ساحرہ بنے ہوئے تھے تو صرصر نے نہ پہچانا تھا اب جو اُنھون نے کلام
کیا تو اُسنے بھی پہچانا اور فرط ندامت سے عرق عرق ہو گئی گردن جھکائی کٹ کٹ گئی کہ ہائے بڑا
غضب ہوا اپنے ہم پیشہ نے اس ذلت و خواری مین تجھکو مبتلا دیکھا علی الخصوص عمرو ایسے عیار
کے سامنے یہ ذلت کہ جو تجھکو اپنی معشوقہ کہتا ہی غرض قہر درویش برجان درویش چارہ ہی کیا تھا
سر جھکائے کھڑی اِدھر عیارون نے لونڈون سے پوچھا کہ اے میان یہ کیا ماجرا ہی وہ
بولے شیخ صاحب ایک ہمارے ساتھ کا گیان اس عورت کو گڈھے سے نکال کر لایا اور عاشق اُسکا
ہوا اسنے اُسکو بیہوش کر دیا اور دو تین ہمارے ساتھ کے جوان اسنے تو ڈالے وہ دیکھیے بیہوش پڑے
ہین اب ہم اسکو اپنی جورو بنا لینگے آپ اس مقدمہ مین نہ بولیے گا اس جان جہان کو ہم چھوڑینگے

نہین عمرو نے کہا بھئی ہم بھی ذرا اسکی صورت دیکھ لین یہ کہکر باہین عیارہ کے گیا اور لونڈون سے کہا ارے میان یہ تو لونگ چڑے والے کی لونڈیا ہی تمنے نہین دیکھا تھا لشکر مین لونگ چڑے کباب بیچا کرتی تھی ابھی کچھ دن ہوئے ہین کہ یہ اپنے میان کو زہر دیکر بھاگ گئی تھی آج تمھارے ہاتھ کیونکر لگ گئی حرحرص یا تو گردن جھکائے کھڑی تھی یہ باتین سنکر تاب نہ ہی بولی کہ موڈی کاٹے ستیاناس گئے وہ تیرے ہی جگر دین لونگ چڑے بیچتی ہونگی لو مُوا آیا کہ شیخی بگھارنے مجھسے جلی کٹی کرتا ہے عمرو نے چپکے سے کہا پیاری لونڈون کو پسند کیا ہمسے یہ چرپانکی یہ کہکر لونڈون سے کہا بھائیو یہ بڑی چرب زبان عورت ہی اسکے فقرون پر نہ آنا ہم بھی تمھارے شریک ہین چھوڑنا نہین اسے لونڈون نے پھر ستانا شروع کیا عیارہ پھر لگی گالیان دینے قران نے کہا ای لڑکو تمنے اسکو ستایا ناحق دگرنہ یہ لڑکون کی استانی ہی تجکو خود اپنے ساتھ لیجائیگی لونگ چڑے خوب کھلائیگی عیارہ نے کہا اسی کی جرو لونگ چڑے بیچتی ہی یہ جو تمسے کہتا ہی قران نے کہا بکھو مین راضی کیے دیتا ہون اچھا تم سب ہٹ تو جاؤ لونڈے دور چلے گئے قران نے پاس آکر کہا کیون استانی یہ لونڈون سے بے حرمتی کراتی ہو ہی شرما کہ ناک کاٹ لون یہ ہمارے اُستاد کے سامنے لونڈے تمھارے لپٹے ہوئے تھے حرحرص نے کہا تیرے اُستاد کی اور تیری ایسی تیسی کی نگوڑے تجکو غیرت نہین آتی کہ مین اسطرح بے آبرو ہوتی ہون اور تیرے اُستاد کی بھی غیرت اڑگئی ہی کہ لونڈون سے بغسواتا ہی تو کیا منھ لگا کر مجھکو استانی کہتا ہی یہ باتین عمرو نے بچسین آگے بڑھکر گویا ہوا کہ کیون پیاری اپنے وقت پر کیسا ہمکو اُبھارتی ہو اور غیرت دلاتی ہو اچھا وعدہ کرو کہ بعد رہائی آج جو تم کہو گے وہ مان لینگے حرحرص نے مصلحتہً انکار مناسب بجانا زبان سے تو اقرار نکیا مگر گردن ہلائی کہ ہان مانونگی عمرو نے کہا تو جھوٹی ہی یہ کہکر لونڈون کو پکارا کہ ارے میان آؤ یہ راضی نہین ہوتی اب تم جانو تمھارا کام جانے لونڈے پھر دوڑ آئے اور عیار وہان سے آگے بڑھے حرحرص نے بڑی حسرت سے منھ عمرو کا دیکھا کر عمرو نے قران سے کہا آؤ بھئی آؤ چلین وہ بھی ساتھ ہوا اور یہ دونون کچھ دور جاکر پوشیدہ ہوگئے اور عمرو نے ایک گلدستہ گلہائے بیہوشی آمیز کا زنبیل سے نکالکر صورت اپنی مثل باغبان کے بنائی جھولی کمر سے باندھکر بہت سے پھول بھر لیے اور کھرپی کمر مین کھونس لی اور راہ کترا کر اُدھر ہی سے نکلا کہ جدھر لونڈے تھے اُنھون نے جو گلدستہ گلہائے نایاب و خوش رنگ دیکھا بیچین ہوگئے اور دوڑکر قریب آئے کہا میان باغبان یہ گلدستہ کسکے لیے بنایا ہی ذرا ہم بھی دیکھین اُسنے کہا تو لیکن خراب نکرنا

ایک امیر نے بنوایا ہی یہ کہکر گلدستہ ایک لڑکے کو دیا اور تھوڑے پھول سبکو دیے کہ تو اس سے
کھیلو وہ پھول لیکر سنبے سونگھے اور بیہوش ہوگئے عمرو قریب صرصر آیا اور بے اختیار صرصر عیارہ کو گلے سے لگالیا
اور صرصر نے ہاتھ پکڑ لیے خواجہ کے جب ہاتھ دونون رک گئے خواجہ نے زور کرکے ہاتھ چھڑائے اور بو
لیے اور کہا ای کل باغ کامرانی یہ رسوائیان تم کرتی ہو میری چھاتی پہ کودون دلتی ہو مین نے
ہزار مرتبہ کہا کہ صاحب گھر مین بیٹھو جو مجھکر میسر ہی وہ کھاؤ اڑاؤ مگر تم نہین مانتین آج مین ناک
کاٹے لیتا ہون صرصر نے کہا ای عمرو تجھکو واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ پہلے تو مجھکو رہا کردے
پھر جو تیرا جی چاہے وہ کرلینا ایسا نہو کہ کوئی اور سردار طلسم مین سے آکر میرا یہ حال دیکھے
عمرو نے کہا ہاتھ مارو کہ چھوٹکر بے اعتنائی نکرینگے تمھارے ساتھ ہی رہینگے اور مطلب دلی بر لائینگے
صرصر نے یہ سنکر ہنس چڑھا دیا اور انگوٹھا دکھا دیا کہ موئے تو اسی تمنا مین رہیگا خواجہ نے کہا کیون ابھی سے
یہ باتین صرصر نے کہا ارے او مرچیا جن میرا مردہ دیکھے جو دیر لگائے ہمین کو روئے جو جلدی نہ چھڑائے
خواجہ کو ان قسمون کے سننے سے تاب نہ آئی فوراً اُس پسر قصاب کو مار ڈالا عیارہ پر سے سحر
دفع ہوگیا طاقت رفتار آئی خواجہ نے کہا اب کہ کیا ارادہ ہی عیارہ نے کہا ٹھہر جاؤ مین وعدہ وفا
کرونگی خواجہ سمجھے آج یہ مسلمان ہوگی اسوجہ سے الگ کھڑے ہوئے اور عیارہ نے سب لڑکون کا
زیور جو کچھ کہ کڑے بالے وغیرہ وہ پہنے تھے اُتار کر خواجہ کو دیے اور ازبسکہ ایسی اُنسے رنجیدہ تھی کہ
خنجر پکڑ کر سر کاٹتے ہر ایک کا چلی خواجہ نے فرمایا کہ ارے مین نے تو بچا سمجھ کر انکو چھوڑ دیا تھا لیکن تو
رحم نہین کرتی اُس عیارہ نے ایک نہ سنا اور سبکو ذبح کرڈالا بعد اُسکے حبست کرکے چلی خواجہ نے
پکار کر کہا اری او بیوفا وعدہ وفا کرتی جا اُسنے پلٹ کر جواب دیا کہ جادو ربھی ہو موئے یہ مُنھ اور مسیدا تو اپنی
صورت تو جبنی مین پیشاب کرکے دیکھ مُوا جیسے بن مانس یہ کہکر یہ جا وہ جا شش برق چمک کر نکلگئی
اُدھر خواجہ اور قران اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور کچھ دیر کے بعد لشکر مین آکر شریک جلسۂ مسرت
وانبساط ہوئے اور صرصر نے جاکر سارا حال اپنا ملکہ حیرت سے بیان کیا ملکہ مذکور نے فرمایا کہ اے تو
نے کہ کہ مین نے لڑکون کو مارا ہی کسلیے کہ جنکے لڑکے قتل ہوئے ہین وہ سب تیرے دشمن ہوجائینگے یہ کہکر
ایک نامہ ان سب کیفیتون کا تحریر کرکے شاہ جادوان پاس بھیجا اُدھر لشکریون نے جب اپنے
لڑکون کو تلاش کیا صحرا مین لاشین اُنکی ملین بصد گریہ و بکا اُٹھائین اور حیرت سے آکر استغاثہ کیا

کہ آپ حاکم ہین ہماری داد دیجیے بلکہ مذکور نے حکم تحقیق کرنیکا دیا کہ قاتل تلاش کیا جاے یہان تو یہ ہنگامہ ہی لیکن افراسیاب نکبت انتساب باغ سیب مین تخت رفعت مآب پر جلوہ گستر تھا کہ شیاطین علیہ اللعن والعذاب نامہ شاہ کوکب عالی جناب لیے حاضر خدمت ہوا اُسوقت خدمت شاہ طلسم مین سترہ ہزار کنیز بعہدۂ خدمتگزاری موجود تھین اور چار ہزار ساحر نامی و نامور کرسیون پر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا جام شراب گردش مین تھا کہ شیاطین نے سامنے اکر و نامہ دیدیا بادشاہ نے فرمایا کہ کیون خیر تو ہی اسنے پایۂ تخت شاہی کو بوسہ دیکر سر اپنا بادشاہ کے پانون پر رکھدیا اور رو رو کر عرض کرنے لگا کہ ای بادشاہ مجھسے بڑی خطا سرزد ہوئی کہ خوف جان سے قیدیون کو آپ مین نے رہا کردیا ای باشاہ آپ نے سچ ارشاد فرمایا تھا کہ جمشید نے ایک سے ایک کو زبردست بنایا ہی اسطرح کوکب کی طرف سے ملکۂ حسنا دست آئی اور برسات کا عالم ظاہر کرکے مجھکو گرفتار کیا اور نامہ اُسکے بادشاہ کا آیا کہ اسکو مارو نہین پس اُسنے مجھسے میرا سحر رد کرایا اور نامہ دیا کہ اپنے بادشاہ پاس لیجاو نامہ مین لیکر آیا ہون نہایت شرمندہ ہون فلک کاستایا ہون بادشاہ نے جب تمام ماجرا سنا کاخ دماغ مین دود غضب پیچاب کھانے لگا اور ساحر مذکور سے نامہ لیکر لفافہ اُسکا چاک کرکے کاغذ کو وا کیا کچھ اُسمین لکھا ندیکھا ایک پتلا صندل سے اُس قرطاس پر کھنچا تھا بادشاہ حیران ہوکر کاغذ کو دیکھنے لگا کہ یہ تصویر کسلیے مجھکو بھیجی ہی یہ تو متحیر تھا کہ وہ تصویر صندلین گویا ہوئی کہ ای بادشاہ آپ مجھکو کیا دیکھتے ہین اور ہاتھ مین لیے بیٹھے ہین اگر زمین پر یہ کاغذ رکھدیجیے تو مین آپسے باتین کرون بادشاہ اُس تصویر کی گفتگو سنکر زیادہ تر حیرت مین آیا کہ نگارخانۂ آذری مین مصور قدرت نے جان ڈالدی ہی بڑی کاریگری دکھائی ہی لوگ مثل کہتے ہین کہ تصویر ایسی بنائی ہی جو مجھسے بولا چاہتی ہی یہان واقعی یہ تصویر بولتی ہی غرضکہ حیرت مند ہوکر کاغذ ہاتھ سے رکھدیا وہ تصویر قہقہہ مار کر ہنسی اور گویا ہوئی کہ سن ای بادشاہ میرے مالک شاہون کے شاہ جناب کوکب والاخطاب نے ارشاد فرمایا ہی کہ اگر تمکو دوست بنانا چاہتے ہو تو مناسب ہی کہ شہزادۂ اسد کا عقد ہمراہ مہ جبین کرکے بصد ادب و عزت ہمارے پاس بھیجدو اور تم بھی طلسم کا خراج لیکر ہمراہ آؤ کہ ہین تمکو آستانۂ سلطان گردون سریر شہنشاہ باتوقیر خدیو گیہان خداوند جہان چراغ لشکر اسلام موید مومنان ذوالکرام یادگار نسل کیان شاہ فریدون فر عدل گستر سعد بن قباد والانژاد پر لیچلون اور خطا تمھاری معاف کرادون اور اگر یہ امر تمنے منظور نکیا تو سزا اپنی پاؤ

کنار مین دیکھوگے بہت بچتاؤگے جان اپنی مفت گنواؤگے یہ کلمات اس تصویر سے سنکر افراسیاب
خود قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا ای پیکِ بیجان اپنے بادشاہ سے جاکر کہدینا کہ اگر تجکو ملک و مال اپنا بچانا
ہی تو یہ بے دینی چھوڑ دے اور اُس دزد مکار عمرو عیار کو باندھکر میرے پاس حاضر کرے ورنہ بپاس
دین جمشیدی اُسپر لشکر کشی کرکے صفحۂ روزگار سے نام اُسکا بسان حرف غلط مٹا دونگا اُسکی امارت
خاک مین ملا دونگا کہدینا خبردار ہوورہ یہ نکہنا کہ خبردار نہ کیا ان باتون کو جب اس شعبدہ نے سُنا تو
وہ بھی ہنسی اور وقت خندہ زنی ایک آواز مہیب اُسکے مُنھ سے پیدا ہوئی اور وہ کاغذ جسپر تصویر
کھچی ہوئی تھی جلکر دھوان ہوگیا اور وہ دود سمٹکر مثل لکۂ ابر کے ایک طرف چلا گیا بعد اُسکے جانے کے
نامہ حیرت کا بادشاہ پاس آیا اور اُس سے حال آمد مہرخ وغیرہ معلوم کرکے جواب لکھا کہ ای ملکہ اب
تمکو لازم ہی کہ اندر طلسم کے چلی آؤ کیلیے کہ عیار دن کے ضرر سے بھی محفوظ رہوگی و نیز جب کوئی
سردار لڑنے کو میری طرف سے آئیگا اُسکو بھی آسایش ملیگی اور تم بغیر کسی سردار کے آگے لڑتی بھی
نہین ہو پھر کیا ضرور ہی کہ سامنے حریف کے خیمہ زن رہو اب سامنا اُس مرد صحرائی سے پڑا ہی جسکی
اُسکی قریب ہی کہ لشکر لیکر آئے چنانچہ میدان مین ٹھہرنا مناسب نہین جیسا مین نے لکھا ہی ویسا ہی
کرنا خلاف اُسکے عمل مین نہ لانا یہ لکھکر تیلہ کو دیا کہ وہ حیرت پاس لایا ملکہ مذکور بنا بر حکم شاہی سردارانِ
لشکر کو ہمراہ لیکر جانب دریاے خون روان چلی اُسکے جانے سے کل لشکر کمر باندھکر ہمراہ ہوا اور ملکہ
نے دریا پر آکر ایک چھڑی ماری کہ پانی اِدھر اُدھر ہٹ گیا بیچ مین دروازہ پیدا ہوا ملکہ اُس دروازہ مین
داخل ہوئی اور اُسی مقام پر پہونچی کہ جیسا سابق مین ہنگام آمد مختار جادو حال طلسم بیان کیا
گیا تھا چنانچہ ظاہر مین تو شہر نامرسان بہت دور نظر آتا ہی لیکن براہ طلسم و نیرنگ بہت قریب ہی
ملکہ اسی شہر مین آکر گنبد نور پر ساکن ہوئی اور فوج کی چھاؤنی زیر دیوار شہر مذکور پڑی اب رہا
خون روان کے اُدھر ایک دیوار سنگین تک کھچی نظر آتی تھی اور اُس دیوار پر کاخ و عمارت بنی
تھی ساحر پھرتے چلتے نظر آتے تھے غرضکہ اس لشکر کے جانے سے غلغلہ جو ہوا لشکر مہرخ مین بھی
خبر پہونچی عیار اور سردارون نے جو آکر دیکھا تو دریا کے اُسطرف دیوار کو دیکھا لشکر حیرت کا پتا نپایا
ناچار سب جاکر اپنے مقام پر فروکش ہوئے اُدھر افراسیاب کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ تو نے نامہ
جتنے بھیجے سب ایلچی کے ہاتھ بھیجے اور شاہ کوکب نے بجاے نامہ صندل کی تصویر بھیجی جو نظر پر تبر

تحریر کرتی تھی پس یہ اپنی شوکت اُس جنگلی نے تجھکو دکھائی ہی اب لازم ہی کہ تو بھی اسی طرح ایک نامہ
اُسکو بھیجکر اپنی اولوالعزمی دکھایہ سوچکر اپنے مقام سے بزور سحر غائب ہوگیا اور باغ سیب سے کچھ
دور جاکر ظاہر ہوا اور پران پران سرحد طلسم کی طرف چلا اس ارادہ پر کہ دیوار نورافشان اور دریا جو عمل مین
کوکب کے ہی اُسکو خشک کردے اور دیوار کو ڈھادے اور ملکہ حنا دست کو اپنے قبضہ مین لائے یا ایسا
سحر کرکہ وہ اپنا گلا کاٹکر آپ مرجائے چنانچہ کوکب کو اپنی دیوار طلسم کی خبر نہین ہی اور یہ جانتا ہی اور
لوح طلسم نورافشان طلسم ہزار برج مین ہی اور بادشاہ طلسم ہزار برج مطیع ومنقاد افراسیاب دد
ہی حال اُسکا بیان کیا جائیگا فی الجملہ افراسیاب بحالت غضب وبجان بیتاب پیچاب کھاتا ہوا قریب
سرحد طلسم پہونچا اور ایک پہاڑ پر اُترا وہان ہزارون پتھر سنگ لیشب وسماق کے پڑے تھے شاہ کے
پہاڑ پر پہونچتے ہی زمین لشت کوہ شق ہوئی اور ایک پتلی پتھر کی نکلی صورت اُس پتلی کی تیائی کی
ایسی تھی پس وہ پتلی آکر بیٹھ گئی بادشاہ اُسپر بیٹھا اور سحر پڑھا کہ اُس پتلی کی پیٹھ سے ایک پتلا بالشت
بھر کا پتھر کا نکلا اُسکے ماتھے پر کچھ لکھا تھا بادشاہ نے اُسکو پڑھا معلوم ہوا کہ پیشانی اِس تپلے کی جمشیدی
تختی ہی بادشاہ نے یہ نیت کی کہ مین سرحد طلسم نورافشان برباد وغارت کرنے جاؤن میرے حق مین
بہتر ہی اِس نیت کرنے سے تپلے کی پیشانی پر حرف ظاہر ہوئے کہ بیوقوف ہی بغیر لوح اور بغیر طلسم کشا
کہین مرحلہ طلسم باطل ہوا ہی جو تو یہ حوصلہ کرتا ہی خبردار اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھانا ورنہ خطا پائیگا
بہت پچھتائیگا یہ ارادہ اگر رکھتا ہی تو لوح طلسم نورافشان بہم پہونچا اور نسل حمزہ سے کوئی شہزادہ
پیدا کر اُس سے طلسم کوکب فتح کروا یہ حال معلوم کرکے بادشاہ نے ایک پتھر اُس پہاڑ کا تجویز کرکے
ایک تصویر اُسپر نیل کے قلم سے کھینچی اور ایک ماش کا دانہ سحر پڑھکر مارا کہ وہ سل جسپر تصویر کھینچی تھی اُڑکر
سامنے آئی اُس سے حکم دیا کہ اے شعبدہ سحر تو جا طلسم نورافشان مین شاہ کوکب کے پاس اور اُس سے
پیام دے کہ خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ مین ہوشیار نتھا تمھارے طلسم کو اب مین غارت کرتا ہون کیونکہ لوح
طلسم مجکو معلوم ہی کہ جہان ہی اور سوائے اِسکے مین مالک حجرۂ ہفت بلا ہون اگر اپنی خیریت چاہتے ہو
تو اُس ناعیار کو میرے پاس قید کرکے بھیجدو وہ پیک پیچان یہ حکم شاہ ذیشان سنکر اسطرح روانہ ہوئی
کہ وہ سل جسپر تصویر کشیدہ تھی بر دے ہوا اُڑکر نظر سے غائب ہوگئی اُدھر ملکہ حنا بعد رہائی صرخ جو
مراجعت فرما ہوئی اپنے مقام پر کہ جسکا ذکر اول بیان ہوا پھر رنج ہونے لگا ساغر بادۂ ارغوانی کا دور

شروع ہوا اس عرصہ مین وہ پتلا صندل کا جو دھوان بنکر چلا تھا آکر پہونچا اور حال اپنی پیام گذاری کا
عرض کرکے غائب ہوگیا بعد کچھ عرصہ کے یہ سل اُڑتی ہوئی ایجا پہونچی اور سامنے تخت بادشاہ کے جاکر بصورت
راست استادہ ہوئی اُسمین جو تصویر کھچی تھی وہ پکاری کہ ای بادشاہ میری بھی تسلیم پہونچے اور بوندی
جو کچھ عرض کرے وہ بادشاہ بدل مخاطب ہوکر سنے شاہ نے فرمایا کہ بیان کر اُسنے کہا کہ مالک ساحران شاہ
جادوان عالی جناب والاخطاب بقیہ پرنسل سامری چراغ دودمان ساحری وافسونگری مصباح انجمن
فسون سازی مشعل پُرضیا رخانۂ عربدہ ونیرنگ پردازی حضرت مستطاب شہنشاہ افراسیاب
نے آپکو آگاہ کیا ہی اور اب طلسم کی بربادی کا آپ کے زمانہ قریب آیا ہی ایسا کچھ بادشاہ نے ارشاد فرمایا
ہی شاہ کوکب جملہ پیام اُس تصویر کی زبانی سنکر ہنس پڑا اور گویا ہوا کہ ای شبیہ میری طرف سے کہدینا
کہ ای بادشاہ واقعی تم ہر طرح مجھسے زبردست ہو مال وملک وخزانہ فوج سحر ونیرنگ ہمسے دونا رکھتے اور
جانتے ہو ہم کبھی تمھارا مقابلہ نکرتے مگر کیا کرین مجبور ہین اسلیے کہ ایک شخص ہمارے پاس سرزمین
طی کرکے بمصیبت تمام آیا اور اب ہمارے دامن مین چھپا ہی کیونکر ہوسکتا ہی کہ اُسکو نکال دین کسی
مذہب وملت مین یہ جائز نہین اور آدمیت سے بھی بعید ہی لہذا اب تمسے کہا جاتا ہی کہ برجہ پادا باد جو کچھ
چاہو کرو ہم نہایت ہوشیار ہین خدائے مابزرگ ست بموجب مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی
ترست + یہ فرماکر جانب زمین اشارہ کیا کہ ایک پتلا زمین سے موتیونکا مالا لیے ہوئے نکلا اور باتمام
بادشاہ اُس سل کو وہ مالا پہنا دیا ایک دھکدھکی اُس مالے مین گندھی تھی وہ سینہ پر تصویر کے
آگئی اور سل وہان سے اُڑکر جانب کوہ مذکور چلی اور سامنے شاہ جادوان کے آکر گری اور تصویر نے
پیام شاہ کوکب حرف بحرف عرض کیا اور سل پر سے غائب ہوگئی بادشاہ لوح طلسم کوکب ملنے کی
فکر مین روانہ ہوا یہ تو تلاش لوح طلسم نورافشان مین جاتا ہی اور ملکہ حسرت داخل طلسم ہی خواجہ
عمرو ایک شب کے لیے مہمان پاس آئے تھے ہر ایک سے ملکر طاؤس تحفہ طلب فرماکے پھر رخصت ان
کے پاس چلے گئے اُدھر باغبان وزیر تلاش مین عمرو کے گیا ہی اب مقام پر صاحب قرن نے لیا
کیا ہی کہ باغبان ایسا زبردست ساحر وزیر بادشاہ کا شریک عیاران ہو اور شہزادۂ اسد
قید رہین یہ امر خلاف عظمت وزیر مذکور ہی پس بدین سبب داستان گو وزیر موصوف کو فریب دیکر
شہزادۂ اسد شریک مسلمانان کراتے ہین اور انھین کا تتبع یہ احقر داستان گویان جاہ مؤلف

فسانہ ہذا بھی کرتا ہی و نیز یہ بھی اس کمترین نے اس قصہ کے لکھنے مین جسارت خلاف دفتر کی ہی کہ داستان
و ٹکرے ٹکرے تھی اُسکو ایک ہی جگہ جمع کرکے لکھ دیا ہی چنانچہ داستان ریحانہ و نگار کی اسی طرح
دفتر مین تھی کہ کچھ حال لشکر امیر کا اور کچھ حال طلسم ہزار برج کا اور کچھ کیفیت اُن دونون جادوگرنیون
کی تھی قس علی ہذا اکثر مقامات پر یہی صورت تھی اُسکو بہ نظر تسلسل افسانہ ایک ہی مقام پر لکھا ہی
تاکہ ناظرین باتمکین کتاب ہذا حظ وافی اور لطف کافی اُٹھائین اور ماہران فن داستان گوئی پیش
پیش ہو جانے سے داستان کے انگشت اعتراض صفحۂ حال اس سراپا تقصیر پر نہ رکھین اور میری محنت
کی داد دین آمدم برسر مطلب یعنی حال افراسیاب اُسی مقام پر کہ جیسا اوپر بیان ہوا ترک کرکے
اب شمۂ کیفیت لشکر ظفر پیکر امیر باقبال و شہزادۂ توبج وغیرہ مع کوائف لقائے بدخصال لکھی
جاتی ہی و باللہ التوفیق

داستان دلستان آنا بہرمدد زمرد شاہ باختری آفت کوہی عنصر کوہی کے بھانجے کا
اور عاشق ہونا اُسپر صبائے جادو کا اور مقابلہ کرنا لشکر امیر سے اور اسیر ہونا
سرداران اسلام کا اور عیاریان کرنا عیارون کی اور حال طلسم ہزار برج فتح
کرنا مرحلات طلسم توبج کا پھر ساحران نامی بہرمدد لقا افراسیاب کا بھیجنا
اور شہزادۂ ابرج کا آکر اُنکو قتل کرنا پھر آنا سیماب سیماب بدن کا لقا کی مدد کو اور اسکو
آکر قتل کرنا شہزادۂ توبج کا پھر حال شہزادۂ قاسم یعنے جانا شہزادۂ مذکور کا برائے

فتح طلسم گوہر گرہ لمولفہ

اے مرے ساقی مرے پیر مغان	نشہ یہ صفت کیون ہی نظر سے نہان	عہد کیا وسوسہ و یاس کا
وقت ہی اب عیش کے اجلاس کا	کشتی مے تخت شہی آج ہی	قیف نہین بادشہی تاج ہی
فوج کے سب مست سپاہی ہوئے	خم جو تھے نقارۂ شاہی ہوئے	صافی مے مسند زرکار ہی
تکیہ خم بادۂ گلنار ہی	فضل خدا ہی مے گلفام پر	قبضہ ہوا سلطنت جام پر
شیش محل بنگئے جام شراب	نقل بے سکہ ہی بنام شراب	بوند جو ہی بادۂ گلفام کی
مہر ی ناب کے ہی نام کی	جام کا خط غیرت شمشیر ہی	سیخ جسے کہتے ہین وہ تیر ہی
رنگلین ہین شیشۂ صہبائے ناب	گولیان بندوق کی ہین یہ کباب	بجتا ہی میخانے مین کوس شہی

حجلہ مین سامان جلوس شہی	مجکو نچھاور ملے اس عہد کی	دے مئی گلرنگ مجھے شہد کی
جسمین طبیعت کی روانی دکھاؤن	جوہر اعجاز بیانی دکھاؤن	حال کہون وہ جو مرا حصہ ہو
جادو و نیرنگ ہی القصہ ہو	جاہ بیا قصۂ نادر نویس	آنکہ بود خوب و فصیح و بلیس

بلبلان نغمہ پرداز گلشن سحر و نیرنگ۔ و قمریان سروستان کلام ہاے رنگارنگ و طوطیان شیوا زبان شکرستان شیرین زبانی۔ و زمزمہ پیرایان حدیقۂ جادو طرازی و سحر بیانی۔ شاخ رنگین و پر بہار خامۂ تحریر سے مضمون بو قلمون کی گلفشانی اسطرح فرماتے ہین اور باغ پر بہار اسمار کی سیرین دکھاتے ہین کہ بعد قتل مہتاب جادو و ماہ جادو و ساحران بے ایمان یعنے صباے جادو و بلاے جادو نے بمشورۂ بختیارک بے آبرو نامہ بنام طلب امداد بجانب افراسیاب بدنہاد روانہ کیا تھا چنانچہ اُس ثانی شداد نے نامہ پڑھکر زہر چشم کو بھیجا تھا حال اسکا طلسم ہزار رنگ مین بیان ہو چکا فی الحال اب مقابلہ و مجادلہ ساحران مذکور نے لشکر اسلام سے موقوف رکھا ہے اور انتظار آمد کمک کر رہے ہین چنانچہ ایک روز لشکر اندۂ درگاہ کیوان رفعت پر بارگاہ مین بصد عظم و شان بیٹھا تھا کوہی اور باختری وغیرہ سرداران لشکر دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے تھے جام شراب ناب کا دور تھا ہر ایک مست و مخمور تھا کہ پکارے ہرکارے آگاہ پر آکر حاضر ہوئے اور بعد اداے دعا و ثنا عرض پیرا ہوئے کہ عنصر کوہی کے بھانجے آفت کوہی ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے حضور کی مدد کو آتے ہین اور قریب پہونچ چکے ہین داخل لشکر خداوندی ہوا چاہتے ہین یہ خبر سنکر بختیارک مع چند سردار کے براے استقبال روانہ ہوا واضح ہو کہ پیشتر بھی حال آفت کوہی بیان ہو چکا ہے چنانچہ یہ وہ آفت نہین ہے یہ بھانجا عنصر کوہی جو سپہ سالار سلیمان عنبرین مو ہے اُسکا ہے اور از بسکہ یہ سرزمین کوہستان ہے تو ہزارہا کوہی قلعجات متعدد کا مالک یہان رہتا ہے اسوجہ سے نام مین توارد واقع ہوتا ہے اور صاحب دفتر نے یہ سلسلہ رکھا ہے کہ جبتک طلسم ہوش ربا فتح ہو اس کوہستان اور اُسکے اطراف کے طلسمات بھی فتح ہو جائین غرضکہ شیطان خداوند نے جاکر استقبال کوہی مذکور کیا اور لشکر اُسکا ملحق لشکر خداوند اُترا وایا بارگاہ اُسکے لیے استادہ ہوئی مگر وہ پہلے بارگاہ مین سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا خداوند کو تہنیت دی خلعت پایا پھر اپنے ماموں سے ملا اور دنگل زرین پر بیٹھا

سال لشکر امیر بوچھا بختیارک نے خوب نمک مرچ لگا کر بیان کیا کہ اسطرح فرزندان حمزہ خداوند
کی بیٹیون کو نکال لیگئے اس کلام پر لقا خفا ہونے لگا اسی گفتگو مین صبائے جادو بھی دربار
مین آئی اور اسنے اس کوہی کو دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل دیو صورت قامت مین تاڑ
جسامت مین پہاڑ پر غضب اور شہوت پرست مزاج مین حرص و آز کا مسکن خود پسندی پسند
یا نون مین بدچلنی کا چلن موچھین کھڑی کھڑی داڑھی ساحرون کی ایسی نشۂ نخوت سے
آنکھین لال بھبھوکا کمال زور و زنج ہفتہ دوست شرارت سے پر رگ و پوست دنگل پر بیٹھا تن رہا ہی
آپ ہی آپ بن رہا ہی یہ نکاتہ دیکھتے ہی ایسے جوان قوی کو فریفتہ ہوئی اور دنگل پر اسی کے
پہلو مین آکر بیٹھی اور ازبسکہ یہ سحر سے صورت اپنی حسینہ بنائے ہوئے تھی اس کوہی نے بھی
اسکی ملمع گری پر نظر کی دیکھا کہ ایک زن جمیلہ سانولا رنگ گول بدن آنکھین غیرت بخش دیدۂ ہرن سینہ پر
ابھار سے نیا جوبن معشوقہ عاشق خصال عربدہ سازی مین جسکو حاصل کمال بظاہر بہت خوبرو لیکن
سیہ چہرہ دتند خو پیرزال فرہاد کش جان شیرین کی دشمن پرعیب و مکار و زانیہ و بدچلن یہ بھی اسپر مائل
ہوا اور ساحرہ نے جام شراب اپنے ہاتھ سے اسکو دیا اسنے بھی شعر مستی مین عاشقانہ پڑھے بختیارک
نے یہ رنگ جو دیکھا چپکے سے کان مین صبا کے کہا کہ اے ملکہ اپنے بھائی بلاء جادو کو کیا جواب
دوگی اسنے کہا وہ نگوڑا کیا میرا حاکم ہی میرا جو جی چاہتا ہی وہ مین کرتی ہون یہ کہکر آفت سے کہا اے
جانی ہم آج تیری بارگاہ مین آئینگے اسنے کہا مین جبتک ان خدا پرستون کو قتل نکرونگا عیش و
راحت کرنا مجھپر حرام ہی ساحرہ نے کہا اچھا تم طبل جنگ بجواؤ ہم بھی تمھاری اعانت کرینگے اسنے کہا
پہلے تو اپنے زور کے بھروسے پر لڑونگا پھر آگے سمجھونگا جب مین مغلوب ہو جاؤن اسوقت تم مدد
کرنا یہ کہکر بختیارک سے کہا ملکجی طبل جنگ بجواؤ اسنے کہا اتنی جلدی نکرو موت بلانا اچھا نہین
یہ شتابی یہ بیتابی روا نہین کوہی اسکی باتون پر ہنس پڑا انھین باتون مین آخر وہ وقت آیا کہ کوہی
کوہ خاور طی منازل کرکے بارگاہ مغرب مین آیا اور ساحرہ لیل نے ضیاے ماہ کا غازہ چہرہ پر ملکر

دہر پر آفت کو لبھایا کہ شب مہتاب نے جوبن دکھایا

چھپا جب اشہب گردونگا اسوار — یاد سے بنگئے سب نجم و سیار
عروج ماہ کا پھر وقت آیا — تر شام با صد ارا آفت ناکام لقا

نے نقارۂ رزمی بجوایا یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کرکے اپنے تئین بارگاہ سلیمانی

مین پہونچایا اور زبان ادب سے صفت وثنائے شاہ اسلام ادا کرکے خبر آمد کو ہی اور بجوانا طبل جنگ کا عرض کیا بادشاہ عالم پناہ نے خبر سنکر جانب امیر نظر کی امیر نے حسب ایمائے بادشاہ حکم نواخت کوس حرب دیا عیارون نے تعمیل حکم مین ذرا دیر نہ کی نقار خانہ سلیمانی مین طبل سکندر پر چوب پڑی دنیا دہلگئی مریخ کا بالائے چرخ کلیجہ کانپا طاس فلک مین جھناٹا پیدا ہوا گنبد عالم مین صدا گونج گئی دلاور اور بہادر آگاہ اور ہوشیار ہوئے دربار شاہی برخاست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آکر درستی اسباب رزم کرنے لگا تلوارین نیام سے نکلین خنجرون کے نیام جو کچھ دلمین رکھتے تھے وہ اُگلنے لگے رشتۂ جان اور رشتۂ تیغ سے رشتۂ محبت ٹوٹنے کا زمانہ آیا سلسلۂ دشمنی مستحکم ہوا شمشیر براں نے گلے ملکر گردن کاٹنا چاہی زبان تیر نے سوکھی سنائی حلقۂ خنجر طوق گلوگیر اجل تھے نخل تمنائے مردان مین تلوارون کے پھل تھے دونون جانب کے لشکرون مین غلغلۂ عظیم برپا تھا تیغون کی جھنکار اور خنجر کی دھار سے پانی کی لہر اور شور بحر کا رنگ نظر آتا دل سینہ مین خوف سے پانی پانی ہوا جاتا قلزم زخار جدال وقتال مین طوفان عظیم اُٹھا تھا کفار کا جہاز خشکی مین ڈوبتا تھا کہنا کس عرض کرون رات بھر یہی شورش اور ہنگامہ برپا رہا تلوارین سان پر چڑھین ڈھالون پر چڑھے سوار توسن پر چڑھے اجل سر دشمن پر چڑھی شجاعت منچلون کے من پر چڑھی تیر زہر آبدار ہوتے نیزے بھر پیکار تیز وتیار ہوتے گھوڑون کا ساز وبراق درست ہوتا ہر بہادر چاق وچست ہوتا شور کرنا وبوق سے گونج روزگار مین پنبۂ ابر دیا تھا دشت عالم گونج رہا تھا یا ذرہ ذرہ لبسان شیر غرا تھا اسی ہنگامہ مین آخر شب کی رحلت کا وقت آیا شہسوار آسمانی بقصد جانستانی فروغ افروز ماہ اسلح شعاع سے مسلح وکمل میدان فلک پر آیا کہ نظم

چو خورشید تابندہ بنمود چہر	جہان کرد از چہر خود پُر زمہر	سپے جنگ آمد ز لشکر خروش
زمین آمد از بانگ اسپان بجوش	وقت سحر دو طرف سے لشکر وارد میدان قتال ہوا امیر مسعد	

کرباس سے بعد فراغ طاعت باری سلح سنجوگ سے آراستہ ہوکر در دولت شاہی پر آئے سرداران ذیوقار بھی بامید ادائے آداب حاضر آستانۂ شہنشاہی تھے کہ یکایک نور افزائے چشم ایمان ومسلمان حضرت قدر قدرت فخر الملوک والسلاطین خدیو گیہان سعد بن قباد والاشان برآمد ہوئے صدائے بسم اللہ کا شور از فرش تا بعرش پہونچا امیر اور سب سردارون کا مجرا وسلام ہوا سواری ظل اللہ کی طرف

جبگاہ کے اس عظم و شان سے روانہ ہوئی کہ ہزار ہا رسالے اور فیل و اسپ اور پلٹنین و شاہان روے زمین مثل ملازمان ہمراہ تھے جان نثار و خیر خواہ تھے اسی شوکت و شہامت سے چلکر وارد دشت کارزار ہوئے اُسطرف سے آمد لشکر حریف گراہ ہوئی گیتی گرد و غبار سے سیاہ ہوئی دل دہر پر بیم

چشم زمانہ پر اشوب تھی خیریت گریزان آفت پُر رعب نظم

یکی ابر بست از پے گردِ سم — برآمد خروشیدنِ گاؤ دُم — شدہ جمع چندان سلاح و سپاہ
کہ روے زمین شد بکردار نیل — در فش و سنان را خود اندازہ نیست — خور از گرد بر آسمان تازہ نیست
اگر بشمری نیست اندازہ اش — ہمی از تیرہ شدہ گوش کر — حاصل مرام بعد ورود موکب نیرو

از ما ترتیب صف محاربہ ہر دو سو ہوئی نقیب نقابت کرکے کنارے ہوئے آفت پُر فتنہ اجازت حر
لقا سے لیکر وسط میدان مین آیا اور سلیح شوری دکھا کر نعرہ زن ہوا کہ ہان کون زندگی سے
بیزار ہی جو میرے سامنے آنا چاہتا ہی اس نہیب کو سنکر لشکر اسلام سے شہزادۂ صفدر وصف شکن
خورشید بن ہاشم تیغزن نے گھوڑے کی باگ لی کل صف دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے سردار
پاپیادہ ہوکر رکاب مین چلے شہزادہ نے ہر ایک کو تسکین دیکر رخصت کیا اور آپ بادشاہ سے خلعت
اجازت لیکر مرکب اُڑاتا سامنے حریف کے آیا دہ تہیۂ لگاور گیند اُڑھاکر چلایا ہم لگا و رزنی ہوئی سات
قدم گیند اُسکا اور پانچ قدم گھوڑا شہزادہ کا گھٹ بڑھ رہا دونون نے زانون مین ہوکر سامنا کیا نیزہ دری
آغاز ہوئی سنان پر سنان اور بنان پر بنان بجنے لگی بعد رد و بدل ہونے چند طعن کے شہزادہ نے نیزہ اپنے
ہاتھ سے نکالا اُسنے غصہ مین آکر تیغہ آبدار نیام سے لیا اور خبردار خبردار کہکر سر پر شہزادہ کے لگایا شہزادہ نے
اپنی تلوار کی پشت پر تیغہ کو روکا کہ تیغہ اُسکا جھناکر دو ٹکڑے ہوا اور اس شمشیر زن نے ہوشیار باش کہکر
ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر فراخ دامن کو چہرہ پر سپاہ کیا لیکن اُس تیغ کی روانی سے سپاہ بانی
مشکل ہوئی سپر کو کاٹکر تلوار خود پر آئی اُسوقت صباے جادو بر وے ہوا اُڑ رہی تھی اور بزور
سحر پوشیدہ تھی سمجھی کہ یہ تلوار سپر کو کاٹ چکی ہی اب دو پر کاٹے کریگی پسران خمزہ بڑے شہ زور ہین
جلد خبر لینا چاہیے ورنہ یہ بیچارہ کو ہی ہلاک ہی یہ سوچکر بہت جلد اُسنے سحر پڑھکر تلوار کی دھار باندھی
شمشیر شہزادہ خود دو بلغہ زرہ ٹوپ عرق چین کا ٹکڑتا بہ کاسۂ سر پہونچی تھی کہ کند ہوئی اور اُچٹ
گئی چالاک اور ابو الفتح سیر جنگ دیکھنے کو آگے بڑھ آئے تھے یہ کیفیت دیکھکر گویا ہوئے کہ شاید

یہ کوہی ساحر ہی غرضکہ شہزادہ کے عیار نے اطلاع کی کہ ذرا خبردار رہنا یہ ساحر معلوم ہوتا ہی اور اُدھر شہزادہ نے دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا کوہی جست کرکے کفل کرگدن پر جا مارا تلوار نے گینڈے کا سر قلم کیا کوہی جست کرکے زمین پر آیا اور شہزادہ کے گھوڑے کو پکڑنا چاہا شہزادہ بھی زمین پر کودا وہ دوڑکر لپٹ پڑا باہم سرگرم کشتی دونون ہوئے دوپہر تک خوب کشمکش رہا پھر کے زور سے جب روے ہوا سے صبا نے دیکھا کہ اب معشوق تیر النجہانے لگا دم اُسکا آگیا قریب ہی کہ چت ہوجائے بس یہ دیکھکر اُسنے سحر پڑھا کہ شہزادہ کے جسم سے طاقت جاتی رہی کوہی نے باندھ لیا اور اپنے لشکر کے حوالے کیا اور پھر نہیب دی کہ ای مسلمانان اور کسیکو بھیجو میرے مقابلہ مین اُسوقت سرداران دست چپ نے لشکر اسلام سے نکلنا شروع کیا لیکن جو گیا اُسنے باعانت سحر ساحرہ گرفتار کرلیا شام تک تیس چالیس اسیر ہوئے شام کو جب ساحر روز روپوش ہوا اور عالم شبیہ بین کہ ؎ برین گونہ تا تیرہ شد جاے ہور ہمی بود بر دشت ہر گونہ شور ۔ شام کو طبل آسائش پر چوب پڑی لشکر خیمہ گاہ مین اکر آسودہ ہوئے لقا اپنی بارگاہ مین شادان و فرحان آکر بیٹھا کوہی بھی آیا ساحرۂ مذکور بھی آئی اور سرداران اسلام کو سحر کی قید مین مبتلا کرکے اپنے ساحرون کے سپرد کیا کہ اُنھون نے مقید کیا اور آپ یار کے ساتھ بیٹھکر شراب خواری کرنے لگی اُدھر امیر بارگاہ مین رنجیدہ خاطر آکر بیٹھے چالاک نے آپ کو غمگین دیکھکر عرض کیا کہ ای آقاے نامدار یہ کوہی نابکار ساحر غدار معلوم ہوتا ہی غلام جان نثار خبر اسکی لیتا ہی امیر نے ارشاد فرمایا کہ ای رفیق شفیق تم دو ایک دن سے کچھ کبیدہ خاطر رہتے ہو اول اسکا سبب بتاؤ پھر جہان مزاج مین آئے جانا عیار مذکور نے پاے امیر پر سر جھکا کر عرض کیا کہ اب میرا دل یہان رہنے سے گھبراتا ہی بے اختیار جی چاہتا ہی کہ شہنشاہ عیاران والد بزرگوار کی خدمت مین جاؤن امیر نے یہ عرض سنکر فرمایا کہ ای فرزند قسم ہی مجکو نیروان پاک کی کہ خواجہ کو اپنے سے بہتر مین جانتا ہون میرا بھی دل اُنکی خیریت سننے کو چاہتا ہی مین موقع و محل دیکھکر تمکو جانب طلسم رخصت کردونگا ابھی توقف کرو عیار یہ کلمات عنایت آیات امیر سے سنکر باہر بارگاہ کے آیا وہان ابو الفتح موجود تھا اُسکو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور بصورت مبدل لشکر لقا مین دونون آئے دربار گاہ مین اُس گبر کے خادم خدمتگار وغیرہ استادہ تھے انھون بفطرت جیسا اکثر بیان ہوا ہی دو خدمتگارون کو الگ لیجاکر بیہوش کرکے غار مین چھپایا اور اُنکا لباس لیکر اُنھین کی ایسی صورت بنکر اندر بارگاہ

کے داخلہ کیا یہان ناچ ہو رہا تھا شراب کا پیالا چلتا تھا اور اتفاق سے بلاے جادو بھی بارگاہ مین آیا ہوا تھا صبا بخاطر اپنے برادر آشناے دیرینہ کے کوہی سے ہٹکر بیٹھی تھی مگر اشارے ہو رہے تھے صحبت عیش برپا تھی یہ دونون عیار بھی ایک سمت کھڑے ہوکر سیر دیکھنے لگے لیکن صبا تو بہت دنون سے یہان آئی ہی حال عیارون کا جانتی ہی اُسنے باحتیاط اِسکے کہ عیار آکر صحبت برہم نکرین سحر پڑھا کہ حال اُنکا مجکو معلوم ہوتا رہے چنانچہ سحر نے اُسکو باخبر کیا کہ دو عیار یہان آئے ہین وہ حیران ہوکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی چالاک اِسکی نگاہ متفکر دیکھکر جہان کھڑا تھا وہان سے ہٹکر بختیارک کے پیچھے جا کھڑا ہوا اور ابوالفتح سے اشارہ کیا کہ وہ باہر بارگاہ کے چلا گیا اِس اثنا مین ساحرہ نے بغور ہر سمت نگاہ کی چالاک کو قریب شیطان استادہ دیکھا اور پہچانا اور شیطان سے کہا ملکجی مجکو تمسے کچھ کان مین کہنا ہی یہ کہکر باتین کرنے کے حیلہ سے قریب آئی اور کلام کرنے کے لیے جانب شیطان جھکی بس جھکتے ہی چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا اُسنے جست کرکے ایک لات اِس زور سے ماری کہ پختہ لقا پر جا گری اِس سبب سے کہ عیار بیل ہاتھ مین رکھتے ہین جب کوئی ہاتھ اُنکا پکڑتا ہی وہ ہاتھ کو اِسطرح کن دیتے ہین کہ وہ بیل ہاتھ مین ہاتھ پکڑنے والے کے آجاتا ہی اور اُنکا ہاتھ چھوٹ جاتا ہی گرفتار کرنے والا حیران ہوکر گیند کو دیکھنے لگتا ہی کہ یہ کیا ہاتھ مین آگیا اور عیار نکلجاتے ہین غرضکہ اِسوقت عیار مذکور نے بیلا عیاری کا تو ہاتھ مین ساحرہ کے دیا اور لات مارکر آپ بھاگا لوگ سب حیران کہ یہ معاملہ گذرا ہر سمت آنکھین پھاڑ پھاڑ دیکھنے لگے چالاک باہر بارگاہ کے نکل آیا ساحرہ کے چوٹ بہت لگی لوگون نے اُسکو دوڑکر اُٹھایا بختیارک ناچتا ہوا اپنی جگہ پر سے اُٹھا اور قریب ساحرہ آکر تمسخر کرنے لگا کہ آج تو آپ بھی نظر کردہ ہوئین لات اعلی نے یہ رتبہ دیا کہ لات کھائی خیر یہ تو اُنکی عنایت تھی کہ خنجر نہین مارا اور نہ سر اُڑجاتا اب اُنکی تعریف کے سوا کچھ اور کسی طرح کا کلام زبان سے نہ نکالنا کیونکہ وہ مرشدزادہ برحق ہین جتنے کام اُنکے ناحق ہین وہ سب حق ہین اور وہ یہان مقرر تشریف رکھتے ہونگے ابکی جو بُرا کہتے سنینگے تو ناک کاٹ لینگے صبا نے اِسکے کہنے سے کچھ بُرا بھلا عیارون کو نہ کہا چپ سکوت مین آکر بیٹھی اور لقا نے حکم دیا کہ یہان اب تخلیہ کیا جائے خدمتگار فراش سب باہر جائین اور پہرا بیٹھ جائے کہ کوئی اندر نہ آنے پائے حسب الحکم انتظام ہوگیا اور صبا نے بزور سحر خوب دریافت کرلیا کہ عیار اب بارگاہ مین نہین ہین

فی الجملہ باطمینان تمام بیعت آرا ہوئی لیکن اتفاق سے ابوالفتح جو پہلے بابر بارگاہ کے آیا تھا اُسنے دور سے
کچھ کشتیان کہاریون کو لاتے دیکھین یہ دیکھکر آگے بڑھا اور دیکھا کہ آگے آگے ایک کوہی لباس پُرزر
پہنے کلاہ مروارید سر پر دیے ہاتھ مین گلابی شراب کی لیے کمر مین جام رنگین رکھے آتا ہی اور پیچھے
بہت سی خُمین شراب کی چھکڑون پر بارین اور بہت سی کشتیان جنپر تورے پوش پڑے ہین کہاریان
سر پر رکھے ہین کشتیون مین قابین کباب کی اور میوہ اور مٹھائی بہرگزک رکھا ہی اور شیشے بادہ
ارغوانی کے چُنے ہین جنکے مُنھ سوہے سے بندھے ہین وہ شخص جو آگے آتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ داروغہ
میخانہ ہی عیار مذکور یہ سامان دیکھکر صورت تو بدلے ہی تھا قریب اُس داروغہ کے گیا اور سلام
کرکے ہنسکر بولا کہ آخاہ آج داروغہ صاحب کہان - اُسنے کہا بھائی یہ میخانہ میرے مالک سلیمان
عنبرین مو نے خداوند کے لیے بھیجا ہی مین پہونچانے آیا ہون اُسنے جب سب حقیقت دریافت کرلی
اُس سے کہا ای برادر آپ وہان جاتے تو مین کیا کہون خیر جایئے اب معلوم ہو جائیگا مین نکہونگا داروغہ
کو خلجان ہوا اور قریب آکر ہاتھ پکڑکر منت کرنے لگا کہ تمکو قسم ہی خداوند کے سر کی جو کچھ حال ہو ضرور بیان
کرو کسلیے کہ دربار سرکار کا معاملہ ہی شاید کچھ میرے لیے قباحت ہوا اُسنے ہنسکر کہا خیر خاطر ہی آپ ادھر
تشریف لائیے مین بتا دون واقع مین آپکے فائدہ کی بات ہی یہ کہکر اُسکو الگ تنہائی مین لایا اور
کہنا سننا کیا تھا آتے ہی بغیہ مُنھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اُسنے اُسکو خوب بیہوش کرکے گدھے مین ڈالدیا
اور اُسکے کپڑے لیکر بہت جلد اُسیکی ایسی صورت بنکر قریب میخانہ آیا ملازمین کو ٹھہراکر کشتیان سب
ایک جگہ رکھوالین لوگون سے کہا تم ہٹ جاؤ مجھکو ایک خبر معلوم ہوئی ہی ایک ترکیب ایسی کرنا
ہی کہ شراب عمدہ ہو جائے نوکر ماتحت داروغہ کے تھے حسب الحکم ہٹ گئے اُسنے سب مین بیہوشی
ملادی اور ایک دو خم مین بھی بیہوشی نکالی پھر وہان سے میخانہ لیکر دربارگاہ پر آیا - یہان اتنے عرصہ
مین صبا نے بختیارک سے کہا کہ ملکی مین ایک پہلوان بہلے لڑوا چکی ہون ایکی اور ایک پہلوان
ایسا بلوا تی ہون کہ نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے یہ کہکر کچھ بھر پڑھکر دستک دی کہ ایک پہلوان زمین
سے نکلا قامت مین عوج بن عنق عقل مین احمق تھا سحر بند کیا ہوا تھا کہ کوئی حربہ اُسپر اثر نکرتا اور
نہ کسی پہلوان زبردست سے زیر ہوتا واضح ہو کہ دو ایک لڑائیان اس پہلوان کی بھی داستان
گو بیان کرتے ہین لیکن اس احقر کو بے سود داستان لکھنا طوالت فسانہ نظر آیا اس سبب سے

مختصر حال اسکے مرنے کا بیان کیا جاتا ہی کہ اس پہلوان نے بھی مقابلہ کرکے کئی سو سردار اسلامیان مثل آفت کے گرفتار کیے آخر اب جو ذکر کیا گیا کہ عیار بارگاہ مین آئے اور ساحرہ کو گرا کر ایک تو باہر بارگاہ کے نکل گیا اور دوسرے نے داروغہ کو میخانہ کے بیہوش کرکے درپارگاہ پر اپنے تئین پہونچایا فی الجملہ اس پہلوان کی لڑائی جو بیان کی جائے تو یون سمجھنا چاہیے کہ وہ پہلوان بھی مثل اور دن کے دنگل پر بیٹھا مصروف میخواری تھا اور جو لڑائی اسکی نہ بیان کی جائے تو اسوقت ساحرہ نے اسکو بلایا اور دنگل پر بٹھایا غرض کہ خبر پہونچی کہ سلیمان کے یہان سے میخانہ لیکر داروغہ آیا ہی لقمانے حکم دیا کہ میخانہ حاضر کرو ملازم کشتیان وغیرہ بارگاہ مین لائے ابوالفتح دربارگاہ پر ٹھہر رہا اسلیے اندر بارگاہ کے نہ گیا کہ ساحرہ پہچان جائیگی اور واقعی ایسا ہی ہوا کہ کہاریون وغیرہ کو جو کہ کشتیان لیکر اندر گئین ساحرہ نے سحر سے دریافت کیا کہ انمین کوئی عیار تو نہین چنانچہ معلوم ہوا کہ کوئی عیار نہین پس ساقیون کو حکم دیا کہ اسی شراب کو پلاؤ جو دو ایک ساقی کہ وہان حاضر تھے انھون نے انھین گلابیون سے شراب ناب ساغرین بھر بھر کر اہل انجمن کو دینا شروع کی ازبسکہ تخلیہ تو پہلے ہی سے تھا مقرب سردار کئی سو حاضر دربار تھے لیکن خادم خدمتگار فراش وغیرہ کوئی نتھا عیارون کے خوف سے دو ایک ساقی اور گویے رکھ لیے تھے اور سب باہر سے تھے پس خم سے شراب نکالنے کی نوبت بھی نہ آئی گلابیون ہی کی شراب کا دور چلتا کافی ہو گیا یکایک بیہوشی نے تاثیر کی لقا تخت پر سے اٹھا اور کہا خداوند نے اسوقت تقدیر یہ چنچی کی فرمائی ما بدولت بھی ناچتے ہین تم بھی سب ناچو یہ کہکر بھاؤ بتاتا ہوا اٹھا سردار حاضران دربار بھی مست و لایعقل ہو چکے تھے کسینے کسی کے دھول ماری تھی کسینے کسی کے مونچھ پر ہاتھ ڈالا تھا کہ میان رات کا وقت ہی کو آلبسیر الیتا ہی غرضکہ اسی دھول جھکڑ مین خداوند جو ناچتے ہوئے اٹھے ہر ایک اہا ہا کرتا اور مٹکتا ہوا اٹھا اور گت بھرنے لگا اس عرصہ مین ساقیون نے بھی اہل محفل کو خوشحال دیکھکر شراب کو عمدہ سمجھکر آپ بھی دو چار جام پیے اور رقاصون کو بھی دیے پھر تو ایسی بری گت ہوئی کہ سازندون نے سارنگی اٹھا کر کے رتینا شروع کیا اسطرح جیسے گلے پر جھری پھیرتے ہین اور رقاصہ نے پیشواز اٹھا کر سر پر اوڑھ لی اور ہر ایک ساحر اور سردار چوتڑ پیٹتے اور اچکتے بکود کرتے تھے یہانتک کہ جب دماغ ماؤف ہوا بیہوش ہو کر ہر ایک گرا اور جب عرصہ کچھ گذرا عیار جو داروغہ بنا ہوا باہر کھڑا تھا سمجھا کہ اندر سب بیہوش ہو گئے ہونگے پس اندر جانیکا

قصد کیا دربانون نے کہا داروغہ صاحب آپ تو ناحق اندر نہین جاتے آپکے لیے ممانعت تھوڑی
ہی اسنے کہا بھئی مین احتیاط کرتا ہون خیر تمھارے کہنے سے مین جاتا ہون خداوند کو سلام کرونگا
یہ کہکر کہاریون اور اپنے ہمراہیون کو باہر چھوڑکر آپ اندر بارگاہ کے آیا اُدھر چالاک بھی ایک معزز
کوہی کی صورت بنکر آیا اُسکو بھی کسینے منع نکیا اب یہ دونون جب اندر پہونچے ہر ایک کو بیہوش پایا
پس داروغہ مصنوعی پھرکر دروازہ پر پھر آیا اور کہا خداوند فرماتے ہین کہ بارگاہ کے در پر بھی تنہائی کردو سب
اپنے اپنے بستر پر جاؤ نوکری اسوقت کی معاف کی صاحب دربان یہ حکم سنکر وہان سے چلے گئے اب
بالکل تنہائی ہوئی چالاک نے پہلے بختیارک کو ہوشیار کیا جب اُسکو ہوش آیا عیار کو خنجر بکف دیکھکر
دیکھکر جلد کھڑا ہوگیا اور کہا ای مرشد برحق کے یادگار مجھکو تو اپنا غلام ہی آپ سمجھیے گا بلکہ غلاموں کا بھی
مین غلام ہون اور خود ہمیشہ چاہتا ہون کہ اس لقا بے ایمان کو آپ جوتیان لگائین نے آیئے بسم اللہ
کیجیے چالاک نے کہا ملکہی اگر ہمارے تم دوست ہو تو لو یہ اُسترہ اور خداوند کی ڈاڑھی مونڈو اتبو شیطان
گھبرایا اور عیار مذکور نے ڈانٹا کہ باش ای دورنگی منافق اب ہم تجھکو عورت بناکر عنصر کوہی کے بغل
مین سُلائینگے وہ یہ سنکر منت کرنے لگا کہ نہین مرشدزادے ایسا نکیجیے لیکن عیار نے نمانا اور ایک خربا
بیہوشی آلود نکالکر اسے اُسکو دیا کہ کھا اسکو جلدی ناچار اُسنے کھایا اور بیہوش ہوا چالاک نے اُسکو
بہت خوبصورت عورت بنایا اور پیرہن بھی عمدہ پہنایا مسی مہندی کنگھی چوٹی سے درست کرکے پھر اُسکو
ہوشیار کیا اور آئینہ ہاتھ مین دیا اُسنے صورت اپنی آئینہ مین جو دیکھی خوب ہنسا اور اپنے دل سے
کہتا تھا کہ کیا بلا کے یہ عیار ہین کہ مجھ مین اور عورت مین کچھ فرق نہین رکھا ہی خوب بنایا ہی کبھی
سینہ پر ہاتھ پھیرتا اور کہتا کہ واہ واہ کیا خوب سینہ بنایا ہی غرضکہ جتنی دیر مین اُسکو
چالاک نے عورت بنایا ابوالفتح نے مع لقا بیگی ڈاڑھیان مونچھین بھوین مونڈین چار ابرو کا
صفایا کرکے پیرہن ہر ایک کا اُتارا اور منھ نصف سیاہ نصف سرخ اُنپر سفیدی کے ٹیکے اور گلون مین جوتیان
ہار کی طرح ڈوڑ مین باندھکر پہنادین ہاتھ مین بھی جوتی پہنادی منھ سب کے کالے کردیے اور بعض کو
قنات سے بارگاہ کی تکیہ دیکر بٹھادیا اور اُنکو ایک ڈنڈی ہاتھ مین دیدی اور ماتھے پر شعر لکھدیے کہ
وہ فحش کے سبب لکھے نہین گئے پھر عنصر کوہی کی بغل مین ملک بختیارک کو لیجاکر لٹادیا اور لقا
کے ہاتھ مین ڈگڈگی دیکر آفت کوہی کو خرس کی صورت بناکر پٹکے مین ڈالکر رسی اُسمین باندھکر

لقا کے ہاتھ مین دیدی اور لقا کی داڑھی مین دوبال چھوڑ دیے تھے اُسمین گھنگرو باندھ دیے اور
ایک رقعہ بھی باندھ دیا جسمین یہ لکھا تھا کہ ای خرس بادیہ ضلالت یہ کام مہترین مہتر چالاک بن عمرو
کا ہی جب یہ حالت سبکی کر چکے خنجر کھینچکر بلا صبا سا حرمن کا سر کاٹنا چاہا مگر صبا نے دوپٹے سحر کے بجائے
ہین کہ وہ اُسکی حفاظت کرتے ہین اُسوقت بھی روے ہوا سے وہ پٹے پچکاری ہاتھ مین لیے آتے
عیار دونون اُنکو دیکھتے ہی بارگاہ سے نکلگئے اور پٹون نے پچکاری کہ جسمین آب سحر بھرا تھا ساحرہ کے
منھ پر ماری کہ وہ ہوشیار ہوئی اور بارگاہ کا حال دیکھکر کچھ سحر پڑھا کہ ہوا سرد چلی لگی ابر برسنا ہونے لگیا
اُسکی تاثیر سے بریک ہوشیار ہوا اور اُٹھنے کا جو ارادہ کیا تو گردن مین ایسا جھٹکا لگا کہ آہ کرکے پھر لیٹ گیا
اور جسنے گھبراکر منھ پر ہاتھ پھیرا جو آنکھ پر لگی اُدھر لقا جو اُٹھا اور اُٹھنے سے اُسکے ہاتھ کو جنبش ہوئی
ڈگڈگی بجنے لگی اُسنے جھنجھلاکر دوسرے ہاتھ سے ڈگڈگی کو دور کرنا چاہا رسی اُس ہاتھ مین بندھی
تھی وہ کھینچی اُسکے ساتھ آفت بھی کھنچتا چلا کیونکہ پٹا اُسکے گلے مین تھا ایک طرف عنصر کوہی کو جو
ہوش آیا رنڈی جوان قبول صورت کو پہلو مین پایا سمجھا کہ خداوند لقا نے مجھکو خود عنایت فرمائی
ہی بس یہ سمجھکر بختیارک سے لپٹا اور جان جہان کہکر پستان پر ہاتھ ڈالا وہ شیطان بھی دوڑی کہکے
اُس سے لپٹا اور پھر یکایک اُسکو چھوڑکر بھاگا وہ اُٹھکر برہنہ اُسکے پیچھے دوڑا شیطان دوڑکے لقا
پاس آیا کہ یا خداوند مجھکو عورت سے مرد بنادے ہرچند کہ لقا اُس مضحکہ مین گرفتار تھا مگر شیطان کی
یہ صورت دیکھکر ہنسا اور کہا ابکی نوروز کو تجھے مرد بنا دونگا اُسنے کہا تو میری آبرو اس کوہی کے
ہاتھ سے بچا لقا نے عنصر کو گھورکا کہ کہان نگا دوڑتا پھرتا ہی اُسنے آواز خداوند کی پہچانی اور بالکل
اُسکو نہ شناخت کیا اور کہا اگر تو لقا ہی تو مجھکو کیا ڈانٹتا ہی خود تو آپ ننگا کھڑا ہی اور عجیب اسوقت
تیری برزخ اور قطع ہی یہ سنکر خداوند شرمایا اور ڈاڑھی کو جو ہاتھ سے دیکھا رقعہ بال مین بندھا تھا
اُسکو نوچ لیا ساحرہ نے مشعل سحر تو پہلے سے جلائی تھی روشنی بہت تھی اُس رقعہ کو پڑھکر سمجھ
گیا کہ یہ ذلت ہمکو عیارون نے دی ہی پس ہر شخص کو تانت کے پھندون سے رہا کیا اور ہر ایک
علیحدہ اُٹھاکر گیا تبدیل لباس کیا لقا نے بھی پوشاک عمدہ زیب برکر کے تخت پر جلوس کیا منھ
پر ڈھاٹا باندھ لیا غرضکہ سب پرستار اُسکے کپڑے بدلکر منھ چھپاکر دربار مین آئے بختیارک
اُسی طرح عورت بنا ہوا ہر ایک کو چھیڑنے لگا اور خداوند سے کہتا تھا کہ آپ مجھکو پہچانتے ہین ہین

کون ہون وہ خرس بغیرتی کی راہ سے ہنستا تھا آخر پکارا کہ منم وزیر اعظم درگاہ خداوند دیکھو مجھ مین یہ صفت ہی کہ کبھی عورت بنتا ہون کبھی مرد بنتا ہون یہ کہکر پانی منگا کر منھ ہاتھ دھویا رنگ روغن چھوٹ گیا تو صاحب حسن و جمال تھا اب پھر وہی شیطان مجسم بنگیا اور اسی طرح ہر شخص کا منھ آب گرم سے دھلایا کہ وہ روسیاہی ظاہر کی دفع ہوئی اسوقت لقا نے ہر ایک سے کہا کہ قدرت نے یہ تقدیر کئی دن پیشتر سے کر رکھی تھی کہ بندگان مغضوب آجکی شب قدرت سے دل لگی آگر اسوقت خداوند کو تمھارے چہل سودھی تھی سب نے کہا برحق اگر تو نچا بتا تو عیار ہمارا یہ حال نہ کرتے اُسنے کہا دیکھو میری رحمت کہ تم سبکے ساتھ اپنا بھی حال ایسا بنوالیا یہ اسلیے کہ تم لوگون کی دلشکنی نہو غرضکہ ایسی کچھ باتین بناکر چاہا کہ رات زیادہ آئی ہی دربار برخاست کرے لیکن نجیتارک نے کہا اس رات کو جاگ کر بسر کرنا صلاح ہی عیار فکر ہین ہین ضرور دو ایک کے ماتھے جائیگی صبا نے کہا ملکہ مین ہوشیاری کرونگی خداوند کو آرام کرنے دو یہ کہکر آفت کو ہی اور اپنے پہلوان سحر بند بارگاہ مین اپنی لائی لقا عیش خانہ مین جاکر آرام پذیر ہوا ہر سردار دربار سے ڈاڑھی موچھ مندوا کے اپنے اپنے مقام پر گیا اُدھر عیار جوان سبکی یہ گت بناکر بھاگ گئے لشکر کے باہر نہ گئے اور باہم صلاح کی کہ بغیر قتل کیے ایک دو ساحر کے جانا نچاہیے پس ابو الفتح نے ایک مقام تنہا تجویز کرکے غار کو دیکھکر خنجر سے اُس غار کو گہرا کرکے صحرا سے لکڑیان جمع کرکے اُسمین بھرین اور آگ دہکائی اور آپ چھپ رہا اور چالاک ایک مہیب ساحر کی شکل بنا ماتھے پر نگینہ الماس کا جڑا کہ ستارے کی طرح چمکتا تھا اور ایک تاج یاقوت احمر کا سر پر رکھا جسمین چار چہرے حور کے بنے تھے ایک زنجیر کمر مین لپیٹی ایک تھالی ہاتھ مین لی کہ اُسمین چوک جلتی تھی اور دو رقعہ بخط طلسم لکھے ہوئے اُسمین رکھے تھے اور کان آنکھ منھ ناک سے شعلہ آگ کے نکلتے معلوم دیتے تھے پس اس صورت پر درست ہوکر قریب پشت بارگاہ صبا آیا اور جانتا تھا کہ رات زیادہ آئی ہی ہر شخص دربار سے اپنی جگہ پر آیا ہوگا چنانچہ پشت کی طرف سے پہلوے بارگاہ پر آکر ایسی جست کی کہ جیسے کوئی اُڑتا ہوا آئے بیچ بارگاہ کے صحن مین یہ اُترا صبا اسکو دیکھکر کھڑی ہوگئی اسنے سلام کیا اور نامہ تھالی مین سے اُٹھا کر ہاتھ مین دیا اُسنے وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ آج خداوند سامری نے اپنی قدرت سے بچالیا ورنہ عیار کام تمام کرچکے تھے اب ذرا مجھ کے مسلمانون سے مقابلہ کرنا اور ایک ہار ہمنے بھیجا ہی وہ ہار اپنے پہلوان کو پہنا دینا وہ سبکو گرفتار کرکے

اور دوسرا نامہ ہمنے پہلوان کو لکھا ہے اُسکو تم نہ پڑھنا انھین کو دینا کہ وہ آپ پڑھین صبا نے یہ حال
پڑھکر دوسرا نامہ اور مالا طلب کیا عیار نے آگے بڑھکر ایک ہار پہلوان کے گلے مین پہنا دیا اور اُسی کے
ہاتھ مین نامہ بھی دیا اور آپ جست کرکے سرائچہ فراکر باہر بارگاہ کے پہونچا صبا سمجھی کہ نامہ دیکر یہ پھر
جانب طلسم گیا بیشک یہ فرستادۂ شاہ جادوان تھا اُدھر پہلوان نے جو لفافہ پر نامہ کے نظر کی
لکھا دیکھا کہ اِس نامہ کو ایسے مقام پر پڑھنا کہ جہان آدمی کے نام سے تمھاری پرچھائین بھی نہو
بس یہ دیکھکر وہ اُٹھا صبا نے کہا کہان جاتے ہو کہا ابھی حاضر ہوتا ہون یہ کہکر باہر بارگاہ کے
آیا ساحرہ سمجھی کہ رفع احتیاج کو گیا فی الجملہ یہ تو آفت سے اختلاط کرنے لگی وہان پہلوان نے
نامہ وا کیا الایچی اُسمین سے نکلی اور عبارت یہ لکھی تھی کہ اے پہلوان اِس الایچی کو لیکر جانب مشرق
سو قدم گنکر اُٹھانا ایک نور تمکو اُسطرف روشن نظر آئیگا بصدق ارادت قدم عقیدت بڑھائے اُس
نور کی طرف آنا ایک غار پر پہونچوگے کہ اُسمین سے مثل آتش کے نور شعلہ فگن ہے پس اپنی آنکھین
بند کرکے کنار غار کھڑے ہونا ہم اگر تمکو اپنا نظر کردہ کرینگے اور بڑی دولت تمکو نصیب ہوگی کہ
آجتک کسیکو نہی ہے علیگی یہ مضمون پڑھکر پہلوان نے الایچی لیلی اور سو قدم گنکر آگے بڑھا وہ غار جو ابوالفتح
نے روشن کر رکھا ہے اُسکی روشنی دکھائی دی نہایت اعتقاد سے تعریف سامری پڑھتا ہوا سر غار پر آیا
اور آنکھین بند کرکے کھڑا ہوا ابوالفتح تو وہان چھپا ہوا تھا ہی آہستہ آہستہ قریب اُسکے آیا اُسنے
آہٹ جو قدم کی سُنی سمجھا کہ شاہ جادوان نظر کردہ کرنے آئے اُسی طرح آنکھین بند کیے کھڑا رہا عیار نے
پشت پر پہونچکر ہاتھ جو ٹڑون مین دیکر اِس زور سے ڈھکیلا کہ مُنھ کے بل وہ اُس غار مین گرا گویا
قعر جہنم مین زندہ پہونچگیا گرتے ہی جلکر خاکستر ہوا اور شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اُدھر بختیارک
کو تو عیارون کا خوف لگا ہوا تھا ہی اپنے خیمہ سے اُٹھکر بارگاہ ساحرہ مین آیا اور پوچھا پہلوان
کہان گئے ہین اُسنے حال نامہ آنے کا بیان کیا اور کہا وہ باہر گئے ہین اِس شیطان نے
حال سنکر کہا ہائے مار ڈالا ارے تم غافل بیٹھی ہو جلد خبر لو وہ پہلوان ملک عدم کو پہونچے ہونگے
ساحرہ یہ سنکر گھبرائی اور ہمراہ شیطان باہر آئی دربان جو دروازے پر تھے اُنسے پوچھا کہ پہلوان
کدھر گئے اُنھون نے کہا یہان سے سو قدم گنکر آگے بڑھے تھے پھر ہمین نہین معلوم کدھر گئے
بختیارک یہ سنکر ناک پر اُنگلی رکھکر ناچنے لگا اور ساحرہ مع آفت کے پہلے بارگاہ تلمین آئی

شیطان نے اُس گبر کو بیدار کیا اور ساحرہ نے رو رو کر کہا خداوند تبلائیے پہلوان میرا کدھر گیا
مارا گیا یا زندہ ہی لقا نے جواب دیا کہ یون ہی یا دون ہی کچھ تو ہی قدرت سو رہے تھے تقدیر بھی
بھی سو رہی تھین اسوقت قدرت بتائینگے نہین ہر چند کہ جانتے ہین مگر موقع نہین ساحرہ دہائے
ناچار ہمراہ بختیارک دآفت اُسیطرف دُھونڈھتی ہوئی چلی کہ جدھر پہلوان گیا تھا اسکو بھی
روشنی دکھائی دی پس سر غار پر یہ بھی آئی وہان بیرغل مچا رہے تھے اسکو یقین ہوا کہ پہلوان
اسی گڈھے مین گرا دیا گیا ہی پس رونے لگی اور عیار جو بطور مخفی وہان حاضر تھے اُنھون نے
اسکی صدا لشکر دور سے نعرہ کیے کہ باش اولکاتہ ہمنے اُس تیرے پہلوان کو واصل جہنم کیا
اور انشاءاللہ جبتک سرداران لشکر اسلام قید ہین یوہین اگر ہم تجھکو زک دینگے اور ہین پہنچا
تو تجھے بھی پہلوان پاس بھیجینگے یہ نعرہ سنکر بختیارک نے کہا اب یہان نہ ٹھہرو ورنہ خطا
ہی ساحرہ وہانسے واپس ہوکر بارگاہ مین آئی بختیارک نے کہا مین تو جاتا ہون تم عیارون سے
خبردار رہنا مقرر وہ اپنے سردارون کی رہائی کو آئینگے اسنے یہ باتین سنکر بظاہر تو کہا ملک جی
اُن موذی کاٹون کی کیا مجال جو میری جانب بنگاہ کج دیکھ سکین شیطان تو ایسے کلمات
سنکر چلا گیا اور ساحرہ نے بظاہر تو لاف زنی کی تھی مگر بباطن عیارون کا خوف پیدا ہوا کیونکہ
عیار کہ بھی گئے تھے کہ ہم برائے رہائی سرداران آئینگے چنانچہ اُسنے فرط خوف سے زندان خانہ
مین جاکر جتنے سردار کہ اپنی قید مین رکھے تھے اور پہلوان پکڑ لایا تھا اُنکو قید سے رہا کر دیا
وہ سب رہا ہوکر اپنے لشکر کی طرف چلے اس عرصہ مین شعلۂ آفتاب نے غار مشرق سے
سربلندی کی اور جسم ساحر کو جلاکر ظلمت عالم کو مٹا دیا بیت کہ بعد از شب ہوئی جب صبح
روشن + زمین آئی نظر پاکیزہ دامن + صبح کو بادشاہ لشکر اسلام تخت سلیمانی پر جلوہ گستر
ہوئے دربارگاہ نقارہ ہوا سرداران تہتن بھی زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے اُسوقت سرداران
رہا شدہ بھی آکر بارگاہ مین پہونچے بادشاہ کو مجرا کیا امیر بھی مسجد سے تشریف لائے اُنکے
قدم سب نے آنکھون سے لگائے اس اثنا مین عیارون نے آکر جملہ کیفیت قتل پہلوان اور ریش
تراشی لقا خدمت امیر مین عرض کی سب یہ حال دشمن سنکر خندہ زن ہوئے اور آنے سے
سرداران مقید کے بزم عیش ترتیب دی اسطرف لقا بھی اپنی بارگاہ مین سریر آرا ہوا جملہ کو ہی

حاضر دربار ہوئے مگر آفت کا اعتقاد عیارون کی ڈاڑھی مونڈنے سے خداوند کی طرف سے جاتا رہا یہ
جو سوار ہوا دربار لقا مین نہ گیا اپنے افسران لشکر سے کہا کہ مین خدمت بادشاہ اسلام مین جاتا ہون
جسکو آنا ہو میرے ہمراہ آئے بہت سردار اور کئی ہزار کوہی مسلح و مکمل ہوکر جانب لشکر اسلام چلے جب
قریب لشکر مذکور پہونچے ہلکارون نے خبر امیر کو پہونچائی کہ آفت کوہی ارادۂ اطاعت آتا ہی امیر نے
کچھ سردار بہر استقبال روانہ کیے کہ وہ پیشوائی کرکے اسکو لائے لشکر اسکا اترا اسنے آکر امیر کے قدم کو
بوسہ دیا بادشاہ کے گرد پھرا نذر دی امیر نے سر اسکا چھاتی سے لگایا دنگل سردارون مین عنایت
فرمایا خطاب و خلعت سے سرفراز ہوا پھر حکم جشن ہونے کا دیا ساقی و مطرب حاضر ہوئے رقاصون نے بزم
کو بزم کیقبادی بنا دیا راجہ اندر کا جلسہ نظر سے پریون کے گر گیا محفل جمشیدی کا رنگ بگڑ گیا یہان
تو یہ سامان ہی اُدھر ہلکارون نے یہ خبر لقا سے جاکر عرض کی اُسنے کہا وہ بد اعتقاد جب سے آیا تھا
قدرت کو عیار ستاتے تھے خوب ہوا جو چلا گیا اُسنے تو یہ کہا مگر صبا کا رنگ رخ زرد ہوگیا کیونکر یہ کوہی مذکور
کو پیار کرتی تھی آخر بصلاح بختیارک پھر نامہ افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای شاہ جادوان یہان
کمک بھیجیے کہ مسلمانون نے ہمکو پریشان کیا ہی یہ نامہ حسب دستور پہاڑ پر رکھکر نقارہ بجوا دیا نچہ اٹھا کر
لیگیا حال اسکا بیان کیا جائیگا اب امیر کشور گیر مصروف راحت ہین لقا کو انتظار کمک آنیکا ہی
ساحرہ وغیرہ فکر اسم اعظم بند کرنے کے لیے کرتی ہین انکو اس حال مین چھوڑ کر اور حال سنیے

حال شہزادۂ تورج و طلسم نرار یرج و شمۂ کیفیت شہزادۂ ایرج اور بند ہونا اسم اعظم امیر کا اور آنا ایرج کا لموقفہ

اب انکو رہی ہر شیخ و برہمن کو عزیز	آب نرم سمجھتے ہین تو وہ گنگا جل	مجھکو بھی آج دکھا دختر رز کا درشن
دل مرا گومیون کیطرح ہی ساقی بیکل	میکدہ مین مجھے آنا ہی بڑا ہی تیرتھ	جس طرح شیخ کا دل چاہے کہ کعبہ کو چل
مئے رنگین سے مجھے جلد چھکا دے ساقی	لالی آنکھون مین مرے نشہ کی ہوئے کاجل	کسلیے دیکھنا ہی مجکو طلسمات کی سیر
آئین نیرنگی مضمون کے گھر کر بادل	جامۂ مضمون کو نہ دو طول لکھو افشاں	ہی طلسمات کی دیکھو ابھی منزل منزل

نظار گیان نیرنگ طلسمات - و سیاران منازل دشت عجائبات - میدان قرطاس کو یون مضامین
افسونگری و نیرنگ سے غیرت بخش طلسمات بناتے ہین اور لوح خامۂ تحریر سے طلسم بیان کو اسطرح
فتح فرماتے ہین کہ وہ آسمان شجاعت کا سورج یعنی شہزادۂ تورج ایکایسے مقام پر طلسم نرار یرج

مین وارد ہوا تھا کہ دن بھر بیابان مہر تابان طی منازل دشت طلسم فرماتا اور شام کو پھر جہان سے چلتا
وہین پہونچ جاتا آخر رجوع بطرف صانع طلسم عالم کرکے بشارت یاب ہوا کہ یکہ و تنہا جانب مشرق روانہ ہوا
چنانچہ حسب ہدایت ہاتف غیب وہ مہر سپہر صاحبقرانی اپنے رفقا کو چھوڑ کر رہگرائے منزل مقصد ہوا اور
تین شبانہ روز برابر رہرو جادۂ پُر آفات طلسمات رہا کہین صحرائے پُرخار نظر آیا اور کسی مقام کو سبزہ زار
یہ از گلزار پایا کبھی دریائے زخار پر گذر ہوا کبھی درۂ کوہ بلند اس مسافر کا گھر ہوا اسیطرح صحرا و بیابان
ہوا رہنے کے مکان طی کرتا ہوا چوتھے روز جب مسافر دشت چرخ چہارم فلک اخضر کے میدان مین
آیا اسکا بھی گذر ایک بیشۂ فرحناک و وادی بے خس و خاشاک مین ہوا لطافت چشمہ ہائے آب پاکیزہ دامنون
کو تر دامن بناتی تھی نزہت و تراوت گیاہ جناب خضر کا دل لبھاتی تھی جو پھول تھا وہ اپنی سرسبزی پر
پھولا ہوا تھا جو درخت تھا وہ اگر کر شاہ بہار کے بھروسے پر پھولا ہوا تھا مختصر یہ کہ ایسا اس صفحہ
دشت رشک بہشت کا نقشہ تھا کہ نظم

تھی ساری زمین بہشت ترین	ہو دامن یار جیسے رنگین	پھولے ہوئے پھول مختلف رنگ
گلزار ہو جسکو دیکھکر دنگ	بو باس گلون کی وحشت انگیز	اور سبزۂ دشت سب جنون خیز
سرسبز درخت لہلہے تھے	مرغان چمن کے چہچہے تھے	اُس دشت رنگین مین ایک

خیمۂ سرخ بصد عظم و شان استادہ تھا بارگاہ فلک کو اپنے روبرو شرماتا تھا سرایچہ اُس خیمہ کے ہر طرف
سے اُٹھے تھے اندر شیشہ آلات سجا تھا مسند زرنگار آراستہ تھی صحن خیمہ مین کرسی و دنگل لگے تھے
شہزادہ مسافرت کشیدہ تھا عازم ہوا کہ اس خیمہ مین چلکر آرام پذیر ہون اسی فکر مین چند قدم بڑھا تھا کہ
ایک جھونکا ہوائے تند کا آیا اسنے پھر کر جو دیکھا قریب خیمہ اژدرہا ایک بیٹھے پایا اور اُسنے اس کوہ وقار کو
دیکھکر دم کھینچا اسنے لنگر مارا اور بہت جلد قریب اُس موذی کے پہونچکر اس زور سے تیغہ مارا کہ اُسکو دو کر
کیا اور چند تلوارین مار کر بانچ چار ٹکڑے اُسکے کیے مگر مُنھ کی طرف کا ٹکڑا نہ کٹا جیسا تھا ویسا ہی رہا
شہزادہ اُسکو مار کر خیمہ کی طرف سے پھرا کہ معلوم ہوتا ہے مقدمہ سحر و افسون ہے اندر جانا زبون ہے غرضکہ
یہ وہان سے پھر کر قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا تھا کہ خیمہ کی طرف سے ایک زن حسینہ لباس زیور
سے درست نہایت چاق و چست پیدا ہوئی اور سامنے آکر شہزادہ کو سلام کیا اور بہت آہستہ سے
گویا ہوئی کہ ای شکنندۂ طلسم اس بیابان کی مالک ملکہ ابلق جادو سامنے خیمہ زن ہے اور آپکی

طالب وہ پُرفن ہے حضور خیمہ مین قدمزن ہون اور ساحرہ مذکورہ سے ہم سخن ہون شہزادہ کو تو جانا منظور ہی تھا اُسکے ہمراہ اندر خیمہ کے آیا یہان راجہ اندر کا اکھاڑا جمع پایا کئی سو نازنینان کم سن خورشید مثال حورتمثال جنکا مثل ہونا ناممکن عمدے ہاتھون مین لیے استادہ تھین ناز و دلبری پر آمادہ تھین ہر ایک شوخ دیدہ پردہ ناموس اُنسے دریدہ نہایت گرماگرم چنچل اور بے شرم زلف سیاہ اُنکی چشم مشتاق کی روشنی تانگ عشاق کی باعث خاطر شکنی ابرو کاخ خوبی کی طاق ابلق دلبری مین طاق جنکی بھوین خوبی سے جبہت دل لینے پر جمی ہوئین چہرہ بے نظیر خورشید تنور چشم فتان مین سرمے کی تحریر یا غبار عاشق سیہ بخت و دلگیر انھین سنگدلان کافرکیش کے بیچ مین ایک سیمین غنچہ دہن نازک بدن کبک رفتار شیرین گفتار سمندناز پر بصد تمکین و انداز جلوہ فرما تھی ہر ادا اُسکی دلربا تھی حور طلعتان مہروش اُسکے ہر ناخن پا پر نثار بلا مین تمام عالم کی اُسکی زلف چلیپا کی فرمانبردار چشم سرگین کی گردش پر تصدق لیل و نہار چہرہ تابندہ کی چمک سے زمین کے منھ کو چار چاند لگے تھے دونون رخسار کے دو عکس اسطرح پڑتے تھے نظم

اُسکے جو نظر وہ روے انور	ہو دیدۂ آفتاب بھی تر	گیسوے سیہ جو خم بخم ہے
جو وصف کرین ہم اُسکا کم ہے	جو حلقہ ہے دیدۂ پری ہے	زنجیر فسون سامری ہے
ہے مار سیہ سے بڑھکے کاکل	یہ زہر کہانسے لائے سنبل	کیونکر کوئی مرغ دل ہو آزاد
یہ دام بلا ہے حسن صیاد	چسپان دل عاشقان پر غم	سنبل پہ پڑی ہو جیسے شبنم
دے موج ہوا ذرا جو جنبش	اِس بر سے ہو دلون کی بارش	شہزادہ اُس غارتگر جان و دل

کو دیکھکر حیران رہگیا اور اُس دلفریب نے اُٹھکر تعظیم دی اور ایک کرسی زرین پر بٹھایا سامنے آپ بیٹھی اور درج دہن سے گہرفشان ہوئی کہ اے طلسم کشا زہے نصیب تیرے جو اس مقام تک تیرا گذر ہوا یہ وہ جگہ ہے کہ پریون کا گذرنا مشکل ہے پر چلتے ہین جنون کا سایہ بھی یہان نہین پڑسکتا دیوؤن پر بے دے ہوتی ہے یہان آتے ڈرتے ہین اب اِس طلسم کی جو سرحد رہگئی ہے تو قبضہ مین کر اور طلسم شکنی سے ہاتھ اُٹھا اور اگر جمشید کو سجدہ کرے تو مجھ ایسے معشوقہ تیری ہمیشہ اطاعت مین رہے شہزادہ نے فرمایا کہ مین جمشید پر لاکھ لاکھ بار لعنت کرتا ہون اور اُسکے پرستارون پر کرور کرور اور لاکھ سرحد سپند کرتی کیا احتیاج ہے مین بحول و قوت الٰہی سارا طلسم قبضہ مین لاؤنگا اور

تم ساحرون کو راہ ملک فنا دکھاؤنگا یہ کلمات سنتے ہی اُس شعبدہ گر نے لبون کو جنبش دی یہ سمجھا کہ اُسنے سحر آغاز کیا ہی جلد اِسکا کام تمام کرا سکے حسن و جمال پر نظر کر کے فریفتہ نہو بس یہ سوچتے ہی تلوار کھینچکر ایک ہاتھ اسکو مارا لیکن تلوار اِسکے سر پر پڑکر اچٹ گئی اور اُسنے ایک قہقہہ مارا اور کرسی پر سے اُٹھکر کمر مین شہزادہ کے ہاتھ دیکر اُٹھالیا اور چرخ دیکر وہ اژدر جو در خیمہ پر بیٹھا تھا اور شہزادہ نے اُسکے ٹکڑے کیے تھے پس اُسکے مُنھ مین ڈالدیا اور از بسکہ یہ واقف نہ تھی کہ اس اژدر کے شہزادہ ٹکڑے کر چکا ہی اِس باعث سے شہزادہ کو خیمہ کے اندر ہی سے چرخ دیکر پھینکا اور بنا بر آئین طلسم شہزادہ دہن اژدہا مین پہونچا اور وہ شہزادہ کو پھینک کر سحر خوان ہوئی کہ آندھی آئی خیمہ وغیرہ سب غائب ہوگیا اور یہ ساحرہ خدمت بادشاہ طلسم مین گئی اور شاہ مذکور کو مبارکباد دی کہ مین نے اِسطرح فتاح طلسم کو اژدر طلسمی کے مُنھ مین ڈالدیا بادشاہ نے اِسکو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور از انجا کہ حسن و جمال ساحرہ بیان ہو چکا ہی یہ بادشاہ اسپر مائل ہی آج اپنے پہلو مین اُسکو بٹھایا اور شراب خواری مین مصروف ہوا اُدھر برکت اسماء الٰہی سے شہزادہ اژدر کے ٹکڑے کر ہی چکا تھا مُنھ مین اُسکے گرتے ہی پیش قبض سے سینہ اُسکا چاک کر کے باہر نکلا مگر تمام پوشاک اور سر و مُنھ آلایش مین بھر گیا یہ اِس فکر مین تھا کہ کوئی چشمہ ملے تو کپڑے پاک کرون وہان یا تو صحرائے سبزہ زار تھا ہزار در ہزار چشمہ جاری تھے اب سوائے خارستان اور بیابان وحشتناک کے اور کچھ نہ تھا یہ صاحب آبرو تلاش آب مین ایک سمت چلا جب کئی کوس راستہ طے کیا ایک جھیل میدان مین لہراتی نظر آئی کہ کنارے اُسکے سبزہ لگا تھا اور بیلین کنول گٹے اور کوکا بیلی کی اُسمین پڑی تھین شہزادہ نے کنارے اُس جھیل کے ہاتھ مُنھ دھو کر لباس اپنا پاک کیا اُسوقت ایک پھول کوکا بیلی کا بہتا ہوا قریب آیا اور سامنے آکر کھلگیا اُسمین سے ایک چہرہ پری کا پیدا ہوا اور کھلکھلا کر ہنسا اور گویا ہوا کہ اے شہزادہ تو ہم دنیا بھی مثل طلسم کے ہی بس ہر چیز کا یہ حال سمجھنا چاہیے کہ ہم اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نے ماند + یہ کہکر وہ پھول اور چہرہ غائب ہوا اور شہزادہ جھک کر کلی کرنے لگا ہاتھ مین سوار رسّی کی طرح لپٹ گئی اور کسی نے ایسا جھٹکا مارا کہ شہزادہ جھیل مین گر کر ڈوب گیا اور ہر چند چاہا کہ سنبھلون ممکن نہوا اور غلطان و پیچان تہ کی طرف چلا بعد کچھ دیر کے جو پانون زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ نہ وہ میدان ہی نہ جھیل ہی اور ایک صحرا ہی کہ جسکے سامنے ایک قلعہ نظر آتا ہی شہزادہ بے اختیار دوڑتا ہوا اُس قلعہ کی طرف چلا

جو غور کرکے دیکھا تو ایک رسّی بہت باریک میرے ہاتھ مین لپٹی ہی اور کوئی قلعہ کی طرف اُس رسن کو کھینچ رہا ہی غرضکہ یہ کھینچتا ہوا جب اُس قلعہ کے قریب پہونچا آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک برج تنگ و تاریک مین کھڑا ہون کہ اُس برج مین پانچ چار دراین پڑی ہین اُنھین دراون سے روشنی کچھ نظر آتی ہی ورنہ بالکل اندھیرا ہی شہزادہ کا دم اُس تاریکی مین خفا ہوا اور دعا پڑھنے لگا اُسوقت وہ برج پھٹا اور نیچے سے برج کے چار زنگیان سیہ رو آدم خوار پیدا ہوئے کہ ہر ایک قوی ہیکل اور دراز چنگال صورت مین کریہ و بدخصال تھا پس اُن زنگیون نے آتے ہی ہاتھ پانون شہزادے کے پکڑے اور اُٹھاکر جانب نشیب چلے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اِس برج کے نیچے تہ خانہ ہی آنکھین شہزادہ کی پھر بند ہوگئین بعد کچھ عرصے کے جو دیدۂ طلسم بین وا ہوا ایک باغ پُربہار مین اپنے تئین پایا کہ روش اور پڑی ہے آراستہ کنوئین بخیتہ چارون کونون پر بنے ہر یوسف حسن کا دل جنکی چاہ مین باوجود آرے لب گردان چاہ یاقوت فام کیلی کے لال بولتے نیل گاؤ پُر مین جُتے باغبانیان لہنگے کمر سے گھڑے گاتیان بادھے پانی کے بروے درختون کے چمنون مین بنائین اپنے جوبن کے پھیلنے پھولنے اترائین درخت سب سرسبز و شاداب تھالون مین بھرا ہوا بجاے آب گلاب پھیل ہر ایک اُس باغ مین لطیف شریفون سے زیادہ کون شریف کہ بموجب نظم

پانی سے بھرا ہر ایک تھالا	ہر سمت کھلا چمن مین لالا	بیٹھین بادلے خوب دلکش
ہر ایک روش ہر ایک مہوش	کرتین چمنون مین باغبانی	تھا جوش مین نشۂ جوانی
ہر ایک روش کا اور ہی ڈھنگ	پھل پھول لطیف اور خوشرنگ	بارہ دری ایک مختصر سی

اُس باغ کے بیچ مین بنی تھی وہ بارہ دری عجیب دلچسپ عمارت تھی در و دیوار مصفا آئینہ دیوان مین نصب تمام مکان مثل قلب روشن ضمیران جگمگاتا پردے مخمل کاشانی کے پڑے تھے لیکن بندھے ہوئے بیچ دالان مین تخت طلائی گسترده تھا اُسپر ایک زنگین نوجوان متمکن رنگ رخسارہ سیاہ مگر با حسن و جوبن حسن اُسکا سانولا نمکین بیچ در بیچ موے شکین چہرے کا رنگ ہمرنگ گل سوسن سینہ پر اُبھار اُٹھتا جوبن سامنے اُسکے ناچ ہو رہا تھا کئی سو نازنینان جو طلعت کا گرد و پیش مجمع تھا زنگیون نے شہزادہ کو سامنے اُس تخت نشین کے پہونچایا اُسنے شہزادہ سے خطاب کیا کہ آرے تو نے یہ جسارت کی کہ جھیل پر چلا آیا منم طلسمانہ جادو میرے

ہاتھ سے بچنا مشکل ہی شہزادہ نے فرمایا کہ ہم جھیل پر کیا آکے تمام طلسم مین پھرتے ہین خدا ہمارا
مددگار ہی دشمن کیا بیکار ہی ساحرہ نے کہا ای تورج یہ زبردستی کسیکی ہرجگہ چلی نہین اور یہ وہ مقام
ہی کہ جہانسے آجتک کوئی زندہ بچکر نہین گیا اب تجھکو لازم ہی کہ طلسم سے نکلجا اور یا سجدہ خدا اور
جمشید کو کر ورنہ بڑے حال سے ہلاک ہوگا شہزادہ نے جمشید کو برا بھلا کہا ساحرہ نے کہا تو نے
مجھکو بھی ہین ظلمات جادو بنایا کہ انکو تو نے اپنا کرلیا اور اُس گیسو بریدہ اخگر جادو نے
کچھ پاس اور لحاظ ہملوگونکا نہ کیا انکو بھی دیکر تجھکو یہانتک پہونچایا خیر اب بھی ہماری اطاعت
تو کرے تو اُسکا نکاح تیرے ساتھ ہوجائے ورنہ اُسکو اور تجھے بڑے عذاب سے ماردن گی یہ
کہکر شہزادے کو ایک ستون سے بزور سحر چپکا دیا اور چند نیچے سحر کے بھیجے کہ شہزادہ کے رفیق جو
بیابان مین سرگردان ہین انکو اُٹھا لائین چنانچہ پنچہ اخگر و نجم و گلزار وغیرہ کو اُٹھا لائے جب
پنجون نے انکو اُٹھایا بسبب اثر طلسمات کے سب بیہوش ہوگئے کیونکہ اسی صحرا مین یہ تھے
جہان دن بھر انسان چلے اور شام کو وہین آجائے کہ جس جگہ سے صبح چلا تھا غرضکہ سلمنے
ظلمانہ کے پہونچکر سبکو ہوش آیا اور اخگر نے جو اُسکو دیکھا خالہ جان کہکر سلام کرکے گلے
سے دوڑکر لپٹگئی اُسلیے کہ یہ شعلہ سان کی لیپالک تھی اور ظلمانہ اُسکو بہن کہتی تھی حاصل
مطلب یہ کہ جب اخگر گلے سے لپٹی اُسنے بھی بلا بھین لین پاس بٹھاکر سمجھایا کہ اری تو نے یہ
کیا غضب کیا جو اِس مسلمان پر فریفتہ ہوکر شعلہ کو قتل کرایا اب یہ اچھا معلوم ہوتا ہی کہ
دربدر خاک اُڑاتی پھرتی ہی اخگر نے کہا خالہ جان آپ نے کیا آئین طلسم کی کتاب مین نہین
دیکھا کہ طلسم کشا کا نام تو رہوگا پھر جیسے تو ویسے تورج یہ بیشک فاتح طلسم ہی آپ بھی اسکی
شریک ہوجائیے اُسنے یہ باتین سنکر دل سے خیال کیا کہ یہ سچ کہتی ہی اور خوف پیدا ہوا اگر
بادشاہ طلسم کے ڈر سے بظاہر تو شریک نہوئی باطن مین شراکت قبول کی اور اخگر سے کہا اسکو
علیحدہ ایک مکان مین لیجاو ہان پند و نصائح کرکے دین جمشیدی قبول کرا تاکہ تیرا نکاح
اسکے ساتھ کردون یہ کہکر شہزادہ پر سے سحر دفع کرکے اُسکے حوالے کیا اور سب رفیقان شہزادہ
کو اُسی باغ مین ایک مکان رہنے کو دیا دس بیس لونڈیان خدمت کو مقرر کردین سامان راحت
و آرام مہیا کرادیا ہر ایک کو یقین کامل ہوا کہ یہ طیح ہوگئی سب باطمینان تمام سکونت پذیر ہوئے

اُدھر بہت کنیزین ہمراہ اخگر کے ایک صحرا مین شہزادہ کو بھیجدیا کہ اُس جنگل مین ایک بارہ دری بادشاہ کی بنی تھی سراسر وہ جگہ طلسمی تھی سامنے اُس بارہ دری کے کوسون تک صحرا ے پُر بہار تھا رنگ رنگ کے گل کھلے تھے جو غنچہ خاطر کو شگفتہ فرماتے تھے روح کو ریحان سے تازگی حاصل پہاڑون کی دامنگ سیر کے قابل پانی کا آبشار گھاٹیون سے ہوتا دامن کوہ مین ہزارہا جانور چرند و پرند چلتا پھرتا خوش خلیان اور کلیل کرتا کہ ابیات

جاری چمنون مین نہر ہر سو	موزونی سایہ دار اشجار	ایسی کہ نہو نظیر گرانبار
ایک ایک سے نازکی مین بڑھکر	زیبا لب نہر سرو دل جو	نسرین و سمن گل و شقائق
بارہ دری رشک قصر گردون	تھا شیشۂ عطر ہر گل تر	ہو جس سے دماغ جان معطر
اور ساری کنیزونکو بلاکر	تھی ایسی سجی کہ دل ہو مفتون	بیٹھی وہ پری اُسمین جاکر
	فرمایا کہ ناچ کا ہو آغاز	موجود ہو سب سرور کا ساز

حسب الحکم اخگر سامان عشرت مہیا ہوا شہزادہ کو وہ سرایۂ ناز پہلو مین لیکر بصد عیش و ہان بزم آرا ہوئی اور کہا ای شہریار یہ ساحرہ ضرور ہماری شریک ہوئی ہے اب چندے اِسمقام پر رہکر آرام کیجیے پھر سمجھ لیجیے گا شہزادہ نے فرمایا کہ مجکو یہ قرار کہان جو بیٹھا رہون اگر آرام کرتا تو گھر سے نہ نکلتا یہ میدان جو سامنے نظر آتا ہے مین وہان جاکر تلاش منزل مقصد کرتا ہون اخگر نے کہا یہ میدان سحر بند کیا ہوا ہے جبتک ظلمانہ اجازت ندیگی راہ نملیگی شہزادہ یہ سنکر خاموش ہو رہا اور ناچ ہونے لگا جام بادۂ ارغوانی کا دور شروع ہوا یہ تو یہان مصروف عیش و عشرت ہین لیکن حال افراسیاب اِس مقام پر لکھنا ضرور ہے وہ یہ کہ شاہ مذکور جو تلاش نور طلسم نور افشان مین روانہ ہوا تھا اپنے طلسم کے ایک پہاڑ پر اگر ٹھہرا اور وہان کچھ افسون ورد زبان کیا کہ آندھی آئی اور بعد آندھی پانی کے کئی سو پریزادین قامت اُنکے باغ دلبری کے شمشاد لباس جواہر دوز زیب تن کیے جواہر کے دریا مین گویا غوطہ مارے گہنے مین لدی حسن بہ ازماہ و مشتری سامنے شاہ کے آکر استادہ ہوئین پھر چار پریزادین ایک تخت زمرد نگار لیکر حاضر ہوئین اور دو پریان صندوق جسمین پیرہن خسروانی بند تھا لیکر آئین بادشاہ نے تاج یاقوت کا سر پر رکھا قبائے زر اندود کو زیب بر کیا نورتن بازو پر باندھے مالے گوہر آبدار کے گلے مین پہنے اور تخت پر سوار ہوا دو پریان دونون پہلو کی طرف آکھڑی ہوئین اُنکے کاندھے پر ہاتھ دھر دیے کئی سو

پریان آگے پیچھے ہو کر ہمراہ چلین ابنبو گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے ابر کے لگے سر پر آکر چھا گئے اور موتی برسانے لگے درخت صحرائی جھومنے لگے جانوران صحرا یہ افراسیاب جادو یہ افراسیاب جادو پکارنے لگے تخت بادشاہ بروے ہوا بدوش پریزادان روانہ ہوا آفتاب تابان بھی پریزادون کے رخسار سے شرمندہ تھا فلک پر ایک خورشید بروے ہوا سیکڑون سورج چمکتا تھا لباس اُنکے برنگہائے مختلف یہ پتا دیتے تھے کہ نیرنگی روزگار کے ایسے آثار ہوتے ہین صدائے طرقوا ہر سمت بلند بہت پریزادین سریر بادشاہ کے مروحہ جنبانی کرتین اور دو پریان جو دلبری مین طاق حسن مین یگانہ دہر و شہرۂ آفاق تھین وہ جام مے گلفام بادشاہ کو دیتین اور بادشاہ سرخوش اور مست ہو کر اُنکے لب شیرین کو گزک بناتا بوسہ منقل دہن کے لیکر کام جان کو شیرین فرماتا فی الجملہ اسی جاہ و تجمل سے بعیش و سرور روانہ تھا نظم

چلا اسطرح شاہ آسمانجاہ	لیے خیل پریزادان کو ہمراہ	ہر اک ایما شرر انداز خاطر
وہ مہ پارہ کہ جنکا نام ساحر	بصد آن و ادا خدمت مین حاضر	زبان ہر وصف مین اُن کے قاصر
اسی صورت سے وہ شاہ ظلسمات	بڑھائے تخت جاتا تھا خوشی وقت	یہانتک کہ بعد قطع مسافت

راہ طلسم ہزار برج مین پہونچا یا بادشاہ طلسم مذکور ایک برج مین اپنے قلعہ کے بیٹھا تھا دربار جمع تھا کہ یکایک ہوا سرد چلنے لگی پھول سونے کے برسنے لگے گھنٹون کی آواز سنائی دی درخت جھومنے لگے یہ بادشاہ جلد اُٹھ کھڑا ہوا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین پس مع تمام ارکان سلطنت کے سوار ہو کر بڑھا اور راہ مین آکر استقبال کیا بہر تسلیم سر جھکایا اور کہتا ہوا کہ زہے فخر میرے لیے کہ تجھ ایسا بادشاہ گردون پایگاہ میرے گھر مین تشریف فرما ہوا کہ بموجب نظم

زیبا ہیں افسر حکومت	پیرایش مسند ریاست	سلطان ستارہ فوج ذیشان
ہی شاہ جہان و شاہ شاہان	کیا کہیے جو افتخار پایا	تو قیصر ملک و تاجدار پایا
خاطر ہی تجھے بہت ہماری	ہمکو بھی ہی قصد جان نثاری	یہ ملک رہے یہ کشور آباد
بخت رہے یہ افسر آباد		

شاہ جادوان ان کلمات سے بہت خوش ہوا اور اُسکے ہمراہ سواری سے اتر کر برج مین آکر مسند پر بیٹھا طلسم ہزار برج کے بادشاہ نے طائفے بلوائے رقص ہونے لگا شراب کا جام اپنے ہاتھ سے شاہ جادوان کو دیا بعد کچھ عرصہ کے حسب دماغ بادہ ناب

سے گرم ہوا افراسیاب نے کہا کہ لوح طلسم کوکب تمھارے طلسم مین ہی اور مین اُسکو لینے آیا ہون
تمھین مناسب ہی کہ اُس لوح کو جلد منگادو تاجدار نے عرض کیا کہ فرمان قضا جریان شہنشاہ
ذیشان کا مالسا بندگان احقر کی مجال نہین لیکن میرے طلسم مین فی الحال طلسم کشا آیا ہوا ہی
کئی مرحلہ ٹوٹ چکے ہین مین نہایت متردد ہون اس باعث سے لوح مذکور نہین منگا سکتا ورنہ
حاضر کرتا اور علاوہ برین بانیان طلسم نورافشان سے اور میرے بزرگون سے ایسا ہی رسم تھا
کہ اُس طلسم کی لوح یہان رکھی گئی وہ لوح مجھکو دینا مناسب نہین افراسیاب نے کہا اب
تجکو کوکب کا ذرا بھی پاس کرنا نچاہیے کیونکہ وہ بیدین ہوگیا ہی یہ کہکر سارا قصہ کوکب اور عمرو کا
بیان کیا اور پوچھا کہ تیرے طلسم مین جو فاتح طلسم آیا ہی اُسکا کیا نام ہی اُسنے بیان کیا کہ شہزادہ تورج
فرزند شہزادہ بدیع بن حمزہ ہی یہ سُنکر پھر تاکید برائے احضار لوح حکم دیا تاجدار نے پھر بہت کچھ
عذر کیا اور بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ لوح طلسم نورافشان لیکر کیا کیجے گا کیونکہ بغیر طلسم کشا لوح بیکار
ہی اور طلسم کشا بغیر نسل پیغمبران ہو نہین سکتا پس وہ خاندان صاحبقران ہی جنسے آپ سے
مقابلہ ہو رہا ہی طلسم نورافشان کا توڑنا بہت مشکل ہی کیونکہ پسران حمزہ شراکت کوکب کرینگے
نہ کہ اُسکے طلسم کو برباد کرنا چاہینگے۔ شاہ جادوان نے یہ باتین سُنکر بغضب تمام خطاب کیا کہ تو
مجھکو کیا سمجھاتا ہی کیا مین یہ امر سب نہین جانتا ہون مین نے تجھسے ایک چیز طلب کی تو نے اسمین
یہ تقریر بیہودہ کرنا شروع کی پس معلوم ہوا کہ تو بھی باغی ہی خیر فہمیدہ خواہد شد یہ کہکر مغضب ہوکر
اُٹھا تاجدار گبند نشین پانون پر گر پڑا کہ حضور ناراض نہون مین منگائے دیتا ہون یہ کہکر بادشاہ
کو بمنت تمام بٹھایا اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پنجہ گلاب کے پھولون کا ایک گلدستہ
لیے آسمان کی طرف سے اُتر کر سامنے آیا وہ گلدستہ اُس سے لیکر شاہ مذکور نے سامنے رکھ لیا
اور ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر پنجہ کو دی کہ عقاب پرنژاد کے مُنھ مین دیدینا اور کہنا کہ
لوح طلسم نورافشان لیکر حاضر ہو پنجہ وہ انگوٹھی لیکر روانہ ہوا یہ تو اِدھر سے چلا اُدھر شاہ کوکب
خنا پاس بیٹھا تھا اُسکو بیٹھے بیٹھے خیال آیا افراسیاب نے تصویر سیل پر کھینچکر نامہ بھیجا تھا کہ مین تمھارے
طلسم کی دیوار اور دریا کو غارت کیے دیتا ہون ہوشیار ہو جاؤ پس اُسکو جواب دیکر پھر تو نے خبر نہ
لی یہ اچھا نہ کیا دشمن سے غافل نرہنا چاہیے نہ کہ اُسنے خبر بھی دی اور تو غافل بیٹھا ہی اس غفلت مین

دشمن اپنا کام کر جائے تو کیا ہو سکے سوائے پشیمانی کے اور کچھ نہ حاصل ہو بس یہ سوچکر اپنے جوڑے سے ایک پتلا بلور کا نکالا اور اپنی انگلی کاٹ کر خون اُسکے منہ مین لگایا وہ پتلا گویا ہوا کہ ای بادشاہ آپ کیا چاہتے ہین اسنے کہا یہ بتا کہ افراسیاب کس فکر مین ہی اور کہان گیا ہی اُسنے کہا کہ آپ غافل بیٹھے ہین اور دشمن طلسم ہزار رنج مین آپکے طلسم کی لوح مانگ رہا ہی یہ سننا تھا کہ بادشاہ نے پتلا اُٹھا کر توبرے مین رکھا اور آپ غلطک مار کر بصورت آفتاب تابان بنا اور روانہ ہوا اور پہلے قریب قلعہ ہفت رنگ پہونچکر چمکا اور پکار کر کہا کہ ای فرزند ملکہ پران مین جانب طلسم ہزار رنج جاتا ہون تم ہوشیار رہنا یہ کہکر آپ روانہ ہوا یہ آواز ملکہ مذکور نے جو سنی رقعہ خورشید کا نکالکر ملاحظہ کیا اُسمین حال لوح طلسم پر آفت آنے کا معلوم کر کے خواجہ سے کہا کہ اسطرح ہمارے طلسم کی لوح افراسیاب نے حاصل کرنا چاہی ہی مدر زگوار اُڑنے کھٹولہ مین بھی جاتی ہون خواجہ نے کہا ای ملکہ مجکو بھی آپ ہمراہ لیتی چلیے سرحد طلسم مذکور مین پہونچکر تخت سحر سے اُتار دیجیے گا مین بھی بہت کام آؤنگا ملکہ نے کہا بہتر ہی اور بہت جلد تخت سحر تیار کر کے خواجہ کو سوار کر کے روانہ ہوئی اُسکے روانہ ہونے سے کنیزین بھی اُسکی آگاہ ہوئین اور نسرین اور شگوفہ سحر وغیرہ بھی بعجلت چلین چنانچہ یہ تو یکے بعد دیگرے جاتی ہین اور شاہ کوکب پہلے چلا ہی لیکن اتفاق زمانہ کی کیفیت سنیے کہ شہزادۂ تاج جو اپنی معشوقہ کو لیے اُس بارہ دری مین بیٹھا تھا تو گھبرا رہا تھا اور کنیزین اسکا دل بہلا رہی تھین یہ بھی اُنسے کہہ رہا تھا کہ تمنے ہماری خدمت بہت کی ہی تمھارا اِس طلسم مین بڑا رتبہ ہوگا قلعہ جات طلسم متعدد ہین ایک ایک کو حاکم اُنکا کرونگا کنیزین یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوئین اور طرح طرح کی باتین طلسم کی بیان کرنے لگین اور اُٹھلا اُٹھلا کر اپنی ادائین دکھاتی تھین اُسی کیفیت مین ایک کنیز نے کہا قربان جاؤن ای شہزادہ مجھ نگوڑی کو تو کچھ حال طلسم معلوم نہین لیکن اتنا جانتی ہون کہ اِس بارہ دری کے پہلو مین ایک تہ خانہ ہی اُسمین کچھ تحفۂ طلسم رکھا ہی شہزادہ یہ کلام سنتے ہی اُٹھا اور ہمراہ کنیز اُس تہ خانہ کے پاس آیا دیکھا کہ پہلوے بارہ دری مین ایک حجرہ بنا ہی قفل اُسمین برابر ان شتر کے لگا تھا شہزادہ نے قفل پر نسل صاحبقرانی والا کیا یعنی توڑ ڈالا اور دروازہ کھولکر اندر گیا تو ایک تہ خانہ زمین مین نصب دیکھا اپنے بقوت تمام اُس تہ کو بھی اُٹھایا تہ خانہ ظاہر ہوا سیڑھیان پختہ بنی تھین اور تاریکی تھی اُس کنیز نے سحر سے روشنی کی اور سرتہ خانہ پر ٹھہری رہی شہزادہ بلند ہمت پستی کی طرف متوجہ ہوا

تہ خانہ مین اُترا وہان ایک پرچھائین عورت کے جسم کی دیکھی اور اُس پرچھائین نے اس عکس قسیح و
نصرت کو سلام کیا اور کہا ای شہزادۂ فلک جاہ مین آپکی منتظر اس نشیب مین پڑی تھی اپنی ما
لیجیے اب میرا وقت بھی آخر ہو چکا ہی یہ کہکر زمین پر لوٹکر عورت کا جسم پیدا کیا اور شہزادہ سے کہا
مجھے اپنا سایہ نڈالیے گا بچتے ہوئے جدھر مین چلون آپ بھی آیئے گا یہ کہکر آگے بڑھی شہزادہ اپنا
سایہ اُسپر سے بچاتا ہوا اُسکے پیچھے چلا اُس تہ خانہ مین ایک چھتا پڑا ہوا تھا اُسکو طے کرکے ایک ایسے
مقام پر پہونچے کہ باغ لگا ہوا تھا آسمان نظر آتا تھا اُس باغ کی بہار اور وصف سرسبزی اگر بیان ہو
طول داستان ہو مختصر یہ کہ اُس بوستان کی بارہ دری مین ایک صندوق رکھا تھا اُس عورت
نے اُسکو وا کیا شہزادہ اس اشتیاق مین کہ دیکھون آئین کیا رکھا ہی قریب اُسکے آیا عکس تن النور
شہزادۂ والا گہر جو اسپر پڑا سر سے اُس عورت کے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور وہ دھڑ دھڑ جلکر خاک ہو گئی
آواز آئی کہ ہا خیال جادو کو شہزادہ کو کسکے مرنے کا صدمہ ہوا مگر خاموش ہو رہا اور اُس مین دیکھا
تو ایک کمان اور تین تیر رکھے تھے اُس کمان کو اُٹھا کر دیکھا قبضہ اُسکا جواہر کا رتھا اُسکی خوبی دیکھکر
برج قوس تصدق اور نثار تھا فلک نے خم ہو کر اُسکی صورت بنا چاہا مگر بن نہ آیا گوشہ کمان بمقام
مریخ یا مسکن مشتری تھا ابرو کمانون کی بھوون کو خم اُسکا کاک بتاتا تھا سو فار قوس چاج کو باتین سنا
چلا اُسکا عاشقان شاہد شجاعت کو اپنے عشق مین چلے بٹھاتا نزاع کمان گلستان جرأت کا بلبل تھا
یا قمری باغ جلادت بے تامل تھا گوشہ کمان پر لکھا تھا کہ جو اِس اسم کو پڑھے اُس سے یہ کمان کھینچیگی
شہزادہ نے وہ اسم پڑھکر جو گوشہ پر لکھا تھا کمان پر قبضہ کیا اور تیرون کو بھی لیا تیرون مین گانسیان
تین سہلو کی لگین تھین سرپان جواہر نگار تھین پر عقاب کے چڑے تھے موتی آئین جڑے تھے اور ایک
طرف قبضہ کمان پر لکھا تھا کہ یہ اسم جو قبضہ کے دوسری جانب لکھا ہی اگر تیر پر دم کرکے لگائے تو عقاب
پر نزاد کو نشانہ بنائے شہزادہ حیران ہوا کہ یہ عقاب پر نزاد کون ہی مگر اُس کمان کو لیکر اسی راہ سے
تہ خانہ کے باہر آیا اور میدان مین بارہ دری سے نکلکر بیٹھا اُدھر وہ پنجہ انگشتر تا جدار لیکر بروے
ہوا پہونچا بیچ طلسم مین ایک عقاب اُڑ رہا ہی کہ ہما کی خصلت رکھتا ہی نیچے کا دھڑ بالکل بصورت عقاب
ہی چہرہ انسان پری ہی سینہ ابھرا ہوا ہی شانون پر دو پر ہین گلے مین بجائے ہنسلی لوح طلسم نور افشان
پڑی ہی پنجہ نے آتے ہی انگوٹھی اُس پری کے منہ پر دی اور آواز پیدا ہوئی کہ ای عقاب پر نزاد

بادشاہ پاس مع لوح جلد جاکر حاضر ہو پرزاد یہ سنکر آتی ہوئی جانب بادشاہ مذکور روانہ ہوئی اور
کمند اجل اُسکو کھینچتی ہوئی نشانہ تیر قضا بنانے کو اُسیطرف لائی کہ جدھر شہزادہ توج تیر و کمان
سے لیس بیٹھا تھا اُسنے سنا کہ جو بال عقاب کا سنا دیکھا کہ ایک پری جسکا نصف جسم عقاب کا ہی
اُڑی جاتی ہی پس یہ دیکھکر سمجھا کہ عقاب پرزاد جسکا حال قتل کمان پر لکھا ہی شاید یہی ہی پس اسکو
مارنا چاہیے یہ سمجھکر تیر کمان مین پیوستہ کیا لیکن وہ گلدستہ جو پنجہ سے لیکر تاجدار نے سامنے رکھ لیا
تھا وہ اسواسطے بانیان طلسم نور افشان نے بنایا ہی کہ عقاب پرزاد پر جب کوئی آفت آنیکا موقع
ہو تو یہ گلدستہ مرجھا جائے اور جب پرزاد مذکور مر جائے تو گلدستہ مین فورا آگ لگے اور جلجائے چنانچہ
جب شہزادہ نے کمان تہ خانے سے پائی وہ گلدستہ مرجھا گیا تاجدار نے کف افسوس ملکر اوسکی
سے کہا کہ ای بادشاہ ضرور عقاب پرزاد پر کوئی آفت آئی افراسیاب نے کہا مین خود اُسکی حفاظت
اور خبرگیری کو جاتا ہون یہ کہکر بزور سحر معلوم کرکے کہ پرزاد مذکور کہان ہی سنا کہ میرے سی جگہ
آیا کہ جہان شہزادہ مذکور تیر لگایا چاہتا تھا چنانچہ ادھر تو یہ اُسجگہ پہونچا اُدھر سے شہنشاہ کوکب
آفتاب بنا ہوا آگیا اور اُسنے افراسیاب کو للکارا کہ باش ای خیرہ رو رکار کہان جائیگا میرے
ہاتھ سے افراسیاب یہ نعرہ سنکر ڈہنٹا ہوا اُسکی طرف چلا اس عرصہ مین شہزادہ توج نے بسم اللہ
کہکر تیر ملا از بسکہ وہ تیر اور کمان اسکی قضا بانیان طلسم نے بنائی ہی تیر بقدرت قادر توانا ہدف
مراد پر پڑا یعنی سینہ پرزاد مذکور پر لگکر پشت کے پار نکلگیا اور جسم پرزاد مین آگ لگی کہ جلکر
راکھ زمین پر گری اور لوح بھی پیچ کھاتی ہوئی جانب شبیب چلی افراسیاب نے جو لوح کو پیچ
کھاتے جاتے دیکھا از بسکہ مصروف جنگ کوکب سے تھا اتنی مہلت نپائی جو لوح کو روک لیتا
پس اُس جلدی مین ایک سحر پڑھا کہ ایک شیطان منجملہ اُن شیاطینون کے جو اسکے قابو مین
ہین فورا سامنے آیا اسکو حکم دیا کہ روک لوح کو وہ شیطان چونکہ کفاران بن مین سے ہوا تھا تو
لوح پر نہ ڈال سکا مگر ایک تختۂ سنگ صاف بنکر زیر لوح آگیا کہ لوح اُسپر آکر جگہی واضح ہو کہ لوح
طلسم باطل کنندۂ سحر ہی اسوجہ سے افراسیاب بزور سحر پنجہ وغیرہ سے اُسکو مرکو انسکا اور جن کی
قسم سے شیطان ہین گو ببرکت اسماے الٰہی اُسپر ہاتھ نہین ڈال سکتے مگر مثل اسکے کہ جیسے ساحر
ہاتھ سے لوح اُٹھا سکتا ہی ویسے ہی شیطان بھی اُٹھا سکتے ہین ہان سحر لوح پر کسی کا البتہ نہین چلتا

فی الجملہ جب لوح سطح سنگ پر جمگئی کوکب نے چاہا مین لیلیون اور افراسیاب نے چاہا کہ مین لیلیون دونون
نے دو طرف سے حملہ کیا بیچ مین اُس تختہ سنگ کو رکھ لیا اور ایک دوسرے کو روکنے لگا اُسمین سحر چلنے
لگے جب افراسیاب نے ہاتھ بڑھایا کہ لوح اُٹھاؤن کوکب نے سحر کیا کہ ہاتھ کو پنجہ نے پیدا ہوکر روک لیا
اُسنے سحر پڑھا کہ پنجہ جلگیا اور اُسنے جب ہاتھ بڑھایا افراسیاب نے سحر کیا کہ پرچھائین ظاہر ہوکر ہاتھ مین
لپٹ گئی اُسنے افسون دم کرکے پرچھائین کو نابود کردیا اور ایسا سحر پڑھا کہ آندھی بڑے زور سے پیدا ہوکر
اشجار رومے زمین کو اُکھاڑنے لگی افراسیاب نے جادو کیا کہ کوہستان سے ایک لکہ ابر سیاہ اُٹھتا ہوا
آیا اور تمام عالم پر محیط ہوکر وہ کالی گھٹا بنکر چھایا کہ دنیا تاریک ہوگئی اور اُس گھٹا سے سیاہی برسنے
لگی یعنی کاجل جھڑنے لگا جسنے یہ تاثیر الٹی بخشی کہ چشم جہان یعنی دیدۂ آفتاب کو کالا کردیا بالکل نور
مردمک فلک جاتا رہا ہر سمت اندھیرا گھپ ہوگیا اُس اندھیرے مین نئی نئی شعبدہ بازی اور سحر سازی
دونون بادشاہون مین آغاز ہوئی کبھی کبھی دونون کے نعرون کی صدا آجاتی تھی ورنہ کچھ نظر نہ
آتا تھا۔ خدا کی پناہ تمام دنیا تاریک تھی اور اُس اندھیرے مین صدا ہاے مہیب کا آنا شعلون کا
چمکنا عالم کا دل آب آب کیے دیتا تھا افراسیاب کبھی مار سیاہ بنکر اُس سے لپٹتا وہ بھی اژدہ
دو زبان بنتا باہم گتھ جاتا چھنکارون سے چراغ ہستی اہل دنیا بجھنے کا گمان تھا کبھی شیر دلیر
بنکر دونون مقابلہ کرتے ڈکارون سے اسد چرخ اور فوج فلک دونون ڈرتے برج اسد برج حمل کا
اسلیے دوست بنا تھا کہ مریخ یعنی ترک فلک کے پنجون مین خوف سے چھپا تھا آفتاب ہندوے
چرخ یعنی زحل سے کہتا کہ تو سحر کرکے مجکو بچالینا افراسیاب یا تو شیر بنا تھا یکایک بجلی بنکر سر
کوکب پر چمکا وہ جلد اپنی صورت کا پتلا چھوڑکر بزور سحر نظر سے غائب ہوگیا یہ برق بنا ہوا اُسی
پتلے پر جو گرا کہ اُسکو پھر بصورت اصل ظاہر ہوا اُسوقت کوکب بجلی بنکر اُسکے سر پر پہونچا اُسنے
بھی اپنا ہمشبیہ چھوڑا اور آپ نگاہ سے پنہان ہوا دیر اسی طرح بجلیان گرا کین خرمن جان دشمن
جلنے کی دہشت تھی ساکنان بر و بحر کو دہشت تھی جب بجلی کڑکتی گاہ زمین کی چھاتی تڑ اٹھتی
اسی آفت مین افراسیاب نے اپنے گلے سے موتیون کا مالا توڑکر کھینچ مارا کہ وہ کند بنکر سر کرگدن
دکر مین کوکب کے پیچیدہ ہوا اُسنے فوراً سحر پڑھا کہ ایک پتلا مقراض سحر سے پیدا ہوا اور کرگدن کے
حلقون کو اُسنے کاٹ دیا اُدھر کوکب نے اپنے سر کے بال نوچ کر جو پھینکے وہ ہزارہا مار سیاہ زہریلے

سانپ جنکے کاٹے کا منتر نہین خدا کی پناہ بنکر جانب افراسیاب گمراہ چلے اُسنے جلد سحر دم کیا
کہ روے ہوا سے چند طاؤسون نے پیدا ہوکر سانپون کو کھا لیا اسی طرح تا دیر لڑائی رہی سحر
آزمائی رہی کہ نظم

شہِ جادوان جنکے ہا سیاہ	ہوا تھا عدو سے کبھی کینہ خواہ	
کبھی رعد آسا گرجتا تھا وہ	اسیطرح سے کوکب خوش صفات	
کبھی جنکے سورج بصد آب و تاب	مٹا دیتا ظلمات آفراسیاب	
یہ کہیے کہ ہین روز و شب لڑ رہے	فی الجملہ یہ تو دونون باہم لڑ رہے	

ہین لیکن برّان جو عمرو کو لیکر چلی تھی قریب اُس مقام کے آکر اُسنے تخت زمین پر اُتار کر عمرو کو
اُتار دیا اور آپ برائے اعانت پدر روانہ ہوئی اور آتے ہی اخگر سحر کو جوڑے سے نکالکر ہاتھ پر
رکھکر لوہن کاٹنے لگی اور وہ لوہن تیر شہاب بنکر جانب افراسیاب چلین اُسنے جلد سحر دم کیا
کہ چند پتلے قرولی ہاتھون مین لیے پیدا ہوئے اور تیرون کو کاٹنے لگے اور افراسیاب نے
پہلے سحر کرکے اندھیرا کر دیا تھا اُسکو کوکب نے سورج بنکر دفع کیا تھا اب پھر اُسنے سحر کرکے بروے
ہوا دکھلا لگے ابر پیدا ہوکر کاجل جھڑنے لگا برّان نے چاہا کہ اِس بادل کو مین ٹکڑے کرکے
سر عدو پر گرا دون چنانچہ پر پرواز پیدا کرکے جانب ابر چلی لیکن عمرو کو جو اُسنے تخت پر سے اُتارا
تھا وہ بھی قریب اِس لڑائی کے آکر تماشا دیکھ رہا تھا کہ بروے ہوا ایک سِل معلق جمی ہے اور اُسپر
ایک لوح چمک رہی ہے گرد اُس سِل کے لڑائی ہو رہی ہے بس یہ دیکھکر سوچا کہ لوح طلسم کوکب
یہی ہے اور اُسی کے لیے یہ لڑائی ہو رہی ہے اِسکو لینا چاہیے چنانچہ اِسی فکر مین قرغول اور بادِ مہرہ
حضرت جبرئیل کے دیے ہوئے نکالکر پاؤن مین باندھے صفت اُنکی یہ ہے کہ زمین سے جسقدر
چاہیے اُنکو باندھکر انسان اوپر اُچا ہو جائے غرض کہ خواجہ اپنی تدبیر سے درست ہوکر گھات مین
تھے کہ یکایک سحر افراسیاب سے اندھیرا ہوا اور برّان اُسکے دفع کرنے کو چلی مگر ہنوز وہ ابر
نہ پہونچنے پائی تھی کہ خواجہ نے اُس اندھیرے مین جست کی اور باعجاز بادِ مہرہ اُونچے ہوکر قریب
تختۂ سنگ پہونچکر جال الیاسی مارا کہ مع اُس شیطان کے جو سِل بنا ہوا تھا لوح کو کھینچ لیا وہ
شیطان بہت حیران کہ مین کس بلا کے پھندے مین پھنسا اور جال مین آتے ہی سِل
کیطرح تو ٹوٹ بصورت اصل ہو گیا اور تڑپا کہ اِس پھندے سے نکلجاؤن عمرو نے کہا بس

خیریت اسی مین ہی کہ چپکے بھنسے رہو وہ بنظر حسرت خواجہ کی صورت دیکھنے لگا آپ نے فرمایا کہو بھئی کیسا مزاج ہی خوب چپکے پتھر بنے ٹھہرے ہوئے تھے اُسنے کہا جی حضرت آپ لوح لے لیجیے لیکن مجکو تو چھوڑ دیجیے خواجہ نے کہا بھئی مین کیا جانتا تھا کہ تم پتھر بنے ہوئے ہو اور خیر پھنس گئے تو کچھ مضایقہ نہین ہی سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر جلد تر زنبیل مین اُسکو ڈالکر زمین پر اُتر آئے اور الگ جاکر کھڑے ہوئے اِس عرصہ مین بران اُس ابر کے قریب پہونچی اور اخترمرواریدا اُسپر مارا کہ وہ ابر پھٹکر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر افراسیاب کی طرف چلا اور آواز مثل صور اسرافیل کے پیدا ہوئی قیامت تازہ برپا ہوئی شعبدہ جادوان گھبراکر زمین پر اُتر آیا اور غائب ہوگیا وہ ابر کوہ پر جاکر گرا اُجالا ہوگیا دامن سحاب سحر کے چاک چاک ہونے سے شمع نور مہر فانوس ظلمت سے باہر نکلی افراسیاب پھر ظاہر ہوا شاہ کوکب بھی زمین پر اُتر آیا اور ایک طرف سے بران اور ایک جانب سے اِنسے افراسیاب پر حملہ کیا اِس عرصہ مین شاہ طلسم ہزار برج لڑائی کی خبر سنکر فوج اپنی لیکر برائے مدد افراسیاب کئی ہزار ساحرون کی جمعیت سے آپہونچا اُدھر بران کی خواصین جو چلین تھین اگر داخل ہوئین اور دونون طرف سے جنگ عظیم ہونا آغاز ہوئی یہ معاملہ جو شہزادۂ تورج نے دیکھا تیغہ کھینچکر یہ بھی چلا اور اخگر وغیرہ بھی لڑنے لگین اور اتفاق سے ملکہ حیرت جو داخل طلسم ہوئی تھی تو اُسنے اپنے رفیقون سے کہا میرا دم گھبراتا ہی جی مین آتا ہی کہ شہنشاہ طاس جاؤن رفقا نے عرض کی کہ دریافت تو فرمایئے شہنشاہ کہان ہین اِسنے رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ طلسم ہزار برج مین لڑ رہے ہین یہ معلوم کرکے اپنی انیسون سے کہا ای بی میرے مردوے کو بھی انتہا کا غصہ ہی آگ ہی کا بنا ہوا ہی سامری نکلین جو اُنکو کبھی غصہ آئے اب یہ دل تو دیکھو اکیلے طلسم ہزار برج مین گئے ہین اور دشمنون نے اُنکو گھیرا ہی جب ہی مین کہتی ہون کہ میرا دل کیون گھبراتا ہی یہ کیا جانتی تھی کہ میرے وارث پر ایسی کچھ بنی ہی مین خوب جانتی ہون کہ وہ آفت مین اِسیطرح پھنسکر ایک دن مجکو بے وارثی بنا جینگے انیسون نے کہا بی سامری نکلے تم کیا اپنے مُنھ سے فال بد نکالتی ہو شہنشاہ سبکو مارینگے اُنکا رویان بھی میلا نہوگا دشمن نکلے غارت ہونگے اِسنے کہا یہ تو سب کچھ ہی مگر مجکو جانا چاہیے یہ کہکر کئی ہزار ساحر تیار کرا اکرطاؤس سحر پر بیٹھکر بعجلت تمامتر روانہ ہوئی مگر جبتک یہ پہونچے پہونچے وہان افراسیاب نے روشنی ہونے سے دیکھا

کہ لوح مع تختۂ سنگ ندارد ہی حیران ہوا کہ لوح اگر کوئی لیتا تو ہو سکتا ہی لیکن وہ تختۂ سنگ تو اصل مین
شیطان ہی اُسکو کسنے لے لیا اور اگر یہ کہیے کہ وہ خود لوح لیگیا تو وہ لیجا نہ سکتا تھا پس جس کسینے اُس
شیطان کو قید کیا کارے کردہ خیر دریافت ہو جائیگا اب لڑنا بیکار ہی یہ سوچکر اپنے بازو پر سے اکہ
کھولکر کوکب کو دکھایا کوکب نے اُسکو اکہ کھولتے دیکھکر سحر پڑھا کہ ایک پریزاد آئینہ لیکر آئی ادھر
اُسنے اکہ دکھایا پری نے اُسکو آئینہ دکھایا اِدھر اِسکو غش آیا اُدھر اُسکو غش طاری ہوا اور دونون
زمین پر گرنے لگے یکایک رو سے ہوا سے سواران زرین پوش پیدا ہوئے اور زمین سے ایک
مچھلی نے کہ زمرد رنگ تھی سر نکالا سواردن نے اکر شاہ کوکب کو اُٹھایا اور تخت پر ڈالکر جانب
طلسم چلے اُدھر ماہی زمرد رنگ نے اژدر کیطرح دم کھینچکر افراسیاب کو نگلا اور زمین مین غائب
ہو کر اندر ہی اندر روانہ ہوئی جب شاہ افراسیاب اور کوکب جا چکے انگر سمجھی کہ اب تاجدار
اور تورج سے سامنا ہوگا پس وہ بادشاہ طلسم ہی یہ شہزادہ لوح نہین رکھتا ہی گرفتار ہو جائیگا یہ
سوچکر چاہا کہ تورج کو جنگ سے منع کردن مگر یہ فرزندان حمزہ ہین جنگ سے پھرنا نہین جانتے
چنانچہ انگر نے ایسا سحر پڑھا کہ شہزادہ بیہوش ہو گیا یہ عقاب بنکر جو گری پنجہ مین دابکر اُٹھا لیگئی
اور درۂ کوہ مین جاکر ٹھہری اب بران نے بھی پھرنا چاہا مگر اُسوقت حیرت جو روانہ ہوئی تھی اکر
پہونچی اور فوجون کو جمع دیکھکر بے اختیار حملہ آور ہوئی ملکہ بران نے اُس سے مقابلہ کیا سحر کی چوٹین
چلنے لگین دوبارہ زمین و زمانہ مین تزلزل آشکار ہوا کئی ہزار کنیزان بران لشکریان حیرت پر
جا پڑین سحر اور نیرنگ آغاز ہوا تاریخ ترنج کی بوچھار تھی دنیا دھوان دھار تھی کبھی آگ برستی خلقت
جان بچانے کو ترستی کبھی پتھرون کی بارش ہوتی گیتی گرانباری سے رو رو دہی منہ موسلا دھار برسا
قیامت کبری برپا دونون شہزادیان آپسمین گتھی ہوئین کبھی وہ اختر مرمار ید کی لوین کاٹتی
اُسکی روشنی ایسی پھیلتی کہ حیرت اندھی ہو جاتی جلد سرمۂ سحر آنکھون مین لگاتی اور اپنے کو
مشکین کو پراگندہ کرتی کہ تاریکی چھا جاتی بلا سر دشمن پر لاتی بران پھر اختر چمکاتی کہ دھوپ نکل آتی
فروغ مدعیہ مٹاتی اور ایسا سحر کرتی کہ حیرت دیوانہ وار بکنے لگتی پھر حواس درست کرکے کمند
سحر اُسپر لگاتی وہ منہ سے اُف کرکے کمند جلاتی اُدھر لشکر مین ہنگامہ برپا کوس دہوپ کی صدا سے
سپہر و ثریا کا سر پھرتا لاشین میدان مین گرتی جاتین بیرون کے غل سے آندھیان آتین حیرت

زوجۂ شاہ جادوان ہی آخنک اپنا ہمسر کسیکو نہ سمجھکر اچھی طرح نہ لڑی اسوقت بران کو اپنے برابر کا
سمجھکر کائنات کے سحر کرنے لگی بران بھی جان لڑا رہی تھی دونون مین کوئی غالب اور مغلوب نہوا
کہ یکایک ہوا تند چلی اور برف باری و سنگباری ہونے لگی بعد اس آفت کے ایک ساحرہ تخت پر
سوار نظر آئی کہ نہایت پیر و کہن سال تھی سر پر جوڑا اتنا بڑا تھا کہ جیسے ٹکا اوندھا لیا تھا وہ جوڑا کئی
سے تو پا ہوا کچھ جٹین خاکستری زمین پر لٹکتی تھین رخسارون پر جھریان پڑی تھین سر پر نیلا قصابہ بندھا
تھا چادر محمودی اوڑھے تھی صورت ایسی ڈراونی رکھتی تھی کہ واقعی بلائے بے درمان تھی کان آنکھ
ناک سے شعلے نکلتے تھے آنکھین سرخ جیسے دو طاؤس پر خون دست و پا بدقوی نہایت زبون چار
تپائیان سونے کی تخت اسکا اٹھائے ہوئے اور بہت سی پتلیان سونے کی گرد و پیش تخت کے عہدے
ہاتھون مین لیے ناقوس بجتا سر پر اُس ضعیفہ کے حضور ہوتا چار ہاتھ اسکے دو دراز اور دو ہاتھ مثل انسان کے
پس جیسے ہی وہ لکاتہ آئی آمد سے اسکی یہ اثر ظاہر ہوا کہ ہر ساحر سحر بھول گیا اور ملکہ حیرت نے دوڑ
تسلیم کی اور عرض کیا دادی جان دیکھیے یہ چھوکری میرے منھ چڑھتی ہی وہ ساحرہ کہ نام اسکا
آفات چہار دست جادو ہی افراسیاب کی دادی ہی حیرت کی یہ فریاد سنکر بران کی طرف
مخاطب ہوئی ملکہ مذکور نے بھی جھک کر سلام کیا اُسنے دعا دی کہ بچی جیو سلامت رہو نصیب کھلے
سونے کے سہرے بیاہ ہو کہو میرے بچے کو کب کا مزاج کیسا ہی اسنے کہا جی دعا کرتے ہین اچھی
طرح ہین اُسنے کہا ای چھوکری ادھر آذرا میری چھاتی سے لگ جا بٹیا تو بڑی ہمبوت ہی بران
سر جھکا کر قریب گئی اُسنے سر سینہ سے لگایا اور کہا کیون ری اتنو بڑی لڑا کا ہو گئی ہی ای فرزند تو
میرے آگے کی کیڑا اری تجکو سحر کسنے بتایا تجکو کرتے سے اپنا ناک پوچھا یاد نہا تیرا زچا خانہ کیا تیرے
باپ کا زچا خانہ ہین جا گی ہون اور قسم ہی سامری کی جو بہت دن تجکو نہین دیکھتی ہون تو میرا دل لگا
رہتا ہی بٹیا کوئی آپس مین فساد کرتا ہی میرے نزدیک جیسے افراسیاب ویسے تیرا باپ یہ کہکر حیرت کو
قریب بلا کر بلائین لین اور دعا دی کہ بیٹی پھلو پھولو اپنی جوانی کا سکھ دیکھو ناک کو کھ سے ٹھنڈی ہو
تمکو بھی آپس کا پاس چاہیے لڑائی موقوف کرو یہ مین جانتی ہون کہ کچھ لوگ ایسے آگئے ہین کہ باہم صفائی
ہونا مشکل ہی لیکن جہان تک ہو سکے فساد نہو تو بہتر ہی تو بس جاؤ اپنے اپنے مقام پر آرام کرو یہ کہکر
دونون کو رخصت کیا حیرت فوج لیکر اپنے طلسم کی طرف چلی اور آفات بھی سمجھا کر سحر خوان ہوئی

کہ تخت اُسکا دفعۃً قندیل فلک ہوگیا بران نے چاہا کہ دانڈے پر طلسم کے شہزادہ ایرج ہی اُس سے ملاقات کرتی چلون لیکن خواجہ عمر و ساتھ آئے تھے انکو تنہا جانب طلسم روانہ کرنا مناسب نہ سمجھی اور نہ سامنے اُنکے ملاقات کرنا بہتر جانا پس خواجہ کو کہ لوح لیکر مخفی ہوگئے تھے تلاش کرکے تخت پر سوار کیا اور لیکر روانہ ہوئی مگر خواجہ نے مطلق لوح لینے کا ذکر ملکہ سے نکیا ملکہ نے چند پوچھا کہ لوح کا حال کچھ آپکو معلوم ہی انھون نے جواب دیا کہ مین نہین جانتا غرضکہ یہ تو اپنے مقام پر پہونچکر مصروف عشرت ہوئے کوکب بھی ہوشیار ہوکر اپنے قلعہ کوکبیہ مین آئے اُدھر ماہی نے ظلمات طلسم ہوشربا مین پہونچکر افراسیاب کو اگلا جب وہ ہوشیار ہوا یہ کچھ اُسکو سمجھایا آخر شاہ جادوان اُس سے رخصت ہوکر اس فکر مین چلا کہ جسطرح ہوسکے کوئی طلسم کشا یہان پہونچکر طلسم نورافشان توڑ ڈالون فی الحال اسی فکر مین جانب کوہ قیلم روانہ ہوا واضح ہو کہ یہان سے حال جہانگیر بن امیر حمزہ کہ حالت کفر مین ہی بیان کیا جاتا ہی کہ شاہ جادوان اُسکو لاکر طلسم نورافشان کے توڑنے کو بھیجتا ہی مگر یہ احقر مترجم پہلے عرض کرچکا ہی کہ تسلسل فسانہ کا مین خیال رکھتا ہون پس حال تورج اس بیان مین ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگا بدین سبب اول طلسم ہزار برج کی داستان بیان کیجاتی ہی پھر انشاء اللہ کیفیت جہانگیر بیان کرونگا

کنون باز گویم بہان داستان	شنیدید و گشتید مشتاق آن

افسانہ خوانان جرائد طلسمات نیرنگی تحریر اسطرح دکھاتے ہین کہ جب سب افسر و لشکر اُس بادیہ طلسم سے لڑ بھڑکر چلے گئے تاحد از نظر اپنے مقام پر آیا اور اپنے طلسم کے بچانیکی فکر کرنے لگا مگر اخگر جو شہزادہ تورج کو لیکر پوشیدہ ہوگئی تھی بعد میدان صاف ہونے کے ظاہر ہوئی اور شہزادے کو ہوشیار کیا اور سب حقیقت معرض بیان مین لائی شہزادہ نے فرمایا کہ اب مین یہان نہ ٹھہرونگا برائے فتح طلسم جاؤنگا اخگر نے عرض کیا اچھا آپ اُدھر کشر لیجائیے مین فقیرنی بنکر پھرونگی جب خدا تعالیٰ آپکو امیر اس طلسم کا کریگا مین بھی مل ہونگی بہزاران گریہ وزاری اس ستیاردشت محبت کو رخصت کرکے آپ فقیرانہ لباس کیا چہرۂ انور کو خاک آلود کرکے گویا چاند پر خاک ڈالی مطلب کی فقیری اختیار کی لباس گیروا رنگا کنیزون کو بالکیان مقرر کیا بال بھی مٹی سے بھر لیے کفنی گلے مین پہنی جھولی گلے مین ڈالی بستر کے لیے مرگ چھالا لیا

اور صحرا صحرا پھرنا آغاز کیا اُدھر شہزادہ جو روانہ ہوا طی منازل طلسم فرمانے لگا کسلیے کہ یا تو صحرا طلسم بند تھا کہ رفتہ سے عقاب پری کے رہستہ کھلگیا شاید اُسکی حفاظت کے لیے صحرا کو باندھا تھا غرضکہ یہ رہرو بادیۂ طلسمات کوہ و بیابان طے کرتا ایک کوہ زمرد نگار کے قریب پہونچا دیکھا کہ اسجگہ طرفہ بہار ہے پہاڑ کا بھی رنگ سبز اور دامن کوہ مین سبزہ زار درختون کا بھی لباس اور سر کوہ پر آسمان اخضر سایہ فگن دور تک رحمت خدا جوش زن پہاڑ نہ تھا دیوان بہار تھا جو گل تھا وہ شمع شبستان بہار تھا فلک زمردی اُسپر تصدق ہر بار تھا عکس کوہ سے افتخار ارض و غبرا چند سبزۂ خفتہ کا بخت بیدار و بلند جو کوئی اُس جگہ آتا پھر اُسکے عشق مین زہر کھاتا ہر درخت سبز رنگان بامع عالم کا نصیب تھا ہر برگ شاہد بہار کا رفیق و حبیب تھا زمین سب اطلس سبز کا لباس پہنے درخت ہر سمت سایہ دار گھنے گھنے ایک طرف اس پہاڑ کے دامن مین چھیل جیسے بہشت مین ہر سلسبیل گلہائے سرخ سے یاقوت کا زمرد پر مینا یا شاہد بہار سبز پوش کا یاقوت نگار گھنا سبزہ جوش بہار سے اسطرح زمین سے اگ رہا تھا کہ صفحۂ دشت رخسار نوخطان سبزۂ آغاز بنا تھا نظم

گل تازہ چمن نیا نیا رنگ	ایام بھیرے بدل گیا رنگ	صحرا مین وہ جوش گل تھا ہر سو
پھولون کی چھڑی تھی شاخ آہو	خاطر تھی جہان لی عشرت اندوز	تھی صبح بہار صبح نوروز

یہ سرسبزی اس کوہ کی ملاحظہ فرماتا شہزادہ ایک طرف بڑھا تھا کہ ایک مکان دامن کوہ مین بنا ہوا نظر پڑا اکید اُل زمرد کو تراش کر گویا بنایا تھا اسطرح زمرد اُسمین بچی کیا ہوا تھا شہزادہ جب اندر اس قصر کے گیا طاق و ایوان و صحن و رواق ہر ایک کو زمرد کا پایا لیکن کوئی ساکن اُسمین نظر نہ آیا یہان صحن مکان مین چار مست استی گھوڑا زمرد سبز کا ترشا ہوا بندھا ہی تھا ان کے درست مین گھاس کے گٹھے سامنے کھلے ہین دہانے اُنکے منھ سے اُترے ہوے ہین وہ گھانس کھا رہے ہین پشت پر اُنکی زین زمرد رنگ اور زمرد دونکے ہین رکابین بھی زمرد کی ہین پٹھون پر پاکھرین زمرد کی پڑی ہین اور ہر ایک کی پشت پر ایک ایک سوار زمرد کا پتلا بیٹھا ہی واقعی اس اصطبل مین وہ وہ سبزۂ فلک جسکے سامنے شرمندہ اور سرفکندہ ہی شم اُنکے بدر سے کہین بہتر خورشید فلک سے ہزار درجہ منور و مدور سمون کو دیکھکر بر چشم حیران رہے پیش نظر تبلیون کا تماشا ہو نیرنگ بیان رہے دم اُنکی طرۂ گیسوے پری ذوذنب کی صورت مگر خاصیت مین سعد اکبر مثل مشتری کفل پر

نگاہ پھیلتی دو کوہ بلند نظر آتے نگاہ مردم پھسلجاتی اُسکا ماتھا آئینہ مہر گردن ہلال سپہر جلد جسم کی تار
مثل برگ گل تر کو ڑا جسکو حرکت مژہ صرصر کان خوشنویس کے بنائے ہوئے قلم یا آبدار سنان نہین نہین
مثل پیکان یہ بھی نہین بلکہ سنان مژگان معشوقان دہانہ ایسا چھوٹا کہ دہان معشوق تنگ دہان
یا غنچہ بوستان آنکھین چشم غزالان ختن واقعی چیتے کی کمر اور آنکھین مثل دیدۂ ہرن کہ نظم

طاؤس لیطرح دم تھی رنگین	زر ریز تھے مہر کی طرح زین	شیشہ کا گلا کہ پر چم دم
تھے جام شراب حسن ہر سم	ہو مشک پہ بال سے طرا	خجلت دہ گیسو چلیپا
کنگھی چوٹی بلا غضب کی	جس طرح عروس پہلی شب کی	شہزادہ یہ کیفیت دیکھکر متحیر تھا

کہ انمین سے ایک پتلا بولا اے طلسم کشا ہم سب آپکے نوکر ہین مگر ابھی نہین جب آپ لوح
طلسم پائیگا اُسوقت ہمین اپنے جلو مین دوڑائیگا شہزادہ یہ کلام سُنکر سمجھا کہ پتلا سچ کہتا ہے
مقدمہ طلسم کا ہے ہم بھی خبر نہو اور یہان سے آگے بڑھو یہ سمجھکر عنان عزم کو اُسطرف سے منعطف
کرکے اُس قصر کے دوسرے دروازے سے باہر نکلا یہان دیکھا تو اور ماجرا نظر آیا یعنی ایک پہاڑ
یاقوت احمر کا سرخ بالکل دیکھا زمین بھی سرخ درخت بھی سرخ عکس کوہ سے روے ہوا سرخ
آفتاب کی تمازت اور دھوپ جو عکس کوہ مین شامل ہوئی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین سے
فلک تک آگ بھری ہے گلہاے سرخ سے تمام دشت مملو شاہد بہار کا نام گل و درخت ہر ایک لعل
کے لال یاقوت اور زر سرخ سے مالا مال تھا لاہر درخت کا کان یاقوت و طلا عکس کوہ سے ہر چشمہ
آب مطلا آہوان دشت تک اِس جگہ سرخ خام سنگریزے زمین کے ماہ تمام زمین و زمان سب سرخ
زلف سنبل مین حنا مو بمو خلاصہ یہ کہ ہمزہ کا لال یہ حال دیکھتا وہان سے چند قدم آگے بڑھا تھا کہ ایک
بنگلہ یاقوت رمانی کا بنا ہوا نظر پڑا وصف مین اُس بنگلہ کے زبان لال ہے واقعی ہمشال ہے شہزادہ
اُس بنگلہ مین جب آیا میز کرسی و نگل شیشہ آلات سے اُسکو آراستہ پایا لیکن ہر چیز سرخ رنگ دیکھی
عقل اپنی دنگ تھی کہ یہ کیا اسرار ہے یہانکا مالک کون گلعذار ہے اِسی سوچ مین تھا کہ ایک طرف
صحن مین بنگلے کے درخت لالہ کے نگر جو لہر یاقوت کے ترشے لگے تھے اُنکے بیچ مین کرسی بچھی
ایک بجلی تڑپ رہی تھی شہزادہ کس سے پوچھتا کہ یہ کیا ماجرا ہے حیران تھا اُسی حیرانی مین خیال
آیا کہ لاؤ وہ انگوٹھی جو اخگر نے دی تھی اُسکو دیکھون شاید کچھ مطلب اُسپر نقش پاؤن یہ سوچکر انگوٹھی

کے نگینہ پر نگاہ کی لکھا دیکھا کہ یہ سب مقام طلسم کشا کے لیے ہی وہ جہان چاہے بیٹھے شہزادہ دیکھکر ایک کرسی یاقوت نگار پر اُس بنگلہ مین بیٹھا بیٹھتے ہی بنگلے کی چھت چرچرائی اور تڑاقا ہوا ستون بنگلے کے پھٹے یہ گھبراکر اُٹھا تھا کہ بنگلہ سر پر آیا شہزادہ نے ہاتھون پر روک کر بازو اپنے ستون بنائے لنگر مار کر پانوٗن قائم کر کے بنگلے کو ایک طرف پھینکا بنگلہ تو ایک طرف گر گیا مگر لنگر مارنے سے پانوٗن زمین مین دھنس گئے شہزادہ فلک وقار بزور صاحبقرانی پانوٗن زمین سے نکالکر الگ استادہ ہوا اُسوقت ایک آواز آئی کہ ہاے مارے ڈالتا ہی اور کوئی نہین سنتا اے ساکنان طلسم ہماری فریاد کو پہونچو یہ آواز آتے ہی از خود ہر گوشۂ دشت و در سے شور و غوغا بلند ہوا کہ لیجیو گھیر لیو پکڑ لینا مارنا یہ غل سنکر شہزادہ گھبرایا اور انگشتری پر نگاہ کی اُسمین لکھا پایا کہ اے شکنندۂ طلسم یہ جو سامنے کرسی بچھی ہی اُسکو اُٹھا نیچے اُسکے ایک تختۂ سنگ ہی اُسکو ہٹانا دہنۂ نقب ظاہر ہوگا اُسمین چلے جانا اگر اِس کام مین ذرا بھی تامل کیا تو سو ر و صد آفات دہلا ہوگا اجل کا سامنا ہوگا شہزادہ نے فوراً کرسی کو اُٹھا تختۂ سنگ کو ہٹایا پھر تو وہ غلغلہ قیامت انگیز برپا ہوا کہ رستم بھی ہوتا تو زہرہ فرط خوف سے آب آب ہو جاتا خاکدان عالم بالکل ظلمت سرا تھا چار سمت اندھیرا تھا شہزادہ نے کچھ خوف و خطر نکیا بے تامل اندر نقب کے قدم رکھا یہ معلوم دیا کہ آتشکدہ مین کسینے ڈالدیا سارے جسم مین آگ لگی اور تڑاقا ہوا شہزادہ تاب نہ لا سکا بیہوش ہو گیا پھر جو آنکھ کھلی تو ایک دریاے ذخار مین اپنے تئین پایا کہ بہتا ہوا جاتا ہون اس ماجرے سے بہت حیران تھا کہ مین کہان تھا اور کہان آگیا غرض دریا مین ہاتھ پانوٗن مارتا شناوری کرتا چلا مگر دم چڑھگیا دست و پا شل ہوئے اُسوقت یقین ہوا کہ زندگی حباب آسا ہی یہ خراب آباد دہر سراب آسا ہی کشتی حیات تباہ ہوا چاہتی ہی ساحل نجات کوسون کیا منزلون دور اب مرنا ضرور ہی بس آبدیدہ ہو کر یہ شعر زبان پر لایا کہ بیت

اتنا تو پوچھا ہوتا بس ہی ساحل نجات	کشتی یہ کسکی تھی جو تباہی مین بہگئی

غرض نظر بتفصیل مالک بر و بحر کر کے کہ تو ہی بیڑا پار لگانے والا ہی چند قدم آگے بہا تھا کہ ایک ٹیکرا نظر آیا اور اُسپر ایک ملاح کو بیٹھے پایا کہ دور دریا مین پھینک کر مچھلی کا شکار کرنا چاہتا ہی شہزادہ غوطہ مار کر اُس ٹیکرے کے قریب گیا اور جب غوطہ سے اُبھرا ملاح پکارا کہ اے نوجوان اگر تو ڈوبتا ہی

تو یہ ڈور تھام لیے کسلیے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہی شہزادہ نے ڈور تو نہ تھامی مگر انگشتری
دیکھنا چاہی فوراً تلاطم آب ہوا اور موجون کے طمانچے منھ پر پڑنے لگے پانے کے چھینٹے آنکھین
بند کیے دیتے تھے ناچار ہو جب کتنے ملاح کے اُس ڈور کو پکڑا اور ملاح نے کھینچا یہ نہنگ بحر شجاعت
اُسکے سہارے سے باہر نکلا ملاح نے کہا کہ تم ڈوب جاتے اگر مین نہ نکالتا یہ احسان میرا مانو اور جوین
کہون وہ کر مسنوارا وہ طلسم شکنی سے باز آؤ طلسم مین کچھ مال و متاع نہین صرف بندگان سامری
و جمشید رہتے ہین اور انھین غریبون کی آہین روئی ہی تم مسلمانون کے لیے سارا عالم چھوڑ دیا ہی
یہ کونا بندگان سامری و جمشید نے لیا ہی اُنکو ستانا اچھا نہین شہزادہ نے فرمایا کہ او بیہودہ تو
جھک کیا مارتا ہی مین سامری پرستونکا نام تو دفتر عالم مین رکھونگا نہین سبکو غرق قہر فنا کرونگا
ملاح یہ سنکر بہت خفا ہوا اور کہا او خیرہ سر یہ طلسم نزار ہج ہی کوئی ایسا ویسا مقام نہین تو کیا کریگا
اچھا اب اس دریا سے دیکھون تو کیونکر نکلجاتا ہی یہ کہکر اُٹھا اور ایک طرف چلا اور پھر کر کہا کہ اب بھی
میرا کہنا مان اور میرے ساتھ آ شہزادہ نے اُسوقت انگشتری کو دیکھا معلوم ہوا کہ ہرچکہ زبردستی نہ
چلیگی اسکے ساتھ تمکو جانا ہوگا شہزادہ یہ دیکھکر کچھ کہنے نپایا تھا کہ وہ ملاح زمین پر گرا اور تڑپکر شیر غران
بنا اور اس اسد مشیۂ شجاعت پر حملہ آور ہوا یہ اُسکے مہمہ کو روکر سکا گرپڑا اُسنے منھ مین داب کر جو اچھالا
یہ پشت پر اُسکی پہونچا وہ پیٹھ پر لاد کر اُس دریا مین کودا اور شناوری کرکے آن واحد مین پار پہونچا
دیکھا اُس پار دریا کے صحرا ے ویران و ہولخیز ہی نہایت وحشت انگیز ہی غول بیابانی شعلہ فگن ہین
ارژدرون کے غار ہین شیرون کے مسکن ہین جناب عبداللہ بیابانی جو وہان آئین یقین ہی کہ خوف
کھائین اور تا دو ہشت سے قدم نرکھین حضرت خضر دعاے حفظ و صحت دم کرین جو درخت تھا
مثل مرد مفلس پریشان جو برگ تھا برنگ پوا نگان آئینہ وار حیران وحشت کی نگہ چھائی عبرت
و آفت پرستی آفتاب دیدۂ وحشتناک کی طرح آنکھ پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہر بگولہ بو سیاہ نظر آتا مختصر
کہ اُس صحرا مین ایک منڈھی سر کی پڑی ہوئی وہ بھی نہ سر کی نہ پیر کی مثل عاشق دلسیدہ مو
اُجاڑ اُسمین ایک جوگی بیٹھا ہوا لیکن سر جٹا مونھ بھاڑ موٹا خنگا نہایت دبگا از سر تا پا ننگا بال
جٹا دھاری زمین پر گھسٹتے چلتے تو مد نکلی ہوئی ہاتھ مین دو لکڑ جلتے لیے ہاتھ پر صندل سے ایک
بنا ہوا پنجہ ترسول کا چھاتی پر سپید درسے چھپا ہوا کھڑاؤن پہننے کی آگے دھرین سرخ سرخ آنکھین

حدقۂ چشم سے باہر نکلی پڑتین ہیراگی ٹیڑھی بغل کے نیچے تکیہ کیے بیٹھا تھا شہزادہ کو اُس شیر نے سامنے اُسکے لاکر ڈالدیا اور آپ مثل انسان بنکر پکارا کہ اُستاد یہ مقید طلسم حاضر ہی جوگی یہ سنکر شہزادہ سے گویا ہوا کہ ای تو رج تجکو یہانتک آنا مناسب نہ تھا یہ طلسم ٹوٹنا بہت محال ہی تجکو لازم ہی کہ خداوند سامری کو سجدہ کر شہزادہ کو اس گفتگو سے بہت غصہ آیا اور کہا ای تیرہ روزگار تم مین سے ایک کو بھی مین انشاءاللہ زندہ نچھوڑونگا سنگ ظلم سے سر توڑونگا جوگی نے کہا اب تیری قضا ہی آگئی یہ کہکر ایک خنجر بورے کے نیچے سے نکالا اور اُٹھکر جانب شہزادہ چلا شہزادہ نے بھی حملہ کرنے کا ارادہ کیا دیکھا تو وہ دو جو دریا مین مین نے پکڑی تھی میرے بازو پر بندھی ہی ہاتھ قابو مین نہین ہین یہ دیکھکر چاہا کہ انگشتری کو دیکھون اس عرصہ مین اُس جوگی نے خنجر مارا شہزادہ انگشتری پہنے تھا اُسکی برکت سے خنجر اُچٹ گیا اور جسم صحیح وسالم رہا اور اسنے انگشتری کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ اس اسم کو پڑھکر بازو پر دم کر شکین کھلجائینگی اسنے اسم در دزبان کیا اُدھر جوگی نے خیال کیا کہ اسپر میرے خنجر نے اثر نکیا شاید کہ یہ بھی ساحر ہی یہ سمجھکر گویا ہوا کہ ای طلسم کشا سلمانون کو سنا تھا کہ ساحر نہین ہوتے ہین مگر تو ساحر بھی ہی شہزادہ نے اسم تو بازو پر دم کیا کہ وہ دو رملگئی جب اس بندسے رہائی پائی جوگی سے کہا ہم ساحر ہین تو اپنے لیے اور نہین ہین تو اپنے لیے اب تو اپنی سزا اپنے کنار مین دیکھ جوگی نے اسکو دُور سے چھوٹتے بھی دیکھا تھا سمجھا کہ مقرر یہ طلسم کشا ہی اس سے آشتی کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا اے شہزادہ معلوم ہوا کہ آپ فتاح طلسم ہین اچھا مین سحر آپ پر سے دفع کیے دیتا ہون آپ بیٹھے اور جو کچھ مین کہون اُسکا جواب دیجیے یہ عرض کرکے رد سحر پڑھا کہ شہزادہ پر بالکل اثر سحر کا باقی نرہا یہ کیفیت دیکھکر وہ ملاح جو شیر بنکر اس ضیغم نیستان جلادت کو یہان لایا تھا گھبرایا اور رو بفرار لایا یہانسے کچھ فاصلہ پر ایک اور ساحر رہتا ہی کہ نام اُسکا فیلان جادو ہی اُس سے جاکر اُسنے سب کیفیت بیان کی وہ حال سنکر غضبناک ہوا کہ یہ اس جوگی نے کیا کیا مسلمان سے ملگیا دین و دنیا دونون کو کھو بیٹھا اب مجکو لازم آیا کہ اُسکو سزا دون اور ابھی سویرا ہی دین قدیم کی طرف اُسکو پھیر دون یہ کہکر اپنے مقام پر سے اُٹھا اور زمین پر گر کر لوٹ مار کر ایک مست ہاتھی بنا کہ چارون بھٹیان ٹپکتی تھین کچلی مین خود نظر آتا تھا قد اتنا بڑا تھا بلکہ فیل فلک اُس سے خوفناک ہوا اسد چرخ کو ٹھوکرون مین اُڑانے کا ارادہ رکھتا تھا دو دانت مثل قامت عج بن عنق منہ سے باہر نکلے ہوئے گورکن قضا کے معلوم دیتے

اس ہیئت سے بنکر روانہ ہوا اور سامنے جوگی کے پہونچا وہ جوگی تورج کو منڈھی مین لیکر بیٹھا تھا
اور مناظرہ اپنے دین کے آئین کا کر رہا تھا کہ یہ پہونچا اور للکارا کہ او بیحیا او بیدین یہ کیا تو نے غضب
کیا کہ متاع ایمان کو مع نقد و جنس تو کھو بیٹھا اپنی ایمانداری سے بجز بے ایمانی مین ہاتھ دھو بیٹھا
اب مجکو لازم ہی کہ تجکو سزائے معقول دون اُس جوگی نے کہ نام اُسکا بیابانی فیل پیکر جادو تھا
یہ گفتگو جو سنی غصہ ناک ہوا کہ یہ نالایق میرے مقابلہ مین آیا ہی اور بے سمجھے مجکو بے ایمان بناتا ہی
حالانکہ مین ابھی شریک طلسم کشا نہین ہوا پس بغضب تمام اپنی جگہ پر سے اُٹھا شہزادہ نے
کہا کہ تم تامل کرو مین اس سے سمجھے لیتا ہون اُسنے کہا نہین آپ تماشا دیکھیے اس نالائق کی بھی یہ حقیقت
ہی کہ میرے مقابلہ مین آیا ہی یہ کہکر منڈھی سے نکلکر لوٹنے لگا اور ایک ہاتھی مست بنکر اُسپر جھپٹا یہ بھی
ایسا فیل مہابت شکوہ بنا کہ گاؤ زمین کو بار اُٹھانا مشکل ہوا طبقۂ زمین مین زلزلہ آیا کشتی
ارض ڈگمگانے لگی مالک بر و بحر کو کفیل حال سمجھکر دنیا بچانے لگی اور یہ اُٹھکر اُس
فیل سے مقابل ہوا باہم ڈھڑاکا ٹکر کا چلنے لگا زمین و زمان دہلنے لگا خشم طرفین
کے کھونسے پڑنے لگے بھونڈے سے بھونڈے لڑنے لگے تا دیر باہم زور رہوئے آخر دونون
کے سر پھٹے اور شرارے نکلے اسکے سر کا شرر اُسپر اور اُسکے سر کا اِسپر پڑا دونون مثل دیو آتشباری
کے جلنے لگے اور ایک شرر اگر اُس ملاح پر بھی پڑا کہ وہ بھی جلنے لگا آخر یہ تینون شیاطین فی النار
والسقر ہوئے اور جلکر خاکستر ہوئے شہزادہ یہ قدرت خدا تعالیٰ دیکھکر ششدر تھا کہ اُس دافع
البلیات نے ان بلاؤن کو کیا بطور آسان دفع فرما دیا غرض شادان و فرحان وہان سے آگے
روانہ ہوا اور اُس صحرائے وحشتناک کو طی کرکے ایک ایسے بیابان مین پہونچا کہ سراسر منور و
روشن تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارہا آفتاب نکلا ہوا ہی فلک سے نور برستا تھا ابر کے سفید
ٹکڑے چھائے جو چمک مہرتابان کی رکھتے تھے شاہد روزگار کس خوبروئی سے لباس نورانی
زیب قامت کیے چہرۂ عارفان یا لسان قلب روشن ضمیران زمین و زمان روشن ہر چشمۂ آب کی
موج برق پرتو چمک زن ہر شجر نہال وادی ایمن ہر شاخ لسان شاخ طور ہر سنگ چمک مین ہ
از رخسار حور شہزادہ اُس وادی نور کو ملاحظہ فرماتا جب کچھ دور چلا سامنے ایک تودۂ سنگ
سے بنا ہوا نظر پڑا کہ سنگ مرمر اُسکو دیکھکر غیرت سے مرمر جاے شب کافوری رشک سے

بہیر اکھائے ہر دیوار اُسکی صفائی مین روے تابان معشوق سے بہتر ہر کنگرہ اُسکا رفعت
مین فلک کا ہمسر شہزادہ قریب در قلعہ آیا دروازہ بھی سنگ سفید کا پایا کہ مثل چشم چنا بعقوب
انتظار مین کسی یوسف لقا کے کھلا ہوا اور سفید ہوگیا تھا در قلعہ پر ہزار ہا ساحر بعہدہ دربانی بیٹھا
تھا شہزادہ بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوا کسیسے منع نہ کیا جب اندر آیا نور کی بستی رعیت و فوج عشرت سے
ہنستی دیکھی دکانات ہر قسم کی اشیا سے معمور ہر شخص فارغ البالی اور مرفہ الحالی سے بیفکر و خوش
جدھر دیکھیے سامان عشرت فراہم کثور اجتماع ہنگامۂ نشاط برپا نہایت کھا گھم کہ بمقتضاے ابیات

بازار مین یون سڑک صفا خیز — جسطرح کہ نہر آب لبریز — سرخی ہوئی روح کے لیے قوت
کوٹے ہوئے اُسپہ لعل و یاقوت — سرخی سے عجیب عالم نور — یا مانگ مین مہوشون کے سیندور
تھے جمع کسی طرف فسون گر — بن جاتے تھے دم مین پر کبوتر — نٹ بانس پہ کر رہا تھا مذکور
مین دار پہ ہون جواب منصور — تیار کہین جو نان حلوا — اُترا تھا فلک سے من و سلوی
پوری سے گر سنگی کو دوری — بھوکون کی ہوئی مراد پوری — وہ گرم کچوریون کا عالم
یان جسکی ہوس مین آئے آدم

شہزادہ فلک جاہ یہ کیفیت شہر کی دیکھکر بہت محظوظ ہوا اور
اُسکے تشنہ دگر سنہ تھا ایک دکان کے قریب گیا اور جیب سے مشت زر و جواہر نکالکر دکاندار کو
دیا اُسنے ایک خوان مین مٹھائی طرح طرح کی لگا کر اپنے دکان کے ایک گوشہ مین بھجوائی اور قالین بچھوا دیا
شہزادہ دہان جاکر بیٹھا اور مٹھائی کو اٹھا کر قریب دہن لایا ایسی بوے بد آئی کہ دماغ پریشان ہوا گھبرا کر
مٹھائی کو جو دیکھا پھپھڑا سڑا ہوا کسی جانور کا نظر آیا اُسنے اُسکو پھینک کر پھر دلی اٹھائی ویسی ہی بو
آئی اب دیکھا تو گوشت سڑا ہوا ہے شہزادہ نے وہ سب خوان اٹھا کر قریب حلوائی آکر اُسکے منہ پر مارا
اور کہا او بیمایہ دھت بندی کرکے مٹھائی کے عوض سڑا ہوا گوشت بیچتا ہے حلوائی عذر کرنے لگا اُس
سے حجت کر رہا تھا کہ اُس حلوائی کا باپ آیا اور اُسنے پوچھا کہ یہ کیا تکرار ہے حلوائی نے سارا ماجرا بیان کیا
اُسنے سب کیفیت سُنکر معلوم کیا کہ یہ شہزادہ شکستۂ طلسم ہے بس اُسنے شہزادہ کے آگے ہاتھ باندھے اور روپیہ
جو کچھ اُسنے لیا تھا وہ سامنے حاضر کیا اور عرض پیرا ہوا کہ آپکے قابل یہ مٹھائی نہین ہے اور کہین سے
لیجیے شہزادہ نے دام تو واپس لینا خلاف شان سمجھا اور آگے بڑھا اُدھر حلوائی کا باپ اُس شہر کے
حاکم پاس گیا حاکم کا یہان کے قیصر جادو نام ہے چنانچہ وہ دار العمارۃ شاہی مین اورنگ خلافت پر

بیٹھا تھا کہ اسنے اطلاع کرائی کہ یہ احقر آپکے فائدہ کی بات تخلیہ مین عرض کریگا بادشاہ نے اُسکو تخلیہ مین طلب کیا اُسنے عرض کیا کہ ای بادشاہ عالیجاہ آپکا ہم رعایا سے حکم تھا کہ جب کوئی ایسا شخص آئے کہ اُسکے ہاتھ مین مٹھائی یا روٹی ہو جائے تو اُسکی خبر ہمسے کرنا پس آج وہ شخص آیا ہی اور یہ ماجرا گذرا ہی بادشاہ نے جب تمام ماجرا سنا حلوائی کو تو انعام دیکر رخصت کیا اور کوتوال کو شہر کے بلاکر حکم دیا کہ پانچ چار سو پیادے ہمراہ لیجاکر طلسم کشا آیا ہی اُسکو پکڑلا کوتوال حسب ارشاد بادشاہ کوتوالی مین آیا اور پیادون کو حکم سنایا تہی پھنکی پیادون نے کمر کسی روند تیار ہوئی توڑے شیر ہوئے تیر کمان سنبے سنبھالے تلوارین پرتلون مین ڈالین ساز سینگڑا لگایا جنگ پر آمادہ ہوکر ہر ایک پیادہ چلا اتنے عرصہ مین شہزادہ تورج نے نانبائی کی دوکان سے کھانا مول لیا اور بدستور اول جب کھانے بیٹھا خون کی بوآئی دیکھا تو روٹی سڑی بوٹی ہی شہزادہ نے وہ پھینک حلوائی اور نانبائی سبکو گالیان دینا شروع کین نانبائی کے یہان سے پانچ چار کیرے کنگیرین بگڑکر دوکانپر سے کودے اور پکارے کہ رہ تو جا ہم ابھی تیرا خمیر بگاڑے دیتے ہین قسم دانیال کی جو اب تو نے ہمارے مالک کو کچھ کہا تو مارتے مارتے تورا کردینگے شہزادہ کو اُنکے کلمات بیہودہ سنکر زیادہ غصہ آیا دو ایک کا سر ٹکرا کر پھینکا پھاڑ دیا اور آتش غضب تورسینہ مین جو زیادہ مشتعل ہوئی دو تین کو جان سے مار ڈالا اور دیکھا کہ چند خوان کھانے کے تیار کسی امیر کے یہان بھیجنے کو نانبائی نے الگ رکھے ہین اُنکو دیکھکر سمجھا کہ مجکو مسلمان سمجھکر یہ بیجیا ایسا کچھ کرشمہ کرتے ہین ان خوانون کا کھانا اچھا ہوگا پس یہ سمجھکر نانبائی کو تو مار کر دکان سے بھگا دیا اور وہ خوان اپنے قبضہ مین کیے نانبائی اور ملازم اُسکے اُسکے ظلم سے مثل دانہ گندم پسے ہوئے دہائی دیتے جانب کوتوالی روانہ ہوئے کہتے جاتے تھے کہ ایک بردست ایسا آیا ہی کہ اُسنے ماد شیرال ہمارا بھیجا ہی اور ہمکو مار کر دل و جگر کا ہمارے قلیہ کیا ہی غلیہ یہ ہی کہ وہ طلسم کا توڑنے والا ہی یہ تو سب دہائی دیتے ادھر چلے ہین ادھر شہزادہ نے خوان کھولکر کھانا کھانیکا قصد کیا تھا کہ کوتوال پیادے لیے آپہونچا شہزادہ اُسکو دیکھکر دوکان پر سے مثل شیر غضبناک کے کودا اور تیغ تیز کھینچکر اُنپر جا پڑا شمشیر بران بھی تشنہ خون دگر سنہ جان دشمن تھی دانایان شہر جنگ کے لیے گاہن تھی جسنے سردن کے پیڑے تنور مرگ مین لگا دیے پیادے شطرنج کے بنا دیے لاش پر لاش گرنے لگی شہر مین ہلچل پڑگئی دکانین جلدی جلدی دکانداروں نے بند کین بعض دکان چھوڑ کر بھاگے

دروازے گھروں کے بند ہوکے رعایا بھاگنے لگی بدمعاش اُچکّوں کی بن پڑی مین نے تمھارا
تمنے اُسکا گھر لوٹ لیا تمام شہر مین غدر مچگیا کوتوال اُن پیادون کو اس فیل تن سے کیا لڑا سکتا
آخر زچ ہوکر رد بفرار لایا اسپ ہمت میدان نامردی مین دوڑایا مات ہوکر رخ جانب ردولت
بادشاہ پھیرا جنگ کا مہرہ نہ روک سکا بادشاہ نے جب یہ حال کوتوال کا دیکھا اپنے بساط مین
جسقدر لشکر رکھتا تھا اُسکو تیار ہونے کا حکم دیا دس ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادے تیار ہوکر
اُسکے ساتھ چلے قرناے جنگی پھنکی طبل دبوق کی صدانے دنیا دہلا دی سپاہی تلوارین چمکاتے
ساحر سحر کی تیرنگی دکھلاتے روانہ ہوے آگے سبکے بادشاہ مرکب اژدردمان کو بنائے تاج سر پر
ہتیار جسم پر لگائے اسباب سحر سازی وعزیمہ جوئی ساتھ لیے بڑے کروفر سے شہزادۂ نامور
کے قریب آکر پہونچا شہزادہ بخوف وخطر اس لشکر پر بھی حملہ آور ہوا اب تو چار طرف سے سحر کی
مار اور تیرون کی بوچھار ہونے لگی کسیطرف سے نارنج وترنج ونارنیل وغیرہ برستے تھے کسی جانب
سے تیر وتلوار وخنجر ونیزہ پڑتے تھے سحر کے اژدر قلاب التشین چھوڑتے مُنھ پھیلا کر دوڑتے ساحر سحر
سے آگ اور پتھر برساتے لیکن بسبب انگشتری شہزادے کا کچھ نکر سکتے اُدھر حربہاے تیروگرز کو یہ
بہادر ہمہ تن چشم بنکر روکتا اور دو ایک کو مار کر مرکب حاصل کرکے سوار ہوا تھا تیغ دودم نے اُس
بہادر کی عدو کا دم بند کیا تھا اس شہر مین تلوار کا رواج تھا متاع جان کی گرم بازاری تھی امان
کو ہر ایک محتاج تھا شمشیر کا خم بخراب دکان نظر آتا جوہر کا جواہر جیسین بکتا ہر ایک پاتا دلال اجل
پیر وجوان کی جان کا ایک ہی نرخ بتاتا کاخ تن سے مکین یعنی روح فراری مرگ مفاجات کی
بستی زندگی دیار جسد مین امان کے کال ہونے سے عاری شہزادے نے دم بھر مین سر دن کے
کنگرے اور دست وپا کے ستون بنا دیے جسد عدو مسمار کرکے سینون کے چبوترے درست
کیے لاشون کے ڈھیر لگا دیے کہ نظم

زمین کرد سرخ آن دلاور بخنجر	سیہ گردہ گاؤ پیکر بخنجر	بہر سو کہ مرکب بر انگیختے
چو برگ خزان سر فرو ریختے	بہ شمشیر بران چو بگذاشت دست	سر سرفرازان ہمیکرد پست
اگر بر زدی بر سر آن سرفراز	بدو نیمہ کردیش با اسپ و ساز	چو شمشیر بر گردن افراختی
چو کوہ از سواران سر انداختی	زخون دلیران بدشت اندرون	چو دریا زمین موج زن شد بخون

اور ازبسکہ یکہ و تنہا اتنی بڑی فوج سے لڑ رہا تھا تو پلٹنون رسالون مین قتل و قمع کرتا ہوا لشکر
شقاوت اثر کے ریلون کو روکتا قریب بادشاہ پہونچا اس فکر مین کہ جبتک بادشاہ گرفتار یا
قتل نہوگا فتح نہونا دشوار ہی تم اکیلے کہان تک قتل کروگے سور ماچنا بھاڑ نہین پھوڑتا یقین
ہی کہ مارے جاؤ گے یا گرفتار ہوجاؤ چنانچہ جب قریب قیصر پہونچا اُسنے ایک سحر کا تاریخ سینہ سے بے ریخ
پر مارا مگر بوجہ انگشتری کچھ نہ رنج پہونچا تاریخ اُچٹ گیا بادشاہ سمجھا کہ یہ طلسم کشا ہی جنگ مین زیر نہوگا اس
سے کرکرنا چاہیے اسی اندیشہ مین تھا کہ شہزادہ نے گھوڑا اژدر سے اُسکے ملاکر کمر زنجیر مین اُسکی پنجہ ڈالی
اپنا دیگر زور کیا اور ہاتھ پر اُسکو اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیگر چورنگ ہوائی کاٹون لیکن وہ دغاباز پکارا
کہ ای شہریار غلام طالب امان ہی شہزادہ نے اُسکو زمین پر اُتارا اُسنے لشکر کو اپنے جنگ سے منع
کیا اور آپ رکاب ظفر انتساب شہزادہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا حضور میرے کلبۂ احزان کو اپنے
قدم سعادت توام سے شبستان عشرت بنائین مجکو اور تمام اراکین سلطنت کو مطیع اسلام کرکے
سرچشمۂ ہدایت پر پہونچائین کہ آپکا مقتضاے بیت

آواز قدم دم مسیحا		نقش کفِ پا چراغ موسیٰ	

ہی یہ انکسار جو شہریار عالی تبار نے اُس مکار غدار کا دیکھا چشم مروت جانب پشت پا جھکائین اور
عنان مرکب کو اُسکے خانۂ پر نیرنگ کیطرف منعطف فرمایا وہ ننگ خانمان لشکر لقبیۃ السیف کو طلب مین لیے
ڈنکے بجوا تا بعظم و شان تمام اس والا مقدار کو اپنے گھر لایا اور دار العمارۃ مین پہونچکر عرض پیرا ہوا کہ یہ تخت
و تاج حاضر ہی شہزادہ نے اُسکو تاج بخشی فرماکر تخت پر بٹھایا ارکان دولت نے نذرین شہزادہ کو دین اور
اُسنے اطاعت اسلام کا جب اقرار کیا اُسوقت اس سیر چشم نے خاصہ طلب فرماکر نوش فرمایا پھر اُسنے
حکم ترتیب جلسۂ عشرت دیا ساقیان حور شمائل و طوائفان زہرہ تمثال و پری خصائل حاضر ہوکر ادائے
عیش و مسرت دینے لگے جام خندہ زن ہوئے مسرور اہل انجمن ہوئے کہ ابیات

جادو نگہان و سحر کاران	غارت گر ہوش ہوشیاران	گل پیرہنان نازک اندام
بس لیگئے دل سے چین و آرام	دن بھر سے طرح ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا ہر ایک فرط شوق	

سے بے شرم رہا جب ساحر شب کے قلب مین مثل نور اسلام نور قمر ضیا افروز و جلوہ گستر ہوا اور
آفتاب نے مطیع الاسلام ہوکر سر بسجود مغرب رکھا کہ مقتضاے مقام

جو کین خورشید نے طی منزلین چار | گیا دن آئی شام روشنی بار | ہوا مہتاب جب اُونچا فلک پر
زمین پر چاندنی چھٹکی برابر

بادشاہ نے ایک قصر عالی رفعت اس صاحب منزلت کے لیے بہر آرام خالی کرا کر پلنگ کرسی میز فرش سے آراستہ کرایا اور جملہ سامان راحت وہان مہیا کر کے عرض کی کہ آپ کسل راہ رکھتے ہین جا کر آرام فرمائیے شہزادہ اُسکے کہنے سے مکان مذکور مین بہر آرام آیا اور وہ اُٹھکر اپنے شبستان مین گیا اِس بادشاہ کی دختر ہی کہ نام اُسکا موے جادو ہی اتنی بڑی ساحرہ ہی کہ بال بال مین اُسکے ساحری ہی رگ رگ مین مکاری بھری ہی چنانچہ اِسوقت محل مین وہ سحر خوانی کر رہی تھی سامنے صحن مکان مین چمنستان لگے ہین سیر بھی دیکھی جاتی تھی یہ بادشاہ اُسکے پاس آیا اُسنے براہ تعظیم سر جھکایا تسلیم بجا لائی لیکن صورت باپ کی متفکر اُسنے پائی حال ملال استفسار کیا بادشاہ نے جملہ کیفیت آمد طلسم کشا اور اپنا بہکر اطاعت کرنا بیان کر کے کہا کہ کوئی صورت آئینہ خیال مین جلوہ گر نہین ہوتی کہ اِس مسلمان کو اسیر کرون اُس لگاتہ نے ہنسکر جواب دیا کہ آپ گھبرائیے نہین مجکو بزور سحر حال اُسکا معلوم ہی اِس شہزادہ پر ایک ساحرہ نے فریفتہ ہوکر انگوٹھی طلسمی اُسکو دی ہی جسکے باعث سے وہ ہر جگہ غالب ہوتا ہی پس حضور غافل پاکر اُسکے ہاتھ سے وہ انگوٹھی اُتار لین وہ قید ہو جائیگا پھر کچھ زور اُسکا نچلیگا یہ کلام اُس دختر نافرجام کا سنکر بادشاہ شاد کام ہوا اور بزور سحر اُڑکر اُسی مقام پر آیا کہ جہان شہزادہ آرام مین تھا یہ قریب پلنگ کے بیٹھ گیا شہزادہ از بسکہ خستہ راہ بہت تھا بدستور غافل سو رہا تھا اپنے دست حق پرست سے اُسکے انگشتری کو اُتارا ہاتھ کو تکان جو ہوئی اِس ثانی سلیمان کی بھی آنکھ کھلگئی دیکھا تو قیصر عفریت خصال میرے ہاتھ سے کچھ اُتارتا تھا غور جو کیا تو انگوٹھی کو نپایا بس فوراً اُٹھ بیٹھا قیصر اُسکے اُٹھنے سے ایسا گھبرایا کہ سحر کرنا بھولا اور بدر دلفزا یا شہزادہ اُسکے پیچھے دوڑا چنانچہ وہ ساحر زبردست ہی اُسنے پرواز کی در اُڑتا ہوا اندر شبستان کے چلا گیا شہزادہ اُسکے عقب مکان آرامگاہ سے نکلکر تا بہ قصر شاہی آیا لیکن جب وہ نظر سے نہان ہوا یہ زیر دیوار قصر ٹھہر گیا اور فکر کرنے لگا کہ اندر ایوان کے جاکر اُس دیو سیرت کو تلاش کرون یہ تو اِس سوچ مین ہین اُدھر وہ بدسیر اپنی دختر پاس آیا اور انگشتری دیکر اُس سے کہا کہ اب اُس مفتری کو قید کر اُس گیسو بریدہ نے انگشتری لیکر اپنے گلے کی ہیکل مین باندھکر ہیکل گردن مین پہنکر انگوٹھی چھوٹے کپڑے مین رکھ لی اور ایک نامچہ پر سحر

دم کرکے اُس مکان کی دیوار پر مارا ایمان شہزادہ موصوف جس دیوار کے نیچے کھڑا تھا اُسمین سے
ایک طوق اور زنجیر آہنی نکلکر گردن و کمر مین پڑ گئی اور چار پنجے روے ہوا سے لسان برق چمک
کرے اور شہزادہ کو اٹھا کر لیگئے اور سامنے اُسی مکارہ کے لائے شہزادہ نے دیکھا کہ ایک رواق
بہ از طاق کسرے و خورنق بہرام تعمیر ہی حسن و خوبی مین سراسر پری تصویر ہی سامنے ایوان کے باغ لگا ہی باغ
خاطر شاعران سے بھی رنگین زیادہ ہی بیچ مین اُس گلشن کے چبوترہ نادر کا ربنا ہی اُسپر مجکو پنجون نے
لاکر بٹھا دیا ہی زنجیر کمر مین ہی طوق گلے مین پڑا ہی یہ دیکھکر خاموش تھا کہ سامنے سے موے جادو اپنے
باپ کو لیے ظاہر ہوئی اور قریب اس شہزادہ پری جمال کے آکر قصد آزار رسانی کیا مگر چہرۂ بے نظیر
سراپا تنویر کو اس ماہ منیر کے دیکھکر یقین تھا کہ غش کر جائے اُسپر طرۂ زلف گرہ گیر ہوئی گویا سحر کا
مارنا چاہتی تھی عشق کا گولا خود چھاتی پر کھایا لشکر عشق نے ملک دل تاراج کر دیا ہجوم غم و ہم نے
گھیر لیا سپاہ رنج کے علم برپا نظر آئے الم کے نشان ہویدا ہوئے مورچہ صبر و ضبط کا ٹوٹ گیا
اس معرکہ مین جی چھوٹ گیا رنگ رخ سفید جیسے سے ناامید آنکھین ڈبڈبا آئین ہوش و حواس
نے رخصت طلب کی جامۂ شکیبائی پُرزے پُرزے ہوا آہون نے سر بلندیان چاہین اُس
جوان زیبا شمائل فرشتہ خصائل حور صورت ماہ طلعت کو دیکھا جسکے دیکھنے سے پریون کو غش آئے
جن کا سایہ ہو جائے بہار باغ رخسار دیکھکر حورون کا دل گلزار جنان مین رہنے کو نچاہے کہ بموجب نظم

گیسوے سیہ جو جسم نجم ہی — جو وصف کرین ہم اسکا کم ہی — جو حلقہ ہی دیدۂ پری ہی
زنجیر فسون سامری ہی — شہباز نگاہ سے تامل — مژگان کو جو دیکھیے تو چنگل
صانع ہی خط جبین سے مخطوظ — زیبا ہی کہین جو لوح محفوظ — ہر چند خرد ابیان تھین اظہار
سوجھا اُسے کچھ بھی پھر نہ زنہار — ثمرگان نظر آگئے پٹاتیر — ابرو کی کجی پہ کھائی شمشیر
اُڑنے لگے جسم سے شرارے — آہون کے شرر ہے ستارے — کچھ درد لگا جو دل مین ہونے
آنکھین لگین زار زار رونے — اپنے باپ سے کہا اب آپ تشریف لیجایئے کنیز اسکا سر کا تکمہ

آپکی خدمت مین حاضر ہوگی باپ اُسکا اُسکے چہرہ کو دیکھکر پہچان گیا کہ یہ اس نوجوان پر فریفتہ
ہوئی بس بغور اُسکے سراپا کو دیکھنے لگا اس عرصہ مین وہ چبوترہ کے اوپر آکر شہزادہ کی صورت
دیکھنے مین محو تھی باپ نے اُسکے یہ دیکھکر کہا کہ اے چھوکری تو کیون فریب دیتی ہی معلوم ہوا

کہ تو اِس مسلمان پر عاشق ہوئی ہو خیر جو تو سمجھ وہ کر مگر انگوٹھی میرے حوالے کر یہ کہکر اُسکے سینہ پر ہاتھ ڈالا اسلیے کہ انگوٹھی لیلون لیکن قضا کا نیا حیلہ سینے وہ ساحرہ بہر قتل شہزادہ ایک سانگ بہت تیز لیکر آئی تھی وہ سانگ اُسکی بغل مین دبی تھی باپ نے سینہ پر جو اُسکے ہاتھ ڈالا از لبسکہ وہ اُسکی دختر ہی اور سینہ مقام حیا عورت کا مقرر ہی ایک تو بسبب شرم کے اور دوسرے اُسکو انگشتری دینا بھی منظور نہ تھی بس اِسکے ہاتھ ڈالتے ہی وہ جھجک کر پیچھے ہٹی یہ اُس سے دوڑ کر بے تحاشا لپٹا سانگ کچھ بغل مین دبی تھی باقی سب آگے نکلی ہوئی تھی اُسکے لپٹنے سے وہ پیٹ پر جو پڑی نوک کر پیٹھ کے نکلگئی اور وہ تڑپا اور آہ کرکے چبوترے کے نیچے گرا اُسکے گرنے سے جھٹکا ایسا پڑا کہ سانگ تو بغل سے نکلگئی مگر ساحرہ بھی آگے کھنچ گئی اور باپ پر یہ ساحرہ گذرنے سے گھبراکر نیچے چبوترہ کے اُترنا بھی چاہتی تھی بس کھنچنے سے اُس اضطراب مین پانون اُسکا بھی پھسلا اور باپ کے اوپر گری سانگ اُسکے پیٹ سے دار کی طرح نکلی ہوئی استادہ تھی یہ جو پہلو کے بل گری کوکھ مین سانگ در آئی اور دوسری طرف نکلگئی اُسوقت یہ پدر اور دختر بصورت برج جوزا نظر آتے تھے خط توام کی شان دکھاتے تھے عطاردان دونون پر بھاری تھا قران النحسین اُس باغ مین کیا برج سنبلہ مین واقع ہوا تھا غرضکہ دونون تڑپکر ہلاک ہوئے صدائے گیرودار بلند ہوئی آندھی پانی کے بعد صدا آئی کہ مارے گئے قیصر اور موے جادو اُنکے جہنم رسید ہونے سے شہزادہ رہا ہوگیا سحر اُسپر سے دفع ہوگیا چبوترہ پر سے اُتر کر انگشتری قریب ساحرہ پڑی تھی اُٹھالی کیونکہ وہ مرگ کے وقت تڑپی تھی تو انگوٹھی گر پڑی تھی فی الجملہ مرگ ہر دو ساحران سے غل و شور جو برپا ہوا خادمان محل بیتابانہ دوڑے شہزادہ نے تیغہ کھینچکر نعرہ شیر آسا بلند کیا کوئی ہیبت سے اِس دلاور کی آگے نہ بڑھ سکا اور یہ بہادر اُس مکان سے دروازہ تلاش کرکے باہر نکلا اس اثنا مین وہ وقت آیا کہ شعاع آفتاب کی سانگ نے شکم ساحر شب کا چاک کیا اور فروغ عطارد و ماہ گلیم شب مین لپٹا نظم

پس ہر شب ہی آمد لشکر صبح	ضیاؤن سے بھرا تھا کشور صبح	جو پھر خورشید نکلا آگ ہوکر
ہوا کاشانۂ عالم منور		

شہزادہ دار العمارۃ شاہی مین آکر نعرہ زن ہوا کہ اے گروہ حرامان آگاہ ہو کہ کل بادشاہ یہانکا میرا مطیع ہوا تھا مگر رات کو اُسنے دغا کرنا چاہی آخر اپنے کردار بد کی سزا پائی مع اپنی دختر بخس اختر کے جانب سقر گیا اب تم مین سے اگر کوئی ارادۂ فاسد براہ مرتدی رکھتا ہو

تو وہ آئے میرے مقابلے مین افسران لشکر ارکان سلطنت جو حاضر دربار تھے عرض پیرا ہوئے کہ ہمنے آپکی غلامی بدل قبول کی ہے اور ہزار جان سے آپکے تابع فرمان ہین شہزادہ نے ایک وزیر کو مالک تخت و تاج کیا اور آپ انگوٹھی کو ملاحظہ فرمایا آئین لکھا پایا کہ ای شکنندۂ طلسم اس قلعۂ سفید کے آگے ملک لوح داران طلسم پڑیگا چنانچہ لوح پاکر ایسی غفلت نکرنا کہ جیسے اب انگوٹھی سے غافل ہو جاتے ہو اس انگشتری کا اب یہ حکم آخری ہے آگے اس سے کچھ ظاہر نہو گا تجکو چاہیے کہ اس قلعہ سے باہر نکلکر جانب شمال روانہ ہو ایک میدان مین تیرا گذر ہوگا وہان ٹھہرنا ایک گھوڑا زمرد کا باساز و یراق زمرد نگار تیرے پاس آئیگا اسپر سوار ہونا وہ تجکو جانب منزل مقصود لیجائیگا یہ کیفیت انگشتری سے دریافت کرکے وزیر کو برائے عدل و داد اور رعیت پروری تاکید اکید فرمائی اور قلعہ مین منادی کرادی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا گردن مارا جائیگا غرضکہ سب انتظام مملکت فرماکر وہان سے رخصت ہوکر باہر قلعہ کے آیا وزیر مذکور ہمراہ رکاب پہونچانے آیا تھا اسکو وداع کرکے پیادہ پا جانب شمال قدم بڑھایا اور بعد قطع چند منازل ایک مرغزار روح پرور و جان فزا مین پہونچا ہوائے بہارین نے گلہائے بوقلمون کھلا کر دے شاہد دشت رنگین فرمایا تھا دامن صحرا مین سنجاف لگانے دامن ابر سرخ بصد تزئین آیا تھا مختصر یہ کہ اعتقاد اوج صاحبقرانی وہان باانتظار مرکب طلسمی آستادہ ہوا بعد کچھ دیر کے سامنے سے گرد اڑی اور ایک سمند بادرفتار و گلگون حرحر قدم صبادم پیدا ہوا وہانہ رشک دہ ہلال منہ پر اسکے چڑھا اُس دہانے سے وہ کھیلتا ہوا کان دونون قلم کیے دم اپنی علم کیے کلائیان شیر کی طرح مارتا زین جواہر آگین بہزار زیب و تزئین اُسپر آراستہ حلقۂ رکاب پر حلقہ مہر و ہالۂ ماہ تصدق رو برو اسکے شرمندہ زہے شبدیز بادپیما دشمن بارگی جہان فرسا کہ تیز روی مین یون تیز دم کہ عرصۂ کونین دو قدم سرعت مین صورت نظر جانے مین منزلون بسان خبر جہان سے ہر گام باہر تعریف مین اُسکی امکان قاصر فی الحقیقت وہ ایسا ہی شاطر کہ نظم

اسوار نہ ہان کبھی کہنے پائے	یہ چار جہت مین آئے جائے	یون جاتا ہی جیسے ہوش عشاق
یون آتا ہی جیسے طبع مشتاق	تیزی مین ہر نگ عقل دانا	ہمت سے بھی بڑھ کے تھا تواناً

شہزادہ نے اُس مرکب بےنظیر کو چمکارا وہ قریب آکر گردن ڈالکر ایستادہ ہوا اس شہسوار نوسن

جلادت نے دامن گردانکر انگشت شہادت سے یا علی گردن مرکب پر لکھکر حلقۂ رکاب کو مشرق خورشید کف پا بنایا اور حلقۂ زین کو رشک کاشانۂ سپہر برین فرمایا وہ شبدیز بادپیما اپنی پشت کو راکب سے آباد دیکھکر شاد ہوا اور گھبدری کرتا ہوا کی طرح صحرائے طلسمات کو طے کرتا ہوا کچھ دیر مین اُس بہشت فرحت آگین سے گذر کر ایک دشت غیرت گلزار بہشت مین پہونچا کہ انواع و اقسام کے گل مین کھلے تھے اشجار وہ نونہال جو دایۂ بہار کی نازون کے پلے تھے خار مژگان پار کا پتا دیتے تھے کہ ابیات

پتے جو گرے تھے جھڑ کے ہر جا	جنگل مین بچھا تھا فرش دیبا	اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر نخل وہان کا خوان نعمت	جان بخش ہوئی ہوا جو آئی	ہر پھول نے جان تازہ پائی
ہر گل تھا وہان کا صاحب زر	ہر برگ زبان شکر دادر	پیچ مین اُس وادی نزہت

اثما کے ایک نہال سرسبز زر گل سے مالا مال لگا تھا اسطرح اکیلا تھا جیسے باغ عالم کی ہوا و ہوس سے کوئی آزاد آزاد ہو نہ فریاد بلبل سے کچھ مطلب نہ زمزمۂ مرغ خوش الحان سے شاد ہو قامت مین وہ درخت رشک سہی و شمشاد زبان برگ کو فقرے موزون و رنگین بہت سے یاد بہشت طلسم کا وہ طوبیٰ تھا شاخون کی ہوا کا جھونکا دم عیسےٰ تھا نیچے اُس شجر کے چبوترۂ مربع ہشت پہل کا زمرد اخضر کو تراش کر بنایا تھا گویا بہر جلوس شاہ بہار ایکہ فیروزہ رنگ و زمرد نگار گسترده تھا لوح چرخ اخضری و زبرجدی کو اپنی رفعت شان کے روبرو دشر ماتا تھا تخت ایسا کاؤس و جمشید نے کہان پایا بلکہ سریر فلک کے سوا یہ خورشید نے کہان پایا نظم

جھک جھک کے ہو دیکھتا عجب سے	گردون مین ہو خم اسی سبب سے	عیسےٰ اگر آتے اُس زمین پر
پھر جاتے نہ چرخ چارمین پر	اُس چبوترۂ عالیشان بخت سبز رنگان جہان پر ایک گھڑا	

سونے کا پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا طرفہ تماشا تھا کہ سبو چۂ مہر زرین مین بھی پانی نظر آتا تھا ایک آبخورہ یاقوت احمر کا اُسپر ڈھکا تھا جو ساغر مہتاب کو شرماتا تھا یہ سامان دیکھکر شہزادہ متحیر تھا کہ الٰہی اس دشت مین کیا خضرؑ نے سبیل رکھی ہو بہر کاروان نئی دلیل رکھی ہو یہ اسی سوچ مین عازم ہوا کہ آگے بڑھون مگر وہ سمند چالاک قریب چبوترہ اگر ٹھہر گیا ہر چند اس سیارۂ طلسم نے مہمیز کیا اُسنے قدم نہ اُٹھایا ناچار اس عالی ہمت نے بسان رحمت خدا زمین پر نزول فرمایا اور جس طرح کسی سبز رنگ پر دل آئے اسطرح جو چبوترہ پر آیا وہ گلگون خجستہ

سر بسر مجسم بنگیا اور ادھر کی نظر سے کافور ہوا یہ صاحب حشمت چبوترے پر ٹھہرا تھا کہ ایک سمت سے اُس دشت کے چند نازنینان گلپیرہن ظاہر ہوئین کہ آن واداامین یگانہ آفت زمانہ تھین اُنکے ہمراہ بہت سی کنیزان خوش روز یور سے آراستہ موہبو فرش ولنگ اسباب راحت لیے بعض کے سر پر کشتیان نقل و شراب و فواکہات کی بعض خوانہاے طعام لذیذ اُٹھائے سلیچی آفتابہ لیے ادھر آتی تھین جب وہ قریب ترآئین شہزادہ نے اُن کنیزون کی مالکون کو جو دیکھا وہ صورتین اُنکی پائین کہ کبھی اس مرقع دہر بوقلمون مین ایسی تصویرین اور یہ نقش نگار نگاہ سے نہ گذرے تھے زلف شبگون اُنکی بنت شب دیجور شاگرد جسکی خاطر مکار و پُرزور ہر حلقہ سیکڑون پیچ جانتا بلاؤن کو اپنا مطیع فرمان بنا تا دلہاے عشاق کو اُلجھن سکھاتا پیشانی پر اُنکے وہ وفور نور سراسر قدرت رب اکبر کا ظہور چشم فتان فتنہ انگیز عشوہ وکرشمہ اُنکا غلام گردش بخت سے زیادہ چال بازابروے خنجر سے زیادہ تیز رخسار تابان آئینہ مہر و ماہ کو اندھا بناتے شعلۂ طور کو خجل فرماتے گردش چشم کے اشارے نیرنگی لیل و نہار یہ دکھاتے کہ کسیکو امیر اور کسیکو فقیر بناتے کہ نظم

وہ آئنۂ صفا ہویدا	ہر عضو مین عکس چہرہ پیدا	سانچے مین ڈھلے ہوئے بدد دش
دریاے صفا کی موج آغوش	گردن کی بیاض صفحہ سیم	خورشید و قمر کو لوح تعلیم
ہے صاف شکم وہ تختۂ سیم	دے آئنہ کو صفا مین تعلیم	کیون اُس سے نہ خضر دل ہو بیتاب
وہ آب بقا تو ناف گرداب		

پریزادان طلسم تھین اُنکا سراپا کیا لکھا جائے ناحق کلام کو کیون طول دیا جائے اُسیقدر کافی ہے چنانچہ اُن شہریاران کشور خوبی نے حسن کی طرح گردن جھکا کر شہزادہ کو تسلیم کی اور اسباب وغیرہ جو ہمراہ لائین تھین اُسکو علیحدہ رکھکر اُس چبوترہ پر فرش عمدہ و صاف گستردہ مسند تکیے لگا دیے ایک طرف پلنگڑی جواہر کار گستردہ کرکے بچھونا نرم و نازک تر اُسپر بچھا دیا پھر ایک چوکی قریب چبوترہ بچھا کر کشتیان شراب ناب کی چُن دین اور شہزادہ سے بناز و تبختر بیٹھکر کہا کہ اے وارد میدان طلسمات وای رہرو بیابان پُرآفات آج تو بعیش و عشرت بسر کرے صبح ہم کہان اور تو کہان شہزادہ اُنپر ایسا مائل اور فریفتہ تھا کہ اُنسے کچھ کلام نکرتا تھا اسوقت سمجھا کہ یہ جادوگرنیان نہین ہین کچھ اور ہی اسرار طلسمی ہین اچھا یہ جو کہین وہ ہی کرو دیکھو کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے یہ سمجھکر چبوترہ پر گیا اور مسند پُرزر پر بیٹھا اس عرصہ مین چبوترۂ فلک پر بھی مسند کمخواب

بوٹہ دار انجیم کی بجھی اور سبوچۂ زرین مہر اُٹھا لیا گیا کہ منظم

مہیا تھا جو دان خلوت کا اسباب — جلائی شام نے بھی شمع مہتاب — پھر آئی زر فشان شاہنشہ شام
ستارون سے لیا دینار کا کام — شام کو اُس صحرائے طلسمی مین ہر گل مثل کوہ شب چراغ فروزان

نظر آیا چاندنی نے چھٹک کر اور ہی لطف دکھایا وہ ہوائے سرد کا چلنا جانورون کا بسیرا لینا بزم کواکب کو جیبوترۂ فلک پر ترتیب پذیر ہونا صحرا کا سناٹا مہرون کا بہنا ولولہ دل بڑھاتا اسی عالم مین اُن گل اندامون نے شہزادہ کی خاطر مین کرنا شروع کین سامان رقص و غنا مہیا کیا پھر تو یہ نقشہ ہوا کہ بموجب نظم

گلون سے نکلے سر آواز کے ساتھ — لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ — کہ اتنے مین اٹھی اک اور گلفام
مے خوشرنگ کا چھلکا دیا جام — ملا لب سے کہا پی اسکو جانی — کہ حاصل کچھ ہو لطف نوجوانی
بہار عمر ہین معشوق و ساغر — یہ خالق نے دیے تجکو برابر — غنیمت جان لطف زندگی کو
نہ روک اسوقت پیارے اپنے جی کو — لب گلگون کا بوسہ اک ہمین دے — کہ دیکھین جو صلے کیسے ہین تیرے
چلو لیٹو چھپر کھٹ پر بآرام — بتاؤ کسطرف سے آئے کیا نام — طعام عمدہ دسترخوان شفاف
بشکل حسن جانان پاکر اوصاف — بجھایا سبنے کھانے کھائے باہم — پھر اسکے بعد تھا لطف اور ہمدم
شراب لالہ گون کے جام چھلکے — جھکے شیشے بہا ساغر اُبل کے — ذرا پیدا ہو گرمی آرزو مین
بڑھے لذت مذاق گفتگو مین — لب نازک ملائے سب نے لب سے — ارادے بڑھکے آئے اور ڈھب سے
سحر تک عیش و راحت مین بسر کی — رہی صحبت بہم زیر و زبر کی — طلوع مہر کا پہونچا جو ہنگام

نئی پوشاک پہنی بعد حمام — جسوقت چبوترۂ فلک زمردین پر شہسوار مشرق آیا شہزادہ نے
فریضۂ نماز سحر بعد غسل ادا فرمایا دیکھا تو وہ خیل پریرویان مع اسباب و سامان غائب ہو گیا
ایک خواب تھا کہ صبح کو آنکھ کھلتے ہی کچھ نتھا اس رہرو جادۂ عجائبات نے کمر باندھکر آگے چلنے کا
ارادہ کیا مگر شب کا ملبسہ جو آنکھون کے نیچے پھرتا تھا تو قدم اُسجگہ سے اُٹھانا مشکل ہوا تھا جی آگے
جانے کو نچاہتا تھا اُسی ارمان و حسرت مین استادہ تھا کہ ایک طرف سے ایک کنیز نازک اندام
پیدا ہو کر قریب آئی اور کہا اگر آپ کا جانے کو جی نچاہے تو ہمیشہ اُسیجگہ تشریف رکھیے آگے نجائیے
ہر شب جلسہ گذشتہ سے بہتر جلسہ راحت برائے عیش و عشرت میسر آئیگا زندگی بھر چین سے گذریگی

فلک بے رحم نہ ستائیگا شہزادہ کو اسکے کہنے سے لالچ آیا ہوس غالب ہوئی حرص و آز نے دامن پکڑا چاہا کہ ٹھہر جاؤن پھر خیال آیا کہ نیرنگی طلسم رنگ نیرنگ بازی دیتا ہو جو اسمین پھنسا تمام عمر قید ہوا ہوس کے زندان مین رہا اور جو اسکو چھوڑکر آزاد ہوا نعماے بہشت سے آخر کامیاب ہوکر شاد ہوا یہ سوچکر اس کنیز سے فرمایا کہ او بیہودہ مجکو اپنے گھر کا آرام کیا کم تھا جو یہان بیٹھ رہون مین تیرے بہکانے پر کبھی نہ آؤنگا سیر گلزار طلسم فرماؤنگا اسنے کہا آگے آگے بڑی بڑی مصیبتین ہین شہزادہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ بعد اُن مصیبتون کے راحتین ہین یہ فرماکر اُس چبوترے سے نیچے اُترا اور مثل تارک الدنیا راحتہاے فانی دنیا پر لات مارکر براہ مردانگی قدم آگے بڑھایا وہ کنیز جو بصورت مال و متاع دہر سامنے آئی تھی اور نفس امارہ کو قلب باصفا پر غالب کیا چاہتی تھی مثل شیطان رہزن ہوئی تھی جب اس قادر نفس امارہ کو فریب نہ دے سکی غائب ہوگئی اور شہزادہ قید تعلقات ہوس سے آزاد ہوکر جیسے ہی آگے بڑھا یہ اشعار جناب مولانا مقتدانا مفتی میر عباس صاحب دام فیضہ کے پڑھتا جاتا تھا کہ

مثنوی

واکن از خواب نوشین چشمکے	خفتہ کے بسیار نشین اندکے	بگذر از عالم تامل خوب نیست
خواب راحت بر سر پل خوب نیست	داعی حق چون رسد بودن کجا	مہلت کفتا بہم سودن کجا

غرض جب چند گام اسمقام سے آگے بڑھا بونڈلا گرد کا پیدا ہوا اور وہی اسپ جو گل کی منزل مین زیران تھا سامنے آیا شہزادۂ فلک رفعت نے اُسکو مرکب بنایا وہ لیکر روان ہوا دن بھر مثل تیر سریع السیر منازل دشت طلسم رہا جب وہ زمانہ آیا کہ منازل افلاک کو طلسم کشاے ظلمت طی فرماکر جانب قلعۂ مغرب گیا کہ

سیاہی رات کی عالم مین پھیلی		نکل محمل سے بن مین آئی لیلی

سر شام اس سیاح وادی پر آفات و نیرنگ کو ایک قلعۂ یاقوت رنگ نظر آیا اور قریب اسکے قصر کے پہونچکر گھوڑے نے قدم نہ اُٹھایا یہ سمجھ گیا کہ منزل تمام ہوئی فوراً پشت فرس خوشخرام سے اُترکر جانب قلعہ چلا تو سن ایک جانب سن سے نکلکر غائب ہوگیا یہ مکین کا شائقہ عجائبات اُس قلعہ کے اندر قدم زن ہوا ہر مکان اُسکا برنگ رخسار خوش مزاجان سرخ دیکھا ہزار در ہزار درج اُسمین بنا تھا گویا فلک چہارم طلاے احمر کا تھا یا مسکن مریخ اُسکو کہنا روا تھا صفت مین اُسکی زبان واصفہ و خامہ قاصر ہی یہ بیان مختصر ہی کہ نظم

وہ قصر کہ رشک قصر گردون	شمشید رہو جو دیکھے فریدون	ہی طرفہ بہار و تازہ نزہت
کہیے اُسے قصر باغ جنت	ہی برج قمر بھی ضیا مین	مثل دل عارفان صفا مین
رفعت سے زمین بھی آسمان ہی	کونین مین ایک یہ مکان ہین	ہی مہر کو ناز اگر بجا ہی
گلدستۂ قصر دلکشا ہی	رخشان ہی جو گنبد طلا کار	سونے کا پہاڑ ہی نمودار
پتھر کے مکان دو چشم بدور	فرہاد ہی جنکا ایک مزدور	اندر اُس قصر دلکشا کے کسیکو

ساکن نپایا مگر برج پر جانے کا زینہ نظر آیا اس رفیع المنزلت مسافر دشت حیرت نے خیال کیا کہ دیکھو ان برجون مین کیا نظر آتا ہی خالق طلسم ظلمت و نور دیکھیے کیا دکھاتا ہی یہ سوچکر بشکل بخت بلند اوج گرائے بام ہوا برج مکان موصوف پر اگر برج کو بسان عروس نو آراستہ پایا شیشہ الات سے وہ مقام برج بیت الشرف کو اک نظر آیا پلنگ مرصع کار بچھے مسند مین آراستہ فرش مشجر و کمخواب سے زمین زرین پوش میز و کرسی سے پیراستہ ہر طرح کا سامان راحت مہیا چنگیر مین پھولون کی دھرین طاقون پر گلدستے چنے قرابے گلاب کیوڑے بید مشک وغیرہ کے ہوا کے رخ پر منھ کھلے ہوئے رکھے کشتیان شراب سرخ کی ایک سمت چنی ہوئین خوان الوان نعمت سے پُر ایک طرف لگے مگر کوئی کمین اس کاشانۂ عشرت مین نہین یہ غریب الدیار ایسی جاے آرام و دلکش پاکر ایک برج مین بسان مہر جلوہ فگن ہوا مسند پر بیٹھکر سیر وادی پُر بہار طلسم کرنے لگا وہ سرخی قلعۂ یاقوت کی اور آمد شام کی سیاہی سے اُودا پن دہان مسی زیب محبوب سبز رنگ کی کیفیت دکھاتا تھا شاہد عالم نے مستی لگا کر لالی جمائی تھی کہ عکس قبۂ سرخ مین جو شامل ہوئی تھی تو زمین و آسمان سب سرخ تھا پیر فلک نے داڑھی مین مہندی لگائی تھی نہین نہین زوال دنیا نیرنگ باز ہی اپنی سرخروئی جتانے آئی تھی شہزادہ فلک جاہ صنعت خلاق کون و مکان دیکھکر دنگ تھا کہ یکایک چھت اُس برج کی کہ جسمین متمکن تھا شگافتہ ہوئی اور ایک پریزاد پیدا ہوئی چھت نہ تھی اُفق خورشید انور تھا جسمین سے یہ مہر فلک حسن طالع ہوا شہزادہ سمجھا کہ آفتاب برج عروج مین آیا وہ ماہ لقا چھت سے نکلکر خراماں خراماں قریب آئی اور نکھیا پھولون کی اُسکے دست نازک مین تھی وہ از راہ ہوا خواہی جھلنے لگی شہزادہ ہنوز اُس سے کچھ پوچھنے نپایا تھا کہ اندر سے قلعہ کے روشن چوکی بجتی ہوئی سنائی دی اور ایک گروہ حور پیکران دلچسپ پریزادان خاصہ لیے بعنوان شایستہ و آداب شاہانہ اُس برج مین آیا اور بدستور شب گذشتہ ہاتھ

منجر اس مسافر کا دھلا کر خاصہ کھلایا اُسنے اُنسے حقیقت استفسار کی کہ تم کون ہو اور یہ مکان کسکا ہے
اُنھون نے عرض کیا کہ آپ خاصہ نوش فرمائین صاحبخانہ بھی مشتاق ملاقات ہین خود آئینگی اور حالہ کیفیت
بیان فرمائینگی یہ کہکر بعد کھانا کھلانے کے سامان رقص و سرود ہر ایک نے مہیا کیا اور شراب پلانے
لگین اُسوقت قلعہ کے اندر کی سمت سے روشنی ظاہر ہوئی دیکھا تو آگے آگے کچھ کنول بردار نیان خاصہ
مینا کار روشن کیے اور چپو راست کنیزان یاسمن بو عہدے ہاتھون مین لیے بیچ مین اُنکے ایک
آفتاب محشر جلوہ کنان بصد ناز و ادا چمان چمان اسطرف آتی ہے قیامت دامن سے لپٹی ہے مگر پیچھے
رہی جاتی ہے اُسی رفتار فتنہ زا سے وہ ماہ تمام اُس بج پر آئی اور شہزادہ نے اُسکے حسن یگانہ آفاق
سے آنکھ لڑائی مثل کلیم اللہ غش کر گیا قدرت خدا نظر آئی خواصون نے گلاب چھڑک کر موشیار
کیا پھر جو آنکھ کھلی یہ نقشہ نظر آیا کہ زلف چلیپا اُس شہنشاہ خوبان کی تا کمر جھوٹی ہوئی ہے عشاق
کو جادۂ ملک عدم کا پتا دیتی تھی خوبی مین حلقہ حلقہ دیدۂ پری مار سیاہ جادو گری رخسار تابان کہ
حسن سے خورشید خال جبیں نگاہ امید چہرہ کتابی مصحف کی شان سورہ نور کے معنی عیان آئینہ قدرت
خدا کتاب ناز و حسن کا دفتر کھلا ہوا جبین غیرت مہر مبین فہرست خط و خال خوبی جریدۂ بہشالی و محبوبی

کہ بموجب نظم

ہے مطلع آفتاب صولت		مصداق طلوع صبح دولت
ہے گرچہ مریض چشم جادو	کھینچے ہے گر کمان ابرو	وہ ترک کہ قابل نظارہ
کھینچے ہوئے خنجر اشارہ	کس دل پہ چڑھا نہین خنجر	فتراک نگاہ خون سے ہے تر
مژگان کو جو دیکھیے تو ترکش	ہر تیر پہ جسکے مرغ جان خوش	انسان کا دل بچے تو کیونکر
تیغین ہین کھنچی ہوئی برابر	القصہ وہ سر سے لیکے تا پا	محبوب تھی بے نظیر و یکتا

اُس معشوق لاثانی کو دیکھکر شہزادہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اُسنے آنے ہی دلکی طرح پہلو مین جگہ لی اور
سرگرم اختلاط ہوئی کبھی گدگدایا کبھی منہ بنایا کبھی ہنسکر دل بیتاب کو شاد کیا کبھی آزردہ ہوکر خانمان حسرت
و امید برباد کیا گاہے تسلی بخش خاطر مضطر تھی گاہے نگاہ ناز سے تیر انداز دل و جگر تھی کہ نظم

کبھی پہلو مین تھی گاہے باغوش	نئی شوخی کی گھاتین تھین نئے جوش	سمجھکر دل کی اُسنے آرزو کو
بھرے کچھ جام کج کر کے سبو کو	ملا کے لب سے اور بولی کہ کیون جی	نہین اب بھی تمھارا جی چاہتا جی
ہنسا وہ اور پیے دو جام لبریز	ہوئین آخر نگاہین کیف آمیز	گلے مین اُس پری نے ہاتھ ڈالے

دلون نے حوصلے اپنے نکالے	کبھی کرتی تھی آنکھون سے اشارا	کیا اُف آف کبھی زالو کو پیسا
دفور جوش مستی مین جو آئے	کہون کیا جو فرے دل نے اُٹھائے	غرض دونون بہم سویا کیے خوب
ہوا آخر فلک کو یہ نہ مرغوب	جگایا اُسکو وہ بولی کہ اے جان	اُٹھو پیش نظر ہے اور سامان
وہ چمکی صبح رخصت ہوتے ہین ہم	کیا اِس چرخ نے آرام برہم	جب آغوش شب سے شاہد

ماہ جدا ہوا اور پہلوے سحر مین مثل معشوق آفتاب جلوہ آرا ہوا شہزادہ نے اُٹھکر بعد طہارت فرض باریتعالی ادا کیا اور قصد روانگی فرمایا اُس زہرہ جبین نے آہ سرد بھر کر یہ سنایا کہ او ہمدرد اتنا جلد بار فراق سر پر دکھا غم ہجر مین دوسرے کو ہلاک کرنا زیبا نہین محبت کا یہ شیوہ نہین شہزادہ نے فرمایا ناچیز مین کما حقہ تمھارے حال سے آگاہ نہونگا ہرگز قیام نکرونگا اُس شاہد پرفن نے یہ کلام سنکر انکو علیحدہ لیجاکر پردۂ اسرار طلسم لون اُٹھایا صندوق دہن کو کلید زبان سے وا کیا کہ اے شہریار یہ مقام ہوا و ہوس بانیان طلسم نے مقرر کیا ہی یہان ہم پریزادین اگر فتاح طلسم کو ذائقہ موصلت چکھا کر دیوانہ اپنے حسن و جمال کا بناتے ہین اگر وہ ہمپر شیدا ہوکر اسجگہ رہگیا تو فتح ہونے سے طلسم محفوظ رہا لیکن اسمین شرط یہ بھی ہی کہ کوئی پری طلسم کشا پر فریفتہ نہوا و یہ راز بیان نکرے فاتح طلسم آپ کیے یہان رہجائے اب خلاف آئین طلسم یہ امر وقوع مین آیا کہ میرے دل کو آپ نے کمند الفت مین پھنسایا آپ اسجگہ تشریف رکھیے مین خدمت گذاری کرونگی اور رازہاے طلسم سے آگاہی دونگی ہم سبکی حفاظت کے لیے بادشاہ طلسم نے ایک ساحرہ کو مقرر کیا ہی کہ وہ بھی کبھی کبھی اِس قلعہ مین آتی ہی کیونکہ ہم پریزادین تو مسلمان مقرر کردۂ بانیان طلسم ہین اور بادشاہ ساحر ہی اسوجہ سے ہمکو اپنے قبضہ مین رکھا ہی شہزادہ یہ کلام اُسکے سنکر از بسکہ فریفتۂ جمال اُسکا تھا رہنے پر راضی ہوا اور اُسکو آغوش مین لیکر آرامگاہ پر آیا دور شراب آغاز ہوا یار دلنواز سے دمساز ہوا اب انکو تو چندے مائل عیش و راحت رکھیے کیونکہ راہ طلسم طے کرتے کرتے تھک گئے ہین مگر اب کیفیت لشکر حمزہ صاحبقران جسکے ضمن مین حال شہزادہ ایرج بیان ہوگا سنیے ؎

مضامین حسن معشوقی دکھائین		زبان پر اسطرح الفاظ آئین	

صحیفۂ صحف بلاغت۔ و محرران دفتر فصاحت۔ تو سن نامہ کو میدان بیان مین یون جولان فرماتے ہین کہ شیر بیشۂ گلستان شکستہ کمان رستم دستان جناب حمزہ صاحبقران اپنے لشکر

ظفر پیکر مین جلوہ فرما ہین اور لشکر بے ایمان کے یہان بلا وصبا متفکر و پراگندہ ہین انتظار کمک آنیکا کر رہے ہین ایک دن جو وہ دونون بدباطن بارگاہ مین خداوند کی آئے بختیارک نے کلمات طعن و تشنیع سے کلیجے اُنکے خیال بنائے یعنی کہا کہ اے ساحران جو کچھ آدمی سے ہوسکے وہ کرے پر اُسکے بھروسے پر نرہے جبتک تم انتظار کمک کروگے بندگان خوابی بارگاہ خداوند مین گھس آئینگے اگر تمکو جان کا اپنی خوف تھا پھر ناحق طلسم سے یہان آئے بموجب بیت

سمجھے نہ یہان کہ ہے کمینگاہ ۔	پوشیدہ ہین راہزن سر راہ

بیکار اپنی جان معرض ہلاکت مین ڈالی اور اب بھی کچھ نہین بگڑا ہے بھاگ کر جانب طلسم چلے جاؤ یہی نہ کہ کوئی نامرد کہیگا پھر بلا سے جان کا رونا تو نہوگا یہ کلمات اِس شیطان نے اسطرح نمک مرچ لگا کر کہے کہ ساحر افروختہ خاطر ہوئے اور انتظار مدد آنیکا بھی نکیا بارگاہ سے اُٹھکر جنگل مین آئے لشکر سے کئی کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ تھا اُسکے درہ مین آکر ٹھہرے اور بزور سحر ایک مکان وہان بنایا اور نیچے اُس کوہ کے ایک غار عمیق بجوبز کر کے بزور افسونگری تہ خانہ غار مذکور کو قرار دیا اور اپنے لشکر سے چند زنگیان آدمخوار تیرہ رو و تیرہ درون قوی ہیکل طلب کر کے اُس تہ خانہ کا محافظ بنایا اور کہدیا کہ جس کسیکو ہم تمھارے سپرد کرین اِس تہ خانہ مین قید کرنا اور سحر سے یہ مقام پوشیدہ رکھنا اور تم بھی پوشیدہ رہنا کوئی ہرگز تمکو نہ دیکھے وہ زنگی حسب الحکم سر غار پر ایک مکان رہنے کا بنا کر سکونت پذیر ہوئے اور ان دونون ناہنجار و نابکارون نے ایک تابخ سحر پڑھکر مارا کہ وہ تابخ زمین مین سما گیا اور زمین سے دھوان اسقدر نکلکر پھیلا کہ درہ پہاڑ کا بالکل نظر آنے سے موقوف ہوگیا بلکہ دور تک سوائے تاریکی کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا جب یہ تدبیر کر چکے اُسوقت تھالیان بربنجی اور پھول بیخ و سفید سامنے رکھے اور لونگ و کافور و سیندور وغیرہ قدرے قدرے آگ پر ڈالا اور سحر کرنا شروع کیا لگیاری کر کے جوت کھڑی کی اور آرد ماش کا کئی سو پتلا بنایا ہر ایک کے قالب مین بیسحر کا بٹھایا کہ ہر ایک پتلا اسطرح کا جاندار تیار ہوا کہ چاہے تو پنجہ بنجائے چاہے نظر سے غائب ہوجائے اور کوئی کیسا ہی حربہ اُنپر لگائے کچھ اُنکو ضرر نہ پہونچا سکے نہ وہ مارے سے مرین نہ کاٹے سے کٹین نہ جلائے سے جلین بس اُن پتلون کو بنا کر منتظر وقت ہوئے جب دن تمام ہوکر وہ ہنگام آیا کہ ساحر شب نے پتلہ ہائے بہرام و زحل و ناہید کو مرقع خانۂ افلاک مین صورت پذیر

فرمایا کہ بموجب ابیات	زرد خورشید کا بھی زرد تھا رنگ	زرد گل رو بہ رو تھا اُسکے پاسنگ
شفق سے تھا سُتہرا شام کا رنگ	ستارون سے ہوئی شب شنگرف رنگ	امیر کشور گیر سریر حکومت پر

بادشاہ خوش تدبیر مع سرداران باتوقیر کے بارگاہ بے نظیر مین جمع تھے جبکہ وقت برخاست آیا شاہ عالم پناہ داخل شبستان ہوئے سردار اپنی اپنی جگہ پر آکر آرام کنان ہوئے ایسے وقت مین اُن دونون ساحران بیحیا یعنی بلا و صبا نے پتلہ ہاے سحر کو حکم دیا کہ یہ تصویرین ہم تمکو دیتے ہین اِس صورت کے آدمی ہمارے دشمن ہین جہانتک ہوسکے اُنھین گرفتار کرکے ہمارے پاس لاؤ یہ کہکر تصاویر سرداران امیر اُنکے حوالہ کین اور وہ پتلے اُڑکر اور نگاہ سے غائب ہوکر روانہ ہوے یہان سرداران موصوف اپنی اپنی بارگاہ مین آکر مسند و پلنگ پر لیٹے بیٹھے ہین منجملہ اُنکے شہزادۂ عالمشاہ نوجوان زیب و زینت بارگاہ سلیمان خلف الرشید امیر صاحبقران بارگاہ فرنگستانی ہین آکر مسند پر بصد عز و شان جلوہ کنان تھے اور گرد بارگاہ کے بمٹ کھڑا تھا گورون کا گارد اُترا ہوا تھا کہ چین اُپی ہوئی ننگی ہاتھون مین گورے لیے ہر سمت ٹہلتے تھے ہر گیدیڑ کرسی پر بیٹھا تھا کوٹ ہتیارون کا بندھا تھا سیارہ رومی غول عیارون کا ساتھ لیے بانہ عیاری کے جسم پر لگائے بارگاہ کے چارطرف پھرتا تھا اور علاوہ اِسکے لشکر مین جس سردار کا طلایہ تھا وہ ساٹھ ہر سوار اپنے ساتھ مسلح و مکمل لیے روند پھر تا نرسنگا پھنکتا دُبے کی چوکیان مقرر چوبدار مشعلین اور رن مہتابین روشن بیدار باش و ناظر باش کی صدا بلند ہوشیار ہر سردار کا جمعدار ہر خیمہ مین ہنگامۂ عشرت برپا کوئی سپاہی بستر پر اپنی رنڈی سے جگت بولتا کوئی گلہ و شکوہ کرتے کرتے لڑنے لگتا کوئی اختلاط مین سرگرم کہین گانے بجانے کا چرچا ہے کہین چوسر ہوتی گنجفہ مین خلال دینے کی شدت قہقہے پڑتے کہین داستان ہوتی کوئی شاہنامہ پڑھ رہا کوئی اپنے گھر کا ذکر کرتا کوئی آگے کی فکر کرتا کہ مجکو ایسا کچھ کرنا ہے ایسی ہوشیاری اور زمانۂ بیداری مین ایک پتلا بیچ بارگاہ مین شہزادۂ عالمشاہ کے آکر اُترا اور قریب شہزادہ آکر پنجہ اُسنے دراز کیا شہزادہ نے قصد اُٹھنے کا اور اُسکو گرفتار کرنیکا کیا تھا کہ عکس جسم پتلۂ مذکور سے بیہوشی طاری ہوئی اور پتلا شہزادہ کو اُٹھاکر نظر مردم سے پنہان ہوکر اُڑا باہر سبنے دیکھا کہ شہزادۂ عالمشاہ اُڑے جاتے ہین سبنے لینا لینا کا غل کیا تیر اندازون نے خدنگ بجر کمان مین پیوستہ کیے لیکن نشانہ کسکو بناتے کسلیے کہ سوائے شہزادہ

مذکور کے اور کوئی نظر نہ آتا تھا ناچار نیچے نیچے دور تک دوڑے مگر پتلا قندیل فلک ہو گیا کچھ دکھائی نہ دیا پھر آئے اسیطرح بارگاہ سے اور سرداروں کے بھی غلغلہ بلند ہوا اور اُس رات کو ساٹھ ستر سردار ذی وقار مالک اشتر و لنڈھور و بہرام و نور الدہر و قاسم و دارا ب و ہاشم وغیرہ بستر خواب سے اُٹھ گئے لشکر اسلام مین چار طرف شور و غل برپا ہوا کوئی کہتا تھا کہ دیو طلسمات مین جو بھاگ کر ساکن ہین اور فرزندان امیر کے دشمن مین وہ اُٹھا لیگئے ہین کوئی کہتا تھا کہ افراسیاب نے طلسم سے ساحر بھیجکر سرداروں کو اُٹھا منگایا ہے کہین حالت ظلم و تعدی ہونے اور گزند پہونچنے پر سرداروں کے لوگ تاسف کرتے تھے ایک کہرام برپا تھا رفیق و مونس ملازمان سرداران دہائین مار مار کر روتے تھے منہ اشکون سے دھوتے تھے غلغلہ شیون و شین سے یہ غلغلہ دہر بھر گیا دود آہ نے چرخ تک سربلندی کرکے دیدۂ ثوابت کو رولایا تھا اشک شبنم سے فلک روتا تھا لشکر اسلام پر اوس پڑ گئی تھی جنگل مین غنچہ بسورتے تھے صحرا مین باد صبا خاک اُڑاتی تھی برگہاے خزان رسیدہ زمین پر گر کر بچھونا ہوے تھے یا ہوا صف ماتم بچھاتی تھی بازارین لشکر کی رونق سے بیزار فلک پر قمر کا رنگ سفید سرامر سریخ کا رنج سے اظہار خیمون کے پردے اُٹھے ہوئے گریبان چاک وہ بھی نظر آتے فنا تین نقاہتین دکھاتین ضعیف حالون کی صورت کمر جھکاتین ہواے غم کے جھونکے سے ٹوٹی ہوئی جاتین ہر ایک زمین پر فرط سریخ سے سر ٹکراتے طنابین والبستۂ اندوہ و ملال میخ ہر ایک سریخ مین دو دو بکر زمین مین گڑی جاتی چوب کڑی صدمہ کی اُٹھاتی مرکبان لشکر مثل زن سوگوار بال یال کے پریشان کئے تھے نہ امت سے جھکی ہوئین علم مثل مصیبت زدگان سر کھولے نخل ماتم کا نشان بناتے تھے کمانین چلانے پر آمادہ خدنگ ہر ایک دنگ خانۂ ترکش تنگ غم مین مبتلا سوار و پیادہ عورات محلات سر کشادہ ہر سمت تلاطم ہر ایک اپنی خودی سی گم

نظم

کبھی طوفان جوش چشم تر تھا	کبھی اُمڈا ہوا دود جگر تھا	کہین آنکھون کو حیرانی پہ کیا ہے
کہین وحشت کہ اب آتی بلا ہے	کسیکو فکر یہ کیونکر جئین گے	کہان تک اشک و دامن پئین گے
کسی لب پر ہجوم آہ و فریاد	کہین نالون کے غل سے خانہ آباد	کوئی ممنون احسان مقدر
کہین کچھ خندۂ حسرت فلک پر	امیر جو مصروف طاعت رب قدیر تھے شور و ویلا لشکر	

اسم اعظم پڑھتے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ سردار بارگاہ سلیمانی مین چلے آئین لیکن ہر سردار کے ماتحت کئی کئی سو سردار ہی اُنکو مبتلاے آفت و بلا رکھنا اور آپ راحت سے رہنا خلاف شان سرداری ہر بہادر سمجھا اور بارگاہ سلیمانی مین جانا گوارا نکیا خدمت امیر مین عرض رسا ہوئے کہ جو ہمارے متعلقین و دستونکا حال ہوگا وہی ہمارا بھی ہم بارگاہ مین نجائینگے امیر خاموش ہو کر عبادتگاہ مین آئے اور درگاہ خلاق تعالے مین استغاثہ کرنے لگے کہ اے دافع البلیات و کافی المہمات ہمپر سے یہ بلا دفع کر دے غرض اسی غم واندوہ والم مین وہ شب بسر ہوئی ہر گل تر باغ عالم مین اشک شبنم سے تر خسار نظر آیا سحر نے بھی گریبان چاک کیا نسیم آہ سرد بھرنے لگی کہ نظم

کہ جب آغاز شب آخر ہوا جلد	لبسان فصد شاعر آ گیا جلد	ظہور صبح نے بستر جا یا
قدم لینے فلک کے مہر آیا	صبحدم بادشاہ عالم پناہ اورنگ شہی پر جلوہ فرما ہوئے امیر اور	

بقیہ سردار بھی دربار مین آئے اخبار غم آثار شبینہ سنکر بہت متفکر ہوئے عیار بھی اسجگہ حاضر تھے اُنمین سے چالاک بن عمرو نے کہا کہ یہ کام میری دانست مین بلا وصبا نے کیا ہی غلامان جانبازی جاتے ہین اور پتا لگاتے ہین یہ عرض کر کے عزم چلنے کا کیا مگر اُدھر ساحران مذکور کا حال بیان ہوتا ہی کہ جب پتلے سردارون کو سامنے اُن بچیاؤن کے لائے اُنھون نے سحر پڑھا کہ زنگیان بدخصال حاضر ہوئے اور سردارون کو زنجیر سحر مین باندھکر تہخانہ مین لیگئے اِنھون نے چلتے وقت اُنسے کہدیا کہ نگہبانی تمھارے ذمہ ہی اور ایک کوزۂ آب ہر مسلمان کو دینا اور زندانخانہ نظر سے مخفی رکھنا عیار نہ آنے پائین بہت ہوشیار رہنا غرضکہ تہخانہ مین پہونچکر جو ہر سردار کی آنکھ کھلی اپنے تئین لحد تیرہ و تنگ مین جیتے جی پایا کہ بمقتضاے ابیات

جلاد کی آنکھ سخت ہر بات	دیکھا تو عجب خراب زندان	پھر دیو نژاد تھے نگہبان
جیسے کہ ہمارے زشت اعمال	بیرحم ستم شعار بد ذات	رخسار سیہ مہیب اشکال
نا فرش نہ بیٹھنے کو تھا تخت	قسمت نے سیہ مکان دکھایا	تہ خانۂ گور یاد آیا
کاجل کی وہ کوٹھری تھی گویا	چھائی ہوئی تھی سیاہی بخت	جس سمت نگاہ کی اندھیرا

جب بارگاہ مشرق سے شاہ سیارگان اٹھوا کر زندان فلک مین زنجیر شعاع سے باندھا گیا دونون اژدر سحر پر سوار ہو کر بارگاہ لقا مین آئے لقا کو بھی خبر بربادی اسلامیان پہونچی تھی بہت خوش تھا اور ہر ایک سے کہہ رہا تھا کہ اے بندگان قدرت میرے غضب سے ڈرتے رہو دیکھو رات کو بندگان معضوب کیسا میرے غضب مین مبتلا ہوئے اسیطرح مین جسکو چاہون

غارت و برباد کردون سب کہ رہے تھے کہ یا خداوند سچ ہی تو ایسی ہی قدرت رکھتا ہی اسی گفت
شنید مین بلاوصیا نے آکر سجدہ کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند تیرے غضب کا کہان ٹھکانا ہی تو
جسے چاہے غارت کردے خداوند نے بھی کہا کہ جو طاقت قدرت نے تمکو عنایت فرمائی ہی کب کسیکو
وہ مرحمت ہوئی ہی تمھارا درگاہ مین بڑا رتبہ ہی ان ساحرون نے دوبارہ سجدہ کیا اور عرض کیا
ہوئے کہ یا خداوند ہمنے کچھ بندگان مغضوب کو گرفتار کیا ہی اگر ارشاد ہو تو قتل کر ڈالین اُس گبر نے
جواب دیا کہ حمزہ کو لکھ بھیجو کہ آکر سجدہ کرے وگرنہ سب لشکر اسیطرح تباہ و برباد کردونگا یہ حکم سنکر
اُن ساحرون نے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بندگان مغضوب اب تمپر غضب خداوندی نازل ہوا
ہی لازم ہی کہ اپنے کردار سرکشی سے باز آؤ اور خداوند کو سجدہ آکے کرو ورنہ وہ روز دیکھوگے کہ
کسینے نہ دیکھا ہوگا یہ لکھکر دسواس کو دیا کہ وہ خدمت امیر مین لایا امیر نے عیار مذکور کو سامنے طلب کرکے آہ
پڑھا اور چالاک سے فرمایا کہ تم سچ کہتے تھے یہ کام انھین ساحرون کا ہی یہ لکھکر جواب نامہ تحریر
فرمایا کہ اے ساحران جو کچھ تم سے ہوسکے تصور کوتاہی نکرو خدائے ما بزرگ ست ۔ نامہ کا جواب
دسواس لیکر روانہ ہوا اور چالاک نے خدمت امیر مین عرض کیا کہ آپ اسم اعظم سے بیخبر
رہیگا اور سردار اگر بارگاہ سلیمانی مین نہین ساکن ہوتے ہین تو انکو لشکر ہی مین رہنے دیجیے بلکہ
اسم اعظم بھی گرد بارگاہ و لشکر نہ کرائیے ہم جاکر تدبیر کرتے ہین اگر ہمسے کچھ نہوسکے تو پھر جو مزاج
ہمایون مین آئے کیجیے گا امیر نے عرض انکی قبول فرمائی اور عیار چالاک و ابوالفتح و یزک
خطائی و سرہنگ مصری وغیرہ روانہ ہوئے اور بارگاہ لقا مین صورت بدلکر آئے دیکھا
کہ ساحر دونون دنگلون پر بیٹھے ہین جلسۂ عشرت جمع ہی تذکرۂ گرفتاری سرداران اسلام
ہو رہا ہی عیار سب کیفیت سنا کیے ساحرون نے اپنا مسکن تو نہ بتایا اور سب حال بیان کیا پھر
لقا نے خاصہ طلب کیا اور ہمراہ ساحران کھانا تناول فرمایا بعد ازان ساحر وہان سے اپنے
مسکن کی طرف روانہ ہوئے عیاران اسلام بھی پیچھے اُنکے روانہ ہوئے لیکن جب قریب دامن
کوہ سواری ساحرون کی پہونچی عیارون کی آنکھون مین اندھیرا آیا سو چھپے سے جاتا رہا سوا
سیاہی کے دور تک کچھ اور نہ دیکھا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ سواری ساحرون کی کدھر گئی انھون نے
بہت کچھ تفحص و جستجو کی کہین پتا نہ لگا ناچار پھر کر اپنے لشکر مین آئے اس اثنا مین وہ

دن بھی آخر ہوا فروغ شمع کا وقت آیا چشم و پہلو کو مائل خواب و راحت پایا کہ بیت

اسی عالم مین تھے جو گم ہوا روز		گیا گھر اپنے مہر عالم افروز

رات کو امیر نے ہر سردار سے کہا کہ بھائیو ہوشیار رہنا یہ کہکر آرام فرما ہوئے لشکر مین روز گذشتہ سے آج سوحصہ بڑھکر لگاہبانی اور ہوشیاری ہی ہر بارگاہ و خیام کے گرد پہرا کئی کئی سو عیار و سرتیک کا مقرر ہی لیکن کیا ہوسکتا ہی بدستور اول چلے آئے اور سردارون کو اٹھا لیگئے لشکر مین غلغلہ برپا ہوا عیار چارسمت دوڑتے پھرے رات بھر وہی شیون و شین برپا رہا ہر ایک متردد و بیچین رہا آخر وہ شب بیقرار ہوکر رو بفرار لائی اور آفتاب لرزتا ہوا دریچہ مشرق سے باہر نکلا بیت

اُٹھے سوئے ہوئے بستر سے کیا	ہر اک خیمہ سے پیدا غم کے آثار

آج بادشاہ اسلامیان سے ہلکارون نے خبر عرض کی کہ چار ہزار سردار لشکر خوب سے غائب ہوگیا ہی بادشاہ صبر کے کلمات زبان پر لائے امیر نے فرمایا کہ جو مرضی میرے رب اکبر کی شکر ہی اُسکا یہان تو بے اعتباری دنیا کا افسانہ در زبان ہی اُدھر عیارون مین چالاک غیرہ نے زمین و آسمان ایک کیا ہی مگر کہین نشان ساحران زشت کردار نہین پایا مکرر ذکر کرنا کیا ضرور تین چار راتون مین جتنے بیٹے پوتے اور رفیق جان نثار حمزہ نامدار کے تھے گرفتار بلا ہوئے صرف امیر اور بادشاہ اور شہزادۂ کرب پُر حرب نظر کردۂ شاہ ولایت امیر عرب ۔ اور چند سردار اور پنج سپہ اکیدن جب تیرگی غم سے یہ خاکدان عالم ظلمت سرا ہوا یعنی شب بسان ماتم زدگان سیہ پوش نظر آئی بیت

کہ رفتہ رفتہ دن بڑھکر ہوا کم	ہوا سامان تاریکی فراہم

عیاران اسلام تو بہر تجسس شب و روز پھرتے ہی تھے چنانچہ اس شب صحرا مین پھر رہے تھے کہ بردے ہوا سناٹا ہوا اُنھون نے دیکھا کہ پتلے اُڑے ہوئے جاتے ہین سب نے کہا دیکھو یہی پتلے سردارون کو اُٹھا لیجاتے ہین یہان دکھائی دیے لشکر مین تو نظر بھی نہین آتے ہین اُسوقت چالاک نے باہم مشورہ کیا کہ بھائیو آخر تو یہ پتلے سردارون کو ہمارے اُٹھا لیگئے ہین اور ساحر ہمسے پوشیدہ ہین پس ہمکو بھی لازم ہی کہ لشکر لقا مین جاکر جسکو پائین مار ڈالین یہ صلاح سبکو پسند آئی اور چالاک نے صورت اپنی صعدار چوکیداران کی ایسی بنائی پگڑی سرخ سر پر باندھکر کمر مین چست پہنا تیر کمان ہاتھ مین لیکر ہتیار جسم پر آراستہ کرکے چلنے پر آمادہ ہوا اور عیار سات

آٹھ پاسیون کی قطع پر بنے یعنی گھٹنون تک دھوتی باندھکر مرزائی پہنکر تیر کمٹھے لیکر اُسکے بنا تھ ہوئے اور قریب لشکر پہونچکر پہلے تو ایک ایک علیحدہ ہوکے داخل سپاہ عدوے گراہ ہوا پھر ایک جگہہ مجتمع ہوکر ہر سمت اور ہر خیمہ و بارگاہ کے گرد جاگو جاگو کہکر پھرنا شروع کیا اسیطرح پھرتے پھرتے ایک خیمہ کے قریب پہونچے وہان چند سردار لشکر بزم آراستہ کیے بیٹھے تھے انکو دیکھکر کہا جمعدار یہ کسکے یہان کی روند ہی عیار تو یہان کے سب افسرون کو پہچانتے ہین چنانچہ چالاک نے کہا غالب جنگ کے یہان کی افسرون نے کہا تو آئیے جمعدار صاحب حقہ پیجیے یہ عیار وہان ٹھہرے افسرون نے حقہ انکو دیا عیارون نے پی کر کہا یہ تو جلگیا ہی ہمارے پاس تمباکو ہی ہم بھرتے ہین یہ کہکر چلم مین بہت سی بیہوشی شریک تمباکو کرکے بھری اور اُن سبکو پلائی وہ سب بیہوش ہوئے انھون نے سب کے سر کاٹ ڈالے اور رقعہ لکھکر ڈالدیا کہ یہ کام عیاران لشکر اسلام کا ہی پھر وہان سے آگے بڑھے جس خیمہ مین سنا دیکھا کہ سب سو رہے ہین پس کچھ عیار تو اُس خیمہ کے در پر کھڑے رہے اور کچھ پشت پر سے سراپردہ چاک کرکے اندر خیمہ کے گئے ساکنان خیمہ کو بیہوش کرکے قتل کیا اور رقعہ لکھکر ڈالدیا اور آگے بڑھے اور متفرق ہوگئے کوئی حلوائی بنا کوئی فقیر بنا کوئی لونگ چڑے والا بنا اسیطرح ہیئت بدلکر پلٹنون سپاہون مین پھرنا شروع کیا جو حلوائی بنا تھا تھال ہاتھ پر لیے مونڈھیا بغل مین دابے پتے کرسے گھڑے تھال کے کنارے چراغ جلتا ہر طرف پھرتا پلٹن والے بلاتے اور مٹھائی چکاتے بہت ارزان قیمت بتاتا لالچ مین آکر لوگ مول لیتے جب کھاتے بیہوش ہوجاتے یہ سر اُنکے جدا کرتا جو فقیر بنا تھا وہ کشکول گدائی ہاتھ مین لیے تہمد باندھے رومال چھڑی سنبھالے صدا کہتا جاتا تھا جو کوئی کچھ دینے کو بلاتا یہ وہان کچھ کرامات کی باتین بگھارتا وہ معتقد ہوکر بٹھاتے حقہ تمباکو پلاتے یہ بیہوش کرکے مار ڈالتا اسیطرح اور عیار کو ہیون کی شکل بنے پھر رہے تھے جسجگہ دس پانچ آدمیون کو کھانا پکاتے دیکھتے قریب آتے اور کہتے کیون بھائی ہمکو بھی کھلاؤگے وہ کہتے ہان یہ جواب دیتے کہ ہم بنئے نہین ہین اگر ہمکو بھی کھلاؤ تو یہ روغن آج ہمنے خرید کیا ہی بہت عمدہ ہی کھانے مین صرف کرو وہ روغن بعد انکار و اصرار لیکر داخل طعام کرتے اور کھاکر بیہوش ہوتے یہ اُنکو طعمۂ وہان گور بناتے پس اسیطرح لونگ چڑے والے نے طائر روح بہت لوگون کے سیخ مکاری پر کباب کیے تھے رات بھر مین کئی سو آدمی رہرو ملک فنا ہوئے آخر وہ رات بھی راہی دیار عدم ہوئی اور برنگ تیرگی جان کافران تیرگی شب مئی کہ بیت

سحر نے خور کا آئینہ دکھایا	ہر اک کافر کو بھوچکا بنایا

ہنگام سحر عیاران خوش سیر تو لشکر شقاوت اثر سے نکلکے اور کافر بستر خواب سے اٹھکر احوال سے ماہر ہوئے
ہر ایک کا عزیز و فرزند راحت جان جگر بند خواب مرگ مین مبتلا نظر آیا پھر تو کہرام یہان بھی پڑگیا دنیا ماتم
تھی ہر سمت بلند نالہ و آہ کی صدا تھی لقاے بے بقا تخت پر آکر بیٹھا تھا سردار آتے جاتے تھے کہ یکایک
غلغلہ رشیون سنائی دیا یہ گرفتاری سے بہت خوشنود تھا اور حکم دیا تھا کہ ناچ کا
جلسہ مترتب ہو اسوقت شور گریہ لشکر گویا ہوا کہ شاید اہل اسلام اسقدر زور سے روتے ہین کہ یہانتک
انکے رونے کی صدا آتی ہو جو لوگ کہ واقف حال نہ تھے وہ کہتے تھے کہ خداوندا ابھی کیا روتے
ہین اب آگے وہ بندے تیرے روینگے یہ ذکر تھا کہ بختیارک جو اپنے خیمہ سے دربار مین آنے لگا
راہ مین لشکریون کو گریان و نالان دیکھکر مستفسر حال ہوا لشکریون نے لاشہاے مقتولان دکھائین
اور شیطان کے ساتھ بارگاہ خداوند مین آئے پہلے شیطان خچر پر سے اترکر داخل بارگاہ ہوا اور
لقا کو مجرا کرکے رفیدہ سر سے اپنے اتار کر ناچنے لگا اور کلمہ پڑھتا جاتا تھا اور خداوند کو برا کہتا
جاتا اور کہتا کہ یا خداوندا وہ جو بہشت آپکی ہو وہ آباد ہوتی جاتی ہو لقا نے کہا آخر کہ تو کیا ہوا کہ ان کو
بہشت خداوندی بندگان خاص سے معمور ہوئی لقا بولا کہ بندگان خوابی بھی میرے ہی بندے
ہین اور تم سبکا بھی مین ہی خالق ہون پس مین دونون طرح کے بندون کی طرف ہون کبھی انکو
غالب کر دیتا ہون کبھی انکو بندون کو چاہیے کہ آپسمین سمجھ لین میرے اوپر زمین مین ایسا رحیم ہون
کہ آپ بھاگتا پھرتا ہون یہ کہ رہا تھا کہ کچھ افسر نالان و گریان وہ رقعہ جو عیار لکھکر ڈالگئے تھے لیے
ہوئے بارگاہ مین آئے شیطان نے وہ کاغذ اُنسے لیکر آنکھون سے لگایا اور سر پر رکھا لقا نے پوچھا
کہ یہ کیا ہی شیطان نے جواب دیا کہ وہی ہو اور کیا ہی لقا سمجھا کہ شاید عمرو آگیا اُسنے یہ کاغذ بھیجا ہی
یہ سمجھکر گویا ہوا کہ کیا بندۂ خاص طلسم سے آیا شیطان نے کہا ای پھٹے منھ بقول شخصے چندین ہزار
خدائی کردی ہنوز گاو خر انشناختی اے او گیدی یہ فرمان واجب الاذعان فرزند شہنشاہ عیاران
مرشد زادۂ برحق مہتر بن مہتر جناب چالاک بن عمرو کا ہی یہ کہکر اُس رقعہ کو پڑھا لکھا تھا کہ او
شیطان تو نے امیر باتوفیر کے مزاج ہمایون کو ذرا بھی مثل آئینہ مکدر کیا اور سردار اسلام کا ایک
بال بھی بیکا ہوا تو ساری خداوندی خاک مین ملا دینگے خیمہ گور مین تجھکو سلا دینگے اور او بختیارک

یہ سب حرمزدگی تیری ہی اگر اپنی شیطنت سے باز نہ آیا تو ہر لیسہ تیرا کیا یا جائیگا یہ مضمون سُنکر شیطان کانپنے لگا کہ ایسا نہو عیار مجکو آگر مارڈالین اُسوقت لقا نے کہا ای شیطان تو گھبرا نہین میری اور تیری موت نہین ہی اس کلمہ سے شیطان کو تسکین کب ہوتی ہی غرضکہ یہ تو خائف و ترسان قرار پکڑ ہوا اور لقا نے لاش مقتولان کو دفن کرنیکا حکم دیا اہل لشکر بصد گریہ وزاری لاشین اُٹھانے مین مشغول رہے دن بھر اسی گاڑنے دابنے مین بسر ہوئی جب ظلمت شب نے مثل تیرگی لحد آغوش کھولی اور آفتاب غار مغرب مین جا کر دفن ہوا کہ بیت

گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن	بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن

رات کو لشکر اسلام و سپاہ کفار دونون فوجون مین حد کی ہوشیاری و بیداری ہوئی ہر جگہ چوکی و پہرا مقرر ہوا لیکن سیاحرون کیطرف سے پتلے اور مسلمانون کیطرف سے عیار روانہ ہوئے اور آج چالاک نے نسیم بن عمرو قسیم بن عمرو سمک بیطاق و سماک خیبری و قاسم کتوری و قاسم تنگ رو اجلی و نیزک و سرہنگ و ابو الفتح و کلباد و گلباد وغیرہ تین سو عیار اپنے ہمراہ لیے اور لشکر دشمن مین آکر کسینے کسی سردار کی رنڈی کو بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنکر گیا اور کام اُس سردار کا تمام کیا اور کوئی کسیکے خدمتگار کی ایسی صورت بنا اور اپنا اُسنے کام کیا کسیکے راستہ مین مارڈالا کوئی کسی خیمہ مین کمند مار کر گیا اور قتل کر آیا غرضکہ اگر فرداً فرداً عیاری ہر ایک کی بیان کیجائے تو بہت طول ہوگا آج چار ہزار سردارون کے سر کاٹکر یہ عیار اپنے لشکر مین آئے بڑے بڑے سردار کو ہی مارے گئے جب ناخن مہر سے سحر پرغم نے چہرہ خراشی شب کی اور زمانہ مین وہ اندھیر تھا کہ فلک پیر نے چراغ خورشید اپنے جھونپڑے مین جلایا کہ بیت

قریب ختم حسن روے شب ہی	یہ غفلت ہوش والون کو غضب ہی

صبحدم وہ شور فریاد لشکر لقا مین برپا ہوا کہ شور محشر بھی اُسکے سامنے شرمندہ تھا کوئی لپسر کے لیے خاک اُڑاتا کوئی بہر پدر پچھاڑین کھاتا ہر جگہ یہ نقشہ تھا نظم

ہر اک خیمہ سے اُٹھا شور فریاد	یہی غل تھا کہ ہم ہوتے ہین برباد	ہر اک نے سر کو دے پٹکا زمین پر
یقین تھا دم نکل جائے وہین پر	ہر اک نے مثل گل سینہ کیا چاک	ہوا غل ہر طرف اُڑنے لگی خاک
بشکل شوق اُبلے لوگ غم سے	ہوئے ممنون گردون کے ستم سے	گذرگاہین ہوئین سونی برآہ

اندھیرا چھا گیا ہر بام و در پر

فی الجملہ لاشین ہر سمت اُٹھنے لگین وہ کاغذ جو آج کی شب عیار ڈال گئے ہین اُسمین یہ مضمون ہی کہ آج کی رات جو آتی ہی اِس رات کو خداوند لقا مع اپنے شیطان اور پرستش کرنے والون کے بہشت مین اپنی جائینگے وہ کاغذ مردمان لشکر بارگاہ خداوند مین لیکر آئے شیطان نے جو اُسکو پڑھا لرزنے لگا اور لقا سے کہا ابے او گیدی مسخرے اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو اپنے اُن ایسے تیسے ساحرون سے کہکر مسلمانون کو چھڑوا دے اور آیندہ ایسی حرکتین کرنے کے لیے اُنکو منع کر لقا بھی اتنے سرداران لشکر کے مرنے سے گھبرایا تھا شیطان سے کہا تو سچ کہتا ہی اچھا پھر ساحرون کو بلانا چاہیے شیطان اُٹھا کہ مین جاکر کسیطرح اُنکو بلاؤن مگر آج تیسرا دن تھا اور سرداران اسلام بہت قید ہو چکے تھے ساحرون نے خود یہ قصد کیا کہ خداوند سے کہکر مسلمانون کو قتل کرائین پس وہ دونون اژدر سحر پر سوار ہوکر خداوند مین آئے شیطان نے وہ نامہ اُنکو دکھایا اور کہا جلد سرداران مغضوب کو رہا کردو کیون خداوند کی جان کے پیچھے پڑے ہو آج مرشد زادہ لکھتے ہین کہ مع خداوند سبکا خاتمہ ہی بلا وصبا جملہ کیفیت معلوم کرکے گویا ہوئے کہ ملک جی تم گھبراؤ نہین آج ہم لشکر حمزہ کا خاتمہ کیے دیتے ہین یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک نارنج نکالا اور کہا دیکھو ملکہ جی یہ سحر ہمنے تمام عمر محنت کرکے تیار کیا ہی اِسکے ہمنے یہ سحر نہ کیا تھا طرح دیتے چلے آتے تھے ہماری زندگی بھر کی مشقت ہی غرضکہ بہت کچھ صفت اُس سحر کی کرکے وہ نارنج زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اُسمین سے دُھوان پیدا ہوکر ایک جگہ اکٹھا ہوا اور ایک پتلا چینی کا بنگیا اُس پتلے نے ساحرون کو سلام کیا اور کہا مجھکو کسلیے یاد فرمایا ہی اُنھون نے حکم دیا کہ جاؤ اسم اعظم حمزہ بھلا دو پتلا سلام کرکے رخصت ہوا اور اُسی طرح دُھوان بنکر بلند ہوکر نگاہ سے ناپدید ہوا جب وہ پھر بجی اور جناب حمزہ صاحبقران بارگاہ سلیمانی سے اُٹھکر برائے نماز پیشین جانب مسجد کر پاس روانہ ہوئے راہ مین ایک سمت سے دھوان پیدا ہوکر گرد امیر گردش پذیر ہوا اور بہت دور تک تاریکی ہوگئی اسم اعظم الہی لوح سینہ سے محکوک ہوگیا آپ کو حالت غشی طاری ہوئی بیہوش ہوکر گر پڑے ملازمان ہمراہی گھبرائے نالان و گریان اُٹھا کر بارگاہ سلیمانی مین لائے دعاہاے صحائف ابراہیمی پڑھکر پھونکین کہ برکت کلام ربانی و تاثیر سایۂ بارگاہ سلیمانی ہوش تو آگیا لیکن ربودگی مزاج ہمایون پر طاری ہوئی عقل و دانش گم صم و بکم ہوگئے چپ اور سُن جہان لٹا دیا پڑے ہین اِنکا تو یہ حال ہی غم سے بادشاہ کا دل نڈھال ہی ماہ تابان صاحبقرانی کو زوال ہی اُدھر وہ دُھوان پھر بارگاہ لقا مین آیا اور مجتمع

ہوکر چینی کا پتلا بنکر ساحران مذکور سے اُسنے عرض کیا کہ مین حسب ارشاد حضور اپنا کام کر آیا ساحرون نے یہ سُنکر ایک شیشہ اپنے جھولے سے نکالا اور اُس پتلے کو دکھایا وہ سحر کا جن دُھوان بنکر اُس شیشہ مین اُتر آیا انھون نے اُس شیشہ کا سحر پڑھکر موم سے بند کیا اور کہدیا کہ جبتک یہ شیشہ نہ ٹوٹے امیر حمزہ کا بچھوٹے جب یہ تدبیر کر چکے انکی ملازم ایک ساحرہ ہی کہ نام اُسکا مہر جادو ہی اور وہ طلسم ہزارج کی رہنے والی ہی پس اُس ساحرہ کو وہ شیشہ انھون نے سپرد کیا کہ لیجاکر طلسم ہزارج مین اپنے مقام پر رکھے یا یہ کہ خدمت افراسیاب مین لیجائے اور وہ اسکو بہت حفاظت سے رکھے غرض ساحرہ مذکورہ وہ شیشہ لیکر بزور سحر تخت پر بیٹھکر روانہ ہوئی حال اُسکا معرض بیان مین آئیگا اب ان ساحرون نے بعد جانے ساحرہ کے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ چند پتلے دو صندوق سر پر اُٹھائے روبرو ہوا سے نیچے اُترآئے یہ وہ صندوق ہین کہ جنپر سوار ہوکر یہ دونون ساحر طلسم سے یہان آئے تھے حال انکا جلد دوم مین لکھا گیا ہی کہ ان صندوقون کو انھون نے کھولا تھا اور کئی ہزار پتلا بالشت بھر کا نکلا تھا اور ہر ایک مثل انسان قدآور ہوا تھا اور ہر پتلا مرکب پر سوار تھا وہ گھوڑا بھی جسیم ہوا تھا حاصل مرام اسوقت جب پتلے وہ صندوق لائے انھون نے واکر کے تین ہزار پتلا اُنمین سے رویئن تن اور فولاد بدن نکالا کہ وہ نکلتے ہی سب قامت پیدا کرکے سوار بنگئے اور باہر بارگاہ کے جاکر اکھاڑا دیڑا انھون نے صندوق بند کرکے پتلون سے کہا جہان سے لائے ہو وہین لیجاؤ پتلے صندوقون کو لیکر غائب ہوئے اور یہ دونون ساحر بارگاہ سے اُٹھکر کنارہ لشکر کے آئے اور ایک ناریل اپنے جوڑے سے اور نکالکر جانب صحرا مارا کہ وہ شق ہوا اور زمین سے شعلہائے آتش نکلنے لگے اور روبرو ہوا سے بھی آگ برسنے لگی اور اسقدر بحر آتش کی طغیانی ہوئی کہ گرداگرد لشکر نحوست اثر حصار آتشین کھنچگیا چاد زمین آگ کی فلک کی طرف سے گرکر حصن حصین آتشین گرد لشکر ہوگئین ان ناریلون نے راہ آمد و رفت لشکر کے اندر کی بند کردی اسلیے کہ عیار جو اندر لشکر کے آئے ہون وہ اپنے لشکر مین جا نسکین اور اپنے مقام سے یہان قیامگاہ عسکر شقاوت پیکر مین آنسکین جب یہ انتظام کر چکے بارگاہ مین آکر بیٹھے اور شراب پینے لگے یہانتک کہ حرارت آتش مہر کم ہوئی اور گرم بازاری رونق روز کم ہوئی اور زر طلاے احمر خور شید کو زرگر دہر نے بوتۂ مغرب مین رکھا اور کورۂ آہنگر فلک مین انگر نجم تابندہ ہوئے کہ نظم

کہ اُس دم کے قدم اُٹھے دہان کے	ہوا سامان رخصت اہل جہان کے	فروغ مہر نے دامن اُٹھایا	

ہجوم شام کا اک ابر آیا | سر شام ان ساحران بدانجام نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر لقا مین
بھی طبل جنگ پر چوب پڑی فوج کوہیان و ساحران دلقا پرستان مین نہایت خوشی ہوئی کہ اب
انتقام مسلمانون سے اپنے عزیزان مقتول کا لینگے عیاران لشکر اسلام جو بارادۂ داخلۂ سپاہ عدو
گمراہ کنارۂ لشکر بداختر پہونچے حصار آتش گرد لشکر پایا ٹھہر کر فکر عیاری کرنے لگے اس اثنا مین بشور
کوس حرب گوش زد ہوا غلغلۂ سپاہ کینہ خواہ سے گوش روزگار کر پایا مضطربانہ ان عیارون نے
خدمت بادشاہ اسلام مین اپنے تئین پہونچایا یہان عجب ہنگامۂ رنج و غم برپا تھا دنگلون پہ سردارون
کے خاشیہ پڑے تھے بادشاہ اکیلے تخت پر بیٹھے تھے امیر ایک صحنچی مین بحالت دیوانگی پڑے تھے
وہ لوگ جو مجرے کو بھی باریاب ہو سکتے تھے آج برائے زینت بارگاہ حاضر دربار تھے بادشاہ سر کو
غم پر سر جھکائے تھے محلات سے رونے کی عورتون کے صدا آتی تھی فرط قلق سے سینہ شق رفیق
رو فق بدلی اندوہ کی چھائی تھی کہ

بیت

جہان تھا رنج سے آنکھون مین اندھیر | فقط رونے سے دل ہوتا نہ تھا سیر

اسی رنج و ملال مین عیار مجرا گاہ پر آکر ٹھہرے اور ہزار ادب تسلیم کرکے دعا و ثنائے بادشاہ
بجاہ بجا لائے کہ

ابیات

سرو قد خسرو خوش انجام | منصور نشان فوج اسلام | دیکھی ہے جو تیری تیغ خوش آب
چگر مین ہے بحر مثل گرداب | آئینہ تیغ برق تمثال | دعوائے اجل کا صورت حال
گردون سے بلند ہے ترا در | گلدستۂ عیش تیرا فر | آمادۂ جنگ سب ہین کفار
ساماں جدال سب ہے تیار | نقارۂ حرب سپاہ دشمن مین بجا ہے اور حصار آتش گرد لشکر ساحرون

نے سحر سے کھینچا ہے بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر فرمایا کہ یہ کافران بیحیا ایسے ہی وقت مین آیا کرتے
کارزار ہوتے ہین کہ جب ہم ناچار ہوتے ہین خیر خداوند زمین و زمان ہمارا نگہبان ہے یہ فرما کر جوش
شجاعت مین آکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خدائے قدیر طبل رزمی پر دوال دیجائے بمجرد
اصدار حکم محکم شہنشاہ عالم پناہ طبل سکندری و خسامی پر چوب پڑی صدائے طبل سے لشکر مین
اور زیادہ بدحواسی ہوئی کیونکہ سردار جملہ گرفتار امیر بوجہ فراموشی اسم اعظم مجبور و ناچار لیکن شجاعان
روزگار پنجۂ تیغ و سپر کے سایہ مین پلے جلادت شعار دم تھوری کا بھرنے لگے تیاری آلات حرب

کرنے لگے تیغ تبران بارغم سے اُس رات کو غم ندامت سے گویا سر در گریبان خنجر گلوگیر حسرت جوہر کیا دکھاتے فرط تیز سے خجل ہو کر دانت نکالتے تیر ہر ایک آہ دل دردمند نیزون مین فکر دور دراز کے بند کمانین لبسان خاطر کبیدہ کشیدہ کبادہ ہر ایک غبار الم کا تودہ کمندون کو دل عاشق کیطرح پیچان حلقہ حلقہ پریشان برنگ گیسوے جانان پُرفن ہر چند کہ آثار غم وہم سے سرہنگان لشکر کا دل خون تھا مگر جان دینے کا سودا الڑنے مرنے کا جنون تھا آب آہن کا تلزم زخار باڑھ پر تھا تیغ کے گھاٹ جان دیکر اُترنا بہادر چاہتے کشتی شجاعت مین سلسلۂ رگ جان کا لنگر تھا بادبان حوصلۂ شمشیر زنی اُڑ رہا تھا ہر سمت شورش بحر دلیری برپا نقیبون کی صدا سے دل ترک فلک کا ہلتا دوست دوست کے گلے ملتا نصیحت اور وصیت کرتا کرنا کے نعرے ترک بہرام کا دل دہلاتے طبل و بوق ہل من مبارز کی صدا سناتے پلٹنین اور رسالے مسلح و مکمل ہوتے نامرد مبدل ہوتے گھوڑے بغیر سوارون کے شیہے بھرتے والا ورنہ ہمہے شیرانہ کرتے آمادۂ مرگ مردان نبرد شیر گردون جنکے مقابل گرد برد وہ مقام

اُس شب کو بیشۂ شیران یا شجاعت کا نیستان تھا ہر سمت یہ سامان تھا کہ نظم

ہر بوق کی تھی صدا قیامت	بیدار تھے مردے زیر تربت	رہتا ہے کہان عدو کا اُنبوہ
آواز سے شق ہو جبل کوہ	تھا ترک فلک کو بیم اُس شب	جوزا کا تھا دل دو نیم اُس شب
دیکھو دم تیغ اور جوہر	تھا ایک تو شعلہ سو سمندر	تلوارین تھین یا کہ آہنی پل
روحون کا گذر تھا آنپہ بالکل	شہرہ تھا یہ چار حد مین ہر سو	تیغ ایسی ہو اور ایسے بازو
کیا شور بپا تھا اللہ اللہ	تھا گوش فلک مین پنبۂ ماہ	اِسی تردد و تیاری حرب مین

سرہنگ مہرجان پرطیل کروادگاہ فلک مین آیا اور روزگار غدار نے مثل شہریار زرہ طلائی ضیاے خورشید کی پہنی کہ نظم

ہوئی جب صبح روشن آشکارا	فلک پر صبح کا چمکا ستارا	ستارون نے بھی لی سوے عدم راہ
ہوئی پیدا سحر اتنے مین ناگاہ	لشکر ساحران گمراہ آراستہ ہو کر	

جانب جنگاہ چلا بلا و صبا اژدر سحر پر سوار پیچھے اُنکے جوق جوق ساحران نابکار طائران سحر و آزار افسونگری پر چڑھکر روانہ ہوئے نہایت برہم و بدین دستم شعار تھے کہ ابیات

دیکھو تو یہ کس بلا سے کم ہین	مثل دم اژدر اُنکے دم ہین	کتنے ہین سیاہ دل یہ مردم
نیش انکا روان تھا شکل کژدم	انسان کی شکل دیو کردار	یاجوج کی طرح آدمی خوار

پیاسے کو پلاتے ہین وہ خون ریز	آب دم تیغ و خنجر تیز	علاوہ اُن ساحران بدطینت

کے وہ تین ہزار پتلے رومین تن و فولاد بدن ہتیار جسم پر لگائے حصار آتش سے گذر کر میدان نبرد مین آئے لقا بھی اُسی کروفر عظمت سے فیلان جنگی کو زنجیرہ بند کرا کر تخت اُنپر کھچوا کر سوار ہوا تھا اور کئی لاکھ کوہی اور باختری ہمراہ لشکر وارد دشت قتال تھا اسطرف بادشاہ دین پناہ نے لباس خسروی دور کرکے زرہ و چار آئینہ و خود جسم پر آراستہ کیے شبستان سے برآمد ہو کر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوکے جلو مین کمیدان و رسالہ دار ہو کے فوج گروہ گروہ و انبوہ انبوہ موج دریا کیطرح روان ہوئی شجاعت اُنکی ہمت پر آئینہ وار حیران ہوئی لشکر پر رنگ شمع سحری اُداسی چھائی تھی ہوائے خزان نے اُس گلستان کی بربادی چاہی تھی ہر نونہال گلشن ارجمندی ہمرنگ گل خزان رسیدہ خمول و پژمردہ بظاہر سرسبز مگر دل مردہ آمد سے لشکر کے گرد اُڑی تھی یا گرد کدورت دلون کی اکٹھا ہوئی تھی زمانیکے دل مین غبار جو کبھی کا بھرا تھا وہ اُسوقت نکلا تھا طبل و بوق کا بھی قلب ہول سے خالی تھا چہرون کے نظری ہونے کا زمانہ آیا تھا گم سامان بحالی تھا گلستان جلادت مین عنادل وار زمزمۂ عشرت کے عوض نالہ و شیون برپا ہر بہادر کو موت کا کھٹکا لگا ہوا صیاد اجل کا مرغ جان کو دھڑکا نسیم سحری مژدۂ مرگ سناتی شمع حیات جھلملاتی گل ہوئی جاتی صحرا مین لبسان غائب ویران سناٹا زمانہ مین سائین سائین کی صدا طائر روح قفس تن مین مثل مرغ بسمل بیقرار و مائل پرواز ہوا مزاج کے مخالف نہایت ناساز اس عالم مین بھی شہنشاہ عالم کا وہی بہادری کا عالم وہی تیور وہی تیکھی چتون شیرانہ نظر کوہ کا اس صاحب حشمت و شکوہ کی حالت بیکسی دیکھکر سینہ شق ہوتا گرمعل دل سنگ سے نکال کر اس حمزہ کے لال پر نچھاور کرتا فلک ہر چند کہ مخالف اور دشمن تھا لیکن بہر اطاعت جھکائے گردن تھا زمین ہر چند کہ پاؤن کے نیچے سے نکل جاتی تھی مگر بحسب دولت و اقبال بادشاہ ذیجاہ سے دبی ہوئی تھی وہ لشکر و نکا بین بن کے چلنا جوانون کا تن تن کے اکڑنا دُنکونکا بجنا صدائے نصرمن اللہ نقیبون کا بلند کرنا ہتیارون کا کڑکنا نظم

کب دھیان مین ہی جہاد اصغر	تھا سہل انھین جہاد اکبر	عاجز ہین حساب مین محاسب
اتنا نہین لشکر کو اکتساب	دیوار حصار شہریاری	تھا حصن حصین ملکداری
فوج ایسی ہو شہریار ایسا	مغلوب ہون کیون نہ سارے اعدا	اسی رفعت و منزلت سے جب

میدان قتال مین پہونچے پرے جمگئے بیلدار زمین ہموار کرکے ہٹے سقے آبپاشی کرکے بھاگے صفین ترتیب پذیر ہوئین میمنہ نے معین ہونے کا دم بھرا میسرہ کو ارادہ جان نثاری میسر تھا ساقہ نے پائے ہمت گاڑ دیے جناح نے بازوے سعی کھولے کمینگاہ والے گھات سوچنے لگے چودہ صفین جب آراستہ ہوچکین نقیبونے نعرے مارے کڑکیت کڑگا کہکر کنارے ہوئے بلا اژدر بڑھا کر سامنے لقا کے آیا اور اجازت حرب طلب کی اُس ہیجا نے کہا تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہسنکر وہ ساحر اپنے لشکر مین آکر ٹھہرا اور اُن پتلہاے روئین تن سے حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر حریف کا کام تمام کرو بمجرد حکم وہ پتلے کہ سواران فولاد بدن ہین مثل اسفندیار تیغین کھینچکر صف لشکر اسلام پر آگرے اسطرف سے بھی بہادران روزہیجا ہزار در ہزار شیرانہ حملہ آور ہوئے شمشیر صاعقہ خصال کھنچی زندگی کا جھگڑا بہت دنون سے پھیلا ہوا تھا دم بھر مین فیصلہ پانے لگا قافلہ ملک عدم کو جانے لگا گوشۂ مرگ مین بجا فیت ہر ایک آرام پذیر ہوا ہنگامۂ دار و گیر ہوا ہر سمت سے ابر سیاہ نے بارش آب تیغ و تیر کی یہ تدبیر کی کہ ابیات

زبس نیزہ گرز و گوپال و تیغ
تو گفتی ہوا ژالہ بار در میغ
برفتند ازان روی کندآوران

بزہر آب دادہ پرند آوران
زکشتہ ہمہ دشت آورد گاہ
تن و دشت و سر بود و ترک و کلاہ

بلند آسمان چون زمین شد زخاک
بسے گردن و بر شدہ چاک چاک
چنین گفت لشکر ہمہ ہمگروہ

کہ از کشتگان گشت ہامون چو کوہ

ہرچند کہ دلاور جانبازی کر رہے تھے مگر وہ پتلے سحر کے تھے کسیکا حربہ اُنپر اثر نکرتا تھا تلوارین اُنکے تن پر اچٹ جاتی تھین اور اُنھون نے زیر شمشیر آبدار رکھ لیا تھا نچلے مر رہے تھے دم محبت اسلام کا بھر رہے تھے جو کوئی مسلمان مرکر گرتا تھا کلمۂ شہادت پڑھتا تھا گرم بازاری مرگ کا ہنگامہ تھا مقام عبرت و جاے تاسف تھی کہ وہ سر جو دعوی چتر و افسر رکھتے تھے ٹھوکرین کھاتے تھے وہ جسم جو بازرہ و بکتر رکھتے تھے بار ہستی سے سبکدوش نظر آتے تھے پتلون نے پتلہاے انسان خاکی بنیان کے نقشے مٹا دیے تھے لاشون کے ڈھیر لگا دیے تھے خون مسلمانان کے دریا بہا دیے تھے زمین ارغوان پوش تھی رات بھر کے جاگے نوشاہ عروس مرگ سے ہم آغوش خون کی دھارین چہرے پر سہرے کی لڑیان جسم پر ضرب اسلحہ کی بدھیان نظر آتین دست و پا عوض حنا کے خون سے رنگین حوصلون سے پُر چھاتیان تھین نظم

کچھ بحث نہ گفتگو نہ تقریر	خاموش برنگ بزم تصویر	سو کہیے مُنھ ایک بھی نہ کھولے
دو لاکھ صدا کوئی نہ بولے	ارمانون کے بند در برابر	سب خواب مین ہیچمیر برابر
یون بلبل و فاختہ کی فریاد	وہ گل ہین کہان کہان وہ شمشاد	یہ ماجرائے جنگ جو شہزادہ

کرب داماد امیر عرب نے دیکھا قریب بادشاہ عالی جاہ آکر عرض کیا کہ یا ظل اللہ اسوقت جو غلام عرض کرے وہ حضور پذیر فرمائین بادشاہ نے انگشت قبول دیدہ حق بین پر رکھی شہزادہ مذکور نے عرض کیا کہ سپاہ دشمن سے کوئی مارا نہین جاتا اور یقین ہی کہ نصیب اولیاے دولت قاہرہ خدا نکردہ شکست ہو پس ایسے ہنگام مین ناموس صاحبقرانی اور بارگاہ سلیمانی قبضۂ کفاران مین آجائیگی بانۂ صاحبقرانی بھی ہاتھ سے جائینگے بڑی رسوائی ہوگی بس مناسب ہی کہ بقیہ فوج کو جناب ظفرمآب ہمراہ لیکر دامن کوہستان مین تشریف لیجائین اور قلعۂ کوہ کو باد ولجا اپنا بنائین بادشاہ نے فرمایا کہ اے کرب عرض تمھاری قبول و منظور ہی اب جو کچھ مین کہون وہ رد نہ کیجیو کرب نے عرض کیا کہ منت بجان دارم جو ارشاد عالی ہو شاہ نے فرمایا کہ ہمارے سر کی قسم تم ناموس امیر و سرداران و جملہ حرم محترم کو سوار کرا کر قلعۂ کوہ پہنچا دو مجکو رہنے دو مین کبھی ان کافرون کے مقابلے سے قدمت نہ ہٹاؤنگا جب اپنی جان دے لونگا اسوقت ع بعد از سرِ من کن فیکون شد شدہ باشد۔ کرب قسم دینے سے اس دلاور کے ناچار ہوگیا اور جنگاہ سے پھر کر درواز خاتونان معظمہ امیر کے آیا ملکہ گردیہ بانو اپنی ساس کو تسلیم عرض کرا بھیجی اور کہا جلد تمام محذرات عصمت و طہارت کو سوار کرائیے کہ مقدمۂ جنگ دگرگون ہی ملکہ مذکور نے بہت جلد انتظام کیا اور سکھپال فنس چوپہلے وغیرہ پر تمام پردگیان محترمات سوار ہوکر ہمراہ کرب دلاور روانہ ہوئین کئی ہزار سوار محافون کو گھیرے نواب ناظر خواجہ سرا بچگانے کہاریان وغیرہ ساتھ بڑے انتظام سے بعجلت تمام جانب کوہستان چلے شہزادۂ کرب نے بارگاہ سلیمانی کو ساتھ نہین لیا اس سبب سے کہ بارگاہ اٹھانۂ سوشتر و قاطر و عراوہ پر بار ہوتی ہی اُسکے لدوانے مین عرصہ بہت ہوتا پس خیال کیا کہ ناموس امیر گھر جا پہنچی انکو پہونچا کر جاے محفوظ پر پھر بارگاہ لیجاؤنگا فی الجملہ امیر کو باہر بارگاہ سے ساتھ لیا ہی اور وہ جب باہر بارگاہ سے نکلے اثر سے جادو کے بیہوش ہوگئے انکو ہوادار پر ڈالکر کرب راہی ہوا اور کوہ سفید کے قریب پہونچکر کچھ لوگ درۂ کوہ مین پنہان ہوئے اور کرب نے گھاٹیان

کوہ کی طرف کرکے قلۂ کوہ پر تمام عورات کو پہونچایا اور امیر کو سبزہ زار مقام پر کچھ بچھا کر لٹا دیا پھر شہزادہ موصوف کی غیرت مقتضی نہوئی کہ شاہ اسلام کو نرغۂ اعدا مین محصور چھوڑ کر آپ تنہا بیٹھ رہے بس محلات کو سپرد خدائے حافظ و نگہبان کرکے آپ پشت مرکب پر بیٹھکر پھر روانہ ہوا یہان اتنے عرصہ مین لشکر اسلام نے شکست پائی تھی بدینوجہ کہ ساحرون نے سحر کرکے دست و پا ہر ایک کے بیحس و حرکت کر دیے تھے نہ لڑ قتل کرتے تھے لشکری ہاتھ بھی نہ ہلا سکتے تھے ناچار جنہون سحر کا اثر نہونے پایا تھا وہ رو بفرار لائے اور بادشاہ ذیجاہ اس جنگ مین بہت زخمی ہوئے تھے عیاران لشکر انکو بھی بحالت زخمداری کہ ظل اللہ پر غش طاری تھا ہوادار پر ڈالکر بھاگے کفاران نابکار و ساحران غدار پڑاو پر آکر گرے اہل اسلام بادشاہ کو لیکر وہان سے بھی بھاگے دشمنون نے تعاقب کیا اسوقت شہزادۂ کرب آگر معین و ناصر ہوا اور رڑتا بھڑتا جنگ ستمانہ کرتا بادشاہ کو گروہ دشمنان سے نکالکر کوہ سفید کے قریب لایا اور اس جنگ مین کہ شہزادۂ دلاور تنہا تھا زخمی ہوگیا لیکن جرأت کرکے شاہ عالم پناہ کو قلۂ پہاڑ پر پہونچا کر برابر امیر کے لٹایا اپنے زخمون کو باندھکر انتظام مین مصروف ہوا تیر انداز اور سنگ انداز گھاٹیون کو روک کر آمادہ ہوئے عیار پتھر گوپھن مین رکھکر مرگ پر آمادہ شعاب جبال مین استادہ ہوئے لیکن بعنایت رب العزت لشکریان فوج شقاوت و عداوت جو اہل اسلام کے عقب زدوکشت کرتے آتے تھے مسلمانون کے نکل جانے سے اس لالچ مین اگر پھرے کہ خیامگاہ مسلمانان چلکر لوٹین چنانچہ ایسا ہی کیا کہ بازارین اور خیمہ لوٹنے لگے آسدم بختیارک نے لقا سے کہا کہ یہ خیمہ و بارگاہ و سراپردہ جو فرزندان حمزہ اور اسکے سرداران ذیشان نے طلسمات فتح کرکے بہم پہونچائے ہین اس قابل نہین کہ لٹ جائین یا جلا دیے جائین خداوندان تحفہ اشیا کو اپنے قبضہ مین فرمائین اور لشکریون کو غارت کرنے سے منع کرین لقا نے اسکے کہنے سے ساحرون کو بلا کر حکم دیا کہ لشکر کو تاخت و تاراج کرنے سے روکو ساحرون نے بزور سحر منادی کرائی کہ ہرگز کوئی لوٹنے کا مال مسلمانان کے ارادہ نکرے لشکر کے لوگ دست کشیدہ ہوئے اس عرصہ مین وہان آیا کہ سرہنگ شب نے سونا آفتاب کا لوٹنا چاہا وہ متاع جان اور پوجی اپنی بچا لیگیا اور غار مغرب مین جا کر خوشیدہ ہوا کہ نظم

تاریکی شب تھی ایسی چھائی	دیتا نہ تھا کچھ بھی وان دکھائی	تاریکی شب تھی ایسی حائل

چشم اعمے انجیل کا دل

شام کو اس لشکر ضلالت اثر نے بھی کمر کھولی بارگاہ سلیمانی اور تمام خیام و خرگاہ اہل اسلام قبضۂ دشمن نافرجام مین آئے لقا اُتر کر تخت فیلان سے داخل بارگاہ سلیمانی ہوا مقام سلیمان دیو کو ملا خزانہ پر سانپ بیٹھا لیکن بارگاہ مذکور مین ساحرین آسکتے ہین اس سبب سے یہ گمراہ بھی اُس جگہ نہ ٹھہرا کہ بغیر ہمنشینون کے لطف صحبت نہ لے گا پس بارگاہ ہمایونی مین تخت نکبت آثار بچھوا کر متمکن ہوا ساحران نابکار بھی وہان آکر کرسی و دنگل پر متمکن ہوئے اور صندق ساحری طلب کرکے بلا و صبا نے سوارون کو تیار بنا کر بند کیا اور ایک عرضی خدمت افراسیاب مین اس مضمون کی لکھکر روانہ کی کہ ای شاہ ساحران ہمنے باقبال شہنشاہی کل مسلمانون کو تباہ و برباد کر دیا اسلم اعظم حمزہ بھلا دیا چند پاشکستہ ہمارے ہاتھ سے بچکر ایک پہاڑ پر پناہ گزین ہین اور جملہ سردار حمزہ کے ہماری قید مین ہین اب بہت جلد ہم فتح کامل حاصل کرکے خداوند کو تخت خدائی پر تمام عالم کی قائم کرینگے اور خداوند سے طرۂ پیغمبری لیکر حاضر خدمت بادشاہ جادوگران ہونگے اس عرضی کو حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ اُٹھا لیگیا بعد بھیجنے عرضی کے وہ مسلمان جو اس جنگ مین بچس و حرکت ہوئے تھے اُنکو اسیر کرکے زندانخانہ مین بھیجا بازارین مسلمانون کی بند تھین رعایا فرار ہوگئی تھی اپنے لشکر کی بازارین وہان کھلوا دین اور حکم دیا کہ رات بھر بازارین لگی رہین دکانین کھلی رہین ہر سمت ہنگامۂ عیش و نشاط برپا رہے یہ انتظام کرکے آپ بھی جشن کیا ارباب نشاط کو بلایا ساقی گلبدن و سیمتن حاضر ہوئے جلسۂ عشرت جمع ہوا وہ سامان انبساط اُس شب کو مہیا تھا کہ فلک زر آفتاب و سیم طلا کو اُس انجمن پر نثار کرتا تو بجا تھا زر گل گلشن عالم کا گلرخون کے حصہ مین آیا تھا غنچۂ خاطر کافران بخیل بھی تنگدست نہ تھا شگفتہ ہوکر فراخ حوصلگی دکھاتا تھا دولت نشاط سے ہر ایک مالامال گریزان وہان سے رنج و ملال نہان پری پیکر کا بناؤ جوبن کی بہار غضب کا نکھار ساقیان مہر دیدار کی پکار کہ ادھر آؤ شراب خرمی پی جاؤ نازک اندام رقاص اُس عارتی و ستمار خوشی کو دیکھکر یہ شعر حسب حال گاتے تھے شعر

کٹے خوشی سے تو ہی عمر حضر بھی تھوڑی	وگرنہ نیم نفس بھی بہت ہے جینے کو

اس جلسۂ نشاط بدینان کی کیا تعریف بیان کیجائے اسقدر صفت کافی ہے اب کیفیت نامہ پہونچے کی شاہ جادوان پاس بیان کیجاتی ہے کہ شاہ مذکور طلسم نہار سے جو لغیظ و غضب تمام اس

فکر مین روانہ ہوا تھا کہ طلسم نور افشان کسی طلسم کشا کو پیدا کرکے توڑ ڈالون چنانچہ اسی فکر مین جانب کوہ نیلم چلا کوہ مذکور کا راستہ طلسمات طلسم سے ہی پہلے یہ طلسمات مین آیا اور اُس مقام پر ایک صحرائے سبزہ زار طلسمی گلون اور درختون سے پُر بہار تھا بادشاہ وہان ٹھہر کر سیر کرکے غم دلکو اپنے بھولانے لگا اسی اثنا مین پہلے پنجہ نے نامہ لاکر دیا کہ اُسمین بمضمون مدد مانگنے کا تھا شاہ نے نامہ پڑھکر سحر پڑھا اور دستک دی کہ اس جنگل کے ایک گوشہ کی طرف سے گرد اڑی اور زنجیر کی جھنکار سنائی دی اور ایک ساحر بال منہ پر بکھرائے لنگوٹ باندھے زنجیر پانون مین پڑی سامنے آیا بالکل دیوانہ مزاج تھا سارا جسم مٹی مین بھرا بانسیان تھنا ناک کا فرآیا یہ اشعار جنون خیز زبان پر لاتا کہ بمقتضاے نظم

میدان جنون کے مرد کم ہین	سجادہ نشین قیس ہم ہین	ہم پر ہے فقط مدار صحرا
ڈھونڈھیگا ہمین غبار صحرا	ہے ہمسے جنون کا گرم بازار	جب ہم نہوئے کہان یہ دریا

غرض اس وحشی صحراے افسونگری نے بادشاہ کو پانون اٹھا کر بجاے تسلیم تلوا دکھایا پھر اپنا سر اسکے ہی قدم پر جھکا کر ایک قلقاری ماری اور ہر سمت دوڑتا پھرا جب کچھ جوش و خروش کم ہوا اسوقت سامنے آکر ٹھہرا بادشاہ نے فرمایا کہ ای مجنون جادو ہم ایسے مقام پر تمھین روانہ کرین کہ تمھاری نجات ہو جائے اُسنے کہا کیا خداوند لقا پاس بھیجیگا شاہ نے فرمایا کہ ہان اُسنے یہ سنکر ایک چیخ ماری اور خوب ہنسا اور کہا آج رات کو خداوند میرے پاس آئے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے ساتھ چل شاہ جادوان کی تقریر استماع کرکے سمجھا کہ اسنے خواب مین خداوند کی زیارت کی بس اُس دیوانہ کے گرد پھرنے لگا وہ اسکے گھومنے سے آپ بھی چکر لگاتا تھا غرض بعد اس گردش کے ہنوز کچھ اور کلام نہوئے تھے کہ پنجہ عرضی مشتمل بفتح لیکر آیا بادشاہ پڑھکر شاد کام ہوا اور دل سے کہا کہ جب اتنا بڑا لشکر حمزہ کا دو ساحرون نے برباد کردیا تو اسد کی کیا حقیقت ہے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند لقا اب تقدیر زبردست کرتے ہین اور اُنکو بربادی بندگان مغضوب کی اب منظور ہے یہ دلسے تجویز کرکے ساحر دیوانہ سے کہا کہ لو تمھارے بھیجنے کی نیت ایسی مبارک ہوئی کہ بلا و صبا نے تمام لشکر مسلمانون کا غارت کردیا چند مسلمان ایک پہاڑ پر چھپے ہین اُنکو جاکر تم گرفتار کرو اور سرداران لشکر اسلام مقید ہین اُنکے سر کاٹو لیکن بلا و صبا سے لڑنا نہین اُنکی اطاعت مین رہنا زیادہ دیوانہ پن نکرنا اسنے عرض کیا کہ غلام جاتا ہے اور جیسا ارشاد ہوا بجا لاتا ہے میرا دیوانہ پن بھی خدمت خداوند مین جاتا رہیگا اور نام بھی میرا ہوگا کہ لڑائی فتح کی یہ کہکر ناچتا ہوا اور خاک اڑاتا اپنے

مقام پر آیا اور وہ مقام جہان یہ رہتا ہی ایک درۂ کوہ ہی اور اُس دامن کوہ مین کئی ہزار دیوانہ اسکا مطیع ومنقاد رہتا ہی اِسنے آتے ہی ایک چنگھاڑ دیو کی طرح لگائی کہ وہ سب دیوانہ اسکے سامنے جمع ہوکر آئے اِسنے اُنکو حکم روانگی دیا اور وہ سب بولتے بیابان مین چکر لگانے لگے دیوانگی جتانے لگے کوئی ہنستا کوئی روتا کوئی یہ

مجنونانہ پڑھکر جنگل سے وداع ہونا نظم

آوارہ پھرے ہی گرد ہر سو	دکھلائینگے کسکو انکھین آہو	ہوجائینگے نامراد کامنے
چھالون کو کرینگے یاد کانٹے	دیکھے گا اٹھاکے سر بگولا	اِس دشت کے کیا ہوئے وہ شیدا
بربادی وسعتِ بیابان	ویرانی سایۂ مغیلان	ہی کون کہے پکارینگے غول
چلائینگے نعرے مارینگے غول		

یہ اشعار پڑھکر کبھی خار دشت سے رخصت ہوئے اور کبھی چھاڑیون کے گرد پھرے اسی جوش وخروش مین تھے کہ مجنون جادو نے پھر ایک چیخ ماری اُسکے چیختے ہی گوشۂ صحرا سے ہزار ہا تیلے غولہائے بیابانی کی گردن پر سوار ہاتھون مین جھنڈیان لیے نفیرین منھ سے لگائے پیدا ہوئے اُس جگہ پہونچتے ہی نفیرون کو اُنھون نے دم دیا پھر کیا تھا دیوانہ کو ہوہنت ہی نہ کہ نفیر کی آواز پس ہر ایک دیوانہ زمین پر گر گر لوٹا بعض اُنمین ناپدید ہوکر غبار زمین بنا اور بگولہ کی طرح پیچ وتاب کھاتا اُٹھا اور بعض شعلہ بنکر زمین پر چمکا اور اگیا بیتال ہوکر جابجا روشنی دکھانے لگا اِسی طرح کوئی بونڈلا بنکر چکر کھاتا اور کوئی اگیا بیتال بنا ہوا دیوانہ ہوا تیلے نفیر بجاتے جھنڈیان سر پر ہلاتے آگے بڑھے مجنون نے پھر تیسری چیخ ماری اِسکی مرتبہ آندھی سیاہ آئی اُس آندھی مین یہ دیوانہ بھی لپٹکر یعنی ایک بلاے سیاہ بنکر روانہ ہوا تیو نفیرون کو دم ملتا دیوانون کے قلقاریون کی صدا آندھی کا شور اگیا بیتالون کا بھبھک بھبھک آگ دہن کرنا پناہ بخدا عجب طرحکا ہنگامہ آفت خیز برپا تھا کہ چرخ پر خورشید بھی خوف سے تھرانا تھا زمانہ پُر از بلیات نظر آتا تھا چرخ سے جتنی بلائین کہ نازل ہونے کو تھین ایکبار اُتر کر اسجگہ اکٹھا ہوئی تھین اور مسلمانون پر چلی تھین خدا ہی حافظ اہل اسلام کا محافظ ونگہبان ہی یہ بلائین اُتر جاتی ہین دیکھیے کیا آفت لاتی ہین اُدھر لشکا بارگاہ حشامی مین بیٹھا تاج دیکھ رہا ہی اور مسلمان پہاڑ پر پناہ گزین ہین لیکن چالاک اور ابوالفتح کو فرط رنج سے قرار نہین ہی یہ پہاڑ پر سبکو چھوڑکر اس فکر مین جانب عدو چلے کہ حصار آتشین سے باہر لشکر مسلمانان کے مقام پر لقا اُترا ہوا ہی بن پڑے تو ساحرون کو مار ڈالیے یا اور کافرون سے جو کوئی ملے اُسکی جان لیجیے غرض اسی فکر مین صورت خدمتگاران دشمن کی ایسی بناکر بارگاہ حشامی مین

داخل ہوئے دیکھا تو ہنگامۂ عشرت ہی جلسۂ عیش و مسرت ہی یہ تو ٹھہر کر تدبیر کرنے لگے لیکن سخر بلخی اور کلسا و عراقی اور یزک وغیرہ چند عیار ملکر اسی فکر مین یہان آئے تھے اُنمین دو تین عیار تو آبدار خانے کے پاس آئے اور ملازم جو صراحیان برف مین چھپا رہے تھے پانی کا انتظام کرنے تھے اُنکو مکر سے پاس اپنے بلایا اور تنہائی مین لیجاکر اُنکو بیہوش کرکے مار ڈالا اور پیرہن اُنکا اُتار اُنکی ایسی صورت بنکر آپ آبدار خانہ کا انتظام کرنے لگے اور ہر سرہنگ قریب بارگاہ آکر پھرنے لگا اتفاقاً ایک کنیز صبا کی باہر کسی کام کو آئی حقیقت مین صاحب حسن و جمال تھی کنیز نہ تھی مالک خوبان اور دولت حسن سے مالامال تھی زلف پرشکن اُسکی دام دلہاے عشاق چنون اُسکی دلبری مین چاق ابرو اُسکے محبوبی سے جفت خوبی مین طاق چشم فتنہ زا کے اشارے کہ دل عاشقون کے ہمیشہ مارے گوشۂ چشم مین قیامت نہان شوخی و شرارت سر در گریبان کہ ہم ایسے کہان

رخسار پر اُسکے ملاحت قربان نظم

ہر موے مژہ وہ عربدہ ساز	خونریز بسان ناخن باز	وہ ترک کہ وقت ترکتازی
ہر مرگ قتیل تیغ بازی	دانتون کا دہن مین ہی وہ عالم	غنچہ مین ہی قطرہ ہاے شبنم
حسن اُسکا فروغ جاودانی	لیتی تھی بلا مین خود جوانی	عیار مذکور نے جو اُس سراپا

حسن کو دیکھا صورت تو بدلے ہی تھا فریب اُسکے کیا اور کہا اے صاحب حسن مین اپنی بی بی کو بھی اپنے ساتھ رکھتا ہون چنانچہ اِسوقت وہ خیمہ مین تنہا ہی اور نہین معلوم کہ کیا عارضہ اُسکو ہوا ہی جو اِسوقت لوٹ رہی ہی اور کہتی ہی کہ کسی عورت کو بلا دو تا اُس سے اپنا حال بیان کرون مرد سے وہ عارضہ قابل اظہار نہین تو واسطے خدا کے میرے حال پر آپ رحم فرماکر میرے خیمہ مین تشریف لیچلین بعد لمحہ کے چلی آئیگی کنیز ترس کھاکر اُسکے ساتھ ہولی یہ اُسکو راہ کنار اکیلے مین لایا اور حباب مار کر بیہوش کیا اور خود اُسی صورت بنکر اُسکو کسی غار مین چھپا کر کپڑے اُسکے پہنکر بارگاہ مین آیا اور سامنے بلا کے استادہ ہوا اِس اثنا مین بلا کو پیاس معلوم ہوئی اُسنے سر بلند کرکے ملازمون کی جانب دیکھا اور کہا کوئی پانی پلائے چالاک جو پہلے سے یہان موجود تھا اُسکے سر اُٹھانے سے دو ایک ساحرون کی آڑ مین ہو گیا کہ مجکو شناخت نکرے اُدھر آبدار خانہ مین جو عیار متنظم تھے اُنمین سے ایک گلاس بھالی جوڑ مین لگاکر پانی بیہوش آلود سامنے ساحر مرد کے

لایا اُسنے پانی پیا لیکن نگاہ اُسکی کنیز مصنوعی یعنی سرہنگ پر پڑی ایک تو وہ کنیز تھی ہی لیکن دوسرے اِس عیار کی بناوٹ دیکھتے ہی طائر دل اِسکا اُسکے دام زلف مین اسیر ہوا اور اپنی مین سے کہا کہ اِس کنیز سے ہمبستر ہونا چاہتا ہون تم اجازت دو اُسنے کنیز کو بُلا کر حکم دیا کہ بھائی صاحب کے ساتھ جا اور جو کہین بجا لایہ کہکر برادر کو اشارہ کیا کہ جائیے از لبسکہ یہ درۂ کوہ مین جا کر مقیم ہوئے اور خیمہ و بارگاہ انکا لشکر لقا مین ہے یہان کہان کنیز کو یہ ساحر لیجا تا پس اسنے اُٹھکر آبدار خانہ مین جانیکا قصد کیا پردہ چھڑوا دیا اور کنیز کو ہاتھ پکڑ کر لیچلا چونکہ پانی مین بیہوشی پی چکا تھا بیہوش ہونے لگا عیار اسکو بغلون مین ہاتھ دیکر سنبھالتا ہوا اندر آبدار خانے کے لایا وہان سب عیارون ہی کا انتظام تھا ساحر کو بیہوش ہو جانے دیا اور صلاح کی کہ قتل کر ڈالین لیکن یہ خوف طاری ہوا کہ اسکے مرنے سے غصہ مین آکر صبا سرداران اسلام کو نہ ضرر پہونچائے پس یہان سے لیجا کر قید کرنا چاہیے یہ صلاح کر کے پشتارہ مین باندھا اور کہا نقب دیکر لیچلنا چاہیے یون تمام ساحر جمع ہین لیجانا مشکل ہوگا غرضکہ نقب کھودنا چاہا اسمین ایک عیار نے کہا یہ بارگاہ حشامی ہے خواجہ عمرو اور ہم عیارون نے جابجا کنوئین اور سرنگین کھود رکھی ہین اِسیدن کے لیے کہ اگر بارگاہ مین کبھی ہم گھر جائین تو راہ نقب نکل جائین چنانچہ اِس مقام پر بھی ایک نقب ہے مین اُسکا دہنہ کھولتا ہون تم سب اُسی راہ سے چلو عیار یہ کلام سنکر خوش ہوئے اور خنجر سے ایک جگہ زمین کھودی دہنۂ نقب ظاہر ہوا یہ سب اُتر کر روانہ ہوئے بلا کا پشتارہ سرہنگ نے لاد لیا اور بہت خوش ہو کر جلد قدمزن ہوئے لیکن بارگاہ مین صبا کا دم گھبرایا اور بختیارک سے کہا مین نے سنا ہے بھیا بڑی دیر سے ہمراہ کنیز گئے ہین ابھی تک آئے نہین شاید وہین سو رہے تو صاحب مین نے کنیز کو اسلیے تو دیا نہین جو ہر وقت اُس سے کام لیا کرین اور وہ نیکبخت بندوڑ میری سنوت بنکر بیٹھے مین نے اسلیے اُسکو دیا ہے کہ خیر بھی اُنکے پسند ہے کبھی کبھی اُسکو بُلا لیا کرین کیونکہ اچھی چیز سب ہی کو پسند ہوتی ہے بختیارک نے یہ نقرہ سنکر جواب دیا کہ ای ملکہ اس بھروسے نہ رہنا کہ وہ کنیز کے پاس آرام کرتے ہین ذرا خبر تو لو کہین عیار نہ فقرہ دین اور کام انکا تمام کرین ساحرہ یہ سنکر بیتابانہ اُٹھی شیطان بھی ہمراہ ہو لیا کہ ایسا نہو تنہا جانے سے یہ بھی مبتلائے بلا ہو غرضکہ آبدار خانہ مین دونون آئے یہان دو ایک آبدارون کے سر کٹے پڑے تھے گھڑے پانی کے غیرت سے پانی پانی تھے جام ہنسنے کے عوض رونا چاہتے تھے دہنۂ نقب کھلا ہوا تھا اور کوئی نہ تھا

شیطان نے کہا بڑا غضب ہوا مین نہ کہتا تھا کہ اس کنیز مین کچھ نہ کچھ فتور ہی اب عیار جلے ہوئے ہین بغیر مار ڈالے نہ رہینگے بلا کی جبان مفت گئی ساحرہ نے یہ سنکر اُسیوقت اپنے کان پر ہاتھ ڈالا اور اُسکے کان مین جو بالا پڑا ہی اُسمین بجائے جھومر کے ایک گرہوا ہیرا لٹکا ہی پس اُس مگرمچھ نے اپنے بالے سے لٹکا لکر زمین پر پھینکا اور سر پر چھکر یکبارگی کہا ن لینا عیارون کو جہان کہین میرے بھائی کو لیگئے ہین جلد گرفتار وہان جاکر کرنا مگرمچھ یہ صدا سنتے ہی لوٹا اور اصلی مگرمچھ بنکر مثل اژدر نقب مین در آیا عیار دوسرے رستے سے نقب کے پہونچے تھے ہنوز باہر نہ نکلے تھے کہ مگر نے جالیا اور اژدہے کی طرح دم کھینچا کچھ عیار تو کود پھاند کر باہر نقب کے نکلگئے اور بھاگے لیکن سرہنگ جو پشتارہ لیے تھا جلد بھاگ نسکا مگر مع پشتارہ اُسکو اور ایک عیار اور جو اُسکے پیچھے تھا اِن دونون کو نگلکر پھرا اور آبدارخانہ مین آکر نکلا ساحرہ منتظر کھڑی تھی اُسکے پھر آنے سے اپنے مقام پر آئی یہان ساحر کی گرفتاری سے غلغلہ برپا تھا جلسہ عشرت درہم برہم ہوا تھا لقا کو بڑا تردد تھا کہ اگر ساحر کو عیارون نے مارا تو سردار چھوٹ جائینگے اور یہان آکر آفت ڈھائینگے پھر بھاگنا پڑیگا اسی فکر مین ناچ راگ سب موقوف تھا کہ ساحرہ آئی اور دنگل بیٹھکر مگر سے کہا جنکو تو نگلگیا ہی اُگل دے مگر نے دونون عیارون کو مع پشتارے کے اُگل دیا اور آپ اُسی طرح چھوٹا ہوکر جواہر کا بنگیا ساحرہ نے اُٹھاکر بالے مین ڈال لیا بختیارک نے یہ سحر دیکھکر بڑی تعریف کی کہ ای ملکہ سامری بھی کرتے تو اتنا ہی سحر اُنسے ہوتا جیسا تمنے جادو کیا واہ کیا کہنا لقا نے کہا قدرت نے یہ تقدیر گرفتاری ساحر اسلیے فرمائی تھی کہ اس بندی قدرت کا مرتبہ ظاہر ہو تو ہماری خاص بندی ہی ہمنے بڑا تجھکو رتبہ دیا ہی ہاتھی کی طرح تجھکو اپنا زور خود نہین معلوم ہی ساحرہ نے یہ سنکر سجدہ خداوند کو کیا اور پشتارہ سے بلا کو کھولکر ہوشیار کیا عیار بھی دہن مگر مین جاکر بیہوش ہوگئے اُنکو باندھکر ہوشیار کیا یہ سب کیفیت **چالاک** و **ابوالفتح** نے جو یہان موجود تھے دیکھی اور اُسکے ملازم بنے ہوئے تھے مشکین باندھنے کے حیلے سے قریب عیاران آئے اور موقع پاکر اُنکے کان مین کہا کہ یہ بارگاہ ہم لوگون کی سمجھی ہوئی ہی اسمین برابر آبزر کے بھی ایک نقب ہی تم جس طرح ہو سکے اُسی مقام پر جاکر بیٹھنا ہم باہر جاکر اندر نقب کے آئینگے اور تمکو کمند مار کر کھینچ لینگے وہان سے بھاگ چلینگے یہ سمجھا کر اُنکو باندھکر کسی حیلہ سے آپ باہر بارگاہ کے نکلگئے اور جس جگہ دہنۂ نقب باہر بارگاہ کے تھا وہان پہونچکر اُسکو وا کرکے اندر آئے یہان سرہنگ و نیزک جو بندھے کھڑے تھے ساحرہ سے

گویا ہوئے کہ اری دیوانی تو نے ہمکو ناحق گرفتار کیا ہی ہماری قضا کسی طرح نہین ہی اگر تجکو اعتبار
نہو تو برابر آبریز کے سحر اُتار کر ہمکو بٹھوا دے پھر ہمارے کہنے کا امتحان کرلے شیطان نے یہ تقریر سنکر کہا
تم تو ایسی باتین کرتے ہو جیسے کہ قید ہی نہین ہو کیا آبریز کے پاس جاکر چلے جاؤگے عیارون نے کہا
کچھ اسمین شک بھی ہی ہمکو روک کون سکتا ہی ہم جب چاہین چلے جائین اسوقت بھی برابر آبریز کے
پہونچے اور گئے ساحرہ کو یہ باتین سنکر غصہ آیا اور کہا اُسی مقام پر کہ جہان تمھاری خواہش ہی بٹھلائے
دیتی ہون اور سحر بھی اُتارے لیتی ہون دیکھون تو کہ تم کیونکر چلے جاتے ہو عیارون نے کہا ازین چہ بہتر نیکی کا
کیا پوچھنا ساحرہ ایسا تیے مین آئی کہ دو جادوگرون کو حکم دیا اِن عیارون کو جہان یہ کہین بٹھا دو ساحرون نے
انکو اُٹھا کر اُسی جگہ جسکو خواہش عیاران بٹھا دیا عیارون کو جو مقام کہ چالاک بتا گیا معلوم تھا وہی
پسند کرکے بیٹھے بختیارک ساحرہ کو بہت مانع آیا کہ یہ عیار جو کہتے ہین سچ ہی بیشک یہ چلے جائینگے اور
ملکہ تمکو غصہ دلاتے ہین اور فریب دیتے ہین انکے کہنے مین نہ آؤ ساحرہ نے کہنا شیطان کا پذیرا نہ کیا
غرض کہ جب عیار برابر آبریز کے بیٹھ چکے چالاک نے صدا انکی نقب مین سُنی اور طبقۂ زمین کو خنجر سے
کاٹکر دہنۂ نقب پیدا کیا جیسے ہی زمین کھدی عیارون نے کہا ای صبا ہم جاتے ہین اُسنے کہا واہ کیا
کہین ہنوز یہ کلمہ ورد ہان تھا کہ چالاک نے نقب کے اندر سے کمندباری عیارون پر سے ساحرہ از بسکہ سحر
اُتار چکی تھی فقط بندھے تھے کمند مین اُلجھا کر اُسنے کھینچ لیا بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ وہ گئے وہ گئے صبا گھبرا کر اُٹھی
اور اُسی طرف دوڑی صبا تو گھبرائی ہوئی تھی مگر بختیارک نے کہا کہ ای ملکہ جلدی مگر کو چھوڑ دو اُسنے جلد ہی
کمان سے بالا اُتار کر مگر کو نکالا اور زمین پر پھینک کر سحر پڑھا کہ وہ اصلی مگر بنا اُسکو حکم دیا کہ اِس نقب مین
دشمن ہین اُنکو پکڑ لا مگر تڑپکر اندر نقب کے چلا چالاک عیارون کو کھینچکر مشکین اُنکی کھول ہاتھ اُسنے جیسے ہی
مگر اندر نقب کے کود اسنبھالا کمند مگر پر بھی لگائی مگر کی کمر مین جو حلقۂ کمند کے جال کی طرح لپٹے اُنمین سے
نکلنے کے لیے جو تڑپا حلقۂ کمند تو ٹوٹ گئے لیکن وہ اس زور سے تڑپا تھا کہ نقب کے باہر نکل آیا دہنۂ نقب پر
ساحرہ وغیرہ تماشا دیکھنے کھڑے تھے مگر مین وہ زور سحر کا تھا کہ کمند کو توڑا اور اس طرح پر باہر نکلا کہ چند ساحرون
کے سینے توڑ کر دور جا گرا وہ ساحر تو فی النار والسقر ہوئے شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا
ساحرہ مگر کے پیچھے دوڑی کہ مبادا اوروں کو ضرر پہونچائے اُدھر چالاک نے مشکین عیارون کی کھولدین
بھاگ کر دوسری طرف سے نقب کے باہر نکلے ساحرہ نے جاکر مگر کو پھر اُٹھا کر بدستور سابق بالے

مین ڈال لیا لیکن طائر ہوش پران تھا کہ کیا بلا کے عیار ہین کہ میرے سحر کو بھی رد کر دیا شاید وہ بھی ساحر زبردست ہین غرض پھر کر اپنے مقام پر آئی یہان ہنگامہ برپا تھا ہر غل کر رہے تھے اندھیرا تھا ہر شخص بدحواس تھا کہ یہ کیا آفت آئی لقا کا عیش منغص و تلخ تھا رقاصہ بھاگ کر الگ پیچھے مطرب کمین ساقی کمین سہمے تھے جام انجام کے سوچ مین یہ نیرنگی دیکھکر سرنگون شیشون مین شراب سرخ نہ تھی خوف سے دل خون گویا لقمۂ آگ مین غم کے پھنسے ہوئے راشکر بھاگ بھاگ کر تمیا ناچتے شب عشرت کم رہی تھی تو بہاگ گاتے ادھر بختیارک کرواناچ ناچ رہا تھا کہ واہ واہ کیا ہی اچھی کی لی ہے اب کوئی دم مین مر لیا ہا جا چاہتی ہے ہم کہتے تھے کہ ان عیارون کے کہنے پر نہ آؤ تمانا ویسی ہی سزا پائی ساحرہ یہ باتین سنکر خفیف تھی اور گردن جھکائے بیٹھی تھی مختصر یہ کہ بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا لقا نے ساحرون کو بکمدر دیکھکر کہا اے بندگان قدرت تمنے میری نیرنگی قدرت کا تماشا دیکھا یہ میری قدرت کے ادنی کھیل ہین اور بائین ہاتھ کے کرتب ہین کبھی دشمن کو قوت عطا کر کے تماشا دیکھتا ہون کبھی تم بندون کو زور عطا کرتا ہون اب تم گھبراؤ نہین ابکی ایسی تقدیر کرونگا کہ عیار سب گرفتار ہو جائینگے ساحرون نے یہ عنایت خداوندی دیکھکر سجدہ کیا اور کہا یا خداوندا ہم تیرے بندے گندے ہین تجھکو ہماری فکر نہو گی تو کسے ہوگی ہمکو ان عیارون نے ذلیل بہت کیا ہے ہم صبح کو ان مسلمانون کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا دینگے ملک عدم انکی روحون سے بسا دینگے لقا بولا کہ یہ تقدیر مین نوے ہزار برس پیشتر سے کر چکا ہون کہ صبح کو سب مسلمان تمھارے ہاتھ سے مارے جائینگے اچھا تم اب شراب پیو ناچ دیکھو اور داد عیش دو نشاط دوبالا کرو دوبارہ جلسۂ عشرت مرتب فرمایا مگر رات گذر چکی تھی کافرون کو دم بھر بھی عشرت نصیب نہوئی کہ نہنگ بحر اخضر فلک سینہ خاور توڑ کر غار مشرق سے باہر آیا اور صبا سحر کو سناٹا ہوا کہ نظم

چو خورشید تابان زبرج برہ	بیارا ست روے زمین کسرہ	جہان شد پر آواے بوق و سیاہ
یلان برنہادند زآہن کلاہ		

ہنگام سحر بعد فراغ اصطباحات ضروری ساحران نابکار سوار ہوئے پتلہاے رویین تن اپنے ہمراہ لیے لقاے گمراہ بھی فیلان زنجیرہ بند پر تخت نشین ہوا ساحر اور کوہی اور سنجانی باختری مشتری حصاری سبا کلی اور ساسانی گرگانی پیشدادی کیانی شیدادی تمام قومین مثل مور و ملخ کے جانب کوہ برائے قتل مسلمانان روانہ ہوئین ساحرون کے سحر سے آفتاب

ہزارون نکلتے اور غروب ہوجاتے اثر در رسن اور تسمون کے بنتے زہر اُگلتے ہوا کے سناٹے چلتے
ایک طرف سپاہ عدو سے گمراہ گھٹا کی طرح اُمڈی ہوئی سوارون کے گھوڑے ہنہناتے اسلحہ کی
چقاچاق گنبد سما اور جوف دنیا مین گونجتی گیتی تمام لرزتی گرد و غبار کا تتق بلند دل ہر دردمند نظم

زلشکر ہر آنکس کہ بد پیش رو — برانگیختند اسپ در خاست غو — غوِ طبل بر کوہہ زین بخاست
در فش سیہ را برآورد راست — برفتند شمشیر وزوبین بکف — کشیدہ سپہ بر سہ فرسنگ صف
سپہ اندر آمد ہمی فوج فوج — برانسان کہ برخیزد از آب موج — بقعر اندر اندودہ چہر سپہر
کسی را نبد برتن خویش مہر — یہ ساحران بجیا آمادۂ جفا بارادۂ قتل و قمع مسلمانان اقتیار دانہ

ہین انکو تو راہ مین چھوڑیے اب انکے سرکوب کا حال مبارک فال سنیے بیت کنون من کہن داستان نو کنیم
ہمی در ہمی یاد خسرو کنیم + سابق مین بیان کیا گیا تھا کہ شہزادۂ ایرج - تورج پاس دہنۂ طلسم ہزار برج
پر پہونچے تھے اور تورج کو بہت کچھ سمجھایا تھا کہ طلسم مین نجائین مگر انھون نے آخر کار داخلۂ طلسم مذکور مین
کیا اور ایرج نے اُنکی خبر کے لیے عیارون کو بھیجا چنانچہ وہ حال سب ترقیم ہوچکا حاصل مرام جب
شاپور و ضرغام بھی داخل طلسم ہوچکے اور پھر کر نہ آئے ایرج عالیمقام لشکر اسلام کیطرف پھرا ماسبب
نہ سمجھا فوج کو ہیان کو اپنے ہمراہ لیکر آپ بھی جانب طلسم ہزار برج چلا اور از بسکہ راہ سے نابلد تھا اسطرف
کہ جدھر تورج طلسم فتح کرتا ہوا گیا ہے بھولکر نکلا اور سمت کو جوالی طلسم کے رخ اُٹھ گیا یہانتک کہ بعد
قطع منازل و مراحل ایک قلعہ کے قریب پہونچا چونکہ طلسم ہزار برج کے گرد کوہستان ہے اور
ساحران زبردست اور کوہیان سرکش بستے ہین شہزادۂ موصوف خارج از طلسم اس قلعہ کے
نزدیک پہونچا یہ قلعہ جات برائے حفاظت طلسمات ہین اس سبب سے بادشاہان طلسم نے ساحرونکو
خارج از طلسم بھی قلعہ عنایت کرکے حاکم بنایا ہے غرضکہ شہزادۂ مذکور نے اس حصن حصین کو بہت مستحکم
و استوار پایا خندق گرد قلعہ کے مثل دریاے زخار تھی فیلبند دروازہ کی ہر ایک کیل پایدار تھی پل تختہ
پڑا تھا در قلعہ دو تھا ہزار ہا ساحر آئے ہوا تھا ایرج بارے کنگورے فصیلین قلعہ کی بہت مضبوطی سے
آراستہ جھانکیان کئی رندے بنے ہر برج پر ساحران غدار آئے ہوئے ہوم کرتے اس عمارت کا یہ

نقشہ تھا نظم

سپے جاے دارد سر اندر سحاب — ز خارا برآورده از قعر آب — کہ گر حصن دریا بود جاے او

کسے کسلا مذ زمین یاے او

شہزادہ اُس قلعہ کو دیکھکر وہان سے کچھ دور ہٹکر قیام پذیر ہوا لشکر کو اُترنے کا حکم دیا بارگاہ برپا کرائی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا شہزادہ بھی داخل بارگاہ ہوکر آرام فرمانے لگا لیکن اُس قلعہ کے جواسیس اس لشکر کے آنیکی خبر مفصل دریافت کرکے مع نام ونشان شہزادہ سامنے حاکم قلعہ کے گئے حاکم اس قلعہ کی ایک ساحرہ ہی کہ نام اُسکا ملکہ ہوش دار جادو ہی چنانچہ دارالامارۃ مین وہ سریر فرمان روائی پر جلوہ گستر تھی کہ ہلکارے سامنے آکے دعا وثنا زبان پر لائے پھر عرض پیرا ہوئے کہ نبیرۂ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران یعنی شہزادہ ایرج نوجوان مع لشکر فراوان کے زیر قلعہ آکر اترا ہی غلامون کو نہین معلوم کہ کیا ارادہ رکھتا ہی اور کیون آیا ہی یہ خبر سنکر ساحرہ کا طائر رنگ رخ پرواز کر گیا گردل مضبوط کرکے اہل دربار کی طرف مخاطب ہوئی اور ایک سردار سے کہا کہ تم دوسو سوار اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور دریافت کرو کہ یہ شہزادہ کسواسطے آیا ہی سردار حسب ارشاد باہر آکر سوار ہوا اور دوسو سوار اپنے ہمراہ لیکر بڑے کروفر سے لباس پرتکلف پہنے اسلحہ سے آراستہ جانب شہزادہ چلا اور قلعہ سے باہر نکلکر جب قریب لشکر فیروزی اثر شہزادۂ نامور پہونچا اُسکو بھی اِسکے آنیکی ہلکارون نے خبر دی اُسنے ایک سردار بھیجکر اپنے پاس باعزار تمام بلایا اور مقام بہتر دپاکیزہ پر بٹھلایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب دیا جب دماغ اُس سردار کا بادۂ ناب سے گرم ہوا شہزادہ سے باعث تشریف آوری پوچھا شہزادہ نے شبدیز کلام عرصہ بیان مین یون جولان کیا کہ نام ونسب تو ہمارا اظہر من الشمس ہی کچھ اظہار کی اُسکی ضرورت نہین اور آنا ہمارا بھی اِدھر راہ بھولنے کا باعث ہوا تم اپنے ملک سے ہمین جانب طلسم نرارہ رج جانیکی راہ دو اور رہبری کرکے راہ پر ہمین لگا دو ہمکو کچھ تمھارے ملک ومال سے مطلب نہین یہ کہکر اُس سردار کو موافق رتبہ کے خلعت عنایت فرماکر رخصت کیا وہ پھر سامنے حاکم قلعہ کے آیا اور اوصاف حمیدۂ شہزادہ بیان کرکے درخواست شہزادہ کا اظہار کیا ساحرہ ازسنکہ بیدین اور سیہ قلب تھی تعریف شہزادہ کی سنکر گویا ہوئی کہ مسلمان اسی طرح خلق ظاہر کرکے لوگون کو بندۂ بے دام بناتے ہین یہ کہکر ایک اپنی کنیز سے کہا کہ تو جا اُس مسلمان کو میری جانب سے پیام دے کہ ہم لوگ جادوگر ہین تم مسلمانون کی پرچھائین سے بھاگتے ہین بہتر یہ ہی کہ یہان سے چلے جاؤ ورنہ ذلت اُٹھاؤگے اگر شر بڑھاؤگے منہ کی کھاؤگے کنیز یہ پیام اُس ناکام کا سنکر ازسنکہ ساحرہ تھی پرواز کرکے بارگاہ شہزادۂ عالی مقام مین آئی اور پیام اپنی مالکہ کا حرف بحرف ادا کیا اس شہزادۂ

ذی تبار کو گفتار نا سزا اُس کنیز بدکردار کی ناگوار معلوم ہوئی اپنے سردارون کو اشارہ کیا کہ یہ ساحرہ ہی نکلجانے نپائے بجیلہ گرفتار کرلو تاکہ اپنے تقریر نالائق کی سزا پائے سردار اٹھکر ہر سمت سے یکایک ٹوٹ پڑے اور کسی نے گردن پکڑلی کسی نے گلا دبایا کہ سحر نکر سکے غرضکہ مشکین باندھکر ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور منھ مین کپڑا ٹھونس کر بحکم شہزادہ خوب پاپوش کاری کی اور ناک کاٹ کر چھوڑ دیا وہ کنیز بے تمیز باہر بارگاہ کے نکلکر نالان و گریان کپڑا منھ سے نکالکر آمادہ ہوئی کہ سحر سے کچھ عوض اپنے لے مگر مسلمانون سے بغیر حکم اپنی مالکہ کی فساد کرنے سے خائف ہوکر بزور سحر اُڑکر سامنے ہوشدار بدسیر کے آئی اور اپنا حال زار دکھاکر گویا ہوئی کہ بی بی وہ موئے بڑے ہیکڑ ہین کسکی نہین سنتے آپکو تو لاکھون گالیان دین اور مجھکو باندھکر ناک کاٹ کر جوتیان لگائین یہ کیفیت سنکر مالکہ کو اُسکی کان ہوئے کہ معاملہ دگرگون ہی لیکن کنیز کی حالت دیکھکر غضب طاری ہوا اور لشکر کے سردارون کو حکم آراستگی لشکر دیا مگر اُسکی ایک شہزادی دختر خواندہ ہی کہ نام اُسکا محبوب نازک اندام جادو ہی وہ شہزادی ملک حسن کی شہنشاہ ہی بہتر از مہر و ماہ ہی کہ حال اُسکے حسن خداداد کا آگے بیان ہوگا اِس وقت اُسکے پاس بھی تھی جب اُسنے حکم تیاری فوج کا دیا اِس ترک ستمگر نے منع کیا اور کہا ای والدہ مہربان یہ کنیز ناچیز اُس شہزادہ ذی شان کی خدمت مین جاکر کچھ کلمات بیہودہ زبان پر لائی ہوگی چونکہ شریف اور نجیب اِن باتونکا متحمل نہین ہوتا ہی خواہ کیسا ہی غریب ہو کہ بموجب بیت سنی نہین کبھی گالی کہ آشنا ہون کان ن در انکار سے پھر کہیے مہربان کیا کیا + پس جب شریف مفلس کا یہ حال ہو تو وہ شہزادہ ہی کوئی پاجی نہین اُسکو تاب نہ آئی آپ نے اول مرتبہ سردار کو بھیجا تھا اُسنے گفتگو معقول کی شہزادہ موصوف نے دیکھیے اُسکو خلعت دیگر سرفراز فرمایا اور جواب بھی عجز آمیز آپکے کلام کا کہلا بھیجا یانی انکا مناسب نہین کہ اس لونڈی کی ذلت ہونے پر نبیرۂ حمزہ سے فساد کیجیے یہ لوگ برباد کن خانمان ساحران جہان مین جہان تک ممکن ہو ایسے آشتی ہی کرنا جان بچنے کے سامان ہین ہوشدار اِسکے سمجھانے سے تامل پذیر ہوئی اور یہ عار تگر ہوش و خرد خود آئی کہ ای مادر مین جاکر اُس مسلمان صاحب فر کو یہان سے رخصت کرائے دیتی ہون یہ کہکر بصد زیب و زینت مع چند کنیزان ماہ طلعت کے ہوادار پر سوار ہوکر روانہ ہوئی چنانچہ سواری اس گل بوستان رعنائی کی برنگ باد بہاری قریب بارگاہ گلچین باغ حسن و خوبی کے پہونچی شہزادہ سر انجہ بارگاہ کو اٹھوائے سیر دشت

فرما رہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک آفتاب تابان سپہر حسن تمکن صحرا سے ساطع الانوار ہوا جسکے ضیاے رخسار نے دشت و در کو منور و روشن کر دیا صحرا کو وادی ایمن کر دیا تین چار سو عورتین خوبصورت مثل نجم فلک گرد بیچ مین وہ ماہ منیر مقابل جسکے مہتاب گرد ہوا دار پر سوار ایک کنیز چنور جواہر نگار سر پر لگائے ایک چنور سر پر جھلتی کچھ نازنین عہدے ہاتھون مین پہلوون مین کسیکے ہاتھ مین گرگرڑی جواہر کی کوئی پنکھیا پھولون کی لیے کسینے ہوا خواہی ظاہر کی کوئی صداے دور باش سناتی گرگرڑی والی برابر ہوادار کے حقہ پلاتی وہ گلفام دل عاشق کے دھوئین اڑاتی آتی غرضکہ وہ قمر پیکر دربارگاہ پر آکر ہوادار پر سے اُتری اور بہزاران ناز و انداز اندر آئی شہزادہ نے قریب سے جو اسکے حسن زیبا پر نظر کی دل لوٹ ہوا پردۂ عشق کا عقل و خرد کے لیے اُوٹ ہوا دیکھا کہ زلف چلیپا اسکی سودا بخش بیدلان و ہوشیاران کاروان کاروان یوسف دل کو اسکی خریداری کا ارمان آفتاب تابان کیلا دل ہر پیر و جوان اُسکے رخسار پر قربان آفتاب جاروب شعاع سے ہر سحر اُسکے در کی آستانہ روبی کا امید پر کرے کہ دامن اسکا عکس رخسار سے پرانور کرکے مجھ ذرۂ خاکسار کو عوض حسن خدمت کے نام نہ دھرے مثل قمر کمین داغی کا دھبا نہ لگے فلک بے مہر اسقدر جو چکر لگا رہا ہے اُسکا دل اس پردہ پوش عصمت و شرم کے دیکھنے سے سیر نہین ہوا ہے شمع نے جو اُس شعلۂ رخسار سے لو لگائی اُس قدر روشنی ہاتھ آئی نہین نہین یہ چرب زبانی لطف نہین دیتی شمع روشن اُسکے حسن جہانتاب کا ایک پرتو ہے اور مہربان مین اُسکے عارض درخشان کی ضو ہے کیا اسکا سراپا لکھون کہ بموجب نظم

سراپا حسن و خوبی تھی وہ مہرو	فسان غمزہ پر تھی تیغ ابرو	جب اسکی مدح خامہ نے لکھی ہے
قباے نور معنی کو ملی ہے	وہ چشم مست و مخمور مے ناز	پے صید غزالان ناوک انداز
کبھی خندہ بشکل گل دہان پر	کبھی لب بستہ جون غنچہ دہان پر	جدھر کرتی تھی وہ مہر و اشارہ
دل عاشق کتان کیطرح پانی	لباس حسن اور وہ قد بالا	غرض خوبی مین وہ سب سے دوبالا

اُس قامت قیامت خیز کو خم کرکے سامنے شہزادۂ ذیحشم کے سلام کیا شہزادہ دلدادہ ہو چکا تھا یقین تھا کہ غش کر جائے مگر ساحرہ سمجھکر دل قابو مین رہا اور پکارا کہ بیت تم آکے تو زندہ ہو گئے ہم + ہو مردہ دلون کے تم مسیحا + وہ گلبدن مسکرائی شہزادہ نے ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھالیا اس بادشاہ حسن نے بھی شہزادہ کے حسن و جمال بیمثال اور شوکت و اقبال کو دیکھکر عیش کیا یعنے

صورت مین بے نظیر رشک بدر منیر چہرۂ نورانی سے آئینہ کو حیرانی زلف عنبرین سے سنبل کو پریشانی
گلہاے بوستان عالم کا اُسکے عارض خوش رنگ کو دیکھکر رنگ اُڑجائے یہ حسن یہ چمک دمک
یہ نازگی کہانسے پائین آنکھین نرگس شہلا اور آہوے ختن کو جنگلی اور وحشی بتائین نرگس کے پھول
کمھلائین اور سرو اُنکے روبرو شرمندہ ہوجائین سر سے پانک حسن خداداد قامت رشک شمشاد نظم

وہ رشک مہ پری طلعت گل اندام — نہال گلشن خوبی و آرام — غضب تھا گلرخون مین چستے چالاک
دل عشاق کے لینے ہین بیباک — غضب تھی زلف مشکین اُسکے رخ پر — ملب مین نافۂ آہو سے سوا پاک
پریشانیون کو سودا زلف کا تھا — جنون کے واسطے اک سلسلہ تھا — وہ نازنین بھی آئینہ رخ کو دیکھکر

حیران رہگئی مگر غرور حسن سے اُسکو سنبھالا اور درج ذہن سے یون گوہر فشان ہوئی کہ ای شہریار عالی آپ
زبردستان روزگار سے ہین تو ڈری امید رکھتی ہی کہ عرض میری بدرجۂ اجابت پہونچے گی اور وہ یہ التماس
کرنا ہی کہ یہانکی مالک سخت بیمروت ہی ہرچند کہ مجکو اپنی دختر اُسنے بنایا ہی مگر بیمہری کا سودا سر مین سمایا ہی
آپ یہان سے کوچ کرجائیے سرحد ملک پر ایک کوہ ہی اُسکے دامن مین مقام کیجیے کیا ضرور ہی جو زیادہ طول
کیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ تمھارا فرمانا مین بسر و چشم بجالاؤن گا فوراً یہان سے چلا جاؤنگا مگر ای شاہ خسرو
خوبی مقام غور ہی کہ جو کوئی کسیکے یہان آتا ہی اُسکو ایسی طرح نکالتے ہین ہم تو تمھارے نہ کھانے مین پینے
نہ ملک سے غرض نہ مال سے مطلب رکھتے تھے نہ برسر فساد ہوئے اور تمنے بے اعتنائی بھی کی اُسکو بھی
مصلحت پر محمول کرکے خاموش ہورہے اب ایک شب یا دو شب اس سرزمین پر پڑ رہتے پھر آپ ہی
چلے جاتے اُسکے لیے تم لوگون نے یہ قیامت برپا کی بل بے تمھاری ہمیردلی خیر اچھا صاحب مین کوچ
کرتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ طبل سفر بجنے کا حکم دے محبوب تو اسکی ادا پر دیوانی ہوچکی تھی ہوش و
خرد سے بیگانی ہوچکی تھی یہ کلمات سنکر تاب مہاجرت نہ لاسکی گویا ہوئی کہ آپ تشریف فرما رہیے مین
قلعہ مین جاتی ہون اور امی جان کو سمجھاتی ہون اور سامان دعوت ہمراہ لاتی ہون یہ کہکر بجل
سواری بھی اُسی جگہ چھوڑا اور تخت سحر پر بیٹھکر دو کنیزین ساتھ لیکر پاس اپنی مادر کے آئی اور یہ سخن
زبان پر لائی کہ ای مادر گرامی قدر اُس شہزادۂ دلاور نے تو ایسی باتین کی ہین کہ مین بہت محجوب ہوئی
ہون یہ کہکر جو کچھ شہزادہ نے کہا تھا من وعن بیان کیا اور کہا سچ تو ہی کوئی گھر آئے کتے کو بھی نہین نکالتا
دوسرے یہ کہ مثل بزرگان مسافر بجان پرورند + کہ نام نکوشان بعالم برند + آپکو یہ بے اعتنائی

اُس شہزادہ ذیشان کی نسبت زیبا نہین لازم ہی کہ اُسکی خاطر مدارات فرمائے وہ اسوقت جاتا تھا
مین روک آئی اس تقریر کو سنکر ہوشدار تو پہلے ہی سے غصہ مین بھری ہوئی تھی اسکے سمجھانے
سے بغضب تمام گویا ہوئی کہ ارے کنواری کنیان ننگ خاندان تو اُس مسلمان کو دیکھکر پھسل
پڑی اسیو اسطے گئی تھی وہ موئے تو ہمسے زیادہ ساحر ہین ایسا باتون مین موہ لیتے ہین کہ اُنکے
پھندے سے انسان تمام عمر نہین نکلتا معلوم ہوا کہ تو اُسپر فریفتہ ہوکر آئی ہی اور دھگڑے کی طرف سے
سفارش کرتی ہی مجکو بھی کوئی گیگی تو نے متصور کیا ہی جادو رہو اس مقدمہ مین دخل ندے مجبوب نے
یہ غصہ دیکھکر کہا ای واہ آپ تو خوب مجکو جب ہوتا ہی جب باتین سنا لیتی ہین ہر ایک کو یار ڈھگڑا نیا لیتی
ہین تو بی بی کیا مین نے بُرا کہا جو آپ اتنی گرم ہوئین ہوشدار کو اسکے گرم ہونے سے اور زیادہ
غصہ آیا اور چوٹی پکڑکے ایک طمانچہ اُسکے مارا کہا ری ستیاناس گئی مجھ انمان بیٹی تیرے دھگڑے
کی مین خاطرداری ہرگز نکرونگی اور تجکو زہر دیکر سُلا رکھونگی تو اس مقدمہ مین نہ بول نہین ہین
اپنی اور تیری جان ایک کرونگی محبوب نے دل مین کہا کہ نہین دھگڑا تھا تو اب سہی اور دیسے
جیکی اُلٹے پانؤن پھری باہر دارالعمارۃ کے آکر سحر کرکے شہزادہ ایرج پاس آئی اُسوقت فرط رنج سے اور
راہ کی تکان سے جسم مین پسینا تھا یہ عالم ہویدا تھا کہ رنگ رونق ظاہر آثار قلق جوش محبت یار
عقل مصلحت سنج سے اور عشق سے خانۂ دلمین تکرار شہزادہ نے جو اُسکو اس کیفیت سے
دیکھا اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای مایۂ ناز تیرے بگڑنے مین بھی لاکھ بناؤ ہین کہ بیت پسینے مین
تمھارے رنگ ہی سونے کے پانی کا + کہ شبنم کا دوپٹہ بنگیا ہی کامدانی کا + اُس صاحب
حسن نے یہ سنکر رنج دلکا اظہار کیا کہ میان دھگڑے ہم تمھارے واسطے خوب ذلیل ہوے اب آپ
مجھے کیا کرتے ہو یہان سے کوچ کرکے سامنے پہاڑ کے دامن مین جاکر قیام کرو اور یہ کنجی مجھے دی
درۂ کوہ مذکور مین تلخانہ ہی اُسمین تین ہزار پتلا میرے سحر کا بنایا ہوا بند ہی جو کوئی آنکو وہان سے
بھی اگر ٹھہرنے کو منع کرے آپ اُس تلخانہ کو کھولدیجیے گا پھر کیفیت ملاحظہ کیجیے گا شہزادہ موصوف
کو اتھا مقام قیامگاہ سے ننگ تھا مگر اس مدد غیبی کے ملنے سے خوشنود ہوکر لشکر کو حکم بھیجا
کی طرف کوچ کرنے کا دیا ملکہ محبوب نے کنجی حوالہ کرکے کہا کہ مین قلعہ مین جاتی ہون جو فوج
کہ ذاتی میری لازم ہی اُسکو لیکر بہر مدد آتی ہون یہ کہکر جانب قلعہ روانہ ہوئی اور شہزادہ کوچ

کرکے دامن کوہ مین آکر مقیم ہوا اور درۂ کوہ مین جاکر دیکھا تو حقیقت مین تہخانہ پایا قفل آسمین مثل
ران شتر کے لگا تھا وہان سے پھر کر بارگاہ مین آکر آرام فرمایا اس اثنا مین وہ وقت آیا کہ ساحر آفتاب
نے عزم سفر جہان سے کیا اور کوہ مغرب مین جاکر قیام فرمایا کہ بیت کہ عکس ماہ مثل حسن جانان +
نگاہ چشم سے دست و گریبان + رات کو محبوب نے اپنے ملازمون کو بلایا اور ہر ایک کو
انعام وافر عطا فرماکر سرفراز کیا پھر اپنا راز دل سب سے کہا کہ مین مطیع نبیرۂ حمزہ ہون تم لوگ میرا
ساتھ دو تو اپنی مادر سے لڑکر ملک و مال لون پس جب مین حاکم ہونگی تو تمھارا بڑا مرتبہ کرونگی افسران
لشکر رضامند ہوئے اور ہر ایک نے اطاعت کا اقرار کیا اسطرف ہوشدار نے اپنی فوج کے افسرون
سے کہا کہ یہان جو مسلمان آئے ہین اُنسے ہر چند چلے جانے کو کہا مگر وہ نہ گئے اب لڑنا ہی مناسب
ہی کیونکہ خداوند لقا اگر سنینگے کہ ہمارے دشمنون کو چھوڑ دیا اور قتل نہ کیا تو بہت ناراض ہونگے افسرون
نے کہا آپکا فرمانا بجا ہی ہم سب جانبازی کو حاضر ہین جو فرمایئے گا اسمین قصور نکرینگے حاصل کلام یہ ہے
انتظام کرکے آرام پذیر ہوئی جب رخ شمع پر اُداسی آئی اور خاطر شب مین بدحواسی کہ بیت طغلی
سرخی کنارون سے فلک کے + اُٹھے ہر آنکھ سے پردے پلک کے + ہنگام سحر ہوشدار بدسیر
اسباب سحر سے درست ہوکر اژدر پر سوار ہوئی ہمراہ بارہ ہزار ساحر کی فوج نابکار ہوئی ناقوس کی صدا نے
بلند دے فلک کو گھبرا دیا کرنا کے شوریے نے دل ترک روزگار کا دہلا دیا اژدہون کی پھنکار سے ہوا
مسموم ہوگئی گیتی رنجور و مغموم ہوگئی ہوائے سحر نے اپنی ہوا باندھی ہر سمت سے سیاہ آئی آندھی
شعلہائے افسون و نیرنگ نے خراب آباد دہر کو کورۂ آہنگر بنایا تھا اس پرانے گھر کو جلانے کا

طور جتایا تھا نیزہ علم سے تھے خنجر و تیغ آمادۂ ظلم و ستم تھے کہ ابیات

چو اولبست بر کوہ پہ پیل کوس	ہوا گشت از گرد چون آبنوس	بتیرہ زنان بیش پیلان بباے
بہر سو خروشیدن کرنائے	سیہ داغ دل شاہ باہائے ہو	سوے کوہ آیرج نہاد اندروے
سپہ در سپہ بانتہ دشت و راغ	درخشیدن تیغہا چون چراغ	جہان سر بسر گشتہ دریائے قا
برافروختہ شمع از دو صد ہزار		

اسی کروفر سے قلعہ سے نکلکر جانب شہزادۂ نامور چلی مگر محبوب
نے رات ہی سے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ فوج کو متفرق کرکے قلعہ کے باہر بھیجدیا تھا وہ سب کوہ
و دشت مین اگر بطور مخفی جمع تھی دم سحر محبوب باوفا اکیلی سوار ہوکر باہر قلعہ کے آئی اور اپنے لشکر مین

جاکر ٹھہری اور اُسوقت کی منتظر ہوئی کہ جب ہوشدار لشکر شہزادۂ نامدار سے جاکر بھڑ جائے
ور جنگ آغاز ہو اُسوقت عقب لشکر جاکر پشت پر گردن یہ تو اِس فکر مین ٹھہری ہو اُسطرف ابرج صبح
کی نماز پڑھکر باہر بارگاہ کے کُرسی پر بیٹھیا سیر دیکھ رہا تھا کہ یکایک قلعہ کی طرف سے گرد اُڑتے دکھائی دی
بلکہ ابر سحر بھی نظر آئے گھوڑون کے ہنہنے اور بانگ یلان سے دشت گونجنے لگا شہزادۂ دلاور سمجھا کہ یہ
علامت آمد فوج عدو ہی پس فوراً حکم آراستگی اپنے لشکر کو دیا دلاورون نے طبل جنگ بجایا اور جلد جلد
کمربندی ہوئی تمام لشکر مسلح و مکمل ہوگیا شہزادہ دوڑکر اندر کوہ کے درہ مین آیا کلید سے تہخانہ کا قفل
کھولکیا دروازہ کھلگیا اندر سے تین ہزار پتلا مسلح بالشت بھر کا فولاد بدن گھوڑون پر سوار باہر نکلا اور بڑھکر
مثل قامت انسان قد پیدا کرکے آگے بڑھا اتنے عرصہ مین ہوشدار نامنجار کا لشکر فوج شہزادہ پر آپڑا
دلاورون نے تیغ و گرز و خنجر سے کام لیا ساحرون نے نارنج تیغ نارنیل مارنا آغاز کیا مگر سیاہ مسلمانان سے
ہنوز کچھ لوگ کام نہ آئے تھے کہ پتلہائے روئین تن پہاڑ کی طرف سے آکر سیاہ ہوشدار پر گرے اتبوہ بیت
لبری بپا ہوئی تلوار کی باڑھ جادۂ راہ فنا ہوئی مسلمان جو سحر سے مغلوب اور عاجز تھے وہ بھی بڑھ بڑھکر
تلوارین لگانے لگے شجاعت دکھانے لگے ساحر اُن پتلون سے ایسا گھبرائے کہ سحر بھی یاد نہ آئے کلوا کو
پکارا تو بھیروان ناچتا نظر آیا تینا کو طلب کیا تو دم دباکر سُرین دکھاکے لونا چماری تو سبکے تلے پڑی
تھی مردار پیزار پٹی کے خوف سے دور کھڑی تھی ٹرخنت کی گنجنٹ پر نہ آتی تھی ایک طرف سے شیران
بیشۂ جلادت بپھرے ہوئے تھے ساحرون کو زیر تیغ رکھ لیا تھا منتر جنتر سب گرد تھا بڑے بڑے دھنترون
کے منتر بگاڑ دیے تھے رجزخوانون نے سات پشت کے مردے اُکھاڑ دیے تھے سحاب شجاعت سے لوہا برس
رہا تھا تلوارون مین عدو کے دندانے پڑے تھے یا جوہر تیغ کھسیانی ہنسی ہنس رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

نالیدن بوق و بانگ سیاہ	تو گفتی کہ خورشید گم گردہ راہ	چنین نعرہ زد ابرج نامدار
بجوشید یاران درین کارزار	بگفت این و از جاے بر کرد رخش	بزخمے سواری ہمیکرد بخش
یکے را گرفتے زدے بر دگر	زبینے فرو رفتے مغز سر	یکایک ربودی سواران ززین
بسے نیزہ و بر زدی بر زمین	بہ نیرو بیندا ختی شان زدست	سر و گردن و پشت شان می شکست

ایک طرف پتلہائے روئین تن نے تہلکہ عظیم برپا کیا تھا کیونکہ انپر نہ سحر اثر کرتا تھا نہ حربہ ہتیار کا کارگر
ہوتا تھا ساحر سحر سے اپنی جان بچاتے تھے اور بھاگ بھاگ جاتے تھے اسی گیرودار مین پشت لشکر

پر گئی ہزار ساحر اور سوار سے محبوب طرحدار آگر گری پھر تو یہ حال ہوا کہ کشتی ارض ڈگمگانے لگی موج بحر آہن تا بہ فلک جانے لگی چمک شمشیر آبدار کی دریاے زخار قلزم فنا تھی رگ جان ساکنان غبر لبے تھا تھی معاذ اللہ لوہیکی جھنکار تیرون کی بوچھار نیزہ ہاے ستم ہر پشت کے پار زندگی مستعار بالکل بیکار دم آیا نہ آیا سانس کا شمار یہ عالم اظہار کہ نظم

برآمد یکے ابر بر سان تیر	سیہ گشت بر چرخ بہرام پیر	دو لشکر برآمد زیک رہ بجای
نہ سر بود پیدا سپہ را نہ پای	سر نوک نیزہ ستارہ برد	سر تیغ تاب از شرارہ برد
زخون خاک میدان کین گشت سیر	ز شمشیر شیران نمیرست شیر	اسی گرمی جنگ مین ہوشدار

بیکار ہر سمت سے گھر گئی کچھ لشکر تو اسکا کام آیا اور کچھ رو بفرار لایا لیکن وہ ساحرۂ غدار بھاگ نہ سکی پتلون نے ہر طرف سے گھیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا شور اسکے مرنے کا بلند ہوا لشکر شہزادہ ذیجاہ مین طبل فتح پر چوب پڑی اور جانب قلعہ رخ کیا جب قریب قلعہ پہونچے رعایا برایا اکابرین شہر ہاتھ باندھکر حاضر خدمت والا نہمت شہزادہ فلک مرتبت ہوئے اور عذر کرنے لگے کہ ہم لوگ بقصور ہین رعایاے حضور ہین ہماری جان بخشی فرمایئے شہزادہ نے سبکو مطیع الاسلام کر کے سرفراز فرمایا پھر مع ملکہ محبوب دلربا شاہی مین تشریف فرما ہو کر ملکۂ موصوفہ کو سریر حکومت پر بٹھایا شہر مین منادی نے امان کی ندا دی اکابرین شہر نے مذرین دین جلسۂ عشرت و مسرت شروع ہوا ساقی و مطرب و رقاص اپنی آن وادا دکھاتے اہل انجمن کے ہوش و حواس نذرانہ مین لیجاتے محبوب نے پتلہاے روئین تن کو بھیجدیا دیگر درۂ کوہ مین پھر بند کر دیا اور آپ انتظام ملک مین مصروف ہوئی یہان تو ہنگامۂ انبساط گرم تھا لیکن ہوشدار کی جو فوج کہ رو بفرار لائی وہ جانب قلعہ صندلیہ گئی یہ قلعہ بارہ کوس کے فاصلہ پر اس قلعہ سے آباد ہے ملک زرخیز ہے رعایا دلشاد ہے حاکم قلعۂ مذکور ایک ساحر صندل بدن روئین تن جادو نام ہے نہایت غیور و شجاع و ذی احترام ہے فی الجملہ افسران فوج ہزیمت خوردہ قریب اس قلعہ کے جب پہونچے حاکم قلعۂ مسطور کو خبر ہوئی افسرون کو سامنے اپنے بلوایا اور تمام حال بربادی قلعہ اور قتل ہوشدار اور شراکت محبوب گلعذار سنکر غصہ مین آیا اور گویا ہوا کہ مجکو قسم ہے جمشید و سامری کی کہ جبتک اس مسلمان کے ٹکڑے نہ اڑا دونگا چین نہ لونگا اور اس چھوکری محبوب کو وہ روز بد دکھاؤنگا کہ کبھی اسکے دشمنون کو بھی وہ دن پیش نہ آیا ہوگا غرضکہ بہت کچھ لاف و گزاف کر کے حکم تیاری اپنے

لشکر کو دیا بارہ ہزار ساحران نابکار چیدۂ روزگار مسلح و مکمل ہوکر طائران سحر پر سوار ہوئے جلو مین حاکم
مذکور کے بارہ ہزار سواران آزمودہ کار ہوئے شور بوق و دہل تا بہ فلک چہارم گیا مہر تابان لرزنے
لگا کہ اب دم گیا و نیا گرد سواران سے گرد برد نظر آئی گرم بازاری مریخ سرد نظر آئی طائران سحر پر روے
ہوا چھائے ساحران خود سر دل دہر مین آگ لگاتے شعلے چمکاتے جاتے تھے سوارون کے نیزے بجلی کی
تڑپ دکھاتے تھے صندل تیغ روئین شگاف اپنی کمر سے لگائے مرکب پر سوار روان تھا تیغہ اسکا
چشمۂ سحر سامری مین بجھا ہوا تھا حاصل مرام بعد طے مسافت راہ سامنے قلعہ ہوشدار کے پہونچا اور سدان
بہر جنگ درمیان مین چھوڑ کر لشکر اتر دایا آپ داخل بارگاہ ہوکر ایک نامہ اس مضمون کا شہزادہ
فلک جاہ کو لکھا کہ اے ایرج نوجوان تمھین لائق و لازم ہی کہ بفور دیکھتے نامہ کے قلعہ چھوڑ کر اپنے
دادا کے لشکر کی طرف چلے جاؤ اور اس چھوکری محبوب شوخ دیدہ کو باندھکر میرے پاس بھیجدو
کہ اسکو سزاے معقول دون اسنے گھر سارا برباد کر دیا اگر اسکے خلاف تمنے کیا تو یقین جاننا کہ روے
گور دیکھوگے جسم اپنا طعمۂ کرم دمور دیکھوگے یہ لکھکر ایک ساحر زبردست کو دیا کہ وہ لشکر در قلعہ پر آیا
شہزادہ مجلس عشرت مین بیٹھا تھا کہ ہرکاروان نے پہلے خبر آمد لشکر بیان کی پھر آمد نامہ دار کی اطلاع دی
شہزادہ نے ساحر ایلچی کو روبرو طلب کرکے نامہ کے مضمون کو دریافت فرماکر جواب لکھا کہ اے ساحر نابکار
وغدار تو سخت دیوانہ ہی عقل و خرد سے بیگانہ ہی کہ برائے گھر چڑھکر آیا ہی اور خیر اگر آیا ہی تو جو کچھ تجھسے ہوسکے
اسمین قصور کرنا سراسر حماقت ہی ہمکو قادر و توانا کے عنایت کی بڑی قوت ہی یہ لکھکر حوالۂ ایلچی بدبسیر
کیا کہ وہ اپنے مالک کی طرف گیا اور آپ لشکر لیکر باہر قلعہ کے تشریف فرما ہوا بارگاہ قلب لشکر مین نصب
ہوئی فوج ظفر موج بمقابلۂ لشکر دشمن اتری محبوب نے جاکر درۂ کوہ مین تھانہ دا کیا تین ہزار
پیادہ مین تن بکتر لشکر مین شہزادہ کے آیا دن بھر آرستگی لشکر رہی جب قشقۂ کمکشان پیشانی
ہندوے شب پر نظر آیا اور صندل سفیدہ سحر کا جسم ترک روزگار سے دور ہوا کہ بیت چو خورشید
تابان زگنبد بگشت + بکردار آہن بتفسید دشت + زرہ آہنی سیاہی شب سرہنگ دہر نے پہنی
صندل نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا طائران سحر محبوب خبر لیکر سامنے اپنی مالکہ کے آئے
اور حال نواخت نقارۂ رزم معرض بیان مین لائے شہزادہ نے باخبر ہوکر اپنے یہان بھی کوس حرب
پر چوب دلوائی ساحر اور دلاور آگاہ ہوئے حربہ سحر کے درست ہونے لگے سپاہی چاق و چست

ہونے لگے کسینے آتش حرب وقتال گرم وافروختہ کرنے کو اگیاری کی کسینے تیغ سنگ سے لڑا کر شعلہ بار کی کسینے کمان کا چلہ درست کیا کسینے چلہ بھر کا منتر رات بھر مین پڑھا کوئی جوت کھڑی کرتا کوئی بیر بلانے کو آہٹ دیتا خنجر کی زبان کلیجہ کاٹ افسون پڑھتی تیغ کی زبان چل دوڑ لہو چاٹ جبنی تیر دہن زخم کا مُنھ کیلنا چاہتے تھے لب سوفار جی لینا مناتے تھے شمشیر دودم کے جوہر اگلتی سیفی کا اثر رکھتے نیزے زبان سنان سے جگر توڑنے کی دعا کرتے تیر ہر ایک اسم مین تجنیس بر بر سن سن چلنے مین پون یا آب جان گیر نقیب لشکر فتنہ ہاے خفتہ کی طرح اپنا سحر جگاتے یہ منتر زبان پر لاتے کہ بھور بھئے رن چڑھے بھاگ بھاگ مین پت ہو سو ہا۔ غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ دونون جانب برپا رہا جب زاغ شب کو ساحر روز نے بھینٹ چڑھا دیا اور ساحر سحر نے آفتاب کی اگیاری پر اسپند انجم فلک ڈالا

نظم

بر انگہ کہ بیدار گردد خروس	ز درگاہ برخاست آوای کوس	سپیدہ چو از کوہ سر بر دمید
شدہ دامن تیرہ شب ناپدید	ز آواز شیپور و زخم درای	تو گفتی بر آمد ہمی دل ز جای
بگرد ار کوہ از دو رویہ سپاہ	از آہن بسر بر نہادہ کلاہ	ز گرد سیہ روز روشن نماند
زنیزہ ہوا جز بجوشن نماند	از آواز اسپان و گرد سپاہ	بشد روشنائی ز خورشید و ماہ
ستارہ سنان بود و خورشید تیغ	از آہن زمین بود و ز گرد میغ	بر قید از آواز گردان زمین
ز ترک و سنان آسمان آہنین	سپہدار تن ایرج شیر دل	کز آتش ستاند بشمشیر دل
بآسودہ اسپ اندر آورد پای	یلان را بہر سو ہمی ساخت جای	یعنی سپاہ ہر دو سو میدان جنگاہ

مین پہونچکر صف کشیدہ ہوئی ساحرون نے روے گیتی اندھی سے سیاہ کر دیا مبارزون نے برق تیغ سے زمین و زمان شعلہ بار بنایا صندل اژدر سحر پر چڑھکر آمادۂ پرخاش میدان ہین آیا آفت افسون و نیرنگ سے ڈھانے لگا بعد اسلحہ درزی حریف کو بلانے لگا ایرج دلاور نے قصد جنگاہ کیا تھا کہ محبوب پیشقدمی کرکے اُسکے گئی اور گویا ہوئی کہ ای بیجیا شہزادہ ہمارا سحر نہین جانتا ساحر سے ساحر ہی لڑتا ہے مین دیکھون کہ تو میرا کیا کرتا ہے اُسنے یہ کلمات سنکر ایک نارنج سحر کا اس ماہ وش پر مارا اِسنے پرواز کرکے خالی دیا اور زمین پر اُتر کر نادیل اُسکے سینہ پر لگایا اُسنے بھی رد کیا اور غصہ مین آکر ایک بھال پر افسون دم کرکے اِس سنان غمزہ و ناز پر مارا اُسنے رد سحر پڑھکر دستک دی مگر بھال ترکا آخر یہ اُڑ گئی اُڑنے مین بھال نے پانون کو زخمی کیا اُسنے

رخصت کیا کر بغضب تمام اپنے روئین تن پہلوان کو للکارا کہ ہان لینا اس ساحر بچہ کو پہلے نعرہ مالکہ لشکر
بسان سد اسکندر چار طرف سے گھر آئے صندل بھی روئین تن ہی اور تیغہ روئین شگاف چشم بسا کی
کا بچھا ہوا رکھتا ہی بس وہی تیغہ کھینچکر پہلوان پر آگرا اور اسکی فوج نے بھی حملہ کیا پھر تو شہزادہ ابرج
نے بھی گھوڑا اٹھایا ابر سیاہ چار سمت سے گھرایا تیغ تیز نے روانی دکھائی خنجر بران نے جانستانی دکھائی
تیر نقش جان کے لیے لکیر ظاہر تعویذ نعش کی تاثیر پیکان خدنگ سہ شعبہ بصورت سہ سد سہ نقش ہستی کا
بگڑا ہوا نقشہ بحال مثلث کے تعویذ کی صورت مربع نشین صدر شجاعت کی ہیئت بدلنے پر آمادہ
طلسم نویس ورق رخ پر کلک شمشیر اجل دامنگیر سوار و پیادہ سیف کے الف پر گردہ سپر کا جو آجاتا بعینہ
پندرہ کا سہ سد بنکر نقش حوا کا نقشہ دکھاجاتا عناصر آب و خاک و آتش و باد کو زکوٰۃ عامل شمشیر بناتا
خاکی نژاد آتش خوئی دکھاکر نقش حیات بباد فنا اڑاتے آب تیغ مین تعویذ جان ڈوب جاتے

سخت آسیب بہر جان مبارزان تھا آفت کا سامنا زیب گلو بسان تعویذ خنجر جانستان نظم

چنان تیرہ گون شد ز گرد آفتاب	تو گفتی جہان غرق گشت اندر آب	درخشان بگرد اندرون تیغ تیز
تو گفتی برآمد ہے رستخیز	بپوشید روے ہوا را بہ تیر	بخورشید گفتے برانند و قیر
بہر سو کہ آہنج برافگندہ درخش	سران سواران ہمی کرد بخش	بجنگ اندرون گرزہ گاؤ سار
بسان ہیونے گسستہ مہار	ز قلب اندر آمد بکردار گرگ	پراگندہ کرد آن سیاہ بزرگ

فوج محبوب بہت تھی سپاہ دشمن پر چیرہ دست ہوئی صندل نے ہر چند پہلوانہاے روئین تن کو
روئین تنی سے اپنی قتل کرنا چاہا لیکن وہ تین ہزار یہ تنہا مرد عرصۂ کارزار کہانتک انکو دفع کرتا
آخر تاب نہ لاسکا اور دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ صحرا مین چلکر ایک سحر ایسا تیار کر کہ پہلے محبوب و
ابرج کو میرے طرفدار ہوکر پکڑ لائین غرضکہ یہ سوچکر گھوڑا اپنا جانب دشت روان کیا یہ جو اسکی
فوج نے دیکھا کہ افسر ہمارا بھاگا بس تمام لشکر جی ہار کر رو بفرار لایا فوج محبوب نے دور تک تعاقب
کیا پھر خیمہ و بارگاہ و مال و اسباب اٹھا لوٹ لیا لشکر مین طبل فتح و ظفر پر چوب پڑی سب نے خوشنود
ہوکر کہولی ملکہ مذکور نے شہزادہ سے کہا اندر قلعہ کے چلیے اس بہادر نے جواب دیا کہ حریف زندہ
بچکر نکلگیا ہی یقین ہی کہ پھر آئیگا اس سے مناسب ہی کہ آج کی شب اسی جا رہیے یہ فرماکر بارگاہ مین
تشریف فرما ہوا لشکر مین بھی بازارین لگگئین ہر خیمہ مین رقص ہونے لگا ہنگامۂ عیش و عشرت گرم

ہوا اس اثنا مین سوار زرین لگام شبدیز فلک عرصۂ عالم سے روپوش ہوا یا اور محبوبۂ شب نے بارگاہ عالم مین مع شہزادہ ماہ منیر داخلہ کیا کہ نظم

چو نمود شب جعد زلف سیاہ	از اندیشہ خمیدہ شد پشت ماہ	خرامان بہ درگاہ خسرو شدند
برائے دبا ندیشۂ نوشدند	رات کو لشکر مین طلایہ پھرنے لگا یہان تو یہ انتظام تھا مگر صندل	

جو رو بگریز لایا ایک دامن کوہ مین جاکر ٹھہرا اسکے پیچھے جو فوج کہ بھاگی ہوئی آتی تھی وہ بھی اُس سے ملی اسنے حکم دیا کہ اسی جگہ سب جمع ہوکر قیام کرین لوگون نے عرض کیا کہ ای شہریار آپکے طرح دینے سے بڑی شکست ہوئی اُسنے جواب دیا کہ اُن لوگون کی یہ مجال نہ تھی جو مجکو بھگا دیتے مگر رویئن تن پتلے باعث شکست ہوئے خیر اب تم سیر دیکھنا مین آج ایسا سحر تیار کرتا ہون کہ وہ پتلے مطیع ہوکر اپنی مالکہ کو پکڑ لائین یہ کہکر لشکر کو قرار پذیر کرکے آپ اسباب ساحری ہمراہ لیا یعنی ایک پھول کی تھالی لیکر اُسمین سیندور راش کا آٹا انڈے نونگین گوگل لوبان کچھ پھول خوشبودار دو تین کلاوے ناڑے سیاہ مرچین چار پانچ کیلین لوہے کی رکھکر چلا اور بطور مخفی اُسی صحرا مین جہان لشکر ایرج اُترا ہوا ہی آیا اور دہ کوہ مین جاکر اُسطرف کوہ کے نکلکر ایک چشمہ کے کنارہ جگہ معقول تجویز کرکے چبوترہ بنایا اور اُسکو لیپ کر خوب صاف کرکے چشمہ کا پانی لیکر سحر پڑھنے بیٹھا اُس چشمہ کے کنارے ایک طرف کو کلک کا جنگل لگا تھا اور بانس کی بانسواڑی تھی یہ سحر پڑھا جاتا ہی اور روباہ بازی ضیغم دہر سے بیخبر بیٹھا ہی بموجب بیت ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست ؎ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد اُسکو تو اِس حال مین چھوڑ دے لیکن کیفیت شہزادۂ ایرج سنیے کہ یہ جو بارگاہ مین بیٹھے ناچ دیکھنے لگے معشوقہ گلفام کے ساتھ میخواری کرنے لگے کیونکہ وہ محبوبہ اظہار اطاعت اسلام کرچکی تھی پہلو مین بیٹھی تھی باہم لذت بوس وکنار حاصل تھی زیادہ رات گئی ناچ موقوف کرا کر تخلیہ کرایا تھا سرائچہ بارگاہ اُٹھے تھے صحرا مین طرفہ بہار تھی وزان نسیم مشکبار تھی ایسی فرحت مین شہزادہ کو خیال آیا کہ ہم تلاش مین شہزادۂ نورج کے چلے تھے نہ اُنکا پتا ملا نہ اپنے لشکر مین جانا ہوا پس مفارقت اعزا و دوستان یاد کرکے آنسو آنکھون مین بھر لایا اور آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی محبوب عاشق و دلدادہ تھی آئینہ رخسار مطلوب مکدر دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوگئی اپنے آنچل سے گوہر اشک پاک کیے اور کہا ای دلدار محبوب خوش گوار تیرے دشمنون کو رُلائے کیون اِسوقت تو نے آنسو بہائے شہزادہ نے فرمایا کہ ایک بھائی ہمارا

طلسم ہزار برج مین جاکر مفقود الخبر ہوگیا ہے اُسیکو اسوقت مین نے یاد کیا ہے اُسنے کہا ای شہریار طلسم ہزار برج کے اطراف مین یہ قلعہ واقع ہین بعد فراغ جنگ مین آپکو جانب طلسم لیچلونگی یہ کہکر دلاسا دیکر چھپر کھٹ مین لاکر لٹایا اور بہت کچھ سمجھایا آخر گلے مین ہاتھ ڈالکر اُس محبوبہ نے آرام فرمایا شہزادہ کو اسوقت جوش جنون زیادہ تھا اُسکے پہلو سے آہستہ اٹھکر باہر بارگاہ کے آیا کچھ عجب رنگ صحرا کا پایا کہ سوتا سنسار جاگتا پاک پروردگار چاندنی کھلی ہوئی تھی دشت و در چاندی کا پتر شاہد بہار کو مشاطۂ شب آئینہ ماہ دکھاتی شہزادہ کو وہ صحرائے پُر فضا بہت پسند آیا اور چاہا کہ سیر کرتا ہوا دور تک جاؤن بس کمان کیانی و ترکش سے لگاکر چند تیر ترکش مین ڈالکر تیغہ ہاتھ مین لیکر آگے بڑھا اور لشکر سے نکلکر دامن کوہ مین آیا طلایہ دار نے تنہا دیکھکر قصد ہمراہی کیا اُسکو منع فرمایا اور چاندنی کی بہار دیکھتا اور آگے بڑھا دیکھا تو رات کا سناٹا میدان تمام سفید ہو رہا جانور اپنے اپنے مسکن مین بیٹھے ہوئے کبھی جو ہوا کے جھونکے سے کوئی درخت کھڑکتا ایک آدھ ہرن خرگوش جست کرکے جھاڑی سے نکل آتا اِدھر اُدھر دیکھکر پھر چوکڑی مارجاتا جھاڑیون سے ہرن پاڑے چیتل نیل گاؤ سؤر نکلے جھیلون کا یہ عالم کہ جیسے خانۂ زمین مین آئینہ جڑے ہوئے کنارے کنارے بگلے قازین سرخاب پرون مین منھ ڈالے ایک پانون سے کھڑے ہوئے دامن کوہ مین کوڑیالہ کھلا ہوا نرگستان کو اکثر کوہ مین دیکھا

نظم

سازیک رہنین فیض چمن سے بیگانہ	سایۂ لالۂ بیداغ سویدائے بہار	مستی بادصبا سے ہے بعرض سبزہ
ریزۂ شیشہ مے جوہر تیغ کہسار	کوہ و صحرا ہمہ معموری شوق تبدیل	راہ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار

شہزادہ یہ کیفیت دیکھتا درۂ کوہ مین در آیا اور اُسطرف نکلکر پانسو اڑی کے قریب ٹھہر کر جھیل کی سیر دیکھتا تھا وہان صندل اپنے چبوترے پر بیٹھا پانی توبڑے مین بھرے سحر پڑھتا اور پانی بہاتا جاتا چنانچہ اُس توبڑے کا پانی ہوگیا یہ چبوترہ پر سے اُٹھکر جھیل سے پانی لینے آیا وہان بھی جھاڑیون سے اندھیرا تھا پتے درختون کے پانی پر جھکے تھے جاے خوفناک تھی یہ تو ساحر تھا ہی خوف وخطر وہان سے پانی بھرنے لگا وہان ترائی کے سبب سے شیر غران سو رہا تھا اُسنے جو آہٹ اسکی پائی اُٹھ کھڑا ہوا اور انسان کی بو پاکر جھاڑی سے انگڑائی لیکر باہر نکلا اس اثنا مین یہ بھی پانی بھر کر پھرا جیسے ہی اُس مقام تاریک سے باہر نکلا شیر نے اُسکو اور اپنے شیر کو دیکھا بحواس ہوکر سحر بھی نہ یاد رہا اور شیر نے غرا کر اُسپر حملہ کیا آتے ہی دو ہتڑ مار کر اسکو گرایا اور اسکے

یہ روئین تن تھا اُسکے دو ہتڑ سے ہلاک نہوا کوئی اور ہوتا تو مرجاتا فی الجملہ شیر نے اِسکو گرا کر ہمہ کیا اور پٹ پھاڑنا چاہا بانسواری کے قریب شہزادۂ ایرج بھی تھا اُسنے غرش شیر کی آواز سُنی جھپٹکر اُسطرف آیا دیکھا ایک آدمی کو شیر ہلاک کیے ڈالتا ہی خیال مین آیا کہ نہین معلوم یہ خدا پرست ہی یا پرستار لقا چھڑانا بیفائدہ پھر سوچا کہ کوئی ہی مگر بندۂ خدا ہی یہ سوچکر ایک تیر جوڑکر کمان مین ماتھے پر شیر کے مارا تیر جو ماتھے پر اُسکے پڑا سا غری توڑکر پار نکلگیا ٹیک کی چوٹ کھانے سے شیر الٹ کر گرا اور تڑپ کر اچھلا آخر سرد ہوگیا شہزادہ نے صندل کو اُٹھایا وہ بیہوش تھا پانی اُسکے مُنہ پر چھڑکا دامن کی ہوا دی کہ اُسکو ہوش آیا جب اُسنے آنکھ کھولی دیکھا ایک آدمی سر پر کھڑا ہی شیر مرا پڑا ہی وہ شہزادہ شیر صولت میرے جسم سے خاک پاک کر رہا ہی یہ دیکھکر دلسے کہا اِسنے شیر کو مارا ہی اسوقت میرے لیے اِسکو خداوند سامری نے فرشتہ بنا دیا ہی بس اُٹھکر شہزادہ کے پاؤن پر گر پڑا اور کہا مین تیرا غلام ہون ای شخص خداوند لقا تجکو سلامت رکھین کہ تونے میری جان بچائی شہزادہ نے فرمایا کہ مین لقا گمراہ پر لعنت کرتا ہون خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک لہ جانتا ہون ای عزیز تجکو شیر مارے ڈالتا تھا مین نے تجھپر اول خیر آدمی کے آدمی ہی کام آتا ہی اب تو چلا جا سامری نے جب یہ کلمات سُنے پوچھا کہ ای محسن میرے آپ کون ہین شہزادہ نے فرمایا کہ الحمد للہ مین مسلمان ہون ایرج میرا نام ہی ہوشدار کو مین نے ہی قتل کیا ہی یہ سنکر اُسنے عرض کیا کہ ای شہزادۂ ذی تبار مین آپکو ایسا صاحب خلق و مروت سمجھتا تھا مین آپکا حریف صندل روئین تن ہون یہان سحر کرنے کو آیا تھا کہ اس آفت مین مبتلا ہوا زندگی میری تھی جو خدا نے آپکو بھیجدیا اب مین بندۂ بیدام ہون ادنیٰ آپکا غلام ہون یہ کہکر قدم پر شہزادہ کے سر رکھا اِس بہادر نے سر اُسکا چھاتی سے لگایا اُسنے بصدق دل اطاعت اسلام اختیار کی اور جملہ حقیقت اپنے بھاگنے اور سحر تیار کرنے آنا سب کہکر عرض کیا کہ آپ تشریف اپنے لشکر مین لیجائیے مین فوج اپنی لیکر حاضر خدمت ہونگا شہزادہ یہ سنکر باہر درۂ کوہ کے آیا اور اُسکو رخصت کرکے اپنے لشکر مین تشریف فرما ہوا یہان بعد جانے شہزادہ کے محبوب کی آنکھ کھلی تھی پہلو خالی از دلدار پاکر بیقرار ہوئی تھی اور بارگاہ سے نکلکر ڈھونڈھتی پھرتی تھی کہ شہزادہ آکر پہونچا اُسنے دوڑکر گردن مین ہاتھ حمائل کر دیے اور کہا ای جان من باعث زندگانی مجھ حرمان نصیب کو کہان چھوڑ گئے تھے بارے بموجب ع رکھلی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم + کہ پھر ملاقات میسر آئی یہ کہکر

بارگاہ مین مطلوب کو لائی سردار خوابگاہون سے بیقراری ملکہ کے سبب نکل آئے تھے وہ بھی حاضر خدمت رہے شہزادہ نے اس راہ سے کہ ایک شیر کا مارنا کیا ایسا بڑا کام ہے مطلق کچھ ذکر ساحر کے چھڑانے کا نکیا وہ باقی رات عیش ونشاط مین بسر کی آخر مالک برج اسد نے پنجۂ تیز سے سینۂ شب نگار کیا اور فسونگر نسیم صبح دم نے شمیم صندل سحر کو دہر مین پھیلایا بیت چو از کوہ خاور سپیدہ دمید ✦ فروغ ستارہ شدہ ناپدید ✦ صبحدم شہزادہ عالم طاعت خلاق دو عالم سے فارغ ہوکر صدر نشین دربار تھا سرداران وغیرہ سے مجمع حضار تھا کہ یکایک سامنے سرائچہ جو اٹھے تھے اُدھر سے گرد اُڑتے نظر آئی محبوب سمجھی کہ فوج حریف خود سر آئی اسنے حکم تیاری لشکر دیا جلد جلد کمربندی ہوئی شہزادہ نے منع بھی کیا کہ تم دخل ندو کہ عورت ہو مین سمجھ لونگا مگر اُسنے نمانا لیکن اس عرصہ مین دامن گرد شگافتہ ہوا اور صندل کا مرکب نظر آیا ملکہ گھبراکر اٹھی کہ ای شہزادے وہ حریف آیا شہزادہ نے فرمایا کہ بیٹھی رہو آتا ہے تو آنے دو یہ گفتگو تھی کہ ساحر گھوڑے پر سے اُتر کر اندر بارگاہ کے آیا شہزادہ کو نذر دی اور ملکہ موصوف سے کہا ای بہن میری خطا کو معاف فرمائیے ملکہ نے بھی اُسکو سرفراز فرمایا مگر بہت حیرت زدہ تھی کہ یہ کیونکر بغیر کچھ کہے سنے یکایک مطیع ہوگیا غرضکہ اُسکے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا کہ ملحق لشکر شہزادہ نامور اُترا رونق بے اندازہ حاصل ہوئی شہزادہ نے ساحر مذکور کو خلعت سرداری سے مخلع فرماکر دست راست مین بٹھایا پھر ساقی مہ لقا نے جام شراب ہوش ربا پلایا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ملکہ نے ہدایت پانے کا اس سے سبب استفسار کیا اُسنے شہزادہ کی کیفیت اور شہزادہ کی شجاعت اپنے حال پر عنایت فرمانے کی حقیقت سب بیان کی ملکہ جرأت وجلادت پر شہزادہ پر صولت کی آفرین خوان ہوئی پھر قلعہ مین سبنے داخلہ کیا دونون ملکے سلام اکاد ہوئے دو ایک دن یہان جلسہ رہا پھر ملکہ کو قلعہ ہوشدار کا حاکم کرکے رخصت طلب کی ملکہ نے کہا ای شہریار اس قلعہ مین چار کوٹھے مال وخزانہ کے ہین وہ آپ ہمراہ لیجیے اور میرے پہلے دو مین تن ساتھ لیکر کوچ کیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ وہ کوٹھے کس اسباب کے ہین ملکہ نے کہا ایک مین روپیہ ایک مین اشرفی ایک کوٹھا پُر از جواہر ہے ایک مین ہتیار اور ہر طرح کا اسباب نادر ہے شہزادہ نے فرمایا کہ یہ گنج وزر تم اپنے قبضہ مین رکھو تم عورت ہو مین سپاہی ہون میرے ساتھ تین لشکر کردو ملکہ نے سواران سحر کو ہمراہ کیا لیکن عرض رسا ہوئی کہ مین غم جدائی مین مرجاؤنگی آپ یہان سے

اپنے لشکر مین چلیئے اور اپنے دادا سے اجازت لیکر مجکو وہین بلوا لیئے پھر آپ کو اختیار ہی طلسم نزاریج مین چاہے جایئے خواہ وہین ٹھہرکر بلوے کے کہنے سے شہزادہ نے عزم رفتن طلسم فسخ کیا اور بحشم وخدم مع تیلہاے روئین تن اور کئی لاکھ سپاہ صف شکن اور سحران فسون ساز وپرفن کے کوچ فرمایا اول قلعہ صندلیہ مین آیا دو دن وہان قیام فرمایا صندل نے دعوت وضیافت کی پھر اپنے نائب کو اپنی جگہ پر حاکم کرکے شہزادہ کی رفاقت چاہی تیغہ روئین خنگاف زیب کمر کرکے ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوا یہ شہریار پرتمکین ووقار بڑے عظم وشان سے روانہ ہوا کہ **ابیات**

تھا نہین کلک سے ہو تحریر	سیم وزر واسپ فیل وشمشیر	تھی زیب کمر وہ برق پیکر
جیسے مہ نو قریب اختر	وہ چلتی تھی برایک کا خون	ہوگا وزمین کہ شیر گردون
وہ اسپ کہ صورت پری تھا	طالع مین بلند اختری تھا	وہ فیل کہ مثل کوہ البرز
حاسد کے لیے گجک ہی یا گرز	وہ پلٹنین اور وہ رسالے	جنسے کہ عدو کو جان کے لالے
ہمراہ تھا سب یہ ساز وسامان	شوکت تھی نثار فتح قربان	اسی طرح بعد قطع منازل وطی

مراحل جب لشکر اسلام دو منزل رہگیا تو ایک دامن کوہ مین اس کوہ وقار نے مقام کیا یہ تو ادھر سے آتے ہین لیکن لشکر اسلام کا حال بیان ہو چکا کہ اہل اسلام پہاڑ پر پناہ گزین ہین ساحر انہر چڑھکر جاتے ہین چنانچہ تمام فوجین تھا اور بلا وصبا کی قریب کوہ پہونچین اور کوہ کو محصور کرکے بلا نے تیلہاے روئین تن کو للکارا کہ ہان پہاڑ پر چڑھ جاؤ اور ہمارے دشمنون کے سر لاؤ تیلے تیغہاے سحر لیکر چلے اور گھاٹیون کو طے کرنے لگے پیچھے اُنکے تمام لشکر حملہ آور ہوا اور پہاڑ پر چڑھنے لگا بلا بھی سحر پڑھتا آگے بڑھا اسوقت عیارون نے سنگ باری کرنا شروع کی اور تیر برسانے لگے شہزادہ کرب بسان شیر ژیان گھاٹی پر راہ لشکر دشمنان روک کر کھڑا ہوا کہ اوپر پہاڑ کے ناموس امیر ہی اگر یہ کافر چڑھ آئے تو بڑی بیحرمتی ہوگی پس اپنی جان دیدینا چاہیے اور تا حیات اپنے دشمنون کو آگے بڑھنے دینا نہین لازم ہی شور ہش سیاہ اور بانگ اسپان سے بادشاہ جو زخمی اور بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوئے اور جرات ذاتی سے سنبھلکر اُٹھے قلعہ کوہ پر آکر کھڑے ہوئے دیکھا تو بازار موت کا گرم پایا ہنگامہ گیر ودار نظر آیا جب پتلے آگے بڑھے ادھر کے لوگ سینہ سپر کرکے گردن زیر تیغ وخنجر دھرتے پہاڑ پر سے سر کٹکر نیچے گرتے ایک فرہاد اور سو تیشے ایک جان شیرین اور لاکھ اندیشے کلمہ شہادت مسلمانون کے

در و زبان دامن کوہ خون سے برنگ ارغوان گھاٹیون نے آبشار کے بدلے خون روان رگ ابر کے لیے
نیشتر تشمشیر خونفشان برق شمشیر آبدار کی چمک موج بحر مرگ و غدغۂ فنا مین غرق خرد و سترگ ایک طرف
سے پتلے شورش کنان ایک سمت سے ساحر تحر خوان آندھی سیاہ آئی ہوئی تاریکی چھائی ہوئی
تھا حالت تباہ اسلامیان پر قہقہہ ہنستا اور کہتا جاتا کہ ای بندگان قدرت دیکھو میرے غضب کو کہ ان
بندگان مقہور کو آج پناہ نہین ملتی بلا جو قتل عام کرتا پہاڑ پر چڑھتا جاتا تھا تو لقا فرط عشرت سے نعرہ
مارتا اور کہتا کہ دیکھو میرا شیر جنگی آج بپھرا ہوا ہے الحاصل جب قلۂ کوہ قریب رہگیا مسلمانون مین بھگدڑ پڑی
گھاٹیان طے کرکے چاہا کہ نکل جائین مگر راہ ملنا دشوار تھی اسلیے کہ سب طرف سے پہاڑ گھرا ہوا تھا خر جان
دینا گوارا کیا مر کر گرنے لگے دایۂ اجل پروردگان مہد شجاعت کو آغوش مین اٹھانے لگی خواب مرگ
مین سلانے لگی جو بسمل کہ مثل اطفال مچلکر زمین پر لوٹتا اسکو تھپک کر گہوارۂ لحد مین آرام کراتی آن
تیغ سے پنکھا جھلتی زبان خنجر سے لوری سناتی ناموس امیر و حرم محترم فرزندان امیر بال کھولے
نالان و گریان گرد امیر جمع تھے اور امیر بیہوش پڑے ہوئے بصورت مردگان تھے بادشاہ ذیشان
جب جھپٹ کر قلۂ کوہ سے آگے بڑھتے زخم بھٹ جاتے یہ بیہوش ہوتے عورتین پیٹ رہی تھین کوئی کہتی
کہ خداوندا میرے وارث کو بچالے کوئی پکارتی کہ یا خدا مجکو دنیا سے اٹھالے کسیکی فریاد تھی کہ مجکو میرے
وارثون کا مردہ نہ دکھانا ای کریم انکے غم مین نہ رولانا کوئی گود پھیلا کر دعا کرتی کوئی ماتھا زمین پر رگڑتی کوئی
بالون سے جھاڑو دیتی کسینے پیر ایکایک پیسہ اٹھایا کہ ایکایک میری مراد آئے کسینے اسی پیادہ سوار
کو مانا تھا کہ ہمپر سے یہ بلا رد ہوئے کوئی ثروت پھرت کی نذر مانتی کہ جلدی میری مدد غیب سے آئے
کسینے سہ ماہی کے روزے اپنے اوپر قبول کیے تھے کسینے پیر دیدار کے کونڈے مانے تھے کوئی کہتی کہ
مین کھڑے پیر کا روزہ رکھونگی اور میری تمنا پوری ہوگی تو کھڑاؤ دونگی وہ وہ نازنینان گلعذار مین جنکے
اوپر بلبل دل فریفتہ ہو نالان و گریان بسان عندلیب قفس اسپر یاس و حرمان تھین حیا سان
عصمت و شرم سے مشکین و زلف عنبرین کھولے تھین کہ پہاڑ کو سنبلستان کہنا بجا تھا باد خزان
نے انکے رخسار رشک گلستان کو برنگ غنچہ کمھلا دیا تھا رخسار انکے جو رشک قمر تھے وہ خاک پر جانب
قبلہ رکھتی تھین مٹی گالون مین بھرنے سے چاند پر خاک پڑی نظر آتی آفتاب حسن کو تیرگی رنج سے
گہن لگا تھا نہ وہ رنگ تھا نہ وہ نقشہ تھا لیکن باین رنج و اندوہ بھی عجب خوبی ہویدا وہ سراسیمگی

سے چہرون کا رنگ فق فق گل یاسمن کو شرماتا وہ اُنکے ناز و انداز کا عالم کہ آشوب دہر بھی تصدق ہوا جاتا کوئی حیران ہوکر ماتھا کوٹ لیتی تو پنجۂ دست نگارین پنجہ آفتاب سپہر حسن پر نظر آتا بال جو پھر کجھرے تھے تو پنجۂ دست رنگین شب زلف مین ماہتاب کی چمک دکھاتا کوئی جو چیخ کر بات کرتی تو دوسری انگشت ماہین ہر دو لب رکھکر چپ ہونے کا اشارہ فرماتی گویا پیغمبر حسن تھی کہ معجزہ شق القمر دکھاتی نہین نہین سر مسیم پر الف امید تحریر فرماتی کوئی اس سوچ مین سر در گریبان کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی کسیکا سر آئینہ زانو پر بصد حیرانی رکھا ہوا کہ خدا جانے کیا صورت ہو دیکھین کیا نقشہ فلک پیر دکھاتا ہی آخر ملکہ مہر گہر تاجدار سردار حسینان روزگار جو گل بی بیونکی امیر کے افسر تھی بال کھولکر گود پھیلا کر جانب کعبۂ اکرم رخ کرکے مصروف دعا ہوئی سب بیکسون نے پشت پر آمین کہنا شروع کی اور اُسنے یہ استغاثہ کیا کہ اے کارساز حقیقی میرے حال پر رحم فرما کہ نظم

جو غم کے مرض مین مبتلا ہی	اُسکو تیرا اسرا دوا ہی	ہو جاتا ہی دور ہو کوئی رنج
مشہور ہی بعد رنج ہی گنج	مفلس ہی بشر کبھی تونگر	جاتے ہین کسیکے دن برابر
جسکو کہ کوئی مرض ہوا ہی	آخر اُسے ایکدن شفا ہی	ہر چند ہم آج ہین دل افگار
راحم ہی تو ای خدای غفار	کیا راز ہے تیرے کوئی آگاہ	کوئی تو نکال دیگا تو راہ
اسوقت مین کون ہی ہمارا	ہی تیرے کرم کا بس سہارا	آخر تیرا دعا آما جگاہ قبول پران

ستمندون کا پڑا یعنی لشکر اسلام مین جو بھگدر پڑی تھی تو جو عیار کہ زیر کوہ رات ہی سے بہر عیاری تھے وہ وہان سے بھاگ کر صحرا مین اسلیے گئے کہ ہم اپنے لشکر کا تباہ ہونا اور اپنے مالکون کا مارے جانا اپنی آنکھون سے نہ دیکھین چنانچہ کلباد و گلباد دو عیار تو صحرا مین بھی نہ ٹھہرے بہت دور نکل گئے اور ایک درۂ کوہ سے جو اُنھون نے سر بدر کرکے قدم آگے بڑھایا دامن کوہ مین کئی لاکھ کا لشکر اُترے پایا نشان جو کھلے تھے حمد و نعت خدا و رسول سے مزین نظر آئے عیار خوش ہوکر اندر لشکر کے گئے دیکھا کہ ایک بارگاہ کے سامنے میدان بڑا ہی اُس میدان مین ایک جوان مرکب سوار برچھا بلا رہا ہی اُنھون نے پہچانا کہ یہ شہزادہ ایرج والا ہمارا آقا ہی بس دوڑ کر رکاب سے لپٹ گئے اور چلا کر رونے شہزادہ مرکب سے کود پڑا اُنکو گلے سے لگایا اور کہا خیر تو ہی کیا رنج تمکو پہونچا ہی اُنھون نے امیر کا اسم بجولنا سردارون کا قید ہونا لشکر کی تباہی پہاڑ پر حملۂ ساحران کی حقیقت سب کہ سنائی شہزادہ نے

جو یہ خبر وحشت اثر سنی رو دیا اور کہا حال جد والا تبار ہاے افسوس اس مرتبہ تباہ ہوا یہ کہکر اُسیوقت طبل سفر بجوایا اور بر سبیل تغیر ہر ایک کو حکم چلنے کا دیکر آپ سب سے پہلے مسلح و مکمل ہوکر گھوڑا اُڑایا افسران لشکر بھی اتنا جلد چلے کہ پہاڑ پر لوگ دعا کر رہے تھے کہ پہونچ گئے بلا ہنوز بالاے کوہ نہ پہونچا تھا وقت اسیری اسلامیان تھا کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست غبار کا سر سقف آسمان سے لگا ہوا اور پانوں زمین سے سیا ہوا لبسان شعلۂ جوالہ ہر ذرہ بیتاب کھاتا چمک دمک کی لشکر کے گواہی دیتا جاتا کہ نظم

پدید آمد از دور گرد سپاہ	غو دیدبان آمد از دیدہ گاہ	کہ آمد ز ابر سیاہے پدید
با برسیہ گردشان بر دمید	دل گردسے طلسماے بادلہ نگار ہاتھیون پر جلوہ کھلاتے دکھائی	

دیے پھر پرے اُنکے جواہر دوز تعریف خدا و رسول سے بہرہ اندوز بعد اُنکے دمامے شتری فیلی بجتے زمین و زمان لرزتے پھر سامان جلوس سواری تختین اور رسالے وہ جنکی صولت سے بہرام فلک پر خوف طاری ظاہر ہوئے بعد ازان ساحر طائران سحر پر سوار جادوگر نیان بیشمار گاتیان باندھے سرخ سرخ جھنڈیان ہاتھون مین لیے طاؤس وہنس اُڑاتین سحر کی نیرنگیان دکھاتین آئین لشکر کی چمک دمک برادر عظم وشان پر دل مہر و سپہر بہزار جان قربان زیر سایہ علم شیر پیکر شہزادہ ایرج نوجوان کہ بموجب نظم

فرو کوفت بر پیل رو ئینہ خم	دمیدند شیپور با گاؤ دم	بزد مہرہ در جام بر پشت پیل
زمین را تو گفتی بر اندود نیل	ہوا شد سیاہ و زمین نیل رنگ	دلیران لشکر بسان پلنگ
بجنگ اندرون گرز و دل پر کین	چو دریای جوشان ز گردان زمین	دلیران گردن کش از کوہسان
پسپیدۂ چنگ و شیر زیان	ابا رنگ زرین و گوپال و تیغ	خروشان بکردار غرندہ بیغ
رسیدند لشکر گرد ہا گردہ	زمین شد ز گردان بکردار کوہ	جب اس شان و شوکت سے

یہ لشکر آتے دیکھا بختیارک خواصی مین فیل پر کھڑے ہوکر پکارا اشہد ان لا الہ الا اللہ دیکھیے وہ ساحرون کے سر کوب آپہونچے لقمانے کہا ارے شیطان کیون بکتا ہے آج قدرت نے تقدیر اپنی شکست ہونے کی نہین فرمائی شیطان نے کہا تو قدرت کی آج شامت بھی اچھی طرح سے آئی یہ وہ کہہ نہ چکا تھا کہ شہزادۂ نامدار رہوار چمکا کر اور تیغہ علم کرکے فوج کفار پر جو زیر کوہ صف کشیدہ تھی آپڑا کئی لاکھ ہاتھ تلوار کا ایکبار جو بلند ہوکر پڑا لاکھون بجلیان دفعۃً زیر نگاہ چمک گئین آنکھین جھپک گئین معاذ اللہ تلوار کی آنچ گیلا سوکھا سب جلا ہزارون سر دم بھر مین لشکر گرا پڑا یا تو

بالاے کوہ جاتا تھا یہ حال دیکھکر پھرا اور تیلہاے رومین تن سے حکم مقابلہ دیا وہ لشکر شہزادہ پر آگرے شہزادہ کے ساتھ کے تیلے اُنسے بھڑ گئے چوٹ برابر کی چلنے لگی جو یہ اُنکے حربے سے کٹتے ہین تو انکے ہاتھ سے وہ بھی مرتے ہین ایک سمت ساحر سے ساحر لڑنے لگا ناچ اور ترنج اُچھلنے لگا بیشور کرنے لگے دریا سحر کے بڑھنے لگے شعلہ باری برف باری سے جان عاری گیتی کو زلزلہ فلک تک غبار کدورت خاطر کا اثر پیدا دو سحر نے سقف سپہر کو دھوان دیا زہر باران سحر نے چرخ کو سبز رنگ بنا دیا اُسیوقت کا ایک بچھو رینگ کر نکلیا ہی جو آج برج عقرب کہلاتا ہی پناہ بخدا کسی ساحر نے اپنا گلا اُلٹی چھری سے کاٹا دشمن کا گلا کٹ گیا کسینے پان کھا کر سامنے تھوکا فوراً حریف نے خون تھوکا بیر نے کلیجہ کا لہو چاٹا سو یون کے گچھے چلتے تھے ملک عدم کے ناکے سو یون کے ناکے مین نظر آتے تھے ادھر تو یہ گیرودار کا ہنگامہ تھا اُدھر بہادران روزگار نے عدو کو زیر تیغ رکھ لیا تھا تیر جو سَن سَن جاتے تھے مژدۂ آمد شاہد مرگ کی خبر دشمن کو سناتے تھے نیزے جو نیزون سے ملے تھے مدت کے بچھڑے بغلگیر ہوئے تھے مگر مجرم سرکار عشق رزم جوئی ٹھہرائے گئے تھے کہ بند بند باندھے ہوئے تھے زبان سنان طعن سپر مبارز پر کرتی کہ واہ کچھ تنگ نبرد نہین دلمین نرخم کا درد نہین شمشیر کے جوہر حرف دفتر الفت عروس اجل گلے ملنے کی چاہ ہمت جوانمردی دست و بغل تیغ کی جھنکار مبارکباد مرگ نوگاتی دہان زخم کی ہنسی پسند آتی سر و تن کی جدائی حیات ابدی کی خوشخبری دیتی شجاعت جان بچکر نیکنامی مول لیتی کہا تک یہ ہنگامہ گذارش ہو کہ ابیات

باسپان جنگی سواران جنگ	لگینہ کشیدند چون سنگ سنگ	
زنیزہ و زتابیدن آفتاب	ہمہ گرز ہا بر کشیدند پاک	
ہوا سر بسر گشت زنگار گون	زمین شد بکردار دریای خون	
فگندہ زتنہا جدا کردہ سر		

دہان خشک و غرقہ شدہ تن در عرق
یکی ابر بست از بر تیرہ خاک
چو پیلان ہمہ وخت بر یکدگر

ایک طرف صندل تیلہاے رومین تن پر گرا ہوا تھا اسکا تیغہ چشمۂ سامری مین بجھا ہوا تھا تیلون کے سر قلم کرتا جاتا تھا اُسی گرمی جنگ مین بلارجادو للکارتا ہوا اُسکے مقابلہ مین آیا ہر چند کہ یہ بھی رومین تن ہی لیکن اُسکا تیغہ سامری کے چشمہ کی آبداری رکھتا تھا اسکا حربہ رد کرکے اُسنے جو ہاتھ مارا کمر پر پڑا خیار ترکی طرح دو ٹکڑے ہوئے غلغلہ برپا ہوا کہ مارا بلارجادو کو یہ معرکہ جو صبا نے دیکھا بیقرار ہو کر رونے لگی مگر خیال آیا کہ جانی بھیا کے مرنے سے سرداران اسلام جو درہ کوہ مین قید ہین رہا نہو جائین اُنکو چلکر روکنا چاہیے یہ سوچکر

بزور سحر اڑکر روانہ ہوئی فوج ساحران اسکا جانا دیکھکر سمجھی کہ مالکہ ہماری بھاگی بس جملہ لشکر بیقرار
لایا اور بلا کے مرنے سے پہلے سحر بھی جلگئے شہزادہ ایرج قتل کرتا ہوا جانب فیل لقا حملہ
لشکر لقا پرستان تو مسلمانون کا لوہا مانے ہوا تھا ساحرون کے بھاگنے سے ہر ایک لشکری گرزان
ہوا بختیارک نے فیلبان کی پگڑی اچھالی اور پکارا کہ یا خداوند اب جلدی تقدیر گریز کرو تو اچھا
تمھارا بگڑا ہوا ہی لقا نے کہا ہرچند کہ تقدیر فرار قدرت کو منظور نہین مگر تو اسے کی خاطر ہی اچھا بھاگو
فیلبان نے ہاتھیون کو بہت جلد بھگایا شہزادہ ایرج نے تعقب کیا زیر تیغ رکھ لیا ایک طرف سے
کرب بھی بقیہ فوج اسلامیان لیکر اتر آیا تھا ہزارہا ساحر و لقا پرست مارا گیا دشت لاشون سے
بھر گیا اہل اسلام قتل کرتے ہوئے جہانتک کہ حصار سحر آتش کا بلا نے کھینچا تھا آئے وہ حصار
بھی بلا کے مرنے سے سنگیا تھا لقا اپنے لشکر کے پڑاؤ پر بھی نہ ٹھہرا اندر قلعۂ کوہ عقیق کے چلا گیا
اسیوقت شہزادہ کرب نے کہا ای ایرج بس بھاگے کا تعاقب کر ناشیوہ مانداں حمزہ نہین
شہزادہ موصوف یہ سنکر پھر میدان سے لاشہاے مسلمانان اٹھنے کا حکم دیا عیارون نے آکر
قدم اقدس شہزادہ کو بوسہ دیا شہزادہ نے چالاک و ابوالفتح سے کہا کہ تم جاکر بادشاہ اسلام کو
اور دادا جان کو لشکر اسلام مین لاؤ بارگاہ سلیمانی وحشامی اسباب کا فران سے خالی ہی عیاران
مذکور خدمت شاہ جمجاہ مین پہاڑ پر آئے اور عرض کی کہ مبارک ہو دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا
شہزادہ ایرج انتظام لشکر آرائی مین ہین ورنہ حاضر ہوتے حضور خود بارگاہ سلیمانی مین تشریف فرما
ہون بادشاہ ذیشان یہ سنکر ہوادار پر سوار ہوکر چلے شہزادہ کرب سے فرمایا کہ امیر اور خواتین معظم
کو سوار کرکے لاؤ یہ فرماکر پہاڑ سے اترے تھے کہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹے خواجہ سیاوش سامنے آئے
اور کہا ای بادشاہ عالم پناہ بہتر نہین کہ چند روز آپ یہان سے تشریف لیجائین اسلئے کہ لشکر سلمانان
پر سے ہنوز قران صعب دفع نہین ہوا ہی بڑی مصیبت کا خدا نکردہ سامنا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ
مین نجاؤنگا تو لشکر تباہ شدہ جمع نہوگا دوسرے یہ کہ امجو مین روانہ ہوچکا پھر جانا میرا دستور نہین اچھا
کچھ عیار جائین اور شہزادہ کرب سے نسبت لاسنے ناموس اور امیر کے ممانعت کرین عیار حسب
ارشاد گئے اور شہزادہ موصوف کو رد کا ادھر شاہ گردون بارگاہ قریب لشکر پہونچے ایرج نے استقبال
کیا اور بارگاہ سلیمانی مین لاکر تخت پر جلوہ گر فرمایا لشکر مین بازارین کھلین رعایا آباد ہونے لگی

لشکری جو فرار ہوئے تھے آنے لگے عیارون نے کوتوالی چبوترہ کا بندوبست کیا یہان تو یہ کیفیت ہی مگر صبا جو اڑکر درہ کوہ مین گئی سحر سے سرداران اسلام کو زیادہ تر مسحور کرکے اُس مقام کو بدستور اول سحر سے ناپدید کرکے غم برادر مین نالان و گریان اُڑکر قلعہ عقیق کوہ مین آئی یہان لقا بدحواس دارالامارۃ مین بیٹھا تھا کوہی وغیرہ شکستہ خاطر حاضر دربار تھے کہ یہ مردار پہونچی سنبے دیکھا کہ آنکھون مین آنسو بھرے رنگ چہرہ کا زرد ہی دل غمگین و پر درد ہی غرض اُسنے خداوند کو سجدہ کیا اور رو کر کہا کہ ہاے میرا بازو بھی ٹوٹ گیا اور ہاتھ بھی اُجڑ گئی یا خداوند یہ کیسی آپ نے تقدیر فرمائی لقا نے کہا ای بندی میری تیرے بھائی نے مجکو راضی بہت کیا ہی مین نے خوش ہوکر اُسکو داخل اپنی بہشت مین کردیا ہی اب اگر تجکو اُسکا رنج بہت ہی تو مین بروز نوروز اُسکو زندہ کردونگا بختیارک بولا کہ ای صبا دنیا ہیچ ہی کوئی کسیکا نہین جیتے جی سب بہشتہ ناتا ہی مرنے پر کوئی نہین پوچھتا ای جان مین اب کیون اپنے جانی بھیا کی عقبیٰ برباد کرنا چاہتی ہو جو کچھ گذرا وہ گذرا اب تم اپنے بھائی کا عوض ان خدا پرستون سے لو سبکو قتل کرو بھائی کی روح بھی خوش ہوگی اور ثواب بھی ہوگا خداوند بھی خوش ہونگے تمھاری عاقبت بھی درست ہوگی بہشت مین تمکو بھیا ملینگے ساحرہ کو مرگ آشنا دبرادر سے غم و غصہ بہت تھا کہنا شیطان کا منظور کیا اور کہا ملکجی مین جاتی ہون جو سردار اسلام میری قید مین ہین اُنکو مارے ڈالتی ہون پھر اور مسلمانون کی بھی تدبیر کرون گی شیطان نے کہا بہت اچھا سوچیین تم خود عاقلہ ہو تمھین کوئی کیا سمجھائے اب دیر نکرو جلد جاؤ کار خیر مین تاخیر مناسب نہین مگر اپنے رہنے کا ٹھکانا مجکو بھی بتاتی جاؤ کہ مین بھی جب چاہون وہان جاؤن کہلیے کہ مسلمان مرنا جانتے نہین اُنکے قتل کرتے وقت عیار تمکو آکر زک ندین ساحرہ تو اسکے قول کو آزما چکی ہی کہا اچھا مین دو ساحر چھوڑے جاتی ہون جب تم میرے پاس آنا چاہوگے اُنسے کہنا وہ میرے پاس لے آئینگے یا مجکو خبر کرینگے مین بلا لونگی یہ کہکر دو جادو گر بارگاہ مین چھوڑ کر جانب درہ کوہ روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے چلی اُدھر جب بادشاہ اسلام بارگاہ مین آچکے اور آبادی لشکر کا سامان ہوچکا عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ ایک ساحرہ صبا و جادو جو باقی ہی اُسی کے سبب سے سردار بھی ہمارے قید ہین اور امیر بھی اپنے حواس مین نہین پس چاہیے کہ اُسکو بھی کسیطرح واصل جہنم کرکے سردارون کو رہا کرین تاکہ لشکر بدستور قدیم آباد ہو غرضکہ یہ مشورہ کرکے چالاک

نے تجویز کیا کہ ساحرہ بہر ملاقات لقا اپنے مقام سے قلعہ مین ضرور جائیگی اور وہانسے پھر کر پھر اپنے مسکن
مین آئیگی چنانچہ اثنا راہ مین اُس سے براہ عیاری ملاقات کرکے اُسکے ہمراہ اُسکے مقام مسکونت پر
چلنا چاہیے یون جاتے ہین تو راستہ نہین ملتا ہے فی الجملہ ایک عیار کوتاہ قامت کو اپنے عیارون
مین سے تجویز کرکے طلب کیا اور کہا کہ ایک لڑکے کی صورت بن آؤ وہ عیار کہ نام اُسکا کنول کوتاہ
قامت ہے طفل نابالغ کی صورت بنا ہاتھ پانون نازک چہرہ بھولا ناک بہتی کرتا گلے مین
آستین سے ناک پونچھتا گال پھولے پھولے لیکن سردی کے سبب جابجا سے شق کھردنے پڑے
ہوئے کرتے کی گھنڈی کھلی ہوئی داہن چاک لہیر اُڑی ہوئی ٹہلا کر اٹھلا کر باتین کرتا ہاتھ مین
کڑے چاندی کے پتلے پتلے پڑے شوخی و شرارت چتون سے ظاہر اس صورت سے جب بن چکا
چالاک ایک بڈھیا کی صورت آپ بنا چادر گاڑھے کی اوڑھے سر کے بال سفید سوسی کا پاجامہ
پہنے پٹاری پان کھانے کی بغل مین دابے بہت پرانہ سال نہین اوسط درجہ کی ضعیفہ بنکر اس
طفل کو ہمراہ لیا اور لشکر سے ایک غریب شخص کو بلا کر کہا کہ تیری لڑکی آٹھ نو برس کی ہے کچھ
دیر کے لیے ہمکو دے ہم دو روز مین لڑکی بھی تجکو دینگے اور یہ مال اُسکے عوض مین اسوقت تجکو
دیتے ہین اُسنے کہا مہتر صاحب قتل ساحران کی تدبیر کرنے مین ہم اپنے اہل و عیال کے ساتھ حاضر
ہین چاہے لڑکی مار ڈالی جائے خواہ زندہ رہے آپ لیجائیے مال کی احتیاج نہین غرض اس دو دینار
نے اپنی دختر نیک اختر حوالۂ عیار خوش سیر کی اُسنے مینڈھیان اُسکی گوندھین کچھ کچھ گہنا پہنایا اور
ان دونون کو ساتھ لیکر جانب کوہستان گیا اور راستہ مین ایک مقام پر ٹھہر کر دونون کو گود سے
اُتار دیا اور بیٹھکر رونے لگا وہ عیار جو لڑکا بنا تھا اُس لڑکی کے ساتھ کھیلنے لگا دونون نے باگو بنکر
گھروندا بنایا اور اردن گھردن پانون پھیلا کر کھیلنے لگے اس اثنا مین ساحرہ جو قلعہ سے چلی تھی
یہان آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ ایک لڑکی چاند کی ایسی صورت اُسکی گلے مین آستینون کی
کرتی پہنے اوڑھنی سر سے ڈھلکی ہوئی چوٹی پیچھے چھوٹی سی بڑی ہوئی مینڈھیان گندھین گورا گورا بدن
ایک لڑکے کے ساتھ پانون پھیلائے کھیلتی ہے وہ لڑکا بھی قبول صورت بھولا بھولا ہے اور ایک
بڑھیا پٹاری سامنے رکھے دلی کرتی جاتی ہے اور روتی ہے یہ دیکھکر ساحرہ نے سواری ٹھہرائی
اور ضعیفہ سے پوچھا کہ بڑی بی تم کون ہو اور یہ بچے کسکے ہین اتنا سنتے ہی بڑھیا چیخ مار کر رونے

اور اُٹھکر ساحرہ کی بلائین لین اور کہا مین صدقے مین نثار کیا اِن بچون کمبختون کا حال بیان کرون
ماں باپ دونون مرگئے مجھ بڑھیا نانی کے سوا کوئی باقی نہین رہا سو میرا بھی کیا بھروسا بوڑھا دم
آیا آیا نہ آیا کوئی دن کی مہمان ہون اسیواسطے روتی ہون کہ ہاے اِنکا کوئی نہین صبا کو
بھائی کا غم تھا ماں مین ماں ملانے لگی کہ بڑی بی سچ کہتی ہو تم تو بوڑھی ہو یہان جوانون کا
بھروسہ نہین کیا موت کو کہین لینے جانا ہی ہمارے جانی بھیا بھی جوان تھے جو مارے گئے ای ضعیفہ اگر
اپنے بچون لیکر ہمارے پاس رہو تو ہم وارثی کرینگے بڑھیا نے دعائین دین اور کہا واری تم وارثی نکروگی
تو اور کون کریگا مگر میرا مزاج خفقانی ہی گھبراکر جنگل مین نکل آتی ہون روتی ہون دل بہلاتی
ہون بھڑاس دل کی نکلجاتی ہی ورنہ رُک کر مرجاؤن ساحرہ نے کہا تمھین اختیار ہی جہان چاہنا
جانا آنا مجکو تو اِن بچون سے مطلب ہی کہ اِنکی بھولی باتون سے غم میرا غلط ہوگا عیار مذکور کو تو
ساتھ جانا منظور ہی تھا بعد اقرار و انکار ساحرہ کے ہمراہ ہوئی اُسنے دونون بچون کو ہوادار
آگے بٹھالیا اور بڑھیا کو بھی ایک طاؤس پر سحر کے بٹھاکر داخل درۂ کوہ ہوئی درۂ کوہ مین گھر بنا ہوا
حال پہلے بیان ہوچکا ہی چنانچہ اُسی مقام پر ایک صحنچی بزور سحر اور بنادی اور بڑھیا کو اُسمین فرش
کیا بچون کو اپنے مقام پر لیجاکر رکھا وہ سامنے کھیلنے لگے **چالاک** نے اتنے دنون مین بدقت
تمام یہان رسائی پیدا کی اور قصد کیا کہ اب کام اِسکا تمام کرون کیونکہ یہ غم مین اندھی ہورہی ہی
پہلے جو یہان آنا چاہتے تھے تو اندھے ہوجاتے تھے غرضکہ یہ تو اِس فکر مین ہی اُدھر بختیار کی
کی رگ شیطنت پھڑکی دم گھبرایا اُن ساحرون سے کہا مین صبا کے پاس جانا چاہتا ہون ساحر
وہان سے اُڑکر ساحرہ کے پاس آئے اور کہا ملکجی یہان آنا چاہتے ہین ساحرہ نے چند جادوگر اور بھیجے
کہ جاکر ملکجی کو لے آؤ ساحر شیطان کے پاس آئے اور کہا چلیے آپکو بلایا ہی شیطان نے براہ احتیاط
کہ یہ ساحر کوئی عیار نہون جو میرے ساتھ مقام ساحرہ تک پہونچ جائین اُنکا منھ گرم پانی سے دھلوایا
اور کچھ باتین امتحاناً پوچھکر سوار ہوکر روانہ ہوا راہ مین بھی اُنکے باپ دادے کا نام پوچھتا جاتا تھا
جب درۂ کوہ مین پہونچا صبا استقبال کرکے لیگئی اور مقام بہتر پر بٹھایا اور کہا کیونکر تشریف لائے
اُسنے کہا میرا دم گھبرایا جی مین آیا کہ قتل مسلمانان کا چلکر تماشا دیکھون ساحرہ نے کہا آپ نے بہت مناسب
کیا شیطان بولا کہ پھر دیر کیا ہی جلد بازار موت گرم کرو ساحرہ نے اُسیوقت دستک دی زمین کو زلزلہ

ہوا ایک عورت پیدا ہوئی کہ ہر بن مو سے اسکے شرارہ آتش نکلتے تھے پس اُس پر کارآتش نے اس مجمع کو
تسلیم کی اُسنے اُسکی جانب خطاب کیا کہ ای زنار قہر ناک آتش بدن تم جاکر تہخانہ کا دروازہ کھولو
اور قیدیون کو باہر نکالو ہم بھی آتے ہین اُس ناریہ نے عرض کیا کہ جب سے آپکے بھائی صاحب خدا دم
کی بہشت مین گئے اُس دن سے قیدی میرے سپرد حضور نے اکر کیے ہین کیونکہ وہ زنگی اُنکے مرتے
ہی مر گئے تھے جو کہ محافظ زندان تھے چنانچہ اب اسبر میرے قبضہ مین تو ہین مگر اسقدر میرا اختیار نہین کہ
اُنکو تہخانہ سے باہر نکالون ہان آپ اپنا سحر اُنپر سے رد کیجیے تو بالکل میری قید مین وہ ہو جائین اسطرح
کہ اگر مجھکو کوئی ہلاک کرے تو وہ رہا ہو جائین اور جبتک مین زندہ ہون وہ چھوٹ نہ سکین ساحرہ نے
کہا مین تجکو رد سحر کا طریقہ سکھائے دیتی ہون یہانسے رد سحر کی ضرورت نہین یہ کہکر کچھ اُسکو تعلیم کیا وہ
سحر یاد کرکے روانہ ہوئی کجل عیار جو لنگا بنا ہوا یہان کھیل رہا تھا اُسنے من وعن تمام ماجرا سنا اور
دوڑکر بڑھیا یعنی چالاک پاس بحیلہ لہو ولعب گیا اور اُس سے سب حقیقت بیان کرکے پھر سامنے
ساحرہ کے آکر کھیلنے لگا اور چالاک جملہ کیفیت سے آگاہ ہوکر سوچا کہ اس زنار کو مار ڈالون کہ یہی محافظ
سرداران ہے پھر خیال کیا کہ اُسکے مارنے سے سردار رہا نہونگے کیونکہ سن چکے ہو کہ صبا نے رد سحر نہین کیا
پس مناسب ہے کہ اسکے ساتھ چلو جب یہ رد سحر کر چکے جب مار ڈالو یہ تجویز کرکے اپنے مقام پر سے اُٹھکر سامنے
صحن مین ٹہلنے لگا زنار جیسے ہی ساحرہ کے پاس سے چلی اسنے اشارہ کیا کہ ادھر آؤ وہ اُسیطرف آئی
اسنے کہا تم اسوقت ملکہ کے کام کو جاتی ہو ٹھہرو نہین مین تمھارے ساتھ چلتی ہون راہ مین جو کہنا ہوگا
کہونگی یہ سنکر وہ اسکی خاطر سے غائب ہوکر نہ گئی باتین کرتی پیادہ پا چلی چنانچہ مکان قیدیون کے رہنیکا
بیان ہو چکا کہ دوسرا ہی یہ دونون اُس مکان سے باہر نکلین بڑھیا نے باہر آتے ہی کہا کہ بی بی پہلے
کی محبت بھی بڑی ہوتی ہے تمتو چھپ رہیں تھین مجکو کیا پہچانوگی مین نے تمھاری ماں کو پالا تھا تم اُسکی نشانی ہو
آؤ میرے گلے سے تو لگجاؤ وہ سر جھکا کر سینہ سے لگ گئی اسنے بلائین لین اور کہا ای بچی تو سونی مٹی کی
نشانی ہے مین اور تیری ماں ایک ہی جگہ رہتی تھی کچھ ایسا تفرقہ ہوا کہ اب تیری صورت دیکھنا دشوار
ہو گیا ای بیٹی ایک امانت بھی تمھاری ماں کی میرے پاس ہے مین تمکو دونگی اور وہ ایسی چیز ہے کہ تم
مالامال ہو جاؤگی تمھاری بیزار پھر کیسکی نوکری کریگی اور ای فرزند مجکو اب مال واسباب کیا کرنا ہے کچھ مری
کل دوسرا دن ہان تمھارے کھانے پینے کے دن ہین ابھی تم میرے دیدون مین خاک ہو نہانا

ساحرہ یہ باتین سنکر سمجھی کہ یہ مقام صبا نے ہر ایک سے پوشیدہ رکھا ہی یہ ایسی ہی معتمد اور قدیمی ہوگی جب تو اِسکو یہان رکھا ہی پس جو کچھ یہ کہتی ہی بیشک سچ ہی بس یہ سمجھکر نانی جان کہکر باتین کرنے لگی اور مال ملنے کے نام سے زیادہ تر خوشنود ہوکر بعجز تمام تر ہمسخن رہی تا اینکہ دونون در زندان پر پہونچین یہان دیکھا تو زمین دوز تہخانہ بنا ہی قفل اُسکا ایک شیر زیان مُنھ مین دابے بیٹھا ہی زنار نے دہان پہونچتے ہی سحر پڑھکر دستک دی ایک قفل اور تہخانہ سے نکلا اور ماہتاب کیطرح چمک کر جانب ہوا گیا اور دہانے جو برق بنکر گرا اُس شیر کے مُنھ کو کاٹ کر زمین مین اُتر گیا دروازہ کھُل گیا یہ دونون اُس تہخانہ مین اُترے دیکھا تو زمین مین ایک اور دروازہ لگا تھا اُسکے قریب دو دیو گرز پکڑے بیٹھے تھے اِسنے چار دانے ماش کے افسون پڑھکر جو مارے وہ دیو بھی جلگئے وہ دروازہ بھی کھُلا اب مکان بنا ہوا ظاہر ہوا اور سرداران اسلام زنجیر آتشین مین بندھے نظر آئے کہ ماران سحر اُنکے جسم پر لپٹے تھے ساحرہ نے اُنکے جسم پر سے بھی وہ قید دور کرکے اپنے سحر سے اُنکو بیحس و حرکت کردیا اِس عرصہ مین صبا و بختیارک بھی سامنے سے آتے نظر آئے اِس وجہ سے کہ جب وہ شیر اور دیو دفع ہوئے تو تہخانہ بھی مٹگیا تھا کہ سحر سے ساحرہ کے بنا تھا اور اُسنے رد سحر اُسکو بتایا تھا فی الجملہ چالاک نے جوان دونون کو آتے دیکھا سمجھا کہ اب شیطان تجکو اگر پوچھے گا کہ یہ کون ہی اور حال تیرا شکر ضرور پہچان لیگا ساری محنت تیری برباد ہوگی اب جلد اپنا کام کر یہ سوچکر کمر سے ایک لعل بدخشانی نکالکر پکارا کہ ای زنار اب یہان صبا آتی ہین اُنکے سامنے مین دے نسکونگی لو یہ لعل بے بہا تمھاری مان کی امانت ہی جلدے لو کہ کوئی دیکھے نہین زنار لعل کو دیکھتے ہی ایسا خوش ہوئی کہ چہرہ فرط خوشی سے لال ہوگیا اور دوڑکر قریب آئی عیار نے وہی لعل مُنھ پر مارا کہ ناک پر پڑا وہ حیران کہ یہ اِسنے کیا کیا اِسی حیرت مین تھی کہ وہ لعل حباب کیطرح ناک پر پڑتے ہی پھوٹ گیا تھا اور بیہوشی دماغ مین پہونچی تھی بیہوش ہوگئی عیار نے فوراً سر اُسکا جداتن سے کرڈالا پھر تو خلعاء آفت خیز برپا ہوا دنیا سیاہ ہوئی اور آئی کہ مار زنار کو وہ مکان کہ اُسکی حفاظت مین تھا نابود ہوگیا سرداران اسلام رہا ہوچکے تھے وہ زنجیر وغیرہ بھی دفع ہوگئی تھی چھوٹکر استادہ ہوگئے اُدھر بختیارک پکارا کہ ای ملکہ یہ کیا ہوا جلد سحر پڑھو ساحرہ بیتاب ہوکر دوڑی تھی کہ وہ عیار جو لڑکا بنا ہوا تھا اِسکے آنے سے وہ بھی پیچھے اِسکے آیا تھا چودہ حلقہ کمند کے گانٹھ کر جو مارتا ہی صبا کی گردن و کمر مین پیچیدہ ہوئے اور اُلجھکر وہ گری اور میدان تو

ہو چکا تھا ہی چالاک نے دوڑ کر بختیارک کا گلا دبایا تو غین غین کرنے لگا اور کجل نے خنجر نکالکر
صبا کو قتل کرنا چاہا مگر وہ پنجۂ سحر محافظ رکھتی تھی جیسے ہی خنجر چاہا کہ مارین دو پنجہ مثل برق چمک
گرے اور اُسکو اُٹھا لیگئے عیار سمجھے کہ ایسا نہو یہان ٹھہرنے سے کوئی آفت آئے پس بختیارک
کو چھوڑ کر اُس لڑکی کو کہ جسے ساتھ لائے تھے ڈھونڈھنے چلے وہ لڑکی جب مکان سکونت صبا
خالی رہا تھا تو دروازہ سے باہر نکلکر درۂ کوہ کے ایک غار مین مارے ڈر کے چھپ ہی تھی چالاک
نے پکارا کہ بٹیا کہان ہو وہ آواز اسکی پہچانکر اس سے آکر لپٹ گئی یہ اُسکو گود مین لیکر بھاگا اُدھر
بختیارک بھی فرار ہوکر جانب قلعہ کوہ عقیق گیا اور جملہ سردار لشکر اسلام کے رہا ہوکر اپنے لشکر مین
آئے عیارون نے اُس دختر کو اُسکے باپ پاس پہونچا دیا اور کئی ہزار روپیہ دیکر کہا کہ اسکی شادی
کر دینا فی الجملہ جب سردار بارگاہ سلیمانی مین پہونچے بادشاہ اسلام کو تسلیم کرکے اپنی اپنی جگہ کو
رونق بخشی اور حال امیر خوش تدبیر پوچھا شاہ اور ایرج نے سب حقیقت بیان کی ہر ایک نے
کہا ہم وہان جاکر قدمبوس ہونگے اور سب سوار ہوکر روانہ ہوئے جب دامن کوہ مین پہونچے
شہزادۂ کرب نے مستورات حرم سلطانی کو قلۂ کوہ سے اُتار کر خیام و سراپردہ مین بٹھایا تھا اور
امیر کو الگ خیمہ مین رکھا تھا امیر مرنے سے بلا کے ہوشیار ہوگئے تھے کیونکہ اُسکا سحر اُنپر سے
اُتر چکا تھا صرف اسم اعظم بھولے ہوئے تھے اسوجہ سے خاموش تھے کہ سرداران ذی تبار خدمت
اقدس مین حاضر ہوکر رسم نیازمندی بجالائے ہر ایک تصدق اور بلا گردان ہوا اور کہا ای شہریار
بغیر آپکے ہمارا جی بارگاہ مین نہ لگیگا حضور تشریف لیچلین آپ نے فرمایا کہ چلتا ہون اور اُٹھکر خیمہ سے
باہر آئے چاہا کہ سوار ہون ہلکارون نے یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ مجاہد راہ خدا آتے ہین بادشاہ نے
خواجۂ دریادل کو بلا کر فرمایا کہ دیکھو تو قران صعب دفع ہوا یا نہین خواجۂ موصوف نے قرعہ پھینک کے
کہا کہ ابھی زمانہ نحوست کا باقی ہے بہتر یہ ہے کہ امیر یہان نہ آئین بادشاہ نے فرمایا کہ آپ خود جاکر امیر کو
یہان آنے سے منع کیجیے خواجہ زادہ وہان سے سوار ہوکر دامن کوہ مین آئے اور قاسم و علمشاہ سے کہا
کہ ہم اور آپ خیر خواہان امیر مین سے ہین بہتر یہ ہے کہ چندے پھر امیر کو قلۂ کوہ پر لیجاکر رکھیے سردارون
نے کہا فرمانا آپکا بدل قبول ہے یہ کہکر امیر سے کہا کہ ہم اسیر رہے ہین اب یہ چاہتے ہین کہ صحرا مین
رہکر کیفیت سبزہ و زار دیکھین امیر اُنکے کہنے سے رُکے اور اپنی جگہ فروکش ہوئے محلات مین مذرین

نیازین ہونے لگین یہان تو یہ حال ہی لیکن بختیارک جو بھاگ کر قلعہ مین آیا تھا تخت نکبت پر
بیٹھا تھا اُس سے آکر کہا کہ سب بندے تیرے بہشت مین چلے گئے اُس گبر نے کہا مین نے یہی تقدیر
کی تھی شیطان نے کہا بندگان مقہور چھوٹ گئے اور عیار کہہ گئے ہین کہ ہم لقا کو بانس پر چڑھائینگے
ایک ایک بوٹی کاٹ ڈالینگے پھر ایک بوٹی خداوند کی کٹ گئی تو دو میری کاٹی جائینگی خداوند تو خدا
ہین انکو تو کچھ ایذا نہو گی میری جان تگا بوٹی ہو جائیگی یہ کلمہ سنکر کوہیون نے کہا ملکہی تم خداوند کو ہمارے
سامنے ایسا کچھ بے ادبانہ کہتے ہو لقا نے کہا جو یہ کہتا ہی اسکے معنے ہم خوب سمجھتے ہین ہماری قدرتون
کے راز سے یہ خوب آگاہ ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ صبا، جادو روے ہوا سے یہان اُتری اور
خداوند کو سجدہ کرکے اپنی جگہ پر بیٹھی لقا نے کہا ای بندی قدرت یہ ہماری رحمت تھی کہ تو عیارون کے
ہاتھ سے بچگئی ہمارے فرشتگان رحمت تیرے محافظ تھے ورنہ عیار مار ڈالتے ساحرہ نے یہ سنکر پھر
سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوئی کہ اب تو ایسی تقدیر کر کہ مین ان مسلمانون کو غارت کردون یہ کہہ رہی تھی
کہ فلک پر بجلی چمکی اور صداے نفیر پیدا ہوئی لقا نے کہا دیکھ قدرت نے اپنی خاص فوج طلب کی تیری
دعا قبول فرمائی ساحرہ جانب فلک نگران ہوئی دیکھا تو اگیا بیتال اور بگولے آنے لگے تیلے جھنڈیان
ہلاتے ظاہر ہوئے شیطان نے اُٹھکر دارالعمارہ سے باہر آکر اُس فوج کو ٹھہرایا اندر دارالعمارہ کے ایک
ساحر ژولیدہ مو بدہیئت اور سیہ رو آیا آتے ہی تخت خداوند کے سامنے لوٹ گیا پھر اوندھا ہوا خداوند
پکارا کہ ای بندۂ رحمت اختصاص بس عبادت تیری قبول ہوئی وہ ساحر سیدھا ہو کر تلواریان مارنے لگا
آخر الامر دنگل پر شیطان نے بٹھایا اور صبا سے کہا تو تمھاری دلگی آئی اُسنے کہا ملکہی یہ تو اویانہ ہی
شیطان نے مجنون سے کہا کہ یہ عورت تمکو پسند کرتی ہی ذرا ہوش کی باتین کرو تو جوڑا لگا دیا جائے وہ یہ سنکر
کچھ سمجھکر ہنسا اور صبا سے اختلاط کی باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے اُٹھا اور ہنسکر گویا ہوا کہ او ملکہی
ہم تم گلے ملین شیطان یہ سنکر اُسکے گلے ملا اُسنے خوب اسکو دابا اور گال اسکا دانتون سے پکڑ لیا یہ چیخنے لگا
کہ او دیوانہ نامعقول کیا کرتا ہی میری جان جاتی ہی چھوڑ دے ارے تو نے منھ چومتے ہی گال کاٹا اسکے چیخنے
سے صبا نے اُٹھکر اُس سے کہا کہ ای مجنون یہ وزیر اعظم خداوند شیطان درگاہ قدرت ہی تم اسکے ساتھ ایسی
بے ادبی کرتے ہو اچھوڑ دو دیوانے نے اُسکے سمجھانے سے چھوڑا اور کہا کچھ عجب اس حرامزادہ کی قطع ہی
ساحرہ نے کہا نہ ایسا نہ کہو شیطان نے کہا بھلے اور کسی سے گالی گلوچ کی منھ چوی ہوتی ہی تو ہم دو دست زیادہ تر اسکو جانتے ہین تم

اسکو منع نکرو مین سمجھ لونگا ساحرہ خاموش ہوئی اور دیوانہ نے کچھ سحر پڑھکر تلتاری ماری کہ کئی سو تلا
روے ہوا سے اُترا کشتیان زر و گوہر کی لیے تھا وہ کشتیان دیوانہ نے خداوند کی نذر کر دین خداوند نے
خلعت دیا وہ خلعت اُسنے چاہا کہ چاک کرکے پرزے پرزے اُڑا دون شیطان نے وہ اُسکے ہاتھ سے
لے لیا الحاصل اُسکو کرسی پر بٹھایا اور شیطان نے اہل اسلام سے لڑوانا چاہا پس آئینہ بارگاہ مین قید
آدم لگے ہین ایک آئینہ اس دیوانہ کو دکھایا اُسنے اپنی صورت جو آئینہ مین دیکھی شیطان سے کہا
بھائی میرا کہان رہتا ہی شیطان نے جواب دیا کہ دیکھتے نہین اس گھیرے مین یہ قید ہی خداترسون
نے مقید کیا ہی یہ سنتے ہی دیوانہ چیخ مار کر رویا اور اُسیوقت نفیر کو اپنے بجایا لشکر دیوانگان مین
خبر ہوئی وہان بھی نفیر بجی دیوانہ دار العمارہ سے باہر آیا لشکر اسکا تیار ہوکر اسکے ساتھ ہوا اُسوقت تو
صبا و جاد دیکھی اپنے ساحر لیکر چلی پھر تو کوہی وغیرہ خداوند کو اپنے لیکر باہر قلعہ کے آئے اور بمقابلہ اسلامیان
لشکر آراستہ کیا خیمہ و بارگاہ نصب ہوئے دن بھر اسی سامان مین اوقات بسر ہوئی آخر جوش صفرا
مزاج دہر سے کم ہوا اور حرارت مہر کم سر روز مین سودا ے سواد شب کا خلل نظر آیا کہ بیت
کھلا پھر قلعہ افلاک کا در ✤ نظر آنے لگا انجم کا لشکر ✤ سر شام بحکم لقمان فرجام طبل رزمی پر چوب پڑی
ہر کارے لشکر کے باہر آنے سے خبر لینے فوج اسلام سے چلے آئے تھے جملہ حقیقت دریافت کرکے سامنے
بادشاہ ذوی الاحتشام اسلام کے آئے اور بعد دعا و ثنا کے آنا دیوانہ کا اور نکلنا لشکر کا قلعہ سے
اور بجنا طبل جنگ کا معرض بیان مین لائے شاہ جمجاہ نے ہر چند کہ زخمی ہین لیکن جرأت کو کام فرماکر
حکم نواخت طبل جنگ دیا ادھر بھی نقارہ حربی گڑگڑایا لشکر اسلام تو خستہ و شکستہ تھا لیکن منچلا پن
کرکے دلاور آلات جنگی درست کرنے لگے ساحرون مین سحر خوانی ہونے لگی صرصر باد خزان شمشیر
گلشن جوانی ہونے لگی ایک طرف تیر تیغ و خنجر کی دھار ایک سمت کلوا بھیرون نارسنگہ کی پکار شجاعون
کے سر مین سودا ے شجاعت عود مرگ کے دیوانہ الفت لیکن ان دیوانون کو نام ننگ و کار نامردی
سے عار آمادہ کارزار نہ پرواے مال نہ خواہش زندگی آبرو کے طلبگار تلوارون کی جھنکار ان سپاہ دارون
کے حق مین دیوانہ کے لیے ہو دشت کا جوش نامور ہونے کی جستجو اگر دشت پیمائی کا ارادہ کرتے تو دامن
صحراے کارزار مین بھرتے عوض جامہ دری دامن حیات دشمن کی دھجیان اُڑاتے سر سر تیر کو
نوک خار بیداے جلادت سمجھکر پاے دل سے آبلے پھوڑتے لباس نامردی پارہ پارہ فرماتے شاہ

تھوری کے عشق مین جان گنواتے غرض رات بھر یہی شورش رہی کہ نیزہ بسان دیوانگان صحرا نبرد سر کھولے تھے تلوارین پیرہن غلاف و نیام اُتار کر عریانی پسند وحشت مین اگر بھاگنے پر آمادہ خلش انکی علاج دل دردمند سپرین بر تنگ خون سودائیان سیاہ گرزون کو سر بیابان ضرب رکھنے کی چاہ لب سوفار چلا کر بڑھانا چاہتے گوشۂ کمان سے خدنگ نکلکر رہ فرار لاتے کمندین دلکی اُلجھن کا پتا دیتین زرہین حلقۂ زنجیر دیوانگان نہین ہر سمت شورش برپا یہ ہنگامہ تھا نظم

مشہور ہی وحشت جوانی — آفت ہی طبیعت جوانی — ہر چند خرابیان نہین اظہار
پر کچھ نہین سوجھتا تھا زنہار — مرنے کی ادا پسند خاطر — جینے سے قضا پسند خاطر
دیوانۂ رزم تھا دل زار — پروانۂ حرب شمع رخسار — تیغون کی پسند آگئی چال
دل ہو گیا مثل سبزہ پامال — بھایا زخمون کا مسکرانا — دم عشق مین حرب کے دوانا

جب جوش سودائے شب خاطر پر سے کم ہوا اور بیخبری لوم سے ہر غافل چونکا کہ ابیات

وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود — صبح کو راز مہ و اختر کھلا — صبح آیا جانب مشرق نظر
اک نگار آتشین رخ سر کھلا — تھی نظر بندی کیا حیف دیکھ — بادۂ گلرنگ کا ساغر کھلا
لاکے ساقی نے صبوحی کے لیے — رکھدیا ہی ایک جام زر کھلا — صبحدم جو سردار کہ امیر نامدار پاس

چلے گئے تھے خبر طبل جنگ بجنے کی سنکر رات سے یہان آئے اور در دولت شہنشاہ پر صولت پر حاضر ہوئے ایک طرف سے اپیچ فوج ساحران کو جانب جنگاہ بھیجکر آستان ظل اللہ پر آیا بادشاہ لباس رزمی سے آراستہ برآمد ہوئے ہر ایک نے مجرا کیا کہ ابیات

تاج زرین مہر تابان سے سوا — خسروِ آفاق کے منھ پر کھلا — ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے
اب فریب طغرل و سنجر کھلا — مہر کا نیا چرخ چکر کھا گیا — بادشہ کا رایت لشکر کھلا
پہنے دارا کا نکل آیا ہی نام — اُسکے سر ہنگون کا جب دفتر کھلا — آیے شاہ گردون اساس کو

ہر ایک جرأت شناس قلب لشکر مین رکھکر روانہ ہوا فوج ظفر موج سلطانی سویرے ہی سے گروہ گروہ اور انبوہ انبوہ جانب وادگاہ روانہ تھی شاہ کے چلنے سے دریاے لشکر موج مارنے لگا اسلحہ کی آواز تا بہ گنبد سما پہونچی نقارون سے آواز نصر من اللہ آئی جب عرصۂ کارزار مین شجاعان روزگار پہونچے ترتیب صفوف مین مصروف ہوئے اُسطرف سے لقا فوج کوہیان وغیرہ لیکر فیلان

جنگی پر تخت رکھوا کر سوار ہوا ایک طرف اُسکے صبا رجادو دوسری جانب مجنون جادو اژدہون پر سوار تھے دیوانہ کے ہمراہ سردار فوج دیوانگان مثل احمر جادو و استر جادو وغیرہ ہشیار تھی چنانچہ صفوف کارزار جیب آراستہ ہوچکین نقیب بول کر چکے ساحرون مین تاریخ ترنج اچھلنے لگے شور نوبت دکوس بلند ہوا استر جادو قلقاری مار کر خداوند سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور کچھ دیوانہ پن جتا کر طالب مرد مبارز ہوا اسطرف سے صندل گھوڑا اڑاکر بادشاہ کے سامنے آیا اور مرکب سے کود کر عرض پیرا ہوکہ ای شہنشاہ ساحر سے ساحر ہمکا لڑے تو بہت موزون و زیبا ہی مجکو رخصت ملے تو بہت اچھا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی یہ بہادر اجازت یاب ہوکر سامنے حریف کے آیا استر نے اسپر ایک تاریخ سحر پڑھکر مارا اس دلاور نے سحر سے اُسکو رد فرماکر ایک گولا مارا کہ اُس بیچارے نے ہرچند چاہا کہ رد کرے ممکن نہوا سینہ اُسکا گولا توڑ گیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا یہ ماجرا جو مجنون نے دیکھا خود ایک تاریخ مارکر صندل پر جھپٹا اور ایک ناریل تاریخ دیکر مارا صندل مرکب پر سے پرواز کر گیا ناریل گھوڑے پر پڑا کہ وہ اڑ گیا دیوانہ نے پھر ایک تاریخ ماری جتنے دیوانہ کے ساتھ تھے زمین پر گر کر غائب ہوگئے اور پرچھائیان بنکر صندل کے چار طرف سے لپٹنے لگے اسکے پاس تبغہ آب چشمہ سامری کا بچا ہوا ہی وہ اسنے کھینچکر تاریخ دینا شروع کیا کہ اُسکے عکس سے پرچھائیان دور ہٹ گئین اُسوقت مجنون اسکے مقابل آیا اور ایک تصویر اپنی کمر سے نکالکر اسکو دکھاکر پکارا کہ ای ساحر زدلیدہ مو تو کیسا انسان ہی کہ جو اس شبیہ کو دیکھکر مالک تصویر کے عشق مین دیوانہ نہین ہوتا عقل و خرد سے بیگانہ نہین ہوتا جلد دشت نورد بادیہ محبت ہو یہ سننا تھا اور اس پیکر دلفریب غارتگر صبر و شکیب کا دیکھنا تھا کہ صندل گھوڑے پر سے اُترا اور لباس اپنے جسم سے نوچکر پھینکا پھر شعر عاشقانہ پڑھتا دیوانہ وار بکتا جانب صحرا چلا اُسکے جانے کے بعد سرداران اسلام یکے بعد دیگرے مقابل اُس دیوانہ جاہل کے آنے لگے اور تصویر دیکھکر دیوانہ ہوکر جانب کوہ و دشت جانے لگے عجیب طرح کا غلغلہ برپا ہوا صدہا آدمی دیوانہ وار بکتا ہوا جنگل کیطرف چلا کہ موجب تظلم

ای طالع وازگون مبارک	ہی آمد غم جنون مبارک	ایام بہار سر پر آئے
پیغام جنون برابر آئے	پھر ہونے لگی جنون کی تاثیر	پھر موج ہوا ہی شکل زنجیر
کانٹون پہ ہی لوٹ پھر یہ دامان	پھر چاک ہوا مرا گریبان	پھرتا ہی جنون کہان بلا لو
عقل آئے اگر اُسے نکالو	آمادہ فغان خروش پر ہی	وحشت کی بہار جوش پر ہی

جب لشکر اسلام مین تفرقہ پڑا صبا رجادو نے سحر پڑھکر دستک دی چند پتلے صندوق بلور کا ندھے پر رکھے حاضر ہوئے اسنے اس صندوق کو وا کیا ہزار ہا پتلا روئین تن پھر اسمین سے نکلا اور پڑھکر مثل انسان قد آور ہوا ساحرہ نے انکو حکم دیا کہ جاؤ اور کام دشمن کا تمام کرو وہ پتلے تیغ و خنجر پکڑ کر لشکر اسلام پر چلا ادھر سے ایرج نے اپنے پتلون کو للکارا اب پتلے سے پتلا بھڑ گیا فوج لقا بھی حریف کو مغلوب دیکھکر یورش کر کے چلی مسلمان بھی نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر آگے پتلہاے روئین تن کو سر پنجہ فولادی دراز کر کے پکڑتے اور بقوت تمام زمین پر پھینک دیتے تلوار گھمسان کی چلنے لگی مگر مجنون دوڑ دوڑ کر تصویر دکھاتا اور لشکریان اسلام کو دیوانہ بناتا لشکر کم ہو جاتا اور یہ کیفیت دیکھکر پلٹنین اور رسالے جی ہارے دیتے پانوں اکھڑے جاتے لشکر ساحران اور کومیان غالب آنے لگا جو سردار کہ دیوانہ ہونے سے بچے وہ زخمی ہو گئے آخر یہ ہنگامہ ہوا کہ ہر بہادر جنگ مین بفیض باد بہاری تیغ برنگ نخل گلشن پھلے زخم سے ارغوان پوش نظر آیا آب آہن کی آبیاری نے نو رسیدہ گان باغ جلادت کو مراد پر پہونچایا نام و نمود ثمرہ حاصل ہوا ہر چند کہ شجر حیات کٹ گیا لیکن پھلنے پھولنے کے قابل ہوا سپاہی جان لڑانے لگے نام و ننگ پیچھے دکھانے لگے جوہر شجاعت کھلے دلاور ڈٹ گئے بھاگے بزدلے کھیت پڑے کی کسانی ہے میدان رزم عرصۂ جوانی ہے تہور دستگاہ سینہ سپر کر کے داد شجاعت دینے لگے جان دیکر ناموری مول لینے لگے تلوار سکہ پڑا جوہر تیغ و خنجر کا مثل سکۂ زر چلن ہوا گرم بازار آہن ہوا کاٹ چھانٹ کی وضع رعایا سے فوج نے اختیار کی شمشیر کی چال ڈھال پسند آئی تراش خراش خنجر و زخم نے نئی نکالی نازک مزاجی ایسی بڑھی کہ بنجانی ہر ایک کے حصہ مین آئی قتل و قمع کا حکم شہنشاہ جلادت کی بارگاہ سے جاری ہوا نازکی سے جان سبکو بھاری نیزہ کا جھنڈا گڑا ہوا سر فروشان بازار شجاعت کو جان دینے کا سودا زبان جوہر و سنان لبسان مشتری و خریدار گفتگوے جانستانی کرتی متاع جان نامردان کا سد جانکر نام دھرتی ہر سمت آفت برپا یہ حال تھا کہ نظم

بگرد ار باران از ابر سیاہ	ببارید تیر اندران رزمگاہ	جہان چون شب بہمن از تیرہ میغ
چہ ابرے کہ باران او تیر و تیغ	زمین آہنین گرد اسپان بنعل	بر و دست گردان بخون گشتہ لعل
ز لعل کشتگان اندران رزمگاہ	بریدہ سران شان فگندہ براہ	زمین لالہ گون شد ہوا نیلگون
برآمد ہمی موج دریاے خون	بادشاہ اسلام کے ساتھ داراب و خورشید و عظمشاہ و قاسم	

وغیرہ سب سردار جان لڑا رہے تھے فوج بھاگی تھی مگر سردار بھاگنا کیا جانین لڑ رہے تھے اور زخمی ہوتے جاتے تھے اور اس خیال سے کہ ناموس امیر دامن کوہ مین آ رہے ہوئے ہین لشکر دشمن یورش کرکے اُدھر نہ جا پڑے پس پا ہوتے جاتے تھے اور جانب کوہستان ہٹتے آتے تھے مجنون نعرہ مارتا تھا کہ ان مسلمانون کو جانے نہ دینا گھیر کر قتل کرنا فوج لقا مثل بحر فنا طغیانی پر تھی بختیارک ہنسکر کہتا تھا کہ اے مجنون بس اب کل سمجھ لینا وہ جواب دیتا تھا کہ مین کل اور آج نہین جانتا ہون شیطان کہتا تھا کہ زیادہ حد سے نہ بڑھو ورنہ خداوند کو بھاگنے مین تکلیف ہوگی دیوانہ اپنی دُھن مین کسیکی نہ سنتا تھا بڑھتا چلا آتا تھا یہانتک کہ لشکر مسلمانان قریب دامن کوہ پہونچ گیا اور قول حکیم زادون کا ظاہر ہوا کہ شہزادہ کرب کو پھر قلعۂ کوہ پر ناموس شاہی کو لیجانا پڑا لیکن سردارانِ اسلام نے پائے شجاعت گاڑے وہان پہونچکر پیچھے ہٹنا ننگ و عار سمجھے گھمسان کی مار ہونے لگی حرم محترم امیر مین پھر وہی قیامت شور و شیون کی برپا ہوئی انکو اس حال مین مبتلا دیکھکر حال دوسرا مذکور ہوتا ہے - یعنی شہزادہ نوح طلسم ہزار برج مین اندر قلعۂ یاقوت نگار کے مقیم ہے اور پریزاد طلسم نے بہت اطاعت کی ہے ہر وقت دلجوئی اور خاطرداری مین مصروف رہتی ہے تاج ہوتا ہے پیمانۂ شراب سرخ گردش کرتا ہے اسی ہنگامۂ عشرت و نشاط مین ایک دن وہ ساحرہ جسکو پریزاد نے محافظ قلعہ بادشاہ طلسم کی جانب سے بیان کیا تھا آئی اور جہان شہزادہ برج پر مقیم ہے وہان کرسی بچھا کر بیٹھی اور شہزادہ کو سمجھانے لگی کہ اے طلسم کشا یہ پریزاد آپ خدمت مین اپنی رکھیے اور تین ہزار ناز نین اس قلعہ مین ہین جسکو آپ پسند فرمائیے وہ حاضر خدمت ہو اور تمام عمر اسی مقام پر بعشرت تمام بسر کیجیے شہزادہ نے ہنوز اسکے کلام نافرجام کا جواب نہ دیا تھا کہ بردے ہوا سناٹا ہوا اور ایک تخت زمین پر اُترا یہ ساحرہ جو شہزادہ سے ہمکلام تھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور اُس تخت پر بھی ایک جادوگرنی سوار تھی اسکی تعظیم دی وہ بھی تخت سے اُتر کر بغلگیر ہوئی شاہزادہ نے دیکھا کہ اس جادوگرنی کے گلے مین جھولی بادلہ نگار پڑی ہے ماتھے پر بندلی لگی ہے قشقہ سفید و رکا کھنچا ہے ماتھا فیل کے مشک کی طرح رنگا ہے صندلی اور چندن سے تمام جسم رنگین ہے ماران سیاہ سے گردن کو تزئین ہے رنگ رخ سیاہ نقشہ بھونڈا گدی پر جوڑا بڑا سا بندھا گدنا ٹھڈی پر گدا منہ پھاڑ سا کھلا اس ہیئت سے وہ بدسرشت دوسری کرسی پر آکر بیٹھی نام اسکا مہرجادو ہے اور وہ جو پہلے سے یہان آئی تھی گاؤسر جادو نام رکھتی ہے

خلاصہ یہ کہ گاؤسر نے سبب آنے کا اُس سے استفسار کیا اور کہا آج کیا تھا جو اِدھر بھول پڑیں ابہین
سامری قسم تم بڑی بیمروت ہو میری انکھین تمھین دیکھنے کو ترستی ہین اور تم کبھی اودھر جھانکتی بھی نہین مہرجادو
نے جواب دیا کہ تو اتھارا اگلہ میری سر انکھون پر مگر تمنے یہبھی جانا کہ مین کس حال مین تھی جو تم تک نہ آئی یکبکر
صبا رجادو کا لقا پاس جانا اور حال جنگ مسلمانان اور بند ہونا اسم اعظم کا بیان کرکے کہا اب مین وہ
شیشہ جسمین اسم اعظم قید ہی طلسم ہوشربا مین لیے جاتی تھی تمھارے دیکھنے کو اسطرف چلی آئی گاؤسر
نے کہا ای بوا ذرا مین تو دیکھون کہ وہ شیشہ کیسا ہی اسنے جھولی سے نکالکر وہ شیشہ دکھایا شہزادہ تو لوج
وہان بیٹھا ہی تھا یہ ماجرا اُسنے بھی سنا اور ساحرہ تو ساحرہ سے باتون مین مشغول تھی اِسکا خیال
نہ رکھتی تھی اِسنے تیر کمان مین جوڑکر جیسے ہی شیشہ اُسنے دکھایا ساتھ ہی تیر شہزادہ نے لگایا کہ شیشہ
کو توڑکر تیر مہرۂ پشت ساحرہ سے پار گذر ادہ تڑپکر کرسی سے نیچے گری اور سرد ہوئی شور اُسکے مرنے کا
بلند ہوا اور آواز آئی کہ مارا مہرجادو کو یہ ماجرا جو گاؤسر نے دیکھا پہلے تو آئینہ وار حیران رہی پھر برق
کی طرح تڑپی اور پنجہ بنکر شہزادہ پر گری اور اُٹھاکر لے اُڑی پکاری کہ ارے ظالم تو نے بڑا غضب کیا جو
میری بہن کو مار ڈالا ادھر تو یہ شہزادہ کو لیکر اُڑی اُدھر وہ پریزاد بیقرار ہوکر مثل سیماب کے اُڑی اور برسوے
ہوا ہو بنکر ساحرہ سے لپٹی اُسنے ایک ہاتھ سے تو شہزادہ کو سنبھالا دوسرے ہاتھ سے اِسکے بال پکڑے
اِسنے اُسکے جھونٹے لیے اور جس ہاتھ سے وہ شہزادہ کو لیے تھی اسنے اُس ہاتھ کو کاٹا اور نوچنا شروع کیا اور
بالون کو اُسکے خوب نوچا وہ ساحرہ سمجھی کہ یہ پری طلسم کی ہی قتل نہو سکیگی پس ہاتھ جو کاٹنے سے زخمی ہوا
شہزادہ کو چھوڑ دیا پری نے شہزادہ کو روکا اور اُسکے بال چھوڑے اُسنے بھی اِسکو چھوڑا اور پرواز کرکے
جانب بادشاہ طلسم روانہ ہوئی پری شہزادہ کو چھین کر قلعہ مین لائی اور مصروف راحت و آرام
ہوئی لیکن یہ قید سحر کی تھی کہ جبتک شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم نہ چھوٹے چنانچہ بلاے
جادو بھی مرچکا تھا اِسوقت شیشہ جو ٹوٹا وہان اسم اعظم امیر کو یاد آگیا۔ لشکر لقا قتل و غارت کرتا
جیسا اور پریان ہوا چلا آتا تھا یہانتک کہ قریب خیام ذوی الاحترام پہونچگیا اور شور و ار و گیر قیامت خیز
برپا تھا امیر کو اسم اعظم یاد آتے ہی ہوش برجا ہوئے اور معلوم کیا کہ ساحرون نے ہنگامہ جدال و ر
آتش قتال کو مشتعل کیا ہی بس یہ جانتے ہی لبسان شیر غضبناک اسم اعظم بر لب عقرب سلیمانی دردست
خیمہ سے باہر نکلے اور نعرہ بلند کیا کہ بیت امیر عرب شیر دل پہلوان + فتد لرزہ از تیغ من در جہان +

نعرہ بلند کرتے ہی دشت وکوہ گونج گیا چوسٹھ کوس تک صدا گئی فوج بھاگی ہوئی نعرہ سنکر پھر پڑی چار سمت سے صدا اسے اللہ اکبر بلند ہوئی مجنون اُس صدا کو امیر کی سنکر دوڑا اور تلواریان مارتا سامنے آکر تصویر دکھانے لگا امیر نے اسم اعظم پڑھکر جو دم کیا وہ تصویر جلگئی دیوانہ دانت نکالکر دوڑا اور چاہا کہ لپٹ جائے امیر نے سر کو ہلا کر کمر پر جو عقرب کا ہاتھ مارا کھیرے کی طرح دو ٹکڑے کیا شور اسکے مرنے کا بلند ہوا فوج دیوانہ امیر پر آپڑی آپ بھی اس دریاے لشکر مین غوطہ مار گئے اُسوقت شمشیر زن کردار کا اُس مجاہد کی یہ حال تھا نظم

چلنے مین وہ تھی زبان طرار	کھچنے مین تھی صاف دامن پاک	جانسوز لبان نار فرقت
خون ریز برنگ تیغ الفت	دیوانون کے دلمین تھا گھر اسکا	مژگان پری تھا جو ہر اُسکا
اکدم ہو جو اُس سے صحبت قیس	لیلی سے ہو قطع الفت قیس	وا روز کرے کلید بنکر
قفل در فتح ہفت کشور		

بختیارک ہاتھی پر کھڑا ناچ رہا تھا اور کہتا تھا قربان اس لڑکے کے اور صدقے اس ضرب دست کے یا خداوند بھاگیے سپہ سالار کا غصہ بُرا ہے ابھی سب تقدیر بن خاک مین ملا دیگا قدرت کو گور مین سلا دیگا لقا فوراً رو بفرار لایا اہل اسلام نے زیر تیغ رکھ لیا پڑاو پر آکر لشکر لقا ٹھہرا اور طبل امان بجوایا امیر بھی پھرے بادشاہ زر نثار کراتے سر امیر پر سے داخل بارگاہ ہوئے سرداروں نے کمر کھولی وہ فوج جو تصویر دیوانہ کی دیکھکر سودائی ہو کر صحرا کو گئی تھی مرگ دیوانہ سے ہوش مین آکر داخل لشکر ہوئی لشکر کی آرایش و زیبائش از سر نو ہوئی کرب دلاور حرم سلطانی کو سوار کرا کے دامن کوہ سے لشکر مین لایا امیر سے ہزار ہا روپیہ کا تصدق اُترنے لگا بارگاہ سلیمانی مین سردار اپنی اپنی جگہ پر جلوہ فرما ہوئے جام بادہ ناب گردش پذیر ہوا۔ یہان تو ہنگامۂ عشرت ہے مگر لقا جو اپنی بارگاہ مین آیا نہایت رنجور و آزردہ خاطر تھا صبا رجاد و نعرہ امیر لشکر سے پیشتر بھاگ گئی تھی اسوقت بارگاہ مین آئی بختیارک نے باعزاز تمام بٹھایا اور کہا اے ملکہ یہ اسم اعظم تمنے اور تمھارے بھائی نے کیسا بند کیا تھا جو چھوٹ گیا ساحرہ نے کہا جب تقدیر بگڑتی ہے ایسا ہی ہوتا ہے لقا بولا کہ ہم یہ تماشا مدت سے دیکھتے چلے آتے ہین کبھی بھاگتے ہین کبھی بھگاتے ہین قدرت کے کھیل بندون کو دکھاتے ہین ساحرہ نے کہا سچ ہے تو چاہتا تو بیشک فتح ہو جاتی یہ کہکر دوسرا نامہ شاہ جادوان کو تحریر کیا جسمین حال قتل مجنون و بلا درج تھا چنانچہ نامہ لشکریان مجنون جو قتل ہونے سے بچ رہے اور بھاگ کر طلسم مین جانے لگے انکو

دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوئے۔ افراسیاب بعد روانگی فوج دیوانگان جانب کوہ نیلم جانے والا تھا کہ یکایک صحرا کی طرف سے ایک پریزاد پیدا ہوئی نہایت حسینہ و جمیلہ تھی اُسنے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ ای بادہ خوار بادیہ پیمائے جادو کدھر چلین اُسنے عرض کیا کہ اس کنیز نے خبر تشریف آوری حضور سُنی حاضر ہوئی شہنشاہ براہ نوازش میرے مقام سکونت پر قدم رنجہ فرماکر مجکو سربلند بنائین شاہ نے پہونچائین تو نہایت کنیز نوازی ہی بادشاہ حسب استدعا اُسکے ہمراہ ہوا اور کچھ دور کے ایک باغ رنگین مین پہونچا درختون کو سرسبزی سے پُر تزئین پایا شہ گل کو تخت چمن پر بصد فر و تمکین پایا مختصر یہ کہ وسط گلشن مین چبوترہ پر زیر بگیۂ زرتار مسند گوہر نگار بچھا تھا بادشاہ نامدار بیٹھا اُس ساحرہ نے اسباب مہیا کیا مصروف بادہ پیمائی ہوا اور کئی روز تک اُسی مقام پر داد عیش دیتا رہا ہنوز دہان سے بروانہ نہوا تھا کہ ملازمان مجنون نامہ لقا لیکر پہونچے اور اُسی باغ مین آکر بادشاہ کو نامہ دیا شاہ مضمون سے واقف ہوکر بہت متردد ہوا اور سوچا کہ ایکی مرتبہ دیوانے کے بیٹے یعنی جنون بن مجنون کو خداوند پاس بھیجنا چاہیے کیلئے کہ اس صحرا مین نزدیکتر اور کوئی ساحر زبردست نہین ہی اور وہ بقصاص پدر خود لڑیگا بھی خوب یہ تجویز کرکے کچھ اسما سحر کے پڑھکر جانب صحرا دم کیے رو بے ہوا پر جھنکا زنجیر کی پیدا ہوئی اور ایک دیوانہ نامعقول عقل سے معطل زمین پر اُترا بالکل برہنہ تھا موے زہار لٹکے ہوئے دانت مُنھ مین سیاہ تھے جھولا گلے مین پڑا کان آنکھ ناک منھ سے شعلہ نکلتا دم بدم فلفاری مارتا اور

درشت آمیز کلام کرتا کہ بموجب ابیات

بھیجا ہی بلانے پیک عدم کو	زنجیر ہلا رہی ہی ہمکو	اب دشت کہان کہان یہ دیکھیر
آئے ہین پیام طوق و زنجیر	محنت سے یہان کسے خطر ہی	آتی ہی بلا تو اُسکا گھر ہی

غرضکہ اُس ننگ عقل و ناموس جنون نے شاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ ای جنون تم خداوند لقا پاس جاؤ اور اُنکے شریک ہوکر کار خدا پرستان تمام کرو اور تمھارا باپ خداوند کی بہشت مین سیر کر رہا ہی یہ سُنا تھا کہ دیوانے نے ایک چیخ ماری اور بہت رویا پھر آپ ہی آپ ہنسنے لگا شاہ نے پوچھا کہ کیا ہنسے کہا جاتے ہی مسلمانون کو خداوند کے جہنم مین ڈالونگا اور اسلیے اور بھی ہنسا کہ باپ میرا بہشت مین حور قدرت کے ساتھ سیر کرتا ہوگا اگر میرا وہان جانا ہوا تو مین بھی اسی طرح سیر کرونگا بادشاہ اس کلمہ سے بہت خوش ہوا اور اُسکو تسکین دیکر رخصت کیا دیوانہ اپنے مقام پر آیا اس جنگل مین

اسکا باپ رہتا تھا اور اُسکے متصل جو صحرا ہی اسمین یہ ساکن ہی اور اُس مقام پر غار کھود کر رہنے کی جگہ بنائی ہی کئی ہزار دیوانہ اسکے ساتھ کا وہان رہتا ہی چنانچہ اسنے آکر ایک چیخ ماری وہ سب دیوانہ غار وسے نکلکر سامنے آئے اسنے حکم روانگی ہر ایک کو دیا پھر تو صحرا مین آندھیان آئین بگولون نے سرکشی کی غولہاے بیابانی شعلے چھوڑنے لگے دیوانہ اژدر پر چڑھکر با فوج گران روانہ ہوا اور بعد چند روز کے قریب کوہ عقیق ہو نچا یہان بارگاہ لقا مین صبا ہر روز آتی ہی اور فکر قتل مسلمانان کرتی ہی شب کو خوف عیاران سے غائب ہو جاتی ہی چنانچہ ایک روز دربار لقا گرم تھا کہ آسمان پر شعلے چمکے علامت سحر برپا ہوئی لقا نے کہا ہمارا بندۂ خاص آتا ہی یہ کہی رہا تھا کہ دیوانہ فلک کی طرف سے اُترا اور خداوند کے گرد پھرنے لگا اس گبر نے شیطان کو اشارہ کیا اُسنے اُٹھکر تسکین دیکر قریب صبا اُسکو بٹھایا اور بارگاہ سے جاکر لشکر دیوانگان اُتروایا دیوانہ نے تمام ماجرا جنگ پدر کا اپنے زبان شیطان سے سنکر کہا چاہا کہ نفیر سحر بجائے شیطان نے روکا اور شام ہونے کا انتظار کیا جب بزم عالم مین چراغان انجم ہوا اور نور مشعل مہر گم کر نظم

سیاہی شب تیرہ برداشت دزاغ	سیہ فرش افگندہ چون پر زاغ	چو پولاد زنگار خوردہ سپہر
تو گفتی بقیر اندر اندودہ چہر		

سر شام طبل جنگ بحکم لقاے نافرجام بجا ہر کارہ لشکر اسلام کے خدمت

شاہ عالی مقام مین حاضر ہوکر بصد ادب دعا و ثنا زبان پر لائے کہ نظم

یہ تخت یہ تاج ہو مبارک	کشور کا خراج ہو مبارک	لائے پئے نذر چرخ گردان
خورشید کی اشرفی درخشان	جاری رہے حکم بادشاہی	اجرا سے ادا مر و نواہی

لشکر دشمن مین ایک دیوانہ ساحر اور آیا ہی اُسکے بھروسے پر لقا نے نقارۂ حرب بجوایا ہی یہ عرض کرکے کنارے ہوئے شاہ جمجاہ نے بھی حکم نواخت کوس زدم دیا چالاک نے حکم کی تعمیل کی طبل اسکندر کی صدا سے دنیا دہلی تیاری طرفین مین شروع ہوئی دربار سے سردار اُٹھکر اپنے اپنے مقام پر آئے سلح خانے کھلے ہتیار پسند ہونے لگے تلوارین دونون باگین کسنے لگین کمانین ٹیڑھی سیدھی چلاکر سنانے کو اوکنے لگین خنجرون کے جھنکار سے آواز اُفتاد آئی لب سوفارنے زوار نیارے کی سنائی زبان سنان سیدھے مزاج کے آدمی کی صفت دو ٹکڑے بات زبان پر لائی دہان تیغ

دبرنے لگی لپٹی نرکھی بہادرون کو جان دینے کی خبر دی نظم

چنین گفت لشکر بیانگ بلند	کہ اکنون بہ بیچارگی دست بند	دہید ار بگزرد و پژوہین دہید

سران را ز خون تاج بر سر رسید | ندیدند کس یال اسپ عنان | ز تنگی بچشم اندر آمد سنان
ز جوشن تو گفتی بہ بار اندر اند | ز تاری بدریاے قار اندر اند | اُسطرف ساحرون مین ہوم جلا کیا

منتر دن کی جاپ رہی اگیاری کی گئی برون کا غل رہا رات بھر بہی شورش اور ہنگامہ تھا جب خطوط شعاع سے ترک مہر نے سینہ سرہنگ شب غربال کیا اور آتشباری آہن آفتاب سے روے

ہوا لال ہوا کہ نطفہ | پدید آمد آن جنجد تابناک | بکردار یاقوت شد روے خاک
سپاہ دو لشکر بر آمد بجوش | بچرخ بلند اندر آمد خروش | ہمی لرزلرزان شدہ دشت و کوہ
زمین شد ز نعل ستوران ستوہ | ازان روی لشکر ہور برہمند | پس پشت او زندہ پیل و یہ
سری میسرہ مالک دیو بند | زرہ دار و در چنگ دمی پرند | بقلب اندرون جای بہرام چین
شدہ آسمان تار و جنبان زمین | شہ صف شکن سعد باجاہ و مال | بر آمد روان گشت سوی قتال
سپہدار لشکر باقبال و جاہ | شہ نامور حمزۂ دین پناہ | ہمی بر خروشید چون پیل مست

یکے گرزۂ گاو پیکر بدست | اسی کرد فرسے بادشاہ لشکر اسلام کو حمزۂ ذوی الاحتشام مع سرداران نیک انجام کے لیکر وارد میدان قتال ہوئے اُسطرف سے مجنون کا بیٹا ایک اژدر پر سوار فوج ساحران ہمراہ اُسکے بشمار دشت نبرد مین آیا تھا ہاتھون پر تخت رکھوا کر چلا خواصی مین بختیارک بیٹھا ہوا کئی لاکھ فوج کا پرا غرضکہ جب لشکر دشت کین مین آپہنچے دلاوران صفین جما چکے نقیب بولنے لگے جوہر شجاعت میزان سخن مین تولنے لگے اُنکے ہٹنے کے بعد جنون اژدر اُڑا کر میدان مین آکر للکارنے لگا اسطرف بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر شہزادۂ ملک مغرب پسر خواندۂ امیر فرامرز عادمغربی اُسکے مقابلہ مین گیا اُسنے اژدر پر سے کود کر سحر پڑھا کہ اژدہا قلابہ آگشین چھوڑنے لگا شہزادہ نے کمان کو دوش پر سے لیا اور تیر مارنا شروع کیے اژدر نے دم کھینچا یہ بہادر مع مرکب کھینچکر چلا اور جب قریب اژدر پہونچا چند ہاتھ تلوار کے بھی اژدر پر لگائے مگر کچھ اثر نہوا اور اژدر نگلگیا غرضیکہ لشکر اسلام مین برپا ہوا مغربیون کے لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے اور سرداران شہزادۂ نامور اجازت شاہ سے لیکر یکے بعد دیگرے جانے لگے اور طعمۂ اژدر ہونے لگے آخر دست راست کے سردارون مین لگا لگا اُنمین سے بھی ساٹھ ستر سردارون کو اژدر نے نگلا اب کہی سو سردار دین اژدر مین گئے اور دیوانہ محبول نے کئی سو اژدہے آرد ماش کے بنا کر میدان

مین چھوڑے اور پکارا کہ اے بندگان مغضوب خداوند مین سوائے حمزہ کے اور تم سب سے کہتا ہون
کہ تنو تنو دو دو تنو ملکر ایکبار آؤ اور حملہ کرو دیکھون تو کہ تم کیسے زبردست ہو یہ نہیب سنکر ہر سمت سے
سردار آکر اژدھون پر ٹوٹے مگر خدا کی مار اُن موذیون پر کہ مسلمانون کو نگلنے لگے ہر طرف زہر اگلنے
لگے ہوا مسموم ہوئی فوج اسلام مغموم ہوئی کئی ہزار سردار اژدر کی خوراک ہوا اژدر زہر سے زہرہ کو
روزگار آب تھا تریاک سلامتی نایاب تھا امیر نے یہ حال ملاحظہ فرما کر قصد کیا کہ مین اس دیوانہ کے
مقابلہ مین جاؤن لیکن اژدر شب مرہنگ روز کو نگلنے کے لیے منہ کھولے نظر آیا وہ دن آخر ہوا کہ
بیت ستارہ دران دشت نظارہ بود + کہ این لشکر از جنگ بیچارہ بود + علاوہ شام ہونے کے
بختیارک آمد امیر جنگاہ مین دیکھکر پریشان ہوا کہ اسم اعظم پڑھکر امیر فتح کی شکست کر دینگے
پس آنے طبل بازگشت بجوایا بادشاہ لشکر اسلام رنجیدہ خاطر پھر کر بارگاہ مین آئے اسطرف
لقا دیوانہ پر سے زرنثار کراتا ہوا داخل خرگاہ ہوا لشکرون نے کر کھولی - اور بختیارک نے
دیوانہ سے کہا آج کی رات تم عیارون سے اپنی حفاظت کرو اور اسم اعظم حمزہ بھولانے تمکی تدبیر کرو
زبردستی تمھاری خاک مین ملجائیگی دیوانے نے یہ سنکر ایک بارگاہ اپنے لیے لشکر سے علیحدہ برپا کرائی
اور اژدہے جو میدان جنگ مین بنائے تھے اُنکو بلاکر بزور سحر سردارون کو اگلوایا اور سحر سے بحس و
حرکت کرکے اُس بارگاہ کے قریب خیمہ استادہ کرا کر قید کیا اور اُن اژدہون کو سحر پھکر کر دربارگاہ بٹھایا
کہ جو کوئی یہان آئے اُسکو نگلجانا یہ انتظام کرکے آپ اندر بارگاہ کے تنہا جا کر بیٹھا اور مصروف ہوا اُدھر
عیاران لشکر اسلام اس فکر مین داخل لشکر تھا ہوئے کہ موقع پائین تو ساحر مذکور کو قتل کرکے سردارون کو
چھڑائین چنانچہ بصورت مبدل ہر سمت پھر کر پتا لگایا کہ لشکر سے علیحدہ ایک بارگاہ مین دیوانہ ہی
اور اُسی جگہ خیمہ ہے کہ اُسمین سرداران اسلام مقید ہین یہ حال معلوم کرکے عیار اُسی طرف آئے اور
میدان فطرت مین سبنے ہیون مکاری دوڑائے لیکن جو قریب بارگاہ و خیمہ گیا اژدہا اُسکو نگلگیا عورت
مرد خدمتگار فراش جس صورت پر اُسنے حوصلہ جانیکا کیا حوصلہ خاطر کیطرح قالب اژدر مین سمایا کئی سو
عیار رات بھر مین طعمہ اژدر سحر ہوا یہانتک کہ کالبد ظلمت سے نور سحر ساطع ہوا کہ بیت کھلا اژدر شب کا
جسد م دہن + تو پیدا ہوا مہر تابان کا من + صبح کو دیوانہ نے اژدرون سے عیارون کو اگلوا کر قید
سحر چھڑائی اور پہلوے سرداران اسیر شدہ مین جگہ دی صاحب دفتر کا بیان ہے کہ کئی روز اسے تعطل

اہل اسلام سے کیا اس طور سے کہ دن کو تو نفیر سحر بجاکر لشکر تیار کراکر مسلمانون پر چڑھ جاتا ہی اُسطرف سے امیر بھی خبر سنکر مقابلہ مین مع لشکر آتے ہین یہ پکارتا ہی کہ مین امیر سے لڑنا نہین چاہتا ہون سوا اُنکے جسکا جی چاہے سامنے آئے چنانچہ قاعدہ مسلمانان یہی ہی کہ جسنے اہل دشمن مقابلہ کرتے ہین اور جو شرط حریف کرتا ہی اُسکو پورا کرتے ہین پس سردار اسکے کہنے کے بموجب ہر روز لڑنے نکلے اور اژدہون کی خوراک ہوئے اور امیر بموجب اسکے منع کرنے کے سامنے نہ آئے تاکہ سحر اسکا باطل کرتے یہ ہر روز فتحیاب ہوا اور شبکو بارگاہ مین تنہا بیٹھا کہ منتر کا چلہ پورا ہوجائے تو اسم اعظم خاطر شریف حمزہ سے بھولکر اُنکو بھی اسیر کرلون اِس منتر کے پورا کرنے مین ہر شب عیار اسکے قتل کرنے کو گئے اور اژدہون کے شکم مین سمائے چند روز مین کئی ہزار عیار و سردار اسیر پنجۂ تقدیر ہوئے۔ مین نے بخیال اختصار و خوف طوالت قصہ جنگ ہر روزہ نہین لکھی کہ ایک ہی طور کا بیان لڑائیکا اور عیاری کا تھا۔ خلاصہ یہ کہ جب سردار ان نامی و پہلوانان گرامی لشکر اسلام کے مقید ہوئے اور عیاران ذیشان بھی بہت سے گرفتار ہوچکے چالاک عیار سفاک بہت گھبرایا غم یاران و برادران سے کلیجہ مُنھ کو آیا بجز ناپیدا کنار فطرت مین جگہ نہ لگاکر گوہر مراد حاصل کیا ایک روز جب دیوانہ بکاؤلی ہشیار لڑنے سے فارغ ہوکر بارگاہ مین گیا یعنی وقت تھا کہ سیاہ شام نے ترک روز پر غلبہ پایا فرد فرومانہ گردون گردان بجاے + شدہ سست خورشید رادست و پاے چالاک نے اُس شب کو ایک رقعہ اُس دیوانہ کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا کہ اے فخر ساحری کیشان و اے شرف جمشید پرستان بیت ستایش ترے سحر کی کیا کرین + یہ تعریف حد کی ہی جو چیزے رہن + بعد اس قول کے کہ ع خاموشی از ثناے تو حد ثناے تست + معلوم ہو کہ یہان بڑے بڑے ساحران نامور آئے سحر اپنے ہم پلہ سامری جنائے گر ہمارے ہاتھ سے جانب ملک عدم گئے تم تو کیا ہو تمھارے باپ ابھی کل کا ذکر ہی کہ واصل برحمت لقا ہوئے سوائے تمھارے کسی کو اسطرح کی نصرت میسر نہین ہوئی ہم سمجھے کہ ہمارے لیے ادبار ہی زمانہ آجکل نمے بار ہی پس اطاعت صاحب بخت کی سبکو لازم ہی مجکو تمسے باتین تخلیے مین پوچھنا ہین تنہائی مین طلب کرے تو مین آکر اطاعت کرون اور سمجھا کر امیر کو بھی مطیع کرادون یہ رقعہ ایک ملازمان لقا مین سے خدمتگار کو دیا کہ دیوانہ پاس لیجائے اور اُسکے جلد مین بہت کچھ دینے کا وعدہ کیا خدمتگار مذکور نامہ دیوانہ پاس لیگیا اُسنے پڑھکر خوش ہوکر اجازت لکھی کہ اے عیار طرار تم میرے پاس آؤ اور جو کچھ چاہو پوچھو تمسے کوئی اژدر نہ بولیگا یہ جواب خدمتگار نے لاکر عیار موصوف کو دیا اِسنے بانہ عیاری

کے جسم پر لگائے فلاخن سر سے لپٹی ہوئی کمندون کے بچھے ماڈون پر پڑے ہوے تو بڑا پتھر کا شانہ مین لٹکا ہوا
ترکش مثل دُم طاؤس کے چھپر پہلو پر کیے کمان شانے پر لٹکی ہوئی قطورے زرلفتی اور تپیاوے ستولانی
سے آراستہ حقہاے لفتی گھائیون مین دبے توڑے شیر کیے ہوے حباب بیہوشی ہاتھون مین حیلہ ہاے جان
سے چست ہو کر ایک لٹیا بیچی اسطرح سے تیار کی کہ کنارون پر اُسکے کنڈے لگے اور اُنمین زنجیرین بندھین
اور سب طرف سے زنجیرین ملکر ایک زنجیر اوپر گرفت کرنے کی جو تھی اُسمین اٹکی ہوئین مثل اُسکے کہ جیسے
انگیٹھی لوہے کی زنجیر دار ہوتی ہے اور اہل کشمیر گلے مین فرط سرما سے ڈال لیتے ہین پس اُس لٹیا مین
نیچے ایک مخزن ایسا بنایا کہ آگ اُسمین دہکتی تھی اور اوپر اُسکے سیماب اور روغن مثل تیزاب کے چرخ
کھاتا تھا اُس لٹیا کی زنجیر پکڑ کر گوپن کیطرح جب یہ گھماتا تھا تو سیماب اُسمین سے گرتا تھا ایک شعلہ چرخ
کھاتا نظر آتا تھا فی الجملہ اس ہیئت سے درست ہو کر یہ عیار دلاور روانہ ہوا۔ اُدھر دیوانہ نے جب خبر
اُسکے آنے کی سنی سحر پڑھا کہ کسی اثر دہے سے اُسکو ضرر نہ پہونچا اور یہ داخل بارگاہ ہوا دیوانہ نے دیکھا
کہ عیار بانون سے آراستہ نہایت چاق و چست ایک شعلۂ آتش کو گردش دیتا آیا ہے اُس شعلہ کو چمکر
کھاتے دیکھکر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بانہ عیاری کا ہے یہ سمجھکر خوب قلقاریان مار کر ہنسا عیار نے قریب پہونچکر نہ کچھ
کہا نہ سنا وہی لٹیا چرخ دیکر اس ترکیب سے اُسکے منہ پر ماری کہ روغن اور سیماب جلتا جلتا منہ پر پڑا اور کان
آنکھ منہ ناک سب مخرجون مین پارہ سرایت کر گیا منہ بھی جھلس گیا اور براہ دہان و بینی سیماب گلو مین
پہونچا بلکہ تا جگر نفوذ کر گیا فوراً وہ چیخ بھی نسکا تڑپکر مر گیا موت آنے کے لیے برنگ سیماب بیقرار تھی جہنم
کو سحر اُسکا ناگوار تھا اور عیار مذکور نے بھی یہی تدبیر سوچی تھی کہ دفعتہً یہ ساحر ہلاک ہو تو بہتر ہے اسلیے کہ
حباب مار کر بیہوش کرنا یہ احتمال رکھتا تھا کہ ساحر زبردست ہے نہ بیہوش ہوگا یا یہ کہ بیہوش آنے لگا رکھا
ہوگا وہ اُٹھا لیجائیگا یا کوئی سحر کر رکھا ہوگا کہ وہ مجکو قتل نکرنے دیگا کیونکہ جانتا ہے کہ عیار کی ملاقات مین
دغا ہے لہذا ایک ہی وار ایسا کیا کہ نہ وہ سحر پڑھ سکا نہ منہ سے بول سکا اور چپکے جانب دوزخ روانہ ہوا
شور اُسکے مرجانے کے بعد بیرون نے مچایا کہ افسوس مارا جادو کو آندھی پانی وغیرہ سے دنیا مین
شورش ہوئی اژدہے سحر کے پانی ہو کر بہ گئے ساحر جو قریب تر لشکر مین تھے یہ ہنگامہ دیکھکر جانب بارگاہ دوڑے
یہان جتنے سردار اور عیار کہ قید تھے چھوٹ گئے اور تیغہ پکڑ کر نعرے بلند کر کے آگے بڑھے ساحر اُس آفت سے
سے ایسے بدحواس ہوے کہ نعرۂ دلاوران سنکر بھاگے یہ دلاور لگے جا کر لشکر انتما پر گرے بارگاہ لقا مین تعریف

دیوانہ کی ہو رہی تھی کہ یکایک نعرۂ شیر افگنان اسلام کی صدا آئی بختیارک پکارا کہ وہ مارا بہت تیرے دیوانے کی ایسی تیسی صلواۃ صلواۃ یا خداوند تم پر اور تمھاری تقدیر پر لعنت جلد بھاگو نہیں تو آفت آئی لقا نے کہا تقدیر گریز قدرت نہین کریگے صبا ہماری بندی جاکر مسلمانون کو روکے شیطان نے کہا اب قدرت اس بندی کی بھی جان کے پیچھے پڑے ہین یہ بندی کیا کریگی حمزہ شور و غوغا سنکر آپہنچا بچنا اسکا دشوار ہوگا صبا یہ بیان سنکر گھبرائی اور اڑکر بروے ہوا چلی گئی لڑنے نہ آئی یہان شمشیر زنی کرکے تہلکہ مسلمانون نے ڈالدیا اس شب تار مین شمع حیات لقا پرستان گل کردی مشعل تیغ کی روشنی تیز تھی جادۂ ملک فنا صاف نظر آئی کاروان ارواح کے لیے اسلحہ کی چھاچاق بانگ جرس تھی بندراہ آمد و شد نفس تھی دلیل قافلہ مرگ کی دلیل جھنکار تیغ و خنجر کی صدائے زنگ شہر فنا کی طرف لیجانے کو کفیل سر و تن مین جدائی غضب کی جسم و روح مین لڑائی لقا مع سردارون کے باہر بارگاہ سے نکل آیا تھا رن مہابن پھنک رہی تھین مشعلین جلتی تھین عیار جو قید سے چھوٹے تھے انھون نے حلقہ الفتی مار کر خیام و بارگاہ مین آگ لگائی دلاورون نے شعلۂ شمشیر سے خرمن ہستی دشمن جلائی دم ایک عیار دوڑ کر خدمت امیر کشور گیر مین آئے اور خبر قتل دیوانہ معروض بیان مین لائے امیر اسکے شبخون مارنا ننگ عار جانتے ہین اس باعث سے سوار نہوئے اور اسطرف لشکر لقا بھی بے انتہا ہی سرداران اسلام ایک جانب سے قتل و غارت کرتے ہوئے دوسرے کونے پر لشکر کے نکلگئے اور وہان سے اپنے لشکر ظفر پیکر مین آکے یہان اس ہنگامہ آرائی سے لشکر مین بیداری و ہوشیاری تھی سردار ہر ایک سے ملے اور خیام و بارگاہ مین آسودہ ہوئے جب کوہ سیاہ شب سے سفیدۂ سحری آشکار ہوا کہ بیت چو خورشید تابان برآرد درفش + درفشان شدہ روے چرخ بنفش + سحرگاہ حمام کرکے سردار خدمت شہنشاہ ذی تبار مین آئے ہر ایک نے خلعت فاخرہ پائے بزم عشرت آراستہ ہوئی داد عیش و نشاط الصبد کامرانی دینے لگے۔ ادھر لقا نے لاشین مقتولان شبینہ کی اٹھوائین صبا بھی سحر کو آئی شیطان کی صلاح سے نامہ پھر افراسیاب کو تحریر کیا اور اس خیال سے کہ جلد تر نامہ پہونچے پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا نیچہ اٹھا لیگیا دیوانہ کی فوج بھی بھاگ کر جانب طلسم گئی۔ ادھر شاہ طلسم بادہ خوار کے باغ سے رخصت ہوکر پھر جانب کوہ نیلم روانہ ہوا تھا اور اثنائے راہ مین مالکان دربند طلسم کے مقام پر اسلیے ٹھہرتا جاتا تھا کہ شاید کہین کوئی طلسم کشا ملجائے تو اپنے دام مکر مین اسکو اسیر کرکے

بہر شکست طلسم نور افشان روانہ کردن فی الجملہ قریب در بند سیمابیہ پہونچا تھا کہ نجیہ نے نامہ خداوند لقا لاکر دیا اسمین حال قتل خبون لکھا تھا اور کمک کی طلب خداوند نے کی تھی یہ مضمون پڑھکر شاہ بہت پریشان ہوا اور سوچا کہ ابکی ایسے شخص کو خدمت خداوند مین بھیجون جو نہ مارے سے مرے نہ کاٹے سے کٹے عیار اُسکو بیہوش نکر سکین کوئی جرا اُسکے جسم پر اثر نہ کرے پس یہ سوچکر در بند سیمابیہ کے اندر چلا اور قریب قلعہ پہونچا جو سیماب کا بنا تھا دیوارین قلعہ کی ہوا کے جھونکے سے لہرا کر جھک جاتی تھین اور سیدھی ہو جاتی تھین برج قلعہ بھی یہی خاصیت رکھتے تھے نیچے قلعہ کے ایک خندق گرداگرد تھی جسمین سیماب جوش مارتا تھا جب بادشاہ وہان پہونچا سحر پڑھا کہ پل تختہ گرا پھاٹک قلعہ کا کھلا بادشاہ اندر تشریف فرما ہوا سحر پڑھا کیا دفعتہ تمام قلعہ مثل دریا کے لہرانے لگا اور جوش و خروش ہر طرف سے پیدا ہوا بعد شور و غل کے ایک بادشاہ پرشوکت و جاہ تاج و قبائے شاہی سے آراستہ ساحر بعدیل و نظیر عجیب الخلقت صورت مین ماہ منیر سیاہ قلب پُر از مکر و تزویر باہر قلعہ کے بہر استقبال شہنشاہ جادوان آیا۔ سارا جسم اُسکا پارہ کا تھا اور یہ طرفہ ہیئت تھی کہ کبھی پارے کی طرح سر الگ دھڑ الگ پانوُن الگ اعضا تمام جدا ہو جاتے اور کبھی لہرا کر ملجاتے اور وہ مجسم ہو جاتا غرضکہ اُس بیقرار نے اکٹھا ہو کر بادشاہ طلسم کو سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ فرد بروبوم ابر تو فرخندہ باد + دل و چشم بدخواہ تو کندہ باد + ای شہنشاہ دیجاہ اندر قلعہ کے تشریف لیچلیے اور ہما کی طرح ظل عاطفت ہمپر ڈالیے بادشاہ طلسم نے فرمایا کہ مجکو ایک کام ضروری ہی اور جانب کوہ نیلم جانا ہی اور تمسے یہ کہنا ہی کہ جانب کوہ عقیق تم جاؤ وہان مسلمانون نے خداوند لقا کو ستایا ہی تم خداوند کی طرف سے مقابلہ کرکے اُنکے مخالفون کو تباہ و برباد کردو لیکن عیارون کے شر سے بچتے رہنا اور لشکر مسلمانان مین سر زندان حمزہ بڑے طاقتدار ہین اُنسے اپنے تئین بچانا ساحر مذکور کہ نام اسکا سیماب سیماب تن جادو ہی اس تقریر کو سنکر بہت ہنسا اور گویا ہوا کہ عیار میرا کیا بنا لینگے اور اہل زور میرا کیا بگاڑ سکینگے جسم میرا تیغ و تبر سے اگر پارہ پارہ کرینگے تو مین خود لوٹ جاتا ہون اور پھر بنتا ہون عیار مجکو بیہوش کرینگے تو قتل نکر سکینگے مین باقبال شہنشاہ

نظم

ز لشکر سر الماس کہ آید بدست	نہ حمزہ بماند دران دشت کین	نہ ارجنہ نہ لشکر ہور و خاقان چین
نگیرم ازان بوم و بر جیب باد	سر ایشان ببرم بشمشیر تیز	بسوزیم ہم خاک ایشان بباد
نہ آرام جویم برین بر نہ خواب	کسے را کہ ہستند از ایشان بران	کنم پاے و گردن بہ بند گران
	فرستم نزد یک افراسیاب	آب شہنشاہ باقبال و جاہ برآے

ایک لحظہ قلعہ مین تشریف فرما ہون بعد رخصت حضور معلے مین کوچ کرونگا شاہ طلسم اسکے منت و اصرار سے ناچار ہوکر اندر قلعہ کے قدم زن ہوا دیکھا نظم

بران بارہ دژ نہ پرد عقاب	نہ بندے کسے آن بلندی بخواب	بہر گوشۂ چشمۂ و آب گیر
ببالا و پہنائے پرتاب تیر	یکے گنگ بودش بسان بہشت	گلش مشک سارا بدو زرش خشت

بادشاہ عمارات عمدہ و رونق شہر و آبادی رعایا ملاحظہ فرماتا داخل دارالامارۃ ہوا اور تخت طلائی پر بیٹھا ارکان دولت نے متزین دین قدمبوسی حاصل کی سیماب نے سامان دعوت وغیرہ حاضر کیا ناچ گانے کا چرچا ہوا جام مے گلفام کا دور چلنے لگا یہ عالم تھا کہ بموجب ابیات

ہمہ بزمگہ پر ز رنگ و نگار	گرستہ در پیش سالار بار	مے اندر قدح چون عقیق یمن
بہ پیش اندرون دستہ نسترن	یکی جام یاقوت پر مے بچنگ	دل و گوش داده بآواے چنگ
مے و گلشن و بانگ چنگ و رباب	گل و مجلس و رطل و افراسیاب	اس قلعہ مین ایک روز شاہ طلسم

بہجت اندوز رہا آخر رخصت ہوکر تلاش طلسم کشا بہر فتح طلسم نور افشان جانب کوہ نیلم روانہ ہوا بعد تشریف بری شاہ سیماب گراہ نے بارہ ہزار ساحر برائے حفاظت ملک و مال قلعہ مین چھوڑے اور بارہ ہزار جادوگر چیدہ و منتخب ہمراہ لیے ساحرون کو حکم روانگی دیا اور آپ زمین پر گر کر پارے کی طرح بہکر نیز کی صورت چلا جو سیماب روان تھی فوج طائران سحر پر اڑ کر چلی تھی ۔ رال و گوگل کے شعلے اڑتے جھانجھ اور نفیر و ناقوس بجتے تھے بیرقین رنگ برنگ کی جلوہ دکھاتی تھین بدلیان چھائی تھین جو جو سامری کی پکار تھی واقع مین کوا گہار تھی ساحرون کی صورتین نرالی کالی کالی بعض بعض کے رخ زشت پیکر پر سیندور کی لالی کہ بموجب نظم

ہمہ مردم دمو ہا چون کمند	ہمہ تن پر از لشیم چون گو سفند	گروہے سران چون سر گاومیش
دو دست از پس پشت بد پاے پیش	یکی تن چو ماہی و سر چون پلنگ	یکے سر چو گور و تنش چون نہنگ
یکے را سر خوک و تن چون برہ	ہمہ فوج از نہاد گی یکسرہ	غرضکہ یہ فوج زبون شمار دنا ہجار

بعد قطع راہ طلسم سے باہر نکلی اور لشکر لقاے گراہ کے نزدیک پہونچی بارگاہ مین لقا تخت پر بیٹھا تھا کہ آتشباری ہونے لگی شعلہ لسان تیر شہاب روے ہوا سے گرنے لگے معلوم ہوا کہ کوئی شیطان آتا ہے خداوند باطل گویا ہوا کہ ہمارا بندۂ خاص آتا ہے یہ کہہ رہا تھا کہ زمین شق ہوئی اور چشمہ

پارہ کا پیدا ہوا اور مجسم بشکل انسان ہوکر خداوند کے سجدہ مین گرا اور اعضا اعضا اسکے
جدا ہوگئے پھر مجتمع ہوا اہل بارگاہ کو دیکھکر تعجب نے گھیرا اور پکارے کہ زہے قدرت خداوند باقر
شیطان نے اٹھکر ساحر مذکور کو زمین سے اٹھایا اور باعزاز تمام قریب تخت خداوند ذوالجلال پر بٹھایا
باہر جاکر لشکر کو اتروایا پھر جلسۂ عشرت آغاز ہوا دور شراب ناب چلنے لگا ساحر نے تمام ماجرا مسلمانوں کے
زبانی شیطان سنا اور گرماکر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا شیطان نے کہا جلدی نکرو ورنہ مار ڈالے جاؤگے
ساحر نے ہنسکر ویسا ہی وصف اپنا جیسا شاہ طلسم کے سامنے بیان کیا تھا بیان کیا شیطان
نے کہا اچھا آج کا دن توقف کرو کل سمجھ لینا ساحر اسکے کہنے سے رکا اور مصروف عیش ونشاط ہوا
یہ تدبیر جنگ جبتک کرے اسوقت تک حال سعادت اشتمال شہزادۂ تورج خوش خصال بیان ہوتا ہے

داستان لوح پانا شہزادہ تورج کا اور شکست کرنا طلسم ہزار برج کا اور مطیع ہونا بادشاہ
طلسم مذکور کا اور قصد کرنا شہزادے کا کہ طلسم ہوشربا مین براے رہائی مدرجاؤن
اور بیان کرنا اس عزم کا بادشاہ طلسم سے مانع آنا اسکا اور حال آمد سیماب سنکر بھرنا
شہزادہ کا جانب لشکر اسلام بیان سیماب کا لڑنا اور سرداران اسلام کو کشتہ
سحر کرنا حال لشکر اسلام ابتر ہونا عین حالت اضطرار مین پہونچنا تورج کا لشکر مین
پھر جانا شہزادۂ قاسم کا جانب طلسم گوہر گرہ مگر اول بطور تمہید گریۂ مؤلف غم اولاد
مین وتعریف جناب بندگی نولکشور صاحب دام اقبالہ وخطاب بساقی وآغاز

فسانۂ لموفقہ

مین اک شب غم ورنج سے بیقرار	پڑا ایک گوشہ مین روتا تھا زار	ڈراتا تھا دیو شب غم مجھے
سیہ دیو تھا منھ کو کھولے ہوئے	ہر اک سمت تھا بحر ظلمت کا جوش	دد ومرغ وانسان وماہی خموش
ہر اک سو سیاہی تھی اندھی ہوئی	بلا جمع ہوکر وہ بنجاتی تھی	جدھر دیکھتا تھا مین آنکھونکو پھاڑ
نظر آتا تھا صاف کالا پہاڑ	نہ آواز انسان نہ شور جرس	فقط نوم مردم سے بانگ نفس
فلک میرا دشمن تھا ایسا ہوا	کہ تھا دیدۂ نجم سے گھورتا	جھکا تھا جو گردون بشکل کمان
تو برساتا تھا تیر غم بے گمان	غم مرگ اولاد سے بیقرار	مین گریان تھا مانند ابر بہار
شب تیرہ اور اشکباری مری	لگاتی تھی کالی گھٹا نے جھڑی	شب تار وتاریکی رنج وغم

بلاؤن کا تھا سامنا دمبدم
اندھیرا نکیون آئے مجکو نظر
توانائی و تابِ دل مین کہان
مرے قرۃ العین و لختِ جگر
طپان دل تھا سیماب ساہی شال
مری بعد فرزند دختر مری
وہ دل بے سکون جسمین ہی اضطراب
کہانتک لکھون آہ جورِ فلک
نہین تحمل مین آہ کوئی ثمر
شبِ آرزو کے مرے دو چراغ
وہ طوطی و مینا کا پڑھنا غضب
تھے القصہ روشن مرے دل کے داغ
غم و رنج دونون کا بس تھا جلیر
جو دیکھا تو ہی شاہدِ خوش جمال
کہ سو جان سے صدقہ ہی مہرِ فلک
لب نازکا سکے ہین جن کے گل
غرض وہ قریب آکے کہنے لگا
ہوائے طرب سے ہوا دل باغ باغ
کہ پھر نام روشن ہوا اندرجہان
بتا کون ہی نام کیا ہی ترا
جو ہر وقت مین تیرا مونس رہا
جوانی جوان بخت و فرخ نہاد
ہر اک ہی مہم اسکے ایما سے حل

زیادہ اندھیرے کا یہ تھا سبب
جو کھوئے گئے دونون نورِ نظر
مری چشم دل کی گئی روشنی
مرے دل کے آرام تو ہی کدھر
کبھی دلکو روؤن جگر کو کبھی
اکیلا مجھے آہ وہ کر گئی
یہی نالہ کش بلبلِ زار ہی
کہ ہی درد سے دلمین اٹھتی چمک
جہان میری نظرون مین اندھیر ہی
بجھے ایسے دل ہو گیا داغ داغ
تڑپتا تھا ہجران سے انکے کمال
نہ اختر فلک پر نہ گھر مین چراغ
یکایک ہوئی اکطرف روشنی
بھوین جسکی دونون ہین شک ہلال
شبیہ ہی اسکی زلفِ دراز
لیے دست رنگین مین اک جام مل
کہ ای جاہ جانے دو یہ رنج و غم
بجھا دو ذرا داغ دل کے چراغ
کہا مین نے ای یار دمساز من
تو گویا ہوا مجھسے وہ مہ لقا
نہین جانتا اسکو ای خوش مقال
بجز نیکوی کچھ نہین جسکو یاد
ہی ظل ہما جسکا ظل کرم

کہ گھر بیچراغ ہو گیا ہی یہ اب
بجز غم خوشی آب و گل مین کہان
مری آرزو خاک مین ملگئی
یہ اُس شب کو تھا درد کا دلکے حال
کبھی دختر کو پسر کو کبھی
وہ شب تیرہ ہی جب نمودار ہتا
جہان گل نہین باغ بیکار ہی
نہین میرے گلشن مین کوئی ثمر
مرے اختر بد کا کچھ پھیر ہی
وہ پتلا کے باتون کا کرنا غضب
دکھاتے نہین خواب مین بھی جمال
تھا کوئی اُس شب کو میرا انیس
چمک مثل مہتاب پیدا ہوئی
یہ ہی اُسکے چہرہ مین پیدا چمک
دہن اُسکا پوشیدہ مانند راز
اُسی کے یہ تھی حسن کی بس ضیا
مے جام عشرت پیو دمبدم
کرو شمع روشن اٹھو میری جان
شب تیرہ مین خلوتِ راز من
کہ مین فیض ہون تیرے صدقے کا
وہ ہی مرتبہ دانِ اہل کمال
نکلجائینگے صاف قسمت کے بل
وہ نام نول اور کشور بہم

پیو جام مے داد عشرت کو دو	بنام مبارک فسانہ لکھو	سنا جب یہ مژدہ تو خوش حال ہو
لیا بر مین اُس ماہ تمثال کو	لیا ہاتھ سے جام مے اور پیا	مزا فیض ممدوح کا ملگیا
ہوا مست پھر کھلگیا یون دہن	کیا اسطرح سے شروع سخن	کدھر ہے تو اے ساقی گلبدن
مرتب ہو پھر عیش کی انجمن	شب غم گئی دے مجھے پھر شراب	دکھا صبح عشرت کا پھر آفتاب
ادھر مہر نشہ کرے پھر طلوع	اُدھر کو ہو تصنیف تازہ شروع	اٹھاؤن شب غم مین کتنے کبوں
مجھے یاد آتا ہے سعدی کا قول	بدہ ساقیا آب آتش لباس	کہ مستی کند اہل دل التماس

عشرت اندوزان شب خلوت فیض دلدار۔ وخلوت گزینان انجمن عشرت آثار وصال یار۔ فروغ افزایان شمع جمال شاہد کلام۔ ورونق دہندگان محفل بیان فصاحت التیام۔ کاشانۂ خاطر کو غم دیرینہ سے اسطرح خالی فرماتے ہین۔ اور منزل قرطاس مین اولاد مضامین کو آباد کرکے بیان داستان رنگین قلب سامعین پر یون حالی فرماتے ہین۔ کہ وہ فلک خاندان حمزہ کا سورج یعنی شہزادہ تورج برج یاقوت نگار قلعۂ طلسمی مین ہمراہ پریزاد طلسم کے عیش گزین تھا اور تیار کرکے مہر جادو کو گاؤ سر جادو کے پنجہ سے چھڑکر اُسی برج مین پھر بعشرت تمام صدر نشین تھا پریزاد ہر چند کہ ساحرہ سے چھین لائی تھی خوفناک ہوئی کہ یہ مقام طلسم ہے گاؤ سر شاہ طلسم پاس جاکر فریاد کریگی وہ ضرور یہان آکر آفت لائیگا یہ سوچکر شاہزادہ کو بیہوش کرکے کمر مین پنجہ دیکر اڑی اور ایک بیابان مین آکر اُتری وہ صحرا نہایت سرسبز وشاداب تھا لائق سیر وگلگشت احباب تھا گلہاے رنگارنگ کھلے درخت ہرے ہرے نہرون مین بلبین کنول کی پڑین نیلوفر اور کوکا بیلی داغ دل عشاق کا پتا دیتے کنول کے پھول رنگین رخسار معشوق کو چھپا دیتے۔ پریزاد نے ایک نہر کے کنارے فرش سبزہ پر شہزادہ کو سبزہ رنگ کو لٹاکر ہوشیار کیا اور آپ پانون دبانے لگی اُس نہال حدیقہ شجاعت کی نرگس نیم مست جب وا ہوئی اپنے تئین دشت مین دیکھکر پریزاد سے مستفسر حال ہوا اُسنے سر قدم پر جھککر بمنت وعجز کہا کہ ای یار دلنواز وای سراپا ناز ای باعث زندگانی ای میرے دلدار جانی اس طلسم مین تیری جان نازنین کے ہزارہا دشمن ہین بڑے بڑے ساحران پُرفن ہین پس ارادہ طلسم کشائی سے باز آ اور مجھ ایسی پریزاد کو ہمراہ لیکر اپنے دادا کے لشکر مین چل پانون پھیلاکر زیادہ نہ چل نئی جوانی رحم فرما میرے حال زار پر ترس کھا ورنہ بیت درپیش ہے ذلت وخرابی ٭ مُردون سے بھری ہے گلیاں

شہزادہ نے بجواب اس نصیحت کے شمشیر زبان سے کام لیا جوہر شجاعت کا اظہار کیا کہ مین باہر جانے کے لیے اندر طلسم کے نہین آیا ہون بغیر حصول گنج مقصود ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا پاؤن سمت راہ کم ہمتی نہ بڑھاؤنگا اور بموجب فردیہ مرگ ہی عمر جاودانی + حقا ہی یہ موت زندگانی پریزاد نے کہا طلسم مین مال و دولت ملنے کا جو لالچ تجکو ہی مین باہر طلسم کے سونے اور جواہر کے گھر تجکو بنا دونگی و اشاد ہفت اقلیم کرونگی دولت لازوال دلا دونگی اس گفتگو کا سبب بھی سنیے از بسکہ اثر طلسم کا یہ ہی کہ جو کوئی مقام ہوا و ہوس کے راز سے آگاہ ہو کر پریزاد کا فریب نکھائے بلکہ پری خود عاشق ہو جائے تو موت اُس پری کی آئے اور فاتح طلسم بہر فتح طلسم روانہ ہو چنانچہ بتجربہ تاثیر طلسم یہ ہوا کہ کج بحثی شروع ہوئی شہزادہ نے فرمایا کہ مال و دولت ملے یا نہ ملے مین بغیر فتح طلسم کیے نجاؤنگا پریزاد کو یہ سنکر غصہ آیا اور کہا ای شہزادہ مین تیرے ساتھ بدنام ہوئی یہی رسوائی میرے لیے کیا کم ہی نہ کہ اس طلسم مین اور میری نہین رہتی ہین اُنکو تیرے ہاتھ سے قتل کراؤن چنانچہ ابتک تو مین تیری دوست تھی مگر اب بہیت قسم مجکو حضرت سلیمان کی + کہ دشمن ہوئی اب تری جان کی + یہ کہکر کچھ پڑھکر پھونکا کہ دست و پا کا شہزادے کے دم نکلگیا شہزادہ بھی جبتک اندر قلعہ طلسم کے تھا اُس پری پر شیفتہ و فریفتہ رہا اب اُسکی صورت سے نفرت ہوئی اسیر ہوتے ہی سوچا کہ کچھ مکر کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا ای غنچہ دہن ذرا سی بات مین تم مجکو ستانے لگین بیوفائی دکھانے لگین ہم تمھارے بلبل نمط عاشق و شیدا تھے یہ کلام سنکر وہ پری تو عاشق تھی ہی جلد سحر دفع کرکے گویا ہوئی کہ ای جان من اگر میرا کہنا مان تو مین تیری کنیز ناچیز ہون شہزادہ آنسو آنکھون مین بھر لایا وہ آنچل سے دوپٹے کے اشک پاک کرنے لگی شہزادہ نے ہاتھ پھیلا دیے وہ گلے سے لپٹ گئی اپنے ایک ہاتھ منھ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبایا اور ایسا زور کیا کہ مرغ روح قفس تن سے اُسکے پرواز کر گیا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا لاش اُسکی اُڑکر جانب فلک گئی شہزادہ نے اپنی راہ لی اُس صحرائے سبزہ نما کو طی فرما کر جب چند فرسخ آگے چلا ایک بیابان ریگ کا ملا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی ریگ بھری ہی دریا ریگ کے لہراتے ہین دنیا سراب آگاہ ہی واقع مین اس بیوفا کا بھی نقشہ ہی جدھر دیکھا ریگ کے ٹیلے اور ٹیکرے بندھے تھے ایک طرف پہاڑون کے پتھر شرر ریز تھے کوسون تک چٹیل میدان تھا انسان تھا نہ وہان حیوان تھا فقط اک کفدست میدان تھا دندے بھوکے پیاسے پھرتے

اُن درون کے منہ غار کی طرح کھلے منزلون شجر کا نام نہین درخت امرت پھل طائر عنقا مہیب جنگل سایہ کو
وہان کچھ کام نہین اور سایہ کیسا اپنا سایہ خود بھاگتا جن و پری کا سایہ بھی سر پر نہ ہوتا درختون کو
مثل دیوانگان عریانی سے عار نہین تعلقات سے آزاد بار برگ و بار نہین کہ بمقتضاے ابیات

اُس دشت مین لیگیا مقدر — گم خضر جہان ہین ہوکے رہبر — صرصر بھی چلے تو پانوٗن بھر جاے
کیا دخل جو وہم بھی گذر جاے — گرمی کی وہ فصل دوپہر ٹھیک — منزل ہوئی سخت راہ باریک
وہ دھوپ وہ گرد طرفہ عالم — جھونکا تھا ہوا کا لطمۂ غم — دل بیٹھ گیا قلق کے مارے
پڑے ہوئے تر عرق مین سارے — رہ دور دراز کوس کالے — کانٹے کف پا مین اور چھالے

ایک آدھ سوکھے درخت مین ڈنڈ نکلا ہی اُسپر چیل جو بیٹھ جاتی ہی پانوٗن جلنے لگتا ہی چلچلا کر منڈل
مارتی ہی آخر تھک کر گرتی ہی اور ریگ گرم مین بھن جاتی ہی شہزادہ کے حواس گم ہین پیاس سے
زبان منہ کے باہر ہی آبلے پانوٗن مین پڑگئے ہین کانٹے گڑگئے ہین تلوون کی کھال اُڑگئی ہی
ریت زخمون مین سمائی گرمی ایسی ہی کہ آگ تلوون سے جو لگی ہی سر کو آئی ہی بیتاب
ہوکر بیٹھ جاتا ہی اور دل کو سمجھاتا ہی کہ ای تو ہے تو حمزہ کا پوتا ہوکر گھبراتا ہی ہمت ہارا جاتا ہی چل
اُس بیابان آفت خیز سے نکل یہ دل سے باتین کرکے پھر روانہ ہوتا آخر خدا خدا کرکے اُس وادی
گرم کو طی کرکے قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا اور آواز کیلی کے لالون کی کان مین آئی یہ بیتاب
اندر درہ کے گیا کہ شاید پانی بھرا جاتا ہی جب درہ سے سر نکالا تو ایک سمت کنوان پختہ بنا پایا پُر آسمین
چلتا تھا جڑی نرگاؤ کی تھی کنوئین کے نیچے نالی پانی سے بہتی تھی اور پانی بہکر سامنے ایک باغ پڑا
لگا ہی اُسمین جاتا تھا دروازہ باغ کا کھلا تھا نالی کے کنارے کنارے سبزہ نوخاستہ لہلہا رہا ہی
شہزادہ اُس سبزہ کو روندنے لگا تاکہ تشنگی کم ہو ہری ہری گھانس آنکھون مین تراوت اور قلب
مین خنکی دینے لگی لیکن عجب تاثیر ظاہر ہوئی کہ پیاس بھی بجھ گئی اور گھانس مین پانی نالی سے چھلک کے
آگیا تھا اُسمین پانوٗن بھیگے پس سارے زخم اور چھالے وغیرہ سب اچھے ہوگئے کھال نئی پیدا ہوگئی
طاقت بھی آئی بشاش اور فرخناک ہوکر جانب باغ قدم زن ہوا اور بصد لبشاشت اندر اُس گلشن کے
آیا یہ نقشہ اُسکا پایا کہ لعل مین اُس گلزار کی سرخی گلہاے خوش رنگ دیکھکر رشک سے ہیرا کھاتا
سنگ مرمر گل یاسمن کے عشق مین مرمرجاتا وہ اُس گلبن کی بہار برابر برابر اشجار کی قطار ہوا سے سرکا

چلنا درختون کا جھوکر مثل معشوقان مچلنا فوارون کا برنگ دل بیقرار عاشق اُچھلنا نہرون کا بسان خاطر شاعر دوان ہونا پانی کا مثل شوریدگان الفت شور کرنا کلیون کا تبسم کرنا شاہدان دہر کا ہنسنا تھا پتون کا ہلنا عاشقون کا کف افسوس ملنا تھا طوطی کا بولنا اُس باغ کا طوطی بولتا تھا عقدۂ دلتنگ غنچہ کھولتا تھا باغ سلام کہتا تھا بلبل چہکتا تھا کہ ابیات

تھا داغِ جگر نصیب لالہ	مملو مے عشق سے پیالہ	سوسن کا لباس تھا سیہ فام
سودائیون مین لکھا ہوا نام	خنداں تھے چمن چمن دہان گل	گلشن مین چہک رہا تھا بلبل
ہر غنچہ دہان شکر لب تھا	ہر برگ زبان شکر رب تھا	دلگیر بہت تھا غنچۂ گل
گل ہوکے ہنسا تھا بے تامل		

یہ گل باغ ارجمندی سیر کرتا بارہ دری کی طرف اُس گلستان پرخوبی کے بڑھا تھا کہ یکایک گوشۂ چمن رنگین کی جانب سے ایک نازنین جسکی زلفین دام دلہائے عاشق حزین تھین آشکار ہوئی رخسار پر بہار سے اُسکے اُس گلبن کی دونی بہار ہوئی انکھین اُسکی نرگس مست کو کیا شرماتین بلکہ ہر پھول اُسکے تمنائے دید مین گل نرگس بنا تھا لالہ اُسکے رخسار رخ پر داغ کھاتا سرو گلشن عشق قامت مین پا بگل قربان اُسپر گلون کا دل اگر شمشاد اُس سرو قامت سے دعوی ہمسری کرتا تو الف قد کو بادصرصر نون نفی بناتی گل اُسکے منہ اگر چڑھتا اور خوبی جاتا تو ہوا طمانچے لگاتی شاخ گل اُسکے دست رنگین کے عشق مین گل کھانے پر تیار ہوا سے محبت سے سنبل حلقہ بگوش خاطر نازنازار نزار کہ نظم

لب نازک پہ اُسکے رنگ پان تھا	دیا خون دل دلدادگان تھا	زبان اُسکی برنگ برگ گل تھی
سخن سے جان جاتی بلبلون کی	لباس اُس ماہ کا تھا سبز کمسر	شفق پھولی تھی گرد ماہ انور
لبون سے مسکرانا اُسکا پیہم	یہ کہتا تھا کرونگا قتل عالم	اُس گلعذار سراپا بہار نے لب

رنگین سے گلفشانی فرمائی کہ صاحب کوئی بھی بغیر اجازت پرلے مکان مین چلا آتا ہی جو آپ در انہ چلے آئے شہزادہ نے فرمایا کہ بیت کوچۂ یار مین مشتاق رخ دلدار آئے ✦ ہوگئے بلبل و قمری سے گلستان خالی اُس گلبدن نے کہا ہمارا احسان یاد کیجیے کہ آپکے پانوُن کیسے اچھے کر دیے شہزادہ نے کہا آپکا نام نامی کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ بندی کو لعل جادو کہتے ہین اِس بارہ دری مین آپ بچائیے میرے ساتھ آئیے ورنہ گرفتار بلا ہو جیے گا یہ کہکر ہنستی ہوئی قریب آئی اور دست نگارین سے ہاتھ شہزادہ کا تھام کر

ایکطرف روانہ ہوئی اور اُس باغ مین ایک بنگلہ بہت عمدہ بنا تھا نہایت آراستہ تھا فرش کرسی شیشہ الات سے سجا تھا اُس بنگلہ مین مسند پر تکلف پر شہزادہ کو بٹھایا جام مے ارغوانی سے بھر کر دیا شہزادہ نے جام تو لے لیا مگر پیا نہین باتون مین اُس ماہ پیکر کو لگایا پوچھا کہ اے ملکہ اِس طلسم کا کوئی اور بھی رستہ ہے اُسنے کہا اے شہزادہ اِس بارہ دری مین ایک چھتا ہے اُسمین ایوان بنا ہے اُس ایوان مین ایک تلوار لٹکتی ہے جو کوئی ساحر یا غیر ساحر جاتا ہے اُسکے دو ٹکڑے وہ تیغ آبدار کرتی ہے پس اے شہریار مین تمپر فریفتہ ہون اسلیے بارہ دری مین تمکو نہین جانے دیا اب مجھے دار و مدار کرو وصل کا اقرار کرو تمام جہان مین مجھ سا معشوق باوفا چراغ لیکر ڈھونڈھوگے تو نملیگا شہزادہ نے فرمایا کہ سوائے اُس بارہ دری کے اور بھی کوئی راستہ طلسمات کا ہے وہ تم طلعت گویا ہوئی کہ ہان ایک راستہ اور بھی ہے لیکن کوئی جا نہین جا سکتا ہے بڑا پُر خطر رستہ ہے ہم تم ایک ہوئے ہین اگر وصل ہمارا منظور کروگے ہمارے پاس ہمیشہ رہوگے تو سب راہین بتا دینگے شہزادہ نے کہا سب مطلب سازی کرتے ہین اپنے کام کے وقت بجھتا جاتے ہین پھر ٹالا بالا بتاتے ہین تم مجکو کیا راستہ بتاؤگی مین خود تم ایسی کو چالین سکھا دونگا اگر تمکو راہ بتانی ہے تو ابھی بتاؤ ورنہ جاؤ ہوا کھاؤ مین آپ چلا جاؤنگا کیا تمھارے بتانے سے مین یہانتک آیا ہون ایسے فقرے مین بہت جانتا ہون جب وصل ہو جائیگا پھر کون کسی کو بتائیگا مطلب تو نکلجائیگا علاوہ اسکے راہ بتانے کا لالچ دیتی ہو راہ خود تم نہین جانتی ہو یہ بھی ایک عاشقی کی راہ ہے سراسر فریب کھلا ہوا ہے اُس پری پیکر کو یہ طنز آمیز کلام سنکر تپا آیا اور کہا چلیے میرا جھوٹ سچ دیکھ لیجیے شہزادہ نے کہا اچھا چلیے غرض دونون اٹھکر روانہ ہوئے اور وہ معشوقۂ نیرنگ نما اِس اہل تمنا کو اُس بنگلہ سے ایک کوٹھری کے پاس لائی کہ وہ کوٹھری اُسی بارہ دری کے ایک گوشہ مین تھی شہزادہ نے دیکھا کہ بارہ دری نہایت آراستہ ہے چھت پر دے چلمنون سے پیراستہ ہے اور اندر کے ایوان مین ایک تلوار برق کردار آویزان ہے اُس زن پُرفن نے کہا دیکھیے یہی شمشیر طلسمی ہے جو کوئی اُس ایوان مین قدم رکھتا ہے دو ٹکڑے کرتی ہے یہ کہکر اُس کوٹھری کا دروازہ وا کیا اور اندر آئی ایک غار عمیق تھا بالکل اندھیرا تھا گور جہود کا نقشہ تھا وہ غار ظلمت عالم کا مخزن تھا بلاؤن کا مسکن تھا چاہ بابل کا سراسر انداز مثل طول عمل دراز بحر ظلمت کا منبع تمام دنیا کی تاریکیون کا وہان مجمع بے نور وہان عقل کی شمع کہ ابیات

آسیب جو اسمین آئے ڈر جائے		دیوانہ ہو دیو بلکہ مر جائے

تاریکی و تنگی آسمن حاصل	چشم اعمٰی سبیل کا دل	وہ پست زمین نہ تھی کنوان تھی
گرد آسمین اگ اڑی دھوان تھی		

شہزادہ اُس غار کو دیکھکر تلاوت سورۂ کہف کرنے لگا دیو ڈرنے لگا اور اُس زن ماہ سیما نے مشعل سحر جلا کر شہزادہ کا ہاتھ پکڑا اور اندر اُس غار کے اُتری شہزادہ نے دیکھا کہ پہلو مین اُس غار کے ایک کھڑکی ہی اور اُس کھڑکی کے پہلو مین دو طاق بنے ہین ایک طاق مین شمع روشن ہی اور دوسرے مین بلور کا بیضہ رکھا ہی۔ اب حالت تاثیر طلسمی سنیے۔ یہ ساحرہ ایک پتلی طلسم کی ہی اور بانیان طلسم نے یہ راہ مقرر کی ہی کہ طلسم کشا کو یہ پتلی اپنے حسن پر فریفتہ کرے اور طلسم مین بجانے دے اور اگر طلسم کشائی اُسکے نصیب مین ہی تو فریفتۂ جمال عدیم المثال اس پتلی کا نہوگا اور اُسکو اُبھار کر اس غار مین لائیگا چنانچہ اس غار مین طاق پر جو بیضہ رکھا ہی اُسپر کچھ لکھا ہی وہ اس شمع کی روشنی مین پڑھے گا اور اپنا کام کریگا نے الجملہ موافق تاثیر طلسم شہزادہ یہان آیا اور بیضۂ مذکور کو طاق پر سے اُٹھایا اس پتلی کو اُسپر کچھ لکھا نظر نہ آتا تھا جب اُسکو یہان دیکھتی تھی بلور کا گول بٹا دکھائی دیتا تھا شہزادہ نے جو اُسکو اُٹھایا اُسپر لکھا پایا کہ اے فتاح طلسم و اے بیننده عجائبات غریبه جو شخص کہ تجکو اس مقام پر لایا ہی اُسکے سر پر بیضہ کھینچ مارنا سر اُسکا پھٹ جائیگا اور بال و پر تمام جسم مین نکل آئینگے تو اُس طائر عجیب الخلقت سے لپٹ جانا وہ تجکو یہ دریچہ وا کرکے اندر لیجائیگا اور منزل طلسم پر پہونچائیگا یہ مضمون اُس بیضہ سے پیدا کرکے **لعل** تو پاس کھڑی ہی تھی اُسکے سر پر مارا اُسی وقت سر اُسکا شق ہوا اور خون مین اپنے گر کر لوٹی فوراً تمام جسم مین پر نکل آئے اور کھڑی ہوئی چاہتی تھی کہ اُڑ جائے شہزادہ اُس سے لپٹ گیا اُسنے پر اپنا کھڑکی پر مارا کہ وہ کھلی اور طاق کی شمع روشن بجھ گئی وہ طائر طلسمی کھڑکی سے جو باہر اُدھر کو نکلا شہزادہ نے یہان بھی اندھیرا دیکھا اور پتلی تھی نہین شہزادہ کو سنبھالکر لے اُڑی شہزادہ جب اوج گرائے افلاک طلسم ہوا شدت ہوا سے آنکھین بند ہوگئین بعد کچھ دیر کے وہ پتلی یعنی طائر طلسمی زمین پر اُترا شہزادہ کی آنکھ کھلی ایک بیابان سبز و خرم مین اپنے تئین پایا پشت طائر پر سے کود کر زمین پر آیا وہ طائر زمین پر گر کر تڑپا تمام جسم سے شعلۂ آتش نکلا اور جلکر خاکستر کیا صدائے دار و گیر برپا ہوئی وہ طلسم باغ اور غار اور صحرائے ریگستان سب ٹوٹ گیا صرف وہ بارہ دری اور تلوار باقی رہگئی حال اُس تلوار کا بیان کیا جائیگا غرضکہ شہزادہ فتح طلسم پر آمادہ بعد طے اُس پتلی کے آگے بڑھا جب کچھ دور راہ طے کی ایک قلعہ کے قریب گذر ہوا

سر قلعہ تا فلک رسیدہ تھا برج صدہا بنا تھا دربان دروازہ پر بیزار ہا تھا شہزادہ بسم اللہ کہکر اندر قلعہ کے قدم زن ہوا شہر نہایت آباد دیکھا رعایا کو دلشاد دیکھا گرد نیا تماشا نظر آیا کہ کاغذ کے آدمی چلتے پھرتے تھے دکاندار اور خریدار سب کاغذ کے تھے مکانات عمدہ بنے تھے کاخ و ایوان شاہانہ آراستہ تھے دکانین رنگین تھین نہایت پُر زینت تھین جملہ اسباب ہر قسم کا اُنمین آراستہ تھا تماشا ہر طرح کا شہر کو مین پر ہوتا تھا

نقشہ تھا کہ نظم

نظارہ نیشکر سے دلشاد	معشوق کا سا جسے قد آزاد	
ضحاک کا دل تھا جسپہ شیدا	لہراتے سانپ یون سڑک پر	
بازار مین قصہ گو بھی آکر	دل سے کوئی داستان بناکر	
جادو کی ہر اک سخن مین تاثیر	ہر بھانتی کبوتری تھی	
وہ گرم کباب سیخ پر کے	یا ٹکڑے سر مژہ جگر کے	

شہزادہ نے ایک مردم شہر سے پوچھا کہ یہان کی مزاج اچھا ہی اُسنے جواب دیا کہ تمھارے پوچھنے سے ہمکو رنج ہوتا ہی اور بات کرنا ناگوار گذرتا ہی ہمسے کچھ بولو نہین اپنا کام کرو شہزادہ اُس کاغذی انسان کی گفتگو سنکر بہت ہنسا اور دل سے کہا کہ بیت نقش فریادی ہی کسکی شوخی تحریر کا + کاغذی ہی پیرہن ہر پیکر تصویر کا + کیا حکمت بالغہ و قدرت کاملہ خلاق طلسم ارض و سما کی ہی کہ ایک ایک حکیم کو اُسنے یہ طاقت عنایت فرمائی ہی کہ کاغذی پتلے مثل انسان بنا لیتے ہین غرضکہ حمد و ثناے باری زبان پر جاری کرتا پیچ چوک مین شہر کے آیا اور اُس مقام پر ایک بنگلہ جواہر کا بنا پایا کوئی اُسمین ساکن نتھا بسان آغوش عاشق مہجور خالی عمارت کی خوبی نرالی چلمنین طلائی نقرئی پتلیون کی پڑی تھین دیوارون مین اپنے نصب تصویرین جڑی تھین فرش اور شیشہ آلات سے آراستہ تھا شہزادہ اندر اُسکے اگر ٹھہرا اِس اثنا مین کاغذہ فیروز منشی قدرت نے تہ کیا اور شہزادہ ماہتاب کو قلعۂ افلاک مین پتلہاے انجم چلتے پھرتے نظر آئے کہ نظم

ہوئی کچھ روشنی پھر آشکارا	شب مہتاب کا جمکا ستارا	دل شہ کو تھی بس حیرت فزا آن
کہ ای خالق طلسمی ہین یہ سامان	شام کو سب دکاندار دکانون پر سے گر پڑے اور بر علاے شہر سب	

مردہ ہو گئے کاغذی تصویرین پڑی تھین نہ حس و حرکت تن مین نہ منھ سے بولتی تھین شہزادہ بنگلہ سے بازار مین گیا اور مٹھائی ایک دوکان سے اُٹھائی کسلیے کہ گرسنہ تھا غرض چاہا کہ وہ شیرینی

نوش کرے غور کرکے جو دیکھا تو کاغذکی وہ بھی ہی استغفراللہ کہکر مٹھائی تو وہین رکھدی اور آپ
بنگلہ مین آبیٹھا اور یاد خدا تعالی کرنے لگا کہ اہل دل کے لیے یاد اللہ کی غذا ے روح ہی اور
طعام ظاہری قوت نفس ہی اسلیے خاصان خدا کھانا بقدر قوت لایموت پسند کرتے تھے اور فاقہ کشی
زیادہ فرماتے تھے غرض الجملہ طاعت الٰہی مین وہ شب شہزادہ نے بسر فرمائی اور بمصداق یخرج الحی
من المیت تپلہاے خاکی اس طلسم دنیا کے مرگ خواب سے پھر زندہ ہوئے اور انسان اپنے کو

شمار کرنے لگے نظم	ہوئی روشن فلک پر مشعل روشن	بنی بے نور وہ شمع شب افروز
ہوا خورشید عالمتاب پیدا	ہوا عالم مین نور اُسکا ہویدا	

شہزادہ نماز سحر پڑھکر بنگلہ کے باہر
نکلا دیکھا کہ سب پتلے کاروبار کرتے پھرتے ہین وہ کاندار بیٹھے ہین شہزادہ نے دو آدمیون کو اشارے
سے پاس بلایا وہ قریب آئے شہزادہ نے بنگلہ مین لاکر اُنکو بٹھایا اور کہا بھائیو تمھین رات کو کیا
ہوا تھا جو اندھے منھ گر پڑے تھے پتلے بولے اے میان کفر نمرود سامری سامری کردہم تو جیسے دن
کو ویسے ہی رات کو تمکو جمشید نے مٹی کا بنایا ہی ہمکو کاغذ کا بنایا ہی شہزادہ نے کہا اجی رات بھر
تم کاغذکی تصویرین بنے رہے بالکل مردہ تھے اور ہمسے کہتے ہو کہ کفر نمرود پتلون نے کہا کیون
طوفان برپا کرتے ہو دروغ گویم بر روے تو ہم تو مردہ نہ تھے تم آپ مرے پڑے رہے شہزادہ بولا کہ
اچھا یون ہی سہی لیکن کچھ کھانا تو کھلاؤ یہ سنکر ایک پتلا دہان سے گیا اور دو روٹیان لیکر آیا شہزادے
سے کہا لیجیے نوش کیجیے شہزادہ نے جو وہ روٹیان لین کاغذکی تھین پس اُنسے کہا ارے میان کاغذ
کی روٹیان لاکے ہو پتلے نے کہا لائیے لائیے آپکے نصیب مین کھانا نہین ہی یہ کہکر ہاتھ سے لیلی اور
توڑین اب وہ روٹیان آٹے کی تھین کہا دیکھیے یہ منھ در منھ آپ جھوٹ بولتے ہین آٹے کو کاغذ
بتاتے ہین شہزادہ نے حیران ہوکر پھر اُسکے ہاتھ سے روٹی لی اب پھر وہ کاغذکی تھی شہزادہ نے
کہا دیکھو تو اندھے یہ آٹا ہی یا کاغذ پتلے نے کہا چلو بھئی یہ بڑا دغاباز ہی یہ کہکر دونون چلے گئے شہزادے
نے وہ روٹیان پھینک دین اور آپ بنگلہ مین جا بیٹھا جب طباخ دہر نے نان آفتاب نور مغز جان
لگائی کہ بیت بچھا گردون پہ دسترخوان انجم + ہوئی نان ضیاے مہر پرچم + شام کو وہ پتلے پھر تصویر
کاغذی ہوئے شہزادہ نے اٹھکر چاہا کہ ان سبکو چلکر جلادون پس ایک پتلے کو بازار مین جاکر اٹھانا
چاہا جیسے ہی ہاتھ لگایا پتلے نے کہا ہون ہون شہزادہ نے کہا ابے تو ابھی جیتا ہی معلوم ہوتا ہی کہہ

سب مکار دم چرائے پڑے ہین یہ کہکر وہان سے پھر آیا اور بنگلے مین بیٹھا کچھ دیر نگذری تھی کہ ایک طرف سے روشنی ظاہر ہوئی اور چند نازنینان قمر پیکر یاسمن اندام بنگلہ مین آئین اور کئی خوان میوون کے ہمراہ لائین شہزادہ کو آداب بجالاکر خوان سامنے رکھے اور عرض کیا کہ ہماری ملکہ نے جو یہان کی مالکہ ہین اور انکا نام صورت کش جادو ہی یہ خوان آپکے لیے بھیجے ہین اور ازبسکہ ملکہ صاحب واقف ہین کہ آپ ساحرہ کے یہانکا کھانا نہین کھاتے ہین بس میوہ خشک طعام کی قسم سے بھیجا ہی آپ نوش فرمائین شہزادہ نے یہ حال سنکر شکر رزاق مطلق کیا فرد خاصے کے خوان آتے ہین شاہ وزیر کو + بستر پہ بھیجدیتا ہی مگر افقیر کو + غرضکہ وہ فواکہات وغیرہ نوش فرمایا پانی اپنے ہاتھ سے اٹھکر بھرا اور پیا جب آسودہ ہوا اُن عورتون نے کہا یہ جو بنگلہ ہی اسکے پشت پر ایک دیوار ہی اُس دیوار کے پیچھے تمھاری قضا ہی لہذا ہماری بی بی نے کہا ہی کہ ای شہزادہ آپ آگے بڑھنے کا ارادہ نکیجے ورنہ قتل ہوجیگا اور اگر آپ کہنا نہین مانتے ہین تو میرے پاس دو امانتین طلسم کی ہین ایک گھوڑا اور دوسرا طائر طلسمی چنانچہ وہ دونون آپکی خدمت مین بھیجے جاتے ہین اگر آپکو باہر طلسم کے جانا منظور ہی تو طائر پر سوار ہوجیے گا اور اگر طلسم کے اندر جانا منظور ہی تو مرکب پر سوار ہوجیے گا وہ آپکو طلسم مین لیجائیگا شہزادہ نے یہ ماجرا سنکر جواب دیا کہ جب وہ سواریان آئینگی اُسوقت عنان عزم جسطرف منعطف ہوگی سمجھ لیا جائیگا وہ عورتین یہ سنکر چلی گئین بعد کچھ عرصہ کے ایک طائر خوش رنگ برابر سیمرغ کے اُڑکر سامنے آیا اور ایک جانب سے سمند خوش رفتار خوش فعلیان کرتا طرارے بھرتا پیدا ہوا وہ گھوڑا تھا کہ سبزۂ فلک نے کبھی ایسا اسپ تیز رو برق صبا رفتار نہ دیکھا ہوگا کہ ابیات

ہی دامن زین سے تند و سرکش	دامن سے بھڑک اٹھی ہی آتش	سرعت مین یہ صورت نظر ہی
جانے مین یہ منزلون خبر ہی	اڑنے مین ہوا کی اُسمین تاثیر	کیا کھینچے ہوا کی کوئی تصویر
کیا خوب رکاب کیا عنان ہی	وہ ہی مہ نو یہ کہکشان ہی	

شہزادہ ذیجاہ تو سُن چکا تھا کہ مرکب پر سوار ہونے سے اندر طلسم کے جانا ہوگا بس قریب مرکب جاکر دامن گردان بسم اللہ کہکر خانۂ زین مرکب طلسم کو منور فرمایا اور وہ بادپا لیکر روانہ ہوا شہزادہ کیفیت شہر ملاحظہ فرماتا بیرون شہر مذکور آیا اسجگہ وہ گھوڑا پر پیدا کرکے اُڑا شہزادہ کی آنکھین بند ہوگئین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی ایک اور قلعہ فلک فرسا کا دروازہ نظر آیا اور اُس دروازہ مین کئی سو آدمی دیوانہ مثال سر برہنہ گریبان چاک ننگے پانون استادہ تھا گھوڑا اس شہسوار کو لیے دروازہ مین داخل ہوا جب قریب اُن دیوانون کے

پھو نچا وہ سب دوڑکر سر طرف سے لپٹ گئے شہزادہ کیا جانتا تھا کہ یہ آمادۂ پرخاش ہین غفلت مین اُن
سینے نیشکر مرکب سے اسکو جدا کیا شہزادہ نے بھی گھونسے اور لاتین ماربن دو چار کو اُٹھا کر دے مارا دس
پانچ کا سر آپسمین ٹکرا دیا مگر وہ مردان طلسمی باز نہ آئے اور بموجب قول ع دوا ایک کی دو ہین اور دو کی چار +
شہزادہ کا اسلحہ سب چھینکر اشارہ کیا کہ کئی سو دیوانہ قلعہ مین گیا بعد کچھ عرصہ کے ہزارہا آدمی ڈھول
گلے مین ڈالے پیدا ہوا اور بجانے لگا یا جمشید یا جمشید کی صدا بلند ہوئی پھر ایک قفس آہنی لاکر اس ہمارے
اوج شجاعت کو بند کیا اور اندر قلعہ کے لیکر چلے کچھ دور نہ گئے تھے کہ ایک ساحر سیاہ فام اسباب ساحری
تخت سحر پر رکھے گلے مین ایک لوح بہت بڑی پہنے منقل آتشین پر ہوم جلاتا بڑے تزک سے قریب
دیوانگان آیا اُن سبنے اُسکو تسلیم کی اور عرض کیا کہ ای مالک ہمارے اس طلسم کے بربادی کو ہم آپکی
خدمت مین لیچلے تھے آپ اسی جگہ آگئے اب کیا اسکے لیے آپ حکم دیتے ہین یہ عرض انکی سنکر
اُس ساحر نے لوح اپنے گلے سے اُتاری اور اُسکو منقل کا دھوان دیکر بصد ادب دعا سامری سے
مانگ کر کہ مجکو جو مناسب ہو وہ حال نسبت طلسم کشا کے معلوم ہو اُس لوح کو دیکھا اُسمین لکھا پایا
کہ اُسکو باہر قلعہ کے لیجاکر وہ جو پہاڑ بانی طلسم نے بنایا ہی اور کوہ حکمت کہلاتا ہی اُس پہاڑ کی چوٹی پر ایک
سِل بہت بڑی یاقوت کی پڑی ہی پس اُس سِل پر اسکو بٹھا کر کرے اور پڑھے پڑھنے اسکے
اژدہا اور دہان لیجانیکی شرط اسلیے ہی کہ اُس یاقوت کی سل پر کچھ لکھا ہی کہ وہ سوائے طلسم کشا کے
اور کوئی پڑھ نہین سکتا ہی اگر یہ طلسم کشا ہی تو اُن حرفون کو پڑھیگا تمھین بھی حال معلوم ہوگا پس
اُسیجگہ لیجانا صلاح ہی یہ اُس تختی سے معلوم کرکے اُس ساحر نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور سب دیوانون
سے کہا اس مسلمان کو میرے ساتھ لے آؤ غرض کہ آگے یہ اور پیچھے سب ساحر شہزادہ کو لیے قلعہ سے
باہر نکلے اور ایک کوہ پُرشکوہ پر لائے اُس پہاڑ پر چشمہ جاری میوہ اور گلون کے درخت بیشمار
فیض بادبہاری ہیچ مین کوہ کے قلہ پر ایک سنگ سرخ نصب زمرد کے حرف اُسمین پچی کیے ہوئے
طغرائے بہار انگیز خط بہار تھا دیوانون نے اس ہوشیار کو اُس پتھر پر بٹھایا اور درپے آزار ہوئے
لیکن اُن ساحرون سے تو حرف اُس پتھر کے پڑھے بجاتے تھے اس رازدان طلسم سے پڑھے گئے
لکھا تھا کہ یہ طلسم ہمنے مسلمانون کے لیے بنایا ہی ہم بھی حکیم اہل اسلام مین سے تھے اور جانتے تھے
کہ بعد ہمارے قبضہ ساحرون کا طلسم پر ہوجائیگا اور تمام طلسم کفرآباد ہوکر کفرستان کہلائیگا آخر کو طلسم کشا

مسلمان آئیگا پس شکنندۂ طلسم اگر اس مقام پر آئے اور سل پر بٹھایا جائے تو یہ اسم پڑھے قید سے
نجات پائیگا اور قید ظاہری بھی دور ہو جائیگی پھر دوسرا اسم جو قریب اسم اول لکھا ہی اُسکو پڑھکر دستک
دے تو جملہ ساحران بیجا بیہوش ہو جائینگے پھر تیسرا اسم جو حاشیہ سنگ پر لکھا ہی پڑھے زمین سے ایک
عورت قبول صورت پیدا ہوگی اُسکے حسن بے نظیر پر فریفتہ نہو اور اُسکو پکڑ کر اس سل پر بٹھائے یہ
سل شق ہوکر اُڑ جائیگی اور بروے ہوا جاکر معلق ٹنگے گی اور وہ عورت منت بہت کریگی کہ مجکو اُتارلو
چنانچہ جب وہ از حد منت کرے تو اسم چہارم پڑھکر دم کرے یہ سل اُترائیگی آگے پھر اس پتھر پر جو کچھ لکھا
پائے اُسپر عمل کرے شہزادہ نے یہ مضمون جو پڑھا نہایت خوش ہوا اور اول فاتحہ بروح حکمار بانی
طلسم پڑھی پھر اسم اول کو پڑھکر اپنے اوپر دم کیا مشکین کھلگئین دست و پامین قوت آئی اُٹھکر ساحرون پر
چلا وہ سب لپٹنے کو دوڑے اور غلغلہ برپا ہوا کہ لینا گھبرنا یہ بھی ساحر ہی جانے نہ پائے اِسنے دوسرا اسم پڑھکر
دستک دی یکایک ایسی ہوا غیب سے چلی کہ سب ساحران نابکار مثل مردۂ صد سالہ زمین پر گر کر بیہوش
ہوگئے اس بہادر نے سبکے سر کاٹ ڈالے شور آفت خیز اور ہنگامۂ قیامت انگیز برپا ہوا شہزادہ نے اسم
سوم ورد زبان کیا دفعۃً زمین شق ہوئی اور گنجینۂ حسن ظاہر ہوا وہ زن خوبرو با حسن بیمثل پیدا ہوئی
کہ مشاطۂ فلک اُسکے رخ و دندان پر سے نثار کرتی زلف اُسکی یون
زمین سے نکلی کہ مار گنج پر سے باہر آیا گات نے اُسکی درج جواہر کو شرمایا کمر نے اُسکی تار طلائی شعاع
مہر کا عالم دکھایا سرین کو سبوچۂ نقرئی بایا از سر تا پا وہ زور رقم طرفہ نوم تھی حسن کی اُسکے دھوم تھی نظم

غضب تھی زلف مشکین اُسکے رخ پر	طلب مین نافۂ آہو سرشہ	لباس اُسکا معطر صورت گل
ہوا خواہ اُس سمنبر کی تھی بلبل	عضب تھی عطر کی فتنہ کی خوشبو	کہ فتنہ خیز تھی وہ ماہ پیکر
پریشانون کو سودا زلف کا تھا	جنون کے واسطے اِک سلسلہ تھا	پس وہ گوہر گنجینۂ اسرار بہادر

شہزادۂ ذی تبار مین آکر آبرو بخش ہوئی اور لب سے یون دُر فشانی فرمائی کہ سامری قسم تم بڑے
بیمروت ہو ہم تمکو ڈھونڈھتے پھرتے ہین نادیدہ فریفتۂ تمہر ہوئے ہین اور تم آنکھ بھی نہین ملاتے ہو ہمکو
ہجر مین تڑپتے ہو شہزادہ نے اُسکی صورت زیبا کو بدتر از آسیب سمجھکر کمر کی راہ سے محبت جتائی اور آغوش
مین لینے کا ارادہ کیا وہ بھی لپٹ گئی اِسنے اُسکو اُٹھاکر اُس سل پر بٹھا دیا وہ سل بھی اُڑتا ہوا
یکایک سل جانب فلک بلند ہوئی اور بروے ہوا جاکر ٹھہری وہ زن سہ سیما بکاری کہ ای صاحب واسطہ

اپنے دین و مذہب کا مجکو اُتار لیجیے دیکھیے اتنی ہیرا دی نکیجیے کسیکو بین بیچ ادھڑ مین نہین چھوڑتے رشتۂ
الفت نہین توڑتے ہاے جمشید کیسی میری جان آفت مین پھنسی ہاے مین غضب مین گھر گئی یہ کہتی تھی
اور ہاتھ باندھتی تھی جب منت وزاری اُسکی حد سے زیادہ ہوئی شہزادہ نے اسم چہارم پڑھا کہ وہ سل
اُترائی اُسوقت پہاڑ کے ایک گوشہ کی جانب سے ایک ساحر عیار پیدا ہوا کہ سر پہاڑ سا بندۂ مکار و زبردست
تھا آتے ہی اُس زن پُرفن کو اُسنے ڈانٹا کہ اری او فحبہ تو اِس سلمان سے ملگئی رہ تو جا تیری سزا تیرے
کنار مین رکھتا ہون یہ کہکر تاریخ جھولی سے نکالکر مارا اُس عورت نے سحر پڑھکر تاریخ رد کیا اور وہی سل کہ جسپر
ار گئی تھی اُٹھاکر زور سحر ساحر پر ماری کہ ہرچند وہ بچا لیکن بچ نسکا سل پر جو پڑی سو ٹکڑے سر کے
ہوئے غل اُسکے مرنے کا بلند ہوا اور آسمان کی طرف سے شعلہ چمک کر زمین پر گرا غلطک مار کر صورت
عورت کی بنا شہزادہ نے دیکھا کہ ایک عورت مثل بلاے ناگہانی سیہ و سیہ دندان سیہ قلب بیباکی
ایسی ڈراونی کالی بھوانی شیطان کی سگی نانی ہے غارتگر راحت و آرام باعث صد ہزار پریشانی ہے پس
وہ عفریتہ جنگجاری کہ اری دھگڑے باز تو نے طلسم کشا کا ساتھ دیا اور میرے نئے دو لعل پُر ارمان
نوشاہ کو عروس مرگ سے ہم آغوش کیا میرے بیاہ کو ابھی چند روز گذرے تھے کہ تو نے مجھے رانڈ کر دیا مین
جاکر بادشاہ طلسم نزار ربج سے فریاد کرونگی اور جسطرح میرے دل مین آگ لگی ہے ویسے ہی تجکو بھی آتش
عذاب مین جلواؤنگی اُس نازنین نے یہ بیان اُسکا سنکر اُسکو للکارا کہ جا مالزادی ایک فریاد نہین اُٹھا رہ
نا شین میری کر وہ تیرا بادشاہ میرا کیا کریگا اور شہزادہ کی طرف اشارہ کیا کہ دیکھ یہ میرا بادشاہ ہے میرا کنور کنہیا
ہے میرا سانولا سلونا ہے یہ میرا کھلونا ہے تجکو او فاحشہ کبھی الیسا مرد ملا تھا یا کبھی خواب مین بھی تو نے دیکھا تھا اب
جلد یہانسے گذر جا ورنہ اپنے دھگڑے کے پاتھتی تو بھی جائیگی یہ سنکر طیش مین آکر وہ ساحرہ ایک طرف
شعلہ بنکر اُڑ گئی بعد اُسکے جانیکے اِس گلبدن نے ہاتھ اپنے گردن مین شمشاد باغ صاحبقرانی کے ہار کیے
بور کہا اے گل بوستان بیوفائی ہرچند کہ تجھ مین رنگ و فا نہین مگر ہم اپنی سی الفت جتائے دیتے ہین لیجے
طلسم بتائے دیتے ہین سنو اِسے پیارے نام میرا آرائش جادو ہے اور تمیرت سے شیفتہ اور فریفتہ ہون یہ سنکے
کتاب آئین طلسم مین پڑھا تھا کہ طلسم کشا اِس پہاڑ پر آئیگا جو کوئی اُسکی رفاقت کریگا زندہ رہیگا رتبہ اعلے
پر پہونچیگا اور جو کوئی اِس سے بغاوت کریگا مارا جائیگا پس یہ مضمون کتاب مذکور سے پڑھکر منظر آگہی تھی اور
اِس پہاڑ کی حفاظت کرتی تھی آج طالع یاور ہوئے اور بخت رسا نے آپکی خدمت مین پہونچایا اب میرے

ساتھ آپ چلیے مین لوح طلسم جہان ہی اُس راہ پر لگا دون آپکو منزل مقصد پر پہونچا دون یہ کہکر بزور سحر تخت تیار کیا اور شہزادے کو لیکر سوار ہوکر روانہ ہوئی بعد کچھ عرصے کے ایک بیابان مین آکر اُتری وہ جنگل تھا زمین پر طبقۂ بہشت اُتر آیا تھا بلکہ اُس صحرا کو دیکھکر کر دل کا بہشت مین جانے کو جی چاہتا تھا ہر قسم کے درخت اُس جنگل مین لگے تھے یا مسافران عدم جو بہشت کو جاتے تھے یہان کی سیر دیکھنے ٹھہر گئے تھے زمین وہ صاف و شفاف بلور کی طرح چمکتی تھی سراسر نور کی معلوم دیتی تھی اُس سفیدی مین دُور دُور کی سبزی اور گلون کی سرخی سے الماس پر زمرد یا قوت جڑا نظر آتا تھا زیور مرصع کار شاہدان گلعذار کا رنگ دکھاتا تھا ہوائے سرد اور غالیہ بیز ہر سمت وزان تھی مشام اہل انجمن روزگار باتی تھی نہر کی لطافت و تراوت پاکیزگان ہر کی جان تھی دلمین ٹھنڈھک بڑھائی تھی یہ کیفیت نظر آتی تھی نظم

جنت سے تھا بڑھکے وہ بیابان	کیونکر نہ فدا ہو اُسپہ رضوان	تپے جو گرے ہین جھڑکے ہر جا
گلشن مین بچھا ہی فرش دیبا	ہین منتظر بہار اشجار	باندھے ہوئے ہین قطار اشجار
ہر چشمہ ہی مثل چشمۂ خور	بہتے ہین ستارون کیطرح دُر	

شہزادہ اُس بیابان مین تخت پر سے اُترا وہ معشوقۂ باوفا ہاتھ پکڑ کر خرامان خرامان چلی اور ایک تخل سرسبز کے نیچے آکر ٹھہری اُس تخل کی ایک شاخ جانب زمین جھکی تھی مثل عابد پاک طینت سر بسجدہ باعنبان قدرت تھی اُسکے چھینکا اُسمین بندھا تھا وہ بھی کلابتون کا تھا چھینکے مین ایک پتھر یاقوت احمر کا رکھا تھا اُس عجوبہ دہر نے مسکرا کر کہا کہ ای نہال باغ ارجمندی اِس سنگ مین کچھ لکھا ہی اور جو کچھ تحریر ہی مین اُسکو پڑھ نہین سکتی آپ طلسم کشا ہین پڑھکر اُسی طریقہ پر عمل کیجیے کیونکہ اُسپر لکھا ہوا پتھر کی لکیر ہی بہر طلسم کشائی یہ پتھر کیسا ہی شہزادہ نے اُس سنگ کو اُٹھایا بہشت بہل یاقوت کا تراشا ہوا نگینہ پایا نگاہ اُسپر ٹھہر نا محال تھی آفتاب کے چوت کی طرح سرخی اُسکی آنکھون مین اُتری جاتی تھی خوب شہزادہ نے غور کرکے جو پڑھا لکھا دیکھا کہ اِس درخت کا نگہبان ایک اژدہا ہی جب وہ آئے تو اُسپر یہی پتھر لگائے کہ وہ ہلاک ہو جائے اُسکے مرنے سے درخت گل حیات ملکہ ہوادار جاودان ظاہر ہوگا اور اُس پھول پر بھی کچھ لکھا ہوگا۔ یہ مضمون ہنوز پڑھ نہ چکا تھا کہ آواز سائین سائین کی آئی نگاہ اُٹھاکر جو دیکھا ایک اژدر مہیب کو آتے پایا کہ کنکر پتھر ٹیلے ٹیکرے جنگل کے اُسکے سینے کے نیچے سر ہوتے تھے آنکھین مشعل کی طرح روشن تھین منہ بھاڑ کی طرح کھلا تھا عقرب فلک کا سامنے اُسکے زہرہ آب ہوتا تھا تہمورث

زمین کا ایک ہی نوالا کرنے والا تھا غرضکہ وہ بلائے ناگہانی بہت جلد قریب شہزادہ پہونچگیا اور شعلہ
منھ سے چھوڑکر قلہ اُسنے کھینچا شہزادہ تو سرعت اور پھرتی رکھتا تھا جست کرکے اُس درخت کی
آڑ مین جارہا مگر وہ نازنین دم اژدر مین بدلگئی اور قریب تو تھی ہی بہت جلد کھینچکر منھ مین اُسکے پہونچی
شہزادہ نے اِس عرصہ مین لنگر قائم کرکے وہی پتھر اُس موذی پر کھینچ مارا پتھر جو سر پر پڑا اژدر پانی ہوکر
بہا اندھی پانی ظاہر ہوا طوفان عظیم برپا ہوا تمام جنگل آتش بہار ہوا جدھر دیکھا شعلہ اُٹھتے نظر آئے بعد
کچھ دیر کے اندھیرا ہوگیا اور آوازین مہیب آنے لگین کہ ارے غضب کیا اِس مسلمان نے جو اِس
دشت مین آیا نظم

اندھیرا سامنے آنکھون کے آیا	صدا کے ساتھ اُٹھا اک ابر بدرنگ	کرے آسمین سے سو سو مین کے لبِ تنگ
بڑھی خود رفتگی مانند مے نوش	وہ ابر تیرہ اُس جنگل مین چھایا	گھٹا دم جسم مین کے خست ہوئے ہوش
	سنبھالے سے نہ سنبھلا دل عش آیا	زمین پر آپ کو بیہوش پایا

بعد کچھ دیر کے جو ہوش شہزادہ کو آیا دیکھا کہ نہ وہ بیابان ہی نہ وہ آشوب کا سامان ہی مگر ایک اور صحرا ہی کہ
مثل مرد مفلس کے پریشان ہی نہ کوئی شجر ہی نہ دریا ہی نہ انسان ہی نہ حیوان ہی صرف کفدست میدان
ہی اگر وسط صحرا مین ایک درخت بہت مختصر طول مین ہمرنگ قامت یار بہت پُربہار لگا تھا ہر برگ
اُسکا مثل زمرد اخضر چمکتا تھا تنہ درخت کا یاقوت احمر کا تھا شاخین نیلم کی تھین اور مثل دست نگین
معشوق نزاکت سے بھری تھین اور نشہ بادۂ بہار سے جھومتی تھین درخت کی چوٹی پر ایک پھول
جواہر کا لگا ہی جان گلہائے زمانہ ہی چمنستان دہر مین یگانہ ہی پنکھڑیان اُسکی لب نازک معشوقان عالم کو
شرماتین خوشبوئین طرح طرح کی اُسمین آتین دماغ گل پیرہنان دنیا بساتین شہزادہ کا گل باغ خاطر اُس
پھول کو دیکھکر شگفتہ ہوا اور چشم نرگسی سے ٹکٹکی اُسکی جانب باندھی اُسوقت اُس درخت کے پاس
زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نکلی کہ بالکل خبیثہ تھی غول بیابانی اُس سے خوف کھاتا چڑیلون کو
اُسکے سایۂ نحس کا آسیب ہوجاتا اُس زشت کردار نے اِس سعید کو گھورا اور کہا تو کیا تک رہا ہی
شہزادہ نے فرمایا کہ یہ پھول مجکو بہت پسند ہی تو مجکو توڑ دے اُس عفریتہ خصائل نے گھرک کر کہا کہ
موشدی کاٹے تیری نظر کو چھائین پھوین تو توڑے یہ حوصلہ رکھتا ہی کہ پھول توڑے ارے تجکو خاک مین
ملاؤن اِس پھول کے تاکنے والے کو صدقہ اُتارون جادو رہی ہو بیانسے شہزادہ نے کہا تم جو کچھ چاہو کہو
مین بغیر پھول لیے نجاؤنگا یہ کہکر قریب درخت آکر زمین پر لوٹ گیا اور پانوٗن پھیلا کر بیٹھا وہ خبیثہ ہنستی

ہوئی اسکے پاس آئی اور گویا ہوئی کہ اے واہ تمتو خوب راڑ لائے مچلکر پانوں پھیلائے کیون تیری شامت
آئی ہے موت نے گھیرا ہے اے اجل رسیدہ جلد اس شجر کے پاس سے ہوا ہو یہ کہکر شہزادہ کی طرف
ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑ کر اٹھادون ازبسکہ قریب تو استادہ ہی تھی اسنے دونون ہاتھ سے پانون اسکے
پکڑکر جھٹکا جو دیا تھم کے بل وہ گری اسنے تصور کیا کہ یہ ساحرہ ہے سحر پڑھکر چھوٹ جائیگی پس وہ تدبیر کرے کہ
سحر نہ پڑھنے پائے چنانچہ گراتے ہی اسکو زمین سے اٹھکر پانون تو پکڑے ہی تھا اسکو گھمانا شروع
کیا چکر ایسے دیئے کہ ساحرہ کی عقل چکر مین آئی تموج ہوا سے بیہوشی چھائی اسنے خوب گھما کر ایک
پتھر پر سر کے بل دے پٹکا سر اسکا پھٹ گیا سانس بھی اسنے نہ لی واصل جہنم ہوئی پھر غلغلہ دار و گیر
برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا بیابان جادو کو اسکے مرتے ہی اس درخت مین آگ لگی اور سب
درخت جلتے جلتے جب اس پھول کے پاس آگ پہونچی وہ ٹوٹکر زمین پر گرا شہزادہ نے جلدی اٹھا لیا
اور غور سے دیکھا تو جواہر کا پھول کنول کا ہے بلور کی ڈنڈی لگی ہے اس ڈنڈی پر لکھا ہے کہ اے شکنندہ طلسم جسکے پاس طلسم کی
لوح ہے وہ اس پھول کی عاشق ہے اور اسکی جان یہی پھول ہے کسیکو یہ راہین طلسم کی کا ہیگی بلکہ تین جا
یہانتک آتا اور ان جادوگرون کو مارتا تو بہت صاحب نصیب ہے جو یہ پھول تیرے ہاتھ آیا اب
اس گل کو لیکر بہت ہوشیاری سے آگے روانہ ہو ایک ملک مین پہونچے گا اس ملک مین جو کوئی کہ
تجھسے یہ پھول طلب کرے جاننا کہ لوح کا محافظ یہی ہے آگے عقل کا کام ہے للعاقل تکفیہ الاشارۃ یہ
مضمون اس پھول پر تحریر دیکھکر شہزادہ نے پھول توکرے باندھا اور دعاے ماثورہ اور آیہ وغیرہ
صحائف ابراہیمی کی اپنے اوپر دم کیین اور وہان سے آگے بڑھا سیر طلسمات کرتا چند منزل طے کرکے
ایک ملک کے قریب پہونچا دیکھا کہ حصار شہر پر مصفلہ سونے کا کیا ہے آفتاب کی جوت سے ہر سمت
آفتاب نکلا نظر آتا ہے دیوار و در جگمگاتا ہے دروازہ مین تمام جواہر نگار کاری کیا ہے آئندہ و روندہ کا رستہ ہے
مرد کم کم ہین ہزارہا زن خوبرو حور شمائل کا پہرا ہے شہزادہ اندرون شہر قدم زن ہوا اندر آکر جو دیکھا ہر سمت
عورتون ہی کا انتظام پایا ہر بازار مینا بازار نظر آیا و صاف اس شہر کی توصیف مین مقطوع اللسان
خامہ تحریر کی قاصر زبان ہر طرف راز و نیاز کی گرم بازاری خوبرویون کی طرحداری زلف کا سودا ہر خاطر پریشان
ارزان نظارہ اسپے اوپر آپ نازان ہر مکان رفعت مین فلک کیوان طاق ہر ایک رشک ابرو سے
پری رخان محراب کے خم ہلال عید در ہر ایک دیدنی شنیدنی ستون ہر ایک پرنور غیرت ماہ ساعد حور بام پر ضیا کی

قدرت کا ظہور چبوترہ مکان کے آگے مصفا آئینہ سکندر کا نقشہ دکانون مین سرمایۂ عمدہ و بدیع دکاندار کی شان رفیع کہین تمولن اپنی سرخروئی جتاتی کہین ساقن دل عشاق کے دھوئین اُڑاتی تمولن کی دکان پر ہر ایک کو دعوی جان سپاری دل خون ہوجانیکا بیڑا اُٹھاتا عاشق کے خون تھوکنے کی تیاری گال اُسکا یاقوت یا ہر جان عشاق قوت سامنے تمولن کے آئینہ لگا اِدھر اُدھر آئینہ کے سونے چاندی کے مرتبان جنمین معنبر و معطر کیتھا چونا پانون کے سامنے کھلی ہوئی دھولیان سرمایہ نقد و ہوش دھولیتی تھی حسن پر اپنے سوہ لیتی تھی کہ بیت سرخی لب کے وصف مین جسنے + ایک مصرع کہا تو خون تھوکا + وہ لب رنگین پر اُسکے مسی کی دھڑی اور اُسپر پان کا لکھوٹا شب دیجور مین شفق کا تماشا نظر آتا بلکہ ؎ مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے + تماشا ہے تہ آتش دھوان ہے + پیک جہان وہ تھوکتی زمین کا ن یاقوت بنتی زبان اُسکے وصف مین لال ہے ساقن کے حسن کا بھی یہی حال ہے کہ دم اُسکا بھی غنیمت تھا حقہ لعل اُسکا دہن پر نزاکت تھا زلف پیچان پر اُسکے دود آہ عاشق کا گمان تھا رخسار آتشین پر اُسکے خال سیاہ عیان تھا یا سویدائے خاطر عاشقان تھا وہ میزون پر قرینے سے پیچوان دھرے پینے والون کے دماغ خوشبو سے تمباکو کے بسے اور بھرے فرشی حقون کی تمنا مین لب فرش خرمدار کھڑے ساقن کے رخ کا پسینہ عرق بہار سمجھکر ذی جان کو اُس سے بساتے دار و مدار یہ آنسے ہوتے جاتے کہ دم بغیر ہم نہ محروم پھرین تیرے عشق مین ای گل بیان جل جلکر مرین جب دم حقہ پر لگاتے سرد آنکھون مین آتا اُسوقت جھوم کر یہ سناتے کہ بموجب نظم

بزم توحید ست تمباکوے ما	بوی وحدت میدہد ہر موی ما	ان جوانانے کہ تمباکو کشند
اولش اللہ و آخر ہو کشند	کوئی نوجوان عشق مین ساقن کے دل جلا مال و دولت سلفا کیے یہ	
اشعار پڑھتا کہ اشعار	حقہ ای محلس نواز و دلفریب مجلسی	تا پرستش نکوید حرف بیش و کمتری
میتوان آموخت آداب محبت را ازو	سرنہ می پیچد اگر بر سر نہند ش اخگری	کسی طرف بزازہ گلبدن دکان

لگائے بیٹھی اطلس فلک دل اپنے کپڑے کے سامنے واہ نے انجم سے مشجری بناتی جس خریدار اُسکے پاس جاتی لوٹ اُسپر دل ہوا لاہی الٰہی خیر دو دل ہوا شفق کی اطلس سبز نظر مین ناپسند ٹھہری قباے گل گلزار بالکل بری نکلی کف افسوس ململ کر آخر جان دی نہین سکتا اُسی بزازہ کو دیکھکر باقی سودے مین عریانی تن زیب نظر آتی مہر طلعتون کا دل اُسکے حسن کو دیکھکر کتان کیطرح

پارہ پارہ عاشقون کو کنخواب آتا دل اُسی کا یار گاڑھا اُسی طرح ایک سمت شیرینی فروش یعنی حلوائی
ملنکامی خریداران کھویا کرتی جب مٹھائی تھالون مین بھری دکان اُسکی کیا کھلتی در بہشت کا وا ہوتا تھا
جان عاشقان کا دوام گبڑتا لب شیرین پر اُسکے اگر کمی بیٹھ جاتی تو یہ بات عاشقون کو یاد آتی کہ فرد
بیٹھنے سے ترے ہم سمجھے لب یار کو قند + بات مشکل تھی ولے تو نے یہ حلکی کمی + تھال اُسکی دکان
کے مہر و ماہ کے تھالون کو شرماتے جلیبیون اور امرتیون کے بیچ دل کو بیچ مین لاتے برفی پر ائی کا
شک کرنا سراسر ملنکامی ہے شکر پارون کو اخر چرخ کہنا بدنامی ہے کہانتک وصف اُسکا بیان ہو بہتر یہ ہے
کہ توصیف صرافہ مین خامہ روان ہو کہ وہ حرافہ نوجان عاشق کو ٹریون کے مول لیتی فلک کا سینہ
اخترون سے بھرا ہے یا وہ پیسہ کا داغ دیتی اشرفی کو اُس سیمتن نے بہیری سے دیکھا ہے جب تو زر دوست
نصیب ہے سیم سادہ نے جو اُسکے تن صاف سے دعوی ہم بدنی کیا تو سکہ کی ضرب کھائی گلی گلی
ماری ماری پھری آوارگی کا چلن ہوا نگاہ پر ایک طرف اشرفیون کا ڈھیر دوسری جانب روپیون کا
انبار پیسے تھے یا داغ خاطر عاشق نار محک استحان مین ہر ایک کو بنظر سنجیدگی تول لیتی گانٹھ
گرہ کا اُسکی زلف رسا کھول لیتی دولت ہوش و حواس جان و دل مول لیتی عاشق تن سکۂ دل
وہان بھناتے یہ شعر زبان پر لائے کہ بیت طالب نہین ہے دولت دنیا کا دل مرا + اُس سیمتن کا
وصل ہے تحصیل زر مجھے + ایک طرف گندھن رشک چمن گل پیرہن داغ جان خریداران خوشبو سے
بساتی قرابۂ دل مین گلرخساری اُسکی ہر رنگ عطر گل بھری جاتی پسینہ اُسکا گلاب سے کہین بہتر
مجموعہ کا عطر پریشان خاطرون کے لیے بہت خوشتر دمبدم فتنہ سازی کرتی دل بلبل کو آگ پر
دھرتی جب گلاب کشید کرتی جو کوئی صندل مول لینے جاتا اُسکو دیکھکر زر دادن و در دسر خریدن کا
نقشہ نظر آتا پھول بوکری مین بھرے دکان مین دھرے تھے دیار گلشن چھوڑ کر اُسکے کوچہ مین آبسے تھے
اگر کی تبیان سوز درونی کا پتا دتیین جلنے اور دل جلانے کی راہین بسا دتیین شمعین سر کے بل
سنگی تھین مگر زبان بیزبانی یہ کہہ رہی تھین کہ فرد لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیان نہو + جل بجھے
اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو + غرض کون ایسا تھا جسکو اُسکا سہاگ نہ تھا شہزادہ یہ سیر دیکھتا
جیب آگے بڑھا سامنے جوہری بازار نظر پڑا ایک ایک جوہری بچی کان جواہر دکان کو بنائے بیٹھی
تھی جواہر کے دریا مین خود بھی ڈوبی ہوئی تھی اگر جوہر اُنکے کان کا عقد ثریا پر پرتو افگن ہوتا تو اُنکا

ستارۂ قسمت پھر جاتا بالا اُنکے کان کا ہالۂ مہر و ماہ سے بالا عاشقون کو بتاتی وہ تا لا بالا نورتن اُنکے
ستارہ سحری سے زیادہ روشن گوہر دندان سے مملو اُنکا دہن لب اُنکے یاقوت رمانی کو شرماتے عاشق
اُنکے چہرۂ زیبا کو دیکھکر یہ شعر زیبا بر لاتے کہ شعر کیا یاقوت موتی کو جو کھایا پان اُس گل نے + ملی
مسی تو نیلم کر دیا لعل بدخشان کو + وہ جواہر اُنکی دکانون مین تھا کہ ایسا کاہیکو کانون مین تھا اگر جوہری
فلک اُنپے جواہر کو اُلکب کو اُنکے سامنے لاتا تو داغی نگینہ مہر و ماہ ٹھہرایا جاتا خرچ فیروزہ اُنکے فیروزون کے سامنے فیروزی
سیاہ رنگ بدل بدلکر مقابلہ کرنا چاہتا اُن جواہر پوش معشوقون کا کیا وصف بیان ہو نظارہ باز خیال
تیرگی حسن کو اُنکی طلسم جانتا کیون کر لب یاقوت رنگ کے عکس سے کبھی گوہر دندان پارۂ لعل و عقیق
یمن بجاتے اور لب لعلین گاہے عکس گوہر دندان سے ہمسلک گوہر نظر آتے عاشق بار بار یہ شعر زبان پر
لاتے + اُس جواہر پوش کے دیکھے ہین وہ یاقوت لب + جسکی رنگینی کے آگے لعل بھی اک سنگ ہے + بلکہ
بموجب بیت بہ آبداری لعل لبش نخواہد بود + اگر نزار عقیق از یمن شود پیدا + شہزادہ تا دیر اُس بازار مین
ٹھہر کر مصروف تماشا رہا اور دامن نظارہ کو جواہر حسن سے بھرا کیا پھر آگے بڑھا تو قسم قسم کی دکانین نظر آئین
کہین میوہ فروش کہین تر فروش اپنی خوبی حسن کی سرسبزی دکھاتین سکرزین انگیا مین کوے چھپاتین عاشق
تن دولت عشق سے نہال شجر محبت سے باغ دل ہرے ثمر الفت سے مالا مال رنگترے رس بھرے عاشق جاتا
اُنکی چکھنے کو مکڑے پیارۂ سحر مین شفق سرخ فلک نے بھری تھی یا ٹوکری مین نارنگی دھری تھی شریفہ پسند خاطر
وضع و شریف تھا میٹھا بہت لطیف تھا خریدار اکٹھا تھے آبلہ ہاے دل کو خوشۂ انگور سے عاشق لڑاتے
خوشی خوشی آتے اور تر شروئی شکرنی کی اُٹھاتے شیرین کامی مول لیجاتے میوہ فروشی و فرحزن بادام چشم سے صاف کیے دیتے یہ جا
عاشقان برباد کیے تھے سرو قد لپستہ دہن تھی معشوقہ زیبا رشک صد بہار چمن تھی لپتان اُسکے نار و بہی عاشق
کو اُسکے عشق مین جان دہی اناس پسند خاطر عوام الناس لیکن لپتان کا اناس اور تو کیا کہون
لیکن پناہ مین شر الوسواس الخناس سیب ذقن عاشقون کے لیے بلا رب آسیب جان مضطر تاب
شفتالو کو دیکھکر لب نازک کا بوسہ لینے کو جی چاہتا آیہ ولسانا و شفتین زبان پر لاتا فی الحال بیت دکان
پر اُسکے جو اکبار آئے + نہال آرزو مین بار آئے + شہزادہ تعریف سرسبزی شہر فرماتا جاتا تھا کہین
کنجڑن کسیجا حلوائن کسی مقام پر پھٹیاریون کی طرف آبادی پاتا تھا کہ حسن نکین اُنکا دلمین شور محبت
ڈالتا تھا ماہ طلعتون کا دل شعلۂ حسن پر اُنکے کباب ہر گروہ مان اُنکی دکانکا آفتاب سبنوسون مین

دہان معشوق کے بوسون کا مزا کلیجہ وہ اچھا کہ جسکو کل چابین کھانے والے قوت پائین خطائی کبابین
کو ناپسند خاطر کر ناخطا تھا زردے کے عشق مین زرد یکرنگ دیون کو سودا کیسا یرقان ہوا تھا کہ جدھر دیکھو وہی
زرد نظر آتا تھا طباخ فلک آفتاب وماہ کے دو پیڑے لیے صبح وشام پھرتا ہی مگر آنا گیلا رہتا ہی اُسکے پیڑون سے
کب مقابل کرسکتا ہی حسن بھی اُنکا نمک پاش زخم جگر دل سوز غم مین کباب سے بدتر نظم

ملاحت اُنکے رخیر تھی نمودار	صباحت کا ہوا تھا گرم بازار	جو وہ شیرین دہن کرتین تبسم
تو خوش آتا تھا اُسجا شور مردم	کھین کلال کی دکان تھی کلوارن نشۂ حسن سے مخمور بیٹھی تھی	

پیمانۂ چشم سے شراب غمزہ وناز دیتی تھی بادہ کشونکا اُسجا جماؤ ہر ایک کی زبان پر لاؤ لاؤ گلابیان
شراب ارغوانی وزعفرانی کی میزون پر چنی ہوئین ہیخوارون کی نگاہین اُسپر جمی ہوئین کوئی
عالم مستی مین یہ شعر زبان پر لاتا کہ بیت زمینده چشم یارمین سرخی ہی نشہ کی + کیفیت شراب کے
قابل یہ جام ہی + کوئی کہتا کہ شعر وہ صراحی تو ساقیا ڈھلکا + کاگ اُڑتا ہی جس سے بوتل کا +
شہزادہ اُس شہر نوزاد کو دیکھکر بہت محظوظ ومسرور ہوا اور قریب دار الامارۃ شاہی سیر کنان پہونچا
یہان طرفہ ماجرا دیکھا کہ قصر شاہی سے بہت دور تک ہزارہا مالن غنچہ دہن ٹوکریان پھولون سے بھری
بیٹھی ہین ہرے ہرے پتون کی چنگیرین بنا رہی ہین جھبڑیون مین گہنا گوندھکر لگا رہی ہین گل سرخ
کی شوخ رنگی دکھا رہی ہین ایک ایک انمین حور بہشت برین ہی لباس اُنکا نہایت پرتزئین ہی
اگر وہ مالنین پھولون کو رشتہ مین نہ گوندھتین تو ہر پھول بیقرار ہوکر شب کو جگنو بنکر باغ عالم مین
اڑ جاتا فرط غم سے صورت داغ جگر عاشق بنجاتا غنچہ اپنی گرہ کا زر چرخ کرکے اُن مالنون پاس آتا تھا
بہار نے در پردہ گل اشرفی کا خزانہ اُنپر سے لٹا دیا تھا لالہ اُنکا داغی غلام تھا عندلیب شیدا کی طرح ہر
دل اُن گلرخسارون کے عشق مین بدنام تھا سوسن اُنکی ادنی کنیز تھی سیدھے منھ بات کرتین ہی
آرزو رکھتی ہمہ تن زبان ہوکر خاموش بصد تمیز تھی جو ہی جو وہ اُن البیلیون پر نثار تھی چنبیلی اُنکی
بنکر گلے کا ہار تھی غنچہ اُنکے دہان تنگ کے روبرو خاموش نرگس کو اُنکی چشم حیا پوش کے دیکھنے کا دماغ
جوش گل اُنکے سامنے کیا دعوی نزاکت کرتا جنکا یہ حال تھا کہ بیت نازک اندامی مین کیا نسبت کسیکو
یاسے + بدھیان پڑتی ہین اُس گل کے بدن پر ہار سے + شہزادہ نے اُن گلرخسارون کا باغ لگا
ہوا دیکھکر غنچہ خاطر شگفتہ فرمایا اور اُنسے پوچھا کہ ای گلعذاران سراپا بہار بیان تم کس گل کی ہوائے محبت مین

جمع ہوا انھون نے جو ابدیا کہ ای شخص معلوم ہوتا ہی کہ تو نووارد ہی یہانکا آئین نہین جانتا ہی اس شہر کی
مالکہ ملکہ ہواوار جادو جسکو پھول بادشاہ زادی بھی کہتے ہین اُسکو ایک پھول کی خواہش ہی اُسیکی
تلاش مین ہر روز یہان آتی ہی اور تمام بانار کے پھول خرید لے جاتی ہی اور ہمسے تاکید فرماتی ہی کہ دور دور
کے باغون اور صحراؤن سے ہر روز پھول لاؤ ہم اُسکی خاطر سے بڑی بڑی دور سے پھول لاتے ہین
اور اُسکے لیے گنا بناتے ہین یہ سب اُسیکے دم کا مجمع ہی ابھی تک تو جس پھول کی اُسکو تمنا ہی وہ دستیاب
نہین ہوا ہی شہزادہ نے یہ اجرا جو سنا دل سے کہا اُسی پھول کی یہ شہزادی عاشق ہی جو تجکو ملا ہی تو
بھی اپنا پھول ہاتھ مین لیکر اِس بازار مین کھڑا رہ دیکھ تو پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی پس
یہ سوچکر اُسنے وہ پھول طلسمی نکالا اور ہتیلی کی چنگیر پر رکھکر ایک سمت اُس بازار مین کھڑا ہوا جب
پچھلا پہر دن باقی رہا اور گل آفتاب زرد ہونے لگا کہ بموجب شعر بہار شام طرفہ رنگ لائی پگل
خورشید پر آئی نباہی + سہانا وقت ہوتے ہی اُس بازار مین سقنیان مشکین کمر پر دھرے جنپر نرالے
کے فوارے چڑھے گلاب اور کیوڑے سے بھرے لیکر آئین وہ سقنیان بھی نوجوان حسینہ وجمیلہ تھین
دست نگار مین اُنکے حنا آلود جوڑے اُنکے ترچھے بندھے بادلہ نگار لنگیان کندھے پر ڈالے آڑے
تسمہ گلے مین پڑے سونے کے کانٹے لگے وہ اُنکا اترا کر چلنا قمقمون مین انگیلے کے واژگون گلاس کا
عالم لبون پر مسی کی دھڑی اُسپر لال جمی کالی گھٹا مین بجلی چمک رہی کانون مین بجلیون کا تڑپنا دلپر بجلی
گرانا دست رنگین کا ہر چھلا عاشقون کو کل کھلونا پائے نازک مین کڑے پڑے نرم دل عشاق کو گرانپن
دکھاتے پامال ہونے کی ہوس بڑھاتے اُن رنگین اداؤن نے تمام بازار مین چھڑکاؤ کیا اور سڑک کو
ہمشکل آئینۂ سکندر بنا دیا کوچہ کوچہ گلاب کیوڑے سے بسا دیا بعد کچھ دیر کے اہتمام سواری کا ہوتا
نظر آیا آگے آگے صدہا نازنین کو منتظم پایا پھر ترکتین حبشنین قلماقنیان آراستہ پیکریان داغستانیان سیمتنین
کاندھون پر رکھے گذرین اُنکے بعد کئی سو چوبدار نیان عصاہاے طلائی و نقرئی
لیے بلبل کی طرح چہکتین آوازین طرقوا کی دنین ہٹو بچو کا شور بلند بڑھے عمر و دولت شہنشاہ ارجمند بختیار
چاؤشون کیطرح للکارتین نکلین ایک ایک آئین پری رخسار تھی حسن کے جوش جوانی کی بہار تھی
وہ اُنکا اُٹھلا کر پانون دھرنا سر پر تمغون کا چمکنا مچھلیون کا الٹا عکس اُن مچھلیون کا
آئینۂ رخسار مین اُنکے جو پڑتا تو بحر حسن مین ماہیون کا تیرنا معلوم دیتا اُنکے گذر جانے کے بعد

ہزارہا کنیزان مہر دیدار لباس ارغوانی و زعفرانی زیب جسم کیے زیور جواہر آگین پہنے مرکبہائے باد رفتار پر سوار پیدا ہوئین کلغیان مرکبون کی چوٹیون پر لگین زین جواہر دوز کسا یا کھرین پر تکلف پٹھون پر پڑین دہانے رشک ہلال چڑھے کندہ کیے ہوئے نظم

کیا کیجیے وصف راہ و رہوار	ہی ٹھیک برنگ نغمہ و تار	زیور سے لدا ہر ایک گھوڑا
گلبن ہو جمین مین جیسے زیبا	سرعت مین ہوا سے تھے کہین فزا	زیور سے تھے گنج باد آورد

وہ نازنین شمشاد خامان چھیڑ چھاڑ آپسمین کرتی جاتین کوئی اپنے عاشق کو کڑا پن دکھاتی کوئی آنکھ سے آنکھ لڑاتی کوئی شرماجاتی غنگ جوبن کا عالم دکھاتی اسیطرح یہ مجمع بھی گذر گیا پھر سامان بہار اور جلوس سواری پیدا ہوا دل تماشائیون کا جسپر شیدا ہوا اُس پھول بازار مین حور کردار دن کا جمع ہونا گلزار بہشت کا رنگ نظر آتا تھا عود و عنبر کے لخلخون پر مشک ختن صدقہ ہوا جاتا تھا شام و سحر معطر تھا فروغ حسن مہر طلعتان سے کاشانۂ عالم منور تھا نقیبون کی صدا نغمۂ بلبل گلرخون کی آواز صدائے خندۂ گل چشم نظارگیان سواری کے اشتیاق دید مین برابر لگی تھین نرگستان باغ فردوس کا رنگ دکھاتی تھین آئینہ رویون کا برابر صف باندھکر چلنا چشمۂ صفا کا لہرانا تھا یا روح سکندر کو شرماتا تھا آئینہ خانۂ عالم مین حیرت کا عالم نظر آتا تھا لب معجوب کے مسی زیب سے تھے تختۂ سوسن کا پھولا تھا خوبرائی کبک چال بھولا تھا ناظر اور خواجہ سرا غلمان پیکر سرگرم اہتمام ہٹو بچو کا غل نہایت دھوم دھام کہاریون کی صورتین پیاری پھلیان سرون پر لگین تنکے یا تو تنین بھاری ہر ایک اپنے جوبن مین اترائی تھی کھلکھلاتی تھی کہ بموجب نظم

سواری سے ہوئی پہلے نمودار	بہت آراستہ افواج جرار	پھر اُسکے اردلی کے خاص بردار
ہزار اک لخت تھے ہمراہ سردار	لباس اُنکے بدن پر زعفرانی	پھر اُنکے پیلیون مین تھا سونکا پانی
علم ہاتھون مین تلوارین برابر	سر اُنکا ن وہ ٹھہرے افسر آکر	عقب خواجہ سراؤن کا تھا حلقا
ترک اُنکا زمانہ سے جدا تھا	قباؤن مین وہ اُنکے صرف کمخواب	خجل تھا اشرفی بوٹی سے مہتاب
مرصع تھا یراق و ساز زرکار	یہ سب خواجہ سرا گھوڑون پہ اسوار	گروہ اُنکے عقب پھر عورتون کا
ہر اک خورشید رو مہتاب سیما	جوان ہر ایک کم سن و کش حور	سراپا پیرہن جسمون پہ پر نور
ہر اک پہنے مرصع کار زیور	مقابل اُنکے ذرہ مہر انور	عیان ناز اور کرشمے تھے غضب کے

مزین برجھیان ہاتھونمین سب کے	پیادہ یا خرامان تھین زمین پر	یہ نکلین آکے دوکان سے کے برابر
پری تھی ایک اس حلقہ کے اندر	خجل تھا جسکے رخ سے مہر انور	یعنے ایک سراپا ناز عربدہ ساز

ہوادار پر سوار گرد اسکے پریون کی قطار ظاہر ہوئی شہزادہ نے ایسی صورت کبھی نہ دیکھی تھی وہ رشک فرماے انجمن رونق کاشانۂ جان وتن روح روان عاشقان جان جہان سردار محبوبان زمان گل باغ شرم وحیا گلدستۂ بزم جفا غارتگر کشور دل کاروان اضطراب کی منزل ترک ستمگر لشکر غمزہ وناز کی افسر خوش رو خوش خو گل اندام باعث صبر وآرام سرو گلزار رعنائی شمشاد گلستان زیبائی دلدار وولبر گلفام وسمنبر بلکہ اور دنیا بھر کی خوبیان اسمین تھین کرشمہ وناز وادا کی پوٹ دل آسیر لوٹ بہار گلشن وصل زمانہ حسن کی نصل نظم

وہ تھی ایسی حسین وخوبصورت	قمر کے دل مین ہی داغ کدورت	نہین ہی ماہ مین اک سکا ثانی
خجل ہی آفتاب آسمانی	بلاشک قوم مین آدم کے تھی فرد	کہ چہرہ شرم سے ہی حور کا زرد
ہوئی پیدا نہ ایسی اور نہ ہوگی	نظر آتی تھی اک قدرت خدا کی	اس حسن خداداد و پرنزاکت

اس رشک حور کی ایسی تھی کہ ہوا کے جھونکے سے مرجھاتی تھی مگر اس گل کی دوہری ہوئی جاتی تھی پس اس نازکبدن نے تمام بازار مین پھر کر جتنے گلفروش بیٹھے تھے سبکے پھول مول لیے اور پھرتی ہوئی قریب شہزادہ آئی طرفہ ماجرا دیکھا کہ ایک گل باغ نوجوانی شہزادہ حسن مین لاثانی روح قالب حور ملایک فریب چشم حسن کا نور مار خمار جسکے ساحر زلف کے افسون سے تہ دام جادو نگاہون مین اسکا افسر نام لب جان بخش کا اسکے مسیحا تشنہ خضر چاہ زنخدان پر آب مصفا کا پیاسا دہن غنچۂ باغ لطافت آتش نمرود نخوتان کے لیے گلزار ابراہیمی اسکا رخسار پرنزاکت لیلی اسکی مجنون مشتری حسن ہزار جان سے مفتون قامت اسکا قیامت سرو بار دار آفت سرآمد خسروان زمن شیرین سخن عنقاے اوج رعنائی ہمایون طاؤس چمن زیبائی دافع حزن دل رنجور سراپا ابتہاج وسرور خوبی مین خوبی تقدیر چین کی صورت راحت کی تصویر کہ نظم

لٹکتے پانون تک ہین موے مشکین	فدا ہین ناقہاے آہوے چین	جبک ان بالون کو دیتا ہی وہ گل بیاس
سلے ہی خوشۂ انگور کو آب	عجب بالون مین پیشانی پرنور	میان ابر تیرہ جلوۂ حور
بیاض صبح کی وہ لوح ہی صاف	وہ آئینہ جلا جسپر ہی شفاف	سیہ آنکھین ہین لیکن چشم بددور

بھرا ہی آفتاب سحر کا نور

پس وہ سہی بالا ایک پھول ہاتھ پر رکھے کھڑا ہی غور سے جو دیکھا وہی پھول پایا کہ جو اپنی زندگی کے باغ کا ہی پھول تو باعث حیات ہی مگر پھول والا سبب حیات ہی دیکھتے ہی ہوائے عشق نے گلہائے ہوس ریاض دل مین کھلائے بادصرصر نے گلستان صبر و قرار تاراج فرمایا بیتاب ہوکے نقد ہوش و حواس کھوکے اپنی کنیزون سے کہا کہ جس پھول کی مین تمنا مین تھی وہ آج نظر آیا گل مراد بوستان امید مین باغبان قدرت نے شگفتہ فرمایا تم جلد یہان سے جاؤ اس جوان رعنا کو جو پھول لیے کھڑا ہی میرے پاس بلا لاؤ یہ حکم سنکر محکم جادو نام ایک انیس مع چند کنیزان باآئین سلیس روانہ ہوئی اور بعد انداز شہزادہ کے پاس آکر گلفشانی کی کہ ای میان سافر چلو ہماری ملکہ نے تمھین بلایا ہی شہزادہ کا بھی اس آئینہ رو کو دیکھکر سکے کا عالم تھا گریبان تا بدامن دریدہ تیغ الم سے سر عشرت بریدہ درد و درمان سے بہتر سینہ یاد روے مصفا مین آئینہ تابان سے بڑھکر بیت جلوہ کا تیرے وہ عالم ہی کہ گر کیجے خیال + دیدۂ دل کو زیارت گاہ حیرانی کرے + ان کنیزون کے کلام کا اس حیران نے مطلق جواب نہ دیا پھر تو وہ قہقہہ مار کر ہنسین اور کویا ہوئین کہ خدانخواستہ کیا حضور کے دشمن بہرے ہین ای صاحب ہم غریبون کی طرف نظر مرحمت فرمایئے ملکہ صاحب نے بلایا ہی تشریف لیجایئے شہزادہ نے اب بھی لبون سے سخن کو آشنا نہ کیا ایک کنیز نے انمین سے کہا ای بوا اس مردے کو بڑا غرور ہی اپنے ٹھسے مین کسی سے آنکھ نہین ملاتا ہی دوسری نے کہا نہین نہین ایسا تو نہ کہو یہ تو ہنستی پیشانی نظر آتا ہی چہرہ اسکا رونون کو ہنساتا ہی تیسری بولی کہ مجھے اپنے دیدون کی قسم ایسا اخمار بھی پھوٹے دیدون نہین بھاتا چوتھی نے شہزادہ کا بازو پکڑ کر ہلایا اور کہا ای میرے اللہ آپکو ملے غرور کے بات کرنا بھی دشوار ہی ذرا تو منھ سے بولیے سر سے کھیلیے کیا ہم سبکو آپ نے کوڑا سمجھ لیا ہی یا دیوانہ بنایا ہی شہزادہ نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ ہماری چشم نمناک ہی دل وحشت منزل صد چاک ہی جامہ ہستی اندام شوق پر تنگ جینے سے ہمکو ننگ دل پھوڑے کی طرح پکتا ہی کچھ خون بدن کا خشک ہوتا ہی کچھ آنکھون سے ٹپکتا ہی زبان ناطقہ لال ہی تمھین کیا بتائین کہ کیا حال ہی بیت وہ بدخو اور میری جان عشق طولانی + عبارت مختصر قاصد بھی گھبرا جاتے ہی مجھسے + یہ جملہ سنکر وہ گل اندام پھر کھلکھلا کر ہنسین اور اپسمین کہا ای بوا میرا مردہ دیکھے کچھ بھی تیری سمجھ مین اس مردے کا کہنا آیا اسنے جواب دیا کہ سچ مین تو خاک بھی نہین سمجھی یہ کہکر تیسری کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا ای بھینا سچ کہنا تو کچھ سمجھی کہ یہ بجز طومل کیا بکتی اسنے جواب دیا کہ اپنی جان جوانی کی قسم جو ذرا بھی میرے خیال مین انکی بات آئی ہو اب ذرا وہ کھو

مین پھر پوچھتی ہون یہ کہکر آگے بڑھی اور شہزادہ سے کویا ہوئی کہ حضور کو ملکہ صاحبہ بلاتی ہین وہان قدم رنجہ فرمانے کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین شہزادہ نے بجواب اسکے کلام کے یہ اشعار پڑھے کہ

ہوے ہین پانون ہی پہلے نبرد عشق مین زخمی	نہ بھاگا جاے ہی مجھ سے نہ ٹھہرا جاے ہی مجھسے
سنبھالے دے مجھے اے نا امیدی کیا قیامت ہی	کہ داماں خیال یار چھوٹا جاے ہی مجھسے
اُدھر وہ بدگمانی ہی اِدھر یہ ناتوانی ہی	نہ پوچھا جاے ہی اُس سے نہ بولا جاے ہی مجھسے

اُن نازنینون نے کہا اے بہن واسطہ ساری کا جلد بہانسے چلو نہین تو دق کا عارضہ ہو جائیگا دم بھر اگر لب پر آگیا مین تو پتھر ہو جاؤنگی اِس اُلجھن کی کب تاب لاؤنگی اُنھین مین سے ایک بولی کہ نوج بیوی ایسا کون متھون مرد واہین نے نہین دیکھا اور نہ یہ تین سپارون کا سبق آتو نے مجکو پڑھایا ہاہاہاہ اے نہ صاحب بھلا اِنسے کون مغز پھوڑیگا ہان ہان چلو ملکہ صاحب جانین اور اُنکا کام جانے یہ کہکر سب ہانسے پھرین اور آن واداد کھاتین ملکہ پاس جاکر عرض پیرا ہوئین کہ واری وہ مرد واتو نہین معلوم کیا پڑھا ہی جمشید قسم کچھ ہم نگوڑیون کو سمجھائی نہین دیا اور نہ کچھ اُسنے ہماری بات کا جواب دیا کیا کچھ عشق بکے گیا ملکہ یہ سنکر سمجھی کہ یہ شخص کسی پر فریفتہ ہی جب ہی اِسطرح حیران کھڑا ہی تو خود چلکر اِس مریض عشق کی عیادت کریہ سوچکر ہوادار کو بڑھا کر قریب تر شہزادہ شوریدہ سر کے آئی اور اُتر کر زمین پر کھڑی ہوئی شہزادہ نے دیکھا کہ سایۂ مردان بھی اُسپر بار ہی نازکی سے کھڑا ہونا دشوار ہی شہزادہ نہزار جان سے اُسپر فریفتہ ہوا اور اُس نازک نے پائینچے سنبھالکر کلائی پر ڈالے کنیزون کے کندھے پر ہاتھ رکھکر بہت آہستہ سے لبون کو جنبش دی اور ہوائے کلام نے گلہاے بیان کی خوشبو مشام شہزادہ مین پہونچائی یعنی وہ پری یہ سخن زبان پر لائی کہ ابیات

کرے ہی قتل لگاوٹ مین تیرا رو دینا	تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے	دکھا کے جنبش لب ہی تمام کر مجکو
نہ دے جو بوسہ تو مُنھ سے کہین جواب تو دے	اے گلبدن باغ محبت اپنا نام بتا یہان آنیکا کام بتا شہزادہ نے	

یہ گلفشانی اُس گلرو کی دیکھکر فرمایا کہ نظم

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہی	تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہی	چپک رہا ہی بدن پر لہو سے پیراہن
ہمارے جیب کو اب حاجت رفو کیا ہی	ملا ہی جسم جہان دل بھی مل گیا ہوگا	اُمید تو ہی جواب راکھ جستجو کیا ہی
رگون مین دوڑنے پھرنیکے ہم نہین قائل	جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہی	رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو بھی

تو کس امید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہی

اُس سمن اندام نے یہ اشعار سنکر خیال کیا کہ اس صحرانورد الفت کو اپنے گھر لیچلنا چاہیے وہان یہ پھول دستیاب ہو جائیگا اور اپنا حال یہ بتائیگا معلوم ہوتا ہی کہ تیرے ہی گلرخسار کا بلبل ہی تجھی پر مائل بے تامل ہی پس یہ سوچکر ہنستی ہوئی آگے بڑھی اور شہزادہ کا ہاتھ تھام کر گویا ہوئی کہ آیئے آپ ہمارے مہمان عزیز ہین غریب خانہ کو اپنے قدم سے کاشانۂ شاہی بنائیے دعوت نوش فرمائیے۔ شہزادہ اُس شنک صد بہار پر ہزار جان سے نثار ہو چکا تھا کچھ عذر چلنے مین نہ کیا اور اُس ماہ وش نے ایک شبدیز باد پیما پر سوار کرایا تمام بازار مین ایک غلغلہ برپا ہوا کہ آجتک اس مہر سیما نے کسیکو بنظر مہر نہ دیکھا تھا اس شخص کا نیر اقبال تابان ہوا جو اس آسمان حسن نے پسند فرمایا غرضکہ ہر ایک اہل حرفہ نے اپنی اپنی متاع عمدہ کو اُس مشتری خصائل پر سے نثار کیا ملکہ موصوفہ نے بھی زر و گوہر بہت کچھ لٹایا کہ ہر ایک نے دامن دامن گوہر و جواہر پایا اور سواری شہزادے نے احتشام سے جانب دولتخانۂ شاہی روانہ ہوئی اور بعد کچھ دور کے شکوہ شکوہ خسروی نظر آیا شہزادہ نے اُس کاخ کو طاق فیروزہ فام آسمان سے بہتر پایا کہ شکل انجم کے تمام دیوار و نمین جواہر تابندہ تھا کہ

در تھے کہ کھلے تھے باب رحمت	دو پٹ ورق کتاب رحمت	ہی قصر فلک رواق اُسکا
ہی عرش بھی پیش طاق اُسکا	وہ باب تھا باب فیض جاوید	کھولی تھی جہان نے چشم امید

ملکہ اُس قصر کے دروازہ پر اُتری سامان تزک اور ملازم سب اپنے مقام پر گئے کنیزین ہمراہ ہوئین شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر ملکہ نے اندر قدم رکھا یساول و حاجب و محلدار نے مجرا کیا جب اندر داخل ہوئے باغ پر بہار لگا تھا بارہ دری کا چین عروس سے بہتر تھا اُس بہار کی گلریزی کی توصیف مین کنار یا غزل

پھر اس انداز سے بہار آئی	کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی	دیکھواے ساکنان خطۂ پاک
اسکو کہتے ہین عالم آرائی	کہ زمین ہو گئی ہی سرتاسر	روکش سطح چرخ مینائی
سبزہ کو جب کہین جگہ نہ ملی	بنگیا روے آب پر کائی	سبزہ و گل کے دیکھنے کے لیے
چشم نرگس کو دی ہی بینائی		

شہزادہ اُس باغ کو دیکھکر باغ باغ ہو گیا کہ ہر روش اُسکی برنگ خط گلزار یا لبسان گلکشان پر انوار تھی ہر تختے مین طرح طرح کے درخت لگے چشم دلکو ٹھنڈک بخشتے سہانا سہانا سایہ ایسا دلکش کہ ہر پان اُسکے سایہ مین دم لینے کی آرزو کرین فرشتے باغ جنان چھوڑکر اُسکی جستجو کرین بلبل شوریدہ کا شور ہمیشہ چمن رقصان مور چاندنی رات مین زینت افزاے گلشن ہا

دنا فرمان وصدبرگ پرچوبن وہ سرو ناز شہزادہ کو سیر دکھاتی بارہ دری مین آئی اُس جگہ کے وصف مین

یہ کافی ہی نسخہ	کیا نور فزا ہر ایک گھر ہی	جو درجہ ہی منزل قمر ہی
لائیگا کوئی کہان سے یہ طرف	پیشین ہین طلا و نقرہ کی حرف	پھولونکے کئی موتیون کے انبار
چونے کو کیا تب اُسکے تیار	ایوان مین ہی فرش سنگ مرمر	ہر چھت مین ٹکے ہین لعل و گوہر
گر دیکھتے اُن چھتون کی پریان	بلقیس کو چھوڑتے سلیمان	گلرنگ ہی فرش جس مکان کا
وہ قطعہ ہی گلشن جنان کا	جس گھر مین ہی سبز سا اساطین	گویا وہ زمردین ہی ایوان

ملکہ نے شہزادہ کو مسند زرکار پر بٹھایا کنیزان نازک اندام نے کشتیان شراب ناب کی حاضرین مجلس نے قاصون نے اور مطربون نے اگر ساز ملایا ملکہ نے جام مے سرخ سے بھر کر شہزادہ کو دیا ملت و مذہب کا جھگڑا شہزادہ درمیان مین لایا کہ ای بت ستمگر خدا کو تو پرستش کرتی ہے تو مین تجھسے رام ہون ملکہ نے کہا آپ نام نامی اپنا بتایئے یہان آنیکا سبب ارشاد فرمایئے شہزادہ نے کہا نام میرا **تورج بن بدیع بن حمزہ** ہی اور طلسم نہزار رنج فتح کرنے کو آیا ہون ملکہ نے فرمایا کہ یہ پھول تم کہان سے لائے ہو شہزادہ نے کہا ایک جنگل مین تھا توڑ کر لایا ہون اور جانتا ہون کہ ملکہ ہوا دار جادو کی یہ پھول جان ہی ملکہ یہ کلام سنکر سٹن ہو گئی اور دلسے کہا ای میرے نصیبو کی شامت کہ اُس شخص پر بھی تاثیر اِس پھول کی ظاہر ہو اِس شہزادی کی ایک دایہ ہی کہ نام اُسکا محو جادو ہی اُسنے چپکے سے کان مین کہا کہ ای شہزادی علیحدہ چلو تو مین کچھ عرض کرون ملکہ الگ اُسکے ساتھ آئی اُسنے کہا کہ نام اِس شخص کا جو مین نے سُنا تو طلسم کشا کے نام سے ملتا ہی سنتے آتے ہین کہ طلسم کشا کا نام تو رہوگا پس یہ بیشک فتاح طلسم ہی تم اُسکو مار ڈالو ملکہ نے یہ سنکر اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا ای انا آج تمھاری عقل کدھر ہی کیون میری جان کے پیچھے پڑی ہو بھلا سنو تو سہی مین اُسپر ذرا کچھ زیادتی کرون اور وہ پھول کو مل ڈالے تو پھر کہو کیسی بنے پس مین منت خوشامد کرکے پھول لے لون تو مار ڈالون دایہ یہ باتین سنکر خاموش ہو رہی اور ملکہ پھر شہزادہ پاس آئی اور وہ پچھلا دن تو تمام ہو چکا تھا ہی نامید وماہ بزم آرائے کاخ فلک تھے کہ **بیت** پری بنکر پھر آئی شام دلخواہ ٭ ہوا شاکع جہان جلوۂ ماہ ٭ ملکہ نے آکر پہلے شہزادہ مین زینت بخشی تمام باغ اور ایوان مین فراشیون نے روشنی کی ملکہ نے سوال اسلام اختیار کرنے کے جواب مین شہزادہ سے کہا کہ ای شہزادہ معلوم ہوا کہ آپ مسلمان ہین اور بارادہ طلسم شکنی یہان تشریف لائے ہین اب میرا حال سنیے کہ مین دختر بادشاہ طلسم ہون جب میرے

باپ نے قضا کی تو یہ بادشاہ جواب تاجدار ہی اسنے سلطنت بزور حاصل کی اور یہ پھول سحر کا میری قضا ہو
اور درخت سحر مین لگا کر بیابان حیرت مین درخت بھجوادیا اُس روز سے مین خائف ہوئی اور بادشاہ مذکور کی مین نے
اطاعت اختیار کی اُسنے چند ساحر میرے نگہبان مقرر کیے اور میری دایہ کو مع ان کنیزون اور انیسون
کے اِس قلعہ مین بھیجدیا اور اژدر سوار جادو نام ایک ساحر کو یہانکا حاکم کرکے میرا محافظ کیا مین خراج اِس
قلعہ کا اژدر سوار پاس بھیجدیتی ہون اور مین نے اپنے بزرگون سے سنا تھا کہ گل حیات میرا ہنوایا جائیگا اور
اُسکو کوئی شخص بیچے لائیگا چنانچہ اُسکی تلاش مین ہر روز مین پھول لیتے بازار مین جاتی تھی اب یہ
حقیقت سنیے کہ بادشاہ طلسم نے اُس پھول کو بنوا کر تجکو قتل کیون نکیا باعث اِسکا یہ تھا کہ میرے باپ کے
عہد مین حکیم خردمند زندہ تھے اور لوح طلسم اُنھون نے والد کو بتادی تھی اور والد نے وہ میرے حوالہ
فرمائی تھی چنانچہ وہ میرے قبضہ مین ابتک ہی پس اسی خوف سے بادشاہ طلسم میرا کچھ نکر سکا اور یہ بادشاہ
ملازمان افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا مین سے ہی اور اُسکی اعانت سے اِس طلسم پر سلطنت
کرتا ہی یہ میرا حال ہی جو آپ سے بیان کیا اب کنیز کو آپ سرفراز فرماکر براہ عنایت یہ پھول مرحمت فرمائیے
اور جو کچھ قیمت اِسکی کہیے وہ حاضر کیجائے شہزادہ نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ اے ملکہ مجکو حقتعالی نے طلسم کشا
کیا ہی اور وہ زور دیا ہی کہ جسنے میرا مقابلہ کیا مارا گیا اب تمھین بھی لازم کہ ادیان باطلہ کو ترک کرکے خدائے
لایزال کو سجدہ کرو اور اگر یہ پھول مجھسے طلب کرتی ہو تو میری جان تک تمپر نثار اور قربان ہی وہی پھول
بہتر جو تمہارے سر چڑھے آپ یہ گل مجھے لیجیے لیکن اے جان عالم میرا کہنا مانیے دین خدا پرستی اختیار کیجیے ملکہ
نے ہنسکر کہا کہ اے بانی صد جور و جفا اگر تو میرا عاشق ہوتا تو پہلے ہی یہ پھول مجکو دیتا خیر اب بھی کچھ نہین
گیا ہی میرا دل تجھپر آچکا ہی لایہ پھول میرے حوالہ کر پھر جو تو کہیگا مین منظور کرونگی شہزادہ نے پھول
ہاتھ پر رکھکر سامنے تذر پکڑا اور کہا یہ مین جانتا ہون کہ یہ مقام طلسم ہی اور میری جان کے سب
دشمن ہین اور لوح تمھارے پاس ہی اور تم مجکو فریب دی رہی ہو مگر حضرت عشق نے مجکو ناچار کردیا
ہی بحر محبت مین ڈوب چکا ہون طبیعت پر کچھ بس نہین چلتا ہی اب تمنے مسلمان ہونیکا اقرار کیا ہی
یہ گل حاضر ہی لیجیے اور جو میرے حق مین بہتر ہو وہ کیجیے کیونکہ تیرے ہاتھ سے مارا جانا بھی عین زندگی
ہی یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا ملکہ بھی اُسپر فریفتہ ہو چکی تھی ان باتون سے اور زیادہ آتش
محبت شعلہ ور ہوئی پھول تو ہاتھ پر سے شہزادہ کے اُٹھا لیا اور کہا اُس بنگلہ مین جو نہر کے

کنارے بنا ہی نشر لیف لیجایے مین بھی آتی ہون شہزادہ اسکے کہنے سے اُٹھکر بنگلہ کی جانب چلا کنیزین چند ہمراہ ہوئین یہ حال اسکی دایہ محو جادو نے جو دیکھا پکاری کہ ارے کنواری تو گور سے در گور ہو تیرا ستیاناس بجائے اب تو مسلمان ہوکر اس مردوے کے پہلو مین بیٹھیگی ملکہ نے کہا دایہ امان مین نے محبت جتاکر پھول اپنا اس سے لیا دایہ نے کہا او چھوکری تیری تو وہ مثل ہوئی کہ جن جانے انھین لجائے کیون مجکو دم دیتی ہی مین تجھی بھولی نہین ساٹھ برس کی جرو اتو میرے آگے کی چھوکری کیا مین تیرے فقرے جانتی نہین ملکہ نے یہ کلام سنکر دایہ کو گھورکا کہ جادو رہو مردار جو میرے جی مین آئیگا کرونگی یہ سنتے ہی دایہ پر پیچ پڑنے لگی کہ ارے تیرا ستیاناس بجائے تو نے مجکو مردار کہا اری مین نے تجھے دھار کا مجکو دودھ پلایا کیلے مین آپ سوئی سوکھے مین تجکو سلایا اور تو نے اچھتیسی مجکو مردار بنایا تجھے کیا کہکے نکو سون رہ تو جا تیری ایسی تیسی کی یہ کہکر دوشالہ اُٹھاکر جانب ملکہ چلی ملکہ نے دونون ہاتھ پکڑ کر ڈھکیل دیا پھر تو اور بھی قیامت ہوئی دائی تو پیٹنے لگی اور کنیزین جو دایہ سے جلتی تھین باتین سنانے لگین ایک بولی اناجی قصور معاف جوان لڑکی کے منہ ہر وقت تم چڑھی جاتی ہو دوسری بولی ہان بی سچ تو ہی ہر وقت کی نصیحت بھی نہین اچھی ہوتی ملکہ ہی کا مین سچ کہون جگر اہی جو ہون سے تون نہین کرتین بھلا اور کوئی کا ہیکو یہ بولیان اُٹھاتا تیسری بولی ملکہ ایسی نیک کوکھ کی لڑکی ہی سا مری اسکی ماں کی کوکھ ٹھنڈی رکھے مگر صاحب پھر کہا تک آدمی ہی بندہ بشر ہی مچھلی کے بھی پتا ہوتا ہی کبتک چپ رہے چوتھی نے کہا صاحبو مثل چلی آتی ہی کہ رکھ پت رکھیاپت اناجی نے وہ زور باندھا ہی کہ شہزادی کا ناک مین دم کردیا ہی اور نہین معلوم یہ دوشالہ کاہے پر ہی جمشید انکا دوشالہ دھائین یہ محل سے نکلین تو روز کی دانتا کلکل جائے پانچوین گویا ہوئی کہ شہزادی کا روز کی تانس مین خون خشک ہوگیا آدھی نہین رہی وہ ایسی بیزبان ہی کہ دودھ پیتے بچہ کے بھی زبان ہی اور اُسکے زبان نہین پھر لوگو یہ مین کون جو ہر دم حلق کی در بان جان پر ئین مالک مختار مین مہین دودھ کیا پلایا کہ مول لے لیا چھٹی بڑبڑانے لگی کہ دوئی نوج در گور چھائین کھوئین اس اناکے برابر بھی کوئی جھاڑ کا کانٹا نہو یہ تو بلا ہی موئی بڑھیا ہیوڈاین جسکے لپٹ پڑتی ہی پیچھا چھڑانا اُسکو مشکل ہوتا ہی دایہ نے یہ باتین سنکر کہا ارے ستیاناس کیون موئی باندیون تم کیون میری جان کھائے دیتین لونڈیون نے کہا اناجی ہم کہے دیتے ہین تم ہمارے منہ نہ لگنا یہ ملکہ صاحب ہی ایسی نیکلی ہین جو تمھاری

اُٹھاتی ہین ہم ایسی چرخاؤن کو ٹھیک بنا دیتے ہین دایہ اِن باتون سے کانپتی ہوئی اُٹھی کہ موئی باندیان
کو بھی دن لگے خدا کی شان رہ تو جا دو مارے جوتیون کے چندیا گنجی کر دونگی کنیزین دایہ کے اُٹھتے ہی اُسپر
جا پڑین کسینے بال نوچے کسینے مُنھ پکڑ کر ملدیا کوئی سر پر جوتی مارنے لگی کوئی کپڑے پھاڑنے لگی غرض خوب مارپیٹ
ہوئی دائی نے بھی مارا اور بس بچلا تو کاٹ کاٹ کھایا آخر روتی پیٹتی دائی تو باغ سے نکلگئی اور ملکہ ہنستی
ہوئی بنگلہ مین آئی شہزادہ کے پہلو مین بیٹھی لیکن تکیہ بیچ مین رکھ لیا اور کہا ای میان جاؤ ہوا کھاؤ پھول
مجکو چاہیے تھا وہ مین نے لیا اب تم کون ہین کون شہزادہ نے کہا مین تمکو غنچۂ دل دیچکا ہون ای
پیاری اب اُس پھول کا کیا ذکر ہی اتبو بموجب بیت غنچہ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یون + بوسہ کو
پوچھتا ہون مین مُنھ سے بولے بتا کہ یون + ملکہ کھلکھلا کر ہنسی اور شہزادہ نے دست آرزو بڑھا کر گود مین
کھینچکر بٹھا لیا پھر تو عجب سماں بندھا ملکہ نے اطاعت اسلام قبول کی دو جام مے رنگین چلنے لگا کانون مین
خوش گلو زہرہ جبین تانین لگانے لگین وہ چاندنی رات لب نہر مقام مینجوان پانی کی لہرون پر دل
بصد فرحت لہرانا گلونکا کھلنا ہوائے سرد چلنا یہ عالم تھا کہ گل گانا سننے کے لیے ہمہ تن گوش تھے
جام لالہ رنگین سے جوانان چمن مینوش تھے غنچہ گلشن برنگ نکولہ پائے رقاص نرگس ٹکٹکی باندھے
ہمہ تن بصورت یاس سوسن زبان درازی بھولکر عالم محویت مین خاموش سنبل پریشان از خود
فراموش بلبل شوریدہ کا حال دگرگون قمریون کو نوبت بجنون وہ رقص معشوقان وہ اُنکا پاکیزہ
الاپنا وہ مغنیون کا غزل عاشقانہ گانا کہ بمقتضاے **غزل**

پوچھو عشق کے صدمہ اُٹھائے ہین کیا کیا	شب فراق مین ہم تلملائے ہین کیا کیا
ذرا تو دیکھ کہ صناع دست قدرت نے	طلسم خاک سے نقشے بنائے ہین کیا کیا
مین اُسکے حسن کے عالم کی کیا کرون تعریف	پوچھ مجھسے کہ عالم دکھائے ہین کیا کیا
ذرا تو دیکھ تو گھر سے نکلکے اے بے مہر	کہ دیکھنے کو ترے لوگ آئے ہین کیا کیا
کوئی ٹپکتا ہی سر کوئی جان کھوتا ہی	ترے خرام نے فتنے اُٹھائے ہین کیا کیا
ذرا تو آنکے آب رواں کی سیر تو دیکھ	ہماری چشم نے چشمے بہائے ہین کیا کیا
نگاہ غور سے ٹک مصحفی کی جانب دیکھ	جگر پہ اُسنے ترے زخم کھائے ہین کیا کیا

اِس ہنگامۂ عشرت مین بعد تناول طعام تخلیہ ہوا اب آپس مین چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی اخلاً

کا بازار گرم ہوا شہزادہ نے کبھی اُس راحت جان کو دل کی طرح پہلو مین بٹھایا کبھی لوچوسی کبھی گدگدایا کبھی زانو مسک کر دلشاد کیا خانۂ شرم وحیا برباد کیا ملکہ کبھی سہمی کبھی جھجکی کبھی ڈر جانے کے حیلے سے لپٹ گئی سینے سے سینہ ملادیا کبھی تیوری چڑھا کر عاشق کو رولادیا کبھی مسکرا کر منہ سے منہ ملادیا مہربان ہوکر عاشق کو ہنسادیا اسی اختلاط اور گرمجوشی مین شاہد شب نے آغوش دہر سے کنارہ کیا اور جلوۂ عروس سحر سے پہلوے روزگار گرم ہوا نظم

شب وصل اسطرح الفت مین گذری	کہ جیسے غم کی شب عشرت مین گذری	چلی باہم شراب ارغوانی
وصال یار و لطف زندگانی	ترقی پر تھا ہر دم رنگ الفت	دل شہ مین اگا تخم محبت
بنی رونق دہ آغوش محبوب	اڑائے شہ نے جسمانی مزے خوب	عروس شب نے آخر رنگ بدلا
سحر پیدا ہوئی وہ دھنگ بالا	رات ہی سے دایہ نے جاکر عمل مچایا تھا ہنگام سحر اژدر سوار جادو نے	

دایہ کو سامنے بلایا اُسنے سارا حال کہہ سنایا کہ یون پھول لیکر ایک نوجوان آیا ملکہ اب اُس سے گرفتار باہم الفت ہے دار و مدار ہے وصل کا اقرار ہے اژدر بادشاہ طلسم کی طرف سے ملکہ کا محافظ ہے تمام ماجرا پھول لانے کا سنکر گھبرایا اور سوار ہوکر مع دایہ ملکہ کے مکان مین آیا یہان شہزادہ بعد فراغ تمام سحر ملکہ کے پہلو مین بیٹھا تھا صبح دھل رہی تھی کہ اژدر پہونچا شہزادہ نے اُسکو دیکھکر ملکہ کو گلے سے لگایا زانو پر اپنے بٹھایا ملکہ جھجک کر الگ ہوئی کہ صاحب تمسے نہ کچھ واسطہ نہ غرض کیون مجکو بدنام کرتے ہو شہزادہ نے ہر چند دہ تڑپی مگر نہ چھوڑا اژدر یہ کیفیت دیکھکر جلگیا اور ایک گولا فولادی جھولے سے نکالکر سرد کرکے شہزادہ پر مارا ملکہ نے بہت جلد ہاتھ اُونچے کیے گولا سرد ہوکر زمین پر گر پڑا محو جادو دایہ تالی بجاکر آگے بڑھی کہ اری اپنے دھگڑے کو بچ کرکے بچاتی ہے کنیزان ملک نے کہا دور بھی ہو مالزادی موئی جھلو تجکو کاہیکی جلن پڑگئی نگوڑی شیطان کی خالہ کہان سے ملکہ کی سوت پیدا ہوگئی کنیزین تو یہ کہہ رہی تھین کہ اژدر نے اور ایک ناریل مارا ملکہ شہزادہ کو لیکر اڑ گئی اور کہا ای شہزادہ اب مجکو بھول جانا غرض بالائے ہوا جاکر اپنے مکان سے چکر اُتار کر مارا کہ وہ تجھ سنکر جو گرا اماجی جو ہاتھ مسکا کر لڑ رہی تھین اسی ہاتھ کو قلم کر گیا اماجی تو نگوڑی مارا بھاڑ مین جائے کہتی ہوئی بھاگی اور ملکہ پھر زمین پر اُتر آئی اژدر نے اُترتے وقت دور کر تیغہ مارا ملکہ نے ہاتھ ہاتھ پر لیا سات سپر مین سر پر از خود آگئین مگر تیغہ اژدر کا سپر مین کاٹ گیا اور ملکہ کے سر مین زخم دو انگل کا

آیا ملکہ نے جھلا کر زمین پر دو ہتڑ مارا اور کہا جب میں قتل ہو جاؤنگی جب ای بلور تو آئیگی یہ کہنا تھا کہ زمین سے آواز آئی بلور صدقے بلور قربان لونڈی اپنی شہزادی پر نثار میں حاضر ہوں بیوی جو مانگو سو دوں ملکہ نے کہا لوح طلسمی چاہتی ہوں یہ کہتے ہی زمین شق ہوئی اور ایک پتلی بلور کی نکلی گلے میں اسکے ہیکل پڑی تھی ملکہ نے جلد وہ ہیکل اتاری اس ہیکل پر کئی غلاف چڑھے تھے انکو جو دور کیا ایک تختی الماس کی بیچ میں اور گرد اسکے انگوٹھیاں تختیاں وغیرہ جواہر کی تھیں ملکہ نے وہ ہیکل گلے میں شہزادہ کے پہنا کر کہا اسکے بیچ کی تختی لوح اس طلسم کی ہے آپ مارے اس ساحر نابکار کو اور دایہ مفسدہ ار کو شہزادہ ہیکل پاکر اس دیو قوی ہیکل کے مقابل آیا اور نعرۂ شیرانہ بلند کیا اس ساحر نے ایک تیغ سحر پڑھکر لگایا شہزادہ کے جسم پر پڑا اثر نہ پذیر ہوا چٹیلا ہو کر گر پڑا اور ہیں بہادر نے لوح ملاحظہ فرمایا اثر در سوار کو بیم جان نے ٹھہرنے نہ دیا ر دبفرار لایا لوح سے شہزادہ نے معلوم کیا کہ یہ اسم پڑھکر دم کرا در مجھ سے خبردار غفلت نکرنا شہزادہ نے اسم لوح پڑھکر جو دم کیا اثر در سوار کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے اسنے تیغہ قریب پہونچکر دیا لگایا سر پر پڑکر ٹانگوں کی طرف سے نکلگیا شور و غل برپا ہوا آندھی پانی آیا آواز آئی ارے اثر در سوار جادو کو اس ہنگامہ میں دایہ آثر کر مضطرب اور بدحواس بھاگی اور جانب بادشاہ طلسم گئی قلعہ میں تمام ساحروں کے جی چھوٹ گئے جو ساحر کہ پہلوان شہزادی سے تعلق رکھتے تھے وہ تو رہ گئے اور باقی بھاگ گئے تمام قلعہ میں عملداری شہزادے کے ذریعہ سے ملکہ کی ہوئی اب پھر شہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جو ملکہ کہے اسپر عمل کرنا اور ابھی طلسم فتح نہیں ہوا ملکہ پاس ٹھہر کر برائے فتح طلسم جانا شہزادہ یہ معلوم کر کے ملکہ کی طرف مخاطب ہوا ملکہ نے لاش تو اثر در جادو کی پھنکوا دی اور شہزادہ کو لیکر بارہ دری میں آئی مجلس عشرت منعقد فرمائی جام شراب چلنے لگا اسی عشرت میں ملکہ نے آہ سرد بھر کر شہزادہ سے کہا کہ ای دلبر بیوفا تم کہتے تھے کہ ہم عاشق ہیں اب بتاؤ تم عاشق نکلے یا کہ تم ہمنے تمہاری محبت میں اپنا سر ہتھیلی پر رکھ لیا خیر اب جس طرح مجھ پر عاشق ہوئے تھے اسی طرح اور پر عاشق ہو کر لوح طلسمی نہ دے دینا ورنہ تمام عمر قید الم سے نہ چھوٹوگے کل تم یہاں سے جاؤ گے ایک دریا ملیگا کہ نام اس دریا کا باندھنو ہے دمبدم لوح دیکھتے جانا آگے دریا کے بیابان خارستان ملیگا پھر ایک بیابان آتش میں گذر ہوگا غرض ہر مقام پر لوح سے غافل نہ رہنا شہزادہ نادیر اس ماہ سیما سے صحبت آرا رہا پھر لوح طلسم لیکر ملکہ باوفا سے رخصت ہوا اور اس باغ سے نکلکر دروہ مظلم پڑھکر لوح

طلسم کو دیکھا حمد خدا و نعت رسول و دسرے کے بعد ظاہر ہوا کہ سمت مشرق یہ اسماء آتشی پڑھتا ہوا روانہ ہو
کیونکہ مشرق منسوب بشمس و آتش ہے پہلے اسی سمت کو فتح کر شہزادہ نے خیال جو کیا قدرت خالق
طلسم اربع عناصر سے یہ دن بھی یکشنبہ کا پایا جو آفتاب سے متعلق ہے پس مجموعہ حرف آتشی را اطمینان
دردزبان فرمانا سمت مشرق روانہ ہوا اور بعد جانے شہزادہ کے ملکہ ہوادار بھی اپنی کنیزون اور
ملازمون کو لیکر کسی مقام پر گئی اور چھپ رہی حال اُسکا مذکور ہوگا مگر اول اس مسافر صحرائے
نیرنگ طلسم کا حال سنیے کہ اسماء آتش پڑھتا روان تھا گرمی شوق دشت نوردی سے لب پر
دھوان تھا ہونٹھ خشک پاآبلہ دار جسم سے روان پسینا تھا بعد قطع منازل ایک بیابان خطرناک
بیچ گزر ہوا وہ وادی ہولناک اور بیابان پر از خس و خاشاک تھا کہ ذرہ بیم سے دیو سفید کا جگر
اسجگہ چاک تھا صحرائے لق و دق رستم و سام کا ہول سے وہان رنگ رو فق سہراب و برزو و اسفندیار
کو جانکا فلق درخت خاردار بڑے بڑے سر جھاڑ جھنکاڑ آپس میں گتھے ہوئے کھڑے جیسے رہزن راہ
روکے ہوئے مسافرون کی پگڑی اُتارتے دامن و گریبان کانٹے پھاڑتے ہر خار مثل سگ دوربان
خانہ امیر کہ بموجب مصرع این گریبان گرفتہ آن دامن ÷ زبان خار مثل زبان جاہل اُلجھنے پر ہر وقت
مائل پتون پر درختون کے کانٹے اُسکے ہوئے فصاد جبلی پر نشتر دھرے ہوئے سودائیون کا خون پینے
تنے ہوئے ہوا جب چلتی معلوم ہوتا کہ بدن پر برچھی تیز برستی سانس دھونکنی کیطرح شدت گرما سے چلتی زمین
بجاے سبزہ خار اُگے ہوئے کاوش خار حسرت سے کہین بڑھی ہوئی میدان مین گوکھرو بچھا ہوا پاے
آبلہ دار کا مزا زیادہ ہوتا کسی چشمہ یا چقر مین پانی نظر بھی آیا تو چشم کور کو پُر از اشک پایا جو کوئی گھونٹ آبسین سے
پی لیا تو اُسنے فوراً جی لیا زقوم کا پھل جہنم مین اہل عصیان کو ملا پانی حلق مین کیا ہو نچا کہ سر مین پہنچا
پکنے لگا اور جو نیچے حلق کے اُترا کلیجہ کٹ گیا تیغ اجل مین یہ پانی کہان خنجر ظلم فلک مین ایسی روانی کہان

شعلے پیدا تھے پیرہن سے — چنگاریان اڑتی تھین بدن سے — جو سنگ تھا وہ شرر فشان تھا
اوسے پہ سُماق کا گمان تھا — خشکی تھی یہ قلزم روان مین — کانٹے پڑے مچھلی کی زبان مین
سب خشک تھے ندی اور نالے — سینے پہ حباب تھے کہ چھالے — ذرے سورج کی آنچ پا کے
تل بنگے چشم نقش پا کے

وہ دشت پُر خار ایسا تھا کہ طائر بھی مثل مرغ خار رکھتے تھے پرون کے
کانٹے نکلے ہوئے تھے جو مرغ نغمہ خوان تھا قفس کا ہمزبان تھا ہر جانور مرغ آشوار کا نشان تھا شہزادہ

سنے ایسے مقام آتشی پر بہت جلد لوح کو دیکھا اسمین ظاہر ہوا کہ ان اسما کو جو مشتری سے متعلق ہین
تیرہ مرتبہ پڑھکر دستک دے ایک پتلی زمین سے نکلیگی جسکا بدن گھوڑیکا اور اوپر کا آدمی کا
ہوگا وہ پتلی تیر کمان مین جوڑے ہوگی اور از بسکہ مشتری قاضی فلک ہی تو وہ پتلی تمسے قسم لیگی
تم قسم کھاکر اُس سے تیر و کمان لے لینا اور غور کرنا کہ ساعت اسوقت کس ستارے کی ہی چنانچہ
اگر ساعت مشتری ہو تو حرف منسوب مشتری ورد زبان کرنا شہزادہ نے یہ معلوم کرکے غور کیا تو
اُسوقت مشتری ہی کی ساعت تھی بس حرف متعلق مشتری جسکا مجموعہ (هوزح) ہی مع اسمار
اعوان و مواکیل اسطرح ورد زبان کیے (عزمت علیکم واقسمت بکم یا صاحب التاج ملک خارو شا
و یا نجزاد یا ارواح العلویۃ والسفلیۃ و یا مواکیل ہذہ الحروف والعطارد الرفعۃ والحشمۃ والضعاف
المناصب لعالیۃ العجل العجل العجل) چنانچہ تیرہ ۱۳ مرتبہ اس عزیمت کا پڑھنا تھا کہ زمین شق ہوئی
اور اُسی طرح کی کہ جیسا اوپر بیان ہوا پتلی نکلی واضح ہو کہ عزیمت سیارگان بہت طول
رکھتی ہین مین نے شتابی ایک مقام پر عشر کرکے یہ عزیمت لکھدی ہی کیونکہ ناظرین علم عملیات
کے بیان مشرح سے لطف فسانہ خوانی پاتے فی الجملہ جب وہ پتلی زمین سے نکلی پکاری کہ اے
شکستندہ طلسم اگر تو مجکو نہ مارے اور قسم اپنے داد الیعنی حمزہ کے سر کی کھائے تو مین یہ تیر و کمان
تجکو دون شہزادہ لوح سے معلوم کرچکا تھا کہ قسم کھانا کچھ ضرر نہ بخشیگا پس سر آمیر کی قسم کھائی پتلی نے
تیر و کمان دیکر چاہا کہ غائب ہو جاؤن عزیمت نے تاثیر بخشی سر از خود شق ہو گیا خانہ تن مین اسکے
آگ لگی جلکر راکھ ہو گئی آندھی سیاہ آئی بعد کچھ عرصہ کے جب روشنی ہوئی شہزادہ نے لوح ملاحظہ
فرمائی معلوم ہوا کہ یہ خارستان زحل سے نسبت رکھتا ہی تم حرف منسوب زحل پڑھو اُسکی تاثیر سے
ایک اژدہا پیدا ہوگا تمنے تو کیا مار فلک نے بھی ایسا اژدر نہ دیکھا ہوگا اُس سے سہم بجانا یہی
تیر جو پتلی سے ملا ہی اُسکے منہ پر لگانا یہ معلوم کرکے حرف زحل کہ جنکا مجموعہ (ابجد) ہی اُس بعد
خوان دیوانکدۂ طلسم نے ورد زبان کیے ایک طرف اُس جنگل مین سناٹا ہوا اور ایک اژدر پیدا
ہوا کہ تمام جسم پر اُسکے کانٹے تھے سانپ کیطرح خاردار بدن رکھتا تھا اور سر پر ایک خار مثل سلاخ
آہن تھا یا شاخ سر کا بدن تھا برچھی کی صورت نہایت تیز اور تمام خار مثل نشتر کے شرارانگیز منہ سے
بھی شعلہ چھوڑتا قامت دراز اُسکا بسان کوہ البرز ہر ایک ہاتھ مانند گرز گنجۂ دہن کا پھن ہزار گز

سے زیادہ آسمان ظلم زہر برسانے پر آمادہ دم اسکی راس و ذنب کو چکر مین لاتی الٹی چال خوف سے
چلتے ایسا دہ بوکھلاتے جب سانس دہ لیتا کہ باد کھلجانا طوفان قوم عاد دوبارہ آنا زحل اسکے خوف
سے چرخ ہفتم پر گیا مریخ کو دہول ہوا کہ برج عقرب مین رہنا اختیار کیا حاصل مرام اُس موذی نے
شہزادہ کو دیکھکر مُنھ پھیلایا بارسے تیر کمان مین جوڑا لب سوفار چلائے کہ بچانا تیر گوشۂ کمان سے
رہا ہوتے ہی اسکے دہن پر پڑا جگر تک توڑ گیا نشانہ کا ہدف مراد پر پڑنا تھا کہ جنگل سارا خاک تودہ
ہوا وہ موذی اچھل کر کئی گز اونچا ہوکر زمین پر گرا دنیا تاریک ہوئی بعد کچھ دیر کے ایک سانپ
اور پیدا ہوا اور کفچہ برباد کرکے چلا شہزادہ نے سر اُسکا بھی کچلا آواز گرد دار پیدا ہوئی اور صدا آئی کہ ہا
آزردہ جاد دو غرض اس ہنگامہ کے بعد جو نگاہ کی وہ خارستان نظر نہ آیا عوض اُسکے صحرائے
سبزہ زار پایا نہرین اور چشمہ جاری ہر سمت درختان بادبہاری شہزادہ نے ایک چشمہ پر جاکر پانی پیا
وضو کیا صلوٰۃ پڑھکر لوح کو دیکھا یہ ظاہر ہوا کہ ای سیار این عجائبات آگے روانہ ہوا ایک پہاڑ
کہ نام اُسکا باندھو ہے وہان پھر لوح کو دیکھا شہزادہ وہانسے آگے چلا ایک دریا کوہ سے سرمد
کیا تھا کہ دریائے زخار ملا بحر اخضر فلک اُسکا حباب تھا گردش فلک اُسکا گرداب تھا سفینہ زمین
و آسمان اُس سے کنارہ کش زورق عالم خوف سے ڈگمگاتی جان ہر ذیحیات کی نام سے اُسکے
نقش شہزادہ نے وہان ٹھہر کر لوح کو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ اسماء قمر بساعت قمر اٹھائیس مرتبہ
پڑھکر پانی پر دم کر ایک سرطان اُبھر کر کنارے آئیگا جسکی پیٹھ مثل کشتی ہوگی توجہ کرکے اُسپر
سوار ہونا وہ اُس پار تجکو پہونچائیگا شہزادہ نے حرف منسوب قمر کہ مجموعہ انکا (ضظغ) ہے تعداد
مذکورہ ساعت قمر مین پڑھے سرطان کنارے پر آیا اُسکو مثل کشتی سرطان چہرہ کے پایا نہنگ
بحر جرأت پشت پر اُسکی سوار ہوا اور وہ زورق طلسمی بہکر چلی شہزادہ کو آب نے اسقدر بلند
کیا کہ دنیا کا کنارہ نظر آنے لگا کشتی چڑھاؤ پر چڑھکر بہاد پر اُتری لجۂ دلطمہ و گرداب نے جان بخشی
کی یعنی ناو کنارے پر لگی بڑا پار ہوا یہ آشنائے قلزم خرد در کنار ہوا ساحل پر پہونچکر نام خالق
بحر ارض و سما لیا اور لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ لوح کو پانی مین غوطہ دیکر ہاتھون پر رکھکر بلند کر
ایک چاند روے ہوا سے تڑپکر دریا مین گریگا اور ایسی آواز مہیب آئیگی کہ صور اسرافیل کو کچھ رتبہ
اُسکے سامنے نہین دل قوی رکھنا ڈر نجانا چاند کے گرنے سے دریا کا پانی روغن کی طرح اُتر جائیگا

پھر چشمہ مہر مین تری پائیگا اور دریا مین تری نہ پائیگا یہ معلوم کرکے شہزادہ نے لوح کو غوطہ دیکر پانچھ رکھکر اوپنچا کیا ماہ طلسمی تڑپکر پانی پر گرا وہ صدائے ہیبتناک آئی کہ یقین تھا کوہ باہم ٹکرا جائین فلک پھٹ پڑے ساکن ارض تہ زمین مین سما جائین شہزادہ نے اپنے تئین سنبھالا لیکن سکتہ سا ہوگیا سناٹے مین کھڑا رہا وہ دریا ناپدید ہوگیا بعد کچھ دیر کے جب ہوش فاتح طلسم برجا ہوئے بیشتر قدم بڑھایا اور سحار الٰہی پڑھتا منازل طے کرتا جاتا تھا کہ یکایک ہوائے گرم آنے لگی لون جسم جلانے لگی کچھ ہی دور آگے بڑھا تھا کہ بیابان آتش نظر آیا الحفیظ والامان ہوا آگ کی لپٹ کوشرہاتی تھی زمین سے آسمان تک آگ بھری نظر آتی تھی جو ئیلہ اور ٹیکرا تھا آگ کا انگارا معلوم ہوتا تھا جو درخت سوکھا تھا جہنم کا کندہ مفہوم ہوتا تھا پہاڑ سرخ تھے پتھرون سے شرر نکلکر تا بہ فلک جاتے تھے تالاب جھیلین جوش مارتی تھین لہرون مین چنگاریان بہتی دکھائی دیتی تھین جلتے جلتے زمین کی چربی نکل آئی تھی حباب دریا نہ تھے آبلے پڑے تھے دھوئین کی گھٹا چھائی تھی درخت جل رہے تھے گرمی سے تلملا کر ہاتھ مل رہے تھے آگ درخت سے جھڑتی تھی گرمی دل جلانیکا دار و مدار کرتی تھی آگ کے درخت کا نام مدار تھا آگ کا آسیجگہ قرار و مدار تھا تمام زمین سرخ تھی عجب طرحکی حالت شہزادہ کی ہوئی از بسکہ صاحب لوح تھا نہین تو ملجا تا گھبرا کر لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ حرف آفتاب کے پڑھکر دم کر ایک لکہ ابر پیدا ہوگا اور بڑھکر کالی گھٹا ہوکر تمام دشت پر برسے گا تمام دشت نمونہ گلزار خلیل نظر آئیگا شہزادہ نے حرف آفتاب کہ مجموعہ انکا (نسع) ہی ورد زبان فرمائے اور جانب فلک دم کیے ایک لکہ ابر پیدا ہوکر تمام عالم پر محیط ہوا ہر طرف اندھیرا چھایا آنکھون مین گھٹا گھب پہونچی یہ عالم نظر آیا کہ بموجب ابیات

وہ دھوان دھار گھٹا ہی کہ نظر آئے نہ شمع	گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھے اسے لیکر مشعل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیر اگھپ ہی	برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لانا مشعل

اس گھٹا سے پانی ایسا برسا کہ دم بھر مین جل تھل بھر گیا وہ حرارت وہ تالش سب دفع ہوئی سبزہ لہلہایا بہار نے جوبن دکھایا ہوا مین قوت نامیہ ایسی تھی کہ دم کے دم مین نور رسیدگان چمن کیطرح شجر ہائے کہنہ سرسبز و نہال ہوگئے کہ بیت آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست + بہار سال بھر کے نظر آئین تندرست + ہوا سرد چلنے لگی پھول ہر سمت شگفتہ نظر آئے مرغان چمن چہچہائے ہوا کے جھکورے سے پانی مین شرابور ہوکر نہال جھکے تھے جانور خوشرنگ اُنپر پھریان لے رہے تھے

شاہزادہ نے اُس تمازت مہر سے جو نجات پائی یہ بہار دیکھکر ملکہ ہوادار کی یاد آئی مستانہ وار ایک چشمہ کے کنارے ٹھہر کر یاد یار مین یہ اشعار زبان پر لایا کہ

اشعار

خار دامن سے اُلجھتے ہین بہار آئی ہے
چاک کرنیکو کیا گل نے گریبان پیدا
نسبت اُس دست نگارین کو نہین کچھ اُس سے

یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا
باغ سنسان نگر آنکو پکڑ کر صیاد
بعد مدت ہوئے ہین مرغ خوش الحان پیدا

رو کے آنکھونسے نکالون مین بخار دلکو
کر چکے ابر مژہ بھی کہین باران پیدا
اب قدم سے ہی مرے خانۂ زنجیر آباد

مجکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا
غرض بعد کچھ عرصہ کے شہزادہ نے لوح کو پھر ملاحظہ فرمایا یہ نکلا کہ بیائے
دست راست کی طرف چل اُسی سمت یہ رہرو بادیۂ طلسم روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ ایک میدان
مین پہونچا کہ وہان ایک دروازہ لگا تھا اس شکنندۂ حصار طلسم نے اُس در مین قدم رکھا فوراً آنفر
مہیب کسی نے لگایا پھر کر جو دیکھا تو دیو قوی ہیکل کو آمادہ بہ شر و فساد پایا کہ چقماق چادر گران سنگ
کاندھے پر رکھے مُنھ تعریف بلا کیطرح کھولے تھا وہی چقماق چادر چرخ دیگر سر پر شہزادہ کے لگایا شہزادہ نے
رد کرکے تیغۂ خارا شگاف لگایا جسم دیو پر ذرا بھی اثر نہوا اُسوقت اُسنے گھبراکر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ
حرف جو متعلق بہ مرنج ہین پڑھکر دیو کی طرف پھونک اور تیغہ پر بھی دم کر پھر دیو نابکار کو ظلم کر شہزادہ سے
حرف منسوبہ مرنج کہ مجموعہ اُنکا (طیکل) ہے پڑھکر دم کیا اور تیغہ پر دم کرکے سر دیو کو بتا کر کر سر پہ ہاتھ مارا
کہ دیو زخم کاری کھاکر زمین پر گرا اور پکارا کہ ای نور چشم مین تو مارا گیا لیکن تیری بھی خیر نہین کیونکہ تیرے
دادا کے لشکر پر سیماب سیماب تن جو اس مرحلہ کا طلسم کے مالک تھا بادشاہ طلسم ہوشربا
کے حکم سے گیا ہے اور وہ بغیر تیغۂ طلسمی کے مارا نجائیگا سب مسلمانون کو قتل کرکے آئیگا اور یہ طلسم
تو بھی فتح نکر سکیگا جبتک اُسکو نمار یگا پھر تو یہان وہ وہان بادشاہ طلسم تجکو مار ڈالیگا یہ کہکر اژدہا بن
رگڑ کر دیو نود اصل جہنم ہوا اور شہزادہ نے لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ جو دیو نے کہا ہے سچ ہے بغیر مارے جانے
ساحر مذکور کے آئین طلسم مین فرق آئیگا نے الجملہ تمسے کچھ غفلت نہین ہوئی اس سبب سے خدا تعالے
رحم فرمائیگا یہ اسماء مقدسہ الٰہی کئی سو مرتبہ مع درود معظم اُسجگہ بیٹھکر پڑھو اور منتظر لفضل خدا رہو یہ
معلوم کرکے شہزادہ نے وضو کیا اور ایک مقام پاکیزہ پر بیٹھکر اسماء الٰہی پڑھنے لگا۔ یہ تو مصروف
اسماء خوانی ہین لیکن دایہ اور ساحر وغیرہ بھاگ کر جو بادشاہ طلسم کے پاس گئے شاہ مذکور قلعۂ
ہزار برج مین سریر جہانبانی پر جلوہ گستر تھا کہ اُن لوگونکا بدحواس آنا دیکھکر زیادہ منتشر مزاج ہوا کیونکہ

پہلے سے فکر کر رہا تھا کہ سارا طلسم فتح ہوتا جاتا ہی کوئی ساحر طلسم کشا پر فتح نہین پاتا ہی پس خود چلنا
چاہیے اسی فکر مین وہ سے لوح پانا فاتح طلسم کا سنکر تخت پر سے اُٹھا اور اُسکے اُستاد نے ایک رقعہ
لکھکر اسے دیا ہی وہ اسکے سرہانے خوابگاہ مین رہتا ہی وقت مشکل اُسکے لکھنے کے موجب عمل کرتا ہی
اسوقت بھی اُسکو جاکر ملاحظہ کیا ہر چند کہ وہ پرچہ قرطاس مختصر سا ہی لیکن اُسکی نیت کے موافق حرف
اُسمین ظاہر ہوتے تھے غرضکہ اب جو شاہ نے یہ نیت کرکے رقعہ مذکور دیکھا کہ مین فتاح طلسم سے لڑنے جاؤن
یا نہین معلوم ہوا کہ طلسم کشا سے ملجانا چاہیے عمر طلسم بسر ہو چکی یہ طلسم کیا وہ طلسم کہ جسکے بادشاہ کا
تو مطیع ہی یعنے طلسم ہوش ربا چند روز مین برباد ہو جائیگا اور جو شریک افراسیاب ہوگا وہ مارا جائیگا
تجکو لازم ہی کہ شریک طلسم کشا ہو کر جان اپنی بچا اور اگر فرض کردم اس شہزادہ کو قتل بھی کیا تو
حمزہ اور اُسکے فرزند ہر ایک طلسم کشا ہین جان بچنا اُنسے مشکل ہوگی خلاصہ سب طرح بہتر یہی ہی
کہ اطاعت طلسم کشا اختیار کرے یہ معلوم کرکے شاہ طلسم نے جملہ سردارون کو بلایا اور کہا میرا ارادہ
طلسم کشا کی اطاعت کرنیکا ہی سبنے عرض کیا کہ ہم مطیع فرمان ہین سر اسر بندۂ احسان ہین جسکے آپ
مطیع ہون ہم اُسکے خاکپا ہو جائین اور جس سے آپ لڑین اُسکے لیے تیغ جفا ہو جائین بادشاہ نے یہ
سنکر کئی لاکھ ساحران و مبارزان کو حکم تیاری دیا اور چند ساحرون کو مع اپنے نامہ کے ظلمات
جادو پاس بھیجا مضمون نامہ یہ تھا کہ ہمنے اطاعت طلسم کشا کی اختیار کی تم رفیقان شہزادۂ موصوف
کو ہمراہ لیکر مع تمام لشکر اپنے کے یہان آؤ یہ نامہ جب ساحر کو پہونچا انجم عیار اور اخگر حاد واور
یاقوت وغیرہ کل رفیقان شہزادہ کو نہایت خوشی ہوئی اور بیان کیا گیا تھا کہ شاپور عید بھی
ہمراہ انجم برائے تلاش تو رج روانہ ہوا چنانچہ انجم کو تو ساحرہ نے اُٹھوا منگوایا اور اُس ساحرہ کو
بولتا ہوا بت دکھا کر اس عیار نے مارا تھا پس یہ تو اندر طلسم کے آگیا اور شاپور نے ہر چند تردد
کیا اندر طلسم کے نہ پہونچا ناچار ایک مقام پر بیٹھ رہا اور بعض داستان گو نے بیان کیا کہ خدمت
ایرج مین پھر گیا غرض جس روایت سے کہ عیار مذکور طلسم مین ہی تو اخگر نے ساحرون کو بھیجکر
اُسے بھی بلوایا اور تمام ساحر مع اپنی فوج کے بجشم و خدم روانہ ہوئے ادھر ملکہ ہوادار جو مخفی ہو گئی
تھی چنانچہ ایک درۂ کوہ مین ٹھہری ہوئی تھی اور طائران سحر بہر خبر گیری روانہ کیے تھے وہ طائر جو مرحلہ
فتح ہوتا تھا ملکہ کو مبارکباد دیتے تھے اُسوقت بھی خبر فتح اُنھون نے پہونچائی ملکہ مذکور شاداں و

مرجان اپنے قلعہ مین آئی اور لشکر اپنا تیار کرکے بڑے تجمل و شان سے سمت شہزادہ روانہ ہوئی اسطرف سے
بادشاہ طلسم جہاندار گنبد نشین جادو بجمعیت کثیر ساحران نامی روانہ ہوا اور اُسی میدان مین جسکے
دروازے مین شہزادہ عمل خوانی کر رہا ہے آیا شہزادہ نے جو سامنے میدان مین لشکر کا جماؤ دیکھا لوح
طلسم کو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ عمل اپنا بغیر تمام کیے یہان سے نہ اُٹھنا شہزادہ اسیطرح پڑھتا رہا اِدھر
بادشاہ طلسم تخت پر سے اُتر کر مع چند اُمرا و اکابر طلسم کے نذر لیکر بڑھا اور قریب دروازہ پہونچکر
ٹھہرا شہزادہ جبتک پڑھے گیا یہ ٹھہرا رہا جب عمل تمام ہوا عامل نے اِسکی جانب بنظر لطف دیکھا
بادشاہ نے تسلیم کی اور نذر دی اور عرض کیا کہ مین نے اطاعت حضور کی قبول کی اب بقیہ طلسم
فتح کرنے سے ہاتھ اُٹھایئے قلعہ طلسمی مین تشریف فرما ہوجیے مال طلسم لیجیے حکومت کیجیے شہزادہ نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ پہلے اس سے مطیع اسلام ہونے کا اقرار لینا چاہیے پھر اِسکے ہمراہ جانا مناسب ہے
شہزادہ نے یہ دیکھکر سوال اطاعت اسلام کیا بادشاہ طلسم بصدق ارادت مطیع الاسلام ہوا اور
شہزادہ کو تخت پر برابر اپنے سوار کرکے جانب قلعہ طلسم چلا پھر تو دُنکا بجا طائران طلسم نے سر پر سایہ
کیا کئی لاکھ ساحر جلو مین صدائے طرقوالبند بڑی شوکت سے سواری روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین عمارت
قلعہ طلسم دکھائی دی شہزادے نے ہزار برج کا ایک قلعہ فلک فرسا پایا در و دیوار کی صفا پر آئینہ دل
شیدا پایا خندق گرد اُسکے کھدی تھی کلس جواہر کے چڑھے تھے ہر برج مین ہزار طرح کی خوبی بھری تھی
شہزادہ کے پہونچتے ہی علامت طلسم برپا ہوئی ہر برج کے در کھلگئے پریان رقص کرنے لگین فصیلہائے
قلعہ پر غول منھ سے قرنا لگائے ظاہر ہوئے اور قرنا کو دم دیا اسیوقت خندق کا پانی جوش کھانے لگا بخار
آسمین سے نکلکر دھوان بنا ہوا جانب فلک گیا اور ابر بنکر موتی برسانے لگا طائر طلسم پکارے کہ طلسم کشا
آیا ہزارہا ساحر اُنکی آواز سے اُڑکر ہر دیدار طلسم کشا آیا اسطرف سے تخت بادشاہ نے بڑھایا در قلعہ کھلگیا اور
ہزارون ستارے برجون مین سے نکلکر اُس تخت کے گرد پھرنے لگے اور خندق مین جاکر ڈوب گئے گویا
اہل طلسم نے اِس آسمان وقار کے سر پر سے تارے صدقے اُتارے خندق سے ماہیان و نہنگ
اُچھلنے لگے اِسی دھوم سے سواری اندر قلعہ کے داخل ہوئی یہان جتنے ساکنان طلسم ہین سواری
دیکھنے کے اشتیاق مین در و بام پر ایستادہ تھے خلقت کا جماؤ دکانداروں کا بناؤ لائق دید تھا ہر سمت
سامان نشاط و عید تھا عمارات عالی کی صفائی بازارین تمام رنگین نہایت آرایش و زینت جا بجا دکانہائے

حسین و مہ جمال دریچون سے سرگرم نظارہ کم سن اور مہ پارہ جیسے بروج فلک مین ہجوم سیارگان
خلاصہ یہ کہ جبسے نزک سے سواری روان آستے آستے دار الامارۃ مین پہونچی وہ مکان سراسر طلسم تھا
دروازہ پر امیر الامرار طلسم جمع تھے شہزادہ کو اُتار کر اندر کاخ شاہی کے لائے تخت کئی سو زینہ کا گنبد
تھا چاہا کہ اُسپر جلوس شہزادہ کرے شہزادہ نے تخت نشینی سے انکار کرکے بادشاہ سے کہا کہ
ملکہ ہوادار جادو وارث اس سلطنت کی ہے مگر وہ عورت ہے بدین سبب تم اُسکے عوض کارو بار
سلطنت کرو مین نے طلسم ظاہر کی حکومت بنام ملکہ اخگر جادو مین کی اور طلسم باطن کی حکومت
ملکہ ہوادار کو دی اور اخگر کو بھی مطیع ہوادار کیا تم دونون شہزادیون کی طرف سے نائب مقرر
کیے گئے اسی گفتگو مین شہزادہ تھا کہ ظلمات مع سب رفیقان شہزادہ کے آئی اور ملکہ ہوادار
بھی تشریف فرما ہوئی بادشاہ طلسم نے مع چند سردارون کے استقبال کیا امیران طلسم نے اپنی
شہزادی کو دیکھکر خوشی کی اور نذر دی پھر عہد نامہ بشرائط مذکورۂ بالا تحریر ہوا شہزادہ نے مہر اپنی
پیشانی پر کی بعد طوائف مراتب کے شہزادہ کی دعوت کا حلسہ آغاز ہوا مغنیان خوش گلو و رقاصان
زہرہ جبین و خوبرو ناچنے گانے لگین اپنی آن و ادا دکھانے لگین ساقیون نے دماغ بادہ ناب سے
گرم کیا اسی جلسۂ عشرت مین شہزادہ نے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے طلسم ہوش ربا مین جاؤن اور
پدر بزرگوار قید مین انکو چھڑاؤن بادشاہ طلسم نے بجواب اسکے عرض کیا کہ جس مقام پر آپ بیٹھے عمل
پڑھ رہے تھے وہی راستہ طلسم ہوش ربا مین جانیکا ہے مگر راستہ مسدود ہے اسلیے کہ آگے اُس راستے
کے دربند سیماب پڑتا ہے بغیر اُس دربند کے طے کیے جانا طلسم مین ہو نہین سکتا اور اُس دربند کا
مالک افراسیاب کیطرف سے سیماب ہے اور وہ آپکے دادا سے لڑنے گیا ہے پس جبتک وہ مارا
نجائیگا راستہ دربند سے نملیگا لہذا مناسب حال یہ ہے کہ حضور اپنے دادا پاس جائین اُنکی اعانت
بھی فرض ہے کیونکہ وہ ساحر کسی سے مارا نجائیگا اور لشکر اسلام کو بہت بڑا ضرر اُس سے پہونچیگا آپکے
جانے سے دو فائدے ہین ایک تو لشکر اسلام آفت سے بچیگا دوسرے راستہ طلسم کھلجائیگا
شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا اُسکے قتل کرنے کا نسخہ کیا ہے اور یہان کسقدر طلسم ہے کہ وہ شکست ہونے
سے باقی رہا ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ قلعہ ہزار برج باقی ہے اور یہی اصلی طلسم ہے اسکے دو چار برج
کے مرحلہ جو یہانتک آنے مین سنگ راہ تھے آپنے فتح فرمائے باقی اسی برج مین مگر اُن مرحلون

کے ساحر سب مطیع الاسلام ہوئے جو حکم کیجیے وہ بجا لائین اور اس قلعہ کا اثر طلسم سے یہ حال ہی
کہ سرحد کوہستان سے دکھائی دیتا ہی اور جسقدر کوہ و دشت و قلعہ وغیرہ آپ نے طے فرمائے ہین
سب اسی قلعہ مین ہین مگر راستہ انکا بانیان طلسم نے اُسی طرح مقرر فرمایا ہی جیسا آپ نے ملاحظہ
کیا اور ایک میدان اس قلعہ مین اُسیطرح کا اور ہی کہ جیسے آپ نے راہ طلسم ہوشربا کا
میدان ملاحظہ فرمایا وہان بھی دروازہ لگا ہی اور اُس طرف سے راستہ طلسم نوید افشان کا ہی
شہزادہ نے فرمایا کہ میر لشکر یعنی جو کوہی وغیرہ مطیع ہوئے تھے نہین معلوم کدھر گئے بادشاہ نے
یہ سنکر طائر سحر سیر خبر لشکر روانہ کیے کچھ عرصہ مین وہ خبر لیکر آئے کہ سب لشکر آپکا ہمراہ شہزادہ ایرج
جانب لشکر اسلام گیا شہزادہ نے حکم دیا کہ تحفہ جات طلسم حاضر کرو اور لشکر مسلح و مکمل ہو کہ مین بھی
جانب کوہ عقیق جاؤنگا اور میرے برادر اور پدر وغیرہ نے اگر بادشاہان طلسم کو مطیع فرمایا ہی تو
طلسم انکا شکست نہین کیا اُسی حال پر رکھا ہی پس مین نے بھی اس قلعہ طلسمی کو برقرار رکھا
اب جلد طیاری کرو بادشاہ یہ حکم محکم شہزادۂ عالی ہمم سنکر اُٹھا اور شہزادہ کو ہمراہ لیکر پشت دارالامارہ
کیطرف آیا وہان ایک خانہ باغ تعمیر تھا اُس باغ مین دونون داخل ہوے سرو سنبل ریحان و صنوبر ان
و گل و بلبل سے وہ گلشن معمور فرحت و بہار کا سراسر دستور نظارت و طراوت کا ظہور شہزادہ
سیر کنان بارہ دری مین آیا بادشاہ طلسم نے وہان ایک حجرۂ مقفل کو وا کیا اندر آیکے بالکل
اندھیرا تھا شہزادہ نے لوح کو بلند کیا روشنی پیدا ہوئی دیکھا تو اُس حجرہ مین دہنۂ نقب ہی یہ دونون
مثل دفینۂ زر اُس نقب مین سمائے اور غلطان و پیچان دیر تک چلے گئے جب تہ سے پانون
آشنا ہوئے ایک قصر رفیع و عالی مین گذر ہوا اُس قصر مین صندوق پر از مال
طلسم تھے شہزادہ نے فرمایا کہ انکو نکلواؤ بادشاہ نے کچھ افسون پڑھا کہ ہزارہا ساحر محافظ اُس مال کے
گوشہائے قصر سے پیدا ہوا اور تمام مال طلسم اُٹھا اُٹھا کر باہر لیجانے لگا بیس ہزار عراده زر سرخ
و سفید کے اور پچیس ہزار صندوق جواہر کے اور پچاس ہزار صندوق ظروف ہاے طلا و نقرہ کے
اور چالیس ہزار خفتان مرصع کار اور دنگل ہاے زرنگار اور کرسیان مذہب و مطلا اور ساز و یراق اسپان
وغیرہ اُسمین سے نکلا وہ سب ساحرون نے تختہاے سحر پر لادکے دارالامارہ مین پہونچایا اور بادشاہ طلسم
شہزادہ کو لیکر باہر قصر کے آیا اور تخت سحر پر بٹھا کر روانہ ہوا بسبب شکست ہو جانے مرحلہ جات طلسم کے

راہ نزدیک ہو گئی تھی شاہ اُسی باغ مین کہ جسکی بارہ دری مین تلوار برق کردار لگتی ہی اور پاس اُسکے نیوالے کے دو ٹکڑے کرتی ہی شہزادہ کو لایا اور کہا بادشاہ طلسم زرافشان کی ایک امانت اس طلسم مین دھری تھی اور شہنشاہ طلسمات افراسیاب جادو کی یہ تلوار امانت ہی اور اسیوجہ سے راہ میرے طلسم کی تیخانہ سے مقرر کی گئی تھی کہ جس راہ سے حضور گئے تھے فی الجملہ اسی تلوار سے قضا سیماب کی ہی آپ لوح مین ملاحظہ فرمایئے جسطرح یہ تلوار مل سکے حاصل کیجیے اور اُس نابکار کو مارئیے شہزادہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا معلوم ہوا کہ یہ اسماء الٰہی پڑھکر دم کر تلوار اُتر آئیگی شہزادہ نے اسماء مقدسہ پڑھکے پھونکے تلوار صاعقہ خصال سقف سے چھوٹکر گر پڑی شہزادہ نے یا علی مدد کہکر اُسپر قبضہ کیا کبھی ایسا تیز نگاہ سے نہ گذرا تھا نظر کا اسپر ٹھہرنا دشوار تھا وار اُسکا اجل کا وار تھا ہزارون سحر کے مارے ہوئے وارے نیارے کیے ہوئے نظم

ہم پلۂ برق عالم افروز	وہ برق کہ خرمن عدو سوز	گردش مین جو روز آسمان ہی
اِس تیغ کے واسطے فسان ہی	دورا ہی کہ نار دام صیاد	ہو جس سے نہ مرغ روح آزاد

شہزادہ اُس تلوار کو پاکر نہایت خوشنود ہوا اور ہمراہ بادشاہ طلسم پھر کردار الامارہ مین آیا اور حال طلسم بار کرایا کئی لاکھ کا لشکر ہمراہ لیا مرکب تازی نژاد پر سوار ہوا تیغۂ طلسمی غلاف پر زرین کر کے زیب کمر کیا بادشاہان طلسم اور شہزادیان ہمراہ رکاب ہوئین اور طلسم کی حد تک پہونچانے آئین یہ پرشوکت و جاہ بڑی حشمت و رفعت و منزلت سے چلا کہ آگے آگے فیلان فلک شکوہ کی قطار اور اُشتران بغدادی کا انبوہ بلبلانے کا شور سپاہ تازی و عراقی وغیرہ پر جوانان رستم شوکت سوار بعد اُنکے پیادون کی قطار ساحر تختہائے سحر پر اور طائر و فیل و اژدر پر روان قرنائے جنگی کا شور ترساندۂ جان یہ کیفیت نمایان کہ ابیات

در و دشت و کوہ و بیابان سنان	عنان تافتہ سر بسر دعنان	ہمیدون پیادہ پس نیزہ دار
ابا جوشن و تیر آہن گذار	پس پشت شان نرمہ پیلان کوہ	زمین از پے پیل گشتہ ستوہ
در فش خجستہ میان سپاہ	ز گوہر درخشان بکردار ماہ	و دیگر کہ گوئی سلیح و سپاہ
گرانمایہ اسپان و تخت و کلاہ	بتو فید شہر و برآمد خروش	تو گفتی ہمی کر شد از نعرہ گوش
چنان تیرہ گون شد ز گرد آفتاب	تو گفتی جہان غرق گشت اندر آب	روان گشتہ نوسخ باین فر و جاہ

سوے فوج اسلام بگرفت راہ | یہ شہزادۂ کیوان کلاہ تو در راہ ہے گر شمۂ حقیقت سیماب کفر نباہ

بیان کیجاتی ہے کہ ایک روز لشکر نقامین ٹھہر کر جب دوسرے دن وہ وقت آیا کہ سیماب روز تمام شد آفتاب سے اُڑ گیا اور مہوس دہر نے سیماب مہر کا کشتہ بنایا آئینہ ماہ پارہ چڑھا نظم

شاروں کا جو پہنا شب نے زیور | دکھایا ماہ نے آئینہ پھر اگر | شارہ لہلشان کا خوب چمکا
لیا رستہ سیاہی نے عدم کا | شام کے ہوتے ہی سیماب نے طبل جنگ بجوایا ہر کارے لشکر

اسلام کے بشکل مبدل اسجگہ حاضر تھے قاصد ہوئے کہ خبر طبل جنگ بجنے کی امیر سے جاکر عرض کریں مگر نجمیار ک کی باتین سننے کو ٹھہر گئے کہلیے کہ وہ سیماب سے کہہ رہا تھا کہ آجتک تین نے روک کر تمکو زندہ رکھا اب آج کی رات تمپر بھاری ہے عیاران لشکر اسلام مار ڈالینگے اور اگر رات کو بچگئے تو صبح کو حمزہ زیر تیغ کریگا یہ کلمات سنکر سیماب نے جواب دیا کہ ملکجی میری قضا ہی خدا نے باخر نے پیدا نہین کی یہ کہکر اپنے منہ پر دو ہتڑ مارا کہ منہ پاش پاش ہوکر پارہ کی طرح ڈھلک کر پھر لگ گیا آپنے کہا چاہے کوئی ہزار بار مجا پگھلے ٹکڑے کر ڈالے لیکن کچھ ضرر مجکو نہ پہونچے شیطان یہ حقیقت اُس بے ایمان کی دیکھکر بہت خوش ہوا اور عیاران اسلام بہت ترسندہ اور غمگین ہو کر وہان سے روانہ ہوے اور سامنے بادشاہ عالیجاہ کے استادہ ہوکر بہزار عجز و ادب یہ قطعہ دعا و ثنا مین بہزار لطف قطعہ

وارث ملک جانتے ہین تجھے | گیو و گو در زد بیژن و رہام | رعد کا کڑکہی ہے کیا دم بند
برق کو دے رہا ہے کیا الزام | تیرے فیل گران جسد کی صدا | تیرے رخش سبک عنان کا خرام
فن صور تگری مین تیرا گرز | گر نہ رکھتا ہو دستگاہ تمام | اُسکے مضروب کے سر و تن سے
کیون نمایان ہو صورت ادغام

ایک ساحر اسطرح کا آیا ہے کہ جب اُسکو قتل کرو تو پارے کی طرح ملجا ہے آج اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے یہ کہکر کنارہ ہوے اور بادشاہ نے جانب امیر دیکھا آپنے مہتر چالاک بن عمرو سے ارشاد فرمایا کہ خدا سے ڈر بزرگ ہو تم ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی پر چوب پڑے چالاک نے دست بستہ عرض کی کہ ای آقاے نامی آپکو خدا سے عزوجل جب اس ساحر پر مظفر و منصور فرمائے تو مجکو رخصت طلسم ہوشربا مین جانے کی دیجیے گا کہ میرا دل پدر بزرگوار کی خدمت مین جانے کو بہت چاہتا ہے امیر نے فرمایا کہ میرا بھی دل لگا ہوا ہے محبت نامہ اپنے دوست کو لکھدونگا اچھا تم بعد فتح اس جنگ کے خواجہ پاس جانا بعض داستان گو نے بیان کیا ہے کہ جب جنون جادو کو

چالاک نے مارا اسوقت امیر سے رخصت طلسم مذکور مین جانیکے لیے مانگی امیر نے خلعت رخصت دیکر محبت نامہ بنام خواجہ لکھا کہ عرصہ سے تمھاری خیریت نہین سنی دل کو تردد ہی خدا تعالی کفار ان طلسم پر جلد تمکو فیروزی عنایت فرمائے کہ زمانہ مہاجرت بسر ہو تمھارا قدم یہان آئے چالاک یہ نامہ تو دہ شمامہ لیکر چلا مگر ہر چند طلسم مین جانیکا راستہ ڈھونڈھا نملا ناچار واپس آیا اور فکر کرنے لگا کہ کسی ساحر کے ہمراہ جاؤن حال اسکے جانیکا بیان کیا جائیگا اسنے اپنی عوض کرسی ہدہد پر کہ جبکہ عمرو کے بیٹھنے کی بارگاہ سلیمانی مین ہی اور عمرو اسکو اپنا قائم مقام کرکے اُس کرسی پر بٹھا گیا اب اُسنے بھانجے کو خواجہ کے یعنی ابوالفتح اصفہانی کو اسجگہ قائم مقام کیا ہی مگر ابھی تک آپ لشکر مین موجود ہی چنانچہ آج حسب الارشاد امیر نقار خانہ مین ابوالفتح کہ جانشین ہوچکا ہی آیا اور کوس حربی بجایا دار وغہ نقار خانہ نے جو نذر دی وہ خواجہ عمرو کے لیے جمع کرادی خلاصہ کلام جب صدائے طبل حرب بلند ہوئی دلاوران عرصۂ شجاعت و شہامت خبردار ہوئے بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا سردار اپنی جگہ پر آئے سلح خانے کھلوائے مسلح درمسلح نقیبون کی صدا بلند ہوئی آئینہ تیغ صیقل دوچند ہوئی صدائے قرنائے جنگی مرآت خاطر شجاعان کے لیے گویا قلعی تھی کہ ہمت جرات کی صورت نظر آنے لگی آئینہ خانہ آرزو مین عروس جلادت جلوہ دکھانے لگی عشق شاہد دلاوری مین ہر ایک سیماب وار بیقرار جان دینے پر تیار صبح کا ہر ایک کو انتظار کہ کہین زنگ ظلمت شب آئینہ سحر سے دور ہو پیدا صبح کا نور ہو تو آئینہ شمشیر مین جلوۂ عروس ظفر نظر آئے بہادر و نامرد کی قلعی کھلجائے جوہر آئینہ آئین شجاعت کھلین چشم شاہد ہمت کے اشارے دیکھین کہ کون مرات تیغ کے روبرو منھ بناتا ہی اور کون ہنس ہنسکر بگڑا ہوا نقشہ درست فرماتا ہی کسکے آئینہ تیغ مین صفائی ہی روح اسکندر کسپر آفرین خوان آئی ہی کون فولاد دل ہی آئینہ شمشیر سے بشاش ہوکر کون مقابل ہی کل مقدمہ نام و ننگ ہی کسکے رخ پر صفا ہی کسکے چہرۂ پر کدورت کا زنگ ہی غرض آئینہ تیغ و خنجر کو جلا ملنے لگی نامردون کو جو عار سی ہوئی تو غیرت نفیر مین منھ در منھ کرنے لگی نیزے مثل شاہد طناز در شمہ سنج آئینہ خانۂ عالم مین تننے لگے تیر زہر اگلنے لگے چہرۂ عمود نے نامردون کا منھ چڑھایا برر و بغیرت بچھایا سپر مین آئینہ تیغ و خنجر سامنے رکھکر بالیان اپنی سنوارنے لگین پھول اپنے دیکھنے بھالنے لگین جو تلوار مصفا کہ سپر پر بہادر نے رکھدی آئینہ خیال کو حیرت ہوئی کہ قبضہ مین ملک زنگ تھا اب

وہ طلب ہوا طرفہ ماجرا ہوا مقام تعجب ہوا پیادے حلقہ حلقہ محو صورت جنگ سواروں کو حیرت آئینہ خیال پر سے صاف زنگ کہانتک گذارش ہو چار پہر رات یہی نقشہ رہا جب مرقعہ دہر سے ورق شب الٹا صورت دوسری نظر آئی تیغ سحر صیقل ہو کر مصفا ہوئی خنجر آفتاب نے روانی دکھائی کہ نظم

اس ہنگامہ میں مطلع صاف پایا	سحر کا آئینہ شفاف پایا	سفیدی چھا گئی روئے زمین پر
موذن نے کہا اللہ اکبر	امیر طاعت رب قدیر میں مصروف تھے کہ سپاہ اسلام دل سے	

دل بادل کے بادل امنڈے امنڈے چشم بیرق بیرق خدم خدم سنجق سنجق طائفہ طائفہ جانب میدان جنگ روان ہوئی سردار افواج کو روانہ کر کے در دولت باشوکت سلطان باکرم پر آئے ابو الفتح نے پشت اقدس امیر ذیشان پر ہو کر ہنگام دعا آمین کہی امیر نے سجادہ لپیٹا اور صندوق اسلحہ طلب کر کے تبرکات انبیا علیہم السلام زیب جسم فرمایا اور باہر برآمد ہو کر پشت اشقر کو خانہ منور اورافق شاہ خاور بنایا جلو خانہ میں عیش محل کے تشریف لائے سردار آداب عرض کر کے الگ ٹھہرے یکایک پردہ محمل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھچا جلوس سواری کا نکلنے لگا کنولہائے بلورین کنول بردار نیون سے کنول بردار نے لیے طلائی نقرئی پنچشاخہ پھینکنے لگے عود و عنبر کے لوٹے کنیزان محل سے طفلان مہ وار لیکر آگے بڑھے نواب ناظر خواجہ سرا اہتمام کنان نکلے کہاریان جوبن میں بھری اترائیان ہوادار کاندھے پر لیے ظاہر ہوئیں حضور عالم کہار جو تخت لیے استادہ تھے اس سر پر نیظیر پر ہوادار سے اتر آئے اور صدائے بسم اللہ بلند ہوئی امیر اور تمام سردار مجرا گاہ پر جا کھڑے ہوئے مرد ہا یکار اعظم

قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ	مظہر ذو الجلال والاکرام	شہسوار طریقۂ انصاف
نوبہار حدیقۂ اسلام	امیر دوران صاحبقران زمان نگاہ رو برو بادشاہ سے بنظر الطاف	

اُدھر دیکھا امیر نے مجرا کیا آنکھوں سے سلام لیکر اشارہ سوار ہونے کا فرمایا پھر تو جملہ سرداروں کا مجرا ہوا اور تخت ظل اللہ کو قلب میں رکھکر آگے بڑھے ڈنکا ہوا لقب منقبت خوانی کرنے لگے ایک طرف سے ہاتھیوں کی قطار جلو میں آگے بڑھی آندھی سیاہ اُمڈی پاکوہسار ہمراہ رکاب چلے وہ فیل بلند روان تھا کہ ہر ایک پر کوہ البرز کا گمان تھا زنجیریں گھنگھنیں گھنٹیاں پھکتیں جھولیں زرکار پڑیں نظم

سیندور جبین پہ رنگ لایا	گردون پہ شفق کا رنگ اڑایا	فیلون پہ تھے فیلبان نمایان
یا گنبد ہفتمین پہ کیوان	صندل کا شجر ہر ایک مدن تھا	خرطوم تھی اژدہا پہ پیچان

کرتے تھے دلون مین راہ گھنٹے	تھے غیرت مہر و ماہ گھنٹے	ایک طرف ہزار ہا گھوڑے

طرارے بھرتے سر داردن کے زیر ران بھدریان کرتے کہ بموجب نظم

آہو صفت و عقاب پرواز	نسرین فلک کوہ تھے وہ شہباز	ہر چشم رکاب گوش محبوب
تسمہ ہی کہ زلف دوش محبوب	زیور سے ہر اک لدا تھا ایسا	گلبن ہو چمن مین جیسے زیبا
نرمی تھی خرام کی نمایان	تھے تار نظر پہ گرم جولان	نوجوان منچلاین دکھاتے جاوش

دور باش کی صدا لگاتے لشکر کی آمد پر شوکت گھوڑدن کے ہمہے باجون کی صدا ہتیارون کے رگڑ کی صدا تلوارون کی چمک صحرا مین پھولون کی مہک بہادرون کے دل مین امنگ نشہ شجاعت کی ترنگ کے ناکی صدا سے گوش کر و بیان کر خلاصہ یہ کہ بڑا کروفر نظم

اہا صد ہزار از گزیدہ سران	ہمہ پہلوانان دلند آوران	اہا پیل و با کوس و با فرہی
اہا تاج و با تخت شاہنشہی	سپاہ و سپہبد بر فتن گرفت	زمین سم اسپان بنفتن گرفت
تو گفتی کہ خورشید گردان سپہر	بماند از نہیب سواران بجای	اسی جاہ و شوکت سے یہ شاہ مع

سپاہ وارد جنگاہ ہوا اسطرف سے لشکر گراہ تخت ہاتھیون پر کجھ اونٹون کو ہمراہ لیے آیا ایک جانب سے برق و باران پیدا ہوا اور اژدرون پر تخت کھچا سیماب اسپر لہراتا ہوا پس پشت کئی ہزار ساحران غدار نہنگ چہرہ و سگ پیکر و مردم آزار اسباب ساحری ہمراہ لیے منقلین آتشین سلگاتے تھالیان برنجی آگے رکھے ماتھے پر ٹیکے لگائے جو سامری کی پکارتے آئے ڈہرو کی صدا پر کھلنے لگے ڈنڈے بجے اژدر پھنکارے جادو گرنیون نے ماش پڑھکر مارے دلاورون نے صف کشی کی نقابت نقیب کر کے پٹے پرے بندھ گئے قشون قشون دخیل خیل الگ الگ غول باندھکر کھڑے ہوکے بعد آراستگی میدان کرگا ہوا ساحردن نے جھنڈیان بلائین ہزاردن بلائین آئین سیماب نے خداوند کو اپنے سجدہ کیا اور اجازت خواہ ہوا اُس گبر نے کہا کہ مین نے تجکو اپنا نظر کردہ کیا اور اپنے ید قدرت کو ترا دستگیر بنایا وہ سیہ رو یہ کلمات ننگ ہنستا ہوا چمک کر پیادہ وسط میدان مین آیا اور للکارا کہ ای فرقہ مغضوب درگاہ خداوند من آؤ اور جام شربت مرگ میرے ہاتھ سے پیو اس نہیب کو سنکر بادشاہ کی نگاہ صف دست چپ کی جانب اٹھ گئی اس صف سے شہزادہ رستم پیلتن پیلگون کشندہ قویل و دیل بندی قاتل کپتان فرنگی ابن حمزہ

صاحبقران زیب و زینت بارگاہ سلیمان علمشاہ نوجوان نے فوراً استرمالا کبود کو پرے سے نکالا اور سامنے بادشاہ کے مرکب سے اُتر کر اجازت جانبازی طلب کی بادشاہ نے جام کلاہ عنایت مرحمت فرمایا خلعت دیا فی حفظ اللہ کہکر مرخص کیا شہزادۂ موصوف جست کرکے پشت باد پیما پر اپنے پہونچا اور گھوڑا اُڑاکر چلا فرنگیون نے ارگن بجایا سرداران شہزادہ نے ہمراہ رکاب چلنا چاہا ہر ایک کو تشفی دیکر روکا اور آپ سامنے اُس تیرہ درون حریف کثیف کے آیا اور طالب ضرب ہوا اُس عدوے دین نے بغیر سحر کیے سبکے دکھانے کو ایک شہزادہ پر مارا اُس بہادر نے رد کرکے تیغۂ کپتان نیام سے لیکر کمر کو بتاکر سر پر ہاتھ مارا کہ اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے لیکن بدستور قدیم جسم اُسکا پھر ملگیا اور مجسم ہوکر کچھ اُسنے پڑھکر ہاتھ اونچا کیا ایک بجلی تڑپکر گری دونون لشکر کے لوگون کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ شہزادۂ علمشاہ کے دو ٹکڑے پڑے ہین یہ دیکھکر امیر بیتاب ہوئے بادشاہ نے اشک حسرت بہائے سردار سخنہاے بے اعتباری دنیا زبان پر

لائے کہ افسوس نظم	نہین دنیاے فانی گھر کسیکا	بدلتا ہی سدا یان رنگ جی کا
کوئی محفوظ ہوتا ہی جو کچھ دم	تو برسون ہی برابر کاوش غم	زمان مرگ ادنی ہو کہ اعلے
نہین رہتا کبھی قابو کسیکا	وہی دو گز کفن اور گوشۂ خاک	سوا اسکے نہ دولت اور نہ اور اسب
عزیز و اقربا سب سے جدائی	فقط کنج لحد سے آشنائی	

جب لشکر مین زیادہ کہرام ہوا امیر مانع ہوئے اور فرمایا ہنگام جہاد صبر لازم ہی جزع و فزع سے کفار زیادہ تر شاد ہونگے اسی گفتگو مین سیماب نے پھر مبارزطلبی کی اہلی شہزادۂ قاسم نے گھوڑے کی باگ لی اور شاہ سے اجازت لیکر سامنے ساحر مذکور کے گئے ہنگام ضربت ساحر دو ٹکڑے ہوکر ملگیا اور بجلی گرا کر اس شہزادے کے بھی دو ٹکڑے کیے غرض لشکر اسلام مین برپا ہوا اور فرط غضب سے سرداران روم و فرنگ خاور کہ ماتحت شہزادگان دلاور تھے یکے بعد دیگرے سامنے اُس بدباطن کے جانے لگے مگر ظفریاب نہوئے سبکے اُسیطرح دو ٹکڑے نظر آئے امیر نے خود قصد مقابلہ کا کیا لیکن خواجہ بزرجمہر کے لڑکے جنگاہ مین آکر منت پذیر ہوئے کہ یا امیر آپ بھی لڑنے جائینگے تو یہی حال ہوگا اسلیے کہ یہ ساحر طلسم بند ہی اگر سحر ہوتا تو اسم اعظم سے باطل ہوجاتا اسم اعظم پڑھکر کوئی طلسم درہم اور شکست نہین کرسکتا امیر انکی منت کرنے سے ٹھہر جاتے ہین عزیزون کا رنج و غم کھاتے ہین اُس مقام پر

بھی صاحب دفتر نے لکھا ہی کہ سیماب شام تک لڑکر طبل بازگشت بجوا کر پھر جاتا ہی اور دوسرے روز پھر لڑتا ہی پانچ چار روز کی میدان داری مین بہت سے سردار نظاہر اڑے جاتے ہین چنانچہ اس احقر نے جنگ ہر روز کی تصریح وار نہین لکھی کیونکہ ایک طور کا مضمون تھا داستان گویون کو اختیار ہی جسقدر لڑائیان چاہین بیان کرین آمدم برسر مطلب آج کی جنگ مین فرزندان حمزہ قتل ہو رہے ہین بختیارک نہایت خوش ہی کہ رہا ہی کہ یا خداوند تقدیر کو ذرا سنبھالے رکھیے گا ایسا نہو کہ ہاتھ سے چھوٹکر الٹ پلٹ ہو جائے آج لشکر بندگان مغضوب کا خاتمہ ہی تقا بھی قہقہے مارتا ہی اور کہتا ہی کہ بدولت کو آج ہی تو غصہ آیا ہی اب تقدیر ان بندون کے غارت کرنیکی بہت مستحکم کی ہی اور سنگ غضب کے نیچے دبی ہی یہ کسیطرح نہ پلٹے گی ادھر اہل اسلام بیچارے خستہ دل جب مقابلہ ساحرین آتے ہین قتل ہو جاتے ہین مگر ہمت نہین ہارتے برابر لڑنے آتے ہین اور نقد جان دیتے ہین رات بھر کے جاگے دو لطاعردس مرگ سے بیخبر پڑے سوتے ہین جسم انکے خاک و خون مین بھرے پوشاک شہانہ زیب جسم کیے فلک کی گردش مہد جنبان یا بشکل آسیا دانایان شجاعت کو دانہ کی طرح اسنے پیسا زمین خاک بسر درخت نیلی پوش سراسر نخل غم برگ بشکل کف افسوس اہل ماتم لشکر اسلام مین تا عالم پھیلا بسان زن سوگوار بال کھولے نقارے سر پیٹتے جھانجھ کف افسوس ملتے سردار گریبان چاک گھوڑے شیہے بھرتے پلٹنین رسالے بے افسرون کے بھاگنے پر آمادہ محلات مخدرات مین اس خبر کے پہونچنے سے عورتون کا پیٹنا کوئی فراق شوہر مین ہی ہی سیر ادارث کہکر بال نوچتی کوئی ہا پسر مین ہاے میرا بچا کہکر منہ پیٹتی کوئی ہزارہا عورتون کا حلقہ باندھکر بال کھولنا اور نوحہ وزاری کرنا کہ ابیات

کوئی بولی کہ آ پیارے کہان ہی
مری آنکھون سے کیون اوجھل نہان ہی

کوئی بولی مجھے تم ہمسے ای ماہ
کہان ڈھونڈھون کدھر جاؤن ہین اللہ

پکاریگی یہ مادر کسکو ای جان
جہان کسکو کیگا روح سلطان

حجاب خاک مین تم سوئے دلدار
لحد تیری کرین ہم آہ تیار

غضب کیسا ہوا کیا پیش آیا
جو ای رب انکو دنیا سے اٹھایا

جب فرزندان حکیم نیرنج یہ تلاطم دیکھا سمجھے کہ ہم کبتک امیر باتو قبر کو مانع ہونگے یقین ہی کہ امیر بھی اٹھا لے جائین اور اسی آفت مین گھر مین اب یہ قافلہ گم کردہ راہ ہوا چاہتا ہی یہ باغ دست برد خزان سے تباہ ہوا چاہتا ہی پس بیحد مضطر ہو کر زائچہ کشتی پر بائل ہوے اور قرعہ پھینکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سردار جو قتل ہوے ہین

کشتۂ سحر ہین وہ جو بجلی چمکتی ہی اور آنکھ جھپکتی ہی اتنے ہی عرصہ مین سردار کو ساحر اُٹھا لیتے ہین اور کاغذ کا پتلا ڈال دیتے ہین جو سحر کی وجہ سے افسر کی شکل نظر آتا ہی اصلی سردار قید ہو جاتا ہی اب زمانہ فتح ہونے لڑائیکا بہ جانب مسلمانان قریب ہی کفار کا لشکر شکست نصیب ہی زائچہ سے یہ معلوم کرکے خدمت امیر مین آئے اور جملہ کوائف معروض بیان مین لائے امیر نے شہزادۂ کرنب کو کہ داروغۂ بارگاہ سلیمانی ہی محلات مین بھیجا کہ شہزادۂ مذکور نے ہر ایک بی بی کو تسلی دیکر دہ نوحہ دشیون موقوف کرائے اور یہان بادشاہ اسلام نے تاج کو اُتار کر جانب قبلہ رخ کیا اور محتاج بدرگاہ کبریا ہوکر بصد تضرع ونیاز استغاثہ کیا کہ ای خلاق ارض وسما ہمکو اس بلا سے بچا کہ بموجب نظم

سپہدار و گردن کشان آنزمان	گرفتند زاری سوے آسمان	کہ ای برتر از دانش و ہوش و رای
نہ بر جاے دور جایی ہر جا بجای	ہمہ بندۂ پر گناہ توایم	بہ بیچارگی داد خواہ توایم
ز افسون و از جادوی برتری	جہاندار و بر داوران داورے	تو با شی بہ بیچارگی دستگیر
تو انا ابر آتش و زمہریر	ازین سختی با ما تو فریاد رس	ندا ریم جز تو کسے را ملجس

سہام استغاثہ نشانۂ مراد پر پہونچے یعنی دشت کی جانب گرد اڑی ایسی گرد تیرہ تھی کہ کاخ افلاک نردبان گلی لگی تھی روے مہر چھپ گیا یاران لشکر اسلام خبر لینے دوڑے اور بختیارک ہاتھی کھڑے ہوکر پکارا کہ ہاے دلمین درد ہونے لگا یا خداوند تقدیر پلٹا چاہتی ہی ذرا دیکھیے تو یہ گرد کیسی اُڑتی آتی ہی یہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور کئی سو فیلان جنگی جنکی سونڈھون مین بندھے ہوئے ظاہر ہوئے لشکر نشان کئی لاکھ فوج کے انکی پشت پر کھلے ہوئے پیچھے انکے ساحران نامی طاؤس وہنس پر سوار جادوگر نیان وضعدار بیشمار پیدا ہوئین پھر سیکے آپاسی کرنے گرد و غبار بجھاتے رسالے کے سوار گھوڑے اُڑاتے پیادہ اپنا عظم وشان دکھاتے لشکر کا آنا اور اسکا کروفر کا کیا بیان کیا جاے دم تحریر کیت قلم کا پالنگ ہی کثرت مضامین سے عرصۂ قرطاس نہایت تنگ ہی یہ شوکت وشان تھی کہ عظمت اُسپر قربان تھی نظم

جہان شد بگرد اندرون ناپدید	کسے از یلان خویشتن را ندید	ز بانگ تبیرہ زمین و سپہر
بلرزید و از یشان بہر مہر	ہمہ رنگ زرین و زرین جرس	کہ اندر جہان آن ندید ست کس
ہمان افسر پیلبانان بہ زہ	ہمہ طوق زرین و زرین کمر	ہمان چتر کز دم طاؤس نر

بر و بافتہ چند گونہ گہر	سپہ بود چندان کہ دریای روم	از نشان نمودی چو یکمرہ سوم
کشانی و شکنی دہری سپاہ	دگر گونہ جوشن دگر گون کلاہ	چغانی و چینی و سقلاب ہند
کمانی و نہری و دروی و سنم	پر از خاک شد چشم کام و سپہر	تو گفتی بقیر اندر اندود چہر
ز بس تخت فیروزہ بر پشت پیل	درخشان بکردار دریای نیل	نشستہ بران تورج نامدار
بدست اندرون تیغ آہن گداز		

اُس سپاہ نے قریب جنگاہ آکر ایک طرف صف کھینچی اور شہزادہ تورج مرکب پر سوار ہوکر بڑھا امیر اور بادشاہ کو مجرا کیا چاہا تھا کہ قریب تر جائے اُسوقت نہیب سیماب طلبی سیماب گوش زد ہوئی ہر چند کہ آمد شہزادۂ دلاور دیکھکر بختیارک نے لڑنے سے منع کیا کہ ضرور اسمین کچھ بھید ہے جب تو نیزۂ حمزہ وقت پر پہونچا ہے مگر سیماب کا بحر غضب جوش مین تھا اُسنے کہنا شیطان کا نہ سنا اور مسلمانون کو طلب کیا شہزادۂ دلاور مرکب اُٹھاکر روبرو اُسکے پہونچا اُسنے بظاہر ترسول شہزادہ پر مارا اِس دلاور نے رَد کرکے تیغۂ طلسمی نیام سے لیا اِس تلوار کو دیکھکر پہ کچھ بھی گھبرایا مگر شہزادہ تیغہ علم کر چکا تھا سر کو بچا کر کمر پر جو ہاتھ مارا طرفہ ماجرا نظر آیا کہ عکس تیغہ پڑتے ہی وہ جو پارہ کیطرح سارا جسم اُسکا معلوم ہوتا تھا وہ باقی نرہا آتش شمشیر طلسمی نے پارہ کے خول کو جسم پر سے اُڑا دیا اصلی جسم بسان قیر سیاہ ظاہر ہوا سب، پکارے کہ مار سیاہ کینچلی سے باہر نکلا تیغہ لوکر شہزادہ کا پڑ چکا تھا مثل چنار سالخوردہ کے جسد ناپاک کے دو ٹکڑے ہوئے اور غلغلۂ قیامت خیز بلند ہوا بیرون نے غل مچایا کہ مارا سیماب جادو کو آندھی سیاہ آئی پھر ٹکڑے اُسکے تن بجس کے بہم ہوئے روح و تن مین جدائی ہوئی فوج ساحران یہ حال دیکھکر شہزادہ پر ٹوٹ پڑی اِسطرف سے فوج طلسم ساحران شہزادہ جو ساحر آئے تھے حربہ ہاے سحر پکڑ کر جا پڑے بختیارک نے منہ پیٹ لیا اور ایک دوہتڑ لگا پر مارا کہ مسخرے مین کہتا تھا تقدیر کو سبھالے رکھنا کیا بوجھ تھا جو چیسے روکا گیا تقدیر کو اُلٹا ہو جانے دیا حالا تا پاے داری بگریز لقا نے غصہ مین آکر فوج کو اپنی للکارا سنجانی باخری کوہی وغیرہ غیظ مین کھینچکر چلے پھر تو امیر بھی اسم اعظم پڑھتے ہوئے عقرب سلیمانی کھینچکر اشقر کو اُڑا کر چلے اُدھر ساحرون کو کے مرنے سے سرداران اسلام جو مقید ہوئے تھے اور لشکر ساحران مین اندر خیمہ کے قید تھے چھوٹ گئے اور قید آہن توڑ کر باہر نکلے نگاہبان مرنے سے ساحر کے ایسے بدحواس تھے کہ رو بفرار لائے اور افسران تہتن نعرۂ رعد آسا بلند کرکے طنطنہ اللہ اکبر مچا کر کھینچکر ایک طرف آکر گرے ابتو ساحر

ساحر پڑھکر پھونک گیا اور دلاور سے دلاور نابغ تیغ نار یل کی ہر سمت بوچھار ہوئی کلوا بھیرون کی بکار ہوئی
بیرون کے غل سے رعد کا دم بند کیا تیغون کی برق صفت چمک نے دیدۂ دل کو بند کیا عاجز و مستمند
کیا دلاورون نے آب تیغ کی روانی دکھادی زور ق ہستی دشمن بہادری ہاے ہوے دلیران د
آہنگ اسپان فلک چارم سے گذری بہرام کو دہشت طاری ہوئی کہین گرز لیجا تیر کہین نیزے
کہین خنجر کسی سمت شمشیر چلنے لگی صداے فشا فاش پر تیران و چقا چاق شمشیران بلند ہوئی تیغ کے
جوہر کھلے مرد و نامرد کی حقیقت کے دفتر کھلے کتاب زندگی تہ ہوئی خامۂ اجل نے بعض کے چہرے
صاد کیا بعض کو نظری بنایا قرطاس حیات مین جز حرف فنا کچھ اور لکھا نپایا اجزاے پریشان
اعضاے تن نظر آئے مجموعۂ ہوش و خرد ابتر ہے اوراق حیات مثل ورق گل باد خزانی
تیغ سے برباد ترک بے ترک صفحۂ ہستی بے ترتیب سے آزاد کلک شمشیر نے مضمون زندگی باطل و مہمل سمجھکر مثل
حرف غلط کاٹ دیا شیرازہ بند فنا نے رشتہ جان توڑ کر دفتر ہستی کا جز جز بانٹ دیا عدو کی زندگی
پر حرف آیا نوشتۂ تقدیر مرنا تھا بدنیوجہ اسطار کتاب حیات کو غلط پایا کہانتک گذارش کیا جاے
دم بھر مین خون کے دریا بہ گئے دشت لاشون سے پٹے تیغ و خنجر کی جھنکار گوش کیوان و مریخ سے پار
ہوئی تلوار مسلمانون کی بسان شہباز دشمن شکار ہوئی مبارزون نے جان لڑادی یہ نوبت تھی نظم

برآمد ز ہر سو ے لشکر خروش	ہمی پیل را زان بدرید گوش	ہمی لرز لرزان شدہ دشت کوہ
زمین شد ز نعل ستوران ستوہ	ہوا ہمچو ابر بہاران شدہ	بہم این چنین تیر باران شدہ
ز گرد سواران و ز خم تبر	نبا ید کہ داند کس از پای و سر	مبارز ہمہ زیر خاک اندرون
کفن جوشن و ترک شستہ بخون	ہمیرفت تورج میان دو صف	یکے تیغ ہندی گرفتہ بکف
نہ با جنگ او کوہ را جای بود	نہ با خشم او پیل را پای بود	ہر انگہ کہ خنجر براند ز دستی
ہمہ دشت بی تن سر انداختی	بیک زخم صد پارہ کردی قلم	خروشان و جوشان چو شیر ژیان

امیر دلاور نے قلب لشکر مین پہونچکر علم ضلالت شیم لقاے بے حشم کو قلم کیا فوج کفار مین بھگدڑ
پڑی ساحر بہت سے مارے گئے باقی جانب طلسم بھاگے صباے جاہ و تماشاے جنگ دیکھنے
آئی تھی وہ طریقہ رزم مسلمانان جانتی ہے سیماب کے مرتے ہی رو بفرار لائی لقا جانب کوہ عقیق
بھاگا مسلمانون نے زیر قلعہ تک تعاقب کیا چھوڑا نہ تیغ بیدریغ رکھ لیا خیام و بارگاہ کافران مین گئے

لگا دی مال و خزانہ و ہزار لشکر سب لوٹ لیا ہزار ہا کافر بھاگتے وقت بھی مارا گیا آخر کوہی اور سنجانی وغیرہ بھاگ کر کوہ و دشت مین پراگندہ ہو کر متواری ہوئے لقا افغان و خیزان اندر قلعہ عقیق کوہ مع بختیارک آیا کافرون نے در قلعہ بند کیا فیلبند دروازے سے توپ ماری امیر نامور زیر قلعہ پہونچکر رکے سب دلاور شکار کے نکلجانے سے بگڑے چاہا خندق فراکر در قلعہ توڑین مگر امیر اجازت فرما ہوئے شہزادہ تورج کو بیچ مین لشکر کے رکھکر زر نثار فرماتے ہوئے بارگاہ مین آئے سپاہ نے تمکر کھول تورج سے ہر ایک بہادر ملاقی ہوا محل مین سرداروں کے زندہ آنے سے خوشی ہوئی شاہ لشکر اسلام نے شہزادہ مذکور کے آنے کی خوشی مین اور فتح جنگ کی عشرت مین حکم خشن ہونیکا دیا اس عرصہ مین سپاہ ضیاے خورشید بھی رو بفرار لائی خبر دلیل شادان و فرحان الفتح و فیروزی داخل بارگاہ عالم ہوا کہ نظم

بڑھی مغرب سے لالی ہوئی شام	ہوا خورشید پر احسان آرام	فروغ شمع نے چہرہ دکھایا
فدا ہونے کو ہر پروانہ آیا	دلون مین آرزوؤن نے کیا جوش	ہوا شرما کے عہد توبہ روپوش

لیکے سرداران ذیہوش حمام کر کے بارگاہ سلیمانی مین زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے رقاصان زہرہ پیکر و ساقیان سمنبر ہوش و خرو سے بیگانہ بنانے لگے ناچ کی چھلبل دکھانے لگے شراب کی بوتل اندھا لگے لشکر مین ہر سمت چراغان کی بہار مردان لشکر کا کھانا آپس کی چہلین ہر خیمہ بسان عروس آراستہ ہر مقام پر جلسہ عشرت جما ہوا محلات مین خوشی کی دھوم دھام گانون کا اثر دھام بارگاہ سلیمانی مین سرداروں کی می پرستی باہم مذاق کرنا رقاصون کا حسن دلربا کوئی لب جام کے بوسے لیتا کوئی ساقی کو دعائین دیتا یہ جلسہ تھا کہ نظم

بہار فصل گل ساقی پھر آئی	دل توبہ گزین نے منھ کی کھائی	لگایا بے تامل لب سے ساغر
کیا احسان نیا پیر مغان پر	اٹھا کر رکھدیا ایمان سرطاق	کہ خوش ہو شیخ یا گذرے اسے شاق
بجے تسبیح آب موج مے ناب	کروں شیشون کو جاے سجدہ آکاک	جو نوکر طاق تھے حور پیکر
ہوئے حاضر وہ ساز رقص لیکر	سمان وہ رقص نے باندھا وہان پر	کہ حیرت چھا گئی تھی آسمان پر

یہان تو یہ جلسہ عشرت بصد مسرت ہو ادھر لقا کو ہزار طرح کی کدورت ہے باغ مینا مین بھاگ کر آیا ہے نہ ناچ نہ شراب ہے نہ گانا ہے ہر ایک کو ہی چپ اور سن بیٹھا ہے قلعہ مین مرگ عزیزان سے

ہر سمت نوحہ گری ہے بھگیلی فوج کوہ و دشت سے آتی جاتی ہے ہر سمت سے آوازہاے کی آتی ہے لقا تھا
شرمندہ اور خفیف بیٹھا ہے کہ صبا سے جادو کا داخلہ ہوا اور اُس فحبہ نے آتے ہی خداوند کی بلائین
لین اور کہا ہین صدقے مزاج خداوند کسلیے رنجیدہ ہے ایسے ایسے بندہ تیرے ہزارون تیرے اوپر سے فدا ہو جائینگے
ہین پھر شاہ جادوان کو نامہ لکھتی ہون خداوند کی بلا بیخ کرے ابکی ایسی فوج طلسم سے آئیگی کہ
بندگان خوابی کو زندہ نچھوڑیگی وہ خرس اسکی باتون سے خوش ہوا اور پکارا کہ خداوند نے یہی تقدیر
کی تھی کہ سیماب کو اپنے مرنے کا ڈر نہ تھا غرور کرتا تھا پس وہ مارا جائے اور طلسم سے اور کوئی
ساحر زبردست آئے غرض لصباح تختیارک نامہ لکھا گیا مضمون یہ تھا کہ بیان سیماب
بھی اگر مشتاق سیر بہشت خداوندی ہوئے اب کسی ساحر زبردست کو ہماری مدد کے لیے اے شاہ
طلسم روانہ فرمایئے یہ لکھکر رات ہی کو پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا کہ پنجہ نامہ لیگیا پنجہ تو نامہ کو لیکر گیا ساحرہ
اور سلیمان وغیرہ نے بارگاہ و خیام بہر لشکر درست کرائے فوج کو ترتیب پذیر کیا خداوند کے لیے
شراب و کباب سامان راحت مہیا کیا لشکر اسلام مین شب بھر جلسہ عشرت رہا آخر وہ وقت آیا کہ
شاہ دہر نے گنجینۂ گوہر اختر شب خوشنود ہو کر کھولا یا اور خورشید جہانتاب ضیاے زر سے مالا مال نظر آیا

روے سحر خندان دکھائی دیا نظم

جلائی دہر نے پھر مشعل روز	ہوا روشن چراغ عالم افروز
اُڑے طاؤن نے مارے صورت خامہ	اچونکا شہسوار اسپ افلاک

ہنگام سحر بادشاہ عالم پناہ دربار مین جلوہ فرما ہوے اور قصد کیا کہ انتظام
لشکر کرکے آج کا دربار موقوف کیا جاے تاکہ سردار و سپاہ شب بھر کی جاگی ہوئی آرام کرے ہنوز کوئی
حکم نہ دیا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق بارگاہ پر حاضر ہو کر آداب بجالائی اور
عرض پیرا ہوئی کہ اے شہنشاہ کیوان کلاہ صبحکو غلامان جانباز بالا دوی کے لیے کوہ و دشت کنجاب
گئے تو یہان سے پانچ کوس پر ایک صحرا مین گذر ہوا کبھی ایسا بیشہ فرحت آگین اور وادی فرحت
آئین غلامون کی نظر سے نگذرا تھا ایک پہاڑ کے دامن مین طرح طرح کے گل شگفتہ ہین اور چشمہ
جاری ہین پہاڑیان رنگین و منقش گلہاے بوقلمون سے نظر آتی ہین جانوران خوش الحان چشمون
کے کنارے درختون پر نغمہ خوان ہین نہرون کے کنارے بگلے پنڈ دبیان سرخاب لط قر قرے سنہرے کلیلین
کر رہے ہین پہاڑ کی گھاٹیان سنگ سرخ و سبز کی سیڑھیون کی طرح بنی ہین جھرنا جھڑتا ہے معلوم یہ ہوتا ہے

کردہ مقام کسی بادشاہ کی سیرگاہ ہی ہمنے وہان سے لشکر جو اُس بیشہ کا نام دریافت کیا تو لوگون نے بتایا کہ بیشۂ حیرت اس مقام کو کہتے ہین غلامان جانباز کی نگاہ حیرت انتما سے ایسا صحراے پُرفضا کبھی نگذرا تھا ظاہر یہ ظاہر ہوتا ہی کہ آسیجگہ کچھ اسرار ہی باقی حال غیب سے آگاہ پروردگار ہی یہ کیفیت عرض کرکے ہرکارے کنارے ہوئے اور امیر دالاتدبیر نے بزبان ہدایت ترجمان از راہ پند و نصایح گلشن کلام کو یون پُر از گلہاے سخن فرمایا کہ نوجوانان بیشۂ شجاعت اس ضعیف کا کہنا بگوش ہوش سنین کہ حوالی مین اِس کوہستان کی نیرنج و طلسمات و ساحران پرفن کے سوا اور کچھ نظر نہین آتا ہی جو کوئی جائیگا آفت مین گھریگا دیکھیے شہزادہ بدیع شکار کو گئے تھے آجتک آفت مین مبتلا ہین فی الحال لقاے خیال بھاگ کر قلعہ مین گیا ہی لڑائی موقوف ہی کوئی صاحب قدم لشکر سے باہر نہ رکھین خیمون مین ناچ دیکھین آفت مین نہ گھرین ہر ایک سردار کلمات ہدایت آیات امیر دالاتدبیر سنکر خاموش تھا بعضون نے بجا اور درست کہا لیکن شہزادۂ ملک قاسم لعل خشمگین خونریز خاور سیاہ دل و جہان حمزہ عالیجاہ اپنے مقام پر سے اُٹھکر سامنے جادۂ ہدایت پناہ کے آیا اور دستبستہ عرض سا ہوا کہ ای قبلۂ دو جہان نظم

ای شہنشاہ فلک منظر و بیمثل و نظیر	ای جہاندار کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل
تیرا انداز سخن شانۂ زلف الہام	تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل
تا ترے وقت مین ہو عیش و طرب کی توقیر	تا ترے عہد مین ہو رنج و الم کی تقلیل
ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر	زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل

آپ دل صفا منزل مین اپنے کینگے کہ ابھی مین جس امر کا مانع ہوا اِس گستاخ نے وہی تذکرہ مجھسے کیا اور قدم حد ادب سے باہر دھرا مین قسم خداے پاک کی کھاتا ہون کہ میرا عزم پیشتر سے شکار پر جانے کے لیے آپسے اجازت لینے کا تھا کسلیے کہ بغیر عم نامدار بدیع الزمان ذی تبار لشکر مین رہنا مجکو ناگوار ہی اب بعنایت بزرگانہ امیدوار ہون کہ براے چند روز اجازت یاب بہر صید افگنی ہون ورنہ رکنا مجھ کو ایسا نہو کہ مین قدم جانب بادیۂ ممات بڑھاؤن غم اپنا خاطر اقدس پر دھر جاؤن امیر نے یہ عرض شہزادۂ ذی توقیر کی سنکر پھر بہت کچھ سمجھایا مگر اُسنے نمانا اور اصرار از حد کیا اور کہا لوگ مجھ پر خندہ زن ہونگے کہ قاسم کو ایسا بودا امیر سمجھے کہ صحرا مین جانے سے منع کیا امیر نے ناچار ہوکر فرمایا کہ تم رستم وقت ہو تمپر کیا کوئی ہنسیگا بہرچند کہ دل میرا اجازت دینے کو نہین چاہتا مگر تمھاری خوشی

مجبور کر دیا اچھا اے فرزند جو منظور خدا سپرد بپروردگار عالم تمکو کیا لیکن بہت دور نجانا اسی اطراف مین شکار کھیلکر جلد چلے آنا تمکو کیا سپرد خدائے جلیل کے پر حال مین تمھارا وہی ہے کفیل دیارہ شہزادہ اس اجازت ملنے سے گل گل شگفتہ خاطر ہوا اور دربار سے اٹھکر بارگاہ مین اپنی آیا سرداران صف شکن کو اپنے یاد فرمایا سلیم شیر شکار و سالم سیر شکار و مالک ترک سفید جامہ و ترک توسن یلطاقی معظم خان بن بہرام اخی سہمان و کنارہ بن اخی سہمان و خسرو دزد کئی سو سردار اور ارمان شہزادہ کے قیماس خان خاوری حسن خان خاوری و فیروز خان خاوری وغیرہ سامنے آکے اور سامان روانگی کرنے لگے سیارہ بن عمرو نے پیش خیمہ شتر و قاطر سربکرا بارگاہ طلسم افراسیاب بار ہوئی چالیس ہزار سوار چیدہ روزگار سات لاکھ کے لشکر سے بہر ہر اہی منتخب ہوئے قرار دل بہلیے میر شکار یوز باشی جانوران شکاری لیکر اسیوقت کوچ کر گئے باز دار باز ہاتھ پر بٹھائے در دولت پر حاضر ہوئے بحری ترستی باشہ جرہ لگھر جھگر لبند ہونے لگے موسی نیولی کی جھگلیان ہمراہ لیچلنے کا حکم ہوا جانوران چرند کے شکار کو چیتون کی کھولیان تانگون پر لد گئین سگان تازی کی جوڑیان دو رسے لیکر صحرا کو چلے دام دار دام بردوش چرباز فرمان کوش بھیکی کپا درست کیے دھوکے کی ٹٹیان کندے پر لادے روانہ ہوئے ہاتھی جو شیر کو پھاڑ کر مار ڈالین اونپر چار خانہ کھنچ گئے ہودج زرین رکھے گئے لباس چرمی فیلبانون نے پہنے دن بھر یہی سامان رہا جب صید گاہ عالم مین جو کے کی مٹی ظلمت شب کی لیکر صیاد فلک چکر لگانے لگا اور مرغ زرین بال مہر فوف سے صحرائے فلک چھوڑ کر بھاگا کہ ابیات

کہ اس عرصہ مین سلطان کوکب	ضیائے جسکی ہے شان کوکب	قدم فرسا ہوا بہر بسر آرام
نظر آنے لگی کیفیت شام	رات کو بکاول اور جھاڑ ساز اور باغبان جو صحرا کو بہ از گلشن جہان کر دکھائین بہر آرایش خیام و مقام روانہ کیے گئے جنھون نے پانچ پانچ کوس پر خیمہ آراستہ کر کے نہر و چشمہ ہائے دشت کے کنارے گلشن نگار بنا دیا فرش مکلف بچھا دیا دیگین چڑھگئین طعام لذیذ تیار ہونے لگا یہان شہزادہ نے سلح خانہ کھلوایا تیر عمدہ چھانٹے گئے تیغین جوہر دار خوب کاٹ کی تھین پسند خاطر ہوئین شمشیر دو دمہ ہندی زیب کمر کی وہ تلوار جو دم شکار گینڈے کی پشت مثل خیار تر کاٹے سنگ پشت کا بحرین لمحہ چاٹے پسند خاطر دلاوران ہوئین اونپر چلین رہین کوئی

کہتا کہ کچھار مین شیرون کا مسکن ہی اُسی طرف ہمارا کل روان تو سن ہی ہمندہ تو شیرون ہی کا شکار ہمیشہ کرتا ہی واللہ جو للکار کر بنام اسد اللہ الغالب شیر کو نارا تو کچھ کام نکیا بعض کا مقولہ تھا کہ شیر سے تین واحراز ادہ ہوتا ہی مین تو اُسیکو ڈھونڈھکر مارونگا غرضکہ وہ رات اسی حرف و حکایات مین بسر ہوئی جھاڑیون کا ذکر رہا کہ وہ بنی بن مین بہت قلب ہی کوئی کہتا کہ پہاڑ کی گھاٹی مین جانے سے روح دلاوران سلب ہی اسی چہچہون قہقہون مین وہ زمانہ آیا کہ شہباز روز نے پنجہ کھولا اور خطوط شعاع سے دام بردوش صیاد مہر صحرائے فلک مین آیا کہ نظم

ہوا پھر صبح کا شعلہ شرر بار	اُڑا عنقا صفت رنگِ شبِ تار	یہ گلچین فلک پھر رنگ لایا
نسیم صبح کا جھونکا پھر آیا		

صبح ہوتے ہی مہر سپہر صاحبقرانی تمکن بارگاہ سے طالع ہوا اور خانہ زین کو مرکب شبرنگ زہرہ جبین کے منور درخشن فرمایا سردار مثل خطوط شعاع گرد اس نیزہ بان سے ہوکر روان چالیس ہزار سواران جلیقہ پوش ہمراہ جوڑیان نقارہاے نقرہ و طلا کی بجتین

یہ عظم و شان کہ ابیات	ہزار و صد و شصت خسر و پست	پیادہ ہمیرفت ژوپین بدست
ہزار و چہل مرد شمشیر داشت	کہ دیبا ز بالا زرہ زیر داشت	پس اندر روان ہفتصد باز دار
چہ باباشہ و چرغ و شاہین کا	وزان پس برفتند سی صد سوار	پس باز داران ہمہ یوز دار
ہزار بچیر ہفتاد شیر و پلنگ	بدیبای چین اندرون بستہ تنگ	پلنگان و شیران آموختہ
ہزار بچیر زرین و ہان دوختہ	قلاوہ ہزار ہشت صد لو دمنگ	کہ در دشت آہو گرفتی بتگ

غرض الجملہ جب صحراے سبزہ زار مین پہونچے جانوران شکاری کو صید پر چھوڑا شکار کا لطف مرغزار کی کیفیت چشمون کی تراوت اور لہراتے سبزہ زار کی نزاکت دیکھتے روانہ تھے کبھی چیتون کو ہرن پر چھوڑا کبھی شیر پر کو گھیر اکمین پاڑھا نشانہ تیر ہوا کبھی آہو بچالا کی کمند مین اسیر ہوا شہزادہ اسیطرح اُس بیشہ کیطرف کہ جسکا ہرکارون کی زبانی حال سنا تھا چلا اور بیشہ حیرت پوچھتا ہوا آخر اُسی وادی مین پہونچا دیکھا تو واقع مین ہرکارون کے بیان سے اُسجگہ کو دو چند عمدہ پایا قدرت کہ ایدہ حقیقی کا جلوہ چشم تقدیر نے دکھایا دامن کوہ کے نیچے نہرین جارین اترائی پھرتی بادہوا ہی جھر ناجھڑتا فرہاد کی روح کا حوصلہ نکلتا دامن کوہ پھولون سے بھرا یا آغوش پر تمناے عاشق مین معشوق رنگین ادا ہر نہر کے کنارے قوایے چھوٹتے جسکو دیکھکر روح محرور مزا یان درود پڑھتے تھے

گلزار سراپا بہار سو جان سے اُس جنگل پر نثار طبقہ زار ارض پر بہار برنگ دامن قبائے ولدار ہر طرح کے پھول اور ہر قسم کا میوہ فصل و غیر فصل کا تیار نہال پر ثمر و بار آور سبز رنگان ہر سے کہین ہر شاخ سے شاخ بر دوش مستانہ یا برنگ مشتاق جانانہ عشق پیچان کیطرح پیچان باہم دست و گریبان کہین جھاڑی مثل زلف شکن در شکن مہوشان پیچ در پیچ جسکے سامنے چوٹی سنبلہ جز اخضری کی ہیچ صباے بہارین کا مستانہ بھر نا دم بطور غازہ قرمزون کے خرام پر جان خوش فتار بیدم کوئل کوکتی پپیہے کے بولنے پر سوداز دگان محبت کی زبان لہو تھوکتی طاؤسون کا رقص عجیب طرح کا جھمکار برسات کی آمد گرمی کا جانا ہر جگہ چشمہ ہاے سرد کا لہرانا زمین پر فرش زمردین بچھا ہر شجر پر بلبلون کا غنچہ رضوان کا دل اسیر دام الفت دہان کا ہو کر مثل طائر پھڑکتا نغمہ سنجی مرغان خوش الحان نئی طرح کا زمزمہ خوشبو سے گلون کی دشت مہکتا بلبل چہکتا مسافر خیال کا قدم بہکتا کبھی بدلی گھر آتی کبھی بجلی چمک جاتی یہ بہار پر سمت تھی نظم

تو گوئی کہ آمد بہ فرودین	بیاراست گیتی رخ روی زمین	سر شک سرابر چون ژالہ گشت
ہمہ کوہ و ہامون پر از لالہ گشت	ہمہ راغہا بد چو پشت پلنگ	زمین بچو دیبای رومی بر نگ
بزرگان بازی بہ باغ آمدند	ہمہ میش و آہو بہ راغ آمدند	نشستند و بر سبزہ می خواستند
بشادی روان را بیاراستند		

شہزادہ نے لب نہر بارگاہ آراستہ ہونیکا حکم دیا خیام وغیرہ تو پہلے ہی سے آراستہ تھے شہزادہ گھوڑا اُٹھا امریون مین آکر ٹھہرا وہان جھولے پڑ گئے گرفتار چڑھ گئے بائین کی گمک نے ناہید فلک کو ہیکارہ بنایا معشوقان گل اندام پہلو مین آکر بیٹھ گئے محبت کے پینگ بڑھے رندیان جو سرداروں کی ملازم تھین وہ ہر ایک کے ہمراہ جھولا جھولنے لگین عجب طرحکا سماں بندھا اُسوقت ٹھیک دوپہر کا وقت آگیا تھا مگر وہ زمانہ بھی خالی از لطف نہ تھا بگولے بن بن بنکر اُٹھتے تھے قامت یار شوخ و طرار نظر آتے تھے جھونکے ہواے گرم کے گرما گرمی معشوق کا رنگ دکھاتے تھے جو ہرن جست کر گیا کسی خوش چشم کا رم کرنا یاد آگیا دشت مین دھوپ کا ٹھہرانا تھا یا شاطر فلک عروس غبرا کو آئینہ مصفا دکھانا تھا سطح ارض چمک مین مرآت رخسار جانان تھا ذروں کی چمک سے ماتھا شاہد زمین کا پر افشان تھا شہزادہ مصروف عیش و عشرت تھا کہ خاطر پر کدورت دہر کا غبار نکلا نیا ماجرا پیدا ہوا یعنی دور سے کچھ آتا

گرد آڑی جیب دامن گرد بچۂ ظلم صبا سے چاک ہوا دیکھا کہ کئی ہزار زنگیان آدم خوار مسلح و مکمل کینڈون پر سوار آتے ہین اور آگے سبکے ایک حبشی سیاہ قلب و تیرہ رو بالکل اَلو بابل و بدخو بے ایمان نطفۂ شیطان

مردم آزار خدا ناترس کاہل و زبون شعار کہ ابیات

گنہگار یزدانی و ناسپاس	تن اندر نکوہش دل اندر ہراس	ستمگارہ دیو لیست با خشم و زور
کہ چشم خرد داشت آن دیو کور	ہمان کژ بینی و خوابیدہ چشم	دل آگندہ دارد تو گوئی بخشم
چراغ خرد پیش مغزش بمرد	زجان و دلش روشنائی ببرد	بدیدہ بہ بینی مرا و را بداست
کہ او در جہان دشمن ایزد است	وہ خبیث بھی اگر کدن پر سوار اژدہ پشت نہنگ گران و زن باندھے	

اور ہر ایک ہمراہی اسکا جلادی اور ستمگری پر کمر کسے ایک ایک دیو خصلت چہرہ سے قزاقی طاہر ہوتا تھا آئے اور وہ بیغیرتی سے خوب ماہر قامت سبکے دراز پیچ ہی کہ بیغیرتی کی عمر دراز ہاتھ دامن ہمت کیطرف سے کوتاہ دل حرص و آز کیطرف گردن بڑھا ہوا مانون عرصۂ ہمت و پامردی مین شل سرگرم رفتار ایک سمت کو سوار اور پیدل تو کیطرح ہنسے بیگن پھٹے ہوے چہرے انکے نظر آتے برچھے تسمون مین لگے سنانین انکی چمکتین ترکش کے پر دار تیرون سے بومون کے دم لگی یا سنیچر اور ذنب کا قران غرضکہ اسی شوکت و شان سے روان تھے اور پیچھے ان بدشعارون کے کئی سو عورتین بے مقنع و چادر شتران برہنہ پر سوار بحالت سوگوار تھین چھوٹے چھوٹے بچے آگے آگے بیٹھے بال ان بیکسون کے زنجیر کھلے ہوے پیشانیان انکی خاک مین بھرین بیٹھ تازیانون کی ضرب سے زخمی ہر ایک زن ماہ سیما مہر طلعت آلودہ بغبار رنج و مصیبت ہجوم یاس و بیکسی ہمراہ سبکے لب پر نالۂ جانکاہ کسیکے طمانچون سے منھ اپنا نیلا کیا تھا گل کو سوسن بنا دیا تھا کوئی بسان گل گریبان چاک کسیکے سر پر خاک غم سے ایک نوحہ گر

غرض کیسان نہین یہ در افلاک	بشر کو اکمدن جانا ہ خاک	عبث ہی یہ بہار ملک فانی
نہین رہتی کسیکی نوجوانی	اگر گل ہی تو کھلتا ہی خزان کا	بھروسا کیا یہان کے میہمان کا
جو بلبل ہی تو وہ بھی نعرہ زن ہی	کہ یہ گلشن نہین جاے وطن ہی	بنکل زلف یان ہوتا ہی برہم
یہان کے عیش کا انجام ماتم	جسے دیکھا ذرا بھی خرم و شاد	کیا اس آسمان نے خانہ برباد

وہ بیچاریان آفت کی ماریان تو شرم سے سر در گریبان تھین مگر بچے سہمے ہوے ماؤن کے کلیجون سے لپٹے اور پانی مانگتے حرامیان لعین انکے رونے پر ہنستے اور پانی نہ دیتے ان سب بیکسون کے آگے

ایک زن خوبرو اشتر پر سوار تھی کہ بال اُسکے رخیر جو کھاتے تھے وہ صحرا سبزستان نظر آتا تھا یا کعبے پر کافرون کا دھاوا تھا یا ملک حلب زنگیون کے قبضہ مین آیا تھا آنکھون سے جوے اشک اُسکے جاری تھی یا مشاطۂ حسن برنگ باغبان گلستان رخ کے لیے مصروف آبیاری گریبان اُسکا چاک تھا یا آفتاب ظلم نے قرص ماہ کو تحت شعاع کیا تھا ایک لڑکا پانچ برس کا حسن بےمثل صورت اُمید دون کے دن گلاب کی تپی اُسکے رنگ رخ کے روبرو شرمندہ چہرہ کمھلایا ہوا سر برہنہ کرتا پھٹا سہما ہوا آگے اُس زن مہ سیما کے بیٹھا تھا اور وہ بیچاری مصیبت کی ماری برنگ ابر بہار گریہ وزاری کرتی اور یہ نوحہ پڑھتی نظم

کہ قسمت کا بُرا ہو کیا دکھایا	فریب آسمان چکر مین لایا	نہ سمجھے تھے فلک یہ داغ دیگا
غریبون سے عوض اسطرح لیگا	نہ قدرت ہی کہ مرجائین بصد غم	ملین اُس سے بشکل لفظ ہا ہم
فلک کے شکر سے لب تھے	ندامت خیز سارے مدعا تھے	شہزادہ قاسم نے جو اُس کا

ظلم پیکر اور بندیان خستہ جگر کو ملاحظہ فرمایا تاب ضبط نرہی بزم عشرت سے اُٹھکر پشت تو سن پر آیا اور سردار بھی جلد جلد جھولون پر سے اُتر کر سوار ہوئے شہزادہ موصوف آگے بڑھکر اُس زنگی خیرہ سر کا سدراہ ہوا اور للکارا کہ باش او ظالم بیحیا اجل تیری قریب پہونچی ہے اب تیرا عمل اُس زنگی نے جو روے زیبائے شہزادہ پر نظر کی قہقہہ مارا اور کہا اے طفل شوخ چشم تو ابھی مکھن چوسنے کے لائق ہے میرے ہمراہ چل کہ تجکو ساقی محفل بناؤنگا شہزادہ نے فرمایا کہ او یاوہ گو ساقی مرگ تجکو ساغر بادۂ فنا پلائیگا زبان بند کر دست نامردی بڑھا دلیرون کے منہ پر آتا منہ توڑیگا مزا دیکھے بیہودہ گوئی سے کیا حاصل ہے جب یہ کلمات اُس بانی جفا نے سنے نیزہ کمر پر کر حملہ آور ہوا شہزادہ نے بند صاحبقرانی باندھکر چند ہی طعن مین نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کیا وہ کافر

کئی نیزہ آب ندامت مین ڈوبا کر نظم

کہ آمد یکی دیو چون پیل مست	کمندے بفتراک و نیزہ بدست	چو زنگی بہ نیزہ در آمد ز جاے
جہانجوی برجای بفشرد پاے	چو نیزہ نیامد بر و کارگر	بردی اندر آورد زنگی سپر
بزد تیغ شہزادہ بر گردنش	کہ تا سینہ بر مد بخنگے تنش	جب اُس نابکار کا نیزہ ہوائی ہوا

شہزادہ نے تیغ لگائی کہ سر پر بیٹھکر جگر مین در آئی وہ آہ کر کے گھنڈے سے گرا فوج نے اُسکی یہ حال

دیکھکر شہزادہ پر حملہ کیا اسطرف سے جوانان رستم شعار تیغہاے شرر بار کھینچکر جا پڑے آب نور و ظلمت
یکجا ہوے دو لشکر بہم بھڑ گئے شب تاریک بروز روشن پر چھائی کفر و اسلام مین لڑائی تھی رخ
زنگی پر تیغ تیز کا پڑنا سپر پر شمشیر کا رکھنا نظر آتا تھا خون سرخ رنگ سیاہون کے جسم پر بیا لطف
دکھاتا تھا آبنوس کے کندے دھڑ دھڑ جلتے دکھائی دیتے تھے نشتر ظلم روزگار سے فصد سودا زنگان
کھلگئی تھی جوے خون جاری تھی لختے خون کے تن سیاہ زنگیان پر جمے تھے یا سنگ حدید پر ٹکے
عقیق جگری کے جڑے تھے سودا ے بازار قتل و قمع ہوتا تھا یہ حال تھا نظم

نگہ کرد قاسم بران رزمگاہ	جہاندید یکسر بلشکر سیاہ	چکا چاک برخاست و بانگ سران
ہمان رخش شمشیر و گرز گران	کہ گفتی زمین گشت گردان سپہر	کہ از تیغہا تیرہ شد روے مہر
یکے حملہ بردند از انسان کہ کوہ	بدریدہ از آواز قاسم گروہ	تو گفتی کہ دریا بجوش شد ستمے
سپہر روان خون خرد شد ہمی	ز لبس کشتہ اندر میان سیاہ	بماندند بر جاے دو بر لبت راہ
ازان زنگیان کشتہ شد لشکری	ہر آنکس کہ ہمتران لیران سرے	تا دیر ہنگامہ گرد دار و پارہا جستند

کہ سرداران نامور اس لشکر خود سر کے تھے طعمۂ شہباز اجل ہوے راہی ملک عدم سوار و پیدل ہوے
بقیۃ السیف گریزان جانب جنگل ہوے شہزادہ نے بعد قتل و غارت لشکر اعدا اُن عورتون کو جو
اشترون سے اُتارا اور خیام و بارگاہ جو اپنے یہان کے اسادہ تھے وہان بھیجا اور اپنے ملازمون سے
حکم دیا کہ طعام عمدہ اور میوہ ہاے لطیف خوانون مین لگا کر دربارگاہ پر لیجائین اور وہ عورت جو
عورتون کی سردار اور افسرہ تھی اُسکے لیے کنیزین جو بہر خدمت اپنے ہمراہ لایا تھا بھیجین غرضکہ جب
وہ یکسین آب و طعام سے آسودہ و سیراب ہو چکین شہزادہ دربارگاہ پر گیا اور اپنے آنے کی خبر بھی
وہ عورت جو سبکی لکہ تھی اُسنے اندر بلا بھیجا جب شہزادہ بارگاہ مین آیا اُسنے جسم اپنا سر
تا پا چادر سے چھپا کر تسلیم کی اور فرزند نیچسالہ کو بھی بہر آداب خم کرایا شہزادہ مسند پر جلوہ گر ہوا اور
وہ لڑکے کو لیکر گاود کی آڑ مین بیٹھی شہزادہ نے فرمایا تم اپنی کیفیت سے مجکو باخبر کرو مین تمہارے خاندان
تک بابر وے تمام تمھین پہونچا دونگا اور جو کوئی تمہارا دشمن ہوگا اُسکو سزا دونگا وہ زن نیک سیرت
یہ کلمات شفقت سنکر عرض رسا ہوئی کہ اے وارث غریبان خضر راہ گم کردگان تیری ذات ستودہ صفات
ہلوگون کی حیات کا باعث ہے مجھ شوریدہ بخت کی یہ حقیقت ہے کہ شوہر میرا ملک سلطان تاج بخش نام

کوہ ارم کا حاکم ہی قلعۂ کوہ مذکور مین ساٹھ ہزار فوج جرار اور سرداران نامدار تھے یہ لڑکا بھی اُسی بادشاہ
کا میرے بطن سے ہی میرے جہیز مین ایک لونڈی آئی تھی توسک زرد رو نام کہ قوم کی زنگن
تھی اُسیکا یہ زنگی کہ جسکو آپنے قتل کیا ہی بیٹا تھا چنانچہ یہ حبشی خیرہ سر از بسکہ گھر کا خانہ زاد تھا اس
سبب سے گھر مین آتا تھا اور اسکا نام مین نے شمشاد رکھا تھا اِس بیحیا نے میرے اوپر نگاہ بد
ڈالی اور بیہودہ ہنسی ہنسنے لگا ایک روز اکیلے مین میرے قدم پر گرا اور منت کرکے کہا کہ اے شہزادی
میری جان تجھپر جاتی ہی واسطے اپنے دین و مذہب کا کہ اپنے وصل سے مجکو شاد کر مین اُسوقت اکیلی
تھی اِس خوف سے کہ یہ مجکو ہلاک نکرے گویا ہوئی کہ اچھا مین آج نہین اور کسیدن تجکو اپنے ساتھ
سُلاؤن گی وہ بیحیا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور مجکو اُس فعل شنیع پر راضی سمجھکر سیار کرنیکا ارادہ کیا مین
اُس مقام نہاسے ہنستی ہوئی بھاگ کر جہان اور لوگ تھے چلی آئی اور وہ سیہ رو سمجھا کہ ناز معشوقانہ
کرتی ہی خیر آج نہین پھر اور کسیدن سہی یہ سمجھکر باہر محل سے چلا گیا اور جہان باورچی فراش نائی درزی
وغیرہ ایسے پیشے کے لوگ جو رزیل کہلاتے ہین بیٹھے تھے اور اُنھین لوگون سے اُس سے یارانہ تھا
وہان بیٹھکر شیخی بگھارنے لگا یعنی درزی سے مخاطب ہوکر بولا کہ خلیفہ اب ہمنے بھی ایسی کتر بیونت
لگائی ہی کہ کچھ دنون مین قطع ہی اور ہو جائیگی نائی بولا کہ ارے میان وہ جو تم ہمسے ذکر کرتے تھے
وہ ہی معاملہ ہی اُسنے کہا ہان وہی نائی قہقہہ مار کر ہنسا کہ واہ یار لانا ہاتھ اب کیا پوچھنا ہی مگر یار کہین ایسا
نکرنا کہ جو سر مُنڈاتے ہی اولے پڑین بھئی اب اور کسی سے ذکر نکرنا واہ کیا معقول یار ہین اور کیسی
فصاحت آمیز اور مہذب گفتگو ہی اور پردہ داری راز کسقدر ہی کہ ایک جلسۂ عوام مین اُسکا
ذکر بیباکانہ ہو رہا ہی غرضکہ اِسیطرح باورچی نے بھی اپنے اڑھائی چانول گلائے کہ میان تم
بھی صاحب قسمت ہو وہان اپنا ہانڈی مین ساجھا کیا ہی کہ جہان فرمنے کی بھی دال نہ گلتی تھی
اب کیا ہی بڑھ بڑھکے ہتے مارو پانچون گھی مین سر تمھارا کڑاہی مین فراش بولا کہ ارے میان چاند کی
چاندنی اور پھر اندھیرا پاکھ ابھی تو وہ اُنکی ایسی مطیع ہوگی کہ سامنے بچھ جائیگی اُنھین یہ چاہیے
کہ فرش نہو جائین اُسپر چھائے رہین جب تو وہ انپر قناعت کرینگی نہین تو اور کسیکو تاکیگی بھئی
پردہ مین زر دالگانا اُنھین مسیوؤن کا کام ہی حبشی بولا کہ اتنوا اپنا خیمہ ڈیرہ پڑ گیا پھر سمجھ لینگے جیسا ہوگا
غرضکہ یہ تو اپنا فخر بیٹھا بیان کر رہا ہی اِدھر مین نے خواجہ سرا کو بھیجکر سلطان کو بلا بھیجا بادشاہ

محل مین آئے مینے تعظیم کرکے مسند پر بٹھایا اور صاف صاف تو اپنے حال کا اظہار کیا باب سحن
اسطرح کھولا کہ سنو صاحب مین آئین تو ہون نہین کہ اپنی پارسائی جتاؤن اور کہون کہ لوگ
میرے دامن پر نماز پڑھین میرا منھ اس قابل کہان سو خرابون کی خراب ہان خاک چاٹ کے
کہتی ہون اور خداوند اپنا بول نہین بولتی ہون جہان مجھ نکموٹی کو کوئی پارسا نہ کہیگا تو بدکار
بھی نہ کہے گا اور کچھ مین ایسی خوبصورت بھی نہین لیکن اگر اچھی نہین تو اب اتارنے جوگا بھی نہین
خیر جو سو سے بری ہون تو دس سے اچھی اے میرے خالق تیرے صدقہ جاؤن کہ تو نے ناک نقشہ درست
بنایا بولا لنگڑا کانا کھدرا نہین پیدا کیا اے بادشاہ اس گئے حال پر اتنا جانتی ہون کہ تمھارے کہنے مین جو
شہزادیان ہین اُنمین بیٹھون تو یہ کوئی نہ کہے گا کہ اُنمین یہ بیٹھی نہین بلکہ میرا ہی پیلا چمڑا اُنکے حسن سے کہ جو
خوبصورتین کہلاتی ہین اچھا معلوم ہوگا بادشاہ نے یہ باتین سنکر فرمایا کہ اے ملکہ اسوقت پارسائی اور حسن کا
کیا ذکر ہی واللہ تم پری سے بہتر ہو اور اگر تم بدصورت بھی ہوتین تو میرے نزدیک حور تھین کیونکہ
عورت کو پارسا ہونا اور رضا جوئی شوہر کرنا ہزار حسن سے بہتر ہی آخر کچھ کہو کسینے تمکو برا کہا ہی یا عیب لگایا
ہی کیا ماجرا ہی مین نے کہا حال تو کچھ نہین ہی مگر جوان جہان ہون یہ ہوا حبشی شمشاد محل مین نرآیا
کرے دیکھو صاحب کل کو تمھین مجکو بدراہ کہنے لگوگے مین سچ کہون یہ حبشی سوا بدنظر ہی آج مجھے
دل لگی کرتا تھا بادشاہ نے یہ جو سنا آگ ہوگئے اور فرمایا کہ لوگ جاکر اُسکو پکڑ لائین ملازم جبتک
جائین جائین ماں اُسکی جو محل مین موجود تھی پیٹ پکڑے باہر گئی اور مقام اہل حملہ پر جاکر جہان پٹا
اسکا ڈنگ ہانک رہا تھا پہونچی وہان اور اتفاق سنیے کہ حبشی اپنے یارون سے باتین کر رہا تھا
اور کپڑا قطع کرانے اور خط نائی سے بنوانے دو ایک شریف ملازم شاہی بھی آئے تھے اُنھون نے
بھی یہ حال سنا اور سمجھے کہ کسی کا ذکر ہوگا انھین باتون مین نائی کہ بیٹھا کہ بھائی اب تمسے ڈرنا چاہیے
کہ آدھی گدی کے تم بھی مالک ہوگئے بادشاہ سے آدھم ساجھا کیا یہ سننا تھا کہ اُن شریفون کے
ذہن مین آیا کہ یہ شہزادی کا ذکر ہی بس پھر تو جوتا پالون سے اُتار کر ہت تیرے خلیفہ کی ایسی تیسی
آو دیکھا نہ تاو پڑاپڑ کی صدا آنے لگی ایک اور دو اور تین پھر گنتا کون ہی نائی کو آشنائی حبشی کی
خوش نہ آئی چندیا گنجی ہوگئی کہ باورچی کا قورمہ کردیا فراش کو مارے جوتیون کے فرش کردیا
درزی کی قطع بگاڑدی سر مین بخیہ کی حاجت ہوئی ایک غلغلہ ہوا کان پڑی آواز نہ سنائی

دیتی تھی سوائے اسکے کہ کیون بے پھر کہیگا ارے حرامزادے اور کچھ لیگا اور تیرے نائی کی بون کی یون تیرے باورچی کی بین یون کرون تڑ تڑ تڑاق پڑاق لوگ اور طرف سے آگئے ہین وہ سمجھانے ہین ارے بھئی جانے دو ارے میان کیا ہوا اُنسے ذرا بھی کچھ اشارہ اس حال کا کسینے کر دیا وہ لوگ بھی مارنے لگے غرضکہ حبشی کے یار تو خوب پٹے اور اسی ہنگامہ مین تو سک زرد رو پہونچی اور بیٹے کے ایک دھپڑ لگا کہ ارے بادشاہ نے تیرے قید کرنیکا حکم دیا ہے شہزادی نے تیرا ماجرا بادشاہ سے کہا ہے یہ سنتے ہی زنگی کا منھ سفید ہوا وہ سرخی بشاشت کی کافور ہوئی مع اپنی مادر زردرو کے وہ سیاہ رو گریزان ہوا اور یہ دونون سبز قدم بھاگ کر قلعہ سے باہر نکلگئے اور روپوش ہوئے ادھر بادشاہ کو خبر ہوئی کہ وہ بھاگ گیا بادشاہ خاموش ہو رہے اور اہل علاقہ جو اُسکے رفیق تھے گھر بار انکا ضبط کر کے حکم جلاء وطن دیا اور میری پاکدامنی کا یقین زیادہ ہوا انھین دنون مین نخل آرزو بار ور ہوا اور خدا تعالی نے یہ فرزند مجکو عطا فرمایا شجر تمنا ثمر لایا بڑے دھوم سے اسکی چھٹی کی اور سلطان جہان بخش بن سلطان تاج بخش اس فرزند کا نام رکھا پرورش سے اسکی شب و روز کام رکھا جب یہ فرزند تین سال کا ہوا بادشاہ ایکدن شکار کو گئے جانوران پرند کا شکار کھیلکر ایک آہو کے پیچھے گھوڑا اُٹھایا اور لشکر سے جدا ہو کر بہت دور نکلگئے اب اُس زنگی کا حال سنیے کہ وہ قلعہ سے ہمراہ مادر جب نکلا کئی منزل کے فاصلہ پر ایک قلعہ ہے کہ بارہ ہزار سوار سے ایک نے نگی فولاد قوی بازو نام اُسکی حکومت کرتا ہے چنانچہ یہ اُسکے قلعہ مین گیا اور حاکم قلعہ مذکور نے اُسکو اپنا ہم قوم پاکر اپنے پاس رکھا بعد چندے اُسکی مان کا محل کر لیا اب وہ بادشاہ کا بیٹا کہلانے لگا اور سلطان پر لشکر کشی کرنا چاہی لیکن باپ اُسکا جو بنا تھا وہ سلطان سے مغلوب ہو چکا تھا اور خراج دیتا تھا اسوجہ سے کچھ بس نچلا اور ہرکارے مقرر کیے کہ سلطان کے افعال کی خبر مجکو دیتے رہین چنانچہ شکار پر جانے کی خبر سنکر وہ بھی سوار ہو کر چلا کہ اگر بن پڑے تو شاہ مذکور کو بن مین شکار کرون چنانچہ جب ہرن کے پیچھے بادشاہ میرے چلے یہ بھی فوج کو اپنی چھوڑ کر ساتھ چلا اور ایک درہ کوہ کے قریب جھاڑی مین چھپکر بیٹھا کہ دھوکے مین بادشاہ کو مارون اتفاقاً بادشاہ اسی جھاڑی کے قریب پہونچے کہ جہان وہ موذی چھپا بیٹھا تھا اور وہان پہونچکر ہرن کو بادشاہ نے مارا گھوڑے سے اُتر کر ذبح کیا چاہتے تھے کہ بھر سوار ہون بقدرت کردگار پہلو پر اُس جھاڑی کے اور ایک جھاڑی تھی اُسمین سے شیر نر کے

خون کی بو پاکر نکلا اور بادشاہ پر حملہ آور ہوا شاہ نے اُسکے تیغہ مارا مگر اُسنے جست کرکے ایسا ہمہ کیا کہ بادشاہ اُسکی دیٹ مین آکر گر پڑے یقین تھا کہ وہ شیر ہلاک کر ڈالے اُسوقت بمصداق اس مثل کے کہ جسکو خدا رکھے اُسکو کون چکھے یہ حبشی جو در پے قتل جھاڑی مین پوشیدہ تھا بادشاہ کا یہ حال دیکھکر خوش ہو رہا تھا کہ بغیر میرے مارے یہ آپ ہلاک ہو رہا ہے اسی خوشی مین اُسکے دلکو مقلب القلوب نے پھیرا اور یہ اُسکے دلمین خیال پیدا ہوا کہ اس بادشاہ کو ایسی آفت سے بچانا چاہیے جب یہ اس مصیبت سے بچیگا تو تجکو اپنا جان بخش سمجھکر خطاے گذشتہ سے درگذریگا اور ملک و مال دیگا تیری رسائی اسکے ملک مین ہوگی کسیوقت موقع پاکر اسکو مار ڈالنا اور اسکے ملک پر قبضہ کرنا اسکی بیگم بھی ملیگی اور سلطنت بھی ہاتھ آئیگی بس یہ سوچکر جیسے ہی شیر بادشاہ کے طمانچہ مارنے کو نیچا اٹھاکر چلا یہ جھاڑی سے نکلا اور ڈپٹکر نعرہ زن ہوا کہ باش اوسنگ صحرائی کیا کرتا ہے شیر اسکی جانب نعرہ سنکر چلا تھا کہ اسنے آرہ پشت نہنگ اس زور سے مارا کہ شیر زخمی ہوکر گرا بادشاہ بھی سنبھلکر اُٹھے اور تلوار ماری کہ کام شیر کا تمام ہوا اُسوقت زنگی قدم پر گرا اور عرض کی کہ حضور لامع النور کا مین خانہ زاد ہون جو کچھ کہ میری جانب ملکہ دوران کا گمان ہے ایسا کبھی مجھسے ظہور مین نہ آئیگا امیدوار ہون کہ ظل اللہ میری خطا معاف فرمائین شاہ نے فرمایا کہ اے شخص تو نے اسوقت میری جان بچائی اچھا مین نے قصور تیرا معاف کیا یہ سنکر وہ ہمراہ ہوا اور بادشاہ کو مرکب پر سوار کیا اور آپ رکاب پکڑکر چلا بادشاہ بہت خوشنود ہوے اور قسم دیکر اُسکو بھی سوار کرایا مختصر یہ کہ داخل لشکر ہوے اور بحشم و خدم قلعہ مین آکر اُسکو اپنے لشکر کی سپہ سالاری کا خلعت دیا اور خطاب اسد جنگ عنایت کیا تمام قلعہ مین یہ خبر مشتہر ہوئی کہ آج بادشاہ کی جان شیر سے بچگئی محل مین صدقہ سیلے اُترنے لگے سردار اکابر شہر تصدق لائے شہر مین روشنی ہوئی جلسہ عشرت کئی دن رہا مین نے سجدہ شکر کیا کہ خالق نے میرا افسر و سرتاج دوبارہ دبانی الجادہ زنگی خدمت بادشا مین رہنے لگا اور افسران لشکر کو وعدہ و وعید عطیۂ دولت و جاگیر کرکے اپنا یار و معاون اُسنے بنایا جب بخوبی انتظام کرچکا تو ایک روز بادشاہ سے کہا کہ یہان سے کچھ دور ایک جنگل ہے کہ نام اُسکا بیشہ حیرت ہے اُس بیشہ مین ایک پہاڑ ہے کہ تعریف اُسکی زبان سے ہو نہین سکتی آپ دیکھیے گا تو معلوم ہوگا اُس کوہ پر جو کوئی جاتا ہے سیر طلسمات کرتا ہے عجیب و غریب تماشا نظر آتا ہے بادشاہ یہ حال سنکر مشتاق ہوا اور اُسکے ہمراہ سوار ہوکر مع چند رفیق و خادم کے اُس کوہ پر آیا اطراف قلعہ کوہ کی سیر کرتا ہوا ایک سمت گذرا وہان ایک دروازہ بلند نظر آیا اور

حصار سنگ رخام کا کھنچا دیکھا دروازہ کھلا تھا اندر اُسکے قدم بڑھایا حبشی ہمراہ نہ گیا بادشاہ سے کہا حضور سیر دیکھ آئین مین اسجگہ حاضر ہون شاہ مذکور بھی مشتاق تماشا تھے کچھ اندیشہ نفرمایا اور اندر گئے اُسوقت ایک صدائے مہیب آئی اور دروازہ بند ہوگیا پھر نہین معلوم کہ بادشاہ پر کیا حادثہ گذرا اور خدا جانے کہ حصار طلسم روح وجسد اُنکا باقی رہا یا شکست ہوگیا غرضکہ وہ زنگی حبیب یہ نرد وغا شاہ کے ساتھ کھیل چکا اور بازی لیگیا اس سے پہلے کہ بادشاہ کو طلسم مین بھیجے اُسنے یہ تدبیر کر رکھی تھی کہ اپنے پدر جدید کے قلعہ سے بارہ ہزار زنگی کا لشکر بلوا کر دشت وجبل مین پنہان کر رکھا تھا پس اُس فوج کو اپنے ساتھ لیکر بادشاہ موصوف کے ملک پر آگرا یہان افسران لشکر تو اُس سے ساز کر چکے تھے لڑتا کون وہ لوگ جو خیر خواہ سلطنت اور نمک حلال تھے وہ جان دینے پر تیار ہوئے تا دیر اُنسے خوب تلوار چلی خون بیگناہان سے زمین رنگین ہوئی فلک بیرحم ظلم تازہ برپا کا سلایا کہ دلاوران نیکخواہ کو خون مین خاک مین ملایا ظالم کو فتحیاب فرمایا نظم

چو دریا شد از خون گردان زمین	تن بے سران بد ہمہ دشت کین	خروشے بد اندر میان سپاہ
کسے را ندیدند بر سر کلاہ	ہمہ مہتران زار و گریان شدند	ز بخت بد خویش بریان شدند
زن و کودک شہر گشتہ اسیر	روان خستہ از اختر و تن بہ تیر	حبب وہ سیاہ بھی قتل ہوگئے

قلعہ لٹ گیا رعایا فرار ہوئی زنگی رو سیاہ نے قصر شاہی کا محاصرہ کرالیا اور مجبور شوریدہ بخت سے کہلا بھیجا کہ ای زن پُرفن اب تجکو منظور نہ کرینگی تو اس حال خراب سے تجکو قتل کرونگا کہ فلک غدار و روزگار پُرآزار کو تجھپر رحم آئیگا اور مین ترس کھاؤنگا مین نے کہلا بھیجا کہ اُس اژدر زہر آلود سے کہدو کہ خزانہ حسن میرا تیرے لیے نہین اور میرے بوستان جمال مین زاغ و بوم شوم کا گذر نا محال ہے پیر سے وارث رہے نہین مگر سہ کس نیابد بزیر سایہ بوم + ور ہما از جہان شود معدوم + یہ کلام جو اُسنے انجام نے سنے کچھ فوج لیکر محل مین در آیا اُسوقت عجب طرح کا تلاطم مشکوے خسروی مین برپا ہوا بحر غم گویا جوش مین تھا نواب ناظر خواجہ سرا اور قلماقنیان ترکنین اُردہ بیگنیان کنیزان یاسمن پیکر لاٹھیان اور تلوارین وغیرہ جو کچھ حربہ کہ اُنکو دستیاب ہوا لیکر اُس خیرہ سر کے مقابل ہوے لیکن یہ پریزاد اُس دیو قوی ہیکل کا سامنا کیا کرتے قتل ہوتے تھے مگر جھپٹ کر اُسکو گھیرتے تھے اور چار سمت سے تیغ و سنگ و چوب لگاتے تھے مگر وہ جب اوجھڑ سپر کی مارتا دس دس گر کر تڑپنے لگتے جب وہ

قبضہ شمشیر لگاتا سر پھٹ جاتے جب کہنیان ہون کر کے گھماتا آدمی پر آدمی گرتا ایک ہنگامہ عظیم برپا تھا جوان عورتین تو لڑکر زخمی ہوتین اور جان دیتین بڑھیان گود پھیلا کر کوستین کہ ای تیرا ور ڈھی جائے خدا تجھے غارت کرے سوکے مرنے جوگے تجکو آج ہی ہیضہ آئے میرے قدیر ابجلی گرکتی تجھپر گرے ایک طرف خواصون کا زیور لٹ رہا تھا ایک سمت زخمی عورتین کراہ رہی تھین محل مین لاشین نازنینان گل اندام کی پڑی تھین بعض عورتین خوف سے کنوئین مین گری تھین بعض کو ٹھون پر سے پھاندی تھین بعض تہخانون مین چھپی تھین میرا یہ حال تھا کہ انگشتری الماس کی کلغی پھاکنا چاہتی تھی مگر دایہ اور بھلائی وغیرہ میری نہین ہاتھ پکڑ لیتی تھین کہ ای شہزادی دیکھو تو کیا ہوتا ہی دنیا مین کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی یکسان زمانہ نہین رہتا ہی پلک مارنے مین حال دیگرگون ہی جان دینا زبون ہی غرض سب رفیقان نیکخواہ میرے بھی قتل و آوارہ و زخمی جب ہو چکے وہ زنگی میرے قریب آیا اور مجکو بچیرمت کرنا چاہا مین نے کہا مین اپنی جان دونگی مگر تیری آرزو نہ پوری کرونگی وہ موذی سمجھا کہ اسکو اسیر کر کے تکلیف شاقہ پہونچاؤن آپ ہی یہ راضی ہو جائیگی یا یہ کہ اس مصیبت مین جان دیگی پس اُسنے مع ان عورتون کے جو آپ نے میرے ساتھ دیکھی ہین مجکو اسیر کیا اور بشرط پر سوار کر کے لیچلا قلعہ مین اُسوقت ماتم وشیون برپا تھا دوست بادشاہ کے میرے حال پر روتے

غم سے جان کھوتے تھے کہ بموجب ابیات

پس پردہ ہا کودک و مرد و زن	بکوی و ببازار و بر انجمن	خروشیدن نالہ و آہ بود
ہمہ بر زنے ماتم شاہ بود	سران سر نہادند بیکسر بخاک	ہمہ جامہا کردہ زین درد چاک

غرضکہ وہ زنگی زشت کردار ہم سبکو لیکر اپنے باپ کے ملک کی طرف جاتا تھا کہ آپنے اس دشت مین کام اُس شقی نافرجام کا تمام کیا اب باپ اُسکا مجکو زندہ رہنا سنکر میرے ملک پر یقین ہی کہ آئے اور دہی روز بد پھر دکھائے دوسرے یہ کہ ملک بھی میرا قبضہ مین میرے نہین اب مین کدھر جاؤن اور کیا کرون بہتر یہ ہی کہ مرجاؤن شہزادۂ قاسم نے جب یہ سرگذشت اُس نیکبخت کی سنی بے اختیار رو دیا اور زبان تسکین بیان سے ارشاد فرمایا کہ ای ہمشیرۂ عصمت مآب و عظمت قباب وہ سانحۂ عظیم کہ ہو تیمپر گذر گیا خواہش تقدیر و مرضی خدا تھی کیا اُس سے بشر کو چارہ ہی مجکو یہ حال سنکر بہت رنج ہوا اب یہ فرزند سلطان میرا فرزند دلبند ہی مین اُس طلسم سے جاکر تمھارے شوہر کو بھی لاؤنگا

اور انشاء اللہ تعالیٰ اُس زنگی کے باپ کو بھی واصل جہنم کرکے اسکی مادر کو سزا دلواؤنگا یہ کہکر اُس لڑکے کو گود مین لیا اور پیار کیا اور تا دیر بطریق اہل اسلام دست مرحمت اُسکے سر پر پھیرا پھر وہان سے اُٹھکر باہر تشریف لایا اپنے افسران لشکر کو یاد فرمایا وہ سب جان نثار حاضر ہوے آپنے اُنسے اپنے مامون قیماس خان خاوری کو حکم دیا کہ آپ بارہ ہزار سوار لیکر یہان سے جایئے چند منزل پر ایک قلعہ ہی اور اُسکا حاکم فولاد زنگی نام ہی خود سر و بدانجام ہی اُسکو اسیر کیجیے یا اُسکا سر لائیے اور رعایاے قلعہ کو مسلمان کرکے افسران لشکر کو مشرف بشرف اسلام فرمایئے اگر وہ لوگ کچھ تامل یزدان شناسی مین کرین تو قلعہ کو بادنا مین اُڑا دینا اور ہر ایک کو قتل و غارت کرکے بخوبی سزا دینا اور حاکم قلعہ مذکور کے محل مین توسک زرد رو نام ایک حبشن سیہ فام ہی اُسکو اسیر کرکے حاضر لانا مین یہانسے کچھ دور پر ایک شہر ہی وہان کی شہزادی کو اس ملک مین آباد کرانے لیے جاتا ہون تم بھی آجانا اور جو خط پیام وغیرہ بھیجنا اسی مقام پر بھیجنا قیماس نیک اساس یہ کلمات سنکر اُسیوقت بارہ ہزار سواران جرار چلتہ پوش اپنے ہمراہ لیکر بصد جوش و خروش روانہ ہوئے کہ بمقتضاے نظم

بدشت اندرون لشکر انبوہ گشت	زمین از پے پیل چون کوہ گشت	سر لشکر روم شد باسمان
برفتند گردان ہم اندر زمان	برفتند کار آزمودہ سوار	پس پشت اسلامیان دہ ہزار
ز ردی و مصری و از بربری	سواران شائستہ و لشکری	گزین کرد آن شہ دو دو ہزار
ہمہ رزم جوی و ہمہ نامدار	برفتند زان دشت چندان سپاہ	کہ از نیزہ برباد بربست راہ

یہ سپاہ فولاد پوشان تو فولاد پر روانہ ہوے مگر شہزادۂ قاسم عالیشان نے اُس شہزادی کو زیور و لباس سے آراستہ کراکر مع اُسکی ہمراہی عورات کو محافون اور پالکیون مین سوار کرایا اور سپاہ باقیماندہ کو درست فرماکر بجاہ و حشم اُسکے ملک کی طرف کوچ کیا اور بعد قطع مسافت راہ و تہیہ اُس ملک کے پہونچا وہان جو لوگ کہ ہوا خواہ زنگی روسیاہ تھے وہی حکومت کرتے تھے اور جو لوگ کہ بادشاہ کی دوستی کا دم بھرتے تھے چھپے ہوئے تھے ظلم کا بازار گرم تھا کبھی کوئی حاکم بنتا کبھی کوئی بنتا جو لاہہ بنتا تو نالۂ مستمندان تا سمائی ذبح لوگونکو کرتا تو درزی قباے شاہی پہنتا از بسکہ تین ہی روز اُس زنگی کو گئے ہوئے گذرے تھے اسوجہ سے کوئی حاکم باستقلال نہ تھا افسران لشکر زنگی کا دوست ان چھوٹی اُمت والون کو جانتے تھے بدین سبب اُنکی حکومت اُٹھاتے تھے

خلاصہ کلام جب لشکر ظفر پیکر شہزادۂ قاسم نامور وہان پہونچا اور طبل جنگی کے گڑگڑانے کی صدا دشمنان زنگی کے کان مین پہونچی درزی تو ایسا گھبرایا کہ سوراخ سوزن مین چھپنے لگا نائی کو سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی یہ سب رذیل تو دلفگار لالے اور افسران لشکر جو زنگی سے ساز رکھتے تھے انکو بھی اپنی جانکا خوف پیدا ہوا سمجھے کہ بادشاہ بیگم ہم سبکو جانتی ہی ایک کو بھی زندہ نچھوڑیگی پس یہ جانکر وہ سب بھی بھاگے باقی رعایا اور بے سردارون کی فوج کیا لڑتی بلکہ ہر ایک خوشنود ہوا کہ ہماری بادشاہ بیگم اور شہزادہ مالک تخت وتاج تشریف لایا یہ سب دست ادب باندھکر قلعہ سے باہر نکلے اور سامنے قاسم کے آئے قدم اقدس شہزادۂ موصوف آنکھون سے لگائے شہزادہ نے سبکو مشرف بہ اسلام کیا ہر ایک کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا پھر بڑے عظم وشان سے تمام فوج اپنی بادشاہ بیگم اور قاسم اور شہزادہ کو لیکر اندر شہر کے داخل ہوئی قاسم نے سلطان کے فرزند کو تخت پر بٹھایا ہر ایک کاہر شہر نے نذر دی منادی نے ندا کی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا مارا جائیگا تمام شہر مین دوست شاد دشمن پامال ہوئے مبارک سلامت کی دھوم ہوئی دیرے بتکدہ کھدگئے مسجدین مدرسے بنگئے بانگ صلوٰۃ بلند ہوئی محل مین ملکہ جاکر اپنی جگہ پر مقیم ہوئی زنان رفیق دہمراہی کے رتبے بلند ہوئے بعد اس انتظام کے شہزادۂ قاسم محل مین آئے ملکہ نے استقبال کرکے مسند پر لاکر بٹھایا شہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اسوقت تم دردمند تھین مین نے سوال اسلام تمسے نہین کیا اور اب بھی یہ تصور نکرنا کہ مین نے تمھاری حمایت جو کی ہی اسوجہ سے تمکو مسلمان کرنا ہون نہین بلکہ ہدایت تمھین خدا تعالیٰ میری وجہ سے نصیب کرے اور تم دین اسلام ملت بیضا قبول کرو اور اگر دین اسلام قبول کرو تو مین بہر رہائی سلطان طلسم مین جاؤن اور اگر تمھین انکار ہو تو حمایت کفار ہمارے مذہب مین حرام ہی پس خوف خدا کرکے پنجۂ ظالم سے تمکو چھڑا دیا ہی کافی ہی آگے کچھ امید مجھسے نرکھنا اتنا ہی احسان غیر کفت پردانی ہی شہزادی نے جب یہ کلمات ہدایت آیات سنے عرض کیا کہ ای محسن ہمارے جو آپکے دین مین آنے کیا کہے مین نے بخوشی خاطر اپنے آپکا کیش وآئین قبول کیا آپ چاہین طلسم مین جائین یا نجائین مین کنیز ناچیز آپکی ہون یہ آپکی عنایت ہی جو بن مجکو آپ فرمائے مین شہزادہ نے یہ سنکر کلمۂ طیبہ اسکو پڑھایا ملکہ مع تمام اپنے متعلقین کے بخوشی خاطر مسلمان ہوئی شہزادہ نے خوش ہوکر بہت کچھ جواہر زیور بنانے کو برشتہ برادر ملکہ کو دیا اور فرمایا کہ ہامون میرے فولاد

زنگی کی لڑائی فتح کرکے آلین تو مین طلسم مین جاؤن غرضکہ بعشرت تمام اسمقام پر ساکن ہوا اور انتظار اپنے ماموں کا فرمانے لگا۔ ادھر قیماس خان خاوری قطع منازل و مراحل کرتا آخر قریب قلعۂ زنگی مذکور پہونچا اور دریا پشت پر رکھکر سامنے قلعہ کے لشکر نے ورود اقبال فرمایا صبح ترکی وناے رومی وطبل خاوری بجی زمین وزمان دہلے فولاد کے پاس لاش شمشاد لیکر فوج زنگیان پہلے سے آئی تھی ان اُس زنگی مقتول کی روئی پیٹی چلائی تھی فولاد براہ کبر و نخوت عازم تھا کہ بدلا لینے جاؤن چنانچہ ترتیب فوج مین مصروف تھا کہ سرکارون نے اسکے خبر نزول عسکر فیروزی اثر پہونچائی اُس خیرہ سر کو خبر سنکر تاب نہ آئی فوراً در قلعہ کھلوایا اور فوج سیاہان لیکر باہر آیا جسے دربارگاہ سامنے لشکر اسلامیان نصب ہوئے پشت پر قلعہ رکھکر میدان بہر رزم چھوڑکر اطراف لشکر کے انتظام مین رہا جب شاہ زرین کلاہ خاوری عرصۂ فلک طے فرماکر رو بروے قلعہ مغرب پر ظلمت وارد و نازل ہوا اور قلعہ پر تنگبار شب کا دروازہ زنگی لیل نے کھولا کہ موجب نظم

چو از باختر تیرہ شد روی مہر	بپوشید دیبای مشکین سپہر	یکے کوس بودش زچرم ہزبر
کہ آواز او برگذشتی ز ابر	برآمد دم بوق و آوای کوس	زمین آہنین شد ہوا آبنوس
ز ساز و ز گردان سپہر و گروہ	زمین ہمچو دریا شد و گرد کوہ	ز خفتان و از خنجر ہندوان
ز اسپ و ز آلات و برگستوان	نو گفتی زمین کوہ جنگی شدہ ست	ز گرد آسمان روی زنگی شدہ ست

رات ہوتے ہی دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا اور دلاوران روز ہیجا نے تیغ تیز کو سنگ صیقل فرمایا چمک نے خنجر و سنان کی تاریکی روے زنگی شب کو روشن فرمایا اُس رات کو نقیبو نگا بولنا اسلحہ کی جھنکار گھوڑون کے ہنہنے کرنا کا شور طبل و بوق کا گڑگڑانا پناہ بذات خدا دل سنگ و کوہ دہشت سے آب تھا نجات پانا نایاب تھا کہ بیت غوغاے سیاہان خلاست چون ولولہ + ہمی شد چو آواز شیر یلہ + اسی ہنگامہ و لشکر آرائی مین آخر دہ زمانہ آیا کہ خورشید نے اس تیرہ رو خاکدان عالم مین رخ روشن اپنا دکھایا کہ نظم

چو زرین سپر بر گرفت آفتاب	سر جنگجویان برآمد ز خواب	چو قیماس بشنید کامد سپاہ
بزد کوس و آورد لشکر براہ	بیامد خروشان دران دشت جنگ	بچنگ اندرون گرزہ گاؤ رنگ
خروشش آمد و گرد رزم از دو روے	برفتند گردان پرخاش جوے	فولاد بد نہاد سپاہ زنگیان پر

عناد کو لیکر سامنے صف آرا ہوا اور آپ گینڈے پر سوار گرانبار گرز کاندھے پر سنبھالے صفوف
لشکر سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا خلاصہ یہ کہ جب میدان رزم ہیلدارون اور سقون نے بسان
آئینہ صاف کرکے دکھا دیا نقیب نقابت کرکے ہٹے بہزاد سپہ سالار لشکر فولاد نے مرکب اپنا
اڑا یا اور وسط میدان مین آکر مبارز خواہ ہوا اسطرف سے قیماس نے اپنے مرکب کو مہمیز کیا یہ وہ ترک بردست
ہے کہ خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شحامہ جادو کے لشکر کا سپہ سالار تھا جب بلکہ
خورشید خاوری مادر قاسم سے اور شہزادۂ حلمشاہ سے عشق ہوا اُسی زمانہ مین امیر نے ترکستان مین
جاکر اُسکو زیر کیا اور یہ مسلمان ہوا شجاعت و شہامت مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتا ہے نہایت تنومند
و درشت چنگال ہے اسوقت سامنے بہزاد کے مرکب اڑا کر جو آیا اُسنے اسکو پہلوان بیگانہ دیکھکر گرز گاؤ پیکر
دیکر لگایا اِس بہادر نے گرز کو شمشیر سے قلم کرکے جھک کر توڑہ مین کمربند کے ہاتھ ڈالا اور زور تہمتنی
سے اُسکو خانہ زین سے بدر کیا اور بر دوے ہوا اُچھال دیا جب وہ نیچے گرنے لگا کمر پر تیغہ اِس زور سے لگایا
کہ مثل بزم کرم خوردہ کے دو ٹکڑے کیا خون جان رنگیان سے پیدا ہوا اور سپہ سالار کا جو رنگ ہوائی کشتا
دیکھکر فولاد کی آنکھون مین خون اُتر آیا گینڈے کو گجک مار کر سامنے آکر تیرہ سینہ قیماس پر مارا اُسنے سینہ کو
ذرا جو کن دیا نیزہ وہان سے ہٹکر جانب بغل آیا بغل کو اُسنے وا کر دیا نیزہ زیر بہو بچا فولاد نے داب لیا
نیزہ کی بنان فولاد کے سینے پاس تھی رُک جانے سے نیزہ کے بنان سینہ پر بڑی قیماس نے ہکدیا
رنگی نے بہت جلد تیغہ کھینچکر ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی آپ ہی قلم کیا اُسپر بھی چار آئینہ ٹوٹ چکا تھا ذرا تامل ہوتا
تو سینہ ٹوٹتا پس تیغہ تو کھینچ ہی چکا تھا غصہ مین آکر وہی تلوار قیماس کو زیر بغل راست رکھکر سر پر لگائی
اُس شجاع نے گھوڑا ایڑن پر ڈالا اور دست راست کی طرف سے بائین جانب آگیا اب وہ خیرہ سر
اُسکے زیر بغل ہوا اور تلوار جو اُسکی خالی گئی تو جھونک مین اُسکے لنگر کے سنبھل نہ سکا تھا کہ اِس بہادر
نے تیغہ کھینچکر سر پر ہاتھ مارا کہ خود و بلبۂ زرہ ٹوپ عرق چین کا مگر تلوار کا سایہ سر مین در آئی اِسنے چاہا کہ
داستانہ مار کر تلوار سر سے نکالدون مگر شمشیر خارا شگاف اِس زور مین جاتی تھی کہ داستانہ جو مارے
وہ بھی قلم ہوئے اور کلائیان مجروح ہوئین اور حسام آبدار کا سایہ سر سے گذر کر کلہ خیرہ کا مگر صراحی گردن سے
برنگ قطرۂ آب روان ہوکر صندوق سینہ سے متاع جان لیتی ہوئی اوجھ جھوجھ کو پاک کرکے ٹرنگاہ
کے پھاٹک سے نکلی دو ٹکڑے ہوکر زنگی کے گرے یہ حال دیکھکر فوج زنگیان بسان رعد خروشان

ہوکر گھٹا کیطرح اس آفتاب خاوری پر آجھکی پھر تو نیام انتقام لشکر اسلام سے تلوارین نکلین گویا مشرق
سیام سے ہزارہا آفتاب برائے دفع ظلمت رخ لیل زنگیان ساطع الانوار ہوا روز و شب ہم دست زنگیان
غٹ پٹ زنگیان و اسلامیان واد عطف مابین ہین گرز و خنجر ادھر خیز ادھر شمشیر و نیزہ طلم اسپند
تھی سیاہ و سفید دونون گردش مین تھے مگر سفیدی سیاہی پر دوڑتی جاتی تھی زنگیون کو دنیا
اندھی نظر آتی تھی نظم

چو قیماس پیش آمد و حملہ برد	عنان را باسپ نگاور سپرد	بہ پیش صف زنگیان کس نماند
ز گردان شمشیر زن بس نماند	بقلب سپاہ اندر آمد چو گرگ	پراگندہ کرد آن سپاہ بزرگ
وزان جا کہ شد سوے میمنہ	بیاورد جنگی سلیح و بنہ	ہمہ لشکر زنگ برہم درید
کسے از یلان خویشتن را ندید	دلیران خاور بکردار شیر	ہمے تاختند از پس آن دلیر
بکشتند چندان ز زنگی سپاہ	کہ گل شد ز خون خاکسار و رگاہ	آخر بقیۃ السیف رو بفرار لا سکے

دلاوران نے طبل فتح بجاے خیام واسباب عدو لوٹ لیا اور قیماس نے سر سواری جانب قلعہ رخ کیا
رعایاے شہر بعض فرار ہوئی تھی اور جو باقی تھی وہ ہاتھ باندھکر باہر نکل آئی اور منتکر کے جان بچائی آس
بہادر نے سکو سر چشمۂ ہدایت پر پہونچا کر گوہر اسلام سے آبرو بخشی پھر قلعہ مین تشریف لایا توسک نے و
رو کو گرفتار کرکے تمام قلعہ کو اسلام آباد فرمایا اور ایک شخص اکابر شہر مین سے تجویز کرکے حاکم قلعہ
کیا ایک روز ہنگامۂ عشرت و نشاط گرم رکھا جب دوسرے دن شہزادۂ خاور سیاہ قلعۂ افلاک مین
آیا کہ بیت دگر روز چون آسمان گشت زرد + بر آہیخت خورشید تیغ نبرد + توسک کے ایک عراپہ پر
بٹھا کر اور مال غنیمت بار کرکے وہان سے کوچ کیا اور بعد قطع منازل و طی مراحل شہزادہ قاسم کے
پاس مع لشکر پہونچا مال غنیمت تذر دیا اور توسک کو حوالہ کیا شہزادہ موصوف بہت خوش
ہوا اور اس زنگن کو محل مین لیکر سامنے بادشاہ بیگم کے آیا اسنے اسکو دار پر چڑھایا اور تیر باران فرمایا
پھر کئی روز تک جلسۂ مسرت رہا آخر الامر شہزادۂ قاسم نے ملکہ سے رخصت طلسم مین جانے کی چاہی
ملکہ نے منع کیا جب شہزادہ نے نمانا ملکہ بھی سوار ہوئی اور تمام لشکر نے کوچ کیا یہانتک کہ بشیہ
جرت مین آکر اترے دن بھر وہان کی سیر کی جب دوسرے دن چادر سیاہ زمانہ نے سر سے اتاری
اور ردائے نور فروغ مہر سے چشم کو زینت دی کہ بیت سحر گہ چو از خواب بر خاستند + بران

آرزو رفتن آراستند + شہزادہ قاسم ہر ایک سے رخصت ہوا اُسوقت ہر شخص دست دعا بلند کیے تھا
اور شہزادہ کے قدم پر گرتے آتا تھا شہزادہ گلے سے لگاتا تھا غرض تمام سردار تو اُسی دشت مین
ٹھہرے مگر سیارہ عیار نے ساتھ چھوڑا شہزادہ کے ہمراہ ہوا شہزادہ مرکب اُٹھا کر روانہ ہوا اور کہتا گیا
کہ چالیس کوس میرا راستہ دیکھنا پھر تم لشکر امیر مین چلے جانا حاصل کلام سرداران نیک انجام تو اُسی مقام پر
ساکن ہوئے اور ہمایون بن شداد بادشاہ بیگم کو ہمراہ لیکر اُسکے ملک مین گیا مگر شہزادہ قاسم
جو روانہ ہوئے سیارہ عیار نے عرض کیا کہ اے شہریار بالائے کوہ جو دروازہ اور حصار ہے اُسطرف
سے جانا بیکار ہے کیونکہ طلسم مین خلاف راہون سے جانا بہت مناسب ہے آپ اطراف کوہ مین پھر کر
دیکھیے کہ کیا طریقہ اس طلسم کا ہے بلکہ ایک مقام پر ٹھہر کر عبادت کیجیے اور درگاہ کبریا سے اجازت
داخلہ طلسم لیجیے شہزادہ نے التماس اسکا پذیرا کیا اور سیر کنان پشت کوہ پر آیا یہان طرفہ تماشا
دیکھا کہ ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ بنا ہے کئی سو برج اُس قلعہ کا ہے اور ہر برج مین دروازہ سونیکا
لگا ہے اور کھلا ہوا ہے اندر برج کے کرسیان یاقوت سرخ کی بچھی ہین اور اُنپر عورتین گلبدن نازک
تن بہزار ناز و انداز بیٹھی ہین جیسے وہ قلعہ سپہر حسن ہے اور وہ شاہدان زہرہ جبین سیارے ہین
کہ بروج فلک مین داخل ہین بلکہ ستارے بھی روبرو اُنکے حسن زیبا کے مثل صبح کاذب باطل ہین
بیچ مین قلعہ کے جو دروازہ عالیشان لگا ہے سراسر سنگ سلیم کا ہے بام در پر بھی برج منقش و رنگین بنا ہے اور دروازہ
اُسکا زمرد سبز کا ہے اُسمین بھی کرسی بچھی زمرد کی ترشی ہوئی ہے یاقوت کی بچی کاری کی ہے سو برج کی
کرن اُس یاقوت کی ضو پزیر ہے تا رنگاہ سیمتنان کا رنگ اظہار ہے اور اُس کرسی پر کہ جسکی حاجت
بیچ پرسی نہین جسکا کہ ایسا کچھ نقش و نگار ہے اُسپر جلوہ فرما رونق صد بہار گلزار ہے یعنی ایک نازکبدن
جان بلبل گلشن شہنشاہ خوبان عالم بانی جور و ستم بیٹھی تھی دل و جان عاشقان ایک ایک ادا پر
لیتی تھی گیسوے سیاہ کا ہر بال پُر پیچ و خم ہار عقدہ کشائے مشکل رنج و فراق پیشانی اُسکی طباشیر
دافع خفقان خاطر عشاق ابرو کے روبرو ہلال فلک سرنگون سبز قبل عاشق دو خنجر آبگون مژگان
جیسے خاطر عاشقان مین خلش ہجران چشم فتان فتنہ انگیز زمانہ منقلب فرماے حال دنیا گردش اُنکی
گردش بخت مہجوران روے تابان آفتاب سے جیتے ہوئے میدان آفتاب کا یہ منھ کہان کیا حسن
کا اُسکے بیان ہو ایسا نہو کہ طول داستان ہو ورنہ وہ غیرت ماہ و مشتری گوہر بحر دلبری سرور دلہاے

پُرغم دافع رنج والم شیدا جسپر دل عالم سراپا نمکین حرکات اُسکے شیرین حسن نمکین طرحدار گرما گرم شوخ وطرار باتیں
بیاردن کی مسیحا صورت اُسکی برآرندہ ہزار تمنا جان عالم اُسپر فدا کہ نظم

کہ گر بیند شش آفتاب بلند	شود تیرہ از روے آن ارجمند	کمندست گیسوش ہر رنگ قید
ہمی آید از دولبش بوی شیر	خم آرد ز بالای اوسرو بن	درافشان کند چون سراید سخن
زدیدار وچہرش خرد بگذرد	ہمی داستان را خرد پرورد	چو خامش بود جان شرم ست وبس
چو او در زمانہ ندیدست کس		

شہزادہ اس خانہ نگر صبر وشکیب کو دیکھکر دل ازلف دادہ ہوا جیا بیان جانے پر آمادہ ہوا مگر مقدمۂ طلسم ونیرنج سمجھکر خاموش رہا بادۂ الفت سے بیہوش رہا پھر جو سنبھلا دیکھا کہ قلعہ کے برجون مین تو یہ تماشا ہی مگر برجون کے کوٹھون پر غول اور پریان قرنا منھ سے لگائے استادہ ہین اور دروازہ پر قلعہ کے گھنٹہ ٹنگا ہی ایک پری موگری لیے پاس اُسکے استادہ ہی اور سامنے اُس قلعہ کے جو میدان ہی وہ غیرت بخش صد گلستان ہی انواع واقسام کے درخت اور پھول اُسمین لگے ہین پھولے پھلے ہین بادام اور الایچی اور ناگیسر وغیرہ کے شجر بہت سے ہین وہ دشت نہ تھا شاہد بہار کے پان کھانے کا حسن وان تھا رنگین برنگ رنگین لبان تھا بادام درختون مین لگے تھے یا دفتر بہار پر نقشی قدرت نے جابجا صاد کیے تھے جو پھول تھا وہ سرتاج گلرخان تھا جو برگ تھا وہ لب گلبرگ معشوقان تھا سوسن کی پھولدار شاخ جو قریب رخ گل آگئی تھی تو دہان معشوق کو مسی لگائی تھی یا لب لعلین پر لکھوٹا جایا تھا جوہری بہار نے یاقوت کو نیلم کر دکھایا تھا دیدۂ نرگس شہلا مین عکس گل سوسن پڑا تھا یا رنگ اُسکا آنکھون مین کھبا تھا عود سی چمپن نے گہرا گہرا سرمۂ چشم فتان مین لگایا تھا کہین لالہ اپنی بہار کے روبرو لالہ رخون کو شرماتا گل اندامون کو داغی بناتا پھولون کا عکس جو نہر دہن مین پڑا تھا گوش شاہد آبی مین کرن پھول بنا تھا سرو جوبہار کا اگرنا اور عکس اُسکا پانی مین پڑنا آئینہ خانہ مین معشوق خوش قامت کا اگر تنا نظر آنا گویا قرطاس نہر پر الف کھینچا تھا گل زنبق کی طرفہ رونق تھی سیون دافع خفقان بیفشہ زار کا سودا لکھوتی سنبل جعد گیسوے یار بالکل سوتیا مرد سنبلستان کی طرح موتی سلک نظم بہار مین پروتا جو اسکو ایکبار دیکھ لیتا گوہر اشک وتا تمام عمر ہوائے دید مین جان کھوتا کسی جگہ ناقوسیان کا تختہ لگا تھا کہین کثرت گل سے فرش پھولدار شجر کا بچھا تھا گرد اُسکے بابونہ کا حاشیہ تھا ہر شاخ نہال پر دھاوے کو کلاوہ عیر بیدا البل ہزار داستان طوطی شارک جواہر کے جانور ہزار در ہزار بیٹھے تھے اور عجیب

نیرنگ تھا کہ وہ جواہر مین طائر خوش نوائی اور نغمہ سنجی کرتے تھے طائران بہشت کو اپنے زمزمون کے

سامنے ہنستے تھے کہ نظم

پہونچی تھی بہار آسمان تک	نغمہ جو ملیور گا رہے تھے	کچھ اپنی سی سب سنا رہے تھے
گل مثل چراغ گلفشان تھا	تھا کوچۂ باغ کہکشان تک	غیرت دہ بزم بوستان تھا
سبزے سے چمن کا تھا یہ انداز	مستی تھی صبا مین پائی جاتی	چلتی تھی روش پہ لڑکھڑاتی
تھی گرد چمن فضاے کشمیر	معشوق ہو جیسے سبزہ آغاز	نزہت کی تھی خاک مین یہ تاثیر

بیچ مین اُس مرغزار فرحت آگین کے ایک نہر آب بصد آب و تاب جو بکبار عالم مین نایاب وان یہ نہر قلعہ کی پشت تک بہتی ہوئی نمایان تھی لطافت مین روح روان پاکیزہ انسان سے بہتر صفائی مین آبداری گوہر دندان یار سے بڑھکر چشمۂ خضر کوئی پوچھے کہ کیون نہان ہے اپنی نہر سے شرمندہ ہوکر پنہان ہے کنارے اُس رشک تسنیم نعیم کے بھی ہزارہا جانور کلنگ و قاز و بوتیمار و سرخاب و مرغابی و قرقرے جواہر کے بیٹھے تھے خوش نغمگیان کرتے غوطے لگاتے اور اڑتے تھے نہر مین لہرین آہستہ آہستہ اسطرح روان تھین کہ رفتار جانان کی خوش خرامی کا نشان تھین لہرون سے یہ ثابت تھا کہ بلور کو بہشت بہل تراشا ہے اور اُسمین فروغ آفتاب کا ملنا دھوپ کا پڑنا زرگر قدرت نے بلور پر کندن چڑھایا ہے برروے ہوا اُس سلسبیل پر ایک ابر سوسنی رنگ کا چھایا بلور اور کندن مین عکس سے اُسکے یہ ظاہر کہ نیلم بھی ملایا تھا بجلی اُس ابر مین چمک جاتی تھی شاہد ہوا کی دُلائی سوسنی سنہری لچکے کی نظر آتی تھی۔ شہزادہ اس بہار نیرنج و طلسمات کو دیکھکر دنگ تھا مگر صاحب فرہنگ تھا ستیارہ سے گویا ہوا کہ چلو اس نہر کے کنارے چلکر ٹھہرین اور وضو کرکے عبادت خدا کرین عیار نے عرض کیا کہ ابھی اسی دشت رشک بہشت کی سیر فرمایئے قریب شام عبادت کیجیے گا شہزادہ خاموش ہوکر گلگشت فرمانے لگا جب چشمۂ خورشید اُس نہر طلسمی کے روبرو بے آب ٹھہرا تو فرط غیرت سے بحر مغرب مین سماکر روپوش ہوا عالم مین ہلکی ہلکی سیاہی سوسنی رنگ کی پھیلی نظم

پھر آیا جوش پر جب قلزم شام	بنی پھر یار سے غیرت دام	بچھا تھا جال ہر سو کہکشان کا
ہر اک انجم پہ مچھلی کا گمان تھا	سر شام آفتاب سیاہ اُس نہر کے کنارے آیا اُسکے آتے ہی وہ ابر سوسنی رنگ نیچے جھک آیا اور پانی نہر کا زور سے بڑے جوش و خروش کے ساتھ بہنے لگا شہزادہ نے کچھ خیال نفرمایا اور ہاتھ پانی مین ڈالا ہاتھ کا پڑنا تھا کہ ابر سے آواز رعد گرجنے کی آئی اور کہنے پکار کر	

کہا کہ ارے بڑا غضب کیا اِس مسلمان نے سارے نہر کا پانی نجس کر دیا اتبو وہ پانی آگ کا شعلہ ہو گیا
اور ایسا گرم ہوا کہ شہزادہ نے ہاتھ نکال لیا اُسوقت قلعہ کے برجون مین کرسیون پر سے پریان اُٹھ
کھڑی ہوئین اور غولون نے قرنا بجائین اور اُس پری نے جو موگری لیے دروازے پر استادہ تھی گھنٹہ
بجایا اور اُس ابر سوسنی رنگ سے ایک شعلہ چمک کر نہ ابر آیا اور چاند بنگیا اُس مہتاب کی چاندنی تمام
جنگل مین چھٹکی اور نہر مین ہزارون مچھلیان سرخ سبز زرد رنگ برنگ کی شناوری اُبھر کر کرنے لگین
پھر غوطہ مار کر سر نیچے کر لیے اور دُمین اُٹھا دین اور دُمین ہر ایک کی ایسی چمکی تھین کہ ایک
ایک کنول آبزا خود روشن نظر آیا اور تمام جانوران دریا کنارے کنارے ناچنے لگے اور طائران صحرا
نغمہ سرائی کرنے لگے اور جنبش ہوا سے پتے جو ہلتے تھے لحن دلکش کی صدا آتی تھی روح مردہ دل بھی
تازگی پاتی تھی پھول درختون کی شاخون مین مثل گوہر شبچراغ فروزان و روشن تھے
آویزۂ گوش معشوقان پُرفن تھے دریا سپہر خوبی تھا اور کنول مچھلیون کی دمون پر ستارے تھے بلکہ
ستارے برج حوت مین مالک برد و بحر نے اُتارے تھے ابر سوسنی اُس چاندنی مین عجب کیفیت دیتا
تھا سفیدی اور اُداہٹ سے سہانا پن دل لبھا کے لیتا تھا برج قلعہ پر پریان ناچتی تھین عجب سماں
تھا شہزادہ قاسم کنارے نہر کے محو بیٹھا تھا دنیا و مافیہا سب فراموش سیر طلسم مین بیہوش تھا
کہ اور سنا جو انظر آیا دیوانہ بننے کا زیادہ سامان پایا یعنی اُس نہر مین پشت قلعہ کیطرف سے ایک
مورپنکھی بہتی ہوئی نظر آئی کئی سو قندیل اُسپر روشن بنزاران جوبن تھی گلرخون کے مجمع سے وہ مورپنکھی
رشک گلشن تھی جلترنگ اُسپر بجتی تھی مورپنکھی کے مورمنھ مین موتیون کے ہار لیے تھے مسند زرنگار
اندر اُسکے بچھی تھی جب وہ کشتی طاؤس پیکر قریب آئی تقدیر نے اور ہی صورت دکھائی یہ معلوم ہوا
کہ خوبی تقدیر مجسم ہو کر سامنے آئی یعنی ایک نازنین کم سن مسند پر جلوہ گر پائی وہ زور ق لبسان صدف تھی
اور نازنین اُسمین گوہر بحر شرف تھی کئی سو کنیز گرد اُسکے حلقہ فگن اور بیچ مین وہ گلبدن رشک چمن
جو برج قلعہ پر جلوہ فگن تھی اِس محو پرفن کے مقابل بدصورت تھی عجب اُسکی زیبا طلعت تھی
کہ گیسوے مشکبار غیرت دہ صد ختن و تاتار زلف رسا اطال اللہ طولا مثل عمر خضر دراز سنبلۂ فلک
کی چوٹی پر اُسکو نازبردار زلف آئینہ رخ حور کے جوہر پیشانی مثل آئینہ مہر و نور طور سے بہتر عرق شرم
جو پیشانی پر آگر گیسو کو تر کرے زلف شب مین رات سکے بھیگنے کو شبنم گرے چہرہ روشن جو کبھی بے نقاب ہو

تو آفتاب کی آنکھ جھپک جائے ایسا اُسکو حجاب ہو سر پہ نویذ مرصع کا لگا تھا چاند سورج آسمین بنے تھے
طرفہ تماشا تھا کہ زلف شب مین شمس و قمر نے ثریا کے ساتھ قران کیا تھا جبین پر افشان کے قرین
ابرو کا ہونا برج قوس مین سارون کا مجمع تھا چشم فتان کی نگاہ گرم نے غمزہ کاران دیر کا دل
تیر مژگان سے مشبک کیا تھا کان کی بلیان اگر ماہ نو دیکھے ناخن بجگر رہے بلکہ خرمن ماہ پر بجلی گر اکرے
لب لعلین برگ گل کو گھانس سمجھکر بے حقیقت سمجھے موتیون کی آبدو دُر دندان کچھ نہ جانے دہن تنگ
ایسا تنگ کہ گنجایش کلام نہین اسی سبب سے مشہور اُسکا نام نہین سواد گیسو سرمۂ دیدۂ بینش
اول الابصار بیاض گردن نور عینین خرد پروران روزگار چاہ ذقن پر خال کا ہونا ماہ بختی کا طلوع
کرنا تھا یا یہ نکتہ صفحۂ رخسار کے آخر مین نقشی قدرت نے دیا تھا اشارہ اُس سے یہ کیا تھا کہ خال خال
ایسے چہرہ قلم قدرت سے ترقیم ہوتے ہین ہر دو دلش کے وصف مین سر در بغل ہون کہ کیا کہون
زبان قاصر ہی چپ رہون گات اُسکی گول ابھری بحر بخت تکیل چھاتیان پردہ پردہ مین دل چرا لیجاتیان کے

عضو کا بیان نظم مین عیان ہی نظم

جلوہ گر پیٹ پہ وہ آب رواں کی کرتی	جسطرح چاند پہ ہو ابر تنک سایہ فگن
چھلکے کرتی سے جو چمکا شکم صاف کا نور	چاند نے منھ پہ لیا ابر تنک کا دامن
وصف مین ناف و شکم کے وہ لکھون مطلع صاف	دیکھکر جسکو بھڑک جائے ہر اک اہل سخن
مثل آئینہ شکم صاف ہی شفاف بدن	ناف ہی جوہر آئینہ و یا عکس ذقن
چشم حیران کو ملا موے میان کا نہ سراغ	موشگافی پہ کمر باندھی بصر نے ہمہ تن
قوت واہمہ نے گرچہ بدقت سو بار	کیا انگشت مژہ سے یہ اشارہ ابین
آگے اب جوش حیا سے نہین یارائے کلام	صفت ناف ہوئی مہر خموشی بدہن
بند شلوار مین لچھون کا نہین ہی جلوہ	دو ذنب مین ہین یہ دو عقد ثریا روشن
بند شلوار نہین زیر کر جلوہ نما	ہی سر گنج نہان مار دو سر کا مسکن
ساق پا شمع سر طور ہین یا مشعل نور	ید بیضا کی طرح دونون کف پا روشن
زیب پا ایسی ہی لعلون کی جڑاؤ پازیب	کہ نہو جسکی بہا حاصل بحر و معدن
حسن جمیل ہی ہر عضو ہی نکِ سِک سے درست	سر سے پا تک ہی ڈھلا نور کے سانچے مین بدن

شہزادہ اُس بیم خوبی کو دیکھکر آئینہ نمط حیران ہوا اور دل مضطر پر قابو نرہا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہوا تاراج گھر صبر و خرد کا	نہ تھا کچھ پاس دل کو نیک بد کا	دکھایا جائزہ فوج الم نے
کیے حاضر پیادے آہ و غم نے	رسالہ اشک گلگوں نے جایا	علم ہر آہ نے آگے بڑھایا
وہ رن مہتاب تھی یا آہ سوزاں	بلایا جسنے سب راحت کا ساماں	پس بیتاب ہو کر پکارا کہ بیت

قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو ۔ کاشکے تم مرے لیے ہوتے ۔ اُس ظلزم حسن نے جو صدا اپنے مضطر کی سُنی نظر الفت اُسکے چہرۂ پریشان پر کی دیکھا کہ ایک بازار مہر و الفت کا سودائی دشت محبت کا سودا زدہ رہرو کوے رسوائی کنارہ بحر کے جان سے ہاتھ دھوکے غرق دریائے ننگ کیے آبرو ڈبوکے بیٹھا ہے یا اُسکا نقشہ ہے کہ گیسوؤن سے آشفتگی ہویدا ہے آنکھون سے موہنی پیدا ہے پیشانی پر پیش آنی جان جانی لکھا ہے آنکھون سے صاد دفتر عشق پر کیے ہوئے آہوے رم خوردہ صحرائے حسن کو دام مین لیے ہوئے روے زیبا سے ثابت تھا کہ چہرہ عاشقی کے دفتر مین لکھوائے ہے معرکۂ محبت مین قدم جمائے ہے سلطان خوش رو خسرو نیکخو مشتاقون کا آرام جان بادشاہ خوبان جہان خوبی مجسم شب خلوت مین انیس ہمدم بہتر سے بہتر آسمان حسن کا منیر فلک بارگاہ انجم سپاہ ماہ لقا مہر ضیا دافع صدمات و آلام جسکے سے دلون کو آرام تسلی دینے والا دل سبکا لینے والا نہزار جان سے ہر ایک پیارا محبوبون کی آنکھ کا تارا اعظم

طبیعت اُسکی خود بینی سے پاکیزہ	کہ ہے دیوار گلشن سو نوا ان ناک	لب گلرنگ پر مرتے ہین مرجان
پیے ہین شرم سے لعل بدخشان	عجب دلکش ہے وہ آواز شیرین	نظر مین تلخ ہے انداز شیرین
کلام اُسکا فصیح و پر کرامات	نہ نکلے خضر سے بھی روبرو بات	وہ گوہر محیط حسن اِس صورت

زیبا کو دیکھکر غش کر گئی گویا زبان حال سے یہ کہتی تھی کہ بیت جی ڈھونڈھتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن ۔ بیٹھے رہین تصور جانان کیے ہوئے ۔ ایک بڑھیا ابلیس کی نانی بلیس مین آفت زمانہ ساحرہ مکارہ اُسی نازنین کی دایہ پاس بیٹھی تھی نیلا قصابہ سر پر باندھے تھی اُسنے گلاب چھڑکا کہ وہ گلبدن ہوشیار ہوئی اُس ضعیفہ نے مورچھی جلد کنارہ پر پہونچائی اور شہزادہ سے آنکھ ملاکر گویا ہوئی کہ ای شہزادہ اگر آپ مشتاق ملاقات ملکۂ خوش صفات ہین تو یہان تشریف لائیے سیر دریا فرمائیے باتین کیجیے اپنی کہیے اور کی سنیے پھر چلے جائیے گا شہزادہ یہ سنکر عازم روانگی ہوا سیاہ عیار نے ہر چند منع کیا کہ ای آقاے من آپ کہان جاتے ہین یہ مقام طلسم و نیرنگ ہے یہانکا رنگ

بیڈھنگ ہی واسطہ خدا کا ذرا تامل کیجیے خوب سمجھ لیجیے شہزادہ نے کہنا اُسکا مطلق نہ سُنا اور جست کرکے اپنے تئین کشتی پر پہونچایا اور پاس اُس بحر خوبی کے آکر مسند پر پہلو مین بیٹھا دل مضطر کو قرار آیا وہ مورنگھی اس گوہر خوبی کو پاکر مثل باد صرصر کے سن سن روانہ ہوئی ستارہ بیچارہ ملزم چشم سے اشک بہاتا رہگیا یہانتک کہ بیچ دریا مین پہونچکر مورنگھی نے چکر کھایا قاسم ایسا محو نظارۂ جمال یار تھا کہ کچھ دھیان نہ آیا وہ مورنگھی چکر کھا کر دریا مین آخر بیٹھ گئی ستارہ دیکھا کیا اور جانتا تھا کہ یہ ناؤ پھر اُبھر یگی لیکن سے سنتے ہین ڈوبتے اُچھلتے ہین + ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین + الحاصل جب کچھ پتا اپنے گوہر نایاب کا اُسنے نپایا رات بھر جنگل مین پھرا کیا جسدم بحر نور بحر ظلم مین موجزن ہوا اور دریائے ظلمت نے کنارہ کیا فروغ ماہ ملزم نور مہر مین ڈوبا نظم

کہ وہ شب صورت فریاد عشاق	ہوئی یکبارگی رخصت کی مشتاق
ردائے نور پھیلی آسمان سے	ہوئی ظلمات شب رخصت جہان سے

ستارہ نالان و گریان بلسان سحر چاک گریبان لشت کوہ سے لشکر شہزادہ ذیجاہ مین آیا اور سردارون سے حال شہزادہ سنایا اور کہا مین پہاڑ پر جاتا ہون وہان جو دروازہ لگا ہو جس راہ سے کہ سلطان گیا ہو مین بھی داخل طلسم ہوتا ہون کہین تو اپنے آقائے نامدار کو پاؤنگا یہ کہکر رخصت ہونے لگا چنانچہ یہ عیار تو طلسم مین جاتا ہو اور شہزادہ قاسم کو دہ نازنین لیکیی ان دونون کا حال آیندہ انشاء اللہ بیان ہوگا اب شمہ حال افراسیاب بیان کیا جاتا ہو

ضمناً حال کوکب وغیرہ

داستان دلستان پہونچا افراسیاب کا کوہ نیلم پر اور دیکھنا دوربین سے لگاکر لشکر لقا کو اور اطراف طلسم کو نظر کرنا اور دیکھنا در بند آذر دریہ کے متصل جنگ فتح کرنے جہانگیر بن صاحبقران کو اور معلوم کرنا کہ یہ پہلوان فرزند حمزہ ہو مگر اپنی نسل سے بیگانہ ہو اب فرزند خورشید جادو کہلاتا ہو غرض پھر آنا شاہ جادوان کا باغ سیب مین اور بھیجنا نامہ خورشید جادو کے پاس واسطے شرکت کرنے جہانگیر بن امیر کے لموفقہ

کہان ہو ای مرے ساتی کہان ہو	مے رنگین جو ہو باقی کہان ہو		نشہ اُترا بدن سب ٹوٹتا ہو

متاع صبر کوئی لوٹتا ہی — مزون کے دلولے حسرت کی گاہش — ترقی آرزو کی دل کی خواہش
یہی کہتی ہی لانا جام لانا — بہانا کچھ نہ ای ساقی بہانا — دفور شوق پھر منت کنان ہی
لحاظ تو بہ ای تو بہ کنان ہی — ہوس شرما کے جام مے ہی تکتی — نظر مین شکل مینا ہی جھلکتی
مزا دیتا ہی زاہد کا کھجانا — وہ اسکا مے پرست ہمکو بنانا — خدا را اتبوا ای ساقی پرفن
اٹھا مینا جھکا شیشے کی گردن — کہانتک صبر اب ہی بیقراری — مراحی کی طرح ہی اشکباری
نگاہ مہر کو گردش ذرا دے — چھلک ساغر کی پھر ہمکو دکھا دے — مے گلگون کے پیمانہ کو چھلکا
مزا دونا ہو نا لطف سخن کا — ابھی کچھ دل کا مطلب رہگیا ہی — ابھی باقی بہت کچھ مدعا ہی
شراب ناب یہ دل ڈھونڈھتا ہی — عوض ساغر کے لب پر جا ہی — ہی جبتک دل کو مے کی بیقراری
چلن ہی دور جام مے کا جاری — بہار جام رنگین جبتلک ہی — مے گلگون کے ساغر کی چھلک ہی
کرم ساقی کا جبتک ای خدا ہی — شراب ہرخ مین جبتک مزا ہی — بھلا ہو یا خدا پیر مغان کا
وسیلہ ہی جو لطف داستان کا — مرے ساقی نے پھر کی مہربانی — پھر آیا جاہ وقت قصہ خوانی
کنون رنگین نویسم داستانم — زشتافان درتحسین بستانم — دور بنیان خرد پژوہ انجام کار۔ و

نظر بانان اطراف طلسم روزگار۔ کرم سازان معرکہ دلا۔ دسر بانان میدان وفا۔ مدہوشان بادہ تمنا
نصرت دیاوری۔ و خلعت پوشان ملبوس اعانت و وفاداری مجتمعان عرصۂ جنگ و جدال مستجمعان
اخبار نام و ننگ معرکۂ قتال۔ کوہ مضامین کی بلندی پر سے برائے تلاش فتاح طلسم معانی و لکش
اسطرح پیک نظر دوڑاتے ہین اور دور بین فکر دیدۂ خیال پر لگا کر سیر اطراف زمین سخن یون فرماتے
ہین کہ افراسیاب بادل بیتاب جو پاے طلسم کشا رفتہ رفتہ آخر کوہ نیلم پر پہونچا یہ کوہ پر شکوہ تمام
کوہستان طلسم سے بلند ہی نہایت ارجمند ہی اطراف مین اس پہاڑ کے بہت سے ملک آباد ہین
ساحر ساکن بادل شاد ہین شاہ جادوان جب چاہتا ہی دم بھر مین یہان آتا ہی اسوقت تماشاے
طلسم کشا جو آیا ہی اس سبب سے صحراے کوہ و قلعہ جات طلسم مین پھرتا اور جا بجا ٹھہرتا ہوا دیر مین اسجگہ
پہونچا ہی بادشاہ اس کوہ کے قلعہ جات کا شہنشاہ نیلم جادو نام ہی مدبر و ساحر خود کام دارالامارہ
اسکا دریاے نیل مین ہی وہین اسکا مقام ہی بادشاہ طلسم کے دعوی برابری کا رکھتا ہی اور شاہ جادو
بھی اسکو اپنا برابر والا جانکر خراج و باج نہین لیتا ہی اسوقت افراسیاب کو اسکے پاس تو جانا منظور تھا

پس کوہ مذکور پر جب پہونچا قلعہ دار کوہ نیلم جادو کو طائران سحر سے خبر اسکے آنیکی پہونچائی وہ نذر لیکر
حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ اس پہاڑ پر ایک قصر مین نے بنوایا ہی سیر و شکار کے وقت جاے
سکونت و آرام مقرر فرمایا ہی حضور وہان تشریف لیچلین اور کچھ دیر آرام کرین بادشاہ نے فرمایا کہ مین
پھر آؤنگا تو آرام سے بیٹھونگا اسوقت اور ضرورت رکھتا ہون یہکر حکم فرمایا ہوا کہ اسیمقام پر فرش کیا جاے
نیلم نے ایک میدان وسیع و پُر فضا سبزہ زار دیکھکر فرش زرین اور مسندہاے جواہر مین آراستہ و پیراستہ
کیے کہ کسیان طلا کار بچھ گئین نگیرے جواہر و در سلک گوہر سے آراستہ استادہ ہوئے بادشاہ ایک
کرسی مقام بلند پر بچھوا کر بیٹھا ساقی خوش ادا جام شراب ہوش ربا دینے لگا جب دماغ اسکا بادہ ناب
سے گرم ہوا اور کسل راہ مسافت آسنے سحر در زبان کیا یکایک ہوا تند چلی اور ایک پری زیبا
زمردین پہنے لباس سبز سے آراستہ صندوقچہ ہاتھون پر لیے اڑتی ہوئی آئی اور زمین پر پہونچکر بادشاہ
کو آداب بجالائی بادشاہ نے وہ صندوقچہ لیکر کچھ اسم پڑھا کہ وہ صندوقچہ کھلا آسمین دوربین سحر کی
رکھی تھی واقع مین اضطراب جاماسپ تھی تمام عالم آسمین نظر آتا تھا آئینہ سا ماجرا ہو جاتا تھا گاودم
مثل صراحی کے بنی تھی دو طرف اسپر شیشے سحر کے چڑھے تھے جواہر کی پچی کاری تھی خیال دور اندیش
جہان نہ جاسکے وہان نگاہ اسکے لگنے سے جاتی فکر رسا کی جہان رسائی نہو وہان نظر کو پہونچاتی فرد
صفحہ فکر منجم ہو فلک کی سیار * اسطرح پیش نظر سارا جہان آئنہ وار * بادشاہ طلسم نے وہ دوربین
آنکھ پر لگاکر سیر اطراف طلسم کرنا آغاز کی پر چونکہ اسنے کیا ہی کہ کتاب آئین طلسم مین لکھا دیکھا تھا
کہ فلان زمانہ مین طلسم نورافشان کا توڑنے والا پیدا ہوگا چنانچہ وہ زمانہ جو اسنے غور کیا ہی تو یہی
پایا ہی پس چاہتا ہی کہ اس طلسم کشا کو مین پیدا کرکے نام اپنا کرون اور کوکب کو زیر کرکے مطیع اپنا
بناؤن اور کوکب جو شریک عمر رہا ہی جب اسکے گھر پر آفت آئیگی تو اسکے بچانے مین مصروف رہیگا
شراکت عمر کی کیا کریگا غرض جب دوربین لگاکر دیکھا اور اطراف مین نظر کی دربند اژدریہ جو آخر در
طلسم ہوش ربا کا ہی اسکے بعد اور طلسمات اور کوہستان وغیرہ ہین مثل اسکے کہ جیسے کوہ عقیق
اس دربند کے متصل ہی اور شہزادہ بدیع الزمان بھی اسی مقام پر قید ہین کیونکہ دریاے نیل کا
زندانخانہ یہی دربند اژدریہ ہی حاصل کلام کوہستان کی جانب نقدت سمیع و بصیر جواہر سے غور دیکھا
ایک قلعہ نظر آیا کہ سامان حرب سے آراستہ ہی توپین لچھر لچھر برجی اور آہنی ڈھلی ہوئی جابجا کنگرون مین

لگی ہین گولہ انداز برق انداز الگ الگ مستعد بجنگ نکل رہے ہین کرب کے پولے دھیر ہین پرانے پرانے چھید دیوار قلعہ سے لگے ہین تیر انداز فصیل قلعہ پر بیٹھے ہین اور سامنے قلعہ کے ایک میدان وسیع ہی اس میدان مین دو دریاے لشکر موج زن ہین صفوف بستہ مبارزان تیغزن ہین علم سربلند ہین عرصے گرزون سے معمور دلاران صف شکن ارجمند ہین اور دو مبارز بیچ میدان مین مصروف کارزار ہین نیام سے باہر تیغ و خنجر آبدار ہین بادشاہ بغور اس جنگ کو دیکھنے لگا دیکھا کہ وہ قلعہ کو پشت پر لیے فوج صف کشیدہ تھی اسکی جانب سے ایک پہلوان قوی ہیکل دیو صورت تیرہ روخونخوار دوتند خو قامت دراز لبسان کوہ البرز زور دست تیز چنگ قوی گرز نظم

ہمہ جسم او بود چون پرزاغ	سیہ چہرہ و چشمہا چون چراغ	تناور بقامت بسان درخت
برہنہ تن و سفت و بالا بلند	بھوئی سحر کی گلے مین ڈالے ایک ازدر پر سوار میدان مین ہوا اور	

دوسری جانب جو لشکر کہ آراستہ ہی اس لشکر سے اس دیو کے مقابلہ مین ایک شہزادہ حور نژاد قمر پیکر شیر صولت گردون شہامت فلک بارگاہ کیوان کلاہ سلیمان حشم ظفر مجسم جہاندار کشور ستان نصرت و شوکت اسکی جبین باتمکین و مبین سے عیان آیا ہی اسکی تنومند اور زور بازو کی یہ کیفیت کہ عیان را چہ بیان نظم

بہ بالا ز سرو سہی برترست	ز مشک سیہ بر سرش افسرست	رخش را نوان کرد نسبت بماہ
اگر ماہ دارد دو زلف سیاہ	ہنرہا و دانش زدہ بر دو میش	خرد را پرستار دارد بہ پیش
فرو ہشتہ از ترک دو می زرہ	زدہ بر زرہ بر فراوان گرہ	یکے گرزہ گاو پیکر بچنگ
زدہ بر کمر چار تیر خدنگ	ببازو کمان و بزین بر کمند	میان را بزرین کمر کردہ بند

چنانچہ اس شہریار نے پہلوان عفریت پیکر سے مقابلہ کیا اور نیزہ و گرز و خنجر سب حربہ اسکے رد کرکے بند دست اسکا ہنگام تیغ افگنی پکڑا اسنے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر دونون زمین پر آ رہے مرکب چھوڑ دیے کشتی بصد درشتی آغاز ہوئی دو گھڑی کی کشتی مین اس نوجوان نے اکھیڑ کر جو مارا چارون شانے چت اس خبیث کو کیا اور سوال اپنے دین مین آنیکا کرکے وقت انکار پانون پکڑ کر زیر و زبر کرکے پاس بوسیدہ چیر ڈالا فوج اسطرف کی لیبا لیبا کر چلی اس شہریار نے کود کر پشت مرکب پر اپنے تئین پہونچایا اور تیغ بکف نرغہ فوج دشمن مین

در آیا اور یہ حال کیا کہ نظم	زفوج عدوان چندان بکشت	کہ گفتی جہان تیغ دارد بمشت
ہمی رفت ازان گونہ برسان شیر	تہنگے بجنگ اژدہا سے بزیر	چنین تا بلشکر گہ دشمنان
ہمی ساخت برسان شیر ژیان	زبس شد ز دشمن چو دریاے خون	جہانجوی را تیغ فیروز رہنمون

وہ فوج رو بفرار لائی اور بھاگ کر اندر قلعہ کے گئی پل تختہ اُٹھا لیا فیلبند دروازہ بند کر لیا قلعہ پر سے توپ پڑنے لگی موج جو قتل کرتی آتی تھی وہ رُکی لیکن شہزادۂ فلک جاہ بسان شیر غضبناک توپوں سے بھی نہ رکا اور گرزے گولے روکتا جانب قلعہ چلا اُسوقت تمام میدان آتشین تھا دشت سب خون مقتولان سے رنگین تھا دھوان ابر کی طرح چھایا تھا برق رنجک کی چمکتی تھی گولہ اژدہ کی طرح برس رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

یہ پیش نظر جو آسمان ہے	بیشک انھین توپون کا دھوان ہے	پیدا جو دھوئین مین ہین شرارے
گویا کہ ہین رات کو ستارے	آواز اگر سنے نہ فرق	بجلی بھی ہو ڈر سے بحر مین غرق

شہزادہ اُٹھتا بیٹھتا گولے سے بچتا قریب خندق پہونچا اُسوقت لفظ کے حقہ قارورہ آتش تیر و خشت وغیرہ پڑنے لگے اُسنے سپر فراخ دامن سر پر رکھکر سب آفتین جھیلین اور گرز جھولا دیکر خندق کے اُس پار پھینکا پھر آپ مرکب سے اُتر خندق پر اگیا قلعہ پر توپ بند ہو گئی مگر پرانے چھپرون مین آگ دی گئی تیل کے کڑھاؤ اُنڈیلے گئے اُس دلاور نے بڑھکر پھاٹک توڑا اگر پڑتے ہی پھاٹک گرا اتنے توپ بند ہو چکی تھی فوج اُس بہادر کی خندق پاٹ کر اُترآئی قلعہ مین بھگدڑ پڑی ساحران قلعہ نے سحر بھی ہر طرح کے کیے لیکن کچھ اثر نہوا سرکشان قلعہ مارے گئے بعضے اسیر ہوئے رعایا نے چادر امان ہلائی اندر قلعہ کے کچھ دیر کشت وخون رہا آخر اُس مرد جنگی نے برسواری قلعہ تسخیر کر لیا یہ ماجرا جو افراسیاب نے دوربین سحر مین دیکھا حیران ہو کر نسیم جادو سے پوچھا کہ تمکو معلوم ہے یہ کون طلسم قریب ترین آخر طلسم کونسا قلعہ ہے اور مین نے لڑکی دوربین مین یہ ماجرا دیکھا ہے اِس شخص کے حال سے کچھ خبر ہے یا کوئی تمھارے ملک مین واقفیت رکھتا ہے اُسنے یہ سنکر خود دوربین بادشاہ سے لیکر اُس قلعہ کو دیکھا اور اُس دلاور اور اُسکی فوج پر نظر کی پھر عرض کیا کہ یہ قلعہ جو فتح ہوا ہے اسکو قلعۂ زرد کوہ کہتے ہین اور حاکم اُسکا زردمان اژدر سوار تھا جسکو کہ آپ نے دیکھا کہ اِس بہادر نے چیر ڈالا یہ دلاور ملک خورشید تاج بخش مالک قلعۂ کوہ خورشید یہ کا فرزند ہے اور نام اِسکا جہانگیر بن خورشید ہے اور اسکا ایک بھائی اور ہے کہ اُسکو پہلوانی نہین آتی ہے مگر عیار بے بدل

ہو اور نام اُسکا مہتر چابک تیز رفتار ہو ملک خورشید ساحر زبردست ہو اُسنے ایک تختی طلسم بند کرکے اس شہزادہ کے گلے مین ڈالی ہو جسکی وجہ سے سحر اُس لڑکے پر تاثیر نہین کرتا ہو اور اکثر قلعہ اُسنے تسخیر کیے ہین زور و طاقت مین رستم و سام کو اپنے نزدیک حقیر جانتا ہو واقع مین نظیر نہین رکھتا ہو سننے مین کہ خورشید نے یہ دو لڑکے کہین پائے تھے ازبسکہ لاولد تھا اپنے لڑکے مشہور کرکے پالا ہو لیکن تحقیق نہین معلوم کہ یہ کیا ماجرا ہو یہ دونون لڑکے سحر سیکھنے سے نفرت و عار رکھتے ہین ایک پہلوانی کو دوست رکھتا ہو اور ایک عیاری کو پسند خاطر اور عزیز کرتا ہو۔ یہ ماجرا جو افراسیاب نے اسکی زبانی سُنا بہت خوش ہوا اور دو رہین مین صورت شہزادہ مذکور کی دیکھ چکا تھا خال سبز اور رگ ہاشمی چہرۂ انور پر نمایان تھے گیسوان خلیلی اور کلاۂ سلسلۂ اسمٰعیلی دوش پر چھوٹے ہوئے تھے پس سمجھا کہ بیشک یہ نسل حمزہ سے ہو اور ساحرون مین ملا ہوا ہو ضرور تیری اطاعت کریگا اب یہان سے چلکر ملک خورشید کو طلسم مین بُلا اور دوستی کا برتاؤ کرکے طلسم کوکب پر اُس شہزادہ کو روانہ کر غرضکہ یہ سوچکر دو رہین سحر صندوقچہ مین رکھکر پرزاد کو حوالہ کی کہ وہ جسطرح لیکر آئی تھی اُسیطرح لیگئی اور آپ تا دیر اُس کوہ پر بصد سرور ٹھہرا رہا شراب پیا کیا پھر تخت سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام تر باغ سیب مین آیا ارکان سلطنت و اعیان مملکت نے نذر دی تعظیم کی تخت پر یہ جلوہ گستر ہوا اور ہر ایک سردار سحار باوقار تخت کے گرد بیٹھا دربار جمع ہوا جام مے گردش مین آیا ناچ ہونے لگا بادشاہ نے منشی کو یاد فرمایا اور حکم تحریر نامہ و یاکہ ابیات

بفرمود تا پیش او شد دبیر	قلم خواست رومی و چینی حریر	نویسندہ از کلک چون خامہ کرد
سوے شاہ خورشید یہ نامہ کرد	ہم انگاہ صد مرد از ساحران	گزین کرد گویا رشیرین زبان
در گنج بے رنج بگشاد شاہ	گزین کرد ازان پایہ و تاج و گاہ	ہم از گوہر و جامہ تا بر بید
ز چیزے کہ شایستہ تر بر گزید	بردند سی صد شتر وار بار	ہمان جامہ و گوہر شاہوار
دہ اشتر ہمہ بار دینار بود	صد اشتر ز گنج درم بار بود	بہ پیل یک تخت زرین نہاد
بہ پیلے کہ پایہ ترش زین نہاد	جب بخفہ تیار ہو چکا منشی مذرت رقم نے نامۂ محبت مشحون	

ترقیم کرکے بادشاہ کو سنایا مضمون یہ تھا

نامۂ شاہ افراسیاب بنابر طلب جہانگیر بن حمزہ بنام خورشید

تاج بخش محتوی بہ انکسار و التجا لمولفہ

پہلے تعریف سامری کی لکھون
ہی عیان قلب ساحران پر صاف
ناصر دین سامری کیشان
جرس کاروان صدق و صفا
شاہ خورشید تاج بخش شہان
دل سے کرکے ادا وہ باصد ذوق
باغ یکرنگی و محبت کے
اُسی گل کے بہار ہم بھی ہین
ہی کرم بیز ابر آذاری
نازگی بخش ہی وہ برگل و خار
پیرہن مین جدا جو گوہر ہین
ہی ہماری تمھاری ایک ہی راہ
گرچہ شاہ شہان ہون ہین لیکن
دوستی کے ادا نہ رسم کیے
اور اگر کیے تو نے کی غفلت
فکر مین مبتلا بہت مین رہا
ہین خداوند باخبر مغلوب
رات دن ہی مجھے یہی وسواس
گو کہ اس عالمین ہون مین مصروف
بھیجتا ہون کہ ہو نے لطف ایزد
وہ جہانگیر وصف شکن جرار
سر پہ تاج شہی مین اُسکے کھون

اور جمشید کا مین وصف کرون
اُنکی تعریف کیا لکھے خامہ
مرہم زخم سینۂ ریشان
گل اقبال گلشن شاہی
رہین آباد تا قیام زمان
باغ الفت سے پھول چنتا ہون
گلشن دوستی و الفت کے
خار و گل دونون باغمین ای یار
فیض باد صبا کا ہی جاری
اک شجر مین جدا جدا ہین ثمر
رشتہ داری مین سب برابر ہین
سامری کیش ہو جو تم ہم بھی
آپکا میرا ایک ہی ہی من
نہ کبھی آئے یان نہ کچھ لکھا
ہمسے پہلے جنابکی کب الفت
یعنے کچھ لوگ بدظن و باغی
اُنکی بھی یاری دلسے ہی مطلوب
اسی اندیشہ و تفکر مین
لیکن ہی تمسے اپنا دل مالوف
اپنے فرزند کو مع لشکر
تیغزن قاتل خط کردار
اپنے دشمن کی کوشمال کو

پونے دو سو خداوندون کے اوصاف
دوست کو اپنے لکھنا ہی نامہ
رہبر و راہ دوستی و وفا
زیر حکم ہوئے ہین تا ہی
رسمہاے وداد و خلت و شوق
نقش پرداز مدعا ہون یون
آپ گل ہین تو خار ہم بھی ہین
پرورش پاتے ہین بفیض بہار
باغمین چلتی ہی جو باد بہار
ہین برابر فرزے مین سب کے
ہی مراد اس سے یہ شہ ذیجاہ
دور اندیش ہو جو تم ہم بھی
حیف ہی یہ کہ آجتک تمنے
واہ وا واہ یہ ہی چاہیے تھا
مشفق من سبب یہ ہی اُسکا
مجھ سے آکاوہ جنگ ہین طاغی
بھیجا کرتا ہون فوج اُسکے پاس
آئنہ ساہون مین نحیر ہین
اسلیے نامۂ محبت خیز
لیکے تشریف لائے یان پر
آئے اسجا تو ملک مال مین دون
بھیجون اُسکو مین اے شہ خوشخو

ختم کرتا ہون اسجگہ نامہ	رک گیا چلتے چلتے بس خامہ	گلشن دوستی مین بادمراد
ہو ہمیشہ خزان رہو تم شاد		

اُس نامہ پر مہر بادشاہ کی ثبت ہوئی اور اُن سو ساحرون کو جو تحفہ لیجانے پر مامور ہوئے تھے ایک ساحر عقیل جادو نام کے ماتحت کرکے نامہ ساحر مذکور کے سپرد کیا وہ خلعت سفارت سے مخلع ہوکر اپنے مقام پر آیا اور تیاری چلنے کی کرنے لگا اتفاقاً یہ ساحر دریاے خون روان کے اس پار رہتا ہے جب یہ اپنے گھر آیا تو اُسکے جانے کی نامہ لیکر خورشید کی طرف خبر مشہور ہوئی اور ملکہ مہرخ نے سنا کہ شاہ طلسم ملک خورشید کو بلاتا ہے پس اپنے ملبور سے کہا کہ اس حال کی خبر شاہ کوکب کو کرنا چاہیے اُسنے فوراً عرضی تحریر کرکے ایک طائر سحر کو روانہ کیا اور ایک داستان گو نے یون بیان کیا ہے کہ شاہ کوکب کو فکر لوح طلسم کی تھی اُسی فکر مین اُسنے اپنے استاد نور افشان جادو کو عرضی لکھی اور ایک ساحر کے ہاتھ روانہ کی استاد نے مضمون عریضہ مفہوم کرکے اپنے سحر کے زور سے جملہ کیفیت جہانگیر کی دریافت کی اور جواب عرضی لکھا کہ اے کوکب تمھارے طلسم کی لوح تو اچھی جگہ ہے سمجھ فکر کرو مگر افراسیاب نے کوہ نیلم پر جاکر جہانگیر بن خورشید کو لڑتے دیکھا ہے چنانچہ اُس شہزادہ مین نشانیان نسل حمزہ کی ہین اس سبب سے اُسکے بلانے کا نامہ لکھا ہے اگر وہ آجائیگا تو تمھارے طلسم کے فتح کرنے کو شاہ جادوان اُسے بھجوائیگا تمکو اسکی فکر کرنا ضرور ہے۔ جب یہ جواب کوکب نے عرضی کا پایا اپنے مقام سے ایک بحر بھیجا کہ وہ عمرو جو قلزم ہفت رنگ مین بران پاس تھے اُٹھا لایا عمرو نے جسطرح اول مرتبہ دربار اس بادشاہ کا دیکھا تھا ویسے ہی اسوقت بھی پایا غرضکہ آداب بجا لایا بادشاہ نے تخلیہ کرا کر مشورہ کیا کہ اس بارہ مین خواجہ کیا کرنا چاہیے عمرو نے کہا کہ آپ بھی سفیر اپنا ملک خورشید کے پاس بھیجیے اور اُسکو اپنے پاس بُلائیے وہ یقین ہے کہ دونون شاہ کو اپنا طالب دیکھکر کسیطرف نہ جائیگا دوسرے یہ کہ مجکو بھی شہر خورشید مین بھیجدیجیے کہ شہزادہ جہانگیر کو اگر اولاد حمزہ مین سے پاؤن تو اُسکو اُسکے حال پیدائش سے آگاہ کرکے راہ راست پر لاؤن تیسرے یہ کہ ایک خط مہرخ کو لکھ بھیجیے کہ وہ بھی ایک نامہ اپنے شریک ہونے کا ملک خورشید کو لکھکر مع کچھ تحائف کے وکیل اپنا روانہ کرے شاید کہ وہ شراکت اُسکی قبول کرلے۔ شاہ کوکب نے رائے خواجہ کی پسند کی اور اول نامہ مہرخ کو لکھکر بھیجا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ خواجہ کی رائے یہ ہے کہ تم نامہ مشتمل بر سنت خورشید کو لکھو اور ہم بھی نامہ بھیجتے ہین یہ خط طائر سحر کے ہمراہ بھیجا جب ملکہ موصوف کو پہونچا اُسنے

اپنے بیٹے شکیل کو کہ طلسم کی راہین خوب جانتا ہی نامہ دیکر مع کچھ ہدیہ و تحائف کے روانہ کیا اسکے ہمراہ مہتر برق عیار بھی چلا اسکے نامہ کا حال بروقت پہونچنے ملک خورشیدیہ کے بیان کیا جائیگا لیکن حال کوکب سنیے کہ تحفہاے گرانبہا اور کشتیہاے جواہر پر از اسباب طلا اور چند اشیاے طلسم ایک ساحر ذوفنون جادو نام کو دیکر کئی سو ساحر ہوشیار اسکے ہمراہ کیے اور منشی ندرت طراز بدائع رقم کو حکم تحریر نامہ دیا اسنے عروس قرطاس کو زیور رہاے مضمون سے یون آراستہ فرمایا

نامۂ کوکب رو شتضمیر بجانب ملک خورشید تاج بخش مشتمل بر مضمون تودد تحمید و ہدایت تنویر لموکفہ

کرون پہلے حمد خداے قدیر
وہی سبکا خالق وہی بادشاہ
جسے چاہے پل بھر مین عزت دے
غرض اُسکو ہی سبطرح اختیار
کہ مغرور سے رب ہی بیشک نفور
لکھا جاتا ہی بعد رسم سلام
خرو گستر و حاکم جرم پوش
شہ نامور خسرو روزگار
جہاندار و گیتی خدیو و کجکلاہ
ہی رسم مروت کے شایان یہی
اولوالعزم عاجز کے ہون دستگیر
مدد اُسکی کرنا ہی لازم مجھے
ہمیشہ ہین وہ حامی مستمند
درخشان ہین گو نجم افلاک پر
کرے جب تو ہو سنگ لعل خوش آب

وہی سبکا ہی خالق بے نظیر
جہان اُسنے اِک کُن مین پیدا کیا
اُسیکے ہین محتاج شاہ و سپاہ
ذلیلون کو کرتا ہی دم مین جلیل
وہ خالق وہ مالک وہ پروردگار
اِسی وجہ سے شاہ خورشید کو
کہ اے شاہ فرخندہ پی نیکنام
خداوند لشکر خداوند تخت
سرافراز و گردن کش و تاجدار
سعادت قرین ملک نے یہ تمین
ہی دنیا مین کارنمایان یہی
یہی میرے دل کو بھی آیا خیال
کہ خالق جزا اُسکی محشر مین دے
فلک گرچہ سرکش ہی بیداد گر
مگر روشنی بخش ہین خاک پر
تبحر جتنے ہین ماہر لائے ہوے

خداوند بخشندہ و داد گر
مہ و خور کا جلوہ ہویدا کیا
جسے چاہے دم بھر مین رسوا کرے
جلیلون کو کرتا ہی دم مین ذلیل
نہین چاہیے ہی بشر کو غرور
شہ داد گر رشک جمشید کو
شہ خسروان صاحب عقل و ہوش
شہ نیک اقبال و فرخندہ بخت
خداوند دیہیم و ملک و سپاہ
رہے کا بتا تجھ سے مہر مبین
ہمیشہ ہون سرکش سے نفرت پذیر
کہ مہر ہی دنیا مین عاجز کمال
جہان مین ہین جس رتبہ سربلند
مگر وہ زمین پر جھکائے ہوے
فلک سے نظر مہر کی آفتاب
زمین پہ ہین سر کو جھکائے ہوے

نباتات کا دیکھکر حال زار | گہر اشک کے ابر سے بیشمار | زمین پر پسیجا جو دل کوہ کا
دہین آب صاف اُس سے ظاہر ہوا | اسیطرح سے اے شہ تاج گیر | زمانہ مین عاجز کے ہین دستگیر
کرے کام وہ جس سے خوش ہو خدا | دکھاتا ہی منھ اُسکو روز جزا | ہی مغرور و سرکش جو افراسیاب
خدا کا ہمیشہ ہی اُسپر عتاب | نہ تھی اُسکی شرکت گوارا مجھے | خدا کے غضب کا ہی یارا کسے
تمھین بھی نہین چاہیے اے شفیق | کہ ایسے کے جا کر ہو تم رفیق | غریبون سے لطف و مدارا کرو
مری سمت آنا گوارا کرو | اگر آپ یان آیئے مہربان | تو احسان فرمایئے مہربان
عمرو مسخ و حمزۂ نامدار | یہ سب ہونگے خوش اور مین خاکسار | کیا ختم اسجا پہ مین نے کلام
نصیحت سے خالی نہین یہ پیام | رہے ملک آباد خلقت ہو شاد | ترقی پر اقبال و دولت زیاد

صحیفہ گرامی مہر شاہی سے بعنوان شایستہ مزین ہوا اور ذوفنون تحفہ جات لیکر کئی سو ساحرون کے ہمراہ مع خواجۂ ذیجاہ چلا اور اُسی طرف کے دروازہ سے کہ جدھر سے ملک خورشید یہ قریب تر تھا طلسم کے باہر نکلا اُس طرف سے قاصد فرستادۂ افراسیاب دریاے ہفت رنگ کے کنارے سے گذر کر اُس دربند پر کہ جدھر سے شہزادۂ اسعد آئے تھے پہونچا اور طلسم سے باہر نکلکر قلعہ کوہ عقیق کو چھوڑ کر جانب خورشید یہ روانہ ہوا اسکے پیچھے پیچھے شکیل بھی مع برق کے طلسم سے باہر نکلا اور اسکے جانے کی جزا افراسیاب کو بھی ہوئی مگر اُسنے اُس سبب سے اُسکو نہین روکا کہ نامہ لیکر خورشید کے بلانے کو یہ بھی جاتا ہی دیکھون تو کہ وہ اسکو کیا جواب دیتا ہی اور کسکے پاس آتا ہی پس اہل دربند کو حکم پہونچ گیا کہ طلسم کے باہر قاصدون کو جانے دینا فی الجملہ یہ سفیر تو اِس طرف سے اور ذوفنون اپنے طلسم کی طرف سے وارد ملک خورشید یہ ہوئے زمین سرسبز اور جاے دلکش و آباد دیکھی صحرا مین درخت لہلہاتے زراعت سبز و خرم درخت میوہ دار گل اپنا جوبن دکھاتے دریا اور چشمہ جاری ہر سمت وزان باد بہاری قاصدون نے قریب شہر پناہ پہونچکر خیام برپا کرلیے اور نزول کیا عمرو جو ہمراہ سفیر کوکب آیا ہی وہ سب اپنے ہمراہیون سے جدا ہو گیا اور صورت اپنی ساحرون کی ایسی بنا کے علیحدہ ٹھہرا اُس طرف جہانگیر قلعہ فتح کرکے اپنے پدر نقلی پاس آیا تھا خورشید دارالامارۃ مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا فرزند کے فتحیاب ہو کر

آنے سے جلسۂ عشرت آغاز کرایا تھا جام مے گلرنگ کا دور چل رہا تھا کہ ہرکارون نے سامنے آکر
بعد دعا و ثنا کے خبر ورود ایلچیان مسعود عرض کی اُسنے سرداران ذیشان کو اپنے ایلچیون کے
لانے کو بھیجا سردار باہر قلعہ کے آئے تینون ایلچیون سے ملاقات کرکے کہا کہ چلیے حضور مین آپکی
طلب ہی اُنھون نے کہا بہت انسب ہی پس درباری لباس سے آراستہ و محلی ہوکر تمام تحفہ
ہمراہ لیکر روانہ ہوئے دروازہ شہر کا نہایت بلند و طلاکار پایا کئی ہزار سوار محافظ بصد وقار پایا
اندر آکر شہر تمام گلزار پایا عمارتین استوار و محکم بنین دکانین محراب دار و منقش و رنگین ہر عمارت کے
بالاخانون پر کنگرہ رکھے ہوئے کنگرۂ چرخ سے برابری کرتے کرے بنے برج فلک کو رشک دیتے
کٹہرے رشک دہ خطوط کہکشان و شعاع آفتاب تھے نیچے مکانات کے صرافہ و بزازہ آراستہ
تھا ہر قسم کا تاجر و ہر طرح کی اشیاء نفیسہ کا بازارون مین انبار تھا ہر ایک بدل و جان اُسکا
خریدار تھا کنج مین جھنڈے گڑے تھے اناج کے ڈھیر لگے تھے ڈنڈیے کسانون کی خدمت کر رہے
تھے بیٹے چلمین پی رہے تھے توسکے تولتے وقت آوازین دیتے تھے برکت ہی جی برکت ہی دو دیا تین
دو دیا تین تینا خریدار جگہ مین اناج لیکر پر رکھتے تھے اسیطرح سے یہ سفیر دالاتدبیر ہر مقام کی سیر
سے سیر ہوتے دار الامارہ مین پہونچے فرق زنجیر ہٹی اندر داخلہ ہوا عجب دربار نظر پڑا کہ گرد گرد نشست
کرسیون اور دنگلون پر متمکن ہین ساحران ذی رتبہ اور دلاوران صف شکن ہین قریب تخت شاہی
دنگل جواہر آگین بچھا ہی اُسپر شہزادہ جہانگیر تشریف فرما ہی اور کئی سو زینہ کا سریر یاقوت و زمرد سے
آراستہ ہی اُسپر ملک خورشید جلوہ فرما ہی تاج جسکی بہا مین کم ہفت کشور کا خراج سر پر رکھے ہی
اور کئی ہزار غلام زرین کمر و زرین لباس دست بستہ سامنے کھڑا ہی چتر بال ہما کا گردش کرتا ہی

پہ پیر گان ساز سیلے مجرے کو حاضر ہین جام رنگین دست شاہ مین خوشنما ہی نظم

ز دیبائے چینی و از پرنیان	در فشی بہر پردہ اندر میان	تو گوئی بہشت ست یا بزمگاہ
سپہر برین ست یا چرخ ماہ	نہادند در پیش تختی زعاج	بآرایش تخت کرسی ساج
نشستہ بران تخت خورشید شاہ	بگرد اندرون پہلوان سپاہ	ایلچیون نے اس کرد فر کو دیکھکر

مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور ستایش کنان حسب ایماے شاہ قریب آکر اول تحفے دیدیا پیشکش
کیے اور نامہ دیدیے پھر بموجب حکم کرسیون پر باادب متمکن ہوئے منشی عطارد رقم طلب ہوا

بادشاہ نے نامہ پڑھنے کا حکم دیا اور سراپردہ دارالامارۃ اٹھوا کر جلو خانہ مین اسپ و فیل و شتر
جو پرانے گنج و درم بادشاہون نے تحفہ مین بھیجے تھے اُنپر نظر کی پھر نامہ وغیرہ پڑھے گئے جسطرح دونون بادشاہون
نے نامہ مین مضمون اعانت طلبی درج کیا تھا ویسا ہی کچھ مہرخ نے بھی لکھا تھا یعنی یہ قلمبند کیا تھا کہ ای
شاہ شاہان سرتاج خسروان جہان ملک خورشید کیوان کلاہ انجم سپاہ مین عاجزہ و مسکینہ بے یار و نہایت
مضطر ہون اتنے بڑے شاہ ساحرون کے بادشاہ سے مقابلہ ہی اور کوئی سوائے خدا کے نہین وسیلہ ہی
امید ملازمان درگاہ فلک پایگاہ سے رکھتی ہون کہ میرے حال زار پر غور فرما کر میری مدد فرمائیے دشمن
کو میرے روز بد دکھائیے زیادہ دعاے دولت سگالی یہ کہ خزانہ افزون اور ملک آباد عیش و عشرت
مقرون ہو جیو یہ سب نامہ بادشاہ خورشید نے جب سنے شہزادہ جہانگیر کیطرف مسکرا کر دیکھا شہزادہ
موصوف نے فرمایا کہ شاہ کوکب نے جو نامہ لکھا ہی ہرچند کہ در پردہ اُسنے ہمکو متکبر اور بے ایمان بنایا
ہی مگر مضمون بہت نایاب ہی قول اُسکا براہ صواب ہی عاجزون ہی کی شراکت کرنا کار مردان نبرد آزما ہی
اِسی بات سے خوش خدا ہی پس کوکب شریک مہرخ ہی ہمکو بھی اُسکی شراکت زیبا ہی افراسیاب
تو خود شہنشاہ ساحران ہی اُسکی اعانت کرنا ننگ بہر مردان ہی ملک خورشید نے جب یہ تقریر شہزادہ
کی سُنی لز بسکہ اصل مین تو اسکی کچھ حقیقت نہین ہی بادشاہ مثل اور قلعہ داران یہ بھی ہی شہزادہ کے
سبب سے توقیر ملی ہی اسوقت شاہ افراسیاب کے مقابل جانے کو جو شہزادہ مذکور نے کہا اُسکو
خیال ہوا کہ وہ بہت بڑا بادشاہ ہی ایسا نہو جو شہزادہ مارا جائے ملک و مال ہمارا جائے چنانچہ شریک
اُسکے ہونا چاہیے پھر یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہزادہ فرزند حمزہ ہی ضرور عاجزون کا طرفدار ہوگا پس ایسا حیلہ کرنا
چاہیے کہ یہ کسیطرف بجائے یہ سوچکر زبان حیلہ ساز کو مکاری سے آشنا کیا اور کہا ای فرزند دلبند کوکب
کے شریک عمرو عیار ہی جسکا مالک زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ نامدار ہی اور عمرو سردار لشکر مہرخ
ہی پھر مہرخ کو بھی کچھ احتیاج کیسکی استمداد و اعانت کی نہین حاصل کلام یہ کہ تم افراسیاب
کو اگر زبردست جانتے ہو تو مناسب یہ ہی کہ کسی جانب بنا بر اعانت عنان عزیمت منعطف
نکرو اور میرے نزدیک افراسیاب ہی کی مدد کرنا زیبا ہی کیونکہ وہ خداے باخبر کی طرفداری کرتا ہی
اور ہمارا دین اور اُسکا ایک ہی اُسکو چار طرف سے گھیر کر بدینون نے روز بد دکھانا چاہا ہی شہزادہ
نے جب یہ تقریر سُنی فرمایا کہ بہادران جلادت شعار سے یہ کب ہو سکتا ہی کہ کوئی اُسکو بہر سرد

آزمائی بلائے اور وہ بچائے اور کوئی اُس سے مدد مانگے اور وہ تیغ نہ کھینچے ہیبت عروس مملکت آن مرد در کنار گرفت + کہ اول از گہر تیغ داد کابتیش + بلکہ مصرع مہر عروس ملک بہ از تیغ تیز نیست +
اچھا اس مقدمہ مین خوب غور کرکے ہر ایک نامہ کا جواب دیا جائیگا اب بزم عشرت بہر دعوت ایلچیان شاہان عالی مرتبت ترتیب پذیر ہو یہ حکم سنکر ساقیان مہر لقا و مطربان خوش نوا و شیرین ادا حاضر ہوئے اول گوشمالی طنبور کو دی گئی اور طبلون کو طمانچہ تھاپ کے پڑنے لگے قانون سرود بھی موافق مزاج ارباب محفل تھا نظم

تھی پرچ کی ان بدھی ہوئی جن	سن سنکے سب اہل فہم تھے سُن	
بھیرون لگے ناچنے عجب کیا	آتی تھی زبان پر جو کا فی	
کسطرح کرین نہ دل کو تسخیر	وہ کھینچتے تھے ہوا یہ تصویر	
تھی غارت ملک دل کو کافی	بھیرون کا تھا بزم مین جو چرچا	

اسی ہنگامۂ عشرت مین عرض بیگی نے آکر عرض کیا کہ ایک کلانوت پیر زمین گیر در پر حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی دربار ہے کیا حکم ہوتا ہے شہزادہ نے حکم حاضر ہونے کا دیا کلانوت مذکور سامنے آیا دیکھا کہ پیر نہایت نحیف ہے پلکین تک سفید ہین ایسا ضعیف ہے داڑھی تا بسینہ ہے پان تک کی بیک بھی ہے کرتا آب روان کا گلے مین گلبدن کا پائجامہ پانوں مین کرسے ڈنڈی کھانچ ہاتھ مین لیے ہے پگڑی شیرشکر کی باندھے ہے پس اُس پیر نے سامنے آکر دعا دی کہ سامری بنائے رکھے سرکار کا بھلا ہو مین بھی نام سنکر دور سے آیا ہون دامن آرزو خالی لایا ہون آج مالامال ہوکر جاؤنگا شہزادہ نے پوچھا کہ تو کہان کا رہنے والا ہے اُسنے کہا بالون اُم الجبال مین رہتا ہون مگر میرا رہنا کیا کانور و دیس بنگالہ اندر کوٹ سنگلدیپ سب جگہ پھرا کرتا ہون کل اس بستی مین وارد ہوا تھا آج سرکار مین آیا ہون فلک کا ستایا ہون شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا اپنا کمال ظاہر کر پیر نے ڈگو مُنہ سے لگا کر بجانا شروع کیا پھر تو تمام محفل کو وجد کا عالم ہوا اہل بزم کیا در و دیوار زمین و زمان کو حالت محویت ہوئی نظم

یہ کہکے اُسنے اور ڈگو منھون پہ دھر	یہان تک بجائی کہ دیوار و در	
نظر جو پڑے واں سو روکے بچے	گیا اہل مجلس کا جو دل پگھل	
تعجب بجانیکے توقف پذیر ہوا شہزادہ نے بیچین ہوکر کہا کہ ای مرد باکمال واسطے اپنے دین و مذہب کا		
ہلوگون کو نیم لسمل نچھوڑ پیر نے عرض کیا کہ ای شہزادۂ فلک جاہ یہ بوڈھا شراب کا عادی بہت ہے		
اگر پیمانہ میرے سپرد فرمائیے تو البتہ حظ کافی اور لطف وافی اُٹھائیے شہزادہ نے ساقیون کو حکم دیا		

کہ میکدہ اسکے حوالہ کرو پھر تو ساقیون نے سبو و ساغر لاکر حاضر کیا یہ نقشہ ہوا کہ بیت بنکر فقیر بیٹھا
بھٹی پہ رند تیرا + سب مغبچون نے ملکر پیر مغان بنایا + کلا توت کہ اصل مین عمرو ہی اور بیان کیا تھا
کہ ایلچی کے ساتھ سے یہ جدا ہو گیا تھا اسوقت کو یا بنکر آیا ہی اور قصد رکھتا ہی کہ جہانگیر کو پکڑ کر امیر کے
پاس بھیجون اور اسکی پیدائش کا حال ظاہر کرائون فی الجملہ اب میخانہ پر قبضہ پاتے ہی شراب کو کڑاؤ
گلابیون مین الٹ پھیر کرنے لگا اور کئی مقام پر اسکا میخانہ سجنا بیان ہو چکا ہی اسیطرح یہان بھی
درست کرنے لگا اور اسی انتظام مین شراب کو آتشہ بدارو سے بیہوشی کیا اور نی بجاتا جام پر از شراب
ہاتھ پر لیے سامنے شہزادہ کے آیا شہزادہ نے جام اس سے لیکر پینا چاہا مگر عیار شہزادہ موصوف کا
مہرچا بک کمین گیا ہوا تھا وہ آگیا اور اسنے وقائع نگارون کی تحریر مین عمرو کی عیاریان پڑھی ہین
اور تعریف گانے کی اور نی بجانے کی لکھی دیکھی ہی پس اسوقت یہان ویسا ہی جلسہ جو اسنے دیکھا
اور از سر تا پا عمرو پر نظر کی بنگاہ اول پہچانا کہ یہ کوئی عیار اور ایلچیونکے ہمراہ آیا ہی دستبردی کیا چاہتا
ہی چنانچہ اسنے پہچان کر جام شہزادہ کے ہاتھ سے لیا اور خواجہ کو دیا کہ اے پیر یہ ساغر پہلے تو پی پھر
اور کو پلانا خواجہ نے اسکے ہاتھ سے پیمانہ لیکر اسکو دیکھا تو ایک نوجوان سبزہ آغاز چھریرے بدن کا
انسان پایا کہ کمند بازوون سے باندھے فلاخن سر سے لپیٹے تو بڑا پتھر کا لگائے بانہ ہاے عیاری
سے درست نہایت چالاک و چست ہی بعینہ میرا فرزند معلوم ہوتا ہی میرے لڑکون سے بہت مشابہ
مفہوم ہوتا ہی غرضکہ جب اسنے جام خواجہ کو دیا خواجہ نے اسکی نگاہ بچاکر ایک بتاسا کرسے نکالا وہ بتاسا
دافع دارو سے بیہوشی تھا چاہا کہ اسکو شراب مین ملاکر جام کو پیے مگر چابک بہت ہوشیار تھا اسنے
بتاسا ملاتے وقت ہاتھ پکڑ لیا عمرو سمجھا کہ بھید میرا کھلگیا اب اس ناشدنی کو بھی گوشمالی دینا چاہیے
یہ سمجھکر ذرا جو ہاتھ کو کن دیا ہاتھ چربدست تھا اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا خواجہ نے ایک دھول
اسکے لگائی اور کلاہ اسکی لیکر چست کی دیوار پر دارالامارۃ کی پہونچا چابک دھول کھاکر منفعل ہوا
تھا پکارا کہ ساحر کوئی اس ناعیار پر سحر نکرے مین ابھی پکڑے لاتا ہون یہ کہکر آپ بھی دربار سے باہر
نکلکر چلا لینا لینا کا شور ہوا عمرو اس عرصہ مین دیوار پھاندکر بھاگا ملازمان شاہی چوبدار اور سپاہی
پیچھے دوڑے چابک نے سکو روکا اور کہا وہ عیار اکیلا ہی مجکو بھی اکیلا ہی لڑنا دیا ہی اگر سینے ملکر
اگر شمار کیا تو فن عیاری کے خلاف ہی ایک سے ایکہی کا صبر مصاف ہی غرضکہ سب تو ٹھہر گئے یہ

تنہا عقب خواجہ چلا عمرو نے جو اُسکو آتے دیکھا ایک سپر بھاگتے ہی مین زنبیل سے نکالکر زیر بغل
چھپالی حال اِس سپر کا آگے بیان ہوگا چنانچہ اِسی نوع کی تدبیر کرتا ہوا بھاگ کر ایک ایسی گلی
مین شہر کی آیا کہ جدھر سے راستہ نچلتا تھا ساتھ ہی چابک بھی وہان پہونچا اور للکارا کہ او ناعیار
اب کہان جائیگا عمرو نے بھی نیچہ زنبیل سے نکالکر کھینچا اور نعرہ کیا کہ آتو سہی جوانمرگ وہ
عیار طرار بسان برق جہندہ جا ہی پڑا اور نیچہ مارنے لگا خواجہ نے دو ایکبار تو نیچہ اُسکا خالی دیا
پھر جو اُسنے کمر کو بتاکر سر پر ہاتھ مارا خواجہ نے وہ سپر جو زنبیل سے نکالی تھی اُسکے سامنے کردی اِس
سپر پر کاغذ حرف منڈھا تھا اندر اُسکے غبار بیہوشی بھرا تھا نیچہ جو سپر پر پڑا وہ بیچ سے شق ہوئی
اور غبار بیہوشی مین چہرہ چابک کا چھپ گیا تڑاتڑ کئی چھینکین اُسکو آئین اور بیہوش ہوکر گرا اُسنے
پیرہن اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور رنگ عیاری لگاکر اُسکو مثل اپنی صورت کے بنایا اور آپ معجزہ
طلب کرکے اُسکی ایسی صورت بنا اور اُسکو اُسی طرح بیہوش مشکین باندھکر دوش پر لادکر دارالامارۃ
مین سامنے جہانگیر کے لایا وہ بہت خوش ہوا اور کہا اِسکو ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کرو
اُسنے کہا اِسکو ہوشیار نکرائیے ورنہ یہ بڑا فتور کریگا آپ جب بزم عیش سے اُٹھیگا اسوقت اُسکو
ہوشیار کرکے قتل کیجیے گا شہزادہ نے کہا بہتر ہی اِسنے ستون سے اُسکو اُسیطرح بیہوش باندھدیا
اور شہزادہ سے کہا اِن ایلچیون کے ساتھ معلوم ہوتا ہی کہ عیار چلے آئے ہین آپ ساتیون اور
خواشون خدمتگارون وغیرہ سب اہل عملہ کو دربار سے نکلوا دیجیے اور میخانہ میرے سپرد کیجیے تاکہ مین
شراب پلاؤن مبادا عیار زک دین تو بڑی ذلت کا سامنا ہی شہزادہ تو اِسکو اپنا بھائی جانتا ہی اُسنے
اِسکے کہنے سے تمام اہل عملہ کو حکم برخاست دیدیا وہ تو باہر نکلگئے اور اِسنے میخانہ پر قبضہ کیا اور شراب
جو پہلے کی تھی اُسکو بظاہر علیحدہ کردیا کہ یہ خراب ہی لیکن وہ سب بیہوشی آلود تھی کچھ ایسا پیر مل کیا
کہ اُسی شراب سے ساغر بھرکر شہزادہ کو دیا اُسنے بیک جرعہ درکشید کیا پھر تو سب انجمن کو وہی شراب
پلائی ہر ایک پر کچھ دیر مین بیہوشی چھائی گرمی جو معلوم ہوئی اُٹھکر ٹہلنے کا ارادہ کیا طمانچہ بیہوشی کا ایسا
لگا کہ اوندھے منھ گرے لمحہ بھر مین تمام محفل بیہوش ہوگئی عمرو نے پہلے ذوفنون کو جو ایلچی شاہ کوکب
کا ہی اُٹھاکر زنبیل مین رکھا اور شکیل کو بھی داخل زنبیل کیا پھر چابک کو ہوشیار کرکے سلام کیا اُسکی جو آنکھ کھلی اپنے تئین بند حمام اور
رنگ محفل بنا پایا سمجھا کہ عمرو بلاے بد ہی وہ تجیر غالب آیا غرض تاؤ پیچ کھاکر چپ ہورہا اور عمرو نے

اسکے جلانے کو پہلے لوٹنا شروع کیا جہانگیر کو زنبیل مین نرکھا تمام اہل دربار کے کپڑے اتارے ملک
خورشید کا تاج لیا اسیطرح یہ لوٹ پر پڑا اب ادر باجرا سنیے یعنی افراسیاب نے جو ایلچی روانہ کیا
تھا تو بعد روانہ کرنے قاصد کے بہت بڑا خیال اُسکو ہوا کہ دیکھون جہانگیر آتا ہی یا نہین اسی تردد مین
آخر اُسکو تاب نرہی کتاب سامری منگا کر حال دربار خورشید دیکھنے لگا یہان عجب ماجرا نظر پڑا کہ تمام دربار
بیہوش ہی اور ایک شخص لوٹتا پھرتا ہی ایک عیار ستون سے بندھا ہی بس یہ دیکھتے ہی اسنے کہا کہ وائے
مردیم ارے بڑا غضب ہوا عمرو ملک خورشید یہ مین پہونچگیا سبکو قتل کیا چاہتا ہی یہ کہکر چاہا کہ کسی ساحر کو
اُسطرف بھیجے پھر سوچا کہ جبتک کوئی جائیگا وہان خاتمہ ہوجائیگا تو آپ چل پس اُس اضطرار مین کچھ کرشمان
پر بھی دھیان نکیا کڑکڑا کر اُڑا اور ازبسکہ یہ بادشاہ طلسم ہی بہت جلد راہ طے کرتا ہی اُسوقت یہ دارالامارہ
خورشید یہ پراکر چمکا کہ عمرو تمام دربار کو لوٹکر جہانگیر کو داخل زنبیل کیا چاہتا تھا کہ اسکے آنے سے برق شعلہ بار
چمکی رعد کڑکا عمرو سمجھا کہ مقرر کوئی آفت آئی پس بہت جلد گلیم اوڑھکر الگ ہوا اس عرصہ مین شاہ
جادوان دربار مین اُتر کر ہوا سے آیا اور ابر سحر برسایا کہ ہر ایک کو ہوش آیا اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر جا
خانہ مین جاکر لباس پہنا سرداروں نے پوشاک منگوا کر زیب تن کی اِدھر شاہ جادوان نے چابک
کو ستون سے کھولا ملک خورشید افراسیاب کو پہچانتا تھا اُسنے تعظیم کرکے تخت پر بٹھایا آپ باادب
تمام زیر تخت بیٹھا شہزادہ جہانگیر سے کہا بابا اُٹھو شہنشاہ کو تسلیم کرو تمہارے نصیب ہمارے جو
حضور تشریف فرما ہوئے شہزادہ اُٹھکر رسم تعظیم بجالایا افراسیاب نے فرط شفقت سے پیشانی پر
بوسہ دیا اور اپنے پاس بٹھالیا اور کہا ای شہزادہ تمنے اُس دزد مکار کو دیکھا اگر مین اسوقت نہ آجاتا
تو وہ سبکو ہلاک کرتا اسیطرح اُسنے میرے تمام طلسم مین تہلکہ ڈال رکھا ہی اب تمکو لازم ہی کہ میرے ساتھ
چلو اور کوکب جو شریک عمرو ہی اُسکے طلسم کو توڑو تم اُسکے مقابلہ کو جاؤ اور مین اور باغیون کا
خاتمہ کرون اور کوکب کی حمایت کو حمزہ ضرور آئیگا اگر تم اُسپر غالب آئے پھر تمام عالم زیر فرمان
تمہارا ہی خدائے باختر کو تمام دنیا سجدہ کریگی تم ایسا پہلوان اور مجھ ایسا بادشاہ زمانہ بھر تسخیر ہوگا خداوند
باختر طرۂ پیغمبری کا دینگے سپہ سالار قدرت خطاب عنایت کرینگے لشکر ملائکہ خداوند تمہارا مطیع ہوگا
مین جو مناسب تھا وہ سمجھا چکا آیندہ تمھین اختیار ہی جہانگیر عیاری کرنے سے خواجہ کی آگ بنا بیٹھا تھا
اُسنے جوابدیا کہ ای شہنشاہ مین ملک کوکب مین گھسکر اتنی تلوارین مارونگا کہ ندیان خون کی بہادونگا

اور اُس ناعیار کو وہ سزا دونگا کہ تمام عمر وہ یاد کریگا یہ کہکر ایلچی کو کوکب کے تلاش کیا کہ وہ عیار کو اپنے ساتھ کیون لایا ہر چند کہ ایلچی کو قتل کرنا نہین لیکن اس شرارت کی سزا دینا ضرور ہوا غرضکہ ہنگام تلاش مہرخ و کوکب کے سفیرون کو نپایا اُنکے ساتھیون کو حکم دیا کہ ابھی ہمارے ملک سے نکلجاؤ اور تحائف بھی پھیر دیے اور کہا کہدینا اپنے مالکون سے کہ ہم آتے ہین ہوشیار ہو وہ سب بے نیل و مرام یہ پیام لیکر پھرے اور خورشید جادو نے بڑی دھوم سے افراسیاب کی دعوت کی اور ایسا انتظام کیا کہ عمرو اور برق اندر دارالامارۃ کے نہ آسکے سحر ایسا تھا کہ جب قصد اُسطرف کے چلنے کا کرتے تو اندھے ہوجاتے ناچار یہ بھی مراجعت فرما ہوئے حال اِنکا بیان ہوگا یہان جام مے ارغوانی کا دور چلا کیا ناچ ہوا غذیہ لطف سے نغمتخانہ آراستہ کیا گیا ہر طرح کا اسباب راحت مہیا تھا بزم جمشید دکی کو اُس انجمن پر رشک آتا تھا راجہ اندر کا اکھاڑا جمع تھا کہ ابیات

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان	جسمین کہ یہ ساز تھا یہ سامان	دیوانۂ ہر پری دل زار
پروانۂ ہر چراغ رخسار	الحد رے جوش نغمۂ تر	تعریف سے جسکی بات باہر
آغاز ہوا وہ نغمۂ تر	بیخود ہوئے سنکے سب برابر	نغمون مین شراب کا اثر تھا
جو بزم مین تھا وہ بیخبر تھا	شیشو نکا تھا اشتیاق غالب	قلقل کی صدا کے کان طالب

ایکدن اور شب بھر جلسۂ دعوت رہا جب دوسرے روز مہر گیتی فروز طلسم مشرق سے برامد ہوکر مہمان کاشانۂ سپہر ہوا اور بزم شبینۂ انجم برخاست ہوئی کہ بیت دنیا مین ہوئی جو صبح پیدا خورشید فلک ہوا ہویدا + افراسیاب وہان سے رخصت ہوا جہانگیر نے وعدہ کیا کہ عقب شہنشاہ فوج کو ترتیب کرکے مین بھی حاضر ہوتا ہون شاہ جادوان یہ مژدہ سنکر شادان و خندان کنان اُڑکر چلا اور ایلچی کو اپنے حکم دیا گیا کہ ہمراہ شہزادہ رہبری کرتا ہوا آئے غرض چند عرصہ مین یہ تو باغ سیب مین پہونچا اور آتے ہی نامہ ملکہ حیرت کو لکھا کہ ای خاتون لسندیدہ تابد دولت لشکر ساحران ہمراہ لیکر مقابلہ نکو امان تم آؤ اور بارگاہ زرنبفتی طلسمی ساتھ لاؤ آراستہ و زیبایش انجمن عشرت دہ چند ہو تاکہ ایک مہمان بہتر از دل و جان آتا ہی وہ محظوظ و خرسند ہو ہم بھی تمھارے پاس لشکر مین آئینگے اور حسن انتظام تمھارا ملاحظہ فرماکر خلعت سرفرازی تمھین پہنائینگے یہ نامہ طائر سرعت ملکہ مذکور پاس لایا اُسنے گنبد نور پر سے چلنے کا سامان کیا مع مصور و

صورت نگار و ابریق و سرپایہ و شکوہ زرین تاج وغیرہ سرداران لشکر و ارکان
سلطنت کئی لاکھ ساحرون کی جمعیت سے بحشم و خدم حصار طلسم سے باہر نکلی اور دریاے
خونروان سے اُتر کر جس مقام پر کہ پہلے اُتری ہوئی تھی اُسی جگہ فروکش ہوئی لشکر نے رنگین حصار
حوالی مین میدان رزم کا فاصلہ دیکر اُترا ناقوس اسقدر بجے کہ چرخ کے مہ زرین صدا گونجنے لگی کھٹے
بجتے تھے یا فلک خلیج مزاج کا دل دھڑکتا تھا طائران سحر اسقدر اڑے تھے کہ روے ہوا کا لالہ تھا شعلہ ہاے آتش
ایسے بلند تھے کہ گنبد چرخ جلکر بشکل آبلہ تھا خیام و خرگاہ نے زمین کا پردہ ڈھک دیا تھا کثرت لشکر سے
ارض و غبر امین زلزلہ تھا ترسول اور نیزول اس زیادتی سے زمین پر نصب تھے کہ پشت ارض
خاردار تھی فلک ستمگر نے یہ پھل زمین کو دیے کہ کشت عالم مین تیغ و خنجر کے پھل پیدا ہوئے تھے
روح رستم و سام خوف سے زمین مین پنہان تھی ہلچل پڑی تھی آفت بے پایان نمایان گھوڑون
کے ہمہمون سے فیلون کے چنگھاڑنے اشترون کے بلبلانے سے دشت و کوہ گونجتا تھا یہ عالم ہویدا
تھا کہ بموجب بیت چو حیرت بیامد دران رزمگاہ ۔ بچرخ اندرون مہر گم کردہ راہ ۔ مختصر یہ کہ عسکر
شقاوت اثر جب اُس دشت مین خیمہ زن ہوا طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ خوش سیر کو بھی پہنچائی
کہ حیرت فوج لیکر پھر مقابلہ مین آئی اس حال کو سنکر عیاران نامور کیفیت دریافت کرنے کو روانہ
ہوئے اور مہرخ نے تمام لشکر کے افسرون کو حکم ہوشیاری کا دیا طلایہ لشکر کا بہت زبردست مقرر
ہوا بازارون مین ایک ایک افسر دس دس ہزار سوار سے گشت کرنے لگا اُدھر عیار یعنی جانسوز
وضرغام صورتین بدلکر خادم و فراش بنکر داخل لشکر دشمن شکست حاصل ہوئے اور حیرت جاہل
سے بعد اترنے کے ایک نامہ ملکہ صنعت وزیر کو لکھا کہ اے ملکہ تم اول خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوکر
باغیون سے لڑی تھین جب عدو پر ظفریاب نہوئین تو اپنا لشکر لیکر حوالی طلسم مین چلی گئین لشکر تمھارا
مور و ملخ سے زیادہ ہو اُس لشکر کی نسبت میرا یہ ارادہ ہو کہ بہر استقبال مہمان عزیز شہنشاہ خوش
اقبال بلاؤن پس بغور دیکھنے نامہ کے مع لشکر تم میرے پاس آؤ کہ شہنشاہ نے پھر حکم لشکر کشی دیا
ہو اور ساحران نامی کو طلب کیا ہو یہ نامہ سحر کا تیلا لیکر گیا صنعت لشکر لیکر حوالی گنبد نور کیطرف
چلی گئی تھی اور سحر ہفت بیضہ تیار کر رہی تھی حال اس سحر کا انشاءاللہ مذکور ہوگا چنانچہ جب اُس
قحبہ کو نامہ ملکہ طلسم پہونچا سحر ہفت بیضہ درست ہو چکا تھا پس نامہ پڑھکر اپنا کوچ کرایا اور

بھی بصد جاہ وعزت روانہ ہوئی اور بعد قطع راہ ملحق لشکر حیرت ہوئی فوج کو اُس لشکر سے علیحدہ اُتروا کر
آپ خدمت ملکہ مسطورہ مین آئی ملکہ نے بنابر حکم شاہ جاودان بارگاہ زربفتی گوہر نگار ایک میدان پاکیزہ
مین استادہ کرائی جسکے سامنے دریا بصد آب وتاب موج زن تھا کنارے کنارے اُس بحر کے دشت
عزت بخش گلشن بمقابل دریا فرش پُرتکلف بچھوایا چاڑ سربلند ہر جگہ رکھوایا ساقیان گلبدن شراب
ارغوانی کے جام دسبو لیکر وہان ٹھہرے رامشگران قمر پیکر ساز عشرت انداز وطرب خیز ساتھ لائے بارگاہ
کے سرائچہ اُٹھوا دیے بیچ بارگاہ مین ایک تخت زمرد کا بچھوایا برابر اُسکے دست راست کو دنگل یاقوت
احمر کا تراشا ہوا گسترده کرایا اور گرد تخت زمردین کے کرسیان طلائی جواہر کار بچھوائین اور ایک کرسی پُرزر
نقش نگار فیروزہ کی قریب مہتر چابک کے لیے آراستہ کرائی لٹکتے ہوا کے زیر رکھے گئے عود وعنبر
سوز سے تمام بارگاہ معطر کرادی روبرو اُس بارگاہ رفیع المنزلت کے بارگاہ چوبین خسرو خورشید
مبین کی پست تر اور بے رونق تھی انجمن کواکب کی زینت اُسکے مقابلہ کے کب لائق تھی رشکے
کرد فرد خے حسن انتظام کہ ہر جلیس وکیوان کی زبان ثناخوان زیب محفل پرنا ہیدۂ فلک بلاگردان
بیت اندر نے نہ دیدہ تھی یہ محفل + پریون کا بھی بیقرار تھا دل + اس محفل کی آرائش بروقت
آنے جہانگیر کے بیان ہوگی اب ملکہ طلسم تو اس آراستگی مین مصروف ہو مگر جہانگیر نے بعد چلے آنے
افراسیاب کے جو ممالک کہ فتح کیے تھے اُنکے حاکمون کو نامہ روانہ کیے کہ بامر دولت بادشاہ کوکب
سے لڑنے جاتے ہین تم بھی مع اپنی فوج کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب چلو یہ نامہ جب شاہان باج گذار
کو پہونچے ہر سمت سے فوجین روانہ ہوئین یہان شاہزادۂ ذیجاہ نے درخزانہ وا کیا اپنی ذاتی فوج کو
آراستہ کیا کچھ عرصہ مین بارہ لاکھ کا لشکر سوار وپیدل کا درست ہوا ہر شخص بہر جنگ چاق وچست
ہوا اراہ زرہ وسفید کے ہمراہ ہوئے علمون کے پھریرے رنگارنگ کے پرچم بر رے ہوا
اُڑنے لگے رو ے ہوا بھی منقش ورنگین نظر آیا یا فلک شعبدہ باز نے نیرنگ دکھایا آمد سیاہ سے
خاطر زمانہ پُرغبار گرد لشکر سے سپہر دوار تیرہ وتار جب کارسازی لشکر ہو چکی ملک خورشید تخت
پر سوار ہوا شہزادۂ کیوان کلاہ پشت توسن تازی پر بعزم رزم سازی بجھا ہزار ہا نقارہ بجے سلحدار
ضرار چشید نیش سامری وش طائران دور پرندگان سحر پرواز چہچہے بھانجھ اور نفیر بجے نالہ نائے ترکی کا
شور ہوا آمادہ سرکشی پر اہل زور ہوا علم شیر پیکر کا پھریرا سر پر ضیغم بیشۂ صاحبقرانی یعنے شہزادہ جہانگیر

لاثانی کے کھلا پس پشت شہزادہ بارہ لاکھ سواران جرار کا انبوہ چلا ایک سمت پتر چاپک صندوق
عباری پر سوار گرد اُسکے کئی ہزار شاگرد اور ملازم عیار اکتارہ بجائے شلنگین لگاتے چلے اُسمین
بانک کے پیچ ہوتے جاتے تھے حقہ ہائے نفطی چلتے تھے کہین میدان دھوان دھار ہو جاتا اور چھپاکا
اُسمین بجلی خنجر کی چمکتی کہین مطلع صاف نظر آتا حقہ ہائے آتشین کی تیزی سے آنکھ جھپکتی ایک
طرف ساحر اپنا کمال دکھاتے تھے گنبد چرخ مین آگ لگاتے تھے اسطرح شعلہ آتش چمکاتے تھے کبھی
گھٹا کو ہوا سے اُٹھتی دنیا مین تاریکی بھی کیفیت دکھاتی بجلی کی چمک رعد کو مشعل دکھاتی اور
بدلی مین سحر کے مور چنگھاڑتے پر طاؤس منقش پر نہ شکین سحاب پر نقش و نگار بناتے خوش فعلی
کر کے رقص اپنا دکھاتے اور ہر طرح کی بہارین پیدا جادوگر نیون کے جوبن پر دل عالم
شیدا ترکان ستمگر غارت گر جان و ایمان طاؤس اُنکی سواریون کے شرر افشان مختصر یہ کہ نہایت
جاہ و حشم انتہا کا کروفر فوج مبارزان و لشکر ساحران کا مجمع چاؤشان سپاہ کا آوازین لگانا نظم

دران دشت بسیار شاہان بدند	ہمہ نامداران و گیہان بدند	ز چین و ز سقلاب و از ہند و دیر
ہمہ گنج داران گیرندہ شہر	سپہبد بیامد ہمہ گرد کرد	برفتند گردان بدشت نبرد
کمرہائے زدین و بیجادہ تاج	ز دیبای رومی و از تخت عاج	ز تیر و کمان و ز برگستوان
ز گوپال و از خنجر ہندوان	ز دیبای زربفت رومی سرتخت	ز یاقوت و فیروزہ تابان سرہ
ز زرین لگام و جناغ خدنگ	رکاب دراز و چناق پلنگ	دو صد جوشن و تیغ و برگستوان
ہمان نیزہ و تیر و گرز گران	عنان پیچ گرد انکمن نیزہ زن	بیازد قوی پیکر و پیلتن
سپہبد یکسر ہمہ کوہ و دشت	خروشی ز گردون دون برگذشت	ہمی بود باگرز و پیلان بدشت

چنین تا جہانگیر ازدر گذشت

اسی حشمت و تجمل سے بعد قطع منازل و مراحل ہمراہ ایلچی افراسیاب جاہل طلسم ہوشربا مین داخل ہوکے یہان کے ناظم و مالکان در بند نے حاضر خدمت ہو کر تہنیت رسد رسانی کی اور عرضی خدمت بادشاہ طلسم مین بھیجی افراسیاب خبر آمد اس نامور کی سنکر بہت خوش ہوا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ ای ملکہ مہمان عزیز قریب آگئے سرداران نامی کو بہر استقبال روانہ کرو اور کوئی دقیقہ تواضع مین اُسکی اُٹھا نرکھو ملکہ مذکور نے نامہ پڑھکر صنعت و ابریق وغیرہ بڑے بڑے ساحران گرامی منزلت کو برائے استقبال روانہ کیا یہ لوگ راہ مین ملک خورشید سے جاکر

ملاقی ہوئے اور مراسم تعظیم بجا لائے پھر بڑے اعزاز سے لاکر داخل لشکر حیرت کیا ملکۂ مذکور نے طبل شادیانہ بجوائے اور خود کنارے تک لشکر کے پیشوائی کو آئی ملک خورشید بھی تخت سے اترا اور ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے اُسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور جہانگیر کی پشت پر بصد شفقت ہاتھ پھیرا لشکر اُسکے ساتھ کا ملحق سپاہ ملکہ اُترنے لگا خیام و بارگاہ نصب ہوئے ملکہ اُسی بارگاہ مین کہ جو پہلے سے لب جوار استہ کرائی تھی مہمانان ذیشان کو لائی تخت زمردین پر خورشید کو بٹھایا اور دنگل یاقوت نگار پر شہزادہ کامگار بیٹھا کرسی جواہر آگین پر چابک تیز رفتار بیٹھا گرد تمام گرد و گردن کش ساحران نامی کرسیون پر متمکن ہوئے ملکہ نے جملہ کیفیت شاہ جادوان کو لکھ بھیجی وہ بھی بصد لشاست و فرخندگی ساحران جلیل القدر کو ہمراہ لیکر تخت فیروزہ رنگ پر سوار ہوکر یہان آیا اور بارگاہ مین اُسکے آتے ہی خورشید وغیرہ ہر ایک بنابر تعظیم اُٹھے اُسنے تخت اپنا قریب تخت خورشید بچھایا اور اُسکو قسم دیکر بٹھایا باہم دست بوسی ہوئی پھر حکم ترتیب انجمن عشرت دیا اس عرصہ مین جوہری قدرت نے یاقوت زرد روے عالم کو سواد شب سے نیلم بنایا یہ نقشہ نظر آیا نظم

چو شب خیمہ زد بر پرند سیاہ	در فرش سیمین بگسترد ماہ	نہان گشت قندیل زرین روز
بر افروخت شب شمع گیتی فروز		

سر شام پردے اُس بارگاہ کے بندھوا دیے گئے سامنے دریا مین کنول کاغذ زرین رنگ برنگ چھڑوا دیے گئے ایک طرف اُسکے دریا کی بہار ایک جانب کو صحرا تمام لالہ زار شفق دشت و کوہ مین پھولی ہوئی بہار اپنی رنگینی پر پھولی ہوئی درختون کے ضرغہ مین گیند بلور کے روشن تھے برج سنبلہ مین ستارون کے ظاہر چودین تھے چشم نرگس حیران تھی کہ شاہ جادوان نے یہ کیسا سبز باغ مہمانون کو دکھایا ہے زلف سنبل پریشان تھی کہ یہ صفت کا احسان سر پہ آیا ہے کنارے دریا کے چھوٹے چھوٹے درخت پھولون کے لگے جال اُنپر موتیون کے پڑے شاہد بہار کو دام مکر مین پھانسا تھا بلبل دل کو کسی گل کے لبھا کر پابزنجیر کرنا چاہا تھا کہین صحرا مین نرگس ان جواہر کے دھرے تھے کسیجا بحر مین بجرے پڑے تھے درخت جنگل کے بادلے سے منڈھے تھے ادھر بارگاہ مین چلمن ہر ایک گلدام نظر تھی پردے رنگین پڑے فرش کی صفائی پر چاندنی غش تھی صحرا کی بہار قابل عش عش تھی چاندنی کا کیفیت کرنا کہین مہتاب کا اُڑنا مشاطۂ ماہ کا آئینۂ عروس بہار دکھانا پھولون کی خوشبو کو ڈالے کا کھلنا موتیون کا دور تک بچھونا دشت کی بڑھی ہوئی آبرو بارگاہ

مین گلرخان قمربیکر کا جماد ساقیان مہرجبین کا بنا در رقاصون کی ہر ایک ادا دل توڑے لیتی تھے ساقیون
کی نگاہ مستی زا کیفیت دیتی تھی ابیات

شگفتہ گل تھے سب جامہ سے باہر — بچھا تھا فرش سبزے کا زمین پر — چمن مین بلبلون کے دل ہرے تھے
شمال جام مستی مین بھرے تھے — عروسان چمن کا تھا عجب حال — درختون پر پڑے موتی کے تھے جال
زمین پر چاندنی کا بچھگیا فرش — عروج مہ سے رفعت مین ہوئی عرش — پھلے تھے نخل شب مین کیا ستارے
سراپا نور کے وہ پھل تھے سارے — بنا تھا درمیان دشت بنگلا — کھلا گرد اُسکے تھا پھولونکا جنگلا
ہجوم گلعذاران حلقہ زن تھا — گل اندامون سے صحرا وہ چمن تھا — متاع حسن سے تھین سخت مغرور
سمجھتی آپ کو تھین غیرت حور — قیامت قہر تھا انداز اُنکا — بلائے جان تھا عشوہ ناز اُنکا
عیان شمشیر کے ابرو سے جوہر — مژہ ہر ایک رشک تیر و خنجر — کوئی دست نگارین مین لیے جام
کوئی بہر گزک لائی تھی بادام — کسیکے دست رنگین مین گلابی — بنی تھی مے سے برج آفتابی
کوئی لائی سلفچی آفتابہ — غزل گاتی تھی کوئی بیجابہ — ملاتی تھین جو ساز و رقص و چاہ
تھے اُنکے اس سفر مین ہاتھ تاراج — کوئی زہرہ صفت آمادۂ ناز — کیا اُسجا کسی نے رقص آغاز
ہوا محظوظ دل جلسہ سے وہ شاہ — زبانون پر صفا جاری واہ واہ — ہوئی سرشار وہ بزم طرب خیز
زبانون پر کلام فرحت آمیز

اسی جلسۂ عشرت مین شہزادہ جہانگیر نے حال جنگ شاہ طلسم سے پوچھا اُسنے کہا کہ ای شہزادے عیارون نے میرے ملازمون کو بہکا کر اپنا شریک کر لیا ہی اُنھین سے فی الحال مقابلہ ہی عیاران مسلمان بڑے قہر کے ہین اور ہر جلسہ و ہر مقام پر مثل آفت ناگہانی کے وہ پہونچتے ہین یقین ہی کہ اِس جگہ بھی موجود ہون یہ کلام سنکر شہزادہ تو خاموش ہو رہا مگر چابک نے بنگاہ تفحص ہر سمت دیکھا یہان خضر خام و جانسوز پہلے سے آئے ہوئے تھے مشورہ پذیر ہوئے کہ چابک ہمکو تلاش کرتا ہی اِسپر ہمکو اپنے تئین ظاہر کرنا چاہیے ہر چند کہ ہمارے لیے قباحت ہی پھر ہر چہ باد اباد یہ صلاح کرکے دونون نے عیار مذکور سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ ہم تمھاری سرکوبی کو موجود ہین اُسنے اول تو چاہا کہ شاہ طلسم سے کہکر اُنکو گرفتار کراؤن پھر سوچا کہ اِسوقت اُنکا ظاہر اپنے تئین کرنا اپنی دلاوری کا اظہار کرنا ہی تجکو بھی اپنی جرأت اور تحمل دکھانا زیبا ہی اشارۂ اُنسے

گفتگو کریں اسنے بھی اشارہ کیا کہ یہ خنجر بران میرا تمھارے ہی گردن کے لیے ہی ان دونون نے
بایما ہاتھ سے سر کو بنایا اور جانب پاپوش اشارہ کیا کہ اپنے گھر سے تو خواجہ عمرو کی جوتیان
کھاکر تو آیا ہی اب یہان ہم پاپوش کاری کرینگے چابک نے اشارہ سے کہا کہ ہوشیار رہیو
مین تمھاری بارگاہ مین آتا ہون اور یہ اشارہ کرکے ضرغام جو خدمتگار بنا ہوا تھا اُسکو پکارا کہ
ارے آب خاصہ میرے لیے حاضر کر ضرغام یہ سنکر فوراً آبدارخانہ سے تھالی جو مین گلاس پانی کا
لگاکر اور بیہوشی پانی مین ملاکر سامنے لایا چابک نے وہ گلاس لیکر لبون سے لگایا منھ مین سفوف
بیہوشی کے دفع کرنے کا پہلے سے رکھ لیا تھا پانی کے ساتھ پی گیا اور ایک بیضہ بیہوشی کا کرے
نکالکر کہا ای خدمتگار دیکھ تو یہ کس جانور کا انڈا ہی کہ اسمین سے خوشبو آتی ہی ضرغام نے
اسکو بیضہ نکالتے دیکھکر ایک بیضہ نگاہ اُسکی بچاکر چپکن کی آستین مین رکھ لیا جب اُسنے
بیضہ دیا اِس ترکیب سے بچالا کی لیا کہ اُسکا بیضہ تو آستین مین چلا گیا اور آستین کا رکھا ہوا
ہاتھ مین آگیا پس اُسیکو ناک پر رکھکر کہا واقعی حضور اسمین خوشبو مثل مشک کے آتی ہی
بیضہ نہین مشک نافہ ہی اور وہ عجیب جانور ہی کہ جسنے یہ انڈا دیا ہی لیجیے لیجیے آپ پھر سونگھیے یہ کہکر
جب اُسنے ہاتھ پھیلایا اِس شبکی سے ہاتھ کو کھسکا دیا کہ اپنا بیضہ آستین مین گیا اور جو اُسنے
دیا تھا وہی بیضہ پھر ہاتھ مین آگیا وہ اُسکے حوالہ کیا اُسنے ایک ہاتھ سے بیضہ لیا اور دوسرے
ہاتھ سے اپنی ناک کو کھجایا چٹکی مین عطر دافع بیہوشی تھا وہ ناک مین مل لیا پھر اُس بیضہ کو
سونگھا اسیطرح برمرد کنایہ اِس سے اور دونون عیارون سے عیاری ہوئی آخر یہ شاہ طلسم
سے کہکر اُٹھا کہ ای بادشاہ مین جاتا ہون اور سر آپکے دشمنون کا کاٹکر لاتا ہون یہ کہکر بارگاہ
سے نکلکر روانہ ہوا ضرغام دجانسوز بھی وہان سے اپنی بارگاہ مین آئے اور حال دعوت
جہانگیر بیان کیا اور کہا سب سردار ہیت ہوشیار رہین کہ چابک نے دعوی عیاری کا کیا
ہی یہ ماجرا سنکر مہرخ نے حکم دیا کہ ہماری بارگاہ مین بھی جلسہ رقص و سرود آغاز ہوا سلیے کہ شاہ
طلسم ہمکو آمد خورشید سے خوفناک نہ جانے پس بنا برارشاد ملکہ خوش نہاد سامان عشرت و
نشاط مہیا ہوا ساقیون نے ارباب محفل کو مست و لایعقل بنایا مغنیون نے بزم جمشید و کی کو
خجل کردیا عیار بھی دونون شریک صحبت رہے اسوجہ سے کہ محافظ انجمن رہین یہان تو یہ

کیفیت ہی مگر جایک جو بارگاہ سے نکلکر چلا اپنے لشکر مین جو خیمہ کہ برائے استراحت آراستہ اپنے واسطے کرایا
تھا اُسمین آکر چند شاگردون کو بلایا اور کہا اسطرح کا اسباب جنگل مین بطور مختفی لیجاؤ شاگرد اُسکے بموجب
حکم عمل مین لائے اور یہ آئینہ سامنے رکھکر صورت بدلنے لگا ازبسکہ خرد سال ہی روے زیبا نرم و
نازکتر رکھتا ہی زن حسینہ وجمیلہ کی شکل پر بنکر تیار ہوا کہ کامل مشکین اسکی جو دیکھے حیران و مبہوت رہجائے
محبت پیش طبیب ٹھہرے پری کا سایہ پیش رمال ہو چشم فتنہ زا کو جو نظر کرے گردش لیل و نہار کا مارا
کہلائے دیار راحت آباد شہر پُر آشوب اُسکو نظر آئے آتش شفق دیگ فلک کے نیچے سلگا کر سنبلہ
کی بالی کا کیوڑا اگر کھینچے جب بھی عرق جبین کے برابر نہ ہوسکے نرگان وہ تیر جانستان کہ تیر آسمان
برج قوس کو بانیمہ مہدبی سینہ سپر بناتا ہی خنجر ابرو کو یاد کرکے بہرام گردون تھراتا ہی روے خورشید
ضیا کے روبرو آئینہ مہر آتے شرماتا ہی گوہر شبچراغ جو بہت کم ہوتا ہی یہی سبب ہی کہ اُسکے رخ انور سے منفعل
ہوکر بطن صدف مین مُنھ چھپاتا ہی اپنی آبرو بچاتا ہی لالہ وگل جو گلشن عالم مین خونین کفن ہین اُسکے رخسار
کے کشتۂ جوبن ہین یاقوت رمانی وہ لب لعلین جو دیکھے رشک سے ہیرا کھائے غنچہ پہلے مُنھ بنوائے
جیب دہن تنگ کے مقابل آنے گلوے نازک صباحت مین بیاض سحر کو غلط کرکے خامہ غیرت
سے کاٹ دے برودوش ساکنان جنان کا حورون سے دل اُچاٹ دے سینہ پردہ اُبھری بھری
چھاتیان رسیلی نکیلی مفت عاشقون کی اُنھون نے جان لی جی کی مراد نکلی تھی دل کا حوصلہ نکلا
تھا حسن کا گنجینہ تھا دل عشاق کے دو آبلے تھے دو حباب بحر حسن مین آملے تھے شکم لوح بلور نہین
نہین رخسار حور کمر بال عنقا ناف عقدۂ سر بستہ زانو و ساق دلبری و خوبی مین طاق پاے رنگین بہتر
از شفق چرخ برین سر سے پانک حسن کا نقشہ چاہیت کی صورت خوبی و محبوبی کی مورت اِس شکل
سے اپنی وضع بصد ادا بنائی کہ دلربائی اسپر صدقہ ہونے آئی نظم

جس بزم مین تو ناز سے گفتار مین آئے	جان کالبد صورت دیوار مین آئے
سایہ کیطرح ساتھ پھرین سرو و صنوبر	تو اِس قد دلکش سے جو گلزار مین آئے
اُس چشم فسونگر کا اگر پاے اشارہ	طوطی کی طرح آئینہ گفتار مین آئے

جب اِس صورت خوب اور طرح محبوب سے درست ہوچکا زیور جواہر تن جسم پر زین کیا کہ بموجب نظم

الماس کی بالیان منگائین	بالی نے وہ کانون سے لگائین	بالون مین گہر لگاکے پہنے

بالون مین گر لگا کے پہنے	ٹیکے کو لگا چنی جو افشان	اک جا تھے نجوم و مہر تابان
زیور سے ہوئی وہ مہ نگارین	جھومر سے خجل تھا عقد پروین	تھی دلکی کڑی کڑے بھی پہنے
پیرون کے مینگا چھڑے بھی پہنے	خلخال بجا بجا کے چلتی	سینون مین دلونکو تھی وہ ملتی

خیمہ سے سیاہ چادر اوڑھکر پوشیدہ صحرا مین آیا یہان شاگرد اسکے گاڑی لیے کھڑے تھے اور صورت اپنی سازندون کی ایسی بنائے تھے گاڑی کے جوے مین ٹاٹ خرجی کیطرح بندھا تھا اسمین طبلے بستنی مین بندھے رکھے تھے سارنگیان غلاف چڑھی منھ اُنکے ٹاٹ سے نکلے ہوئے رکھی تھین سازندے دو اگاڑی جوے پر بیٹھے مانگ سر پر نکالے سرمہ لگائے تین کمر پٹی کے انگرکھے پہنے کچھ بدل کچھ پیچھے گاڑی کے بیٹھے ہوے یہ بھی آتے ہی گاڑی کے اندر بیٹھا گویا گردون پر مہتاب بلکہ آفتاب جلوہ گر ہوا ایک عیار گاڑیبان بنا تھا اُسنے باڈھی بیل پر مار کر دُم اسکی دبائی تک تک کی صدا دی گاڑی چلی سازندے کان پر ہاتھ رکھکر تان لگاے جات نگریا مین بھولی ڈگریا گاتے روانہ ہوئے اور وہان سے چلکر لشکر مہرخ مین آئے گاڑی ٹھہرا کر وہ رشک ناہید اُتری لشکریون نے جو اسکے حسن خوب کو دیکھا آواز کسنے لگے رنگین مزاج شعر عاشقانہ پڑھتے تھے کچھ نوجوان ساتھ ہو لیے اور کہتے جاتے تھے کہ بیت دیکھو تو دلفریبی انداز نقش پا + موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی + کوئی کہتا تھا کہ بیت بوسہ دیتے نہین اور دلپہ ہے ہر لحظہ نگاہ + جی مین کہتے ہین کہ مفت آے تو مال اچھا ہے + وہ نازنین بعشوہ و ناز دل ہر ایک کا شیدا بناتی اُس خیمہ کو دریافت کر کے کہ جہان دارو غہ ارباب نشاط تھا آئی دارو غہ نے جو اُسکا حسن صبیح دیکھا نقد ہوش رو خالی مین دیا خیمہ مین لیجا کر بٹھایا بڑے تپاک سے حال استفسار کیا اُس رنگین بیان نے اٹھلا اٹھلا کر توسن ناز کو عرصۂ تقریر مین جولان کیا کہ ہم لوگ بھرائی ہین آپ کے پاس آئے ہین کہ دو پیسے آپکی وجہ سے ملجائین یہ کہکر آنکھون کو گردش دی سسکی بھری اور کہا بستر پر جاتے ہین دارو غہ شیفتہ آن وادا تھے گویا ہوئے کہ ہماری حسرت دیدار پر نظر کیجیے کچھ دیر جلوہ گری فرمائیے اُسنے ہنسکر کہا جو خوش آپکے بہت جلد فرے مین آگئے اسی میان مین ایسی بیکار نہین نہ ایسی اُداس ہون جو تمھین دیکھتے ہی بسمل پڑون اور پہلو تمھارا پہرون گرم رکھون دارو غہ نے کہا ہمارے تمھارے وعدۂ وصل ہو جائے تو ابھی تمھارا مطلب بھی بر آئے اُس شوخ نے ہنسکر انگوٹھا دکھایا اور کہا

اپنا منھ بنواؤ یہ منھ اور مصالحہ مین اور تمھارے قابل لے جاؤ جاؤ میرا کام کرلاؤ بہت باتین نہ بناؤ
داروغہ ان باتون سے بیقرار ہوئے اور سمجھے کہ یہ راضی ہے بس اٹھکر دربار مین سامنے مہرخ
وزی تیار کے آئے اور عرض کیا کہ ایک طوائف ایسی ناچنے اور گانے والی مین نے بہم پہونچائی
ہے کہ حضور دیکھینگی تو فرمائینگی کہ زہرہ فلک سے اتر آئی ہے عیارون نے یہ سنکر کہا نئے آدمی کو دربار
مین آجکل رسائی نہین داروغہ نے عرض کیا حضور مین اُسکو مدت سے جانتا ہون مجھسے اُس سے
عرصہ دراز سے رسم وراہ ہے مین خود آجتک یہان نہ لایا تھا اب اُسکا جی حضور مین حاضر ہونے کو بہت چاہا
تو مین نے اُسکو لانا چاہا یہ تقریر سنکر ملکہ نے حکم دیا کہ اگر تم اُس سے واقف ہو تو کیا مضائقہ ہے لے آؤ داروغہ
اجازت پاکر ہنستے ہوئے خیمہ مین آئے اور کہا لو ای جانمن ہم تمھارا کام کرآئے اپنے بستر پر جاکر سازندونکو
لاؤ اور سرکار مین چلو وہ نازنین یہ سنکر وہانسے کنارے لشکر کے آئی اور اپنے سازندونکو ساتھ لیا گھڑی مشیوانی
کی اور سب سامان ہمراہ لیکر بارگاہ مہرخ مین ہمراہ داروغہ مذکور آئی اہل دربار نے جو اُسکی صورت پُر فریب کو
دیکھا فریفتہ ہوئے اور ایسی شکل اُسنے بنائی تھی کہ ہرچند ضرغام نے بنظر عیاری دیکھا مگر نہ پہچان سکا
اور اس زہرہ جبین و قمر پیکر نے اسطرح ہنر اپنا جتانا شروع کیا کہ جیسا میر حسن نے فرمایا ہے کہ ابیات

وہ ارباب عشرت کا اُسمین مل ۔۔۔ اجمانا کھڑے راگ کا دیکے دل ۔۔۔ وہ ایمن کی تانین اُدھر اور اِدھر
ملے سُر طنبورون کے باہم مگر ۔۔۔ اُدھر کی تو یہ گت اور اُنکا سبھاؤ ۔۔۔ اِدھر اوٹ مین نائکہ کا بناؤ
کھڑے ہوکے دو گھونٹ حقہ کا لے ۔۔۔ چبا پان اور رنگ ہونٹون پہ دے ۔۔۔ انگوٹھی کے لے سامنے آرسی
وہ صورت کو دیکھ اپنی گلزار سی ۔۔۔ اکٹ آستین اور مہریکا چاک ۔۔۔ نئے سر سے انگیا کو کر ٹھیک ٹھاک
بنا کنگھی اور کرکے ابرو درست ۔۔۔ جھٹک دامن اور ہوکے چالاک و چست ۔۔۔ دوپٹے کو سر پر اکٹ اور سنبھل
یکایک وہ صف چیر آنا نکل ۔۔۔ پکرگان اور گھونگھرو کو اٹھا ۔۔۔ پہن پانون مین اپنے سر سے چھوا
اِدھر اور اُدھر گھلے کاندھے پہ ہاتھ ۔۔۔ چلی ناچتی آنا سنگت کے ساتھ ۔۔۔ فتح چند کے ہاتھ کی مورت ایک
بجائی ہوئی چاند سی صورت ایک ۔۔۔ کبھی ناچنا اور گانا کبھی ۔۔۔ رجھانا کبھی مسکرانا کبھی
اُٹھانا وہ ٹھوکر کو دے دیکے تال ۔۔۔ وہ بوٹا سا قد اور کھرو کی چال ۔۔۔ کبھی گھٹ سری ناچنا ذوق سے
کہ ثریا کے عاشق گرے شوق سے ۔۔۔ خوش آوازیون سے وہ گانا خیال ۔۔۔ دکھانا ہر اِک دم مین اپنا کمال

ایسا یہ ناچی اور گائی کہ تمام محفل بیخود ہوگئی اور ہوش بجا نرہے اور ضرغام تو ایک جان کیہزار

جان سے اُسپر شیدا ہوا بعضون نے اسمقام پر بیان کیا ہی کہ چالاک طلسم مین آچکا ہی اور اُسی سے اس عیار سے عیاریان ہوتی ہین اور وہی اسوقت اسکی صورت پر فریفتہ ہوتا ہی اس حقیر نے چالاک فرزند رشید عمرو کو کہ بجاے عمرو ہی اس چھوکرے سے دھوکھا کھانا مناسب نجانا اور اُسکی شان کے خلاف تھا کہ وہ اسکو پہچان نہ سکتا پس ضرغام کے نام پر اس عیاری کو لکھا اور یہ بھی واضح ہو کہ صاحب دفتر نے حال جہانگیر نہین لکھا ہی بلکہ یہ بیکار میرے ایک دوست تصدق حسین نامے داستانگو ہین اُنھون نے بیان کیا تھا اپنی طبیعت سے اُسکو داستان کہنے والون نے پسند کرکے محفلونمین قصہ خوانی کے بیان کیا اور ہر شخص نے لکھنؤ کے سنا پس مین نے بخیال اسکے کہ ناظرین میرے کلام کے بھی اس داستان سے خط اُٹھائین ونیز کوئی یہ نہ کہے کہ اتنا مضمون ہمنے قصہ خوان سے زیادہ سنا تھا اس کتاب مین وہ نہین ہی کیونکہ یہ داستان مشہور بست ہو چکی تھی۔ آمدم برسر مطلب چابک ایسا گایا اور ناچا کہ ارباب محفل کو محو کر دیا اور ضرغام اُسکے عشق مین بے آرام ہوا سرداران ذی وقار نے بہت کچھ زر و جواہر انعام مین دیا اُسنے عرض کیا کہ میخانہ اگر میرے حوالہ ہو تو کیفیت زیادہ تر دکھاؤن بادہ عشرت سرور سے ہر ایک کو بیخود بناؤن اُس نشہ کی ترنگ مین انجام کار کا خیال کسی نے نفرمایا میکدہ کا مختار اُسے بنایا اُسنے شراب کو پیمانہ و ساغر مین پھیر بدل کرکے بیہوشی آلود کیا اور ناچتا ہوا ساغر شراب سبکے سامنے لیگیا ہر ایک اُسکی ادا پر دلدادہ تھا بے تامل پی گیا اور کچھ دیر مین رنگ بادہ خواران خراب نظر آیا ازبسکہ اہل ظرف تھے اس سبب سے جوتی لات لڑنے کی نوبت نہ آئی ہر چند ضبط کیا مگر سنبھل نہ سکے بیہوش ہو گئے عیار مذکور نے تکمہ دربار گاہ مین جاکر دیا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ سر مہرخ و بہار وغیرہ جملہ سرداران کا جدا کرون لیکن خلاق عالم حافظ حقیقی ہی نہ قران جو ہمیشہ صحرا مین رہتا ہی اور بارگاہ مین کبھی کبھی آتا ہی اسوقت بھی اتفاقاً آیا اور قریب بارگاہ جب پہونچا سناٹا نظر آیا کسیکو اندر بارگاہ کے بولتے نہ سنا حیران ہوکر سراپردہ چاک کرکے دیکھا تو یہ ماجرا دکھائی دیا کہ ایک نازنین خنجر بکف سرداران کو قتل کیا چاہتی ہی اس حال کو دیکھکر یہ سمجھ گیا کہ یہ عیار ہی بس اسنے سراپردہ پھاڑکر اندر قدم رکھا اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ باش اے طفل بے ادب چابک نعرہ سنکر گھبرا کر اُسکی جانب اُسنے دیکھا تو ایک عیار قوی تن کو کسوت عیاری و جامۂ مکاری سے آراستہ دیکھا کہ چوالیس بن کا لبندہ تمامے ہوئے میری جانب آتا ہی یہ دیکھکر اُسنے چاہا کہ مین جست کرکے نکل جاؤن لیکن قران کب جانے دیتا ہی بسان برق چمک کے اسکے قریب پہونچا اور چاہا کہ لبندہ مارے اُسوقت شاہ جادو ان

سنے بھی عرصہ ہوتے سے عیار مذکور کے جانبین بزور سحر حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہلاک ہوا چاہتا ہے پس اپنے مقام سے اتنا جلد اٹھکر سحر سے یہان آیا کہ قران کے زیر لغدہ چابک تھا اُسنے پنجہ بنکر اُسکی کمر مین ہاتھ دیا اور اٹھا کر بلند ہوا مگر قران اُسکے آنے سے پہلے توجہ کر کے سرائچہ فرا گیا پھر بارگاہ مین آکر اپنی لشکر سب کو ہوشیار کیا اور حال گذشتہ کہکر ضرغام اور جانسوز کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا کہ اسی منھ پر نام اپنا عیار رکھا ہے پھیٹے منھ ایسی نالائقی اس بیغیرتی سے تو تمھارا مرجانا اچھا ہے کہ ایک لونڈے نے تمھین فریب دیا غرضکہ بہت کچھ بُرا بھلا اُسنے دونون کو کہا انھون نے بپاس عظمت کہ یہ خلیفہ عیاران اسلام ہے کچھ جواب اسکو نہ دیا گردن جھکائے چپ سُنا کیے آخر یہ صحرا کی طرف چلا گیا اور ضرغام لشکر کی حفاظت و انتظام بخوبی کر کے اپنا بدلا لینے چلا اس مقام پر داستان گو کو اختیار ہے جسقدر چاہے عیاران ضرغام و چابک کی بیان کرے مین نے بسبب طول ہونے داستان کے نہین بیان کین حاصل مرام کہ چابک نے ضرغام کو دھوکا دیا تو جانسوز نے آکر مدد کی اور جب ضرغام نے اُسکو گرفتار کیا تو افراسیاب آکر چھڑا لیگیا ایک کا پنجہ دوسرے پر قابض ہوا اسی دد و دش مین وہ شب ملبسۂ عشرت و مسرت بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ عیار روزگار نے لباس شب گردی جسم پر سے اُتارا اور ساقی روز نے

شراب سرخ شفق پیالۂ سحر مین بھری نظم

کہ جب چمکا جمال مہر ہر سو	نظر آنے لگے رخسار و پہلو	فروغ صبح سے تارے تھے پنہان
زمین پر آسمان سے تھے نور افشان		

صبحدم افراسیاب نے چابک کی بہت تعریف فرمائی اور کہا اب تم چند سے آسودہ ہو مین جو تجویز کر چکا ہون اُس فکر کو پورا ہو لینے دو پھر عیاری کرنے جانا عیار مذکور نے کہا بہت اچھا اور مجلس نشاط مین بیٹھا شاہ طلسم نے سحر سے ایسا انتظام فرمایا کہ پھر کوئی عیار بارگاہ مین نہ آنے پایا جب ارادہ یہان آنیکا کیا چادر سیاہ سامنے آنکھون کے پڑگئی راہ نہ سجھائی دی عیار ناچار اپنے لشکر کی حفاظت مین معروف ہوے کہ بموجب مرا بجز تو امید نیست شر مرسان + شاہ طلسم نے بعد انسداد راہ عیاران رات سے بہتر ملبسۂ عشرت آراستہ فرمایا وہ صبح کی ہوا سرد وہ جنگل کی کیفیت وہ طائرون کی زمزمہ سرائی آفتاب نے یاقوت زرد تمام عالم مین بچھایا تھا زمرد سبزۂ اخضر نے ظلمت کدۂ عالم کو فیروزہ گون بنایا تھا گلہاے خود رو صحرا مین کھلے تھے چرخ زبرجدی کے ستارے اُنکے سامنے ماند ہوئے تھے تارے تو چھپے تھے یہ ستارے نکلے ہوئے تھے دریا مین طرح طرح کی

بہارین پیدا دل اہل انجمن جسپر شبید اقلب کو سرور آنکھون کو خنکی حاصل دامن کہسار مین پھول بھرے ہوئے دامن گلچین جسکے مقابل خجل بارگاہ مین مجمع حسینان صبوحی کا دور چلنا رقص نیان بھیرون کی تانین نرگس مست گلپیرہنان کا خمارین ہوکر ہنگام گردش جام مے رنگین کی گردش دکھانا نیند کے سبب نیچی نیچی نظرونکا انکی دل لبھانا کہ نظم

گلابی رنگ پا یا بام و درمین	شفق نے روشنی بخشی نظرمین	نظر پہونچی جو سوے شاخ و اشجار
ہزارون تھین بہارین و انمود ار	ہوا سے سرد و عطر آمیز آتی	کلی پھولونکی تھی جوبن دکھاتی
چھلکتا تھا لب مینا سے قطرا	کہ تھا گلگون لباس جام و صہبا	وہ بزم عیش و رقص مہ جبینان
وہ رشک مہر روے نازنینان	صداے نغمہ خوشخردیون کی آواز	دف و چنگ و سرود و مطرب و ساز

اسی حالت سرخوشی و عین مستی مین شاہ جادوان نے قرطاس و خامہ و دوات طلب فرماکر ایک نامہ بطور عرضی کے نہایت ادب کے ساتھ ملکہ تاریک صورت کش کو لکھا یہ ساحر حجرۂ ہفت بلا کی ایک بلا ہی کہ دوسرا حجرہ اُسکے نام پر ہی اسکا لڑنے آنا بروقت کھانے حجرہ ہاے مذکور کے بیان ہوگا خداوند کریم لشکر اسلام کو اُسکے شر سے محفوظ رکھے یہ بلا حجرہ سے نکلکر جھیل اُلاو پر آکر رہتی ہی کہ جس الاو کو پانچ کوس کے گرد مین بنایا ہی پانچ کوس تک آگ بھری ہی زمین برنگ آتشخانہ دہکتی ہی صحراے محشر سے زیادہ تر گرم وہ مقام ہی اُسی آتشکدہ مین یہ بلا رہتی ہی اور شاہ طلسم کو اپنے دودھ پلایا ہی بادشاہ اُسکو اپنی ماں سمجھتا ہی اور نہایت ادب کرتا ہی اور وہ بھی اپنا فرزند جانتی ہی اور شاہ مذکور کو اور کوکب کو بہت دنون سبق سحر کا پڑھایا ہی ان دونون کا رتبہ وہ کچھ نہین جانتی چھوکر سمجھتی ہی خلاصہ یہ کہ افراسیاب نے نامہ مین یہ مضمون درج کیا کہ اے مالک مہربان معظمہ و مخدومہ تیرے فرزند کو تمھارے اعون نے بہت ستایا ہی ملک و مال چھین لینا چاہا ہی اور انھین کو رنمکان کا شریک کوکب بھی ہوگیا ہی مجھ سے کئی بار آکر لڑچکا ہی چنانچہ مین نے اُسکا طلسم بھی باطل کرانا چاہا ہی اور طلسم کشا بھیجے تمام ہاتھ آیا ہی لوح اُسکے طلسم کی میرے قبضہ سے نکلگئی اگر طلسم کشا کے نصیب مین فتحا می اُسکے طلسم کی ہی تو لوح اُسکو دستیاب ہوجاے گی مین مادر گرامی کی شفقت بے پایان سے یہ چاہتا ہون کہ راستہ اُسکے طلسم کے مرحلون کا اور جس مقام پر کہ گل حیات کوکب ہو اور طریقہ اُس گل کے حاصل ہونیکا مفصل مجکو تعلیم فرمایئے

تاکہ یہ فرزند آپکا جور عدوان سے رہائی پاکر اپنی مراد کو پہونچے اور یہ کمترین بعد آنے جواب اس عریضہ
کے قدمبوسی کو حاضر ہوگا یہ نامہ لکھکر بزور سحر ایک موسیقار بنایا اور اُسکے گلے مین خط باندھکر حکم دیا کہ اسیوقت
یہ نامہ جمشیدی الاؤ پر پہونچاکر جواب لانا موسیقار پرواز کرکے روانہ ہوا اور بیابان ہستی کو طیکرکے الاؤ پر
پہونچا حال بیابان ہستی اور الاؤ کا بروقت جانے افراسیاب اور عمرو کے بیان ہوگا غرضکہ نامہ سابقہ
مسطورہ کو موسیقار نے لاکر دیا اُسنے پڑھکر ایک خندۂ دندان نما کیا اور الاؤ سے کچھ راکھ اُٹھاکر پانی سے
تر کرکے ایک تپلی اُسکی بنائی اور افسون پڑھکر اُسکو جاندار کیا ایسا حسن اُس تپلی نے پیدا کیا کہ آیندہ
مذکور ہوگا اُس زن سحر سے حکم دیا کہ میرے پاس جا اور سارا ماجرا طلسم کوکب کے مرحلون کا
مع گل حیات کوکب کے بیان کردے اور طلسم کے فتح کرنیکا طریقہ جو کچھ کہ مجھکو معلوم ہے یہ ہے اس طریقہ کو
بھی سمجھا دینا اور اگر فرزند میرا تیرے جمال پر شیفتہ ہو تو شربت وصل اپنا اُسکو پلانا اُسکی اطاعت مین رہنا
تپلی یہ سُنکر روانہ ہوئی اور اُس نامہ کا جواب اُسنے لکھکر موسیقار کے گلے مین باندھ دیا مضمون یہ تھا
کہ ای برخوردار سعادت اطوار نامہ تمھارا پہونچا حال تمھارے تاسف ہوا سامری تمکو خوش رکھے
ہرچند کہ کوکب بھی میرا فرزند ہے مگر تمھارے برابر اُسکی محبت مجکو نہین اسلیے کہ اپنا خون چوساکر تمکو پالا ہے
وہ میرا شاگرد ہے گرد کا پالا ہے و نیز بانیان طلسم نے تمھارے طلسم کے حجرۂ بلا کا تجکو مالک کیا پھر جس کام پر کہ تم
مامور ہوئے اُسکا پاس ضرور کروگے شاگرد کا خیال نرکھوگے ہان ایک مرتبہ اگر فہمایش اُسکو کیجائیگی
اگر مانیگا تو بہتری اُسکی ہے ورنہ سزائے معقول دوگے تمھارے لکھنے کے موافق ایک ساحرہ حلیہ کرکے
روانہ کیا ہے کہ وہ جملہ کیفیت گل حیات و مرحلات طلسم نور افشان وغیرہ کی بیان کردیگی مگر تمکو یہ لازم
ہے کہ اُس ساحرہ کی حفاظت کمال درجہ کرنا ایسا نہو کہ عیار یا ساحر اُسکو قتل کڈالین اگر وہ قتل ہوگئی
تو پھر کوئی جاننے والا حال طلسم نور افشان کا نہین ہے اور مین بھی پھر نہ بتا سکونگی واضح ہو کہ اس
تپلی کے قالب مین اس ملعونہ نے وہ بیر بٹھایا ہے کہ جو واقف حال طلسم نور افشان ہے اگر کوئی اس
بیر کو جلا دیگا تو واقع مین یہ ماجرا مذکور نہ بتا سکیگی اسلیے اُسنے تاکید اُسکی حفاظت کی نسبت لکھی
اور پھر یہ لکھا کہ ای فرزند تمھاری معشوقہ ملکۂ ظلمات چار چشم چہر تم دلدادہ اور شیفتہ مدت سے ہو
میرے سمجھانے سے تمھارے وصل پر راضی ہوئی ہے مگر اس شرط پر کہ وہ سلطنت طلسم کی چاہتی ہے اگر تم
حیرت کو معزول کرکے تخت طلسم ہوش ربا پر بٹھاؤ اور اپنے گھر کا مختار بناؤ تو وہ ماہ پیکر تمھارے

برج دل مین آکر منزل کرے اور شب تار ہجران کو نور ماہ وصال سے منور و روشن فرمائے اور اُس خورشید آسمان ساحری کو ایسا ویسا نجانتا میری شاگردہ ہی سحر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی ہی پس جو کچھ تمکو اس امر خاص مین منظور ہو مجکو اطلاع دو یہ نامہ بجواب خط شاہ طلسم موسیقار کو دیکر رخصت کیا کہ وہ شاہ مذکور کے پاس لایا وہ مضمون پر واقف ہو کر بہت خوشنود ہوا اور پھر نامہ لکھا کہ مجکو ہزار جان قبول ہی کہ وہ غیرت صد ہزار گلشن میری انجمن کو اپنے قدم گلرنگ سے رشک چمن بنائے بیت یار آنجا دمن اینجا وہ چہ باشد گر فلک ÷ یار را اینجا رساند یا برد آنجا مرا ÷ یہ پیام جب دایہ ناکام پاس اُسنے ملکہ ظلمات کو کہ اُسی حوالی مین رہتی تھی رضامندی شاہ سے اطلاع دی اُسنے فوج ساحران ہمراہ لیکر بڑے جاہ و حشم سے کوچ کیا ہنوز وہ تیلی فرستادہ تاریک بھی شاہ جادوان پاس نہین پہونچی ہی اور یہ ساحرہ بھی روبراہ ہی مگر شمہ حال کوکب سنیے اُسکو طلسم مین بانتظار خواجہ عمر تشریف فرما ہی لیکن اُسکا ایک پیر بھائی ہی برہمن رومین تن جادو نام ساحر ذی احتشام کہ سامری کو ابجد خوان اپنے دبستان کا جانتا ہی اور شہپال و جیپال کو طفل مکتب کیطرح مانتا ہی ؎ کشور سحر اُس سے ہی آباد ÷ ساحران جہان کا ہی اُستاد ÷ وہ ملک طلسم نورافشان مین اُسکے زیر حکم ہی جو الاد سے جمشید کے قریب تر ہی ایک سمت طلسم ہوش ربا کے الاد ہی اور اُسکے آگے وہ ملک ہی جو برہمن کا دارالحکومت ہی چنانچہ بپاس خاطر کوکب ہر وقت تاریک کی خبر وہ رکھتا ہی کہ ایسا نہو یہ بلا کچھ ضرر پہونچائے غرضکہ طائران سحر بڑے بڑے زبردست بیرنگ الاد کے گرد رہتے ہین اسوقت بیرون نے جملہ کیفیت تیلی کے بھیجنے کی اُسکی خدمت مین عرض کی اُسنے حال معلوم کرکے شاہ کوکب کو لکھا کہ ای طغرانویس دیو اندیشہ محبت دای املاطراز لوح الفت حقیقت حال اس نحو پر ہی آپ بغور ملاحظہ نامہ تو دد شمامہ سنبل خوان کتاب کیجائی ہون کہ مجکو کچھ صلاح کرنا ہی یہ خط تیلا جادو کا لیکر کوکب پاس گیا اُسنے نامہ پڑھکر پرداز کی اور اُسکی پاس آیا اُسنے تعظیم کرکے تخت پر بٹھایا اور کہا آپ نے گل حیات کو اپنے خزانہ مین رکھا ہوتا یا ایسے مقام پر کہ جہان سے کوئی اُسکو لے نہ سکتا شاہ جواب دہ ہوا کہ ای برادر بیایان عجائب بادشاہان طلسم بنواتے ہین اُسمین عمدہ اور عجیب اشیا رکھواتے ہین مین نے بھی ایسا ہی کیا ہی اور بہت احتیاط سے وہ رکھا ہی کیون اُسکی نسبت تمھین کیا اندیشہ ہی اُسنے سارا ماجرا تاریک کے تیلی بھیجنے کا بیان کرکے کہا کہ جلد تدبیر کرو ورنہ وہ تیلی حال مرحلہ جات طلسم اور

مقام کل مذکور بتلادیگی جہانگیر اُس ٹیلے پر چڑھ آئیگا طلسم پر آفت آئیگی بادشاہ نے یہ تقریر سنکر اُسکے
کلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کہ ای بھائی اب اِسکی تدبیر تمھین کچھ کرو مجسے تو کچھ نہین ہو سکتا ہی برہمن یہ
سنکر بیحد تفکر ہوا اور بعد کچھ دیر کے آرد ماش نکالکر ایک پتلا اُسکا بنایا اور افسون دم کرکے
جلایا اور شاہ کو دیا کہ اپنے مقام پر جاکر جلد تر اِس پتلے کو روانہ کرنا کیونکہ پتلی بارگاہ افراسیاب
مین پہونچگئی ہوگی ایسا نہو کہ وہ حال بیان کر چکے یہان سے اسلیے پتلا مین نے نہین بھیجا کہ شاید
تاریک راہ مین بگڑے پس تم اُس راہ سے اِسکو بھیجنا کہ جدھر سے خواجہ آتے جاتے ہین کوکب
شادان و فرخان پتلے کو ساتھ لیکر قلعہ کوکبیہ مین آیا اور حکم دیا کہ ای سحر کے پتلے جلد جاکر تاریک
کی پتلی کو ہلاک کر پتلا پرواز کرکے چلا یہ تو اُدھر سے آتا ہی مگر اتنے عرصہ مین وہ پتلی بارگاہ شاہ جادوان
مین آکر پہونچی مجلس عشرت ترتیب پذیر تھی کہ صدائے خلخال و جھانجھ کان مین آئی جھنکار گھنگرو ون
کی سنکر سینے اُٹھا اوپر کو اُٹھائی دیکھا کہ ایک تخت یاقوت نگار پر زن حسینہ و جمیلہ سوار ہی جسکی زیبا
کی اُسکے عیب بہار ہی زلف عنبر بیز کے سامنے مشک ختن کی کیا قدر روے منور کے مقابل سرخ شفق
بدر جیب بہت دل عاقل موشگافی کرے تو بالون کی صفت شاید کرسکے دیار ظلمت مین بغیر اعانت
خضر رخسار اسکندر فطرت قدم نہ دھر سکے جبین روشن مطلع دیوان نور رنگ صبیحان عالم غیرت
سے مقابل اُسکے کافور صفحۂ کتاب ناز فہرست دفتر اعجاز مشرق آفتاب زیبائی مصداق طلوع
صبح خوشنمائی وصف ابرو مین بیاشا خسانہ ہی برات عاشقان بر شاخ آبرو اُسکے اشاریکا بہانہ ہی ہلال
عید در دل کی دوا مشکل عشاق کی کلید بحر حسن کا پُل کشتی ملزم حیات عاشقان بے تامل کمان
چشم شمشیر زنی مین طاق قبضہ مین اُنکے جان آفاق ساقی بزم بیخودی ہمشیہ جام رنگین انجمن دلبری طائر
ہوش کے لیے صیاد مژگان سے دام بر دوش مرغ جان کب اُس سے آزاد خنجر ابیا دا شارہ تیز کیے
خون عاشقان سرخی چشم گردن پر لیے بینی موج چشمۂ نور یا طور پر شعلۂ طور کان حسن و خوبی کی کان
رخ مصفا پر قربان عاشقون کی جان دہان تنگ مثل عنقا معدوم راز پنہان نقطۂ موہوم لب ا
کرے تو سیم دو نیم ہو گوہر دندان نقطہ بنے دہن جیم ہو بیاض گردن صفحہ سیم طفلک خورشید کو لوح
تعلیم کیا وصف اُسکا بیان ہو کہ نظم

گردن ہی صفا مین شاخ بلور	پروانہ ہی جسپہ شمع کافور	تابع ہی ہر اک حسین خوش و

آتا ہی جھکا کے گردن آہو
الماس تراش ہین وہ بازو
ہو شمع نہ جس سے ہم ترازو

کیا ساعد صاف نازنین ہی
یہ سیم تو کیسہ آستین ہی
ہالے سے عیان قمر کا جوبن

فانوس مین ہی یہ شمع روشن
کف حسن مین برگ گل نمط ہی
رشک گ گل ہر ایک خط ہی

موتی ہی جو پشت دست تابان
انگشت برنگ شاخ مرجان
پنجہ کو ملا وہ نور جاوید

پھر جاے کرے جو پنجہ خورشید
القصہ وہ شاہد طرحدار
خوبان زمانہ کی تھی سردار

لکھتا مین ضرور یان سراپا
پر خوف ہی طول داستان کا
وہ بانی صد جور دستم نرنگ محتشم تخت

سے اُتر کر خرامان خرامان سامنے شاہ جادوان کے آئی اور گردن بہر تسلیم جھکائی شاہ نے قریب تخت اسکو کرسی زرین پر بٹھایا اور جہانگیر نے جو حسن بے نظیر کو اُسکے ملاحظہ فرمایا تعریف مین لب سے واہ نکلی اور جگر سے آہ نکلی مہ آئینہ رخسار ہوا عشق گلے کا ہار ہوا بے اختیار زبان پر لایا درد دل اپنا اسطرح

اِس سخن ناشنو کو سنایا غزل

فیصلہ کیا ہو جان بسمل کا
موت رخ دیکھتی ہی قاتل کا
اپنے مرنے کی کچھ نہین پروا

آپ دیکھین تو حوصلہ دل کا
ملکے تلوون سے ہنسکے کہتے ہین
تھا زمانے مین شور اسی دل کا

آپ کو کھو کے تمکو ڈھونڈھ لیا
حوصلہ تھا یہ میرے ہی دل کا
ذکر غم بزم یار مین زیبا

رنگ بھی دیکھتے ہو محفل کا

شاہ جادوان نے جب یہ صورت شہزادہ پر شوکت کی دیکھی تسلی دی کہ اے حیرت زدہ آئینہ نیرنگ حسن سیماب دار مبقرار نہو آج شب کو اِس محبوبہ سے ہمکنار ہو نادہ نازکبدن بھی بایماے بادشاہ شہزادہ ذیجاہ کیطرف مخاطب ہوکر عشوہ گری کھانے لگی اور ہر ایک ناز پر ہوش و خرد لیجانے لگی شاہ جادوان نے اشارہ کیا کہ ساقیون نے جام بادہ ارغوانی سے شہزادہ اور اُس شراب حسن سے مخمور کو مست کردیا حالت مستی مین کچھ کسیکا پاس لحاظ نرہا دونون سرگرم اختلاط ہوے باہین گلے مین ڈالدین رخسار پر رخسار رکھدیے یہ بارگاہ ساحران ہی بشیر می اِنکے آب و گل مین ہی سب ساحر اِس ناز و انداز کو دیکھکر ہنسنے لگے شاہ طلسم اپنی معشوقہ سے مختلط ہوا باہم بوس و کنار کی لذت حاصل تھی عجیب صحبت تھی رنڈیان نوجوان رقص مین اپنی آن و ادا دکھاتین جو نیون کے اُبھار کمر کولے کی پھڑک پر دل اہل انجمن لُبھاتین جب وہ پتلی خوب مستی مین بھری چاہا کہ حال طلسم کو کب بیان کرکے شہزادہ کو تخلیہ مین لیجاے حکم اپنی مالکہ کا

بجالائے پس لب شکر ریز کو اُس طوطی سرودستان حسن نے اسطرح کھولا کہ اے شاہ جادوان حسب سر حد
نور افشان پر کوئی شخص پہونچے تو جانب دست راست جائے لیکن وہ یا تو خود ساحر زبردست ہو
یا اُسکا کوئی ساحر معین و سرپرست ہو ورنہ ملازان کوکب اُسکو جانے نہ دینگے اور بہت بُرا فتور
برپا کرینگے چنانچہ جب سمت دست راست وہ روانہ ہو تو ایک بیابان اسکو ملیگا کہ نام اُسکا بیابان تاریک ہے
وہ تاریکی وہان ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہین دیتا ہے زمین و آسمان کچھ نظر نہین آتا ہے گویا زمانہ
کسیکے غم مین سیہ پوش ہوا ہے یا ملک عدم کا وہ جنگل ناکہ ہے پس رہرو کو اُس بادیۂ ظلمت کے
اول یہ چاہیے کہ سر جنگل پر نظر کرے ایک گنبد دکھائی دیگا اُس گنبد مین تیغہ جمشیدی اور چراغ
جمشیدی رکھا ہے اور مالک اُس گنبد اور سیماب کا ایک ساحر ہے جو ہوم جادو نام اُس ساحر کو
اسطرح تسخیر کرے کہ گنبد کے دروازہ پر چند اسم بلندی کی جانب لکھے ہین وہ اسم چند بار ورد زبان
کرے دروازہ گنبد کا کھلجائیگا اور اندر سے جو ہوم نکلیگا اُس سے کہے کہ بعظمت تاثیر اسمائے
جمشیدی تو مجکو اندر گنبد کے لیچل اور تیغہ اور چراغ مجکو دے وہ بعد عذر بسیار اندر گنبد کے لیجائیگا
اور چراغ و تیغہ حوالہ کریگا پس اُسی چراغ کی روشنی مین اول طلسم کشا صحرائے تاریک مین داخل ہو
بعد اُسکے لشکر اُسکا داخلہ کرے اُس بیابان کا مالک سرحد دار نیلی پوش جادو نام ساحر زبردست
وذی احتشام ہے کہ لشکر ساحران لیے ایک مقام پر اُس صحرا مین اُترا ہوا ہے اور بسبب اندھیرے
کے نظر نہین آتا ہے چراغ کی روشنی کے باعث لشکر اُسکا دکھائی دیگا پس طلسم کشا تیغہ جمشیدی سے
مقابلہ وہان کرے اور سرحد دار کو قتل کرکے اُسکے لشکر کو شکست دے اور آگے بڑھے اُس پیشتی
نے یہان تک اِس حال کو بیان کیا تھا اور ناچ گانا سب موقوف تھا شاہ جادوان اور سب
اہل انجمن چُپ بگوش دل کہانی سن رہے تھے کہ یکایک بروے ہوا نعرہ ہوا کہ زبان اپنی نگاہ
رکھ منم فرستادۂ تاریک صورت کش یہ نعرہ سنکر پتلی خاموش ہوئی اور مع شاہ سب
حضاران مجلس کھڑے ہوگئے ناگاہ ایک جوان حسین با فر و تمکین روے ہوا سے نیچے اُترا جیسی
وہ پتلی خوبصورت تھی اُس سے زیادہ یہ صاحب جمال تھا برس اٹھارہ ایک کا سن و سال
تھا ماہ طلعت مہر رفعت راحت دل مریم روح لیلیٰ سلطان حسینان زمان خسرو پری رخان
غواص دریاے دلبری باغ حسن کا گل جعفری سحر و نیرنگ پر قادر فرمان فرمائی مین نادر شاہون

ین جمشید ستارون مین خورشید کلاہ گوہر آگین سر پر قبائے جواہر دوز و پر زر در برازپا تاسر

محبوب و دلبر کہ غزل

کل نظر آیا چمن مین اک عجب شکر چمن
گلرخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن

مہر طلعت حور پیکر مشتری زہرہ جبین
سیمبر سیماب طبع و سیم ساق و سیم تن

نازنین ناز آفرین نازک بدن نازک کمر
غنچہ لب نکہین دہان شکر دہان شیرین سخن

زلف و کاکل خال و ابرو کے ہین یہ چارون غلام
مشک تبت مشک چین مشک ختا مشک ختن

مبتلا ایسون کے جو ہوتے ہین وہ ہین ای نظیر
بیقرار و دل فگار و خستہ جان و بیطپن

پس اُس شہریار کشور خوبی نے اُس پتلی سے قریب آکر کہا کہ ای جان جہان و آرام دل مشتاقان تم یون بیباکانہ پہلوے غیر مین بیٹھی ہوئی راز طلسم جلسۂ عام مین بیان کر رہی ہو ہمارا ذرا بھی خیال نہین یہ کہکر قریب اُسکے بیٹھ گیا جہانگیر یہ سمجھا کہ اسکی زوجہ یہ نازنین ہے پس پہلو سے سرک بیٹھا اور شاہ طلسم اسی دھوکے مین ہے کہ یہ فرستادۂ تاریک ہے اور وہ پتلی سمجھکر منھ افراسیاب کا دیکھنے لگی اور چاہتی تھی کہ چیخ مار کر بھاگے مگر اُس جوان حسین نے گردن مین اُسکی ہاتھ اپنے حائل کرکے لب سے لب ملا کر ایک بوسہ اُسکے لب رنگین کا لیا وہ سوز درون حسرت بوسہ مین رکھتا تھا کہ بموجب مطلع دلمین پوشیدہ تپ عشق نہان رکھتے ہین + اگ ہم سنگ کے مانند نہان رکھتے ہین + بوسہ لیتے ہی اُس آتش خو نازنین شعلہ رو کے جسم مین گرمی نے سرایت کی اور منھ سے ناک کان آنکھ سر سے شعلۂ آتش نکلا پھر تو یہ حال ہوا کہ بمقتضاے بیت قریب سر و چراغان ہے سر گذشتا پنی + کہ سیر دیکھتے ہین شعلہ رو جلا کے ہمین + سارا جسم اُس خورشید رو کا جلنے لگا دھڑ دھڑ جلکر خاکستر ہو گئی یہ حال دیکھکر افراسیاب گھبرایا کہ وای حسرت و ناکامی یہ کیا ہو گیا اُدھر جہانگیر نے آہ سوزان سے کی کہ افسوس میری معشوقہ بادشاہ طلسم حیرت مین کہ ہاے وای یہ صاحبہ نے فرمایا تھا اس پتلی کے حافظ رہنا مجھے بڑی غفلت ہوئی اسی تحیر مین تھا کہ اس جوان نے نعرہ مارا تم فرستادۂ ہمن رو ہمین تن اس قحبہ کو تو جلا چکا اب جہانگیر کو لیے جاتا ہون یہ کہکر جانب شہزادۂ مذکور ہاتھ بڑھایا شہزادہ نے کھڑے ہو کر بقوت تمام ایک گرز دو دستی مارا گرز اُچٹ گیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ وہ جوان ضرب گرز سے پیوند زمین ہو گیا اور پھر نکلکر جانب شہزادہ جھپٹا افراسیاب

تخت پر سے اُٹھکر بیچ مین آگیا اُسنے ایک طمانچہ بادشاہ کے مارا ہاتھ سے اُسکے بجلی تڑپ کر نکلی اور جا
فلک گئی پھر بادشاہ پر کڑک کر گری بادشاہ نے دستک سحر کی دی کہ بجلی سر سے رگڑ کھاتی ہوئی زمین پر
گر کر سرد ہوکر غائب ہوئی مگر سر اور مُنھ بادشاہ کا زخمی ہوگیا اور تاج سر سے اُتر کر دور گرا یہ تاج حکومت طلسم
ہی اسکی حفاظت ہزار ہا بہر کرتے ہین تاج کے گرتے ہی ایک پتلی زمین سے نکلی اور بناز و انداز قریب
اُس جوان کے آئی ایسا حسن رکھتی تھی کہ وہ جوان حسین اُسپر مائل ہوکر لپٹنے کو چلا اُسنے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا
کہ وہ جوان فوارہ کیطرح چھوٹنے لگا اور سارا جسم اُسکا اثر زہر مار زلف سے اُس زن سحر کے پانی ہوکر بہ گیا
کو عشق مین اُس پری خوبی کے ہمہ تن چشم بنکر رویا غرضکہ جب وہ پتلا بہ گیا پتلی نے تاج بادشاہ کے سر پر
رکھا اور غائب ہوگئی جہانگیر کو بہت صدمہ پتلی کے جلجانیکا ہوا تاج موقوف تھا دل بہلانے کا سامان کیا تاج ہونے لگا
شاہ جادوان بھی رنجیدہ ہوا کہ کب سے حال طلسم نورافشان دریافت کرون آخر یہ تجویز کیا کہ جسقدر پتلی نے بیان کیا ہے
اُسکی تدبیر کرنا چاہیے شہزادہ کو چراغ اور تیغہ دلا کر اُس طلسم پر لیجانا لازم ہی اگر یہ طلسم کشا ہی تو از خود
کوئی راہبر پیدا ہو جائیگا اور پتا کل حیات کا بتائیگا پس اسنے شہزادہ سے کہا کہ آپ اپنی معشوقہ
کے جلنے کا بدلا لیجیے وہ رنجیدہ تو تھا ہی آمادہ ہوا اور کہا اے بادشاہ تیاری کیجیے شاہ طلسم کا رسالہ
لشکر اور درستی اسباب سفر مین مصروف ہوا اسکو تو اس حال مین رکھیے لیکن بقیہ حال خواجہ عمرو
نیک خصال سنیے کہ یہ قلعہ خورشید یہ سے جب نکلکر روانہ ہوئے تو برق فرنگی بھی کہ نامہ دار کے
ساتھ سے جدا ہوگیا تھا خواجہ کے ساتھ ہولیا مختصر یہ کہ دونون صورتین بدلے ساحرون کو راہ مین
قتل کرتے داخل طلسم ہوش ربا ہوئے اور باہم صلاح کی کہ کوئی ساحر جو طلسم مین جاتا ہو اُسکے ہمراہ
ہوکر چلین تو راہ مین بھٹکتے نہ پھرینگے ورنہ ناظمان دربند جانے نہ دینگے غرضکہ متلاشی ساحر رہبر ہوئے خواجہ
خواجہ نے ایک پہاڑ پر چڑھکر دوربین لگا کر یک نظر چار سمت دوڑایا ایک سمت دریاے نیل اور
قلعہ جات طلسم نظر آئے ایک طرف کو بحر ہفت رنگ اور کوہستان دکھائی دیا ایک طرف بیابان
وغیرہ طلسمات کے عجائبات دیکھے اور ایک لشکر ساحرون کا اُترا ہوا صحرا مین دیکھا یہ دونون کوہ
سے اُتر کر اُسی لشکر کی جانب چلے جب قریب پہونچے دیکھا کہ خیام و سراپردہ زرین دور تک استادہ
ہین جھنڈے بازار لشکر مین گڑے ہین طلایہ دار طلایہ پھرتا ہی ہر سمت ساحرونکا مجمع ہی سوارونکی
لین پڑی ہی پیادون کے بستر لگے ہین جمعیت بڑی ہی خیمون مین ستار ڈھولک بجتا ہی کڑھاؤ

پڑھے ہین جا بجا ہوم خانہ بنے ہین ساحر پوجا پاٹ کر رہے ہین لشکر کے قریب جو چشمہ بہرہے ہین
اُنکے کنارے مردان لشکر اشنان گیان دھیان کر رہے ہین کہین جادوگر نیان مصروف
سحر خوانی ہین نیا جوبن ہی اٹھتی جوانی ہی کوئی جوان کسی معشوقہ کی تاک ہین اُسکے خیمہ کی طرف
چکر لگا رہا ہی وہ بھی مسکراتی ہی اپنی ادائے دلبری دکھاتی ہی کوئی کسی سے اشارہ کرتا ہی کسیکو
قربت حاصل ہی نزدیک سے باتین کرتا ہی حوصلہ دلکا نکلتا ہی کوئی نامراد کسیکو دیکھکر آہ سرد بھرتا ہی
ہر جانب گھما گھم ہی کٹورا کھنکتا ہی گرم بازاری ہی دیکھے سے جی لگتا ہی بیچ لشکر ہین بارگاہ فلک دستگاہ
استادہ ہی قبہ اُسکا سقف گردون سے باتین کرتا ہی قناتین جواہر دوزہین پردہ ہاے زنبوری
چمک دمک مین ماہ عالم افروز ہین سائبان زربفتی سامنے اِس بارگاہ کے کھنچا ہی سلک گوہر کا
اُسکی جھالر مین جلوہ ہی نیچے اُسکے تخت عاج جواہر اندود گسترہ ہی گرد تخت کرسیان بچھی جو چہرہ طلائی
رکھتی ہین تخت کاؤس کو شرماتی ہین اُس تخت عاج پر ایک نازنین خوبان عالم کی سرتاج لباس
پُرزر اور زیور گوہر و جواہر زیب تن فرماے جلوہ گر ہی فی الحقیقت معشوقون کی افسر ہی اُس
نگار دلفریب کے حسن زیبا کی توصیف کیا تحریر ہو یہ غزل قطعہ سبد نظیر کی نسبت اُسکے سراپا
کے لکھی جاتی ہی

غزل

نظر پڑا ایک بت پری وش نرالی سج دھج نرالی ادا کا — جو غور دیکھو تو دن بہ دن کی یہ قہر و آفت غضب ادا کا
جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو باتین سنیے تو میٹھی میٹھی — پہ دل وہ پتھر کہ سر اُڑا دے جو نام لیجے کبھی دغا کا
جو گھر سے نکلا تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر — کسیکو ٹھوکر کسیکو جھڑکی کسیکو گالی کسیکو لڑا کا
یہ راہ چلنے مین چلبلاہٹ کہ دل کہین ہی نظر کہین ہی — کہانکا اونچا کہانکا نیچا خیال کسکو قدم کی جا کا
لڑا دے آنکھین تو یہ بجا ہی کہ پھر پلک سے پلک نہ ملنے — نظر جو نیچی کرے تو گویا کھلا سراپا حیا کا
یہ چنچلاہٹ یہ چلبلاہٹ خبر نہ مرکی نہ ننکی سدھ بدھ — جو چیرا کھجرا بلا سے بکھرا نہ بند باندھا کبھو قبا کا
گلے لپٹتے مین یون شتابی کہ مثل بجلی کے اضطرابی — کہین جو چمکا چمک چمک کر کہین جو لپکا تو پھر چھپا کا
نہ وہ سنبھالا کسیکے سنبھلے نہ وہ منانا منے کسیکے — جو قتل عاشق پہ آکے مچلے تو غیر کا پھر نہ آشنا کا
نظیر بس جا پڑے سر کھا بدل کے صورت چھپا کے کیجو — جو دیکھ لیوے گا وہ ستمگر تو وار ہوگا ابھی جھپٹا کا

خواجہ نے جو یہ لشکر اور اِس غارتگر کشور دل و جگر کو دیکھا اور اُسکے کر و فر کو ملاحظہ کیا کہ گرد تخت کرسیان

ہزار ہا زن پری پیکر اور ساحران نامور جلوہ گر ہی کہ ایک ایک حشمت مین شاہون سے بہتر ہی
پس یہ دیکھکر عمرو متحیر ہوا اور لشکر کے ایک ساحر سے کہا کہ بھائی ہم اس اطراف کے رہنے والے ہین
اور تم لوگ مسافر ہو یہ بتاؤ کہ اس شہزادی کا کیا نام ہی اور سفر کرنے سے اسکو کیا کام ہی اُسنے جواب
دیا کہ اس شہزادی کو ملکہ ظلمات چہار چشم کہتے ہین شاہ طلسم ہوش ربا نے اسکو اپنے طلسم کے
تخت پر بٹھانے کو بلایا ہی اسلیے اسنے کوچ فرمایا ہی اور اپنے مقام سے شاہ جادوان پاس جاتی ہی
اور تاریک کے پاس سے آتی ہی خواجہ نے یہ ماجرا سنکر الگ جاکر برق سے کہا اسکو مار لینا چاہیے
ورنہ یہ آیندہ فتور برپا کریگی یہ کہکر برق کو ٹھہرا کر آپ فقیر دریوزہ گر کی شکل بنا یعنی تہمد باندھکر کشکول
شانے سے لٹکا کر چھڑی ہاتھ مین لیکر صدا لگاتا لشکر کے بازار مین کوڑیان مانگتا سامنے اُس بارگاہ کے آیا اور
ملکہ کو دعا دینے لگا کہ سامری کی دیا ہی جمشید کی کرپا رہے میری طمع کے سب کام سنپورن ہون من کی
اچھا پوری ہو میری دھرا تما جگ جگ جیوے آج تو ان اتنا ملنے کا حکم ہو جائے کہ جنتک جیوے پیٹ
پلے ساحرہ نے اُسکا سوال کرنا سنکر بغور اُسپر نظر کی سحر نے اُسکے اُسکو خبر دی کہ یہ عمرو عیار ہی بارادہ قتل
تیرے آیا ہی بڑا مکار ہی یہ معلوم ہوتے ہی اُسنے صندوقچہ طلب کرکے کھولا اور ایک مٹھی اشرفیون سے بھر
کہا کہ ای فقیر لے خواجہ بھی اسکی نگاہ بد پہچان گئے اور بچتی دہوشیاری دعا دیتے قریب جاکر ہاتھ پھیلا
گویا ہوئے کہ تم جیتی رہو لاؤ اُسنے ہاتھ مین اشرفیان دیکر دوسرا ہاتھ اپنا کلائی پر ڈالدیا خواجہ کا ہاتھ چکنا
تھا کن دیکر انھون نے چھڑایا اور دھکیلی کھاکر ایک دولتی اُسکے سینہ پر ماری وہ تخت پر سے گری گو
اُسکے اُٹھانے کو دوڑے خواجہ نے جست کرکے چند قدم پر جاکر گلیم اوڑھ لی اسلیے کہ لشکر ساحران دور تک
ہی مین بھاگ نسکو نگا غرضکہ یہ تو بھاگ کر لشکر سے کنارے ہوئے اور ساحرہ کو اسکے ملازمون نے اُٹھایا
مگر خواجہ نے صورت اپنی ساحرون کی ایسی بنائی اور بازار مین لشکر کے پھرنے لگے اُدھر ساحرہ جب
سنبھلکر بیٹھی سحر نے اُسکے خبر دی کہ عمرو ساحر بنا بازار مین پھر رہا ہی اُسنے ایک گھوڑا ساز و یراق طلا کا
سے آراستہ کرا کر ساحر معزز کے ہمراہ روانہ کیا کہ جاکر عمرو کو باعزاز تمام میرے پاس لاؤ ساحر مرکب لیکر
بازار مین خواجہ پاس آیا اور تسلیم کرکے پیام دیا کہ چلیے ملکہ ظلمات نے آپکو یاد کیا ہی عمرو نے چاہا
کہ بھاگ جاؤن لیکن ساحر سامنے گھوڑا اٹھائے ناچار بھاگنے کا یارا نہ پایا مرکب پر سوار ہوکر سامنے ساحرہ کے
آیا اُسنے اُٹھکر تعظیم دی اور باصد عظمت کرسی پر بٹھایا پھر ایک صندوقچہ منگا کر دکھایا اور کہا اس

صندوقچہ مین ہزار درہزار سحر ہین پس آپکو مناسب ہی کہ میرے اوپر عیاری کرنے نہ آیئے گا ورنہ بہت پچھتایئے گا خواجہ نے جواب اِن باتون کے فرمایا کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ساحرہ سمجھی کہ خواجہ نے کہنا میرا مانا پس زر وجواہر بہت کچھ منگا کر دیا خواجہ نے کہا ای ملکہ دیکھیے یہ آپکے پس پشت کون استادہ ہی اُسنے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا انھون نے وہ صندوقچہ جو اُسنے دکھایا تھا اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اور کہا ہم جاتے ہین ساحرہ نے یہ سنکر ادھر دیکھا عمرو وگلیم اُدھر غائب ہوگیا ساحرہ نے اُسوقت خیال کیا کہ یہ سمجھانے سے نہ مانیگا اور کیونکر فرمائش تیری قبول کریگا کہ دعوی مقابلۂ شہنشاہ ساحران رکھتا ہی پس یہ سوچکر دو ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ جس مقام پر اس ناعیار کو پاؤ سر کاٹ لاؤ ساحر حسب الحکم تلاش کنان روانہ ہوئے اُسطرف عمرو ساحرہ پاس سے بھاگ کر برق کے قریب آیا اور سارا ماجرا بیان اور کہا کسیطرح اِس قحبہ پر قابو نہین ہوتا ہی اور وہ جس صورت سے سامنے جاتی ہی پہچان لیتی ہی بلکہ لشکر مین پھرنے سے اُسکو ہماری خبر ہوئی ہی یہان ٹھہرنا بھی مناسب نہین ہی یہ کہکر دونون لشکر سے صحرا مین چلے آئے اور کچھ دیر مین ایک طرف جو دیکھا تو دو ساحرون کو دیکھا کہ کسیکو ڈھونڈھتے پھرتے ہین یہ دیکھکر انکو یقین ہوا کہ یہ ہماری ہی تجسس مین ہین پس دونون نے صلاح کرکے صورت اپنی بدلی عمرو توگرد بنا اور برق چیلا ایک جگہ زیر درخت دھونی لگائی اور ایک لنگوٹا باندھکر کنارے اُسکے بیٹھکر گانجا ملنے لگے ہاتھون مین دونون کے کڑے لوہے کے پڑے تھے دھرے سامنے رکھے تھے گرد کی داڑھی تا بناف تھی چیلے کے چارون ابرو صاف تھے ایک گھوڑی زنبیل سے نکالکر چھوڑی تھی کہ وہ چرتی پھرتی تھی اسصورت سے یہ بیٹھے تھے کہ وہ دونون ساحر ادھر آئے اور انکو دیکھکر پکارے کہ باباجی کوئی آدمی تو ادھر بھاگتا ہوا نہین آیا ہی انھون نے جواب دیا کہ بچا ہمنے تو نہین دیکھا آؤ چلم پیو پھر چلے جانا وہ دونون دھونی پاس آکر بیٹھے انھون نے چلم مین بیہوشی بھر کر دی کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہوگئے انھون نے دونون کے سر کاٹ ڈالے شور انکے مرنے کا بلند ہوا اور بیرون نے یہ خبر ظلمات کو پہونچائی کہ اسطرح عمرو برق نے تیرے ساحرون کو مار ڈالا یہ معلوم ہوتے ہی اسکو غصہ آیا اور برق بنکر چلی خواجہ اور برق دونون ساحرون کو قتل کرکے وہ اسباب جو بہر عیاری زنبیل سے نکالا تھا زنبیل مین رکھکر چھولیان اُن مقتولون کی تلاش کر رہے تھے کہ یکایک ایک بجلی کڑک کر گری اور دونون کے گردن و کمر مین زنجیر بنکر لپٹی اور لیکر

بلند ہوگئی یہ دونون بیہوش ہوگئے پھر جو آنکھ کھلی اُسی بارگاہ کو دیکھا کہ جو پہلے نظر آئی تھی اور ظلمات کو بیٹھے پایا اور اُس ساحرہ نے بہت کچھ اِنسے عتاب و خطاب کیا پھر ایک قفس آہنی منگا دونون کو اُسمین بند کیا اور ایک تعویذ اپنے جوڑے سے نکالکر اُس قفس کی کھڑکی سے مس کرکے ایک ساحر کو کہ متین جادو نام رکھتا تھا بلاکر وہ نقش حوالہ کیا اور کہا یہ نقش جمشید کا لکھا ہوا ہی جبتک کہ اِس قفس سے مس نہوگا یہ نکلے گا بہت حفاظت سے نقش مذکور اپنے پاس رکھو اور ان دونون قیدیون کو بھی لیجاکر اپنے پہرے مین کر خبردار بہت ہوشیار رہنا اور کسیکو قفس کے نزدیک نہ آنے دینا ساحر مذکور بموجب حکم قفس متعیدان اور نقش لیکر اپنے خیمہ مین آیا اور جہان سوتا بیٹھتا ہی اُسی جگہ سقف خیمہ مین لٹکایا اِسطرح کہ سینہ کے مقابل قفس رہے غرض جب ساحرہ عیاران موصوف کو مقید کرچکی نقارہ کوچ کا بجوا کر جانب شاہ جادوان چلی اور بعد قطع منازل و طی مراحل قریب لشکر حیرت پہونچی طائران سحر نے خبر اُسکے آنیکی شاہ جادوان کو پہونچائی بادشاہ بسبب آنے جہانگیر کے تابع نصیب مین نکیا تھا اسی لشکر مین تھا اور شہزادۂ مذکور کو طلسم نورافشان پہنچنے کی تدبیر کر رہا تھا جب خبر آمد طلسمات اُسنے سنی جملہ سردارون کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائین اور یہ بھی کہا کہ سب ساحران جلیل القدر اس ملکہ کو میری بی بی سمجھکر تسلیم کرین یہ کلمہ جو ملکہ حیرت نے سنا تیوریان چڑھا پوچھا کہ کیون صاحب یہ محل تمنے کب کیا تھا اے میان جسدن سے مین نگوڑی نصیبون جلی تمھارے گھر پڑی جلتی ہی رہی مین کیا خوش ہوئی جو دوسری آکر خوش ہوگی وہ تو کہو میری تقدیر سیدھی تھی جو ملکہ طلسم بنی نہین تو وہی نوکری لاچین تاجدار کی تمکو نصیب تھی یہ میرے ہی جوتیون کا صدقہ ہی جو بادشاہ تم بنے میری تقدیر مین ہی تو ہر جگہ چین کرونگی تم مجکو جلاؤگے کیا میری پاپوش کی نا پوش کی نوک کی جھوک پر سلطنت ہی جہان جا بیٹھونگی لالون کی لال رہونگی مین کیون کسی ہالزادی کو سوت بنانے لگی یہ تو وہی مثل ہی کہ کرتا ارمان نکرتا پشیمان جو تمھارے پاس رہے وہی جانے وہ جو کہتے ہین کہ سوزے کا گھاو میان جانے یا پانون افراسیاب نے یہ تقریر سنکر تیور بدلکر جواب دیا کہ اے جی یہ بدزبانی تمھاری مین بہت اُٹھا چکا ہون مین ہی ایسا سامری کی قسم مرد ہون جو الف سے بے نہین کہتا ہون کوئی اور ہوتا تو ناک کاٹ لیتا بھلا کہو عورت کو اِس مقدمہ مین دخل دینے سے کیا مطلب مرد سو سو رنڈیان کرتے ہین بادشاہون کے سیکڑون محل

ہوتے ہین تو کیا اُنکی بیبیان نکل جاتی ہین یہ کلام جو حیرت نے سنے اور ناک کاٹنے کا نام سنا
ایک دو ہتڑ اپنے منہ پر مارا اور کہا مین خاک مین ملاؤن اُس مرد کو جو میری ناک کا نام لے سکا مری
اُسکا ستیاناس کھو مین لو صاحب ابھی سے اُس سوت حرامزادی کا ایسا پیار ہوا کہ اُسکے بدلے
ناک ہماری کٹنے لگی مین اُسکو اپنی ایڑی چوٹی پر صدقہ اُتارون اُسکو وہان تصدق کرون جہان
میری دائی نے ہاتھ دھوئے ہون اُس مردوے کی تو وہ مثل ہوئی کہ دیکھا نہ بھالا صاحب گئی خالہ
ابھی اُسکی صورت نہین دیکھی اور اُسکے عوض پھپھڑا تلنے لگے ہماری ناک کاٹنے پر موجود ہوئے
جب وہ گلے لگ کر سوئیگی اُسوقت تو میان اپنے ہوتون سوتون بھر کی ناک کاٹینگے مین اُس مردار کے منہ کو منگل
اتوار سات جھاڑو مارون صاحب مجھے تمسے پناہ نہو گا شاہ نے یہ سنکر گھر کا گھر بس چپ رہ نہین تو ہمارے
کوڑون کے کھال کرا دونگا تو نے مجکو بھی کوئی اور مقرر کیا ہے بہت چل نکلی ہے جو ٹرٹر کیے جاتی ہے یہی شرط ہے
کہ حکم دون جلاد کو جو ابھی سر تیرا کاٹ ڈالے ملکہ مذکور یہ سنکر تخت سے اُتر کر پیٹنے لگی کہ آگ لگاؤن اُس
سلطنت کو اور بھاڑ مین جائے تیرا ساتھ اب کنیزین اور جادوگرنیان معزز بیچ مین آگئین بادشاہ مارے
اُٹھا ہر ایک سمجھانے لگی کہ اے میان جانے دیجیے حق بجانب ملکہ ہے کہ آپکے ساتھ کیا کیا مصیبت جھیلی ہا
کوئی عورت پر ہاتھ اُٹھاتا ہے بعض عورتین ملکہ کو سمجھانے لگین کہ اے بی بی بہت مرد کے منہ نہین چڑھتے
سب جانتے ہین کہ جو تم ہو گی اور کوئی نہو گی ایسی آدمیان میسیون اُٹھینگی اور چلی جائینگی اور بی بی اُنکا
بُرا ماننا کیا وہ مرد ذات ہین ایک جوتا چڑھاتے ہین ایک اُتارتے ہین اور اُنکو تو سامری نے چار پیسے
دیے ہین والی ملک کیا ہے میان تو غریب آدمی جنکو اس بات کی لت ہے لنگوٹی مین بھاگ کھیلتے ہین
پھر بیویان صاحبزادیان جلتی ہین اور بھرتی ہین لے آؤ اب جانے دو یہ کہکر بعض بادشاہ طلسم کے قدمون
پر گرین کہ اے مین واری میرے بھولے کنور کنہیا بادشاہ اب ملکہ کو کچھ نہ کہنا اُسکا دل تھوڑا سا ہے بادشاہ
بحالت غضب تھراتا ہوا جاکر تخت پر بیٹھا اور ملکہ کو عورتین سمجھا کر وہان سے لیچلین اُسوقت اس صاحب
حسن کا اور ہی نقشہ تھا اُس بگڑنے سے دونا بناؤ ہویدا تھا ہونٹھ غصہ سے تھراتے تھے برگ گل کو باد خزان
جنبش دے رہی تھی حرارت غیظ سے لب کا نیلا ہونا مجلس حیران ہونٹھون پر گویا آراستہ برگ سوسن
کا نقشہ ہویدا یاقوت کا نیلم بننا پیدا مسی کی اُداہٹ اُس شیدا زلفین پریشان ہو کر تمام رخ پر بکھری
ہوئی اور اُسمین وہ چشم نرگسی مخمور سرخ سے لال لال گویا میخانہ پر کالی گھٹا چھائی تھی چہرہ تمتمایا ہوا

تھا آفتاب تمازت زیادہ رکھتا تھا یا کسی مخمور کو نشہ زیادہ تھا دوپٹہ کاندھے سے ڈھلکا ہوا
سینہ کھلا ہوا پائنچے پاجامے کے چھوٹے ہوئے سلوٹین رانون اور پیڑو اور پنڈھون کی
نمایان صفحۂ کتاب حسن پر خطوط عبارت مستانہ عیان حاصل الامر ملکہ توانیسین سمجھا کر ایک اٹھین
کو قریب تر اُس مقام سے تھالائین اور سامان آسائش مہیا کرکے وہان بٹھایا اسکا رشک سے بلبلا کنیزون کا سمجھانا بیان ہوگا مگر سرداران ذی رتبہ تختہائے سحر پر سوار ہوکر اسکے
استقبال ظلمات روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین جاکر اُس سے ملے ہر ایک نے گردن بہ
تسلیم خم کی نذر دی اُسنے خلعت سے مخلع کیا اور بجاہ وحشم سوار ہوکر چلی افراسیاب نے اور
زیادہ تر جلوس سواری کا روانہ کیا ڈنکا نوبت نشان ماہی مراتب یساول وچوبدار تخت روان
فوج بیکران بھیجی وہ ملکہ اِس تجمل وحشمت سے سوار ہوکر چلی کہ ابیات

آہستہ روانہ تھی سواری	ہر گام پہ نہر فیض جاری	رستے ہوئے بند لوگ بیکار
رہبر دسگے بھول طرز رفتار	بازار ہجوم سے لبالب	فیلون کی قطار وخیل مرکب
ممکن نہین کلک سے ہو تحریر	سیم وزر واسپ وفیل وشمشیر	جتنے تھے مصاحبان سلطان
سب جتنے تھے ملازمان خاقان	جو خواجہ سرا تھے بادفا خاص	تھے اُنکے دلون مین نقش اخلاص
تھے منتظم اور آگے آگے	کہتے تھے نصیب ہمیشہ جاگے	خدام ومصاحب اراکین
پہنچے ہوئے جاہماے زرین	ہمراہ تھین پلٹنین رسالے	سرداردن کے فوج سب جوالے

اُسی جاہ وتجمل سے سواری تا بہ لشکر بادشاہ طلسم پہونچی بادشاہ منتظر بیٹھا تھا آنے سے اُس
معشوقہ کے خود قریب ہوا دار گیا اور گود مین لیکر اُسکو اتارا تمام فوج نے سلامی لی لشکر اُسکا
اُتر پڑا بڑی کثرت فوج کی ہوئی ایک طرف لشکر جہانگیر کا ایک سمت ذاتی فوج بادشاہ کی تیسری
جانب فوج اُس ملکہ کی اُتری بادشاہ صورت زیبا اِس ماہ پیکر زہرہ جبین کی دیکھکر غش کر گیا
اور خاص بارگاہ ملکہ حیرت کے رہنے کی اِسکے رہنے کے لیے مقرر ہوئی پھر سامان تخت
نشینی فراہم کرکے روز سعید اور آوان حمید برائے جلوس مقرر فرمایا اُس روز یہ تجمل اور شان تھی

اسباب بزمی مہیا عشرت فزا وان تھی منظم

وہ تخت کہ سلطنت تھی بالیں	اِک تختہ ہر اُسکا تخت کاوس	ایسے تھے جڑے ہوئے جواہر

گردون پہ نجوم جیسے ظاہر — جب تاج پہ آنکھ ڈالتے تھے — اُوپل مہ و مہر اُچھالتے تھے
کیا مہر تھی مہر بادشاہی — نقش رقم جہان پناہی — اللہ رے سرور قرب سلطان
تھا چتر خوشی سے سر پہ تھامان — دینے لگے نذر اہل دربار — لائی صدف اپنا در شہوار
خورشید فقط نہ زر بکف تھا — بہرام فلک بھی سر بکف تھا — جو گل تھا وہ زر بکف بدا تھا
غنچہ بھی گرہ کو کھولتا تھا — خدام تھے دست بستہ حاضر — دربار مین سب درستہ حاضر
ارباب غنا کے چھڑ گئے ساز — پہونچی تا گوش زہرہ آواز — باجون کی یہی صدا مبارک
یہ تاج و نگین شہا مبارک — بخشش ہے یہ وقت شادمانی — باران کی طرح گہر فشانی
جھولی بھری زر سے ہر گدا نے — محتاجون کو ملے خزانے — القصہ ہوا جو حکم سلطان

اُسی حسن جلوس مین بادشاہ اُس ماہ پیکر سے منعقد ہوا اور جب دن تمام ہو کر وہ زمانہ آیا کہ ملکہ فیروزہ آباد فلک کا فروغ ظلمات شب نے مٹا کر تخت حکومت ضیا بخشی عالم سے تغیر و معزول فرمایا اور ملکہ ماہ مبین کا سریر خرچ پر جلوس ہوا نظم

اُٹھا ساقی ذرا بھر شیشہ و جام — کہ پھر بن ٹھن کے آئی شاہد شام — پری سر پر ستارہ دار چادر
ضیائے ماہ بھی صدقے تھی اُس پر — اُٹھا وہ بادشہ آیا محل مین — ہوئے شمس و قمر کجا حمل مین
جو حاضر تھین پرستاران گلفام — کیے حاضر اُنھون نے شیشہ و جام — عجب شیشہ سے نکلا پھوٹکر رنگ
بھرا پیر مغان نے کوٹکر رنگ — کچے کشتی مین گلدستون کی صورت — مصفا مے سے شیشے بے کدورت
ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید — فدا ہر جام پر تھا جام جمشید — جما یا نشہ نے جیب رنگ صحبت
حیا نے بھی دیا پیغام رخصت — فقط خلوت مین تھی وہ غیرت ماہ — نہ تھی جز ناز و عشوہ غیر کو راہ
نکالی نخل خواہش نے دہن کاخ — کہ دوڑے سوے پستان درخت کاخ — پسینے سے ہوئی محرم ملک تر
نہایت ملگجی بستر کی چادر — کلی دار اُسکا تھا جو یا بجامہ — صفت مین گلفشان ہی شاخ خامہ
پری نے بال کھولے بہر پردا — بشکل برج حوت اُسکا تھا انداز — دہن تھا مثل غنچہ اُسکا بستہ
نہ تھا بوسے چمن کو جسمین رستہ — دل سلطان ہوا خواہش سے بیتاب — بنی آغوش رشک برج مہتاب
ہوا جب غنچہ لب بستہ شگفتہ — گری تب شبنم آب نہفتہ — یہ تو دونون سینہ لبسینہ لب

لب مرزے وصلت کے ادا رہے ہین اُدھر باغ مین ملکہ حیرت کو غش پہ غش آرہے ہین عوض

ہو رہا غوطہ زن چشم اشک سرخ سے ملو یار کے بدلے درد و الم ہم پہلو رشک و حسرت انیس مذامت تاریخ
فرقت جلیس کبھی جو زیادہ بیتابی ستاتی تو وہ مہجور اور حرمان نصیب یہ زبان پر لاتی کہ بموجب نظم

ہان نالے اُدھر ہین شادیانے	دیکھو تو خدا سے کارخانے	وان گردش چپتر سر پہ ہر بار
یان گردش بخت سر پہ دستار	وہ تخت نشین تاجدار ی	یان فرش زمین دناکساری
وہ مالک فوج ہفت کشور	ہمراہ ہمارے غم کا لشکر	فرمان پہ اُدھر تو مہر جاری
یان سینہ مین داغ بیقراری	وان رقص و غنا سے گرم محفل	یان دلکی تڑپ سے رقص بسمل
اب کون ہی صورت ملاقات	جو چاہے خدا اگلے کی کیا بات	حاسد ہین ہزار دشمن جان
اب کون وصال کے ہین سامان	ہان یہ کہ وصال ہو ہمارا	یون رفع ملال ہو ہمارا
دام الم و غنا سے چھوٹین	موت آئے اگر بلا سے چھوٹین	انیس دمبدم صدقہ قربان

جاتین اسطرح سمجھاتین کہ بی بی ان مردون کی چاہت کا کیا اعتبار ہی جب تم ایسی پریزاد کو
دم بھر مین چھوڑ دیا تو اُس نگوڑی نئی نویلی کی کردن محبت پہ کہوا بھی نئے ارمان ہین کچھ دنون یہ بھی
کھیل سہی ایک انیس بولی کہ مین سچ کہون ابھی تو کچھ دن اُسکی چڑھی ہی بارگاہ رہیگی پھر دیکھنا یا
بھی نہ پوچھینگے دوسری نے کہا ای بوا تمھارے کہنے کی بات ہی ہماری ملکہ کی برابری وہ چڑو
کیا کرینگی وہی مثل ہی نیا نودن اور پرانا سودن اِنکا سنجوگ تو سامری نے شہنشاہ کے ساتھ آنا ہی
ہی ای دیکھ لینا جو چارون مین اُنکو نکالا نہ ملے ای تو سہی میرا نام جو مُنھ کالا کرکے دیس نکالا نہ ملے تیسری بولی
کہ ہین میری بھی اِسوقت کی بات لکھ رکھنا یہ بیسوا جو آج تخت چڑھی ہین کل کوئی دو کوڑی کے اِنکے ہاتھ
سے بیرنگی ہیگا اِسی گفتگو مین ایک مغلانی بولی کہ ای بی ایک میان جی میرے گھر کے پاس رہتے ہین
سانہی کا کانٹا خوب پڑھتے ہین ملکہ عالم فرمائین تو پڑھوا لاؤن یہ سنکر آتو جی نے کہا سات جمعراتین اگر
اُس سوت کا نام لیکر ملکہ نیم کی پتی اور نمک کنوئین مین چھوڑ رین یہ ایک پر ایک ہی فوراً وہان سے نکلجائیگی یہ تو سب اسطرح کی باتین بنا رہی تھین اور ملکہ چشم پُرنم سے سیل اشک بہا رہی تھی
آخر اُسی بیتابی مین عقل نے یہ راہ بتائی کہ اپنی بہن ملکہ بہار کو بلاؤن اور بطور مخفی اُسکی شریک
ہوکر اِس ظلمات کو راہ ظلمت عدم دکھاؤن یہ تجویز کرکے کنیزون اور انیسون سے کہا تمنے کبھی
کہیں بک کر میرا مغز کھایا ہی جاؤ اپنے اپنے مقام پر سو رہو مجھکو اکیلا رہنے دو زیادہ ہجوم سے میرا دم

گھبراتا ہو دل اُلٹا جاتا ہو وہ سب عورتین یہ حکم سنکر اپنی اپنی جگہہ پر چلی آئین ملکہ نے باری دار نیونکو
بھی ہٹا دیا جب تخلیہ ہوا شمع کے سامنے بیٹھکر لبان شمع اشکبار ہوکر ایک نامہ اپنی بہن کو لکھا مضمون
یہ تھا کہ میرے ساتھ ہان کی کوکھ مین پانون پھیلانے والی اے میری ماجائی اے میرے ساتھ کی دکھ
اُٹھائی اے میری جان جان و دل سے بہتر اے میری نور نظر لخت جگر تیری ماجائی پر بڑی آفت
آئی ہو گھر برباد ہوا جان لینے کے رنج نے دھوم مچائی ہو اے میرے کلیجے کے ٹکڑے ذرا مجکو اپنی صورت
دکھا جا اے بھنیا ذرا مجھ تک آجا کہ ایک نظر تجکو دیکھ لون پھر خدا جانے کہ مین جیون یا مرون یہ لکھکے
جوڑے سے ایک پتلی نکالی وہ لوٹکر بصورت پری بنگئی اُسکو وہ خط دیکر کہا جہان میری بہن ملکہ
بہار ہو وہان لیجا پتلی اُڑکر چلی ملکہ بہار اُسوقت دربار سے اُٹھکر بہر آرام اپنی بارگاہ مین آئی تھی
کہ پتلی اُسی بارگاہ مین آکر اُتری اور ملکہ کو سامنے آکر سلام کیا اور وہ نامہ دیا اُسنے پڑھکر پتلی سے سب
پتا اور نشان اُس باغ کا کہ جہان حیرت ساکن ہو دریافت کیا اور کہا تو جاکر کہدینا کہ مین آتی ہون
پتلی یہ جواب لیکر پھر گئی اور حیرت سے جاکر بیان کیا اُسنے پتلی کو اُٹھا کر پھر جوڑے مین رکھ لیا
اور منتظر بہار بیٹھی مگر بہار بارگاہ سے اُٹھکر ملکہ مہرخ کے پاس آئی نامۂ حیرت دکھا کر اجازت
جانے کی مانگی ملکہ مہرخ نے ضرغام و جانسوز کو بلاکر مشورہ لیا اُنھون نے عرض کیا کہ بہتر ہی
ملکہ بہار جائین اور اپنی بہن کو سمجھائین کیا بعید ہو جو وہ ہماری شریک ہو جائے اور ہم مین سے
ایک عیار ملکۂ موصوفہ کے ہمراہ جائیگا اور اُنکا معین وہان رہیگا یہ کہکر وہان سے علیحدہ جاکر ایک
زن ماہ پیکر کی ایسی صورت بنا نہایت شوق و چنچل جسکے دیکھنے سے دل بیکل لب رنگین پر مسی
کی نمود برگ گل پر عکس سوسن کبود دست و پا حنا آلود خون کن خاطر گلرخان لباس پرزر پر فدا
عاشقون کی جان سادی بجلیان کانون مین لطافت جان پاکیزہ ان موتیون کے دانون مین
پایجامہ شروع کا پانون مین کامدانی کا دوپٹہ سادہ سر پر اداؤن پر اُسکی تصدق ہر دلربا سمبر

غیرت گل رخسار قامت رشک صنوبر کہ موجب ابیات

گل رویت عرق کرد از می ناب	ز شبنم تازہ شد گلبرگ سیراب	بنازان چشم را از خواب مکشائے
ہمان بہتر کہ باشد فتنہ در خواب	تعالی اللہ چہ حسن ست اینکہ ہر روز	دہد سر پنجۂ خورشید را تاب
چو در سر میل ابروے تو دارد	سراو کز فرد آید بہ محراب	ایں صورت خوب و حسن خوبے

پر درست ہوکر سامنے ملکہ بہار کے آیا اُسنے مطلق اُسکو نہ پہچانا یہ خیال کیا کہ کسی ساحرہ کی غلام یا خواص ہی غرضکہ ملکہ بہار نے لباس اور زیور سے آراستہ ہوکر سحر پڑھکر ایک تخت تیار کیا اور اُس تخت پر بیٹھکر مع عیار مذکور و چند کنیز ان کے حکم فرما ہوئی کہ یہ تخت جس مقام پر ملکہ حیرت ہی وہان پہنچے تخت سبکی نظر سے غائب ہوگیا اور بعد لمحہ کے سنبلے اُسی باغ مین اپنے تئین دیکھا کہ جسمین ملکہ حیرت تھی اور ملکہ مذکور جہان تنہا بیٹھی تھی اُسی بارہ دری مین یہ سب پہنچے حیرت منتظر اپنی ہمشیرہ کی بیٹھی تھی صورت دیکھتے ہی کھڑی ہوگئی اور گود پھیلا کر آگے بڑھی کہ میری آنکھون کی ٹھنڈک ملک آمیر ادل بچہ بغیر تڑپتا تھا بہار نے سر سینہ سے لگا دیا اُسنے بلائین لین اور سر سے سر اُتارا پھر رونے لگی ملکہ نے کہا باجی امان آخر کہو تو کیا ہوا اُسنے کہا ای بیٹی یہی میرا مقسوم تمھارے دولھا بھائی نے رنڈی کی ہی ہمکو دودھ کی الیسی مکھی جانکر نکالدیا ای جانی میرا دل اکثا ہوا جان دینے کو جی چاہتا ہی وہ جو مثل کہتے ہین کہ لاٹھی مارے سے پانی جدا نہین ہوتا مین نے چاہا کہ تجکو ایک نظر دیکھ لون یہ کہکر جلد کیفیت رو رو کر اُسنے ظلمات کی اور تخت نشینی اُسکی بیان کی بہار نے کہا ای باجی مین تمھاری چھوٹی ہون اور تم کہو گی کہ مجھپر سانحہ جو گذرا اِس سبب سے یہ بھی کہتی ہی قصور معاف مین تو سچ کہون میرا شوہر جو رنڈی کرتا تو اُسکے مُنھ کو جھلسا دیتی سر بازار نکل کھڑی ہوتی کہ جا بھاڑ مے تیری یہ راہ ہی میری یہ راہ ہی اور ای باجی مجکو جو تمنے بلایا ہی تو مین دولھا بھائی کا کیا کرونگی اگر لڑنے کو کہو تو مین مدت سے لڑتی ہون ہان اگر تم خواجہ عمرو کی شریک ہو جاؤ تو وہ اِس قحبہ ظلمات کی ناک چوٹی کاٹین اور شہنشاہ کو بھی ناک چنے چبوادین اور ای میری ماں کے برابر یقین جانتا کہ مین جیسے شریک خواجہ سلامت کی جاکر ہوئی ہون ہر وقت تمھارے بچھڑنے کا خیال رہتا ہی کسیوقت آنسو نہین تھمتا ہی باجی اپنے دیدون کی قسم تم بڑی سنگ دل ہو کہ مجکو بُرے دل سے بھی کبھی یاد نہین کرتی ہو اچھا اب اِن باتون کو تو جانے دو لو آؤ اُٹھو میرے ساتھ لشکر خواجہ مین چلو مین تمکو تخت حکومت پر بٹھاؤنگی دولھا بھائی کو بھی قدر عافیت کھا جائیگی کہ ہان کسیکو جلانا ایسا ہوتا ہی اور رنڈی بازی کا یہ مزا ہی اور دوسرے مین سچ کہون مجکو تو خواجہ عمرو کا دین سچا معلوم ہوتا ہی ای بہن اُس دین مین حرام نہین کرتے ہین اکیلے خدا کو پوجتے ہین جادو کرنیوالے کو نام دھرتے ہین غریبون کے

حال پر ترس کھاتے ہین ہر وقت پاکیزگی اور صفائی لباس اور جسم کی رکھتے ہین عبادت خدا کی دل لگا کر کرتے ہین اور باہم اگفت محبت بہت ہوتی ہی ایک دوسرے کی مصیبت مین کام آتا ہی اور جو کچھ بڑائی اس دین کی ہی مین بیان نہین کر سکتی حیرت نے کہا بیٹی یہ تو سچ کہتی ہی لیکن مین تو ان باپ کی لاج کرتی ہون جب تو اس موئے کا ساتھ کر کے مصیبت بھرتی ہون اور دوسرے یہ کہ خواجہ سلامت کو بھی یہ موئی ظلمات پکڑ لائی ہی اسکے ساتھ برق فرنگی ہی اگر خواجہ یہان آتے تو مین اُنسے کچھ شرطین کرتی یہ اُسکا کہنا تھا کہ ضرغام عیار جو ساتھ بہار کے آیا ہی قریب ملکہ آیا اور کہا حضور پتا خواجہ کے قید رہنے کی جگہ کا بتلائیے تو مین چھڑا لاؤن حیرت نے پوچھا تو کون ہی اسنے کہا مین ضرغام عیار ہون حیرت کو اسکی صورت دیکھکر حیرت ہوگئی کہ کیا خوب صورت بنائی ہی پس اسنے کہا کہ ایک خیمہ قریب بارگاہ ظلمات ہی اسمین متین جادو رہتا ہی اُسنے قفس جسمین عیار قید ہین اپنے سینہ کے مقابل لٹکایا ہی کئی سو ساحر ونکا در خیمہ پر پہرا ہی اندر خیمہ کے ساحر مذکور خود حفاظت کرتا ہی اگر کوئی اُسکے پاس جائے تو وہ مارا جائیگا اس سبب سے کہ نقش جمشیدی اپنے پاس رکھتا ہی چنانچہ جو کوئی خواجہ کے چھڑانیکا قصد کرے تو اول کسی تدبیر سے نقش جمشیدی اُس سے لے کیونکہ خواجہ کا قفس بھی بغیر اُس نقش کے لگائے نہ کھلیگا جب نقش عیار حاصل کر لیگا تو اُسکی تاثیر یہ بھی ہی کہ خواجہ وغیرہ کو کوئی باہر خیمہ کے آتے نہ دیکھے گا ضرغام یہ حقیقت سنکر گویا ہوا کہ ای بی بی مین ابھی جاکر خواجہ کو لاتا ہون حیرت نے کہا یہان سے بچاؤ اپنی جگہ پر سے جانا عیار مذکور تامل پذیر ہوا ملکہ بہار بھی کچھ دیر ٹھہر کر رخصت ہوئی اور اپنے تخت پر بیٹھی ضرغام باغ سے باہر نکلگیا تخت سحر پر نہ بیٹھا ملکہ نے تو سحر پڑھکر لشکر مین اپنے تئین پہونچایا اور اُسنے لشکر ملکہ ظلمات کا راستہ لیا اور اُسی خیمہ متین کے پاس جسکا نشان دہی حیرت آیا یہان دربانون نے روکا یہ زن جسنے تو بنا ہوا تھا ہی اُسنے گویا ہوا کہ مژدہ کچھ شامت تمھاری آئی ہی مجکو بھی کوئی اور مقرر کیا ہی لو دیکھو یہ کہکر ایک کاغذ مہری بادشاہ طلسم کا کمر سے نکالکر دیا اُسمین لکھا تھا کہ ای متین ہم تمھارے حسن انتظام سے بہت خوش ہوئے ازبسکہ تم بسبب حفاظت قیدیان شریک جلسۂ عشرت شادی نہو سکے اسلیے رتبہ بھی تمھارا افزون کیا گیا کہ جسکا حال آئندہ تمھین ظاہر ہوگا اب یہ عطیہ دعوت کے لیے تمھاری بھیجا ہی یہ مضمون اُس کاغذ کا دیکھکر دربان تو خاموش ہوئے اور یہ اندر

خیمہ کے گیا دیکھا کہ بہت آراستگی ہی شمعہاے موی دکافوری روشن ہین فرش پرتکلف بچھا ہی پلنگڑی
جواہر کی سا رکھا ہی قفس اُسکے سینہ پر ٹنگا ہی یہ دیکھکر اسنے آگے جاکر ہاتھ اُسکے سینہ پر رکھدیا تھین
کچھ نیم خفتہ تھا گھبراکر اُٹھ بیٹھا آنکھ ملکر جو دیکھا تو بالین پر آفتاب محشر نظر آیا جسنے خواب عدم سے فتنہ
خفتہ کو جگایا کنون کو خوابگہ گور مین سُلایا یعنے ایک نازنین شوخ وبیباک قاتل خلق پرفن اور سفاک
کہ بموجب بیت ہین دم ذبح جو انداز یہ جلادی کے + ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا +
باین شکل وشمائل وہ قمر پیکر میرے سامنے کھڑی ہی شمع وچراغ کو بھی لو اُسکے دیدار کی لگی ہی فروغ
ضیاے رخسار شمع کی روشنی کو اندھا بناتی ہی چھوٹ اُسکے حسن کی پڑ رہی ہی یہ دیکھتے ہی ہنستا ہوا
اُٹھا اور ہاتھ اُس گلبدن کا تھام کر گویا ہوا کہ بیت جان من باآنکہ خاص از بہر رفتن آمدی +
ساعتے بنشین کہ عمر جاودان گویم ترا + اُس نازک اندام نے ہاتھ چھڑاکر ہاتھ کو ٹھوکا لیا ای میرے ساتھی
مین نگوڑی جہان گئی مردون نے مستانی ہی سمجھا لگے دھڑکڑ کرنے اور مودن کو غیرت نہین آتی
یہ مستی جتاتے ہوئے وہ جو کہتے نہین کہ بیت ہونٹھون سے ہونٹھ منھ سے مرے منھ ملا لیا چھڑا
کچھ اسطرح کہ گلے سے لگا لیا + ای میان کچھ سوتے سوتے بدخواب تو نہین ہوگئے کچھ جان کی خیر ہی
ذرا اپنے ہوش مین آؤ مین صدقے مین دون اس نوکری کو جسکے کارن آبرو جائے مین نگوڑی کہتی
تھی کہ ای ملکہ اس اُدھر بنیا کو مجھے غیر مرد پاس اکیلے مین نہ بھیجیے تو نہ مانا میری قسمت کا لکھا آخر وہی
پیش آیا نہ کہ یہ مردوا مجکو اُدھاتی سمجھا کہ بیت ہر کجا رفتی بلالی عاقبت رسوا شدی + جاے آن
دارد کہ رسوا ے جہان گویم ترا + متین نے جو یہ باتین سنین اسکی ادا ے دلبری پر اور زیادہ فریفتہ
ہوا ایک تو وہ سادی سادی وضع دوسرے یہ متانت یہ ناز معشوقانہ تیسرے گوشۂ تنہائی چناچہ
دل نے مسند ہوس پر پانؤن پھیلائے اور پکارا کہ ای جانی خفا نہو میرا دل اسوقت قابو مین نہین ہی
کہ فرد قصد جان کردی کہ یعنی دست کو نہ کن زمن + جان زکف بگذارم واز دست نگذارم ترا +
اور میرا تو تیرے عشق مین یہ حال ہی کہ ایک مدت سے جان دینے پر آمادہ ہون اُس دلربا نے ہنسکر
کہا مردوے کیون باتین بناتا ہی آجکل سوا تو نے میری پرچھائین بھی نہ دیکھی ہوگی اسنے یہ سمجھا کہ
ملکہ ظلمات کے پاس سے یہ آئی ہی اُسکی یہ ملازم ہی لاؤ اپنا عشق قدیم جتاکر اس بت کو رام
کرون یہ سمجھکر گویا ہوا کہ واہ وا ای صاحب آپ ملکہ عالم پاس اُسدن بھیجی نہین تھین جو بکو ملکہ

نے ایک کام کو بگوایا تھا بس اُسیدن مین اُنکو دیکھکر فریفتہ ہوا تھا اُس عیار نے یہ تقریر سنکر دل سے خیال کیا کہ اب یہ خوب عشق مین تیرے بیخبر ہی کہ اپنے دل سے باتین بناکر بکر تراشتا ہی اور فقرے کرتا ہی یہ معلوم کرکے شرماکر بناز وانداز گردن جھکالی اُسنے یہ ادا دیکھکر دست ہوس زیادہ دراز کیا

اور یکارا کہ ابیات

پوچھا جو مین نے دل کوئی تمنے چرا لیا	اتنا ہوا کہ شرم سے سر کو جھکا لیا
دل مین ہمارے میل ہی تم بھی پرکھ کے لو	کھوئی کھری پڑی تو یہی ہو برا لیا
بعد فنا بھی دل ہی مرا آرزو کی پوٹ	ایسا دھرا نہین ہی کہ چپکے اُٹھا لیا
بوسے سے چوکتا تھا کہین دیکے دل ہی ہاتھ	لاکھون مین ایک شخص تھا یہ بھی لیا تا

اُس گلفام نے مسکراکر کہا مستیان پھر جانا کو یہ عطیۂ بادشاہی تو لو مین جانتی ہون کہ تم مجھپر مدت سے مرتے ہو تم چاہنے والے سلامت رہو یہ کہکر پاس اُسکے پلنگ پر بیٹھ گئی اور ایک خاصدان طلائی کمرے نکالکر اُسکے سامنے رکھا اُسنے اُسکو نکو نکر دیکھا تو کچھ گلوریان اور جواہر رکھا تھا اُس پری وش نے اُسوقت ایک رقعہ بھی نکالکر دیا اُسمین لکھا تھا کہ ای نازنین یہ جواہر تمھاری دعوت کے لیے بھیجا ہی اور چونکہ خال کوئی چیز نہین بھیجتے ہین پس حسب دستور گلوریان بھی ہین غرضکہ یہ عنایت اپنی مالکہ کی دیکھکر وہ ساحر بہت خوش ہوا اور اُس نازکبدن سے کہا ای جانی ایک گلوری اُسمین سے مجکو اپنے ہاتھ سے کھلاؤ میرے قتل پر بیڑا اُٹھاؤ اُس گلگون پیرہن نے مسکراکر منہ چڑھا دیا انگوٹھا دکھایا پھر ایک گلوری ہاتھ مین لیکر کہا مردوے تو نے بڑی آفت ڈھائی ہی وہی مثل ہی کہ مان نہ مان مین تیرا مہمان اور پھر نام خدا سے ارمان بھی دلمین بھرے ہین اور مین نکوڑی تو یہان اگر بلا مین پھنس گئی تو منہ کھولو گلوری زہر مار کرو خیر اتو میری یہ مثل ہی بیت بوجھ وہ سر سے گران ہی کہ اُٹھائے نہ اُٹھے + کام وہ آن پڑا ہی کہ بنائے نہ بنے + وہ یہ سنکر گلوری اُسکے دیتے ہی کھا گیا اور کہا کہ فرد اُس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان + شوق فضول وجرأت رندانہ چاہیے + یہ کہکر چاہتا تھا کہ سرگرم اختلاط ہو مگر گلوری مین بیہوشی ملی تھی اُسنے اثر کیا یہ بیہوش ہو گیا ضرغام نے چاہا کہ سر کاٹ لے پھر سمجھا کہ ساحر دروازے پر سے اندر دوڑ آئیگے خواجہ کو تم رہا نکر سکوگے بلکہ خود پھنس جاؤگے یہ سوچکر اُس ساحر کا سارا جسم ٹٹولا از بسکہ نقش جمشیدی وہ اپنے سینہ پر رکھتا تھا

وہ نقش اسکے ہاتھ آیا تاثیر سے اسکی یہ آگاہ تھا نقش لیکر قفس سے مس کیا تیلیان اسکی الگ الگ ہوگئین خواجہ اور برق چھوٹ گئے اور متین کو اسیطرح بیہوش چھوڑکر باہر بارگاہ کے نکلے اس نقش کی تاثیر یہ تھی کہ دربانان بارگاہ نے مطلق انکو نہ دیکھا جیسے بالکل دیکھا ہی نہین یہ دربان سے اپنے لشکر مین آئے خواجہ سے ہر ایک سردار ملا انکہ بہار نے جملہ حقیقت اپنی بہن بلکہ حیرت کی بیان کی خواجہ نے فرمایا کہ تمھاری ہمشیر اپنا وقت گانٹھتی ہے مسلمان کبھی نہوگی اور اس سے کہدینا کہ تم اطمینان رکھو ہم ظلمات کو قتل ضرور کرینگے یہ کہکر سب عیار اپنی اپنی فکر مین روانہ ہوئے اس عرصہ مین نفس ظلمات شب سے فروغ مہر روز نے رہائی پائی اور مرغ زرین بال آفتاب آشیانۂ مشرق سے نکلکر عرصۂ فلک مین آیا نظم

کہ شب نے کوس رحلت کا بجایا	نہ پھیر آنکھون نے وہ سامان پایا	صدا دی طائرون نے ہر شجر پر
سحر چمکی اٹھے لوگون کے بستر	رات بھر افراسیاب ہمراہ ظلمات داد عشرت و نشاط دیا کیا بادۂ وصلت پیا کیا یہ حال تھا کہ نظم	
ہنسی دریاس لیٹی اسکے وہ حور	ہوئی افسردہ خاطر شہ کی سرور	کبھی سینے کبھی لب بس بہر آرام
گلابی کو جھکا کر اک بھرا جام	ملا لب سے قسم دی اپنے سر کی	پھر اسکے بعد گیسو و کمر کی
کہا منت سے پی اسکو مرے جان	کہ ہون کیفیت خاطر کے سامان	ہجوم شوق اُمڈا اسکہ دل پر
گلے سے لگ گئی وہ حور پیکر	دیے بوسے لیے اسکے دہن سے	سنگھائے پھول عارض کے چمن سے
پسینا اسکے چہرہ پر نمایا	اسے شرمندۂ رخصت جو پایا	نکالے دلمین تھے جو جو ارمان
رہے ذوق و ہوس دست و گریبان	کہ اتنے مین بجی نوبت سحر کی	نظر آنے لگی صورت سحر کی
شعاع مہر نے جب منھ دکھایا	ہر اک اٹھکر سوے حمام آیا	ہوے کھیسے کھنچے بالون مین شانے
لگے معشوقہ و عاشق نہانے	ملا خدمتگارون نے بدن کو	کیا پرنور رخسار و دہن کو
پنھائی لاکے عمدہ انکو پوشاک	چلی حمام سے وہ شوخ و بیباک	سر پر یکمرانی پر بصد جاہ
ہوئی پھر جلوہ گر وہ غیرت ماہ	جھکائی سب نے گردن بہر تسلیم	ادا کرنے لگے سب رسم تعظیم
شہنشہ بھی بغل مین آکے بیٹھا	دیا ساقی نے لاکر جام مے کا	ہوا سامان عشرت پھر فراہم
ہوئی وہ انجمن پھر محفل جم	اسی ہنگامۂ مستی زیادہ جلسۂ طرب افزا مین اس معشوقۂ دلربا کا دل	

گھبرایا بادشاہ نے اُسکا چہرہ اُداس پایا سیب ذقن کو ہاتھ مین لیکر کہا کہ ای میوہ نورس باغ دلربائی تیرے
کل رخسار پر افسردگی پائی جاتی ہو دلکو میرے ستاتی ہو جو آسیب پہونچا ہو اُسکا اظہار کر خاطر غم دور کرکے
میرا خانہ دل گلزار کر اُس غنچہ دہن نے کہا کہ مجکو عیارون سے کھٹکا ہو ایسا نہو کہ نقش جمشیدی جاتا
رہے اور عمرو ایسا باغی چھوٹ جائے یہ کہکر ایک ساحر کو بھیجا کہ **متین** کو بلا لائے ساحر اُٹھکر بارگاہ
مین متین کی آیا وہ ہوائے سرد سحر سے ہوش مین آیا اُٹھکر آنکھین مل رہا تھا کہ اُسنے پیام ملکہ مذکور دیا
وہ اُسیطرح اُٹھکر سامنے ملکہ کے آیا اُسنے حکم دیا کہ نقش جمشیدی حاضر کر یہ گھبراکر سینہ اپنا ٹٹولنے لگا جب نقش
نہ پایا سمجھا کہ بستر پر گر گیا بس یہ کہتا ہوا کہ ای ملکہ مین ابھی لایا اُلٹا پھرکر بارگاہ مین آیا نقش کو ڈھونڈھا
نہ پایا گھبراکر قفس کو دیکھا وہ بھی لوٹا دیکھا پر مینا سامنے **ظلمات** کے آیا اور قصہ شبنہ سنا کر کنز کا خاصدان لانا
بیان کیا ملکہ نے منھ پیٹ لیا اور کہا ای شہنشاہ غضب ہوا کہ وہ مکار چھوٹ گیا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا
کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آکر اسکے زانو پر بیٹھا اُس سے پوچھا کہ ای مرغ زیرک سچ بتا کہ رات کو کس عیار نے
اگر عمرو کو چھڑایا ہو اُس طائر خوش نوا نے زمزمہ سنجی اسطرح کی کہ ضرغام عیار کنیز بنکر گیا اور یہ ماجرا کہنا
اُسنے کہا اب وہ کس مقام پر ہو طائر نے کہا وہ عیار اسوقت صحرا مین پھر رہا ہو یہ سنکر اُسنے سحر پڑھا کہ طائر
زانو پر سے اُڑ گیا اور یہ ساحرہ خود بھی اُڑکر تلاش عیار مین روانہ ہوئی ضرغام خواجہ سے الگ ہوکر
جانب باغ حیرت چلا تھا اور عقب اسکے ملکہ بہار بھی چلی تھی کہ خواجہ کے رہا ہونے سے اُسکو
مطلع کرکے مشورہ در باب قتل **ظلمات** کرون چنانچہ ضرغام جنگل مین پہونچا تھا اور بہار برابر
ہوا اُڑتی اُسکے پیچھے کچھ دور پر تھی کہ **ظلمات** آکر پہونچی اور سحر کرکے ضرغام کو بیحس کر دیا اور زمین پر
اُتر کر کمر سے خنجر کھینچکر قتل کرنا چاہا یہ ماجرا بہار جو پیچھے آتی تھی اُسنے دیکھا اور قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ
باش او فتحہ اری تو وہ مستانی ہو کہ منزلون سے میری بین پر سوتا پاؤن پے آئی ہو یہ کہکر ایک گلدستہ
جھولی سے نکالکر مارا گلدستہ قریب پہونچکر چٹکا اور ایک طاؤس پر کھولکر ضرغام پر گرا اور اُسکو پنجہ مین
دابکر لے اُڑا **ظلمات** کے ہاتھ سے جو یہ شکار نکلگیا مثل شیر غضبناک پھری اور ایک ناریل جھولی
سے نکالکر ملکہ بہار پر مارا ناریل قریب ملکہ مذکور پہونچکر شق ہوا اور ہزارہا شعلہ نکلکر جانب بہار
چلا بہار نے پھر ایک گلدستہ نکالکر جانب آسمان اُچھالا فوراً ابر گھرا اور پانی برسنے لگا وہ شعلہ بجھ گئے
اور پانی کا زمین پر پڑنا تھا کہ درخت سنبل و ریحان و گل ارغوان سکے پیدا ہونے لگے دم بھر مین

وہ تختہ گلزار تھا میدان باغ پُربہار تھا شاہد گل انجمن گلشن مین گلگون پوش تھا لالہ جام کبکف ہمشکل رند مینوش تھا سنبل کو عشق بہار مین پریشانی نرگس شہلا کو یاد چشم فتان مین حیرانی کلیان چمنستان مین کھلتی جاتی تھین بسم گلرخان عالم کا رنگ کھاتی تھین نظم

تھے سرخ جو ہر طرف شقائق
طرلہ تھی وہ زبان تھی سوسن
شاخین تھین یہ نازکی سے نوام
صیاد سے تھی فراغ بال
جانبخش ہوئی ہوا جو اکی
خوبان جہان کی انجمن تھا
جلوہ ہر منظر کا عیان تھا
وہ چشم و چراغ بے مثال
اُس باغ مین یون تھی زینت محفل

گل پیرہنون پہ تھے جو فائق
وہ زلف بنفشہ مشک آگین
ہو جاتی تھین بار رنگ سے خم
اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر پھول نے جان تازہ پائی
استادہ تھی اُس چمن مین گلفام
کیا حسن فروش کاروان تھا
شمشاد ریاض کا نگاری
تھا جس سے فروغ چشم نرگس

آرائش بوستان تھی سوسن
ملتا ہی نہین دماغ تزئین
بلبل نہ تھی چہچہون سے خالی
ہر نخل چمن تھا خوان نعمت
اُس تازہ چمن مین اک چمن تھا
سانچے مین ڈھلا ہوا تھا اندام
وہ لالہ رباغ بے مثالی
بنیاد مکان بختیاری

ملکہ ظلمات اس بہار روح پرور اور حسن بہار فتنہ پرور سے گویا دیوانی ہوئی عقل و ادراک سے بیگانی ہوئی شعر عاشقانہ مجنونانہ پڑھتی سمت چمنستان چلی گویا بہار جانب گلستان چلی مگر یہ شاگردہ تاریک ہی بہت تحفظ اللہ جمشیدی کے اپنے پاس رکھتی ہی پس جیسے ہی یہ چمنستان سحر بہار کیطرف چلی زمین سے ایک پتلی بلور کی نکلی ہوا جو اُسنے دنیا کی کھائی زن مہر طلعت بنگئی اور ظلمات کو تسلیم کرکے عرض پیرا ہوئی کہ ای ملکہ آپ کہان جاتی ہین یہ گلشن پُراز نیرنگ ہی سراسر فسونسازی کا ڈھنگ ہی یہ کہکر اُسنے ایک ڈبیا کمر سے نکالکر سیندور اُسمین سے لیکر ملکہ کے منہ پر ملدیا اس گلگونہ کے رخسار ملنے سے اُس سرخروی پر سے سیاہی بیخبری کی دفع ہو گئی اور کچھ سحر ٹپر حکر دستک دی کہ ایک لکہ رایت سرخ گلستان بہار پر آکر چھایا اور اُسمین سے آگ برسنے لگی گلشن کے نہال چنار بنگئے خزان کا بھی دل جلا تختہ ہائے گل و لالہ مین آتش گل اسقدر بھڑکی کہ آخر کو آگ لگ گئی وہ تمام باغ برنگ باغ آتش بہار ہوا تن شاہد بہار برنگ جسم بیمار زرد و نزار ہوا بلبل شیدا کی قسمت مین آگ لگی معشوقہ گل مثل خاطر عشاق جلی کہ مؤلف واہ ری تاثیر آہ بلبل شوریدہ سر + آگ نالون سے لگی سارا گلستان

جلگیا ظلمات نے بعد جلانے باغ سحر کے افسون پڑھا کہ ایک پتلی رسن لیے زمین سے نکلی بہار
اپنے سحر کے باطل ہونے سے بیہوش ہوگئی تھی اُس پتلی نے آکر مشکین باندھ سامنے ظلمات کے
حاضر کیا اُسنے حکم دیا کہ اِس مجرمہ کو یہان چھوڑ کر میرے لشکر مین جا اور میری انیس نسیم خوش فتاک
جادو کو بُلا لا پتلی حسب ارشاد روانہ ہوئی اور لشکر مین اُسکے وہ بارگاہ جو اِسکے رہنے کی ہے اُسمین
پہونچکر پکاری کہ بی بیو تم مین سے نسیم جادو جسکا نام ہے اُسکو ملکہ عالم بُلاتی ہین فلان مقام پر
تشریف فرما ہین اور بہار کو قید کیا ہے یہ پیام دیکر پتلی تو غائب ہوگئی مگر بارگاہ مین سب انیس
کنیزین جمع تھین اور کہہ رہی تھین کہ ملکہ دوران بہ غضب تمام جانب صحرا گئی ہین اُنکو ڈھونڈھنا چاہیے
سنو میری جان سوت کا مقدمہ ہے لاکھ دشمن ہین تو دو چار دوست ہین لیکن ملکہ کو چھوڑنا اچھا نہین
اِسی تقریر مین پتلی کا پیام جو سنا نسیم جسکا نام تھا وہ اُٹھکر چلی لیکن حال عمرو برق بیان ہوا تھا
کہ اپنے لشکر سے لشکر خیل ظلمات روانہ ہوئے تھے چنانچہ صورتین بدلے ہوئے اِس بارگاہ مین
موجود تھے اُنھون نے بھی بیان پتلی کا سنا اور جب نسیم یہانسے چلی یہ بھی اِسکے ہمراہ ہولئے اور
بہت جلد اُس سے آگے جاکر صحرا مین ٹھہرے اور ازانجملہ شکل اپنی ساحر کی ایسی بنائے ہوئے تھے
اور نام سے نسیم کے آگاہ ہوچکے تھے جب وہ اُڑتی ہوئی اُس مقام پر کہ جہان یہ ٹھہرے تھے پہونچی
اُنھون نے پکارا کہ اے ملکہ نسیم جادو ذرا ہمارے پاس ہوتی جائیے اور جو کچھ ہم عرض کرین مسموع
فرمائیے ساحرہ اُنکی آواز سنکر سمجھی کہ کوئی ملازمان شاہ طلسم سے ہین شاید حیرت کا ذکر کچھ کرینگے
پس یہ سمجھکر اُتر آئی اُنھون نے سلام کیا اُسنے بخندہ پیشانی کہا بھیا مزاج اچھا ہے اُنھون نے کہا
جی دعا کرتے ہین ہمنے اسلیے آپکو تکلیف دی کہ ہم ملازم قدیم شاہ جادوان ہین شہنشاہ نے جب
ملکہ حیرت کا حل کیا تھا تو ملکہ مذکور کے لیے ایک روغن مکمل بطلسم سے تیار کرایا تھا جس سے تمام جسم مثل
روئی کے نرم اور بصد خوبروئی نازک ہوگیا تھا اور خوشبو جسم سے آنے لگی تھی اور وہی کیفیت اب تک ملکہ کے
تن نازک کی ہے چنانچہ وہ روغن ہمکو بھی ایک نہج سے ممکن ہوا اور اب تک موجود ہے پس وہ تمھاری
ملکہ کے بہت کام کا ہے آجکل ہم پریشان حال ہین آپ اُسکو بکوا دیجے آپکا احسان ہمپر ہوگا اُسنے
یہ تقریر سنکر کہا وہ روغن تمھارے پاس ہے اُنھون نے کہا حاضر ہے اور ایک بوتل پُر از روغن بہ شکل
کمر سے نکالکر اُسکے سامنے پیش کی اُسنے بوتل لیکر سونگھی فوراً بیہوش ہوگئی عمرو نے پیرہن اُسکا لیکر

صورت اپنی ویسی بنالی اور برق سے کہا تم سر اسکا کاٹ کر صحرا مین ٹھہرنا اور میرا خیال رکھنا مین
جاکر ملکہ بہار کو چھڑاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا یہان برق اُس ساحرہ کو جھاڑی مین چھپاکر ٹھہرا رہا اسلیے
کہ قتل کرنے سے ایسا نہو کہ ظلمات آگاہ ہوجائے اور بیر سحر کے روتے ہوئے اُسکے سامنے جاکر
تو خواجہ کی عیاری مین فرق آئیگا غرضکہ یہ تو ٹھہرا اور عمرو سامنے ظلمات کے آیا اُسکو تسلیم کی اور کہا
واری یہ جنگل مین تنہا آنا اچھا نہین اُسنے کہا ای نسیم لے اس مجرمہ کو لیجاکر قید کر مین تلاش مین عیارون کے
آئی تھی یہ مجھے اگر لڑی خراب مین پھر عیارون کو ڈھونڈھے جاتی ہون خواجہ نے اسکے ہاتھ سے بہار کو لیا اور
عرض کیا کہ حضور سحر اپنا رد کردین کہ مین اپنا جادو کرکے اسکو رکھون اُسنے سحر اپنا دفع کردیا اور خواجہ نے
بہار کو نیچہ مین دابکر کچھ دور لٹکائے ہوئے لائے جب سامنے سے اُسکے دور نکل آئے ملکہ مذکور کو پشت
پر لادکر برق جہان تھا وہان پہونچے اور ملکہ کو زمین پر لٹاکر بائی مشت پر جھپٹا کہ آنکھ ملکہ کی کھلی کیونکہ
سحر اپنا ظلمات دفع کرچکی تھی ملکہ اپنے ہی سحر کے باطل ہونے سے بیہوش تھی خواجہ نے کچھ دعا
پڑھکر دم کیں کہ ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور برق نے اُسوقت نسیم کو جھاڑی سے نکالکر ذبح کرڈالا شور
اُسکے مرنیکا بلند ہوا بیر روتے ہوئے جانب ظلمات چلے یہان خواجہ نے بہار سے کہا کہ یہ ساحرہ
بہت زبردست ہے ای ملکہ تم لشکر مین جاؤ ہم انشاء اللہ قتل کرکے اسکو آتے ہین تمھین اکیلے ٹھہرانا مجھے
ایک تو اپنی حفاظت ہمکو کرنا ہوتی ہے دوسرے تمھارا خیال کرنا پڑتا ہے یہ اچھا نہین ہے تمھین چلے جانا
زیبا ہے بہار یہ سنکر وہان سے جانب لشکر پھری اُدھر ظلمات نے بعد چلے جانے نسیم نقلی کے سحر
پڑھا کہ اسوقت عیار کہان ہین سحر نے خبر دی کہ اری احمق عمرو عیار صورت نسیم کی بنکر آیا اور
تجھے بہار کو لیگیا اب برق نے فلان مقام پر نسیم کو مارا اور دونون عیار اُسیجگہ ہین یہ خبر معلوم کرکے
حیران ہوئی تھی کہ بیر سحر کے روتے ہوئے آئے اور مرگ نسیم کی خبر دیکر غائب ہوگئے اُسکو اور زیادہ
غصہ آیا اور اپنے ہاتھ سے کنگن اُتار کر اُسی سمت کہ جدھر خواجہ وغیرہ تھے کھینچ مارا اور کہا جلد عیارون کو لا
کنگن سورج کیطرح چمک کر بلند ہوا اور خطوط شعاع ہزارہا پیدا ہوکر ہر سمت روانہ ہوئے عمرو و برق
ساحرہ کو مار کر بعد رخصت بہار مشورہ بہر قتل ظلمات کر رہے تھے کہ یکایک چند سنہرے خط ایک
سمت سے آکر گردن و کمر و دست و پا مین لپٹ گئے اور کھینچتے ہوئے لیچلے اور ضرغام کو جو طائر بہار کا
لیکر اُڑا تھا اُسنے اُسکو لاکر صحرا مین چھوڑا تھا وہ بھی فکر عیاری مین پھر رہا تھا چند کرنین اُسکے بھی

جاکر پیسین اور کھینچتی ہوئی لائین ان تینون عیارون نے دیکھا کہ ایک آفتاب زمین سے کچھ اونچا
بسان خورشید محشر نکلا ہوا ہی اور قریب اُسکے ملکہ ظلمات ایستادہ ہی اُس آفتاب کی کرنین ہمکو
کھینچے لیے جاتی ہین حاصل کلام جب سامنے اُس ماہ سپہر ساحری کے پہونچے اُسنے آفتاب کی
جانب ہاتھ بڑھایا کہ وہ کنگن بنکر ہاتھ مین آیا عیار کرن سے چھوٹکر بیحس و حرکت کھڑے رہے اُسنے
کنگن پہن لیا اور ان تینون کو بغضب تمام تر گھورا انھون نے دیکھا کہ ساحرہ کو اسوقت بہت
غصہ ہی گال فرط غیظ سے لال ہین آنکھین جام بادہ سرخ ہین گیسو پیچ کھاتے ہین ظاہر آثار جلال
ہین پس اُس لالہ رخسار نے اِنسے بعتاب خطاب کیا کہ اے ناعیارو دیکھو تو کس عذاب الیم سے تمکو
مارتی ہون بڑی تمنے آفت ڈھائی ہی مجکو بھی حیرت مقرر کیا ہی کہ عیاریان کرکے جسکو چاہا ہاروا
اور اُس سے کچھ نہو سکا یہ کیسی خاتون شہنشاہ ساحران تھی واہ واہ نام بڑا اور درشن تھوڑے
عیارون نے کچھ اسکے کلام نافرجام کا جواب ندیا اور اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ عیار اُسکے ساتھ چلے
یہ وہان سے جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئی اپنے لشکر مین نہ گئی اتفاق سے اِس لشکر مین جب بلکے
بہار پھر کر آئی تو جانسوز عیار یہان موجود تھا اُسنے بہار کی زبانی حال ظلمات کا سنا کہ صحرا مین
ہی اور خواجہ دبرق ارادۂ قتل اُسکا رکھتے ہین یہ حال سنکر اُسنے خیال کیا کہ مبادا خواجہ وغیرہ
اسپر پنجۂ ستم ساحرہ نہون مجھے بھی لازم ہی کہ چلکر اُنکی خبر لون یہ سوچکر جانب صحرا چلا اُسطرف سے
ظلمات آتی تھی یہ اُسکو دیکھکر راہ کترا کر پہلے تو اور سمت گیا پھر ساحر بنکر قریب اُسکے آیا اور آداب
بجا لاکر عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ شہنشاہ جادوان آپکی تلاش مین ہین انتظار فرما رہے ہین مجکو دھونڈھنے
بھیجا تھا لائیے اِن مجرمون کو مجھے دیجیے اور آپ شہنشاہ پاس جائیے یہ تقریر سنکر اور اِس عیار کو ساحر
بنا ہوا دیکھکر باور کیا کہ بیشک کوئی نوکر بادشاہ کا یہ ہی مگر جب اُسنے قیدیون کو طلب کیا وہ ایکبار عمرو
سے درباب بہار دھوکا کھا چکی تھی اندیشہ ناک ہوئی اور دلمین سحر پڑھکر نیت اُسنے کی کہ مجکو ظاہر ہو جائے
کہ یہ کون ہی عیار ہی یا ساحر ملازم شاہ ذی تبار ہی سحر نے خبر دی کہ نہین یہ عیار ہی یہ معلوم کرتے ہی
پکاری کہ اب آئے ہو تو جانا نہین ایسی تاثیر اِس کلمہ کی ہوئی کہ جانسوز بھی بیحس و حرکت ہوا اُسکے
ہمراہ ہوا اور اِسنے کہا کہ سو مین اِسی فکر مین اِسطرف آئی تھی کہ تم جتنے عیار ہو سب کو پکڑ کر فیصلہ کرون
اور طبل جنگ بجوا کر تمکو اور تمھارے ہمراہیون کو بھی سزا دلواؤن چنانچہ چار عیار تم ہاتھ آئے ہو پانچوین کو بھی گرفتار کرون تو اپنے

لشکر مین جاؤن یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر مشت خاک اُٹھاکر گویا ہوئی کہ اے خاک سرزمین طلسم سچ بتلا کہ قران عیار لشکر نگہبانان مین ہی یا بیابان مین ہی خاک ناپاک سے آواز آئی کہ اے ملکہ طلسم وہ عیار کبھی کبھی لشکر مین آتا ہی ورنہ ہمیشہ بیابان مین رہتا ہی یہ سنکر ساحرہ وہان سے پھری سحر کے زور سے عیار بھی ساتھ ہوئے اور یہ سمت صحرا تبلاش قران روانہ ہوئی قران درہ کوہ مین بیٹھا تھا اتفاقاً چند ساحر ملازم شاہ طلسم اُسطرف سے گذرے باہم کہتے جاتے تھے کہ یہ ملکہ بڑی زبردست آئی ہی کہ ابھی کل تو بادشاہ کی بی بی بنی آج عیارون کو پکڑنے گئی ہی ایک اُنمین سے بولا کہ بھائی حیرت بھی اگر چاہتی تو عیارون کو پکڑلاتی لیکن ایسی باتون مین حاکم قتل جلد تر ہوجاتا ہی حیرت خوفناک ہوئی اور گرفتاری عیاران سے باز رہی اور یہی سبب ہوا جو آجتک زندہ ہی ورنہ مار ڈالی جاتی تم دیکھنا یہ ملکہ جلد قتل ہوگی کیلیے کہ ایک تو عیار خود ہی اسکی فکر مین ہین دوسرے اُنکو ستایا ہی اب بجنا اس شہزادہ کا مشکل ہی دوسرے ساحر نے کہا تم سچ کہتے ہو ملکہ حیرت جو عیارون کی طرف سے چشم پوشی کرتی تھی تو عیار بھی طرح دیتے تھے ارے بھئی عیارون کا ستانا کچھ اچھا تھوڑی ہی یہ باتین سب قران نے جو سنین غور کیا کہ ظلمات ہم عیارون کے قید کرنے کو شاید آتی ہی تجکو بھی فکر اپنی لازم ہی یہ سوچکر وہان سے اُٹھا اور اُس سمت کو خیال کیا کہ جہان مین استادہ ہون کون سی سمت ہی معلوم ہوا کہ مشرق ہی پس اب جانب مغرب رولفزار لایا یہ تو اُدھر گیا اور ساحرہ اُسکے مقام پر پہونچی دیکھا کہ درۂ کوہ نہایت مصفا ہی بسان قلب پارسایان پُراز صفا ہی شیر کی کھال ایک مقام پر بچھی ہی اور ایک سمت کو اُس درہ مین غار ہی یہ اُس غار مین اُتری یہان طاق بصد خوبی محراب دار بنائے تھے اور دریچہ اسطرح بنائے تھے کہ جب اُسمین کوئی جائے صحرا مین پہونچ جائے کہین دور ایسا بنا تھا کہ پہچانے اُسکے غار نما وہ مقام کوٹھری کے طور پر نظر آتا تھا اور دریچون سے راہین ہر سمت صحرا مین نکلتی تھین بھول بھلیان بنی تھین چپہ ترے صحرا مین دریچون کے سامنے بنے تھے اُنپر مرگ چھالے بچھے تھے غار کی کوٹھریون مین غلہ اور اسباب میکشی وجملہ سامان راحت وآرام مہیا تھا سر غار ہر سمت سے پوشیدہ تھا کہین اُجالا کہین اندھیرا تھا شیر کے رہنے کا مقام تھا یہ لالہ فام ہر چند کہ ساحرہ تھی مگر نازک مزاج ومہ پارہ تھی خوفناک ہوکر غار سے باہر نکل آئی کہ مبادا عیار کسی گوشہ مین بیٹھا ہوا قتل کردے غرض باہر آکر اسنے ایک طائر باش کے آنے کا بنایا اور سحر کا بیڑا اُسمین بھاکر زندہ

کرکے حکم دیا کہ ہر سمت اُڑکر جا اور پتا لگا لا کہ قران عیار کہان ہی طائر اُڑ کر گیا اور مہتر کو ایک مقام پر دیکھکر آیا ساحرہ سے بیان کیا یہ اُسی سمت اُٹھکر چلی لیکن چلتے وقت اس خیال سے کہ راہ مین کوئی فتور قیدیون کی وجہ سے نہ برپا ہوا ور یہ رہا نہون پس درۂ کوہ مین ایک گنبد خاک کا بناکر تینون عیارونکو اُسمین بند کرگئی یہ تو جانب قران چلی اور اُسنے ایک خط مخروطی چار گوشہ کا بناکر چار سمت کا نام ہر گوشہ پر لکھا اور نیت کی کہ یا خبیر اخبرنی اسوقت ساحرہ کسطرف آتی ہی یہ نیت کرکے آنکھ بند کی اور اُنگلی خط پر رکھی جس سمت پر اُنگلی پڑی اُسطرف کو چھوڑکر دوسری جانب بھاگا جب ساحرہ وہان پہونچی کہ جہان طائر نے بتایا تھا کسیکو نپایا پھر طائر کو اُسنے روانہ کیا کہ وہ جاکر خبر لایا کہ اب اُس طرف عیار ہی یہ اُس جانب چلی وہان مہتر مذکور پانچ سات کوس پر جاکر ٹھہرا تھا اور دم راست کرکے پھر نقشہ کھینچکر مخبر بفال غیب ہوا تھا کہ ساحرہ اِس جانب آتی ہی پس یہ تیسری جانب چلا اسیطرح اُس مہر سپہر ساحری کو اُسنے قطع منازل کرنا شروع کیا اور آسمان حسن کو چکر مین ڈالا دو پہر کا ٹل اُس ماہ کو پھرایا عجب حال اُسکا بنایا کہ پائنچے چھوٹے ہوئے پسینے سے پوشاک بدن کی تلگجی جسم تمام عرق مین ڈوبا ہوا تھا حسن پر اُداسی پڑی ہوئی مسی کی دھوی پڑیان ہونٹھون پر رنگ رخ فق فق صباحت مین صادق مگر بیرونق دل مین تھک جانے سے قلق کھسیانا پن چہرے سے ظاہر گیسوون کا رخسار پر پیچ کھانا گویا افسون خوان ساحر بالآخر جب زیادہ دوادوش اِسنے کی غضبناک ہوکر سوچی کہ عمرو سرکردۂ عیاران عالم ہی اُسکو مع دونون عیارون کے جلکر مار ڈال قران اُسکی رہائی کو خود آئیگا اُسے بھی قید کرلینا یہ تجویز کرکے اُسیطرف روانہ ہوئی اُدھر قران تو اِسکی فکر ہی مین تھا جب خوب اِسکو دوڑا چکا ایک مقام پر بیٹھکر پہلے خوب آسودہ ہوا پھر فال دیکھی معلوم ہوا کہ ساحرہ جانب جنوب تیرے مسکن کی سمت جاتی ہی یہ معلوم کرکے بہت جلد روان ہوا اور اُس سے آگے نکلگیا اور ایک مقام پر دامن کوہ مین بہت سے درخت لگے دیکھکر اور صحراے سبزہ زار ملاحظہ کرکے جلدی جلدی خنجر سے چار شجر پر از گل و ثمر بیخ سے کھود کر اُکھاڑے اور میدان مصفا تجویز کرکے چار کونون پر اُن درختون کو لگایا اور سب پھل اُنکے توڑ لیے ہر نہال مین چند پھل باقی رکھکر اِسطرح سے اُنھین چاک کیا کہ تا چاک ہونا ثابت نہو پس اُنمین بیہوشی داخل کی اسطرح کہ تمام جگر اُنکا روغن بیہوشی سے خوب تر ہوگیا جب یہ باغبانی گلشن عیاری مین کرچکا بیچ مین اُن درختون کے زمین کھود کر لحد ایسی بنائی

اور اُسمین اُتر کر مٹی سے سارا جسم اپنا چھپا لیا صرف دو آنکھین اور ناک باہر رکھی اور انتظار ساحرہ غدار مین بیٹھا آپ دفن ہوکر اُسکو زندہ درگور کے بنکی فکر فرمائی نظر کردہ بوتراب کو خاکساری کی ادا پسند آئی جو فکر کہ یہ مہتر کرکے بیٹھا تھا وہی سامنا ہوا کہ ساحرہ اسطرف کو آئی صحرائے سبز و خرم دیکھ کے تھکی بہت تھی آہستہ آہستہ چلکر اُن چار درختون کے پاس آئی درخت بھی مثل گلدستہ کے بہت خوشنما دیکھے اور پھول اور پھل بھی عجائب اور عمدہ نظر آئے تھالے درختون کے سنگین بنے پاکے ہر نہال برنگ نارک الدنیا زبان برگ سے مذمت دنیا کرتا ہر شاخ خمیدہ مراقبہ مین مثل دستغیر اللہ طائر اشجار پر مصفیر بلبل سدرہ ثمرہائے بے نظیر ہر رنگ اثمار نہال طوبیٰ دہان شگوفہ پا بفتہ الدنیا حسنا جاری زبان برگ پر طوبیٰ لہم و حسن آب طاری بیچ مین اُن اشجار پُر بہار کے میدان بسان قلب اہل صفا پاک کہین نہ خس نہ خاشاک آئینہ بہار الطاف روح باکمالان سے زیادہ تر صاف زمین سبز و خرم پر خضر کا بستر لگا ہوا یا اُس زمین صاف پر یہ گمان کہ رومیون نے بحکم اسکندر دہر وہ آئینہ بنایا تھا جسنے نقاش فلک کی صنعت گری کا مثل نقاشان چین عکس اُتارا تھا بسر پر طوطی سطح غبرا تھا بلکہ اُس مقام صاف کا طوطی بولتا تھا کہ بیت

زمین اُن کی لطافت مین روح سے بہتر	درخت چار دن تھے جسم زمین کے عنصر

ہر درخت کے تھالون مین جو پتھر لگے تھے اُنپر کندہ تھا کہ یہ مقام سامری کے جوگی کا ہے جوگی زمین مین گڑا ہوا تپشیا جمشید کی کر رہا ہے خبردار اے آیندہ و روندہ زیادہ تر اِس مقام پر پہونچکر نہ ٹھہر نا صرف جوگی کے درشن کرنا اور اپنا راستا پکڑنا ساحرہ نے یہ مضمون جو پڑھا اور ایسے مقام خوشتر کو دیکھا جوگی کی جویا اور مشتاق ہوکر بڑھی ایک مقام پر دو آنکھین چمکتی دیکھکر جوتیان اُتار کر اور ہاتھ باندھکر آگے آئی پہلے سجدۂ سامری مین گری پھر کچھ اشرفیان اور زیور اپنا اُتار کر سامنے اُن آنکھون کے رکھا دیدہ و دانستہ دھوکا کھایا مطلق خیال حیلہ نہ آیا ہاتھ جوڑکر گڑگڑائی کہ اے سامری کے جوگی اے خداوند کے اچھے بندے میرے من کی اچھا پوری کر خداوند میرا مجھسے تمام راضی رہے اپنے بیریون کو مین مارون لڑائی جیت جاؤن اِس صنم زیبا کا اور بت رعنا کا یہ پوجا دیکھکر جوگی کا ذرا سا مُنھ بھی مٹی سے باہر نکلا اور بہت آہستہ سے کہا بچا جا ایک پھل کسی درخت کا توڑکر ہمارے درختون مین سے کھالے تیرے سب کام سنپورن ہونگے پھلے پھولیگی اب زیادہ

یہان نہ ٹھہر سامری کی یاد مین جمشید کے دھیان مین فرق آتا ہی ابیر ہوتی ہی یہ سنکر ساحرہ اُٹھی
اور گرد جوگی کے پھری پھر ایک درخت کے قریب جاکر پھل ایک توڑا اور سامری کو یاد کرکے
جمشید کے دھیان مین ڈوب کر پھل کھایا دو قدم پھل کھاکر چلی تھی کہ چکر آیا بیہوشی نے اثر دکھایا
کھاکر گری عیار جسنے یہ شگوفہ کھلایا تھا بوٹا سا زمین سے نکلکر نعرہ کرکے کہ منم مہتر مہتران و مہتر بہتران عہد
ذلیل ایزد منان مہتر قران ۔ نعرہ قران جنبش مہتر نامدار ۔ نظر کردہ صاحب ذوالفقار یہ نعرہ کرکے بغدہ ہاتھ
جانب ساحرہ چلا ادھر سے تو یہ چلا اُسطرف بہلوے افراسیاب سے اُٹھکر آگے ہوئے ساحرہ کو عرصہ
بہت گذرا تھا اور ساحرہ کہہ آئی تھی کہ مین عیارون کو قید کرنے جاتی ہون شاہ طلسم کو دیر ہونے سے
فکر ہوئی کہ ایسا نہو معشوقہ میری قتل ہوجائے اِس خیال سے اِسنے کتاب سامری منگاکر حال
اُسکا دیکھا تو معلوم ہوا کہ قران عیار اُسکو قتل کیا چاہتا ہی یہ معلوم کرکے کتاب بند کرکے بزور
سحر اُڑا اور ازبسکہ بادشاہ طلسم ہی مسافت راہ بہت جلد طے کرتا ہی اُس میدان مین کہ جہان معشوقہ
اِسکی بیہوش ہی اُسوقت پہونچا کہ قران بغدہ سر پر ساحرہ کے لگایا چاہتا تھا اِسنے نعرہ کیا کہ ہاں
یہ کلمہ ایسا پُراثر تھا کہ عیار مذکور کے دست و پا مین قوت نرہی ہاتھ اُسیطرح اوپنچا رہگیا اور پانون سے
بھاگا نگیا ناچار کھڑا رہا شاہ جادوان نے زمین پر اُترکر اپنی محبوبہ کو فرش خاک پر پڑے پایا ران حیرانی
سے آئینہ نمط چمکتی اور کھلی ہوئی تھی زلف بصد پریشانی رخسار پر لہرا رہی تھی انگیا کا بند ٹوٹ گیا تھا چھاتی
باہر نکلی تھی بلورین گیند سینہ پر دھرا تھا یا قمقمہ رنگ سے بھرا تھا پیڑو کا ابھار سرکشی عیار کا بیان
حال سے دے رہا تھا بھٹنی تھی یا تیرگی غم جہاتی کے منہ پر چھائی تھی جوبن سارا خاک مین ملنے کی نوبت
آئی تھی شاہ جادوان اُسکے سینہ سے آکر لپٹ گیا منہ پر منہ رکھدیا اور رونے لگا گلاب اشک کا رخسار پر
چھڑکا آنکھ اُس گلبدن کی کھلی گھبراکر اُٹھ بیٹھی دوپٹا سنبھالکر اُدھر انگیا کی کٹوری اُتاری بدن سب
شرماکر ڈھانکا شوہر کو دیکھکر نیچی نظرون سے کچھ شرمائی لجائی آنکھون کو پھیراکر ادائے مستانہ دکھائی تیوری
چڑھاکر سنبھلو صاحب تم پر لائی پھر سسکی بھرکر رووی یہ کیا آفت ہی کہکر اُٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ ای
جانی تو اسطرح بیہوش تھی مین نے آکر ہوشیار کیا اور اِس ناعیار کو گرفتار کیا غضب کیا تھا اِس
ظالم اظلم نے کہ چراغ حسن صرصر ستم سے بجھانا چاہا تھا اور خانۂ عیش پر آتار یک کرنا اِسکے دلمین آیا تھا
یہ تقریر سنکر ساحرہ بغضب تمام تر تیغہ لیکر جانب قران چلی اور مہتر مذکور نے صورت مرگ آئینہ متحیر مین

دیکھکر دعا کی کہ ای خالق کل مخلوقات واسطہ شیر کا اپنے میری مدد فرما اور بھیج میری رہائی کے لیے اُس
اپنے بندے کو کہ جسکی یہ شان رفیع ہو بیت صورتے گردد مجسم فتح گوید آشکار + لا فتا الا علی لا سیف
الا ذوالفقار + یہ دعا اسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی یعنی ملکہ بہار جو چھوٹکر اپنے لشکر مین گئی حال
عیاران ملکہ مہرخ و دیگر ساحران سے بیان کیا ملکہ مہرخ نے مرأت صلاح سامنے رکھکر یہ صورت نیک
دیکھی کہ یہ ساحرہ زبردست ہو ہم لوگ بھی بطور مخفی عیارون کے معین رہین تو بہتر ہو پس یہ مشورہ کرکے
ازبسکہ آپ بادشاہ لشکر تھی جانا مناسب نہ سمجھی ملکہ بہار کو چالیس ہزار ساحران نامدار سے روانہ کیا ملکہ
مذکور فوج ساحران کو لیکر ایک صحرا مین ٹھہری اور طائران سحر برائے ادراک حال عیاران خوشخصال روانہ
کیے الکیار تو طائرون نے خبر گرفتاری عمرو و برق و ضرغام دی ملکہ ایک سحر نہایت زبردست تیار
کر رہی تھی اسوجہ سے تامل پذیر ہوئی پھر طائرون نے خبر دی کہ مہتر قران اسطرح ساحرہ کو چکر دے
رہے ہین بہار بہت ہنسی پھر ساحرہ کے بیہوشی کی خبر پہونچی یہ بہت خوش ہوئی آخر آنا شاہ طلسم کا
اور قید ہونا مہتر مذکور کا سنا فوراً نفیر سحر کو بجایا اور لشکر ساحران تیار کرایا ساحر باز اور بط پر سوار ہوکر چلے
ملکہ مع فوج اسوقت آکر یہان پہونچی کہ ظلمات تلوار لیکر قران کے قریب پہونچی تھی بہار نے پہونچتے
ہی ایک گولا سحر کا فولادی اُسکا سینہ چاک کر مارا گولا لوکا آگ کا بنا ہوا اُسکے سینہ پر آکر پڑا اگر کوئی اور
ساحر ہوتا تو یقین تھا کہ گولا پشت توڑ کر نکلجاتا مگر یہ ساحرہ زبردست ہو گولا پڑنے سے بیہوش ہوکر گری
اُسوقت چالیس ہزار ساحر ہمراہ بہار رسیدہ روزگار آئے تھے وہ سب بجلیان بنے اور کڑکڑاکر
گرے کہ کام اس ساحرۂ نافرجام کا تمام کردین لیکن شاہ جادوان وہان موجود تھا بیتابانہ دوڑا اور
ایسا افسون پڑھا کہ چالیس ہزار سپر ہین ظلمات پر چھاگئین مگر بجلیان اُنکو کاٹکر ساحرہ پر چلین تین کر
بادشاہ نے پھر سحر کی دستک دی کہ وہ برقین زمین پر الگ گرین اور بجلیون سے سینے صورتین ساحرون
کی پیدا کین اور ترسول اور پنسول وغیرہ حربہ سحر کے وہ سب پکڑ کر شاہ پر چلے بادشاہ سمجھا کہ یہ
فوج بہت ہو اور ملکہ بہار اس لشکر کی سردار ہو اور یہ معشوقۂ گلعذار ہو پس اگر تو
لڑیگا تو یہ مجبوبہ قتل ہو جائیگی اور عیب کیا ہو جو اس ہنگامہ مین ظلمات بھی قتل ہو جائے لہذا
یہان سے ٹلجانا چاہیے یہ سوچکر پنجہ جوگر ظلمات کو اُٹھاکر بلند ہو گیا ساحرون نے نا امید ہو
ترنج بہت سے نامے گرد بادشاہ ہو کچھ اثر نہوا ملکہ بہار اور جملہ ساحران نامدار نے ملکر اُسوقت سحر خوان

ایسی کی کہ شاہ طلسم کا سحر قران پر سے دفع ہوا اور وہ رہا ہوا اور اُسنے سب حال خواجہ وغیرہ کے گرفتار ہونیکا ملکہ سے بیان کیا اور کہا ساحرہ میرے مقام سکونت پر اُنکو قید کر آئی ہو تو عجب نہین کیونکہ اُسیجگہ سے میرا تعقب اُسنے کیا تھا ملکۂ مذکور یہ ماجرا سنکر اُسکے ہمراہ اُسکی جگہ پر آئی اور یہ سحر شاہ طلسم کا نہ تھا بلکہ ظلمات کے سحر مین خواجہ وغیرہ جملہ عیار گرفتار تھے پس بہار نے اُس سحر کو اکیلے رد کیا عیار سب رہا ہوتے ہی رد بفرار لائے اور سمجھے کہ ظلمات جادوگرنی زبردست ہے اُسپر سمجھ بوجھکر عیاری کرنا چاہیے اور اُسکے نیچہ ظلم سے بچنا زیبا ہے غرضکہ یہ تو سب صحرا و کوہ مین متفرق ہوکر اپنی تدبیر مین مصروف ہوئے اور ملکہ بہار اپنے لشکر کیطرف مراجعت فرما ہوئی لیکن از فرط اشتیاق اپنی محبوبہ کو گلے سے لگائے ایک مقام پر صحرا مین آیا اور وہان ٹھہرکر رد سحر پڑھا کہ ملکۂ ظلمات کو ہوش آیا شاہ نے کیفیت سے مطلع کرکے فرمایا کہ ای ملکہ اب لشکر مین چلو عیارون کا تعقب نکرو ایسا نہو کسی آفت مین مبتلا ہو جاؤ اُسنے جواب دیا کہ ای بادشاہ مین غافل تھی جو بہار نے گولا سحر کا مارا اب مین اُسکو زندہ نچھوڑونگی اور آپ میرے ساتھ نہ رہیے ورنہ جملہ حریف طعنہ زن ہونگے کہ بامداد بادشاہ ظلمات مقابلہ کرتی ہے ای بادشاہ قسم ہے آپکو سامری کی کہ لشکر مین جائیے اور اگر ایسا ہی میری تنہائی کا خیال ہے تو میری کچھ فوج اور چند انیسون کو میرے پاس بھیجدیجیے بادشاہ قسم دینے سے ناچار ہوا اور پھر کر لشکر مین آیا اُسکی انیسون کو سامنے بلاکر حکم سنایا کہ فوج ہمراہ لیکر اپنی ملکہ کی اعانت کو جاؤ انیسون نے یہ حکم سنکر لشکر کو جلد تیار کرایا گھنٹے بجے نافوس پھنکے سوارون کے پرے فوجون کے دل پیادون کے نشان کھلے بلمثین اور رسالہ اسلحہ سے آراستہ اسباب سحر سے پیراستہ مرکبہاے پرندو طائران سحر پر چڑھکر چلے کسیطرف سے دریا جوش مار کر روان ہوا کہین ہوم کا بلند دھوان ہوا کسی جگہ پر سرخ سحر کا آتش فشان ہوا کہین سانپون کی مار ہوئی کسی سمت عقرب کی بوچھار ہوئی سیل فنا کیطرح یہ لشکر جوش مار کر چلا جسے دیکھکر دل اُمڈا

کہ بمقتضاے نظم

روانہ ہوا لشکر لاتعد		نہ کچھ جسکی گنتی نہ پیدا تھی حد
کسی سمت کو ساحرہ بیشمار		وہ آواز قرنا وہ بیرون کا غل
یقین تھا کہ برہم خبر گزار		فلک پر سے بھی لائے رود فرا
وہ اُٹھتا ہیم قعر کی موج کا		یہ خبر ملکہ مہرخ کو جو ہیں نے

پہونچائی اُسنے بھی نفیر سحر بجائی ادھر بھی جلد تر کمر بندی ہوئی ملکہ موصوفہ نے چند سردارون کو لشکر کے جرارون کو برائے حفاظت خیام و خرگاہ اس مقام پر چھوڑا اور آپ تخت سحر پر سوار ہوکر ساحران نامور کی معیت سے روانہ ہوئی صدائے بوق و نفیر سے دنیا بھر گئی فوج ہی فوج دکھائی دی جدھر نظر گئی جادوگر ہی کی آن بان طاؤس ہنس و بوقلمار زیر ران اُنکے ہر ایک کے جوبن جوانی کے دن رن پر چڑھنے سے زیادہ حسن کی بہار انتہا کا جوبن رخ رنگین غیرت گلشن منہ غصہ سے سبکے گلنار سینہ در کے ٹیکے ماتھے پر لگے آسمان حسن مین ستارے نکلے ہوئے گاتیان دوپٹے کی باندھے کمر مرنے پر کسے چھاتیان نکیلی سنانین آبدار تھین بے مارے جگر کے پار تھین ابروان خمدار وہ کمان جسمین تیر مژگان جڑے ہوئے کہ بیت کم نہین ابرودن سے یار آنکھین + دو کیا ہوگئین جو چار آنکھین + سحاب سحر ہر ایک کے سر پر سایہ انداز معشوقان سراپا ناز ناریل تاریخ ترنج آچالتین جو اُستاد کی بولتین جادوگر ہر ایک یادگار جیپال اُستاد شہپال قشقے ماتھون پر دیے ترسول اور نیزول ہاتھ مین لیے آگے ہر پلٹن کے ڈہرو بجتا کہین پیادون کی قطار کہین سوارون کا پرا کسیطرف غازیان صف شکن کا مجمع نقشہ نظم

ہر اک ساحرہ شیر دشمشیر زن	ہزارون جنھین یاد جادو کے فن	چلین اپنا جوبن دکھاتی ہوئین
وہ رال اور گوکل جلاتی ہوئین	کسیکی بھری مانگ صندل سے تھی	کسیکی سیہ آنکھ کاجل سے تھی
تہ ران تھے طاؤس آتش فشان	سرون پر سیہ ابر کے سائبان	برستے ہوئے ساتھ آتش کے تیر
کہ تھا ڈر سے ترک فلک کو شہ گیر		

باین جاہ و جلال یہ لشکر بہ جدال سمت بہار با اقبال چلا اُسطرف سے انسان ظلمات فوج لیکر چلین ہنوز یہ دو لشکر راہ مین ہین کہ ظلمات شاہ جادوان کو رخصت کرکے ہو چلی راہ مین بہار تھی یہ پہونچتے ہی پکاری کہ اری او جھلو میری سوت کی بہن سوت پرانی خوب تو عیار ہے پیچھے پیچھے پھر آتی ہے یہ کہکر اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور بالون کو کھولکر اپنے رخسار پر چھوڑ لیا اور جوڑے سے ایک ناریل بھی نکالا زلف کا خورشید عارض پر گھٹا کیطرح آتا تھا کہ اُسنے نعرہ کیا میری زلف کی صورت نظر دشمن مین دنیا سیاہ ہو جائے یہ کہتے ہی عالم مین تاریکی پھیلنا شروع ہوئی اور اسنے وہ ناریل بھی کھینچ مارا کہ اُسمین سے سیاہی نکلکر کاجل کی طرح جھڑنے لگی چادر سیاہی کی شکل چادر آب پڑنے لگی ہمراہیان بہار نے ہر چند رد اس افسون کا کیا ممکن تھا کچھ دیر مین سبکی آنکھون سے روشنی کم ہوئی اور بینائی کم ہوئی نظم

گیا چشم گیتی سے نور نگاہ	فلک پر ہوا مہر تابان سیاہ	ہوا تیرہ اس درجہ ہامون راغ
بجھا خانۂ چرخ کا تھا چراغ		

ملکہ مہارنے چاہا کہ مین پرواز کرکے اس سیاہی سے نکلجاؤن لیکن میسر نہوا جہانتک نظر کی دنیا اندھیر نظر آئی لشکریون نے جلد تر مشعل سحر جلائی مشعل بھی جلکر بجھ گئی اس عرصہ مین فوج ظلمات کی آپہونچی اور ایک طرف سے مہرخ لشکر لیے اسی جگہ وارد ہوئی یہ عالم تھا کہ دونون جانب کوس و دمامے گرجتے اور بجتے نوبت اور جھانجھ آگے آگے شور کرتے تھے یان ساحرون کی اور غول جادو کے پیدا ہوئے نشان اور علم کے پھریرے کھلے تھے زمین و آسمان چار طرف لشکر ہی لشکر نظر آتا تھا غرضیکہ ایسا تھا کہ ترک فلک گھبراتا تھا مہر گردون تھرآتا تھا ان لشکرون نے پہونچتے ہی صف آرائی کی گرد اسقدر چھائی تھی کہ خاک سو جھائی نہ دیتا تھا سحر کی ہوا چلی گرد و غبار اڑ لیگئی سقائی ابر سحر نے کی خس و خاشاک کا نام نہا میدان پاک ہوا گھٹائین آئین بجلیان چمکین ہلکی ہلکی بوندیان پڑین صفین میمنہ و میسرہ وغیرہ جمگئین نقیب کرکیت چاؤش میدان مین نکلکر پکارے کہ ہان رن چڑھنے والو نام پر مرنے والو آج نام سامری و جمشید مٹا دو دشمن کو روز بد دکھا دو یہ میدان ہاتھ سے بجائے جان جائے مگر مردون کی بات بجائے یہ کہکر وہ ہٹے تھے کہ ظلمات جانب مہرخ بڑھی اور اسیطرح زلف رخ کبرائے ناریل اچھالتی سامنے آئی ادھر سے مہرخ بھی بڑھی آپسمین چوٹ چلنے لگی کبھی اسنے اس شعلہ خو پر آگ برسادی کبھی اسنے آب سحر برسا کر بجھادی اسکے سر پر بجلی گرادی اسنے رد اس سحر کا کرکے سنگ باری کی اسنے وہ پتھرا اسکے لشکر پر برسا دیے اسنے سحر ایسا کیا کہ لشکریون نے سر اپنے آپ کاٹنا شروع کیے اسنے یہ کرشمہ بھی دفع کیا اور نیا جادو کیا کہ لشکری حریف کے دیوانے ہوئے عقل و خرد سے بیگانے ہوئے ہنگامۂ عظیم برپا ہوا اسی قیامت خیز معرکہ مین ظلمات نے وہ سحر کیا کہ زلف سے پھر سیاہی نکلکر بڑھنے لگی اور لشکر مہرخ پر پھیلنے لگی ملکہ مذکور نے بہت کچھ سحر اسکے دفع کرنے کو کیے لیکن سیاہی پر فروغ نہ لیگئی دم بھر مین وہ تاریکی تمام عالم مین پھیلگئی مہرخ ناچار پیچھے ہٹی ظلمات نے اپنے لشکریون کو للکارا کہ ہان ان نمکحرامون کو جانے نہ دینا لشکر کے سردار ساحران ذی وقار شمشیرہاے سحر کھینچکر لینا لینا کہکر چلے اسطرف سے وہ اندھے بھی جان بچانے کے لیے تیغ و خنجر پکڑ کر بڑھے لیکن انکو اس حال مین چھوڑ کر اور ماجرا سنیے کہ کوکب جو پتلا تاریک کی پتلی جلانے کے لیے بھیجکر قلعہ مین اپنے منتظر بیٹھا تھا کہ کچھ حال پتلے کا معلوم ہو کہ اسپر کیا سانحہ

گذرا اور نہین معلوم کہ خواجہ ہمراہ ایلچی گئے تھے اُنکا کیا حال ہوا پس اسی فکر مین اسنے مرأت سحر طلب کیا اور حسب دستور آئینہ مذکور سے پنجہ نکالا اُسنے سب حال خواجہ کے گرفتار ہونیکا اور ظلمات کے لڑنے کا بہار سے لکھ دیا بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوتے ہی تشویش ہوئی اور اسی فکر مین اپنی جگہ سے اُڑکر ملکہ چنار گلگون پوش کے مقام پر آیا ملکہ مرصوفہ نے تعظیم کی چمنستان مین مسند پر بٹھایا حال اسکے گلشن پر بہار کا اول مین تحریر ہو چکا فی الجملہ اُس معشوقۂ باوفا نے چہرۂ زیبائے بادشاہ متغیر دیکھکر سبب رنجیدگی استفسار کیا بادشاہ نے من وعن کیفیت بیان فرمائی اُسنے عرض کیا کہ ظلمات ساحرہ زبردست ہی کہ شاگردہ تاریک ہی لیکن اس اپنی کنیزک کو اگر اجازت دیجیے تو اُس سے جاکر مقابلہ کرے اور باقبال شہنشاہی اُسکو مارے بادشاہ نے فرمایا کہ اسی بہار باغ خوش رنگی تو کیونکر اُس خار گلزار کج ادائی کو قتل کریگی اُس گل رعنا نے جواب دیا کہ مین، ایک مرتبہ جب طلسم ہوشربا مین غدر تھا اور افراسیاب سے اور آپ سے دوستی تھی الاؤ پر تاریک کے پاس گئی تھی اور وہ مجکو گنبد سامری پر لیگئی تھی وہان اُسکو بہت تحفے ملے تھے مگر مجکو ایک تاریل ملا تھا کہ اُسکا اثر یہ ظاہر ہوا تھا کہ سوائے بادشاہان طلسم کے جسپر وہ لگایا جاے کیسا ہی ساحر ہو مگر جان سلامت نہ لیجائے پس وہ تاریل مین نے ساحر زبردست کے مقابلہ کو رکھا ہی آجتک کام اُس سے نہین لیا ہی بادشاہ نے جب یہ ماجرا سنا اُس لعبت دلفریب بت بازیبنت وزیب کو بخندہ پیشانی حکم روانگی دیا اور فرمایا کہ اگر شاہ ساحران تجھسے اگر ہمبرد ہوگا تو یہ شمشیر ابرامد کو تیری آئیگا جانجکو سپرد کار ساز حقیقی کیا اُس رشک چمن نے یہ سنکر اُسیوقت اپنی کنیزون اور انیسون وغیرہ کو بلایا اور حکم تیاری لشکر دیا کچھ عرصہ مین لشکر مسلح ومکمل ہوکر حاضر ہوا شاہ نے دیکھا کہ دو ملکہ ابر سرخ وزرد وسفید کے آگے لشکر کے ہین اور اُنپر نقارے نقرئی وطلائی لدے ہین اور اُن ابرون سے پہلے دمبدم نکلکر نقارہ پر دوال دیتے ہین بام سحاب پر نقار خانہ بارہی یا فیل گردون جلوداری کو دمامہ لادے تیار ہی بعد اس نقار خانہ کے ایک کالی گھٹا پیدا ہوئی کہ مارگاہ وخیام اُسیر بار تھے اور اُس گھٹا سے ترشح ہوتی تھی کہ گرد وغبار بٹھاتی تھی یہ بھی جب نکلگئی پھر ایک طبقۂ زمین اُڑتا ہوا نظر آیا کہ اُسپر باغ بہار آگین لگا تھا گلہاے رنگین واثمار لطیف وشیرین سے پھولا پھلا تھا بروے ہوا اُس گلزار کا چلنا طرفہ تماشا تھا شاہ بہار کا کوچ ومقام کرنا

ہوائے بہارین کا فیض عام ہونا فصل گل کے مع الخیر ہر شہر مین داخلے پھول اس گلشن کے بیان ہوتا کہ آسمان بہار کے سیارے بسان بوے گل بہار نے کلیون کی کھڑکیون سے نکلکر گلیون مین پھرنا شروع کیا تھا اور برنگ نسیم گلشن اُس گلزار نے چلنا پسند فرمایا تھا محبوبہ گل خراماں خراماں روان کبک ہزار جان سے اُسپر قربان اس چمنستان کا جنگ پر چڑھنا نوجوانان گلشن کا تننا تھا گل عباس طرم بجاتا تھا گلگون لالہ داغ کھاتا تھا نرگس نظر باز تھی زبان سوسن سحر ساز تھی زلف سنبل کمند گلو گیر چنار کو یاد شعلہ باری کی تدبیر غنچہ سے منھ پھولائے گل چہرہ لال کیے بلبلیون کو عہدۂ نقابت خاطر خزان مین تحمل بہار کی مہابت بیچ مین اُس گلشن کے ایک چبوترہ سنگ سرخ کا بنا نگیرہ اُسپر مخمل کاشانی کا کھنچا مسند مغرق زیر نگیچی دوہری باڑھ مردنگیون کی لگی اسباب عیش و نشاط چنگیرین چوگھڑے رکھے کنیزان گلرو یاسمن بو ہزارون اُس گلستان مین جمع ہر ایک کی مستانی چال بانکی ادا کل اُنکے عارض رنگین سے شرماتا لالہ اُنکی شمائل پر داغ کھاتا سوسنون قامت رعنا پر اُنکے قربان یاسمن کی وہ آرام دل جان ملکہ حنا اُس بوستان مین اُڑ گئی اور چبوترہ پر جاکر مسند پر جلوہ گر ہوئی گرد چبوترے کے ماندے چوبی کے رکھے تھے اُنمین درخت مہندی کے لگے تھے سرخروئی باغ سحر پر گواہی دیتے تھے ملکہ کے باغ مین جانے سے بادصبا وزان ہوئی سحاب چمن چھا گیا ساؤنی پھولی بوندیان پڑنے لگین جھولے درختون مین پڑے تھے خوش گلو زہرہ جبین ملار گانے لگے اور وہ باغ سن سن بروے ہوا پرواز کر گیا اُسکے جانیکے بعد لشکر ساحران طائران خوش رنگ پر سوار جادوگرنیان نہایت طرحدار مہنتی کھلکھلاتی نیرنگیان سحر کی دکھاتی گذرین پھر سواران جرار مرکبہاے پرندپر سوار لباس زرین پہنے بصد فر و تمکین نکلے کہانتک اس لشکر کا عظم و شان بیان ہو گر اس بیان کے سامنے رستم کی داستان ہو فلک پیر نے کبھی ایسا بجمل نہ دیکھا تھا اسی سبب سے حیران تھا واقع مین یہ سامان تھا نظم

زمین شد بگرد ار کشتی ہمہ آب	تو گفتی سوے جنگ آرد شتاب	بزد مہرہ بر کوہہ زندہ پیل	
زمین گشت جنبان چو دریاے نیل	ہمان پیش پیلان تیرہ زنان	خروشان و جوشان چو پیل دمان	
یکے بزمگاہ ست گفتے بجاے	ز شیپور و نالیدن کرناے	خروشن تیرہ برآمد زدور	
ہیون نگا در برآورده پر	سپاہے بگرد ار مور و ملخ	نبد دشت پیدا نہ کوہ و درخ	

اسی کر و فر سے معشوقۂ کوکب بعجلت تمام طلسمی قطع مسافت کرکے اسوقت مقابلہ مین ظلمات

کے پہونچی کہ مہرخ اُس سے مغلوب ہوکر ہٹتی آتی تھی کہ یکایک بالاے ہوا نوبت ونقارہ بجنے سنائی دیئے اور ابر اُترکر نقارہ خانہ ایک سمت قائم ہوا اور باغ پُربہار ملکہ حنا آیا لشکر جرار نے آکر پڑاجمایا اور ملکہ مذکور نے مہرخ کو میدان سے ہٹاکر آپ ظلمات کا سامنا کیا اب عجب کیفیت کا سامنا تھا کہ معشوقین دونون طلسم کے بادشاہون کی مقابل تھین و مہرتابان آسمان حسن کو جلال آیا تھا و ماہ درخشان فلک جمال نے سرمہری کا نقشہ جمایا تھا دو شاہ کشور خوبی باہم آمادۂ نبرد دو گوہر قلزم محبوبی کی آبرو پر گرد غرضکہ ظلمات پانچے ناز سے کلائی پر ڈالکر آگے بڑھی اور زلف چلیپا کو جنبش دینے لگی سیاہی اُسمین سے نکلنے لگی جیسے سنبلستان سے نسیم مشکبار چلی اسطرح زلف لہرائی اور شمیم جان پرور ہوا میں آئی کہ مشام لشکریان حریف بس گئے بیخود ہوکر مشعر عاشقانہ پڑھنے لگے کہ **بیت** تو اور آرایش خم کاکل + مین اور اندیشہاے دور و دراز + ملکہ حنا نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ سیاہی پھیلتی جاتی ہے اور مارِ زلف سبکو سونگھکر بیہوش کر رہا ہے ازبسکہ باغ پُربہار سے باہر نکل آئی تھی پس کچھ افسون پڑھکر دستک زمین پر ہوئی فوراً ایک تخت پیدا ہوا کہ اُسپر درخت منھدی کے ناندون مین لگے تھے یہ قریب تخت گئی اور اِس گلرو نے منھدی توڑکر دست نگارین مین ملی ہوے سرد کے جھونکے آنے لگے ابر گھر آیا بوندین پڑین موسم برسات کا ظاہر ہوا پھر تو یہ عالم خاکہ لمولفہ

بہار آئی کہان تو ساقیا ہے	تصور ہر گھڑی مجکو ترا ہے	زمرد ہوگئی ساری زمین ہے
ہر اِک سو باغ مین سبزہ اُگا ہے	وہ پانی نہر مین ہے صاف جاری	کہ جسپر دل مرا لہرا رہا ہے
ملارون کی کہین آتی ہے آواز	کہین جا شاخ مین جھولا پڑا ہے	کہین حق سر کہتی ہے قمری
پپیہے کی کہین پی پی صدا ہے	کہین فرہ زن پھرتی ہے کویل	کہین پر آم کا ٹیکا لگا ہے
کہین پر فاختہ کہتی ہے کو کو	کہین طاؤس رنگین کو کتا ہے	ہزارون بلبلین ہین چہچاتی
غرض ہر سو نیا اِک گل کھلا ہے	وہ جوبن ماہرویون پر ہے اسدم	پری اور حور بھی اُنپر فدا ہے
حنا معشوقۂ رنگین کو کب	اسی صورت سے بس آراستہ ہے	مسی ہونٹھون پر اور آنکھون مین سرمہ
رچی ہاتھون مین پانون مین حنا ہے	طلائی ہے پڑا سو باف سر مین	چنی ماتھے پہ افشان خوشنما ہے
گلابی پاجامہ سرخ کرتی	دوپٹا گاچ کا دھانی رنگا ہے	ملا ہے عطر مجموعہ کا ایسا
کہ سارا مثل عنبر بن بسا ہے	وہ ساون کا مہینا اور یہ جوبن	کہون کیا مین کہ یہ کیسا مزا ہے

یہ موسم فرح افزا اور حسن آرا جو لشکریان ظلمات نے دیکھا بیتابانہ گلستان حنا کیطرف چلے اور گریبان ہر ایک زن و مرد نے چاک کیے اور اشعار تعریف موسم بر شگال اور وصف حال حنا ے مہر تمثال مین پڑھنے لگے کوئی پکارا کہ بیت یاد تھین ہمکو بھی رنگا رنگ بزم آرائیان لیکن اب نقش و نگار طاق نسیان ہوگئین + کسنے کہا کہ فرد مجھے اب دیکھکر ابر شفق آلود یاد آیا + کہ فرقت مین تری آتش برستی تھی گلستان پر + ایک بولا کہ مطلع گلشن مین بندوبست برنگ دگر ہی آج + قمری کا طوق حلقہ بیرون ہی آج + کسیکی زبان پر تھا کہ شعر باغ مین مجکو نہ بلوا ورنہ میرے حال پر + ہر گل ترا ایک چشم خونفشان ہو جائیگا یہ رنگ جو ظلمات نے دیکھا تاریل اُس دشت بہارین پر سحر پڑھکر کھینچ مارا اُس تاریل سے ایسی سیاہی نکلی کہ یکایک تمام ارض و سما کالا ہوگیا اور وہ مقام دلکشا نزہت انتما نظر مردم سے پوشیدہ ہوا سبکے حواس بجا ہوے لشکر حنا نے ایک سحر یہ حال دیکھکر ایسا پڑھا کہ بے اختیار ہنسی آئی اور دہن تنگ کے کھلتے ہی ایک برق چمکی وہ بجلی بلند ہوکر جب اس تاریکی مین گئی فوراً روشنی ہوگئی اور وہ تاریکی گھٹا بنکر لشکر ظلمات کیطرف چلی اُسنے یہ دیکھکر ایک قہقہہ مارا اسکے مُنھ سے کہ مشرق آفتاب سخن تھا پڑھا ہوا پیدا ہوکر دخان ہوئی اور اُس گھٹا کو گھیر کر چمنستان حنا پر لیگئی اور اُس گھٹا سے پانی برسنے لگا جس تختہ گلشن پر وہ پانی پڑا اسا تختہ جلگیا پھر تو تیغہ سحر بکف ظلمات حنا پر جا پڑی اور چمنستان کے جلنے سے لشکری بھی بیہوش ہوگئے تھے اُنکو بھی حکم دیا کہ محاصرہ لشکر حریف کرو بموجب حکم ساحران لشکر اور جادو گریان مارچ ترتیب لیکر حملہ آور ہوئین ملکہ حنا کی بھی فوج لیا لیا کہکر چل ایلطرف سے آہنگ رخ مع لشکر آپڑی گھمسان کی مار ہونے لگی لیکن ظلمات نے قریب پہونچکر تیغہ سحر بر سر حنا لگایا اس کمان ابرو نے افسون پڑھا کہ نیچہ پیدا ہوکر تیغہ سے لپٹ گیا اُسنے سحر کرکے نیچہ کو جلایا اور پھر وار کیا حنا نے پھر دستک دی کہ سپر سحر کی سر پر لگین تلوار اُسکی سپر دون پر آکر رکی اُسوقت حنا نعرہ زن ہوئی کہ خبردار اوکاشہ یہ نکما کہ آگاہ نکلا یہ نعرہ کرکے وہی تاریل گنبد سامری کا کرسے نکالکر بیشبانی پر اُسکی لگایا کہ ہزارہا سحر اُسکے روکنے کو پڑھے مگر وہ تاریل نرکا اور ماتھے پر جو بیٹھا کھوپری توڑکر نکلگیا بھیجا اُسکا سر سے نکلکر دور گرا اور وہ بھی چرخ کھاکر گری اور تڑپ کر ہلاک ہوئی اک شور قیامت خیز مرنے سے اُسکے برپا ہوا اور صدا آئی کہ ہزار افسوس ملکہ ظلمات کی باغ زندگی پر خزان آگئی عین موسم شباب مین

وہ گل عنا مرجھا گئی غرض بریسحر کے روبرو پیٹتے جانب شاہ جادوان چلے اور تاریکی اُسکے سحر کی لشکر بہار پر سے دفع ہوئی لشکر نے اُسکے جو مرنا اپنی مالکہ کا دیکھا ناگوار کیا اور جی توڑ کر لڑنے لگے اُسوقت بہار و حنا و مہرخ نے تین طرف سے حملہ کیا برف باری اور آتشباری شروع ہوئی برق سحر خرمن ہستی جلانے لگی کشت حیات پر آفت آنے لگی صرصر فنا چلنے لگی نوجوانون کی حسرت مثل تخم پاشی خاک مین ملنے لگی تلوار کے سامنے دانائی کام نہ آئی لاکھ طرح سے تردد کیا جنگ پر خوب جُتے اور لڑے لیکن جانبر نہو سکے پختہ کار سب کٹ گئے نحیف دھان پان کیسے کڑیل جوان پامال سم اسپان تھے روبرے صیف شتالنگ مرد میدان تھے فوج دشمن کی کھیتی کیونکر ہری ہوتی کہ دہقان نے اُسکے عامل قضا کو قبولیت لکھدی تھی کچھ ہی دیر مین ہلچل اُس لشکر مین پڑگئی برفباری سے کشت لشکر پر پالا پڑ گیا ایک سمت سے بہار نے لالہ زار پیدا کرکے ہزارہا کو دیوانہ بنایا ایک جانب سے حنا نے برسات کا موسم ظاہر کرکے خریف کو مثل ربیع قلم کیا اور یسان خریف زمین مین بویا ایک طرف سے مہرخ نے سحر و نیرنگ انواع و اقسام کے کرکے ہزارہا کو مارا جب سحر سے دشمن عاجز ہوئے غازیون نے زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا

یہ ہنگامہ تھا کہ نظم

وہ سب گلعذاران زیباصنم	انیسان ظلمات اندوہگین	جو تھے نازنینان و زہرہ جبین
یقین تھا کہ اُٹھ بیٹھیں اہل نشور	ہوئین صورت تختۂ گل قلم	وہ بیرون کا غل و وہ واویلا شور
پڑھنت ہوتی تھی اور منتر کی جا	کہین سحر کا بحر تھا موج زن	کوئی خرمن جان پہ آتش فگن
برستا وہ تیرون کا پھر اُسکے بعد	چمکتی تھی بجلی برستے تھے سانپ	اُڑتے کمانون کا مانند رعد
روان تھا برا ک سمت سے بحر خون	چمکتی کہین برق شمشیر تیز	کہین خنجر جانستان شعلہ بیز
نہ لشکر نہ ظلمات تیرہ روان	دلاور پڑے تھے بہت سرنگون	غرض دوپہر مین یہ تھا حال دون

بہت سے بہادر اسیر ہوئے اور ہزارون تہ شمشیر ہوئے کچھ بھاگ کر جان بچا لیگئے جب مطلع صاف ہوا حنا سے مہرخ و بہار لین اور شکریہ بادشاہ کوکب کا ادا کیا پھر اُنسے استدعا کی کہ لشکر مین چلکر کچھ دیر استراحت فرمایئے اُسنے کہا کہ افراسیاب خبر قتل معشوقہ سنکر آئیگا بکھیڑا مچائیگا اُسوقت شاہ کوکب کو بھی آنا پڑیگا پھر یہان ٹھہر کر جنگ کو طول دینے سے کیا فائدہ ہی مناسب یہ کہ آپ اپنے لشکر مین جایئے اور مین اپنے گھر جاؤن بادشاہ کوکب میرے منتظر ہونگے یہ تقریر اُسکی ان لوگون کو پسند آئی اور اُسکو رخصت کرکے مع لشکر مراجعت فرمائی یہ

تو اسطرف پھرے مگر شاہ جادوان انتظار مین اپنی محبوبہ کے باغ سیب مین بھی نگیا تھا لشکر مین
اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا کہ دفعتہً کچھ طائر سحر کے زمین پر آکر لوٹنے لگے اور ساحر سنکر بصد گریہ و بکا
باجرائے قتل ظلمات زبان پر لائے بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر نعرۂ آہ مارا اور گریبان تا
بدامن چاک کیا تاج زمین پر پٹکا ارکین سلطنت نے بھی بادشاہ کا ساتھ دیا ہر سمت شور
گریہ برپا ہوا نالہ و شیون سے گیتی خانۂ ماتم تھی ہر چشم پُرنم تھی دود آہ اسقدر بلند تھا کہ سقف
آسمان نیلی کالی نظر آئی دنیا اندھیر ہوئی تھی اس عرصہ مین فوج بقیۃ السیف بھاگی ہوئی روبرو
شاہ آئی بادشاہ اپنے وزیرون اور اعیان مملکت کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور اُسی دشت مین جہان
رن پڑا تھا ہر ایک بیگور و کفن پڑا تھا پہونچا اور پکارا کہ ای آہو چشم نوکس جگہ بیخبر کی ہوئی پڑی ہی
کہان تیری رعنائی و زیبائی خاک مین ملی ہی ای ماہ نو کس ابر غم مین پنہان ہی ای میری ہوا خواہ تو
کہان ہی افسوس تو مجکو جواب نہین دیتی ای مالک جان و دل میری جان و تاب و توان کا حساب
نہین دیتی یہ کہتا ہوا لاش پر معشوقہ کی پہونچا دیکھا تو چاند پر خاک پڑی ہی زلف مشک بیز خاکمین
آٹی ہی چشم حسرت آلود مین سرمۂ خاک گور لگا ہی مسی کے بدلے لب ہر ایک زہر مرگ سے نیلا ہی
حنا خون کی دست و پا مین لگی ہی موت طوق بنکر گلوگیر ہوئی ہی چادر خاک اوڑھے دامن خاک
سے مُنھ چھپائے خونین لباس سے شہانی پوشاک زیب قامت فرمائے دلھن بنی ہوئی وہ
سُہاگن پڑی ہی اشک خونین کیطرح لہو کی بوندین رخسار پر ہاتھے سے بجائے مین موتی کے سہرے
کی جہرے پر لڑی ہی مانگ کو کہ کیا سراپا سے سہاگن ٹھنڈی ہی نہ دودھون نہائی ہی نہ پوتون پھلی
ہی صرف خون مین ڈوبی ہی بادشاہ اُسکے جسم خون آلود سے لپٹ گیا اور رخسار پر رخسار اپنا رکھکر
پکارا کہ صاحب ایسا سوئی ہو کہ تن بدن کا بھی ہوش نہین اپنے شیدا کی محبت کا جوش نہین ای
شرم و حیا دکھانے والی لوگ آتے جاتے ہین تن اپنا ڈھانکو ای صاحب ہاتھا پائی کرنے مین ہا نہو
ای جانی پھر شرما کر نیچی نظرین کر لو پھر جھجک کر گلے سے لپٹو پھر ہمسے روٹھو پھر اپنا ماتھا کوٹو ہائے وہ دور
ناز و غمزہ کدھر گیا اس چاند سی تصویر کو کون خون مین بھر گیا ای میرے پیاری اس جنگل کی فضا
تمکو بھا گئی شب وصل مین جاگی تھین جو ایسی نیند آگئی ہائے کون سی نظر بد تمھین کھا گئی تخت
سلطنت تمھارے بغیر سونا پڑا ہی ارکان دولت مین رونا پیٹنا پڑا ہوا ہی سب مجرائی واسطے تسلیم کے

حاضر ہین تمھارے برآمد ہونیکے منتظر ہین اے صاحب نذرین اُٹھکر نوطلعت سرفرازی دو اے دلدار ہین تبکہ
اب کہان پاؤنگا اور کس ادا کو تیری دل مضطر سے بھلاؤنگا کہ ابیات

لحاظ آمیز باتین بھولی بھولی — خفا ہونا اگر ہمراز بولی — وہ رونا کچھ فزون کی گفتگو سے
وہ بچنا ہر طرح کی آرزو سے — زبان ساکت رہی عرض ہوس سے — کہ نکلی روح قالب کے قفس سے
نہونے پائے لب لذت چشیدہ — تمنا رہگئی دامن کشیدہ — ہوا اچھی طرح تجھسے نہ ہمدوش
کنار قبر سے ہے تو ہم آغوش — یہ دیکھا جب ہر اک نے حال شکا — کہا دستور نے اے شاہ والا
طبیعت کو سنبھالین آپ للہ — نہین بتابیون کا وقت اے شاہ — چلین حضرت سے آتے ہین انھین ہم
نہوا اتنا مزاج شاہ برہم — غرض جب گھر مین آیا وانے سلطان — ہوئے سب جمع خویش و اقربا وان
اُٹھائی لاش اُس گلرو کی جسدم — گریبان چاک تھے برپا تھا ماتم — حجاب خاکمین سوئی وہ دلدار
کیا مدفن جواہر کار تیار — شاہ جادوان نے ایک نامہ اِس سانحہ جانگزا کا ملکہ تاریک کو

لکھا اور سیاہ طائر پر و بسحر بناکر اُسکے گلے مین باندھکر روانہ کیا طائر روتا ہوا جمشیدی الاد پر گیا تا
نے نامہ اُس سے لیکر جب پڑھا رونے لگی اور جواب لکھا کہ اے بادشاہ مین وابستہ اِس مرکی ہون کہ
حجرۂ دوم منجملہ حجرہ ہاے ہفت بلا کی مالکہ ہون اور وہ حجرہ جب تک مذبحیث دیگر کھولا نجائے بلا اُسکی
لڑنے نجاے اگر جائیگی تو آئین طلسم مین فرق آئیگا فی الجملہ اِسی سبب سے میرا آنا ہو نہین سکتا ورنہ اُس
خون کا قصاص ایسا لیتی کہ ہر ایک دیکھ لیتا جو گذر جاتا اب تم صبر کرو مین تجویز کرکے کسی اپنے شاگرد کو
کچھ دنون مین بھیجونگی یہ جواب طائر نے بادشاہ کو پہونچایا وہ خاموش ہو رہا اور از بسکہ مدت سے
فریفتۂ جمال ظلمات تھا اور وصل وہ ملکہ قبول نکرتی تھی اب مراد بر آئی تھی پس جدائی اُسکی بہت
شاق گذری اور اہل دربار سے شکایت کی کہ دیکھو ہمپر یہ سانحہ عظیم تر گذرا لیکن ملکہ حیرت نے
جھوٹون بھی مجکو نہ پوچھا کہ تم کیسے ہو کیا بادشاہون کے محل نہین ہوتے ہین پھر اسکار شک ایسا کرتے
ہین کہ اپنے وارث کے دشمن بنجاتے ہین وزیرون نے کہا واقع مین یہ اُنکی نادانی ہے اب حضور
اُنکی خطا معاف کرین یہ کلمات تو بادشاہ سے کہے اور مخفی ملکہ مذکور کو لکھ بھیجا کہ اے ملکہ تمکو لازم ہے کہ آ
مشتمل عذر لکھ بھیجو حیرت مرگ ظلمات کی خبر سنکر خرسند ہوئی تھی کہ عرضی اعیان سلطنت کی پہونچی
اُسنے مناسب سمجھکر نامہ لکھا کہ اے بادشاہ مجکو نہایت صدمہ آپکی معشوقہ کے مرنے کا ہوا قسم ہے

سامری کی کہ مین اُنکے آنے سے ناراض نہوئی تھی بلکہ اتفاقیہ یہ امر ہوا کہ حضور سے اُسوقت کج بحثی ہوگئی
اب مین اس فعل پر نادم ہون اور دعا کرتی ہون کہ رنج خاطر شریف دور ہو دوست شاد دشمن پامال
رہین ملازم خوشحال آپ باقبال رہین یہ نامہ زمرد جادو لیکر آئی بادشاہ کو تذروی گرفتاری اور نامہ
دیکر کہا ملکہ نے رو رو کر جل تھل بھرے ہین یہی کہتی ہین کہ میرے وارث کو سامری اس صدمہ جانکاہ
سے بچالے اور مجھسے چلتے چلتے کہدیا تھا کہ میری طرف سے بہت سمجھانا میری جان کی قسم دلانا ای بادشاہ
چلیے ملکہ پاس آور اُنھین منا لائیے شاہ طلسم نے فرمایا کہ وہ میری جان و مال کی مالک ہے سوا اُسکے کون
میری دلداری کریگا یہ کہکر وہان سے اُسی باغمین کہ جہان حیرت فروکش تھی آیا کنیزون نے تسلیم کی
انیسان ملکہ نے بلائین لیں ملکہ موصوفہ بادشاہ کی صورت دیکھکر رونے لگی بادشاہ نے اشک اپنے ہاتھ
سے پاک کیے ملکہ نے ہاتھ ہٹا دیا اور کہا چلو مین ایسے چھلاٹرون مین نہین آتی وہی مثل ہے کہ جب
آنکھین ہوئین چار دلمین آیا پیار آنکھین ہوئین اوٹ دلمین پڑی کھوٹ آج تک نہ پوچھا کہ تمپر کیا
گذری جب رنڈی بازی سے فرصت ملی تو یہان آکے مین ایسی الفت سے درگذری انیسون
نے یہ کلام سنکر کہا ای شہزادی یہ تمھاری بیکار کی لڑائی ہے ای بیوی رہنا پانی رگیا اور رہنا پانی بہ گیا
اُن باتونکا ذکر کیا شہنشاہ خود رنجیدہ خاطر ہین ہمارے سر کی قسم اُنکی دلجوئی کرو شاہ جادوان نے
انیسون سے خطاب کیا کہ حمید کی قسم مین اُنکی انھین باتون سے گھبراتا ہون جب دیکھیے جب جل
کٹی کرتی ہین انیسون نے کہا ای میان ناز کرنا زبردار سے اور سودا کر خریدار سے مثل چلی آتی ہے
دوسرے یہ کہ آخر بیوی ہین کوئی ہاتھ پکڑی تو نہین پھر رنڈی منڈی سے چلینگی نہین کہ گھر برباد ہوتا ہے
آپ کو مناسب ہے کہ ملکہ کو گلے لگا لیجیے بادشاہ ہاتھ پھیلا کر بڑھا ملکہ نے اُس انیس کیطرف تیوری چڑھا
کہا کہ خوب تو نے کیا مجکو چیلا بنایا ہے تو آپ بادشاہ پر مرتی ہے حسرت مین بھری ہے گلے سے کیون نہین
لپٹتی ہے انیس نے کہا چلو مین ہی مستانی سہی کیا کرون تمھین کو گلے ملتے دیکھ لون قصور معاف ہین
ہی تو رویا کرتی تھی ای بیوی بس باتین نہ بناؤ لو آؤ گلے سے لگجاؤ یہ کہکر ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور بادشاہ
کے قریب کر دیا اُسنے آغوش محبت مین لیا ملکہ نے غصہ ہوکر کہا کہ اری میرا ہاتھ دکھا جاتا ہے کچھ تیری شامت
آئی واہ مجکو یہ بیہسی نہین بھاتی ہے لو اور چونچلے کی خوبی دیکھو ملکہ کا بکنا کسنے نہ سنا شاہ نے گلے لگا کر
ایک بوسہ رخسار نازک کا لیا پھر تو ملکہ نے خوب اپنے دلکا حوصلہ نکالا اور گلے شکوے نکاد فتر کھولا مظلم

مبارک ہو جو بھایا خوب بھایا | مزا اچھا کوئی دل مین سمایا | مبارک آپکو ہو آپکا گھر
بلاسے گو پھرون مین خوار و مضطر | بپاس عشق چھوڑا مجکو تنہا | اجی اچھا کیا اس سے مجھے کیا
کسیکے دل پہ مین حاکم نہین ہون | بلاسے ہو تمھاری میرا کر خون | بنایا تمنے مجکو فاحشہ کیا
کہ جب چاہا گلے آکر لگایا | کبھی تمسے تعلق اب نہوگا | زیادہ اور اس سے مین کہون کیا
مناسب ہو کہ مرجاؤن اسیدم | کہ پھر باہم نہون تا حشر تم ہم | یہ کہکر اک نکالا اسنے خنجر
یقین تھا اسکو پہونچائے گھر پر | وہین سلطان نے روکا ہو کے بیتاب | کہا اس سے کہ سن اے رشک مہ
مین صدقے ہوش کیون کھوتی ہو لال | ابھی دیکھو بہار نوجوانی | مجھے دشمن تم اپنا جانتی ہو
طبیعت کو نہین پہچانتی ہو | یہ کہکر بس گلے سے اسکے لپٹا | بہایا اشک کا آنکھونسے دریا
بہم زاری رہی تا دیر باقی | پھر اسکے بعد بدلا رنگ ساقی | غرض دونون مین اتفاق ہوا

دو دلون سے نفاق ہوا انجمن عشرت مترتب ہوئی دور ساغر چلنے لگا خلوت مین وصل کا ڈھنگ جما پھر بادشاہ اپنے ساتھ سوار کرکے لشکر کی بارگاہ مین لایا اور سریر جہانبانی پر بٹھایا تاج حکمرانی سر پر رکھا اہل دربار نے نذرین دین مبارکباد کی صدا بلند ہوئی منادی نے ندا کی کہ ملکہ حیرت پھر حکم

طلسم ہوئین ہر سمت خوشی پھیلی ابیات

اللہ رے سرور قرب سلطان | تھا چرخ خوشی سے سر پہ رقصان | آمڈا ہوا شہر خرمی سے
کثرت سے تمام بندھی رستے | بی کرمی کا کاسا | گلشن سے نسیم آئی اسجا
سب کہتے تھے تاج ہو مبارک | کشور کا خراج ہو مبارک | جو لب تھا وہ نغمہ آشنا تھا
دریا تھا کہ موج مارتا تھا | رقاصون سے کنکے ہاتھ اٹھانا | قابو مین دلون کا کھچکے آنا
اعجاز نمائیان تحسین ہوئی | اواز تھی انکی لحن داؤد | ہر سمت وہ انجمن مین رقصان
طاؤس نمط چمن مین رقصان

جب اس جلسۂ عشرت سے فرصت ہوئی بادشاہ نے جہانگیر کو خطاب کیا کہ اے مہمان عزیز مین باغ سیب مین جاتا ہون آپکا کیا ارادہ ہے شہزادہ نے جواب دیا کہ میرا ارادہ ملک گیری کا ہے آپنے بیکار روک رکھا مین ابتک کئی ملک فتح کرچکتا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا اب تیاری کیجیے مین بھی آپکے ہمراہ چلونگا یہ سننا تھا کہ شہزادہ موصوف نے طبل سفر بجوایا لشکر ساحران دہادران تیار ہونے لگا پلٹنین رسالے کوچ کرکے پیش خیمہ لدگیا شہزادہ نے

ملک خورشید کو جانب خورشید یہ روانہ کیا کہ انتظام ملک قدیم کرین اور آپ سمت طلسم نورافشان
توسن عزم کو جولان کیا مگر شاہ جادوان وہانسے باغ شیب مین آیا اور کچھ افسون زبان پر لایا مین
باغ ایک مقام پر شق ہوئی ایک ساحر غدار تیرہ روزگار نہایت درجہ کا ستمگار شیرین ببر سوار
تام وہانسے نکلکر سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ تم لشکر تھوڑا سا لیکر فوج مین
ملکہ حیرت کی جاؤ اور نمکحرامونکا کام تمام کرو ساحر مذکور اپنے مقام پر یہ حکم سنکر گیا حال اسکا
کیا جائیگا بعد جانے اُس ساحر کے بادشاہ نے ایک طائر سحر روانہ کیا کہ ملکہ صنعت وزیر کو بلا لا
طائر روانہ ہوا حال اس ساحرہ کا لکھا گیا کہ گنبد سحر کے عقب مین لشکر لیے اُتری رہتی ہے اور لڑنے
وہان سے آتی ہے پھر چلی جاتی ہے کیونکہ ملک بھی اُسکا اُسی سمت ہے اُسکا انتظام بھی رکھتی ہے اسوقت
طائر نے جاکر حکم بادشاہ اُسکو سنایا وہ اُسیوقت حاضر خدمت ہوئی بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے کہا
ای ملکہ میرا دم گھبراتا ہے جی مین آتا ہے کہ ان باغیون کو ابھی قتل کردن یا اپنی جان دون ملکہ مذکور
بولی کہ تیری جوتی رنج کرے اگر تو کہے تو ای بادشاہ ابھی طبقہ اُلٹ دون مین تیرے قربان تو حکم تو
دے بادشاہ نے کہا اچھا تم طلسم مین جاکر ایسی جگہ پر بارگاہ آراستہ کرو کہ جہان سے کچھ سیر تماشا
نظر آئے مین دو گھڑی وہین ٹھہر کر دل اپنا بہلاؤن مجکو ملکہ ظلمات بہت یاد آتی ہین وزیر نے
کہا بہت خوب ابھی سب سامان ہوا جاتا ہے یہ کہکر وہان سے اُٹھی اور اپنے لشکر مین آکر ایک بارگاہ
اور چند خیمہ اُردوان سحر پر بار کرا کر روانہ ہوئی ارباب نشاط اور ملازمون کو حکم دیتی گئی کہ کنارے
دریاے خون رواں کے دامن کوہ مین سامان عشرت لیکر حاضر ہو چنانچہ یہ ایک مقام سبزہ زار
مین پہونچکر ٹھہری بارگاہ اِستادہ کرائی اور جملہ اسباب عیش مہیا کرکے منتظر بادشاہ طلسم ٹھہری اسطرف
بادشاہ باغ شیب سے پھرکر لشکر مین آیا اور شہزادہ جہانگیر باتوقیر سے فرمایا کہ آپ کوچ فرمائیے سامری
وجمشید کے سپرد کیا یہ کہکر دو پتلے سحر کے بلائے اور اُنکو حکم دیا کہ ہمراہ رکاب اس شہزادہ کے جاؤ اور
میرے طلسم کی راہ بتاکر سرحد طلسم نورافشان پر جو گنبد بنا ہے وہان پہونچاؤ اور شہزادہ سے کہا کہ اس گنبد پر
پہونچکر جیسا کچھ پتلے کی زبانی سنا ہے اُسپر عمل کرنا اور وقت مشکل مجکو بھی اُسیمقام پر پہونچا جانا تاکہ مین
فتح کرنا طلسم نورافشان کا مبارک ہو لو سد حارد شہزادہ نے یہ سنکر تسلیم کی بادشاہ نے خلعت دیا
یہ شہسوار عرصہ شجاعت مرکب پر سوار ہوا چابک عیار رکاب تھام کر ساتھ چلا ہمراہ بارہ لاکھ سوار

اور ساحرون کا لشکر ہوا طول ہر جگہ دینا بڑا ہی یہ شہزادہ بڑے احتشام اور عظمت سے جانب طلسم نور افشان جاتا ہی حال اسکا آیندہ انشاءاللہ ترقیم ہوگا اب شمہ داستان اور مقام کی گزارش کیجاتی ہی

داستان آنا شیرین بہ سوڑکا اور گرفتار ہونا لشکر مہرخ نامدار کا پھر قتل کرنا اُس نابکار کو عمرو عیار کا اور قید کرنا عمرو کو باغبان قدرت وزیر مدبر کردار کا اور رہا کرنا اُسکو زوجۂ باغبان گلچین گلعذار کا اور ناراض ہونا افراسیاب غدار کا اُس وفادار سے اور اندھا کرنا وزیر مذکور کو پھر گرفتار کرنا عمرو کو اور آنا بہر رہائی خواجہ بران ماہ رخسار کا اور قید ہونا عمرو کا برج غضب مین اور آنا مجمر آتش زبان جادو کا مقابلہ مہرخ مین اور قتل کرنا برق کا اُس شش خصال کو پھر جانا جانب گنبد نیلم شاہ مکار کا مولفہ

مقفل کیون ہی یہ میخانہ ساقی
کہین کیا بادہ خوشرنگ ساقی
نہ سوجھی ایسی رندون کو سُجھانا

زبان تر ہو ذرا پھر جام لانا
بہار عمر ہین معشوق و ساغر
کرون مین ترک توبہ اسکو کیونکر

بہار آئی ہی توبہ ٹوٹتی ہی
کہین اگلی بھی الفت چھوٹتی ہی
محبت دختر رز سے بڑھی ہی

یہی رندون کے دلکی دل لگی ہی
ہوا ہی دل کو عشق دخت قاضی
طبیعت شیشہ و خم سے ہی راضی

رہے ہر دم لگا لب سے مرے جام
وہ بیخود ہون کہ دنیا سے نہو کام
ہوائے شوق کی چھائی گھٹا ہی

بہار آئی ہی کیا ٹھنڈی ہوا ہی
دل پُرخون ہی رنگین صورت باغ
بشکل لالۂ احمر ہی ہر داغ

بنا ہی میکدہ سارا گلستان
رخ ساقی برنگ گل ہی تابان
دل رندان مین جنتی بیکلی ہی

گل رنگین گلشن کی کلی ہی
خط ساغر ہی مثل سنبل تر
صراحی سرو کی صورت ہی کیسر

صدا شیشون سے جو آتی ہی قلقل
چمکتا باغ مین گویا ہی بلبل
بطِ مے ساقیا ہی مثل سرخاب

بشکل نہر ہی موج مے ناب
مثال باغ کی جیسے بڑھے شاخ
بڑھین یون ہمت شیشہ دست کشتاخ

بہار عمر کیفیت ذرا دے
لبون سے جام رنگین کو ملا دے
ہمیشہ ساقیا تیرا رہے نام

سرور افزا پلا دے ہی کا اک جام
جو ریحانی مجھے دے ساغر مل
کرون مین نغمہ سنجی مثل بلبل

لگے گر دخت رز کا خون رنگین
لکھون مین ساقیا مضمون رنگین
مگر ای ساقی دلدار دو کام

شراب تند سے لبریز ہو جام
کہ مثل دورۂ ساغر عدو کو
رہے گردش ہمیشہ کینہ جو کو

قلم سے رزم کا مضمون ٹپکے
برنگ چشم ساغر خون ٹپکے
رہون ای جاہ کر تیغ زبان کو

ذرا پھیر سحر کہ سنج بیان ہو	خبر داران الفاظ دہان	چنین داستندراہ خوش بیانی

سرمہ کشان دیدۂ انجام ہین - ونور افزایان چشم مردت آگین - زندانیان سر حلقۂ سلاسل ساحری وطوق پوشان زندانخانۂ حسرت وناچاری - دردمندان دیدۂ بے بصارت وجگر فگاران مخبر ظلم و مصیبت - کل الجواہر مضامین سے دیدۂ بے نور داستان کو یون نور افزا فرماتے ہین اور میل قلم سے چشم شاہد تحریر مین اسطرح سرمہ لگاتے ہین - کہ بعد روانگی شہزادۂ جہانگیر ذی تدبیر افراسیاب خیرہ صنعت پر تزویر مین حیران ودلگیر آیا یاد کرکے اپنی معشوقہ بے پیر کو رویا پیٹا چلایا نجھے کے پردے اٹھوا دیے ایک طرف دریا دوسری جانب دامن کوہ صحراے سبز دمطراد کھکر اور زیادہ وہ محبوبہ یاد آئی اسوقت اُسکا یہ حال تھا نظم

ہر وقت نئے نئے تصور	تصویر خیال پیش دیدہ	اشک آنکھون مین ایک رخ پر دیدہ
حسرت سے نگاہ سوے کہسار	ہر وقت نئے نئے تفکر	بستر پہ پڑا تھا بیخود و زار
	کوئی کہے ملتفت نہوتا	مُہ ڈھانپ کے چپکے چپکے رونا

ملکہ صنعت نے جو یہ کیفیت دیکھی بادشاہ کی بلا مین لین اور کہا مین تیرے واری ہزارون معشوقین طلسم مین ہین تو کہے تو ابھی حاضر خدمت ہون تیری بلا بیخ کرے یہ کہکر قسمین دیکر بستر غم سے اُٹھایا سامان عشرت مہیا ہو چکا تھا رقاصون کو حکم ناچنے کا دیا ساقی کو ایما کیا کہ اُسنے جام بادہ گلگون بادشاہ کو پلایا غرض جلسہ مسرت شروع ہوا یہ تو اِس مقام پر مصروف نشاط و مسرت ہے - مگر شیرین ہر سوار جو اپنے مقام پر آیا یہ بھی طلسم کے ایک قلعہ کا مالک ہے اُسمین بارہ ہزار ساحر کا لشکر ہے اُس فوج کو کہنے تیار کرایا ساحر اژدر سحر اور طائرون پر چڑھکر چلے دُہر دبجے ناقوس پھونکے شیرنے بھی جھولا سحر کا گردن مین ڈالا اِسکے پاس ایک تو نیا تحفہ جات طلسم مین سے ہے اور ایک لوح اور انگیٹھی ہے تاثیر اُن اشیا کی یہ ہے کہ اگر توبے مین خاک بھر کر یہ اُڑائے تو تمام لشکر حریف کا غافل ہو جائے اور جو یہ کہے بجالائے اور انگیٹھی کا دھوان جس مقام پر بلند ہو کیسا ہی کوئی عیار ہو اِسکے پاس نہ آسکے اگر آئے تو اندھا ہو جائے اور لوح کا یہ اثر ہے کہ جو عیار جس صورت سے اِسکے سامنے آئے لوح پر نام آنے والیکا نقش ہو جائے چنانچہ اِن اشیاے عمدہ کو اپنے خزانہ سے نکلوا کر اپنی جھولی مین رکھا اور اژدر سحر پر سوار ہوا آندھیان اُٹھین بگولے بچھیا کھانے لگے بارہ ہزار ساحر اژدر سحر روانہ ہوے ہر سحر کے غل مچاتے تھے شور روانگی لشکر سے زمین و زمان مین تہلکہ تھا کہ نظم

زمین کانپی سہلے اشجار ہر سو	ہوئی گوگل کی پیدا ہر طرف بو	زمین سے خاک اڑی اٹھے بگولے
بگولون سے ہزارون دیو نکلے	بجا ڈہر دکیا بیرون نے پھر غل	اندھیرا چھا گیا پھر بے تامل
چمک پیدا ہوئی پھر بجلیون کی	گھٹا جادو کی کالی کالی آئی	اسی صورت سے یہ بوم صحرائے

ساحری و جغدویرانہ شمگری دریاے خونروان کے پار اتر کر قریب لشکر حریف شمگر پہونچا وہ بارگاہ مین
تخت پر جلوہ گستر تھی کہ خبر آمد اس خودسر کی سُنی استقبال کرا کر بلوایا لشکر اُسکا اُترواکر
وہ سامنے ملکہ کے جب آیا نذر دی خلعت پایا اُسوقت ملکہ پاس ایک تپلا عرائضیہ صنعت لایا مضمون یہ تھا
کہ اے ملکہ شہنشاہ متصل دریاے دامن کوہ عجائب مین خیمہ اتشاد کرا کر آرام پذیر ہین مگر رنج فراق معشوقہ
سے دلگیر ہین پس تم اپنے شمع رخسارسے تیرگی غم اگردہ کر دمزاج ہمایون شاہ مسرور کرو یہ عرضی لیکر
بادشاہ پاس چلنے کا اُسنے سامان کیا اور سوچی کہ ابھی تازہ وصال قتل معشوقہ کا بادشاہ کو ہوا اسکا رشک
نکرنا چاہیے کیونکہ طبیعت پر کسیکا اجارہ نہین اب یہ غم رفتہ رفتہ برطرف ہوگا دلجوئی تجکو کرنا لازم ہی
غرضکہ شمیر سے بروقت چلنے کے کہا مین شہنشاہ پاس جاتی ہون تمکو جو حکم ہو وہ عمل مین لاؤن اسنے عرض
کیا کہ آپ تشریف لیجایئے مین بھی بعنایت خداوند ساری سب نمکحرامون کو گرفتار کرکے لاتا ہون اور
لشکر دشمن مین جاتا ہون ملکہ یہ سنکر علیحدہ گئی اور حمام کرکے لباس وزیور سے اپنے جسم کو خوب آراستہ کیا
اور بناؤ سنگار کرکے چند کنیزون کو ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور شاہ جادوان پاس آئی اور اپنے غمزہ وناز و
ادائے مستانہ و دلفریب سے پہلوے شاہ مین بیٹھکر دل اُسکا لبھانے لگی ادھر بعد اُسکے جانے کے شمیر
اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور کچھ دیر آرام کرکے اسباب سفر کو درست کیا پھر اژدر آتش بار پر سوار ہوکر تنہا جا
لشکر ملکہ مہرخ چلا یہان ملکہ مذکور مع بہار وغیرہ کے ملکہ حنا سے مرخص ہوکر اپنے لشکر مین آئی تھی
اور لشکر نے بھی کمر کھولی تھی آسودہ ہوا تھا ملکہ دربار مین سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھی عیار بھی صحرا سے بارگاہ
مین آئے تھے لیکن عمرو نہ آیا تھا اسکو شاہ کوکب نے پنجہ بھیجکر صحرا سے اٹھوا لیا تھا یعنی جب حنا
بفتح و فیروزی سامنے شاہ موصوف کے آئی بادشاہ نے پنجہ بھیجکر خواجہ کو بھی بلوایا اور پنجہ کو حکم دیا کہ خواجہ کو بر
پاس پہونچا دے پنجہ خواجہ کو بران پاس لایا یہ اپنجگہ بعزت تمام بیٹھے اور قران دہ کوہ مین آکر مسکن گزین ہوا ورق
بارگاہ مین آکر کرسی پر بیٹھا اور خرغام لشکر مین برائے حفاظت پھرنے لگا اور جانسوز برائے جاسوسی
لشکر حریف مین گیا چنانچہ جب شمیر لشکر اسلامیان کیطرف چلا تو اسنے اُس سے پہلے بارگاہ مین آکر مہرخ

کو اطلاع دی ملکہ خرآمد ساحر سنکر گھبرائی اس اثنا مین خبر آئی کہ وہ ساحر داخل لشکر ہوا ملکہ مذکور نے نامبارک پیشوائی کو بھیجے شیر ہر ایک سے چین بجبین رہا کسی سے کلام نہ کیا اور نہ کسیکا اُسنے سلام لیا لشکر کو بنظر تیز دبنگاہ ستیز دیکھا اور حشمت و جلال لشکر دیکھکر گردن براہ استجاب ہلاتا کہ ان باغیون نے بھی بڑی جمعیت مقابل شہنشاہ پیدا کی ہے اور یہ شان و شوکت ہویدا کی ہے کہ لاکھون کا لشکر اُترا ہوا ہے ہزارہا بارگاہ استادہ ہے وہ کون ایسا سامان ہے جو نہین مہیا ہے غرضکہ اسی آتش عناد و حسرت مین جلتے یہ ناری دربارگاہ دارالامارۃ پر پہونچا یہان کا سامان جو دیکھا اور بھی جلبکر کباب ہو گیا کہ سواریان سرداہ دن کی اور ملازم وغیرہ حاضر ہین پالکیان کارگزارون کی اور سرگرم انتظام ساحر ہین لشکر کی کیفیت اور اسمقام کی زینت بیان کرنے سے طول ہو گا مختصر یہ کہ اندر بارگاہ کے یہ در آیا اسجگہ کو اسنے شوکت مہرخ سربلند پایا چہل ستون مین ہزارہا دنگل جواہر کارگسترده ہے سرداران نامی گرامی اسپر جلوہ فرما ہین باہر چہل ستون کے بھی کرسیان یاقوت نگار بچھی ہین جادوگرنیان مطیع سرداران بیٹھی ہین خشت زرین آبریشم جڑی ہین زمین بارگاہ طلائی ہے کسیطرف بہار کی کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے استادہ ہین کسی جانب مخمور کے اہل عملہ ہین کسی سمت دفتر کھلا ہے عرضیان گذرتی ہین کسیجا تغیشکا مجمع ہے بارگاہ کو شیشہ آلات و تصاویر سے اسطرح آراستہ کیا ہے کہ واقع مین دوطبق بنا دیا ہے مردے یسا دل فراش و خدمتگار کنارے فرش کے حلقہ باندھے دست بستہ حاضر ہین قاعدہ ادب سے ماہر ہین مہرخ اور رنگ آرائے مملکت ہے تاج کئی سو کنگرہ کا گوہر و لعل سے مرصع سر پر قبائے شاہی جواہر دوز زیب قامت پر عظمت ہے وہ رعب و داب ہے کہ روح کیقباد و منوچہر کا زہرہ یہان آنے سے آب ہے خسرو خاور ہر سحر تھرا تا نکلتا ہے یہ نقشہ ہے نظم

خورشید فلک ہے سایہ اسکا	ایسا ہے بلند پایہ اسکا	بابوس کو ہے جو سر خمیدہ
ہے پیر فلک کمر خمیدہ	قیصر ہین کہان یہ جاہ و اجلال	خاقان کو کہان یہ بخت و اقبال
رفعت مین جو دیکھیے فریدون	حکمت مین جو دیکھیے فلاطون	خورشید جمال عالم افروز
ہے جسکا غلام بخت فیروز		

یہ مرتبہ اسنے دیکھکر سررشتہ عقل ہاتھ سے کھویا اور از خود رفتہ ہو گیا ملکہ نے بھی بہ عنایت تمام آنکھون سے سلام لیا پنجہ مژگان کو جنبش دیکر فرمایا کہ آیئے یہ کہکر دنگل خالی جو بچھا تھا اُدھر اشارہ کیا کہ یہ بیٹھا ملکہ نے ساقی کی جانب دیکھا اُسنے جام

شراب اُسکو دیا اُسوقت اُسکو ہوش آیا کہ مین بارادہ رزم آیا تھا نہ بارادہ آشتی پس للکار کر مہرخ وبہا کیطرف خطاب کیا کہ ای فرقہ گمراہان وخودسران مین فرستادہ کشاہ جادوان آیا ہون پیام مرگ تمھارے لیے لایا ہون بڑے حیف کی بات ہی کہ شہنشاہ جس طلسم مین سریر آرائے سلطنت ہون اُس طلسم مین قدم سریر جہانبانی پر بیٹھو سچ ہی بیت غضب یہ ہی کہ زاغ تیرہ صورت ✣ کرے مسکن نشیمن پر ہما کے کیون نہو جب چیونٹی کے پر نکلتے ہین تو قضا آتی ہی اب جلد ہاتھ اپنے رومال سے باندھکر چلو کہ خطا تمھاری شہنشاہ سے مین معاف کرادون اِن باتونکا مہرخ وغیرہ نے کچھ جواب نہ دیا لیکن برق جو کرسی پر متمکن تھا اپنی جگہ پر سے اُٹھا شیر توجوش مین اپنے عتاب کر رہا تھا اِسنے پشت پر سے حلقہاے کمند مارے اور اپنی طرف کھینچا کہ وہ دنگل سے گرا اُسوقت ایک شیر زمین سے نکلا اور نکلکر غائب ہوا برق نے جلد کمند ہاتھ سے چھوڑدی اور جست کرکے باہر بارگاہ کے نکلگیا شیر کو غفلت مین جاکر شیر نے اگلا اُسنے خنجر سحر سے حلقہ کمند کاٹے اور زمین کے اندر اندر چلکر اپنے لشکر کے کنارے پہونچا اور طبقہ ارض توڑکر باہر نکلا اور اپنے لشکر مین آتے ہی حکم دیدیا کہ کمربندی کیجائے لشکری مسلح ومکمل ہونے لگے کرنا کا شور ہوا نفیر سحر بجی ساحر اور جادوگر نیان جھنڈیان ہاتھ مین لیکر اژدر اور طائر سحر پر سوار ہوئے تھالیان مینل کی لیے تھے سیندور کے ماتھے پر دیے ڈھروں بجتا منقل سلگتی بڑی تیاری تھی کہ بموجب نظم

ہر اک بد حقیقت ہر اک تیرہ فام	کہ در جاے شیطان جو لو انکا نام	چلے اژدہون کو اڑاتے ہوئے
فسون سازیان سب دکھاتے ہوئے	کسینے ہوا مین جلائی تھی آگ	کسینے دکھائی تھی منتر کی لاگ
وہ آتش سے منقل دہکتی ہوئی	وہ شعلونکی بجلی چمکتی ہوئی	کمانین کڑکتی ہوئین بیشمار
دہل زن دہل زن تھے آگے نگر	سوار اور پیادون کی جم غفیر	وہ آواز قرنا وہ شور نفیر

یہ خبر بہت جلد جاسوس نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ ہوشیار ہوجایئے فوج دشمن قریب آئی ملکہ مذکور نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی ادھر بھی جلدی جلدی تیاری ہوئی لڑنے والون نے کہ جنگ پر کسی شجاعت شعارون کے منھ پر ہنسی آئی نامردون کے رخ پر اُداسی چھائی شمشیر تیز دم کے جوہر کھلے جلاد کے دستر کھلے ہر غول کا ساتھ بندھا انشاء اللہ مار لیا ہی بہادرون نے کہا نصرت نے ندا دی کہ انجام اچھا ہی یارون کی فتح ہی ایک طرف سے بہار تاج دلبری اور کلاہ سروری سر پر دیگر خمیہ سے نکلی

گویا بہار جانب گلستان شجاعت چلی وہ اُسکا سبزہ رنگ سبزہ آغاز نوجوانون کو حسرت پامالی دلاتا گل بوستان
خوبی روبرو سے رخسار مرجھاتا لڑنے کو جو سینہ تان کر چلی تھی چھاتیون کی سرکشی جان لیے لیتی تھی دشمنون
کے حوصلے دلون سے اُبھرنے نہ دیتی تھی پائنچے کلائی پر ڈالکر قریب تخت سحر آئی غل ہوا کہ لو گلشن لشکر مین
بہار آئی ایکطرف سے محمود غصہ مین بھری بارگاہ سے نکلی آنکھین سرخ ساغر بادۂ احمر تھین متوالون کی
نگاہین اُسپر تھین چہرہ فرط غضب سے تمتمایا ہوا شراب حسن کا نشہ چھایا ہوا چھاتیان برہمی انجمن مزاج
سے دو جام داغ گون مستون کے دل خبر خون گلوے نازک صراحی داریان کی سرخی آسمین اظہار جیسے
شیشہ کی گردن مین بادۂ گلناریہ بھی طاؤس پر بیٹھکر بڑھی ایک جانب سے مشکین موے کاکل کشا
زلف عنبرین سے دشت معنبر کرنے چلی تھی سنبلستان کو سودائی بنانا چاہتی تھی زلف کی ناگن رخسار پر
لہراتی تھی غصہ سے روے رنگین پر پسینا تھا تو ناگن اوس چاٹنے آئی تھی عکس زلف جو سینہ پر پڑا تھا بارہ
قلعہ حسن پر ساحرون کا دھاوا تھا کہانتک گزارش ہو یہ سب جادوگرنیان طرحدار اپنی اپنی سواریون
پر سوار ہوکر بڑھین مہرخ بھی تخت اپنا بڑھاکر چلی دُنکے پر چوب پڑی نقیب للکارے مبارزون کے
ہتیار چمکنے لگے ساحرون کے غول صف باندھکر کچھ زمین پر ٹھہرے کچھ بردے ہوا گئے ہوائین سرد آئین
طاؤس جنگھاڑے اژدہے پھنکارے اسلحہ کی جھنکار گنبد گردون گردان سے پار ہوئی فوج کی گھما گھم سے
قیامت آشکار ہوئی ابر آتے چاند سورج سحر کے نکلکر روشنی دکھاتے آگ تھہر برس جاتے آفت

عظیم برپا یہ نقشہ تھا کہ تنظیم	سیاہی نے گھیرا تھا سارا جہان	نشیب عدم کا زمین پر گمان
کبھی دشت تھا سرخ کالا کبھی	اندھیرا کبھی تھا اُجالا کبھی	نکلتا تھا سورج برستے تھے مار
صدا تھی یہی ہر طرف مار مار	وہ فوجون کی آمد وہ فریاد و غل	وہ باجون کا بجنا وہ شور دہل

حاصل مرام یہ لشکر آراستہ ہوکر ٹھہرا تھا کہ اُسطرف سے شیرین سبز سوار اژدر خونخوار پر سوار مہیب صورت
بنائے منقل طلسمی اِس خوف سے سلگائے کہ کوئی عیار پاس نہ آئے تو بنا ہاتھ مین لیے لوح گلگون ڈالے
سانپکا لے سر سے لیپٹے بھبوت ملے گردن مین ہڈیون کے مالے پہنے پشت پر ترکش اور رسالے لیے آیا اور
ایسا غصہ مین بھرا تھا کہ مہیب بھی اُسنے ندی اتنا تو کہا کہ جو پہلے مار چلے وہ میرا مہمان خبردار ہو جاؤ یہ
کہکر اُس تونبے کا منھ جانب خاک کر دیا خاک جو اُسمین بھر کر لایا تھا وہ زمین پر خاک بسر ہوئی خاک گرتے
ہی آندھی جنگل سے آئی اُسنے اور زیادہ ناؤ مین بحر عالم کے خاک اُڑائی تمام عالم مین باعانت باد تند و

خاک پھیلی زمانہ نے دلکا غبار نکالا یہ مجنون صحرائے ساحری تھا خاک اُڑانے سے تسخیر ہوئی ہر ایک لیلی لشکریان مہرخ نے اُس تیرہ رو کو خاک اُڑاتے دیکھکر ابر سے پانی برسایا کہ بخاک دب جائے آتش فساد سرد ہو دور یہ گرد ہو لیکن وہ خاک باد دکی تھی بلکہ طلسمی تھی جسنے مزاج سحاب بھی مکدر کردیا ابر شق ہوگیا کچھ پانی برس کر رہگیا تھوڑی دیر مین عالم تمام گرد آباد تھا آئینہ مہر کالا ہوا چہرۂ آفتاب گندلا ہوا خاک برسنے لگی اہل اسلام پر تراب کو یاد کرنے لگے گردآت قلب پر وہ صیقل ہوئی کہ دوست دشمن سب کیسان نظر آنے لگا دل صفا منزل خاکساری دکھانے لگا کینہ کا خیال بالکل نرہا سب اپنے اپنے مرکبون اور تختون اور طائرون پر سے اُتر پڑے اور ہاتھ باندھکر صفت وثنا شاہ طلسم کی کرتے آگے بڑھے شیر نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان سبکو گھیر لو فوج نے محاصرہ کرلیا اسنے افسران نامی مثل بہار و مہرخ وغیرہ کئی سو سرداران گرامی کو قید کرلیا ہتکڑیان بیڑیان پہنا کر ارابہ کو حکم دیا کہ بس اب تم اِس لشکر کو گھیرے ہوئے یہین ٹھہرو مین شہنشاہ کے پاس اِن باغیون کو لیے جاتا ہون جب تمکو حکم بھیجون سر سبکے کاٹکر بھیجدینا فوج بموجب حکم رُکی اور لشکر مسحور نے اسکے ساتھ چلنے کا قصد کیا اسنے منع کیا کہ میرے ہمراہ نہ آؤ ایسجگہ ٹھہرو وہ سب ایسے مطیع حکم تھے کہ بہت خوب کہکر ٹھہر گئے لشکر نے اُسکے اِن مجیدون کو گھیر کر مقام کیا کچھ فوج تیار رہی کچھ نے لکر کھولی آرام کیا اور شیر ارابہ اپنے ہمراہ لیکر جانب دریاے خون روان چلا اُسوقت برق جو باگ سے نکلگیا تھا بروقت آمد لشکر یہ لشکر سے بھی دور تھا اسلیے دور از مسحور تھا پس یہ پیچھے پیچھے چلا راہ مین ارابہ پر اپنے سردارون کو دیکھا کہ سحر مین ایسے مبتلا ہین کہ بیہوش ہین آئینہ رویون کے رخسار تابناک پر گرد سحر پڑی ہے صورت ہی اور ہوگئی ہے جو کوئی کہ ہوشیار ہے ایسا بیکس و ناچار ہے کہ آپ اپنے تئین نہین پہچانتا ہے شراب افسون سے کاسۂ دماغ پر خمار ہے یہ حال دیکھکر اُسنے اشک حسرت سحاب دیدہ سے برسائے اور ساحر سے کچھ آگے بڑھکر گیا ایک مقام پر پہونچا کہ چند درخت گنجان وہان لگے تھے بہت سایہ دار تھے نیچے اُنکے ایک کنوان پختہ تھا چبوترہ اُسکا پتھر کا بنا گھڑے رکھنے کے تھالے کنارے بنے تھے چرخ کنوئین پر لگا تھا یہ ماجرا جو اُسنے دیکھا فوراً ایک موٹی مضبوط تک باندھکر جھولی کوڑیان رکھنے کی دھوتی مین بنائی انگوچھا سر سے باندھا بفن عیاری صورت اپنی برہمن کی ایسی بنائی زنار گلے مین ڈالا لٹیا بغل کی اور ڈول پانی سے بھراکر اُوڈول کا

بجانا شروع کیا اس عرصہ مین شیر بھی قیدیون کو لیے اسمقام پر پہونچا ازبسکہ راہ کا تھکا ماندہ تھا
ٹھنڈھا مقام دیکھکر ٹھہرا رابے کے گاڑیان لٹیا ڈور لیکر اترے پانی بھرنے چلے برہمن پکارا
سداجو رہے جو سنکٹ کی ناس چھتر کی سے بھگوان بنائے رکھے مورے مہاتم دھرما تما ٹھنڈھا جل
ہمکا حکم ہو تو ہم پیائی شیر نے گاڑیانون سے کہا مہاراج سے پانی لیکر پیو تم نہ بھرو وہ سب لگے
مہاراج نے لوٹا چکنی خاک سے مانج کر ایکبار کنوین مین ڈبویا پھر وہ پانی اوندیلکر اور لوٹا بھرا اور سب کو
پانی دینا شروع کیا اس ساحر نے خوف عیاران سے زیادہ آدمی ساتھ نہ لیے تھے صرف وہی
گاڑیان تھے جو دم بھر مین سیراب ہو گئے پھر برہمن نقلی نے ڈول پانی سے بھرا اور سامنے شیر کے
لایا کہا مورے گسیان تم ڈول سے پیو اسنے جلپو باندھا برہمن نے اسوقت بیہوشی پانی مین لائی
اور دھار پانی کی اسکے ہاتھ پر ڈالے اسوقت دو بچے پیدا ہوئے اور اسکے ہاتھون پر از خود آگئے
یہ معاملہ جو اسنے دیکھا یوج جوگے مین بڑی تھی اسپر نظر کی اسپر نام کندہ پایا کہ یہ برق عیار ہے یہ دیکھکر
اسنے ایک مٹھی گاڑہ ساحر پر پھینکر مارا کہ عیار مذکور بحس و حرکت ہوا اسنے جو بچے پیدا ہوئے تھے انکو حکم دیا کہ گرم
پانی لاؤ بچے غائب ہو گئے اور پھر پیدا ہوئے ایک آفتابہ جو آب گرم سے بھرا ہوا لیے تھے چنانچہ ایک
بچے نے پانی ڈالنا شروع کیا اور دوسرا اسپر برق کے پھرنے لگا رنگ و غن عیاری سب جاتا رہا
صورت اصلی ظاہر ہوئی شیر نے اسکو بھی ارابہ پر بٹھایا اور اسی سلسلہ سحر کرکے آگے کا راستہ لیا
یہ تو اسطرح روانہ ہے لیکن عمرو جو بران کے پاس فرستادہ شاہ کوکب پہونچا تھا ملکہ نے آنے سے
اسکی خاطر فرمائی انجمن عیش ترتیب دی اسنے عرض کی کہ ای ملکہ معشوقہ افراسیاب قتل ہوئی
ہے اسنے ضرور کوئی آفت برپا کی ہوگی فوج میری گرفتار بلا ہوگی آپ خبر میرے لشکر کی منگا دیجے ملکہ
نے بخاطر خواجہ دو چیلے سحر کے راہ نزدیک سے بھیجے کہ وہ آکر اسیر ہونا مہرخ کا مع تمام لشکر کے دیکھکر آئے
اور سامنے ملکہ کے پہونچکر معرض بیان مین لائے خواجہ تمام ماجرا سنکر گھبرائے بران خود اٹھی کہ
مین جاکر چھڑا تی ہون عمرو نے اٹھکر کمر مین ہاتھ ڈالدیے کہ آپ نہ تشریف لیجائیے ایک ساحر پر
چڑھکر جانا آپکی شان کے خلاف ہے دوسرے یہ کہ شاہ جادوان اس ساحر کی اعانت کو آجائیگا ایسا
نہو کہ مملکت عظیم مین دشمن آپکے گرفتار ہون پھر مین آپکے باپ کو کیا منہ دکھاؤنگا پس مجکو آپ
جلد تر روانہ فرمائیے کہ مین کام اس ساحر نافرجام کا جاتے ہی تمام کرون بران نے کہا اسکے پاس

تحفہ طلسم کے ہین تم اُسپر غالب نہ آسکوگے خواجہ نے کہا مین بہرصورت سمجھ لونگا ایسا ہی آپکو خیال ہی تو جب
مجھپر کوئی آفت خدانخواستہ آئے اُسوقت آپ آیئے گا ملکہ نے بعد محبت بسیار دو تیلون کو بلاکر حکم دیا کہ خواجہ کو
اپنی گردن پر سوار کرکے جس مقام پر کہ شیر ہو پہونچا دو یہ سنکر ایک تیلے نے خواجہ کو گردن پر اپنی بٹھایا
اور دوسرا ساتھ ہوا اور راہ قریب سے چلکر ایسے مقام پر لائے کہ شیر قیدیون کو لیکر اُدھر آئیگا غرضکہ
عمرو نے اُسجگہ اُترکر دیکھا کہ سامنے ایک پہاڑی نظر آتی ہی تیلون سے کہا تم بطور مخفی میرے حال کو دیکھتے
رہو اگر کچھ آفت مجھپر آئے تو ملکہ سے جاکر خبر کرنا تیلے تو چھپ گئے اور عمرو دریا کو مین آیا اور کچھ درخت
کنجان ڈھونڈھکر چند توبڑے زنبیل سے نکالکر پانی بھرکر اُن درختون مین لٹکا دیے مرگ چھالا بچھاکر
آپ بیٹھا صورت اپنی مہنتون کی ایسی بنائی جٹائین بالون کی سر پر پیچ در پیچ باندھین زنجیر کمر سے باندھکر
لنگوٹا کسا موے زہار باہر نکلے ہوئے رکھے جسم مٹی سے بھرلیا کان مین کنڈل ڈالا ایک انگیٹھی آگ سے بھری
سامنے رکھی اور بڑے بڑے لکڑ جنگل سے کاٹکر گرد اپنے انبار کرکے سلگا دیے پھر مالا لیکر مرگ چھالے پر بیٹھا
اور جپنے لگا اُدھر سے شیر برق کو اسیر کرکے جو آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک مہنت درختون کے نیچے
بیٹھا ہی ازبسکہ یہ دھوکا کھا چکا تھا سوچا کہ یہ مہنت بھی کوئی عیار ہوگا یہ سوچکر اسنے لوح کو دیکھا اُسمین
منقوش پایا کہ یہ مہنت نہین عمرو عیار ہی یہ معلوم کرکے اپنے ایک قہقہہ مارا اور کہا ان عیارون نے
مجکو بھی کوئی ایسا ویسا ساحر مقرر کیا ہی انکی قضا خداوند سامری نے میرے ہی ہاتھ سے لکھی ہی پھر
برق سے کہا کہ او عیار اس مہنت کو پہچانتا ہی یہ تیرا باپ ہی اُسنے جواب دیا کہ تمہارا دادا ہی اسنے
جھلاکر کہا ارے یہ عمرو عیار ہی یہ سننا تھا کہ برق نے چاہا مین پکار کر کہون خواجہ سلامت آپ
ہوشیار ہوجایئے اس حرامزادے نے آپکو پہچان لیا ہی شیر اسکے ارادہ کو پہچان گیا کہ یہ چیخ مار کر عمرو کو
بھگانا چاہتا ہی پس اُسنے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھکر مارا کہ برق بول نہ سکا زبان بند ہوگئی یہ سب
ماجرا سامنے سے عمرو نے بھی دیکھا اور سمجھا کہ اس ساحر نے مقرر مجکو پہچانا ہی کیونکہ اسنے لوح کو دیکھا ہی اور
تم سُن چکے ہو کہ اسکے پاس تو بنا اور لوح اور مجمر ہی پس یہ تجویز کرکے کئی سیر خاک بیہوشی لکڑون پر اسنے
بھی چھڑک دی اور جب چھڑک چکا تو اُس آگ کے سامنے ہاتھ باندھے ساحر نے دلمین کہا کہ کیا مکار ہی مجکو
پوجا کرنا دکھاتا ہی تاکہ مین فریب کھاؤن یہ خیال کرکے ارابہ وغیرہ رکو اکر آپ آگے بڑھا کہ مین پکڑ لاؤن
برق بیچارہ اشارہ سے خواجہ کو منع کرنے لگا کہ بھاگ جایئے اسنے اشارہ کرتے جو دیکھا سحر سے بالکل دست و پا

بیکار کردیے برق نے بیقراری کرنا شروع کی اچھلنے اور تڑپنے لگا تاکہ خواجہ میرا حال دیکھکر گلیم اور مہ لین
عمرو نے کچھ خیال نکیا اور شیر ہنستا ہوا کہ جیسا تو یہ مکار مہنت بنا ہو ویسا ہی تو بھی اسکے ساتھ مضحکہ کرکے
اسکو گرفتار کرنا یک قید کرنا اچھا نہین پھر سوچا کہ یہ وہ عیار ہو کہ جسنے ساحر شمش اور دامہ کو ہارا اسکا
عالم کا سر آتارا اسکی اسیری مین دیر کرنا اپنے حق مین زہر ہو مگر اسکا سامری کا قہر ہو پھر سوچا کہ ساحر
شمش وغیرہ غافل تھے اب کیا تو ایسا نادان ہو جو پہچان بھی چکا ہو اور دھوکا کھائیگا فی الجملہ ایسے
ہی کچھ خیال کرتا ہوا اُن لشکرون کے قریب آیا خواجہ نے اسکو گھورا کہا سائین جی میرا بھی سلام ہو
عمرو نے کہا ارے او دنیا دار خوار جا اپنے کام لگ راہ باٹ مین بیچ بڑے بڑے ہین یہان عیار فقیر
بنکے مارڈالتے ہین ابھی کسی سے پالا پڑا نہین ہین تیرے بھلے کو کہتا ہون اسنے جو یہ تقریر سنی شبہ ہوا کہ
یہ کیسی باتین کرتا ہو شاید عمرو نہین ہو کوئی فقیر ہو یہ سوچکر اسنے پھر لوح کو دیکھا اسمین وہی نقش تھا کہ
عمرو عیار بس یہ معلوم کرکے پکارا کہ باش اور زندہ مکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے ساتھ ہی عمرو
بھی للکارا کہ رہ تو جا او حرامی کب بچیگا قتل ہونے سے اسکو غصہ آیا اور دوڑا کہ پکڑ لاؤن دھوئین
مین لشکرون کے تو کھڑا ہی تھا دوڑتے ہی طمانچہ ہوا کا منہ پر لگا بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے دوڑکر خنجر
بران کا ایک ہاتھ مارا خنجر اسکے جسم پر پڑکر اچٹ گیا اسوقت خواجہ نے سیتچہ زنبیل سے نکالکر اسی
آگ مین خوب لال کیا اور اسکے مقام براز مین چلا دیا العیاذ باللہ آنتین دل جگر جلگیا چرآتا ہوا
ساری تڑپکر سرد ہوگیا شور اسکے مرنے کا بلند ہوا بر فباری سنگباری ہوئی پھر آواز آئی مارا شیر مین
ببر سوار جادو کو برق و مہرخ و بہار جملہ سرداران مسحور بیہوش مین آگر فندسے چھوٹے اور
خواجہ سے کہا ہم سب جاکر لشکر اس ساحر کا تباہ اور قتل کرتے ہین یہ کہکر پرواز کرگئے خواجہ نے وہ
لوح اور مجمر اور تونبا زنبیل مین ڈال لیا اور جو کچھ مال ساحر کی جھولی سے پایا لیا یہانتک کہ سحر کرنے
کے لیے جو اسکے پاس بنولے اور ہلدی کی گرہ آرد مانش وغیرہ تھا داخل زنبیل کیا کہ کسی وقت کام
آئیگا یہ تو جھولی کی تلاشی لے رہے تھے لیکن اول مین مسطور کیا گیا تھا کہ شاہ طلسم نے باغبان
وزیر سے فرمایا تھا کہ عمرو جب طلسم کوکب سے آئے تو اسکو اسیر کرلانا وزیر مذکور نے بہر دریافت
حال خواجہ پہلے سحر کے اور طائر وغیرہ مقرر کیے تھے کہ جب کبھی عمرو کو طلسم مین یہان کے دیکھنا تو مجکو
خبر دینا چنانچہ جب سے اتبک اسطرح خواجہ کا آنا ہوا کہ باغبان کا قابو نہ چلا ظلمات لڑتی ہی

اور اُسکے مقدمہ مین دخل دینے کی ممانعت تھی فی الجملہ اسوقت وزیر مذکور اپنے باغ مین زوجہ پاس اپنی بیٹھا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر کہی کہ اسطرح عمرو عیار نے شیر کو آکر مارا اور فلان مقام پر بیٹھا ہی یہ سنکر وزیر بیتابانہ اُٹھا زوجہ نے اُسکی کہا بھی کہ صاحب دیکھو یہ خیال جانے دو عمرو عیار کو نہ قید کرو تمھاری جان رہیگی تو نوکری اور مل رہیگی یہ کام اچھا نہین ہی وزیر نے کہنا اُس وفادار کا نہ مانا اور روانہ ہوا زوجہ بھی اُسکی فرط محبت سے اُسکے پیچھے چلی مگر باغبان بہت جلد اُسجگہ آیا کہ جہان عمرو تھا اور اُسنے آتے ہی ایسا سحر کیا کہ عمرو بیہوش ہوگیا بس اُسنے ایک نارنج سحر پڑھکر لاش پر شیر مین سوار کی مارا کہ وہ لاش شیر کی صورت بنکر زندہ ہوگئی اور ایسی شکل اُسکی بنی کہ دھڑ انسان کا چہرہ شیر کا پس زندہ ہوتے ہی اُس لاش نے کرمین عمرو کے پنجہ دیا اور پرپیدا کرکے اُڑ گئی برق عیار چھوٹکر ٹھہرا تھا کہ آستاد سے ملونگا وزیر کے آنے سے چھپ گیا اور وزیر نے بھی کچھ اُسکا خیال نکیا تھا کیونکر جو یاے عمرو آیا تھا اب برق خواجہ کا حال دیکھکر غمگین ہوا اور اپنے لشکر کیطرف پھر اُس سے پہلے مہرخ دہبار وغیرہ قریب اپنے لشکر کے آئی تھین یہان لشکر جو مسحور یہ سحر تھا وہ بھی ہوشمین آگیا تھا فوج جو گھیرے ہوئے تھی اُسپر حملہ آور ہوا تھا کہ سرداران نامی جاکر پہونچے پھر تو سحر کی مار تیرون کی بوچھار تھی ہر غل مچاتے تھے تلوار سحر کی بجلی بنکر گر رہی تھی مردون کے بار چلتے جسم دشمنان مین چھالے نکلتے ترنج تاریل نارنج سینون کو توڑتے بغیر جان لیے نہ پھٹا کچھ مرنے آفت کا سامنا غضب کا ہنگامہ تھا صفحہ ہستی پر دوان شمشیر کا خامہ تھا ورق حیات پراگندہ دفتر زندگی کا الٹا ہوا شیرازہ اجزاے عناصر کھلا ہوا کتاب چار باب عنصر و پنج فصول حواس سراسر غلط خامہ تن کا کارد تیغ سے سر القط جو ہر شمشیر نقاط صحیفہ شجاعت بلکہ نکات رسالہ جلادت تار رگ جان مسطر جریدہ فرمان قضا خون جسم کا مداد بہر تحریر حکمنامہ مرگ ہر ایک راضی برضا مصروف جنگ ہر ایک فرد و سترگ شورش عظیم برپا لشکر شیر صرف بارہ ہزار ساحر کا تھا اور یہ فوج بہت تھی کچھ ہی دیر لڑائی رہی باہم جنگ آزمائی آخر دہ سپاہ تاب نہ لائی بہت ساحر ہلاک ہوئے تہ خاک ہوئے بہت رو بفرار لائے ملکہ حیرت بھی یہان نہ تھی اسلیے اُسکی فوج بھی حمایت کو نہ آئی اُس لشکر بے سردار نے شکست فاش کھائی اور لشکر حیرت کے قریب بھاگ کر گئے اُسوقت مہرخ نے بھی تعقب کرنا مناسب نجانا طبل فتح و ظفر بجوایا لوٹ مار کرکے بستر پر آکر کمر کھولی سردار داخل بارگاہ ہوئے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے دور جام شراب آغاز ہوا جلسے

چنگ و رباب ہوا اُسوقت برق عیار نے آکر گرفتار ہونا خواجہ کا بیان کیا سردار دعا کرنے لگے
کہ خداوندا بچانا یہ سب تو اِس فکر مین ہین لیکن باغبان جو وہان چلا خیمۂ صنعت مین آیا یہان اُن سب
کو بستر غم سے ملکہ حیرت نے آکر اُٹھایا تھا ملکہ صنعت کرسی زرین پر متمکن تھی کنیزان قمر پیکر سامان انجمن
آرائی لیے حاضر پہلوے بادشاہ مین حیرت جلوہ گر اِسی ہنگام مین باغبان نے پہونچکر بادشاہ کو
تسلیم کی اور کچھ افسون پڑھا کہ لاشہ شیر کا عمرو کو پنجہ مین دابے اُڑتا ہوا خیمہ مین اُتر آیا اور پکارا
کہ ای بادشاہ مجکو عمرو عیار نے مارا یہ کہکر زمین پر گرا مثل مردۂ صد سالہ بیحس و حرکت تھا بادشاہ کو اُسکے
قتل ہونیکا رنج ہوا لیکن عمرو کے قید ہونے کی ایسی خوشی ہوئی کہ سب رنج و غم غلط ہو گیا چند
ساحرون کو حکم دیا کہ لاش شیر کی لیجاکر بڑے سامان سے اُٹھاؤ ساحر حسب الحکم عمل مین لائے بعد
فراغ اِن امورات کے خواجہ کیطرف شاہ متوجہ ہوا عمرو سحر سے باغبان کے بیہوش تھا جب
بادشاہ نے اُسکی جانب توجہ کی وزیر مذکور نے سحر دم کرکے ہوشیار کر دیا عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا شاہ
جادوان سامنے بیٹھا ہے آپ نے آنکھین اپنی بند کرکے کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ کیا خواب پریشان
مجکو نظر آیا کس بخیل و ظالم کا خدا نے سامنا کرایا بادشاہ اِن باتون کو سنکر اُسکی دلیری پر ہنس پڑا کہ باوجود
گرفتار ہونے اِس آفت کے ایسی باتین کرتا ہے غرضکہ بطور طنز اُسنے کہا کہ خواجہ سلامت مزاج اچھا
ہے عمرو نے جواب دیا کہ خدا کا شکر ہے مین بہرحال اچھا ہون ای بادشاہ تم کہو کہ کس آفت مین گرفتار
ہو بادشاہ یہ کلام سنکر خوب قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا سچ ہے مین بڑی مصیبت مین گرفتار ہون کہ پاؤن
مین زنجیر پہنے دشمن کے سامنے حاضر ہون خواجہ نے کہا جو کسیکا گھر لینے آتا ہے وہ زنجیر پہنتا ہے اُسکا کچھ غم
نہین شاہ نے کہا اُس مرد صحرائی کو کب کو لینے گئے تھے کہ وہ میرے مقابلہ مین بھلا کیا آتا اب تم
قید ہوئے ہو تو شاید وہ چھوکری بران آئے لیکن کیا کر سکتی ہے ای عمرو بغیر ڈالے اب تجکو نہ چھوڑونگا عمرو
نے کہا ہمارا خدا حافظ و نگہبان ہے شاہ کو کب کی تیرے مقابلہ مین آنیکی کیا احتیاج ہے وہین سے بیٹھے
بیٹھے وہ تیری سر کوبی کو کافی ہے تو ہین کیا قتل کریگا اگر ہمکو ہاتھ نے اُٹھے تو بحکم خدا پاؤن تیرا ٹوٹ جائے اور
اگر ہمہ ہاتھ اُٹھائے تو ہاتھ ٹوٹ جائے شاہ جادوان کو یہ کلمات سنکر غصہ آیا اور تلوار کھینچکر بغضب
تمام تر اُٹھا اور از بسکہ غصہ مین جو تخت کے نیچے پاؤن اُتارا زیر جامہ کا کونا تخت مین اٹکا یہ تخت کے نیچے
گرا اور عمرو نے کہا وہ مارا کیون مین نہ کہتا تھا کہ پاؤن ٹوٹ جائیگا بادشاہ کے گرنے سے ہر شخص دوڑا

اور صنعت نے سنبھالکر تاج سر پر رکھا اور کہا مین قربان ای بادشاہ اس مجرم کی بات کا بُرا نا
کیا یہ تو اپنی جان پر کھیلگیا ہی اور اگر اُسکو قتل کرنا منظور ہی تو جس ملازم سے اپنے اشارہ فرمایئے وہ سر اُسکا
جدا کر ڈالے شاہ نے کہا مین اسکو دھمکانے اُٹھا تھا یہ باتین ہو رہی تھین کہ گلچین زوجہ باغبان
جو عقب اپنے شوہر کے چلی تھی پتا دریافت کرکے اسی بارگاہ مین آئی یہان بادشاہ اور خواجہ ہمکلام
تھے اسنے معلوم کیا کہ بیشک خاوند تیرا عمرو کو پکڑ لایا ہی بڑا غضب ہوا عیار اب تیرے وارث کو زندہ
نہ چھوڑینگے غرض بادشاہ کو سلام کرکے چپ ہوکر پہلوے شوہر مین جا بیٹھی اس اثنا مین شاہ جادوان
نے حکم دیا کہ جلاد حاضر ہو اور سر اس مکار کا جدا کرے صنعت نے عرض کیا کہ ای بادشاہ یہ مقام سب
حضور کا دیا ہوا میرے زیر فرمان ہی اور مین نے ایک مکان مثل آتشکدہ کے تیار کیا ہی یہان سے
بہت قریب ہی وہ جو سامنے درۂ کوہ ہی اُسکے متصل تعمیر ہی آپ اس مفتری کو دو گھڑی کے لیے اس
مکان مین بھیجدیجیے آپ ہی یہ ہلاک ہوجائیگا بادشاہ نے کہا اچھا روانہ کرو مین چاہتا بھی ہون
کہ یہ بعذاب الیم ہلاک ہو ملکہ صنعت نے ایما شاہ پاکر ساحرون سے حکم دیا کہ عمرو کو اُس مکان مین
لیجاؤ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور نعمتخانہ آراستہ ہی کچھ تشریف لیجلکر تناول فرمایئے بادشاہ خاصہ
نوش کرنے اُٹھا چلتے وقت سحر عمرو پر سے رفع کردیا کہ اب یہ مرنے جاتا ہی پس دو نیچہ سحر کے پیدا
ہوکر خواجہ کو اُٹھا کر لیچلے اُسوقت عمرو نے باغبان کیطرف گھورا ملکہ گلچین ڈری اور خیال کیا
کہ ابکی عمرو جو رہا ہوا تو میرے خاوند کو ضرور مار ڈالیگا اور اگر مارا بھی گیا تو اُسکے شاگرد برق و قران
وغیرہ مار ڈالینگے پس ایکی مرتبہ عمرو کا چھوٹ جانا اچھا ہی کیونکہ تیرے شوہر کا بیچ ہی جب کوئی اور عمرو کو
پکڑ لائے اُسوقت جسکا جی چاہے اُسکو قتل کرے یہ سوچکر اور سب تو بادشاہ کے ساتھ دسترخوان پر
گئے یہ دالے نکلکر باہر نکلی اور جبتک نیچہ خواجہ عمرو کو آتشکدہ مین لیجائین اُس سے بھی پہلے یہ اس
مکان آتشی مین آئی دیکھا تو چھت اور دیوار ستون اور ایوان سب آگ کا ہی مکان ہی یا بیچ آتش
ہی یا منازل دوزخ مین نہایت درجہ کی گرمی ہی دیوارون سے شرارے نکلتے ہین روے ہوا سے
صحن مین انگارے گرتے ہین دوزخ ہاویہ اُس مقام کی گرمی سے شرمندہ اسفل السافلین خجلت

سے سر افگندہ نظم

گلخنِ گرم تھی زمین تمام	چرخ بے سرد خانہ یک حمام	رات سوئے زمین پہ جو انسان

گر ٹپین یون لے جون توے پر پانی ہی	لبسکہ گرمی کی آن مانی ہی	شرم سے آگ پانی پانی ہی

گلچین نے یہ حال اُس مکان کا دیکھکر از بسکہ زوجۂ وزیر ہی ساحرہ پُر تدبیر ہی ایک غلولہ بنج کا اپنی کمر سے نکالا اور افسون تازہ اُسپر دم کرکے زمین پر مارا کہ وہ خانۂ آتش بسان گلزار خلیل بنا آتش نمرود و شان کا بازار گرم سرد ہوا اور جسطرح کسیکا دل ٹھنڈا ہوتا ہی اُسطرح وہ مکان خنک ہوگیا اس عرصہ مین وہ پنجہ خواجہ کو لیکر اُس گھر مین آئے اور دروازہ دا کر کے اندر مکان کے ڈالکر دروازہ بند کرکے چلے گئے کیونکہ اندر جانے مین اُنکو خوف اپنے جلجانے کا تھا غرضکہ جب وہ پنجہ چلے گئے خواجہ نے اُس مقام کو بظاہر تو ہمسر جہنم پایا لیکن اپنے جسم کو ضرر آتش سے محفوظ دیکھا اِس اثنا مین گلچین تہ زمین سے نکلی عمرو کو باادب اُسنے تسلیم کی اور بمنت عرض پیرا ہوئی کہ ای خواجہ مہربان یہ کنیز ناچیز آپ کی خدمتگزاری کو حاضر ہی میری تقصیر جو کچھ ہو اُسکو آپ معاف فرمائین مین ہر چند اُس مریلے ناشاد کو منع کرتی ہون مگر وہ جوانامرگ نہین مانتا مُوا وزارت کے گھمنڈ پر ہی کہتا ہی کہ مین نکحوامی نکرونگا پس آپ مجھ لونڈی کے حال پر نظر عنایت فرمایئے میرے شوہر کو نہ قتل کیجیے گا مین آپکو آپکے خدا کا واسطہ دیتی ہون خواجہ نے کہا تو کبتک اُسکی سفارش کریگی مثل مشہور ہی کہ بکرے کی ماں کبتک خیر منائے گی ایکدن فرزند کو چھری تلے پائیگی ساحرہ نے عرض کیا کہ ایکی مرتبہ تو اُسکا قصور معاف فرمایئے پھر جو بے ادبی کرے تو سمجھ لیجیے گا خواجہ نے کہا اچھا ایکی خطا اُسکی معاف کی مجکو قید سے رہا کردے ساحرہ نے ایک ماش پڑھکر مارا کہ زنجیر جو خواجہ کے پاؤن مین تھی کٹ گئی اور دوسرا افسون اُسنے پڑھا کہ دروازہ اُس مکان کا کھل گیا اُسنے کہا کہ آپ یہان سے نکلجایئے خواجہ اُس مکان سے جلد باہر آئے اُس مکان کو صنعت نے از بسکہ بہر مجرمان زندان مصیبت مقرر کیا تھا اسوجہ سے بیرسحر کے بھی مقرر کیے تھے کہ وہ بیرون مکان محافظ تھے جو کوئی نکلجائے اُسکو حتی الامکان روکین اور نہین تو خبر اُسکی مالک مکان کو دین پس عمرو جو باہر مکان کے نکلا بیرون نے غل مچائی کہ لینا جاتا ہی خواجہ نے جلد گلیم اوڑھ لی بر آتش کے شعلہ بنکر ہزارون ہر سمت دوڑے لیکن کہین پتا نہ ملا غوغاے عظیم برپا کیا کہ افسوس مجرم نکلگیا شاہ جادوان خاصہ نوش کرکے تخت پر آکر بیٹھا تھا اُسنے بھی غل سنا ملازمون سے کہا ذرا خبر لینا یہ غل کیسا ہی سنے کہا بلا لون عمرو عیار مکان آتش مین قید ہی وہ جلکر مرگیا ہوگا اُسیکا غل ہوگا یہ کہہ رہی تھی کہ بیر

سحر کے طائر سبے سامنے آئے اور عرض کیا کہ مکان آتش کا دروازہ کھولکر ایک مجرم نکلگیا ہمنے ہرچند تلاش کیا نہ ملا یہ سُننا تھا کہ صنعت خود اُٹھکر اُس مکان مین آئی دیکھا کہ وہان خواجہ کا نشان بھی نہین اُسکو غصہ آیا اور دلسے کہا تو نے ناحق اُس مفتری کو قتل نہونے دیا اب تیری قید سے وہ بھاگا بادشاہ کو مظنۂ بد تیری جانب گذریگا اور اب تجکو اُس عیار کو گرفتار کرنا پڑیگا لیکن بغیر کسکے شریک ہوئے یہ عیار رہا نہین ہوا پس بغضب تمام اُسنے سحر پڑھکر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ ایک پتلی زمین سے نکلی اور کہا ہوئی کہ ای ملکہ آپ خفا کیون ہوتی ہین مجھکو بھیدی لنکا ڈھائے ملکہ گلچین جادو پہلے اس مکان مین آئین اور ایک بیضہ یخ کا مارا کہ مکان سرد ہوگیا پھر خواجہ کو اسطرح سے نکالدیا یہ کہکر پتلی غائب ہوگئی اور ملکہ گلچین ایک گوشۂ مکان مذکور مین چھپی کھڑی تھی کہ خل برطرف ہوجائے تو مین نکلجاؤن اب پتلی کا بیان سنکر سمجھی کہ تو پکڑ جائیگی پس پرواز کرکے وہانسے چلی بیرو غیرہ اسکے پیچھے چلے صنعت نے بھی کچھ ساحرا سکے پیچھے بھیجے لیکن عمرو جو اس مکان سے نکلا سوچا کہ ای عمرو اب اس قید کرنیکا بدلا افراسیاب سے لینا چاہیے اور بن پڑے تو ملکہ صنعت کو مارنا چاہیے بس یہ تجویز کرکے صورت اپنی خدمتگار دن کی ایسی بناکر بارگاہ مین آیا اور ایک جگہ کھڑا ہوا اُسوقت ہزارہا پتلا حاضر بارگاہ تھا اور بادشاہ چھوٹے جانے سے خواجہ کے بہت متفکر تھا چارطرف نگاہ کر رہا تھا کہ یکایک عمرو سے آنکھ چار ہوگئی اور اُسنے بزور سحر پہچانا کہ یہی عمرو ہے اور آنکھ ملتے ہی عمرو بھی سمجھ گیا کہ اُسنے تجکو پہچانا بس فوراً جست کرکے چلا کہ بارگاہ سے نکلجاؤن شاہ جادوان نے افسون پڑھا کہ پتلے جو حاضر دربار تھے اُنمین سے ایک نے دامن پکڑ لیا خواجہ نے دامن جلد چاک کردیا اور بھاگا شاہ نے نعرہ مارا کہ بچانے پائے کئی پتلے پرچھائین بنکر لپٹ گئے دست و پا بجیں و حرکت ہوئے گر پڑا بادشاہ نے فرمایا کہ مشکین باندھکر لے آؤ پتلے باندھکر سامنے حاضر لائے اس عرصہ مین صنعت مکان آتش سے پھرکر آئی اور عرض کیا کہ ای بادشاہ آپکے وزیر کی زوجہ ملکہ گلچین تو عمرو سے ملی ہوئی ہے اسطرح اُسکو رہا کردیا شاہ نے فرمایا کچھ غم نہین پھر وہ پکڑ لیا گیا اب اُس باغیہ کو بھی گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ سحر کرے اُسوقت اور ماجرا سنیے یعنی بقدرت فراش بساط ارض و خیمۂ آسمان یہ خیمہ صنعت نے اس پار دریاے خون روان کے اِستاد کرایا تھا پس برق نے جیب لشکر مین جاکر حال گرفتاری خواجہ بیان کیا اتفاق سے مہتہ قران بھی حاضر دربار تھا اُسنے عیارون سے مشورہ کیا کہ معلوم کرنا چاہیے شاہ طلسم کہان ہے اور مقام

پیدا کرکے بہر رہائی خواجہ جانا مناسب ہی غرضکہ لشکر حیرت مین جاکر کیفیت معلوم کی کہ اسطرح صنعت نے خیمہ کنارہ دریا کے ایستاد کیا ہی اُسیجگہ بادشاہ ہی یہ دریافت کرکے صورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی اور لشکر حیرت مین جو طوائفین رہتی ہین اُنمین سے ایک کو خرچی دیکر اپنے ساتھ لیچلا جب صحرا مین پہونچا اُس طوائف کو بیہوش کرکے ملکہ گلچین کی ایسی صورت اُسکی بنائی اور ایک چادر مین لپیٹ کر کندھے پر لاد کر بارگاہ افراسیاب مین آیا بادشاہ اسوقت خواجہ کو گرفتار کرکے گلچین کے پکڑنے کو سحر کیا جاتا تھا کہ اِسنے تسلیم کی اُسنے اِسکو پشتارہ بردوش دیکھکر پوچھا کہ کسکو لائے اِسنے کہا گلچین کو ای بادشاہ اِسکو آپ لیجیے اور عمرو پر سے سحر دفع کر دیجیے کہ مین ایک ہی ہاتھ مین سر اُسکا جدا کردون مجکو اِس عیار نے بہت ستایا ہی ہزارون مرتبہ گھر میرا لوٹا ہی بادشاہ نے اُسکے کہنے سے سحر خواجہ پر سے سحر دفع کر دیا اور آپ چادر سے گلچین کو کھلوانے لگا سب ساحرون کی نگاہ اُسوقت جانب پشتارہ گلچین تھی اِس ساحر نقلی نے جلد خواجہ کو اُٹھاکر پشت پر لادا اور سرا پچہ ڈراکر باہر بارگاہ کے پہونچکر نعرہ کیا منم قران عیار بادشاہ نے نعرہ سنکر کہا لینا ساحر دوڑے قران تو کسی مقام پر چھپ گیا اور عمرو نے گلیم اوڑھ لی ساحر ڈھونڈھکر پھر گئے اور بادشاہ نے گلچین نقلی کو ہوشیار کرایا اُسکی جب آنکھ کھلی پکارکی دہائی ہی شعبدہ کی مجکو ساحر طمع زر دیکر لایا اور اُسنے یہ میرا حال بنایا بادشاہ نے منہ اُسکا دھلوایا دیکھا تو ایک زن پیر ہی اُسکو چھوڑ دیا اور ایک ساحر کے ہمراہ لشکر حیرت مین بھجوا دیا لیکن صنعت نے بادشاہ سے کہا کہ حضور یہ بھید نہون مین ابھی اُس ناعیار کو لاتی ہون یہ کہکر زمین پر گری اور مثل مشعل روشن ہوگئی پھر مشعل کی لو مین سے دھوان نکلا اور میل بنکر بلند ہوا اور ایکطرف چلا اِس اثنا مین بادشاہ نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ باغبان کو بھی پہرے مین کرلو ساحرون نے باغبان کو گھیر لیا وہ زیر چپ کرسی پر بیٹھا رہا بلکہ گردن جھکا کر رونے لگا اور گل بوستان وفاداری سرو باغ غمخواری دلبر دہ چین یعنی زرچین اِسکی ملکہ گلچین جو دلفگار لائی نسیم آسا ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچی دیکھا کہ اِس مقام فرحت انجام مین تمہاری حکومت ہی گل زیبندہ اورنگ سلطنت ہی ہوا ہوا خواہی کا مثل اراکین دولت دم بھرتی ہی بلبل بصد عشرت چہچہے کرتی ہی زلف سنبل دام مکر بچھائے ہی کمند گرہ گیر عیاران کی صورت بنائے ہی نرگس زرگل کی نگاہبان ہی سرو ہر ایک پاسبان ہی گل اشرفی کو تحویلداری ہی سوسن کی زبان سے یہ حکم جاری ہی کہ لالے کی پلٹن تیار رہے گل عباس قرنا پھونکے ترک ہزار ہا رسالہ دار رہے خزان

قدم یہان نہ دھرسکے فوج ہوشیار رہے نظم

پس اِ ملکارا لاکر خود روسے یون ہین	زنگین شتاب مست فیلان کوہسار	دوگلے ہزار رنگ کے پہنا دین اُنپر کو
موج ہوا ملک ہو زرہ پوش باگی اُر	تقسیم کردین فرقہ بفرقہ چو نہین چلتہین	دین دو بنی رسالہ گل ہو امیدوار
کہدین کہ چار نہر سے گلشن کے صحن باغ	چار آئینہ کو سج کے رہے مستعد کار	پس اُس مقام نزہت افزا کو

دیکھکر یہ تسلیم گلشن حیا زمین پر گری شبنم نمط یا برنگ صبا سبزہ زار پر لوٹنے لگی اور صورت اپنی بدل کر ایک گل خوشرنگ کی بنا کر ایک گھنے شجر کو دیکھکر کہ جسمین ہزار رنگ کے پھول کھلے تھے پس اُسی درخت مین اُڑکر پھول بنی ہوئی لگ گئی ساحران باغی جو پیچھے اُسکے آتے تھے ہر سمت تلاش کرکے پھر گئے اُسطرف سے گل بوستان عیاری جو بھاگے راہ مین مہتر قران نے کہا اُستاد درہ کوہ مین چلیے کچھ کھانا مین پکاؤن کھالیجیے خواجہ نے کہا مین گرسنہ جان ساحران ہون جبتک کوئی عیاری معقول کرکے کسی زبردست ساحر کو نہ قتل کرونگا اُسوقت تک بھوک پیاس مجکو نہین ہے قران یہ سنکر درہ کوہ مین چلا گیا اور خواجہ فکر عیاری مین چلے مگر یہ گمان تو رفع ہو چکا تھا کہ کوئی میری گرفتاری کو آتا ہوگا اور ہر وقت یہ گلیم اوڑھے بھی نہین رہتے ہین اب بھی گلیم اُتار کر چلے جیسے ہی کچھ دور گئے کہ اُنکطرف سے دھوان پیدا ہوکر چار طرف اُنکے ہو گیا اور لکڑین دھوئین کی زنجیر کی طرح گردن و کمر مین لپٹ گئین سیہ بختی نے نیا رنگ دکھایا روز سیاہ گرفتاری پیش آیا وہ دھوان ٹھہرے ہوئے پھر ساحر بادشاہ جادوان کے لایا اور وہ دھوان پھر صنعت بنا اور خواجہ کو بھین اُسنے کرکے بادشاہ سے کہا کہ ای شہنشاہ مین نے قسم کھائی ہے کہ اِسیوقت اِس ناعیار کو قتل کرونگی پس آپ حکم قتل دیجیے بادشاہ نے جلاد کے حاضر ہونے کا حکم دیا جلاد ایک ساحر تیرہ رو چوڑا تیغہ باندھے لنگ کھاروے کا کسے سرجم و سیہ دل سامنے آیا شاہ نے فرمایا کہ لیجا اِس مجرم کو اور سر کاٹ لا جلاد خواجہ کو کشان کشان باہر خیمہ کے لایا بادشاہ بھی باہر برآمد ہوکر سامنے بیٹھا ہزارہا ساحر گرد و پیش ایستادہ ہوا جلاد نے چبوترہ ریگ کا بنا کر بوریاے ہلاکت اُسپر بچھایا اور خواجہ کو اُسپر بٹھایا اور کوسنے کا خط گردن پر دیا اور حاضر خدمت شاہ جادوان ہوکر عرض رسا ہوا کہ ای شہنشاہ حکم اول ہی ذرا سوچ سمجھکر دیجیے گا کہ مارڈالنا میرا کام ہے جلانا میرا کام نہین بادشاہ نے فرمایا کہ بزار حکم کا یہ حکم دیا جاتا ہے کہ جلد اِسکو قتل کر جلاد نے آکر تیغہ اپنا تولا اور پکارا کہ ای گروہ تماشائیان مست جاؤ کہ خون گنہگار تمپر نہ پڑے اُسوقت عجب طرح کا

غوغا تماشہ بینوں کا بلند تھا کوئی نادان عشرت کر رہا تھا کوئی دانشمند عبرت پذیر تھا کہ افسوس اس چرخ کجرفتار دگردون مدار کا یہی طور ہی بسا صاحب جور رہی اولوالعزمان دہر کی ذلت کا ہمیشہ خواہاں رہتا ہی سربلندون کا دشمن جان رہتا ہی کہ ابیات

ہرگز کسی گرہ کے لیے جز خراش دل	مانا نہ آسمان نے کبھی ناخن ہلال
روشن طبیعتون سے بُرا ہی یہ تیرہ عقل	کرتا ہی نور مہر کے سایہ کو پایمال
رکھتا ہی پرغرور کو جون نیزہ سربلند	جون جادہ خاکسار کو دی ہی زمین پامال
ہر روز نعمتون سے کرے سفلہ کو غنی	محتاج نان شب ہو سدا صاحب کمال
پارے کو دے ہی رتبہ اکسیر بعد مرگ	دولت کبھی کسیکو ندی ہی نہ زوال

خلعت کا تو یہ حال ہی اور جلاد حکم ثانی دریافت کرنے بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا مگر خواجہ نے جو سامنا موت کا دیکھا برجوع قلب درگاہ کبریا مین استغاثہ کیا اور خاصان خدا کو پکارا النظم

یا امیر المومنین دریاب زود	ورنہ جلاد غم بسمل نمود	تو کہ سلمان را رہانیدی ز شیر
در خلاص من اسیرے چیست دیر		

یہ استغاثہ مقبول درگاہ دافع البلیات ہوا یعنی دمپتلے جو اسکو لیکر بران کے حکم سے آئے تھے چنانچہ جب اسکو لاشہ شیر کا لیکر اڑا تھا اسیوقت سے پتلون نے جاکر بران سے حال گرفتاری عرض کیا تھا ملکہ نے ہما و جادو وغیرہ سے کہا کہ اب کیا منھ دکھاؤگے خواجہ کو کہ وہ اسطرح اسیر ہوئے اور ہم بیٹھے رہے ای ہما اس راز کو کسی سے نہ کہنا مین یکہ و تنہا بہر رہائی خواجہ جاتی ہون یہ کہکر برنگ بوے گل غائب ہوگئی اسوقت نسیم عنبر شمیم ایسی چلی کہ مشام ملکہ ہما و جادو بس گیا اور ملکہ بران نظر نہ آئی یہ خاموش ہو رہی لیکن وہ چمن ہاے حدیقہ سلطنت ملکہ بران بصد شوکت سناٹا بھر کر اپنے طلسم کی سرحد پر آکر ظاہر ہوئی اور فرط غضب سے لب رنگین مثل گل بید اسکے کانپے مسی طائر رنگ حنا کیطرح لبون سے اڑکر بلند ہوئی تھوڑی دیر مین اودی گھٹا کوہسار کی طرف سے اٹھی اسوقت ملکہ موصوف ہنسی لالی پان کی لبون سے چھوٹکر اس گھٹا مین بجلی جاکر دبی پھر ملکہ لالہ فام بالحان دلکش کچھ گنگنائی صداے نغمہ نے صورت طاؤس و کبک کی بنائی اور اس گھٹا مین جاکر مور کوکنے اور تدرو قہقہے لگانے لگے پھر ملکہ گلعذار نے اپنے ہاتھ بلند کیے ایک تخت یاقوت احمر کا ابر مین پیدا ہوا اس ماہتابان حسن نے اپنے تئین چاند بناکر اس تخت پر

پہونچایا اتبو عالم ہی اور نظر آیا کہ اودی گھٹا مین چاند نکلا ہوا گویا شاہد دہر نے مسی ملکر چاند ٹیکی کو ماتھے پر لگایا تھا نہین نہین فروغ حکم ملکہ بران کو سر پر فلک نے چڑھایا تھا کہ نظم

برج حمل مین مہر کے خاور کا تاجدار — طمطراق ہی اب خزان پہ صف لشکر بہار — ہین کشتی و وزیر جو مریخ و ماہتاب
اُنکو یہ امر ہی کہ امیران نامدار — مُنھ کھولدو خزائن گل اشرفی کا تم — لیکر قلم کو ہاتھ رکھو پیادہ و سوار
طاؤس نام وہ جو ہین اس فوج کے نقیب — کرتے ہین یہ صدا کہ جوانان لالہ زار — باہم سے دستہ دستہ جدا ہو کھڑے ہو
ہان جلد باندھکر کر کینہ استوار — میدان صاف کرتی ہی جارو بدست ابر — تا وقت کار دامن گل سے نہ الجھے خار

مور شور کرتے بجلی چمکتی لواے فتح و ظفر کی پرچم ہلتی رعد نقیبون کی طرح گرجکر للکارتا ترک ہوا تیز اندازی ہوئی ملکہ نسرین بدن کی سواری جانب حریف روان تھی جدھر سے وہ گھٹا نکلتی کیفیت بہار ظاہر ہوتی صحرا صحرا گلہاے بوقلمون کھلجاتے بلبل کے ترانہ دل لبھاتے یہ تو اس سامان سے روانہ ہی لیکن بعد اسکے چلے آنے کے ملکہ مجلس جادو لڑکی اسکے مقام پر آئی ملکہ ہما کو چپ اور پریشان دیکھکر گلے سے لپٹی اور متحیر ہوکر گویا ہوئی میری امان جان سچ بتاؤ تم چپ کیون ہو میری جان کی قسم میری اچھی امان آخر کیا ہوا جو تم رنجیدہ ہو ہما نے اُسکو مگر کا کہ تجکو ہر بات مین خیال مین آتا ہی خواہ مخواہ بھی میرے پیچھے پڑگئی مین رنجیدہ کیون ہونے لگی اُسنے کہا اچھا بتاؤ امی جان یعنی ملکہ بران شمشیر زن کہان ہین اور اگر نہ بتاؤگی تو مین اپنی جان دیدونگی یہ ضد اُسکی دیکھکر ملکہ ہما ناچار ہوئی اور چپکے سے کہا بیٹا کسی سے کہنا نہین عمرو گرفتار ہوا ہی اُسکے چھڑانے کو گئی ہین یہ سنکر مجلس خاموش ہورہی اور کچھ دیر مین بھلا وادیکر بالاے بام گئی اور کہا مجکو تشنۂ شراب اسوقت زیادہ ہی کوئی بک بک نکرے مین ابھی رام کرونگی کنیزین جو بہر خدمت ہمراہ تھین اُنسے بھی حکم دیا کہ یہان سے چلی جاؤ وہ سب چلی گئین اور جو دلیری سے ٹھہر گئین اُنپر اسنے الزام رکھکر نکالا ایک کو خوب مارا کہ مالزادی تو نے مجکو راہ چلنے مین دھکا دیا تھا دوسری کی جانب دیکھکر کہا گھورتی ہی تیسری سے کہا تو بڑبڑاکر مجکو بُرا کہتی ہی غرض اسطرح الزام دیکر سبکو وہان سے نکالدیا بالاخانے کا دروازہ بند کرکے آپ ایک سحر ایسا پڑھا کہ ایک عقاب تیز پرواز اُڑتا ہوا روے ہوا سے اسکے پاس آیا یہ جست کرکے اُسپر سوار ہوئی اور بہر امداد ملکہ مذکور جانب طلسم ہوشربا چلی لیکن اول حال بران سینے کہ یہ ماہتاب بنی ہوئی ابر سحر مین چمکتی صحرا و کوہ کو سر سبز کرتی اُس مقام پر کہ جہان خواجہ زیر تیغ تھے پہونچی شاہ طلسم نے ساحرون سے کہا کہ دیکھو کیا شکار

گھٹا اُٹھی ہی ملکہ حیرت نے کہا موسم برشگال بھی قریب آیا ہی یہ گفتگو ہی تھی کہ یکایک وہ ابر تمام عالم پر محیط ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی عالم محویت ہر ایک پر طاری ہوا مگر صنعت جادوگرنی زبردست ہی یہ اُس گھٹا کو دیکھکر سمجھی کہ مقرر اسمین کوئی آفت ہی پس جلاد کو للکاری کہ جلد اِس گنہگار کا سر کاٹ جلاد نے تیغہ بلند کیا اور خواجہ نے نگاہ یاس جانب فلک دیکھا اُسوقت اُس ابر مین بجلی کوندی اور شمشیر وہ بجلی چاند بنگئی اور اُس چاند کے دو ٹکڑے ہوئے ایک ٹکڑا تو جلاد پر گرا اور دوسرا ٹکڑا خواجہ پر آیا اور اسقدر روشنی ہوئی کہ وہ زمین مطلع الانوار بنگئی سبکی نگاہ خیرہ ہوئی اور چاند کا ٹکڑا ہلال بنکر شمشیر کا کام کر گیا جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے اور خواجہ پر جو ٹکڑا گرا تھا اُسمین سے پنجہ پیدا ہوا کہ عمرو کو اُٹھا کر بلند ہو گیا اُسکے بلند ہونے سے کچھ روشنی کم ہوئی اور شاہ جادوان نے دیکھا کہ سب ساحر بیہوش پڑے ہین اور جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے ہین عمرو کو چاند کا ٹکڑا لیے جاتا ہی بس اِسنے گھبراکر کمر پر اپنی ہاتھ ڈالا اور ایک گنبدی سامری کے گنبد کی نکالی اِس خیال سے کہ یہ دختر شاہ کوکب مالک طلسم نور افشان ہی بغیر تحفہ طلسمی کے زیر نہو سکیگی چنانچہ اس گنبدی کو افسون پڑھکر اُس چاند پر کھینچ مارا بس وہ گنبدی روے ہوا پر جاکر کشادہ ہوئی اور ایک ٹکڑا اُسکا نیچے چاند کے آگیا اور دوسرا سر پر چاند کے آکر مثل سرپوش ڈھنکا پھر تو زمانہ اندھیر ہوا وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا گویا زمانہ نے گریبان چاک کیا مور چنگھاڑنے لگے جیسے اہل ماتم شور کرتے ہین کبک عوض قاہ قاہ کے آہ آہ کرنے لگے برق سحر کا دل بیقرار ہوا تڑپنے لگی کالی گھٹا نہ تھی دنیا سیہ پوش ہوئی تھی بہار کی نظر مین عالم تمام غبار ابر یسان غمناکان اشکبار کہ بموجب مطلب

نہ فقط دیدۂ نرگس ہی کو حیرانی ہی	زلف سنبل بھی گرفتار پریشانی ہی	دل مین لالہ کے جو داغ غم پنہانی ہی
گل بھی سو دانۂ چاک گریبانی ہی	دہن غنچہ کو گفتار کی قوت کیسی	پا بگل سرو ہی رفتار کی طاقت کیسی

ملکہ **بدران** عالیشان کا اُس برج مین مقید ہونا تھا کہ اُسنے انتہا کا زور کیا اور از بسکہ نہایت زبردست ہی مگر کیا کرے کہ ملک پرایا اور مقابلہ شاہ جادوان کا اور سحر بھی وہ سحر کہ تحفہ گنبد سامری کا لیکن یہ شاہزادی باز نہ آئی اِسطرح مثل برق اُس گنبد سے تڑپ کر اڑی کہ چھت اُس گنبد کی شگافتہ ہوئی مگر سر اِسکا بھی پھٹ گیا اور ایسا صدمہ پہونچا کہ عمرو ہاتھ سے چھوٹکر اُسی گنبد مین گرا اور یہ سناٹا بھر کر جو چلی ایسی رنگی مزاج پرستوں تھی کہ خواجہ کے گر جانے کا مطلق خیال نرہا آپ اُس برج سے نکلکر دور ایک بیابان مین جا کر گری اور اُسوقت کی سرد سیکی اس ماہ سپہر علائی کی اور پریشانی

کل بوستان زیبائی کی عجب عالم دکھاتی سر جو شق ہو کر خون بالوئین بھرا تھا شفق شام کا دھوکا
تھا یا مانگ مین سیندور بھرا تھا خون بہکر ا تھا تر ہو گیا تھا گویا خونریزی عشاق کا اُسکے سر شکا تھا
رخسار پر خون کی بوندون کا ڈھلکر آنا اور جم جانا مصحف رخسار پر شنجرفی آیتون کی گنڈیان
بنا تھا نہین نہین دکان محراب ابرو کے نیچے جوہری حسن نے پارہ ہاے یاقوت رمانی کو چنا تھا
وہ دوپٹا سر سے سرکا ہوا ہر عضو بدن کھلا ہوا فرط نزاکت سے ہانپتی ہوئی ران ہر ایک کانپتی
ہوئی زلف رخ پر بکھری ہوئی کافر خونخوار کی طبیعت دل لینے پر بھری ہوئی دل نازک دھڑ دھڑ
کرتا تیوری چڑھی ہوئی کمان تین قلاب کھنچی ہوئی غرض یہ کمان ابرو کشیدہ خاطر ہو کر پھر قاصد
ہوئی کہ جاکر دوبارہ اِس گنبد پر گردن پھیر خیال کیا کہ تو زخمی ہو چکی ہے اور یہ سحر زبردست
ہے رد نکر سکیگی تو بھی چلکر کوئی تحفہ طلسمی لا اور اِس سحر پر سبقت لیجا یہ سوچکر نخبیدہ خاطر راحت
فزا ہوئی راہ مین ملکہ مجلس اسکو ملی کہ عقاب پر سوار آتی تھی اُسنے تسلیم کر کے حال مزاج ہمایون پوچھا
اسنے سب کیفیت بیان کر کے کہا کہ ای فرزند اب پھر چلو تدبیر کامل کر کے آئندہ آئینگے مجلس نا چار
اِسکے ساتھ ہوئی اور یہ اپنے مقام پر آکر تدبیر مین مصروف ہوئی اسطرف شاہ طلسم ہوش ربا نے
بزور سحر معلوم کیا کہ بران تو اِس برج سے نکلگئی لیکن عمرو رہگیا ہے اور برج مین شگاف بھی پڑگیا ہے
ایسا نہو کہ وہ عیار رخنہ پرداز نکلجائے پس اسنے اُڑکر اپنے تئین سقف برج پر پہونچایا اور ہاتھ سے
افسون پڑھکر اُس شگاف کو بند کیا وہ شگاف برابر ہو گیا خواجہ اُسمین بیہوش پڑے ہین جب آنکھ
کھلتی ہے تو اندھیرا نظر آتا ہے پھر بیہوش ہو جاتے ہین یہ بھی مصلحت خدا کی ہے کہ اِنکو بیہوشی طاری ہوتی ہے
ورنہ دم اندھیرے مین خفا ہو کر نکلجاتا انکا تو یہ نقشہ ہے لیکن بادشاہ ساحران برج سے اُتر کر دربارگاہ پر آیا اور
ایسا سحر پڑھا کہ جملہ ساحر جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوئے بادشاہ نے صنعت سے کہا کہ اِسطرح سے وہ
چھوکری کوکب کی آئی تھی مگر میری قید سے نکلگئی اور اُسنے چاہا تھا کہ عمرو کو مجھسے لیجائے بھلا کیا میرا سامنا
کر سکتی مجکو رحم آگیا کہ اُسکو نکلجانے دیا ورنہ وہ بھی نہ جاسکتی اب اِس مفتری ناعیار دزد مکار کو یون ہی
بروے ہوا قید رکھنا چاہیے آپ ہی بے آب و دانہ مر جائیگا اور دیکھون تو کون اِسکو اِس برج غضب سے
میرے رہا کرتا ہے اب ایسے مین خوب موقع ہے کہ میدان خالی ہے کوکب کیطرف طلسم کشا کو بھیج چکا ہون
وہ اُسکی فکر مین ہوگا عمرو میری قید مین ہے پس ایک ساحر زبردست کو بھیجکر سب نمکحرامون کو قتل کرانا چاہیے

اور مین کوہ نیلم پر جاتا ہون وہان سے ایک ساحر مالک مرحلۂ طلسم کو مع تحفۂ طلسم کے جانب کوہ عقیق بھیجونگا
کہ کام لشکر حمزہ کا تمام کردے ملکہ صنعت نے عرض کی کہ ای شہنشاہ واقع مین یہ تدبیر اچھی ہے پس بادشاہ
نے ملکہ حیرت سے کہا کہ ای ملکہ تم لشکر مین اپنے باؤ مین ساحر نامی بہر جنگ باغیان بھیجتا ہون ملکہ ہند کو
سوار ہوکر لشکر مین آئی اور سریر حکومت پر بیٹھی اور اپنے دربار مین قید ہونا خواجہ کا رج غضب مین بیان
کیا طائران سحر نے یہ خبر جاکر ملکہ مہرخ سے عرض کی ملکہ اور تمام اہل دربار ساحران ذی وقار غم مین
خواجہ کے بیقرار ہوئے اور ہر ایک نے قصد کیا کہ اُس گنبد پر جاکر گرین یا اپنی جان دین یا گنبد کو بالکل
کرکے خواجہ کو رہا کرین لیکن بہار نے ہر ایک کو منع کیا کہ ذرا توقف کرو بران زخمی ہوکر گئی ہے ضرور
اسکا کچھ نتیجہ ہوگا اور اگر کچھ نہو سکے تو آئندہ جان دینے کا اختیار ہے اسکی فہمایش سے ہر شخص دست بدعا
ہوا اور اپنے ارادہ سے باز رہا اور از بسکہ وہ برج غضب اس پار دریاے خون روان کے ہے تو ساحران
لشکر جابجا کر دیکھ دیکھ آتے ہین اور وہانکی خبر ہر وقت کی رکھتے ہین یہ تو سب اس کاروبار مین ہین لیکن
بادشاہ طلسم سے ملکہ صنعت دست بستہ عرض پیرا ہوئی کہ ای شہنشاہ مین امیدوار ہون کہ خطا
باغیان وزیر کی معاف فرمائی جاے اس بیچارہ نے سواے نمک حلالی کے کوئی امر خطا کا نہین
کیا بادشاہ نے کہنے سے اُسکے خطا اُسکی معاف فرمائی اور حکم دیا کہ اپنے مقام پر جاے وزیر وہان سے
روانہ ہوا اور تلاش مین اپنی زوجہ کے چلا حال اسکا بیان ہوگا اب بادشاہ نے اپنے ارادہ کے بمجوب
سحر پڑھکر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور اُس آندھی سے ایک ساحر عجیب الخلقت نکلا کہ تمام جسم
اُسکا گول مثل منقل کے تھا اور مُنھ جسطرح انگیٹھی کا جوف ہوتا ہے اسطرح کا تھا اُس مُنھ مین زبان مثل انگارے
کے دہکتی تھی آنکھ برنگ شعلۂ آتش لپکتی تھی ہر بُن مو سے شعلہ آگ کے نکلتے تھے خدا کی پناہ ایک بلاے
مبرم و آفت زمانہ وہ تیرہ رو تھا بادشاہ نے اُسکا سلام لیکر خطاب کیا کہ ای مجمر آتش زبان جادو
تم جاکر ملکہ حیرت کی خدمت مین حاضر ہوا در مقابلہ کرکے لشکر مخالف نمکحرامہ غارت و برباد کردو اُس آفت
روزگار نے کہا بہت اچھا بادشاہ نے فرمایا کہ اور تو کوئی جادوگر تمھارا کچھ نہ کرسکیگا کسلیے کہ تم رہنے
والے ظلمات طلسم کے ہو عیارون سے بچتے رہنا اور عیار اب چار باقی ہین انکا سردار اور اُستاد عمرو
عیار تو میری قید مین ہے شاگرد اسکے باقی ہین اُنھین سے بچنا اور افسوس کہ بران میری قید سے
نکلگئی نہین تو اُسکا بھی خوف نہ تھا خیر تم جاؤ مین سمجھ لونگا اُسنے عرض کیا کہ سلمری کی عنایت سے

زبان میرا کچھ بنا سکتی ہو اور نہ میرا کوکب کچھ کر سکتا ہو اقبال حضور کا شریک چاہیے یہ کہکر آداب بجالاکر رخصت ہوا اور اپنے مقام پر آیا پردۂ ظلمات مین ایک قلعہ ہو کہ نام اُسکا دُخانیہ ہو یہ اُس قلعہ کا حاکم ہو لاکھ ساحر اسکا ملازم ہو اسنے آتے ہی حکم تیاری لشکر دیا پچاس ہزار ساحر بہر نگہبانی قلعہ چھوڑا اور پچاس ہزار اپنے ہمراہ لیا دُہرد کی صدا پر پر شکل زاغ منڈلائے اژدہے پھنکارتے ہوئے آئے ساحر سوار ہوکے جو جو کا غل بلند ہوا دل دہر خوف سے دردمند ہوا آگے تمام لشکر کے مجمر اژدر آتش بار پر سوار پیچھے اُس تیرہ سر کے طاؤس و بوتیمار و ہلیس و باز و اشتر بردار کی قطار اُنپر ساحران غدار و نابکار سوار سحر سے اُنکے تاریک تمام روزگار کہ بموجب ابیات

کبھی نظرون مین تھے وان کے روز و شب گم
کبھی آتش سے سب جلتا تھا جنگل
ہوا کا نام بھی ہوتا نہ زنہار
ہزارون تھین بلائین وحشت انگیز
غرض وہ لشکر گمراہ و جاہل

کبھی تھے اک جگہ خورشید و انجم
کبھی اسطرح جون برسے ہی بادل
مگر تھی فوج مین اژدر کی پھنکار
کہ وحشت جنکی تھی عالم کی خونریز
چلا جاتا تھا بس منزل بہ منزل

باین کر و فر وہ خود سر جب قریب لشکر حیرت پہونچا طائران سحر نے خبر آمد اسکی ملکہ بے ہنر کو پہونچائی اُسنے گیسوے بن شہاب اور شہاب جادو وغیرہ ساحران نامی کو برائے استقبال بھیجا فی الجملہ مجمر بدخصال داخل لشکر ملکۂ زشت خصال ہوا لشکر اُسکا اُترا اور اُسنے آکر ملکہ کو نذر دی خلعت پایا اُس روز اور ایک دن اور بارگاہ اپنے لیے آراستہ کراکے آرام کیا دوسرے دن جب مجمر فلک سے شعلۂ آفتاب سرد ہوا اور رونق گرم بازاری روزگار کی نظم

عروج مہر پہونچا جب لب بام
تو لی ظلمات نے دربار کی راہ

اُتری پرتب آیا اختر شام
سر شام وہ ساحر ناکام دربار ملکہ حیرت بدانجام مین آیا اور مجھکر

موافق تھا جو اقبال شہ کا

بیخواری کرنے لگا جب دماغ نشہ سے گرمایا ملکہ سے عرض پیرا ہوا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے ملکہ نے فوراً کوس حربی پر چوب دلوائی فلک کو چکر ہوا زمین تھرائی طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکہ موصوف یہ خبر سنکر نہایت اندیشہ ناک ہوئی اور رنگ اُسکے چہرہ کا متغیر ہوگیا چشم نمناک ہوئی اسلیے کہ یہ ملکہ نانی مہ جبین کی ہو اور عزیز دار بادشاہ طلسم ہو اور بسبب سن زیادہ ہونیکے

ساحران نامی اور اُنکے حالات کو جانتی ہی یہ حال ملکۂ نیک خصال دیکھکر مہتر برق فرنگی نے کہا
کہ ای ملکہ تمکو اِس ساحر سے بہت بڑا خوف پیدا ہوا اِسکا کیا سبب ہی ہمنے بارہا عرض کیا کہ مالک
ہمارا رب ہی نظر بفضل کریم کارساز رکھو اور حکم نواخت طبل جنگ دو انشاء اللہ ہم فتح پائینگے اور
مشیت ایزدی مین ہماری فتح نہین ہی تو مارے جائینگے ملکہ مذکور نے فرمایا کہ ای مہتر خدا اِس موذی
کے شر سے ہمکو بچائے اِس حرامزادے پر سحر اثر نہین کرتا ہی اور نہ اِسکی کسی حربہ سے قضا ہی ہان
اگر پانی سامری و جمشید کے غسل کا ممکن ہو اور اُسمین تلوار بجھائی جائے جب اِس خیرہ سر کی
قضا آئے برق نے کہا تم اِن خیالون مین نہ پڑو نفیر بجاؤ پانی غسل سامری کا کیسا مین آب تیغ عیار
سے غسل اُسکو دونگا سیسہ گرم کرکے پلا دونگا پانی دانہ سب دھرا رہیگا جہنم مین بھیجا ہوگا ملکہ نے کہا ای مہتر
اِسپر تم ہرگز عیاری کرنیکا ارادہ نکرنا اِسنے کہا بسر و چشم ہمنے سنا ہی ہمارا تو عیاری کرنیکا پیشہ ہی اسوقت
ملکہ بہار نے بھی کہا کہ ای ملکہ مہتر صاحب سچ فرماتے ہین لڑنے مین پس و پیش کیا اگر چہار چشم
دو زبان جادو جو زیر زمین کی اِس طلسم مین مالک ہی آئے تو ہم اِس سے بھی لڑین چاہے
جان جائے یا رہے ملکہ مہ خ نامور نے یہ کلمات دلیرانہ سنکر نظر بفضل رب اکبر فرمایا کہ نفیر سحر کو دم دیا تو اُس
دمانے جادو کے بجنے لگے دلاور آگاہ و ماہر ہوئے دربار شام کا موقوف رکھا گیا بہادر اپنے خیمہ مین مُہیا سامان جنگ
کرنے لگا ساحر سحر جگانے لگے بہ بلانے لگے کج فہم خم شمشیر و خنجر کا خوف کھانے لگے دل کی اُلجھن کو کمند گرہ گیر
سمجھے ترقی حوصلہ کو بازوے شمشیر کی جانکر مرنے کی تدبیر سمجھے غرض ہوم کے دھوئین سے وہ بن کھلی بن تھا
ہر بہادر پیلتن تھا نامرد بھاگنے پر تیار مثل ہرن تھا مترون کی جاپ ہر سو تھی آتش سحر کی برنگ معشوق شعلہ خو
تھی ہواے سحر کے سنسنے چراغ خرد گل کرتے تھے آندھیان چلتی تھین کلوا بھیرون کا سا حر دم بھرتے تھے دُہل
کی صدا پر چرخ ستمگر کا ایسا بیرنا چتا تھا ہندوے زُحل کا سنیچر بنکر سر چڑھنے کا ارادہ تھا ساحر لوا ہن رنگ
مین تھے بہادر تیاری آلات جنگ مین تھے شاہد شجاعت کو سنوارا تھا بسان عاشق جان دینے
سے دل نہارا تھا کمند ہر ایک مثل زلف پیچ جانان جسمین اُلجھا ہوا رشتۂ جان بہادران خنجر بکف نظر مین
ابروے خوبان جس سے ذبح ہونے کا ارمان تیر گویا تیر مژگان تیغ ہر ایک تیغ نظر معشوقان کمانون پر

ابرو سمجھکر قربان جان جانبازان کہ نظم

بلسن کے یقین ہی کہ سید آئین جسکی ٹھہری	للکارین ہیلونکے تین کھینچکر کٹارین	گو ہر کرے اُس آن مین رستم کا گاہر

بیت الخلا کو یاد کرے سام بار بار	مرثنے کا جو بین برزد و غلط کے روز	ہو جائین اُنکے سامنے آنکھین کر قرار
پتلا زیادہ پانی سے ہو اُنکے پس حضور	دُالے ہر ایک اپنی سپر کو حباب وار	لشکر مین تو یہ تیاری ہو رہی ہے

لیکن مہتر برق اپنے لشکر سے نکلکر کنارے لشکر حیرت کے آیا اور ایک ساحر ملازم وضع کی صورت بنکر داخل بارگاہ ملکہ موصوفہ ہوا دیکھا کہ مجمر بڑی عزت سے دنگل پر بصد شوکت بیٹھا ہے ملکہ اور ارکان دولت سب خاطر اُسکی کر رہی ہین جام شراب چل رہا ہے برق یہ ماجرا کھڑا دریافت کر رہا تھا کہ اسکو صرصر عیارہ نے دیکھا کیونکہ جب حیرت طلسم مین چلی گئی تھی تو عیار بچیان بھی اپنے ملک کو روانہ ہوئی تھین ملکہ کے آنے سے یہ بھی آئی ہین غرض جب صرصر نے اسکو دیکھا آہستہ سے کہا کہ ارے موے کیون اپنی جان دینے آیا ہے برق تو اور ہی مطلب سے یہان آیا تھا اسوجہ سے اُسکو کچھ جواب وہ نہوا اور جست کرکے سرائچہ فراکر نکلگیا یہان غلغلہ ہوا کہ عیار سرائچہ فراکر گیا ہے صرصر نے کہا برق تھا جب مین نے پہچانکر اُسکو قید کرنا چاہا تو وہ نکلگیا مجمر یہ حقیقت سنکر چپ ہو رہا کچھ بولا نہین کر بطور مخفی اُسنے سحر کیا کہ حال اُسکا آگے کھلیگا فی الجملہ کچھ دیر تو مجمر ملکہ کی بارگاہ مین بیٹھا رہا پھر اُٹھکر اپنے مقام پر پھر آرام آیا لشکر مین اسکے تیاری رزم کی ہو رہی تھی ساحر ہوم اگیار کر رہے تھے بہادر تیز خنجر و تلوار کر رہے تھے اسنے بھی آکر چند منتر اپنے جگائے پھر سو رہا اور برق جو بارگاہ سے نکلگیا تھا یا تو عیاری کرنے آیا تھا یا خود بخود دلمین اسکے آیا کہ اپنے لشکر مین چلو زیادہ رات گئے آکر سمجھ لینا یہ سوچکر اپنے لشکر مین آکر وہ خیمہ جو اسکے آرام کے لیے معین ہے اُسمین آیا اور آرام پذیر ہوا بعد کچھ دیر کے اُٹھا اور قصد کیا کہ اب چلکر کچھ فکر کرون لیکن ایسا نشہ اُسوقت زیادہ معلوم ہوا کہ سر پکڑ کر تا تھا یہ پھر لیٹ رہا اور سو گیا اور ایسا سویا کہ رات بھر آنکھ نہ کھلی جب دیگیدان عالم مین ہیزم شعاع آفتاب جلکر شعلہ ور ہوئی اور منقل شب مین انگارے ستارون کے بجھے کہ ابیات

ہوا پھر صبح کا شعلہ شرر بار	اُڑا عنقا صفت رنگ شب تار	جو پر کالا ہوا پھر چہرہ ہو زرد
ہوا تاریک عالم جلوہ پُر نور	ہنگام سحر برق خواب غفلت سے بیدار ہوا دیکھا تو لفیر سحر بج رہی ہے	

دنگون پر چوب پڑتی ہے لشکر عازم جنگاہ ہے وقت صبح کا ہے دلمین اسنے کہا ای برق تو ایسا سویا کہ صبح ہو گئی اور رات کو از خود لشکر مخالف سے پھر آیا اور بغیر شراب پیے ایسا نشہ ہوا کہ تجھ سے اُٹھا گیا اور اسمین مقرر کچھ اسرار ہے بڑا زبردست یہ مجمر ناہنجار ہے حاصل کلام خیمہ سے باہر آیا تو لشکر کو روبراہ پایا ملک

مہرخ تخت پر سوار برابر اُسکے تخت کے تخت ملکہ بہار گلدستے تخت پر رکھے ابر کے ملکے سر پر سایہ کیے
ایک طرف ملکہ مخمور نشۂ حسن سے مغرور برابر اُسکے ملکہ سرخمور لور جواہر مین سے آراستہ موبمو ایک سمت
اگہ زلف آرا زلف اُسکی دام بلا غرض اسیطرح یہ سب شہزادیان لشکر بیکران ہمراہ لیے سحر کی نیرنگیان
دکھاتی روانہ تھین لشکر مین باجے طرح طرح کے بجتے دلمین سوز و گداز پیدا کرتے ہوائین ٹھنڈھی آتین اور
برستے جنگل مین پھول کھلتے اس کیفیت و بہار سے سب فوج غنچہ باندھے وقت سحر لشگفتہ خاطری جانب

میدان روان کہ نظم

ترکش لگا کے دینے کو تصویر بہار		گلگونہ اپنے ترک ہزاردن ہوے سوا
ترکِ صبا کہے ہے مرا تیر باز گشت	ہو پشت پر حریف تو نکلے جگر کے پار	دامن کو باندھ باندھے مستعد ہر دو
قمری ہر ایک کہتی ہے یون نعرہ مارکے	ایسا نہو کہ طعن کرین ہمکو بلبلین	لڑیو قدم کو گاڑکے یاران راہدار

خلاصہ مرام بڑے تزک و احتشام سے لشکر وارد معرکہ کارزار ہوا اُسطرف سے مجمر پچاس ہزار ساحر سایہ
منش ہمراہ لیکر رزمگاہ مین آیا ساحرون کے تختون کے آگے ڈنڈے اور بانسریان بجتی ہوئین اژدر پھنکارتے
تھالیان پیتل کی چمکتین نرسنگے رکھے بجنے اکر میدان مین پڑا جیا ملکہ حیرت بھی کئی لاکھ ساحرون کو
تیار کرکے علیحدہ میدان جنگ سے استادہ ہوئی صفین آراستہ کی گئین میدان جنگی نشیب و فراز سے
برابر کیا ابر سا ساحرون نے برسایا عرصۂ نبرد آمیہ سان صاف نظر آیا نقیب نقابت کرکے ہٹے
اُسوقت لشکر حریف مین علمہاے سیاہ کے پرچم کھلے دہل جنگ بجا کر کالا ہوا لشکر کے سردار رہوا
اپنے بڑھاکر حاضر رکاب افسر ہوے مجمر نے اپنا اژدر میدان مین نکالا اور بہت کچھ نیرنگ و شعبدہ سحر کے
دکھاکر نعرہ مارا کہ اے گروہ گمراہان واے فرقہ نمکحرامان آؤ مقابلۂ مردان مین یہ عیب اُس ستمگر کی سنگر ملکہ
مہرخ کیطرف سے ایک افسون خوان نامور سامنے اُس کینہ پرور کے آیا اور طالب ضرب ہوا
مجمر نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک تیغ مثل برق شرربار روے ہوا پر از خود پیدا ہوکر اس نیک
کردار کے اوپر گری ہر چند اسنے رد سحر کیا لیکن برق اجل نے خرمن حیات کو جلایا جسد دو ٹکڑے ہوا
شور مرنے کا بیرون نے مچایا مجمر پھر للکارا کہ کسے دیگر را بفریبید تا ذالقہ مرگ بچشد۔ اسطرف سے ملکہ
سرخمو اجازت اپنے حاکم سے لیکر طاؤس اژدر سامنے آکی اُسنے پہلے تو وہی تیغ کی بجلی گرائی جب
ملکہ نے سحر سے پنجہ پیدا کرکے وہ تیغ رکوالی یعنی پنجہ اُس شمشیر مین لپٹ گئے اُسوقت دوبارہ اُس
بچیا نے ایک زنجیر فولادی اپنی کمر سے کھولی اور چرخ دیکر ملکہ موصوفہ پر لگائی حلقہاے زنجیر مثل کمند

گر پکر گردن و کمر مین ملکہ دلگیر کے اُلجھے اُس پیر نے جھٹکا دیا کہ یہ طاؤس سے گر کر زمین گیر ہوئی اور ہر چند چاہا کہ رکون مگر سنبھل نہ سکی گھبرتی ہوئی چلی اُسنے ساحرون سے حکم دیا کہ باندھلو ساحرون نے آکر گرفتار کر لیا اور ایک زنگی تیر زمین سے پیدا ہو کر اُس بیچاری کو اندر زمین کے لیگیا یہ کیفیت دیکھکر ملکہ زلف آرا نے کہ جسکا نام مشکین موے کاکل کشا بھی ہی اپنے ہنس کو اُڑایا اور سامنے اُسکے آکر اپنے جوڑے سے ایک پیکان نکالکر سحر دم کر کے اُسپر مارا اُسنے سحر پڑھا کہ پیکان اور سمت چلا ایک دانہ ماش کا نکالکر منتر پڑھکر جو مارا ملکہ زلف آرا انپھر کی ہوگئی فلک نے نئی سنگدلی دکھائی کہ اِس صنم زیبا صورت کی شکل تصویر آذری بنائی یہ حقیقت اُسکی زبردستی کی دیکھکر لشکر مہرخ پر بیم و ہراس طاری ہوا مگر ازبسکہ مدت سے ایسی آفتین جھیلتے چلے آتے ہین بدنیوجہ ثابت قدم رہے اور لرزان جادو نے باجازت مہرخ جاکر سامنا کیا اور بغیظ و غضب تمام ایک تلوار اُس بدانجام کے لگائی اِس خیال سے کہ جو پہلے مار چلے وہی میری ہی لیکن اُسنے ہنسکر ایسا سحر پڑھا کہ چار پنجہ پیدا ہوئے دو پنجہ تو تلوار مین لپٹ گئے کہ ضربت سے مجبر محفوظ رہا اور دو پنجون نے لپکر کلائی مین تلوار چھین لی اور مشکین باندھکر لیگئے اسیطرح اُس نابکار نے شام تک انواع و اقسام کے سحر کیے اور بہت سے ساحر و ساحرہ لشکر مہرخ کے گرفتار ہوئے اگر شرح اُسکی کیجائے تو بہت طول کلام ہوگا حاصل مرام جب ساحرۂ شب نے دانۂ انجم پڑھکر عرصۂ فلک مین پھینکے ساحر روز رو نمودار لایا کہ بہت غرض مثل مرض گھٹنے لگا دن + چھپا جلد اسقدر گویا نہ تھا دن + شام کو مجبر نافرجام نے للکار کر کہا کہ اے فرقہ گمراہان پردۂ شب تمھارے بچنے کے لیے عالم مین حائل ہوگیا اب بھی سرکشی و نخوت سے باز آؤ ورنہ ہنگام سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہی جان کی تمھاری خریداری ہی یہ کیکر طبل بازگشت بجوا دیا لشکر میدان سے پھرے حیرت سریر سے اُس خیرہ سر کے زر نثار کراتی ہوئی اور تعریف کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی اور لشکر نے پڑاؤ کر کھولی اسطرف ملکہ مہرخ رنجیدہ و پریشان مراجعت فرما کر علو شان سے داخل بارگاہ عالیشان ہوئی وہ سردار جو مقید ہوگئے ہین اُنکے ہنگامون پر غاشیہ ڈلوا دیے اور اشک حسرت بہائے فوج بھی متردد و پراگندہ خاطر اُتری خصوصاً وہ لشکر کہ جنکے افسر قید ہوئے ہین نہایت ہی مضطر بتھا ہر سمت رنج و الم کی تقریر جان دینے پر آمادہ صغیر و کبیر ناچ نہ راگ کا چرچا غم کا گھر اگ پھیلا ہوا اُدھر جب وہ بیدین یعنی مجبر لعین اپنی بارگاہ مین آیا میخواری

کرکے کرایا اور حکم دیا کہ نقارہ رزم کا بجے بمجرد حکم ساحرون نے طبل جنگی بجایا ساتھ ہی ہزارہا گھنٹے اور ناقوس بجا دل ترک دہر و ساحر فلک کا دہل گیا اُسطرف کے ساحر تو خوشی کر رہے تھے کہ کل دشمن کو مار کر دولت عظیم و گنج فخیم پائینگے یعنی مال عدو تاراج کرینگے اور جلد وے فتح کرنے رزم مین بادشاہ سے انعام بیکران پاکر راج کرینگے غرضکہ خبر نواخت طبل جنگ مہرخ دلتنگ کو طائران سحر نے پہونچائی ملکہ کے منھ پر اُداسی چھائی مگر ہمت مردانہ کو اُس زن شیر دل نے کام فرمایا بے اختیار نفیر سحر کو بجایا کوس حربی ادھر بجی گڑگڑایا صدائے نقارۂ جنگ سنکر لشکر مین بہادر بشاش ہوئے بزدل و نامرد بدحواس ہوئے لب پہ یہ کلمہ تھا کہ ہم آج یہان اے کاش ہوئے بہت سے تو رات ہی سے کنارہ کر گئے سوچے کہ ہم یہان جائینگے اور ہول کھاکر مرگئے شجاعت شعاران حالی تیاری مین اسباب جنگ کی مصروف ہوئے ساحر سحر خوان تھے مبارزون کے تیز ہوتے خنجر بران تھے انکو نہ پروائے مرگ نہ فکر عیال جوش تہوری سے چہرہ لال نامردون کا خوف سے بُرا حال یہ لوگ ایسا سمجھے کہ موت کا آنا برحق ہے پھر اُسکا کیا قلق ہے بزدل کہتے جان بچانیکا حکم حق ہے پھر اسی بات کا دل کو قلق ہے فی الجملہ یہان تو یہ ہنگامہ ہے لیکن برق بانہائے عیاری سے درست ہوکر پھر روانہ ہوا اور آج مطلق شراب نہ پی اسلیے کہ کل کا ایسا حال نہو پس جب اپنے لشکر سے نکلکے چند قدم آگے بڑھا راستہ بھولکر کسیطرف اور چلا گیا کچھ دور چلکر خیال آیا کہ لشکر دشمن اسطرف کہان ہے جو تو جاتا ہے یہ سمجھکر اُدھر سے پھرا اور اپنی دانست مین لشکر مہرخ کی جانب قدمزن ہوا مگر بھٹک کر اور سمت ہوگیا آخر اپنے دل سے کہا کہ اے برق آج راہ لشکر عدو سے گمراہ ایسی دشوار ہوگئی کہ اُس لشکر کا کمین پتا نہین یہ سحر ہے اُسی مہرخ حرامزادہ کا پس رات بھر مین ہزارہا تدبیرین کین مگر اُس فوج مین جانا ممکن نہوا آخر وقت آیا کہ مجمع ستارون کا عرصہ فلک مین پراگندہ ہوا اور پنجۂ مہر پنجۂ علم کیطرح دشت عالم مین تابندہ نظم

کسی نے دی صدا اے آمد صبح	بندھی ہر سو صدائے آمد صبح	سحر کا دانت تھا ہی شب کے اوپر
وہ آئی مشعل خورشید لیکر	صبح کو مہتر برق اپنے لشکر مین آیا لشکر جانب دادگاہ روانہ تھا ملکہ مہرخ دلیران سوار ہوئی تھی ساحرون کے دل سوارون کے پرے پیادون کے غول بعظم و شان تمام جاتے تھے صحرا مین اس فوج کے پہونچنے سے نئے لطف نظر آتے تھے وہ نور کا تڑکا اور جنگل سرسبز اور اسمین گلرخ جادو گرنیون کا لباس نارنجی و زعفرانی پہنکر آنا طرح طرح کے پھولونکا گویا صحرا مین کھلجانا شفق سحر پھولی تھی لال گرتی کی طپن یہ رنگ دکھاتی نسیم سحری دل مین سوز و گداز بڑھاتی

کبھی سب ہلکے ابر آتے وہ نور صبح مین اور زیادہ لطف بڑھاتے خلاصہ یہ کہ اسطرح وارد عرصۂ نبرد ہوئے اُدھر سے مجمر فوج بیکران لیے آیا حیرت نے بھی اکر لشکر کا ایک سمت پر اجمایا ساحرون مین دہرو بجا لشکرون نے قرنا کو دم دیا صفین کھنچین تیغین چمکین علم کھولے ساحر جی جی پکارے بہادرون نے نعرۂ بل مین مبارز مارے نقیب آگے بڑھکر للکارے کہ عالم مین سدا کون رہا ہی دلاورونکا نام بہادرون کا کیا ہی کام لڑکر ہوجانا تمام دیکھو اب نہ رستم ہی نہ سام یہ کہکر نقیب ہٹے لڑنے والونکا دھما بڑھا رن سر چڑھا مجمر اژدر اُڑا کر اجازت حیرت سے لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلبی کی یعنی للکارا کہ اے گنہگارانِ مین نے چاہا تھا کہ تم بچ جاؤ مگر تمنے نمانا قضا ہی تمھاری آئی ہی خیر آؤ میرے مقابلہ مین اُسوقت زلزلہ جادو نے چاہا کہ مین غرق زمین ہوکر قلاب ارض کو جنبش دون لیکن زمین کو مثل سنگ سخت پایا تا چار قدم جانب میدان بڑھایا اور جاتے ہی ایک تیر کمان سحر مین رکھکر حریف کے لگایا اُسنے سحر پڑھکر پھینک دی ایک پنجہ قرولی لیے پیدا ہوا اُسنے تیر کو کاٹ دیا اور پھر مجمر نے دوہتڑ زمین پر مارا کہ زمین سے ایک زنگی تیرہ درون پیدا ہوا اور زلزلہ کے اکر لپٹ گیا اُسنے ہر چند سحر سے اُسکو قتل کرنا چاہا لیکن نہوا اور اُسنے مشکین باندھ لین اور زمین مین لیکر غائب ہوگیا یہ حال دیکھکر ملکہ بہار کو تاب نہی اور تخت اپنا آگے بڑھایا ملکہ مہرخ نے لاکھ لاکھ منع کیا کہ تم بچاؤ مگر اُسنے نمانا اور سمت میدان دوڑائی ہوئی بہار عالم اُسپر بلا گردان ہوئی وہ چہرہ پر غصہ آیا ہوا پسینا پیشانی پر نکلا ہوا جوڑا ارغوانی بلگجا ہوا تیوری چڑھی زلف رخ پر بکھری ہوئی کھپہ پر اصحاب فیل کی چڑھائی

نظم

ناگنی بیچ مین آ اُسکے نہ مانگے پانی	کیل جائے وہین کالا جو ڈسے اُسکی لٹک	قتل کر سکتا یہ جوہر نہو شمشیر کے بیچ
اُسکے ابرو سے مشابہ نہ بنائین چتنک	رنگ رخسار سے شرمندہ ہو کندن کی دمک	آگے غمزے کے خجالت زدہ سو بنکی ٹھمک

جب یہ بہار بوستان حسن سامنے اس خزان رسیدہ کے پہونچی اُسنے ایک نارنج اسپر مارا ملکہ نے انگشت حنا آلودہ سے اشارہ کیا کہ نارنج اُلٹا پھر گیا مجمر نے نارنج اپنا آپ روکا یعنی زمین مین غرق کردیا اب ملکہ بہار نے ایک گیند اپنے گلدستہ سے توڑ اُسکا سینہ تاک کر مارا اُسنے گیند اسکو توڑتے دیکھکر غور کیا کہ اس گلعذار کے سحر کا توڑ تجھسے نہو سکیگا پس بہت جلد اپنے جوڑے سے ناریل نکالکر افسون دم کرکے اُسنے تو گیند مارا اُسنے ناریل مارا گیند اتوجا کر اُسپر پڑا اور ناریل اُسپر پڑا نہ یہ اُسکے سحر کا رد کرنے پائی اور نہ وہ دفع کر سکا برابر سے جو سحر ہوا دونون بیہوش ہوگئے اِنکے بیہوش ہوتے ہی اکیطرف سے بلبل

اگر نا ہوا آیا اور ایک سمت سے ایک پتلا پیدا ہوا بلبل نے تو پر اپنے روے گلعذار ملکہ بہار پر ملے
اور نغمہ سنجی کی کہ ای بی بی بسان سبزہ خفتہ پایمال ہونے کو تمھارے دشمن سوگین نرگس کیطرح ہمیشہ
بیدار ہو اٹھو عدو روسیاہ کو لالہ نمط داغ دو داغی غلام اپنا بناؤ ملکہ بہار ان باتون سے اس بلبل شیوا زبان
کی برنگ شمیم گل فرش خاک پر سے اٹھی اور اُدھر اُس پتلے نے پانون دباکر مجمر کو ہوشیار کیا جب یہ دونون
مبارزان کینہ خواہ بیخبر استادہ ہوے مجمر کو اپنے بیہوش ہوجانیکا بڑا رنج ہوا اور فرط غضب سے ایک مٹھی بھر
ماش لیکر اور افسون اُسپر دم کرکے ملکہ بہار پر جلدی تمام مارے وہ چھرا ماشون کا ملکہ نے تیرون کی طرح
آتے دیکھکر سحر پڑھا کہ سپر پیدا ہوکر جسم کی پناہ ہوگئی مگر وہ ماش اگر لشکر ملکہ بہار و مہرخ مین گرے
ہزارہا آدمی کو مثل خدنگ دلدوز توڑ گئے اور وہ مرکر گرے بیرون نے غل مچایا شور قیامت خیز
بلند ہوا تمام لشکر کی صفون مین تلاطم پڑگیا ملکہ بہار نے بہت سپر مین سحر کے اپنے تین چھپایا مگر بچاؤ نہوا ایک
دانہ ماش کا شانہ پر آکر پڑا اسنے بہت جلد افسون پڑھکر شانہ پر دم کیا کہ جسکے سبب شانہ مین زخم تو نہ پڑا مگر
چوٹ بہت لگی اور اسنے بھی جھلاکر ایک گلدستہ اُٹھاکر افسون تازہ پڑھکر کھینچ مارا مجمر فوراً غائب ہوگیا
گلدستہ کی پنکھڑیان الگ ہوکر اُسکے لشکر مین گرین اور پھول اُنکے بکھر گئے لشکریون نے دوڑکر پھول
چنے اور ہزارہا آدمی نے وہ پھول سونگھے اور عشق ملکہ بہار مین ازخود رفتہ ہوکر اپنے سر اپنے ہاتھ سے
کاٹ ڈالے اب اُدھر بھی غوغاے عظیم برپا ہوا صفوف لشکر تہ و بالا ہوئین بیرون نے شور مچایا جب
ملکہ بہار لڑنے نکلی تھی حیرت بیقرار ہوئی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہے اگر بہن میری مغلوب ہوئی
تو یہ ساحر مجمر پر فخر و افتخار کریگا اب جو بہن نے اُسکی یہ آفت برپا کی وہ نہایت دلمین خوش ہوئی اور
ملکہ بہار بھی تماشا دیکھنے مین اُن لوگون کے مصروف تھی کہ جو اپنا سر قلم کر رہے تھے پس اسی
ہنگامہ مین مجمر جو غائب ہوا تھا قریب ملکہ مسطورہ پشت پر آکر ظاہر ہوا اور بعجلت تمام خاک قبر جمشید ملک
پر چھڑک دی ملکہ چیخ کھاکر گری مجمر نے سحر پڑھا کہ نیچہ پیدا ہوکر ملکہ کو اُڑا لیگیا یہ حال جو ملکہ مہرخ نے
دیکھا تخت پر سے اُڑکر بیساختہ اُسکے قریب آئی اور نعرہ زن ہوئی کہ اے او دغاباز یہ دھوکے
کی لڑائی لڑتا ہے وہ چیز کہ جس سے جملہ ساحر عاجز ہین اُسکو تو کام مین لایا اور بہار کو روز بد دکھایا
اُسکی سند کب ہے یہ کہکر بغصہ جھپٹ کر تلوار ماری مگر یہ خیال نرہا کہ خاک قبر جمشید اُسکے ہاتھ مین ہے
چنانچہ جیسے ہی اُسنے تلوار ماری اُسنے خاک اُسپر بھی چھڑکی کہ یہ بھی آپ مین نرہی اور بیہوش ہوگئی یہ

حال جو فوج نے اسکی دیکھا لینا لینا کہکر چلی مگر اُس گھاتیے نے سحر پڑھا کہ نیچہ آکر اسکو بھی اُٹھا لیگیا
اور ساحر نے بھی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا دونون لشکر باہم جنگ آور ہوئے سحر چلنے لگے کلو ابھیرون
کی پکار ہوئی گھمسان کی کارزار ہوئی کہین پتھر برسنے لگے کہیں انگارے گرے سانپ پیدا ہوکر
ڈسنے لگے لونگو کہیں چھرے لاش کے دانے پڑنے لگے بوچھار ہوئی العیاذ باللہ آفت عظیم برپا تھی لاش
پر لاش گر رہی تھی غیر ساحر شمشیر زنی کرتے تھے تلوارین زہر اُگلتی تھین کمانین چلا رہی تھین کہ
بہادر ہوکر گوشۂ نامردی مین منھ نہ چھپانا لب سوفار کی صدا تھی کہ لالی تحسین و زندہ کام کر جانا دہل
اور دمامے شور کرتے تھے علم سربلندی کا نشان بتاتے تھے گرز لاف زنی کرنیکی زبان بتاتے
تھے خون کا دریا بہتا تھا لوہا برس ہا تھا زمین تھراتی تھی گھوڑون کے ہمیے بلند تھے عجب ہنگامہ عظیم

آیا عمل مین تیغ سے اُسدم وہ کارزار	دیکھا جسے نہ ترک فلک نے بروزگار	بیسر ہوئے تھے اتنے ہی سرکش کہ زمان
خاک اُنکی پر ہو تو نہ ثمر لائے شاخسار	لیکن مین تجھے کیا کہون اے ہایل ہایل	دکھلائی تھی اجل نے عجب طرح کی بہار
تھین کرتیان تلنگو کی مانند لالہ زار	تھا دود سحر ابر سیاہ تگرگ بار	ہر ایک جا یہی نظر آیا ہر ایک کو
گھوڑا اِدھر جو تڑپے ہے اُدھر پڑا سوار		

مجمر بدگہر نے دیکھا کہ لشکر عمرو پاے ہمت استوار کرکے جان دینے پر
آمادہ ہے اور چڑھا چلا آتا ہے پس اسنے ایک حباب شیشہ کا اپنی جھولی سے نکالکر سحر دم کرکے فوج دشمن پر
مارا اُسوقت ایسی صدائے مہیب آئی کہ گویا آسمان پھٹ پڑا اور وہ حباب بسان حباب چرخ دوار دراز
ہوکر لشکر مہرخ نگون کار پر محیط ہوا اُسدم صف فوج مجمر کی فوج عدو سے علیحدہ ہوگئی اور سرپوش کیطرح وہ
حباب تمام لشکر مسلمانان پر ڈھک گیا اندر اس حباب کے ہر ایک بیہوش ہوکر گرا وہ شیشہ کا
قیدخانہ مثل حصن حصین اُنکے لیے ہوگیا وہ تمام گروہ محلہ خاموشان مین جاکر بسا مردون کی طرح اُس
حصار گور تمثال مین بے صدا و ندا ہوکر پڑا اُن سبکے گرفتار ہوتے ہی یہ ساحر طبیل آسایش بجوا کر
پھر اُسکے لشکریون نے مال و اسباب و خیام بارگاہ پر جاکر قبضہ کرلیا جو فوج کہ پڑاو کی حفاظت کو مین تھی
رو بفرار لائی بازارین لشکر کی لٹ گئین دکاندار بھاگے گردش روزگار ناہنجار کی شکایت ہر ایک
کی زبان پر جاری ناقدردانی چرخ کجمدار سے ہر ایک عاری کوئی کہتا تھا کہ اے فلک غدار یہ کیا تیری خو
ہے سفلہ پروری کی ہمیشہ تجھے آرزو ہے کوئی کہتا تھا کہ اے دہر خونخوار اگر تو قتل کرتا ہے تو پھر پرورش کیون
کرتا ہے کوئی بھی اپنے پالے ہوئے کو مارتا ہے کسیکی زبان پر تھا کہ اگر تجکو دشمنی کرنا ہے تو برائے چند روز یاری

کرنا کیا ضرور ہی اے دون ہمت جفاکاری ہی تیرا دستور ہی کہ نظم

اجزائے کارسند ہی عالم کا اسکے ہاتھ	جز چشم عاشقان کہ ہین جاری انتصال	روشن ہی شمع کشتہ کو پھر کر جلا سکے
یعنے کہ بعد مرگ بھی آرام ہی محال	یک تن نوالہ خوار نہوا اس سے تا ابد	ہی سرنگون ازل سے یہ آبگا سفال
سو پردے مین رکھے ہوے گل کو یہ بے تمیز	پھاڑے قبائے صبر کی یہ خصلتین	اس لشکر کی تباہی کا کیا حال بیان

کیا جاے یہان تو سب اسیر پنجہ تقدیر ہین مگر مجمر بے پیر شادان و فرحان جنگاہ سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور ملکہ حیرت نے بھی داخلہ بارگاہ مین اپنی فرمایا لشکر لاکھ ساحرون کا گرد اس حباب سحر کے برسے نگہبانی لشکر مہرخ مقرر کیا باقی لشکر نے کر کھولی آسودہ ہوا ہر سمت گھاگھم ہی ہر شخص شاد و خرم ہی جا بجا اسباب عشرت و کامرانی مہیا تھا بادہ خواری کا چرچا تھا ملکہ حیرت نے عرضی اس فتح کی بادشاہ طلسم کو لکھکو طائر سحر کو دیکر روانہ کی اور آپ بصد مسرت بیٹھی اُدھر مجمر نے اپنی بارگاہ مین آکر سحر پڑھا کہ پنجہ جو مہرخ و بہار کو لیگئے تھے وہ آنکو لیکر حاضر ہوے اپنے ایک خیمہ اپنی بارگاہ کے متصل استاد کرا کر انکو بھی مقید کرایا اور کئی ہزار ساحرون کا پہرا مقرر کیا غرض جب سب انتظام کر چکا بارگاہ ملکہ حیرت مین گیا اور شریک بزم عشرت ہوا اس عرصہ مین حباب فلک کی قید سے چھوٹکر شاہ خاور جانب مغرب گیا اور سیاہ انجم کا پہرا خرچ پر مقرر ہوا کہ بمقتضاے ابیات

سر شب کیا شفق شعلہ فشان ہی	کہین سرخ آگ سے جلی سمان ہی	گیا ہی آب گل خورشید کا زر
چمک دکھلا رہے ہین شب کے اختر	شام کو ساحر نافرجام اپنی بارگاہ مین بہر آرام آیا فی الجملہ یہ تو نہایت	

درجہ خوشنود ہی مگر قضا سر پر موجود ہی وہ یہ کہ برق جو دو روز سے اسکے قتل کرنیکی فکر مین سرگردان تھا آج اپنے لشکر کی بربادی دیکھکر مصروف نالہ و فغان رہا آخر وہ ساحر جو رو بفرار لائے تھے اُنمین سے کئی جادوگرنیون کو رو کا کہ کہان بھاگی جاتی ہو آؤ میرے ساتھ چلو کہ مین اس ساحر نابکار کو واصل دار البوار کرون وہ بموجب اسکے فرمانیکے ہمراہ ہوئین یہ اُن سبکو درۂ کوہ مین لایا اور کہا تم صورت اپنی بزور سحر تبدیل کرو اُنھون نے سحر سے نقشہ اپنا بدلا اسنے ایک کو اُنمین سے حکم دیا کہ لشکر مجمر مین جاکر اُس سے کہے کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شاہ طلسم نوسافشان تشریف لائی ہین اور تمسے ملنا چاہتی ہین ساحرہ بموجب حکم اسکے لشکر مجمر مین آئی وہ اپنی بارگاہ مین تھا کہ ساحرہ نے سامنے آکر سلام کیا اور پیام آنے بران کا دیا یہ بہت خوشنود ہوا اور خود بہر پیشوائی چلا دامن کوہ مین جب آیا یہان

برق بعد پیام بھیجنے کے صورت اپنی بران کی ایسی بناکر زیور لباس سے آراستہ ہوکر اور جادو گرنیون کو مثل کنیزون کے تیار کرکے ٹھہرا ہوا تھا اِسنے وہان پہونچکر اصل مین دیکھا کہ شہزادی طلسم نور افشان کی نہایت نازو انداز استادہ ہی صحرا تمام اُس ماہ کے رخسار سے تابندہ ہی ملک اُسکی موتیون سے بھری ہی تارون بھری رات نظر آتی ہی زلف شبگون قریب دہن تنگ اگر لہراتی ہی یا سکندر کنارہ چشمۂ حیات کے آیا ہی یا ابر سیاہ گلستان پر چھایا ہی آنچل بلو کا دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا ہوا ہی پانیچے کو بین سنبھالے ہین قامت زیبا سرو شمشاد کو خجلت سے پا بگل بناتا ہی سینہ کا اُبھار سیب کو آسیب پہونچاتا ہی کہ بیت زگلگشت چمن بیرون چو آن سرو خرامان شد + کشادہ بال قمری سرو را چاک گریبان شد + یہ حال ملکۂ ماہ تمثال کا دیکھکر بزار جان سے یہ شیدا ہوا اور تسلیم کرکے قریب آیا ملکہ نے فرمایا کہ مقدمہ صحرا کا ہی یہان ٹھہرنا اچھا نہین کوئی میرے باپ سے خبر کردیگا تو بُرا ہوگا آؤ ہم کسی مقام تنہا مین چلکر بیٹھین یہ کلمہ سننا تھا کہ یقین اِسکو ملکہ کی محبت کا اپنی نسبت ہوا اور عجب نہ تھا کہ شادی مرگ ہوجائے پس دست بستہ عرض کی کہ ای ملکۂ آفاق میری بارگاہ مین تشریف لیچلیے اور آرام فرمائیے ملکہ نے کہا اچھا پھر لیچلو راہ کسکی دیکھتی ہو اِسنے فوراً تخت سحر تیار کرکے ملکہ کو سوار کیا ملکہ نے اپنی کنیزون سے فرمایا کہ تم اِسیجگہ دہ کوہ میں ٹھہرو مین دو باتین کرکے ابھی آتی ہون کنیزین سب ٹھہرین اور ملکہ تنہا روانہ ہوئی مجمر کو یقین واثق ہوا کہ ملکہ تجھپر فریفتہ ہی جب تو اِسنے کنیزون سے بھی کنارہ کیا الغرض دونون تخت پر سوار باتین کرتے بارگاہ مین آئے ساحر مذکور نے بھی اپنے تمام ملازمون کو بارگاہ سے باہر کردیا تخلیہ کراکے مسند جواہر نگار پر ملکہ کو بٹھایا آپ پائین مسند بیٹھکر نظارۂ جمال عدیم المثال کرنے لگا اِس عیار نے صورت ملکۂ بران کی بناکر اِس ساحر کو پاس اپنے اسلیے بلایا کہ ساحر مذکور نے سحر کیا تھا کہ عیار راہ بھول جاتا تھا پس اِسنے اُسکو طلب کرکے اُسکے ساتھ ہوکر اُسکی بارگاہ مین داخلہ کیا جو واقع تھا وہی رہبر ہوا مثل مشہور ہی کہ خود کردہ را درمان چیست - اگر عیار اپنے پانوٗن سے چلکر آتا تو راہ بھولجاتا کیونکہ یہی سحر اُسکا تھا کہ جو عیار آپ سے آئے راہ بھولجائے یہ سحر تھا کہ مین خود لیکر آؤن تو راہ فراموش کردون - فی الجملہ اب جو بران نقلی مسند ناز پر بصد انداز جلوہ فرما ہوئی لب شکربار اِسطرح کھولے ہنگام تکلم موتی رولے کہ ای مجمر مین اپنے باپ سے سخت عاجز ہون نہ تو وہ میری شادی کہین کرتا ہی نہ وہ بڈھا مرچکتا ہی اکثر شاہان طلسمات نے پیام بھیجے لیکن اُسنے منظور نہ کیے اب یہ نیا گل پھولا ہی

کہ عمرو عیار کو اپنا رفیق بنایا ہی افراسیاب جادو ایسے بادشاہ زبردست سے لڑنے کا دعوی کیا ہی اب میرا ارادہ ہی کہ اپنے بھائی جمشید بن کوکب کو شریک کرکے اُسکو گرفتار کرلون اور مجمر تم مجکو بادشاہ جادوان سے ملوادو وہ بادشاہ عالیجاہ جسکے ساتھ چاہے میری شادی کردے اور میرے یہ شایان نہین ہی کہ مین بغیر کسی بادشاہ نامور کے شریک کیے آپ کسیکو کرلون اور چھال مشہور ہون میری شادیمین کروڑون روپیہ خرچ ہونگے جب ہوگی مجمر نے یہ باتین سنکر قدم پر اُس سراپا ناز کے سر اپنا رکھدیا اور کہا ای گل بوستان رعنائی و زیبائی مین تیرے سب کام درست کردونگا لیکن مجھی کو اپنی غلامی مین قبول کرنا اور مین بھی قلعہ ظلمات کا حاکم ہون علم سحر مین بہت بڑا عالم ہون شاہان طلسمات سے مجکو بھی بادشاہ کہتے ہین جیسے مین نے آپکا دیدار دیکھا ہی دل مضطر سے صبر و قرار جاتا رہا ہی جیناد شوار ہوا ہی اگر تجکو پاؤنگا مر جاؤنگا نظم

یان چاک ہی سینہ بھی جگر بھی	کچھ اسکی نہین تمھین خبر بھی	ہونٹون پہ ہی اتبو جان آئی
کسدن کے لیے پھر آشنائی	دور دور ہی سب یہ زیست کا لطف	سمجھے جو ہمارے بعد کیا لطف
پھر تم جو ہوئے ملول تو کیا	تربت پہ چڑھائے پھول تو کیا	کیا ہمکو کھلے جو غسل مین گیسو
کیا ہمکو اگر بہائے آنسو		

ملکہ نے یہ کلام سنکر مسکرا دیا اور سر اُسکا ٹھوکر سے سرکا دیا جب اُسنے سر اٹھایا تو ملکہ نے انکو ٹھاد کھایا اور کہا کیا خوب مردوے حواس مین آپنا عشق کسی اور سے جتالو اور دیکھو چوچلے کی خوبی میرے یہان ایسے ایسے نفرے ہزارون پڑے ہین کہ قلعہ جات طلسم کے مالک ہین لو صاحب مین انکے پاس شاہ جادوان سے ملنے کیا آئی کہ یہ اور ہی کچھ سمجھے قربان اس سمجھ کے ع برین عقل و دانش بباید گریست + کیا میرے دشمنون کی شامت ہی جو مین ایسون پر گرونگی شاہان جہان اُڑ گئے ہین جو مین ایک قلعہ دار کی جورو بنونگی کیا اپنے ملازمون سے بادشاہ تخلیہ مین مشورہ نہین فرماتے ہین پھر کیا وہ ملازم اُنکی عصمت کے خواہان ہو جاتے ہین مین آپ کیا شہنشاہ ساحران کے پاس نہین جاسکتی ہون جو تمکو خصم بناکر جاؤن مجکو فقط یہی خیال تھا کہ بادشاہ سے دو ایکبار مین لڑ چکی ہون بغیر وسیلہ سامنا کرون اسلیے تمکو رانجھا بنایا تمنے منھ چوتے ہی گال کاٹا کیا کہون اگر میرے طلسم کا کوئی ناظم ایسے کلام کرتا تو سخت سزا دیتی اور آپ بھی مین شاہ جادوان سے جاکر یہ سب ماجرا بیان کرونگی اور رہ تو جا ایسے تیسے دیکھ

تو تیرا کیا حال کرائی ہون یہ کہکر اُٹھی کہ لے مین اب جاتی ہون اِس غصہ کو دیکھکر مجمر بدحواس ہو گیا
کہ بڑا غضب ہوا اگر اِسنے شاہ طلسم سے جاکر یہ حال کہا تو وہ زندہ نچھوڑیگا اسلیے کہ کوکب اُسکا
پیر بھائی ہی اِسکو وہ اپنی بھتیجی جانتا ہی دوسرے یہ کہ جب اِس سے اور بادشاہ سے صفائی
ہو گئی تو لڑائی کا بھی باوجا رہا اور لڑنے والونکی بھی قدر نہ رہیگی تیری بہت بری حالت ہوگی تو نے بڑا ستم کیا کہ یکا
سوال وصل کر بیٹھا بس یہ سوچکر اُٹھا اور ملکہ کے پانون پر گر کر گویا ہوا کہ اے شہزادی میرا قصور معاف فرما اور
ایک لمحہ یہان اور ٹھہر جا میری کیا مجال ہی جو نگاہ بد سے دیکھون آپ نے ذکر شادی کا کیا پھر شادی کا
پیام غریب امیر کے یہان دے تو کچھ گناہ نہین یہ کہکر رونے لگا ملکہ نے اِسکے آنسو اپنے ہاتھ سے پاک کیے
اور ہنسکر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ موے خود تون کیطرح تُسوے نہ گھلا جا میرے لیے شراب لا
اِن اداؤن سے پھر اُسکو دلبری ہوئی اور دل سے کہا یہ ناز معشوقانہ ہین تو گھبرا نہین یہ بخت اگر رسا ہی
تو قریب میسر وصل جانانہ ہی پس خوشی خوشی شراب کی سامنے لایا اِس عیار نے اُسکو ایسا کچھ بوکھلا یا کہ
مطلق اُسکو خیال عیارکا نہ آیا اور وقت عجیب طرحکا طرب خیز تھا کہ فرش صحن گیتی مین چاندنی کا بچھا تھا جگہ
مین پھول طرح طرح کے کھلے تھے کٹورے پھولون کے شبنم کے پھول سے لبریز تھے ہوائے سرد کے جھونکے
آرہے تھے ہوائے محبت بڑھا رہے تھے معشوقۂ دورنگ گھر مین مہمان فراہم عشرت کا سامان ناز و غمزہ
کا دور طرز انجمن کچھ اور ایک نشۂ محبت سے چور دوسرا بادۂ حسن سے مخمور ایک کی نگاہ نشیلی دوسرے کی
نظر حسرت بھری وہ یاس سے جانب روے دلبر دیکھتا یہ حال تھا کہ نظم

کھلین آنکھین تو دیکھا اک گلستان	پری پہلو مین ہر صورت کے سامان	چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام
پری پیکر تھی معشوقہ گل اندام	کبھی پہلو مین تھی گاہے باغوش	نئی شوخی کی گھاتین تھین نئے جوش
کبھی ہٹ جانا پہلو سے جھجک کے	کبھی مل بیٹھنا ہنسکر برابر	کبھی کہنا اجی اپنی خبر لو
یہ گرمی کس سے سیکھے ہو بتاؤ	کہان تم اور کہان یہ نام میرا	اگر شامت نے ہی کچھ تمکو گھیرا

اِسی ہنگامۂ راز و نیاز مین ملکہ نے جام شراب ارغوانی سے لبریز کیا اور پھر اِدھر اُدھر سے کوئی جھانکتا
ہی مجمر نے اِسکے کہنے سے اُسطرف دیکھا اِسنے شراب مین بیہوشی ملائی اور گردن مین اُسکے دست نازک
حائل کرکے کہا ارے کمبخت میرا بھی دل تجھپر آگیا ہی تیری منتون نے ناچار کیا ہی لے یہ بادۂ محبت ہی پی
پی یہ ادا سے دلفریب اُس سفاک کی دیکھکر مجمر یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے بے تامل وہ جام

لیکر پی گیا اب بیشک جی گیا یہان تو یہ ہنگامہ تھا لیکن ایک ساحر یہان سے ملکہ حیرت کی بارگاہ
مین گیا اور اُس سے کہا کہ ای ملکہ آج تو ہمارے افسر پاس ملکہ برّان آئی ہین اور بڑی دیر سے بارگاہ
مین تخلیہ ہی نہین معلوم کیا مشورہ ہو رہا ہی یہ خبر سنا تھی کہ ملکہ مذکور پریشان ہوئی اور جلد صرصر عیارہ کو
طلب کرکے حکم دیا کہ جاد یکھ تو مجمر کے پاس برّان کیسی آئی ہی اگر کوئی عیار ہی تو مجمر کو شر سے اسکے بچاو اور
اگر اصل مین برّان ہی تو اُسکا خیال کرنا کہ ایسا نہو مجمر اُس سے سازکرکے شریک مسلمانان نہو جاے
صرصر یہ حکم سنکر بعجلت تمامتر روانہ ہوئی اور دربار گاہ مجمر پر پہونچی یہان برق عیار نے بعد پلانے
جام شراب کے نازکرکے اُس سے کہا تھا کہ لو اب ہم جاتے ہین وہ اسکو دینے کے لیے اُٹھا تھا اُٹھتے ہی
بیہوش ہو گیا تھا عیار مسطور نے خنجر بُران نکالکر نیام سے گردن پر مارا تھا لیکن خنجر اچٹ گیا اور خط
بھی نہ پڑا اُسوقت تو اُسنے کمند کی پھانسی گردن مین اُسکی دیکر چاہا کہ کسدون مگر گردن ایسی کرخت
تھی کہ پھانسی بھی نہ لگ سکی اس عرصہ مین صرصر اندر بارگاہ کے آئی برق اُسکے پانون کی آہٹ
سنکر سمجھا کہ کوئی آتا ہی بس گھبرا گیا کہ افسوس میری ساری محنت برباد گئی بس اُسی گھبراہٹ مین
کہ مہلت سیسہ گرم کرکے پلانے کی نہ پشتارہ لیجانے کا قابو پایا اِس اثنا مین صرصر نے جلوخانہ
بارگاہ طے کرکے اندر قدم رکھا اُسنے بجلدی تمام سنسی سے منھ مجمر کا کھولکر زبان اُسکی باہر نکالی اور
اُسکا سارا بدن اُسکا سحر بند تھا مگر زبان رویین تنی سے خارج تھی کیونکہ وہ سخت ہوتی تو کلام کرنا اور
کھانا کھانا دشوار تھا بس زبان اُسکی اُسنے کاٹ لی اسوقت صرصر بھی قریب آکر کہہ رہی تھی ارے
موئے کیا کرتا ہی دیکھ مین آپہونچی اور خنجر کھینچکر دوڑی لیکن اُسنے کچھ سماعت نہ کی زبان کاٹ کر بھاگا
یہ کہتا ہوا کہ اُستانی مستانی مین ابکدن اسیطرح تیرے پانون کاٹ ڈالونگا کہ تو ہر جگہ آکر خلل انداز
ہوتی ہی یہ کہکر سرا پچہ فراکر بھاگا صرصر نے مجمر کو اُٹھایا اور ہوشیار کیا اب جو وہ ہوشیار ہوا منھ سے
لہو بہتا تمام گریبان تا بدامن خون سے بھر منھ سے بولا نہین جاتا لوٹ لوٹ کرتا تھا صرصر دلمین اُسپر بہت ہنسی کہ موئے یہ تھا کر
عمر کے بڑے بلاکے ہین جب اُسکا کچھ بس نچلا تو زبان ہی کاٹ لیگیا غرضکہ یہ اُسکو چھوڑکر باہر بارگاہ کے نکلی اور ملازمونکو
مجمر کے پکارا جب وہ آئے تو کہا مودم ایسے غافل ہو گئے کہ عیار تمھارے میان کی زبان کاٹ لیگیا ملازم اندر بارگاہ کے
آکر جایہ ساز ہوئے لیکن مجمر بہت خون پی گیا تھا زبان جڑ سے کٹ گئی تھی ہڑبڑ شروع کچھ بک کر بعد تھوڑی دیر کے
مر گیا العیاذ باللہ شور مرنے سے اُسکے بلند ہوا آفت دنیا مین آئی بیرون نے بڑی غل مچائی

زمانہ تاریک ہوگیا حیرت گھبراکر اسکی بارگاہ کی طرف دوڑی اس عرصہ مین صرصر نے اگر سب حقیقت
سنائی ملکہ کو بڑا رنج ہوا لیکن سوائے صبر کے کیا چارہ تھا ناچار باخاطر ملول وچشم اشکبار اپنی بارگاہ
کیطرف پھری لیکن مرنے سے مجمر کے مہرخ وبہار جو خیمہ مین قریب بارگاہ مجمر قید تھین چھوٹ گئین اور وہ
حباب شیشہ کا لشکر اسلامیان پر سے دفع ہوا پس ان شیرون کا زنجیر قید وصخرۂ اسیری سے چھوٹنا
تھا کہ یہ سب تشنۂ خون وگرسنہ جان حریف روباہ سیرت وشیرول ہین بسان ضیغم ولپنگ غضبناک
حربہ سحر کے پکڑ کر لشکر مجمر پر جا پڑے ہزارہا بجلیان سحر کی چمک کر اکمیار گرین خیام وبارگاہ مین آگ لگی اسوقت
بدحواسی اس لشکر کی کیا تحریر ہو یا تو بیخبری سے بستر خواب پر پادراز کیے ہوئے تھے مطلق سر جانیکا خیال
نتھا یا اب یہ آفت یکایک آئی بس گھبراگھبراکر جو اٹھے کوئی تو لشکر حیرت پر جا پڑا کوئی اہل اسلام کیجانب
آکر طعمۂ نہنگ شمشیر ہوا کوئی اپنی پرچھائین سے گریزان تھا مگر خوف سے کہ دشمن پیچھا ہی نہین چھوڑتا
کچھ دور بھاگکر گر پڑا تھا کوئی آپس مین لڑنے لگا تھا کوئی ناریل منتر پڑھکر اپنے ساتھیون پر لگاتا کلو اپکارتا
بھیرون بھاگا جاتا جو سحر نہین جانتے تھے وہ ترکش مین تلوار اور نیام مین تیر کو ڈھونڈھتے تھے زیر جامہ کو
گلے مین اور جامہ کو پائون مین پہنتے تھے لشکر جو گرد حباب سحر برائے حفاظت لاکھ ساحر دنکا اترا ہوا
تھا وہ مسلح تھا اور اُن بیخبرون سے ہوشیار وہ لڑنے لگا سحر کی مار ہونے لگی ماش کے دانہ آگ
دھتورے کے پھل مسان کی خاک کھار کے چاک پر کی مٹی مرچون کے مار چلنے لگے لڑنے والے
جلنے لگے اس عرصہ مین وہ ساحر جنکو زنگی زمین سے ظاہر ہو کر بھیجا تا تھا وہ بھی اگر شریک رزم ہوئے
کیونکہ زنگی پتلے سحر کے تھے وہ مرگ مجمر سے غائب ہوگئے اور ان قیدیون نے دیکھا کہ ہم ایک میدان
مین کھڑے ہین غرضکہ یہ بھی جب اگر لڑنے لگے مشکین ہونے شارہ زلف سے گرا کر شارہ بخت عدو
حضیض نکبت مین پہونچایا لرزان وزلزلہ نے کوہ ودشت مین زلزلہ ڈالدیا عدو کو چکر دیکر نشیب
عدم دکھا دیا ساحر تو اسطرح بھڑے ہوئے تھے لیکن مبارزان شمشیر زن نے خنجر وتیغ سے رن کی
صفین بسان فرش بچھادی تھین نئی انجمن ترتیب ہوئی تھی کہ سر لوٹتے تھے رقص بسمل کا تماشا تھا
اسطرح شمشیر تیز وم نے مجمع سر وتن اعضاے بدن مین فرق ڈالا تھا کہ حواس خمسہ بھی منتشر بغیر لڑے ہوئے
جاتے تھے اربع عناصر مثل طائران دشت قفس تن سے اڑنا چاہتے تھے اجزاء موالید ثلاثہ آتش شمشیر نے
منجمد کر رکھے تھے جانین اسطرح مطیع تیغ تھین کہ برنگ خادمان اشارہ پر خانہ تن سے نکلکر دوڑتی تھین وجود

انسان کا نام عدم تھا روح یون جاتی تھی جیسے کسی معشوق پر جان جاتی ہی قصا اسطرح آتی تھی جیسے کسی محبوب پر دل آتا ہی قوت بازوے دلیران پر مبارز دہر تعریف کرتا تھا جدھر سُنیے لوہے کی جھنکار تھی تیر دلدوز کی مثل قطرات باران بوچھار تھی مہرخ اور بہار کی مدح مین ترک فلک یون ثنا خوان تھا کہ نظم

کہ جسکی تیر کی ہیبت سے آسمان نے بھرے	ترے کمال کے آگے حریف روز نبرد	کہان سے لائے یہ طاقت جو ہو سکے سیدھا
ترے عدو کو ہر ہیبت سے شوق ہی لٹنا	بغیر خم کیے پشت اپنی سر اٹھا نہ چلا	شہا عجب ہی وہ شمشیر جسکی صولت سے
	گر اسکے بعد مصور جو کھینچے اسکی شبیہ	تو روح اسکی پکارے کہ پیچھے ہانون ہٹا

اسیطرح یہ سب لڑتے ہوے کنارہ لشکر کے جب پہونچے وہان بھی تھا لشکر عظیم برپا تھا چور مشعلین اور رین مہتابین چمک رہی تھین ملکہ حیرت تخت پر سوار فوج کو روکے استادہ تھی لشکریان اسلام ہزارون قتل کرکے اُس لشکر کے کنارہ سے پھرے اسلیے کہ حیرت سے تو مقابلہ ہی ہی پھر اور کسی دن سمجھ لیا جائیگا فوج مجمر کی نالان و گریان جانب دریاے خون روان گئی اسی گیرودار مین وہ رات بھی تمام ہو چکی تھی وہ وقت آیا تھا کہ زال دنیا نے جلی کٹی کرنیکو زبان شعلہ ریز آفتاب دہان مشرق سے نکالی اور خنجر عیار سحر نے خلست شب مثل زبان مجمر کاٹ ڈالی نظم

کہ جب اُٹھا زمین سے دامن شب	ہوے کے نظر دنسے پنہان چشم کوکب	سحر کا نور مثل ابر برسا
جھکے طاعت مین ہر سو گرد نرسا	ہنگام سحر حیرت نے عرضی اس شکست کی بادشاہ کو لکھی اور	

طائر سحر کو دیکر روانہ کی بادشاہ حیلہ صنعت نے اپنے وعدہ کے بموجب کہ مین لشکر امیر کو غارت کرکے لیے کسی ساحر کو بھیجونگا جانب کوہ نیلم جا چکا تھا طائر اُسی سمت عرضی لیکر چلا اسلیے کہ راستہ طلسم کا قبضہ مین حریف کے نہین ہی جہان چاہین ساحر ملازم شاہ اپنا سحر بھیجین کوئی روکنے والا نہین فی الجملہ حیرت تو عرضی بھیجکر رنجیدہ و دل کبیدہ بارگاہ مین بیٹھی اور ملکہ مہرخ اپنا لشکر ظفر پیکر ہمراہ لیے پرا ڈبرا پہنچے آئی خیاتو و بارگاہ جو لٹ گئے تھے اُنکا سامان انمرتو کیا ڈھنڈھورا ان کا پٹا رعایا اور سپاہ فراری آکر آباد ہوئی بازار مین لشکر کی کھلین رونق تازہ ہوئی خرمی بے اندازہ ہوئی سرداران حال نثار دربار مین آئے ہر ایک بھی آیا ملکہ مہرخ نے بہت بھاری خلعت عطا کیا سب سردار اسکے زبان کاٹنے کا حال سُنکر بہت ہنسے اور تعریف عیاری کرنیکی فرمائی پھر شراب ارغوانی کا دور شروع ہوا جشن اسوجہ سے نہین کیا کہ خواہ برج غضب مین قید ہین اب انکو تو بعیش اسمقام پر رکھیے مگر شمہ حال ما فرا سیاب

بخصال وردا خل ہونا چالاک بن عمرو کا طلسم مین سنیے

داخل ہونا چالاک سفاک کا طلسم ہوشربا مین اور عیاریان نادرہ کار و عجائب روزگار افراسیاب پر کرنا پھر آنا لشکر مہرخ مین لمولفہ

اے ساقی ترے شیشے مین کیا ہے — یہ میری آرزو کا خون بھرا ہے
بیان نیرنگیون کا تا مزا دے — سحاب آرزو اُمڈا ہوا ہے
اُسی مینا پہ ساقی دل ہے مفتون — جو ہے مصورت مینا سے گردون
لکھون نیرنگ بازی کے مضامین — صفا جس مے مین گوہر سی ہووے
زبان اُس مے سے میری ساقیا ہو — طبیعت کو مری مستی کا ہو جوش
مرے کیف بیان سے سب ہون بیہوش — ہنسون اُس سکر مین اُسکو لاکر
کرون عیاریان مین محتسب سے — کٹین حاسد کے دل میرے بیان پر
زبان وقت بیان ہو مثل خنجر — کہ ہو جیسے کمند زلف محبوب
سرور افزا ہو کچھ ایسا فسانہ — جو بدلون مثل عیارون کی صورت
تو رنگین ہو ابھی سادی عبارت — نئی صورت سے کر قصہ کی تزئین
چنین شانہ کش گیسوے تحریر — معطر ساختہ این زلف تقریر

وعربدہ جویان ہنگامۂ زبان آوری ومکاری۔ قتالان سیاہ مضامین بیہودہ خیالی۔ وباطل کنندگان نقش طلسم غلط کاری۔ ساحران طلسمات ہرزہ گوئی کو شمشیر خامۂ صدق توامین سے اسطرح قتل کرتے ہین اور طلسم قرطاس مین بدستیاری لوح میدان قلم عیاران شوخ طبع یون قدم دھرتے ہین۔ کہ جب افراسیاب بدسیر محمر کو بہر جنگ مہرخ نامور روانہ کر چکا تو آپ بزور سحر کرکے تبجیل تمام کوہ نیلم پر آیا سابق مین مذکور ہوا ہے کہ یہ بادشاہ ہر طلسم مین ہر جگہ بہت جلد پہونچتا ہے پہلے یہ تلاش طلسم کشا مین قلعہ ہاے طلسم پر ٹھہرتا ہوا آیا تھا اسوجہ سے عرصہ مین پہونچا الحاصل جب یہ کوہ مسطور پر آیا نیلم جادو دہانکا حاکم پھر حاضر ہوا شرائط خدمتگزاری بجالایا بادشاہ کے لیے ڈیرے بچھوایا انجمن عشرت ترتیب دی بادشاہ نے بدستور اول دربین سحر کی طلب کرکے جانب کوہ عقیق نظر کی لشکر امیر باتوقیر کو بڑے کروفر سے اُترے دیکھا چنانچہ بارہا اس لشکر کا اوج مراتب لکھا گیا ہے

ہنگامہ پردازان معارک عیاری

فی الجملہ اُدھر سے نگاہ پھیر کر لشکر ضلالت اثر لقا مد مقابل کیطرف دیکھا تو اُس فوج شقاوت موج کو بہت پریشان و مضطر پایا جیسے ہر بار شبخون مین جو کئے اور چلے ہین تو مثل خاطر شکستہ شکستہ حال نظر آتے ہین مردمان سیاہ والبستہ ملال پائے جاتے ہین بارگاہین مثل مردمان بیکس کے بے ستون ہین بازاریون کے دل رنج سے خون ہین اصطبل بادشاہی طویلہ خر سے بدتر ہی فراخی کا نام نہین تنگی سر ہی مطبخ سلطانی مین لخت جگر کی ہر روز تہاری ہی خلاصہ یہ کہ جان ہر ایک کو بھاری ہی یہ حال پر ملال لشکر کا اپنے خداوند کے دیکھکر اسکو بڑا صدمہ ہوا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر نیلم سے کہا تم کچھ معلوم ہی کہ خداوند لقا کس فکر مین رہتے ہین اُسنے عرض کیا کہ اخبار میرے ملک مین بھی کوہ قاف سے آتا ہی اُس سے یہی ظاہر ہوتا ہی کہ خداوند بہت پریشان و مضطر ہین جنون و مجنون بلا رجادو وغیرہ سب رفیق مارے گئے اب فقط صبا رجادو باقی ہی کہ خداوند عاجز ہوکر عرش اعلی چلے جائین یہ کیفیت جب بادشاہ نے سُنی دور بین جو لیکر آئے تھے اُنکو تو مع دوربین رخصت کر دیا اور نیلم سے کہا مین سخت حیران ہون کہ کس شخص کو برائے اعانت خداوند بھیجون جو کوئی جاتا ہی عیار اُسکو مار ڈالتے ہین نیلم نے عرض کیا کہ ابکی میرے کہنے سے حضور شیشہ دار جادو کو روانہ فرمائیے بادشاہ نے کہا اُسکو مین نے اور کام کو رکھا ہی نیلم نے عرض کیا کہ حضور مالک جزیرہ ہائے ہفت بلا ہین اگر ایک تحفہ طلسمی نہوا نہ سہی کچھ ملازمان عالی کا ہرج اُسکے نہونے سے نہوگا شاہ جادوان اُسکی فہمایش سے کچھ سوچا پھر اُٹھا کہ اچھا جاکر اُسکو بھیجتا ہون نیلم نے کہا یہ غلام بھی ساتھ چلتا ہی کیلیے کہ راہ مین تاریکی لیگی جناب عالی پریشان ہونگے یہ کہکر دستک سحر کی دی دو اژدہے شعلہ آتشین چھوڑتے ہوئے زمین سے نکلے کہ تخت اُنپر کھنچے تھے پس ایک اژدر پر بادشاہ دوسرے پر نیلم سوار ہوئے اور وہ اژدر روانہ ہوئے بعد کچھ دیر کے ایک بیابان آتشناک مین اُترے یہ دونون اژدرون کی پیٹھ سے زمین پر آئے اور ایک سمت روانہ ہوئے جنگل وہ تھا دل عاشق تھا کہ جسمین سے آہ آتشین نکلتی ہی اور سوز عشق رہتا ہی جب ہوا چلتی تھی سموم وزان تھی کسی دل جلے کے نفس گرم کا پتا دیتی تھی جو کوئی درخت اُس صحرا مین تھا وہ تمازت مہر اور حرارت سے دھوپ کی زرد بشکل بیمار تھا بعض نخل آتشبار تھا ہمسر چنار تھا جو کوئی شاخ پھولی ہوئی تھی وہ آتشبازی کی پھلجھڑی تھی جہان کہین کوئی چشمہ تھا وہ بخارات فاسدۂ زمین سے تزلہ حار کا پانی نظر آتا تھا لب جوئبار مین فرو کر اسے حبابون کے چھالے تھے سینۂ ہی

مین فلسون کے بتحالے تھے فلک اُسجگہ شیشہ آتشی تھا زمین گرم پر گلخن کا گمان ہوتا قدم رکھنے سے وہان جن جبی بیجان ہوتا سایہ ہر شے کا دھوپ کھا کر کالا تھا خار دار درختون سے یہ ظاہر کہ پیاس کے مارے زمین کو کانٹا لگا تھا مہر فلک نے بھی پرتو سے مُنہ چھپانے کا عزم کیا تھا بلکہ دنیا کی طرف سے مُنہ پھیر لیا تھا اور علاوہ اس گرمی کے صحرا ہول خیز تھا نہایت وحشت انگیز تھا جھاڑیان مثل مرد مفلس و پریشان سر جھاڑ مُنہ پہاڑ تھین میدان جنگل کا بر نگ کف دست تہیدستان بے نخل و بے برگ بار درخت ہر ایک سوکھا ہوا ٹیل میدان کوسون تک، کا کہ بموجب نظم

نظر آیا عجب صحرا لق و دق
کہ دیکھے سے جگر ہو شیر کا شق
عجب وہ موضع خوف و خطر ناک

دیا انکو دکھائی زیر افلاک
کرے بوم اُسطرف مُنہ کر نہ پرواز
نہ جائے چند کی اُس سمت آواز

کسی روئیدگی سے تھے نہ دان پات
ہزارون طرح کے اُسجا بلیات
ندیکھا ہو کسی نے جو غرائب

نظر آئین وہ حالات عجائب
گہے وان سوز تھا اور گاہ وان ساز
کبھی ہنسنے کبھی رونے کی آواز

یہ دونون اُس دشت کو طے کر کے کنارہ پر اُسکے پہونچے وہان ایک غار تیرہ و تار نظر آیا اندر غار کے صدہا بانیان ماران سیاہ کی بنی تھین اور گرد اُس غار کے بھی بہت سی بنی تھین اندر غار کے سانپ جو پھنکارتے تھے تو آتشین شعلہ چمک جاتے تھے فشافش کی صدا آتی تھی جب وہ مارپھن مارتے تھے تاریکی اندر اُسکے ایسی تھی جیسے دوات مین سیاہی بھری تھی اُس اندھیرے سے دم بدم بلائین مُنہ نکالتی تھین اگر جن بھی وہان آجائے تو اپنا سایہ اُسپر ڈالتی تھین شاہ جادوان نے سر غار پر ٹھہر کر نیلم سے فرمایا کہ روشنی کر اُسنے سر پر چڑھکر پھونکا یکایک وہ غار چاہ نخشبی بنگیا یعنی ایک چاہ مذہب طلع لامع ہوکر بلند ہوا اور اسطرح لامع تھا کہ تمام غار اور جنگل روشنی سے معمور تھا تاثیر اُس ماہتاب سحر کے طلوع ہونے سے یہ پیدا ہوئی کہ مار وغیرہ جملہ بلیات غائب ہوگئی بادشاہ نے اندر اُس غار کے اپنے تئین گرایا اور غلطان و پیچان چلا پیچھے بادشاہ کے نیلم بھی غار مین کود اغرض یہ دونون مہذب پر جب پہونچے زمین پر قرار لیا اب جو دیکھا صحرا سے سبزہ زار ہے گلہائے بوقلمون کی بہار ہے یہ دونون سیر کنان آگے بڑھے تو ایک باغ پر بہار سراپا لالہ زار نظر آیا بادشاہ اندر باغ کے قدمزن ہوا دیکھا کہ باد بہاری نشہ مین متوالی ہے جھومتی نشۂ عشرت سے ہر ایک ڈالی ہے گھٹا سر باغ پر چھائی ہے گویا پری دوش ہوا پر آئی ہے تاک انگور مستی مین بھری ہے مثل دانۂ گوہر چمکتی ہے گل ہر ایک پر دردہ مہد ناز دایہ ابر بہار

نوجوانان گلشن پر غضب کا نکھار ہی جام چشم نرگس شراب نازگی سے سرشار ہی نظم

زبس باد بہاری مین نشا ہی	پڑا کیا بیخبر تا کہ ایندگا ہی	کھلے داؤدی کے غنچے چمن مین
تو گل لالے ہین مستی سے دہن مین	اٹھا سکتی نہین سر ہی یہ بیحس	جھکی ہی جاتی ہی کچھ چشم نرگس
فبا گل پھاڑتے ہین ہو کے سرشار	رہی لپٹی ہوئی سوسن کی دستار	زبس دیتی ہی باد تند جاروب
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب	پڑا ہی جس روش پر عکس گلزار	بچھی ہی اسجگہ قالین خوش کا

بادشاہ طلسم جب اس باغ مین آیا نیلم نے آگے بڑھکر مالک باغ کو بادشاہ کے آنے سے اطلاع کی وہ برسم استقبال جانب در گلشن چلی بادشاہ نے دیکھا کہ بارہ دری سے ایک آفتاب سپہر حسن طلوع ہوا جسکی زلف دراز مثل نامۂ اعمال شامت زدگان سیاہ وطولانی تھی برنگ کاغذ تحریر علمائے صالحان نور آگین پیشانی تھی ابرو ہر ایک مثل طبیعت محبوبان نسبت عاشق کھنچی ہوئی مژگان بسان خلش سینہ پر ارمان پھانس جگر کی بنی ہوئی آنکھ ہر ایک جادو بھری سرمہ کی تحریر اسمین دی مستی زنجیر پہنائی نہین متوالے کے ہاتھ مین تلوار آئی چہرہ منور پر صدقہ ہونے کو آفتاب ہر روز چکر لگاتا ہی گر سامنے آتے شرماتا ہی دہان تنگ زندہ کن دلہاے مردہ چاہ ذقن چشمۂ یردن اسمین غوطہ زن مسیحا گلو دبرو دوش کی ثنا مین زبان لال ہی ہر ایک بمثال ہی سینۂ صاف پر چھاتیان جو عاشقون کا دل لبھاتیان ابھری ابھری کچین لال لال انپر بھنٹی کی اودا ہٹ جیسے روے معشوق پر سایا خال جوبن اُنسے ٹپکنا خیال کرنے سے دل بیچین ہو جاتا غرضکہ از فرق تا قدم وہ محبوب نہایت خوبی بموجب نظم

تعالی اللہ چہ خندق او چہ انگشت	کہ تھین وہ خوبہاے خلق بگشت	کوئی دیوے جو اس ظالم کو بس دل
تو جاتی چھوڑ مثل نیم بسمل	دل اُسکے غم مین لاکھون گفت لفتد	ہزارون چشم و مژگان گریہ آلود

بادشاہ کا سامنا ہوتے ہی آنے تسلیم کی اور عرض رسا ہوئی کہ ہرچند یہ کلبۂ احزان اس لائق کہان کہ حضور معلے اپنا کفش خانہ بنائین لیکن اب جو پرتو فگن رحمت جسم اقدس ہوا ہی تو بارہ دری مین قدم رنجہ فرمائین شاہ جادوان ہمراہ اُس کافر صنم دلربا کے بارہ دری مین آیا اُسمقام کو فرش و مسند و شیشہ آلات سے نہایت آراستہ پایا شاہ مسند پر جلوہ گر ہوا اُس ماہ پیکر نے جام مے گلفام سے بھر کر دیا شاہ نے پیا دو ایک جام کے بعد بادشاہ نے کہا کہ اے ملکہ مین تمکو خدمت خداوند لقا مین بھیجنا چاہتا ہون اُس نازنین نے عرض کیا کہ زہے افتخار میرا بادشاہ نے کہا تم شیشۂ طلسمی بسمت آب

چشمۂ سامری لیکر کوہ عقیق مین جاؤ وہان لشکر مسلمانون کا پڑا ہی اور مالک اُس لشکر کا حمزہ ہی
جسنے خداوند کو سخت عاجز کیا ہی پس اُسکو مع اُسکے لشکر کے غارت کر دینا اور عیارون سے بچتی رہنا
اُس گلبدن نے ہنسکر جواب دیا کہ اے بادشاہ آپ خوب واقف ہین کہ جب مین سفر مین ہوتی ہون تو کھانا پانی شراب
سب چیزین ترک کر دیتی ہون اگرچہ برسون عالم مسافری مین رہون کچھ نہ کھاؤن پیون میرا طریقہ یہ ہی
کہ جب گرسنہ ہوتی ہون کھانے کا خیال کر لیتی ہون پیٹ بھر جاتا ہی اور پانی کے خیال سے سیراب ہوتی
ہون شراب کا خیال مجکو مخمور کر دیتا ہی اور شب کو کسکو خطر نہین آتی ہون اور یون بھی اگر مین چاہون
تو کوئی مجکو دیکھ نسکے پھر ان صورتون مین عیار میرا کیا کر لینگے اور مین بہت دن وہان رہنے کیون لگی آپ کے
صدقے سے اور سامری کی عنایت سے حربہ میرے پاس سحر کا تحفۂ طلسم ہی کہ وہ پانی اِدھر لشکر پر چھڑکا اُدھر
وہ پتھر کا ہوا اگر مین آپ سے لشکر دشمن پر اُس پانی کو چھڑکون تو وہ پتھر کا ہو جائے اور اگر وہ شیشہ خیانا کوئی
توڑ ڈالے جب بھی کچھ ضرر نہین پانی جو اُسمین سے گریگا وہ لشکر کو جلا دیگا پھر مین سر لشکر عدو پر جاکر برسے
ہتھیار ونگی اگر کوئی عیار یا ناوک انداز شیشہ توڑ دیگا جب بھی فوج عدو کا خاتمہ ہو جائیگا بادشاہ نے کہا
حمزہ مالک باطل السحر ہی بہت احتیاط سے مقابلہ کرنا ورنہ جان جاتی رہیگی اُسنے کہا سمجھ لیا جائیگا
سحر کو حمزہ باطل کر سکتا ہی طلسم کو نہین توڑ سکتا ہی میرے پاس تحفۂ طلسم کا ہی اِسکا مٹانے والا طلسم کشا
ہی اور دوسرا نہین فی الجملہ تا دیر شاہ نے تمام شب بفراغ اُس سرکش و مغرور کو سمجھایا اور شراب پیا کیا
جلسۂ رقص بتان رہا پھر وہان سے اُٹھا اور کہا اے ملکہ اب جو تم فتح جنگ فرما کر طلسم مین مع الخیر آنا
تو اپنے مکان پر نہ آنا کہ مجکو یہان آنے مین تکلیف ہوتی ہی یا تو کوہ نیلم پر نیلم جادو پاس آنا اور مجکو لکھ بھیجنا
کہ یہ ماجرا گذرا میرے پاس چلی آنا اِسنے کہا سامری نے چاہا تو ایسا ہی کرونگی بادشاہ یہ کہکر مع نیلم
کے جس راہ سے آیا تھا اُسیطرف سے چلکر کوہ نیلم پر آیا یہان جب اکثر اطائر سحر نے عرضی ملکہ حرتناکی
کی لاکر دی اُسمین مرنا مجمر کا پڑھکر بہت رنجیدہ ہوا اور نیلم سے کہا مین کچھ دیر یہان ٹھہر کر آرام کرتا ہون تم
نہر کو نگا نمکحرامون نے پریشان کیا ہی اُنکی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر وہان سے جانب لشکر حرتناکی روانہ
ہوا۔ اُدھر بموجب اِسکے حکم کے ملکہ شیشہ دار جادو لباس پُر زر اور زیور جواہر مین و گوہر سے آراستہ
ہو کر شیشۂ آب تحفۂ طلسم کا جھولی مین رکھکر اُس غار سے نکلی اور تخت سحر پر بیٹھکر اکیلی جانب کوہ عقیق
چلی ایککنیز تک ہمراہ نہ لی اور از بسکہ کوہ عقیق یہان سے نزدیک ہی بہت جلد راستہ طے کر کے قریب لشکر

تھا پہونچی تھا بارگاہ مین اپنی بیٹھا تھا کہ یکایک برق شعلہ بار چمکی اُس بجیا نے نعرہ کیا کہ اے شیطان درگاہ
سن دیکھ تو مین نے کیا تقدیر کی شیطان اُٹھکر دروازۂ بارگاہ پر آیا اِس اثنا مین ساحرہ بھی دروازہ
پر آئی شیطان کو سلام کیا اُسنے کہا ای ملکہ مزاج اچھا ہی اِسنے کہا جی دعا کرتی ہون اور ہمراہ شیطان
اندر بارگاہ کے آئی خداوند کو سجدہ کیا اُسنے کہا سر اپنا سجدہ سے اُٹھا کہ رحمت اپنی تجھپر نازل فرمائی
یہ سجدہ سے اُٹھکر دنگل پر قرار پذیر ہوئی ایک خیمہ زربفت کا اِسکے لیے آراستہ ہوا یہ کچھ دیر بارگاہ مین
ٹھہر کر آرام کرنے وہان آئی جملہ اسباب راحت وہان مہیا ہوا خبر خواسکے آنیکی مشہور ہوئی صبا بھی
اِس سے ملنے آئی یہ ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوئی دوسرے روز جب طاق مشرق سے شیشۂ
طلسم افلاک ساحر روزگار نے اُتارا اور ساحرۂ شب نے طلسم عالم سے کوچ فرمایا نظم

قمر نے چلکے طوکین منزلین چار	ہوے پیدا سحر کے صاف آثار	کڑی راہ سفر کی تھی اُٹھائی
اُڑی مہتاب کے رخسار ہوائی		

ہنگام سحر یہ بارگاہ خداوند مین آئی اور عرض کیا کہ حضور مع چند
رفقا کے کوہ عقیق پر چلین اور جس دامنگ کوہ کے نیچے لشکر حمزہ اُترا ہوا ہی اُسطرف چلکر ٹھہرین مین
تمام لشکر مسلمانون کا غارت کردون تھا یہ سنکر مع چند ارکان دولت وغیرہ اور بختیارک کے سوار
ہوکر روانہ ہوا اور ازبسکہ لشکر امیر چوبیس فرسخ تک اُترا ہی تو سر لشکر کا زیر کوہ عقیق ایک الگ
کیطرف ہی تھا اُسی سمت اگر ٹھہرا اُسوقت گھٹا گھر آئی تھی کچھ ترشح ہوتا تھا مور چنگھاڑتے تھے جانور صحرا
مین خوش فعلیان کر رہے تھے طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے تھے سرانچہ بارگاہ سلیمانی کے
اُٹھے تھے برسات کی بہار جنگل مین لالہ زار کا لطف دیکھکر سرداران اسلامیان کا دل مائل گلگشت
صحرا ہوا اور خدمت امیر والاتدبیر مین سب نے عرض کیا کہ یہ وقت ایسا فرحت بخش و نزہت انتما
ہی کہ دل بے اختیار سیر کرنے کو چاہتا ہی اور سنا ہی کہ ایک ساحرہ بارگاہ تھا مین آئی ہی اُسنے لشکر کو
ہمارے ضرر پہونچانیکا ارادہ کیا ہی اور بالاے کوہ عقیق تھا رگراہ کو لائی ہی یہان سے کنارہ تک
لشکر کے حضور بھی سیر کنان تشریف فرما ہون حفاظت لشکر بھی مدنظر رہیگی اور تفریح خاطر بھی متصور ہی
امیر نے التماس انکا پذیرفرمایا اور چند سردارونکو خدمت بادشاہ اسلام مین چھوڑکر باہر بارگاہ کے آکر
سوار ہوے اِسطرف سے یہ چلے اُدھر حال بیان ہوا تھا کہ پارۂ دل خواجہ عمر و متمرین متر حالاک کی مامور
باجازت طلسم مین جانیکی امیر منیر پرور سے لیچکا ہی چنانچہ اُسکی جگہ پر اب ابوالفتح کام کرتا ہی اور یہ

ہر روز احباب سے رخصت ہوکر جانب طلسم جاتا ہی لیکن راہ نہین پاتا ہی چنانچہ آج اپنے دل سے آپنے
مشورہ کیا کہ بارگاہ لقا مین چلیے وہان ساحران طلسم آتے جاتے ہین اُنہین سے کسیکے ساتھ روانہ
ہوجیے پس یہ سوچکر جانب لشکر لقا روانہ ہوا راستے مین لقا کو جانب کوہ اسنے جاتے دیکھا یہ بھی
ہمراہ ہوا جب لقا قلعہ کوہ پر اگر ٹھہرا یہ بھی کسی گھاٹی مین پوشیدہ ہوکر اپنی گھات سوچنے لگا اس
اثنا مین بختیارک نے ساحرہ سے کہا کہ ای ملکہ تم کیا سیر دکھانے کو اس کوہ پر خداوند کو لائی ہو
اُسنے جلد کیفیت شیشہ آب طلسمی کی بیان کی یہ سب حقیقت چالاک نے سُنی دل سے کہا خوب ہوا
جو تم طلسم مین نہ گئے تھے یہ غیبانی ساحرہ نہ کھاتی ہی نہ بیتی ہی پھر عیارون کو بہت پریشان کریگی اب
تم ہی عیاری کرتے چلو یہ سوچکر نہایت مستعد ہوکر تیر و کمان سنبھالے پتھر گولہ مین دیے حصار
انفلی فارورہ ہاے آتشبازی سے درست تاک مین ساحرہ کی ٹھہرا اور وہان سلیمان عنبر بین ہو
نے بھی جانا لقا کا جانب کوہ بارادہ رزم و فساد ہی پس اُسنے کہا کہ خداوند کی مشیت مین نہین معلوم
کیا آیا جو کچھ فوج ہمراہ نہ لیگئے انسان ہو تو کچھ کہا جاے خدا ہوکر ایسی غفلت کرے احتیاط شرط ہی ہی
افسران لشکر تم فوج تیار کراکر جاؤ اور زیر کوہ ٹھہرو افسر بمجرد حکم فوج مسلح و مکمل کرکے روانہ ہوئے
اور زیر کوہ آکر ٹھہرے اُدھر سے امیر کشور گیر بھی تشریف لائے بختیارک نے شیشہ دار سے کہا اب
بڑا غضب ہوا حمزہ آتا ہی ایکو بھی ہم مین سے زندہ نچھوڑے گا اور مع اپنے تمام سردارون کے
آتا ہی ساحرہ نے کہا ملکہ تم تو مسلمانون سے ایسا خوف کھاتے ہو جیسے برفضاب سے یا طائر صیاد سے
تم گھبراؤ نہین مین ابھی سبکو مثل حرف غلط مٹائے دیتی ہون یہ کہکر شیشہ آب سحر جھولی سے نکالا اور
تھوڑا پانی اُسمین سے اور ظرف مین لیکر زیر کوہ متوجہ ہوئی اور چونکہ اُسکو تو یہی معلوم ہی کہ نیچے کوہ کے
لشکر حمزہ ہی خداوند لشکر ساتھ لیکر یہان نہین آئے پس اُسنے اُس لشکر کو جو برائے محافظت خداوند
زیر کوہ تھا خوب تجویز کرکے وہ پانی پھینکا پانی کا لشکر مین کرنا تھا کہ ہوا سرد چلی اور لشکری پتھر کے ہونے
لگے اُسوقت تو لشکر مین بھگدڑ بڑی ہر سمت سے صدا بلند ہوئی کہ دُہائی ہی خداوند لقا کی بختیارک نے
افسران لشکر کو پہچانتا تھا اور جب سے وہ لشکر آیا تھا جب ہی سے خبردار تھا مگر کیا جانتا تھا کہ یہ ساحرہ ہمدا ہی لشکر پہ آگی
بس یہ آفت اُسنے دیکھکر پکارا ای ملکہ واہ وا واہ کیا اچھا خداوند کو یہان لاکر تماشا دکھایا ارے یہ تو
لشکر خداوند ہی کا تھا ساحرہ نے کہا سچ کہو ارے لشکر تمنے کسنے بلانے کو کہا تھا اور پھر مجکو شماخت

بھی نکلوا دیا اچھا اب جلد بتاؤ کہ حمزہ کا لشکر اور وہ کہان ہے شیطان نے اشارہ کیا ہے کہ وہ ہے ساحر نے غصہ مین آکر شیشۂ آب سحر بلند کیا کہ رخ دیگر جانب لشکر حمزہ ماروں بس جیسے ہاتھ اُسکا بلند ہوا چالاک سوچا کہ ابھی یہ دشمنان امیر پر آفت لائیگی بس بہت جلد پتھر اسے تاکہ اسکی کلائی کو مارا پتھر اگر ہاتھ کے لگے پر اس زور سے پڑا کہ شیشہ جھٹکا کر ہاتھ سے چھوٹکر نیچے گرا اور چکنا چور ہوا لشکر تھا کچھ پتھر کا ہوا تھا کچھ جو بچا تھا شیشہ گرنے سے شعلہ ہر ایک کے بدن سے پیدا ہوئے اور جلنے لگا ہر ایک ناری مثل دیو آتشبازی چھوٹنے لگا زمین سے آگ کے شعلہ نکلکر جلانے لگے شور الغیاث و فریاد بلند ہوا تو بہ ارے خداوند چلے چلے پکار پکار کر آخر سب جہنم واصل ہوئے امیر کنارے اپنے لشکر کے کھڑے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے سب سردار ہنستے تھے اُدھر مختیارک کہہ رہا تھا کہ صلواۃ بر پیغمبر خدا و لعنت بر لقا واہ کیا اقبال مسلمانان ہے کہ جو بلا آتی ہے ہمارا ہی گھر تاکتی ہے جو تیر قضا آتا ہے وہ ہمارے ہی جگر پر لگتا ہے مسلمان مرنا نہین جانتے یہ تو ایسا کچھ بکتا تھا اور ساحرہ پتھر کھا کر پہلے تو نظر مردم سے غائب ہوگئی پھر جو ظاہر ہوئی فرط ندامت سے آنکھ نہ چار کر سکی کہ یہ کیا مین نے کیا بموجب بیت تہمت چند اپنے ذمہ دھر چلے + کسلیے آئے تھے کیا ہم کر چلے + پس اسی ندامت مین سر بسمت آسمان دیکھا چالاک بھی لوگون کے جلنے کا تماشا کھائی سے نکلکر دیکھ رہا تھا اُسپر نگاہ پڑی بغضب تمام تر اُٹھی اور چالاک گری اور اُٹھا کر روے ہوا لیگئی مختیارک ہر چند پکارا کہ ای ملکہ سنو تو سنو تو ابھی یہ خبیث حرامزادہ لقا باقی ہے اسکو بھی ہلاک کرتی جاؤ لیکن آسنے نہ سنا یہ جا وہ جا جانب طلسم روانہ ہوئی اس خیال سے کہ اب مین لشکر کاہے سے تحفۂ طلسم تو برباد ہو چکا اگر اپنے ذاتی سحر سے لڑی تو کیا برسون مقابلے مین گذرینگے فوج بھی ہمراہ نہین لائی ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ اس عیار کو چلکر حوالہ شاہ جادوان کرے کہ آپ سچ فرماتے تھے اسنے شیشہ توڑ ڈالا عیار بدبلا ہین بادشاہ عیارون کی شرارت سے خوب آگاہ ہے وہ عذر تیر اندیشہ کر کے کوئی اور تحفہ تجکو دیگا غرضکہ یہ تو اُسطرف گئی اور مختیارک نے لقا سے مضحکہ کرنا شروع کیا اور کہا اے خداوند اب جلدی بھاگ نہین تو حمزہ زیر کوہ پہونچ چکا ہے یہان آکر ناک کاٹ لیگا لقا گھبرا کر اور سمت سے بھاگنے نیچے اُتر کر بھاگا اور امیر نے فرمایا کہ گھیر و اس مشرک مردود خدا کو سردار گھوڑے ڈالکر چلے اُسوقت صبا رفتار جادو اگر بزور سحر خداوند اور شیطان کو لیگئی امیر بھی ہنستے ہوئے مراجعت فرما کر بارگاہ مین آئے بنگامۂ عشرت گرم ہوا اُدھر لقا بھی بارگاہ مین پہونچکر رنجیدہ خاطر متمکن ہوا یہ تو سب آرام پذیر ہین مگر شیشہ دار

چالاک کو لیے کوہ نیلم کے نیچے آئی وہان پہونچکر بالاے کوہ جانیکا ارادہ کیا لیکن ندامت زدہ تھی تو جسم تمام پسینے مین تر تھا چہرے پر پڑا ہوا غبار سفر تھا پیرہن تنگ ڈھیلا ہوگیا تھا لب نازک غصہ سے جو چبایا تھا تو نیلا ہوگیا تھا ہاتھ مین عیار کے اٹھانے سے درد پیدا ہوا تھا اتنی دور آنے سے چہرہ سونلا گیا تھا صباحت مین نمک آگیا تھا اور علاوہ ان پریشانیون کے رفع احتیاج کی بھی ضرورت تھی پس زیر کوہ یہ دم لیکر اپنے تئین آراستہ کرنے لگی بال اپنے آئینہ سحر سامنے رکھکر سنبھالے دوپٹا سنبھالکر اوڑھا پانچے قاعدہ سے گھٹنے چالاک کو زمین پر لاکر ڈالدیا اور آپ کچھ دور روہانسے ہوکر براے رفع احتیاج آئی لیکن سحر سے وہ جگہ حصار بند کردی کہ عیار اٹھکر بھاگے تو کہین جا نسکے غرضکہ جب براے رفع ضرورت بیٹھی سحر سے ایک پردہ پیدا کرکے دور تک دشت مین اور جانب کوہ نیلم بزور افسون تان دیا تو بفراغ خاطر ضرورت سے فارغ ہونے لگی مگر وہان چالاک تموج ہواے بیہوش تھا ہوشیار ہوا اور اسنے ایک پردہ تنے دیکھا قصد کیا کہ اٹھکر بھاگون اٹھا نگیا سمجھا کہ ساحرہ تجکو قید کرکے کسی کام کو گئی ہے اب آتی ہوگی تو کوئی تدبیر کرینگے سوچکر ہاتھ اسکے قابو مین تھے اسلئے کمند کے حلقہ چادر کے نیچے اسطرح لگائے کہ جو کوئی جھک کر چادر کو کھولے اور مجکو اٹھائے اچھلکر گردن دکر دست و پا مین لپٹ جائے فی الجملہ اس تدبیر سے درست ہوکر لیٹا ادھر شیشہ دار ضرورت سے فارغ ہوکر اسکے قریب آئی اور پہلے حصار سحر کا دفع کیا پھر عیار جو زمین سے نہ اٹھ سکتا تھا وہ جادو بھی دور کرکے چادر کو ہٹانے لگی تاکہ اٹھاکر روانہ ہو پس جیسے ہی چادر کو اٹھا کمند کے حلقہ گردن دکر مین پڑے اور ازبسکہ چالاک سحر سے رہا ہو چکا تھا اسنے بغیہ بیہوشی ناک پر مارا کہ چھینک مارکر یہ گری چالاک بصد بشاشت اٹھا اور کپڑے اسکے اتارکر آئینہ سامنے رکھکر اسکی سی صورت بنکر پٹی بیہوشی کی اسکے داغ دہنی پر باندھی اور ایک کنوئین مین لیجاکر ڈالدیا اور آپ ہانپتے جانب کوہ چلا اتفاقاً نیلم جادو کسی کام کو قلعہ کوہ پر آیا تھا اسنے اسکو آتے دیکھا پرواز کرکے زیر کوہ قریب اسکے آیا اور کہا اے ملکہ فرمائیے کہ کسطرح تشریف لائین کام باغیون کا تمام کیا یا نہین اسنے جواب دیا کہ مدت ہوئی مین لڑائی فتح کرچکی لشکر حریف مین کوئی بھی باقی نہین سب رہزد ملک عدم ہوے یہ کلام سنکر نیلم بہت مسرور ہوا اور کہا کہ اے ملکہ کام رے کردی اب مناسب یہ ہے کہ یہان نہ ٹھہرین شاہ جادوان کی خدمت مین چلکر مژدہ فتح دین اور وہین جشن کرین لو آو پرواز کرو تاکہ بہت جلد پہونچ جائین عیار یہ کلام سنکر گھبرایا کہ مین پرواز کیونکر کرون پس مگر تازہ ترجویز کرکے گویا ہوا کہ واہ واہ مین

ابھی تو چلی آتی ہون تھکی ماندی ہون اور مجھ مین اتنی طاقت کہان ہی جو ابھی بادشاہ پاس جاؤن
نیلم سمجھا کہ واقع مین یہ نازکبدن ہی جو کہتی ہی بہت درست ہی چنانچہ عرض پیرا ہوا کہ ای ملکہ بالاے
کوہ چلکر کچھ دیر آرام فرمائیے ٹھہر کر چلیے گا اُسنے جواب دیا کہ تم میرے سینہ پر ہاتھ رکھکر دیکھو کلیجہ پلتا ہی
پہاڑ پر یکایک کس سے چڑھا جائیگا یہ سنکر نیلم اُسیجگہ ٹھہر گیا بعد کچھ دیر کے چالاک نے ہاے ہاے کرکے
لیٹ گیا نیلم نے پوچھا کہ کیون ای ملکہ خیر تو ہی اُسنے کہا مجکو ایک دورہ مرض شدید کا ہوتا ہی ہی
اب بھی شروع ہوا ہی یہ کہتے کہتے یکایک دانت بیٹھ گئے آنکھ پھر گئی بیہوشی چھا گئی نیلم یہ حال دیکھکر گھبرایا
اور بہت جلد تخت سحر تیار کرکے اُسکو تخت پر بٹھا کر لے اُڑا اور پہاڑ پر لایا وہان اُسکے رہنے کا قصر عالی
تعمیر تھا نور آرائش سے طور تنویر تھا شیشہ آلات سے آراستہ اسباب عشرت و راحت سے پیراستہ
فرش و کرسی و میز وغیرہ سے درست بیمار جہان قدم رکھنے سے تندرست ۔ حاصل کلام نیلم نے اُس گلعذار
کو لاکر چھپر کھٹ پر لٹا دیا اور کنیزون کو اپنی طلب کرکے حکم دیا کہ خدمتگزاری مین مصروف رہون وہ
سب پنکھا جھلنے اور پانون دبانے مین مشغول ہوئین چالاک اپنے دل مین کہتا تھا کہ خدا کا شکر ہی
جو اِس مقام تک مین پہونچا اور دیکھتا تھا کہ اِس کوہ پر عجیب و غریب شجر اور مکانات ہین ایک ایک
درخت اور مکان مثل طلسمات ہین مکانون کے دروازون پر پتھر کے پتلے انسانون کی طرح پہرا
دیتے درختون پر جواہر کے جانور زمزمہ سرائی کرتے چشمون سے مچھلیان سر باہر نکالکر باتین کرتی
ایسے چھینٹے دیتین کہ انسان پانی ہو جاتا کنارہ سے چشمون کے فوارون کیطرح ستارہ نکلکر بلند
ہوتے اور برسے ہوا چکتے درختون سے پھل ٹوٹکر گرتے دانون کے عوض طائران خوشرنگ نکلکر
اڑتے مکانون کی دیوارون پر جو طاؤس و ہنس وغیرہ بنے تھے دمبدم پریون کی صورت
بنجاتے ناچتے گاتے پھر اصلی صورت پر نظر آتے طرفہ طلسم نظر آتا تھا کہ ابیات

یون منعکس صفاے عمارت مین ہر طرف	جو ایک در و مکان ہو سو معلوم ہو دو در	لشکر ہر ایک جو مین جھکو رو نے آگے
شفاف یان تلک رہین کھا کے شست و شو	جلوہ انھون مین ہو جو رگ گل کے عکس کا	آگے نظر وہ جون کہ یاقوت ہو بہو
یون جلوہ گر ہو سرو کا سایہ کہ جسطرح	کوئی سیاہ مست پڑا ہو کنار جو	غرضکہ یہ عیار تو یہان آرام مین ہی

مگر نیلم یہانسے اپنے قلعہ مین آیا اول بیان ہوا کہ اِس کوہ کے دامن مین قلعہ آباد ہی کہ وہ زیر حکم
اِس ساحر کے ہی پس یہ اُس قلعہ مین جب پہونچا اخبار نویس کو طلب کرکے پرچہ لکھوایا مضمون

اُسمین یہ تھا کہ اکابران طلسم اور بادشاہ جادوان کو مژدہ ہو اِس امر کا کہ ملکۂ شیشہ دار جادو نے کوہ
عقیق مین جاکر تمام مسلمانون کو ہلاک کیا ایک حمزہ تو بسبب اسم اعظم بھاگ کر بچگیا باقی سب قتل
و غارت ہوگئے بیت شکر معبود حقیقی کہ عدو گشت ہلاک + شدہ از شورش وطوفان ہمہ عالم پاک
یہ پرچہ اخبار خدمت بادشاہ مین علاوہ اور جگہ بھیجنے کے روانہ کیا شہنشاہ ساحران اِس پہاڑ پر سے
جب گیا تھا بلاغ نسیب مین اگر حال قتل مجمر سنگر فکر مین تھا کہ کسی ساحر کو برائے استیصال لشکر فہرخ
روانہ کرون اِس اثنا مین پرچۂ اخبار پیش ہوا اُسکو پڑھکر فرط بشاشت سے خندۂ دندان نما کیا تمام
حاضران دربار مستفسر ہوئے کہ حضور کیا خوشخبری سُنی اُنسے بھی سب کیفیت بیان کی اُسوقت دربار مین
سہیل چشم جادو اور عقاب سیہ چشمی اور وہ ساحر جنکے نام اکثر لکھے گئے ہین حاضر تھے وہ بھی گلے
ملنے لگے مبارکباد کی صدا بلند ہوئی ہر سمت قہقہے کی آواز آتی تھی شاہ جادوان نے مبارکباد نامہ
مین لکھکر ملکۂ حیرت کو وہ نامہ بھیجا اور چالیس کشتیان جواہر اور اشیاے عمدہ طلسم سے مطلوب کرکے ایک
عرضی مشتمل بر مضمون مبارکباد خداوند کو لکھی کیفیت یہ اُسمین درج تھی کہ یا خداوند تیری قدرت بہت
بڑی ہی کہ تونے ایسے ایسے بندہاے زبردست پیدا کیے جو کسیطرح ہلاک نہوتے تھے پھر تونے ہی ہمکو وہ قدرت
و قوت عنایت فرمائی کہ ہمارے ایک ملازم یعنے شیشہ دار جادو نے ایک لمحہ بھر مین کام اُن بندگان
سرکش کا تمام کردیا ہم تیری قدرتون کی ثنا کہانتک کرسکین اب ہزار دل تیری اور تیرے سب بندگان
مقرب کی خدمت مین مبارکباد اِس فتح عظیم کی دیتے ہین کہ کام تمام دشمنون کا تمام ہوا اور ہم سب
بندون کو قدرت نے شادکام فرمایا اِس خوشی کا جشن مسرت شیم ہم بھی منعقد کرنے والے ہین خداوند
بھی مع جملہ مالکان مقرب کے مصروف طرب ہون اور یہ کشتیان نذر کی جو ہمراہ سہیل چشم جادو
بھیجی گئی ہین قبول و منظور فرمائین باقی ہر کہ و مہ کو مبارکباد ہماری طرف سے پہونچی فقط یہ عرضی
جب تحریر ہوچکی سہیل کو دیکر حکم دیا کہ خدمت خداوند مین پہونچا وہ چالیس جادو کر نہایت معزز اپنے
ہمراہ لیکر کشتیون کو طلاے سحر کی پشت پر بار کرکے روانہ ہوا اُدھر لشکر حیرت مین جو بادشاہ نے
نامہ بھیجا تھا چنانچہ وہ نامہ جب ملکۂ مذکور کو پہونچا اُسنے پڑھتے ہی حکم دیا کہ طبل عشرت پر چوب پڑے
بموجب فرمان ملکہ ہزارہا نقارہ بجنے لگا صداے مبارکباد بلند ہوئی عیارون نے یہ خبر ملکۂ فہرخ سے
جاکر عرض کی کہ شیشہ دار جادو لشکر امیر حمزہ پر گئی تھی سب لشکر کو تباہ و غارت کرکے بفتح و فیروزی

آئی ہی ملکہ حیرت پاس اسی مضمون کا نامہ بجانب شاہ طلسم آیا ہی اُسنے بدنیو جہ یہ خوشی پھیلائی ہی یہ
خبر جب مہرخ خوش سیر نے سُنی اشک گہر رشک رخسار انور پر جاری ہوئے تمام لشکر مین کہرام
برپا ہوا ہر سردار نے حال اپنا تباہ کیا عیار جو برق و ضرغام وغیرہ یہان موجود تھے اُنھون نے
ملکہ مہرخ سے کہا یہ خبر بالکل غلط اور سراپا دروغ ہی پیش انوار عقل و دانشمندان بفروغ ہی نام لشکر
امیر کا یکایک غارت ہونا سہل نہین یہ برسون کا کام ہی اور بالفرض اگر لشکر ہلاک ہوا تو ہوا
سردار تو زندہ ہی اگر ابھی وہ اپنی زوجہ ملکہ آسمان پری کو بلائے تو نہین معلوم کیا ہو جائے ای ملکہ
ایسے ایسے قران صعب لشکر صاحبقرانی پر بہت آچکے ہین اعدائے دین بہت کچھ خاک اُڑا چکے ہین
فیطاس کوہ پر مع حمزہ تمام لشکر کا سوم اہل اسلام کر چکے تھے سنگ صبر دل پُر درد بردھر چکے تھے
پھر خدا نے فضل کیا ذکر اسکا جلد چہارم و غازہ داستان حمزہ مسمی بہ ایرج نامہ مین ہی اب ای ملکہ آپ کو لازم
ہی کہ اس خبر مہمل کو محمول بہ افترا و کذب کرکے جزع و فزع کو موقوف فرمائیے اور اپنے لشکر مین یہ منادی
کر دیجیے کہ شیشہ دار جادو فرستادۂ شاہ طلسم لشکر حمزہ سے شکست کھا کر آئی ہی بھاگکر اُسنے اپنی جان
بچائی ہی شاہ طلسم نے ہلاکت لشکر اسلام کی خبر جھوٹ مشہور کرا کر خفت اور شرمندگی اپنی مٹائی ہی
پس جو کوئی نسبت لشکر اسلامیان ہمارے لشکر یا ہماری عملداری مین کلمۂ بد زبان سے نکالیگا
زبان اُسکی قفا سے کھینچ لیجائیگی سزائے سخت دیجائیگی ای ملکہ اس گریہ و زاری سے تمام ممالک مفتوحہ
مین بدعملی ہو جائیگی فوج بیدل ہو گی صوبہ دار اور عامل قتل ہونگے پس جیسا ہم عرض کرتے ہین اُسی پر
عمل کرنا عین مصلحت و حکمت ہی مفید مطلب اعیان سلطنت ہی ملکہ نے یہ صلاح پسند کرکے فوراً
حکم دیا کہ ڈھنڈھورا پیٹے اور سامان جشن عشرت مہیا ہو ہر چند کہ خواجہ مقید ہین لیکن اس
فتح سے کہ جو شیشہ دار پر اہل اسلام نے پائی ہی ہم جشن کرینگے بمجرد حکم ملکہ منادی نے ڈہل زنی
کی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ اسلام کا حکم ملکہ مہرخ سحر چشم کا کہ ہر ایک شخص خوشی کرے مسلمان
شیشہ دار پر فتحیاب ہوئے وہ خبر جو مشہور ہوئی بالکل جھوٹ ہی اگر کوئی نسبت مسلمانان کلمۂ
بد کہیگا بہت بڑی سزا پائیگا یہ منادی ہوتے ہی تمام لشکر مین ہنگامۂ عیش و مسرت گرم ہوا ناچ
ہونے لگا شراب کا دورہ جام ہوا ہر ایک لباس مرخ پہنکر گلفام ہوا اسطرف حیرت کے لشکر مین
ہر جگہ انجمن عشرت ترتیب پذیر ادھر سامان مسرت فراہم نہ کوئی رنجیدہ نہ دلگیر انکو تو اس کیفیت مین

چھوڑ دیے - مگر اول حال سہیل چشم کا سنیے کہ وہ کسوقت مبارکباد دینے لقا کو پہونچا ہے

الہدای شوق دل جوش تمنا مرحبا	آتے ہین وہ مرگ شادی کی مبارکباد ہے

آنا سامر کوہی اور قاہر کوہی کا برائے اعانت لقا اور مارنا سہیل چشم کا

صحائف طرازان صحف بلاغت	رقم کرتے ہین اسطرح یہ حکایت	کہ تھا تخت نکبت پہ بیٹھا ہوا
لقا جسکو کہتے تھے مشرک خدا	جو اسیس لائے یہ اسکے خبر	کہ ای مالک تخت و دیہیم و زر
مدد کو تری لشکر ہیکران	لیے قاہر کوہی آیا یہان	سنی بختیارک نے جب یہ خبر
چلا بیشوائی کو اٹھکر دخمہ	اثنائے راہ مین کوہی مذکور سے بہ شیطان جا کر ملاقی ہوا دیکھا	

کہ سامر - قاہر کنیدون پر دونون بھائی سوار پشت پر فوج کوہیان بیشمار آلات حرب سے آراستہ قوی تن درشت چنگال زبردست ہر ایک جوان نوخاستہ وہ لشکر مثل دریاے آہن موج مارتا آتا ہی مع بہیڑ و بنگاہ کئی لاکھ کا مجمع ہی نظم

افواج قاہرہ کا ترے کیا بیان کروں	لرزے صدا رپاشنہ سے جسکے روم روم	شادی کی نقل سمجھے ہی انکی دلاوری
ہنگام کارزار سدا گولہ و تفنگ	ایسے وہ جان نثار تھے اسکے کہ اسکی ہمٹ	آسیب کیا مجال کرے مہ جو رزم جنگ
ہو جائے کوٹ گرد جو وہ بنکے بیٹھ جائین	صف باندھکر کھڑے ہون تو ہین قلعہ کی اینگ	شیطان لقا انکو استقبال کرکے

لایا لشکر انکا ملحق اپنے لشکر کے اتروایا یہ دونون بہادر سامنے خداوند ذخیرہ سر کے آئے سجدہ کرکے خلعت سے مخلع ہوئے عنصر بن منصور زاغ چشم کوہی نے انکی بڑی تعریف کی کہ یہ ہمسے بدرجہا زور و طاقت مین بڑھے ہوئے ہین بلکہ ہمسے کیا تمام کوہیون سے اشجع اور پرقوت ہین لقا نے یہ سنکر کہا کہ قدرت نے انکو تمام عالم سے زور آور پیدا کیا ہی اور اپنا اب نظر کردہ فرمایا یہ کلام سنتے ہی دونون بھائی خداوند کے تصدق ہوئے اٹھکر تخت کے گرد پھرے خداوند نے دوبارہ نظر کردہ کرنیکا خلعت دیا اور دنگلہاے طلاکار پر قریب تخت بٹھایا پیچھے انکے سردار انکے سولہ سو جوان بلین ارجمند کہ سیمین تنان مستکمن ہوئے ساقیان زرین لباس و مہ جبین جام شراب رنگین دینے لگے رقاصان مہر طلعت سانے آکر اپنی چہل بل دکھاتے تھے اہل انجمن کو اپنی ادا سے مستانہ پر لبھاتے تھے وہ رقص انکا گلبدن وہ انکا ستھرا الاپنا وہ انکے حسن کی بہار بلبل کردار ہر دلکو شیدا اپنا بناتی تھی زاہد صد سالہ کی طبیعت مین مثل جوانان مستی آتی تھی کہ **بیت** کفر سے اتبو مرا دل ہی نہایت بیزار ۔ در میان

کیا کردن ای شیخ کہ ہی پاے تبان + اسی ہنگامہ ناؤ نوش مین سامر کوہی مخاطب بجانب بختیارک ہوا اور کہا ملکجی بیان کرو کہ مسلمانون سے لڑائی کسطرح ہوئی اور وہ لوگ کیونکر لڑتے ہین وہ شیطان یہ کلمات سنکر جواب دہ ہوا کہ مسلمان بڑے زبردست ہین دیوون کی گردن دھڑسے کھینچ لیتے ہین شیران ژیان اور فیلان دمان اُنکے نزدیک بکریان ہین اکثر پہلوانون کو قاش زین سے اُٹھاکر اُچھالا اور گرتے وقت بضرب تیغ دو ٹکڑے کیا ہی کبھی خداوندگو کمر مین ہاتھ دیکر جو اُٹھایا ہی تو خداوندنے ٹانگین اوپر سر نیچے کرکے آسمان کو چوتڑ دکھایا ہی علاوہ اس زور و قوت کے حسن ایسا کچھ رکھتے ہین کہ خداوندزادیان اُنکے ساتھ بھاگ گئی ہین شہزادیان کیسی پریان اُنکے پانُون دباتی ہین یہ باتین سنکر قاہر کوہی کو غصہ آیا اور کہا ملکجی خداوندزادیون کا ذکر بیکار ہی کیونکہ یہ فرقہ نسوان ناقص العقل ہوتا ہی جو کچھ کر گذرے وہ تھوڑا ہی اور زور و طاقت کا جو تمنے ذکر کیا تو ہماری طاقت دیکھو یہ کہکر ایک اسپ دو رکابہ منگوایا اور صحن بارگاہ مین کھڑے ہوکر ایک ہاتھ سے اُس گھوڑے کو اُٹھاکر اُچھالا اور گرتے وقت بیک ضرب شمشیر دو کیا اور کہا ملکجی اسیطرح مسلمان پہلوان کو چور نگ ہوائی کاٹتے ہونگے شیطان کو ازبسکہ اغوا کرکے لڑوانا منظور تھا اسوجہ سے اُنکا ثناخوان ہوا کہ حقیقت مین آپکا بھی مثل و نظیر نہین ہی یہ شوکت اور قوت مسلمانون مین بھی نہین دیکھی خلاصہ کلام وہ تمام دن اہی لہو و لعب مین بسر ہوا اور سپہ شب پر بھول ماہتاب کا چڑھا ہوا نظر آیا انجم لبسان جوہر تیغ دکھائی دیے ترک روز نے خنجر مہر کرسے کھولا

کہ تھا جب نظم	اسی عرصہ مین مہر عالم افروز	کہ جو تھا اس جہان سے بہرہ اندوز
ہوا وہ جانب مغرب روانہ	بڑھا سامان شب کا شاسیانہ	سر شام قاہر کوہی نے خداوند سے

عرض کیا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے تقانے حکم نواخت کوس حربی دیا نقارہ رزمی گڑگڑایا تا میان خیبری دتو میان خیبری ہرکارے لشکر ظفر پیکر اسلام کے جملہ حال بیان کا دریافت کرکے خدمت باسعادت شہنشاہ مین حاضر ہوے اور زبان عجز بیان کو بصد ادب ثنا وصفت مین بادشاہ جمجاہ کے کھولا کہ ابیات

رکھے ہمیشہ تری تیغ کا رکفر تباہ		بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ	
سجود در سے ترے بہرہ ور ہون اہل زمین		رہے رکوع مین تا قامت سپہر دوتا	
بسان رشتہ کہ دانون مین سبحہ کے ہوئے		تری ولا کو رہے اسطرح دلون مین راہ	

اکرے جب آنے کا تو عزم پشت توسن پر	رکاب داب کے اقبال بولے بسم اللہ
جدھر کو ہو تو جلو ریز بس ترے آگے	ظفر جو طرفوا بولے تو فتح پیش نگاہ

بعد ادائے دعا و ثنائے بادشاہ آنا قاہر و سامر کو مہموں کا بیان کیا اور طبل جنگ بجنا بھی سرخی عرض مین لائے بادشاہ نے امیر کشور گیر کی جانب دیکھا امیر نے ارشاد فرمایا کہ ای ابو الفتح جاؤ اور ہمارے لشکر مین بھی بفضل رب اکبر نقارۂ حربی بجواؤ عیار مذکور حسب ارشاد حضور پر نور نقار خانہ مین آیا اور غاشیہ طبل سکندری اور حشامی پر سے اٹھا کر چوب لگائی صدائے شر و فساد تمام عالم اور عالمیان مین پھیلی دربار برخاست ہوا دلاوران صف شکن و غازیان تہمتن اپنے مقام پر آکے ہتھیار سلح خاصے منگوائے چار طرف شور تلوار دن کی جھنکار کا بلند ہوا مائل جنگ و نبرد ہر ایک گردار جمند ہوا شمشیرین چرخ پر چڑھنے لگین مریخ کا دل خوف سے خون ہوا کہ آب تیغ کی موجین بڑھنے لگین زمانہ کو یہ خوف و بیم کا عالم تھا کہ دمبدم رنگ بدلتا تھا قلب برش تیغ سے دہلتا تھا ہر لشکری نہنگ بحر آہن تھا موذی کے لیے مار آستین و دشمن تھا انکی شان عظیم و جلال کی نسبت یہ کہنا زیبا تھا کہ بمقتضاے ابیات

صولت و قہر کے آگے ترے یون دیو سیاہ	آنچ سے آگ کے جون تاب مین آجائے آبال
روز میدان قدم اپنا تو جہان گاڑے بس	کوہ کا سینہ پھٹے دیکھ ترا استقلال
شرق سے غرب تلک رعب ترے تیزہ کا	دھاک ہے تیغ جنوبی کی تری تا شمال
اسکی خونریزی سے یون فوج عدو گھٹ جائے	جون مہ نو سے محرم کے پلٹتا ہے سال
کافر حربی و موذی و منافق ملحد	ایک چھے رنگ ہے چار و نکا ہے استیصال
کیا بیان تجھسے کروں وصف سپر کا تیرے	سایۂ مہر ثبوت ہے تری پیشہ پہ ڈھال
شست اندازی سے تیرے ہو عدو کب جانبر	دائم انگشت قضا تیر کی تیری ہے بحال

رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب مین رہی پچھلے سے غازیون نے غسل کرکے کفن سر سے باندھا ہتھیار بدن پر سجکر سر محراب عبادت خالق اکبر مین جھکایا اور دعا کی کہ سر دینے کا زمانہ قریب آیا محراب غم شمشیر مین ہم سر جھکائین ای رب جان دینے مین جان نہ چرائین اسطرف تو عجز و انکساری تھی اُدھر فوج عدو مین بتپرستی اور کفر شعاری تھی ادھر آواز تکبیر بلند اُدھر ناقوس اور گھنٹون کا شور تھا دیران کے روبرو ہر ایک مستعد اس سمت غازیون مین اللہ اکبر کی پکار اُس جانب کو اللہ دیا

خدائے باخترکے نعرہ ہر بار اسطرف تضرع وزاری اُدھر لاف زنی ونخوت شعاری غرضکہ بمصداق
ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ۔ دونون طرف ہنگامۂ عظیم برپا تھا کہ ظلمت شب مثل ظلمت کفر
تیغ نور سحر سے مثل جبین اہل اسلام مئی اور رشتہ خط سفیدی سحر پر انجم نے مثل دانۂ تسبیح گردش
قبول کی کہ نظم

ہوا سینہ فلک کا ناگہان چاک	سجا خورشید نے عمامۂ نور	ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور
ہوا اُس سے نمایان مہر افلاک	صبحدم امیر کشور گیر برکات انبیا	

علیہم السلام ذات بابرکات پر آراستہ فرما کر پشت اشقر پر سوار ہو کر جلوخانۂ شبستان بادشاہی مین
آئے تمام سرداران ذی تباریان حاضر تھے آداب بجالائے انتظار آمد شہنشاہ تھا کہ یکایک عیش
محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اُٹھا شور بسم اللہ تا بگنبد سما پہونچا سامان جلوس شاہانہ ظاہر ہوا سب
اُٹھ کھڑے ہوئے ناگاہ افق بارگاہ سے آفتاب عالمتاب سپہر شہنشاہی بصد عظمت وجلال تابندہ
ودرخشندہ ہوا یعنی بادشاہ عالم وعالمیان چراغ لشکر اسلام ناسخ ادیان باطلہ ومنسوخ کن ملل
کاذبہ رائج احکام شریعت ظل آلہ دین پناہ عالی نژاد شہزادۂ سعد بن قباد برآمد ہوئے سرداران دین
نے مجرا کیا امیر نے بعد تسلیم پایۂ تخت شہنشاہی کو بوسہ دیا نوبت ونقارے بجے سواری جانب
جنگاہ پڑی موج بحر کیطرح جوش مار کر فوج چلی ہتھیاردن کی آواز گھوڑون کے شیہے تا بہ فلک جاتے
تھے دلاورون کے نعرہ دل دہر دہلاتے تھے سردار اپنی آن بان دکھاتے کسیطرف نیل کسیطرف
مرکبان اصیل طرارے بھرتے نظر آتے لندھور ومالک وعلمشاہ دقاسم وابرج ونورالدہر
ودارا ب ومندویل وکرتیت ونعمان بن منظر وقیماس خان وعامر شاہ وآلاگرد
فرنگی ومالاگرد فرنگی وغیرہ پانچہزار پہلوان یگانہ بمثیل زمانہ اپنی اپنی فوج لیے روانہ تھے کہ نظم

فوج کا تیری کرسکے نہ شمار	گو عطارد حساب ان ہووے	کثرت اُسکی یہ ہے جو تو ہووے سوار
بسکہ پُرگرد آسمان ہووے	انکھین مل مل یہ مہر ہووے نہ	جیسے شیشہ بتابدان ہووے

اس لشکر نصرت انتما کو ہمراہ لیے یہ بادشاہ پُرشوکت دجاہ وارد عرصہ کارزار ہوا اُدھر سے لقمان
گمراہ ہاتھیون پر تخت کھچوا کر سوار ہو کر جنگاہ مین آیا کوہیون کا پرا اپنے ساتھ لایا سامر کوہی اور
قاہر کوہی کئی لاکھ کوہی ہمراہ لیے سنجانی باختری اوبچی بنے خیل خیل میدان مین آکر صف کشیدہ
ہوئے بلیدارون نے میدان ہموار کیا ستھون نے گرد وغبار کو بٹھایا نقیبون نے فتنہ وفساد کو

اٹھایا صفین ان مین دونون طرف جگین صدائے یا علی مین مبارز بلند ہوئی قاہر نے چاہا کہ میدان مین جاؤن سامر نے کہا میرے ہوتے تم میدان مین نجاؤ یہ کہکر گینڈے کو گجبانگ مارکر روان کیا اور سامنے لقا کے آکر اجازت رزم لیکر میدان مین آیا پہلے ملحشوری سے سراپا میدان کا خوب دکھایا پھر زبان پر لایا کہ ای فرقۂ ناموران پاس نام ونگ ہو تو آؤ میرے مقابلے مین یہ نعرہ سنکر صف دست چپ سے اہل اسلام کے شہزادۂ قاسم کے مامون یعنے فیروزخان خاوری نے گھوڑے کی باگ لی اور سامنے بادشاہ کے آکر اجازت چاہی شاہ گردون پناہ نے سپردم بتو فرمایا یہ بہادر مرکب دپٹا کر سامنے اس کوہی کے آیا وہ نیزہ پکڑ کر گینڈے کو ٹھکراتا ہوا آگے بڑھا اس دلاور نے بھی گھوڑے کو کاوے پر لگا کر نیزہ کو سیدھا لیا سنان پر سنان اور بنان بنان پڑنے لگی برابر سے نیزہ بازی ہوتی تھی جب دو طعن ردوبدل ہوئین سنانین اور بنانین بیکار ہوئین اب ڈانڈ پر ڈانڈ پڑنے لگی آخر وہ بھی مثل خلال فراشان ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اڑ گئین اسوقت سامر نے تیغۂ گرانبار کمر سے لیا اور خبردار خبردار کہکر کمر پر ہاتھ مارا اس شجاع نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر وہ تیغۂ تین سو من کا ایسا آبدار تھا کہ سپر پر نہ رکا سپر کو کاٹکر خود دو دلجہ زرہ ٹوپ سے گذر کر کاسۂ سر کو تراش کے دو ابرو تیغہ پہونچا تھا کہ فیروزخان نے داستانے دم تیغ مین مارے داستانے قلم ہوئے کلائیان مجروح ہوئین مگر تیغہ بھی جھٹکا کر سر سے نکلگیا چادر خون کی منھ پر آئی سر ہرے پر زین کے جا لگا کوہی نے چاہا کہ سر کاٹ لون لیکن قیماس خان خاوری بھائی اس دلاور کا بہت جلد ہان ہان کرتا ہوا بیچ مین آگیا اسوقت شہزادۂ ایرج مرکب اڑا کر سامنے امیر کے آئے اور کہا آپ دیکھتے ہین کہ بابا جان کے مامون کیسا بدنام محکوم کر رہے ہین انکو لشکر سے نکلوا دیجیے امیر نے فرمایا کہ بابا وہ بھی تو شجاع ہین تلوار کا کام کاٹنا ہی ہاتھ حریف کا پڑ گیا وہ ناچار ہین لیکن بغیر سرخرو ہوئے میدان سے پھر تو نہین آئے دشمن کو پشت تو نہین دکھائی شہزادہ نے یہ سنکر موچھون کو تاؤ دیا اور کہا بجا ارشاد ہوا اب انشاءاللہ اس اپنے غلام کی تلوار کا کاٹ ملاحظہ فرمایئے گا امیر ہنسکر چپ ہو رہے ادھر سامر نے وہی تیغۂ خونچکان سر قیماس پر بھی لگایا اس شجیع دوران نے سپر کو سامنے کیا مگر وہ ایسا بار و پرقوت رکھتا تھا کہ سپر کٹکر نادو ابرو قیماس کے بھی تیغہ اترا اپنے بھی داستانے مار کر دفع کیا اسکی مرتبہ شہزادۂ دارا مرکب اڑا کر سامنے گئے اسنے نعرہ مارا کہ کیا تم لوگ لاشی پاشی میرے سامنے آتے ہو کسی آہن تن کو بھیجو کہ مرا مجکو شمشیرزنی کا حاصل ہو

یہ سنکر شہزادہ نے فرمایا کہ زبان بند کرو اور بازو کھول غرور کرنا مردان عالم کو زیبا نہین قوت بازو پر غرا تا کجا لاف ضرب کیا رکھتا ہی اُسنے کہا مین نے سنا تھا کہ مسلمانون کو خداوند تعالے نے سنگ و فولاد سے بنایا ہی اور اُنکو بنا کر بھولگئے تھے اسلیے قضا اُنکی بنائی نہین لیکن یہ کلام مجکو جھوٹ نظر آتا ہی بیان تو فولاد کیسا ہر مسلمان بالو کا بنا معلوم دیتا ہی کہ آب شمشیر سے کاخ تن اُنکا بہا جاتا ہی یہ کہکر وہی تلوار شہزادہ ذیوقار کے بھی لگائی ستارہ بخت مسلمانان اسوقت برج دوپیکر مین آیا تھا شہزادہ موصوف بھی تابہ دوابرو زخمی ہوا عیار نے اس جان و جگر حمزہ کو بھی میدان سے پھیرا تب شہزادہ ایرج کو تاب نزہی مرکب اُڑا کر سامنے شاہ اسلام کے آیا کل لشکر دست چپ کے علم جلوہ گری پر آگئے نوبتہا نقارے شتری فیلی بجنے لگے سرداران شہزادہ ذیجاہ پیادہ ہوکر رکاب مین دوڑے شہزادہ مسطور نے مرکب سے کود کر پایہ تخت ظل اللہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اب اس جان نثار کو تاب ضبط باقی نہین ہی یا تو اس گبر لقا پرست کو راہ دار البوار دکھاؤنگا یا سر اپنا میدان مین کٹوا کر زندۂ جاوید کہلاؤنگا بادشاہ نے شہزادہ کو خلعت دیا جام کلاہ عنایت مرحمت کیا اور رخصت فرمایا یہ بہادر پشت زین پر سن سے آیا مرکب کو رانون مین مسلتا تھا کہ وہ باد پیما طرارہ بھر کر چلا یہ جا وہ جا چھلاوہ تھا کہ نظر سے غائب ہوگیا یا شرارہ تھا کہ چمک کر بجھگیا طرفہ طلسم دکھائی دیا کہ نظم

جہان کے باغمین نقاش تیرے گلگونکی	جو چاہین شکل بنائین تو کیا کرین تدبیر
کیا مصور باد بہار نے جسکو	اگر قیاس مین ٹھہرے تو کھینچے تصویر
مذوبگا اُسکو مین شبیہ برق و آتش سے	کرونگا کیا مین بھلا جست و خیز کی تقریر
نہین ہی مرکز خاکی پہ اُسکے جلدی کا	بجز طبیعت معشوق کچھ عدیل و نظیر
رکھا کرے ہی سدا گرد اُسکی جولانگاہ	دماغ آہوے تاتار پر ز بوے عبیر
اُسے رکاب کے بوسہ کی آرزو تھی دلے	نہ آیا اپنے تئین ماہ نو سمجھکے حقیر

مین طرارون مین شہزادہ کو وہ بلد پا لشکر مقابل حریف سبوچا وہ نامرد تہیۂ تگاور گینڈا بڑھا لایا آسی تگاور پڑی کہ چھ قدم گینڈا اُسکا پیچھے ہٹا اور تین قدم گھوڑا شہزادہ کا پس پا ہوا وہ کوہی شد سنو ہوکر گجک گینڈے کو مارکر آگے بڑھا اور پکارا کہ یہ جانور بدتمیز تھا اسکے ہٹ جانے کا آپ خیال نکریں شہزادہ نے ہنسکر کہا اچھا اب تم نہ ہٹنا آؤ کارزار مردانہ وار آغاز کرو ادھر تو یہ گفتگو تھی لیکن اُدھر

خواصی مین لقا کی بختیارک جو بیٹھا تھا اُسنے کھڑے ہوکر شہزادہ کو ہمبنر دسامر دکھایا بس پکارا کہ یا خداوندا اپنے پہلوان کو بلوا لیجیے ورنہ وہ جہنم مسلمانان کی سیر کیا چاہتے ہین ایک شوم دشت اُنکے مقابلے کو آیا ہی مین نے بہت کم دیکھا ہی کہ کوئی اُسکے مقابلہ سے بچکر پھرا ہی قاہر کوہی گینڈے پر ہاتھی کی جھول پکڑے کھڑا تھا اُسنے بھی یہ تقریر سُنی اور کہا ملکجی تم کیا بدشگونی سنایا کرتے ہو میرے بھائی نے کئی مسلمانون کو چوٹیلا کیا ہی اب یہ بھی دوپہر کا لہو ہوا چاہتا ہی یہ ایسا کون سورما ہی جو بچکر چلا جائیگا بختیارک نے کہا ارے بیوقوف یہ قدرت کا نواسا ہی نور چکیدۂ قدرت کے بطن سے پیدا ہوا ہی اور خیر میرے بیان پر کیا منحصر ہی اب تم دیکھ لینا کہ بھائیصاحب پر کیا گذری یہ کہہ رہا تھا کہ وہان سامر نے دہنے پر گینڈے کو چڑھا کر رکابون مین پانون استوار کرکے خبردار خبردار کہکر برسر شہزادہ نامور تیغہ آبدار شہزادہ نے گھوڑا اڑا کر زیر بغل اُسکے ہو بچکر سیر کو آگے کیا کہ قبضہ تو سپر پر پڑا اور تیغہ بالکل خالی گیا شہزادہ بہت جلد یا تو زیر ہوا یا مرکب اسطرح چڑھا لایا کہ حریف کو دست راست کے نیچے سینے پایا اُسوقت شمشیر جانستان کھینچکر نعرہ کیا کہ باش اب ہماری باری ہی یہ کہکر وار کیا اُس ناری نے گھبراکر سپر کو چہرہ پر پناہ کیا مگر تیغ صاعقہ خصال دہنی سوز حدود کب رکتی تھی سپر کو مثل قرص پنیر کاٹ کر خود دوبلغہ عرق چین زرہ لوپ کدی جھلم کو کاٹتی ہوئی کاسۂ سر مین در آئی ہرچند سام نے داستانے مارے لیکن اس زور مین وہ حسام آبدار جاتی تھی کہ کلائیان اور داستانے کٹگئے مگر ہوا سر سے نہ نکلی کلہ چڑے کو تراش کر صندوق سینہ سے متاع جان برباد کرتی ہوئی شکم کو کاٹکر کفلگاہ سے گذری پھر گینڈے کے زین وغیرہ کو کاٹکر پشت سے گذر کر زیر تنگ آکر زمین پر مثل برق چمکی کوہی کے مع مرکب چار ٹکرے ہوگئے اہل اسلام مین شور تحسین بلند ہوا غازیون نے نعرۂ اللہ اکبر کیا عیارون نے دوڑ کر خدمت شہزادہ مین عرض کیا کہ ای شہریار سبحان اللہ نظم

کیون نہ کوس لمن الملک تو مارے ہردم	جیتری تیغ مین ہی جوہر رستم دستان	کھینچکر اپنی کرے جو تو مارے اک ہاتھ	
مثل نقارہ کی جوڑی کے دو حصے ہوکر	تجکو للکار کے میدان مین صفدر آئے	سامنے آکے ترے کون ہی ایسا مردک	

عیار تو سرگرم ثناخوانی تھے لیکن بختیارک کو ہی کے دوپر کالے ہوتے ہی اُچھل پڑا اور کہا وہ مارا سیان قاہر صاحب مین آداب عرض کرتا ہون دیکھی آپنے زبردستی ان مسلمانون کی واہ واہ کیا پارا ہاتھ مارا ہی کہ تسمہ بھی لگا نہ رکھا قاہر کی آنکھون مین خون اُتر آیا اور گینڈا بڑھا کر فوج کو میان کو للکارا کہ

ہان میان لینا اس مسلمان تیرہ سر کو فوج ہر سمت سے لینا لینا کہکر چلی مہلی سپاہ کی گھری ہوا بدلی تیر و نکی
بوچھار پڑنے لگی یہ شہزادہ جری تیغ بکف اُس بادل مین برق کی طرح چمکنے لگا اور سر مثل قطرات باران
برساتا تھا لشکر کی فوج بھی حملہ آور ہوئی پھر تو بادشاہ اسلام نے تخت آگے بڑھوایا امیر کشورستان کا نعرہ
بلند ہوا تمام اہل اسلام آگرے تلوار گھسان کی چلنے لگی زبان شمشیر زہر اُگلنے لگی شعلۂ تیغ نے صحرا کے
جسد پھونک دیے دیار تن مین آگ لگی ناریون کی گرم بازاری بہادری سرد ہوئی شوکت و جلالت
گرد ہوئی جو سامنے آیا فی النار ہوا موت کا گرم بازار ہوا برق شرربار شمشیر بنگئی خرمن ہستی کے جلانے
پر آندھی تھی دم بھر مین صفین صاف تھین رو جین گریزان ورد و گردان از مصاف تھین شور دار و
گیر برپا تھا ہاتھ کہین پانون کہین سر کہین تھا ایسی بیخبری تھی کہ اعضائے تن کا بھی ٹھکانہ نہ ملتا تھا سوائے اسلحہ
کی جھنکار اور قرنا و طبل کی آواز کے اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا یہ عالم اُس میدان جنگ کا تھا کہ نظم

بکردند یک تیر باران نخست	لسان تگرگ بہاران درست	ہپوشیدہ شد چشمۂ آفتاب
زپیکانہاے درفشان چو آب	تو گفتی ہوا ابر دارد ہمی	وزان ابر الماس بارد ہمی
وزان گرز داران و نیزہ وران	کہ می تاختندے برین بر زمان	ہوا زین جہان بود شنگون شدہ
زمین سر بسر پاک پر خون شدہ	بدان شورش اندر میان سپاہ	ازان خرد شمشیر و گرد سیاہ
درود شتہا شد ہمہ لالہ گون	بدشت و بیابان ہمی رفت خون	عین گرمی جنگ مین کئی سردار و

قاہر کوہی نے زخمی کیا اور بغضب تمام تلوار مین مارتا لشکر اسلام پر چڑھتا چلا آتا تھا جان پر کھیلے تھا
اسکا تو یہ نقشہ تھا مگر طلسم سے سہیل جو روانہ ہوا تھا کشتیان نذر کی لیے ہوئے اسوقت یہان آ
پہونچا اور جب درۂ کوہ سے کہ جو سرحد طلسم ہی باہر آیا نہیب مبارزان و نعرۂ دلاوران کی صدا اُسنے
سُنی مع اپنے ہمراہیون کے اُتر کر قلعۂ کوہ عقیق پر آکر ٹھہرا دیکھا تو بڑے زور شور سے تلوار چل رہی
ہی اس قلعہ کا سلیمان عنبرین مو کی جانب سے لشکان کوہی قلعہ دار ہی اُس سے اسنے پوچھا
کہ یہ کس سے لڑائی ہو رہی ہی اُسنے کہا خداوند باختر نے آج خداپرستون کو غارت کرنا چاہا ہی تم دیکھو
اب کچھ دیر مین وہ سب برباد ہوئے جاتے ہین اسنے کہا اسوقت تو مسلمان ہی زبردست معلوم دیتے
ہین لشکان نے کہا سچ کہتے ہو پھر مشیت خداوندی مین کیا دخل ہی مین نے بھی قلعہ کو آراستہ کر رکھا ہی اگر
خداوند بزرگ و برتر مجھکو اندر قلعہ کے آنے تو مین سب دشمنون کو اُڑا دونگا سہیل نے کہا یہ تو بیجا

کیون آنے پائے مین جاکر سبکو غارت کیے دیتا ہون مجکو معلوم تھا کہ مسلمان غارت ہوگئے ہین مگر
اب ظاہر ہوا کہ نہین مسلمان زندہ ہین یہ کہکر آپ اڑکر جہان لقا ہاتھی پر بیٹھا ہوا تھا آیا تسلیم کرکے سر سجدہ کو
جھکایا لقا نے بختیارک سے پوچھا کہ یہ بندہ میرا کون ہی اُسنے اُسکو ساحر وضع دیکھکر کہا کہ اُسکو شاہ طلسم
افراسیاب نے بھیجا ہی یہ کہکر سہیل سے مستفسر ہوا کہ تم کون ہو اور کیون آئے ہو اُسنے جواب دیا
کہ بادشاہ جادوان کا فرستادہ ہون شیطان نے کہا ایسے بہت سے شاہ جادوان بھیجا کرتا ہی ایک شیشہ دار
آئین تھین کہ انہون کو جلاکر چلی گئین اب تم آئے ہو دیکھیے کیا کرتے ہو اُسنے کہا ملکجی خوب یاد دلایا
مسلمان تو تباہ ہوچکے تھے اب یہ لڑائی کس سے ہوتی ہی ملکجی نے جواب دیا کہ یہ رزم امیر کشور گیر صاحب
تو قیر زلزلہ اکناف صاحبقران دوران حمزہ عالیشان سے ہی جنکا ایک ادنی غلام فراری یہ تمہارا خداوند
لقا بیٹھا ہی سہیل نے یہ سنکر منہ پر اپنے طمانچے لگائے اور کہا ملکجی توبہ توبہ کردیہ کیا کہتے ہو اُسنے کہا
ہم سچ کہتے ہین انکو بھاگتے تو راستہ نہین ملتا اِنسے غلام کروڑون مرتبہ اچھا ہی ساحر نے کہا اجی توبہ کرو
یہ کلمات سنکر لقا نے کہا اے بندہ سمن تو اِسکی باتون پر نجا یہ شیطان میری درگاہ کا ہی اِسکا کام لوگون کو
اغوا کرنا ہی اچھا اب اپنا حال بیان کر کہ کسطرح آیا ہی اُسنے عرض کہ شاہ جادوان نے سنا کہ آپ نے
سب بندگان مغضوب پر فتح پائی چنانچہ چالیس کشتیان تدرکی اور عرضی محتوی بہ مضمون مبارکباد
بھیجی ہی پس وہ کشتیان میرے ہمراہی قلزم پر لیے ٹھہرے ہین اب آپ لڑائی موقوف فرمائین اپنے
لشکر کو لشکر مسلمانان سے الگ کرلین مین دم بھر مین سبکو گرفتار کردون بختیارک نے کہا آپ
معاف کیجیے خداوند کچھ آپکی کشتیون کے محتاج نہین ہین جو بنی ہوئی لڑائی بگاڑین بندگان خداوند
اسوقت خوب جانبازی کررہے ہین ساحر نے کہا دیکھیے کہا مانیے سہل کام کو مشکل نہ کیجیے آئندہ آپکو
اختیار ہی بختیارک کو تو یہ منظور ہی تھا ساحر کو صرف تیہا دلانا تھا جب اُسنے بہت کہا تو اُسنے عرض
کیا کہ یا خداوند طبل امان بجوا دیجیے یون لشکر باہم سے جدا نہونگے خداوند نے کہا بہتر ہی پس شیطان
نے حکم دیا کہ لشکر مین طبل امان پر چوب پڑی قاہر کوہی اور عنصر وغیرہ بڑے جوش و خروش سے لڑتے
ہوئے ہجوم کرتلوارین مارتے چلے جاتے تھے طبل بجنے سے رُکے لشکر آپسمین گتھا ہوا تھا جدا ہوا
قاہر کا بھائی مارا گیا ہی اُسکو بہت بُرا معلوم ہوا اور عنصر سے کہا خداوند نے یہ کیا کیا جو طبل بجوا دیا
اگر ایسا ہی ڈر انکو ہی تو پھر لڑتے ہی ناحق مین میرے دلکا حوصلہ دلمین رہگیا ابکی مین حمزہ کو لوگ کے

مارلیتا پھر لڑائی کا خاتمہ تھا عنصر نے کہا کچھ سبب ہوگا جو خداوند نے طبل بجوایا وہ حال معلوم ہو جائیگا
امر بیوجہ نہین ہوا غرض سب لشکر میدان سے پھرا قاہر بھی بکتا جھکتا پلٹا اُدھر بختیارک نے سہیل
سے کہا تو اب لشکر ہمارا الگ ہوگیا اب دیکھین کہ تم کیا کرتے ہو سہیل یہ سنکر اکیلا اُڑکر چلا اور امیر
اس خیال سے کہ دشمنون نے مغلوب ہوکر طبل آسائش بجوایا ہے اب کوئی فساد اسوقت کرنے والا
نہین ہے پس غافل پھرے ہوئے جانب قیامگاہ جاتے تھے اس دغاباز نے بلندی پر سے ایستادہ ہوکر
سحر کیا کہ امیر پر غفلت طاری ہوئی عیار جو ساتھ تھے انسے فرمایا کہ ہوا دار سے اُتارو یہ کہکر مرکب
پر سے اترے اترتے ہی بیہوش ہوگئے لوگ ہوا دار پر جبتک لٹائین لٹائین اسوقت تک ایک
آواز مہیب آئی کہ تمام لشکر کے لوگ تھرا گئے عیاران لشکر گھبرا کر بتعجیل تمام رو بفرار لائے بعض لشکریون
کے گھوڑے اُس آواز کو سنکر الف ہوئے اور سوارون کو لیکر بھاگے بعض جو پشت توس پر سنبھل سکے
وہ گر گئے ارکان دولت تاجداران ذی مرتبہ گرد تخت شہنشاہ اسلامیان آگئے اور چاہا کہ بہت جلد
روانہ ہوکر بارگاہ سلیمانی مین پہونچ جائین لیکن ممکن نہوا دم بھر مین دنیا اندھیری ہوگئی ایک چادر
سیاہ ظلمت کی تمام لشکر پر پڑگئی تمام فوج گھر گئی لشکر مین غل ہوا کہ ای رب ودود بچانا یہ کہتے ہی تھے
کہ دوسری آواز ہولناک پھر آئی ایسی صدائے مہیب تھی کہ گاو زمین یقین تھا بارہستی وگیتی چھوڑکر
بھاگ جائے فلک فرط خوف سے گھٹکر زمین مین سما جائے ہزارہا لشکریون کے کلیجے پھٹ گئے اور ہلاک
ہوگئے وہ جو قوی دل تھے وہ بیہوش ہوئے چار سمت سے نور اسلام پر ظلمت سحر وکفر چھا گئی وہ سب
چہل پہل مٹی تمام کاروان لشکر بے صدا ہوگیا گھوڑون کے شیہے کی آوازین آتی تھین حصار سیاہ گرد
لشکر کئی کوس تک کھنچا تھا یہ خبر عیارون نے جب محلات مخدرات مین پہونچائی کہ گلستان صاحقرانی
پر بربادی آئی یہ سننا تھا کہ ہر ایک زن مہ سیمائے گیسو پریشان کیے خاک غم سے پیشانیان عنبرین
موے مشکین وزلفین عنبرین کو کھولکر کوئی تو سجدے مین گری اور کوئی سمت کعبہ جبین سائی کرکے رو
کوئی خاک گھستی اور کوئی رو رو کر مذمت دنیاے دنی کرتی کہ ابیات

ای چرخ تجھے دلدہی کرنی نہین آتی	تو سبکے دل وجان کا خواہان ہی برابر
یونہین جو ہی خاطر مین ترے مین بھی ہون جانی	یہ زندگی اور روح کا سوہان ہی برابر
دریا مری آنکھون سے یہ بہتا ہی لہو کا	مژگان سے مرے پنجہ مژگان ہی برابر

کہتے ہین جسے سرو وہ گلشن کی ہی اک آہ	نرگس لب جو دیدۂ گریان ہی برابر
آنکھونسے مروت تری اور دلسے ترے رحم	قسمت ہی یہ اپنی کہ گریزان ہی برابر
ہی سینہ تفسیدہ ہر اک تختۂ گلزار	جو غنچہ ہی سو وہ دل سوزان ہی برابر
آنسو نہ بچے تجسے کچھ میرے کہ تجھ پہ	لخت دل و گلبرگ بداماں ہی برابر

اسی ہنگامۂ شور و شیون مین عیارون نے سبکو اندر بارگاہ سلیمانی کے جمع کرکے گرد بارگاہ اپنا انتظام کیا اور کہا اس بارگاہ کی قناتون کے نیچے ٹھہرین کیونکہ سحر اسجگہ اثر نکریگا اور لشکر جو قصد تاراجی نیام ہیگا تو سمجھ لینگے ہر خرگہ تو بردن مین پتھر بھر کر نیچہ لیکر تیر دلدوز کمانون مین دیکر بانۂ عیاری سے آراستہ ہو کر ٹھہرے اور چند عیار اس فکر مین روانہ ہوئے کہ دیکھین یہ آفت کیونکر آئی ہی یہان تو ایسا کچھ انتظام ہی مگر کسی عیار کی مجال نہین ہی جو اس حصار شاہ سے امیر یا کسی شخص کو نکال لے فی الجملہ سہیل ہر شخص کو مقید کرکے پھر اس عرصہ مین لقا پھر کر بارگاہ مین آیا تھا تمام لشکر نے کر کھولی تھی کچھ لشکر بہر حفاظت مسلمانان مقرر ہوا تھا کہ یہ ساحر خدمت لقا مین آیا اور وہ کشتیان جواہر کی شاہ جادوان کیطرف سے نذر کرین اور عرضی پیش کی لقا نے کہا جب تو نہین کر اب بندگان معتوب غارت ہوئے ساحر نے کہا خیر انکے غارت ہو جانے سے مطلب ہی شاہ نذر فتح بھیجتے ہی پھر پہلے ہی سے بھیجدی یہ کلمات عرض کرکے دنگل زرین پر حسب اجازت خداوند بیٹھا اس اثنا مین نور روز کو مثل اہل اسلام ظلمت شب نے چار طرف سے گھیر لیا اور صاحبقران عالم افلاک و نجوم تھرا کر باتن زرد مغرب مین گیا نظم

وہ شب تھی ایسی تیرہ و تار	کہ ہو روز سیہ کو جس سے ننگ	چراغ و شمع کا یون نور ناپید
سیاہی مین ہو جیسے قطرۂ آب		

قاہر کوہی اپنے بھائی کی لاش اٹھانے مین تھا بعد فراغ امور اموات غصہ مین بھرا ہوا کہ خداوند سے چلکر جگاہ سے پھر آنیکا سبب دریافت کرون بارگاہ مین آیا یہان آکر سب سے بالادست ایک ساحر کو بیٹھے دیکھا بس اور زیادہ غضبناک ہوا اور غصہ کو ضبط کرکے قریب تخت یار کے بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ ملکہ ہماری لڑائی تو برابر کی تھی پھر طبل بازگشت کیون بجوا دیا ہمارا بھائی مارا گیا تھا ہم بدلا لیا چاہتے تھے یا حمزہ کو مارتے یا اپنی جان دیتے شیطان نے جواب دیا کہ خداوند نے تقدیر نو کرکے اس بندہ کو طلسم سے فورا بلوایا کہ آتے ہی جنگ فتح کر دی آج مشیت خداوندی مین گذرا تھا کہ بغیر فتح کیے نہ پھرین پھر تمسے یہ لڑائی فتح ہونا ممکن نہ تھی قاہر نے کہا پھر سبکے کٹ آنے کا سبب

کوئی حریف زندہ تو نہین بختیارک نے کہا یہ معاملہ مین نہین جانتا تم سہیل سے پوچھو اسمین سہیل نے بھی یہ کلام سنا اور کہا کہ للجی کیا معاملہ ہی اُسنے کہا یہ پوچھتے ہین کہ تم جو لڑے تو کیا بڑھکر کام کیا ساحر نے کہا جو کچھ ہمنے کیا وہ ظاہر ہی یہ پہلوان ہین دوپہر سے لڑ مر رہے تھے اور کچھ نہو سکتا تھا ہمنے ایک ہی منٹ مین کام تمام کر دیا قاہر تو آگ ہو رہا تھا یہ سخن کہ دوپہر لڑے اور کچھ نہوا اور زیادہ بھڑک اٹھا اور غصہ سے گویا ہوا کہ اے نالائقو کو ہیو روف ہی تمھاری اوقات پر اور تف ہی تمھارے جینے پر کہ تمسے دو دو دوپہر لڑنے مین کچھ نہو سکا اب جو کچھ بہادر اور لڑنے والے ہین یہ ساحر ہین سہیل نے ہنسکر کہا پھر اسمین کچھ شک بھی ہی ہم نہوتے تو یہ دن نصیب نہوتا قاہر نے کہا ابے کیا واہی بکتا ہی یہ کام نامرد کا ہی جو بہادرون کو سحر سے عاجز کرتے ہین دلاور سینہ سپر کرکے سر بکف ہوکر لڑتے ہین واقع مین مسلمان بڑے بہادر ہین اور اسیوجہ سے ہمپر فتحیاب ہوتے ہین کہ کوئی مکر نہین کرتے سہیل ازبسکہ طلسم کا رہنے والا تھا کو ہیون کی زبان کم سمجھتا تھا بختیارک سے مستفسر ہوا کہ یہ کو ہی کیا کہتا ہی وہ شیطان لڑوا دینے مین آندھی تھا ہنسکر گویا ہوا کہ تمھین گالیان دیتا ہی یہ سننا تھا کہ وہ غصہ مین آکر اٹھکھڑا ہوا اور کہا او نالائق تو کیا کہتا ہی قاہر بھی کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ تو نالائق تیرا باپ نالائق تیرا جمشید نالائق تیرا افراسیاب اور لقا سب تیرا کنبہ نالائق او کمبخت تو میرے منھ چڑھتا ہی ساحر نے چاہا کہ سحر کرے کو ہی دل مین سوچا کہ ایسی تدبیر کرنا چاہیے جسمین یہ سحر نہ کر سکے یہ سوچکر فوراً زمین پر آہ کرکے گرا سہیل گھبرا کر تھا کہ یہ کیا ہوا اور اہل دربار بھی کھڑے ہوکر دیکھنے لگے مگر قاہر جو زمین پر گرا تھا اُسنے دونون ہاتھ سے ٹانگین خوب مضبوط سہیل کی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ گرا اور یہ کھڑا ہو گیا اور جبتک سنبھلے سنبھلے اُسوقت تک اسنے چکر دینا شروع کیا اب آتش گھنچکر نبے سے اور گھنی یعنے چرخ کھانے سے سحر جادو سب رفو درچکر ہو گیا اہل دربار ہان ہان کرتے ہین دور سے پکارتے ہین ارے کیا کرتا ہی ارے چھوڑ دے لیکن کون سنتا ہی ساحر جو ہمراہ سہیل آئے تھے لائق حاضری دربار نہ تھے باہر بارگاہ کے ایک خیمہ مین اُترے ہوئے تھے غلغلہ سنکر دوڑے اتنے عرصہ مین قاہر نے ستون بارگاہ پر چرخ دیکر اُس ساحرہ خیرہ سر کو جو مارا سر اُسکا تڑاق سے چوب بارگاہ پر لگ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور وہ ہلاک ہوا زمانہ تاریک ہو گیا آواز آئی کہ مارا سہیل چشم جادو کو آگ تھیر برسنے لگے اُدھر اہل اسلام کی عورتین بلبلا کر استغاثہ بجناب احدیت کر رہی تھین رو رو کر دعا مانگتی تھین کہ الٰہ العالمین بصدق نور ختم المرسلین ہمارے وارثون کو بچا لے اور صحیح وسالم پہنچا

اُنکو ملا دے کہ بموجب نظم

تیری ہی ذات سے متعلق ہی جرم و عفو	آنکھون مین دل مین چشم مین ہر جا ہی تو ہی تو
مولا یہ سچ کہین کہ ہوئی ہمسے کیون خطا	مدت سے اپنے دل مین تھی بخشش کی آرزو
تا زیر آسمان ہو زمانہ مین صبح و شام	یارب یہ تجھسے ہمسے ہی بیکس کی آرزو
روشن ہمارے دوست کی ہر شب ہو شمع عیش	بدخواہ کے نصیب نہو روز خوش کبھو

تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا ساحر کے مرتے ہی وہ حصار ظلمت مسلمانون پر سے دفع ہوا امیر کو بھی ہوش آیا ہر شخص سحر کی آفت سے چھوٹا اور ازبسکہ امیر شبخون مارنا ننگ و عار جانتے ہین بیخبر لشکر لقا کی فوج اسلام نے خبر نہ لی اور بیخبریت تمام سب داخل لشکر ہوئے اور مہلات شادان و فرحان اپنے مقام پر گئے تمام لشکر مین خوشی ہوئی سب بآرام تمام مسکن گزین ہوئے اُسطرف لشکر لقا مین تا دیر مرگ ساحر سے غلغلہ رہا وہ ہنگامہ برطرف ہوا وہ چالیسون ساحر ہمراہیان سہیل اب لڑین تو کس سے لڑین بارگاہ خداوندی مین بغیر حکم شاہ جادوان فساد کرنا مناسب نہ تھا ناچار نقش سہیل کی لیکر جانب طلسم روانہ ہوئے اور قاہر بکتا جھکتا باہر بارگاہ کے نکلا بختیارک نے کہا ای عنصر کوہی تم جاکر قاہر کو سمجھاؤ خداوند تمھارے مامون کے مہمان ہین اسلیے کچھ تمھاری برادری کے نسبت تقدیر بدی کی نہین فرماتے ہین انھون نے بہت برا کیا کہ ساحر کو مار ڈالا خداوند پاس ساحر آیا کرتے ہین پھر انسے بگاڑنا اچھا نہین عنصر یہ سنکر اُٹھا اور قاہر کو اپنے مکان پر لایا اور کہا تنے یہ کیا کیا کہ شاہ جادوان کے ساحر کو مار ڈالا اب مقرر کوئی آفت آئیگی قاہر نے کہا آفت کیا آئیگی جو کچھ ہوا وہ ہوا مین تو تلوار کو خوب جانتا ہون اور اگر سحر و نیرنگ سے خداوند کو لڑتے ہین سنتا تو مین گھر سے بھی نہ آتا اور سچ تو یہ ہی کہ مجکو خداوند کی جانب سے اعتقاد جاتا رہا مین تو مسلمانون کے دین کو اچھا جانتا ہون عنصر نے کہا ارے میان توبہ کرو تمھارے ایمان مین فرق آگیا ہی تو آؤ اب غصہ جانے دو یہ کہکر اُسکو بزم عیش مین بٹھایا اُسطرف وہ چالیسون ساحر نالان و گریان طلسم مین پہونچے اور قریب تھا خون رزان اگر اُسطرف جانیکا ارادہ رکھتے تھے مگر شاہ جادوان باغ سیب سے کنارے دریاے مذکور کے برائے تفریح طبع آیا تھا اور ارادہ رکھتا تھا کہ کوہ نیلم پر جاکر شیشہ دار سے لے اُسنے ان چالیسون ساحرون کو دیکھکر جانب دریا کچھ پڑھکر پھونکا یکایک دریا مین تلاطم ہوا اور چالیس نیچہ اُسمین سے

نکلکر کمر مین اُن ساحرون کی پُرسے اور اُٹھاکر سامنے شاہ جادوان کے لائے وہ سب بادشاہ کو تسلیم کرکے پکارے کہ ای بادشاہ سہیل چشم مارے گئے شاہ نے کہا حریف تو کوئی باقی نہ تھا کسنے انکو مارا اُنھون نے کہا بارگاہ مین خداوند کی مار پڑی شاہ نے فرمایا کہ وہان کسنے مارا اُنھون نے عرض کیا کہ اول جب ہم پہونچے تھے تو لڑائی ہو رہی تھی پھر طبل امان بجا سہیل نے پھرتے وقت کل لشکر حمزہ کو گرفتار کرلیا اور بارگاہ خداوندی مین گئے بعد کچھ عرصے کے صدائے نوحہ پیران ہمنے سنی جاکر جو دیکھا تو لاش اُنکی پڑی تھی ایک آدھ سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قاہر کوہی نے اُنکو مارا پس ہم لاش لیکر یہان چلے آئے آگے اور کچھ ہمکو معلوم نہین بادشاہ کی کچھ سمجھ مین بیان اُنکا نہ آیا فرمایا کہ اُنکو معلوم ہوتا ہی کچھ نشہ زیادہ ہی یہ کہکر اپنے ہمراہیون سے حکم دیا کہ اُنکو باغ شیب مین لیجاکر کسی مکان مین ٹھہراؤ صبح کو اُنسے حال دریافت کرونگا ملازم حسب الے شاد بجالائے بادشاہ بھی آرام پذیر ہوا جب وہ وقت آیا کہ فرط عطش سے طفلک غنچہ کو ٹپکا لگا شبنم سحر سے دایہ ہوا نے بیابون کو گلگون کے بھرا کر ابیات

اُٹھائی صبح نے جب چادر شب	تو نکلا مہر تسکل ماہ عقرب
ضیا نے کر دیا عالم کو معمور	ہوا کچھ دیر مین رخ اُسکا پُر نور

صبحدم بادشاہ طلسم سریر سلطنت پر آکر جلوہ فرما ہوا سب اہل دربار حاضر ہوئے اور اپنی جگہ پر بیٹھے بادشاہ نے اُن چالیسون ساحرون کو طلب کرکے حال دوبارہ دریافت کیا اُنھون نے پھر وہی کیفیت بیان کی بادشاہ نے اہل دربار سے کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ شیشہ دار نے جاکر لشکر بندگان معتوب غارت کردیا یہ کہتے ہین کہ لڑائی ہو رہی تھی پھر کوہی پرستاران خداوند مین سے تھا اُسنے میرے ملازم کو کسلیے قتل کیا اور خیر اگر اُسنے قتل کیا ہی تو مین بھی اُس کوہی کی ٹانگین چیرا ڈالونگا اچھا دبیر خوش تدبیر کو بلاؤ بموجب حکم منشی سامنے حاضر ہوا اُس سے ارشاد کیا کہ ایک نامہ بطور عرضی کے متضمن بہ شکایت خداوند تعالا کو تحریر کرکے اور اُسمین یہ بھی مضمون ہو کہ جس شخص نے میرے ساحر کو مارا ہی اُسکو نامہ دار کے حوالہ فرمایئے تاکہ وہ اُسکو قتل کرے منشی زیبندہ رقم نے عریضہ حسب فرمان شاہ ترقیم کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند ہماری جان نثاری کا مطلق پاس و لحاظ نہوا کوہیون کی اسقدر خاطر منظور ہوئی کہ اُسنے ہمارے ملازم کو مار ڈالا اب عقاب سہ چشمی ایک ساحر زبردست کو بجمعیت کثیر ساحران خدمت عالی مین بھیجتا ہون اُس کوہی بدکردار کو ساحر مذکور کے حوالہ کیجئے گا اور درصورت تامل اپنے بندون کا رنج دل بڑھانا ہی جب منشی نے پیش کیا بادشاہ نے مہر اپنی

عریضہ ادب کے مقام پر ثبت کی اور عقاب کو وہ عرضی دیکر حکم دیا کہ پچاس ہزار جادوگر اپنے ساتھ لیجاکر پہلے تو قاہر کو قتل کرنا پھر لشکر حمزہ جو شیشہ دار کے ہاتھ سے بچگیا ہے اسکو تباہ و برباد کرنا اب مین بھی شیشہ دار ہی جاتا ہون دیکھون کہ وہ کیا کرآئی ہے اخبار کے پرچہ مین لکھا دیکھا تھا کہ حمزہ بچگیا ہے پس اُسنے اور فوج سم ہوجائیگی ہوگی مسلمان تو تمام عالم مین بھرے ہین حمزہ نے بہت ملک فتح کیے ہین اور فوج بلائی ہوگی یہ حکم لشکر عقاب ہانسے اپنے ملک مین آیا طلسم باطن کے ایک ملک کا یہ حاکم ہے الحاصل اُسنے پچاس ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیے اور قزاق بحر بجاکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر پچاس ہزار ساحر کالپر اپس پشت طائران بحر پر چڑھکر چلا ڈھرد بجا نفیر پھنکی آتش سحر الیشی شعلہ ہوئی کہ سقف فلک مین آگ لگجانیکا گمان تھا ہوم کا دھوان ایسا بلند تھا کہ منزل خورشید مین کاجل برپا نیکا سامان تھا گوگل رال کے شعلہ آتشبار ساحر ساحری کی بدولت رسول نیزوں کے مثل ستارہ سحری چلتے ہنگامہ عظیم برپا نظم

سپاہی تھا ہر اک بانی بیداد	غرور و کبر مین ثانی شداد	ہر اک اپنے تئین مرد آگہی مین
کبھی رستم سمجھتا گاہ مہلاد	ردان اسطرح تھے افواج دین پر	کہ اُنسے آگے چلتا اُنکا ہمزاد
ہر اک تھا تیز باطن نزاع صورت	درازی قد کی طول روز میعاد	

اسیطرح دریاے سحر سے اُترکر یہ لشکر قطع مراحل کرتا روانہ تھا اتفاق سے ایک روز دوپہر کو لشکر جوالی کوہ نیلم مین پہونچا اُسوقت دھوپ کی شدت سے ساحر طائران سحر پر ٹھہر نہ سکتے تھے صحرا سے سبز و خرم دیکھکر اُسجگہ اُتر پڑے کہ ٹھنڈے وقت چلینگے جب تمام فوج اُتری زیر درختان سایہ دار ٹھہر کر ضرورتون سے فراغت کرنے لگے کوئی بستر لگاکر لیٹا کوئی چبینا چبانے لگا کوئی کھانا کھانے لگا کوئی نہانے کی فکر مین جانب تالاب و چاہ جانے لگا منجملہ اُنکے چند ساحر ایک چاہ کے کنارے آئے اور گیتا کنوئین مین ڈالی وہ لٹیا پانی پر نہ گئی ایسی آواز ہوئی جیسے چمڑے پر کوئی چیز پڑے اور نرم آواز ہوا اُنھون نے جھک کر دیکھا تو ایک مردہ سا کنوئین مین نظر آیا اُسکے پیٹ پر لٹیا کو رکھے پایا یہ دیکھکر یہ عقاب پاس گئے اور ماجراے دیدہ معروض بیان مین لائے وہ خود بسر چاہ آیا اور چند آدمیون کو کنوئین مین اُتروا کر اُس نعش کو نکلوایا دیکھا تو یہ ملکہ شیشہ دار جادو ہے مگر عجب ہیئت سے ہے کہ بالکل برہنہ ہے صرف ایک چادر بھٹی ہوئی لپیٹ کی سینہ سے تا زانو بندھی ہے ستر پوشی کیلئے کردی ہے واضح ہو کہ عیاران اسلام عورت کی ہنگام بیہوشی ستر پوشی ہمیشہ کردیتے ہین اور نگاہ اُسکے ستر پر نہین کرتے ہین اور اگر نگاہ پڑ دیکھین تو جب تک مسیر کو حال نکلے امیر نہین قتل کیے اُس عیار کے باز نہین ہوتے فی الجملہ عقاب نے دیکھا کہ ملکہ کے تبان رسی ہوئی ہین ایک پٹی بندھی ہے اسنے وہ پٹی کھولی تبان نتھنون سے نکالین پانی بھر

چھڑکا کہ بڑی دیر مین شیشہ دار کو ہوش آیا اسنے کشتی زنانہ پوشاک کی طلب کرکے اسکو لباس سے بحلی فرمایا پھر خیمہ مین اپنے لایا شراب پلائی طعام لطیف کھلایا جب خوب یہ آسودہ ہوئی اُسوقت اسنے حال پوچھا کہ تم کیونکر یہان آئے اور مجکو کسطرح پایا اُسنے تمام ماجرا بیان کیا کہ مجکو خداوند پاس شہنشاہ نے بھیجا ہی حسب اتفاق اسطرف سے میرا گذر ہوا اور تمکو کنوین سے نکالا ساحرہ نے یہ سنکر کہا مقرر مجھ عیاری اُس عیار نے کی جسکو مین نے داب کر اس صحرا مین لائی تھی اب نہین معلوم کہ وہ کدھر گیا خیر جہان کہین ہوگا بغیر اُسکے زندہ در گور کیے مین دم نہ لونگی ای عقاب اب تم تو منزل بمنزل جاؤ مین اُس ناعیار بیروزگار کو لشکر حمزہ سے اِس مقام تک ڈھونڈھکر پیدا کرونگی اور جہان پاجاؤنگی کچا کھا جاؤنگی اور ابھی پھر جاتی ہون وہان سے اور کچھ تحفۂ طلسمی لیکر لشکر حمزہ کو جاؤنگی اور حکم شہنشاہ بجالاؤنگی یعنی اُس لشکر گمراہ کو غارت اور برباد کرونگی عیار سردار ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگی اگر اُسمین وہ عیار ناہنجار بھی کہ جسنے مجکو ذلیل کیا ہی ملگیا تو خیر ورنہ اُسکو ڈھونڈھونگی عقاب نے اُسکو بہت کچھ سمجھایا کہ ای ملکہ لشکر سامری کا کرو جو جان تمھاری بچ گئی عیارون کے فراق مین پڑو اور اب بغیر حکم شہنشاہ مسلمانون سے لڑنے بھڑنے وہان اسطرح کا فساد پڑا ہی کہ ایک کوہی نے تہلکہ مچا رکھا ہی اب سامری جائین کہ شہنشاہ مدد خداوند کی کرین یا کونسی مین جانتا ہون کہ اُس کوہی کے دبنے مین خداوند نے اگر مضائقہ کیا تو شہنشاہ سے بگڑ جائیگی ساحرہ نے کہا اچھا مین نہ لڑونگی مگر اُس عیار کو بغیر قتل کیے باز نہ آؤنگی یہ کہکر تخت بحر سے تیار کرکے اول اپنے مسکن کیطرف روانہ ہوئی حال اسکے مکان سے گذرنا اول مین بیان ہوچکا ہی غرض یہ تو اُسطرف روانہ ہوئی اور عقاب کوچ کرکے سمت عقیق کوہ راہی ہوا مگر افراسیاب خانہ خراب بعد بھیجنے عقاب کے جانب کوہ نیلم روانہ ہوا یہان ایک روز تو چالاک بیمار بنا رہا دوسرے روز جب نیلم جادو آیا یہ اُٹھ بیٹھا تیوری چڑھائی منھ اُس نازسے بنایا کہ نیلم کی زرد رنگ کا نقشہ بگڑنے لگا گویا ہوا کہ ای ملکہ اب مزاج کیسا ہی اُسنے کہا شکر ہی سامری کا اب وہ تو کیفیت نہین ہی لیکن کچھ ضعف و کسل مرض کے سبب باقی ہی ساحر مذکور مصروف خاطرداری ہوا اِس عرصہ مین شاہ جادوان کی سواری اِس مقام پر آپہونچی علامت اِسکے آنیکی ظاہر ہوئی یعنی طائران کوہ یا افراسیاب یا افراسیاب کے نعرہ مارنے لگے درخت جھومنے لگے ہوائے سرد وزان ہوئی نیلم اور سب ساحر اُٹھکر چلے کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین چالاک بھی اُٹھ کھڑا ہوا دیکھا کہ تخت جواہر نگین پر بادشاہ سوار ہی آٹھ سو پریزادان

طلسم و غلامان خوبرو ہمراہ ہین لیکہ ابر سرخ سر پہ سایہ فگن ہی چار سو گنیز ماہرو یا سمن بو سر پر مروحہ جنبانی
کرتی ہین کچھ پریزادین یاقوت کی چکی پھراتی جاتی ہین بیضہ ہاے زمرد و یاقوت نوادرون مین کھچے ہین
سونے کے لگن پریون کے سر پہ ہین انمین سے نوادرے چلتے ہین نوادرون سے جو بیضہ اُچھلتا ہی شق ہوجاتا
ہی کسی مین سے طائر خوش رنگ نکلکر شہنشاہ جادوان پکارتا ہی کسی بیضہ سے مقیش نکلکر جھڑتا ہی کسی
بیضہ سے ہزارہا پھول جواہر کا نکلتا ہی نیلم کوہ کے ہزارون ساحر دوڑکر سجدے مین کرے کوئی ڈنڈوت کرتا
تھا کوئی نذر لیے کھڑا تھا ہزارہا گھنٹہ اور ناقوس بجتا تھا غرض باین تجمل و شوکت قصر کوہ کے قریب پہونچکر
بادشاہ کا تخت زمین پر اترا اور شاہ تخت سے جدا ہوکر جانب قصر چلا اُسوقت شیشہ دار و نیلم نے
سامنے آکر تسلیم کی بادشاہ نے عجب حسن و فریب شیشہ دار جادو کا اسوقت دیکھا کہ ہاتھ شاخ
لکشان سر پہ نکلی ہوئی زلف ہر ایک کمند گرہ گیر بنی ہوئی کاکل دوش پر پھوٹی ہوئی لہراتی ضحاک کی
شبیہ خونخواری مین نظر آتی ورق مہر جہانتاب پیشانی پُر نور یا لمعۂ شمع تجلی کدۂ طور رخ نور آگین مین
اختر بخت صبیحان کی ضیا وہ آئینہ کہ آئینۂ مہر و ماہ کو اپنا حیرتی جنے بنایا خوبان پریچہرہ اُسی رخ کے
دیوانے ماہ و خورشید اُسی شمع کے پروانے لب نازک کا یہ قول تھا کہ مین مسیحاے زمان ہون دہن
تنگ یہ ثابت کرتا تھا کہ مین چشمۂ حیوان ہون ہر عضو بدن کا یہ دعوی تھا کہ مین یکتا ہون جب وہ اسو

تم بے نظیر ہو باغچۂ مہر و وفا	تو شگفتہ گل شاخ تمنا ز وادا
وضع سادی کہ نکھائی تھی زمانیکی ہوا	غیر کا نام نہ تھا خار تھے دامن مے

پردہ غنچہ خلوت مین نہان تو کی طرح
ہاتھ چھو جائے تو کھلائے لجا تو کی طرح

نرگسی آنکھ سے ہو دیدہ نرگس حیران	سامنے گیسو پیچان کے ہو سنبل پیچان
دہن غنچہ کبھی کھل نہ سکے پیش مہان	لال ہو لعل مسی زیب سے سوسن کی زبان

پیش قد سرو چمن سوکھکے کانٹا ہو جاے
پھول آگے رخ گلرنگ کے پتا ہو جاے

بادشاہ اس حسن زیبا کو اس گوہر گرانمایۂ خوبی کے دیکھکر نقد دل دے بیٹھا اُس گل گلشن محبوبی کا بلبل
اُس سرو قامت کا قمری بنکر طوق پوش زندان تعشق ہوا ہاتھ مین ہاتھ دیکر جانبازی ہر کر اندر مشکو

مشکبو سے نیلم کوہ کے آبا مسند پر پہلو مین اُس گل رعنا کو جگہ دی پریزادین شراب ارغوانی پلانے لگین
شاہ نے جام اپنے ہاتھ سے بھر کر اُس ساقی بیوفا پیمان شکن کو دیا اُسنے آنکھون کو گردش دیکر بناوٹی تبختر
عذر کیا کہ مین کل سے ماندی ہو گئی تھی آج مجکو ہوش آیا ہی مین شراب نہ پیونگی اور اگر پیونگی تو پھر
بیہوش ہو جاؤنگی لایئے آپکو مین اپنے ہاتھ سے پلاؤن بادشاہ نے منظور کیا یہ فتنۂ خانمان برباد
شراب سادہ بادشاہ کو پلانے لگا بادشاہ نے اسی شغل میخواری مین استفسار کیا کہ اے ملکہ لشکر
مسلمانان پر تم کونسی تعین کیا کر آئین اُسنے جواب دیا کہ سبکا خاتمہ کر دیا شاہ نے کہا کون کون مارا گیا
اُسنے کہا مجکو نام ایک کا بھی نہین معلوم مگر ہان کام سبکا تمام کیا بادشاہ کو یاد ہوا کہ مین نے سہیل کو بھیجا تھا وہ مارا گیا اُسکے
آدمیونکا بیان ہی کہ جب ہم پہونچے تھے تو لڑائی ہو رہی تھی پھر تم جو غارت کر آئی تھین تو یہ لڑائی کس سے ہوتی تھی ملکہ
مکارہ نے جواب دیا کہ حمزہ کے تمام لشکر سے مجکو آگاہی نہین ہی کہ کتنا ہی جو میرے سامنے لڑنے کو میدان مین آیا تھا اُسکو مین نے
غارت کر دیا پھر مجکو نہین معلوم کہ اور لشکر حمزہ نے منگایا یا نہین شاہ نے کہا یہ تم سچ کہتی ہو اُسکے بیٹے پوتے
بھیلہ شکار نکلا کرتے ہین ممالک تسخیر کر کے فوج بیشمار اپنے ساتھ لاتے ہین چنانچہ مجنون جادو
جب گیا تھا تو اُسکے مقابلہ مین بھی جنگل سے فوج آئی تھی اچھا اے ملکہ ایک مرتبہ تم اور تکلیف کرنا جو لشکر
تمھارے سامنے آکے اُسکو قتل کر کے ٹھہری رہنا تو قسمکہ سب مسلمان نہ ہلاک ہون نہ آنا ملکہ نے کہا
بہت بڑی مہم ہی کیلیے کہ حمزہ کے قبضہ مین تمام ملک باختر ہی جسکی کہ خدائی خداوند لقا کرتے تھے پھر اُسکے
لشکر کا کیا ٹھکانا ہی شاہ نے کہا جب تم حمزہ کو قتل کر ڈالوگی مین تمام عالم مین ساحر بھیجکر سب مسلمانون
کو پکڑ لونگا کچھ دیر اُنکے قتل مین نہوگی ملکہ نے کہا بہتر ہی جب آپ فرمائینگے یہ کنیز جائیگی شاہ نے کہا عقاب
گیا ہوا ہی وہ آجائے تو پھر تم جانا یہ کہکر اُس غارتگر جان سے اختلاط کرنے لگا یہ عیار بھی اپنی ادا پر
اُسکو لبھانے لگا بھولی بھولی باتین بنانے لگا ابھی خلوت کا موقع نہین ہی نیلم اور ساحران دیگر
حاضر انجمن ہین بادشاہ اس ماہرو سے ہنس ہنسکر لگاوٹ کی باتین کر رہا ہی دوربین عالم کا چل رہا ہی
اسکو اس کیفیت مین چھوڑ کر اب پہلے حال عقاب کا سنیے کہ وہ بعد قطع منازل و طی مراحل
طلسم سے نکلکر قریب لشکر لقا پہونچا لقا نے خبر سنکر استقبال کر اکر بلایا لشکر اُسکا الگ لشکر کے میدان
سے اُترا اور وہ جب بارگاہ مین آیا خداوند کو سجدہ کر کے دنگل پر بیٹھکر پکارا کہ منہم نامہ دار لقا نے
نامہ مانگ کر پڑھا اور اُسمین قاہر کا طلب کرنا پڑھکر سر ہلایا کچھ جواب دیتے بن نہ آیا بختیار کے

دیکھا کہ لقا سر ہلاتا ہی مگر کچھ کہتا نہین یہ دیکھکر اسنے کہا یا خداوند نامہ مجکو دیجیے مین یہ گتھی سلجھا دون اسنے نامہ اسکو دیا اسنے پڑھکر کہا وہ کیا حرامزادہ ہی آپ یا خداوند اُس کو ہی کو حوالہ کیجیے بندہ خاص عقیدت مند با اخلاص شہنشاہ ساحران سے نہ بگاڑیے لقا نے کہا یہ کوہی بھی ہمارے بندہ خاص ہین مگر خیر خاطر ہی بندہ قدرت یعنی شاہ طلسم کی یہ کلمہ سنکر نخچیرک نے عنصر کوہی کو بلوایا اور کہا تم فوج لیکر جاؤ جسطرح ہو سکے قاہر کو باندھکر اُسکے خیمہ سے یہان لے آؤ عنصر نے عرض کیا کہ وہ میرا عزیز ہی مجھسے یہ نہو سکیگا دوسرے یہ کہ اُسکا برادر مارا گیا تھا ایک حرکت سہواً اُس سے ہو گئی اب قصور اُسکا خداوند سے معاف کرادو شیطان نے کہا تمھارے حق مین یہی بہتر ہی کہ میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ یہ ساحر طلسم سے آئے ہین ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے عنصر نے جواب دیا کہ پھر آج قاہر کے لیے یہ سامان ہی کل ہمارے لیے ہوگا یہ گفتگو عقاب نے بھی سنی اور کہا ملکجی تم اتنی التجا کیون کرتے ہو یہ کیسکر عنصر سے کہا معلوم ہوا کہ تم خداوند سے پھرے ہوئے ہو یہ اب ظاہر ہوا کہ باطن مین تم دشمن ہی یہ کہکر ایک دانہ ماش کا سحر پڑھکر مارا کہ عنصر کے ہاتھ پاؤن کا دم نکلگیا اور کہا ایسے ایسے بندہ خدا کے افراسیاب پاس بہت ہین تم مین فخر کیا ہی دیکھو اب کس عذاب الیم سے قتل ہوتے ہو عنصر یہ حال اپنا دیکھکر گھبرایا اور گویا ہوا کہ اچھا جو آپ فرماتے ہین وہی کرونگا عقاب نے قول و قسم لیکر رہا کر دیا یہ وہان سے خیمہ مین قاہر کے آیا اور فرط خوف سے اُس بہادر کے پکڑ لانے پر آمادہ ہوا چنانچہ جب یہ اُسکے خیمہ مین آیا کہا بھائیصاحب ذرا میرے مکان پر تشریف لیچلیے وہ بیچارہ غافل از مکر ابنائے زمانہ اسکے ساتھ اسکی جگہ پر آیا وہان دس بیس رفیق بھی اسکے موجود تھے پس اسنے اُس دلاور کو بغرت تمام بٹھایا اور شراب پلائی باتون مین لگایا جب اُسکو نشہ ہوا اُٹھکر لپٹ گئے اور حالت بیخودی مین باندھکر لقا کی بارگاہ مین لائے قاہر کا نشہ اُسوقت ہرن ہوا اور صلاح وقت سمجھکر لقا سے عذر خواہ ہوا کہ یا خداوند مجھسے قصور ہوا مجکو اُسوقت اپنے بھائیکا بڑا رنج تھا اس سبب سے تقصیر ہو گئی یہ خطاء اول ہی امیدوار ہون کہ اپنی رحمت سے معاف فرمایئے لقا نے تضرع و زاری پر مطلق خیال نہ کیا اور کہا جو ہماری بغیر مرضی کام کرتا ہی ہم اسکو سزا ضرور دیتے ہین یہ کہکر عقاب سے کہا کہ لو یہ گنہگار شاہ جادوان حاضر ہی جو چاہو وہ سزا دو اُسنے حکم دیا کہ بیرون بارگاہ لیجاکر سر اسکا جدا کرو ملازم اُسکے اس بیچارے کو باہر بارگاہ کے لائے جلاد طلب ہوا

غلغلہ برپا ہوا کہ قاہر کوہی قتل ہوتا ہی یہ ہنگامہ جو مچا لشکر قاہر کا جو اُترا ہوا تھا اُسکو بھی خبر ہوئی
کہ افسر و مالک تمھارا مارا جاتا ہی پس یہ سنتے ہی لشکر مین کمر بندی ہونے لگی ہرکارون نے یہ خبر
عقاب کو پہونچائی کہ فوج قاہر کی اپنے افسر کی حمایت کو آیا چاہتی ہی اس حال کو سنکر ساحر خود سر
پرواز کرکے چلا اور بروے ہوا فوج قاہر کے درمیان مین آکر ٹھہرا اور سحر پڑھکر دم کیا کہ اُس لشکر
کے گرد ایک دیوار آتشین کھنچگئی لشکری سب گھر گئے راہ آگے بڑھنے کی نہ پائی ناچار اُسیمقام
پر ٹھہرے اور یہ ساحر وہان سے پھرکر دروازۂ بارگاہ لقا پر آیا میدان بارگاہ کے سامنے کا میدان
خونی بنایا جلاد نے چبوترہ ریگ کا بناکر بوریاے مرگ بچھایا اُسوقت تمام خلقت کا اُس میدان
مین جما تھا ہنگامۂ عبرت و حشرت گرم تھا خوف سے عاقلون کا دل سخت نرم تھا کوہی اور
سنجانی عقاب خداوندی سے لرز رہے تھے مختصر یہ کہ قاہر بیگناہ کو بوریے پر لاکر جلاد نے بٹھایا
اُسوقت اُس مظلوم نے پکار کر کہا کہ اے کوہیو تم میری برادری ہو اسوجہ سے تمکو لازم ہی کہ میری وصیت
سنو چند کوہیون نے جواب دیا کہ اچھا کہو ہم سنتے ہین اور اگر اختیار ہوگا تو وصیت بجا لائینگے اسنے
کہا وصیت میری یہ ہی کہ بعد میرے قتل ہو جانیکے نعش میری لے لینا اور سپرد مسلمانان کرنا کہ وہ
دفن کرین اسلیے کہ مین نے اس لقا گمراہ مردود درگاہ الٰہ کو بصدق ارادت لعنت کی اور دین اسلام
قبول کیا اب تم سب میرے کلمہ پڑھنے کے شاہد رہنا اور پیش امیر دین پناہ شہادت دینا یہکہکر
اُسنے کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا اور کہا افسوس ہی کہ مین قدم اقدس حمزہ عالیشان سے
جدا رہا جب مجھے اور ساحر سے فساد ہوا تھا اُسوقت مین نے قصد کیا تھا کہ حضور مین حاضر ہو راہ خطا
کے جاؤن کر پھر مجکو شرمندگی دامنگیر ہوئی کہ لوگ کہینگے مارے خوف جان کے جب اُدھر گیا تو ادھر پھر
ہوا پس مردان عالم کے لیے خوف جان سے کسی کی اطاعت قبول کرنا بہت نازیبا ہی اور ایسی
صورت مین دین کا بدلنا بھی جائز نہین دین تو خالص واسطے خدا کی محبت کے بدلنا قرین صلاح
و کار ثواب ہی اور کسیطرح کا لالچ کرکے بھی مسلمان ہونا ٹھیک نہین مثل اسکے کہ عورت پر فریفتہ
ہوکر یا طمع مال و زر سے یا اور کسی حرص و آز سے دین کا تبدیل کرنا بالکل خلاف ہی پس ان
وجہات سے مین قاصر خدمت رہا امیر کے پاس حاضر ہو سکا اب کہ بیچارہ عمر سیر الریز ہوا ہی اس سبب سے
اپنے عقائد کو ظاہر کیا ہی کہ اب کوئی مجکو طمع نہین ہی اور شکر کرتا ہون مین خالق اکبر کا کہ جسنے مجکو کافر

پیدا کیا اور صاحب ایمان اُٹھایا وقت مرگ سرچشمۂ ہدایت پر پہونچایا جان دینے کا مجکو کچھ غم نہین
و دولت ایمان پانے سے شاد ہون یہ کلمات جو کوہیون نے سنے گویا ہوئے کہ تو بے ایمان اور
بیخبر ہو کیا ہی تیری وصیت ہم نا نینگے اُسنے جواب دیا کہ مردہ بدست زندہ اگر میری لاش تم سپرد
مسلمانان نکروگے تو کیا ہوگا بہتر ہو انسانکی چاہیے تم چاہے مزبلہ پر لاش میری پھینکدو خدائے رحیم میری
مغفرت فرمائیگے اور میرا ایمان لانا قبول کرے یہ باتین جو اسنے باواز بلند کہین عیاران لشکر اسلام
تو باہر خبر گیری لشکر تقا مین رہا ہی کرتے ہین اسوقت بھی اس کوہی کے قتل کا غلغلہ لشکر دیکھین
عیار تماشا دیکھنے آئے تھے اور کلیاد و گلیاد وغیرہ صورت تبدیل کیے ہوئے میدان جنگ
مین کھڑے تھے یہ بیان پاکیزہ عنوان قاہر لطافت و سعادت جنیان کا سنکر رونے لگے اور
کہا ای برادران ہم مین سے ایک شخص جاکر امیر کو اس بیچارہ مظلوم کے حال سے اطلاع
دے اور ہم یہان حتی الامکان اسکو قتل ہونے سے تا آنے امیر کے بچاتے ہین یہ مشورہ کر
ایک عیار میان سے متعجیل روانہ ہوا اور دو عیار آگے بڑھکر ان لوگون مین جو ملازمان لشکر
صف بستہ استادہ تھے نکر برائے حفاظت قاہر کھڑے ہوئے اس اثنا مین عقاب نے جلاد
سے کہا کیا کھڑا ہوا اس خاطی کا بیان سن رہا ہی بڑا یہ مسلمانون کا بچہ بنا ہی مار ایک ہاتھ تلوار کا کہ
سر اسکا اڑ جائے جلاد جبتک قاہر نے وصیت کی تینون حکم پوچھ چکا تھا کوتلے کا خط گردن پر مجرم کے
دیکر پیچھے ہٹکر دوڑتا ہوا تیغہ تولے ہاتھ لگانے چلا اسوقت ایک عیار نے تیر ایسا تاک کر مارا کہ جلاد
بر جلاد کی پڑا اور حفا کو توڑ کر گذر گیا جلاد قلابازی کھاکر گرا لوگون نے شور بلند کیا کہ ارے سانحہ
دیکھنا یہ جلاد کو کیا ہوا جو تیغہ بھراکر اپنے سر مین آپ مار لیا غلغلہ ہوا کہ مسلمانون کے خدا نے قاہر
کی مدد فرمائی بختیارک نے عقاب سے کہا مقر عیار لشکر حمزہ کا یہان ہی اُسنے جلاد کو قتل
کیا ہی عقاب نے کہا اگر ایسا کچھ ہی تو مین سحر سے اُس عیار کو پکڑے لیتا ہون شیطان نے
کہا اُنکو آپ نہین پکڑ سکتے کسلیے کہ وہ ایک نہین لکھ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہین اُنکو سنا یا تو یہ سمجھ لیجیے
کہ آپ بھی نہین ایک کو گرفتار کیجیے گا دوسرا آکر آپکو ابھی قتل کر ڈالیگا سب مگر یہ کر قتل کرتے تو کچھ
عرصہ بھی ہوتا ہی آپ کے ہلاک ہونے مین ذرا بھی دیر نہوگی اُسنے کہا یہ تم سچ کہتے ہو طلسم مین
پانچ عیار گئے ہین پھر انھون نے ہزارہا سحر مارے ہین شہر کے شہر خالی کر دیے ہین اچھا ابھی تم

اور جلاد کو بلاؤ اگر وہ بھی مارا جائے تو مین خود اُسکو قتل کرونگا شیطان نے کہا تم بارادۂ قتل آگے
بڑھنے کا قصد نکرنا ورنہ کڑاک سے آواز آئیگی اور کھوپڑی چھپکلی کی دُم کی طرح دو ر ہوتی دکھائی
دیگی یہ سنکر ساحر کو ترد د ہوا اور کہا جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا چار طرف غل ہوا اب کوئی جلاد مارے ڈر کے
آتا نہین جب بہت پکار ہوئی ایک جلاد کہ نہایت ضعیف تھا بطمع انعام کثیر حاضر ہوا اُسکو ہزار اشرفی
دینے کو کہا وہ تیغہ اُٹھا کر چلا جب تلوار تولکر یہ پکارا کڑاک سے آواز آئی ساحر مذکور نے جلد اپنے سر پر
ہاتھ رکھا کہ دیکھون میری کھوپڑی ہی یا نہین بختیارک ہنس پڑا اور کہا ابھی تمھارا سر ہی کھڑا ہے
نہین دیکھو وہ جلاد کا سر گوہ کھا رہا ہے اُسنے دیکھا تو واقع مین جلاد کی کھوپڑی اڑ گئی ہے اب ساحر
ناچار ہوا اور قصد کیا کہ مین برق بنکر اُڑون اور تلوار کیطرح سر مجرم پر گر کر کام اُسکا تمام کرون
مگر بختیارک نے منع کیا کہ تم ہمیشہ تو بجلی بنے نہ ہوگے جب بصورت اصل ہوگے مارے جاؤگے
یہ سنکر ساحر بہت ناچار ہوا اور سوچ پڑا کہ کوئی حربہ مجھ تک نہ پہونچ سکے غرض اپنے تئین حصار بند سحر سے
کرکے تلوار پکڑ کر باہر قتل قاہر چلا اُسوقت قاہر نے بھی بلبلا کر درگاہ خدا مین فریاد کی کہ اے چارہ سازان
درماندگان ملجا حقیقی فریاد رس مظلومان محبوب شرسان اِن لعینان بیدین کے نجات عنایت فرمایئے اے ہوس
شکستہ دلان حال ایمین + ملاذ غریب و بیکس و بے آشنا ہمین + یہ سنکر اِس فریاد و زاری مین تھا
آوہ جو بحر رحمت الٰہی جوش زن ہوا یعنی عیار نے بارگاہ سلیمانی مین پہونچکر بعد دعا و ثنا کے تمام حال
کے قتل ہونے اور اُسکی وصیت کرنیکا خدمت امیر مین عرض کیا امیر یہ حال سنتے ہی اُٹھے کہ اگر وہ
شخص مسلمان ہوگیا ہی تو ہمکو اعانت اُسکی کرنا ضرور ہی یہ فرماکر عقرب سلیمانی کے قبضہ کو تھامے
باہر بارگاہ کے آئے اور اشقر کو طلب فرماکر سوار ہوئے پھر تو کئی سو سردارون نے خدمت بادشاہ
مین عرض کیا کہ امیر اکیلے جاتے ہین ہمکو بھی اجازت ہو کہ جاکر جانبازی کرین بادشاہ نے اجازت
دی لشکر حور و بہرام و نور الدہر و ابلج و تورج وغیرہ کئی سو سردار باہر آکر مرکبون پر سوار
ہوئے انکو جاتے دیکھکر اپنے لشکرون مین جلد جلد کر بندی ہوئی کہ ناگہان دم مین فوج تیار ہوکر چلی مگر
امیر باتوقیر جو پیشتر روانہ ہوئے تھے انھون نے تازیانہ جناب اسحٰق علیہ السلام کا ملاحظہ کیا اشقر
اشارۂ راکب سمجھا کہ آج آقا کو عجلت منظور ہی اگر توقف کریگا تو آقا یہ کوڑا مارینگے یہ سمجھکر اِس
تیزی سے دوڑا جبرئیل روان ہوا کہ تیزی باد صبا کا افسانہ سب گرد تھا گرم رفتاری برق کا بازار

بالکل سرد تھا کہ بموجب نظم

تیرے سمند کی مین ستائش نہ کرسکون	تعریف نقش سم کی ہو اُسکے سبب مجال	آئینہ سپہر مین پڑتا ہی اُسکا عکس
نادان جانتے ہین کہ اُگلا ہی یہ لال	سرعت مین اُسکی سلہ سے یہ کرکے ہمسری	ساتھ اُسکے دوڑے گردنگہ دیدۂ غزال
جبتک وہ مردِ کہسر نہ پہونچے ثمرہ کے پاس	پہونچے وہ اُسجگہ کہ نہ پہونچے جہان خیال	یکیا یہ اُسکا تخت سلیمان سے کم ہی
ہووے جو تو سوا عدو کے تئین قتال	سب جن و انس و پری و درندہ وحش و طیر	حاضر نہون کاسعادت مین کیا مجال

امیر ایک آن واحد مین لشکر قہا مین پہونچے لشکری تو لوہا آپکا مانے ہوئے ہین کسینے روکنے کا ارادہ نکیا بلکہ پسمین گویا ہوئے کہ اب ذرا سیر دیکھنے کے لائق ہو اس اثنا مین امیر نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا قاہر صرف منا جات تھا اور عقاب اُسکے قتل کو چلا تھا کہ نعرۂ صاحبقرانی نے زہرۂ کفار پانی کیے بختیارک دوڑکر سامنے امیر کے آیا اور کہا یہ غلام قدیم آداب عرض کرتا ہی دیکھیے مین اس ساحر نابکار کو ہر چند سمجھاتا ہون مانتا نہین ایک بیچارہ مسلمان کے خون ناحق پر آمادہ ہی دیکھیے وہ تیغہ لیکر کھڑا ہوا عقاب نعرۂ امیر سنکر حیران وار کھڑا تھا شیطان کی گفتگو سنکر سمجھا کہ حمزہ یہی ہی اُسکی حفاظت اور اعانت کو آیا ہی بس یہ سمجھکر تیغہ تولتا ہوا سامنے امیر کے آیا اور سحر پڑھا کہ تلوار برق بنکر سر امیر پر چلی آپ نے اسم اعظم پڑھا کہ پھر وہ اصلی تلوار ہوگئی اور امیر عقرب سلیمانی کھینچکر بڑھے اسوقت وہ ساحر ایک اژدر کی صورت بنکر قلاب آتشین چھوڑتا منہ مثل قعر جہنم کے کھولے امیر پر آیا آپ نے پھر اسم اعظم دم کیا کہ وہ بھی جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا اسوقت اُسنے اپنے افسران لشکر کو للکارا کہ دیکھتے ہو لیکن مدد نکہین کرتے افسرون نے چار طرف سے گھیر لیا نابخ تیر نابل لگانے لگے غلغلہ جو برپا ہوا فوج ساحران تیار ہوکر آنے لگی لیکن امیر کے سایۂ شمشیر کے نیچے عقاب بے پیر تھا اُسکو آپنے بچانے دیا جب فوج کا یورش زیادہ ہوا اُسنے چاہا کہ مین نکلجاؤن پس جیب وہ اڑا آپ نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا کہ وہ گراجیب بہت عاجز ہوا ہزارون طرح کے سحر کیے برکت اسم اعظم اثر پذیر نہوئے اور امیر نے سر کو بتاکر کمر پر جو ہاتھ مارا مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا اور اُسکے مرنے سے وہ حصار جو گرد لشکر قاہر نامدار تھا دفع ہوگیا اور لشکر مسلح تو تھا ہی سب آگر امیر کے بیان سے جو سردار کہ روانہ ہوئے تھے مع فوج آپہونچے نعرے چار طرف سے منم فلان منم فلان کے بلند ہوئے امیر نے قریب قاہر پہونچکر قید اُسکی کاٹ دی وہ اٹھکر بلا گردان ہوا پھر ہمراہ رکاب چلا لقا

جو اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا یہ ہنگامہ دیکھکر پشت بارگاہ سے نکلکر بھاگا مگر بختیارک نے کہا تم جن بھاگتے ہو تم سے کوئی نہ بولیگا یہ سب آفت تو ساحرون کے سر ہی مگر خیر احتیاط شرط ہی یہ کہکر پشت یہ سب کافر روانہ ہوئے ادھر ساحر جو لڑ رہے تھے افسکے مارے جانے سے ایسا بدحواس ہوئے کہ سر پھوڑے مسلمانون نے زیر تیغ تیز رکھلیا ہزارون مارے گئے گو رکنا رے گئے نیزہ داروں نے نیسان سجا کاشیر بنکر اُن روباہ خصالون کو شکار کیا کماندارون نے برج قوس کا مشتری بنکر اُن زحل طلعتون کی نقد جان کو خریدا بوے کبر و غرور کا سر دماغ سے نکلگئی ہستی بیاجل مچلگئی جی لینے پر جی لٹ ہوا کہ نظم

آگے تھے وہ چنانچہ اسی طرح رو جنگ — پایا تھا جو دلون میں خیال اُنکے نے قرار — گاتے بجاتے ناچتے اور کودتے ہوئے
سایہ میں جھنڈیون کے صفین باندھ بیٹھا — وہ جھنڈیان نظر پڑین کدم میں اسطرح — گاذر بچھا دین بارچہ جون نہر کے کنا
جیسے ہی اُس گروہ نے پی تھی شراب کہ — کھینچا تھا اُسکے نشہ نے ویسا ہی کچھ مزا — آخر جو بچے وہ رو بفرار لائے اور

جانب افراسیاب چلے امیر قاہر کو ہی کو ساتھ لیکر اپنے لشکر کی سمت چلے قاہر نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو اس لقا رگمراہ کو دیکھتا چلون امیر نے فرمایا کہ اب پھر کسی دن سمجھ لینا آج تو وہ ڈبک رہا ہی پھر اب تم بھی خبر ہو یہ نابکار جائیگا کہان اسکے زندہ رہنے مین یہ فائدہ ہی کہ اطراف دہر مین جتنے مشرکان بیحیا ہین وہ اُسکی حمایت کرتے ہین اور ہم اُنکو بسہل و آسانی پاجاتے ہین اور جہاد کرتے ہین نہین تو اُنکا ڈھونڈھنا کمال ہی دشوار ہوتا اور مین یہ بھی چاہتا ہون کہ یہ لقا مسلمان ہو جائے اُسکے مسلمان ہونے سے ہزارون ملک اسلام آباد ہونگے یہ فرما کر مع عسکر ظفر پیکر داخل اپنے لشکر مین ہوئے فوج نے کرکھول امیر بارگاہ مین قاہر کو لاکے اپنے بادشاہ کو زینت بخش سریر سلیمانی دیکھا تسلیم بجا لایا پھر بارگاہ کی رونق و آرایش دیکھکر دنگ رہگیا بادشاہ نے بیرون چہل ستون دست راست مین تحت لندھور دنگل عنایت فرمایا اور تمام اہل عملہ کنیزین غلام خیمہ و بارگاہ وغیرہ جملہ سامان سرکار سے اسکو ملا اور سرداران اسلام سے ملاقات ہوا پھر انجمن عیش ترتیب ہوئی دورۂ جام ارغوانی چلنے لگا کچھ دیر کے بعد بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا لندھور نے کہا اے قاہر تم بھی اپنی بارگاہ مین چلو یہ سمجھا کہ شاید میرے ملازم بارگاہ میری لے آئے ہین یا یہ کہ لندھور اپنی بارگاہ مین لیجائیگا یہ سوچکر پریشان حال اُٹھا کہ اچھا چلو جب باہر آیا دیکھا سواریان ہر طرح کی لگی ہین چار سو خاص بردار اور کئی سو چوبدار خدمتگار سب طرح کے خدمتی حاضر ہین یہ سوار ہوا آگے آگے نقیب

پکارتا ہوا چلا مگر یہی اسکو گمان ہو کہ یہ سب لندھور کے یہانکا سامان ہو جب بارگاہ مین پہونچے اُس بارگاہ
شاہانہ کو دیکھکر اسنے بہت تعریف کی لندھور نے کہا یہ لوگ عمدہ کے اور بارگاہ مع جملہ سامان کے حضور
بادشاہ اسلام سے مرحمت ہوئی ہو دستور ہو جو کوئی مسلمان ہوتا ہو اُسکو سب سباب سمیت خلعت
ملتا ہو یہ سنکر اُسکو بہت خوشی ہوئی اور اندر بارگاہ کے آیا فرش شیشہ آلات سے اسکو آراستہ پایا جواہرخانہ
توشک خانہ باورچی خانہ سب مقام آراستہ دیکھے پلنگ جواہر نگار ایک جگہ لگے تھے ایک سمت کو
نعمتخانہ مین دسترخوان بچھا تھا اسنے کھانا کھایا شربت پی لندھور رخصت ہوکر اپنی بارگاہ کو گیا اس
عرصہ مین فوج بھی اسکی آکر ملحق لشکر اسلام اُتری ہر ایک افسر نے دین اسلام قبول کیا اور تبدل
حمایت و تبدیل عاطفت امیر شادان و فرمان رہنا منظور فرمایا۔ اب حال افراسیاب سنیے کہ وقت
بھیجنے عقاب کے اسنے کہا تھا کہ مین کوہ نیلم پر جاؤنگا چنانچہ افسران لشکر عقاب جانتے تھے
کہ بادشاہ طلسم کوہ نیلم پر ہوگا اس وجہ سے یہ جو بھاگے تو کوہ نیلم ہی پر آئے یہان شاہ جادوان
شیشہ دار نقلی سے سرگرم اختلاط و صحبت تھا کہ یکایک شور فریاد و دہائی سنائی دیا بادشاہ نے فرمایا
کہ دیکھو یہ کون لوگ ہین ملازم نیلم کے فریادیون کو سامنے لائے اُنھون نے سامنے آکر مجرا کیا اور عرض
پیرا ہوئے کہ عقاب کو حمزہ نے آکر مار ڈالا شاہ نے پوچھا کہ کیونکر مارا انھون نے عرض کیا کہ خداوند
لقانے قاہر کو بندھوا کر آپکے لکھنے بموجب آپکے حوالہ کیا اُنھون نے اُسے قتل کرنے کو زیر تیغ بھیجا اسنے
اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا عیار وہان موجود تھے اُنھون نے حمزہ کو جاکر خبر کی وہ آکر ایک ضرب عقاب
کے دو پر کاٹ لیے اور جنگ عظیم ہوئی آخر ہم سب شکست کھاکر آپ کے پاس آئے ہین شاہ نے
یہ خبر سنکر گردن جھکالی شیشہ دار نقلی نے کہا ای بادشاہ تیری جوتی رنج کرے ابھی کنیز جاکر اسکو شامل
حرف غلط کے شادیگی آغوش دایۂ گور مین سلادیگی بادشاہ اس سمجھانے سے پھر مصروف بادہ خواری
ہوا اسمین عقاب کے افسرون نے شیشہ دار کو پہچانا کہ یہ وہی ہو جسکو کنوین سے لشکریون نے نکالا تھا
بس ایک ساحر نے بادشاہ سے کہا کہ ای شہنشاہ شیشہ دار جادو سے پوچھیے تو کہ انہر کیا گذری تھی
انکو تو جمشید نے بچایا انمین تو بدیان بھی کل گئی ہونگین افراسیاب نے کہا کہو تو ای شیشہ دار
کیا ہوا تھا یہ عیار کہے تو کیا کہے کچھ معلوم تو تھا ہی نہین مگر فرزند رشید عمر و عیار نے فوراً بات اسنے بنائی یعنے
گویا ہوا کہ ای بادشاہ وہ کون ایسا عمدہ ذکر ہو جسکو مین بیان کرون دنیا مین جو آیا ہو اُسپر بڑی

بھلی بہت کچھ گذر گئی ہی شاہ نے اُن ساحرون سے کہا تمھین بیان کرو کہ اپنر کیا گذرا تھا انھون نے
کہا یہ کنوین مین پڑی تھین اتنی لفظ سنتے ہی اس عیار کو معلوم ہوا کہ شیشہ دار کو جو تو کنوین مین
ڈال آیا تھا یقین ہی کہ وہ چھوٹ گئی غرض بادشاہ سے کہا ای خسہریار کوئی اپنی لت اپنے مُنھ
سے بیان نہین کرتا ہی اب جو یہ ساحر کہنے ہی پر آمادہ ہین تو مجھی سے سُنیے میری ناک پر پٹی بندھی
تھی دو تبیان تھنون مین تمھین کپڑے اُتر گئے رہے ننگی کنوین مین پڑی تھی لشکریان عقاب
نے مجھے نکالا اور یہ معاملہ زیر نیلم کوہ مجھپر گذرا جب مین لشکر حمزہ سے پھری ہوئی آپکے پاس آئی
تھی اور مجکو یہ منظور تھا کہ آپ سے حال جنگ بیان کرکے استفسار کرون کہ ایک غول مسلمانون کا
ہلاک ہوا ہی اب اور بھی کچھ باقی ہین یا نہین اور جو باقی ہین انکو کیونکر قتل کرون چنانچہ اب مجکو آپ
جملہ حالات اُس لشکر کے تعلیم کردیجیے تاکہ مین جاکر ایک کو زندہ نچھوڑون بادشاہ نے کہا بری
خبر سامری نے فرمائی جو وہ عیار تمکو زندہ چھوڑ گیا شاید کہ تمھاری صورت بنکر خداوند پر جاکر عیاری
کی ہوگی یا طلسم مین آیا ہوگا بہرنہج تمکو جمشید نے بچالیا شیشہ دار اسوقت رونے لگی گوہر اشک
کی لڑی سہرہ رخسار انور کا ہوئی بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اشک پاک کیے اور فریفتہ تو پہلے
ہی سے تھا اسوقت اسکے آرایش زیور کو دیکھکر اور رونے سے وہ تمنایا کھڑا پسند کرکے حاضران
سے اشارہ کیا کہ تخلیہ کردو نیلم اور عقاب کے ساحر اور کنیزان طلسمی وغیرہ اس قصر سے نکلکر کوہ پر
اور جو مکان بنے ہین وہان چلے گئے اور بعض اُس پہاڑ کی سیر کرنے لگے کوئی لب جوئے کوئی
اشجار پُربہار کی دید مین گلگشت چمنستان کرنے لگا ادھر بادشاہ نے کاجل مسی پر اُس محبوب
جان دشمن کے پھر نظر فرمائی خراب کا تو نشہ خوب تھا طبیعت آدمی کی ملج آئی پکارا کہ ای عیار
ذرا میرے پاس آیہ کہکر ران پر ہاتھ رکھدیا عیار نے سبکی بھر کر ران بھائی اور ہاتھ اپنا ہاتھ کے
نیچے رکھدیا شاہ نے کہا ای غافل جان واسطہ سامری کا اب نہ ترسا اوبت ترسا تیری ہر ایک ادا
پر دل دیوانہ ہوا ہی ذرا تو پہلو میرا اگر ماسر و مہری نہ دکھلا کہ بیت لے مرے دلکو دیکھے اپنا دل +
سنگ کے مول بکتا ہی یہ لعل + اُس مایہ ناز نے بصد انداز تیوری چڑھا کر کہا لو واہ واہ آپ تو
ایسی باتین کرتے ہین گویا مجکو اپنی جورو بنائیگا بادشاہ اس بھولے پن پر اور زیادہ مفتون ہوا
اور کہا اگر جورو بنائیگے تو کیا نقصان ہی یہ کہکر اپنے گلے سے لگایا عیار نے بھی وہ گدرایا ہوا بدن

خوب سینہ شاہ سے اور جسم سے ملا پھر جھجک کر الگ ہو گیا کہ اوئی نوج میری جان ہلکان ہو گئی ایسے جورو بننا کہتے ہین یہ کہکر مثل برق چمک کر بیرون قصر چلا گیا کہ ہمین جاتی ہون بادشاہ اٹھکر بیٹھا یا نہ لیٹا اور پکارا کہ شعبدہ انسانہ ستم کر جو اٹھون خواب عدم سے + سب حشریان بولین عجیب فتنہ یہ جاگا یہ کہکر گود مین اٹھا لایا اس مہ پارہ نے دھیلے ہاتھون سے اسکو مارا اور چپکے چپکے گالیان کوسنے دینے لگی شاہ پردہ غلبہ مستی تھا کچھ اسکا مطلق خیال نکیا بلکہ ہنسکر کہنے لگا ای سراپا ناز تیرا تو صاف انداز یہ ہو کہ فرد باتین کر دعدے سے سودا کو گالیان دو + قربان ہون آپکے مین اس داد اور دہش کا اب یہان تو یہ ہنگامہ اختلاط گرم ہو بادشاہ کو شوق ہو اس ترک ستمگر کو بناوٹ کی شرم ہو یعنی یہ عیار بادشاہ کو خوب بیتاب کر کے بیہوش کرنا چاہتا ہو یہ تو اس فکر مین ہو مگر شیشہ دار اصلی جو اپنے مکان پر گئی تھی کچھ دیر ٹھہر کر سحر اپنا جگا کر جانب لشکر امیر روانہ ہوئی اور ہر در سحر مسل در مسل ہر مقام پر چالاک کو ڈھونڈھا لیکن کہین پتا نہ پایا ناچار وہان سے پھری اور ایک مقام پر ٹھہر کر باش کے آٹے کا ایک پتلا بنا کر سحر پڑھا کہ وہ پتلا زندہ ہو کر بولا کہ ای ملکہ کیا پوچھتی ہو اسنے کہا سچ بتلا کہ چالاک عیار کہان ہو پتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ تمھاری صورت بنا ہوا شہنشاہ ساحران کی گود مین بیٹھا ہو یہ کہکر پتلے نے جا ہی لی منھ سے شعلہ آگ کا نکلا کہ پتلا جلکر خاک ہو گیا اور یہ ساحرہ غضبناک بنی ہوئی جانب کوہ نیلم چلی جب پہاڑ پر آئی یہان ساحر سب سیر کر رہے تھے وہ حیران ہوئے کہ ایک تو شیشہ دار بادشاہ طلسم کے پاس ہو ایک یہ آئی پس اس حیرانی مین کسینے اسکو روکا نہین اور یہ اندر قصر کے آئی دیکھا ایک اور پری صورت کی صورت پہلوے بادشاہ مین بیٹھی ہو اور افراسیاب اسکے بوسے لیتا ہو پس اسکو یقین ہوا کہ یہی چالاک بن عمر ہو چنانچہ اب اسکے قریب آہستہ آہستہ بطور مخفی جاکر ایک دو ہتڑ پیٹھ پر مارا کہ یہ جلکر خاک ہو جائے یون یہ عیار زبردست ہو ایسا نہو کہ تجکو دیکھکر بھاگ جائے غرض یہ آہستہ آہستہ چلی لیکن پانون کی آہٹ بادشاہ کو معلوم ہوئی اسنے نگاہ اٹھا کر دیکھا ساتھ ہی چالاک نے بھی پھر کر دیکھا تو شیشہ دار اصلی سے آنکھ چار ہو گئی ادھر شیشہ دار نے جب دیکھا کہ اسنے مجکو دیکھ لیا اب دوڑکر اسکا کام تمام کریں یہ لپکی اور عیار جلدی سے افراسیاب کی گود مین لپٹ گیا یہ کہتا ہوا کہ ای شہنشاہ وہی آگیا جسنے مجکو کنوین مین ڈالا تھا شاہ جادوان سب حال تو سن چکا تھا ہی اور اسوقت حالت مستی مین ساحرہ

عیار کو سمجھکر کام دل حاصل کیا چاہتا تھا اُسکے آنے سے مزا اُسکا گیا عیش منغص ہوا پس بحالت غضب
جانب ساحرہ دیکھنے لگا اور جیسے ہی وہ قریب پہونچی عیار پر سحر بھی نکرنے پائی کہ شاہ نے منھ سے آف
جو کی یہ قلابازی کھاکر دور جا گری اور بیہوش ہوگئی بادشاہ نے اُسوقت آواز دی کہ ای نیلم جلد حاضر ہو
لکھا ہی کہ اگر یہ پکارے اس قصد سے کہ میری آواز سب سنین تو تمام طلسم کے رہنے والے اُسکی آواز
سنین اور اسیوجہ سے بیان ہوا ہی کہ باغ شیب مین بیٹھے بیٹھے اُسنے پکارا ہی اور ساحر دور کا
رہنے والا حاضر ہوا ہی اُسکو حریف سے لڑنے اُسنے بھیجا ہی فی الجملہ سب ملازمون نے صدا اُسکی سنی
اور دوڑے کہ شہنشاہ پکارتے ہین جب سامنے آئے اُسنے نیلم سے حکم دیا کہ یہ عیار جو بشکل شیشہ دار
بیہوش پڑا ہی اُسکو ہوشیار کرو کہ مین قتل کرونگا یہ حکم سنکر نیلم تو ہوشیار کرنے بڑھا مگر چالاک
گھبرایا کہ اب جو یہ ہوشیار ہوگی تو جان پر تیرے بیٹی راز تیرا فاش ہوگا اِس سے لازم ہی کہ کوئی تدبیر
یہ سوچکر جلد کودے بادشاہ کی اُٹھا اور کہا ای بادشاہ مارے خوف کے میرا پیشاب خطا ہوا جاتا ہی
مین ذرا چوکی پر جاؤنگی یہ سنتے ہی بادشاہ نے دو کنیزون سے کہا آفتابہ لیکر ملکہ کے ساتھ جاؤ کنیزین ہمراہ
ہوئین اُس قصر سے علٰحدہ چوکی ایک جگہ لگی تھی مخمل کاشانی سے منڈھی تھی طلائی طشت نیچے اُسکے
لگا تھا وہ مقام آئینہ وغیرہ سے آراستہ قریب گلاب کیوڑے کے منھ کھلے ہوئے رکھے نہایت
زینت سے پیر اُسپہ عیار جو وہان گیا ایک لونڈی سے کہا تو باہر کھڑی رہ اور ایک کو اندر لیکر آیا اور
کہا آفتابہ یہان رکھکر میرے ناف کے مقام پر اور کمر کے نیچے آہستہ آہستہ مل کہ رفع احتیاج کرون
وہ کنیز آفتابہ رکھنے کو جو جھکی اُسنے ناک اُسکی ملدی کہ وہ بیہوش ہوئی اُسنے فوراً گرتے اُسکے اُتار کر
آپ پہنے اور اپنی پوشاک اُسکو پہنائی پھر اپنی ایسی صورت اُسکو بنایا اور اُسکی ایسی شکل آپ بنائی
اُسکو ہوشیار کر دیا جب اُسکی آنکھین کھلین دیکھا از سر تا پا زیور جواہر مین پہنے ہون یہ دیکھکر
پھولون نہ سمائی پوشاک بھی جسم مین تفصیل عمدہ پائی جامہ سے باہر ہونے لگی عیار نے ہاتھ باندھکر
عرض کیا کہ ای بی بی آپ حیران کیون ہین جسطرح خداوند سامری نے صبح منور کو کالا کرکے شام
کر دینا فرمایا ہی نمونہ اپنی قدرت کا دکھایا ہی اُسیطرح تمکو بی بی بنایا مجکو لونڈی بنایا ابھی خداوند سامری
جاے ضرور مین آئے تھے بہت انگوریون کی روین ساتھ تھین مین نے پیا نہین اور چوکی پر
کھڑی ہوگئی بس مجھپر بہت خفا ہوئے اور کہا ہم تیرے دیکھنے کو بحالت برہنگی آئے تھے اور تو کھڑی

ہوگئی ہمنے تجکو لونڈی بنایا اور اس کنیز کو بی بنایا یہ کہکر میرے اور تمہارے منھ پر ہاتھ پھیرا مین تمسی اور تم مجسی بنگئین لونڈی یہ باتین سنکر دل مین بہت خوش ہوئی اور کہتی تھی ای سکری پیارے مین تیرے قربان یہ تجھی مین قدرت ہی کہ ایک لمحہ مین کچھ کا کچھ کر دیتا ہی عیار موصوف نے کہا لو اب پیشاب کرو اس کنیز نے کہا مجکو ضرورت نہین اسنے کہا کیا ہوا تم چوکی پر بیٹھ جاؤ اور خبردار خداوند نے تمکو بی بنایا ہی کسی سے یہ نہ کہنا کہ مین لونڈی تھی کنیز یہ سنکر مسکرائی اور چپ ہو رہی بلکہ چوکی پر جا بیٹھی اور یہان یہ عیار تو چوکی پر چلا آیا مگر اسکے بعد ظلم نے ملکہ شیشہ دار کو ہوشیار کیا اول مین حال اس ساحرہ کی عظمت کا بیان ہوا تھا کہ بادشاہ صحرا سے آفت خیز طے کرکے اسکے لینے کو گیا تھا اور یہ خیال کر لینے سے آسودہ ہو جاتی ہی بھوکی پیاسی نہین ہوتی حاصل کلام یہ کہ اسوقت اچانک عیار کو گرفتار کرنے قریب شاہ آئی تھی اسنے پھونک سے بیہوش کر دیا ورنہ یہ ساحرہ بادشاہ سے مقابلہ کرنے کا دعوے رکھتی ہی اور بادشاہ اسکی بڑی خاطر کرتا ہی چنانچہ یہ جو بیہوش ہوئی گھبراکر اٹھی شاہ نے ڈانٹا کہ ارے خیرہ سر تو کون ہی بس یہ سننا تھا کہ ساحرہ دو ہتڑ مارکر چلی اور پکاری کہ ارے تیرا ستیاناس جائے تو اور سلطنت کے لائق موے اندھے آگ لگجاتی وہ گھڑی جبکہ تو تخت پر بیٹھا تھا انھین باتون سے تیری مہر خ الگ ہو گئی یہ کہکر وہ دو ہتڑ اپنے منھ پر آپ مار لیا اور گلے سے ایک دورا سیلی کا توڑ کر زمین پر پھینکا کہ وہ مار سیاہ بنکر شاہ کی سمت چلا افراسیاب کو یقین ہوا کہ شیشہ دار اصلی ہی بس عذر خواہ ہوا کہ ای ملکہ اپنے سحر کو روکو کہ مین نے پہچانا تم اصل مین شیشہ دار ہو ساحرہ نے اسوقت بازو پر سے اپنے ایک تعویذ کھولکر جانب شاہ پھینکا تعویذ نہ تھا وہ رقعہ جمشید تھا جسکے پڑھنے سے یہ معلوم ہوا کہ ای بادشاہ طلسم آگاہ ہو کہ ثانی عمرو لیث متہرین مہتر فرزند رشید خواجہ چالاک سفاک اپنے پدر کی مدد کو آیا ہی یہ معلوم کرکے بادشاہ گھبرایا کہ ایک عمرو نے کیا کم آفت برپا کی تھی جواب یہ آیا ہی ارے میری گود مین لوٹا گیا اور مین نے گرفتار نہ کیا اور ایسے فتنہ گر کو اپنا معشوق بنایا جیسا غالب نے فرمایا ہی کہ بیت یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہی + ہوئے تم دوست جسکے دشمن اسکا آسمان کیون ہو + غرض بعد افسوس بسیار ملکہ شیشہ دار سے کہا کہ تم چھپ رہو اب وہ چوکی پر سے آئیگا اسوقت ظاہر ہونا اسنے کہا مین جاکے مارے ڈالتی ہون یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچ کر اڑی اور پاخانہ کے در پر اتری چالاک کنیز کو چوکی پر بٹھا کر باہر نکل آیا تھا اسنے تسلیم کی ملکہ نے اشارہ

سے پوچھا کہ وہ کہان ہی چالاک نے اشارہ کیا کہ اندر ہی ساحرہ بے تامل اندر در آئی وہ
لونڈی ازار کھڑی باندھ رہی تھی کہ یہ ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی باہر لائی اور دو ایک لاتین دو تین گھونسے
پہلے مارے وہ کنیز چلائی ارے مجکو کیون مارتی ہو خداوند سامری ابھی پائخانہ مین آئے تھے مجکو
شیشہ دار بنا گئے دیکھین کچھ شک ہو تو دیکھ لو مین عورت ہون چالاک یہ کلام اُس لونڈی کا
سنکر گھبرایا اور براہ چالاکی آگے بڑھکر کہا بی بی اِنکے قول فعل پر نجائیے یہ عیار کبھی عورت بنجاتے
ہین کبھی مرد بنجاتے ہین بارہا ایسا ہوا ہی نہین معلوم اِن مودن کو کونسی ترکیب معلوم ہی ساحرہ
نے کہا تو سچ کہتی ہی عیار نے کہا آپ دیر نہ لگائیے قتل کیجیے نہین تو یہ نکلجائیگا اور آپ رحم دل
ہین تو لائیے مجکو خنجر دیجیے کہ کام تمام کرون یہ کہکر خنجر اُسکے ہاتھ سے لیکر فوراً سر اُس کنیز کا کاٹ ڈالا وہ کنیز
کچھ ایسی ہی ویسی ساحرہ تھی منتر اور موہنی وغیرہ جانتی تھی پر اُسکے قبضہ مین نہ تھے جو اُسکے مرنے سے
شور مچاتے شیشہ دار اس عیار کو کنیز سمجھکر بہت خوش ہوئی اور سر اُسکا سینہ سے لگایا کہا تو میری بڑی
خیر خواہ ہی بعد اِسکے سر اُس کنیز کا لیکر بخیال سر عیار پاس افراسیاب بدشعار کے آئی اور کہا لیجیے مین لائی
شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ مجھ کو تم نہ چھوو جلدی سامنے فرہاد پر پھینکدو یہ لوگ دشمن لگتا وسامری ہین اِنکو ہاتھ
لگانا جائز نہین ساحرہ نے قصر کے صحن مین پھینکدیا کہ پڑا رہنے دو اِسکو دیکھ کے خوش ہونگے یہ کہکر
پاس بادشاہ کے آکر بیٹھی بادشاہ نے عذر کرنا شروع کیا کہ ای ملکہ مین بہت تمسے شرمندہ ہون کہ
مین نے تمکو پہچانا نہین اور بیہوش کردیا ملکہ نے ہاتھ باندھے اور کہا ای بادشاہ ہم سب ادنیٰ ترین کنیزان
حضور ہین اِسوقت مجکو غصہ اُس عیار پر بہت تھا اور آپ بھی شبہہ مین تھے پس میرے مُنھ سے کلمات
بیہودہ جناب مین شہنشاہ کے نکلگئے اِن باتون کو معاف فرمائیے گا اور حضور کو جمشید نے ایسا ہی صاحب
تحمل بنایا ہی اگر آپ ہم کنیزون کی خاطر نکرین اور ہماری باتون کی برداشت نفرمائین تو ہم طلسم مین کیونکر
رہین بادشاہ تو اِس ساحرہ کے دھوکے عیار سے اختلاط کر رہا تھا اس سے بھی اُسیطرح ہم کلام ہوا
کہ ای سیمبر نازک ادا زہے نصیب اُسکے کہ جو تیرے مُنھ کی گالیان کھائے کہ بیت بدلا ترے ستم کا کوئی
تجھے کیا کرے + اپنا ہی تو فریفتہ ہوئے خدا کرے + یہ کہکر ساحرہ کو آغوش مین بصد محبت لیا رخسار پر
اُسکے بوسہ دیا اور کہا حافظ خربت قند و گلاب نہ علاج دلِ ماست + بوسۂ چند بیا مین بدشانے
چند + یہ ہنگامۂ اختلاط گرم ہوا تھا کہ نیا معرکہ درپیش آیا یعنے وہ سر جو کنیز کا بصورت چالاک بنا ہوا تھا

اور سا حرہ نے صحن مکان مین لاکر ڈالدیا تھا دھوپ جو اُسکو لگی رنگ روغن اُسکا گھلا کیونکہ
چالاک نے جلدی مین کچا رنگ اُس کنیز کے لگاکر شیشہ دار اُسکو بنا دیا تھا جیسا اوپر مذکور ہوا
اِسوقت رنگ کے گھلنے سے نقشہ اُس سر کا بدلنے لگا اِس سے تو کوئی آگاہ نتھا ایک کنیز نے اُس
سر کو دیکھکر اپنی ساتھ والی سے کہا بوا جمشید ان موئے عیارون کے فن فریب سے بچائے دیکھو
تو مرے پر بھی یہ موا سر رنگ بدلتا ہی اُس دوسری نے یہ سنکر بغور اُس سر کو دیکھا اور سب کنیزون سے
کہا کہ یہان سے ہٹ چلو اب یہ سر رنگ بدلکر کوئی فتور کیا چاہتا ہی ای بہن یہ مرا نہین دیکھو نا ابھی کچھ تھا
ابھی کچھ اور ہو گیا لونڈیان یہ سنکر اُس سر کو دیکھ دیکھکر بھاگین غلغلہ جو ہوا بادشاہ نے پوچھا ارے کیا ہوا
ہی ایک کنیز نے عرض کیا مین قربان گئی وہ جو سر اُس موئے غارتی عیار کا ہی وہ بڑے بڑے رنگ بدلتا
ہی کوئی عیاری کیا چاہتا ہی بادشاہ نے کہا معقول این گل دیگر شگفت مرے پر رنگ بدلنا آج ہی
سنا ہی جاؤ اس سر کو اُٹھا لاؤ لونڈیون نے کہا آپ چاہیے مار ڈالیے مگر ہم اُس سر کے پاس ہرگز ہرگز نہ
جائینگے وہ موا آپ تو جی اُٹھیگا ہمکو اپنی جگہ پر کر دیگا یہ سنکر شیشہ دار خود اُٹھی اور جاکر اُس کو اٹھا لائی
کنیزون سے کہا اری مالزادیو گرم پانی لاؤ اتنا نہ گھبراؤ یہ سر تمھارے نہین لپٹیگا کنیزین پانی گرم لائین
اور دُرتے دُرتے اُس سر کو دھویا چربی تیل وغیرہ چھوٹ گیا اصلی صورت جو اُس کنیز کی تھی ظاہر
ہوئی افراسیاب بہت حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا نیلم جادو نے اُس کنیز کو دیکھکر کہا یہ میری خواص
ہی جب وہ عیار بصورت شیشہ جادو بیمار یہان بنا تھا تو اُسکی خدمت کو مین نے اسے مقرر کیا تھا یہان
تو یہ ہنگامہ تھا مگر چالاک جو کنیز بنا ہوا یہان موجود تھا جب اُس سر کا چرچا پھیلا وہ بھاگ کر کوہ سلم کے
نیچے اُتر گیا اور ایک چشمہ مین صحرا کے اُتر کر غوطہ مار گیا اسلیے کہ اب راز اِس سر کا فاش ہوگا تو تیری تلاش
ضرور ہوگی لیکن اِس بھاگنے مین اتنی چالاکی اِسنے کی کہ جسطرف سے آیا تھا اُدھر نہ گیا بلکہ اُسطرف اُترا
کہ جدھر سے طلسم مین جانیکا راستہ تھا فی الجملہ اُدھر بادشاہ طلسم نے رقعہ جمشید مین دیکھا تو معلوم
ہوا کہ چالاک مارا نہین گیا اُسنے عیاری اِس کنیز کو قتل کرایا اور آپ پہاڑ کے نیچے جانب طلسم جو راہ
ہی اُتر گیا ہی اتنا حال اُس رقعہ مین معلوم ہوا آگے کچھ اور ثابت نہوا اسلیے کہ ساحر کا سحر دریا مین اثر
نہین کرتا ہی اور نہ آسمان پر جا سکتا ہی مگر یہان اگر سحر کا دریا بنا ہوا ہو تو سحر خرد سے از بسکہ شاہ طلسم
ساحر ہی کہ دریا مین بھی سحر اُسکا اثر کرتا ہی مگر جب کہ یہ تدابیر ہوم وغیرہ کرکے سحر کرے حاصل مرام اُس کنیز کا

کے سر کو تو پھنکوا دیا اور شیشہ دار نے خدمت بادشاہ مین عرض کیا کہ اے شہنشاہ مین آپکی تا بعدار ہون اگر آپ میرے مشتاق ہین تو غریب خانہ پر تشریف لائیے گا یہان عیار فکر مین ہو شاید کہ مین بھی عیار ہون اور آپکو کوئی دھوکا دون یا آپ عیار ہون مجکو ضرر پہونچائین اتبو مجکو عیار ہی عیار یہان نظر آتے ہین میرے مکان پر کسیطرح کا کھٹکا نہین جتنی دیر جی مین آئے تشریف رکھیے گا بادشاہ نے بھی کہنا اسکا منظور کیا اور کہا اے ملکہ اب مین جاکر اس عیار کے باپ کو مارے ڈالتا ہون کہ وہ میری قید مین ہے بعد اس مہم کے تمہارے گھر آؤنگا یہ کہکر ساحرہ کو گلے سے لگا کر بوسہ لیکر رخصت کیا وہ پرواز کرکے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی بعد اسکے شاہ خود بھی جانب باغ تسیب چلا لیکن چالاک کچھ دیر تو اس چشمہ مین غوطہ زن رہا بعد تھوڑی دیر کے چشمہ سے نکلکر صحرا مین ساحر کی ایسی شکل بنکر پھرنے لگا اسنے دیکھا کہ شیشہ دار ایک طرف اڑی ہوئی جاتی ہے یہ بھی جھاڑیون مین جھنڈیون مین اپنے تئین چھپاتے نیچے نیچے اس ساحرہ کے روانہ ہوا جب ساحرہ مذکور کئی کوس اڑی ہوئی آئی ایک مقام پر صحرا مین اتری کہ اتنیمین دو رنگل آئی ہون ذرا دم راست کرلون یہان عیار کا نام بھی نہین غرض کہ ایک درخت کے نیچے ٹھہر کر دم لینے لگی پھر رفع احتیاج کو بیٹھی چالاک بھی اسکے پس پشت ایک درخت کی آڑ مین اکر ٹھہرا تھا اسکو غافل دیکھکر دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ یہی وقت ہے مارا اسکو یا تو اسکا کام تمام تو نے کیا اور یا یہ تجکو پکڑ لیجائیگی یہ تجویز کرکے کلۂ فلاخن مین پتھر گران اوزن دیکر اور کاسۂ سر اسکا تاکلکر چرخ دیکر جو مارا کڑاک سے آواز آئی اور کھوپڑی اسکی ترشکر دور گری اور وہ زمین پر گر تڑپی اور ہلاک ہوئی پھر تو شور دار و گیر برپا ہوا زمانہ سیاہ ہوا کوہ قیلم سے اسجگہ تک اندھیرا ہوگیا وہ صحرا جسمین طوکر کے بادشاہ طلسم اسکے گھر گیا تھا تمام برباد ہوا باغ مین اس ساحرہ کے آگ لگی شاہ جادوان اڑا ہوا جاتا تھا اسنے بھی یہ غلغلہ سنا کہ ہر غل مچا رہے ہین افسوس مارا شیشہ دار جادو کو بادشاہ یہ صدا سنکر پھرا کہ چلکر دیکھون کیا ماجرا گذرا مین ہاتھ کو دیکھا اسمین معلوم ہوا کہ اسوقت چند گھڑیان بھی سخت ہین کہین جانا نہین بادشاہ ناچار جانے سے باز رہا اور گریبان غم مین ساحرہ کے اسنے چاک کیا زار زار برنگ ابر بہار رویا اور یہ اشعار زبان پر لایا

غزل

جاتے ہین لوگ قافلہ کے پیش و پس چلے	وہ بیوفا عجب سا ہے جہان آکے بس چلے
کہنا صبا پیام ہمارا انہا رسے	ہم تو چمن کو چھوڑ کے سوئے قفس چلے

ای غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ	جمعیتِ دلی پہ تری پھول ہنس چلے
نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دوڑے اشک	سُن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے

غرض اسی طرح نالان و گریان شاہ جادوان روانہ ہوا یہان نیلم کوہ کے قلعہ مین خوف سے گل بوستان عمر و کے دروازے مثل غنچہ کے بند ہین نیلم جادو کو نہایت بیکلی ہی دل سے کہتا ہی کہ اے نیلم چھ سو برس کا تیرا سن ہوا مگر کبھی ایسا سانحہ درپیش نہین ہوا مقرر طلسم مین کوئی آفت آنے والی ہی بربادی کے سامان نظر آتے ہین غرض یہ بحالت پریشانی اپنے قلعہ کے بندوبست مین مصروف ہوا ادھر لالک ساحرہ کو قتل کر کے ایک جانب بصورت مبدل روانہ ہوا قلعہ نیلم کوہ کو چھوڑ کر سیر طلسمات فرماتا دریا و کوہ و دشت مین نیرنگیان طلسم کی دیکھتا چلا جاتا تھا یہ تو اسطرح جاتا ہی ادھر اوفراسیاب بروے ہوا اُڑتا ہوا روانہ تھا قضاے کارگذر اُسکا کوہ سلیمانی کی جانب ہوا یہ پہاڑ مثل چاندی کے سفید ہی اور نہری لکیرین ایسی پڑی ہین یہ معلوم دیتا ہی کہ دور کرۂ ارض ایک حلقۂ خاتم ہی اور یہ کوہ اُسپر سلیمانی نگینہ ہی آرایش عروس دہر کا ظاہر قرینہ ہی پہاڑ پر چشمہ بصد لطافت و صفا جاری ہر سمت وزان باد بہاری درخت تمام سر راہی کیے ہوئے بادلہ سے سندھے ہوئے موتیون کے جال پڑے ہوئے کوسون تک سبزہ زار کھلا ہوا تھا بوقلمون کی بہار سبزہ پر کالی گھٹائین جھکی ہوئین یہ ثابت ہوتا تھا کہ لوٹتی تھین ہر چشمہ کے گرد چمنستان جواہر کے لگے کسی تختہ مین لالہ کسی مین نافرمان کے پھول کھلے تھے سر کوہ پر ہزارہا نرگسدان جواہر کے سجے تھے ناندے چینی کے اور سنگ سماق و لیشب کے دھرے تھے اُنمین درخت سب جواہر کے لگے تھے نگارخانۂ ارژنگ چین کو شرماتے تھے جہان کہین مرغزہ درختون کا ہتا عروس گلشن کا گھونگھٹ نکلا تھا نرگس چشم نیمباز جہان تھی دلہن کی شرمائی ہوئی آنکھ کا پتا دیتی تھی لالہ سے صاف شرم و حیا ایک رات کی سیاہی کی ظاہر چھوئی ہوئی سمٹنے سے جھجک کر ہر غنچۂ سوسن لب مسی آلود کا پتا دیتا نہین نہین لب رنگین جانان کسی عاشق نے چوسا تھا اسوجہ سے نیلا ہونا بتاتا گل ہمہ تن گوش ایسے تھا کہ کسی شاہد گلعذار کا کرن پھول بننا چاہتا تھا سنبل تر کنگھی کے شجر سے شانہ لیکر زلفین عروس چمن کی سنوارنے پر آمادہ لالہ داغ دل کھا کر اس بہار پر دلدادہ طرفہ بہار یہ کیفیت آشکار نظم

نکلی ہی کرنے آکر سیر گلشن	چراغ گل نسیم صبح روشن	یہ مستی کوہ کی اب نظر کر
کہ آتی ہی پری وش ہوا پر	ز لب باد بہاری مین نشا ہی	پڑا کیا بیخبر تاک اینڈتا ہی

گل محفل پہ بیداری ہی نایاب	جہان دیکھو تو ہی آلودۂ خواب	اُٹھا سکتا نہین سر ہی نرگس
جھکی ہی جاے ہی کچھ چشم نرگس	پڑا ہی جس روش پر عکس گلزار	بچھی ہی اُسجگہ قالین خوش کار

ملکہ سلیمان جادو اِس پہاڑ کی مالک ہی یہ مقام اُسکی سیرگاہ ہی حوالی کوہ مین قلعہ سلیمانیہ آباد ہی وہان کی یہ ملکہ حکومت کرتی ہی اِس پہاڑ کے نیچے ایک باغ جنت نظیر لگا ہی کبھی پہاڑ پر کبھی باغ مین وہ ملکہ رہتی ہی اِسوقت بالاے کوہ براے تفریح خاطر آئی تھی تمام کوہ پر اُسکے آنے سے آرایش وزیبایش ہوئی تھی تمامی کا فرش چپوترون پر بلور کے بچھا تھا کنارہ ہر چشمہ کے ہزارہا جانور کلنگ وبوقیمار وغیرہ پھر رہے تھے جابجا نگرے موتی کے جال کے اُستادہ تھے ملکہ مذکور سنہری دوپٹا اور دھانی اطلس کا پائجامہ پہنے چھری ہاتھ مین لیے ٹہل رہی تھی سن مین تیس برس کی عورت مگر نہایت بناوٹ جتنا سن زیادہ اتنا ہی سلیقہ بڑھا ہوا زن سی سالہ گرامر زلف اُسکا کشور دل عشاق پر لام باندھا چڑھائی کا اُس کافر کا ارادہ سیپارۂ دل مین اُسکا مصحف رخسار عظمت رکھتا ابرو اُسکے الف مد قسم اللہ پہلی بسم اللہ غلط کرتا یعنی لام الف پڑھا کر ہستی کو نیستی بناتا دہن تنگ اُسکا میم عدم کا سبق پڑھاتا اُسکے دہن کیصورت عاشق بھی گمنام ہونا چاہتا چاہ ذقن کی چاہ کنوین جھکاتی بر و دوش کی الف جان گنواتی چھاتیان اُسکی کنپلی مثل حوصلۂ خاطر ابھری اور نکلی ہوئین انگیا ایسی ٹھیک کسی کسائی کہ چھاتیون کو سمٹکر بانکپن کی کثرت یاد آئی زیادہ سرکشی پر آمادہ دل توڑ دینے کا اُن نوکون کا ارادہ شکم صباحت مین بے نظیر تختۂ بلور دلوح بسمین روبرو اُسکے بے توقیر کمر رہبر و جادۂ عدم کو راہ بتاتے اپنے عشق مین ملک عدم دکھائے زیر ناف تو عجب عقدۂ لاینحل برج قوس مین دو ہلال جمع صدف دو پیاز

ساق پاکا یہ عالم کہ بہت

ساق سیمین کو تری دیکھ کے گوری گوری	شرم سے شمع ہوئی جاتی ہی تھوڑی تھوڑی

غرض اُس زن مہ سیما کا باوجود تیس برس کے ہونیکے یہ حسن کا عالم تھا کہ بموجب مضمون

قد تھا مصرع تو جبین حسن کا مطلع گویا	شعر کاکل سے ہوا ملکے مثلث نما
بیت ابرو کی ہی تضمین سے سبع لیا	نرہا سبع معلق کو بھی اب کچھ رتبا
ہاتھ مرے جو بیاض آئے تو ڈھونڈھون مضمون	شعر باریک کرون سے کمر کا موزون
قامت راست کو شمشاد کہون دلبر کے	یا کہ دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے

الف نور لکھا ہی ید قدرت نے دسے	قدر عناسے پریرد کو قیامت سکھیے
فاختہ سرو روان کہکے پکارے کو کو	بولے حق سرو قمری پہ ہو گویا جادو
پانون پر فخر سے سر رکھتے ہین سرو خجل بتان	گلشن دہر مین کیا خوب ہی یہ سرو روان
نقش پا قبلہ نما کہتے ہین اہل ایمان	مردم چشم سے سہلاتی ہین حورین تلیان
سجدہ گاہ دل عالم ہی مگر پا انداز	ٹھوکرون مین ہی سیجا کا سرا پا انداز

سات سو کنیزان دُر در گوش مرصع پوش سراپا دریاے جواہر مین غوطہ مارے ایک ایک حسن مین یگانہ آفت زمانہ گرد و پیش ایستادہ تھین کہ یکایک ہواے سرد کے جھونکے آئے ملکہ نے جو اوپر آنکھ اٹھا کر دیکھا شاہ جادوان کو جاتے پایا بس طاؤس سحر پر سوار ہو کر کئی سو اشرفی نذر کی لیکر اڑی اور جا کر بادشاہ بروے ہوا پہونچکر پہلے تسلیم کی پھر نذر لیکر بڑھی اور ہنسکر بولی کہ ای شاہ ہم کنیزون سے اسقدر بے التفاتی تو لازم نہین یہ اوپر ہی اوپر جانا اور ہمسے آنکھ نہ ملانا ای شاہ شاہان سبت جدھر کو ہو تو جلوہ ریز جب ترسے آکے ۔ ظفر جو طرف تو ہو لے تو فتح پیش نگاہ ۔ سایۂ عاطفت اپنا ہم غریبون پر بھی پرتو فگن فرمایئے غریب خانہ پر تشریف لیچلیے کہ شعر قطرہ تجھ ابر فیض سے پہونچے جو موتی بحر ۔ جائے رگڑنے چرخ کو موج دُر خوش آب ۔ بادشاہ نے اسکی صفت و ثنا کرنے سے ہر چند کہ تحمل خاطر تھا لیکن بجندہ پیشانی مزاج اسکا پوچھا اور بہار پر اُترا آیا کہا ای ملکہ مین تیلم کوہ پر گیا تھا مگر وہان بھی مطلب براری نہوئی اب بڑی ضرورت سے جاتا ہون نہین ورنہ تمھارے بلائے بیان آتا ملکہ نے عرض کی کہ آپ سے مجکو بڑی امید ہی تب ارشاد فرمایا یہ کہکر ایک تخت جواہر نگار پر صحن گلشن مین اُسکو بٹھایا سوا سو اشرفی نذر دی کشتیان جواہر کی پیشکش کین جام مے ارغوانی بھر کر دیا بادشاہ نے جام لیکر آہ سرد بھری ملکہ نے دست بستہ عرض کیا کہ قربان گئی اسوقت آئینہ خاطر کدر نظر آتا ہی غبار الم دل چھایا ہی رنگ چہرہ کا متغیر ہی اسکا کیا باعث ہی شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ طلسم کا حال تو سب پر عیان ہی اُسکا بیان کیا مگر ایک شخص یہان سے بھاگکر آیا ہی اُسنے ملکہ شیشہ دار کو مارا ہی اور تمام طلسم مین غدر ہو رہا ہی سلیمان جادو نے کہا تو بڑی کو سب حال معلوم ہی لیکن بغیر مرضی آپکے کچھ نہین کر سکتی جہان آپنے بٹھا دیا ہی بیٹھے ہین اور ای بادشاہ طلسم کشا جو اسید ہی وہ تو گنبد نور برآمد کی قید مین ہی پھر اُسکو آپ قتل کیون نہین کرتے شاہ نے فرمایا موقع و محل ہی غرضکہ اسیطرح کی باتین کر کے حکم دیا کہ طلسم

بلوا دیجیا نچہ زیر کوہ جو مذکور ہوا کہ باغ لگا ہی اسی گلشن مین مکانات بنے ہین تمام خدمتی اس ملکہ کے اسمین رہتے ہین اس ملکہ کی ایک بیٹی کہ ملکہ اختر چشم جادو نام رکھتی ہی وہی تلہ سلیمانیہ کی سلطنت کرتی ہی اور یہ ملکہ عیش دوست ہی ہمیشہ اس باغ مین اور اس پہاڑ پر سیر کرتی ہی ناچ دیکھتی ہی بڑے بڑے ساز بجانے والے سرودی مین کارتنت کار اسکے ملازم ہین اور اسکو خود بھی گانے بجانے کا شوق ہی تعلیم اُستادون سے لیتی ہی علم موسیقی مین بڑی مہارت اور دستگاہ رکھتی ہی فی الجملہ اسنے تو شاہ کو پہاڑ پر بٹھلا کر طائفون کو بلا دیا ہی کرنیا گڑا گ سینے کہ مہتر بن مہتر چالاک بن عمر جو شیشہ دار کو قتل کرکے روانہ ہوا تھا تمام طلسمات کو طے کرتا آتے آتے یہی اسی کوہ سلیمانی کے قریب پہونچا اور ایک باغ اُسنے زیر کوہ بنا دیکھا کہ حصار باغ سنگ رخام کا تھا مگر ایسا مصفا کہ منھ نظر آتا تھا اندر باغ کے جو درخت لگے تھے باہر سے دکھائی دیتے تھے کہ نوجوانون کی طرح جھوم رہے ہین چشم دل کو تراوت دیتے ہین بیچ حصار مین دروازہ جواہر نگار لگا ہی اور ہر سمت کمرے بنے ہین از بسکہ قاعدہ مستمر ہی کہ جس فن کے جہان لوگ جمع ہوتے ہین اُسکا ہر وقت چرچا ہوتا ہی چونکہ یہان گوئیے جمع تھے تو اُن کمرون سے آواز ساز بجنے کی آتی تھی کوئی سارنگی بجاتا تھا کوئی تانین لگاتا تھا کہین سے بین کی صدا آتی تھی کسی جگہ سے گھنگرو بجنے کی آواز پیدا تھی کوئی گاتا تھا ایک دو تین کہین سے آواز سرگم بھرنے کی بلند سارے گاما پادھانی کی صدا سے ہر ایک خورسند اس عیار شیرین زبان نے یہ صدائین جو سنین خیال کیا کہ شاید یہ باغ برج سنبلہ ہی ناہیدۂ آسمان نے اسمین داخلہ کیا ہی پھر اسکو یہ دھن ہوئی کہ اس ماجرے کو دریافت کرنا چاہیے پس آپ بھی رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک گوئیے کی صورت بنا کر باندھکر ایک سارنگی کمر مین لگا کر کاندھے سے لگائی کمانچہ اُسکا ہاتھ مین لیا بالون مین تیل لگا کر گھونگھر بنایا ناک نکالی کان مین ایک بالی ڈالی گلے دار ٹوپی سر پر رکھی عطر کی روئی کان مین رکھکر تین کرپٹی کا انگرکھا پہنکر گلبدن کا پائجامہ زیب تن کیا اور در باغ پر آکر ٹھہرا اتفاق سے کچھ عرصہ مین دو تین گوئیے کسی کام کو باہر باغ کے نکلے اسنے انکو سلام کیا انھون نے اسکی صورت بغور دیکھکر آپسمین کہا کہ اس شخص کی صورت فتح خان کے بیٹے سے بہت مشابہ ہی بھئی جب سے وہ چلا گیا میان حسنو اور بندو خان کا گانا اوجھا رہگیا اور فتح خان تو اس غم مین مر ہی گئے ایک نے کہا بھئی پوچھو تو شاید وہی ہو یہ سنکر

اُسنے اِس عیار سے کہا ارے بھئی تم فتح خان کے بیٹے ہو چالاک ہاتھ پھیلا کر دوڑا کہ اُستاد جمشید نے پھر اپنی صورت دکھائی وہ سب اِس سے بغلگیر ہوئے اور کہا ای یار ایسا تجھے گھر بار تجا کہ باپ کو بھی چھوڑا آخر وہ انتقال کر گئے اِسنے کہا اُستاد جی کیا بیان کروں گانے کا ایسا مجکو سودا ہوا کہ دیس بدیس مارا مارا پھرتا ہوں اب تمھارے پاس آیا ہوں کچھ تمھین تعلیم کرو باپ مر گئے تو کیا ہوا تمھین سب مائی باپ ہو اُن گویون نے یہ تقریر سنکر ہاتھ اِسکا تھاما اور اندر باغ کے لیگئے اِسنے اُس گلستان کو نہایت سرسبز و خرم پایا جہان پہاڑ پر ایسی تیاری تھی وہان کے باغ کا کیا کہنا جو درخت تھا وہ طوبیٰ سے شجرہ اپنا ملاتا تھا جو پھول تھا وہ گلہاے جنت کا رشتہ دار و ہمسر اپنے تئین بتاتا تھا درختون کی سہانی اور گھنی عمدہ چھاؤن ظل عاطفت سلطان پر طعنہ زن پھولون کی بہار بہار عیش دولت و نوجوانی پر چشمک فگن کہین بیطبری سر گل پر بر نگ دست شفقت مادر کانپتا کہ آسیب خزان سے بلبند قدرت تجکو بچائے کیسجگہ پنجۂ مرجان و چنار درازی عمر و بقاے رنگ و بوے گلستان کی دعا کرتا ہر سمت طرفہ بہار میوہ دار درخت پھلے گلدار شجر پھولے سامنے ایک بارہ دری نہایت آراستہ کاخ گیتی کیطرح رنگارنگ کا سامان و اسباب اُسمین مہیا مختصر یہ کہ چالاک کو گویے ایک کمرے مین اُس باغ کے لیکر آئے وہان اور دون سے ملاقات ہوئی سب نے خاطر کر کے بٹھایا اور کہا میان صاحبزادے کچھ بجاؤ تو سہی کہ اتنے دنون پھر کر تمنے کیا پیدا کیا تمھارے باپ تو بڑے نایک تھے چالاک نے کہا بہت خوب اور بغل سے سارنگی نکال اُسکی طرہین درست کر کے یا اُستاد کہہ کان اپنا پکڑ ذرا سی خاک چاٹ ایک لہرا بجانا شروع کیا اتنے جتنے وہان اُستاد تھے سب تعریف کرنے لگے اور اِسنے تان پلٹا لینا شروع کیا سم پر آکر کیا مجال تھی جو بجائے ایسا بجایا کہ عالم وجد ہر ایک پر طاری ہوا اِسنے دو تین لہرے بجا کے بڑی تعریف ہوئی سب اِس سے محبت ظاہر کرنے لگے اِس عرصہ مین چوبدار آیا اور کہا جلد چلو ملکہ نے یاد کیا ہے شاہ جادوان تشریف لاتے ہین مجرا ہوگا یہ حکم سنکر سب تیار ہونے لگے اُدھر وہ رنڈیان جنکے ساتھ یہ ساز بجاتے تھے تیار ہوئین اِن گویون نے اُن طوائفون سے بھی ذکر کیا کہ ایک گویے کا لڑکا آیا ہے کیا خوب بجاتا ہے ایک رنڈی نے اُنمین سے کہا کہ ہمارا طبلیا بہت مست ہے اُس لڑکے کو ہمارے ساتھ کر دو اُستاد جی نے عیار کو بلا کر کہا کہ میان آج ان بیوی کے ساتھ تم بجاؤ اِسنے کہا بہت اچھا غرض طبلہ کی جوڑی اُنھون نے

بھکر وہی بائین کو گمکا یا دہنے کو ہتوڑی سے ٹھونکا پڑا اُسکا کھینچکر درست کیا بستنی مین جوڑی باندھکر تیار ہوئے وہ رنڈی بھی مسی کاجل سے درست ہوکر پیشواز پہنکر آراستگی کرکے سوار ہوئی اور جانب کوہ چلی سازندے بھی ہمراہ ہوئے غرض جب پہاڑ پر پہونچے **جالاک** نے وہ آرایش وزیبایش بہانکی دیکھی کہ کبھی نہ دیکھی تھی اور شاہ جادوان کو تخت جواہر کا پرتکلف دیکھا ایک شہزادی کو تخت بیٹھے پایا یہ اس سامان کو الگ کھڑے ہوکر دیکھنے لگا اُدھر اُس طوائف نے دیکھا کہ وہ گویے کا لڑکا نہین پریشان ہوئی ایک نے پکارا میان فتح خان کے بیٹے **جالاک** ایسا محو دید تھا کہ جواب نہ دیا جب وہ رنڈی آگے بڑھی یہ بھی سامنے سے آیا ایک سازندے نے کہا آؤ میان کہان گئے تھے بجانا ہی نہین اسنے کہا بھلا مین بیوی کے ساتھ بجا سکتا ہون کوئی ایسی ویسی گانے والی ہوتی تو بجا دیتا اُستاد جی جو وہان تھے اُنھون نے کہا بھائی تم خوب بجاتے ہو یہ بھی فتح خان کے نصیب تھے کہ تم ایسا شگھڑ بیٹا پیدا ہوا غرض یہ اگر طبلہ باندھکر نشست پر کھڑا ہوا اور وہ رنڈی ناچنے لگی اِس عرصہ مین کوہ فیروزہ رنگ سپہر سے شہنشاہ سیارگان رخصت ہوا اور نابیدۂ فلک کا سامنے خسرو ماہ کے مجرا کرنا ٹھہرا کہ ابیات

گھٹا آخر وہ طول روز روشن	سمیٹا مہر کے پرتو نے دامن	اُٹھا مغرب سے کچھ کچھ دود تاریک
ہوا آنکھون سے حسن شام نزدیک		

ایسا طبلہ **جالاک** نے بجایا کہ اُس رنڈی نے سمانا ناچنے مین باندھا اور وہ رات ہوجانے سے چاندنی کا کھیت کرنا مقیش کا پہاڑ پر نازنینون کا اُڑانا وہ سبزہ زار وہ پھولون کی بہار چشمون کی کیفیت شبنم کا گرنا نازنینان گلپیرہن کا جما و سلیمانی پہاڑ کا چمکنا علامات کوہ کا مصقلہ چاندی کا تھا وہ چاندنی مین دلکتا تھا اور اسمین اِسطرح کا طبلہ بجا اُس طوائف نے پیکر کا ناچنا عجب عالم محویت ہر ایک پر طاری تھا یہ عالم سوقت ہوا تھا کہ قطعہ

ہوا اُس حسن کا سن شاد یا نہ	خوشی جاندار خشکی دتری کا	نہین اُس عیش سے عالم مین ہرگز
کسی عشرت کو دعویٰ ہمسری کا	لباس نقرئی پہنے تھی کوئی	سراپا کوئی پہنے تھی زری کا
جواہر کی دمک تھی یہ کہ وہ جا	قرینہ تھا دوکان جوہری کا	صف مجلس کو گر دیکھو تو گویا
اُلٹ ہو تا جدا رخ ہر دری کا	چلے تھا جام ساقی سے پیالے	باین صورت شراب پرپری کا
جھکا دی تھی زمرد کی صراحی	قدح مین لعل کے بچہ پری تھا	کرون تعریف کیا اہل طرب کی

صدائے سحر جنکی ساحری کا	لٹا دے پل مین رقاص فلک کو	کرشمہ انکی چشم اہبری کا
بنے تھے پھول آرائش کے ایسے	کہ گویا کام تھا وہ زرگری کا	لگی وان اشرفی تختونکے اوپر
جہان مطلوب تھا گل جھڑیکا	کرے تھا سنگ مین پرشان شیشہ دلکا	کہ جیسے قہقہہ کبک دری کا

چالاک نے وہ طبلہ بجایا کہ بائین کی تھاپ سے دلون کو دھمک پہونچی گویا ہر ایک کے دل پر تھاپ پڑتی تھی ملکہ سلیمان جاہ دو کے دماغ مین ہستی نے ٹھیکا لگایا وہ اس فن کو خوب جانتی تھی شاہ جادوان سے گویا ہوئی کہ ای شہنشاہ طبلیا کیا کام کر رہا ہی بادشاہ نے کہا ای ملکہ میرا اتنا سن ہوا اور اتنی بڑی سلطنت کر رہا ہون مین نے کبھی ایسا طبلہ نہین سنا اس طبلیے کو تمھاری سرکار سے مین لیجاؤنگا ملکہ نے بے اختیار گلوری ہاتھ مین لیکر طبلیے کو اشارہ کیا رنڈی تھم رہی طبلیا تسلیم کرتا ہوا آگے بڑھا گلوری لیکر پیچھے دعائین دیتا ہٹ گیا منھ پھیر کر گلوری کھائی ملکہ نے سامنے بلایا اور کہا تم کہان رہتے ہو کون ہو ایک سازندے نے کہا بلالون وہ جو حضور کے قدیم ملازم فتح خان نایک تھے جنھون نے انتقال کیا انکے یہ لڑکے ہین چھوٹے سے سن مین نکلے تھے کچھ مزاج مین وحشت ہی لیکن جمشید نے یہ دولت دیدی کہ صاحب کمال ہوآئے ملکہ نے تعریف کی چالاک نے دس بیس سلام شاہ جادوان کو اور پانچ سات سلام ملکہ کو کیے اور کہا طبلیا لون مجکو کیا آتا ہی جمشید نے مجھے بہتر بجانیوالا گانیوالے صاحب کمال پیدا کیے ہین ملکہ نے کہا میان تم اکیلے اپنا کمال دکھاؤ چالاک نے بین اسکے سامنے بجائی اور کچھ لوچ کی دو ایک گتین اس توڑ جوڑ سے بجائین کہ ملکہ پھڑک گئی بادشاہ طلسم نے موتیون کی سمرن کلائی سے کھولکر دی اسنے تسلیم کی ملکہ نے مالے مروارید کے عنایت کیے اسنے عرض کیا کہ غلام نے بڑی دیر سے شراب نہین پی ہی اور بھوک بھی مجکو لگی ہی ملکہ نے کہا ہم تمسے کچھ سیکھینگے تم ہمارے استاد ہو ہمکو بناؤ پھر شاہ ہمارے تمھین اپنے پاس رکھینگے اسنے عرض کیا مجکو کچھ آتا نہین ہی یہ آپکی قدردانی ہی ملکہ نے حکم دیا کہ انکو وہ سامنے والے مکان مین لیجاؤ اور شراب کباب کھانا عمدہ انکو کھلاؤ ملازم یہ حکم سنکر اسکو لیگئے یہان اس رنڈی کو ملکہ نے انعام دیکر رخصت کیا اور طائفہ بدلا گیا پھر شاہ کے لیے نعمتخانہ آراستہ ہوا ملکہ بادشاہ کو بہت لیگئی نعمتہاے لطیف سے آسودہ کیا بعد تناول طعام پھر انجمن آرائی ہوئی ادھر چالاک کے لیے ملازمان ملکہ نے شراب کباب ہر نعمت مہیا کردی اسنے خشک چیزین اور فواکہات وغیرہ کھایا شراب

دکھانے کی راہ سے پی اور جو گویے تھے اور اُستاد کہلاتے تھے اُنھون نے اُسمین کہا کہ میان
یہان بیٹھے کیا کرتے ہو چلو سامنے کے مکان مین فتح خان کے بیٹے پاس چلین شراب پین حقہ
پانی کھانا سب وہان ملیگا یہ مشورہ کرکے دس بارہ آدمی وہان آئے چالاک اُٹھ کھڑا ہوا کہ
آیئے آیئے جمشید کی قسم آنکھین ڈھونڈھتی تھین یہ کہکر کھانا اُنکے سامنے رکھا شراب کی بوتل
حوالے کی یہ سب پینے لگے اُسطرف افراسیاب جب محفل مین بیٹھا اب بعد اِس عیار کے گانے بجانے
کیسا گانا اُسکو پسند آتا ہی کیسا رنگ نہ جما شاہ دل سے کہتا تھا کہ ایسا گانا بجانا نہین دیکھا اور
نہ سُنا معلوم ہوتا ہی کہ اُس گویے مین کچھ فتور ہی بس اسطرح کرکے سلیمان سے پوچھا
کہ اِس گویے کا حال مین نے اچھی طرح نہین سنا یہ تمہارا کیا نوکر نہین ہی ملکہ نے کہا یہ آج ہی صحرا
سے آیا ہی میرا ایک ملازم تھا فتح خان اُسکا یہ بیٹا ہی اِسکو سودا ہو گیا تھا تو نکلگیا تھا ابھی اُستاد
بیان کرتا تھا حضور نے نہین سنا شاہ کو یہ حال سنکر خیال آیا کہ آج ہی یہ آیا ہی کہین چالاک
نہو یہ سوچکر اپنے بازو پر سے اپنے تعویذ کھولا اور اُسمین دیکھا معلوم ہوا کہ یہ چالاک بن عمرو
ہی ای بادشاہ طبلیہ بجا کر مجھے سمرن لگیا اب ہوشیار رہنا شاہ نے یہ حال تعویذ مین دیکھکر سلیمان
جادو کو وہ تعویذ دکھایا اُس ساحرہ کی جان نکلگئی کہ شاہ کہیگا دشمن کو گھر مین بٹھا رکھا تھا یہ بھی بلی
ہوئی ہی اُدھر اِس عیار کی دلبری پر افراسیاب بھی کانپنے لگا ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ
مجکو قسم ہی سامری کی کہ مین اُسکے حال سے آگاہ نہ تھی شاہ نے کہا یہ تو میرے ساتھ آیا ہی
کوہ نیلم سے تم کیا جانو یہان تو آج ہی یہ پہونچا ہی ملکہ نے کہا پھر یہی موقع خوب ہی مار ڈالیے چالاک کو دیکھ
وہ غافل ہی ایسا نہو کہ ہوشیار ہو کر چلا جائے یہ کہکر ایک لونڈی سے کہا کہ تو چپکے سے جاکر دیکھ
تو وہ طبلیا اُس مکان مین کیا کرتا ہی وہ کنیز چلی یہان سب گویے کھانا کھا رہے ہین خوش بیٹھے
ہین کہ وہ لونڈی دبے پانون آئی اور دیکھکر چپکے سے پھری چالاک نے بھی دیکھا کہ ایک عورت
آئی اور جھانککر چپکی پھر گئی یہ دیکھتے ہی سمجھا کہ ناکنا جھاکنا کیا معنی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ تمہارا بھید
کھلا یہ دیکھنے تمکو آئی تھی یا یہ کہ اِسکا کوئی یار یہان ہی اُسکو دیکھنے آئی تھی بہرصورت کچھ نہ کچھ فتور ہی
اور بالفرض نہ بھی فتور ہی تو غافل تم کیون رہو شاہ طلسم ایسا دشمن یہان موجود ہی کوئی فکر کرو
یہ سوچکر ایک گویے سے کہا اُستاد ذرا میری ایک بات الگ چلکر سُنا وہ اِسکے ساتھ ہوا یہ اُسکو

اُس مکان کے دوسرے درجہ مین لایا وہان بھی پلنگ لگا ہوا تھا پردے پڑے تھے سامان راحت مہیا تھا اسنے وہان پہونچتے ہی گوئیے سے کہا اُستاد دیکھنا میرے ہاتھ مین کیا خوشبو آتی ہی اسنے ہاتھ اسکا سونگھا اور بیہوش ہوگیا اسنے اُسکو اپنی صورت کا ایسا بنایا اور اسکی ایسی شکل اپنی بنائی کپڑے اپنے اُسکو پہنائے اُسکے آپ پہنے اور وہان سے جہان اور سب تھے اُسجگہ آیا اور کہا بھئی یہ لڑکا بیشک سودائی ہی مجکو خواہ مخواہ وہان لیگیا آپ تو شراب کے نشہ مین وہان پڑ رہا اور مین اکیلا رہگیا یہ کہکر اُنکے ساتھ بیٹھکر گلوریان بانٹنے لگا وہان لونڈی نے جاکر سلیمان سے کہا کہ وہ طلسمیا بیٹھا ہی چلیے مگر راہ کترا کر اور سمت سے بھلا دیکر چلیے ایسا نہو بھاگ جائے یہ سُنکر ساحرہ اُٹھی اور پہاڑ پر سیر کرتی ہر سمت پھرتی اُس مکان مین آئی جہان کنیز دیکھ گئی تھی وہان اُس طلسمی کو نپایا کنیز نے باشارہ پوچھا کہان ہی اُسنے کہا ابھی یہان تھا ساحرہ اُسکی تلاش کرنے لگی اِدھر چالاک نے یہ چالاکی کی کہ شاہ جادوان سے بڑھکر کہا بالون فتح خان کے بیٹے نے مفت کی شراب جو پائی اِسقدر پی ہی کہ اُس صحنچی مین پلنگ پر بیہوش پڑا ہی بادشاہ نے یہ سنکر سلیمان کو بلایا اور اُس سے پوچھا کہ ملکہ یہ تمھارا کب کا ملازم ہی اُسنے کہا یہ قدیم نوکر ہی شاہ نے کہا تو اِسکے ساتھ جاؤ اُس عیار کو بتا دیگا ملکہ نے کہا اُستاد جی جسکو تم فتح خان کا لڑکا کہتے ہو وہ عمرو عیار کا بیٹا ہی چلو بتا دو کہان سوتا ہی اِسنے اُسکو ہمراہ لیا ملکہ نے سب کنیزون سے کہا کہ چار سمت سے پہاڑ کو گھیر لو خبردار کوئی جانے نپائے کنیزین ہر سمت محاصرہ کرکے اِستادہ ہوئین اور ملکہ اُس مکان مین آئی وہان گوئیے جمع تھے اُنسے کہا تمکو یہان کسنے آنیکا حکم دیا ہی وہ سب عتاب سلطانیہ سے خائف ہوکر باہر مکان کے نکلکر گرز یر کوہ بجا سکے اور چالاک اِسکو اُس درجہ مین کہ جہان گوئیے کو صورت بدلکر سلا آیا تھا لایا اُسنے وہان پہونچکر کہا اُستاد جی اب تم بھی چلے جاؤ اِسنے کہا ای ملکہ مقدمہ عیار کا ہی آپکو اکیلا مین نچھوڑونگا یہ سنکر ساحرہ چپ ہو رہی اور صحنچی کے اندر گئی چالاک نے برابر سے بقیدہ بیہوشی مارا کہ یہ بھی چرخ کھاکر گری اِسنے جلد اُسکا پیرہن اُتارا اور چہرہ چمڑے کا بنا ہوا اُسکے مُنھ پر چڑھاکر رنگ روغن لگاکر ایک لمحہ مین فتح خان کے بیٹے کی ایسی شکل بنایا اور اُس گوئیے کو پلنگ پر سے ہٹاکر اِسکو سُلایا اور اسکا زیور و لباس خود پہنکر ایک لمحہ مین اُسکی ایسی صورت آپ بنا واضح ہو کہ یہ فرزند رشید عمرو ہی اسمین اور چار مہتر چوپدہ سرہنگ جو عیاران اِسلام مین منتخب ہین اُنمین یہی صفت ہی

کہ صورتین بہت جلد بدلتے ہین اور جو نسخہ رنگ روغن کے انکو معلوم ہین اور عیارون کو نہین معلوم
اور خواجہ پاس تبرکات ہین اور نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہین اسوجہ سے یہ اُنکے برابر نہین ورنہ اُنسے بھی یہ
عیار دعویٰ برابری کا رکھتے ہین بڑے بڑے فقرے اور مکر انکو یاد ہین اسیوجہ سے سرکردۂ عیاران عالم
ہین اور نامور ہین خواجہ ایک لمحہ مین بہتر صورتین بدلتے ہین یہ عیار بھی دو ایک صورتین دم بھر مین
بدل لیتے ہین خواجہ کو معجزہ سے یہ قدرت حاصل ہی انھون نے بغیر معجزہ یہ ملکہ بہم پہونچایا ہی حاصل الامر یہ
کہ اسوقت اس عیار نے اپنی صورت سلیمان کی ایسی بنائی اور اُس گویے کو جسے پہلے بیہوش
کیا تھا چہرہ پر سے اُسکے عرق لگا کر روغن چھڑا ڈالا اور ہوشیار کر دیا جب وہ ہوشیار ہوا کہا اُستاد جی زمانہ کا
نشیب و فراز ہی کہ یہ جو پڑا ہی عمرو کا بیٹا ہی تمکو اِسنے مار ڈالا ہوتا بھلے کو مجکو خبر ہو گئی جو تم بچ گئے اب
خبردار اپنا سانحہ کسی سے بیان نکرنا نہین قتل کر ڈالون گی لو آؤ میرے ساتھ چلو یہ کہکر باہر اُس مکان
کے آگ روغن کو توا لگ کر دیا اور آپ پاس افراسیاب کے ساحرہ بنا ہوا آیا اُسنے کہا ای ملکہ اتنی
دیر کہان لگائی کیون وہ عیار کیا ہاتھ نہین آیا اِسنے ہنسکر کہا آپ کے اقبال سے وہ موا کہان
جا سکتا ہی ای شہنشاہ مین جب اُسکا سر کاٹنے گئی تو میرے ذہن مین آیا کہ یہ موڈی کاٹا اب بھاگ
کہان جائیگا لوگون نے دھاک باندھ رکھی ہی ورنہ یہ کچھ مال نہین پس مین نے چار گھڑی کا مل ٹھہر کر
اُسکے ہر روئین پر پیر بٹھایا اور خوب سحر سے جکڑ دیا پھر چار طرف ساحر نگاہبانی کو مقرر کیے اب وہ بیہوش
پڑا ہی اتنی رات گذر جائے تو آپ خود اپنے ہاتھ سے سکے سامنے اُسکو قتل کیجیے گا اگر بہت احتیاط
ہی اور اُسکے بھاگ جانیکا خوف ہی تو بیہوشیار اُسکو نہ فرمایئے گا عالم بیہوشی مین سر کاٹیے گا بادشاہ
نے کہا جی تو یہی چاہتا ہی کہ اِن عیارون کو اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کرون اچھا ای ملکہ تم پلنگ
وہ جسپر اُسکو رکھا ہی باہر نکلوا لو کہ مین بھی سحر اپنا بمزید احتیاط و حفاظت کردون ملکۂ مصنوعی نے
ساحرون کو ساتھ لیجا کر پلنگ اُٹھوا کر سامنے بادشاہ کے پہونچایا شاہ نے بھی حصار سحر کا
کر دیا اب ہزارہا جادوگر نیان پہاڑ پر پہرا دے رہی ہین بادشاہ میخواری کرتا جاتا ہی اور پلنگ کو
دیکھتا جاتا ہی روشنی تمام پہاڑ پر حد سے زیادہ کر دی ہی بڑی نگہبانی ہی چنانچہ وہ رات تو اِس واقعہ
مین کم رہگئی تھی کچھ ہی دیر مین زمانہ نے رنگ بدلا یعنی ساحرۂ شب کی صورت روغن سفید ضیائے
مہر لگا کر تبدیل فرمائی اور رنگ ابیض سحر نے نئی صورت پیدا کی کہ بمقتضائے ابیات

کہ چمکا صبح کا جسدم ستارا	لباس ماتمی شب نے اُتارا	پکارے سب کہ جاگو رات کی ہے
اُٹھو دامان گل شبنم سے نم ہے	ہنگام سحر تمام کوہ پر غلغلہ ہوا کہ رات کو ایک بیٹا عمرو کا قید ہوا	

ہے اسوقت قتل کیا جائیگا ساحر جو قلعہ سلیمانیہ مین باغ سے گئے تھے مذکور مین بھی غلغلہ برپا ہوا
ملکہ اختر چشم بیٹی نے سلیمان جادو کے بھی سنا اُسنے لباس وزیور سے اپنے تئین آراستہ کیا
کشتیان جواہر کی نذر بادشاہ کے لیے ہمراہ لیکر ہوادار پر سوار ہوکر چلی حسن مین یہ گلبدن قمر پیکر
تھی حسنان عالم کی افسر تھی پندرہ برس کا سن شباب کے دن اختر آسمان خوبی مہر سپہر محبوبی
سینہ اُبھرا ہوا چھین نکلی ہوئین گات سڈول ہر عضو بدن سانچے مین ڈھلا ہوا گول مختصر یہ کہ
جان آفاق دلبری مین طاق بصد کرشمہ وناز پہاڑ پر آکر اُتری شاہ جادوان کو تسلیم کی نذر دی
ملکہ سلیمان نقلی نے غلغلہ سنا تھا کہ ہر ایک کہتا تھا صاحبزادی ہماری ملکہ کی آئی ہین پس اسکو
دیکھکر سمجھا کہ یہ اُس ساحرہ کی جسکی تو صورت بنا ہی بیٹی ہے یہ سمجھکر اُٹھا اور اس ماہ تابان فلک حسن
کو گلے سے لگایا بلائین لین دعائین دین اُسنے بھی بہت ادب کیا اور بادشاہ طلسم اسکو نیگاہ
محبت دیکھنے لگا اسنے بھی اٹھلا اٹھلا کر باتین کرنا شروع کین اور کہا ای بادشاہ اس کنیز نے
سنا ہے کہ عمرو کا بیٹا مارا جاتا ہے اس لحاظ سے مین بھی حاضر ہوئی کہ جاکر اُسکے قتل مین شریک ہون تاکہ مجکو
بھی ثواب حاصل ہو چنانچہ ایک خنجر مین بھی ماروںگی شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر حکم دیا کہ سب ساحر
ہوشیار ہو جائین اب مین اس عیار کو قتل کرتا ہون ہر سمت سب مستعد اور ہوشیار ہوکر استادہ ہوئے
اور شاہ تیغہ پکڑ کر پلنگ کے پاس گیا جادو ساحرہ پنجرے کے اوپر سے ہٹا کر تلوار کو تولکر دو قدم پیچھے
ہٹکر جھپٹ کے اس زور سے ہاتھ مارا کہ گردن اُسکی کٹکر پلنگ گئی اور تلوار نے زمین پر اگر اوسے دبا
اُسکے قتل ہوتے ہی ایک آواز مہیب آئی اور آندھی چلی لیجیو لیجیو پکڑو پکڑو کی صدا بیرون نے دی پھر ندا ہوئی
کہ افسوس مارا ملکہ سلیمان جادو کو شاہ جادوان کی یہ صدا سنکر عجیب حالت ہوئی رنگ رخ سفید
ہو گیا پہلے اتنا تو کہا کہ ارے یہ کیا ہوا پھر تو تھر تھر کانپنے لگا ادھر چالاک جب اندھیرا ہوا تو
ڈرکر ایک سمت کو بھاگا شاہ جادوان کو وہ ندامت ہوئی تھی کہ بیخود ہو گیا تھا اسکا تعاقب کون
کرتا یہ تو اس پہاڑ کے کسی گوشہ مین چھپ رہا اور وہان اختر چشم کھڑی ہوکر چیخنے لگی کہ ای بادشاہ
یہ کیا کیا کہ میری ماں کو مار ڈالا بادشاہ نے تو کیا کہے چپ بدن کانپ تو لہو نہین اور تمام کنیزین

پچھاڑین کھانے لگین ہاے ملکہ واے ملکہ ارے یہ کیا غضب ہوگیا یہ بادشاہ موا کیا آیا تھا کہ
ملک الموت آیا تھا ارے اس جلاد پر خشید کی مار یہ ایسا اندھا تھا کہ اپنے پرائے نہ پہچانے کنیزین
تو اسطرح بُرا بھلا کہتی تھین اور اختر چشم اپنی مان کے لاشہ سے لپٹکر رو رہی تھی کہ ہے ہے میری
نازون کی اُٹھانے والی افسوس مجھے محبت جتانے والی اے میری پالنے والی تو کدھر گئی ہاے
مجکو سوکھے مین سلایا آپ گیلے مین سوئی کس ناز و نعمت سے مجکو پالا اب مجکو امان تنہا کر گئین
میری خبر کون لیگا کون میری ناز برداری کریگا اے امان مجکو بھی اپنے پاس بلا لو مین اکیلی ہی اسکے
سر پر ہاتھ رکھو شاہ طلسم نے جب یہ جزع فزع دیکھی تلوار بڑھکر ملکہ مذکور کے ہاتھ مین دی اور کہا
اے ملکہ تم اپنی مان کے عوض مجکو قتل کر دو یہ کہکر گردن جھکا دی ملکہ سمجھی کہ یہ حاکم ہوکر عذر کرتا ہے
خاطر ضرور ہے یہ سمجھکر گویا ہوئی کہ اے بادشاہ آپکی خطا اسمین کچھ نہین یہ بھی میری قسمت کا لکھا پورا
ہوا اور امان کی قضا اگر برابر ہوئی تھی شاہ نے فرمایا تو اب مین جاتا ہون یہان ٹھہرنا مجکو
دم بھر دشوار ہے تمھارے لیے بڑا رتبہ و مرتبہ کرونگا تم رنج نکرو ملکہ نے کنیزون کو گھرکا کہ خبردار
جو کسی نے شاہ کو کوئی کلمہ بد کہا کنیزین خاموش ہوئین لیکن ہزارہا عورت یہان تھی کس کس کو
منع کرتی زبان خلق کسنے روکی ہے غرض بادشاہ ندامت زدہ اُٹھکر یہان سے روانہ ہوا ادھر
چالاک جو کسی گوشہ مین مخفی تھا اس ہنگامہ مین پہاڑ سے اُترکر جانب طلسم روانہ ہوا یہان مرنے
سے سلیمان جادو کے اُس پہاڑ کی رونق اور بہار برباد اور خزان رسیدہ ہوئی ابر غم ہر ایک
کے دل پر چھا گیا نخل ہر ایک چوب تابوت نظر آتا تھا صداے طائران خوش الحان نوحہ و شیون تھی
سیہ پوش جعفری گلشن تھی سنبل برنگ سودائیان پریشان گل ہر ایک چاک گریبان دیدۂ نرگس
پتھرائے ہوئے چشمۂ جوشش غم سے جوش مین آئے ہوئے سبزہ پامال حسرت و غم بلبل کی جان
پر خزان کا ستم شاخون نے ٹوپیان تنگوفون کی پھینکدی تھین جنبش صبا سے سینہ زنی کرتی
تھین وہ آرایش و زیبایش سب خاک مین ملی تھی ہر ایک کی یہ حالت تھی کہ بموجب ابیات

بسان گل کسو نے جیب کی چاک	کرے تھا جون صبا سر پر کوئی گرد	عجب گلشن ہے یہ لیکن کسی سے
نہ حرص آکی رکھے ہے ساز نہ برد	گئے یان سے وہ محبوبان رعنا	گل نورستہ آگے بھلے تھا گرد
لگامت دلکو بلبل اس چمن سے	نظر جو آج سبز آوے سو کل زرد	لب جو پر ہے جسکی کھلتی ہے آنکھ

حباب اٹھ جاے ہی بھر کردم سرد | آخی الجملہ بعد گریہ وزاری لاش اُسکی بیٹی نے اٹھوائی اور انتظام
قلعہ داری مین مصروف ہوئی اُدھر جالاک جو روانہ ہوا قصد اِسنے کیا کہ قلعہ مین جاکر ساحرون کو قتل
کرون مگر شاہ طلسم کا سا خیال کیا کہ چھوٹ جائیگا اور دل مین کہتا تھا کہ یہ طلسم بہت بڑا معلوم
دیتا ہی اگر ٹھہرتے چلے گے تو برسون مین لشکر مہر خ تک پہونچوگے پس مارتے لوٹتے یون ہی چلے چلے
یہ سوچتا ہوا صورت بدلے چھپتا ہوا چلا جاتا تھا اور افراسیاب رنجیدہ بادل بیتاب و پراضطراب روانہ
ہوا دل سے کہتا کہ اے شاہ خود کردہ را درمان نیست تو نے افسوس اپنے ہاتھ سے سلیمان
کو قتل کیا اسی رنج و غم مین آتے آتے قریب ایک قلعہ کے پہونچا دیکھا کہ رال و گوگل جل رہا ہی
طلسم ان سحر آثار ہی مین ارد ہون پر کاٹھ کے کھچے ہین تین لاکھ ساحر اسباب ساحری لیے
آمادہ سفر ہین بادشاہ برائے دریافت حال قریب تر آیا یہان کی مالک ایک ساحرہ ملکہ شعلہ چشم
گوہر دندان جادو نام ہی نہایت ذی احترام ہی عین شباب و جوانی کے دن مین نہایت
کم سن ہی رشک پری غیرت بخش ماہ و مشتری ہی مردمک چشم انسان جان خوبان جہان جہنر
خرام دافت جان ہی گلبدن غیرت دہ نسرین و سمن اور غنچہ دہان لب جان بخش پرسب اہل
عالم مرتے جیتی ہی اُسکی مسیحائی کا دم بھرتے مسدس

حلقۂ سیم و ہین کو دل ارمان کیے	قد بالا کو بجا ہی الف جان کیے
یاے گیسو کو بلاے سر یلان کہیے	لام ظلمات ہی وہ زلف پریشان کیے
کسطرح عاشق شیدا نہ ہمارا دل ہو	کسے ملتا ہی وہ معشوق جو خود مائل ہو
گذر اُسکا جو کبھی جانب دریا ہو جاے	جمع یہ مردم آبی ہون کہ سیلا ہو جاے
کبھی بتخانے مین آئے تو تماشا ہو جاے	کعبہ سان خلق کا مسجود کلیسا ہو جاے
بہر بیمار کے گر دونکو کہے واہ رے مین	بت بھی بتخانے مین بول اٹھے کہ اللہ رے مین

وہ نازنین بھی جھولا سحر کا گلے مین ڈالے تخت پر سوار سب فوج کے ہمراہ جایا چاہتی ہی شاہ رد سے
ہوا سے نیچا ہوا درخت جھومنے لگے غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ آئے ملکہ مذکور جلد نذر لیکر تخت سے
اتری شاہ کو آداب بجالا کر نذر دکھائی بادشاہ نے ہاتھ رکھدیا کہ نذر معاف کی ملکہ نے حکم دیا کہ
لشکر آج قیام کرے شہنشاہ تشریف لائے ہین انکی خدمت واجب ہی لشکر بموجب حکم بیرون قلعہ

اُترا خیمہ دبارگاہ نصب ہوگئے ملکہ بادشاہ کو سوار کرکے اندر قلعہ کے لائی شہر بہت آباد تھا و
بستی تھی رعیت فرط عشرت سے ہنستی تھی عمارتین پتھر کی نہایت مصفا اور رفیع تعمیر ہر مکان دیدہ
خوبی مین پری کی تصویر دو کاخین منقش و رنگین کمرون کی مثل عروس ترئین کہ بیت ہر سنگ
اور عکس کواکب بوقت شب ۔ درچشم روزگار زتر صبیح بہترست + شاہ طلسم سیر کنان عمارات
شاہی مین تشریف فرما ہوا ملکہ نے ایک خانہ باغ مین لاکر ایوان رفیع مین مسند پر تکلف بچھایا
چنگیر چوگھڑے عطردان سامنے رکھے ساقیان مہر طلعت رقاصان ناہید صورت کو بلایا جام
مے گلفام شاہ کو دیا ناچ سامنے ہونے لگا بادشاہ کا کچھ غم بادہ خواری سے غلط ہوا اُسوقت باتین کرنے لگا
کہ ای ملکہ یہ لشکر کس لیے مسلح کرایا تھا کہان جانیکا ارادہ تھا کیا کسی ناظم سرحد دار سے کچھ بگڑ گئی کیا ہے
ملکہ نے عرض کیا کہ ای شہریار حضور کا حال سنتے سنتے کلیجہ پک گیا لونڈی نے ارادہ کیا تھا کہ چلکر مہرخ
کو غارت کردون شاہ جادوان یہ سنکر رونے لگا اور کہا آہ تم سب رفیق ہماری اعانت وحمایت
کرنیکا ارادہ رکھتے ہو مگر افسوس کہ ہر دو ملک عدم ہوتے ہوا ابھی ابھی یہ سانحہ میرے ہاتھ سے
گذر گیا یہ کہکر تمام ماجرا سلیمانی پہاڑ کا کہا پھر مستفسر ہوا کہ ای ملکہ تمنے ہمارا حال کس سے سنا ملکہ نے پرچے
اخبار کے سامنے منگا کر ڈالدیے کہ روز یہ اخبار آتے ہین اور انھین ہی چونکو دیکھکر مجکو تاب نہ رہی جو
چلی تھی کہ حق نمک سے ادا ہون ای بادشاہ ساحرون کا مارے جانا عیارون کی عیاری کرنا صنوبر
کا شکست کھانا ملکہ صنعت کا آنا اور لڑائی کا بگڑنا اور نمک حرامی ملازمون کی اخبار سے معلوم
کرکے مین نے خیال کیا کہ چلکر سزاے معقول نمک حرامون کو دون یہ باتین ملکہ کر رہی تھی کہ
اسکے لشکر کے افسر سپہ سالاران نامور حاضر ہوئے قانجادو و لوسن جادو اُنکے نام تھے
اُنھون نے آکر شاہ کو نذر دی تسلیم کی اور کہا ای بادشاہ ہم سب کے یقین قسم کھا چکے ہین کہ بغیر
قتل کیے نمک حرامون کے باز نہ آئینگے اب بجز رخصت ہی کرنا بہتر ہو شاہ نے کہا بہتر تمھارے ارادے
پورا کرین اگر یہی ارادہ ہے تو جاؤ سپرد پونے دو سو خدا کون کے کیا تھا تمھارا حامی و مددگار ہے
جب ملکہ نے اجازت جانیکی پائی اُسدن اور تمام رات دعوت و مدارات مین بادشاہ کے
مصروف رہی جب دوسرے روز نقاش بہار نے رنگ طرازی ورق سپہر پر نور خورشید کی
فرمائی کہ بیت انجمن محفل سے شمع بزم افروز + ہوا پیدا دل پروانہ مین سوز + ہنگام سحر

کارہ کوچ کا بجا ملکہ بادشاہ سے رخصت ہوکر لشکر مین آئی نفیر سحر بحال ساحر طائران سحر پر
سوار ہوئے بر وے ہوا تین لاکھ کا لشکر چلا دل عالم مین تہلکہ پڑگیا بادل جادو کے دنیا مین چھاگئے
بیرون کے غل سے کان جھنا گئے ایک ایک ساحر مثل بلائے سیاہ اژدر پر سوار ہاتھ پر
تصویرین خوک کی بنائے کالی صورت دانت نکالے آفت کے سب پر کالے جھنڈیان ہاتھ
مین لیے سحر طرح طرح کے کرتے روانہ تھے تخت پر شعلہ چشم آگ نگاہ گرم سے صحرا مین لگاتی جاتی
تھی یہ تو اُدھر گئی مگر بادشاہ اپنے قلعہ سے اور سمت روانہ ہوا اسکو یہ منظور ہی کہ ایسا کچھ بندوبست
کرتا چلون کہ جاتے ہی عمرو کو قتل کرون چنانچہ حال اسکا بیان ہوگا مگر اول ماجرا شعلہ چشم
کا سنیے کہ بعد قطع منازل و طی مراحل قریب لشکر حیرت پہونچی اُسنے جب اسکے آنے کی خبر سُنی
ملکہ شکوہ زرین قبا دشہاب جادو وغیرہ ساحران معزز کو بہر استقبال بھیجا یہ جاکر راہ
مین اُس سے ملے اور باعزاز تمام لشکر آئے اسنے آکر دیکھا کہ دس بارہ لاکھ کا لشکر پڑا ہی ایک جا
مصور اُترا ہوا ہی ایک سمت ملکہ حیرت کی بارگاہ ہی اور سردارون کے لشکر پڑے ہین کچھ فوج
صنعت کی اُتری ہوئی ہی گودہ اس مقام پر نہین ہی دریاے خون روان موج مار رہا ہی ایک
دیوار طلائی کھینچی نظر آتی ہی بارہ ہزار برج بنے ہین بارہ ہزار پریزادین شہنائیان منھ سے لگائے کھڑی
ہین گھنٹے گھڑیال بجتے ہین ایک بارگاہ مخمل سرخ کی استادہ ہی وہی دیوار سرحد طلسم ہی اُس طرف اندرون
طلسم ہی یہ بارگاہ زیر دیوار طلسم استادہ ہی جو تمام جواہر دوز ہی اور جملہ اسباب اسکا جواہر نگار ہی چھت مین
یاقوت اور زمرد کی لٹکتی ہین بارہ ہزار دنگل بچھا ہی باہر طلسم کے شاہ جس سے ملاقات کرتا ہی تو اسی
بارگاہ طلسمی مین بیٹھتا ہی یہ سب سامان شعلہ چشم نے دیکھا اور دل سے کہا باوجود اس عظمت و
شان کے فتح شہنشاہ کی نہین ہوتی یہ کیا سبب ہی غرضکہ یہ بارگاہ حیرت مین آکر پہونچی ملکہ کو
نذر دی اُسنے خلعت گران بہا دیا اور گلے سے اسکو لگایا اسکے سپہ سالار بھی آئے یہ دست راست
تخت کے بیٹھی چار سو جادوگر پیچھے بیٹھے ملکہ حیرت نے پوچھا کہ کیونکر آنیکا اتفاق ہوا اسنے وہی ماجرا
جو بادشاہ سے بیان کیا تھا عرض کیا اور شاہ کا اپنے مقام پر جانا اور اجازت آنیکی دینا کہکر
بزبانی بادشاہ مارے جانا شیشہ دار و سلیمان کا جو سنا تھا وہ بھی بیان کیا یہ حال جو اسنے
مہرخ سے جاکر کہا کہ اسطرح ایک فرزند خواجہ کے داخل طلسم ہوئے ہین اور ساحرون کو قتل کرتے

آتے ہین یہ خبر سنکر تمام سردار خوش ہوئے لیکن شعلہ کے آنے سے مہرخ کو تردد ہوا کہ یہ ساحرہ
زبردست ہی پھر آپ ہی کہا کہ خدا مالک ہی وہ کیا کریگی برق عیار بیٹھا ہوا تھا اُٹھا کہ مین ذرا
جاکے شعلہ کو دیکھ آؤن مہرخ نے کہا بھیا وہ تدبیر کرو جس سے خوشی حاصل ہو برق نے کہا
مین کیا تدبیر کرون خواجہ ایسے مقام پر قید ہین کہ جہان پہنچ نہین اگر میرا دہان گذر ہوتا تو جان
لڑا دیتا یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر ساحر کی ایسی صورت بنکر بارگاہ حیرت مین آیا یہان بڑا عظیم و شان شعلہ کا
دیکھا یہ بھی ایک مقام پر کھڑا ہوا رہا اس اثنا مین صرصر عیارہ آئی عیارون کا معمول ہی کہ آتے ہی چار
طرف دیکھ لیتے ہین اسنے بھی چار سمت نگاہ کی برق عیار کو پہچانا اور ٹال کے اِدھر اُدھر پھرنے لگی
کبھی ٹھیکر گلوری کھائی کبھی صبا رفتار سے باتین کرنے لگی برق دل سے کہتا ہی کہ عیارہ تجکو دھوکا
دے رہی ہی غرضکہ کچھ دیر مین عیارہ نے ایسا غافل تو برق کو پایا کہ جو آپ حملہ کرتی مگر بایں شعلہ چشم
سے کہدیا کہ برق عیار بارگاہ حریف سے آیا ہی وہ کھڑا ہی ساحر نے یہ سنکر رقعہ جمشید جیب سے نکالا برق
نے دیکھا کہ عیارہ نے کچھ کہا اُسپر اس ساحرہ نے کاغذ نکالکر دیکھا معلوم یہ ہوتا ہی کہ تمھارا حال عیارہ
نے کہدیا بس یہ سنکر سامنے شعلہ چشم کے آیا سلام کرکے کہا مین برق عیار فرستادہ ملکہ مہرخ
نامدار ہون نامہ لیکر آیا ہون زبانی بھی پیام لایا ہون یہ کہکر نامہ کمر سے نکالکر پیش کیا حیرت نے
اُسوقت کہا ارے سونے کیا تو ہی نامہ لیکر آنے والا تھا اور کوئی نتھا اسنے کہا مین لایا تو کیا
برائی کی مثل مشہور ہی کہ ایلچی رازدار نے نبست یہ سنکر صرصر نے آگے بڑھکر کہا یہی وقت ہی اسکو
قید کر لیجیے اس سونے کے پاس نامہ نہ ہونے رہتے ہین حیرت نے ایک دانہ ماش کا شور ہیکر
مارا کہ یہ قید ہوگیا اور اسنے کہا ای شعلہ مین نے تمھاری بڑی تعریف سنی تھی مگر تم تو حد کی بودی نکلی
کہ بیقصور مجکو قید کیا آجتک کسینے قاصد کو نہین ستایا حیرت یہ سنکر گویا ہوئی کہ سونے جو انامرگ تجکو
مین نے قید کیا ہی ارے آجتک جو کچھ کیا تم عیارون ہی نے کیا مہرخ نے کسکو مارا بلکہ سب ہمارے
نوکرون کو تم ہی نے بھڑکا کر خراب کر رکھا ہی ورنہ وہ ابتک راہ راست پر آجاتے جو نامی ساحر ہمارے
حمایت کو آیا تم ہی عیارون نے اُسکو قتل کیا برق نے کہا ای ملکہ پھر اگر یہی دستور قدیم سے
چلا آتا ہی کہ جو ساحر نامی تمھاری طرف آیا ہمنے قتل کیا تو پھر ہمیشہ جو ہوتا آیا ہی وہ آج بھی ہوگا یہ تو
عملدرآمد قدیم ہی اور ہم قید تھوڑی رہینگے کوئی دم مین چھوٹے اور مارا اسوقت تمنے ہمسے دغا کی تھی

نے کہا ہم دغاباز نہین ہین یہ تمہارا اُستاد ہی دغاباز تھا جو کرنے آیا تھا شہنشاہ نے قید کرلیا اُنکے
تو بڑے بڑے حمایتی تھے کوئی چھڑانے نہ آیا نہ ملکہ مہرخ آئین نہ بی بہار نہ مخمور اور اُنکے علاوہ بڑے
اُنکے طرفدار یران و کوکب تھے وہ بھی نہ خبر گیران ہوئے برق نے کہا سب امر وقت پر موقوف
ہین جب زمانہ اُنکی رہائی کا آئیگا آپ چھوٹ جائینگے ملکہ نے کہا وہ تو چھوٹین یا نہ چھوٹین تم اپنی فکر کرو
یہ کہکر حکم دیا کہ ایک پنجرہ فولادی خاردار لاؤ کہ اِسکو اُسمین بند کرکے دریاے خون رواں کے اُس پار
اندر والا جو دروازہ ہی اُسمین لٹکا دیا جائے یہ حکم سنکر صرصر اپنے دل مین سوچی کہ یہ عیار تیرے سبب
سے قید ہوا ہی اور عیار تجکو بہت پریشان کرینگے پس تجکو لازم ہی کہ یہان نہ ٹھہر اپنے خیمہ مین چلکر
چھپ رہ یہ سوچکر اپنے خیمہ مین چلی گئی اُدھر ملازمان حیرت قفس لیکے جو بارگاہ سے نکلے راہ مین برابر
سے بیان کیا کہ ایک عیار اور قید ہوا خاص خاص عیار عقب برق نکر عیاری مین یہان آیا تھا اُسنے بھی
سنا اور سمجھا کہ برق پکڑا گیا پس بہت جلد الگ جاکر صورت اپنی صرصر شمشیر زن کی ایسی بنائی
کہ اُسکو بارگاہ سے جاتے دیکھا تھا پس جب عیارہ کی ایسی شکل بن چکا ایک کنٹھا یاقوت
سرخ کا گلے مین پہنا کہ جسکی ضیا سے تمام سینہ سرخ معلوم دیتا تھا اور خاتم لے عیاری کے جسم پر
لگاکر جو ٹاتر چھاباندھکر گات کو تنکر اُبھار سینہ کا دکھاتا نیچہ تولتا ہوا ہمہ تن چشم بنا ہوا بارگاہ مین آیا
حیرت نے کہا عیار تو قید ہوا ہی اُسکو چھوڑ کر کہان گئی تھی یہان موجود رہنا چاہیے اُسنے کہا
اسی ملکہ مین باہر اسلیے گئی تھی کہ کوئی اور عیار نہ آنے پائے کچھ دور جو لشکر سے بڑھی شہنشاہ کو دیکھا
کہ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہین مین نے پاس جاکر تسلیم کی اور پوچھا کہ حضور یہان کیون
بیٹھے ہین فرمایا کہ مین طلسم کی گرداوری کرکے یہان دم لینے ٹھہر گیا ہون تو اے ملکہ مبارک ہو کہ
شہنشاہ اب ملک کی اپنے اسطرح خبر گیر ہین پھر شہنشاہ نے مجھسے لشکر کا آپکے حال پوچھا مین نے
قید ہونا برق کا عرض کیا فرمایا کہ ملکہ ہرچند کہ بڑی منتظمہ ہین لیکن عیار بڑے مکار ہوتے ہین ایسا نہو
کہ پہنچ جاے تو اُس عیار قید شدہ کو میرے پاس لے آ حیرت نے یہ کلمات سنکر کہا بادشاہ کو آپ
فکر نہ ہو جبتک خاقل تھے گرداوری کرتے لگے ملکہ شعلہ چشم کہتی ہین کہ میرے مکان پر بھی گئے تھے
اچھا تو اُس موذی عیار کو لیجا اور مین بھی جی مین آتا ہی کہ چلون صرصر نے کہا بلا لون آپکو تو بلایا نہین
اگر آپ کو چلنا ہی تو پہلے مین پوچھ آؤن پھر آپ چلیے خیر اب اِس عیار پر سے سحر اپنا اُتار لیجیے تو مین لیجاؤن

ملکہ نے سحر اپنا دفع کر دیا صرصر نقلی نے برق کو بضیۂ بیہوشی مار کر بیہوش کیا اور باندھ پشارہ کاندھے پر رکھکر بارگاہ سے نکل یہ جادہ جا ایک درۂ کوہ مین لاکر پشارہ سے نکالکر ہوشیار کیا برق کی آنکھ کھلی دیکھا صرصر پاس بیٹھی ہے یہ حیران ہوا اُسنے کہا مین ضرغام شیر دل ہون اِسنے اُٹھکر اُسکو گلے سے لگایا اور کہا کارنمایان تمنے کیا یہ کہکر دونون صورتین بدلکر پھر جانب بارگاہ حیرت چلے اور یہان آکر علیحدہ ایک گوشہ مین ٹھہرے اِس عرصہ مین صرصر اپنے خیمہ سے نکلکر بارگاہ مین آئی کہ دیکھون عیار قید ہو گیا یا نہین چنانچہ جب بارگاہ مین آئی حیرت نے کہا ارے تو پوچھ آئی عیارہ نے کہا مین تو نہ کچھ پوچھ آئی نہ سُن آئی اور آپنے بھیجا مجکو کہان تھا ملکہ نے کہا اِس چشمہ کو اب نشہ ہو گیا صرصر نے کہا مجکو تو نشہ نہین ہے وہ جو تخت پر بیٹھی ہین اُنکو البتہ نشہ ہے حیرت کو یہ کلمات سنکر غصہ آیا تخت سے اُٹھکر مارنے دوڑی صرصر نے کہا بی بی آخر لونڈی نے کیا قصور کیا جو آپ خفا ہوتی ہین ملکہ نے کہا ارے فحبہ بیسوا تو برق کو لیگئی کہ شاہ جادوان ملتے ہین مین نے کہا مین بھی چلون تو کہا تو نے مین پوچھ آؤن جبکی گئی ہوئی اب آئی ہے اور باتین بناتی ہے صرصر نے کہا قسم ہے جمشید کی مین نہ آئی تھی نہ عیار کو لیگئی نہ پوچھنے گئی یہسنکر ملکہ نے کہا غضب ہوا کوئی عیار ہے قیدی کو رہا کر لیگیا شعلہ چشم نے کہا اب بہتر یہ ہے کہ لشکر حریف غارت کر دیجیے یہ کہکر حکم دیا کہ دشت در اصاف کرا دو مین چوکی پر جاؤن گی یہسننا تھا کہ برق جلد بارگاہ کے باہر نکلگیا اور لباس اپنا اُتار کر صورت اپنی خاکروبون کی ایسی بنائی ایک مرزئی گاڑھے کی پہنکر ٹکرا پاس کا کمر سے لپیٹا ٹوکرا کمر پر رکھا جھاڑو پنجہ لوکرے مین رکھکر منھ مین کپڑا باندھکر دربار گاہ پر آیا کنیزان شعلہ چشم نے اِسکو دیکھکر کہا ارے مہتر جلد دشت صاف کر ہمی چوکی پر آتی ہین مہتر بیت الخلا مین گیا بارگاہ کے پہلو مین قناتین گھری تھین ملکہ حیرت کے لیے چوکی لگی تھی بڑی ارائش کی تھی جیسا کہ بیان ہوا ہے غرضکہ اِس مہتر نقلی نے اندر جاکر گرد چوکی کے کمند کے حلقہ جال کی طرح لگائے اور ایسی ترکیب رکھی کہ جو کوئی پاؤن چوکی پر رکھے کمند کے حلقہ گردن و کمر مین پھنسا ہو بعد اِس تدبیر کے دشت بدلکر باہر نکلا اور پشت پر جاے ضرور کے جاکر ٹوکرا رکھکر بیٹھا اُدھر کنیزون نے اندر جاکر آفتابہ رکھا اور شعلہ چشم سے جاکر عرض کیا کہ حضور چوکی پر جائین دہان اور کنیزون نے مہتر سے کہا ارے ابھی جانا نہین اُسنے کہا ہم ایک ہی دفعہ فراغت کر کے جائینگے یون تھوڑی

جلتے ہیں کے حاصل مرام شعلہ چشم بارگاہ سے نکلکر دامن باندھکر پائجامہ چڑھاکر چوکی پر آئی جیسے ہی مٹھی کمند جو اُڑی ساتون بند اُسکے گردن ڈکر دو دست دیا مین بچی ہوگئے اور یہ اُلجھکر چوکی کے نیچے گری اور گلا ایسا گھٹا کہ آمد و شد دم کی بند ہوئی خرخر کرنے لگی آواز اُسکے خراٹے کی باہر لونڈیون نے سنی سمجھین کہ بیوی پادتی ہین اِس خیال سے کوئی اندر نہ آئی اِدھر برق نے بھی یہ صدا سُنی سمجھا کہ ساحرہ پچھلی پشت پر سے قنات کو چاک کرکے اندر آیا اور جا بہ بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش کرکے شکنجہ مین باندھکر پشت ہی کیطرف سے نکلکر چلا راہ مین ساحران لشکر جو پہرے پر تھے اُنھون نے ٹوکا کہ ارے کیا لیے جاتا ہی اِسنے کہا جو دیا ہی وہ لیے جاتے ہین پہرے والے نے کہا اِس گٹھری مین تو آدمی معلوم ہوتا ہی اِسنے جواب دیا ارے میان چپ رہو اپنے کام سے کام رکھو ناحق نوکری جاتی رہیگی پہرے والا یہ سنکر قریب آیا اور کہا ابے کچھ حال تو کہ کیا ماجرا گذرا ہی مہتر نے کہا میان ملکہ شعلہ چشم نے ایک لونڈی کے غصہ مین مکا جو تانکرمارا اُسکے کلیجہ پر پڑگیا تڑپکر مرگئی مجھے کہا اِسکو کسی نالے مین لیجاکر دبا دے اور خبردار کسی سے کہنا نہین اب تم چھپڑ چھپر کے پوچھتے ہو کہو تو لاش میان رکھکے مین چلا جاؤن پہرے والے نے کہا بھیا خفا نہو جلد یہ لاشہ لیجاؤ یہ سنکر برق آگے بڑھا اور اُس چوکیدار کے پیٹ مین مول اُٹھا دو ٹر کر جمعدار سے کہا کہ ملکہ نے ایک لونڈی کے مکھونسا مارا اُسکے کلیجہ مین لگا مرگئی مہتر کو لاش اُسکی دی وہ پھینکنے ابھی لیگیا ہی جمعدار نے کہا اِن خیالون مین نہ پڑو جو ہوا وہ ہوا اُدھر کنیزون نے آپسمین کہا کہ بچانہ مین بڑی دیر ہوئی ملکہ آخر کیا کر رہی ہین ایک نے جھانک کے جو دیکھا تو ملکہ ندارد ہین پھر تو سب اندر آئین ملکہ کو نہ پایا غل مچایا کہ ملکہ کو کوئی پکڑ لیگیا خبر ملکہ حیرت کو ہوئی اُسنے صرصر کو بھیجا کہ جا دیکھ کیا سانحہ ہی عیارہ نے آکر پتہ نہ پایا اور حیرت سے جاکر کہا برق ڈرپوک پکڑ لیگیا ہی حیرت یہ سنکر گھبرائی اور قاز جادو تو سن جادو نے کہا ہم جاکر لشکر مہرخ پر گرتے ہین یہ کہکر باہر نکلے اور نفیر سحر کو دم دیا جلد جلد کمر بندی ہوئی ملکہ حیرت نے صرصر کو بھیجا کہ جلد لشکر مخالف مین جاکر حفاظت شعلہ کی کر کہ وہ ہلاک نہونے پائے عیارہ صورت بدلکر روانہ ہوئی اُدھر برق جب ساحرہ کو لیکر لشکر حریف سے باہر نکلا صحرا مین آکر پشتارہ سے نکالکر چاہا کہ سر کاٹ لون پس خنجر کھینچکر جو مارا نوک خنجر کی گرگئی اور ساحرہ پر اثر نہوا اور زمین تھرائی برق سمجھا کہ کوئی آفت آئی بس پھر اُسنے پشتارہ مین اُسکو باندھا اور لیکر بھاگا یہانتک کہ اپنی بارگاہ مین

سامنے مہرخ کے لایا اور کہا ای ملکہ مین اس فتنہ شعلہ چشم کو لایا ہون مین نے قتل کرنا چاہا تھا یہ
قتل نہو سکی تم مار ڈالو ملکہ نے کہا اچھا مین کام اسکا تمام کرتی ہون پشارہ کھولو اسنے پشارہ کھولا
مگر ساحرہ کے پکڑ لانے سے ایسا خوش تھا کہ سوزن اسکی زبان مین دیا یاد نہ رہا بس جیسے ہی
پشارہ کھولا ہوا سے سرد کا جھونکا از خود آیا اور زمین سرد ہو گئی شعلہ چشم ہوشیار ہو گئی اور
اٹھ بیٹھی دیکھا تو بارگاہ مہرخ کی ہے تمام سالار سردار جمع ہین ملکہ موصوف سریر آرائے سلطنت
ہے یہ دیکھکر اسنے نعرہ کیا کہ ارے نمک حرامان تمنے مجکو عیار بھیجکر پکڑوایا ہے یہ کہکر کچھ سحر جو پڑھا کمند جل گئی
اور یہ سنبھلکر اٹھی مہرخ نے ایک نار نج سحر کا اسپر مارا یہ فوراً پانون زمین مین مار کر غرق زمین ہوئی
اور تہ زمین پر پہونچکر قلاب زمین کو ہلایا زلزلہ زمین کو آیا جا بجا سے زمین پھٹ گئی صدائین مہیب
آنے لگین اسوقت زلزلہ جادو نے ایک نار یل زمین پر مارا کہ زلزلہ موقوف ہوا اور زمین سخت
ہونے لگی شعلہ چشم زمین سے نکلی مگر اس عرصہ مین صرصر بیان جو آچکی تھی اسنے جھپٹکر قاز جادو کو
توسن جادو کو خبر دی کہ جلد چلو ملکہ وہان تنہا گھر گئین وہ تین لاکھ کا لشکر لیکر برسم یلغر بیان آپہنچے
طائران سحر نے مہرخ کو خبر دی کہ فوج حریف کی آپہونچی اسنے بھی نفیر سحر کو دم دیا لشکر بعجلت تمام
ادھر بھی مسلح و مکمل ہونے لگا قاز و توسن تین لاکھ ساحرون سے آگر گرے تھے سنبھلنے کی بھی
مہلت نملی اہل اسلام قتل ہونے لگے ساحران مطیع الاسلام نے جو پایا وہ اٹھا لیا کسینے جھولا
سحر کا گلے مین ڈال لیا کسینے دو تین نار نج ہی پائے کوئی تلوار سحر کی لیکر دوڑا کوئی ترسول ہاتھ مین
لیکر چلا اسیطرح ہر ایک آگر بھڑ گیا ادھر بابگا مین جب شعلہ چشم کو معلوم ہوا کہ فوج میری یہان آگئی
پس یہ بھی باہر نکل آئی اسوجہ سے کہ اندر یہ گھری ہوئی تھی اسکے پیچھے تمام سردار بھی باہر آئے
اُنکے آنے سے فوج اسلامیان کو تقویت ہوئی اور بڑی گھمسان کی مار ہونے لگی ملکہ مہرخ
بھی باہر نکلکر سوار ہوئی نقارہ پر سحر کی چوب پڑی طائران سحر سر پر بال و پر اپنے وا کرکے
سایہ گستر ہوئے بیرون کے غل سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی دنیا تہ و بالا تھی رن
بولتا تھا ساحرون کے مرنے کی صدا آتی تھی کہ ہا طائر جادو وا کھر جادو وغیرہ کو ان آوازون سے
تمام جنگل ہلتا تھا آندھیان اس زور سے آئی تھین کہ خاکدان عالم برباد ہوا جاتا تھا کسینے کسیکو
جلایا پھر دریا جاری کرکے اُسکے تن سوختہ کو ڈبایا آگ لگا کر پانیکو دوڑا تلوار کی بجلی چمکی ابر گھر آیا

اندھیرا عالم مین چھایا سحر نے چشم خورشید فلک مین خاک ایسی جھونکی کہ دیدۂ روزگار مین غبار کیا ہوا کے ایسے جھونکے آئے کہ ساکنان عالم بالا کو یقین تھا کہ یہ پرا چھپر آسمان کا اڑ جائیگا آواز ین ہولناک ایسی آتی تھین کہ اسرافیل بھی گھبراتے تھے یہ دوسرا صور کسنے پھونکا گیتی تہ و بالا تھی خاک اڑ کر روے ہوا پر ایسی جمی تھی کہ ایک دنیا اور پیدا ہوئی تھی پایہ کہ زمین ان ہنگامہ پر دازون نے سر پر اٹھائی تھی روے سپہر چھپ گیا تھا یہ ہنگام تھا نظم

لگا کوئی جادو کی کرنے پرخنت	کوئی بڑھکے میدان مین کرتا گرجنت	ہوا ہیچ کھاتی تھی یون بار بار
کہ ہون جیسے درپیش عفریت راہ	سیاہی تھی عالم مین چھائی ہوئی	بلا کالی ہر سمت آئی ہوئی
لگائی کسینے کسی تن مین آگ	کہین شور برپا ارے سحر جاگ	کہین ابر گھر کر برستے تھے تیر
کہین کا نورد دلیر کے آئے پیر	کہین سحر کا بحر تھا موج زن	کوئی کہتا تھا عدو کا دہن
غرض ہر طرف سحر و نیرنگ تھا	یہی وقت جانبازی جنگ تھا	اس لڑائی کی سیر دیکھنے کو ملک حیرت

بھی گئی لاکھ ساحرون کا لشکر ہمراہ لیکر بلندی پر آکر الگ استادہ ہوئی مین ہنگامۂ جدال و قتال مین ملکۂ مہرخ خوش خصال نے تخت اپنا آگے بڑھا کر ایک نارنج ملکۂ شعلہ چشم پر مارا وہ نارنج آتے دیکھکر اڑ گئی اور نارنج جاکر اسکی فوج پر گرا ایسا زور اسمین ملکۂ موصوف نے دیا تھا کہ چالیس ساحرون کا سینہ اسنے توڑا شعلہ چشم نے روے ہوا پر ٹھہر کر باران تیر مہرخ پر برسایا اسنے رد سحر پڑھا کہ ہزارہا پتلا قرولیان لیے پیدا ہوا اور تیرون کو قلم کرنے لگا اور سات سپرین سحر کی سر مہرخ پر آکر سایہ فگن ہوئین اسپر بھی ایک تیر سپرون کو توڑ کر شانہ پر لگا کہ ملکۂ موصوف نے زخم کاری کھایا جلن اس زخم مین پیدا ہوئی اسنے افسون پڑھکر شانہ پر دم کیے کہ وہ جلن مٹی اور لہو بند ہوا لیکن زخم باقی رہا ادھر ملکۂ زلزلہ اور توسن جادو سے مقابلہ ہوا اور اس ملکہ نے ایک نارنج مارا توسن نے اس نارنج کو زبردست دیکھکر پرواز کی لیکن نارنج اڑنے مین اسکے پانون پر پڑا کہ انگلیان پانچون اڑ گئین اسوقت شعلہ چشم کو غصہ آیا اور زمین پر اتر کر اسنے دو نیزے مارا کہ وے افسوس اب ہماری یہ لیاقت طلسم مین باقی رہی ہے کہ ادنی آدمی ہمارے مقابلہ مین آئے ہین سحر مدد نہین کرتا سارا پوچنا بیکار ہے کیا خبر داران طلسم مر گئے یہ کہنا تھا کہ زمین سے غبار اٹھا اور بونڈے کیطرح چکر کھاتا ہوا زمین سے چرخ برین تک گیا بعد لمحہ کے سبنے دیکھا کہ بہت

بڑا ایک میل فولادی بنا ہی اور اُسمین درستچے بنے ہوئے نظر آتے ہین اُن کھڑکیونمین
ایک ایک پتلی مثل زن مہر طلعت کے استادہ تھی حقیقت مین فلک حسن کے ستارہ تھی مگر ہر ایک پتلی
کی آنکھین مثل مشعل روشن تھین اور شعاعین اور شعلہ آنسے نکلکر گرتے تھے اور چار سمت پھیلتے
شعلہ چشم گوہر دندان اسی سے اس ساحرہ کا نام ہی کہ سحر آنکھون سے شعلہ نکلنے کا کرتی ہی چنانچہ
اُن پتلیون نے ایسا ڈراتا لشکر مہرخ کو کہ سبکے دل تھرا گئے ہر ایک پتلی نعرہ زن ہوئی کہ باشید
ای خیرہ سران وتیرہ روزگاران کسنے بہت قدم حد ادب سے آگے بڑھایا ہی خبردار ہو جاؤ یہ
نعرہ کرکے ہاتھ اپنے اُن سبنے آنکھون پر اپنی رکھ لیے یکایک ایک آواز مہیب آئی اور وہ
میل اسقدر دراز ہوا کہ تمام لشکر شعلہ چشم کا اُسکے پیچھے ہو گیا اب اُن پتلیون کی آنکھون سے
شعلہ آتش اسقدر نکلکر بلند ہوئے کہ روئے ہوا کرہ نار بنگیا سائبان چرخ نیلی کا رنگ سرخ
تھا باد سموم چلنے لگی اور آگ برسنے لگی لشکر مہرخ دلاور جو آگے بڑھا آتا تھا وہ پیچھے ہٹنے لگا
ساحران نامی بنگلے سحر کے بناکر مخفی ہونے لگے سپرین سر پر آڑ ہو گئین لیکن وہ آتش بڑھنے لگی
روزگار کی چھاتی جلنے لگی فلک نامہربان نے عجب طرحکی سرد مہری دکھائی کہ خانہ تن مین
آگ ہر ایک کے لگائی اہل اسلام باہم دلسوزی کرتے لیکن سب گرمجوشی بھول گئے ہر ایک کے
دل سے لگی تھی مگر کہان بجھ سکتی تھی شعلہ چشم مع لشکر کے الگ جا کھڑی ہوئی اسکی وہی مثل
ٹھیک ہی کہ بھس مین چنگی ڈال جا تو الگ کھڑی ہو مین آفت عظیم برپا تھی دریاے آتش جوش
مارنے لگا آسمان سے شعلہ گر گر پھیلتے تھے یہ پرانا جھونپڑا زال دنیا کا پھنک جاتا تو کیا بعید تھا اس
آتش کی گرمی تمام عالم مین پھیلی دنیا سازی دھوان کر لیلی بنی کہ نظم

تھا ہوا سے تنور چرخ یہ گرم	تھی بڑی نان مہر ہو کر نرم	ساغر مہر گرم تھا یا تنک
شیشہ آتشی ہوا تھا فلک	گیا تا لاب مین ہر یک کنول	کنول کاغذی کی طرح سے جل
بوند کو دل صدف کا ترسے ہی	ابر نیسان سے آگ برسے ہی	شفق آفتاب شام و سحر
آگ دنیا جہان کو تھا کھیر	مسلمانون نے دست مناجات درگاہ خالق نار و آب مین بلند	

کیے کہ ای حاکم مخلوقات ببرکت آیہ وانی ہدایہ قلنا یا نار کونی بردا وسلام علی ابراہیم سرد آگ کو
ہمپر گلزار کر دے یہ دعا انکی مستجاب ہوئی شعلہ چشم سے ملکہ حیرت نے بڑھکر کہا کہ شہنشاہ

مار ڈالنا نمکحرامون کا منظور نہین فرماتے تھے کہ جب اسعد اور عمرو مار ڈالا جائیگا اُسوقت یہ سب پھر میرے مطیع ہو جائینگے اور حق بجانب شہنشاہ ہی کیونکر دل اُنکا چاہے کہ اُنکو دم بھر مین بسان حرف غلط مٹا دون جنکو لاکھون روپیہ کھلا کر سایۂ عاطفت مین پرورش کیا ہو کہ ع ذرون کو فروغ مہر سے ہی + پس لازم یہ ہی کہ ان سبکو قید کر لو اور شہنشاہ کو لکھ بھیجو جیسا وہ حکم دین عمل مین لائین شعلہ حشیم نے کہنا اُسکا منظور کیا اور سحر کچھ پڑھا کہ دریاے آتش گرد لشکریان اسلام ہو گیا اور آگ بھی الگ الگ برسنے لگی بیچ مین لشکر مہرخ کا آگیا اور جلنے مرنے سے محفوظ رہا خلاق خشک وتر نے رحم فرمایا فی الجملہ دن بھر یہی ہنگامہ گرم رہا جب دود آہ اہل اسلام سے زمانہ تاریک ہوا اور شعلہ مہر لرزتا ہوا اس گرمی کو دیکھکر آتش کدۂ سپہر سے نکلکر مغرب کی بھٹی مین گرا کہ موجب ابیات

کہ یعنی وہ لباس نور افشان	زمین جیسے دلہن تھی اُسمین پنہان	ہوا میلا کبودی رنگ لایا
بشکل عکس گیسو اُسکو پایا		

شعلہ حشیم میدان سے پھری لشکر نے اُسکے پڑاؤ پر آکر کھولی یہ پہلے اپنی بارگاہ مین نہ گئی بلکہ حیرت کی بارگاہ مین آئی سب نے اُسکی بڑی تعریف کی کہ ای ملکہ کیا کہنا سحر کرے تو ایسا کرے اور یہ نمکحرام کسیطرح رحم کے لائق نہین آپ کل اُنکو قتل کر ڈالیے اُسنے جواب دیا کہ نہ شراب پی نہ کچھ راحت کرنا چاہا ظلمدان منگا کر عریضہ افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای شاہ شاہان اِس کنیز نے یہان آکر یہ حال نمکحرامون کا کیا اب امیدوار ہون کہ اُنکے مار ڈالنے کی اجازت آپ لکھ بھیجیے تاکہ مین سبکا خاتمہ کر دون اور آپ تشریف لاکر اسعد و عمرو کو جو قید مین ہین ہلاک کر ڈالیے تاکہ یہ بکھیڑا جائے اور طلسم پاک ہو جائے اِس عرضی کو ایک ساحرہ نور پیرہن جادو کے حوالے کر کے حکم دیا کہ شہنشاہ میرے ملک سے جانب کوہ فیروزہ یا قلعہ سلطانیہ کیطرف تشریف لیگئے ہونگے کیونکہ یہی دو راہین وہان سے باغ سیب کی ہین بادشاہ سیر کرتے آتے ہین تو اِن مقامات مذکور پر جاکر تلاش کر کے شہنشاہ عالی جاہ کو عرضی دینا اور جواب لیکر بہت جلد آنا دیر نہ لگانا ساحرہ مذکورہ عرضی لیکر طاؤس سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی لیکن جب یہ چلی تو برق و شرر غم عیار بھی اِسکے ہمراہ ہو لئے کیونکہ لشکر مہرخ پر جب آگ برسنے لگی تھی تو یہ لشکر سے بھاگ گئے تھے کیونکہ عیار ہنگام آفت اُسمقام پر نہین ٹھہرتے ہین غرضکہ بارگاہ حیرت مین یہ دونون عیار بصورت مبدل آکر ٹھہرے تھے اور فکر براے قتل شعلہ حشیم کر رہے تھے جب نور عرضی لیکر چلی

یہ بھی ساتھ ہوئے اسطرح سے کہ وہ تو اڑکر طاؤس پر سوار جاتی ہی اور یہ بطور مخفی نیچے نیچے اُس طاؤس کے جاتے ہین اور ایسا تیز چلتے ہین کہ طاؤس کا اڑنا اور اُنکی چال برابر ہی جب بہت دور لشکر سے ساحرہ نکل آئی ایسا کہ بس کوس پر پہونچی برق نے ضرغام سے کہا کہ جب ہم بانگاہ حیرت مین تھے تو شعلہ چشم کی زبانی سنا تھا کہ شاہ طلسم قلعہ سلطانیہ یا فیروزہ کوہ پر لشکر لیکر پس یہ ساحرہ نامہ لیکر دہین جائیگی پھر ایسا نہو کہ کسی مرحلہ طلسم کی طرف یہ جائے کہ وہان ہم جالشکین اس سے بہتر یہ ہی کہ اب اسکو زمین پر اُتار دو اور جو کچھ کرنا ہو وہ کرو لشکر سے بہت دور آچکے ہین اب اسکو ہمپر چیار کا گمان بھی نہوگا ضرغام نے یہ تقریر سنکر کہا بہتر جو آپ فرمائیے وہ کرین اُسنے کہا اب اتنا جلد چلو کہ اس سے کئی کوس پیشتر جا پہونچین یہ کہکر دونون مثل برق و باد روانہ ہوئے اور اُس ساحرہ کے آگے پہونچکر صحرا مین ٹھہر کر صورت اپنی ساحرہ کی ایسی دونون نے بنائی مگر خوبصورت جادوگرنیان بنے ہاتھ مین سیندور بھرا بندلی ہاتھ پر لگائی سرخ چُنریان اوڑھین لہنگے قیمت کے مہنگے پہنے سر سے پانون تک چاندی کا زیور پہنا پات بالیان کانون مین گلے مین چمکتو طوق ہاتھون مین گجرے بازو پر جوشن پانون مین کڑے جھانجھ وغیرہ پہنکر ایک سانولے رنگ کی عورت بنا اور ایک گورے رنگ کی ایک کا سن زیادہ ایک کا کم مگر دونون کا حسن نکباش جان مجروح فدا جیسے عاشقون کی روح ہاتھون مین دونونکے منہدی لگی ہوئی کہ بموجب بیت کب کسی دل سوختہ سے ساز کرتی ہی حنا + اندنون ہاتھون پہ تیرے ناز کرتی ہی حنا + کاجل دونون کی آنکھون مین لگا ہوا جسکی نسبت یہ کہنا روا کہ شعر کرے ہی دہر زنیت ظالمون پر تیرہ روئی کو + کہ زیب ترک چشم یار سرمہ ہی صفاہانی + زلف چلیپا رخسار پر پریشان ہوکر لہراتی تو یہ معلوم ہوتا کہ فوج حبش ملک عرب پر چڑھی آتی بلکہ یہ شنا اُس زلف کی کرنا زیبا ہی کہ بیت ناگن کا اُس زلف کی مجھے رنگ نہ پوچھو کیا حاصل + خواہ تھی کالی خواہ تھی پیلی بس نے اپنا کام کیا + اسیطرح اُنکے ہر اعضا پر تیر مژگان کا اُنکے دل بچکر کہ بموجب بیت جا ہی بھرا اُس صف مژگان سے یار + دل تو بڑا ساہی جگر کر گیا + اس صورت زیبا دونون آراستہ ہوکر باہم کچھ مصلحت کرکے ٹھہرے تھے کہ ساحرہ اڑتی ہوئی سامنے سے پیدا ہوئی اُسکو آتے دیکھکر دونون نے ایک دوسرے کو گالیان دینا شروع کین وہ جو کم سن تھی اُسکو سن دارنے دوڑکر پکڑا اور

اُسنے بھی اِسکے بال پکڑے دونون مالزادی بیسوا اچھال کہکر غل کرنے لگین ایک کہتی اری قحبہ
رہ تو جاہین تیرا کورے استرے سے سر مونڈدون گی تو نے اچھے گھر بیاہا دیا موا تھکاری تیرے
آدمی کے پیچھے بلا ہو کر لپٹی اری تجکو کیا اور نہ جرتا تھا وہ دوسری کہتی ہوئی بازارن تو جب دیکھے
کرتی ہی تو نہین کہتی اور میری پاپوش تیرے خصم سے بات کرتی ہی میرے لاکھون خریدار ہین ایسا ہی مجکو
کرنا ہو تو ایک صبح کردن ایک شام کردن اور میری کیا شامت ہی جو تیرے خاوند پر گرونگی یہ تو ہی ہے
ہی کہ میرے دیور کے نیچے پھیل گئی کچھ تیرے سیان مین لعل لگے ہین جو مین اپنی آبرو دونگی اُسنے کہا
اری چھتیسی کرتی ہی اور بکتی ہی مین نے تجکو اور اُسکو ابھی ایک جگہہ پکڑا ہی یہ تو کہو وہ چچا بھاگ گئے
نہین تو اسوقت کیفیت دکھا دیتی ہوئے کو داماد تیرا بنا دیتی اُسنے پھر جواب دیا کہ اری دماغ چٹی
تو کیا مجکو ایک جگہہ پکڑ نگی نہین بھی اُس سے کچھ واسطہ تھا تو اب سہی لے دیکھون تو میرا کیا کرتی ہی
کہکر جھونٹے باہم پکڑ کھسوٹنے اور طمانچون سے لڑنا شروع کیا اور غل ایسا مچایا کہ نور بیچین ہو
پہونچ چکی تھی ٹھہر کر انکی لڑائی دیکھنے لگی انھون نے اُسکو دیکھکر پکار کر کہا کہ حضور ذرا انصاف
کر دیجیے وہ انکی لڑائی دیکھکر ہنسی ہی تھی زمین پر اُتر آئی اور کہنے لگی ارے تم دونون کیون لڑتی
ہو انمین کیون بھڑتی ہو ایک نے کہا سنیے حضور مین انکے میان کو بلانے نہین جاتی انکے گھر مین
قدم نہین رکھتی پھر یہ مجکو دُکھ کیون دیتی ہین دوسری مثل ہی کہ اپنے دام کھوٹے تو پرکھیا کو کیا دوس
دوسری نے کہا یہ اِسنے سچ کہا لیکن مین آپ سے کہتی ہون کہ جب مجسے اِس سے بہنا پا ہوا
اور اِسکو مین نے اپنے گھر بلایا جب تو میرے آدمی نے اِسے دیکھا اِسکو یہ لازم تھا کہ میرا ہی گھر کھائے
یہ کتون پاس جاتی مگر اُس سے نہ بات کرتی اُسنے کہا کتون پاس تو آپ جاتی تیرے ہوتے سوتے
جاتے لومڑی بات کرتی ہی کہ گالیان دیتی ہی اب پھر لڑائی شروع ہوئی نور نے کہا سنو بات سیدھی
طرح کرو لڑو نہین اور مجکو تم دونون کی کیفیت معلوم ہو گئی کچھ کہنے کی ضرور نہین یہ کہکر اُس
گوری عورت سے کہا کہ تم اپنے میان کو اِسے لگانی ہو کہ آشنائی ہی سنو میری بنو اِس چھچھوری
سے کیا فائدہ پھر مریجان جو میان تمھارے گھر بھیجنگے تو جو تم ہوگی وہ کوئی نہوگا یہ بھی چار دن کا ہی
چپ ہو دیکھو تو اونٹ کس کل بیٹھتا ہی اُسنے کہا صاحب مین کبھی سوتیا ڈاہ نہین لیتی سانجھے کا
کام نہین کرتی میرے پڑوس مین دو جورو کا خاوند اگر آکر رہے تو مین وہ گھر چھوڑ دون بھلا مجکو

آتی تاسکدان کہ یہ ناجو میرے ہوتے اُس سے اِلسین کسین مین آگ لگا دونگی انکے منھ کو اُس نے
نے کہا آگ لگے تیرے منھ کو چھلسا پڑے تیرے گھر مین موئی کے تن تن مین کیڑے پڑین جمشید
کرے کوڑھ سُکے جیسا مجکو اپنے بدنام کیا ہی سب خلق مین رسوا کیا ہی جھگڑے پر چڑھایا ہی سب
برادری بھر مین میری ناک کٹگئی وہی جو کہتے نہین تھالی پھوٹی یا نہ پھوٹی جھنکار تو ہوئی سب
خلق کہتی ہوگی کہ اب مداری چودھری کی بھوالیسی ہوگئی ایک یار صبح بلاتی ہی ایک خانم کو اُسنے
جواب دیا کہ اخاہ بڑی تو نیکبخت تیرا آنچل کسینے نہین دیکھا یہ سلاری کے بیٹے سے خصم کے
جیتے جی مین پڑگئی تھی بدھو میرے ہی لیے تو دو نے مٹھائیان کے لاتا تھا ایک دن میرے ہی
خاوند نے تو آمون کی بغیا مین جنیا سے مجکو پکڑا تھا آج مین برادری مین بدنام ہوگئی وہ جو مثل
کہتے ہین کہ کوری مٹھی نہ بھنے لگے اُسنے کہا ری مٹھی تو کیا میرے یار ثابت کرگی مین پچاس دھکڑے
تو خود تیرے ثابت کردونگی یہ بھشتی کے لونڈے سے کون پھنسا تھا اور وہ چکوے والا میرے یہان
(یعنی یہان) آتا تھا اُسنے جواب دیا کہ مین تو ہون ہی خراب لیکن تو میرے آدمی سے بات نہ کیا کر اُسنے
کہا تبو مین بدنام ہوئی وہ میان جاتے کہان ہین میرا من سنا یگنگے یہ کہکر ملکہ نور کا دامن پکڑا کہ میرا فیصلہ
اُس مردے کرا دیجیے اِدھر اُس دوسری نے کہا اچھا تو یہی رہین یا مین ہی رہون مجکو اُس موئے
سے فارغخطی دلوا دیجیے نور نے کہا بی بی یہ کئی دن کا جھگڑا ہی مجھے نہ فیصلہ ہو سکیگا مین اپنے
مالک کے کام کو جاتی ہون اور کام بھی وہ کام ہی کہ ذرا دیر ہو جائیگی تو نہین معلوم کیا آفت آئیگی
موئے عیار ایک ہی آفت کے ہین وہ میری مالکہ کو کچھ ستائین اور ضرور ہی ستائینگے کہ اُن کمبختون
کے دل سے لگی ہوگی سارا لشکر اُنکا قید ہی یہ جو اُن مصنوعی عورتون نے سنا کہا آپکو جلدی کاہے
ہی کہ گھر بھی اپنے نہین لیجا سکتین ایک عورت نے کہا بھاڑ مین جائے لڑائی پڑے مین جائے قصہ
یہ تو آپ بتائیے کہ حضور آئی کہان سے ہین آپنے لشکر کا نام لیا جب مجکو خیال آیا لشکر ملکہ حیرت
مین فیروز جادو میرے باپ نوکر ہین جنکے بھروسے پر مین میان سے فارغخطی مانگتی ہون اب کچھ
کچھ میرے باپ کا بھی حال معلوم ہی اُسنے کہا مین تمھارے باپ سے تو واقف نہین مگر جب سے
ہماری ملکہ آئی ہین لشکر حیرت بہت خوش و خرم ہی اِسنے کہا آپکی ملکہ کون ساحرہ نے سامان
ملکہ شعلہ چشم کے آنے اور لشکر مہر رخ کو مقید کرنے اور اپنے نامہ لیجانے کا شہنشاہ طلسم یاس

بیان کیا اس عورت نے ہنسکر کہا کہ ای جمشید شکر ہی تیرا کہ یہ عیارون کے شریک نمکحرام سب
قید ہوئے اُس دوسری عورت نے کہا اس بات کی خوشی کیا وہ لوگ ہزار مرتبہ پکڑے گئے
اور ہزار دفعہ رہا ہوئے اندھا جب پتیائے جب دو آنکھین پائے یہ سب جسدن ماریگئین
اُسدن سمجھو کہ فتح ہوئی اور یون تو عیار اپنا کام کر جاتے ہین ساحرہ نے کہا میری ملکہ پر ہوئے
عیار ہاتھ نہ ڈال سکینگے اُنکی قضا ہی نہین ہی یہ عورت اس بیان کو سنکر ساحرہ کے پانوٗن پر گری
اور کہا جہان مسلمانون کے قید ہونے کی خوشی سنائی ہی وہان یہ بھی بتا دو کہ ملکہ کی تمھارے
قضا کیون نہین ہی تاکہ دلکو اطمینان ہو اور خوشی زیادہ کرین ساحرہ نے کہا اس ماجرے کو مین
نہین بیان کر سکتی مجکو حکم نہین ہی اس زن نقلی نے دعائین دینا اور منت کرنا شروع کیا کہ
سامری تمھارا بھلا کرین تمنے ایسی خبر سنائی کہ دل ہمارا باغ باغ ہوگیا اب اتنا اور بتا دو ہم خوش ہونگے
اور کیا کرینگے تم جانتی ہو کہ گانون کے رہنے والے عورت ذات نہ کہین جانے نہ آنے کے کسی سے
کہینگے نہین پھر ہمسے چھپانا کیا اُس ساحرہ نے بھی خیال کیا کہ لشکریان سے بہت دور ہی اور
یہ اگر کسی سے کہینگی بھی تو چار پہر رات کا فاصلہ ہی مین حکم لیکر پھری اور سب باغی قتل ہوئے
پھر اسکے کہنے سے کون کیا کریگا یہ سمجھکر اسنے کہا سن نیک بخت تیری خاطر ہی جو مین بیان کرتی ہون
ہماری ملکہ کو اُنکے اُستاد نے ایک تختی بنا دی وہ تختی ایک مچھلی کے پیٹ مین ہی اور مچھلی چشمہ سحر
مین اور چشمہ سحر بیابان نرگس زار مین جو یہان سے تیس کوس پر جانب شمال ہی بس جو کوئی
ملکہ پر فتحیاب ہونا چاہے تو وہ تختی لائے اور اُسکا عکس اُس میل پر کہ جسپر تپلیان کھڑی ہین
ڈالے وہ میل برباد ہو جائیگا اور سحر دفع ہوگا پھر اُس تختی کو تلوار سے مس کر کے ملکہ کو مارے یہ
کہکر فرمایا کہ لو اب مین جاتی ہون تمھارے جھگڑے مین دیر بہت ہوئی اس زن نقلی نے
اپنا دوپٹا اُتار کر بچھا دیا اور کہا بی بی تمھارے کھڑے کھڑے پانوٗن تھک گئے ہونگے ذرا ٹھہر جائیے
وہ لیکر چلی جائیگی تو اسکے کہنے سے بیٹھ گئی اور اُسنے کمر سے بلہر انکالا اُسمین سے گلوری نکالکر
اور ایک الائچی اُسکو دی کہ نوش فرمائیے اُسنے وہ لیکر کھائی حلق سے پیٹ اُترتے ہی بیہوش
ہوگئی اُسوقت برق نے ضرغام سے کہا کہ اب جلد سواری کی تدبیر کرو بیابان نرگس زار
یہانسے تیس کوس ہی ہمسے رات بھر مین بھی جایا نجائیگا ضرغام بنا بر حکم اسکے روانہ ہوا اور

اطراف مین اُس صحرا کے دیہات وغیرہ جو آباد ہین وہان پہونچکر پکارا کہ ارے میان کوئی کرتا
کریگا طلسم کی بستیون مین تو جتنے آدمی ہین سب سحر ضرور جانتے ہین چند آدمی اپنے گھرونسے
نکل آئے اور اس سے ملاقات کرکے مستفسر ہوئے کہ بھائی کسکی نوکری ہے کیا تنخواہ ہے اسنے کہا
نور پیرہن جادو مصاحبہ ملکہ شعلہ چشم جادو بیابان نرگس زار مین جاتی ہین اُنکی کچھ طبیعت
یہان کے صحرا مین پہونچکر سست ہوگئی ہے وہ نوکر رکھتی ہین تخت سحر اپنے لیتے چلو تنخواہ بیش قرار
ملیگی تمام عمر کو سرکار ہو جائیگی چین کروگے اگر منظور ہو تو میرے ساتھ چلو دو ساحرانمین سے کہ
غریب آدمی تھے اور نوکری کی خواہش رکھتے تھے تخت پر اپنے گھر سے بیٹھکر اور اس عیار کو بھی
اپنے پاس بٹھاکر روانہ ہوئے یہان اس عرصہ مین کہ جبتک ضرغام پھرکر آئے برق نے
نور پیرہن کا لباس بدن مع زیور اتارکر اپنے زیب تن فرمایا اور رنگ و روغن لگاکر اُسکی
ایسی صورت اپنی بنائی اور اُسکے دماغ پر بہوسنی کی پٹی چڑھاکر کنوئین مین یا کسی
گڑھے مین ڈال دیا اور ایک فرمان ملکہ شعلہ چشم کی جانب سے لکھا مہر اسپر ملکہ مذکور کی کرکے
اپنے پاس رکھا مضمون اُسکا آگے بیان ہوگا یہ اس صورت سے درست ہوکر بیٹھا تھا کہ
ضرغام ساحر دن کو لیکر آیا اُن جادوگرون نے ملکہ نقلی کو بیٹھے پایا تسلیم کے لیے سر جھکایا ملکہ نے فرمایا
کہ ہمنے تمھارا پچاس پچاس روپیہ مہینا کیا ہمکو بارام تمام بیابان نرگس مین پہونچا دو اور جو کچھ ہمارا
کام ہو براہ خیر خواہی کیا کرو اگر ہم خوش ہوگئے تو اور تمھاری ترقی کرینگے ساحر دن نے کہا ہم ہمیشہ
سرفروشی اور جانبازی کرینگے اور جو کچھ ہمسے ظہور مین آئیگا حضور ملاحظہ فرمائینگی فی الجملہ نور نقلی
تخت پر آکر لیٹی اور ضرغام بھی ساحر بنا ہوا گوشۂ تخت پر آکر بیٹھا ساحر دن نے تخت کو بزور سحر
اُڑایا اور جانب منزل مقصد راہ لی سحر کے زور سے طرفۃ العین مین وہ تیس کوس زمین طے
ہوئی برق قریب بیابان نرگس زار تخت سے اُترا اور ساحران ملازم شدہ سے حکم دیا کہ تم
کنارے اس چشمہ اور صحرا کے ٹھہرے رہو جبتک مین نہ آلون قدم آگے نہ بڑھانا نہ یہان سے
کسی اور طرف جانا یہ مقام وادی طلسمات ہے سراسر پُرآفات ہے مین بحکم شاہ یہان آئی ہون زنہار
جو کوئی یہان آکے گرفتار آفت ہو جائے وہ ساحر واجبستہ حکم تجھے ایک درخت کے نیچے تخت لیکر ٹھہرے
اور ضرغام و برق آگے بڑھے دیکھا کہ ایک صحرا کئی کوس کا نرگس زار ہے نئی طرح کی بہار ہے

چاندنی رات مین نرگس کے پھول کھلے ہین نرگستان کو الک کو شرماتے ہین دیدۂ ثوابت کے مچشم نظر آتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ معشوقان نرگسی چشم چاندنی کی بہار دیکھنے کو مجتمع ہین ہر درخت نہال ہوکر آنکھین ایک دوسرے سے لڑاتا تھا مصروف نظربازی تھا ہوا سرد چلتی تھی جو کلی تھی وہ یہ بتادیتی تھی کہ کوئی معشوق آنکھین بند کیے سوتا ہی جو پھول زمین پر لوٹکر گرے تھے وہ یہ بتاتے تھے کہ خفتگان خاک آنکھین کھولے تماشاے عالم دیکھ رہے ہین اور چشم حسرت سے بے ثباتی گلشن دنیا کا اشارہ کرتے ہین صفحہ کتاب عالم پر منشی بہار نے جابجا صاد کیے تھے مضمون رنگین صفت چشم معشوقان مین نئے ایجاد کیے تھے وہ ہوا سے پھولون کا ہلنا معشوقان خوش چشم کا نگاہ کسی عاشق سے پھیر لینا نظر آتا غنچۂ خاطر اُس جاے فرحناک کو دیکھکر کھلجاتا یہ عالم وہان کا تھا کہ نظم

ہوا کے وصف مین آسجا کے کر لکھو نہین عجل
مرا سخن رہے سرسبز تا بروز شمار

زلبس ہوا کو تراوت نے وان کیا ہی نشاط
شرار سنگ مین ہی رشک دانہاے انار

گذر صبا کا جو ہوجاے اس چمن کیطرف
نہو سواے زمرد عقیق وان زنہار

جو گل خشک کی تصویر کھینچے وان نقاش
ہر ایک شاخ وہین سبز ہوکے لائے بہار

غرض مین کیا کہون یار و چمن مین قدرت کے
عجب ہی لطف کی اُس قطعۂ زمین مین بہار

یقین ہی دل کو اگر ساکنان جنت سے
جو کوئی سیر کرے اُس دیار کا گلزار

زلبس تماشے سے آنکھون کو وان نہو سیری
فلک کو موند نا نرگس کی طرح ہو دشوار

بیچ مین اُس صحراے سبز و خرم کے ایک چشمۂ آب بصد آب و تاب موجزن تھا فرط صفا و لطافت سے چشمۂ آفتاب پر چشمک فگن کہ **بیت** زہے وہ بحر کہ خجلت سے جسکی چشمۂ خضر ہمیشہ پردہ ظلمات مین رہے ہی چھپا **برق و ضرغام** یہ کیفیت دیکھنے جب بیچ صحرا مین پہونچے کچھ طائر اپنے آشیانون سے نکلکر اُڑے اور پکارے کہ اے آنیوالو جلد تر اپنا نام بتاؤ کہ تم کون ہو تاکہ ہم خبر تمھاری اپنے مالک سے جاکر کرین برق نے اپنے دل مین کہا کہ یہ نور نے نہ بتایا تھا کہ اس بیابان کا کوئی مالک بھی ہی اب اُسنے تو ہمسے مفصل راز نہین بتایا مگر ہمکو عقل سے کام لینا چاہیے یہ سوچکر اُسنے جواب دیا کہ اے طائران سحر اپنے مالک کو جاکر اطلاع دو کہ نور پیرہن مصاحبہ ملکہ شعلہ چشم آئی ہین یہ سنکر وہ طائر اُڑکر ایک سمت گئے ایک ساحر ملازم ملکہ شعلہ چشم شمشاد جادو اس جنگل کا ملکہ پر

مذکور کیطرف سے محافظ ہی کسنے ایک بنگلہ اس نرگس زار مین صندل کا بنوا کر سکونت اختیار کی ہے وہ چبوترے پر بنگلہ کے آکے بیٹھا سیر شب ماہ کی دیکھ رہا تھا اور مشغول بادہ خواری تھا کہ طائر ان سحر نے جاکر خبر آمد نور بیان کی وہ خبر سنکر اپنے مقام پر سے اٹھا اور قریب نور جب آیا تو اسکو پہچانا کہ ہمیشہ ہمراہ ملکہ شعلہ چشم اسکو دیکھا تھا بس پہچانکر سلام کیا اور کہا ای نور جادو تم اسوقت کہان اسنے کہا اپنے مقام پر چلو ذرا دم لیلون تو بتاؤن کہ کس آفت مین مبتلا ہون یہان سے اپنی جگہ پر اسکو لیچلا برق نے اسطرح ادائین دلفریب اور مستی افزا دکھائین کہ دل اسکا سر فریفتہ ہوا یعنی کبھی چلتے چلتے پائنچے کلائی پر اسطرح ڈالے کہ پنڈلی تک کھولدی کبھی دوپٹا ڈھلکا دیا کہ شکم و سینہ کھلگیا وہ سینہ کا ابھار گات کی بہار دیکھکر دل اسکا سینے مین ہلنے لگا پیٹ کھلجانا اسمین ناف کا مثل عقدۂ سربستہ در پیش آنا تھا وہ شب ماہ اور عالم تنہائی اور ایسی حسینہ و جمیلہ عورت ساتھ کہ بمقتضاے مسدس

ہوئے اس قامت دلکش پہ قیامت صدقے	سرو جنت بھی اسے دیکھکے غش کھاکے گرے
پائنچے تھام کے چلکی مین وہ جسوقت چلے	ہوکے بیہوش گرین پریونکے گر ہوئین پرے
یہ ہوا اس زہرہ جبین ماہ لقا پر جوبن	صدقے جوبنکے ستارونپہ ہو سورجکی گرے
جانفزا ہو دم رفتار صدا سے خلخال	وضع مستانہ ہو اور مسپہ ہو اک نازکی چال
پانوٗن وہ نازسے جسجا پہ رکھے بدر کمال	خاک اسجاے کی لیجاے پری آنکھ مین مل لے
اتفاقاً کہین وہ نقش قدم دیکھو تم	آنکھ بھر نہ کبھی تا بعدم دیکھو تم

غرض اس نقش مراد کو شمشاد بنگلہ کے چبوترے پر لایا مسند پر تکلف پر بٹھایا گلابی شراب سرخ کی سامنے رکھی اور آہ سرد بھر کر پکارا کہ بیت مرضی جو آئی چرخ کی بیداد کی طرف + مائل کیا دل اس ستم ایجاد کی طرف + اس شعبدہ پرداز نیرنگ حسن نے ہنسکر جواب دیا کہ شعر زندگی کیون نہو دے تجھپر شاق یار بے اعتنا و دل مشتاق + اسیطور جب بمصداق بیت یہ دو دو لطیفے جو باہم ہوئے + اسی لطف سے یہ تو بیدم ہوئے + اسی گرمجوشی مین نور نے کہا ہمتو جاتے ہین جمشید ملائیگا تو پھر ملینگے ملکہ شعلہ چشم مقابلہ مین مہر خ کے گئی ہین وہان عیار زبردست ہین پس ملکہ کو یہ خیال وہان پہونچکر آیا ایسا نہو کوئی جاکر لوح چشمۂ سحر

سے آئے میری قضا بلائے مجھے سادہ لوح بنائے اس امر کو سوچکر مجکو بھیجا کہ جاکر تو لوح چشمہ
مذکور سے لے آ چنانچہ مین چشمہ پر جاتی ہون اسنے کہا ای ملکہ تم کیونکر چشمہ سے لوح نکالوگی اسنے
کہا مردوے تو باتین بہت نہ بنا چل میرے ساتھ دیکھ لے کہ مین کیونکر لوح لیتی ہون اسنے
کہا تم جاتی ہو تو ہمکو کیا کہے جاتی ہو ہم یون ہی رہے ایکبار تو وصل سے شاد کرتی جاؤ
اس کافر کیش نے ہنسکر کہا فردا اب رہوگے اسی تمنا مین + مُنھ رکھو اپنا دھو گڑھیا مین +
یہ کہکر اُٹھی تھی کہ شمشاد نے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای ترک شنگر تجکو ملکہ نے لوح کا کیا پتا بتایا ہی
اسنے جواب دیا کہ خوب کیا مجکو تو نے ادنیٰ آدمی بنایا ہی لوح شکم مین ماہی کے ہی کیا مین جانتی
نہین ہون اسنے کہا تو کسطرح تم ماہی کو پاؤگی کچھ نشانی ملکہ کی تمھارے پاس ہی اسنے کہا ای
شخص تو نے ڈیڑھ پہر باتون مین لگا کر اور زیادہ دیر کی میرے پاس نشانی ملکہ کی کیسی فرمان ہی اسنے
کہا وہ فرمان مجکو دو مین لوح تمکو منگا دون اسنے وہ فرمان جو بنایا تھا کرسے نکالکر اُسکو دیا اُسنے
پڑھا مضمون یہ تھا کہ ای ساکنان بیابان نرگس زار نور پیرہن میری مصاحبہ وہان آتی ہی
اُسکو تختی دیکر جلد روانہ کرنا مہر اُسپر شعلہ چشم کی دیکھکر اور یہ مضمون پڑھکر شمشاد اُٹھا اور نور
بھی اسکے ساتھ ہولی دونون کنارہ چشمہ کے آئے شمشاد نے کچھ پڑھا کہ پانی نے اُس چشمہ کے
جوش مارا اور ایک مچھلی نے سر باہر کیا ہر فلس اُسکا مثل انجم آسمان چمکتا تھا اور ہر فلس تیرہ تابان سارا
جسم دکھتا تھا قامت اُسکا بسان ماہی بہموت دراز تھا بیچ حوت پر اُسکو ناز تھا پس اُس مچھلی سے
اُس ساحر نے کہا کہ ای ماہیان جادو ملکہ شعلہ چشم نے لوح مانگی ہی اب یا تو اُنکی قضا اگر برابر
ہوئی ہی یا وہ فتحیاب ہونگی لوح بیانے جائیگی وہ دشمن کے ہاتھ آئیگی لوح کا جانا ماہیان سے اچھا نہین
لیکن ہم تو اُنکے وابستہ حکم ہین تم لوح دیدو اُس مچھلی نے کہا تمکو کیا ہی آگاہی ہی کہ ملکہ نے لوح مانگی ہی
اسنے جواب دیا کہ فرمان اُنکا لیکر نور پیرہن جادو انیس اُنکی آئی ہین یہ سامنے موجود ہین اُس کلام کو
سنکر اُس مچھلی نے اُبکائی لی اور لوح اُگل دی نور تقلی نے دیکھا کہ ایک تختی یاقوت سرخ کی ایک
طلسم خط سبز اُسپر کندہ ہی پڑھا نہین جاتا ہی اسنے اُس لوح کو لیکر گلے مین پہنا اور ہمراہ شمشاد جیوتشی
آیا یہان ضرغام نے اُنکے جدا جانے کے تمام شراب مین بیہوشی ملا رکھی تھی اور چکا پیا تھا جبکہ
دونون آئے اُسنے اشارہ برق سے کیا کہ مین اپنا کام کر چکا ہون برق اُسکا اشارہ سمجھا اور ہنسکر

ساحر سے کہا کہ ارے موئے اتبو مجکو جانے کیون نہین دیتا آخر تیرا مطلب کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ اے اعظم
جمشید کا نہ ترسا اور بت ترسا ذرا سینہ سے لپٹ جا اسنے کہا مردوے ذرا حواس مین آ لو میرا صاحب مین
لوح لینے کیا آئی کہ انکو مستی سوجھی چین ملکہ لاکھ برس اب جہان وہ مجکو بھیجا کرینگی وہان کے لوگون کی
مین جورو بنونگی تم تو خوب نشے مین آگئے کیا ہمسے کہنے لگے ساحر یہ باتین سنکر متعین کرنے لگا پانون پر
سر دھرنے لگا اور گویا ہوا کہ بیت دل کو ٹکڑے ٹکڑے آئینہ رو ہاتھون ہاتھ ✤ جنس یہ وہ نہین جو ہوئے
رفو ہاتھون ہاتھ ✤ اسکی منت کرنے سے یہ عیار سمجھا اور جام شراب سے بھر کے اُسکے منھ سے
لگایا وہ سمجھا کہ اب یہ راضی ہوئی وہ ساغر بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی گھبرا کر اٹھا کہ ارے یہ کیا تو
پلا دیا اُٹھا تھا کہ ماراطمانچہ بیہوشی نے سر نیچے پانون اوپر برق نے قتل کرنا اُسکا اسمقام پر مناسب
نجانا کہ صحرا تمام سحر سے بھرا ہی چشمہ سحر موج مارتا ہی مبادا تم اسیر بلا ہوجاؤ اور لشکر تمھارا کام آجائے لوح
لیکر تم نہ پہونچ سکو پس مین مصلحت اسکو بھی اور زیادہ تر بیہوش کرکے اندر بنگلے کے لیجا کر لٹا دیا اور باہر
سے آکر دروازہ بند کرکے اپنا راستہ لیا کنارہ اُس نرگس زار کے پہونچکر تخت اپنا ساحرون سے طلب کیا
وہ تخت لیکر حاضر ہوئے یہ دونون تخت پر بیٹھکر حکم فرما ہوئے کہ جلد ہمکو لشکر حیرت مین لیچلو کہ وہین
ملکہ شعلہ چشم ہین ہم انکا کام پورا کرچکے ساحر تخت اڑا کر حسب الحکم روانہ ہوئے اس اثنا مین وہ
ہنگام آگیا کہ لوح زرین آفتاب کی ماہی مشرق نے اگلا اور خراب سرخ شفق سحر نے ساحر شب بیہوشی کا نظم

گئی ظلمات شب مطلع ہوا صاف	نکل آیا ورق گردون کا شفاف	ہوا کھل سحر جب دم ہویدا
ہوا اُس سے گل خورشید پیدا	تخت اِن عیارون کا کہ ملازم تھا سلیمان ہین بروے ہوا ساتھ	

سخن اُڑتا ہوا نسیم سحری سے باتین کرتا جاتا تھا کچھ ہی عرصہ مین قریب لشکر مہرخ نامور پہونچا اسوقت
اسنے تخت زمین پر اُتروا کر ساحران نو ملازم سے کہا کہ اب تمسے صاف صاف حال کہا جاتا ہی وہ یہ کہ
ہم عیار طرفدار ملکہ مہرخ ذی وقار ہین نور جادو نہین ہین لشکر ہمارا آتش سحر مین محصور تھا اسوجہ
سے ہم بیابان نرگس مین ایک کام کو گئے تھے اب تمکو نوکری کرنا ہو تو اطاعت اسلام کی اختیار
کرو ورنہ اپنا راستہ لو تمنے ہمارے ساتھ احسان کیا اس سبب سے ہمنے تمکو قتل نہین کیا ورنہ
ہم ساحر کو مار ڈالتے ہین یہ مضمون سنکر اُن ساحرون کے حواس منتشر ہوئے کہ کیا زبردست یہ لوگ
ہین آخر کچھ سوچکر عرض پیرا ہوئے کہ ہم آپکے مطیع فرمان ہین جو آپ نے فرمایا ہمکو بدل قبول و منظور ہی

اسنے انکو امیدوار مراحم وبہبودی فرماکر حکم دیا کہ اب تخت کو میرے لشکر حیرت مین لیچلو وہ سحرخوان ہوئے
کہ تخت روانہ ہوا خیر خاتم تو یہانسے علیحدہ ہوگیا اور اُسکا تخت چلا وہان ہنگام سحر ملکہ حیرت سریر
حکومت پر آکر بیٹھی تھی شعلہ چشم بھی اسکی بارگاہ مین آئی تھی سردار جمع ہوتے جاتے تھے ذکر ہورہا
تھا کہ نور پیرہن ابھی تک نہین پھری دیکھیے شہنشاہ کیا حکم دیتے ہین اسی تذکرہ مین یکایک غلغلہ
ہوا کہ نور جادو آئین لوگ دوڑے نور بھی دربارگاہ پرتخت سے آکر اُتری اسکی کنیزین جو یہان تھین
باہر نکل آئین اور خوشی کرنے لگین کہ بی بی آئین ہاتھون ہاتھ اُسکو اُتارا یہ اُترکر اندر بارگاہ کے
آئی اور شعلہ چشم و حیرت کو تسلیم کی پھر ایک نامہ بادشاہ طلسم کی مہر کمر سے نکالکر ملکہ
شعلہ چشم کو دیا اُسنے پڑھا مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ ہم تمسے بہت خوش ہوئے کہ تمنے تمکو امیون کو
سزا دی ہرچند کہ سب باغی لائق رحم ہین کہ میرا دل اُنکے قتل کو نہین چاہتا ہی لیکن اب کلیجہ تک کیا
تاب ضبط نہین ہی اسلیے تمکو اجازت دی جاتی ہی کہ کام اُن سبکا تمام کردو اور نام ونشان ہر ایک کا
صفحہ ہستی سے مٹا دو یہ مضمون پڑھکر شعلہ چشم بہت خرسند ہوئی اور حیرت کو وہ نامہ دیا اُسنے بھی
پڑھا پھر شعلہ نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین اسکے کرنا پڑی ہوئی یہ بھی باہر نکلکر سوار ہوئی حیرت کو
بھی اپنے ساتھ کیا اب پھر وہی ہنگامہ افروزی کا زمانہ آیا لشکر وںکا چلنا نفیر وکرنا کا بجنا باجون کا غل
ہائے ہو کی صدا بلند سحر کی نیرنگیان ظاہر طائران سحر کا اُڑنا عجب غلغلہ برپا تھا اسیطرح میدان جنگ
مین پہونچکر پشت پیل پر تمام لشکر اپنا شعلہ نے ٹھہرایا اور حیرت سے کہا کہ اب مین سبکو غارت کرتی
ہون اُسنے کہا مین تو ہمیشہ سے یہ چاہتی تھی لیکن شہنشاہ سے ناچار تھی اچھا تم اپنا کام کرو اُسنے
یہ سنکہ چاہا کہ سحر کرے اُسوقت نور پیرہن جو اپنی کنیزون سے طاؤس بنواکر سوار ہوئی تھی اور برابر
ملکہ مذکور کے استادہ تھی ملکہ سے گویا ہوئی کہ آپ کیون تکلیف فرمائین مین سبکو ایک آن مین
قتل کیے ڈالتی ہون یہ کہکر طاؤس اپنا کنیز سے کہکر آگے بڑھوایا اور شعلہ سے کہا کہ آپ میرے
ساتھ آیئے وہ اسکے ہمراہ ہوئی اور یہ سامنے اُس میل کے آئی اور عرض پیرا ہوئی کہ میرے سحر سے
ملاحظہ فرمایئے گا کہ کیا آفت آتی ہی ایک تو زندہ نہ بچے گا نہین اب حضور ایک کام کرین کہ
گھڑی بھر گردن جھکاکر اور آنکھین بند کرکے استادہ ہون پھر جو آنکھین کھولیے گا تو دنیا تماشا دیکھیے گا
ملکہ اسکے کہنے سے آنکھین بند کرکے گردن جھکاکر کھڑی ہوئی اسنے تختی کمر سے نکالکر خنجر پر مس کی

اور اُس میل کے قریب جاکر عکس تختی کا اُسپر ڈالا یکایک صدائے مہیب آئی کہ تمام لشکریون کے دل دہلگئے اور وہ میل جسطرح پہلے غبار کا بنا تھا ویسے ہی بگولے کیطرح چکر کھاتا جانب زمین چلا اور زمین پر پہونچکر غائب ہوا وہ جو شعلے ہر سمت پھیلتے تھے وہ ہمشکر ایک سمت کو جاکر بجھ گئے اور وہ دریائے آتش بھی غائب ہوا مگر صدائے مہیب جو آئی تھی تو شعلہ نے ڈر کر آنکھین کھولدین اور گردن اُٹھائی تھی یہ سامان نظر آیا تھا کہ میل سحر کا برباد ہو رہا ہے یہ دیکھکر حیران تھی کہ نور میرا سحر برباد کرتی ہے یا دشمنون کو مارتی ہے یہ تو حیران تھی اُدھر برق اپنے ان دونون ساحرون سے کہ جنکو ملازم کرکے لایا تھا کہ چکا تھا کہ میری خبر رکھنا وہ بھی اِس لشکر کے ساتھ طائران سحر پر سوار ہوکر آئے تھے میل کو غائب ہوتے دیکھکر آگے بڑھ آئے اور شعلہ چشم آگے بڑھی یہ کہتی ہوئی کہ اے نور یہ تو نے کیا کیا اُدھر سے برق آگے بڑھا یہ کہتا ہوا کہ باش اُو قحبہ کہان جاتی ہے میرے ہاتھ سے یہ کہکر لوح نکالکر اِسکو دکھائی لوح کے دیکھتے ہی ایک چیخ اِسنے ماری اور میل کے غائب ہونے سے لشکر کا بھی اِسکے سامنا تھا سارا لشکر بھی حیران تھا کہ یہ کیا تماشا ہو رہا ہے اب جو اِسنے چیخ ماری لشکری اور کنیزین دوڑین کہ ارے ملکہ عالم کو کیا ہوا کوئی بولا کہ سحر بہت زبردست کیا تھا کچھ اُسمین فرق پڑ گیا کوئی گویا ہوا کہ سحر اُلٹ گیا غرضکہ لشکر تو اِس دھوکے مین تھا اور تختی دیکھکر شعلہ چشم چاہتی کہ بھاگ جائے لیکن برق کب جانے دیتا تھا پاس تو پہونچ چکا تھا غصہ مس شدہ لوح جو مارتا ہے گردن پر اُسکی پڑا کہ سر لشکر دور گرا صدائے شور نشور بپا ہوئی آندھی پانی آیا ہنگامہ پیدا ہوا ہر دن نے غل مچایا کہ مارا شعلہ چشم گوہر دندان جادو کو اُسی ہنگامہ مین برق نے نعرہ کیا کہ منم مہتر برق فرنگی ساحر سب اُسپر لپکے اُسوقت وہ دونون ساحر ملازم شدہ پنجہ بنکر جو گرے عیار مذکور کو لیکر بلند ہو گئے اور ایک جنگل مین لاکر اُتار دیا اِسنے اُن ساحرونکی بہت تعریف فرمائی اور کہا اب ملکہ مہرخ رہا ہوئی ہین اُنکی ملازمت کرا کر تمکو خطاب اور عہدے دلواؤنگا یہ کہکر زنبیل عیاری بجائی کہ حضر تمام عیار بھی آیا اُن دونون ساحرون کو ہمراہ لیکر عیار اپنے لشکر کیطرف چلے کہ اُدھر چلکر مال دشمن کی فوج کا لوٹین اِدھر تو یہ ماجرا گذرا اُدھر لشکر ملکہ مہرخ کا جو حصار آتش سے چھوٹا اور اُسنے جو سامنے لشکر حریف مسلح پایا فوراً حربہ سحر کے لیکر حملہ کیا اِدھر سے توسن وقار سپہ سالاران شعلہ چشم بڑھے لیکن تمام فوج بیدل ہو رہی تھی اِ

ہر ایک کو خوف اپنی جان کا پیدا ہو گیا تھا کہ اب جو اتنی بڑی ساحرہ ملکہ شعلہ چشم الیسی مار ڈالی گئی تو ہمارا بچنا مشکل ہے ہر چند کہ سب کو خوف تھا مگر سپہ سالارون کے بھڑ جانے سے لشکری بھی جلہ آور ہوئے پھر تو جادو کی چومین چلنے لگین مترون کی کھوٹین پڑین نارنج سحر نے ترش رویون کے دانت کھٹے کر دیے تھے شربت اجل سے پیٹ بھر دیے تھے ترنج سے تورنج پیدا ہی تھا چاشنی مرگ چکھا کر جان شیرین لیتا تھا ناریل ہر ایک یل کو نارین بھیجتا بیر سحر کا بھینٹ نہ پاتا تو سیکلے کلھوڑا اناکلوا سر پر کھیل جاتا ساحر تو اپنا کرتب دکھاتے تھے بہادر ہنر شجاعت کے ظاہر کرتے داد تہوری پاتے تھے زبان شمشیر کے وہ فقرے گرما گرم تھے کہ سنگدل موم کیطرح نرم تھے ہر ایک ناری فی النار تھا موت کا گرم بازار تھا گھاٹ نے تیغ کے نام آور دنکا نام ڈبویا تھا تیزون نے کجبازون کو سیدھا جہنم مین بھیجا تھا نیزے سے گرز کی سر تھانہ بھیجا تھا سحاب باران تیر نے حریف کو ٹھنڈا کیا تھا اُس جنگ کا یہ ہنگامہ تھا کہ نظم

برامیختند این دو لشکر بہم	جہان شد ز پرخاش جویان دژم	زمین آن سپہ را ہمی برنتافت
بران بوم کس جاے رفتن نیافت	ز باران ژوبین و باران تیر	زمین شد ز خون چون یکے آبگیر
خروشے برآمد ز ہر پہلوے	ستاے گشتہ دید ندبر ہر سوے	زمین کودکان شان برومند ابر

آسمی، شورش جنگ مین گوسن و قاز سپہ سالاران لشکر شعلہ واصل جہنم ہوئے بقیۃ السیف فوج نے راہ گریز اختیار کی جب لشکر مین بھگدر پڑی ملکہ حیرت نے طبل امان بجوایا کیونکہ اُسکو حکم شاہ طلسم کا بہر رزم تھا غرض مہرخ بھی شادان و فرحان ہزارون کو قتل کر کے مراجعت فرما ہوئی لشکر تمام آرام پذیر ہوا سردار ہر ایک شراب عشرت پینے لگا عیار بھی بارگاہ مین آئے مہرخ نے برق و ضرغام کا بہت شکریہ ادا کیا اور انعام مین بیشمار مال و زر دیا ان عیارون نے ساحران لو ملازم کی سفارش کی ملکہ نے انکو خطاب و خلعت سے سرفراز فرما کر ملازم کیا اور بعیش و عشرت قیام پذیر ہوئی اُدھر حیرت رنجیدہ و غمگین مترصد آمد شاہ طلسم ٹھہری انکو اِس جگہ چھوڑ کر حال فرزند رشید عمرو سنیے بیت کنم گرم از بادہ من مغز راغ نوبسم یکے قصۂ نغز را ✦ چہرہ پردازان عوالم خیال شاہد بیان کو اِسطرح جلوہ پذیر حجلۂ تحریر مین کرتے ہین کہ جب شہنشاہ اقلیم عیاری و سپہ سالار عسکر نصرت اثر مکاری و طراری نہال برومند

حدیقۂ فیلسوفی و گل شاداب گلشن عمرو بن اُمیہ ضمری افسر افسران و بہتر بہتران اعنی چالاک عالیشان سلیمانی کوہ سے ہمراہ شاہ طلسم روانہ ہوا تو یہ بھی رفتہ رفتہ قلعہ شعلہ دار پہنچا اور اسجگہ بادشاہ رات بھر رہا تھا یہ بھی صورت بدلکر شب بھر فکر عیاری مین پھرا کیا لیکن پتہ اِسکا قابض نہوا ہنگام سحر جب شعبدہ پرداز روزگار نے شعلۂ آفتاب فرش اطلس سبز فلک پر چمکایا اور مہ ہائے کواکب کو نابود فرمایا کہ بیت فروغ صبح کے سامان دیکھے + کواکب چند دم مہمان دیکھے + صبح کو شعلہ دار تو لشکر لیکر بہرزم ملکہ مہرخ روانہ ہوئی جیسا اوپر بیان ہوچکا بعد اُسکے جانیکے شاہ جادوان بھی یہان سے روانہ ہوا اِسکے ساتھ بطور مخفی عیار مسطور بھی چلا اور تیز روی کرکے اُس سے کچھ دور آگے جاکر ایک مقام پر ٹھہرا اور بمثال طلسمی عیاری صورت اپنی مثل زن مہرسیما و مہ جمال بنائی سر سے پانک آفت کا پرکالہ حسن حسینان روزگار سے نرالا قیامت خیز جسکا قد بالا مختصر یہ کہ اُسکے حسن کی نسبت یہ زیبا کہ مسدس

وہ حسین ہی کہ نہین اُسکا زمانے مین جواب	داغ کھاتا ہی اُسے دیکھکے ہر شب مہتاب
رخ نازک کو نہین ہی نگہ گرم کی تاب	چشم خورشید سے بھی اُسکو ہی منظور حجاب
شمع قامت سے نہین گرم شبستان بیتاب	روے روشن ہی چراغ تہ دامان بیتاب
جلوہ اُس حسن خداداد کا جو آئے نظر	گلشکی باندھے نرگس نرہے تن کی خبر
کرے اُس چشم فسون ساز کا افسون یہ اثر	اختیار اپنا رہے دل پہ نہ قابو مین جگر
رونق بزم جو وہ آئنہ تمثال ہو جائے	دل بیتاب کا حیرت سے عجب حال ہو جائے

اِس صورت سے آراستہ ہوکر لباس پُرزر زیب قامت فرمایا مگر نہایت درجہ شکستہ اور میلا جامہ سے چاک سر پر غم سے خاک گریبان پھٹا ہوا سینہ کھلا ہوا لب پر آہ جانکاہ ایک طرف ٹھکے زار زار بر رنگ ابر بہار رونے لگا برق کیطرح بیتاب تھا اور رعد آسا شور فریاد بلند کرتا اشکون سے جنگل سینچنے لگا سیل گریہ سے بیابان سیراب فرماتا تھا اِس اثنا مین شاہ جادوان تران پر ان اُس مقام پر پہونچا اس مہر طلعت کو کسوف رنج مین مبتلا دیکھکر مستفسر حال ہوا کہ ای غنچہ دہن و نازکبدن کس صرصر ظلم سے بسان بلبل گلزار تو مصروف نوحہ و شیون ہی کونسا رنج و محن ہی اُس گلعذار نے آنسو پونچھکر بادشاہ کیطرف دیکھا اور ایک آہ سرد دل پُردرد سے

بھر کر کہا شعر ہونا جو کچھ ہی وہ آخر شدنی ہوتا ہی + اپنی تقدیر کے لکھے کو ہر اک روتا ہی اور اسکہ ہین
طلسم کی رہنے والی ہون اس سبب سے پہچانتی ہون کہ آپ بادشاہ ہین بدین وجہ ماجرائے غم اندوہ
و سانحۂ ستم آلود اپنا عرض کرتی ہون اور کسی سے ہرگز ہین کلام نکرتی ای بادشاہ عالی جاہ دشمنشاہ
کیوان کلاہ خزان آفت دہر نے میرے باغ پر بہار کو لوٹا ہی گھر بار عزیز اقارب ہر ایک مجھے چھوٹا ہی
دامن کوہ سلیمانی مین میرا مسکن تھا میرا باپ بھی ملازم ملک سلیمان پرمین تھا اب مین ننگ خاندان
آوارہ و سرگردان اس بیابان مین بحالت پریشان پھرتی ہون ہر قدم پر ضعف سے گرتی ہون
نہ وہ شوکت ہی نہ شان ہی سراسر مصیبت کا سامان ہی سچ ہی کسینے کیا خوب کہا ہی کہ بیت
مبارکباد ماتم ہی ہر آواز + زمانہ جاے آسایش کہان ہی + چالاک نامے ایک عیار سفاک
میرے گھر پر آیا اور مکر سے شوہر و پدر کو میرے خوابگاہ عدم مین اُسنے سُلایا سب گھر لوٹ لیا ہر ایک
کو قتل کیا مین سخت جان بھاگ کر زندہ بچی جو اس مصیبت مین پھنسی کہ نہ کوئی دوست ہی نہ غمخوار
ہی صرف بیکسی و تنہائی یار ہی بادشاہ طلسم اسکی صورت زیبا دیکھکر قتیل خنجر ابرو و تیغ ادا ہوا چاہا
تھا حال پر لال اسکا سنکر سمجھا کہ وہ عیار ملکہ سلیمان کو قتل کرکے اسکے گھر گیا ہوگا بیشک بیان
اسکا صحیح ہی گزند اسکو پہونچا ہوگا یہ سوچکر دست شفقت اُسکے زنخدان تلے رکھا اور کہا ای عمر
عاشق نیمجان تیرا عوض اُس عیار سے مین لونگا تو غم نکھا وہ ستمگر بادشاہ کو مائل دیکھکر ناز و کرشمہ
دکھانے لگی غنج و دلال سے بادشاہ کے دلکو لبھانے لگی بادشاہ کا بھی یہ حال ہوا کہ نظم

یکایک شوق نے کی مہربانی	ہوا برہم مزاج نوجوانی	نگہ پہونچی جو سوے سینۂ صاف
نظر آیا کچھ ابھرا طور شفاف	قریب بخیۂ پستان کو پایا	ہوس نے اور ہی مطلب سجھایا
لگی لو اُٹھنے شمع ساق پا سے	پھر آیا ابر مستی جا بجا سے	اُس زن مصنوعی نے بھی غمزہ

کرنا آغاز کیا یہ نقشہ اسکا بھی تھا کہ بیت مزاج ایما دل سے کر بہکتا + سخن تالب حیا سے
آنسکتا + اُسی گرمجوشی اور اختلاط مین بادشاہ کو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ ایسا نہو یہ مہروش بھی
عیار ہو کیونکہ بادشاہ کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا تھا بس یہ خیال آتے ہی بیگاہ گرم و سحر آلود اُسنے
جانب چالاک دیکھا فوراً بیرون نے سحر کی خبر دی کہ یہ چالاک عیار ہی بادشاہ یہ معلوم کرکے
نعرہ زن ہوا کہ او ناعیار پہچانا مین نے تجکو عیار موصوف سنے چاہا کہ خنجر کھینچکر اسکے مارون مگر

بادشاہ نے سحر پڑھا کہ یہ بیحس و حرکت ہو گیا شاہ نے چاہا کہ مار ڈالون لیکن بموجب مثل جاکو
راکھے سائیان مار نہ سا کے کوے + بال نہ بیکا کر سکے کہ دو جگ بیری ہوئے + بادشاہ کو خیال
آیا کہ باپ بھی اسکا قید ہی اسکو اسکے سامنے اور اسکو اسکے سامنے قتل کرنے مین زیادہ تر
لطف ہی کہ داغ بالاے داغ جگر دشمن پر پڑے بس ایسا کچھ تجویز کر کے اسنے افسون پڑھا
کہ زمین سے غبار اڑکر بلند ہوا اور لمحہ بھر مین پھیل کر بارہ دری کی طرح نظر آنے لگا چھت بھی
اسکی خام تھی اور بارہ دری بھی کچے بنے تھے اور باہر سے وہ بالکل گول مثل گنبد کے دکھائی دیتا
تھا بس اُس بارہ دری مین اس عیار کو اٹھا کر اسنے ڈالدیا اور پھر دستک دی کہ باہر سے سب
در اسکے بند ہو گئے اب بالکل ایک بگولہ زمین سے اٹھتا ہوا نظر آتا تھا جب یہ تدبیر کر چکا تو
کچھ سنگریزے اٹھا کر سحر انبر دم کر کے ایک سمت کو پھینکے وہ سنگریزے طائران نوشرنگ بنکر
اڑ گئے گھڑی بھر کا عرصہ گذرا تھا کہ آندھی سیاہ آئی ظلمت خراب آباد عالم مین چھائی جب وہ
آندھی موقوف ہوئی ایک تخت طلائی روے ہوا سے نیچے اترا اس تخت پر ایک عورت پری نژاد
کو سوار دیکھا کہ جمال مہر مثال اسکا آئینہ رویون کے رخ شفاف کو رشک سے کمدر فرماتا تھا بال
اسکا ہر ایک آئینہ رخسار حوران کا جو نظر آتا تھا پیشانی کی صباحت دیکھکر نور سحر الیسا خیرہ ہوا تھا کہ شفق
صبح نہ کہنا چاہیے جگر خون سحر کا ہو گیا تھا یا چشم روزگار مین خون اتر آیا تھا رخسار تابان اسکا رشک بت
آتش پرستان یا مصحف بہر تلاوت مسلمانان چشم فتنہ خیز کے گوشہ مین قیامت نہان اسیطرح
ہر اعضا اسکا صانع قدرت نے اپنے ہاتھ سے بمثال بنایا تھا چھاتیون کو اسکے قبہ دین پاکیزگی
عاشقان کا بتخانہ کیا تھا غلط ملاے تشبیہ کچھ نہین وہ چھاتیان دمدمہ میدان جنگ تھین اور دستگی
اڑجھا کی تھی دل عشاق کا صبر شانا چاہا تھا شکست تاب توان تا کی تھی کہ ابیات

طول ہو گا جو سراپا کا بیان ہو مذکور	مختصر یہ کہ سراپا تھی وہ اللہ کا نور
دعوی حسن کرے اُس سے کوئی کیا مقدور	کرم شب تاب نہ چمکے مہ تابان کے حضور
شمع کا گل ہو مقابل گل شاداب کیا	نسبت ذرہ ہی خورشید جہانتاب کیا

اُس مہ پارہ نے ہلال آسا خم ہو کر بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ہنسکر فرمایا کہ اے سلطان جادو
تمھارا مزاج اچھا ہی اور سلیمان تاجدار جادو دسر شار ساغر بیاے جادو اچھی مے

اُس شوخ نے مسکرا کر جواب دیا کہ مین بھی اور وہ دونون کنیزین بھی جناب عالی کے جان
و مال کو دعا کرتی ہین آج نہین معلوم کیا تھا جو حضور ارسطرف تشریف لائے اور آپکے بھی تو
کنیز کے غریب خانہ کو نہ سرفراز فرمایا اِس جنگل مین ٹھہرے یا سامری میرے گھر سے ایسا انکار بادشاہ
نے کہا تمھاری جان کی قسم مین تمھارے ہی یہان آتا تھا دو سبب سے اسجگہ ٹھہر گیا ایک تو یہ
کہ یہان سے کچھ دور پر ایک چشمہ ہی کہ اُس چشمہ پر ایک روز سامری آئے تھے اور اُسکے کنارے
اُنھون نے پیشاب کر کے اُسمین اپنے پاؤن دھوئے تھے پس مین اُس چشمہ مین نہانے جاتا تھا
اور دوسرا سبب یہ کہ راہ مین ایک آفت روزگار سے اور مجھے سامنا ہوا اُسنے مجکو روک رکھا
چنانچہ اُس قضاء مبرم کو اِس گنبد بے در مین مین نے قید کیا ہی اور تمکو اُسکی حفاظت کے لیے
بلایا ہی اُس نازنین نے آگے بڑھکر دامن بادشاہ کا تھام لیا اور اٹھلا کر کہا جمشید قسم اب مین آپکو
کہین بجانے دونگی میرے گھر پہلے چلیے پھر جہان جی چاہے جایئے گا بادشاہ نے کہا مین قسم کھاتا ہون
کہ اُس چشمہ مین غسل کر کے مین تمھارے قلعہ مین ضرور آؤنگا تم اِس گنبد بے در کی حفاظت
کرو اور اگر اپنے مکان پر جانا تو بہت احتیاط اِسکی نگہبانی مین کرنا کیونکہ اِسمین وہ افعی پر زہر ہی
ہی کہ جسکے کاٹے کا منتر نہین اور وہ آتش اِسمین مخفی ہی کہ جسنے خانمان ساحران پھونک دیے ہین
ملکہ نے کہا آخر بتلایئے تو کہ اسمین کون مقید ہی شاہ نے کہا چالاک عیار بیٹا عمرو کا ملکہ نے کہا
خیر معلوم ہوا اچھا آپ جایئے اپنا قیدی مجھسے لیجیے گا اور اے شہنشا اگر آفت کوئی اِس گنبد پر آئے
یہ قیدی اُسکے اندر کوئی فتور اُٹھائے تو یہ کنیز اِس گنبد کے اندر کیونکر جائے پس اپنا ردسحر کرنا مجکو تعلیم
فرماتے جایئے اور کچھ اندیشہ دل مین نہ لایئے اور مین یہانسے اپنے قلعہ مین جاتی ہون آپ ہمین
تشریف لایئے گا مین نگہبانی اِس قیدی کی بخوبی کرونگی بادشاہ نے فرمایا کہ تمھارا ٹھہرنا یہان
بہت اکسب ہی اُسنے کہا آپ مطمئن رہین خواہ مین رہون یا نہ رہون بادشاہ یہسنکر وہان سے روانہ
ہوا اور اِس ساحرہ نے سحر پڑھا کہ کئی ہزار پتلا سحر کا پیدا ہوا اور ازبسکہ بادشاہ چلتے وقت
ردسحر کرنا اپنا اِسکو بتا گیا تھا پس اِسنے سحر کا رد جو پڑھا تو اُس بارہ دری مین پھر دروازہ پیدا
ہوئے اور اِسنے عیار کو بھی دیکھا کہ ایک شخص دُبلا پتلا نہایت حقیر بیحس و حرکت پڑا ہی اِسنے
دل مین کہا کہ بادشاہ اِس ضعیف الجثہ لاغراندام کی بہت تعریف کرتے تھے اِس شست استخوان

سے کیا ہو سکتا ہوگا یہ سوچکر ہر دروازہ پر تلہاے سحر بٹھاے اور چاہا کہ پھر اُس مادہ دری کو غائب کردے **جالاک** نے بھی اس ساحرہ کو دیکھا اور بادشاہ ساحران کو پایا پھر عیاری سے گوہر مکاری نکالا اور دام تزویر مین نہنگ فطرت کو گرفتار کیا وہ یہ کہ زبان سے کام لیا آنکھون مین آنسو بھر لایا اور شکایت چرخ کجمدار مین اپنے حسب حال یہ اشعار زبان پر لایا اور چونکہ اشعار مؤلف کے ہین اسلیے درد آلود ہین اشعار

جو گردون سے ہوا گلشن عالم کا یہ حال
جنبش برگ یہ ہے دل کے تڑپنے کا خیال

داغ کی شکل نظر آتے ہین گلشن مین گل
نالہ کش دیکھیے ہے باغ مین جان بلبل

صرصر قہر سے ہر نخل ہے نخل ماتم
ابر اندوہ گھر آتا ہے غاسل ہر دم

کف افسوس ہوئے چرخ کے ہاتھون پیے
داغدار ہوگئے تن دیکھیے طاؤسون کے

ہوا صد برگ کا بھی رنج سے رخ سارا زرد
داغدار ہوگیا لالہ بھی اٹھا دلمین درد

چشم نرگس کو یہان ہر گھڑی حیرانی ہے
زلف سنبل کو جو دیکھا تو پریشانی ہے

از بسکہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہے جنکو لحن داؤدی خدا نے عنایت فرمایا ہے یہ بھی ایسا بمثیل گاتا ہے کہ زہرہ کا ترانہ بیہودہ خیال اسکے سامنے سمجھا جاتا ہے پس ان اشعار مین ایسا درد بھرا تھا کہ ساحرہ کے آنسو نکل آئے کیونکہ اسنے کبھی ایسی صداے خوش نہین سنی تھی پس بیتابانہ قریب **جالاک** بن عمرو آئی اور کہنے لگی کہ اے گرفتار اندوہ و مصیبت اگر مین تیری خطا شہنشاہ سے معاف کرادون تو مجکو کیا گانا تو بتلائیگا اور تعلیم بطور معقول دیگا مجھے دغا تو نکریگا عیار مذکور نے کہا اے ملکہ یہ آپکا خیال سراسر بیجا ہے کوئی بھی اپنے محسن کے ساتھ برائی کرتا ہے مگر بادشاہ مجکو کسی طرح نچھوڑیگا ایسا مجکو دشمن سخت وہ جانتا ہے کہ کسیکی سفارش نمانیگا مگر آپ نے جو میرے حال پر رحم کیا ہے اور میرا حال پوچھا ہے تو اب مجکو بھی لازم ہے کہ ایسی چیز آپکی نذر کرون جسکے سامنے سلطنت ہفت اقلیم کی بھی حقیقت نہو اے ملکہ اگر تم خوف نکھاؤ اور میرا اتنا اعتبار کرو کہ یہ برائی نکریگا تو ہاتھ میرے دونون قالبون مین میرے کردو تو مین ایک طاؤس اپنی کسوت سے نکالکر تمکو دون کہ وہ زمرد کا ترشا ہوا ہے اور داغ اسکے جسم پر یاقوت کے بچی کیے ہین پوٹے سے اس مور کے رنگ شہاب کا جسمین سونا حل کیا ہے کل دانے سے نکلتا ہے اور آنکھون سے اسکی گلاب کیوڑا بید مشک کا فوارہ چلتا ہے اور منھ سے اسکے شراب

ارغوانی زعفرانی نکلتی ہی اور زمین پر اگیارا اُسکو زور سے اگر رکھدو تو کمر کے پاس پروں مین چھپی ہوئی ایسی کل لگی ہی کہ وہ ناچنے لگتا ہی شاہان روے زمین کو ہمیشہ ایسی نادر شی کی تمنا رہتی ہی کہ ہے اگر ممکن نہین ہوتی یہ بادشاہ لشکر مسلمانان کو خدا نے شرف دیا ہی کہ اُنکے ادنی ترین ملازمون کو یہ چنین میسر ہین یہ تحفہ شاہ کوکب کے لیے لایا تھا لیکن جانتا ہون کہ شاہ جادوان مجکو زندہ نچھوڑیگا پھر وہ تحفہ نایاب آپ ہی کے کام آئے تو بہتر ہی سلطان ایسی نایاب چیز کا بیان سنکر بہت متشاق ہوئی اور بحر کا رد پڑھکر ہاتھ اسکے قابو مین کر دیے اسنے کمر مین ہاتھ ڈالکر پہلے ایک تختی الماس کی نکالی اور کہا اجی لاحول ولاقوۃ نہین معلوم کیا ہی کہ جس چیز کو ڈھونڈھو نہین ملتی ہی اُس تختی مین تڑپ ایسی تھی کہ ساحرہ کی نگاہ خیرہ ہوئی اور پکاری کہ دیکھون یہ کیا ہی اسنے کہا یہ تمھارے کام کی نہین ہی تم طاؤس مجھے لو اُسنے کہا تم جبتک وہ نکالو مین اسے دیکھون یہ کہکر وہ تختی اسکے ہاتھ سے زبردستی لی اسمین دیکھا تو دو مین سوراخ بھی ہین پوچھا یہ کیسے ہین اسنے کہا اے ملکہ یہ تختی بھی عجب صفت رکھتی ہی یہ جو اسمین سوراخ ہین اُنمین عطر سلیمانی بھرا ہی جو کوئی اُسکو سونگھے تو پریان ناچتی دکھائی دین حمیرہ پردۂ قاف سے اسکو لایا تھا کسی حکیم نے اسکو بنایا ہی یہ اجرا سنکر ساحرہ نے بصد اشتیاق اُس تختی کے ایک سوراخ کو نتھنون سے لگایا اور خوب اچھی طرح سونگھا چھینک مار کر بیہوش ہوگئی عیار مذکور نے اُسکو کمند سے باندھا کہ ہاتھ اسکے قابو مین تھے اور وہ قریب اسکے منھ بھی تھی غرض اُسکو باندھکر زبان مین اُسکی سوراخ دیا اور اُسکو ہوشیار کیا اب جو اُسکی آنکھ کھلی ہاتھ پانون اپنے بندھے دیکھے زبان مین سوراخ پایا اشارہ کیا کہ یہ کیا اجرا ہی عیار نے کہا کہ اے ملکہ اب خدا کو واحد و کتا جانو اور دین اسلام قبول کرو ورنہ مین تمکو قتل کرکے صاف چلا جاؤنگا دیکھا تمنے قدرت خدا کا تماشا کہ مجھ عاجز و بیدست و پا کو تمپر اُسنے غالب کر دیا اور اے ملکہ سامری جمشید خداوندان باطل کو بربوبیت ماننا کار جاہلان و گمراہان ہی اُس خدا کو پوجو کہ جسنے عالم عالم ہست کیا اُسکے قبضۂ قدرت مین کون و مکان ہی ہم سبکی جان ہی خالق روزی رسان معین و یاور بیکسان ہی نظم

مرا دل نام پر اُسکے ہی شیدا	کیا ہی جسنے حسن و عشق پیدا	چمن مین ذکر سے اُسکے ہی فرخ
گلون کو دانۂ شبنم ہی تسبیح	یہ جلوہ حسن کا ہی گل مین اُس سے	اثر ہی نالۂ بلبل مین اُس سے

دلون کا عاشقونکے محرم رازنا	اداؤ ناز کا خوبان کے دمسازنا	اسنے اسطرح وحدانیت

پروردگار بیان کی کہ ساحرہ کے آئینۂ دل پر سے زنگ کفر کچھ دور ہوا اور دل مین بھی اپنے اسکے غور کیا کہ بیشک دین اسکا سچا ہی کیونکہ بادشاہ طلسم نے اسکو قید کیا پھر ایسا کچھ اسکے حدائے اُسکے دلمین ڈالا کہ اُسنے اسکو قتل نہ کیا قید کیا اور مجھپر باتون باتونمین غالب آیا بس یہ سوچکر اُسنے اشارہ کیا کہ مجکو چھوڑدے مین مطیع ہونگی اسنے زبان سے اُسکی سوزن نکالکر کھولدیا اُسنے کہا کہ اے عیار طرار تونے میری جان بخشی فرمائی مین ممنون عنایت ہوئی اب مین تجکو اس گنبد بے در سے نکالے دیتی ہون اور یہان سے کچھ ہی دور پر ایک پہاڑ ہی کہ کوہ سلطانی اُسکو کہتے ہین اُسکے دامن مین ایک قلعہ ہی قلعہ سلطانیہ کہتے ہین اُس کوہ اور قلعہ کی ہم تین بہنین حاکم ہین میرا نام سلطان جادو اور اُن دونون کا نام سلیمان و سرشار جادو ہین مین یہان سے جاکر اُن دونون کو بھی سمجھاؤنگی بادشاہ طلسم بھی وہان آئیگا بعد اُسکی دعوت و ضیافت کے جیسا مشورہ ہوگا وہ کرینگی چالاک یہ باتین سنکر غور فرما ہوا کہ یہانسے رہائی تمکو ملتی ہی اسکو غنیمت سمجھو اور اسکے ساتھ اُسکے قلعہ مین تم بھی چھپکر چلو اگر پنجہ قابض ہوجائے تو مع شاہ طلسم ساحرون کو مارو اسکو پھر وہان سمجھانا اگر انے بہتر نہین ابکی مرتبہ قتل کرڈالنا یہ سوچکر اُسنے کہا اے ملکہ مین تمکو فہمایش کرچکا ہون اب مانتا نہ مانتا تمہارا کام ہی اچھا مجکو رہا کردو ساحرہ نے سحر پڑھکر اُسکے دست و پا مین قوت کردی اور کہا یہان سے نکلجاؤ عیار نے چلتے وقت کہا کہ اے ملکہ مین پھر تمہارے ساتھ احسان کرتا ہون وہ یہ کہ مجکو جو تم نکالے دیتی ہو اگر شاہ طلسم پوچھیگا کہ قیدی کو کیا کیا تو جواب کیا دوگی اُسنے کہا ہان یہ بات تم سچ کہتے ہو پھر کیا تدبیر کرون اسوقت اسنے اپنی کسوت سے ایک سر مقرے کا بنا ہوا نکالا اور اُسپر رنگ روغن لگاکر اپنی صورت کا ایسا اُسکو بنایا اور ساحرہ کے حوالے کیا گلے کی رگون سے خون ٹپکتا تھا آنکھین حسرت آلود اُسکی کھلی تھین وہ سر ساحرہ دیکھکر خوش ہوئی اسنے سمجھا دیا کہ شاہ جو پوچھے کہدینا کہ وہ عیار شرارت کرتا تھا مین نے سر کاٹ لیا یہ سر اُسکو دکھادینا غرضکہ ساحرہ اپنے بیر و غیرہ یعنی پتلے سحر کے لیکر اور وہ گنبد بند نابود کرکے اپنے قلعہ مین گئی چالاک بھی بیلے کے عقب اسکے چلا اور صورت ساحرون کی ایسی بناکر قریب قلعہ سلطانیہ پہونچا اُسکی طرف پہاڑ دیکھا کہ سر بفلک کشیدہ ہی یہ پہلے کوہ کے اوپر گیا دیکھا کہ درخت انواع و اقسام

کے اُسپر لگے گلہائے خوشرنگ پائین سے تا بہ قلہ کوہ کھلے ہین اوپر پہاڑ کے جھاڑیان سرتراشی کی ہوئی بادلے سے مندھی ہین چشمہ ہر سمت جاری ہین چمنستان بنے ہین مکانات تعمیر ہین سامنے مکانونکے نگیرے باسلک مروارید کھنچے ہین پہاڑ پر تو یہ کیفیت ہی سامنے ایک جانب کوہ دروازہ شہر پناہ کا ہی برج آہنین بنے ہین کنگرے فصیلین تعمیر ہین ہر برج مین ساحرون کا مجمع ہی دروازہ پر کئی ہزار محافظ کا پڑاو پڑا ہی یہ کیفیت اور سیر دیکھتا پھر کر قلعہ مین داخل ہوا دیکھا کہ قلعہ نہایت آباد ہی عمارتین پتھر کی نئی ہین در و دیوار کی صفائی پر غش خاطر ہر ذرہ جبین ہی بازار مثل بازار محبت گرم ہی ہر چیز لطیف و نرم ہی دکانین مثل خانۂ چشم فتان معشوقان اشیاء عمدہ سے نیرنگ بازی دکھاتی ہین چشمان تماشائیان حسرت سے اشک تر کا چھڑکاؤ دہان لگاتی ہین چوک بہت چوڑا چکلہ آراستہ ہی گنبدان نازک اندام کا ہر سمت مجمع ہی کہانتک وصف شہر بیان ہو یہ اشعار اُسکی ثنا مین کافی ہین نظم

خوانچے والے کہین پر کہین گانے والے	حقے والے کہین پر لگے جلانے والے	تھے بہشتی جو وہان پانی پلانے والے
تھے مگر دلکی لگی کے وہ بچھانے والے	کلفر و شونکی دکانونپہ تھی گلکی بہار	بلبل دل تھا ہر اک شخص کا اسجا بیمار

بلکہ ہر سمت یہ حال تھا کہ بیت ہر طرف شہر مین برپا تھا حسینونکا ہجوم + خوشی اسطرح سے تھی جیسے کہ شادی مین دھوم + چالاک ہر سمت تماشاکنان قریب دار الامارۃ شاہی آیا یہان بھی بڑا انتظام اور سامان پایا عمارت شاہانہ بنی تھی ایک ایک کوٹھی طاق کسرے و قصر فریدون پر طعنہ زنی کرتی تھی عیار نے بسبب ہجوم دربانان اندر دار الامارۃ کے جانا مناسب نجانا اسلیے کہ شاہ جادوان یہان آنیوالا ہی وہ آئے تو پھر جانا چاہیے فی الجملہ یہ تو باہر دار الامارۃ کے اپنی تدبیر مین ٹھہرا اور اُدھر سلطان جادو وجود داخل دار الامارۃ ہوئے تو اُسنے اپنی بہنون سے کہا کہ بادشاہ نے مجکو بلا بھیجا تھا اور ایک قیدی میرے سپرد کیا تھا اُسکا تو مین نے سر کاٹ لیا لیکن شہنشاہ نے آنے کا یہان وعدہ فرمایا ہی پس یہان دعوت اور جشن مہیا کیا جائے اُسکی بہنون نے یہ سنکر حکم دیا کہ شہر مین منادی کیجائے یعنی ہر شخص سرخوش ہو اور اپنے مکان کو آراستہ کرے شب کو روشنی دروازون پر ہو گلی کوچون مین خس و خاشاک کا نام نرہے تمام شہر آئین بند ہو یہ حکم سنکر کوتوال شہر سرگرم اہتمام ہوا ہر مکان پر مصقلہ ہونے لگا استرکاری سے عالم عالم کو چمکا دیا ہر مکان چاندی سونیکا ڈلا نظر آتا تھا برج خورشید و قمر اُنکے سامنے شرماتا تھا دکانین اور کمرے منقش و رنگین ہوئے مکانون کی دیوارون پر طرح طرح کی

گلکاری کی گئی ہر ایک اہل شہر نے لباس عمدہ زیب بر فرمایا دکانداروں نے اشیاے عمدہ کا ڈھیر لگایا
ہر سمت دھوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم آتا ہی سواری دیکھنے کو تمام خلقت شہر کی در و بام پر جمع ہونے لگی
یہان تو یہ کیفیت اور دھوم ہی دفور عشرت ہی تماشائیون کا ہجوم ہی اُدھر سلطان وغیرہ نے ایک
قصر عالیشان جو باغ پُر بہار کے اندر تعمیر تھا نقش و نگار مین بے نظیر تھا جلسۂ دعوت کے لیے مقرر
فرمایا اور اُس باغ کو بموجب حکم شاہان کار پردازون نے آراستہ فرمایا یہ نقشہ اُسکا بنایا کہ
جوش طراوت سے ہر تختہ بھین رشک گلزار جنان تھا فلک اخضر وہ بوستان تھا ہر روش کا اُسکے
نقشہ برنگ کہکشان تھا فرش مخمل سبز سبزہ کا بچھا تھا ہر خوشہ ڈالی مین مثل عقد ثریا تھا نہرین بصد لطافت
ہر طرف روان آب مصفا آب چشمہ مہرتابان پھول ہر ایک غیرت بخش مہتاب رخ حور کے چہرے سے رشک
اُگین آب و تاب لالۂ حمرا کے تختے مثل چراغان روشن بہار پر تسرین و سمن چشم نرگس گل خورشید پر
چشمک زن گیسوے غلمان پر زلف مسلسل سنبل طعنہ فگن اب اُس باغ پُر بہار کی دیوار و در
گلکاری کی گئی طرفہ بہار پیدا ہوئی خاطر رضوان بھی اُسپر شیدا ہوئی بارہ دری مین اس طرح
آراستگی کی گئی پردہاے زربفتی در و بن مین چھوڑے گئے مسندین آراستہ ہوئین اور
جملہ سامان عشرت مہیا کیا جسکا بیان نظم مین کیا جاتا ہی کہ نظم

گرد پھولون کے عنادل کے ترانون کا سمان	قمریان جمعی ہوئی سرو پہ گرم فغان
ابر کو دیکھکے طاؤس گلستان رقصان	سرو پر قمریان اور گل پہ عنادل قربان
پیچھے اُنکے ہر اک زمزمہ پرداز کے ساتھ	بسطرح ساز کی آواز ملے سانکے ساتھ
واسطے شہ کے مہیا ہوے سامان کیا کیا	فرش و اسباب سے آراستہ ایوان کیا کیا
گھر ہوا باغ ہوا زیب گلستان کیا کیا	چاندی سونے کے قفس مرغ خوش الحان کیا کیا
خوش نوا دو منیان سامنے گانیکے لیے	ساز سب طرح کے موجود بجانے کے لیے
وہ خواصین کہ جو آراستہ زیور سے تمام	وہ جلیسین کہ مئے حسن سے سرمست مدام
جنکے دیوانے ہین غلمان و پریپیکر غلام	وہ کنیزین کہ مستہین جنھین حوران کے مقام
لائین جنت سے شرابین جو طلب جام کرو	پانون چھی کو وہ مجھین اگر آرام کرو

اسیطرح اس مکان نیوتنان مین ایک طرف میخانہ آراستہ کیا ایک سمت تعمتخانہ سجا گیا اسمین کا

یہ حال تھا کہ بیت پر ہمانے کیے دا اپنے عکس رای کو + روح حاتم کی بھی حاضر ہوئی مہمانی
کو + اس سامان کے مہیا کرنے مین وہ دن بھی آخر ہوا اور خسرو طلسم روز حشمہ ظلمت مین
نواب سمجھکر ڈوبا ساحرہ شب نے بہر دعوت شاہ انجم سپاہ باغ فلک آسنہ کیا کہ بمقتضاے ایات

غرض مانند شوق عاشق زار	ہوا خورشید تابان گرم رفتار	بشکل عارض الفاظ تحریر

شہ شاہ یہ تینون شہزادیان بالاے اس بارہ دری کے آکر جلوہ گر
ہوئین نیچے اس بام کے تمام شہر آباد نظر آتا تھا اس کوٹھے کا وہ شہر جیسے باغین باغ تھا شہر مین
روشنی خوب ہو رہی تھی خلقت کا ایسا جاؤ تھا کہ میلا لگا تھا سو لوگ طرح طرح کے بنکر آتے تھے اور
اس کوٹھے کے نیچے سے گذرتے وہ قلعہ قلعہ را فلاک کے ہمسر تھا کہ روشنی چراغان قنادیل انجم
کیطرح تابان شعبدہ بازی بازیگران برنگ عربدہ سازی گردش دوران و آسمان اسلی آتشبازی
وزیبائش مین چالاک نے صورت اپنی مثل صورت آتشبازان بنائی یعنی لباس سے بگلہ جھگہ
کی اور بارود کی آتی جابجا پیرہن جلا ہوا دومین انار کرین ایک دو چرخی مہتاب وغیرہ ہاتھ مین
لیے اسیطرح چند دن دکھانے کے واسطے لیکر سامنے اس کوٹھے کے آیا شہزادیون کو تسلیم
کرکے دعا دیکر عرض کیا کہ حضور مین آتشبازی ایسی بناتا ہون کہ کسی بشر نے نہ کیا چرخ پیر نے
باین ہمہ پیرانہ سالی نہ دیکھی ہوگی آج میری چرخی کے سامنے چرخ کی رنگ نہین بدل سکتی کیا
مجال ہے جو مہتابی کو مہتاب کی میری مہتابی کے ہموزن کرسکے اور چھلچھڑی عقد ثریا کی مقابل
میری چھلچھڑی کے ہو گو فلک لاکھ چلچھڑی چھوڑے اور شرر باری آتش فشانی کرے لیکن میری برق اندازی سے
برنگ طاؤس آتشبازی آتش حسرت مین جلے حضور دیکھیے میرے پاس یہ وزن ہے یہ کہکر دو
گھنچکیان ایسے چھوڑے کہ عقل سبکی چکر مین آئی مہتابی کے چھٹنے سے آتشباز دہر کے منھ پر چھٹنے لگی
ہوائی ملکہ سلیمان وغیرہ نے کمال درجہ پسند کیا اور فرمایا کہ اسوقت بادشاہ طلسم آنیوالے
ہین کچھ عرصہ نہین ہے سردست آتشبازی تیار کرسکتے ہو اسنے کہا دوپہر رات تک حضور اور
جلسہ شاہ کو دکھلائین دوپہر شب کے بعد آتشبازی مجھے تیار لین لیکن سب مصالحہ جو جو مجھکو
چاہیے ہو عنایت کرین شہزادیون نے اسیوقت بارود شورہ گندھک لوہچون وغیرہ منگوانیکا
کا حکم دیا متطہان دعوت نے اسیوقت سب سامان مہیا کردیا جو اس قلعہ مین کہ آتشباز رہتے

تھے انکو طلب کرا کر جالاک نے اپنا شریک حال کیا اور انعام کثیر کا انکو امیدوار فرمایا وہ
قلعۂ آتشبازی و دیگر سامان اپنے یہان سے تیار کٹھوا لائے حیار مذکور الگ سب کاریگرون کو
لیکر بیٹھا اور آتشبازی بنانے لگا اور وہ اجزا انمین شریک کرانے لگا کہ جسکے دھوئین سے
انسان بیہوش ہو جائے یہ تو اس تدبیر مین ہے ادھر شاہ طلسم نے جاکر چشمۂ پاشوے سامری
مین غسل کیا جب وہان سے جانب قلعہ سلطانیہ روانہ ہوا دل مین آسکے خیال آیا کہ ملکہ
سلطان جادو نے جاکر میرے آنیکی خبر دی ہوگی سب اہل قلعہ منتظر میرے ہونگے بڑی
تیاری کی ہوگی پس لازم ہو کہ مین بھی بڑے احتشام و تزک سے قلعۂ مذکور مین جاؤن
غور کرکے ایک مقام پر ٹھہر کر اسنے سحر پڑھا کہ پرزاد طلسم تخت اور جلوس شوکت و حشمت لیکر حاضر
ہوئین بادشاہ سوار ہوکر قلعۂ مذکور مین آیا اہل شہر منتظر تھے کہ یکایک غلغلہ ہوا شہنشاہ تشریف لائے
ہر ایک چشم براہ سرگرم نظارہ ہوا دیکھا کہ اول چار سو تخت جنپر جواہر کے درختون کی چمن بندی کی
ہوئی مثل قطعۂ گلزار کے ظاہر ہوئے پھر بارہ سو جادو گر رنگ برنگ پوشاک پہنے منہ سے آتش فشانی کرتے
تلوارین کھینچے مریخ صولت بنے ہوئے نکلے انکے بعد کئی ہزار سوار مرکب پر مذہب پر سوار نکلے کہ گھوڑے
انکے جواہر کے ساز و یراق سے آراستہ تھے انکے گذرنے کے بعد بارہ سو ساحر بشکل ہیبتناک
اژدہون پر سوار پیدا ہوئے کہ زحل بھی انکی صورتین دیکھکر خوف کھاتا تھا ہندوے فلک چکر کھاتا تھا
جمدڑیان ہاتھون مین لیے جھومتے لگون مین تاریخ اچھالتے گذر گئے انکے بعد کئی ہزار رندی کا
غول ظاہر ہوا کہ ہر ایک عورت سراپا غرق دریاے جواہر تھی فن عشق و حسن سے ماہر تھی لباس
ہر ایک گلابی زیب قامت کیے مہندی ہاتھ پانؤن مین لگائے کہ بقول مؤلف ہاتھ مین دل تو
اگر تم پھر مزا کیونکر نہو ۔ یہ کباب آتش رنگ حنا کیونکر نہو ۔ ہر ایک گلبدن مہ جبین حور تمکین نازنین
عالم کم سن الیسمین قہقہے لگاتین پیرگردن کو اپنی ستمگری کے سامنے چٹکیون مین اڑاتین گذر گئین
پھر کئی سو جمدڑیان ساز ہاتھون مین لیے تختون پر سوار نکلین زہرہ تاسارنگی کو کھینچتا تھا ماہ طلے پر
پرتی تاج بروے ہوا ہوتا ہوا پر بھی ہوا بندھی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ زہرہ ہوا پر اتر آئی ہو ساکنان
ہوا نے کی انجمن آرائی ہو انکے گذر جانے کے بعد چار ہزار نازنینان زرین پوش زلیخا صورت
پہنے نکلین ہر ایک انمین کرشمہ سنجی ایسی کرتی کہ سامری کو اپنا غلام بناتی چشم فتان انکی

عربدہ پردازی فتنۂ دہر کو سکھاتی گاتیان دوپٹے کی بانہہ سے سینہ پر کچین ابھری ہوئین عاشقونکے دلکا ارمان بڑھاتین کہ ابھر ابھر کر دور شوق زیادہ فرماتین کیا وصف اُن چھاتیونکا کیا جائے مسدس

وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہین یہ	کہتے ہین شمس و قمر قمقمۂ نور ہین یہ
ثمر پیش رس نخل سر طور ہین یہ	ہاتھ کس طرح سے پہونچین کہ بہت دور ہین یہ
اشنا آنکھ سے جسنے دیکھا وہ انگیا ہو جائے	طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جائے

اور وصف اُنکے حسن کا کیا بیان ہو خوف یہ ہے کہ بہت طولانی نہ داستان ہو وہ یگانۂ حسن و جمال یاقوت احمر کی ترشی ہوئی چکیان پھراتی تھین دل دہر کو لٹو بناتی تھین آفتاب سے گویا بزبان ایما و اشارت فرماتی تھین کہ بھلا حسن مین سامنے ہمارے آ تو سہی یہ گو ہے اور یہ میدان ہے کیا تیرے پاس سامان ہے وہ چکیان یاقوت سرخ کی جب پھرتی تھین تو انگارے آگ کے برسے ہوا اڑ رہے تھے یہ گلرخسارین ملائک فریب تھین شیطان کو شہاب ثاقب لگاتی تھین یا انجم فلک کو چکیون اڑاتی تھین اُنکے نکلجانے کے بعد چار ہزار جادوگر طاؤس سوا اچھرے اُنکے پرزادون کے اور جسم سب مثل طاؤس کے ہاتھ مین چکر لیے ایک سمت کو نکلگئے پھر آٹھ نو سو چوبدار عصا بردار عصاے جواہرنگار ہاتھون مین لیے آواز طرقہ لگاتے بڑھے عمر و دولت پکارتے ردے ہوا پر اڑتے گذر گئے اُنکے بعد سو عورت کم سن پچکاریان اور گگریان لیے رنگ کھیلتی رنگ مین شرابور منھ پر عبیر و گلال ملا ہوا حسن کی دونی بہار اُنکا غضب کا نکھارہ رنگ کھیلنے مین اُنکا بیساختہ پن عجب رنگ دکھاتا گورا گورا نازک نازک بدن پیرہن سے نظر آتا تھا رخسار اُنکا رنگ مین بھرا یہ معلوم ہوتا تھا کہ لعل بدخشانی جوہری حسن نے دکان جسد مین دھرے ہین یا دو یکہ نور روشن ہوئے ہین یا جوش پر رنگ شباب آیا ہے یا حسن نے پُرجوش ہو کر جبالون کو بہایا ہے غرضکہ جب یہ بھی گذر گئین ایک ابر پیدا ہوا بجلی آسمین چمکنے لگی اور ترشح ہونے لگا موتی برسنے لگے باجون کی آواز ارغنون دار صورت ہزار آنے لگی اب شہر کی تمام خلقت مین غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ تشریف لائے ہر ایک یہ کہتا تھا کہ ہوشیار ہو جاؤ شاہ شاہان کی سواری قریب آئی کہ بمقتضاے مسدس

کردہ آتا ہے جو ہے موجد ہر رنگ فسون	جو مسلمانون کا رہتا ہے سدا لشنہ خون
جسکے آگے سر تسلیم زمانہ ہے نگون	سر جھکائے ہے قدمبوس کو جسکے گردون

جب یہ شمشیر دم جنگ علم کرتا ہی
سر جبلا د فلک کو بھی قلم کرتا ہی

یہ غلغلہ سنکر سلطان وسلیمان وسرشار مع تمام اپنے امرائے دولت کے اٹھکر بہر استقبال چلپن کشتیان زر وگوہر کی ہمراہ لین تخت سحر پر سوار ہوکر بلند ہوئین اس اثنا مین ایک تخت زمرد کا نمودار ہوا بنگلہ اُسپر موتیون کا بڑا تھا شاہ طلسم اُس تخت پر جلوہ فرما تھا گرد تخت پچنین سونے چاندی کے تیلیون کی پڑی تھین اور ہزارہا نازنین چنور ہال ہا کے لیے مروحہ جنبانی کرتی تھین چلپنین آدمی بندھی اور آدھی کھلی تھین ساحران خوک پیکر گھنٹے گھڑیال ناقوس بجاتے تھے بادشاہ بھی صورت اپنی مثل جوانون کے بنائے موتیون کا تاج سر پر رکھے سفید پوشاک زیب قامت فرمائے زمرد کی نمد مین ہاتھون مین باندھے تھا ان تینون شہزادیون نے آگے بڑھکر تسلیم کی اور تہنیت دی پھر سواری کے ہمراہ مثل کنیزونکے چلین شام ہوتے ہوتے بادشاہ داخل قصر جلسہ دعوت ہوا اور تمام سامان تزک اور احتشام کو رخصت کردیا فرمایا کہ مین یہان سے جانب کوہ فیروزہ جاونگا پھر تا ہوا باغ سیب مین آونگا پس اس ساز وسامان سے گرد اوری طلسم کی کرنسکو نگا حاصل مرام وہ جملہ سامان طرفۃ العین مین سامنے سے غائب ہوگیا اب بادشاہ کے سامنے ناچ ہونے لگا بادشاہ بھی لائے بام جوکر کے وغیرہ اور برج تعمیر ہین وہان بیٹھا نیچے اس باغ کے شہر کی سیر دیکھتا تھا اسطرف باغ پر بہار مین عیش اُڑ رہا تھا نازنینان ماہ پیکر کا مجمع تھا غرض ناچ دیکھنے لگا شراب کا پیالہ گرد شمین آیا ملکہ سرشار وغیرہ تینون بہنین جوان اور حسین طرحدار ہین وہ پہلو مین بیٹھین پھر تو اُس جلسہ کی یہ کیفیت تھی کہ جشن جمشیدی مقابل اُسکے ایک گدا کی صحبت تھی کہ بمقتضاے مسدس

ناچنے والون نے وہ دھوم مچالی آکر
کہ ہوا چار طرف بزم مین شور محشر

تیوریان ایسی چڑھین اُترے رخ شمس وقمر
نیچی آنکھین ہوئین تیغین تو اشارے خنجر

اٹھ گیا ہاتھ جدھر اک نئی آفت اٹھی
پانو نکلی ٹھوکرون سے گرد قیامت اٹھی

ایسے نقال کہ دیکھے نہ سنے آج تلک
تالیون کی در افلاک پہونچی دستک

کہ کمر مین تھی لچک گاہ تھی اعضا مین پھڑک
کہ جوان گاہ نے پیر کسیدم کودک

کبھی زاہد کبھی ہشیار بنے تیزی سے	زعفران زار ہوئی بزم طرب خیزی سے
دوپہر رات گئے تک تو یہ جلسے دان پر	بعد ازان مشغلہ بادہ و ساغر ساغر
ہنستین بیٹھے ہوئے گرد مرصع زیور	چور سب نشہ مین جامے سے سراپا باہر
شان جام و گلگون مین گل خندانی	قلقل شیشہ صدا بلبل خوش الحانی
بعد اس جشن کے خاصے کا ہوا پھر سامان	چن دیے لاکے وہ خاصے جو تھے نایاب جہان
نیر پد نظر تھے انجم کیطرح نور فشان	لاین حورون سے کہو مائدۂ باغ جنان
چرخ کے خوان سے بھی نعمت الوان آئے	نان خورشید و نپیر مہ تابان آئے

دوپہر رات گئے آتشبازیقلی نے آکر عرض کیا کہ آتش بازی تیار ہی کہان گاڑی جاے شہزادیان چین کہ باہر باغ کے سامنے جو میدان ہی اُدھر ایوان شاہی ہین راستہ نہین چلتا ہی اُسیطرف آتشبازی چھوٹنا اچھا ہی اِس کوٹھے کے نیچے کہ جسپر بیٹھے ہین شہر آباد ہی تمام خلق دیکھنے کو جمع ہوگی ہجوم سے مزاج شہنشاہی برہم ہوگا پس یہ تجویز کرکے حکم دیا کہ باغ کے دروازہ پر جو میدان ہی وہان گاڑے چنانچہ اُسیجگہ آتشبازی نصب ہوئی اور درباغ پر ایک کمرے مین فرش تکلف آراستہ ہوا بیچ کے دروازے مین مسند بادشاہ کے لیے بچھائی گئی اور شہزادیون کے لیے بھی اُسیجگہ بیٹھنے کی مقرر ہوئی اور امیران سلطنت اور دربان مین ٹھہرنے کو معین ہوئے بادشاہ کو لاکر اُنھون نے اُس مسند پر بٹھایا آپ سر پر رومال جھلنے کھڑی ہوئین شاہ نے ہاتھ پکڑ کر اُسی درمین بٹھا لیا باقی کچھ تو میدان مین کچھ درباغ پر کچھ اور مکانات کے کمرون مین تماشا دیکھنے ٹھہرے لیکن وہی لوگ یہان رہین جو رسوخیت رکھتے ہین اور مقرب و معزز ہین بہت بھیڑ اور جا نہین ہی اِس اثنا مین شاہ کو خیال قیدی کا آیا سلطان سے پوچھا کہ ہمارے قیدی کو کسکے حوالے کیا جو تم یہان بھی ہو اُسنے عرض کیا کہ بعد آپکے تشریف لیجانیکے مین چند کنیزین بہر حفاظت چھوڑ کر قلعہ مین اپنے آئی وہان اُس عیار نے نہین معلوم کیا تدبیر کی کہ اندر اُس کمبند بے در کے کنیزون کو بلا کر بہت سی شراب دیدی تو مین نے پیشتر سے معین کر رکھے تھے کہ مجکو خبر دیتے رہین اُنھون نے مجکو اطلاع دی کہ جلد خبر لو کنیزین قتل ہوتی ہین مین بہت جلد یہان سے گئی دو ایک کنیزین قتل ہو گئی تھین مین نے جاکر غصہ مین اُسکا سر کاٹ لیا اور آپ کے دکھانے کو سر لیتی آئی یہ کہکر ایک کنیز سے

فرمایا کہ میری خوابگاہ مین صندوق رکھا ہی اُسمین سر لاکر مین نے رکھدیا ہی لے آوہ کنیز مصنوعی
چالاک کا لے آئی شاہ نے اُسکو دیکھکر فرمایا کہ شکر ہی سامری کا جو دشمن صعب قتل ہوا یہ کہکر سر تو
مزبلہ پر پھنکوا دیا اور مصروف تماشاے آتشبازی ہوا چالاک نے حکم چھوڑنے آتشبازی کا جو پایا
کرۂ ارض مین آگ لگادی پہلے تو غبارے ہزارون اُڑائے یہ معلوم ہوتا تھا کہ برج آسمان سے
اُتر آئے ہین اُنمین ستارے چھٹکتے ہین وہ اُن غبارونکا ہوا کے رخ پر جانا اور ڈگمگانا یہ ظاہر تھا کہ
سبعہ سیارہ راہ مین بھٹکتے ہین بروے ہوا بیج اور بنگلے بنے تھے شاہدان شعلہ رخسار اُنمین بیٹھے تھے
نہین نہین گنبد غبارے کے دل جلون کے دل مردہ تھے اور غبارے اُنکے مقبرے تھے یا کہو کہ
سر کمال فروغ سے ہوا مین بھرے تھے اسیطرح ایک سمت تو یہ آتشبازی کی دغنے لگین جسکے
اُنکی ارض و غبرا مین کیا قلوۂ افلاک مین تزلزل ڈالدیا ہوائیان ایسی چھوٹین کہ کرۂ ہوا کرۂ نار
بنگیا وہ فلک پر سے ستارونکا گرنا اور سرخ سبز رنگ بدلنا عجب عالم دکھاتا تھا کبھی کوئی
ستارہ مریخ تھا دم بھر مین وہ زہرہ و عطارد نظر آتا تھا چار سمت سے آتشبازون نے چنگ جائین
اور اُنکی کمنیون مین چرخیان باندھین اور پھلجھڑی دُم کی جگہ باندھکر آگ لگادی جبے وہ چنگ
بلند ہوئین پھلجھڑی کی آگ چرخی تک پہونچی رونے ہوا پر جو سب چرخیان چھوٹین چرخ شعبدہ گر
چکر مین آیا لوگون کو گمان ہوا کہ صدہا آفتاب آسمان سے اُتر آیا ہزارہا گیند درختون مین لگتے
تھے اُنمین جو آگ دی انارون کیطرح وہ چھوٹے ایک گلزار زرین کوسون تک نظر آنے لگا
زمین و آسمان شرر ریز و شعلہ خیز تھا اب آباد عالم کا پڑا وار شک کوہ طور بنا خاکدان ظلمت

عالم نور بنا مسدس

بعد خاصے کے لگی چھٹنے وہ آتشبازی	لگ اُٹھی آگ فلک کو ہوئی برق اندازی
تھا تماشا کہ فیلون کی وغا پردازی	جلکے طاؤسون کی تھی چار طرف طنازی
چرخیان چھٹکے ملین گنبد دولابی سے	ہوگئی رات بھی دن زردی مہتابی سے
قلعے کاغذ کے جو تھے نصب ہوئے آتشباز	آگ نے کرۂ خاکی کیا دم بھر مین حصار
صفت سرو و چراغان تھے شرر بار انار	جیسے پرواز کرین نالۂ عاشق کے شرار
ہوئین مہتابیان روشن مہ انور کیطرح	چادرین چھٹنے لگین پانی کی چادر کیطرح

اس آتشبازی کے دیکھنے مین بادشاہ اور اہل قلعہ محو تماشا تھے اور تعریف کے نعرے بلند کرتے تھے اُدھر ہوا پھول جانی جو ہی اژدھا لکڑی دیو پری بٹارے بتاسے چھوٹ رہے تھے اور چالاک نے اُس رخ سے آتشبازی کو گاڑا تھا کہ دھوان اُسکا باغ کے کمرون کیطرف جاتا تھا ہوا کے رخ اُن کمرون کو رکھا تھا تھوڑی ہی دیر مین دھوان گھٹا اور تمام مکانون مین بھر کر ایسا گھٹا کہ ہر ایک شخص کی آنکھون مین ناک مین سرایت کر گیا اور چھینکین مار کر تمام اہل تماشا بیہوش ہوئے اور آتشبازون کے ساتھ اقسم جادو قائم جادو نام سپہ سالار انتظام کرتے پھرتے تھے اُنھون نے آپسمین اثر شہ بیہوشی سے دھول دھپا شروع کیا اقسم نے قائم کے دھول ماری اُسنے کہا ابے کیا ہے کہا بھیا کو اتمہارے سر کا خود لیے جاتا ہی قائم نے گھبرا کر پکارا ابے مشعلچی تیل مشعل ایسا گھبرایا کہ اسکے سامنے جلو باندھکر آیا کہ او اُلو لگا قائم نے کہا ابے اور جلو مین پیشاب کر دیا اور پکارا جلدی دستی مین بھر کر مشعل پڑ دال سر سے پیشاب مین چراغ جلتا ہی ایک سپاہی نے آکر ایک لات ماری کہ ابے ہمارے سامنے یہ شیخی لات کھا کر یہ گرا اور بیہوش دوسرا سپہ سالار سپاہی کو پکڑنے چلا وہ بھاگا یہ دونون بھی بیہوش آتشباز بھی آپسمین لڑنے لگے ایک نے دوسرے کے پیرہن مین آگ لگا دی کہ آتشبازی کا دیو بھاگا جاتا ہی کسیکا ازار بند اکر تھا نبا کہ اس تپلے کا یہ خلیتہ ہی اُدھر کرون پر سے آواز تڑاق پڑاق پھیکون کی آرہی تھی آخر اُس میدان دالیوانات کے سب آدمی بیہوش ہو گئے چالاک خنجر کھینچکر اُس کمرے پر آیا کہ جسمین شاہ طلسم بیٹھا تھا وہان آتے ہی بادشاہ پر حملہ کیا خود آپ ایک پنجہ پیدا ہوا خنجر اُسنے روک لیا یہ عیار سوچا کہ بادشاہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہی جب تو غفلت مین بھی سحر اسکا چلتا ہی خیر حال اسکے قتل کا بھی طلسم مین رہنے سے معلوم ہو جائیگا غرض بادشاہ کے قتل سے ہاتھ اُٹھا کر جلد جلد اور ساحرون کے پیٹ پھاڑنا شروع کیے اور سر بہت سے کاٹے غل اور ہنگامہ بیرون نے مچایا آندھیان آئین ساحر جو یہان سے علیحدہ تھے وہ دوڑے اتنے عرصے مین اسنے سو دو سو کے سر کاٹے تین چار سو کے پیٹ پھاڑ ڈالے اُسوقت ایک تڑاقا ہوا ابر گھر آیا بجلی چمکی بوندیان پڑنے لگین ہوا سرد چلی شاہ جادوان ہوشیار ہو کر اُٹھا عیار موصوف نعرہ کرکے کہ منم چالاک بن عمرو ایک سمت کو جست کرکے بھاگا اور

ساحر آئے بادشاہ یکایک اُٹھا حیران وار چار سمت دیکھنے لگا کہ یہ کیا ہوا عیار تو کہین جا کر چھپ رہا
اور بادشاہ نے پانی زیادہ بر ساکر سبکو ہوشیار کر دیا اور دیکھا کہ سلطان وغیرہ نے دعوت کے عوض
ایسی عداوت کی ہے کہ تشنۂ خون ساحران بنگئی ہین حسرتین ساری کشتہ ہین سمندر بنکر جہاز ڈبویا
ہے غرضکہ اسکو غضب طاری ہوا اور دل سے سوچا کہ سلطان نے تجھے بیان کیا کہ مین عیار کا
سر کاٹ لائی ہون اور یہان وہ عیار زندہ نکلا اور اُسنے آتشبازی بنائی پس معلوم ہوا کہ
یہ شہزادیان قلعہ کی عیار سے ملگئی ہین یہ خیال کر کے اِسنے شہزادیون سے کہا کہ اری قحبا و بڑا
غضب کیا تمنے کہ نمکحرامی پر کمر باندھی اور مجھے دغا کی اُنھون نے ہاتھ باندھے اور قدم پر سر رکھا
عذر کیا کہ ای شہنشاہ کنیزین بالکل بیخطا ہین اور اگر کوئی شبہہ ہماری جانب سے حضور کو ہو
تو معاف فرمائیے بادشاہ نے ایک ٹھوکر ماری کہ سر اُنکے قدم پر سے اُٹھگئے اور مُنھ سے بادشاہ
نے اُف کیا ایک شعلۂ آتش مُنھ سے نکلا یہ تینون شہزادیان بیہوش ہو گئین اُسوقت سب کنیزون
اور انیسون کو انکی بادشاہ نے طلب کر کے کہا سچ بتاؤ یہ کیا ماجرا ہے اُنھون نے قسمین کھائین
کہ ہم نہین واقف ہین شاہ نے کہا اچھا اگر تم شریک حال میری ہو تو ان الزادیون کو گرفتار
کیے ہوئے کوہ شنگوفہ پر لاؤ مین وہان اِنکو قتل کرونگا اور افسران لشکر کو اِس قلعہ کے بُلایا اور
ایسا سحر اُنپر دم کیا اور حکم دیا کہ اپنے سر کاٹ ڈالو سبنے اپنے ہاتھ سے سر کاٹنا شروع کیے قلعہ
مین غوغاے عظیم برپا ہوا اُن افسرون کی بی بیان لڑکے بہنین شاہ کے قدم پر آکر گرین شور
فریاد و نوحہ بلند کیا اور عرض کیا کہ وہ عیار دل مین خوش ہوگا یعنی جو میرے قتل کرنے سے
بچ گئے اُنکو شاہ نے قتل کیا اِس کلمہ سے بادشاہ کو رحم آیا اور اُنکے قتل و ہلاک سے ہاتھ اُٹھایا
اور ایک عفریت ساحر کو حکومت وہان کی سپرد کر کے چند تپلیان بزور سحر مٹی کی بنا کر بیر اُنکے قالب
مین بٹھا کر سب کنیزون اور انیسون کو شہزادیون کے مقید کر کے تختہاے سحر پر بٹھلایا اور
کہا مجکو تمسے بھی شک ہے پہلے مین نے قید اِن حرامزادیون کی تمھارے سپرد کرنا چاہی تھی مگر
نہین جنکی مالکین بیخبر ہین اُنکی کنیزین کیونکر نہ بیخبر ہونگی یہ کہکر اُن تینون شہزادیون کو بھی ایک
سحر کے تخت پر زنجیرون مین باندھکر بٹھایا اور ہوشیار کر دیا کہ اپنے حال خراب کو دیکھین پس
اُن مٹی کی تپلیون کے یہ سب تخت سپرد کر کے فرمایا کہ کوہ شنگوفہ پر اِنھین لاؤ اور آپ یہانسے

پرواز کرکے روانہ ہوا لیکن اس انتظام کرنے اور دعوت وغیرہ کے جلسے مین وہ رات گذر چکی تھی خلعت
پرزر وستارہ دار جسم فلک سے حاکم طلسم کو مین نے اُتار لیا لباس عریانی تن عنایت فرما کر اس طلس
گرد غبار کا جامہ روزگار غدار کو دیا منظوم

کہ جسدم لف شب گھنٹے پر آئی	سحر کی پھر گئی ہر سو دہائی	درختون سے ہوئے خشک اشک شبنم
حرارت مہر نے بخشی مگر کم		

بادشاہ تو جا چکا تھا صبح کو پتلیان تخت مقید دن کے اُترا کر روانہ
ہوئین قلعہ مین عجب طرح کا تلاطم تھا نوحہ کشیون کی صدا ہر گھر سے بلند تھی بخت سیاہ زلف بنکر جہا
گلیون مین دے رہا تھا اشک قرکا چھڑکاؤ سر راہ تھا غم واندوہ کی سیاہ دور دیہ استادہ تھی چشم
حسرت آلود کیطرح ہر دکان کھلی تھی شہر تمام وحشت آباد تھا خانہ خرابی خانہ بخانہ تھی ہر دیوار و در
قرط غم سے ششدر ہر ایک دل مثل آئینہ کمدر عرنے اور دریچے مثل آغوش پر تمنا کھلے ہوئے درد ان
لسان با مقصد کم نصیبان بند تھے کہانتک یہ رنج بیان ہو کسیکو جوش الم سے ہوش نتھا
چالاک بھی شہر سے اسی ہنگامہ مین صبحکو نکل گیا اور ان تختون کے ہمراہ یہ بھی چلا دل سے
کہتا تھا کہ ملکہ سلطان تیرے سبب سے قتل کر ڈالی جائیگی اسنے تجکو قید بادشاہ سے رہا کرا
تھا تجکو بھی چاہیے کہ اسکو چھڑا دے اور اب بادشاہ اس سے بنی ہو گیا ہے یہ جائیگی کہان مع
اپنی بہنون کے یقین ہے کہ تیری شریک ہو جائے یہ تجویز کرکے اسنے ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی
بارہ چودہ برس کے سن کی عورت کی ایسی بنائی لیکن چہرۂ پرنور پر زردی غم کی چھائی ہوئی
زلف سیاہ پر پریشانی آئی ہوئی حسن صبیح مین شوریت رنج کا نمک جو ملا تھا تو اور زیادہ مزا
پیدا ہو گیا تھا مگر شیرینی رنج مین نمک کس کام کا سراسر بے لذت وبمذاقہ تھا یعنی گرد غم منھ پر پڑی
آنکھون سے بندھی اشکون کی لڑی دوپٹے کا ایک آنچل سر سے ایک زمین پر گھسٹتا ہوا پائینچے
چھوٹے ننگے پانون کانٹے تلوون مین چبھے انگیا مسکی ہوئی چھاتی نکلی ہوئی منھ پر دھتڑ مارتی
ہے ہے امی جان کہتی زار زار روتی اس تخت کے نیچے کہ جسپر شہزادیان قید تھین یہ بھی دوڑتی
چلی اسکے حال زار کو پتلیون نے کہ اصل مین وہ پتلیان ارواح خبیثات ہین دیکھکر رحم کھایا اور
تختون کو زمین پر اُتار کر کہا اے شوریدہ بخت یہ کیا تیرا حال ہے کیون تو اسیر سلسلۂ ملال ہے مجرمون کے
سایہ سے بھاگنا زیبا ہے نہ کہ تو انکے ہمراہ آتی ہے اشک غم آنکے رنج پر بہاتی ہے اس واسطے تو بخیر زندہ

نے جوابدیا کہ ای بیخبر ان شہزادیون نے مجکو چھ مہینے کا لیکر پالا تھا انکی بدولت دنیا بھر کے چین
عیش کیے کس ناز و نعمت سے پلکر ہم اتنے بڑے ہوئے اب ہماری پالنے والیان اس
عذاب مین گرفتار ہون اور ہم گھر مین بیٹھے رہین یہ ہمسے نہو سکا گھر سے نکلے ہین نہ دانا کھائینگے
نہ پانی پینگے یونہین تڑپکر جان دینگے اگر تم ہمپر اتنا احسان کرو تو بہت اچھا ہو کہ مشکین ہماری
باندھکر انھین کے پاس بٹھلا لو تو ہم انکو دیکھتے چلین شاہ سے کہدینا کہ یہ ان گنہگارون کی
بیٹی ہو قید ہونے سے رہگئی تھی ہمنے گرفتار کر لیا شاہ ہمکو بھی قتل کر ڈالیگا یہ کلمات حسرت آیات
سنکر وہ تتلیان بولین کہ ای ہو نگوڑی غیر ہو لیکن پالی جو ہو تو کیا محبت اُسکو ہو اچھا اسکو بٹھا لینا
چاہیے ایک نے کہا جو بادشاہ خفا ہو تو کیا ہو دوسری بولی کہ جب مقام قربت شہنشاہ
آئیگا تو اسکو اُتار دینگے یہ کہکر اس سے کہا اچھا ای بدبخت تخت پر بیٹھ جا مگر خبردار نہ مچانا نہین ہم
اُتار دینگے یہ نازنین اُسی تخت پر کہ جسپر شہزادیان قید تھین جا بیٹھی اور گردن مین انگلی ڈالکر
کہا امی جان تمنے کچھ کھایا بھی وہ تینون حیران ہین کہ یہ کون ہماری تو کوئی لے پالک نہین مگر
یہ سوچتی ہین کہ تمتو قید ہو اسکے حال کی تفتیش نکرو کوئی ہوگی تمسے تو بہ لطف و مدارا پیش آتی ہو
غمخواری جتاتی ہو غرضکہ جیا نے پوچھا کہ تمنے کچھ کھایا انھون نے کہا کہ ای بیٹی قید مین کھانا
پانی کہان اس گلرو نے کہا ہم لڈو موتی چور کے تمھارے لیے لائے ہین تم کھاؤ تو ہم بھی کچھ کھائین
انھون نے کہا اس غضب مین کھانے پینے کا کسے ہوش ہو اچھا ان تتلیون سے کہو اگر یہ
تخت ٹھہرائے رکھین تو ہم کھائین اُس گلبدن نے لڈو بہت سے نکال کر اُن تتلیون کے آگے
رکھے کہ یہ آپ بھی کھائیے اور تخت ٹھہرائے رکھیے کہ ہماری مائین بھی کھالین انھون نے وہ
لڈو لیکر کھانا شروع کیے اور کہا جلد تم بھی کھالو کھلا لو اسنے کچھ لڈو خالی از بیہوشی نکالے
اور شہزادیون کو دیے وہ بھی کھانے لگین لیکن تتلیون کو لڈو بیہوشی ملے ہوئے دیے تھے
وہ کھاتے ہی بیہوش ہوگئین اُسوقت شہزادیون نے پوچھا کہ ای بیٹی تو کون ہو اسنے کہا
مین وہ ہون جسکو سلطان نے گنبد بے در سے نکالدیا تھا اب تم سحر پڑھو اور سب ملکر
یہ زنجیر اپنے پاؤن سے دفع کرو اور میرے ساتھ چلو یہ سننا تھا کہ اُن تینون نے سحر پڑھا اور
از بسکہ ناظمہ ممالک طلسم ہین سحر کو بادشاہ کے تینون نے ملکر رد کر دیا اور اُنپر سے کیا سحر اُترا

سب کنیزون انیسون پر سے بھی اُتر گیا انھون نے جلد ایک تخت اپنے سر سے بنایا اور
چالاک کو اُسپر بٹھا کر آپ بھی سوار ہوئین اور کنیزون انیسون وغیرہ سے کہا کہ زمین آسمان مین
غائب ہو کر بطور مخفی ہمارے ساتھ آؤ کہ ہم لشکر مہرخ مین جائینگے وہ سب پرواز کر کے چھکر روانہ
ہوئین اور یہ شہزادیان بھی چلین اُن تینون کو اسیطرح بیہوش چھوڑا اسلیے کہ یہ قتل نہو سکینگی راہ
مین شہزادیون نے عیار سے کہا کہ ہم بدل مطیع الاسلام ہوئے اطاعت خواجہ عمرو کی مثل مہرخ
ہمنے قبول کی تم ہمکو اس شاہ ستمگار کے ہاتھ سے بچا کر لشکر مہرخ مین پہونچا دو اور اے عیار طرار
یہانسے لشکر مہرخ بہت دور ہے تم تمام عمر بیابانون مین سرگردان پھرتے مگر لشکر مذکور تک نہ پہونچتے
ہم بھی جانبازی اور سرفروشی کر کے آپکو پہونچائینگے ہرچند کہ اس موذی بادشاہ سے بچکر جانا
مشکل ہے لیکن یہان سے کسی گانون مین چلکر دیکھین جو کوئی آنے جانے والا اُدھر کا ہوگا اُسکے
ہمراہ چلینگے چالاک نے کہا تم گھبراؤ نہین ہم کسی نہ کسی تدبیر سے پہونچ رہینگے یہ باتین کرتے ہوئے
ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے اور کچھ اکل و شرب کا بندوبست کرنے لگے اُدھر شاہ جادوان
غور دانہ ہوا تھا تو کوہ شکوفہ پر آکر پہونچا اس پہاڑ پر درخت پھولون سے لگے تھے مشاطۂ بہار
نے شاہد گل کو بکمال حسن و تزئین آراستہ کیا تھا قلۂ کوہ سے پائین کوہ تک درخت سرسبز
و شاداب لگے تھے غنچے چٹکتے تھے تو صدائے گلبانگ عنادل آتی تھی غنچہ بر خاطر کھلاتی تھی غنچہ برگ
پر عکس جو برگ ہائے سبز کا پڑا تھا تو سرخ گلابی مین بادۂ سبز کا ہونا ظاہر تھا پہاڑ پر آئینہ نہر بصد
صفا رخ حور کو شرماتا جوش تراوت سے سبزہ لہراتا درخت میوہ دار بھی پھلے پھولے تھے مثل

تو انگران گل و غنچہ و ثمر سے ہر ایک ڈالی نہال تھی فرط عشرت سے جھومتی لالہ تھی نظم

رشک گلزار جنان جوش طراوت سے چمن	جابجا نسترن و سوسن و نسرین و سمن
تختہ لالہ کا چراغان کی طرح سے روشن	چشم نرگس گل خورشید پہ بھی چشمک زن
رنگ مین جم کے چہرہ سے رخ گل ڈھلکر	زلف عنبر سے کہین گیسوئے سنبل ڈھلکر

بادشاہ طلسم نے اُس کوہ پر پہونچکر سحر کی دستک دی فوراً زمین شق ہوئی اور سوا سو پتلے
چینی کے تہ ارض سے نکلے اور ایک طرف اُڑ کر گئے پھر جو آئے تو کرسیان جواہر نگار لیکر اور جملہ
سامان انجمن آرائی یعنی بادہ و شیشہ و ساغر و نازنینان تمر بیکر اپنے ہمراہ لائے کرسیان بچھا کر

فرش مکلف آراستہ کیا جام ہا رغوانی بھر کر شاہ کو دیا چنگیر چوگھڑے مسند کے قریب کھدسے بادشاہ کل اندامون کو پہلو مین لیکر بیٹھا اور شراب پینے لگا کچھ پریان ساز لیکر ایک سمت سے آئین اور سامنے گانے بجانے ناچنے لگین بادشاہ نے دوبارہ سحر پڑھکر آواز دی کہ اے محافظان سلطان جادو وغیرہ تم قیدیون کو لیکر کہان بیٹھ رہین جلد اس پہاڑ پر حاضر ہو یہ آواز دیتے ہی وہ پتلیان جنکو چالاک نے بیہوش کر دیا تھا اور تخت پر بیہوش پڑی تھین ہوشیار تو نہوئین مگر تخت اُنکا آپ سے آپ اڑکر چلا اور کچھ دیر مین کوہ مشکوفہ پر سامنے بادشاہ کے آیا شاہ نے دیکھا کہ تخت ایک آدمی بھی خالی آیا پتلیان اسیر بیہوش پڑی ہین قیدی کا نام نہین ہے افراسیاب نے کچھ پانی لیکر سحر دم کر کے اُنپر چھڑکا کہ وہ پتلیان ہوشیار ہوکر اُٹھین اِنسے پوچھا کہ قیدیون کو کیا کیا اُن پتلیون نے کہا ہم آپکی قدرت سے پیدا ہوئے آپ نے سُلا دیا ہم سو گئے آپ نے جگا دیا ہم جاگے ہمین نہین معلوم کہ وہ اسیر کہان گئے بادشاہ نے فرمایا کہ تمکو مین نے کسطرح اسوقت سُلایا تھا اُنھون نے کہا ایک عورت کم سن آئی تھی لڈو اُسنے کھانیکو دیے تھے پھر ہمکو نہین خبر کہ کیا گذری شاہ یہ کلام سنکر غضبناک ہوا اور کہا تم سب جلجاؤ کہ تمنے حفاظت اچھی طرح نہ کی یہ کہنا تھا کہ پتلیون کے مُنھ سے شعلہ آتش نکلا اور سر سے جو آگ لگی سب جلکر خاکستر ہوگئین بعد اُنکے جلانیکے اُٹھکر اُس پہاڑ کے ایک سمت چلا اور دل سے کہتا تھا کہ جلکر عمرو کو مارڈال غرضکہ اُس کوہ کی دہنی جانب بہت دور آکر ٹھہرا وہان عجیب غریب درخت لگے تھے پھولون سے چہرے پریون کے نکلے تھے پھل سیوے کلان کے برابر لگے تھے اُنمین سے ماران سیاہ پردار نکلتے تھے پتے آپسمین لڑکر جھانجھ کی طرح بجتے تھے پریون کے چہرے جو ظاہر تھے اُنکے کان آنکھ ناک مُنھ سے راگ باجے کی صدا آتی تھی اور اسیطرح ہزارہا عجائبات ظاہر تھے نظم

نظر آیا اُسے اک طائر خوب	سر منقار سے تا پا خوش اسلوب	زبان پر کچھ سخن مانند انسان
کبھی خندان کبھی گریان حیران	بڑھا وہ کچھ قدم اُس دشت مین جب	پکارا ریچھ اک یون کھولکر لب
کہ جاتا ہی کدھر آ اسطرف آ	ہین اک مدت سے ہون مشتاق تیرا	وہ ریچھ آخر ہوا نزاع بد اسلوب
پکارا چند ساعت کوہ پر خوب	ہوئے فوراً ہزارون نزاع پیدا	کہا اُس سے کہ ہم ہین تیرے شیدا
شجر دیکھے ہوئے دریائے زخار	نیچے دریا سے پھر وہ شکل اشجار	بادشاہ نے وہان ٹھہر کر افسون

پڑھا سب درخت جسطرح آندھی آنے سے ہلتے ہین اسطرح ہلے اور سر ہر نخل پر ایک ایک پریزاد غیرت شمشاد ظاہر ہوئی کہ حسن مین گل حدیقہ خوبی و غنچہ گلستان محبوبی تھین دھانی لباس ہر ایک زیب قامت کیے کھیتی کو حسن کی سرسبز کیے تراوت کشت جمال کو دیے بلبل دلکو شیدائی بنایتن کہ بموجب مسدس

بال بنگالے کے طول شب ہجر عشاق		صورت پاک بنارس کی زمانہ مشتاق
لکھنؤ کا وہ غضب ٹھسکا پریرو دقاق		حسن کشمیر تھا مشہور سپان آفاق
چشم پنجاب کمر دہلی کی شملہ کی گات		جسم لاہور کا اور قامت و قد گجرات

اُن پریون نے بادشاہ کو دیکھکر قہقہہ لگایا بادشاہ نے فرمایا کہ ای نہال پری چل جلدی کیونا تھا کہ ایک درخت کی جڑ سے نازنین گلفام سمن اندام پیدا ہوئی یہ سب پریون سے زیادہ حسین تھی ہر جگہ تعریف جمال مہر تمثالان کرنے مین طول ہوگا مختصر یہ کہ اُس پری سے بادشاہ نے خطاب کیا کہ ملکہ مقراض دو زبان جادو کو بلا لا وہ پریزاد یہ سنکر زمین مین سما گئی بعد لمحہ کے سیاہی زمین سے پیدا ہوئی اور زمین پر لوٹکی صورت اُسنے اک بلاے سیاہ کی پیدا کی مُنھ سے ہنگام تکلم شعلہ نکلکر دو زبانین بنجاتے اور مثل مقراض نظر آتے اور سراپا اُس غیبانی کا یہ تھا نظم

بشکل چشم پیشانی پر اک داغ	گمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہے راغ	لب یرین نے سینے کو چھپایا
لب بالا فسہ از دوش آیا	بڑے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر	زمین کیسی پہاڑون کے گلو گیر

اُس بلاے سیاہ نے بادشاہ کو سلام کیا اور جھولے سے چھری نکالکر سر اپنا کاٹکر ہتیلی پر رکھا اور بادشاہ کو نذر مین دیا شاہ نے سر اُٹھاکر اُسکی گردن سے ملحق کر دیا اور کہا ای ملکہ نذر تمھاری ہمنے قبول کی یہ سر میدان کارزار مین جاکر ہمارے کام پر نثار کر دو جاؤ ملکہ مہرخ وغیرہ سب نکھرامون کا سر کاٹکر لاؤ اور ہمکو نذر دو یہ کہکر پھر کچھ جادو پڑھکر دم کیا کہ سامنے سے ایک دریاے زخار موج مارتا ہوا پیدا ہوا ہر موج اس بحر پرجوش کی مثل مردم خونخوار غصے سے چڑھائے آستین تھی اور بسان انسان غضبناک چین برجبین تھی ایسا جوش و خروش اُس سے پیدا تھا کہ منڈھا بانسون اُچھل رہا تھا گویا دریا جامہ سے باہر ہوا جاتا تھا کہ بموجب نظم

پیمانۂ بحر بحر کے چھل کا	ہر چشمہ کی آنکھ مین تھا دھکا	اُمڈا تھا بڑھا ہوا تھا دریا
زور دن پہ چڑھا ہوا تھا دریا	سر سے تنکے حباب اُٹھا رہے تھے	چشمے آنکھین دکھا رہے تھے
دھارا تھی ہر ایک سیف کی دھک	تھی باڑھ پہ تیغ بحر زخار	اُس بحر مین ایک سو نیلے کشتی پر

ایک جادوگر سوار جسکی کان آنکھ ناک سے پانی جاری منبع پانی کا بنا ہوا ہر مخرج سے روان پانی کی دھار کشتی کو کھیتا ہوا کنارے پر آیا شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے سمندر خیز جادو ملکہ مقراض لشکر لیکر حریفون پر بھیجے جاتی ہین تم بھی اِنکے ساتھ جاؤ اور دشمنون کو میرے غرق قلزم عدم کرو وہ ساحرہ یہ سنکر پھر اکچھ دیر مین وہ بحر خشک ہو گیا اور وہ ساحرہ بھی بادشاہ سے مرخص ہو کر غائب ہو گئی یہ دونون ساحر و ساحرہ اسی کوہ کی حوالی مین رہتے تھے اور تین لاکھ ساحر اِنکے مطیع ہین پس اِن دونون نے اپنے مقام پر پہونچکر لشکر تیار کرایا اور حکم روانگی فوج کو دیا پھر تو جھانجھ نفیر کا شور طبل فلک تک پہونچا ترسول نیزون کی چمک چشم آفتاب کو خیرہ کرتی تھی ناقوس کی صدا گوش ہندوے چرخ کے پار تھی طائران سحر نے اڑ کر رستے گیتی چھپایا تھا ابر جادو کا چھایا تھا ہتیارون کی جھنکار بہرام آسمان کے دل کو خوف دلاتی تھی اژدہون کی پھنکار سے ہوا مسموم ہوئی تھی حرارت جسم خورشید مین آئی تھی ساحر تختہائے سحر و اژدر و طاؤس پر سوار تھے زمین پر روان فوج کے جرار تھے زیر ران ہر ایک کے اصیل رہوار تھے آفت تازہ بیکسون پر چلی تھی کہ نظم

کبھی ہوتی تھی وہ آنکھون سے پنہان	کبھی ظاہر کہ دیکھے اُسکو انسان	بدن پر سر بشکل کوہ پیدا
زبان تیرہ مگر شعلے ہویدا	زبان دو سنان کیطرح تیز	بشکل نیش عقرب زہر مینا
یہی سامان تھا لشکر مین ظاہر	بگولے بنکے اُڑتے بعض ساحر	بشکل ابر ہر جانب سے چھاتے
اندھیرا بنکے نظر دنمین سماتے	سب طاؤس زرین بال تھے چند	نہایت تیز پر مخطوظ و خرسند

ملکہ مقراض اژدہے چالیس زنجیر سحر سے حلقہ بند کرا کے تخت اسپر کھچوا کر سوار ہوئی اور سمندر جادو نے اُسیطرح دریا چھوٹا سا پیدا کر کے ناؤ پر سوار ہو کر پوری اختیار کی وہ دریا پیچھے سے خشک ہوتا جاتا تھا اور آگے جدھر ناؤ جاتی تھی بڑھتا جاتا تھا سانپ کی طرح لہراتا تھا یہ لشکر تو بیچاری مہرخ پر جاتا ہے اور بادشاہ طلسم کو یہ منظور ہوا ہے کہ اب عمرو کو مین جاتے ہی قتل کرا لون

پہلے مطیع وہوا خواہ اُسکے قتل ہو جائین اسلیے ابکی سرحداران طلسم ساحرون کو لڑنے بھیجا
ہو کہ انکو نہ عیار قتل کر سکینگے نہ ساحر مارینگے اگر طلسم کشا ہو تو انکو مارے یا مثل بادشاہ طلسم
کوئی ساحر ہو تو مارے فی الجملہ یہ بلائین تو راہ مین ہین لیکن افراسیاب بعد انکے بھیجنے کے کو
شگوفہ سے پھر آگے چلا اور سناٹا مار کر ایک جنگل مین پہونچکر اُترا اور سحر پڑھکر پکارا کہ ای مریخ
سیاہ زبان جادو آؤ آواز دیتے ہی زمین سے ایک شعلہ چمکا اور سمٹکر صورت اپنی ساحر
کی ایسی پیدا کی لباس جسم مین سرخ پہنے تھا رنگ بھی تمام جسم کا لال تھا زبان منھ مین سیاہ
تھی کل جیسا لقب اُسکا تھا بدن بدقوارہ اور کاواک سب تھا اُس بہبودہ نے بادشاہ کو سلام کیا
شاہ نے اُس سے یہ کلام کیا کہ ای مریخ تم یہان سے جلد جاؤ سلطان سلیمان سرشار
حاکمان قلعہ سلطانیہ مجھسے منحرف ہو گئی ہین انکو پکڑلاؤ اُس ساحر نے عرض کیا کہ کسطرف وہ
ہین مین کدھر جاؤن امیدوار ہون کہ پتا اُنکا پاؤن بادشاہ نے یہ سنکر پھر سحر پڑھا اور آواز
دی کہ ای جاسوس دخبردار طلسم جلد حاضر ہو کر خبر دے کہ شہزادیان قلعہ سلطانیہ کی کہان ہین یہ صدا
دیتے ہی ایک پتلا فولادی زمین سے نکلا اور عرض رسا ہوا کہ شہنشاہ کا بول بالا رہے مرتبہ اعلے
رہے حاکمان قلعہ سلطانیہ ایک درہ کوہ مین قریب آبہو کوہ کے بیٹھے ہین اور ایک عیار اُنکے
ساتھ ہے یہ کہکر وہ پتلا پھر زمین مین سما گیا شاہ نے اُس ساحر سے فرمایا کہ تو نے نشان اُنکا پایا
عرض کیا کہ بخوبی سمجھ گیا اب جاتا ہون یہ ارشاد فرمایئے کہ اُنکو گرفتار کر کے کہان لاؤن حضور
یہان سے کس مقام پر رونق افروز ہونگے شاہ نے کہا کوہ فیروزہ پر اور اگر وہان مین نہ ملون تو
بیابان گلزار مین آنا کہ وہان ضرور ہونگا وہ ساحر یہ حکم سنکر پرواز کر کے چلا اور بادشاہ بھی اُسکیطرف
روانہ ہوا لیکن ساحر مذکور کچھ ہی دیر مین اُس پہاڑ کے قریب آکر زمین پر اُترا کہ جہان شہزادیان
اور چالاک تھے یہ ساحر درہ کوہستان شہزادیون کو ڈھونڈھنے لگا اور وہان سلیمان نے
چالاک سے کہا کہ مسافر پاس لوٹنا ضرور چاہیے تمھاری عنایت سے کھانا تو ممکن ہوا اگر پانی
نہین پیا اب یہان سے چلو کسی چشمہ پر پانی پین چالاک نے کہا تم ٹھہرو مین پانی لاتا ہون
جب اسجگہ کھا پیکر اپنی ضرورتون سے فارغ ہو لو تو ایک ہی مرتبہ چلینگے کہ راہ مین ٹھہرنا نہ پڑے
اُنھون نے کہا اچھا عیار موصوف درہ سے نکلکر ایک کنوان تلاش کر کے کنارہ پر آیا اور کرسوت

عیاری سے ڈولچی نکالکر زنجیرین کاٹے دیکر پانی بھرنے لگا یہ تو پانی بھرتا تھا مگر دہان مرنج تلاش کنان اس درہ مین بھی آیا کہ جسمین وہ شہزادیان بیچین تھین اسنے آتے ہی للکارا کہ اے فراریان کہان بھاگکر شہنشاہ سے جاؤگی شہزادیون نے اسکو دیکھکر سحر پڑھا کہ ہزارہا سانپ زمین سے پیدا ہوکر اسپر لپکا اسنے کچھ ایسا افسون دم کیا کہ وہ سانپ جلکر خاک ہوگئے اور یہ ساحر اور آگے بڑھا ان بیچاریون نے دوبارہ جادو کیا کہ چار سمت سے سو سو پتلے برہنہ شمشیرین ہاتھ مین لیے پیدا ہوئے اور اسپر حملہ کیا اسنے پھر سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ پتلے آپسمین لڑنے لگے اور جس پتلے پر تلوار دوسرے پتلے کی پڑتی تھی وہ جیسا تھا اسیطرح جو سحر انھون نے کیا اسنے رد کرکے زمین پر دو ہتڑ مارکر آواز دی کہ جاؤ تم بھیڑ بن یہ تینون زمین پر گر پڑے مگر سلطان نے اتنی چالاکی کی کہ جب اسنے دو ہتڑ مارا اسوقت نیل کا قلم انگیا سے نکالکر اپنے دوسرے پر لکھا کہ ہمکو مرنج جادو بھیڑ بناکر پکڑ لیگیا وہ کونا لکھا ہوا پھاڑکر دہن مین پھینکدیا اور یہ بھی لوٹنے لگی آخر یہ تینون بھیڑ بنگئین اسنے ایک زنجیر اپنی کمر سے کھولکر انکی گردنون مین باندھی اور کھینچتا ہوا لیکر چلا اور اسی جانب آیا کہ جدھر چالاک کنوین پر پانی بھر رہا تھا اور دیر اسکو اسوجہ سے ہوئی تھی کہ ایک ڈولچی بھرکر پہلے اسنے پانی پیا ہاتھ منھ دھویا ذرا تفریحا ہوا کھائی پھر دوسری ڈولچی بھری کہ لیچلون اس اثنا مین ساحر کو دیکھا کہ تین بھیڑین زنجیر مین باندھے لیے جاتا ہے اسکو یہ تو معلوم نہ تھا کہ شہزادیان گرفتار ہوئین مین سمجھا کوئی ساحر ہوگا اور یہ بھی ساحر کی ایسی صورت بنکر پانی بھر رہا تھا تو مرنج بھی اسکو دیکھتا چلا گیا کچھ مزاحم نہوا اور یہ پانی لیکر درۂ کوہ مین آیا وہان شہزادیون کو نپایا کچھ سحر کا اسباب ناریل وغیرہ پڑے دیکھے آخر وہ ٹکڑا دوپٹے کا پایا اور اسپر لکھا دیکھا کہ ہم اسطرح اسیر ہوئے یہ دیکھکر سوچا کہ غضب ہوا وہ ساحر انھین کو بھیڑ بنائے لیے جاتا تھا تجکو روکنا چاہیے تھا الحاصل بعد افسوس بسیار ایک لہنگا اطلس زرماندو کا نکالکر پہنا پانون مہاور سے رنگین کیے کرتے چھڑے توڑکے جھانجھ پہنی کمر مین زنجیر سونے کی باندھی گلے مین ہاتھون مین بہت ساز اور پہنا اور سرخ دوپٹا اوڑھکر صورت ایک زن راہ طلعت کی ایسی بنائی اسکی زلف جس لیلی عذار کو نظر آئی الفت مین جیبا وبال ہوا مجنون کردار بنا سودائی پیشانی اسکی عید کا چاند ضیائے خورشید جسکے آگے ماند ابروے خمدار اسکی طاق محراب کعبہ چلہ کش اسکے لیے زاہدان بیریا مژگان نیشتر رگ جان عاشقان

چشم جادو خیز تو سن نازِ ابلق لیل و نہار سے نہ دیکھے ہون وہ انداز و نیالہ سرو کا اُس تو سن کی شوخی
کے لیے تازیانہ حاصل یہ کہ عاشق اُسپر زمانہ اسیطرح از سر تا پا وہ آفت جان زمانہ یگانہ دہر بنگیی کہ مسدس

گورے گورے سے ہین رخسار ملائم اُنپر	عمر بھر بوسۂ دلچسپ کی ہو جنکی ہوس
مفت ہی جان کے عوض بھی جو میسر ہو بوس	بل بے مدعا ہی پڑتا ہی جوانی کا رس
دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علے	رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا
گال مین اُنکے قیامت وہ گلوری کا ابھار	شان اللہ کی معراج مین حسن رخسار
پان کا ناز سے پھر مُنھ مین چبانا ہر بار	قہر او گال اُنکا مدینا وہ دم بوس و کنار
رنگ پان تو دل عالم کا ہوا خون بہا	اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی برسودا

اِس صورت سے تیار ہوکر گٹھوٹ نکالا ایک تھالی برنجی ہاتھ مین لیکر پوجا کرنے کا سامان اُسمین
رکھا ہوا چوکے و شبن کنول کا پھول دھرا ہوا چھم چھم کرتا روانہ ہوا اور جدھر بھیڑیان لیجاتے
ساحر کو دیکھا تھا اُسیطرف آیا دیکھا کہ وہ سامنے ایک درۂ کوہ مین بھیڑون کو لیکر چلا گیا یہ بھی
اُسی سمت کو آیا ساحر کو تو نپایا مگر دوسرے درہ مین پہاڑ کے ایک ہرن کو بیٹھے پایا یہ سمجھا کہ آہوے
سحرائی ہی اور وہ ساحرہ تھی نام اُسکا آہوے جادو تھا غرض جب یہ درہ کے قریب پہونچا
اُس ہرن نے پکار کر کہا ارے اِدھر راستہ نہین ہی ہمکو شاہ طلسم اِس درہ کی محافظ ہون یہ مقام
آہو کوہ کہلاتا ہی پالاک یہ کلام اُسکے سنکر سمجھا کہ اگر کوہ کا نام آہو کوہ ہی تو اِس ساحرہ کا نام کی
غزال یا آہوے جادو ہوگا بس یہ سوچکر ہمکر اِسنے ایک قہقہہ مارا اور کہا ای ملکۂ آہوے جادو
مین تمھارے ہی پاس آئی ہون وہ ہرن اُٹھکر اِسکے قریب آیا اور کہا بتاؤ تم کون ہو اور مجھسے کیا
کام ہی اِسنے کہا میرے گھر مین سامری کی پوجا ہوتی ہی ہم لوگ پجاری ہین دوسرے دن پوجا کرنیکے
پھول جو سامری کی مورت پر چڑھتے ہین وہ بانٹنے نکلتے ہین مرد ہمارے مردون کے پاس جاتے
ہین اور ہم عورتین عورتون پاس اور ایک جگہ ہمیشہ قیام نہین کرتے ہین یونہین گاؤن گاؤن
شہر شہر پھرتے ہین آج کل اِسطرف آنکلے اور سنا کہ آہوے جادو رہتی ہین پس آکہو یہ پھول
دینے مین آئی ہون ڈنڈوت کیجیے اور یہ پرساد لیجیے مین اسیس دون اور اپنے گھر جاؤن یہ سنکر
وہ ہرن غائب ہوگیا اِسنے دیکھا کہ ایک لدھیڑ عورت سانولے رنگ کی ہی مگر آنکھین

غزالان صحرا سے بولی کہ چوکڑی بھلاتی ہین ابلق لیل و نہار کو آنکھین دکھاتی ہین لباس و زیور سے آراستہ ہی نہایت پیراستہ ہی یہ دیکھکر اسنے ایک پھول کنول کا کمر سے نکالکر تھال مین رکھا اور تھال کا پھول ہاتھ پر رکھا اسکو دیا اسنے ڈنڈوت کرکے کمر سے ایک اشرفی اور پانچ روپیہ نکالکر تھال مین ڈالے اور پھول لیکر سونگھا آنکھون سے لگایا ہنوز یہ بچارن اسیس بھی دینے نپائی تھی کہ بیہوشی اُسپر طاری ہوئی یہ دیکھکر گری اسنے فوراً اُسکا کاٹ ڈالا غل اور شور برپا ہوا افسوس مارا آہوے جادو کو چالاک اُسوقت دل سے کہتا تھا کہ بڑی حماقت تمنے کی جو اِسکو مارا اگر غل سنکر اور ساحر مریخ دوڑائے تو کیا کروگے اسی سوچ مین ایک تدبیر یہ کی کہ تھالی جلدی سے چھپاکر دوپٹا اُتارکر الگ پھینکا اور دو تین زانو اور مُنہ پر مارنے لگا اور زار زار روتا تھا اُسکے لاشے سے لپٹا تھا اور کہتا تھا ہی ہی میری بی بی ہی میری چاہنے والی افسوس میری پالنے والی کیسے خاک و خون مین لٹایا ہاے یہ چاند ایسی صورت خاک مین ملائی ای میری بی بی مین آنے بھی نپائی کہ کسی جلاد نے کام تمہارا تمام کیا صداے غوغا و شور گریہ اور غل بیرون کا سنکر مریخ جو درہ کوہ مین گیا تھا اور آہوے جادو کا وہ بھی متلاشی تھا جلد تر درہ سے نکلکر ڈیرہ پہان آکر دیکھا کہ ساحرہ مری پڑی ہی اور ایک نازنین عنبرین گیسو اُس سے لپٹی رو رہی ہی جو آنسو اُسکی آنکھ سے نکلتا ہی یہ نقشہ ہی کہ بیت دُرِ ابلق کسے کم دید موجود + بغیر از اشک چشم سرمہ آلود + اور اُس حالت رنج مین تن بدن کی اُسکو خبر نہین ہی دوپٹہ جو اُتر گیا ہی پردہ حسن کا پردہ فاش ہوا ہی گیسوان مشکین جو رخ پر پریشان ہین تو نزار ہانا نے تتار مین پڑے ہین رخسار پر طمانچون کے نیل پڑے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ گل یورِ حقیقی نے طرفہ نیرنگ دکھلایا ہی گل سرخ مین گل سوسن اگایا ہی وہ اُسکا سینہ کھلا ہوا انگیا مین دو تمغے زنگین دو ہرے ہوئے وہ اُس مین کوے بھرے ہوئے وہ گویا گوہر مخمل سا پیٹ کھلا ہوا پیڑو اُبھرا ہوا گویا چاندی سا پنا بلورین زانو پیٹنے سے کھاتے تھا سرخ زانو ہوتے نظر آتی آرزو یہ پاؤن پھیلاتے کہ کسیطرح جلدی رانون سے لڑین ساق تنمع سے شب وصل ہمسری کرین از سر تا پا اُس آمیختہ رو کے جمال کا یہ عالم نظم

خوش قبے لالہ رخی گلبدنی غنچہ لبے	قاتل رخنہ گری شوخ نگاری مہ جبے	چشم جادو روش کردش ایام گرفت
طرۂ خم بخمش سلسلۂ دام گرفت	ای جمال تو تباراج نظرہا گستاخ	وی خرام تو بپایال سرہا گستاخ

تا حسابِ مہ کشِ نرگس جادو نبود	شبنم خلد نظر بازِ گل روی نبود

اُس شکل و شمائل کو اُس ماہ کامل کی دیکھکر مریخ کا دل تابوت مین نرہا اور قریب آکر کہا کہ ای گل باغ وفا یہ کسکی لاش ہی جسکے غم مین تجکو یہ خراش ہی اُسنے رو کر کہا میری پالنے والی کی یہ میت ہی مجکو اپنے بچپا سا مول لیا تھا اور فرزندون کی طرح پالا بیٹی کہتے ہر وقت مُنھ سوکتا تھا ہے مین اب کسکی ہوکر رہون مجکو تو یہ اکیلا کر گئین ای ملکہ آہو مین تمکو کس بن مین ڈھونڈھون مریخ نے جب نام سنا کہا افسوس یہ لاش آہوے جادو کی ہی ای نیکبخت یہ اکیلی اس صحرا مین رہتی تھین یا اور بھی کوئی ساتھ تھا اُسنے کہا بھی کوئی تھے مگر یہان سے کئی کوس پر ملازم اُنکے ہین یہ فقط مجکو لیکر اس پہاڑ کی حفاظت کرنے کو یہان رہتی تھین اسوقت مین ایک کام کو گئی تھی کسینے ملکہ کو مار ڈالا اُسنے یہ ماجرا سنکر خیال کیا کہ اگر اس کنیز کے ساتھ تو آہو کے مکان پر جاتا ہی تو قیدی تیرے ساتھ ہین مبادا کوئی آفت آئے اور شہنشاہ کے کام مین بھی عرصہ ہوگا اسکو یہان راضی کرکے اپنے ساتھ لیجانا چاہیے یہ سوچکر اُسنے اُس ماہ دو ہفتہ سے کہا کہ بی بی تو تیری خدمت مین جیسے کے گئین اب اگر مجکو تو اپنا غلام تصور کرے اور میرے ہمراہ چلے تو مین شہنشاہ ساحران کے پاس قیدیون کو لیے جاتا ہون یہ بھیڑیان ساحرہ مجرمان شاہ ہین بادشاہ تیری بی بی کا بھی مالک ہی اور تیرا بھی اُس سے کہکر مین تیرا بڑا مرتبہ کراؤنگا اور اپنے ساتھ تیرا بیاہ کرونگا اُسنے یہ باتین سنکر کہا خوب میری بی بی کا تو مردہ پڑا ہی مین اُسکو چھوڑ کر تمھارے ساتھ مزے اُڑانے چلون یہ تمنا مجکو کیا تھوکیگی اُسنے کہا مین جنازہ اُنکا اُنکے گھر پہونچائے دیتا ہون تم چھپ ہو لوگ کہینگے جنے آہو کو مارا وہی کنیز کو بھی پکڑ لیگیا ہوگا عیار نے بعد انکار بسیار کہا اچھا مین بھی سوچتی ہون کہ میرے اب کون ہین جسکے پاس ہونگی خیر تمھارا ہی ساتھ ہوا سہی بی بی کا جنازہ بھجواؤ ساحر زگور نے سحر کے چند پتلے بناکر حکم دیا کہ اس لاش کو قلعہ آہوان مین لیجاؤ وہان پہونچکر چلے آنا پتلے لاش اُٹھاکر روانہ ہوئے اور اُسنے ایک تخت سحر سے بناکر بھیڑیون کو اُسپر ڈالکر آپ بھی مع اُس نازنین کے سوار ہوا اور جانب کوہ فیروزہ روانہ ہوا کیا ایسا محبوب پری پیکر و گل اندام پہلو مین بیٹھا تھا کہ جسپر شباب چھایا تھا ہر عضائے مستی ٹپکتی تھی جسم گدرایا تھا اور وہ صحرا مین ہوائے سرد کا چلنا سناٹے کا عالم پہاڑون کی دلکش پر جانورون کی کھیل

صحرا مین وحش وطیر کا پھرنا دریاؤن کا بہنا چشمون کا لہرانا اُنپر درختونکا جھکنا نمونۂ نشان
رحمت باری تھا فیض خالق خزان وبہار عام پر جاری تھا ایسے مقام پر یار دلنواز کا پہلو مین ہونا
ع یار جوان ومن جوان دیدہ شود دچہ شود اگر زاہد ہفتاد سالہ بھی ہوتا توبہ توڑ ڈالتا اس ساحر کو تاب
نہ رہی بے اختیار اُس گلعذار کو آغوش مین لیا دست ہوس دراز کیا اُسنے ایک طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے
مارا اور جھنجھلکر کہا مردوے تجھے خیر ہی دنیا کی شرم وحیا بھی نگوڑی اُڑگئی یہ بھیڑیان بھی تو انسان ہی
ہین اُنکے سامنے بیحیائی کرنا یہ تیرا ہی کام ہی اور تو نے تو اقرار کیا تھا کہ شہنشاہ سے کہکر مین تیرے
ساتھ بیاہ کرونگا پس جب بیاہ ہوگا اُسوقت کچھ امر ہو رہیگا ابھی مین تیرے ہتے نہ چڑھونگی تو اپنا
مطلب نکالکر جو مجھے چھوڑ دے تو میری موتی کی ایسی آب اُتر جائیگی آبرو گئی پھر ہاتھ آنا دشوار ہی
اور تیرا کیا وہی مثل ہی کہ چیرو چار کبھار و پانچ پھر ویسے ہی کے ویسے ساحر نے یہ عذر سنکر قدم پر سر
رکھدیا اور کہا اے جان من میری جان نکلی جاتی ہو واسطہ ساحری کا شربت وصل ایک مرتبہ پلادے
مین تمام عمر غلامی کرونگا جو کہا ہی اُس سے زیادہ اطاعت کا دم بھرونگا اُسنے ترسا کر بعد عذر بسیار کہا اے
شخص مین تیرے بس مین ہون جو تیرا جی چاہے کر مگر مین اسطرح تو راضی نہونگی کہ تخت اُڑتا جائے
اور قیدی سامنے بیٹھے ہون اگر تجکو منظور ہو تو تخت زمین پر اُتار دو گھڑی تنہائی مین نہین بولین پھر
آگے چلینگے یہ سننا تھا کہ ساحر بہت خوش ہوا اور ایک ضرغہ درختونکا کنارہ ندی کے دیکھکر تخت اُتارا
بھیڑیون کو درخت کی آڑ مین باندھ دیا اور چادر ندی کے کنارے بچھاکر بیٹھا معشوقہ کو گود مین
لیا اور کہا بیت عبث تو گھر بناتا ہی مری آنکھون مین اے پیارے + جسنے آجتک دیکھا نہین
پانی پہ گھر ٹھہرا + اُس نازنین نے جواب دیا کہ مردوے کیون باتین بناتا ہی بھلا مین تجسے پوچھتی
ہون کہ اِسجگہ جو تو ٹھہرا ہی تو کیا لطف ہی نہ شراب نہ کباب بغیر نشہ مجکو تو کوئی بات اچھی نہین معلوم
ہوتی اُسنے کہا تم ٹھہرو مین کسی دہ سے جاکر شراب لاؤن اِسنے کہا اب عرصہ ہوگا میرے
پاس ایک گلابی شراب کی ہی وہی ہم اور تم کام مین لائین اِسنے کہا بہتر ہی معلوم ہوا کہ تم شراب
بہت پیتی ہو عورت بولی کہ اِس جنگل مین آہو کو سوائے شراب خواری کے اور شغل ہی کیا تھا اور مین آپکے
پاس رہتی تھی یہی باعث ہی کہ شراب میرے پاس ہی یہ کہکر دوپٹے مین ہاتھ ڈالکر ایک بوتل شراب
سرخ کی نکالی اور اُس ساحر کی گردن مین ہاتھ ڈالکر کہا جانی یہان ساغر نہین ہی گلابی منھ سے

لگا لوا اسنے یہ پیار دیکھکر منھ کھول دیا اِسنے آدھی بوتل حلق مین اُنڈیل دی وہ پی گیا یہ عیار
اُسکی گود سے کنارہ کش ہوا وہ پکارا کہ جانی پہلو مین بیٹھ جا گود سے میرے کہین اور بچا اسنے
کہا ابے آلو تو مجکو کیا سمجھا ہی مین تیری جان کا لینے والا چالاک عیار ہون یہ سننا تھا کہ وہ بغضب
تمام سحر پڑھنے لگا اِس عیار نے دامن سے پنکھا منھ پر جھلدیا کہ وہ بیہوش ہوا اِسنے بے تامل خنجر سے
سر تخبس اُسکا جدا کر ڈالا غل وشور برپا ہوا وہ شہزادیان پھر حالت اصلی پر آگئین اور قدم مرعیار
مذکور کے گرین کہ آپ نے بڑی آفت سے ہمکو چھڑایا اُدھر وہ پتلے جو لاش آہو کی لیکر چلے تھے مرنج
کے مرنے سے وہ بھی غائب ہو گئے لاش ساحرہ کی جنگل مین گر پڑی اور طعمۂ دود و دام ہوئی ملکہ
سلطان وغیرہ نے تخت سحر پہلے بنایا اور چالاک کو بٹھا کر سوار ہو کر منزل مقصد کا راستہ پکڑا یہ تو اسطرح آگے ہین
مگر احوال مقراض و سمندر کا سنیے بیت رجز خوانان میدان فصاحت بیان کرتے ہین یون رزمی حکایت
کہ بعد قطع مسافت راہ مقراض و سمندر قریب لشکر حریت خود سر پہونچے اُسنے خبر اِنکے آنیکی سنکر
استقبال کر ایا لشکر اِنکا مقام عمدہ پر اُتروایا بارگاہ اِنکے لیے آراستہ کرائی یہ دونون ایک روز
کسل سفر سے آسودہ ہوئے دوسرے روز بارگاہ ملکہ مذکور مین آکر دنگل پر متمکن ہوئے اور حال رزم
وغیرہ دریافت کر کے بہت کچھ لاف وگزاف کیا اِنکے آنیکی خبر ہرکارون نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی
ملکہ موصوف قدیم سے عزیزدار شاہ طلسم ہی اِسکی نواسی مہ جبین بروز نوروز جب تخت پر جلوس
کرتی تھی تو تمام ناظمان طلسم آکر نذر دیتے تھے بدین وجہ یہ سب سرحداران طلسم کو پہچانتی ہی پس ان
ساحرون کا آنا جو سنا لرزہ اندام برطاری ہوا دل سے کہا اب بیشک موت آئی کیونکہ خواجہ مقید
ہین عیاران ساحرون کو قتل نکر سکینگے ہم لوگ ایک ادنی سحر بھی اُنکا رد نکر پائینگے دیکھیے کہ خالق
کو کیا منظور ہی الحاصل یہان تو تہلکہ پڑا ہی اور اُدھر جب زورق طلائی مہر دریاے مغرب
مین جا کر ڈوبی اور سمندر فلک مین کشتی ہلال کی تیرتی نظر آئی کہ بمقتضاے ابیات

سیہ پوش آج ہی کیون شاہد شام	کہین پیدا نہین تارونکا ہی نام	قمر کی بھی سفید اسدم ہی رنگت
بڑی کچھ شب تیرہ یہ آفت	سر شام نجکم مقراض خود کام طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی طلائی	

سحر خبر دریافت کر کے سامنے ملکہ مہرخ کے آئے اور بعد دعا و ثناے شاہی خبر نواخت نقارۂ
رزم عرض کی ملکہ نے نظر برحمت کارساز عالم کر کے خود بھی نفیر سحر کو دم دیا پھر تو کوس بوق

بجنے لگے دمامے گرجنے لگے دربار سویرے سے برخاست ہوا سردار اپنے مقام پر آئے جا بجا لوجا
ہونے لگا بنگالی ساحر ڈہڑو بجانے لگے بھنبیٹ چڑھانے لگے نقارون کی صدا بلند ہوئی بروئے
آنے سے سناٹے آتے جاپ کرنے والے جھوم جاتے اسیطرح اُسطرف بھی خوک و بز جھٹکا ہوتے
تھے مسان کی مٹی چوراہے کی اودھیرانے کی اور جہان گدھا لوٹے وہان کی خاک جمع
ہوتی تھی دف دائرہ اور خنجری بجتی تھی دھولا جھوماتا تھا اگیاری ہوتی تھی جوت کا دیا جلتا تھا
ساحرونمین تو یہ نقشہ تھا بہادرون نے سلح خانے کھلوائے تھے ہتیار چھانٹ کر سامنے منگوائے
تھے اُنکے سامنے دعوی مردی کسیکو کیا خاک ہوتا کہ اُس شب کو قمر بھی ہالے کی چوڑی ہاتھ
مین پہنے تھا تیغ تیز کے خوف سے گردون کی سپر پنجۂ مہر چھوڑ کر جانب مغرب بھاگا تھا خنجر برّان
طوق سنگر گلوگیر عدو ہونا چاہتا تھا دلاور ہمہ تن مصروف جدال ہوگئے تھے معلوم ہوتا تھا کہ
مردم چشم یہ ہین اور تیغ نظر ہاتھ مین ہی حریف کی رگ رگ سے شمشیر انکی واقف اسطرح تھی کہ جیسے
نبض مین جملہ اعضاے تن کی خبر ملتی ہی نیزہ سرکشی کا دعوی کر رہے تھے گرز دشمن کا سر شل ماہ
کچلنے کا ارادہ رکھتے تھے اسی شورش و ہنگامے مین وہ رات بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ متفرق
سحر نے پیراہن مشکین شب قطع کیا اور موج ضیاے بحر آفتاب نے عالم کو ڈبویا کہ ابیات

برآمد پھر ہوا خورشید پرنور	ہوا عالم ضیا سے اُسکی معمور	وہ جلوہ مہرتابان نے دکھایا
جہان کو نور کا عالم بنایا		

ہنگام سحر ملکہ مہرخ شبستان سے برآمد ہوئی اور ہر سمت سے
جادوگر نیان اور ساحر نام آور حاضر ہوکر تسلیم بجالائے اور ملکہ موصوف کو لیکر جانب رزمگاہ
چلے اُسوقت ہزارہا نقارے بجے ابر سحر کے سر پر سایہ فگن ہوئے تخت اور طاؤس ساحرونکے
اُڑکر چلے ملکہ بہار وغیرہ سردارون کی عجب شوکت و شان تھی کہ شوکت و عظمت اُنپر نثار
جان سے قربان تھی کہ بموجب نظم

سارے عالم مین کسطرح ہون یہ فتح نصیب	اہل جوہر ہین لڑائی کا ہنر ہاتھ مین ہی
کیون نہ میدان شجاعت کے یہ ہون شاہ سوار	کہ عنان فرس فتح و ظفر ہاتھ مین ہی
جنگجو انسے ہو مریخ کی طاقت یہ نہین	کیا بنا سکتا ہی شمشیر اگر ہاتھ مین ہی
جگر دشمن دین پشت عدو فرق رقیب	پاش پاش اُنکے ہر اک وار مین ہر ہاتھ مین ہی

جب یہ چمکاتے ہین تیغ اہل نظر کہتے ہین	برق ہی پنجۂ روشن مین شرر ہاتھ مین ہی

یہ دلاور بڑے کروفر سے وارد میدان قتال ہوئے اُسوقت صحرا مین ہوا سرد چل رہی تھی پہاڑ پر طائر باد خالق اکبر مین مصروف تھے کہ یکایک گلستان شجاعت کے نونہال عرصۂ قتال مین پھولنے پھلنے آئے میدان مین سنسنے پرے جمائے ہوا بدل گئی امان کنارہ کر گئی شمشیر چلنے کی ہوا چلنے لگی زبان تیر و سنان زہر اگلنے لگی یعنی آمد آمد لشکر حریف ہوئی سیاہ سیاہ ہزار در ہزار برق اُڑتی نظر آئی آگے سبکے مقراض اژدہون پر تخت کھچوائے سوار نشست پر تین لاکھ ساحران عیار شعلہ چمکاتے صورتین بنائے آئے تھالیان برنجی جب وہ ہاتھون پر بلند کرتے تو معلوم ہوتا کہ آسمان پیتل کا تہ فلک پیدا ہوا ہی ہر طرف نارنج و ناریل اُچھلتا تھا جرجر کا سامری کے غل پڑا تھا ایک طرف سے ایک دریا مثل خط جدول بہت باریک لہراتا ظاہر تھا کشتی پر سمندر سوار تھا مختصر یہ کہ پہلے بجلیان سحر کی کڑک کڑک کے گرین اور جھاڑیان درخت وغیرہ کاٹ کر جلا گئین پھر ہوائے سحر کے جھونکے آئے گرد و غبار خس و خاشاک اُڑا لیگئے ابر سحر ہر سا غبار بیٹھا دلون سے غبار نکلنے کا زمانہ آیا نقیب آگے بڑھکر للکارے دلاورون کو پکارے کہ ہان ای مبارزان میدان شاباش یہی وقت امتحان ہی خبردار سر کٹے جان جائے مگر قدم نہ ہٹے حوصلہ دلکا بڑھا رہے چاہے مرمٹے جب نقیب یہ غبب چمک دلاکر پیچھے ہٹے مقراض نے پکار کر سمندر سے کہا کہ بھیا ان نمکحرامون سے لڑائیکا طول دینا بیکار ہی تم چار سمت سے انکو گھیر لو مین ایک ہی سحر مین ان سبکو صفحۂ ہستی سے مٹا دون جیسا تو صیف باندھکر تصویرین مثل نقوش کاغذی کھڑی ہین ویسا یہ مرقع تم دم بھر مین مٹا ہوا دیکھنا یہ صدا سنکر عیار تو لشکر مہرخ سے نکلگئے اور جو لوگ کہ بزدل تھے وہ بھی کنارہ کر گئے سبکو یقین کامل ہوا کہ اب کوئی آفت عظیم آیا چاہتی ہی اور اُدھر سمندر نے کہنا ساحرۂ مسطور کا جو سُنا کہا ای ملکہ آپ سچ کہتی ہین جلد ان باغیون کا استیصال ہو جائے تو اچھا ہی آپ ملکہ حیرت کو بلا لیجیے کہ وہ اگر اپنے دشمنونکا حال خراب ملاحظہ فرمائین اسنے جواب دیا کہ ملکہ حیرت سے مین نے کہا تھا کہ میدان مین چلیے وہ فرمانے لگین کہ مین خاتون مظہر شاہ طلسم ہون پہلے بہت لڑائیون مین عرصہ تک مین سراجانا ہوا لیکن جو اپنے نام پر طلسم بجوا کر گیا جب وہ مارا گیا تو مجکو پھر آنا پڑا مفت خفت بھی ہوئی لوگ کہتے ہونگے کہ بی بی شاہ جادو ان کی بھاگی چنانچہ اب مین صرف حکم احکام دینے

اور درستی فوج وغیرہ کے لیے یہان بحکم بادشاہ اُتری ہون جب تم فتح کر لینا تو مجکو بلانا اور سچ بھی یہ ہی کہ انسان اپنے ہمسر سے لڑتا ہی نہ کہ ادنی سے ملازمان ملکہ کیا کم ہین لڑنے کو جو ملکہ نفیس نفیس میدان مین تکلیف کرین سمندر نے یہ باتین سنکر کہا کہ بہتر ہی مین اب اپنا کام کرتا ہون اور جانب لشکر مہرخ مُنھ کرکے پکارا کہ ای نمکحرامان ہوشیار ہو جاؤ قضا تمھاری آگئی اِدھر سے بادو گرون نے جواب دیا کہ آرے او خیرہ سر بچیا کیا گہ کھاتا ہی قضا تیرے اُس افراسیاب کی آئی ہی جو ہمیشہ سے نمکحرام ہی اور محسن کش ہی بادشاہ طلسم جو اصل مین لاچین تاجدار جادو تھا جسکی پشتینون سے حکومت اِس طلسم پر چلی آتی تھی اور اُسکا یہ افراسیاب ملازم تھا اُس بادشاہ کو اِس حرامزادے نے قید کیا ہی اور آپ بادشاہ بنا ہی نمکحرام وہ ہی یا ہم ہین ارے کافر جمکا کیا ہی جو تجھے ہوسکے اُٹھا نرکھ خدا ہمارا حامی و مددگار ہی یہ سننا تھا کہ سمندر کو جوش غصہ کا آیا اور ایسا پانی اُسکی ناک اور مُنھ سے نکلنے لگا کہ دم بھر مین دریاے زخار و قہار موج مارنے لگا اور وہ پانی مثل حوصلۂ عاشقان ایسا بڑھا کہ چار طرف لشکر ماکہ مہرخ کے ہوگیا بیچ مین یہ سب دریا دل آگئے اور سحر پڑھکر دریا پر پھونکتے تھے لیکن وہ آب گرداب عدم کیطرح نابود نہوتا تھا گویا اجرام ارض اور ہوا لید ثلاثہ سب پانی ہوگئے تھے زمین کو عارضہ استسقاے آبی ہوا تھا کشتی آسمان بھی ڈبا چاہتی تھی چشمۂ مہر تک پانی پہونچا چاہتا تھا ہر طرف عالم آب نظر آتا تھا اہل اسلام کے دل خوف سے پانی ہوئے جاتے تھے حباب آنکھین دکھاتے تھے دریا لب ساحل سے شور مچاتا اسطرح جوش و خروش اپنا دکھاتا کہ جیسے کوئی ہنگام غضب جوش مین آتا ہی پانی پہاڑون کی بلندی سے بھی بلند ہوا یقین تھا کہ بحر اخضر فلک سے جاکر دھارا اُسکا لے پانی کی چادر پڑنے لگی مینڈھا اُچھلنے لگا گرداب ایسا تھا کہ تقدیر بدبختان کے یہ چکر نہونگے دریا کی تو یہ طغیانی تھی اُسپر طرہ یہ ہوا کہ ابر گھر آیا پانی موسلا دھار پڑنے لگا پھر تو یہ عالم تھا نظم

بدلی ہوئی بے طرح نظر تھی	آشوب چشم ابر تر تھی	مانند سرشک بادل آمدے
جسطرح سے جنگ کو دل آمدے	بادل کی گرج ہوا کے جھونکے	موج باد صبا کے جھونکے
گھنگھور گھٹائین آرہی تھین	بام گردون پہ چھا رہی تھین	بجلی کی کڑک وہ ابر کا زور
کوندے کی لپک وہ رعد کا شور	اِس پانی کے پڑنے سے لشکریان مہرخ کے جسم کی طاقت	

جاتی رہی اور دریا بڑھتے بڑھتے قدم تک آ گیا دریا نہ تھا طوفان نوح تھا بندر استہ فتوح تھا ہر ایک کو یقین واثق ہوا کہ اب غرق بحر اجل ہوئے ان ساحرون نے سحر پڑھنا چھوڑ دیا اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری فرمایا اپنے عقائد کی تجدید کی اور رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کرنے لگے اُدھر جب تمام لشکر کو محصور بحر سحر مقراض نے دیکھا ایک نارنج یاقوت کا سحر کے جھولے سے نکالا اور سب لشکر کو روک کر تنہا اژدر اپنا بڑھایا یہان ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ اس نارنج کو جو یہ قطامہ لیے ہی پہچانتی ہو ہزار در ہزار بلائین اسمین مخفی ہین اسنے کھینچکر اسکو مارا اور سب لشکر تہ و بالا ہو گیا مہرخ نے کہا رضینا بالقضا مرگ سے چارہ ہی کیا یہ کہکر لشکر کے دست راست و چپ نگاہ کی عجب آفت دیکھی کہ نازنینان یم خوبی و قلزم حسن و محبوبی گھٹنون تک پانی مین ڈوب گئی ہین سحر کی چھتری اور بنگلہ سب بیکار ہین کوئی کام نہین دیتے ہین حنائی ہاتھ نگاران گلبدن کے کپوسے گئے ہین دل سینون مین پانی ہی بدن سب بھیگا ہی اُدس گلستان حسن نازپر پڑگئی ہی غنچہ وار اپھیکا کیسا بالکل کنارہ کر گئے ہین رخ انکے دریا مین کنول کے پھول بنگئے ہین یا مرجان سے رنگ رخ سفید تھا تو تختہ یاسمن کھلا نظر آتا تھا بنجانۂ آذری کنارے دریا کے کلمۂ ابراہیم خلیل الصمد پڑھتا تھا وہ دریا آتشکدۂ نمرودی انکے حق مین تھا ایک جگہ لڑنے والے بہادر جمے کھڑے تھے دریا کے دھارے کو تلوار کی دھار سمجھتے تھے موت کے گھاٹ پر پہونچ چکے تھے خدا ہی انکا بیڑا پار لگانے والا ہی ورنہ ہر موجہ سیف کی روانی دکھاتا ہی یہ حال کثیر الاقبال اپنے لشکر کا ملکہ نے دیکھکر اشک حسرت بہائے اور قلزم مرگ مین جہاز ڈوبتا دیکھکر دست مناجات بدرگاہ خالق بحر و بر بلند کیے بہار نے پشت پر بال کھولکر آمین کہنا شروع کی اور ملکۂ موصوف بابلاکر پکاری کہ بمقتضائے نظم

یارب ترے انس و جن ہین یہ سمین	ہین انس کی جنس ساری یہ سمین	ہر نخل مین گل ہی گل مین بو ہی
ہر بو مین جو لطف ہی وہ تو ہی	تو چشمہ رچشم انس و جان ہی	چشمہ ترے فیض کا روان ہی
غائب قدرت سے تیری موجود	نابود ہو بود بود نابود	چھوٹا ہو بڑا بلند ہو پست
ہو ہست سے نیست سے ہست	گویا ہین لب ملا اعلے	سبحانک سبحانہ تعالے
مولا مرے مجھپہ تو کرم کر	دشمن کو تو مرگ سے بہم کر	یہ دعا اسکی درگاہ خدا مین قبول

ہوئی وہ اسطرح کہ جب عمرو کو چھڑانے بران آئی تھی اور شاہ طلسم کے ہاتھ سے زخمی ہوکر چلی
تو قلعۂ ہفت رنگ مین نہ گئی اس فکر مین ایکطرف اپنے طلسم کے مجالس کے سمجھانے سے روانہ
ہوئی کہ کسیطرح برج غضب افراسیاب سے عمرو کو نکال لون چنانچہ جب اسکو عرصہ ہوا کہ
قلعہ مین اپنے یہ نہ آئی تو مرزان وزیر خدمت شاہ کوکب مین گیا اور بصد ادب عرض پیرا
ہوا کہ چشم و چراغ سلطنت خورشید آسمان حکومت ملکۂ دوران دختر نیک اختر حضور ذیشان
دام اقبالہا چند روز سے قلعہ مین تشریف فرما نہین ہین جانب طلسم ہوش ربا گئی تھین مرجعت
فرما نہین ہوئین ارکان دولت واعیان مملکت نے لشکر مہرخ مین بھی ڈھونڈھا وہان بھی پتا نہلا
وہ طلسم تمام پُر آشوب ہی لڑائی شاہ سے اُس طلسم کے پڑی ہی غلام جانباز کو یہ اندیشہ ہی کہ کنیزان
ملکۂ گردون احتشام کو اُس بادشاہ ناکام نے کسی آفت مین نہ پھنسایا ہو اور دشمنون کو زندان
مصیبت مین نہ ڈالا ہو خاک در دہان من باد ملکہ عالم کا بول بالا رہے میرا اندیشہ سراسر بیجا ہو
کوکب نے یہ خبر سنکر خیال کیا کہ اگر کسیکو خبر لینے بھیجتا ہون تو وہ غیر طلسم کے مقامات طلسمی پر
جانسکے گا مثل دریاے نور و ظلمات وغیرہ پس مین خود چلون اور اگر مراد واقعہ سے خبر دریافت
کرون اور مبادا اُسمین ملکہ کو مبتلاے آفت پاؤن تو لامحالہ جانا پڑیگا اور عرصہ کا عرصہ ہوگا اس
سے مناسب ہی کہ ابھی جاؤن یہ سوچکر بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا اور طلسم ہوش ربا مین آیا پہلے
لشکر حیرت مین اپنی دختر کو تلاش کرنا چاہا چنانچہ اسطرف آکر یہ ہنگامہ دیکھا کہ ملکہ مہرخ مصیبت
مین پڑی ہی دو ساحر تین لاکھ کے لشکر سے آمادہ قتل اسلامیان ہین وہ بیچارے مصروف دعا
بصد گریہ و بکا ہین یہ دیکھکر اسنے اپنے تئین زمین پر آمادہ وقت تھا کہ مقراض نارنج ہاتھ
مین لیکر لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی کہ اسنے قریب بحر سحر پہونچکر نعرہ کیا کہ باش او قحبہ مقراض
اسکی جانب متوجہ ہوئی دیکھا کہ ایک جوان وجیہ و شکیل جسکا چہرہ مثل مہر تابان منور و روشن ہی
مجکو للکارتا ہی نیستی ہوئی قریب آئی کہ او اجل گرفتہ کیون ملک الموت کو چھیڑتا ہی جا اپنے کام
مین مصروف ہو نہین جانتا کہ ہمسے لڑکر کوئی زندہ نہین بچا شاہ موصوف نے سحر پڑھکر کہا کہ بچا انکا
ارشاد ہی میری یہ لیاقت نہین جو آپ سے مقابلہ کرون مین تو تماشا دیکھنے آیا ہون سنا ہی کہ آپ
اور یہ ساحر جو دریا مین ناؤ پر سوار ہی خوب باہم مقابلہ کرتے ہین یہ کلمات سحر آگین اپنے تھے کہ

مقراض مسحور ہوئی اور پکاری کہ تو تماشا دیکھے گا شاہ نے کہا ضرور اُسنے کہا اچھا بُلا اُسکو ناو پر سے
شاہ نے پکارا کہ اے او سمندر خیز نطفہ تحقیق ادھر آدہ ساحر بھی ناو کنارے پر لے آیا اور زمین پر
اُترا شاہ نے کہا تم دونون آپسمین لڑو ہم تماشا دیکھینگے وہ مستعد بہ رزم و پیکار ہوا اُسوقت بادشاہ
ستارہ بنکر فلک پر گیا اور وہان سے مثل شہاب ثاقب اِن شیاطین پر ٹوٹا اور زمین پر آکر پھر
ظاہر ہوا اب اِن دونون نے دیکھا کہ بادشاہ پرشوکت وجاہ ہے زیور الماس مین سراپا غرق ہے
تاج شہریاری برسر چار قب شہنشاہی در بر انھون نے جھک کر تسلیم کی شاہ نے فرمایا کہ لڑو آپسمین
دیر نکرو مقراض نے وہی نارنج چرخ دیکر نعرہ کیا کہ او سمندر خبردار اُسنے وہ نارنج جو دیکھا سمجھا کہ
اس سے جانبر نہونگا پہلے مین اپنا وار کرون لیکن اب یہ نارنج لگایا ہی چاہتی ہے بہتر یہ ہے کہ اِس سے لپٹ
جاؤن یہ سوچکر نارنج وہ لگانے بنائی تھی کہ یہ دوڑکر لپٹگیا اُسنے ہاتھون سے اِسے روکا اور کہا او
کمبخت مجھ ایسی حسینہ وجمیلہ سے تو لپٹ گیا میرے بدن کو تو نے اپنے جسم سے مس کیا میرا حسن کھو دا
ہوگیا آبرو مین بٹا لگا بادشاہان طلسمات میرے عشق مین سر ٹکراتے پھرتے ہین زہر کھاتے ہین آپ
مین کسیکو کیا منھ دکھاؤن لے اپنی جان دیے دیتی ہون یہ کہکر کارد سحر کمر سے کھینچکر اپنے پیٹ
مین آپ مارنی لیکن اِس سے پہلے جب سمندر آمادۂ حرب ہوا تھا تو لشکر مین لاکھ کا حربہ سحر
لیکر لینا لینا کہکر چلا تھا اُسوقت شاہ ہاتھ اونچا کرکے اشارہ فرما ہوا کہ اے لشکریان مقراض
آدھے ایکطرف ہو جاؤ اور آدھے ایک سمت اور آپسمین لڑو کہ ہم تماشا دیکھین ازبسکہ یہ بادشاہ
بھی ہے اور ہم کتب شاہ جادوان بھی ہے سوائے افراسیاب کوئی اِسکا ہمنبرد نہین وہ رد اِسکے
سحر کو کر سکتا ہے اور دوسرا اِس سے نہین لڑ سکتا ہان وہ لوگ بزرگ افراسیاب مثل ہا ہی نمرود
رنگ و آفات چہار دست و تاریک صورت کش وغیرہ جو شاہ طلسم ہوشربا پر
غالب آتے ہین وہی اِسپر بھی غالب آسکتے ہین حاصل مرام لشکر نصف نصف ہوکر باہم سرگرم
پیکار ہوا اور اُدھر مقراض نے کارد مار کر کام اپنا تمام کیا غل و شور برپا ہوا تاریکی چھا گئی
صدا آئی ہا ہا مقراض دوزبان جادو کو یہ سانحہ جو سمندر نے دیکھا نعرہ آہ بلند کرکے پکارا
کہ افسوس ایسی صاحب حسن وجمال ماہ پیکر مہر تمثال مرجائے اور مین زندہ رہون شاہ کوکب
نے کہا شرط وفاداری یہی ہے کہ تم بھی اِسکا ساتھ تا بہ جہنم دوہان دیکھین تو کہ تم کیونکر مرتے ہو یہ سنکر

اسنے بھی خنجر کمر سے نکالا اور اپنا گلا کاٹ ڈالا شاہ کوکب کو معلوم تھا کہ مقراض اپنا سر کاٹ ڈالتی تھی اور زندہ رہتی تھی پس اسنے وہی نابخ یاقوت نگار جو وہ لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی وہ ایک تحفہ طلسمی تھا جو اسکے مرنے سے غائب ہوا تھا اٹھا کر اسکے پیٹ پر مارا ایک صدائے مہیب آئی اور ہزارون شیر و گرگ صحرا سے پیدا ہوکر نعش اسکی نوچ نوچکر کھانے لگے اور ہزارون سانپ اور مار و اژدر و عقرب وغیرہ پیدا ہوکر لشکر جو باہم لڑ رہے تھے اسپر گرے ادھر سمندر کے مرغابیون نے غوغاے عظیم بلند ہوا اور وہ بحر زخار سحر دفعتہً رد عن کیطرح اڑ گیا مہرخ نے مع اپنے لشکر کے نجات پائی اہل اسلام کی بن آئی تیغ بران کے جوہر کھلے شجاعت کے دفتر کھلے ازبسکہ وہ فوج تو آپ ہی باہم لڑ رہی تھی دم بھر مین مثل باغ خزان دیدہ کے قلم ہوگئی بہار اس لشکر کی صیاد ان گلچینان گلزار جرات نے لوٹ لی فصل مہرگان مین جسطرح گلستان برباد ہوتا ہے ویسا ہی نقشہ اُس لشکر کا تھا یعنی کوئی مثل شجر سالخوردہ مبشۂ شمشیر سے کٹا تھا کوئی برنگ قباے گل گریبان چاک نظر آتا کسیکا سبزہ روش جسم پامال تھا کہین نقد جان کو لیسان سوسن کہ ہمرنگ مسی آلود لب جانان تھی دھڑی دھڑی کر کے لوٹا تھا صرصر قہر و آفت تلوارون کے چلنے سے چلتی تھی خنجر جب گلا کاٹتے تھے طوق منت کے گویا بڑھائے جاتے تھے نیزون نے سینون مین گھر کیا تھا گویا عشق شاہدان کیطرح دل مین گھر کیا تھا خون کا دریا روان تھا جنگل لاشون سے پٹا تھا ایک بھی اُن لشکریون سے جان سلامت نہ لیگیا ایسا کھیت پڑا کہ تین لاکھ لشکر سب کھیت رہا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

چو بشنید مہرخ خروش سپاہ	شست از برتازی اسپ سیاہ	
فرو ریخت از دیدہ خون بر برش	یکی بانگ زد تند بر لشکرش	نباید کہ گیرند ما را زبون
نباید کہ خوانند بر ما فسون	کنون نیزہ و گرز باید زدن	ہمہ چشم دشمن بشاید زدن
ز ہر سو بہ ایشان بگیرید راہ	کنون کز دبر کہ کشد تیغ ماہ	گرفتند شان یکسر اندر میان
سواران مہرخ چو شیر ژیان	یکے رزم کردہ کہ خورشید و ماہ	ندیدست ہرگز چنین رزمگاہ

جب وہ لشکر نابکار واصل دار البوار ہو چکا شاہ کوکب کے نعرہ کی صدا آئی کہ منم شہنشاہ طلسم نور افشان شاہ کوکب عالیشان مہرخ تخت پر سے اُتر کر دوڑی اور پکاری کہ ای بادشاہ تشریف لائیے میرے حال پر کرم فرمائیے آواز آئی کہ یہ کونسا بڑا کام تھا جو مین تفاخر کرون اور

مین ہمیشہ شاہ کوکب ہون اصل مین کوکب نہین ہون یہ آواز دیکر وہ غائب ہوگیا یہ بادشاہ تو اپنی دختر نیلم اختر کی تلاش مین روانہ ہوا اور ملکہ حیرت نے جب حال بربادی لشکر مقراض سنا تھا تو مقابلہ کوکب مین جانا بہتر نجانا اب ماجرائے قتل لشکر سنکر غمگین ہوئی اور حملہ کیفیت لکھکر نامہ سحر کے پتلے کو دیکر شاہ افراسیاب کے پاس روانہ کیا اسطرف ملکہ مہرخ طبل فتح و ظفر بجاتی خوشی خوشی مراجعت فرما ہوئی لشکر نے پڑاو پر پہونچکر کر کھولی ہر طرف قہقہے اور چہچہے اڑنے لگے سردار داخل بارگاہ ہوئے جشن عالی مرتبت ہوا ہر جگہ عشرت و نشاط کا ہنگامہ تھا مگر بوجہ قید ہونے خواجہ عمرو کے جنداں انبساط کا جلسہ نتھا اور ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ اس فتح ہونے سے مفر ہمکو نہین ہے ابھی جنگ ہونا باقی ہے یعنی بادشاہ جادوان اب مرحلون کے ساحر بھیجتا ہے اگر شاہ کوکب ہمشیہ اُسکا نہ آتا تو اسیوقت ہمارا خاتمہ تھا پس مین تو یہان سے اپنے ملک کو جاتی ہون اور حیلہ کھیچکر سحر تیار کرکے آؤنگی کیونکہ بے بسی سے جان ندونگی ہاتھ پانون ہلاکر مرونگی یہ کہکر تخت سحر تیار کرکے مع اپنی خواصون کے روانہ ہوئی اور ہر سردار کو خیال ہوا کہ شاہ طلسم جب عمرو کو قتل کرنے آئیگا تو بہت بڑی لڑائی ٹپریگی چنانچہ اس خیال سے ہر شخص سحر تیار کرنے مین مصروف ہوا ان سبکو تو اس کیفیت مین رکھیے مگر شمہ حال خجستہ مآل رہائی خواجہ عمرو کا سنیے

داستان دلستان لشکر کشی کرنا افراسیاب کا عمرو کے قتل کرنے کو اور بلانا ناظمان طلسم کا اور آنا مقابلہ مین ملکہ برّان شمشیر زن کا مع لشکر کثیر کے برائے رہائی عمرو اور آمادہ ہونا مہرخ کا جان دینے پر اور جمع ہونا ہر سمت لشکرہائے عظیم کا اور توڑنا برّان کا برج غضب افراسیاب کو اور چھڑا لیجانا عمرو کو اور لڑنا مجلس کا ملکہ کج ابرو سے خنجر زن سے اور چھڑانا رعد و برق کو پھر مقابلہ افراسیاب کا برّان شمشیر زن سے اور گرفتار ہونا برّان کا بہ عیاری صبا رفتار عیارہ اور قید کرنا برّان کو افراسیاب کا زندان ظلمات مین اور ضمناً حالات دیگر مناسب اس داستان کے لمؤلفہ

کدھر ہے غمگسار بادہ خواران	کہان ہے ساقی غمخوار یاران	تو ہی ہے بادہ خوارون کا مسیحا
دل مردہ کو تو کرتا ہے تو زندہ	ہوا ہون اندنون بیمار ساقی	تپ ہجران سے ہون ناچار ساقی

طلسم جسم کا دل ہی شہنشاہ — وہ ہی ناراض مجھسے اندنون آہ — حصار تن مرا برج غضب ہی
مقید اسمین جان زار اب ہی — دماغ ایسا ہوا ہی گرم میرا — کہ جلتا ہی سدا قندیل آسا
بڑھا ہی ضعف جسم ناتوان مین — جدائی ہو عجب کیا جسم و جان مین — تڑپتا جسطرح ہو عاشق زار
تڑپتا یون ہی دل اپنا ہی ہر دم — دل بیمار یون رہتا ہی بیتاب — تڑپتی جیسے ہو ماہی بے آب
گھٹی طاقت بڑھا ہی ضعف ایسا — بڑھا ہو حوصلہ عاشق کا جیسا — نگر پرہیز ساقی ہمسے اتنا
ترے دم کا ہی رندونکو سہارا — وہ دار و اب پلادے ہمکو ساقی — کہ درد دل نہ کچھ رہجائے باقی
مجھے یہ میکدہ دار الشفا ہی — یہ دارو درد کی میرے دوا ہی — نگر تا خیر اب رہان مین میرے
کہ جان آئے تن بیجان مین میرے — تو ہی ہی چارہ ساز بیقراران — مداوائے دل امیدواران
جو فرصت کچھ ملے آہ و فغان سے — قدم لون آکے پھر پیر مغان کے — غنیمت ہی بہار زندگانی
کہان پھر ہم کہان یہ نوجوانی — یہ قصہ عمر کا جب ہو گیا طی — نہ پھر ساقی نہ جلسہ یار دنکا ہی
دل مخزون بہلتا ہی نہین ہی — خدارا ساقیا مے بھی کہین ہی — جو شیشہ ہاتھ سے چھوٹا ہوا ہی
تو ساقی اپنا دل ٹوٹا ہوا ہی — سحاب رحمت افضال یاری — وہ چھایا ہو گئی وہ بیقراری
اٹھالا جام اور منہ سے لگادے — مزاج شوق تا تجکو دعا دے — ہوس پھر روے ساغر تاکتی ہی
ہی در پردہ جو لذت جھانکتی ہی — زبان سے جوش دل یہ کہ رہا ہی — کہان اظہار وقت مدعا ہی
پلا وہ مے کہ دنیا ہو فراموش — فسانہ بنکے ٹپکے دل کا یہ جوش — بیا ای ہمنشین افسانہ بشنو
بیان جاہ ای جانانہ بشنو — سخن سنجان این رنگین حکایت — گہر سفتند در سلک روایت

بیماران بستر ناکامی۔ و مقیدان زندان بے آرامی چارہ سازان امراض درد و الم و مداوا پذیران بیماری ظلم و ستم راحت افزایان دل رنجور و عشرت دہندگان خاطر ناصبور محصوران حصار جور و جفا و سر حلقہ گان سلسلۂ عہد وفا عارضۂ ضعف دل سے بعنایت شافی مطلق و حکیم علی الاطلاق اسطرح قوت و شفا پاتے ہین اور حصار درد و الم سے محصوریان زندان غم کو یون چھڑاتے ہین کہ جب شاہ افراسیاب گمراہ مقراض وغیرہ کو بھیجکر جانب کوہ قیروزہ روانہ ہوا رفتہ رفتہ اُس کوہ پرشکوہ پر پہونچا یہ پہاڑ صانع بحر و بر نے فیروزہ کا بنایا تھا نقشہ اپنی قدرت کاملہ کا دکھایا تھا عکس کوہ سے دور تک زمین سبز رنگ فلک اخضر تھی گویا دیکھنے

بہار کی دفتر تھی درخت پہاڑ پر سرسبز و شاداب تھے آب سحاب قدرت سے سیراب تھے طلسمی حالت سے ابر رنگاری سر کوہ پر چھایا تھا زمین فیروزہ رنگ پر گلہائے سرخ کا کھلنا طرفہ تماشا تھا نیرنگ طرازی کلک قدرت نقشی بہار نظر آتی تھی لوح فیروزہ پر نقاط سرخ کا ہونا نئی کیفیت تھی کہ دل سیاحان روضۂ رضوان کو بھاتی تھی درخت یک لخت بسان حلہ پوشان جنان سبز پوش نہرون کے دیبون مین جوش پھول اپنا رنگ جماتے زرد گل لگاتے ہوا کا دماغ بسا ہوا عرش پر پہونچا ہوا

نظم

معطر ہی زلیں خاک گلستان — صبا سیار پر ہی عنبر افشان — مگر زلفون کی سنبل مین لمک ہی
سراپا سرو مین قد کی لچک ہی — غرض اہل چمن مین اسقدر مست — کہ بہنگے بولتے ہین مرغ مکدست
جہان دیکھو تو وان گلہائے خودرو — نظر جسپہ پڑے سبزہ ہی اور جو — بادشاہ اس کوہ فرحت آگین پر

پہونچکر افسون خوان ہوا طائران خوش نوا جو اشجار پر بہار پر فرمہ سنج تھے چہچہے کرتے ہوئے اڑے اور قلعۂ فیروزہ نگار جو دامن کوہ مین آباد ہی وہان پہونچے حاکم اس قلعہ کا فیروز شاہ تاجدار جادو سریر حکومت پر بصد عزت متمکن تھا کہ طائرون نے سامنے آکر دعا دی اور آمد بادشاہ طلسم کی بیان کی شاہ قلعہ خبر سنکر تبجیل تمام سبھ ارکان دولت کے اٹھا اور سامان نذر وغیرہ ہمراہ لیکر خدمت شاہ جادوان مین آیا سر عجز بہر تسلیم جھکایا اور پہاڑ پر جو عمارت اسکے سکونت کی بطور سیرگاہ تعمیر تھی اسکو فرش و مسند و شیشہ آلات سے کاریردازون نے بہت جلد آراستہ کیا سامان عیش و مسرت مہیا کیا بادشاہ لب نہر ایک بنگلہ مین آکر بیٹھا جام مے ارغوانی کا دور چلنے لگا ناچ ہونے لگا شاہ جادوان نے اسوقت فرمایا کہ تمہارے ذمے اے فیروز شاہ ہمیشہ سے نقابت طلسم کی ہی مین عمرو کو قتل کرنا چاہتا ہون تمھین لازم ہی کہ تمام طلسم مین منادی کردو کہ دوست ہمارے اگر تماشا اسکے قتل ہونے کا دیکھین اور خوشی کرین اور دشمن اس خبر کو سنکر آتش غم مین جل جل مرین اور جارچی یہ بھی پکار دے کہ فلان روز بادشاہ طلسم اس ناہنجار کو قتل کریگا جس کسیکو دعوی ہو وہ آکر چھڑالے قتل و غارت سے اسکے کشور جان و جسد کو بچالے یہ حکم محکم قضا شیم شہنشاہ عالی ہمم سنکر فیروز شاہ نے دست ادب باندھکر عرض کیا کہ اے شہنشاہ نصفت نشان ہم غلامون کی یہ مجال نہین جو میدان عدول حکمی مین قدم رکھین اور حکم معلے سے

سر پھیرین بموجب بیت خادمان را بر سر خود حکم نیست ✦ انچہ فرمان تو باشد آن کنند ✦
قتل عمرو بنا بر آئین طلسم چالیس روز کے بعد ہونا چاہیے آئندہ جو رائے اقدس واعلی بادشاہ
نے یہ عذر سنکر حساب کیا تو عمرو کو قید ہوئے تیس روز گذرے تھے دس روز باقی تھے بعد
اس حساب کے کتاب سامری طلب کی اور حسب دستور نذر وغیرہ دیکر کھولی حال عمرو کے
قتل کرنیکا دیکھا کہ اُسکو کب ہلاک کرنا چاہیے کتاب مین بھی یہی نکلا کہ بعد چالیس روز کے
مناسب ہی درمیان مین قتل نہو سکیگا اور ای بادشاہ لشکر مہرخ تجکو غارت کرنا چاہیے عمرو
کسی زمانہ اور کسیوقت مین قتل نہوگا کیونکہ وہ قاتل ساحران ہی مقتول ساحران نہین ہی یہ ماجرا
کتاب سے دیکھکر بغضہ کتاب کو بند کیا اور سر اُٹھاکر کہا ای فیروز جب دن بُرے آتے ہین تو آدمی
کیا خدا تک برگشتہ بخت سے بگڑ جاتے ہین خداوند سامری کو دیکھو کہ مسلمانون کے طرفدار ہوئے
ہین مجھے برخلاف ہین جب اُنکی کتاب دیکھتا ہون مسلمانون کا سراسر جنبہ پاتا ہون اسوقت
بھی یہی حکم کتاب مین نکلا ہی کہ عمرو قتل نہوگا بھلا مین تجھسے پوچھتا ہون کہ مین کیسا بادشاہ ہون
کیا ایک آن مین ساری دنیا درہم وبرہم نہین کرسکتا کیا مین آسمان کے خدا سے نہین لڑسکتا
کیا مین کوہ بلند کو چٹکی سے ملکر خاک نہین کرسکتا کیا مین جامۂ ہستی عالم چاک نہین کرسکتا مین
چاہون تو ایک دنیا اور بنا دون اور از سر نو عالم خلق کردن مین آپ طرح آجتک دیتا رہا
ورنہ ان مسلمانون کو رائی سے کائی کرڈالتا اب مین اپنا رتبہ آج ایسا دیکھتا ہون کہ تمام

بھلا سامری کی ہی یہ کیا مجال	اگر سامنے میرے کچھ قیل وقال	ہوا تو دریہ ڈالون غضب کی نگاہ
تو وہ پانی پانی ہو بے اشتباہ	اگر دیکھلے میرے تیور ذرے	گرے تیغ بہرام کے ہاتھ سے
کرون سمت گردون جو ترچھی نظر	تو دو ٹکرے ہو صاف شیشہ کی قسم	غضب میرا شاید ہی یاد آگیا
جو خورشید گردون ہی تھرا رہا	اگر عمرو کو مین نے قتل کرڈالا تو سامری کی پرستش کرنا چھوڑ دونگا	

اسکی وجہ کیا کہ وہ حکم میری مرضی کے خلاف دیتے ہین اور اگر عمرو کو مین نہ قتل کرسکا تو
بیشک اُنکو سچا جانونگا تو یہ ممکن نہین کہ جس بات کا مین ارادہ کرون اور وہ نہو فیروز شاہ
یہ لاف وگزاف براہ تکبر اس شیطان مجسم کا سنکر دل مین غور فرما ہوا کہ اب بیشک ابن بادشاہ کا
دماغ آیا آدمیون سے لڑتے لڑتے خداوندون سے لڑنے لگا سامری اسکے ایسے تابعدار تھے کہ اسکے

مزاج کے موافق کتاب لکھتے دلمین تو ایسا کچھ سوچا لیکن بظاہر صفت وثنا بادشاہ کی کرنے لگا
کہ ای شہنشاہ سچ ہی کہ آپکا ارادہ کون رد کر سکتا ہی اور کون آپکا ہمسر ہی کون ملازمان عالی
سے لڑ سکتا ہی آپکا ارادہ ارادۂ جمشیدی ہی جو حکم ہو غلام اسکو بجالائے آپ غصہ نفرمائین شاہ نے
فرمایا کہ دس روز چالیس دن مین باقی ہین عمرو کو قید ہوئے اس دس روز مین تمام طلسم مین
ڈھنڈھورا پٹجائے اور تمام نظمان طلسم کو فرمان پہونچ جائین کہ فلان روز لشکر حیرت کے
متصل کنارے دریاے خون روان کے کمع لشکر سب جمع ہو جائین مین عمرو کو ضرور قتل
کرونگا یہ کلام سنکر فیروز شاہ نے سحر پڑھا دفعۃً ایک آندھی آئی بعد اُس آفت کے ایک دیو
قوی ہیکل پیدا ہوا کہ منھ اُسکا بھاڑ کیطرح کھلا تھا دانت مثل دندان فیل باہر منھ کے نکلے تھے
سر بیرج قلعہ نظر آتا تھا قامت دراز تاڑ ایسا تھا سینہ رو قوی تن عنقص گردن بدن پر رو مین نکلے
کیطرح دراز سر مین نخوت دلمین بھری حرص دو آزا ایک ڈھول مثل خمک فلک زنجیرون سے
بندھا گلے مین ڈالے اور دو چوبین مثل ستون ہاتھون مین لیے سامنے آیا اُس سے حکم دیا کہ ای
دہل کوب جادو سارے طلسم مین جاکر ڈھنڈھورا پیٹ دو کہ فلان روز عمرو قتل ہوگا
ساکنان طلسم آکر تماشا دیکھین اور ابتداۓ ڈھنڈھورا پٹنے کی لشکر حیرت و مہرخ سے کرنا اور بغیر
دہل زنی کیے آرام نکرنا اُسنے کہا یہ دہل بھی طلسمی ہی اور مین بھی اسلیے ہون کہ منادی کیا کرون
میرے ڈھول کی آواز جملہ ساکنان طلسم سنتے ہین اور ساٹھ ستر کوس تک چار سمت مین اسکی صدا
جاتی ہی یہ کہکر ڈھول کو سنبھالتا پرواز کرکے روانہ ہوا اور بہت جلد لشکر حیرت مین آیا اول بارگاہ
مین پہونچکر ملکہ مذکور کو سلام کیا اور حکم بادشاہ سے اطلاع دی ملکہ بہت خوشنود ہوئی اور
گویا ہوئی کہ جا جلد ڈھنڈھورا پیٹ دو کنارے لشکر کے آیا اور دہل پر اُسنے چوب لگائی سب
ساحر لشکر حیرت و مہرخ کے گوش بر آواز ہوئے کہ سنو ڈھنڈھورا پٹتا ہی اس اثنا مین اُس
دہل زن نے رعد آسا کڑک کر آواز لگائی کہ خلق خداوند نقار و سامری وغیرہ پونے دو سو
خداؤن کی ملک بادشاہ کا حکم شہنشاہ ساحران افراسیاب جادو کا کہ تاریخ اٹھارہین
ماہ بہمن نردشتی سنہ حال کو مریخ یعنی منگل سے کے دن عمرو عیار برج غضب سے نکال کر قتل
کیا جائیگا جو اُسکا عدو ہو وہ آکر تماشا دیکھے اور جو اُسکا محب ہو وہ آمادہ بجنگ ہو رہے یہ منادی

کرکے دو چوبین اور ڈھول پر مار کر آگے بڑھا تماشا بینون اور لونڈون کا غول اسکے ساتھ
ہوا اُدھر طرفداران شاہ طلسم نے جو یہ ڈھنڈھورا سنا باہم گویا ہوئے کہ بھی عمرو کا قتل ہونا
تو یقین نہین آتا مدت سے یہ خبر سنتے آتے ہین کہ اب شہنشاہ کو غصہ آتا ہی اب سب باغی
قتل ہوتے ہین خیر دور کے ڈھول سہاونے ہین ڈھنڈھورا سنکر خوش تو ہولو اُدھر لشکریان
مہرخ نے جو ندا سنی ہر ایک آبدیدہ ہوکر دعا کرنے لگے کہ خدا تعالی خواجہ کو شر سے ظالم کے بچائے
سردارون نے باہم کہا کہ ڈھول کے اندر خول یہ فقط سنانے کے غوے ڈبے ہین شاہ طلسم خواجہ کو
کیا قتل کریگا جادوگر نیان دامن پھیلا کر کوسنے لگین کہ موے ڈھنڈھورے کے منھ مین خاک
خداوندا دشمن کا چیتا نہو موا افراسیاب آپ مارا جائے اُسی موئے کی رانڈ نکلے خدا کرے
موٹڈی کاٹے کی لاش چیل کوے کھائین حیرت رانڈ ہوکے بیٹھے ہی ہی دارث کے مہرخ کو
صدا سنکر بڑا تردد ہوا ہی حال اسکے لشکر جمع کرنیکا بیان کیا جائیگا مگر عمرو کا حال سنیے کہ ڈھنڈھورا
جب شاہ طلسم نے پٹوایا تو کوہ فیروزہ پر بیٹھے بیٹھے سحر اپنا کم کر دیا اسلیے کہ عمرو بھی صدا ڈھنڈھورے
کی سنے چنانچہ خواجہ جس روز سے کہ قید ہوئے بیہوش تھے اب جو ہوش آیا دیکھا کہ اندھیری کوٹھری مین
قید ہون جسم پر آبلے پڑ گئے ہین یہ نہین معلوم ہوتا کہ زمین مین ہون یا زمین پر یا آسمان پر ہون
بشر کی آواز کان مین نہین آتی ہی یہ دیکھکر از بسکہ بھوکا پیاسا تھا کسوت عیاری سے کچھ میوہ
نکالکر کھایا پانی پیا شکر خدا کیا کہ ای پروردگار تو سچا ہی مجھے وعدہ ہی کہ جبتک موت منھ سے اپنے
نہ مانگون اُسوقت تک نہ مرون اسوقت اپنے تئین زندہ گور مین پاتا ہون تو ہی اہل ظلمت
سے نکالنے والا ہی اور قید غم سے رہائی دینے والا اسی سوچ مین تھا کہ یکایک ڈھنڈھورے
کی آواز سُنی اور اپنے قتل ہونے کی تاریخ معلوم ہوئی دل سے کہا کوئی تدبیر کرنا چاہیے اسی
فکر مین یکایک پھر بیہوشی طاری ہوئی کیونکہ شاہ نے کچھ دیر کے لیے ہوشیار کیا تھا اور اسکو
بھی خوف تھا کہ یہ ہوشیار رہیگا تو رہا ہو جائیگا چنانچہ بدستور اول یہ تو مقید ہین اُدھر جب
فرمان شاہ طلسم فیروزشاہ نے فرمان اور نامہ ناظمان و شاہان طلسم کو تحریر کیے اور پتلہ ہاے
سحر کو اور طائرون کو دیکر روانہ کیے آنا ان بادشاہون کا بیان ہوگا لیکن جب ملکہ حیرت
اور اسکے سردارون نے ڈھنڈھورا سنا باہم مشورہ کیا کہ جبتک شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے

آئین اسکے عرصے مین ہم ایک لڑائی ایسی ساتھے کی لڑین کہ جملہ باغیون کا کام تمام کردین
یہ صلاح ہوتی ہی تھی کہ صنعت سحر ساز ڈھنڈھورا سنکر بارگاہ ملکہ مین اپنے مقام پر سے
آئی ایک سمت سے مصور چوچلہ مین تھا مع اپنی زوجہ صورت نگار کے آیا پھر تو اور
بھی ساحران نامی مثل شکوہ زرین قبا وغیرہ کے ملکہ مذکور پاس آکر جمع ہوئے اور کہا
ای ملکہ معترض ایسی ویسی ساحرہ نہ تھی جسکو ہمشیہ کو کب نے آکر قتل کیا ہم جانتے
ہین کہ یون ہی قتل عمرو مین بھی رخنہ پڑیگا حیرت نے کہا تم سچ کہتی ہو انھین باتون
سے جی مین آتا ہی کہ خنجر مار کر مرجایئے اور خواہ افراسیاب اجازت دے یا نہ دے قسمیہ
ہوکر نکھرامون سے لڑنا چاہیے یا تو انکو ہمنے مار لیا یا ہمکو انھون نے مار کر طلسم پر قبضہ کیا ملکہ
شکوہ نے کہا مناسب یہی ہی جو آپ فرماتی ہین ملکہ صنعت نے بال سر کے سفید کر کسکی طرف
مخاطب ہوکر خطاب کیا کہ ای بوگو بال سر کے سفید ہوئے ہوس دنیا کی سب نکل چکی اب جی
کے کیا کرنا ہی ساحران عالم کو کیا منھ دکھاؤنگی اگر اس بیغیرتی سے زندہ بھی رہی تو کیا مثل مشہور
نکما جیا برے احوال للازم یہی ہی کہ لڑکر جان دیدون مصور و صورت نگار جو دلتین کہنے
اٹھا چکے تھے اس مقولے ہان ہان تو کرتے ہین مگر ٹال رہے ہین انکا یہ قصد ہی کہ عمرو قتل
ہوجائے تو پھر مقابلہ کرین غرضکہ جو چکے مزاج مین آیا صلاح پذیر ہوا آخر یہ امر قرار پایا کہ بادشاہ ساحران
سے اجازت لڑنے کی منگوائین پھر صنعت کی راے پلٹی اور اسنے حیرت سے کہا کہ ای ملکہ افسوس
ایسے ایسے زبردست ساحر مارے جائین اور ہم شاہ سے پوچھنے پر بیٹھے رہین یہ کبھی نہوگا ین تو اسیوقت
طبل جنگ بجوائی ہون حیرت نے کہا ہمکو اجازت ہر وقت لڑنے کی ہی اور اجازت نہین ہی
تو پھر کسلیے ہمکو سردار لشکر شاہ نے کیا ہی کچھ پوچھنے کی تو احتیاج نہین ہی مگر اتنی بات کا ہمکو
خیال ہمیشہ سے ہی کہ میری بہن ملکہ بہار شریک نکھرا ان ہی اور وہ کسیطرح قتل نہوگی کیونکہ شاہ
جادوان نے بہت کچھ اسکو بتایا ہی اور دوسرے یہ کہ رعد و برق یہ دونون ان بیٹے مرحلہ
طلسم کے ساحر ہین برقضاے طلسم مین سے برق جادو ہی بس انکا قتل ہونا بھی دشوار ہی
یہ کلام سنکر ایک ساحر نے کہا ای ملکہ آپکی بہن آجکل لشکر مین نہین ہین جانب کوہ آرام گئی
ہین ملکہ نے کہا چلو یہ اچھا ہوا اب رعد و برق رہے انکو پکڑ لینا چاہیے یہ کہکر عیار بچون کو

طلب کیا اور دربار برخاست کرکے ایسا سحر کیا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہ آنے پائے جب تلیہ ہوا صنعت نے کہا مین بزور سحر روے ہوا پر اڑا کر دونگی اے صرصر تو کسی بہانہ سے رعد و برق کو اکیلے مین لانا مین سحر کرکے غافل کردونگی اور پکڑ لاؤنگی ملکہ حیرت نے کہا یہان نہ لانا باغ عشرت مین ملکہ جنین جادو رہتی ہین وہان پہونچا دینا راوی کہتا ہے کہ یہ دونون ماں بیٹے پہلے ہی سے قید ہوکر جنین کی سپردگی مین رہتے ہین اسلیے کہ ساحر زبردست ہین اگر لشکر مین رہتے تو شاہ طلسم کی فوج ہمیشہ مغلوب رہتی پس بادشاہ نے گرفتار کرا کر انکو بھی قید سخت مین رکھا ہے اول مین چند بار جو یہ قید ہوئے تو وہ مقام بیان ہوچکے مثل اسکے کہ دختر مصور۔ الماس پر یکپرہ پر رعد عاشق ہوکر قید ہوتا ہے یا یہ کہ مہتر قران دیوانہ بنکر ایک بار چھڑاتے ہین اور کسی مقام پر قید ہونا انکا دفعتہ نہین دیکھا اور نہ انکی کوئی لڑائی دیکھی بہرصورت انکا قید ہونا اول اگر بیان ہوگیا ہے جب بھی یہ قید ہین اور اگر نہین بیان ہوچکا تو اب بیان کیا جاتا ہے کہ صنعت تو بطور مخفی صرصر کے ساتھ ہوئی اور صرصر صورت ایک ساحر کی ایسی بناکر بارگاہ مین برق کے آئی تسلیم کرکے عرض پیرا ہوئی کہ کنارے لشکر کے مہتر برق فرنگی کھڑے ہین مجھے انھون نے فرمایا کہ جلد جاکر رعد جادو کو مع انکی ماں کے میرے پاس بھیجدے چنانچہ مین نے انکے حسب ارشاد آپ سے اطلاع کردی یہ عرض کرکے آپ بارگاہ سے چلی گئی رعد و برق کو خیال ہوا کہ نہین معلوم کیا کام ہے جو مہتر صاحب نے بلایا ہے چلنا چاہیے اور ایسی بے لگاو بات سننے سے عیارہ کا مطلق خیال نہ آیا کیونکہ صرصر پیام دیکر وہان ٹھہری بھی نہین پھر کیونکر انکو دھیان عیاری کرنے کا آتا فی الجملہ یہ دونون بارگاہ سے نکلکر کنارے لشکر کے آئے اور برق عیار کو لشکر سے نکلکر صحرا مین تلاش کرنے لگے صنعت نے زور سحر سے خاک قبر جمشید آنر چھڑکی کہ یہ دونون بیہوش ہوئے صنعت نے بزور سحر ایک تخت بنایا اور دونون کو اسپر ڈالکر روانہ ہوئی اور باغ عشرت مین لیکر آئی یہ باغ افراسیاب کا بنوایا ہے کئی مقام پر تعریف اسکی تحریر ہوئی ہے ملکہ جنین کنیز مجلس جادو کی جو بھاگ کر آئی ہے تو بادشاہ نے اسکا رتبہ ایسا کیا ہے کہ اس باغ مین رکھا ہے اور اول بیان ہوچکا ہے کہ مجلس نے پتلا اسکی گرفتاری کو بھیجا تھا وہ پتلا شاہ جادوان کے ہاتھ سے مارا گیا اس سبب سے

اسکو باغ عشرت مین بادشاہ نے رکھا کہ کوئی پکڑ نہ لیجائے حاصل امردہ ایک نہر کے کنارے بیٹھی مشغول میخواری تھی کہ صنعت پہونچی اُسنے اُٹھکر تعظیم دی اِسنے اُن قیدیون کو اُسکے سپرد کیا اُسنے اُٹھکر اپنا سحر قیدیون پر کرکے کہا آپ ٹھہریے مین آتی ہون اور تخت جسپر قیدی تھے اُسکو اُڑا کر باہر باغ کے ایک پہاڑ کے قریب اُتار دونون کو تخت پر سے اُتارا اور خوب سحر سے بے بس اُنکو کرکے ہوشیار کیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ دو پتھر کی سلین اُڑکر قریب قیدیون کے آئین اُن سلون سے حکم دیا کہ اِن مجرمون کو کمر تک نگل لو سلین فوراً شق ہوگئین اور پانوٗن سے کمر تک یہ دونون اُن پتھرون مین سما گئے ساحرہ اپنے سحر کا حصار گرد اُس دہ کوہ کے قائم کرکے باغمین آئی اور صنعت کی خاطر و تواضع مین مشغول ہوئی مگر وہ کچھ دیر ٹھہر کر رخصت ہوئی اور سب حال بیان کیا کہ مین لڑنے باغیون سے جاتی ہون طلسم مین یہ ماجرا گذرا ہی اور ایسی صلاح باہم ہوئی ہی غرضکہ وہان سے روانہ ہوکر بارگاہ ملکہ حیرت مین آئی تمام کیفیت معرض بیان مین لائی اور کہا اب دیر نہ کیجیے اِن نمکحرامون کو مار لیجیے ملکہ نے کہا تم مختار ہو جو چاہو کرو یہ سنکر اِسنے ایک نارنج مارا وہ زمین پر گر کر شق ہوا اور اُسمین سے ایک پتلا نکلا اُس پتلے سے اِسنے حکم دیا کہ گنبد نور سے تا پشتہ فنا اور کنارے تک دریاے خون رواں کرے یہ لشکر پڑا ہی وہان جاکے پانچ لاکھ کا لشکر تیار کرا کر یہان لے آ پتلا یہ حکم پاکر روانہ ہوا اور اِسکے لشکر مین پہونچکر پکارا کہ اے افسران فوج ملکہ صنعت نے پانچ لاکھ کا لشکر طلب فرمایا ہی ایسی آواز اِس پتلے کی دراز تھی کہ تمامی لشکر نے اُسکی صدا سنی اور جلد جلد کمربندی فوج مین ہوئی ساحرا ژدرگاہ دخترنیر پر سوار ہوئے ببرقین ہوا مین اُڑنے لگین ترسول نیزے چمکنے لگے سامری کی جو کاغل تا بفلک پہونچا ہزارہا نارنج و ترنج جو ایکبار اُچھالکر ساحرون نے روکا تو یہ معلوم دیا کہ گولہ انداز فلک نے باڑھ گولون کی ماری ہوم کا دھوان بلند سحر کی بجلی چمکتی تو بجانہ مین دہر کے رنگ اُڑتی ابر سرخ روے ہوا پر چھایا ہوا زد کا میدان سامنے جو تھا آتش بہار نظر آتا چار سمت سے جو ابر سیاہ اُٹھا قلعۂ آہن بنگیا تھا اِسیطرح عجائبات سحر کے نمایان کہین بدلی کہین ظاہر آفتاب تابان گو گل مرجین نوگین کا فور صندل جلتا اژدر پھنکارتے سانپ ہر ایک زہر اگلتا ساحرون کا تو یہ حال نبرد آزمایان عرصۂ قتال کی ایک سمت مورچال وہ خنجر و شمشیر کی چمک دیدۂ ترک فلک کو

خیرہ کرتی چراغ خانۂ تن کو تیرہ کرتی اسلحہ کی جھنکار گوش بہرام گردون کے پار غرضکہ بڑے جوش و
خروش سے مثل بحر غضب وسیل فنا یہ لشکر روان تھا اور کچھ ہی عرصے مین یہان سے وہان
تھا یعنی قریب بارگاہ حیرت بے نشان تھا ملکہ صنعت نے جب دیکھا کہ لشکر میرا آگیا خود بھی
تخت اژدہون پر اپنا کھنچوا کر سوار ہوئی اور شام ہونیکا بھی انتظار نکیا کہ طبل جنگ بجوا دی اسوقت
سمت لشکر مہرخ چلی اور جب قریب اُس فوج کے پہونچی نفیر سحر و قرنائے جنگی اور دہل و طبل کا شور
گوش ہمایون مہرخ مین پہونچا اِس عرصہ مین طائران سحر نے خبر دی کہ ای ملکہ فوج دشمن سر پر
آگئی ملکہ مذکور نے بہت جلد نفیر سحر کو دم دیا غازیان صف شکن بعجلت تمام تیار ہوئے سرداران
لشکر بارگاہ سے نکل آئے خیام و خرگاہ مین ہلچل پڑ گئی بازارین بند ہو گئین بعض مقام پر تو بھگدڑ
پڑی مہرخ بھی بہت جلد باہر بارگاہ کے آکر سوار ہوئی اِس عرصے مین صنعت کے حکم سے اُسکے لشکر نے
اس فوج کا محاصرہ کر لیا اور اِسکے آنیکے بعد مصور کو بھی جوش آیا تھا یہ بھی کئی لاکھ سے چلا تھا حیرت
بھی سوار ہوئی تھی یہ دونون بھی بجمعیت کثیر آپہونچے اور دو طرف دو راہون کو روک کر کھڑے
ہوئے چار طرف سے بزنید و بکشید کی صدا بلند ہوئی صنعت تیغۂ سحر پکڑ کر پانچ لاکھ سے لشکر مہرخ
پر جا گری اُسطرف سے مہرخ بھی مع فوج بڑھکر غٹ پٹ ہو گئی ابتو لگے ابر کے آنے لگے پیکان
تیر و مار و عقرب برسانے لگے ناریل ترنج سینون کے پار جانے لگے مہرخ پر صنعت نے ایک
بیضہ سحر کا مارا وہ نارنج پھٹا ہزار ہا شعلہ اُسمین سے نکلا اور لشکر مہرخ پر گرا اُسنے سحر پڑھکر کہا کہ دشمنون
کو یہ آگ جلائے اور ہمارے دوستون پر پانی ہو جائے یہ کلمہ ایسا مؤثر تاثیر تھا کہ وہ آگ سمشکر فوج
صنعت پر جا پڑی ایک لاکھ ساحر جلنے لگا صنعت نے دستک دی کہ فوراً ابر گھر آیا
اور برسنے لگا وہ آگ بجھی اُسوقت مہرخ نے ایک نارنج سحر کا مارا صنعت نے خالی دیکر نارنج
مارا مہرخ کا شانہ زخمی ہوا ابتو ساحر سے ساحر بھڑ گیا مہرخ نے پھر سحر پڑھا کر تیر برسنے لگے
صنعت نے سپر سحر کی پیدا کین ہر سمت گولے ناریل ماش کا چھرا سوئیون کے گچھے
چلنے لگے مہرخ نے گچھا سوئیون کا مارا کہ سترہ سو پیکان آبدار کا گچھا پیدا ہو کر فوج پر گرنے لگا
جسکے وہ پیکان لگتا سینے سے پار نکلجاتا فوج دس بیس قدم اِدھر کی کبھی ہٹ جاتی ہے کبھی اُدھر
کی پسپا ہوتی ہے لاش پر لاش مردہ پر مردہ گر رہا ہے دریا خون کا بہتا ہے ساحر مچھلیون کیطرح

تڑپتے ہین مہرخ دیا قوت و سرخمو و مخمور وغیرہ کے خون کنیون سے بہ رہا ہی قبضہ شمشیر ہاتھ
مین جم گئے ہین سرخمو اور نافرمان وغیرہ نے غول مین گھسکر ایسے تاریخ تریخ مارے ہین کہ سو سو دو دو سو
کا ایک ہی ایک وار مین کام تمام کیا ہی اُدھر سے صنعت وغیرہ چڑھتی چلی آتی ہین تلوارون کی
چوب پڑتی ہین نقیب للکار رہے ہین کہ ع رزم کا دن ہی نام کر جاؤ + زندگی ہی کہ کر کے مر جاؤ
دلیر و جوانو بہادرو آج کا دن ہی نمک حلال کر جاؤ مار لیا ہی شیر دیو معرکہ تمہارے ہی ہاتھ ہی نہ گھبرانا
تیغ و ظفر کا ساتھ ہی تلوار کٹار چل رہی چھلین منڈلا رہی ہین کسیکا سر گر گیا کسیکا بازو کٹ گیا
پانون کٹا دریاے خون مین سرخ سرخ مچھلیان تڑپتی نظر آتی تھین اعضاے تن کی یہی حالت
ننھی سر کچھوون کیطرح تیرتے تھے مرکبون کے سم خون مین غرق دم بھر مین جدا گردن و فرق اس
لڑائی مین صنعت نے ایک ناریل سبز رنگ چوڑی دار اپنے جوڑے سے نکالا اُس ناریل کو دیکھکر
ملکہ طاؤس نے مہرخ سے کہا کہ ای ملکہ اس ناریل سے کنارا کر دیہ باغ جمشید کا ناریل ہی ملکہ نیلوفر
نے کہا ہر چہ باد آباد جمشید کے باغ کا ہو گا تو کیا کریگا اس عرصہ مین وہ ناریل اُسنے چرخ دیکر مارا وہ
شق ہو گئی ہزار پتلا اُسمین سے نکلا اور بڑھکر مثل انسان ہو گیا تلوارین ہاتھون مین لیکر لڑتا
آگے بڑھا صنعت نے حکم دیا کہ ای پتلہاے سحر جاؤ دشمنون کو قتل کر دیہ سنکر ایک ایک نعرہ زن
ہوا کہ ہم غلام جمشید اور تلوارین مارتا ہر ایک چلا جسکے تلوار ماری دو ٹکڑے کیا تاریخ تریخ تلوار اُنپر
پڑنے لگی مگر کچھ اثر نہین کوئی پتلا نہ مارے مرتا ہی نہ کاٹے کٹتا ہی مہرخ نے جو یہ ماجرا دیکھا فوج کو للکارا
کہ مان لینا جانے نہ دینا اور آپ ایسا سحر کیا کہ قتل آسمان پر سے برسنے لگے مخمور نے سحر کر کے
گولے برسائے کئی ہزار جادوگر مارے گئے اب تو مشکین موزلف کھولکر آگے بڑھی طاؤس
و لرزان و زلزلہ و نافرمان و ہلال سحر افگن تینہاے سحر لیکر غول مین در آئین اور نعرہ
مہرخ سے ساحر مرکبون پر سے کود پڑے کہین خنجر چلنے لگا کہین کٹار چلنے لگی قزاولبون کے گھونسے چلنے
تھے کہین کشتی ہوتی تھی ناریل تاریخ اُچھلتے تھے سحر کی لاگین اور چوٹین چلتی تھین نیزہ باز عدو کو کباب
بالاے سیخ بناتے تھے ایک طرف سحر کے جانور باہم گتھ گئے تھے شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی اژدر سے
اژدر لڑ رہا تھا شور دار و گیر برپا تھا فوج اُمڈی ہوئی تھی ہزار ہا لاش پڑی تڑپ رہی تھی فوج مہرخ
از بسکہ قلیل تھی اور پتلے سحر کے قتل نہو سکتے تھے اور وہ لڑتے مارتے چلے آتے تھے بدین وجہ اُسکی فوج نے

گھونگھٹ کھایا بھگدر پڑی بارگاہ چھٹ گئی بازارین لٹنے لگین غول کے غول بھاگے جدھر
جسکا منہ اٹھا چل نکلا مصور نے نعرہ مارا کہ خبردار جانے نپائین فوج نے تعقب کیا یہان تو یہ ماجرا
ہی لیکن عیار ہمیشہ نقب مین لشکر سے نکلجاتے ہین اور قران تو جنگل مین رہا ہی کرتا ہی اُسنے
جو نعرۂ مبارزان سنا اور شور و غوغا جو زیادہ ہوا تو اُسنے قلعہ کوہ سے یہ ہنگامہ دیکھا کہ لشکر ہماری
جانب کا قتل و غارت ہو رہا ہی کوئی بچتا نہین نظر آتا ہی یہ دیکھکر زار زار رویا اور بر سینہ سر کرکے
دعا درگاہ کبریا مین کرنے لگا آخر پہاڑ پر سے اُتر کر ایک سمت کو صحرا مین بھاگا تلاش گل مراد
کرتا جاتا تھا رحم خالق جزو کل خضر راہ بنا کہ اسکا گذر قریب باغ عشرت ہوا اور ایک پہاڑ کے درہ مین
پہونچا کبھی ایسا کوہ بلند اسکی نظر سے نگذرا تھا وہان دیکھا تو رعد و برق کو کمر کمر تک مین غرق
پایا اُنسے پوچھا کہ یہ کیا تمھارا حال ہوا اُنھون نے بھی اس عیار کو پہچانا اور کہا اے مختار حال کہ
ہمارے پاس نہ آؤ کہ گرد ہمارے حصار سحر ہی اور ہم قید مین جنمین کے ہین ایک ایک روئی
جو کی اور کوزۂ آب ہمکو ملتا ہی قران نے سب حال لشکر کی بربادی کا بیان کیا اُنھون نے کہا
اگر ہم رہا ہوتے تو بتا دیتے قران نے کہا پھر وہ جنمین قحبہ کہان ہی اُنھون نے کہا اس باغ
مین جو سامنے ہی عیار مذکور اُسکے پتا معلوم کرکے ساحر کی ایسی صورت بنکر چلا اتفاقاً باغ
عشرت مین جنمین نہ تھی اُسنے متصل اسی باغ کے ایک باغ اور نیا بنوایا ہی کیلیے کہ باغ عشرت
مین یار کو اپنے بغیر حکم شاہ طلسم نہین رکھ سکتی ہی شاہ نے صرف اسکے رہنے کی اجازت دی
ہی اور کوئی رہ نہین سکتا ہی اسوقت اسی نئے باغ مین وہ گئی تھی اور خلیہ تھا یار کو اپنے بلا بھیجا
تھا کہ قران بھی اُسی باغ کے دروازے پر آکر دربان سے مستفسر ہوا کہ یہ گلشن رنگین کس محبوب
باترمین کا ہی اُسنے کہا ملکہ جنمین کا اُسنے کہا اگر تم کہو تو ہم جائین نوکری کی تلاش مین آئے ہین
شاید تقدیر لڑ جائے اور ملکہ رکھ لین تو تمھاری بدولت روزگار ہو جائیگا بال بچے ہمارے دعا
دینگے دربان نے کہا دوسرے دروازے پر جاؤ ہمین حکم نہین کہ ہم جانے دین قران سنکر
وہان سے چلا اور ایک سمت اُس باغ کے جنگلہ بنا تھا اُسکی دیوار چھوٹی تھی یہ سمجھا کہ دوسرے
دروازے سے بھی کوئی جانے نہ دیگا اور اس جانے آنے مین عرصہ بھی ہوگا اِدھر سے چلکر اپنا
کام کرو یہ سوچکر اُس دیوار کو پھاند گیا اور آگے بڑھکر دیکھا تو باغ نہایت سبز و خرم پایا پھر چپہ چپہ

سنگ سرخ کا بنا تھا فرش مکلف اُسپر بچھا تھا ملکہ جنین اُسپر بیٹھی تھی اِسنے جھک کر اُسکو سلام
کیا اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو اِسنے کہا ملکہ ہم بھی جادوگر ہین سامری کے نام لینے والے مان باپ کے
بدولت خوب عیش و آرام کیا سب دولت لٹادی بڑے چین کیے اب محتاج ہوگئے مجبور ہوکر
نوکری کو نکلے آپکا نام سنکر آئے ہین اگر آدھ سیر آٹے سے لگجائینگے سرکار کا بول بالا سنائینگے
جنین نے یہ کلام سنکر کہا اچھا ہمنے تجکو نوکر رکھا یہ کلمہ جیسے ہی اُسکی زبان سے نکلا ویسے ہی زمین
شق ہوئی اور ایک پتلی نکلی اور پکاری کہ ای ملکہ یہان نوکر رکھنا کیا باغ عشرت مین نوکر رکھ
لیجیے گا آپ تو نہ کچھ سمجھتی ہین نہ بوجھتی ہین نوکر رکھ لیتی ہین جنین یہ سنکر کچھ سوچنے لگی اِسمین
قران نے کہا یہ بھی قسمت کی خوبی کہ تیسرے فاقہ نوکری کو آئے اور مالک بھی ملا تو پتلی نے
نیش زنی کی جنین نے کہا اچھا باغ سحر مین آنا یہان سے کچھ دور نہین ہی نوکری ہو جائیگی
قران چند قدم وہان سے چلا مگر پتلی سے کہتا چلا کہ اری پتلی تو نے مجکو جھوٹا دغاباز سمجھا میرے
باپ نے ایسی ایسی ہزارہا پتلیان بناکر توڑ ڈالین تیری کیا حقیقت ہی یہ سنکر جنین نے کہا ای پتلی
اگر تجکو اِس ساحر پر عیار کا شبہہ ہی تو بلا کر ہاتھ سونگھ اگر عیار ہی تو پکڑ لینگے اور جو نہین ہی تو نوکر رکھینگے پتلی
نے کہا اچھا جنین نے کہا میان ساحر ادھر آؤ پتلی کو ہاتھ دکھاؤ قران جھپٹکر جنین کے قریب
آیا اور کہا ای ملکہ پتلی ہاتھ دیکھے اور آپ یہ کاغذ دیکھیے میرا نسب نامہ یہ ہی اور مین بڑا عالی خاندان
ہون یہ کہکر ایک کاغذ نکالا کہ مکتوب کیطرح لپٹا تھا وہ اُسکے ہاتھ مین دیدیا اُسنے کھولنا اُس
مکتوب کا شروع کیا اور کہا عنوان لکھنے والے نے بہت چھوڑا ہی غرض جب بہت سی تہین
کھولین ایک مقام پر کچھ لکھا دیکھا وہ بغور اُسکے پڑھنے مین مشغول ہوئی اِسمین نعرہ قران کا
لکھا تھا وہ پڑھنے لگی ع منم مہتر قران شیر ژیانم + اِدھر پہلو پر عیار مذکور کھڑا تھا اُسنے بعجلہ
کھینچکر کھونپی پر لگایا پتلی جو پاس کھڑی ہنستی تھی ارے کیا کرتا ہی ہاتھ دکھا اِسنے کہا ہاتھ
کیا دیکھیگی ہاتھ کی صفائی دیکھ غرض بعجلہ جو سر پر پڑا مغز اُسکا پراگندہ ہوکر دور گرا اور وہ
اُچھلکر زمین پر گری اور سرد ہوئی آوازین آنے لگین کہ ہاے مجکو نام میرا جنین جادو تھا کوہ
وبیابان مین آگ لگی مکانات پھٹ گئے تڑاق پڑاق چھتین اُڑنے لگین سحر کی نمود بے بود باطل
ہوگئی دربان ساحران ملازم دوڑے قران جست کرکے بھاگ گیا پتلی وغیرہ جلکئی درہ کوہ مین

رعد و برق چھوٹ گئے اور لمحہ بھر تو زمین پر لوٹے پھر چاق و توانا ہو کر اٹھے تھے کہ مہتر قران بھی آ کر پہونچا اور ہمراہ انکے روانہ ہوا یہ دونوں طرفہ العین میں قریب جنگاہ پہونچے اور اپنے لشکر کو مغلوب دیکھکر رعد زمین میں پاؤں مار کر سمایا اور فوج مخالف جو عقب میں قتل کرتی آتی تھی اسکے بیچ میں نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ کئی ہزار ساحر بیہوش ہو کر گرا اوپر سے کڑکڑ کڑ کی آواز آئی اور برق جادو بجلی بنکر جو گری خرمن ہستی کو جلا کر پھر بلند ہو گئی اور آڑی ترچھی ہو کر ہر سمت گرنے لگی رعد نے چیخنا شروع کیا حیرت نے شکوہ زرین قبا سے کہا کہ بڑا غضب ہوا رعد و برق چھوٹ آئے یہ وہ بلائے بے درمان ہیں کہ جہان فتح نہوتی تھی افراسیاب اس مہم پر انکو بھیجتا تھا اس گفتگو میں جتنا عرصہ ہوا اتنی دیر میں ہزار ہا ساحر جلکر دو ٹکڑے ہو گیا ہر چند صنعت نے ان دونوں کو رد سحر چاہا ممکن نہوا اُدھر بھاگی ہوئی فوج مہرخ کی پھر پڑی لشکر دشمن کو زیر تیغ رکھ لیا اس اثنا میں رعد جادو کو یاد آیا کہ جب میں شہر داؤد یہ میں خداوند داؤد کے سجدہ کو گیا تھا تو انھوں نے تھوڑی خاک اپنی اگیاری کی عنایت فرمائی تھی خاصیت اسکی یہ بتائی تھی کہ کیسا ہی ساحر زبردست یا رویئن تن بزور سحر ہو یا مالک مرحلہ یا صاحب تحفہ طلسم یا پتلا سحر کا ہو گا اس خاک کو اسپر پراگندہ کرنا وہ جلجائیگا پس اُسنے زمین میں سما کر اپنے تئیں غول میں اُن پتلوں کے جو صنعت کے نار یل سے نکلے تھے پہونچایا اور اُدھر صنعت کو یہ خیال آیا کہ تیرے پتلے کسی سے مارے نہ جائینگے تو انکو حکم دے کہ سب اکیسار مجتمع ہو کر جب رعد زمین سے نکلے تو اسپر جا پڑیں اور اسکو اسیر کر لیں دوبارہ ان کو بھی اسیطرح پکڑیں چنانچہ ایسا ہی کچھ پتلوں کو حکم دیا وہ سب ایک جگہ اکٹھا ہو کر منتظر رعد تھے کہ زمین سے نکلے تو لپٹ جائیں اسی اثنا میں رعد زمین سے نکلا اور اُن سبکو ایک مقام پر جمع دیکھکر قدرت نمائی کارساز حقیقی سمجھا اور جوڑے سے پڑ ہاتھ لگا کر خاک اُنپر جھڑکی وہ پتلے اسکے پکڑنے کو دوڑے تھے خاک جو اُنپر پڑی جسم طلسمی میں اُنکے آگ لگی تلوؤں میں بجھی تلوؤں کی لگی سر میں بھی دھڑ دھڑ جلنے لگے بڑی تقویت لشکر حریف کو اُن پتلوں کی تھی اُنکے جلنے سے فوج کے پاؤں اُکھڑے فتح کی شکست ہوئی ہر چند صنعت و مصور وغیرہ نے روکا لیکن بھاگی فوج کب رکتی ہے دل ہار چکے تھے ٹھہرنا مشکل ہوا اس عرصہ میں رعد قریب تخت صنعت جا کر نکلا اور چیخ ماری گرد و پیش تخت کے جو ساحر تھے وہ بیہوش ہو کر

گرے اور صنعت ازبسکہ ساحر زبردست ہی بیہوش تو نہوئی مگر جھوم گئی اوپر سے برق
کڑکڑا کر گری ساٹھ ستر پنجہ سپر بن لیکر سر پر سایہ فگن ہوا مگر برق نے سپر دن اور پنجون سمیت
جلایا صنعت جلدی مین سمٹکر تخت کے ایک گوشے پر ہو گئی بجلی جو تخت پر گری تخت کٹا اور
وہ اژدر جسپر تخت رکھنیکا تھا سب جلگئے تخت جو اُلٹا صنعت بھی اوندھے منھ گری بہت چوٹ
لگی لوگون نے اٹھاکر ہوادار پر لٹایا اور لیکر بھاگے دوبارہ رعد لشکر مصور مین جاکر چیخا
ہزار ہا کے کان کے پردے پھٹ گئے اوپر سے بجلی نے گر کر ہزارون کو جلایا آٹھ نو سو جادوگر
جھلس گیا حیرت نے شکوہ سے کہا اب یہان سے چلو اسوقت کچھ تدبیر نہو سکیگی یہ وہ بلا ہی
کہ شاہ جادوان بمشکل انکو روکتا ہی یہ باتین ہی تھین کہ حیرت کی فوج پر بھی بجلی گرنے لگی ہزارہا
ساحر ہلاک ہوا حیرت کو غصہ آیا اور آگے بڑھی تمام مصاحبین اسکی کمر سے لپٹ گئین اور کہا
ای خاتون معظمہ شاہ طلسم اگر دو چار ساحر زبردست ہوتے اُنسے آپ لڑتین یہ جنگ مغلوبہ ہی
سامری جانے کیا آفت آئے آپ بچائیے اور بالفرض حضور نے رعد و برق کو پکڑ بھی لیا
تو فوج بھاگ چکی ہی فتح یہ لڑائی نہوگی اس نمایش سے ملکہ مذکور رکی اور آخرکار لوگ اسکو
سمجھا کر بجھا کر لیچلے اُدھر مصور کو صورت نگار زوجہ اُسکی پھیر کر لیچلی ان سرداروں کا حوصلہ
قتال سے ہٹنا تھا کہ فوج تمام جی چھوڑ کر بھاگی اُدھر گلستان خزان دیدہ مہرخ مین پھر
بہار آئی نسیم فتح نے نہال رایت نصرت کو جنبش دی دشمنون کو بیان سبزہ پامال کیا
ہر رنگ غنچہ ہر ایک کا دل خون ہوا ہر طرف لاشین سبزہ نمط بچھی تھین آنکھین نرگس آسا
کھلی تھین چشم حسرت سے دیکھ رہی تھین کہ پلک مارتے کیا سے کیا ہو گیا سنبل کیطرح ہر
لشکری پریشان و زار کسیکو اُلجھنے کی بھی طاقت نہین نظرون مین ذلیل و خوار دل ہی
دلمین خار کھاتے برگ شجر کیطرح کف افسوس ملکر پچھتاتے سوسن نمط زبان بند کچھ کہنے سے قاصر
جدھر نگاہ جاتی زخم تن پر گلون کیطرح کھلے تھے لالہ وار داغدار نظر آتے سرو کی صورت باغ
زندگی سے آزاد تھے حاصل مرام لشکر مہرخ نیک انجام نے شمشیر آبدار سے ایسی آبیاری
گلشن شجاعت مین فرمائی کہ حریف کو پھلنے پھولنے نہ دیا باغبانان نہال قامت نوجوانان
کاٹ چھانٹ کرکے برابر کر دیا سر تراشی کرنا شروع کی دلون پر بیل ڈالدی بوستان جو ہر

تیغ کی بہار دکھائی نظیم	صریر قلم ہو منشی کی صدا	قلم فوج دشمن پہ ہو جس جا
لکھے کیا جو اُس فوج کا حال تھا	تبہ جان و اسباب اور مال تھا	کسیکے جو تھی تیغ کاری لگی
تو تھی نخل قامت پہ آری لگی	کسیکے رواں جسم سے جوے خون	کوئی خاک مین ہو کے بسمل تڑپ
برادر کا لاشہ اُٹھاتا کوئی	پدر کی لیے نعش جاتا کوئی	کوئی پیٹتا نعش فرزند پر
کہ ہی ہی جوان مرگ بیٹے بس	ہوا سر مین نخوت کی تھی جو بھری	تو یون فوج بھاگی کہ آندھی چلی

آخر کار وہ لشکر نابکار بہت ذلیل و خوار ہو کر رو بفرار لایا ان شجاعت شعارون نے پرا تک اُنکے اُسکا تعاقب نچھوڑا جب وہ بھاگ کر ٹڑاو پر پہونچے اُسوقت مارنے سے بھگایا بہتر سمجھکر سمرخ نے طبل بازگشت بجوایا اور بفتح و فیروزی مراجعت فرما ہوئی برق و رعد پر سے بہت نثار کیا فقیرون کو مالدار کیا لاشین اپنے لشکریون کی اُٹھائین اور دفن کرائین بھاگی ہوئی فوج پھر جمع ہوئی لشکر مین بازارین کھلین مبارزون نے بستر پر آکر کر کھولی سردار ہر ایک داخل بارگاہ ہوئے اُدھر ملکہ حیرت بخاطر بخور بارگاہ مین آئی بھگیلے سب جمع ہوئے صنعت بھی آئی ملکہ مذکور کی حالت تباہ پائی آنکھون مین آنسو بھرے دیدۂ نرگسی شبنم اشک سے ملو گریبان چاک لب پر آہ سوزناک صنعت ہر چند کہ زخمی اور اپنے درد مین مبتلا تھی مگر ملکہ کو سمجھانے لگی کہ واری اس شکست کا رنج نہ کیجیے آخر یہ نمک حرام کہان بچکر جائینگے اور کبتک آفت ڈھائینگے جب شہنشاہ کو غصہ آیا پھر یہ دم بھر مین فنا ہونگے شہنشاہ نے طرح دے دیکر انکو یہ قوت دیدی اچھا دیر آید درست آید کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات حیرت نے ان باتون کا جواب دیا کہ تم سچ کہتی ہو لیکن مجکو اب تاب نہین ہی کل مین شہنشاہ سے جاکر رضاے حرب لونگی اگر اجازت دی بہتر ورنہ اپنی جان دونگی میرے اوپر دانہ پانی حرام ہی جبتک نمکحرامون کو مار نہ لون صنعت نے کہا یہ بھی قدرت کا کھیل ہی تقدیری امور ہین کہ بنی ہوئی لڑائی بگڑ گئی کیا وقت پر رعد و برق آئے نہین معلوم یہ چھوٹے کیونکر حیرت نے یہ سنکر رقعہ جمشیدی دیکھا اسمین لکھا تھا کہ بیک ضرب مہتر قران کار جنین تمام شد شکوہ کو اس عبارت کے سنتے سے پسینا آگیا یہان تو یہ چرچا ہی دہان رعد نے مہرخ سے کہا کہ ہماری جان بچگی خدا قران نے بچائی مہرخ نے کہا اللہ ہم ایسے گنہگار ہین کہ ہماری بارگاہ مین بھی مہتر صاحب نہین آتے

قران بھی اسوقت موجود تھا اسنے کہا ایسی کون عیاری عمدہ کی اس سامرز بردست کو مارا
جو بارگاہ مین تمھاری بیٹھون ملکہ نے کہا کوئی دم تو ٹھہر جایئے اسنے کہا مین حاضر ہون ملکہ نے
ایک ڈنگل یاقوت کا قریب کرسی خواجہ عمرو بٹھلا دیا اور کہا تشریف رکھیے مہتر مذکور کی عادت نہین
جو بیٹھے بارگاہ سلیمانی مین بھی جو آتا تھا تو خشت زرین پر کھڑا رہتا تھا اسوقت بھی برابر اس ڈنگل
یاقوت کے ٹہلنے لگا مہرخ نے کہا بیٹھ جایئے برق عیار نے کہا ای ملکہ بیٹھنے کو نہ کہو نہین چلے
جائینگے اس اثنا مین شراب کا جام ساقی نے ملکہ کو دیا ملکہ نے قران کو وہی جام عنایت کیا اسنے
کسوت عیاری سے گلابی نکالکر شراب پی اور وہ جام نہ بیاد فرا اول نوشیروان نامہ مین مذکور ہے
کہ قران ملک حبش کا شہزادہ ہولڑکپن سے شوق عیاری کا ہوا اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق ہوئے
اور وہ دختر انسے منسوب بھی ہوئی جب پدر انکا انتقال کر گیا تو چچا نے انکی طرف سے سلطنت کرنا
شروع کی مگر دلمین فتور آیا بیٹی کی شادی کرنے سے انکار کیا اور مہتر مذکور کو قتل کرنا چاہا انھون نے
سحر این جاکر بھانسی لگائی حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام کی روح مقدسہ نے اکر نظر کردہ کیا اور
فرمایا جاکر عمرو کا شاگرد ہو خدا تعالی تجھے ممالک فرنگ کبھی تو قید شب بھر کبھی نہ رہیگا اور جب شب بھر
قید رہیگا تو قضا تیری آئیگی اب جا چچا تجکو سلطنت تیرے باپ کی دیگر دختر کی اپنے شادی کر دیگا
قران وہان سے سامنے اپنے چچا کے آکے اسنے سلطنت انکو تفویض کر کے اپنی دختر کا انسے عقد
کیا انھون نے شون مین عیاری کے سلطنت ترک کی اور لاکھون روپیہ خرچ کر کے بارہ عیاری کے
بنوائے اور خدمت خواجہ عمرو مین اکر شاگردی اختیار کی منجملہ ان بارہ یا سے عیاری کے جو بنوائے
تھے ایک یہ گلابی شراب کی بھی ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ اگر شراب مین بیہوشی یا کسیطرح کی اسمین
ہو اور اس گلابی مین وہ شراب رکھی جائے تو رنگ اس شراب کا بدلجائیگا اسنے اسمین بتیرا حیلہ
شراب پینا اختیار کی ہے فی الجملہ اسوقت بھی اسی گلابی سے شراب پی جب نشہ ہوا ایک مرتبہ
افسوس کہکر رویا مہرخ نے کہا کیون ای مہتر والا گہر کیا ہے برق عیار نے کہا خواجہ کو اوکیا
ہے یہ سنتے ہی جنی جادوگر نیان تھین سبکو سناٹا آگیا اور گلعذاران یاسمن پیکر ساحرہ جو تھین سبکی
کاسہ چشم سرنگ ساغر چشم نرگس آب شبنم سے مملو ہوگئے گلستان حسن مین اشکون سے آبیاری ہوئی
قران نے نسیم اسا آہ سرد بھری اور کہا لعنت ہے ہمارے جینے پر کہ خواجہ کے قتل ہونیکا

بھی چپکیا اور ہم سے کچھ نہو سکا اچھا اسی ملکہ مذا حافظ یہ کہکر جست کرکے سر اونچا بارگاہ فرایا اور ہوا
ہوا چلا گیا بعد اسکے جلنیکے کچھ دیر تو سب اہل بارگاہ رویا کیے پھر ساقیان گلعذار جام مرصع
لیکر آئے اور شراب پلانے لگے ہنگامہ عشرت گرم ہوا لیکن مہتر برق بھی قران کے پیچھے
بارگاہ سے روتا ہوا چلا گیا جب عیارون سے وہ مقام خالی ہوا صرصر عیارہ ساحرہ کی اسی
صورت بنکر دربارگاہ پر ٹھہری ہوئی تھی بخوف عیاران اندر نہ آئی تھی اب داخل بارگاہ ہوئی
اور حسب دستور عیاران خبر بہان کی دریافت کرنے لگی اسی اثنا مین اسکو خیال آیا کہ اسوقت
عیارون سے یہ مقام خالی ہی پڑے تو رعد و برق کو پکڑ لیجاون کیونکہ انھون نے اوّل
بھی فتح کی ہی ملکہ حیرت انکے گرفتار کرلیجانے سے بہت خوش ہوگی اور تیرا رتبہ زیادہ کریگی اور
اگر یہان بیٹے دونون نہ ہاتھ آئین تو ایک ہی کو پکڑ لیجاے کہ دونون ایک نہوگا تو دوسرا بھی بیکار
ہو جائیگا ظاہر ہوکہ رعد مچیتا ہوا اور بیہوش کرتا ہی یہان اسکی بجلی بیکار گرتی ہی پھر اگر یہان نہوئی تو خالی بیہوش
کرنے سے کیا فائدہ ہی اور یہ بھی سوچی کہ جہان تک ممکن ہو برق ہی کو پکڑ لیجاے کہ یہ بجلی بیکار اکیلی
بھی کام دیسکتی ہی یہ تو اس سوچ مین تھی وہان حسب اتفاق برق جادو نے جو شراب پی اسلو
خوب نشہ ہوا اسلیے کہ یہ قید سے چھوٹکر آئی ہی بہت دنون کے بعد جو شراب خواری کی نہایت مست
ہو گئی دل سے سوچی کہ بارگاہ مین بادشاہ لشکر کے سامنے برا تاپا بری حالت ہونا خلاف ادب
ہی تو یہان سے اٹھ جاو اور کچھ ترشائی وغیرہ کھاکر اپنی بارگاہ مین ٹھہر کر جب نشہ کم ہوا سوقت
دربار مین آؤ ورنہ سب لوگ تجکو کم ظرف کہینگے یہ سوچکر اپنی جگہ پر سے اٹھی کنیزین جو ساتھ تھین انکو
بھی منع کیا کہ میرے ساتھ نہ آؤ مین ابھی آتی ہون یہ اسلیے کہ کوئی یہ نجانین کہ دربار سے بسبب
زیادتی نشہ رخصت ہو گئی حاصل مرام جب یہ اپنے مقام پر سے اٹھی صرصر پہلے سے باہر
بارگاہ کے نکلگئی اور ایک مقام پر راہ مین ٹھہری تھی کہ یہ لڑکھڑاتی ہوئی پہونچی عیارہ نے کہا
بلاون نشہ آپکو بہت معلوم دیتا ہی برق سمجھی کہ یہ اسی لشکر کی کوئی ساحرہ کسیکی کنیز یا ملازم ہی یہ
سمجھکر اسنے کہا ای نیکبخت تیرے پاس ادرک ہو تو دے اور نہین تو دوڑکر بازار سے لا مین
تجکو انعام دونگی اسنے کہا قربان گئی مین ابھی لائی یہ لشکر چند قدم جاکر اور کہ بیہوشی آمیز کسوت سے
نکالی اور پھر کر ملکہ مذکور پاس آئی کہا لیجیے یہ حاضر ہی اسنے وہ لیتے ہی کھالی اور پکاری کہ اٹھ

روکنا مجکو چکر آتا ہی عیارہ نے ہاتھون پر روک کر گود مین لیا اور از بس کہ بیچ لشکر مین یہ حال
گذرا تھا وہانسے لیجانا باندھکر مناسب نہ سمجھی اور اسکو بارگاہ مین اسکے لاکر پلنگ پر لٹا دیا
چونکہ کنیزین تو اسکی بارگاہ شاہی مین تھین یہان تنہائی تھی عیارہ نے اور ملازمون کو اندر
آنے سے منع کرکے بارگاہ کے سرائچہ گرا دیے پردے مین تکمہ لگا کر اشارہ مین اسکو باندھا
اور پشت کی جانب سے سرائچہ چاک کرکے نکلی راہ کا تکر چھپتی اٹھتی بیٹھتی لشکر سے نکلکر سیدھی
بارگاہ حیرت مین آئی یہان تو پہلے ہی مشورہ ہو رہا تھا کہ شاہ طلسم سے چلکر اجازت حرب
لین چنانچہ حسب مشورہ حیرت وصنعت وشکوہ وغیرہ طاؤسہاے سحر پر بیٹھکر چلین صرصر جو
بارگاہ مین آئی سنا کہ ملکہ شہنشاہ پاس گئی ہین یہ سنکر وہان سے پھر کر اپنے خیمہ مین آئی اور
صبا رفتار و تیز نگاہ سحر زن سے کہا مین برق جادو کو پکڑ لائی ہون افسوس ہی کہ ملکہ حرب
نہین ہین انھون نے کہا ہمنے سنا ہی کہ صنعت نے قسم کھائی ہی کہ جب رعد و برق قید ہونگے
مین فورا سر انکا کاٹ ڈالونگی پس انھین کی بارگاہ مین اسکو لیچلیے اگر وہ ملکہ کے ساتھ نہ گئی ہونگی تو
سر کاٹ لینگی صرصر نے کہا مجکو خوب معلوم ہی کہ وہ بھی نہین ہین یہ کہکر برق کو پلنگ پر لٹا دیا اور آپ
مصروف حفاظت ہوئی ادھر حیرت وغیرہ جو روانہ ہوئی تھین ایک پہاڑ پر پہونچین اور اسم سحر پڑھکر
دشت سے پنجہ پیدا ہوکر انکو اٹھا لیگئے شاہ جادوان کوہ فیروزہ پر بیٹھا ہوا انتظام قتل کرنے عمرو کا
کر رہا تھا کہ پنجون نے انکو لاکر پہونچایا انھون نے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے پریشان حیرت کو
دیکھکر پوچھا کہ اے ملکہ کیون مزاج تمھارا کیسا ہی ملکہ نے گردن جھکا کر سستی سے جواب دیا کہ دعا گو ہین
شاہ نے کہا نہین کچھ تم سست بولتی ہو یہ سنکر شکوہ نے کہا اے شہنشاہ کیا خاک مزاج اچھا ہو
دشمنون کے ہاتھ سے ناک مین دم ہی آپ نے مقراض دشمندر کو بھیجا تھا انھون نے کام
دشمنون کا تمام کر دیا تھا شاہ کوکب یا اسکا بمصورت آگیا اسنے سحر کیا کہ آکے ساحر آپسمین لڑکر
مر گئے ملکہ صنعت کو اس بات پر غصہ آیا یہ چھ دو رکن سبکا کام تمام کر چکی تھین کہ رعد و
برق آگئے آفت آسمانی کی خبر نہ تھی بنی لڑائی مگر لگی شکست فاش ہوئی تین لاکھ ساحر
ہماری طرف کے مارے گئے پانچ ہزار ساحر مصور کا جلگیا اب ہمسے ان ذلتون کی برداشت
نہین ہو سکتی آپ نے ملکہ حیرت جادو کو قسم دی ہی کہ تم ہرگز دشمن کا مقابلہ نکرنا ان بانیون سے

کہ تمھارے قابل نہین ہین نہ لڑنا پھر اب یا تو اجازت حرب دیجیے یا ہمکو حکم دیجیے کہ اپنی جان پر کھیل جائین شاہ نے کہا مین منادی کرا چکا ہون عمرو کو قتل کرکے ہلاک کر ڈالونگا تم گھبراؤ نہین اور اگر تمکو بہت ہی غصہ ہے تو مین تمھاری خاطر سے رعد و برق کو قتل کرائے دیتا ہون تم جاؤ مین ملکہ کج ابرو سے خنجر زن کو بھیجونگا وہ رعد و برق کا علاج کر دینگی اور اے حیرت تم لڑنیکا ارادہ نکرنا جبتک ملازم ہین تمھاری بلا لڑے یہ کہکر انکی خاطر سے سحر کے طائر کو روانہ کیا کہ دشت غضب سے جاکر کج ابرو کو بلا لائے طائر روانہ ہوا اور ساحرہ کو جاکر حکم شاہ سے اطلاع دی وہ ساحر تخت پر بیٹھکر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوئی یہ ساحرہ تیس برس کا سن رکھتی تھی اور حسن جمال مین بیمثال تھی ابرو اُسکے اسطرح کج تھے کہ بیک اشارہ جنبش ابرو ادھر کی دنیا اُدھر کرتی تھی آنکھین زیر ابرو ایسی تھین گویا بدمست محراب مین زاہدون کو بہکائے آئے ہین مردم چشم سے یہ ظاہر کہ عابدان گوشہ گیر محراب سے نکلکر میخانہ مین تشریف لائے ہین روے زیبا آئینہ سے صاف صاف کہتا کہ کچھ تو اندھا ہے جو میرا مقابلہ کرتا ہے دہن تنگ کا غنچہ سے یہ مقولہ کہ تو بڑا بیہودہ ہے جو میرے منھ چڑھتا ہے بیاض گردن کے سامنے بیاض سحر اپنی بیاض تہ کرتا والنہار اذا تجلی کا سبق پڑھتے ہوئے بھولجاتا گیسوے مشکین اُسکا سورۂ واللیل زاہدون کو حفظ کراتا سینہ پر چھاتیون کا تن تنکر نانچ سے یہ کہنا کہ اتنا نانچ اُٹھا تو میرے برابر نہو سکیگا خاطر عشاق کے حوصلے کو بردم شرماتین کہ دیکھ نکلنے والے یون نکلتے ہین اور اسطرح اُبھرتے ہین ابیات

شکیل ایسی کہ تھا مہتاب کو داغ	تکلم پر تصدق بلبل باغ	سراپا حسن کا صیقون سے تھا پاک
وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک	بشکل صبح پیشانی تھی خندان	چھری خنجر کٹاری تیر مژگان
نظر تھی سحر جادو نرگسی چشم	نہونگے ایسے آہو نرگسی چشم	کمان یا قوس تھی ثمشیر ابرو
ہلال عید تھی تصویر ابرو	الف بینی ورق عارض دہن میم	جو گیسو لام تھے تو کان تھے میم
گہر دندان لب لعلین تھے یاقوت	ستارے تھے میان خانۂ حوت	اُس آفت جان نے بادشاہ کو

مجرا کیا شاہ نے فرمایا کہ تم جاؤ رعد و برق قید کرکے ملکہ حیرت کے حوالے کرو اگر مہنگ کچھ مزاحم ہو تو اُس سے بھی سمجھ لینا اُسنے یہ حکم سنکر مراجعت کی اور اپنی جگہ پر آکر تیاری سفر مین مصروف ہوئی اُدھر بادشاہ نے نامہ لکھا کہ اے رعد و برق تم ملکہ کج ابرو سے خنجر زن کو پہچانتے ہو

اُس سے لڑوگے اور ای مہرخ تو کبتک حیلہ و حوالہ کرکے بچیگی دیکھ تو کہ تیرا کیا حال کرتا ہون
یہ نامہ حیرت کو دیکر رخصت کیا اور کہا مہرخ کو جاکر بھیجدینا ملکہ مذکور مع اپنے ہمراہیون کے
روانہ ہوئی نیچے پہاڑ پر اُٹھا لائی وہان سے یہ لشکر مین آئی اور نامہ مہرخ کو بھجوایا یہان برق
کے گم ہونیکا غل مچا ہوا تھا زعدر نے مضمون نامہ سنکر کہا مجھسے اکیلے کیا ہوسکیگا جب ایان
جان نہین ہین برق عیار بھی آیا تھا اُسنے کہا مین جاتا ہون اور تمھاری مان کو خدا چاہتا تو
لاتا ہون یہ کہکر صورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی اور لشکر حراف مین آکر دروازہ پر بارگاہ
حیرت کے آیا اور ملازمون مین ملکر اندر بارگاہ کے آکر ایک گوشہ مین ٹھہرا اس عرصہ مین صرصر نے
خبر سُنی کہ حیرت وغیرہ آئی ہین یہ خبر سنکر وہ بارگاہ مین آئی اور ملکہ مذکور سے عرض کیا کہ مین برق
جادو کو پکڑ لائی ہون یہ کلام سنتے ہی صنعت قہقہہ مارکر ہنسی اور کہا جلد لا مین نے قسم کھائی ہے
کہ اُسکا سر کاٹونگی صرصر یہ حکم پاکر چلی برق عیار نے سب حال سنا اور صرصر سے پہلے بارگاہ سے
نکلکر ایک درخت پر جو راستہ مین آنے جانے والونکے واقع ہوا تھا چڑھگیا اور کمند کے حلقے پھینکے
بیچ سے لٹکا کر چھپا بیٹھ رہا صرصر کے خیمے کا راستہ اُدھر ہی تھا یہ بھی زیر درخت آکر پہونچی اور غافل
تھی اپنی رو مین جاتی تھی حلقہاے کمند کا مطلق خیال نتھا جیسے ہی بیچ درخت کی جگہہ پر آئی سر سے
اُتر حلقہ کمند گردن مین پہونچا وہ صیاد جسنے مٹی کی آڑ مین شکار کھیلا تھا جھٹکا دیا کہ ہاے اوج
حسن اُس پھندے مین پھنسی اور گردن پھنسنے سے ارے کہکر اسنے اوپر منھ اُٹھا کر دیکھا برق
نے بیضہ بیہوشی تاک کر ناک پر مارا کہ بیہوش ہوئی عیار مذکور درخت پر سے اُترا اور چادر
مین اسکو باندھکر اُسی درخت پر چڑھکر ایک ٹہنی سے باندھ دیا اور آپ وہان سے تنہائی
مین جاکر صورت صرصر کی ایسی بناکر اُسیکا پیرہن جو بیہوش کرکے اُتار لیا تھا پہنا اور خیمے
مین اُسکے آیا اور صبا رفتار سے کہا کہ حیرت تشریف لائی ہین مین برق کو لیے جاتی ہون
لیکن اس عیار کے پیچھے نگوڑا سارا دن فاقہ سے گذرا منھ پر کھیل مارکر نہین گئی خیر کھانا
کھانے کی تو مہلت نہین کچھ مٹھائی کھالون سامری جانے اب کب فرصت ملے یہ کہکر مٹھائی
کمر سے نکالکر کھانے لگا صبا رفتار سے کہا تم بھی کھاؤ اور کچھ لڈو امرتی وغیرہ اُسکو بھی دیدیے وہ
تو اسکو حرص جانتی ہی تھی سب نامل وہ مٹھائی کھانے لگی دو ایک دلیان کھائی تھین کہ بیہوش

ہوگئی اور عیار پہچان گئین تھین ورنہ انکو بھی یہ بیہوش کرتا غرضکہ صبا رفتار کو اسنے جب
بیہوش کیا ملکہ برق جادو کو ہوشیار کرکے حال سب بیان کیا اور کہا اپنا لباس مجکو دیکر
تم چلی جاؤ برق نے صبا رفتار کے کپڑے پہن لیے اور بزور سحر اڑکر چلی گئی عیار نے صبا
کو اسکی ایسی صورت بناکر لباس اسکا پہناکر پشارہ مین باندھا اور اسیطرح پلنگ پر
لٹاکر آپ صبا رفتار کی ایسی صورت بنا اور درخت پر چڑھکر صرصر کو اتارا اور ہوشیار کرکے
کہا واری آپکو عیار لیے جاتا تھا بھلے کو مین ادھر آگئی جو اس سے آپکو چھینا چاہے ملکہ حیرت بلاتی ہین صرصر نے
کہا تو نے بڑا کام کیا مین برق کو جو لالی ہون تو عیار موئے میری فکر مین ہین یہ کہکر اپنے خیمے مین آئی
ملکہ برق کو اسیطرح پلنگ پر لیٹا دیکھکر پشارہ اٹھاکر خوشی خوشی روانہ ہوئی اور سامنے رکھ
کے لائی اور بڑے تفاخر سے پشارا کھولا سب نے دیکھا کہ برق جادو ہے حیرت نے بہت بھاری
خلعت منگا کر دیا اور کہا اے صرصر بڑا کام کیا اسنے کہا حضور مین بارگاہ حریف مین جاکر بڑی جانبازی
کرکے دن کو بیچ لشکر سے لائی ہون صنعت نے کہا پھر اب اسکو مارنا چاہیے حیرت و شکوہ
نے کہا چور رنگ کا ہے اسنے کہا بیچ کہتی ہو یہی بہتر ہو پس سب جادوگرنیون نے تلوارین سلیح خانہ
سے منگوائین کسنے دم بھر نہ پسند کیا اور کسنے سو سو بتا لیا کوئی آلہانی لیکر مستعد ہوئی غرض
سب قبضہ مین ہاتھ ڈالکر اور تلوارون کے بڑے کھولکر کھینچکر ہاتھون مین تولنے لگین اور چار سمت
دس دس بیس بیس قدم پیچھے ہٹکر جھپٹنے کے لیے کھڑی ہوئین برق فرنگی بھی صبا رفتار
بنا ہوا صرصر کے پاس کھڑا تھا اسنے چپکے سے کہا استانی کیا خلیفہ کی ہمارے لونڈی کو قتل
کراؤ لیے گا صرصر نے کہا ری کیا کہتی ہے اسنے کہا میری طرف پھر مخاطب ہوجیے گا ابھی ہاتھ
بڑا جاتے ہین ذرا خبر لیجیے صرصر نے سب سے کہا ذرا صبر کیجیے گا اور آپ جھک کر نگاہ سے
برق پر سے چھڑانے لگی کہ دیکھون اصلی صورت ہے یا بناوٹی چنانچہ منہ پر چھڑکنے لگا تھا
وہ اسکے ہاتھ مین بھر گیا اسنے اور جو دو ڈالکر چھڑایا تو صبا رفتار کی شکل نکل آئی اسوقت
تو رنگ چھڑانے کو جھکی بدلی تھی برق فرنگی نے ہاتھ بڑھکر ایک دھول جمائی کہ استانی
خوب چھڑاتی ہو ناک کاٹنے کا اسوقت کام کیا تھا صرصر دھپ سے کھا کر پلٹی تھی کہ برق عیار
جست کرکے سر پہنچا فرا گیا اور نعرہ کرکے بھاگا جملہ حیران تھے کہ یہ کیا تماشا ہوا اس

حیرت مین آئینہ دار سب دنگ ہے کسینے عیار کا تعقب بھی نکیا اور صرصر بھی اس خیال سے نہ دوڑی
کہ مین جاؤن اور صبا رفتار پر ہاتھ پڑ جائین وہین سر پکڑ کر بیٹھی ہوئی کہ خدا کرے موئے کے
ہاتھ ٹوٹین میرا سر خرچ کھا گیا بیٹھ گئی حیرت نے کہا ارے یہ کیا ماجرا ہی اسنے کہا بی بی مواے برق
عیاری کر گیا یہ برق جادو نہین ہی صبا رفتار عیارہ ہی یہ سنکر سب جادوگرنیون نے تلوارین
ہاتھ سے پھینک دین اور نہایت خفیف ہوئین اور صرصر نے فیتلہ رفع بیہوشی سنگھا کر عیار
کو ہوشیار کیا صبا رفتار اٹھ بیٹھی اور حیران دار ہر سمت دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہی اسکی تو یہ کیفیت
تھی اُدھر برق جادو کے قید ہونے کا لشکر مین جو غل ہوا تھا تو جانسوز بھی عیاری کو چلا تھا
راہ مین اسکو قران ملا اور وہ بھی روانہ ہوا تھا الحاصل یہ دونون بھی بارگاہ حیرت مین بشکل
سدل موجود تھے جب برق فرنگی نکلگیا اور صبا رفتار کو ہوش آیا قران نے آگے بڑھکر کہا
کہ آستانی میری معشوقہ کو تمنے آج مروایا تھا ایک لبذہ مار دنگا کہ فرش ہو جاؤگی جواب کبھی ایسی
حرکت کی صرصر تو یہ سنکر دم بخود فرط خوف سے ہو گئی لیکن حیرت تخت پر آکر بیٹھ چکی تھی اسنے
بھی یہ کلمات سنے اور ایسا غصہ آیا کہ سحر تو اُس غصہ مین کرنا یاد نرہا تھرا کر تخت پر سے یہ کہتی ہوئی
اٹھی کہ ارے مردان سود ن نے گھر گھیرا ہی ہمکو دہیل بنایا ہی یہ جیسے ہی تخت پر سے اُٹھکر بڑھنے
لگی پشت پر جادوگرنی بنا ہوا جانسوز کھڑا تھا اُسنے ایک ایسا اژدر اژدر اژدہم منہ کھولے
بل تخت کے نیچے گری سب اہل دربار سنبھالنا سنبھالنا کہکر اُٹھانے کو دوڑے قران و جانسوز
نعرہ کر کے سر اپنچہ پھاند کر بھاگے اور صاف نکلگئے کہ فوج کے ساحر ایسا عیارون سے
ڈرتے ہین کہ وہ پیچھے نہین دوڑتے نہ اُنکے پکڑنے کا قصد کرتے ہین الحاصل عیار تو نکلگئے اور
حیرت کو لوگون نے اُٹھا کر تخت پر بٹھایا اُسکے منہ مین اور کولے وغیرہ مین بہت چوٹ لگی تھی نہایت
ذلیل اور زبون ہو کر پھر تخت پر بیٹھی صنعت سے کہا اس رسوائی سے تو مرجانا بہتر ہی اب تخت
تختہ تابوت سے زیادہ بدتر ہی طلسم کا رنگ بے رنگ نظر آتا ہی دیکھیے کہ کیا ہونے والا ہی لوگون
نے براہ خوشامد عرض کیا نہین حضور پھر آپ آپ ہی ہین یہ موئے عیار کہان حضور کے مقابل
ہو سکتے ہین یہ بھی وقت کی بات ہی حیرت یہ سنکر خاموش ہو رہی اُسطرف عیار اور ملکہ برق
جادو دربار گاہ مہرخ مین آئے اُنکے آنے کی خوشی ہوئی عیارون کو ملکہ مہرخ نے خلعت دیا شراب

ارغوانی کا جام چلنے لگا بعیش و نشاط ہر ایک انجمن آرا ہوا انکو تو بعشرت تمامتر رہنے دیجیے لیکن
ماجرا سنیے کہ ملکہ کج ابروے خنجر زن جو اپنے مقام پر آئی فوج ساحران اپنے تیار کرائی ظلمات
طلسم کے قریب ایک بیابان ہے کہ اسکو دشت غضب کہتے ہین کئی لاکھ ساحر وہان رہتے ہین ان سبکی
یہ حاکم ہے بہت بڑی ناظم ہے اُس دشت کو مثل شہر کے شاہ طلسم نے آباد کرایا ہے اور اسکو مالک
اُسکا بنایا ہے اسیطرح اِس طلسم مین ساٹھ ہزار ناظم و ناظمہ قلعہاے طلسم ہین یہ بھی حکمت اور
مشیت صانع طلسمات کون و مکان کی ہے کہ جبتک شہزادہ اسد چھوکر طلسم کشائی کرین اُسوقت
تک بہت سے ناظم قتل ہو رہین ورنہ وہ شہزادۂ عالی جاہ کہانتک لڑتے اور اِن بلاؤن کو دفع
کرتے بعد رہائی شہزادہ باوجود اِن سبکے مارے جانے کے ہزارون مرحلہاے طلسم باقی رہتے
ہین اور بڑی فوج ساتھ لیکر شاہ طلسم مقابلہ طلسم کشا کرتا ہے چنانچہ جبکہ ہفت بلا کا کھلنا اور بلاؤن کا
وہان کی نکلنا اور دریاے ہفت رنگ کا باطل ہونا اور دریاے نیل کے ساحرون کا آنا انشاءاللہ
سب بیان ہوگا حاصل کلام یہ ساحرہ نافرجام کئی ہزار ساحر منتخب روزگار اپنے لشکر سے چنکر اردی
خونخوار پر سوار ہوئی نفیر سحر پھنکی نقارون پر چوب پڑی ساحران خدا ناشناس قشون قشون انبوہ انبوہ
طائران سحر پڑ چکر ہمراہ ہوئے رال و تیل کے شعلے اُڑنے لگے دھوپ کا رنگ میلا ہوا لشکر کے
چلنے کی علامت ظاہر ہوئی یہ حالت تھی کہ نظم

بڑے جوش سے فوج لشکر چلی	رواں تھی کہ تھا بحر اک موجزن	وہ بیرون کے ٹوٹے وہ جوجو کا غل
وہ آواز قرنا وہ شور دہل	غبار اسطرح تھا زمین سے لگا	کہ گویا تہ و بالا عالم ہوا
برچھی چمکتی تھین یون ناگہان	کہ سونیکا دریا ہو جیسے رواں	اُچھلتے تھے نیزے یون بار بار
فلک پر سے گرتے تھے گویا شرار	جو ترسول و نیزہ چمکنے لگے	ستارے فلک سے اترنے لگے
بڑے جاہ سے اور بڑی شان سے	رواں ساحرہ تھی بڑی آن سے	

اسیطرح بعد قطع مسافت راہ یہ
لشکر گمراہ قریب لشکر مہرخ عالی جاہ پہونچا اتنا فاصلہ اُس مقام سے لشکر اسلامیان کا رہگیا
کہ تیس کوس وہان سے تھا اِس ساحرہ نے ایک بیابان سرسبز دیکھکر فرمایا کہ اسجگہ قیام بہتر ہے
لشکر کو کرنا بہتر ہے کیونکہ یہان سے لشکر باغیان چندان دور نہین اور جاے خرم و دلکشا ہے یہان
لبریز ہین درختان صحرا پر بہار و فرحت بیز ہین کوہ سربلند درے اِنکے مثل درون صافی دلان دلپسند

جملہ بیابان کو سون تک سبزہ زار پھولون کا انبار ہی عجائب غرائب برگ کی بہار ہی ملازمون
نے حسب حکم مالکہ اسیجگہ بارگاہ اسکی استادہ کی لشکر تمام اُتر پڑا اور پرگیا خیمے نصب ہوگئے
بازار لشکر مین کھلگئی بارگاہ کے آگے زیر سائبان زربفتی کج ابرو تخت پر بیٹھکر کیفیت صحرا کی دیکھنے لگی
طرف بہار نظر آئی دہنی طرف کو دور تک دیہات کے باغ دکھائی دیتے امریون مین جھولے پڑے کوئلین
بولتین پپیہے شور کرتے مور کوک رہے سامنے جنگل مین جھیلین پُر آب تالاب لبلب چُنگر گرداب مارتے
ہوئے کنول کھلے ہوئے سنگھاڑون کی بیلین ٹرین کو کا بیلی کو کنار پھولا ہوا طائر ہر طرف کو غول
کے غول اُڑتے کھیتون مین گرتے ایک سمت کو کھیت دھانون کے سرسبز لہلہے برابر برابر بانسوارہی
اور ہیولون اور بھوہڑ کا پشتہ دیا ہوا ڈھیکلی چلتی کسان سچائی کرتے سامنے ایک پہاڑ سنگ مرمر کا
نہایت خوبصورت دامان کوہ گلہاے خودرو سے بھرا ہوا کوڑیالا عشق پیچان پھولا ہوا لالہ کھلا ہوا
زیر کوہ نرگس شہلا کا تختہ اسکو یہ سیر بہت پسند آئی دیر تک ٹھہر کر وہان آسودہ ہوئی پھر گئی سو خواصونکو

کہ دن مثل وہان تنگ جانان	گھٹا ایسا ہوا آنکھو نسے پنہان	کو اکلب صورت امید مردہ
فلک پر تھے مگر افسوس خورشید	سر شام حیرت نافرجام نے طبل جنگ بجوایا کج ابرو دہانسے	

رخصت ہوکر اپنے مقام فرودگاہ پر آئی اور اسنے بھی نفیر سحر بجوائی لشکر مین اسکے تیاری حرب ہونے لگی ادھر
جاسوسان لشکر اسلامیان نے ملکہ مہرخ کو خبر نواخت کوس رزمی پہونچائی اسنے بھی حکم

بفضل خدا یتعالیٰ رکھکر نفیر سحر کو دم دیا در بار سویرے سے برخاست ہوا ہر سردار نامدار اپنے
مقام پر آکر تیاری کرنے لگا بھینٹین چڑھنے لگی مرچین جلنے لگین اگیاری روشن ہوئی بیر آنے لگے
دھونے جھومنے لگے دھرو بجا بگالے کا نورد دیس کے ساحر سحر جگانے لگے ایک طرف کو
شجاعان عرصہ نبرد نامی و نامور جوانمرد ہتھیارون کو صیقل فرماتے تھے جوہر آئینہ شمشیر دکھاتے
تھے خامہ شمشیر ایسا تصویر کشی مین مشتاق تھا نقاشون کا ایسا ہاتھ صاف تھا کہ ایک
صورت کی دو صورتین دم بھر مین کرنے کو تیار تھا نقش ہستی کا نقش غلط کار تھا اجل کی صورت
آنکھون مین پھرتی تھی خاک مین ملجانیکا خاکہ خیال مین برنگ تصویر خیالی جا تھا جوہر تیغ تو علم کا
نقشہ دکھاتا تھا ہر ایک کا یہ قول تھا کہ سر موشبیہ شجاعت مین عیب نرہے جان دینے مین فرق
نہ آئے چاہے سر کٹجائے نظم

کہین کہتے تھے یہ کر کیٹ کر دکھا	نر کھنا ای جوانو دل مین دھڑکا	قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جائے
کہین ایسا نہو تو فیر گھٹ جائے	صدا سے کرنا جاتی فلک پر	یقین تھا گوش کر دی بھی ہون کر
کہین گرزون کو حامل ہر بلندی	کہین صیقل ہوئی تھی تیغ ہندی	کہین نیزے کھڑے تھے ایک پایہ
سپاہی تھے جمے میدان مین آکے	رات بھر بھی ڈھنگ رہا لڑانے کے ٹھاٹھ کا نقشہ جا کیا جب	

مزاج شب کی کیفیت مثل طبیعت معشوق بدلی اور ترک دہر نے شمشیر خورشید عرصہ افلاک
مین چمکائی نظم

ہوا آغاز صبح نو نمودار	ضیائے مہر پھیلی مثل چادر	سوے مغرب بڑھا خورشید خاور
رہی ہر چشم وا مصروف دیدار	صبحدم مہر فرخ بصد جاہ و	

جلال سوار ہوئی ایک سمت سے حیرت بہزاران کمنت و شوکت عازم عرصہ کارزار ہوئی ادھر
صحرا سے کج ابرو مثل اپنے گیسو کے بل کھاتی ہوئی فرط غضب سے نیرنگی سحر کی دکھاتی
ہوئی فوج اژدر سواران و ساحران نکبت نشان ہمراہ لیکر روان ہوئی ہزارہا ساحر غول کے
غول انبوہ انبوہ گروہ گروہ دستہ دستہ ہر سمت سے چلے ہزارون سقے آبپاشی کرتے جاتے تھے
تشانہاے کفر و ضلالت ایکطرف رایت نصرت آیت دوسری جانب کھلے ہوئے لگے ابر کے سیاہ
سفید و زرد و سبز و سرخ اڑتے آتے جادوگر دھوتیان تیسری باندھے ہوئے ہاتھ پر قشقے سیندور
کے کھنچے ہوئے کھنور چندن کا کیا ہوا پیو ریاسے پیشانی رنگی اتک مین بھبوت رما ہوا تر سول

چھاتی پر بنا ہوا کانون مین کنڈل پڑے میدان مین آکر صف کشیدہ ہوئے آگ دھوئیں
کے بھبل اُچھلنے لگے گوگل کی چرہائند آنے لگی ناش سرسون رائی بنولے دونے مروے کے
تیے جھولیون مین بھرے ہوئے اژدرون اور طاؤسون اور مرکبون پر ہر ایک سوار تھے نارنج
نارنج ترنج گولے دمبدم اُچھالتے بول اُستاد تیری سداجو پکارتے نوک دار ڈلیان ساری
اُڑانی لونگ کا ہار ہاتھون مین پہنے مرچون کے ہار گلے مین پڑے کہانتک انکی کیفیت بیان
کیجائے دونون جانب جنگاہ مین صف آرائی جب ہو چکی کچھ جادوگر زمین مین بزور سحر سماگئے
کچھ جانب آسمان اُڑے نقیب نقابت کرکے کنارے ہوئے کج ابرو اُڑکر اپنے اژدر پر سے بلند ہوئی
اور ایک نارنج لشکر مہرخ پر مارا کہ وہ نارنج پھٹا اور کئی ہزار سوئیان اُسمین سے نکلکر لشکر یون
کے سر پر گرین سر کو چھید کر سینون مین اُتر آئین ہزارون ساحر مہرخ کے ہلاک ہوئے زبردست
جادوگر سحر کرکے بچے کج ابرو نے نعرہ مارا کہ ہان لینا ان نمکحرامون کو تیس ہزار اژدر سوار ساحر
حربہائے سحر لیکر آگرے برق شمشیر سحر چمکنے لگی لیکن سر اُٹھ گیا ہنگامۂ دار وگیر برپا ہوا گرم بازاری
رزم ہوئی متلاشی جان کا سودا ارزان تھا اقلیم جسد لٹنے لگی زخم دکانون کیطرح کھلنے لگے سیاہ
کشور شجاعت جان ہیچ کر نام ونگ کے خریدار بنے عین گرمی جنگ مین کج ابرو ملکہ مہرخ کے تخت پر
آکر اُتری اُسنے ایک گولا جو بڑا زبردست سحر تھا اُسپر مارا وہ دھوان بنکر غائب ہوگئی گولا خالی گیا
پھر وہ ظاہر ہوئی اور شمشیر سحر سر مہرخ پر لگائی مہرخ اسطرح لرزی کہ تلوار بھی خالی گئی اسوقت کج ابرو
نے خنجر جمشید کمر سے نکالا اور کہا ای مہرخ میرا نام خنجر زن اسیواسطے رکھا گیا ہے کہ یہ خنجر اپنے پاس
رکھتی ہون تو اسکو پہچانتی ہے یہ کلام اُسکے سنکر رعد و برق قریب تخت مہرخ کھڑے تھے چنانچہ رعد نے
کہا ان جان ملکہ مہرخ مفت ماری گئین مین تو جاکر ایک چیخ مارتا ہون کہ پردے کان کے پھٹ
جائین برق نے کہا بیتا تامل کر دو اس اثنا مین کج ابرو وہ خنجر پکڑ کر آگے بڑھی ساتھ ستر ساحرون
نے مرنا گوارا کیا اور بیچ مین آگے مہرخ کر بچایا وہ خنجر جو اُسنے بلند کیا اور اُن ساحرون پر مارا وہ اُن
کے سر ایک ضربہ مین قلم ہوئے وہ اسیطرح قتل کرتی ہوئی آگے بڑھی اور گلے سے موتیون کا مالا
توڑ کر انبوہ لشکر پر مارا اُس مالے کا موتی جسکے ہاتھ لگا اور سینہ وغیرہ پر پڑا توڑ کر پار گذرا لشکر مین
بڑا واسی پھیلی تھی کہ بھگدڑ پڑے اُسوقت رعد زمین مین سما کر یا بیس کج ابرو کے نکلا اور ایک

تیغ ماری لیکن خنجر جمشید اسکے ہاتھ مین تھا وہ بیہوش نہوئی اوپر سے برق جادو چمک کر گری مگر
کج ابرو کے گلے مین ایک زنجیر پڑی تھی وہ زنجیر گلے سے کھولکر اسنے برق پر ماری کہ وہ زنجیر بھی
برق بنکر اس بجلی سے لپٹ گئی اور دیر تک دو بجلیان باہم گتھی رہین آخر زنجیر نے کھینچکر زمین پر برق
کو پھینچا پھر کج ابرو نے زنجیر کو پکڑ کر کھینچا بلکہ برق بجلی سے بصورت انسان ہوگئی تھی اور وہ زنجیر
دست و پا و گردن و کمر مین لپٹی تھی اور بلکہ مذکور بیہوش تھی کج ابرو نے ساحرون کے حوالے اسکو
کیا کہ قید کرو اور حکم دیا کہ آج طبل آسایش بجے کہ جنکو گرفتار کرنیکا حکم بادشاہی تھا انکو پکڑ لیا اب
کل اس مہرخ سے بھی سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر مہرخ سے کہا اگر آجکی شب تو نے فرمان برداری شہنشاہ
افراسیاب کی تو خیر ورنہ کل سب لشکر کو تیرے اور تجکو غارت کرونگی یہ کہکر ہوا پر آپ چلی اور طبل
امان بجاکر لشکر بھر ایا نیچے لشکر کو لیے اسی سمت کہ جہان اتری ہے روانہ ہوئی بلکہ حیرت سے بھی
ملاقات نہ کی سبکو یہ گمان ہوا کہ برق کو یہ افراسیاب پاس لیگئی غرضکہ حیرت لشکر لیکر پھر پلٹ آیا
مہرخ بھی خستہ حال مع فوج زخم خوردہ کے مراجعت فرما ہوئی سب آکر آسودہ ہوئے بلکہ مہرخ
دربار مین تخت پر بیٹھی رعد جادو اپنے مان کے لیے غمگین تھا رونے لگا برق عیار نے کہا مین
تلاش کرنے جاتا ہون مہرخ نے کہا وہ افراسیاب پاس لیگئی ہے نکو ملنا اس ساحرہ کا دشوار ہے برق
نے کہا اچھا حال تو کھلیجائیگا جہان لیگئی ہوگی یہ کہکر روانہ ہوا ادھر کج ابرو اپنے لشکر مین داخل
ہوئی ہر ایک اسکے مصاحب نے تعریف کی کہ اے ملکہ آپ نے بڑا کام کیا شہنشاہ جادوان کی بات کرلی
اسنے ایک صندوق فولاد کا منگاکر برق جادو کو اسمین بند کیا برق کا یہ عالم تھا کہ سحر مین بند نہ
جکڑا ہوا تمام بدن زنجیر آتشین کے لپٹنے سے جھلس گیا تھا اور بیہوش تھی اسنے بند کرکے صندوق آہنی
بارگاہ مین بنابر احتیاط رکھا ادھر شاہ طلسم نے پتلے خبر کے لیے بھیجے وہ آکر گرفتار ہونا بلکہ برق
کا معلوم کرکے خدمت شاہ مین گئے اور سب حال جنگ اور قید ہونے برق معرض عرض مین
لائے لکھا ہے کہ جیسے بادشاہ باغبان وزیر سے بدظن ہوا ہے اسوقت سے وزیر مذکور خدمت شاہ
مین بہت حاضر رہتا ہے اور اپنی بی بی کی خطا معاف کرانا چاہتا ہے چنانچہ شاہ کوہ فیروزہ کوہ پر آئے
ہوئے لشکر وزیر مسطور بھی گیا اور حاضر خدمت شاہ تھا کہ پتلو نے خبر فتح بادشاہ سنے لشکر وزیر کیجانب اسلیے دیکھا کہ بڑی
تعریف کرے وزیر نے لب عجز بہ ثنائے شہنشاہ کھولے اور دامن دامن ہوتی رہے کہ اے شہنشاہ خورشید جلال تیری

نظر غضب کی کسکو تاب ہی تو دم بھر مین جسکو چاہے مار ڈالے اور جسکی چاہے جان بخشی کرے شاہ نے فرمایا کہ اب برق بھی چمک چمکین اور کوکب کا فروغ بھی مین دیکھ لونگا وہ جنگلی میرا کیا کریگا وزیر نے کہا کہ کوکب ایسے تیرے یہان بہت نوکر پڑے ہین یہ تو زبان سے کہا مگر دلسے کہا کہ کوکب ایسا ہی چوٹہ ہی اُسیکا خیال ہی اور اُسیکا نام زبانپر جاری ہی بادشاہ نے بعد اپنی ثنا خوانی کرانیکے ایک مہ ملکہ کج ابرو کو لکھا حال یہ تر تم تھا کہ ہمین تمھارے لڑنیکی حقیقت معلوم ہوئی جیسا خیر خواہان جانباز کرتے ہین ویسا ہی تمنے کیا ہم تمسے خوش ہوئے شاباش مرحبا نمک حلال ایسے ہی ہوتے ہین خلعت سرفرازی ہمراہ نامہ پہونچتا ہی آیندہ بھی عنایات خسروانی کی امیدوار رہو اور برق شعلہ نامہ کے حفاظت کی تکلیف نہ اٹھاؤ سر اُسکا کاٹکر بھیجدو یہ نامہ چپلے کو دیکر روانہ کیا یہان کج ابرو تخت پر سائبان بارگاہ کے نیچے بیٹھی تھی سامنے تخت کے صندوق رکھ لیا شراب پی رہی تھی رقاص ناچتے تھے خواصین انیسین حاضر خدمت تھین کہ چپلے نے لاکر نامہ شاہ دیا اُسنے نامہ لیکر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا نثار کرایا پھر نامہ کو تسلیم کرکے وا کیا اور مضمون سے آگاہ ہوکر بفخر خلعت زیب تن کرکے صندوق کھولا ملکہ برق کو نکالا اور چاہا کہ سر کاٹ کے بھیجدون برق کا تمام جسم آتش سحر مین چمک رہا تھا اُسپر سے اتنا سحر رد کیا کہ ہوشیار ہوئی ہوشیار ہوتے ہی بیقرار ہوئی آنکھون مین دم آگیا کج ابرو نے کہا تیرا سر شہنشاہ نے مانگا ہی اب پیمانۂ عمر تیرا لبریز ہی کوئی دم مین قضا آیا چاہتی ہی برق نے یہ سُنکر بحسرت و یاس سمت فلک دیکھا کہ کیون ای عمر وفا خدا مجکو تو نہ بچائیگا اسوقت مین بجز تیری ذات پاک کے اور کون میری مدد کرنیوالا ہی نہ کوئی یار ہی نہ یاور نہ مددگار ہی نہ ہمدم نہ مونس نہ رفیق نہ آشنا خویش نہ اقربا مجکو تیری ہی ذات کا سہارا ہی تو ہی بچانے والا ہی کہ بموجب نظم

خداوندا بحق آل پیمبر	بحق مرتضےٰ و زوج اطہر	مین ہون گر قابل نار جہنم	
یہ تیرے فضل کا دریا ہی کیا کم	شفیعون پر مرے یارب نظر کر	اُس آتش کو تو اس پانی سے سرکر	
کہ جسنے جاگہ ترا فضل و عطا ہی	مین کیا اور کسقدر میری خطا ہی	عطا کر مجکو یارب تندرستی	
مجھے دے قید دشمن سے رہائی			

یہ دعا اُسکی درگاہ جناب احدیت مین قبول ہوئی یعنے اول مین مذکور ہوا کہ ملکہ مجلس جادو ملکہ ہران کو سمجھا کر بھیر لیگئی تھی چنانچہ ملکہ مذکور قلعہ نہفت رنگ مین

نہ لیجئی فکر مین رہائی عمرو کے ایک مقام پر اپنے طلسم مین تھی اُسنے مجلس سے فرمایا کہ بیٹا تم جاکر
ذرا خبر تو لاؤ کہ طلسم ہوشربا مین کیا ہو رہا ہی مجلس یہ حکم سنکر پرواز کرکے چلی اور اس دشت
مین کہ جہان برق قتل ہوا چاہتی تھی آئی اور روے ہوا سے اُسنے دیکھا کہ ایک عورت
شعلہاے سحر مین گرفتار پڑی ہی اور ایک عورت خنجر کھینچے اُسکے سر پر کھڑی ہی سر اُسکا جدا کیا چاہتی
ہی یہ دیکھکر زمین پر اُتری اور قریب کج ابرو اگر پوچھنے لگی کہ بی بی تم کون ہو اور یہ ماجرا کون ہی
اُسنے کہا تمھارا باپ مارا ہی کونسا گناہ اِس سے سرزد ہوا جسکے عوض یہ قتل ہوتی ہی کج ابرو
نے دیکھا کہ ایک لڑکی کرتا پہنے ناک اُسکی بہتی ہوئی زیر پائی پانون مین کرتے مین رومال ناک
پوچھنے کا بندھا ہنستی ہوئی تجسے حال پوچھتی ہی یہ دیکھکر اُسنے کہا بیٹی تم شاید یہان کسی گانو مین
رہتی ہو اکیلی نکل آئی ہو جاؤ بھاگ جاؤ تمھارے ماں باپ بھی شہنشاہ افراسیاب کے
فرمانبردار ہین اور مین بھی پس والدین تمھارے شکایت کرینگے کہ لڑکی کو منع نہ کیا مجلس پہلے
جانتی تھی کہ یہ لشکر ملکہ مہرخ کا ہی اب اُسنے نام بادشاہ طلسم کا جو سنا سمجھی کہ یہ ساحرہ دشمن ہی یہ سمجھکر سنبھلی
اُسکے ساتھ بطور مخفی چار پتلے آتشی اور چار آبی اور چار فولادی اور ایک گولا فولاد کا اُسکے پاس ہی
کہ اُسکے دونون سرون پر الماس جڑا ہی خاصیت اُسکی یہ ہی کہ اگر کسی ساحر کے پاس کوئی تحفہ جمشید
وسامری کا ہو تو اُسکو باطل کرکے کام اُس ساحر کا تمام کرتا ہی اور علاوہ اسکے یہ ساحرہ صحبت یافتہ
بران دکوکب ہی سردار زادی طلسم نور افشان ہی پس کج ابرو سے اُسنے تیور بدلکر کہا کہ کیا
تو نے جھک ماری کہ والدین تمھارے ملازم افراسیاب کے ہین مین اُس مسخرے افراسیاب
خانہ خراب کو کیا جانون کج ابرو نے دیکھا کہ یہ لڑکی کچھ بلی اور چبل سی ہی اُسکی بات کا بُرا ماننا چاہیے
یہ سمجھکر اُسنے ہنس دیا اور کہا لڑکی کچھ گھر سے لڑکے تو نہین آئی جا چلی جا نہین روتی جائیگی مین تو
طمانچون مین سیدھا کر دونگی مجلس نے جوابدیا کہ مارا دی تو ہی کس گھمنڈ پر اپنے ڈھگڑے افراسیاب
پر بھول ہی تو آپ چلی جا سمجھی کیا ہی اپنے دلمین یہ کلام سنکر کنیزین کج ابرو کی بولین ای بی بی صاحبزادی
تم شاید کچھ خفا ہو جو ایسی باتین کرتی ہو یہ ملکہ کج ابرو نے خنجر زن ہین برق جادو کو لشکر اسلام
سے پکڑ لائی ہین تم انکو گالیان دیتی ہو ہا بڑی بات مجلس جادو نے جو قید ہونا برق کا سنا
وہی گولا جسکا بیان ہو چکا نکالا اور اپنے تئین درست کرکے لیجنے کرنے کی آستینین اُلٹ کے دامن

چڑھاکے تنتی ہوئی پیتر سے بدلتی چلی اُسوقت دس بارہ لونڈیان یہ کہتی ہوئین کہ لو بیوی اس چھوکری
سے نہ کوئی بولے نہ چالے آپ سے آپ بگڑ مری جاتی ہے ای لڑکی کچھ تو دیوانی ہے بیچ مین آگئین لڑکی نے
کہا مالزادیو اپنی بی بی قحبہ سے کہو کہ سنبھل جائے یہ کہکر وہی گولا مارا لونڈیان جو بیچ مین آگئین تھین
اُنکے سینہ کو اُس گولے نے توڑ کر کیچ ابرو تک اپنے تئین پہونچایا اُسنے ہرچند اپنے تئین بچایا لیکن
مثل قضاے مبرم کے وہ گولا نہ ٹلا اُسکے سینہ پر آکر پڑا اور پار گذرا اور زمین مین سما گیا کیچ ابرو ٹریکر
ہلاک ہوئی شور قیامت زا اُسکے مرنیکا بلند ہوا کہ ہا ہا کیچ ابروے خنجر زن کو کنیزین اور مصاحبین اُسکی
بھاگین لشکر جو اُترا ہوا تھا وہ جلد حربہ سحر کے لیکر تیار ہوا لیکن ساحرہ مذکور کے مرنے سے ملکہ برق
رہا ہو گئی اور آتش سحر اُسکے جسم پر سے دور ہوئی بجلی بنکر جانب آسمان گئی اور آڑی ترچھی ہوکر
لشکر پر گرنے لگی اِدھر وہ بارہ پتلے جو مجلس کے ساتھ تھے آتشی آبی فولادی وہ اگرے آتشی پتلون کے
منہ سے آگ کے شعلے نکلتے تھے جو ساحر سامنے آتا خانہ تن اپنا جلاتا خیام و بارگاہ مین آگ بھڑکنے لگی
آفت برپا ہوئی ہر طرف شور و غوغا بلند تھا ایک پر ایک گرا پڑتا تھا بدحواسی سے لوگونکی عجیب
کیفیت تھی باپ بیٹے کو پہچان نہ سکتا تھا آبی پتلون کے منہ سے پانی اسقدر بہا کہ دریا پیدا ہوکر
موج مارنے لگا مجلس نے خوب میدھے لڑائے آگ لگاکر پانی کو دوڑی فولادی پتلے تیغہ بکف کرنے لگے
اوپر سے بجلی گر رہی تھی عجب آفت اُس فوج پر آئی تھی لشکری ہزارون طرح کے سحر کرتے تھے مگر نہ وہ پتلے
مرتے تھے نہ بجلی گرنا موقوف ہوتی تھی مجلس ایکطرف مکڑی بنی رہی تھی اور کہتی تھی امی جان کے سر کی
قسم کیا اچھا کھیل مین کھیلی ہون واہ کیا تماشا ہو رہا ہے آخر ہزارہا ساحر آتش فنا مین جلکر خاکستر
ہوئے اُس مہوس نے طلاے جان دشمن کو آنچ دیکر کشتہ کیا خوب تاؤ دیا ہزارون جادو گر غرق
بحر قضا ہوئے اُس شناور فلزم سحر نے بہت کو گور کے کنارے پہونچایا دم بھر مین نگاہ ایسی پھیری کہ کسیکی
آشنا نہ تھی سیکڑون افسون خوان فولادی پتلون کے ہاتھ سے سختی موت کی اُٹھا کر فنا ہوئے آخر بہت
سے خرسن جان بکلی گرنے سے چلے لشکر تمام برباد و پریشان ہوکر رو بفرار لایا جو بھاگ کر بچے وہ سمت
کو فیروزہ گئے جب وہ فوج بحر تحوست کی موج بھاگ گئی ملکہ برق روے ہوا سے اُتر کر مجلس کے
پاس آئی لشکر پہ مین اُسکے ترزبان ہوئی اور کہا آپ کون ہین اُسنے اپنا نام بتایا اور کہا ملکہ زمان کی
نی بھیجی ہوئی مین آئی تھی برق نے کہا اچھا اب لشکر مہرخ مین تشریف لیچلیے اُسنے کہا مجکو تو وہانکی

خبر لینے جانا منظور ہی ہی چلیے یہ باتین کرکے دونون وہان سے روانہ ہوئین راہ مین برق فرنگی
جو تلاش مین برق کی چلا تھا ملا اور انکو ہمراہ لیکر داخل لشکر ہوا جب بارگاہ مین پہونچا یہان غلغلہ
عظیم برپا تھا رعد نے اپنی جان کے لیے حال اپنا تباہ کیا ہر ایک رو رہا تھا کہ یہ اگر پہونچین سب
اٹھکر لنگیر ہوئے رعدمان کے گلے لپٹکر رونے لگا آخر اپنی جگہ پر برق بیٹھی اور مہرخ سے کہا ان خبر ای
کی جیسے ہی ہائی ہوئی مہرخ تو ملکہ برلان کے یہان ہوائی تھی مجلس کو پہچانتی تھی تخت پر سے
اٹھکر لپٹکر ہوئی اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا خواصون کو بلایا ناچ ہونے لگا شراب کا جام چلنے لگا
مجلس کی خاطر ہوا کے بعد تخت پر کی خواجہ کی گرفتاری کا حال بیان کیا اور کہا ڈھنڈھورا بھی پٹنے
قتل ہونیکا پٹگیا مجلس نے کہا مگر اوسنین ابھی جان بھی تشریف لایا چاہتی ہین غرضکہ یہان تو عشرت
ونشاط مین ہر شخص مصروف ہی ادھر فوج ہزیمت خوردہ کج ابرو فیروزہ کوہ پر پہونچی اور فرمان
فوج سامنے شاہ طلسم کے اکر پکارے کہ ملکہ کج ابرو ماری گئین شاہ نے متعجب ہوکر پوچھا کہ
ہین کسنے مارا انھون نے مجلس جادو کا آنا اور جملہ کیفیت جدال وقتال بیان کی یہ سنتے
ہی بادشاہ کو غصہ آیا اور کہا اس چھوکری مجلس نے بہت سر اٹھایا ہی دیکھو تو مین کیا حال
اسکا کرتا ہون یہ کہکر فیروز شاہ سے کہا تمھارے قلعہ مین اسرار جادو رہتی ہی بلاؤ تو اسکو
شاہ قلعہ مذکور نے آدمی روانہ کیا اور اسرار کو بلایا یہ ساحرہ کنیز شاہ جادوان تھی بادشاہ نے
اسکو آزاد کردیا ہی یہ اس قلعہ مین رہتی ہی اور سامری کی پیشین کہلاتی ہی اسوقت اسنے اگر شاہ کو
بھرا کیا بادشاہ نے دیکھا کہ ایک تھوکیر دابا ندھے ہی مالے مردون کی ہڈیون کے گلے مین پہنے ہی
بھبھوت جسم پر ملا ہی ایک چادر کیری سر پر پڑی ہی ماتھے پر تصویر سور کی بنی ہی گدا گلے مین
کہ یہ ہیئت اور نقشہ ہی کرسن چالیس برس کا ہی چہرے پر جھریان پڑتی جاتی ہین کتابسکری کی
مین سطرین مسطر کی نظر آتی ہین کان مین کنڈل پڑے ہین حلقہ گوش گرنیکا معشوقان
عالم کے دعوی دہ رکھتے ہین سر مین دو چار بال جو سفید ہوگئے شب زلف مین دو مدار
ستارے نکلے ہین بھبھوت جسم مین ملا ہی یا حسن نے پردہ کیا ہی نہین نہین کبرسنی کے سبب
آئینہ تن جو مکدر ہی تو اسیر صیقل کرنا چاہا ہی حاصل مرام جب اس ساحرہ نافرجام نے شاہ کو سلام کیا
بادشاہ نے ایک کنٹھی اپنے گلے سے اتار کر اسکو دی اور کہا یہان سے مہرخ کی بارگاہ مین

تم جاؤ مجلس جادو دہان ہوگی یہ کنٹھی اُسکے گلے مین پہنانا اور اپنے گلے مین بھی پہنے رہنا
تم دونون میرے پاس چلی آؤ گی یہ حکم سُنکر ساحرہ نے وہ کنٹھی تسلیم کرکے لی اور رواد کرکے
اپنے مقام پر آئی دلسے سوچی کہ اِس ہیئت سے تو اگر جائیگی تو کنٹھی پہنانہ سکیگی لازم ہو کہ تبدیل
لباس کرکے بصورت اسلامیان روانہ ہو غرض اُسنے بڑے پائینچونکا پایجامہ پہنا مخمل کرتی
پہنکر ایک دوپٹا پُرزر اوڑھا کچھ زیور بھی جسم پر آراستہ کرکے چلی دہان کا ماجرا سُنیے کہ مجلس
کچھ دیر نوشریک جلسۂ مسرت رہی اِسکو عمرو سے بہت محبت ہو اُنکی گود مین لوٹا کرتی تھی اور
نی بجوا کر سنتی تھی مطربون کے گانے سے خواجہ یاد آئے یہ رونے لگی سب اِسکے رونے پر رونے
لگے یہ اُٹھکر چلی مہرخ نے کہا ای بیٹی کہان جاتی ہو اُسنے کہا امی جان کے پاس مہرخ نے
کہا تم ٹھہر جاؤ اور پتا دو مین لوگ بھیجکر بران کو بلا بھیجون اِسنے کہا مجکو اب وحشت ہو نہ بیٹھونگی
یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر سیر کرتی چلی اور بازار لشکر کی دیکھنے لگی اُدھر اسرار جادو بارگاہ مین آئی
ایک عورت تنہا تھی حاجب دربان سمجھے کہ کسی ساحرہ کی ملازم ہو یہ سمجھکر منع نہ کیا اِسنے اندر
بارگاہ کے آکر ہر سمت پیک نظر دوڑایا اور مجلس کو تلاش کیا جب نشاندہی شاہ طلسم
کسی ساحرہ کو لڑکی بنے ہوئے بنا یا دل سے خیال کیا کہ کہین ہوگی آئیگی اچھا یہان ٹھہرو اور
لوگون سے اُسکا ذکر سُنو معلوم ہو جائیگا جو یہان ہوگی یہ سوچکر اِس خیال سے کہ مجھے کوئی پہچان
نہ لے ایک مقام پر نہ ٹھہری اِدھر اُدھر ٹہلنے لگی اسپر برق عیار کی نگاہ پڑی دلمین اُسنے
کہا یہ تو ہمارے لشکر کی عورت نہین معلوم دیتی ہو اور اِسطرح پھرتی ہو کہ جیسے کسیکو ڈھونڈھتی
ہو ای برق اِسکو گرفتار کر اگر ہمارے یہان کی ہو تو چھوڑ دیجائیگی اور نہین تو شر سے اِسکے
محفوظ رہینگے یہ تجویز کرکے یہ بھی اُٹھکر ٹہلنے لگا اور ٹہلتے ٹہلتے پشت کیطرف اسرار کے آپہنچا اور بہت
مخاطب تھی اِسنے گانٹھکر کمند جو ہاری ساتون حلقے گردن و کمر مین پڑے ہو گئے وہ اُلجھکر گری
اِسنے جھٹکا مار کر بیہوش کر دیا اور شکین اُسکی باندھکر زبان مین سوزن دیا اور ستون بارگاہ
سے باندھکر ہوشیار کیا سب اہل بارگاہ حیرت مین تھے کہ مہترصاحب نے یہ کیا کیا مہرخ نے گھبراکر پوچھا
کہ بھیا یہ کیا ماجرا ہو اِسنے کہا ای ملکہ یہ عورت ہمارے یہان کی نہین معلوم ہوتی ہو مہرخ نے اُنھ
سب نے بغور دیکھا اور کہا تم سچ کہتے ہو یہ کسی تدبیر کو یہان آئی ہو اِسنے کہا تم سب اِسکی

حفاظت کرنا کہ یہ سحر کرکے نکل نہ جائے اور مجکو کوئی آزار نہ پہونچائے مین اسکی زبان سے سوزن
نکالتا ہون یہ سنکر جملہ ساحر تانج و ترنج پکڑ کر مستعد ہوئے برق نے اُسکی زبان سے سوزن نکالا
سوزن نکلتے ہی وہ پکاری کہ منم اسرار جادو کنیز افراسیاب بحکم شہنشاہ مجلس کو پکڑنے آئی تھی
ارے ہوئے تو نے مجکو باندھا ہی رہ تو جا تیری ایسی تیسی کی شہنشاہ سے کہکر تیری بوٹیان
اڑوا دونگی یہ کہکر چیخنے لگی ازبسکہ یہ گنٹھی شہنشاہ کی لیے تھی اسپر سحر کسی ساحر کا اثر نہ ہوا اور
ایک پتلا روے ہوا سے چمک کر گرا نیچہ مین اُسکو دابکر مع کمند نے اُٹھا لیا ساحرون نے تانج تانج گوے
مارے لیکن پتلا بلند ہو کر یہ جا وہ جا روانہ ہو گیا برق عیار نے کہا لیجیے اور نقصان ہوا کہ کمند بھی
گئی اور بنانا پڑیگی سب ہنسنے لگے اور اطمینان سے بیٹھے اُدھر پتلا لیے ہوئے اسرار کو فروزہ
کوہ پر پہونچا ساحرون نے دور سے دیکھا کہ اسرار سے ایک آدمی لپٹا ہوا آتا ہی یہ دیکھکر سمجھے کہ اگر
مجلس کو لائی بس دوڑ کر خدمت بادشاہ مین اُنھون نے عرض کیا کہ خداوندا اسرار اسکو لائین
شاہ نے یہ سنکر تاج کج کیا ماعنان نے کہا کیونکر نہ لاتین آپ نے گنٹھی دی تھی مجلس کی
طاقت تھی جو نہ آتی یہ باتین تھین کہ پتلا پہونچا شاہ نے دیکھا کہ اسرار کمند مین لپٹی ہی پتلے سے حال
اُسنے کہا اسطرح عیار نے انکو باندھا تھا مین اُٹھا لایا شاہ نے اُسکی گردن و کمر سے حلقہاے کمند
کٹوائے اور کہا تم گنٹھی دیدو تمسے یہ کام انصرام نہوگا چنانچہ گنٹھی لیکر اُسکو رخصت کر دیا اور نامہ
ملکہ حیرت کو لکھا مضمون یہ تھا کہ بج ابرو کو مجلس نے اگر لیا مین نے اسرار کو گنٹھی دیکر بہر گرفتاری
مجلس بھیجا تھا اُسکو برق نے پکڑ کر باندھا تھا پتلا اُٹھا لایا پس اے ملکہ تم عیارہ کو بھیجکر مجلس کو نگرفتار
کراؤ اور قتل کرڈالو یہ نامہ پتلا سحر کا لیکر ملکۂ مذکور پاس آیا اُسنے نامہ پڑھا اور چاہا کہ عیار نبون کو
بلوائے اسوقت شہاب جادو نے کہا مین نے سُنا ہی کہ مجلس آئی تھی مگر چلی گئی حیرت نے
کہا چلی جاتی تو شہنشاہ مجکو نہ لکھتے یہ باتین تھین کہ صرصر عیارہ آئی ملکہ نے حکم بادشاہ سے آگاہی دی وہ روانہ ہوئی اور ایک ساحرہ حسینہ و جمیلہ بنکر لشکر مہرخ مین آئی یہان مجلس سیر
کرتی پھرتی تھی اور جو چیز پسند کرتی تھی اُس دکان پر ٹھہر جاتی تھی اسیوجہ سے اسکو جانے مین دیر
بھی ہوئی کہ عیارہ آکر پہونچی اور اسکے ساتھ چلی وہ سمجھی کہ مہرخ کی کوئی نوکر یہ بھی ہی غرض ایک
ایسے مقام پر جب یہ پہونچی کہ وہان تنہائی تھی صرصر نے موقع پاکر عرض کیا کہ واری آپکے

وہ جو سامنے کبابی کی دکان ہے اُسکے کباب نہین کھائے عجب لذیذ کباب اُسکے بنتے ہین کہ
کھانے سے آپکو معلوم ہوگا اور یہ مزا بھی یاد رہیگا جو لوگ اُسکے مزے سے لذت یاب ہوچکے
ہین سینچ آہ پر کباب دل کو اپنے ہمیشہ چڑھاتے ہین مطبخ دہر مین سے کہ یہ کباب پسند خاطر ہوتے ہین دلدادہ
عشق مین کباب آسا بھنتے ہین یہ تعریف اُسکی زبان سے سُنکر مجلس نے کہا پھر موا لین آپنے
عرض کیا کہ آپ جوہری وغیرہ کی دکان پر ٹھہرین تو مضائقہ نہین لیکن کبابی کی دکان پر جانا
حضور کی شان کے خلاف ہے آپ یہان گوشہ مین ٹھہر جائیے مین ابھی لائی یہ کہکر اُسکو ٹھہرا کر روانہ
ہوئی اور کچھ دور جاکر کباب آغشتہ بیہوشی کسوت سے نکالکر طشتری مین لگا کر سامنے لائی مجلس نے
بے تامل وہ کباب کھائے اور بیہوش ہوگئی اپنے کمندسے گردن و کمر باندھکر اشارہ باندھا اور تنہائی
مین تو تھی ہی بے منت و اذیت لیے ہوئے بارگاہ حیرت مین آئی اور کہا بیجے مین حکم شہنشاہ
بجالائی حیرت نے پہلے گرم پانی سے مجلس کا منہ دھلوایا جب کچھ شک باقی نرہا کہا صاحبو
کوکب کے ہاتھ سے میرے کلیجے مین داغ پڑگئے ہین مین اسکو تمام بارگاہ مین کھنچوا کر قتل
کرونگی کج ابرو کا بدلا لونگی سبنے کہا حق بجانب ہے آپکے اس ملکہ ضبط کرنے کی بھی کچھ انتہا ہے
ہے کہ تامل فرمایئے یہان تو یہ گفتگو ہے اور اُدھر مہرخ کو اس امر کی مطلق خبر نہین ہے چنانچہ جب حیرت
آمادہ قتل کرنے پر ہوئی صرصر دری کہ غیار مجکو جیتا نچھوڑینگے پس عرض رسا ہوئی کہ اے ملکہ اسکو قید
کرنا بہتر ہے حیرت نے یہ سنکر کہا اری تو میری اتالیق ہے ہر بات مین دخل در معقولات بس چپ رہ
اُسنے عرض کیا کہ آپ مالک و مختار ہین میری مجال ہے جو آپکو نصیحت کرون حیرت نے بعد
حقا ہونیکے موتیون کا مالا اُسکو انعام مین دیا اور ساحرون سے حکم کیا کہ اس مجرمہ کے پانو مین
رسی باندھکر کھینچو ساحر اُٹھے لیکن طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ مجلس جادو
اسطرح قتل ہوتی ہے مہرخ یہ حال سُنکر بیقرار ہوئی اور کہا ای لوگو مین تمکو ہرآن اور کوکب کو
کیا منہ دکھاؤنگی یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا اور کہا مین اپنی جان دونگی جسکو چلنا ہو وہ میرے ساتھ
آئے چھ لاکھ کا لشکر جلد جلد تیار ہوا ملکہ مذکور مع سب سردارون کے نکلکر سوار ہوئی لشکر کے
مسلح ہونیکا غلغلہ عظیم برپا ہوا شعاع تیغ شمع مجلس عالم تھا بزم دہر مین ہلچل پڑی تھی کمان ہر ہی
تھی ہتھیارون کی جھنکار رزنگولہ پاے رقاص بنی نفیرون کی آواز مزاج روزگار کو ناسازتھی

کہین کا ٹکڑے اژدرون پر کسے جاتے کسی جگہ پر سحر کے عمل مچاتے جادو کے سبب سے تاریکی ہر سمت چھائی تھی کالی گھٹا آئی تھی زیر فلک شعبدہ بازاور ایک آسمان تیرہ و پیدا ہوا تھا یا مجلس عالم کی آرایش کے لیے شامیانہ تنا تھا اُس اندھیرے مین پیکان و سنان و تیغ کا چمکنا شب انجمن آرائی مین شمعون کا روشن ہونا نظر آتا یا تارون بھری رات کا دھوکا ہوتا لشکر کے گرد روشنی اور بیچ مین تاریکی تھی سویدائے خاطر عابد دہر معلوم دیتی فوج مین تو یہ سامان تھا اور مہرخ کے ہمراہ جادوگر نیان نوجوان تھین بہار عالم کی جان تھین گلشن دہر کی گلہائے پرارمان تھین غرضکہ یہ سب طاؤسان سحر پر سوار ہوئین انکا سج دھج اور بناؤ زینت پسندان عالم کو لبھاتا تھا یہ عالم تھا کہ

مسدس

کھینچ کمی ابروے پرخم کی سر دست کمان
سینہ ابھرا سر پیکان کی ہوئی تیز سنان

ترک غمزے کو ستمگر نے دیا یہ فرمان
ہان مرے شیر یہی گو ہی یہی ہے چوگان

کچھ فرنگی بھی ہوئے جنگ کو تیار بزن
لیس چارون صفت مژگانسے ہوئے چار یزن

عجب انداز سے ہر عربدہ پرداز چلا
کبک کے صید کو گویا کوئی شہباز چلا

ساتھ انداز چلا عشوہ چلا ناز چلا
مثل طاؤس چمن غمزہ و طناز چلا

آنکھین کہتی تھین کہ کیا بات ہے دشمن کی شکست
پلکین کہتی تھین بہت سہل ہے ملنے کی شکست

یہ لشکر تو اس انداز سے روانہ ہوا اُدھر بحکم حیرت خیرہ سر رسن پاے مجلس مین باندھکر جب حراسان متکبر نے خفیہ اسکے ساتھ بطور مخفی تبلہاے سحر ہین چنانچہ سحر نے اُسکے اسے ہوشیار کر دیا اُدھر جو اُسکی کھلی گویا فتنۂ خوابیدہ جاگا ہوشیار ہوتے ہی اپنے حال وابستہ ملال کو اُسنے دیکھا وہ غضب آتش عناد سے اُٹھکر کاخ دماغ سے نکلیا از بسکہ خیرت نے اُسکے قید ہونیکی خوشی مین سحر بھی اُسپر نہ کیا تھا کہ یکایک وہ رہا نہو سکتی اب اُسنے افسون پڑھا کہ وہ رسن پاے بستہ جلگئی اور وہ سنبھلکر اُٹھی اسوقت حیرت نے گھبراکر اناب نارنج اپنی انگیا سے نکالا اور سحر دم کرکے مارا مجلس کے ساتھ جو تبلے تھے اُنمین سے ایک تبلے نے ظاہر ہوکر نارنج کو پکڑلیا مجلس نے وہی نارنج تبلے سے لیکر کہا ای میرے کھیلنے کے گیند کچھ تماشا دکھا یہ کہنا تھا کہ وہ ہاتھ سے چھوٹکر بلند ہوا اور پھٹگیا اسمین سے چادر آگ کی نکلکر ساحران حیرت پر گری جسکے

واصل جہنم ہوئے حیرت یہ ماجرا دیکھکر مثل بید کانپی اور دھوان بنکر بلند ہوگئی کہ جلنے سے بچی اور ساحر ہزارون مجلس پر حربہ سحر کے لیکر حملہ آور ہوئے اس اثنا مین مجلس بھی بزور سحر اڑی اور ایک گھاسوئیون کا ملا کہ جس سے صدہا کا سینہ فگار و سوراخدار ہوا حیرت پھر ظاہر ہوکر للکاری کہ اوچھوکری تو کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگی مین نے ایسی ایسی چھوکریان بہت تعلیم کردی ہین یہ کہکر اپنا جوڑا کھولا دو پتلیان اُسمین سے نکلین کہ ایک پتلی آئینہ اور دوسری کشانہ ہاتھ مین لیے تھی آئینہ دار پتلی نے مجلس کو آئینہ دکھایا اُسنے بھی جلد اپنا جوڑا کھولا اور دو گڑیان اُسمین سے نکالین ایک گڑیا سے کہا مگوڑی مین تیری ٹانگین چیر ڈالونگی حیرت نے بھی اپنی پتلیون سے یہی کہا کہ مالزادیو مین تمھاری ٹانگین چیر ڈالون گی تم بڑی حرامزادی ہوگئی ہو کہنا میرا نہین مانتی ہو یہ سب باتین گڑیونسے کہتی تھی کہ اس اثنا مین مجلس نے گڑیون کی ٹانگین چیر ڈالین حیرت نے بھی پتلیون کو پکڑکے ٹانگین چیر ڈالین مجلس قہقہہ مارکر ہنسی حیرت نہایت شرمندہ ہوئی اور چاہتی تھی کہ سحر تازہ کرے اُسوقت مہرخ مع فوج کثیر اگر پہونچی حیرت کی فوج بھی تیار ہوچکی تھی بارگاہ مین ہزارہا ساحر سحرخوان تھے مجلس پر تاریل تانج کی بوچھار تھی مجلس کے پہلے وہ حربہ سحر کے رد کر رہے تھے اور سب لڑتے ہوئے بارگاہ سے باہر نکل آئے تھے مجلس نے جب مہرخ کو دیکھا اڑکر قریب آئی اور کہا آپنے کیون تکلیف کی خیر آئی ہین تو میرا ہی تماشا دیکھیے مہرخ نے کہا یہ کب ہوسکتا ہی کہ تمکو تنہا چھوڑین غرضکہ فوج مہرخ لشکر حیرت پر حملہ آور ہوئی جھانجھ اور قرنا اور نفیر دبوق کا شور برپا ہوا سحر کی چوٹین چلنے لگین آگ اور پتھر برسنے لگے قیامت کبری برپا تھی شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی بھڑگیا یہ عالم تھا کہ عظم

ہوئی چرخ پر عقل مریخ دنگ	کہ دیکھی نہین اجتک ایسی جنگ	دلاور بڑھے تیغ کو تول کے
کہ ارمان نکالینگے دل کھولکے	ہوا گرم بازار مرگ و ستیز	کیا عافیت نے وہانسے گریز
پیام اجل تیر لانے لگے	مگر ٹیڑھی سیدھی سنانے لگے	چمکتی تھی شمشیر و پیکان تیر
پئے جان شیرین تھی وہ تیز شیر	روان ایسی تھی تیغ و خنجر کی دھار	کہ موجین ہون دریا مین جون آبشار
اُدھر تو بپا تیغ و خنجر سے جنگ	اِدھر ساحرونمین یہ پیدا تھا رنگ	اندھیرا کہین تھا کہین روشنی
ہر اک جا پہ نیرنگی سحر تھی	کہین تیرگی اور کہین نور تھا	زمانے کا ظاہر سفید و سیاہ

کہین سانپ کالے اگلتے تھے زہر | کہین برق گرتی تھی نازل تھا قہر | کہین بوے بدبال گوگل کی تھی
شرر ریزی جادو کے بادل کی تھی

مجلس کا اس عرصہ نبرد مین یہ حال تھا کہ کبھی تو زمین پر بیٹھ جاتی اور خاک سمیٹکر گھروندا بناتی لشکریان حیرت بھی لڑنا چھوڑکر گھروندا بناتے اور کبھی گھروندے مین بچھونا بچھاتی اور گریبان نکالکر رکھتی اور کہتی کہ میری گڑیا کے یہان لڑکا ہوا ہی سمدھین آئی ہین انکو کھانا دینا چاہیے یہ کہکر ڈھول بجاتی اور گالیان گاتی حیرت کی فوج مین بھی یہی ہنگامہ برپا ہوتا کہ جادو گریان اپسمین سمدھین بنکر ڈھول بجاتین اور گالیان گاتین پھر لڑین باہم ڈھول چھکڑ ہوتا ہر ایک اپنی

خودی سے گم دل لگی کا عالم کہ نظم

دکھلاتی تھی جبتی کوئی آئینہ بناکے | مٹکاتی تھی پیڑو کوئی تالی کو بجاکے
آنکھونکو کوئی پھیرکے چمکاتی تھی ابرو | کہتی تھی کہ یون دیکھو الٹ جاتا ہی جادو
بیخود کوئی ایسی تھی کہ شیراز الٹکر | ہو جاتی تھی غصے مین کوئی جامے سے باہر
دکھلاکے انگوٹھے کو بجاتی کوئی تالی | ہنس ہنس کے کوئی دیتی تھی سمدھن کو گالی
بھاتا نہین سمدھن ترا غمزہ مجھے پھیکا | گالی | ہانڈی کا مزا تیری جو چکھے تو سہی پھیکا
کیاری تری کیا پیاری ہی سبزہ بھی گاہی | لوٹ اسی سبزہ پہ سمدھی کا ہی مکرا
سب جگ دلائی ہی تری نیچے سے سمدھن | ثابت نہین استری نر مضبوط ہی ابرا

انجام کو مجلس نے گرگون کی ٹانگین چیر ڈالین جادوگریان لشکر حریف کی باہم لڑکر ہلاک ہوتین ایک سمت پتلے آتشی آبی آگ پانی پیدا کرکے آفت برپا کر رہے تھے فولادی پتلے بھی لڑ رہے تھے یہ حال دیکھکر حیرت ازبسکہ زوجہ شاہ طلسم ہی اسکو بہت غصہ آیا اور دو ہتڑ زمین پر مارا مجلس جہان کھڑی تھی وہان سے اسکے پاس کھنچ آئی اسنے ہاتھ پھیلا کر لیا اور اسوقت حیرت کی شکل مثل عفریتہ خونخوار بنگئی تھی وہ پیزار دیوتی ہوئی تھی بیت پنجہ جنی کی طرح کھا کڑی تھی ایڑی + انگلیان پانون کی بدقطع تھین ٹیڑھی ٹیڑھی + بس اسنے مجلس کو چاہا کہ چیر ڈالون عدنے دور سے اس حال کو دیکھکر اپنی ماں سے کہا کہ بڑا غضب ہوا مجلس جادو ہلاک ہوتی ہی یہ کہکر زمین مین سمایا اور قریب حیرت آکر نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ حیرت جھوم گئی مگر مجلس کو ایسی زبردست تھی کہ بچھوڑا اسوقت کر گڑاکر برق جادو اپر

سے گری پھر تو بنا چاری یہ مجلس کو چھوڑ کر غرق زمین مین ہوئی اگر نہ چھوڑ دیتی تو دونون ہاتھ
قلم ہو جاتے اور جب یہ زمین مین سمائی تو خیال کیا کہ برق بھی زمین مین آئیگی اس خیال
سے یہ تر زمین پر پانی کے قریب جا کر ٹھہری اور برق جو گری زمین مین غاڑا لکر پھر بلند ہو گئی
اور آڑی ترچھی ہو کر لشکر پر گرنے لگی چالیس پچاس پچاس ساحر ایک ایک مرتبہ چلے
زمین مین غار جا بجا پڑ گئے جتنے ساحر زبردست تھے مثل مصور و صورت نگار و شکوہ و غیرہ
سب غرق زمین ہو گئے اور وہ جنگ عظیم ہوئی کہ مہرخ و مجمور و سرخمو وغیرہ سب زخمی
ہو گئین اس اثنا مین حیرت پھر زمین سے نکلی اور روے ہوا پر جا کر نعرہ زن ہوئی کہ سنم ملکہ
حیرت جادو اور اپنی فوج کو مغلوب دیکھکر ایک سحر ایسا کیا کہ جسکا رد ہونا سامری سے بھی دشوار
تھا فوراً آسمان سے ستارے زمردین رنگ کے ٹوٹکر گرنے لگے تمام لشکر مہرخ کا سر دیکھنے
مین مشغول ہوا لڑنا سینے فراموش کیا اہا ہا کا شور ہر سمت بلند تھا مہرخ چونکہ ساحر زبردست ہی
اور نہایت عقیلہ ہی سمجھی کہ یہ سحر کسی سے رد نہو گا اور ہر ایک نشانہ تیر شہاب نیگا مجلس جادو
کہ مہان عزیز ہی ایسا نہو کہ اس لڑائی مین کام آئے یہ سمجھکر اپنے مقام پر سے اڑی اور قریب
مجلس ہو کر اسکو نیچے مین دابکر زمین مین سما گئی ادھر وہ ستارے جو گر رہے تھے وہ سر پر لشکر یونکے
ٹوٹنے لگے اور جسکے اوپر تازہ ٹوٹا وہ از سر تا پا چھلس کر رہگیا ہزارہا ساحر ہر دو ملک عدم ہونے لگا
کشت و از لشکر پر پالا گر رہا تھا یا نزلہ حار جسد افواج پر گرا تھا ستارے گولیون کیطرح سر پر
گرتے اور ٹانگون سے نکلتے تھے ستارہ قسمت اسلامیان گردش مین آیا سب فروغ خاک
مین ملگیا شیاطین انگارے اچھالتے تھے ستارے فلک سحر نے ان قمر پیکرون اور مہر طلعتون پر صدقے
اتارے تھے یہ ثابت قدمان عرصہ نبرد فلک جنگ کے یا تو ثابت تھے مگر اب سیارے تھے بالکل
جی ہارے تھے لشکر چڑھتا چلا جاتا تھا اب بھاگنے لگا چرخ اظلم نے نیا چکر دیا جسکا جدھر منھ اٹھ گیا
بھاگ نکلا دم بھر مین سارا لشکر تباہ و برباد ہوا اور ہزارون آدمی کام آیا صاحب دفتر نے لکھا
ہی کہ شاہ افراسیاب جو بنگلے مین کوہ فیروزہ پر بیٹھا تھا تو اس بنگلے کے سامنے ایک درخت
بیلے کا لگا تھا مگر بزور سحر یہ اسکا خواص مقرر کیا تھا کہ جب حیرت کو غصہ آئے اس شجر مین آگ
لگجائے اور بادشاہ اس پہاڑ پر اسیوجہ سے آکر ٹھہرا ہی کہ لشکر حیرت کا اس مقام پر سے

حال ظاہر ہوتا ہی پس یہان لشکر مین جو لڑائی پڑی اُس درخت سحر مین آگ لگی اُسکے جلنے
سے بادشاہ نے کہا غضب ہوا ملکہ حیرت سے لڑائی پڑگئی بی بی میری آج بگڑ گئی یہ کہکر اُٹھ
کھڑا ہوا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر پکارا کہ جلد تخت لیکر اے پریزادان طلسم آنا مین جاتا ہون اسکو
یہ خیال آیا کہ مجلس ساحرہ زبردست ہی ایسا نہو کہ زوجہ میری روز بد دیکھے یا عمرو کی تیغ
مین کوئی بیچ پڑے غرضکہ تخت کو حکم لانیکا دیکر غائب ہوگیا اور آن واحد مین آکر لشکر حیرت
مین پہونچا دیکھا کہ لشکر دشمنان بھاگا جاتا ہی اس اثنا مین مہرخ جو مجلس کو لیکر غرق ہوئی
ہوئی تھی باہر آئی اور اُسنے دیکھا کہ افراسیاب بھی یہان موجود ہی اب ٹھہرنا اچھا نہین یہ
یہ اُڑکر مع مجلس ایک طرف کو چلی گئی اور اسیطرح اور جادوگر نیان جو زمین مین سما گئی تھین
نکلکر رو بفرار لائین اور شاہ جادوان نے ملکہ حیرت کو جو بہت کو غصہ مین پایا کہا ہان ہان ای ملکہ کیا
کیا ہی ملکہ نے کہا تم ہوشیار نکمرامون کی بیخ کرتے ہو آج بھی خفا ہونے مجھپر آئے ہو لو اپنا طلسم رکھو
مجکو کچھ کام نہین افراسیاب نے کہا تمھارا بھی غصہ بڑے غضب کا ہی دو لاکھ ساحر اپنا قتل کرا
ملکہ نے کہا اتبو مہرخ کے لشکر کو غارت کیے دیتی ہون اُنکو بھاگنے بھی مدد نگی بہت اُنھون نے
سر اُٹھایا ہی یہ کہکر ایک گولا مقیش کا اپنے جوڑے سے نکالا شاہ جادوان دوڑکر چمٹ گیا کہا ای
ملکہ یہ گیند مقیش کا نہ غارت کر دای جان غصہ جانے دو یہ سحر کوکب کے لیے ہی ایسے دیسون پر
نہین کرتے ہین یہ کہہ رہا تھا کہ اٹھارہ اُنیس سو پریزادین تخت لیکر حاضر ہوئین بادشاہ سوار ہوا
اور ملکہ مذکور کو بھی ہاتھ پکڑکر پہلو مین بٹھا لیا اور میدان جنگ سے پھرا طبل امان بجوا دیا صدائے
طبل امان لشکریان مہرخ نے جو سُنی اُنکو یقین تھا کہ اب ہماری شکست ہوئی ہی بادشاہ
طلسم ہمارے پڑاؤ پر بھی آئیگا اب جو طبل امان بجا یہ سب بھاگنے کو موقوف کرکے اپنے لشکر پر
آئے کمر کھولی آسودہ ہوئے ساحر وغیرہ سردار جو تھے وہ بھی زخمی اور شکستہ حال اپنے مقام
پر آکر یہ آرام تمام ٹھہرے لیکن مہرخ پھر کر نہ آئی معلوم نہین کہ کسطرف گئی اور مجلس کا بھی
حال نہ کھلا ہر ایک پریشان و متردد تھا طائران سحر خبر کو روانہ کیے اُسطرف شاہ جادوان
بارگاہ مین آیا بی بی کو اپنی بہت کچھ سمجھایا اور کہا تم گھبراؤ نہین مین اب عمرو کا سر کاٹے ڈالتا ہون
اور دربارگاہ مہرخ مین جاکر سب نکمرامون کو پکڑ لاونگا ملکہ یہ باتین سنکر شاد ہوگئی اور کہا اچھا

یہ تدبیر بہت خوب ہی شاہ نے گردن مین ہاتھ ڈالکر کہا ای جانی تم رنجیدہ نہو نا ہمارے سر کی قسم
تاج دیکھنا عیش کرنا ہم جاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوا اور کوہ فیروزہ پر آکر بیٹھیا اُدھر مہرخ جو مجلس کو
لیکر بھاگی تھی تو سناٹا بھرے ہوئے دور نکلگئی کئی منزل پر آکر ایک جنگل مین اُتری مجلس بیہوش
تھی سحر حیرت سے از خود فراموش تھی اِسنے دامن کی ہوا دیکر اُسکو ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار
ہوئی مستفسر حال ہوئی اِسنے سب کیفیت بیان کی اور کہا ای فرزند یہ ستارۂ زمردین جسکے اوپر گرتا
وہ جانبر نہوتا مین تمکو لیکر زمین مین سما گئی تھی پھر جو باہر نکلی تو افراسیاب کو وہان دیکھا مین جنگل
مین تمھین لے آئی کہ تم میری فرزند اور جان و جگر ہو مین میدان سے نہ بھاگتی مگر تمھارے باعث سے
یہ بھی گوارا کیا یہ حال جو مجلس نے سُنا کہا ای ملکہ بھاگنے مین عزت ہی یا مرجانے مین مہرخ نے جواب دیا
کہ یہ فن سپاہگری ہی جیسا موقع دیکھتے ہین ویسا کرتے ہین اِسوقت جو تمھارے دشمن مارے جاتے
تو مدعی کی مراد پوری ہوتی ہمکو کیا حصول ہوتا اُسنے کہا یہ تم بجا کہتی ہو لیکن مین بغیر مارے اِس
قبہ حیرت کے نرہونگی مہرخ نے کہا غصہ تمھارا بجا سہی لیکن وہ ایسی نہین ہی جو یکایک قتل
ہو جائیگی تم میری بارگاہ مین چلو تدبیر کرکے لڑینگے اُسنے کہا تو خیر اب مین امان جان کے پاس
جاتی ہون اور اُنکو لیکر آتی ہون یہ کہکر ایک سمت کو پرواز کرکے روانہ ہوئی اور مہرخ بھی وہان سے
اپنے لشکر کیطرف چلی راہ مین ایک درہ کوہ کے آگے صحرائے سبز و خرم نظر آیا کہ دامن کوہ
زرگل سے مالا مال تھا مثل جوان بختان سبز سبزی سے مرفہ الحال تھا چشمہ لبسان جوش طبع
نوجوانان پُرارمان جوش مین طائران نغمہ خوان بیفکری سے خروش مین کنارے چشمون کے
فرش زنگاری سبزہ کا بچھا تھا اُسپر ایک غول طاؤسون کا مثل معشوقان طناز بہزاران ناز
تبختر سیر گرم خرام ناز تھا کرنیا بھرا نظر آتا تھا کہ طاؤسون کا جسم پائین فولادی تھا ملکہ مذکور اُس جاے
نزہت آگین پر روے ہوے اُتری اور سیر کنان ہر سمت پھرنے لگی یہان تک کہ درہ کوہ مین
بھی قدم رکھا دیکھا درہ کے اندرون کو کانگر عمارت نہایت عمدہ کسنے بنائی ہی روح فرسا اُس
صناعی کو دیکھکر شرماتی ہی تصویرین جالیان اور گلکاریان کی ہین بڑی طرحداریان کی ہین جسکو
دیکھکر سختی رنج کی بہری دور ہوتی ہی جو گلبدن یہان آتی ہی لب شیرین سے دعا دیتی ہی اندر قصر کے
جب قدم رکھا ایوان مین فرش دیبا و قالم بچھایا یا اور صحن خانے مین ایک تخت پر ساحر کو

بیٹھا پایا دھوتی پیری باندھے مالے موتیون کے گلے مین ڈالے جواہر کے بت کمینون مین بیٹھے تھا یہ ساحر شاہ طلسم کیطرف سے اِس پہاڑ کے درہ کا مالک ہی یہین رہتا ہی اور نام اسکا طاؤس فولاد جسم مشہور ہی وہ طاؤس جو صحرا مین ملکہ نے دیکھے تھے اِسکے سحر کے تھے الحاصل جب اُس ساحر نے ملکہ کو دیکھا از بسکہ یہ بادشاہ لشکر عمرو ہی اور قدیم سے عزیز دار شاہ طلسم کہلاتی ہی جملہ ساکنان طلسم اِسکو خوب پہچانتے ہین اُسنے بھی یک نگاہ پہچانا اور اپنے مقام پر سے اُٹھا خط تعظیم و مراسم تکریم بجالایا اور سر منت گذاری آگے جھکایا عرض کیا کہ حضور نے آج کیونکر اس کلبۂ احزان مین قدم رنجہ فرمایا سر احقر اوج عزت و افتخار پر پہونچا کہ بیت ہمارے گھر مین وہ آئین جہ کی قدرت ہی + کبھی ہم آنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین + اے ملکہ آیئے کرم فرمائیے ملکہ اِسکی خوشامد دیکھکر تخت پر جا بیٹھی اور فرمایا کہ ہم مطیعان شاہ طلسم سے ہو مجھسے بجا درات پیش آنا تمھارا مقام تعجب ہی اُسنے عرض کیا کہ یہ حال بھی آپکو دم بھر مین کھلا جاتا ہی یہ کہکر اُٹھا اور اپنے ہاتھ سے جاکر گشتیان شراب کی لایا ملازم بھی اُسکے دو چار اُسمقام پر تھے اُنسے حکم دیا کہ طائفے ناچ کے لاؤ اِسیطرح انتظام کنان دھوکا دیکر قریب ملکہ بھی آیا اور خاک قبر جمشید چٹکی مین دیدی تھا ملکہ پر چھڑک دی کہ وہ بیہوش ہوگئی اِسنے ملازمون سے کہا کہ تم مکان وغیرہ سے ہوشیار رہنا مین اِس باغیہ کو لیکر ملکہ حیرت کے پاس جاتا ہون یہ کہکر ایک چادر مین ملکہ موصوفہ کو باندھکر پشت پر لادا اور پرواز کرکے روانہ ہوا جب لشکر حیرت مین پہونچا زمین پر اُترا اسلیے کہ لشکر کے اکثر سردارون سے ملاقات تھی اُنسے صاحب سلامت کرتا منظور ہوئی چنانچہ جب دو چار قدم چلا دو ایک دوست آشنا ملگئے بعد بندگی و سلام وہ پوچھنے لگے کہ آج تم یکشتارہ کیسا لائے ہو اِسنے کہا مہرخ نگونسارہ کو لایا ہون ایسا ہی کچھ ہر ایک سے بتاتا ہوا قریب بارگاہ حیرت پہونچا بارگاہ بادشاہان کی سات ڈیوڑھیان ہوتی ہین چنانچہ پہلی ڈیوڑھی پر جو ساحر کہ متعین تھے اُنمین سے چند تو پہرے چوکی پر تھے اور چند آرام و آسایش مین اور ایک چوبدار میٹھے چاول پکا رہا تھا اور قران عیار جو ماہر جاسوسی یہان آیا تھا تو اُسنے اُس ساحر کو پکاتے دیکھکر خیال کیا کہ جب یہ پکا چکے تو مین ہانڈی اُچک لیجاؤن اِسی فکر مین صورت بدلے پھر رہا تھا کہ یکایک غلغلہ ہوا ملکہ حیرت سے ساحر خبر کرنے دوڑے کہ مبارک ہو مہرخ کو طاؤس

پکڑلایا ہی یہ غلغلہ قران نے بھی سنا اور اُدھر حیرت خوش ہوکر جانب دربارگاہ چلی پہلی
ڈیوڑھی پر اگر اس خیال سے رُک رہی کہ اوّل ساحر کے استقبال کرنیکا ہر ایک کو گمان
ہوگا غرضکہ پردے ڈیوڑھیون کے اُٹھوا دیے اور منتظر آمد ساحر مذکور کھڑی رہی اسکے برابر اور
اُسکی انیسین بھی آکھڑی ہوئین اور ہرصرصر بھی ایک طرف استادہ تھی کہ طاؤس اول ڈیوڑھی
پر آکر پہونچا قران نے دیکھا کہ غضب ہوا اب یہ لیجائیگا بس دوڑکر قریب آیا اور پکارا کہ واہ
واہ ای بھائی کیا کام کیا ہی سچ تو یہ ہی کہ کسی سے نہو سکا جو تمسے ہوا طاؤس نے یہ تعریف سنکر
سلام کیا اور کہا مین کس لائق ہون یہ بھی آپ لوگونکی دعا اور مالک کا اقبال ہی جو میرا پنجہ
اِسپر قابض ہوگیا یہ کہکر اندر ڈیوڑھی کے قدم رکھا قران نے پہلو پر آکر چپکے سے کہا تمسے
محنت سے اِسکو لائے ہو اگر کوئی چھڑا لیجائے تو کیا کروگے اُسنے کہا مار ڈالون اور کیا کرون مہر نے
کہا چھڑانے والے بھی دیکھو وہ کھڑے ہین یہ سُنکے اُسنے دوسرے پہلو کیطرف دیکھا قران نے بغدہ
باہر سے نکالکر برابر تو کھڑا ہی تھا اُسکے سر پر مارا کہ کھوپڑی کے سو ٹکڑے ہوئے اور لہو اُسکے سر سے
مثل دریا کے جاری ہوا پشارہ ایک طرف اُسی لہو مین گرا اور وہ ایک جانب گرا اور تڑپکر
ہلاک ہوا گرد وار کی صدا بر پا ہوئی تاریکی ہوگئی مہرخ کو پشارہ مین ہوش آگیا یہ تاثیر ہی کہ جو خاک
قبر جمشید ڈالکر بیہوش کسیکو کرے پس اُسکا خون اگر بیہوش شدہ پر گرے تو وہ ہوشیار ہو جائے
اِسوقت مہرخ بھی ہوشیار ہوگئی اور پشارہ پھاڑکر باہر نکلی اور قران نعرہ کرکے بھاگا حیرت
جو سامنے اول ڈیوڑھی مین کھڑی تھی قران پر اُسنے سحر کرنا چاہا کہ بھاگنے نہ دون لیکن حرصر
نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ واری اِس موذی کالے کو نہ چھیڑیے یہ بلا کاہت چھٹ ہی ایسا نہو کہ
حضور کے دشمنون کو کچھ گزند پہونچے ملکہ مذکور اِسکے کہنے سے خاموش ہوئی حاجت دربان تو
طاؤس کے گرتے ہی بھاگ گئے تھے ملکہ مہرخ بھی پرواز کرکے روانہ ہوئی لشکریان حیرت
ابھی نہ مجلس سے اُٹھے تھے خستہ و شکستہ تھے خبر بھی نہوئی کہ یہ کون جاتا ہی مہرخ وہان سے
اُڑتی ہوئی اپنے لشکر مین آئی حیرت دانت پیسکر رہگئی یہان سرداران اسلام منتظر اپنی ملکہ
کے تھے کہ وہ جا پہونچی سبکو نہایت خوشی ہوئی ملکہ مذکور نے سریر حکومت کو رونق بخشی ہنگامہ
عشرت گرم ہوا اُدھر حیرت پھرکر رنجیدہ خاطر تخت حکومت پر جلوہ گر ہوئی مصور

وشکوہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تمنے زبردستی عیارونکی دیکھی ہم سبکا ادبار ہی اُن لوگونکا اقبال ہی دیکھا چاہیے کہ سامری نے کیا چاہا ہی مگر اتنا مین سب سے کہے دیتی ہون کہ جسکو جانبازی نا دلرُبا مرنا منظور ہو اور یہ قبول کرے کہ ہم مارے جائینگے **کوکب** کے ہاتھ کے گولے سینے پر کھائینگے عیارون کے ہاتھ سے ذلت اُٹھائینگے پس وہ تو میری بارگاہ مین رہے اور جسکو یہ امر منظور نہو اُسکو گھر بیٹھے تنخواہ جو اُسکو ملتی ہی ملیگی ایہا الناس مین نے تو اب مرنے پر کمر باندھ لی یہ کلمات جو اہل دربار نے سُنے سب متفق اللفظ ایک زبان ہوکر بولے کہ ای ملکہ ہم جان نثاری کو حاضر ہین تمام عمر بدولت شہنشاہ کے گھر بیٹھے جین کیا کیے شرافت سے بعید ہی جو ایسے وقت پر کام نہ آئین اور لڑنے مرنے سے جان چُرائین ملکہ نے کہا مین نے اسیواسطے پہلے سے کہدیا کہ وقت پر کوئی طرح ندے یہان تو یہ باتین ہوتی ہین اور اُدھر افراسیاب نمانہ خراب کو سحر آسکا خبر دے رہا ہی کہ ملکہ طلسم بیٹھی غصے مین پیچاب کھا رہی ہین آخر اُسنے انتظام قتل کرنیکا عمرو کے آغاز کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی برف گری آگ برسی بعد اِن آفتون کے ایک ساحر سیاہ فام مہیب صورت اژدہے پر سوار روے ہوا سے زمین پر اُتر کر سامنے آیا کہ قد اُسکا درخت تناور کیطرح بلند تھا سر مثل گنبد کاخ بلکہ اُس سے بھی ارجمند تھا قامت دراز ستون قصر ساحری روے زشت دنامیمون طاق ایوان تیرگی دمکاری کاسہ دماغ مملو از شراب گمرہی وغرور نگوئی اُس سے منزلون دور رحم دلی انتہا کی نفور طینت پُرفتور مردم آزاری کا پتلا بیحیائی کا نقش

کہ بمقتضاے ابیات	بیابانی شر لطفہ شیطان بدذات	تند خو عربدہ جو بہیدہ درشت صفات
نام پر اُسکے پڑھا کرتا تھا شیطان لاحول	دیو کو صورت بد دیکھکے آتا تھا ہول	ظالم ایسا کہ دے پیر فلک کو تعلیم
جھک کے ابلیس کیا کرتا تھا اُسکی تعظیم	صورت بخس کو جو اُسکی سنیچر دیکھے	چرخ پر چرخ مین پڑ جائے یہ چکر ہو اُسے
اُسکی نام مرد یکا گر وصف کرون تحریر	بھاگ جائین صف ہر سطر سے حرف تحریر	جب اُسنے بادشاہ کو سلام کیا

شاہ نے یہ کلام کیا کہ ای لشکریان جادو دنم چالیس ہزار ساحر چیدہ ومنتخب اپنے ہمراہ لیکر جانب لشکر حیرت جاؤ مگر خاص لشکر مین بجا نصرا اے پشتہ رنگین حصار مین لشکر سے کچھ فاصلہ پر اُتر کر دریاے ہفت رنگ کے جانب کی سرحد کو روکنا اور ایسا انتظام کرنا کہ کوکب یا اُسکا کوئی ملازم افسر فوج یا اُسکی بیٹی تنہا یا با فوج کثیر لشکر ملکہ مذکور تک نہ آنے پائے اور مہرخ کے لشکر کا بھی خیال

رکھنا کہ یہ بھی یورش نکرنے پائے ہم آتے ہین عمرو کو دار پر کھینچین گے ساحر مذکور یہ حکم سنکر اپنے مقام پر آیا قلعہ قبر وزہ کوہ کے برابر ایک قلعہ ہی کہ وہان سے ظلمات طلسم کی سرحد ہی اور نام اُس قلعہ کا قیصر ہی یہ ساحر اُس قلعہ کا حاکم ہی اور ساحران ظلمات طلسم سے ہی کہ وہان کے ساحر طلسم ظاہر وہان کے ساحرون سے بدرجہا بڑھے ہوئے ہین انشاء اللہ حال اُن نابکارونکا بمقابلہ طلسم کشایان ہوگا غرضکہ اُس مردود ازلی وابدی نے چالیس ہزار ساحر چھانٹ کر حکم تیاری لشکر دیا اور سازسفر درست کیا حسب حکم کاٹھ کے اژدھون پر کھنچگئے ہوم خانے لدگئے خیام وبارگاہ طائران سحر پر لدگئے جادوگر نیان ہنس وطاؤس پر سوار ہوئین دُہر دیجا نفیر سحر کا شور تا بہ چرخ پہونچا آسکے اُس فوج شقاوت موج کے وہ ساحر غدار فیل آتشین پر سوار ہوکر چلا نظم

اژدہے شعلہ فشان کے سے ہوا مثل نہنگ	لوٗفہ خوف سے زرد ہوا تھا رخ خورشید کا لو
ظلمت سحر سے عالم مین بپا تھا اندھیر	نور خورشید جہان نے بھلا لیا مُنھ کو پھیر
شور بیرونکا کہین اور کہین ہاہو نکا غل	شور سے بھر گیا تھا خانۂ دنیا بالکل
آندھیونکا کہین طوفان کہین بارش ابر	بیقراری سے اُٹھا تھا دل عالم سے بھر

اسی کروفر سے یہ ساحر خیرہ سر روانہ ہوا اور شاہ طلسم نے اپنی زوجہ کو نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ تم رنج نکرو مین عمرو کو ضرور آکر قتل کرونگا منادی بھی کرادی ہی اور شتیبان جادو کو بافوج کثیر روانہ کیا ہی وہ اگر راہ روکے گا کہ کوکب وغیرہ نہ آنے پائین ہرچند کہ ان سب سے مگر تمکو خبر مدت سے ہی کوئی چھڑانے نہ آیا اب کیا میرے مقابلے مین کوئی آئیگا مگر احتیاطاً انتظام کردیا گیا یہ نامہ سحر کا پہلد لیکر ملکۂ مذکور پاس آیا اُسنے پڑھکر نہایت خوشی کی اور ملکہ شکوہ وغیرہ سے کہا کہ تو مبارک ہو یہ مضمون شہنشاہ نے لکھا ہی یہ کہکر نامہ کو بآواز بلند پڑھا جاسوسان لشکر مہرخ یہان موجود تھے مضمون نامے سے واقف ہوکر خدمت مہرخ مین حاضر ہوئے اور بعد ادائے دعا وثنا جملہ کیفیت نامہ کی بیان کی مہرخ نے خبر سنکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا مجلس بھی آئی مگھین نہین معلوم کہان جاکر بیٹھ رہین افسوس خواجہ کے قتل کا بندوبست ہورہا ہی اور شتیبان راہ روکنے آتا ہی لیکن ہمارے یہان کچھ انتظام نہین کاش عوض خواجہ کے شاہ جادو ان مجکو قتل کرتا خیر اب کل پرسون ہم بھی جان دینگے یادگار یہ لڑائی بھی رہیگی

یا توشاہ نے خواجہ کو خبر پہونچایا یا ہنسے جان بیکیر چھڑ ایسا یہ کلمات حسرت وافسوس سُنکر تمام حاضرین دربار تبسم گویا ہوئے کہ ای ملکہ ایسے ساکھے کی لڑائی روز قتل خواجہ ہم لڑینگے کہ شاہ جادوان کے دانت کھٹے کر دینگے اور ہم سب سرکب منتظر وقت بیٹھے ہین برق عیار بھی کرسی پر بیٹھا یہ کلام سُن رہا تھا یکایک اپنے مقام پر سے اُٹھا اور کہا جبتک خواجہ کے دشمن کو شاہ روز بد و طالع اُسوقت تک دس پانچ ساحران نامی کو ہم کم تو کردین اور بن پڑے تو حیرت ہی کو جہنم کی سیر کے لیے بھیجدین یہ کہکر روانہ ہوا اور صحرا مین پہونچکر ایک سنی نوجوان کی ایسی صورت بنا لینگا نہایت پُر زر قیمتی بہنا جسمین گوٹ کی جگہ بٹھا لگا تھا اور اُسکے بوجھ سے کمر فرط نازکی سے لچکا کھاتی چھاتی چنگی کی ٹکی ہوئین شاخ پر گل کمار کو چٹکیون مین اُڑاتی تھین کرتی ناف تک کی آستین دار گلے مین دوپٹا ایسا رنگا ہوا کہ جسمین تصورین سُور چھرا دنبٹ کی بنی تھین سبز گوٹ لگی تھی لچکا لگا تھا اُڑا کر کے گات چھپائے ایک آنچل کاندھے پر دوسرا لٹکتا ہوا سر پر مانگ نکلی آگین سیندور بھرا ماتھے پر بندی بیندی لگی کانون مین آویزے ہوئے چاندی کے جھمکے لو مین پڑے ہوئے ہاتھون مین کڑے چاندی کے پڑے پانون مین گھنگرو بندھے بوٹا سا قد رفتار مین ظاہر قیامت بالونکا جو رُابندھا ہزار بلا ہل عشاق کو کالے جیلخانے مین قید کیا کہ مبتلے ہم ہوئے تم ہوئے کہ اسیر ہوئے + اُسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے + پیشانی اُسکی سراسر زیبائی کی نشانی لوح دیوان کلیہ دطور حسین مطلع دیوان تو رابرو کلید قفل در حسن وجمال فلک خوبان کے ہلال ترگان اُستاد شاہد کہ بازیا مردم چشم کے دست دعا بلند کہ معشوقہ دلبری کی عمر دراز نہین نہین صنوبر تسینان حلقہ چشم مردم دیدہ تھے اور ہزار زبان یہ دعا دیتے تھے کہ اس آفت کے پرکالے کو سمیع وبصیر نظر بد سے بچائے ٹیڑھی نظر سے کوئی اسیر آنکھ اُٹھائے تو جلاد دہر اُسکے دیدے نکالے آنکھ ہر ایک پیم ہو جائے آنکھین گردش دہر کو آنکھین دکھاتین فلک خصیدہ باز کو نیرنگی سکھاتین خسار نازک باغ جنان کے دو پھول بلبل دل جنکے عشق مین لمول دہن تنگ قفل در راز سربستہ یا حقہ گوہرہاے ناسفتہ بیاض گردن بیاض سحر سے بہتر سیب ذقن سیب جنان سے خوشتر مسدس

گول گول اُبھرا گڑا دنبا کمیلا سینہ	گنج خوبی کا ہی وہ مُہر بر گنجینہ
صاف باطن کی طرح ہی صفت آئینہ	حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ

حسن بی سے مین یہ دونون خزانے معمور	چشم ہو در مین جوبن سے سراسر بھرپور
گر کلک مین آئیگا نہین گر لچکا	بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سبحا
موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا	پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے جیتا
گر نہ ہاتھ آئے کہ ہو وصف کمر کو اغماض	خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھون صاف بیاض
حسرت تکیۂ زانون مین مجھے ہو گھٹنا	سر بزانو اسی حیرت مین مجھے ہو رہنا
طور کی شمع نہین ساق کو لازم کہنا	پر فرشتون کے جلین ہوئے پری پروانا
ہوگے بے پر نہ ٹرین پیرون کہین آکر	اور مین جلکے رقابت سے بنون خاکستر

اس شکل وشمائل سے آراستہ ہوکر ناک مین بلاق ڈالکر بصد حسن واد الشکر حیرت مین آیا اور اس خیال سے کہ میرے گانے کا غلغلہ بازار مین ہو اور کوئی سردار اپنے پاس بلائے تو کام میرا بن آئے یہ تصور کرکے قریب بارگاہ حیرت جو خاص بازار تھا اسمین ہر دکان پر کھڑے ہو کر گانا اور کھروانا چنانچہ دو دو آنہ چار چار آنہ ہر دکان سے لیتا پھر تا بعض دکاندار شوقین گوٹے کی ٹوپی اسکو پہناتے اور کھروانیکا تے یہ کمر پہ ہاتھ رکھکر لنگا چنگی مین پکڑ کر توڑ الیتا اور چکر باندھکر ناچتا اور یہ گاتا کہ اسکو نے رسیا فقارے مین بان سارے مین ہان مورا نکسے پران ۔ یہ تو اسطرح پھر رہا تھا کہ بارگاہ ملکہ حیرت سے ملکہ شکوہ زرین قبا اٹھکر اپنی بارگاہ کو جو روانہ ہوئی تو سواری اسکی بازار مین سے ہوکر نکلی سامان جلوس ہمراہ تھا ہٹو بچو کا غوغا تھا نتی نے اسکو جاتے دیکھکر اپنے تئین تر پہ ہوادار کے پہونچایا پہلے جھک کر سلام کیا پھر گانے لگی اسنے بھی ہوادار کو روک لیا کنیزین جو ساتھ تھین ملکہ سے عرض رسا ہوئین کہ حضور اس چھوکری کی کیا پیاری صورت ہے اور نگوڑی ہے تو بھولی بھولی ملکہ نے نتی سے پوچھا کہ اری تیرے ساتھ بجانے والے نہین ہین نتی نے کہا بجیا لون سب کوئی ہین لیکن اسوقت کوئی تھا نہین مین اکیلی چلی آئی ملکہ نے دو روپیہ دلوائے اور ملازمون سے کہا اسکو ساتھ لیتے آؤ کنیزین لیکر روانہ ہوئین اور ملکہ بارگاہ مین آئی نتی نے دیکھا کہ بارگاہ مین سبطرحکا سامان عیش ونشاط مہیا ہے پلنگڑی عمدہ بچھی ہے نیچے اسکے مسند آراستہ ہے ایکطرف مسہری جواہر نگار لگی ہے چنگیر چوگھڑے عطردان دھرے ہین ملکہ آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی اور اپنے یہان کے سازندون کو بلاکر حکم دیا کہ اس نتی کے ساتھ سنگت کرو

سازندون نے ساز ملاکر بجانا شروع کیا اور مُنی نے غزلہاے عاشقانہ گانا آغاز کیا اسوقت سمان بندھ گیا اگر قاضی یہان آتا تو ایسا محو ہوتا کہ خیال دستار نہ رہتا یہ عالم تھا نظم

تاج پر چشم پری کی بھی نظر جاے جھپک	شور زنگوں سے شور شش زسما تا بہ سمک
وقف نظارہ اُدھر دیدۂ انجم سے فلک	نقش دیوار یہان محو تماشاے کھنک
جھپ بلا قہر ادا غارت ایمان چتون	دل اُڑائے لیے جاتی تھی ہوے آدمی کی

ہر طرف سے صداے احسنت بلند ہوئی اور سبکی مگھی نرگس آسا جمال پری تمثال پر رقاصہ کے بندھی تھی اُسوقت مُنی زار زار برنگ ابر بہار روئی آنسوؤن کا تار رخسار پر بندھگیا دل سینہ مین طپان ہوکر مثل رقاصہ تھا شاید کسیکو ابر دے یار یاد آیا تھا آہ برنگ ژالہون سے دمساز تھی بڑی دردناک آواز تھی ہم اسکے لیے سم ہوا دل پر ہر ہر غم ہوا اسی اندوہ وملال مین اُسنے رو رو کر دلکا مزا جتایا اس غزل کو گایا اہل محفل کو بھی رولایا غزل

یہی حیرت رہی گر جلوۂ قاتل سے خلقت کو	تو اُٹھیگا جنازہ اُسکے کشتہ کا قیامت کو
نہ تھی صبح ازل افسوس مجکو یہ خبر ورنہ	کہ میرے ہی لیے پیدا کیا ہی شام فرقت کو
ادا سے دونون نے لفظین کہکر دیدیا دوش پر	یہی تعزیر کافی ہی ترے مجنون کی وحشت کو
نئے سر سے جو روز آفرینش آگئے دنیا مین	تو بدلون بخت دشمن سے الٰہی بی سمت کو
وفا کا ذکر کرتا ہی مرے آگے اگر کوئی	تو کس کس یاس سے مین دیکھتا ہون اُسکی صورت کو
نگہ کرتے ہی نواب اُس پری پر ہوگئے حیران	بڑے دعوے سے حضرت آج آئے تھے شکایت کو

اس غزل کو سنکے شکوہ بھی روئی اور مُنی سے کہا مین نے تجکو نوکر رکھا تو میرے پاس رہا کر اُسنے ایک آہ سرد اپنے دل پُر درد سے بھری اور پاس جا بیٹھی ملکہ نے کہا اری تیرا رنگ رخ کیون زرد ہی عرض کیا میرے دل مین درد ہی ای ملکہ سامری نکرے جو اس برہ کا تیر کسی کلیجے کے پار ہوا اور کسیکا جفاکار یار ہو ملکہ نے کہا معلوم ہوا تو کسی پر عاشق ہی اُسنے جواب دیا کہ حضور اگر میری بیتابی سنین تو یہان اکیلا کرادین ملکہ نے حکم دیا کہ سب حاضرین بارگاہ اُٹھ جائین بموجب حکم تخلیہ ہوگیا مُنی نے اُسوقت رو کر حال بیان کرنا شروع کیا کہ مین جوہری کے لڑکے پر عاشق ہون اور وہ بھی میرے عشق مین ہیرا کھانے پر تیار ہی اُسکے ساتھ مجکو سونا نہین ملتا ہی میرے بھائی بند زر بھی

اُس سے لیتے ہین پھر بھی آتش فساد سلگا کر اُس سیم بدن کو جلاتے ہین اگر حضور مجھ کشتۂ رنج والم پر
رحم فرمائین اور میرے عزیزونکو ملکہ حیرت سے کہکر کشتہ کرائین تو مین پارس ہو جاؤن تمام عمر کی نوندی
اُنکی نبون اور علاوہ اُسکے لاکھ روپیہ بھی نذر کرونگی ملکہ نے کہا اری تو کوڑی دکان مانگنے والی
لاکھ روپیہ کہانسے لائیگی مین تو ابھی تیری برادری کو بلوا کر قتل کر سکتی ہون مگر روپیہ ملنے کا
یقین نہین اسنے کہا روپیہ ابھی لیجیے یہ کہکر ایک بط شراب زمرد کی ایک ڈال ترشی ہوئی نکال
اور کہا یہ مجکو جوہری بچے نے دی تھی اور کہا تھا کہ لاکھ روپیہ سے زیادہ کی ہی آپ اسکو اپنے پاس رکھیے
محفل کی آرایش ہی ملکہ نے جو اُسکو دیکھا زمرد کی بط مرصع کار لعل وگوہر کی اُسکی دُم اور منقار
واقع مین کئی لاکھ کو بھی ارزان ہی سمجھی کہ یہ مُنّی تو نادان ہی تو اسکو بے بس مُنّی کے ہاتھ
سے وہ ہنسکر لینے لگی اُسنے مُنہ کے سامنے اُسکو رکھکر دیتے وقت دبا دیا وہ بط حباب کی تھی یکایک
پھٹ سے ٹوٹ گئی اور بیہوشی کا رنگ اُسمین بھرا تھا وہ سب مُنہ پر شگوفہ کے پڑا اُسنے اتنا
تو کہا ری یہ کیا اتنا ہی کہکے بیہوش ہوگئی اِس عیار نے لباس اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور اُسکی
صورت بنکر اُسکو پلنگ کے نیچے چھپا دیا پھر ملازمون کو آواز دی کہ یہان آؤ وہ سب حاضر ہوئے
اُنسے کہا یہ مُنّی اپنے عزیزون سے چھپکر نکل آئی تھی سرانچہ بارگاہ اُٹھا کر اپنے گھر گئی ہی تم بھی نی
اُسکا حال کسی سے نکہنا کنیزون وغیرہ نے عرض کیا داری کیا مجال جو زبان سے نکلے یہ عرض
کرکے سب کام خدمت مین مصروف ہوئین اور یہ عیار بھی پلنگ پر جا لیٹا لیکن حیرت
بھی ملکہ شگوفہ کے آنیکے بعد داخل آرامگاہ ہوئی تھی اور ازبسکہ اب بہت انتظام کرنے پر مستعد
ہو تو چند تختیان سحر کی طلسمی منگوا کر چار طرف پلنگ کے سرانچہ بارگاہ مین مثل آئینہ کے لگائی تمکین
اُن تختیون مین جس حال کے دیکھنے کی نیت کرو وہ ظاہر ہوتا تھا اتفاق سے اسنے یہی نیت کی
کہ اسوقت ملکہ شگوفہ کیا کرتی ہی تختی معائنہ کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سانحہ گذرا اور وہ بیہوش پلنگ
کے نیچے مثل مردہ کے پڑی ہوئی ہی یہ کیفیت ملاحظہ کرتے ہی اپنے دونون ہاتھ اُسنے آرنجے
کیے روانہ ہوا سے اُس شبستان مین پھول خوشبودار برسنے لگے اور ملکہ مذکور وہان سے
غائب ہوگئی اور یکایک بارگاہ مین شگوفہ کے آکر ظاہر ہوئی برق نے دیکھا کہ حیرت آئی
اور غضبناک تیوری چڑھائے ہی بہت بُری نگاہ سے دیکھتی ہی دیکھیے کیا کرتی ہی دلسے کہا خدا خیر

کرے بس جلد پلنگ پر سے اُٹھا ملکہ کو تعظیم دی اور کہا آیئے تشریف لایئے ملکہ نے ہنسکر کہا
جی لونڈی حاضر ہی آپ تکلیف نفرمائین یہ کلمہ سنکے اسکو یقین واثق ہو گیا کہ ضرور یہ مجھے پہچانگئی
ہی اور رقعہ جمشیدی مین تیرا حال دیکھکر آئی ہی لازم ہی کہ بھاگ جاؤن پھر سوچا کہ یہ سر پر پہونچ
چکی ہی بھاگنا دشوار ہی یہ تصور کرکے پلنگ پر سے اُترا اور ملکہ کے قدمون پر گر پڑا عرض کیا مین بیشک
عیار ہون ملکہ نے ایک لات ماری کہ یہ دور جاکر عمدا گرا اور وہان سے سنبھلکر جو جست کرتا ہی اُسنے
بارگاہ فرا گیا ملکہ نے پکارکر کہا جہان پہونچا ہی وہین رہیا آگے نہ بڑھنا یہ کلمہ سحر کا تھا عیار کے پانون
زمین نے پکڑ لیے ملکہ نے جاکر وہان سے گرفتار کیا اور بارگاہ مین لائی اور کہا ادموئے غضب
کیا تھا تونے کہ میری انیس کو قتل ہی کیا تھا یہ کہکر پلنگ کے نیچے سے شکوہ کو نکالا کپڑے بھائے
تمام ملازم اُسکے یہ ماجرا دیکھکر دنگ تھے اور تعریف حیرت کی کر رہے تھے کہ حقیقت مین ہماری
شہزادی کی جان آپنے بچائی واہ واہ سحر اسکو کہتے ہین کہ یون عیار کو پہچان لیا الغرض
شکوہ کو ہوشیار کیا اُسنے سارا حال سنکے ملکہ کا شکریہ ادا کیا اب ملکہ عیار کیطرف متوجہ ہوئی اور
کہا ارے موذی بتا کہ کیا حال تیرا کرون اُسنے جواب دیا اگر میرے ہی بتانے پر منحصر ہی تو ایک خلعت
بہت عمدہ مجکو دیکر چھوڑ دیجیے ملکہ یہ کلام سنکے ہنس پڑی اور شکوہ نے کہا او بدذات
نگوڑے مین نے تیرا کیا گناہ کیا تھا جسکا عوض تو نے یہ کیا عیار نے کہا مین نے تو آپکے ساتھ
کوئی برائی نہین کی اگر مین آپکا دشمن ہوتا تو مار ڈالتا یہ احسان تو آپنے بھلا دیا اور اُلٹی شکایت
کرتی ہین اور مین جب بھوکا ہوتا تھا تیری صورت بنکر آتا تھا اور کھانا تیرا کھا جاتا تھا آج بھی بھوکا ہو
تھا ایک دو کو کھانے آیا تھا حیرت نے کہا کھا موے تو اپنے ہوتون سو تجکو آج تو شکوہ
کی صورت بنکر میرے ہلاک کرنے کو آیا تھا اُسنے کہا ہان سچ ہی اگر مارے تو تجکو مارے کہ تو مالک
طلسم ہوشربا ہی اور بادشاہون ہی کو خلعت بڑا کشتی ہی اور وہی مار بھی ڈالے جاتے
ہین اگر مین مار ڈالتا تو کچھ گناہ نکرتا ملکہ پھر قہقہہ مارکر ہنسی اور کہا اب ہم تجکو قتل کرینگے تو کچھ
گناہ نہین عیار نے کہا آپ جو مجکو قتل کرینگی تو آپکو کون مارےگا آپکو لازم ہی کہ ہمین چھوڑ دیجیے
ملکہ نے کہا ارے کمبخت تو مجکو باتون مین لگا کر نکلجانا چاہتا ہی یہ کہکر باہر بارگاہ کے لائی اور
آمادہ قتل پر ہوئی اِدھر افراسیاب کو بھی پتلون نے یہ خبر پہونچائی کہ برق عیار اسطرح گرفتار ہوا

اور ملکہ سے بحث رہا ہی شاہ نے یہ خبر سنکے نامہ لکھا کہ ای ملکہ اس عیار سے تم کچھ گفتگو نکرو فوراً
سر کاٹکر بھیجدو نامہ پہنچے نے ملکہ کو پہونچایا اور پکار کے بھی کہا کہ شاہ فرماتے ہین جلد اسکو قتل
کرو اتفاقاً قران بھی صورت بدلے پھر رہا تھا اُسنے بھی سُنا اور الگ جاکر اپنے سارے جسم پر
ٹیکے زرد و سرخ و سبز و سیاہ دیے اور چار جوڑے سر پر باندھے اُن جوڑو مین مقیش کے پھندنے
لگائے صورت ساحر کی ایسی بنے ہی تھا اتنی ہیبت اور زیادہ کرکے سامنے حیرت کے
آیا اور چاہتا تھا کہ قریب جاکر کوئی عیاری کرے حیرت کے سحر نے فوراً خبر دی کہ یہ ساحر جو
سامنے آتا ہی قران عیار ہی ملکہ نے یہ معلوم کرکے غور کیا کہ اب قران نے دیکھ لیا ہی اس
عیار کا قتل ہونا اسجگہ مشکل ہی یہ سمجھکر نیچے مین برق کو داب کرکے اُڑی اور ایک درہ
کوہ کے متصل کئی منزل پر جاکر اُتری اور چاہا کہ کار برق تمام کرون اُسوقت روے ہوا
پر نفیر سحر اور ناقوس کی صدا پیدا ہوئی اور ادہر کے بگولے اُڑتے نظر آئے ملکہ ٹھہر گئی کہ دیکھون
یہ کون آتا ہی اس اثنا مین ساحر روے ہوا سے اُترنے لگے اور پشتیبان جادو جو بحشم و خدم
راہ روکنے روانہ ہوا تھا یہان آکر پہونچا اور اُدہر سے اُتر کر سامنے ملکہ کو کھڑے دیکھکر
قریب آیا اور تسلیم کرکے عرض رسا ہوا کہ ملکہ عالم اس بیابان مین کیون تنہا استادہ ہین
اور یہ مجرم کون ہی ملکہ جملہ کیفیت بیان کرکے مستفسر ہوئی کہ تم کہان چلے اُسنے اپنا راہ روکنے
آنا عرض کیا ملکہ نے کہا مجکو اس حال کی خبر ہی اچھا تم اسی بیابان مین ٹھہرو اُسنے کہا آپ
یا تو میری بارگاہ مین تشریف لیچلیے یا اپنے لشکر مین جائیے اس گنہگار کو میرے حوالے کیجیے
کہ مین سر اسکا کاٹکر شاہ پاس بھیجدونگا اور گوشت جسم کا مین کھاؤنگا کہ بہت دنون سے
گوشت آدم مین نے نہین کھایا ہی ملکہ نے التماس اسکا سنکر خیال کیا کہ شاید تو کسی وقت
مین گرفتار ہو جائے قران عیار سے بچاکر تو یہان اسکو لائی شاید یہان بھی
کوئی عیار پھر رہا ہو اور علاوہ اسکے عیار تیرے دشمن جان ہو جائینگے اسکو دیدینا اسکا
مناسب ہی یہ سوچکر عیار مذکور کو حوالہ ساحر مسطور کرکے کیا اور آپ اُڑکر اپنی بارگاہ مین
آئی یہان اس ساحر نے لشکر اپنا اس کوہ مین اُتروایا اور دریاے ہفت رنگ کی طرف
روکے خیمہ و بارگاہ نصب کرائے سردار اسکے اُترے بارگاہ اسکی بھی استادہ ہوئی سامنے

بارگاہون کے ہوم خانے بنگئے لشکر مین بازار کھلی گھما گھم ہونے لگی لشکری اُترکر اشان گیان دھیان کرنے لگے کڑھاو چڑھ گئے موہن بھوگ تیار ہونے لگا پشتیبان بھی اپنی بارگاہ کے سامنے تخت پر بیٹھا اور برق کو مسحور کرکے روبرو بٹھالیا قصد ذبح کرنے کا کیا برق نے جو دایۂ اجل کی آغوش کھلی دیکھی بے اختیار درگاہ رہا ندہ عاجزان مین لب استغاثہ وا کیے اور پکارا کہ ای کریم کارساز عاجز نواز تو وہ خالق اکبر ہی کہ جناب ایوبؑ کو عوارض جسمانی سے تو نے شفا بخشی اور جناب جرجیسؑ کو ظلم بادشاہ جابر سے رہائی دی مجکو اس ستمگر کے ہاتھ سے چھڑا دے کہ بیت مین حاضر ہون خداوندا کرم کر + رہا کر مجکو از دست ستمگر + باب اجابت بہر دعا وا ہوا آسمان پر سے ایک تخت لبسان رحمت خدا نازل ہوا اُس تخت پر سلطان مہ سر شار و سلیمان جو جالاک کو لیکر چلی تھین سوار تھین کسلیے کہ یہ سب جو اس دشت مین پہونچین لشکر اُترے ہوئے دیکھکر جالاک نے کہا یہان اُترو اور دیکھو کہ یہ لشکر کسکا ہی یہ سنکر جادوگر نیون نے تخت اُتارا اور لشکر ساحرہ سے پوچھا کہ تم لوگ کہانسے آئے ہو اُسنے سب ماجرا سنا دیا کہ آنیکا اور برق کے گرفتار ہونیکا اور قتل کے لیے بٹھائے جانیکا بیان کیا جالاک نے اپنے ساتھ والون سے کہا اگر یہان نہ آتے تو بڑا غضب ہوا تھا غرض بہت جلد سامنے پشتیبان کے یہ سب آئے جالاک بھی صورت ساحر کی ایسی بنائے تھا جب یہ قریب تر ہوئے تخت پشتیبان اپنی جگہ سے بنا بر تعظیم اُٹھا انھون نے بھی سلام کیا اور برابر تخت پر جا بیٹھے اور کہا آپ نے ہمین پہچانا ہم سلطان و سرشار وغیرہ ہین اُسکو تو انکی بغاوت معلوم نہ تھی یہ معلوم کرکے کہ یہ شہزادیان مالک قلعہاے طلسم ہین بہت خوش ہوا اور کشتیان شراب و کباب کی منگائین انھون نے پوچھا کہ یہ مجرم کون ہی جو سامنے کھڑا ہی اُسنے کہا کہ یہ بڑا زبردست عیار ہی اسنے بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہی یہ حال سنکر جالاک نے اپنے دلمین کہا اللہ میان برق نے اس طلسم مین اگر بڑا نام پیدا کیا ہی الحاصل پشتیبان کے تمام مصاحب بھی سلطان وغیرہ سے آکر ملے اور اپنے اپنے مقام پر سب بیٹھے اسوقت پشتیبان کے نوکر سے پوچھا کہ بتاؤ گوشت کس جانور کا اچھا ہوتا ہی کسنے کہا مرغ کا کسنے کہا کہ ہرن کا کوئی بولا تیتر کا اچھا ہوتا ہی جالاک نے کہا مجکو تو آدمی کا گوشت اچھا معلوم ہوتا ہی پشتیبان

نے کہا ای بھائی تمنے میرے دل کی بات کہی لو اب اس خدا پرست کے کباب کھاؤ یہ کہکر
برق پرسے سحر برطرف کرکے زنجیرون سے باندھا اسمین چالاک نے کہا ای سلطان
کہین گوشت کے لالچ مین آکر وہ حال نکہنا اُسنے کہا نہین کیا مجکو تمنے دیوانہ بنایا ہی گونگو کا
حال مین کیون کہنے لگی شیتبان نے کہا کونسا حال چالاک نے کہا جی کچھ نہین قاعدہ
ہی کہ جسکے سامنے اسطرح کی باتین کردہ بیچین ہوجاتا ہی اور اُس حال کے سننے کا مشتاق
ہوتا ہی اور چالاک نے اسیواسطے یہ شوشہ چھوڑا تھا اور سلطان تو جانتی ہی کہ یہ بے
بے معنی بات نہین کہتا ہی اسمین بھی کچھ مطلب ہی پس اسنے بھی اقرار کیا تھا کہ مین نہ کہونگی
شیتبان بیقرار ہوگیا اور کہا بتاؤ وہ کیا بات ہی برق یہ جملہ سنکر سمجھا کہ یہ فقرہ تو کسی عیار کا
ہی اس جادوگر نے کیا سمجھکر کہا پس بغور جو دیکھا تو چالاک کو پہچانا دل مین خوش ہوا کہ مرشد
زادے اچھے وقت پر آئے اور ادھر جب بہت کچھ شیتبان نے اصرار کیا کہ وہ بتاؤ
کیا بات ہی چالاک نے کہا خاطر ہی آپکی اکیلے بارگاہ مین چلیے تو بتادین یہ اٹھکر بارگاہ مین آیا چالاک
اور سلطان بھی اندر گئے اور کہا مجرم کو بھی اندر بلالیجیے ایسا نہو کہ آپ یہان باتون مین ہون
اور وہ عیار ہی چھوٹ جائے اُسنے برق کو بھی اندر بلالیا اور پردے بارگاہ کے چھڑوا دیئے
جملہ ملازمون کو آنے سے منع کردیا اور کہا ای ملکہ ہان اب کہو وہ کیا حال ہی سلطان نے
چالاک کی طرف دیکھا کہ اب کیا کہون اسنے کہا کہ کیون نہین دیتی ہو اچھا تم شرماتی ہو تو مین
کہے دیتا ہون یہ کہکر کہا حضور مجھے سنیے شیتبان منھ اُٹھاکر اُسکی طرف مخاطب ہوا کہ ہو
اسنے ایک جناب بیہوشی کا مارا کہ وہ منھ پر اُڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوا اسنے خنجر
کھینچکر مارا خنجر کی نوک چھڑ گئی اور برق نے کہا بھائیصاحب مزاج اچھا ہی یہ جادوگرنیان آپکے ساتھ
کون ہین چالاک نے کہا یہ میری شریک حال ہین اسنے کہا تو اِنسے کہیے کہ اس ملعون کا رد عین
تن ہونا سحر سے دفع کرین یہ سنکر سلیمان وغیرہ نے سحر پڑھکر دم کیا کہ جسم شیتبان کا نرم
ہوا اُسوقت ایک کولا سحر کا سرشار نے مارا کہ سینے کو توڑ گیا غل وشور برپا ہوا کہ مارا افسوس
شیتبان جادو کو آندھی پانی ہزارون طرح کی آفتین پیدا ہوئین سردار جو باہر بارگاہ کے
ٹھہرے ہوئے تھے اندر دوڑکر آئے کہ کیا آفت آئی سلطان و سرشار و سلیمان

چالاک و برق کو پنجے مین داب کر اڑ گئین اور ایک سناٹے مین دور نکلکر ایک مقام پر چھپ
رہین یہان سرداران پشتیبان نے لاش اُسکی اُٹھائی اور لشکر کو اُسیجگہ چھوڑکر آپ شاہ افراسیاب
پاس فیروزہ کوہ پر آئے اور کہا ای شہنشاہ پشتیبان جادو مارے گئے اِس سے پہلے دو تیلون
نے بھی خبر عرض کی تھی شاہ نے تیر سحر کمان مین رکھکر چوڑا تیلے چلگئے شاہ نے فرمایا کہ طلسم مین قید
جو ہو رہا ہی تو تیلے بھی جھوٹ بولتے ہین قسم ہی جمشید کی مین نے ایسے زبردست رکن طلسم کو
نہین بھیجا ہی جو کسیکے ہاتھ سے مارا جائے وہ ایسا ہی جو راہ کوکب کی روکے گا اور مجال نہین
مہر مح کی جو اُسکا مقابلہ کر سکے اِسی گفتگو مین تھا کہ سردار لاش اُسکی لیکر آئے اب یقین اُسکا
آیا اور رقعہ جمشید دیکھا تمام حال چالاک وغیرہ کے اُنکا معلوم ہوا شاہ کے آنسو نکل آئے
اور کہا ای باغبان قدرت تیرے امون کا کیا زور ہی اسطرح پشتیبان جادو مارے گئے
وزیر نے کہا ای بادشاہ اگر ایک غلام ہلاک ہوا تو بلا سے آپ عمرو کو قتل کیجیے کہ جسنے گلشن
کا شہر عنطلی آباد کے ایسے ساحرون کو مارا ہی سبکا بدلا ہو جائیگا شاہ نے یہ سنکر اُسیوقت
تمام ناظمان طلسم کو نامہ بھوائے کہ جلد لشکر اپنے اپنے لیکر حیرت کے پاس حاضر ہو اور
سلطان نے جب غوغاے ساحران اپنے قریب نہ دیکھا قصد چلنے کا کیا برق نے کہا آپ
تم لوگ لشکر مین ہمارے چلو خواجہ قید ہو گئے ہین اُنکے قتل کی تدبیر ہو رہی ہی ہم سب
جان دینے پر آمادہ ہین چالاک نے کہا ای بھائی ہم قریب لشکر تو آچکے ہین ابھی لشکر مین کیا کہنے جائینگے
بروقت ہم بھی آجائینگے تمھارے جی چاہے چلے جاؤ برق یہ سنکر اُنسے رخصت ہوا اور یہ سب
بھی ایکطرف کو سوار ہو کر تخت سحر پر چلے برق اپنے لشکر مین آیا اور حال چالاک کا آیندہ
بیان ہوگا لیکن نامہ جو ناظمان طلسم اور قلعہ دارون کو شاہ طلسم نے لکھے تھے وہ سب
تیاری کر کے روانہ ہوئے مثل اِن لوگون کے کہ ملکہ اختر بن طول دراز قد۔ ملکہ
دریا بار ماہی گیر۔ ملکہ پیچیدہ عقاب سوار۔ ملکہ خونخوار دیو کش۔ ملکہ اژدر سوار
سنہری پوش۔ ملکہ برق شمشیر زن۔ ملکہ روشن نگاہ سرلبند۔ ملکہ مسمار بن
سیاہ چشم۔ ملکہ سفاکہ رویین تن۔ ملکہ طوفان دریانشین۔ ملکہ ماہ رنگ
رویین تن۔ ملکہ خورشید مثال آتش زبان۔ ملکہ مار سر موے دراز۔

ملکہ ریحان گلزار چشم - ملکہ ترسان کوہ افگن - ملکہ بلور دندان - ملکہ مشعل نگاہ - ملکہ زنار بلاخیز - ملکہ روشن زبان دراز - ملکہ اظلم زبردست - ملکہ ناقوس بلاافگن - ملکہ ستارہ چشم آہن دست - ملکہ ذلیم زبردست ملک شیاطین بت پرست - ملک قائم دوسر - ملک تقیم دوسر - ملک فولاد خوار اب کہانتک نام اِنکے لکھے جائین یہ سب دربند ونکے مالک ساتھ ساتھ ہزار اور ستر ستر ہزار ساحران نابکار اپنے ہمراہ لیکے جانب ملکہ شاہ طلسم روانہ ہوئے اور شاہ طلسم نے باغبان وزیر سے کہا جاتیری زوجہ کی خطا معاف کی تو اپنی بی بی کو لیکر ملکہ حیرت کے لشکر مین جا اور دریاے خون روان کے کنارے سے تا پشتہ فنا اور گنبد نور میدان صاف کرا دینا بیابان اور کوہستان سب ہموار اور برابر ہون جو درخت میدان مین ہون کٹوا ڈالنا اور جھنڈ جھاڑ اکھڑوا دینا صحرا برنگ آئینہ پاک وصاف ہوکر تیر خار وغیرہ کا نام نہ رہے زمین مسطح ہوکر تمام ناظران طلسم وہان آکر اُتریں گے اور طبل بجوا دینا کہ کل عمر وضرور قتل ہوگا جسکو دعوی اُسکے چھڑا لینے کا ہو وہ ہوشیار ہو رہے وزیر حسب ارشاد بادشاہ پر تقصیر شاد شاد وہان سے روانہ ہوا اور پہلے اُس دشت دلکشا کیطرف کہ جہان زوجہ نے اِسکی چمنستان بناکر اپنے تئین پوشیدہ کیا تھا چلا اول مین لکھا گیا ہی کہ گلچین جادو بجوف عقاب شاہ طلسم ایک گلزار صحرا مین بناکر پھول بنکر شاخ شجر مین لٹکی تھی چنانچہ وزیر مذکور تو اِسکا شوہر ہی اور اِسکے جملہ سحر سے ماہر ہی بوے گل کے پہلے اِسکی خبر کو اُسنے روانہ کیے کچھ دیر مین مشام جان اِسکا خوشبوے خبر سے معطر ہوا کہ اُس دشت مین تیری زوجہ گلبدن ہی یہ اُسی جنگل مین آیا بمثیل ایک گلشن پھولون سے رنگین پُر بہار پایا جیسا پہلے تحریر ہوچکا پس اُس مقام فرحت بخش پر ٹھہر کر بسان بلبل نغمہ سنج ہوا کہ ای گل باغ عشرت تو کس نہال مین پھول ہی کہ بہار گلشن عالم تیرے ہجر مین بھول ہی ای بلبل گلزار مسرت کس شاخ گل پر بیٹھی ہی کہ تیرے فراق مین خزان الم نے ساری بہار لوٹی ہی نظم

کدھر ہی ای گل گلزار خوبی	کہان ہی رونق بازار خوبی	نشاط افزاے بزم عیش و عشرت
ترا پا صورت آرام و راحت	جو پہلو ہوگیا ہو دل سے خالی	تو پھر صورت کہان ہی زندگی کی

یہ تو اسطرح ڈھونڈھتا پھرتا تھا اور گلچین نے اپنا یہ طریقہ مقرر کیا تھا کہ نصف رات جب جاتی تھی تو وہ شاخ شجر سے چھوٹکر زمین پر آتی تھی انسان بنکر کچھ کھاتی پیتی احتیاج سے فارغ ہوکر قریب سحر پھر درخت کا پھول بنجاتی تھی اسوقت اپنے شوہر کا حال تا دیر تو دیکھا کی اور اس خیال سے کہ شاید شاہ جادوان نے دھوکا دیکر میرے قید کرنے کو میرے شوہر کی ایسی صورت بناکر کسی ساحر کو بھیجا ہو اسی اندیشہ مین سامنے شوہر کے نہ آئی جب باغبان اس گلستان مین کچھ دیر ٹھہرا اور اُسی شجر کے نیچے کہ جسمین یہ گل باغ خوبی تھی دل کے لگا دینے آکر بیٹھا اُسنے خوب پہچانکر بزنگ بوے گل اپنے تئین ظاہر کیا یعنی پھول تو بنی تھی ہی شاخ سے ٹوٹکر شوہر کی گود مین گری اور غنچہ سان وہ گل کھلکھلاکر ہنسی اور زبان حال سے زمزمہ سنج ہوئی کہ مے گودی مین سیان کی گیند ہو جاؤنگی باغبان نے اُس پھول کو اُٹھانا چاہا تھا کہ اُسنے صورت اصلی بنائی اور شوہر کے گلے کا ہار ہوئی باہین گردن مین ڈالدین اور اشک شبنم سے چمنستان حسن کو اپنے سینچنے لگی شوہر بھی اسکا رویا پھر تمام ماجرا بادشاہ کے خطا معاف کرنیکا اور فضل عمرو کے انتظام کرنیکا حکم ملنا اُس سے بیان کیا زوجہ نے جوابدیا کہ تمنے پھر میرے جلانیکی باتین کرنا شروع کین عمرو کے قتل کا انتظام مین نکرنے دونگی عیارون کے ہاتھ سے خدا تمکو بچائے یہ تمنے اقرار ہی کیون کیا کہ مین بندوبست کرونگا وزیر نے کہا جو کچھ ہوا وہ ہوا چلو شاہ کی ملازمت کرو ہماری بحال ہو کہ جو بادشاہ حکم دے اور ہم تمامین بی بی نے کہا تم جانو تمھارا کام جانے اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو یہ کہکر اپنی گود پھیلاکر پکاری کہ ای میرے سامری میرے خاوند کی جندڑی بچاؤ ای ای میرے جمشید میری مدد کو آؤ یہ نگوڑا بادشاہ کیسا میرے وارث کا دشمن ہو گیا ہائے مجکو کچھ چین نہین پڑتا کیا کرون کدھر اس بادشاہ کے گھر کو آگ لگاکر نکل جاؤن وزیر نے کہا ای بی بی بادشاہ کی شان مین کچھ نکلوا بھی تو خطا معاف ہوئی ہو ایسا نہو کوئی آفت اور آئے لو آؤ گھر چلو مین انتظام کرنے بچاؤنگا یہ کہکر سمجھاتا ہوا زوجہ کو باغ سکونت مین لایا اُسنے آتی ہی گھر مین آرام و راحت کا سامان مہیا فرمایا باغ مین گویا فصل گل آئی بہار صحبت مینا و مُل آئی کنیزون نے حمام گرم کیا وزیر و زوجہ وزیر نے حمام کرکے لباس پُر تکلف زیب بدن فرمایا رقاصون کو بلایا تا دیر ناچ گانے کی کیفیت دیکھی پھر تخلیہ ہو گیا زن و شوہر شراب عشرت پینے لگے نظم

اشارون سے تمنا مین ہویدا	نگاہون سے غرض کچھ اور پیدا	لپٹکر عارض دلدار چومے
جبین و ابرو و رخسار چومے	مزے دینے لگی آواز خلخال	ہوا لالی شمیم زلف سنبل
نگاہون سے ملین باہم نگاہین	محبت کی کھلین السپھین راہین	لیا آغوش مین بانو کو اُسنے
کیا فرش بدن زانو کو اُسنے	نگاہون نے چھپایا چہرۂ یار	ہوئین رخ پر نقاب حسن دلدار
مزے بوسون کے مستی پر جو آئے	ارادے اور ہی مطلق لائے	لپٹ کر لگگیا سینہ سے سینہ
تہی مے سے ہوئی آغوش مینا	فراغت پائی ناز شوق نے اٹھکر	اُداسی آئی روے مدعا پر

یہ دونون پھر اٹھکر حمام مین گئے اور بعد فراغ غسل وزیر مندیل وزارت سر پر رکھکر برائے ابلاغ حکم بادشاہ روانہ ہوا زوجہ بھی اسکی کنیزین ہمراہ لیکر خدمت حیرت مین چلی غرض یہ دونون بارگاہ بانوے شاہ طلسم مین آئے اور حکم سے اطلاع دی اور کہا بادشاہ نے جمشید و سامری اور گاؤ کے بچھڑے کی جو سال بھر کے بعد باتین کرتا ہی قسم کھائی ہی کہ عمرو کو ضرور قتل کرون گا ساٹھ ہزار ناطمان قلعہ ہاے طلسم جو قتل ہونے سے بچگئے ہین انکو نامے پہلے بھیج چکے ہین وہ سب آنے ہین آپ تیاری فرمائیے ملکہ یہ سنکر گھبرا گئی اور بولی کہ تم بیچ کہتے ہو ملک پشتیبان بھی آچکا ہی شاہ ضرور اُس نابکار کو ہلاک فرمائینگے وزیر نے کہا ای ملکہ پشتیبان بھی اسطرح چالاک کے ہاتھ سے مارا گیا ملکہ نے کہا تو جب ہی شہنشاہ کو غصہ آیا ہی اب بیشک بانو اور موت کا گرم ہوگا اس گفتگو مین شکوہ نے پوچھا کہ چالاک کون ہی ملکہ نے کہا بیٹا عمرو کا اُسنے کہا چالاکی بہت کرتا ہی یا نام ہی اُسکا چالاک ہی وزیر نے کہا نہین نام ہی یہ ہی شکوہ نے کہا تو ای ملکہ جلد تیاری کیجیے کہ عمرو قتل ہو جاتے ملکہ نے اُسیوقت افسر کو بلیدارون کے بلاکر حکم دیا کہ جاکر کنارے دریاے سرسے تا گنبد نور اور پشتۂ تاریک وغیرہ تک جنگل کو برابر کرو ساحرون کو ساتھ لو کہ وہ بزور سحر بجلیان گراکر درخت جلادین ہوا چلکر گرد و غبار اڑا دین لیکن تم غار مغاک وغیرہ برابر کرو نشیب و فراز ہموار ہو سکے جاکر آبپاشی کرین درختون مین گیند لٹکا دیے جائین پہاڑون کے درے آئینہ کیطرح مصفا ہون بلیدار یہ حکم سنکر روانہ ہوئے جمعدار بلیدارون کا سرخ پگڑی باندھے طرہ لٹکائے تمنچہ لگائے ساتھ ہوا پیمائین جانے والے جریب تختہ مسطح لیکر چلے اور نیرنگ ساحر منتظم بھی روانہ ہوئے ملکہ خود اٹھکر کنارے لشکر کے آئی اور خیمہ استادہ کراکے درخیمہ پر کرسی

بچھا کر بیٹھی وزیرا اور اُسکی زوجہ بھی مصروف انتظام ہوئے جنگل صاف ہونے لگا شجر جو رائع
راہ تھے اکھاڑ ڈالے گئے باقی جو رہے اُنکی سر تراشی کی گئی بادلے سے سندھے گئے لتھے
اور گنبد بلور کے رنگین لٹکا دیے پہاڑون کے درے اسطرح کھلے کہ جیسے فیاضون کے دل
کھلتے ہین ہر جگہ چمنستان بنائے گئے داغ بیلین پڑگئین جواہر کان سے رکھدیے گئے جنمین
درخت پھولون کے لگے تھے پہاڑون سے جھرنا جو جھڑتا تھا اور گھاٹیون سے پانی گرتا تھا
اُن گھاٹیون کے نیچے سے نہرین سیکڑون کھدنے لگین نہرون کی لب گردان ہر ایک
پختہ کرکے استرکاری رنگ برنگ کی کردی گئی کنارے کنارے جا بجا ان آبی بگلے بط
قاز و مرغابی سحر کے زور سے موم کے بنا کر چھوڑ دیے جو جواہر کے معلوم دیتے تھے اور چلتے
پھرتے تھے درختون پر طائر جواہر کے زمزمہ سنجی کرتے تھے میدان مین جو ٹیکرے تھے اُنکو
چھانٹ کر مثل سیل کے بنا دیا درختون کی بیلون کو اُنپر چڑھا دیا چھوٹی چھوٹی پہاڑیونکو پھولدار
درخت لگا کر گلدستہ کر دیا درہ ہاے کوہ مین رستہ کر دیا اب وہ جنگل بہتر خرخ اخضر سے ہوا
نہون کہکشان فلک پر طعنہ زن ٹیکرے برج سنبلہ پر چشمک فگن صفائی پر میدان کی آفتاب
آفتاب غیرت سے مکدر نظر آتا قمقمون کو دیکھکر بدر کامل داغ کھاتا درخت جو بادلے سے
سندھے گئے تھے شاہد بہار نے کپڑے بدلے تھے ٹہنیان جو اثمار پر چڑھی تھین معشوقون
کی انگیا کو شرماتی تھین طائر جواہر کے جو نغمہ سنج تھے دافع خفقان و رنج تھے داغ بیلین
معشوقان دہر کی مانگ سے بہتر ہو جانیکا سودا سر مین رکھتی تھین چمنستان مین کلیان
مثل دہان جانان ہنستی تھین پہاڑون سے جھرنا جھڑتا تھا یا دامن صحرا کو پہاڑ موتیون
سے بھرتا تھا ابر سحر کے روے ہوا پر چھاے پہاڑ کی ڈانگ پر طاؤسان مست ناچتے ہر سمت

آرایش و زیبایش جان غمگین کی آسایش نظم

جو کوئی پہونچا وہان نور کا ساماں دیکھا		جسکو ایوان فلک کہیے وہ ایوان دیکھا	
گل نظر آئے تماشاے گلستان دیکھا		آنکھ حور و نہ پڑی روضۂ رضوان دیکھا	
فرش تا در خز و اطلس و کمخواب کا تھا		ہر جگہ نور عیان چادر مہتاب کا تھا	
چلمنین نور کی چھوٹی تھین در و بین یا رب		آئینے تھے ایسے حسین جنپہ تصدق تھا شباب	

اصاف جلیں سے عیاں نور دلبو سکی تابی	بزم مہکی ہوئی خوشبو سے کہ چرے تھے گلاب
تکہت زلف رسا مشک فشاں ہوتی تھی	مشک کی بو کوئی پردون مین نہان ہوئی تھی

بارگاہین اور سراپردے دور تک نصب ہوگئے ملکہ حیرت مع ہزارہا کنیز وانیس کے ایسا کچھ انتظام کرکے انتظار آمد مہمانان ہوئی کہ یکایک روے خورشید پنہان ہوا نوبت وقتارے روے ہوا پر بجنے سنائی دیے دنیا ساری درہم دبرہم نظر آئی ہر سمت باجون اور نفیر و بوقونکا شور ایسا تھا گویا ہزارہا صور پھنکا طائران صحرا اور اژدرون سے دنیا بھر گئی جدھر نگاہ کام کرتی تھی ساحر ہی ساحر نظر آتا تھا کسی سمت سرخپوشونکا غول ہویدا تھا تو یہ ظاہر تھا کہ آگ لگی ہے کہین زردپوشونکا انبوہ پیدا تھا تو یہ معلوم ہوتا کہ خون سے دنیا زرد ہوئی ہے کہین سبز نوپوش جمع تھے تو صاف پیدا تھا کہ زہر جسم عالم مین اثر کرگیا ہے دہر کا تمام بدن سبز ہوا ہے کسی جانب سیاہ پوش جادوگر نیان جنیے اندھیر جہان مین پیدا شیران ژیان سے بیشہ عالم بھر گیا فیلان سحر سے سارا زمانہ کجلی بن ہوا اژدہون نے خراب آباد دہر کو گھیر لیا اب آفت انکا تمام کردیا حیرت یہ تماشا دیکھ رہی تھی کہ آہ بالکان در بند کی شروع ہوئی نقیبونکے للکارنے کی صدا آئی نقارون کی آواز سے گوش فلک کر ہوا ہزارہا نشان جنکے پرچم رنگ برنگ کے ہوا مین اڑتے نظر آئے تعریف اُنپر سامری وجمشید اور کوساکر کی لکھی تھی ساحران اژدرسوار ہاتھون مین لیے جلوہ دیتے تھے انکے بعد اٹھارہ انیس ہزار مرکب پرند کو تل دکھائی دیے پھر ہزارون فیل جنپر ہودجہاے زرنگار وعماریہاے طرحدار رکھی تھین ظاہر ہوے جھالرانکی جھولون مین موتیون کی لڑی پیشانی ہر فیل کی رنگی ہوئی انکے ظاہر ہوتے ہی للکیان بالکیان مغرق زرکار ظاہر ہوئین پھر ہزارون ساڈنیان سجی ہوئی چھم چھم کرتی نکلین اور کرگارودے ہوا پر ہونے لگا عصابردار اور خاص بردار غول باندھے رودے ہوا پر اڑتے نکل گئے پھر سقاے ابر چھڑکاؤ کرتے نکلے اور ہزارہا ساحر اور جادوگرنیان منقلون مین عود وعنبر سلگائے ظاہر ہوئین نقارچیون کے لوٹون نے شام دہر لیا دیا اس تجمل اور جلوس کے بعد اژدہون پر تخت کھنچے جواہر کے جگمگا پڑے شاہان قلعہ تختون پر بیٹھے بعض طاؤسان زرین بال پر سوار بعض ہاتھیون پر بیٹھے ہوئے بعض کے زیر ران مرکب اور اژدہے اسباب

سحر ساحری ہمراہ تختون کے گونون پر بچھیان ہین انمین تھالیان سونے کی رکھین تھالیون
انڈے چھالیا سپاری نوکدار نوکین آتش آگ دھوے کے پھل آتش کا آتا سیندور کی
پڑیان گولے مشک زعفران الائچیان کا کی مرچین ہر ایک کے ہمراہ لباس شاہانہ زیب
بدن کیے تاج گوہر نگار سر پر رکھے زیور جواہر زیب جسم کیے کیسے ہمراہ ساٹھ ہزار ساحر کیسے ساتھ
ستر ہزار کوئی لاکھ ساحرون کی جمعیت سے ساحران لشکر بازدبط وغیرہ پر سوار قشقے ماتھے پر کھنچے
ترسول لیے کھور چندن کے لگائے کلچڑیان پھینکنے پھینٹ دینے کا سامان ساتھ لیے بچہ ہاے
خوک گود مین بچھے صورتین بھیانک بنائے آنے کوئی اژدے کا چہرہ رکھتا تھا کسیکا منھ شیر کا
ایسا تھا کوئی فیلتن کوئی گرگدن بدن کوئی بصورت انسان مگر رویین تھا دگر شہزادیان بعض حسین
بعض ہیبت جو حسن تھین وہ ہیبت صورتین بنائے تھین کسیکے چار سر دس ہاتھ کسیکے دس سر اور چار ہاتھ
ہر سر مین کئی منھ جنسے شعلہ نکلتے تھے سر مثل شمع روشن رویین تنی کیطرح جلتے نوجوان شہزادیان
آسمان حسن کی مہرتابان جسم منور انکا بزنگ ماہ درخشان اگر سنبل انکی زلف رسا کو دیکھے
ہمیشہ باغ عالم مین پریشان رہے نرگس چشم فتان کو دیکھکر حیران رہے گل انکے رخسارون پر
نظر کرکے چاک گریبان رہے غنچہ دہن تنگ کو دیکھکر سدا دل بستہ دو ٹکڑے ہونے پر آمادہ پستہ
انسی دہن کی گالیون سے دل ہر عشاق کا پستا گردن پر انکی جو نظر پڑجاے کیسا ہی بہادر ہو
مگر زیر خنجر ابرو گردن دھر جاے چھاتیون کی نوکین برچھی کی نوکون پر طعن کرتین بہادران معرکہ
عشق کے سینون مین گڑتین سرو خرامان گلشن عالم انکے قد رعنا کو ملاحظہ کرکے دنیا سے آزاد ہو
دشمنان باغ عالم مین ہمیشہ برباد یہ سب جوان و پیر بصد حسن و زیبائش ایک کے بعد
ایک آنے لگے اور اسقدر کثرت لشکر تھی کہ ایک شاہ و شہزادی کی سواری آنہ چکتی تھی کہ
دوسرے کی آمد ہوتی تھی تسلسل بندھا تھا تار نہ ٹوٹتا تھا ہر سمت طلسم مین یہی آرائش
سواریون کی جو بیان ہوئی نظر آتی تھی دنیا مین کھل پڑی تھی تین چار دن تک
برابر کثرت سے تانتا بندھا رہا فوج کا آتا رہا نظم

ہوا پر تھی یہ کثرت ساحران	کہ تھا تیرہ و تار روشن جہان
کہ ہو جیسے عاشق کا دل بیقرار	زمین کو تزلزل تھا یون آشکار
ہوا تھا زمانے مین محشر عیان	کیے گاہ اپنے پشیمان تھا

یہ غل تھا کہ دنیا نے کی تھی خزاں — اندھیرے سے تھا ہر ملک عدم — نہ یہ جانتا کوئی کس جا ہین ہم
زمانہ ہوا تھا جو یکسر سیاہ — سیہ روز پیش آیا تھا ہر شاہ — کسی سمت کو اژدرون کی قطار
اگلتی تھی زہر اور تھی شعلہ بار — ہوئی تیز یون آتش سحر تھی — کہ دلسے کلیجے ہو جلنے لگی
اڑے طائر سحر تھے اسقدر — نکالے تھے دنیا نے اڑنے کو پر — زمانے مین غل ایسا کچھ پڑ گیا
فلک راہ سے پنبہ در گوش تھا — ہر ایک لشکر کے ساتھ ہیر و بنگاہ خیمہ و بارگاہ اژدرون پر بار

ہر طرح کے اہل حرفہ و پیشہ ہمراہ انکا کہ اژدرون مین شمار ملکہ حیرت کے ملازم سرگرم انتظام تھے جو کوئی آتا جاکر مقام پاکیزہ پر اترواتے باغبان اور اسکی زوجہ ہر طرح کے آرام کی چیزین پہونچاتین ملکہ حیرت کے سلام کو ہر ایک بادشاہ و شہزادی آتی ملکہ مذکور بھی کبھی کبھی مین چند گھڑی آرام فرماتی باقی انتظام مین مصروف رہتی آخر تمام ناظمون کی بارگاہین بستہ ہوئین اور لشکر اترے پڑاؤ پڑ گئے بازارین ہر ایک لشکر مین کھلگئین سترلون تک فوج ہی فوج نظر آتی تھی ہر جگہ میلا لگا تھا دکانین کھلی تھین تاجر بھی ہر دیار و امصار سے ہمراہ ناظمونکے آگئے تھے کبھی کا ہسکو ایسا جماؤ ہوا تھا یہ مجمع طلسم مین کسیکی نگاہ سے کم گذرا تھا ہر جگہ میلا جما تھا اور نقارے دبدم بجتے تھے اور دکاندار پھیری پھرتے تھے کہین حلوائی مٹھائی نفیس نفیس بناکے تھالون مین لگاکے نکلے تھے گلابی حلوا سوہن کی صدا آتی تھی بزازہ صراف کھلا تھا ایک طرف کھلونے بک رہے تھے کہین شیشہ موتی والے بیٹھے تھے کہین بندر لا گڑا تھا کسیجا نٹ بازی کر رہا تھا کسیجا نٹنیان ناچتی تھین سوانگ ہو رہا تھا غول کے غول ساحرون کے پھر رہے ہین ہر ایک خیمہ مین ناچ ہو رہا ہی بڑے بڑے جادوگر سیر دیکھنے لگے ہین کلوارون کی دکانون پر جماؤ تھا شراب پی کر مست لڑکھڑاتے ہین بعضے بنکارتے ہین کوئی کہتا ہی ابے ایک گھونٹ اور دے کوئی اپنے کنبہ بھر کا حال کہتا ہی کہین چوسر ہوتی ہی کہین نوتر ہی کا دانون لگ رہا ہی کہین بھنجنے کا ڈھیر ہی کہین مٹر کے دانون کے ہار ہین کسیجا بنکھیان اور میانے بک رہے ہین چار طرف پیادے کوتوالی کے پھرتے ہین کوتوال گشت کو اٹھا ہی جہان قضیہ سنا ہی دوڑ گئی ہی کسی شرابی کو باندھ لیا ہی کسی سے دھمکا کے کچھ لے لیا ہی کسی کو دھمکایا دو روپے وصول کر لیے ہین نرسنگا پھنکتا ہی کہین تلوار چلی ہی ایک دو

رنجی پڑے ہین دو ایک مر گئے ہین باقی کو پیادے گرفتار کرکے لیے جاتے ہین ایک ادھ رنڈی پکڑی گئی ہی نانگہ اسکی پیچھے پیچھے چلی جاتی ہی بارآشنا کا غول تک ہین ساتھ ہی کسیکا لڑکا کھو گیا ہی ڈھونڈ رہا ہی فقیر بازار دنین جمشید سامری تماشا کدا سطرح دلاسے ہین کچھ اندھے لنگڑے بیٹھے ہین چادرین بچھا بچھا کے کوڑی پیسا پھینکتا جاتا ہی دس بیس اندھے ٹھرم بجا کر گا رہے ہین دس بیس ساحر بھجن کر رہے ہین ہر مقام پر سحر ہو رہا ہی گوگل تیل رال سیندور کی چراہند آرہی ہی آگ دھنورے کے پھل اچھل رہے ہین چوکیون پر بیٹھے ہین آگ دہک رہی ہی گھنٹ گھڑیال بجتے ہین ناقوس پھنکتا ہی ایک طرف سواقی کی لین مین غل مچا ہی کوئی گھوڑا چھوٹکر گھوڑی پر جا پڑا ہی کہین پیادے بسترون پر سپر تلوار کھڑکھڑا رہے ہین قرابینون کے پائے چڑھا رہے ہین کہین بانکے گھوڑے ٹھار کر رہے ہین کسیطرف مجولیان رنڈیون کی کھڑی ہین تماش مین جمع ہین کوئی دور سے رنڈی کو اشارے کرتا ہی کوئی اشارے کر رہا ہی کہین بھنگ گھٹتی ہی سو پچاس آدمی گھیرے بیٹھے ہین کہین دھمی بجتی ہی کہین شعر خوانی ہو رہی ہی طرے کا رہے ہین سیکڑون جادوگرنیان بیچ قوم بنیا رانگ کا گنا اونٹ بچھیرے کڑیان خرید رہی ہین ہر سمت غل و شور برپا ہی سوندچڑنے فقیر دکانون پر کھڑے گانون مین تسمے بندھے ہوئے ہاتھون مین استرے سر چرا لہو بہتا ہی منہ مین سونٹے لیے لنگوٹا باندھے ہوئے پشمین باہر نکلی ہوئین جھومتے ہین تالابون مین جادوگرنیان نہاتے دان پن جمشید کے نام پر کرتے کٹورا ہر سمت کھنکتا گنج آباد جھنڈے استادہ ادھر شاہان طلسم بارگاہون مین تخت پر جلوہ فرما ناچ سامنے ہوتا دور شراب اب جلسہ چنگ رباب آغاز حیرت کے بیان سے فوان دعوت کے ہر ایک کے لیے جاتے سردار ہر ایک کی ملاقات کو آتے ساٹھ ہزار سرکارین ایکجا ساٹھ ہزار درباری جمع رہتے

زمین بارگاہ و خیام سے بھر گیا تھا کہ نظم

ہر چیز وہان نہین وہ مفقود	سامان جہان بھر کا موجود	آراستہ ہر جگہ بہت خوب
جو شے تھی وہان وہ تھی خوش اسلوب	جو خیمہ تھا منزل قمر تھا	خیمہ نہین نور کا وہ گھر تھا
پیدا عجب اژدحام مردم	ہر سمت ہجوم عام مردم	آراستہ ہر طرف دکانین

دلالون کی اور ہی باتین	تھے جمع ہر ایک طرف فسون ساز	موجود فسون کا ہر طرف ساز

یہ سب تو بعشرت تمام تر اسمقام پر اترے اُدھر جب یہ ہنگامہ آمد شاہان طلسم مہرخ کو ظاہر ہوا
مع اپنے تمام سردارون کے بارگاہ سے نکلکر ایک مقام بلند پر آئی اور استادہ ہوکر تماشا دیکھنے
لگی پھر اپنی بارگاہ مین جاکر بیٹھی اور نفیر سحر کو دم دیا سات لاکھ کا لشکر تیار ہوا اُنکے افسرون کو
حکم دیا کہ دو لاکھ ساحر خیام و بارگاہ کی حفاظت کرے اور پانچ لاکھ ساحر ہمارے ساتھ چلے
یہ کہکر باہر نکلکر سوار ہوئی اور قصد کیا کہ ابھی جاکر جنگ آغاز کردن کیونکہ ابھی شاہ طلسم نہین
آیا ہی پھر آگے بڑا ہنگامہ ہوگا اسی خیال مین چند قدم چلی تھی کہ یکایک صدائے مہیب آئی اور
چار سو پنجہ پیدا ہوا ہزار ہا پھول گلاب کے برسنے لگے طائرون نے صدا دی کہ بہار آئی بہار
آئی سب ساحر اوپر دیکھنے لگے ایک تخت طاؤسی پر اُس بہار عالم کی جان سوار معشوقان یعنی ملکہ
بہار ذی شان کو سوار دیکھا کہ پھولونکا گہنا پہنے ہی ہاتھ مین گل طرہ کی چھڑی ہی ہزارہا جادو
ہمراہ ہین اُس گلبدن کا حال اول لکھا تھا کہ سحر تیار کرنے کو وہ آرام مین گئی تھی کہ وہ مقام
اسکی سکونت کا ہی اور حال اُسمقام کا بھی تصریح وار تحریر ہو چکا چنانچہ یہ رشک چمن وہان
جب گئی سحر اپنا تیار کرکے اب مراجعت فرما ہوئی مہرخ تخت سے اُتر کر اس سے ملی اور
کہا اچھے وقت آگئین کہ آخر وقت مین تمنے ہمین اور ہمنے تمھین دیکھ لیا ہمتو مرنے کو چلے
تھے یہ کہکر تمام ماجرا ناظمان طلسم کے جمع ہونے کا بیان کیا اور کہا ہماری فوج اس لشکر
کثیر کے مقابلے مین ایسی ہی کہ جیسے دال مین نمک کہان کروڑون اور کہان پانچ لاکھ
لیکن لڑکر ہم مرجائینگے دنیا مین نام کر جائینگے بہار نے جواب دیا کہ مین ہر حال مین سریک ہون جو
تمھارا حال ہوگا وہ میرا بھی ہوگا مین اپنے مکان مین بیٹھی تھی کہ یکایک خبر سنی ملکہ ماہ رنگ
روئین تن سے دخو نخوار دیو کش شاہ طلسم کے پاس گئے اُنکے قلعے میرے ملک سے قریب
ہین مین نے حال دریافت کرایا تو معلوم ہوا کہ سب ناظمان طلسم جاتے ہین یہ کیفیت
معلوم کرکے مین بھی تعجیل تعجیل روانہ ہوئی یہان پہونچکر آپکو آمادۂ مرگ پایا اسی ملکہ سے رہا
یہ ہی کہ اپنی جانب سے جنگ مین پیش قدمی نکرو اور خدا کے فضل پر نظر رکھو دیکھو تو کہ پردۂ
غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی مہرخ نے کہا یہ جی چاہتا ہی کہ خواجہ کے قتل سے پہلے مرجائیے

اِسنے کہا اپنا بھی ارادہ یہی ہی اور اِس مرنے مین گویا تمام عمر جیتے رہینگے لیکن ذرا سمجھ بوجھ کے جان دینے کا بھی موقع اور محل ہی کیا بعید ہی کہ خدا اپنا رحم کرے اور خواجہ سرا ہو جائین

کسیلیے کہ بمقتضاے ابیات	دلگیر رہا جو غنچۂ گل	اُگل ہوکے ہنسا وہ بے تامل
تن کو جو ہلال نے گھٹایا	آخر کو وہ بدر بنکے آیا	غمسے جو کمان ہوئی زلیخا
آخر کو جوان ہوئی زلیخا	برباد نہین کسیکی محنت	آخر کو ہی بعد رنج راحت
اللہ کریگا رحم ہمپر	فریاد مین ہی اثر مقرر	اِسکے سمجھانے سے مہرخ پھری

اور لشکر کو حکم دیا کہ نصف کر مکھولے اور نصف ہر وقت مسلح و مکمل رہے اسلیے کہ غفلت مین حریف کی طرف سے کچھ ضرر نہ پہونچے حسب ارشاد لشکری اُسیطرح کاربند ہوگئے اور ملکہ داخل بارگاہ ہوئی اسوقت ہزارون طائر سحر کے خبر کے لیے بھیجے اور بہار نے کہا کہ لشکر حیرت مین آج بڑی خوشی ہی کل ہم سب بھی جان دینگے پھر آخر مزا ہی اِسکا جب شب ہمارا بھی جی چاہتا ہی کہ خوب داد عیش و کامرانی دین اور تمام رات جشن کرین جسمین دشمن کو بھی یہ خیال ہو کہ کچھ تو ایسی ہی قوت اِنکو ہی جو اتنی بڑی فوج کا کچھ اندیشہ نہین کرتے ہین اور نہایت محظوظ و خرم ہین مہرخ کو یہ صلاح پسند آئی اور اُسیوقت ساحرون کو حکم دیا کہ صحرا مین چاندنی دیکھنے کی تیاری کرو اور جملہ سامان عیش و عشرت مہیا ہو حسب ارشاد مختار کارخانۂ سلطنت انتظام مین مصروف ہوگئے عیار بھی یہان اِسلیے موجود تھے کہ ہمارے چلے جانے سے ایسا نہو کہ لشکر بددل ہوکر بھاگ جائے اور علاوہ برین عیاری کرنے کسپر جائین ایک دو ساحر ہون تو اُنپر دست اندازی کرین لاکھون کروڑون کیونکر ہلاک کرین چنانچہ عیاری ایسے وقت مین کرنا بے سود سمجھکر اپنے ہی لشکر کے نگران حال رہے اور تیاری مین سامان مسرت کے مصروف ہوئے قران بھی صحرا سے یہان آگیا غرضکہ اپنی جانب جو مشرقیہ دکوہستان کہ واقع ہوا تھا اُسکو جھاڑ کر صاف کرایا چاندی سونے کی ٹٹیان استادہ کردین آتشبازی گڑگئی درخت تمامی سے منڈھ دیے ہزارہا گیند مقیش کے لٹکا دیے فرش فاخرہ و سنجاب کنارے نہرون کے بچھا دیا نیگرے با سلک مروارید استادہ ہوئے مسندین مغرق زرتار بچھ گئین ہزارہا کشتیان شراب کی لگادی

لیکن صدہا طائفے نولیان مہر طلعت کے حاضر ہوکے اس سامان کے ہونے سے آخر وہ زمانہ آیا کہ نگاہ دشمن شائقان سے نور ماہ تابان بسان نور حسن جانان دست و گریبان ہوا اور آفتاب درخشان مقید ہوکر مثل عمر و بخت ظلمت شب مین پنہان ہوا ناظمان قلعہ طلسم افلاک کی آمد کا سامان ہوا

نظم

اک ابر نیلگون مغرب سے آیا	فروغ مہر دامن مین چھپایا	سیاہی مثل زلف یار پھیلی
تماشا دیکھنے آئی تھی لیلیٰ	شام ہوتے ہی دشت مین ہزارہا قندیل روشن ہوگئی جھاڑ	

فرشی فروغ پذیر ہوکے دشت مین شاہد بہار کے نصیب جگے واقعی طرفہ کیفیت تھی کہ کبھی پیر گردون کو خواب مین بھی دیکھنا نصیب نہوئی ہوگی جنگل مین گل پھولے تھے طائر آشیانہ بھولے تھے فصل بہاری کا جوش تھا بلبل کا خروش تھا ہر شاخ بلبل دل کے لیے شاہ منزل تھی اوج پر نقد رنقش باطل تھی جو شجر دہان تھا رشک طوبیٰ تھا طوطیون کا بھی طوطی بولتا تھا ہوا اُس بیشۂ فرحت افزا کی جان بخش گلہائے خاطر شگفتہ پھول کیطرح سے غنچۂ دل کھلجاتا جان تازہ پاتا ہر چشمہ مثل مہر روشن نہرین لطافت دہر پر طعنہ زن چھلیان رنگ رنگ کی آسمین تیرتین سو جان سے جوت فلک پر نثار مہتاب کا دل تصدق ایسی چادر آبشار کنارے کنکے روشن سو سو بتی کا جھاڑ جنگل مین جھاڑ جو روشن تھے فروغ افزائے تقدیر دشت پرمحن تھے ٹیکرون پر اور قلعہ ہائے کوہ پر جو روشنی تھی شمع طور کا جلوہ دیتی تھی ہر ایک کنول قندیل عرش تھا منور بروے فرش تھا تمقون اور گیند ہائے بلورین پر نثار گوہر عقد پروین زمین پر مشجری فرش کی تزئین دور تک کھلا ہوا نگار خانۂ چین کرسی کی کیا احتیاج مے پرسی ہر ایک عرش پایہ اُس نور آگین انجمن پر اللہ کا شاہ پلنگ تر نگار ہر سمت آراستہ تخت کاؤس جنکے پایہ مین چوب ناتراشیدہ و ناکاستہ ہر خیمہ چرخ آسمان سے رتبہ مین بلند پردے اُنمین بظاہر گرے پڑے باطن مین سربلند ہاتھیان بلور کی قندیل حرم سے ہم زبان نور بخش آنکی بتیان مسند ین کمخواب کی بوٹے دار اشرفیان دبتین زمین کو ہر بار سامنے اُنکے چنگیرین رکھین باغ و بہار دلکا پتا دیتین چوکھڑے ایسے جنکے مقابل نفاست و زینت پانی بھرے ساغرہائے زرین جام جمشید کو کم ظرف کہتے بوتلون کے سامنے

جام مہر و ماہ گردن جھکائے رہتے گلابیان بادۂ گلگون سے لبریز چھلکے سامنے تریاکی بوتل ریزہ ریزہ ہمت ناہید طلعتان اور مہر پیکروں کا مجمع غنچہ دہنونکا جلسہ جمع چاندنی جنگل مین چھٹکی ہوئی روح خضر بھٹکی ہوئی ایک ایک نازنین بصد تزئین سرگرم اہتمام حسن مین رشک ماہ تمام شاخ ابرو جنکی تلوار کا پھل مژگان کا نام ترا اجل زلف سنبل کیطرح بہار گیسو جو نو بہاران باغ عالم دیکھین بیچ مین پڑین سوکھ کے کانٹا ہو جائین رخ پر انکے شمس و قمر بلا گردان کیا وصف انکا کیا جائے نور کے سانچے مین سب بدن ڈھلا ہوا یہ آرایش و زیبائش جشن کی کاؤس و جم اگر دیکھتے یقین تھا کہ اسی دشت مین برنگ نخل جماتے خبر اس جشن کی سن پاتے تو ملک عدم جانے سے تھم جاتے فلک پر ثابت ہر ایک سیارہ تھا اسی جانب سرگرم نظارہ تھا نظم

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان	جسمین کہ پریساز تھے پریسان	اوصاف کی انتہا نہین ہی
ایسا کوئی دوسرا نہین ہی	آراستہ وہ جگہ تھی نایاب	پر نور بسان برج مہتاب
تھی بوے شراب دہر مہکی	آنکھون کو نصیب در ساغر	سرسبز وہ جاے دلکشا تھی
اس دشت مین خلد کی ہوا تھی	دیکھے نہین فرش و دست ایسے	گل تکیے تھے مہر و ماہ سب کے

ملکہ مہرخ و بہار و نخمور و سرخمو بعد درستی مقام جشن مع تمام سردارون کے آکر مسند و ن پر رونق افروز ہوئین اور ساغر بادۂ گلنار ساقیان گلعذار نے دینا شروع کیے رقاصون ناچنا اور مطربان خوش گلے نے گانا آغاز کیا فلک پر زہرہ کو دیوانہ بنایا جلسہ عیش مع مسرت تھا نظم

وہان چار و نظرف شادی کی تھی دھوم	نشان رنج و غم دنیا سے معدوم	دکانون پر ہجوم روشنی ہی
گلی بزم عروسانہ بنی ہی	مہیا ہر طرف اسباب شادی	کھلا روے جہان پر باب شادی
سجے تھے چار سو نقار خانے	ہر اک جانب خوشی کے کارخانے	عجب نکھرے ہوئے ارکان دولت
بدن پر تھے مزین سرخ خلعت	ہر اک جا شمع کافوری تھی روشن	کھلا تھا روشنی کا ایک گلشن
کنول در جھاڑ روشن اس مکان مین	ستارے جیسے سقف آسمان مین	خواصین ہا بروخورشید پیکر
پئے خدمت مہیا سلطان پر	بچھا تھا ایک دستر خوان عالی	چنی ہر ایک شئے اسپیرزاں
دھرین قابین مرصع کار آپس	طلائی اور چاندی کی برابر	ہوئی کھانے سے جسدم فارغ البال

پھر آئے ساز و سامان لیکے اقبال	جا یا رنگ گانے والیون نے	بیان ہو بن کیا قلم سے وصف اُنکے
ہوگی ولی رخ اُنسے بہتر	نہ تھا روے زمین پر اُنکا ہمسر	نہ ایسے راگ سے کان آشنا تھے
نہ ایسے ساز تھے آنکھونے دیکھے	یہ سب نواسطح بعشرت تمامتر بیٹھی ہین اُدھر حیرت کے یہان	

بڑی تیاری تھی مشعلون تک روشنی اُدھر بھی تھی ادھر بھی تھی سارے طلسم مین رات کا دن ہوگیا تھا حیرت خلعت ہزار ہا دے رہی تھی سردار مالا مال ہوگئے تھے جا بجا آرہ کش تسمہ کش جلاد برائے قتل خواجہ پھر رہے تھے چبوترے ریگ کے بنے تھے میدان خونی تیار تھا اور ایک چبوترہ بہت اونچا بنایا تھا اُسکے گرد سحر کے ماش بوئے تھے اور ایک سولی کھڑی کی تھی کہ اسپر خواجہ کو بٹھا کر تیر لگائینگے اِدھر طائران سحر یہ خبرین پہونچاتے تھے ملکہ مہرخ آہ سرد بھرتی تھی عیار جی حاضر تھے وہ کہتے تھے کہ ای ملکہ کہو کیا ارادہ ہی یہ جواب دیتی کہ آجکی شب غنیمت ہی صبح جانب ملک عدم کوچ ہی ہم تبوقت سنینگے کہ عمرو کو بیچ غضب سے نکالا ہی اُسیوقت جا پہنچینگے یا تو چھڑا لائینگے یا مارے گئے قران نے کہا پہلے ہی سے کیون نہ چلکر اُس بیچ پر گرو ملکہ نے کہا اُس بیچ تک کسکا مقدور ہی جو جا سکے قران نے کہا کوئی نہ جا سکیگا تو وہ ضرور جائینگے بہار نے کہا وہ کون اسنے کہا مولا مشکلکشا علی عمران علیہ السلام اور کون یہ سنتے ہی سب شہزادیون نے کھڑے ہوکر تسلیم کی اور گالون پر انگلیان چٹخا چٹخا کین کہ یا مولا تمھارے نام کے قربان ہماری مشکل بحکم خدا تم آسان کردیہ کہکر سبکی آنکھون مین آنسو بھرائے روئین کھڑے ہوگئے کہا بیشک ہمارے مولا مدد کرینگے اسی ہنگامے مین عیار بچیون کا حال سنیے کہ لشکر سے اپنے نکلکر علیحدہ آئین اور صرصر نے صبا رفتار سے کہا کہ ای بہن ابکی خواجہ ایسے پھنسے کہ نکلنا دشوار ہی شاہ جادوان نے بڑا انتظام کیا یقین ہی کہ خواجہ قتل ہوجائین مین بیچ کہون مجکو بڑا رنج ہی صبا رفتار یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا واری آپکو رنج ہوگا تو کسکو ہوگا بیچ ہی مقام ہی رنج کا ہی صرصر نے غصے مین آکر کہا مین نے تو دنیا کی ایک بات کہی تو یہ سمجھی کہ مین عمرو کی عاشق ہون تو لگی طعن کرنے اُسنے کہا نہین صدقے گئی طعن مین نہین کرتی ہون سچ ہی کہ اُس عیار اور اُسکے شاگردون نے بارہا ہمکو زیر کیا لیکن قتل نہین کیا اور حق تو یہ ہی کہ خواجہ کے برابر عیار کوئی زمانے مین نہین ہی اب عیار بیچارا

گل ہو جائیگا صرصر نے یہ باتین جب سنین غصہ جاتا رہا اور کہا ای بوا ذرا چلکر دیکھنا چاہئے
کہ معین و مددگار خواجہ کے کس رنگ مین ہین اور کیا تدبیر کر رہے ہین کیونکہ عمر وہی
کی زندگی سے سبکی زندگی ہے بعد خواجہ کے سب ہلاک ہو جائینگے صبا رفتار نے کہا بہتر چلیے یہ وہان سے
دونون کنارے لشکر مہرخ کے آئین یہان جشن کا سامان دیکھا متحیر ہو کر باہم مشورہ
کیا کہ ان لوگون کو تو کوئی ملال نہین معلوم ہوتا ہے یقین ہے کہ خواجہ کو رہا کر لینے کی کوئی تدبیر
مستحکم انھون نے کی ہے اچھا اب انکے دلون کو بھی آزمانا چاہیے کہ اپنے ہوش مین ہین یا
یہ جلسہ دکھانے کو کیا ہے یہ کہکر دونون نے جادوگرنیون کی ایسی صورت بنائی اور ملکہ مہرخ
کے سامنے آکر سلام کیا ملکہ نے کہا تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو انھون نے کہا ہم اسکے
اطراف مین رہتے ہین مدت سے مشتاق زیارت قدم اقدس تھے بلوے آج طالع یاور ہوئے
جو حضور مین حاضر ہوئے ملکہ نے فرمایا کہ اچھا گھر ہی تمھارا بیٹھو یہ دونون ایک مقام پر بیٹھین
اور ناچ دیکھنے لگین قران عیار ملکہ سے باتین کر کے کسیطرف چلا گیا تھا بعد لمحہ کے پھر جو آیا
ان دونون کو بیٹھے دیکھکر بنگاہ اول پہچانا کہ یہ دونون عیار بچیان ہین چنانچہ پہچانکر پھر باہر
چلا گیا اور بارگاہ کا سرا بچہ پھاڑ کر چپکے سے ان دونون کے سر پر آکر استادہ ہوا اتفاقاً مہرخ
نے اسکی جانب دیکھا اور کہا بھیا آؤ کھڑے کیون ہو بیٹھو یہ کلام عیار بچیون نے جو سنا
گردن اٹھا کر دیکھا کہ ہمارے سر پر کون کھڑا ہے غرضکہ گردن جو بلند کی قران کو دیکھا
جان نکلکی چاہا کہ بھاگ جائین قران نے دونون ہاتھ پھیلا کر دونون کو کونی مین داب لیا اور زور زور
سے جو کیا صرصر چلائی کہ ارے موئے میری پسلیان ٹوٹین قران نے ہاتھ ڈھیلے کر دیے
صرصر تڑپکر نکلی اور صبا رفتار کو قران نے خود چھوڑ دیا یہ دونون بھاگ کر چلین قران
نے پکار کر کہا کہ ای صرصر اگر آجکی شب تو نے ارادہ عیار یکا کیا تو خواجہ خواہ ناراض ہون
یا خوش ہون مین تجکو مار ڈالونگا اور خواجہ ہی کی جان کی قسم زندہ نچھوڑونگا صرصر یہ سنتی
ہوئی دور نکلگئی اور صبا رفتار سے گویا ہوئی کہ ان موذن کو ذرا بھی نہین ہے مقرر چلو
کو چھڑا لینگے اسنے کہا واری اس موئے کالیے نے قسم کھائی ہے اب یہان نہ آئیگا نہین تو
وہ گزند پہونچائیگا یہ باتین کرتی ہوئی دونون چلین گرد غم و جانسوز انکے تعقب مین

چلے کہ بن پڑے تو ان دونون کو اسیر کر لین کہ یہ بروقت رہا کرنے خواجہ کے ضرور حارج ہونگی
چنانچہ انکے ساتھ ان عیارون کو جانے دیجیے لیکن اب حال سعادت اشتمال بران شمشیر زن
بیان کیا جاتا ہی کہ بلکہ مجلس جو ہمراہی مہرخ سے روانہ ہوئی بران کی خدمت مین پہونچی
اور تمام احوال یہانکا بیان کیا کہ خواجہ کے قتل کا ڈھنڈھورا پٹگیا ہی اب کچھ اُنکے قتل مین دیر
نہین ہی بلکہ مذکور نے سب حقیقت سنکر دلسے غور کیا کہ اگر عمرو ہلاک ہوگیا تو بڑا غضب ہوا
جلد لشکر کشی کرنا چاہیے بس جس دامن کوہ مین کہ ٹھہری ہوئی تھی وہین سے کچھ مٹی لیکر گوندھی اور
اسکے پتلے بنائے اور سحر کے بیر انکے پیٹ مین بٹھائے اور اُنھین حکم دیا کہ جاؤ ناظمان طلسم کو ہمارے
اطلاع دو کہ جلد فوج اپنے ہمراہ لیکر طلسم ہوشربا مین آویں پتلہ ہائے گل ہزار در ہزار اڑکر روانہ
ہوئے اور مالکان در بند کو طلسم نورافشان کے حکم بلکہ سے اطلاع دی ہر ایک ناظم اور ناظمہ
تیاری کرکے روانہ ہوئے اور ہر ایک کے ہمراہ لاکھون ساحر تھے چنانچہ نام اُن شاہان در بند کے
یہ ہین بلکہ طولان بن قاہر ہمراہی خوار جادو بلکہ طوفان آسمان نشین جادو بلکہ شیرین معمار کوہ افگن جادو
بلکہ توسن بن خرسان سنگ انداز جادو بلکہ قرناس بن خونخوار روئین تن جادو بلکہ طول بن دراز دست
خوار جادو بلکہ کلان بن قہر خرسن دندان جادو بلکہ زہرہ بن کوہ پیکر فیل سوار جادو بلکہ لرزان بن نیزہ
تیر افگن جادو بلکہ توسن بن ناقوس فیل افگن جادو بلکہ نسیم بن صبا سے ستارہ چشم جادو بلکہ کمیت بن کوہ
فیل پیشانی جادو بلکہ نسرین گلگون بدن جادو بلکہ حور چہرہ سحر نگاہ جادو بلکہ نازکبدن
کاکل بخشا جادو بلکہ خوش اندام یاقوت پوش جادو بلکہ سلیمان زرین ہیکل
جادو بلکہ شور افگن اژدر نگاہ جادو بلکہ الماس تن شوخ چشم جادو بلکہ خوب رنگ
ماہ طلعت جادو بلکہ مہ مثال نرگسی چشم جادو بلکہ خونخوار قہر نگاہ جادو بلکہ گوہر
بدن زمرد پوش جادو بلکہ خورشید بلا فگن جادو بلکہ تاجدار ماہ لقا جادو بلکہ محبوب
تاربخی پوش جادو بلکہ سلطان شعلہ افگن جادو بلکہ مہوت گیسو دراز جادو بلکہ
زہرہ تاجدار جادو بلکہ یاسمن تاجدار جادو بلکہ ہمائے تاجدار جادو بلکہ کامل
کوتاہ چشم جادو بلکہ قلاب دریا بار سرکش جادو بلکہ سہراب تاجدار جادو بلکہ
ببر سوار تاجدار جادو بلکہ مخیر تاجدار جادو بلکہ مجمر شاہ تاجدار جادو بلکہ فیروز رخ

جادو۔ ملکہ شہر ور آسمان شگاف جادو ملکہ ہزار چشم چہل دست جادو ملکہ ناوک
پران روئین تن جادو ملکہ قمر سپہر انجم سیاہ جادو ملکہ نوطرز مردیوش جادو ملک مہیب
دیو سوار جادو ملک بہرام مریخ افتخار جادو ملک شورہ زار نمک پاش جادو ملک
فیلان بن خرس خرسان جادو ملک صحرا نورد گرد باد آفرین جادو ملک عفریت خو
زانو سیاہ جادو ملک قوی ہیکل دنیا بدوش جادو ملک سحاب قطرہ زن جادو ملک
رعد آواز بلند چنگل جادو اور علاوہ ان بادشاہون کے صحرا و کوہستان کے جو ساحر کہ
مالک ہین وہ بھی روانہ ہوئے مثل انکے قرار جادو فرجام جادو القاس جادو عمران جادو
صدف جادو مدف جادو گوہر جادو اقدس جادو محکم جادو حاکم جادو حکام جادو محکوم جادو آذر جادو
اعزاز جادو کاہن جادو کہیل جادو قائم جادو مقیم جادو مقام جادو سرچن جادو اشال جادو
طغیان جادو یہ سب ساحران نامی لاکھون جادوگران گرامی سے چلے رہے گیتی سیاہ
ہوگیا عالم مین طوفان برپا ہوگیا مرزان وزیر کے پاس اول یہ سب طلسم نورافشان
مین جمع ہوئے وزیر مذکوران سبکو ہمراہ لیکر خدمت ملکہ موصوف مین چلا ملکہ منتظر امد لشکر
تھی کہ یکایک ابر زرد و سرخ و سبز ظاہر ہوئے اور فوج نصرت موج کی آمد شروع ہوئی رہے
ہوا پر ایک اور دنیا بسی ہوئی دکھائی دی اول مرزان وزیر نے آکر مجرا کیا پھر مجرا
شاہ اور شہزادی آآکر باریاب خدمت اور فیضیاب تسلیم و کورنش ہوئے ملکہ نے حکم
دیا کہ لشکر اپنا اپنا تیار رکھو مین سوار ہوتی ہون برسم ملغر چلونگی یہ حکم سنکر سلطان شعلہ
بدن نے عرض کیا کہ آجکی شب جی چاہتا ہی کہ اس بیابان مین روشنی دیکھتے برآن
نے کہا ہان روشنی دیکھوگی یہ کہکر منہ پھیرا اور ساخر مروارید بالون سے نکالا تمام جنگل مین روشنی
ہوگئی سبنے کہا اے ملکہ یہ عجب چیز دیکھنے مین آئی ملکہ نے کہا یہ روشنی اب چلکر لشکر افراسیاب
مین دیکھنا یہ کہکر تمام حال شاہ جادوان کے لشکر جمع کرنیکا بہر قتل عمرو بیان کیا سبنے کہا
جب ہی دھوپ کا رنگ متغیر تھا معلوم ہوتا تھا کہ فوجین کہین جاتی ہین اچھا پھر ہم سب
فرمایئے تو کوچ کر جائین ملکہ نے کہا مین خود چلتی ہون دیر نہین ہی یہ کہکر وزیر خوش تدبیر
کیطرف دیکھا وہ تو سب سامان سے آیا ہی تھا اسنے اشارہ ملکہ دوران کا جب پایا خیمہ

ولبادل نام اژدر پر بار کرایا بارگاہ زرلفتی چالیس ہزار ساحر کی حفاظت مین آگے بڑھی
ایک خیمہ مختصر سا استادہ ہوگیا ملکہ اُس خیمہ مین گئی کشتی لباس فاخرہ کی سامنے آئی تاج پُراز
لعل و گوہر سر پر رکھا جسکا یہ مرتبہ تھا کہ ابیات

تخل گل باغ سلطنت ہی	فانوس چراغ سلطنت ہی	ہی اُسکے سبب بہار جاوید
ہی فصل ربیع کا وہ خورشید	ہی نقطۂ عمل یہ تاج زرتار	دور فلکی ہی خط پرکار

قباے فرمان روائی کو زیب جسم نازک فرما کر خاتم نگین دولت طراز ی انگشت مین پہنی نظم

کیا مہر ہی مہر بادشاہی	نقش رقم جہان پناہی	ظاہر ہو ثناے مہر کیونکر
ہی مہر سکوت اپنے لب پر	کچھ خاتم جم سے یہ نہین کم	ہی زیر نگین تمام عالم

آخر تردد ید جوڑے مین کھانچہ سحر ہاتھ مین لیکر برآمد ہوئی ایک فیل سفید پر تخت کھنچا تھا بنگلہ زمردنگار اُسپر بڑا تھا
تخت کے چار دنگونون پر گلدستے جواہر نگین رکھے تھے کہ ابیات

تسلیم کو آسمان بھی خم ہی	گردون سے بلند پایہ اُسکا	وہ تخت کہ مثل تخت جم ہی
زیبندہ اگرچہ فرش پر ہی	رفعت یہ ملی کہ عرش پر ہی	ہی قطب فلک پہ سایہ اُسکا
رفعت مین بلند جیسے ہو بخت	وہ فیل کہ جس سے تھا جہان پست	وہ فیل سفید جسپہ تھا تخت
اُس فیل پہ ہو کوئی جو سوار	جیسے ہے سہل اُسکو گفتار	مانند زمین تھا آسمان پست
تھا فوج مین اِسطرح سرانجام	جادو کا سجا تھا توپخانہ	بیٹھی سر تخت جبکہ گلفام
پیش نظر جو آسمان ہی	بیشک اُسی سحر کا دھوان ہی	تھرائے نہ کس طرح زمانہ
گویا کہ ہین رات کو ستارے	گولے کہ تھے کار دوزخ	پیدا جو دھوین مین تھے شرارے
رہتا ہی کہان عدو کا انبو	آواز سے شق ہو جیگر کوہ	دشمن کے لیے شرار دوزخ
مغلوب ہون کیون نہ سارے اعدا	فوج ایسی ہو شہریار ایسا	

ملکہ زلیخا جب سوار ہوئی چار لاکھ علم کے پھریرے باد کے
جھکڑ کے تعریف اُسپر کوکب رد شمضیر کی اور بزرگان طلسم نورافشان کی لکھی تھی
ہزار ہا نقارے سیمین و طلائی اژدرون پر جو بار تھے بجنے لگے ساحران نامی سحر کی تیرنگیان
دکھانے لگے اب منزلون تک زمین سحر مین مبتلا ہوگئی دریاے زخار سحر سے بننے لگے کیسی
دریا کا پانی برنگ یاقوت احمر تھا اُسپر آگ کی ناؤین اور پل نظر آتے تھے جانور آتشی بہے جاتے تھے

دس دس منزل تک شعلہ حوالہ سر کشیدہ ہوتا آگ کا پرکالہ اُڑ کر جاتا دیو آتش نژاد جسکو
دیکھکر خوف کھاتا ہزار ہا گیا بیتال آگ برساتے جنگل مین نظر آتے غولہاے بیابانی غل مچاتے
ایک ایک ساحر اژدر صورت جب پھنکارتے مار فلک کو دُم دبا کر بھاگنا یاد دلاتے کسیطرف
روے ہواے موتی برستے ہزار ہا چاند بدلیون سے نکلتے اور پھر غائب ہو جاتے آفتاب بنکر پھر
نظر آتے کبھی اندھیرا ہو جاتا آسمین ہزارون ستارہ ٹوٹتا صحرا مین شرارے جگنو کیطرح اُڑتے فتنہ
و شرارت کے خوف سے بھاگنے کو مُنھ موڑتے کبھی ہزارون ابر پیدا ہو کر نیچے جھکتے آنہ لاکھون
تیلے چینی اور بلور کے نظر آتے تبخانہ آذری کو شرماتے کبھی ہزار ہا بجلیان چمک جاتین بجھتین
جھپک جاتین رعد گرجتا کسی سمت باغ آتشین ظاہر ہوتا جسمین کا ہر نہال شرر باری کرتا آگ
کے پھول پھولتے طائران ہمنفس تفنس شاخون پر جھولتے کرورون اژدر خونخوار مہیب صورت
طویل قامت مُنھ اپنے نیچے کر کے مار مار پکارتے شعلہ بیزی سے جی نہ ہارتے بالاے جہان ایک
جہان اور پیدا ہوا تھا ہزار ہا کیا لکھو کھا ہر گنبد نقرئی و طلائی و جواہر مین روے ہوا پرنچے تھے
اُنمین سے ستارے جھڑتے تھے ساحران فیل پیکر و شیر صورت و اژدر چشم سر نکالتے تھے جرجر
سامری کے نعرے مارتے تھے ملکہ بران کا فیل سفید کبھی آفتاب بنجاتا کبھی مثل کوہ بلند
کے نظر آتا گرد اُسکے شہزادیان قلعون کی حلقہ کیے سترہ اٹھارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر اسباب
سحر و ساحری ہاتھون مین لیے گھنٹے اور ناقوس بجاتین سر پر ملکہ کے چتر گردش مین تصویرین
وہم کی سامنے دمبدم آتین گاتی بجاتین جیسے ملکہ کو علم سیمیا خوب معلوم تھا کہ شبیہ اوہام
کو حکم رقاصی دیا تھا ناچ ہوتا تھا آفتاب کا دف فلک نے شرمندہ ہو کر چھپا لیا تھا زہرہ
کو فلک سوم پر غش تھا زبان ناہیدہ چرخ پر غش تھا گرد ملکہ کے جو شہزادیان تھین سب
آفت جہان تھین طاؤس اور انیس پر سوار تھین نہایت حسین و طرحدار تھین اگر بلبل گلزار
اُنکے بدن پر نگاہ کرے آتش گل کو اشکون سے بجھائے تمام عمر آہ کرے تن ہر ایک کا وہ آئینہ
صفا تھا کہ ہر عضو بدن مین عکس چہرہ پیدا تھا بلکہ رنگ جان ہویدا تھا یہ لطافت کا نقشہ
تھا وہ انکا رخ شفاف آئینہ اسکندری کیا آئینہ مہر و ماہ صاف نگاہ بسان شہباز ترگان
مثل بچگل شہباز دراز ابرو و ترگان ہمراہ شمشیر بران و خدنگ جانستان یہ سب معظم و شان

تاج سروں پر رکھے گاتیان دوپٹوں کی باندھے پان کھائے ہوئے بڑا قتل دشمن پر اٹھائے
ہوئے افسون خوانی کرتین شعبدہ باز فلک کو نام دھرتین روانہ تھین گھٹائین سر پر چھائی
ہوئین بہارین باغ سحر مین آئی ہوئین طائران سحر اس بدلی مین زمزمہ سرائی کرتے گل طرح
طرح کے کھلے اس سامان کے علاوہ بہادران رستم وقت وسہراب توانان بھی مرکبہاے پرنہیب
سوار تھے ہزارہا مرکب کوتل بازین مرصع کار تھے اور فیلان جنگی کے پرے جنپر ہودج کسے ہوئے
زرنگار تھے اور ہزاردن طرح کے عمدہ رہوار تھے بہادرون کے جسم پر ہتھیار سجے تلوارون کی چمک
سے خنجر بہرام کے ہاتھ سے گرتا تیزہ کو دیکھکر ترک فلک سینہ تاننے کا قصد کرتا خلاصہ یہ کوئی سامان
ایسا نہ تھا جو اس لشکر مین نہو تا خیمہ وخرگاہ اسپکین راوٹیان قلندریان ہیچو بے وغیرہ
فیلان پرنہ پر بار خیمہ گردون جنیر سوجان سے نثار اس کروفر اور جاہ وجلال سے یہ لشکر ظفر پیکر
روانہ تھا کہ نظم

عجائب اور غرائب سب جہانکے — کھلا یا حسن جادو نے یہ گلشن — ہزاردن رنگ کے پیدا تھے سامان
کمین نیرنگی گردون سے بہتر — ہزاردن برج اور گنبد تھے زرکار — ہزاردن تھے گل مہتاب دشمن
کرشمہ سنج یون ہوتے تھے ساحر — وہ جادوگرنیان افسون سے باہر — تماشاے پری رویان ہوا پر
دھری اس آتش سوزان مین گرمی — ہوا ناگہ دھوان آتش سے پیدا — ستارے اُنسے ہوتے تھے نمودار
ہوا پیدا وہین اک بحر زخار — بلند ایسا ہوا پانی ہر اک بار — انگیٹھی سحر کی جو شعلہ زن تھی
اٹھا اک جوش تب دریا کے اندر — ہوا کچھ دیر مین شق آب دریا — بڑھا ایسا کہ عالم سب تھا کالا
ہوئین پریان بہت اس سے نمودار — نہایت خوبصورت نیک اطوار — ہوا نوق سما سے جب برابر
لگے آتش کے پھر شعلے نکلنے — ہوا دم بھر مین پھر غائب وہ دریا — یہ لایا رنگ وہ سیلاب دریا
عروسان گلستان تھے ہوا پر — نکالے طائر رنگ حنا پر — یکایک مٹھ سے اور تھوتھو لے اُنکے
خوشی سے اُڑتے تھے عمل شمشاد — ہوا پر اڑ رہے تھے جو شرربار — ہوا پھر ہوا اک باغ پیدا
ہوئی پھر روشنی کچھ اشکارا — شب بے ماہ کا چمکا ستارا — سنے پھر قمریون کی کون فریاد
زہے دولت زہے حشمت زہے جاہ — جلو مین سب وہ ارکان دولت — نکلتے تھے دہن سے مار ہر بار
گلو مین ساز حرد کے سرخ جوڑے — سجے ساز طلائی سے تھے گھوڑے — کہانتک یہ بیان سامان ہووے
برستی ہر طرف تھی شان وشوکت — مرصع ساز تھا انکا سراپا

نہ تھا دنیا مین ہرگز مثل اُنکا	سوا اُنکے کنیزین سب طرحدار	سراپا نور اور خورشید رخسار
لباس اُنکے جواہر کار و پُرزر	فدا ہون حور و غلمان صبح رتبہ پر	سواری شان و عظمت سے بڑھی جب
تماشائی ہوا رنگ جہان سب	اسیصورتسے یہ تورا مین تھے	اُدھر مہرخ کا اب حال سُنیے
کہ شب وہ جلسہ عشرت مین گذری	سحر پیدا ہوئی اُس شام غم کی	شب آخر کا بالکل فق ہوا رنگ
کیا تیغ سحر نے اُسکو چو رنگ	ستارون نے چرائی آنکھ اکبار	سجی خورشید کی گردون نے دستار

جسدم پنجشاخہ پنجہ آفتاب لشکر انجم مین روشن ہوا اور سواری خسرو خاور کی طلسم افلاک مین روان ہوئی عالم مین نور افشان ہوئی لشکر حیرت مین طبل گڑگڑائے منادی نے ندا کی کہ آج قتل عمرو ہی جسکو دعوی لڑنے کا ہو تو وہ ہوشیار ہو جائے یہ صدا کان مین مہرخ و بہار کے بھی پہونچی بس اُسیوقت لشکر ظفر پیکر مین طبل و بوق کی صدا بلند ہوئی کہ ؎

چو آواز آرد طبل آمد برون ٭ بہ پیچید بر خود فلک نیلگون ٭ بعجلت تمامتر تیغہاے جانستان جنگ دشمن کے سر کھانے پر زہر کھائے ہوئے تھین بہادرون نے زیب کمر فرمائین جانین نثار ہونے کو آئین زرہ دلکش خود و عمود چار آئینے روے فتح و ظفر کو جسمین معائنہ فرماتے آراستہ تن کیے پیلتن مخالف دشمن کے تیزون کی سنان سینۂ عدو کی مدعی وار پار ہونے کی شرط بدی ہوئی تھین نہ تھین ستارۂ طالع حریفان کو بلندی دکھا کر پستی کی خبر دیتی تھین تنکر سرکشون سے نوک کی لیتی تھین خنجر طلبگار خنجر دشمن تھے عمود کلہ شکن تھے ہر سمت بیڑی دال مڈھا تھا ملک شجاعت کا یہ میدان ڈانڈا تھا ساحرون نے رات بھر سحر اپنے جگائے تھے بیرجو قابو مین آئے تھے انھین اسوقت بلایا تھا بھینٹ مین جان لکھانے حریف کی ہر ایک آیا تھا۔ کلوا بھیرون نار سنگہ کی چوکیونکو گوکل و بکر سمجھایا تھا ہر سمت سے بگدو بہ بندو بہ کش کی آوازین آتی تھین بغیر قتل و قمع خوف سے جانین جاتی تھین لشکر مین کسیطرف پکار تھی کہ مار لیا ہی کہین سے صدائین آتی تھین کہ تمام کیا ہی اور سر دیا ہی کوئی جوان تنکر کہتا کہ ہنگام مقابلہ اپنے ہمنبرد کی ٹانگین نہ چیرین تو کچھ کام ہی نکیا کوئی پکارتا کہ چورنگ ہوائی دشمن کو نہ کاٹا تو تمام ہی برباد دیا کہین یہ غلغلہ تھا کہ یہ میدان ہی بڑا مجکو آج ہی کے دن کا ارمان تھا اب وہی سامان ہی غرضکہ کسی جانب سے سوار آمادۂ کارزار چلے کسی طرف سے پیادے جان دینے پر آمادہ ہو کر منچلے پن سے بڑھے

ساحرون کے غول بروے ہوا اُڑتے نظر آئے فتنہ وآشوب مثل بلا فلک سے اُتر آئے ہنس وطاؤس واژدر وفیل کے غول تھے شعلہ فشان شیاطین وخبیثات وغول تھے مہرخ و شکیل دنافران ومخمور وطاؤس ولرزان وزلزلہ وسرخمو ومشکین مہرہ و رعد وبرق وہلال سحر افگن وبہار وآفت وغیرہ تختہاے سحر پر سوار ہوے گرد اُنکے لشکر کے سردار ہوئے ناقوس نوازون نے جوف ارض وفلک کو ناقوس بنا دیا طائران سحر کی رنگین بدنی نے روے ہوا کو طاؤس بنا دیا اُدھر باد سحری سے خندۂ گل کا دشت مین کڑکا اِدھر نقیبون کا کڑکا وہ نور کا تڑکا نوبت کی ٹکور جھانجھ کا شور ہوا ٹھنڈھی ٹھنڈھی آتی ہواے شجاعت بہادران بڑھاتی چراغ زندگی جھلملاتا نور دیدۂ بصارت ہمت شجاعان بڑھاتا صحرا مین تراوت شبنم کی پائی جاتی اوس گلزار لشکر اسلام پر پڑی تھی گل ہمہ تن گوش ہوکر ہر رنگ وخیان خبر سننے پر کان لگائے غنچہ چٹک کر کیا ہوا کیا ہوا پوچھتے ستارہاے فلک خوف سے چھپکے رہتے سناٹاے نیزہ بسان ستارۂ چرخ چمکتے تھے نسیم سحری جو دشت مین سن سن چلتی تھی دلاوران بہار کی تیز اگنی تھی کہ نظم

اللہ رے احتشام لشکر	سردار ہر ایک جسکا صفدر	بخشا وہ خدا نے زور وہ دل
رستم بھی نہو سکے مقابل	دیکھی ہی جو اُنکی تیغ خوش آب	چکر مین ہی بحر مثل گرداب
آئینہ بر تیغ برق تمثال	دعواے اجل کا صورت حال	قربان درشکوہ تعظیم
کرتا تھا سپہر جھک کے تسلیم	عالم پہ ہوا تھا خوف طاری	تھا نعرۂ دور باش جاری
شمشیر سے اُنکے خون تازہ	رخسارۂ فتح پر تھا غازہ	یہ لشکر تو اِس آن وبان سے

اور اِس شوکت وشان سے مرنے چلا تھا اُدھر حیرت نے اپنے تئین لباس وزیور سے مثل عروس شب اول کے آج اسلیے آراستہ فرمایا تھا کہ شہزادیان قلعہاے طلسم کی بصد حسن وآرایش یہان موجود ہین جمال مہر تمثال مین مقابل اُنکے پریان بیچ دنیا کو ہین شاہ طلسم اگر اُنھین کو دیکھے گا بازار ناز وادا میرا سرد ہو جائیگا پس ایسا بنا وکرد ن کہ میرا بنا وشاہ سے رہے کسی پر نگاہ اُسکی نہ پڑی اور سے بنا دنہ بنے چنانچہ ایسی آراستگی اُس زہرہ فلک حسن وناز نے کی تھی کہ نظم

نرم کرین دل سخت وہ پر زیب کڑے	جو لگائین دل زہرہ کو بھی چھڑمان وہ چھڑے
اسکے وہ ماہ دو ہفتہ سے جو رتبہ مین بڑے	دیکھے پازیب تو خورشید فلک پاؤن پڑے

دھنگ بالون سے عیان اڑہ نور کے تھے	
پنکھے وہ برق کہ پنکھے شجر طور کے تھے	

اور حسن بھی اس شاہد رعنا کا بہتر از مہر و ماہ تھا بارہا اسکا بیان کیا گیا ہی چنانچہ یہ کوچ تیار ہوئی ایک طرف لشکر شاہان در بند طلسم کا کمر باندھ رہا تھا ہزارہا انسان کھڑا تھا دنیا تمام لرزتی تھی آسمان سے آفت برستی تھی اس ہنگامے مین یکایک ہزارون نفیرون کو دم ملا اور شور بوق و دہل تا بہ گنبد سما پہونچا ملکہ حیرت سوار ہوئی فیل پر زرین بنگلہ بڑا تھا اسمین تخت جواہر آگین بچھا تھا اسی پر ملکہ کا جلوس ہوا گویا جانب فلک رونہ کا دوس ہوا میدان جنگ کا مقرر ہونا دشوار تھا کثرت مردم سے پر دشت و کہسار تھا پڑاو ہی پر کمر بندی ہوکر صف کشی ہوئی اور اس لشکر کو تو ضرورت لڑنیکی بھی نتھی صرف یہ منظور تھا کہ عمرو کو قتل کرین اور اسکے حمایت کرنے والون کو روکین الحاصل جب لشکر تیار ہوا ابر سیہ چار سمت سے اٹھکر برسا گرد و غبار بیٹھا فتنہ و فساد اٹھا روحون کا لشکر جمع ہونے کا سامان ہوا ملک الموت تخت حکومت پر بیٹھا اور بائے آہن جوش پر تھا جدھر نگاہ جاتی تھی اور جہانتک نظر کام کرتی تھی علمہاے لشکر دکھائی دیتے تھے اور نقباے بلند آواز شور کرتے تھے جب نقارون پر پڑتی تھی کہ ابیات

وہ شور کہ ہوش گرم پرواز	تھی برق نفیر لب سے دمساز
لشکر کا ہجوم و شور ناقوس	فیلون کی قطار و خیل طاؤس
تھا رنگ جہان گرد گردون	اس روز نیا تھا دور گردون
تارے نہین اسقدر فلک پر	جتنا کہ تھا وان پہ جمع لشکر
تھی کون سی جو بلا نہین تھی	آفت کی کچھ انتہا نہین تھی

اسطرف لشکر ہمراہ لیکر مہرخ نامور جو روانہ ہوئی تھی راہ مین قران سے کہتی تھی کہ افسوس ہی برادر دلکی حسرت دل ہی مین رہی اور اجل آلئی شہزادۂ اسد کو بھی ہم چھڑا نہ سکے

تخت سلطنت پر طلسم کے بٹھا نہ سکے کہ رہبر ملک عدم ہوئے قران کہتا تھا کہ ای ملکہ بمصداق
آیہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کے نظر بافضال پروردگار رکھو اور خیر اگر
ہمسے اور کچھ نہو گا تو یہ ضرور کرینگے کہ ایک بغدہ سر پر افراسیاب کے لگائینگے ہو سکا تو راہ ملک عدم
اُس نابکار کو بھی دکھائینگے اسیطرح اور سردار بھی کفن سر سے بندھے جان دینے پر آمادہ باتین باتین
کی کرتے روان تھے آخر لشکر دریا مثال دشمن کے قریب پہونچ گئے اور صلاح کی کہ ایکطرف جاہی پڑو
یا اس انبوہ کو خاک مین ملا دو یا اپنی ہستی مٹا دو ملک نیستی کی بستی بسا دو نام تو کر جاؤ تہلکہ
ڈال دو شجاعت دکھا کر مر جاؤ یہ مشورہ کر کے حربہاے سحر تھا کہ سب کیدل دیکر دہو کے نعرہ ہاے
کوہ بگاف کھینچکر جاہی پڑے سر پر اُس لشکر بیپایان کنار کے ملکہ اختر بن طول دراز قد
کی فوج صف کشیدہ تھی اُسی پر مثل آفت کے یہ سب ٹوٹ پڑے شور قیامت خیز برپا ہوا سحر کی
تلوار چلنے لگی گولون کی بھرمار ہوئی مہرخ نے ماش کا چہرا مارا ملکہ اختر شیر پر سوار استادہ تھی
اُسکے شیر پر وہ چھرا پڑا کہ اُسکو چکر آیا اس اثنا مین ایک تیر بھی شیر کے آکر لگا کہ وہ گرا اختر اُسکے
گرنے سے زمین پر کودی فوج نے اُسکی جانا کہ مالکہ ہماری کام آئی یہ معلوم کر کے بیدل تمام لشکر
ہوا اور فوج نے بھرمٹ کھایا پیچھے قدم ہٹایا لشکر اسلامیان آگے بڑھا اور ملکہ مشکین مو نے ایک
سل کئی ہزار من کی سحر سے اڑائی سترہ سو مکرا اُس سل کا پھٹا اور لشکر دشمن پر گرا ستر ہو سا تھ
ہلاک ہوا بیرون نے اُنکے شور مچایا اندھیرا چھایا اس لشکر کے بعد ملکہ دریا بار ماہی گیر جو بڑی بڑی
ساحرہ ہی مع اپنی فوج کے صف آرا تھی کسنے کہا ارے لوگو یہ بیسہ کیون غلغلہ کرتے ہین کیا
ہوا ہی اسقدر کثرت سپاہ ہی کہ کسیکو مہرخ کے آنیکی خبر نہین ہی اسوجہ سے یہ حال اسنے پوچھا ہنوز
کوئی کچھ بتانے نپایا تھا کہ مطیعان اسلام نعرہ زنان آپہونچے دریا بار اپنا نہنگ بڑھا کر چلی
بہار نے اسکو آتے دیکھکر ایک گیند اپنے گلدستے سے لیکر زمین پر مارا جہان وہ گیند گرا وہان سے
پانی جوش مار کے نکلا اور بڑھکر مثل دریاے زخار موج زن ہوا مچھلی اُس بحر سے تڑپکر کنارے
پر آئی بہار پکاری کہ ای ملکہ دریا بار یہ مچھلی قابل شکار ہی یہ کلمہ سحر کا تھا دریا بار نہنگ پر سے
اپنے دریا مین فوراً کود گئی اور مچھلی کی تلاش مین آگے بڑھی اُسوقت ایک نہنگ دریا سے
پیدا ہوا اور اُسکو نگلگیا ملکہ بہار کی سبنے تعریف کی کہ ای ملکہ یہ صنعت آپ ہی کے واسطے ہی کہ

جیسا اسکا نام دریا بار تھا ویسا ہی آپ نے سحر اُسپر کیا ملکہ نے کہا یہ وقت مدح وثنا کا نہین ہے لو
ہی لڑتے بھڑتے کسیطرح حیرت تک پہونچ جاؤ یہ سننا تھا کہ برق جادو چمک کر چلی اور رعد غرق
زمین ہوا دریا بار کی فوج مین آگ نکلا اور جیسا ساحر بیہوش ہوکر گرے اوپر سے برق آگر گری
صفحاے لشکر صاف ہونے لگین تیروں کی بوچھار ہونے لگی لشکر مین آگ برسنے لگی فوج دریا بار تو
اپنے مالک کے غائب ہوتیسے شکستہ دل تھی ہی بھاگ کھڑی ہوئی پشت پر سے سحر کی مار تیروں
کی بوچھار نیزون کی انی پشت کے پار تیر وشمشیر وخنجر کی دھار مسلمانون نے کی اور تیسری صف پر
اہل اسلام آگے پھر تو تیغ بران جولیان مصیبت زدگان بار غم سے پشت خم رکھتی تھی اسلام
علم ہوئی شجاعون کی بن پڑی خنجر گلوگیر ہوئے جوہر شمشیر وخنجر اسی حسرت مین دانت کاٹتے
تھے کہ دشمن کو بدم کرین سنان نیزہ کی زبان پر کہ سینون سے ملین تیر آہ مظلومان بنکر فلک
کے پار ہون کمانین کشیدہ قاطرون کیطرح کشیدہ ٹیڑھی سیدھی لب سوفار کی گفتار ہر بات پر تکرار ایک سے سو
گرک کر چلاتے نیزے دار بردشمن کو چڑھاتے برنگ سر ہنگ غدار ہاتھون ہاتھ قدم بڑھائے تو
وتاب آہن چشمہ خورشید پر چمک فگن تلوار کی دھار کا دریا باڑھ پر جیسے ندی بڑھنے کے دن
اساڑھ پر سفینہ جان بہادران تلاطم مین حوصلہ کا بادبان کھلا ہوا غرق فلزم رزم ایسے کہ
ہوش مجھ مین تم مین شجاعون مین تو یہ ہنگامہ برپا تھا ساحرون مین یہ معرکہ تھا کہ آندھیان سیاہ
آئی تھین بدلیان چھائی تھین بلاؤن کا دنیا مین نزول تھا آتش فشان ہر ایک غول تھا ہر ایک
زلزال دنیا کو سکارہ سمجھکر کالا کیا تھا چہرۂ فلک پر ابر نے برقع ڈالا تھا نہین نہین دہر غدار پر
کملی ڈالکر لوٹنے کا ارادہ تھا غبار نے اڑکر چشم آفتاب مین خاک جھونکی تھی پر آشوب زمانہ تھا
ترنج نارنج نارنیل نخلستان جان تن کے پھل تھے بکرے اور سور کے جا بجا چڑھے بل تھے لہو برسا
تھا لوہا بادل تھا اسلحہ کی چقاچاق صداے رعد تھی جادو کی بجلی چمکتی تھی کہ ابابیل

ہر سمت تھی سحر آزمائی	اُس سحر سے کفر کی صفائی	اڑتے تھے بگولے بنتے تھے بیر
سپر دن کی گھٹا تھی بارش تیر	جادو نگہان وسحر کاران	کیا کیا نہ اٹھا رہے تھے طوفان
ذرون کو بناتے مہر تابان	برساتے تھے سنگ ژالہ باران	جاتے تھے جو چیخ نکل شرارے
کرتے تھے دہاں سے بنکے تارے	اسجا سے بھی وہان لگی آگ	بڑھتی ہوئی فوج مین چلی آگ

خلقوم کٹے ہوئین حفاظین	ہر جا تھین ہزار کربلائین	ہر چند منجلون نے یہ آفت برپا کی

تھی لیکن وہ جمعیت ایسی نہ تھی کہ پریشان ہوجاتی اور وہ فوج اتنی نہ تھی کہ شکست کھاتی لشکر ساحران تھا خاطر پریشان نہ تھی فوج شاہان تھی دل شکستہ عاشقان نہ تھی کہ درہم برہم ہوجاتی ہزارون ساحر لشکر مہرخ کے کٹ گئے مرنے والا ایک بہت ہوتا ہی بیان تو اتنے تھے بھون نے بھی جانبازی کرکے لاکھون کو مارا مگر ایک کنارہ بھی اُس بحر ناپیدا کنار لشکر کا کم نہوا کسیکو کسیکے مرنے کا غم نہوا خیال بھی کسیکو نہ تھا کہ کون لڑنے آیا ہی اور یہ ہنگامہ کسنے مچایا ہی جب زیادہ شورش فوج اسلامیان کی بڑھی ناظمان طلسم نے افسران لشکر کو اپنے حکم دیا کہ ایک ایک ساحر لشکر دشمن پر دس دس ساحر ملکر سحر کرین اور ہوسکے تو لشکر انکو اسیر کرلین افسر یہ حکم پاکر ایک ایک پر بیس بیس ٹوٹنے چلے تھے کہ یکایک اسی ہزار نقارے پر چوٹ پڑی کہ دریاے جون روان جوش مین آیا زمین و آسمان کو تزلزل ہوا آمد شاہ ساحران یعنی فرزند بے ایمان کی ہوئی تمام فوج تھمکر تماشا دیکھنے لگی سامان جاہ و حشم نظر آیا ہزار ہا نشان سحر کے پہلے لیے کھلا ہوا ہر ایک کا پرچم نظر آیا پھر گیارہ سو ناز نینان زہرہ جبین ہاتھون مین عہدے لیے گذرین پھر کئی سو پریزادین چکیان یاقوت کی پیراتی دکھائی دین اور کئی سو رنگ کھیلتی ہوئی نکلین انکے بعد ایک تخت بیچ مین فیروزہ کا اور گرد اسکے کئی سو تخت چاندی سونے کے تخت فیروزہ پر کٹہرہ یاقوت کا لگا مسند زرنگار بچھا اُسپر شاہ جادوان بیٹھا ہوا اور گرد جو تخت تھے اُنپر لولیان قمر طلعت و دراشگران مہر صورت سوار تھا پ طبلے پر پڑتی سازنگیان بجتین ناچ ہوتا اُس رقص کو دیکھکر سر سپر فلک پر خورشید بھی ناچتا یا دل پیر فلک کا پھڑک گیا تھا سر پر بادشاہ کے ابر سرخ رنگ چھایا اُس ابر کے کنارے روپہلی رنگ کا بادل نظر آتا لباس روے ہوا سرخ تھا اُسمین روپہلی گوٹ کی سنجاف تھی رنگ زمانے کا بدلا ہوا صورت خلاف تھی اِس بادشاہ کی سواری کا تجمل بارہا بیان ہوا ہی اُسی شوکت و شان سے یہ ناہنجار آیا اور شور لشکریان جو اُسنے راہ مین سنا تھا تو باغبان دفیروزشاہ وغیرہ سے پوچھتا آتا تھا کہ یہ غوغا کیسا ہی وہ عرض کرتے تھے کہ شاید لڑائی ہورہی ہی ہر غل کرتے ہین ساحر مرتے ہین غرض یہان جب اگر ہوچار دیکھا کہ لشکر مہرخ اگر میری فوج پر گرا ہی برق جادو تڑپ

رہی ہی رعد گرج رہا ہی قران عیار بغدہ مارتا پھرتا ہی یہ دیکھکر اسنے سحر پڑھا ایک گھوڑا
نہایت بلند کوہ پیکر پرند سا نازنین سے درست چلاک چست اڑتا ہوا آیا یہ جست کرکے اُس پر
سوار ہوا اور جانب آسمان چلا اور بہت بلند ہوکر نعرہ زن ہوا کہ منم افراسیاب یہ نعرہ اسکا
تمام لشکر مہرخ نے سنا برق جادو تو سرد ہوگئی رعد کا دم بند ہوا عیار بچالاکی بھاگ کے
لشکر سے دور نکلگئے اور تمام لشکری لڑنے سے رُک کر جانب بادشاہ دیکھ رہے تھے کہ یکایک شاہ
نے ایک ناوک اپنی کمر سے نکالا اور لشکر مخالف پر مارا اُس ناوک کے شق ہونے سے پانی
برسنے لگا اور ایک ایک بوند اُسکی ہر ساحرہ اور ساحر کے سر پر پڑی اُسوقت بادشاہ نے
گھوڑا اپنا نیچے آتارا اور سر لشکر پر پہونچا دوسرا نعرہ مارا کہ ای ملکہ مہرخ و بہار و فلان و فلان
تم سب مع اپنے لشکر کے پھر جاؤ اور غم مین عمرو کے جتنا تمسے رویا جائے روؤ اور جسقدر
پیٹا جائے پیٹو سر دن پر اپنے خاک اُڑاؤ پچھاڑین کھاؤ کیونکہ اب عمرو کو مین قتل کرونگا
پھر تمھارا ایسا شفیق قتل ہوا اور تم ماتم نکرو حیف ہی کہ اُسکا کچھ غم نکرو بس جلد ہتھیار پھینکدو
اسباب ساحری دور کرو دل رنجور اپنے تا صبور کرو یہ کلمات ایسے پُر اثر تھے کہ بمجرد سنتے
اس نعرے کے تمام سرداران لشکر نے گریبان اپنے پھاڑے اور سواریون پر سے سحر کی
اُتر کر جانب صحرا ہائے عمرو والے عمرو کرتے چلے علمہائے لشکر سرنگون ہوئے طبل و بوق
نعرۂ ماتم و شیون لگاتے تھے نقیبون کے دل خون ہوئے طاؤسان سحر کے آتش رنج سے
جسم داغدار ہنس سوزدل سے آتش بار اژدر زہر غم سے ہلاک پرچمہائے علم کا گریبان چاک
جادو گربیان شمشاد قامت برنگ طوطیان فریاد کنان نونہالان ارجمندی پژمردہ بستان
گلہائے بوستان گھوڑے غم سے شیہے بھرتے ہاتھی خرطوم اُٹھا کر سر پیٹتے فریاد کرتے چاہ و حشم
لشکر کا خاک مین ملا ہوا سینہ داغون سے ہر ایک کا گلستان بنا ہوا گرد و غبار مین ہر شخص
اٹا ہوا سر برہنہ گریبان پھٹا ہوا سر و زانو پیٹتا منھ پر طمانچے ہر ایک لگاتا پھرا یہ سب سردار
مع فوج جرار کے پڑاؤ پر بھی نہ آئے اسی ہیئت سے جنگل مین اگر کھڑے اور برود کر
آب اشک سے جل تھل بھرے سبزہ زار کو سینچنے لگے جب یہ لشکر مسحور بہ سحر ہوکر پھرا
مہتر قران نے دور سے اس ماجرے کو دیکھا دل سے کہا وای مردیم یہ کیا غضب ہوا پس

صورت ساحر کی ایسی بنائے تو پہلے ہی سے تھا اور ہمراہ مہرخ لڑتا تھا چنانچہ یا تو بھاگا تھا یا پھر لشکر دشمن مین آیا یہان شاہ جادوان مرکب سے اترا تھا ناظمان طلسم سہر تسلیم دوڑے تھے نذرین گذر رہی تھین بڑا ہنگامہ تھا یہ اسی ہنگامہ مین قریب افراسیاب خانہ خراب بادل بیتاب آیا اور تانکر ایک بغدہ اسکے سر نجس پر لگایا از بسکہ وہ بادشاہ طلسم ہے کسی سے سپر از خود سر پر آڑ ہو گئین عیار مذکور ناچار رو بفرار لایا کہ بیکار ہے جان دینا یہ مارا نجائیگا شاہ جادوان مخاطب بجانب شاہان در بند طلسم تھا عیار مذکور کا خیال نہ رکھتا تھا اسوقت اسکی طرف بنظر تیز دیکھا اور پکارا کہ ای زمین طلسم مگیر قران کے پانوں زمین نے پکڑ لیے اپنے دلمین کہا کہ انا للہ اب قضا آگئی لیکن پروردگار کو خیریت کرنا تھی کہ بادشاہ نے دوبارہ کہا ای قران مین جب تمھین چاہون بسان حرف غلط صفحہ ہستی سے مٹا دون لیکن اجاؤ اور اپنے اُستاد کا قتل ہونا دیکھو اس کلام سے قران کے پانوں زمین سے چھوٹے اور یہ بھی بھاگ کر جنگل مین آیا اور ذیل بجائی برق دضرغام وجانسوز دوڑ آئے اُنسے کہا دیکھا تمنے کہ دفتر لشکر اُلٹ گیا اب کہو کیا صلاح ہے انھون نے کہا خنجر کھینچکر بروقت قتل اُستاد لشکر پر جا پڑینگے اور جان دیدینگے مہتر مذکور نے کہا خیر یہ تو کرنا ہی ہے مگر ایک مقام بلند پر چلکر رجوع بدرگاہ حاجت نواز کرین اور خدا تعالیٰ کو بتضرع وزاری پکارین کہ وہ ارحم الراحمین ہم سب پر رحم کرے یہ کہکر تینون عیارونکو ہمراہ لیکے ایک کریوہ پہاڑی پر آیا وہان سے لشکر شاہ طلسم بھی نظر آتا تھا اور حال اپنے ساتھیون کا بھی دکھائی دیتا تھا چنانچہ ایک جانب تو سلامی شاہ طلسم کی ہو رہی تھی مجرائی برائے تسلیم گردنین جھکائے تھے نعرے خوشی کے بلند تھے ادھر جنگل مین لشکریان مہرخ دردمند تھے العیاذ باللہ سات لاکھ آدمی کا لشکر ہائے عمرو ہائے عمرو کہکے روتا تھا زمانہ تمام ماتکدہ تھا شور ماتم سے دنیا بھر گئی تھی ہائے ہائے کی آواز در و دشت وکوہ وبحر و بر سے پیدا تھی ان لوگونکی صدا جہان تک چوٹ کھاتی تھی خالی مکان مین بولنے کی طرح آواز آتی تھی سخت ماتم تھا کہ آہ بھی در و دشت سے سر ٹکراتی تھی کوہ وبیابان کے دلپر چوٹ لگتی تھی آہ بھی مدالت پر ہونے سے سر پیٹتی تھی دُھواں آہ ایسا بلند تھا کہ عالم سیاہ ہوا تھا سوز دردون سے دنیا جلتی تھی گھوڑے روتے ہاتھی چنگھاڑتے

سور نعرے مارتے سوار گریبان چاک پیادے سر پر ڈالتے خاک تیر بشکل آہ لب سے جاری نالۂ جانکاہ کمانین پشت خم کیے نیزے فرہاد دہشت سے زمین مین گڑے عمود دکھ زمین پر رکھکر خاکسار بنے تلوارین حسرت سے دانت نکالے دیدۂ جوہر سے عجب کیا جوہین خون کے برنالے نازنینان ماہ پیکر خاک پر پانون پھیلائے بیٹھین زمین پر بچھائے کھاتین زمین برنگ گلرین گلستان تھی یہ گل ٹوٹے پڑے تھے ہوائے رنج سے لوٹتے پھرتے تھے لاکھون آدمی جو آہ سرد بھرتے گلستان مین نسیم ملتی تھی چشمہ ہائے چشم سے اشک جاری تھے تو نہرون کی کیفیت نظر آتی تھی کانٹون پر ہر ایک کا دامان چاک چاک گریبان موج ہوائے رنج پانون کی زنجیر دلونمین جنون کی تاثیر آبلۂ دل کانٹون کے مشتاق آرام سے بیٹھنا شاق پہلو مین دل جلتا منھ سے دھوان نکلتا رگ رگ مین جوش خون سودا تصویر جنون تن سراپا جوش اشکباری نہایت بیقراری بہار حسن صرف خزان ہر ماہ وش خراش غم سے بشکل کتان خرمن صبر مین آگ لگی متاع ہوش وحواس لٹی ہوئی ہر شخص اس حالت جنون مین کہتا اور بزبان حسن بیان اسطرح نوحہ خوان تھا کہ یہ چند نظم

نالون نے ہمین جہان سے کھویا	رو رو کے ان انکھون نے ڈبویا	ٹکڑے ہوئے آستین و دامان
سینے کیطرح پھٹا گریبان	ہر دم ہے زبان پہ آہ شبگیر	کمبخت کہان گئی ہے تاثیر
تاثیر کا کچھ نہین پتا ہے	اے آنسو تمکو کیا ہوا ہے	تاثیر ہے کس طرف بتا دو
بہ کر ہمین اسطرف بہا دو	نازل نئی ہمپہ یہ بلا ہے	معلوم نہین کہ کیا ہوا ہے
قالو مین نہین ہے اب دل زار	انکھین مین پر آب زرد رخسار	ہے ہے کرین اب دل و جگر کو
بیٹھین رو رو کے اب عمر کو	یہان تک نالے تھے شکر افزا سیاب مین شادیانے تھے شاہ	

مذکور نے بعد مزاج پرسی شاہان در بند اس برج کیطرف کہ جسمین عمرو قید تھا اسحر نگہ سے اشارہ کیا کہ وہ چکر کھاتا ہوا اثر اعیار یہ حال دیکھکر بلبلائے اور کارساز عالم رب اکرم کی درگاہ مین جبین سائی کرنے لگے کہ الٰہ العالمین بصدق نور ہدایت سمیر جناب خاتم المرسلین وآلہ الطیبین ہمپر رحم کر اور ہمارے اُستاد کو قید غم سے چھڑا النظم

ہر چند فقیر و بینوا ہون	اسوجا سے غلام مرتضےٰ ہون	ہمنام خدائے پاک عادل

ہین عقدہ کشاے کار مشکل	شاہنشہ درونق ارا ملک	کی عقدہ کشائی ملائک
ہی تجھسے دعا یہ رب اکبر	امداد کو اپنی آئین حیدر	جو فتح کرینگے جنگ خیبر
دو انگلیون پر اٹھائینگے در	کیا حرز ہی نام شاہ مردان	اپنی مشکل بھی ہوگی آسان

یہ تو مصروف دعا تھے مشغول گریہ و بکا تھے مقتدی قبول آمین کہتا تھا اُدھر شاہ جادو ان نے برج کی طرف افسون دم کیا کہ وہ دھوان بنکر اڑ گیا عمرو اُسمین سے نکلا سینے دیکھا کہ رنگ رخ سفید ہی جسم زار و نزار ہی آبلون سے تن داغدار ہی شاہ نے اُسوقت ہنسکر خطاب کیا کہ کیون خواجہ کچھ جادو جانتے ہو تو ہمپر کرد خواجہ نے آہستہ سے جواب دیا کہ مین جادوگر پر لعنت کرتا ہون شاہ نے کہا اب لعنت ملامت کا حال کھلا جاتا ہی کچھ ہی دیر مین دھڑ پر سر نہوگا یہ کہکر رقعہ جمشید دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ جلد عمرو کو قتل کر اُس سے کچھ گفتگو نکر ورنہ وہ رہا ہو جائیگا اور اُسکو برج سے نکالنا اچھا نہوا قید رکھنا بہتر تھا اِس حال کو معلوم کرکے اِسنے سحر پڑھا کہ غبار زمین سے اڑکر ایک بنگلہ بنکر عمرو کے گرد ہو گیا پھر اِسنے ساحرون سے کہا کہ مین اِس بنگلے کو جب غائب کرون تم عمرو پر تنہاے سحر لیکر ٹوٹ پڑنا اور ٹکڑے ٹکڑے اُسکے کر ڈالنا ساحر حسب ارشاد تلوارین اور حربہاے سحر لیکر گرد بنگلہ کے استادہ ہوے اور اِسنے چاہا تھا کہ بنگلے کو غارت کرون ناگاہ بروے ہوا نوبت و نقارے بجے شاہ بہر نظارہ اُسی سمت متوجہ ہوا دیکھا کہ چار لاکھ اژدر آتشی آتے ہین اُنپر دو دو جادوگر علمہاے رنگ برنگ لیے بیٹھے ہین ہر چم ہر علم پر تعریف کوکب اور خواجہ عمرو امیر تحریر ہی یہ دیکھتے ہی بادشاہ نے حیرت سے کہا کہ ای ملکہ وہ دیکھو عمرو کے حامی آتے معلوم ہوتا ہی کہ خود وہ مرد صحرائی کوکب آتا ہی ملکہ نے عرض کیا کہ پھر عمرو کو جلد مارئیے شاہ نے کہا اب اِنکو بھی آلینے دو حوصلہ دلکا اُنکے بھی باقی نرہجائے دیکھو تو کہ مین کیونکر سب کو غارت کرتا ہون یہ کہکر ایک نارنج جانب فلک اُچھالا وہ نارنج بروے ہوا پہونچکے پھٹا اور دھوان اُسمین سے نکلکر بادل بنا اور سر بسر اُن چار لاکھ ساحرونکے جا کر چھایا کچھ تر شح ہونے لگا بوندین جو اُن جادوگرون پر پڑین سب کاغذ کے پتلے جیسے تھے کہ گھلکر مع اژدر کے زمین پر گرے چار لاکھ علم سرنگون ہوے بادشاہ نے ایک قہقہہ مارا تمام شاہان قلعہ نے تعریف کی کہ ای شہنشاہ کیا کہنا وہ سامری کو بھی یہ سحر نہ آتا ہوگا اِسکی تعریف کرنے مین صداے نفیر سحر

سنائی دی اور چار لاکھ سوار مرکب ہاے پرند پر بیٹھے لباس زرین پہنے ظاہر ہوے شاہ
جادوان نے اُن سواروں کو دیکھکر پھر کچھ سحر پڑھا کہ ایک طرف سے دو سوار پیدا ہوئے
اور بادشاہ سے قریب آکر عرض پیرا ہوئے کہ کیا آپ حکم دیتے ہین اسنے کہا یہ جو فوج سوارون
کی آتی ہی دیکھین تو کہ کیونکر آپسمین لڑتی ہی یہ حکم سنکر وہ دونون سوار غائب ہوگئے وہ فوج
آتی تھی یکایک دو لاکھ سوار دہنی جانب ہوگئے اور دو لاکھ بائین جانب بیچ مین میدان
کھل گیا اور آپسمین ایک نے دوسرے پر حملہ کیا تلوار چلنے لگی روے ہوا خون سے گلنار ہوا
گلہاے زخم سے تختۂ گلزار ہوا تلوار جب علم ہوئی گردون نے سر اونچا کرنا چاہا بہرام الامان نیزہ
لایا کھچکے کی آواز مترنون کی ہتھیارون کی چھاچاق سے دنیا بھر گئی روے ہوا سے خون
برسا عالم بہ نوع عرصۂ جنگاہ ہوا طائر اور خلقت بادی کی بربادی کا نقشہ تھا یہ جنگ جو باہم
آغاز ہوئی پیچھے اس لشکر کے ملکہ مہ مثال نرگسی چشم آتی تھی اُسپر حقیقت کھلی اپنا تخت
اُڑا کر قریب تخت ملکہ بران آئی اور پکاری کہ ای ملکہ دوران آٹھ لاکھ کا لشکر ہماری طرف کا
کام آیا بیسر جنگ افراسیاب ناکام آیا ملکۂ موصوف کے کانون تک جب یہ پیام آیا فوراً
اختر مرداریدکو ہاتھ پر رکھکر فرمایا کہ جہان کمین سحر افراسیاب کا اُترتا ہو جائے ہمارا لشکر اس
لڑنے سے سنبھل جائے ایک تو اُس اختر سے جدا ہوکر غائب ہوئی اور زیر زمین پہونچی وہان
دونون سوار جو افراسیاب پاس آئے تھے باہم لڑ رہے تھے اور اُنھین کے لڑنے سے
سب فوج بروے ہوا جنگ آزما تھی پس اُن سوارون کے جسم مین یکایک آگ لگی جلکر
خاک ہوئے اِدھر سواران بران ہوش مین آکر لڑنے سے باز رہے شاہ جادوان نے اُنکو
ہوش مین آتے دیکھکر شاہان دربند سے کہا ہوشیار ہو جاؤ حریف آپہونچا لشکر سنبھلکر
مسلح تو کھڑا تھا ہی حربہاے سحر و شمشیرہاے آبدہ زہرناک لیکر جانب ہوا متوجہ ہوا اُدھر
ملکۂ بران نے اپنے ناظمون کو حکم دیا کہ ہان ای شیران دشت ساحری و نبرد آزمائی اب دیر
کیا ہی صید زبون تمھارا سامنے کھڑا ہی لو اور شکار کر دیہ حکم دینا تھا کہ ہزارہا بوق و نفیر
پھنکی فوج تو سجی ہوئی آتی ہی تھی لینا لینا کہکر حملہ آور ہوئی اب تو وہ غوغا ہوا کہ شور محشر
اُسکا ایک نمونہ تھا اُدھر سے فوج افراسیاب چلی اور اِسطرف سے یہ نمدی موج مار کر بڑھی

ملکہ بران فوج کو حکم حملہ کرنیکا دیکر آپ غائب ہوگئی یہان فوجین جو باہم حملہ ور ہوئین تو
ظاہر ہوا کہ دو جہان ٹکرا گئے کون و مکان کے ساکنون کو غش آگئے ہوائے تیغ کے سوا کچھ سنائی نہ دیتا تھا ہر سمت گیر و دبش کا غوغا تھا شمع جان عالم بجھ رہی تھی صرصر شمشیر
چلتی تھی تلوار علم ہنگام جنگ تھی آسمان و زمین چورنگ تھے آب بیتاب رنگ آب و
تاب صمصام و خنجر رواں تھا شکست لنگر زمین و آسمان تھا خشکی مین ڈوبتا جہاز جسم و
جان تھا موجین قہر ناک اٹھتی تھین موت کی بہیا آئی تھی ماہی جان گرداب تن مین قید
ہوئی تھی زندگی جان کی حباب آسا ہوئی تھی پہلے ہی حملہ مین لاکھون سینے تیرون نے
فگار کیے تھے سیف و خنجر نے چہرہ گلنار کیے تھے جوف زمین و فلک بصورت ترکش
تیرون سے ملو نظر آتا پر عقاب سے جہان پر کھول کر اڑا چاہتا تھا شاہان دربند طلسمات ایک
دوسرے پر جو حملہ آور ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ دو آفتاب باہم ٹکرا گئے یا دو دریاے زخار
موج مار کر تہ و بالا ہو گئے فوجون کی موجہ چال سے بحر اعظم کا لہ انا ظاہر موج
آب سنان و خنجر فاہر کہین تیرون کا سناٹا کمانون کا بزور و شور کڑکنا کہین
خنجر و تیغ کا کھچا کا دل عالم دہلاتا اسلحہ سے تو اسطرح کام لیا جاتا تھا جادو گرونکا یہ حال ہوا
تھا کہ تحمل عالم تاب و تبرنج ہی سے پھلا تھا ثمر مرگ ملتا تھا اور کیا بھلا تھا ایک ایک تیل ہزارہا
کے سینے توڑتا تیر بغیر جان لیے منھ نہ موڑتا تھا کہین سیندور کا چوکا دیا تھا گنڈ لاکھون تھا ناش
کے آٹے کا سانپ امڈتا تھا لاکھون جوت کا دیا جلتا تھا دن کو ستارون کے نکلنے کا گمان تھا
لاکھون سورج سحر کا زیر آسمان تابان تھا ہزارون چاند نکلا ہوا تھا اور ہزارون ستارے
لڑ کر گر رہا تھا بجلیون کے گرنے کا تار بندھا تھا شیر سے بنڈیلا مارے عقرب فیل سے
گینڈا بھڑ گیا تھا اژدرے لپٹا ہوا تھا لاکھ ہا پنجہ چمک چمکر گر رہا تھا بیرون کا تانتا بندھا تھا
کلوا بھیرون سے اٹکا ہوا تھا ڈہرو بجتا تھا نارسنگھے سے جوگی جیپال کا مقابلہ تھا ساحر دہر کے
چھو منتر نے ساحر دہر کو چھو نبایا تھا عجوزہ دنیا کو اپنے سامنے سے بھگایا تھا نیرنگی عالم ہان کے
سحر کا ایک نمونہ شعبدہ بازی فلک اُس سحر سازی کے مقابل ادنی شعبہ کوئی ساحر خون
تھوکتا کسیکا کلیجہ کٹکر گر رہا سلین برستین برف گرتی ابر چھائے ہوئے طبق زمین کے تھرائے

غبار ایسا اُڑا تھا کہ زمین کا طبق بروے ہوا تھا پتھر پہاڑون سے اُڑ اُڑ کر گرتے غار زمین مین پڑے ہوئے پہاڑون کو زلزلہ باہم ہر پہاڑ سر ٹکراتا دریا روے زمین کے خشک تھے ناریل برستے تھے یا شکر آبہوے دہر سے گرتے نافۂ مشک تھے شاہ جادوان بھی سحر پڑھکر بلند ہوا تھا اور سحر کرنا چاہتا تھا نعرہ کر رہا تھا کہ ای یادگاران سامری وجمشید گھبرا نا کثرت لشکر دشمن سے خوف نکھانا مین سبکو غارت کیے دیتا ہون اسی ہنگام مین بران جو اپنے لشکر سے غائب ہوگئی تھی پہلو پر اسکے ظاہر ہوئی اور پکاری کہ ای افراسیاب اگر اختر مرواریدسا منے تیرے آجائے تو کیا کرے شاہ نے نام اختر جو سنا پھر کر دیکھا ملکہ مذکور نے اختر کو دکھا دیا اسکا جسم کانپا اور چکر آیا اسکے ساتھ عشاق دو دست جادو دشیاطین بت پرست وغیرہ کہ است وجیب پر استادہ تھے انھون نے سحر پڑھا کہ گھٹا ٹوپ از خود پیدا ہوکر بادشاہ پر چھا گیا اور شاہ اُسکے اندر آگیا آگ نے سے بچا اور ہوشیار ہوا اس اثنا مین بران نے ایک تابخ سحر پڑھکر لشکر پر مارا کہ اُس تابخ کے شق ہونے سے کئی لاکھ ساحر فوج دشمن سے کام آیا بیرون سے اُن مقتولون کے غل مچا یا فوجین تو پہلی ہی تھین لاش پر لاش گر رہی تھی شور و غوغاے مبارزان سے علاوہ صداے بربہاے سحر نے زمانہ سر پر اُٹھا لیا بران پھر سحر پڑھکر اور اختر ہاتھ پر رکھکر صف لشکر عدو مین در آئی اور ایک ایک دم مین چالیس چالیس کا کام تمام کرتی تھی اُدھر سے مہ مثال نے ایک ہلال جو مارا ستر سو ہلال بنکر جو گرے ایک ایک ہلال سے ساحرون کے دو دو ٹکڑے کیے یہ حال دیکھکر حیرت آگے بڑھی اور پکاری ای شہنشاہ اب تمھاری طرف ہین وہ سحر کے گھٹا ٹوپ مین تھا جواب کون دے اسکو یقین ہوا کہ بادشاہ چلے گئے اُسوقت ایک تابخ ملکہ بران پر اُسنے ارادہ تابخ ملکہ مذکور کے سینے پر لگا کہ اُسکے صدمے سے بیہوش ہوگئی شہزادیون نے دربند کے اسکو سنبھالا اس اثنا مین بران نے دو زیر پھول برساتا ہوا آگے بڑھا ملکہ قمر سپہر انجم حشم نے مشت گوہر جھولی سے نکالکر مارے کہ وزیر مذکور کے جسم پر پیسان شیرہ آکر پڑے یہ بھی زخمی ہوا اتنے عرصہ مین بران کو ہوش آیا مجلس اسکے پاس نکھڑی تھی اور اسکے بیہوش ہونے سے متردد تھی اب اسکو ہوش مین پاکر شمشیر سحر لیکر لشکر عدو پر گری اور اسیطرح مثل بازی طفلان سحر کرکے لشکریون کو ہلاک غارت

کرنے لگی ادھر بران نے شاہان دربند طلسم سے اپنے پوچھا کہ مجکو نارنج کسنے مارا تھا انھون نے
کہا حیرت نے یہ سنکر اسنے ایک تیر سحر کا حیرت کو تاک کے مارا وہ خدنگ جانستان ہاتھی کی
پیشانی پر آکر لگا کہ وہ چکر کھا کر گرا حیرت بھی جانب زمین چلی ایک پنجہ از خود پیدا ہوکر اسکو اٹھا
لیچلا اسوقت اُسنے پکار کر نہیب دی کہ ای بران پنجہ سحر کا مجکو لیجائے اور مجکو زمین کھا جائے
بران یہ کلمہ سنکر زمین پر اُتر آئی اور غرق زمین ہونے لگی اور پکاری کہ ای حیرت مین تجکو
چھوڑاتی ہون تو مجکو چھوڑ دے اس کلام سے پنجہ نے حیرت کو زمین پر اتار دیا اور زمین نے
بران کو چھوڑا پھر یہ دونون اُڑکر بروے ہوا ہمنبر ہوئین اور بران قتل و قمع کرتی ہوئی
ایک طرف چلی حیرت اسکی فوج مین در آئی اس اثنا مین شاہ افراسیاب گھاٹ سے
باہر نکلا اور سوچا کہ یہ لڑائی عمرو کے لیے ہے تو اب اُسکو قتل کر ڈال یہ سوچکر تیغہ سحر کپڑے کے
بنگلہ کی جانب چلا لیکن اور ماجرا سنیے یعنی چالاک و سرشار و سلطان وغیرہ جو برق
عیار سے جدا ہو گئے تھے غوغاے اجتماع لشکر سنکر اسطرف آئے اور پہلے اُسطرف انکا گذر ہوا
کہ صحرا مین مرخ و بہار وغیرہ مع اپنے لشکر کے غم عمرو مین روپیٹ رہی تھین اور مسحور سحر
افراسیاب تھین یہ حال اِن لوگون کا دیکھکر حیران ہوئے اور ایک بلندی پر عیارون کو
مصروف دعا پاکر پاس اُنکے جاکر حال دریافت کیا اُنھون نے سب ماجرا کہا اسوقت چالاک
نے خوب مضبوط کرکے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ کچھ تدبیر ہوسکتی ہو تو کرو اُنھون نے جواب دیا
کہ شاہ طلسم کا ہم سحر نہین رد کر سکتے اسمین سلیمان نے سلطان سے کہا مجکو یاد پڑتا ہے
کہ شاہ جادوان نے بروز نوروز ایک تعویذ تانبے پر لکھا ہوا مجکو دیا تھا اور ایک برات کو
اپنے سحر سے اسیطرح دیوانہ بنا کر تمسے کہا تھا کہ اس تعویذ کو دھوکے پانی براتیون پر چھڑکو
چنانچہ ایسا ہی تمنے کیا تھا وہ ساری برات ہوشیار ہو گئی تھی پھر اگر وہ تعویذ تمھارے
پاس ہو تو اِن لوگون پر بھی پانی اُسے دھوکے چھڑکو سلطان نے کہا تمنے خوب یاد دلایا ہان
وہ نقش میرے پاس موجود ہے یہ سنکر چالاک تخت پر سے کودا اور چشمہ سے جاکر شکیزہ پانی سے بھر لایا اُس نقش کو
دھوکر پانی مین ملایا اور ایک ساحر روے ہوا پر جاکر قائم ہوا اور لشکر جہانسے جہانتک سحر مین مبتلا
تھا تھوڑا تھوڑا پانی تمام لشکر پر گرایا یکایک اُس جنگل مین ہوا تند چلنے لگی اور جسم مسحورات

مین لگی وہ سب دل تو بیہوش ہوگئے پھر جو ہوشیار ہوئے آپ مین آگئے اور حریہاے
سحر لیکر پھر لشکر افراسیاب پر چلے اُسوقت قران اور سب عیار چالاک سے بولے اور
کہا ای برادر ہم لشکر کی تباہی سے اپنے ہوش مین نہ تھے اور تمکو پہچانا نہ تھا اچھا اب چلکر
فوج دشمن پر گرو اور خواجہ کو بجول وقوت الٰہی رہا کرو چالاک نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین
یہ کہکر اپنے ساتھیون سے کہا تم ان عیارون کے ہمراہ جاکر شریک مہم خ ہوکر مقابلہ
کرو مین بھی آتا ہون یہ کہکر جست کرکے ایکطرف روانہ ہوا اور قران و برق وغیرہ
ساحرون کی ایسی صورت بنکر ہمراہ سہر شار وغیرہ چلے اور جنگاہ مین پہونچکر لڑنے لگے اور
لشکر بہار و مہرخ وغیرہ کے آکر دوبارہ گرنے سے وہ شور برپا ہوا کہ عجب تھا جو آسمان پھٹ پڑے
شاہ جادوان اِن ساحرون کے آنے سے حیران ہوکر انھین کیطرف دیکھنے لگا کہ انکو کسنے
رہا کیا اور لیکر تیغ لیکر قریب بنگلہ کے آچکا تھا اِن لوگونکی جانب جو متوجہ ہوا ملکہ بران کو
خوب موقع ملا یہ بزور سحر بلند ہوئی اور وہان سے برق بنکر بنگلے کیطرف چلی بادشاہ اُسکی
جانب متوجہ ہوا تھا کہ ایکطرف سے قران کا بھیجا ہوا پیچ سحر کی سر پر آپڑا ہوئین
اور یہ قران کیطرف لپکا کہ دوسری طرف سے برق عیار نے کمند ماری کمند تو جلگئی مگر
بادشاہ اِدھر پھرا قران اِس عرصہ مین اور طرف ہوگیا اِسنے چاہا تھا کہ برق کو گرفتار
کرون کہ ایک سمت سے ضرغام نے خنجر مارا پنجہ نے خنجر روکا اور یہ اُسکی جانب پھرا تھا کہ جانسوز
نے حباب بیہوشی ناک پر مارا کہ یہ چکر کھا کر گرا پتلے سحر کے پیدا ہوکر ہوشیار کرنے لگے اور عیار
سب اُس لشکر مین ہر طرف چلے گئے مگر جبتک بادشاہ ہوشیار ہوئے اُسوقت تک ان
بجلی بنی ہوئی بنگلے پر گری اور وہ بنگلہ دھوان بنکر اُڑا عمرو ظاہر ہوا اور اُسنے
جو بران کو دیکھا پکارا کہ ای ملکہ جلد مجکو بیجلو ایسا نہو کہ لڑنے مین مجکو بھول جاؤ
اس غوغاے لشکر مین ہر چند عمرو چیخا مگر کچھ شنائی نہ دیا لیکن ملکہ اِسکے چھڑانے کو تو گری
ہی تھی جلد کمر مین پنجہ ڈالکر لے اُڑی اختر کا سایہ جسم پر خواجہ کے جو پڑا قید سحر کی دور
ہوئی جسم مین بھی توانائی آئی اور ساحر جو غوغا کرکے چلے کہ لینا لینا لیے جاتی ہے ملکہ نے
اختر کی ضیا اُن ساحرون پر بھی ڈالی کہ بیہوش ہوکر گرے اور ملکہ بلند ہوکر سناٹا مار کر چلی

ادھر افراسیاب بھی ہوشیار ہوچکا تھا لگیئی لگیئی کا غوغا سنکر آڑ الا کھون ساحر جوا ڑکر عقب
ملکہ چلے تھے اُنکو فوج ملکہ کی اور مہرخ کی کب راہ دیتی سد راہ تھی اور بادشاہ جوا ڑ امیران
بران نے روکنا شروع کیا اسنے ایسا افسون دم کیا کہ سینے اُسکو راستہ دیا یہ بھی سناٹا
مار کر چلا لیکن بران اس عرصہ مین بہت جلد دور نکلگئی اور بادشاہ بھی کہتا چلا کہ اس چھوکری
کو بغیر مارے آج نہ ہوگا یہ دونون تو آگے پیچھے جاتے ہین لیکن بران کے خواجہ کو لیجانے
سے تمام ناظمان دربند طلسم ہوش ربا کو ایسی خجالت ہوئی کہ جان دینے پر آمادہ ہوگئے
اور بڑے جوش و خروش سے لڑائی آغاز کی آتش حرب ایسی مشتعل ہوئی کہ خورشید کو اُسکی گرمی
سے تپ چڑھی سیاہی ایسی بڑھی کہ دنیا سیاہ خانہ بنی گھمسان کی مار ہوئی بگیر و بند کی پکار
ہوئی نرنون تک سر کٹے پڑے تھے دھڑ تڑپ رہے تھے دریاے خون روان کے برابر
اور ایک دریاے خون روان تھا وقت فراق جسم و جان تھا ایک طرف سے مہرخ ایکجانب

سے فوج بران گری ہوئی تھی کہ ابیات

گویا کہ زمانہ پھر گیا تھا	کوئی نہ کسی کا تھا خدا تھا	قسمت نے تھی وہ زمین دکھائی
کوسون ہہ تھی بوے آشنائی	سینون مین تھی آتش حسد تیز	آپس کے کلام طعنہ آمیز
ساحر نہ کسی بلاے کم تھے	مثل دم اژدر اُنکے دم تھے	ایسے تھے سیاہ دل وہ مردم
نیش انکا روان تھا شکل کردم	پیاسون کو پلاتے تھے وہ خونریز	آب دم تیغ و خنجر تیز
تھا گرم دہان اجل کا بازار	تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار	تلوار غضب کی چل رہی تھی
تھی سانپ کہ دہر اگل رہی تھی	آتا تھا جو دشمن اُسکے منھ پر	کھاتی تھی اُسے بزنگ اژدر

ملکہ حیرت نے ہرچند جد و جہد اس لڑائی مین کی مگر فتح ممکن نہوئی آخر تھک کر طبل امان
بجوایا لشکر لڑنے سے رکے اور آپس سے جدا ہوکے لشکریان بران شاہان دربند طلسم
نور افشان ہمراہ ملکہ مہرخ عالیشان مراجعت فرما ہوئے اور متصل لشکر ملکہ مذکور یہ بادشاہ
بھی اُترے اُدھر حیرت نے داخل لشکر ہوکر ہر ایک کو اُترنے کا حکم دیا نرنون تک دونون
جانب لشکر اُترے حیرت کے یہان تو پہلے ہی سے مجمع عظیم تھا مہرخ کے یہان بھی ایسا ہی
ہجوم ہوا کہ جہانتک نگاہ جاتی تھی لشکر ہی لشکر نظر آتا تھا اور ویسا ہی ہنگامہ جیسا حیرت

کی طرف بیان ہوچکا یہان بھی تھا یہ سب تو باطمینان ٹھہرے اور عیار اہن ملکہ مہین جانب دشت چلے کہ دیکھین شاہ جادوان اور ملکہ بران سے کیا گذرتی ہی یہان ملکہ مہرخ سے سرشار و سلیمان و سلطان نے ملاقات کی ملکہ مذکور نے انکو خلعت سے سرفراز فرمایا خیمہ دبارگاہ رہنے کو دیا کفاف واجبی معین کیا الحاصل سب ہنسی خوشی مقیم ہوئے انکو اس حال مین چھوڑ کر شاہ طلسم کی کیفیت بیان کیجاتی ہی کہ یہ جو عقب بران چلا وہ دور جاچکی تھی اور راہ مین سوچتی تھی کہ تو پرائے طلسم مین فتحیاب نہوگی خاص کر شاہ طلسم سے سربر ہونا مشکل ہی اور وہ پیچھے تیرے آتا ہی کچھ تدبیر کرنا چاہیے چنانچہ ایسا کچھ تجویز کرکے صحرا مین ایک مقام پر اُتری اور عمرو کو ایک غار مین بیہوش کرکے ڈالدیا اور آپ بھی ایک درہ کوہ مین چھپ رہی اسلیے کہ جو گرہ دے مرے اُسکو زہر کیون دیجیے دوسرے یہ کہ تو افراسیاب کو آج قتل تو کرہی نہ سکیگی طلسم کچھ فتح تو آج ہوا نہین جاتا پھر بیکار ہی لڑنا خواجہ کو چھڑانا تھا وہ ہوگیا غرض جب یہ پوشیدہ ہوگئی شاہ طلسم کچھ دیر مین مکان آیا ہر سمت اُسنے تفحص کیا کہین اُسکا پتا نہ پایا اپنے سحر سے معلوم کرنا چاہا کہ بران کہان ہی سحر نے بسبب اسکے کہ بران کے پاس اختر مروارید ہی اُسکو خبر ندی بلکہ یہ خبر دی کہ ملکہ مذکور اپنے طلسم مین گئی شاہ جادوان ناچار رنجیدہ خاطر پھرا اور بسبب ندامت کے لشکر حیرت مین نہ آیا باغ سیب مین آکر کچھ دیر ٹھہرا پھر سمجھا کہ یہان بھی ساحر تیری ملاقات کو آئیگی اُسنے شرمندگی ہوگی یہ سمجھکر ظلمات مین چلا گیا اور ایک مکان مین وہان کے آکر منھ اپنا لپیٹ کر پڑ رہا دل سے کہتا تھا کہ اتنی بڑی ذلت ایک چھوکری کے ہاتھ سے تجکو ہوئی یہ نشانی تیرے ادبار کی ہی اب طلسم بھی تو حوالہ باغیان کردے اسد کو اور بدیع کو چھوڑ دے پھر آپ ہی دلسے کہتا کہ اے افراسیاب تو چاہے بران کو اُسکے گھر سے جاکر پکڑ لائے اور اسد گبند جہان نما پر قید ہی اُسکو کون چھڑا سکتا ہی یہ طلسم کا حال کسیکو معلوم نہین ایسا کہ لوح واران طلسم اور رکن رکین طلسم بھی نہین جانتے پھر تو گھبراتا کیون ہی ایسی ہی باتین دلسے بنا تاریخ واسید کی حالتین پڑا تھا اُدھر بعد اسکے چلے آنیکے کچھ دیر تو بران مخفی رہی از بسکہ یہ جنگ عظیم چار روز رہی تھی آج چوتھا دن تھا کہ اُسنے کچھ کھایا پیا نہ تھا اور یہ دن بھی بھاگنے اور چھپنے مین

گذرا تھا ملکہ مذکور بہت تشنہ و گرسنہ تھی درۂ کوہ سے باہر نکلی اور بنا بر احتیاط کے خواجہ کو غار سے نکالا جبتک شاہ سیارگان میدان طلسم افلاک سے پھر کر ظلمات مین گیا اور ملکہ ناہید نے پردہ بستر گی شب سے نکلکر فروغ پکڑا کہ نظم

ستارون نے کھلا پھر تختہ شام ہوے مہتاب سے روشن در و بام ستارے بھی شگفتہ دل تھے کچھ آج
سر شب پر دھرا تھا ماہ کا تاج

بران نے عمرو کو غار سے نکالکر ہوشیار کیا اور تمام ماجرا اظہار کیا اور کہا اخگر مروارید کے باعث سے زندگی ہوئی ورنہ افراسیاب کے ہاتھ سے بچنا مشکل تھا خواجہ نے بھی گلہاے کلام اُس لالہ فام پر نثار کیے اور گلستان شکر مین خندلیب دار ترنم سرا ہوا کہ اے ملکہ تمھارے سبب سے میری جان خدا نے بچائی تمنے بڑا احسان مجھپر کیا ہین اُسکا شکریہ ادا نہین کر سکتا واقعی تیرا یہ رتبہ ہی نظم

کیا شکر ادا کرون مین تیرا شہرہ ترے فیض کا ہی ہر جا شرمندۂ فیض اہل امکان
قبضہ مین ہر ایک دل کا ایوان دیکھے جو تو فیض کی نظر سے زر مہر سے مہ سے سیم برسے
یہ حسن یہ زور یہ حکومت یارب رہے تا ابد سلامت

بران نے سحاب بیان سے گہرباری کی کہ خواجہ مین آپکی دختر کے برابر ہون اور دعوی کنیزی رکھتی ہون آپ بزرگی فرماتے ہین جو ایسا کچھ زبان پر لاتے ہین یہ جنگ مین نے اپنی رائے سے کی پدر عالی قدر کو اسکی خبر نہین خواجہ نے کہا شاہ کوکب اس حال کو سنکر ناراض نہونگے بلکہ خوش ہونگے ملکہ نے فرمایا کہ خیر ہر چہ باداباد لیکن افراسیاب جسطرح مجھسے لڑا اسطرح میرے باپ سے نہ لڑسکتا مرد عورت مین بڑا فرق ہوتا ہی اور بہت سے سبب ایسے ہین کہ عورت سے نہین ہو سکتے ہین اگر تم قید نہوتے تو مین بغیر مرضی اپنے باپ کے نہ آتی اور جب آپ میرے گھر مین تشریف فرما تھے تو مین نے وعدہ بھی کیا کہ لشکر لیکر آپکی مدد کو چلونگی اب لشکر کشی ہو چکی میرا جی نہین چاہتا کہ گھر پلٹ کر جاؤن دلمین آتا ہی کہ دریاے خون رواں خشک کردون اور پل پر زادان توڑ ڈالون خواجہ نے کہا اب برا چندے تو اپنے گھر چلنا مناسب ہی آیندہ جیسی صلاح تمھارے باپ کی ہوگی وہ کرینگے ملکہ نے کہا اچھا سمجھا جائیگا اب تو فرادم لیلین یہ کہکر داماں کوہستان مین گئی اور

کوس بھر کا ایک میدان سبز و خرم دیکھکر سجر پڑھا کر چند نازنینان مہر طلعت زمین سے نکلکر سامنے
آئین اُنسے حکم دیا کہ سامان آرام و راحت مہیا کرو یہ حکم سنکر وہ غائب ہوگئین بعد لمحہ کے
پھر آئین لب چشمہ مسند مرتب بچھا دیا ملکہ و خواجہ آکر بیٹھے چنگیرین اُن گلعذارون نے سامنے
رکھدین ہر دو حورین در آئین و دسترخوان اُنھون نے بچھا دیا کھانا انواع و اقسام کا لذیذ چن دیا
سیلابچی آفتابہ سامنے لائین خواجہ اور ملکہ نے ہاتھ دھوکر کھانا نوش فرمایا بعد فراغ اکل و شراب
نازنینان زرین پوش آئین اور گشتیان شراب ارغوانی ساتھ لائین ملکہ منیوشی کرنے مین مصروف
ہوئی اس اثنامین چاندنی نے کھیت کیا دشت و در چاندی کا تیر بنا ہوا سر چلنے لگی پانی
چشمون کا لہرین لیتا تھا جنگل مین پھول رنگ برنگ کے کھلے تھے ملکہ کیفیت لالہ زار اور
چاندنی کی بہار دیکھتی تھی اور عمرو اسکی خاطر سے آہستہ آہستہ کچھ گاتا تھا یہ تو اس کیفیت مین
تھین لیکن عیار جو برائے دریافت حال خواجہ نیک کردار و ملکہ خوش اطوار صحرا مین آئے تھے
اُنھون نے شاہ طلسم کو جانب باغ سیب خالی جاتے دیکھا سمجھے کہ بران اسکو نہین ملی
پس یہ بھی شاد شاد اپنے لشکر کیطرف پھرے راہ مین اُنسے اور چالاک سے ملاقات
ہوئی اور اُسکو قسمین دین کہ مرشد زادے لشکر مین تشریف لیچلو اُسنے کہا وہان خواجہ سے مجادلہ
ہوگا ابھی کوئی کارنمایان مین نے نہین کیا ہے عیارون نے کہا ابھی خواجہ لشکر مین نہین
ہین اور بڑا کام تو تمنے یہ کیا کہ تمام لشکر کو سحر سے شاہ جادوان کے چھڑایا اچھا بروقت
آئے خواجہ صاحب کے چلے جانا عیار مذکور اُنکے بیدار ہونے سے ہمراہ اُنکے چلا اور یہ سب
جانب لشکر حیرت آئے یہان حیرت کے حکم سے لاشین مقتولون کی اٹھ رہی تھین ملکہ
مسطور اندر بارگاہ کے چپ غم مین مبتلا بیٹھی تھی ناچ گانا موقوف سنا تھا لشکرون مین بھی وہ
گھما گھمی اور رونق نہ تھی جابجا یہ تذکرہ ہوتا تھا کہ اب یہ طلسم بچے گا نہین مناسب ہے کہ یہان سے
نکل چلین ورنہ دین ایمان سب برباد ہوگا بعض خیام سے غم پدر و برادر و پسر سے صدائے نوحہ
دشتیون برپا تھی عیار یہ تمام کیفیت دیکھتے ہوئے اپنے لشکر مین آئے یہان مقتول دفن ہو رہے
تھے نقارہ شادمانی پر چوب پڑ رہی تھی ہر خیمہ مین ناچ ہوتا تھا بازار عیش و عشرت گرم تھا عیار
سب طرف پھرکر بارگاہ مین آئے خضر غلام نے سب سے کہا کہ یہ فرزند رشید خواجہ عمر دہین ہمارا

سردار بڑی گرمجوشی سے ملا چالاک نے بھی صفت وثنا ہر ایک کی ادا فرمائی مہرخ نے کرسی
جواہر نگار بیٹھنے کو دی خلعت سے مخلع کیا اس کیفیت مین مہتر قران نے خبر دی کہ ملکہ ہما کے
جادو آتی ہین مہرخ نے استقبال کرا کر بلوایا اسکے ہمراہ مجلس جادو بھی تھی غرض انکو تعظیم
تمام بٹھایا اور استفسار کیا کہ ملکہ بران کی فوج کا کیا ارادہ ہی ہما نے کہا مین اسیواسطے آئی
ہون کہ تمسے صلاح کرون میری راے یہ ہی کہ سب شاہان دربند طلسم کرچلکر اپنی بارگاہ مین
لے اؤ مہرخ نے کہا بہتر ہی چلو یہ کہکر مع ہما کے سوار ہوئی قران بھی ساتھ چلا آخر اس لشکر
مین پہونچکر ہر ایک سے ملاقات کی اور اپنے لشکر مین چلنے کے لیے اصرار فرمایا ہر سردار
عرض پیرا ہوا کہ ہم تابع فرمان ملکہ بران ہین وہ ہمسے کچھ فرما نہین گئین نہ یہ ارشاد کیا کہ
اپنے اپنے ملکون کو جانا نہ یہ فرمایا کہ یہین رہنا ہمکو آپ ابھی اسیجگہ رہنے دین صرف اتنا بندوبست
کردین کہ ایک صحراے فراخ دوسیع مین ہمکو اتروادین کہ یہان تکلیف بہت ہی یہ سنکر مہرخ
نے مہتر قران سے کہا کہ یہانسے پانچ کوس پر ایک کوہ سیاہ ہی وہان ان سبکو لیجا کر اتروادو
اور سب بادشاہون نے کوچ کیا قران انکو لیکر ہمراہ چلا اور دامن کوہ مذکور مین جب
پہونچے دیکھا کہ ایک میدان تیس کوس کا ہی جسمین نہ کوئی درخت ہی نہ جھیل ایک تنکہ
صندل کا ایسا ہموار و مصفا زمین کا تھا غرض وہان لشکر اترا لیکن بازار سے ملکہ مہرخ
کے سر اس لشکر کا اکر ملگیا اب سب ساحرون کو بفراغت جاے سکونت ملی مہرخ و قران
پھرکر اپنی بارگاہ مین آئے اور مصروف عشرت ہوئے اسوقت حرحر عیارہ بھی بقصد عیاری
اس لشکر مین آئی اور یہان ہزارہا ساحرون کو لشکر بران کے آتے جاتے دیکھا اسنے انمین
کو دیکھکر صورت اپنی ایک جادوگرنی کی ایسی بنائی اور داخل بارگاہ ہوئی اندر کرسی
جواہر نگار پر ایک عیار کو اسنے بیٹھے دیکھا یہ تو چالاک کو پہچانتی نہ تھی اور نہ چالاک اسکو
پہچانتا تھا لیکن اسنے قیافہ سے پہچانا کہ یہ کوئی نیا عیار لشکر آمر سے آیا ہی مگر خواجہ کی صورت
سے شکل اسکی بہت مشابہ ہی غرض صورت تو بدلے ہی تھی ایک خط مصنوعی ہاتھ پر رکھکر
آگے بڑھی اور مہرخ کو تسلیم کی وہ نامہ دیا ملکہ نے پڑھا لکھا تھا کہ منم ملکہ بران ای مہرخ
مین عمرو کو لیکر فلان پہاڑ کے دامن مین آئی ہون اور اپنے طلسم کو جایا چاہتی ہون

اگر تمھارا جی چاہے تو میری ملاقات کو آؤ اور عمرو بھی میرے ہمراہ جائینگے آنسے بھی ملجاؤ
اور ایک چیز مین سحر سے تیار کرکے اس ساحرہ کے ہاتھ تمکو بھیجی ہے اُس چیز کو اس سے
لیکر سونگھنا تمام ماجرا تمکو واضح ہوجائیگا کہ مین کسوجہ سے تمھارے پاس نہین آئی اور اُس چیز
کو تنہائی مین جاکر سونگھنا تاکہ میرا راز اوروں پر نہ ظاہر ہو ملکہ مہرخ مضمون نامے سے آگاہ ہوکر
اُٹھی اور بارگاہ کے دونون سمت راہ ٹیان بنی ہین عیارہ کے ہمراہ ایک راہ گی مین آئی
یہان چالاک سمجھا کہ یہ جادوگرنی اسی لشکر کی ہے کوئی بات پوشیدہ ہوگی اُسکو بیان کرنے
علیحدہ لیگئی ہے یہ سمجھکر چپکا بیٹھا رہا اس اثنا مین بہار اپنی بارگاہ سے یہان آئی چالاک کو
پہچانتی تھی کہ لشکر اسلام مین ہوآئی ہے اسوقت بڑے تپاک سے اس سے ملی اور بیٹھکر
باتین کرنے لگی ہنگام تکلم اسکو خیال جو آیا تو پوچھا کہ ملکہ مہرخ کہان ہین چالاک نے کہا ایک
ساحرہ نامہ لیکر آئی تھی اُسکو لیکر الگ گئی ہین کچھ مشورہ کرنے کو بہار نے کہا اکثر شاہ جادوان
کے یہان کی عیار بچیان جادوگرنیان بنکر آتی ہین اور پکڑ لیجاتی ہین انکو کیا ضرور تھا کہ اکیلے
ہین گئین چالاک نے پوچھا کہ عیار بچیون کا کیا نام ہے بلکر نے کہا عیارنیان پانچ ہین صرصر
شمشیر زن - صبا رفتار - شرارہ نقب زن - سمیہ سنگ انداز تیز نگاہ خنجر زن
انھون نے تمھارے باپ اور بھائیون سے سامنا کیا ہے اور دعوی برابری کا رکھتی
ہین عیار مذکور نے کہا تو پھر چلکر ملکہ کی خبر لینا چاہیے یہ کہکر وہانسے اُٹھا اور راہ گی مین آیا یہان مہرخ
مہرخ کو جب لائی ملکہ مذکور نے کہا لاؤ وہ کیا چیز ہے جو بران نے بھیجی ہے عیارہ نے کہ سے
ایک حباب بیہوشی نکالکر اسکے منھ پر مارا کہ یہ بیہوش ہوئی اُسنے پشتارہ باندھکر قنات چاک
کرکے راستہ پکڑا چالاک نے جو آکر دیکھا جہان مہرخ کا پانوں پڑا تھا وہانکا فرش تو دب گیا
تھا اور عیارہ کے پانوں کا بالکل نشان بھی نہ تھا عیار یہ دیکھکر چھپٹا اور تلاش کنان صحرا
مین پہونچا صرصر ہنوز جنگل مین پہونچی تھی کہ اسنے پہونچکر نعرہ کیا باش کہ ہم رسیدیم صرصر بھی
کہ مین پشتارہ بدوش بھاگ نکلونگی پس پشتارہ پھینک کر ایک پہاڑی پر چڑھ گئی عیار
کے عقب مین بہار بھی آئی تھی چالاک نے اُس سے کہا تم مہرخ کو ہوشیار کرکے لیجاؤ مین
اِس عیارہ سے سمجھ لون یہ کہکر جانب کوہ چلا صرصر وہان سے بھی چلی اور پکاری کہ ارے مین

جانتی ہون تو عمرو کا بیٹا ہی بس خیریت اسی مین ہی کہ چلا جا اسنے جواب دیا کہ اری چڈو تو نے
بڑا غضب کیا تھا کہ مین بیٹھا رہا اور تو عیاری کر گئی تیرا نام کیا ہی عیارہ نے کہا مسمّی صرصر ہے
کہتی ہوئی پہاڑی کے دوسری جانب سے اُتر کر چلی چالاک سمجھا کہ یہ یون نہ قید ہوگی پس دھوکا
دینے کو ایک جھیل کے کنارے بیٹھکر منھ ہاتھ دھونے لگا صرصر نے پھر کر دیکھا کہ دیکھون میرے
تعقب مین آتا ہی یا نہین اُسکا منھ جو پھر کر دیکھنے سے چالاک کی سمت ہوا از بسکہ شب ماہ
تھی اسنے ایک گولی بیہوشی کی بھری کا عدد کی کمان مین رکھکر جو ماری صرصر کی ناک پر آکر
پڑی وجہ اسکے ناک پر پڑنیکی یہ ہوئی کہ جب اُسنے عیار کو جھیل پر بیٹھے دیکھا یہ بھی تو بے نظر
عیارہ ہی سمجھی کہ یہ عیار مجکو دھوکا دیتا ہی آئیگا ضرور مجکو پکڑنے پس یہ سمجھکر سامنے بیٹھ گئی اور
حلقہ ہاے کمند اپنے سامنے کیطرف اسطرح بچھانے لگی کہ جو کوئی اِدھر سے گذرے وہ اسمین
پھنسے یہ کمند بچھانے مین مشغول تھی کہ گولی آکر ناک پر پڑی اور حباب کی طرح پھوٹ گئی بیہوشی
تیر کیطرح اسکے دماغ مین سرایت کر گئی تڑاتڑ گئی مار چھینکی اور بیہوش ہو گئی چالاک خوشی
خوشی دوڑا جب قریب اُسکے پہونچا کمند کے حلقون پر پانون پڑا اسادون بند کمند کے اُچھلکر
گردن و کمر مین آگئے اور یہ بندھکر گرا اُسکے گرنے سے جھٹکا جو پڑا حلقہ بچی ہو گئے چونکہ جنگل
مین ہوا سرد چلتی تھی عیارہ بھی جلد ہوشیار ہو گئی اور اُسنے دیکھا کہ چالاک بندھا بیٹھا ہی
یہ دیکھکر بہت خوش ہوئی لیکن کمند مین چالیس گرہ ہوتی ہین اور بڑے زبردست جو عیار
ہین وہ یہ طریقہ جانتے ہین کہ ایک طرف سے سر کمند کا پکڑکر جھٹکا مارتے ہین سب گرہین
کھلجاتی ہین چالاک بھی خیال کر رہا تھا کہ کدھر سے جھٹکا دون جو گرہین کھلجائین اسی
خیال مین تھا کہ صرصر کود کے اسپر آہی تو پڑی اسنے بعجلت تمام سر جھٹکا سر کمند کا تھا مگر لگا یا کہ
سب حلقہ اُسکے کھلگئے اسوقت اسنے صرصر کے اس زور سے ایک لات ماری کہ وہ اُچھلکر
کر ایک غار مین گری یہ جست کرکے اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا صرصر کو کچھ بن نہ آیا اُسے اُٹھنے
پکڑنے اتفاق سے صبا رفتار بھی اسطرف آئی اور پکاری کہ گھبرا نہین ہم بھی پہونچے صرصر سمجھی کہ شاید
قران آگیا سمجھکر اسنے چالاک کو چھوڑا اور جست کرکے چلی چالاک بھی کود کر اسکے برابر ہی پہونچا نا چار اسنے
پنجہ کھینچا چالاک بھی پنجہ کھینچکر مقابل ہوا دونون عیار نیان اسپر جوٹین ڈالنے لگین اور یہ بھی

روک روک کروار کرتا تھا چالیس چور مین اسے مارین صرصر نے سب وکین فقط اتنا فرق ہی کہ وہ دو ہین یہ اکیلا ہی اب اسکو بھی غصہ آیا اور قصد کیا اسنے کہ مار ڈالون لیکن جب اسکو آگے ہوئے صحرا مین دیر ہوئی تو قران لشکر سے اسکو ڈھونڈھنے چلا اور یہان آکر ہودنچا دیکھا تو برق شمشیر چمک رہی ہی دل سے کہتا تھا کہ عجب خون ریز زمین ہی کہ جہان دیکھو تلوار چلتی ہی آگے بڑھکر جو دیکھا تو صرصر و صبا رفتار و چالاک سے تلوار چل رہی ہی یہ دیکھکر پکارا کہ واہ وا اے مرشد زادے سبحان اللہ کیا کہنا لیکن اتنا خیال رہے کہ انمین ایک کنیز بے تمیز میری بھی ہی یہ آواز سنکر صبا رفتار کی تو جان نکلگئی صرصر سے گویا ہوئی کہ ای بی بی وہ موا کالیا حبشی جلاد فلک آگیا یہ سنکر صرصر ایک سمت کو بھاگی یہ بھی اسکے ساتھ روان ہوئی چالاک بھی پیچھے چلا تھا کہ قران نے روکا اسنے کہا بھیا اس مالزادی قحبہ نے بڑا غضب کیا تھا مہرخ کو مار ہی ڈالا تھا وہ تو مین دوڑ پڑا انمین کام تمام تھا قران نے کہا ہان ہان گالی مت دو اسکو خواجہ سلامت لونڈی بنایا چاہتے ہین اور وہ دوسری میری لونڈی ہی عیار بچون نے جو یہ بھاگتے مین سنا پھر گرگا لیان دینے لگین کہ خدا غارت کرے موذن نے ہمکو لونڈیان مقرر کیا ہی انکو اور انکے آقا کو گھری گورین تو ہین جمشید کی سوگند ان مردیون نے سارے طلسم مین ہمکو چھنال مشہور کر رکھا ہی یہ کہتی ہوئی بھاگین قران نے پکار کر کہا اسانی آج جو مین نہ آجاتا تو مرشد زادے مار ڈالتے کیونکہ وہ جانتے نہ تھے اب جو تمنے ایسی حرکت پھر کی تو مار ہی ڈالونگا یا آنکھ کنوین مین اٹھا کر ڈال دونگا عیار بچیان گالیان دیتی ہوئین ایکطرف چلی گئین اور یہ دونون بھی پھر کر بارگاہ مہرخ مین آئے بہار ملکہ مذکور کو لا چکی تھی اسنے چالاک کا بہت شکریہ ادا کیا پھر مصروف عیش و نشاط ہوئی قران سے کہا تم بھی بیٹھو اسنے کہا میرا جی چاہتا ہی کہ خواجہ کا حال دریافت کرنے جاؤن ملکہ نے کہا یقین ہی کہ بران اپنے طلسم مین لیے چلی گئین چالاک نے کہا انکا طلسم کہان ہی قران نے اسوقت سب حال از ابتدا تا انتہا طلسم کا بیان کیا تاکہ یہ جملہ کو الف سے آگاہ ہوکر دوست دشمن کو پہچان جائے غرضکہ اسی گفتگو مین مہتر برق ابر سے آیا اور اسنے بیان کیا کہ مین لشکر بران مین ابھی تھا تمام سردار ملکہ مذکور کے کہتے تھے کہ ہماری جانین خواجہ عمرو و بران پر نثار

ہین اور ای ملکہ اُس لشکر مین بڑے بڑے ساحر ہین مہرخ نے کہا اب انشاءاللہ اسیطرح حملہ
کرکے شہزادہ اسعد کو بھی چھڑا لینگے اب مین انتظار مین ہون کہ خواجہ لشکر مین میرے آئین
تو جشن کرون قران نے کہا مین جاکے لاتا ہون برق نے کہا مین بھی چلتا ہون ملکہ
نے فرمایا کہ تم سب چلے جاؤگے تو چالاک کا دم گھبرائیگا یہ سنکر قران تنہا روانہ ہوا اُدھر بانگا
حیرت مین صرصر آکے پہونچی اور جملہ ماجرا اپنی عیاری کا بیان کیا حیرت نے کہا عمرو اگر مرا
ہوگیا تو کچھ پروا نہین شہنشاہ سے کہان بچکر جائیگا اُسوقت اور جادوگرنیون نے کہا ہمکو یہی
تعجب ہے کہ بران شہنشاہ کے ہاتھ سے بچکر نکل کیونکر گئی یہ سنکر سفاک رونین تن نے کہا
مین دیکھتی تھی جب شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے چلے تو ایک کالے حبشی نے انکو رستی مین یا دھوکا
یا ہی سحر سے جلگئی تھی لیکن اتنے عرصہ مین بران بھی نکلگئی تھی صرصر نے کہا بی بی بڑا ستم ہوا
کہ عیارون نے شہنشاہ کو روک رکھا حاصل امر انکا رنج والم کہانتک بیان کرون اسی حرف و
حکایات مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ خورشید جوشندہ ہوکر پردہ شب مین چھپا
تھا اُسنے گریبان سحر سے بسان متفکران سر اُٹھایا کہ منظم

یہ باتین تھین کہ آئی شب کی شامت	ہوئی پھر صبح کی نازل قیامت	کیا خورشید نے روشن سحر کو
بچھایا نور کا جوشن سحر کو	صبحگو افراسیاب برنگ دود جگر بستر خواب سے اُٹھا اور	

ظلمات طلسم سے نکلکر قلعہ ہاے طلسمی کی سیر کرنے لگا اسلیے کہ رنج خاطر برطرف ہو دل بہلجائے
چنانچہ ہر سمت پھر کر راہ مینا مین آیا یہان اُسکے آنے کی خبر سنکر چند ساحر حاضر ہوئے یہ تخت
پر بخاطر حزین و بجان غمگین بیٹھا اور شراب پینے لگا اُدھر صحرا مین بران و عمرو شب بھر
عشرت پذیر رہے لیکن ہنگام سحر ایک ساحر سیاہ دل دوسرجاد و نام کریہ منظر و بدانجام اُنکے
اسمقام پر رہنے سے آگاہ ہوا یہ ساحر اس پہاڑ اور صحرا کا افراسیاب کیطرف سے محافظ تھا
چنانچہ جہان بران بیٹھی ہے اُسکے چار سمت پہاڑ ہی بیچ مین یہ میدان ہے یہ ساحر سوچا کہ مین بران کا سامنا کرسکونگا
کیونکہ وہ مالک اختر مرد ارید ہی پس یہ اُس پہاڑ کے قریب آیا اور ایک سحر جو خوب عمدہ اُسکو یاد تھا پڑھا کہ سلین
بڑی بڑی اُڑکر درہ کوہ مین آگرین راہ آمد و رفت بند ہوگئی اور اُس میدان مین کہ جہان خواجہ و بران بیٹھے
تھے اندھیرا ہوگیا خواجہ نے کہا خداوندا خیر کرنا بران نے کہا خواجہ گھبرانا نچاہیے ہم جو یہان غافل

بیٹھے تھے اس سبب سے کسی نے یہ جسارت کی کہ راہ آمد و رفت ہماری بند کی ورنہ میرے پاس
اختر مردار ید ہے کسیکا پنجہ مجھپر قابض ہونا دشوار تھا اور اب بھی جب چاہونگی نکلجاؤنگی تم بیٹھے
رہو کچھ فکر نکرو یہ تو اسطرح کی فکر مین ہے لیکن سیاہ دل دو سر جادو انکو اپنی دانست مین مقید
کرکے افراسیاب کو خبر کرنے چلا اور بزور سحر پرواز کرکے دریاے نور کے کنارے آیا اور سحر
پڑھکر پکارا کہ ای شہنشاہ ساحران مین آپکی خدمت مین حاضر ہونا چاہتا ہون اسکے پکارتے
ہی ایک پنجہ پیدا ہوکر اسکو اٹھا لیگیا شاہ طلسم باغ مینا مین بیٹھا تھا اور اسکے پاس اسوقت نامہ
لقا کا آیا تھا اسکو پڑھ رہا تھا اسمین وہی مضمون معمولی تھا کہ تو اپنے خداوند کو بھولگیا ہے مدت
سے ہماری مدد کے لیے تونے کسیکو نہ بھیجا یہان خدا پرستون نے مجکو پریشان کر رکھا ہے سب
ساحر مارے گئے صرف ایک صبا وجادو باقی ہے وہ بھی خوف مسلمانان سے بھاگی بھاگی
پھرتی ہے اب جلد کسی ساحر زبردست کو یہان بھیج کہ وہ اگر کام خدا پرستون کا تمام کرے اور اگر
تو نے تامل در باب اعانت کیا تو مین جانب ہفت کوہ چلا جاؤنگا اور وہان سے سلیمان کو
کی جانب روانہ ہونگا غرض یہ نامہ پڑھکر بادشاہ ساحرون سے کہہ رہا تھا کہ کیا خدا پرستون
نے سر اٹھایا ہے اب کسی ساحر کو میرا قصد ہے کہ خداوند کے پاس بھیجون وہ یقین ہے کہ مسلمانونکا
خاتمہ کردے کیونکہ پہلے جو ساحر وہان جاتا تھا چالاک مارڈالتا تھا اب تو وہ عیار یہان آگیا ہے کوئی
اور عیاران عیارون کے برابر کا ہیکو ہے اب کھٹکا وہان کچھ نہین ہے انھین باتونمین پنجے نے لیجاکر
سیاہ دل کو سامنے پہونچایا اسنے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے پوچھا کہ آج کدھر آنے کا اتفاق
ہوا اسنے عرض کیا کہ اول تو قدمبوسی کو دل چاہتا تھا دوسرے یہ کہ مین جس غار مین بتا ہون
وہان سے گردآوری کے لیے جو اٹھا کوہ کے میدان مین بران شمشیر زن کو دیکھا کہ ایک
مرد سے سرگرم سخن ہے مین سمجھا کہ شہنشاہ کے سامنے سے جو یہ بھاگی تھی اسلیے آکر مخفی ہوئی
ہے پس مین نے مقابلہ کرنا مناسب نجانا لیکن درہ کوہ چار سمت سے بند کردیے اور خدمت
بندگان بادشاہ مین خبر کرنے حاضر ہوا بادشاہ نے جو یہ ماجرا سنا فرط عشرت سے چہرہ گلنار ہوگیا
اور اس سے پوچھا کہ یہ امر سچ ہے اسنے قسم کھاکر بیان کیا بادشاہ نے اسپر بھی بنابر احتیاط قدح
جمشیدی دیکھا اسمین بھی معلوم ہوا کہ بیان سیاہ دل سچ ہے پس یہ معلوم کرتے ہی اٹھا اور

سیاہ دل گویا ہوا کہ آگے چل مین بھی آتا ہون وہ یہ حکم پاکر روانہ ہوا اور بادشاہ بھی اسکے پیچھے چلا
مگر سیاہ دل کنارے دریا کے پہونچا پنجے سے اُٹھاکر دریا کے پار پہونچا دیا یہ اپنے نار کی جانب
روان ہوا لیکن اول بیان ہوا کہ قران عیار عمرو کو ڈھونڈھنے نکلا تھا اور دریاے خون وان
کے کنارہ تلاش کنان پھر رہا تھا اُسنے اسکو دیکھا کہ ایک ساحر دریا سے اس پار اُتر کر کیطرف
جاتا ہی عیار مذکور ساحر کی ایسی صورت تو بنا تھا ہی دوڑ کر اسکے قریب گیا اور صاحب سلامت
کرکے کہا بھائیصاحب جس کام کو گئے تھے وہ کر آئے اور کیون نہ کرتے ہمیشہ جس کام پر تمنے ہاتھ
ڈالا اُسکا انجام خوب ہوا ہی سیاہ دل اس گفتگو کو سنکے سمجھا کہ شاید یہ ساحر بھی میرا حال جانتا
ہی پس جملہ ماجرا بیان کیا قران نے کہا اگر تم کچھ برائی نہ سمجھو تو جہان وہ باغی قید ہین ہم بھی تمھارے
ساتھ چلین اُسنے کہا ہم تم ملازم شاہ طلسم ہین دونون ایک ہین بُرائی کیا ہی ایک سے دو بہتر آؤ
چلو یہ عیار اُسکے ساتھ ہوا اور دونون اُس پہاڑ کے قریب آئے قران نے وہان پہونچکر کہا وہ
قیدی کہان ہین اُسنے کہا اس پہاڑ کے اندر اسنے کہا پھر اُنکو نکالو یا اندر چلکر گرفتار کرو اُسنے کہا
یہان بڑی زبردست ساحرہ ہی ہم تم مقابلہ کر نسکینگے افراسیاب کو بلا آیا ہون وہ آیا ہی چاہتے
ہین تامل کرو یہان تو یہ گفتگو ہی وہان بران سے خواجہ نے کہا ای ملکہ تم یہان کبتک رہوگی اب
اپنے گھر چلو یا میرے لشکر مین یہان بیٹھنے سے فائدہ کیا دوسرے کھٹکے کی جگہ دل نہین لگتا ہی ملکہ
نے یہ سنکر اختر دار مدار اپنے جوڑے سے نکالا تمام درے مین روشنی ہوگئی اس اختر کا یہ ماجرا ہی کہ چار سو
برس پیشتر باغ جمشید و سامری مین ایک میلا ہوا تھا اُس روز یہان کے اداپرداز نے قبر سامری
پر یہ اختر چڑھایا تھا چنانچہ تابوت پر سامری کے یہ اختر لٹکا کرتا تھا اب اس ملکہ کو وہان جانے
سے پجاریون نے وہان کے حسب الحکم نعش سامری عنایت کیا بڑے بڑے سحر اس اختر سے
ظاہر ہوتے ہین چنانچہ ملکہ مذکور نے اس اختر سے یون کا تکہ چاہا کہ درہ کوہ مین راستہ پیدا کرے
اسنے تو یہ چاہا اُدھر بیرون درہ قران نے سیاہ دل سے کہا کہ شہنشاہ کو تم بلا آئے تھے وہ تو
ابھی تک نہ آئے لیکن اور کوئی اُدھر سے آتا ہی اُسنے کہا کہان اسنے کہا ارے بھائی جھک کے
دیکھو درختون سے نظر آتا ہی اُسنے اسکے کہنے سے جھک کر اُسی طرف دیکھا کھوپری خوب سامنے
ہوگئی قران نے پشت پر سے اچھی طرح تاکر بندوقہ مارا کہ سر اُسکا دس ٹکڑے ہوگیا بھیجا نکلکر دور

گرا اور صدا ہاے مہیب پیدا ہوئین تڑاق پڑاق وہ سلین جو درہ کوہ مین آرہتھین گرپڑین آندھی آئی
اور آواز پیدا ہوئی کہ ہا اسیاہ دل دوسرے جادو کو بران آمادہ سحر تھی یہ ہنگامہ دیکھکر پکاری
کہ وہ مارا کسی نے اُسکو جسنے ہمین قید کیا تھا اِس اثنا مین قران دوڑکر اندر درے کے آیا اور
اپنا نام لیکر نعرہ کیا عمرو نے نعرہ سنکر کہا آؤ بیٹا ہمارے گلے سے لپٹ جاؤ قران دوڑکر قدم پر
گرنے چلا عمرو نے چھاتی سے لگالیا اور تنگا تنگ بغلگیر کیا قران نے پھر حال سیاہ دل کا
سب بیان کرکے کہا افراسیاب آتا ہوگا مناسب ہی کہ یہان سے لشکر مین تشریف لیچلیے سب
مشتاق دیدار ہین اور چشم براہ تمام سردار ہین عمرو اور ملکہ یہ سنکر اُٹھے کہ اچھا چلو یہ تو چلنے پر آمادہ ہوئے
اُدھر شاہ جادوان بھی چل چکا تھا اور ایسا قریب پہونچ چکا تھا کہ سیاہ دل کے مرنے کا شور
اُسنے بھی سنا اور وہین سے نعرہ مارا کہ منم شہنشاہ ساحران اِس نعرے کو سنکر قران تو ایک غار
مین کود پڑا اور سر غار پر بنابر احتیاط حلقہ کمند کے لگا دیے اور اندر غار کے نقب کھودتا چلا کہ شاید
کوئی یہان آئے تو مجکو نپائے اُدھر عمرو بھی اُٹھکر بھاگا لیکن لالچ جو دامنگیر ہوئی فرش اٹھانے لگا
قران نے کہا فرش کو چولھے بھاڑ مین ڈالو خواجہ تم نکلجاؤ یہ سنکے چاندنی کھینچتا ہوا بھاگا اِس
اثنا مین زمین کو زلزلہ آیا برق شرر بار چمکی پہاڑ پر طائر پکارے کہ یا افراسیاب جادو یا افراسیاب
جادو خواجہ نے ناچار گلیم اوڑھ لی ملکہ تنہا اُس صحرا مین رہگئی یکایک ایک شعلہ چمک کر فلک
کیطرف سے زمین پر گرا ملکہ نے دیکھا کہ اُس شعلے مین تپلا یاقوت کا بصورت افراسیاب استادہ
ہی یہ دیکھتے ہی اُسنے ایک نارنج زمین پر مارا جہان وہ نارنج گرا وہانکی زمین شق ہوئی اور پانی اُسمین سے
جاری ہوا اور بڑھکر آن واحد مین دریا ہوا اور لبسان تلزم زخار موج مارنے لگا دفعۃً ایک
کشتی مثل ہلال فلک چمکتی سرتاپا جواہر جڑی پیدا ہوئی اور کنارے آگئی یہ بیم خوبی و تلزم مہابی
جست کرکے اُس زورق پر جا بیٹھی اُسوقت حسن و جمال اِس بحر حسن کا ایسا تھا کہ خوبان
عالم اگر دیکھتے تو بحر ندامت مین ڈوب مرتے عرق تشویر پیشانی پر آتا حسینان جہان کنیز بنکر
پانی بھرتے زلف مشکفام پر چشمۂ ظلمات قربان اسکندر دل اُسکے عشق مین پریشان جبین مہین
بحر نور چین چین موج تلزم حیات ضرور ابرو کشتی ماہ نو پر طعنہ زن مژہ خط شعاع چشمۂ مہر پر چشمک فگن
چشم سحر آفرین کے تعشق مین مثل مردم آبی حسین گرداب بحر الم مین ڈوبے ہوئے دو چشمے نا

وغمزہ وکرشمہ سے بھرے ہوئے چشمہ خورشید تھی وہ آب کہان آب گوہر مین تھی غنچہ لطافت وصفا کا آب اسیطرح سب تن کہ بمقتضاے ابیات عارض سے کی جسپہ نظر جہان سے کھویا اک جام مئی مین بہت قہر لائے اس ناوپر

آیا برج حوت نے اس کشتی پر رشک کھایا اتھا کنارے دریا کے آیا اور وہ شعلہ لہرایا پتا اسوقت اس عربدہ ساز نے سنا تماشا دکھایا آگ پانی ساتھ بلایا پانی دریا کا بلند ہوکر چادر پڑنے لگی مگر لب ساحل پر آکر آتش برج بنتی اور پتلے پر شرر ہنکر گرتی اسوقت پتلے سے شاہ جادوان نے جسم اصلی پیدا کیا اور نعرہ مارا کہ منم اذر اسباب نعرہ کرنے سے دریا تھم گیا شاہ نے پکار کر کہا کہ او چھوکری یہ سحر تو نے ایسا کیا ہے کہ میری جگہ پر اگر دوسرا ساحر ہوتا تو تیری صورت پر مبتلا ہوکر دیوانہ ہوتا لیکن میرا کیا کرسکتی ہے تو وہی ہے کہ میری گود مین ننگی آتی تھی اور پیشاب کردیتی تھی اچھا اب یہ بتا کہ انکو کیا کیا جنکے واسطے یہ مصیبت اٹھائی تیرے باپ کو لازم تھا کہ میرے مقابلے مین تجکو بھیجتا اس دنبہ عمرو کو تو نے کیا کیا بران نے جواب دیا کہ عمرو عیار تین دن پہلے اس لڑائی سے تیرے برج عقب سے نکلگیا تھا تو جانتا ہے کہ مین نے آئی ہون بھلا وہ میرے چھڑانے کا محتاج رہتا وہ شہنشاہ عیاران ہے شاہ نے فرمایا کہ خیر وہ تو نکلگیا مگر تو کہان جائیگی اے لڑکی اگر تو میرے پانون پر گرے اور کہے کہ جیسے کو کب میرے باپ ویسے آپ تو مین تیری جان بخشی کردون بران نے کہا میرے باپ نے کچھ تجکو مجھے حوالے نہین کردیا کچھ تیرا ہم دیا نہین کھانے محتاج تیرے نہین رعیت نہین پھر ہم منت کیون کرین شاہ جادوان نے کہا پھر کیا تو لڑیگی ملکہ نے کہا ہزار مرتبہ لڑونگی لڑنا نہوتا تو گھر سے کیون آتی شاہ طلسم نے یہ سنکر کچھ ایسا سحر پڑھکر زمین پر دوہتڑ مارا کہ سب پانی دریا کا جم گیا بران کشتی سے کود کر سامنے آئی کشتی بھی دھوان بنکر اڑگئی شاہ نے ایک گولا فولاد کا نکالا اور کہا او چھکڑیا جان سے تجکو کیا ماردون لیکن کچھ تنبیہ کردینا لازم ہے تاکہ ادب آجائے ملکہ یہ سنکر کہا

سے ادب سکھاؤنگے جو تمھارے ہاتھ مین چمٹا ہوا ہی یہ کلام سحر آگین
مین چمٹ گیا بادشاہ نے سحر پڑھا کہ گولا ہاتھ سے چھوٹا اور اسنے انکی
دیکھا کہ بران کو غش آنے لگا اسنے جلد سحر دم کیا کہ ایک پتلی زمین سے
قی گلاب اسنے ملکہ پر چھڑکا کہ ہوش آیا پتلی تو غائب ہوگئی اور ملکہ
شاہ کو دکھایا کہ بادشاہ کو غش آیا دو پتلیان اسکی طرف سے پیدا ہوئین
یار کیا ملکہ نے پھر اختر کو زمین پر پھینکا شاہ جادوان کمر تک زمین مین
چھکر یا خوب تجکو اس یار بیوفا نے تعلیم کیا ہی لیکن میرے ہاتھ سے
کہان جائیگی یہ کہکر سحر پڑھا کہ دو بچے پیدا ہوئے ایک بچے نے تو شاہ کی کمر تھامکر زمین سے
نکالا اور ایک نے بران کی گردن پکڑلی اسمقام پر صاحب دفتر نے تو یہ لکھا ہی کہ ملکہ مذکور کو
شاہ جادوان نے گرفتار کر لیا لیکن انبہ پرشاد صاحب جو ایک بڑے داستان گو لکھنؤ مین
تھے انکا بیان ہی کہ ملکہ مذکور کو عیار بچی نے آکر قید کیا چنانچہ دونون صاحبون کی تقریر یہ حقیر
(جاہ) ترزیق بیان تبدیج تمام بیان کرتا ہی اول بیان صاحب دفتر یہ کہ جب بچے نے
بران کو پکڑ لیا اور بادشاہ طلسم زمین سے نکلا تو اسنے زمین پر ہاتھ مارا زمین شق ہوئی
بادشاہ نے ہاتھ ڈالکر ایک زنجیر اور طوق الماس رنگ نکالا اور بران کی گردن مین طوق پہناکر
زنجیر سے باندھا اور اختر مروارید چھین لیا یہ ماجرا سب عمرو جو گلیم اوڑھے علیحدہ کھڑا تھا اسنے
بھی دیکھا اور فکر مین رہائی ملکہ کے ہوا اور جس صورت پر کہ تیار ہوا بیان کیا جائیگا لیکن
از اسباب قید کرکے ملکہ موصوف کو بہت خوش ہوا اور چاہا کہ اسکو مار ڈالون پھر آپہی
سوچا کہ اس لڑکی کو کوکب کے پاس بھیجدون تاکہ وہ شرمندہ احسان ہو اور پھر مجھے لڑنیکا
ارادہ نکرے غرض یہ اسی فکر مین دل سے مصلحت کر رہا تھا کہ دفعتہً ایک آواز ترا فیکی
آئی اسنے پھر کر جو دیکھا تو ایک جوان خوبصورت کو آتے دیکھا کہ سراپا زیور الماس مین غرق
تھا اسکے بازو پر ہیرے کے بندھے موتی کے مالے گلے مین پڑے بت جواہر کے کلغی سے
شانے تک بندھے تاج ہیرے کا سر پر رکھے لباس زمانہ والی زیب جسم کیے سامنے آیا ملکہ
بران نے پہچانا کہ میرے والد ماجد شاہ کوکب ہین بس اسنے جھک کر تسلیم کی اور فرط خوشی سے

لرزنے لگی کہ دیکھا چاہیے اب کیا یہ فرماتے ہین مین اپنی
کیا انھون نے سنا جو خود چلے آئے اور اسطرح اس
ہین اگر کوئی خدانخواستہ انکو ذلت درپیش ہوئی تو
باعث سے انکو ندامت ہوگی اب یہ مجکو ولیعہد سلط
زہر کھا کر تو مر جاتا الحاصل یہ تو خوف لکھا رہی ہی اُدھ
پہنچا اور دونون باہم دست بسر ہوئے اور شاہ اف
حق محبت تمنے یاد نرکھا سب رسم آشنائی بھلادی
تنہائی مین آکر ملاقات کی وہ بھی معلوم نہین کہ لڑنے آئے یا ملنے افسوس سظم

نگاہین کیون پھیرین یہ کیا ہوا ہی	اگر تیری خوشی یون ہی بھلا ہی	بتا تو مجھے او پوشیدہ دشمن
یہی ہی حق الفت یار پرفن	کمی ہمت مین کیون ہی آج تجھ سے	نہ ریزش ہوگی اب بر گرم سے
اگر کچھ جرم ہو دلمین بیارے	سمجھ مشتاق مضطر کے اشارے	وہ باتین یاد کر اے یار پرفن
کہ کیونکر ساتھ تھے جب تھا لڑکپن	مراد بے نیازی سے سروکار	تمنا کو نہ تھی تکلیف دیدار

شاہ کوکب یہ باتین اُسکی سنکر آنکھون مین آنسو بھر لایا اور پکارا کہ ای یار وفادار مجھسے کوئی بات بیوفائی کی نہین ہوئی پہلے تمھین سے چھپکر نکلی ہم تخت پر سوار جاتے تھے تمنے اس تخت کی اُٹھانے والی تپلیون سے ایک تپلی کو مار ڈالا پھر جب نامہ نہین لکھا تو اُسکا جواب اگر تمھارے خلاف تھا تو خود میرے یہان چلے آتے تمھارا گھر تھا کوئی منع نکرتا مجھسے آکر لپٹ جاتے اسپر طرہ یہ کیا کہ مجلس کے تپلے کو مار ڈالا اُسکی لونڈی کو بٹھا رکھا آج اپنی آنکھ مین اسیر دیکھ رہا ہون مجکو قسم ہی جمشید معلی جناب دسامری والا خطاب کی کہ مین نے اسکو تمسے لڑنے نہین بھیجا یہ آپ سے چلی آئی تھی پھر از خود ان خطا دار بزرگان عطا اسپر تم رحم فرماتے واہ واہ اور اُلٹے آپ مجھسے شکایت کرتے ہین افراسیاب کو یہ بیان سنکر حجاب ہوا اور جلد ملکہ بران پر سے سحر اُتار لیا اور کہا ای برادر تمکو اُس دزد مکار عمرو عیار نے ضرور بہکایا تھا وہی حال سن سنکے مجکو بھی غصہ آیا تھا بارے سامری نے عنایت فرمائی جو تمھاری طبیعت راستی پر آئی کوکب نے جواب دیا کہ اس آپس کی شکر رنجی کو

ذرا سی بات مین دوستون سے نہین بگاڑتے ہین اچھا اب
بمصداق مضمون ماضی - گذرے ہوئے رنجونکا ذکر کیا آؤ گلے لگجاؤ کہ بموجب نظم

وہ جو گذرا سو گذرا اور بھلا کا	نہین لازم کہ اب ہے ہمکو آزار	حذر کر آہ مظلومان سے ظالم
خفا ہوتے نہین مہمانسے نادان	خفا ہو ہو کے آپ اپنے کرے شکوے	بگاڑا ہمنے کیا تیرا بتا دے
وفا کچھ ہین کہان نا آشنا ہی	کسیکا آشنا بھی ہو تو کیا ہی	نہین دنیاے فانی جاے آرام
یہ رہوکا ہی برائے حسن انجام	بسر کر زندگی الفت سے اپنی	نہ اب ہم ہین نہ ہی کچھ تو گنہگار

افراسیاب یہ تقریر سنتے ہی ہاتھ پھیلا کر گلے ملنے دوڑا اُدھر سے کوکب اپنی خردی جتانے کو ایسا جھکا کہ قدم پر سر رکھنے چلا شاہ جادوان نے ہان ہان کر کے شانہ پکڑ کر اٹھایا جیسے ہی سمہ کوکب کا مقابلے مین آسکے آیا کوکب نے تف جو کیا بیہوشی کا سفوف ناک مین شاہ جادوان کے تیر کیطرح پہونچا اور وہ چکر کھا کر زمین پر گرا کوکب نے نعرہ کیا کہ انا شاہ عیار عمرو بن اُمیہ عیار اور نعرہ کر کے اختر مرد ارید شاہ جادوان سے لیکر بران کو دیا وہ تیز خوشی سے لرز رہی تھی یا ہنس پڑی اور گویا ہوئی گرداہ واہ سبحان اللہ خواجہ کیا کہنا آپ نے اسوقت وہ کام کیا ہی کہ اگر شاہ کوکب ہوتے تو داد تمھاری عیاری کی دیتے یہ کہکر ایک تازیانہ افراسیاب پر لگایا وہ تازیانہ ہر چند کہ بڑا زبردست سحر تھا لیکن شاہ طلسم پر اثر پذیر نہوا اور تازیانہ پڑتے ہی بادشاہ مذکور زمین مین سما گیا بران سمجھی کہ یہ مارا جائیگا اور اب جو ہوشیار ہوگا آفت اور قیامت ڈھائیگا پس یہ سمجھکر خواجہ کو لیکر اڑ گئی اور ایک پہاڑ پر آکر اتری اور وہان خواجہ کی حد سے زیادہ تعریف کی اور کہا میری عقل اے خواجہ حیران تھی کہ میرے باپ نے کبھی ایسی گفتگو تو اپنے ادنی غلام سے بھی نہین کی آج یہ کیا ماجرا ہی جو افراسیاب سے ایسی باتین منت آمیز کرتا ہی خواجہ نے کہا یہ تمنے نہ سمجھا کہ دونون بادشاہونکا حفظ مراتب مین نے کیسا کیا اے ملکہ یہی ہم لوگون کی عیاری ہی کہ جیسا موقع دیکھتے ہین ویسی ہی عیاری کر کے کام حریف کا تمام کرتے ہین کچھ خوف ایسی باتونکا تم اپنے دلمین نکیا کرو اب چاہیے کہ یہان دم بھر بھی نہ ٹھہرو اور میرے لشکر مین چلو وہ مقام یہان سے نزدیک ہی ایسا نہو کہ شاہ طلسم پھر آکر فساد کرے ملکہ نے کہا بہتر ہی چلو خواجہ نے بنا بر احتیاط کے اپنی بھی

صورت بدلی اور ملکہ کی شکل بھی تبدیل کردی
جادوان بھی بعد کچھ دیر کے ہوشیار ہوا اور حیران
غرض زمین سے نکلا اور رقعہ جمشیدی دیکھا مو
بران کو چھڑا لیگیا اور جمشید نے تجکو بچا لیا ورنہ بہ
پر تجکو مار ڈالتی وہ تو تیرے ساتھ سحر کے زبردست
اسوجہ سے بچگیا انسان کو چاہیے کہ ایک بات
کیا اور طرح نہین ہوسکتی جو تو قتل عمرو کے پیچھے
یون دوڑتے پھرنا اچھا نہین ایسا نہو کہ ایک روز کسی سیارے ہتے پر ہو جاے اور
تجکو مار ڈالے یہ مضمون رقعہ سے معلوم کرکے یہ بھی باغ کیطرف روانہ ہوا۔ دوم
بیان انبہ پرشاد صاحب وہ یہ کہ جب بران کو پنجہ سحر افراسیاب نے پکڑا بران
نے آف کرکے کہا یہ پنجہ سحر کا جلجاے آف کرتے ہی اُن دونون پنجون مین آگ لگی اور
مثل شعلہ بھڑک کر جلگئے بادشاہ زمین سے تڑپکر آپ باہر نکلا اور ہاتھ بڑھا کر پکارا کہ لاؤ اسکے
ہاتھ مین کمند سحر آگئی وہ کمند ملکہ پر لگائی ملکہ نے کہا خاک مین ملے افراسیاب اپنے سحر
مین آپ ہی بسان کمند پیچاب کھائے اتنا کہتے ہی زمین کو زلزلہ ہوا اور شاہ طلسم کے
پانون لڑکھڑائے اور تھرا کے چارون شانے چت زمین پر گرا وہ کمند جھٹکا کھا کر اسکے جسم
مین لپٹ گئی گلا بھی پھنسا اور دم گھٹنے لگا اُسوقت بقدرت کردگار صبا رفتار اسطرف
اُنکلی اور دور سے تمام کیفیت اُسنے یہ دیکھی اور ازبسکہ عمرو وقران بھاگ گئے تھے میدان
خالی پاکر اُسنے صورت اپنی مثل صورت عمرو بنائی اور سامنے ملکہ کے آکر پکاری کہ اے ملکہ
کیون نہو واہ آخر تم کس شخص کی بیٹی ہو اسطرح تعریف کنان برابر آکے پہونچی اور بیضبہ
بیہوشی ناک پر مارا کہ ملکہ بیہوش ہوگئی اس اثنا مین ایک پتلا بلور کا آیا کہ شیشہ پانیکا بے
تھا بس اُسنے تین چھینٹے اُس پانی کے افراسیاب پر مارے کہ وہ کمند سحر کھلگئی شاہ مذکور نے
اُٹھکر اخترمرد ید بران سے لیا اور عیارہ سے کہا کہ زبان مین اسکی سوزن دیکر اسکو باندھے
اُسنے ایسا ہی کیا شاہ نے پھر حکم دیا کہ تو اب جاکر حضرت کی بارگاہ مین ٹھہر مین اس گستاخ کو

آتا ہون تجکو اس عیاری کے صلے مین مالا مال کردونگا کہ تو نے
نے یہ سنکر اپنی راہ لی اور بادشاہ بران کو لیکر جانب ظلمات
ین آیا ملکہ اُسیطرح بیہوش ہی شاہ نے زندان مین اگر سحر پڑھا
جادو دونون محافظ و داروغہ زندانخانہ کو خبر ہوئی وہ حاضر
مام حکم دیا کہ تم اپنا زبردست سحر اس مجرمہ پر کرو ایسا کہ بیحس
ق وسلاسل مین جکڑکر اسکو ہوشیار کرنا اور ایک دمڑی اور
ہرمین دینا اور صبح وشام ہر وقت حفاظت کرنا اسکی جانب سے
بھی غفلت نکرنا لیونکہ یہ بلاے مبرم اور آفت زمانہ دختر شاہ کوکب ہی اور بندھوون کیطرح
ایسا ویسا ساحر اسکو بچانا اگر یہ چھوٹ جائیگی تو ہزارون کو قتل کریگی قیامت ڈھائیگی پھر
ہاتھ نہ آئیگی صاف یہانسے نکلجائیگی یہ قدغن شاہ کی زبانی سنکے اُن دونون ساحرون نے
عرض کیا کہ ای شہنشاہ عالی جاہ یہ تو کیا ہی اگر ہم اسکے باپ کو اسطرح غافل پائین اور اپنا
سحر اُسپر کرلین تو ساری عزت اسکی خاک مین ملجائے کبھی ہمارے پنجہ سے وہ رہائی نپائے
آپ اطمینان رکھیے یہ زندان ظلمات ہی سات کوس تک سوا تاریکی کے کچھ نظر نہین آتا پھر
یہان سے کوئی بھاگے گا تو کدھر جائیگا اور راستہ کیونکر ملیگا اندھیرے مین ٹکراتا پھریگا اور ہم
خانہ زاد سوروتی اسی حفاظت اور پاسبانی ہی کے لیے ہین رات دن یہان سے ہلتے
بھی نہین اس مجرمہ سے کبھی غافل نہونگے بادشاہ نے فرمایا کہ ہان بس یہی چاہیے یہ کہکر وہان سے
پھرکر جانب بارگاہ ملکہ حیرت روانہ ہوا یہان محافظان زندان نے بران کو خوب اسیر سحر
کرکے ہوشیار کیا اس پروردۂ مہد ناز و نعم نے کاہیکو ایسا مقام تنگ و تاریک دیکھا تھا اور
ایسی صعوبت مین مبتلا ہوکر رنج و غم کا ہیکو اُٹھایا تھا آنکھ کھلتے ہی عجیب سامان نظر آیا
فلک تیرہ روسے غضب کار روز سیاہ دکھلا یا زندان سیاہ مین پھنسایا کہ ابیات

دیکھا تو عجب خراب زندان	کچھ دیو نژاد تھے نگہبان	زندان وہ سیہ خراب و ابتر
جیسے کہ مہیب غار اژدر	آسیب جو اُسمین آئے در جائے	دیوانہ ہو دیو بلکہ مر جائے
کیا کہیے کہ کیسی چھت پُرانی	اک سر پہ بلاے آسمانی	تھے دیدۂ دیو روزن در

کڑیون کی کڑک کہ شور محشر — کڑیون کا یہ گھن گرج تھا — بامان بلا برس رہا تھا
کیا کہیے ہوئی جو کچھ تھی ہونی — دیوار و در سے چھپر — دیوار کا سایہ تھا نہ چھت کی
ماندے ہین بہت کھڑے کھڑے ہم — رخصت جو نگاہ — کل کو کہین آج بیٹھ جائین
اول تو نہ تھا نشان روزن — ہو جس سے سیاہ خانہ روشن — تھا یون تو یہ رنگ تھا تو لیکن
لکڑی نے لگا دیا تھا جالا — گردون نے عجب — تھی بیٹھنے کو فقط جگہ بھی
اندوہ کا گھر کے آیا بادل — نہ شمع نہ روشنی — اک تیرہ گی لحد کا عالم
معلوم نہ تھا کہ ہین کہان ہم — الجھن وہ غضب کہ — دل بیٹھے لگا تو آیا جی میں
گھبرا کے وہ بار بار اٹھنا — ہر مرتبہ بیقرار اٹھنا — وہ یاس وہ بیکسی کہ توبہ
تاریکی بخت ایک ہمدم — کہنا یہ خدا سے کر کے نالے — دنیا سے مجھے بس اب اٹھا لے
اس گھر سے کشادہ ہوگی ہر گور — تا چند رہون مین بندہ در گور — یہ ماہتابان فلک حسن تو

اسطرح خسوف الم مین مبتلا ہے اسکے قید ہونے کو صاحب دفتر نے بھی لکھا ہے چنانچہ قول انبہ پرشاد تمام ہوا۔ اب یہان سے مقولہ صاحب دفتر اسطرح ہے کہ جب عمرو اور بران صورت بدلکر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوئے افراسیاب بھی زمین سے نکلکر ہوا ہوا اور رقعہ جمشید اُسنے دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو صورت بدلے ملکہ کو لیے ہوئے جانب لشکر مہرخ جاتا ہے یہ معلوم کرکے اسنے ایک پتلہ سحر سے بصورت کوکب بنایا اور اُسکو کچھ تعلیم کرکے اڑا دیا اور آپ بھی اُسکے پیچھے چلا ہنوز عمرو و بران راہ مین تھے کہ یکایک کوکب کو اڑتے ہوئے آتے دیکھا دونون ٹھہر گئے شاہ مذکور قریب آکر اُترا انھون نے سلام کیا اُسنے کہا کہ ای بران مین تیری تلاش مین اور ایکبار یہان آیا تھا اور مقراض و سمندر کو قتل کر گیا تھا ملکہ کو یہ پتا سنکر یقین ہوا کہ یہ ہمشیہ شاہ کوکب ہے غرض ہمشیہ مذکور نے کہا کہ اختر مروارید لیکر یا تو میرے ہمراہ چل کہ کوہ بلور پر تصویر سامری کی زیارت آج معین ہے اختر کو اُس شبیہ سے مس کرنا ہوگا اور جو تجکو چلنا منظور نہو تو اختر مجھے دے کر مین لیجاؤن ملکہ نے کہا لیجیے مین ابھی ٹھہر کر آؤنگی یہ کہکر اختر حوالہ کیا اُسکے دیتے ہی ایک صدائے مہیب آئی عمرو تو فوراً غائب ہوگیا پھر کوئی آفت آئی اور بران حیران کھڑی تھی کہ زمین شق ہوئی اور

شاہ جادوان سے نکلکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ نیچے سحر کے بہت سے پیدا ہوکر ملکہ مذکور کے لپٹ گئے ملکہ بیہوش ہوگئی شاہ بادوان نے اُس پتلے سے اخگر وار دیدیا اور ملکہ کو بزنجیر سحر مین باندھکر پروانگی اور پنجہ مین والے ہوئے ظلمات مین آیا اور محافظان زندانخانۂ ظلمات کو ملاکر اُنکو حوالے کرکے براے حفاظت تاکید فرماکر آپ جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اور ملکۂ مذکور کو محافظان زندان نے قید کیا اور وہی صعوبت جو بیان ہوچکی ملکہ پر گذرنے لگی چنانچہ اب اقلیم محبوبی کو چھوڑکر بقیۂ حال شہزادۂ ملک قاسم لعل خفتان زرخاور کی جو داخل طلسم گوہر گرہ ہین سنیے

داستان رنگین بیان داخل ہونا شہزادۂ قاسم کا طلسم گوہر گرہ مین اور قید کرنا اُنکو نافرمان جادو دایۂ بنفشہ جادو کا اور بچھڑا لیجانا بنفشہ کا شہزادہ کو عاشق ہوکر اور لانا مزار عشاق پر اور کیفیت دیکھنا مزار عاشقان کی قاسم کا پھر واسطے فتح طلسم کے سعی کرنا انجام کار توڑنا طلسم مذکور کو اور مخالف طلسمی لیکر پھرنا جانب لشکر امیر یہان ساحران فرستادۂ افراسیاب کا آنا اور وقت پر شہزادہ قاسم کا آکر اُن ساحرون سے لڑنا و دیگر حالات متضمن اس داستان کے اور ختم ہونا اس جلد نادر بیان کا لمؤلفہ

سوکھی نہ ہمین سنا تو ساقی — لادہ بھی دے مے جو کچھ ہو باقی — آخر ہوا چاہتا ہے دور
ایک ہی پیمانہ ہمکو دے اور — ہے دل کو جو دخت رز سے الفت — نازل ہوا چاہتی ہے آفت
ہون کشتی مے پہ ہوکے اسوار — دریاے طلسم نشہ کے پار — ہے دل مین جو موج نشۂ مے
گرداب الم مین دل پھنسا ہے — دُوبا ہون مین بحر بیخودی مین — آؤنگا نہ آپ مین کبھی مین
ہے موج ہوا سے توبہ زنجیر — پابندی زہد کی ہے تدبیر — کیا غم ہے جو قیدی الم ہون
وابستہ سلاسل ستم ہون — کچھ ہوگی نہ چھوٹنے مین دیری — ہے پیر مغان مدد پہ میری
پابندی شرع سے ہے کیا کام — ہون قیدی میکدہ مین ناکام — ہے طوق گلو جو دورۂ جام
زنجیر ہے موج بادۂ خام — اِن ساقی مہربان خدارا — نیرنگ طلسم جام دکھلا
دیکھون بھی تو دیکھون وہ سے غم — بہکون بھی اگر تو سوے میخانہ — میخانہ بنے جو سیر از زندان

دیکھون مین بہار بزم رندان — پھر دیکھون مین دخت رز کا
جب بنت عنب ہو ساتھ تیرے — گردن مینا کی ہاتھ مین
لالہ مرے دل کے داغ کا ہو — ہو جام ہر ایک صورت
غنچہ ہو ہر اک گلابی شکل — سورج کمھی آفتابی
زلف سنبل اسیکو سمجھین — جو دل سے ہوا سے شو
گر آئے جو مے کے شوق کا ابر — لیجاے وہ دل سے
جس سے نظر آئے شکل انجام — مین فتح کردن طلسم
گلدستۂ بزم ہون معانی — رونق محفل کی خوش بیانی
نادر ہی کلام جاہ دلگیر — دیکھا نہ سنا کلام ایسا
اقلیم سخن کا شاہ ہی یہ — گردون ہنر کا ماہ ہی یہ
تارے توڑے ہین آسمان سے — زندہ اسی دم سے شاعری ہی
جان آگئی جب پڑھا فسانہ — واللہ ہی عیسے زمانہ
اچھی نہین آپ اپنی تعریف — اے ہمچو ان یہ یاوہ گوئی
افسانے کے ناظرین نیشان — ذی فہم و ہنر ور و سخندان
اس ذرہ کو آفتاب کرتے — اسوقت تمھا فخر تجکو زیبا
برخاستہ دل ہوا ہی تیرا — ہی قول سے تیرے رنج پیدا
شاید کہ قلم نہ تو اٹھائے — پیدا نہین جبکہ قدردان ہی
یہ رنج جو تجکو ہی بجا ہی — لیکن اتنا نہین روا ہی
سب قدر کرینگے تیری آگے — معلوم نہین کہ آگے کیا ہو
زندہ کن مردۂ معانی — جان داد بجسم خوش بیانی

ہراک کی زبان پہ ہو یہ تقریر
فردوسی کا کب ہی نام ایسا
پیدا ہی فروغ دہ بیان سے
مردہ مضمون مین جان دی ہی
بس جاہ کہان تلک تو صیف
عزت ہی سخن کی تو نے کھوئی
گر دیکھتے مہر کی نظر سے
لیکن مطلب مین تیرا بھجا
یہ تیسری جلد ختم کرکے
محنت بے سود رایگان ہی
امید قوی ہی یہ خدا سے
اچھا لکھ اب اور داستان کو

رونق افزایان انجمن علم و فن و قدر دانان جواہر بے بہاے سخن - خریداران متاع دلستان ہنر پروری - و مشتاقان نقاے شاہد سخن گستری - زورق نشینان بحر زخار معانی - و کشتی شکستگان دریاے نادانی - گوہر آبدار کلام فصاحت نظام کو زیب گوش شاہد سخن سنجی اسطرح فرماتے ہین

بیرونی سے یون اُتر جاتے ہین - کہ جب شہریار اقلیم
ت - علم شجاعت کا عالم یعنی شہزادہ ملک قاسم
شتی پر بیٹھکر دریا مین روانہ ہوا اور اُس نازنین زہرہ
خ فرمایا ساحرہ کو غصہ آیا آخر وہ کشتی بیچ دریا مین پہونچکر
نارہ پر سے دیکھی اور ناچار وہان سے مراجعت کی
یت کہی اور سردارون سے رخصت ہوکر آپ بھی جانب
مقام پر انتظار شہزادہ نامدار مین خیمہ کیا حال اُس
عیار کا آیندہ بیان ہوگا لیکن ماجراے شہزادہ بیان کیا جاتا ہی کہ کشتی جب غرق دریا ہوئی
آنکھ شہزادے کی بند ہوگئی بعد کچھ عرصہ کے جب آنکھ کھلی اپنے تئین قید آہن مین جکڑا ہوا
ایک حجرہ تنگ و تاریک مین بند پایا سر زانوے تفکر پر جھکایا اور نظر بفضل داور کرکے چپ
ہورہا رجوع قلب سے دعا اپنی مخلصی کی کرتا تھا کہ بموجب نظم

نہ تھا انسان جو کوئی پوچھتا حال	فقط وہ یا اُسی جادو کا جنجال
زبان پر تھا یہی ہر دم کہ یارب	رہونگا کب تک اسمین مین معذب
امید مخلصی ہی دل سے مسدود	کرم کر مجھپر اپنا میرے معبود
کوئی صورت تو ایسی بھی دکھادے	کہ ہووے مخلصی کچھ مدعا دے

شہزادہ مذکور تو زندان الم مین مصروف دعا ہی لیکن وہ شہزادی جو کشتی پر ہمراہ بادشاہ
طلسم کے آسمان کی ماہ تھی اور نام اُسکا ملکہ نقشہ جادو ہی اور وہ ضعیفہ جو اس نازنین کے
ساتھ تھی اسکی دایہ ہی تجارت مکر و زور کی سرمایہ ہی بادشاہ طلسم کیطرف سے اس کام پر مامور
ہی اسکا یہ دستور ہی کہ شہزادی کو ناؤ پر سوار کرکے لیجائے اور جو کوئی دریا پر آئے اُسکو حسن و
جمال پر ملکہ کے لبھائے اور گرفتار کرکے لے آئے زندان رنج و مصیبت مین پھنسائے اور
ملکہ کو جاے سکونت پر پہونچادے اور آپ شاہ طلسم سے جاکر اطلاع کردے کہ مین آج کے
کو دریا کے گرفتار کرآئی چنانچہ جو کوئی کہ شراب اُس نازنین کے ہاتھ سے کشتی پر پی لیتا ہی فوراً
غرق دریا مین آپ کو دکر ہوتا ہی اور محافظ زندان طلسم اسکو لیجاکر قید کرتے ہین از بسکہ تمام

نے شراب کشتی پر نہ پی تھی اسوجہ سے اُس دایہ نے سحر
کو لاکر حجرۂ تنگ و تاریک مین بند کیا اور آپ خبر کرنے
پہونچاتی گئی چونکہ یہ غنچۂ گلستان خوبی و سرو بوستان
عندلیب آسا گلزار شہزادہ قاسم پر فریفتہ ہو چکی
کا بہت شاق ہوا کسی حیلہ سے روئی پیٹی چلائی یہ
مین رہتی ہی اسیسین جلیسین کنیزین بہر خدمت معین
عاشق ہو کر قتل ہوئے ہین اُنکے مدفن ہین غرضکہ اس
سنگ مرمر کے جو وسط باغ مین بنا تھا مسند بچھوا کر جلوہ گر ہوئی اور سیر باغ کرنے لگی تا غنچۂ خاطر
بستہ شگفتہ ہو لیکن ہجر دلدار دلمین کانٹا سا کھٹکتا تھا گریبان صبر و ضبط برنگ گریبان گل
پھٹا تھا بیتابی سیر گلشن سے اور زیادہ بڑھی یہ چپو تر سے اُٹھکر بارہ دری مین آئی کنیزون اور
انیسون کو پاس سے سرکا دیا جب تنہائی ہوئی دفتر عشق کھولا مضطربانہ خیال جانانہ کیا اور صحیح
تصور سے کہنا آغاز فرمایا کہ لو سنو اب ہم اپنے حال کا آغاز کرتے ہین مضامین بیتابی معشوق
بنکر آغوش تمنا مین ناز کرتے ہین شکر ہی زمانہ فراق کا کہ ہر لحظہ طبیعت کو مثل ماہی بے آب
اضطراب حاصل ہی اور بڑا احسان ہی صدمات جدائی کا کہ دامن چشم تر کو خشک ہونا مشکل ہی
دہن کو ہجوم نالہ و آہ سے بند ہونے مین کلام ہی کبھی معشوق تھے اب عاشقون مین ہمارا نام
ہی راحت کسی پہلو نصیب نہین وہ کونسا وقت ہی جو دو چار بلائین ہمسے قریب نہین ہر حال
ای جانی تمھارے شکر گذار ہین اپنے دل کیطرح بے اختیار ہین خدا جلد اس حجاب ظاہری
کو درمیان سے اُٹھائے تمھارا جمال رشک آفتاب ہمکو دکھائے وہ قید خانہ کہ جو دل
دل مشتاق سے بھی زیادہ تنگ ہی مانند عمر من دراز ہو کر تمکو آزاد کرے فیض قدم گلرنگ
سے تمھارے اس باغ ویران کو الله آباد کرے ہم بھی رنج فرقت سے فرصت پائین خوش شادمان
ہمسائین اب جی ہمارا نہایت تنگ ہی طبیعت کا یہ رنگ ہی کہ بات کرنا مشکل ہی آرزون کی سوا
محفل ہی کیسو کے تصور مین آشفتہ سری ہی کیا کہین کہ کیا بیخبری ہی **غزل**

راحت ہمین نصیب کہان ہجر یار سے		آہین نکل رہی ہین دل بیقرار سے	

ہوئے ہین پر	آنکھین سفید ہین کشش انتظار سے
مین خیال	فرصت کہان ہی سلسلۂ انتشار سے
قصر آسمان	پیدا ہی شوق اوج مزاج غبار سے
کدورتین	کس کسکو ہی غبار ترے خاکسار سے
نہ آرزو	اتنا گلا رہا ہمین آغوش یار سے
کنار ہون	پھر غم نہین ہی کشمکش روزگار سے

یہ بیان وقت یار کرنے کرنے شوق وصال نے اور ہی کچھ سمجھایا دل مین یہ خیال آیا کہ ابھی تو ہم جو کوئی عشق کرکے بدنامی سے ڈرتے ہین ابھی منزل مقصد تک نہین پہونچا اور جس کسی نے بحر اپنے کنار محبت کے کنارے پہونچکر زورق سلامتی پر بیٹھنا چاہا اور زیادہ دریاے غم اور گرداب الم مین ڈوبکر مر گیا بیڑا پار نہوا بلا سے تیرے والدین تیرے عاشق ہونے سے باہر ہونگے ہزارون دشمن ظاہر ہونگے بدنامی حد سے آگے بڑھیگی رسوائی بلا بنکر سر چڑھیگی آفت بہ استقبال پیش قدمی کریگی مگر ایک رات تو ہنس بول لینگے عقدۂ سربستۂ غم دل کھولکر رکھ لینگے دایہ تو کشتی پر دیکھ ہی چکی ہی کہ تو شہزادہ پر مائل ہوئی تھی پھر اب دیر نکر و بسم اللہ روانہ جانب جانانہ ہو اور خانۂ دایہ سے اسکو یہان لے آرات بھر مزے مارو آیندہ جو کچھ ہوگا سمجھ لینا یہ مشورہ جو بیبی دل نے سجھایا اسیوقت اٹھ کھڑی ہوئی خود تو سحر جانتی نہ تھی کنیزین جو ساحرہ تھین انسے سحر پڑھوا کے تخت بنوایا اور مع چند انیسون کے سوار ہوکر خانہ دایۂ مکار مین اپنے تئین پہونچایا یہان چند ملازم دایہ کے حاضر تھے اور وہ برائے اطلاع دربار شاہ طلسم مین گئی تھی اسنے اُن نوکرون سے پوچھا کہ دایہ آیان کہان ہین انھون نے بیان کیا کہ بادشاہ کے یہان ہین اسنے کہا وہ قیدی کہان ہی مین اسکو لیجاؤنگی اور اپنے مکان مین قید کرونگی ملازم یہ سنکر آمادہ بہ فساد ہوئے ملکہ نے اپنی کنیزون سے کہا کہ مارو انکو کنیزون نے ایک ایک کو پکڑ کر جوتیان مارنا شروع کین جب تو وہ داد بیداد کرتے جانب دربار بادشاہ بھاگے اور ملکہ نے اُس حجرہ کا کہ جسمین قاسم مقید تھا قفل توڑوایا اور اندر آکر کنیزون سے فرمایا کہ قید سے اسکو سحر پڑھکر رہا کرو کنیزون نے افسون خوانی کرکے ہتکڑیان بیڑیان جادو کی

جسم شہزادہ پر سے دور کین ملکہ نے آگے بڑھکر ہا
جان و مال سب نثار کیا آیئے تشریف لیجیے د
عشق مین جان دینگے شہزادہ اٹھکر اسکے ہمراہ
سوار پہوار ہوکے روانہ ہوئے راہ مین شہزاد
کرتا تھا اور کہتا کہ

ابیات

خالق کا ہی رحم دور غم ہی — تائید ہی فضل
زنجیر کے گھر سے گھر مین آیا — اللہ نے لی خبر
تکلیف ہوئی تمھین سراسر — احسان یہ آپکا ہی
فرماتی تھی ہنس کے یہ کہ کر — مین تیری ہون اک کنیز ناچیز
کیا مین نے کیا ہی تمپہ احسان — قربان ہی تمپر اب دل و جان
چمکی نہین اب تلک تو تقدیر — ہوتے ہین ابھی ملال کیا کیا
القصہ اسیطرح کی تقریر — کرتے ہوئے گھر مین پہونچے دلگیر
رضوان کو تھا جسکے ہجر کا داغ — آنے سے جو انکے باخبر تھا
رکھتے تھے جو انتظار اشجار — باندھے ہوئے تھے قطار شہپار
مالک کا ہمارے بول بالا — وہ پھولے پھلے ہی جسکا یہ باغ
شاخین تمھین یہ نازکی سے تو لام — ہو جاتی تھین بار رنگ سے خم
خود لوٹ رہی تھی طرز رفتار — گلشن مین کبھی جو آئے زاہد
لکھتے ہین یہ گل کھلاے خامہ — ہو نخت لالہ زار نامہ
ہو خطِ غبار خطِ گلزار — گلچین کو نظر نہ تھی خزان پر
سامان تھا جسقدر مہیا — باہر ہی بیان سے ذکر انکا
فرہاد تھا جنکا ایک مزدور — تھے نقش و نگار سے وہ گلزار
گلرنگ تھا فرش جس مکانکا — وہ قطعہ تھا گلشن جنان کا
گویا وہ زمردین تھا ایوان — جس گھر مین تھا فرش زر و دیبا

اللہ نے قید سے چھڑایا
آئی تھی بلا مگر ہوئی خیر
شہزادی جو تھی فدا اسے پر
ہی آتش عشق شعلہ انگیز
کیا جانیے کب بن آئے تدبیر
یہ رخ کریگا حال کیا کیا
شہزادہ نے دیکھا ایسا اک باغ
استادہ چمن مین ہر شجر تھا
کہتے تھے یہ پیش حقتعالے
حاسد کا ہمیشہ سینہ پر داغ
ایسی روشین تھین صاف و ہموار
ہو گل کی چھڑی عصاے زاہد
دکھلائے فضا قلم کی رفتار
تھا اسکا دماغ آسمان پر
پتھر کے مکان و چشم بدور
مانی بھی جہان ہو نقش دلوار
جس گھر مین تھا سبز سارا سامان
گویا وہ مکان تھا زعفران زار

کثرت سے وہان پہ تھا مہیا | تزئین مکان شیشہ آلات
آراستہ مسندین بہت خوب | چنگیرین دھری ہوئین خوش اسلوب
در اصل وہ جان میکشان تھین | ہر ساغر بادہ ہمسر گل
ہر ایک کے اصل نازک اندام | مہ پارہ و دلفریب گلفام
رفتار پہ اُنکے دل تھا قربان | ملکہ نے شہزادے کو ایک مکان

راب پہلو مین بٹھا کر ہونی جام گلفام سے لبریز کر کے سوال اسلام کیا اُس بت نے خدا کا کلمہ پڑھا پھر تو دو ساغر با مطربان خوش نوا نے بادۂ نغمہ سرائی سے مست کیا نظم

نغمو مین تھا شراب کا اثر تھا | جو بزم مین تھا وہ بیخبر تھا | تھی رقص و غنا سے گرم محفل
ہر دل کی تڑپ تھی رقص بسمل | تھا پیر مغان کا حکم جاری | تھی دختر رز سے ہمکناری
تھا بزم مین اجتماع یاران | آراستہ جشن میگساران | پہلو مین پری وہ جلوہ گر تھی
صورت مین جو غیرت قمر تھی | یاقوتی لب کی بس گزک تھی | نہ غم تھا کوئی نہ کوئی ترک تھی
تھا جوش بہار شادمانی | زور دن پہ تھا عالم جوانی | اسی جوش طرب مین بیان

حوصلہ کم ظرفان دن کم ہوا اور جوش خاطر مہر آسمان گھٹا کہ نظم

اسی ہنگام مین مہر جہانتاب | جھکا جسطرح چشم مائل خواب | بشکل شوق آخر منھ چھپایا
نیا نیرنگ گردون نے دکھایا

یعنی کنیزان ملکہ موصوف نے عرض کیا کہ ای شہزادی آج پنجشنبہ کا روز ہی یہ شب غم اندوز ہی حسب دستور تشریف لیچلیے اور روح عاشقان کو شاد کیجیے شہزادے نے یہ سنکر فرمایا کہ ای ملکہ کیا تمھارے اور بھی عاشق ہین ملکہ نے ہنسکر کہا اوئی در گور کیا میرے دشمن ہر جائی ہین یہ کہکر پہلوے شہزادے سے اٹھی شہزادہ فرط رشک سے ساتھ ہوا کہ دیکھون یہ کہان جاتی ہی غرضکہ ملکہ اس مکان سے نکلکر باغ مین روان ہوئی اور ایک طرف کو بہت دور پر جاکر ٹھہری شہزادے نے دیکھا کہ کٹہرہ گرد چمنستان کے کھنچا ہی رقبہ بہت معقول نظر آتا ہی رنگ کٹہرے کا آسمانی ہی اور اُسپر نقش و نگار ایسا ہی جسپر دنگ بہزاد اور حیرت زدہ مانی ہی شبکے اُس کٹہرے مین سبے ہین اور

گوہر آبدار شبنمون مین لٹکتے ہین جیسے ستارے آسمان مین لٹکتے ہین ہر خیابان
جنانکا تختہ ہو گلہاے رنگارنگ کھلے ہین درخت پر رنگ برنگ لدے ہین پھولے پھلے ہین
درختان قبرین تختہ بنی ہین مسافران عدم کی قبرون پر شاخین
استادہ ہین طنابین انکی سیاہ ہین کشتۂ زلف قبرون کے گواہ ہین عود سوز
و عنبر سوز گہ در ہر قبر کے رکھے ہین دل جلونکا جل جلکر آتشین رخسار کا پتا بتاتا ہی سوید اے خاطر سوختہ
قبرون پر ہی بے پھلے پھولے ناشاد و نامراد مزاہا پیچتاب کھاکر بلند ہوتا ہی یہ کہتا ہی کہ عاشق سنبل

عبرت دور باش سناتا ہی یہ نقشہ نظر آتا ہی کہ دل خوف سے تھراتا ہی نظم

دیکھا عجب اک مکان ہوکا	خاموش چراغ آرزو کا	پیدا غم و یاس کی نشانی
کچھ قبرین نئی تو کچھ پرانی	ممتاز نہین گدا سے سلطان	جو مورد ان وہی سلیمان
کچھ بحث نہ گفتگو نہ تقریر	خاموش بہ رنگ بزم تصویر	سب قیدی محبس تاسف
ہر چاہ مین بند چند یوسف	سو کے منہ ایک بھی نہ کھولے	دو لاکھ صدا کوئی نہ بولے
دکھانے سے غرض نہ فکر پوشاک	تن خاک ہر ایک آرزو خاک	دنیا کی طمع نہ حرص دولت
اک عالم بیکسی و غربت	تہ خانون کے بند در ہر اک	سب خواب مین ہیچ ہر اک
افسردہ ہر ایک برگ کا دل	سائے مین بھی سکے دھوپ شامل	یون بلبل و فاختہ کی فریاد
وہ گل ہین کہان کہان وہ شمامہ		

ملکہ نیقشہ مع شہزادہ قاسم کے اندر اس رقبہ کے آئی اور شہزادے کو ٹھہراکر شمع و گل و چادر اپنے ہمراہ لیکر ایک قبر کی جانب بڑھی اور جب اس مزار پر پہونچی صاحب قبر نے زبان حال سے یہ صدا دی کہ بہ بیت لحد پر پار آیا ہی مرے شرمندہ کرنے کو + نہ منہ دکھلانے کی جا ہی نہ موقع عذر خواہی کا + ملکہ نے موے مشکین زلفین عنبرین کھولدیے اور شمع روشن کی پھر نار نفس سرد مین گوہر اشک گوہکر اس نوشاہ عروس مرگ کی قبر پر سہرا چڑھایا اور اسطرح نالہ کیا کہ نظم

کہان ہی ای مرے دلدار ہی ہی	مری جان میرے عاشق زار ہی ہی	نہ الفت کا کچھ تو نے پایا

مجھے ہی غم مین تیرے اشکباری	یہ جیتے رات دن بہتے ہین جاری
نشان خانۂ راحت مٹایا	یہ نالہ کرکے دوسری قبر پر آئی

غائی کہ بیت اسطرح قدم گور غریبان پہ نہ رکھو + مردون کو زمین مین
روشن کی اور گلہاے بیان آرزو چڑھائے اشک مسلسل رخسار پر
بہائین آب اشک کی چادرین چڑھائین پھر اسطرح درد دل زبان پر

پہنچے ہین دلمین لاکھون تیرے غم کے	پڑے بھالے ہین سینے پر الم کے
عیان ہی دیدۂ گریانسے برسات	رواں چشمون سے ہر دم اشک گلنار

فقط رونے سے ہی مجکو سروکار اسیطرح وہ نازنین بادل اندوہگین اور ایک قبر کیطرف باموے
پریشان زار و نالان آئی اپنے عکس زلف کی سیاہ چادر اُسپر چڑھائی گلبن تمنا سے پھول
بھی بر سر تربت لائی صاحب قبر نے دہان گور سے یہ آواز سنائی کہ بیت کیسا رونا کسکی شمع
کیسی چادر کسکے پھول + خشک تپے ہین مزار عاشق مفلس کے پھول + اس ماہ پیکر نازنین
اُس لحد پر بھی ماتم کیا اور نوحہ آغاز فرمایا نظم

نہ تیری یاد ہی دلسے فراموش	رہا کرتی ہون بت کیطرح خاموش	کیا کرتی ہون دل مین تیرا ماتم
نہین مٹتا کسی صورت سے یہ غم	پڑی ہی خانۂ دل مین تباہی	مٹی ہی میری ساری بادشاہی

شہزادۂ قاسم فرط رشک سے اس معشوقہ کو تبو عشاق پر ہرگز رونے نہ دیتا لیکن وہ خود بخود
آئینۂ عبرت ہو کر رہ سکنے کا عالم تھا گویا بیدم تھا نخل باغ ہر ایک نظر مین نخل ماتم تھا نرگس کو
بیمار جانتا غنچے کے بھولنے سے جسم گل پر ورم تھا سنبل زلف کھولے ماتمدار بہار تھی ریحان
زن سوگوار تھی خاطر گلشن کو خزان کا کھٹکا لگا تھا گل کا گریبان پھٹا تھا اسوقت یہ سامان
پیش نظر تھا کہ تمام باغ عبرت کا گھر تھا زبان حال سے یہ ندا آتی تھی کہ حبیب فصل مہرگان نرگس
اجل شاہد بہار کی گریبان گیر ہوگی کچھ کسی سے تدبیرین نہ آئینگی یہ ہماری جان لیکر جائیگی
ہر چند گل اشرفی اپنا خزانہ لٹائے زرگل دوا مین اُٹھائے ممکن نہین کہ خزان ٹلجائے بلبل
شیرین کنان قمری نعرہ زنان لالہ داغ بر دل مرد پا بگل نہر بیان چشمۂ چشم اشکبار ان
سوسن بزبان پیر زبانی آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار گویان شمشاد اسی خوف سے آزاد بمقام فنا شہر

گلشن آباد برگ ہر ایک کف افسوس داغ بالائے داغ
بچھا ہوا ہوا مین دم واپسین کا پتا بوے گل بردن چمن
چٹکنا وقت تزع یٰسین کا پڑھنا تھا سحاب گلشن شامیا
دکھانا زمزمۂ طائران سے صدائے کل من علیہا فان
جہان + تخلخل کل من علیہا فان + شہزادہ ازبسکہ
دلی سے ہمراہ ملکہ خود بھی رونے لگا اور انجام کار شاد
عرصے مین ملکہ نے عاشقون کی قبرون پر روشنی کی
ناگاہ نگاہ اُس مہربان عاشقان کی شہزادہ پر پڑی اور اسکو روتا ہوا دیکھکر اپنا رونا بھولی
سمجھی کہ یہ شہزادہ بھی اپنا قتل ہوکر اسجگہ دفن ہونیکا خیال رکھتا ہی اسی سبب سے روتا
ہی بس یہ معلوم کرکے قریب شہزادہ آئی اور اپنے دوپٹے سے آنسو پونچھکر پکاری کہ اے جانی
دای سرمایۂ زندگانی خدا تجکو نہ رولائے اگر تیرے اوپر کسیطرح کی آفت آئیگی پہلے نشانہ تیرا
یہ کنیز بنجائیگی ابکی مرتبہ دو قبرین ایکجا بنینگی نظم

ملایا منہ سے منہ بولی کہ قربان	کہو کیسی طبیعت ہی مرجان	یہ کیون آئے ہین آنسو بدامان
یہ کیون بھیگی صف مژگانی چلمن	یہ کہکر خوب روئی وہ گل اندام	گہر ریزی سے آنکھونکو رہا تھام
بھگو یا پیرہن کو چشم تر نے	لگادی آگ سی سوز جگر نے	پھر اسنے اُسکو تسمین دین کئی بار
کہا کر رنج دل تو اپنا اظہار		

شہزادے کو اسکے پوچھنے سے وہ جوش عبرت کم ہوا اور
کہا اے ملکہ مین انجام کار ہر انسانکا یاد کرکے رویا تھا اب یہان سے چلکر بارہ دری مین بیٹھیو
اور ان قبرون پر رونے کا حال مجھسے بیان کرو کیا یہ سب تمھارے عزیزون کی قبرین ہین
جو تم اُنکے غم مین ماتم کرتی ہو چشم نرگسی پُرنم کرتی ہو تم تو عاشق عاشق کہکر روتی تھین یہ کلمہ مجکو
بہت ناگوار معلوم ہوا اسکا ماجرا مفصل بتاؤ ملکہ یہ سنکر شہزادہ کو بارہ دری مین لائی اور
مسند پر بٹھاکر گویا ہوئی کہ اے یار عزیز مین دختر اس طلسم کے بادشاہ کی ہون جسکا نام
گوہر شاہ ہی پس میرے باپ نے یہ عہد کیا ہی کہ مین دختر کی شادی طلسم کشا کے ساتھ کرونگا
فی الجملہ مجکو ہمراہ دایہ دریاے طلسم پر بھیجتا ہی اور آنے والے کو دریا کے میرے حسن پر فریفتہ ہوکے

قید کرتا ہی اور وہ شخص جالیس روز تک قید رہتا ہی اسلیے کہ اگر یہ طلسم کا فتاح ہی تو اس مدت
مین ہوگا طلسم کو فتح کریگا اور ملکہ کو عقد مین لائیگا چنانچہ بعد چلے کے جب وہ نہین رہتا
ہی تو اسکو قتل کرتا ہی پھر اُس مقتول کی لاش منگاکر اس رقبہ مین کہ جو آپنے دیکھا
ہی گڑوا دیتی ہون اسمین بہت سے عاشقان نامراد یہان آکے اور قتل ہوکر دفن ہوگئے
مین ہر شب کو اُنکی قبرون پر جاتی ہون روح کو اُنکی شاد کرتی ہون شمع جلاتی ہون گل
چڑھاتی ہون آج بھی حسب دستور گئی تھی وہان تمکو روتے دیکھکر سمجھی کہ شاید تم اس امر
سے واقف ہو اپنا قصہ ہو یاد کرکے روتے ہو شہزادے نے یہ حال جب سنا ہنسکر فرمایا
کہ اے ملکہ آجتک حالت کفر مین جو چاہا تمنے وہ کیا لیکن اب تمنے اسلام اختیار کیا ہی ہمسے
واسطہ تمکو ہوا ہی خبردار اب کبھی اُن نامحرمون کی قبرون پر نجانا تمکو شرم نہین آتی کہ معشوق
ہوکر عاشقی جتاتی ہو کلمات بیہودہ زبان پر لاتی ہو اور مین اپنی مرگ یاد کرکے نہین رویا تھا
وہ عبرت کا ماجرا تھا میرا تو یہ قول ہی کہ بیت کسیکی مرگ پہ ہرگز نہ کیجے چشم تر اے دل + بہتیرے
روئیگے آپکو جو اس جینے پہ مرتے ہین + مین پوتا حمزہ کا ہون انشاءاللہ اس طلسم کو فتح
کرونگا اور تمکو اپنے عقد مین لاؤنگا نظر بافضال کارساز عالم رکھو اور اس حرکت
لاطائل سے باز آؤ میرے سامنے اسکے ترک کی قسم کھاؤ یہ کہکر بجناب جانب ملکہ نگاہ
کی وہ مطلوب کی خفگی دیکھکر ڈری اور سیکڑون قسمین کھانے لگی پھر ہاتھ باندھکر زار زار
روئی شہزادہ نے گلے سے لگایا بوسہ لب و رخسار لیکر خوشنود فرمایا پھر جلسہ عشرت جامغنیان
خوش آواز نے ترانۂ عیش و نشاط گایا جام شراب گردش مین آیا شب وصل تو ہمیشہ سے
کوتاہ ہوتی ہی کچھ ہی دیر مین وہ وقت آیا کہ شب مثل مزاج آشفتہ برہم ہوئی و بسان زلف
جانان پریشان ہوکر روے شاہد سحر سے ہٹی رخ آفتاب نظر آیا کہ نظم

شباب شب زمانہ نے کیا کم	ہوئی پھر انجمن انجم کی برہم
رہی محروم مطلب کثرت ذوق	بڑھے سامان محفل گھٹ گئے شوق

وہان ملازمان دایۂ گمراہ جو داد بیداد کرتے جانب دریا بادشاہ
روانہ ہوگئے تھے دارالامارۃ کے در پر پہونچے دایہ بادشاہ سے عرض کرچکی تھی کہ آج اُنکی صاحبزادی
نے طلسم کے آنے والے کو شراب پینے سے منع کردیا تھا مین نے سحر سے کشتی کو ڈبویا اور اسکو آپ

گھر مین لاکر قید کیا بادشاہ نے بجواب اس بیان کے فرمایا تھا کہ شب بھر اُس مجرم کو اپنے
یہان رہنے دو صبحکو مین زندان طلسم مین بھجوا دونگا غرض دایہ مذکور وہان سے رخصت
ہو کر باہر آئی تھی کہ ملازم اِسکے ملے اور تمام کیفیت معرض بیان مین لائے دایہ کو غصہ آیا اور
پھر کر دربار مین آئی بادشاہ کے کان مین سب حقیقت اِسنے ملکہ کی کہنائی بادشاہ نے فرمایا کہ تو
جاکر اِس حال کو تحقیق کر کہ ملکہ نے اُس مجرم کو لیجا کر اپنے مکان مین چھپایا یا اپنے محل مین قید کیا یا اپنے
جیسا کچھ ثابت ہو وہ مجھسے بیان کر دایہ حکم پاکر اپنے گھر مین آئی اور کچھ دیر ٹھہر کر آسودہ ہوئی کھانا
کھایا شراب پی پھر بزدر بحر طائر بنکر ملکہ کے باغ مین آئی اور ایک شاخ درخت پر بیٹھکر شاہزادی
تھی اُسمین حال ملکہ اور شہزادہ دریافت کرتی رہی مزار ہا شہزادہ کی کیفیت سنتی رہی ملکہ
کو بے لوث سمجھتی رہی جب شہزادے سے دار و مدار کرتے دیکھا جلگئی آخر صبح کو اُڑکر بادشاہ
پاس گئی اور ماجرائے شبینہ حرف بحرف زبانپر لائی بادشاہ کو غصہ آیا اور خود اُٹھکر روانہ
ہوا یہان شہزادہ نے صبحکو وضو کیا نماز پڑھی پھر ہمراہ ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگا مگر ملکہ کا رنگ
رخسار خوف سے زرد تھا جانتی تھی کہ اب کوئی بلا آیا چاہتی ہی شہزادے نے یہ حال دیکھکر اُسکی
تسکین کی کہ اے ملکہ گھبراؤ نہین خدا رحم کریگا بعد تشفی استفسار فرمایا کہ قاعدہ طلسم یہ ہی کہ بغیر لوح
طلسمی ٹوٹنا طلسم کا ممکن نہین تمکو کچھ حال لوح کا اِس طلسم کی معلوم ہی ملکہ نے یہ سنکر ایک آہ
سرد دل پُر درد سے بھری اور گویا ہوئی کہ ابیات

کہ آہ اب تم کہان ہم وائے افسوس	رہا تا حشر غم ہائے افسوس	گلے مل بوسۂ عارض ہمین دے
کہ جوش خاطر مشتاق ٹھہرے	نہین معلوم تجکو اے پریزاد	کہ یہ چرخ ستم زا محو بیداد
جدائی ہم مین تم مین چاہتا ہی	فراق ظاہری اب مدعا ہی	خدا حافظ کہان تم اور کہان ہم
عوض راحت کے دلکا ٹھکانا غم	فراق دائمی کا وقت آیا	مزا اتنا نہ تھا ہمنے اُٹھایا
کہ جسکے بدلے مین غم مین گرفتار	ہوئے قہر محبت کے گنہگار	

اے شہزادۂ عالی مرتبت لوح طلسم کی کیا کیفیت مین بیان کرون اُسکا ہاتھ آنا دشوار ہی خود بادشاہ طلسم اُسکا طلبگار ہی صورت حال یہ ہی کہ اِس طلسم کا اصلی دروازہ اور ہی اور اُس دروازے کے متصل ایک شہر آباد ہی کہ نام اُس شہر کا شہر جام ہی اور عقاب بن جام جادو اُسکا حاکم ہی پہلے باپ اُسکا

پاس لوح تھی اب جیسے کہ وہ مرگیا نہین معلوم کہ لوح کیا
ہوئی کہ مالک ملک وہال ہی لیکن لوح کے حال سے ناواقف
اغی ہی نہ خراج دیتا نہ اطاعت کرتا ہی اور اُسکے پاس اب
یکا اثر نہین کرتا ہی اور نہ کوئی اُسپر غالب آتا ہی جسجگہ وہ گلدستہ
احرکہ جاتا ہی سحر بھولجاتا ہی پس جب اُسنے بادشاہ سے سرکشی
اور اُسنے طلسم کے آنے جانے والون کے لیے راہ دریا کی
سے آمدورفت رکھتے ہین اور مقید ان طلسم کے لیے
یہ راہ دریا کی مقرر ہی جدھر سے کہ آپ آئے ہین اور سُنا ہی کہ شہر جام مین جو دروازہ ہی وہ اُس
پہاڑ پر ہی کہ جسکے دامن مین بیشہ حیرت ہی شہزادہ نے فرمایا کہ اِس ملکہ پہلے مین بیشہ حیرت ہی مین
آیا تھا وہان ایک زنگی شہزادی کو گرفتار کیے لیے جاتا تھا کہ وہ زوجہ ملک سلطان تاج بخش
کی تھی اُس زنگی کو مین نے قتل کرکے اُس شہزادی کو چھڑایا اور اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ شوہر
اُسکا اِس طلسم مین اگر قید ہوگیا ہی یہ معلوم کرکے مین اُس پہاڑ پر گیا اور وہان ایک حصار
بنا تھا دروازہ بھی لگا تھا بس وہ وہی دروازہ ہی کہ جسکا تم پتا دیتی ہو اور سلطان اُسی
دروازہ سے داخل ہوکر شاید شہر جام مین قید ہی اِس ملکہ مین اُسی بادشاہ کے چھڑانے کو
اس طلسم مین آیا ہون یہ سُنکر اے کدیگر یعنی ملکہ شہزادہ اِسیطرح سرگرم سخن تھے کہ یکایک ایک
آواز مہیب آئی اور ہر سمت تاریکی چھائی ملکہ گھبراکر پکاری کہ خداوندا خیر کر نا شہزادہ قاسم
گھبراکر دست بقبضہ ہوا اور اُٹھا تھا کہ زمین تھرائی زلزلہ آیا پھسلکر گرا اور بیہوش ہوگیا اور
یہی کیفیت بنفشہ جادو اور تمام کنیزون کی ہوئی جب یہ سب بیہوش ہوگئے ملک
گوہر شاہ اور دایہ روے ہوا سے نیچے اُترے اور شاہ نے دایہ سے کہا کہ ان دونون
مجرمون کو تخت سحر پر بٹھاکر بارگاہ مین لاکہ سزا کے حبا کرکے وصال روحانی سے دونونکو
شاد کرو یہ حکم دیکر آپ جانب دربار روانہ ہوا دایہ نے زنجیرہاے سحر سے ان گرفتاران سلسلۂ
عشق کو باندھا اور سحر پڑھکر کنیزون کو تو ہوشیار کردیا ان دونون کو تخت سحر پر ڈالکر پہلی
کنیزون نے جو یہ ماجرا دیکھا سر اور سینہ پیٹنے لگین اور دائی کو بُرا بھلا کہتی تھین اور عازم

ہوئین کہ سحر سے لڑکر دایہ کو قتل کرین اور ملکہ کو چھین لین
کہ جسارت نکر سکین اور کہتی جھکتی ملکہ کی ان پاس چلین را
نگوڑی دائی کیسا ہاتھ دھوکر ہماری ملکہ کے پیچھے پڑگئی خدا کی
منگل کی جھاڑ اسکو اڑھائی گھڑی کی موت اسی بی اس دائی کو
دائی کا ہیکو ہی قصا یہی ہی ہی بوا میرا بلایا تھا پھر مین اپنی جا
بولی کہ تمھارا تو بلایا تھا مین نے تو فقط مرزا کے لڑکے کو منھ
اُسکے قرار نہین آتا ہی۔ اسیطرح کی باتین یہ کنیزین باہم بناتی
کنیزین اور اماا صیل مغلانی پیش خدمت حاضر تھین ایوان ملکہ بادشاہ نہایت وسیع و عمدہ تھا
ہر فرقہ اور عملہ کے لوگ اپنے اپنے کام مین مشغول حسب معمول تھے ان عورتون کو روتے ہوئے
دیکھکر سب عورات پوچھنے لگین کہ ارے کیا ہوا خیر تو ہی انھون نے کہا اسی بی دائی نافرمان
کی جان کو روتے ہین جلد ملکہ کی امی جان کو بتاؤ ارے لوگو بڑی حضور کہان ہین آنکھ سے
کہو کہ چھوٹی حضور کو یہ ہوئی انا پکڑے لیے جاتی ہی یہ سننا تھا کہ سب اُسین مصاحبین دوڑین
بارہ دری مین ملکہ ماہ پیکر پری مثال جادو بیٹھی ہوئی چوسر کھیل رہی تھی کہ ان سنے کہا حضور
صاحبزادی کے نوکر آئے ہین کہتے ہین اُنکے دشمن کنے والی بندی قید ہوگئی یہ سنتے ہی
بڑی حضور کے بھی چھکے چھوٹے چوسر الٹ کر باہر بارہ دری کے آئی نقشہ کی نوکرین سب دوڑ
دوڑ کے قدمون پر گرین اور چیخ مارکر روئین اور سب حال بیان کرکے کہا ای بیوی ملکہ فقط اُنکی
گنہگار ہین کہ اُس مردوے کو دائی کے گھر سے جاکر لے آئین سو وہ بھی اسواسطے کہ اُسکو قبر مین اور
قتل ہوون کی دکھائین تاکہ وہ عبرت پذیر ہو اس جرم پر اس قطامہ دائی نے نہین معلوم کیا
کیا اُنکے باپ سے جاکر لگایا کہ بادشاہ خود تشریف لائے اور ملکہ کو اب دائی پکڑے لیے جاتی
ہی ان باتون کو جو ماہ پیکر نے سنا فوراً اپنے یہان کے خدمتگار چوبدار خواجہ سرا اور عملہ کے ساتھ
حکم دیا کہ جاؤ اور دائی سے جوتیان مار کر میری بچی کو چھین لاؤ اگر وہ قحبہ دائی دربار شاہی مین
پہونچ گئی ہو تو اندر دارالامارۃ کے گھسکر چھین لانا کچھ بادشاہ کا خوف و لحاظ نکرنا آنکھ سے کو
تو سودا ہو گیا ہی پہلے تو اپنی امان نافرمان سے کہا کہ لڑکی کو مردون کے رچھانے کے لیے

ے کوائی ای کوری پیٹھ پیچھے لگے مین سچ کہون میری بھی یہ
ہے آخر لوگو وہ بھی جوان جہان ہے اُسکے بھی جی ہے کہ نہین تم
ون نے تائید کلام کی کہ ای ملکہ آپ سچ فرماتی ہین جس بات
ربار اُسکا سامنا ہو تو حضور خطا معاف بڑی بڑی پارسا
ے بولی کہ ای بیوی ہماری صاحبزادی کو تو سیدھی بات نکرنا
ٹی ہانکتی ہین اسی دائی مالزادی نے دریا پہ لیجا لیجا کے دیدہ
کو کھ کی بیٹی تھین جو دبی دبائی رہین بھی دوسری ہوتی تو
آسمان مین سی نکال رسلہ یہان تو عورتین غوغا کر رہی ہین اُدھر کئی سو ملازم بڑی ملکہ کے جو دائے
دائی راستہ ہی مین تھی کہ یہ جا پہونچے اور پکارے رہ تو جا او غیبانی مارے جوتیو کے جو تجکو فرش نکیا
تو کچھ کام ہی نکیا دائی یہ کلام سنکر گھبرائی اور اُسنے پہچانا کہ یہ سب ملازم ملکہ کی مانکے مین ملکہ کو لینے
آئے ہین اگر تو نے ذرا بھی انکار دینے مین کیا تو یہ بہت بُری گت بنا دینگے خیر پھر تجھے کیا مطلب
ہی جو اپنی پر گنوائے اور نوکر دن کی مار کھائے یہ معلوم کرکے گویا ہوئی کہ صاحبو مین تو آپ ہی
ملکہ کو اُنکی ماں پاس لائی تھی میرا کیا قصور ہے تم صاحبزادی کو لیجاؤ بھلا مین اِنکے دشمنون کو
رنج پہونچاؤنگی مجھے کب ہوگا کہ کوئی انکو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے جب اُن نوکرون نے
یہ باتین حضور آمیز سنین ملکہ کو اُس سے لیکر تخت سحر پر بٹھاکر محل کیطرف لیگئے اور دائی شہزادہ
قاسم کو لیکر جانب دربار بادشاہ گئی ملازمان مادر ملکہ نے ملکہ کو محل مین لاکر پہونچایا اور سحر
اُسپر سے برطرف کیا کہ اُسکو ہوش آیا اپنے تئین محل مین اپنی مانکے پایا اور مادر کو سامنے
دیکھا فراق یار سے دم گھٹنے لگا لیکن ضبط کرکے ماں کو سلام کیا اور دل تو بھرا تھا ہی
بدنام ہونیکا حیلہ کرکے رونے لگی ماں نے اُٹھکر دہ چشم نمائی اور تنبیہ دو طمانچے مارے اور کہا
او مردار بڑا غضب کیا تو نے کہ حرمت شادی غیر مرد کو پہلو مین لیکر بیٹھی ملکہ یہ باتین سنکر ایسا
روئی کہ ہچکی بندھگئی اُسوقت ماں نے اُٹھکر گلے سے لگایا پیار کیا ملکہ نے کہا آپنے بھی بے تحقیق
کیے امی جان مجکو الزام دیا آپ دریافت کر لیجیے جو کوئی بیجا حرمتی ہوئی ہو مین نے تو ترس
کھاکر اُس قیدی کو اپنے باغ مین بلایا تھا وایہ اُنان نے بیچ مین غضب ڈھایا کہ چھنال بنایا

اُسوقت سب محل والیان صدقے قربان ملکہ پر سے ہوئی
صاحبزادی کا لہو پانی اِس مردار دائی نے ایک کر دیا ا
قابل ہے ابھی چھوٹی حضور ہین کیا مین اپنی ایڑی دیکھا
آتا بھی ہوئی ہین کہ جوان معلوم دیتی ہین کیون بڑی کر
لگا ہے بڑی کھلائی نے کچھ پورون پر انگلیون کے حسا
کو میرے مُنھ مین خاک ہوشی نہین ہون تیرھوان برس
یہ سنکر ایک مغلانی نے ماتھا کوٹ لیا حیرت زدہ ہوکر
کو دائی نے چھنالا لگایا وہ جو کہتے ہین کہ کڑا لوگو میرے تو
مان نے ملکہ کی بیٹی کا مُنھ ہاتھ دھلوایا کچھ کھانا کھلایا اِسکو یاد شہزادہ نامدار تھی کھانے
سے طبیعت کو نفرت دلمین محبت یار تھی روتی رہی کچھ کھا لیا اور مُنھ لپیٹ کے چھپر کھٹ
پڑ رہی مان نے کہا دیکھو صاحبو میری بچی کو بخار چڑھ آیا ہے اگر اِسکا ایک بال بھی بیکا ہوگا تو
مین آگ لگا کر اِس گھر کو نکلجاؤنگی کیسی سلطنت مین خاک مین ملاؤن ایسی حکومت کو جہان
میری بچی کڑھے اِس دائی کو وہان صدقہ اُتارون جہان ملکہ کی دائی نے ہاتھ دھوئے
ہون سب انیسین یہ سنکر بسورنے لگین اور پلنگ کے پاس جاکر ملکہ کے پنڈے کو دیکھتی
تھین اور سر دابین بھوتی تھین انکو تو اِس حال مین رکھیے اب حال وا یہ سنیے کہ وہ
شہزادہ کو لیکر دربار بادشاہ مین پہونچی اور دارالامارۃ کے دروازہ پر تخت کو اُتار کر شہزادہ کو
ہوشیار کیا اور زنجیر کا سرا پکڑ کر اندر دربار مین لائی شہزادہ نے ایک بارگاہ کفر مدار کو دیکھا کہ
کہ ایک بادشاہ کئی زینے کے تخت پر جلوہ فرما ہے تاج کئی سو کنگرہ کا سر پر جسمین لعل و گوہر
صدہا جڑا ہے قبائے قلمکار و زر اندود گلے مین ہے کنٹھا زمرد کا گردن مین پڑا ہے لباس شاہی سے تمام
جسم پیراستہ ہے اور تمام اہل دربار ساحران غدار ہین جنکے مُنھ آنکھ کان سے شعلے آگ کے نکلتے
ہین کرسیان دنگل میں مارنے بچھے ہین قرق زنجیر قریب دروازہ کھنچی ہے کچہریان لگی ہین بادب دربار مین
سب حاضر ہین بہت سے پہلوان خود سر ہین اور ایک عیار تیز و طرار بانہ ہاے عیاری سے آراستہ جھولا اسباب
ساحری کا گلے مین ڈالے کرسی پر بیٹھا ہے اِس شمع بزم صاحبقرانی نے بیچ بارگاہ مین

کہ سلام میرا اُسپر ہو جو خدا کو برحق اور واحد جانتا ہو اور اُسکے
واز جو سنی نہایت برہم ہوئے اور بادشاہ نے دایہ سے
ار کر کے کیون نہ لائی اُسنے کہا مین لاتی تھی آپکی بیوی
بادشاہ اُٹھا اور اندر محل کے چلا نواب ناظر اور
ی بادشاہ بانو نے بادشاہ کو پہونچائی اُسنے سب
استادہ کیا اور فرمایا کہ تم سب آگاہ ہو کہ اسوقت بادشاہ
ان آتے ہین اور میری لڑکی کو پکڑ لیجانے کا ارادہ
سلطے ہین اور وہ نگوڑی ابھی روتے روتے ذرا سوئی ہے تم سبکو میری جان کی قسم بادشاہ
اگر ہون سے تون کرین تو سب اُنکے لپٹ جانا اور خوب مارنا اگر تمنے کچھ اس کام مین
قصور کیا تو ابھی سر پیٹتی سر بصحرا نکلی جاؤنگی کنیزون نے عرض کیا ہم سب آپکے تابع ہین
اگر آپ خداوند سامری و جمشید سے لڑنے کو کہین تو ہم اُنسے بھی لڑین یہ عرض کر کے وہ سب
آمادۂ جنگ ہوئین اور لاٹھی پتھر وغیرہ بعض نے لیے اور بعض نے دست پناہ چکنی پرانی
ہانڈی جلتی ہوئی لکڑی سوختے وغیرہ سنبھالے اور زوجۂ بادشاہ بیچ صحن مین مکان کے
فرش خاک پر پاؤن پھیلا کر پانیچے چڑھا کر بال سر کے پریشان کر کے بیٹھی اور سب عورتین
گاتیان باندھکر پانچون مین گرہ دیکر گرد ملکہ کے کھڑی ہوئین اس عرصہ مین بادشاہ داخل
شبستان ہوا کنیزون نے تسلیم بھی نہ کی بادشاہ یہ حال محل کا دیکھکر پریشان ہوا بی کو اپنی
زمین پر بیٹھے دیکھکر اُسسے کہتا تھا کہ یہ کونسی آفت گھر مین آئی غرض زوجہ کے قریب آکر بیٹھ گیا
اور گویا ہوا کہ صاحب کچھ تمنے اپنی بیٹی کا بھی کرتوت سنا اور یہ اپنا حال کیون تمنے ابتر کیا ہے
شاید اس خیال سے کہ مین بیٹی کے عوض تمکو کچھ کہون تو ایسا نہین ہے تم اُس گیسو بریدہ
کو میرے حوالے کرو تمسے کچھ واسطہ نہین یہ کلام سنکر ملکہ نے جواب دیا کہ بیٹھا اُدھر موے بوجھ
تجکو صدقے اُتارون اپنی بچی پر سے کہ تو نے اُس دائی تجربہ کے کہنے سے میری لڑکی کو مارا تھا
اور ابھی تک بھڑ دے تجکو چین نہین بادشاہ نے یہ جواب نامعقول جو سنا فرط غضب سے آگ
ہو گیا اور پکارا کہ مالزادی کچھ تیری قضا تو نہین آئی ہے ملکہ نے یہ سنکر ایک دہتڑ زمین پر مارا

کہ ارے تجھ مالزادی کہنے والے کو خاک مین ملاؤن گہر
حلوا پکاؤن لومڑی کاٹے نے مجکو بے وارثی سمجھا ہی اپنی
آباد ہی میرے مان باپ بھی جیتے ہین شاہ افراسیاب کو
میرا حال سنکر اُن چھلی ٹھوک دیگا یہ نجانتا کہ مین ایسی ویسی
کی بیٹی ہون جو بھائی ہی ملک اخضر سبز پوش کا اور ملک
سخندان کا جو شہنشاہ افراسیاب کی سنگتر ہی میرے
سے آجتک بادشاہ کے ساتھ شادی نہین کی ملک گو
سنین غصے مین تو بھرا تھا ہی ایک طمانچہ اُسکے رخسار پر
کرلیگا وہ افراسیاب میرا لبس طمانچے کا مارنا تھا کہ آفت آگئی بی بی نے اور زیادہ پیٹنا
شروع کیا ہی وہ بندی رانڈ ہوگئی کوہر مرگیا اسکی لاش نکلی ادھر تو بی بی پیٹنے لگی اُدھر
کنیزین محلکی سب عورتین دوڑین اور کہتی تھین واہ واہ میان تمنے تو مان باپ کی بیٹی
نہ بنایا کوئی لونڈی بنائی کہ جب پایا دھن کٹی کرلیا ایک بولی کہ موئے کے ہاتھ ٹوٹینگے جبتک
پٹ سے ہماری بی بی کو مار بیٹھیا دوسری نے کہا کہ اسیطرح سامری کرے اسکی بھی مٹڈیان کیسی
جائین تیسری نے کہا ناصاحب ہماری بی بی کا ایسے جلاد موے قصائی کے یہان گذر کہان
آگ لگاکے نکل بھی جائین پھر ایک اور اُنمین سے بولی کہ ہان بی سچ تو ہی جس شہزادی کے کبھی
مان باپ نے پھول کی چھڑی نہ چھوائی ہو اُسپر یہ مار پڑے تو کہو ملکہ ہی ایسی نیک ساعت
کی پیدا اور نیک کوکھ کی جنی تھین جو اتنے دن ایسے ظلمی سے نباہ بھی کر گئین دوسری نے
جواب دیا کہ پھر آخر کہانتک کلیجے پر پتھر رکھ لین اور چپ بیٹھی رہین وہ بھی آدمی ہی ہین نا
کیا بول اٹھین پھر بولین تو آفت آئی بادشاہ نے چار طرف سے جو یہ کاؤن کاؤن سنی ہر ایک کے
گھر کا کہ چپ رہو مالزادیو یہ کیا غوغا مچا رکھا ہی عورتون نے کہا لو ایک تو چوری دوسرے
سرزوری عذر کرنے سے گئے اور اُنسے آنکھین نکالنے لگے تو یہان کوئی سننے والا نہین
جیسے ہماری ملکہ کو مارا ہی ہماری آنکھون مین خون اُتر آیا ہی جی مین آتا ہی کہ چھاتی پر چڑھکر
دھائی چلو لہو پی جائین بادشاہ یہ سنکر اُن سبکو مارنے کو پلا وہان تو صلاح ہوکر جنگ پر

ہ کے بڑھتے ہی چار سمت سے عورتین ٹوٹ پڑین
سگے اور چونکہ یہ سب عورتین ملکہ مذکور کے میکے کی ہین
تی ہین اِنکو بڑا غرور ہی کچھ خوف اس بادشاہ کی حکومت
ین ابتو ہائین ہائین لگے مارموئے کو لینا گھیرنا
ہاتھ دھون ہون کیون اور - کی آواز آنے لگی
لے حملہ کو رد کرکے قریب تر پہونچا اور دو تین کو لات
ر دیتا اور کہنیان مارتا اسوقت ایک لونڈی کہ ٹھنگنے
قد کی کول بدن سیاہ رنگ سیاہی کی گانٹھ بنی ہوئی کڑوا تیل سر مین ڈالے دوپٹے کی
گاتی باندھے تھی اسنے چمک کر ٹانگون مین بادشاہ کے اپنے تینون پہونچایا اور اُنتیسین دونون
ہاتھ سے مضبوط تھامنے بادشاہ پکارا ری مالزادی کیا کرتی ہی اری چھوڑ او قحبہ میری جان گئی
ادھر تو وہ کنیز پکڑ کر لوٹ گئی اُدھر بادشاہ گر کر تڑپنے لگا اور اوپر سے عورتون نے بری گت
بنادی تاج کہین گرا قبائے فرانروائی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی کسی عورت نے مُنھ مین توے کی
سیاہی بھر دی کسی نے جوتیون کا ہار بنا کر گلے مین پہنا دیا کسی نے ہانڈی کا گھیرا گردن مین ڈالا
کسینے ڈاڑھی نوچ لی اور خوب مارا جب دیکھا کہ بادشاہ کی جان پر بنگئی ہی اُسوقت اُس کنیز سے
کہا کہ انتیسین چھوڑ دے اُسنے چھوڑ دیے سب عورتین سامنے سے بھاگ گئین بادشاہ بھی
جان چھڑا کر اُٹھکے بھاگا اور اُسی حال سے باہر دارالامارۃ کے جو آیا سب اہل دربار ہنسنے لگے
اور بعض مقرب نے دست بستہ استفسار حال کیا اِسنے جھلا کے کہا کیا بیان کرون مین نے
بارہا کہا ہی کہ بیگم کا مزاج بہت برا ہی اُنکا غصہ سامنے کی پناہ نہ کچھ سمجھتی ہین نہ بوجھتی ہین یہ
کلام سنکر ایک درباری لطیفہ گو نے چپکے سے دوسرے سے کہا آج ساری حکومت اسمین
ملگئی یہ تو بہ راہ ادب چپکے چپکے باتین کرنے لگے اور بادشاہ نے ہاتھ مُنھ دھوکر لباس تبدیل
کیا اور بموجب مثل نزلہ بر ضعیف ریزد فوراً حکم دیا کہ یہ مسلمان جو قید بیٹھا ہی اسکو قتل کرد
اتنا زبان سے نکلنا تھا کہ جلاد قوی تن سامنے آکر حاضر ہوا اور شہزادہ قاسم کو اُسنے برابر
آبریز کے لیجاکر ریگ کے چبوترے پر بٹھایا اور آمادہ قتل ہوکر کو یلے کا خط گردن پر دیا پھر حکم

پوچھنے سامنے شاہ کے آیا اُسوقت شہزادہ قاسم کو اپنے مر
نگاہ اُٹھاکر دیکھتا تھا سوائے بیکسی و تنہائی کے کوئی یار و مددگا
عقائد کی تجدید دل مین کی اور کلمۂ شہادت پڑھا اور ازبسکہ
تہ دل سے دعا بدرگاہ کبریا کرنے لگا بصد عجز

ای خالق بیدیل میرے	غمخوار مرے کفیل میرے
ہی تو ہی بلاؤن سے بچاتا	زندان بلا مین ہون مین محبوس
تو چاہے تو اِس بلا سے چھوٹون	زندان غم و عنا سے چھوٹون

مسبب لاسباب ہوئی یکایک دارالامارۃ کے دروازے پر غلغلہ برپا ہوا کہ خداوند نعمت بادشاہ سرو پا برہنہ مع ارکان سلطنت کے اُٹھکر جانب در دوڑا جلاد کو قتل شہزادے سے منع کرتا گیا وہ کنارے جاکر ٹھہرا آخر شہزادے نے دیکھا کہ ایک مرد پیر کو ہر ایک ساحر پر تبزدید تبعظیم تمام لیے ہوئے آیا کہ اُسکی ڈاڑھی تا بہ سینہ ہی یہ اُسکا نقشہ ہی نظم

بیٹھا تھا وہ اُسجگہ جو مایوس	ملتا تھا الم سے دست افسوس	پیدا ہوئی در سے ایک صورت
ظاہر مین کمال نیک سیرت	آہستہ خرام نرم رفتار	جبہ سر دوش سر پہ دستار
جو راہ نما وہی ہی رہزن	ہی پردۂ دوستی مین دشمن	ظاہر مین تو تھا فرشتہ خصلت
باطن مین تمام دیو سیرت	گھٹا تھا سجود کا جبین مین	پوشیدہ بیت اُسکی آستین مین
دنیا کے لیے بنا تھا دیندار	تسبیح کے بطن مین تھا زنار	کچھ دل مین تھا قول کچھ زبان کا
تھا فرق زمین و آسمان کا	رہرو کو وہ غول تھا سر راہ	یوسف کے لیے بنا تھا چاہ
نیکی کے حجاب مین بدی تھی	ظاہر مین بلائے دلمین تھی جہل	اُس غول صحرائے گمراہی کو اسکندر

بن ساحری لوگ کہتے تھے اور خدا اپنا اسکو سب جانتے تھے بادشاہ پاس کبھی کبھی آتا ہی اور ایک ایوان عظیم الشان اسکا بنا ہی وہان رہتا ہی خلقت اِس طلسم کی ہر راہ مین جمع ہوکر اسکی پرستش کرتی ہی حال اسکا آیندہ بیان ہوگا اسوقت بادشاہ نے اُسکو لاکر تخت پر بٹھایا ہر شخص نے خاک پا کو اُسکی آنکھون سے لگایا جب وہ بیٹھا اور سجدہ وغیرہ سے سبنے فرصت پائی ساقی نے جام شراب لاکر دیا وہ پی کر سرخوش ہوا اور شہزادہ پر اُسنے نگاہ کرکے

تل ہوتا ہی قدرت کو سب خبر ہی مگر تمسے اسکا حال سننا چاہتے
ے کی بیان کی خداوند نے حال سنتے ہی کہا کہ تمنے فرمان
ل سے فراموش کیا کہ وہ فرما گئے ہین جہان خون مسلمان کا
ہمارا وہان نہ بہیگا بادشاہ نے فریاد کی کہ یا خداوند پھر
تو ہمارے نام ونشان کو مٹانا چاہا ہی اس ثانی ابلیس نے
ت مین پھنکوا دو وہان یہ آپ ہی بے دانہ وآب تڑپ
پہ ۔ ربب یہ اپنے پیے ہی سراپائیگا بادشاہ یہ سنکر اٹھا اور خداوند کے گرد پھرا قدمونکو
اُسکے بوسہ دیا کہ یا خداوند کار مشکل کا حل کرنا آپ ہی کی ذات پر ختم ہی یہ کہکر نافرمان اور ایک
ساحر اور شمشاد جادو نام کو حکم دیا کہ اس خطا وار کو لیجاؤ بیابان مذکور مین چھوڑ کر چلے آنا
بمجرد استماع حکم بادشاہ ساحران خیرہ سر شہزادۂ نامور کو بزور بیہوش کر تخت سحر پر ڈال کر
روانہ ہوئے یہ تو اُسطرف گئے یہان محل سے خواجہ سرا نے آکر عرض کیا کہ سب اہل دربار اٹھ جائین
ملکہ طلسم زیارت خداوند کو آتی ہین یہ خبر جو سُنی خداوند نے فرمایا کہ ہم خود اُس بندی کے پاس جائینگے
خواجہ سرا اس کلام کو سنکر پھر گیا محل مین ملکہ نے جب آنا خداوند کا سُنا آراستگی مکان آرایش
اسباب عشرت کرنے لگی سب عورتین نذر بھینٹ تیار کر کے منتظر ہوئین اس اثنا مین شور
مچا کہ خداوند آتے ہین ملکہ مع خادمان محل بہر استقبال گئی زنانی ڈیوڑھی کے قریب پہونچکر
سجدہ کیا اور خاک پاے خداوند کو لیکر آنکھون سے لگایا پھر ہمراہ لیکر روان ہوئی سب عورتین
بھی گرد پھر تین تصدق ہوتین ایوان مین لائین مسند پر بٹھایا شراب پلائی ڈاڑھی مین عطر
لگایا تذرین جواہر بہت کچھ دیا عورات نے محل کی ہار پھول دونے مٹھائیون کے زر نقد
سامنے لاکر رکھا ہاتھ باندھکر اپنی اپنی مرادین مانگنے لگین اُس شیطان نے جو کچھ انھون
نے سوال کیا قیافہ سے دریافت کر کے جیسا موقع دیکھا ویسا جواب دیا اس اثنا مین
اسکو خیال ملکہ بنفشہ کا آیا اسکی ماں سے پوچھا کہ ہماری بندی بنفشہ کیا کرتی ہی ملکہ نے
یہ سُنکر رو رو کے تمام حال وایہ کا اور بادشاہ کا بیان کر کے عرض کیا کہ بادشاہ کو حضور
سمجھاتے جائین کہ وہ دختر سے اور مجھسے بدی نکرے یہ کہکر کچھ عورتون سے حکم دیا کہ خواجہ

بلا لاوڈہ گئین اور ملکہ کو بمنت تمام لیکر آئین ملکہ ازبسکہ مسلمان
کرنا پڑیگا لازم ہی کہ کچھ مکر کرون یہ سوچکر سامنے جب آئی چنچین ملکہ
گلے سے لگایا اور سامنے خداوند کے بٹھایا یہ گردن جھکائے چپ
اسکا حال دیکھکر فرمایا کہ سچ ہی لڑکی تمھاری سہم گئی ہی اسکے ہو
حکم دیا کہ گوہر شاہ کو یہان حاضر کرو خواجہ سرا وغیرہ دوڑے اور شا
چلیے خداوند آپکو بلاتے ہین بادشاہ محل مین جانے سے ننگ و عا
ناچار ہوکر داخل محل ہوا سب کنیزین تو ہٹ گئین کہ ہمنے شاہ کو
زوجہ اسکی اسجگہ منھ پھیر کر بیٹھی رہی الغرض جب بادشاہ سامنے خداوند کے آیا وہ بہت خفا
ہوا اور غصہ آسنے کہا کہ کیون او گوہر شاہ تونے اب بیدینی پر کمر باندھی ہی تو نہین جانتا ہی کہ
بڑے خداوند استری کا کیا آدر کرتے تھے پیشاب اُسکا پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ باعث زندگی
اور سبب لذت انسانی بھی ہی ای بادشاہ اسکی پرستش ہر صبح کرنا لازم ہی بخلاف اسکے تونے
اپنی عورت کو ناراض کیا کہ اُسنے ہمسے تیری فریاد کی بس خیریت اسمین ہی کہ اُسکے پانون پر
گرا اور تقصیر معاف کرا بادشاہ کی کیا مجال تھی کہ حکم خداوند کے خلاف کرتا فوراً ہاتھ باندھکر
قدمون پر اپنی بی بی کے گرا اور معذرت خواہ ہوا خداوند نے اُسکو قت ملکہ سے فرمایا کہ تم بھی گلے
سے لگاؤ اور خبردار کبھی خلاف حکم اپنے شوہر کے نکرنا ملکہ نے شوہر کو گلے لگایا اور دونون نے باہم
بوسے لیے اور ملگئے پھر تو سب محل کی عورتون کو خداوند نے بلوایا وہ ہر ایک قدم پر بادشاہ کے
اگر گری بادشاہ نے خطا معاف کی پھر بیبیون کو اپنی گلے سے لگایا اور بہت کچھ نشیب و فراز عالم سمجھایا
بنفشہ نے رو کر کہا کہ اگر اجازت اپنے باغ مین رہنے کی پاؤنگی اسیطرح رو رو کر جان دونگی نہ پانی
پیونگی نہ کھانا کھاؤنگی خداوند نے یہ سنکر فرمایا کہ ای بادشاہ باغ مین اسکو اب جانے کیون نہین
دیتا وہ مسلمان بیابان حیرت سے کیا نکل آئیگا شاہ نے جواب دیا کہ ممکن نہین جو وہ زندہ رہے
یہ کہکر بیٹی سے کہا اچھا ای فرزند تم اپنے باغ مین جانا ملکہ یہ سنکر ہنسی اور باپ کے گلے سے
لپٹ گئی آخر سب شاد و خرم ہوئے اور خداوند اٹھکر محل سے اپنے گھر گئے بادشاہ داخل
دارالامارہ ہوا ملکہ بنفشہ نے اپنی ماں کی بلائین لین اور کہا میری اچھی امی جان مجکو باغ مین

اپنا دل بہلاؤ لیکن اب کوئی ایسا امر نکرنا جسمین تمکو
اب ایسا نہوگا یہ کہکر سواری طلب کی کنیز مین شہزادی
ہوئی اور راہ مین تصور شہزادۂ قاسم کرکے گوہر
بیقرار ہوکر یہ زبان پر لائی کہ نظم

یہ فساد سارا	برگشتہ ہوئے نصیب میرے
مین ہون گرفتار	اللہ سے ہی امید دیدار

حشت نے اُس گلشن کو صحرا بنا دیا جوش گریہ نے
اُس گھر کو دریا بنا دیا تیرگی بخت شب دیجور کا رنگ دکھانے لگی اُس ایوان کو سیہ خانہ بنانے
لگی یہ سوختہ جان شمع محبت جلانے لگی شمع کا شعلہ بھی اِس سے بھڑکا ہوا تھا گریہ آتش
تولتا تھا ہر روزن مکان دیدۂ غول تھا زمان ہجر کے اندیشہ کو بہت طول تھا طالع سے
اپنے لڑتی تھی پنے دلسے رہ رہکے بگڑتی تھی کبھی یاد زلف مین پیش نظر اندھیرا تھا کبھی داغ دل
چراغ کی صورت جلتا تھا بیتابیون نے گھیرا تھا کبھی آنسوون کا تار باندھکر سمرن ہوتیونکی
بناتی اور بہر مرگ استخارہ فرماتی گھر کی شکل نظر مین گور تھی سفیدی رخسار کا نور تھی بستر کو
کفن سمجھتی شکن بستر کو اندر جان شکن سمجھتی جب بیتابی کا زور ہوتا دل بہت مجبور
ہوتا تو یہ کہتی نظم

اشکون کا وہ متصل ٹپکنا	آنکھین رہین اپنی تر ہمیشہ	دو چار گرائے گھر ہمیشہ
گردون سے کیا خطاب دکر	ای خانہ خراب ای جفاکار	گردش ہی تری عجب آل زار
کس کس کو کیا نہ تونے برباد	کس کس کو کیا نہ تونے ناشاد	آنکھون کو بنا نہ بحر زنار
اتنا تو ہنسی نہ تھی مین زنہار	عشرت کا پیا تھا کب پیالہ	ہی داغ جو دلمین مثل لالہ
نکلی تھی کہان وصال کی راہ	ایسا غم ہجر ہی جو جانکاہ	جام مے خسرمی پلا دے
بچھڑے ہوئے یار سے ملا دے	پھر آنکھون کو ہو نصیب دیدار	پھر کان اُٹھائین لطف گفتار

اِسی بیتابی مین یہ خیال آیا کہ میرے باپ نے خداوند سے کہا تھا کہ مین نے
اُس مجسم کو بیابان حیرت مین بھجوا دیا اور وہ ایسی جگہ ہی کہ رہا ہونا وہان سے

ممکن نہین پس وہ ایسی ہی جاے سخت وصعب ہو کہ جہان
ہو کہ اُس سرگشتۂ صحراے الفت کی خبر منگا ایسا نہو کہ وہ شمع حرم
طلسم سے بجھ جائے اور شیرنیستان حمزہ شکار صیاد اجل ہو یہ
پر دھر دو کنیزون کو اپنے پاس بلا کر چپکے چپکے راز دل سے آگاہ
میرے یوسفۂ گم گشتہ کی لاد و تو مین تمھاری کنیز ہو جاؤنگی
زلیخاے مصر عاشقی کا دیکھا پند و نصیحت کو بیفائدہ سمجھکر بنا
بنا کر سوار ہوئین نام ان دونون کے شعلہ جادو و شرارہ
سمجھائی گئین کہ اپنا حال تباہ نکرو اسقدر نالہ و آہ نکرو سمجھ جاتے ہین خدا کو منظور ہو تو ہم
شیدا کو آپکے لاتے ہین ورنہ اے ملکہ مبیت دی جان اگر بگڑ گئی بات + جیتی ہو تو ہوگی
پھر ملاقات + ملکہ نے کہا اے مونسان ہمدم و اے رفیقان محرم مین تمھارے ہی آسرے
زندہ ہون جلد آنا اگر دیر لگاؤ گی تو مجکو زندہ نہاؤ گی لو جاؤ خداے کریم کو تمھین سونپا یہ
سنکر وہ دونون تخت اڑا کر روانہ ہوئین یہ تو ادھر سے چلین لیکن اُدھر شمشاد و نافرمان
شہزادہ کو اُسی بیابان مین لائے اور تخت سے زمین پر اتار کر دونون برادر سحر بلند ہو گئے شہزادہ
کو سحر سے بیہوش رکھا جب بلندی پر پہونچے رو سحر پڑھکر ہوشیار کر دیا اور آپ روانہ ہوئے
یہانتک کہ دربار بادشاہ مین پہونچے اور پہونچا دینے شہزادے کی عرض کر کے اپنے اپنے
گھر گئے یہان جب آنکھ شہزادہ سیاح دشت محبت و قیس نجد الفت کی کھلی ایسا جنگل
ہولناک اور وحشت انگیز دیکھا کہ دل خوف سے تھرا گیا تن ناتوان مین لرزہ آگیا دل کو قوی
کر کے اُٹھا اور ایک سمت روانہ ہوا دھوپ کی شدت سے بیتاب تھا ایک تو سوز مفارقت
سے دل جلتا دوسرے یہ تپش عیاذاً باللہ مُنھ سے سانس لینے مین شرارہ نکلتا گرد اُس
صحراے پُر خار کے پہاڑ تھے قلہ کوہ تا بفلک دوار تھے آنکے تپھر دن سے شرر نکلتے درہ ہاے
کوہ انا اسفل السافلین کا دم بھرتے دامن صحرا دامن محشر کو شرم سے چاک کرتا آفتاب بیان
آفتاب قیامت کو شرمناک کرتا ہر خار پاے دل درگ جان کے لیے نشتر کانٹون ہی کا
کوسون تک بستر اژدر غارون مین مُنھ کھولے بیٹھے شعلۂ آتشین چھوڑتے ہوا گرم زہر آلود

سے سیاہ لبسان دود آہ پیچیاب کھاتے دیو بنکر ڈرائے
دھوپ بھی تھراتی اُسے بھی آرام نہین اِس شہریار
شوکت تھی فوج یاس والم درحرمان کی بھرتی لشکر تاب
نہ غبار صحرا کھینچا تھا آفتاب کا کنول اُسمین جلتا تھا
وہی تختہ بیابان بیکسی و تنہائی حاضرین دربار مصاحب
سائین آواز اِس سرکار کی شہنا نواز دحشت کا ڈنکا بجیا
کا تاج سر پر دھاغولون کے نعرے نقیب کی صدا اِس
اُس بیابان مین ہر سمت روان تھا خیال جانان
مین سیل اشک بہاتا جب دل جلتا تو یہ زبان پر لاتا فرد لطف ای اشک کہ جون شمع
گھلا جاتا ہون + رحم ای آہ شرربار کہ جلیا ڈالتا + یہ پروردہ مہد ناز و نعمت وہ دشت پر
پاؤن مین چھالے حلق مین کانٹے پڑے عجب عالم تھا کہ نظم

گرمی کی وہ فصل و دوپہر ٹھیک	منزل ہوئی سخت راہ بارک	وہ دھوپ وہ گرد طرفہ عالم
جھونکا تھا ہوا کا لطمۂ غم	دل بیٹھ گیا قلق کے مارے	کپڑے ہوئے تر عرق مین سارے
رہ دور دراز کوس کالے	کانٹے کف پا مین اور چھالے	اُس تشنۂ دیدار یار کا پیاس

سے جب حال خراب ہوا بہت بیتاب ہوا اُس دشت مین آب کجا اِسکو دور سے ایک گڑھا
دریا نظر پڑا اُس مُراب کو یہ بحر آب سمجھکر لپکا اور اُسکے پاس جب پہونچا وہ اور آگے بڑھتا نظر آیا
یہ ایسا بیخود تھا کہ بغیر نشیب و فراز سمجھے قدم آگے بڑھایا جیسے ہی چند قدم چلا اُس
تک دھنس گیا ازبسکہ صاحب قوت و طاقت تھا زور کرکے جو نکلا اِسی کمر تک سما گیا پھر
جو زور کیا سینہ تک داخل ریگ ہوا اُس کشمکش مین تیغہ کمین گرا خود کسیجگہ اُتر کر رہگیا
اس دشت مین جکسیکو چھوڑتے تھے تو لباس اور اسلحہ بھی اُسکے ساتھ کر دیتے تھے شہزادہ
کو بھی اِسی وجہ سے مسلح یہان لائے تھے وہ سب ہتھیار جابجا گر پڑے اور یہ ماہی ملزم شاہی
سینے تک جو بالو مین گیا مثل ماہی بے آب تڑپا اِسی بالکل غرق اُس محیط خاک مین ہوا یہ گوہر
خزینۂ صاحبقرانی درج زمین مین رکھا گیا یا گنجینۂ بہادری تھا کہ دفن زمین ہوا قارون خزانہ

لبلز زمین مین سمایا تھا یہ دست نقد محبت سینے مین ... جال سے نثار ہی گ
بخیل تھا اسنے جان تک دی ایسی سخاوت کی الغرض ... س عورتاے اوج حسن کو
کہا وای ناکامی کشتی حیات گرداب ہلاکت مین پھنسی ... اغ گیا کچھ دیر بیٹھا
لبشر مجبور ہی موج آہ کا بھی روان ہونا دشوار ہی ای مرگ ... کامیاب اسے
سانس لینا دشوار دوش ہے کر تا ہستی کا بار اس ... آفت

سمجھا کہ ہماری آگئی موت	پہونچے ترے خاک	... فرشتے
آئے ہین سوال کو نکیرین	خالق سے یہ بار بار خواہش	... کہان ہین
ہی تو ہی تو بے نیاز یارب	ہی تو ہی تو کارساز یارب	... ہی جو تو تو کیا ہی کا آسرا
طے دور نہ ہی زیست کا بکھیڑا	تو چاہے تو ہو یہ مشکل آسان	... تیرا ہے تو پار ہے بیڑا

اسی کشمکش رنگ وجسم خالی مین یقین تھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے کہ مالک بر و بحر کو اسکے حال سقیم پر رحم آیا کنیزان ملکہ جو اسکی خبر کو چلی تھین اس جنگل مین آکر پہونچین اور ہر سمت ڈھونڈھنے لگین جب کہین پتا نملا سحر سے بلند ہو کر یک نگاہ کو چار سو دوڑائی مقام پر ستارہ سا بالو مین چمکتا نظر آیا جب وہان یہ آئین خود شہزادہ کا پڑا دیکھا اور آگے بڑھین تیغہ چمکتا دیکھا سمجھین کہ وہ نہنگ دریاے محبت دعاشقی اس سرابگاہ مین بر نگ حباب بحر فنا ہو گیا یہ سمجھ کر وہ بیتاب ہوئین اور رونے لگین اور ایسا روئین کہ دامن صحراے آتش فشان بھگونے لگین اور بصد زاری نوحہ آغاز کیا کہ ای جوان مرگ و ناشاد تو نے اپنے ساتھ اور ایک نوجوان و نامراد کو غرق بحر مرگ کیا ہاے جب ہم اس کشتہ حسرت واران سے جاکر یہ تیرا حال کہینگے کیا اسپر گذریگی افسوس کہ وہ زندہ نہ رہیگی کہ یہ جب نظم

ہر اک دم تازہ اسکو اک خلش ہی	مقیم سینہ جاے دل تپش ہی	بر نگ نے لف گہ آشفتہ اطوار
گیے جون نرگس بیمار بیمار	ہی اسکے عالمین ہر دم تباہی	تپان ہو جسطرح خشکی مین ماہی
سنیگی ہمسے جب تیرا وہ بیحال	تو جینا اسکو ہو جائیگا جنجال	نسیم آسا اڑائیگی بہت خاک
کرینگی گل کیصورت پیرہن چاک	اسی اندوہ مین ملتی تھین وہ ہاتھ	غم و رنج و الم اس کے تھا ساتھ

کہ ناگاہ وہ یونس ماہی ریگ طپان ہوا ریگ کو جنبش ہوئی گویا وہ سراب بھی اسکے غم مین بیقرار

معلوم کیا کہ ابھی تیمجان زندہ ہی برنگ گو ہر غلطان ہی بس بیتابانہ اڑکر اُسجگہ
تھا اور تخت سحر کو پانوں کے نیچے رکھکر کھڑی ہوئین اور ہاتھ کیب
رہا تھا اور زور کیا کہ وہ اُبھرا اور جب اُسکو بھی معلوم ہوا کہ زمانہ رہائی
ثابت ہوتا ہی اُسنے بھی اُبھر کر زور کیا کہ تخت سحر پر آگیا کنیزین اِس
ہوئین اور پنجہ سحر سے خود و تیغہ وغیرہ اُٹھوا کر تخت کو بلند کیا شہزادہ
باہر آتے ہی بیہوش ہوگیا کنیزون نے بالوجسم انور سے چھڑائی
سحر کا ابر پیدا کرکے سر پر سایہ کیا دامن کی ہوا دی اور اپنے لبراد فات
لیے جہان سحر تھی تھین اُسمین سے پانی حلق مین ٹپکایا کہ اُس بیہوشی وہ ناکامی
کو ہوش آیا تخت پر اُٹھکر بیٹھا سجدہ شکر خدا کیا پھر ان دونون سے مزاج ملکہ کا پوچھا انھون نے
ماجرا خداوند سکندر بن سامری کا محل مین آنا اور ملکہ کے باپ کو بلوانا بیان کیا شہزادہ ملکہ
کی الفت اپنی نسبت معلوم کرکے بیتابی بیان کرنے لگا اُدھر انتظار کنیزان مین ملکہ منجموم کا

بھی یہ حال تھا ر باعی	ہم درد فراق سے جو گھبراتے ہین	گہ روتے ہین گاہ سر کو ٹکراتے ہین
دم پا بر کاب ہی ہمارا پیارے	آنا ہی تو آؤ ورنہ ہم جاتے ہین	اِسی گریہ وزاری مین دیکھو شب

غم نے منھ دکھایا دن کا رخ زرد ہوا کسیکے شباب کیطرح ڈھل گیا آخر دو آہ سے عالم سیاہ خانہ
بنا کہ بموجب نظم

ہر سانس مین سو مقام لیتا	دل ہاتھونسے اپنا تھام لیتا	اُسپر یہ غضب کہ شام آئی
اندھیر ہوا اُداسی چھائی	وہ خوف وہ غم وہ ہجر دلدار	وہ شام وہ آمد شب تار
بستر پہ پڑی تھی یون فسردہ	جیسے کہ پڑا ہو کوئی مردہ	در پردہ شکایتین زبان پر
کہنا اُسے رکھکے آسمان پر	کیون ای ستم وجفا کے بنیاد	ہو یون ہی یہ مشت خاک برباد
فرقت مین جو مر گئے تو پھر کیا	ہم جیسے گذر گئے تو پھر کیا	یہ کہکے وفور اشکباری
پھر بستر غم پہ بیقراری	یہ بستر ناکامی پر تڑپ رہی تھی کہ کنیزین شہزادہ کو باغمین	

لیکر پہونچین اور ایک ضرغے مین درختون کے اُسکو بطور مخفی اِستادہ کرکے آپ بحد مت
ملکہ مین حاضر ہوئین یہ اُنکو دیکھکر اُٹھ بیٹھی اور پکاری کہ بیت ای پیک استان خبر یار ما بگو

احوال گل بلبل بستان سرا بکو نہ کنیزون نے پہلے کچھ حال
ہوجانیکے خیال سے اور ہی ذکر چھیڑا انجام کو چکے سے کہ
ڈھونڈھ لائے درختون مین چھپاکر سامنے آئے ہین
جب افاقہ ہوا اٹھکر جانب یار چلی کنیزون نے عرض کیا کہ
کوئی دراندازبھر آپکے باپ سے جاکر لگا دیگا ابکی مرتبہ اُس
دم بھر کا جینا ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ چند رفیقون کو
آپ مع شہزادہ سوار ہوکر ایک سمت کی راہ لین اور بر
مضائقہ ہی لیکن آنکا مقدم راضی ہونا ہی کنیزون نے کہا وہ فرزند صاحبقران ہین بھی جا
پر راضی نہونگے ای بیوی جو انکو بھاگنا ہی ہوتا تو وہ آپ سے اس طلسم مین کیون آتے اپنی
جان آفت مین کسلیے پھنساتے اُنسے کہنا اس تدبیر کا بیکار ہی ہم انکو سحر سے بیہوش کرینگے
اور تخت پر ڈالکر منزل مقصد کی راہ لینگے اسنے کہا تم سچ کہتی ہو پھر اچھا تو ہی یہ کہکر صندوقچہ ہائے
جواہر اور اسباب بیش بہا اپنے ہمراہ لیا اور چند رفیقون انیسون وغیرہ کو طلب کرکے
اس راز سے آگاہ کیا وہ بھی سب جلد جلد برائے سفر تیار ہوئین اس عرصے مین ملکہ شہزادے
کے پاس آئی شہزادے نے اسکو گلے سے لگا یا بوسہ لب و رخسار سے ذائقہ پایا جدائی
فراق یاد کرکے دونون روئے پھر وصل ہونے سے شادکام ہوئے ملکہ انھین درختون مین
فرش بچھواکر بیٹھی اتنی دیر تیاری سفر مین بسر ہوئی کنیزین دونون ملکہ کے پاس آئین اور افسون خواب
ہوئین کہ شہزادہ زانوے ملکہ پر سر رکھکر سوگیا ملکہ نے تخت سحر سے بنواکر شہزادے کو لٹایا اور آپ بھی
سوار ہوئی کنیزین بھی سحر سے اُڑتی ہوئی ہمراہ ہوئین تخت کو اُڑایا اور صحرا کا راستہ لیا اور تمام
رات رہروی کی صدہا کوس راہ طلسم طے کر گئی لیکن طلسم کا ایسا مقام نہین ہی کہ جسکا جی چاہے
چلا آئے اور مبتلاے بلا نہو صحیح و سالم نکلجاے اس شہزادی رہگراے طریق الفت وبادیہ نورد
منزل محبت نے ہر چند چاہا کہ باہر طلسم کے جاؤن ممکن نہوا آخر وہ زلزلہ آیا کہ ہر نجم سیارہ طلسم
افلاک سے منھ چھپاکر رو بفرار لایا اور شہنشاہ کواکب برائے تجسس فراریان عرصہ سپہر مین قدم زن
ہوا کہ بموجب نظم

رنے صبح کی صحبت طلب کی	اٹھین اٹھین لشوق روے خورشید

ت سحر ایک کوہ بلند پر کنیزون نے تخت سحر کو اتارا اور آپ بھی اتر
ر کچھ دیر آسایش کرین اور شہزادہ بھی بہت دیر سے بیہوش ہی
ن پر پہونچ جائے اسکو بھی ہوشیار کردین اب تو بڑی دردر
ہے کہ پھر دہین جائے ممکن نہین کنیزون نے حسب الارشاد
ملکہ شہزادہ ذیجاہ کو ہوشیار کردیا اس مسافر صحرائے غفلت کی جب آنکھ کھلی دیکھا کہ بہاڑ
پر ملکہ مع چند کنیزون کے جلوہ فرما ہی یہ دیکھکر متحیر ہوکر مستفسر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی ملکہ نے کہا گھبراتے
کیون ہو جو کچھ ماجرا ہوگا معلوم ہوجائیگا یہ کہکر کنیزون سے کہا کچھ فرش امکان مین ہو تو بچھادو
انھون نے چادرین سر سے اتار کر ایک چشمہ کے کنارے بچھائین یہ دونون سالک دشت
غربت و محبت وہان بیٹھے ملکہ نے آہ سرد بھر کر فرمایا کہ اے مایۂ نازنین تجکو اس مقام آفت زا سے
کہ دراصل مصیبت خانہ اور عمکدہ تھا لیکر بھاگی ہون اور چاہتی ہون کہ باہر اس طلسم سے
لیجاؤن شہزادے نے جملہ کیفیت سے ماہر ہوکر ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ تمنے میری جان اس گمستان
سے بچائی ہی اس سبب سے مین شرمندۂ احسان اور بندۂ کرم ہون ورنہ اس حرکت بیجا
کی سزا دیتا خبردار مجھسے ربط کرکے کبھی ایسی بات نکرنا اے ملکہ تم دیکھنا کہ میری قضا اگر نہین
ہی تو ضرور اس طلسم کو مین فتح کرونگا اور ہرگز مین باہر اس طلسم کے نجاؤنگا اور تم کیا یہان
لاکر آفت و مصیبت سے بچ جاؤگی رنج و غم مین مبتلا نہوگی دیکھو تو کہ ابھی فلک شعبدہ باز کیا
نیرنگی دکھاتا ہی اور کس کس رنج و غم و آفت مین مبتلا کرتا ہی اور پردۂ تقدیر سے کیا ظاہر ہوتا ہی
اور صانع طلسم کونین نے کیا چاہا ہی یہ فرماکر بعجلت تمام اس معشوقۂ نازک بدن نازنین تمکین
سراپا ناز کے گلے مین ہاتھ ڈالکر پیار کیا ملکہ جو چند گلابیان شراب کی اپنے ہمراہ لیکر چلی
تھی وہ کنیزون سے طلب کرکے مصروف بادہ کشی ہوئی کنیزین اس پہاڑ پر سیر کرنے لگین وہ
عجیب وقت تھا کہ نور کا تڑکا یونہین سی خنکی چشمہ کا لہرین لینا آفتاب کا نکلتے آنا پہاڑ پر سبزہ کا
لہلہانا گلونکا کھلنا ستارونکا میدان فلک سے گم ہونا مطلع صاف صبح کی سفیدی چلی نورانی
آبی کا کنارہ نہرون کے کلیلین کرنا پانی منقارون مین لیکر پرون پر چھڑکنا چہچہیان لینا طوطی

پانی مین مارنا اور سیدھے ہونا چوگلا اور کوڑیالا کھلا
پاڑھے چیتل نیل گاے وغیرہ کا چرتے پھرنا طائران
فرش مخملی سبزہ پر فرشی جھاڑ تھین گلون کے کنول

صحرا مین بھی جو تس گل ہی ہر سو | پھولون کی چھڑی | ایسی بہار مین یہ نئی کیفیت
تھی صبح بہار صبح نوروز | آتے تھے نظر
چشمے کے کنارے پر برار | مستونکے لگے ہو
طاؤس کا رقص تھا خدا ساز | تھے طائر خوش نو
چلاتی تھی بلبل آؤ آؤ | نالہ کوئی با اثر سناؤ

آشکار کہ معشوقہ گلبدن و یا سمن پیکر زیب آغوش و زینت بر خوف بادشاہ طلسم سے کبھی رخ رنگ رخ زرد دلمین محبت کا درد چاہنے والے کا پہلو نصیب ہم آغوشی حبیب کبھی زلف سونگھنا کبھی لب و رخسار چومنا کبھی گلے ملنا گاہ سنبھالکر گردن کو درست کرنا گاہ سینہ مین کبھی رونا ایک لحظہ مین تیوریان چڑھ جاتین کمانین کھنچکر طائر دل کے صید کرنے پر لیس ہو تین کبھی باتین برنگ لیلی و قیس ہوتین یہ ہنگامہ راز و نیاز برپا دونون دیار عاشقی کے

سیر در سران ردا کہ نظم

پھر آخر بر جھگئی بیتابی شوق | نہ ٹھہری ایک لحظہ کثرت ذوق | بڑے سینے پہ ہاتھ اور ملکے لب
ہوس بولی کہ مہلت دیتے ہین کب | اٹھاؤ شمع ساق نور افزا | مین حاضر پھر توقف کا سبب کیا
دکھائے ملازادہ اپنا جوہر | صدف کا خون سے منھ ہو جائے پھر | سنبے یاقوت یہ بلور شفاف
کھلے کچھ رخنۂ آئینہ صاف | جمے بطن صدف مین اشک غلطان | مبارکباد دینے آئے ارمان
کہا پاس شرع نے ہان یہ ہی کیا | ابھی لازم نہین ایسا ارادہ | غرض معشوق و عاشق ہو گئے ہم
رہے راحت فراموش دو عالم | ہوئین شرمندہ مستی خیز آنکھین | جھکین دامن پہ مطلب ریز آنکھین

یہ شیرین و فرہاد اس پہاڑ پر سرگرم اختلاط تھے مہیا سامان انبساط تھے کہ فلک کو رشک آیا یعنی پھر ان بیچارون کو فراق کی مصیبت مین پھنسایا وہ یہ کہ شاہ طلسم کا عیار آہو تاک جادو نام کہ عیار بھی ہی اور ساحر غدار بھی ہی اور صبح کو بزور سحر آکر تمام طلسم مین پھرتا ہی گرد آوری

دشاہ کو اُس سے آگاہ کرتا ہی آج بھی حسب دستور وہ بے شعور
آیا اور دور سے پہاڑ پر مجمع عورتون کا دیکھکر بزور سحر ہرن کیصورت
شہزادہ مین ہنگامۂ محبت گرم تھا وہ سب اسنے دیکھا اور غضبناک
کرون مگر شہزادے نے بھی اسکو دیکھا کہ ایک ہرن ہمکو دیکھ رہا
ن ۲۰ جوڑکر سر کیا ہرن چوکڑی بھر کر روانہ ہوا تیر آکر ٹانگ مین ترازو ہوا
اور اُڑکر چلا مگر کہتا گیا کہ باش او مجرم ناشاد بڑا غضب کیا
بیوقوف سے ناآشنا ہی + مزا ان لذتون کا دیکھ لیا ہی + یہ کہتا ہوا
ایکطرف روانہ ہوگیا ملکہ نے جو یہ ماجرا دیکھا شہزادے سے کہا ای شہریار یہ کوئی ساحر میرے
باپکا ملازم تھا اب جاکر پدر سے جو کچھ دیکھ گیا ہی بیان کریگا وہ بہر گرفتاری آئیگا ہمکو روز بد
دکھائیگا شہزادے نے فرمایا خداوند عالم مدد ہماری فرمائیگا ملکہ نے کہا ہم اب یہان سے
اور سمت بھاگ چلین اور چھپ رہین شہزادے نے فرمایا کہ ہم اب کہین نجائینگے اور جو تم
ہمکو سحر سے بیہوش کرکے لیجاؤگی تو اپنی جان گنوائینگے ملکہ مضطر ناچار ہوکر چپ ہورہی
اور ترسناک بیٹھی نہ وہ چہرہ پر بشاشت رہی نہ وہ انجمن آرائی نہ ہنسی نہ دل لگی کنیزین بھی
ہر سمت پھرنا موقوف کرکے ملکہ کے گرد جمع ہوگئین ملکہ یاس سے منھ ہر ایک کا تکنے لگی یہان تو
حالت خوف و رجا مین ٹھہرے ہین اُدھر وہ عیار شاہ طلسم کی خدمت مین اُسی حال زار سے
آیا بادشاہ دربار مین سحر کو شبستان سے اُکر بیٹھا تھا امرائے دولت حاضر تھے کہ عیار نے تیر
اپنے پانؤن پر لگا ہوا دکھایا اور ماجرائے شہزادہ و ملکہ قسم کھا کر کہہ سنایا بادشاہ کو غصہ آیا بیوقوف
چند جادوگرون سے فرمایا کہ جاؤ اور اُن مجرمون کو گرفتار کرو دو ساحر آتش بیان و اژدر
زبان جادو اپنے مطیع اور ساحر لیکر روانہ ہوئے اور بزور سحر اُڑکر بہت جلد اُس پہاڑ پر
کہ جہان شہزادہ و ملکہ تھے آئے اور زمین پر اُترکر نعرہ زن ہوئے کہ باشید اے تیرہ
روزگاران تم کہان اب بھاگ کر جاؤگے شہزادہ اُنکو دیکھکر بلا رک آفراسیاب کھینچکر اُنکی
جانب لپکا ایک ساحر نے کچھ افسون پڑھکر دم کیا کہ یکمرتبہ زمین مین سما گیا شہزادہ یہ
یہ حال دیکھکر ملکہ کو تاب نہ رہی گود پھیلا کر کبھی ساحرون کو کوستی کبھی دعا کرتی اور روتی تھی

شعلہ و شرارہ کنیزین ملکہ کا رونا دیکھکر آگے بڑھین اور
ٹوٹ پڑی جاتی ہے خدا اُنکو غارت کرے اُسکی بھولی صورت
ایک ناریل اُس ساحر پر پڑھکر مارا کہ جسنے شہزادہ کو
سینے کو توڑ کیا غل اُسکے مرنے کا برپا ہوا اندھیرا ہوگیا
گروہ ہبکدار پر ٹوٹ پڑا پہلے ہی حملہ مین دو چار ساحرون کو
پڑھا کہ شہزادہ بیہوش ہوکے زمین پر گرا ملکہ کی کنیزون
نے نگیان دکھاتی تھین ہنگامہ عظیم برپا تھا کبھی وہ سی جبی اجالا تھا کبھی
مین آتش بیان نے ایک ترنج شعلہ پر مارا وہ ترنج کو آتے دیکھکر فور آزمین مین سما گئی
اور پشت پر آتش کے آگر نکلی اور ایک تیر آتش کا اُسپر ایسا مارا کہ اُسکی پیٹھ کو توڑ کر سینے سے
نکلگیا اور وہ مرکر گرا اُدھر اخگر اور شرارہ سے سامنا ہوا اخگر نے چکر سحر کا اُچلا کہ اُسکا سر زخمی ہوا
اُسنے بھی پیکان سحر کا مارا کہ اخگر کا شانہ زخم رسیدہ ہوا اِس اثنا مین اور ساحر فرستادہ
شاہ طلسم یہان آگئے فوج بیشمار ساتھ لاکے نفیر سحر پھنکی چھانچھ بجنے لگے بیر شور مچانے لگے ڈھرو
کچھ اپنی سی گانے لگے ہزارہا ساحران چند عورتون پر ٹوٹ پڑا رائی ماش بنولون کا چھڑا
چلنے لگا ابر سحر بر سایہ پاشکستہ کنیزان ملکہ بھی خوب لڑین لیکن کیا کر سکتی تھین آخر زخمون
سے چور ہوکر گرین ساحرون نے اِنکو قید سحر مین مبتلا کرکے ملکہ پر بھی سحر کیا کہ وہ بھی بیہوش
ہوئی اِن سبکو اسیر کرکے تخت پر ڈال لیا اور روانہ ہوئے بادشاہ طلسم منتظر بیٹھا تھا کہ جلکر
پہونچے اور تخت پر سے اُتار کر ملکہ و شہزادے کو مع کنیزان سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ نے
اُنکو ہوشیار کرایا جب یہ اسیران سلسلۂ محبت ہوشیار ہوے دربار شاہی مین اپنے تئین پایا شہزادی
و بیاہ نے پھر حمد و ثنا خدا تعالیٰ کی زبان پر جاری فرمائی بادشاہ نے سب اسیرون کو حکم
قتل کرنیکا دیا اُسوقت ملکۂ مظلومہ کا عجب حال تھا کہ بال سر کے نقاب رخسار تھے عارض
زرد گلنار تھے پنجۂ مژگان مردم دیدۂ کا ماتم کرتے تھے اشک خونی روتی تھی گریبان صبر
چاک دست ستم کرتے تھے دمبدم شہزادہ کو بنظر یاس و حسرت دیکھتی اور فرماتی کہ ہزار جانین
میری تیرے ناخن پا پر نثار ہین ای شہریار مجکو تجھپر تصدق کرین اور قتل کرڈالین تو خون بہا

ین شہزادہ جوابدیتا تھا کہ ای سرمایۂ زندگی عاشق کب مجھسے ہوگا
لیون جبتک زندہ ہون کبھی تجکو قتل نہونے دونگا آگے جو مرضی
سے تو نے کچھ مزا اپنے شباب کا نیا یا میرے مہمان تجکو ان لوگون

مقدر نے وہ سامان ہی دکھایا	کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا
کہان مہلت کہ اب منھ سے کہین واہ	کہان ہم اور کہان تو ہے تقید
خدا حافظ ہی اب تیرا چلے ہم	لیے جاتے ہین دل مین ہجر کا غم
لحد پر میری آکر کرنا احسان	چڑھانا پھول مم ہجر دان تمہارا

شگفتہ غنچۂ دل ہیسے اکرنا

یہ کلمات حسرت و محبت عاشق و معشوق کے سنکر بادشاہ
کمال برہم ہوا اور جلاد سے تاکید تمام فرمایا کہ جلد تر سران بیچارون کے جدا کر جلاد تعمیل مستعد
قتل ہوا لیکن اہل دربار بھی ملکہ کے بیان پر زار زار روتے تھے دست بستہ خدمت شاہ مین عرض
رسا ہوئے کہ ای بادشاہ بہبیت مقبول ہو عرض یہ ہماری + سکہ ترا مہر دہ پہ جاری +
اس مجرم کو خداوند بیابان حیرت مین پھنکوا گئے تھے اب نہین معلوم کیا انکی مشیت مین لیکر
جو یہ وہان سے رہا ہو گیا از بسکہ یہ مقدمہ خداوند سن چکے ہین بغیر انکی اطلاع قتل اس گنہگار
کو کرنا اچھا نہین و نیز ملکہ کی مادر گرامی ایکمرتبہ تو ناراض و رباب تنبیہ ملکہ ہو چکی ہین
ابکی مرتبہ تو یقین ہی کہ اپنے دشمنون کو ہلاک کر ڈالینگی ہم جان نثارون کے نزدیک سب سے
ہی کہ خداوند سے اس امر مین اجازت لینا ضرور چاہیے انکے حکم سے مادر ملکہ بھی ستر بار نفرمائینگی
اور حضور کے لیے بھی باعث بہبودی ہی یہ عرض مقربان بارگاہ سنکر بادشاہ نے اپنے وزیر
صندوق جادو سے حکم دیا کہ تم خدمت خداوند مین جاؤ اور سب حال عرض کرو اور جو کچھ وہ
ارشاد فرمائین سن آؤ وزیر حسب فرمان شاہ با توقیر خدمت خداوند مین حاضر ہو کر اجمالا کوائف
زبان پر لایا خداوند حال سنکے خود سوار ہو کر بادشاہ پاس آئے بادشاہ نے بدستور قدیم
شرائط تعظیم و تکریم ادا کر کے برابر اپنے بٹھایا اس عرصے مین خبر گرفتاری ملکہ محل مین بھی
پہونچی ملکہ کی اناؤ بائیان کھلائیان چھوچھو وغیرہ سر و سینہ پیٹنے لگین کوئی کہتی تھی افسوس
میری گود کی پال کسنے کیا ہی ہے بچی تیری جوانی کوئی پکاری یا سامری میری فریاد کو پہونچو ہی

صاحبزادی پر سے یہ بلا دور کرو کسی نے کہا ارے لوگو یہ
بلائی کی آلا بلا سے لیکے مرجاؤن یہ حالت مادر ملکہ نے جو ان
بال پریشان کر یہ کہتی ہوئی شبستان سے باہر چلی کہ یہ
بصحرا جاتی ہون اپنی بچی کا مرنا آنکھ سے نہ دیکھونگی جب باد
سب عورتین محل کی روتی پیٹتی ساتھ ہوئین کہرام پڑ گ
یہ کیون چھری بیگناہ پر پھیرتے ہو اسیطرح کے کلمات کہتے
یہ آئین خواجہ سراؤن نے دوڑ دوڑکر خبر بادشاہ کو دی کہ
آتی ہین یہ سنتا تھا کہ بادشاہ نے خداوند کی جانب دیکھا اُس مردود بارگاہ ایزدی نے
حکم دیا کہ ملکہ کو مع اُسکی کنیزون کے قید سے رہا کرکے اُسکی مان پاس پہونچا دو ہم اُسکا
علاج کرینگے کہ وہ نام بھی اِس مسلمان کا اب نہ لیگی اور اِس گہنگار کو بھی فی الحال قتل
کرنا مناسب نہین اسلیے کہ شہزادی اِسکی عاشق ہے وہ فرط غم سے ہلاک ہو جائیگی جب
مین اُسکا علاج کردون اُسوقت اُسکو قتل کرنا یہ حکم سنتے ہی ملازمان بادشاہ نے بہت
جلد تعمیل حکم کی ملکہ پر سے قید سحر آثاری اِس کشتۂ خنجر عشق نے شہزادے سے کہا کہ مجکو
بغیر ترے رہا ہونا منظور نہین سرکار عشق مین رہائی کا دستور نہین شہزادہ قتیل ابرو نے یار نے
فرمایا کہ ای ملکہ جو قید غم سے چھوٹا وہی سمجھ تم رہا ہو کر محل مین جاؤ خدا نے چاہا تو مین بھی چھوٹ
جاؤنگا میری اسیری کا تم کچھ خیال نکرو نظر بفضل خدا رکھو ملکہ نے مضطر یہ نصیحت سنکر مصلحت
رہا ہونے مین سمجھکر داخل محلسرا ہوئی مادر ملکہ سے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ حضور باہر جاتی
ہم ملکہ کو لاتے ہین وہ انتظار مین قریب در استادہ تھی کہ ملکہ آکر لپٹ گئی اور رونے لگی
مان نے کہا ری چھوکری تیرے غم نے مجکو جیتے جی مارا ہے تو نے خوب پیٹ سے پانون نکالے
ہین شابش بچی کیا کہنا خوب باوا کا نام روشن کیا اور اماں نگوری کا سر مونڈا ارے
میرے یہان کی لونڈیان بھی نہین بھاگین اور چھنالین مشہور نہین ہوئین نہ کہ پیٹیان
خیر شکر ہے سامری کا یہ بھی نصیبونکا ہمارے لکھا یہ کہتی ہوئی بیٹی کو لیکر اپنی جگہ آئی اور
باسایش رہنے کو جگہ دی کہ ہر شہزادے کو ساحرون نے لیجا کر ایک ایک ان تنگ و تاریک مین

ین پہرا مقرر ہوا شہزادہ یادین ملکہ کی تیمارداری کرتا کبھی
ارداری کرتا اُدھر ملکہ دل ہی دل مین اس گرفتار زنجیر غم کی
رتی حال ان دونون وابستگان سررشتۂ زلف گیسو خم
عمر عیار مذکور ہوتا ہی - کہ یہ عیار نیک کردار جنب
جانب کوہ چلا گھاٹیان پہاڑ کی طے کرکے قلۂ کوہ پر پہنچا
دروازہ آہنین بنا تھا بیچ مین دروازہ بہت بڑا تھا اور
ین داخل ہوا اندر قدم رکھتے ہی ایک آواز مہیب
آئی دروازہ بند ہوگیا اور سنائی دیا کہ ای اجل گرفتہ ماندی تا دور قیامت اینجا ماندی
عیار نے اس آواز کی طرف کچھ توجہ نفرمائی اور آگے کی راہ لی چند گام چلا تھا کہ ایک صحرائے
پرخار دشت پُرآزار مین گذر ہوا جہان کی زمین بھی تابش آفتاب سے سیاہ تھی ہیزہ بختی
مسافران صحرا کی گواہ تھی غبار ہر ایک تنور گرم تھا پتھر حرارت سے موم کیطرح نرم تھا
ہوائے گرم کے جھونکے ہوائے خاطر مفتان سے کہین بڑھے چڑھے دل وجگر جلاتے فرط تپش
سے رہرو ہان طپش کھاتے پانی نام کو نہین چشمہ چشم بھی اشکون سے خالی زبان مژگان
سے سوکھی سناتے چٹیل میدان انسان نہ حیوان کف دست کیطرح منزلون کا بیابان بگولے
اُڑتے درندے بھوکے پیاسے پھرتے طائر ہوش سر گرم پرواز ہر سمت سائین سائین
کی آواز تپش آفتاب سے تمام بیابان تپتا ریت کا ہر ذرہ آفتاب سے ہمسری کرتا کہین کہین
جانور جو نظر آتا تھا پانی کی تلاش مین پھرتا پھراتا زبان باہر نکالے تڑپتا کہین جو ایک
دو درخت تھے جلے ہوئے سوکھے ڈنڈ کھڑے تھے اُنپر دو تین چیلین پوٹے ٹیکے آنکھین بند کئے
بیٹھی تھین اور ہانپ رہی تھین سوز جگر کی سرد مہری سے کانپ رہی تھین دل وگر
جلتا تھا زمین کے قلب سے شعلہ نکلتا تھا ٹھیک دوپہر کو تو وہ جنگل آگ کی بھٹک
بنا تا دانہ گرتا تو بھن جاتا کہ ابیات

ٹھیک ہوتی ہی جسگھڑی دوپہر	جلنے لگتا ہی دھرتی دھرا کر یہ دہر	چیلین کیا انڈے چھوڑ بھاگے ہین
پر درختون کے جلنے لاگے ہین	مہر تھے پہ اپنے پچہ دھر	کرے ذرات پر جہان کے نیظ

غرض ایسی ہی حوب تی سخت	جن و انسان و حشر
وقتار ربنا عذاب النا	یہ عیار طرار پنیاد

اُٹھائے اُس زمین آتش پر کود کر تا تھا جب بہت پیا
اور طلسم کا معاملہ سمجھکر کچھ دعائین اپنے اوپر دم کرلیتا
اسیطرح جب دن ڈھلا اور آفتاب کی عرصہ فلک
اُس میدان گرم سے یہ بھی نکلکر ایک ایسے مقام
بھی ہری تھی چشمہ آب بھی جاری تھا ہوا ٹھنڈھی
آئی یہ ایک چشمہ کے کنارے گیا ہاتھ منھ دھویا پانی پیا دن جو لم رہگیا تھا سوچا کہ شب بھر
اسیمقام پر رہنا اچھا ہی پس وہان ٹھہر کر تماشاے سبزہ زار سے دل پر سوز کو تراوت بخش
کرنے لگا دیکھا کہ دور تک درختان سرسبز کے خرمے ہین اُنکے نیچے ہزار ہزار جانور چرتے
پھرتے ہین نیل گاے ہرن پاڑے وغیرہ بیشمار ہر سمت دوڑتے ہین لیکن طرفہ ماجرا ہی
کہ وہ جانور کبھی تو کلیلین کرتے ہین اور کبھی ایک مقام پر سب اکٹھا ہوکر شاخین ایک
دوسرے سے ملاکر اسطرح روتے ہین کہ دل سنگ بھی اُنکے رونے پر آب ہوتا ہی اشک کے
دریا مین ہر ایک تن اپنا ڈوبوتا ہی سیارہ کو اس تماشے کے دیکھنے سے بڑا تعجب ہوا پھر دلسے
سوچا کہ یہ مقدمہ طلسم ہی ان جانورون مین کچھ اسرار ہی آگاہ اُس سے پروردگار ہی تم بھی انسان
بھیئت انسانی نہ ٹھہرو جانور بنو دیکھو تو کیا خداوند عالم دکھاتا ہی اور فلک کیا بازی تازہ
بروے کار لاتا ہی یہ سوچکر کسوت عیاری سے ہرن کی کھال نکالی اور اپنے جسم پر آہستہ
کی گھنڈیان قریب سینہ کے لگاکر زمین پر گرا اور ہرن کیطرح جست و خیز کرتا دور نکلگیا
پھر وہان سے دوڑکر انھین جانورون مین آکر ملا اور انھین کیطرح گریہ وزاری کرنے لگا وہ
دن تو کم باقی ہی رہگیا تھا کچھ ہی دیر مین وہ زمانہ آیا کہ ساکن بیج اسد نے غار مغرب مین منھ
چھپایا اور آہوے شب جست و خیز کرکے حوصۂ عالم مین آیا نظم

جو چھم چھم کرکے آیا آہوے شام	بچھایا چاندنی کا ماہ نے دام	بھرے تھے کہکشان نے جب سے تارے
چھپے اُنمین چکارے بنکے تارے	سر شام وہ جانور سبکے سب ایک سمت کو جمع کرکے چلے یہ	

نہ ہوا وہ سب کچھ دور جاکر ایک میدان مین جمع ہوئے ناگاہ سامنے
ہوا کہ ہرن سوا اُسکا مثل شمع کے روشن تھا اور کئی ہاتھ رکھتا تھا
دے اور شیرینی اور روٹی سے بھری تھین بس اُس ساحر نے
بنائے اور اُسمین کھانا میوہ وغیرہ بھر کر آواز دی کہ اے مقیدان
کھاؤ سب جانور اس صدا کو سنکر دوڑے اور اُن تھالون مین
ور بھی ایک تھالے مین منھ ڈالکر کھڑا رہا اس اثنا مین وہ ساحر
رکھ چکا جس سمت سے کہ آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا عیار مذکور
بھی کھانا چھوڑکر اُسیطرف چلا لیکن اسطرح سے کہ وہ ساحر تیر بھر فاصلے سے آگے اور یہ جیار پوشیدہ
چھپتا ہوا اُسکے پیچھے روان تھا صحرا مین چاندنی کی کیفیت تھی کوسون تک چادر نور بچھی تھی
کوئی اکھلا تھا سبز سبز گھانس پر شبنم پڑی تھی معلوم ہوتا تھا کہ دانہائے مروارید رشیم سبز مین
پروئے ہین جانور آواز دیکے چپ ہو رہتے ہین تالاب اور جھیلین برنگ آئینہ مصفا مین بنگلے
ایک پانوں سے نعلبون مین چونچ دابے کھڑے ہین مرغابیون کے غول کنارے اور
ٹاپوؤن پر بیٹھے ہین قرقرے ایک جگہ پیڑون مین سر ڈالے کھڑے ہین جنگل سے ایک آدھ ہرن
بھی نکل آتا ہی میڈک جھیل چشمہ مین اترا تا ہی جھینگر کی جھین جھین ہی ٹٹری سُرا تی ہی یہ عیار ہرن
بنا اس کیفیت کو دیکھتا اُس ساحر کے پیچھے دور تک گیا آخر وہ جادوگر پیدا کرکے اڑا یہ عیار
تھم گیا اور اسنے دیکھا کہ اسمقام پر دو راہین ہین ایک راہ تو وہ ہی جدھر وہ ساحر گیا ہی اور دوسری
راہ اُسکے خلاف ہی سیارہ اُس ساحر کا ساتھ چھوڑ دوسری جانب چلا اور ہرن کی کھال جسپر
سے اُتار کر ساحر کی صورت بنا پھر کچھ دور چلکر ایک درخت کے نیچے ٹھہرا کیون کہ کئی پہر کا تھکا ماندہ
تھا آرام پذیر ہوا کچھ کھا پی کر لیٹ رہا اور باقی رات اُسی مقام پر بسر کی جب تارے ڈوب گئے
بڑے بڑے تارے نظر آنے لگے ہوا سرد چلنے لگی درختون کی کھڑکھڑاہٹ سے ہرن کی ڈارین دامان
کوہ اور پہاڑ سے نکلین جابجا سو سو پچاس پچاس کے غول پھرنے لگے کسیطرف سے باڑھے
کسی جانب سے نیل گائین ظاہر ہوئین کچھار مین شیر ڈکارا رہا تھی چنگھاڑ درختون پر مرغ
جھنڈ کے جھنڈ بولنے لگے ڈھیر چہکارے جھیلون پر بگلون نے بھیڑ کی مچھلیان دم مارنے لگین

مرغابیون نے گردنین بلند کین قرقرون نے پ
ہوا در ختون کے پتے چمکنے لگے طلع ساز قدر
آفتاب فرمایا کہ

کہ یعنی جب وہ شب مثل رخ یار	ہوئی پوشیدہ م
صدا دینے لگے مرغان گلشن	سیارہ نماز

یا اُسطرف روانہ ہوں اسی خیال مین تھا کہ ایک
اُسکے پاس گیا اور بطور ساحران سلام کیا اُ
ہوا اسنے کہا یہ بھی آپکو معلوم ہو جائیگا مگر اتنا مجکو بتلا یئے کہ جدھر آپ جاتے ہین یہ رستہ کہان
گیا ہی اُسنے جوابدیا کہ اے عزیز معلوم ہوا کہ تو اس طلسم کا رہنے والا نہین ہی عیار نے کہا آپ نے
خوب پہچانا مین حوالی مین اس طلسم کی رہتا ہون اور پہلے وطن میرا طلسم ہوشربا تھا
بعض امور سے ترک وطن کرکے حوالی مین اس طلسم کی آرہا از بسکہ مجکو سیاحی کا مزا بہت
ہی اس طلسم مین بھی آگیا اُس ساحر نے کہا تو ادھر اُلٹا تم آگئے طلسم کی چار راہین چار سمت
کیطرف ہین ایک راہ دریا پر سے دوسری بشیشہ حیرت کے پہاڑ پر سے اور دو راہین جو اور ہین
وہ ساکنان طلسم ہوشربا اور دیگر طلسمات کے لیے ہین اور اُن راہون سے جو آتا ہی وہ گویا
پشت پر سے اس طلسم کے آتا ہی تم اُدھر سے جو آئے تو اسطرف کیونکر آگئے شاید راہ بھولکر
چلے آئے اور تم ساحر تھے اسوجہ سے بچگئے ورنہ اسیر ہو جاتے عیار نے یہ سنکر کہا ہان مدت سے
آوارہ دشت و کوہ پھر رہا ہون آپ دستگیری فرماکر راہ پر لگا دیجیے اُس ساحر نے کہا اے عزیز جدھر مین جاتا ہون
یہ راستہ قلعہ طلسم کا ہی اور جدھر سے تو آتا ہی یہ راہ شہر جام کی ہی اور حاکم اُس شہر کا عقاب
بن جام ہی اور صحرائے طلسم مین وہ لوگ جو داخل حصار سے طلسم مین ہوئے ہین انکو نیل گائے
ہرن اُسنے بنا دیا ہی اور ہر شام و سحر کو ایک ساحر کھانا لیکر اُن جانورون کے لیے جاتا ہی جو کوئی
بنا دیا ہوا دور نظر آتا ہی اسکو بھی وہ جانور بنا دیتا ہی اب میانے کچھ ہی دور آگے بڑھتے تو جانور بنجاتے خوب
ہوا جو مجسے آکر ملے لو آؤ میرے ساتھ قلعہ مین چلو اور میرے گھر پر ٹھہرو ورنہ بادشاہ طلسم کو خبر
تمھارے آنیکی ہوگی تو جب بھی قید ہو جاوگے یہان کسی غیر کے آنیکا حکم نہین ہی مالک طلسم

بن سامری ہم سبکا خدا ہی ہین ایک کام کو شہر جابہ مین گیا تھا
ند قریب تھا اسلیے جلدی واپس آیا سیارہ یہ گفتگو اُس ساحر کی سنکر
اجو تو ہرن بنکر اُس صحرا مین ٹھہرا رہا ورنہ وہ ساحر جو کھانا لیکر آیا تھا
نور بنا دیتا غرض اُس ساحر کے ہمراہ یہ بھی باتین کرتا روان تھا کچھ ہی
ہم پہونچا ایک حصن حصین بلند فرو تمکین بنا دیکھا ساحران شیر صورت
قلعہ کے جو میدان تھا وہان ہوم خانے بنے تھے اور بہت کچھ
ادات کا سامان تھا سیارہ مع اُس ساحر کے اندر دروازہ کے داخل ہوا ازبسکہ روک ٹوک
اول درجہ پر طلسم کے ہی یہان کچھ ممانعت نتھی یہ عیار سیر کنان آگے بڑھا عجب شہر عظیم الشان
آباد دیکھا کہ معمار عقل صناعان وہان کی عمارت دیکھکر حیران ذہن رسا فطرت کا انکی بلندی
دیکھکر سرگردان ٹکرین بخیہ دیوارین مصفا بسان آئینہ حصین کہکشان فلک سہ راہ پر دل
وجان سے قربان دکانون کی شانون پر تصدق بروج آسمان رعایا وہان کی جوان و حسین
ہر ایک شہریار ملک تزئین دکانین اشیاے عمدہ سے مملو دکاندار ہر ایک خوبرو ہر سمت
مہ جبینون کی طرحداری ناز و غمزہ کی گرم بازاری زلف کا سوداگر زان قطارہ اپنے اوپر
نازان کہین صرافہ کھلا اُسکے جواب مین دوسری جانب بزازہ حسین ہر قسم کا کپڑا بہت خاصہ
تھا شفق کی اطلس سرخ وہان کی اطلس کے سامنے شرم سے برنگ کتان گلبدن زیبتن
گلبدنان جہان اسیطرح پہرانے مین بھی وہ وہ جواہر نایاب کہ جسکے سامنے نگینہ آفتاب داغی ہے
مہتاب اشرفیون کے سامنے گنج ستارگان فلک کی کیا حقیقت نقرہ سفیدی قمر روپیون کے
روبرو کم قیمت یہ عیار سیر کرتا جب چوک مین آیا یہان ہر قسم کا اسباب عمدہ پایا کہین حلوائی کہین
نانبائی کسی جانب کبڑی سنکڑی سرمایہ حسن و ناز جمع کیے سب بیٹھے ہوئے حلوائیون کی مٹھائی پر
شیرین کامان جہان کی رال ٹپکتی نانبائیون کے کھانون کو دیکھکر نان جوس سینون کے تنور
مین تپتی کبڑنون کی ترکاریون پر سبز رنگان عالم کا دل برنگ سبزہ پامال ہوتا ہر ایک ساگ
سبزۂ خلد سے مقابلہ کرنے پر تیار تھا کہان تک بیان شہر کیا جائے الحق وہ مقام گلشن
رضوان سے بہتر تھا نظم

غرض حسین تنون کا گرم بازار	ہوا تھا جہر شتا
کوئی نقد دل و جان دونون دیتا	کوئی دو کان
کوئی زرین لباسون پر تھا شیدا	برنگ زر تھی

اُس ساحر سے اُسی سے تعریف کرتا ہوا آخر اُسکے گھر
بتول تمہارے کی شکائی سیارہ نے کہا مین اپنے شہر سے شر
اپنے پاس سے گلابی شراب کی نکال اُسکو بھی پلائی
مٹھائی نکالکر کھائی آسودہ ہوا پھر سرشتہ سخن
مقسوم جادو کہتے ہین اُسنے کہا آپ قدیم سے یہین رہتے ہین اُسنے کہا ہان اُسنے پوچھا کہ
آپ کو تو عجائبات طلسم خوب دیکھنے مین آئے ہونگے اُسنے کہا سب عجیب واقعون سے یہ
طرفہ ماجرا آجکل دیکھنے مین آیا ہے کہ ایک شہزادہ بنیرہ حمزہ اسطرح سے داخل طلسم ہوا اور اُسنے
یہ سانحہ کذا کذا ماجرا ابتدا سے انتہا تک اُسنے شہزادہ قاسم اور ملکہ کا بیان کرکے کہا کہ اب وہ
شہزادہ قید ہے کل روز جشن خداوند ہے شہزادے کو بادشاہ برائے علاج سامنے خداوند کے لائیگا
کیونکہ خداوند نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم شہزادی کے دل سے عشق اُس مسلمان کا دور کر دینگے
یہ ماجرا اُس عیار نے سنکر دل سے کہا شکر ہے خدا کا کہ پتا شہزادہ کا معلوم ہوا الحاصل تنا دن
اور ایک رات یہ اُس مقام پر مقیم رہا جب دوسرے دن مینائے دہر سے شراب نور ساغر
مہر مین لبریز ہوئی اور شب تیرہ مثل عمر دشمن گھٹکر گرم توسن روز لبریز ہوئی کہ بموجب بیات

جمال صبح نے کی بارش نور	جبین خاک چمکی مثل بلور	ہوا پردانون سے ہونے لگی شم
غم رخصت جو تھا خاموش تھی شمع	وقت سحر سیارہ نامور کو پھر پہنچکر تماشاے بازار کر رہا تھا کہ	

یکایک صداے نقارہ و دہل کان مین آئی اور خلقت گروہ گروہ ایک سمت جاتے ہوئے دکھائی
دی یہ حیران ہوا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے اس اثنا مین اُس ساحر نے آکر کہا کہ اے برادر تیاری کرو
آج خداوند کے دیدار کا میلہ ہے تمام خلقت اِس شہر کی اور ہر سمت کی اِس طلسم سے آکر جمع
ہوتی ہے مین بھی جاؤنگا آپکو بھی چاہیے کہ تشریف لیچلیے سیارہ نے کہا میری سعادت ہے جہان سے
ایسے مقام پر چلونگا یہ سنکر وہ ساحر اندر مکان کے گیا اور لباس تبدیل کرکے ایک جوڑا

کردیا کہ تم بھی کپڑے بدل لو اسنے بھی پیرہن بدل لیا اور وہانسے
سیر کرتے جیب بہت دور نکلگئے ایک میدان کوسون تک کا نظر آیا
سایہ دار نہایت بلند لگا تھا سایہ زمین پر چھایا تھا اُس سے آگے بڑھکر
تھی اُس میدان مین خلقت کا جماؤ ہوتا جاتا تھا دوکاندار حلوائی
لونے والے آتے جاتے تھے خیمے استادہ ہو رہے تھے بازارین آراستہ
محل اور باناتی نصب تھین چوبین انکی الماس نگار سب تھین
چڑھے تھے سونے چاندی کے تھے ساحران نامی سرداران گرامی
فوج فوج سون سون آتے جاتے تھے بلیدار لگے تھے چبوترے بنتے تھے دکاندار دکان
جماتے جاتے تھے بچوے پالین راوٹیان کندے بنگلے کھڑے ہوتے تھے نشان بازارون مین
سربلندی دکھاتے ترسول اونچے چڑھے پرچم اُڑتے ہر پرچم پر تعریف سکندرین سامری کی
تحریر ہوتے دو سو خداوندان باطل کا وصف تسطیر جھیل کے کنارے چبوترہ زمردین بنا اور
اس میدان سے آگے بڑھکر ایک گنبد بہت بڑا سنگ سبز کا بنا تھا آگے اُس گنبد کے باغ
لگا تھا گرد باغ کے کٹہرہ کھنچا تھا وہ بھی طلاے احمر کا تھا اندر باغ کے طرفہ بہار تھی صنعت
صانع گلشن عالم آشکار تھی خوانان بوستان مثل صالح پاک روش و نیک و پنجہ بسر جان برگ
دست دعاے عابد خوشخو صد برگ مین سبحہ صد دانہ کا شمار جعفری مطیع جعفر تیار نسیم سحر مین
متبرک نفس زاہدان کا اثر دفتر قدرت خدا کا ورق ہر برگ شجر سوسن زبان شکر گنندگان داور
سبحدی برنگ روشن ضمیران صاف باطن بوے گل مشام اہل راز کی ساکن غنچہ مثل دہان
حقیقت آگاہان خاموش قمریون کی زبان پر ضرب حق سرہ کا جوش کلیان صومعہ زاہدان
خوشبو سنبل یاد کدیور قدرت مین آشفتہ موے سر و آزاد بسان تارک الدنیا نہین نہین قمریان
بے عشق حقیقی کا زینہ لالہ ہر چند کہ بسان دریوزہ گر پیالہ بدست لیکن قانع مست پیمانہ
الست بلبل وظیفہ خوان عبادت خانہ بہار دیدہ نرگس سے حقیقت بینی آشکار یاسمن و

نسرین و نسترن معتقد ہواے فصل آذار کہ ابیات

خنداں ہین اُسی کو دیکھکر گل	اُس گل کو پکارتی ہے بلبل	غنچون مین ہے صورت تفکر

کیا آنکھوں سے دیکھا تھا تصور	ہماری نظ

وہ گنبد جو سرتاج باغ تھا واقعی سرتاج بہار
اخضر کہنا تو غلط ہے بروج فلک چہارم فقط
مغ و کسیبان بیٹھے تھے یا خداوند سامری
تھے گھنٹے ٹنگے تھے سیارہ سے اُس سا
کہ وہ اسنے کہا جب خداوند کے سامنے جائینگے
میلے کی سیر چلو کرین وہ ساحر یہ سنکے پھرا اور
دیکھنے لگے حسن چمن کا پیش نظر ہوا یہ رنگ
باندھے کہ جس سے جسم نازک نظر آتا ساق کی شمع نانوس پیرہن مین روشن پیڑوا اُبھرے چھاتیان
تین اُنپر ہزارون جوبن ہاتھون پر تھالیان سرنجی رکھے چوکمین اُنمین جلائے سوہن بھوگ اور پھول
رکھے سر سے ناک آپ جڑاؤ گہنا پہنے چھم چھم کرتی جھیل کے کنارے آئین اور مع پیرہن نہاتین
جب غوطہ مار کر اُبھرتین مہرتابان بیچ آبی سے باہر آتا پیرہن جوبن مین لپٹ جاتا زیر ناف برج حوت
نظر آتا واقعی وہ ماہی بسر حسن و جمال تھین گویہ تابندہ تلزم ہمیشال تھین اکطرف تو ان قرمچیون کا
مجمع تھا ایک سمت میلہ جمع تھا دکاندارون کی پالین تنی تھین دکانین ہر رنگ کے اسباب
واجناس کی آراستہ اور سجی تھین حلوائی تھالونمین مٹھائی لگائے بیٹھے تھال آفتاب و ماہ کی
تھالیون کو شرماتے تھے مٹھائی وہ ذائقہ رکھتی کہ سکندر جیسے آبحیات کے لیے ترستا رہگیا ویسے ہی
اِس مٹھائی کو یاد کرکے ہر ایک ترسیگا اور ہونٹھ چاٹتا رہیگا۔ اکطرف ترکاری ہر قسم کی
ڈھیر لگی کنجڑن اپنا جوبن دکھاتی سیب ناشپاتی اور ہوتا انار سیتا پھل کا جو دیکھتا
سینے مین جوش محبت ضرور ہوتا شفتالو بوسہ شفتین کی رغبت دلاتے جامن کو دیکھکر لب مسی
آلود اُسکے ہمیشہ یاد آتے۔ ایک جا پھلجھڑیان مین اپنا جلسہ جمائے تھین دکانین لگائے تھین بال
کے اندر میزون پر حقے رکھے تھے نیچے لگن مین بھیگے تھے پتائیون مین چلمین کھڑکی تھین چرس
بردم سُلگتے تھے سالجہا کا سا اجہان شید اکشمیر ریز سیونکا دم فدا یار قند کے گھونٹ تو نار قند کے
گھونٹ سنگتے ساقیون کے شربت وصل پیتے بردم نکلتے دف اور دائرہ بجتا مقابہ سامنے کھلا آئین لگا

ھولک بجتی عاشق تن سامنے اُنکے پھلتے عشق کی آگ مین جلتے کہین
اجارہی تھین سرخروئی جتارہی تھین عاشقان بے ساز و برگ کو
ں اُن سبزہ رنگون کے وصف مین زبان لال اُگال اُنکے مُنھ کا یاقوت
اقوت سرخی لب اُنکی ایسی خوشنما کہ بموجب شعر سرخی لب کے وصف مین
کہا تو خون ٹھوکا + دکاندار دنکا کیا وصف کیا جائے ہر سمت عجب آرایش
تھی دکانون کے آگے مُنھیان اکڑ ناچتین پھرتے ڈھولک بجا کر گاتے
استے کے کنارے فقیر چادرین بچھائے بیٹھے کوڑیان پیسے پھینکتے شعبدہ باز
ت پر تودے بچھائے بیٹھے تخت کمار ہر سمت اُٹھائے پھرتے ڈفلے بانسری بجتی ترسول
نیسول وہ نگلتے لاگین دکھاتے چاندی سونے کا گہنا پہنے اُستادی جو بولتے۔ ایکطرف گلفروش
ار ریلے کے پکارتے ساقی حقہ پلانے والے کہلاتے ہر ایک کے سامنے حقہ لیجاتے ہر سمت
دھوم دھام خلقت کا اژدحام نگیرے جا بجا تنبو لیے رئیس بنے ہوئے بیٹھے نرسل اُڑاتے حلیمون
پر زور لگاتے اندر سبھا بھگت سپیرا گروچیلے وغیرہ کا ناچ ہوتا آپس کی دل لگی ہر طرف تماشا کی کیفیت
عیش کا زمانہ بہت ساحر اِدھر اُدھر پھرتے جاتے گنبد کی طرف زمین ناپکر قدم اُٹھاتے امرائے عظام
پالکیون پر آتے آگے لڑکون کو بھانت بھانت کے کھلونے سامنے خرید کر کے رکھے بہت ہاتھیون پر سوار
پھرتے ہر مقام بلند پر فرش بچھا مہد بونکا دہان مجمع بعض مقام پر افیونی میٹھے گھولا چلتا داستان
ہوتی گنے چھلتے بازار مین کوتوال پیادے گشت کرتے چور بدمعاش گھبرتے اسیطرح جب دو
دن کم رہا یکایک نفیر دبوق کی صدا سنائی دی لگے ابر کے رخ دزرد روے ہوا پر ظاہر
ہوئے اُنکے نیچے کئی سو تخت چمن بندی کیا ہوا گلزار ظاہر ہوا آگے اُن تختون کے باجے بجتے
بارہ سو ساحر ملوارین کھینچے مرکب پر بند سوار گرد اُنکے اور ایک تخت پر ملک گوہر شاہ جلوہ
فرما اور تختون پر ناظمان طلسم مالکان قلعہ طلسم سوار تھے اور اُنکے ہمراہ کئی سو مشیران سلطنت
وزیران اُمت اور بہت سی کنیزین جادوگرنیان پوشاکین نفیس و پُرزر پہنے غرق دریاے
جواہر یہ سب آکر ایک میدان وسیع مین اُترے اتبوا کابرین شہر ساحران نامی ہر سمت سے
آنے لگے بارگاہ بادشاہ کی استادہ ہوئی خیام عالیشان رسوے کے نصب کیے گئے بادشاہ

تخت سے اُتر کر کئی سو کشتیان زر
تمام امیر و وزیر روانہ ہوئے اور اُسی
دروازہ کھولا اندر گنبد کے تخت بہت
وہی بچہ شیطان سکندر بن سامری
وغیرہ کی بچھی تھین اُنپر بیٹھ پونے د
جاتے ہین - تیتا میتا دم خبیثا - تو
بقیاء زرین تن - تابوت
فرعون شاہ سمرود شاہ - ش
جمشید - وغیرہ اور ان سبکے گرد عود سوز و اگر سوز رکھے تھے بخور ہوتا تھا بادشاہ اور سب
اُمرا نے ان سبکو سجدہ کیا پھر سکندر کو سجدہ کر کے نذر چڑھائی اور ہاتھ باندھکر سامنے
کھڑے رہے بعد کچھ دیر کے اپنے اپنے مطالب دینی و دنیوی عرض کرنے لگے خداوند نے
حسب موقع ہر ایک کو جواب دیا بادشاہ نے عرض کیا کہ یا خداوند میری دختر کا علاج فرما دیجے
کہ اُس مسلمان کا عشق اُسکے دل سے جاتا رہے اُس ابلیس زادے نے کہا آج کل مخلوق
کو ہم اپنا دیدار دکھائینگے اور اُنکے مطالب بموجب اپنی مشیت کے بر لائینگے کل تو اپنی لڑکی
کو لانا اُسکے لیے تدبیر معقول کیجائیگی ایسی کہ وہ بالکل اچھی ہو جائیگی بادشاہ نے یہ سنکر سجدہ کیا
پجاریون نے سنکھ اور نفیر اور گھنٹے بجائے جے جے کا شور ہر سمت سے بلند ہوا بادشاہ گنبد سے باہر آیا
اب ہر شخص میلے کا آنیوالا اندر گنبد کے جانے لگا پوجا کرنا شروع ہوا نذرین چڑھنے لگین نذر
روپیہ اور دونے مٹھائیون کے چڑھ گئے ہار پھول کی وہ کثرت ہوئی کہ تمام باغ کے درختون مین
صدہا ہار لٹکتے تھے اور گنبد کے آگے پھولونکا انبار لگا تھا کرے بھرے وغیرہ ہزارون چڑھائے تھے
ہر پجاری کے آگے دونون کے ڈھیر لگے روپیہ اشرفی بیشمار پڑے تھے گنبد کے ایک طرف
سے پرساد یعنی تبرک تقسیم ہو رہا تھا عورتین ہاتھ باندھے گنبد کے در سے دور تک استادہ
تھین بعض دُعا مانگ کر تین بعض آنکھین بند کیے خداوند کے دھیان مین تھین اسی پوجا پاٹ مین
وہ دن آخر ہوا اور آفتاب مثل گوہر شاہ گنبد فلک اخضر سے باہر آکر بارگاہ مغرب مین گیا

ب دسیارگان برنگ سیاحان میلہ گنبد افلاک مین بہر سرستش خداوندیگانہ آیا نظم		
ن کے پردہ شب	بڑھا صحن فلک مین خیل کوکب	پھر آیا یاد شش شبنم کا ہنگام
ام کارد شن ہوا ام	شام کو بادشاہ مذکور تو اپنی بارگاہ مین بیٹھکر میلے کی سیر کرنے لگا	

ین جراغون کی روشنی ہوئی طبلون کی آواز دور تک ٹھیکا کھانے لگی غوغائے مردمان
م پُر ہو گیا کچھ لوگ پھر کر گھر جانے لگے کچھ اسطرف سے آنے لگے کوئی ہمراہی کو
فا رہیان کسطرف ہو کوئی اپنے لڑکے کو ڈھونڈھ رہا تھا رنڈیون کے ڈیرون پر
جما ہوا تھا داد عیش دیتے تھے جھیل مین کنول جلا کر چھوڑ دیے تھے تیرتے تھے
بھٹیارنو کی دکان کے سامنے مہتابین چھوٹتی تھین کہیں کچھ گر گیا تھا ڈھونڈھ رہا تھا کہین
جھگڑا قضیہ ہوا تھا لوگ دوڑتے جاتے تھے سرکاری ملازم پھر رہے تھے طول تقریر کا کیا کام
عیار نے بھی اندر گنبد کے جاکر اُس ساحر کے ساتھ حملہ کیفیت ملاحظہ کی اور اُس سے کہا کہ ای
برادر تمھارے سبب سے آرام بھی پایا اور سیر بھی خوب کی اب ہم رخصت ہوتے ہین یہانسے ہمارے
شہر کوئی نہ کوئی ضرور جائیگا ہم بھی اُسکے ساتھ چلے جائینگے اُس ساحر نے کہا واہ صاحب
ایسی ہمیردی تو نچاہیے اور دو چار دن تشریف رکھیے اس میلے کے آنیوالے کئی دن رہتے ہین
جلدی کیا ہے چلے جائیگا عیار نے اُسکا ناراض کرنا مناسب نہ سمجھا اُسکے ہمراہ مکان پر اُسکے آیا
اور بعد فراغ اکل و شرب جب وہ گھر مین جاکر سو رہا یہ وہان سے اُٹھکر باہر آیا اور میلے کیطرف چلا
جب آبادی شہر سے نکلکر قریب اُسی میدان کے کہ جہان میلہ تھا پہونچا ایک گوشہ مین ٹھہر کر
موم بتی روشن کیا اور آئینہ سامنے رکھکر ایک عورت نہایت شکیل کی ایسی صورت بنا طرہ
زلف مشکفام سے یہ طرہ کیا کہ فرمان خوشبو جاری فرماکر چین وختن سے خراج لیا روے منور نے
وہ نور پیدا کیا کہ سکۂ مہر و ماہ کو کھوٹا کر دیا آئینہ کو حیران بنایا طلب سے باج لینا چاہا پیشانی نے
یہ فوق پیدا کیا کہ شمع طور کو بجھا دیا شعلۂ حسن مہ جبینان کی سرکشی کو مٹا دیا ابروے خمدار نے
وہ بانکپن ظاہر فرمایا کہ زاہدون نے سر محراب اطاعت مین اُنکی جھکایا تیر نے گوشۂ کمان مین بیٹھنا
کار کے لیے چلہ بیٹھنا چاہا آنکھین عین حقیقت خود بینی سے آگاہ بینی الف ما بین لفظ ماہ کان
جوہری حسن کی دہ کان لب سرخ عیرت بخش لعل بدخشان دانتون کی چمک دمک پر گوہر غلطان

لوٹ ہیرے کے دل پر چوٹ سیب ذقن کا رنگ
کا قلب خالی بر و دوش لطافت سے ہم آغو
حباب بحر نور بطبیان کنول کے پھول پر ز

عاشق کی جان غزل

خمی کہ ابرو
کہ آرمی ز
زشرم آنکہ
کہ از دہان

شراب خوردہ و خوی کردہ و شدی گلگن
نرسیچشم تو صد فتنہ در جہان انداخت
بنرمگاہ چمن دوش مست بگذشتم
صبا حکایت زلف تو در میان انداخت

جب اس شکل و شمائل سے بسان ماہ کامل درست ہو چکا
ساری زرد وزی باندھکر دوپٹہ شبنم کا اوڑھا آنکھونمین سرمہ دیا لبون کو مسی آلودہ کیا مانگ مین
سیندور بھرا دست و پا کو منہدی سے رنگین کیا مرصع کار زیور کانون مین اور باقی موقع و
مناسب سے طلائی و نقرئی پہنا برنجی تھالی مین چومک آنچ گا جلاکر رکھا مٹھائی اور کچھ روپے
رکھکر تھالی اٹھاکر جھم جھم کرتا چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت راہ چلتے ہو تو مردے ہین تکلم کرتے
زندہ اعجاز مسیحا کو ہو اب تم کرتے + اسیطرح میلے مین پہونچکر جہان مجمع نوجوانون کا دیکھتا
انھین مین سے ہوکر نکلتا اکیلی عورت رات کا وقت ایسی حسینہ یارون نے جو اسکو دیکھا
لگا دُھین کرنے ہوئے ساتھ ہوئے کوئی کہتا واہ اتنا غرور بیجا ہے کسی نے کہا یہ مرادون کی گٹھری
کہان دیکھیے کھلتی ہے ایک نے اندازہ کساکہ دیکھا چاہیے یہ نقد انقد مال یہ دولت کسکو ملتی ہے دوسرا
پکارا ذرا ایک نگاہ ادھر بھی تیسرا بولا یہ دل حاضر ہے اور جگر بھی کسنے کہا منھ پھیرکر ہنس دیا پھر
ایک قریب آکر گویا ہوا ارے او ظالم نگاہ محبت سے ہان دیکھ لینا بعض جو معزز خریف کے لڑکے
تھے بگڑے ہوئے تھے وہ معقول گفتگو سے پیش آکے کسنے کہا ای دولت بیدار کیا گنجینہ شرم
وحیا تو نہ لٹائیگی اور نقد دل ہمارا ہی لیجائیگی ایک بھی تیری بہت اچھی ہوگی ذرا ٹھہر جا
میری پیاری مجھ رسیا کو اپنا مزا چکھا کوئی دوہا پڑھنے لگا کوئی شعر عاشقانہ زبان پر لایا کہ بیت
نہ جا تیری چشم کا مارا + نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا + ایک نے بجرت دیا س کہا کہ فرد
نہ تھی توفیق آگے بوسے کی تو اتنا ہی کہدیتے + جو آیا ہے تو خالی تو نہ پھر دشنام لیتا جا + پھر دوسرے

صید شکر کہ مرنے کا خلش اُٹھ گیا دل سے + جب سے ہوئے پیدا ہم
+ اُس نازنین نے جب یہ کلمات عاشقانہ سُنے نازو غمزہ کے لشکر کو
حکم دیا یعنی کبھی تیوریان چڑھا کر آستین پر بن ہستی کو چین بچین کر دیا
رمن دلپر برق بلا کو گرا دیا شہید خنجر نظر کیا کبھی ہنس کر نمک خندہ سے
فنان شیرین سے لبہائے شکرین کو نہ آشنا کیا دہن بے نشان کا پتا
انون کو جلو مین لیے یہ شہریار ملک حسن و جمال قریب گنبد خداوند پہونچی
ں امید پر تھم گیا کہ جب یہ بت رعنا پرستش خداوند کی کرکے باہر آئیگی
اُسوقت اُسکو رام کرینگے غرض یہ تو رُکے اور وہ قریب در گنبد پہونچی رات چونکہ زیادہ
آچکی تھی پجاریون نے گنبد بند کر دیا تھا پوجا ہو چکا تھا جو لوگ باقی رہگئے تھے وہ دوسرے
دن پوجا کرنے کو ٹھہرے ہوئے تھے جب یہ عیار دروازہ کے پاس آیا پجاریون نے کہا
پھر جاکہ یہ وقت خداوند کے آرام کرنیکا اور عرش اعلی پر جانیکا ہی اُسنے کہا مین شکیبان
ٹھہر نہین سکتی اُسیوقت مگر جاؤنگی تم دروازہ کھولدو خداوند میری آواز سنکر عرش سے
فرش پر اُتر آئینگے مجکو بلا کر آپ کیا فلک اعظم پر چلے جائینگے پجاریون نے کہا تمکو کیا خداوند
نے بلایا ہی اُسنے جواب دیا مین نیستی ہوئی تھی کہ یکایک آپ ہنستے ہوئے گئے اور کہا جلد
ہمارے پاس آ کہ تجھ بغیر ہم چین نہین ہین یہ سنکر مین حاضر ہوئی ہون تم بجانے دوگے تو مین شکایت
تمھاری خداوند سے کرونگی پجاری یہ کلام سنکر ڈرے اور ایک آدمین سے اندر گنبد کے گیا
سکندر گنبد کے ایک مقام عمدہ مین جواہر نگار پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اور جاگتا تھا سونے
اور آرام کرنیکا اُسکے یہ مقام تھا کہ پشت پر اُس تبخانے کے جہان تخت بچھا تھا واقع ہوا
تھا دروازہ تبخانے مین یہان آنے کے لیے لگا تھا اُس پجاری نے اُسی در کے قریب آکر آہستہ سے عرض کیا
کہ خداوند آپ جاگتے ہین خداوند نے اُسکو پاس بلایا اُسنے حال زن باحسن و جمال کے آنیکا عرض کیا خداوند نے
اپنی کرامت ظاہر کرنے کو فرمایا کہ وہ بندی قدرت سچ فرماتی ہی ہان ہمین نے اُسکو یاد کیا
ہی جا جلد اُسکو بھیجدے پجاری اُسیوقت باہر آیا در گنبد وا کیا اور اُس نازنین سے کہا آؤ تو
بندی مقبولہ خداوند ہی یہ عیار تھالی سنبھالتا اندر گنبد کے پہونچا ہر ایک چھوٹے بڑے

بتون کو دیکھتا دنڈوت کرتا یہانتک کہ بت
کے پہونچا کر آپ پھر گیا اور یہ جو دروازہ سے
موی وکافوری روشن تھین خداوند پلنگ
دیکھکر اس عیار نے گرد پلنگ کے آکر پھر ناشر
خداوند کو دکھایا ایسی صورت یہ بنا تھا کہ
لیکن ایسا حسن دلفریب اسکی نظر سے نہ گ
سے اٹھکر ہاتھ اسکا پکڑ لیا کھینچکر پاس بٹھایا اسنے
اوسے شرما کر سر جھکایا کہ خدائی کو خداوند کی خاک مین ملایا بیخانہ چشم سے وہ ساغر بیخودی
پلایا کہ اس پیر فرتوت کو نوجوانی کا مزا دل مین سمایا پاس بٹھاتے ہی لپٹنے لگا خرمستی کرنے لگا
اس صنم نے اپنے خم ابرو کی محراب کا ساجد بنالیا اسکے لپٹنے سے اسنے سمجھا کہ خدا
مجکو اور بات یاد کرکے دور معلوم ہوتا ہی میرا بھی سن کیا ہی خداوند نے کہا ای مایۂ ناز بیت
مجھے بن یاد تیرے دم گذرتا ہو تو کافر ہون + سحر سے شام تک مین ورد تیرا نام کرتا ہون +
اس شعلہ رو نے ہنسکے اٹھے ہاتھ سے ایک طمانچہ منھ پر خداوند کے مارا اور کہا بیت عشت
تو سر کی مرے پر گھڑی قسم مت کھا + قسم خدا کی تیرے دل مین اب وہ پیار نہین + خداوند نے
اس بات کو سنکر منھ بڑھایا اور بوسۂ لب شیرین لینا چاہا اس غنچہ دہن نے منھ ہاتھ سے ہٹا دیا
اور آہ سرد بھر کہا ہر چند کہ اسوقت خداوند کی منظور نظر ہون مگر میری قسمت ایسی ہی کہ آپ بھی کچھ دیر
مین خوار و بے اعتبار کرکے نکالدینگے خداوند کو اسکا سچ کب گوارا تھا گویا ہوا کہ ای باعث
خدائی و زندگی من گو مین تمام عالم کا خدا ہون لیکن تجھ ایسے بت کا بندہ ہون کہ شعر خدا
پیرہن چاک ماہرویان باد + ہزار جامۂ تقوی و خرقۂ پرہیز + یہ کہکر اس ماہرو سے لپٹ گیا وہ
بسان حوصلۂ خاطر آغوش سے سرکر نکلی اب ہنگامۂ اختلاط جانبین سے گرم ہوا کبھی معشوقہ
عاشق ہم بغل خیال ہجر سے دل مین کھل گاہ وہ نازکبدن بانہین گردن مین حمائل کرتی کبھی
خنجر ابرو سے غصہ جتا کر گھائل کرتی کبھی عاشق منت کرتا پانوون پر سر دھرتا معشوقہ کبھی نیچی
آنکھین کرکے شرماتی نیرنگی چشم فتان گردش دوران کا رنگ دکھاتی کبھی عاشق زانو سے کا

سکی بھر کر بھاتی اسی اختلاط مین جملہ کیفیت خدائی کرنیکی اس
ی دغابازسے دریافت کی اور انگیا سے عطر بیہوشی کی شیشی نکالی
ی خداوند نے کہا ہمین نہین اسنے انگوٹھا دکھادیا وہ بیتابانہ لپٹ گیا
دالدین اُسنے خوب سینہ ورخ وشکم پر سُنگھ اسپار گڑا خوشبوے
ر و پاکی کچھ خبر نرہی بیہوش ہوگیا عیار طرار نے بچالاکی اٹھکر اس
ب صندوق بہم پہونچایا اور اُسکے کپڑے اُتار کر پہنے رنگے وغن
بنا اور اُسکو صندوق مین ٹھونسکر ٹپی بیہوشی کی ناک پر باندھ کے
صندوق کو مقفل کردیا اور ایک کوٹھری مین اُٹھاکر رکھا کوٹھری مین بھی قفل لگادیا جب
اس امر عظیم سے فرصت پائی پلنگ پر خداوند کے لیٹ رہا اور بآرام تمام سو یا کیا جب
عیار دہر نے صندوق مغرب وا کرکے خداوند سلگان کو نکالا اور حجرۂ عدم مین کو اکب

ظلمت شب کو بند کیا کہ نظم

سپہر نیلگون نے ڈھنگ بدلا	روش عیار کی پھر رنگ بدلا	اٹھا پھر روے شب سے پردۂ شب
در آیا مہ میان برج عقرب	وقت سحر خداوند نقلی بیدار ہوئے بچاریون نے اگر دنڈوت	

کی اور گنبد مین لاکر تخت پر بٹھایا خداوند نے ارشاد فرمایا کہ شب کو بادولت نے ایک حور
اپنے پاس سُلانے کو بلائی تھی اب اُسکو جنت مین بھیجدیا ہے پس اپنا بھی دل اُسکے پاس
جانیکو چاہتا ہے بچاریون نے عرض کیا انکو پھر اُسکو بلوا لیجیے گا آپکے جانے سے سب بندے
محروم رہجائینگے دیدار آپکا پائینگے خداوند نے کہا اچھا بادشاہ طلسم کو حاضر کرو آج ہم آپکے
مقاصد پہلے پورے کرینگے یہ حکم سنکر ملازمان دیرینہ دوڑے گوہر شاہ کو خبر دی کہ جلد چلیے زہے
نصیب آپکے کہ خداوند نے آپ کو طلب کیا بادشاہ مع ارکان دولت کے کشتیان زر
و گوہر کی ہمراہ لیکر جانب گنبد چلا اُدھر بچاریون نے گھنٹے ناقوس ڈنکے بجائے ہر ایک خبردار
ہوا کہ خداوند بخت خدائی پر آئے جوق جوق زن و مرد سامنے گنبد کے آنے لگے دروازہ
گنبد کا کھلا درشن سبکو نصیب ہوا اُدھر وہ ساحر جسکے گھر مین سیارہ مہمان رہا تھا صبکو
مقام عیار مذکور پر آیا اُسکو نپایا سمجھا کہ وہ کل ہی سے جانے کو کہتے تھے شاید رات کو چلے

الحاصل لباس تبدیل کرکے خداوندکا دیدا
بھی سامنے آکر ہاتھ باندھکر استادہ ہوا سیار
خندۂ دندان نما کیا اِس اثنا مین بادشاہ طلسم
آکر تخت خداوندیکا طواف کیا پایۂ سریر کو بو
نے فرمایا کہ اپنا مطلب لی بیان کر دریاے رحم
پوری کرونگا بادشاہ نے یہ سنکر برائے صحت
کامل عطا فرمائی شاہ نے اِس عنایت کو دیکھ
کرنے کو یاد دلایا خداوند نے فرمایا کہ اُس گنہگا
بموجب حکم کارپردازان سلطنت دوسرے شہزادۂ مذکور کو قیدخانہ سے نکلوایا تخت سریر پر لاکر شہزادے
ساحر حصار کیے افسون پڑھتے ہوئے سامنے خداوند کے لائے خداوند کی جب نگاہ شہزادے
پر جا پڑی حال زار اُسکا دیکھکر آنسو بھر آئے دل مضطر نے بیتابی کی یہ عالم نظر آیا کہ بال سر کے
بڑھ گئے ہین آنکھون مین حلقے پڑ گئے ہین صورت سے پریشانی کا اظہار دل مین یاد گیسوے
یار ہی پیرہن بھی میلا کچیلا ہی ماہتابان سپہر صاحبقرانی سحاب مصیبت مین پوشیدہ ہی یہ پروردہ ناز نعمت یہان قید کی آفت دلمین معشوق کا رنج فرقت مہر خموشی بر دہان فرحت وعشرت

گریزان دل بستگی عیان یہ صورت نمایان ابیات

جمی خاک تن پر برنگ زمین	گڑا جیسے نکلے ہی پتلہ کہین	نہ آنکھو نمین رونق نہ تن مین توان
کہ جون خشک ہو نرگس بوستان	وہ تن سرخ جو تھا سو پیلا ہوا	وہ جوڑا جو تھا سبز نیلا ہوا
بدن خشک و زرد اسطرح تھا وہ گل	خزان دیدہ ہو جسطرح برگ گل	وہ ناخن جو تھے اُسکے رنگ لال
سو وہ ہو گئے بڑھکے مدبر کمال		

خداوند نے دل مین تو ملال کیا بظاہر غصہ سے منھ لال کیا
اور بادشاہ سے اِس مجرم کو بچاریون کے ہمراہ جا کر پشت پر اِس گنبد کے جو مکان کہ بامدولت
کی آرامگاہ ہی وہان اسیر کرو آج رات کو مین اپنا غضب اسپر نازل کرونگا تاکہ ہنگام قتل
خدا سے نادیدہ جو اِسکا خدا ہی مدد اِسکی نکریگا اور یہ بآسانی قتل ہو جائیگا آج اگر قتل کیا جاے
تو ہلاک نہو گا اور کوئی ایسا سبب پیدا ہو جائیگا کہ یہ چھوٹکر آفت ڈھائیگا بادشاہ نے یہ فرمان

یک یہ مسلمان ایسے ہی سخت جان ہوتے ہین کہ مرنا نہین جانتے
ے شہزادہ کو تخت پر سے اُتروایا اور بیہوش بزور سحر کرکے کاندھے پر
ی کے ہمراہ مقام خوابگاہ خداوندی پر بادشاہ خود آیا اور ایک ایوان
کے بٹھادیا زنجیرین جکڑ ارکھا سحر کی قید کو دور کردیا پھر خدمت خداوندین
اخداوند نے فرمایا کہ آجکی شب اور اتنا دن تیاری فصل مین اس
امان مہیا کرو یہ کہ کئی ہزار نقارے اور قرنائین شہنائیان دہل اور
ہزارون ساحر ٹھہرین اور ہزارون مقلین تاشکی سلگائی جائین انمین
عود و رال و گوگل وغیرہ جلے اور جب صبحکو مین اُس مجرم کو بہ بیچ لٹاؤن ساحر ہزارون بجلیان
سحر کی چمکائین اور آندھیان چلائین یہ اسلیے کہ جب ہنگام ذبح وہ چیخیگا جو کوئی اُسکی آواز حزین
سُن لیگا فوراً ہلاک ہوگا اس ہنگامے مین اُسکی صدا کسیکے کان مین نجائیگی اور اسپر بھی بنابر
احتیاط ہر ایک شخص حاضر وقت کو لازم ہے کہ کان مین روئی دے لے یہ سامان تو کل کے لیے کیا
جائے اور آج منادی ہو جائے کہ کوئی شخص میلے سے جائے نہین اُس مسلمان کا غارت ہونا کر
دیکھے اور جو شخص کہ میلے مین نہین آئے ہین اُنکے لیے تمام طلسم مین ڈھنڈھورا پٹجائے کہ وہ
بھی آکر تماشا دیکھین اور تو اسباب سامری کے پوجے کا مہیا کرکے سوا ہر ہو جا کر کہ اُنھون نے
یہ عنایت تیرے حال پر فرمائی یعنی ایسا مرتبہ تجکو دیا کہ تو نے اتنے بڑے مچھ کو قتل کرایا ایسا
ثواب کمایا بعد شکر ادا کرنے سامری کے جشن کرنا اور شب بھر جلسۂ عشرت جما کر دادعیش و
کامرانی دینا صبحکو ہم اُس مسلمان کے خون سے ایک ایک ٹیکا سبکے ماتھے پر دینگے کیونکہ
اُسکا خون جہان گرتا ہے وہ جگہ برباد ہو جاتی ہے بس دفع نحوست خون ریزی ٹیکا دینے سے
ہو جائیگی تیری اُمید بر آئیگی اور سبکے کاج سنپورن ہونگے عمر و دولت بڑھ جائیگی سامری کا
نام لے تجھپر بھاری دیا ہے جا اپنے کام لگ تیرا بھلا ہے بادشاہ یہ نصیحت سنکر بادل شاد گنبد سے
باہر آیا کارگنارون کو حکم محکم خداوندسا یا اُسیوقت نقار خانے گرداگرد درست ہوگئے و منقلہاے
آتشین ہر سمت بشمار رکھدی گئین منون رال و گوگل ڈھیر ہو گیا ساحران نامی افسون خوان
گرامی ہزار ہا آمادۂ سحر خوانی ہوئے ہوم خاسے بنگئے یہ عالم ہوا کہ ابیات

ہزارون ہی بجے نقار خانے	بجے ہر سو طرب سے
جو گنبد تھا خدائی کا بہ تزئین	ہزارون من منگا
خداوند جہان نے جو کہا تھا	اُسی صورت پڑ
وہان ہو جمع آکر ساری خلقت	تماشا جو کبھی د
کوئی میلے سے ہرگز گھر نہ آیا	گھر سے جو ہ

مین اور تمام طلسم مین غوغا مچگیا ناداں قتل شہزادہ کو یاد کرکے پریشان ہوئے کسیطرف قہقہے بلند تھے مذکور تھا کہ اس دور زمانہ کا یہ ہمیشہ سے دستور رہا ہی کہ اولوالعزمون کو خاک مین ملایا کیا نامورون کو مٹایا ؎

اکیدن ہونا ہی سب دنی اور اعلیٰ کو فنا	یہ مسافر خانہ ہی ای غافلو عبرت کی جا
سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری تو کیا	روز آتی ہی لب گور غریبان سے صدا
شادی و غم ہی سب پہ شاہ و گدا دو چار دن	

غرض جوق جوق ساحر ہر سمت سے میدان وسیع مین جمع ہونے لگے اور فرط عشرت سے قہقہہ لگاتے تھے یہ نہ جانتے تھے کہ ہمارے ہی دل پُر داغ کی یہ بہار ہی فلک کجرفتار برسر آزار ہی یہ نقارہ کوس رحیل ہمارے ہی ہین یہ سب دست ذلیل ہمارے ہی ہین یہ گھر ہمارا ہی برباد ہوتا ہی دل ہماری ہی جان کو رقا ہی **مؤلف** گر یگی جسپہ یہ بجلی مہ خرمن تو ہمارا ہی ؎ جسے ہم دوست سمجھے ہین وہ دشمن تو ہمارا ہی + حاصل مرام یہ سب بدانجام تو مجتمع ہوکر مشتاق تماشائے قتل شہزادہ نیکنام ہوئے لیکن یہ خبر وحشت اثر اُس کشتہ خنجر ابرو دلبر ملکہ منیشہ نیک سیر کو بھی پہونچی کہ شہزادہ والا گہر کل تہ خنجر ہوگا اس خبر کو اُسکی مادر خستہ جگر نے بہت چھپایا کہ ایسا نہو میری دختر فرط محبت و حق الفت سے اُس سراپا مصیبت کے ماہر ہوکر اپنے تئین جوہر کرے لیکن اس خبر کا چھپنا بہت دشوار تھا قاعدہ مستمرہ ہی کہ جدھر مالک کی طبیعت کا میلان دیکھتے ہین ملازم اُس سبب کو بڑے تپاک سے لیتے ہین کنیزون مین جدا انیسون مین علیحدہ چرچا ہو رہا تھا ملکہ مضطر نے چپکے سے ایک کو بلا کر پوچھا کہ

رروتی ہوا اُسنے بلائین لیکر کہا بی بی کیا کہون ڈیوڑھی پر کا ہرکارہ کہتا
کہنے والی بندی کو وہ مُوا خدا وند یوبک قتل کرائیگا یہ سننا تھا کہ ملکہ
سے فرصت ملی گریبان سر چاک کیا بیتابی دل سے چلا چلاکر رونیلگی
اُس ایوان سے دوسرے قصر مین چلی گئی اور مخفی ملازمون کو تمام
یہان تنہائی جو ہوئی ملکہ شوریدہ سر نے حال اپنا تباہ کیا فرش خاک
لی اپنی بربادی دکھانے لگی وہ آہ جانکاہ کی کہ فلک کو اپنی چھاتی
خاک مین بھرا تھا چاند پر خاک ڈالنے کا غم نے ارادہ کیا تھا بلبلاتی
تھی یہ زبان پر لاتی تھی خمسہ

کیونکہ خونناب سے چشم اسکی نہ پرنم ہووے
نوحہ گر کیون نہ وہ ماتم زدہ ہر دم ہووے
محفل عیش مین کیا خاک وہ خرم ہووے
جسکو اے جان جدائی کا تری غم ہووے
خانۂ عیش اُسے خانۂ ماتم ہووے

سب طبیبون نے جواب اُسکو دیا ہی اتبو
بستر غم پہ وہ مردہ سا پڑا ہی اتبو
حال کیا پوچھتے ہو حال بُرا ہی اتبو
ترے بیمار کا یہ حال ہوا ہی اتبو
دشمن و یار دیکھتے ہین جو کیون نم ہووے

اُسکے بن دیکھے ہوئی ہی مری حالت جیسی
کسی دشمن کے بھی دشمن کی نہووے ایسی
پھنسے بیٹھے ہو یہ ہی دوستی مجھسے کیسی
ہمدمو کوئی تو تدبیر بتاؤ ایسی
دیکھنا اُسکا میسر ہو کوئی دم ہووے

پیش اس دلکی مری دیکھے تو بجلی بھی ڈرے
سنکے فریاد جگر رعد بھی بھاگے ہی پرے
اور اس دیدۂ گریان مین ہین آنسو وہ بھرے
اپنے رونے کو ابھی ابر فراموش کرے
دو برو اُس سے جو یہ دیدۂ پرنم ہووے

بستر غم سے بھلا اٹھ کے مین کیونکر جاؤن
محنت درنج و الم تیرے سوا کس سے کہون
اس مرض سے تو مرا حال ہوا ہی یہ زبون
جرات اب سانس بھی ہان مین تو نہ لے سکتا ہون
ایسی کر فکر کہ یہ درد تو کچھ کم ہووے

اِسی گریہ وزاری مین وہ زمانہ آیا کہ آفتاب
اور دیدۂ ثوابت اشک شبنم

کہ عمرِ روز گھٹتے گھٹتے یکبار	ہوئی ساکت بشکل
بشکل آہ مظلومان پُر درد	سیاہ دیو شب

گود مین اُٹھاکر دالان مین لائین پلنگ پر مردہ
لگین اور کلمات افسوس زبان پر لائین ایک نے
ہوا تیغ اجل سے گھائل ہوا نامراد تہ خاک گیا دو
تھے کہ مرکر معشوقہ کو فراغ دیتے تھے اِس شہزادے نے ساتھ تو ملکۂ ربلیس نے کیا کیا پاپڑ
نہین بیلے تیسری نے کہا سچ تو ہے چھپال اتنے سے سن مین یہ مشہور ہوئین تھو تھو اب سے
دور تھکاریان اِس ننھی سی جان نے بہنین خون خرابے ہوتے ہزارون کی جان جاتے انھون
نے دیکھی واے مقدر کہ وہ پھر ہاتھ نہ آیا فلک نے یون دونون کو ترسایا ایک شب چین سے
نہ گذری کوئی حسرت بھی نہ نکلی ایک اور بولی کہ اب اِس پُرارمان کا بچنا مشکل ہے درپیش
صبح ہی شام عدم کی منزل ہے دوسری گویا ہوئی ہاے یہ چاند خاک مین ملجائیگا ارے لوگو
سکندر بھڑوا کیا پائیگا جو ان دونون کی جان لیگا ایک اور گویا ہوئی کہ ای ای ایسے تماشے
میری آنکھون نے بہت دیکھے ہین گھر سیکڑون بگڑ جاتے دیکھے ہین اِس محبت پر خدا کی مار اسنے
ہزارون باغ پھلے پھولے برباد کر دیے کیا کیا نہ داغ دیے کون کون سے خانمان نہ اجڑے
کس کسکے گھر نہ بے چراغ کیے کوئی دشت مصیبت مین آوارہ ہوا کوئی شہر بشہر مارا مارا
پھرا فلک بھی اختر ون سے سینہ پر داغ رکھتا ہے غنچون نے داغ ہر باغ رکھتا ہے نظم

لیلی کی کبھی یہ زلف شبگون	کہ سلسلہ بہر پاے مجنون	زخمون کے لیے کبھی نمکدان
سینے مین کبھی یہ نوک پیکان	چھالا ہے کبھی تو یہ کبھی خار	منصور کبھی ہے یہ کبھی دار
گہ بارش اشک اشکباران	گہ سوزش جان بیقراران	یہ تو اِس اندوہ و غم مین مصروف

نالہ و شیون ہین ملکہ کی جان پر ہزارون طرح کے رنج و محن جب آنکھ غش سے کھل جاتی ہے
کیا بیان ہو جو گذر جاتی ہے رو پیٹ کر پھر بیہوش ہوتی عالم رویا مین بھی ادھر تو یہ حال ہے اُدھر

پہنچ کر عطا قریب شام تخت خدائی سے اُتر کر اپنے مقام آرام مین
ن پر شہزادہ باتوقیر جلوہ فرما تھا شور زنجیر جاؤش بارگاہ تھا صدا
رنے جاتے ہی دروازہ اُس مکان کے بند کر دیے اور قدم
باعت کے گرا شہزادہ حیران تھا کہ یہ مسجود خلقت طلسم میرے
اثنا مین عیار مذکور نے عرض کیا کہ آپ متحیر نہون مین آپکا خادم
ے نے یہ سنکر قید توڑنا چاہا عیار نے منع کیا کہ اس زنجیر کو برباد
ن سے ہتکڑی بیڑی دور کر دین اور حجرہ وا کر کے صندوق سے سیکنڈ
کو نکالا پھر رنگ روغن عیاری لگا کر شہزادہ قاسم کی ایسی صورت اُسکو بنایا اور شہزادہ
مذکور کو اُسکی صورت پر درست کر کے لباس شہزادہ کا اُسکو اور اُسکا لباس جو آپ پہنے
تھا شہزادہ کو پہنایا اور جملہ راز خدائی کا شہزادہ سے عرض کر کے کہا دیکھ صبح کو اسطرح اس
گبر کے قتل کرنیکا مین نے سامان کیا ہے آپ وقت سحر سامنے گنبد کے اسکو لٹا کر ذبح کیجیے گا
جب اسکے سر غل مچائینگے لوگ نقارے بجائینگے ساحر بجلیان چمکائینگے علامت اسکے مرنے کی
کسی پر ظاہر نہو گی آپ چند مدت خدائی کیجیے اور راز طلسم سے آگاہ ہو کر طلسم کشائی کیجیے شہزادہ نے
فرمایا یہ جو کچھ تمنے کہا مین نے قبول کیا لیکن سجدہ مین اپنے تئین نکر اؤنگا مسجود خلائق نہ بناؤنگا
عیار نے عرض کیا کہ اس مصلحت سے آپ تو یہ سجدہ کرائینگے تاکہ ابد تک رسم بت پرستی کو مٹائینگے
خدائے یگانہ کا آئندہ کو ساجد ہر ایک کو بنائینگے حق تعالی آپکی نیت دل سے آگاہ ہے معاف فرمائیگا
مواخذہ نکریگا یہ کلمات سنکر شہزادے نے فرمایا اچھا یہ بھی تمنے مانا مگر میرے قتل کا ڈھنڈھورا
جو تمنے پٹوا دیا ہے اگر ملکہ بنفشہ نے اس حال کو سنا ہوگا تو اپنا کام تمام کیا ہوگا اُسکی کیا تدبیر ہے
عیار نے عرض کیا آپ یہان کھانا نوش فرما کر آرام کرین مین ملکہ کی خبر کو جاتا ہون اور اُنکو بھی
اس حال سے مطلع کیے دیتا ہون صبحکو بادشاہ سے حکم دیجیے گا کہ اپنی دختر کو بلا کر علاج اُسکا
کردین جب وہ بلائے کہیے گا چندے اسی گنبد مین ملکہ رہے تو اچھی ہو جائیگی شہزادہ یہ باتین
سنکر خوشنود ہوا اور عیار نے کلیچہ و کباب کسوت سے نکالکر شہزادہ کو کھانا کھلایا گلابیان شراب
کی نکالین اور جام سامنے رکھکر کہا مین جاتا ہون آپ کسی بچاری کو بلا کر یا لون دلوائیے اور

آرام فرمایئے یہ کہکر سکندر کو وہی طوق وزنجیر شہزادہ کا آرام فرمایئے
جو آنکھ کھلی خدائی کا پالپٹ ہوگئی تھی ہرچند پاپڑ کا گھر سونن مہربان سے بند دست
پابستہ زنجیر کیا کر سکتا تھا ناچار چپ ہو رہا لیکن دل سے کہتا تھا کہ دیکھی کا می سامنے
غائبت غلہ یہ ماجرا ہی کیا ہی غرض بعد درستی جلا اسود عیار نکو کر کمند بار کر دیوار آتش سکوں
پھاند کر جانب ایوان بادشاہی روانہ ہوا اور روانہ شبستان کے آگر ایک سپاہی کی
ایسی صورت بنکر کھڑا ہوا کچھ عرصہ مین ایک کہاری کسی کام کو اندر سے نکلی اسنے اسکو سلام
کیا اور کہا مین بڑی دیر سے منتظر آپکا استادہ تھا اسنے کہا تو کون ہی کہا مین باشاہ کے پاس نا
ہون اُنھون نے میلے سے یہ کنڑ عطر کا خرید کرکے بیگم صاحب کو بھیجا ہی کہاری نے کہا لاؤ
وہ کہان ہی اسنے ایک کنڑ عطر بیہوشی آمیز کا کمر سے نکالکر چاندی کی کشتی مین رکھکر تورہ پوش
ڈالکر اسکو دیا جب وہ لیجانے لگی اسنے کہا بی مہری لو یہ شیشی تم بھی لو اسمین سے نہ لینا مجھپر
بدنامی آئیگی اُسنے کہا دولی مین کیا چور ہون اسنے کہا نہین کیا ہوا لو یہ شیشی لو یہ کہکر ایک
شیشی اُسکو بھی دی اُسنے لیکر سونگھی کہ دیکھون یہ عطر کیسا ہی سونگھنا تھا کہ بیہوش ہوئی اسنے
وہ کنڑ اور کشتی وغیرہ لیکر پھر کسوت مین رکھی اور پرانی چادر سے سرپوشی اُسکی کرکے کپڑے اُسکے لیے
اور اُسکی ایسی صورت بنکر داخل شبستان ہوا ہر سمت محل والیون کا ہجوم دیکھا قصر والیوان کی زینت
وشان نے آئینہ دار ایران بنایا شششدر ہوکر بے اختیار زبان پر لایا کہ بیت باغ رضوان مین کہان
ایسی ہو دلچسپ بہار + یان کے معشوقون پہ سو جان سے حورین ہین نثار + ہر سمت شاہدان
طناز پائنچے کلائیون پر ڈالے دوپٹے کاندھون پر ڈھلکائے ہوئے ہزارون انداز و ناز سے
پھرتے دم خرام محشر بپا کرتے رات کا وقت شمع وچراغان روشن صحن مین چوکا لگا پلنگون پر جو بن
کوئی نیند مین غافل کوئی اکل وشرب مین کوئی لہو ولعب کا شاغل کہین چوسر کہین گنجفہ کہین
ستار بجتا بائین کا ٹھیکا کہین کہانی ہو رہی کہین شعر خوانی ہو رہی کہین پردے پڑے ہوئے
چاہنے والے در پردہ مزے اُڑاتے شام ہی سے پہونچے ہوئے کہین دولی آہ کی صدا کہین
قہقہے اُڑتے پھبتیان کسنے کی آواز ہر با قلماقنیان واغستانیان کاندھے پر رکھے پہرے پر
ٹہلتین باریدار نیان اوٹون کے قریب جاگ رہین مہریان پھولون سے آراستہ پلنگون پر

رکیان محل کے نوکرون کی گڑیا کا بیاہ رچائے ہوئے صحن مین کڑاہی
یونکا وہان مجمع بعض کم سنین چھولی چھلیا کھیلتین وہان غنچہ زنار نیان
ہین عیب ثواب آپسمین گتھین یار دیگر گڑے سنبے جاتے کسیطرف سے
ہ جواب دیتی جی باجی جان آئی حاضر ہوئی کوئی اپنی کنیز کو پکارتی اری
ین آواز آئی کہ جلد آحضور چوکی پر گئی ہین کہین سے یہ صدا پیدا کر
انی کے گھر سے مرزا آئے۔ غرض یہ عیار بھی اٹھلاتا آپ ہی آپ
چلتا تھا وہ کہتی تھی کہ بی مہری آج کیا تمنے بھنگ پی ہی جو دھکے
ین ہو کہ ہر وقت بوتلین چڑھاتی ہو اور ایک ایک کو گالیان سناتی
ہو لو صاحب مین نے ہزار دفعہ کہا ہی تم میرے منہ نہ لگا کرو بھلا مین دھکے دیتی ہون یا تم ہر
گرتی پھرتی ہو یہ کہکر چمکتی ہوئی لنگا پھر کاتی آگے بڑھگئی اور کہا صاحبو آج چھوٹی حضور کی
کوئی خبر نہین لیتا یہ جو اسنے کہا ایک مسن عورت نے اسکو بلایا کہ مہری ذرا ادھر آؤ اسنے دیکھا
کہ چوکا تخت کا بچھا ہی اُسپر ایک عورت بکمال زیب و زینت تکیہ لگائے بیٹھی ہی یہ سمجھا کہ اس
عورت کو عہدہ کوئی ہی یہ سمجھکر اسنے قریب جاکر تسلیم کی اُسنے کہا بی مہری بیٹھو یہ سلام کرکے تخت
کے کونے پر بیٹھا اُس عورت نے اسکے نزدیک آکر کہا بی مہری چھوٹی حضور نے جیسے اُس
شہزادی کا قتل ہونا سنا ہی اپنا حال تباہ کیا ہی بھاڑ مین جائے ایسی عاشقی جس سے اپنی اصل ہی جان
جائے آیا کہ چھنال گیا کہے چھنال مین تو آگ لگا ایسی محبت کو اب چھوٹی حویلی مین مردہ سی
پڑی ہین نہ کھاتی ہین نہ کچھ بات کرتی ہین تم دیکھ لینا یہ لڑکی اپنی جان دیگی۔ مہری نے کہا
آپ سچ کہتی ہین لیکن قصور معاف کبھی حضور نے بھی یہ کھیل کھیلا تھا اُسنے کہا دوئی نوج
چھائین چھوئین مجکو یہ مرض کبھی نہین ہوا کہا ری مٹک کر اٹھی کہ بی بیٹھو ایسا کوئی چھیتا چھتی
نہین وہ کون ایسی کشش ہی جسمین لکڑی نہین اچھا جب آپ اس مزے سے آگاہ ہی
نہین تو مین آپ سے کیا بیان کرون یہ کہکر وہان سے ہنستی ہوئی پتا تو معلوم ہو چکا تھا چھوٹی
حویلی مین آئی یہان ملکہ پلنگ پر مردہ کیطرح پڑی تھی کنیزین رو رہی تھین کہ اسنے آتے ہی
کہا مین اپنی شہزادی کے صدقے قربان نثار کیسا جی ہی میری حضور کا یہ کہکر پلنگ پاس

آکر بانوں دانے لگا ملکہ نے آنکھ کھولدی
جھک کر چپکے سے کہا مین شہزادے کی خ
ملکہ یہ کلمہ سنکر جلد اُٹھ بیٹھی اور گویا ہوئی کہ ا
دل اُڑا جاتا ہی جاؤ سب اپنے اپنے مقام
کچھ پیام لائی ہی پس نخلیہ اُسمقام پر کردیا اُس
ہون نام میرا سیارہ ہی مجھین اطلاع دینے
سکندر کو پکڑ لیا ہی کل خداوند ہی ذبح
سے کہکر بلائیگا پھر آگے جیسا ہوگا تمھارے ظہور مین آئیگا اطمینان کامل رکھو اور چین
سے آرام کرو غم والم جانے دو ملکہ یہ سنکر فرط عشرت سے دلشاد و بند غم سے آزاد ہوئی چہرہ
سرخی آگئی کمل گل شگفتہ خاطر ہوئی پھر دل سے کہتی تھی کہ ایسے نصیب میرے کہان ہین
جو کوئی دم خوشی سے گذرے اس کہاری نے میری جان بچ جانیکے لیے یہ فقرہ بنایا ہی
عیار نے اُسکو دوبارہ مکدر دیکھکر رنگ روغن رخسار سے اپنے دور کیا اور اپنی اصلی شکل
ملکہ کو دکھادی اُسوقت تو ملکہ کو کچھ یقین آیا اور تسکین ہوئی اپنی محرم راز کنیزون اور
انیسون کو بلاکر اس راز سے آگاہ کیا اور زر و جواہر منگاکر بہت کچھ سیارہ کو دیا اُسنے عرض کیا
کہ باقبال حضور و بافضال رب غفور سب کچھ میرے پاس موجود ہی یہ میری جانب سے کنیزونکو
دیدیجیے یہ کہکر شہزادے کی انگشتری نشانی لیتا آیا تھا وہ ملکہ کو دی اور اپنے سامنے کھانا
کھلایا پانی پلایا پھر رخصت ہوا اور اُسی قصر کے دروازے سے ملکہ نے اپنی کنیز کے ہمراہ
باہر بھیجدیا اُدھر بعد کچھ عرصہ کے وہ کہاری جسکو عیار بیہوش کرآیا تھا ہوشیار ہوئی اور
ننگا اپنے تئین دیکھکر سمجھی کہ وہ ٹھگ تھا جو عطر دینے آیا تھا خیریت گذری کہ تیری جان بچگئی
مگر اب اسی ہیئت سے بادشاہ بیگم کے سامنے چل ورنہ سونے کی مچھلی اور تمغہ جو تیرے
سر پر لگا تھا اُسکے جانے کا کسیکو یقین نہ آئیگا سب کہینگے اسنے بیچ لیا ہوگا غرض وہان سے
در دولت پر آکر رونے پیٹنے لگی کہ فریاد ہی مین لوٹی گئی سپاہیون نے قریب آکر پوچھا اور
حال پوچھا اُسنے کیفیت بیان کی وہ سب خائف ہوئے کہ اُسکے لوٹنے کا ہمین لوگون پر

ن سے کہا جا محل مین حضور سے اپنا ماجرا بیان کرو جا اندر محل کے آئی بادشاہ
ت عرض کی اس اثنا مین وہ عورت جسکے پاس سیارہ تخت پر بیٹھا
سے کہا ابھی کچھ دیر ہوئی جو یہ کہاری چھوٹی حضور کا حال مجھسے پوچھتی
ن واقف بھی نہین کہ آپ کیا کہتی ہین بادشاہ بیگم حاقلہ ہی سمجھ گئی کہ
بھید ہی بس اُس کہاری کو زر نقد لباس و تمغہ کے عوض عنایت
تجھسے نہ نکالنا ہم تحقیق کرکے تجھ کو سزا دینگے کہاری اپنے مقام
ر عیار مذکور جو محل سے روانہ ہوا میلے مین آکر ساحر کی صورت بنکر سیر
کرتا رہا یہانتک کہ وہ رات تمام ہوئی یعنی ظلمت شب سنولیا کہاری کیطرح بیہوش ہوئی
اور آفتاب مثل عیار محل سے مشرق کے نکلکر میدان فلک مین آیا میلہ کو اکٹھا ہوا نظم

نیالایا ہی چرخ نیلگون رنگ	شفق کا صاف چمکا مثل خون رنگ	یکایک شور کا اٹھا جو طوفان
نکل شب کی گئی اکہاری جان	آج میلے مین دھندھور اپنے سے بڑا مجمع ہوا تھا جو لوگ نہ	

آئے تھے اس میلے مین وہ بھی آئے تھے پہلے روز سے بھی آج دونا جماؤ تھا صبح ہوتے ہی
گنبد کے سامنے بہر زیارت خداوند سب جمع ہوئے خداوند نقلی یعنی شہزادہ قاسم بھی خلوتخانہ
سے باہر آکر تخت خدائی پر جلوہ گر ہوئے ہر ایک نے سجدہ کیا سیارہ بھی سامنے خداوند
کے گیا اور اسنے وضع اپنی ساحرون کی ایسی بنائی ہی صورت اپنی اصلی رکھی ہی اسلیے
کہ یہان مجکو کوئی جانتا نہین ہی پھر صورت بدلنا کیا ضرور ہی غرض جب یہ سامنے آیا خداوند
نے اسکو قریب بلایا اور کہا ہمنے تجکو ملازم کیا تو ہمارا بندہ خاص ہی یہین حاضر رہا کر اسنے
دنڈوت کی اور پشت پر خداوند کے آکر مروحہ جنبانی کرنے لگا اس اثنا مین بادشاہ بھی حاضر
خدمت خداوند ہوا خداوند نے فرمایا کہ ساحران نامی اندر گنبد کے جائین اور اُس مسلمان کو
باہر لائین لیکن آنکھین اپنی نیچی کیے رہین اُسکے رخ پر نگاہ نکرین کیونکہ وہ الحاح وزاری اشارہ
سے بہت کچھ کریگا جس کسیکے دلمین ذرا بھی رحم اُسکی جانب آئیگا مین اُسکو جہنم مین بھیجدونگا
تو یہ اُسکی قبول نہوگی ہمارے دشمنون مین نام اُسکا لکھا جائیگا یہ حکم سنکر ساحر آنکھین نیچی
باندھکر اور گردنین جھکا کر داخل خوابگاہ خداوند ہوئے اور اُس بچہ ابلیس کو شہزادہ سمجھکر گردن

کمر پکڑ کر کھینچتے ہوئے اور جوتیان لات گھو
کچھ بڑبڑایا اور پھر کا اشارہ کیا لیکن کسینے آ
چمن مین گڑھا کھود کر مثل گوسفند قربانی
ردئی دیکر کھڑے ہو تمام ساحر باہر جاکر نیہ
لگے ناقوس پھونکے قرناؤن شرناؤنکو دم ملا
دہر پُر آشوب مین وہ غوغا بلند تھا کہ سقف
سے ساحر سحر خوان تھے مشغول تماشا
رال گوگل جلتا تھا فلک دودی کے نیچے ایک اور آسمان دود کا بنلیا قدرت دود
آشکار تھی کہ ایسے نمرود پر شہزادۂ فرزند خلیل اللہ کو نصرت دی تھی سب میلہ تمکر ایک ہی
جا ہو گیا تھا آدمی پر آدمی نظر آتا تھا بہت درختون پر انسان چڑھگئے تھے ٹیلے اور ٹیکرے
مملو تھے درختون کے ڈالے بوجھ سے پھٹے جاتے تھے چرخ پیر ہر چند کہ بڑا مکار ہے لیکن سیار
کی اس عیاری کو دیکھکر عقل اسکی بھی چرخ مین تھی آفتاب بچشم عبرت یہ حال دیکھکر تھرآتا
تھا دل مین جلتا اور ناوکھاتا تھا اُف رے مکار زبان پر لاتا تھا زال دنیا بھی اس نو جوا
مان گئی اُستاد جان گئی تھی الغرض شہزادۂ قاسم نے سینہ پر اُس نابکار کے سوار ہو کر ایک
ہاتھ گردن پر رکھا اور سوزن زبان سے کھینچا اور فرمایا کہ خدائے یکتا و بے ہمتا کے سجدہ
کرنیکو قبول کر تو مین تجکو رہا کردون وہ زادۂ ابلیس سوزن دور ہوتے ہی بادشاہ طلسم کو
پکارا کہ ارے گوہر شاہ اپنے خداوند کی آبرو بچا یہ کیا معرکہ ہے جو تو مجکو قتل کراتا ہے اسکی آواز
اُس شور و غوغائے مردان و صدائے دہل و نقارہ مین کون سنتا ادھر شہزادہ نے تین بار
اُسکو جانب اسلام بلایا اُسنے سحر پڑھکر رہا ہونا چاہا شہزادہ سمجھا کہ اس بیدین کو مزہ خدائی کا
پڑا ہے راہ راست پر نہ آئیگا پس حجت ختم کر کے گلا اُسکا ایسا دبایا کہ وہ سحر نہ پڑھ سکا
اور خنجر بران حلق پر پھیرا سمت اسفل السافلین وہ کافر روانہ ہوا پھر تو قیامت کی کا
ایسا ہنگامہ برپا ہوا آندھیان آئین آگ برسی بجلیان گرین اُسوقت جلد جلد نقارے اور
قرنا کمین گھنٹے وغیرہ بجنے لگے اور ساحر آندھیان چلانے اور بجلیان گرانے لگے اُسکے مرنے کا حال

ہوا سب نے یہی جانا کہ یہ غوغا سحر کرنیکا ہی بعد کچھ عرصہ کے صدا آئی کہ ہا
ی کو یہ آواز بھی بہ سبب پنبہ در گوش ہونے کے کسینے نہ سنی جب
دیر مین موقوف ہوا سیارہ نے بادشاہ سے دوڑ کر کہا کہ خداوندنعمت
زی موقوف کیجائے اور ہر شخص اس گنہگار کے خونکا ٹیکا ماتھے پر لگائے
نقارون کا بجنا موقوف کرایا اور پہلے آپ خدمت خداوند نعمتی مین آیا
انگوٹھا اُس بچی کے خون سے تر کرکے شاہ کے ماتھے پر ٹیکا دیا پھر اور
انکے ماتھون پر ٹیکا دیکر حکم دیا کہ اب اپنے اپنے ہاتھ سے ٹیکے سب دین
اسوقت ساحر پر ساحر ٹوٹنے لگا کہ ایسا نہو خون ہو جائے اور ہم اس ثواب سے محروم رہجائین
غرض کچھ دیر مین سب خون اُس کافر کا اِن منکرون کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکا بنکر چڑھا انھین
سبکے ماتھے گئی شہزادہ کا کیا بگڑا سارا مظلمہ انھین کے سر ہا خداوندا انھین کے سر ہو رہے
سب ماتھے اپنے رنگین کرکے شاد شاد وہان سے پھرے اِس بھید کے خاک بھی سر نہوے
کہ یہ کیا پیش آنی تھی ہماری ہی کمبختی کی نشانی تھی حاصل مرام شہزادے نے لاش اُسی
بدمعاش کی اُٹھوا کر جھیل مین پھنکوا دی اور میلے والون کو رخصت کیا حکم پھر جانیکا دیا اسیطرح
خیمے ڈیرے لد گئے دکانین اُٹھنے لگین ساحر سوار یہاے سحر پر سوار ہوکر اپنے اپنے گھر
کیطرف راہی ہوئے بادشاہ کو حکم خداوند ہوا کہ اب اپنی دختر نیک اختر کو یہان لائے
تاکہ اُسکی بھی دوا ہو جائے بمجرد حکم بادشاہ خود سوار ہوکر روانہ ہوا اور شبستان مین داخل ہوکر
اپنی بی بی سے کہا صاحب دختر کو اپنی نہلا دھلا کر پوشاک عمدہ پہنا کر جلد لیچلو کہ خداوند
میرے حال پر رحم آیا ہی صاحبزادیکو اچھا کرنیکے لیے بلایا ہی اور اُس مسلمان کو قتل فرمایا ہی
بی بی نے اُسکی کہا بہت انسب و مناسب ہی آپ کچھ دیر توقف فرمائین مین تیاری کرتی
ہون یہ کہکر دوسرے قصر مین جہان شہزادی ہی آئی یہان جب سے سیارہ ملکہ کو مژدہ
وصل دلدار سنا آیا تھا ملکہ کا فرط عشرت سے یہ حال تھا کہ وہ رات انتظار مین پہاڑ ہو گئی تھی
نیند نہ آتی تھی ہاتھ پانون دھنستی تھی کروٹین بدلتی دل سے منصوبے گانٹھتی تھی کہ کل کرون یا
مین باپ حائل ہونگی وہ ہمکو چھیڑینگے ہم خفا ہوکر روٹھینگے انھین رُلائینگے پھر منھ سے منھ ملائینگے

گدگدا کر ہنسا ئینگے گاہ دلکو یہ خیال آتا کہ بادشاہ نے شہزادے کے لے جانے کو جو بہروپیا بھیجا ہو
میری تسکین کے لیے کسیکو عیار بناکر جو کچھ تو سن چکی ہو وہ کہلا بھیجا ہو جسپر یہ دھیان آتا تو
وہ گلبدن مرجھا جاتی ساری خوشی بھولجاتی پھر دل مضطر کو اس بات پر قرار آتا کہ ایسا
ہوتا تو اس دلکی تڑپ زیادہ ہوتی آج تو فرط غم سے خانہ گور بن سدول کبھی کبھی خدا
کہین جلد سحر آشکار ہو نصیب وصل یار ہو

نظم

دلکو یہ خوشی کہ کل تو ہی عید	اللہ کی ہو فقط یہ تائید	وہ بزم کہان کہان میں شام
سن لی ہو مری خدا نے فریاد	ہر وقت یہ دلکو بیقراری	کسطرح کٹیگی رات ساری
حجرے سے نکل کے باہر آنا	گردون کیطرف نظر اٹھانا	یہ فکر کہ کتنی رہگئی رات
ہو صبح کسیطرح ملاقات	تارے چھپین آفتاب نکلے	خاطر کی ہوس شتاب نکلے
ناگاہ گجر بجا سحر کا	مژدہ تھا کہ شور تھا سحر کا	مرغ سحری نے دی یہ آواز
لے باب امید ہو گیا باز	سحر کو اس مضطر نے بھی ہزار ہا منجر خبر کو بھیجے یہانتک کہ اب اسکی	

مادر نے آکر بلائین لین اور کہا ای راحت جان حمام کرو اور بہر و مدار خداوند چلو شاید تمھارا دل
سنبھلجائے میری قسمت کا یہ بل جائے یہ ناکام مادر کے دکھانیکو زار زار بنگئی کنیزین سمجھا کر
حمام مین لائین یہ نہا دھو کر باہر آئی اور لباس و زیور سے خوب آراستہ و تزئین کی وصل یار
کی خوشی مین بنی سنوری کہ فردوہ تماشا ہی ترا حسن پر آشوب ای ترک نگاہ آنکھون کی راہ سے
دم نکلے تماشائی گا + جب یہ آراستہ و پیراستہ ہو چکی مادر نے اسکی صورت دیکھکر اپنی اُتاری
دیکھی سر سے بلا تک چٹ پٹ بلائین لین ایک انیس بولی میرے آنکھون مین خاک آج
چھوٹی حضور کی طبیعت بحال ہی مادر ملکہ نے کہا یہ خداوند کے یہان جانیکا اثر ہی اُنکے نام
کے صدقے اُنکے قربان میرے دلکو یقین ہی کہ بچی میری اچھی ہو جائیگی یہ کہکر سکھپال طلب کیا
اور ملکہ کو لیکر سوار ہوئی ملکہ کی کنیزین انیسین بھی ہمراہ چلین نقیبون اور چاؤشون کی صدا
بلند چترزری کا سکھپال پر سایہ ہزار ہا سوار و پیدل اردلی مین دوان پیچھے کنیزون اور
انیسون وغیرہ کی سواریان اسی عظم و شان سے گنبد خداوند کے سامنے آکر پہونچی بادشاہ بھی
آکر حاضر ہوا اور خداوند سے عرض کیا کہ دختر علیلہ حاضر ہی خداوند نے فرمایا کہ مادر ملکہ اُسکو لیکر

ین بادشاہ نے حسب الحکم وہان اُتار دیا پجاریون کو وہان سے ہٹا دیا
ا اور خداوند اندر تشریف فرما ہوئے مادر ملکہ سے کہا کہ آپ سامنے کے
ن اپنی رحمت نازل کرکے ملکہ کو اچھا کیے دیتا ہون مادر ملکہ وہان سے
ی جب تخلیہ ہوا خداوند نے ملکہ سے کہا ای جانی وای مایۂ زندگانی خاطر جمع
ادر کھ کہ مین ہون شیدا تیرا شہزادۂ قاسم ملکہ اتنک دل مین اپنے
یشاید شہزادہ یہ خداوند نہو لیکن اب شہزادہ کی آواز پہچانی آنکھ سے آنکھ
اطر مضطر تسکین پذیر ہوئی شہزادہ نے خوب اپنے تئین شناخت کرائے
نے اکر جو دیکھا تو ملکہ ہنس رہی ہو اور کہتی ہو کہ یا خداوند مین اب کبھی اُس مسلمانکا
نام بھی نہ لونگی آپ نے خوب کیا جو اُسکو ذبح کر ڈالا یہ کلمات سنکر بادشاہ بیگم بہت خوشنود ہوئی
بیٹی کو گلے لگا یا خداوند کو سجدہ کیا اور شکریہ ادا کرنے لگی پھر بادشاہ کو بلایا وہ بھی بیٹی کو صحت
مین دیکھکر خوش ہوا خداوند نے کہا اب مناسب یہ ہی کہ چند روز یہ بیمار ہماری سرکار مین رہے
تاکہ بالکل صحیح وسالم ہو جائے گھر جائیگی تو پھر علیل ہو جائیگی مادر ملکہ نے کہا ازین چہ بہتر یہان
رہنا سعادت دو جہان ہی یہ کہکر بیٹی سے پوچھا کہ کیون ای فرزند خداوند کے گھر مین رہوگی آپنے
جواب دیا جیسی آپ کی مرضی جی تو میرا یہی چاہتا ہی کہ چند روز زیارت خداوند کی کرون مادر نے
اِسکی آسیوقت اِسکی کنیزون اور انیسون کو بہر خدمت مقرر کیا اور چھپر کھٹ طلب فرمایا پجاری
آبدار خانہ جملہ سامان عیش وراحت وہان مہیا کرا دیا پھر مع بادشاہ کے خداوند سے رخصت
ہوکر اپنے محل مین آئی خداوند نے بعد اُسکے جانیکے یہ انتظام کیا کہ یہان جتنے پجاری ہین اُنکو حکم
دیا کہ باہر اِس باغ کے جھیل کے کنارے تم لوگ منڈھیان ڈالکر استقامت پذیر ہو یہان
مین چلہ مین بیٹھونگا ملاقات کسی سے نکرونگا یہ کہکر جو کچھ زر وجواہر کہ میلے مین چڑھا تھا اُسکا
حصہ اُن پجاریون کو دیا وہ سب جھیل پر جاکر ساکن ہوئے وہ مکان اور باغ بالکل جب خالی
ہو گیا خلوت آرائی اور انجمن پیرائی کا شہزادہ نے سامان کیا ملکہ کو اصلی صورت اپنی بناکر
دکھائی وہ نہایت خوشنود ہوئی سیارہ عیار نے فرش عمدہ لب نہر بچھوا کر کشتیان شراب کی
ڈالیان میوون کی وہان چن چن کنیزان محرم راز ساز لیکر گانے بجانے پر آمادہ ہوئین ملکہ کا

یہ عالم ہو کہ بموجب مثل رستیان بھئے کتوال
تھی کہ یہ خواب ہو یا بیداری ہو الحاصل جب
گنبد آسمان مین آیا اور ماہ شب چہار دہم نے ضیا بار

سحاب شام نے عالم کو گھیرا — نگاہونے ملا سر سے اندھیرا
ہر اک پروانہ بولا چشم بد دور — بڑھی امید شبستانان شب دیجور
کنول روشن ہوئے دی شمع نے نور — زیادہ دن سے پالی رونق طور
ملے لب سے لب جام کرر — ترقی پر طلوع کیف تھا
لیے بوسے گلے ملکر جو دو چار — ہوئے نیلے نزاکت سے رخسار
کہا اُسنے کہ درد دل فزون ہو — ہوا یہ حال رنجون سے ہمارا
نہ مونس تھا نہ کوئی مہربان تھا — فقط ہمراہ لطف آسمان تھا
کہ فرقت مین تری جینا تھا جنجال — کہا سب حال در لیٹے ضنم سے

سینہ بسینہ لب بلب بوسون کے چٹانے ساق پائے ملکہ عریان انگیا مسکی ہوئی رخسار تابان تمتمائے ہوئے جسم مین پسینے آئے ہوئے شرم وحیا دور بیباکیان ظاہر دل ناصبور نشہ عشرت کا دونو پر

ملکہ کی وزیرزادی **ماہ پیکر خوش چشم** سے سیارہ کی چھیڑ چھاڑ جب وہ شرم سے چپکی بیٹھی یہ کہتا کہ لیجیے اپنے تو کوئی صاحب چڑھ بیٹھے وہ کہتی کہ چڑھے موذی کاٹے تیرے ہونٹون سونون پر عیار یہ سنکر ہاتھ اُسکے زانو پر مارتا وہ غصہ مین آکر تیوری چڑھا کر ہاتھ تانکر جو اسپر مارتی یہ بچا تا ہاتھ اُسکا زمین پر پڑتا چوٹ لگنے سے وہ بیتاب ہو جاتی اور ہاتھ کو ہاتھ سے پکڑ کر منھ اسطرح بناتی کہ باغ حسن مین کلی کھلتی ہوئی نظر آتی اور تیوریان چڑھا کر عیار کو وہ کوسنے دیتی یہ کہتا ارے جانی لاؤ مین چوٹ لگی ہو تو دبا دون وہ کہتی مر لیے تو دبا جا کے اپنی گھر والیون کو صاحب میرا تو ہاتھ ٹوٹ گیا یہ مرنے جوگا جگت بولتا ہی آخر شہزادی کے لحاظ سے وہ قمر پیکر وہان سے اٹھکر چلی عیار بھی اُسکے پیچھے روان ہوا اور ایک مقام تنہا مین اُسکے آگے ہاتھ باندھے اُسنے بھی کھلکھلا کر ہنس دیا اِسنے گود مین اُٹھا لیا وہ نہین نہین کرتی رہی اور کہتی تھی ارے مردوے تو نے مجکو بھی کیا ملکہ بنایا یہ وہی ایسی کچلی تھین جو ذرا مین ٹسوے گھلانے لگین

دمین فرق آجائیگا مین اُدماتی نہین ہون وہ جو تیرے جی مین ہی وہ بارہ ۱۲
برس بھی نہوگا یہ ہرچند چلائی عیار مذکور نے ایک بھی نہ سنی اُسکو لاکر لب
ستون کے بٹھایا اور فرش بچھاکر جام وصراحی لاکر بعشرت تمامتر بیٹھا اب
ن لیتا وہ بھی کسی حیلے سے اِسکے گلے مین باہین ڈالتی پھر شرماکر ہٹجاتی یہ
کر چوس لیتا سینے پر ہاتھ رکھ کر خانہ حسن موس لیتا وہ کہتی اللہ قسم تونے
یہ کہکر اُسکا ہاتھ سینے اور سب اعضا پر رکھکر دکھاتی کہ دیکھو میرا ایسا کھینچکا
سکے لپٹ جاتا خوب مزے اُڑاتا دو چار جام شراب ارغوانی کے جو اُس
جوانی مین کچھ شرم ولحاظ نرہا پھر تو یہ حال ہوا کہ ساق سیمین طوق کمر
دلدار سنین آنکھو مین سرخ سرخ ڈورے پڑگئے کرتی چڑھ گئی چھاتیون نے نقاب رخ
اُٹھاکر بیحجابی کی سسکیون کی صدا بلند ہوئی کہ بموجب نظم

لبون سے آشنا باہم تھے ساغر	تسلسل دور ساغر کا برابر	دکھایا نشہ نے جب عالم نور
ہوئی شرم وحیا بھی پاس سے دور	بڑھے پھر بے تکلف ہاتھ اُسدم	ہوئے وہ راز سے انگیا کے محرم
لیا جھک کر کبھی بوسہ لبون کا	سنبلے موے کمر کے ہاتھ حلقا	جھٹکتی تھی کبھی وہ ناز سے ہاتھ
کبھی دیتی تھی بوسہ لطف کے ساتھ	چراتی تھی کبھی وہ گل بدن کو	ملاتی تھی کبھی مُنھ سے دہن کو

چاندنی کھلی ہوئی شبنم سے رات بھیگی ہوئی گلونکی بہار فوارونکا ابشار اُدھر ملکہ وشہزادہ ادہ ادہ
وزیرزادی اور عیار سرمست بادہ رات بھر معروف عشرت ومسرت رہے جب آغوش دُر
مین شاہد صبح نے جلوہ گری کی اور شب مثل رنج گذشتہ خاطر روزگار سے دور ہوئی نظم

نشان شب ہوا عالم سے نابود	اُڑا رنگ اختر ونکا صورت دود	سحر پھر دھر کے تاج مہر سر پر

صبحکو شہزادے نے بعد فراغ طاعت آکر پھر انجمن آرائی کی
صبح کی ٹھنڈی ہوا دلونمین محبت کی ہوا درخت اوس سے بھیگے ہوئے پھول کھلے ہوئے
جانورون کی زمزمہ سرائی ہر ایک معروف یاد الٰہی بغل مین گل بوستان رعنائی رات کے
جاگنے کا آنکھونمین خمار ہونٹون پر مسی اُڑی ہوئی چوٹی کھلی زلف بکھری ہر ایک سرمست د
بیہوش دین ودنیا فراموش ساکن عیش خانہ ایک دوسرے کا دیوانہ یہ تو اب بیخوف وخطر پان

بصد آرام و راحت رہتے ہین لیکن سیارہ عیار نے
کہ یہان کبتک بیٹھینگے ایک روز یہ حال ضرور گھلیگا پھر
غرضکہ صورت ساحر کی ایسی بناکر اس طلسم مین چار سمت
اور ازبسکہ مقسوم جادو سے پتا شہر جام کا خوب معلوم
ہوا اور بعد قطع منازل اُس شہر کے قریب پہونچا حصار شہر
دروازہ جواہر آگین بصد فر و تمکین لگا تھا کئی ہزار سا
آرام و سکونت سے تھے لوگ آتے جاتے تھے یہ بھی انھین
ہوا نہایت پاکیزہ و عمدہ بستی دیکھی خلق سب ہنستی دیکھی دکانین سرمایہ حسن و خوبی سے معمور
ہر کوچے مین خرمی کا دفتر مکانات رنگین و پختہ تعمیر سراپا پری کی تصویر دیوارون کی صفا آئینہ
حیران سکندر کی روح اُتر آئی جس دکان مین کہ آئینہ لگا تھا وہان سکندر کا دل لگا تھا
لیخسرو کو وہان کی سیر کا سودا تھا شرکون پر گلاب اور کیوڑے بید مشک کا چھڑکاؤ آب د
روند کا دماغ معطر حسینونکا جماؤ ہر سمت قہقہے اور چہچہے ساز خوشی کے بجتے کٹورا کھنکتا گرم

بازاری طرحدار دکاندار حسین ہر بیوپاری کہ ہمچو حبب ابیات

نہایت ملک وہ آراستہ تھا — سب آرایش سے وہ پیراستہ تھا — مکان تھے گیند کی صورت بلند
بنے انمین ستون سنگ مرمر — شرک ہر ایک شک کہکشان تھی — بروج چرخ سے بہتر دکان تھی
روان ہر سو گروہ راہ رویان — فدا ہو دیکھکر جنکو دل و جان — دکانون مین بھرا سرمایہ ناز
خریدار ونکا معشوقانہ انداز

سیارہ سیر کرتا ہوا دارالامارۃ شاہی کو دریافت کرکے اسجگہ
آیا یہان ایک قصر اسطرح کا دیکھا کہ چار سمت سے کھلا ہوا تھا قصر کے سامنے بہت بڑا میدان
تھا پُر از گل ہر رنگ بوستان تھا طائران خوش الحان نغمہ سنج تھے ہزار ہا اشجار سیب و
بہی و نارنج تھے درختونکا سایہ دل آسیب زدہ کو صحت بخشتا شاخ گل کا سایہ بلبل کے لیے سایہ
رحمت خدا تھا جوش بہار سے ہر ابھرا گلزار

نظم

بہم تھی بلبلونکی گل سے تقریر — شفا کی صحن گلشن مین ہے تاثیر — جو کوئی مردہ دل اسجا پہنچے
تو فوراً جان تازہ دم مین پائے — وہ جوبن تھا عودسان چمن پر — زمین تھی تختہ گل سے بھی بہتر

ہ آجاتی تھی جسم زار مین جان	اُس کاخ عالیشان مین دالان

کے کرسیان لگی تھین تخت مثل تخت آفتاب طلاے احمر کا تھا
ہزار نگار تھین نہایت طرحدار تھین سر پر بازیب اگر خورشید
ن اُنبت تھین ماہ فلک حکومت و ثروت تخصین تخت پر
ج شہریاری سر پر چار قب شہنشاہی در جلوہ گستر تھا کرسیون
تھے چتر شاہ کے سر پر پھرتا تھا اور ایک میز خوبی آمیز سامنے
ستے گلزار ارم کو فرط رنگینی سے ہنستا رکھتے تھے بیچ مین اُن
تھا کہ عروسان بہار اُسپر سو جان سے صدقے شاہان فرخار
ہزار دل سے قربان گویا نگاہ حوران جنان و گلہاے خند حسینان جہان کو یکجا کر کے یہ گلدستہ
باندھا تھا اُس گلدستہ پر بارش نور کا قدرت خدا سے از خود ظہور تھا اور جہان وہ رکھا تھا
اُسجگہ سے سقف دالان کو شگافتہ کر دیا تھا لکہ ابر اُسپر سایہ کیے تھا اور موتی برساتا تھا اور جو ساحر
قریب اُسکے جاتا تھا سحر بھولجاتا بدن مین سوزش پاتا تھا سیارہ نے باغ مین ٹھہر کر یہ سب
کیفیت دیکھی اور دل سے اپنے کہا کہ مقرر اسی گلدستہ مین جسپر موتی برستے ہین لوح ہے اسکو
کسیطرح سے لینا چاہیے پھر سوچا کہ تجکو اسکا لنا دشوار ہے شہزاد کو یہان لاکر تدبیر کرنا چاہیے اسی
سوچ مین یہان یہ ٹھہرا تھا کہ وہ ساحر جو صحرا مین مقیدان طلسم کو جانور بناتا ہے اور کھانا دینے
روز جاتا ہے سامنے بادشاہ کے آیا دست ادب باندھکر یہ زبان پر لایا کہ اب قیدی بہت سے
ہو گئے ہین اگر ارشاد ہو تو قدیم مقید قتل کر ڈالے جائین جدید بدستور جانور بنے رہین بادشاہ
نے کہا مین نے سنا ہے کہ اسکندر نے آجکل اپنی خدائی خوب چمکائی ہے پس میرا ارادہ یہ
ہوا ہے کہ جملہ مقیدان طلسم کو چھوڑ دون بلکہ اُنکو ایسی کچھ مدد دون کہ وہ جاکر اُس خداوند طلل
کو نابود معدوم کرین اچھا اے محافظ قیدیان تو سب اُن بیچارے جانورون کو یہان لے آ
وہ ساحر حسب الحکم بزور سحر اُڑکر صحراے طلسم مین گیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ جملہ قیدی بصورت
بہایم دوڑتے ہوئے اُسکے نیچے نیچے چلے اور یہ اُڑکر پھر سامنے بادشاہ کے آیا وہ جانور اُسی سبزہ
سبزہ زار مین آکر ٹھہرے اُنکو دیکھکر بادشاہ تخت پر سے اُٹھا اور اُس گلدستہ طلسمی کو دیر سے

اُٹھاکر بہت بڑے لگن مین رکھکر آب
پانیکو اور پانی مین ملاکر بہت سا کیا اور
لیجاکر چھڑک دو ساحرون نے آکر وہ پانی
لگے بعد کچھ دیر کے انسان بنگئے اور سا
اور گویا ہوئے کہ خالق عالم تجکو سلامت
پہنچایا اِن آدمیون کی سبب اِسکے کہ
بال سر پر و بال جان برہنہ تن خاک صحرا کا
بادشاہ کوئی فقیر آنمین ایک شخص وجیہ و شکیل تاج
پیر استہ تھا لیکن خاطر زار و حزین بجان غمگین مبتلۂ غم سے کل تھیں اُسکا کاستہ تھا جب عقاب
بن جاہم کے سب قدم پر وہ قیدی گرے اُس جوان نے منت اور خوشامد کرنا کردہ جانکر بادشاہ
کو سلام بھی نکیا یہ اُسکا نقشہ تھا کہ بیت صدو سے دل نے جھکایا تھا جان من تجکو +
اگر سنبھال نہ لے میرا بانکپن مجکو + عقاب نے سب قیدیون کا حال دریافت کیا ہر ایک
نے اپنی اپنی کیفیت بیان کی اُس نوجوان نے بھی بکراہت کچھ ماجرا اپنا کہا کہ نام میرا
ملک سلطان تاج بخش ہے فریب دینے سے دشمن کے مین وارد طلسم ہوکر گرفتار عذاب الیم
ہوا عقاب نے اِسکی وضع اور بانکپن کو کمال پسند کیا اور خلعت منگواکر دیا اپنے مصاحبون
مین مقرر کیا اور سب قیدیون کو ایک مکان مین بھجوادیا اور حکم کیا کہ براحت و آرام یہ لوگ
قیام کرین ہم باہر طلسم کے اِنکو پہونچوا دینگے غرض بعد اس انتظام کے ساحر مذکور تخت پر آکر بیٹھا
سلطان بھی کرسی پر متمکن ہوا اِس اثنا مین سیارہ بھی جو لوگ کہ دربار مین آتے جاتے
تھے اُنمین سے ایک کو بیہوش کرکے اُسکی ایسی صورت بنکر دربار مین آکر ٹھہرا ایوان دورہ
جام مے ارغوانی تھا جلسۂ عیش و شادمانی تھا جب دماغ بادۂ ناب سے عقاب کا گرم
ہوا سلطان سے مخاطب ہوکر گرم سخن ہوا کہ ای برادر تم بھی بادشاہ ہو کشور پناہ ہو اسلیے
تمسے کہتا ہون کہ میرا ایک دشمن ہے ملک گوہر شاہ اور اُسکا ایک خداوند ہے سکندر پس مین چاہتا ہون
کہ اُس خداوند پر لشکر کشی کرون اور اُس خداوند کو بھی ماردون اِس مقدمہ مین کیا تمھاری

را اپنے لشکر کا تھین کو کیا سلطان نے جب یہ مہربانی اُسکی
اسطرح دکھائے کہ ای بادشاہ عالیجاہ بیت دیکھے جو تو فہر کی نظر سے
ئے + میری عقل ناقص مین تدبیر اِس مہم کی اسطرح ہی کہ فوج ظفر
واہ جائیگی بادشاہ طلسم مقابلہ کریگا اور بادشاہ طلسم کا قتل ہونا
ہی پس خداوند کے پاس جانا ہوگا قتل کرنا کیسا اِس سے مناسب
طنت اِس حیلہ سے کہ ہم خداوند کی زیارت کرینگے حضور یہان سے
پاس اُس دغاباز کے پہونچین مین اُسکو پچھاڑکر خنجر سے فوراً دل وجگر
چاک کردینگا دم بھر مین ہلاک کردینگا بادشاہ کو خبر جب اُسکے مرنے کی ہوگی آئیگا قریب گنبد فوج دریا موج
تیار رہے اُس سے بھی سمجھ لیا جائیگا یہ رائے عقاب کو بہت پسند آئی ہمت مردانہ پر سلطان
کی تحسین وآفرین کی اور اُسیوقت اپنے یہانکے افسران لشکر کو بلاکر حکم تیاری بطور مخفی دیا لشکر اسکا اسلحہ
سلاح حرب واسباب سفر سے ہوا اور پلٹنین رسالے کے بعد دیگرے گنبد سکندر کیطرف روانہ ہوگئے
ظاہری تزک اور احتشام کا ہنگامہ نکیا بعد روانگی لشکر بادشاہ براہ مکر کشتیان زرد جواہر کی نذر
خداوند کے لیے تیار کرا کر سوار ہوا سلطان کو بھی مرکب پری پیکر پر سوار کرا کر ساتھ لیا سیاہ
جملہ کیفیت معلوم کرکے اِسکے روانہ ہونے سے پہلے وہانسے چلا اور خدمت شہزادہ قاسم مین
اکر جملہ ماجرا معرض بیان مین لایا اور کہا آپ بہت ہوشیار رہیے سلطان اس ارادہ سے
آتا ہی یہ کہکر شہزادے سے پیام بادشاہ کو بجوایا کہ جلد یہان آکر حاضر ہو گوہر شاہ فوراً حاضر ہوا
خداوند نے اندر گنبد کے بلایا بادشاہ نے اپنی دختر کو بشاش وفرحناک پایا بہت خوش ہوا
شکریہ خداوند کا ادا کیا خداوند نے فرمایا کہ مجکو فرشتگان قدرت نے خبر دی ہی کہ عقاب
بن جام اِس ارادہ سے آتا ہی اور فوج بھی پوشیدہ طور سے ساتھ لاتا ہی پس تو بھی اپنی فوج
کو ہر وقت مسلح رہنے کا حکم دے لیکن شور وہنگامہ نہو کہ وہ غافلہ لشکر اور ہم سبکو ہوشیار سمجھکر یہان
نہ آئے بادشاہ یہ حکم سنکر اپنے مقام پر اور سرداران لشکر کو بلاکر حکم خداوند سے خبردار کیا یہان
بھی سب آلات حرب سے درست ہوکر اپنے مقام پر ٹھہرے اور ہرکارے بادشاہ نے
گرد گنبد خداوند مقرر کردیے کہ جب کوئی ہنگامہ دیکھین فوراً خبر دین کہ مین فوج لشکر پہونچ جاوے

اسی انتظام مین ایک روز عقاب بخ
اطراف مین چھپی ہوئی ٹھہری تھی وہ ا
اپنے سرداروں کو ساتھ لیکر بڑے زیو
ملکہ کو چھوڑکر تخت خدائی پر گنبد مین اگر
سلطان بھی داخل ہوا اسنے نہ خدا
عقاب اور دوسری جانب سلطان
انکو ڈانٹا کہ اے بندگان بے ادب تمنے کچھ تعظیم
کہنا تھا کہ خنجر کھینچکر سلطان خداوند پر آہی پڑا شہزادہ تو اس کیفیت سے آگاہ تھا ہی ہمہ تن
بنا ہوا تھا خنجر مارتے ہی پکڑ لی کہ خنجر ٹپ پڑا اسنے بند دست پکڑکر جھٹکا مارا کہ خنجر اسکے ہاتھ سے
چھوٹا اسوقت تلوار کھینچکر عقاب نے بھی وار کیا شہزادہ نے بڑھ تلوار کی بچاکر اسکے بند دست کو
بھی تھا مگر جھٹکا مارا کہ تیغہ اسکے ہاتھ سے بھی چھوٹا اور اُن دونون نے لپٹ جانیکا قصد کیا شہزا
نے اُنکے توڑے مین کمر زنجیر کے ہاتھ ڈالکر پھول کیطرح دونون کو اٹھا لیا اسکے ساتھ کے
سرداروں نے تیغین کھینچکر حملہ کیا شہزادے نے ایک کو تو زمین پر پٹکا کہ سیارہ نے جا بند کر
بیہوش کیا اور دوسرے کو بجائے سپر ہاتھ پر چڑھاکر اور تیغہ لیکر لڑنا شروع کیا سرداروں تلوار
مارتے تھے شہزادے کو اسکو سامنے کرتا تھا سرداراب شمشیر زنی کسپر کرتے ناچار گنبد سے رو
لائے شہزادے نے اُن دونون کو کمند دن سے باندھا سردار جو عقاب کے سحر پڑھنے پر تیا
ہوئے تو خداوند کے پجاری بڑے زبردست ساحر ہین اُنکے سامنے یہ سحر نکر سکے کیونکہ بادشاہ
کی آمد سنکر شہزادہ نے اُنکو بھی بُلا لیا تھا حاصل کلام جب اِن دونون کو باندھا در گنبد بند
کر لیا پجاریون کو بھی باہر نکالدیا راوی بیان کرتا ہی کہ عقاب بسبب گلدستہ لوح طلسمی کے
رکھنے کے سحر نہین جانتا ہی اور سلطان تو ظاہر ہی کہ ساحر نہین ہی اب جو یہ دونون گرفتار
ہوئے سخت نا چار ہوئے اور شہزادے نے تنہائی مین اُنسے فرمایا کہ اے سلطان آگاہ ہو کہ
مین سکندر نہین ہون بندہ حمزہ بن قاسم نوجوان ہون تیری زوجہ کو پنجہ ظلم زنگی سے
چھڑا کر تیری رہائی کے لیے اِس طلسم مین آیا یہ کہکر سب حال گذشتہ ابتدا سے انتہا تک

سلطان نے سُنا سمجھا کہ یہ تو میرا محسن ہو کہ اسنے میرے ناموس کو بچایا
ت جھیلی مصیبت مین آکر اسنے تین پھنسایا یہ سمجھکر اسنے عرض کیا کہ ای
دام آپکا ہون غلام کا غلام آپکا ہون شہزادے نے اُسکو کھولدیا و
نے سر اُسکا سینہ سے لگایا پھر عقاب سے سوال اسلام لانے کا
ماجب اُسکو یہ معلوم ہوا کہ اِس شہزادے نے دشمن کو ہلاک کیا او
ہر شاہ رکھتا ہی فتح طلسم بھی کریگا یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوا اور
ے عرض کیا کہ مین بھی آپکا تابع فرمان ہون شہزادہ نے اسکو بھی
کھولدیا یہ بھی قدم اقدس پر گرا شہزادہ نے دونون کو کلمہ پڑھایا بصدق دل وہ مسلمان
ہوئے اِس اثنا مین سردار وغیرہ جو بھاگ کر گئے تھے اُنھون نے فوج عقاب کو فساد کی خبر دی
اُدھر ہرکارون نے بادشاہ طلسم کو اِس ہنگامہ سے باخبر کیا کہ خداوند سے فساد ہوگیا دونون
مقامون پر لشکر جلد جلد تیار ہوکر روانہ ہوا یہان خداوندان دونون کو مسلمان کرکے باہر
گنبد کے آئے اور سوار ہوکر بڑھے تھے کہ بادشاہ طلسم فوج لیے آیا اور غوغا سنائی دیا کہ ایک
لشکر بیرون شہر سے قتل و غارت کرتا آتا ہی خداوند نے عقاب سے فرمایا کہ شاید یہ تیرا لشکر
ہی جا اُسکو لڑنے سے منع کردہ ادھر روانہ ہوا اور اپنی فوج مین پہونچکر لشکریون کو لڑنے سے
منع کرکے افسران کو خدمت خداوند مین لایا یہان خداوند نے بادشاہ طلسم کو لڑنے سے
باز رکھکر فرمایا کہ مین نے عقاب کو مطیع اپنا کرلیا اور وہ بالکل بیوقوف تھا مجھ سے لڑنے
آیا تھا کیونکہ بندون سے سب لڑتے ہین خدا سے کوئی لڑکر سربر نہین ہوتا ہی شاہ طلسم کا
اعتقاد اور زیادہ خداوند کی طرف ہوا اور فرزند لوحدار کے مطیع ہونے سے مسرور و شاد
ہوکر شکریہ خداوند ادا کرتا تھا خداوند جملہ انتظام فرماکر پھر داخل گنبد ہوئے دونون سمت کے
لشکرون نے بھی کمر کھولی خداوند نے عقاب کی دعوت کی جلسہ بعشرت آراستہ فرمایا رقاصان طلعت
وساقیان قمر صورت حاضر ہوئے جام مے گلفام گردش مین آیا رقاصون اور مطربون نے
خاطر اہل انجمن کو اپنا شیفتہ بنایا ایک رات اور دن بھر جلسہ رہا جب دوسرے روز صبح
زرین آفتاب گلدستہ مغرب سے ظاہر ہوئی اور چرخ جو ستارون سے ہمشکل پلنگ تھا صوت

اصلی پر آیا نقشہ

کہ وہ شب جب گھٹی مثل شب وصل لب مینا سے ساغر خم سے پیالے

سیارہ نے عقاب کو سمجھا دیا تھا کہ خداوند کو مست کرکے اپنے شہر مین لیجانا چاہیے اسلئے
حسب فرمایش عیار خداوند سے عرض کیا کہ حضور میرے ملک مین چلکر سبکو سجدہ کرایئے اور راہ
راست پر لایئے خداوند نے اسکے کہنے کو قبول کیا اور شاہ طلسم سے فرمایا کہ تو اپنے قلعہ
مین بہ آرام و اطمینان مقیم رہ مین شہر جام مین جاتا ہون گو شاہ نے یہ سنکر خیال کیا کہ شاید خداوند یہ
تنہا پاکر یہ لوگ کچھ ضرر نہ پہونچائین بس مین حضور کے ہمراہ مع لشکر چلنا مناسب جانتا ہون خداوند
یہ سنکر خوب ہنسے اور کہا مجکو تو تنہا سمجھتا ہی میرے ہمراہ لاکھون فرشتے ہین اور مین جب چاہون
ساری دنیا کو تقدیر کرکے غارت کردون شاہ نے کہا بیشک اسمین کچھ فرق نہین آچاگتی
جوت کے خداوند ہین اچھا میری دختر کے لیے کیا حکم ہوتا ہی خداوند نے فرمایا کہ بیٹی تیری اگر
چند روز میرے ساتھ اور رہتی صحت کامل اور شفاے عاجل پاتی اب تجکو اختیار ہی خواہ
اپنے گھر مین اسکو لیجا یا میرے ساتھ کردے بادشاہ نے جواب دیا کہ مجکو بیشک آپ اجازت مرحمت
بخوشی اپنے گھر لیجائینگی نہ ایسا ہونگا بے تامل خداوند اسکو ساتھ لیجائین یہ کہکر اپنی بیٹی پاس آیا
اور کہا ای فرزند خداوند یہانسے ملک جام کیطرف جاتے ہین تم گھر مین چلکر رہو گی یا خداوند کے ساتھ
جاوگی یہ کلام باپ کا سنکر ملکہ نے آہ کی اور رونے لگی کچھ جواب نہ دیا پدر نے اسکو بیمار جانا اور
سمجھا کہ گھر مین لیجانے سے یہ پھر ویسی ہی ماندی ہو جائیگی پس اسنے سامان سفر بہر دختر بھی
درست کرایا سکھپال ملکہ کے لیے آیا کنیزان محرم راز و انیسان دلسوز نفس مہ چہلے وغیرہ پر
سوار ہوئین خداوند کے جلو مین عقاب و سلطان و سیارہ روان ہوے لشکر مین
طبل و بوق بجے سواران جرار و آزمودہ کار ہمراہ ہوئے تخت خداوندی کے آگے نقارے
بجتے طائران سحر سر پر سایہ کیے نقیبون کی صدا بلند دور باش پکارتے چاؤشان ارجمند خلاصہ
یہ کہ بڑے عظم و شان سے سواری روانہ ہوئی اور بعد قطع منازل و طی مراحل شہر جام مین پہونچے
عقاب نے ملکہ کو ایک باغ پر بہار مین اتارا اور شہزادہ یعنی خداوند نقلی کو دارالامارہ مین

ہوئی شہزادہ نے دارالامارۃ مین آکر اُس گلدستہ کو جسکا ذکر اول
ھر مین لیکر اُسکی مٹھیک کو کچل کر توڑ ڈالا غل اور شور برپا ہوا آواز
دیو روے ہوا سے اُترا جسکا سر آسمان سے گویا لگا تھا اور ہاتھ
ل قعر جہنم کے کھلا تھا دارشمشاد کاندھے پر رکھے ڈانٹتا ہوا سامنے
غضب کیا تو نے کہ گلدستۂ لوح طلسمی کو توڑا شہزادے نے جلد اُس
ایک تختی یاقوت سرخ کی جسپر زمردین حرف کے طلسم لکھے ہین اور
ہر ہر پر اُس لوح کو گلے مین پہنکر پیرہ بدلکر اُس دیو کا سامنا کیا اُسنے
دارشمشاد چرخ دیکر شہزادہ پر لگائی اُس بہادر نے جست کرکے خالی دی اور تیغہ کھینچکر کیر
بھلا دا دیکر اُس زور سے ہاتھ مارا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا بزنگ شجر تناور وہ ملعون کٹکر
گرا شور دار دگیر برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا محافظ لوح طلسم گوہر گرہ نہنگ اُل جادو دیو کو برکت
اسماے الٰہی جو لوح طلسم مین تحریر تھے بعد قتل ہونے کے وہ دیو جلنے لگا گذرہ دوزخ کا ہوا
عقاب نے قوت بازوے شہزادہ پر آفرین کی دست زبردست کو بوسہ دیا پھر انجمن
عشرت آراستہ کی شہزادے نے اب صورت اپنی اصلی بنائی اور اکابرین شہر کو طلب فرمایا
منادی کرادی کہ ہر شخص یہان حاضر ہوکر دین اسلام قبول کرے مردمان شہر گردہ گردہ حاضر ہوکر اطاعت
اسلام قبول کرنے لگے شہر مین بتکدے منہدم ہوکے مسجدین نگین دربار مین نذرین شہزادہ کو
گذرنے لگین بعد اس انتظام کے صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی مغنی و مطرب و ساقی
نے ہنگامۂ عشرت و مسرت برپا کیا عقاب نے بڑے دھوم سے دعوت کی آرایش و زینت
بزم اگر بیان ہو طول داستان ہو بر سبیل اختصار یہ حال اظہار ہے اُس گلزار عیش کی

یہ بہار ہے کہ نظم

حضور انجمن ہونے لگا رقص	صداے نغمۂ خوشرویونکی آواز	دف و چنگ و سرود و مطرب و ساز
کہ نکلے جس سے سب کے مان دل کا	عجب راحت فزا اُسجا کا تھا رقص	ہر اک سو عیش کا سامان مہیا
ہر اک معشوق واں شکر ادی تھی	دہن ترتھے مُو عشرت فزا سے	ہجوم گلرخان عشرت کے جلسے
اُمنگون مین جوانی کے بھری تھی	اُمنگون مین جوانی کے بھری تھی	دن بھر یہ شہریار کشور شجاعت

دربار مین جلوہ فرما رہا شب کو باغ بہار آگین مین جاکر ہمراہ ملکہ کے داد عیش دینے لگا رات بھر

گردن مین باہین حمائل رہین دل سے دل تو ملا تھا ہی خلا ہوگئی
محبت کی ملاقات مین رات بسر کی کبھی ساق سے ساق لڑ گئی
ہاتھے کی بگڑ گئی سوائے اسی لڑائی اور بگاڑ کے اور کسی
کبھی دھینگا مشتی ملکہ کا کھلکھل ہنسنا پلنگ
بلائین لینا ملکہ کا ہنسدینا چوڑیون کا ٹوٹنا
سے ہاتھ کا نیلا ہوجانا لعاب شوق سے

نگاہون سے کبھی پیدا غضب تھے
کبھی وہ آفتاب سے نیم تھے
کبھی مسی بگڑتی تھی لبون پر
کبھی دونون تھے محو حسن رخسار
یہ باتین تھین بجی نوبت سحر کی
جمی تقویت سامان سفر کی
ہجوم شوق کے ٹھنڈے ہوئے جوش
مریض آرزوے چشم بیمار
سفیدی تھی سیاہی سے ہم آغوش

جب پردہ شب رسلیمان شعاع آفتاب سے بندھا اور معشوقہ

لیل نے اغوث دہر سے کنارہ کیا قاسم نے ملکہ سے فرمایا کہ تم اس قلعہ مین بہ آرام تمام رہو مین
سیارہ عیار کو تمھاری حفاظت کے لیے مقرر کرکے تمھین سپرد خدائے کریم کرتا ہون اور
بہر فتاحی طلسم جاتا ہون انشاء اللہ چند روز مین پھر آکر ملونگا تمھارا باپ میرا حال سنکر اگر اس
شہر کے برباد کرنے کو آئیگا تو عقاب اُس سے لڑیگا پروردگار شر سے دشمن کے بچائیگا یہ فرماکر
عقاب و سلطان کو طلب فرمایا ملکہ بیٹ گئی شہزادے نے اُنسے بھی درباب حفاظت
ملکہ تاکید فرمائی اور سب نشیب و فراز سمجھاکر ارشاد کیا کہ ہر وقت لشکر اپنا تیار رکھنا دشمن سے
غفلت نکرنا مین طلسم توڑکر جب آونگا مالک طلسم تمکو بحکم خدا بناؤنگا یہ کہکر اُنکو رخصت
کرکے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کرکے لوح طلسم کو ملاحظہ فرمایا اسمین ظاہر ہوا کہ اس فتاح
طلسم و سیارہ عجائبات زمین پُر نیرنگ اگر عازم جنگ ساحران ہو تو اسمقام پر تو جا کہ جہان
عقاب سریر حکومت پر بیٹھتا ہو اُس تخت کو اُٹھوانا ایک سنگ سبز زمین مین نصب ہو
طلاب اُس پتھر مین لگا ہو طلاب مین ہاتھ ڈالکر بقوت نسل صاحبقرانی پتھر کو اکھاڑنا دہنہ
نقب ظاہر ہوگا اسمین اتر جانا پھر جہان کہین پہونچنا بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نکرنا جو کوئی دوست
ملے اسکو دشمن جاننا خانۂ راحت کو مدفن جاننا یہان جو تریاق ہو وہ زہر ہو محبت یہان کی قہر ہو

جنگل ہی نوش یہان نیش ہی ہر قدم پر آفت در پیش ہی یہ حال لوح
پر آراستہ کیے اور ملکہ سے کہا ع ترا اللہ حافظ ہی ترا اللہ والی ہی +
غی زار زار رونے لگی انسین کنیزین گرد شہزادہ کے جمع ہوکر رونے
لین و تشفی دی ملکہ نے نذر امام ضامن ثامن علیہ السلام کی اشرفیان
باندھین ہر ایک عورت دعا کرنے لگی کہ خدا تعالی ہمارے وارث و مالک کو کامیاب کرے
اور بخیر صحیح و سالم بھیجے الا دے پھر ہر ایک نے آئینہ دکھایا کہ خدا تمھارا منھ جلد دکھائے
بالآخر لیکر غرض رخصت کیا ملکہ نے اسوقت گھبراکر بتیابانہ یہ کہا کہ کوئی خط تو ہمکو لکھنا اگر
بیوفا دشت غربت مین بھول جانا نظم

کب آئیگا کوئی مجھ تک جواب لیتا جا	تسلیان تو کچھ ہی اضطراب لیتا جا	لیے ہین کتنے دل ایک ناز پر تو نے
بغل مین بیٹھکے انکا حساب لیتا جا		

الغرض شہزادہ ذیجاہ ان سب سے رخصت ہوکر دارالامارۃ
مین آیا اور تخت عقاب کے بیٹھنے کا اٹھوا کر تختہ سنگ کو دیکھا دامن گردان کے تلاب
مین ہاتھ دیکر نعرۂ المدد یا نیردان پاک کیا اور کئی ہزار من کے پتھر کو پہلے ہی زور مین گھٹنے ٹیک کے
اکھیڑا اور علیحدہ رکھدیا ہر ایک کو اس زور بازو پر حیرت ہوئی مگر اس فرزند دلیر نے نقب دیکھکر
بسم اللہ کہکر اپنے تئین گرادیا غلطان و پیچان تحت الثری کیطرف چلا بعد کچھ عرصہ کے پاؤن
زمین سے آشنا ہوئے ایک صحراے لق و دق مین اپنے تئین پایا جرأت رستمانہ سے قدم قصد
ہمت آگے بڑھایا۔ اب اس مرحلہ طلسم کی حقیقت سنیے کہ یہ اول مرحلہ طلسم ہوا اور اسکا
مالک وہی دایہ ملکہ کی نافرمان جادو ہی مکان تو اس ابلیسہ کا وہان ہی کہ جہان اسنے شہزادہ کو
لاکر قید کیا تھا لیکن قلعۂ حکومت اسکا اس مقام پر ہی یہ صحرا جہان شہزادہ کا گذر ہوا ہی
اسکی عملداری مین ہی جب شہزادہ اس جنگل مین وارد ہوا غبار زمین سے اڑکر بگولہ بنا اور
اس فتنہ کو خبر کرنے چلا وہ لکاتہ بادشاہ طلسم سے بعد مقید کرا دینے شہزادے کے رخصت
ہوکر اپنی جاے حکومت پر آئی تھی اور دارالامارۃ مین اورنگ حکومت پر بعشرت تمام متمکن جلوہ
گستر تھی کہ بگولے اڑتے ہوئے سامنے آئے اور انمین سے ہبر نکلے اور مجسم بشکل انسانی ہوکر
گویا ہوئے کہ اے مالکہ ہماری آپ غافل کیا بیٹھی ہین دشمن سر پر آپہونچا یعنی وہی شہزادہ

جسکو آپنے پیشتر قید کیا تھا لوح طلسم
اُنکو اختیار ہی یہ کہکر پھر وہ پیر بگوے بنکر
اندوہ غم مین پریشان ہوکر سر بگریبان ہو
اسنے خداوند کو بھی مارا اور دختر شاہ کو بھی
حال کہون پھر آپ ہی کہا کہ ابتو یہ مفسد
بیٹی ستارہ جادو کو طلب کیا اور اُسکو
انتظام کرکے بہر گرفتاری شہزادہ روانہ

والا گہر لکھی جاتی ہی کہ وہ دلاور جب بیابان پرخطر مین قدم زن ہوا گیولونکو دشمن کیطرح چکر
مین دیکھا جھاڑیون سے یہ ظاہر تھا کہ ہر رنگ زلف خاطر دشت مین بھی اُلجھن ہی دھوپ کی
تپش سے دل حاسد کی طرح جلن ہی پہاڑون کے پتھر جو تر ریزہ ہین شمع مجلس مصیبت انگیز
ہین درہ ہاے کوہ نقشہ دہان حریص دکھاتے جھاڑ سے کھلے نظر آتے تمام جنگل خالہ خیل
تھا آنیوالا یہانکا ذلیل تھا کھانا ملنا کیسا پانی تک نایاب تھا ہر طائر بیخور و خواب تھا یہ
مسافر صحراے اندوہ و محن بے دانہ و آب خستہ و خراب بدشواری راہ طے کرتا تھا نہ دریا ملتا کہ
پیاس بجھاتا نہ سایۂ درخت پاتا کہ ٹھہر جاتا کہ موجب ابیات

ہوا مین چلکے لپٹین سارے تن سے	ہوے شعلے سے پیدا سب بن سے	سراسر سحر کے سامان وہان تھے
طلسمی سب زمین و آسمان تھے	بشر جانبر نہوتا تھا وہان سے	نکل سکتا نہ تھا قید مکان سے
وہان سے غیر ممکن بچکے جائے	گرفتار اجل آکے تو آئے	شہزادہ برکت لوح طلسم سے بلا

سے محفوظ تھا اور قدم ہمت بڑھائے چلا جاتا تھا یہان تک کہ دوپہر کا مل رہبری کی جیب پھیلا
پہر دن باقی رہا اور رہرو دشت فلک قریب ملک مغرب پہونچا اس بادیہ گرد صحراے پُر
آفت نے بھی اس جنگل کو طلسم کیا نیرنگی طلسم سے ایکی مرتبہ لالہ زار بیشہ پُربہار مین گذر ہوا یہ مسافت
کشیدہ و گرسنہ ضرغمہ مین درختان سایہ دار کے آکر ٹھہرا ہوش بجا تھے جان آگئی سبزے نے تراوت
آنکھونمین بخشی وہان بیٹھکر دم لینے لگا کیفیت سرسبزی صحرا خرمی بخش دل ہوئی محنت کی طے
منزل ہوئی ہر سمت گل پھولے نظر آئے شاہدان دہر گویا انجمن مین بہار عارض رنگین دکھاتے

کثرت تھی کہ زمین دہانکی خوان پُرالوان نعمت تھی پتے جو زمین پر
بچھا تھا گلونکی سرخی سے شمع انجمن بہار مین روشن کرنا ظاہر تھا
معشوقان لباس ہنر سے مزین ہوکر زیب دہ محفل بہار رنگ لیان
دشت ایسے پھلے پھولے تھے کہ پھولون نہ سماتے تھے جانوران خوش
چہاتے ترانے خوشی کے گاتے تھے چشمے وجد مین آکر جوش مین بلبلین خروش

نغمہ	گلشن کیطرح وہ دشت سارا	بوے گل سے مہکے ہاتھا
لہاتا	ہر گل جوبن نیا دکھاتا	یون کھل رہی تھین گلونکی کلیان
جسطرحسے مسکراے جانان	شاخون پہ تھے مرغ چہچہاتے	اپنی اپنی سی وہ بھی گاتے
ہر نخل تھا رشک قامت یار	ہر گل مین بہار روے دلدار	شہزادہ اس بہار کو دیکھکر

تھا کہ یکایک روے ہواسے چند تخت اُترے اُسمین سے ایک تخت جواہر نگار تھا کمال
ہی طرحدار تھا اُس تخت ایک معشوقہ طرحدار سوار تھی اور دوسرے تختون پر کنیزین اُسکی
کہ ہر ایک کنیز حور کردار تھی اُس غیرت بخش صد بہار کے حسن کی یہ صورت آشکار تھی کہ
زلف اُسکی مار سیاہ سے زیادہ زہریلی جسکے کاٹے کا منتر نہین اُسکی ہمسر سنبل تر نہین صیاد
حسن کی یہ دام ہی آزاد سے کہان مرغ دل ناکام ہی دل عاشقون کے اُس سے یون پیچان
جیسے سنبل پر قطرۂ شبنم آونزان روے پرنور بیان آفتاب شبنم اُسکے روبرو تجلی طور شعاع
مہر اسکو دیکھکر بیتاب جبین وہ نور آگین کہ رخ سحر اُسکے سامنے فق آفتاب حسن کی وہ اُفق آئینہ
خجلت سے روبرو اُسکے پانی پانی اسکندر کو سراسر حیرانی صانع خط جبین سے ایسا مخطوظ
ہوا کہ اُسکو لوح محفوظ کہنا زیبا تھا وصف ابرو کیا تحریر ہو کلک شاخ آہو سے تسطیر ہو طاق
حرم تجلی سجدہ نہین نہین بسم اللہ کتاب حسن کی مد چشم نرگسی معجز نما یا کالا کافر بلکہ ساحر خود ہی
ساقی و خود ہی ساغر طائر ہوش کے لیے صیاد مژگان سے دام بردوش غمزہ و ناز مین اُستاد
وصف دہن مین باریکی سخن درکار ہی مطلب گم ہر بار ہی سینہ پر چھاتیان باغ خوبی کی
ناشپاتیان دل عشاق لبھاتیان خلاصہ یہ کہ از سر تا پا وہ صنم زیبا خدا کی شان تھی یہ

اُسکی آن بان تھی نظم

سراپا اُسمین پیدا تھی نزاکت	بلا کا قد
اُڑاے اُسنے معشوقانہ انداز	بلاے جان تھی
قیامت تھین وہ انکھین سحر آمیز	نگہ کرتی
سنے دل نرگسی آنکھونکا بیمار	طبیعت
گل عارض نے تھا گل کھلایا	کنوان
ضیاے مہ تھی جو صحرا پہ اُتری	چلی لنگا

کنیزان سمنبر نے ایک چشمہ کے کنارے سبزۂ زنگاری پر فرش اطلس سبز بچھایا چشمون کو سرخرو بنایا کشتیان شراب ارغوانی کی ساغر بلورین اور چنگیر چکھڑے وغیرہ سامنے سے چن دیے جب بزم آراستہ ہوچکی وہ زینت انجمن مسند پر آکر جلوہ فگن ہوئی اُسوقت اُس صحرا کی رونق و سرسبزی کا عجب عالم تھا کہ گلہاے عارض شاہدان سبزہ رنگ کھلے تھے چاندنی کا لب جو مزا بہر کیف تھا اُس گلبدن کا گیسوے مشکبار دماغ شاہد بہار بساتا تھا چار گھڑی دن باقی عجب انجمن اور عجب ساقی دھوپ کی ہلکی ہلکی زردی سلطان بہار کے ملازمونکی سنہری و روپی جانوران صحرا خوش فعلیان کرتے پرندے اُڑتے پھرتے مرغان آبی ندیون پر ٹوٹ ٹوٹکر گرتے سبزۂ نوخیز لہلہاتا پانی چشمونکا ترادت آنکھونمین دیتا ایسی بہار مین معشوقان گل پیرہن کا برلب جو محفل آرا ہونا زاہدان خشک دماغ کو تر دامنی کراتا دل سے توبہ کو بھلاتا غرضکہ جب وہ رونق کا شانۂ بہار مسند پر بیٹھی لہرین پانیکی دیکھتی تھی اور ساغر مے لبون سے لگاکر چشمۂ حیوان مین حباب پیدا کرتی تھی اسی کیفیت فرح افزا مین یکایک گوشۂ صحرا کیطرف سے نعرۂ عاشقانہ کی صدا پیدا ہوئی اس بہار کے لیے دیوانہ بھی درکار تھا بغیر قیس سونا یہ دشت پر بہار تھا اُس لیلی عذار کا مجنون بھی آیا دل پُر داغ و جگر پُر خون بھی آیا آشفتہ گیسو ژولیدہ مو گریبان چاک سر پر اُڑاتا خاک آنکھون سے سیل اشک روان نہ ثابت آستین نہ دامان اس ہیئت سے ایک شخص بے سروسامان دکھائی دیا عقل و خرد سے دور انسان دکھائی دیا جب خاک اُڑاتا تھا دامن صحرا کی دھجیان بناتا تھا اور حالت دیوانگی مین یہ اشعار زبان پر لاتا تھا آہ سرد کی ہوا چلاتا تھا کہ نظم

ہم کو	زنجیر بلا رہی ہی ہمکو	اب دشت کہان کہان آبگیر
و زنجیر	اب قید ہی ہم ہین اور زندان	سنسان رہیگا یہ بیابان
ار	جب ہم نہوے کہان دبا	جب وہ دیوانہ قریب اُس

یہ گفتگو بھی ہوچکی بے اختیار پکارا کہ ای سفاکہ دفتالہ خنجر ابرو کا ایک وار
ادھر بھی پلٹ کر ایدے تو دل بھی ہی اور جگر بھی اُس غارتگر ہوش نے یہ صدا سنکر عاشق شوریدہ
سر کیطرف دیکھا اور تیغ نگاہ سے کام اُسکا تمام کیا یہ عالم ہوا کہ ابیات لمؤلفہ

ایکبا	بلائین ہوئین لاکھ ادا پر شا	سمٹکر بدن کو چرانے لگی
یان نظر کرانے لگی	کبھی چوری چوری سے دیکھا اُدھر	کبھی منھ کو شرما کے پھیرا اِدھر
کبھی ہنس کے دیکھا کبھی رو دیا	کبھی ہاتھ ملکر تاسف کیا	پھر بصد انداز اُس سراپا ناز نے

آہستہ سے کہا کہ ای عاشق بیتاب واسطے اپنے دین و مشرب کا اپنی جوانی پر رحم فرما جلد
یہان سے چلا جا ارے مین ظالم کے بس مین ہون طائر آسا مقید قفس مین ہون لوگون
اپنی جان گنواتا ہی یہ کہکر رونے لگی گوہر اشک پرونے لگی پھر تو شیدا اے یکدگر مین یہ عالم
ہوا کہ دل اُنکی بیکسی پر پسیجتا تھا نظم منشی انبہ پرشاد داستان گو

یہ کتنے دنون سے بیخور و خواب	تھی صدمۂ عشق سے وہ بیتاب	کرتا تھا یہ باتین شور کرکے
رہجاتی تھی وہ بسور کرکے	یہ لیتا تھا دور سے بلائین	دکھلاتی تھی اپنی وہ ادائین
کہتا تھا کہ جان ہی یہ جاتی	اُنگلی تھی وہ دانت سے دباتی	ہو چین بجبین وہ مسکراتی
معشوق پن اپنا تھی دکھاتی	کہتا یہ جواب بات کا دو	پھر پھر کے مری طرف کو دیکھو
ورنہ مین اپنی جان دونگا	تنکے چن چن کے مرونگا مین	وہ کہتی خفا ہو فیل ستلاؤ
رسوا نکرو لب اب چلے جاؤ	ناحق ہو ٹھنڈھی سانس بھرتے	خون اپنا عبث ہو ہم پہ کرتے
واہی ہو زیادہ مت بکو تم	جاکر کہین اور جان دو تم	ہی ایسا جو دشمنون کو سودا
فصد مین کھلواؤ اپنے گھر جا	اُس عاشق پریشان نے مرکھائی جانان کی دیکھکر ہمت	

کہا کہ ای ساقی بیجاب مجکو یہ تمنا ہی کہ ایک جام شراب اپنے لبون سے لگا کر تو مجکو عطا کر کہ مین
اِسی وسیلہ سے تجھسے لب بلب ہون کہ بیت بایار شکر لب بگل اندام ۔ بے بوس و کنار خوش

نباشد + اُس نازنین نے آنکھو نکو پھیر لیا
منت کی ناچار معشوقہ نے تیوریان چڑھ
پیمانۂ چشم کو گردش دی اور دست نگار
کی نکمن محبت سے طلوع ہوا عاشق
دست رنگین یار سے لوں لیکن فلک کو
ڈانٹتا ہوا صحرا سے اُس پری کے پاس
بچائیگا + دیکھو رقیب آج کیا اپنا پائیگا
مرتبہ کہا ہو کہ تو میرے مقدمہ مین دخل
قسم کھاتی ہون کہ اِس شخص کے پہلو مین کبھی مین نہین بیٹھتی یہ میرا عاشق ہمیشہ ترستا ہی
رہا پھر اگر میرے دیکھنے کو یہ آگیا تو کچھ گناہ نہ گیا نہ صاحب مین ایسی قید تیری نہ اُٹھاؤنگی
او موئے تو کیا میرا حاکم ہو کہ تیرے مارے مین کسی سے بات نکرون مین کسی کی لونڈی ہا
نہین ہون دیو نے کہا ایجان من اِس تیرے عاشق کو آج بغیر قتل کیے نرہونگا یہ کہکر جانب
عاشق لپکا اُس سیتن نے اُٹھکر اُسے روکا اور کہا ای دیو تجکو میری جان کی قسم تجکو حضرت سلیمان
کی قسم جو تو اس بیچارے کو ستائے دیکھ مین کہے دیتی ہون کہ میرا کہنا جو تو نمانیگا پھر مین تیرے
پاس نرہونگی اور ہر ایک سے ہنسا بولا کرونگی دیو نے کہنا اس ماہپارہ کا مطلق نرسنا اور سامنے
عاشق خستہ تن سے لپٹ گیا وہ گلہ پیٹنے لگی اور کہتی تھی کہ ای عاشق نامراد و ناشاد مین
تجھسے کہتی تھی کہ یہان نہ ٹھہر مجھسے بات نکر تو نے نمانا آخر اِس ظالم کے ہاتھون تیری جان گئی یہ
معشوقہ تو مین کرہی رہی تھی کہ ایک طرف سے شور فریاد اور سنائی دیا اور ایک ادھیڑ عورت کو
دیکھا کہ برہنہ سر زانو پیٹتی منہ پر تپانچے لگاتی ہاے فرزند ہاے بیٹا کہتی آتی ہو اور اُسکے ساتھ
اور بہت سی عورتین سر و سینہ پیٹتی ای میرے شہزادے ہاے ہمارے گودون کے پالے
کہتی آتی ہین اور وہ عورت جو ادھیڑ ہو اسطرح روتی ہو کہ دل سنگ بھی آب ہوتا ہو صبر و
قرار و آرام خاطر طائران و وحشیان صحرا کے دل سے جاتا ہو اور یہ بین کرتی ہو نظم

ہی ہی مرے دل کے چین بیٹیا	ہی ہی مرے نورعین بیٹا	ہی ہی مرے نامراد فرزند

ہشاد فرزند	پالا تھا تمھین برائے عفریت	مین زندہ ہون تمکو کھانے غفلت
ن کدھر جائے	آتی نہین موت بھی کہ مرجائے	بچے لوگو یونہین ہین سپلتے
م نکلتے	پانی جیب وارتی تو پیتی	صدقے ہو ہو کے تمپہ جیتی
ے ہین سوئی	تم روئے تو رات بھر مین روئی	آج اسطرح تمکو مرتے دیکھون

اسیطرح زاری کنان وہ سب عورتین متصل اُس جوان کے بھی نفرین کرنے لگین لیکن اُس لعین نے نمانا اور چاہتا تھا کہ اُس جوان کے ٹکڑے کرکھا جائے اُسوقت اُس ادھیڑ عورت نے بلبلاکر چارطرف نگاہ کی اور شہزادہ قاسم کو ایک سمت اِستادہ دیکھکر پکاری کہ اے نوجوان مین نے سنا ہے کہ آپ وارث غریبان ودوالی بیکسان ہین فرزند حمزہ صاحبقران ہین واسطہ اپنے دین و مذہب کا میرے بچے کی جان بچایئے اِس بلا سے چھڑایئے یہ فریاد اُسکی سنکر شہزادہ دلاور نے نعرہ مارا کہ باش او دیو جفاکار اور جھپٹکر قریب اُسکے اپنے تئین پہونچا یا دیو اُس نوجوان کو چھوڑکر اِس بہادر سے لپٹ گیا کشتی بصد درشتی شروع ہوئی ٹکر چلنے لگی وہ عورت اور عورتون سے گویا ہوئی کہ ارے لوگو دعا کرو کہ یہ پرایا پوت اپنی متیا کا لعل جو مجھ دکھیا کے لیے اس آفت مین پھنسا ہے اِس موذی کے ہاتھ سے نجات پائے سب عورتین گود پھیلاکر شہزادہ کو دعا دینے لگین اور وہ ادھیڑ عورت شہزادے کے پاس اُسی کشتی لڑنے مین آئی اور بلائین بار بار لیتی تھی کہ تیرے صدقے تیرے قربان تیری جننے والی کا کلیجہ ٹھنڈا رہے خدا کرے وہ اپنی آنگ کوکھ سے آباد رہے جیسا اُسکا بچہ میرے اِسوقت آڑے آیا یہ کہتی تھی اور بلائین پشت کیطرف ہاتھ پھیر کر شہزادہ کی لیتی تھی اُسی دست بردی مین ڈورا لوح کا گردن پر سے اُسنے کاٹ دیا اور دوسرے ہاتھ سے لوح کو کھینچ کر اپنے قابو مین کیا شہزادہ برکت لوح اُس دیو پر غالب تھا اور اُسکو پچھاڑا چاہتا تھا لوح کے جانے سے لنجھیانے لگا دست و پا بیطاقت ہوئے یقین تھا کہ زیر ہوجائے اُسوقت بموجب ع خدا مہربان ہو تو کل مہربان + نیکی آگے آئی وہ جوان عاشق کہ بیٹا ہے دایۂ نافرمان کا اور وہ ادھیڑ عورت وہی دایہ اُسکی ماں ہے اُسی شیطانیہ نے ایک عورت کو پہلے معشوقہ بناکر بھیجا تھا اور دیو مالک مرحلہ سے کہدیا تھا کہ تو ایسا کرنا پس اُس

کمر سے لوح اُسنے شہزادہ سے لی ہے چنانچہ فرزند دا
کہ اِس بیچارے نے میرے واسطے اپنی جان گ
سے لڑنے تھا بڑے افسوس کی بات ہے کہ ا
کچھ سوچکر دوڑا اور اپنی ماں کے گلے سے لپٹ گ
اُسکے مُنھ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا ا
سلامت نہ لیجا سکی روح نجس اُسکی بڑے مقام
اِس رحم دل نے لوح لیکر گردن شہزادہ
اور سر اُسکا دھڑ سے کھینچ لیا اِدھر اُس دایہ کے مرنے کا شور برپا تھا اب دیو کے مرنیکا غلغلہ
بلند ہوا وہ تمام جنگل برباد ہوا درخت جڑ سے اکھڑ گئے پانی چشمونکا خشک ہوگیا آندھیان
آئین بیرون نے اسکے فریاد کی اسی تاریکی مین وہ نازنین عورت مع سب عورتون کے
بھاگ کر اور لاشۂ دایہ اُٹھا کر جانب بادشاہ طلسم گئی جب وہ ہنگامہ موقوف ہوا فرزند دایہ خبر
جادو نے سر عجز قدم اقدس شہزادہ پر جھکایا اور اپنی ماں کے مرنے سے آگاہ کیا شہزادہ نے سر اُسکا
سینہ سے لگا کر اُسکی خیر خواہی کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا اے بہادر انصاف پسند تو میرا بھائی ہے مین
تمام عمر ترا احسان مانونگا اُسنے عرض کیا کہ میرے قلعہ مین تشریف لیچلیے سبکو مطیع اپنا کیجیے شہزادہ
اِسکے ہمراہ کچھ دور چلکر قلعۂ نافرمانیہ مین آیا اور اِس سے فرمایا کہ تم میرا خط لیکر اپنے ہمراہ اُن لوگو
لوکہ جو تمھارے دوست ہون اور جانب قلعہ جام روانہ ہو کیونکہ بادشاہ طلسم میرا حال سنکر
یہان آئیگا اور مین فتاحی طلسم کو جاتا ہون تمکو تنہا پاکر ضرر پہونچائیگا یہ حکم سنکر وہ آمادہ سفر ہوا
اپنے افسران لشکر اور اکابرین شہر کو بلاکر سوال اطاعت کرنیکا کیا جسنے کہ اطاعت کی اُسکو اپنے
ہمراہ لیا اور مال و اسباب بار کرا کے شہزادہ سے نامہ لیا شہزادہ نے عقاب بن جام
کو سرفراز نامہ لکھا کہ اے بادشاہ شہر جام یہ دوست صادق اور محب واثق ہمارا تمھارے پاس
آتا ہے بجاے ہمارے اِسکو سمجھنا اور بڑی آسایش سے رکھنا یہ نامہ لیکر وہ روانہ ہوا اور شہزادہ
ٹوٹنے سے راستہ تو کھل گیا تھا ہی بہت جلد شہر جام مین آکر مقیم ہوا اِدھر شہزادہ اُس قلعہ
سے نکلکر اور آگے چلا لیکن بادشاہ طلسم کا ماجرا سنیے کہ وہ اپنے دربار مین کہہ رہا تھا کہ شہر جام

ین ارادہ رکھتا تھا دیکھیے خداوند نے ایسی قدرت نمائی کی کہ وہ شہر آپ ہی
مرہ بھی قتل کیا گیا سب کام میرے بنگئے یہ کہی رہا تھا کہ رونے پیٹنے کی
رروے ہوا سے کنیزین لاشۂ نافرمان لیے اُتریں اور پکاریں کہ ای شاہ
لاک ہوئین جملہ ماجرا دایہ کے مکر کرنے کا عرض کیا بادشاہ یہ حال سنکر غمگین ہوگیا
ہوا کہ ہاے افسوس یہ خداوند نہ تھے وہی مسلمان تھا جسنے خداوند کو ذبح کیا
ے ماتھے پر لگایا اب ملک بھی گیا بیٹی بھی خراب ہوئی مین جانتا ہون
یر کے خداوند کو قتل کرایا غرض دیر تک یہ بادشاہ اپنے حال پر رویا پھر
لاشۂ دایہ کے اُٹھنے کا حکم دیا اور آپ طلسم کشا کی گرفتاری کے لیے جانیکا ارادہ کیا اُسوقت
ایک ساحر ہیران جادو نام سردار ذی احترام دربار مین حاضر تھا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور
عرض پیرا ہوا کہ حضور جانب شہر جام جائین اور مطیعان شہزادۂ ناکام کو گرفتار فرمائین مین جاتا ہون
اور اُس بدانجام کو لوح جبین کر قید کرکے لاتا ہون بادشاہ نے اُسکو خلعت رخصت عنایت
فرمایا کہ وہ روانہ ہوا حال اُسکا وقت پر بیان ہوگا بعد اُسکے جانیکے بادشاہ نے حکم آراستگی
لشکر دیا نفیر سحر پھنکی کرنا کا شور بلند ہوا نالے ترکی کی صدا سے ترک فلک چکرایا ہر ساحر
توسن غضب پر سوار ہوا قہر خدا آشکار ہوا روے ہوا ابر سحر سے رنگین تھا رشک ارژنگ خانۂ
چین تھا مار و عقرب کی بارش تھی بیرون سے سازش تھی کئی لاکھ ساحر طائر و اژدر پر سوار
تھے ہاتھون مین نازیانۂ مار تھے جادو کی پڑھنت سامری کے مہنت پڑھتے اپنے کرتب
دکھاتے تھے پرے جمائے روے ہوا پر نظر آتے تھے جب لشکر تیار ہوچکا بادشاہ نے سوار
ہونیکا قصد کیا اُسوقت اور دو سردارون نے کہ نام اُنکے نیران و ہومان جادو ہین
عرض کیا کہ ای شاہ آپ توقف فرمائین ہم جاتے ہین اور سب مفسدونکو پکڑ کر لاتے ہین
بادشاہ نے اُنکو رخصت فرمایا اور کہدیا کہ میری دختر کو بھی اسیر کرکے بحال خراب لانا
یہ دونون اژدر سحر پر سوار ہوکر اُس لشکر گران کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور کسیجگہ راہ مین قیام
نکیا برسم یلغار چلے یہانتک کہ بہت جلد قریب قلعہ جام پہونچکر سر سواری قلعۂ مذکور کا لینا چاہا
یہ خبر عقاب کو پہونچی کہ فوج دشمن سر پر آگئی وہ بھی اپنی فوج تیار کرا کر باہر قلعہ کے نکلا

ساحر اڑتے ہوئے آئے دلاوروں نے پرے جما
انجمن سحر مین چراغ جلائے بیرون سے
چھت بندھ گئی شعلہ ہائے سحر رقصان
سحر ایسا ہوا کہ ڈھولا جھومنے لگا غرض
اسوقت کام آئے زمین ہیبت سے شق
ہنگامۂ آفت زا مین برق شمشیر چمکی یعنی
لاکھ ہو اور گروہ مخالف چند ہزار پھر کیا
سے گھیر کر مار لینا چاہیے افسران لشکر یہ حکم سنکر محاصرہ پذیر ہوئے چار طرف سے گھیر کر فوج نے
حملہ کیا مار مار کی صدا بلند ہوئی اژدر پھنکارے دلاوروں نے نعرے مارے ساحروں نا چاری
کو دھتکر کے اس کا لالچ دینے لگے دشمن کی جان لینے لگے ہزار ہا نشان کفر و ضلالت
کی جنبین شان کھلگئے میزان جنگ مین مرد و نامرد تلگئے غولون نے جسد کو مسافر روح کے لیے
دشت ہولناک بنا دیا آتش غیظ و غضب بھڑکا کر جنگل جلا دیا نابخ ترنج نارنیل گولے وغیرہ اچھلنے
لگے یہ گولے یہ میدان گویا کہتے تھے آگ دھتورے کے پھل پر ہر ایک پون بھنگیائی تھی گوگل کی
چراہند پر جان چرمہندی ہو کر بھاگی تھی ایک طرف دلاوروں نے ترکش خالی کر دیے تھے
تیروں کے بیرون نے کلیجہ بھینٹ مین لیے تھے سپر مین کالی کالی تھین بلکہ کالی کلکتے والی تھین
تلوارین خون آلود جو اُنپر پڑتی تھین کالی کی نکلی ہوئی زبان کا نشان دیتی تھین کمانین چلا چلا کر
سحر ایسا پڑھتی تھین کہ سن سن کر کے تن سے جانین نکلتی تھین تیروں کی سائین سائین
تھی زال دنیا سحر پڑھتی تھی پون کی صورت چھاتی تنتی تھی تلوارون کے شپا کے چھو منتر
کی صدا تھی خنجر عامل جان کے لیے حصار تھے کلہ عمود کا چلتا تھا گویا ساحر سحر پڑھتا تھا تیغ کا افسون
بڑا جلال تھا مقدمہ حال تھا کہ بموجب ابیات

نہ کلوانہ بیرون کا یہ شور تھا	جو کچھ ہر کا تیغ کے زور تھا	وہ باد مخالف تھی رن مین چلی
گئی نخل ہستی کی مرجھا کلی	جو سو فارسی لب نے منتر پڑھا	روان تیر کا ہیر فوراً ہوا
جو تھے سحر خوان کلہ ہائے عمود	بڑی اُنکے جادو کی رن مین نمود	کہ سر چڑھ کے وہ جان کو لیتے تھے

مرتب کیے تھے	از بسکہ عقاب فوج کم رکھتا ہی بسبب گلدستہ طلسم کے ہمیشہ
	ب آیا کیونکہ اُسکے باعث سے سحر اثر نکرتا تھا وہ گلدستہ اب باقی نہین پس
	ت سے ساحر فرار ہوئے ملک سلطان و عقاب زخمون مین چور
	رے ساحران عدو نے بلوہ کرکے سبکو گرفتار کرلیا بہت ساحر ہلاک
	ر زندہ بچے دشمنون نے طبل فتح و ظفر بجایا ہومان و نیران نے قلعہ پر
	ست ادب باندھکر باہر نکل آئی اور عرض رسا ہوئی کہ ہم بیٹیا ہین انکو امان
	ر سیارہ عیار بھاگ گیا اور قیدیون کو طوق و سلاسل پہناکر ہومان محل
	مین گیا اور ملکہ نقشہ کو مع انیسون وغیرہ کے اسیر کیا اسقدر عزت اُسکی رکھی کہ زنجیر طلائی پانو مین
	ڈالکر پالکی مین سوار کرلیا ملکہ کا یاد مین شہزادے کی بیقراری کرنا گریہ و زاری کرنا آگے بیان
	ہوگا الغرض سحر کے تختون پر قیدیون کو ڈالکر شادان و فرحان یہ ساحر بادشاہ طلسم کیطرف
	روانہ ہوئے اور بہت جلد راہ طے کرکے پہونچگئے شاہ نے قیدیون کو زندان سخت وصعب مین
	بھیجا اور فرمایا کہ وہ نبیرۂ حمزہ بھی گرفتار ہوکر آئے تو اُسیکے ساتھ سبکو قتل کرونگا یہ سب تو بیچارے
	قید مین ہین بادشاہ طلسم انتظار پیران مین ہی لیکن شہزادہ قاسم جو قلعہ نافرمانیہ سے نکلکر
	روانہ ہوئے نیرنگی طلسم راہ مین دیکھتے چلے جاتے تھے یہانتک کہ ایک روز صحرائے سبزہ زار
	و بیشۂ خرم و پُر بہار مین گذر ہوا کبھی ایسا گلشن بھی نظر سے نگذرا تھا صحرا ایسا تھا جسمے ہزارون
	جاری و زان باد بہاری درختون کی سبزی زبان برگ سے آنکھون سکھ کلیجے ٹھنڈک
	کہتی گلہائے رنگارنگ کی سرخی آنکھون مین کھبتی شاخین مال اثمار سے جو نہال تھین بر
	اہل کرم جھکی ہوئین بے سازو برگی سے بری دست خزان کے ظلم سے رکی ہوئین چمن
	آرائے باغ عالم نے وہ وہ گلکاریان اُس سطوۂ غبرا پر بنائی تھین کہ مرقع دہر مین ایسی
	صنعتین کہان نظر آئی تھین گلہائے خودرو سے چراغ ایوان بہار مین روشن صدر نشینان
	انجمن گلہائے چمن تھے پھولونکا ہر جگہ انبار طرفہ بہار نظم

گل کھلے تھے ہر طرف کو مشبیار	چہچہاتے نغمہ سنجان بہار	تھے کنول کے پھول چشمون مین کھلے
وہ کنول تھے شمع ایوان بہار	جنگ مین فوج خزانے ترک گل	تحفۂ صحرا تھا میدان بہار

اُس دشت رنگین مین ایک طرف کو ایک طنبورہ تھا دوسرے مین گزر رکھتا تھا اور دوسری جانب کو ایک جوگن بیٹھی تھی دونون کی تصویر لکڑی کی تھی اُسکے صورت مثل پری تھی حلقہ زری سر پر تھا کنڈل اور بندست کے ان پر پڑے تھے بال سر کے بکھرے ہوئے تھے ہاتھون مین سونے کی بندھی تھین پیشوازہ زربفت تھی وہ حسن و صورت رکھتی تھی کہ واقعی تصویر آذری تھی زلف اُسکی سیکھے ہوئے کافر کیشتی تھی آنکھ ہر ایک جادو بھری تھی ہونٹون سے فریب پیدا سر تا پا شوخی کا نقشہ بین کاندھے پر رکھے لبون سے تبسم ظاہر تھا جون سے غمزہ ہویدا دیو دیکھ رہی تھی گویا دیو کے مقابل مین پری تھی شہزادہ یہ حسن زیبا اُسکا دیکھکر عالم حیرت مین تھا کہ یکایک ایک طوطا اڑتا ہوا آیا اور جوگن کے سر پر بیٹھکر پکارا کہ ای ناہیدۂ طلسم شہزادہ والا نژاد ایسا شخص قدردان اِس دشت مین اتفاق سے تشریف فرما ہوا ہی کچھ ہنر اپنا اُسکو دکھایہ کہنا تھا کہ وہ تصویر انسان ہوئی اور بین بجانے لگی جوگیا گانے لگی اور اسطرح ناچی کہ دل قابو مین شہزادہ کا نرہا گویا ناہیدۂ فلک کا ناچ رہی سنبلہ مین ہوتا تھا یہ اُسکا عالم تھا کہ بقول میر حسن مثنوی

ہوئین مین پر انگلیان یون دلربا	کہ ہاتھون سے اُسکے ہوا دل رواں	روان و دوان کر دیا جان کو
رُلایا ہر اک جن و انسان کو	نظر حسن پرگاہ گہ بین پر	سراپا دل اُس لعبت چین پر
رہا تن بدن کا نہ کچھ اُسکو ہوش	بنا کل وہ جون نقش باچشم و گوش	

یعنے شہزادہ اُسکے گانے بجانے پر ایسا شیفتہ ہوا کہ آئینہ کیطرح حیران سکتے مین کھڑا تھا اِس اثنا مین وہ جوگن ناچتی ہوئی سامنے اُس دیو کے گئی وہ بھی گرز پھینک کر طنبورہ بجانے لگا اور ناچنے لگا شہزادہ مالک لوح طلسم تھا اِس سبب سے ہوشیار رہا ورنہ بیہوش ہو جاتا از خود فراموش ہو جاتا اُسی بیخودی مین یہ خیال آیا کہ لوح کو تو ذرا دیکھو یہ کیا ماجرا ہی بس فوراً لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نکلا کہ ای فاتح طلسم یہ سب نیرنگی طلسم ہی جادو کا ڈھکوسلا ہی تو لوح طلسم کو ان دونون جوگن اور دیو کے درمیان مین ڈالدے پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھ لے شہزادے نے فوراً لوح کو اُتار کر درمیان مین اُن دونون کے ڈالا لوح کے گرتے ہی وہ طوطا جو جوگن کے سر پر بیٹھا تھا اُڑ کر دیو کے سر پر جا بیٹھا اور پکارا کہ ای دیو مارا اُس غیبدان کو کہ اِسنے خوامخواہ کی تنتنی بجا رکھی ہی یہ سننا تھا کہ اُس دیو نے طنبورہ پھینککر گرز

دیکر سر پہ جوگن کے مارا جوگن نے بین کو دیو کے سر پر مارا کہ بین سے شرر
اور گرز سے آتش پیدا ہوکر رخت ہستی جوگن کو جلانے لگی دھڑ دھڑ دونون
بھی سب برباد ہوا وہ طوطا بھی جلگیا آندھی آئی آگ برسی آواز آئی کہ مارا
عرصہ کے جب وہ ہنگامہ موقوف ہوا ایک ساحرہ کی لاش پڑی دیکھی
اڑا کر جانب شاہ طلسم روانہ ہوئے اور شہزادہ سجدہ شکر بجالاکر آگے روانہ
ور نکلگیا ایک کوہ پرشکوہ نظر پڑا درہ مین اُس پہاڑ کے قدم رکھا تاکی
پائی بدشواری وہ راہ طے فرمائی جب درہ سے باہر نکلا وہی بیشہ حیرت کہ جہان ملک سلطان
کی زوجہ کو قید سے زنگی کے چھڑایا تھا نظر آیا اور اپنے لشکر کو اترا ہوا پایا اندر لشکر کے قدم زن
ہوا سمجھا کہ یہ مرحلہ جو ٹوٹا تو شاید اسطرف کا راستہ طلسم کا کھل گیا غرضکہ لشکریون نے شہزادہ کو
پہچان کر غلغلۂ شادمانی بلند کیا ہمایون بن شداد سالم شیر شکار سلیم شیر شکار ترک
جوشن پوش معظم خان بن بہرام اپنے سردارون کو دیکھا کہ میرے غم مین لباس فقیرانہ
پہنے اسوقت فرط عشرت سے ہنستے ہوئے آتے ہین شہزادے نے انکو بڑھکر گلے سے لگایا
اور اندر بارگاہ کے تشریف لایا مسند مرغ پر تشریف فرما ہوا سردارون سے حال فتاحی طلسم
بیان کیا پھر خاصہ منگایا میوہ کچھ نوش فرمایا اور بسبب خستگی راہ کے پلنگڑی بچھی تھی اُسپر جاکر
آرام فرمایا ہنوز اچھی طرح نہ سویا تھا کہ آواز ہیبتناک کان مین آئی گھبراکر اسکی آنکھ کھلی
ایک ساحر خبیث صورت کو سرہانے استادہ پایا کہ لوح طلسم اُسنے گلے سے اُتار لی ہے اور
کھڑا ہنس رہا ہے یہ حال دیکھتے ہی گھبراکر اُٹھنے کا قصد کیا دیکھا تو آدھے دھڑ کا دم نکلگیا ہے
ناچار خاموش ہو رہا اور اُس ساحر شیطان سیرت نے نعرہ کیا کہ منم سپران جادو ارے
مفسد بہت دنون اُڑتا پھرا سارا طلسم تونے برباد کیا کاہیکو تو پھنستا جو مین یہ دام تزویر سے
لشکر کی شبیہ بناکر بچھاتا یہ کہکر اُس ملعون نے خوب سحر مین اس بہادر کو جکڑا اور اپنے ساتھ
کے ساحرون کو لیکر شہزادۂ دلاور کو تخت پر ڈالکر روانہ ہوا اور خدمت شاہ طلسم مین لایا
بادشاہ طلسم شہزادۂ کو مقید دیکھکر اچھل پڑا اور کلاہ اپنی اُچھال رانون پر ہاتھ مارے سب
اہل دربار مبارکباد دینے لگے فرط عشرت سے باہم گلے ملتے تھے نعرے خوشی کے مارتے تھے

بادشاہ نے اُسیوقت حکم دیا کہ اور سب [illegible] کو لاکر [illegible]
قوی بازو زشت رو حاضر ہوئے مجرموں [illegible] کو لاکر دربار میں پیش کیا [illegible]
شہر آکر قتل ہونا مفسدون کا دیکھے ملکہ نرگس [illegible] کو بھی تسکین باندھکر بھیجدیا اور شہزادے کو
تخت بٹھایا اُسکی مادر ناکام نے بھی حال اسیری دختر نیک انجام سنا لیکن خدا وند سلامت
کے قتل ہونیکا ماجرا یاد کرکے اور بربادی طلسم خیال کرکے ایکی مرتبہ شور و فساد شور سے کرنا
مناسب نجانا صبر کرکے چپ ہو رہی یہان سالنامے دارالامارۃ کے جو میدان تھا اُسمیں ایک
استادہ ہوئین فوج مسلح و مکمل ہوکر ہر جہات آگئی خلقت شہر کی جمع ہوئی ہر زن و مرد حال
ملکۂ بیکس پر رحم کرکے گریہ کرتے تھے کہ عجب بدقسمت یہ مہ طلعت ہی اس سن و سال مین یہ غم
و اے ناکامی دستم بعض اُنمین سے کہتے تھے کہ ای برادران یہ وہی سرکش ہی کہ جسنے خداوند کو
قتل کرکے ہم لوگونکو گنہگار بنایا جہنم کے جانیکے لائق کیا خوب ہوا جو یہ قید ہوا بعض ہیوفائی و بیوفائی
بیان کرتے تھے کہ ہاے نبیرہ صاحبقران مالک جملہ جہان اسطرح گرفتار ہی ای فلک کجرفتار
یہ کیا تیری خوہی کہ عالی مرتبہ لوگون کو ذلیل و خوار کرتا ہی ذلیلون کو سردار کرتا ہی تخت نشینونکو
تختۂ تابوت دیتا ہی نظم

چنین ہست آئین چرخ روان	توانا بہر کار دانا توان	چنین ہست کردار گردندہ دہر
نگہ کن کز و چند یابی تو بہر	شب تو اس حال مین ہین اور ملکہ شہزادے کو دیکھکر	

روتی تھی اور کہتی تھی ای یار جانی افسوس تیری نوجوانی پر میرے گھر آکر تو نے راحت پائی
میری محبت مین جان گنوائی ہاے یہ حال دیکھنے کو مین جیتی رہی مجکو موت نہ آئی شہزادہ
بھی اسکے حال زار پر آنسو بہاتا تھا یہ بیقرار ہوکر کہتی تھی کہ غزل

از ثبات عشق دائم پا بدامن داشتم	گرچو داغ لالہ در آتش نشیمن داشتم
شعلہ بر میخاست از بیطاقتی دمی نشست	من ز جنبیدم زجانان جا بہ گلخن داشتم
کی بہر نامحرمے چاک جگر خواہم نمود	من کہ زخمش را نہان از چشم سوزن داشتم
بر زلال خضر اکنون صد تغافل میزنم	من کہ چشم از تشنگی بر آب آہن داشتم
روشنی از بزم من ریزہ سیکرد آفتاب	در چراغ عیش تا از بادہ روغن داشتم

تا کفن آید همین یک جامه برتن داشتم	ش دیگر نبود
بهر گلگشت تو من در خانه گلشن داشتم	م ننهاده کلیم

طلسم سے حکم قتل کر نیکا لیتے تھے سلطان دعقاب شرارہ
و کنیزان ماکیسب بیتاب ہو کر روتے تھے شہزادہ ازبسکہ قوی دل تھا ہر ایک کو تسکین دیتا
تھا اور نظر بکرم رب اکرم رکھکر تہ دل سے مناجات کرتا کہ ای خالق کل مخلوقات تیرے
سوا اسوقت مین کون مددگار ہی نظم

یارب غمگین ہونگا کب تک	یہ رنج والم سہونگا کب تک	ای چارۂ کار دردمندان
ای دارسے در دمندان	اس فوج ستم مین ہون پھنسا مین	تو چاہے تو ہون ابھی ہا مین
اس قید مین آج ہون گرفتار	ہی کون ترے سوا مددگار	طالب مین ہون کریم تو ہی
خاطی مین ہون رحیم تو ہی		

یہ دعا اس بیقرار کی مستجاب بدرگاہ کردگار ہوئی یعنی ارکان
دولت واعیان مملکت نے بادشاہ طلسم سے دست بستہ عرض کیا کہ ای شاہ گردون پایگاہ
آج اقبال بلند طالع یاور نصیب رہبر ہین کہ قاتل خداوند سکندر زیر تیغ وخنجر ہین اب ہمکو لازم
ہی کہ ہو خوشی کرین وہ کم ہی دل چاہتا ہی کہ تمام رات آج کی جلسۂ عشرت آراستہ کرکے داد عیش
وکامرانی دین اور اس بیدین کو خوب ولا مین حسب صبح عشرت اسکے حال پر خندہ زن ہون اسوقت
تہ تیغ یہ خستہ تن ہو جو دوست اسکے ہین بستر ناکامی پر شب بھر تڑپین اور کچھ کر تسکین رات بھر دنیا
آنکھو نمین اندھیر رہے ستارۂ طالع بد کا پھیر رہے لشکر مین سب ساکنان طلسم بھی جمع ہونگے
دوست شاد دشمن آپکے رنج اٹھائینگے یہ عرض اہل دربار کی بادشاہ نے قبول فرمائی جلاد کو
حکم توقف در باب قتل دیا اور فراہمی اسباب عشرت کا اشارہ کیا اسیوقت تر پولیے جا بجا نصب
ہو گئے نوبتخانے بجنے لگے نوبتین بجنے لگین دارالامارۃ سے کئی کوس تک اندر شہر کے ہنگامۂ عشرت
کی گرم بازاری ہوئی دورویہ ٹھاٹھر بندی ہو گئی جھاڑ فرشی قد آدم بلند استادہ ہو گئے دکانین
کھلگئین دکاندار پوشاکین رنگین پہنکر بیٹھے آئینہ دکانون مین لگا دیے شیشہ آلات سجا گیا
ہر کمرہ ہمسر اوج آسمان بنا لیان قمر چکدار کا جاؤ اونچے تھا تر ٹکون پر تماشا بین بھر سنے چلنے لگے ہر جگہ
ناچ گانیکا سماں بندھا بادشاہ اور اہل دربار نے لباس رنگین زیب قامت فرمایا بیخانہ بصد حسن

وتزئین آراستہ ہوا ساغر بلورین وسبوے زرین
ورقاصان سیمبر ولالہ فام زینت آرائے انجمن ہوے
روز الم اندوز شہزادہ بسر ہوا یعنی فلک پیر نے
کیا اور تاریکی ظلم وستم پھیلا کر شب تیرہ آسکو دسوم کیا

سر محفل جو آیا مطرب شام
دف مہتاب سے اسنے لیا کام
کہین زہرہ سے بڑھکر خوبرو یا
ستارون کا ستار اسنے بجایا
سر شام سے ہر سمت دور رقص وعیش برپا تھی کہ روز روشن جس

سے شرما کر روپوش تھا قنادیل وکنولہاے بلورین سے یہ ثابت کہ فلک عشرت پرستارے کے
ہین سر خیوشان شہر نے کلیجہ شب کا خون کر دیا تھا مردمان سیاح قہقہے لگاتے پھرتے تھے بلبلان
باغ مسرت کیطرح چہچہاتے پھرتے تھے ہر جگہ ساز عیش بجتا تھا ہنگامۂ طرب برپا تھا میکشی کا
چرچا تھا شہریون مین یہ کیفیت تھی بارگاہ شاہی کی یہ حالت تھی کہ شاہ سریر کیفت پرستارون کی
خرمی جلوہ گر اہل دربار حاضر ساقی ساغر شراب روح پرور پلاتے بادہ کش اور لاؤ اور لاؤ کا شور
مچاتے مغنی غزلہاے عاشقانہ گاتے یہ انجمن کبھی کیقبادنے خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی اور کیکاؤس
نے قصہ کہانی مین بھی نہ سنی ہوگی جمشید کی روح ہر پیمانہ تھا شراب کے رنگ پر قربان حسن
جانانہ تھا آسیکے کا دلہا ایسا بنا تھا کہ سکندر کا وہان دل لگا تھا نازنینان پری تمثال کے ناچ نے
نا ہیدۂ فلک کو آسیب نے وہ کیطرح چرخ مین ڈالا تھا راجہ اندر کو ملا دیس نکالا تھا یہ حسن انجمن

عشرت کا نقشہ تھا کہ ابیات

تھا جلسۂ عیش کیقبادی	ہنگامۂ عیش وبزم شادی	نازک بدنون سے تھا ہویدا
ہر ناز ہوا سجگہ سے پیدا	رقاصون کے ناچ کا یہ سامان	تھی لولی چرخ آنپہ قربان
تھی روشنی اسقدر ضیا بار	ہر جھاڑ تھا رشک نجم پرویا	ہانڈی کو تھا دعوی انا الشمس
دعوی کی دلیل تھی من الناس	وہ مجمع گلرخان تھا ہر سو	جیسے کھلا گلستان تھا ہر سو
مطرب ساقی وبادہ وجام	عشرت سے وہان دلونکو آرام	یہ شب تو مصروف عیش و

نشاط ہین لیکن سیارہ عیار جو شہر جام سے روبفرار لایا تھا صورت اپنی ساکنان طلسم کی
ایسی بناکر یہ بھی اسی قلعہ مین آیا اور شہریون کے ہمراہ حال شہزادے کے قتل ہونیکا دیکھکر

[illegible] بھر کا وقفہ قتل ہونے مین اسکو ثابت ہوا اور جلسہ عشرت
[illegible] بزم عیاری مین شمع خرد روشن کی اور بادہ فطرت سے دماغ جان
[illegible] ہوا کہ رقاص بنا دیا عقل صفاے باطن سے آئینہ بند ہوا ایک
[illegible] اس جلسہ گاہ مین ہر سمت پھرنے لگا اور ولسے کہتا تھا کہ یہ جلسہ
[illegible] یہ پھرتا ہوا ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان بادشاہ کی بجرئی رنڈیان
[illegible] خیمہ استادہ تھا فرش آگے خیمہ کے سفید بچھا تھا تکیہ پر گنبی
سبز مالہ بھی ہی پاندان کھلا تھا گرد اسکے نوچیان جوان جلوہ فرما تھین باغ حسن کا
گل لالہ کھلا تھا پیشوازین اپنی زیب زیب ہر ایک پہنے سر پر چھپکے لگائے ماتھے پر افشان سیکے دیے
مہر و ماہ سے بازی جیتے ہوئے تھین رئیسان شہر کے جوان لڑکے نائکہ پاس نڈلون سے آنکھین
لڑانے کو بیٹھے باہم اشارے ہوتے فرمائشین ہوتین بعض نوچیان خیمے سے نکلکر آتین امی جان
کہکر نائکہ کو تسلیم کرتین وہ دعا دیتی کسیکو پاس بلاکر مسخرچوتی بلا لیتی کسیکو گھٹنے پر بٹھا لیتی
شہر کے نوجوان لوگ اسی جگہ جماؤ کیے ہوئے ایکطرف کو سازندے ساز چھیڑتے رہا برد ٹھہر کر
آواز کستے کوئی نائکہ کیطرف دیکھکر خطاب کرتا کہ بیت خدا بہتر ہی مکاری سے تیرے +
کھٹکتا ہون مین عیاری سے تیرے ۔ سیارہ نے یہ حال وہان کا دیکھکر سلطانی مرد ہے
کی صورت پر اپنے تئین بنایا چکیدار پگڑی جسمین تمغہ طلائی لگا سر پر رکھی چپکن چنی ہوئی بنی
عصا گنگا جمنی بنا ہوا ہاتھ مین لیا اور سامنے نائکہ کے آیا اسنے اسکو بادشاہی نوکر سمجھکر کہا مرد ہے
صاحب آیئے گلوری کھائیے اسنے کہا بی صاحب مین بادشاہ کے بھنوئی پاس سے آیا ہون
اور ایک رنڈی جو بہت حسین تھی اسکو بتایا کہ اسکے لیے کچھ پیام لایا ہون آپ اسسے کہین کہ
ذرا خیمہ مین الگ چلین نائکہ نے اس نازنین سے کہا ای مرادن ذرا جا کر سن آ کہ یہ کیا کہتے
ہین وہ گلبدن کمر کو بل دیکر تیوری چڑھا کر اٹھی اور پھر ناک بھون سمیٹ کر بیٹھ گئی آخر بڑے ناز و
انداز سے اندر خیمے کے آئی مرد ہے نے وہان پہونچتے ہی کرسے خاصدان نکالا کہ مرصع کار تھا اور
اس ماہ پیکر کو دیا اور کہا حضور ہمارے آپ پر مرتے ہین ہجر مین آہ و نالے کرتے ہین یہ انھون نے
بھیجا ہے اور مجھسے کہدیا تھا کہ چھپا کے سب سے علیحدہ بلا کے دینا نہین تو نائکہ لے لیگی اور قسم بھی دی

کہ ایک گلوری اپنے ہاتھ سے کھلا کر آنا رنڈی سے
دیکھین اور گلوریان خوشبو سے بسی درق لگی
اور پوچھا اُنکا مزاج تو اچھا ہی مرد ہے نے ہنوز
بیہوش ہوئی اِسنے جلد کپڑے اُسکے اُتارے او
بنا اور اُسکو دری مین لپیٹکر ایک تنات کی آڑ
دکھاتا کبھی مسکراتا کبھی تیوری چڑھاتا نائکہ کے
شرما کے آنکھین جھکا کے کہا پوچھتے تھے اتنا کہکر بولی بھئی ہمکو تو نگوڑی شرم آتی ہی نائکہ نے کہا سچ تو ہی
وہ کمبخت ابھی بچہ کیا جانے مرد ہے بھی خوب آدمی ہین کہ فرض کرکے الگ اُسے بلا لیگئے ای کہو
یہ نگوڑی کون ایسی بات تھی جو مجھے نہ کہی اور رنڈیان جو کھیلی کھائی کمائی کرنے والی تھین وہ
قہقہہ مار کر ہنسین اور مرادن کو چھیڑنے لگین ایک بولی ہان ہان کہنا تو مرد ہا کیا کہتا تھا دوسری
نے کہا اری چھوکری شرماتی کیون ہی لو صاحب پیدا تو ہوئین کسبی کے یہان شرم کرنے مین بہو
بیٹیون کے کان کاٹتی ہین تیسری نے کہا کہتا کیا ہوگا کسی امیر نے سر ڈھانکنے کا پیام دیا ہوگا
مرادن نے یہ کلمہ سنکر نائکہ کے گلے مین باہین ڈالکر کہا میری اچھی امّی جان کیا میرا سر کھلا رہا کرے
جو یہ سر ڈھانکنے کو کہتی ہین سچ بتا دو سر ڈھانکنا کیا سب رنڈیان اِسکے پوچھنے پر اور زیادہ
ہنسین نائکہ بھی خوب ہنسی مرادن بیچی نگاہ کرکے رونے لگی کہ واہ سنیے مجکو چیلا بنایا ہی نائکہ
نے اِسکی بلائین لین اور کہا بیٹا سر ڈھانکنا ایک رسم ہی وہ تمکو معلوم ہو جائیگی مین صدقے
رو کہین سر مین درد ہونے لگیگا یہ باتین یہان ہو رہی تھین کہ داروغہ ارباب نشاط کا آدمی
آکر کہ گیا بی سندر جلد تیار ہوکر چلو کہ گجراتن مجرا کر چکی ہین طائفہ بدلنے کا حکم ہی اتنا سنتے ہی نائکہ
نے صندوقچہ زیور کا منگا کر مرادن کو گہنا پہنایا خوب آراستہ کیا اور ساز ندے ساز درست کرکے ہمراہ
ہوئے نائکہ بھی سادی وضع بنائے ہاتھون مین بیڑے کے کڑے پہنے بازو پر اگے نورتن باندھے
کانون مین اٹیان ڈالے اونچا جوڑا تا لو پر کا باندھے مرادن کو چو پہلے مین بٹھا کر روانہ ہوئی
اور رنڈیان بھی ڈولیون مین سوار ہوکر چلین خیمے کی نگہبانی کو ایک بڑھیا رکھی یہ سب دربار
شاہی کے مقام پر پہونچکر مودب تسلیمین بجا لاکر بیٹھین اِنکے آتے ہی طائفہ بدلگیا تھا پ طبلے پر

ے بائین کو کمکا ہتوڑی سے ٹھونکا سارنگی کی طرین ملا کر گت بجا
ن بجاتی طبلیے کی بستنی پر انگلیان رکھکر کھڑی ہوئی گوہر شاہ اور
دا اسکی صورت زیبا اور طلعت رعنا کو دیکھا عالم غشی طاری ہوا
ہ عالم نظر آیا کہ پیشانی پر اسکے جو چین پڑی تھی دریاے نزاکت مین
امت عاشقان سے بڑھی ہوئی تھی نگاہ ہر چند کہ بھولے پن سے
سے تھی پھر بھی تیغ
سان تغافل پر چڑھی تھی رخسار آتشین کی لو نے شمع دلولہ لوگون
خاطر مین روشن کی تھی بہ ترجیب بیت واہ کیا تاثیر ہی رخسار آتشناک کی ؎ شعلۂ جوالہ ترے
کان کے بالے ہوئے ؎ زلف کا رخسار پر لہرانا چشمۂ خورشید مین موج کا آنا تھا دل عشاق کی
طرح لٹکا ہوا بالون مین موتی کا دانہ تھا جو بار بار کانون مین کچھ اپنا بھید کہتا تھا حال آرزو
و امید کہتا تھا وہان تنگ باغ امید کی کلی بات ہر اک نبات کی ڈلی اسیطرح ہرتا پانک
سیک سے درست بہت چاق و چست سینہ پر چھاتیان گدرائی ہوئین پھل کا رنگ دکھاتین
کرتی کا چاک کھلا انگیا کسی ہوئی اسمین سے رنگ چھاتیونکا پھوٹا نکلتا شکم تختۂ نور زیر ناف
تختی بلور شمع طور فانوس پیرہن مین نور کا ظہور بموجب مدرس

وصف پہلو مین نظر آتے ہین پہلو کیسے	صاف ہین گول ہین وہ ساعد و بازو کیسے
جام صہباے صفا کاسۂ زانو کیسے	دو ہین پیمانۂ حسن سے مملو کیسے
سینۂ صاف نہین حسن کا گنجینہ ہی	جسمین عکس رخ قدرت ہی وہ آئینہ ہی
ناف کو سب گرہ موے کمر کہتے ہین	ہم اُسے حسن کے دریا کا بھنور کہتے ہین
چشم عنقا بھی اُسے اہل نظر کہتے ہین	جھوٹ سب سچ ہی وہی ہم جو خبر کہتے ہین
یہی تشبیہ مناسب صفت ناف مین ہی	پر تو چاہ زنخدان شکم صاف مین ہی
پانون وہ پانون کہ جنکی ہی جگہ دیدۂ حور	انکھین پریان بھی ملین پائین اگر قرب حضور
کف پا مین صفت دیدۂ مہتاب ہی نور	چشم بد انجم افلاک کی اُس سے رہے دور
وقت رفتار نئی چال کیا کرتے ہین	فتنۂ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

بادشاہ اسکی شکل دیکھکر دیوانہ ہوا اُس پریوش نے بھی ٹھوکر سے دامن پیچوا از الشکر اسطرح کا

ناز و انداز ناچنے مین دکھایا کہ خاطر اہل انجمن کو پامال کرے کبھی
کیا وہ گردن ہلانا وہ آنکھین پھیرانا بھوؤنکو چڑھانا
کھل جانا انگلی سے انگلی گانٹھ کر ماتھے پر لانا فلک
کہ دل اُسپر ہر ایک کا دیوانہ تھا بادشاہ کو تاب نہ
اُس کمرے مین جلد لیجائے وہ فوراً نائکہ کو وہان
دی بادشاہ نے تذر معاف کرکے خلعت فاخرہ دیا اور ایک توڑا اشرفی کا عنایت فرماکر
ارشاد کیا کہ اپنی نوچی کو یہان بھیجدے ہم اُسکا مجرا کرینگے باگیر مین علاوہ اینکے اُسنے بہت
خوب رہے میرے نصیب کہکر بلائین لین اور کہا واری ابھی وہ اڑھ ہی اُسکو زیادہ ستانا
نہین کیونکہ بھولی آنکھ کا ایک دیدہ ہی بھر ندیدی کھٹیا ہی اپنی روح مین اُسکو سمجھتی ہون مین
سچ کہون مجھے اُسکا تڑپنا دیکھا نجائیگا بادشاہ نے ہنسکر کہا بی جی تم گھبراؤنہین بہت جین سے وہ
رہیگی نائکہ وہانسے شاد باہر آئی ملازمان بادشاہ نے جلد طائفہ بدلوا دیا انجمن مین تو اُسیطرح ناچ کا
جلسہ رہا اور مرادنکو نائکہ سمجھاتی دم دلاسا دیتی گئے کا لالچ دلاتی بادشاہ پاس لائی یہان شبستان
آراستہ ہوگئی اسباب عیش و نشاط مہیا ہوگیا مرادن مسند پر بیٹھے بادشاہ مین بیٹھی نائکہ
پاس سے جانے لگی مرادن بھی اُٹھی کہ امی جان مین بھی چلتی ہون اکیلے مین مردوے پاس مجکو
آپ چھوڑ کر کہان جاتی ہین بادشاہ نے ایک عطردان جواہر کا جو مور کیصورت پر بنا تھا اور فوارہ
کیطرح چھوٹتا تھا اُٹھاکر مرادن کا ہاتھ پکڑکر کہا لو یہ تو انھین جانے دو پس اُس نازکبدن نے وہ عطردان
لیا اور بادشاہ کی گود مین بیٹھکر پیچ اُسکا کھولنے لگی نائکہ چلی گئی شاہ نے گلے سے لگالیا اور بوسہ
رخسار لینا چاہا اُسنے مُنھ ہٹالیا اور کہا واہ تم ہمکو پیار کرنے والے کون ہو ہماری امی جان
نے منع کردیا ہی کہ پیار کسیکو نکرنا بادشاہ نے یہ بھولا پن دیکھکر کہا کہ قہر کیا کروگی بتاؤ تو ہم کیے
تم قیامت ابھی سے ڈھاتی ہو + یہ کہکر اُسکے شلوار بند پر ہاتھ ڈالا اُسنے تیوریان چڑھاکر
کہا واہ تم مجکو کیا ننگا کروگے یہ عطردان اسیواسطے تمنے دیا ہی بھاڑ مین جاے عطردان تو
اپنا دھر چھوڑ دے تو اب مین سمجھی امی جان کہا کرتی تھین کہ ننگا کرکے مردوے جورو بناتے
ہین ہان ہان یہی بات ہی بس بس مین تاڑ گئی سو یہ ہونا نہین یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لائی

ہاتھ مین سرمہ کا ایسا سفوف بیہوشی بھرا ہوا تھا آنسو جو پونچھے گال پر
ہوا تھا کہ کاجل بہ آیا ہی اور گال مین بھرا ہی بادشاہ نے ہاتھ گردن
میرے دلکے ٹکڑے ہوئے جاتے ہین اس نازکبدن نے خسا
پر لیا کاجل ہونٹون مین اُسکے بھرا اور کچھ ناک مین بھی لگا التفات
تھا کہ دماغ اُسکی خوشبو کا متحمل نہوسکا فوراً ناک مین بھرتے ہی طاق سے اُسکو چھینک
آئی اس شوخ نے کہا دونی ہو چھینکتے ہوئے تو پیار نکرو نہ صاحب ناک اپنی ملدو یہ کہکر چٹکی سے
ناک بادشاہ کی آپ ملدی وہ دو تین چھینکین مار کر بیہوش ہوگیا اس عیار نے لباس اُسکا
اتار کر اُسجگہ ٹھہر کر صورت اپنی اُسکی ایسی بنائی تاج سر پر پہنکر اُسکی زبان مین سوزن دیکر خوب سا
بیہوش کر کے نیچے چھپا دیا اور آپ باہر آکر کمرہ بند کر کے ملازمون کو بلا کر حکم دیا کہ اسمین معشوقہ
مابدولت آرام کرتی ہی خبردار اندر اسکے کوئی بجائے ملازمون نے پہرا کر لیا اور یہ وہانسے آکر تخت
شاہی پر انجمن مین بیٹھا ناگہ مرادن کی اپنے بستر پر چلی گئی تھی وہان اتفاق سے کسینے اُس دری کو
بھی کھولا کہ جسمین مرادن لپٹی ہوئی تھی اُسکو برہنہ اُسیطرح بیہوش ناگہ کے سامنے لایا اُسنے پانی
چھڑک کر ہوشیار کرایا مرادن نے حال کہا کہ مردہے نے مجکو یون گلوری کھلائی تھی پھر مجکو
نہین معلوم کہ کیا ہوا ناگہ دلمین اپنی ڈری کہ بادشاہ دیکھیے میرا کیا حال کرتا ہی وہ شاید کوئی
عیار ہی جو شاہ کے پاس مرادن بنکر گیا ہی اب مناسب ہی کہ چپ ہو رہ کسی سے یہ حال نہ کہہ
دیکھ تو کہ کیا ہوتا ہی پھر خیال آیا کہ مبادا بادشاہ کو کچھ تیری سازش عیار سے ثابت ہو اور مجکو ضرر
پہونچائے پس تو بادشاہ سے چلکر مرادن کا بیہوش ہونا اور جملہ کیفیت بیان کردے یہ سوچکر
وہانسے چلی اور دربار مین آئی یہان بادشاہ نقلی کو تخت پر بیٹھے دیکھا فرط رعب سے کچھ عبارت
نکر سکی جبکی کھڑی رہی لیکن بادشاہ یعنی عیار نے سب اہل دربار افسران لشکر و وزیران سلطنت
سے فرمایا کہ مین تم لوگونسے داد طلب ہون اس امر کا کہ اگر طلسم کشا کا کوئی طرفدار یہان آکر
ہمکو ضرر پہونچائے اور اُسکو قید سے چھڑائے تو دین اُسکا سچا ہی یا نہین سبنے عرض کیا کہ بیشک
دین اُسکا برحق ہی شاہ نے فرمایا کہ اقبال اُسکا ایسا بلند ہی کہ خداوند سکندر کو اُسنے مارا
شہر جام کو تسخیر کیا دایہ قتل ہوئی مرحلہ ناہید تو اگر قید بھی ہوا تو بظاہر رہائی کی کوئی تدبیر نہین

لیکن بباطن وہ قید نہین ہی اگر ہم اُسکو قتل کرینگے
اُسکا حمزہ قاتل کی ذریات کو بھی زندہ نرکھیگا
سے لڑ رہا ہی آفت ڈھائیگا سوا اِسکے باپ بھا
وہ ال ہین دیو کش باطل کنندہ سحر و طلسمات ہی
تو مطیع اسلام ہوتا ہون تم سب اِس مقدمہ
فرمایا بہت درست ہی ہم سب آپسے عرض نکر
پر آمادہ ہین تو ہم بدل راضی ہین یہ سننا تھا کہ ایہ
اِسنے سر قدم پر اُسکے رکھا اور قید سحر کو دفع کرا کر رہا کرایا سب رفین شہزادہ بھی رہا ہوے سم
بفشہ کو رہا کر کے محل مین بھیجا مادر نے اُسکی بادشاہ کا مطیع الاسلام ہونا سنکر خوشی کی کہ
دختر کی جان بچی بیٹی کی بلائین لین سب محل کی عورتون مین صدائے مبارکباد بلند ہوئی در بار
مین شہزادہ قاسم نے ہر سردار لشکر اور اعیان مملکت کو مطیع الاسلام کیا اکابرین شہر جشن مین حاضر
تھے سنتے اطاعت کی شہر مین طنطنہ بانگ صلوٰۃ بلند ہوا وہ جشن جو قتل کے لیے ہوا تھا فتح ہوگیا
ببران سے بادشاہ نقلی نے لوح طلسم مانگ کر شہزادہ کو دی جب لوح قبضہ مین آچکی اسوقت
بادشاہ نے نعرہ کیا کہ جو کوئی مجکو جانتا ہی اور جو نہین جانتا ہی وہ اب جانے کہ مین ہون سیارہ
بن عمرو عیار شہزادۂ نامدار شاہ طلسم کو مین نے گرفتار کیا ہی اب تم سبکی کیا صلاح ہی ہر ایک نے
عرض کیا کہ واقعی شہزادہ صاحب اقبال ہی ہم سب مطیع ہو چکے ہین فرمانبردار ہین یہ کلام اُنسے
سنکر عیار مذکور مطمئن ہوا اِس انتظام مین آخر وہ زمانہ آیا کہ شاہ خاور کو مثل شہزادہ خاوری عیار
مہر نے قید طلسم شب سے رہا کر دیا کہ نظم

چو برزد سر از کوہ رخشان چراغ	زمین شد بکردار زرین جباغ	تو گفتی کہ جامے زیاقوت زرد
نہاد غذ بر چادر لاجورد	وقت سحر شہزادۂ نامور نے بادشاہ طلسم کو کمرے سے نکلوایا	

ہوشیار ہو کر قید آہن پہنے بندھا ہوا سامنے آیا اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کے ہر سمت دیکھا کہ یہ
کیا غضب ہوا اور یہ کیا انقلاب ہو گیا کہ میری جگہ پر طلسم کشا اور اُسکی جگہ پر مین آگیا واہ رے
سپہر بازیگر دوار گون جیسا تو اوندھا ہی ویسی ہی عقل بھی اوندھی رکھتا ہی جو کچھ تو کرتا ہی اُلٹی ہی

مصیبت کرتا ہی انجمن عیش کو خانۂ تعزیت بناتا ہی یہ کیا تیرا معمول ہی کہ
دل ہی دوست سب غیر ہین دشمن کیطرح دلون مین سبکے بیر ہین ہنسنے
رُلاتا ہی رونے والونکو ہنساتا ہی کہ بموجب ابیات

بلند	دل اندر سرائے سپنجی مبند	کہے گنج یا بیم ازو گاہ رنج
سرانجام بستر بود تیرہ خاک	سیکے را فراز و سیکے را مغاک	

لیمقام نے شاہ سے کہا کہ ای بادشاہ دیکھا تو نے قدرت خدا ہے
طرح تجھپر غالب کیا اب کیا کہتا ہی اطاعت اسلام مین تجکو شرم نہین
آتی کہ اُس بندۂ نجس یعنی سکندر کو پوجتا ہی کہ جسکو مین نے تیرے سامنے کس ذلت کے ساتھ قتل کیا
اور اُسکا خون تیرے ماتھے پر لگایا ارے خدا سے برحق وہ ہی کہ جسنے اپنی قدرت دکھانیکو ہمین تجھپر غالب کیا
طلسم عالم کو بنایا باغ دنیا مین کیا کیا گل کھلائے کیسے کیسے نیرنگ اپنی قدرت کے دکھائے مالک الملک
نے کسیکو دم بھر مین تخت عزت سے اُتار کر ذلیل و خوار کیا کسیکو خاک مذلت سے اُٹھا کر تاجدار کیا نظم

بفرمان او ہست گیتی بپای	ہم او ہست بر نیکوی رہنمای	کسی را کہ خواہد کند ارجمند
ز پستی برآرد بچرخ بلند	بدان داد گر کو سپہر آفرید	بلندی و زر فی و مہر آفرید
خداوند کیوان و خورشید و ماہ	خداوند پیروزی و دستگاہ	جب حمد الٰہی اسطرح زبان پر

جاری کی رنگ کفر آئینہ خاطر شاہ طلسم پر سے دور ہوا بادۂ وحدت کے نشہ کا سرور ہوا زبان
ایما سے بیان کیا کہ مجکو رہا کرو مین مطیع الاسلام ہوا شہزادہ کا بجان و دل غلام ہوا عیار نے
اُسکو کھولدیا زبان سے سوزن نکالا شاہ نے بھی شہزادہ کے قدم پر بوسہ دیکر سر رکھدیا شہزادہ
نے سر اُسکا سینہ سے لگایا طنطنۂ شادی و غلغلۂ مبارکبادی بلند ہوا نئے سر سے جلسۂ عیش
و مسرت کی بنیاد ہوئی ناگہ مرادن کی بھی کہ حاضر دربار تھی بصدق دل مسلمان ہوئی تمام
شہر مین اسلام شائع ہوا بعد فراغ جشن عشرت شہزادۂ پر شوکت نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمین
معلوم ہوا کہ اس طلسم کو بانیان طلسم ہوشربا نے ایک تحفہ رکھنے کے لیے بنایا تھا اسلیے
بہت سے مرحلہ اسمین قائم نہ کیے تھے صرف ایک مرحلہ بنایا تھا اور وہ تحفہ رکھدیا تھا اور اس مقام پر
آداب کرکے ایک بادشاہ مقرر کردیا تھا اور لوح قلعۂ جام مین رکھدی تھی راستہ دونون قلعونکا

مسدود کردیا تھا اب تو نے جو دو مرحلے شکست
تھے بلکہ اس شاہ طلسم کے بنائے تھے اسیوجہ سے
تھا لہذا اُس مقام کو کہ جہان سکندر رہتا تھا بالکل
ہی وہی مقام ہوا یا ہوا بنیان طلسم ہوش ربا کا
وہ تحفہ کہ جسکے لیے یہ طلسم بنا ہی اُسیجگہ ہی - یہ حال
دارکان مملکت مکان مذکور کیطرف روانہ ہوا او
کیا اور حکم دیا کہ اس گنبد کو منہدم کردو حسب الحکم
نشان بھی اُسکا باقی نہ رکھا جب زمین کئی گز نیچے کھدی ایک کاخ رفیع پر از نقش و نگار بنا ہوا
ظاہر ہوا کہ مشکوے عالم پُر نیرنگ مین ایسی شبستان رنگین کوئی نہ تھی ایوان عظیم الشان مرا
شہ نشین بصد فر و تمکین بنی تھی طاق دلبری و خوبی مین طاق عمدگی سے حفت محرابون کی قیمت
مین دل و جان بھی مفت گرد اُس قصر کے ہزار ہا ہج و گنبد تعمیر تھے خوبی مین آپ ہی اپنی نظیر تھے
صحن مکان مین باغ رنگین و پر بہار لگا دل اُسپر شیدا تھا رضوان کی جان تھا عجب طلسمی وہ
ایوان اور بوستان تھا کہ ہر بلبل دلکو اُسکی سیر کا ارمان تھا نظم

یکے کاخ دید اندرون شہریار	بدو اندر ایوان گوہر نگار	بدو اندرون کاخ و ایوان و باغ
بیکدست رود و بیکدست راغ	ہمہ طاقہا سر بسر سیم و زر	برو اندرون چند گونہ گہر
یکے گنبد از آبنوس و زعاج	بہ پیکر ز پیلستہ شیر و ساج	بگردید بر گرد آن کاخ شاہ
زمین درخشان تر از چرخ ماہ	ز باغ و ز میدان و آب روان	ہمی تازہ شد پیر گشتہ جوان
کسے کو ندیدست خرم بہشت	ز خشتش زیاقوت و آلیس گلاب	
ز نیش سپہر آسمان آفتاب		

اُن ایوان عظیم مین جو گرد اگرد اُس کاخ بزرگ کے تھے
گنج شائگان و خزانہ فراوان تھا صندوقہاے پر از جواہر خمہاے روغنان و خود یاقوت
احمر کے رکھے تھے مرکبہاے پری پیکر رفتار مین ہمہ سر صرصر بند سے تھے اور اندر مکانات کے
پریزادان طلسم نازنینان گل اندام و سمن بو رہتی تھین اور وہان ساختہ طلسم ہوش ربا
مین جانیکا تھا کہ وہ لوگ آمد و رفت رکھتے تھے شہزادہ سب تماشا ملاحظہ کرتا ہوا قریب ایک گنبد کے

ہین لگا تھا وہان لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ قفل سے لوح کو لگا دے دروازہ
بانا طلسم بنا پائیگا بغیر لوح کے دیکھے کوئی کام نکرنا ورنہ خطا پائیگا شہزادے
زہ وا کیا اور اندر قدم رکھا عجب تماشا نظر آیا کہ ہر سمت آئینہ دیوار و تخت
خت یاقوت نگار گسترہ ہین اُن تختون پر پری پیکران مہر صورت
ہین مگر سب پتھر کی ہین اور ایک سمت سب تختون سے خوب
یک تخت بچھا تھا اُسپر ایک عورت نہایت حسین بصد فر و تمکین
شہ سو حی اُسکی کنیزی کا دم بھرتی تھی اور وہ مایۂ ناز گیسوے دراز اپنے
کھولے تھے اور زار زار برنگ ابر بہار روتی تھی یہ ماجرا تھا نظم

نشستہ زنے خوب بر تخت ناز	پُر از شرم با جامہاے دراز	ازین سو وزانسو پرستندگان
پس و پیش اندرون بندگان	نشستہ بران تخت بے گفتگو	بگریان زنے ماند آن ماہرو
زنان تازمان دست بر یازدے	سر شکے ز مژگان بینداز دے	ہر آنکس کہ دیدی مراد را زدور
زنے یافتی شیفتہ پُر ز نور	کہ گریست بر حال خود زار زار	دو رخ سرخ و مژگان چو ابر بہار

شہزادہ کا داللہ کہ جب اُن سنگین پیکرون کے قریب آیا بتخانۂ آذری کا نقشہ پایا ایک صنم سنگدل
کیصورت پتھر کی تصویر تھی حسن مین بے نظیر تھی واقعی بدر منیر تھی دہن غنچہ رنگ اُنکے شہزادہ
سیاحان طلسم کو دیکھکر کھلگئے سب قہقہہ مار کر ہنسین شہزادہ بھی اُنکو ہنستے دیکھکر ہنسنے لگا اور
یہی طلسم اُن تصویرون مین ہی کہ جو وہ کرینگی آنیوالا بھی یہانکا وہی کریگا شہزادہ ازبسکہ مالک
لوح طلسم تھا ہنسنے پر اُنکے ہنسا تو لیکن ساتھ ہی لوح کو بھی دیکھا معلوم ہوا کہ اسی فاتح طلسم تصویرین
ابھی تو ہنستی ہین کچھ دیر مین روئینگی اور وہ عورت جو سبکی افسر بنی ہوئی تخت پر بیٹھی ہی اُسکو یہ سب
رو رو کر سمجھائینگی پس اس دعا کو جو حاشیۂ لوح پر لکھی ہی تو ورد زبان کر اور جیکا کھڑے رہکر اُنکی باتین
سُن کہ وہ سب تیرے کام آئینگی اور دعا کو پڑھنا موقوف نکرنا ورنہ اگر یہ روئینگی تو گریہ تجھپر بھی طاری
ہوگا اور یہانتک روئیگا کہ مرگ تجھپر ہنسیگی روتے روتے جان جائیگی شہزادے نے یہ معلوم کرکے
جلد دعاے حاشیۂ لوح کو یاد کرکے پڑھنا شروع کیا کہ ہنسنا موقوف ہوا اُدھر وہ سب قمر پیکران
سنگین بدن یکایک ہنستے ہنستے مُنھ پر آنچل و دوپٹون کے لیکر رونے لگین اور اپنی جگہ سے اُٹھکر

اُس تخت نشین کے پاس آئین گرد تخت پھرین بلا
زبون ہی یہ اچھا نہین شگون ہی ایک بولی کہ
کہا اِس بھڑوے افراسیاب نے سارا طلسم برباد کرایا ہمیشہ ہو رہی نہیں ہزار
ملک مال نر کھاتیسری نے جواب دیا کہ اب ہو سکتا نون نے صبح ماری ہی تو تیرا بیڑا غرق ہو جائے
ہر ایک کو لڑائی پر بھیجتا ہی پھر یہ فکر نہین ہی کہ کوئی کیا کرتا ہی مزا ہی کہ بیٹھا ہی چوتھی نے کہا ارے یہی
تو غضب ہی اور رونا کا ہیگا ہی ہمارے یہ
بھیجا ہی اُسکے پوتے نے ہماری بی بی ملکہ
موصوفہ سے تیغۂ گوہر نگار لینے آیا ہی اُنھین سے اور بولی کہ اُس مردے افراسیاب نے ذرا بھی خبر
نہ لی کہ طلسم گوہر گرہ پر کیا گذری پھر اور ایک نے کہا اب چاہے وہ خبر لے یا نہ لے جو ہونا تھا وہ ہو گیا
اور عورت بولی کہ یہ رونا دھونا تو موقوف کرو شاہ جادوان خبر نہین لیتا تو نہ لے بیرۂ حمزہ السادات
ہم سبکا یہان آگیا ہی اب اُسکی مدت خوشامد کر کے اپنی جان بچاؤ یہ کلام اُس عورت کا سنکر وہ تخت
نشین اُٹھی اور شہزادے سے آنکھ ملا کر گہر ریز تکلم ہوئی کہ ای شہزادۂ ذیجاہ ہم غریبون کے پشت
و پناہ یہان تشریف لائیے ہم مصیبت زدون کے حال پر رحم فرمائیے اِس آن ادا سے یہ کلمے اُس
گل پیرہن سنگین بدن نے کہے کہ کیسا ہی سنگدل ہو تو موم ہو جائے شہزادے نے فوراً لوح کو
دیکھا اسمین معلوم ہوا کہ اِس عریضہ جو سے کہ کہ تو مجکو کلید اُس صندوق کی کہ جسمین تیغۂ گوہر نگار ہی
دے تو مین تیرے پاس آؤن اور تیرے کہنے کو مانون شہزادے نے حسب ہدایت لوح فرمایا کہ ای
مایۂ ناز سراپا انداز جب سے کہ مین نے تیرا جمال حور مثال دیکھا ہی کیا کہون جو کچھ حال میرے دل کا ہی مگر
ناچار ہون کیا کرون عہد کر چکا ہون کہ تیغۂ گوہر نگار جبتک نپاؤنگا کسی محبوب کے پہلو مین نہ بیٹھونگا
اور کسی تیغ ابرو کا گھائل نہ ہونگا پس تو مجھے کلید صندوق تیغۂ مذکور عنایت کر کہ اپنی مراد کو
پہونچون اور جو کچھ تو ارشاد کرے بجا لاؤن اُس زن طلسمی نے یہ سنکر تیغ ابرو کو کج کیا اور ہاتھ پر
ہاتھ مار کر ہیہات ہیہات کہا وہ سب پتھر کی پتلیان شہزادے کو سمجھانے لگین کہ ای شہزادۂ
جوان بخت جو کوئی اپنے سے محبت کرے اُسکو ترسانا نچاہیے غم مفارقت مین مُرلانا نچاہیے
یہ بیچاری آفت کی ماری کیا جانین کہ تیغہ کہان رکھا ہی اور کنجی کہان ہی سارا گھر اُنکا لٹ چکا ہی

س ہین انکو کیا معلوم ہی کہ آپ کس صندوق کی کنجی مانگتے ہین شہزادے
سمین ظاہر ہوا کہ تو کہ وہ کنجی مین مانگتا ہون جو انکے جوڑے مین ہی شہزادے نے
ی تمنائے ملاقات ہی تو مجکو وہ کنجی دین جو انکے جوڑے مین ہی اُن پتلیون
ن کنجی کو یہ کیون دینگی کہ اُسمین تو انکے شوہر کی جان ہی شہزادہ نے فرمایا
قریفتہ ہین تو پھر مجسے محبت کرنا بیکار ہی مین شراکت کی الفت نہین کرتا ایک
ہوتا اُس تخت نشین عورت نے اُن پتلیون کو گھرکا کہ کیا بیہودہ تقریر کر
ہی ہین تو اسی شہریار کی دلدادہ ہون یہ کہکر شہزادہ سے کہا ای یار دلنواز
آیئے تشریف لائیے جو آپ مانگتے ہین مین وہی دونگی شہزادے نے اسکے اقرار کرنے سے پھر
لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ اُسکے پاس جاؤ یہ ہزارہا کنجیان تمھین دکھلائینگی تم سب کنجیون پر عکس
لوح ڈالنا جو کنجی کہ شمع کیطرح روشن ہوجائے وہ لے لینا یہ زن مکارہ اُس کلید کو تمسے چھینا
چاہیگی فوراً لوح طلسم کو اُسکے جسم سے مس کرنا اور نیرنگی طلسم کا تماشا دیکھنا یہ معلوم کرکے شہزادے
نے قدم آگے بڑھایا اور کہا ای ملکہ تمھاری محبت نے مجکو دیوانہ بنایا ہی اُسنے بھی آگے بڑھکر
دست نگارین سے ہاتھ شہزادے کا تھاما اور کہا فرد مہربان یار جفا کار ہوا ہی مجھپر + دل مضطر
کا ہی اب میرے خدا ہی حافظ + غرضکہ دونون ہنستے ہوئے بالائے تخت پہونچے اُس بت نے رام
ہوکر گردن مین باہین ڈالدین پیشانی و رخسار کے بوسے لینا چاہے اس خود کام نے منھ ہٹاکر
کہا واہ ای پیمان شکن ابھی سے وعدہ اپنا فراموش کیا بیت او تغافل شعار او عیار + او فراموش
کار عاشق زار + جلد میرے سوال کو پورا کر اُسنے اس کلام پر ہنسکر جوڑا اپنا کھولا اور ایک بار
کئی ہزار کنجیونکا لکا سامنے رکھا شہزادے نے لوح کا عکس سب کنجیون پر ڈالا ایک کنجی بقدرت
فروغ بخش مشعل شمس و قمر ہر رنگ شمع منور ہوگئی شہزادے نے وہی کلید ہاتھ مین لیکر یار سے
نکالنا چاہی اُسوقت تو وہ عورت اسکے ہاتھون سے لپٹگئی اسنے لوح طلسم اُسکے سینہ و شکم
مین لگادی پھر تو آواز مہیب آئی اور سراُس عورت کا پھٹ گیا اُسمین سے دھوان نکلنے لگا
اسیطرح ہر ایک پتلی کا سر شق ہوا وہ مقام تو بچا نہ بنگیا قلعۂ حسن سے تو بین چھوٹنے لگین فتح
طلسم کی خوشی مین شہزادے کی سلامی اُڑنے لگی تا دیر آوازین مہیب آیا کین آخر وہ پتلیان

مع اُس زن تخت نشین کے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر تحلیل
ایک سمت صدا دیتا ہوا چلا کہ ای طلسم کشا مین
اب نہ ٹھہرا مال طلسمی لیکر اپنے دادا کے لشکر مین جا
دیگر دھوان غائب ہوا شہزادہ وہ کنجی لیکر اپنے ر
کھلوایا ہزارہا خمہائے زر طلا بون مین سے لٹکے دیکھے
کی طلائی اور نقرئی جوڑیان نکلین صندوقون
صندوق طلائے احمر کا ایک تخت پر رکھا تھا
نے اُسی کلید سے جسکا ذکر اول بیان ہوا اُس صندوق کو کھولا ایک تلوار آبدار دشمن سنہار
رکھی تھی جسپر دستہ جواہر جڑھا تھا موتی اُسمین لگے تھے نیام مین بھی موتی ٹکے تھے شہزادہ نے خوش
ہوکر اُس شمشیر کو لیا اور کھینچکر دیکھا جب جوہردار تیغہ پایا کہ دیدۂ جوہر مریخ پر آنکھین نکالتے تھے زبان
تیغ ہندوے فلک کو للکارتی تھی

نظم

اُس تیغ مین جلوہ گر ہین جوہر	یا دامن کہکشان مین اختر	حرفون سے مثال کیون مین دون
لکھا ہی قضا نے محضر خون	چلنے مین وہ تھی زبان طرار	کھینچنے مین تھی صاف دامن یار
اکدم ہو جو اُس سے صحبت قیس	لیلی سے ہو قطع الفت قیس	بعد اُس تیغہ پر قبضہ کرنیکے

اور تمام اسباب طلسمی کو نکلوایا ایسی متاع خوب کو پایا کہ ابیات

ز دیباج و دیبا و خز و حریر	ز عود و ز عنبر ز مشک و عبیر	ہم از یارہ و گوہر شاہوار
ہم از طوق و ز افسر و گوشوار	در فشی در فشان ز دیبای چین	کہ پیدا نہ بودی ز دیبا رمین
بصد مردش از جاے برداشتے	ز ہامون بگردون برافراشتے	چہلتہ ز دیباے زربفت گون
کشیدہ ز ہر سو بزر اندرون	ز دینار و ز گوہر و طوق و تاج	ہمان مہد پیروزہ و تخت عاج
ابا ہر یکے افسر شاہوار	صد اسپ و صد اشتر بزین و بیار	پھر یہ شہریار با تمکین و وقار داخل

مین تشریف لایا اُسیطرح کا جیسا پہلے جلسہ عشرت جما تھا ہنگامۂ مسرت آراستہ فرمایا اُسی
جشن نشاط مین ملکہ بنفشہ سے اپنا اور وزیرزادی سے اُسکی سیارہ عیار کا عقد کیا دن
بھر داد عیش دیتا رہا جب عروس شب افشان ستارون کی چنگ و دُھن بجی اور آفتاب سہرا

ماشعاع کا باندھے حجلۂ مغرب مین بہر آرام گیا کہ نظم

ے کام	ہوا شانہ کش ہر گیسوے شام	مزاج شاہ نے آرام چاہا
م چاہا		

شہزادہ اور عیار حجلۂ عروسی مین داماد بنے ہوئے بصد اشتیاق ورآرائش بحساب کا کیا شمار ہو شبستان کے صحن مین اشجار جواہر کے ہم گل کا دریا بہ رہا تھا مہریان لاجواب بھولون سے مملو بچھی تھین اوٹ ہوا ہر آگین پلنگ آراستہ تھے عود و عنبر سلگ رہا تھا قراب بے گلاب کٹورے لئے تھے عطر کی شیشان خوشبو انگیز تھین مسندین زر ریز تھین جام و سبو و بادہ ارغوانی مہیا معشوقین بناؤ سنگار کرکے مسندون پر جلوہ فرما کنیزان مہ پارہ سرگرم کاروبار بہ کیفیت و بہار آشکار نظم

شہہ قاسم شہنشاہ خوش اقبال	کہ تھا مشتاق معشوقہ بہر حال	شبستان مین ہوا پھر جلوہ افروز
چلا جام شراب فرحت اندوز	پھر اسینون مین تھا جوش محبت	ہوئے دونون ہم آغوش محبت
بہم تھے بادہ مستی سے مدہوش	وہ کھل کھیلے دہان ہو کر ہم آغوش	پڑا شلوار پر بیباختہ ہاتھ
کھلا عقدہ سر انگشت کے ساتھ	ہوئی جسدم جدا پانو سے شلوار	ہوا پیدا ستارہ آسمین دم دار
دہن تھا مثل غنچہ اسکا بستہ	نہ تھا بوے چمن کو جسمین رستہ	ادھر بھی تھی وہ شاخ گلفشان تیر
چھٹا گوشہ سے جو یہ بیکمان تیر	گرا فوارۂ نیسان صدف پر	مثال تیر جب پہونچا ہدف پر
بر آیا کام دل حسب تمنا	ملا آرام دل حسب تمنا	رہا شب بھر یہی عیش جوانی
ہوا روشن چراغ آسمانی	ستارونکے بجھے آئے ستارے	ہوئے نظر دنسے پوشیدہ وہ سارے

جب چادر سحر مثل چادر پلنگ عروس خون شفق سے رنگین ہوئی یہ ظاہر تھا کہ عروس دہر کا ازالۂ بکر ہوا ہی شہزادہ شبستان سے اٹھکر حمام مین گیا اور نہا دھو کر فریضہ نماز سحر ادا کیا ملکہ بھی نہائی دھوئی وزیرزادی بھی خلوت سرا سے باہر آئی ہمسنین جھرمٹ جھاڑ کرنے لگین قہقہے اڑنے لگے جلسۂ عشرت جمایان تو یہ رنگ تھا ادھر شہزادہ و عیار نے دربار مین آکر اپنے مقام پر جلوہ گستری کی سردارون نے آکر تسلیم کی بادشاہ طلسم اور وزیر نے خلعت دامادی دیا شہزادہ نے ملک جام کی حکومت عقاب کو عنایت فرمائی شہزادہ کو فلوۂ نافرمانیہ عطا فرمایا بادشاہ کو اسیطرح

حاکم طلسم کی زمین کا رکھا جب انتظام سب
کر چکا حکم تیاری لشکر دیا ملک سلطان کو
کو اپنے ہمراہ لیکر خفتانہائے طلسمی لشکریون
کو عنایت فرما کر ساتھ ہزار سواران جرار
کار کو آراستہ فرمایا ڈنکے بجنے نائے ترکی کا
شور بلند ہوا آراستہ ہو کر تیغہ طلسمی زیب کمر فرما کر
بارگاہین طلسمی فیلون پر بار ہوئین شہزادہ آ
اور انیسین کنیزون وغیرہ کو چہ پہلوت مین بٹھلا کر
پری پیکر پر سوار ہوا ملکہ نقشہ کو سکھپال مین
بڑے کروفر و عظم و شان سے کوچ کیا شاہ طلسم بھی کچھ دور کے لیے ساتھ چلا نظم

چو برخاست آواز طبل رحیل	بخاک اندر آمد سر شیر و پیل	ز لشکر ان از ہندوار چین و روم
ز ہر کشورے کان بد آباد بوم	غلام و پرستندہ از ہر درے	ز در و ز یاقوت و ہر گوہرے
ز دینار و بخشش کرانہ نبود	چنو خسرو اندر زمانہ نبود	دگر پیل جنگی ہزار و دو ویست
کہ گفتی ازان در زمین جائے نیست	دگر اسپ جنگی چل و شش ہزار	کہ بودند ہمراہ آن شہریار
دگر دہ ہزار اشتر سرخ موے	کہ کس انبود آنزمان یک چنوے	دہ و دو ہزار اشتر بارکش
عماری کش و گاؤ زرین تبصت و	سواران جنگی ہزاران ہزار	طلسمی ز ساحران بیشمار
ز کرسی و خرگاہ و پردہ سرا	ہمان خیمہ و آخور و چارپائے	چو از کوہ و زدشت برداشت بہر
ہمی رفت شادی کنان سوے شہر	ز نالیدن بوق و بانگ سرود	ہوا گشت از آواز بے تار و پود

باین کروفر و عظمت و جلال یہ اختر آسمان اقبال اُس سرزمین طلسم سے نکلکر بشیئہ حیرت مین تشریف فرما ہوا یہان وہ قلعہ اور صحرائے سبزہ زار و دریا جو علامت طلسمی تھی وہ سب غائب تھی پہاڑ کے دامن مین سرداران شہزادہ اُترے ہوئے تھے آمد سے اپنے مالک کی خوشنود ہو کر حاضر خدمت ہوئے ہمایون بن شداد وغیرہ سردارون کو دیکھا کہ میرے غم مین لباس فقیری پہنے ہین شہزادے نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیا یہان زد بہ ملک سلطان کے جاسوس جنہ کو حاضر تھے وہ دوڑ کر در دولت ملکہ مذکور پر آئے اور خبر آمد شہزادہ دیگر ملکہ کو سرور کیا وہ اُسیوقت سوار ہو کر شہزادے کے پاس آئی اور خیمہ مین شہزادے کو بلا کر گرد پھری نثار ہوئی اور قدم پر سر رکھکر منت کنان عرض پیرا ہوئی کہ بھیا ایک شب میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرما ہو جیے کہ مین اچھی طرح آپکو دیکھ لون شہزادے

کے کوچ کیا ملکہ موصوفہ سبقت کرکے برائے انتظام آرائش ملک و
ارادہ ہوا کہ قلعہ مین آکر فوج کو بہر استقبال روانہ کیا توپخانہ تیار ہوکر سلامی اُڑنے
لگا آتشبازی اور وہ شہزادہ
وہی شاہ کو طلسم سے را
سواری دیکھنے کو سر را

نظم

بلرزید تا گاو دم بر درش
دمیدند و پُر بانگ شد کشورش

بلبستند آذین بہ بیراہ و راہ
برآواز شیرین خاور سپاہ
برآمد ہم آواز رامشگران

درین شہر از ایوان گران تا کران
بزرگانش از جای برخاستند
بنزدیک شہ جاے را ساختند

زجای فراز و زجاے نشیب
نسیم گلان آمد و بوے طیب
لب شاہ قاسم پُر از خندہ گشت

ہمہ کہتران خندہ را بندہ گشت

اسی آرائش مین یک نگاہ نے خبر دی کہ وہ شہزادہ والا گہر
کی سواری آئی یہ نگاہ اُسی سمت لڑائی وہ عظم و شان نظر آئی کہ کسینے خواب مین بھی
نہ دیکھی تھی

نظم

چو آمد نزدیکے شہ شاہ
سپاہے پذیرہ شد ندش براہ

زدیبای زربفت تاج و کمر
ہمان تخت زرین زرین سپر

بر و عود و عنبر ہمے سوختند
دو صد مرد تا مجمر افروختند

دو صد مرد برناز فرمان بران
اباد سہ نرگس و زعفران

ہمی بیش بودند تا باد بوے
چو آید ز ہر سو رساند بدوے

ہمیرفت با مشک صد آبکش
ہمہ رہ ہمی آب را بر زدند

چو شاہان برنای سی صد سوار
ہمی راند با ناموران شہریار

شہنشاہ با کاویانی درفش
ہمی راند با تاج و با گوشوار

بزر بافتہ جامۂ شہریار

تمام خلق نے سواری کو دیکھکر نعرہ خوشی کا بلند کیا اور تالیان بجائین تسلیم کو گردنین جھکائین
ملکۂ شہر کے ملازم زر سر شہزادہ پر سے نثار کرنے لگے محتاجان شہر کثرت بارش زر سے تونگر ہوگئے
اسیطرح ایوان شاہی پر سواری پہونچی وزیران سلطنت و اُمرایان مملکت اپنے بادشاہ سے
ملے شہزادہ کو بادشاہ ہمراہ لیکر داخل شبستان ہوا یہان تمام سامان عشرت مہیا تھا ملکۂ لبان

کنیزان کمترین کاروبار دعوت خود کر
نے گرمی کی ساقیان ماہ پیکر کی ادائین
نگاہون کا ہنسنا نیرنگی باغ حسن دکھا
مین شراب سرخ پیمانۂ آفتاب مین شفق
کو چومنا متاع جان کے بہت سے خرید
تار و نشہ کی ترنگ دلمین اُمنگ چاند
مین جھوکر چلنا دلونکا مچلنا شراب کا د
رنگ کا تماشا سنگدل بھی موم ہوجاتا رقاصونکی ٹھوکر کارمسیحائی کرتی مردہ دلونکو جلاتی تھی

ہمان روز بازوج سلطان بدے	ہمون شبستانش مہان بدے	گرانمایہ کاخے بیاراستند
ہمہ تخت زرین بپیرایستند	ززرین وسیمین وگوہر نگار	ہمہ مایۂ عیش بدشاہوار
کنیزان ورقاص ہمہ ماہروے	پرستندہ رقصندہ بازنگ و بوے	دو روزاں مقام بدعوت

وضیافت مین بسر ہوئے تیسرے دن جب بزم دہر قندیل گیتی فروز مہر سے منور ہوئی کہ بیت
چو پیدا شد آن فرخور شید زرد + بہ پیچید زلف شب لاجورد + قاسم نے حکم تیاری لشکر دیا
اور ملک سلطان سے مع اُسکی زوجہ کے رخصت لیکر جانب لشکر امیر کشور گیر روانہ
ہوا یہ شہزادۂ فلک مرتبت تو اسطرف سے چلتے ہین لیکن شمۂ حال لشکر امیر سنیے کہ کیا گذرا

ساقیا ایسی پلا سرخ بھبوکا سی شراب	جیسے ہو وقت غضب نگ سرخ شیخ وشاب
تلتلل شیشہ نے نعرۂ مرد میدان	خون زاہد سے سوا سرخ ہو بادہ ہر آن
کسلیے ہوچکا سب حال طلسمات بیان	بزم معشوق پر پھیرہ کے تازہ سامان
ابتو پھر جنگ کا لکھنا ہی مجھے کچھ احوال	پھر وہی لشکر جنگی وہی تیغ و گوپال
وہی جمعیت لشکر وہی قتل کفار	وہی میدان جدل تیغ کی جمین جھنکار
پھر وہی رزم قتال و وہی افسون خوانی	وہی مکاریان عیارون کی اور لسانی
چون سرائیدی تو این قصۂ نادر مضمون	جاہ از نائے قلم تازہ دمیدی افسون

تیغ آزمایان معرکۂ سخندانی - و اسپ افگنان عرصۂ افسانہ خوانی - جوہر شمشیر داستان میدان

لکھاتے ہین ۔ اور تیغ زباندانی سے کشور سخن یون تسخیر فرماتے ہین کہ تھا
بارگاہ آکر زمرد شاہ بمقابلہ امیر عالم پناہ پریشان حال ودابستہ ملال اُترا
اور اُسکا سوائے صبائے جادو کے اور کوئی باقی نتھا وہ قحبہ بھی خوف
یاران سے مقابلہ اسلامیان نکرتی تھی ہمیشہ دشت وکوہ مین مخفی رہتی تھی چنانچہ کئی نامہ اُسنے
ارباب طلب امداد خدمت شاہ جادوان افراسیاب بے ایمان مین بھیجے تھے کہ مین یہان
تنہا ہون کسی ساحر کو میری مدد کے لیے روانہ کیجیے شاہ مذکور نے عند الطلب اکثر ساحران
نامی مثل مجنون وغیرہ بھیجے مگر وہ سب طعمۂ نہنگ شمشیر اسلامیان ہوئے غرضکہ
اس ہجا یعنی صبا نے پھر عریضہ بادشاہ طلسم کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای بادشاہ خداوند تعالیٰ
بندگان خوابی سے بہت پریشان ہین جلد اُنکی خبر لیجیے ورنہ وہ ناراض ہوکر یہانسے چلے جائینگے
یہ نامہ شاہ جادوان کو بارگاہ حیرت مین ملا کیونکہ یران کو ظلمات مین قید کرکے وہ بارگاہ
ملکۂ مذکور مین آیا تھا اور نہایت مسرور بیٹھا تھا الحاصل جب مضمون عرضی کا اُسنے پڑھا
حیرت سے کہا کہ ای ملکہ اب مرغ وغیرہ نمکحرامونکا قتل کرنا بہت آسان ہوگیا ہے کیونکہ اُس
چھوکری یران کو مین قید کرچکا ہون اور اُسکے باپ کوکب کی سرکوبی کو جہانگیر جا چکا
ہے میرے جی مین آتا ہے کہ مسلمانون کی ذریات کو پردۂ دنیا پر باقی نرکھون یہان سے
خانہ کعبہ تک سبکو غارت وبرباد کرون اور خدائے باخبر کو تخت خدائی پر بٹھاؤن اب تک
جتنے ساحر کہ بہر استعانت خداوند گئے عیارون نے قتل کیے ابکی ایسے ساحر کو بھیجتا ہون
کہ نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے نہ اسم اعظم اُسپر اثر کرے نہ کوئی عیار اُسکو بیہوش کرکے ہلاک
کرسکے حیرت نے یہ کلام سنکر کہا ای بادشاہ ازین چہ بہتر مین تو سامری سے چاہتی ہون کہ یہ مسلمان
غارت ہون شاہ نے اُسیوقت اپنے جوڑے سے ایک بیضہ نکالکر زمین پر مارا کہ وہ بیضہ شکم
تاکیان ارض مین سما گیا بعد کچھ دیر کے یہ پر وبال اُس بیضہ نے نکالے کہ لگے ابر آسمان پر
نمودار ہوئے اور موتی برسانے لگے پھر ایک مرغ زرین بال اُڑتا ہوا آیا جو درازی قامت مین
ہمسر جولا تھا نسر اُسکے سامنے کنجشک کا بچہ تھا طائر اژدہا خوار فیل شکار سیمرغ خوف سے اُسکے
کوہ قاف مین پنہان بہموت ارض نام سے اُسکے تہ زمین لرزان منقار بزرگ مثل خرطوم فیل

پنجۂ دراز سے اسکے شیر ہمیشہ ذلیل تھا

چنان بود مرغے کہ اسپے بہ تن	بسر بر دو گیسو سیہ چون رسن	خروشش بکردار چنگ ہزبر
ندیدے کس او را مگر گرم گاہ	دو چشمش بکردار چنگ ہزبر	خروشش ہمی برگذشتی سحاب

اُس مرغ نے سامنے بادشاہ کے ایک انڈا دیا کہ وہ بیضہ مثل ایک برج گنبد کے نقاب کے
کے وہ بیضہ شق ہوا اور اُسمین سے ایک ساحر نکلا کہ جسکی صورت نحس دیکھکر سب مرغ
کو بھی غش آجاتا شیطان سے لیے اُستاد پیدا ہوا تھا جیسا طائر تھا ویسا ہی یہ بچہ اُسنے دیا تھا

تنش زشت و بینی کژ و روی زرد	ہوا نش دژم و کژ آہ و دل پر نبرد	ہمان بد دل سفلہ و بیفروغ
سرش پر ز کین و زبان پر دروغ	دو چشمش کژ و سبز و دندان بزرگ	براہ اندرون کژ رود ہمچو گرگ

اُس ملعون دون بداختر وسیہ رو نے بادشاہ ساحران کو سلام کیا بادشاہ اُسکی صورت دیکھکر
ہنسا تمام اہل دربار بھی قہقہہ مارنے لگے بادشاہ نے پھر ارشاد کیا کہ ای گوہر سلک عقدہ گیر
جادو بہت دنون اُڑے اُڑے پھرے اب لڑنے کا تمھارے زمانہ آگیا جاؤ خداوند نا جز
کی زیارت بھی کرو اور اُنکے دشمنونکو بھی مارو اُس خیرہ سر نے ایک آہ بھر کر کہا ای بادشاہ
مجکو سامری نے جو پیدا کیا ہے تو یہ قاعدہ رکھا ہے کہ جو کوئی مجکو بلائے مجھ سے پیدا مین ہون اور
پھر بطن طائر مین چلا جاؤن لیکن مرون نہین پس یہ طائر جسکے بیضہ سے مین خلق ہوا ہون اگر
زندہ رہا تو مین تمام مسلمانون کو ہلاک کرونگا اور اگر یہ طائر جلگیا تو البتہ میری زندگی مین شک ہے
یہ سخن ہنوز ناتمام تھا کہ وہ طائر منقار وا کرکے چیخا اور دہن سے اُسکے شعلہ نکلا کہ سراپا جلنے لگا
آخر جلکر خاک ہوگیا شاہ بھی اُسکے جلنے سے متوحش ہوا مگر اُس ساحر کو سمجھانے لگا کہ یہ
مسکن تیرا تھا اِسکے جلنے سے غمگین ہونا چاہیے یہ کوئی دلیل تیرے مرنے کی نہین ہے
مین خوب جانتا ہون کہ قضا تیری خداوند سامری نے خلق نہین کی اب توقف نکر زیارت
خداوند سے مشرف ہو وہ یہ حکم سنکر آمادہ چلنے پر ہوا اور شاہ طلسم نے بارہ ہزار ساحران غدار
انتخاب روزگار اُسکے ہمراہ کیے وہ بھی تخت پر سوار ہوکر چلے نفیر سحر بجی نائے ترکی کو دم ملا اور
سحر چھاگئے ساحر طائر واژدر پر چڑھکر روانہ ہوئے

نظم

خروشش آمد از نای و رنگاؤ دم	ہمان نعرۂ پیل در دیکتہ خم	تو گفتی بجنبد ہمی دشت و راغ

ہمہ نیزہ و تیغ ہندی بکف	ہمہ ساحران برکشیدند صف	یدچون پرزاغ
ہمہ ساحران پُرز کبر و منی	ستارہ زنوک سنان روشن ست	ا ازجوشن ست
بسوے لقا ہم خرامید تفت	جفا پیشہ برپیل تنہا برفت	یغ آہرمنی

بعد قطع منازل وطی مراحل طلسم سے باہر نکلکر قریب لشکر لقا رخود سر ہوپنچا یہان
ت خدائی پر بیٹھا تقدیرین گھمارہا تھا کہ یکایک لکہ ہاے ابر پیدا ہوکر اوی برسانے لگے
نے علامت سحر برپا دیکھکر کہا تقدیر کی مین نے کہ بندۂ خاص اسوقت آکر مجکو سجدہ
کرے شیطان درگاہ اُسکا بہر استقبال روانہ ہوا اور اثنار راہ مین ساحر مذکور سے ملا
ن اُسکا مقام عمدہ پر اُترواایا اُسکو یا غراز سامنے خداوند کے لایا اُسنے سجدہ کیا خلعت سرفراز
پایا دنگل زرین پر بیٹھا ساقی نے جام مے سرخ دیا جب دماغ اُسکا مے سرخ سے گرم ہوا ملک
یختیارک نے شیطنت شروع کی پوچھا کہ ای جمشیدہ روزگار یہان کیون آئے کچھ اپنی جان کا بھی
تمکو پاس نہ آیا اُسنے کہا ملکہی مین مدت سے مشتاق زیارت خداوند تھا بارے آج طالع یاور
ہوئے جو دیدار نصیب ہوا شیطان نے کہا اچھا زیارت خداوند کرچکے اب جان بچانا بھی
ضرور ہی رو بفرار رکھو اور یہان آنے سے اپنے اوپر آپ ہزارون بار لعنت کرو طلسم مین رہتے
تو زندگی بآرام کچھ دن بسر ہوجاتی اور یہان تو یہ حال ہی کہ ع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نے ماند لقا یہ
یہ کلمات سنکر خوب ہنسا اور گویا ہوا کہ ملک جی تمکو میرے مرنے کا خیال بیکار ہی مین مرنا جانتا ہی
نہین تمکو یقین نہو تو خداوند سے پوچھ لو کہ میری موت پیدا کی ہی نہین لقا یہ کلمہ سنکر سمجھا
کہ اس ساحر مین کچھ تو ایسی صفت ہی جب تو دعوی اسطرح کا کرتا ہی تو بھی تقدیر اسکے کہنے بموجب
پس یہ گربھی للکارا کہ ای شیطان درگاہ من یہ بندہ میرا سچ کہتا ہی مین نے اسکو زندگی جاوید
عطا کی ہی مرنا جانتا ہی نہین ہی شیطان نے کہا اور جو اُنکا خود مرنے کو جی چاہے تو کیا ہوگا لقا
نے کہا تو جھک مارتا ہی یہ کبھی نہ مریگا وہ ساحر قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا ملک جی تم سچ ہی جانو مین
مرنا نہین جانتا ہون کوئی حربہ مجھپر اثر نہین کرتا نہ عیار بیہوش کرکے ہلاک کرسکے گا شیطان نے
کہا اندھا جب تپائے جب دو آنکھین پائے یہان بھی ایسے بندے خداوند کے ہین جو مرنا
سکھا دیتے ہین بغیر قضا آئے نہ خاک سُلا دیتے ہین یہ باتین تھین کہ ساحر نے ایک گوشۂ بارگاہ

کی طرف دیکھ
امیر صورت
یہان آ
اسکے شر
سے کہا کہ ملک
و بفزار لانے
اتنی ہیروئی
پھر کر سامنے اسنے آ اسنے کر سیان بیٹھے کو دین اور ہیبت خاطری پھر زبان کو تقریری سیان پر
چڑھایا کہ ای عیارو یہ مین خوب جانتا ہون کہ تم اپنے کام مین بڑے لائق فائق ہو بلکہ یکتا لیکن
مجھپر عیاری کرنا ایسا ہی جیسے حباب کو گوہر جاننا آئینہ کو دریا سمجھنا ہوا کو مٹھی مین ناپنا اپنے
عکس سے آپ کشتی لڑنا ہی اور ساحر جتنے آگے گذرے ہین سب مرنا بھی جانتے تھے مین بھولکر بھی نہین
پڑھا قضا میری قضا کر گئی بار احسان ہستی میرے سر پر دھر گئی تم میرا کچھ نکر سکوگے لہذا تم مجھپر عیاری
نکرنا ورنہ مین تمکو قتل کرونگا اسلیے اول تمکو خبردار کر دیا تاکہ عذر نہ رہین کوئی باقی نرہے اب تم جاکر خضر
کو بھی سمجھاؤ کہ سرکشی سے باز آئے اور خداوند کو سجدہ کرے سلطنت تمام عالم کی اُسکو ملیگی جان
بھی بچیگی ورنہ میرے ہاتھ سے بچنا اُسکا محال ہی اسم اعظم بھی مجھپر نہ چلیگا دم بھر مین سب جاہ و
جلال اُسکا خاک مین ملیگا - عیارون نے یہ تقریر اُسپر تقصیر کی سُنکر خندۂ دندان نما کیا اور کہا
بجا ارشاد آپکا ہی لیکن ہم یہ عرض کرتے ہین کہ خداوند جو آپکے ہین وہ بھی مرنا جانتے ہین پھر آپکی
زندگی دائمی کیونکر ہو سکتی ہی جہان فانی مین کون ایسا ہی جو مرنا نجانتا ہو اور مرے نہین کہ ہیچ
چہ دہی چہ اہرمن بت پرست ۔ زمرگ اندریں سر نہادہ دو دست + معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری
قضا کسی تحفۂ طلسمی سے ہی اسی وجہ سے تمکو فخر و ناز ہی کہ میری موت نہین ہی - اور اگر ایسا بھی
ہی کہ آپکی موت شیطان کیطرح تا بروز قیام ہین ہی تو ہوا چہ - ہم تمام عمر عیاری کرتے رہے
ہین اب بھی کرینگے اور صاحبقران کافر کشی کا شیوہ رکھتے ہین وہ ایک آپ کے مرنا جاننے
سے کیونکر لڑنا چھوڑ دینگے یہ آپکا خیال خام اور تصور ناتمام ہی اچھا آپ اپنی جان لیے بیٹھے رہیے

تم جاتے ہین اور ہو سکتا ہی تو آپکے مرنیکی تدبیر یاد کر کے آتے ہین یہ کہکر وہان سے جست و خیز کر کے روانہ ہوئے گوہر انکی تقریر سنکر ششدر ہو گیا بختیارک نے اسوقت کہا کہ کیون میان گوہر تمنے سنا کہ ان عیارون نے کیا کہا سچ کہنا کیا تیرے کی بات کہی ہی انہون گئے ہوگے تو خیریت اسمین ہی کہ اپنی راڈھا کو یاد کرو اور دال مین دو چلدو کا سبق پڑھو ساحر نے کہا عیار یونہین واہیات بکتے ہین ملکہ ان مسلمانون کی قضا ہی آگئی ہی تم دیکھ لینا کہ کس عذاب الیم سے ہلاک ہوتے ہین یہ کہکر اپنی بارگاہ مین اٹھ گیا اور ایک شب و روز آرام پذیر رہا جب دوسرے روز ساحر گیتی افروز کو ظلمت شب نے تدبیر مرنے کی بتائی اور تاریکی نے عالمگیر ہو کر ضیاے خورشید خاک مین ملائی نظم

چو پژمردہ شد چہرۂ آفتاب	ہمی ساخت ہر مہتری جاے خواب	چو شب چادر قیر گون کرد تو

گوہر بارگاہ لقا مین آیا اور شراب خوری کر کے مست ہوا حکم طبل جنگ بجنے کا دیا بموجب حکم نفیر سحر پھنکی طبل جمشیدی پر چوب پڑی ہر کارے لشکر امیر کے خبر لیکر خدمت فیضدرجت جناب شہنشاہ اسلامیان مین آئے اور گوشہ سریر ادب کو چومکر دعا و ثنا بادشاہی زبان پر لائے نظم

زپیروزگر آفرین بر تو باد	مبادی ہمیشہ گر شاہ و شاد	مبادا جہان بے چنین شہریار
برومند بادا و سار روزگار	مبیناد کس روز بے کام تو	بنشستہ بخورشید بر نام تو
جہان بے سر و افسر تو مباد	بر و بوم بے لشکر تو مباد	بعد بساط گستری دعا جملہ اجرا

آمد گوہر دعوی باطل اسکے کرنیکا اور طبل جنگ بجوانے کا معروض بیان مین لائے اسوقت ابو الفتح و سمک نے بھی حاضر ہو کر اپنا حال بیان کیا کہ یون ہمکو ساحر نے سحر سے بلا کر پھانسا کی بادشاہ دامیر نے فرمایا کہ بد دانیز دبرحق ہمارے لشکر مین بھی کوس رزم پر چوب پڑے ابو الفتح کہ اب تمہاری جگہ پر افسر ہی حسب ارشاد شاہ والا نژاد نقار خانے مین آیا اور نوبت قلعہ چینی کی لیکر خواجہ کے نام پر جمع کرادی پھر نقارۂ سکندری کا غاشیہ اٹھا کر دوال دی تمام عالم پر از غلغلۂ شر و فساد ہوا اے ترک دصنج کیومرثی کو دم ملاہیت سے عجب تھا جو پیر فلک کا دم نکلتا دلاوران عرصۂ کارزار جلادت شعار آگاہ و خبردار ہوئے کہ کل معرکۂ جدال ہر روز نبرد

قتال ... اور ایسے دشمن صعب سے مقابلہ ہی جو مرنا نہیں جانتا ہو دیکھیے فردا ...
کا ہنگامہ ہوگا بادشاہ نے دربار برخاست فرما کر شبستان میں داخلہ کیا امیر حمزہ ...
مصروف عبادت خدا ہوئے سرداران لشکر اپنی جگہ پر گئے مسلح ہاتھ کھڑے ہوئے ...
فرط ... سے خانہ دہر آہن کدہ تھا تیغہائے آبدار کی چمک سے دریائے قہر کی آفت کی طغیانی
تھی ... کی لہر تھی زبان تیغ کا بیان تھا کہ وہی مرد دانا ہے جو گھات گھات کا ہمارے پانی سے
بردار ... شمشیر سے دہان زخم تو کے ہوز زبان ستان نیزہ یہ سناتی کہ راست بازی ہے جو سینہ تانے
میدان میں کھڑا ہو کہ ہمیں چلائی تھیں کہ وہ کچھ دار ہے جو لب ہموار کی بات سمجھتا ہو ...
کہتی کہ ای گوشہ گیران حجرہ بے ننگ لائق نہ کام کز ایشان کہ بہ ... آزمودہ از سینہ ...
گوپال لاف زنی پر تیار سر بلند کیے زبان حال سے کہتے ای سروران سرد نیے میں کمی نکرنا خبردار خود
خود بینی کا دعوی باندھے ہوئے زرہ ہر حلقہ سے آنکھیں نکالے ہوئے تیر عدو کو بیکر نیکا ارادہ
رکھتے تفنگ دم شجاعت کا بھرتے نالے ترکی کا شور نفخ صور کا ہمدم شور محشر اس ہنگامہ
کے روبرو بہت کم نقیب ہر سمت للکارتے بہادر نعرہ مارتے گھوڑے شیہے بھرتے پیادے تنتے
سواروں کے پرے سامان رزم کرتے کوئی تلوار کو صیقل کرتا کوئی تیروں کو زہر آبدار بناتا کوئی
کمانیں سینک کر درست کرتا کوئی کمر ہمت چست کرتا رن مہتابیں اور مشعلیں روشن بہار پر
شجاعت کا گلشن ہر سمت پنجشاخے گلہائے باغ تھے تلوار و خنجر چمکتے یا جلتے چراغ تھے چہرہ ہائے
بہادران بسان شمع منور گلہائے سپر سے دماغ جان بہادران معطر چقاچاق شمشیران سے
ارض و سما میں تہلکہ تھا اسطرف تو یہ ہنگامہ تھا ادھر ساحران نامی نے کرا ہیان چڑھائی تھیں یہ
مہمان بلائی تھیں بھنبیٹ میں جھٹکے چڑھ رہے تھے لشکر ان کفار لوہا صاف کرتے تھے یہ نقشا تھا نظم

چو در شب خروش آمد از کرنائے	بجستند سالار جنگے ز جائے	ز لشکر برآمد بر افسان خروش
کہ شیر زیان را بدرید گوش	سپیکے مرد گر راند انست باز	شب تیرہ و نیزہ ہائے دراز
بخورشید ہی آتش افروختند	ہوا و زمین را ہمی سوختند	چار پہر رات اسی جوش و خروش

ہین بیسر ہوئی جب طلسم دہر کا در ... دازہ کھلا اور آفتاب بصد آب و تاب فتاح طلسم ظلمت شب
... ہوا لوح زرین ... اس در سے باہر آیا کہ ابیات

چنان تا سپیدہ دمان بر دمید	شب تیرہ گون دامن اندر کشید	چو پنہان شد آن چادر آبنوس
بگوش آمد از دور بانگ خروس	ہنگام سحر لشکر جانبین سے خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون	

ہر ملک کے لوگ ہر طرح کی فوجین جانب میدان مصاف روانہ ہوئین زمانہ گرد سپاہ سے سیاہ ہوا وہ وقت تھا کہ نوبت پر ٹکور لگتی تھی نسیم آہستہ آہستہ چلتی تھی شمع مہر روشن ہوا چاہتی تھی شمع انجمن کے رخ پر اداسی تھی اسوقت سردارون نے جلد جلد نہا کر نماز سے فراغت کی سلاح حرب تن پر آراستہ کیے مرکبون پر سوار ہوکے خدمت امیر باکرم مین آئے امیر ذیحشم نے بھی دعا کرکے جیغہ جسم پر لگائے قندس نے اشقر دلوزاد کو حاضر کیا حضور سوار ہوئے بہرام گرد خاقان چین و مقبل وفادار نے اول مجرا کیا پھر تو تمام سردارون نے تسلیم کی اور حضور کے ہمراہ ہوئے ایک سمت سے ابو الفتح و سمک نے آکر دہنے بائین رکابون کو تھاما علم از دہا پیکر کا سر پر سایہ ہوا دو شانے نیچے شانے روشن نقیبون کی آواز خوش لحن اسیطرح سواری محاذ پر خراکی جلوخانۂ بادشاہی مین پہونچی کچھ ہی دیر مین عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا جلوس سواری حضرت قدر قدرت نکلنے لگا ہزار بارہ سو نیچا خہ پھنکتا نظر آیا سترہ سو فانوس مینا کار روشن تھی پھر کئی سو تخت آرائش کا جھپر گلدستے جواہر کے چنے تھے نکلے ڈیوڑھی تک عورتین یہ سامان لیے آئین اور مردونکو دیکھ کنارہ ہوگئین طفلان ماہ طلعت لوٹے نخلخون کے لیکر بڑھے بان دار خاصہ بردار چوبدار پرے باندھکر دور کھڑے ہوئے نقیبون نے یکایک بسم اللہ کا شور بلند کیا امیر اور سب سردار مجرا گاہ پر جاکر ٹھہرے تھے کہ سلطان عالم پناہ سلیمان جاہ دارا دربان برآمد ہوئے مرد ہا پکارا بلی راج رہے دھرم کاج رہے دیگ تیگ کے مالک رہین جہان پناہ سلامت رہین نگاہ روبرو حمزہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اٹھائی امیر نے مجرا کیا پھر تو سب سردارونکو سلام لیکر سرفراز شاہ نے فرمایا سینہ پر ہاتھ رکھکر امیر کو اشارہ سوار ہونیکا کیا امیر دوبارہ آداب بجالاکر سوار ہوئے اور چالیس قدم سرداری کے آگے بڑھکر چلے پیچھے تمام سردار ہوئے قلب لشکر مین تخت شاہی قائم ہوا تو قشون قشون بہادر ساتھ چلے سترہ اٹھارہ سو سقے تمامی کی گنگیان باندھے مشکون کے دہانے پر فوارے چڑھائے چھینٹون سے گرد و غبار بٹھاتے روانہ ہوئے زمین

زمان مین ا		
سیہ شد ہمہ		
ورود شت		
سپہ بود بر میدہ		
ہمہ ناوک انداز		

اسیطرح جب میدان عرب مین ہوچکے تو داروان نے جھاڑی بولی کہ شہ دی بیلدار روان نے میدان صاف کیا بساطی آبیاشی کرگئے میدان اہل بنگیا ادھر سے تقا اکیس

تخت پر سوار آیا ساتھ لاکھ سوار کی جمعیت ہمراہ تھی ایک سمت سے آمد فوج ساحران ہوئی گوہر اژدر پر تخت کھینچوائے پشت پر بارہ ہزار سوار ساحر غدار پر اجائے رال کو گل اڑاتے آئے روے دہر سحر کے دھوئین سے کالا تھا عالم زمانیکا نرالا تھا ابر سحر چھائے تھے نقارے سحر کے بجتے نشان ہر سمت رنگ برنگ کے کھلے تھے غرضکہ صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبون نے نکلکر نقابت کی کرکیت کرکا کہنے لگے اُسوقت گوہر اژدر اپنا بڑھا کر سامنے تخت تقا کے آیا اور سجدہ کرکے طالب اجازت ہوا تقا نے کہا ید قدرت کے سپرد کیا شیطان نے کہا اے گوہر آگ کا کام ہے جلادینا پانی کا کام ہے بہادینا تلوار کا کام ہے کاٹ ڈالنا ذرا خوب سمجھ بوجھ کے لڑنا اور خداوند آپ بھی اپنے ید قدرت کی شرم کیجیے گا اُس گبر نے کہا ابکی خوب مستحکم تقدیر کی ہے شیطان نے کہا دونون مٹھیان اچھی طرح بند رکھیے گا ایسا نہو کہ کھلجائین خداوند نے کہا تو مجھے بھی تہیل کرتا ہے اُسنے کہا آپکی تقدیرات سے مین خوب باخبر ہون یہ تو اسطرح مضحکہ کر رہا ہے اُدھر گوہر تخت پر بیٹھکر اژدر اُڑا کر وسط میدان مین آیا اور پکارا کہ اے فرقہ خدا پرستان اب بھی کچھ نہین گیا ہے آؤ اور خداوند کو سجدہ کرو ورنہ کچھ دیر مین نقشہ نزلیت تمھارا بدل جائیگا ملک ہستی اُجڑ کر شہر فنا بس جائیگا سرداران اسلام نے بجواب اِن باتون کے لعن طعن کرکے فرمایا کہ جو تجھسے ہوسکے اُسمین کمی نکر خدا ہمارا نگہبان ہے یہ سننا تھا کہ اُسنے بغضب تمام تیر تاریل کمر سے نکالکر جانب آسمان مارا کہ وہ بلند ہوکر شق ہوا اور دھوان اُسمین سے نکلا فورا ابر تیرہ وتار ہر سمت سے گھر آیا دنیا سیاہ ہوگئی اندھیرا چھایا اور موتی برسنے لگے عیاران لشکر اسلام

لشکر سے نکلکر رو بفرار لائے اور بہت سردار بکارے کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے امیر نے پاہا کہ پڑھون مگر پہلے ایک
روشنی دکھائی دی جب اُسطرف نگاہ کی ایک عورت قبول صورت نظر پڑی یہ اُسکے شمع رخسار کی
روشنی تھی امیر نے پردۂ قاف کی پرسون سیر کی ہو لیکن ایسی شکل نہ دیکھی کسی پری کی بھی نہ دیکھی
تھی زلف پر پیچ اُسکی شامت لانے پر اسلامیون کے کمر باندھے مثل کافر تھی جادوگری سے
خوب ماہر تھی بیرون مین کلوا بیر تھی جعلسازی کی یاد اُسکو تدبیر تھی ہاتھ اُسکی راست بازونکو
پیچ عشق کی کجروی سکھاتی کمکستان ہنگام مقابلہ ٹیڑھی سیدھی سناتی پیشانی آئینہ صورت نما سے
تیزگی ابرو ہر ایک مائل بہ سرکشی مژگان وہ تیر کہ ہر طائر دل جس سے بخیر آنکھ ہر ایک فتنہ پردار
غمزہ کا ساحرانہ انداز صدقۂ چشم حلقۂ زنجیر مردم نگاہ عشاق جسکی اسیر رخسار گلستان
ساحری کے دو پھول غارتگری خانمان خاطر عشاق جنکا معمول دہن تنگ پوشیدہ
مسلمانون کا دشمن آسیب رسان سیب ذقن بیاض گردن حسن و خوبی کی دفتر سینہ پر
چھاتیان سبر کش و خود سر اسیطرح از سر تا پا قیامت کا نمونہ اغضب کا نقشہ آفت کا پرکالہ

کہ بو جب نظم	ببالا چو سرو و بسینہ چو سیم	بدیدار نیکو چو در تیم
بہ ابرو کمان و بچہرہ نکوے	ز گوہر بیارا ستہ روی نکوے	بہ رخسارہ چون روز و گیسو چو شب
ہمی دُر بیارید گفتی ز لب	دو لب لعل و بینی چو سیمین قلم	دو بیجادہ خندان مژگس ترم
چو بار زم کردی بگردون نگاہ	بخستی بنوک مژہ روی ماہ	اُس ماہ وش کو دیکھتے ہی امیر

نے عقل و ہوش کھویا اسم اعظم پڑھنا کیسا دین و ایمان رونمائی مین دیا کہ لمؤلفہ

بھولے قرآن جو اُسکا رخ روشن دیکھے	رکھدے پوتھی کو اگر ہاتھ برہمن دیکھے	اُس کافر ادا کو خطاب کرکے

پکارے کہ فتنۂ روے زمین آنکھو تکا ہی تیرے غلام خادمہ غمزون کی تیری گردش
افلاک ہی + اُس پری وش نے ہنسکر برق تبسم سے خرمن صبر کو جلایا اور کہا آپ میرے اگر
شیدا و فریفتہ ہین تو میرے باغ مین آیئے دو گھڑی میرے گلزار حسن کی سیر دیکھکر جایئے انکا یہکہکر
آن و ادا دکھاتی کمر کو بل دیتی روانہ ہوئی امیر بھی اشقر اُٹھاکر اُسکے پیچھے چلے اُس اندھیرے
اور ہنگامۂ سحر مین کسینے نہ دیکھا کہ امیر پر کیا ماجرا گذرا اور کدھر گئے جب امیر عقب زن سحر لشکر سے
نکلگئے بارش ابر سحر نے طغیانی کی موتی کثرت سے برسنے لگے سپرون کو سرداران لشکر نے سر پر

آڑ کیا گو سوال بھنگ در بر گرا چھر رکیب مرکب لشکر چھر کا کیا صفتاں ال لشکر اسلام با نگاہ
کی ہو گئی فلک سنگدل نے نرم دل کو یہ سختی دکھائی تھا نہ آدری لشکر نظیلی کی بھیرت بنائی
یہ نقشہ جو یاران نے کہا لشکر سے دیکھا دوڑ کر قریب سرداران آئے اور بیتاب ہو کر
انکو بیہوش کرنے چلے پر لاد کر لے بھاگے اسیطرح بادشاہ لشکر اسلام کو بھی فیر و نہ دیں گے
بیہوش کر کے لیگیا اسوقت بختیارک نے قریب گوہر آئے عنان پھیری آخر الامر سحر سے
کر کے کیا کہ سیاہ انکا دشمن ہو اول بھاگ جانے میں بھر آگ اپنا بدن لگتے ہیں اگر یہ جادو نہ
اور بگیر کر مار لو ہر سے ساحروں کو حکم حاضر کر دیا اور پکارا کہ ہاں ان بندگان
کو جانے نہ دینا پھر تو ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا ادھر بادشاہ اور سرداروں کے چلے جانے سے
لشکر اسلام میں بھگدر پڑی منچلوں نے اتنا تو کیا کہ کچھ دیر اس معرکہ میں ہنر شجاعت کر
دکھائے کہ جان ہتھیلی پر لیکر لشکر حریف پر جا پڑے اور شمشیر زنی کرنے لگے دو لشکر باہم لپٹ گئے ہاہا د
دیگیر دبش کی صدا بلند ہوئی لیکن ساحروں نے مہلت نہ دی طائران سحر بڑھا کر اگرے لگے ہائے ابر رنگ بر رنگ کے
اڑنے لگے گرگ اجٹ کی آواز میں آنے لگیں پیکان تیر برسنے لگے اولے پڑنے لگے پتھر برسے آتش سحر شعلہ ور ہوئی
گولے گرنے لگے بجلیاں کڑکنے لگیں جنگل سے اژدر و فیل و ضیغم نعرہ زن آکر شکار دشمن کرنے لگے
اسوقت تو تمام لشکر میں بھگدر پڑ گئی کفار عقب میں چلے جا بجا خار زمین میں پڑ گئے لشکریان
تھا ایسے وقت میں بسان شیر غضبناک شمشیر زنی کرتے تھے ہزارہا مسلمان مارے گئے تھے
صدہا خاک و خون میں پڑے تڑپ رہے تھے کفن جوشن بستر خاک یکسی سے ہر ایک یکساں کر نظم

پس پشت او اندر آمد سیاہ	شدہ مہر از پر پیکان سیاہ	نجستند خرطوم پیلان بہ تیر
زخون شد در و دشت چون آبگیر	سر سروران شد بخاک اندرون	بزیر اندرش جای شد غرق خون
شد آن تاجور شاہ و چندین سیاہ	ہمان تخت زرین و زرین کلاہ	چنین ست کردار گردان سپہر
نہ نامہر بانیش پیدا نہ مہر		

جب یہ آفت لشکر اسلام پر آئی ملکہ گردیہ بانو و زبیدہ شیر گیر کہ حلات میں
یہ دونوں بجائے امیر میں جیسے امیر سپہ سالار ہیں ویسے ہی یہ عورات میں افسر ہیں اور ملکہ مہر گہر تاجدار دختر نوشیروان
ہمشیر ملکہ مہر نگار مرحومہ بانوے بانوان ہے غرضکہ ان دونوں افسروں نے عورات کے جملہ
عورات ملازم کو مردانہ لباس پہنایا اور نقابیں اپنے چہروں پر ڈالکر سبکو نقاب پوش بنا کر جملہ

شہزادیون کو فنس وغیرہ مین سوار کرا کر شبستان سے نکلکر صحرا کا راستہ پکڑا یہ حال تھا کہ آگے آگے گرد یہ دزبیدہ تلوارین کھینچے مرکبون پر سوار پیچھے جملہ عورتین گھوڑون پر تلوارون کا فنسون پر سایہ کیے روانہ جب یہ گروہ اسطرح سے چلا صحرا مین عیاران اسلام نے انکو جاتے دیکھا وہ سب بھی بانہ ہاے عیاری پکڑ پکڑ کر انکے ہمراہ ہوئے ادھر ہیبت سے عیار شیطارے سردارون اور بادشاہ کے آگے باقی بارگاہ سلیمانی واسباب صاحبقرانی سب چھوڑ گیا کچھ ہمراہ نہ لا سکے یہانتک کہ یہ سب بھاگ کر دس کوس پر وہانسے ایک پہاڑ تھا آئے اور قلعۂ کوہ پر چڑھگئے سردارون اور بادشاہ کو فرش خاک پر لٹا دیا اور اس مصلحت سے ہوشیار نکیا کہ یہ بہادر ہوشیار ہوتے ہی بمقابلہ عدو جائینگے اور مجھ سے باز نہ آئینگے غرض گرد تمام سردارون کے عورتین بال کھولکر باموے پریشان و باسر عریان درگاہ باریتعالی مین رو رو کر دعا کرتی تھین کہ ای خالق اکبر ہمارے وارثون کی جان بچالے اور ہماری عصمت نگاہ رکھ کہ لطم

بغلطید در پیش یزدان پاک	همی ریخته بر سر و روی خاک	
خدایا درین رزم آرام ده	برین ساحران مرد را کام ده	مراد سپاه مرا شاد کن
ازین جنگ ما گیتی آباد کن	پراگنده گردان عدو را سپاه	نگونسار باشند همه روسیاه

عیار سب گھاٹیان پہاڑ کی روک کر تیر و پتھر وغیرہ لیکر آمادۂ مرگ و مہیاے قضا استادہ ہوئے یہان تو یہ سامان تھا اُدھر تمام لشکری تباہ و برباد ہوئے بہت بھاگ کر جنگل مین گئے اور کوہ و مغاک مین متواری ہوئے اور ہزارون بارش گوہر ہاے سحر سے پتھر کے ہوگئے دشت لاشون سے بھر گیا ہر جگہ لاشون کے ڈھیر تھے ساحران نابکار دلشکریان لقاے غدار خندہ زنان بفتح و فیروزی قتل و غارت کرتے ہوئے پڑاو پر آئے مال و اسباب اسلامیان پر قبضہ کیا بارگاہ سلیمانی مین لقا اکر اترا اور گنجور سے اپنے تختہاے یاقوت نگار و تاج مرصع کار و خلعت زر تار مع فرمان کئی ملک کے منگا کر گوہر کو عنایت فرمایا اور چاہا کہ جشن فتح اسمقام پر کرون اسوقت بختیار ک نے کہا کہ دشمن کو چین نہ لینے دینا چاہیے اس فتح کو فتح نہ سمجھو ابھی امیر اور سب سردار زندہ ہین عیار آفت روزگار باقی ہین دوم یہ کہ خداوند کی تقدیرات کا کچھ اعتبار نہین گاہے چنین گاہے چنان کبھی اُدھر کبھی اُدھر تھا لیکے سخن ہین پس لازم ہے کہ ڈھونڈھکر ان مسلمانون کو قتل کرو اور اطمینان سے بعد اُنکے فیصلہ کرینگے بعشرت تمامتر بیٹھو گوہر نے یہ تقریر سنکر کہا ملکجی تم سچ کہتے ہو

لقا بھی [illegible] کہ برتقدیر برابر پرس [illegible] کہ آج جملہ بندگان باغی ہلاک ہے ہاتھ کو سر [illegible]
طائران [illegible] کہ سب باغی لڑھرے کی خبر لائین طائران اڑ گئے اور کہہ دیا کہ [illegible]
کہ فلان پہاڑ پر سب لین بیٹھا تھا کہ گو ہر فوج اپنی لیکر اُسپر طرف روانہ ہوا پیچھے اُسکے لقا بھی [illegible]
لشکر کو [illegible] ہوا فیل پر سوار ہوکر چلا اور بیسم اللہ کر کے اُس
پہاڑ کے [illegible] اسلام سیاہ گرفتن تھے پہونچا اور حکم محاصرہ کر نیکا چار سمت سے پہاڑ کا دامن کہ
تمام لشکر کوہ کے ہوگیا اُسوقت ساحرون نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جائین عیاران اسلام سے
کمر باندھکر حقہ ہائے لعنتی بیہوشی آمیز لیکر بڑھے اور ایک بارگی چھتون کی ماری کہ تمام میدان
دامن کوہ پر از دود بیہوشی ہوا اور بہت سے ساحر بیہوش ہوئے اور بہت ساحرون کے جسم مین
آگ لگی رہوارون نے الف ہوکر بہتون کو گرا دیا عیارون نے تیر اور پتھر مار کر سیکڑون کو واصل
جہنم کیا پھر ساحرون نکا پھرا اور ایسا گھرائے کہ سحر کرنا بھولے بھاگ کھڑے ہوئے بختیارک
نے کہا اے گوہر کسی ساحر کی مجال نہین جو اوپر جاسکے تم یہین سے سحر کرو کہ عیار وغیرہ پتھر
کے ہوجائین پھر پہاڑ پر جاکر قتل و غارت کرنا ساحر نے یہ کلمات سنکر جوابدیا کہ عیار ایک جگہ پر نہین
ہین پوشیدہ اور منتشر ہین مین کچھ دیر سحر پڑھکر ایسا جادو کرون کہ یہ عیار سب آپسمین لڑکر اپنی جان
دیدین یہ کہکر دامن کوہ مین لشکر کے قیام کرنے کا حکم دیا خیام و بارگاہ نصب ہوگئے فوج پہاڑ کو
گھیر کر اُتری اِس اثنا مین دن تمام ہوچکا تھا لشکر انجم خسرو انجم پرتاخت لایا اور خورشید عرصہ

افلاک سے بھاگ کر مثل اسلامیان کوہ مغرب مین گیا نظم

ہمانگہ چو خورشید شد ناپدید	شب تیرہ حرگاہ بیرون کشید	چو نمود شب بر فلک تیرہ روے
گریزان شدہ مہر از خیمگاہ	سر شام سے گوہر بعد اکل و شرب تنہا بارگاہ مین آکر سحر خوانی مین

مصروف ہوا اور لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھکر ناچ دیکھنے اور شراب پینے مین مشغول ہوا جلسۂ
عشرت آراستہ جمایا اُدھر پہاڑ پر سب عورتین گریہ و بکا کرتی ہین درگاہ خدا مین دعا کرتی ہین کہ
اِس حال مین چھوڑ کر حال افراسیاب خیرہ سر سُنیے کہ یہ ملعون بارگاہ حیرت مین بیٹھا داد
عیش و کامرانی دے رہا تھا کہ ناگاہ چند ساحر طلسم گوہر گرہ سے بھاگے ہوئے دربارگاہ برآئے
اور فریاد کرنے لگے شاہ طلسم نے اُنکو سامنے بلوا کر ماجرا استفسار فرمایا اُنھون نے جملہ کیفیت بربادی

طلسم گوہر کی بیان کرکے کہا کہ اب بنیرہ حمزہ تیغہ گوہر نگار لیکر اپنے لشکر کی طرف گیا ہی یہ حال سنتے ہی بادشاہ گھبرایا اور فرمایا کہ ملک گوہر شاہ سے تو مین بعد کو سمجھونگا لیکن کوئی ایسا ساحر جائے کہ شہزادۂ قاسم سے تیغہ گوہر نگار چھینکر اُسکو پکڑ لائے یہ حکم سُنکر ایک ساحر غدار بیت بیت تیرہ باطن جادو کہ حاضر دربار تھا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور عرض رسا ہوا کہ مین جاکر اُس تیغہ کو لاتا ہون یہ کہکر تخت سحر تیار کرکے عازم روانگی ہوا اُسوقت بادشاہ نے صرصر عیارہ کو بلاکر اُسکے ساتھ کیا اور کہا تو عیاری کرکے تیغہ کو قاسم سے لینا یہ ساحر اُسکو پکڑ لائیگا غرض یہ دونون تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئے اور بہت جلد طلسم سے نکلکر بیشۂ حیرت مین آئے صرصر اُس ساحر سے علیحدہ ہوکر فکر عیاری مین گئی اور وہ بھی سحر تازہ کی تدبیر کرنے لگا اُدھر شہزادہ قاسم جانب لشکر امیر روان تھے کہ اثنار راہ مین ایک صحراے سبزہ زار وادی پُربہار دیکھا جسمین ہزارون چشمے جاری اور ہر سمت صدہا طیور دوحوش دلفریب شکاری شہزادہ صید افگنی مین مصروف ہوا ناگاہ ایک آہو نظر پڑا کہ خوش چشمان دہر کی جان تھا بت رم خوردۂ عاشق کا ایمان تھا شہزادے نے اُسکو زندہ گرفتار کرنا چاہا اور اُسکے تعقب مین گھوڑا اُٹھایا لشکر سے کئی کوس تنہا نکل آیا وہان ہرن غائب ہوا یہ ٹھہر کر دم لینے لگا سیارہ بھی پیچھے رہگیا تھا بالکل یہ اکیلا تھا اُسوقت ایک ساحر ڈاٹا سامنے سے آیا اور پکارا کہ ای اجل رسیدہ کیون تو اِس بیشۂ پُرنیرنگ مین قدم رکھا شہزادہ نے اول تو اُس سے بہت عذر ناواقفی کیا جب اُسنے نمانا تو آمادۂ حرب ہوا اور تیغۂ گوہر کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اُسوقت پہلو کیطرف سے زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نہایت حسینہ تہ زمین سے نکلی اور پکاری کہ ای شہزادہ یہ ساحر دابستۂ طلسم ہی اس تیغہ سے نمار اخا لیگا یہ کہتی ہوئی وہ قریب آئی اور بضبۂ بیہوشی شہزادہ کی ناک پر مار کر بیہوش کیا تیغہ اور بوجھ لشکر تخت سحر پر ڈالکر انپار استہ پکڑا اب خاکسار جاہ اِس جلد کو تمام کرتا ہی انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی رہی اور ناظرین دالا تبار نے قدردانی فرمائی تو آیندہ جلد چہارم بھی لکھیگا اور اُس جلد مین نتیجہ ان تینون جلدون کی ہر داستانکا بیان کریگا یعنی شہزادۂ قاسم کا حال اور لشکر امیر و لقا کی کیفیت یران کے چھوٹنے کا ذکر کہ زندان ظلمات سے کیونکر رہا ہوئی پھر شہزادہ کا لوٹنا حجرہ ہفت بلا کا کھلنا شہزادۂ اسد کا گنبد نور پر سے چھوٹنا شہزادۂ جہانگیر کا طلسم کوکب سے

مرحلے تو رُنا خواجہ کی چابک عیاریسے عیاریان کرنا یران کا کشتہ سحر ہونا بیابان گلرنز سے
معمار قدرت کا اگر تالاب بنانا اسمین نقش برآن کا رکھنا سلیتور مین تمیز اور جمشید سے
کوکب کی لڑائیان باغبان وزیر کا اندھا ہونا اور شراکت عمرو کی کرنا صنعت وزیر کا
مار اجانا کوہ زلازل کا بیان شہر داؤدیہ کا تسخیر ہونا خداوند داؤد دہاد وکا مسلمان ہونا عمر
کا کتاب سامری افراسیاب کے ہاتھ سے دھلوانا آخر طلسم ہوش ربا کا ٹوٹنا سب لکھا
جائیگا اب امید ناظرینان قدردان سے یہ ہو کہ نظر اس سراپا تقصیر کی غلطیون پر نفرمائین دیکھ
عفو مین چھپائین کہ بڑے افتخار دیرینہ مین اس جلد کو مین نے لکھا ہو اولاد کا غم دلکو رہا ہی
بہت عرصہ تک خود علیل رہا ضعف دل اور دماغ ہوا اُسپر بھی اپنا طریقہ تحریر نچھوڑا القصہ
لکھتا ہون کہ مسودہ کے سوا دوبارہ اسکو صاف بھی نہین کیا جو ایکبار قلم سے نکلیا وہی لکھا ہر جلد کا
طرز تحریر جدا رکھا لڑائیان سحر رزم وبزم سراپاے معشوقان وباغ وصحرا وغیرہ کا بیان ہر چند کہ
ایک بات ہو مگر اس حقیر نے الگ الگ سبکا بیان کیا اُسپر بھی عجب نہین جو حاسد کہین
کہ طول بہت دیا سب پر ظاہر ہی کہ بچے بھی کہانی کہتے ہین تو اپنی ہمت عقل کے موافق
اسطرح کہتے ہین کہ باغ بوستان لائق دوستان بلبلین چہکتی ہین میوہ گوناگون لگا ہی۔ الحق تم
طول ہی دینا مزا ہی قصہ کوتاہ کا ✦ فی الجملہ حضرات سخن سنج داد سخن دینگے اور مجکو یہ نکی یاد کرینگے
اور ہین خدا چاہیگا تو آئندہ قصہ بیان کرنیکی نسبت بذریعہ اشتہار اطلاع دینگا خداوند اجتبک طلسم
عالم آباد ہی پڑھنے والونکو اس فسانہ کے اور سننے والونکو آباد و دلشاد رکھے میرے دوست بھی بعزت
وحرمت مسرور وصحیح وسالم رہین اور مجھ کج مج زبان کی بھی مرادین دلی بر آئین ایمان وامان سے
آبرو وعزت سے بسر ہو آمین یارب العالمین

قطعات تاریخ تصنیف کتاب

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع احقر العباد خاک راہ سخن سنجان مؤلف فسانہ جاہ

واقعی ہوش ربا ہی یہ طلسم	جسکے ہر لفظ مین سو معنی ہی	نثر پر اسکے دل وجان قربان
شعر جو اسمین ہی لاثانی ہی	کیا فصاحت کا مرقع ہی کھینچا	دیکھکر دنگ جسے مانی ہی
کہین ہی خشکی وصحرا کا بیان	کہین دریاؤنکی طغیانی ہی	چونچلے کرنا وہ معشوقون کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاہ پاکیزہ کہان سے لاؤن مین ایسی زبان
ہاکہ ہو اوس سے ادا احمد خدای ذوالجلال

گرچہ غرق بحر عصیان ہون مگر ناپاک ہون
اور یہ میری حقیقت ہے کہ مشت خاک ہون

ہان ذرا آب ندامت بڑھکے طغیانی دکھا
جوش بحر اشک کو مجھکو ڈبو دینی کو آ

ہاکہ آوے جوش مین دریای رحم کردگار
دھوکے کہ میرے کہ پھر ادین ہو دنیا مین پھر پاک

پاک وصاف ایسا ہو یہ میرا لباس زندگی
ہاکہ ہر ساعت بجا لاؤن خدا کی بندگی

خانہ دل مین مرے روشن ہو نور شمع دین
رحم فرما ہر گھڑی ہو مجھپہ رب العالمین

آرزو ہے اوسکا جب بولے تو مین مونہ کھولون زبان
حمد اس خالق کی البتہ کرون کچھ کچھ بیان

بحر عالم مین اوسی کا بھرا ہے ہین دم حباب
موج اوسی کی یاد مین کھاتی ہے ہر دم پیچ و تاب

ہے زبان موج دریا پر اوسی حق کی ثنا
اور لب ساحل بھی ہر ہر ذرہ مین ذکر اوسکا سنا

ایسی اوسنے چشم نرگس مین عطا کی روشنی
صنعت صانع جو وہ عالم کو ہے دکھلاتی ہی

ہے اوسی کے عشق کا دیکھو گل لالہ مین داغ
ہے اوسی کے دہان مین اسقدر سرا کا سرخ باغ

سطرف دیکھو اوسی کی شان آتی ہے نظر
ہے اوسی خالق کی ہر اک شے مین مدت جلوہ گر

ہو سکے گی کیا بیان ای جاہ توصف خدا | ماعرفنا رحمۃ للعالمین نے جب کہا

گل زیری عندلیب خامہ کی نعت سرور کائنات و شفیع روز عرصات جناب خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ الطیبین مین

سرور دیں دادِ دیں محبوب رب العالمین | یعنی ختم المرسلین مصباح بزم شرع و دین | اپکی نعلین پا ہی زینت عرش خدا
موجب لولاک و طہٰ افتخار انبیا | آپ ہادی سبل ہین رہنمای خرد کل | مقتدای ہر رسل ہین گلشن ایجاد گل
باعث ایجاد عالم بادشاہ ذی حشم | فخر اسمٰعیل و آدم صاحب جود و کرم | آپ ایسے ہین جلیل ہی خادم رہبر خلیل
آپ ہین سردار سیکائیل و فرزند خلیل | تجھ سے کب ملی ہوگی جاہ ہی نعت حضرت کی راہ | جو ہین ممدوح آلہ رب رسالت کی ہین داد

منقبت خوانی نقیب زبان کی لشکر توصیف مظہر العجائب و مظہر غرائب حضرت امیر المومنین [illegible] طالب علیہ السلام مین و صفت ائمہ ہدی علیہ التحیۃ والثنا

سنبھل ای خامہ پھر جوش مین آ | زبان مصروف ذکر پنجتن ہی | جبین ہی رات دن مشتاق سجدہ
علی فرمان روای ملک ایمان | ثنا مرغوب ہی دل کو تملی کی | صفت لکھتا ہون مین جس کی دلی
ہوگئی ہین ضمیری کیون کیا | کہون اک منقبت اسجابت خوب | علی مشکلکشای جن و انسان
بلا ہی گر ہیتن لشکر کو اقرار | علی شیر خدا شاہ دو عالم | علی ہین رونق بنیاد آدم
کیا امت پہ مرزندون کو قربان | وہ عین ذات ہی یہ بھی ہی زیبا | دکھاؤ معجزی قابل ہین کتنا
روا کین حاجتین سائل کی کیا کیا | بچایا قہر سے خالق کے سب کو | بجھایا آتش غیظ و غضب کو
نہین ہی مدح کا یارا زبان کو | ذرا دیکھو مرے مولا کی احسان | یکے راہ خدا مین آپ مولا
کہان امکان ہی اسکا درجہ بیان کو | خدای نام اقدس کیون نہ جانین | مری مولا کے ہین عالم پہ احسان
کہان اتنا ہی سامان دو عالم | کہان وسعت ہی اسکا درجہ بیان کو | اگر لکھے وصف سلطان دو عالم
سیاہی ہو اگر یہ سارے دریا | منہو تحریر وصف ذات اعلا
وہی ہین رونق ایمان ہماری | اونھین پر ہی حساب خلق اتمام | وہی ہین شافع عصیان ہمارے
ہی ذات محامد مختار جنت | وہی زوج بتول پارسا ہین | کہ جنکے نام پر جانین خدا ہین
نہین اونمین کسی صورت جدائی | اونھین پر منحصر ہی کار جنت | حسن ہین اور حسین آپسمین بھائی
یہی ہین پنجتن مین اپنے قربان | یہی ہین پنجتن مین اپنے قربان | مری مولا مرے مالک ہین ہر آن

بس اونکے بعد تا مہدی دوران | امام و پیشوا ہین سب مرے ہان | یہ سب نور خدا ہین میرے
نہ تھا مثل اونکا اور اب ہی نہوگا | مجھے ماتم ہے ہر دم پنجتن کا | شہادت کو ہی بس نالہ دہن کو

جگر ہی اونکے غم سی مثل گل چاک | رہا کرتی ہی سر کور غبت خاک

دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات اوٹھانا اور تیضرع تمام گڑگڑانا

طفیل ان سبکے ای رب دوعالم | سنا دل سی مرے ہر طرح کا غم | تمنا دل کی ہی جو اوسکو برلا
تجھے واضح ہی سب کچھ حال دلکا | عطا کر جینے والی مجھکو اولاد | کری جو اجڑے گھر کو میری آباد
خدایا دور کر دی رنج و دوری | مری دل کی ہو سب امید پوری | بہت کچھ رنج تنہائی اوٹھائی
تحمل لاکھون طرح کی پیش آئی | اکیلا پا کے غم نے خوب گھیرا | نہ دیکھا شام فرقت کا سویرا
کیا نا ملاقتی نے زور اپنا | سنایا آہ دل نے شور اپنا | نہ آیا یاد قدرت زبان پر
رہا شاکر بلاے آسمان پر | بڑی بتیابیان دل نی سہی ہین | موا فرزند جب وہ ہم نشین ہین
انھین آنکھون سے دکھلایا وہ سامان | نکلجائین طبیعت کی سب ارمان | رہی تردامن زاری کی بھر کر
بڑھی زحمت دل افگاری سی گبھرا | مری دشمن ابھی خاک ہوجائین | جگر دل اونکے تن ہین خاک ہوجائین
بمشکل نقش پا ملجائین حساد | نہون قید مصیبت سی وہ آزاد | مری مالک مری فریاد سن لی
تو میری دوستون کو شاد کردی | رہون دنیا مین یارب آبرو سی | رہون حرمت سی ہمچشمون مین اپنی

گمان تک جاہ اظہار تمنا ⁂ تکرر تحریر اشعار تمنا ⁂ تحلم کو روک ضبط آرزو کر ⁂ تو مطلب کی تمازہ جستجو کر

جلد سوم کے خاتمہ تک بقیہ داستانون کا تھا

سمجھ لین ناظرین داستان سب | سنونے پاوی جس سی خبط مطلب | بیان جلد سیوم یان تلک ہی
طلسمی گر کے قاسم مرحلے طی | پھری لشکر کو اور رستے ہی مین تھی | ہوی پھر قید جور ساحران سی
جہان لشکر تھا حمزہ کا سر کوہ | لقا کے ظلم سے ہی وہ پراندوہ | طلسمی داستان ہی اس طرح پر
ہوئی ہی قید بران دلاور | اسد اور رمہ جبین بھی ہین ابھی قید | شہ افراسیاب ہی بانی کید
مقابل فوج حیرت سی ہی مہرخ | تردد مین ہین عیاران فرخ | کرین عیاریان سب ملکی باہم
دکھائین اپنی جانبازی کا عالم | کسیصورت سی بران کو چھوڑائین | ہنر عیاریون کے کچھ دکھائین
کسی صورت سی لشکر ناظمون کی | مقابل مین ہین دونون سمت آتری | طلسم نورافشان پر جانگیر

گئے ہین تو مرنے اوسکو تبدیر | وزیر بادشہ جو باعنبان ہی | ملکہ رحبس سے شاہ جاودان ہی
فساد اوس سی جو ہوگا بادشہ سے | بیان اوسکا کیا جائیگا آگے | اسی صورت سے ہر اک داستان کا
بیان واقعی موقع پر ہوگا | پتہ اسواسطے یہ لکھدیا ہے | تسلسل کو نہین جانے دیا ہے

کہ ربط قصہ سے ہر اک ہو آگاہ | سمجھ مین آئے تا مضمون دل خواہ

جادو طرازی خامۂ رنگین بان بیان داستان دلستان مین یعنی رہائی پانا شہزادہ قاسم کا بعیاری سیارۂ عیار اور اپنے لشکر مین آکر مارنا گوہر سلک جادو کو اور رہا ہونا لشکر امیر سحر سے اور عیاری کرنا برق فرنگی کا مہیب پلیتن پر سوار ہونے پرافراسیاب کے اور یانا خاک جمشیدی کے ڈبے کا اور عاجز کرنا لاکر افراسیاب کو پھر جانا زندان طلسمات مین اور قتل کرنا محافظان زندان کو اور رہا کرنا بران شمشیر زن کا اور ڈرانا نظمان طلسم ہوش ربا کا مالکان دربند طلسم کوکب سے اور عیار نا عیارون اور عیارنیون کا باہم و دیگر حالات متعلق اس داستان کے بموجب

ساقی ساقی ہمارے ساقی | چوتھا ہی یہ دور پیارے ساقی | کیون سست ہی فکر کیا تجھے ہی
کیا شیشہ و خم مین ہی نہین مے | رزاق رحیم ہے وہ معبود | سب کچھ ہے کرم مین اوسکی موجود
اٹھ شیشۂ مے کو بزم مین لا | ہو پیر مغان کا بول بالا | اے زینت بزم میگساران
دے خضر طریق بادہ خوارن | ای مرہم زخم جان مجروح | دے مے کہ پھر آئی جسم مین روح
ہشیار کہ فصل گل پھر آئی | پھر بلبل باغ چہچہائی | شادی جو عروس باغ کی ہے
گلشن مین بھی بزم مے جمی ہی | سوسن سے بہار شام پیدا | روشن ہی وہان چراغ گل کا
سبزہ کا جوش ہے زمین پر | وہ اطلس سبز سے ہے بہتر | نمگیرۂ ابر بھی تنا ہے
طاؤس چمن مین ناچتا ہی | گل شاہد گلبدن کی صورت | غنچہ ہے ہر اک دہن کی صورت
گلبن مین چٹک ہی ہین کلیان | لیتے ہین جما ہی بادہ خواران | ہی کونسی چیز جو ہے یان کم
ہی پیالۂ گل شراب شبنم | ہے موج ہوا کہ ساز کا تار | نغمون سے بھرا ہوا ہے گلزار
قمری ہی سرو پہ راگ گاتی | بلبل گل کے سہاگ گاتی | صیاد کا مٹ گیا ہے جنجال
گلشن مین ہر اک ہی فارغ البال | ہین طایر باغ سب نوا سنج | صیاد کا غم خزان کا نہ رنج

اس باغ مین اب نہین خزان ہے ساقی یہ بہار جاودان ہے گلچین کے بھی منہ کو کر کے کالا
اس باغ سے سب نے ہی نکالا آراستہ تو بھی بزم مے کر میخانے کا کھول ساقیا در
ہان اے مرے غمگسار ساقی ہم مفلسون کی بہار ساقی ہو کشتی مے کی وہ روانی
زاہد کے بھر آئے منہ مین پانی یہ فصل ہی ایسی ساقیا ہے جو ہے مے سرخ پر فدا ہی
رندون کا ہی زاہد و یہ قول توبہ میخوارگی سے لاحول رندون کو ڈرا کے کرنہ پابند
دروازۂ توبہ کو نہ کر بند مستون کو ستا کے کیا ملیگا کیا سمجھا ہے تو خدا ملیگا
ہی دولت زہد گر ترے پاس یان رحمتِ رب کی ہی ہمین آس تو طالب زر مین مے کا طالب
اپنے ہی برآئینگے مطالب تو دولت زہد پر ہے مغرور یان خدمتِ میکشان ہی منظور
کچھ مل گیا تو ہے نشہ پانی بے مے کے وگرنہ سر گرانی شاکر ہی خدا پہ تو کہ ہم ہین
راضی ہین رضا پہ تو کہ ہم ہین سن سن کے یہ قول زندخو سند زاہد کا ہوا ہے ناطقہ بند
ہان ساقیا تو بھی اب کرم کر جلسہ رندون کا پھر بہم کر ہر چند کہ دور یہ نیا ہے
میخوار تو ہان وہی ترا ہے جلسہ وہی بادہ کش وہی ہین جو ہوتے ہین مے پہ غش وہی ہین
جو بنت عنب کے آشنا ہین پابندی شرع سے جدا ہین سب ہین وہی میکدے مین داخل
میخانہ وہی وہی ہی محفل کیا ہوگا جو محتسب خفا ہی رندون کا بھی ساقیا خدا ہی
سبزے کی بہار و نہر کی سیر اس فصل کی مانگتا ہو نہین خیر جو ہین مرے داستان کے سرخوش
دنیا مین رہین ہمیشہ وہ خوش زندہ رہین وہ بجاہ و اقبال پڑھتے ہین جو داستان کا حال
ساقی کی ہی جاہ مہربانی پھیرون مین بھی نئی کہانی اے جوہری بیان عالی

در رشتۂ نثر کش لآلی جرعہ چشان ساغر عنایت و سرخوشان بادۂ مروت مخمورا ن
بادۂ حسن خوبی و بیہوشان ساتگین عاشقی و محبوبی سرشاران میخانۂ عیاری و دردکشان پیمانۂ ساحری
و مکاری شیشۂ طلسمی مین شراب نیرنگی پیکر تماشاے افسون پردازی اسطرح فرماتی ہین۔ اور تو سن
نشۂ شجاعت پر سوار ہو کر عرصۂ جنگاہ نیرنگ بازی مین جوہر شمشیر زبان یون دکھاتی ہین کہ جب لشکر
امیر کشور گیر بحالت تقہیر کوہ پر کھڑا ہر ایک بیکس مصروف دعا تھا مشغول گریہ و بکا تھا اور ساحرہ فرستادہ
اژدہا سیاب خود سر بہار کو محصور کر کے تنہا بارگاہ مین جا کر عیاران لشکر اسلام پر سحر کرنے مین مصروف

تھا اسکو اسی حال مین چھوڑ کر ذکر کیا گیا تھا کہ تیرہ باطن جادو اور صرصر عیارہ شہزادہ قاسم کو گرفتار
کر کے بزور سحر تخت پر دال کر جانب اقوا سیاب چلے تھے چنانچہ عیارہ اور ساحر مذکور روانہ ہوے تو
سیارہ عیار شہزادۂ موصوف کا بھی پیچھے پیچھے شہزادہ کے آتا تھا اوسنے بھی یہ ماجرا دیکھا اور فکر رہائی
شہزادہ مین نیچے نیچے اوس تخت سحر کے چھپتا ہوا یہ بھی چلا اور کچھ دور آگے اوسی تخت سے جدا ہوکر
ایک درۂ کوہ کے صورت اپنی مثل ایک شہزادۂ جلیل القدر کے بنائی لباس پر زر مکمل بہ دُر و گہر جسم
انور مین پہنا اور اپنے تہمن بستر خاک پر گرا کر تاج شہریاری کو ایک طرف پھینک دیا پیرہن فرمانروائی
اور قبای بادشاہی کو جابجاسے چاک چاک کر کے جسم کو اپنے مجروح بنایا پشت و پہلو کو فگار کیا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ گوشت جسم کا جابجاسے اوڑا ہوا ہی خون تازہ بہ رہا ہے آنکھون مین چھلکے پڑے
ہین سانس آہستہ چلتی ہی چہرہ پر غبار صحرا پڑا ہوا ہی سارا بدن گرد مین اٹا ہوا ہی غرض اسی ہئت سے
زمین پر لوٹتا اور کراہتا تھا اور جہان یہ پڑا تھا وہ مقام بھی بہت قلب اور دشوار گزار تھا جھاڑیان
مثل خاطر پریشان الجھی ہوئین عفریتہ کے بالون کی پریشانی دکھاتی تھین مہیب ہولناک شیر و گرگ
کا مسکن گھاٹیان پہاڑ کی پریشانی خاطر کو بھی شرماتی تھین اوس مقام پر یہ عیار کراہتا اور کہتا
تھا کہ ای آیندہ و روندہ واسطہ اپنے دین و مذہب کا میری مدد کو پہونچو ہو سکے تو مجھکو تھوڑا سا پانی
پلا دو تمھارا جمشید بھلا کرے ارے میرا کام تمام ہو چکا ہی اس وقت بدن میرے کام آؤ اس صدمہ ای
بیمار و حزین سے یہ فریاد کرتا تھا اور روتا تھا کہ دل سنگ خارا بھی آب آب ہوتا تھا زمین کو اوسکی
گرمی محبت سے بخار چڑھ آیا تھا اسوجہ سے دھوپ کا عکس دشت مین ٹھہرا تا تھا ؎

چٹیل میدان مین وہ پڑا تھا	لرزان دل مہر سے تھا	پانی نہ تھا کوہ مین سے جاری
کرتا تھا پہاڑ اشکباری	ہر خار تھا اسکے حال پر زار	نرگس کی طرح تھے پھول بیمار

یہ اس حال مین پڑا ہوا کراہ رہا تھا کہ بخت تیرہ باطن صرصر عیارہ اُدھر سے ہوکر نکلا صدائے حزین
نالۂ غمگین اس بیمار کا اون دونون کے کان مین پہونچا صرصر ہر چند عیارہ تھی مگر پھر بھی عورت ہی قلب
اوسکا اس صدمہ اکو سنکر بیچین ہوگیا اور تیرہ باطن سے کہا کہ ہی کوئی ستم رسیدہ اس جنگل مین درد دل
سے روتا ہی ذرا تخت اوتارو تو دیکھین کہ یہ کون فلک کا ستایا ہی تیرہ باطن نے اسکے کہنے سے تخت
کو نیچا کیا اور جھک کر دیکھا تو ایک شہزادہ خوبرو زخمی بحال تباہ خاک و خون مین غلطان

پایا دل مین خوف خدا آیا تخت کو زمین پر اوتارا اور ساحر دعیارہ قریب مجروح آئے صرصر نے سر اوسکا اوٹھا کے
اپنے زانو پر رکھا اور کہا ہای یہ تو کسی ملک کا شہزادہ ہی یون خاک پر پڑا لوٹتا ہی ساحر بھی قریب اوسکے بیٹھہ گیا
اوس بیمار نے بعد کچھہ دیر کے چشم کو نیم وا کیا یہ ظاہر تھا کہ بسبب ضعف و نقاہت کے آنکھین نہین کھل سکتی
ہین غرض آنکھین کھولکر بیمار نے اون دونون سے کہا کہ سامری تمھارا بھلا کرین کہ تمنے مجھہ خاک افتادہ کی آکر
خبر لی اب تھوڑا پانی مجھکو دو کہ پیاس سے جان پر بنی ہی صرصر نے کہا کہ ای تیرہ باطن زخمی کو پیاس بہت
ہوتی ہی اور پانی دینا اوسکو مضر ہوتا ہی اسکو پانی تو نہ دو لیکن میری کسوت عیاری مین کچھہ میوہ ہی اوسکا
عرق اسکے حلق مین ٹپکا دیہ کہکر میوہ نکالکر عرق اوسکا حلق مین اوسکے ٹپکایا کہ بعد لمحہ کے اوس بیمار کو کچھہ ہوش
آیا چاہا کہ اٹھہ بیٹھون اوسنے قسم دی کہ ابھی نہ اوٹھو اور حال اپنا بیان کرو اوسنے کہا کہ یہان سے کچھہ دور پر
ایک قلعہ ہی کہ مین وہان کے حاکم کا بیٹا ہون اکیلا وہانسے نکل آیا ایک شیر صحرائی سے مقابلہ ہوا اوسنے مجھکو زخمی کیا
اور وہ شیر بھی میرے ہاتھہ سے ایسا زخمی ہوا ہی کہ اس پہاڑ مین جاکر گر گیا ہوگا اور یقین ہی کہ مر گیا ہو مین بھی فرط
جراحت سے چور چور ہون بہت مجبور ہون کہ اپنے ملک تک نہین جا سکتا ہون اور یقین تھا کہ اسیطرح اس دشت
پرخطر مین ہلاک ہو جاتا وہ تو سامری نے آپ کو مجھپر مہربان کیا جواب کچھہ امید زندگی ہوئی اگر اتنا مجھپر احسان
کیجیے کہ کسی سواری پر مجھکو لٹاکر میرے قلعہ مین پہونچا دیجیے تو گویا زندہ کر لیجیے تیرہ باطن نے کہا کہ اے
شخص ہم دونون ملازم شہنشاہ افراسیاب جادو ہین یہ عیارہ ہی اور مین ساحر ہون نام اس عیارہ کا
صرصر شمشیر زن ہی اور میرا نام تیرہ باطن ہم دونون نبیرۂ حمزہ قاسم نام کو گرفتار کرنے آئے تھے
اوسکو قید کرکے پاس شہنشاہ کے لیے جاتے ہین اتنی مہلت ہمین کہان ہی جو ہم تجھکو تیرے ملک مین پہنچا دین
یہ سنکر اوس جوان نے ایک آہ کی اور کہا خیر جو مرضی سامری کی اگر آپ مجھکو وہان پہونچا دیتے میری
جان بچ جاتی اب جو آپکو فرصت نہین ہی تو جایئے اتنا ہی احسان کیا کم ہی جو آپ نے کیا اس کلام کو سنکر صرصر
بیقرار ہوئی اور کہا ای تیرہ باطن شہنشاہ کبھی ناراض نہ ہونگے جو ایسے مقدمہ مین دیر ہوگی تم ضرور اس
شاہزادے کو اسکے گھر پہونچا دو بلکہ شہنشاہ اسکے نہ پہونچانیکا حال اگر سنینگے تو ناراض ہونگے یہ کہکر صرصر
اور ساحر دونون نے اوس مجروح کو اوٹھاکر تخت پر بٹھایا اور صرصر نے کچھہ بیٹھکے نیچے آڑ لگا دی
کہ تکیہ لگا کر وہ مجروح بیٹھا اور تخت کو بزور سحر روان کیا اور اوس سے پوچھا کہ تمھارا ملک کس طرف ہی اوسنے
ایک سمت ہاتھ اوٹھا کر بتایا کہ اس طرف ہی وہ اوسی طرف چلے اور کچھہ ہی دور گئے ہونگے ایک مقام پر زخمی نے

کہا بھائی صاحب ذرا ٹھہرنا انھون نے تخت کو روکا اسنے کہا لیجیے مین ابھی اچھا ہون دیکھیے وہ درخت جو سامنے چشمہ کے کنارے پر ہی ذرا اکھڑ لائیے ساحر نے تخت زمین پر اتارا عیارہ بھی اوتری سب نشاندہی اس درخت کے پاس گئے دیکھا کہ ایک شجر جو آب حکمت سے سیراب کیا ہی اور ہوائے عیاری سے پرورش یافتہ ہی گلستان فسون ہزارے کا پودہ ہی جسکا ہر برگ اعجاز ہی ثمر جسکا عذاب ساز ہی بیخ حکمت کی جڑ ہے ثمر سے ظاہر سر آسیب نشو و نما پذیر ہے زخمی کے اچھے ہونیکی سراسر تدبیر ہی لبسان شمشیر بران پھل وہین لگے ہین پتے سر کیطرح گول بنے ہین پھلونکا رنگ لال ہی درخت زرگل سے مالا مال ہی ایسا پھل انھون نے کبھی گلشن دہر مین نہ دیکھا تھا بہت خوش ہوکر اوسکو زمین سے اکھیڑا اور تعریف کرتے ہوے لیکر چلے پھلون سے اوسکی خوشبو آتی تھی دماغ جان بساتی تھی ایسی مہکتی تھی کہ روح کو تازگی دیتی تھی ان دونون نے زخمی کے پاس پہونچکر کہا شاہزادہ یہ کون درخت ہی جسمین ایسی خوشبو آتی ہی اسنے کہا نام اس درخت کا زخم حیات ہی اوسکے لگانے سے زخم ابھی اچھے ہو جائینگے اور اسکے سونگھنے سے طاقت جو زائل ہو گئی ہو آجاتی ہی نوجوانی کا لطف خوشبو اسکی دکھاتی ہی اور اسکے کھانیسے عمر انسان بڑھ جاتی ہی اور بہت کچھ اسکے فوائد ہین تم اسکو پیسکر میرے زخمو پر لگا دو اگر یہ چاہو تو امتحان کرلو سونگھ کر دیکھو کہ طاقت جسم مین آتی ہی یا نہین ان دونون نے بے اختیار اسکے پھلونکو سونگھا تے ہی سے اسکی خوشبو دماغ مین بس رہی تھی اور اپنے آپ مین نہ تھے اب سونگھنے سے چھینکین مارکر بیہوش ہو گئے ستیارہ جو مجروح بنا ہوا تھا فوراً تخت پر سے کودا اور خنجر کھینچ کر جلد بہر تیرہ باطن کا جدا کیا غلغلۂ دار و گیر برپا ہوا ستیارہ نے حال عیاری صرصر اور مفتون ہونا اوسپر اپنے باپ کا سنا ہی اس وجہ سے اوسکو قتل نہ کیا اور دستور عیاران بھی نہین کہ عیار کو بیہوش کرکے مار ڈالین اوسنے صرصر کو اوٹھا کر ایک درخت سے باندھا اور شہزادہ قاسم کو ہوشیار کرکے تیغۂ گوہر نگار نذر کیا اسارا ماجرا عرض کیا پھر صرصر کو ہوشیار کرکے سلام کیا اور کہا استانی امان عیاری اسکو کہتے ہین منم غلام خواجۂ عمرو سیارہ بن عمرو اب کچھ دیر آپ یہان بندھی رہیے اور طمعۂ دد و دام صحرائی بنیے مین ابھی شہزادہ کو لیے جاتا ہون صرصر نے جو یہ کلام انکی زبان سے سنے اور تیرہ باطن کو خواب عدم مین مصروف پایا ہوش اوڑ گئے دل سے کہا فرزندان عمرو بدبلا ہین اور کیا بے لگا دعیاری کی تہ ہین اب معلوم ہوا کہ یہ زخمی شہزادہ نہ تھا عیار تھا غرض نزد خجلت سے ستیارہ کو اوسنے کچھ جواب نہ دیا آنکھین نیچی کرلین اور ستیارہ شہزادہ کو

لیکر چلا کچھ دور چلکر ایک شہزادہ تلاش کرکے جنگل سے لایا اور سوار کرکے شہزادہ کو لشکر مین اوسکے پہونچا
پھر وہان سے بحشم و خدم شہزادۂ ذی ہم لشکر امیر کیطرف روانہ ہوا ادھر شاہ جادوان فراسیاب
بے ایمان نے رقعہ جمشیدی مین حال صرصر دیکھا کہ دیکھون قاسم کو وہ لاتی ہی یا نہین غرض جملہ ماجرا
معلوم کرکے کہ اسطرح قاسم چھوٹ گیا اور صرصر درخت مین بندھی ہی اوسنے بیخبی سحر بھیجا کہ وہ آکر صرصر کو اوٹھا
لیگیا جب یہ سنا پہونچی شاہ ذی اوسکی زبانی تمام حقیقت سنکر فرمایا کہ اب قاسم اپنے دادا کے لشکر کے قریب پہونچا ہوگا راہ
مین ملنا اسکا دشوار ہی یہ کہکر کتاب سامری منگوائی اور اوسمین دیکھا کہ عقب قاسم مین خود جاؤن یا کسی اپنے
ملازم کو بھیجون کتاب مین معلوم ہوا کہ خداوند لقا تقدیر کرچکے ہین کہ گہر سلک قتل کیا جاے چنانچہ اگر تو
خداوند کی تقدیر کرنے مین فرق آئیگا بڑی تیرے لیے سخت یہ قباحت ہی خبردار قدم جادۂ اعتدال سے
آگے نہ بڑھانا جب تک خداوند مدد تجھسے آپ طلب کرین نہ کسیکو بھیجنا نہ آپ جانا یہ حکم کتاب مین معلوم
کرکے منغص ہوکر کہ کیا کہون ایسے مسخرے خداوند کو کہ اپنے محبون اور رفیقون کی نسبت تقدیر مرگ کرتا ہے
بکتا ہوا باغ سیب کی طرف روانہ ہوا اور دل سے کہتا تھا کہ اگر اطاعت خداوند نہ کرون تو ایمان مین
فرق آتا ہی خیر جو مرضی اسکی کیا چارہ ہی اسطرح یہ تو باغ مذکور مین آکر غصہ بیٹھا ادہر جب کوہ عالم خراب آباد کا
محاصرۂ ظلمت شب نے موقوف کیا اور درۂ کوہ جادو سے بصد جرات عیار مہر تابان جانب عرصۂ افلاک بڑھا نظم

کہ جب وہ شب ہوئی آنکھون سے پنہان	دکھایا صبح نے اک تازہ سامان	فراز آسمان سے نور برسا
ہوا خورشید ہر سو عکس فرسا	ہنگام سحر گہر سلک بارگاہ سے سحر آراستہ کرکے نکلا لشکر بہادران مین	

طبل یورش بجا تھا بھی فیلان جنگی پر تخت رکھوکر سوار ہوا سنجانی باختری مشتری حصاری وغیرہ نے صف
باندھی شور کرنا نے کو افلاک پر زلزلہ ڈالدیا عیارون نے گھاٹیان پہاڑ کی مستحکم کین اس طرف ملکہ صبا کے
جادو موجود بخوف عیاران رو ہوا پر رہتی ہی اور اب تک جنگ مین آکر شریک ہوئی تھی یہی ستم دیکھتی تھی کہ
کچھ صورت بہتری کی نظر آئے تو مین جاؤن اب اوسنے بھی معلوم کیا کہ آج سب مسلمانون کا خاتمہ ہی بس اس
مقام پر اڑتی ہوئی آئی اور خداوند کو آکر سلام کیا لقا نے کہا اے بندی قدرت تو کہان غائب تھی خیر اچھے
وقت پر آگئی کہ وقت ہمارے دشمنون کے غارت ہونیکا ہی اوسنے کہا اسی ثواب مین شریک ہونیکو مین بھی
آئی ہون گہر سلک اس سے ملاقی ہوا اور سپہ سالار کل لشکر کا کرکے حکم دیا کہ ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑنا
اگر خداوند بھی انکے حال پر رحم کرین تو نہ ماننا اور بغیر قتل یا زخمی آنا الحاصل ساحرون مین گل جلاب غصہ کے

ہونے لگے سنبھلے جی جی کا سامری کے غل مچایا عورتون نے اہل اسلام کے گرو اپنے وارثون کے حلقہ باندھکر بال کھول کے دعا کرنا اور رونا آغاز کیا کہ یکایک لینا لینا کا شور بلند ہوا اور صبا فوج کو لیکر حملہ آور جانب کوہ ہوئی اور گہر سلک سحر اس طرح کا پڑھتا تھا کہ عیار سب آپ میرے پاس چلے آئین آگے بڑھا ہنوز عیارون پہنچا اثر کرنے نپایا تھا کہ دامن دشت پر از غبار ہوا بختیارک نے ہاتھی پر کھڑے ہوکر کہا ای گہر سلک ٹھہر نا ذرا اس غبار کو دیکھنا اوسنے کہا سب دیکھا ہی اب کچھ دیر مین مطلع صاف کیے دیتا ہون یہ کہی رہا تھا کہ سامنے سے یہ عالم نظر آیا **نظم**

زگرد سواران وجوش سران	گرائیدن گرزہاے گران	دل سنگ خارا ہے پہ دریدہ
کسے روی خورشید تابان ندید	سیاہی ہزار از اہل اسلام روم	کہ پیدا نبود از پے اسپ بوم
تو گفتی مگر خاک جوشان شدست	ہوا بر سر او خروشان شدست	نہا مون کشید ند یکسر ز شہر
ہزار از جنگ سر دل پر از کین و زہر	بقلب شہ قاسم نیک زاد	یکے ترک رومی سر بر نہاد
نگار ندہ چونین نگارے ندید	زمانہ چو او شہریارے ندید	شہزادہ قاسم نے ہای ہوے

دلیران سنکر بہت اپنے تئین قریب اوس لشکر عذار کے پہونچایا اور ساحرون کو پہاڑ کیطرف جانے دیکر للکارا کہ باشید ای خیرہ سران بختیارک شہزادہ کو دیکھکر ناچنے لگا اور اذان کہتا تھا کبھی آپ ہی آپ پکارتا تھا کہ وہ مارا کبھی کہتا تھا ہت تیرے خداوند لقا کی ایسی تیسی کی حرامزادہ مانتا ہی نہین ہم کیے جاتے ہین کہ مسلمانونکو بہت عاجز نکر نہین سنتا کبھی قاسم کے گھوڑے کی بلائین دور سے لیتا کہ ہین صہتے اس عین وقت پر آنیکے کبھی کہتا تھا قربان اس آنیکے یہ تو اس دل لگی مین تھا ادھر شہزادہ گھوڑا ڈالکر قریب صبا سے بگہر پہونچی اوس بیباک چند سحر شہزادہ دلاور پر کیے آخر سحر کو اثر پذیر نہ پایا گھبراکر بھاگنے کا ارادہ کیا اور اپنے اژدر سحر پر سے اوڑی شہزادہ نے ہاتھ جو تلوار کا بلند کیا یک تیغہ گہر نگار کی اوسپر پڑی سحر پھونک سامنے شاہزادہ کے یہ قحبہ گری اور چاہتی تھی کہ سنبھلکر ارکرون اتنے عرصہ مین اس شیر پیشہ جلادت نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اوسکا کٹ کر دور گرا غصہ گیر و دار برپا ہوا اوسوقت فوج ساحران شہزادہ پر اگری گمسان کی تلوار چلنے لگی اور گہر سلک عین غصہ مین آکر للکارتا ہوا آگے بڑھا کہ او بے ادب شخص جو مرنا نہین چاہتا اوسکو تو کیا مرگ سے ڈراتا ہے اور اوسکے سامنے تلوار چمکاتا ہی یہ کہکر شہزادہ پر اوسنے سحر کیا یعنی ایک تار بیچ

مارا وہ بسبب تیغۂ گوہر لگا رخالی گیا شہزادہ نے مرکب اوٹھا اوسکے اژدر سے ملا کر اور تیغۂ گوہر لگا
کمر کو بسملا کر سر پر اوسکے مارا اشعار

کیا بتاؤن جس قدر اوسکی برش کی ہے صفا
کیا کرون مین زور بازو اس قوی تن کا بیان

روز میدان سامنے آئے گر اس تن کا عدو
گوے نہ گردون سا جسکے سر کا ہوے استخوان

جب کرے کھینچ کر مارے وہ اوسکے فرق پر
موے سر سے ناخن پا تک نہ ٹھہرے درمیان

دھار پانی کی دہن لیٹے زمین تک کو
کاٹ کر اودھر کو نکلے ہمرہ آسمان

غرض گہر سلک بچیا کے مع مرکب چار پکا لے ہوے غرہ لشکر کفار مین بلند ہوا شور محشر آشکار تھا برسنے
برسی آگ برسی آندھی سیاہ آئی بعد دیر کے صدا بیرون نے سنائی کہ مارا گہر سلک کو لقمۂ کیا اس بندے
کو بھی ہمارے غرور ہو گیا تھا کہ مین مرنا نہین جانتا ہون کیون دیکھا ای بندگان قدرت من کیا طلسم میرے
قضا اوسکی پیدا کردی دیکھیے ایسا مغرور تھا کہ ہمارے کارخانہ قدرت مین دخل دیتا تھا خداوند نے قضا
کی ہو وہ اوسکا قاتل ہی نہ تھا یہ کہکر لشکر کو للکارا کہ بان لینا اوس ذخیرۂ قدرت کو کہ بہت بے ادب
ہو گیا اوز فوج ساحران و لشکریان شہزادۂ قاسم پر ٹوٹ پڑی شہزادہ کی فوج جو ہمراہ آئی تھی تیغ
کھینچکر آگری ادھر عیارون نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ گہر سلک مارا گیا سرداران اسلام کو اونھون نے
ہوشیار کر دیا بادشاہ اور تمام سردار اوٹھکر ہتھیار سنبھالے اور پھر تو لشکر دن مین قیامت برپا ہو گئی
اوسطرف وہ فوج جو پتھر کی ہو گئی تھی حالت اصلی پر آگئی اور گھوڑے اوٹھا کر چلی ادھر امیر کشور گیر
جو عقب مین اوس زن سحر کے گئے تھے جب وہ زن خوبرو صحرا مین پہونچی ٹھہر گئی اور امیر بھی مرکب پر سے
اوترکر اوسکے قریب آئے پردہ اوٹھا امیر کے گلے لپٹی اونھون نے اسم اعظم فراموش کیا اور اوس سے
اختلاط کرنے لگے اور بسبب بند ہونے اسم اعظم کے مزاج ہمایون پر آلودگی طاری ہوئی مثل مدہوشون کے
تخت سنگ پر لیٹ گئے وہ عورت بھی سامنے بیٹھی رہی اسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ زمانہ آیا
کہ گہر سلک مارا گیا اسکے قتل ہوتے ہی اوس عورت کے سر مین سے آگ لگی اور جلکر خاک ہو گئی امیر کو ہوش
آگیا اور اسم اعظم بھی یاد آیا اشقر پر سوار ہو کر چلا اور دم بھر مین لشکر مین آکر پہونچے نعرۂ شیرانہ بلند کر کے
تیغۂ عقرب سلیمانی کھینچکر گرے اب تو یہ حال ہوا کہ عاملان قضا نے قبلتہ تیغ روشن کر کے آسیب
ہستی کو جسم ساحران بد سے اوتار لیا بڑے بڑے سرکشون کو مار لیا اور یہی عزیمت رکھتے تھے کہ

نقش حیات مٹا دین طلسم اربع عناصر کو بگاڑ دین مربع نشینان انجمن شجاعت کے کوئی کسر باقی نرکھی
ظلمت زندگی کے قطر کو بگاڑ دین حواس خمسہ کے مخمس کو ترتیب تبدیل کرکے اس شش جہت کے
مدس مین نام اپنا بلند کیا بہادری کو تعویذ جان بنایا یہ نقشہ ہوا النظم

نہ خاکست پیدا نہ دریا نہ کوہ	زبس تیغ داران ارادت گرد	ہر سو سوے لشکرش در راہ بود
کہ نگریختن راہ کوتاہ بود	پس شب رواندر آمد سیاہ	ستارہ شد از بہر دہکان سیاہ
بخستند خرطوم فیلان بتیر	زخون شد در و دشت چون آبگیر	سیاہ اندر آمد پس پشت فیل
زمین شد مگر دار دریاے نیل	ہمہ برگرفتند یکسر خروش	زمین پر خروش و ہوا پر ز جوش
ز کشتہ چو دریاے خون بر زمین	بہر گوشہ ماندہ اسپے زین	غرضکہ لقا وہان سے بھاگ کر

جانب کوہ عقیق چلا اور اہل اسلام نے زیر تیغ رکھ لیا یہانتک کہ بارگاہ پر جو قبضہ کفاران مین تھی
وہان آکر تلوار چلنے لگی بارگاہ مذکور چھوڑ کر سب کافر بھاگے مسلمانون نے اپنے مقام پر قبضہ کیا اور
پھر تعاقب مین اونکے گھوڑے اوٹھائے میدان جنگی سے گزر کر لشکر لقا کے پڑاو پر آکر تلوار چلی بڑا
معرکہ پڑا آخر نہات مقاومت ساحر و کافر نہ لاسکے بھاگ کر اندر قلعہ کے چلے گئے امیر با فتح و فیروزی
مال عدو کو لوٹ کر پھرے خیام و بارگاہ دشمن جلا دیے اور طبل فتح و ظفر بجایا اپنے یہانکے مقتولون
کو اٹھوا کر دفن کرایا زخمیون کے علاج و معالجہ کے لیے حکم دیا شفا خانہ مین بھجوایا پھر بارگاہ مین آکر
داخل ہوے شبستان مین محلات مخدرات کو بھیجا کر آراستگی و بارگاہ مین نصب ہین بیٹھے عند ھوا
امان کا پکار دیا اور لشکر فراری آکر آباد ہونے لگے بازارین کلین گھما گھم شروع ہوئی سردار غل کرکے
بارگاہ مین آکر جلوہ گر ہوے بادشاہ سریر جہانبانی پر تشریف فرما ہوے ساقی و رقاص حاضر
ہوے جلسہ عشرت گرم ہوا عجب سامان عیش و نشاط برپا ہوا المولف

ہوئی بزم پھر عشرت بزم جم	خوشی سے ہوے بادہ کش پھر بہم	دلونمین خوشی سے تھا پیدا خروش
و فور طرب کا ہی اک مست جوش	ادھر لقا رنجیدہ و پریشان قلعہ عقیق مین آکر بلغ مین اوتر	

لشکر زمنی وحشت کی چھاونی پڑی اور نجیبون نے فرط رنج سے شراب و کباب سب ترک کیا اب اون
لشکرون کو تو اس حال مین رکھیے لیکن حال فراسیاب بد فصال سنیے

داستان ہاے بران قید طلسمات سے و حال عیاری عیاران و جنگ

وجدال نامہ طلسم ہوش ربا و افراسیاب وغیرہ ملحقہ

چہ گفت آن نگارندۂ داستان — نویسندۂ نامۂ خسروان — بہ شیرین بیانی دلنگین مقال
چنین کرد این حال را دربستم — نویسندگان داستان عجائب محبران قصہ دلچسپ غرائب شیرینی بیان

اس طرح دکھاتے ہین کہ افراسیاب خانہ خراب گھر سلک کو بھیجکر اپنے باغ سیب مین چلا گیا چنانچہ جب کچھ رنج والم اوسکو کم ہوا تو پھر عازم لشکر حیرت ہوا اس طرف چالاک بن عمرو جو بارگاہ مہرخ مین آیا تھا جب اوسنے سنا کہ خواجہ عمرو بن امیہ پدر بزرگوار فرید افراسیاب بکار سے رہا ہوے پیش بارگاہ سے اوٹھا کہ مین بھی چلکر کوئی کار نمایان کرون غرضکہ کسی طریقہ سے صحرا مین قریب دریاے خون وان ٹھہرا حال اوسکا ذکر ہوگا لیکن شاہ طلسم جب دریا سے اسطرف آیا دور سے ایک سامری دیو قار کو باتاج شہریاری صحرا مین بیٹھے پایا ادسی طرف یہ بھی چلا جب قریب اوس ساحر کے پہونچا دیکھا کہ برہمن رو مین من پیر بھائی میرا اور کوکب کا ہی بادشاہ مذکور ہے ہنسکر اوس سے پوچھا کہ ای برہمن آج یہان کیون آئے ہو اوسنے کہا کہ ای بادشاہ مین کوکب سے ناراض ہوکر یہان آگیا تھا اب اپنے گھر جانیکو تھا آپ کو آتے دیکھا ٹھہر گیا ہون بادشاہ نے کہا اگر تم اپنے یار وفادار کوکب کو چھوڑکر میرے یہان ہو تو جو کچھ میرے ہے حاضر ہے اور اگر خود کرو تو کچھ ہم مین اور اوسمین فرق نہین ہے ایک مکتب کے دو شاگرد ایک گھر کے دو چراغ ایک دیے کے دو دماغ ایک کلبن کے دو شجر ایک شجر کے دو ثمر ہین برہمن نے عرض کیا کہ مجھے آپکی اطاعت مین کیا انحراف تھا ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا یہ کہکر اوٹھا اور قدم پر گرنے چلا بادشاہ نے سر اوسکا اوٹھا کر سینے سے لگایا برہمن نے منہ مین سفوف بیہوشی بھونکا کہ بادشاہ بھینک مار کر زمین پر گرا اوسوقت برہمن نے نعرہ کیا کہ منم چالاک بن عمرو اور خنجر کھینچکر چلا تھا کہ سر کاٹ لون اوسوقت پشت پر سے نعرہ ہوا کہ باش باش ماہم رسیدیم صبار فتار عیار بھی بہت جلد قریب آ سکے پہونچی اور خنجر کھینچکر حملہ آور ہوئی چالاک بھی لڑنے لگا لیکن صبار فتار نے لڑتے لڑتے ایک بیضہ بیہوشی کے دیو کے منہ پر شاہ جادوان کے مارا بادشاہ کو بھی ہوش آگیا چالاک یہ حال دیکھکر جست کنان بھاگ کر دہ کوہ مین مخفی ہوا اور صبار فتار نے سب ماجرا بادشاہ سے کہا شاہ نے فرمایا کہ تو نے پہلے بمقابلہ سرّان بھی کار نمایان کیا تھا اور اب بھی وقت پر پہونچی دونون مرتبہ کا انعام تجھکو مین بارگاہ حیرت مین چلکر دونگا کیونکہ دونون مرتبہ سامری نے مجھکو باعث تیرے بچا لیا اچھا تو جانب بارگاہ ملکہ مذکور چل مین بھی آتا ہون

عیارہ بسلیم کرکے روانہ ہوئی اور شاہ بھی وسی طرف چلا ادہر چالاک فکر عیاری مین اور روانہ ہوا اوسکا
بھی ذکر آیندہ کیا جائیگا مگر حال شاہ جادوان بیان ہوتا ہی کہ یہ اوس صحرا سے بزور سحر گرفتار کنان
لشکر حیرت مین آیا ملکہ حیرت اور مصور و صورت نگار وغیرہ نے بارگاہ سے نکلکر استقبال کیا اور اندر بارگاہ
کے لاکر بعظمت تمام تر تخت پر بٹھایا اور عرض کیا کہ ای شہنشاہ سامری حضور کو ہمیشہ خوشنود رکھے اول
مرتبہ جو آپ تشریف لائے تھے تو بہت خوش تھے لیکن اسوقت چہرہ حضور کا بہت متغیر معلوم ہوتا ہی شاید
پہلے کوئی تدبیر قتل نکھرا مان روسیاہ ٹھہرانی تھی اب آسمین کچھہ فرق پڑگیا یہ ماجرا کیا ہی کہتر دن بھی ارشاد
فرمایے کہ آپکی خوشی سے ہم بھی خوشی کرین اور اونکے رنج کے شامل ہین بہر صورت دامن گلہای مراد
و مقصد سے بھرین بادشاہ نے یہ کلمات سنکر اک آہ کی اور کہا کیا کہون پہلی مرتبہ جو مین آیا تھا تو بیٹی
دختر کوکب کو زندان طلسمات مین قید کرآیا تھا اور اسمرتبہ بھی سامری نے مجھکو بچایا تھا وہ ناشدنی لڑکی
بلای بڑی تھی بڑی دیر تک لڑی اور بسبب اختر مرد اریدکے مجھپر غالب آئی تھی وہ تو صبا رفتار عیارہ وقت
پر پہونچی اور اوسنے بیہوش کیا مین اوسکو قید کرآیا اب مرخ سحر چشم جو اوسکی بڑی حمایتی اور طرفدار ہی
اور کوکب روشنضمیر باپ اوسکا اوسکو ایک داغ تازہ مینے دیا ہی دیکھون تو کیونکر وہ میرے زندان
طلسمات سے چھڑا لیجاتا ہی اور میرا کیا کرسکتا ہی جب تو برآن بہت اوچھلتی پھرتی تھی ویسا ہی مین نے
اوسکو قید کیا ہی اب دم بدم عمرو کا بھرنا اوسکو معلوم ہوگا خیر یہ باعث تو میری خوشی کا تھا لیکن اسوقت
جو مین ادہر آتا تھا تو راہ مین اسطرح برہمن بنا ہوا چالاک بیٹا عمرو کا مجھکو ملا اور اوسنے مجھکو بیہوش کرنا
چاہتا تھا کہ قتل کرے آج بھی صبا رفتار عیارہ وقت پر پہونچی اور اوسنے میری جان بچائی مین سچ
کہون یہ چالاک وہ عیار ہے کہ اسنے میرا پیچھا لیا ہی نیلم کوہ سے اس مقام تک بہت عیاریان اوسنے
مجھسے کین سلیمان جادو کو میرے ہاتھہ سے قتل کرایا سلطان و سرشار وغیرہ کو مقام پر عیاری
کرکے مجھکو ذلیل کیا ہمیشہ مارکو اوسنے مارا جب مین اس چالاک کو دیکھتا ہون خون آنکھون مین اتر آتا ہی
اور وہ بھی ایسی برجستہ عیاری کرتا ہی کہ سامری مجھکو بچاتا ہی یہ کلمات جو زبانی شاہ ملازمان ملکہ نے سنے
کہا حضور پر سے تصدق اترو واقعی موسے دشمن تو لگے ہی رہتے ہین سچ ہی سامری جمشید شہنشاہ
کے آڑے آجاتی ہین آج جو کچھہ نہ صدقہ اوتارا جاے وہ کم ہی حیرت نے یہ سنکر حکم دیا کہ اسے تصدق
کے لاؤ لنگر جاری کردو سب سامری کی اقبالیت نہجن کرین حسب الحکم ملازم عمل مین لائے تو جتنے

ملازم تھے سب صدقہ اوتارنے لگے کوئی قبل باش لایا کوئی کچھ صدقے کے لایا حیرت زبران کر قید
ہونیکی بھی خوشی کی ارباب نشاط کو بلوایا جام شراب سرخ گردش مین آیا سب مصروف عیش و نشاط ہوے
اہلکار لشکر مہرخ کے جو ہر خبر یہان حاضر رہتے ہین وہ جملہ ماجرا معلوم کرکے سامنے مہرخ کے آکے یہان
رہائی پانے خواجہ عمرو کے ہر ایک خوشحال تھا جلسۂ عشرت جمع ہوا تھا جام شراب ناب چلتا تھا رائج
ہوتا تھا کہ ہرکارون نے آکر مجراگاہ پیسے تسلیم کی اور دعا و ثنا سے بادشاہی بجالائے کہ نظم

ناخن تیر غمزون کے کمانین تھین کمین	تیری سخا جو باد سحر کی نمود سے یار	یہ خانۂ جہان مین کرم تری نہین
کوئی شکستہ حال بجز تو نہ خمار	برسا ترا سحاب کرم یان نہین کہان	ہوتا ہی سنگ آتش یاقوت آبدار

بعد ادائے دعا و ثنا جملہ ماجرا جو زبانی شاہ جادوان کے سنا تھا عرض کیا اس خبر کے سننے سے
ہر اک بدمزہ اس ہوا طاری عالم یاس ہوا جلسۂ عشرت درہم صحبت عیش برہم کہ اشعار

ہوئی وہ بزم شادی بزم ماتم	کمین خانۂ دل ہوگیا غم	شرار غم نے کی آخر شرارت
بدن مین یک بیک آئی حرارت	بہم ملتے تھے سب افسوس سے ہاتھ	تھے ناآگاہ اس سے کیا ہی یہ بات

برق و صرغام عیار بھی یہان موجود تھے جب انھون نے مہرخ و بہار کو روتے دیکھا بہت بےچین
اونکی تسکین و دلداری کی اور کہا گھبراؤ نہین ہم ہمیشہ سے کہتے آئے ہین کہ مرنا برحق ہی کوئی
قیامت تک زندہ نہین رہا ہے پھر غم کیون کرین ہان غم اسوقت کرنا چاہیے کہ جب بیعزتی کا
سامنا ہو اور یہ تو امر ایسا ہے کہ نام کرکے مرجاے پھر یہ مرنا تو زندگی جاوید بموجب بیت

کہان ہین شجاعان صفحہ گذار	فقط نام نیک انکا ہے یادگار	

بلکہ ہم چاہتے ہین اور ہو سکتا ہی تو برآن عالیشان کو رہا کرکے لاتے ہین یہ کہکر دونون عیار طرار
قنطورے اور پیتاوے بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوے ابھی خواجہ عمرو جو رہا ہوے ہین
تو بارگاہ مین داخل نہین ہوے ہین انکا حال بیان ہوگا لیکن یہ دونون عیار سب بارگاہ سے اپنی باہر نکلے
آپس مین مشورہ تدبیر ہوئی کہ بھائی خدانخواستہ اگر برآن زندان مین ہلاک ہوگئی تو بڑی بدنامی
ہمارے واسطے ہوگی اس جینے پر ہمارے لعنت ہی کہ دوست اور طرفدار ہمارا زندان مین پڑے
مرجاے اور ہمسے کچھ نہ ہوسکے بس لازم ہی کہ نظر بعنایت رب اکبر کرکے مردانہ وار کام کرین اور
دامن مضبوط باندھکر کرین مرین آگ اگر ہو تو اوسمین بھی گرپڑین اور ملک الموت کا بھی سامنا

تو نہ ڈر ین مدع دشمن اگر قویست نگہبان تو تیرست ۞ بے موت آئے اور زیست کے دن پورے کیے کوئی
مرتا نہیں یہ ہم خوب جانتے ہین السعی منی من الاتمام ہمت مردان مدد خدا پہلے چل کر ملکہ حیرت
کی بارگاہ مین ٹھہرین اور ذکر مذکور سنین دیکھین کہ کیا کیفیت ہی پھر وہان سے پتہ لگا کر زندان کیطرف جائین
یہ مشورہ کرکے دونون الگ الگ روانہ ہوے اوّل ضرغام شیر دل ملکہ حیرت کے لشکر مین ایک
ساحر کی سی صورت بنا کر آیا اور ہر طرف جویا اپنے مطلب کا پھرنے لگا یہان دیکھا تو لشکر باظہار طلسم
کو سون تک اترا ہوا ہی بڑی گہما گہمی ہے حال اس لشکر کی زینت کا اوّل بیان ہو چکا ہی فی الجملہ لشکر مین
بھی وہی کیفیت ہر ایک لشکری کی زبانی سننے مین آئی کہ اسلاح برّان شاہ سے لڑی اور عیار فی بیہوش کیا
اب وہ قید زندان طلسمات ہی بعض ساحر کہتے تھے کہ بھائی اب چھوٹنا برّان کا دشوار ہی بعض کہتے تھے
کہ اجی ایسے تماشے تو ہزارون مرتبہ دیکھ چکے ہین سن لینا کہ عمرو عیار رہا ہو چکا ہی وہ زندان طلسمات
مین ہو چکیا اور برّان کو چھڑا لیگیا بعض کہتے تھے کہ یہ تم بیکار کہتے ہو اگر ایسا ہی عمرو ہوتا تو اب
کو آجتک گنبد نور سے چھڑا نہ لیجاتا غرض عیار مذکور یہ باتین سنتا اور دیکھتا کہ بارگاہ حیرت کے اندر
چلکر ٹھہرو اور ایکدن کسی ترکیب سے یہان ہو شاید کوئی محافظان زندان وغیرہ کے پاس سے نامہ وغیرہ
آئے نامہ بردار کے ہمراہ شاید جانا ہو جاے یہ تجویز کرکے جانب بارگاہ ملکہ حیرت آیا یہان جنرام بادشاہ وغیرہ
ٹھہرے ہوے تھے بڑا اژدحام تھا اور متصل خیام و بارگاہ حیرت اہل عملہ کی بارگاہین اور خیمہ وغیرہ
استادہ تھے کہین امرا و وزرا کی بارگاہین کسی جا شکوہ زرین قبا اتری تھی ایک سمت کو بارگاہ ملکہ
یاقوت جو دوسری وزیرزادی حیرت کی ہی قیام پذیر تھی عیار مذکور یاقوت کی بارگاہ کے قریب آکر
بارگاہ حیرت مین جانیکی فکر کرنے لگا اور وہان استادہ ہوا اور پہرے چوکی کے لوگ دربارگاہ پر جو
بیٹھے تھے اونسے ساز کرنیکا ارادہ رکھتا تھا ناگاہ زنانی ڈیوڑھی کا پردہ اوٹھا کر ایک خواص نے
جھانکا اور کہا اے میان کوئی ارسام بن مرسم کو بھیجا ہوا آدمی آیا ہی ضرغام پہلے تو چپ رہا
کہ دیکھون کوئی اسکو اب دیتا ہی یا نہین جب کسی نے جواب نہ دیا اوسوقت دوبارہ ارسام کے بھیجنے پر اسنے کہا
حضور مین نے یہان سے ہزارہون کوئی میری خبر ہی آپ تک نہین کرتا ہی اونسے کہا تم ارسام بن مرسم کے
یہان جو توشکخانے کے داروغہ ہین انکو پہچانتے ہو اور اونکے بیٹے کو جانتے ہو اونسے کہا کیا خوب مین اونکے
لڑکپن کا ملازم ہون اور مین ہی نہین پہچانتا حضور مین وہ تو دن رات ایک جا رہتے ہین بلکہ مین تو ایسے

ہون کہ وہ مجھپر بڑی عنایت فرماتے ہین اور مجھ سے سب ملازم جلتے ہین غرکھاتے ہین اور مین تو
ایک جانی قالب ہون اس عورت نے یہ باتین سنکر کہا اچھا آؤ پردیکے پاس آ وہ عیار آگے بڑھا تھا کہ دربانو
نے کہا بی سیموتی کیا تمھاری بڑی عادت ہی کہ ہر ایک کو پردیکے پاس بلاتی ہو انکو پردے پاس نع بلاؤ سرکا
کا غصہ جانتی ہو اور پھر وہی بات کرتی ہو اونکا حکم ہے کہ کوئی زنانی ڈیوڑھی پاس نہ آئے نہ کوئی عورت
مرد سے وہان بات کرے بات کرنا ہی تو ہم ہٹے جاتے ہین آپ باہر اگر بات کرلین آپکا کچھ نہ جائیگا ہمپر خفگی
آئیگی جرمانہ ہوگا یا نوکری جائیگی۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ عورت خواص اپنے جامے سے باہر ہوگئی اور کہا لو صاحب
مین کسی بھڑوے چھنال سے دبنے کی نہین کیا مجھکو ان موے رونون نے چھنال مقرر کیا ہی جو بات
کرنیکی ممانعت کرتے ہین اپنا عہدہ بھی پر تو جتاتا ہی جسمین یہ معلوم ہو کہ ہم بھی کوئی ہین ع ہم بھی ہین پانچون
سوارون مین۔ ارے موے اپنے حواس درست کر منہ ہنوا ونے مجھے کسی بھڑوے چھنال کا ڈر ہی جو یہان بات
نہ کرون مین کسیکی ماما یا مغلانی ایرے غیرے پچکلیان کی نوکر نہین ہون اور نہ کسی کی لونڈی ہون
مین ایسے کی نمک پروردہ ہون جو حیرت کی روح و جان ہی تم سب جب چاہو آدما دیکھو اپنے اپنے جی
کا ارمان نکال لو جو تمھارے جی مین ہو نیک بد اچھی بری جو چاہو وہ میرے لیے ملکہ سے کہلا بھیجو یا خود
کہہ دیکھو تو کہا دسکا کیا ملتا ہی اور میرے لیے سزا جرمانہ گھڑکی جھڑکی ہوتی ہی یا تم سب پر خفگی آتی ہے
کہو تو ابھی تم سبکو نکلوا دون مینے ہزار بار کہا ہی کہ ذرا میرے منہ نہ لگنا کیا تمنے مجھکو کوئی دبڑو گھسڑو
مقرر کیا یا دلگی باز بنایا ہی کہ میرا صاحب اسی بہانہ سے لاؤ اسکو بکواؤ اے مین بھی اپنے نام کی ہون تو
جاؤ بھڑ دو تمھاری ایسی تیسی کی آج جو تمھاری گت نہ بنوائی تو نام اپنا بی سیموتی بنایا یہ کلمات سنکر
آپسمین سب چپکے چپکے دربان کہنے لگے کہ ارمیان تمنے ناحق اس جھاڑ کے کانٹے کو اپنے پیچھے لگایا اس سے
ڈرنا ہی چاہیے اگر یہ کچھ مالک سے لگا دے اور وہ بڑی ملکہ سے کہین تو بیشک بیعزت ہو کر ہم سب نکالے
جائین غرض یہ باتین آپسمین کرکے گویا ہوے کہ بی سیموتی صاحب ہمتو بیسے ملکہ کے تابع فرمان ویسے آپکے
آپ جسکو چاہین اندر محل کے بلا لیجائین ہمنے تو ایک قاعدے کی بات کہی تھی آپ ہی کے لیے اسمین بہتری
تھی آپ خفا نہون جو مزاج مین آئے وہ کیجیے یہ کہکر عیار سے کہا میان جاؤ پردہ کے پاس جو بی صاحب
فرمائین وہ سن آؤ۔ عیار فوراً سب ڈیوڑھیان طے کرکے قریب پردہ کے پہونچا اس رنڈی
نے پردے کے اندر اپنے پاس بلا لیا اوسنے وہان جاکر دیکھا تو گھونگھٹ زنانی ڈیوڑھی کے

پردے کے پاس عقب مین بتاہی اوس طرف محلات کی عورتین بول رہی ہینگی گھما گھمی کی صدا آتی ہی اور پاس وہ نازنین عنبرین سو کھڑی ہی یقین تھا کہ یہ بیہوش ہوجاے وہ اوسکی سادی سادی وضع غارتگر صبر و شکیب بیک کرشمہ عجب تھا جو دل کھو جاے اپنے سے پرایا ہوجاے سبزہ رنگ جوٹی بھوین ایک سے ایک کہتی حسن بھری دوسری طایرِ دل کے صید کرنے پر چٹی ہوئی چہرہ مین وہ نمک کہ جان شیرین عشاق فدا کرین بوسۂ نمکین کا مزا تمام عمر نہ بھولے کانون مین ایک ایک لاپڑا بالا لاگال پر ہلکر مرے اوڑاتا ناک مین کیل حسن و عشق کے مقدمہ مین وکیل سینہ اوبھرا ہوا چھاتیون کے ابھارون کا دلمین سوراخ کرنیکا ارادہ پیٹ وہ نرم گل سا کمر نازک کہ لے قطعدار پیڑو ابھرا ہوا رانین بھری بھری گول پنڈلی کی ڈھلی پایجامہ گلبدن کا کچھے دار پہنے پائنچاے سکے کلائی پر پڑے مہین شبنم کا چنا ہوا دوپٹہ ہلکا پیازی رنگا ہوا اوڑھے موقع و مناسب سے ہلکا ہلکا زیور پہنے نزاکت سے ہر بار تیوریون پر بل ڈالتی ہوئی

دیا حسن و وضع کی شاہ بھی آسمان دلبری کی ماہ بھی مسدس

تسکل اوس گل کی نظر آگئی بھولی بھولی وہ پہیلی وہ جگت اور وہ بولی ٹھولی	پیاری باتون نے کرہ غنچہ دل کھولی چست انگیا کی کٹوری تھی تو اونچی چولی

پنچی آنکھین صفت نرگس بستان ہر دم
غنچۂ گل کی طرح سر بگریبان ہر دم

عضو ہر عضو سے کہتا ہی کہ یکتا ہونمین ہی ہتھیلی کا اشارہ ید بیضا ہون مین	بند سے بند کا ہے قول کہ فتنہ ہونمین لب سے لب کا یہ مقولہ کہ مسیحا ہونمین

رمز آنکھون کا کہو نرگس شہلا ہمسے
قول زلفون کا کہو سنبل دوبالا ہونمین

اس برقوش نے جب دیکھا کہ ضرغام پاس اوسکے آیا تو ہنسکر کہا کہ ارسام بن مرسم جادو خیمہ مین جو رہتا ہی تو کیا کیا کرتا ہی مین جانتی ہون کہ دنرات رنڈی بازی کرتا ہوگا ہر روز نئی رنڈی موا بلاتا ہوگا ضرغام سوچا کہ یہ رنڈی معلوم ہوتی ہی کہ اوس لطف حمام ارسام سے آشنائی رکھتی ہی اوسی کے خیال مین ڈوبی رہتی ہی اور اوسیکا آدمی تجھکو بھیجکر اسنے بلایا ہی تو بھی اب ایسی باتین کر کہ اسکو یقین اوسکی ملازمت کا آجاے یہ سوچ کر اوسنے بناوٹ کرکے کہا کہ اے بی بی جو تمھارا جی چاہے وہ تہمت اس بیچارے پر رکھو وہ تو

ایک ہی لگیر کا فقیر بنا ہوا بیٹھا رہتا ہی نہ گھر سے کہین آتی نہ جاتی نہ کسیکو بلاتی نہ ہنستی تو آج تک کسی سے
ہنسکے بھی بات کرتے نہین دیکھا اس قمار عالم نے کہا تم تو اوسکی دوستی کی ایسی کہو ہی گے وہ حرامی ایکہی
متنفس ہی یہان میرے پاس جیب دسوین پانچوین آتا ہی تو ہر ایک خواص کو ہماری ملکہ کی دیکھہ دیکھہ کے
سسکیان بھرتا ہی میری آنکھون کے سامنے ہاے جانی کہتا ہی اور لگاوٹین کرتا ہی تمنے کہا اور پینے مانا
کرائے وہ دھودھا کے مصلے پر چڑھا ہی بھلا تم تو کہتے ہو کہ مین اونکا مدت کا دوست ہون یہی تمہارے
سچ کہو کہ وہ ہمارے یہانکی کیا باتین کرتا ہی کبھی میرا ذکر کرتا ہی مجھکو یاد کرتا ہی یا یہان کی خوبصورتونکا
نام لیتا ہی ضرغام نے کہا صاحب مین کسکا نام لون اب تم میرا کہنا تو مانتی نہین ہو اور میری یہ طاقت نہین جو
مفصل حال کہون یہ سنکر اوسنے کہا تمہین میرے سر کی قسم تمھین اپنے ایمان کی قسم تم جسے پیار کرتے ہو جسپر جان
ہوا وسی کے سر کی قسم میرا حلوا کھاے میرا مردہ دیکھے جو سچ نہ کہے وہ یہان کسکو پیار کرتا ہے جیسا وہ
نہین تمھین ڈر کسکا ہی مین تو تمھارے پاس کھڑی ہون وہ تمھارا کریگا کیا کوئی خدا ہی جو روٹی تمہین
نہ ملیگی یا یہان خود جبتک مین زندہ ہون تمھین کوئی تکلیف نہ ہوگی ضرغام نے کہا آپکی عنایت سے
اور سامری کے فضل سے مجھے کچھہ اسکا خیال نہین لیکن کیا کہون ایک کی تو جان جاتی ہی اور آپ
یہ باتین بناتی ہین اوسنے کہا اوچھا جی مین اب سمجھہ گئی سامری کی قسم جھوٹ جمشید کی قسم رتی بھر
سچ نہین ایسی ہی کوئی مالزادی ہوگی جو اوسکی دوستی کا اعتبار کریگی اگر وہ میرے گھر پر چلتا اور
رنڈی بازی کو آگ لگاتا تو ایسا چین کراتی وہ بھی یاد ہی تو کرتا لالو لنکا لال رہتا اوسکو کس بات کی کمی
رہتی وہ تو اسکو عارضہ کمبخت چھنا لیکا ہی جیسے بدکار کو لیکا ہو ہی اچھا بتاؤ تمکو کیون بھیجا ہی اوسنے کہا آج
میری منتین کرین کہ تم ذرا جاکر اوسے دیکھہ بھال کے کوئی آدمی محل کا ملے تو اوسکی خیریت مجھے لادو
اوس آفت جان نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا خوب اب بھی ناحق مجھہ نگوڑی کی یاد آئی ارے کمبخت کو
میرے کیے پر کیون نہین چلتا گھر مین وہ بیٹھے تو مین اوسکی لونڈی بنی رہون ہر وقت پاس
رہون کوئی دم جدا نہون اچھا تم اب جاکر یہ کہو کہ اس بارگاہ کے پچھواڑے ایک اونکا باغ ہی اوس
باغ سے نکلکر ایک چھیل ہی اوسکے کنارے کیتال کا درخت ہی وہان آجاے اور مجھسے دو دو باتین کرجاے
اگر میرا کہا ماننے کا اقرار کرے تو خیر نہین مین کہان اور وہ کہان ضرغام نے کہا نہین تم ایسی
باتین نہ کرو وہ تمھاری درد جدائی مین مرتے ہین ہر وقت اونکا یہ حال ہی ابیات

قابو مین نہین ہی یہ دلِ زار	آنکھین ہین ہر ایک زر درخسار	فرصت نہین نالہ و فغان سے
کہتا ہے وہ کچھ کا کچھ زبان سے	ہر وقت ہے بیخودی کا عالم	اب قول یہی ہے اونکا ہر دم
الفت تجھے خوب جانتا ہون	ای حضرت عشق مانتا ہون	وہ گلرو پسنکر باغ باغ ہوگئی

اور کہا اچھا تم جاؤ اور اس بیوفا کو جہان کا مینے پتہ دیا ہی لے آؤ ضرغام نے کہا پھر تم کتنی دیر مین آؤگی اوس نازنین نے کہا مجھے کیا دیر ہے تم گئے اور مین وہان تمھارے جانیسے پہلے آجاؤنگی ضرغام یہ سنکر اوس سے رخصت ہوا اور پشت بارگاہ پر آکر آمونکے باغ سے نکل کر جھیل کے کنارہ کنارہ کے درخت کے تلے کھڑا ہوا دم بھر کے بعد سرد خونش نے قہار خرامان خرامان ناز و ادا سامنے سے پیدا ہوئی اور پکاری کیون جی کدھر ہو ضرغام نے اونکی اپنے لبون پر رکھکر پشت بارگاہ کی طرف اشارہ کیا کہ ذرا دیکھو بھال کے آگے پیچھے بات کرو وہ گلفام اس اشارے سمجھکی اور سمجھی کہ کوئی میری پیچھے کھڑا ہے یہ سمجھکر اوسنے پیچھے پھر کر دیکھا اور چار طرف دیر تک دیکھا کہ ضرغام اس صحن مین نہین ہے اوسکی آگیا اور اوسکی پھرنے مین کمند ماری وہ ادہر پھری تھی کہ جلد بیہوشی مارا وہ چھینک مار کر بیہوش ہوگئی اوسنے اوسکے کپڑے لیے اور اوسکو لیجا کر ایک خار مین ڈالدیا آپ رنگ و غن عیاری کا نکالکر اوسکی ایسی صورت بنا اور وہان سے روانہ ہوکر سیدھا اندر بارگاہ ملکہ یاقوت کے آیا دیکھا کہ ہر سمت پنجیون مین ہر ایک عملہ کی عورتین بیٹھی ہین کوئی اپنا سنگار کرتی ہی کوئی مسی لگاتی ہی کوئی طوطی کو جمشیدجی پڑھاتی ہی کوئی کھانا پکانیکی فکر مین ہی کسیکا مہمان آیا ہی اوسکی خاطر مین مصروف ہی پلنگڑیان بچھی چوکے تختے کے لگے ہین مایین ہر ایک کے بادرچینی نہ کو گرم کر رہی ہین یہ کنیزون اور خواصون کو تجویز کرکے اونکے پاس گیا اور کہا ہماری بی بی ملکہ یاقوت کیا دربار مین گئی ہین اون لوگون نے کہا ای سیموتی کیا تو نے کچھ نشہ کھایا ہی ملکہ عالم تین دن سے دردسر مین پڑی لوٹ رہی ہین کئی دفعہ تجھکو پکار چکی ہین کہ ارے صندل ذرا سا سر گرہ کر لگا دے تو نہین معلوم کہان جاکر بیٹھ رہی تھی تجھے کچھ فکر نہین ہے یہ کہی رہی تھین کہ ایکطرف سے آواز آئی کہ ارے سیموتی سوئی ذرا یہان آکے بیٹھ سنکھا جھل کہان تو اوڑگئی ضرغام نے یہ سنکر کہا ای بی قربان گئی مین آئی اور دوڑکر ادہر گیا دیکھا ایک پلنگڑی پر ملکہ یاقوت جادو صندل لگائے پڑی ہی نیچے پلنگ کے مسند بچھی ہے چنگیرین چوگھڑے وغیرہ سامان عشرت و آرایش دھرا ہی اور یاقوت اوٹھ اوٹھکے دردسر کراہ رہی ہی کہ ضرغام نے سرہانے آکر سنکھا ہاتھ مین لیا اور کہا ای میری بی بی تمھارے صدقے کیا کہتی ہو ملکہ نے

کہا اتبو کچھ نہین کہتی صندل لگانیکو پکارتی تھی وہ کوئی اور آگر لگا گئی اے سیوتی اب تراد یہ ہوائی ہو گیا
نہین معلوم کہان اڑ گئی تھی ضرغام نے کہا بی مین تو ادہر ہی ادھر تھی اور تو کہین نہین گئی تھی
اب حاضر ہون نہین بخاؤنگی فرمائیے جو کچھ فرمانا ہو ملکہ نے کہا اچھا تو حاضر رہ اور کسی کو بارگاہ حیرت مین
بھیجکر دریافت کر کہ شہنشاہ ساحران بارگاہ حیرت مین ہین یا تشریف لیگئے اور ملکہ مذکور مجھکو تو یاد
نہین کرتی ہین سیوتی نقلی نے یہ سنکر چند کنیزونکو حکم دیا کہ جاکر خبر لاؤ وہ حسب ارشاد روانہ ہوئین اور
دہانسے پھر کر آئین کہا حضور بادشاہ عالم پناہ ابھی بیٹھے ہین اور ازبسکہ ملکہ بران سے اور جہان پناہ
سے سامنا ہوا تھا اور بران غالب آئی تھی اور صبا رفتار عیارہ نے آکر اوسکو بیہوش کیا اور
دوبارہ عیار کے ہاتھ سے شہنشاہ کے دشمنونکو زک پہونچی اور سامری نے بچالیا تو اب جتنے ملازم
شاہی ہین اور ملازمان ملکہ ہین وہ سب تصدق بادشاہ پر سے اوتار رہے ہین ضرغام نے سارا حال
بران دیچالاک کا بصورت سیوتی اونکی زبانی سنا اور ملکہ یاقوت نے یہ خبر سنکر فرمایا کہ ہمارے یہانسے
بھی پانچ سیر تیل من بھر باش سو روپیہ کے ٹکے سینی مین لگاکر بھجوا دے اور جولیکر جاے میری جانب سے
بعد آداب و تسلیمات کے عرض کرے کہ لونڈی کے سر مین شدت سے درد ہی درتہ مین حاضر ہوتی
اب اگر حواس درست ہون اور یہ تھکارہ جاے تو حاضر ہون کہ سیوتی یہ سنکر حیران ہوئی کہ مین روپے
اور تیل باش کس سے مانگون لیکن اور کنیزونکے سامنے اسنے کچھ نہین کہا کیون بہن سیوتی تم کہو تو ہم تصدق کا سامان
لے آئین سیوتی نے کہا اب پوچھنا اسکا کیا ملکہ تو فرما چکین مجھ نگوڑی کا بھی کچھ کہنے مین کہنا ہی کنیزین سے
یہ سنکر روانہ ہوئین اور سات سینی تیل باش اور سات سینون مین سو روپیہ کے ٹکے اور ایک بڑے بادیہ
مین پانچ سیر تیل بھر کر سب پر خوان پوش ڈالکر سامنے لائین سیوتی نے کہا مزدورنیونکے سر پر رکھواؤ
اور لیکر سامنے حضور عالم کے جاؤ تصدق اتروا دینا اور جو کچھ ہماری حضور نے فرمایا ہی عرض کرکے جلدی
چلی آنا دیر نہ لگانا کنیزین وہ سب سامان مزدورنیونکے سر پر رکھوا کر روانہ ہوئین اور بارگاہ حیرت مین آن مین
سامنے افراسیاب کے وہ تصدق رکھا اور ملکہ حیرت کو تسلیم کرکے مہرین شاہ نے اونکو دیکھکر حیرت سے پوچھا
کہ یہ کسکے علاقے کے لوگ ہین جو تصدق لائے ہین حیرت نے کہا قربانت شوم ملکہ یاقوت جادو کی سنکر کنیزون
نے پھر کر عرض کیا کہ ملکہ یاقوت نے تسلیم عرض کی ہی اور کہا ہی کہ کنیز کے سر مین شدت سے درد ہی ذرا درد
مین تخفیف ہوا اور طاقت اوٹھنے کی پاؤن تو نذر فتح لیکر حاضر ہون افراسیاب نے کہا اچھا اچھا یہ تصدق

بانٹ دو اور یاقوت کو میری طرف سے دعا کہدینا اور فرما دینا کہ نذر تیری سرکار نے معاف فرمائی سامری
تیرا ورسہ دور کرے یہ مراحات سلطانی جو حیرت نے اوسکے حال پر مبذول از جانب شاہنشاہ دیکھی ضرور
ہوئی کہ اے شہنشاہ یاقوت وزمرد دونوں میری جان نثارین اور خیر خواہ ہین جو کام دولتخواہی اور
دل سوزی کا یہ دونون کرتی ہین اوسکے جیسی کچھہ کامید مجھے ان دونون سے ہے اپنے پیٹ کی اولاد سے
نہین حضور بھی کسیکو خبر کے لیے اونکے پاس بھیجدین تو بہت انسب ہے ع شاہان چہ عجب گر نوازند گدارا
بادشاہ نے فرمایا کہ بعد برخاست دربار مین خود اوٹھکر اوسکے دیکھنے کو جاؤنگا حیرت نے یہ سنکر بادشاہ
کی گردن مین ہاتھہ ڈالدیے اور کہا یہ مکان کسکا ہے اور وہ مکان کسکا ہے سب کنیزان حضور ہی کی ہین
اگر آپ تکلیف فرمائینگے تو کنیز پروری اور عین خداوندی ہے اوسکا کلیجہ ہاتھہ بھر کا ہو جائیگا آبرو بڑہ جائیگی اور
آپکی کسر شان نہوگی بلکہ باعث بلند حوصلگی اور افتخار ملازمان ہوگا کہ شہنشاہ کیسا رفیق پرور ہے کہ ادنے
لونڈی کی عیادت کو چلا آیا افراسیاب نے کہا اچھا پھر دربار برخاست کرو ملکہ نے کہا شام ہی آپ تشریف
ایکمرتبہ دربار برخاست ہوگا یہ کہکر کنیزان یاقوت سے کہا جاکر خبر کرو کہ حضور طلسم پناہ برائے عیادت تشریف
لاتے ہین کنیزین یہ سنکر جلد خدمت یاقوت مین آئین اور سیوتی سے کہا بی بی سے عرض کرو کہ بادشاہ
مع حیرت کے آپ کے دیکھنے کو تشریف لاتے ہین یاقوت جو لیٹی ہوئی تھی اوسنے پوچھا کیا ہے
سیوتی نے عرض کیا کہ شہنشاہ آتے ہین یہ سننا تھا کہ وہ گھبراکر اوٹھہ بیٹھی اور کہا اری سیوتی تجھے
خدا کی مار موئی غارت ہوئی مالزادی ارے جلدی فرش وغیرہ آراستہ کر کیون میری ناک کٹوایا چاہتی ہے کشتیان
نذر کے لیے جواہر کی لاتو تو ایسا بیٹھی ہے جیسے چلے کی بھینس ارے موئی تو اور کیون جاتی ہے مالزادی
گھورتی ہے یہان مسند بچھاکر تکیے گردمیرے لگادے کہ مین بھی پلنگ سے اوترکر بیٹھون یہ حکم سنکر خرغام
نے کنیزان دیگر سے زبانی ملکہ حکم درستی اسباب عیش ونشاط دیا اونھون نے جلد جلد کشتیان شراب کی قرینے
سے لاکر چنین اور فرش مکلف آراستہ کیا مسندین بچھادین فرش کی آرایش دیکھکر اطلس سرخ شرم
سے عجب نہین جو قطع ہوجاے مسندون کے بوٹون پر بہار گلشن عالم کا رنگ پھیکا نظر آئے شیشہ آلات جابجا
آویزان کیا اوس بارگاہ کو نوازافشان کیا چنگیرین اور میوون کی ڈالیان گلدستہ وغیرہ سامنے رکھے
فرش کے گرد گلدستہ لگادیے بارگاہ کا حسن مثل شاہد حسین وجواہر پوش تھا بناوسنگار کیے برنگ
عروس شب اول نشہ حسن سے در ودیوار خود فراموش تھا یہ سامان تھا کہ گلشن جنت وہ ایوان تھا مسندین

نور کا ایک وہ خیمہ بھی بنا تھا زیب
فرش گلرنگ تو پردون مین بنا کار بلا

بیچ مہتاب سے دیکھے تو کہے صل علے
بیچ پھولون کی بچھی وہ کہ گل عیش کھلا

سبز شیشے مے گلگون سے بھرے رکھے تھے
ہار پھولون کے چنگیرون مین دھرے رکھے تھے

اسی آرایش وزیبایش کرنے مین وہ دن بھی تمام اور خیمۂ دہر مین چاندنی کا فرش بچھا آمد خسرو ماہ بارگاہ آسمان مین ہوئی کہ نظم

فروغ مہر نے دامن اٹھایا
ہجوم شام کا اک رنگ آیا
جبین شمع نے پیدا کیا نور
ہوئی روشن مین قرب اور دور

شام ہوتے ہی بادشاہ دربار سے اوٹھا حیرت نے دربار برخاست کردیا آپ بھی مع چند کنیزان زرین پوش کے جانب بارگاہ ملکہ یاقوت ہمراہ بادشاہ روانہ ہوئی زمرد جادو دوسری وزیرزادی بھی ساتھ چلی یہ سب جب بارگاہ مین پہونچے سیوتی یعنی ضرغام نے آرایش کرنے مین بارگاہ کے اپنا کام بھی کر رکھا تھا یعنی یاقوت کو تو مسند پر تکیہ لگا کر بٹھلا دیا تھا اور کئی خوان اشرفیون روپیہ غیرہ کے لاکر رکھے تھے لیکن چنگیرین اور پھولونکی ڈالیان میوونکی کستیان شراب کی گلابیان سب آراستہ بہ دارے و بہوشی کردی تھین اور پھر اک چیز کو اپنی دستکاری سے عطر بہوشی سے معطر کیا تھا اور شراب کو اولٹ پلٹ کرکے مخلوط بداروی بہوشی کیا تھا غرض ایک لوٹا نخلہ بہوشی بھرا تیار کرکے سامنے کو رکھا تھا کہ اس اثنا مین بادشاہ تشریف فرما ہوا یاقوت ہرچند کہ علیل تھی لیکن بنا بر تعظیم بادشاہ و ملکہ عالم پناہ اوٹھ کھڑی ہوئی اور جھک کر مجرا کیا افراسیاب نے اور حیرت نے کہا ای یاقوت بیٹھ جاؤ تعظیم معاف یاقوت نے کہا مین ادنی کنیز حضور کی ہون کیا مجال جو بیٹھ سکون شاہ طلسم اور حیرت دونون مسند پر آکر جلوہ گر ہوے اور اشارہ کیا کہ اے یاقوت اب تو اپنے عہدے کے موافق بیٹھو یاقوت سلام کرکے ایک گوشہ مین بیٹھ گئی نوکشتیان جواہر اور اشرفیون کی سیوتی نے یاقوت کی طرف پیش کین شاہ نے ہرچند فرمایا کہ ای یاقوت مینے نذر تجھے معاف کی یاقوت نے نہ مانا اور بہت کچھ عذر کیا اور کہا مین ذرہ پروری آفتاب سپہر سلطنت کی ہی جو یہ قبول فرمائی جائین شاہ نے وہ نذر لیکر حیرت کی خواصون کے سپرد فرمائی اور نذر قبول کرکے سرفراز فرمایا سیوتی نے چنگیرین اور ڈالیان میوون کی آگے بڑھائین اور گلابیان شراب کی سامنے رکھین شاہ نے فرمایا

کہ دو گلابیان شراب کی اور ایک ڈالی میوہ کی اور کچھ چنگیرین پھولونکی اسمین سے الگ کرکے میرے پاس رکھدو باقی تم سب خواصون وغیرہ کو تقسیم کردو یہ کہکر ایک پیالہ شراب کا بھرکے شاہ نے حیرت کو دیا اور کہا میرے سر کی قسم ہے ملکہ تم پیو مین ابھی نہ پیونگا اور تمھکو اس ڈالی مین سے ایک سیب چھیل کر دو حیرت نے عرض کیا کہ انار کے دانے قاب مین لگے رکھے ہین آپ نوشجان فرمائین اور مین فقیر آپکے شراب نوش فرمانے کا ہیکو پینے لگی افراسیاب نے کہا تمکو بحق کی قسم ہے یہ کہکر پیالہ شراب کا رکھدیا اور تمھارے دانے انار کے کھاؤ اور ایک خواص نے کئی سیب چھیل کر قاشین طشتریون مین لگاکر سامنے رکھدین حیرت نے پھانکین کئی سیب کی کھائین اور افراسیاب نے کہا ہی یاقوت انار کے دانہ تو درد سر کو نقصان کرینگے بلکہ اگر گرمی سے ہوگا تو جاتا رہیگا تو بھی تھوڑے دانہ کھالے اور کوئی پھانک سیب کی یہ کہکر اوسکی طرف طشتری بڑھائی یاقوت نے اوٹھکر شاہ کی بلائین لین اور تسلیم کرکے وہ طشتری ہاتھ سے لی اور ایک پھانک سیب کی کھائی حیرت نے دو کوڑے اوٹھاکر زمرد جادو کو دیا اوسنے سلام کرکے لیا اور یاقوت نے حکم دیا کہ ارے ہمارے مجرئی طایفون کو بلاؤ کنیز سامری اور ساوجا گر اور جمشید باندی رندیان کہان ہین اور نصیب لاؤ شہنشاہ کے سامنے کچھ گائین بجائین یہ حکم پاکر کنیزون نے ہر ایک پریوش زہرہ کردار رندیون کو سامنے لاکر حاضر کیا پہلے سے جمشید باندی کا مجرا ہوا یہ عجب گرما گرم رندی تھی کہ باوجود سرگردانی اور دور دھوپ کے آفتاب نے کبھی ایسی شعلہ رخسار عورت پردۂ فانوس عالم مین نہ دیکھی تھی

سراپا کے لکھنے مین طول ہوگا مختصر سا اوسکا یہ حلیہ ہے کہ بیت

رنگ سانولا پیٹ ملایم اور گیون پر سختی ہی — چھاتی سے لے ناف تلک اک صندل کی سی پٹی ہی

اور اوسکی صورت زیبا کو دیکھکر تماش بینون کا یہ قول تھا کہ ای مایۂ ناز بموجب باعی

گو حسن کا یان نہین ہے پیاری تو ترا — خوبان جہان سے ہے پرکمنہ مڑا

پرتسے مے تو ہے سبکو چھوڑا — ہر چند کہ تھا تماش بینی پہ مزاج

اس ماہ وش نے بصد کرشمہ سنجر و خوش ادائی سے تسلیم بادشاہ کے

ناچنا شروع کیا اہل انجمن کا دل تڑپا دیا مرغ نیم بسمل کیطرح دل کو رقاص بنا دیا سانے اور ہی لطف دکھایا خاطر عشاق سے دمساز ہوا آنکھون سے آنسوؤن کا تار بندھا ہائے وا کا تار

بندھا ہر ایک محو ہو کر راگ سننے لگا کہ نظم

آنسون کی تھی آئی رخ پہ بہا — ایسا وہ الاپی تھی الیسا — بندھتی تھی کبھی جو پیچ کی دھن

سن سن کے سب اہل فہم تھے مگن | بھیرون کا جو بزم مین تھا چرچا | بھیرون لگے ناچنے عجب کیا
ہر راگ روان تھا صورت رود | بھوپالی و کاٹھراو کا مود | جب شاہ جادوان اسکا

گانا سنکر محو ہوا اوسوقت اوس پری تمثال نے اس غزل کو گایا کہ غزل

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہے | یہ دل کیا مزیدار پیدا ہوا ہے | کراہا جو مین تو یہ رک کر وہ بولے
کمان کا یہ بیمار پیدا ہوا ہے | ذرا دور تک آکے دیکھو تماشا | عجب نقش دیوار پیدا ہوا ہے
ہوا چشم مردم سے آرام پنہان | وہ جب سے ستمگار پیدا ہوا ہے | موے جب سے گھل گھل کے مجنون ہجران
ہمین بھی وہ آزار پیدا ہوا ہے | مرے سخت دل دیکھنا تک کے وان ہین | یہ دریا مین گلنار پیدا ہوا ہے
کرو منع ناصح کو ہمسے نہ بولے | کمان کا یہ غمخوار پیدا ہوا ہے | جو کہیے کہ لو نقد دل تو یہ بولے
بڑا تو توزر دار پیدا ہوا ہے

اس عرصے مین پھولونکی خوشبو ایسی پھیلی کہ سبکی کیفیت دگرگون ہوئی
بیہوشی نے اپنا اثر ظاہر کیا کچھ احتیاج میوے کھانے اور شراب پینے کی بھی نہ تھی فراسیاب حیرت
ویاقوت وزمرد جادو وغیرہ سب اپنے آپ مین نہ رہے اور ہر کنیزونکو بھی بادشاہ نے ڈالی عنایت
کی تھی اونھون نے بھی حصہ بانٹ کر کے میوہ کھایا تھا وہ سب اس گانے پر آپسمین ڈھول چکر دستانی ہوکر
لڑنے لگین کسی نے کسیکی چوٹی پکڑ کر کھینچی کسی نے کسیکا گال کاٹ لیا کوئی کسی سے آہ پیارے کہکر لپٹ گئی انمین
حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپنے پیالہ شراب کا ناحق بھر کر رکھدیا نہ آپ پیتے ہین نہ مین پھر شراب کا یہان رکھنا کیا ضرور
شاہ نے کہا اگر تمھاری خوشی ہو تو مین ہی پہلے پیتا ہون یہ کہکر چاہا کہ پیالہ منہ سے لگاؤن اوسوقت ایک
بیخبر نے پیدا ہوکر ٹھوکر دی کہ شراب سب فرش پر گر پڑی شاہ نے کہا ای یاقوت ہائین یہ شراب کیسی تھی
جسکو میرا حریف پینے سے مانع ہوا یاقوت خود عالم محویت مین تھی جواب کون دے ادھر لونڈیون نے
تراق پراق پھینکنا شروع کیا اور ہر طرف گرنے لگین حیرت نے چاہا کہ افراسیاب سے کچھ کہے کہ زبان
لکنت آگئی اشارے سے کہا شہنشاہ ہوشیار ہوجائے شراب نہ پیا بیہوشی کا اثر معلوم ہوتا ہے شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا
اتنا تو کہا ہلا او قحبہ یاقوت تو نے کسی عیار سے آشنائی کرکے یہ حرکت کی ہے یہ کہکر چاہتا تھا کہ اوٹھے چکر کھا کر
زمین پر گرا حیرت وزمرد وغیرہ ہان ہان کرکے جو اوٹھین یہ بھی گرین اور بیہوش ہوئین بیہوشی یعنی ضرغام
شیر دل نے خوش خوش جب سب رفقا ہون وغیرہ سبکو بیہوش دیکھا اوٹھکر تکمہ بارگاہ مین لگایا اور خنجر
کھینچکر چاہا کہ افراسیاب کی چھاتی پر چڑھکر سر کاٹ لے اوسوقت کسی نے بڑے زور سے اوسکو دھکیل دیا

کر یہ چارون شانہ چت گرا اور ہر طرف حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ کسنے مجھکو ڈکیلا کوئی نظر نہ آیا یہ پھر جست کر کے
افراسیاب کے قریب آیا پھر کسینے گردن پکڑ کر اوسکو دوڑا دیا اوسوقت یہ سمجھا کہ تو نے بیوقوفی کی جو اوسکے
قتل کا عزم کیا یہ کافر بادشاہ طلسم ہے مارا نجائیگا پس یہ سوچکر حیرت کی چھاتی پر چڑھا اور چاہا کہ ذبح کرے
ناگاہ افراسیاب کے منہ پر ایک پچکاری رہے ہوا سے زعفرانی رنگ کی کسی پری نے لگائی کہ اوسکو ہوش
ہو گیا اور اوسنے دیکھا کہ سیمونی لونڈی یاقوت کی خنجر کھینچے حیرت کو ذبح کیا چاہتی ہی دیکھتے ہی
لمحان برق چمک کر ضرغام پر آیا اور سحر اسپر کر کے اوسکو گرفتار کیا اور باران سحر برسایا کہ سکو ہوش آیا جب
حیرت وغیرہ جملہ ساحر ہوشیار ہوے شاہ نے کہا ای ملکہ تم پہلے اس عیار کو بارگاہ سے باہر لیجا کر کسی درخت سے
باندھو اور ایک گولا سحر کا مار کر اوسکو فنا کرو یہ سنکر حیرت اوٹھی اور یاقوت دوڑکر قدم پر بادشاہ کے
گری اور عرض کی ہوئی کہ لونڈی کا کچھ قصور اسمین نہ تھا مین بالکل بیقصور ہون حضور قلم عفو میرے جرایم عصیان
وخطا پر پھیرین شاہ نے اوسکے عذر کرنیسے رقعہ جمشیدی بازو سے کھولکر اسمین سب کیفیت عیار کے
بیان آئیکی معلوم کی ظاہر ہوا کہ سیمونی کنیز فلان غار مین پڑی ہی اور یہ حقیقت گذری ہی یاقوت کی
کوئی خطا نہین ہے بابا تیری بی بی نے اور تو نے خود عیارون کے ہاتھ سے دھوکھا کھایا ہی فریب و
مکر سے انسان نا چار ہے یہ دریافت کر کے شاہ نے کہا ای یاقوت سچ ہی کہ تو بیخطا ہی اور تیری کنیز فلان
مقام پر پڑی ہی اوسنے یہ حال سنکر سحر کا پنجہ بھیجکر سیمونی کو اوٹھوا منگوایا اور اوسنے آکر جیب شیرونی
لباس پہنا ملکہ کے گرد پھری اور ملکہ حیرت ضرغام کو لیکر بحکم بادشاہ باہر بارگاہ کے آئی اور درخت
سے اوسکو باندھکر آمادہ قتل ہوئی بادشاہ اوٹھکر بارگاہ مین حیرت کی چلا گیا اور پلنگ پر لیٹا کہ
اب حیرت بھی قتل کر کے عیار کو آئیگی اسی کے ساتھ آج سور ہونگا یاقوت کی یہان سب کنیزون پر
عتاب آیا یاقوت نے سبکو سزا دی کہ مارا دیوا سوقت میری اور تمھاری سبکی جان گئی تھی ناک کٹی تھی
سامری نے بڑا رحم کیا ایسی تم نادانان ہو کہ کچھ خبر نہین رکھتین کہ کون خیمہ مین آیا ہی خبردار اب
کبھی ایسی غفلت نہ کرنا حاصل کلام یہان تو یہ ماجرا ہی ادہر حیرت ضرغام کو قتل کیا چاہتی ہی اوسکو اسی حال
مین چھوڑ کر شمہ حال مختر برق فرنگی سنیے کہ ہمراہ ضرغام یہ بھی عیاری کو نکلا تھا اور ایک طرف روانہ
ہوا تھا چنانچہ بفکر عیاری یہ صحرا مین آیا کچھ دور پر ایک مقام بلند دیکھکر اوسپر چڑھ گیا اور یک نگاہ دوڑانے لگا
ایک جانب لشکر عظیم جنگل مین اوترا دیکھا کہ دو تین کوس تک خیمہ و بارگاہ و سراپردہ وغیرہ نصب ہین

رہا وٹیان کندنی پیچوے اسکین قلندریان مارکیان استادہ ہین بازارین لگی ہین خیمون کے اطراف مین
سرکین بنی ہین سقے آبپاشی کر رہے ہین یہ دیکھکر برق دہان سو اپنے لشکر کیطرف چلا اور ساحر تو بناہی ہوا
تھا داخل لشکر ہوکر دیکھا کہ عجب طرحکی رونق ہے جھنڈے گج کے استادہ ہین ساحران زبردست خیمون
کے سامنے تختون اور کرسیون پر بیٹھے ہین مندرے کنڈل انکے کانون مین پڑے ہین ہوم خاذ استادہ
ہین بنگالے اور کانوردیس کے جادوگر ڈمرو بجاتے ہین اگیاری کر رہے ہین ترسول و چیتول اونکے سامنے
گڑے ہین ہاراون مین لپٹے ہین جادوگرنیان جوان جوان بازارون مین پھرتی ہین کہین سواردن کی
لین پڑی ہے کہین پیادے اوترے ہین بسترے ہین آپس مین جھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے ڈھولک ستار

سنتے ہین سب شاد و خرم پھر رہے ہین اور بیٹھے ہین کہ بموجب ابیات

فوج کا تیرے کرسکے نہ شمار — گو عطارد حسابدان ہووے — کثرت اسکی ہے جب تو ہووے سوار
بسکہ پُر گرد آسمان ہووے — آنکھین مل مل یہ مہر ہووے نور — جیسے شیشے پہ تا بیان ہووے
تیرے خیمے کی ایک ہو جو طناب — نصف اوسکی نہ کہکشان ہووے — بچھے اوس بارگہ مین جب مسند
رشک صد تخت خسروان ہووے — قالین اوسکے ہر ایک پاندانے — بہتر از باغ و بوستان ہووے
دیکھیے تب تجھے کہ تو اوسدم — بیٹھکر اوسپہ حکمران ہووے — اور سرکردہ جتنے ہین اونمین
کوئی نواب کوئی خان ہووے — دست بستہ بمطلع فرمان کا — رو بر و وزیر سا بان ہووے

اوس لشکر کثیر کو اور اوسکی عظمت و شوکت کو برق نے دیکھکر دلمے کہا ان کافرون نے بھی بڑی آسودگی
اور رفعت منزلت پائی ہے ای برق یہ سب چمک دمک اونکی خاک مین ملا دینا چاہیے غرضکہ کچھ ایسا فکر مین
عیاری کے گیا کہ بڑی دیر تک سوچا کیا آخر ایک گوشے مین عمر گزریے کی ایسی صورت بنا انگوچھا گاڑھے
کا سر پہ باندھا کمل کندھے پر ڈالے دھوتی باندھے ننگے پانون ہوا لاٹھی ہاتھ مین لیکر اوسی سمت چلا
کہ جدھر کوئی گانون بسا تھا یہ تو مدت سے یہان آیا ہوا ہے سب مقامات جانتا ہے اس گانون مین
جاکر ایک بھیڑ کسی گڈریے سے مول لی اور اوسکو کاندھے پر رکھکر بہت جلد اوس لشکر مین آیا اور
لشکریون سے جاکر مستفسر ہوا کہ صاحب یہ لشکر کسکا ہے ایک جمعدار نے سپاہیون کے کہا کہ لشکر مہیب بیر سوار
پیلیتن جو بیٹا ملکہ حیرت جادو کے بھائی کا اور بھانجا شہنشاہ ساحران کا تو نے سنا ہوگا کہ پہلے یہان آیا تھا
اور مارا گیا اوسیکا یہ بڑا بیٹا شیر دل فیلیتن بن مہیب بیران سوار جادو ہوا اپنے باپکے مارے جانیکا

بلا لینے آیا ہی ایک لاکھ پچیس ہزار جادوگر ہمراہ لایا ہی اب کل صبح کو اپنے نانا شہنشاہ ساحران اور دادی
ملکہ حیرت سے ملکہ مہرخ وغیرہ نمکحرامون اور سرکشون سے لڑیگا اور سزا دیکا یا زندہ گرفتار کریگا بر
نے یہ کلمات سنکر بھیڑ کو کندھے پر سے اوتارا اور کہا گیان تنے تو ایسی خبر سنائی کہ مین بہت خوش ہوا
اور اب اچھی طرح سے شہر کرا بن ملا جرے کو سن لونگا تو آگے جاؤنگا تھک بھی گیا ہون نم بھی لے لونگا
اور حال بھی سنو لونگا کیونکہ ان مسلمانون نے تو وہ گانون بھی لوٹ لیا ہی جسمین یہ غلام تمھارا رہتا ہی
میرا بھی گھر لٹ گیا ہے سامری ایسا کرین کہ یہ سب عیار اور اونکے طرفدار ماری جائین غرض یہ کہکر بات
اوس سپاہی کے بیٹھا اور کہا سنو تو میرے مالک تنے جو یہ کہا کہ یہ صاحبزادہ کل سب نمکحرامو کا سر کاٹیگا
تو میری سمجھہ مین نہ آیا کہ کیونکر سر کاٹیگا کس لیے کہ باغیون کے پاس بھی تو بڑی فوج ہی اور اوسکے ہمراہ تو کل
سوا لاکھہ ساحر ہین یہ کیا سبب ہے کہ لاکھون ساحرون کو اندھا کرکے پکڑ لیگا اسطرف بہار جادو
نافرمان محمود اختر بن سہیلان قتیل زور کوکب لیسا بادشاہ یران ایسی شاہزادی ہی ایسے بڑے
بڑے نامی اور زبردست ساحرونکا یکایک پکڑ لینا تو کچھہ سمجھہ مین نہین آتا اور علاوہ ان ساحران نامدار
کے دو چار مکار عیار بھی ہین اون لوگون کا دفعۃً قتل ہونا تعجب کی بات ہی ہزاردن نامی گرامی سلحہ
افراسیاب کے ملازم یہان آئے اور قتل ہوگئے اور شاہ نے بیشمار فوج ساتھہ کرکے سرداران طلسم کو بھیجا
لیکن کوئی فتحیاب نہوا اسلیے کہ عیارون نے راہ مین اونکو مار ڈالا کوئی بھی زندہ پھرکر شاہ پاس نہین گیا
پھر کیا وہ جادوگر نہین تھے جو ہلاک ہوگئے اونکا فتح پانا باغیون پر میری تو سمجھہ مین نہین آتا ہان کوئی تحفہ
طلسم اونکے پاس ہوگا مجھکو بتاؤ تو کہ یہ کیا بات ہی اس جمعدار نے کہا اور نہین اور ہانمن زمین آسمان
کا فرق ہی انکے پاس دو چیزین ایسی ہین کہ اگر بادشاہ ساحران بھی ایکبار اونکا سامنا کرے تو سارا اپنا
سحر بھولے اور بیہوش ہوکر گرے اور کسی ساحر ادنی و اعلی شاہ و گدا کی تو کیا حقیقت ہی جب شہنشاہ
ساحران کا یہ حال ہو برق نے کہا میان صاحب وہ کوئی ہتیار ہوگا جو اب کام دیتا ہوگا یا کوئی جانور
کا بیر ہوگا جو دشمن کو بیہوش اور ناچار کر دیتا ہوگا وہ جمعدار بولا کہ ابے مسخرے تو کیا جانے
تا حق بک بک کے مغز پھرایا ہے جا اپنے کام لگ ہمین اون چیزونکے بتانیکا حکم نہین اونے کہا ہم
چاہے بتاؤ یا نہ بتاؤ مین سمجھہ گیا اونکے پاس عمل ہوگا اوسکی روشنی مین یہ سبکو بیہوش کرتے ہونگے
وہ جمعدار رہسنا اور بولا کہ ابے واہی اونکے پاس خاک جمشیدی کا ڈبہ ہی اور ایک چادر سفید محمودی

کی ہے کہ جہان یہ اوسکو اوڑھدلین تو شہنشاہ کا سحر اثر نہ کرے اور وہ خاک جس فوج مین ڈالدین
وہ فوج بیہوش ہوجائے سو اوسکے اس صلاحزادے مین زور و طاقت ایسا ہی کہ فیل مست سامنے آجائے تو یہ
جادو اوسپر نہ کرین اور اپنی طاقت سے اوسکو پکڑلین اور اونکی ماں ملکہ جاموش فیل خور اور اونکی دو نون
مامون فولاد اثر در خوار اور گرز مار زبان جادو ایسے زبردست ہین کہ یکمرتبہ شہنشاہ سے کچھ بیخبر
ہوگیا تھا اور شہنشاہ نے ابریق کوہ شگاف و سرمایہ برف انداز و باغبان قدرت و صنعت
سحر ساز اپنے چارون وزیرونکو بارہ لاکھہ سپاہ ساحران زبردست سے اوسپر بھیجا کہ جاکر بطور چشم نمائی
انکو پکڑلائین اور یہ صاحبزادے اُن دنون مین بہت صغر سن تھے لیکن پھر بھی فولاد اثر در خوار نے ابریق
کو اور گرزہ مار زبان نے سرمایہ کو پکڑلیا اور جاموش نے اپنی سرحد مین کسی طرح فوج کو نہ آنے دیا جالیس
کوس پڑی اپنی سرحد سے آگے آکر صنعت کو گرفتار کیا باغبان قدرت وزیر دانشمند تھا اسنے بعجز و الحاح
مصالحہ کرکے کوچ کیا اور شہنشاہ سے آکر حقیقت کہی بادشاہ نے ہرطرح چاہا کہ اونکو گرفتار کرون ممکن
نہوا آخر حیرت جادو کو بھیجا کہ اوسکے سب عزیزدار تھے اوسنے آکر آپس مین صفائی کرائی اور وزیرونکو چھڑوایا
پھر کبھی بادشاہ طلسم نے اونکی جاگیر مین حوصلہ کمی بیشی کرنیکا نہین کیا برق نے جب یہ ماجرا سب دس جمعدار
کی زبانی خوب دریافت کرلیا اپنے دلسے کہا کہ ای برق خوب آکر پہونچی اب جلد اسکی تدبیر کرنا چاہیے ورنہ
خدا تعالی اس ظالم کے شر سے ہمارے لشکر کو بچائے بڑی مصرت پہونچیگی دل سے تو یہ کہا اور اوس جمعدار
سے پھر تحایل کرکے کہا کہ میرا صاحب آپنے جو یہ فرمایا یہ سب سچ ہی مگر وہ چادر محمودی اور ڈبہ خاک کا کوئی دو سو
روپیہ کا ہوگا جمعدار نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور ایک دھول اوسکے سر پر لگائی اوسنے سر چرا لیا کہا تھہ خالی
گیا اور اوسنے کہا گیان خفا نہو اچھا تین سو روپیہ کی مالیت سہی اوسنے کہا لے اب جاو واہی کہین کا اب
وہ لاکھون روپیہ کا مال ہی بلکہ لاکھون خرچ کیے سے بھی نہین ملتا ایسی بیزین کرورونکو بھی دستیاب نہین
ہوتین تو سو دو سو لیے پھرتا ہی سلطنتین اوسپر قربان کی تھین تو اپنی بھیڑون کی قیمت سمجھا ہی کہ سو دو سو کہتا
ہے تیرے نزدیک سو روپیہ بہت ہوے برق نے کہا میان جی تم سچ کہتے ہو مین بارہ روپیہ کا قرضدار
ہون ایک بھیڑ روز گوہانے سے لاکر میان ادہر اودہر بیچتا ہون جو کسی سخی کا سامنا ہوگیا تو دن بھر
مین چار پیسے نفع ہوگئے جمع مالک کو پہونچادی نفع اپنے جورو لڑکون مین صرف کیا اسی طرح پیٹ
پالتا ہون مین سمجھ گیا جانون کہ ہزار روپیہ کیسے ہوتے ہین جمعدار نے کہا چل آج تیری بھیڑ

ہم نفع سے بکواد ین برق نے کہا اس سے کیا بہتر اگر نفع ملجائیگا تو آپکو دعا دونگا نہین تو آج میرا ارادہ ہے
کہ اسکو گھر لیجاکر ذبح کرون گوشت الگ سری پائے الگ کھال علحدہ کلیجی پھونپی علحدہ اوجھڑی چھیچھڑے
وغیرہ الگ بیچکر بہت سا نفع اوٹھاؤن اوسنے کہا تو بقر قصاب ہی اوسنے جواب دیا نہین صاحب مین تو چرواہا
ہون لیکن کیا کرون پیٹ کے لیے قصائی بنا بھی کرونگا اوسنے کہا اچھا لے اب بھیڑکو اوٹھا ہمارے ساتھ
چل داروغہ باورچیخانہ کے ہاتھ بکواد ین برق نے اوسوقت اوس جمعدار کے پانون چھوے کہا واہ میان
کیا بات ہی چلو جلدی اور میان اس روزگار مین اب کچھ نہین ملتا داروغہ جی اور جو کچھ چاہین مجھسے کام
لین نوکر رکھ لین تو مین ہون نہین روز مجھی سے بھیڑ بکری منگایا کرین لادیا کرونگا جمعدار نے کہا اسے
بھیڑ کی قیمت بتا اوسنے کہا ڈیڑھ روپیہ جمعدار نے کہا نہین ایکروپیہ کھرا کھرا ہم تجھکو دلادینگے دستوری
سے بھی کچھ مطلب نہین اوسنے کہا نہین صاحب مجھے نقصان ہوگا میرے جورو لڑکے آج اوپاس
کرینگے مین سرکار کے باورچیخانہ مین نہ بیچونگا اوسنے کہا اچھے وہانتک چل تو سہی کچھ نقصان نہ ہوگا
نہ جورو لڑکے فاقہ کرینگے تو داروغہ کے دو چار کام کردینا دو تجھے کھانا بہت سا دو چار آدمی کی خوراک دینگے
برق نے کہا اچھا چلیے جو آپ کہتے ہین وہ ہی سہی غرض جمعدار اسکو لیکر مع بھیڑ کے باورچیخانے
کیطرف آیا برق نے دیکھا دور تک قناتین کھچی ہین رنگین گولون پر چڑھی ہین باورچی صافیان ہاتھون
مین پیتلے دیگون کا نمک ڈوئے سے نکال کر چکھ رہے ہین ایک طرف تخت بچھے ہین اوسپر ترکاری
چھل رہی ہی صافیون کو پکڑے چاولون کو پسپو دیتے ہین پلاو کی بعض دیگین دم پر لگی ہین کھیر
گھٹ رہی ہی گرم مصالحہ پستا ہے ہاون دستہ مین ہلدی وغیرہ کٹ رہی ہی دہی پتیلیون مین رکھا ہی
ایک طرف اوسی صحن مین ایک خیمہ چھوٹا سا استادہ ہی وہان فرش بچھا ہی درخیمہ پر کرسی بچھی ہی داروغہ
باورچیخانہ بیٹھا ہی سامنے اوسکے پڑیان لونگ الایچی زعفران مشک وغیرہ کی باقی کے لیے رکھی ہین خوان
ایک طرف چنے ہین ظروف طلائی نقرئی مسی چینی وغیرہ کے دھوئے جاتے ہین طاس بڑے
بڑے اور لگن پانی سے لبریز رکھے ہین وہ سامان ہے کہ ابیات

کانی وان زیرے کو محصول نہو کرمان کا	حاصل ہندسے پورا نہ پڑے آئین نمک
چرخ دکھسار کو مصرف ہے ہی دہشت دانکی	آپ کو پاکے مشابہ یہ پیاز دادرک

غرض وہ جمعدار برق کو سامنے داروغہ کے لایا اور کہا داروغہ صاحب بہت محتاج ہی اگر آپ اسے

کے لیے بھیڑ بکری جو منگا یا کرین یہ لا دیا کرینگا یہ بیچارہ غریب بہت ہی یہ بھیڑ جو لایا ہی دیکھیے بہت قریب ہی کم
ایک دیہ کو اس سے ٹھہری ہی سرکار مین لگا دیجیے تو لے لیجیے ورنہ ہم سب ملکر لے لین اور اسے دام دیدین
حصہ بانٹ کر لینگے اور آج قورما کھائینگے داروغہ نے ایک دیہ برق کو حوالہ کیا اور بھیڑ کو باورچیخانہ کے
باورچی کو حوالہ کیا اور برق سے کہا کہ اب جائیگا یا ٹھہریگا اوسنے کہا خداوند آپکو سامری سلامت رکھین
میرے پیٹ کی خبر لیجائیگا مین روز آیا کرونگا اور بھیڑ لا دیا کرونگا آج بھی مجھے جمعدار نے بھروسیا دیا
تھا کہ تجھے کھانا ملجائیگا داروغہ نے کہا کہ اگر تو یہ چار گھڑی ٹھہر تو مین بہت سا کھانا تجھے دلا دون برق
نے کہا مالک میرے مین بیٹھا ہون کہان جاؤنگا یہ کہکر برق ایک کنارے جاکر بیٹھ گیا اور چادر کو اوڑھکر
دبک کر بیٹھا جسمین یہ معلوم ہو کہ بہت ہی غریب ہی گھڑی بھر کے بعد ایک خاصہ پزنے کہا ابے او مزدور ذرا
چلم پر آگ رکھدے برق نے کہا بہت خوب اور چلم لیکر باورچیخانہ مین جو گیا تو آنکھ بچاکر دو چار دیگون
مین اوسنے بیہوشی ملادی دم بھر کے بعد ایک باورچی نے کہا ابے او بھیڑ والے ذرا پلاؤ کی دیگ کے
نیچے آہستہ آہستہ آنچ کر اور وہین بیٹھا رہ برق یہ سنکر وہان جا بیٹھا اور وہان قریب قریب جتنے
کھانے اور سالن تھے سب مین بیہوشی کو ملاتا رہا اس مین وہ داروغہ آکر گویا ہوا کہ ابے بھیڑ والے تو گھبرانا
نہین مین خاصہ نکلوا کر حضور کو کھلوا آؤن تو تجھے کھانا دون اور باورچیون سے کہا کہ جلد نکال کر چٹک اور
بانگی ہر ایک کھانیکی مجھے لاکر چکھاؤ باورچی اور خاصہ پزون نے چشک کے خوان لگائے اور وہ کھانا
لیجانے کو برق کے سوا اور کون تھا یہی مزدور سامنے موجود تھا اوسی کو دیا کہ داروغہ کو دے آ برق
جو وہ خوان لیکر چلا راہ مین اوس سب کو خوب بیہوشی آمیز کرکے اوس خیمہ مین آیا کہ جس مین داروغہ رہتا
تھا چنانچہ وہ اسوقت اپنی پلنگڑی پر بیٹھا ہوا گڑگڑی پی رہا تھا کہ اوسنے وہ خوان سامنے رکھا داروغہ
نے کہا ابے بھیڑ والے ٹھہر تو آدمی کام کا معلوم ہوتا ہی آج تو نے بڑی محنت کی ہی اب مین یہ چشک
چکھ لون تو سرکار کو کھانا کھلا آؤن پھر تجھکو اسقدر کھانا دونگا کہ تو لیجا نہ سکیگا اچھا بیٹھ جا برق
سلام کرکے بیٹھا اور داروغہ نے خوان کھولکر کھانا تھوڑا سا کھایا اور اوٹھا کہ اب چل کر خاصہ کے
خوان ہمراہ لیکر جاؤن بس جیسے ہی دو چار قدم چلا تھا کہ چرخ کھاکر گرا برق نے تنہائی پاکر اوسکو
اوٹھایا اور خوب سا بیہوش کرکے پلنگ کے نیچے دری مین لپیٹ کر چھپا دیا اور اوسکا پیرہن لیکر
آپ پہنا اور اوسکی ایسی صورت بنکر پگڑی باندھکر باہر آیا باورچی وغیرہ خوان کھانیکے نکال چکے تھے

سب کو آکر دیکھا اور جو طریقہ درستی کا باقی رہگیا تھا اوسکو آپ درست کیا پھر مکرر درست کرنے ہین بیہوش ملا گیا غرض وہ کھانا مزدورون نے اوٹھوا کر بارگاہ شاہی مین لایا مزدورون کو رخصت کر کے صحنچی مین خوان کھولکر دسترخوان بچھایا لیکن سامنے سریر عزت پر ایک نوجوان مہیب فیلقتن بیر سوار کو بیٹھے دیکھا کہ پندرہ برس کا سن ہے جوانی کے دن ہین کانون مین سونیکے کنڈل پڑے ہین سانپ گلے سے اوسکے لپٹے ہین ہر بن مو سے اوسکے شعلۂ آتش نکلتے ہین اور دونون ماموں اوسکے بڑے خونخوار نظر آتے ہین دل ترک فلک بھی دہلاتے ہین خبیث اونسے پناہ مانگے ڈپٹ سے اونکی شیطان بھاگے نسان دیو قوی ہیکل و بدصورت مہیب اشکال بڑے قوی بال بال سر پر فلیتہ فلیتہ لپٹے ہوے دھاگن سانپ کوڑیلے کالے سرخ پیٹالے گلے سے لپٹے ہوے مندرے جواہر کے کانون مین پڑے کھور سیندور کے لگائے آنکھین لال لال دو طاس خون کے لبریز یا آگ کی مشعلون کی طرح دہکتی ہوئین کان ناک سے چنگاریان اوڑتی ہوئین ساری باندھے کرتے پہنے جھولیان کھاروے کی کندھون پر ڈالے آرد بنولے رائی سرسون مٹر کی آگ دھتورے دونا مردے کی بتی اونمین بھری تیمیری لنگیان باندھے بیٹھے باتین کر رہے ہین اور گرداونکے ساٹھ ستر ساحر جلیل القدر اونکے عزیز یگانے بڑے بڑے زبردست خونخوار صورتین بنائے حاضر ہین اور پشت بارگاہ پر ایک چھوٹی سی بارہ دری مخمل کی ہے اسمین کچھ رنڈیان جادوگرنیان جلچنین ڈالے بیٹھی ہین اونکے بیچ مین مان اونکی جاموش فلیتہ بیٹھی ہے العیاذ باللہ عجب شکل وحشی لکاتہ کی ہے کہ مادر دہر بھی جس سے خوف کھاتی ہے اگیا بیتالون کو بھگاتی ہے چڑیلون کو اردلی مین دوڑاتی ہے یہ شکل اوسکی ہے ابیات

نہایت اک کیز کہنہ عصر — کہ دلکش نظم ہے جسکی ہر اک نثر — جہان گرم سخن ہوتی تھی وہ زال
تھی وان دلالہ و محتالہ کیا نام — ضعیفی سے کرون اسکی مین کیا بات — کہ جینے کی تھی بڑھیا آگ کی مات
جھکا تھا بسکہ پیری سے وہ قامت — تھی سر پر ٹھوکرون سے نت قیامت — غرض اس ڈول پر یہ کارروائی
تھی گویا مادر گیتی کی نانی — اور ساحر لم اور اوسکے دونون ماموں یہان اثر دردمان

خونخوار دل آزار تھے یہ نقشے اونکے آشکار تھے کہ نظم

وہ تھی افسون مین مگر گبر سخت — توانا قوی ہیکل و چیرہ بخت — شجاعت مین نامی گرامی شہیر
تنومند مانند پیل ژیان — سیہ رو تمگار و پرمکر و کید — کرے سحر سے اپنے رستم کو قید

برق اونکی صورتین دیکھکر ڈراکر نظر بفضل خلاق بحر وبر کرکے دسترخوان بچھاکر سامنے مہیب کے آیا اور عرض کیا ہوا کہ حضور خاصہ تیار ہے اونے حکم دیا کہ پہلے امان جان کو اندر کھانا بھیجدو برق نے سونے چاندی کے تھالون مین کسی قدر کھانا نکال کر اندر حلیمون کے دیا وہان بھی دسترخوان بچھا اور مہیب اپنے ماموئون اور عزیزون سمیت دسترخوان پر آکر بیٹھا سب نے کھانا شروع کیا برق نے تھوڑا کھانا لیکر خواص و خدمتگار جو کھڑے تھے اونکو اشارے سے الگ بلا کر دیا اور کہا یارو ہم تمہارے دوست ہین جلد ایک ایک نوالا کھا کر پانی پیو پھر تقسیم ہوگا کھانا اسوقت ملیگا اوسکو بڑی دیر ہے جبتک کچھ ڈھارس تو ہو جائیگی وہ سب خوش ہوگئے اور سلامت رہن سلامت رہن کہکر رکابیان پلاؤ وغیرہ کی لیکر کونے مین بیٹھکر کھانے لگے اتنے عرصے مین اندر باہر سب جگہ بیہوشی کا اثر ظاہر ہوا اور ادنی و اعلے زن و مرد جو سر گھومنے سے گھبراکر اوٹھا زمین پر گرا اور بیہوش ہوا خدمتگار وغیرہ بھی جھومنے لگے بعض پکارے یارو قیامت آئی یہ کہکر گرنے لگے آخر سب بیہوش ہوگئے کھانے نے گویا اونکو کھایا سب خوان و دسترخوان نے یہ سنایا کہ اب کھانا تمکو نصیب نہ ہوگا تنور فلک سے بس یہی روٹی آخری تھی اب حوض شیر بنی کے تلخی مرگ کا مزا چکھو اور طعمہ شمشیر دشمن بنو اب تمھاری ہڈیان زمین کھائیگی گور مین خاک سے بھوک جائیگی دہن گور مدت سے تمھارا بھوکا تھا اسلیے تمھارے واسطے کھلا تھا روزگار غدار تمھارے لیے بھوکا تھا جو پال پال تمھارے ہی جان کا کال ہوگیا مادر دہر کی ڈائن ہے کہ اب تمھارے ہی کلیجے کھائیگی ہڈیان چبائیگی نظم

آن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک	خاکش چنان بخورد کز و استخوان نماند

حاصل مرام مہیب وہ سب ساحران ناکام کھانا زہر مار کرکے بیہوش ہوے اور قضانے اونپر تھا صاف کرنا چاہا اپنا مرتھکا پن ظاہر کیا برق نے دروازۂ بارگاہ پر آکر دیکھا کہ اندر باہر سب بیہوش ہین تکیہ دروازے مین لگایا اور پہلے مہیب اور اوسکے ماموں وغیرہ کی جیبون کو ٹٹول کر وہ ڈبیہ خاک جمشیدی کا کہ جسکا بیان جمعدار سے سنا تھا ڈھونڈھ کر لیا اور اندر بارہ دری محل کے جاکر جاموش کے سر پر وہ چادر محمودی کی کہ وہ تجبہ اوسکو ہر وقت اوڑھے رہتی تھی اوتار کر آپ اوڑھی اور خنجر کھینچکر قتل کا لگا دیا پہلے سب سے جاموش کا سر جدا کیا پھر باہر آکر مہیب اور اوسکے ماموں کا سر کاٹا خنجر بران برق نے دشمنون کا لہو چاٹا غل و شور و تاریکی ہو گئی صدا ہاے مہیب آنے

لگین جلین برق کی گرنے لگین آتشباری شروع ہوئی پیر رونے لگے آندھیان وہ سیاہ آئین کہ زمانہ
سیاہ ہوگیا یقین تھا کہ آسمان پھٹ پڑے گا ایسی مہیب آوازین آتی تھین کہ اشعار

پہونچ جلدای دادگون بخت ظلم — اولٹتا ہی گردون کو اب تخت ظلم — مہیا کر اسباب ادبار کے
نفاق اب پڑے گھر مین کفار کے — جب لے مہر سردار نیلی حصار — قیامت کا برپا ہی اب گیرودار
چھٹا خیمہ و لشکر و بارگاہ — جہان مین نہ تھی کافرونکو پناہ — بہایم دحوش وطیور جہان
ملک دیو وحور وپری انس وجان — جہان مین جہان پر ہی جنکا مقر — خروشان ہین وہ الحذر الحذر
کف مرتعش کی طرح بالیقین — مہابت سے متی کانپتی وان زمین — نہین اس سے چلتی فریب وجدل
اجل کو بھی آتا ہے مکر و دغل — لکھی جسکی ہوتی ہی جسجا قضا — وہان کھینچ لاتی ہی اوسکو دغا
غضب ساحرونکو دیا ہی فریب — خود آئے اجل گاہ پر ناشکیب — بھلا کچھ بھی غفلت کی ہی انتہا
وہ سوتے تھے سر پر کھڑی تھی قضا — برق نے مثل شیر گرسنہ کے پھر کر خنجر ان کو نیمہ ظلم کیطرح روان کیا

اور جلد جلد بہت سے ساحران خدا رکے سر کاٹ ڈالے غلغلہ گیرودار سنکر لشکر ساحر بیقرار ہوکر جانب بارگاہ
شاہی دوڑے یہان آکر ہنگامہ قیامت زا برپا دیکھا بعض نے کہا شاید مامون بھانجے مین فساد ہوا اندر سحر
کی لڑائی ہو رہی ہی بعض نے کہا نہین افراسیاب سے کچھ بگڑ گئی شاید وہ خود آکر اندر لڑ رہا ہی بعض نے کہا
کوکب آگیا ہی غرض لوگون نے کہا اندر تو چلو بہت سے ساحر گویا ہوے ہمارے یان کی یہ لڑائی ہوئی نہین
ہم نجائینگے بعض جو دہلنے پلے انھون نے رسالون پلٹنون مین خبر دی کہ ارے میان بڑی آفت آئی ہی سوائے
بھاگنے کے کچھ چارہ نہین ہی یہ جو لوگون نے سنا گھبراکر دوانہ ہوئے بازار مین بند ہونے لگین بدمعاشان
لشکر نے کہ جو ہمیشہ مفلس رہتے تھے قابو پاکر لوٹنا شروع کیا کہین اب تلوار چلی اگر کسی جا شور دشیون کی
صدا بلند ہوئی کسی جا بھگدڑ پڑی مال اسباب چھوٹ گیا کوہ دصحرا کی طرف ساحر بیقرار بھڑے بھاگے
ادہر جو شخص جوان بہادر تھے وہ اندر بارگاہ کے سر کچہ پھاڑ کر در آئے ایک شخص کو دیکھا کہ بجلی کی طرح
چمک رہا ہی خنجر خونچکان اوسکے ہاتھ پر چڑھا ہی اور دریاے خون بارگاہ مین بہ رہا ہی فرش تمام لہو مین
ڈوبا ہی تماشاے رقص بسمل بارگاہ مین ہو رہا ہی کہین آستین پڑی ہین بسمل پھڑکتے ہین ہاتھ پانون کو
پٹکتے ہین بعض اٹھا کہکر سر دھن رہے ہین کہ ارے ظالم ذرا سا پانی دے کوئی ہچکیان لیتا ہے کوئی
دم توڑ رہا ہے یہ حال دیکھکر اون ساحرون نے برق کو للکارا کہ باش او ظالم اظلم کون ہے

تو کہ جسنے یہ آفت برپا کی ہر برق تو جانتا تھا کہ مجھپر سحر اثر نہ کریگا انکے للکارنے کو کچھ خیال مین نہ لایا اور سر کاٹے گیا یہ جھپٹ جھپٹ کر قریب اُسکے آئے اوسوقت برق نے خنجر پکڑکر اونپر بھی حملہ کیا اونھون نے سحر پڑھکر پھونکا کچھ اثر نہ ہوا اور برق عیار بھی بجلی کیطرح چمکنے لگا کسی کو اپنے قریب آنے دیتا تھا اور کندھے پر چڑھکر خنجر سے دو دو چار چار کے سر جدا کرتا تھا کبھی لوٹ مار کر ٹانگین کاٹتا تھا انکے مرنیسے بیرون کے شور کا ہنگامہ بڑھتا جاتا تھا اور اون ساحرون کا کچھ بس نہ چلتا تھا آخر وہ سب ایکجا متفق ہوکر بلوہ کرکے برق کے پکڑ لینے کی فکر مین ہوے برق بھی تمام سرداران بارگاہ کے سر کاٹ چکا تھا اس لیے لشکر مین لڑنا بے فائدہ سمجھکر وہ فرار لایا اوس وقت آندھیون کی تاریکی بہت تھی ساحرون نے مشعلین سحر جلائین اور لینا لینا پکڑنا جانے نہ دینا کہتے ہوے چلے باز و بلط قرقرے وغیرہ سحر کے جانورون پر سوار ہوکر بعض نے تعاقب کیا اور بعض نے زمین پر دو ہتھڑ مار کر کہا کہ اے زمین طلسم مہیب فیلقن کا قاتل جانے نپائے اوسکے پانون پکڑ لینا جانے نہ دینا ہر چندان سب نے بیرون کو یاد کیا غضب کا سحر پڑھا مگر اوس چادر کے باعث اثر پذیر نہ ہوا بلکہ اونکا سحر اونھین پر پلٹ کر آیا اس عرصے مین سارا لشکر تہ و بالا ہوگیا لشکر ایک طرف بارہ دری ایک سمت سب بھاگ نکلے جو کوئی کچھ بولتا تھا کہ یہان کیا ہوا کوئی کہتا ہوا کہ بھائی بڑا غضب ہوا سب مارے گئے کوئی کہتا ہوا ارے میان عمرو کیا کوکب آگیا کوئی یہ کہتا ہوا کہ ہاے میرا بھائی مارا گیا کوئی بیٹے کو پیٹتا اسی طرح گریہ کنان کوہ و دشت کی طرف روان تھے اور ہزارون سب سمجھے بوجھے آپس مین لڑ مرے تھے اور بہت سے ساحران زبردست تعاقب برق مین جانب بارگاہ حیرت روان تھے اور برق بھی اسی جانب بھاگا ہوا آتا تھا کہ چلکر آج حیرت یا افراسیاب کو مارونگا اور نہین اگر نہ پایا تو طلسمات مین گھسکر افعی سحر وغیرہ کو مار کر بیران کو چھڑاونگا غبار اسی ہیئت سے یہ قریب بارگاہ حیرت پہونچا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر کہین کا وکیل یا مختار یا داروغہ لباس معقول پہنے مگر خون مین ڈوبا ہوا خنجر سے خون اوسکے ٹپکتا ہوا کہنیون سے لہو بہتا ہوا آنکھین سرخ بارگاہ کیطرف جاتا ہے اور اوسکے پیچھے مجمع ساحرون کا گریبان چاک سر پہ خاک لینا لینا کہتا ہوا آتا ہے تمام لشکری گھبرائے اور اس ہیئت سے برق کو دیکھکر کسیسے پہچانا نہین بعض نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحر کسی لشکر کا افسر ہے اور بہادر ہے لشکر والے اسکے تحت بس سے بگڑ گئے ہین یہ بھی خوب لڑا ہے اب بیچارہ آبرو بچاکر بلکہ حیرت کے پاس

پناہ مین آیا ہی بعض نے کہا شاید کسی خاندان مین فساد ہوا ہی یہ بیچارہ اکیلا لڑ بھڑ کر آپ بھاگ کر شہنشاہ
پاس آیا ہی یہ سب اسکے مدعی اوسکے پیچھے آتے ہین غرض ایسا کچھ سمجھکر برق سے تو نہ بولے وہ جو ساحر پیچھے
آتے تھے اونکے سدراہ ہوے اور کہا ایسا مناسب نہین کہ اکیلے کی تم جان لے لو کیا تمھین حاکم ہو
اونھون نے کہا ارے میان یہ قاتل ہی ہمارے افسر کو اسنے مارا ہی اونھون نے کہا آخر یہ کون ہی کیا ہم نہین
جانتے اونھون نے کہا اچھا ٹھہرو ہم دریافت کیے دیتے ہین یہ کہکر بارگاہ حیرت کیطرف متوجہ ہوے
اس عرصہ مین برق قریب بارگاہ یاقوت پہونچا یہان وہ وقت ہی کہ ضرغام درخت سے باہر بارگاہ کے
بندھا کھڑا ہی اور حیرت گولاہر کا لیے قتل کیا چاہتی ہی اور ازبسکہ غلغلہ قتل ضرغام جو بلند ہوا تھا تو ملکہ
صورت نگار و مصور شہاب جادو گیسوے بن شہاب تسکوہ زرین قبا وغیرہ ساحران نامی
کئی سو مقربین و ملازمان فراسیاب سیر دیکھنے کو حیرت کے پاس آگئے ہین اور ضرغام رجوع قلب سے دعا کر رہا
ہے کہ اے کس بیکسان وای خداوند کون و مکان مجھکو شر سے اس ظالم کے نجات دی کہ اسبات

الٰہی مرے حال پر رحم کر	مری بیکسی پر ذرا کر نظر
مدد کر مری خالق کائنات	اسکے قتل ہونے سے مجکو نجات

حیرت اوسکو قتل ہی کیا چاہتی تھی کہ یکایک شور لینا پکڑنا کا جو کانون
مین اوسکے پہونچا ٹھہر گئی اور ادہی طرف دیکھنے لگی اس اثنا مین برق قریب حیرت پہونچا اور اوسکو للکار
کر اری قحبہ حیرت اگر ایک دیان بھی میرے بھائی ضرغام کا میلا ہوگیا تو آج مین تیری ناک کاٹ کر دی
خواری سے تجھے ہلاک کرونگا اور یہ جو اتنے ساحر تیرے ملازم حرامزادے کھڑے ہین اونسے کہ تو کہ اب
تو بھلا مجھپر کوئی سحر کرین ارے او شقی سنبھل جا کہ مین آپہونچا حیرت یہ نعرہ سنکر پاس سے ضرغام کے ہٹی اور
ساحرون سے کہا لینا اس موے کو ساحر چلے برق پر مگر یہ مثل برق جہندہ اونکے بیچ مین جا ہی تو پڑا اونھون نے سحر کیے
اسپر کچھ اثر نہوا اور اونے خنجر مارنا شروع کیے بہت سے گھبرا کر اڑ گئے بعض زمین مین سما گئے حیرت تو جانتی ہی کہ کیا
غضب کے ہین یہ بھی آرہی برق نے جلد چادر کا کونا اوس سے جو ضرغام کے بندھی تھی مس کر دیا سن
سحر تھی فوراً جل گئی اور ضرغام رہا ہوا برق نے کہا بھائی اب تم نکل جاؤ مین حیرت کا سر کاٹ کر
آتا ہون یا اپنی جان دونگا ضرغام نے کہا کبھی مجھسے یہ نہوگا کہ مین اپنی جان بچا کر نکل جاؤن اور تمکو اس
بلا مین چھوڑ دون یہ کہکر اوسنے بھی خنجر کھینچا اس عرصہ مین وہ ساحر لشکری جو اس ماجرے کو دریافت کرنے
آئے تھے انھون نے اب اوسکو باغی جانکر اپنا سحر کرنا شروع کیا اور جو ساحر کہ زمین مین سما گئے تھے وہ بھی

نکلے اب کسی نے ناوک اور کسی نے گولا سحر کا اور ہار فلفل اور پیکان وغیرہ برق پر مارے برق نے خنجر مکر کر اوپر حملہ کیا اونکا سحر تو اسپر اثر پذیر نہوا اور اوسنے دو چار کو مار گرایا یہان بھی غلغلہ قیامت خیز برپا ہوا ادہر حیرت نے لشکر مین اپنے آکر حکم دیا چور مشعلین اور رن مہتابین روشن ہوئین اور فوج مین نفیر سحر پھنکی ساحر تیار ہوکر چلے افراسیاب پلنگ پر لیٹا ہوا منتظر حیرت تھا کہ یکایک غوغائے سپاہ اوسنے سنا اور گھبراکر اوٹھا سمجھا کہ شاید بروقت قتل ضرغام مہرخ فوج لیکر آگئی ہے یہ بغضب تمام تر یہ بھی چلا کہتا ہوا کہ ای بابمان خود آج سب باغیون کا نام صفحہ ہستی سے بسان حرف غلط مٹا دونگا لاشون کو بے گور وکفن خاک مین سلا دونگا ادہر لشکر چو تیار ہوا تھا وہ برق پر آگرا اور ہزارہا گولا سحر کا اوسپر پڑنے لگا اور ہار مرچون کے گچھے سوئیون کی بوچھار کیطرح پڑتے تھے سحر کے تیرونکا مینہ برستا تھا تلوارین سحر کی بجلی بنکے گر رہی تھین چشم ترک دہر مین آشوب اوتر آیا تھا اس طرح بادل لال لال جادو کا گھر آیا اور بزنگ دیدۂ رمد رسیدہ مینہ کا دھلکا لگا تھا ایک ایک بوند اس مینہ کی بسان تزلہ حارتھی دل وجگر کو ارض دہر کے جلاتی تھی فلک نے خوب بخارات اپنے دل کے فاسد نکالے تھے اجزاے روزگار مین اخلاط فاسد آگئے تھے حرارت آتش سحر مستولی تھی مگر ساری حکمت حکمایان شفاخانہ ساحری ونباضان مطب جادوگری وافسون پردازی بیکار تھی ہر ایک دق تھا کوئی علاج برق کا ہو نہ سکتا تھا اور وہ مثل ملک الموت جان اُن کافرون کی لیتا تھا جب اوسنے دیکھا کہ اب فوج کا بڑا بلوہ ہوا اوسوقت ڈبہ سے تھوڑی خاک نکالکر فوج کے درمیان مین اوسنے اڑادی گویا خاک ہستی عدو برباد کی بس خاک کے لشکر مین اڑنے سے تمام لشکریون پر مع حیرت ومصور اور جو جو ادن مین تھے سب پر بیہوشی چھائی اور بیہوش ہوکر گرے پھر تو یہ حال ہوا کہ مثنوی

دہین سیان سے لیکے خونی حسام
ہوا سر پر اونکے وہ گرم خرام
پڑا تیغ کا آن واحد مین کام

کٹے سب لعینون کے سر ایک سا تھا
ہر اک کے جو بالین پہ پہونچا دلیر
ہوے پھر نہ سونیسے وہ گبر سیر

رکھے رہگئے اسلحہ سر کے پاس
وہ تھی خواب خرگوش مین بد حواس
نہ چونکے وہ گردن پہ تیغین چلین

وہ مدہوش تھے کروٹین تک نہ لین
ہوے جب وہ فی النار یہ بے حواس
چلا یہ وہان سے بس حیرت کے پاس

ضرغام ایکطرف ذبح کرتا آتا تھا اور برق ایکطرف سر کاٹ رہا تھا ڈھیر لاشونکا لگا دیا تھا ترک فلک کو یم دہر اس طاری تھا فلک کی مقل چرخ مین تھی جھکا ہوا اوسکے قتل کا تماشا دیکھ رہا تھا کبھی کہتا تھا

چپکے سر جھکائے رہو اس سے سرکشی نہ جتاؤ ایسا نہو ایک ٹھوکر یہ ادھر بھی چھوڑے آج تو قیامت اوس نے
کردی ہی اپنی جان پر بنی ہی غرض قتل کرتا ہوا برق حیرت کے پاس پہونچا اور خنجر اوسپر مارا نیچے سے پیدا
ہوکر خنجر پکڑ لیا اوسنے ایک چٹکی خاک کی نیچہ پر بھی ماری کہ وہ جلگیا پھر اوسنے خنجر اوس مجسمہ پر مارا اوسیوقت
ایک شرر زمین سے نکلا اور ڈکارا کہ اوسکے ڈکارنے سے شعلے منہ سے نکلے اور اوپر آئے اوسپر بھی ایک
چٹکی خاک کی پھینکی کہ وہ بھی جلگیا اب اوسنے خنجر کا رگڑا گلے پر حیرت کے دیا حیرت کے دیا حیرت کا
اوسوقت یہ عالم تھا کہ ماتھے پر پسینا نکلا ہوا اور پٹہ دور پڑا ہوا چھاتی پر دھکدھکی پڑی چمکتی تھی زلف جنا
پر لہرا رہی تھی قاتل سینہ پر سوار تھا ایسا حسن تھا کہ برق بھی ذبح کرتے وقت روتا تھا اور رک رک کر
خنجر پھیرتا تھا کہ شاید یہ مسلمان ہوجائے تو کاہے کو اس حسینہ کی جان جائے مصور آفرینش نے کیا
تصویر بیمثال اوسکی مرقعۂ دہر میں کھینچی تھی واہ واہ واکیا صنعت گری ظاہر کی تھی اسی سونچ میں
آخر دشمن ایمان سمجھکر اوسنے زور سے خنجر روان کیا اور تین مرتبہ رگڑا دیا لیکن ذرا بھی پوست نہ کٹا اور
کا چمڑا کچھ چھیل کر رہگیا تب برق سمجھا کہ یہ مجسمہ بھی روئین تن ہی اسکے کان کاٹ لینا چاہیے یہ سمجھکر اوسنے
ناک کان وغیرہ پر خنجر روان کیا مگر وہ بھی نہ کٹے اوسوقت اوسنے ناچار ہوکر چوٹی اوسکی کاٹ لی اور ادھر
تو یہ اوسکے سینہ پر سوار ہوکر خنجر کے رگڑے دے رہا تھا ادہر دمبدم زمین سے پتلیاں نکلتی تھیں اور
کہتی تھیں ہی ہماری شہزادی کو مارے ڈالتا ہے کوئی کہتی تھی ارے موئے ظالم ذرا تو اسکے حال پر
رحم کر کوئی کہتی ارے او بیرحم ہوشیار کر کے ذبح کر کوئی کہتی تھی ہائے ہائے شہنشاہ افراسیاب سے کوئی
نہیں کہتا کہ تمھارے چاند کو خاک میں ملائے دیتا ہے ابر فنا میں چھپائے دیتا ہی برق ایک کی بھی نہ سنتا
تھا آخر اوسکی چوٹی کاٹ کر اور یہ سمجھکر کہ یہ شاہزادی طلسم کی ہی پتھر وغیرہ مارنے سے بھی نہ مریگی اور اوسکے
اوسکے قتل کی تدبیر اوسنے نکالی اور بہر قتل مصور وغیرہ چلا اس عرصہ میں ضرغام ساتھ ستر ساحران نامی
کو قتل کر چکا تھا اور ابریق وزیر کی چھاتی پر آکر چڑھا تھا چاہتا تھا کہ خنجر مارے ناگاہ آواز گرگٹ کی
سنی اوسکے پاس تو کوئی چیز بچاؤ کی تھی نہیں اسوجہ سے ابریق کو چھوڑ کر الگ ہوا برق نے کہا اے
ضرغام اب افراسیاب معلوم ہوتی ہی مناسب ہی کہ تم بھاگ جاؤ اوسنے کہا افراسیاب کیسا سام کو
بھی آجائے تو میں تمکو اکیلا چھوڑ کر ایسے وقت میں نہ جاؤنگا یہ کہی رہا تھا کہ نعرہ ہوا
افراسیاب جادو تمام درخت وہان کے جھومنے لگے پتلے ہزاروں زمین سے نکل آئے یکارے

دشمن سامری اب کہان جائیگا خداوند ساحران آگیا ضرغام توہت کرکے علیحدہ ہوا اور برق مصور
کو یا تو فوج کرنے چلا تھا یا ٹھہر گیا دیکھا کہ شاہ جادوان کی آنکھین غصہ سے سرخ تاج سر پر کجے ہوے
گاہ غضب سے گھورتا ہوا زمین پر اُترا بس جیسے ہی وہ زمین پر اوترا اوسنے اسکو دیکھا خنجر پکڑ کر اوسپر
جاہی تو ٹیڑا دیکا کہ او بدذات حرامزادے آج کب چھوڑتا ہون مین تجھکو یہ کہکر قریب پہونچکر ایک خنجر مارا
چار پنجے خنجر سے لپٹ گئے اوسنے اس جلدی مین چادر کا کونا پنجون پر ڈالا کہ وہ پنجے غائب ہوے اوسوقت
شاہ ساحران نے بڑی غضب کی نگاہ سے اوسکو دیکھا اگر دوسرے کسی ساحر پر اس نگاہ سے دیکھتا تو فوراً
ہلاک کر دیتا مگر برق نے کہا ابے گھورتا کیا ہی افراسیاب حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی آج تو یہ کچھ سحر سیکھ کر
آیا ہی غرض شاہ نے اب جو دیکھا ہزارہا سردار لشکر کے بیہوش پڑے ہین اور حیرت کی گردن پر کٹے
خنجر کے معلوم دیتے ہین چوٹی کٹی ہی رانین کھلی ہین حسرت سینہ مین بھری ہی آنکھین بند نیند مین سحر کی
بیہوش ہو رہی ہی اور باقی فوج یہ سامان برق کا دیکھکر کہ یہ سبکو قتل کر رہا ہی بھاگ گئی ہی کوسون تک
سناٹا معلوم دیتا ہی جیسے کوئی ظالم لشکر کو لوٹ لیگیا ہے نہ پہرا ہی نہ چوکی ہی بازارین ویران ہو گئی ہین
خیمے سنسان ہین سراپردے ویران ہین ہر خیمہ لبان پشت مصیبت زدگان پشت خم کیے ہے
زمین فنا تون کا بلہ منہ پر لیے پر سا دے رہی ہی نخل ماتم ہر ایک سنتری ہی قیامت کی گھڑی ہی یہ حال دیکھکر
وسنے چاہا کہ مین اڑ جاؤن اور بازی تازہ بروے کار لاؤن لیکن برق نے ایک ٹہنی خاک کی اوسپر بھینکی
کہ یہ بھی بیہوش ہو کر گرا برق نے چاہا کہ ہوسکے تو سر نہیں اسکا کاٹ لون پس خنجر پکڑ کر اسکے قریب تر آیا
اوسی وقت دو شیر آتشین زمین سے نکل کر برق پر حملہ آور ہوے اوسنے خاک اون ساحرون پر بھی
بھینکی کہ وہ غائب ہوے لیکن ساتھ ہی اونکے غائب ہونیکے اور دو شیر زمین سے نکل کر گرد افراسیاب
پھرنے لگے برق سمجھا کہ اب شیرون کے برباد کرنے مین ساری خاک مو بہ کی صرف ہو جائیگی ابھی اس
خاک سے بڑے کام لینا ہی یہ تو شاہ طلسم ہے مارا نجائیگا پھر بیکار ہی خاک کا ضایع کرنا یہ سمجھکر پھر متوجہ
بقتل ساحران ہوا اس عرصہ مین فوج مصور وصورت نگار تیار ہو کر آگئی برق اوسنے لڑنے لگا
تو یہ عالم ہی کہ ہر ایک فسر کی فوج تیار ہو کر آنے لگی بقیہ لشکر حیرت بھی تیار ہو کر آنے لگا اول جو آیا
وہ بیہوش تھا مگر حیرت کا لشکر منزلون تک اوترا ہوا ہی لاکھون سحر مین مست آیا تھا باقی آنے لگا اور
وہ غضب ہوا کہ عیار بچیان جو بالا دوی کو گئی تھین لشکر مین آئین اور یہ ہنگامہ گیر و دار برپا دیکھکر خنجر پکڑ کر

دوڑین قریب برق جب آئین طرفہ ماجرا دیکھا کہ شاہ جادوان اور حضرت وغیرہ مع ایک لشکر
کے بیہوش پڑے ہین اور برق و ضرغام قتل عام کر رہے ہین شہنشاہ کے گرد دو شیر ہے حفاظت پر
رہے ہین صرصر نے یہ حال دیکھکر جو فوج کہ تازہ دم آئی تھی اوسے کہا کہ ہان سحر کرکے اس ہمکو قید کرو
اونھون نے ہزار ہزار سحر کیے مگر برق پر کارگر نہوے اور برق نے جو گرہ کہ آگے بڑھ آیا تھا اوسپر بھی خاک
کو اوڑایا کہ وہ بھی بیہوش ہوا یہ ماجرا جو صرصر نے دیکھا کہ اوسپر کسیکا سحر نہین اثر کرتا بلکہ یہ خود ایسا افسون
پڑھتا ہی کہ سبکو بیہوش کر دیتا ہی بس یہ دیکھکر خنجر کھینچکر چار طرف سے عیار یحیون نے اون دونون عیارونکو گھیر لیا
برق بھی اونسے لڑنے لگا خنجرون کی بجلیان چلنے لگین آواز جھنکار کی بلند ہوئی کمندین چار طرف سے
پڑنے لگین عیار حبت کرکے سناٹے بھر کر نکلنے لگے کبھی مہینہ ہاے بیہوشی پڑتے تھے عیار اونکو دیتے
تھے غلطکین بار کر قریب دور جاتے شلنگین بھرتے ساحر وغیرہ الگ کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ نظم

بہم گتھہ گئے دونون وہ زور مند — گھلے ایک ہی آب مین زہر و قند — لگے نیچے چلنے آفت کے ساتھہ
قیامت کے پڑتے تھے ہر سمت ہاتھہ — کمندون کے چلتے وہ حقونکی باڑہ — برستے تھے یون جیسے برسا اساڑہ
غضب تھین شلنگین وہ آپسکی جست — یہ غالب کبھی تھا کبھی تھا وہ مست — دیا اسنے دھوکا کیا اسنے فن
بہانے تھے حیلے تھے دھوکی جتن — ضرغام اور برق کہتے تھے کہ استانی آج بغیر تمہارے شہنشاہ کے سر

کاٹے مین نہ جاؤنگا اور غزالہ کمند انداز جب قریب جاتی تھی یہ ایسا ہیچ باندھتا کہ اوسکے گود مین پہونچکر بیہو
اوسکا لیلیتا وہ شرماکر کوسنے لگتی صرصر منھہ پھیر کر مسکراتی اور دلسے کہتی کہ یہ عیار ہمکو کیا حرامزادے ہین
اور یہی کیفیت ضرغام اپنی معشوقہ سے کرتا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک شجاعت مین ہرمز و مریخ سے مقابلہ
ہو رہا ہی خنجر کی جھنکار سے بہرام چرخ بھی بیچ حمل سے دانت نکالے یہ معرکہ دیکھتا اور خوف کھاتا کبھی گھبراکر
سندور کو بلاتا کہ بھائی ہشیار رہنا ذرا آگے پیچھے دیکھتے جانا دھوکھا نہ کھانا عیار یحیون سے تو یہ معرکہ اٹکا ہوا
تھا مگر ادھر شاہ جادوان کی بھی ایک پیلی سنہری نگ کی کپڑے بھی ارغوانی پہنے تھی بچکاری لیے زمین سے
نکلی گل اشرفی لیطرح زمین سے وہ گل عنا ادوگی اور بچکاری اوسنے منھہ پہ بادشاہ کے لگائی کہ اوسکو ہوش آگیا
اور اوسنے یہ ماجرا کہ عیار یحیان برق اور ضرغام عیار سے لڑ رہی ہین گرد میرے ہزارہا لاش پڑی ہین اور
تمام فسران فوج کی فوجین مسلح و مکمل ہوکر اس جگہ آتی ہین لیکن کسی کا بس ان عیارون سے نہین
چلتا ہی اور جو آگے بڑھتا ہی عیار اوسکو بیہوش کرتا ہی بہت سے گردہ حالت بیہوشی مین ہین یہ دیکھکر

اوسنے بہت جلد باران سحر برسایا کہ حیرت اور مصور و صورت لگا رو غیرہ بیہوش شد گان سابق کو ہوش
آیا جب وہ ہوشیار ہو چکے شاہ جادوان آگے بڑھا اور پکارا کہ اے صرصر ہر چند کہ تو نے بہت بڑی نمکحرامی کی
جو اسوقت آکر اس عیار کو تو نے گھیرا مگر اب ہٹ جا میں اسکو پکڑے لیتا ہون دیکھون تو کہ یہ کیسا جادو سیکھ کر
آیا عیار بچیان کنارے ہوئین اور شاہ طلسم نے ایک گولا فولادی اپنے جوڑے سے نکالا یہ گولا بہت بڑا تھا
سحر ہے کہ اس سے کیسا ہی زبردست سحر ہو مگر جانبر نہو غرضکہ وہ گولا اوسنے تاک کر سینہ برق پر مارا لیکن بقدرت
سمیع و بصیر وہ چادر ایسی عمدہ چیز اس عیار کے ہاتھ آئی ہے کہ گولا بھی اوسنے شاہ جادوان کیطرف پھیر دیا شاہ
نے جب اپنے سحر کو پلٹتے دیکھا فوراً دستک دی کہ وہ گولا زمین مین سما گیا اور بادشاہ نے حیران ہو کر خاک دہان
سے اوٹھا کر ایک طایر اوسکا بنایا اور اوسکو بزور زندہ کر کے پوچھا کہ بیان کر اس بیان کر اس عیار پر سحر
کیون نہین اثر کرتا اس طایر نے جملہ حقیقت جاموش و مہیب وغیرہ کے مارے جانے اور ڈوبہ کا خاک کے
پانا اور چادر کا سبب بیان کیا یہ حال سنکر بادشاہ کو تاب ضبط باقی نہ رہی غصہ سے تھرانے لگا اور جوش غضب
مین آکر ایک گولا سات سو سو یون کا برق پر اوسنے مارا برق پر اسکا بھی کچھ اثر نہ ہوا تیغہ پکڑ کر بادشاہ
اسپر جھپٹا اور قریب پہونچکر چاہتا تھا کہ اسپر وار کرے برق نے پھر چٹکی خاک کی اوسپر پھینکی کہ بیہوش ہو کر
گرا اور برق نے تھوڑی خاک پھر لشکریون پر پھینکی کہ کچھ لوگا دن مین کے بیہوش ہوے اوسنے
پھر قتل کرنا شروع کیا عیار بچیان پھر خنجر و کمند مین پکڑ کر اگرین اور پکارین کہ ارے ہوے
آج یہ کیا تیرے جی مین سمائی ہے جو تو ہزارون کو مارے ڈالتا ہے ہاے غضب یہ کیون
آج تو بھر گیا مردوے حواس مین آ اتنا دور ظلم بھی اچھا نہین ہوتا آج ہم جانتے ہین کہ تیری
رتی زور پہ ہے لے اب بھی خیر ہے کہ یہان سے نکل جا ورنہ بادشاہ ساحران سے بگاڑ کر کوئی
جیتا نہین بچا ہے برق نے کہا استانی تم تو ستانی ہو روز روز کا جھگڑا لگایا کرتی ہو ہم تو آج
سر بکف آمادۂ مرگ و مہیاے فنا ہو کر آئے ہین **بیت**

آج وان نیغ و کفن باندھے ہوے جاتا ہون مین	عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لا سکینگے کیا

اور اسوقت استاد کے سر کی قسم مجھکو غصہ بہت ہی میرا پیچھا کرنا تمکو لازم نہین ایسا نہو کہ میرا ہاتھ ناک کان تمھارے چل جاے پھر مجھکو الزام نہ دینا کہ استانی بھی کہتے تھے اور ناک بھی کاٹ لی دوسرے یہ کہ استاد
میرے مدت ہوئی کہ اجازت دے چکے ہین کہ جہان کہین تمکو صرصر ملے میرا پاس نہ کرنا وہ بازارون

ہین اڑ چلتی پھرتی ہی اور لونڈون گھیری بھی ہے تم فوراً ناکا اوسکی کاٹ لینا ہین اوسکو اپنی خدمت
مین نہ لاؤنگا اگر مسلمان وہ ہوگئی تو گھوڑون کا دانہ دلوایا کرونگا یہ کلمات جو صرصر نے سنے کوشش لگی
کہ اوسے مروے غایت گئے وہ تیرا استاد موذی کاٹا سامری کرے مارا جاے اوسکو ارنبی گولی لگے تیری
جو استانیان ہون مووے اونکی ناک چوٹی سامری کرے کاٹی جاے وہ گھوڑو نکا دانہ دلین یہ کلمہ بکتی ہوئی
پھر خنجر زنی مین مصروف ہوئی اور کہتی تھی بڑی شرم کی بات ہی کہ آج یہ عیار ہمارے ہاتھ سے زندہ بچ کر
نکلجائین اور ہمارے مالک کے سامنے ہزارون ساحرون کو ذبح کر ڈالین اور ہمسے کچھ نہ ہوسکے
ہمتو اس طلسم مین منہ دکھانیکے قابل نہ رہینگے اور ضرور ہمکو لوگ کہینگے کہ عیارون سے بچیان پھنسی
ہوئی ہین جب تو اونکے ساتھ طرح دے گئین بس ہم نہ بھی آوارہ مشہور تھے تو ہوجائینگے غرض سب
آپس مین لڑائی ہونا آغاز ہوئی ادہر تو اون عیارنیون نے ان دونون کو گھیرا اور ادھر یہ آفت ہوئی
کہ مصور وغیرہ جو ہوشیار ہوے اونھون نے افسران لشکر کو للکارا کہ کیا کھڑے منہ دیکھتے ہو اگر نہین کارگر
ہوتا ہی تو اور دو کے حربے اوپر کرکے گرفتار کرلو فوج نے بھی یورش کیا اوسوقت برق نے قسم دی کہ ای صرصر
اب تم ضرور نکل جاؤ مین بھی اب نکلجاؤنگا ضرغام جست وغیرہ کرکے ایک طرف چلا عیارنیون نے سر ہلا دیا
کیونکہ اونکو منظور اونکا قتل ہوجانا بھی نہین ہی حاصل مرام یہ تو نکل گیا اور برق دوبارہ خنجر کھینچکر حملہ آور
ہوا اس اثنا مین شاہ جادوان کو پھر تیلیون نے سحر کی آگر ہوشیار کردیا اب برق پر عیارنیون کے
خنجر نیچے حلقے کمندون کے بیضے بیہوشی کے پڑنے لگے اور لاکھون جادوگر جنیان افراسیاب
مصور وغیرہ کے اور شکوہ صورت نگار و ارینق دسرمایہ وغیرہ کے حملہ آور تھے اور گھیرے تھے
اور باقیماندہ فوج مہیب فیلتن کی بھی گھیرے تھی کہ اسنے ہمارے مالک کو ذبح کیا ہی اور ان سبکا
رولا تھا برق پیچھے ہٹا اور جست کرتا آتا تھا جب زیادہ یورش ہوجاتا تو خاک اوڑا دیتا تھا کہ وہ گرد
کو بیہوش کردیتا تھا مگر افراسیاب کو سحر خبر کردیتا تھا کہ برق اسطرح بیہوش کرتا ہوا جاتا ہی تب گرد
بیہوش ہوتا تھا وہ باران سحر برسا کر ہوشیار کردیتا تھا اور پیچھے برق کے وہ بھی آتا تھا یہان برق
پر اینٹ پتھر غلے ڈھیلے برچھی گولے سحر کے بیضے بیہوشی کے ناریل تاریخ وغیرہ پڑ رہے تھے یہ بیچارہ
ہر اک آفت کو جھیلتا پیچھے بھاگتا جاتا تھا اوپر وہ دبی کی خاک اوسنے اسقدر اوڑائی کہ باقی نہ رہی صرف چادر
رہگئی اور شاہ جادوان للکارتا ہوا آگے بڑھا حیرت نے اوسوقت کہا کہ اے شہنشاہ آپ دو بار بیہوش

ہو چکے ہین یہ مردے عیار بہت بہت چھٹ ہین آپ اب اسکے سامنے نہ جائیے شاہنے فرمایا کہ اے ملکہ سکا
کچھ فخر عیار کو کرنا نہ چاہیے یہ ہمارے ہی یہان کا تحفہ وہ پا گیا ہی اسوجہ سے اوسنے یہ آفت برپا کردی مگر
اب تم یہان سے جانب بارگاہ جاؤ لاشین مقتولونکی اوٹھواؤ بارگاہ کو اور میدان کو پاک و صاف کرادین
ابھی اوس عیار کو پکڑے لاتا ہون غرض حیرت بہ سیرت مع مصور وغیرہ کے وہانسے مراجعت کرکے بارگاہ
کی طرف آئی اور حسب الحکم بادشاہ کار بند کورنیش مشغول ہوئی یہان افراسیاب مع فوج و عیار بچیون کے
للکارتا ہوا مقابل برق پہونچا برق اب خستہ بہت ہو چکا تھا نکلجانیکی تدبیر سوچتا تھا مگر ممکن نہ تھا
رات کا وقت تھا ساحرون نے اس قدر روشنی کی تھی کہ روز روشن سے زیادہ وہ رات منور و روشن
تھی چار سمت سے برق کو گھیرا تھا ہزارہا حربہ پڑ رہا تھا یہ عالم تھا کہ نظم

تماشا طلب رزم کے ہین دیہنگ
یلون پہ ہر جرات ادایون پہ چنگ
یہ آویزش برق و کفار خوار

تھی نیزنگ رزم و قرار قرار
مبارز بشر تھا کہ دیو و ملک
وہ کینہ جو تھے زمین و فلک

کرامت مناکبہ و دیر ہے
سعادت شقاوت کا یہ بیر ہے
امان غیر ممکن تھی جز شور و شر

بلا کا تھا دریش زیر و زبر
دو عالم یہ چھائی تھی یہ برہمی
تزلزل کی ہر سو تھی صورت جمی

حکایات سن سنکے اڑتے ہین ہوش
ٹھنکتا ہی بڑھنے دلیری کا جوش
فی الجملہ برق بیچارہ تو چار سمت

سے گھرا ہوا تھا ادھر لشکر مہرخ مین طلایہ دار پہرے والے بیدار تھے باقی دربار برخاست ہو چکا تھا
سب آرام مین تھے جب یہ غوغائے ساحران ساحرون نے سنا لشکر اپنی جگہ پر تیار ہو گیا کہ شاید کفارون
مین کچھ فساد باہمی ہوا ہی ایسا نہو کہ یہان بھی کوئی آفت آئے کسیکو یہ معلوم نہین کہ برق نے یہ آفت
ڈھائی ہی رات کا وقت تھا ساحرون کے سو رہنے سے طایران سحر بھی سو رہے تھے قاعدہ ہی کہ ساحر جب
سوتا ہی سحر بھی اوسکا سوتا ہی عیار جو خبر کے لیے لگے رہتے ہین اونمین سے قران مغل مین تھا چالاک
جسطرف گیا ہی حال اوسکا معلوم ہوگا عمرو کا بھی ذکر کیا جائیگا ضرغام جانشور یہان پہنچے ہوئے تھے
جیسا اوپر بیان ہوا کسی نے اس ماجرے کی بہزاد کو اطلاع نہین کی مگر غوغا سنکر سب خواب سے
بیدار ہو کر مستعد رزم و پیکار ہوے تھے کہ ضرغام جو یہان سے نکل گر گیا تو سیدھا صحرا مین آیا اور زنبیل
عیاری اوسنے بجانی جانشور بالا دوی کو آیا تھا اور اس غوغہ کو سنکر وہ بھی بدحواس تھا لیکن ثابت
نہ ہوتا تھا کہ یہ کس سے لڑائی ہو رہی ہی کیونکہ کوئی لشکر اگر ہوتا تو معلوم ہوتا ایک عیار سے لڑائی

اتنی بڑی فوج کی چڑھائی عقل نہ کام کرتی تھی کہ یہ لشکر ایک آدمی کیواسطے جمع ہوگا اب جانفشور ضرغام نے سب ماجرا کہا جانفشور نے کہا بھیا لشکر مین چلکر خبر کرنا چاہیے کہ وہ مدد برق کی کرے ضرغام نے کہا نہین برق بھی اب کل آئیگا یہ باتین کرتے ہوے دونون لشکر مین آئے بہادر وغیرہ کے پاس جاکر سب ماجرا بیان کیا انھون نے قصد کیا کہ لشکر تیار کرا کر برق کی مدد کو جائین ضرغام نے منع کیا کہ کچھ احتیاج وہان جانیکی نہین سب عیاری برق کی برباد جائیگی کہ اتنا یہ کہنے کو ہوگا کہ اکیلے اتنا بڑا معرکہ مارا اور جب تم لوگ جاکر شریک ہوگے تو وہ بات نرہیگی سب کہینگے کہ ہان لڑائی ہوئی دو فوجین باہم آپ مین برق نے کمال کیا گیا اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ برق قید ہوجائیگا تو ممکن نہین اسکے پاس یہ اشیا موجود ہین ان کلمات سے ہر ایک کو تسکین ہوئی اور برق کے اس کارنامہ پر ہر ایک کو حیرت تھی اور حال ذلت و شکست سنکر ہر ایک شاد و خرم تھا مگر یہ نہ جانتے تھے کہ نظم

ارے نفس بد کی رہائی قریب	پھنسا چاہتا ہی کوئی ناشکیب	سر رہ بچھایا ہے ظالم نے جال
سلامت گذرنا ہے یا نے محال	وہ کیا تھی جب چار طرف سے لشکر سامان اور خیار بچیون نے برق	

کو گھیرا اور افراسیاب خانہ خراب تیغہ سحر پکڑ کر پھرا اوپر حملہ آور ہوا برق نے اپنے مقام پر سے پچھلے پانون جو ضرغام کی ضرب نے ایکطرف سے بیچا تھا برق نے وہ جست کرکے خالی دیا کہ ساتھ ہی کمند کا پھینکا برق زمین پر نہ اوترا تھا کہ یکایک زمین مین پھونچکر پھر تھپکی پانون کی دیکر اوڑا اوپر سے افراسیاب نے تیغہ مارا برق سانس کو تول کر زیادہ تر بلند ہوگیا اب جو ہاتھ اوترنے لگا دھاوا بیجا پر ہوگیا کسی طرف غلہ کسی طرف سے پتھر کسی سمت سے خنجر کسی جانب سے حلقہ کمند پڑے کہ زمین پر اوترتے ہی اوپر سے پھر سر سے جست کی اسطرح پر جست کرتا تھا کہ باد صبا بھی حیران تھی جیسے عینک سے نگاہ جاتی ہی یا بوگل دریچہ شگوفہ سے باہر آتی ہی اور جب زمین پر اوترتا تھا ہزارہا حربہ اوپر پڑتا تھا اسی جست خیز مین ایک مقام بہت برا دباؤ اوپر پڑا کہ کسی طرف نکلنے کا رستہ نہ ملا اوسنے جی داری کرکے ایکطرف شلنگا بھرا اور چاہا کہ اسطرف سے دو چار ہاتھ خنجر کے مار کر نکل جاؤن قضارا اس فراکر شلنگا بھرنے سے ایک درخت کا ٹہنا سر مین لگا کہ سر چرخ کھا گیا سنبھل نہ سکا بے تحاشا زمین پر گرا اوسوقت دو چار ساحرون نے کملیان اسیر دوڑ دوڑ کر ڈالین پھر تو یہ حال ہوا کہ بیت

چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو	سوزن تدبیر لاکھون عمر کو سیتی رہے	دیگر	باب زعزم و کو تہ سعید نتوانکرد

کلیم بخت کسی کا کریا فقد سیاہ	بخت سیاہ نے روز سیاہ اس شب کو دکھایا اندھیرا آنکھوں کے سامنے

آیا رہزن فلک نے کملی والی متاع جان کو لوٹ لیا یعنی یہ بیچارہ اوس کمل مین ایسا لپٹا کہ نکل نہ سکا ہر چند چاہا کہ زور کرکے کمل پھاڑون یا خنجر سے چاک کرکے نکلون مگر ممکن نہ ہوا اوجھکڑ رہ گیا سامرہزاروں ٹوٹ پڑے اور ہاتھون ہاتھ پکڑ لیا افراسیاب پکار رہا تھا کہ خبردار چھوڑنا نہین سامرون نے فوراً مشکین باندھ لین اور مارتے ہوے سامنے افراسیاب کے لائے کسینے کہا اسکو خوب سا مارو کسی نے کہا طرح طرح کے عذاب سے اسکو ہلاک کرو برق نے کہا اگر تمنے مجھکو زدوکوب کی یہ سمجھ لینا کہ آج کے روز قرآن آکر تم سبکو بڑی ذلت دیگا سامر خوف زدہ ہوکر پیچھے ہٹ گئے باز آؤ اور شاہ جادوان نے حکم دیا کہ اسکے پاس سے یہ چادر سحر اور ڈبہ خاک جمشیدی کا چھین لو بعد ازان جو مین حکم دون وہ کرنا اون سب جادوگرون نے برق فرنگی کے تمام کپڑے اوتار لیے اور ایک لنگوٹ بندھوا کر وہ چادر اور ڈبہ لیکر شاہ سے عرض پیرا ہوے کہ اب کیا حکم ہوتا ہی شاہ نے وہ ڈبہ لیکر دیکھا تو ذرا بھی خاک اوس مین تھی کچھ خاک بھی نہ پایا سب برباد ہوچکی تھی پس اوسنے غصہ مین آکر خوب اپنا سحر برق پر کردیا اسوقت برق نے کہا اے بادشاہ خوب آگاہ ہوجایئے کہ جب کوئی عیار قید ہوتا ہی بغیر اوسکے قتل کیے کسوت اوسکی نہین چھینتے لازم ہی کہ کسوت عیاری جبتک مین زندہ ہون میرے حوالے کردیجیے ورنہ اچھا نہ ہوگا شاہ نے کہا کسوت اب تیرے کس کام کی ہی یہ کہکر کسوت میرے حوالے کی اور سرمایہ وزیر کو حکم دیا کہ قید اسکی اپنے پاس رکھے اور سب سامرون کو حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ سب اپنی اپنی جگہ پر آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوے شاہ جادوان بھی پھر کر بارگاہ حیرت مین آیا سرمایہ نے برق کی قید کو ایک ایسے مقام پر رکھا کہ جس سے کوئی آگاہ نہوا اور شاہ طلسم نے ایک پتلا ماش کے آٹے کا بصورت برق فرنگی بنایا اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلا زندہ ہوکر باتین کرنے لگا اوسوقت شاہ نے اوس پتلے کی مشکین باندھ دین اور ملکہ حیرت سے کہا کہ اے ملکہ تو اس برق فرنگی مجرم کو جسنے تمام خانمان سحر آج بیچراغ کردیے صبح کو سامنے خیر خواہون یعنی مہرخ وبہار وغیرہ کے بعذاب الیم قتل کرنا اور سامنے لشکر مہرخ کے سر اسکا لٹکوا دینا اور دھڑ کو ہاتھی کے پاؤن مین باندھکر تمام لشکر مین اپنے گھنچوانا ملکہ حیرت نے کہا بہت بہتر مین نہایت خوش ہوئی اے بادشاہ اسی موے کے قید ہونیسے کہ اوسنے آج میری چوٹی کاٹ لی ہی غرضکہ برق نقلی کو سپرد ملکہ حیرت کرکے رات باقی تھی کہ شاہ جادوان برق اصلی کو لیکر مع سرمایہ وزیر کے باغ سیب کی طرف

روانہ ہوا یہان حیرت نے برق نقلی کو اپنی بارگاہ کے ستون مین باندھکر کئی ہزار ساحرون کو پہرے پر مقرر کرکے آپ آرام کیا وہان شاہ جادوان نے بھی جاکر برق کو سحر سے بیہوش کرکے اپنے سامنے ستون بارہ دری سے باندھکر طلسمی پتلیون کو پہرے پر مقرر کرکے سربستر خواب پر رکھا یہان تک کہ وہ زمانہ آیا کہ سینۂ مشرق سے شعلۂ آہ نکل کر بلند ہوا اور بصورت خاطر مضطر برق فرنگی آفتاب تابان بیقرار و بیتاب سینۂ دہر مین اضطراب دکھانے لگا کہ ابیات

سحر پردۂ شب سے باعز و جاہ	عیان جب ہوا مہر زرین کلاہ	نمایان ہوئی جانب آسمان
سپیدی سحر کی بصد عز و شان	وقت سحر اس طرف حیرت اودہر افراسیاب بدیرت بستر خواب	

سے اوٹھے پہلے افراسیاب نے اوٹھکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ آندھی آئی اور اوس آندھی سے ایک حرعذار تیرہ فام و زبون شعار پیدا ہوا بغض و نفاق کا پتلہ تھا حسد و کینہ سرتاپا نقشۂ شقی ازلی و ابدی ناک بھون تیوری چڑھی سامنے شاہ کے آکر گردن بے تسلیم اوسنے خم کی شاہ نے اوس سے خطاب کیا کہ ای تسخیر بدن اشعار جادو تم اسوقت یہ محنت اپنے اوپر گوارا کرو کہ اس مجرم کو زندانخانہ طلسمات مین لیجاکر افعی سحر اور اژدر ظلماتی کے سپرد کرآؤ کیلیے کہ تم خواص خاص ملا بدولتا و مقربین بارگاہ ہو اور تمسے بہتر کوئی اس کام کے بجالانے مین نہین ہے اور ساحر جلیل القدر بھی ہو یہ کہکر ایک گجرا پھولونکا اپنی سیج کے آوپر سے اوٹھاکر اوسپر ڈالدیا اور کہا یہ خلعت کسیکو آجتک ممکن نہین ہوا ہزارون بہادران طلسم اسکی تمنا رکھتے ہین کہ بادشاہ کے سونگھے ہوے پھول ہمکو ملین اس ساحر نے یہ خلعت پاکر نذر دی اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ای بادشاہ عادل جہان ظلمات مین ایسا اندھیرا ہے کہ رستہ چلنا مشکل ہی اور اوستاد ریگی مین آہ بھی نہین سوجھتی ہی قیدی کا ساتھ ہی پھر مین کیونکر بحفاظت اسکو لیجا سکتا ہون مگر کوئی تحفہ ایسا مجھکو عنایت ہو کہ جسکی وجہ سے ماران طلسم و تاریکی سے مین محفوظ رہون یہ غلام کبھی کبھی حضور کے ساتھ وہان گیا ہی باقی یون میرا وہان کام ہی کیا تھا جو جاتا اس سبب سے راستہ بھی اچھی طرح نہین جانتا ہون شاہ نے یہ سنکر اختر مروارید جو بران شمشیر زن سے چھین لیا تھا اپنے جوڑے سے نکالا اور شہریر کے ہاتھ مین دیا اور بڑی تاکید کی کہ خبردار یہ موتی جانے نپائے کہین اوسکو اپنے پاس سے جدا نہ کرنا اور راہ مین کہین ٹھہرنا کوئی ملجائے تو اوسکو پاس نہ آنے دینا یہ امانت ہی جو مین تجھکو دیتا ہون بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے راہ طلسمات کو طے کرکے اس قیدی کو وہان پہونچاکر پھر مجھی کو لاکر یہ موتی حوالے کرنا اس موتی کو جو ہاتھ پر تو کھیلیگا

منزلہا منزل تک دشتی ہو جائیگی اسکے سامنے کوئی سحر نہین چلتا ہی یہ موتی گنبد مین سامری کے تخ
بڑی مشکل سے بزرگان کوکب نے دہالنے پایا اب اوسی کی بیٹی بران کے پاس رہتا تھا مین نے اوس سے
چھینا ہی وہ تو چھوکری ہی جو ایسی نایاب چیز کی قدر نہین کرتی ہی اور ایسی چیز کو ہر جگہ لیے لیے پھرتی ہی
اور مین جانتا ہون کہ اوسنے مسلمانون کی اعانت کرنے مین جو اس موتی سے کام لیا ہی اوسی سے
روح سامری اس سے خفا ہوئی ہی جو یہ اوسکے پاس سے میرے پاس آگیا ہی ورنہ اس موتی کا ہاتھ آنا دشوا
تھا اور صاحب گوہر پر غلبہ پانا بڑا کام تھا اچھا اب یہ گوہر لیکر تو جا اخی سحر اور اژدر ظلمانی سے کہدینا
کہ شہنشاہ نے دعا کہی ہی اور فرمایا ہی کہ ہم تمسے بہت خوشنود ہوے تمنے خوب حفاظت بران کی کی ہی اس
قیدی کو بھی اوسی مقام پر اور اوسی تہ خانے مین کہ جہان وہ چھوکری قید ہی قید کرو اور تھوڑے چنے
بھونے ہوے اور ایک کوزہ آب اسکو بھی کھانیکو دینا زیادہ اس سے خبردار خبردار کبھی نہ دینا ٹھنڈا پانی
گرمی مین ان دونون قیدیون کو نہ ملے اور کبھی مزیدار کھانا یہ نہ پائین آرام سے نہ سوئین قید مین
روئین پیٹین کراہین یہ حکم محکم قضا شیم اس نحس مجسم کا سنکر شریر خنزیر بازو برق کا پکڑ کر روانہ ہوا اخگر
کو تو مضبوط اوسنے چادر سے اپنی باندہ لیا اور آپ بصورت عقاب تیز پرواز بنا چلتے وقت عرض کیا کہ
حضور سحر سپر سے اپنا آپ اوتار لین بادشاہ ذی سحر اوسپر سے اپنا اوتار لیا اوسنے سحر اپنا برق پر کر کے
پنجے مین اوسکو دبا اور اوڑ کر چلا پہلے تو سحر افراسیاب سے برق بیہوش تھا اب ہوشیار ہوا لیکن
دیکھا کہ پنجہ عقاب مین دبا ہون اور وہ مجھکو لیے ہوے اوڑا جاتا ہی پس یہ خاموش ہو رہا اور پھر متوجہ
ہوا سے بیہوش ہو گیا یہان تک کہ شریر بن اشرار قریب ایک درہ کوہ کے پہونچا کر وہ درہ تاریک مثل شب
دیجور تھا یہ اندر درہ کے روے ہوا سے اوتر کر داخل ہوا اوسوقت برق کی بھی آنکھ کھلی اور اب شریر
عقاب سے اپنی اصلی صورت پر بنا برق نے دیکھا کہ یہان اس قدر تاریکی ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سجھائی
دیتا ہی گور جہو دان پر وہ جگہ ہنستی تھی تاریکی عالم اوسی جگہ بستی تھی تمام عالم کے سیہ بختون کے بخت
سیاہ کی تاریکی جمع ہو کر اوسی جگہ سمائی تھی شامت عالم اکٹھا ہو کر وہین آئی تھی قعر دوزخ اوس
جگہ کو کہنا زیبا تھا چاہ بابل ایک اونے اوس مقام کا نمونہ تھا ابیات

اندھیرا ایسا تھا اوس جا پہ تنگ	عجب طرح کی تھی جگہ تار و تنگ
اوس اندھیر کا بس وہ مسکن تھا غار	جہانمین جو ہوتا ہے اندھیر کا
	اوس تاریکی مین برق نے دیکھا کہ اس سامنے ایک اختر تابان کا لکر انپنے گفد

پردہ کھلا کوسون تک وہ ظلمات منور و روشن ہوگیا روشن ہونیسے احوال روشن ہوا کہ ایک ساحر سیہ رو
کریہ منظر مجکو گرفتار کیے لیے جاتا ہی اور اوس درہ کوہ سے جب وہ ساحر آگے قدم فرق ہوا دیکھا کہ درخت
کوسون تک لگے ہین مگر برگ و بار انکے سب سیاہ ہین تاثیر زحل اکٹھا ہوکر اوسی جگہ آئی ہی تمام عالم کی
ایک جا سیاہی ہی جو چیز ہی وہ سیاہ ہی پہاڑ و زمین سب بالکل سیاہ ہین شاید پیر دہر اور زال دنیا کیسکے غم مین
سیہ پوش ہین خمخانہ غم کے بادہ نوش ہین نہین معلوم کس نوجوان کا ماتم ہی جو لباس ارض وغیرہ سیاہ ہے
دریا جو کوئی اس مقام پر نظر آتا ہی پانی اوسکا بھی کالا ہی کالا پانی گویا قید برق کی بھی گئی ہی اور
طرفہ طلسم یہ نظر آتا ہی کہ ایک تو سیاہی مثل بخت دشمن ہر سمت چھائی ہی دوسرے ڈراونی صورت زال گیتی
نے بنائی ہی درختون مین پھل جو لگے ہین زنگیان آدم خوار کے سر کٹے ہوے لٹکے ہین خون تازہ اوس سے
بہتا ہی وہ خون بھی سیاہ ہی سودا کی ترقی ہی حرارت کا غلبہ ہے سودا مزاج تمام صحرا ہے درہ ہاے کوہ
دیو کی طرح منہ کھولے ہین بگولے کالے کالے اڑتے ہین دیو بنکر ڈراتے ہین جانوران صحرا مثل فیلان
دمان و خرسان سیاہ ہین افعی خونخوار جنسے خدا کی پناہ ہی ہر سمت پھرتے ہین سانپ ہر اوگلتے ہین اثر
آتش زہر سے تمام صحرا تپ رہا ہی ہوا مسموم ہی جو ذرہ ہی وہ زہر کا ایک صحرا ہی جو درخت ہی وہ بس کی گانٹھ
ہے جو پتھر پہاڑ کا ہے وہ شیشہ زہر ہلاہل کی ڈانٹ ہی ہر قطرہ دریا کا قطرۂ زہر جانگداز ہے ہر سمت جانکنی
کا انداز ہے یہ اس صحراے آفت کا حال ہی کہ ابیات

لگا کرباہ سے اور تا بماہی	نظر مین چھا گئی یک سو سیاہی	نظر آیا عجب صحرا لق و دق
کہ دیکھے سے جگر ہو شیر کا شق	عجب وہ موضع خوف و خطرناک	دیا اوسکو دکھائی زیرا فلاک
بیابان تھا وہ ایسا دشت انگیز	کہ وحشت جسکی تھی عالم کی خونریز	نہ جائے چندکی اوس سمت آدم
کرے چندا دسطرف منہ کر نہ پروا	برق کا اوس مقام ہول خیز کو دیکھکر یہ حال ہوا کہ یقین تھا روح قالب	

سے پرواز کر جاے لیکن دل کو مضبوط کرکے نظر بر جم کریم کارساز رکھکر خاموش تھا اور شہزادہ اوسکو گرفتار
کیے روان تھا ازبسکہ برق کی زبان وغیرہ کھلی ہوئی تھی دست و پا کو کہ قابو مین نہ تھے اوسنے اوس
بے اختیاری مین بھی توسن زبان کو عرصۂ مکر مین جولان کیا اور صباے کلام کو چمنستان عیاری مین
دوڑان کیا یعنی ایک آہ سرد دل پر درد سے اوسنے بھری آنکھون مین آنسو بھر لایا اور شعر عاشقانہ پڑھنے لگا

ہوا نالان وہ فرقت کے الم سے	شکایت تھی فلک کی آہ غم سے	کہ اے گردون دون یہ کیا کیا

وہ دل نقدیون ارزان دیا ہین	کوئی دیتا ہی اس ظالم کو بھی دل	کہ ہائے چھوڑ صیدِ نیم بسمل
وہ کیا دیکھی خطا مجھسے کہ اک بار	کیا تین وقف جان صد نیش آزار	ہین جس خطر سے نت لرزہ تمھا بزو لیش
وہی آفت مرے لایا وہ در پیش	اس خوش الحانی اور درد آلودہ آواز سے یہ اشعار بصد سوز و گداز	

اوسنے سنے کہ اگر سنگ خارا بھی بجاے اوس ساحر شہر کے ہوتا تو موم ہو جاتا اور فولاد دل عجاز دا
دکھاتا شہر یار سکے اس سخن دلکش پر بیچین و بیقرار ہو کر رونے لگا برق نے بھی اسی لیے یہ اشعار پڑھے
تھے کہ دیکھین اسکے دل کو بھی کسی محبت کا لگا وہی یا نہین کس لیے کہ کوئی دل ایسا نہین جسکو کسی الفت
نہوا اور یہ بھی سوچا تھا کہ اگر یہ کسی سے محبت نہ رکھتا ہوگا اور میرے اشعار پر بیقرار نہوگا تو پھر اور کچھ تدبیر
کرونگا الحاصل جب اوسنے اوسکو کسی سیمیا کا بیمار پایا سوز دل سے اوسکے شعلہ آہ تا بلب آیا برق نے کہا
کہ ای نو گرفتار سلسلہ عشق و محبت جسطرح کہ مین اسیر طوق الفت ہون اوسیطرح تو بھی مقید زنجیر زلف گرہ گیر ہے
لیکن تیرا رونا بیجا ہی کس لیے کہ اس طلسم کا رہنیوالا جو کبھی کبھی معشوقہ کو دیکھہ بھی آتا ہی نامہ و پیام بھی ہو جاتا ہی
دو بھی دلمین تیرا خیال رکھتی ہی عشق کا تیرے ملال رکھتی ہی مجھہ ناکام و شوریدہ سر کا تو عجب حال ہی کہ بیت

نہ مونسی نہ رفیقی نہ ہمدمے دارم	حدیث دل بکہ گویم محب کمی دارم	نہ قاصدے نہ صبا نے نہ مرغ نامہ بر ے

کسی رہبری مائے بر دخترے دگر اگر داشتم از روز ازل داغ جدائی را نمی آورد ختم ہرگز چراغ آشنائی را
شہر و دیار سے جدا معشوقہ کے فراق مین مبتلا دوسرے اب سیر ایسے مقام پر ہو کر چلا ہون کہ اوسکو ایک نظر دیکھ
تو بھی دیکھ لینے کی امید نہین اگر مین تیرے مقام پر ہوتا تو معبود کے صدقے سے اور ستار کے اقبال سے اپنے
مدت کا معشوقہ سے ہم بغل ہو کر دادعیش و نشاط دیتا تو چاہے تو دن بھر مین دس مرتبہ اوسکو جا کر دیکھ آئے
دوسرے یہ کہ حسن بادشاہ کا تو ملازم ہی اوسی کی وہ تابع فرمان ہی اب دیکھے بادشاہ نے کام لیا ہی اگر آپ
حال تو بادشاہ کہیگا وہ فوراً نقش مراد کو تیرے کاغذ حصول پر ثبت کریگا اور بادشاہ کی ضرورت
اس کام مین کیا ہے مدعا یون ہی حصول ہوا جاتا ہے ذرا سی تو بات ہی مین سب تیرا حال جانتا
ہون اور تیری معشوقہ کو بخوبی پہچانتا ہون لیکن مجھے کیا غرض ہی جو کہون اپنے سوز و گداز مین
آپ ہی مبتلا ہون یہ کہکر جانب فلک دیکھکر کہا کہ خداوندا عشق صادق کا واسطہ یارب جذب کامل
کا صدقہ اپنے افتادہ دل کا تصدق جتنے عاشق ہین سبکو معشوقۂ مراد سے شاد فرما اور اونکی صدقے
مین مجھہ ناکام کا بھی کام دل برلا یہ کلمات جو شہر یار نے سنے طایر ہوش پرواز کر گئے حواس باختہ ہوے

کہ یہ عیار ایسی توقید مین گرفتار ہے کہ چھوٹنا اسکا ذکر دشوار ہے لیکن اوسکو کچھ خیال اسیری نہین معشوقہ
کے عشق کا دم بھرتا ہی اپنی جان جانیکا کچھ خیال نہین کرتا دوسرے یہ لوگ کاملین مین سے معلوم ہوتے ہین کہ جملہ
حال سے عشق کا اوسکو ہویدا اور ظاہر ہی برق نے اوپر کی باتین ظاہری جو لازم و ملزوم برائے محبت ہوتی ہین
خطاب تقدم کرکے اونسے کہی تھین یہ اونکو سنکر برق کو صاحب کمال و اعجاز سمجھا کیونکہ یہ شعر کہ افراسیاب
کی دونگیتر لعل سخندان ہی اوسکی وزیرزادی یعنی ملک اخضر سبز پوش کے وزیر اعمر سرخ قبای جادو کی دختر
ملکہ شوخ چشم سرخ پوش پر عاشق ہی مگر یہ اسقدر لیاقت نہین رکھتا ہی کہ پیام اوسکی شادی کا اوسکے باپ
کو اپنے ساتھ کے لیے دے ہنگام عشق مین اپنے ہمدمون مین سے ایک عورت کو اوسنے بہت کچھ دیکر اوس بات
کا امیدوار کیا ہی کہ اگر تم شوخ چشم کو میرے وصل پر راضی کردو تو مین تمکو کئی لاکھ روپیہ دونگا اور سمجھا ہی کہ جب
مجھسے اور معشوقہ مذکور سے آشنائی ہوجائیگی اوسکے باپ کو خبر ہوگی پھر سوا میرے ساتھ شادی کردینے
کے اوسکو اور کچھ بن نہ آئیگا غرض برق کو بہت جرا کا اوسکو دیکھکر گرم سخن ہوا کہ آپنے جہان میرا عشق سچا نامہ
تو اوسکا حال آپ کو معلوم ہوگا یہ جو آپ فرماتے ہین کہ دن بھر مین اگر تو چاہے تو دس مرتبہ معشوقہ کو
دیکھ آئے تو یہ ممکن نہین کیونکہ وہ دختر نیک اختر وستور معظم ملک اخضر سبز پوش ہی برق نے
کہا ہان تو مجھسے کہتا ہی وہی ملک اخضر جو افراسیاب کا خسر ہے لعل سخندان کا باپ وہی کی تو
وزیرزادی ہی جسپر تو فریفتہ ہے مینے مثلاً یہ بات کہی کہ دن بھر مین دس مرتبہ تو دیکھ سکتا ہی کیونکہ درمیانی جو
عورت ہی وہ کسی حیلے سے تیری معشوقہ کو صحرا مین لاسکتی ہی وہان تو جا سکتا ہی دور سے نظارہ جمال کرسکتا ہی
بس اوسنے یہ سنکر برق کو زمین پر کھدیا اور اوسکے قدم پر رکھا اور کہا یہ تو جتلایئے کہ آپکو کسنے میری معشوقہ
کی کیفیت سنائی ہی اور کسطرح آپنے جانا کہ مین وزیرزادی پر لعل سخندان کی عاشق ہون برق نے
کہا کیا خوب ہے اور یہ وہ جو کچھ تمہارا حال ہی ہم سب جانتے ہین بھلا یہ تو کہو کہ درمیانی کوئی عورت دلالہ ہی
یا نہین اور اوسکو تم بہت کچھ دیچکے ہو اور دینے کا تمنے وعدہ کیا ہی اور اوسنے ایک مرتبہ تمکو وہان پہونچا
بھی دیا تھا واضح ہو کہ جب کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہی تو دلالہ بھی ضرور مقرر کرتا ہے اور ایک دو مرتبہ
اسطرف جانا بھی ہوا کرتا ہی بس برق نے اوسی معاملہ کے طرز پر اوسکو پتا جو دیا اتبو وہ اوسکے گرد پھرنیلگا
اور گویا ہوا مجکو یقین کامل ہی کہ واقعی آپ سب راز سے میرے آگاہ ہین اب کچھ تدبیر تو ارشاد کیجیے
کہ مین کیونکر اپنی مطلوبہ کو حاصل کرون برق نے کہا کیا خوب دلالہ کو تو ابھی تدبیر آپنے کہدیا اور

کچھ دینے کو کہا ہی اور مجھکو آپ قید کیے لیے جاتے ہین اور مفت ہی مین ترکیب وصال کو پوچھنا چاہتے ہین
دست و پا میرے بحیثیت حرکت ہین بدن کو کھجا تک نہین سکتا اپنے حواس مین تو مین ہون نہین بھلا مین
تدبیر وصال کیا جانون اوسنے جلدیہ کلمات سنکر ایسا سحر پڑھا کہ اوسکے دست و پا قابو مین آگئے مگر
بناوٹ کی راہ سے اوسنے کہا اے عزیز کیون اپنے تئین مفت ہلاکت مین ڈالتا ہی اگر ایسا ہی گر میرا
رہا کر دینا سنے گا تو بہت تجھپر عتاب کریگا تو مجھکو زندان ظلمات مین پہونچا کر بیدار و نہ زندان سے
میری لیکر بادشاہ کو پہونچا دی یہ تو خوب سمجھ لے کہ ہمارے لوگ کہین قید نہین رہ سکتے تم لیجا کر قید کرا دو ہم چھوٹکر
جب اپنے لشکر مین آئینگے تم اوسوقت ہمارے پاس آنا ہم تمکو تدبیر وصال تمھاری معشوقہ کی بتائینگے وہ سحر اپنے
دلمین اوسکے کلام کو سنکر سوچا کہ جب اسوقت اسکو غرض لاحق ہی کہ قید مین ہی جبتک بتاتا نہین رہا ہو کر اسکو
کیا غرض ہی جو میرے کام مین پڑیگا پس یہ سوچکر منت کرنے لگا کہ آپکو میرے حال پر رحم کرنا چاہیے آپ
میرا کام کر دیجیے مین آپکو چھوڑے دیتا ہون شہنشاہ کے پاس جاکر کہدونگا کہ وہ قیدی مجھسے چھوٹ گیا ہی
عیارونکی چالاکی تو بادشاہ جانتا ہی یقین کریگا کہ ضرور چھوٹ گیا ہوگا برق نے کہا پھر تم ہمارے شریک
حال ہوگے اوسنے کہا مین آپسے مقابلہ کرنے نہ آؤنگا باقی مسلمان نہونگا برق نے اوسکو سیاہ مطلب دیکھکر
خیال کیا کہ زیادہ تر اصرار اوسکے مسلمان ہونیکی نسبت کرنا چاہیے اپنا مطلب کہا تو معلوم ہو گیا کہ اوسکو غرض
ملاقات مطلوبہ ہی اسلیے یہ منت کرتا ہی پس سوچکر برق نے کہا اگر بادشاہ کتاب سامری یا اپنے سحر دریافت کر
کہ تمنے خود مجھکو چھوڑ دیا اور تمکو الزام دے تو اوس وقت تم مجرم ہو جاؤگے یہ مناسب نہین کہ مجھکو رہا
کرو مین تمکو تدبیر اوسکی جب بتا ہونگا تو بتلا دونگا بلکہ بتلانا کیسا معشوقہ کو تمھاری تمسے ملوا دونگا اوسنے
کہا اگر بادشاہ سحر سے تمھارا چھوڑ دینا میری نسبت دریافت کریگا تو میرا کچھ نہین کر سکتا ہے مین
عملداری مین ملک اخضر کے رہتا ہون اور جہان بادشاہ کو یہ دریافت ہوگا کہ اوسنے مجرم کو چھوڑ دیا
وہان یہ بھی دریافت ہوگا کہ میری دشمنی کی راہ سے اوسنے نہین کیا ہے بلکہ اپنے مطلب کے لیے اوسکو
ایک بار رہا کر دیا ہی وہ میرا دشمن نہین ہی اور مین صاف صاف کہدونگا کہ اے بادشاہ میری جان
جاتی تھی اپنے کام کے لیے مینے اس مفسد کو رہا کر دیا مین آپ کا دشمن نہین ہون آپ جو چاہیے مجھکو
سزا دیجیے پس بادشاہ دوست کو دشمن نہ بنائیگا یقین ہی کہ میری خطا معاف کر دے اب آپ
تامل نہ فرمائیے مجھکو وہ راہ بتلائیے اور چلیے مین آپ کو باہر اس ظلمات سے کر دون برق

اسکی تقریر سنکر اپنے دل مین خوب سمجھا کہ یہ اچھی ہمکو ملے اپنے کام کے لیے ہمکو ایکبار چھوڑ دینگے اور پھر ہمارے دشمن ہو جائینگے غرض جیاد سے بہت کچھ منت کی اوسوقت اوسنے کہا کہ اے برادر اچھا جو تمھاری یہی مرضی ہے تو مین بھی تمھارے کام مین کوتاہی نہ کرونگا لو آو بیٹھ جاؤ یہ کہکر ایک مقام پر بیٹھ گیا وہ بھی سامنے اوسکے بیٹھا اوسنے کہا اے عزیز مین کبھی کسیکو ایسی نایاب چیز نہ دیتا لیکن تو ایسی جگہ ہو کر آیا ہون کہ یہان سے رہا ہونیکی تجھکو امید نہ تھی اسلیے خیر تجھکو بتاتا ہون میرے پاس عطر ہے کہ جسپر موہنی پڑھی ہوئی ہے تم اس عطر کو لیکر اپنے منہ پر مل اور مجھکو باہر ظلمات کے نکالکر سیدھے اپنے گھر جاؤ اور جسکے تو اپنی صورت معشوقہ کو اپنی دکھا اور اگر منھہ نہ دکھا سکو تو وہ عطر دلالہ کے ہاتھہ معشوقہ کے پاس بھیجدینا وہ اوسکو سونگھتے ہی تمھارے پاس آجائیگی اور خواہان وصال ہوگی پھر تم اوسکے ساتھہ مزے اوڑانا اور اوسکو اپنے گھر سے جانے نہ دینا اوسکے باپ کہلا بھیجنا کہ آپکی بیٹی میرے یہان آئی ہے اور مجھپر عاشق ہے مین نے آپ کی آبرو کا خیال کرکے اونکو ہاتھہ نہین لگایا ہے اب اگر وہ آپکے گھر آنے پر راضی ہون تو آپ خود آکر لیجیے اور اگر نہ راضی ہون تو بدنامی کی شہرت ہونیکا خیال فرماکر مجھے سند کر دیجیے باپ کو اوسکے یہ سنکر غصہ آئیگا اور بیٹی کو آکر دیکھیگا مگر وہ کسی طرح تمھاری محبت سے ہاتھہ نہ اوٹھائیگی اوس وقت ناچار ہوکر وہ تمھارے ساتھہ شادی کر دیگا بس اتنا تو مین کر سکتا ہون اور اگر فرق میرے اس کلام مین پاؤ تو مین سے خون اپنا تمکو معاف کیا طلسم سے باہر تو مین جاتا نہین ہون جب کبھی تمھارے ہاتھہ آجاؤن تو مجھے جس عذاب سے چاہنا ہلاک کرنا اور اوسکے علاوہ مین کئی لاکھہ روپیہ کا جواہر تمکو دیتا ہون اگر یہ عطر کام نہ دے تو وہ جواہر ضبط کر لینا اور اگر مطلب تمھارا ہو جائے تو میرا مال مجھکو پہونچا دینا اور جو تمھارا جی چاہے تو اور بھی مجھکو کچھ دینا ورنہ خیر تمھارا کام ہی نکلا سہی اس سحر نے کہا نہین جواہر آپ کیون دین مجھکو یقین ہے کہ وہ عطر کام ضرور دیگا کہنے لگا کہ آپ لوگ ملکون ملکون پھرنے والے عیار طرار آپکے پاس جو چیز ہوگی وہ عمدہ ہوگی اچھا وہ عطر مجھے حوالہ فرمایئے برق نے کہا اگر وہ عطر لیکر مجھکو تم یہان سے نکال نہ دوگے تو اوسکا منتر جو ہے وہ مین تمکو نہ بتاؤنگا پھر وہ عطر تمھارے کسی کام نہ آئیگا اوسنے کہا کبھی ایسا نہ ہوگا کہ مین عہد کے خلاف کرون مگر یہان یہ تو بتلایئے کہ اگر کوئی سحر سے تاثیر اس عطر کی بدل دے اور ملکہ کے دل پر سے عشق میرا اوتر جائے تو کیا ہو برق نے کہا اس طلسم مین کوئی عامل عاوی عملیات کا نہین ہے اور ہملوگ سحر نہین کرتے ہین مگر یہان عملیات عادی کرتے ہین یہ ایک بڑے کامل فقیر نے مجھکو پڑھدیا ہے کسی سحر سے رد اس عمل کا نہ ہوگا

ہلوگون کا افراسیاب بھی نہین رد کرسکتا دیکھو حمزہ ایک اسم اعظم جانتا ہی پھر وہ عمل ایسا ہی کہ تمام ساحران زمانہ اس سے عاجز ہین اور اوپر غلبہ نہین پاتے سامر نے کہا ہان یہ بات تو آپ سچ کہتے ہین اچھا عطر مجکو دیجیے اور میرے ساتھ چلیے برق نے خوب اوسکو پکار کر کے اور سمجھا کے ایک شیشی عطر بیہوشی کی کسوت سے نکالکر اوسکو دی اوسنے دیکھا کہ سرخ رنگ عطر جیسے موتیے کا یا سہاگ کا ہوتا ہی شیشی مین بھرا ہی اور ایسی خوشبو اوسکی ہی کہ شیشی کے نکالنے سے دشت مین خوشبو پھیل گئی ہی پس برق نے تھوڑا سا عطر دوسری شیشی مین رکھکر اوسکو دیا اور کہا اوسکو چہرہ پر اپنے مل لو اور چلو کہ اسکا عمل بھی تمہین تعلیم کرون اوسنے وہ عطر لیکر اپنے چہرے پر ملا پس خوشبو اوسکی بخوبی ناک مین گئی اوسکو چھینکین آئین اور گر کر بیہوش ہوگیا برق نے اول وہ اختر مروارید کہ جو بران کاشاہ جادوان نے اوسکے سپرد کیا تھا لیلیا اور اوسکے کپڑے اوتار لیے اور آب رنگ و غن عیاری کا نکالکر اوسکی ایسی صورت اسطرح بنا کہ ہرچند کوئی تمیز کرے مگر نہ پہچان سکے اس صورت پر تیار ہوکر بموجب ع یا قسمت و یا نصیب یا بخت ؛ اور اوسکو دوش پر اپنے لادکر ایک سمت کو روانہ ہوا دیکھا کہ گرد و تو دیسا ہی صحرا ہے ہول خیز و سیاہ رنگ کہ جیسا اوپر حال بیان ہوچکا ہے اور بیچ مین اوس صحرا کے ایک رستہ بطور سڑک کے بنا تھا کنارے کنارے اوس سڑک کے ماران سیاہ کنجہ برباد کیے بیٹھے تھے اور درخت برگد و پیپل و ساکھوہ غیرہ کے بڑے بڑے تناور لگے تھے باد سموم سے ٹہنے اونکے جھلس گئے تھے اون درختون پر گدہ اور چیلین بیٹھی تھین کہ چلچلاتی تھین تاریکی مین غل و شور مچاتی تھین اونکے چلچلانے سے بگولہ زمین سے اڑکر پیچ و تاب کھاتے تھے دیو سیاہ بنکر ڈراتے تھے آواز ہین ایسی ہر سمت سے آتی تھین الیاذ باللہ الی حضرت اللہ رستم بھی اگر اس دشت مین آجاتا سینہ فرط خوف سے تھرا تا اسفندیار و بہمن و برزو کا جگر شق ہوجاتا برق اپنے دل مین سمجھا کہ یہی سڑک رستہ زندان کا معلوم ہوتا ہی اوسی طرف تجھکو چلنا چاہیے غرض یہ اوسی سڑک پر اس ساحر کو لے کر روانہ ہوا اور از بسکہ اختر مروارید ہاتھ مین لیے تھا تو اوسی طرح جیسے پہلے روشنی تھی اب بھی وہ جگہ منور تھی اور وہان کی بلیات اذیت نہ پہونچاتی تھی انشاء اللہ تمام ظلمات کی سیر شاہزادہ اسد جھوٹ کر جب کرینگے تو بیان کیجائیگی اوسی جگہ حکیم قسطاس الحکمت بھی قید مین اور افراسیاب جو آیا کرتا ہی تو اوسکے رہنے کی جگہ ہی سیر کا ہے بڑے بڑے نامی سامری یہان رہتے ہین غرنیداران بادشاہ اسی مقام پر سکن کہتے ہین ماہی زمرد رنگ وغیرہ کے مکان کا نہین سے رستہ ہی باغبان کی عمارت بہت کچھ ہے غرض تمام کیفیتین انشاء اللہ آیندہ

بشرح وبیان کیجائیگی حاصل مرام اب جو برق اس سمت پر روانہ ہوا کئی کوس راستہ طے کرکے ایک
ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان دو پہاڑیان چھوٹی بنی تھین اور اوپر نیلم کے درخت سیاہ رنگ کے لگے تھے اور بہت
دور تک صحرا سے قلب تہا کہ وہان درختون کے سایہ سے کوسون تک سیاہی پھیلی تھی نیچے اون درختون
کے دھوان اٹھا ہوا تھا بالکل ظلمت سرا وہ مقام تھا اور ان پہاڑیون کے بیچ مین دو قصر سیاہ رنگ کے بنے
بنے تھے ایک قصر کا دروازہ مقفل تھا اور دوسرے کے دروازہ پر دو ایک ساحر بیٹھے تھے برق نے اون ساحرون
کے قریب جاکر کہا کہ کہان ہی افعی سحر اور ازدر ظلماتی کہ مین فرستادہ شاہ جادوان افراسیاب
آیا ہون وہ ساحر یہ سنکر اندر اوس قصر کے گئے اور کچھ عرصے مین اگر گویا ہوے کہ چلیے آپ کو اژدر واقعی
بلاتے ہین برق ساحر کو لیکر اندر قصر کے گیا دیکھا کہ اس مقام پر دالان عظیم الشان بنے ہین کہ جنپر استرکاری
سیاہ رنگ کی ہی سنگ موسی جابجا لگے ہین اور دالان کے کونون مین اژدہے منہ کھولے بیٹھے ہین چھتون مین
ہزارہا گھنٹے لٹکے ہین برق جیسے ہی اندر گیا وہ سب گھنٹے آپسے آپ بجنے لگے جرجر کا سا سامری جی
کے غلغلہ بلند ہوا اژدرون نے قلاب آتشین چھوڑے برق اور آگے بڑھا دیکھا ایک دالان مین پتھر سیاہ رنگ
کے زمین پر نصب ہین اور دیوارون مین ہزارون تصویرین لگی ہین اون پتھرون پر چوکیان آبنوس کی
بچھی ہین اوپر جاکر نیکا سامان کھا ہی کنول کے پھول بہت سے ڈھیر ہین گھنٹیان رکھی ہین سلوچان
موجود ہین اور دوسری طرف اک بہت بڑا دالان ہی کہ ستون ہین اوسکے درون کے بیچ کاری نیلم کی کی ہی
اور دالان مین فرش مکلف قالین ہا گلدار و خوشرنگ بچھا ہی اور اوس فرش پر پلنگڑیان چاندی کی
لگی ہین اور نوارڑ سے بنی ہین توشک اور چادر سفید اوپر سے آراستہ ہی ڈوریون سے کھنچے ہین تکیے نفیس اوپر
رکھے ہین اون پلنگون پر اژدر سحر اور افعی سحر دونون بیٹھے ہین سامنے کشتیان شراب کی اور قابین
بھر گوشت کباب کی میزون پر لگی ہین جام رنگین اون دونون کے ہاتھ مین ہے ہنستے جاتے ہین اور شراب
پیتے ہین میوہ کھاتے ہین اور جب دوسرے دالان کیطرف مست ہوکر دیکھتے ہین ارخود طرح طرح کے باجے
بجنے کی صدا آتی ہی اور معشوقان پیچہرگان کی آوازین گانیکی سنائی دیتی ہین دونون ساحر جام می
عشرت سے سرشار ہین ہوا کے خنکی سے دل باغ باغ ہی ہوا ہے مسرت سے خاطر گلزار ہین ہرچند کہ صورت
مین زشت و خونخوار اور سیرت مین ناہنجار و بدکردار ہین منہ سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہو نتھنے تھوڑی
تک نیچے کے لٹکے ہوے اوپر کے پرہ بینی سے گذرے ہوے دونون کی صورتین مثل اژدر کے

دطرمثل انسان قوی کے ہین لیکن اوس دولت وثروت مین مست ولاابالی بنے ہوے بڑی عیش وعشرت سے مربع نشین ہسند واغت ہین

مسلح تھے وہ ساحر زشت نام	بار ایشس جہرہ وانہ تمام	نگارین زرہ پر تکاف کسے
مرصع گلوبند اکیلل زر	تھے اس طرح وہ آراستہ لعین	تبختر لیسار اوزینت دلنشین
تھے ہشکل خنزیر روشو ریدہ سر	نظر مین تھا دونون کے سم کا اثر	برق نے اونکی صورتین دیکھکر

دل مین خوف کھایا پناہ برحمت خدا اکبر لایا مگر دل کڑا کرکے سامنے کیا اون دونون نے اوسکو بصورت شہر برین اشرار خواص خاص شہنشاہ افراسیاب یکھکر تعظیم کی بہر ستقبال اپنے مقام پر سے اوٹھے اور ہاتھ پکڑکے برابر اپنے لاکر بٹھایا اور کہا کہ آپنے سرفراز فرمایا ہمسے پیشتر خبر کی ہوتی کہ آپ سواری لیجاتے اور بآرام تمام آپ کو یہان لے آتے خیر اب جو آپ تشریف فرما ہوے بہت اچھا کیا لیکن اس لشکری مین کیا ہے اور باعث تشریف آوری بہطرح سے کیا باعث ہی برق نے کہا کہ مین بہت دنون سے تمھاری ملاقات محبت سمات الفت آیات کا مشتاق تھا مگر ظلمات مین آپکا کوئی سبب پایا تھا سامری گرفتار ہے کہ دل تڑپ کر رہ جاتا تھا ہمارے آج یہ سبب پیدا ہوا کہ برق فرنگی عیار شاگرد عمرو بن امیہ ضمری بڑی تلاش وکوشش سے گرفتار بدست شہنشاہ ذی تبار ہوا اس ظالم ظلم نے تو بڑا غضب ڈھایا تھا کہ ہزارہا سامر کو قتل کیا تھا اور گروہ گروہ بندگان سامری کو بیہوش کرکے بے بس بناکر مار ڈالا کسی طرح ہاتھ نہ آتا تھا ڈیہ خاک جمشید کا اور چادر سحر کی پاگیا تھا یہ کہکر تمام ماجرا اپنے اوپر جو گذر چکا تھا مو بمو فضلیت بے قتل کرنے مین وہ سب بیان کرکے کہا کہ اب جو یہ قید ہوا تو شہنشاہ نے بلاکر مجھکو فرمایا کہ تم کہا کرتے تھے مجھکو ظلمات مین بہر ملاقات داروغہ زندان بھیجیے تو آج اس قیدی کو لیجاؤ اپنے ملاقات بھی کرنا اور اسکو اونکے سپرد کرکے تاکید اکید بہر حفاظت کر دینا چنانچہ مین اسکو بڑی دقت سے یکہ وتنہا لیکر یہان آیا ہون فرط خوف سے کسی آدمی کو بھی ساتھ نہین لیا کہ مبادا ہجوم کے سبب یہ چھوٹ بھاگے اب شہنشاہ کا حکم ہے کہ اسکو بھی اوسی مقام پر کہ جہان یران شمشیر زن قید ہے گرفتار کرو اور دونون پر سختی شدید کرو تاکہ قید ہی مین ہلاک ہو جاوین ایک وقت بھوننے چنے اور ایک کوزہ آب کھانے پینے کو دینا خبردار کوئی رعایت اون دونون کے حال پر نکرے اور یہ عیار بڑا حیلہ گر زبان دمکار ہے اسلیے بیڑی اوسکے پیرون مین کوتاہ سے باندہ دیا ہے کہ بات نہ کرسکے جسوقت تم اوسکو آب وغذا دینا اوسوقت دانت اوسکے کھولنا اور جبتک

یہ کہائے اوسوقت تک تم سامنے بیٹھے رہنا مگر اسکی باتون کو نہ سننا ورنہ زبان مین ایسی کچھ تاثیر کلام ہی کہ صاف تمکو فریب دیکر مار ڈالیگا اور آپ نکلجائیگا افعی اور اژدر نے کہا اچھا اب اسکو ہوشیار کردو اور ہوشیار سے نکالو اوسنے کہا واہ بینے آپکو اس قدر سمجھایا پھر بھی آپنے کچھ ساعت نہ ذرا یا بہت سہل ہی ہوشیار کرنا بیہوش ای صاحب ہوشیار ہوتے ہی یہ آفت برپا کردیگا سمجھکر اور آپکو مارکر نکلجائیگا مفت کی بدنامی ہوگی اور جان جوکھم ایسا صاحب راسمجھ بوجھ کے بات کیا لیجیے انھون نے کہا ذرا نا آپ کا بھائی ہی لیکن اب کیا ہم بالکل جلو ہین جو یہ کہا جائیگا ای بایمان خود یہان سے نکلجانا کوکب کا تو دشمن ہی ہے یہ کہائیگا تو کیا کریگا دوسرے یہ کہ لگنا اوسکا کام ہی اب ہم ایسے بیوقوف بھی نہین کہ سرپر سب بلا سنتے جاتے ہین اور پھر اوسکے فریب مین آئینگے برق نے کہا آزمائی ہوئی بات کو آزمانا جہالت ہی جب شہنشاہ ایسے ساحر کو اونسے دھوکے دیے اور اونھون نے جان بوجھکر فریب اسکا کھایا تو ہماری آپکی کیا حقیقت ہی بارہا انھون نے گرفتار کیا اور قتل کرسکے یہ باتین بناکر چھوٹ گیا ای بھائی یہ سب عیار بلائے بد اور آفت روزگار ہین انکی آنکھون مین عیاری ہی ہاتھ پانون بلکہ روئین روئین مین عیاری ہی تم میرا کہنا مانو تو اوسکو ہوشیار نہ کرو اور اگر ایسا ہی تمھارا جی چاہتا ہی تو اوسکو تہخانہ مین وہان لیجاکر جہان بران قید ہی وہین اوسکو قید بھی کردینا اور ہوشیار بھی کرنا پھر بھی وہ مقام ایسا ہوگا کہ یہ نکل نہ سکیگا اور دوسرے قید کرنا بھی منظور ہے ایکہی مرتبہ سب امور سے فراغت حاصل ہوجائیگی یہ کلام برق کا سنکر وہ دونون اپنے مقام پر بیٹھ رہے اور کہا خیر جیسا آپ فرماتے ہین ہی کیا جلتا ہی آئیے چلیے برق نے پھر اوسکا پٹارہ اوٹھالیا اور اونکے ہمراہ ہوا وہ اوس مکان سے نکلکر دوسرے مکان کے دروازے پر کہ جسکو برق نے مقفل دیکھا تھا آئے بجاے مقفل کے ان سیاہ نظر حلقہ باندھے اوس مین اس رسن لیٹے ہوے تھے کہ بالکل مقفل ہی معلوم دیتے تھے اونھون نے سحر پڑھا کہ وہ مار ان سیاہ کمند سے چھوٹکر الگ گرے اور پانی ہوگئے دروازہ کھل گیا یہ دونون اوسکے بڑھے سحر پڑھا کہ دروازے سے دور تک ہزارہا اژدر دوڑتے تھے کہ وہ سب کنارے ہوئے اور تاریکی کی روشنی ہوئی اوس وقت پکارے کہ اے شہر یار آئیے تشریف لائیے برق بسم اللہ دل مین کہکر اندر قدم زن ہوا خدا مدد کھلائے جو سامان طرح طرح کے عذاب سے بھرا ہوا جہنم سے تفاخر کرتا ہوا نظر پڑا حال اوسکا اول مین بیان ہوا ہی اور اب بھی اوسنے دیکھا کہ ہر طرف تہ خانہ ہی در و دیوار سے سیاہی سونکی ٹپک رہی ہی اور اکٹھا ہوکر بلاے سیاہ بنجاتی ہی دیوار و زمین کالی کالی بنی ہین کہ دمبدم دیوار سے چھوٹکر مجسم ہوتی ہین اونکے دہنہ سے شعلہ چھوٹتی ہی

ڈراتی ہین گوشہ گوشہ مین مکانکی آوازین ہولناک آتی ہین وہ تصورین جیتی جاگتی ہین جاگر نقش ہوتی ہین
تو آپسمین باتین کرتی ہین وہ کلام بھی دنکی ایسی خوفناک ہوتی ہین کہ جسکی سننے کی سا حرتاب نہین لاسکتی ہین ہوی
بے مردکی مٹر جاتیہی ایسی ہر طرف پھیلی ہی اور اژدھون سانپون کی تو گنتی نہین ہی بیشمار ہین کسی جگہ طوق و زنجیر
آتش انبار ہین کہ وہ آپسی مجرم کی گردن و کمر مین پہنتے ہین اور اوسکو جکڑتی ہین بمصداق خذوہ فغلوہ ثم الجحیم فسلوہ کا
ماجرا عیان ہی خدا کی حمایتی ہر مسلمانکو اس عذاب الیم سے بچاوے کہ جو وہان ہی باوجود اتنا ریکی و گرمی اور سمین استعدد ہی کہ دوزخ ہا دیکھکر

رنگ یاقوت کا رمانی ہے	ابیات آب آتش کی زندگانی ہے
بادشاہون کی بادشاہی ہے	اگیا بتیال کی دوہائی ہے
بسکہ گرمی کی آن پانی ہے	شرم سے آگ پانی پانی ہی
آگ سے دن کی جلگئی تھی رات	ملی تھی وہ سیاہی لے کے دوات
تشنگی سے تھا قہقہون کا یہ حال	طفل کو مشک و جوان کو لچھا ل
تو بھی نیت اونھون کی بھرتی نہین	پیاسے مرتے ہین پیاس مرتی نہین
پانی کیساہی پیٹ مین ہوا ب	شکل آئینہ خشک رہتے ہین لب
چھوڑکر حلق کو زبان کے خار	نکلے گدی سے طرح گل کے پار
اس مکان مین بیان کردن کیا اب	روز محشر کی دھوم تھی ہر شب
تھی بلاؤن کی ایسی قال و قیل	گویا پھٹکتا ہے صور اسرافیل

برق کی روشنی وہان قدم رکھتی ہی کھڑی ہوگئی اور دلکو وہ دہشت ہوئی کہ پاؤن تھمنا مشکل ہوا ہر چند دل کو
مضبوط کرکے آگے بڑہا یہ مکانکی ایک تہخانہ نظر آیا کہ اوسکا منہ پہت بھاری پتھر نصب تھا اتفاقی اوسکی درز سے وہ تہخانہ
دکھایا اندھیرا مثل چاہ تاریک نظر آیا مشعل سحر جلاکر اونھون نے روشنی کی اور اوسمین اتری برق بھی اترا یہان
اکر جو دیکھا تو گورینگ کیطرح یہ مقام تھا اور ایک بوریا بچھا تھا اور سپردہ پروردہ عمدہ زمانہ دنیم شہنشاہ کشور دست
و آرام نازکبدن گلفام گلستان عالم کی جان یعنی ملکہ بانو فیہ سحر مین جکڑی ہوئی بیہوش تھی دراندھیرے مین انکھین
پھاڑ پھاڑکر ہر طرف دیکھتی تھی انکھون نے خواب خورشید اہو سے صحرا وحشت رم کرگیا تھا چہرہ پیسی رنگ برنگ طائر بوستان گلیا
تھا انکھین نرگس بیمار تھین اندہ مین ہر بار تھین لب بن کا سیلا کچیلا تھا پیرہن بھی گریبان اور گل کی بکھی چاک کیے تھا کہ گریبان
تا بدامان صحرا مردونکی طرح اور گورینگی تھی تن مین طاقت تھی نہ توانائی تھی نہ تاب و شکیب نہ تنانی تھی حال ہوا کہ

بھی تھا گرم پر آنکھونسی خون ناب ابیات کہ تھا گرداوسکی اک آتش کا گرداب

جگر نازی کے منھ اوپر وہ مہتاب
کری تھی گریہ سے تزئین مہتاب

نہ اوسکو صبر نہ طاقت نہ آرام
ہمیشہ گریہ وزاری سو تھا کام

برنگ زلف گرہ آشفتہ اطوار
گئے چون نرگس مخمور بیمار

بہت کہنی تھی اوس دکھ زدہ سے
نظر آتی نہ تھی کچھ چارہ سازی

کبھی گھبرا کے کسی بھی خدا سے
کہ یارب مجھسکو دنیا سے اوٹھا لے

کبھی کہتی تھی وہ سرمایہ ناز
خداوندا تو ہے آگاہ ہر راز

ترحم کر میری جان حزین پر
کرم کر اس دل اندوہگین پر

عطا کر اے خدا مجھکو رہائی
وگرنہ جان دے تن مین نہ سمائی

برق کو یہ کیفیت اور ہمپارہ کی دیکھکر آنسو گل آذر شوہری ضبط گریہ کرکے برق نقلی کی پشارہ کو زمین پر رکھا اور سامنے برآن کے اوسکو کھولا اوسوقت اژدر سحر اور افعی ظلماتی نے ملکہ برآن سے بعتاب خطاب کیا کہ اے شوہر بخت اپنی حال پر ملال پر روتی ہے اب جسکو جان جگر کے برابر سمجھتی تھی اوسکی حال پر آنسو بہا رہی ہے تو یہ کون پکڑکر آیا ہے نصیب کسکو اس قید سخت مین لایا ہے برآن نے جو اوسکی سخن سے غور کرکے دیکھا تو برق فرنگی کو گرفتار پایا اور دل مین کہا کہ واہ قسمت کی خوبی اب امید رہائی بالکل جاتی رہی معلوم ہوتا ہے کہ اس بیچارہ نے تمانگا کر کسیطرح یہان آنیکا قصد کیا ہوگا میری رہائی کی فکر مین آیا ہوگا یہ بھی گرفتار بلائے عظیم ہوا افسوس صد افسوس اتنا تو کہا کہ اے افعی سحر یہ کیا تو مجھکو دکھاتا ہے کیا مین پہچانتی نہین یہ شاگرد رشید عمرو بن امیہ ضمری ہے مسمر برق فرنگی ہے نام مرد مسمر سے سنکر کیا تھا سحر اور سحار زمان عالم کا کام یہی ہے آج یہ قید ہوکر آیا ہے کل انشاء اللہ تجکو مار کر یہان سے جائیگا مجھکو چھڑائیگا اژدر یہ سنکر ہنسا اور کہا اے ملکہ ابھی تک تجھے تیر ارمان رہائی نہین گیا اری نادان ماندی ماندی تا دور میتا ہمین جا ماندی اتنی مدت عمر فراق غم مین جان کھیا کر یہ نہین ہیٹھی رہ یا کر برآن نے کہا جو کچھ تقدیر دکھاوے کیا چارہ ہے مصرعہ کوئی انسان نہ آجائے کسی انسان کے قابو مین + خدائے تعالی سے لیکن امید ہمکو سوائے بہبودی کے برائی نہین ہے اپنے جیسے تو ہم تمکو مار کر یہانسے جائینگے افعی نے کہا اگر تم کہو تو ہم ہوشیار کرکے تمھارے سامنے ذبح کرین یہ ہمارا مذہب کیا کریگا ملکہ نے کہا یہان نہین اگر میدان مین پہونچا کر اوسکو ہوشیار کرکے دو اور اسپر سحر اور تمایہ پھر مین دیکھون کہ تم کیونکر اوسکو پکڑ لاتی ہو اوسنے کہا تو مجھکو عورت سمجھکر دھمکاتی ہو اگر مین قید مین سحر کے نہوتی تو اس بات کا تجھکو جواب دیتی اور سوختہ

افعی نطفہ طرم چاہتا تھا کہ ملکہ نازنیں سے ہمراہ کلام کرے اوسوقت شہریر نقلی یعنی برق فرنگی نے
کہا اے افعی سحر و اثر و ظلمانی اس ظرفات و اہیات گفتگو سے اور اس عورت زبان دریدہ
چھوکری ناشائستہ زبان سے بحثنے کا کیا فائدہ ہے اب تم اس قیدی کو ہوشیار کرو مین دانت بھی کھولے
دیتا ہون اور ملکہ بیان شمشیر زن اور تمہارے مطلب دلی کا خلاصہ اوسی کی زبان سے قبول کرائے دیتا
ہون یہ کہکر برق فرنگی نے کچھ بظاہر افسون پڑھکر پانی کا چھینٹا منہ پر شہریر یعنی برق نقلی کے
مارا اور دانت اوسکی الحقیقت باندھ دیے تھے وہ بھی کھول دیے اور پوچھا کہ اے برق اب تجلا
کہ کس حال مین ہے تین پاتا ہے شہریر گھبراکر اوٹھا اور ہیہو کرچار طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا کہ اس
زندان خراب مین کہان سے نازنین آکر پھنسا ہوا مین آیا ہون غرض خوب نگاہ کی برق کو اپنی صورت کا
ایسا بنا ہوا پایا پس بیتابانہ پکار اٹھا اے افعی سحر مین خواص خاص بادشاہ ساحران افراسیاب
کا شہریر بن اشہرار ہون اور تو بھی شمشاد نے برق فرنگی کی قید مین اسطرف کو بھیجا تھا پس راہ
مین اس ستمگر نے مجکو دھوکا دیکر پکڑ لیا اور آپ میری صورت بنکر اور مجھی اپنی صورت بنا کر یہان لایا
واسطے ساحری کے تم دھوکا نہ کھانا یہ کلمات سنکر اژدر اور افعی گھبرائے لیکن برق فرنگی کمین
مین نہ کشا تھا کہ ہوشیار ہو تو یہی آفت ڈھائیگا دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ کیا مکر سے کیا ہوا افعی نے کہا بھلا ہم
کب اسکے کہنے کو مانتے ہین یہ لاکھ کہا کرے شہریر نے کہا ارے نالائق تو ہم اتنا بھی کیا نہین جانتے ہو کہ برق
سحر میرے حال کو دریافت کرکے مین شہریر ہون یا یہ شخص جو میرا حمزاد بنا ہوا کھڑا ہے یہ سنکر اب اژدر
اور افعی گھبراکر کبھی صورت برق کو دیکھتے تھے اور کبھی شہریر کو اور ہوا دھوان نے قید سحر سے شہریر
کو رہائی نہ دی تھی کہ وہ سحر کرکے یہانسے نکلجاتا اور اس گفتگو کو سنکر برہان نے بھی بغور برق یعنی
شہریر نقلی کو دیکھا اور پہچانا کہ یہ بیشک برق فرنگی ہے پس اشارہ سے منع کیا کہ اے برق کیا غضب
کیا جو تو نے اس ستمگر ہذوات کو ہوشیار کردیا اب تیری جان بچنا مشکل ہے اب بھی اگر گھات تجکو ملے
تو یہان سے نکلجا تو نے یہان تک آکر سب محنت اپنی عیاری کی ضائع کی اوسوقت برق نے ہنسکر اختر
مردار یہ کہکر ہاتھ مین لیا اور ایک ہاتھ مین خنجر کھینچکر نعرہ کیا کہ باشیدای کافران منحم شہریر برق
فرنگی شاگرد ریش تراشندہ کافران و سرپرندہ ہادوگران عمرو بن امیہ ضمری دیکھا تمنے قدرت خدا
احدیت کو کہ کیونکر یہان تک محبوس ہوکر عالم نزل نے پہونچایا اور ملکہ بیان کو کس خوبی سے اس قید

افراسیاب ہے اور تمھاری چوکی پہرے سے مین نکالنے اس ظلمات مین آیا اب تم کوئی میرا اور ملکہ کا کچھ نہین کر سکتے ہو یہ کلمات جو اُن ساحران نابکار نے سنے گھبرا گئے اور جلدی سے رد سحر پڑھنے لگے کہ شیریرین اشرار بھی قابل سحر کرنے کے ہو جاوے وہ تو مصروف سحر خوانی تھی کہ برق نے چمک کر اپنے تئین قریب تر اون دونون کے پہونچایا اوسوقت انھون نے ایسا سحر پڑھا کہ ہزارہا سانپ پیدا ہو کر برق پر آیا لیکن بسبب اختر مرواریدکے قریب آکر وہ مارن سیاہ بائی ہو گئے اور برق قریب تو پہنچ ہی گیا تھا دو بیضہ بیہوشی کا ایک ناک پر افعی سحر کے اور دوسرا شیریرین اشرار کے کہ وہ بھی چھوٹکر قریب تر اگیا تھا مارا کہ دونون چکرا کر زمین پر گرے اور اژدر ظلماتی جست کر کے الگ ہوا برق بسان برق جہندہ کود کر اوسکے برابر ہی تو پہونچا اس عرصہ مین یزدان بکار ہی کہ اے برق اختر بھول دے کہ وہ ملکہ خوب کام دیگا بین دو مارون بد شعار دن کا نکالدون اور اس قید سے چھوٹون برق نے کہا اے ملکہ یہ اژدر ابھی بیہوش نہین ہوا ہے مبادا تمکو کچھ ضرر پہونچاوے اس سے ابھی نکل جانے دو ملکہ نے کہا اے برق یہ اژدر کیا سگ نجس ہے افراسیاب بھی اب مجھ سے یکایک سبقت نہین لیجا سکتا اور افراسیاب کے باپ کے بھی مین نہین دبتی برق نے قریب ملکہ کے پہونچکر وہ گوہر حوالہ کیا اور چاہا کہ افعی سحر کو اور شیریرین مارڈالون اوسوقت اژدر نے سحر کر کے دستک دی کہ برق کا ہاتھ سوکھ گیا اور یزدان سے کہا اے ملکہ یہان سے نکلجانا بہت مشکل ہے خبردار رہنا یہ کہکر ایک تیر ملکہ پر بھی کھینچکر مارا ملکہ یزدان نے کہا اے پاجی بلکہ اوچ تیری بھی یہ طاقت ہوئی کہ تو ہمکو روکنے لگا اری جیسے تیرے باپ کے ملازم ویسے ہی افراسیاب پر کمکرافت جو کی گو وہ تارنج بیچ مین اکر کھپ گیا برق تو جست کر کے الگ ہوا اور آدھا تارنج اوسکا گویے کیطرح پلٹ کر اژدر ظلمات کے سینہ پار ہو گیا کہ وہ سیدھا جہنم مین پہونچا اور آدھا تارنج اوس زندان کی دیوارون پر جو پڑا وہ بلیات اور تصویرات وغیرہ جلنے لگین اور صدائے الامان الامان پیدا ہوئی کہ اری جلا ڈالتی ہے مار ڈالتی ہے اوسوقت ملکہ نے اختر کی لوین کاٹنا شروع کین چند لوین افعی سحر کے جسم پر جا کر گرین کہ وہ جلنے لگا اور برق نے شیریرین اشرار کو ذبح کر ڈالا وہ تمام سحر کا اثر کر جانب فلک گیا باہر جو ساحر کہ چوکی پہرے پر تھے کہ بھاگ گئے کہ یارو ایسی آفت کبھی زندانخانہ مین نہ آئی تھی ہم تو یہان پہرا دینے پر نوکر ہین لیکن کبھی ایسی واردات نہین دیکھی دو چار نے جو یزدان کو نکلتے دیکھا رد کرنے کا قصد کیا ملکہ نے اختر کی لوین کا مگر اشارہ کیا کہ اون سب کے دو ٹکڑے ہو گئے پھر تو صدائے ہاہا گیر و دار گیر

بلند ہوئی ظلمات مین اور ظلمات چھاگئی ہر دن کے شور مین کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی ہر طرف سے دیو پیکر لاشے
اژدر دافعی اور شیر ببر بن اشرار کے لیکر یعنی گھوڑے بکراون لاشونکو اڑاتی ہوی جانب افراسیاب خراب روانہ ہوی اور ملکہ نیران شمشیر زن زور سحر عقاب تیز پرواز بیکر برق کو نیچہ مین داب کر
روانہ ہوئی اور ازبسکہ مرگی سی محافظان زندان کی وہ راستہ بھی قریب ہوگیا تھا کیونکہ راستہ زندان
ظلمات کا تھا اصل راہ ظلمات کا راستہ اور طرف سی ہی کہ حال اوسکا بیان ہوگا اور ظلمات کہ یہ معنی
ہین کہ زمین طلسم کے نیچے بھی ساحرونکی بستی ہی اور یہان کی ساحر خدا کی پناہ اونکی سحر سی بچنا ساحران
زبردست کا ممکن نہین تفصیل دار حال ظلمات بروقت سیر شہزادہ اسعد وغیرہ اور بروقت فتاحی
طلسم بیان ہوگا انشاء اللہ غرضکہ نیران اس خبر کی وجہ سے کچھ دیر مین اوس درہ کوہ مین کہ جدہر سے اژدر
برق کو لایا تھا نکلی اور برق سی کہا کہ مین اب سحر تیار کرنے جاتی ہون اور اس بھڑوی افراسیاب کو
جیسا تو اوسنے مجھے قید کیا تھا ویسا ہی مزا چکھاتی ہون اگر پل پر نیزادون مین نے آکر نہ توڑا تو نام اپنا بتانا
مگر مجکو گنبد سامری پر جانا پڑیگا اور وہان سے تحفہ لانا پڑیگا جب وہ پل ٹوٹیگا اب تم تیاری اپنے لشکر کیطرف
جاؤ مگر افراسیاب پاس لاشین محافظان زندان کی پہونچنگی کو وہ تمھاری فکر ضرور کریگا ذرا
بچے رہنا اور میری خیریت خواجہ سی اور سب سے کہدینا اور ملازم تمہارے کا لمان در نہ اگر تمھاری لشکر
کے ملحق اتری ہون تو اوسنے کہا کہ ملکہ نے کہا ہی کیا تم سب جلوس مین ہمارے ساتھ آئے تھے کہ ہم تمید
ہوگئی اور تمنے کچھ ہاتھ پانون نہ ہلائے اب یا تو اس بھڑوی افراسیاب کو قتل کردیا اپنی جان دونگی تو
اپنے اپنے ملک کیطرف جاؤ جب مین آؤنگی تو اوسوقت جو کچھ جسنے جان نثاری کی ہوگی اوسکو دریافت
کرکے علی قدر مراتب سرفراز کرونگی اور جو کوئی لڑنے مرنے سی دریغ ہوگا ملک و مال اوسکا منبط کیا جائیگا یہ برق
نے کہا اے ملکہ مین مدت سے قید مین افراسیاب کی تھا اسوجہ سے بھوکا پیاسا ہون اب ذرا دم لیلون تو جاؤن
ملکہ نے بہ شکر صورت اپنی اصلی بنائی اور درہ کوہ مین نرم سحر فرش بچھایا اور کچھ شکر یہ برق کا اوسنے
ادا کیا کہ واقعی اے برق وہ کارنمایان تمنے کیا ہی کہ کبھی کسنے نہ کیا ہوگا مین تمکو ایسا خوش کرونگی کہ عالم
عالم اور دنیا دنیا تمھاری رتبہ اور مرتبہ پر رشک کریگی یہ کہکر اوسنے چاہا کہ سحر سی کچھ ساحرون کو بلائے
برق نے فوراً سے کچھ میوہ اور کلیجہ کباب نکال کر ملکہ کو بھی کھلائے اور آپ بھی کھائے جب آسودہ ہوچکے
گلابی شراب کی نکال کر دماغ بادہ ناب سی گرم کیا اور خوب آرام کرتے رہے یہان تک کہ سرخوش و سیراب

ہوکر بران شمشیر زن ایک طرف اور برق ایک سمت لوررانہ ہوا اب یہ دونون تو اپنی اپنی فکر مین جاتے
ہین حال انکا بیان ہوگا لیکن اب حال برق نقلی کا بیان ہوتا ہی کہ شاہ طلسم نے بصورت برق ایک تمثلا
بنا کر حیرت کو دیا تھا چنانچہ جب تک فخیر یہ برق کو لیکر جانب ظلمات گیا اور جو معرکہ بیان ہو چکا ہی
برق پر گذرا اسوقت تک بیان ملکہ حیرت ذیاقوت وزمرد وغیرہ اپنی خواصونکو بلا کر حکم دیا کہ
رات بھر منھ اس موذی کا ڈکا پہرا دیا ہی اب صبح ہوئی ہی تم سب اس موے کو قتل کرو کیونکہ کوئی بات میرے
لیے بی حرمتی کی اوٹھہ نہین رہی اس سے تو مار ڈالنا تو اچھا تھا چوٹی تک میری کٹ گئی مین ایسی سلطنت
سے طلسم کی درگذری آبرو کا ایک پیشہ بہت ہوتا ہی اور بیحرمتی کے لاکھہ روپیہ بہین اچھے اب مین اپنا
منھ اس طلسم مین دکھانے کے قابل نہین رہی مگر کیا کرون وہی مثل ہی کہ کوئی باغہ گل خبڈری پڑی تم
جاکر فوج کو تیار کراؤ اور اوس موے عیار بدکردار برق ناہنجار کو سامنے لشکر مہرخ نابکار کے قتل کرو
پس بموجب فرمان واجب الاذعان ملکہ عالیشان نفیر سحر کو دم بلا ہزار ہا ساحر کمر باندھکر اور جادوگر نیان
مسلح ومکمل ہوکر میدان مین جانے لگین پرا جانے لگین شور وغوغا نے گنبد گردان سپہر کی سقف کو ہلایا۔
آفتاب کو تھرا دیا وہ لشکر دن کی آن بان وہ سحر کی شان دھوان گوگل اور مرچون کا ہار دھوم خانے
فیلان جنگی پر لدے اونپر ساحران ارجمند بیٹھے کھوز سمند ورد جنان کی تمام جسم پر لگ مندے کانون
کے ہلتے جاتے اثر در پھنکارتے طائران سحر اڑتے چلین منڈلاتین ساحرون کی سحر سے دریا پیدا ہوکر موج
مارتے فلک سے ستارے ٹوٹتے اندھیرا گھپ ہوجاتا اوسمین سورج نکل آتا مہتاب سحر کی روشنی سے چاند نی
کھل جاتی دن کو رات ہوکر دنیا نیرنگی دکھاتی آفت عظیم برپا کہ بموجب بیات

ہوا دوسرے دن جو وقت سحر — کیا ساحرون نے غضب شور وشر — بتجویز ملکہ وہ سب اہل فوج
سراپا بہ انجام داد بار داد — غضب اینٹھتے شکل مار سیاہ — چلے فوج لیکر سوے رزمگاہ
صف آرا ہوے رن مین مانند کوہ — بھبکے خبگ پہ سب وہ بہبین گرز وہ — بھبکتے تھے میدان آتے ہوے
قدم کانپتے تھے اوٹھاتے ہوے — غرض پہونچے رن مین دکھاتے قرار — مگر خطہ تن محرم فرار
ذرا مجھسے اونکی حکایت تو سن — ہوا حال پھر کیا روایت ہے سن — رہیگا بھلا کون بے اشتلم
علے الزعم بھاگینگے سب نوک دم — نہ میدان کرینگے نہ نیزہ نہ تیغ — قراری ابھی ہو نہ نگے سب ہیچ
پھر آئے ہین رن مین تماشا تو دیکھ — سنینگے وہ سب تو بھی ہین آتو دیکھ — وہ تیغہ وہ جرات اب وہ تہور کہان

زرا تم لگ پکڑو تو ہونگے روان

الحاصل یہ سب فوج شنفادت موج جب آکر میدان مین قائم ہوئی جادوگر اور ساحر نیان بعض زمین مین سما گئین کہ طبقات ارض کی خبر رکھین اور بعض بالا ہوا جا قائم ہوئین کہ اوپر سے کوئی نہ آنے پائے جب یہ درستی ہو چکی جلاد آرہ کش تسمہ کش وغیرہ طلب ہوئے اور ساتھ لشکر مہوج کے ایک سمت پر الگ زمین مین نصب کیا اور دار اور سکی برابر گاڑدی چوترہ نکبت کا بنایا اور سپر ہلاکت کا بچھایا اور برق نقلی کو لاکر اس بوریہ پر بٹھایا حیرت و سیرت بھی تخت سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوئی اور سکی سواری کے گرد پیش ہزارہا علم کھلے ہوئے چاندار نیزے سحر کے لگے تھے کہ وہ روشنی بسان قمر فلک دیتے تھے سواری جہان سے گذرتی تھی وہ جگہ منور و روشن ہو جاتی تھی صدہا گھنٹے اور گھڑیال بجتے تھے کہ جنکی صدا سے گوش فلک کر تھا شور کرتا طبقات ارض وغیرہ مین زلزلہ ڈالا تھا یہ غلغلہ تمام لشکر اور ساکنان پشتہ رنگین حصار اور اطراف طلسم کے ساکنون کے گوش زد ہوا کہ برق عیار شاگرد رشید عمرو نامدار طرفدار لشکر مہوج ہزار آج قتل ہوتا ہے بس یہ حال سنکر وہ سب کافر بہ تماشا روانہ ہوئے اور سیر دیکھنے اس میدان مین آنے لگے بہت سے ساحر مکانہای بلند پر جاکر ٹھہرے بہت سے اڑکے بالا ہوا ہو گئے کہ یہ ماجرا کو دیکھین گے بہت سے درختون پر چڑھ گئے اب جہان تک نگاہ کام کرتی ہے سوای آدمی ہی آدمی کے اور طائران سحر وغیرہ کے اور کچھ نظر آنا دشوار تھا شور و محشر آشکار تھا بعض اوغین خوش نساز تھے ترانہ عشرت گاتے تھے کہ ان عیارون نے بڑی سرکشی مچائی تھی ساحران نامی اور سرداران گرامی شہنشاہ کو بڑی بے غرتی سے قتل کیا تھا اب میان ان عیارون نے کیسے لیسے اولوالعزم ساحرونکو اور کیسی کیسی نازنینان تمر اندام و گل پیرہن جادوگرنیون کو اس حال خراب سے مارا کہ شیشہ پلا کر اور مقام ہوا مین شیشہ چلا چلا کر ہلاک کیا ہے اب آخر تا بہ کجا اس ظلم کی یہی انتہا ہے دیکھو آج یہ سرکش گرفتار ہوکر عذاب الیم سے قتل کیا جاتا ہے ملکہ حیرت جس عذاب سے اوسکو مارے وہ تھوڑا ہے بعض ان کلمات کو سنکر کہتے تھے میان سامری کو یاد کرو شبیدہ کرے جو کوئی عالیشان گرامی قدر اسطرح گرفتار پنجہ قضا و قدر ہوا اور ان لوگون کہ جسنکو ہمیشہ وہ مثل پشہ و مگس کے سمجھا کیا ہوا اونکے ہاتھ سے ذلت اوٹھائی مگر یہ بھی امورات تقدیری ہین اور ہمیشہ سے اس دہر غدار اور فلک کج مدار کا یہی نقشہ ہے یہ سفلہ مزاج دوام سے عالی ہمتونکا دشمن رہا ہے بڑے بڑے نامور دنکو ہمیشہ ہزارون ذلت و خواری سے قتل کرایا ہے خاک مین ملایا ہے کیا تھے جمشید نکو یاد نہین کہ کیسا نامی و نامور جاگتی جوت کا خدا تھا جو چاہتا تھا وہ تقدیر کرکے کر دیتا تھا تخت اوس کا

دوتن دیوان پر رکھا جاتا تھا اور بالا ہوا جاکر جلوس فرمایا تھا اپنے عہد مین کیا کیا چیزین اوسنے
نین پیدا کین کشتی دریا مین اوسنے چلائی کپڑا بننا لوگونکو سکھلا کر سکو عار پہنگی سی بچا لیا عمارت
بنانا اوسنے خلق فرما کر سکو بربادی سی بچایا صحرای پریشانی سے سب گمراہ تھے اپنے اپنے مسکنون
مین آکر بآرام تمام سکونت گزین ہوی تمام عالم مین اوسکی تصویر کو لوگ سجدہ کرتے تھے اور وہ
سبکی خدائی ایسی کرتا تھا کہ آج تک ہلوگ اوسکی پرستش کرتے ہین اور اوسکو اپنا معبود برحق
جانتے ہین گو اوسکا ایسا فیض ابتک جاری ہی لیکن باوجود ایسی شوکت و عظمت و قدرت خالقی
کے ضحاک ماران ایک شخص ادنی بندہ اس مالک کا ایسا زبردست ہوا کہ اوسنے خداوند کو کس ذلت و
خواری سے قتل کیا یعنی خداوند کو پہلے شکست دیکر آوارہ دشت ادبار کیا پھر تلاش کرا کر اوسکو پکڑوا کر
چیرا یا اور مچھلی کی ہڈی کا آرہ بنوا کر چیر ڈالا اور ایک خداوند کے دو کرا ڈالے اسی طرح ہی فلک
شقی پر دونی طبیعت ہی کہ ایک دیرہ پر اسکا مزاج نہین رہتا ہی گاہی چنان گاہی چنین ہمیشہ دشمن

جان تا موران ہی کہ نظم
نہین رکھتا چرخ عیش بنیاد
سدا مینا سے اوسکا سر دشمنگ
نہ پھر بلبل ہی نہ گل ہی نہ یہ باغ
ملا ذی خاک مین کیا کیا تو مہ چہر
کوئی پاکیزہ گوہر یان نچھوڑا
تجھی سے گل سدا آشفتہ دش ہی

غنیمت جان ذی ظالم یہ تو دم
نظر آتا ہے زیر دامن باد
جو کرتا ہی تلون دہر کا گل
بسو نہری فغان اور دلیہ ہی داغ
یہ کس سبزی نے مہر ایسا اوگایا
جسے سنگ جفا سی تو نہ توڑا

کہ عرصہ اس ہوا کا ہی بہت کم
خوشی کا جھلکے ہی جس بادہ مین رنگ
کہان ساغر کدھر شیشہ کہا مل
ارے ای گردش افلاک بے مہر
نہ جسکو خاک مین تو نے ملایا
تیرے ہاتھونسی بلبل نالہ کش ہی

غرض میان تو یہ ہنگامہ قتل برق برپا تھا ادھر حال سنیو کہ
جاسوسان لشکر مہرخ جو میان موجود تھے اونھون نے مضطر دیدہ حواس ہو کر اپنے تئین خدمت ملکہ
مذکور مین پہونچایا اور سر عجز و نیاز سامنے جھکا کر دعا دشاہی بجا لا کر کہا کہ ابیات

یعنی اے بادشاہ ذی غرت
دامن خلق کا یہ ہے آئین
گشن دہر مین چہار طرف
تیری بخشش ذ مشت زر کے تئین

تیری شمشیر فرق دشمن دین
پنجۂ آفتاب سے جس طرح
ایک مفلس جو دھوندھی تو نہین
دست و پا اپنے گم کرے ہی عدو

رفعت جود و دست سے تیرے
بہرہ ور ہو ہمیشہ روی زمین
پنجہ کے بھی گرہ مین بند کیا
یاد کر تیری تیغ و خنجر کین

پوچھتا ہے ہر ایک سے سچ کہہ سر پہ انگریون ہی کے زمین ای ملکہ دوران ونصف نشان
مہتر بہتران وبہتر بہتران یعنی برق فرنگی عالیشان کو حیرت بدسیرت قتل کرنے لائی ہی سیرات
مین لشکر نظر پکیر صفدر موفور الدر کے تمام ساحرون کی چڑھائی اور صف آرائی ہی یہ کہکر جانسو
تو کنارہی ہوی اور ملکہ مہرخ کی آنکھونسے آنسو نکل پڑی تمام سردار سالار سب رونے لگے پھر ملکہ نے
نفیر سر کو دم دیا صدائے نفیر سنتے ہی دلاور جو بیٹھے بیٹھے اوب گئے تھے اور مشتاق رزم تھے وہ نیچے
بساش دفر خاک ہوکر کمر کسنے لگے پلٹنون اور رسالون مین نای جنگی اور کرنا کا شور بلند ہوا طبل
جلد طائر اور ازدر دعقاب وفیل آتشین وغیرہ پر تخت سحر رکھے گئے اژدھون پر کاٹھی کھچگئی بعض جادوگرنیان
کے لیے فیلان سمر پر نگلے موتیونکے آراستہ ہوی گردہر ایک کی سواری کے ہزارہا ساحر وجادوگرنیان رایل
دگو گل کے شعلے اڑاتے لباس پر تکلف زیب جسم کیے روانہ ہوی گنتیے درناقوس بجی زمانہ شور دہ
قریب آیا امن دامان لے دبان سے گریز کی روح سامری زیر زمین تھرائی جمشید کی روح بخش گوشہ
لحد مین گھبرائی زردشت کے دلکو ایسی لگی کہ بجھائے نہ بجھی آتش عناد وفساد وہ شعلہ در ہوئی کہ جسنے
آتشکدہ نمرودی کو اپنے رو برو سرد کر دیا دنیا نے وہ سرد مہری دکھائی کہ سب گرمجوشی کو دلاور
مین اور کچھ مذکور ہی نہ تھا نیزہ سر کشیدہ لسان شعلہ آجوالہ ہوکے سنانون نے چنگاریان خرمن جان
عدو مین چھوڑنا شروع کین تیرون نے وہ لگائی بجھائی کی کہ آب وتاب شجاعت دشمن شائی دوپہون
مین آگ لگائی گرزدہ کلہ زنی کرتے تھے کہ بڑی بڑی کلہ سکنونکو جواب دندان شکن دینے پر تیار تھے تیرون کی
زبان سے گالیون کی بوچھار نکلتی تو عجب نہ تھا گرزون کے دہن سے للکارنے کی صدا پیدا ہوتی
تو بعید نہ تھا کمانین بھی آج سر جھگائے پشت خم کیے بیٹھی چھری بنی ہوئی تھین منت کش ہوکر دلین
تیرونکا گھر کیا چاہتی تھین کڑک کڑک کر دھمکاتی تھین دلاورونکو ڈرانے کے لیے کڑکاتی تھین بہادرون
مین تو یہ شور وشر تھا ساحرون مین علیحدہ ذکر فتح وظفر تھا بیرون کو جان عدو لینے کی تدبیر تھی
ہر ایک پون جس سے پناہ پانی شکل ساحرونکے شیر بنکے اگیا بنیالونے جدا اپنا فروغ دکھایا تھا
میدان رزم آتش مہار بنایا تھا اژدرہ زہر اگلتے تھے کہ جسم زال دنیا درم کر گیا تھا چنستان زہر
مین پھولا تھا جسم گلشن پر درم آگیا تھا جادوگرنیون کی زلفین جو کھل گئی تھین کمر پر پڑی ہوئی
تھین جادہ راہ عدم بنی تھین کالی بلائین بھی پڑی تھین ہر ایک شعلہ رخسار تھی یا

زرم آگ بگولہ ہوگئی تھی غصہ کی صورت آشکار تھی وہ شعلہ ہای سحر کا تا فلک سر کشیدہ ہونا خانہ نلک
مین آگ لگجانے کا دھڑکا وہ آندھیونکا سحر کے زور کا نلکا بھی اپنی سات پھیرون کی خیر مانگتا تھا یہان
سات پھیرونکا پھوس سحر کرنے کو مانگا جاتا تھا تمام عالم مین شور شور قیامت برپا تھا کہین ابر سحر چھائے
تھے کہین برق طپان تھی کہین گھٹا مین سورنگھارتی تھی کہین اودی کالی بدلی مین سانب برس
جاتی تھی آج تو آسمان نیلگون بھی ایک طاؤس سحر معلوم ہوتا تھا جسپر فتنہ جادو نام ساحر سوار تھا
جسکے ہر ایماہی زمانہ مین حادثہ اشکار تھا کسی ساحر نے چاہا تھا کہ نسر طائر کو پکڑکر آج سواری لون کسنے
کرگس سپہر پر کا ٹھرا کھینچنے کی نیت کی تھی کہ اوسکو بھی بیگار مین پکڑون ہر ایک ساحرہ آفت روزگار
فتنہ دہر آشوب زمانہ تھی وہ ملکہ مہارکے حسن کی کیفیت حسن جسکا ہر ابھرا تاج ترچھا سر پر رکھا جو
بالونکا بندھا گویا ہزار بلاؤن کو اس آفت زمانہ نے قابو مین کیا تھا یا بلاؤن کے لیے وہ کالا جلینا نہ تھا خسا
ساینہ فلک حسن کا آفتاب تھا جسکے نور مین وہ مقام کیا کشور دل عشاق بیتاب مین بھی نور و تاب تھا
وہ لباس رعنائی اوسکا خاطر دہر مین آگ لگاتا سینہ ابھرا ہوا سیاہ دلبری کا ستر تاج بنا ہوا قامت رعنا
قیامت ڈھاتا ہی اسی طرح صرخ سحر چشم کی شوکت دشمن پر عالم عالم قربان تاج شاہی ہی انور فرین مباد
فرمانروائی ہی چشم نازک محل چار طب شہنشاہی ہی عروس سلطنت کو جوبن اسبطرح مخمور صرخ چشم نشہ
شجاعت مین چور بادہ حسن و خوبی ہی سرشار و مخمور وہ اوسکا اٹھلاکر متاسہ دار چلنا نشہ لعشاق کے ہر
کرتا ہر غمزہ و ناز اوسکا کشور دین و ایمان کو تاراج کرتا دیار حسن مین بڑا راج کرتا اوسی طرح ہر ایک ساحرہ
کی عظمت و صورت حسین و پرتمکین پر نثار رہتی تن آرایش و تزئین یہ سب عرصہ شجاعت کی میل یگانہ دہر دریائے
جلادت کے نہنگ طرفہ تر باغ سحوری کی گل آسمان وادی کی انجم بے تامل بزم حسن و ناز کی مل اپنی اپنی سواری
پر اصیدہ جاہ و حشم سوار ہو کر آگے بڑھین صدائے روانگی لشکر مین دنیا معمور ہو گئی وہ غلغلہ بلند ہوا کہ رستم اپنی کو
کو دشت پرستیز بازندران سمجھا سہراب لشکر افراسیاب کی شوکت جو ابگاہ عدم مین بھولا یہ عالم تھا کہ ہوجہ بلدات

اڑا کر ستور ستودہ سیر	چلی شعلہ وش فرق کفار پر	بس ای شور غوغای تذویر بس
یہ تدبیر ہے سوے تقدیر بس	دغا مین ندامت ہی کب ہوی آو	سنین بار لگتی ہی کاغذ کی ناؤ
مسرت ہی کیون اس مفرت کو دیکھ	ذرا فوج حیرت کی شامت کو دیکھ	بس ای سطوت سحر ہو یا ئیال
ذرا دیکھ گردان کا دین کا جلال	لڑائی مین ہمت ہی ایسی بی خبر	دکھاتی خدا کو ہی جرات کی سیر

ظفر اب ہے صرف کرم گستری	جاتی ہے لڑنے کو مہرخ چڑھی	کہ کب بھلا ہو کے وہ نیام
جو راہ خدا مین ہے کھنچی حسام	وتا رہی نہ جب تک ہزار دنکی سر	اسے رن پہ چڑھنے سے کیا ہو ضرر
جہان مین جو تلوار کہین دہنی	وہ ہین زخم تیرا جل سے غنی	شہ نامور مہرخ تاجدار
ہوئی پھر ہے آمادہ کارزار	سر ران کیا اوسنے جنگی ذرین	پے قتل کفار دل پر ہوس
روانہ ہوئی سوی میدان تنگ	ہر اک ساحرہ ساتھ تھی کا میاب	ادہر جانب ہے تو یہ لشکر ظفر پیکر ذی

ہوا مگر حیرت کو بھی یہان سحر نے خبر دی کہ مہرخ لشکر لیے جان دینے پر آمادہ آتی ہے بہت بڑی لڑائی ہوگی یہ خبر سنکر حیرت نے اپنے ساتھ کے ملازمون سے کہا کہ جلد جاکر جلاد دنکا بھی رہا نہ دیکھو برق کا سر کاٹ ڈالو ایک ساحر خود سر یہ حکم سنکر اڑا اور برق بنکر ردی ہوا سی سر برق تقلی پر گرا جلاد کو تیغہ پھینک کر علیحدہ ہوا ہے مگر سر برق فرنگی وہ بجلی سحر کی کاٹ کر پھر بلند ہو گئی اور غوغا ہوا کہ وہ مارا حیرت نے حکم دیا کہ طبل شادیانے بجنے لگے اور کارپردازون نے جلد فیل تو سو جود تھا لاش برق کو پای فیل مین باندھکر روان کیا اور سر کو اوس بلی پر جو میدان مین نصب تھی اویزان کیا یہ عالم تھا کہ گردن کی رگون مین خون تازہ جاری تھا اور آنکھین برق فرنگی کی حسرت آلودہ کھلی تھین گویا بچشم عبرت ہر طرف نگران تھا کہ انجام کار سوائے گوشہ مرقد کے اور کیا ہوتا ہے وہی کوتا ہی خاک اوڑھنا اور بچھونا ہے بال بکھرے ہوئے اوسکے خون مین رنگین ہو گئے تھے گویا مشاطہ اجل نے اوس بہادر مجاہد کی ریش و سبلے سر کو خضاب تو دیا تھا اور اس سر سے آگاہ فرمایا تھا کہ اے بیباد اسلحہ کا مزا کسکو نصیب ہوتا ہے تو سرخروئی جاوید پا گیا شہر مین اپنا نام لکھوا گیا طبل فتح و بشارت کی آواز کان مین لشکریان مہرخ کے بھی پہنچی مہرخ قریب لشکر کینہ جو کے پہونچ چکی تھی کہ طائران سحر رونے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ ملکہ کام مہر برق فرنگی کا تمام ہوا یعنی وہ سیاح باغ بہشت ہوئی تمام لشکر ساحران

حیرت مین خوشی ہو رہی ہے بیان	خوشی سے بجانے مین سب تالیان	نیا رنگ لائی ہے مین نکبت نشان
ہوا شور بس اہل اسلام مین	پڑا تھا کہ مجمع عوام مین	خبر سنکے یہ سب تھے اندوہگین
گریبان مہرخ نے پھاڑا وہین	ملکہ بہار و نجمہ نے بھی اپنے اپنے گریبان چاک کیے اور شور و نالہ و گریہ اوس لشکر	

مین بلند ہوا یا گویا وہ زمین و آسمان بیصدا ہو گئے تھے یا ایسی خبر پہنچی تھی کہ فوج اندوہ و یاس نے چڑھائی لشکر عم گھیر لیا ان بیکسون نے شکست فوج الم سی پائی علم ایسا کچھ پریشان ہوئے کہ بال اپنے سر کے کھولدیے جھانجین

کہ افسوس ملتے لگین طل و ویل سر پیٹنے لگا اور چوب غم سے یقین تھا کہ سر اپنے پھاڑ ڈالین گھوڑے سے تیہی بھر گرنے لگے بال بال کے اسطرح اوڈکے کھل گئے کہ جیسے زن سوگوار ماہی پریشان گریان ہوتی ہے آنسو آنکھون سے مرکیون کر بہی روان تھے تیرا ایسے چپ دسن تھے کہ سن سن چلنا بھول گرزون نے ندامت و حیرت سے سر قبضہ کا لیے ہر علم کی شکل نخل ماتم بنی فوج مین ابتری ہوئی پلٹنین ہلنے لگین رسالے میدان جنگ کے بھول کسالی کمانین یار اندوہ سے پست خم ہو گئین ترکش پیکان و تلنگ تھے سنانون پر طعن و تشنیع کا وقت آیا کہ سر برق کٹا اور تنے کچھ نہ ہو سکا پیادے اب مرنے پر آمادہ ہو گئے سوار سوگوار ہو کر جان حزین سے تنگ تھے جینا تنگ دعا نکلنے لگی ہر طرف یہی ذکر و تذکرہ تھا افسوس اس مہر عالی گہر کی وہ پاکیزہ صورت وہ اسکی نیک سیرت وہ تدبیر عیاری سب سے بہتر وہ رفیق جان نثار و دوست پرور افسوس ہزار افسوس کہ ایسی بھی صورتین ضرور زگار و مرتع دہر سے مٹتی ہین قلم قضا ایسے نام بھی دفتر ہستی سے کاٹ دیتا ہے ای روزگار بے مہر یہ کیا تیرا دستور ہے کبھی تو کسی کو خوش و خرم دیکھ ہی نہین سکتا ہائے اس نو بادہ گلشن عیاری و مہر وری کو تو نے یون دست بردِ خزان مرگ سے کیا حیف صد حیف اوس آفتاب سپہر گرم گستری کو تو نے یون سحاب اجل مین چھپایا کہ ابیات

بہ رنگ گل گریبان چاک و مضطر	ہر اک اوس فوج مین حیران و مضطر	کوئی کرتا تھا تن پر پیرہن چاک
کوئی ڈالے تھا سر پر تہ بہ تہ خاک	تھے جتنے وان کے سب اس غم سے دلتنگ	نہ تھا پھولون تلے منہ پر مطلقاً رنگ
ہوا جو مر دس حالت سے آگاہ	نبا سر تا قدم وہ صورت آہ	پھر آخر جسطرح ہے رسم و آئین
لگے کرنے اوسونکی لوگ تسکین	کہ گو تم کیجیے ہزارون نالہ و آہ	نہین واں کے گئے کو اسطرف راہ
ہے یان دم مارنیکا کس کو یارا	نہین ہے یک بیکو صبر از صبر چارا	اگر صد سال باشی در یک روز
بیاید رفت زین کاخ دل افروز	نہ جان اشکال عالم دیرپا ہین	ہہ سب سے لے خورد ست قضا ہین
بگار ینا ہین ہزارون روی دلکش	نبا ہے اس چمن کا سنبل و گل	ہہ جتنا تختہ روی زمین ہے

ہر ایک خطہ یہان اک نازنین ہے | مہر خ و نیمرخ ذکا آخر تو مستر برق فرنگی شہید ہوے اور ہمکو بھی انجام کار

ایک روز روی گور دیکھنا ہے پھر نام ہی کر کے کیون نہ مرجائین جب نبا ایسا رفیق مہر شفیق جان سے گذر جاے تو زندگی بیکار ہے اب ہم کیا منہ خواجہ اور مکران کو دکھائینگے لازم ہے کہ آج بفیر قتل کے حیرت کے میدان زرہم سے نہ پھرین اور خون برق فرنگی کا عوض جان دیکر اس غیبانی حیرت سے لین افسوس جب ہمسے ہر غلام ذاکر حال جلاد و عیاری مستر مرحوم بیان کیا تھا جب ہی ہمکو اونکی مدد کیلیے جانا چاہیے تھا

راہی غفلت و نادانی کہ ہمنے کچھ غور اسوقت نہ کیا اور یہ زمانہ آگیا کہ اپنے مہربان کو ہاتھ سے کھوبیٹھے
اہی بہادرو اب نہ رکو چل کر اس لشکر ضلالت اثر پر گر دو پس یہ حکم سنتے ہی مخمور و بہادر و سرخمود
نافرمان و شکیبن و برق رعد پکڑ پکڑ تلوارین اور حربہای سحر آمادہ مرگ و صیای قضا ہو
سواریان اپنی اپنی بڑھا کر چلے یہ تو ادھر چلے اور اسطرف عمرو بن امیہ ضمری جو مہم سے جدا ہو کر
صحرا مین گیا تھا اور فکر رہائی یران کر رہا تھا اور درہ کوہ مین ساحر بنا ہوا کھڑا تھا غلغلہ آمد لشکریان
سنکر جانب لشکر یہ بھی چلا اسطرف سے قران آتا دیکھ خواجہ کو دیکھکر پہچانا اور سلام کیا اور روزی
نگاہ عمرو نے کیا خیر تو ہی قران نے جواب دیا کہ استاد ہر چند کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہین مرگ سے ہر شخص کو دوچار ہونا ہی

کچھ بھروسا زندگانی کا نہین		دم مین یان کیا جانے کیا ہی کیا نہین	

ایک ایک جانور اس طلسم کا تم لوگون کا کشندہ خون ہی برق نے کہا کہ وہ تو بھلا انسان تھا اور اوسکا گوشت
پوست سب آدمی ہی کا تھا کچھ فولاد کا نہ تھا اسفندیار تو اژدہات کا بنا تھا جسکو نیچہ قضا نے نہ چھوڑا
اہی استاد نے یہ حال برق کا سنا ہی کہ آج وہ داخل بہشت بریں ہوا لیکن میرے دلکو یقین نہین آتا کہ
خدانخواستہ برق مارا جاتا تو ایسا صدمہ جانکاہ دلکو ہوتا جسکا حد و پایان نہین پس مجھکو اصلاح
ہی بلکہ ہنسی چلی آتی ہی کوئی بکھٹکا کسیطرح کا رنج و گزند دلپر معلوم نہین دیتا عمرو نے کہا ہی قران
تو سچ کہتا ہی مجھے بھی یہ خبر سستی تھی لیکن بقول تجکو کچھ ملال نہین حالانکہ برق بجای میرے فرزند دلبند کے
ہی یقین تھا کہ اس خبر کے سننے سے کلیجہ منہ کو آجاتا ہی بخلاف اوسکے نہ مجھے رونا آتا ہی نہ کچھ صدمہ سہ پایا
جاتا ہی دل باغ باغ ہوا جاتا ہی ہر چند چاہتا ہون کہ چنین مار کر روؤن مگر مطلق آنسو نہین نکلتا
مین چاہتا ہون شاید برق نے یہ بھی کوئی عیاری کی ہی کہ اپنے مین قتل کرایا ہی قران نے کہا تو یہ امر
یا شاید دشمنون نے اوسکی صورت کا کوئی پتلا بنا کر قتل کیا ہی اور اپنے دلکے پھپھولے توڑے ہین عمرو نے کہا ٹھیک
یہی بات ہی ورنہ مثل چلی آتی ہی ع دل تو بھی رکھتا ہی دل کی خبر نہ برق پر کوئی حادثہ ہوتا تو
سماذا للہ نہین معلوم اسکا کیا حال ہوتا اچھا چلو اس امر کو بخوبی دریافت کرین یہ کہکر دونون روانہ ہوئے
اور اس سرجوبلی مین ٹانگا کیا ہی دیکھتے چلے ادھر سے خضر غلام آتا تھا ساحر کی صورت بنا ہوا اوسنون نے اوسکو
پہچانکر بلایا کہا ای بھائی ساحر زادہ تو یہان کہان خضر غلام عمرو قران کو پہچان کر قریب گیا اوسنے پوچھا ارے میان تمکو
بھی حال بھائی برق کا بھی معلوم ہی اوسنے کہا کیا خوب مین وہ تو ساتھ ہی تھا یہ ماجرا گذرا کہ مین اس طرح

سیوتی بنکر یاقوت کے میان گیا اور افراسیاب کو عیاری کرکے بیہوش کیا مگر پکڑ لیا وہان بھائی صاحب یعنی برق نے جاکر گرڑ ریا بنکر داروغہ مطبخ خانہ صہیب کو بیہوش کرکے اوسکی صورت بنکر صہیب کو اور اوسکی دونون ماموں اور اوسکی مان جاسوس کو مارا اور چادر اور دیہ خاک کا لیکر اوسکے لشکر کو قتل کرڈالے افسرونکو مارتے ہوے حیرت کے لشکر مین آئے اور حیرت کو مع اوسکے رفیقونکے بیہوش کرکے مچھلی چھڑایا پھر حیرت کی چوٹی کاٹ لی اور بہت ساحرونکو قتل کیا مین اوسوقت تک شریک حال تھا پھر افراسیاب آیا اوسکو بھی بیہوش کیا اور بہت ساحرونکو مارا آخر صرصر وغیرہ عیار بچون نے آکر روکا اور ہر طرف سے بکم افراسیاب اوپر ترغمہ ہوا اوسوقت اونمون نے مجھ سے کہا کہ اب مین یہان سے نکلتا ہون تم نکل جاؤ میری پاس چادر ہے سحر اثر نہین کرتا ہے تم پکڑ لیے جاؤگے مین اونکے بیچ سے نکل آیا اور اونکو نکل ڈالکر بسبب عیار بچون کے ساحرون نے پکڑ لیا پھر مجھے نہین معلوم کہ اوپر کیا گذری اب مین بہت نادم ہون کہ کیون اونکے ساتھ چلا آیا کاش اونکے ساتھہ مین بھی قید ہو جاتا عمرو زان ذ ضرغام کی بہت تعریف کی اور کہا عیاری کا فن بھی یہی ہے کہ ایک پھنسا ہو دوسرا نکل جاے اور اوسکی مدد کرے تمنے بہت اچھا کیا جو چلا آئے ہمکو یقین ہے کہ برق شہید ہو گیا ہوتا تو حواس درست نہوتے وہ زندہ ہے ضرغام ذ کہا اب مین جاتا ہون بن پڑتا ہے تو خبر لاتا ہون اور عیاری کرتا ہون اے بابیان خود اگر بھائی صاحب جنت نشین ہوے تو بغیر اونکے قاتلون کے ماری چین نہ لونگا عمرو ذ کہا ہمکو بھی ارادہ ہے غرض یہ تینون بھی اوسی لشکر کیطرف روانہ ہوے ادھر مہرخ جو فوج لیکر چلی تھی اور قریب لشکر حیرت پہونچی تھی بس اس لشکر ضلالت اثر پر پہونچتے ہی حربہاے سحر بیکار گرگری اتبو علائم ہوا دریا کے فوج مین شمشیر برّان کی چمک اور خنجر جانستان کی لپک سے معلوم ہوتا تھا کہ بحر خار پر قہر موج مار رہا تھا ڈھالونکا ابر سیہ رنگ ہین چھایا ہوا ہے بخت سیاہ بر سر عداوت آیا ہوا سر مین کلنگ کا ٹیکا بنکر ہر ساحر کے ماتھے پر لگا ہے سر جھپی ہین دنیا کی ہوا بدل گئی ہے تیرون کی بوچھار پڑتی ہے تیغ و تیر و تبر کے شن شن چلنے کی ہوا جو پیدا ہوتی ہے اسی جگہ وہ سب مجتمع ہوتی ہے دریاے خون رواں تھا روح کے ساتھہ جسم ساحران بھی اس دریا مین رواں دواں تھا سر حباب کی طرح بہتے نظر آتے تھے یا اس دریا کے سر سر سبز خیمے تھے تیغ و خنجر آج میدان لڑاتے تھے بیچ بیچ شعلہ تیغ کی لپک دو پٹھون آگ لگائی تھی جان بچتی نظر نہ آتی تھی زور ق حیات سے سلامتی کا کنارہ دور تھا تیزی بخت سے فروغ اقبال کا رنگ مثل صبح کاذب تھا آفت عظیم برپا تھی بہادرون مین تو یہ آفت تھی ساحرون کے اوپر بھی قیامت ڈھائی تھی آگ برساکر بحر فنا دت

موج مین آگ لگائی تھی کسی نے دریاے آتش پیدا کرکے پانی کا دریا بھی جاری کیا تھا گویا آگ
لگاکر پانی کو دوڑا تھا یہ جان لینے کی تدبیر مین تھی خون کلیجہ کا چاٹتے تھے کارد سحر دل و جگر کاٹتی
تھی ہوا تند چلتی تھی طائر روح اوس ہوا مین تباہ پھرتی تھی آشیانہ جسم چھوڑکر کہین مسکن نہ ملتا
سواے دوزخ و جہنم کے کہین گذر نہ تھا آفت کا ہنگامہ پڑا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہوی سب دلیران دین اوٹھکری — یکایک صف کفر پر جا پڑے — اوٹھا شور تکبیر مردان دین
لگی کاٹنے سارے رن کی زمین — چڑھے منھہ پہ تلوار کے خنجر — گلے کٹنے مرنے جری چار سو
کہین تیغ چمکی کہین سیخ سنان — کوئی حملہ گر تھا کوئی تھا طپان — یہ کافر ہٹا اور وہ غازی بڑھا
یہ مرکب کٹا اور راکب گرا — کسی پر تبختر کسی پر تھے شان — کوئی پیر دیرین کوئی نوجوان
قیامت کی چالس تھی آفت کا زور — ملی ہمن و سام و رستم کی گور — گری لاش پر لاش اور سر پہ سر
بھری تھی فتیلون کی سب دشت و در — بھری سب تھے خون مین نہائے ہوے — گرجتے تھے گھوڑے اوٹھائے ہوے
بڑھی تھی جو ساحر سوی فوج دین — وہ سب بھاگے آخر کو اک سو لعین — قدم ڈگ گئے ہوگئے بیم ناک
نحوست اڑانے لگی سر پہ خاک — ہجوم عدو مین پڑا انتشار — سیاہہ دکھاکر ہوی سب فرار

اوسوقت حیرت بر سیرت اوس لشکر مین نہ تھی سر برق جب کٹ گیا تھا اوسوقت وہ از بسکہ نازک
دماغ بہت ہی ایک لاکھ ساحرونکا پہرہ اوس بلی پر کہ جسمین سر برق کا لٹکایا تھا مقرر کرکے اور ایک
لاکھ ساحرونکو اوس فیل کی نگہبانی پر کہ جسمین برق کا جسد بے سر بندھوا کر حکم تشہیر دیا تھا مقرر کرکے
آپ داخل بارگاہ نکبت آستباہ ہوئی تھی بیان مہرخ نامور زاون دو لاکھ ساحران غدار کو بار کر
بھگا دیا بہت سے کنار جہنم کے گئے بت رو بقرار لائے اور کئی گروہ زخمی اور شکستہ حال جانب حیرت بد خصال
زار و گریان چلے مہرخ ذبلی پر سے سر برق کو اوتار کر اپنے سینہ سے لگایا اور گریہ درد آلود ایسا کیا کہ فلک پر رحم بھی
یقین تھا اشک خونی رونے لگی مہرخ سے بہار زلیکر وہ سر انور سینہ سے چسپان کیا اور اسی طرح باری باری
سے ہر ایک ساحر جلیل القدر گود مین اوس سر کو لیتی اور رخسار پر انور پر بوسہ دیتی اور سینہ سے لگاتی منھہ سے منھہ ملتی
اور کہتی کہ اے عیار نامور افسوس کہ ہم زندہ رہین اور تمھاری لاش کو ایسا بیکس و بے بس گرفتار اعداء دیکھین اور دشمن
اوسکو پاے فیل مین بندھواکر تشہیر کرین اور کوئی اوس لاشہ کا کفیل نہو کوئی کہتی کہ اے سیل گریہ آج اسطرح اشک کرا
کہ بستہ چرخ گردون کوئی بیان کرتی کہ اے بحر اشک ایسی آج طغیانی دکھا کہ تا محشر بڑھ جا کسی کا بیان تھا

کراہی آہ نارسا آج تو گنگرہ عرش ہلا دیا دیدۂ نمناک عالم کو رلا دیا کوئی سرد برق سی مخاطب ہو کر بیان کرتی کہ افسوس تمنے کچھ اس طلسم مین اگر راحت نہ پائی جسکے آگے سوا ہی رنج و گرنہ کچھ ایکدم بھی روے راحت آئینہ عیش مین تمنے نہ دیکھا اسی طرح زار و نزار مانند ابر بہار کے چندین ہزار گرسب رو رہے تھے اور ساری فوج اور افسران سپاہ اور بہادر وغیرہ جملہ سردار دھاڑین مار رہے تھے اور بے اختیا مصروف نیشون و تین تھے نالہ جانسوز کا دود آہ ایسا بلند ہوا ہی کہ آجتک ایسا ہی بخت بنکر بدقسمتونکے ساتھی آتا ہی اونھین کا خاکہ بادل نے اوتار لیا ہی جو اتنک برستا ہی کہ بقول مولف

کون یہ روز ازل رویا تھا نالان ہو کر
اشک ہر سال برستے ہین جو باران ہو کر

وہانکی نادونیونکی کیفیت کیا بیان کیجاے ہر شخص ہا دل غمگین و چشم اشک آگین سے یہ بین کرتا تھا اور یہ حال اوسکا تھا کہ ابیات

ہر اک کا حال تھا ہر دم تباہی
تپان تھی جس طرح خشکی مین ماہی

نسیم آسا اڑاتے تھے کبھو خاک
کبھی چون گل کرے تھے پیرہن چاک

کبھی نوچے تھی سر کے بال نجم سے
کبھو نالان تھے فرقت کے الم سے

کبھی کہتے تھے ہے ہے یہ ظلوم
گیا ہے کس امیدون سا محروم

دماغ اپنا جلائے تھے زن و مرد
ولے افزودہ تھا ہر لحظہ وہ درد

بہ تواتر سطرح مصروف نوحہ و بکا ہین اودھر وہ ساحر جو اونکے ہاتھ سے شکست کھاکر رو بفرار لائے حیرت کی بارگاہ دو کوس پر تو تھی ہی بہت جلد قریب تر اوسکے پہونچ گئے اور پکارے کہ ای ملکہ دہائی ہی فوج عدو کی چڑھائی ہی حیرت پر نکبت نے جب یہ صدا سنی فوراً دگربانی سامنے آنکو بلایا اور پوچھا کہ تمکو کسنے ستایا اونھون نے ملکہ مہرخ کا اگر گرنا اور رونا اور بھاگنا اور برق کا سر اوتار کر ملکہ نذکورہ کا رو بسامنا سب عرض کیا حیرت جادو بیان شعلہ جوالہ کے یہ حال سنکر بھڑک اوٹھی اور پکاری کہ ای یاقوت جادو نیز کر ادی فوج مین یہ کہکر اپنے تخت پر سوار ہوئی اور یاقوت و زمرد ملکہ شمسہ سحر افگن و ملکہ خورشید آتشی اور ملکہ پروین آسمان گرد اور ملکہ سحاب ریا باری اور سہیل ستارہ پیشانی و ملکہ ارژنگ ہاہی خوار خرچنگ فنی سوار وغیرہ سانھہ ستر باشاہزادیونکو جو بڑی بڑی جادوگرنیان اور نامور طلسم ہین اور جنکے لاکھون ساحرونکی مالک ہین اون سبکو حکم بھیجا کہ جلد تیار ہو جاؤ کہ آج مین باغیون کے نام و نشان کو مٹا دونگی یہ کہہ پہونچا تھا کہ زمین و زمانہ مین تزلزل آشکار ہو گیا ہر لشکر مین طبل و بوق سحری کی بجی کروبیون کے آپسمین کہا کہ اب ہمارا رہنا بھی عالم بالا پہ ہو رہی نرہی نرہی

اور اصل تو یہ ہی کہ قدم کہتی معلوم نہین ہوتا پھر اب ان آسمانون کے پرانے جھوٹون کو چھوڑکر کہان جائین سچ تو یہ ہی کہ اپنی کریا چھوڑی نہین جاتی ہی آسمان نے کہا مین خود سر پر پانون رکھی ہون بھاگنے کا ٹھکانا ڈھونڈھتا ہون اگر دوزخ مین جاون تو کفار دن سے وہ جگہ بھری ہوئی ہی کہین تل رکھنے کا ٹھکانا نہین اگر جوار رحمت ایزدی مین جائین تو وہان اہل اسلام کا جماؤ ہی مگر خدا کی رحمت بہت بڑی ہی پس اوسپر نظر کرکے ٹھہرے ہین فلک پر تو یہ حال تھا زمین پہ بپدا بھونچال تھا طبقات ارض ہل رہی تھی ثور زمین گھبرا بارگیتی سر سے پھینکا چاہتی تھی بہوت ارض بحر اضطراب مین غوطہ مار کر بھاگا چاہتی تھی وہ ہل چل پڑی تھی کہ انقلاب دہر کو ہو گیا تھا اوسی دن سے زمانہ انقلاب کرنا سیکھا ہی پچیس لاکھ ساحر اور بیس لاکھ جادوگر نیان اپنے مقام پر سے سوار ہوکر جب چلین گا و زمین پکاری کہ مین کہلی الحفیظ والامان پکار یا یزدان جنڈیان استدر اڑتی تھین کہ ایک دردی زمانہ کو بھی شاہ دہر نے عنایت کی تھی روی ہوا نگ لباس پہنے تھا جو سبز و سرخ و زرد ملون تھا نہین سہین سرخ جھنڈیون سے یہ ثابت تھا کہ دل چرخ ایسا جلا تھا کہ چنگاریان اوس سے نکلکر اوڑتی تھین ترسول جنمین اسقدر بلند تھی کہ پشت سپاہی دہر مین کانٹے نکلے تھے نہین نہین خار حسرت سینۂ جگر فگاران سے نکلکر روی ہوا پر جمع ہوگئی تھی یا عقرب فلک زنیش اپنی نکالی تھی تاریخ تاریل بسی اچھلتی تھی کہ چرخ ستمگر کی یہ تمر زہر آلود خطل آسا ساکنان دنیا کو دیے تھے جدھر نگاہ جاتی تھی دنیا اون پھلون سے مملو نظر آتی تھی طایران سحر نے خانہ دنیا کو اپنا گھونسلا بنا لیا تھا پھری دل امڈا تھا کوا گیرا آتی تھی سوائے اون جانورون کے اور کسی طائر کو رہنا دنیا مین دشوار تھا ہوا جانورون سے بھرا تھا روی گیتی ساحر دنسی پر ہوا تھا اژدرون کی پھنکار تھی یا دہر خدا نے نقش زہر آلود بھرا تھا شور ایسا بلند ہوا تھا کہ صور اسرافیل بھی اس لشکر کا ایکس گنگا تھا شور محشر ایسا تھا جیسے کوئی تخلیہ مین چپکے راز کہتا ہی اوس غلغلہ کے سامنے غوغاے فتنہ و فساد تمامی کان مین بات کہنے کی مرکب تھا وہ لشکر دون کی روانگی و آتش کا باران وہ آندھیون کا طوفان یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمانہ بدل گیا ہی اس دنیا کا اور ہی کچھ نقشہ ہی خاکدان دہر نیرنگ خانہ افسون کا افسانہ ہی صفحہ دہر اور ورق حیات کتاب سحر ہی رسالہ نیرنگ پر قہر ہی کہان تک بیان ہو یہ اس لشکر کا ہنگامہ تھا کہ ایسا

تھا لشکر وہ تھا وحشت کلسا ان	جسے دل دیکھکر ہوتا پریشان	تمی راحت سے مثل نخبت بمبور
امید زیست اوس سے منزلون دور	پری وہ سحر ہر جادو مکین سے	لیش دوزخ کی پیدا کی زمین نے

کمر مرنے پہ تھی ہر اک ذہانتی
جنھین تھا یاد خونخواری کا لیکھا
ہر اک تھی جادوگرنی ماہ پیکر
نہایت عشوہ گر دلخواہ و دلجو
غرض یہ لشکر خونخوار و مکار

پڑا غل ہر طرف کو آندھی
قوی مانند کوہ و سخت خونخوار
حسین و شوخ و طرار و ستمگر
کوئی اونمین تھی انسان سیدھا
چلا مہرخ سے لڑنے کو تبکرار

ہر اک ساحر تھا یا اک دیو بد تھا
نہایت تیرہ دل بدخو ستمگار
بشکل مہر تابندہ پری رو
نہایت زشت پیکر اور بدخو
تمام فوج ناہنجار جب قریب لشکر

مہرخ نیک کردار پہونچی طاران سحر اور جاسوسان فوج ملکہ مہرخ کو اطلاع کی کہ ملکہ روشنائی موتوف
گرد ہوشیار ہو رہو کہ ملکہ حیرت جادو لکھو کھا ساحر اور بڑے بڑے ساحران افسر اور سرداران نامی اور بہو
کا لشکر لیے آمادہ رزم و پیکار آتی ہین مہرخ نے کہا معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ حیرت کی فوج نمودار ہوئی
اور گرد اسقدر چھا گئی کہ خاک کسکو سوجھائی نہین دیتا ہے اور کوس دمامہ اور نوبت آگے آگے گرجتے
اور ٹکڑیان ساحرونکی اور غول جادوگرنیون کے اور علم اور نشانون کے پھریرے کھلے ہوئے زمین اور آسمان
ہر جا ہر طرف سے آتے معلوم ہوے مہرخ نے پھر نفیر سحر کو دم دیا کہ تمام لشکر صف کھینچکر اور ساحرین و آسمان سے
اتر کر ایک طرف کو یکجا ہو کر قائم ہوے مگر ابھی جنگ و جدال مین اور آمد لشکرین دو دن تمام ہو چکا تھا
اور دو روز آتا تھا کہ مثل سہ برق فرنگی آفتاب آغوش فلک سے نکلکر گورستان مغرب مین گیا اور
مسند نہ تابان پائین ظلمت شب مین نہد ھکر کشان کشان جانب ملک عدم کھینچا گیا کہ نظم

بڑھا غصہ زمین کو مہر انور
ہوئی تابان جمال شعلہ ہر سو
بشکل رنگ ہاتھون زرد ہو کر
بڑھا ایسا کہ آنکھون سے نظر گم
ملا آرام کا ہر اک کو تا بو
کھلا آخر سما زلف شب کا
نہ تھا ثابت کسان ہم اور کسان تم
سر شام حیرت نے حکم دیا کہ لشکر

ہمارا کیشر ہوا اور عیارونکا لشکر مہرخ مین انتظام ہے ایسا ہوا کہ ہمارے لشکرین جا بجا نظامی پیدا اور آپس مین
لڑائی ہونے لگے پس مناسب ہے کہ آج اس رات کو اسی جگہ اتر کر چاروطرف سے اس لشکر منصور دشمن کو گھیر لو اور
بغیر جنگ بجا دو کہ وہ سب بھی آگاہ ہو جائین کہ ہنگام سرگرم بازاری ملک الموت کی ہے اور خبرداری
ترجمہ جان کی ہے وہ سب بھی آراستہ ہو رہین یہ کہنے کو نہو کہ ہمکو غفلت مین مار لیا پس حکم سنتے ہی تمام لشکر میدان
رزمی کا فاصلہ چھوڑ کر اتر پڑا ملکہ مہرخ نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ کئی ہزار ساحر آج مسلح و مکمل و ہوشیار
رہین اور باری باری سے پھرا وین اور اسی مقام پر کمر کھول کر باقی ماندہ آسودہ ہون ہم بھی بغیر جان دے

اور قصاص خون اسکے عنقریب برق عالیشان کا لیگا یہ سنکے کہ تین یا جان دے یا جان لے کل جسکی تیغ ہی اوسی کی دیگ ہی یا تو طلسم خالی کرا لیا تمام مفسدون کو مار لیا یا اپنی جان دی بلکہ تمام لشکر مین تقید بھیجکر حکم دیا کہ تسکین دلاسا دہی کرو اسلیئے کہ جمعیت دشمن زیادہ ہی ایسا نہو کہ لشکر ہمارا بیدل ہو جاوے اس حکم محکم قضا شیم کو سردارن فوج و لشکر اوسی وقت اوسی جگہ دیتر لگا دی ہزارون کیا لاکھون سا حر مسلح و مکمل ہوا اور باہم مشورہ کیا کہ دو پہر رات تک ہم پھر یہین بعد دوپہر کے ہم آسودہ ہونگے تم پھر اوتیا اوس اوپر اوران ابھی آرام و آسودگی دلکو گمان ہی جبتک کار حریف ناکام تمام نہ کرلین اگر ایک رات کو راحت گزرین تو کسی انشاء اللہ کل یا تو خوابگاہ عدم مین پانون پھیلا کر چین سے سوئینگے یا بآرام اپنی خوابگاہ مین جاکر آرام کرینگے یا دشمنونکو خاک گور مین غلطان فرمائینگے بس یہی مشورہ کرکے سب مسکن گزین ہوے طلایہ پھر گرد لشکر صدہا حاضر باش و ناظر باش بلند ہوئی ادہر طرف حیرت جو قیام پذیر ہوئی اوسنے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے فوراً ہزارہا نفیر سحر کو دم ملا اور صدہا بوق و طبل بجکے شور محشر آشکار تھا مہرخ نے جب صدائے طبل و بوق سنی اپنے لشکر مین بھی حکم نواخت طبل زدم دیا ادہر بھی شور قیامت زا کیا بلکہ غلغلہ محشر کو گرد کر دیا ہزارون حا سحر کلو گیر حیران ہوگئین دم بخود ہوگئین کہنہ جوگین کی گھبرا گئی یہان دلاور عرصہ شب کے حائل ہونے سے اگاہ گئی تھی دعا سحر ہونیکی مانگتی تھی مگر آج شب کو جو لوگ کہ خواب مین مصروف ہوے تھے وہ بھی خون اچھل اچھل پڑتا تھا کہ دیکھیے کل جان بچتی ہی یا نہین خواب مین بھی سر تن سے اترا دیکھتے تھے دم بدم لشکر دشمن کو تعجب تاخیر زمان کر رہے تھے صدائے طبل نہ تھی بلکہ طبل کی آواز تھی روح روان روانگی ملک عدم کی دمساز تھی ہاں روح آشیانہ سینہ سے نکل کر مائل پرواز تھی ادہر تو فوج مین یہ حال تھا مگر لشکر حیرت جب ناظم وغیرہ لڑنے آگئے اوسوقت طایران سحر نے جاکر خبر ناظمان طلسم نور افشانکو بھی پہونچائی کہ آج غضب کا مقابلہ ہی آفت کی لڑائی ہی یہ تم سب خوب جانتے ہو کہ ملکہ پران ہمہ تن شریک عیاران و مہرخ وغیرہ کا لشکر اور افسر وغیرہ سب کام آگئے تو پھر ملکہ پران تم سب مین کیا کینگے اور کسکے طرفدار بنکر لڑوانیگے یقین ہی کہ ملک و مال تمہارا ضبط ہو جاوے اور بہت بڑا الزام پھر آپ لازم ہی کہ جاکر شریک حال مہرخ خوشخصال ہو اور مقابلہ فوج دشمن سے کرو تاکہ بالکل تمہاری تم سے خوشنود رہو یہ کلمات اوسونے جب سنے مشورہ کیا کہ یہ کہنا انکا واقع مین بہت درست اور صحیح ہی ہمکو بھی چلکر ضرور شریک ہونا لازم ہی پس اوسوقت تمام لشکر ناظمان مین طبل و بوق بجنے لگا انجمن ظاہر اک تیغ سنان ژگرم کی رن پڑھنے کی گرمجوسیان تھین تھنین جو ہر ہی اسطرح ہستی تھین کہ میان سے زمانہ مین نکل آئی تھین

جوش پر طبع مرگ گئی بھی ظفر و نصرت پکارتی تھی کہ ہان ای شکست نصیب عدو سنبھل جا ورنہ اثر دریز
سب کو نگل جائیگا ماہی شمشیر دریائے شجاعت مین اچھلنے لگی فتنہ و آشوب جو عدل شاہان عادل سے
نگل گیا تھا وہ پھر ایکجا ہو کر اسی جگہ آگیا تمام ناظمان ملک اپنے اپنے سواریون پر سحر کے سوار ہوا اور جب صبح
ہوا المدد یا حضرت عمر کہکر بڑھے طبل بوق کوبھی رسی سکتا ہو گیا شاہان روے زمین کے سر سے تاج شل ہا گر گیا
تجربون نے حلقہ تمام دہر کا کر لیا ہر چیز کو لجاؤ کا اندیشہ پیدا ہوا مریخ و زحل فلک پر فتنہ و شر سے باز آئے کہ
ایسا نہو ہمین باغی مشہور ہین یہ لشکر ہمین پر چڑھائی کرے خورشید دم زتیغ و سپر اپنے ہاتھ سے رکھدی ہے
سے زوال نے دنیا ایسی لاغر ہوئی کہ تنکون مین کلیان چھپنے لگین دریا مین صحرا چھپنے لگا فلک پر بھی یہ بیم ہر
طاری ہوا کہ ستارگین چاہتا تھا پوشیدہ ہو جاؤن دریا چاہتا تھا کہ قطرے مین سماؤن یہ سب سطح خوف
ہو کر سوراخ موش ڈھونڈھتے تھے کہ جسمین ایکدل مین لاکھون آرزوین ہوتی ہین سر لمانزل تک فوج
ہی فوج نظر آتی تھی رنیا گھبراتی تھی وہ اثر دون پر کاٹھی کھچی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ بلائین کمر باندھکر
لڑنے چلی ہین پشت فیلان پر بگلے رکھے ہوے گویا فلک ستمگر نے مثل طائر بیضہ دیے تھے جنسے بچے فتنہ و
قاتل خلق پیدا ہوتے تھے جادوگر نیان ایک ایک سہ پارہ کم سن بصد ناز و ادا اونمین سوار تھین جلیبہ
سن بلیات اور ارواح خبیثات بیشمار تھین آگے آگے دریا آگ کے بہتے جاتے تھے بیرحمی مچائے
ہوے الیان برچی ہاتھون پر ساحرون کے بلند تھین سورج کی طرح جگمگاتی تھین بھٹین بیرون
سے ہوتا جاتی تھین نایل ترنج سے دنیا مملو تھی یہ دہر سحر کا کارخانہ تھا نیرنگی سحر کا زمانہ تھا جب وہ
بڑھے کا فرکیس ادامت نیرنگ و ساحری کی تمالیان نسوتن کو بڑھکر پھونکتین خیمون مین عجائبات پیدا کرتین عالم ہو تا لنظم

بڑھی انسون جو پھونکی سوی اشجار — صدا آئی کہ ہم سب ہین لیا ہوی پیدا دہان مرغان خوشرنگ
چلے کرتے ہوی آپسمین جنگ — پڑھی اونپر بھی کچھ الفاظ دسم تو وہ طائر اڑی آسجا سی باہم
پھر آیا ایک ابر سرخ ناگاہ — وہ معشوقین ہنسین بولین کہ آئی یہ سنتے ہی ہوا وہ ابر پنہان
ہوی پھر اژدہے ہر سو نمایان — پڑھی لہرا کی جب وہ اک طرف کو صدا آئی کہ اب جاتا کہان ہے
ذرا آگ کر سمار اپنی دکھاؤ — ہو سب نخل و پھل پھول لاؤ یہ سنتے ہی صدا آگئے تھے اشجار
عجب اک باغ ہو جاتا تھا طیار

غرض اسی طرح ملکہ شہرزاد آسمان خسگاف و ملکہ نہار پشم جیل دست جادو
اور ملکہ ناوک پران رخنہ پرداز و ملکہ قمر سپہر انجم سپاہ اور ملک بہرام مریخ صولت ملک تلاب دریا بار بہ کشت

و ملک سہراب تاجدار جادو و ملک بیرسوار تاجدار و ملک مجنر شاہ ملک مجم شاہ وغیرہ رخ
وغیرہ جو نام کہ اوپر بیان ہو چکے وہ سب ناظم اور ناظمہ بڑی احتشام و دھوم سے جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئے
اور اوسکے اول بیان ہوا کہ یہ سب لشکر مہرخ مین کئی کوس پر الگ دامن کوہ سیاہ وغیرہ مین اترے تھے
اسوجہ سے اونکے پہونچنے مین وہان عرصہ ہے کیونکہ یہ لشکر بہت بیکران ہے آہستہ روان ہے یہ لشکر تو
اودھر روانہ ہوا وہان طبل جنگ بج چکا ہر ساحر و سردار آمادہ مرگ تھا رات کو تیاری آلات حرب کی
دونون جانب آغاز ہوئی کڑاہیان دونون جانب چڑھ گئین کلچڑیان بھنگے بھینٹ مین دیے گئے
منتردن کی چاپ شروع ہوئی کالا بھیرون نارسنگ کی بھینٹ دیکر دھولا ناچھایا دیے جوت کی جلائے
ہوئی ہوم خانے روشن ہوئے گوگل مرچین جلنے لگین بچہ ہای خوک جھٹکا ہوئے لگے آواز قہقہہ پین کی بلند
ہوئی زحل جرخ بھی ایک بیر ان ساحرونکا بنا تھا نیچر بنکر سب پر آتا تھا ساڑھستی پن کی نحوست دکھاتا تھا
بدھ دانی کو منگل کڑا تھا دونکی گردش آگے لاتا تھا سورج خانہ مریخ مین آگیا تھا جلال دسکا بھی بڑھا ہوا تھا
زہرہ نے تاثیر اپنی الٹی ظاہر کی تھی کہ ہر ایک زہرہ تمثال ارزنے جنگ و جدال رکھتی تھی راس سے وہ غضب صادر ہوا
کہ اپنے سر کے بچانے کی فکر مین تھا ساحرونکی تو یہ کیفیت تھی بہادرون نے تیغ تیز کی آبداری کی تھی دشمن کی صف
مدنظر تھی اسلیئے غضب کی صفائی تھی ضرب تیغ نے ضرب بنکر سکہ فتح بنام مہرخ عالیشان ڈالا تھا نقد جان
دشمنانکو ٹکسال مین ضرب کرنا چاہا تھا جان حریفان کو زر قلب مقرر کرکے حبہ کے چلن سے ٹکے
تھا دیدہ جوہری بن آشکار فرمایا تھا نامردو مرد کی پرکھ جانچ تھی ہر اک کو ٹٹولتی تھی کہ تیری کمر
کو کھوٹا ہے یا کھرا ہے تلوار جب نیام سے نکلتی ہے روشنی اوسکی چمک کی تیرہ باطنونکو روشن دل بناتی تھی
پر نکی لو لگائی تھی گرز خانہ بدوش اسی عشق مین تھے کہ ہر اک کے سر پر چڑھین بلکہ اسی ہوس مین کل کی صورت خود
بنگئے خود بینی کا دعوی کمانونکا جھکنا عین دلیل سرکشی تھا لب سوفار پر دعوی انا قاتل تیر جگر فگاری پر پایل ضد
کی بنیاد اس بات کا غلغلہ وہ ہر سمت نقیبون کا کڑکا کہنے پھر نا دلاوردن دل بڑھانا یہ زبان پر لانا کہ نظم

نہین خوف کی جا پہ ڈر نے دلیر	لیا کافرونکو نہین اب ہے دیر	نہین قتل سے انکے اب ہے مفر
خدا کو کرو گے رضامند تم	جو موقع ملے اس سے بہتر ہے کیا	کرو جو ہو ممکن تمھین ڈر ہے کیا
تمھاری جو ہمراہ ہین سب دلیر	تم افسر ہو اترو کرو اب نہ دیر	بڑھو حق کریگا تمھین کامیاب
پہونچ جاؤ گے سوے دشمن شتاب	نہ تاخیر ہو اب یہ ساعت ہے نیک	لڑو صبح کو ایک کے بعد ایک

ابھی کھینچ لو تیغ کو میان سے | چلو مار ڈالو انھین جان سے | ہوا نامرد سنکر ہوی باختہ
شجاعت کے یکسر بڑھی دل دماغ | ایک طرف تو نقیب اس طرح دل بڑھاتے تھے ایک سمت ساحرہ نگ

برنجل چاتے تھے بہادر تیغ دسپر کھڑکھڑاتے تھے شور وغوغا سی کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی رات بھر اسی ہنگامہ مین بسر ہوئی جب وہ وقت آیا کہ فرط خوف مبارزان سے سادہ شب رو بگریزپائی اور سحر جو مثل دلاوران مہر دید خنگ وجدال بیتاب تھی تیغ مہر حائل کرکے سپر زرین آفتاب

لگا کرنے عرصۂ عالم مین آئی تعظم | آفتاب مہر اٹھائی آسمان نے | بجے شاہون نے نوبتی دا ستانی
اڑا پھر رنگ شمع آسمانی | ہوا رخ فق سحر کی تھی نشانی | ہنگام سحر مہر نامور تخت حشمت

پر بعہد عظمت سوار ہوکر برآمد ہوئی فوجین ہنس وطاؤس پر سوار ہوکر میدان رزمگاہ پر سویرے ہی جا چکی تھین مہر کے نکلتے ہی ایک طرف سے ملکہ مہپار اپنے خیمے سے نکلی عجب شوکت وشان اوس معشوق عاشق پرور کی تھی پیچ چوٹی کے فتح پیچ تھی آنکھین تھین کہ ترکان چشم دوہری سرو جہان باندھی بہر قتل نکلے تھے تین تین تیر نگ فسونسازی کا وہ گھر تھین اوستاد افسونگر تھین پلکین تھین کہ پلٹنین ترکون کی پراجاتی تھین رخسارہ پرنور پر جھڑکر آئی تھین ملک حلب مین ترکونکا راج ہے لب لعلین تھا یا ملک بدخشان حلب مین برابر بلا تھا دانتون کی برابر سلک گوہر کیطرح ہوتی ہے بدخشان مین گوردن کی

جسد مہتار کا پہرا تھا نار وانداز ی مین دلیر غمزہ دادا جان دینے پر طیار دامن زرنگار فتح وظفر سنبھالے ابرو

کمان گویان لباس ارغوانی اوس قتالہ کے زیب تن ہزار طرح کا چوبن تخت پر سوار ہوکر گاتے بجاتے مرد تخت کی خبکر تاج دلبری سر پر رکھکر کئی ہزار کنیزان حور پیکر کو حلقہ مین لیکر نسیم گلشن جانب گلستان

روان روانہ ہوئی کہ مسند رس

ہو مقابل کوئی معشوق عیاداً باللہ | بھی وہ جا تگر ہوش وخرد عزم وجاہ | لشکر یون کشور دل جیتے کئی دم مین تباہ
لشکر عشوہ انداز ادا مین گھر جاے | حملہ آور ہو جو وہ پھینکے شمشیر نگاہ | سامنا کرنہ سکے مثل کمان زخم پہر جاے
مورکہ گرم ہی آتا ہی تو آدیر نہین | دیکھ آنکھ سی آکر جو نمود لکو یقین | بر بنر طیکہ رہے تاب خلش آفکین
یہی میدان ہی یہی گور ہی یہی گان ہے | مرکب غمزہ یہان کھینچے ہوی خنجر کین | امتحان کا ہی یہی وقت یہا سامان ہے

اسیطرح ایک جانب سی محمود مہر چشم بانکی ادا بانکے ناز وانداز کا لشکر سا لیکر خیمہ خیگاہ مین مبارزون کا فشہ شجاعت بڑھاتی اپنی آن وادا دکھاتی لباس دھانی تن برآراستہ کیے مینوارونکو سبزہ گاستانکی بہار دیدلاتی جوش طبع زیادہ منہا ہی خوبون خیر کیفیت سودا زدگان صحرای زرم کی ترقی

پذیرہوتی گشتی حسن کی ہر بی بی سے ساقی کی کیفیت شاہ گلفام کی کھڑکی بہار آنکھین زبان دنبالہ مسرمہ کی کہتین کہ یہ
سبزہ زار بھی دیکھ رکھ پھر کاہیکو دیکھنا نصیب ہوگا بموجب مثل ساون کے اندھے کو ہمیشہ ہرا ہرا سوجھا دیگا چشم نرگس
کے اشارے یہی تھے کہ دیکھ ایسی بھی ای لالہ باغ جام و پیالے ہوتے ہین تجھدان نشہ حسن کا نشہ آن خمار دن کے
سامنے کرکرا جام آفتاب غیرت سے مثل چراغ جلتا وہان تنگ بہار حسن کا ایک چھوٹا سا نمونہ یا بشکل دہان
مروارید دندان کی اللہ اللہ کیا صفائی کہ سلک گوہر کی آبرو خاک مین چھوتے ملائی سینہ پر چھاتیان
دو تمقہ بادۂ نشاط و خرمی سے بھرے ہوے یہ از سر تا پا اوسکے حسن کی بہار و خوبی و شرشار کرنے

سامنا حسن مین اوسکے ہوئی ناوقتی	سارے آفاق مین ہو کوئی نہ جسکا ثانی	عرق آلودہ دکھائے وہ اگر پیشانی
شمع سوزان کیطرح دل ہو پگھلکر پانی	زیست مشکل ہو تلاطم مین سفینہ آوے	غرق ہوون دمبدم مین سب پسینا آوے
تیر پر تیر جو پلکون کی لگاوے وہ ماہ	سینہ زخمونسے چھنی تو وہ بناوے وہ ماہ	تیغ ابرو کی بھی جوہر جو دکھاوے وہ ماہ
سر نگون پانو پہ ہو کچھ نہ بن آوے اوسکے	وار پر وار دو دستی وہ دمبدم خنگ کرے	اک کیطرح نہ چلے وہ ہے تو جو رنگ کرے

اسی طرح ہر اک ساحرہ دلستان طاؤس دلربان و مسخ سودہ مشکین کاکل کشادہ غیرہ تخت و طاؤس سہانے
سحر پر سوار ہوکر جانب جنگاہ چلین و بشکر کے چلنے کی شان وہ ہر ایک مبارز کی آن بان وہ نقیبون کا
خوش الحانی کی ساتھ نقابت کرنا گھوڑونکی چھل بل ہاتھیون کے غور کا چلنا شمع و چراغ کا جھلملانا صحرا مین
کلون کی خندہ زنی طائرونکا چہچہانا گھوڑونکی ہمہمہ بھرنا اسلحے کی چھاچاق ساحرون کے تختون پر ابر سحر
چھایا ہوا مورا و سمین خنگھارتے بڑی عظمت سے یہ سب روانہ تھے کہ نظم

شور سے تھے سب رزم ساز	فتح یا شب ہونے کے تھے سب مجاز	کیا قضا مرگ کو وہ دراز
کہ خود مرگ تھی طرفہ حیرت طراز	ملک جیسے جنت کی گلشت مین	چلے پھر مبارز اسی دشت مین
ذرا گرم ہان گرمی طعن و ضرب	کہ پھر سامنے اب ہی میدان حرب	سنان ناوک و تیغ و دز و مین تلین
پڑی سن دلیرونکی دل کچھ کھلین	شجاعونکے ہی امتحان کا یہ دم	لگاتا ہی اب کون بڑھ بڑھکے تیغ
نظر دیکھ لین کسکا دیتی ہی ساتھ	یہ میدان رہتا ہی اب کسکے ہاتھ	لگاتا ہی اب کون بڑھ بڑھکے تیغ
نہین کسکو ہی دین سے جان دریغ	ہزارون مین یان کون کرتا ہی نام	پڑی کارگر کسکی خونی حسام
کہ پھر دونون لشکر مین در شت خنگ	پھرتے ہین دیکھو طلسمی خنگ	حاصل مرام وہ خوج بصد عزت و

جادہ میدان رزمگاہ مین پہونچی اسطرف سے حیرت بصد نکبت بڑی دل اپنے ہمراہ لیے وارد دشت

قتال ہوئی ہوا آزمائی کی بدل گئی سحر کی ایسی ہوا چلی کہ خس و خاشاک میدان کا اور اکیلگئی ہوا کے جھونکا جھونکا
عنایت و کرم کے ساتھ جھونکے تھے گھٹائین آگئین رحمت اپنی دکھا گئین ہلکی ہلکی بوندیان اور پھوہار ہی
پڑکے رہگئی غبار صحرا بیٹھا غبار دلونکا نکلنے لگا جب میدان پاک و صاف ہوچکا صف آرائون نے نکل کر
صف آرائی کی برابر برابر پلٹنین رسالے جمگئے ساحر ایک سمت پرا باندھکر تھم گئے شور و غوغای لشکر تمام
عالم مین بھرا تھا اس زمانہ مین جو مولود کہ بطن مادر مین تھا جب پیدا ہوا تو بھرا ہوا ہمیشہ سنکر بات سنتا
تھا اسی شور کا عادی ماں کے پیٹ سے ہو رہا تھا عرض بعد صفوف آرائی جانبین نقیب اور
رمکیت اور چاؤش ساحر جو تھے میدان مین نکلے اور پکارے کہ کمان ہین ساحران کاشغر و کاشمیر اور
کہرگئے بنگالہ اور کانورو دیس کے بڑے بڑے جادوگر اور کون تھین ملکہ دامنہ اور شمامہ اور کمان
ہین فرعون و نمرود شاہ اور ساحر شمش اور ہزار شکل ایسے بادشاہان ساحران جو دعوی
خدائی کا کرتے تھے بس آجکے روز کون ایسا بہادر جادوگر ہے کہ سامری جمشید کا نام لیکر اس جنگاہ
مین آئے اور معرکہ جدال و قتال مین قدم اٹھا جائے اور کچھ کرتب اپنے سحر و ساحری کی دکھلائے اور نام
اپنے باپ دادے کا روشن کرے اور اگلے جادوگرون کا نام صفحہ ہستی پر سے اپنے نام کے
آگے مٹا دے دوہا لوہا لوہا سب کہین اور لوہا بڑی بلا ہے پگ آگو پت رہے اور پگ پاچھے
پت جائے غرض جب نقیب کنارے ہوئے دونون لشکرون مین گھنٹ گھڑیال ناقوس چھانجھ دف
نقارے ترنا ترنا کا شور و غل ہوا اور ہزارون دھول اور نقارے بجنے لگے اور ملکہ حیرت کی طرف سے
ایک بادشاہزادی قلعہ طلسم کی ملکہ خرچنگ الفی سوار اپنے افعی کو اڑا کر سامنے حیرت کے آکر اجانب
خواہ میدان حرب مین جانیکی ہوئی حیرت نے فرمایا کہ جاؤ تمھین سپرد خداوند سامری جمشید کیا
ملکہ خرچنگ اجازت پاکر ہزاران ناز و انداز جانب جنگاہ چلی سن و سال مین بیس اکیس کی سبز
رنگ جنی صبیح رخسار کا رنگ سانولا سانولا حسن بلیغ کی کیفیت دکھائی زخم دل پر عشاق کے نمک
چھڑکتی بال سر کے کھولے بلائین اپنے جلو مین لیے ہنستی ہوئی دھانی جوڑا گلے مین پہنے گشت زار
حسن کو سرسبز کیے یہ ادسکے حسن جان فزا و دلربا کا نقشہ تھا کہ نظم

بر رخسار تو وہ ابروی خمدار بلال	چمکا انجم کی دکھاتا تھا ہوا خواہ مہ	مہر سی پرتھی درخشندہ و خورشید جمال
کہکشان کیسی اگر مانگ کو ہے ٹھیک شال	ایسی جبہہ فلک حسن کی زیبائی تھا	چمکے تقدیر سے نجم جو تماشائی ہو

شراب زمرد رنگ۔ ایک گلابی مین بھری دہنے ہاتھ مین وہ گلبدن لیے بائین ہاتھ مین ایک ترنج سبز بھانپ
اپنی انی پر لہراتی سراپا دکھاتی بیچ میدان مین آئی اور خوب نیرنگیان سحر کی دکھا کر للکاری کہ ای
مہرخ گوشنشاہ ساحران کی کنیز کی برابری بھی نہین کرسکتی نہ کہ تو ذی ملکہ حیرت ملکہ طلسم اور شاہ جادو
اور اسیاب سے مقابلہ کرنا چاہا ہے ارے اس بادشاہ کے سامنے اور نام سحر و ساحری جیہ فقط خاوندی اور
کنیز پروری شہنشاہ کی ہے جو آجتک اوسنے تجھکو لایق مقابلہ نہ سمجھکر چھوڑ دیا اور مقہور و منصوب نہ کیا کبھی
بدلا سرکشی کا نہ لیا اب تو اپنی فوج سے کسی ساحر کو بھیجکر امتحان کر دیکھ کہ مین ادنی لونڈی اسی شہنشاہ
کی ہون کس عذاب الیم سے اوسکو مارتی ہون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اوسکے حال زار پر رو دین
اور مجکو رحم نہ آئے ابھی یہ کلمہ خرخیگ کی زبان سے پورا نہوا تھا کہ ملکہ مہرخ کے دست چپ کیطرف سے
ملکہ نافرمان حاکم قلعہ نافرمانیہ طلسم ہوشربا ذی اپنے ہنس کو اڑا دیا اور سامنے تخت ملکہ مہرخ کے آکر
اجازت یاب ہوئی کہ اب مجکو ان باتون کے سننے کی تاب نہین ہے اس بیہودہ زنڈی نے کیا کیا کلمے شان
مین جناب قدر قدرت حضرت جہان پناہی ملکہ معظمہ کے کہے ہین اور کنیز سے بدتر خطاب کیا ہے پس مجکو
اجازت حرب عنایت ہو کہ جاکر سزا اوسکی کنار مین رکھون ملکہ مہرخ ذی نے بکمال خلعت گرانمایہ نیلگون ملکہ
نافرمان کو عطا کیا اور اپنے ہاتھ کی انگوٹھی اوتار کر عطا فرمائی جسکی یہ خصوصیت تھی کہ نظم

مانند سہیل ہے وہ خاتم	خوشبو ہو نہ کیون اویم عالم
انگشتری نگین کی آبداری	ہے تسلزم فیض حسن جاری

یہ انگشتری تحفہ جمشید پر کسی بادشاہ نے ملکہ کے نذر کون مین بھیجی تھی چنانچہ ملکہ موصوف کی
مان کو بلی اوسنے بہر حفاظت مہرخ کو دی غرض ملکہ نافرمان ذی انگوٹھی پاکر بسان حلقہ انگشتری
سر تسلیم خم کیا مہرخ ذی فرمایا کہ جاؤ تمھین سپرد خدا کیا یہ پہلا تقابلہ ہے ذرا سمجھ بوجھکر لڑنا ملکہ نافرمان
فرمان اجازت حاصل کر اپنے ہنس پر سوار ہوئی اور اسطرح غضبناک ہوکر چلی کہ جیسے بیوفا یار جاتا ہے تیوری
چڑھائے تلوار ابرو کی بل کھائے ترچھی نظر تیز نگاہ دوسرے رخسار بھبوکا سینہ ابھرا ہوا چوڑا مہرخ پہنے
سراپا زیور جواہر کا رہے آراستہ حسن کا جوبن بہار تل بنا ہوا رخسار پر کسی سیہ قسمت کا دل جلکر بگیا یا بقول موصوف

میری سیاہ بختی جو آئی بہار پر	خال سیاہ جا کے بنی روی یار پر

پشوار سنبھالتی ہنس پر آن اور ادا دکھاتی کیفیت بہار جوانی کی نظر آتی کہ بموجب مسدس

اوسکی پوچھ نہ کوئی شرم و حیا کا احوال	اپنی نظرون مین کری سارا زمانہ پامال	آنکھ بھر دیکھے اوسے کوئی کسی ہی مجال
سر دھری پر جو آجاے کبھی اوسکا خیال	جسکو دیکھے نگہ گرم سے آفت ہووے	آنکھ مین ایسی بھری اوسکی شرارت ہووے

غرض سہ پارہ و دلربا ہنس کو اڑا کر سامنے خرچنگ افعی سوار کے پہونچی اوسنے بعد گفتگوی لاطائل ہی
تابخ سبز جو اوسکے ہاتھ مین تھا کھینچکر اوس گل اندام پر مارا اوسنے انگلی کلمہ کی اُس تبخ کیطرف کرکے
کہا کہ جو کرانت پُرنت قصۂ زمین بر سر زمین تو جہان سے آیا ہی وہین جاکر تماشا دکھا اور بھوکا پیاسا تجھ
مجھ دکھاکر ناشاد و نامراد نجا مین تیری دعوت دے چکی ہون اب تو جاکر اپنا پیٹ بھر جاہے مارا مارا پھر
یہ کلمات ایسے پر اثر سحر کے تھے کہ وہ تابخ پلٹ کر خرچنگ افعی سوار کیطرف جا پڑا خرچنگ مع اپنے
افعی کے دو تیر کے پرتاب پر جاکر گری سحر ایسا زبردست تھا کہ روکنا اوسکا مشکل ہوا جب یہ ہیٹ
گئی تابخ دو ٹکڑے ہوگیا اور اوسکا اوسنے بھینٹ نہ پائی تھی اسوجہ سے ایک ٹکڑا اوسکا لگا وہ تلوار سحر
کی کھینچکر یہ کہتا ہوا کہ بھوکا ہون گوشت کھاؤنگا یہی کہتا ہوا تلوارین مارنے لگا اور ساحرون کے دو دو
ٹکڑے کرکے گرانے لگا اور ایک ایک بوٹی ہر ایک کے جسم کی کھانے لگا اور چلو چلو بھر خون ہر ایک کا پیتا
تھا اور ہزارون ساحر اوسپر تابخ تبخ ناریل مارتے تھے کسیکا حربہ اسپر اثر نہ کرتا اور ملکہ نافرمان کھڑی ہنستی
الگ ہنس رہی تھی عجب طرح کی تماشا تھی کہ ہر دفعہ دشمن کے چلو چلو خون پلوانی بھی معرکہ کارزار مین اپنی
سرخروی جتاتی تھی اسی طرح چالیس ساحر حیرت جادو کی فوج کے اپنے ساتھ والونکو مارتے بوٹیان
کھاتے اور خون پیتے پھرتے تھے اور ابریق کوہ شگاف وزیر بھی اس جنگ مین شریک تھا وہ اوسکے ہاتھی کے
برابر آکر پہونچا اور تلوارین ہاتھی پر مارنے لگا اور ہزارون ساحرون کو اونھون نے مار کر بھگا دیا تھا ابریق
غصہ مین آکر للکارا کہ اے خرچنگ جلد اپنے سحر کو روک ورنہ اگر ہم مین سے کوئی اوسکا رد کریگا تو تیری
جان رہنا مشکل ہی جب تو مارا جائیگی تب یہ سحر اُتریگا اس سے مناسب ہی کہ تو ہی رد کرا اس سحر کو وہ
دشمن کو اور زیادہ ہنسنے کا موقع ملیگا کہ ادہر کا سردار ادھر ہی دانو کے ہاتھ سے مارا گیا خرچنگ نے کہا
ان چالیس ساحرون مین میرا نوکر کوئی نہین ملکہ حیرت کے سب ملازم ہین اور بغیر ان چالیس کے قتل ہوے
یہ سحر نہ اتریگا جو اتاریگا وہ آدھا مکر اجو تابخ کا باقی ہی اوسکے جسم پر لگیگا اور اسکا بھی یہی حال ہوگا مجھکو
معلوم نہ تھا کہ ان نمک حراسون مین بھی ایسے زبردست ساحر ہین اسوجہ سے نہ سمجھے ایسا زبردست سحر
بھیجی ان باتونمین ہاتھی ابریق کا وہ سحر سحور شدہ زخمی کرچکی فیل چیخ مارکر گرا ابریق کودا وہ چالیسون

سحر ابریق پر دوڑے ابریق ذ ایک گچھا سوئیونکا مارا کہ جس سحر کے سوئی لگی برچھی کی طرح پار
نکلگئی سینہ توڑ کر گذر گئی چالیسوان جادو حیرت کے داخل جہنم ہوئے اوسوقت حیرت ذ پکار کر
کہا ای خرخیگ افعی سوار بڑی بلوں کا سر نیچا ہوا اگر ایسی ہی لڑائی تم لڑوگی تو میری فوج سب مفت
مین ہلاک ہوجائیگی اب سمجھکر جاؤ اور کام نافرمان کا تمام کرو اور خوب سمجھ لو کہ دشمن اگر چیونٹی کے
برابر ہی تو وہ مثل اژدر دمان وفیل زیان کے ہی کبھی اسکو حقیر نہ جانو خرخیگ افعی سوار نہایت
ذلیل ہوکر آگے بڑھی اوھر مہرخ ذ اور خلعت نافرمان کو فتح کا بھیجا اور تعریف پکار کر کی ای ملکہ دام
واہ وا کیا کہنا نافرمان تسلیم کرکے پھر بہر مقابلہ چلی اب دونون چاند کے ٹکڑونکا جھوم کر چلنا اور
غصہ مین پیترا بدلنا عجب لطف دکھاتا تھا ملکہ خرخیگ افعی سوار بغضب تمام مثل شعلۂ جوالہ چمک کر اپنی
افعی پر سے نیچے اتر پڑی نافرمان ذ جو بڑی سے اپنی ناریل نکالکر اوسپر مارا اوسنے کہا ای نافرمان بڑی
بوئی خزان رسیدہ کے کام لینے سے کیا کام نکلیگا وہ ناریل سوکھکر ان کلموئی خزان رسیدہ ہوکر ایک جانب
گر پڑا اور خرخیگ خنجر سحر کھینچکر نافرمان پر جا پڑی پھر تو یہ عالم ہوا کہ دونون کے پانچون مین گرہ لگی ہوئی
تھی دیوتونکی گاتیان بندھی آسمان رزم مین دو آفتاب چمکتے تھے اور ساتھ اونکی طرفہ تماشا تھا کہ برق

خنجر لیے لپکتی تھی یہ عالم تھا کہ نظم
یہ آئی وہ پہونچی یہ چمکی اور ڈری
بناوٹ دم رزم قاتل فریب
ہوئی گرد اک دو سر یکے جری
جو دل اسنے تاکا تو اوسنے جگر
سنان اسنے جوڑی تو اوسنے نظر
بہادر تو یہ ہوگئے بے قرار

یہ کہکر ہوئین دونون محو ستیز
وہ ہمتی وہ لپکی یہ پھرتی بڑی
روش آرزوی دل کامیاب
دکھانے لگی لطف چالاکری
عجب گھات مین تھی ہمہ زود گشت
شکم اسنے باندھا تو اوسنے کمر

غضب کی تھی آویزش مرگ خیز
جو خو تھی وہ تھی دلربا دلفریب
تصور ہوا اور برآئی شتاب
کھلے رن مین نیزہ وری کے ہنر
یہ سینہ پر آئی تو وہ سو بے پشت
ہنر سے نہ خالی تھی دونونکے وار

غرض جب خوب تیغ زنی اور نیزہ وری ہوئی وہ چھوٹی چھوٹی
نیزہ وہ کلائیان گوری گوری وہ وار نیارے کے وار خوب چلے اوسوقت دونون پسینے پسینے ہوگئین گلاب
پر اوس پڑگئی گویا آفتاب کے چشمہ مین آج پانی آگیا چہرہ ایسا عرق آلودہ ہوا گیسو بھی پسینے مین تر
ہوئے تو یہ عالم تھا مؤلف عرق آلودہ نہین ہین تیرے دلبر گیسو روتی ہین میری پریشانی پر اکر کر
ایک جگہ ٹھہر کر دونون ذ دم لیا اوسوقت نافرمان کو تو یہ خیال تھا کہ اب پھر یہ تیغ سحر کی بجلی گرائیگی

اسی طرح ہتھیار دونسے لڑیگی اور خرچنگ نے جلد زمین پر دو ہتھر مارکر کہا کہ اے زمین طلسم ہوشربا اب تو
بھی افراسیاب سے منحرف ہے کہ یہ باغی کیا کیا زبردستی دکھاتے ہین مگر تو بھی نہین خبر ہوتی ہلو گر ملازم
شہنشاہ کے ذلیل ہوتے ہین جلد وہ سحر جو عالم مین انتخاب ہے اے زمین سحر ظاہر کر یہ کہنا تھا کہ دو سیاہ
گوش زمین شق ہوکر نکلے اور سامنے خرچنگ کے آئے اونسے جھپٹا یا کاٹکر خون ٹپکایا کہ اونھون نے
چاٹ لیا اونسے کہا جا اور اوس حریفہ کا کام تمام کر یا پکڑ لا اسے سیر نے عمدہ ساحر کے سحر سحر دونون سیاہ
گوش فوراً جھپٹے اور آڑے ہی نافرمان کے گرد پھر کر حملہ آور ہوے نافرمان نے ہر چند رو سحر پڑھا مگر مانگ
افراسیاب کا اوسی کی مدد مانگ کر اوسی کی نافرمانی طلسم نے سحر بلایا تھا یہ سحر کب پلٹنے والا تھا پس وہ سیاہ
گوش نافرمان کے لپٹ گئے اور ایک نے پنجہ منہ پر نافرمان کے رکھدیا کہ منہ پر قفل لگ گیا اور دوسرے نے حلق
نافرمان کا پکڑ لیا اور مکدیا کہ پشت پر آگئی بس وہ لاد کر اوسکو سامنے خرچنگ کے لے آئے اور کہا یہ حاضر ہے
اونسے پھر سحر پڑھا کر دو پنجے طوق و زنجیر لیے ہوے پیدا ہوے نافرمان کو مطوق و مسلسل کر کے خرچنگ
کے حوالے کیا اونسے اسکو ملکہ حیرت کے پاس بھیجدیا اور مہرخ کے لشکر کے سامنے آکر للکاری کہ اے مہرخ تو بھر اپنے
مقام پر ہے اور ہم اپنے ریتہ پر ہین مگر خیر یہ بھی گردش فلک ہے کہ تجھ ایسی سے مقابلہ شہنشاہ کا ہے بھیج اور کسیکو
سیر کے مقابل یہ سننا تھا کہ ملکہ طاؤس نے اپنے طاؤس کو میدان مین نکالا اور سامنے مہرخ کے آئے اور عرض کی
کہ اے شہنشاہ عالی پایگاہ آپ دیکھتی ہین کیسی کیسی بے ادبیان یہ کر رہی ہے مجکو اجازت دیجیے کہ جاکر
سزا اسکو دون مہرخ نے ایک تیر کا سینہ پر اوسکے مارا اوسکے ہاتھ سے دیا اور کہا جا تجھین بھی کریم رحیم کے
سپرد کیا یہ بھی طاؤس پر سوار ہوکر اپنے حسن کی کیفیت دکھاتی سر پر اوسکے گھٹا چھائی سو اوسمین چمکارتی
ننھی ننھی بوندیان پڑتین اور اجو ڑا یہ معشوقہ بھی پہنے گھٹا آفتاب جیسی چھائی ہوئی سہ ہزار دن نازو تمکین
سے سامنے اوس سفاکہ خرچنگ کے آئی اور للکاری کہ او قحبہ کیا نسبت بندگان دارا و دربان شاہی کے کلمات
لاطائل بکتی ہے لا حربہ میدان مردان عالم اونسے ہنسکر کہا کہ مجھسے ہو قوتی ہوئی جو پہلے مین نافرمان سے لڑی
تسے اسی طرح پیش آنا تھا جیسے نافرمان سے آخر مین پیش آئی یہ کہکر پھر اونسے زمین پر دو ہتھر مارا کہ دو سیاہ گوش
زمین سے پیدا ہوے اوسوقت طاؤس نے فجر سحر پڑھکر ان سیاہ گوشونکو آتے دیکھکر حملہ کیا اور کئی خبر اونکی ماری مگر
نہین معلوم کہ وہ اژدھات کے تھے جو اوپر کچھ اثر نہوا اور اوسکے بھی وہ دونون لپٹ گئے اور اسی طرح ایک نے
پنجہ منہ پر رکھکر قفل لگا دیا اور دوسرے نے گلا پکڑ کر پیٹھ پر لاد کر جست کی اور اپنے تئین سامنے

خرخیگ کے پہونچایا زمین پر اوسکو ڈالدیا اوسنے پنجہ سے طوق وزنجیر اوسکو پھاکر سامنے حیرت کے بھجوایا حیرت نے ایک خاصت معائی قلعہ کا خرخیگ کو بھیجا اور تعریف کرا بھیجی اور ان دونون شہزادیونکو قید کیا اور خرخیگ نے پھر اقبی پر سوار ہوکر سامنے لشکر مہرخ کے پہونچکر آواز دی کہ کہان ای خیرہ سر تیاہ روزگاہ دیکھا تونے بندگان شہنشاہ افراسیاب کو اب بھی کچھ سنین گیا ہے اگر توبہ کر اور عفو جرائم کی خواستگار ہو مہرخ نے تو کچھ اوسکی باتون کا جواب نہ دیا مگر اور ایک ساحر جلیل القدر نے اجازت حرب ملکہ مہرخ سے لیکر اسکے مقابلہ مین اپنے تئین پہونچایا مگر بموجب مثل سے

یہ طرفہ بر فلک نے مچایا ہی اندھیر		سیاہ گوش یہ چاہے ہے لون پلنگ کو گھیر

اوسکو بھی سیاہ گوش پکڑکر سامنے اوس روباہ حیلہ ساز کے لائے اور شغالطینت نے پنجون سے قید چھواکر اوسکو بھی سامنے حیرت کے بھیجا حیرت کو طرف اوسکے حال پر مبذول رعایت سلطانی بڑھتی جاتی تھی اور یہ میدان مین کھڑی ہوئی نعرہ ہل من مبارز پکار رہی تھی شیران بیشہ شجاعت سامنے جاکر شکار سیاہ گوشان ہوتے تھے قریب دس سرداران نامی کے سامنے اوس لکہ تہ کے جاکر دام حمزہ مین اوسکے اسیر ہوئے اور اوسنے حیرت پاس اونکو بھیجکر قید کرایا اور آپ میدان کھڑی ہوکر لاف وگزاف کرنا شروع کیا اور ہر بار للکارتی تھی کہ جلد جلد میرے سامنے آؤ اس ہنگامہ کو دیکھکر رعد و برق جو پہلے ذکر ہوا کہ چھوٹکر آچکے ہین اونکو تاب باقی نرہی اور رعد نے کہا ای جان مین کو جاکر ایک پنج مارتا ہون کہ کان کے پردے اوس قحبہ کے پھٹ جائین برق نے کہا جائین بھی آتی ہون رعد جہان کھڑا تھا وہین غرق زمین ہوگیا اور برق کڑکڑاکر صف لشکر سے اڑی اور چمک کر بلند ہوگئی جہان بھی اوسنون نے مہرخ سونپین کی اور یکایک رعد قریب خرخیگ پہونچکر بوٹا سا زمین سے اگا اور اپنے کان پر ہاتھ رکھکر بڑے زور سے اوسنے چیخ ماری یعنی پکارا کہ اری مارزادی رہ کو جا مین تیری جان کا ملک الموت آپہونچا ایسی آواز اوسکی مہیب تھی کہ خرخیگ بہری ہوکر زمین پر اقبی سے گر پڑی اوپر سے برق جو کڑک کر گری اسکو کاٹکر زمین مین اتر گئی شور دار و گیر بلند ہوا اتنے مین آئی بیرون کے صدا سنائی کہ مارا خرخیگ اقبی سوار جادو کو وہ دونون سیاہ گوش زمین مین نہ گئی تھے دیکھا تو جل کر خاک ہوگئی خرخیگ اقبی چلی تھی کہ ہم خبگ مغلوبہ کردین برق اڑی ترچھی ہوکر فوج پر گرنے لگی خرمن جان مدعیان جلنے لگا جنمین مارنے لگا ملکہ حیرت نے افسران لشکر خرخیگ کو منع کیا کہ خبگ مغلوبہ کرنا ابھی مابدولت کو منظور نہین

وہ لوگ پھرے برق بھی اپنے لشکر کیطرف پھری افسران لشکر خرخیگ ذلاشہ خرخیگ اوٹھیا
اولاد سکے مرنے کا ماتم کیا اور ایک طرف کنارے ہوئے نافرمان جو سحر مین اوسکے ہمراہ دس ہزار
کے گرفتار ہوئی تھی اوسکے مرنے سے چھوٹ گئی اور دہن سے شمشیر سحر کھینچکر سرداردن لے کر نکلی
حیرت نے کہا نکلجاؤ دو مین ایک آن واحد مین ان سب کو خاک مین ملا دیتی ہون غرض بھی سب
لشکر مہنج مین آئی مہرخ نے برق کی بہت تعریف کی اور رعد کو چھاتی سے لگایا کہ شاباش بچہ بڑا کام
کیا اب مین میدان جنگاہ سے پھرون تو بہت بھاری خلعت تجھ دون غرض ادھر تو سب خوشی کرنے
لگے اور ادسطرف حیرت رنجیدہ خاطر ہوئی اوسکے رنجیدہ ہونیسے ملکہ ارژنگ ماہی خوار طلسم
طلسم اپنے سرخاب کو اڑا کر سامنے حیرت کے آئی اور پکاری کہ اے ملکہ طلسم مین داری آپ کی طالع
کرے خرخیگ ایک کنیز تھی جو آپ پر سے نثار ہوگئی لونڈی غلام ہوتے کسدن کیلئے ہین وہ میری
رشتہ کی چھوٹی بہن ہوتی تھی مگر مین سچ کہون سرکار کے کام مین جو ماریگی تو مجکو کچھ اوسکے مرنے کا
کارنج نہین ہوا ہمارا سراسی کام کا ہے جو کام کا ہی جو کام مین سرکار کے آوے آپ اس
کنیز کو اجازت جنگ تاکہ نابکاران غدار کے سر سے کالون اور قصاص اپنی بہن کے مرنے
کا لون حیرت نے اوسکو خلعت سے مخلع کرکے حکم جنگ کرنے کا دیا یہ ملکہ تیوری چڑھائے سرخاب کو
اور آئی بڑے غیظ و غضب سے جانب میدان چلی واقعی چہرہ پر نور اوسکا ارژنگ نگارخانہ چین تھا طرہ نقش
نگار و لبری رکھتا تھا کہین تو بنی الف سر کشیدہ کیجا صاد چشم حلقہ زدہ رخسار پر خط کی جگہ خال خال
نقطہ دے کچھ چھپکے داغ صفحہ رخ پر حرف تحریر معلوم دیتے ابرو بسان مد بسم اللہ تھے پلکین تھین کہ صناع
قدرت نے موشگ دندان لوح رخسار پر کی تھی چوکھٹے مین آنکھ کے مردم چشم کی تصویر مصور قدرت نے کھینچی تھی
اور اسمین سفیدی و سیاہی بھری تھی صفحہ رخ بالکل مطلا تھا اور ہر اعضا اوسکا گواہی دیتا تھا کہ مین بیمثل و
یکتا ہون کہین طغرا نونس قدرت نے دہن میم کا طغرا لکھا تھا اوسمین سین کے دندانونکو اسطرح کھپایا تھا
کہ دہن نیا پایا تھا لباس حریر فاخرہ پہنے سرخاب پر سوار بڑی آن و بان سے میدان مین آئی کہ مسدس

شوخ طناز قیامت چالاک	سمدن حسن و لطافت بیباک	وہ جوانی کہ دو عالم ہون ہلاک
نئے انداز نرالی پوشاک	خشم تھا حسن نزاکت اوسپر	بانکپن اور قیامت اوسپر
رگ جان خنجر ابرو کالے	راہ کو آنی گیسو کالے	وہ ادھر زلف سمن بو کاڑے

دست افسوس ادھر تو کاٹے ادھکی تلوار سے پریشان دل ہو دیکھے وہ آئینہ حیران دل ہو

ہزاروں ناز ایک ایک انداز میں دکھاتی جان عاشقان پر نچاتی جیب زلف چہرہ پر لہراتی غرض جب شوخ طناز میدان میں پہونچی از بسکہ بن کے مرد کے رنجیدہ خاطر تھی تو پکاری کہ کہان ہے وہ قحبہ بازارن سوئی شہدن برق جادو آئے تو میرے سامنے ابھی سارا اوسکا چمکنا نکال دون یہ صدا دیتی ہی رعد مہرخ سے کھڑا اٹھلا اٹھلا کر باتین کر رہا تھا برق کو ان باتون کی تاب نہ آئی اور صف لشکر مین چمک کر اڈی قریب جا کر اوسکے پہونچکر پکاری کہ خبردار ہو جاؤ سوئی شفتل اپنے دھگڑے اڈا سیاہ پر اتراتی ہے لے مین آپہونچی یہ کہکر چاہتی تھی کہ اوسکے سر پر گرے اوسنے ایک ہار اپنے گلے سے اتار کے اپنے گلے سے اتار کے اپنے سر کے اوپر ادچھالدیا کہ وہ ہار جانب فلک گیا برق نیچے ہو چکی تھی اوسکے یہ ہار بھی ایک شعاع آفتاب بنکر از سر تا پا لپٹ گیا کہ برق بجز حرکت ہو کر دھم سے سامنے آرژنگ کے گر پڑی اوسنے وہ ہار لوہا بڑھا کر اوسکے جسم پر سے کھول لیا اور لوہے کا طوق اپنے جھولے سے نکال کر اوسکے گلے مین ڈال چالیس ساحرونکو بلا کر حکم دیا کہ اوسکی شیکن باندھ لو اور بیڑیان اوسکے پانوں مین پہنا کر پیسین میرے پاس استادہ رکھو تاکہ میرے لڑنیکا یہ مارڈالنا تماشا دیکھی اور تڑپ تڑپ کر ہی اور کچھ بنائے نہ بنے چالیس ساحر برق کو پکڑ کر بیڑیان پہنانے لگے یہ تمام ماجرا رعد نے اپنے مقام سے دیکھا بس ہای ہای امان جان ہای امان جان کہکر جو دوڑا میدان پہونچکر غرق زمین ہوا اور اون چالیسون ساحرون کے بیچ مین آکر نکلا ایک چیخ اس زور سے اوسنے ماری کہ بھلا بے حرامزادون کہان جاؤگے میری بہن سے ایسی مہیب صدا تھی کہ چالیسون جادوگرون کے کان کے پردے پھٹ گئے اور ارژنگ اپنے کانون مین انگلیان دیکر بیٹھری تھی لیکن صدائے رعد پہلے سن چکی تھی اور یہی اوسکا سحر ہے کہ اوسنے جو سنی یا تو اوسکا رد کرے نہین تو بیہوش ہو جائے پہلے ہی تہم سکی بیہوش ہو گئی برق جادوئی جو ساحرون کو حریفہ کی بیہوش دیکھا تڑپی کہ وہ بیڑیان اور طوق لوٹ کر الگ گرا اور یہ چمک کر فلک پر گئی دہان سے گرد اڑی جو گری ارژنگ ماہی خوار کو بھی کاٹ گئی لشکر کے لوگ ساحرونکی بیہوش ہونیسے دور تھے مگر رعد نے جسکو آتے دیکھا اونہین پیدا ہو کر چیخا کہ وہ بیہوش ہوا اس عرصہ مین ارژنگ کا بھی نقشہ زندگی بگڑ گیا شور و اثر گیر پیدا ہوا غلغلہ ہوا کہ ہی ہی مارا ارژنگ ماہی خوار جادو کو آندھی پانی آگ پتھر برسی لشکر دور سے پرلاش اوٹھا لیگئے بغیر حکم حیرت خبگ منلوبہ سی باز رہی برق جادو رعد کو لیکر پھر اپنے لشکر مین آکر داخل ہوئی اور

ادھر حیرت کا رنج اور زیادہ ہوا آبدیدہ ہوئی اوسوقت ملکہ سیمیں پیشانی ناظر طلسم اپنے ہنس کو
اوڑا کر سامنے حیرت کے آئی اور عرض کیا کہ دریان تیری بلا رنج کر ایسے بہت سی لونڈی غلام
کام آئینگے اور ہمکو بڑی فخر کا مقام ہی کہ تجھ ایسا مالک جو ہمکو گونکو ہمیشہ بجای فرزندون کے رکھی اور آپ
ہمارے مرنیکا رنج کرتی ہین واری مشیت جمشیدی مین کیا چارہ ہی آپ نے دیکھا کہ ارژنگ نے پہلے
اس قحبہ برق کو پکڑ لیا تھا مگر دھوکے مین پٹیا اوسکا اگرچہ آخر وہ خداوند کی بہشت مین گیا اب
اس کنیز قدیم کو اجازت دیجی کہ مین جاکر یا تو سر اپنا بھی آپ کے قدم پر نثار کردن یا ان نمکحرامون
کو خاک و خون مین سلا دون اور لٹا دون حیرت اوسکو بھی خلعت دیکر کہا تجھکو سامری کی حمایت
مین دیا جا اور کام ان لوگونکا تمام کر سیمیں ہنس پر چمکتی ہوئی اپنے عکس رخسار سے صندل گون
زمین کے بساط کو خوشبودار ادیم بناتی ہوئی میدان مین آئی پیشانی مین اوسکے ٹیکا لگا وہ ستارہ
سحری کی طرح چمکتا ہوا گویا آسمان حسن پر زہرہ نے طلوع کیا بیچ اوس ٹیکے کے بھوین خمدار
جسے یہ آشکار کہ ستارہ دنبالہ دار ہی آنکھین نرگس مخمور رخسار اوسکے دو گلاب کے پھول یا فلک حسن
کے مہر و ماہ از سر تا پا آفت جان غضب کا ٹکڑا آفت کی پرکالہ بنی ہوئی غضبناکی میدان مین آئی کہ نظم

عجب ہین باگری ہین وہ نادر بستان	یا گویا نخل تمنا مین یہ دو پھل جڑ دان	ہی دو پڑ کر ثمر پر ہی وہ گل کا دامان
طوطی حسن کیتا ہی عیان راچہ بیان	آشکارا ہی عجب حسن جوانی کا وفور	مدھ سے بھرپور ہی جوبن سے سندھ معمور

حاصل مرام اس لالہ خام نے للکار کر کہا کہ ای مہرخ واہ واہ تمکو فقط ملکہ برق جادو اور رعد جادو سے
ملجانا ماعث زندگی کا ہوا ہی سو وہ بیچاری اکیلی کہانتک چیخین پٹین گے اور کس کسکو تمہارے فشکر کے
مرحوان سے روئینگے آخر وہی مثل ہی کہ بکری کی مان کبتک خیر منائیگی آخر ایک دن چھری کے
تلے آئیگی یہ بھی کسی ساحر کے پھندے مین پھنس ہی جائیگی آنکی غرت اور جان پر بنجائیگی پھر تم وہی عصمت
کی بی ازبے چادری رہجاؤگی اور بھاگ کھڑی ہوگی برق کے سوا اور بھی کوئی اتنا ہی کہ دم بھر کل
کسیکا سامنا کری اور اوسکی مری خیر تمھارا حوصلہ نہ رہجای برق ہی کو اب بھی بھیجدو اور کوئی ہی کون تھا
سیمان اوسکو نہ بھیجوگی تو اور کسکو بھیجوگی یہ کلمات سنکر ملکہ ہلال سحر افگن آگ بگولہ ہوکر
پکاری کہ ای ملکہ سیمیں یہ گفتگو واہیات کرتی ہو تم ایسا غفلت نہ ہو کہ اور یہ باتین کرے مجکو بھی تمھاری
باتون سے بڑا تعجب ہی اے بی سنو حریف کو مار ڈالنے سے مطلب خواہ برق سے ہو یا رعد سے

جس سے کام ہی اور دوسرے رعد ابھی چھوکرا ہی اسکو سحر تک تو یاد نہین ملکہ برق کچھ جادوگرنیون
مین ایسی چندان مشہور نہین اور زبردست نہین اوسکے نام سے تو تمھاری فوج مین تھلکہ سا پڑ گیا ہی
ایک کا چھوٹ گیا ہی تم کسی اور ساحر کا کیا سامنا کر سکوگی یہ میلا جمع کر کے جو حیرت چڑھ آئی
ہی ایک تو یہی تم لوگون کی جوانمردی اور بہادری ظاہر ہی کہ اتنی بڑی فوج کے کے ہلوگون کے
جنھین آدنی ترین سمجھتی ہو مقابلہ مین پیش آئی ہو اور اوسپر ایسی شنی بگھارتی ہو اچھا دیکھون تو
کہ تم کیسی ساحرہ ہو برق و رعد تو درکنار مجھی سے سامنا کرلو یہ کہکر ملکہ مہرخ سے اجازت لیکر
یہ ماہ پارہ بھی چلی اوسوقت اوسکی بھی عجب شان تھی واہ کیا آن بان تھی زلف چلیپا کا
خط بنکر گھر کر تی اور اپنی پرستش کرا تی ابرو ہر ایک بجواب کلیسا نظر آتے پلکین ترسول اونسی
کلیسا کی تھین آنکھین تھین مردم دیدہ بہر پرستش آئی تھی رخسار نازک اور سرخ دو سیب کے
ٹکڑے دہن تنگ تنگ شکر بات ہر ایک نبات متاپا اوسکے حسن کا یہ حال جسکی نسبت یہ مثال کہ مسدس

گوری گوری سی ہین رخسار ملائم ایسے	عمر بھر بوسہ و بچپ کی ہوسنگی ہو	مفت ہی جان کی عوض بھی میسر ہو
بل ہی مہ پہ پڑی ہی پڑتا ہی جو انی کا عکس	دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علی	زخ سے زخ چھوٹ گئے حور کی حاشا

جب اوسنے یہ ماہ پارہ پہونچی سہیل نے جھنجھلا کر بیضۂ عقاب سحر دم کر کے مارا ہلال نے ہنسکر ہاتھ پھیلا دیا
اور کہا ای ملکہ لاؤ بموجب مصرع شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر و بال ۔ وہ بیضہ ہاتھ پر ہلال کے آکر
لگا اور شق ہو گیا اوسمین سے ایک جانور خوشرنگ نکلکر چیخھاڑتا ہوا پھر جانب سہیل چلا سہیل نے
فوراً رد سحر پڑھا کہ وہ طائر زمین پر گر کر جلگیا اور اوسنے بیضہ دوسرا نکال کر ہلال پر مارا ہلال نے
پھر ہاتھ پھیلا کر کہا لاؤ یہ انڈا گندہ ہی بچہ نہ دیگا یہ کہکر اوسکو ہاتھ پر روک لیا اور ایک اپنی کنیز کو
دیا کہ اس انڈیکو تو تل کر کھا لینا سہیل نے جو یہ زبردستیان ہلال کی دیکھین اور رد سحر اپنے
رد ہوتے دیکھے اور ادھر ہلال نے پکار کر کہا کہ ای ملکہ سہیل اب تم باندہو گئین لاؤ اور کچھ دو سہیل نے
غضبناک ہو کر گولا فولاد کا نکال کر سحر دم کر کے سینۂ ہلال پر مارا ہلال نے کہا میری جان ابھی تو
یہ سن نہین ہی کہ تم موم کی گولیان بنا بنا کے کھیلتی ہو یہ بھی کوئی لڑائی سحر کی ہی یہ کلمات پر اثر
تھے وہ گولا بھی موم کا ہو گیا اوسوقت سہیل نے کہا کہ ای ہلال ماشاء اللہ مگر یہ بھی سب افراسیاب
کی جوتیون کا صدقہ ہی جو بڑھ کے بولتی ہو اچھا اب کچھ تم بھی بنا کر تب دکھاؤ ہلال نے کہا خبردار ہو جاؤ کیکر اپنے

سر کے بال نوچکر اور ایک تنکا لیکر اوسپر باندھ کر کمان ایسی بنائی سحر پڑھا کہ وہ بشکل کمان اصل ہو گیا اور ایک تنکا رکھکر پکاری کہ اے تیر سحر جا اور کام حریفہ کا تمام کر عجب کمان ابرو تھی کہ جسنے کمان حسن مین بصد حسن تیر نار رکھکر مارا ہر چند سہیل نے رد سحر پڑھا مگر وہ تیر نہ ٹھہرا اور ایک داغ نیچے وہ ہی ٹیکا جو ستارہ سا ماتھے پر تھا اوسپر آکر وہ تیر لگا کہ اوسمین سے بجاے خون شعلہ آگ کا نکلا اور سہیل چرخ مارتا اپنی فوج کیطرف چلی بس جسکے بدن پر لوا اوس شعلہ کی لگ گئی وہ جل اوٹھا کیا گرما گرمی ہلال نے سرد مہری کرکے اوس ناریہ کو اپنے سحر کی دکھائی کہ مثل دل عشاق جان اوسکی جلائی اور ہر طرف وہ آگ دوڑی یعنی جسکے بدن مین لوا اوسکی لگی جلنے لگا گویا دوزخ سے لپٹ اوسکی لگی واہ بموجب ؎

مرغان باغ آتش گل نے جلا دیے ٭ صیاد ہاتھ ملکے چمن مین نکل گیا ٭ ٭ ٭

ملکہ بموجب ۶ آگ کچھ ایسی لگی سارا گلستان جلگیا - اب سہیل ذنبھی کیطرح چرخ کھانا شروع کیا اور لشکر مین اوسکے لاکھون ساحرون کے پرہن اور سر مین آگ لگی اور لشکر کو اوسکے کرہ نار نیا دیا سہیل کو منبع آتش قرار دیا اچھی خاصی بھیڑ مین اس جا لوٹے چھوڑی لشکری گویا بالکل مٹیا پھوس تھی کہ دھڑ دھڑ جلتے تھے آف آف کی صدا بلند تھی گویا دریاے آتش مین حباب پھوٹتے تھے دل کی لگی ہلال نے خوب بجھائی خوب دمیٹون کیا سو مٹیون آگ لگائی یہ عالم تھا کہ ابیات

رہ تو رو دن کی چال کا تھا یہ حال	جون بجھاتے ہن آگ چیل میدان	سایہ کی تیرگی پہ کرتے نگاہ
قرب سے آگ کے ہوا تھا سیاہ	ہاتھ اوٹھا کر کہے تھے ناہنجار	وقنا ربنا عذاب النار

حیرت اور تمام ساحرون نے ہزارون سحر اوس آگ کے بجھانے کے لیے کیے مگر یہ سحر جو ہلال نے کیا ہی یہ ایسا سحر تھا کہ جو رد ہو جاتا کیونکہ ان جادوگرنیون نے دو ایک سحر شاہ جادوان اور نامی ساحران طلسم سے ایسے ہی یاد کر رکھے ہین کہ اذکار د ہونا شاہ جادوان سے بھی ممکن نہین اور یہ سحر ایسے ہی وقت کیلیے اونھون نے اوٹھا رکھے ہین کہ جب کوئی معرکہ پڑے بہت بڑا تو اسکو کرین لشکر مین چرخ مین ہر سمت سے صدا واہ واہ کی بلند تھی اور شرر ماتھے سے سہیل کے بلند تھے اور وہ چرخ مار رہی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ شعر

بھول جائیگی بنیٹھی کا ہلانا بجلی نے		یار بھر آئینگے گر آئے شرر یار کے لٹھ

حیرت عنقریب تھا کہ بدحواس ہو کر طین بازگشت بجا دے اور میدان سے پھر جاے اوسوقت ملکہ سحاب

دریا باری کے تخت پر سے جہم کر کودی اور کالی گھٹا کی طرح جھومتی ہوئی سامنے حیرت کے آئی اور کہا ای ملکہ یہ سحر بڑی آفت کا بلال ہے کیا ہے لیکن اوسکا توڑ مین ہی خوب جانتی ہون دیکھو تو کسطرح اسکے رد مین آگ لگا کر پانی کو دوڑتی ہون اجازت کی امید وار ہون حیرت نے کہا بی تم سب سے میرے سامنے سنجیان بگھاڑ بگھاڑ کر لڑنے جاتی ہو اور ذلت مفت کی دلواتی ہو آج کل ان نمک حرامون مین رات دن چرچا سحر و ساحری کا رہتا ہے نیے سنا ہے کہ لاکھون روپون کا ہوم جانے مین سامان دیا نیا ہوتا ہے اور بھینٹ لاکھون کی دیجاتی ہے اور ہملوگ سب عیش و نشاط مین مشغول ہو کر کچھ بھی نہین کرتے صرف نام کے ساحر رہگئے ہین سنو مری جان اسکا نام تو کرتب ہے کرے تب ہو ہی اچھا جاؤ جمشید تمھاری مدد کرے اور اس آتش فساد کو بجھاؤ سحاب دریا باری تخت اپنا منگا کر سوار ہوئی اس معشوقہ کے ساتھ ساتھ گھٹا سر پر چلتی تھی اور جالور اوس مین خوش فعلی کرتے تھے گرد تخت کے نہرین سبز رنگ کے پانی کی اور سبز رنگ کے آب کی مختلف لون کے پانی کی بہتی نظر آتی تھین اور عجائب ہو جاتی تھین نہرون مین بلبلے جو اوٹھتے تھے صاف شیخی بگھارنے کی گواہی دیتے تھے حسن مین تھی یہ صفت بحر حسن و گوہر یکتای خوبی بیم تھا لرم محبوبی تھی جو عاشق کہ اوسکے عشق کے لہرون مین آجاتی غرقت سے ڈوب مرتی بحر لطافت کی موج اوسکی زلف پیچدار تھی حلقہ گیسو گرداب بلا تھا غرق جبین جان عشاق زار تھی اسکے چشمون سے خدا کی پناہ طبیعت کو وہ نظر آتی کہ جان صفت تراہ تراہ کر کے جاتی آشنائی اسکی حسین کی جان کی خواستگار ہی کب عشاق کا پیرا دس سنجدھا سے بارہے چاہ اوسکی انسان کو بالا کر کے مثل یوسف کنعان جنبکا تی نالہ فرصت نہ دیتا ندی اشکون کی آنکھونسے بہ جاتی کہ ابیات

شام کا رنگ جو ستی کی اوڑھنی مین تھا	اوسپہ لالی جو لگائی تو شفق پھول گیا	لایا باہر جو زبان کو وہ جامنی لاکھا
پھول لالی کا عیان غنچہ سوسن مین ہوا	ہنس پڑا وہ گل رعنا تو تماشا دیکھا	گھر و نیلم دیا قوت کو اکیا دیکھا

پس وہ مغرور حسن و جمال مثل اسکے کہ جیسے بہار گلستان مین آتی ہی میدان کارزار مین آئی اور آتے ہی اوس نے ایک للکارتے ہوئے کا توڑ کر چار دانے گوہر کے جانب آسمان پھینکے بعد اوسکے پکاری کہ ای ملکہ ہلال سحر افگن کتنا خرابہ تو نے برپا اسحر ہوا ہی اور کیا اچھا رنگ ڈھنگ تمھاری لڑائی کا ہی واہ واہ آخر تم کس شخص کی تعلیم یافتہ ہو جو کہ شہنشاہ ساحران عالم ہی بھلا سہیل شارہ پشیانی کو تمسے مقابلہ مجادلہ کی تاب کہان تھی اور نسبت ہی اوسکو تمسے کیا ہی یہ فرار لڑائی کا تو یہ بردلے سے ملکہ ہلال سحر افگن

حال بُری بہار کا کھلتا ہی اچھا اب کوئی نکا اور شعبدہ اور جو کچھ یاد ہو تو ہین بھی دکھاؤ کہ تمھارے ہاتھ سے سحر پر دل اپنا لوٹ ہو گیا ہی اور جو کچھ ہم کر دار کرین اوسکو ذرا استادانہ دیکھو اور بچاؤ **بلال ذیہ** سنکر جواب دیا کہ بی ہوش مین آؤ عقل کے ناخون لو جب مجھ شعبدہ کی پوچھنا یہ سب تعریف ہو ملے جو میری نسبت آپ نے کی مین کیا تھی ہون جو سمجھتی نہین اب دیر کیا ہی یہی گویہی میدان ہی یہان زبان کے موکلون اور تقریر کے نیرونسے تو کام چلنے کا نہین زبان شمشیر سے بات کرو تمنے سنا ہوگا مصرع کہ جای سخن نیست اندر مصاف اب انتظار تم کسکا کر رہی ہو لاؤ جو تمھارا حریف اور وار ہو استاد کے اقبال اور خدا کے افضال سے جو کچھ ہمسے ہوگا وہ بھی دیکھ لینا اوسکا کہنا سننا ہی کیا ہی **سحاب دریا باری** ذکیا تو خبردار ہو جاؤ اس دریا کے خیال کے طمطراق سے بچو اور نہنگ اجل کی طمطراق نہو اتنا کہتا تھا سحاب کا کہ دیکھا آسمان سے گھٹا تیرہ وتار پیدا ہو کر منھ بُری قیامت کا برسنے لگا اور اس منھ مین پتھر دو دو مین کا مہیب کہ شکر برگرنے لگا فلک اور دہر غدار گویا حال پر سہیل کے رویلگا لمحہ بھر مین دریا مے موج زخار دامان ہوا کہ جو تیرہ و تہ دار تھا ہزار دن ساحر آن واحد مین اوسمین ڈوبنے لگے اور ہزار دن کے میر تھر و نشنگان آدی منھ جو رحمت تھا اوسکے ساتھ یہ سنگدلی بھی ظاہر ہوئی سختی زمانہ کی پیش آئی گویا شامت اعمال جو لشکر یونکی تھی وہ ایک ہی مرتبہ جمع ہو کر سر پر برسنے لگی زمین پر تو در ما موج مارتا تھا آسمان سے منھ برستا تھا اور اوسکے ساتھ پتھر برستے تھے آدمی جان بچانے کو ترستے تھے ایک لمحہ بھر مین یہ حال ہوا سطح زمین پر انسان کے معلوم دی زمین تمام آب آب ہو گئی گویا غیرت سے آب آب ہوئی زوال دنیا کی ماتھے پر گیا شرم سے تمام اندام مین عرق آگیا طوفان نوح اوس طوفان کا ایک نمونہ تھا یا کوئی عاشق بیتاب ہو کر رویا تھا خورشید فلک بھی شرم سے سوکھ گیا اور خوف سے شمل دریا کی موج مارتا تھا یعنی کانپتا تھا چرخ کی اطلس قبا یقین تھا کہ اس پانی مین تر ہو جاوے وہ سارا طلسم اسوقت زمین کا شیمہ معلوم دیتا تھا بلکہ کرہ زمہریر معلوم دیتا تھا مہر تابان فلک پر نہ تھا پیر فلک تانے کیلیے انگیٹھی سلگا کے گود مین لیے تھا پانی کی پھوہار پڑتی تھی دل دہر مین جو غبار تھا وہ بوچھار کیطرح نکل رہا تھا نہین نہین آسمان کے منھ سے یہ بھاپ نکلتی تھی پہاڑ دہانکے تھی پہاڑ دہان کے سب پابدامن تھے لیکن دامن سمیٹا جاتا ہے چار دیوار خانہ دنیا کی بیٹھ جانے کا خوف تھا کیونکہ سیلاب کی رسائی تمام عالم مین ہو چکی تھی بوے گل بھی خجل ہین سمٹکر غنچہ مین گٹھری ہو کر رہگئی تھی باہر نہ آتی تھی باد صبا بھی دم سرد بھرتی تھی سردی

مان گئی تھی درخت سب شرابور کھڑے تھے پتے فوارون کی طرح بیاد ری نسیم چل رہی تھی
یا بہار نے دیوارون مین اپنے کاخ کے پرتالی لگائی تھی بلبلین اور طائران صحرا اکر کر مرگئے تھے
تھے اونکے آشیانے پتھرون سے اوجڑ گئے تھے میڈھا کئی کئی ہاتھ بحر بحر کا اوچھلتا تھا زندگی گھاٹ کر گئی
تھی وہ آتش جو سہیل کی پیشانی سے نکل کر لشکر مین پھیلی تھی بجھگئی اور سمن سیوتس ہوکر گری دونچون نے
پیدا ہوکر اس ستمن کو اوس بحر بحر مین بجھایا یعنی غوطہ دیدیا کہ وہ آگ مانھ سے نکلنا موقوف ہوئی قسمت جو جلی
بھنی تھی اوسکو کون ٹھنڈا کرتا علی الباس بحر بحر کی طغیانی صدا کی پناہ جدھر دیکھئے پانی ہی پانی اوس سے مشکل تھی پانی کا

ابیات	
رعد سردی کے ہاتھ گرم خروش	ابر دوش ہوا پہ بالا پوش
برف پڑتی تھی یا فلک نداوی	بھرے تھا واسطے زمین کے لحاف
فرط حسرت سے دیکھیے جسکو	دست زیر بغل تھا مثل سبو
کوئی اب جا سے ہل نہین سکتا	صف سے باہر نکل نہین سکتا
غرض ایسی ہی کچھ بری تھی ٹھنڈ	مٹ گیا دم سے کا بھی گھمنڈ

تمام فوج مہرخ کی تہ و بالا ہوئی بڑی بڑی ساحران نامی جو تھے مثل بہارو مخمور وغیرہ انھون
ڈنگے وغیرہ بزور سحر بنا کر اپنا بچاؤ کیا مگر سردی سے کانپتے تھے آگ ممکن نہ تھی منقل ہای سحر گودون
مین لیے تاپتے تھے اور باقی ماندہ لشکریون کی سر تھپڑون سے جو فگار ہو گئی تھی اور ہزارون سر جو شق ہو کر
خون تازہ سے گلنار تھے تو یہ ظاہر تھا کہ اس گھٹا اور منہ مین شفق پھری ہے اب یقین تھا کہ لشکر مین بھگدڑ
بڑی اوسوقت ہلال سحر افگن نے ایک قہقہہ مارا دیکھا کہ ایک بجلی منہ سے نکل کر چمکی اور رعد کی آواز اوس قہقہہ
سے پیدا ہوئی بس یہ ملکہ پکاری کہ جو گرجین ہین وہ برسینگے کیا منہ کے کھلنے کی علامت ہے کہ گرج جا اور چمک
جا ای سحاب دریا باری واہ تم بھی کن سوکھی گھاٹون کھڑی ہو کچھ بھی دار مدار کا تمنے سحر نہ کیا
کچھ تمکو وار پار کا خیال نہ رہا تو تمھاری جہاز لشکر بربادی آئی طوفانی ہوا چاہتا ہے بادبان سحر ٹوٹ گئے
اور گرداب بالا مین تم پھنسین اب یہ سنکر سوائے جہنم کی آگ کے اور کیا تمھاری نہ بجھنگی یہ کہکر پکاری
کہ ای ناخدای حقیقی عمرو کے ناخدا کیا ہم لوگون کی کشتی حیات ڈوب ہی جائیگی بس اتنا کہکر ایک لکیر انھون نے
نازک سے لشکر حیرت کیطرف کھینچدی گویا اوس قلزم حسن نے نہر بنادی کہ پانی اودھر سے نکلجای اور پھر سحر
اوس لکیر پر وم کرکے گویا ہوئی غ خود کردہ را درمان چیست ۔ جسکی بلا اسی کے سر آگ جانے لوہار جانے

دھوکہ دینے والی بلا جاتی ہے ساتھ ہی لکیر کھینچنے کے اور ان کلمات کے زبان پر جاری کرنے کے وہ دریا
اوسی طرف پھرا اور موج مار کر لشکر حیرت پر چلا باران قیامت بار لشکر حیرت پر برسنے لگا اور پتھر
بھی برسنے لگے دریا بھی طغیانی پر آیا ساحران حیرت کو آب خجلت مین تو ڈوبا ہوا ہی تھا ہی
اس دریا نے بھی ڈبایا اب سارا لشکر اوسکا تلا اوپر ہو گیا ہزارون دوب کر مرے اور ہزارون کے
داخل جہنم ہوے کتنونکو گھڑیال مگرمچھ وغیرہ دریائی جانوران نے طعمہ بنایا ہر چند سحاب دریا باری نے
سحر کرکے چاہا کہ اس دریا کو روکون اور رد سحر کرون ممکن نہوا اور وہ بحر پُر قہر جیسے بہت طغیانی
پر آیا تو فوج تاطمان طلسم اور حیرت کی کنارہ کشی کرکے سب جھرمٹ کھاکے مقامہاے بلند پر جاکر
ٹھہری اور بعض آدمی پہاڑ اور پہاڑیون پر مسکن گزین ہوے اور وہان سے کیفیت ملک سحاب دریا باری
کی دیکھتے تھے اور سحاب دریا باری کے لشکر مین تلاطم تھا بہت افسر اور لشکری غرق دریاے سحر ہوے
تھے اور ڈوبتے جاتے تھے سحاب دریا باری بجان واحد اوس پانی مین کھڑی رد سحر پڑھ رہی تھی اور
پانی اوسکی چھاتی تک آگیا تھا بس اوسوقت اوسکو یقین ہوا کہ ایکی جو کوئی ریلا موجون کا آیا
تو ہم سب جاوینگی پانون نہین ٹھہرتا ہے یا یہ پانی بڑھتا آتا ہے غرق ہوکر اسپر سلسلہ موج الم ہونگی
بس اوسنے فوراً اپنی جھولی سے تھوڑی گھاس نکالی اور اوسکی ڈونگی بناکر پڑھا کہ وہ اصل مین
ڈونگی کی صورت ہوگئی پس یہ اوس ڈونگی پر سوار ہوئی اور پکاری کہ اے ڈونگی تو مجھکو پار لیچل
ڈونگی لہراتی ہوئی چلی اور اوسنے چاہا کہ مین دریا کے پار جاکر ساحل سے ہمکنار ہون یہ اوھر ہلال نے
اپنے سحر کو پھر زور دیا کہ پروائی ہوا کے جھکورے آنے لگے اور شور دریا کا زیادہ ہوا بس پانی کی بارہ
اور توڑ سے ڈونگی گھاس کے تنکے کیطرح اوڑنے لگی اور باد مخالف کے سبب سے اوچھلکر ایک بھنور مین جا گری
ہر چند سحاب دریا باری نے سر مارا اور سحر کرکے چاہا کہ ڈونگی بھنور سے نکلے مگر کچھ تدبیر نہ چلا کروڑون ساحر اور ساحرہ اسے
کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک اوس ڈونگی نے چرخ مارا گھومتے گھومتے دریا مین ڈوب گئی بس اوسوقت لہرین
دریا کی زنجیرین بنکر دست و پا و کمر مین سحاب دریا باری کے لپٹین اور قعر دریا مین کھینچکر لیگئین
اب سب نے دیکھا کہ دوسرا اس پار لشکر مہرخ کیطرف دریا سے نکلی کہ جو سحاب دریا باری کی
تلاش مین بھیجی ہوئی تھی زنجیرین گلے مین پڑی تھین اور ایک زنجیر اتنی بڑی کہ دو کوس کے پھیلاؤ مین ہوگی اوس
مین کئی ہزار ساحر اور جادوگر نیان بندھی ہوئی ایک ایک لگی اوسکے بندھی تھی لشکر و ٹھرنگے ساحر اور ہر محافظ دریا

لیکر سامنے ہلال کے آئی ہلال نے اشارہ کیا کہ سامنے بادشاہ عالم پناہ کے لیجاؤ وہ ساحر سامنے مہرخ کے اون سبکو لیآئی اور عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہی آپ فرمایئے تو ہم انکو قتل کرین اور فرمایئے تو قید رکھین ملکہ نے حکم دیا کہ ان سبکو لیجاکر قید کرو پھر سمجھ لیا جائیگا ادھر حیرت نے جو یہ ماجرا سحاب کے قید ہونیکا اور اوسکے لشکر کے ڈوبنے کا دیکھا پس بغضب تمام اپنی فوج کے افسرونکی طرف اوسنے دیکھا اور کہا صاحبو تمھین لیکر کیلیے تم سب لڑنے آئی تھی کہ ان نمک حرامون کی ادنی ادنی سحر کے بھی جواب دینے کی طاقت نہین رکھتی ہو اچھا اب مین خود جاکر کام ان حریفونکا تمام کرتی ہون یا اپنی جان دیتی ہون یہ کلمات زبانی حیرت کے سنکر دونا ظہ طلسم یعنی ملکہ شمسہ سحر افگن اور ملکہ صندل آتش بدن جادو صفت لشکر سے الگ ہوئین اور بازو بھکر سامنے ملکہ کے آئین عرض رسا ہوئین داری فرمانا آپکا بجا ہی لیکن ہم اب جاکر جانبازی کرتی ہین اور اس دریا کو شاکر کام حریفہ ناکام انجام کو پہونچاتی ہین حیرت نے آہ سرد دل پر درد سے بھر کر کہا کہ صاحبو مین کسکو اجازت دون اور کسکو روکون جو کچھ تمسے ہوسکے تصور کو تا ہی نکرو اچھا جاد سیر و سامری کیا یہ دونون ساحر شعلہ جوالہ بنی ہوئین سر سے پانک لباس سرخ پہنے بال بھی سر کے سنہری ہمہ تن شعلہ بھبوکا بدن آگ کی طرح دونون چمکتا کندن ان لالہ فام پر صدقے ہوتا اپنے عشوہ و ناز سے دل دہر مین یہ آگ لگاتین گویا نور کے سانچے کی ڈھلی ہوئی تھین ہر اعضا سے شعلہ آتش کے نکلتے اوس قہر و غضب پر حضور مین وہ اونکی بھولی بھولی کہ فتنہ دہر ہر خید کہ سیانا ہی مگر انکا ادنی غلام بننا چاہتا ہی سورج کی کرن چاند سا بدن لالہ فام و رنگین ادا دست و پا مین ملی ہوی حنا کہ مسدس

مطلع مہر تجلی ہے جبین پر نور	کور ہے دیدۂ خورشید فلک جسکے حضور
زرد ہی مارے خجالت کی رخ شعلہ طور	دیکھی گر شمع رخ حور و پری ہو کافور
گل خورشید گلستان میا دہی وہ جبین	آبشار عرق شرم و حیا ہے وہ جبین
ذرہ افشان کی درخشان نہین پیشانی	شعلہ آتش عارض سے اڑی ہین یہ شرر
الف آسا جو کھینچا ہی سر خط نشہ زر	خط رو ہی یہ بے دفتر خورشید و قمر
ذرہ افشانکی جبین پر جو ملتے دیکھے	اختر طالع خورشید چمکتے دیکھے

بس یہ دونون آتش غذا حیرت سے کردار سے اجازت لیکر جو روانہ ہوئین بیچ مین دریا سحر حائل تھا مقابلہ حریفہ مین کیونکر جاتین بس اپنی اپنی سواریون سے اوتر کر زمین پر لوئین اور بسان شعلہ جوالہ چمک کر جانب فلک گئین دہ ابر سحر گھرا ہوا تھا اوسمین بجلی کیطرح جاکر تڑپنے سے وہ ابر

ٹکڑے ہوکر ٹکڑے ہوا اور ابر کے شق ہوتے ہی وہ آواز مہیب پیدا ہوئی کہ بہت سے ایسے ویسے ساحر جانین کے غش کھاکر
گر پڑے اور ملکہ شمسہ اور آتش بدن اسیطرح بجلی بنی ہوئین اوس دریا کے زخارہ قہار پر گرین سب نے دیکھا
کہ دریا کی بجلی چمکی پھر جو دیکھا برجین چمک کر دریا مین گرین اور دریا مین طوفان ہوا بانسون اوسکا پانی
اونچا ہوگیا اور وہ تلاطم ہوا کہ خدا کی پناہ بعد لمحہ کے رونما کیطرح وہ سب پانی جلنے لگا اور بھق سے اڑکر
دہوان ہوکر جاتا رہا گھٹا کھل گئی مطلع صاف ہوا کوسون تک میدان خشک چٹیل نظر آنے لگا اور یہ دونون
برجین پھر بہت امل اوسی طرح زنان مہر طلعت تبکر اپنے اپنے ہنس آتشبار سوار ہوکر سامنے ہلال سحر افگن
کے پہونچین ملکہ حیرت نے تعریف اونکے سحر کی بہت کچھ کی اور دو خلعت بہت بھاری روانہ کئے کہ وہ انھون
نے لیکر ملکہ کو تسلیم کی پھر مخاطب بجانب ہلال ہوکر بآواز بلند پکارین کہ اے ہلال سحر افگن کیا کہنا سامری
کی قسم کیا پاکیزہ جادو تمکو آتے ہین سچ تو یہ ہے کہ ہمین ہم تم ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے اور ایک ہی مالک کے
تابع فرمان و نوکر تم بھی اونہی ملک کی اسی طلسم مین بادشاہزادی اور ہم بھی وہ تو سامری بڑا کرین اون نے
کہ جنھون نے گوشت کو ناخونون سے جدا کرالیا ورنہ اس طلسم کے سحر و ساحرہ کی عظمت کا کیا ٹھکانا تھا اگر تم مین
کوئی ادھر ہوتا تو ہم جانتے کہ یہ سحر رد ہوئے شہنشاہ ساحران نے خوشی مین آکر جسکو سرفراز کیا ہمسر سامری
اوسکو بنا دیا ایسا سحر بتا دیا کہ اب آج اونکا جواب دنیا مشکل ہے لیکن اے ہین حق حق ہے اور ناحق ناحق ہے
خیر کیا ہوا جو تم زبردستیان دکھاتی ہو اتنا ہم جانتے ہین کہ جس بادشاہ نے ایسے ایسے سحر تمکو سکھائے ہین
تو وہ رد اور توڑ بھی اوسکے جانتے ہونگے اونکی مشورہ حیرت سے لڑکر چاہتی ہو کہ تم سر پر ہو تو ممکن نہین
اچھا آؤ اب ہمین اپنا کرتب اور زبردستی دکھاؤ ہم تمھارے حربے سر آنکھون سے اوٹھائینگے جو تمسے ہوسکے قسم ہے
سامری کی اوٹھا نہ رکھنا ہلال نے کہا اے بی بیو یہ تمنے سچ کہا کہ ہم تم ایک ہی ہین لیکن شاید
یہ مثل تمنے نہین سنی کہ کیا سوپ کے جائے چھاج ہی مین رہتے ہین اور چراغ سے چراغ جلتا ہے آیا ہے
ایک نے دوسرے کو سکھایا ہے پھر آگے اپنی اپنی محنت جو جیسا برتاؤ کریگا ویسا ہوگا اور جو تم کہتی ہو کہ ملکہ
حیرت سے لڑکر سر پر نہوگی تو سچ ہے کہ گمان ہم کمان حیرت خاص سپلوی بادشاہ کی سونیوالی مگر ہمکو
تو مرنے لڑنے سے ڈرتے ہی نہین جان اپنی ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین مثل چلی آتی ہے کہ جب اوکھلی
مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈر سلامتی رہے خواجہ عمرو کی وہ ہمارے خون کا بدلا لینگے اب تم جو آنی
ہو ہمکو ڈراتی ہو تو سچ ہے کہ ایک تو سچ پر تمھاری شہزادی طلسم کی مالک کھڑی ہین اور دوسرے

تم دو ہو مین کیلی مگر تمکو قسم ہی کہ تم اور دو چار کو اپنی مدد کیلیے بلا لو اور مجھسے مقابلہ کرو یہان نہیں تو یونین نہین کہین
اور نہ کچھ ایسی موم کی ہی جو تم گل ہوگی تم دو جو مل کر آئین خوب کیا بندی بھی حاضر ہی اچھا ضرب کرو یہ سنتی ہی
ملکہ خورشید آتش بدن ذرا اپنی بڑی بہن ملکہ شمشہ سے کہا کہ باجی امان یہ بات انسے سچ کہی ہمکو خیال نہیں ہا
کہ ساتھی دونون چلو آؤ باجی تم ٹھہر جاؤ اور میرے مقابلہ کا اس سے تماشا دیکھو جب کوئی امر نوع دیگر دیکھنا اوسوقت
تم لڑنیکا ارادہ کرنا اور میدان مین آنیکی تکلیف فرمانا شمشہ یہ کلمات سنکر ٹھہر گئی ملکہ وہانسے پھر ہٹکر ٹھہری اور
ملکہ خورشید آتش بدن نے میدان مین آکر زمین پر اتری ایک بچہ خوک جھولی مین سے نکال کر ذبح
کیا اور اوسکے خون سے زمین کو لیپ کر چوکا دیا پھر باش کا آٹا نکالا اور اوسکو گوندھکر ایک شیر اور
ایک پتلا بنا کے اوپر سحر دم کیا کہ وہ پتلا ایک ساحر کریہ منظر ہوگیا اور شیر بھی ذی روح ہوکر ڈکرانے لگا
اور وہ پتلا اوس شیر پر سوار ہوکر ایک تلوار ننگی کھینچکر ملکہ خورشید آتش بدن سے گویا ہوا کہ ای میری
مالکہ اور خالق کیا آپکا حکم ہوتا ہی اوسنے کہا تجھکو موذی کا زمین ذلیل کیلیے بنایا ہی اور کیا مین تیری صورت
کو آگ لگاؤنگی پتلا نے کہا پھر میری خوراک کہان ہی اور اوس شیر کا باپ کیونکر بلیگا ساحرہ نے کہا تو اندھا ہی ارے
تیرے سامنے لاکھون ساحر مبرز کا اور یہ حریفہ اپنی فوج لیکر ہلال سحر افگن کھڑی ہی اور تجھ سا پت نہین ملیگا
جا اپنے شیر کو بھی کھلا اور آپ بھی اپنا پیٹ بھر آج تو تیرا پیٹ خوب بھریگا اسلیے تو میرے عین وقت پر تجھے بلایا ہی
یہ سننا تھا کہ وہ پتلا شیر کو اڑاکر چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مریخ فلک ۱۰ ترا یا ہی یا ساکن برج اسد شیر پر سوار ہوکر
لڑنے چلا تھا وہ ہوتھ اسکے بڑی بڑی نکھتی شہر فتاک کی ناک کا ہاتھ بہت دراز اور منہ چھپ انتہا کی گستاخ پانون اسقدر
دراز تھے کہ فوج عنق کا سگا بھائی معلوم ہوتا تھا ہاتھ مین تیغ بارہ دار لیے آنکھین لال غیظ و غضب کمال جانشکر پر

بڑھا جب کہ وہ کافر نحس و شوم	ابیات	تڑپنے لگا مثل مجمر و حج یوم	
ہلے پیپے آندھی سے شاخ و درخت		وہ یون جھومتا جاتا تھا تیرہ بخت	
فرازیل سے کم نہ تھے اوسکے گام		عزازیل بھی بھاگے سن کے جو نام	
گرانی منش مجمع شوم مین		نحوست جو اوس مین نہ تھی یوم مین	

اوہر خورشید آتش بدن نے بھی ذرہ بکتر پہنکر اور خود پر سپر کو اڑاکر روان ہوا اسطرف خورشید آتش بدن نے پکارکر کہا کہ اے سوا
عالی مقداران لاکھون ساحرون کا جو تیرے سامنے کھڑے ہین خون ان سب کا مینے تجھکو بخش کیا خوب پیٹ اپنا اور
اپنے شیر کا بھرنا اور ہلال سحر افگن کا جو آپ کھانا گوشت ہرن کا شیر کو کھلانا لیکن سر اوسکا ہمارے واسطے لیتے آنا اس

سوار نے کہا بہت خوب اگر سد ہا تیغ علم کی آہی تو پڑا ملکہ ہلال کا اوسکی صورت دیکھکر یہ حال ہوا کہ
ہو گیا رنگ چہرہ کا بسان طائر رنگ خاصیم کا لہو خشک منھ اوتر گیا رنگ سفید ہوا رعشہ تن مین پڑا
دل نے کہا بچانا اے عمرو کی خدا اور اس عرصہ مین اوس تیلے نے صف لشکر ساحران مین پہونچکر شمشیر زنی
آغاز کی فوج ہلال کی آگے بڑھی سماسا خمگ نیچے مالک کا دیکھ رہی تھی اوس فوج پر یہ اگرا العیاذ باللہ
جسکے دوڑکے اوسنے تیغہ مارا دو ٹکرے اسکے ہوئے اوسنے کلیجہ اوسکا کھا لیا اور شیر نے گوشت اوسکا کھایا
فوج مین تمام برہمی اور درہمی ہوئی من چلے بہادر تلوارین سنحر کی اوسپر مارتے تھے اور ہزارون سحر کرتے
تھے مگر اوسپر کچھ اثر نہوتا تھا اور اوسنے تہلکہ ڈالدیا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ترک خنجر گذرا سپہر آج پگر کر زمین
پر اوتر آیا ہے اور ساکنان خاکدان عالم کو خاک و خون مین ملا رہا ہے تیغ کی چمک آئینہ جان مین جا کر عرش
مرگ کو جلوہ دکھاتی تھی بہت سے بغیر ماری بھاگ کھڑے ہوئے بہت طعمہ شیر و تیلہ سحر ہوئے تلوار اس تیلے کی بے
پناہ پڑنے لگی اور چاروطرف سے ساحرون نے گھیر کر اوسپر حربہ سحر کرنا شروع کیے جب کچھ نہ بن آیا تو تیغ و تیر سول
وغیرہ پھینکر یہ بھی آگرے کہ ٹکڑے ٹکڑے اوسکے کر دیجئے قیامت کی لڑائی ہونے لگی ہلال کی فوج کا یہ حال تھا اور یہ

یہ فیلان و ترسان سراپا ہراس	عضب ہانپتی کانپتی بدحواس
نہ پاؤن مین سوزی نہ سر پر کلاہ	قیامت کے ترسان خدا کی پناہ
پڑے تیغ کے آن واحد مین ہاتھ	کئے ساحرون کے جو سر ایک ساتھ
کلیجہ لیا آپ بس اوسنے کھا	دیا گوشت اوس شیر کو بس کھلا

جان خرین پر تمام ساحرون کے قہر خدا نازل تھا بلای مبرم نازل ہوئی تھی مرگ سے دوچار تھے مجبور فرما چکا
تھا یا تو اس گلستان فوج مین عنادل دار اپنی مالک کی لڑائی دیکھ کر نالہ و فغان ہو رہے تھے یا شمل اوراق گل
پریشان اور ابتر ہو گئے تیغ کی ہوا نے یا خزانی کا کام کیا ایسی خزان بھی کم آئی کسی نے دیکھی ہوگی کہ یکایک
بیخ نبات و نخل ہستی کٹ گئے آخر جب اُن بیچارون کا کچھ بس نہ چلا تو بھاگ کر لشکر مہرخ مین
جا کر مل گئے بقدرت خدا اوسوقت وہ تیلا کہ بھینٹ پا رہا تھا اور لہو اوسکے منھ مین لگا تھا بھلا وہ کب آنکھ چھپا
تیغ علم کی یہ بھی لشکر مہرخ پر آگرا ادھر نجاتا اور پلٹ کر ہلال پر آتا تو اوسکا یقینی سر کاٹ لیتا لیکن لشکر
مہرخ پر جو اوسوقت مخمور سرخ چشم معشوقہ شہزادہ نور الدہر ذاکر پڑھکر کہا کہ ای ملکہ مہرخ ہلال نے آج
بڑی کارنمایان کی اور بڑی دیر سے مہمان داری کر رہی ہے مگر اب اوس تیلے کے ہاتھ سے یقین ہے کہ مارڈالی جائے

لازم ہی کہ اوسکی مدد کے لیے کسیکو بھیجے مہرخ نے کہا کہ وہ سوار تو اسی طرف آگیا ہی اگر تم سے ہوسکے تو
رد کو اوسکو ورنہ مین ایک سحر سوچ رہی ہون بادشاہ جادوان نے ایک دن مجھکو بتایا تھا اور
منتر کا ایک بول مجھکو یاد ہین آتا ہی اسی سوچ مین اتنا عرصہ بھی ہوا ورنہ اب تک کب کا مین اوس
سوار کو بیمین سے بیٹھی بیٹھے غارت کر دیتی مخمور نے کہا پھر آپ اجازت دیتی ہین مین جاؤن لرنیکو مہرخ نے
کہا بسم اللہ اوسوقت تو اوس گل باغ خوبی اور بادۂ خوشرنگ انجمن محبوبی کو غصہ آیا اجازت تو حاصل
ہی کر چکی تھی اپنے تخت کو آگے بڑھا کر چلی اور وہ تیلا جیسی ہی صف لشکر پر آگرا تھا کہ یہ سحر پڑھکر کہا
ارے سوے رہ کو جا موم کے یا ماش کے آڈے کے تیلے تجھے بھی یہ طاقت ہوتی کہ ہماری سامنے آتا ہی اور یہ کیکر
ایک سانپ جو بجای چابک دست نازک مین لیے تھی دوڑکر اس تیلے پر مارا اور دوسرا اوس شیر پر لگایا
اور کہا ای شیر تف ہی تیری اس نامردی پر تجھپر تو ایک کتا اور بلی زیادہ غیرت رکھتے ہین نالایق اور
کمزور کا بھیجا ہوا تو آیا ہی اور میرے ہاتھ سے مار کھاتا ہی اور ذلیل ہوتا ہی یہ کلمات ایسے تھے کہ تیلا تو اوسی
طرح موم کا یا آرد ماش کا ہوگیا اور گر پڑا بس اوسکے گرتے ہی ملکہ ہلال افگن کو ہوش آگیا اور یہ بھی
سنبھل کر اوسکے اوپر مخمور نے اوس شیر کو میرا چابک سانپ کا پھر لگایا اور کہا ای شیر مین تجھے کیا لگا
مین نے تیری جان بخشی کی اور ذین تجھ وہ خیر دیتی ہون جو کبھی کسیکو میسر آئی ہوگی شیر طلسمی کو
یا تو وہ ملی تھی یا اب تجھ دی گئی یہ کیکر وہ ڈبیا جسمین سفید ور طلسمی تھا اور وہ طلسمی سفید ور اوسکا
مقام بیابان آتش نشان مین کہ جب عمرو کو بہ جانب کوکب لیکر گئی تھی تو ملا تھا اور اسد کوہ
کے مالک کو اسی سفید ور سے اوسنے قتل کرایا تھا حال اوسکا جلد دوم مین اسی طلسم کے مذکور ہو چکا ہی
اس سفید ور کو اوسنے لگا کر ایک ٹیکا ماتھے پر اوس شیر کے دیا اور کہا جا ملک خورشید آتش بدن کو
پکڑ لا وہ سفید ور ایسا تھا کہ جب شیر طلسمی نے اوسکے دھبے اوسکی غرت کی تھی تو اوس شیر کے جو سحر کے آتش
بدن کے بنا ہی کیا حقیقت ہی بس فورا ادھر دوڑا مارتا اور دھاڑتا ہوا یہ پھر ادھر مخمور نے ہلال سے کہا کہ ای
ملکہ باشاہ اللہ کیا کہنا خوب لڑین واہ واہ مین سچ کہون یہ سحر آتش بدن کا کسی سے رد نہوتا میرے
پاس اگر سفید ور نہوتا تو یہ شیر کبھی اطاعت نہ کرتا اور ایک سحر اخلاص مین اگر بادشاہ نے مجھکو بتایا تھا
وہی اسوقت کام آیا ورنہ اوس تیلے سے بھی جان بچانا مشکل ہوتی لذا کچھ اسمین نے غرتی نہین ہی اب تم
ٹھہر کر دم لو اور مجھکو میدان مین جانے دو یہ کیکر اوسکو سمجھا کر اوسنے جانب صف لشکر پھیرا اور آپ ہزاران تاریخ

جبکا رنگ کیا اوسوقت اوس ماہ پارہ کی یہ کیفیت حسن کی تھی کہ بسبب غضب کے آنکھین نہ
زیادہ سرخ ہوگئین تھین تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ساغر بادۂ احمر سے لبریز و سرشار ہین انھین آنکھون
کی نرگس شہلا بیمار ہین اور بادام نیم رجان بے شمار ہین جو کوئی بادہ خوار اون ساغر چشم کا نام ذ تو
مست ہوجاے اور آنکھون پر زلف رسا کا جو عکس پڑتا تھا اور بالون کا لہرانا اور نیم آجانا دونی کیفیت
دکھاتا تھا یعنی میخانہ پر گھٹا کا چھاجانا ظاہر ہوتا تھا ہر چند کہ وہ جام آنکھونکی شراب حسن سے بھرے تھے
مگر زہر قاتل بھی اونمین گھلا تھا جسنے کہ ایکبار بھی اوس جام سے کچھ پیا اور مزا دیدار کا لیا بس مارا
پڑا زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا ساغر عمر بادۂ فنا سے اوسنے لبریز کیا ابرو اوسکے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو مست
مست میخانہ پر جھکے ہوے ہین رخسار تابان کا کیا بیان ہو اظہر من الشمس ایک بات ہے عیان راچہ بیان
مگر بھولا پن اونمین غضب کا دو آئینہ اسکندر آرزو کے پیش نظر ہے قربان جنکی صفا آئینہ شمس و قمر بھی
خلک ہے اپنے آئینہ خانہ مین آئینہ ہاے شمس و قمر کو رکھا یا مگر کبھی ایسی صورت دلپذیر کا اوسکو جلوہ نظر
نہ آیا دہن تنگ وہ تنگ کہ جاے سخن اسمین کہان شرم سے منھ چراتی مگر ایسی صورت کہین چھپتی ہے
صاف روشن ہے کہ رعنائی و زیبائی کا وہ دہن مخزن ہے کان جواہر اوسمین پوشیدہ ہے بھی اوسکی
باتون کا نقشہ ہے ہونٹھ دونکی عقیق یمن کی دانت رشک دہ در عدن کی کہانتک بیان کرون ابیات

ساغر بادہ گلرنگ ہے آنکھ جو نہ سرشار	مستی حسن سے سرمست ہین ہشیار	دوری آنکھ غضب سے ہین جو مخمور
صاف ہے چہرہ رنگین ہے گلستان کی بہار	مست میخانہ ہین وہ آنکھین نظر آتین کالی	گھر کی آتی ہین گلستان مین گھٹا بن کالی
راست ہے مثل الف سرو قد بالا	دال ہین جیسے الف ویسین ہے بون اوسکی جا	دل بنا دال تو ہے دال کہ ہون نون الا
شک نہین ثابت اسی تل کے تصور نے کیا	ال ہوا ہے تو پھر رنگ نرالا کچھ ہے	جانکی خیر سے نین دال مین کالا کچھ ہے

اس ناز و ادا سے وہ مہ پارہ خار تگر صبر شکیبائی تخت سحر پر سوار ہوکر آنچل ململ کا دوپٹہ سنبھالتی ہانجانتی
آگے پانچے آگے ڈھیر کئی حور اترچھا باندھے مسکراتی ہوئی سامنے خورشید آئین ہون کے آئی اتنے عرصہ
مین اوس شیر کو جو بیکا سیندور طلسمی کا دیکر اوسنے پھیر دیا تھا بس وہ ڈکارتا ہوا ملکہ خورشید
آفتش پر آیا خورشید نے اوسوقت رد سحر پڑھکر ایک دو ہتر زمین پر مارا کہ ای شیر تو
اپنی جینٹ پا چکا ہے اب اوسی طرح ماش کا آٹا ہو جا شیر کے ماتھے پر بیکا سیندور طلسمی کا دیا ہوا تھا
وہ کب پھرتا تھا بس اوسنے آتی ہی ایک طمانچہ خورشید پر مارا خورشید نے طمانچہ اسکا رد کرکے اپنے

تین پر مار کر زمین کے اندر پہونچایا اور وہان سے پشت شیر پر آکر نکلی اور ایک ترسول اوسکے پیٹ پر اوسنے مارا شیر نے پلٹ کر ایک ہاتھ جو اپنا مارا تو خورشید کو کھینچ لیا اور جھٹکا دیکر اپنی پیٹھ پر لادکر چلا اودسوقت شمسہ جو اوسکی بڑی بہن الگ کھڑی ہوئی تھی اوسنے یہ حال اپنی چھوٹی بہن کا دیکھکر بتیاباتہ اپنے تین قریب اوس شیر کے پہونچایا اور اوسکے پاس ایک گولا فولاد کا ایسا ہے کہ جس کسی ساحر فتاں منصب او رمرحلہ کے مالک پر لگا دیا تو کام اوسکا تمام کرے بس وہ ہی گولا اوسنے نکال کر اوس شیر پر مارا اور بسکہ وہ شیر بنایا ملکہ خورشید آتش بدن کا تھا اور اوسی کی طرف سے روہی اس سحر کا ایسی اثنا میں زبردست سے ہو رہا تھا وہ گولا اوس شیر پر چوٹ پڑا اور اوسکو ہوا میں اچھالکر وہ زمین پر گرا اور اوسی طرح ماش کا آٹا ہو گیا ملکہ خورشید اوسکے نیچے سے چھوٹی اور ہوشیار ہوئی یہان پر بعض داستان گویون نے بیان کیا ہے کہ ملکہ ہلال سحر افگن سحاب دریا باری اور خورشید آتش بدن میں دنین لڑی ہے ملکہ اختر بنت سہیلان فیل زور بحبی کوکب روشن ضمیر کیواسطے دریافت حال ملکہ یران آجاتی ہے اور وہ مقابلہ کرتی ہے اور جب وہ خورشید کے سحر سے مغلوب ہوتی ہے تو مخمور آکر بچاتی ہے اور آپ مقابلہ مین آتی ہے مگر بعض داستان گویون نے ابھی فوج یران کا مقابلہ کرانا مناسب نہین جانا کہ سب فوج تو مہرج کی لڑتی ہے ایک اکیلی اختر اگر لڑے کچھ حسن بیان نہین اس سے یہی بہتر ہے کہ ایک ہی لشکر کی شرکت اور عظمت ظاہر ہو اور آج ہی تو ملکہ حیرت کو معلوم ہوتا ہے کہ لشکر مہرج مین بھی قوت سحر و ساحری بہت زیادہ ہے صرف عیارون کے بھروسے پر یہ لشکر نہین لڑتا ہے اگر لڑائی پڑیگی تو بڑی مار ہوگی اور یارلوگ درنبد ہوش ربا آجتک مہرج کو ذلیل و حقیر سمجھتے تھے مگر آج سے زبردست جاننے لگے حاصل مرام ملکہ مخمور لالہ فام جب میدان مین پہونچی اور وہ شیر طلسمی سنید در کیوجہ سے خوب لڑا آخر مارا گیا اور شمسہ خورشید کو شکل پھر کر اپ بمقابلہ مخمور آئی اور پکاری کہ بی مخمور شہنشاہ سے پھر کر تمنے تو بڑا زور پیدا کیا ہے مخمور نے کہا میں کمزور کسدن تھی اور تمنے کب دب گئی تھی اور ہاتھ تمہارے سامنے کسدن مین نے بانہ چھوڑے تھی جو آج بڑا زور پیدا تم اگئی آئی ہو ہان البتہ تم لوگونکی مین ذرا بڑی دھوم سنی تھی جب ملازم شہنشاہ بھی جب بھی یہی غلغلہ سنتی تھی کہ صاحبان قلعہ ناظمہ بڑی زبردست ہین لیکن دور کے ڈھول سہانے یہ نرا بھرم ہی بھرم تھا سو آج وہ ہوا بگڑ گئی سارا بھرم کھل گیا اچھا میں دیکھون ہون کہ تم کیونکر مجھسے سر ہوتی ہو اور خورشید کو جو پھر کر بیٹی ہو گیا وہ زندہ بچ گئی اور تو یہ سنید در طلسمی جس سے لڑنے لگا ہوا تھا اوسکا طمانچہ کھا چکی ہے اوسکا بچنا مشکل ہے شمسہ نے کہا اے

مخمور اب زیادہ صدمہ نہ برداشت ہوا زخم پر نمک نہ چھڑکو لو اوسکا مزہ چکھو یہ کہکر ایک تمغہ اپنی جھولی سے نکالا کہ اس تمغہ مین خاک قبر جمشید بھری ہوئی بھی بس وہ تمغہ سینہ پر ملا کہ مخمور کے مارا مخمور اوس تمغہ کو دیکھکر سمجھ گئی تھی کہ اسمین خاک قبر جمشید ہوگی بس وہ تمغہ آگے دیکھکر وہ پرواز کر گئی اور بلندی پر جاکر ٹھہری تمغہ خالی گیا اور خاک جو اوسمین تھی نکل کر اڑی جو ساحر کہ آگے بڑھی کھڑی تھی وہ بیہوش ہوگئی مخمور نے فوراً یاد اس ساحر کو سایا کہ وہ خاک دیگئی اور آپ زمین پر اتری اور پکاری کہ اے شمسہ بڑے غیرت کی بات ہے تمکو بادشاہزادیان طلسم کی اور تمہارے ورندون کی بڑی بڑی صاحب منصب جاگیر دار ہو کی خاک جمشیدی کی بھروسے پر لڑتی ہو اور آپکو ایسی ہی لیاقت مین سحر اور ساحری کرنا جانتی ہو حیف ہے دیکھو سحر اسے کہتے ہین یہ کہکر ایک ڈبیا اپنے بالون سے نکالی کہ اسمین لال یاقوت احمر کی ترشی ہوئی تھی اور اوسکو وا کرکے چالیس تیلے یاقوت کے برابر انگشت کے تخم نکالے اور اونکی ہاتھون مین تنکے اوٹھا کر دیے اور کہا یہ تلوارین بنجائین اور کچھ سحر ایسا پڑھا کہ وہ تیلے سب مثل انسان مبارز کے قد آور ہوے اور وہ ننگی تلوارین ہوگئین بس اون تیلون نے جاندار ہو کر عرض کیا کہ فرمایئے کیا حکم ہوتا ہے مخمور نے ارشاد کیا کہ سامنے جو یہ چھوکریان کھڑی ہین اور بہت بڑا ہجوم کیے ہین اونکے سر کاٹ لاؤ بس وہ چالیس تیلے تلوار علم کرکے اول تو شمسہ پر حملہ آور ہوے شمسہ نے ہر چند چاہا کہ اونکو روکون مگر وہ کب رکتے ہین جب وہ تیلے اوسپر آپڑے سمجھی کہ مین گھر جاؤنگی اور مار ڈالی جاؤنگی بس فوراً پیچھے ہٹنے لگی اور سحر بڑھتی ہوئی بھاگ کر لشکر حیرت مین جو فوج کہ اوسکی تھی وہین یہ بھی آئی تیلے اوسکے تعقب مین جو آگے تھے وہ بھی قریب پہونچکر فوج پر حملہ آور ہوے اور زیر تیغ اونھون نے ساحرون کو رکھ لیا بگیر مدو بکشید کا شور و غوغا بلند ہوا بہت تن بے سر ہوے شکار اجل صف شکن و صفدر ہوے وہ چالیسون تیلے غضب کے تھے کہ دم بھر مین مار تلوارون کے اونھون نے تہلکہ ڈالدیا تیغ تیز کے جوہر دکھا دیے ہزارون مار گرا دی لاش پر لاش ڈھیر پر ڈھیر مردہ پر مردہ دم بھر مین اونھون نے گرا دیا اور ازبسکہ کرورون فوج ناظمان طلسم کی تھی اور ان چالیسون تیلون کا لڑنا حیرت کو ثابت تھا کہ سحر کی لڑائی ہو رہی ہے مگر جانتی تھی کہ کوئی سبب خفیف ہے یہان تیغ تیز نے مضمون مرگ کو بحر طویل مین نظم کیا رکن جسم کو جان سے بدل کر ضرب کیا تھا قافیہ ہر ایک کا تنگ تھا فقرہ تیغ کے بہت گرما گرم تھے نظم جان کا انتظام کچھ نہ رکھتا تھا نثر مرگ کو پسند کیا تھا اور نظم کو پسند کرتے تھے تو بحر مضارع مین شعر نظم کرتے یعنی ایک کے دو دو کرنا خوب یاد تھا عروض سیفی کا سبق سب کو موت پڑھاتی تھی سبب وتد یاد دلاتی تھی یہ جنگ کا نقشہ تھا کہ ایسا ست

ستون پر تھا ہر سمت جوش نگار	لب زخم تھے ساحل جوئبار	عبیری ہوئی خاک دشت نبرد
ہوا یہ بجز خون نہ اٹھتی تھی گرد	وہ آندھی اوسکی کہ طوفان مرگ	برش تھی ضماندار سامان مرگ
زمین پر گری تن سے اڑ اڑ کے سر	ہوا سے درختونکے جیسے ثمر	سوار و پیادہ بوقت شمار
ہوی آج بیجان ہزاران ہزار	تڑپ کر گرے خاک پر وہ تعین	گئے جانب اسفل السافلین

لشکریان حیرت اون تیلون پر مثل عقاب کے گولے فولاد کے نار تیر کبھی سونٹون کی تلوارین نیزے وغیرہ ہتھیارون کی وار اور سحر کے مرچے لگاتے تھے لیکن کوئی حربہ اونپر اثر نہ کرتا تھا اور قریب دس بارہ سو جادوگرون نے اونھون نے مار ڈالا تھا اب ایک غوغای عظیم برپا ہوا اور حیرت کے لشکر نے سامنے سے ان تیلون کی جھرمٹ کیا یا سمٹ کر جب وہ سب ادھر آئے کہ جہان حیرت اسٹاہ تھی تیلے بھی اسی طرف حملہ آور ہوی اور قتل کرتے ہوی چلے آتے تھے اور ناظمان دربار بڑے بڑے شاہزادی اور شاہزادیان حیران کار تھین اسوقت کہ جب قریب تخت حیرت غوغا بلند ہوا اسوقت حیرت نے انگڑائی لی اور کہا کہ اپنا کام کچھ اپ ہی خوب ہوتا ہی کیونکہ اب مین ہاتھ پانون نہ ہلاؤنگا تو قتل ہوجانے کے سوا اور کیا ہی کیونکہ یہ تیلے اگر مجھی بھی تو ذلیل کرینگے ارے صاحبو یہ کیسی غیرت تمھاری ہے کہ اونکے ادنے کے سحر تمسے رد نہین ہو سکتے اوسوقت ابریق وزیر اپنی ہاتھی سے کود کر نیچے آیا اور کہا کہ ای ملکہ ہم تو صرف ناظمون کی لڑائی دیکھنے آئے تھے اب آپ فرمایئے تو اس مخمور کی کیا حقیقت ہی اور ان تیلون کی بنیاد ہی ابھی دم بھر مین انکو غارت کردون اور مخمور کو پکڑ کے سامنے حاضر کردون مخمور نے کہا آپ جانتے ہین کہ یہ کون سحر لیا ہی یہ وہ سحر ہی جو شہنشاہ نے روز نوروز ایک ایک سحر ہم سبکو جدا جدا تعلیم فرمایا تھا ہمکو اور کچھ بتایا تھا اور اوسکو یہ دیا دی تھی معلوم ہوا کہ اوس زمانہ مین یہی تیلے تھے جو عنایت کیے تھے پھر شہنشاہ کو عطا کرنا وہ تیلے غضب ہی کے تیلے تھے جو دیدیے تھے جنھون نے آج تہلکہ ڈال دیا ہی لیکن کچھ پروا نہین ہم بھی تو وزیر اسی شہنشاہ کے کہلاتے ہین اور تعلیم اور پرورش یافتہ اوسکے ہین یہ چھوکری مخمور تو کیا ہی مہرخ اور اوسکے حمایتی کوکب اور برآن کو ہم جواب دینوالے ہین اور اوسکو پکڑ لانیوالے یہ کہکر ابریق سات لاکھ جادوگر اپنے ہمراہ لیکر آگے بڑھا ایک دریا تھا کہ موج مار تیلگا ہوا بہا تا تاریخ قریب اوچلتا تھا اوس دریا مین گویا حباب معلوم دیتے تھے کہ تیر تھے غرض فوج تو موج مار کر اپنی ہوئی اوسکے پیچھے چلی اور وہ بمقابلہ تیلان سحر پہونچا پکارا کہ لونڈی کا حکم نبی کے حکم سے تمھارے آزادیا

کھڑی ہین اور تم بے ادبانہ چلے آتے ہو بس اب ہی قدم اوٹھاؤ جسطرح تم یا قوت کے پتلے تھے
ویسے ہی اب تمھاری سزا یہ ہی کہ موم کے پتلے بنجاؤ کیونکہ جسنے تمکو بنا کر مخمور کے سپرد کیا تھا اوسکی
بی بی کا تمنے پاس نہ کیا اور پاس کیا تو اس ادنی کنیز کا یہ کہکر ایک دو ہتڑ اوسنے زمین پر مارا کہ وہ
پتلے یا قوت تیزی کرتے لڑتے چلے آتے تھے یا اوسی جگہ رہ گئے اور زمین سے شعلے آگ کے نکلے
اور اون پتلون پر پڑے کہ وہ پتلے گل کے موم کے ہو گئے پھر اور شعلے نکلے اور وہ پتلے پگھل گئے
بعد اس سحر کے ابریق علیہ اللعن نے ایک پرچہ کاغذ کا اور دوات و قلم جیبی سے سحر کی نکال کر کچھ تحریر
خط اطلسمی کے اوسپر لکھا اور اپنے لشکر کے ایک علم مین باندھکر مخمور سرخ چشم کے مقابلے مین وہ
علم لیکر آیا اور پکارا کہ او چھوکری شہنشاہ کی صدر مین سحر و ساحری سیکھکر ساحرہ بنی اور معشوقہ شاہ
بنکر حیرت عالیجاہ کا کچھ لحاظ و پاس نہین کیون نہ سچ کہا ہی کہ کمینہ اپنی اصالت پر جاتا ہی بموجب مثل مشہور

نیکی کرنا بدون ہی ایسی ہے	جیسے نیکون سے کی بدی تو نے

تو اپنے ذات کی جوہر دکھاتی ہی اور اپنی اوقات پر جاتی ہی مخمور نے یہ سنکر بغضہ کہا کہ بڑی تو اپنی پہلے ذات دیکھ پھر کسی اور کی ذات منہاد کو اکٹنا تو ایسا کہان کا کھرا بن کر آیا ہی وہی مثل ہی کہ کھرے
سے جو کھوٹا اوسکو عرش کا لوٹا موڑی کاٹنے لڑنے آیا ہے یا ذات کا بیان کرتا ہے مین کسی
ہڑدی کی لونڈی ہون کسنے مجھے خریدا ہی تو البتہ سنتی ہون کہ ذات کا کبڑا ہی اس طلسم مین امان میری
پنڈا فالسی بچتی پھرتی تھی میرے امان اسرار جادو کیا کرتی تھین کہ سندر یا کبڑن ابریق کی
کاتن اچھا سودا لاتی ہی اور جسکو تو وزیر ہوا ہی اسوقت سے بھی ہزار بار منہ غیرت اور جان بچاتی مرتی
تیری شادی جب ہوئی تھی تو تجکو لڑکی ہی کون دیتا تھا ہمین دونون سنبون نے اور ای جانے قسم کیا
کر کہا کہ نہین یہ کبڑا نہین ہی کیون تجھے یاد ہی ابریق باتین سنکر کھٹکا اور بہت ترش رو ہوا اور ڈری
سی دانت کھٹی ہو گئی غیرت سے درخت کی طرح زمین مین گر گیا اسی غیرت مین اسنے ایک روئی کا گالا لا
سے نکال کر سحر اسپر دم کر کے جانب آسمان اڑایا کہ وہ پینجہ لمحہ بھر مین ایک کوہ پر شکوہ بنکر مخمور کے سر پر آیا
اور گرا ہی چاہتا تھا کہ اس کوہ دستار شیرین نے اوہ ہر دیکھ کر سحر پڑھکر اوت جو کی وہ پہاڑ روئی کا گالا
پھر بنگیا اور جلکر بھسی ہو بھی ہوکر اڑ گیا اوسوقت ابریق نے کہا بڑا زور آدمی پیدا کیا ہی یہ بھی شہنشاہ کی عنایت
کردہ ہیشہ سے تجہز فریفتہ تھی نہین معلوم کیا بنا چکی ہین مخمور نے کہا بھڑوے پھر وہی باتین تو نے

نکالین تو یہ بھی جانتا ہی کہ حیرت جو تخت پر چڑھی کھڑی ہی یہ ذات کی کون ہی ارے ہم مطیع تہمتنشاہ
عیاران عمرو بن امیہ ہین یہ اوسکا اقبال ہی جو ہم کافرون پر فتحیاب ہوتے ہن اور ہونگے اور کم زور
کسدن تھی جو آج زور پیدا کیا ہی نہ عجب ہی تجسی دی زاب اچھا اب سنبھل جاہ یہ کہکر ایک ناریل اٹھایا
مین سے نکالا یہ ناریل اگر قراصیاب پر بھی لگاتی تو کام دیتا ابریق گھبرایا اور اوسنے اوس ناریل کو خرچ
دیکر اسپر مارا ابریق اوسکو آتے دیکھکر زمین سے اڑا وہ ناریل پاؤن پر اوسکے لگ کر زمین پر گرا پاؤن
اوسکا زخمی ہوا باقی بچگیا ناریل اوٹھاکر لڑکھڑاتا ہوا زمین پر آیا لیکن سنبھلکر اوٹھا اور ترسول
سحر کا کر دوڑا مخمور بھی نیچہ پکڑکر چلی لیکن اوسنے قریب پہونچکر ترسول کھینچکر مارا کہ وہ مخمور کے کندھے پر
اوسنے سحر پڑھکر ہاتھہ جو مارا ترسول کندھے سے لگ کر زمین مین گر گیا مگر شانہ اوسکا بھی زخمی ہوا اور اوس
نازک بدن نے شانہ زخمی ہونے سے تیوری چڑھائی اور بھی شان حسن کی نظر آئی کہ گویا
خط طغرا مین بسم اللہ کاتب قدرت نے مصحف رخسار پر لکھی ہی غرض کہ بلیش و غضب تمامتر
اپنا جوڑا کھوستی ہوئی آگے بڑھی اوسوقت حیرت کھڑی اس جنگ کا تماشا دیکھ رہی تھی اوسنے
اپنے گلے سے مالا توڑکر زمین پر پھینکا اور پکاری کہ اے ماے جا اس مخمور کو پکڑ لا وہ آکر سامنے مخمور کے گرا
اور لڑیان اوسکی ٹوٹ گئین ہوتی سب بکھر گئین ابریق نے دیکھا کہ یہ سحر ملکہ حیرت نے کیا بس اوسنے بھی اپنی
قوت و شوکت دکھانے کو پکارکر کہا کہ اے مخمور یہ دانے موتیون کے جن نے مخمور کو سحر کیا حیرت اوس مالے
کے سامنے جاتھرنے سے ہو گئی تھی وہ دانے چننے لگی اوسنے زمین کا ناک بھون چڑھاکر پاؤن اوٹھاکر جو بیلیش
سے موتی چننا اوسکا لطف دکھاتا تھا گویا زہرہ فلک حسن و حیا سارون پر جھلک تھی اور تارے آسمان سے
ٹوٹ رہی تھی ادھر تو وہ موتی چننے لگی ادھر اوسنے آبردیدنی ابریق نے کمند اسپر ماری کہ گردن کمر مین
اوسکے پھنسکے پڑی اور بیہوش ہوکر گری ابریق نے دھر کھینچا اور قریب تر لاکر شکین اوسکی اوسی کمند
سے باندھین اور لیکر چلا کہ حیرت کو جاکر مدرودن اور عرض کردن کہ اے ملکہ آپکے خیال سے اور سحر کے پھنسنے
ہونے سے نیچہ بیر اسپر قابض ہوا ادھر تو یہ اسکو لیکر چلا سامنے یہ باجرا ملکہ بہار جادو نے جو دیکھا تاب ضبط باقی
نہ رہی پیشوذ طرحدار بادشاہ دشکر اسلام سعد بن قباد شہریار نور تخت اپنا آگے بڑھاکر چلی جیسے بادشاہ
اسلامیان سے اور اوس سے راہ عشق و عاشقی پیدا ہوئی ہی اسوقت سے جبیسا نکھون مین آنسو بھری دیوانہ پن فراق مین سمایا
ہوا دل اپنا تھا وہ پرایا ہوا ابھار کی خواہان رہتی ہی گل و بلبل کی بحث پر جی دیوانہ ہی درد زبان یار کا افسانہ ہی

اوسوقت جو ژنیکو نکلی عجب کیفیت اوسکے حسن کی تھی کہ سر پر گھٹا چھائی ہوئی طائران خوش نوا زمزمہ سنجی کرتے سامنے کچھ چمن گلہائے شرنگ کے از خود پیدا ہوکر غائب ہوجاتے یہ معشوقہ اپنی زلفونکو پریشان کرکے گھٹا کالی بلائی زلف پر اوسکی سنبلستان دہر کی صدقے جان ہوجاتی سبزہ رنگ سبز نجتان زمانہ کو سبز قدم خطاب دیکر سامنے سے نکالدیتا سبزہ زار چمنستان عالم کو عشق مین اپنے پامال کرتا آنکھونمین سرد نبالہ وار دیا ہوا آبرے ملا ہوا حلقہ بنا ہوا یہ ظاہر تھا کہ ذقر حسن پر اوس حسینہ کے دو ہرا صاد کیا ہوا ہے یا یہ طوق محبت آہو چشمان زمانہ کیلئے پیدا ہوا ہے یا آہوان چین وختن کو پابند کیا ہے صفحہ رخ پر بنی کا ہونا ظاہر تھا کہ ملک حلب کے بیچ مین ایک دیوار کھینچکر اس ملک کو دو حصہ کیا ہے بلبل اوس گل رخسار کو دیکھکر طوطی کی طرح پس آئینہ بیٹھکر نقش بدیوار بنا چاہتی یا گل بالکل بھول جاتی لبون پر مسی اوسکی لگی ہوئی پیشانی پر افشان جنی ہوئی لب لعلین پر لاکھا جما ہوا جو ژادھانی گلے مین پڑا سینہ پر چھاتیون کا ابھرنا الشر الشر از سرتا پا وہ جمال وہ جھمکڑا کہ مسمط مسدس

جہاتیان ابھری ہوئی اور وہ جوانی کی بہار	جسکو بن دیکھے ہو نامحرومکی جان نثار
ایسے پستان ہون ترنج شجرہ خلمت یا	کھئے ہو جائین جسے دیکھکے جنت کی انار
کچھ جھلکتی جو دوپٹہی کے تہ سے دیکھے	چھاتی بھر آئے یہ حیرت کی نگہ سے دیکھے
گول گول اوسکے سرین اور وہ بلوری سی ران	آئے دیکھے سے تن عاشق بیجان مین جان
پنڈلیان دیکھ ٹھہر ک جائے نہ کیونکر انسان	شمع حسن ہین پروانہ ہین جسکی پریان
ہاتون اوس گل کے ان ہاتھونسے دیدون کیا کیا	شعلہ رویونکو جو سچ پوچھو جلاون کیا کیا

بس وہ سہ پارہ قریب ابریق ہونچکر پکاری کہ بیت

بہار آئی فساد خون کی تدبیر کرتے ہین	اسی موسم مین دیوانہ کو سب زنجیر کرتے ہین

اے ابریق ٹھہر دیکھو ہمارے گلستان محبت سے چنبیلی جاہی بہار آدھی دیکھنا تھا کہ تمام لشکر اور ہر ایک سردار نامی دنا سودے دیکھا کہ نسیم بہار چلنے لگی اور ملکہ بہار جادو کے تخت پر جو گلدستے پھولونکے رکھے تھے اوسی طرح کی ہزارون گل سیلان مین کھلے اور سیکڑون چمن نہالان چہار دیوار سایہ دار پر نظر آنے لگے حوض ملیب آبشارین جاری لکھونکھا طائران خوشرنگ اور شیرین زبان مرغولہ سنجی اور نغمہ سرائی کرتے تھے عجب بہار رنگا رنگ فزا اوس بوستان ارم کی تھی کہ جان نما اور بخشی جوتی تھی بلبل بیکرار دیدہ مین روح روضہ رضوان عشق ہوتی تھی جان نگہ کام کرتی تھی جسے

لاتانی نہ تھی جواہر کے درخت لگے تھے ہر شجر ایسا پیراز رنگین و بہار تھا کہ رشک قامت یار تھا ہر برگ دہان کا لت
رنگین دلدار تھا کسی جا غناب اپنے آب و تاب حسن کو دکھا کر لب رنگین معشوق کو شرماتا شقائق گل ہر بنوان پر
فائق نظر آتا خون چشم عشاق سے اپنے عشق مین رلواتا کسی جا سنبل تر گیسوی عنبر فشان کا ہمسر کہین نرگس چشم
تماشائی کو حیران کار بنتا برگ سمن مین انداز تیغ صفاہانی پایا جاتا لالہ یا دل خونی خونین جگران جمین الفت
سے برابری کرنیکو تیار تھا لیکن بہتر از رخسار یار تھا درخت پھولون سے لدی دولہن کیطرح زیور پہنے شرم سے جھکے
عروس نو جھکتی ہے اوسیطرح جھکے جاتے طاؤسان مست خوش فعلیان کر کے ناچتے چہچہاتے ملک بلاگردان سوسن
زبان کی اودا ہٹ دکھا کر نیل بوسہ لینے سے رخسار یار پر پڑ جانا یاد دلاتی گل سے گریبان چاک کرنیکی دلون مین
خواہش پائی جاتی تھی سرو شمشاد سہی قامتان دہر کو ایسا شرماتے کہ وہ غلامی سے بھی آزاد فرماتے کہین بلبل نالہ
کش کہین قمری کا دل سیر و پرخش نوک ہر خار زبان بنکر دعوی نالہ بہار کرتی نوک سبزہ بصورت زبان ذکر بہار سے
بھی تکرار کرتی نرگان یار کو شرمسار کرتی چشمہ اور نہرین اوسمین بصد آب و تاب جاری تھرمندہ اوسکے سامنے چشمہ
شمس و قمر کی آبداری نہرین لطافت نیر و صفا انگیز دار بست انگور کا بندوبست عقد ثریا کو شرم خیز خلاصہ

کہ ہر طرف دزان باد بہاری عروس بہار کے جوبن کی بڑی تیاری کہ ابیات

باغ تیار ہوا واسطے اوسکے نایاب — مخمل سبز کہ سبزہ رد سون پر شاداب
نہرین وہ حمین روان چشمہ خورشید کہ آب — ریشمین کابکشان پھول برنگ مہتاب
طرفہ گلکاری ہوئی باغ کی دیوارون پر — لوٹے رضوان بھی جسے دیکھکر انگارون پر
رشک گلزار خبان جوش تراوت سے چمن — جابجا نسترن و سوسن و نسرین و سمن
تختہ لالہ کا چراغان کیطرح سے روشن — چشم نرگس گل خورشید سے بھی چشمک زن
رنگ میں جمع رکے چہرہ سے رخ گل پر اخگر — زلف خلمان سے کہین گیسوی سنبل بڑھکر
گرد پھولون کے عنادل کے ترانون کا سماں — قمریان بیٹھی ہوئی سرو پہ پیر گرم فغان
ابر کو دیکھکے طاؤس گلستان رقصان — اپنے محبوب مین سب سے زیادہ فرحان
جسطرح ساز کی آواز ہے ساز کے ساتھ — چھیڑ دلکی ہر ایک زمزمہ پرداز کے ساتھ

اوس باغ مین بہار بصد ناز و انداز داخل ہوئی اور چبوترہ بلور پر جا کر استادہ ہوئی کنیزان خوش قامت
و رنگین ادا گرد اوس ماہ لقا کے حلقہ کنان اور اس سرو باغ کے حسن کا اوسوقت عجب تماشہ تھا کہ دوپٹہ آنچل بلو کا
اور ہی پائجامہ کے پائنچے کلائی پر سنبھالے سلوٹین دیجرسین برابر ران کے پڑین کرتی پہنے اونچی سینہ اور ہوا انداز ادا کر

چشم پہ بار گران ہی ابھی کاجل کا بوجھ — دوش سے اونکے سنبھلتا نہین آنچل کا بوجھ — دور ہی اونکے گلے سے ابھی ہیکل کا بوجھ
ایسی نازک ہین کہ اوٹھا نہین ہلکا سا بوجھ — تاپ کب مارے نزاکت کی وہ لا سکتے ہین — ہاتھ کب مہندی کی رنگت کو اوٹھا سکتے ہین
ہی سراپا جو دیا تو نے ہی آفت چل بل — ایسی رفتار پہ بھلا دل کا بھی لگا نکل — نازک ایسی ہو کہ چلتے مین کہاتی ہو بل
وہ لگاوٹ کی ہین انداز کہ دل ہو بیکل — رنگ لائیگی غضب طبع مین رنگینی کی — دور ابھی نام خدا دیکھیے خودبینی کی

یہ باتین جو منکون سے خوشبو جو اون پھولون کی ابریق کوہ سنگاف اور ناظمان طلسم کے ناک مین گئی اُس یکایک جھومنے لگا اور مدہوش ہوکے پھر جو ہوش مین آیا گویا از خود فراموش ہوا یعنی نعرہ عاشقانہ مارکے گیا اور ہواے معشوقہ بہار طرح طرح کے اشعار پڑہتے اوس باغ کیطرف چلا ہاتھ سے مخمور کو چھوڑ دیا سات لاکھ سپاہ ہمراہ لیکر ابریق لڑنے آیا تھا وہ تمامی لشکر کی بیان چاک کیے اور سر پہ خاک اوڑاتی دیوانہ وار

بادل بہزار یہ اشعار پڑہتے چلے آتے تھے غزل

دو چار آنکھین ہین کوئی یہ آج اک دیا جانی ہی — خدا محفوظ رکھی ہر بلاے آسمانی سے
تیری آنکھونکی کیفیت ہے یہ جوش جوانی مین — کوئی ساغر بھرے جیسے شراب ارغوانی سے
سنایا مینے حال زار جب اپنا تو وہ بولے — بس اب موقوف رکھو دل بھر آیا اس کہانی سے
یقین ہی گردش چشم حسینان سے نہ چھوٹے گا — اگر بچ بھی گیا کوئی بلای آسمانی سے
مرے رونے ہی بھر کی اور دلمین آتش الفت — غلط مشہور ہی یہ آگ بجھ جاتی ہی پانی سے
خدایا مین یارے چھوڑین فلک نے پیسا چھوڑا — غرض دونون یہ عاجز آئی میری سخت جانی سے
ہم ایسے چار بھی گریان ہو آجائینگے محشر مین — بجھے گی آتش دوزخ تمام اشکونکی پانی سے
وہ درد آمیز باتین مینے چلتے وقت کہدی تھین — بھر آیا اونکا دل قاصد کے پیغام زبانی سے

ادھر سے یہ ناظمان بند جن تلک وہ خوشبو پہونچی تھی مست و محبت لگے بہار ہوکر یہ کہتے تالیان بجاتے آتے تھے غزل

اے جنون رکھیو بیابان کو سواری تیار — آج کل چلنے کو ہے بادیہ داری تیار
دل تو کہتا ہی نکل چلیے کوہ پر چلتے وقت — پیشتر دل سے ہوئی جان ہماری تیار
سر پہ اندھیر خانہ قیامت مستی — فتنہ انگیز ہی یکسر ہین سواری تیار
ہار پھولونکا پہنتے ہو تو میری خاطر — بدھی زخمون کی کرو تیغ تمہاری تیار
تیرے دیوانہ کی وحشت ہی زیادہ ہر سال — پیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار

یہ سب مجمع لاکھون لوگون کا قریب اوس گلشن افسون رنگ کے جہان پناہ سامنے مہار چبوترے پر کھڑی تھی اوسکی
صورت دیکھکر ہر ایک ذی بکار کر کہا کہ ای ملکہ اس فصل مین تو بہت شورش خون اور ولولہ جنون ہی یہ جی چاہتا
کہ اس طلسم حرام زادہ افراسیاب ناپاک کام کو ایسا کچھ بنایئے کہ ہولی کا بھڑوا کر دیجئے اور بہار حسن اوس گلزار سحر کی اسکو بھی سیر نہ بتائے
دکھلا کر دیوانہ کر دیجئے اور رنگ کمبل آپکے گل رخسار کی مدح سرائی مین نغمہ سرائی کیجئے اور آپکے ہوا خواہ اور عاشق
سید کہلایئے اور چاہنے والے مشہور ہو جئے اور آپکے دشمنون کو ایسا خوار و بیمار دیجئے کہ سب پھڑک پھڑک کر مر جائین اور ہر طرح سے
انکا کالا ہو جائے اور اس طلسم سے بوم کیطرح تالیان بجا کر اونکو نکالدیجئے غرض ای ملکہ ہم تو آپکے گل رخسار
کے بلبل ہین ملکہ نے قریب اپنے ابریق کو بلا کر کہا کہ ای عاشق تن بلبل ہر جائی ہوتا ہی تم بھی میرے
سامنے اسطرح چہچہے کرتے ہو اور مرتے ہو دم محبت کا بھرتے ہو کچھ دیر مین ہوا پھر جائیگی اور جی
نالا اور شیون کرو گے اور کسیکے دام محبت مین گرفتار ہو کر نئی فریاد زبان پر لاؤ گے بھی تمھارے
قول فعل کا اعتبار نہین اور کیونکر یقین ہو اگر حقیقت مین تم افراسیاب چندون کو قریب اپنے
سمجھتے ہو اور میری بہار حسن کی سیر کرنا چاہتے ہو تو مجھے رسوا نہ کرو میرا نام زبان سے نہ لو آہ و فغان لب سے
دلاؤ اس افراسیاب کی فوج کو مار کر بھگا دو اور اس کلپڑی کنجی یعنی ملکہ حیرت جادو کو کہ جو میرے
سلطنت طلسم کی تخت پر بیٹھی ہی ذلت و خواری کیساتھ خوب مار کر باہر طلسم کے کر دو ابریق نے کہا
ای ملکہ میرا دل تجھپر صدقے اور جان میری تیرے ناخن پا پر سے نثار ہے یہ کہتی بڑی بات ہی جو تو
کہی افراسیاب تو کیا مسخرا ہے ہم تو تیرے حکم سے ساری سے لڑنے کو حاضر ہین کہ بیت

ہے بیدرش سخن کی تری مہکو یان تلک	چلنا زمین کا کیا ہے اڑون آسمان تلک

یہ کہکر ابریق بھر تلوار سحر کی بنا کر بھرا چلتے وقت ملکہ نے کہا لو پھر ہمسے بھی یہ خلعت سرکار میرا
کا ہی پہنتے جاؤ یہ فرما کر ایک گیرا پھولونکا اپنے ہاتھ سے اتار کر اوس نافرجام کے ہاتھ مین دیا اوس
لالہ فام نے باندھ دیا اور ایک ایسا سحر کیا کہ لشکر یونکے ہاتھ مین ایک پھول اوس گلستان سحر کا اگ
خود آگیا کہ وہ سب اوسکو سونگھنے لگے آگے آگے ابریق اور پیچھے پیچھے وہ سب فوج دو طریق بھری ابریق نے
افسران لشکر سے پوچھا بھئی کہو تم سب کا کیا ارادہ ہی افراسیاب سے لڑوگے یا نہین سب نے کہا کہ ہم اوس
حرامی کمبخت افراسیاب کے اور اوس جادو حیرت کو کیا سمجھتے ہین اونکی تابع حکم تھے سو اب وہ بھی بات نہ رہی ملکہ
بہار کے جان نثارون مین آج سے ہوے اس ملکہ کے حکم سے آپ جس سے لڑینگے پہلے ہم جانبازی

کرینگے اور تلوارین مارینگے نمک خوارون کا کام یہی ہی کہ تلوارین کھائین اور عاشقونکا دستور یہی ہے
رضا محبوب کے لیے سر اپنا کٹائین ابریق ذکہا شاباش اے جوانمردان عرصہ نبرد عاشقی یہی چاہیے مصرع

این کار از تو آید و مرد چنین کنند

بہتر ہے دیر نہ کرو افراسیاب تو یہان نہین ہے پہلے اسی لکاتہ گیسو بریدہ حیرت بدسیرت کو
تو پکڑ کر سامنے ملکہ بہار کے بیچلو اور اوسپر قربان کر کے ذبح کر ڈالو سب فوج حربہ ہاے سحر پکڑ کر
ہمراہ ابریق لینا لینا کہکر چلی حیرت بادشاہ طلسم کی زوجہ ہی اور بڑی ساحرہ ہی اس سحر کو دیکھکر
بہار کے غضبناک ہوئی مگر خیال مین آیا کہ یہ وہی بہن تیری ہی کہ کل ظلمات جو آئی تھی اوسکو
تو نے بلایا تھا اور اسنے کیا کیا نئی ظلمات کی قتل کی تدبیر کی آخر عیارون نے اوسکے طرفدارون نے
کام اوس بیسوا کا تمام کیا اور پھر تیرا گھر پھیر املاک و مال برقرار رہا اے حیرت ذلت ملکہ بہار کی ابھی
نہین تمام ناظمان طلسم پر اسکی عظمت ثابت ہے تو بہتر ہی کہ ہین ملکہ طلسم کی ایسی زبردست
ہی ملکہ بھی ایسی ہی زبردست ہوگی پس یہ سوچکر یہ تو چھپکے کھڑی رہی درجو ناظمان طلسم کہ مسحور ہوئے
پڑے تھے وہ سحر پڑھکر انکو تین بجانے لگی اور ادھر بہار کو بھی یہ منظور ہوا ہی کہ نصف فوج حیرت کی مسحور مسخر بہا
ہو اور نصف باقی رہی کہ مسحور شدہ لوگ اونسے لڑین اسوجہ سے وہ ناظم مسحور نہوئی تھی اور بعض نے
خاک جمشید ناک مین لگائی تھی کہ خوشبوے گلہاے باغ سحر اونکی ناک مین جو آتی تھی سو تاثیر نہ کرتی تھی
مگر اوسپر بھی یہ کہتی تھی کہ دیکھو بھائیو فی الحقیقت آج بہار جلوہ کے حسن کی عجب بہار ہی ملکہ حیرت
جادو اوسکی بوندی معلوم دیتی ہی کون ایسا مرد سنگ دل اور کونسی عورت ایسی سیہ قلب ہوگی
جو ملکہ بہار کو پیار نہ کریگی بعض عورتین جو قریب بادشاہ کے کھڑی تھی اونسے کہتی تھین کہ بھئی تم ہمکو بھیا کہکر نہ بلاؤ
لیکن تمھاری جان کی قسم ہر چند کہ ہم سن زیادہ رکھتی ہین اور دوست بازی اور ایسی اختلاط رکھتی ہی
جھگڑنے سے نفرت و عار ہمیشہ ہمکو ہی مرد کی صحبت کا کیا کہنا گو وہ مرد تو نہین ہوتا مگر جی بھر جاتا ہی لیکن
اسوقت خاک مین ملے یہ فراد اور آگ لگے اس بانجھ کمبخت دلکو بہار کا جوبن دیکھکر بار بار یہی جی چاہتا
ہی کہ دوڑ کر اسکو گلے سے لگائین اور لپٹ کر خوب پیار کرین اور ملکہ حیرت یا افراسیاب یا اور کوئی اگر ہمکو
روکے تو لڑین اور لڑکے مرجائین اور جان اپنی دیدین یا اوسکی جان لیلین مردونکو جو اب دیتی تھی کہ اے ملکہ تم
سچ کہتی ہو ہمکو بھی اسن بہار کی صورت پر چین سے دیتی ہی اب جاے جان جایا رہی مگر اپنا تو یہ قول ہی کہ بیت

عشق وہ کیجئے جسمین کوئی بیجان نہ جائے | بیت جان جائز تو بلا سے یہ کوئی جان نہ جائے

ہم سچ کہین ملکہ حیرت جادو اوسکی دشمن اور افراسیاب جادو اوسکا تشنہ خون ہی اور ہم قدیم نمکخوار اس سرکار کے ہین اور ملکہ بہار جادو اور حیرت سے مقابلہ ہی شہنشاہ کی سردارون اور غریبون سے لڑائی رہی مگر وہان آداب عشق اور یہان پاس نمک بیں اس سبب سے ہم خاموش ہین نہ ادھر بولتی ہین اور نہ اوسطرف کھڑی ہی تماشا دیکھتی ہین بھلا کوئی بھی ایسی معشوقہ پر ہاتھہ اوٹھاتا ہی ہماری بلا حیرت کیطرف سے لڑتی ہی اگر حیرت غالب آئی اور اوسنے بہار کو مار لیا تو سچ تو یہ ہی کہ ہمکو بڑا ہی صدمہ ہوگا اور اگر حیرت کو اوسنے مار لیا تو ہم خوش ہونگی اور بہار اوسکی اطاعت کرینگے اور بہار کے ہلاک ہونیسے ہم بھی اپنے گلے کا کانٹا نکلا حیرت اور افراسیاب سے تو یہ لڑینگے کہ نمکحرامی بن آتی ہے اپنی جانیں خطرے مین ڈالکر اوسکی طرفداری کرنے لگے اور یہ غزل اپنے حسب حال پڑھنے لگی

غزل

حیرت ہی ہو نہ زلف و رخ یار سے بگاڑ | رہتا ہے ورنہ کافر و دیندار سے بگاڑ
مثل نسیم ہون چمن روزگار مین | گل سے بنا ہی نہ مجھے خار سے بگاڑ
اوس مہ کی مہربانی سے اپنی ہی زندگی | غیرت سے مر گئے جو ہوا یار سے بگاڑ
آزردہ ہین وہ بوسۂ لب کے سوال پر | شیرینی کے لیے ہے نمک خوار سے بگاڑ
تیرے سوا کسی سے علاقہ نہین مجھے | رہتا نہین ہے خادم سرکار سے بگاڑ
اے بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہی تجھے | رکھتا ہے اپنے تشنہ دیدار سے بگاڑ
دیوانہ آج کل سے کچھ آتش نہین ہین ہم | مدت ہوئی کہ ہے سر و دستار سے بگاڑ

اتنے مین کل لشکری جو کہ ہوشیار بھی تھے اونکی تو یہ کیفیت ہوئی تھی اوسطرف سے ابریق ذی پڑھکر پھونکی بہار کے زور سحر بنا کر اڑائی اور لشکر حیرت پر گرائی یہ فرہاد منش عشق مین اوس شیرین غدار ملکہ بہار کے خود ہی جان دینے پر تیار تھے اوس آفت آسمانی کے آنیسے ناچار جان بچانیکیلیے یہ شعر پڑھتے ہوئے حریہ سحر کے پھونکر اوس فوج کیطرف چلا کہ

بہار ہی مین تو نے بچاری زیادہ رنج و محن نہ دیکھا | بیت | ہمین غنیمت یہی ہی یار و خزان مین ہمنے چمن نہ دیکھا

تیون فوجین باہم ملگئین تیغ سحر چلنے لگی ہوا اوسکی صرصر قہر بنکی نخل جسم کٹنے لگے زنگ آہن کی آج بہار آئینہ جان سبزہ زنگاری بنا ابر مرگ گھر آیا گلشن دہر مین تاریکی موت پھیل گئی تا طم پڑ گیا باد فنا نی نے شگوفہ چھوڑا کہ جوان نہ بوڑھا چھوڑا جو ہر تیغ گلزار کی بہار دکھانے لگے آتش شمشیر و خنجر سے گلستان حیات مین آگ لگی برق سر گلزار ارمان سے نہ ٹلتی تھی زخمون کے چشمے اور خون کے فوارے جاری ہو گئے کمند جن

کندن سنبل باغ بنکر پریشانی دکھاتی لگین ہر برگ جان بلبل کے لیے سلسلۂ خنگ مین نشتر بنا آسیب
بنا ہر ایک کو پہونچا نقیب اوس باغ مین بلبل بنکر زمزمہ سنج ہوئی رنج زرد گیندے کا پھول بنا بخت
سیاہ مبارزان زلف سنبل کا پتا دیتا داغ دل لالہ کا نشان دیتے تھے خنجر عریان شاخ گل بنے تھے
زخم جسم پر برنگ گل خندان تھے ایسا خون۔ روان ہوا تھا کہ وہ بیابان ارغوان زار بنا تھا تیر من سن
چلکر نسیم صبا کی رفتار گلشن رزم مین دکھاتی تھی اوس حیرت کے لشکر پر پڑ گئی تھی رگ ابر جان
کے لیے نوک شمشیر کا نشتر کرتی تھی کہ خون بہاتی تھی جسقدر گلبدنان یاسمن پیکر ناظم طلسم تھین وہ
خون مین تمر لوبہ ہوکر گلنار پوش تھین راحت فراموش تھین گنج شہیدان مقتولون سے تھا کہ انار ستان
چمنستان خنگ مین پھلا اور علاوہ تیغ و تبر و شمشیر وغیرہ چلنے کے سحر بھی طرح طرح کے ہو رہے تھے کسی نے
کسیکو جلایا تھا کسینے دریا بنایا تھا سنہ برسایا تھا بیر خون پیتے تھے جوئین چلتی تھین منتر جنتر پڑھے جاتے
تھے بیر دن کے آنے کے سنانے ہوا کے باغ سحر کے چلنے کا پتا دیتے یون چلتے تھے کہ نسیم وزان تھی
نار نج ترنج کے چمن کے چمن ہر طرف لگے تھے اونسے سوائے رنج کے اور کیا حاصل تھا بیکا زنام اونکا نارنج
رکھا تھا نخل تن برنگ چنار آتش سحر سے جلتے تھے آفت کا سامنا تھا یہ نقشہ تھا کہ

غضب کی تھی بھری پڑی تیغ تیر	نہ جای امان تھی نہ پای گریز	برستے نہ تھے تیر پر تیر سب
فضا بیٹھتی تھی طلب پر طلب	ادھر وہ تو کاندھونپہ بیٹھے اجل	چلے دو قدم گر پڑے سر کے بل
اوٹھاتے قدم کو گردہ لعین	پکڑتی تھی پانو نکو رن کی زمین	دہین تیغ زن دیکے گردن مین ہاتھ
دکھیلا جہنم مین ایذا کے ساتھ	وہ حاصل اجل کو تھا اونمین رسوخ	بہت دب گئے زیر سنگ دلوخ
ہوا منقطع کا فرونکا ثبات	کئی ایکدم مین دو روزہ حیات	امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر
برن سے کیا جان نے اوس سر کی خیر	جب اوس خنگ کو طول ہوا اور ہزارون ساحر حیرت کا آئین	

لرکر داخل جہنم ہوا ملکہ مہیار قتالہ و سفاکہ یکہ تنہا اوس باغ مین کھڑی ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی اور اوسکے
مخمور کو جو ہاتھ سے ابریق کے چھوٹ گئی تھی اٹھوا لیا تھا اور بڑی دیر تک سحر پڑھکر افسون ملکہ حیرت
کا اوسپر کر رد کے اوسکو ہوشیار کیا وہ بھی صف لشکر مہرخ مین آکر ٹھہری تھی اور یہ تماشا دیکھ رہی
تھی اور لشکریان مہرخ کی زبان سے صدائے احسنت مرحبا سحر پر مہیار کے جاری تھے مہیار کا اوسوقت
یہ حال تھا کہ دوست دشمن سبکی زبان سے مرحبا مرحبا کا شور اوسکے نسبت بلند تھا اور اوسکے حسن پر ہر ایک

جی نثار تھا حیرت نے اوسوقت چاہا کہ طبل بازگشت بجواؤن اور پھر جاؤن لیکن خیال گذرا کہ اب میرے پھر جانے سے کیا ہوگا جو لوگ کہ مسحور یہ سحر بیمار ہو گئے ہین وہ ہوش مین کسیطرح نہ آئینگے جب تک کہ سحر بیمار رد کیا جاوے ناچار اب مجکو لڑنا چاہیے کیونکہ بسبب کثرت سپاہ ابریق اور اوسکا لشکر مسحور شدہ تجھ تک پہونچا نہین ورنہ اتبک وہ سب تجھپر آپڑتے اور پھر کب تک آخر لڑتی پھرتے اگر وہ تجھ تک پہونچ گئے تو بہت بڑی ذلت کا سامنا ہوگا بس ایسا کچھ سوچکر انے اشارہ کیا کہ تمام لشکر کے جو اوسکے جلو مین ہمراہ رکاب تھا اوسکے علم جلوہ گری پر آئے اور ہزارہا نقارے بجگئے اسوقت عمرو اور قران وغیرہ عیار جو سریرق کو دیکھنے آئے تھے وہ بھی علیحدہ کھڑے اوس لڑائی کا تماشا دیکھ رہے اونھون نے آپسمین کہا کہ بھائیو اب غضب کا سامنا ہے حیرت خود لڑنے آیا چاہتی ہے اور وہ زوجہ بادشاہ طلسم ہے یقینی سحر بیمار رد کردیگی اور سحر کے رد ہوتے بیمار بیہوش ہوجائینگی اوسوقت مہرخ لڑنے لگیگی ایک وہی اب لڑنے سے باقی ہے پھر وہ بھی طلسم سے سامنا نہین کرسکتی ہان لڑائی البتہ بڑی گھمسان کی ہوگی پھر اوس سے نایڑہ ہی کیا ہے سوای اسکے کہ ہمارے لشکر کی آئندہ شکست ہوگی اور مال بھی ضایع جائیگا بس لازم ہے کہ عیاری کرین عمرو نے کہا اچھا مین عیاری کرکے حیرت کو روکتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ کچھ فکر کرے اور یہون مکاری عرصہ عیاری مین دوڑائے ہنوز یہ کچھ کرتب نکرنے پایا تھا کہ دہان ابریق مع لاکھون ساحرون کے حیرت کو اور افراسیاب کو گالیان دیتا ہوا لشکر کو لڑاتا مارتا لڑتا ہوا قریب حیرت پہونچا آدھر مہرخ نے قصد کیا کہ اب حملہ کرکے ناظمان طلسم کے پڑاؤ پر جاپڑے اور اونکے خیام و بارگاہ کو جلادے مال و خزانہ لوٹ لے اور ہر طرف آتش فساد کو ایسا مشتعل کرے کہ جسکا بجھانا آپ تدبیر سے نہوسکے اور چار طرف سے ہر ایک کو گھیر کے پس پا کرکے جانب صنم پہونچائے کیونکہ جانتی تھی کہ اب سوائے حیرت کے اور کسی مین تاب جنگ باقی نہین ہے سب مدہوش ہین یہی وقت ہے لڑائی اپنی طرف کی بن پڑی ہے یہ سب اپنے اپنے ارادے مین تھے ہی کہ ناگاہ آسمان پر برقین چمکین اور رنگ برنگ کی سبز و سرخ بجلیان کوندنے لگین اور موتی برسنے لگے اور شہنشاہ جادوان افراسیاب ایمان کو دیکھا کہ تخت نکبت پر سوار پریزادان طلسم تخت کاندھے پر اوٹھائے آگے آگے ویسا ہی تجمل کہ جیسا اکثر بیان ہوا ہے اور پس پشت اوسکے چار لاکھ جادو گر ساحری وقت افراسیاب ساحری کے پیرا ہمراہ رکاب شہنشاہ عالیشان پیدا ہوئے اور بادشاہ نے پیش پا جا ابریق کا دیکھا

اور تمام لشکر کو اپنے مسحور پاکر نظر جو کی تو ملکہ مہیار کو گلشن سحر مین کھڑی دیکھا گلیچہ ہاتھ رکھ لیا آہ سرد بھری اور اسی طرف چلا بس ترتیب سو بنجی ہی ہوا ہی باغ سحر جو نگی سراپائے معشوقہ دیکھکر بیخود تو ہوگیا تھا ہی ہوا ہے باغ سحر اور بھی بادہ ہوائے محبت بڑھی اور یہ شعر عاشقانہ زبان پر جاری کر ابیات

چنان بلندہ شد سرو تا ز پا درآید	کہ سرو ناز تو اندر شدن برابر اد	ز تو بہار رخص آفت خزان دوست
ہنوز سر نہ کشیدست سبزہ تا ز زمین	نیارم آن قد شوخ را کہ دوم پیش	چنان نکرد کہ حاجت شود بہ خنجر او
نیم جرعہ کہ ز بزمش اتفاق افتد	دراغت ست مرا ربشت کوثر او	چو گفتمای ہلالی بوصف قامت گلبست
بہر گلاز رفسیرین کشید ز فتراد		

یہ اشعار پڑھکر بہار کیطرف مسحور ہوکر چلا تھا کہ یکایک ایک طایر خوش رنگ ایک طرف سے اڑتا ہوا آیا اور کان کے پاس سے یہ کہتا ہوا نکل گیا کہ شہنشاہ ساحران یہ باغ سحر ہی کہ جہان آپ جاتے ہین سنبھلیے اسوقت گل رخسار معشوقہ بہار بالکل خار زار سمجھیے ورنہ وہ آسیب خزان پہونچیگا کہ کبھی بہار ہی اس طلسم مین نہ آئیگی دشمنونکی آپکے جان جائیگی طایر یہ کہکر غائب ہوا اور بادشاہ کو ہوش آگیا اور پکارا کہ باشہداری نمکحرامی بڑا غضب کیا تو نے کہ سب لشکر میرا مسحور کیا ملکہ مہیار کا رنگ سفید ہوگیا بہار حسن پر خزان آئی غنچہ سر بستہ کیطرح خمول ہوکر مرجھائی اور بادشاہ نے ات جو کیا ایک شعلہ آگ کا نکلکر چمنستان بہار مین گرا کہ وہ گلشن جلنے لگا دل بہار چمن اگ لگ لگی گل ہر ایک انگارہ ہوگیا آتش گلستان ترقی پر ہوئی سنبل و صوسن کی تکل نیلوفر نرگس کی آنکھ مین وہ دھوان لگا کہ اندھی ہوگئی تخت چمن سے گل مفرد ہوا فوج بلبلان نے شکست کھائی خزان کے لشکر نے گھیر لیا نسرین مثل چشم اعمی کور ہوگئین نوازی رونے لگے غنچہ بسورتے تھے گل نے گریبان چاک کیا لالہ کا دل غم سے خون ہوا سرو نے سر کو پراز خاک کیا دم بھر مین یہ حال ہوا کہ ہوا ہی بدل گئی وہ گلشن جل گیا بسے اس باغ نگارین کے خاک ہی خاک کا ڈھیر ہر سمت نظر آتا تھا نہ وہ سبزہ کی تراوت نہ لہلہاہٹ نہ خوش فعلی نہ زمزمہ سرائی مرغان بوستان قمری ہر ایک نالہ کنان بلبل مرثیہ خوان جانوران خوش الحان مرثیہ بھی پڑہتے تو سوز پڑہتے تھے نہار حال گلشن پر دلسوزی کرتے تھے یہ حال تھا کہ مسدس

نخل ماتم ہوا ہر سب نخل چلی صرصر قہر	سبزہ تھا رنگ ز ظلمت آئینہ مہر	ابر اندوہ سے تاریک ہوا گلشن دہر
پہونچی اس حوش تلاطم کی ہوا موج شہر	تمام چھوڑا نہ غرابی ہی نہ کوئی چھوڑا	طرفہ اس باد خزان نے یہ بگولہ چھیڑا

موج سبزہ بھی کہ تلوار تھا اوس گلشن مین	رقت گل خون سے گلنار تھا اوس گلشن مین	تیر کیا موتیا کا بازار تھا اس گلشن مین
جعفری جعفر طیار تھا اس گلشن مین	پتے پتے کو کئی خنجر مژگان سے ہنین	جو انار اوسمین ہر کم گنج شہیدان سے تھا

ملکہ بہار جلنے سے اوس گلشن سحر کے بیہوش ہوئی اوسکو تو کنیزین ہوا اور پر ڈالکر جانب خیام و بارگاہ لیگئین اور بادشاہ ذی وقار سے کہا کہ ٹھہر تو سہی نمکحرام کو دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ کہکر آسمان کیطرف اشارہ کیا کہ ایک ابر گھر آیا اور باران سحر برسنے لگا وہ جو ابریق کے ساتھ لوگ بھی تلوارین کھینچے گالیان دیتے چلے آتے تھے وہ ایک ہی مقام پر پاگل ہوکر رہگئے اور ابریق کو بعد دم بھر کے ہوش آیا اور جتنے سردار ناظم و ناظم وغیرہ تھے مع سپاہ کے سب ہوشیار ہوئے پھول جو ہاتھ مین تھے اور گجرا گلا مین ابریق کے بندھا تھا وہ سب پھول مرجھا گئے اور سب ساحر اپنا حال کثیر الاختلال دیکھکر کمال ہی محجوب اور صاحب انفعال ہوئے غرق انفعال مین نہا گئے اور فرط ندامت سے شرمندہ ہوکر سر فگندہ ایک جگہ کھڑے ہوئے افراسیاب نے اپنے ساتھ والون سے مخاطب ہوکر کہا کہ تمنے معلوم کیا کہ یہ آفت سیر لشکر پر کسکے سحر نے ڈھائی تھی یہ بی حیرت صاحب کی بھتیجا صاحب کا سحر تھا دیکھو مہبار نے کیا سلوک کیا ہے اور تب بی حیرت آکر جو دیکھا تو حیرت آنکھون آنسو بھرے بال سر کے کھولے چپ اور سن تخت پر بیٹھی ہے اسنے اپنے تخت پر اوسکو بلا کر گلے سے لگا لیا اور کہا رنج نہ کرو تمھاری ہی بہن کا تو کرتوت یہ تھا اے ملکہ بڑے بڑے ساحر جو یہان تھے اونکا کیا حال اس سحر مین گذرا تھا ملکہ نے کہا اے شہنشاہ آپ باتون باتون مین جوتیان نہ مارا کیجئے مین کیا جانون کہ نکوڑی بہن کیسی اور خالہ کیسی ابریق وزیر آپکا البتہ بلبلایا ہوا تھا باقی اور ناظم تو خوب خوب ڈرین اب الگ صم بکم بنی ہوئی کھڑی تھین یہ ابریق تمھارا بڑا چہیتا اور بڑے ساحر اور افسر اور ساری فوج اور تمام لشکر مہبار کے عشق مین جوش و خروش کرتی تیری قتل پر آمادہ آپکو برا بھلا کہتے آتے تھے شاہ نے کہا کسکا کچھ قصور تھا وہ سب مجبور اور مسحور تھے بھلا اب تو انسے بلا کر پوچھو ملکہ نے کہا جو ہونا تھا وہ ہو چکا اب پوچھنے کیا فائدہ اسی طرح اگر مین سب ملکر مجھے مار ڈالینگے اور آپ کہینگے کہ کسیکا قصور نہ تھا قصور کیون نہ تھا یہ بھڑوے ساحر کیون کہلاتے ہین جو ایک چھوکری کے سحر مین اسطرح دیوانے ہو جاتے ہین نام بڑا اور درشن تھوڑی انکو خجلت نہین آتی اور سحر ساحری سیکھتے ہین عیش مین بھڑوے پڑ گئے ہین حرام کی روٹی کھاتے ہین تسلیم ابریق اور افسران فوج کیطرف دیکھکر کہا صاحبو سنا تمنے کہ ملکہ طلسم کیا فرماتی ہین اب تمھین غیرت

چاہیے ملکہ کے سامنے عذر کردادر اپنی بیکسی اور مجبوری بیان کرکے تقصیر معاف کروا ویں سب کے سب سردار دوڑکر ملکہ حیرت جادو کے آگے رو رو عجز و انکسار اور عذر کرنے لگے کہ خلاصوں کا کچھ جرم دانستہ نہ تھا ہم سب خود فراموش اور سحر مین بیہوش کے بیہوش اور مدہوش تھے اور ملکہ یہ اپنا اپنا وار ہی سحر کا اگر ہمارا سحر پہلے بہار پر چل جائیگا تو کیا مجال ہی جو وہ مسحور نہ ہو جاے غرض یہ تو خطا معاف کرانے لگے اور ادھر اسیاب چار لاکھ فوج لیکر لشکر مہرخ پر آ گرا اور پہلے ہی حملے مین ہزورسحر سب کو مسحور کیا یعنی ایک نالہ آسمان پر مارا کہ وہ بلندی پر جاکر شق ہوا اور ایسی آواز مہیب آئی کہ گاؤ زمین کا کلیجہ یقین تھا شق ہو جاے اور یکایک آسمان سے ستارے جھڑنے لگے گویا آسمان سحری بادشاہ نے تاری توڑی ستارہ قسمت لشکریان مہرخ گردش مین آیا تھا اور اوسی کا نمونہ یہ دکھائی دیا تھا کہ وہ ستارے ہاتھی ہوے لشکریون کے سر پر آ گرے ہر ایک نے سحر فراموش کیا اور دم بخود شاہ جادوان بھرنے لگا ہاے سواریون سے سحر کے اوتر کر ہاتھ اپنے رومال سے باندھکر ہر ایک العفو العفو اے شہنشاہ ساحران کہتا ہوا چلا اوسوقت شاہ جادوان نے حکم دیا کہ ساحران نامی جاکر بارگاہ دیوزاد اور خزانہ دشمن پر قبضہ کرلین مگر ابھی کسیکو قتل و غارت نہ فرمائین بازاری اور پڑاؤ پر کی فوج بضطراب اور پریشان ارادہ بھاگنے کا رکھتی تھی کہ یکایک لاکھون ساحر گرداگرد چار طرف سے آ گئے اور اونکو محاصرہ کرلیا وہ بیچاری سب لرزان و ترسان درگاہ خدا مین دعا کرنے لگے کہ پروردگار تمہارے اس ظالم ہرکارے کے ہمکو بچاے شاہ طلسم نے بعد اس انتظام کے چالیس لاکھ فوج کو اپنے حکم دیا کہ ان سب باغیون کو اپنے پہرے مین کرلو اور آج دن بہت قلیل ہے رات بھر انکی حفاظت کرو صبحکو سیکو راہ فنا دکھاونگا ہر چند کہ خلاف آئین طلسم یہ بات ہی کہ یکایک مجرم کو قتل کرے مگر مین ان سب سے ایسا جلا ہون کہ بغیر مارے نہ چھوڑونگا تم لوگ عیارون سے بہ ہشیار رہنا اور عیار دو ایک کو مار ٹیکے غرض اتنا بڑا لشکر اونکی حفاظت کو مقرر کیا ہی غرض یہ انتظام کرکے چاہتا تھا کہ مراجعت کرے اوسوقت یکایک آسمان پر آواز دنادُ کی آئی اور ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے لپٹین خوشبوؤنکی آنے لگین کبھی سنہرے پھول آسمان سے برسے کبھی سرخ رنگ کے گرنے لگے طرح طرح کی بارش گلہاے متلون کی ہوکر سوتیونکی بارش ہوئی آواز خوش آئند آئی پھر ایک آواز سخت و مہیب اسکی پیدا ہوئی کہ اے بندہ خاص من افراسیاب کچھ تجکو خبر ہی کہ ہم کون ہین تمام لشکر نامان طلسم کا اور ملکہ حیرت کا جانب آسمان دیکھنے لگا تو سنکو معلوم دیا کہ بارش نور کی

آسمان سے زمین تک ہی اور کچھ نظر نہین آتا ہی دشت و در تمام نورانی ہو رہا ہی افراسیاب نے کہا کہ یہ تو کسی خداوند کی آمد کا ظہور ہی اسیوجہ سے پھیلا ہوا یہ نور ہی یہ کہکر پہلے اپنے تخت پر سجدہ کیا تمام لشکر سجدے مین گرہی اور جے جے کا سامری کی شور مچایا طرفہ ماجرا اوسوقت نظر آتا تھا کہ ایک عالم سجدہ مین سر جھکائے چوتڑ آسمان کی طرف اوٹھائے تھا گویا خداوند کی آمنے پہلے ہی دنیا پر انقلاب کر دیا تھا کہ سر نیچے پائنکین اوپر ہر شخص تھا غرض بعد سجدہ تمام لشکر تو ہاتھ باندھکر اور ہاتھونکو اوٹھاکر لب بجز و تمنا ہلاتا دہن کھولے جانب آسمان نگران ہوا اور بادشاہ تخت اپنا بلند کرکے بزور سحر کچھ دور گیا اور عرض رسا ہوا کہ جو بزرگان دین ہین سے خداوند یا اونکے نائب وغیرہ تشریف لاتے ہین وہ اگر مناسب سمجھین تو تشریف لائین اپنا کفش خانہ اس طلسم کو تصور فرمائین یہ غلام دیر نہ اور تو کچھ مقدرت نہین رکھتا مگر آنکھین اپنی فرش راہ کرگیا اور اپنے سر پر اوس صاحب کو بٹھائیگا اس عرض کرنے سے ایک آواز قہقہے کی آئی اور صدا پیدا ہوئی کہ اے افراسیاب ہم جب تشریف لائینگے کہ جب سوا من سونا ہمارے نام پر قربان کریگا ورنہ کچھ ضرورت ہمارے آنے کی نہین ہی تو خود چلا آ درشن تو اپنے ہم نہ دکھلائینگے مگر جو کچھ تجھکو کہنا ہی وہ کہ سنائینگے شاہ جادوان یہ سنکر نیچے اتر آیا اور ملکہ حیرت سے کہا کہ خداوند یا اونکے نائب تشریف لائے ہین سوا من سونا نذر کرنا چاہیے وہ پاس بلاتے ہین نہین معلوم کہ کیا تقدیر غصہ مین آکر کر جائین تم جانتی ہو دیا لیا ہر جگہ کام آتا ہی جب نذر نہ پائینگے خفا ہو جائینگے بغیر دیئے کام نہ نکلیگا اور بالفرض تقدیر میری بھی نکرین تو یہ کس کام کی بات ہی کہ خداوند آئین اور درشن بھی نہ دین اوپر ہی اوپر چلے جائین سوا من سونا کیا بات ہی جلد منگانا چاہیے ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ اے ابریق جلد سوا من سونا فشکر کے جوہر نوین سے جاکے لے آ ابریق دوڑا ہوا گیا اور جلد جلد سوا من سونا اٹھواکر لایا شاہ نے اوسوقت تخت اپنا بلند کرکے عرض کیا کہ یا خداوند یہ سوا من سونا حاضر ہی بس کہتا تھا کہ یکایک بجلی سی کوندی اب جو دیکھا تو وہ نور جو چھپایا ہوا تھا شگافتہ ہوا اور ایک تخت اوسمین سے پیدا ہوا کہ تمام جواہر اعلی اور بیش قیمت اوسمین جڑا تھا اور اوسپر کوئی بیٹھا نظر نہ آتا تھا بیچ مین ایک تصویر مثل شمع کے چمکتی پیدا رکھی تھی اور گرد اوس تصویر کے جیسے شکارگاہ لڑکے بناتے ہین اسطرح ایک چرخی لگی تھی اور اوپر چرخی مین ایک تصویر تیندوے کی کھاتی تھی اور جلد جلد گھومتی تھین بس وہ تخت یکایک زمین پر اوتر آیا اور قریب اوس سونے کے پہونچکر اوس تصویر مین سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور سونے پر وہ پنجہ پڑا کہ اوسنے وہ سونا اپنا لیا اور اوس تصویر کے پہونچکر وہ سونا غائب ہوا جے جے کار

کھا دین پھر غلطاں ہوا اور واہ واہ کرای بندگان قدرت خداوند منعم ہزار شکل چرخ گردان دیکھا تمنے میری قدرت
سنے پھر سجدہ کیا اور کہا واقعی ہم ستا کرتے تھے کہ خداوند ہزار شکل چرخ گردان کی سر پر چرخ ہزار شکلون
کا پھرنا ہی چنانچہ جو کچھ ہمنے سنا تھا آج اوسکا ظہور ہوا وہ سب آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے دوڑکر سجدہ
کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند عمر گذر گئی ہمکو پوجتے دوسو خداؤنکو پرستش کرتے ہوے مگر کچھ ہماری امداد
کوئی نہین کرتا خداوند نے یہ سنکر ایک صدائے ہیبتناک سے کہا کرای بندۂ قدرت تیرے ایمان مین فتور
آگیا ہے جلد تو یہ کرای تو نہین جانتا کہ ایک زمانہ مین ہمسے اور اسی عمر مین فساد ہوا تھا ہمارے پیغمبرون
یعنی ملک مرداریدسرخ پوش لال قبا پیغمبر نے ان مسلمانون کو بہت کچھ سمجھایا اور سیر
خداوند نے حمزہ کو عرش اعلی پر بلاکر دعوت کی آسمانونکی سیر کرائی زمدہ اپنی بہشت مین بھیجا دوزخ کو
دکھایا۔ جو مرد کہ حمزہ کے یہان کے تھے اونھون نے آکر مثل قیاد اور مہرنگار اور سیرویہ بن حمزہ
وغیرہ سب نے خداوند کے دین کی گواہی دی کہ ہزار شکل چرخ گردان برحق ہے یہ سب امورات اسلیے
ہمنے کیے تھے کہ یہ لوگ راہ راست پر آئین آخر جب ان سب نے ہمکو نمانا تو اور ایک حمزہ ہمنے اپنی
قدرت سے پیدا کیا اور اوسکے ساتھ بھی ویسا ہی سامان اور سردار ہمنے خلق فرمائے کہ جیسا سامان
و سردار اوس حمزہ کے ساتھ تھے اور ہمارا اوس حمزہ کے سردارون کو پکڑ پکڑ کے محملپونکو اور گھڑیالون
کو کھلایا کہ شاید اب بھی دور کر حمزہ ہمکو سجدہ کرے اس حمزہ نے نہ مانا اوسوقت ہمنے عمرو ایسی قدرت
عنایت فرمائی کہ وہ محبوب پری چہرہ معشوقہ قدرت کی شکل بنکر قدرت کے پاس آیا اور بڑا دی
کی اور قدرت نے خود تقدیر کی تھی کہ قید ہو جائیگے پس عمرو قدرت کو پکڑ کر لیگیا قدرت جب سامنے
حمزہ کے گئی تو فرمایا کہ ای ملچھ ہمنے ہر چند چاہا کہ تو راہ راست پر آئے مگر تو گمراہ ہی رہا اب جلد جلاد کو بلاکر
قدرت کو قتل کر کہ قدرت دنیا کی سلطنت سے عاجز ہو کر عرش اعلی پر جائین اور اگر یہ منظور نہو تو اب بھی
قدرت کو سجدہ کر حمزہ نے نمانا اور جلاد کو بلایا بس اتنا کہکر دیکھکر سب نے کہ ان تصویرون کے اندر سے
وہ شعلہ جو بیچ مین تھا کانپا اور آواز رونیکی آئی افراسیاب اور تمام سردار مع حیرت نالکا کے حال پر
خداوند ہزار شکل چرخ گردان کے رونے لگے کلام رکگیا پھر خداوند نے فرمایا کہ آخر جب جلاد آیا قدرت
آپسے رنجیدہ دنیا مین تھی کہ یہ خویشی خاطر قتل ہونا گوارا کر کے عرش اعلی پر چلے گئے اور کہتے گئے کہ ای حمزہ
ملچھ اب تو تمام عمر اسی ملچھ پن مین رہیگا اور مین تقدیر کیے جاتا ہون کہ کسی خداوند کے ہاتھ پر راہ راست

نہ اختیار کریگا اور ہمیشہ پرستاران خداوند سے تو لڑیگا اور آپکو قتل کرکے جون بیگناہ اونکا اپنی گردن پر
لیگیا اور وہ بیچارے سبب ہمارے بہشت مین ہمارے پاس آئینگے اور تیری فریاد کرینگے اور
تجکو اب جہنم نصیب ہوگا ہماری بہشت نہ ملیگی پس یہ بددعا دیکر ہم عرش پر چلے گئے سچ پوچھو تو
ہمارا کچھ نہ بگڑا اب سلطنت باطن کرتے ہین پوتے دو سوا اپنے بھائیون کے ساتھ شراب پیتے
ہین جفتیان کھاتے ہین کیونکہ ہم جب چاہتے ہین جب عورت بنتے ہین جب چاہتے ہین جب مرد
بنتے ہین اسوجہ سے جسکے مزاج مین آیا وہ مرد بنگیا اور ایک بھائی کو عورت بنالیا باہم عیش کیا جس
بندے کے گھر مین جی چاہا چلے گئے وہ ہی خاطر سے پیش آیا ای افراسیاب جب قدرت خود حمزہ
سے ناراض ہوکر اور اوسکے ہاتھ دکھا اوٹھاکر عرش اعلی پر چلے گئے تو پھر تری کیا حقیقت ہے اور ایک بھید
ہم ہی نہین عرش اعلی پر گئے اور حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوئے خداوند بلکہ دم خبثیہ جو پہلی خداوند تھین اور بندیا
کے قبضہ مین طلسم تاریخ مین خدائی کرتی تھین وہ عمرو کے ہاتھ سے قتل ہوئین پھر خداوند مینار نشین
پھر بہ قبای زرین تن جو ملک فرنگ مین خدائی کرتے تھے اونکے بعد ملک مغرب مین خداوند ثمرات
سنجگو کیسی جاگتی جوت کے خداوند ہماری برادر مکرم و معظم تھے وہ مارے گئے سو ذکر اونکی خدائیون کا
سورخون نے لکھا ہے اور نام اوس کتاب کا نوشیروان نامہ رکھا ہے تو منگا کر دیکھے ان سب
خداوندون کے بعد تابوت معلق صندوق معلق شہر عنطلی آباد باختر مین تھے اسیطرح کہانتک بیان
زبرجد شاہ فرعون شاہ نمرود شاہ وغیرہ کہ جنکے پاس لقا بھاگ کر گیا وہ سب اب عرش اعلی
پر ہین ذکر اونکا ایرج نامہ اور باختر وغیرہ مین ہے اب دیکھ خداوند لقا کو کہ اپنے بندون کو سمجھاتے ہین اور
اونکے ہاتھ سے کیسے کیسے دکھ اوٹھاتے ہین جب یہ بندے اونکا کہنا نہ مانینگے اوسوقت وہ بھی عرش پر چلے
آئینگے ای افراسیاب ہمکو اپنے بندے سب برابر ہین ہم اونکو پیار کرتے ہین کیونکہ ایک دن تو وہ تھا
کہ ہمنے اونکو پیدا کیا تھا اور اسطرح اونکی نشوونما کی تھی کہ جیسے مالی درخت بوتا ہے اور اوسکی پرورش
سوا کرتا ہے پھر اوسدرخت کو کاٹتے برا معلوم ہوتا ہے اسیطرح ہمکو بھی اونھین بگاڑتے رنج معلوم ہوتا ہے
ای افراسیاب شکر کر ہمارا کہ ہمنے تجکو ایسا جلال اور نعمت شوکت دی ہے کہ خداوندون کی مدد کرتا ہے اور ہزار
ہمارا ہزار مرتبہ ہے خداوند ساحران کہلاتا ہے تیری دم سے نام سامری جمشید زمانہ مین باقی ہے تو قدوہ جانمان
ساحران ہے اور زندہ رود مان فسونگران ہے یہ تعریف جو بادشاہ ذی زبانی خداوند کی اپنی نسبت سنی فرط عشرت سے

گل گل شگفتہ ہوا اور محبت خداوندکی ایک حصہ مفتی اب سو حصے ہوگی اور سر عجز سامنے خداوند کے جھکا کر
عرض پیرا ہوا کہ مین ایک بندہ نجس تیرا یا خداوند ہون یہ سب تیری ہی قدرت نمائی ہی کہ جو تو نے
اپنے ایک ادنی بندہ کو ایسا کچھ رتبہ دیا ہی خداوند نے جو کچھ فرمایا نہایت درست اور بجا ہی سچ
ہی کہ نالایق آدمیون سے خداوند کا کسیکا بس نہین چلتا ہی یا خداوند یہان بھی عمرو کو بیچ گرفتار کرکے
ایسا ایسا سمجھایا ہی کہ جو حق تھا نصیحت کا وہ ادا کیا ہی لیکن کسیطرح اوسنے کہنا میرا نمانا پس معلوم ہوا کہ
آپ آپسے خداوند کی پھٹکاران سب پلیدون پر ہے کیسطرح راہ راست پر نہ آئینگے غرض ایسا کچھ سمجھا کر
خداوند نے فرمایا کہ اے شاہ جادوان ہم اب جاتے ہین شاہ نے سجدہ کرکے کہا کہ یا خداوند بارگاہ مین
تشریف لیجلیئے اور اپنے بندونکو درشن اپنا دیجئے خداوند نے کہا کہ ہم بارگاہ مین نہ آئینگے اسلیئے کہ بہت سے
تیرے ہمارے تو اسوقت ہمکو پکار رہے ہین اور ہمسے فرشتگان مقرب انکا حال کہہ رہے ہین اور رو رو کے یا رحمت
ہمارا جوش زن ہی ہم تیری سبب سے سکوت کرین اونکی فریاد کو نہین پہونچتے ہین اب جو ہم بارگاہ مین
جائینگے اور وہان وہ نبدے قید ہوکر آئینگے اور ہمکو دیکھکر طالب اعانت ہونگے پھر روبرو ان بندون
کے ہمکو شرم آئیگی ہم سبکو چھوڑ دینگے اور اے افراسیاب ہمکو کیا جب ہم اسطرف چلے تھے تو سامری
اور جمشید کو رحم اون بندون پر آچکا تھا ہم کہے جاتے ہین کہ وہ سب بندے جو ابھی گرفتار ہوئے
ہین چھوٹ جائینگے اور اونکی مدد کو لشکر برآن کا آیا چاہتا ہی اپنے مقام سے چل چکا ہی وہ آکر آفت ڈھائیگا اور
خداوند کا فرشتہ کئی بار سامری پاس آچکا ہی کہ خداوند تمھارے چھوٹے بھائی نے بہت کہا ہی کہ طلسم مین نہ جاؤ ہمارے
ہوگئے ہین اب تقدیر اونکی رہائی کی کردیجئے بیچ سنتا تھا کہ افراسیاب نے کہا دیکھئے ہم تو خداوند تعالی کیطرف
لڑتے ہین اور خداوند باغیون کیطرفداری کرتے ہین یہ کہی رہا تھا کہ یکایک آسمان پر روئی پیٹنے کی صدا
آئی اور کچھ ساحر سر پر پہنہ اڑتے ہوے سامنے بادشاہ کے آئے بادشاہ نے پہچانا کہ یہ ساحر طلسمات کے ہین بس بیقرار
ہوکر پوچھا کہ ارے سچ بتاؤ کیون روتے ہوے آئے ہو کیا سانحہ گذرا ہی اونھون نے کہا اے بادشاہ مہتر برق فرنگی
زندانخانہ طلسم تھن گیا اور اوسنے افعی سحر اور اژدر ظلماتی کو مارا اور برآن کو چھڑا لیا زندانخانہ تمام برباد ہوا اسپر
یہ سنتا تھا کہ خداوند نہر رشکل نے ایک مہرہ مارا اور کہا اے افراسیاب لقا کی شفاعت سے سامری نے قبول کرلی وہ تو
تیرے سامنے سے پیام سلام ہوکر رہی تھی اب برآن اپنی فوج لیکر آئیگی سبکو چھڑا لیگی علاوہ اسکے عمرو عیار تجھکو زک دیگا کچھ بنائے
نہ بنیگا افراسیاب نے کہا یا خداوند اگر ایسی ہی ان مسلمانونکی اب خداوند اعانت فرمائینگے تو پھر ہمارا لڑنا

بیکار ہی خداوند نے کہا پھر تجھے اختیار ہی خواہ لڑ یا نہ لڑ افراسیاب نے کہا بغیر لڑے تو نہین مٹتا اب
عمرو کا یہ قول ہی کہ یا تو خدای نادیدہ کی پرستش کرو نہین تو ہمسے مقابلہ کرو پھر ہم کیا مسلمان ہوجائین
خداوند نے کہا پھر تمہارا سردار ہی اپنے دین کی تو مقابلہ کرتا ہی خداوندون پر کیا احسان ہی افراسیاب نے
کہا اسوقت سب باتین آپ فرماتے ہین کہ رہا ہوا چاہتے ہین بس مین آپ ہی کی سیوا کرتا ہون مجھے
انکو چھوڑ دیجیے یا اونکی حفاظت کیجیے خداوند نے کہا یہ مجھسے نہوگا افراسیاب نے اصرار کیا اوسوقت
خداوند نے کہا اچھا تو افسران لشکر مہرخ کو مع مہرخ کے سامنے طلب کرو اور سب سے اپنا سحر اتار دو ہم
انکو اپنی حفاظت مین رکھینگے شاہ نے اوسیوقت ساحرونکو حکم دیا کہ جاؤ افسران لشکر کو مہرخ اور تمام لشکر کو
ساحر بلکہ مہرخ اور مخمور اور بہار و طاؤس و نافرمان و زلزلہ دلیران وغیرہ کو کہ سب مسحور ہے
بلا کر لاؤ کہ چلیے تمکو شاہ جادوان بلاتا ہی وہ سب تو آپ ہی دم محبت کا افراسیاب کی بھر رہے تھے فوراً
ساحرون کے کہنے سے حاضر خدمت شاہ ہوئے سب نے دیکھا کہ توبہ توبہ سب کرتے ہین اور اپنے آپ مین نہین
ہین بس جب وہ سامنے آکے خداوند نے فرمایا کہ اپنے سحر دفع کرو شاہ نے سب پر سے سحر کو رد کر دیا
سب جو ہر ایک ہوشیار ہوا دیکھا کہ افراسیاب اور حیرت اور تمام سردار اوسکے اور سپاہ ایک مقام پر
ایستادہ ہین اور ایک تخت پر ایک شعلہ چمکتا ہی اور گرداوسکے ہزار تصویرین چرخ مار رہی ہین اور ہر سمت نعرہ یا
خداوند ہزار شکل چرخ گردان بلند ہی بہار نے کان مین مہرخ کے کہا کہ یہ بیشک عیاری خواجہ عمرو کی ہی
اسوقت مناسب ہی کہ جو کچھ یہ تصویر شعلہ رخسار فرمائے اوسکو قبول کرنا مہرخ نے کہا مجکو بھی کچھ طور ایسا ہی
معلوم ہوتا ہی غرض یہان خداوند نے یکایک فرمایا کہ اے بندیان قدرت تم قید مین شہنشاہ جادوان کے
تھے مین نے تیرے سحر رد کرا کر اپنے نگاہبانی مین تمکو لیا ہی اب تمہارا لشکر مسحور نہین ہی خبردار بھاگنے کا ارادہ
نہ کرنا اور کوئی سرکشی نہ کرنا نہ جانا صبحکو خداوند ساحران کے حوالہ کرکے چلا جاؤن اوسوقت تمکو اختیار ہے
مہرخ وغیرہ سب یہ باتین سنکر خاموش کھڑی رہین اور دلمین سمجھ گئین کہ ہمیرے خواجہ نے سحر دفع کر دیا ہی اب
موقت پاکر دست و پا ہلانا اور نکل جانا غرض بیان خداوند نے فرمایا کہ اے افراسیاب اب ہمارا اسطرح ظاہر
یہان ٹھہرنا اچھا نہین ہم غائب ہوتے ہین اور ان باغیون کی آج کی رات کو محافظ رہینگے صبحکو تجھے اختیار
ہی خواہ تجھسے کوئی چھڑائی یا تو اونکو قتل کر دی افراسیاب نے کہا آپ تو بارگاہ مین چلنے کو کہتے تھے کیا نہین اب
کہان جائینگے افراسیاب نے کہا کچھ تبرک ہی اپنے دست پاک سے ہمکو دیجیے تاکہ ہم عمر اپنی زیادہ پائین مال و دولت حکومت کی

ترنی ہو خداوند نے فرمایا اچھا کچھ شراب شربت منگواؤ ہم اپنے اگیاری کی خاک اسمین ڈالدین سب افسر نکو
کو تقسیم کرادر آپ بھی پی ے جو من کی مراد ہوگی وہ پوری ہوگی عورت جو پیے گی بارہ برس کی ہوجائیگی
حسن مین اپنے تین بہ از حور قدرت پائیگی مرد جو پیے گا رات بھر مین سو امری سے بھوگ کریگا اور ماندہ
نہوگا اور عمر اوسکی ہزار برس کی ہوجائیگی یہ سننا تھا کہ شاہ جادوان نے کئی خم شراب کے اور کئی مشکے
شربت کے منگوائے خداوند نے مشکے قریب اپنے منگواکر نیچے قدرت اپنا شملہ کے پاس سے نکالا سب نے دیکھا
کہ ایک پنجہ نہایت ہی خوبصورت ہے کہ پتلی پتلی انگلیان جیسے اچھے خوشنویس کے ہاتھ کا قلم ہوتا ہے
ویسی ہی ہر ایک انگلی ہے اور مہندی ہاتھ مین لگی ہے چوڑیان خداوند پہنے ہین پس وہ پنجہ جب نکلا ایک
بہت بڑا پڑا تھا اس پڑے کو اوسنے مشکی مین ڈالدیا اور اسیطرح شراب کے خمون مین بھی خاک اگیاری کی
ڈالی گئی اور اوسمین سے اول دو جام افراسیاب نے پیے اور دو حیرت نے پھر تو مصور صورت نگار دیو
ابریق کوہ شگاف اور اسیطرح ناظمہ دربند اور ناظمان ملک نے شربت اور شراب نوش کی کچھ دیر کے بعد ایسمین
لڑنے لگے ایک نے دوسرے کے سر سے ٹوپی تاج پگڑی اوتاری اور افراسیاب نے حیرت سے کہا
کہ اے ملکہ اسوقت تو مرد ہین اور مین عورت ہون خداوند کی قدرت کا تماشا دیکھون اور اے
ملکہ تو مجھسے جفتی کھا ملکہ نے کہا اے شاہ تم کہتے کیا ہو مین تو مرد ہوگئی ہون تم خداوند سے کہکر
اپنے تینون عورت بنوالو میرے پاس آؤ بادشاہ نے آکے بڑھکر چاہا تھا کہ خداوند سے کہی مجھکو عورت
بنادیجئے بس چلا تھا کہ طمانچہ بہوشی نے مارا سر نیچے ٹانگین اوپر ہوگئین حیرت دوڑی کہ اری عورت بنا
سہین اور ابھی سے لیٹا جاتا ہے بس اسکا دوڑنا تھا کہ یہ گری اجتو لگا لگ گیا جتنے افسران فوج
اور ناظم وغیرہ تھے سب بہوش ہوکر گرے اور خداوند نے یکایک تخت اپنا بلند کرکے شعلہ کو اور
چرخ کو غائب کیا اور تخت پھیر نیچا کرکے یکایک اپنے تینون ظاہر کیا اور نعرہ کیا کہ منم عمرو بن امیہ ضمری
ای مہرخ کیا میرا کھڑی منہ دیکھ رہی ہو بس یہ سننا تھا کہ ساحران نامی نے نارنج ناریل تیرنج گودی فولاد
کے مارنا شروع کیے اور عمرو نے خنجر کھینچکر بہوش شدہ کے سر کاٹنا شروع کیے جو لشکر کہ بہوش نہوا
تھا وہ تلوارین پکڑ کر دوڑا ادھر سے لشکر مہرخ نور رہا ہو چکا تھا ہی وہ بھی نعرہ اپنے مالکون کے
سنکر حربہ سحر کے پکڑ پکڑ اگرا اور لگی گھمسان کی مارہونے دم بھر مین سیل خون جاری ہوئی شور و
غوغا تا بہ گنبد آسمان پہونچا جدھر سنیے شور افتاد بلند تھا جدھر دیکھیے لاش با لای لاش اور مردہ پر مردہ

تڑپ رہا تھا تلوار ہی تلوار علم تھی گویا تیغ ہی کا عالم تھا ایک عالم بیدم تھا ضرب تیغ نقد جان پر
پڑ رہی تھی روح روان کے سکہ کا چلن تھا دنیا تکسال بادشاہ مرگ کی تھی کیا بیات

دہان تھی جو سب بانی دشمنی	قیامت کی تھی محو تیر افگنی	کمانون سے تا صف فوج قدیر
روان تھا بہم تیر کے بعد تیر	عمرو نے دہان پر نہ کی اعتنا	بڑھا کہہ کے تکبیر بہر دغا
رکھا ہاتھ جب قبضۂ تیغ پر	قضا یہ پکاری سوی اہل شر	کہ اے کافرو جلد مانگو امان
مہ رک جاؤ سر کی ہے خیر اب کہان	چڑھے منہ پہ تلوار کے خبکجو	لگے کٹنے مرنے جری چار سو
کہین تیغ حملی کسی جا سنان	کوئی حملہ گر تھا کوئی تھا طپان	یہ کافر ہٹا اور وہ نمازی بڑھا
یہ مرکب کٹا اور وہ راکب گرا	گری لاش پر لاش اور سر پہ سر	بھرے تھے قبیلون سے سب دشت و در
جری سب تھے خون مین نہائے ہوئے	گرجتے تھے گھوڑے اوٹھاڑ ہوئے	عمرو نے اسوقت جست کرکے

قریب افراسیاب آکر چاہا کہ ایک پتھر مار کر کام اوسکا تمام کرون اوسوقت چند تلیسان پریزادان طلسم شہنشاہ شہنشاہ کہتی ہوئی پیدا ہوئین اور بادشاہ کو اوٹھا کر لیچلین اور چند پریون نے آکر حیرت کو بھی اوٹھایا اوسوقت سرداران بیہوش شدہ کو فوج اوٹھا کر روبفرار لائی دلیرون نے تعاقب کیا بڑا دیر بھی ٹرنے نہ دیا مال و اسباب خزانہ بازارین سب لوٹ لین خیمون مین آگ لگادی لیکن تلیسون نے لاکر حیرت کو ایک مقام پر ہوشیار کرکے عرض کیا کہ واری اسطرح آپ بیہوش تھین ہم کنیزین نہ اوٹھاتے تو دشمن ہلاک ہوجاتے ملکہ یہ سنکر دہان سے رنجیدہ خاطر اٹھی اور قریب اپنی بارگاہ کے جب پہونچی ہنگامہ کا بازار گرم دیکھا نعرہ کیا کہ باشیدای نالائقان تمنے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا مہرخ وغیرہ نے جو حیرت کو اوسجگہ دیکھا طبل بازگشت بجوادیا اور بفتح فیروزی مراجعت فرمائی اور اپنی بارگاہ مین آئے سردار بھی داخل خیام ذوی الاحترام ہوئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوئے عمرو بھی بارگاہ مین آیا مہرخ سے مژدہ سنایا کہ اے ملکہ تم رنجیدہ نہو بلکہ خوشی کرو برق فرنگی زندہ ہے اور اوسنے جاکر زندان ظلمات مین ملکہ بران کو قید سے چھڑایا ہے اب وہ اور بران دونون ملکہ یہان آیا چاہتی ہین اس خبر کے سننے سے ملکہ مہرخ نے سجدۂ شکر خدا ادا کرکے حکم ترتیب انجمن عشرت دیا ساقی و مطرب حاضر ہوکر داد عیش و نشاط دینے لگے یہ سب سردار تو بعشرت تمام یہان ٹھہرے اودھر برق فرنگی جو بران کے پاس سے روانہ ہوا تھا اول لشکر ناظمان نور افشان کیطرف

کیطرف آیا وہ فوج لیکر چل چکے تھے برق نے اونسے آکر راہ مین ملاقات کی اور جو کچھ پیام ملکہ نے دیا تھا وہ سب بیان کیا تمام شاہان قلعہ طلسم غصہ ملکہ کا دریافت کرکے ٹھہر گئے اور کہا ای برق اسنیو سے تو ہم بغیر تشریف لائے ملکہ کے لڑنے کو چلے تھے کہ آپہنچی برق نے کہا اچھا اب آتا تم توقف کرو کہ ملکہ سحر کرنے گئی ہین وہ آلین تو جانا اور مقابلہ کرنا انھون نے کہا کہ ملکہ اور زیادہ آزردہ ہونگی برق نے کہا ابتو آہی گئی ہین اگر آزردہ ہین تو ضرور ناراض ہونگی اگر خوش ہین تو ہونگی جہان اتنا توقف کیا ہی اور توقف کرو اب خلاف رای ملکہ پیشقدمی کرنا اچھا نہین غرضکہ یہ کہنے سنی برق کے انتظار مین لشکر ایک مقام پر ٹھہری حال اوسکا یہان ہوگا کہ بروقت ٹوٹنے پل پر نیزادون کے یہ سب کیا جانبازی کرتے ہین اور افراسیاب کو جو پریزادان طلسم لیگئین صحرا مین لیجاکر ہوشیار کیا یعنی ایک پری نے رنگ منہ پر افراسیاب کے چھڑکا اور ایک پری نے زانو پر اپنے سر رکھ لیا اور ایک پانون دبانے لگی آنکھ افراسیاب کی کھلی اوٹھ بیٹھا پوچھا کہ تم کیونکر مجھکو لائین اونھون نے عرض کیا کہ اے افراسیاب وہ مواعمرو آپکو قتل کیا چاہتا تھا لشکر ہر چند لڑ رہا تھا مگر بہت بڑی خوف کی جگہ تھی کہ اُدھر تو سارا لشکر نارنج فرنج آپکو تاک کر مار رہا تھا اور ادھر وہ عیار تیر لگاتا تھا ہمنے بخیال اسکے کہ آپکے دشمنونکو کوئی مضرت نہ پہونچے وہان سے آپکو اوٹھا لیا اور یہان لے آئے بادشاہ نے یہ سنکر اونکو رخصت کردیا اور آپ وہان سے بغضب تمام ترجانب باغ سیب گیا کہ اور کوئی تدبیر ان لشکر امونکی کرون یہان ملکہ حیرت جب فوج مہرخ کی پاس آئی تو اونسے بارگاہ اپنی درست کرائی اور لشکر فراری کو جمع کرایا آپ داخل بارگاہ ہوئی مگر فرط رنج سے ناچ گانا سب موقوف کرایا آخر سرداری فوج نے آکر عرض کیا کہ ای ملکہ رنج آپکا جاسی ہی بیجا نہین لیکن ہم جانبازون نے بھی تو کوئی دقیقہ جان نثاری مین باقی نہین رکھا اور اب سحر اپنے اپنے خوب چاق وچشت کرتے ہین جگہ ہین اگر سامری نے چاہا تو ان باغیونکو ماری لیتے ہین آپ کیون گھبراتی ہین اور یہ بھی مقدمات تقدیر کے ہین نہین معلوم سامری کو کیا منظور ہی کہ بنی ہوئی لڑائی بگڑ جاتی ہی دیکھیے شہنشاہ نے آپنے سب باغیون کو قید کرلیا تھا اوسوقت عمرو ہزار شکل بنکر آیا اور دھوکا دیکر لیگیا ای ملکہ ہم یہ حیران ہین کہ یہ ایسی صورت کیونکر بنجاتا ہی ملکہ نے کہا کہ اوسکے پاس بھی ایک تخت ایسا ہی کہ وہ اڑتا ہی اوسی تخت پر وہ سوار ہوکر اور گلیم اوڑھکر شعلہ جلاکر اوس شعلہ پر چرخ لگاکر آیا اور حقہ ہای نفتی

اونسے مارے کہ جسکے سبب سے آگ برسی اور موتی اونسے برسائے بعض حقون مین سے آواز پیدا ہوتی ہے اونکے
شق ہونے سے دنا ٹا ہوتا ہے وہ اونسے شق کیے اور اندر اون حقون کے خوشبو بھری تھی
اور روغن ایسے ایسے اونکے پاس ہین کہ اوسکو آتشبازی کے مصالحہ کیطرح جب وہ کام مین
لاتا ہے نور ہی نور پھیل جاتا ہے بس یہ کرشمہ اونسے اپنی عیاری کا ہمکو دکھاکر فریب دیا سردارون نے
عرض کیا کہ افسوس ہے ہم اوسکی ان باتونسے آگاہ ہین اور فریب کھاتے ہین ملکہ نے کہا جب سے وہ طلسم
مین آیا ہے بہت سی اوسکی ایسی باتین کہ ہم اوس سے آگاہ ہوے ہین لیکن وہ ہمیشہ نئی طرز پر عیاری
کرتا ہے اور ہم آگاہ ہوجاتے ہین اسوجہ سے اب اتنا ہوا ہے کہ ہم پہچان جاتے ہین لیکن وقت مین کہ یہ عمرو
ہے یا کوئی اور عیار ہے ورنہ پہلے تو ان سو عیارونکی شناخت نہو سکتی تھی یہ ہمارے لشکر کی عیار پہچان
سنون کہ ٹوٹی پھوٹی عیاری اونکو یاد ہے وہ بھی کبھی بن پڑتی ہے یہ عیار موے بلاے بد اور آفت ہین
ہین اگر یہ طلسم مین نہ آتے تو اب تک کب کا شہنشاہ تمام باغیون کو قتل کر چکتے خیر اب دیکھا چاہیے
کہ کیا ہوتا ہے غرض کئی سو سردارونکی اسنے ناظمان دربند کی خطائین معاف کین اور اونکو دربار مین
آنے کی اجازت دی پھر ساقی مطرب طلب فرماکر مشغول عیش و نشاط ہوئی ادھر ناظمان دربند نے
دلمین اپنے خیال کیا کہ واقع مین غصہ ملکہ کا جاے تھا ہمکو غیرت لازم ہے اب ہم بھی عمدہ عمدہ سحر تیار
کرین کہ جبکا کوئی جواب مندسے دیکھو اوسطرف کی ساحرہ کیسی جانبازی اور سرفروشی اپنے
مالک کے ساتھ کرتی ہین اور میدان کارزار مین گوی سبقت لیجاتی ہین پھر جو وہ ہین وہی ہم ہین
وہ بھی اسیطرح قلعہ دار اس طلسم کی تھین اور ملازم بادشاہ تھین اب شریک عمرو ہوگئی ہین لیکن
یہ اونکی محنت کا نتیجہ ہے کہ اونکو معلوم ہے کہ ہمسے لڑائی ایسے بادشاہ سے ہے کہ جو خداوند ساحران ہے پھر
ایسی محنت کرین کہ بادشاہ سے نہین تو اوسکی فوج سے لڑنیکے قابل تو ہوجائین غرض ایسا کچھ سوچکر بعضے
شاہزادے چشمہ سامری مین نہاکر اور سحر تیار کرنیکو روانہ ہوے اور بعض شہر داود یہ کیطرف بعض
الاؤ برجمشید کے بعض بیابان ہستی کیطرف چلے اور بعض نے یہان منتر دن کی جاپ شروع
کرائی جنگلی کا تو رودیس کے ساحر دریا کے کنارے بیٹھکر کردہ دُمرو بجاکر منتر جگانے لگے ہوم نے حاضر ہوگئے
بھیسن چڑھنے لگین جھٹکے ہونے لگے یہ سب تو اب سحر درست کرتے ہین اور دونون لشکر آراستے
ہوے ہین ادھر برق فرنگی بھی لشکر مین آکر داخل ہوا ہر ایک اسکو دیکھکر نہایت خوشنود

خوشنود ہوا مہرخ ذی گلا سے لگایا بہار ذی تصدق اتروایا مخمور گلے مین ہار ڈالکر رونمائی کی بھیا تمھاری صورت
ہمکو پھر جدا نے دکھائی ہزار ہار روپیہ کا صدقہ اتر گیا عمرو ذی سب سردار و نسے کہا کہ اری تم سب کیون یاں کھڑی
کرتی ہو جو کچھ دنیا ہو مجھکو دی ڈالو کرین خانہ کعبہ مین بھیجدونگا وہان عورات غربا اور مساکین مین تقسیم
ہو جائیگا سب عمرو کی باتون پر ہنستی تھی برق کو بہت بھاری خلعت سب نے دی عمرو ذی کہا لا بٹیا مین اپنے پاس
رکھہ چھوڑون عید بقرعید کو پہننا تو خراب کر ڈالیگا برق ذی سردار و نسے اشارہ کیا کہ انھون نے عمرو کے سامنے پھر کچھ
ندیا مخفی طور پر مالا مال کر دیا عمرو کو بھی بہت کچھ ملا عمرو ذی کہا اب مین تلاش بران مین جاتا ہون برق
ذی سب حال زندانخانہ کا کہا اسطرح مجھکو اژدہا سیاب ذی قید کرکے بھیجا ایسا مقام صعب ترمین نے دیکھا اختر کے سبب سے
راہ مین کچھ ضرر نہیونچا آخر یون اتفاق اژدر کو مار کر مین بران کو چھڑایا اب بران اپنا سحر تیار کرتی
گئی ہین آپکو نہ ملینگی نہین معلوم کہ کس صحرا مین اپنے طلسم کے ہونگے آپ توقف فرمائیے عمرو یہ سنکر ٹھہر گیا اور کہا اچھا
پھر جبتک ادھر ادھر کی سیر کرین غرض عیار ایک جا نو ٹھہرتی نہین ہین اپنی فکر مین کبھی راگاہ مین کبھی صحرا مین کبھی لشکر
دشمن مین آ جاتی ہین کہ حال انکا بیان ہوگا مگر اب اس ذکر کو بیان چھوڑ کر حال ملکہ بران شمشیر زن بیان کیا جاتا ہے کہ

ذرا اب سنو سحر کی داستان	یہ لکھتا ہے راوی شیرین بیان
لشکر کا ہے مہرخ کے پھر بندوبست	مبارک ہو حیرت کو کامل شکست
ذرا ہان سنان زبان پھر سنبھل	کہ تاکے ہے کفار کو پھر اجل
ہوا صید لاغر سے جو دل نہ سیر	بیابان مین پھر گونجتے ہین یہ شیر
کسی صید پر پھر کرینگے یہ چوٹ	شکار افگنی پر نہایت ہین لوٹ
سنبھل اب زبان قلم پھر ذرا	کہ لکھنا ہے مجھکو نیا ماجرا
سخن مختصر ملکہ خوش صفات	وہ بران عالی گہر نیک ذات
روان جب ہوئی برق کے ساتھ سے	تو دل مین خیال اوسکے یہ آگئے
کہ چلیے سوے گنبد سامری	ملے وانسے تحفہ تو ہو بہتری
ہوئی یہ روانہ اوسی سمت کو	یہ تھا دلمین دشمن کو مہلت نہ دو

ملکہ مذکور ایک آن واحد مین سناٹا مار کر اپنے طلسم کی سرحد مین پہونچی اور قلعہ ہفت رنگ مین نہ گئی کہ عرصہ ہوگا راہ کا مگر
اوسی سمت کی راہ لی کہ جہان گنبد سامری بنا ہے اور ظہور اس مقام پر روح سامری کا ہوتا ہے حیرت بھی اپنے طلسم

کے جرے ہفت بلا کوٹھے کرکے انگوٹھی جمشید کی لینے گئی تھی وہ مقام جمشیدی تھا لیکن اوسی
کے متصل ایک مقام ہی کہ اوسی جگہ کو گنبد سامری کہتے ہین اول زمانہ مین طلسم ہوشربا اور نورافشان
اسطرح ملا ہوا تھا کہ ایک ہی طلسم تھا اور حاکمان طلسم ہوشربا اور نورافشان دوستی کا برتاؤ رہتا
تھا نورافشان طلسم اتنا بڑا نہین ہی کہ مقابل طلسم ہوشربا ہو اسوجہ سے حاکمان طلسم نورافشان بادشاہ
ہوش ربا سے مغلوب رہتے تھے اور خراج لیتے تھے اتنا بڑا بادشاہ کوئی طلسمات کا کا ہی کو تھا کہ
جیسا بادشاہ لاچین تاجدار جادو طلسم ہوشربا کا تھا اوسی بادشاہ کو گرفتار کرکے افراسیاب
نے حکومت طلسم کی ہی اور شہنشاہ ساحران بنا ہی اسکے ساتھ بھی وہی طریقہ تمام شاہان اطراف
طلسم نے کیا ہی اور سب نے اطاعت اختیار کی ہی اور کوکب بھی پیر بھائی اوسکا تھا اور ہمیشہ اس سے
دبتا تھا اور عمرو کے باعث سے اوسنے سرکشی کی ہی حاصل مطلب یہ کہ طلسم نورافشان سے بھی
راہ جانیکی بیان ہستی اور الاؤ جمشید کی ہی اور گنبد سامری پر جانے کی بھی راہ ہی جب کوئی اس
طلسم سے چلے تو بیچ مین یہ مقامات مذکور ملینگے اسکے بعد طلسم ہوش ربا ملیگا اور جو کوئی طلسم ہوشربا
سے چلے تو اول یہ مقامات ملینگے اسکے بعد نورافشان ملیگا بس تیران کو پہلے ہوش ربا سے نورافشان
مین جانا پڑا اور پھر اتنا چڑھکر مغربی دروازہ طلسم کی طرف سے چلی کہ اب پہلے بیابان ہستی اور صحرای
عجائبات اثنای راہ گنبد سامری مل لین تو ہوشربا مین پہونچے غرض یہ مسافرہ صحرای نیرنگ عجائبات
وسیاح دشت افسون وغرائبات جب سرحد طلسم پر اپنے مغرب کیطرف کے پہونچی تو ادھر سے
پھر عازم ہوئی کہ اب گنبد سامری پر جاؤن اور ادھر سے پھر ہوش ربا مین چلی جاؤنگی چنانچہ سرحد
طلسم سے اپنے آگے بڑھی ایک دشت ہول خیز و دشت انگیز مین گذر ہوا یہ پر دردہ مہد نازونعم
وہ صحرای پر آفت وستم ہوش وحواس اوس دشت کو دیکھکر اوسکے بجا نہ رہے مگر دل کڑا کرکے
کہ خدائے تعالی میرا نگہبان ہی آگے کو روانہ ہوئی ہر قدم پر صدا سنائی دی کہ ای جانے والی اس
جنگل مین کوئی بھولے سے بھی قدم نہین رکھتا ہی مسافر خیال ہی گذر نہین سکتا ہی کیون اپنی جان
خرین پر ستم کرتی ہی باز گشت ہی تیری لیکن پھر جاری اونوجوان یہ بڑی غضب کی جاہی ملکہ نے ان
باتونکا کچھ بھی جواب نہ دیا اور قدم ہمت آگے بڑھایا یہ حال نظر آیا کہ منزلون تک زمین مین جابجا
دنیرنگ کے نرش تھے جو بلندی تھی وہ اپنے خیال مین ہمسر عرش تھی ہر طرف آگ کے دریا بہتے تھے

شعلے تا بفلک جاتے تھے خیال کرتے سے پانون مین دہم کے چھالے نکل آتے تھے زبانہ شعلہ تا بہ فلک سرکشیدہ شعر

	زمین آگ کی آسمان آگ کا		جدھر دیکھیے اک سمان آگ کا

جو غار تھا دعوی انا جہنم کرتا تھا اپنے جلال سے انسان کو کیا ملک کو بیدم کرتا تھا جو بگولہ دشت مین اڑتا تھا وہ ایک میل آتش کا بنجاتا تھا اور اوسمین سے دیو سیاہ پیدا ہوکر ڈراتا تھا مردے جو ساحران نامی کے مرگئے تھے وہ اس دشت مین نظر آتے تھے اپنی اپنی کیفیت سناتے تھے انگاری اوچھالتے تھے اور کھاتے تھے سامری کے نام پر جو تپشی ہوکر مرگئے تھے اونکا اوسی دشت مین گذر تھا ہر ٹیلہ اور ٹیکری پر بنگلے آگ کے بنے نظر آتے تھے پھر وہ غول بنجاتے تھے ابھی زمین پر پانون رکھا ابھی پانون کے نیچے دریای سبز رنگ پیدا ہوگیا آگے چلنا دشوار ہوا اوس دریا مین غوطہ کھایا پھر کسی نے بازو پکڑکر کنارے پر پہونچایا پھر جو قدم اوٹھایا اپنے تئین دہن اژدرہا مین پایا جان سے ہاتھ دھویا اپنی بیکسی پر آنے والا خوب رویا پھر جو آنکھ کھولی نہ اژدرہا پایا اور نہ دشت و درد دیکھا مگر ایک مختصر سا ویران گھر دیکھا کہنے کا جھونپڑا ٹوٹے ڈھنگ کا بنا ہے دیوار نہ در وحشت کا گذر آرام اوس سے منزلون دور ساکن اسفل السافلین بھی نفور جو کوئی مقام مکان کیطرح کا پایا اوسکی چھت اچھت غائب دیکھی کوٹھریان ڈھئی ہوئی نظر آئین کہین دو چار گز کا چبوترہ چار پانچ پتھر کا اور پرانے بانس کا چھپر چھکا ہوا پڑا مگر اوسمین سے بو نڈلا اڑکر بلا بنجاتا اور پکارتا کہ کوئی ابھی یہین آیا سامری نے میرا کھانا نہ بھجوایا بہت بھوکا ہون اس گھر کے مہمان کے خون کا پیاسا ہون پہونچنے والا وہان کا حیران رہتا ہے کہ اس بلا نے ایک ہی نوالہ کیا اس بیچاری زنن بمرگ دیا پھر خدا نے بچایا آنکھ کھلی تو اپنے تئین ایک باغ مین جادو کے پایا کہ ہر تبا اوسکا اعجاز تھا ہر شاخ مین جادو کا سانپ تھا آہ رسا سے بڑھکر ہر ایک شمشاد قمری کو کلیجا کھانے کی ترکیب یاد دیدۂ رنگ فشان ہر ایک نہر پر اوسکی خدا کا قہر سبزہ وہان کا زہر غم جانکاہ گل وہان کا عندلیب جان کیلیے خار خدا کی پناہ نخل کی تجنیس خطی نخل چوب تابوت ہر ایک شاخ کف افسوس ہر ایک برگ نیا سامان اور ساز و برگ خار و خس سے خلش پیدا گلون سے دشمن کی بو پیدا نرگس مین رنگ چشم حسد و ہویدا سرکشی سرو لب جو کو آتی پھول وہان کے سیاحون کے حق مین کانٹے بوٹے مرغان چمن لوحہ دشیون کرتے حال سیاران

باغ پر روضۂ مسدس

بید لبریز شرارون سے ہین مانند چنار
شاخ عرعر ثمر بے ثمری سے پر بار

خاختہ صورت مسفور تو شمشاد ہی دار
یہ صنوبر کو لگا گھن کہ ہوا سوکھکے خار

راہ وحشت ہی مین جم جاتی ہین ہر یا قدم
بید مجنون سے بھی بڑھکر ہین قدم چار قدم

ہو بہی سے نہ کبھی شکل بہی جلوہ نما
سیب کو دیکھو تو آسیب کا دیتا ہی پتا

رنج نارنج سے حاصل ہی یہ حاصل مزا
منھ لگاؤ کوئی میٹھے کو تو کھاوے کھٹا

خون انگور کے دانتون سے ٹپکتا ہی بیان
تاک مینھوار ونکو کانٹا سا کھٹکتا ہی یہان

کبھی خاموش نہین اس چمنستانکے طیور
نالہ کش نخل پہ ہین دار پہ جیسے منصور

نوک ہر خار زبان ارنی گو سر طور
لب شیون سے گل شمع تجلی کا ظہور

نالہ جب کرتے ہین اک آگ لگا دیتے ہین
ہر ثمر رین یہ فلک دم مین جلا دیتے ہین

ملکۂ ہمران اوس باغ مین جب پہونچی بلبل روح اوسکی قفس تن مین گھبرائی کہ یکایک ایک آندھی سیاہ آئی چار طرف سے لیجیو گھیر لیو پکڑ لیو کا شور ہوا اور ایک نہر کا پانی تلاطم مین آیا خدا کی پناہ وہ طوفان سا تھا کہ طوفان نوح بھی ایسا نہوگا لیکن اس طوفان مین سے ایک دیو قوی ہیکل اوس نہر سے نکلکر اسکے قریب آیا اور پنجہ قوی جانب اوسکے بڑھایا منھ بھاڑ سا کھولیا اسکو نگلنا چاہا ملکہ نے چاہا کہ اس سے مقابلہ کرے مگر اپنے بزرگونکی زبانی سنتی چلی آتی ہی کہ بیابان عجائبات مین جب قدم رکھے تو وہانکی بلائین سب فرشتے قبر سامری کے پجاری ہین اونسے کوئی لڑ نہین سکتا چپکا کھڑا رہی وہ جیسا چاہین آزار پہونچائین دم نہ مارے جب یہ سب مصیبتین جھیل جائیگا تو گنبد سامری پر پہونچیگا اور اگر ذرا بھی ہاتھ پانون ہلائیگا تو اون بلاؤن کا طعمہ ہوگا کشتی جان اس گرداب بلیات سے ساحل مراد پر نہ پہونچائیگا اور وہی شخص وہان جانیکا قصد کرے جو کوئی تحفہ اوس گنبد کا پہلے سے اپنے پاس رکھتا ہون دگر نہ غیر شخص نہ جا سکیگا وہ تحفہ اول گویا نشانی ہی کہ یہ ایسا عاشق نام سامری ہی کہ باوجود مصیبت اوٹھانے کے اور ایک بار یہان آنیکے پھر بھی خداوند کے درشن کا مشتاق ہوکر یہان آیا ہی اوسکو گنبد تک پہونچانا چاہیے بس یہ اس ملکہ کو معلوم تھا اسوجہ سے خاموش کھڑی رہی وہ دیو اوسکو پکڑ کر دہن مین رکھکر نگل گیا پہان نہین ہوسکتا ہی جو اوس محبوبۂ نازک اندام کی جسم نازک اور روح

لطیف پر صدمہ گذرا وہ موت کا آنکھون کے سامنے پھر جانا وہ اوس دیو کی شکل مہیب وہ اوسکا منہ مین
جاکر زندگی سے ہاتھ دھونا اگر اسطرح کا انسان خواب دیکھے تو یقین ہی اوس خوف سے سونا ترک کردے
اور لیٹے تو اوس خیال مین اچھل اچھل پڑے اوس آرام جان عاشقان نے اوس مصیبت مرگ کو بھی
اپنے اوپر اختیار کیا لیکن خلاق طلسم عالم نے پھر خلعت حیات دوبارہ عطا فرمایا یعنی سبب
اوس اختر مردار کے جواد کے پاس ہی شکم دیو مین زندہ رہی اور آنکھ جو اوسکی نے وہ دیو دیکھا
نہ دماغ نظر آیا ایک دشت پرخار و مردم آزار کوسون تک کا چٹیل میدان نظر آیا کہ ابیات

وہ تھا اک دشت وحشت خیز ویران — ہزارون جسمین قہر آمیز سامان
نہ ٹھہری قیس کا جسمین قدم تک — مصیبت زا سے شکل ہجر جانان
تھی راحت سے مثل بخت مجبور — اسیر زیست اوس سے منزلون دور
فلک نے اور ہی کچھ کام چاہا — کہ یعنی وہ اسیر دام تقدیر
عجب سے سر بزانو ہو رہی تھی — رخ گلگون کے آنسو دھو رہی تھی
عرق بہتا تھا اوس کی جبین کا — چراغ حسن بستاق فنا تھا

دراز ی اوسکی سرحد عدم تک
زیادہ قلب مضطر سے پریشان
وہان تقدیر نے اوسکو ملایا
تمنا جسکی تھی شایان تعذیر
طپش دوزخ کی پیدا تھی زمین سے
کوئی دم کا وہ جلوہ دے رہا تھا

دیکھا کہ لون کے جھونکے آتے ہین چراغ زندگی کو بجھایا چاہتے ہین درخت سر بھار منہ پھاڑ بنائے
کھڑے ہین گویا بلائین زمین سے اوگی ہین نئی گردش فلک کی ہی کہ ہر قدم پر آزار ہی ہر جگہ فرش
خار ہے کانٹے تلوون سے پار ہوتے ہین پشت پا تک نگار ہوتے ہین اس آسمان حسن کے
ستارۂ قسمت کو فلک نے خاک مین ملایا ہی خاک صحرا پر جم گئی تھی پوشاک بھی ملگجی ہوئی تھی
تپلا پسینہ کا زمین پر بجاتا تھا یہ خاک پھانکتی بدحواس سایہ درختان ڈھونڈھتی ہوئی چلی جاتی
تھی کہین سے شیر کے ڈکارنے کی آواز آتی تھی کہین کوئی بلا زمین سے نکلکر ڈراتی تھی اژدہے
منھ کھولے بیٹھے تھے زہر اگل رہے تھے فلک سے آگ برستی تھی زمین لوہا اور تانبا کیطرح
تپتی تھی اسی عالم مین یہ چلی جاتی تھی کہ یکایک ابیات

بشکل ابر اٹھی کچھ سیاہی — لگے فریاد کرنے مرغ وماہی
بہت سینہ مین تڑپا قلب مضطر — یکایک مثل بخت ناتوان مین
زمین سے تا فلک چھائی سیاہی — بلا اک سامنے کالی سی آئی

ہجوم اشک سے دامن ہوا تر
ہوا خورشید بھی محتاج تکمین
پکاری وہ ادھر آ تجکو کھاؤن

یہ بحث خاک مین تیری ملاؤن
کسی نے پشت پر سے دی یہ آواز
نظر آئیگی صورت بہتری کی
بڑھی دانسی جب آگے کو یہ بیکس
نہ تھی راہ اور تھی وہ راہ آتش
کنوین مین آگ کے لاکر ڈھکیلا
کہ ظلمات عدم کی تھی گواہی

اوسے دیکھا تو گھبرائی یہ دلدار
نہ گھبرا اسقدر اے مایۂ ناز
پکاری یہ دہائی ہے دہائی
بہت مجبور و مضطر سخت بیکس
بلا پیدا ہوئی پہلو سے اسکے
ہوا سب جسم جلکر اوسکا کوئلا

غرض بھاگی وہان سے ہوکے نابچار
دہائی جلد دے تو سامری کی
بلا وہ اسکے پیچھے نہ آئی
نظر آیا اوسے اک چاہ آتش
اوٹھاکر پھینکی اوسکو زمین سے
کھلی جب آنکھ دیکھی اک سیاہی

اوس تاریکی مین یہ ماہتابان جب روانہ ہوئی اختر مروارید نکالکر ہاتھ پر رکھ لیا کہ جسکے سبب سے کچھ کچھ روشنی نظر آتی تھی یہ قدم اوٹھائے ہوئے چلی جاتی تھی دل سے یاد خدا کرتی تھی مگر زبان پر حمد و شکر رب نہ لاتی تھی اگر ذرا بھی کوئی لفظ دعا کا آجاتا یا نام خدا سے منہ سے نکلجاتا جسم و جان مین تفرقہ پڑجاتا وہان کی بلا پھر زندہ نچھوڑتی یہ زبان اپنی سنبھالے ہوے مضطر یا نہ روانہ تھی کہ ابیات

نظر پھر آئی کچھ طاؤس ران چند
بدن مین ہر طرف سے آکے لپٹے
اڑے اک سمت کو اور یون پکارے
مگر سیدھا ہوا قسمت کا وہ پھیر
ہوئی سب زخم تن پھر اسکا اچھا
بڑھی اس پار پر دیکھے گنہگار
ہزارون رنگ کے دیو ستمگار
ہوا رنجیدہ اوسکا قلب مضطر
ہوے گل اور ثمر بھی اسمین پیدا
نہ یہ واقف کبھی تھی آدمی مین
روان تھی پر افسون مین وہ مچھلی
چلی آگے کو لیکن سخت حیران

نہایت تیز پر محظوظ و خرسند
کیا منقار سے ٹکرے بدن کو
کہ ہم اے سامری صدقے تمہارے
کہ پھر اک اژدہا پاس اسکے آیا
اٹھی دانسی چلی پھر روتی آگے
خدا رمانگا و مانے اور آگے
مقابل آکے کرتے اپنے تھے وار
جب آیا ہوش دیکھا مین شجر ہون
شجر کیطرح تھین شاخین ہویدا
شجر سے بھر ہوے دریای زخار
کنارے جاکے پھر دریا کے پہونچی
کئی دن تک رہی گردش سفر کی

ہوی وہ سد رہ اس نار زمین کے
پیا پھر خون تن اژدہا مین خوش ہو
رہی بیہوش یہ نازک بہت دیر
نگلکر اسکو پھر حوا اوس نے اگلا
کھڑی پھر اوسنے دیکھی اک جگہ دار
بڑھی جب کچھ تو یہ سامان دیکھی
گری یہ خاک پہ بیہوش ہوکر
زمین مین گڑھ کی بار آور ثمر ہون
نہ تھا یہ ہوش مین انسان تھی گھر مین
بنی دریا سے مچھلی خوب تیار
بنی مچھلی سے آخر پھر وہ انسان
نظر آئی نہ کچھ صورت سفر کی

غرض بعد از گذار دشت ہامون	سراسیمہ پریشان دل جگر خون	نظر آسا وہ اک جانب کو پہونچی
کہ جادو کی سراسر وہ زمین تھی		

یعنی وہ ماہ وش گل اندام اسطرح کی ایذا مین اور سختیان سفر کی جھیلتی ہوئی ایک ایسے مقام پر پہونچی کہ بیچ مین زمین سرسبز و شاداب تھی اور چاروطرف اوس قطعہ گلزار کے چار دریا بہتے تھے ایک دریا دھوئین کا تھا کہ بالکل چاہ بابل کا نمونہ تھا زمین سے فلک تک دھوان بھرا تھا یہ خاکدان عالم و منبع و مخزن دھوئین کا تھا نہین نہین دی ہمازاد سکو کنارہ نہ ہے جسم آفتاب مین ایسا دھوان وہان کا لگا تھا کہ دھندلا ہو گیا تھا منزل فلک کی چھت مین کاجل جما تھا دنیا سیہ خانہ تھی کاجل کی کوٹھری نظر آتی تھی زمین سے دھوان نکلکر پیچ کھاتا تھا زلف سیاہ جانان کو شرماتا تھا عارض شاہد ارض پر کاکل پیچ کھاتی تھی یا مجموعہ دنیا ساکنان عالم کو اور طالبان دنیا کو پیچ مین لاتی تھی زمین پر یعنی اس دریا مین جتنی اودی دھوئین کی اوٹھتی تھین کمند الفت بہر عاشقان زلف نظر آتی تھین یہ عالم تھا کہ اسیات

سب تیرہ کا وہ دریا تھا مخزن	وہین سے شب ہی پیدا یہ روشن	سیہ مثل نصیب تیرہ بختان
بلا کالی بھی تھی اوس سے پریشان		

ایک طرف کو اس زمین نزہت اگین کے دریای آتش تھا زمین سے آسمان تک آگ بھری تھی چار چار منزل تک شعلہ اوس آگ کا اوٹھ کر جاتا تھا عفریت کہ جو آتش سے پیدا ہے اوس سے خوف کھاتا تھا ہوا تھا مین وہ شرارون اوڑکر جاتا اور پیچ کھاتا عیاذاً باللہ آسمان کو اپنے جھپوڑے کے جل جانیکا ایسا خیال تھا کہ بروج آبی مین پانی بھر کر رکھنے کے لیے برج دلو کے ڈول کو چشمہ حوت مین ڈبوئے رکھتا تھا انگاری بڑے بڑے چھوٹی چھوٹی چنگاریون کو کھا جاتے تھے افزود ہے کیطرح ہر ساحل اسکا منہ کھولے نظر آتا تھا

دل افزود دہر کا وہ ہلاتا تھا کہ ابیات

فلک سے پستی تھی اوسجا پہ آگ	زمین کا ارادہ تھا جاؤنہین صاف گل	زمانہ کی سب گرمیان ان تھین جمع
جلاتا تھا اوسی خوف سے دل شمع		

ایک طرف کو بیشہ نزہت ترین کے دریای آب تھا جس سے بحر عالم کو خوف غرقاب تھا ساحل اونکا خون ساکنان قدم دنیا کا پیاسا ہر موج اوسکی ہمایر کوہ کے اوٹھتی ہر حباب گنبد افلاک سا موجین خنجر سے زیادہ تر تیز نظر آتین جانین خوف سے دیکھکر اوسکو ٹ جاتین جسدم اوسکے کنارہ پر قدم کوئی رکھے شور و غل پیدا ہو پانی آسمان سے جا کر مل جاتے

کشتی ہلال کو ڈوب جانے سے فلک بچا ئی ہمہ تن آسمان نیلگون دوی جہاز نجائے کہ ابیات

ہوا پانی ایسا شور پیدا | لب ساحل ہی تھا اک شور پیدا | ہر اک موج اوسکی آفت سہم آغوش
جسے دیکھے ہی رستم کی اڑین ہوش | اور ایک جانب اوس صحرای پر بہار وادی بے خار کے دریای

سیماب تھا نہایت نایاب تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اژدر دہر کو مالک آسمان و زمین نے پارا پلایا ہی
یا پارہی کی کان وہ دریا بنایا ہی لہرین اوسکی جب اٹھتی چاندی کے تپر بہتے نظر آتے حباب اوسکے
موج کی ایسی چمک دکھاتے زمین کا بوجھ بھارا اوس بحر زخار کے ہونے سے بڑھگیا تھا ایک ایک
موجہ اوسکا اوٹھکر دیوار سیماب کا لطف دکھاتا تھا ہوا کے جھوکے سے لہراتا تھا عکس سے
اوس بحر کے روی ہوا تک چاندی کا نظر آتا تھا آفتاب کی تمازت سے پارا پگھلکر لہرین لیتا تھا

گویا چشمہ خورشید لہراتا تھا کہ ابیات

کہین چکر مین لون پارا تھا اوچھلا | مہوس جسطرح ہی چرخ دیتا | کبھی تھی بحر آفت خیز اوٹھتی
چمک جیسی تھی تابہ چرخ جاتی | اون دریاؤن کے بیچ مین وہ بیشہ فرحت آگین تھا عجب بہار

جانفزا اوس صحرا کی تھی کہ شجر ہاے رنگارنگ مثل اہل تواضع سر جھکائے پھولون کے درخت بلکہ خلق مجسم
انسان نظر آتے پھل درختون کے ایسے رنگین و خوبصورت کہ ترنج آفتاب کو شرماتی نہرین
بہ آب و تاب جاری و زان ہر سو باد مہاری چمن کیطرح پریان وشون کی بہر روشن نہایت خوش
قطع بنین عروس باغ کی مانگ نکلی ہوتی قریب اوسکے ہری ہری گھاس لگی جو کان زمرد کو بھی
شرماتی رشک سے ہیرا کھلاتی نہرون مین خواری جاری بلبلون پر بیقراری طاری پانی کی شفافی
پر جہان چشمہ ماہ و مہر لہراتی ہر گل کے متصل بلبلون کا ہجوم ہر سمت نغمہ سنجی کی دھوم ہر طایر ان
خوش الحان گلستان اور بوستان کا سبق پڑھتا بلبل شیراز کیطرح اوستادی کا دم بھرتا
خوشبوے گلون کی تمام دشت مہکتا روح لطیف اہل دلان کا اوسجگہ مسلن پاک طینتون کا ٹھکانا
نسیم و صبا عنبر فشان ہر گل عطر دان کیطرح کھلکر کھلا ہوا شگوفہ نخلہ کیصورت بنا سوا مہتمم وہان فصل بہار
اور فضا ہر تختہ چمن محیرت بخش ہزاران گلشن ہر پھول پر ہزار طرح کا جوبن ہر فصل کے پھول لگے ہوے ہیو
تیار بلبل دل سوجان سے اوس باغ پر نثار خزان کو وہان سخت خار تمنای چمن سریر حکومت شاہ زمن
کہین بہتر جنکی سرزمین مین رعایا سبز و خرم ہر ایک نہال مادر دہر دودھون نہاتی پوتون پھلے

شاخ شاخ سے مشاقون کیطرح باہم لپٹی ہوئی درخت گلدار بیلا چمیلی موتیا سوگرا نسرین ونسترن بار دار اشجارون مین سیب وبہی دانار وناشپاتی پر جو بہار کہین سنبل دافع پریشانی کہین نرگس رفع کی حیرانی کیسی سوسن خزان کو آنکہین دکھاتی یا بنان قدرت کی مدح زبان گلگون سے فرماتی ہر طرف نسیم مستانہ وار لہلہاتی کہین طاؤس رقص سی مانوس کہین گلگون پڑی ہوئی اوس کہ ابیات

نظر آئے نہاں سبز وخرم — جسے دیکھے سے دل ہو شاد وخرم — ثمر مین اسطرح پیدا تھا جوبن
کہ جیسے عارض دلدار روشن — پڑا ہر سمت سبزہ لہلہاتا — ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتا
اگر غنچون پہ وان کی چشم والکی — گرہ کھلتی تھی دل کی مدعا کی — نظر پہونچی اگر سوے گل تر
تو یہ دل محو تھا روی گل تر — بہار عمر تھی سنبل مین پیدا — مزا جو چاہیے ہر پھل مین پیدا
کہین پھولون کا عکس ارغوانی — بنا تھا مثل سر آسمانی — ملک غنچہ دہن اوس بیشۂ فرحت

آگین مین کچھ دیر ٹہر کر راحت گزین ہوئی اور پھر آگے چلی بہت دور تک وہی جنگل خوشاب اور نایاب پایا اور وہی چارون دریاؤن کو دیکھا کہ گرد اوس صحرای بہشت آئین کے موج زن ہین جب کنارے پر اوس بیشہ فرحت آگین کے گذرا ہوا دیکھا کہ صحرای بہشت آئین تو اس جنگل سے زیادہ سرسبز وشاداب ہے لیکن اون چارون دریاؤن کے بدلے چار نہرین نہایت عمدہ اور شفاف پانی کی روان تھین اور کنارے اون نہرون کے بنگلے جواہر نگار بنے تھے جو برج آسمانکو اپنی خوبی کے آگے شرماتے تھے اون بنگلون برج طلائی تعمیر تھے سراسر پچی کاری تھی اونمین تخت جواہر نگار گستردہ تھے اون تختون پر سامری کی بچاری ساحران ذی عزت باتوقیر جلوہ فرما تھے کوئی شیر پیکر تھا کوئی چہرۂ انسان کا دھڑ فیل زیان کا رکھتا تھا کوئی سنگ کا چہرہ اور جسم انسان کا رکھتا تھا ہر ایک ساحر نمدار ہیئتین نرالی شکلین کالی کالی کسیکا شیر کا سا منہ جسم انسان کا کسیکے دس بارہ سر دھڑ حیوانکا کوئی اژدر دہان کوئی فیل دندان کسیکا تیلا کرگدان کا کوئی دیو پیکر کوئی اژدر بدن کوئی شرر افشان کوئی آدھا انسان اور نصف جنون ہزارون ساحر ایک ایک زیر فرمان بنگلون کے گرد سندھیان ڈالے اتری ہوئی اپنے اپنے گرو کی یاد مین کمنور چندن کی لگائے آنکھین بند کیے متقلین آسنون سلگائے تلسی کی اور

پریون کی مردون کے مالے بنانے چپ بیٹھے تھے سامنے موم سلگ رہا تھا دھون ہوم کا تا بہ چرخ
دوار جاتا تھا افتاب بھی وہین سے جوگی کا چیلا تھا جو تپشیا کرتا پھرتا ہی زحل وہین کے جیبال
کا دم بھرتا ہی ہندوی فلک کانون مین وہین کا کنڈل ڈالے رہتا ہی حلقہ مہر و ماہ سی حلقہ بگوشی
کرتا ہی زمین سے دم بدم دہان کی خاک اڑتی تھی اور پری کی صورت اوس سی پیدا ہوتی تھی جو گی پاس
جاتی تھی اور بھجن سامری کی گاتی تھی پھر غائب ہوجاتی تھی پھل درختون کے بشکل انسان
قہقہے لگاتے تھے ہنگام قہقہہ جانور منہ سی نکلکر اڑجاتے تھے پھر شاخون پر بیٹھکر تعریف سامری کی زبان
پر لاتے تھے نہرون پر یاقوت و زمرد کے پل بنے تھے اونکے اپر درجے اور شہ نشین تیار تھین سراسر نظیر
تھین اونپر تصویرین پتھر کی اور جواہر کی بصد قرو تمکین رکھی تھین سامنے اون تصویرون کے چوکیان
صندل کی بچھی تھین اونپر اسباب عیش و نشاط دھرا تھا اون کو وہ تصویرین تھین رتانکو پریان
بنکر گاتی بجاتی تھین منہ سی اون تصویرون کے ہنگام تکلم موتی گرتے تھے بالونسے نیلم کے ٹکڑے
جھڑتے تھے وہ سب دریا مین جاکر بہتے تھے پھر مچھلیان بنکر ادبھرتے تھے اور جے جے کا سامری
کی شور کرتے تھے غرض عجب طرح کا نیرنگ ہر سمت آشکار تھا طرفہ عجائبات پر بہار تھا کہ نظم

طلسمی تھے وہان کے کارخانے — جدھر دیکھو تھی جادو کی ٹھکانے — درختون مین بھرا افسون نیرنگ
ہر اک پتے سے ظاہر سحر کا ڈھنگ — کوئی پھل شکل مین مثل پری تھا — کوئی گل نقشۂ جادوگری تھا
تمر کی جا گہر سب مین نمودار — چمک تیون جبین عارض یار — گلون سی آتی تھی آواز دلکش
سنے انسان اگر اسکو تو غش کھائے — صدا غنچون سی تھی نغمون کی آتی — ہر ہر شاخ تھی ندی بہاتی
زمین سی دمبدم اوٹھتا بگولا — پری کی شکل بنکر ناچتا تھا — کہین سی اڑکے کچھ آتے تھے طائر
ہم سب جنتیان کھاتے تھے طائر — اوسیدم ملک سب دیتے تھے بھگا — نکلتے تھے اونھین بیضون سی بچے
وہ پھر اڑکے پھر بنگلون پہ جاتے — بھجن سب سامری کی وان پہ گاتے — ملکہ سیار مقام عجائب و سیاح

غرائب ان مقامات کو دیکھتی روانہ تھی چند قدم اور آگے بڑھی تھی کہ سامنے ایک گنبد طلائی
نظر پڑا جسکے در پر ہزارہا پجاری بیٹھا تھا اور در و ہوا پر ہزارہا گھنٹا ٹنگا تھا جانور جو اڑتے تھے اوس
گنبد کے گرد پھرتے تھے تعریف سامری کی گاتے تھے اور در و ہوا پر بت سی تخت استادہ تھا کہ اوسپر بیان
سوار تھین وہ سب چنور ہاتھ مین لیے اوس گنبد کی مروجہ جنبانی کر رہی تھین ہزارہا ستارہ اوس گنبد پر

ٹوٹتا تھا اور ابر رنگ برنگ کے دمبدم اطراف سے آتے تھے اور اس گنبد پر موتی اور پھول برسا کے
چلے جاتے تھے پھر ستارے سنہرے روپہلے ٹوٹکر گنبد کے گرد جمع ہوتے اور اونمین سے بھی طائر خوشرنگ
نکلکر اڑتے اور گرد گنبد پھرتے ہر بار گھنٹے بجتے ناقوس پھنکتے اندر گنبد کے چودہ چاند اور پندرہ
سورج گھومتے جنکی روشنی سے گنبد بالکل آگ کا انگارا معلوم ہوتا درختون کے نیچے ہزارہا جادو
کھپاٹ اور کم سن ایسی کہ چار سو برس سے عمر مین کم نہ تھین آسنیان بچھائے سامری کے دہیان
مین بیٹھی پوجا پاٹ کر رہی تھین سامری کے نام پر جوگ سادھے تھین ملکہ مذکور نے پہلے سامنے گنبد
کے جاکر سجدہ کیا اور کئی جواہر بے بدل چوکھٹ پر اوسکی چڑھائے پھر وہانسے ہٹ کر ایک درخت کے
نیچے آکر آسنی جواہر کی بچھائی اور بیٹھکر پوجا کرنے مین مشغول ہوئی یہ صنم زیبا عجب طرح کی کیفیت
پرستش مین دکھاتی تھی روح سامری کو اپنی محراب ابرو کا ساجد بناتی تھی تین پہر کامل اسنے جبین
سائی کی اور سامری کو پکار کر منتر کی جاپ کیا کی چوتھے پہر مین یکایک ہزارون گھنٹے گنبد پر بجے اور خیو
جلد جلد گنبد پر پریان جھلنے لگین اندر سے گنبد کے آواز آئی کہ بیٹی کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم
نورافشان کی ہماری سرکار مین آئی ہے اوسکو سامنے ہمارے گنبد کے لاؤ کہ حال اوسکا سنکر اوسکو
داد دین اور مراد کو پہونچائین یہ حکم خداوند سامری کا سنکر لاکھون منت اور جادوگر سجدے مین گر پڑے
اور دہن ہوا سامری کا شور مچا پھر ایک چوکی یاقوت نگار اپنے ہمراہ لیکر اوس چوکی کے گرد ہزارہا
ساحر جنور بال ہما کے ہاتھ مین لیے ناقوس پھونکتے گھنٹے بجاتے گاتے بجاتے ہوے اکتارہ چھیڑتے
سامنے برآن کے آئے اور پکارے کہ اے لچھمی تجھپر بڑی سامری کی دیا ہے چل تجھکو اپنی سرکار مین طلب
کیا ہے یہ کہکر برآن کو اوس چوکی پر یاقوت کی بٹھایا اور اوس چوکی کو اپنے کاندھے پر لیکر سنکھ پھونکتے
بھجن گاتے لیکر چلے جنور دم بدم ملکہ کے سر پر ہوتے تھے اسی طرح سامنے اوس گنبد کے لائے اور
ہاتھ باندھکر سجدہ کرکے عرض رسا ہوے کہ یا خداوند یہ بیٹی کوکب کی حاضر ہے آواز آئی کہ اے برآن تو
شریک عمرو عیار کی ہے یہان کیون آئی ہے کسکے ہاتھ سے از خود رفتہ ہے گھبرائی سے برآن نے سجدہ کرکے
کہا خداوند خوب واقف ہین کہ مینے اور میرے باپ نے عمرو کی شراکت کی ہے مگر دین خداوندی کو نہین
بدلا ہے آپ ہی کے دین پر اپنے تئین قایم رکھا ہے یہ کہتا تھا کہ صدائے مہیب آئی اور سنائی دیا ہے ہے
جھوٹ بولی اری تو یہ کر اور جا جلد نخل قدرت کے نیچے ٹھہر کر سوا میرے خداوند کے نام کا جاپ کر

پرآنا اور یہی بات زبان پر لانا برآن کو وہانکے ساحر پھر چوکی پر سے اوٹھا کر ایک درخت کے نیچے
لائے کہ جسمین پھل بصورت انسان لگے تھے اون پھلون سے اواز قہقہہ کی آئی اور اونھون نے
آپسمین کہا بھائی خداوند نے ہمکو اسی لیے پیدا کیا ہی کہ جتنے جھوٹے ہین اون سب کے باپ ہم ہین
یہ کہکر وہ سب ہی نام سامری جپنے لگے اور ملکہ بھی سامری سامری پکاری جب سوا پہر گذر گیا پھر ساحر
اور جادوگر نیان چوکی لیکر حاضر ہوئی اور ملکہ کو سوار کرکے بڑی تزک اور احتشام سے سامنے
گنبد کے لائے ملکہ نے پھر اوترکر سجدہ کیا آواز آئی کہ اے بندی قدرت باپ نے تیرے الہ ہین
ہمارا ترک نہین کیا اور تو نے تو طلسم آئینہ مین جاکر شہزادہ ایرج سے عشق جتا کر کلمہ پڑھا اوسکے
ساتھ شراب پی عمر و تیرے درمیان مدتون مہمان رہا تو اسکے ساتھ کھانا کھائی اور ہمارے سامنے
جھوٹ بولتی ہی ملکہ نے کہا یا خداوند پھر آپکو تو سب حال روشن ہی ہین عشق کے پھندے مین پھنسکر
ناچار ہوگئی اب میری خطا معاف کیجئے آواز آئی کہ اے ملکہ ہم عمرو کی تعریف سامری نامہ اپنی کتاب
مین لکھ آئے ہین کچھ اوسکی ملاقات مین برائی نہین مگر تمکو دین ہمارا چھوڑنا چاہیے تھا کیونکہ
اگر یہ نہین عمرو کے ساتھ سب ہو جاینگے تو ہمارا دین کاہیکو رہیگا اچھا اب جو تو اس مشقت شاقہ
کو اپنے اوپر گوارا کرکے یہان آئی ہی کیا حاجت رکھتی ہی اور کیا دلمین ٹھانی ہی برآن نے
رو کر عرض کیا کہ یا خداوند ایک تحفہ آپکی سرکار کا میرے پاس ہی کہ جسکے سبب سے آجتک مین ہمیشہ
پر فتحیاب ہوتی تھی اب آپ واقف ہین کہ افراسیاب ایسی ساحر ہی اور میرے باپ سے اور مجھسے مقابلہ
پڑا ہی پھر اب یہ چاہتی ہون کہ کوئی تحفہ آپکی سرکار کا ایسا عنایت ہو کہ مین جاکر اس اپنے دشمن کو
مارون اور فتح اوسپر پاؤن یہ کہتا تھا کہ آواز مہیب آئی اور سنائی دیا کہ اے برآن تو شریک عمرو
کی ہی اور افراسیاب ہمارے دین کی طرفداری کرتا ہی ہم کیونکر کوئی تحفہ دیکر اوسکو تیرے ہاتھ سے
مغلوب کرادین اور علاوہ اس ہی بھگڑی کہ اے ملکہ بادشاہ آپسمین ہمیشہ لڑا کرتے ہین کہ بموجب

ہفت اقلیمی بگیرد بادشاہ		ہمچنان در بند اقلیمی دگر	

پس وہ دونون بادشاہ کینہ خواہ ہماری بندگی ہوتے ہین اور ہمکو اپنی بندگی برابر ہین ہم کسیکو غالب
مغلوب اپنی طرف سے نہین کرا سکتے ہان البتہ ہم کرا سکتے ہین کہ جسکی تقدیر مین روز ازل سے
شکست لکھدی ہی اوسکو شکست ہوگی اور جسکی فتح ہی اوسکو ظفر حاصل ہوگی بس ابھی ہم کچھ نہین کر سکتے

جب وقت شکست تمہارا یا افراسیاب کا آئیگا اوسوقت ہم تدبیر بتلائینگے ایک کو غالب
کردینگے اور ایک کو مغلوب بنا دینگے بزان یہ سنکر روئی اور عرض کیا کہ یا خداوند بھروسہ بندی تیری
تیری سرکار سے محروم پھیرے آواز آئی کہ بزان ڈیارہ ہدس نکرد وہان سے جب تو چلی تھی تو دل
سے نیت کرکے چلی تھی کہ میں سرکار سامری سے کوئی تحفہ ایسا جا کر لاؤنگی کہ جس سے پہلے پہنچا اوان
توڑدون اور دریاے خون رواں خشک کردون اب جو تو ہماری سرکار میں بجد و عبد تمام آگئی ہے
تو بانون تو ڈی پھیلائی اور زیادہ طلبی کرنے لگی ہمکو اپنے نہر سے سب برابر ہیں ہر چند کہ تو ملجا اور ماوی
ہوگئی ہے مگر پھر بھی دریاے رحمت ہمارا جوش میں ہے اگر ساران دریا سے نہایت کرنے اور پہلے تو ڈی
کا ہاتھ سے مانگے تو البتہ ہم عطا کرین باقی اور کچھ ہم سنجگونہ دینگے بزان ڈی سجدہ کرکے عرض کی کہ آپکا
فرمانا مجکو قبول ہے ہان سچ ہے کہ یہی نیت دل سے کرکے گھر سے چلی تھی بس اتنا کہتا تھا کہ آواز آئی کہ
یہان سے اوٹھکر سامنے نہر قدرت کے داہنی جانب کو چلی جا اور اوس نہر میں نہا کر تجکو
سجدہ عنایت ہوگا جس سے تو پل توڑدیگی اور دریا غارت کردیگی بزان یہ سنکر شاداں و فرحان
اوسی نہر کیطرف چلی اوسوقت پھر ہزارون گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے اور خلقت سامری کی جے کا بلند ہوا
اور ملکہ کے سر پر ہزارون طایران خوشرنگ آکر اپنے پر و فسے سایہ فگن ہوے اور ملکہ کنارے اس نہر کے آئی
دیکھا اوس نہر میں بیکرون سورج جگمگا رہے ہین اور سیپان یہ رہی ہین موتی اوسمین پیدا ہوتے ہین
ہین ملکہ ذرا ایک جانگیا تو رہنے دی باقی برہنہ ہوکر اوس نہر میں کودی اور غوطہ مار کر ادھر سے اوسطرف
سامنے سے ایک گرداب چکر مارتا ہوا قریب ملکہ آیا جب قریب پہونچا دیکھا کہ وہ گرداب ایک حوض ہے جو
کاکہ چشمۂ خورشید کو اپنی آب و تاب کے سامنے اندھا بناتا ہے باقی اس حوض میں مثل گوہر آبدار کے صفا
بھرا ہے بس جب وہ حوض قریب تر آیا آواز آئی کہ اے دختر کوکب اس حوض میں کود پڑ ملکہ آنکھین بند
کرکے یا سامری کہکر اس حوض میں کود پڑی بس فوراً ایک ہی ماہی خوشرنگ یاقوت کی جگمگی اور
حوض چکر کھاتا ہوا بلند ہوا پھر ہزارون گھنٹے بجے اور سامری وہان کی بجن گانے لگی جانور چھپاتے لگے اور وہ
حوض ملکہ کو لیے سامنے اوس گنبد کے پہونچکر اوتر اجب زمین پر آیا آواز آئی کہ یہ منتر اے ماہی غواص
قدرت سیکھ ڈار اور پڑھکر حوض سے نکل ملکہ کنارے اوس حوض کے منہ نکالی مچھلی نے ہوتی سن رہی تھی کہ
یکایک منتر کی اواز آئی جتنی لفظین شانی دین اوسنے جلد یاد کین اور انکو پڑھکر جیتجو کی باہر حوض کے آئی

ویسی ہی نازنین اصلی صورت پر بنگئی سجدہ کیا حکم ہوا کہ یہ حوض تجکو عنایت ہوا جب یہ تعلیم ہوئی ہین پڑھکر جاہیگی تو باہر حوض کے نکل آئیگی اور جب جست کرکے اس حوض مین جائیگی ماہی برن ہوجائیگی بس اوس حوض سے جب اصلی صورت پر بننا نہ چاہیگی اور مچھلی بنی ہوئی جس دریاہے سحر اور جسپر گریگی وہان کے ساکنونکو جلادیگی اور وہ تجھسے لڑینگے تو غالب تو ہی آئیگی اور پانی دریاہے سحر کا روغن کیطرح اڑجائیگا سیران ہوجائیگا اے ملکہ دریاہے خون روان شاہ جادوان جو کہلاتا ہے افراسیاب جادو اسکے بزرگون نے جاری کیا ہے اور اوسپر پل بنایا ہے کچھ مرحلے طلسمی نہین جو بغیر لوح کے فتح نہو پس وہ تو فتح کرلیگی باقی دریاہے نیل وغیرہ مرحلہ طلسمی ہین اگر انپر گجوہی کی تو فتح نہ پائیگی وہ بغیر لوح اور طلسم کشا کے فتح نہونگے بس جس دریا پر مگر وہ دریا کہ جو ساحر کے سحر کا بنایا ہوا ہو طلسمی نہو وہ تیرے گرنے سے غائب ہوجائیگا اور تو فتح یاب ہوگی اور علاوہ اوسکے اور بھی ڈھکوسلے سحر کے توڑ سکتی ہے وقت پر موقع و محل دیکھکر کام اس حوض سے لینا اور اس امر کا ذکر کسی سے نکرنا گبند ہمارا تیرے طلسم کی سرحد مین ہے اسوجہ سے یہ تحفہ تجکو دیا گیا اگر افراسیاب سنیگا تو ہمسے شکایت کریگا اور اگر طلسم ہوشربا مین یہ گبند ہوتا تو طلسم کشا اور عمرو وغیرہ سے ہمکو بھی لڑنا پڑتا اور ہم کبھی تجکو یہ تحفہ نہ دیتے تیرے گھر مین رہنے سے مجبور ہوگئے اور اب خداوند بھی عرش عالی پر جانیوالے ہین باپ تیرا کبھی اسطرف رخ نہین کرتا بڑا تعجب یہ ہے کہ ہمارا نام لیکر ساحر سحر کرتے ہین اور اپنے گھرون مین سجدہ ہمکو کرتے ہین مگر ہمکو یہان آکر پرستش نہین کرتے پھر خداوند کو کچھ اسکی پرواہ نہین اچھا اب جانتر خوب اچھی طرح سے یاد رکھنا اور پل پر نیزہ دان توڑنا لیکن اتنا یاد رہے کہ بعد توڑنے پل مذکور کے یکایک حوض سے نہ نکلنا مع حوض اپنے لشکر مین جانا اور ایک رات مچھلی کے برن مین رہنا ورنہ خطا پائیگی کیونکہ اس تحفہ کے ملنے سے ہزارون ساحرونکی تیرے ہاتھ سے جان جائیگی ہمارے ابھی دنیا مین بڑے بڑے بھاری پڑے ہین کہ ہمارے نام پر قبر مین دفن زندہ بارہا برس رہے ہین ہم انکے پاس ہر روز جاتے ہین اور انکے ہاتھ سے شراب پیتے ہین سو ہین بھوگ کھاتے ہین پس وہ ساحر طرفدار افراسیاب کے ہین ایسا سنکر بعد ٹوٹنے پل کے تجکو وہ آزار پہونچائین ہمکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو اب کچھ دنون چولا چھوڑدیگی اور مردہ پڑی رہیگی اس زمانہ مین تیری لاش کی اگر تیرے باپ اور تیرے طرفدارون نے حفاظت کی اور کلیجہ تیرا کوئی ساحر کھانگیا جب تو زندہ تو پھر

ہوگی ورنہ ہماری جہنم مین جلائی جائیگی اور پھر ہوجانے کا بدلا ملیگا منرا پائیگی اے ملکہ یہ دنیا اس قابل
نہین ہی کہ ہماری دہیان گیان کو چھوڑکر کوئی کسی پیت کری اور یارا بنا ٹھہرائی کہتے چاہیے کہ اب
توبہ کرکے ہمسے دہیان لگا اور چین سے سلطنت کر عمرو کی شراکت چھوڑدی ہم تیری طرفداری کرینگے
اور افراسیاب ایسا بادشاہ تیرا شریک حال ہوگا پھر عمرو کچھ نہ کرسکیگا مارڈالا جائیگا ہمنے تقدیر
کردی ہی کہ کوئی ساحر عمرو کو قتل نہ کرسکیگا ہم اوس تقدیر کو بدل دینگے ان کلمونکو سنکر اوسکا
ایسی قلب ملکہ مذکور پر تاثیر ہوئی کہ بالکل محبت عمرو کی دلسے جاتی رہی اور یہی دہیان آتا تھا کہ
ہاے کیا تو نے بُرا کیا جو عمرو کو اپنے گھر مین رکھا اور اوسکی شراکت کی اور بنجاطر اور تواضع اس سے پیش
نہ آئی اب چلکر یہانسے اوسکو نکال دینا غرض پھر اوسنے سجدہ کرکے کہا کہ یا سامری تو برحق ہی اب
مین رخصت ہوتی ہون اور ارادہ رکھتی ہون کہ سمت طلسم ہوشربا جاؤن پس جب اپنے طلسم سے
چلی تھی تب تو بڑی بڑی آفتون مین پھنسی تھی اور مصیبت اور آفت اوٹھاؤن گی کیونکہ ادھر
آپ کے گنبد کیطرف آنے کی ممانعت ہی بلکہ یہی حکم آیا ہی کہ جو کوئی آئی وہ نور افشان ہوکر آئی
ہان وہ لوگ جو آپ کے نام پر مدت سے جوگی اور جوگن ہوگئے ہین وہ البتہ اس راہ سے آسکتے ہین اور
اثنای راہ مین اپنا مسکن رکھتے ہین اور انکے رہنے سے اور بھی زیادہ تر راہ کٹھن ہوگئی ہی کہ وہ اپنے سحر مین
آنیوالونکو متبلا کرکے برسون آوارۂ دشت ادبار کردیتے ہین ایک تو راہ مین الاؤ جمشیدی پڑتا
ہی کہ وہان ہمیشہ تاریک صورت کش دایۂ افراسیاب رہتی ہین پھر آلاؤ کی آگ کو کون
طے کرسکتا ہی پھر بیابان ہستی ملیگا وہ راستہ بھی طے ہونا ہونا بڑی مشکل ہی کہ بانیان طلسم ہوشربا نے
ہستی اور فنا کا ایک نمونہ بنایا ہی لہذا علاوہ بلیات آپکی سرکار کے ان ساحران نامی سے کہ خبکا مین نے
ذکر کیا ہی بچنا مشکل ہی اب آپ جدھر سے ارشاد فرمائین مین جاؤن اور ایسا کچھ تحفہ مجھکو عنایت ہو کہ راہ مین
درپیش کوئی مصیبت نہو بہت جلد اپنے مسکن پر پہونچ جاؤن یہ عرض کرتا تھا کہ آواز گنبد سے آئی اے بندی
قدرت ہمارے گنبد کے دہلیز کی خاک اوٹھاکر اپنے ماتھے پر لگا اور جس راستے سے آئی ہی اوسی طرف سے چلی
جا تجھسے کوئی نہ بولیگا اور راہ جلد طے ہوگی کچھ ہی دیر مین تو اپنے طلسم مین پہونچ جائیگی ملکہ نے خاک
آستان گنبد اوٹھاکر اپنی پیشانی پر قشقہ کھینچا چہرہ بسان پری زاد حوروش کے چمکنے لگا اور پہلے
ہوگئی اوسوقت وہ حوض جو عنایت ہوا تھا گھٹکر چھوٹا سا ہوگیا اور پانی اوسکا ایک جام بلور مین ملکہ نے بھر لیا

حوض کو اوٹھا کر اپنی جھولی مین رکھا پھر سجدہ کر کے دیر تک دنڈوت کی اور عرض کیا کہ نبدی تیری
یا سامری جاتی ہی اوسوقت ہزارون طائر اُڑے اور گرد ملکہ کے پھرنے لگے گویا صدقی ہو کر کہتے
تھے کہ ای نبدی قدرت زہی نصیب تیری جو اس سرکار مین اکر اپنی مراد کو پہونچی یہ دن کسیکو کب نصیب
ہوتا ہی برسون اسی خیال مین انسان روتا ہی دعا مانگتی تا نگتی عمر بسر ہوتی ہی زبان گھستی ہی اور مراد
پوری سنین ہوتی ہی پریان اڑ کر ملکہ کے پاس مین اور سبارکباد دینے لگین گھنٹے اور ناقوس
بجنے لگے اور اس پر پوش نے پہ پہ واز دا کر کے سنا ما بھرا سیر اطراف صحرای عجائبات فرمانی ہوئی رات
ہوتی اب جو کوئی بلا اوسکو ملی وہ اکر گرد اوسکے پھری اور بلا مین لیکر غائب ہو گئی ہر ایک غول اور
دیو صحرائی نے سامنے آکر عرض کی کہ اگر تو میرے کاندھی کو تخت آرام اپنا سمجھے اور سوار ہو کر چلے تو مین اطاعت
مین حاضر ہون دم بھر مین تجکو پہونچا دون ملکہ ہر ایک کو اپنا درشن دکھائی کسی سے جواب کچھ نہ دیتی
چلی آتی تھی اب نہ کنون مین کسی نے دھکیلا نہ کسی جانور نے گوشت بدن کا نوچا درخت بنی نہ راہ
کی صعوبت اوٹھائی محنت سفر درپیش نہ آئی کچھ ہی دیر مین یہ اوس صحرای عجائبات سے باہر آئی اور سجدہ
شکر بدرگاہ قاضی الحاجات ادا کر کے آگے بڑھی یہانتک کہ آکر اپنے قلعہ ہفت رنگ مین پہونچی اور آسودہ ہوئی
یہان بھی کئی روز تک نام عمرو سے اوسکو نفرت رہی جب تین روز متواتر یہ نہائی اور وہ خاک اپنی پیشانی
کی چھڑائی تب خیال شہزادہ ایرج آیا حضرت عشق بھی کیا زبردست ساحر ہین کہ انکے افسون کے روبرو سحر سامری
ایک ادنی شعبدہ ہی جمشید کی روح کو بھڑکا کر انھون نے صحرا یہ صحرا پھر آیا ہے کہ مسدس

عشق دوزخ کی دھوئین دم مین اڑا دیتا ہی	برق وش خرمن ہستی کو جلا دیتا ہی
خاک مین عالم و آدم کو ملا دیتا ہی	جلوہ خورشید کا ذرے مین دکھا دیتا ہی
ہے جہنم تو فقط ایک شرارہ اوسکا	آپ حیوان سے بھی جیتا نہین پارا اوسکا

جب یاد شہزادہ مذکور نے بقرار کیا خیال مین آیا کہ بغیر عمرو جنامیہ کے یہ عقدہ مالاینحل حل نہوگا بس کمر ہمت مضبوط
باندھی کہ جلکر پل پر نیرا دان قوڑون اوسوقت خیال مین آیا کہ اپنے بڑے ابراہم پر تو نے قدم مارا ہی اسکی اطلاع
اپنے پدر عالی مقدار سے بھی کرنا واجب ہی پس یہ سوچکر اسنے ایک عریضہ اپنے باپ کو بھیجا کہ ای پدر والا قدر یہ کنیز تیرا چند
کہ بغیر اجازت جناب کے لڑنے گئی تھی خطاوار ہون مگر اب سیدوار ہون کہ میری خطا سے چشم پوشی فرما کر اپنے ساتھ
طلب فرمائیے کہ مجکو عرض کرنا ہی یہ عرضی ایک کنیز کو دی کہ وہ بادشاہ کی خدمت مین لیگئی شاہ قلعہ کو کھیہ مین

ملکہ خاور کا ملکون پوشن کے پاس سے آنا تھا کہ کنیز نے جاکر عرضی ملکہ کی پہونچائی بادشاہ نے مضمون عرضی سے مطلع
ہوکر دستخط فرمایا کہ اچھا اسے فرزند آوے جب جواب عرضی ملکہ کو ملا یہ لباس فرمانروائی سے آراستہ ہوکر تخت پر
بیٹھکر سامنے بادشاہ کے آئی اور عرض رسا ہوئی کہ اے والا جاہ یہ کنیز اسطرح یہانتک مہربانی عمد و گئی
اور اوسکو چھڑایا لیکن مجکو شاہ جادوان نے زندانخانہ مین اپنے ظلمات کے قید کیا برق فرنگی نے جاکر مجکو
چھڑایا اب مین نے قسم کھائی ہے کہ اسکے بدلے مین پل پر نیزادان تورون اور دریائے خون روان خشک کرون
کوکب نے کہا یہ امر مشکل ہے پل پر نیزادان بزرگان اقراسیاب نے بنایا ہے اسکا باطل ہونا دشوار ہے
برآن نے کہا آپکے اقبال سے اور سامری کے افضال سے آپ ملاحظہ فرمائینگے کہ بسان حرف غلط اوسکو
یہ کنیز آپکی شادیگی اور ساکنو ٹاکو وہانکے گورمین سلائیگی کوکب نے کہا کہ ہیرہ بھی تیرا ہیت رعب دار مجکو
نظر آتا ہے سامری کی سرکار سے شاید کوئی تحفہ تجکو نیا ملا ہے تیری روشنضمیری خبر دیتی ہے کہ تو گیند سامری
پر گئی تھی برآن یہ سنکر ہنس پڑی کوکب نے کہا اچھا اگر تو تحفہ گیند سامری لیکر آئی ہے اور ارادہ رکھتی
ہے کہ ساحران پیشین جو بزرگان اقراسیاب سے تھے اونکی نام نامی کو شادی اور اپنا نام روشن کرے
ان ساحرون سے معرکہ جیتے گوے سبقت لیجاے تو بہت انسب ہے ورنہ کریہ بھی افسانہ رہجائیگا کہ دختر کوکب
نے اتنا بڑا معرکہ مارا اور باوجود زندہ ہونے شاہ جادوان کے اوسکے باپ دادا کی نبائی ہوئی خیر کو
آن واحد مین مٹا دیا ہے دختر تیری ہمت اور اولوالعزمی پر جان پدر قربان اگر تو ایسی نہوتی تو مین
کاہیکو اپنا روح و جان تجکو سمجھتا اور ملک مال تیرے سپرد کرتا مگر شاہ جادوان اس غضب کی لڑائی
لڑیگا کہ اس سے سامری ہی بچا سکے تو جان ہے پھر مین تجکو ایک سحر تعلیم کرتا ہون اسکے پورا کرنے سے تجکو
یہ طاقت ہوگی کہ بارہ ہزار پتلا رومین تن تماش کے آئے کا تو بنا لیگی اور وہ پتلے نہ کسیکو مارے
مرینگے نہ کاٹے کٹینگے بس وہ شاہ جادوان سے اور اوسکی فوج سے لڑنے کو کافی ہونگے اور فوج ناظمان
طلسم جو لڑنیکو تو نے بھیجی ہے اوسکا ابھی کٹوانا اچھا نہین ہے اوسکو ابھی روک دینا چاہیے ملکہ نے
عرض کیا پھر وہ سحر مجکو تعلیم فرمائیے کوکب اوسکو علیحدہ ایک حجرہ مین لیگیا اور ایک سحر اوسکو
تعلیم فرمایا پھر ہنستا ہوا باہر آیا ملکہ وہ سحر سیکھکر وہانسے رخصت ہوئی اور اپنے ملک مین آئی ایک نامہ
آنے ہی بنام ناظمان طلسم لکھا کہ اگر تمکو حکم لڑنیکا زبانی برق پہونچا ہو تو اس حکم کو بھی سچ جانتا
مگر مصلحت اسوقت مین سوچی گئی ہے کہ تا حکم ثانی پہونچے ہماری خبر وارثہ خبگ نہ کرنا بلکہ کوچ

کرکے جہان کہین کہ مقیم تھے اوس جگہ سے بھی ہٹکر اپنے طلسم کی سرحد کی طرف آکر اترتا کہ ہم آکر تم کو اپنے
ساتھہ لیجانینگے یہ نامہ طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر بہت جلد لشکر ناظمان مین جو لڑنے چلے تھے اور
ملکہ کا انتظار قریب لشکر مہرخ پہونچکر کر رہے تھے لایا اور افسر فنکو بادشاہونکو نامہ پہونچایا مضمون
نامہ سے مطلع ہوکر حسب الارشاد ملکہ کوچ کرکے سرحد طلسم کیطرف گئے اور ایک صحرای وسیع و پاکیزہ
و سبزہ زار دیکھکر فروکش ہوئے ادھر ملکہ بہان نے دوسرا نامہ لکھا ملکہ مہرخ و بہار کو لکھا مضمون
یہ تھا کہ ای حاکمان لشکر جانب دار عمرو مین نے سنا ہے کہ آجکل تمنے وہ معرکہ مارا ہے کہ سامری بھی ایسے
معرکہ کو فتح نہ کر سکتے مرحبا صد مرحبا لیکن میرے طرف سے اطمینان رکھو اور مین بخوبی اپنے ملک مین بالم
تمام پہونچ گئی ہون اگر چاہا خدای تعالی نے جو ارادہ کہ برق سے بیان کیا ہے اوسکی تدبیر کرکے
آتی ہون پس باطمینان تمام تمامدگی آپ ساکن رہنا اور خواجہ عمرو سے بعد سلام کہدینا کہ آپکو خلاف
مقام طلسم ہوش ربا مین جانا چاہیے کہ وہان مین آتی ہون مجھسے ملاقات ہوگی اور مین کچھ مشورہ کرونگی
گی یہ نامہ محبت شمامہ بھی ایک تیلا سحر کا لیکر روانہ ہوا اور بارگاہ مہرخ مین پہونچکر نامہ دیا وہ نامہ جب
پڑھا گیا نہایت خوشنودی ہوئی اور خواجہ عمرو جو بالا دے کو گئے تھے کہ یہ کبھی بارگاہ مین کبھی
لشکر حریف مین آمد و رفت رکھتے تھے الحاصل اب جو پھر کر آئے تو مہرخ نے وہ نامہ دکھایا عمرو مضمون
نامہ سے آگاہ ہوکر حسب نشان دہی ملکہ مذکور اوسی طرح کہ جسطرح بیٹھا تھا اوٹھکر اس سمت چل
نکلا ادھر بہان ملکہ مجلس وغیرہ اور عمران و اختر بنت سہیلان جو عزیزداران کوکب سے
ہین بلوا کر اپنے ارادے سے مطلع کرکے فرمایا کہ میرے عقب مین تم بھی باقیماندہ فوجین طلسم سے
لیکر آنا اور مین طلسم ہوشربا مین ایک پہاڑ ہے کہ اوسکو کوہ زبرجد نگار کہتے ہین اوس کوہ کے متصل
چار پہاڑیان ہین اون پہاڑیون صحرای سبزہ زار ہے چشمے جاری ہین ہر طرف وزان باد بہاری
ہے میوہ ہر قسم کے درختون مین لگے ہین شجر سب پھولے پھلے ہین الحاصل وہ مقام جاے عیش و آرام
ہے پس وہان جاکر سحر تیار کرونگی اور چند روز کے بعد آونگی یہ سب انعام و تفہیم کرکے دو گولی فولادی
ہاتھہ مین لیے اور بال اپنے بکھیر کر رخ انور پر پریشان کر دیے اور سناٹا بھر کر اڑی اور بالا ہوا جاکر غائب ہوگئی
کچھ دیر مین کوہ زبرجد طلسم ہوشربا کے قریب پہونچکر ظاہر ہوئی یہان عمرو بن امیہ آچکا تھا اور ساحر نما ہوا طرف
ملکہ کو ڈھونڈ رہا تھا کہ یکایک ایک بجلی سی چمک کر غائب ہوئی اب جو دیکھا تو ایک درہ مین کوہ کے بہان

شمشیرزن اس ہیبت سے استادہ ہی کہ بال سر پر پریشان آنکھین سرخ منہ پر بھبوت ملا ہوا فولاد کے گولے ہاتھ مین لیے ہی یہ دیکھکر یہ قریب تر آیا اور کہا اے ملکہ فرمایئے کہ آپ ذی کیون مجکو طلب کیا ہی یہ ان ذی عمرو کو پہچانکر کہا کہ خواجہ مین اس پہاڑ کے درے مین جاتی ہون اور سج تیار کرتی ہون ازسبکہ تمنے وعدہ کیا تھا کہ فوج لیکر تمھاری ساتھ چلونگی اور افراسیاب سے لڑونگی بس اس وعدہ کیا ایفا ضرور ہی اب تک تو مین جسطرح شاہان روے زمین باہم مقابلہ کرتے ہین اوس طرح لڑی نہین یونہین جب سامنا افراسیاب کا ہوگیا تو ہاتھ پانون ہلانا پڑا مگر اب لشکر کشی تو مینے کی لیکن پھر بھی مقابل شاہ جادوان اپنے تین نہین پاتی اسوجہ سے چاہتی ہون کہ اگر لڑنے نکلون تو کچھ لڑائی سنبھلے اور کچھ نوزک شاہ طلسم ہوش ربا کو پہونچے ذی عمرو افراسیاب ابھی مہرخ سے بھی نہین لڑا ہی یہ لڑائیان اوسنے فقط دھمکانے کی راہ سے لڑی ہین ورنہ افراسیاب کا غصہ خدا کی پناہ ہان ایک دن وہ لڑنے نکلا تھا اور فوج طلسمی کو بلایا تھا مگر اوسوقت صفت وزیرہ اوسکی آگراد سکو پھیر لے گئی ورنہ اوسیدن ساری زمین طلسمی کی الٹ پلٹ ہو جاتی اور حیرت بھی مثل ایک جادوگرنی کے ہی جیسے بہار وغیرہ ہین صرف اتنی عظمت اوسکی ہی کہ زوجہ بادشاہ طلسم ہی ورنہ وہ بھی ابتک قتل ہو جاتی بس اوسکا لڑنا اور شکست کھانا اس امر پر دلیل نہین ہی کہ فوج افراسیاب یا افراسیاب کو شکست ہوئی ہی تو یہ افراسیاب اکیلا دو طلسمون کی فوج پر بھاری ہی جسدن وہ لڑیگا آپ تماشا دیکھیگا کیا آفت برپا کریگا ابھی تو وہ لڑائی مین آجایا کرتا ہی اور ایک آدہ سحر ہلکا سا کرکے مغلوب حریف کو کر دیتا ہی مطلب اس بیانسے یہ ہی کہ یہ سحر جو مین تیار کرونگی تو انشاء اللہ تعالیٰ پریزادان توڑ دونگی اور فوج افراسیاب کو بھی مغلوب کر دونگی اسوقت البتہ اسطرح لڑونگی کہ جیسے شاہان طلسم مقابل ہو کر لڑتے ہین بس ابکو چاہئے کہ مین تو اندر درہ کوہ کے جاکر مصروف سحر خوانی ہوتی ہون تم میری حفاظت اس مقام پر کرو اور کسیکو مجھ تک پہونچنے نہ دو تاکہ سحر میرا جلد سے پورا ہو جاے اور اگر کوئی درانداز خلل پردازی کریگا تو چلیتا کو ٹیگا اور پھر نئے سر سے مجکو محنت کرنا ہوگی خواجہ نے کہا میں تو جان ہلکہ حاضر ہون انشاء اللہ حتی الامکان ایسا انتظام کرونگا کوئی نہ آنے دونگا جو کوئی مخالفون مین سے اس درہ مین قدم رکھیگا جانب جہنم بھیجونگا آپ بیتکلف سے اپنے کام مین جاکر مصروف ہوجیے ملکہ یہ سنکر اندر درے گئی اور ایک مقام پاکیزہ کو دیکھکر جگہ کو

اپنے ہاتھ سے صاف پاک کرکے اگیارکی اور سامنے اگیار کے بیٹھکر مصروف سحرخوانی ہوئی اور باہر عمرو نے ایک منڈھی لکڑیون کی جنگل سے لکڑیان کاٹ کر درست کی اور صورت فقیرون کی ایسی بناکر دھونی رماکر سکونت اختیار کی اب ملکہ مہران کو تو مصروف سحرخوانی رکھیے اور لشکر ملکہ مذکور کو انتظار مین ملکہ کے چھوڑ دیجے چالاک کو جنگل مین پھرنے دیجیے اور مہرخ وغیرہ کو اپنے مقام پر بآرام رکھیے افراسیاب کو رنجیدہ و دل کبیدہ رہائی یران سے سمجھیے مگر جبتک یہان درستی سحر و ساحری ہو اوسوقت تک اور حال نئی داستانون کی سنیے کبھی افراسیاب سے اور مہرخ سے مقابلہ اور چالاک کی چالاکیان اور گاہے امیر اور لقا سے مقابلہ بیان کیا جاتا ہے،

داستان دلستان آنا اژدر کوہی کا واسطے مدد کرنے لقا کے اور لڑنا قاہر کوہی سے آخر بعیاری عیاران زیر ہوکر مسلمان ہونا پھر آنا یورش جادو کا بہر مدد خداوند لقا اور عیاری عیاران پھر حال افراسیاب اور عیاری چالاک مارکا کل سیاہ پرا اور سفاک سے مقابلہ ہونا بیان عظم شان چالاک پھر جانا عمرو کا بیابان گلریزمین اور معمار قدرت کی داستان اور آنا اوسکا اور شریک ہونا مہرخ کا اور عیاری صرصر کی معمار پر اور چھڑانا اوسکو چالاک کا پھر قلعہ سحر بنانا معمار کا اور عمرو کا قید ہوکر قلعۂ عشق کوہ پر جانا اور مارنا ساحرونکو اور معمار کے حسب حال داستانہای رنگین کا بیان سو نقطہ

اوٹھا پھر جام ہے ساقی خدارا	کھلے کچھ راز دل کچھ سب کا	لب مینا کو تر کر جام بھرکے
پلا ہمکو ذرا احسان کرکے	بڑی حسرت سے تکتا ہون سوے جام	کہ ڈوبی ہوئی ہے خشک ہے گلو
وفور شوق یہ کہتا ہے ساقی	کہ می خم مین نہ رکھنا کچھ بھی باقی	مرا بھی منھ کا کچھ ہے پیسکا پھیکا

گلا بھی دیر سے ہی اپنا سوکھا	بہت عرصہ سو امشاق مے ہین	جھلک پھر جام کی دیکھین یہ انکھین
ادبلتا ہی ہمارے دل کا پھر جوش	دفور شوق سے رہتے ہین بیہوش	پیون دو چار جام اور گرم ہو منھ
سخن لاؤن زبان پر اپنی مین نغز	امنگون پر ہو پھر جوش جوانی	سناؤن سنکو اک تازہ کہانی
لڑین باہم تقا و اہل اسلام	جو بدہین اونکا پھر بدہی ہو انجام	بیا ساقی بدہ جام می ناب

کہ نبو سیم مین این قصہ نایاب + حیرت پردازان آئینہ خیال و نیرنگ بازان صورت حال سلطان
کشور بوقلمون و نقاشان نقصاویر مضمون آئینہ دازان پیکر دلفریب استان دصورتنمایان
معشوقہ ہوش ربائی بیان نیرنگ طرازی خامہ جادو نگار طلسم تحریر مین اسطرح دکھاتی ہین اور
افسون پردازی تقریر معرکہ بیان مین یون بمنصہ شہود لاتی ہین کہ جب عالیسان توسن کوہ
زبرجد کی درہ مین طیار فرماتی ہین اور سب اپنے اپنے مقام پر ہین لیکن لقا مشرک خدا جو ہاتھ
سے قاسم ذیشان کے شکست کھاکر داخل قلعہ عقیق کوہ ہوا سنا اوسروز سے بہت رنجیدہ
خاطر رہتا تھا کہ افسوس ہے کچھ کسی سے بنین ہو سکتا اور یہ مسلمان روز داغ بالای داغ دیتے ہین یکدن
دن اسیطرح مجکو مار ڈالینگے اوسکو رنجیدہ دیکھکر سلیمان عنبرین موی کوہی ذی جو قلعہ کوہستان
کے فتح ہونے سے باقی ہین اور قبضۂ مسلمانان مین نہین آئے ہین اونکے حاکمون کو نامی تحریر کیے
اور یہ بھی لکھا کہ بہت جلد خدمت خداوندمین اپنے تئین پہونچاؤ ورنہ خداوند ناراض ہوکر یہان
سے چلے جائینگے دیدار بھی اونکا دیکھنا نصیب نہوگا سب ہاتھ ململ کے پچھتاؤگے اور علاوہ نامہ
جانب کوہستان لکھنے کے افراسیاب کو بھی عرضی تحریر کی ای بادشاہ ذیجاہ آپ نے گہر سلک کو
بھیجا تھا وہ بھی سیان خداوند پر سے نثار ہوگئی اب کسی ساحر زبردست کو بھیجنا چاہیئے کہ وہ اکر
خداوند کی مدد کرے یہ نامہ حسب معمول پاڑ پر رکھوا دیا پنجہ نامہ لیکر افراسیاب پاس آیا دیکھکر
کھاکر عیاری عمرو سے پریشان خاطر باغ سیب مین آیا تھا کہ پنجہ نے لاکر نامہ دیا وا کرکے پڑھا مضمون
نامہ سے آگاہ ہوکر دشمنی سحر کی دی فوراً زمین سے ایک ساحر اژدھیر پیدا ہوئی کہ بال سر کے کچھ
سفید اور کچھ کالے تھے ہاتھون مین ثمرین موتیون کی بندھین گلے مین مالے پڑی تھی اوس نے
سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ ای سفاک جادو ہمنے تمھاری دختر کو پاس خدا کے باختر کے
بھیجا تھا گہر سلک جادو گیا بھی لڑکر مارا بھی گیا مگر وہ ابھی تک وہان نہ پہونچی واضح ہو

کہ اول بیان ہو چکا ہی کہ سفاک کی دختر ملکہ زیور جادو سی شاہ نی حکم دیا تھا کہ جاکر خدای باختر
کی مدد کرو غرض کہ اوسوقت سفاک جادو سی جو کہا کہ بیٹی تمھاری کیون نہ گئی یہ اپنی بیٹی کو
چاہتی بہت ہی اوسکو وہم دامن گیر ہوا کہ وہان خداوند کے پاس جو جاتا ہی مارا جاتا ہی ایسا
نہو دختر میری مارڈالی جائی بس اسنی بدحواس ہوکر کہا کہ ای شہنشاہ کیا لونڈی اس خدمت
کے لایق نہ تھی کہ جو حضور نی ملکہ زیور کو ایسے مقام پر بھیجا کہ وہی جاکر سبکو غارت کردیگی شاہ نے
کہا جو مناسب سمجھا تو کیا گیا سفاک یہ سنکر خاموش ہوگئی اور کہا بہتر کیا جو کچھ کیا وہ بھی لونڈی
آپکی ہی مین بھی مگر اتنا تھا کہ وہ بچہ تھی مین اوس سے سمجھدار تھی اب لونڈی امیدوار اس امر کی ہی کہ
مین خط اوسکے نام کا آپ کے پاس بھیجون گی آپ اوسکے پاس بھجوادیجئے گا بڑا احسان اور
فراوان عنایت ہوگی افراسیاب نی کہا ہوسکتا ہی سفایقہ نہین مگر تم ایک کام کرنا کہ نیلم
جادو کے پاس کوہ نیلم پر وہ خط بھیجدینا وہانسی وہ مقام نزدیک ہی ہم اوس سے حکم کردینگے وہ تمھاری
خط کو زیور پاس ضرور بھیجدیگا اور جواب منگوادیگا اور علاوہ اسکے میری نامی روز آیا جایا کرتے
ہین تمھین تو خیریت روزمرہ ملا کریگی یہ کہکر کہا اگر زیور نہ گئی ہو تو اوسکے قلعہ مین تم جاؤ اور تاکید
کرکے اوسکو بھیجدو سفاک یہ سنکر رخصت ہوئی اوسوقت بادشاہ نی اہل دربار سے مخاطب ہوکر
کہا کہ مین کیا کہون جو کچھ اس سلسلہ کے ہاتھ سی مجکو زک پہونچتی ہی اور صدمہ گذرتا ہی اب یہ جی
چاہتا ہی کہ کتاب جمشیدی سی حکم لیکر اوسکو قتل کرڈالون سب نی تائید کلام کی کہ حضور یہان منا
سب ہو اگر کتاب مین نکلے تو جھگڑا الگ بھی کیجیے طلسم کشا مارا گیا اور سب کے چھکے چھوٹ گئے پھر کسی سی
کچھ بھی نہو سکیگا عمر وغیرہ سب بھاگ جائینگے افراسیاب انکی باتون سی ہنسکر خاموش ہورہا
اور اوسکا دل اوسکا رنجیدہ تھا تو بہت دیر یہان نہ ٹھہرا سوار ہوکر ظلمات کیطرف چلا گیا کہ جاکر
دیکھون زندانخانہ پر کیا آفت آئی غرض یہ تو ادھر گیا اور ادھر ملکہ سفاک نی جاکر زیور جادو
کو مطلع فرمایا کہ ای دختر تم بہت کہا کرتی تھین کہ مگوڑا ہمنے سی کسدن کیلئے سیکھا لڑنا تو کسی سی ملتا
ہی نہین لو اب جاؤ خداوند لقا کی مدد کرو اور مسلمانون سے لڑو اوسنی کہا امی جان مجھسے پہلے
ہی بادشاہ نی فرمایا تھا میری طبیعت کچھ ناساز ہوگئی تھی اسوجہ سی نہ گئی اب جاتی ہون
غرض ان بیٹیان دونون خوب گلے سی ملین اور زیور نی حکم تیاری اپنی فوج کو دیا بارہ ہزار

ساحرا ور جادوگرنیان سوار ہیا سو بہ سوار ہوکر اسباب حربی ہمراہ لیکر بڑی چمک دمک سے روانہ ہوئین
ڈہول بجانا قوس پھنکا گوگل جلا اژدرہ مان پر تخت ریور نگا گیا یہ بھی پوشاک نفیس پہنے زیور سے آراستہ
ہوکر تخت پر سوار ہوئی جلو مین فوج ساحرات نا بکار ہوئی روی ہوئی غلغلہ برپا ہوا آسمانکو چکر آیا خورشید فلک تھرا گیا

رکھا سر پہ تاج شہی ترنگار	ابیات اچڑھی تخت پر وہ زن نابکار
چھپایا تہ سقنع گوہرین	بصد تجزوہ ردی شامت گزین
ز سر تا قدم ہوکے آہن لباس	لقا کی چلی سمت وہ بدحواس

غرض یہ ساحرۂ عجب نخوت شناس تو لقا کے پاس آتی ہی مگر لقا باغ مینا مین تخت پر رنجیدہ خاطر
بیٹھا تھا کہ یکایک جوڑی ہلکارہ کی سامنے مجراگاہ پر آکر آداب بجالائی اور دعا دیکر یہ خبر زبان
پر لائی کہ یا خداوند اژدر کوہی مالک قلعہ اژدریہ آپکی اعانت کرنے کے ارادے پر قریب تر
پہونچ چکا ہی یقین ہی کہ داخل قلعہ ہو اس خبر کو سنکر لقا نے حکم دیا کہ شیطان درگاہ جاکر دیرت
تمامتر اوسکو لائی بختیار کہ یہانسے روانہ ہوا اور وہ قریب قلعہ پہونچ چکا تھا کہ یہ اوس سے ملا باہم رسم سلام
ادا کیا اژدر بھی گنبدی پر سے اوترا اور اوس سے باتین کرتا ہوا ساتھ ہوا سب افسران لشکر پاپیادہ ہوئے
لشکر کو حکم دیا کہ یہان لشکر خداوند اوترتا ہی ابھی اندر قلعہ کے فوج کی چھاونی ہی اور زیر قلعہ بھی فوج اترتی ہی ہم
اوسی جگہ اترو فوج اوسکی اوسکے کہنے سے اترنے لگی خیمہ و بارگاہ نصب ہوی لشکر تواتر کر آسودہ ہونے لگا اور اژدر
قلعہ کو آیا اور باغ مینا مین آکر سامنے خداوند کے پہونچا سب نے دیکھا کہ یہ پہلوان آفت زمانہ ہی بڑا زبردست
نہایت چالاک و چست ہی قوت و تکبر و خودبین ہی بہت مغرور و پرتمکین ہی غرض اوسنے آکر خداوند کو سجدہ کیا
اور نذر دی ذنگل زرین خداوند نے عنایت فرمایا اور خلعت دیا کہ یہ بیٹھا ساقی کو اشارہ ہوا کہ اوسنے
جام شراب ارغوانی کا دیا جب دو چار جام اسنے پیئے دماغ بادہ تاب سے گرم ہوا پکارا کہ واہ واہ لقا کی پناہ
تبو لوگون نے کیا نامردی پر کمر باندھی ہی کہ گھر سے نکلے ہین اس ارادے سے کہ جلکر خداوند مرہا فوج کی
مدد کرینگے اور جب یہان آکر پہونچتے ہین تو فورا مسلمان ہوجاتے ہین پس لڑنے کا ہیکو آتے ہین گویا گھر سے
مسلمان ہونیکو چلے ہین پھر کہوا رہے تالائق تو گھر ہی مین مسلمان ہو جایا کرو تمکو منع کون کرتا ہی اور ایسی
حرکتین کہتا ہین اور پھر یہ سمجھتے ہین کہ ہمسے زیادہ کوئی بہادر نہین ہی پردہ دنیا پر خداوند لقا نے ہمین کو سورما پیدا
کیا ہی یہ طرفہ ماجرا ہی کہ بابن نامردی اپنے تئین ایسا سمجھنا بختیارک نے یہ باتین سنکر کہا کہ اے بہادر دوران

بڑا بول نہ بولو ہمکو تو اسوقت تمھاری اُن باتونسے ایسا ثابت ہوتا ہی کہ کہین تم بھی مسلمان نہو جاؤ
اژدر کوہی نے کہا کہ ملک جی تمکو ایسا کلمہ نہ کہنا چاہیے لاحول ولاقوہ ہم ایسے نامرد نہین ہین کہ اپنے خداوند
کو بھولجائین سنجتیارک نے کہا کہ ان لوگون مین کب کوئی نامرد تھا جو تم اونکو نامرد بتاتے ہو اژدر کوہی نے
کہا کہ جبکو اس تقریر سے تو کچھہ مطلب نہین اب تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ آپ ہی فرق مرد نامرد کا کھلجائیگا
سنجتیارک نے کہا ابھی تو تشریف لائے ہین دراز زیارت خداوند کی کریمے تم لوگونسے دل بھرے پھر آخر یا تو
مرد آپ ہونگے تو ماری جائینگے اگر نامرد ہونگے تو وہی طریقہ کرینگے جسکو آپ بڑی دیر سے فرما رہے ہین یہ خاموش
ہو رہا اور نقاذ نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا آج بیرون قلعہ نکلے موجب حکم افسران لشکر لشکر کو کہ زیر قلعہ اترا ہوا تھا
لیکر پڑاؤ پڑنے کے مقام پر آئے پھر از سر نو تیاری تمام لشکر کے اترنے کی ہوئی خیمے و سراپردے نصب ہوے
بازارین آراستہ ہوئین بارگاہ نقاب لشکر مین نصب ہوکر پیراستہ ہوئی ہر طرف گھما گھم شروع ہوئی خرمی کا بانا
کھلگیا نقارہ بھی باغ نیلا سے آکر داخل لشکر ہوا اور بارگاہ مین سب کا دربار کیا اژدر کوہی نے بارگاہ مین آرام کیا
اسقدر رات اور دوسرے دن اوسنے راحت و عیش مین بسر کی جب دوسرے دن سیاہ شب نے من کیطرح روز روشن کو نگلا اور اژدر شب نے عالم

مسلسل دشتی ہوئی حاصل زمین کو	ابیات	چھپایا مہر نے عکس جبین کو
مزاج شام گستاخی پر آیا		زمین کے پہلوؤن کو گدگدایا

سر شام اژدر نے بارگاہ نقا مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقاذ بھی اشارہ کیا کہ بہتر ہی بین موجب ارشاد خداوند طبل
جمشیدی پر چوب پڑی صدائے شر و فساد بلند ہوئی نامیان خیبری ہلکارے جو بشکل سبدا اس لشکر مین حاضر
تھے وہ خبر دریافت کرکے خدمت والا حشمت امیر کشور گیر و بادشاہ اسلام با توقیر کے آئے اور بعد ادائے
آداب و تسلیم اس طرح گہر ریزی مدح و ثنای بادشاہی مین کرنے لگے ابیات

رکھی ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ		بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ
فلک پہ سبعہ سیارہ تا قیام جہان		پھرا کرین تری مرضی شریعت کے ہمراہ
تما چراغ رہے تجھہ سے اسطرح روشن		کرے پرتو خورشید سے ہو روشن ماہ
سجود و درسے تری بہرہ ور ہون اہل زمین		رہی رکوع مین تا قامت سپہر دوتاہ

اے شہریار والا تبار اژدر کوہی تم ایک سردار کوہستان سے بمدد نقای گمراہ آیا ہی نقای قلعہ سے نکلکر متبا ینہ گان
بارگاہ خیمہ و بارگاہ آراستہ کرا کے طبل جنگ بجوایا ہی کل معرکہ عناد و فساد کو تازہ کریگا باقی خیریت ہی یہ لشکر جب

ہرکارے کنارے ہوے امیر کے جانب بادشاہ کے دیکھا امیر مرضی بادشاہ کی معلوم کرکے حکم فرما
ہوے کہ بہ طبل ابوالفتح اصفہانی بجاے عمرو اوسی جگہ مقرر ہے اوسے نقارخانہ سلیمانی مین آکر مندر
لیکر بنام خواجہ جمع کرائے اور طبل سکندر پر ہے غاشیہ اٹھواکر دوال دی صداے طبل چوسٹھ کوس گئی
دنیا مین ہیبت پھیلی دلاور آگاہ و خبردار ہوے کہ کل معرکہ نزدیک ہے دربار دربار سویرے ہے بادشاہ
نے برخاست فرمایا ہر بہادر اپنے اپنے مقام پر آکر آلاب حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے رات
بھر قصبہ خبگ و جدال رہا بہادر بشاش نامرد کو اضمحلال رہا جوہر تیغ ہی کہ افسانہ بہادر پڑھا کیے
عرصہ شجاعت ہی پر مرد نامرد بھاگنے کا تذکرہ کیا کیے بہادر قبضہ شمشیر چومکر کہتے تھے کہ ہمسے گھاٹ نہ کرنا رخ
دم خبگ نہ پھیرنا مرگ عدو کو چار طرف سے گھیرنا زبان شمشیر ہے اس قول پر زبان دی تھی کہ اے شجاعت کے
دعوے میرا اور تیرا ساتھ ہے دامن تیغ ہے اور تیرا ہاتھ ہے غرضکہ تیر زہر آبدار کیے گئے کمانین جو خانہ کر گئین
تھین وہ سنیک کر درست ہوئین گھوڑونکی رکابین تسمہ درست ہوے نقیب نقابت کا کیے چار پہر یہی شورش
رہی اور ہنگامہ طرفین مین رہا جب وہ وقت آیا کہ داغ سبزہ فلک جسم دہر پر چمکتا ہوا نظر آیا
اور شب صورت یاد فراموش نظر عالم سے غائب ہوئی ابیات کہ جب ظاہر ہوئی صبح طرب خیز
بشکل روی جانان حسن آمیز ابھر آئا عکس زلف شب زمین پر گمٹا کچھ نور شعلون کی جبین سے

صبحکو حسب دستور لشکر خیل خیل اور دیل دیل میدان خبگاہ کیجانب روانہ ہوے سردار برے ادائے فریضہ نماز
سحر مسجد کرپاس مین آئے امیر کے ساتھ نماز پڑھکر سلام علیک کرکے در دولت آسمان جاہ ظل سبحانی
پر جاکر جمع ہوے صاحبقران دوران وظیفہ پڑہنے لگے دعا درگاہ کبریا مین کرنے لگے کہ یکایک
ابوالفتح اصفہانی ذی اکرشت پیامین کی امیر نے حالات لشکر دریافت فرماکر صندوق اسلحہ
طلب فرمایا اور تبرکات انبیا علیہ السلام جسم پر آراستہ فرمائے اور اشقر پر سوار ہوکر جلو خانہ بادشاہی
مین تشریف لائے بادشاہ بھی مشتاق جنگ تھے کہ دفعۃً مرغ پردہ نشینان شاہنشاہی کی
دیوڑھی کا چرخی پر کھچا آواز غرائے کی سنائی دی امیر مع سردارون کے مجراگاہ پر جاکھڑے
ہوے اجرام نورانی ظاہر ہوا پنجشاخے طلسمی نقرئی چمکتے ہوے نکلے پھر فانوس ہاے نیلگون
اور طلا کار ظاہر ہوئین اور عود عنبر کی لوئے لیے طفلان ماہ طلعت نکل گئے یکایک تخت
شاہی برآمد ہوا کہارون نے بڑھکر ہدلوا یا زنانہ سامان سب پھر گیا بادشاہ

بادشاہ جمجاہ برآمد ہوے مردہے پکارے سلطان اکرم امیر محتشم نگاہ روبرو صاحبقران دوران کا مجرا قبول ہو
بادشاہ نے نگاہ اوٹھا کر دیکھا امیر نے مجرا کیا ہاتھ سینے پر بادشاہ نے رکھا پھر تو اور سردار نکا مجرا و سلام لیتے ہے
سلطان والا تبار جانب لشکر حریف روانہ ہوے دہل نقارہ نوازش مین آئے کہ موجب ابیات

نہان تھا نہ مقنع جہان رہا — رخ آسمان جاہ انجم نما
زرہ کی وہ نطرس کی زیب بدن — قیامت دلیری کی تھی وہ پھبن
تہور سے تنتے تھے سردار فوج — چلی فوج یون جیسے دریا کی موج
پے غرت دین یل حق نیوش — ہوئی شکل مریخ سب سرخپوش
عماری تھے فرق ہمایون پہ زرد — کہ تھے تاج سر مہر گیتی نورد
تہ ران ہر ایک کے وہ تازی فرس — پے قتل کفار دل پرہوس
بڑی عظمت سے اور بڑی شان سے — روان جنگجو تھے بڑی آن سے

غرض اسی عظم وشان وکروفر سے تمام جنگ پر پہونچکر ٹھہرے تھے کہ ادھر سے لقا اپنے ہاتھیون پر تخت کھچواتے
فوج کوہیان دیانتری ہمراہ لیے وارد میدان مصاف ہوا زمین لرز گئی تہلکہ پڑ گیا آفت کا سا سناٹا ہوا
دو دریا موج مارنے لگے اول بہادرون نے نکلکر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان پاک وصاف کیا پھر ستون
نے آبپاشی کرکے گرد وغبار بٹھایا اور صف آراؤن نے میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ وکمینگاہ صفونکو جمایا امیر
چالیس قدم سردار یکا آگے بڑھکر کھڑے ہوے سر پر علم اژدہا پیکر کے چھتیسون بقچے کھل گئے آواز انمین سے
یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی نقیب چاؤس میدان مین للکارے دلاورون کو پکارے کہ
ہان اے بہادرون دریغ نا خوف نہ کھانا قدم ہمت خوب نہ جمانا یہ معرکہ کارزار ہے اسمین بہادرون کو کب
ننگ وعار ہے غرض ترغیب جنگ دلاکر نقیبونکا ہٹنا تھا کہ اژدر کوہی جوانے گردن پر بصد کبر وغرور سوار ہوا
پر فوج کوہیان نا بکار لیے تھا گینڈے کو بڑھا کر سامنے فیل لقا کے آکر اجازت خواہ ہوا کہ یا خداوندا میدوار ہون
کہ حکم حرب نسبت اس بندے کو صادر فرمایئے خداوند نے فرمایا کہ جلد جا اور کام ان بندگان خاطی کا تمام کر آ
یہ اجازت پاکر بصد کروفر گینڈے کو دوڑا کر ناف میدان مین پہونچا اور سلحشوری دکھلا کر جانب لشکر امیر مانو قیرنج
گر کے نعرہ رعد آسا کیا کہ ای فرقہ خاکپستان زبردستان تم مین سے جو کوئی کہ زبردست ہو آئے مقابلہ مین میرے یہ نعرہ لشکر قاہر
کو ہی نے سنکر اپنا صف لشکر سے جدا کیا اور سامنے تخت شاہی کے آکر عرض ساہو ا کہ یا ظل اللہ اجازت میدان شاہ نے فرمایا کہ

قاہر ہماری مہمان عزیز ہو لڑنی نجاؤ آرام فرماؤ کوئی دم مقابلہ مین اس کا فرد کیا جائیگا اونسے عرض کیا کہ غلام تو ہر طرح حضور کے ہاتھ ہی اگر اجازت ٹرنیکی ہمیشکی آبرو کیا خاک باقی رہیگی بادشاہ نے ناچار سپرد خدا کیا اور سپاہ در زیر تفنگ درست کیا تاکہ عرصہ زندگی حریف پر تنگ کری اور جست کرکے خانہ زین مین در آیا گھوڑا بصد شوخی اوڑایا جب سامنے اژدہ رکے پہنچا اونسے تبیہ تگاور گنیڈا اپنا اڑایا اونسکا وار کرنا ہی کہ پانچ قدم پر گنیڈا اوسکا تین قدم مرکب دس بہادر کا پیچھے کو جا پڑا دونون نے رانون مین جل کر سامنا کیا اور نیزا دھاکر اکل کر کی سینے کینہ قاہر پر ضرب لگائی اوس بہادر نے بمکر نیزہ کی عنان پر لیا برابر نیزہ بازی ہونے لگی ابیات

ہوئی روبرو دونون باہم دگر
دکھانے لگے اپنے اپنے ہنر

عنان در عنان ہوکے باصد وقار
لگے کرنے پھرن مین نیرنگیے وار

بھڑکنے لگی آتش صفدری
ہوئی جبن جرات مین جانشکری

ہنر آزما تھے وہ دو نیزہ ور
تماشے مین تھے گرم دونون حشر

ڈپٹ وہ بلاکی وہ گھوڑونکی گشت
دہلتے تھے سنکے لرزتا تھا دشت

ادائین تھین دونونکی جرات پسند
کھلے وصف باندھی جو نیزونکے بند

دلیری تھی دونون کی محتاج دید
کوئی منتظر تھا کوئی نا امید

پکارا شب رزم سے کوئی واہ
جری ہو تو ایسا ہے رزمخواہ

کہین تھا سپاہ عجم مین یہ شور
کہ اے قاہر صفدر و چیرہ زور

یہی ہین دلیران دین کے دھرم
عجب وار ہے یہ خدا کی قسم

غرض بعد رد و طعن سنان ایک مقام پر قاہر نے بند باندھکر نیزہ کو اوسکی ہاتھ سے ہوا مین کیا بس اونسے بھالا کر تیغہ گرز بار پر ہاتھ ڈالا اور تلوار کھینچکر سر قاہر پر تیغہ اوتارا اوس بہادر نے تلوار کی باڑھ کو پٹ کرکے کلائی پر اوسکی ہاتھ ڈالدیا اونسے گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر دونون پشت مرکب سے کودے اور سرگرم کشتی ہوئی دو دریا سرگرم نظارہ تھے کہ کس کس داؤ اور کس کس گھات اور داؤنسے دونون سر ٹکراتے تھے دو اہرمن مست سرگرم تلاش تھے آخر اژدر قاہر کو ریل کر چھ سات قدم پر لیگیا تھا کہ ایک بار ابو الفتح عیار نے پکار کر کہا کہ اے قاہر کہا یار گاہ تک کیا یونہین چلے جاؤگے لنگر کو قائم کرو اس صدا کو سنکر قاہر نے سنبھلکر دونون شانونکو اوسکے یکبارگی جو بلا آور مین سر اڑا کر جو نہین دو ڈالا تو دس قدم پر پہنچا کر لیگیا وہان بھی اونسے لنگر مارا کہ پشت پا تک زمین مین گڑ گیا مگر

قاہر نے فورہ الشرا کبر جگر سے کھینچکر اوسکے لنگر کو اوکھیڑا اور سر سے اوسکو بلند کرکے چرخ دیا چاہتا تھا کہ زمین
پر ہاری اودھر امیر یا توقیر نے پکار کر آواز دی کہ ای قاہر اسکو زمین پر آمار دے بہادر جس کسیکو سر سے بلند کرتے
ہین خاک مذلت پر اوسکو نہین ڈالتے ہین قاہر نے فرمان قضا جریان عما جبقران دوران سنکر اوسکو
زمین پر آمار دیا ابو الفتح نے دوڑکر حلقہ ہای کمند مین اوسکو گرفتار کرلیا اور کہا ای اژدر کوہی جالا
درشناختن خداوند عالم و عالمیان چہ می گوئی اوسنے جواب دیا کہ مین نے معلوم کیا حقیقت مین دین و ایمان
تمہارا سچا ہی اور خداوند تمہارا برحق ہی مین مسلمان ہوتا ہون ابو الفتح نے اسکو کمند سے کھولدیا
وہ کلمہ پڑھکر بمکر مسلمان ہوا بختیارک نے جو یہ ماجرا دیکھا تھا سے کہا کہ یا خداوند آپ نے یہ کیسا اپنا نظر کردہ
کیا تھا کہ یہ بندۂ خاص بھی جاکر بندگان منضوب سے گیا اس لئے اوری نے کہا کہ بھلا ہمارے دل کا حال اور مشیت کا
بھید کون جانسکتا ہی کہ ہم خوش کس بندے سے ہین اور ناراض کس سے ہین مگر ہماری قدرت کا راز اگر
کچھ سمجھتا ہی تو یہ سمجھتا ہی کہ تو نے اول ہی کہدیا تھا کہ یہ مسلمان ہوجائیگا بختیارک اس کلمہ کو سنکر پھول گیا اور
عنصر کوہی کیجانب متوجہ ہوکر گویا ہوا کہ ای عنصر ابتو تمسے بھی ہمکو خوف معلوم ہوتا ہی کہ جسر و زرم تم لڑو
گے و سیدن تم بھی ہمسے جدا ہوجاؤ گے انھون نے کہا کہ یہ کام ملک جی کے ایمانون کا ہی ہمسے آپ یہ امید نرکھیے
الحاصل اور کوئی تو نہ تھا لیکن کب جسکے بھروسے پر میدانداری ہوتی اور دوسرے کشتی لڑتے ہی قاہر
کا دن بھی تمام ہوچکا تھا اور وہ زمانہ قریب تھا کہ کشتی گیر دھرنے اژدر روز کو چت کیا تھا بیت
نظر کی جانب مہر لب بام ۔ دو سہ پارہ قریب خواب آرام ۔ نقارہ طبل باز گشت بجوادیا اور لشکر لیکر پھرا امیر بھی قاہر
کوہی کے سر پر زرنثار کراتے پھرے لشکر دن نے بستر پر پہونچکر کمر کھولی آسودہ ہوئے امیر داخل بارگاہ ہوئے ادھر نقارہ
بھی آکر داخل بارگاہ نکبت پناہ ہوا ایمان اژدر کو دنگل قریب دنگل قاہر بادشاہ نے عنایت فرمایا اور
امیر نے کہا کہ ای سپاہ و رعایا میان کی یہ آئین اور دستور ہین کہ جو سردار جسکو زیر کرتا ہی مغلوب ہمیشہ اوسکے سرداران
مین شمار کیا جاتا ہی اور اسی کی ماتحت بیٹھتا ہی اب تم ہمیشہ قاہر کی ماتحت رہوگے اژدر نے کہا مین بہر صورت
اوسکا اور اوسکے دونون کا تابع ہون مجکو کچھ عذر نہین یہ کہکر قاہر کے پاس بیٹھ گیا الحاصل بعد کچھ دیر کے دونون
برخاست ہوا قاہر اژدر کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اور سب سردار بھی اپنی بارگاہون مین جاکر آرام پذیر ہوئے
ابو الفتح نے طلایہ کی گشت دینے کی چوکیان قائم کین مذین شبکو اونٹنی لگین بازارین پہر رات تک
گرم رہا کہ کھلی رہین امیر نے اژدر کیواسطے حسب دستور اپنے میان سے چند آدمی بہر خدمت دیے

اور ایک بارگاہ مع عملہ اور فعلہ کے اور کچھ خون کمانے کے بھجوائے اور قاہر نے سب طریقے اوسکو سمجھا
کر امیر ایسے باکرم آدمی ہین پھر آپ بھی خاطر سے پیش آیا حکم دیا کہ رقص و سرود کی محفل آراستہ
ہوے پھر طعامہ طلب کرکے ساتھ اپنے کھانا کھلایا اور برابر اپنے پلنگ اوسکا بچھوایا دونون
آرام گرمین ہوے بار بردار پلنگ کے آکر حاضر ہوے چار طرف اندر باہر سب پہرا ہوگیا اس انتظام کو
دیکھکر اثر دور گھبرایا اور مستفسر ہوا کہ ای بھائی قاہر کیا بارگاہ کے اندر بھی پہرا رہتا ہی قاہر نے کہا اندر
باہر سب جگہ پہرا رہتا ہی اسلیے کہ عیار وغیرہ اگر کچھ گزند نہ پہونچائین اثر دور نے کہا اندر بارگاہ
کے تو پہری کی کچھ ضرورت نہین بیان کیا خوف ہی مثل چلی آتی ہی کہ جہان دُر وہان اپنا گھر یہ
بات عین نامردی کی ہی بھلا یہ بھی مجال ہی کیسکی کہ جو کسی کے کوئی گھر مین چلا آوے یہ کلام جو اس نافرجام
کے کہا تو قاہر کو بھی حرارت آگئی اور بعجلہ اوسنے کہا اگر مرضی آپ کی نہین ہی تو نہ سہی بیان کیا اگر
مرضی آپ کی نہین ہی تو نہ سہی بیان کیا اگر آپ فرمائین تو ہم جنگل مین چلکر تنہا رہین یہ کہکر حکم دیا
کہ اندر باہر سب جگہ کے آج پہرے موقوف کرو کچھ ضرورت نہین یہ کہکر سبکو نکالدیا صرف چار خدمت گار
رکھ لیے جبکہ دو پہر رات آئی اور تمام زمانہ سو گیا بیدار وہی پاک پروردگار تھا چوکیدار بولنے لگے رات
گشت پھرنے لگی اور قاہر بھی سو گیا چار دن خدمت گار بھی سوئے اوسوقت اثر دور اپنے دلمین تصور کیا
کہ جو دولت نصیب مین تھی وہ تو ہو چکی مگر اب اوس حریف کا تو کام تمام کر اور سر کاٹ لے اور یہ نہین
تھا کہ پاس نکلا ہوا چلا چل یہ سوچکر اوٹھا تو سہی مگر ہر سیاہ کے اوپر وار کرنا اور یک بیک جا پڑنا آسان
نہین ہی اسوجہ سے یکایک اوسکو جرات نہوئی پھر دل کو اپنے مضبوط کرکے خوب خیال کرکے دیکھا تو قاہر کو
بالکل غافل پایا اوسوقت خنجر ٹکر کر اٹھا اور وار کرنے چلا مگر موجب مثل جسکو خدا رکھے اوسکو کون چکھے اوسوقت
ابوالفتح کہ شبکو آپ بجاے عمرو ہر طرح نگرانی کرتا پھرتا ہی بس سب طرف سے ہوتا ہوا اوسطرف کو جو آیا تو اوسکے
دلمین خیال آیا کہ قاہر کو دیکھنے چلو کیونکہ اثر دور آج ایک نیا شخص اوسکے ساتھ ہی یہ سوچکر اندر بارگاہ کے
چلا ہر ایک ملازم نے اوسکو دیکھکر کہا ای مستر صاحب آج تو قاہر نے ہم سبکو نکالدیا ہی معلوم نہین کہ خفا ہین یا
کسینے کچھ خلل کھائی ہی اگر ہمکو موقوف کردینا دہ چاہتے ہون تو آپ سفارس کیجیے گا کہ ہمارا آدھ سیر آٹا برقرار رہے آپکو
دعا کرینگے یہ کلام اونکی زبان سے سنکر ابوالفتح اور بھی زیادہ متوحش ہوا اور اندر بارگاہ کے گیا قنات چاک کرکے اندر کا حال
دیکھنے لگا عجب ماجرا نظر آیا کہ قاہر کو ہی تو غافل سو رہا ہی اور اثر دور خنجر کھینچکر اوسکی بالین پر آیا ہی سر اوسکا کاٹنا چاہتا ہی بس دیکھکر اوسنے

جلد دربار گاہ پر جاکر زور سے شور کرکے اپنی آواز سنائی اور جلدی سے خنجر میان مین کرکے اپنے پلنگ پر آکر لیٹ رہا
اور خراٹے لینے لگا ابوالفتح اندر آیا اور قاہر کو اونچے جگایا جب وہ جاگا کہا مہتر صاحب کہان
تشریف اونسے کہا کہ مین گشت کو آیا تھا جی چاہا اندر بھی چلا آیا قاہر نے پاس اپنے بٹھالیا خاطر کرنے
لگا ابوالفتح نے اوس سے چپکے سے سب ماجرا بیان کیا کہ یہ حال مینے دیکھا اگر مین نہ آجاتا تو کام
تمھارا تمام تھا قاہر اپنے جی مین سوچا کہ یہ عیار ہین اپنا احسان مجھپر جتاتے ہین بھلا اثر ور ایسی
حرکت کیا کرتا غرض ابوالفتح سے اونسے کہا کہ بڑا احسان آپ نے فرمایا کہ میری جان بچائی لیجئے اسکے
بدلے پان کھائیے گا یہ کہکر کچھ اشرفیان اوسکی مٹھی مین دیکر ابوالفتح وہان سے چلا لیکن باہر آکر یہ ایسا کچھ ساخہ
دیکھہ چکا تھا اب کب جاتا تھا پھر قنات کے پاس آکر چپکا کھڑا ہو رہا اور قاہر اپنے پلنگ پر لیٹا کچھ
نیم خفتہ سا ہے اور اثر ور سوچ رہا ہے کہ ابھی عیار آکر قاہر کو جگا گیا ہے اچھی طرح غافل ہو جائے تو
اوٹھکر وار اپنا کرے ادھر ابوالفتح کو عرصہ جو ہوا دل مین کہتا ہے کہ ہم تو یہان پھنسے ہوے اور اگر عیار
لشکر کفار مین سے کوئی آکر دستبردی امیر یا اونکے فرزندون پر کر جائے تو کیا ہوگا یہان اور کچھ تدبیر کرے
یہ سوچکر چھپتا اور لشکر مین پھرتا ہوا اپنی فکر مین جو چلا ایک مقام پر ایک فقیر مگر مثل نقارہ
پرستون کے اوسکی قطع تھی اوس لشکر مین بھیک مانگنے آیا تھا رات زیادہ گئی ایک جگہ پر سو رہا تھا اوسکو
اونسے دیکھا بس فوراً رنگ روغن عیاری کا لگاکر اسکو بیہوش کرکے صورت اوسکی قاہر کی ایسی
بنائی اور اوسکو اوٹھاکر درباگاہ قاہر پر آیا اور پکارا کہ اے قاہر کوہی جاگتے ہین اونسے کہا قاہر کو ذرا میرے
پاس بھیجدو حکم صاحبقرانی اونسے کہا ہے اثر ور نے قاہر کو جگادیا اور کہا تمکو مہتر ابوالفتح بلاتے ہین جو
ابھی آئے تھے قاہر آنکھین ملتا ہوا باہر گیا کہ اونسے اسکو الگ لاکر جاب بیہوشی اسکے منھ پر مارکر اسکو
بیہوش کردیا اور ایک مقام پر اسکو چھپاکر کپڑے اوسکے اتارکر نقلی قاہر کو پہناے اور اوسکو اوٹھاکر اندر
بارگاہ کے لایا اور اثر ور سے کہا کہ امیر نے شراب بہت عمدہ بادشاہ کیلئے کچھوائی تھی اوسوقت اوسکے نمونہ کو
چکھانے کیلیے اونکو بلایا انھون نے جو اوسکا ایک جام پیا بیہوش ہوگئے ہین اب انکو نشا ازصبح مین پلنگ
پر سلائے جاتا ہون شاید آنکھ کھلے اور پانی وغیرہ مانگین تو تم خبر رکھنا ایسا نہو کہ کانٹا لگ جاے اب امیر
بھی آرام مین گئے ہین اونکی حفاظت کو جاتا ہون میرا آنا اب نہو گا اثر ور یہ کلام سنکر بہت خوش ہوا کہ اب
ہی نہین مین جاگتا رہون گا غرض ابوالفتح قاہر نقلی کو سلاکر آپ باہر نکلا اور قاہر اصلی کو اوٹھاکر ایک ایسی

خیمہ مین لاکر بیچ لشکر مین چند خیمہ اور قناتین اور بیگرہ استاد ہین اور اونمین اسباب ضروری عیار دن کا رکھا رہتا ہی اسواسطے کہ جسوقت کسی عیار کو خواہش شراب کباب وغیرہ کھانے پینے کی ہوتی ہی تو وہ بے کامل وہان آکر کھاتا پیتا ہی اور اپنے کام کو چلا جاتا ہی دو چار پلنگ بھی وہان لگے رہتے ہین بس اوسنے اونمین ایک خیمہ مین پلنگ پر لاکر قاہر کو لٹا دیا اور عیارونسے کہدیا کہ یہ قاہر کوہی مین اونسے ہوشیار رہنا اور بیہوش رکھنا یہ کہکر آپ روانہ ہوگیا اور وہان اژدر کوہی نے جب دیکھا کہ ابوالفتح کو گئے ہوئے عرصہ ہوا اور قاہر بھی نہین چونکا خوب بیہوش ہی بس یہ چاہا کہ خداوند لقا نے تیری مدد کی اب بخوبی قتل کر چنانچہ اس بیچارے اوس اپنے محسن بااحسان کا سر پاک بنجر ظلم سے جدا کیا بظاہر تو اوسکو مارا بباطن اپنے ہی طرفدار قتل کیا اور آنا صبر کیا کہ وہ رات تمامی پر آئی اور وہ زمانہ آیا کہ تیغ صبر نے تاریکی شب کو چاک کیا اور سحر گریبان چاک کیے ظاہر ہوئی

سحر کا دانت تھا ہی شب کے اوپر	جو آئے مشعل خورشید لیکر
نشان شب ہوا عالم سے نابود	اوڑا رنگ اختر دنکا صورت دود

جب آثار سحر ظاہر ہونے لگے اژدر نے سر قاہر نقلی کا رومال مین باندھ لیا اور باہر نکلکر مرکب پر سوار ہوا کسینے منع نہ کیا اسلیے کہ صبح ہو چکی تھی سمجھے کہ مسجد کے پاس مین جاتا ہی یا ہوا کھانے نکلا ہی اور یہ سوار ہوکر مرکب اڑاتا لشکر سے نکلکر سیدھا لشکر لقا مین پہونچا اب یہان دو گھڑی دن چڑھے خادم خدمتگار وغیرہ جو اندر بارگاہ قاہر کے آئے اوس بیچارے کا خون ناحق زمین پر بیہا دیکھا شور و غل بلند کیا کہ افسوس کسینے قاہر ایسے سپاہ کو مارا ادھر لقا کو خبر ہوئی کہ اژدر کوہی سر کسیکا کاٹے ہوئے لیآتا ہی بختیارک نے کہا کہ یا خداوند تیرے صدقے بتا تو سہی کہ اژدر کوہی سر امیر کا یا علمشاہ یا قاسم کا کسکا سر لاتا ہے تو تو خداوند برحق ہی اتنی بات بتا دینا کیا بات ہی لقا نے کہا قدرت ایسی واہیات باتین نہین بتاتی ہین جس کسیکو قضا نے گھیرا ہوگا اوسکا سر ہوگا یہ حکم ملک الموت قدرت کو رات کو سوتے مین ہمنے دیا تھا اسوقت یاد نہین ہی یہ کہکر پکارا کہ اے بندگان قدرت دیدے قدرت مرا اس اثنا مین اژدر اندر بارگاہ کے آیا اور سجدہ کرکے سر قاہر نذر پکڑا لقا ہنسا اور کہا تو بیحد مقبول ہی غرض یہ بیٹھا سامی نے اوسکو جام شراب دیا ادھر امیر کو خبر پہونچی کہ اژدر سر قاہر کا لیگیا اب لشکر لقا مین خوشی ہو رہی ہی یہ سننا تھا کہ دھوان دماغ سے نکلگیا اور فوراً بیتوقف ٹیک کر ادھر کو کہ یہ ایمان خود اگر قاہر مارا گیا ہے تو بغیر مارے اس بے ایمان کو نہچھوڑونگا یہ کہکر باہر آکر اشقر پر سوار

ہوی پھر تو اور بھی سردار فراہر زمالک مہرام علمشاہ وغیرہ اپنے اپنے مرکبون پر چڑھکر عقب امیر چلے ابوالفتح کو تو والی چوترہ مین تھا دوڑا کہ امیر سے جاکر کہون آپ بچ گئے قاہر زندہ ہی مگر امیر نے آشفر کو تازیانہ دکھایا وہ مرکب بادپا ہوگیا یہ اوسکے تیزی رفتار کی کیفیت تھی کہ ابیات تصویر کھینچے کہ تین رخش کی تہ دلین ہوآئے گر کسی نقاش کے آہنگ + گذرے تمام عمر اوسی سوچ مین اوسے سبزہ سمندر یوز بناؤن مین یا سرنگ + آخر قلم کو ہاتھ سے رکھدی کے یہ کہی بس کس بجز خدا بندھی صورت ہوا کا رنگ + ابوالفتح آخر پھر آیا اور اوسنے اگرچہ چالاکی کی کہ قاہر کو ہوشیار کردیا اور سارا ماجرا کہا اوسنے شکریہ ادا کیا اور مرکب منگاکر سوار ہوکر خدمت امیر مین پہونچا امیر کنار دشکر لقا کے پہونچ چکے تھے کہ اسنے آکر تسلیم کی امیر حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہے مگر اوسکے زندہ ہونے سے خوشنود ہوی اس اثنا مین ابوالفتح بھی حاضر ہوا اور تمام ماجرا بشبینہ معروض عرض مین لایا اور عرض کیا کہ اب حضور پھر چلین آخر وہ کافر بھاگ کر گیا ہے تو لڑنے نکلے ہی گا اوسوقت کام اوسکا تمام فرمائیگا امیر نے فرمایا کہ بہتر ہے اوسوقت قاہر کو بھی نے عرض کیا کہ حضور مین نہ پھرونگا اگر پھر کر جاونگا تو نامرد کہلاونگا مین جاکر اس نامرد ازلی اور ابدی کو اوسکے خداوند کے سامنے گوشمالی دونگا امیر نے فرمایا کہ اے بہادر بھائی کا تو یہی دھرم ہے جو تو کہتا ہے شاباش مرحبا مگر تنہا جانے دینے کو جی نہین چاہتا اچھا اگر یہ ارادہ ہے تو بسم اللہ مین بھی تیرا شریک حال ہون اور دربار گاہ لقا پر آکر ٹھہرتا ہون قاہر نے کہا زہے پروریش وعنایت یہ کہکر مرکب چمکاکر یہ آگے بڑھا اور سیدھا بارگاہ لقا کیطرف چلا امیر بھی پیچھے اسکے روانہ ہوی اور سب سردارون سے فرمایا کہ تم یہین ٹھہری رہو سردار چار طرف پھیلگئے لیکن لشکر لقا نے جو امیر کو دیکھا وہ خواب لوہا اہل اسلام کا مانے ہوے ہین کیسے ہون بھی نکی اور قاہر دلیرانہ دربار گاہ پر آکر گونجا لوگون نے اندر دوڑکر خبر کی کہ قاہر کو ہی آپہونچا اور امیر سب سردارون کے لشکر مین پہونچ چکے ہین اژدر تو نام قاہر سنکر حیران ہوگیا کہ وہ کہان سے آیا شاید مسلمان ہوجانے سے یہ خبر بھی ہوجاتا ہے کہ لاکھ طرح مارو قتل نہین ہوتے ہین بختیارک نے کہا کہ اے اژدر اب تم کسی جنگل یا تخت کے نیچے جلد جاکر پوشیدہ ہو کہ ملک الموت تمہاری جان کا آپہونچا یا قاہر کا ہمزاد آتا ہے جو بھوت بنکر تمکو لپٹے گا اور کھا جائیگا لقا نے سنکر کہا کہ یہ تقدیر ہین ہماری پیچیدہ ہین انکو کوئی سمجھ نہین سکتا ہے اس اثنا مین قاہر بسان شیر نر دلیر میان بارگاہ کی ملکر کے آخر پردہ کے پاس پہونچا بختیارک نے کہا اب بھی کچھ نہین

کیا ہی لوگون نے کہا کہ وہ باہر روکین تقا ذی کیا مجکو سجدہ کرنے آتا ہی دو بختیارک ذی کہا آجتک
سمجھے یہ تقدیر سنین دیکھی کہ مسلمان ہوکر پھر سجدہ کرنے آوے غرض یہ باتین ہوتی تھین کہ قاہر
اندر بارگاہ کے گھس آیا اور للکارا کہ ارے او اژدر بیحیا سپاہیون کیلئے یہ دغا افسوس ہی تیری
حال پر اور تف ہی تیری زندگی پر اژدر ذی اوٹھکر ایک تلوار ماری اوس بہادر ذی پر اسنے
تلوار کو خالی دیا اور اپنی تیغ تیز کھینچکر اوسپر وار کیا اوسنے بھی تلوار کا وار کیا لگی شمشیر زنی ہونے
بختیارک پکار رہا تھا کہ ای قاہر نہی اژدر بے ایمان بیحیا تمھارا دشمن ہی اسکو مارہی ڈالنا تھا
ہی مین بڑی دیر سے اسکو لعنت ملامت کر رہا تھا کہ تم آگئے اسکے کہنے کی تو قاہر ذی سماعت نہ کی اور
ایک مقام پر مکر کو تبلا کر گرپڑا اوس بیحیا کے ہاتھہ مارا کہ سر اوسکا کٹکر دور گرا اوسوقت عنصر کوہی
وغیرہ ذی قصد بلوہ کرنے کا کیا بختیارک ذی کہا کیون ساعت آتی ہی باہر بارگاہ کے امیر بھی کھڑے
ہین خداوندا بھی تو باہر قلعہ کے نکلے ہین بھاگنے راہ نہ ملیگی اسکو نکل جاذ دو سب بارگاہ ورنہ خون سے
لال ہوجائیگی ستم ستم کے نعرہ سے رات کو نیند نہ آئیگی کئی دن تک بستر خواب میدان خبگاہ دکھائی دیگا
تمھارا ای عنصر کیا جائیگا مر کے خداوند کی بہشت مین چلے جاؤگے ہمکو بھی خدائی اپنا ہی عنصر یہ سنکر
خاموش ہورہا اور بختیارک ذی قاہر سے کہا حضور چاہین تشریف رکھین یہ کفش خانہ جناب ہی اور
چاہین تو تشریف لیجائین اوس کافر خاسر نے جیسا کیا تھا ویسا پایا ہم بھی نامرد کے شریک نہین
ہین خوب کیا جو آپ ذی اوسکو مزا دی اور ونکو بھی عبرت ہوئی اب کوئی ایسا نہ کریگا قاہر اسکی
باتون سے ہنستا ہوا بہ مراعت و آسایش تمام بارگاہ سے نکلا اور خدمت امیر مین حاضر ہوا امیر اسکو
ہمراہ لیکر شادان و فرحان مراجعت فرما ہوی اور اپنی بارگاہ مین آئے تمام سردار قاہر سے ملکر خوشنود
ہوی قاہر ذی اور امیر ذی ابوالفتح کو بہت کچھہ انعام جلدی مین اس خیر خواہی کے عنایت کیا بادشاہ
ذی جشن شاہانہ خوشی مین قاہر کے زندہ رہنے کے آراستہ فرمایا سبحان تو سب خوش و خرم فرد کش ہین
اُدہر کیفیت سنیے کہ کچھہ ملازم اژدر کوہی کے اوسکے مارے جانے سے لاش اوسکی اوٹھاکر اوسکے قلعہ
کی جانب گئے بھائی اوسکا اوسکے عوض سے حکومت کرتا تھا نام اوسکا ماران کوہی ہی غرض اوسکے
سامنے جاکر اون لوگون ذی عرض کیا کہ بھائی آپ کے اسطرح خداوند تعالی کی بہشت مین گئے اور بارگاہ
قاہر آکر انکا سر کاٹ کر چلا گیا یہ خبر سنکر اسکو بہت بڑا صدمہ ہوا اور کہا یہ خداوند مسخرا بیٹھا

دیکھا کیا اور کچھ نہ بولا اور بھائی میرا قتل ہوگیا خداوند نے جان بوجھکر اوسکو قتل کرایا کیا کہون اگر مقدمہ ایمان ہوتا تو خداوند ہی سے پہلے سمجھ لیتا ہر چند کہ بھائی ذ میرے بہت بڑی نامردی کی کہ ایسا کچھ مردان عالم کو زیب نہین تھا اور کبھی اسطرح کا خواب بھی بہادرون کو نظر نہین آتا ہے مگر خیر میرا بھائی تھا مجھکو عوض اوسکا اوسکے قاتل سے لینا ضرور تر ہے میرا ارادہ تھا کہ مین خداوند کی مدد کو جاؤن مگر اب میرا دل اسے خداوند سے کھٹا ہوگیا ہے اب مین اپنے بھائی کا عوض لینے جاؤنگا یہ کہکر اوسی وقت باقیماندہ فوج وسپاہ کو حکم تیار ہونیکا دیا اور کئی ہزار کوہیون کی جمعیت سے باہتشام تمام روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ بہت جلد لشکر تقا مین پہونچا بختیارک آکر اسکو بھی لیگیا بارگاہ مین آکر خداوند کو مجرا کیا سجدہ نہ کیا اور دنگل پر بیٹھا تھا پکارا ای نبدۂ قدرت تو کچھ آزردہ معلوم دیتا ہے اوسنے کہا کہ یا خداوند مجکو برنج یہ بہت بڑا ہے کہ آپ بیٹھے دکھائی اور بھائی میرا مارڈالا گیا آپ اسکے زمین کو حکم دیتے تو قاتل برادر کو میرے وہ نگلجاتی تقا ذ کہا کہ ای نبدہ قدرت اگر تو رنجیدہ ہے تو مین تیری بھائی کو بروز نور وز جلاؤنگا یہ سنکر اوسنے سجدہ کیا اور کہا تو نہ پرورش کرے تو اور کون کرے غرضکہ بیٹھکر شراب کشتی کرنے لگے جب دماغ اوسکا گرم ہوا تو پکارا کہ ملک جی مین جاتا ہون اور قصاص بھائی کا اپنے لیتا ہون بختیارک ذ کہا بہت گرمی نہ کرو آج آرام کرو کل مقابلہ کرنا بہل جنگ بجوا دیون کسان جاوے ہو اوسنے کہا ملک جی جسطرح کہ قاہر ذ اکبر سردربار مے میرے بھائی کو مارا ہے اسی طرح اگر روبرو حمزہ سربارگاہ مین نے اوسکا سر نہ کاٹا تو نام اپنا نہ رکھا میرا کلیجہ جب ہی ٹھنڈا ہوگا جب مین پورا قصاص لونگا بختیارک ذ کہا یہ امر بہت محال ہے کہ کوئی بارگاہ حمزہ مین گھس جاے اور کسی اوسکے سردار کو مار کر زندہ چلا آوے دیکھا نہین ایسا شاید تم ایسا کر جاؤ ماران ذ کہا یہان بھی ہم کہکے اور گھر سے بھی یہی ارادہ کرکے چلے تھے پھر اب کب رکتے ہین یہ کہکر گرز کو کاندھے پر رکھکر تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر اوٹھ کھڑا ہوا اور یکہ وتنہا باہر بارگاہ کے آکر جانب لشکر امیر کشور گیر چلا بختیارک ذ ہلکارے خبر کو بھیجے کچھ افسر فرط محبت سے پیچھے پیچھے اسکے روانہ ہوے آخر یہ لشکر مسلمانان مین پہونچا لشکر کی رونق اور آرایش دیکھکر دلمین کہتا تھا کہ کیا جاہ وجلال ان مسلمانون ذ ہم پہونچایا ہے واہ واہ وا بازار فرنگ بازار ہندوستان کو بہت آراستہ پایا سیر کرتا ہوا قریب بارگاہ سلیمانی پہونچا اس بارگاہ باہتشام کو دیکھکر عقل دنگ ہوگئی سراپردہ اوسکے دور تک کھنچے تھے

بارگاہ سے دور تک اردی سجی آراستہ دورویہ جھاڑ فرشی استاد بیچ مین سڑک سرخی اوسپر یاقوت
عقیق کی کٹی ہوئی گلاب کیوڑہ مشکون مین بھری ستے چھڑک رہے تھے خواجہ خضر کا دم بھر رہے
تھے بارگاہ پر کلس یاقوت کے چڑھے تھے جواہر کے مورا و نیر منجھے تھے منقارون مین اپنے مالے
مروارید کے لیے تھے دربارگاہ پر یل عادیان پورشدادیان پہلوان عادی بعدہ درگہ سالاری
دنگل پر بیٹھے تھے چالیس شملے سر پر بندھے تھے چالیس شدہ تخت الحنک کے چھوڑے ہوئے دیو تھا کہ قالب
انسان مین سمایا نظر آیا ماران ذ دیکھکر خوف کھایا اندر ہلکارون نے پہلے ہی خبر عرض کی تھی کہ
ماران کوہی اس ارادہ پر آتا ہی آپ نے فرمایا کہ آنے دو قاہر بھی کچھ ایسا حلو نہین کہ جسکو وہ
کھا جائیگا قاہر بھی بسبب شجاعت ذاتی کے بیباش ہوکر عرض رسا ہوا تھا کہا اگر حکم ہو تو مین
پھاکر اوسکو رد کون یہان جناب بادشاہ کے روبرو وہ بے ادبی کریگا امیر نے فرمایا
بیٹی تمھارے ساتھ ہم بھی ہین کہان جاؤگے اے بہادر تم ایسے ہی ہو کیا کہنا غرض حکم پہلوان
عادی کو پہونچ چکا تھا کہ آنے دینا اسوجہ سے اوسنے نرد کہا اور یہ گھوڑا بڑھاکر اندر بارگاہ
کے آیا امیر نے کہدیا تھا کہ تیسری دیوڑھی پر رد کنا اور کہنا کہ مع مرکب اندر بلایا غرض جب دو
دیوڑھیان ٹپ کر چکا اوسوقت پہلوان عادی کا دھکا اسکے پیچھے پیچھے آتے تھے وہ سد راہ
ہوے اور کہا اے ماران گھوڑے سے اتر پڑ نہین جانتے کہ یہ جگہ بادشاہ فیروز کلاہ لشکر اسلام
کی ہی کہ جو بلجاے دعا مے غریبان ہین یہ بھی سوچا کہ اندر مع گھوڑے کے جانے مین اسنے تکرار
کرنا کیا ضرور ہے مطلب وہ فوت ہوجائیگا اگر یہان تلوار چلیگی بس یہ گھوڑے سے اترا پہلوان
عادی نے بڑھکر آخری دیوڑھی کا پردہ ہٹادیا فرق ریچہر کو سرکا دیا یہ اندر آیا عجب ایک
انجمن پہلوانان صف شکن کی دیکھی کہ انجمن انجم گردون بھی اس چمک دمک کی نوکی عجب رعب
وداب نظر آیا کہ ترک فلک کو بھی اسجگہ پر سر خم کیے پایا اقبال سامنے بادشاہ کے دست بستہ بسان
غلامان حاضر تھا نصرت عین ظفر ہمقرین دو رسہ داردن کا بندھا ہوا دست راستی دست راست
کو دست چپی دست چپ کو چہل ستون فرزندان گرامی حمزہ سے بھرا ہوا بادشاہ سریر سلیمانی پر جلوہ فرما
سات سو تا جدار کا گرد حلقہ بندھا ہوا اٹھارہ ہزار چینی ستر ہزار فرنگی بارہ ہزار ہندی اونچی بنا ہوا حاضر
تھا امیر لصد تو قیر دنگل نادعنبر آصف بن برخیا پر جلوہ فرما تھے خشت ہای زرین پر نہاردن عیار مانند

عیاری سے آراستہ کھڑی تھی ایک طرف بارگاہ کی کچہریان تمام کھلی تھین مقدمات مالی وملکی کا فیصلہ ہو رہا تھا سامنے بادشاہ کے رقاصہ حور پیکر رقص مین تھی جام مے سردارون مین گردش پذیر تھا اس عظمت وجرات کو دیکھکر وہ رعب ماران پر طاری ہوا کہ بے اختیار اوسنے جھک کر فراشی مجرا امیر کو اور بادشاہ کو کیا امیر نے ہاتھ سر پر رکھا بخلق تمام تر دبندہ پیشانی فرمایا کہ آیئے تشریف لایئے یہ آگے بڑھا امیر اوٹھنے لگے اوسنے قسم دی کہ آپ تکلیف نہ فرمائین غرضکہ ذنگل زرین پر آکر قریب تر بیٹھا امیر نے پوچھا کہ بھیا مزاج تو اچھا ہے اور ساقی کو اشارہ کیا کہ اوسنے جام لاکر دیا اوسنے پیا اوسوقت امیر نے پوچھا کہ کیونکر تشریف لانے کا سبب ہوا اب یہ شرمندہ ہوا کہنے کو کیا کہے آخر کہا کہ آیا تو اسلیئے تھا کہ قاہر کو مین قتل کرتا مگر آپ کی خلق نے بندۂ بدذام بنایا سب غصہ جاتا رہا قاہر پاس موجود تھا اوسنے کہا اے سپاہ مین موجود ہون یہ کہکر اوٹھا کہ آیئے جسطرح چاہیے مقابلہ کر لیجئے امیر نے بھی کہا کہ اچھا تو ہے حوصلہ نہ ہے اوسوقت اوسکو بھائی کا غم پھر تازہ ہوا اور اوٹھکر باہر بارگاہ کے آیا امیر نے حکم دیدیا کہ بارگاہ کے دروازے پر اکھاڑہ کھد کیا سرکے اوٹھوا دیئے حضرت قدرت شاہ جمجاہ بھی دیکھنے لگے قاہر نے آکر مقابلہ کیا اول سب فنون سپاہگری کے تلوار و نیزہ سے ہوئے آخر جب چشم زخم کسی کو نہ پہونچا اوسوقت نوبت کشتی کی پہونچی قاہر کو خدائیتعالی نے اوسپر غالب کیا چند دیر کشتی رہی آخر قاہر نے کولے پر بھر کر جو مارا چار دن شانے چت کر دیا یہ وہان سے اوٹھکر پھر بارگاہ امیر مین آیا اور عرض کیا کہ دین آپکا برحق ہے جو آپ کے دین مین آئے کیا کہے امیر نے کلمہ طیبہ بتایا یہ کلمہ پڑھکر ارسر صدق مسلمان ہوا جو سردار کہ اسکے عقب مین آئے تھے وہ بھی بارگاہ مین آکر مشرف بشرف اسلام ہوئے اوسیوقت پھر کر اپنے لشکر مین آئے پکارے کہ جسکو ہمارے ساتھ آنا ہو آئے کہ ہم ہم مسلمان ہوئے غرض لشکر اوسکا کوچ کرکے اوسی وقت ملحق لشکر امیر ہوا امیر نے جو سامان کہ اثر در کو عنایت کیا تھا وہ اب اسکو دیا بارگاہ اور ملازم وغیرہ اور خلعت سرداری عنایت فرما کر سرفراز کیا ہلکارے جو خبر کو آئے تھے وہ پھر کر بارگاہ لقا مین گئے اور یہ خبر مفصلاً سب عرض کی بختیار کہ یہ ماجرا کہ صلواۃ صلواۃ یا خدا وہ تو دیکھو کیا گرما گرمی کر کے آتے ہین کہ جیسے اب کھا ہی جائینگے مگر پھر ٹائین ٹائین فش ایکا بندہ گندہ ماران کو ہی بھی مسلمان ہو گیا تھا خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا اوسکے دلمین میرے نظیر فسے پہلے شک آگیا تھا اب تو یہ اختیار کیا ہے کہ جو کوئی بندہ میرا اپنے دلمین میری خداوندی کا شک کریگا اور برحق مجکو نہ جانیگا تو مین

اوسکو اپنی جوار رحمت سے دور کرکے مسلمانون کے حوالے کردونگا اور اسکو اونھین نہ دونگا ہاتھ سے نہ نکل
کرا ونگا یہ کہہ رہا تھا مگر رنجیدہ خاطر تھا کہ یکایک آواز ترا تی کی بالای ہوا پیدا ہوئی اور برف برسنے
لگی آندھی آئی لقا پکارا کہ ہمنے ان کو ہمون کو خوب سمجھ لیا اب بندہ قدرت کو طلسم سے بلایا
ہے اسی گفتگو مین تھا کہ ایک تخت روی بارگاہ مین اترا سبنے دیکھا کہ اوس تخت پر ایک ساحرہ
ہاروکہ اندام یاسمن پیکر سوار ہے زیور جواہر کا زیب بدن کیے کانون مین کرنپھول پہنے جو عقد ثریا کو بھی
شرماتی تھی ہاتھون مین کنگن اور کڑے جو حلقہ اطاعت مین دستگیر بڑی بڑی زبردستیون کو کرین
اپنے ہاڈ موتیون کی گلے مین ڈالے بھولی بھولی صورت پاتیجے کلائی پر ڈالکر تخت پر سے سنبھلکر اوتری
اور سامنے خداوند کے آکر اس صنم زیبا نے تسلیم کی اور سجدے مین گری لقا پکارا کہ اے بندی سر اوٹھا کر
اپنی لعنت تجھپر نصیب کی وہ سجدے سے اوٹھی اور ازبسکہ کمسن ہے تو مسکراتی ہوئی قریب تخت
آئی بلا گردان ہوکر جواہر جو مہر نذر لائی تھی نذر چڑھائی بختیارک نے کہا اے ملکہ نام نامی آپکا کیا ہے
کیسے آنے کا اتفاق ہوا یا لشکر بھی ساتھ ہے اوسنے کہا لونڈی لوزیور جادو کہتے ہین لشکر بھی کچھ ساتھ لائی
ہون خداوند کی مدد کرنے کو بحکم شاہ افراسیاب آئی ہون یہ کہہ رہی تھی کہ ادھر بھی تخت اور طائران
سحر اکرا تری اور ساٹھ بتر اوسکی مصاحبین انیسین خواصین وغیرہ سب آکر دیدار خداوند سے مشرف
اور فیضیاب ہوئین سب نے نذر چڑھائی بختیارک نے خداوند سے کہا یا خداوند بعض بندے کو آپ ایسے
پیدا کردیتے ہین کہ جو اورون کی جان لیتے ہین لقا نے کہا قدرت خود اپنی خاتون مکرم بنانے کے لیے
ایسی صورت پیدا کرتے ہین مگر بھر بھول جاتے ہین اب یہ بندی جو فیصلہ مسلمانون کا کردیگی
تو اسکو اپنی خاتون معظم بنا لینگے زیور یہ کلمے سنکر مسکرا کر چپ ہو رہی مسکرانا بھی اسکا لاکھ لاکھ بنا دیتا
گیا یہ معلوم ہوا کہ غنچہ کھلتے کھلتے رہگیا غرض دنگل زرین پر بیٹھی لشکر اوسکا متصل لشکر خداوند
بختیارک نے جاکر اترو ایا یہان دیو شراب ناب ہوا جلسہ چنگ و رباب ہوا ساحرہ نے سارا ماجرا
جنگ مسلمان کا بختیارک سے سنا اور خداوند کی بہت تسکین کی کہ آپ نہ گھبرائیے مین ایک آن واحد
آن واحد مین آپکی عنایت سے سب بندگان منصوب کا استیصال گردون کی بختیارک
نے کہا چاہیے فیصلا انکا نہ کرو مگر تم سلامت رہو اور خداوند عرش اعلی پر نہ جائین کہ جنکی بدولت یہ
صورتین کبھی کبھی دیکھنے مین آجاتی ہین ساحرہ نے کہا پھر اچھا طبل جنگ بجے

بختیارک ذکما صاحب اتنی جلدی نہ کرو ہمین اپنی صورت تو دیکھ لینے دو پھر ہم کہان اور تم کہان تمہارا ناد بنجوگ ہی وہی مثل ہی کاغذکی ناؤ آج نہ ڈوبی کل ڈوب جائیگی زیور ذکما ملک جی زیادہ مجھکو نہ بناؤ بھلا مین ہون ہی کیا ایسی پچریل بھاڑ مین جاؤ ایسی صورت جسپر کوئی ناز ہی اتراؤ خداوند محمد ایسی مستین بہت پیدا کی ہین بلکی اپنے کام مین مصروف ہولو صاحب میرا بھلا چہرا دیکھ کے ایسا بھی کہ آپ ہی مین نہ رہی بختیارک ہنسنے لگا اور کہا ای ملکہ ہمتو تمہارے تشنہ دیدار ہین صدقے تیری صورت کے کیے کوربان ای جان عالم ذرا عیار دن سے بچتی رہنا آجکی شب اور کل کا دن مجھسے عیارونکے فریب غیرہ سے بچے رہنا پھر اغاز کرنا خداوند تجکو اپنے ہاتھ سے بچائین ورنہ یہ صورت زیبا خاک مین ملجائیگی ساحرہ اسکے سمجھانیسے اوس شب کو دربار مین کچھ دیر بیٹھی پھر بارگاہ مین اکر اپنی استراحت پر رہی دوسرے دن جب ساحرہ شب زیور انجم کی آراستہ ہوکر بارگاہ زنگاری فلک مین آئی اور مہتاب ذرہا اسکے خوف محبت اوسکا گردنین اپنی بہناکر ایسا

ہوئی پھر شام شب جلوہ آرا — فلک پر ماہ کا چمکا ستارا
مرصع ساز قدرت نے پھر اکبار — ستارون کے کیا گہنے کو تیار

سر شام اوس ماہ تمام یعنی ملکہ زیور جاوید و گلفام ذ اپنی بارگاہ مین اکر نقیر سے کودم دیا تھا ذ طبل بیشمار بجوا یا جاسوسان لشکر اسلام خبر مفصل دریافت کر کے خدمت بادشاہ ذیشان مین ذ سر عجز جھکا کر دعا و ثنای شاہی زبان پر لائے کہ ایسا

ز بسکہ عہد مین تیری ہی رسم دادری — جرس کی جی کوئی فریاد سن نہین سکتا
گئی تباہی تعدی جہان سے اب اوسکی — پتان کی ناز واد امین رہا ز ظلم و جفا
سوای عشق تری عہد مین تعدی سے — گشادہ ہاتھ کسی جیب تک اگر پہونچا
شماسے کا گریبان چاک کرتے وقت — ہے خوف ایسا کہ کانپی ہی دست مہر سپہر

ایک ساحرہ لال فام و بدانجام زیور جاوید و نام بہرامند تھا ناکام آئی ہی اور بمقابلہ بندگان درگاہ عالی مقام نفیر حرادسنی بجای ہی کل کی روز وقت معرکہ آرائی ہی یہ خبر لشکر شاہ ذ امیر سے فرمایا کہ آپکی صلاح ہی آپ ذ ابوالفتح کو حکم دیا کہ بجے ہماری لشکر مین بھی طبل خنگ ابوالفتح ذ جاکر طبل خنگ پر چوب لگائی ہر ایک سپاہ کو خبر ہوئی کہ بھائیو کل معرکہ نبرد و پیکار ہی دربار سے سردار اوٹھکر اپنی اپنی بارگاہ مین آئی بادشاہ داخل شبستان ہوے صبح آج سپاہ و لشکر گونہ انتشار ہی کہ سحر سے ہر فرد بشر ناچار ہی دیکھا چاہیگا کہ انقلاب گردون دوار کیا کل دکھاتا ہی یہ معرکہ کسکے ہاتھ آتا ہے اسطرف سنجانی باختری مشتری حصاری خوشی کرتے تھے کہ کل یقین ہے لشکر

لشکر اسلام مغلوب ہوا و مال غنیمت ہمارے ہاتھ آئے الغرض بنگالی دریا کے کنارے کئی سو بیٹھے گئے
دُھرو بجانے لگے منتر پڑھے جانے لگے زیور اپنی بارگاہ مین آکر سحر جگانے لگی ہر مقام پر جوت کھڑی
ہوئی اگیاری ہوئی بیر آنے لگے بھیٹ پانے لگے آج کی رات ستارے آسمان پر روشن تھے یا فلک
کا میدان مرگھٹ تھا مُردے پھنکتے تھے ساحر زحل نام رشتہ کہکشان کو شاخ سنبلہ مین باندھکر یون
تانتا تھا نبات النعش ارتھی کی صورت نئی یون اُٹھانے کے لیے مریخ با شمشیر برہنہ فوج فلک کو
جھٹکا کیا چاہتا تھا سنیچر بیج دلو کا ڈول لیکر سر پر ڈالتا تھا اشنان کر رہا تھا چشمۂ حوت کے کنارے
پر سورج کنڈ کے نہانے کا سیلا تھا ہوا بھی آج بیراگیون کی طرح جنگل جنگل پھرتی تھی زمین و آسمان
مین جدھر نظر کیجیے ساحری کا کارخانہ تھا برگد کا درخت جٹا دھاری جوگی نظر آتا بڑی سی ڈاڑھی
تھی تو پُرانا تپشی کہلاتا پیپل بڑے ہاتھ پانون والا ساحر تھا دیوا استھان بنکر جادو گر تھا ہر درخت
ایک پانون سے کھڑا سحر کرنے مین مشغول نظر آتا یہان لشکر دن مین دُنیا سیاہ تھی کالی کی
دہائی دیتے تھے جب پناہ تھی بیرون کا آنا بھیٹون کے کلیجے کھانا پھر سن سن کرکے جانا
ساحرون مین تو یہ ہنگامہ تھا بہادرون مین تیغ و خنجر کا افسانہ تھا نیام تیغ ما سفید کے لیے
بانبی تھا ترکش وہان ساحر بنکر تیر کا بیر بھیجتا تھا کلیجے چھیدنا تھا تلوار کو خون چٹا کر سکھا دیا
تھا کہ خون دشمنان چاٹنا بھیٹ مین سر لینا گلے کاٹنا گرزون کو سربلندی کا منتر یاد دلایا تھا
کہ سر چڑھکر بغیر بھیجا کھائے نہ پلٹنا سنان کی زبان پہ منتر پڑھے کہ منتر چلے چلے رن چڑھے کلیجا کاٹ
بیر لہو چھوڑ جان مار کمانین بھی چلہ کش تھین عامل دہر نے اپنے بچاؤ کے لیے شش جہت نہ تھا
نقش مسدس لکھا تھا جو درخت تھا وہ ہندسہ کی شکل دکھائی دیتا تھا کہ مربع نویس دہر نے ربع
مسکون کے نقش اجل پیدا ہندسہ تیر کیے ہین خلاصہ یہ کہ زمین و زمان سب پر آشوب تھا آفت کا ہنگامہ

اور جوش تھا کہ ابیات	وہ بیرون کی آمد کہ طوفان مرگ	وہ لڑنے پر آمادہ خرد و سترگ
چمک تیغ و خنجر کی وہ الحذر	جو آنکھون پر اندھیرا کرتی تھی گھر	نقیبون کا للکارنا ہر طرف
جوانون سے کہنا یہی صف بصف	کہان ہے جوانان رستم شعار	یہ ہے معرکہ کل کا بھی یادگار
نہ ڈرنا کہ ہے موقع نام و ننگ	سہے یاد کل تمسے یہ کار جنگ	غرض چار پہر رات بھی ہنگامہ

رہا جب وہ وقت آیا کہ خاور کوہی فوج ضیاء جلال کو اپنے ہمراہ لیکر کوہستان مشرق سے نکلا

زیر ران سبزہ فلک ایسا شوخ و چالاک تو سن تھا نور خسار سے اسکے عالم روشن تھا کرا بیات

گئی جب عرصۂ عالم سے وہ شب — فلک سے ہٹ گئی تصویر کوکب — موذن بول اٹھا اللہ اکبر
کمر کسنے لگا ہر جنگ آور — بشکل برق چمکی گرز و شمشیر — کوئی بولا کہان اب تف تاخیر
کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہی — ہوس اب گور سے دست بغل ہی — یہ حمزہ نے دعا مانگی خدا سے
جھکایا سر ہزاروں نے التجا سے — کرای خالق مدد ہو تیری درکار — اجل کا ہو کے جسدم گرم بازار
زبان آبرو ہی فتح و نصرت — نہ حاصل ہو کہیں الزام لینا — نہ پا پیچھے ہٹے بڑھکر ہمارا
بلا سے جان جاتی ہی گوارا — امیر با توقیر تو دعا کر رہے تھے اور لشکر گروہ میدان جنگ

کی طرف روانہ تھے شورش روانگی بحر لشکر سمیع ہمایون امیر والا گہر مین بھی پہونچی آپ نے سر سجدے مین رکھکر دعا ختم کی تھی کہ ابوالفتح خدمت اقدس مین حاضر ہوا اور حال روانگی لشکر اُسنے عرض کیا آپ نے بھی صندوق سلح سنجوگ منگا کر خود ہوا در زرہ داؤدی سے جسم انور کو مزین فرمایا تیغ صمصام و قمقام حائل کر کے تیغۂ عقرب سلیمانی ہاتھ مین لیکر نیمچۂ سہراب بیل کمر سے لگا کر باہر برآمد ہوے اور اشقر پر سوار ہو کر کچھ دور چلے تھے کہ سامنے سے مالک اژدر آسی ہزار نیزہ داران سے آتے دکھائی دیے سنان نیزہ یون چمکتی تھین کہ تارے سو انیزے پر اُترے دکھائی دیتے تھے بہادران عرب عمامہ نورانی سر دن پر باندھے تھے ایک طرف سے لشکر ہور فیل نمایان ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ رات جو گذر چکی ہی عالم سے اب جاتی ہی اور لشکر ہور کا اُسی پر رخ روشن جو دیکھا تو ثابت ہوا کہ اسی رات کا یہ آفتاب نکلا ہی غرضکہ سب سردارون سے سلام علیک کرتے ہوئے در دولت پر امیر آئے کچھ دیر یہان ٹھہرے تھے کہ جلوس سواری بادشاہ نکلنے لگا چوبدار برچھی بردار بلم بردار وغیرہ سب جلوخانہ سے باہر نکلے سامان بادباری آگے بڑھا بجا سا سلامی لینے کو ایک طرف ٹھہرا فرنگیون نے بگل بجایا ارگن کی دردی بجی ارمنی بیلا بجانے لگے کوس و دہل گڑگڑائے روشنی نمود ہوئی لڑکے حسین و خوبصورت لوٹے تخلخون کے لیے عود برمکی کا بکٹا اُسپر ڈالتے منقلون کو جلائے گذر گئے زنانی ڈیوڑھی تک زنانہ سامان آکر بھر گیا کہاریان پیاریان پیاریان زیور طلائی مین غرق ناک بھون فرط نزاکت سے سمیٹے ہوا دار بادشاہ کا کاندھے پر اُٹھائے قریب پردۂ سرخ پہونچین کہارون نے بڑھکر تخت بدلوایا حضور عالم کے برآمد ہوتے ہی

مرد ہون نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا شور و غل مچایا امیر نے قبر گاہ پر جاکر اول مجرا کیا پھر تو لشکر جور بہرام فرامرز رجمہور وغیرہ ہر ایک تسلیم سے کامیاب ہوا تخت ظل اللہ کو جانب میدان

قلب مین رکھکر لیجیے کہ فخر دہ	وہ عظم و شان لشکر دیکھکر واہ	فلک بھی کہہ رہا تھا اللہ اللہ	

غرض ہنگام سحر نور کا تڑکا نقیب منقبت خدا کرتے ہوئے سوارون کے گھوڑے ہمیے بھرتے ہوئے باجے عربی بجے کوس و نقارے بجتے ہوئے سوے رزمگاہ روانہ تھے اُدھر صبح ہوتے ہی ملکہ زیور جادو خواب مرگ سے اُٹھکر لشکر ساحران تیار کرکے میدان کی طرف چلے دنیا مین خرابی اس قحبہ نے ڈالی آندھی آئی کالی روے ہوا پر ابر آکر چھاگئے ساحرون نے اژدر اپنے اگلے یہ جو رات کو قابو مین آئے تھے اُنکو بلاکر امتحان کیا کنکری کو پہاڑ بنایا پہاڑ کو کنکر کیا درخت چلاتے دریا کو جوش مین لاتے کوہ و دشت مین تزلزل ڈالتے طائران سحر کو اُڑاتے ہوے میدان مین پہونچے ایک طرف سے لقاے گمراہ ہاتھیون پر تخت کھچوائے خواصی مین نجتیارک ایسے شیطان کو بٹھاے رن پر چڑھا لشکر کو ہیان و باختریان ہنستا ہوا ساتھ تھا غرض جب یہ دونون گروہ انبوہ انبوہ وارد میدان مصاف ہوے ظلمت و نور کا مقابلہ شب و مہ کا سامنا تھا ایک طرف وحدہ لاشریک لہ کے ماننے والے ایک طرف اپنے خدا کو ساتھ لیے لیک حق پر دوسرا ناحق پر لڑنے پر تُل گئے ساحرون نے ڈھرو بجایا بجلیان چمک کر گرین صحرا جو آڑ رن کی تھا اسکو جلا دیا ابر سحر برسا کر گرد و غبار بٹھا دیا میدان پاک و صاف ہوا آئینہ بزم مصاف ہوا صفین ترتیب پذیر ہوئین ملکہ زیور جادو اپنے تخت پر سوار صف لشکر سے آگے بڑھکر کھڑی ہوئی صبح کا وقت تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب نکل آیا ہے امیر نے اُسکی صورت کو دیکھکر فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا جو خداے تعالیٰ اسکو ہدایت فرماتا اور مسلمان ہوتی دولت حسن ضایع نہ جاتی کسی مسلمان کے کام آتی غرضکہ شور رزم لشکر ترقی پر ہوا روے ہوا پر اژدر پھنکارنے لگے روے گیتی اژدر سے سوگیا منقلین دھڑ دھڑ جلنے لگین شعلہ رو جادو گریان بھڑک اُٹھین طاؤس و ہنس اُڑا کر جو ہوا کا سامری کے غل مچاکر سیرون کو جلوہ دیکر قاصد ہوئین کہ صف لشکر اسلام پر جا پڑین اُسوقت نقیبون نے نکلکر نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا جب یہ سب کنارے ہوے ملکہ زیور بنزاران ناز و ادا و تبختر سامنے خیل لقاے خرس بادیہ ضلالت کے آکر اجازت طلب ہوئی اُس گبر نے کہا کہ جا تجکو

اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ وہان سے تخت اڑا کر سامنے لشکر اسلام کے نامیدان مین پہونچی
اور پکاری کہ ای بندگان مغضوب خداوند آؤ میرے مقابل مین اسکی نصیب دینے سے یکایک
صف دست چپ مین طبل و نقارے بجے اور تہمتن خان خاوری سامون شہزادہ قاسم کے
گھوڑا اپنا اٹھا کر سامنے تخت ظل اللہ کے آکر اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے انکو سپرد خدائے پاک
کیا یہ بہادر مرکب اڑا کر لطف چالشکری دکھاتے جولانگاہ پر آکر مقابلہ ساحرۂ بدسیر مین پہونچے انکو
دیکھکر ساحرہ نے ایک قہقہہ مارا اور ایک طرف کو منہ اٹھا کر پکاری کہ ارے ابھی تک تو نہ آیا کہان
مر رہا ہی اتنا کہنا تھا کہ بونڈلا گرد کا جنگل کی طرف سے اٹھکر قریب تر آیا اور اسمین سے ایک سوار مسلح و مکمل
اسپ تازی نژاد پر سوار نکلا برچھا ہلاتا ہوا سامنے زیور کے پہونچکر عرض کی ہوا کہ ای ملکہ مین تو ہمین
حاضر تھا آپ کیون غصہ فرماتی ہین جو کہیے بجا لاؤن زیور نے کہا کہ یہ جو سامنے تیرے کھڑا ہی مجکو قتل
کرنے آیا ہی اس سے سمجھ لے اور جو کوئی بعد اسکے اور آئے اسکو بھی مارنا کہ ان لوگون نے خداوند مہاجر
کو بہت عاجز کر رکھا ہی یہ سنکر اس سوار نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور مقابل تہمتن خان پہونچکر اسنے
ایڑھ گھوڑے کو زور سے کیا کہ گھوڑا اسکا لرزنے لگا اور اسکے اس گھوڑے نے پیٹھ اپنی جھرجھرائی
کہ جسطرح مرکب پھریری لیتے ہین بس پھریری لیتے مین زمین کے اندر سے ایسا غبار نکلا کہ آندھی
آگئی اور دنیا کالی ہوگئی لشکر اسلام مین پھر کچھ نہ دکھائی دیا امیر بھی غافل تھے انکی بھی آنکھین
بند ہوگئین اب جو آنکھ کھلی اور زمانہ روشن ہوا سب نے دیکھا کہ تہمتن خان خاوری کا وہان پر
سر کٹا ہوا پڑا ہی لاشہ خون مین تڑپ رہا ہی سر سے لہو تازہ جاری ہی ایڑیان جو رگڑی ہین میدان
مین گڑھے پڑ گئے ہین صاحب طاقت کا دم مشکل سے نکلا ہی یہ چال دیکھکر اہل اسلام آبدیدہ ہوے لاش
اس بایان کی اٹھوا منگائی اور یہان سے فیروز خان خاوری نے جاکر اس سوار کا مقابلہ کیا
اس سوار کے گھوڑے مین نہین معلوم کتنا غبار بھرا ہوا تھا کہ ہر بار وہ پیٹھ جھاڑ کر نکالتا تھا اور دنیا
کو سیاہ کرتا تھا پھر جو دیکھیے تو سامنے لاش مبارز روزبیجا کی پڑی نظر آتی تھی کہ آنکھین حسرت آلودہ
کھلی ہین گردن کٹی ہی صورت زیبا خاک و خون مین ملی ہی اسی طرح تا بہ شام وہ سوار میدان مین کھڑا رہا
اور مبارزان ملک خاوری یکے بعد دیگرے اسکے مقابلہ مین جایا کیے اور قتل ہوا کیے چالیس سردار
شہر خاور کے اسکے روبرو گئے مگر ہلاک ہوگئے پچھلا پہر دن باقی تھا کہ امیر نے قصد میدان مین

نکلنے کا کیا بختیارک ارادۂ امیر سمجھ گیا اُسنے طبل بازگشت بجوادیا ملکہ زیور میدان سے پھری سوار گھوڑا ڈالکر جانب صحرا چلا گیا لقا ہنستا ہوا زیور پر سے زردگوہر لٹاتا پھرا امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوئے لشکر دن نے کمر کھولی اور آسودہ ہوئے ملکہ زیور بارگاہ لقا میں آکر بیٹھی اور مصروف میخواری ہوئی بختیارک نے کہا ای ملکہ کیا کہنا کیا خوب پاکیزہ سحر ہی اور واہ کیا اچھی طرح تم لڑی ہو لیکن امیر کے اسم اعظم کی تمنے کچھ تدبیر نہین کی امیر کے نکلنے کا ارادہ مین پہچان گیا وہ آتے تو تمھارا سوار زندہ نہ رہتا یا تو ماش کا آٹا ہو جاتا اور اگر سا حر تھا تو جہنم مین جاتا زیور نے کہا ملک جی مین دھوکے کی لڑائی نہین لڑتی ماش کے آٹے کا سوار کیسا یہ سوار طلسمی ہی اور امیر آتے تو کیا ہوتا یہ سوار نہ مارے مریگا نہ کاٹے کٹیگا تم اطمینان رکھو اور آج پھر طبل جنگ بجوادو لشکر دشمنون کا بہت ہی لڑتے لڑتے بہت عرصہ گذرے گا مین چاہتی ہون کہ جلد فیصلہ ہو جائے بختیارک نے کہا ای ملکہ بھولے بھی سوار کا ذکر دربار نہ کرنا اور نہ مار ڈالنے والے بھی بہت بیڈھب ہین وہ بغیر مارے نہ چھوڑینگے زیور نے کہا کیا تمنے مجھکو دیوانہ بنایا ہی یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیدیا پھر وہی شورش وہی ہنگامہ برپا ہوا تا دیر زیور اُسی مقام پر رہی جب شہسوار زرین کلاہ آسمانی صحرائے مغرب کی طرف گیا اور ساحرۂ شب کا بارگاہ عالم مین داخلہ ہوا کہ ابیات

طلسمی ہی جہان کا کارخانہ	بھی شب ہی کبھی دن کا اجالا
چراغ آسمانی سب ہین کوکب	ساحرہ اُٹھکر اپنی بارگاہ مین
ہوا تاریک عالم جب ہوئی شب	

ادھر امیر کشور گیر کو نفیر و طبل جنگ بجنے کی صدا لشکرون نے پہونچائی ادھر بھی نقارے سکندری و شامی گڑگڑائے دلاورون مین اُسی چرچے کا زمانہ پھر آیا اپنی اپنی جگہ پر آکر پھر وہی منچلا پن دکھانے لگے وہی تیزیان وہی شوخیان جتانے لگے کہین تلوار چرخ پر چڑھی کہین تیر دیدکان کو آبدار ملی کسی نے زرہ درست کی کسی نے طبع سُست چاق و چست کی ادھر ساحرون مین سحر کے جگانے کی گرم بازاری رہی پڑھنت زبانون پر جاری رہی چار پہر رات یہی مشغلہ رہا جب مشعلۂ افروز عالم نور آفتاب ہوا عالم با آب و تاب ہوا کہ ابیات

جبین صبح پر اک نور آیا	کہ جب اُس رات نے انجام پایا
نگاہی رنگ پایا بام و در مین	شفق نے روشنی بخشی نظر مین

ہنگام سحر امیر باکرم مسجد کہ پاس سے اُٹھکر جلوخانۂ شاہنشاہی مین آئے بادشاہ اُسی شوکت و جاہ سے

برآمد ہوئے ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا قلب لشکر مین بسان قلب تخت حضور لیکر جانب رزمگاہ
مردان جنگ آزما چلے کوس نقارے اور دہل گرجنے لگے نسیم سحری چلتی تھی یونہین سی خنکی تھی
باجے خوش نوائی کے ساتھ بجتے تھے بہادر تنتے تھے اسی کروفر سے وارد دشت مصاف ہوئے
اسطرف سے لقا سے گمراہ بھی فوج لیے آیا زلور جادو نے آکر ساحان نامی کا میدان مین پرا جایا
سامری جمشید کے نعرون کی صدا سے دنیا بھر گئی بجلی سحر کی میدان صاف کر گئی نقیب جانبین
للکار کر کنارے ہوئے زلور نے پھر اجازت لقا سے لیکر اپنے تئین میدان مین پہونچایا اور
مبارز طلب کیا اودھر سے آج امیر نے قصد اول ہی نکلنے کا فرمایا اسوقت ابوالفتح سے میدان
قرق کرنے کو اشارہ کیا اسنے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار کل ہم عیار دربار کفار مین جا فنسے تھے کہ
ساحرہ نے بختیارک سے کہا کہ یہ سوار طلسمی ہے اور آدمی آنے کا نہین ہے امیر آئینگے بھی تو کیا
کرینگے اسی سبب سے مین جانتا ہون کہ آپ تشریف نہ لیجائین مبادا اسم اعظم پر کوئی آفت آئے
تو تباہی لشکر کا سامان ہوگا آج یہ غلام تدبیر معقول اس سوار کی کریگا جسکے آج مجھسے کچھ نہو سکے
اسوقت آپ کو اختیار کل اسی سوار کی فکر مین گیا تھا کچھ پتا اسکا نہ معلوم ہوا مگر آج بہادرونکو
تو لڑنے جانے دیجیے اور مین سوار کی تدبیر کرنے پہلے سے جاتا ہون آپ کچھ فکر نہ کیجیے امیر نے یہ شکر
عرض کو اسکی پذیرا کیا اس عرصہ مین آج دست راست کی صف سے سرداران شاہزادۂ بدیع
و نورالدہر مثل فضل بن گیا ہور وغیرہ مقابلۂ ساحرہ مین حسب اجازت بادشاہ گئے سوار
طلسمی اسی طرح صحرا سے آیا اور گھوڑے نے اسکے پیٹھ کو جھڑ جھڑایا غبار نکلکر تاریکی چھائی اور
لاش لڑنے والے کی جب دشنی ہوئی تو نظر آئی تا بشام یہی معرکہ گرم رہا ساحرہ نے امیر کا نام لیکر
نہ پکارا نہ آپنے حسب وعدہ ابوالفتح نکلنے کا ارادہ قریب شام طبل بازگشت بجا لشکر دونون
پھرے لقا آج بہت خوش تعریف زلور کرتا ہوا بارگاہ مین آیا امیر پھر کر اپنے لشکر مین آئے
کمر کھولکر آسودہ ہوے ابوالفتح آج پہلے ہی سے جنگل مین صورت بدلے ہوئے چھپا ہوا تھا کہ دیکھون
سوار قدرت کہان جاتا ہے الغرض جب سوار قدرت پلٹا اسنے دیکھا کہ یہ آکے جنگل مین ٹھہرا اور
ہر طرف دیکھکر سامنے ایک چشمۂ آب صاف کا بہ رہا تھا اسمین مع مرکب کود گیا اور غوطہ کھاکر
غائب ہوا اس عرصہ مین بالکل شام ہوگئی تھی وہ وقت تھا کہ ضیاے خورشید بھی دنیاے ظلمت

مین ڈوب گئی تھی اور چشمۂ افلاک مین کنول شفتالو دن کے تیرتے نظر آتے تھے کہ ابیات

پہنچے خط شعاعی جا بجا سے	تھکے جی التماس مدعا سے	بڑھی مغرب سے لہراتی ہوئی شام
ہوا خورشید پر احسان آرام	ابو الفتح سوچا کہ اس چشمے مین جانا کاری دارد اور آج پھر	

ساحرہ نے طبل جنگ بجوایا ہوگا کل پھر یہی معرکہ لشکر اسلام پر آج کا سا دریش آئیگا بہتر ہی کہ کوئی تدبیر کردن آخر سوچے سوچتے اُسنے صورت اپنی ایک زن حسینہ وجمیلہ کی ایسی بنائی کہ زلف اُسکی جو دیکھے آشفتہ سری حاصل ہو سنبل لیلا کیا اُسکے مقابل ہو دل سودا زدہ کو سلسلہ عنبافی عشق وہی سلاسل کرے دل عشاق اسی کا پابند رہے گیسو سیہ کے پاس جبین کا چمکنا وہ کالی رات تو یہ ماہتابان یا شب سے سحر صادق کا طلوع ہونا بدران ابرو دن کے سامنے اپنے تئین بتاتا ہی مگر ہی کب اُنکا سا اپنے تئین باتا ہی ترک حسن نے قتل کی تلوارین بنائی تھین تیوریان جو تھین تو دو تلوارین کھچی نظر آتین تھین دل عشاق پر انکے چڑھنے سے خنجر چل جاتے گشتگان ابرو مچل جاتے آنکھین وہ کہ جنکے سامنے ہر دل بیمار نرگس کو بھی اُنھین کے عشق کا آزار دام غم مین اُنکے گرفتار شب و روز انھین آنکھون کی یاد مین ہر ایک بیدار پلک سے پلک نہ لگی جب اُنسے آنکھ لگی بادام کیطرح دل مردم پسے کسی جادو نے کہان ایسی طاقت پائی سامری کو یہ سعبدہ بازی کہان آئی معجزہ ان آنکھون کو یہ حاصل کہ بیک ایما و اشارہ مردہ دل زندہ ہوتا ہی یہ سحر سامری کب کر سکتا ہی چہرہ تابان مین بینی کا ہونا سبحان اللہ نیا اعجاز ہی کہ الف نور کا مابین خورشید کھچا ہی کاتب قدرت نے نیا خط نور لکھا ہی کان ہر ایک جواہر کے کان فریاد عاشق سننے مین انجان آئینۂ رخسار کے سامنے پانی پانی لب لعلین بہتر از عقیق یمانی دانت ہر ایک ہیرے کی کنی جان عشاق لینے پر دھنی دہن تنگ کی ایسی تنگی کسی غنچے نے کب پائی یہ خلاق عالم کی ہی قدرت نمائی کہ بے نشان ایک چیز بنائی اُسکو دیکھکر چشمۂ حیوان بھی ظلمات مین نہان ہی سب پوچھتے ہین کہ کہان ہی چاہ ذقن مین آپ سے ڈوبنے کی دلون کو ہوس بحر حسن کا گرداب ہی اُس کنوئین مین گر کر یوسف کا دل بھی نکل سکے بستان سینہ پر ایسے کہ کوئی انار نہ پھل سکے سرو سا قد اُسپر یہ ثمر قدرت خالق مشک و ترکہ ابیات مسدس

جان سو جان سے ہی خوبی پستان نثار	سرو سے قد نے یہ کیا خوب لگائے ہین انار	ٹوپیان باز پہ دو رکھی ہین یا بہر شکار
یا ہوے ممقے دو نور کے روشن اکبار	دو یہ گلدستے کہ لب بام دھرے ہین گویا	منقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا

کبھی چھاتی سے ڈوپٹا جو وہ ہٹ جاتا ہی	شرم سے جسم وہیں کا وہیں سمٹ جاتا ہی	رخ ڈوپٹے کے الٹنے کو پلٹ جاتا ہی
دم بیان عاشق بیدم کا الٹ جاتا ہی	بند محرم کے جو ہر وقت کسے رہتے ہین	جان و دل طرفہ بندش مین پھنسے رہتے ہین
ہی سراپا جو قیامت تو ہی آفت چھل بل	ایسی قتار چھلاوے کا بھی دل جائے نکل	نازک ایسی ہی کمر چلنے مین بل کھاتی ہی بل
وہ لگاوٹ کے ہین انداز کہ دل ہو بیکل	رنگ لاتی ہی غضب طبع مین رنگینی ہی	دور اسمین نام خدا دھیان ہے خود بینی ہی

بس اُس مہ پارہ نے ایک تھالی ہاتھ پر بجی رکھی جو مک اسمین جلتی ہوئی اور زیور طلا کار سے جسم کو آرائش دی اور کنارے اُس چشمہ کے آئی دو تین پتھر بڑے بڑے اُٹھا کر اُس چشمے مین گھما گھم ڈالے کہ تمام پانی اُسکا تلے اوپر ہو گیا اور چشمہ مین بڑا تلاطم ہوا سوار سحر گھبرا کر باہر نکل آیا اِسنے دیکھا کہ وہی شخص ہی جو میدان مین جایا کرتا ہی مگر اسوقت گھوڑا نہین ہی اور اسلحہ نہین ہی غرض جب وہ سوار باہر آیا اِسنے اُس لالہ فام قلزم حسن کو کنارے کنارے اُس چشمہ کے کھڑے پایا پکارا ای گوہر یم خوبی و آشنائے بحر محبوبی یہ پتھر تو نے ہی اس چشمہ مین پھینکے تھے اُسنے کہا مجھے کیا مطلب تم جاؤ ہمنے جس لیے پھینکے ہین وہ آپ ہی آئیگا وہ سوار قریب اسکے آیا اور اسکی صورت دیکھکر بیقرار ہوا اور پھر اِس صفائی اور ڈھٹائی پر تو مر ہی گیا اُسنے کہا ای پیاری یہ بُری حرکت تجھنے کی کہ اسمین ہم بیٹھے ہوے تھے اور تجھنے پتھر مارے اس غواص محیط خوبی نے سُنکر کہا مین کیا جانون کہ نگوڑے دریاؤن مین بھی آدمی رہتے ہین اچھا اب نہ پھینکون گی ای میان تمھارے چوٹ تو نہین لگی اگر لگ گئی ہو تو تم مجکو مار لو یہ کہکر پکاری کہ یا خداوند تو اُس موے سے بدلا لے کہ جسنے مجکو یون خراب خستہ کیا اُس سوار نے کہا ای مایۂ حسن و داد گوہر دریاے ضیا و صفا یہ تو بتلا کہ کس نے تجکو خراب کیا اور کیون تو اس جنگل مین آئی اور چشمے مین سنگ زن ہوئی اُسنے ایک آہ کی اور کہا کہ بیت

تلخ جینا ہو ہمین اور مزے دہ لوٹین	روتے دیکھین ہمین جب لگے چھوٹے چھوٹین

اُس سوار نے کہا مین تیری ہر آن پر نثار اور ادا پر صدقے بتا کہ کسنے تجھے ستایا ہی یہ اپنا حال تو نے کیا بنایا ہی اس نازکبدن نے کہا ای میان اب تجھسے کیا پردہ رہا اور چھپاؤن نگوڑا کہانتک ابتو آوارۂ دشت ادبار مین ہو چکی ذات برادری سے گئی ماں باپ چھوٹے کہین کی نہ رہی مین قلعۂ عقیق کوہ کی رہنے والی ہون اور نیچ قوم نہین اُتم ذات کی ہون اب اپنی ذات

کیا بتاؤن خیر اسکو تو بہین تک رہنے دو میرے گھر مین ایک چھوکرا نوکر تھا کاروبار گھر کی ٹہل کرتا
تھا وہ مجکو دیکھکر فریفتہ ہوا اور مین بھی اُسکے دم مین آگئی اُسنے مجکو یہ سکھایا کہ پوجا کرنے کے بہانے
سے سرشام تالابون پر جایا کرو مین دو سو زسے تو اکیلی آئی اور پھر گئی آج اُسی سے وعدہ ہی کہ
تالاب پر اُتر کی طرف جانا اور ڈھیلے اس چشمہ مین پھینکنا مین پہلے سے اُسمین اُتر کر بیٹھ رہونگا
جب ڈھیلے تم پھینکوگی مین نکل آؤنگا سو اُسی کے لیے مین نے یہ ڈھیلے پھینکے تھے اُسکا تو کہین پتا
نہ لگا تم البتہ نکل آئے یہ تو بتاؤ کہ تمسے بھی کیا کسی سے وعدہ اِسی طرح کا تھا اُس سوار نے یہ سُنکر
قہقہہ مارا اور کہا یہ بھی کچھ قاعدہ کلیہ ہی کہ جو آشنائی کرے وہ تالاب ہی مین آکر بیٹھے یہ کہکر اُس
گوہر گرانمایۂ بحر حسن کو گلے سے اُسنے لگا لیا اور کہا ای سراپا ناز نہ آئین بھی قدرت کے کھیل کے
ہین خداوند نے تیری آبرو بچائی نیچ قوم کے ہاتھ سے عزت برباد جاتی وہ لونڈا اٹھلوا تو نہین معلوم
کہ کسی سردار کی بیٹی ہی نہین معلوم سودا گر زادی ہی تجکو اُس سے بھلا کیا نسبت خوب ہوا کہ تو اس
تالاب پر چلی آئی وہ لونڈا مارے ڈر کے جنگل مین آیا نہین تجکو روز اُسنے بھیجا شاباش تیرے دلکو کہ تو
اسکی محبت مین چلی آیا کی اسی طرح سمجھ لے کہ ہر بات مین وہ نکل جائیگا اور تجھسے دغا کریگا اے نازنین
تیرے لیے سردار زادہ کوئی ہو تو زیبا ہی خبردار ایسا امر کبھی نہ کرنا کہ نیچ سے پیت کرکے اپنی عزت
دنیا اب اگر تو محبت کرنا چاہے تو مین سردار طلسم ہوش ربا کا ہون اور ملازم ملکہ زلیخا دودجا
مصاحبۂ خاص شاہزادہ جادوان **افراسیاب** عالیشان کی ہین اُنھون نے بڑی محنت کرکے
مجکو پالا ہی اور سحر بند کیا ہی مین حمزہ سے لڑنے کو آیا ہون اور اُنکے حکم سے اِس تالاب مین رہتا ہون
تجکو مال دنیا سے مالا مال کردونگا اُس نازنین نے کہا کہ محبت تو سچ پوچھو یون نہین ہوتی کہ
یکایک مین تمسے کرنے لگون تم بھی میری کچھ دنون منت کرو یا نون پر سر دھرو اور میرے گھر آیا
جایا کرو اور خاطرداری کرو نہین بڑھتے بڑھتے محبت بھی ہو جائیگی یہ سُنکر وہ سوار اُسکے پاؤن پر گرا
اور کہا ای جان جہان اچھا تو اب اپنے اُس لونڈے کا خیال چھوڑ کر میرے گھر مین تو چل اُسنے کہا
میرے گھر مین سب راہ میری دیکھین گے دیر ہوگی تو سب چرچ جائینگے اُدھر کو وہ لونڈا راہ دیکھکر
کسی تالاب پر سے گھر جائیگا تو اور بھی آفت ڈھائیگا مجھسے خفا ہو جائیگا مین اُسپر مرتی ہون اگر وہ
خفا ہوگا تو مین جان دیدون گی اُس سوار نے کہا کہ ایک لمحہ بھر کے لیے کوئی خفا نہوگا اور ہم خداوند لقا سے

کہکر تیرے ماں باپ کو راضی کر دینگے تیری عصمت کی خداوند سے گواہی دلوا دینگے اُسنے کہا کچھ ہی کیون نہو مین تیرے ساتھ نہ جاؤن گی تو مجکو وہان لیجا کر بے عزت کریگا اور مین جانتی ہون کہ جو میری گت بنائیگا مردوے حواس مین آکر مجھ اکیلی عورت کو پا کر تو نے پاؤن پھیلائے ہین ایسی گیگی نہین ہون مجھے سب میری ڈائی بتلا چکی ہی کہ اسطرح مردوے عورتون کو اپنے پاس بلاتے ہین اور اپنی جورو بناتے ہین سُن اے شخص مین کسی کی جورو نہونگی جو چوری کی مٹھائی ہین مزا وہ کسی مین نہین ہی مین محبت نہ کرونگی وہ سوار بھولی بھولی باتین سُنکر اور اُسکو گود مین اُٹھا کر تالاب مین کود پڑا ہر چند وہ تڑپی اور بیتاب ہوئی مگر اُسنے نہانا جب اُسکی آنکھ کھلی اور تر پہ پاؤن لگا دیکھا کہ یہان پانی نہین ہی ایک مکان بنا ہی چھت پردے چلمنون سے آراستہ ہی پلنگ جواہر نگار گسترده ہی نیچے اُسکے مسند بچھی ہی ہر ہر اشیائے راحت و نعمت دھری ہی وہ ساحر آخر مسند پر بیٹھا اسکو پہلو مین اپنے بسان دلکے بٹھایا اور پکارا کہ ای جان جہان یہان ٹھہر کر ایک جام شراب پی لے پھر تجکو مین تیرے گھر پہونچا دونگا مگر تیرے فراق مین یقین ہی کہ مین زندہ نہ رہونگا مدت سے مین ملکہ زریور کو پیار کرتا ہون لیکن وہ میری مالک ہین اسوجہ سے راز دل اُنسے کہہ نہین سکتا خداوند نے اُنسے بہتر تجکو میرے لیے بھیجدیا ہی اب کیا پرواہ ہی اُس گلبدن نے انگوٹھا دکھایا کہ تیرے مُنہ کو جُلسا مین تیرے کہنے پر عمل کرون یہ کبھی نہوگا اب ہان اس ماہ پیکر نے

ہنگامہ گرم بازاری ناز و عمزہ کا گرم کیا کہ ابیات

کہ چشم شوخ مصر دف حیا تھی	نگاہون مین تصور کو نہ جا تھی	نہ تھین بیہوشیان کیف سخن مین
نہ تھے اسطرح چرچے انجمن مین	قدم واقف نہ تھے نقش زمین سے	زبان تھی آشنا ہان اور نہین سے

وہ ساحر اسکے لپٹا جاتا تھا آخر اُسنے کہا مرے آگ لگ جائے تیری مستی پر اگر مین اس دریا پر نہ آتی تو تو کس سے یہ چہ مگوئیان کرتا لے اب مجکو گھر جانے دے میرا مارے بھوک کے بُرا حال ہی اُسنے کہا کھانا یہین موجود ہی کھالو تو ہمارے سر کی قسم پھر ہم جانے دینگے اُسنے کہا کہان ہی وہ سوار اُٹھا کہ کھانا لاؤن اُسنے کہا نہین ہم آپ لائینگے تو بتا دے اُسنے کہا دیکھو وہ سامنے تپائی پر خوان کسا رکھا ہی یہ ناز کبدن اُٹھکر اُس خوان پاس آئی اور کہا مین پہلے دیکھ لون کہ اسمین کیا کیا ہی تو لے بھی جاؤن اور جو کچھ میری پسند کا نہوگا تو نہ کھاؤنگی یہ کہکر خوان کو کھولا وہ ساحر تو اپنی جگہ پر

بیٹھ رہا تھا اور اُسکی آن داد اکا دیوانہ تھا اُسنے دہان خوان کھولکر کھانا جو کچھ اُسمین تھا اُسکو آغشت
بدارو سے بیہوشی کیا اور لیکر پاس اس ساحر کے آیا کھانا سامنے چُنا اور آپ بھی بیٹھا پھر نوالے کچھ
بنا کر اس ساحر کے مُنھ مین دینے لگا اُسنے کہا اے گلفام تم آپ کھاؤ اور لاؤ مین تمکو کھلا دون اُسنے
کہا اے شخص اب کچھ کچھ تیری محبت آتی جاتی ہے ہمارا مردہ دیکھے جو ہاتھ سے ہمارے نہ کھائے
نا چار اُسنے خوش ہوکر مُنھ کھولدیا اُسنے چند نوالے اُسکو کھلائے اُسکو گرمی معلوم ہوئی کہا
ٹھہر جاؤ مین پانی پی آؤن تبتک تم کھاؤ یہ کہکر اُٹھا طمانچہ بیہوشی نے مارا کہ چرخ کھاکر گرا ابوالفتح
نے فوراً خنجر کھینچکر مارا مگر خنجر اچٹ گیا اُسنے مسیسہ کر پیچھے مین گرم کرکے ہنسی سے مُنھ کھولکر پلا دیا کہ
دل و جگر اُسکا جلگیا اور آواز گیر و دار کی پیدا ہوئی وہ تالاب اور مکان بالکل سب نابود ہو گیا
ببر روتے ہوئے زیور کی طرف گئے اور یہان ابوالفتح نے دیکھا کہ ایک غار بہت عمیق ہے وہ
مکان اور تالاب کچھ نہین ہے یہ اُس غار مین اُترا دیکھا کہ وہ سردار جو مارے گئے تھے امیر وہ سب
اُس غار مین ہین اور وہ گھوڑا بھی کہ جس پر یہ سوار چڑھکر میدان مین جاتا تھا بندھا ہے مگر قریب جاکر
جو دیکھا تو باش کے آٹے کا ہوگیا ہے اور ایک تختی اُس سوار کی جھولی سے تلاش کرنے مین ملی وہ
تختی ابوالفتح نے لی اور سردارون کو لیکر اپنے ہمراہ جانب لشکر امیر روانہ ہوا اور رات کو
ملکہ زیور نے اس خیال سے طبل جنگ نہ بجوایا تھا کہ دو دن برابر میدان داری سوار کر چکا ہے
ایک روز اُسکو آرام ملنا چاہیے اب کل کے روز پھر لڑون گی اور اُسکو اطمینان تھا کہ میرے سوار
پاس تختی ہے کہ اُسکے سبب سے وہ طلسم بند ہے وہ امیر کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا اسطرح سے کہ
جیسے نقاب دار گریان و خندان امیر کے ہاتھ سے مارے نہ گئے اور اُنکو عمرو نے عیاری کرکے مارا
حال ہفت در بند فرعونیہ آخر اسی نامہ مین ہے الحاصل کچھ دیر بارگاہ لقا مین ٹھہر کر بختیار رخصت
سے صلاح کرکے اپنی بارگاہ مین آکر یہ آرام پذیر ہوئے تھے رات آدھی کے قریب آچکی تھی کہ
یکایک بیرون کے رونے کی صدا کان مین آئی یہ گھبراکر اُٹھی سحر بڑھا کہ ببر سامنے آئے یعنی چند
طائر سامنے آکر گرے اور پکارے کہ اے ملکہ ایک ساحرہ تالاب مین سوار طلسمی کے آئی اور اُسنے
آکر اُسکو مارا امیر کے سردارون کو چھڑا کر لیگئی یہ کہکر وہ طائر غائب ہوے اور زیور یہ خبر سُنکر بیحواس
ہوگئی کہ اب بڑی مشکل پڑیگی پھر دلکو کڑا کے گویا ہوئی کہ خیر سمجھ لیا جائیگا یہ خدا پرست کہان جائیگی

میرنے ہاتھ سے مگر حیران تھی کہ ساحرہ کون تھی جو وہان گئی اے جب مین گھر سے چلی تھی تو سوار کو پہلے
سے مین نے بھیجدیا تھا اور وہ بھی اسی جگہ آگر رہا تھا کہ پتا اُسکا ملنا ممکن نہ تھا اچھا اب اور کچھ تدبیر کرونگی
یہان تو یہ اس تردد مین تھی اُدھر ابوالفتح نے سب سرداروں کو لاکر داخل بارگاہ سلیمانی کیا امیر بھی
دربار برخاست کرچکے تھے لیکن خبر سُنکر خوشنود ہوے سرداروں نے خلعت آکر ابوالفتح کو دیے
اور بہت خوشی لشکر اسلام مین ہوئی وہان رات کو زیور فکر مین سوئی نہین کروٹین لیا کی اُسوقت
ایک خواص خاص نے اِسکی اُسکو متردد دیکھکر کہا کہ ای ملکہ اپ کو فکر کس بات کی ہی اگر ان مسلمانون کی
فکر ہی تو مجھے ارشاد ہو کہ مین جاکر کام اُن خدا پرستون کا تمام کردون زیور نے کہا اس سے کیا بہتری
مطلب سے مطلب ہی تم ہی سہی اُس خواص نے کہ جوشن جادو اسکا نام ہی اجازت پاکر تیاری
کی اور اُسی رات کو بارگاہ زیور سے نکلکر جنگل کو روانہ ہوئی اتفاق روزگار سرہنگ عیار اس
فکر مین لشکر ساحران مین آیا تھا کہ ہوسکے تو زیور پر کوئی عیاری کرون اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ
بارگاہ سے نکلکر لشکر کے باہر جاتی ہی بس یہی اُسکے عقب مین روانہ ہوا وہ ساحرہ کچھ دور چلکر اُڑی
اور صحرا مین قریب درہ کوہ کے پہونچکر اُتری اور زمین کو وہان کی لیپ کر اگیاری کرکے اُسنے چاہا کہ سحر کرون تاکہ
آفت لشکر اسلام پر نازل ہو سرہنگ تو اسکے پیچھے چلا ہی تھا ڈھونڈھتا ہوا اِدھر پھر آیا اور اُسنے
دور سے اُسکو دیکھا بس فوراً صورت ایک ساحر کی ایسی بناکر راہ کترا کر ایک رسی ہاتھ مین لیکر درہ کوہ
مین سے نکلا مگر کہتا ہوا کہ واہ ری رسی واہ ری رسی مین نے آج تک کوئی قدر تیری نہ کی اگر چاہتا تو
خدا پرستون کی لڑائی فتح کرلیتا خیر اب کل تجھسے کام لونگا یہ کلام جوشن جو بیٹی تھی اُسنے بھی سُنے اور اُسکو
پکارا کہ بھائی ساحر ذرا یہان آؤ یہ اُسکے سامنے گیا اور پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا مین تو جوشن جادو
ملازم زیور ہون لیکن تم بتاؤ کہ یہ رسی کی کیا تعریف کر رہے ہو اور کل کیا کروگے اُسنے کہا دیکھ لینا کہ جو کچھ
کرینگے اُسنے کہا آخر ہم بھی تو سُنین اُسنے جواب دیا کہ یہ رسی ہمارے پاس جادو کی ہی اگر کہو تو تمام عالم
کو اس سے باندھ لین اُسنے کہا واہ یہ رسی تو خوب ہی ہمکو دو ذرا دیکھین کہ کسطرح کی بنی ہی یہ سُنکر
سرہنگ قریب اسکے لایا اور کہا اجی جاؤ بھی میرا ہار کھلگیا وہ دیکھو تمھارے پیچھے کھڑے ہنس رہے تھے اُسنے
اسکے کہنے سے پیچھے پھر کر دیکھا اُسنے وہ رسی زنجی کمند تھی اُسکے حلقے گردن مین پہنا دیے اور جھٹکا مارا کہ حلقے گردن
مین پڑے ہوئے اُسنے گرا کر خنجر سے سر کاٹ لیا غل و شور برپا ہوا کہ ارے مارا جوشن جادو کو لاش اُسکی ہونڈلے چکر

دیتے ہوئے سامنے زیور کے لائے اور کہا اسطرح ایک ساحر نے اسکو مارا زیور بہت ہی پریشان ہوئی کہ یہ
ساحر کون ایسے دشمن لگے ہوئے ہین اس عرصہ مین وہ رات بھی تمام ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ جوشن
طلائی مہر بازدے فلک پر بندھا اور ہالۂ ماہ لنگن شاہد شب کی کلائی سے اُترا کہ بلیت
کہا لفظ مثلث کے معانی ۔ نود و دہشت کی تھی مہربانی ۔ صبحدم لقا دربار مین آکر بیٹھا زیور
بھی آئی سجدہ کیا پھر اپنی جگہ پر بیٹھی اُدھر امیر بھی دربار مین آئے بادشاہ سریر جہانبانی پر آکر
رونق افروز ہوئے ابوالفتح کو خلعت عنایت کیا حال قتل سوار سنا پھر ابوالفتح نے حال قتل جوشن
بیان کیا سرہنگ کو بھی خلعت فاخرہ ملا دہان زیور کو چپ چپ دیکھکر نجتیارک نے کہا ای
غنچۂ گلزار حسن آج کیا اوس پڑی ہے کہ وہ گل کی روش خندہ زنی نہین کرتی ہو زیور نے کہا ملکجی
رات کو میرا سوار مارڈالا گیا اور ایک خواص خاص بھی کام آئی اور مین حیران ہون کہ خبر سنی مین یہ
کہ ایک کو تو ساحرہ نے مارا اور ایک کو ساحر نے نجتیارک نے کہا لیجیے مبارک باشد لگا تو لگ گیا
ہم نہ کہتے تھے کہ کوئی انھین یا انکے سردارون کو سنائے اور پھر زندہ رہے ای زیور وہ ساحر اور
ساحرہ نہ تھے وہ عیار تھے یا تو سرہنگ تھا یا ابوالفتح تھا یہ انھین کا کام ہے تم گھبراتی کیون ہو
ابھی تو دیکھو اور کون کون مارا جاتا ہے یہ سنکر اُسنے کہا ابوالفتح کون شیطان نے سب بے عیارون
کے بتائے اُسنے کہا تو مین ابھی جاکر اس موے کو پکڑے لاتی ہون نجتیارک نے ہر چند منع کیا تا
اور بیٹھے بیٹھے غائب ہوئی اور لشکر اسلام مین آئی یہان وہی رونق اور پاکیزگی دیکھی بازارین
آراستہ پائین مگر غصہ مین بھری تھی ہر طرف ابوالفتح کو ڈھونڈھنے لگی وہ بارگاہ سلیمانی مین تھا کہین
پتا اُسکا نہ معلوم ہوا ناچار یہ بازار مین سیر کرنے لگی بازار چارطاق بلقیس اور بازار فرنگ چھب شمشاد
وغیرہ اُسکے بہت پسند خاطر ہوئین انھین بازارون مین پھرنے لگی اور ابوالفتح بعد کچھ عرصہ
کے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر بازار کی طرف گشت کرنے چلا اور اُسنے دور سے دیکھا کہ زیور بازار مین
پھر رہی ہے حیران تھا کہ یہان کہان آئی اسی اندیشہ مین چاہا اُسکے کہ کوئی صورت بدلکر اُسکے پاس
جاؤن مگر اُسنے بھی دیکھ لیا تھا کہ وہ ابوالفتح کھڑا ہے بس اُسنے بزور سحر ہاتھ ہاؤن اُس عیار کے بے کار
کر دیے اور وہان سے پنجہ بنکر جو آڑی ابوالفتح کی کمر مین پنجہ دے کر لے اُڑی بازار مین غلغلہ
ہوا مگر بازاری کیا کرتے اِدھر ساحرہ ابوالفتح کو پہاڑ پر لائی اور زمین پر اُتارا ابوالفتح کی جیب

آگئے کھلی چپکا کھڑا ہو رہا کہ تن بہ صینہ قضا اُدھر زیور نے کہا ارے موئے کمبخت غارت ہوئے
تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے سوار کو مار ڈالا ابوالفتح نے کہا جی ہاں مارا تو ہی پھر آپ اپنا مطلب
فرمائیے کہ کیا ہے زیور نے کہا لو موئے کی ڈھٹائی تجکو اپنی جان کا بھی خوف نہ آیا کہ آخر اس سوار
کا کوئی مالک بھی ہوگا پھر وہ مجھسے کسطرح پیش آئیگا ابوالفتح نے جواب دیا کہ میری اس بات سے
دل جمعی ہے کہ کوئی میرا کچھ کر نہیں سکتا اور میں نے بیسوں کو مار ڈالا تمھیں بھی مار ڈالونگا آج البتہ اس
امر کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر تم مجھکو چھوڑ دو اور میرے حال پر رحم کرو تو البتہ اب جو تم سوار بناؤگی میں
سوار ہونگا زیور نے کہا ارے فلسوف میں تیری باتوں سے خوب آگاہ ہوں بھلا موئے تو مجھکو کیا دم دیگا
اور میں کب تیرے فقرے میں آنے والی ہوں لو صاحب اب جو میں اور کوئی سوار بناؤنگی تو یہ مار دیگے
اب کی جو مارا ہے تو اُسکو معاف کر دوں ابھی کیوں نہ میں مار ڈالوں ابوالفتح نے کہا ایک خطا
دو خطا تو سب معاف کرتے ہیں مگر تیسری خطا میں سزا دیتے ہیں سو آپ بھی جب تین خطائیں
میں کروں تو سزا دیجیے گا آپ کی تو ابھی ایک ہی خطا ہوئی آپ ابھی سے برہم کیوں ہوتیں زیور نے
کہا کیا کہنا تیرے یہاں کا ماشاء اللہ کیا جرأت ہے کہ ایک تو خطا کر چکا ہے اب اور چاہتا ہے کہ دو اور
کروں سو مجھکو کیا غرض ہے کہ میں تیسری خطا کا راستہ دیکھوں اور علاوہ اسکے تم لوگوں کا تو کام ہی یہ ہے
کہ تمام عمر دغا بازی مکاری کرتے ہو اور اپنی حرکت سے باز نہیں آتے یہ کہکر جھٹ پٹ میں باگڈوری اور
ابوالفتح کو سیدھی بارگاہ لقا میں لائی کہ دیکھو ملکجی میں پکڑ لائی ملکجی نے کہا کہ شاباش میری شیرنی زیور
نے لقا سے کہا کہ یا خداوند پھر اب میں اسکو قتل کرتی ہوں آپ کیا فرماتے ہیں انھنے کہا یہ تیرا گنہگار
ہے ہمنے بھی اجازت دی مار ڈال اُدھر نجمتیارک نے بھی اجازت دی کہ اے زیور اگر اسطرح کر دی
پڑیگی اور مار ڈالنے میں جلدی کروگی تو البتہ نجمتیارک ہوگی مار ہی ڈالو تو بہت بہتر ہے اب مناسب ہے کہ
جلدی کرو اسکے قتل میں ایسا نہو کہ لشکر اسلام میں خبر ہو جائے اور اُنکے حامی آجائیں تو مشکل پڑ جائیگی
سب محنت تمھاری برباد ہوگی اور دن نے بھی تائید کلام کی کہ اے ملکہ ملکجی سچ کہتے ہیں کالیا دجادو
اور آفت خیز جادو اسکی مصاحبین بھی گویا ہوئیں کہ واری جلدی مار لے اس مونڈی کاٹے کو کہ اپنے
سوار کو ہمارے مارا ہے یہ تقریر ایک خدمتگار کرشت نجمتیارک پر کھڑا رو ال حمل رہا تھا اُسنے بھی سنی اور جسکے
سے کان میں ملکجی کے جھک کر کہا ملکجی آپ کا ایک زنانہ دشمن ہو رہا ہے اور آپ اپنے مشورے ابوالفتح

بھانجے کو عمرو کے قتل کراتے ہین یہ بات سب مین مشہور ہو جائیگی اگر کوئی آپ سے آکر دعوی خون
کریگا تو آپ کی جان مفت جائیگی اور عمرو سے بھی شرمندہ ہونا پڑیگا اب ساحرہ قتل کرنے پر آمادہ
ہی آپ عیار کو قتل ہوتے نہ دیکھیے تو اچھا ہی بختیارک نے یہ کلام خیر خواہی کے زبانی خدمتگار جسنے
کہا سچ کہتا ہی اور اٹھکر اپنے خیمہ مین چلا گیا وہ خدمتگار بھی اسکے ساتھ اسکے خیمہ مین آیا دیکھا تو
بختیارک یہان آکر لیٹ رہا ہی خدمتگار نے آتے ہی چادر کو منہ پر سے ہٹایا اور کہا ملکجی کیون ہم
لوگون سے بے اعتنائی بختیارک جو دیکھے تو سرہنگ مصری ہی وہان نکل گئی کہا جی پیر و مرشد
کیا اسنے ایک بکٹا بیہوشی کا اسکے منہ پر ملدیا اور اسکو پلنگ کے نیچے ڈالکر ڈاڑھی اسکی مونڈکر
منہ اسکا کالا کرکے اسکو تو وہین چھوڑا اور اسکے کپڑے پہنکر اسی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ مین آیا اور
زیور کا ہاتھ پکڑکر کہا میری دو باتین سن لو تو اس عیار کو مارنا زیور نے کان اپنے لگا دیے اسنے کہا
ای ملکہ دشمن کے مار ڈالنے سے مطلب یا کہ تمام عالم مین شہرت کرنے سے مطلب ہی سربارگاہ اسکے قتل
کرنے مین نقصان ہی قتل نہ کرنے پاؤگی عیار لگے ہونگے وہ ایک پتھر تمپر مارینگے کہ پری تر شکر
دور گریگی اس سے بہتر ہی کہ تم اسکو ایک خیمہ مین لیجاؤ وہان سر کاٹ لو تاکہ کسی کو خبر بھی نہو اپنے کام
سے کام رکھو زیور نے کہا تم سچ کہتے ہو کیا کہنا ای شیطان درگاہ تمھاری عقلمندی کا آخر کیون نہو
خداوند نے ایسا ہی سمجھ لیا ہی جب تو یہ عہدۂ شیطنت تمکو دیا ہی اور تم جو چاہتے ہو خداوند کہتے ہو
وہ بُرا نہین مانتے یہ کہکر ابوالفتح کو پکڑکر ایک خالی خیمہ مین لیگئی جو خواصین کہ ساتھ آنے لگین انکو بھی
منع کیا سبکو روک کر شیطان کو بلایا اور چاہا کہ سر ابوالفتح جدا کرے بختیارک نقلی نے کہا کہ اسوقت سحر اپنا
اسپر سے اتار لو تاکہ آہستہ جان اسکی نکلے اسنے سحر اتار لیا اسوقت بختیارک نے ایک بیضہ بیہوشی ناک پر
زیور کے مارا کہ وہ جھینک مارکر بیہوش ہوئی مگر زمین پر گرتے گرتے اندر زمین کے سما گئی بختیارک یعنی
سرہنگ نے ابوالفتح کو کھولدیا اور کہا جاؤ ابوالفتح بھی مسحور نہ تھا ایکطرف کو نکلگیا اور زیور جب
اندر زمین کے پہونچی سر دیسی زمین کے ہوشیار ہو گئی اور تڑپ کر باہر نکلی یہان کسی کو بھی نہ پایا باہر
نکلکر پوچھا کہ بختیارک شیطان درگاہ کہان ہین لوگون نے کہا آپ ہی کے ساتھ گئے تھے پھر ہمنے نہین دیکھا
اسنے اسوقت ابوالفتح کو تلاش کیا جبکہ وہ بھی نہ ملا تو ناچار ہو کر بارگاہ لقا مین چلی آئی اور آکر ملکجی
کو پوچھا یہان بھی لوگون نے وہی کہا کہ آپ کے ساتھ تھے ابھی تک تو یہان نہین آئے مگر یہ تو بلائیے

کہ آپ نے انکو کہان چھوڑا جو آپ ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُسنے تمام حال اپنے ساتھ جانے کا اور
بختیارک کے انڈا مارنیکا اور اپنے غائب ہوجانیکا بیان کیا سب نے یہ کلام سُنکر کہا شاید خواجہ سلامت
کے قدم طلسم سے یہان آگئے معلوم ہوتا ہی کہ وہی انکو لیگئے زیور یہ سُنکر گھبرا گئی اور ڈھونڈھتی ہوئی
خیمۂ بختیارک مین پہونچی اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگی ایک جگہ ملک جی کو دیکھا کہ ننگے پڑے ہین
یہ شبہا کر آنکھین نیچی کرکے پکاری کہ صاحبو یہان آکر تو دیکھو یہ کسطرح پڑے ہین سپاہی نے کہا بی بی
رات کو ایک مہتر مرگیا تھا اِس خیمہ کی پشت کی طرف وہی پڑا ہوا اُسنے کہا مونڈی کاٹے تو دیوانہ ہی مین
اندر خیمہ کے کہتی ہون تو مہتر بتلاتا ہی غرض دو چار آدمی اندر آئے اور بختیارک کو اس حال سے
دیکھکر اُنھون نے کہا کہ یہ کوئی نکلبھی کے خیمہ مین دلگی کر گیا ہی کہ حلال خور کو لاکر ڈال گیا ہی غرضکہ
اُنھون نے مُنہ پر بختیارک کے پانی چھڑکا کہ وہ ہوشیار ہوا ملکہ نے کہا ارے شیطان جاکر کپڑے
پہن بختیارک ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھکر حمام خانہ مین گیا مُنہ دھویا کپڑے پہنے پھر باہر آیا
اور زیور کے ہمراہ لقا کے سامنے گیا اور سب حال اپنا بیان کیا اُسنے سُنکر کہا کہ کیون ای شیطان
درگاہ تو بہت چھیڑ چھاڑ کیا کرتا تھا آج تو اُسکی سزا کو پہونچ گیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند یہ تو آپ
سچ فرماتے ہین غلام تو اپنی سزا کو پہونچ گیا مگر کیا وجہ ہی کہ جو آج خداوند کی ڈاڑھی نہ مونڈی گئی کس
واسطے کہ ہمیشہ کا یہ دستور چلا آتا ہی کہ جب تقدیر ہماری برگشتہ ہوجاتی ہی تو ساتھ ہی آپکی بھی تقدیر
پھر جاتی ہی اور ریش خداوند کام آتی ہی لقا نے کہا تقدیر کا معاملہ کبھی یون ہی کبھی دون ہی تو دلیل
ہوا مین صاف بچ گیا قلم قدرت مین کسی کا اجارہ کیا ہی جدھر پھر گیا اُدھر پھر گیا آپکی یون ہی چل گیا
پھر اسکو مین کیا کرون غرض یہ تو اسطرح کہہ رہی تھا کہ زیور نے رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ
سرہنگ مصری عیار ابوالفتح کو لے گیا اور ایک مرتبہ تمکو مار ڈالے گا بہت دوڑتی نہ پہنچ
اس مضمون کو دیکھکر زیور بہت گھبرائی بلکہ مثل مردہ ہوگئی اُسمین ایک پتلے نے سحر کے آکر سلام
کیا اور کہا مین آپکی امی جان ملکہ سفاک کا بھیجا ہوا آیا ہون یہ نامہ لیجیے اور جواب عنایت کیجیے
ای ملکہ مین دمدمے آپ کے ہمراہ ہون اب اطلاع کیے دیتا ہون کہ ابکی بار عیارون کے ہاتھ سے
بمدد خداوند مصاحبی آپ زندہ بچ گئین مگر اب کسی طرح امید نہین ہی مین جاکر سفاک سے کہدیتا ہون
کہ وہان بیٹی آپکی عیارون مین گھر گئی ہین کس لیے ای ملکہ آپ غافل ہین کسی طرح اپنی جان کی

آپ کو پروا نہین ای لیجیے دیکھیے وہ دو عیار اب بھی آپ کی فکر مین کھڑے ہین پھر تمھاری جان بچنے کی
کون صورت ہی زیور نے اُس پتلے کے کہنے سے اُسطرف دیکھا کہ جدھر اُسنے بتایا تھا واقعی دو عیارون
کو کھڑے پایا پس چاہا کہ دونون کے واسطے دستک دینے کو ہاتھ اُٹھائے اُسنے تو ہاتھ اُٹھائے عیار دونون
کافور ہوگئے حیرت کرکے یہ کہتے ہوئے کہ اری قحبہ ہم کب ہاتھ آتے ہین نکلگئے وہ پتلا پکارا کہ وہ گئے
گئے اب دستک دینے سے کیا ہوتا ہی زیور شرمندہ ہوکر رہگئی اور سرہنگ ابوالفتح صورت
بدلکر بارگاہ زیور کی طرف چلے وہان پتلا بھی رخصت ہوکر روانہ ہوا اب زیور کو تو یہان رہنے دو
کہ حال پتلے کا سُنو اُسکو سبب محبت کے بیٹی کے پاس سفاک جادو نے بھیجا تھا اور آپ
افراسیاب کے پاس آئی تھی وہان سے حیرت کے پاس آئی کہ ملکہ حیرت بادشاہ سے کہکر مجکو
اجازت بیٹی پاس جانے کی شاہ سے دلا دینگی غرض یہ حیرت پاس محل پر بیٹھی ہی کہ پتلا جاکر پہونچا
اور اُسنے ملکہ حیرت کو مجرا کیا اُسنے اُسکو مطلق نہ پہچانا ملکہ گھبرا گئی کہ یہ کیا پتلا کیونکر آیا پس جلد اُسنے
اپنی اُنگلی ایک کھڑکی کی نہین معلوم کہ یہ کیا کیا اُسوقت پتلا پکارا کہ مین ملکہ سفاک جادو کا پتلا ہون
میرا قتل کرنا ای ملکہ روا نہین اور کسی طرح واجب نہین سفاک یہان بیٹھی ہین اسلیے مین آیا آئندہ
آپ سفاک کی اور ہماری مالک ہین حیرت نام سفاک سُنکر خاموش ہورہی اُدھر لشکر جرخ
بھی سامنے اُترا ہوا ہی اُدھر سے قران وغیرہ نے بھی صورت بدلکر قصد کیا ہی کہ بارگاہ حیرت
مین چلکر آج سیر کرین چنانچہ دو عیار لشکر اسلام کے بھی صورت بدلکر داخل بارگاہ حیرت ہوئے
اور علیحدہ کھڑے ہوکر حال دریافت کررہے تھے اوھر لاک بن عمرو بھی صحرا سے آکر ہیئت مبدل داخل
بارگاہ ملکہ حیرت تھا غرض یہ عیار تو فراش سپاہی بنے ہوئے موجود تھے کہ پتلے نے سفاک سے کہا
ملکہ سفاک جادو صاحبزادی آپ کی ملکہ زیور جادو عیاران لشکر اسلام کے ہاتھ سے قریب ہی
کہ مارڈالی جائین اُنکو اس حال مین چھوڑ آیا ہون یہ کہکر سب ماجرا جو بیان ہوچکا پتلے نے بیان کیا
سفاک جادو کے چہرہ کا رنگ سفید ہوگیا اور حیرت جادو سے بیقرار ہوکر عرض رسا ہوئی کہ
ای ملکہ آپ مجکو اجازت بادشاہ سے منگوا کے روانہ کردیجیے ایسا نہو کہ میری بچی کہنے والی بندی
کام آجائے مین پہلے ہی کہتی تھی کہ وہ نکوڑی لڑنا بھڑنا کیا جانے شہنشاہ نے نمانا یہ کہکر پھر گویا ہوئی
کہ ای ملکہ آپ اپنی طرف سے مجکو رخصت دیجیے مین اب ایک دم بھر نہین ٹھہرنے کی مقر رجاؤن پر جاؤن

صاحب میری ساری جان لڑکی مین پڑی ہی کھانا پانی حرام ہی رات کو نیند نہین آتی ہی حیرت نے کہا کہ بی بی اختیار ہی مگر میری یہ طاقت نہین کہ مین تمکو بغیر حکم شہنشاہ افراسیاب کے ایسے مقام پر روانہ کردون آہین ایک اور خواص پیچھے حیرت جادو کے کھڑی ہوئی تھی کہ نام اُسکا مارکاکل سیاہ جادو تھا کاکل اُسکی افعی دوسر کسطرح تھی اُسنے سامنے آکر عرض کیا کہ اگر حکم ہوے تو یہ کنیز ناچیز ملکہ زیور جادو کی حفاظت کے لیے چلی جاے میرے لیے تو کچھ احتیاج اجازت لینے کی نہین ہی مین جاکر وہان اپنی آنکھون سے رنگ ڈھنگ تمھون اور باغیون کو بھی غارت کردون ملکہ زیور میری شہزادی ہین مین نے اُنکو گودیون مین کھلایا ہی بھلا مجھسے تو کاہیکو ہوگا کہ وہ لڑین اور مین بیٹھی دیکھا کرون حیرت نے پوچھا کہ بی بی تم کون ہو سفاک نے عرض کیا کہ جی یہ میرے میکے کی خواص ہی اب اسی ایک کمبخت کا دم باقی رہگیا ہی جس سے میرے میکے کا نام چلا جاتا ہی کہ ملکہ کے میکے کی ہی نہین تو اب ہی کون ای ملکہ مین اِسکو اپنا روح وجان جانتی ہون اور کل گھر بھر کا اختیار اسی کے ہاتھ ہی خواہ سیاہ کرے یا سفید اور مین سچ کہون اس سے بھی کوئی بات سوائے خیر خواہی آجتک ظہور مین نہین آئی حیرت نے کہا پھر اچھا ای سفاک اسکو بھیجدو اور سنو میری جان شہنشاہ سے تم بھی کہہ چکی ہو کہ حضور مجھے بھیجے اُنھون نے نہین بھیجا بادشاہ کی ضد تم جانتی ہو یہی اُنکے مزاج مین آگئی اب تم ضد نہ کرو اور مجھسے نہ کہو اور شاید میرا کہنا نہ مانین تو میری بھی بات جائے اور میری جان وہان جاکر تم کیا کرلوگی اگر میرے مُنھ مین خاک خداوند نے قضا زیور کی لکھی ہی تو تم روک نہ سکوگی سفاک نے کہا پھر ای میری بیوی صبر بھی تو نہین آتا اچھا ای مارکاکل سیاہ تو جا بارہ خواص جو تیرے تابع ہین اُنکو ساتھ لیجا اور خیمہ وغیرہ اپنے ساتھ سامان راحت لے لے خود اپنے ہمراہ لیجاکر کیا کریگی لشکر تو بی ناجو صاحبزادی صاحب ساتھ لیگئی ہین پھر کیا ضرور مارکاکل نے کہا مجھے لشکر لیجانے کی کیا ضرورت ہی میرے پاس وہ چیز ہی کہ جاتے ہی لشکر حمزہ کو بات کرنے کی بھی مہلت نہ دونگی سفاک نے کہا صاحب مین کسی کی لونڈی باندی تو ہون نہین بادشاہ کے ای اور اجازت لیکر مین بھی آئی مارکاکل نے کہا آپ آنے بھی نہ پائیے گا کہ مین وہان فیصلہ کردونگی حیرت نے کہا آخر وہ چیز تیرے پاس گیا ہی کہ جو دم بھر مین سبکو غارت کردیگی ہم بھی تو اُسکو دیکھین کہ وہ کسطرح کی ہی یہ کلام سُنکر مارکاکل سیاہ نے اپنی چولی مین سے بیضہ عقاب جمشیدی کا نکالکے دکھلایا اور کہا کہ حضور

اسکو ملاحظہ کرین ہماری پشتہا پشت سے یہ ہمارے خاندان مین چلا آتا ہی اور تاثیر اسکی یہ ہی کہ جب مین اسکو مارونگی طبقہ زمین کا الٹ دونگی کیسے ہی بڑے لشکر پر مارون سب غارت ہوجائے حیرت نے کہا واقعی یہ بہت بڑی نایاب چیز ہی اب ہماری خاطر جمع ہوئی اور سفاک سے دیکھکر کہا کہ مار کا کل بھی بڑی خاندانی ساحرہ معلوم دیتی ہی اچھا ای مار کا کل تم سدھارو اور فتح کرکے جب آؤگی تو اپنا مرتبہ پیش شہنشاہ دیکھاکہ کیا ہوتا ہی غرض مار کا کل نے رخصت پاکر اپنے خیمہ مین آکر دس خواصون کو اپنے ساتھ لیا اور تخت سحر تیار کرکے ایک اژدر سحر پر خیمہ لدوا کے کوہ عقیق کا راستہ لیا چلتے وقت سفاک نے کہدیا تھا کہ آج جاکر کوہ لاجورد کے قریب مقام کرنا اور کل وہان سے کوچ کرکے طلسم آئینہ کی طرف کو چھوڑ کر سیدھی طلسم سے باہر نکل جانا اور خداوند کے پاس پہونچ جانا الحاصل جب وہ چلی چالاک تو ایسی باتون کی فکر مین رہتا تھا کہ کوئی کارنمایان کرون بس حال سب اسکے کوچ و مقام کا سن لیا تھا اس سے پہلے بارگاہ سے نکلکر کوہ لاجورد کا راستہ پکڑا اور مثل برق وباد کے راستہ طے کرکے یہ کوہ لاجورد کے قریب تر پہونچا ادھر وہ ساحرہ تخت سحر اڑاتی آتے آتے قریب شام کوہ مذکور کے قریب پہونچی اور جب فلک لاجوردی سے سیاہی مائل مراجعت کرکے کوہ مغرب کی طرف گیا کہ ابیات

کھلے دل کے کنول گرمی ہوئی کم	شعاع مہر کچھ ہونے لگی کم	نگاہون مین ہوئی ٹھنڈک سی پیدا
بڑھی سیاہی بشکل شوق شیدا	فلک کی چادر نیلی ہوئی صاف	دکھایا اختروں نے نور شفاف

کوہ لاجورد کے دامن مین چشمے ترادت آنکھون کو دینے لگی اور جانور بسیرا لینے لگے ہر طرف وہ سایہ دھلا ہوا آمد شام کا ہنگامہ جانورون کا چہچہانا کوسون تک سبزۂ زار پھولون کی بہار سناٹے کا عالم دشت و در کا بصورت نا امیدان سناٹے مین آنا کچھ عجب لطف دکھاتا تھا مار کا کل نے وہان پہونچکر ایک چشمہ کے کنارے مقام پاکیزہ پر خیمہ اپنا استادہ کیا اور آگے خیمہ کے فرش بچھواکے مع ان دسون عورتون کے بیٹھی اور شراب پینے لگی سیر سبزہ زار کرنے لگی چالاک نے دور سے اسکو آتے اور اترتے دیکھا تھا بس بدل اس بات پر آمادہ ہوا کہ کسی طرح اس مار کا کل کو قتل کرکے بیضۂ عقاب لے لون کس لیے کہ یہ تجھہ لشکر امیر مین جاکر آفت ڈھائیگی نہین معلوم کیسی بڑے لڑائی نہ پڑے تو مین اسکا کام تمام کردے غرض اس عیار نے صورت اپنی ایک زن حسینہ کی ایسی بنائی گل رخسار

سمن بر مہر تمثال سرو قامت کم سن الڑھ پنے کے دن آئینہ رخسار اسکا اسکندر دل کو ظلمات مین
آوارہ پھرائے دہن تنگ چشمۂ حیوان کو بھی شرم سے نابود کرے آفت کا پرکالہ قیامت کا ٹکڑا
سر سے پا تک بنکے اپنے قد بالا کے روبرو قیامت کو بھی ادنی فتنہ بناتی کہ مسدس

وہ چھریرا بدن اور وضع وہ بانکی بانکی	کامدانی کی وہ انگیا ہوئی کرتی جاری	یہ پھین چشم مین پوشاک کی دیکھی بہتی
پریان قربان ہوئین اسکی جو صورت دیکھی	تھی وہ یوسف کے حسینان جہان مرتے تھے	سب زلیخا کی طرح جان فدا کرتے تھے

اِس صورت پہ آراستہ ہوکے ایک تھالی برنجی ہاتھ مین لیکر اُس تھالی مین کچھ پھول رکھلاور چانول
اور ریوڑیان وغیرہ سامان نذر چڑھانے کا تیار کرکے تھالی کو ہاتھ پر رکھکر چھم چھم کرتی جانب خیمۂ
مارکاکل روانہ ہوئی اور جب اُسکے سامنے سے یہ ماہ پیکر نکلی سلام تو اُسکو کرلیا باقی آگے قدم اُٹھایا
اُسنے کہا ای بی تم کہان جاتی ہو اور کہان سے آتی ہو تم تو مین سچ کہون ہولے گھوڑے پر سوار ہو یہ
مین جانتی ہون کہ کپڑے اور گہنا پہنے ہو پھر مین کچھ چھین تو لونگی نہین آسی سامری اتنی رکھائی بھی اچھی
نہین ذرا اِدھر آؤ لحظہ بھر ٹھہر کر چلی جانا وہ نازکبدن یہ سُنکر پھری اور اُسکے پاس آکر تھالی کو تو رکھدیا
اُسکی بلائین لین گرد پھرنے لگی مارکاکل خواص بھی اتنی خوشامد کرنے سے پھول گئی اور سمجھی کہ اب
تیرا ستارہ بھی ترقی پر آیا غرض کہ اُس زن خوبرو کا ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھالیا کہا ای بس بس زیادہ باتین
نہ بنا ؤ مجھ نگوڑی کے گرد پھر کر کیون مجکو گنہگار کرتی ہو لو آؤ بیٹھ کر کچھ اپنا حال بیان کرو یہ نازنین بھی
ہنسکر بیٹھ گئی اور کہا ای ملکہ مارکاکل نے کہا بی مین ملکہ ٹلکہ نہین ہون میری شہزادی زندہ رہے
ہزار برس وہ البتہ ملکہ ہین مین تو انکی لونڈی ہون اِس نازنین نے کہا ہماری تو آپ شہزادی ہین ہم
کسی کو کیا جانین اچھا ای بیوی اب مجھ نگوڑی کا حال سُنو کہ میرا خاوند یہان قریب ایک گانون ہے
کہ وہان رہتا ہے مگر بی ایسا ظلمی نگوڑا ہے اور بدگمان کہ مین کیا کہون ایک تو اُس مرے پہ مین یہ عادت
ہے کہ کسی وقت چھوڑتا نہین بس ہر وقت اُسکو یہی شغل ہے کہ بغل مین اُسکی پڑی رہون مین سچ کہون
مجکو ایسا مردوا چھچھورا بُرا معلوم ہوتا ہے اور ذرا کسی سے ہنسکر بات کرو تو چھنالا لگاتا ہے کہین آنے جانے
نہین دیتا آج بڑی مشکلون سے بوجا کرنے کے بہانے سے چندان تالاب پر جاتی تھی میرے جی مین
آیا کہ ذرا جنگل کی بھی سیر کرتی چلون میرا اُس مردوے سے ناک مین دم ہے مگر کیا کرون گڑ بھرا ہنسیا ہے کہ نہ
اُگلتے بنتا ہے نہ نگلتے اب یہ ٹانگ کھولتی ہون تو لاج ہے اور وہ ٹانگ کھولتی ہون تو لاج ہے ماں باپ کے کیے کو

بھرتی ہون مین سچ کہون جیسا مین بیاہ کے آئی تھی ایسی اب آدمی نہین رہی روز کے جلاپے سے لہو پنڈے کا سوکھ گیا مارکاکل بے کہا بی بی شکر کرو کہ تمہارا تو بڑا سہاگ ہی ایسا کسی کو نصیب کہان ہوتا ہی سامری کل جہان کی سہاگنون اور بیٹیون کو نصیب کرے اُسنے کہا بھاڑ مین جلے ایسا سہاگ آگ لگے ایسے سہاگ کو آپ بھی خوب ہین ہین کر گذری ایسے سہاگ سے مین تو مر جاؤنگی اے بیوی اب مین چاہتی ہون کہ کسی طرح ملکہ حیرت پاس پہونچون اور افراسیاب کی ملازمت کر کے نوکری کرلون وہ موا بڈھا جھک مارا کرے جب اپنی لعل سی جان کھل کھل کے تمام ہوگئی تو سہاگ کو لیکے جاٹینگے بس اسکے یہان تو روٹی کھالو کپڑا پہن لو اور میرا جی چاہتا ہی کہ باغ کی سیر ہوگا تا روز سنون شراب پیون چین کرون دُنیا کا سیر تماشا دیکھون مین نگوڑ ماری کیا جانون یہ گاے بھینس کیطرح کھلی بھوسی کھانی اور کھونٹے مین بندھی رہی یا تو یہی یا خصم کی بغل ہی دوسری کوئی بات ہی نہین مارکاکل ایک قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا یہ کہو بی بی تمہارے دلمین بھرا ہی نام سامری سے جیوڑا آپ کا مزیدار ہی پھر بھلا یہ ہو بیٹیون کا طرز کہان اور کوئی مرد آدمی کا ہیکو جانکر کریگا اُس حورت نے کہا سامری قسم میرے دلمین کوئی بُرائی نہین ہین بھی اُس کمبخت کو چاہتی ہون یہ نہین چاہتی کہ اُسکو چھوڑکر کسی اور کو کرون یا کوئی یار کردن لیکن ہین کیا کرون ہین تو کبھی بچپنے سے آج تک اکیلی رہی ہی نہین باپ مان کے یہان بھی کم سے کم ہونگے تو پچاس ساٹھ آدمی فقط گنتی کے تھے کہ ایک ہی گھر مین رہتے تھے ہم سب ملکر باغون کی سیر کرتے تھے ذرا ذرا سی بیسمین ہنسے بولتے گاتے بجاتے رہتے تھے مارکاکل نے کہا اسی سے بیٹیون کو دادبو کے رکھتے ہین کہ اُسکا دیدہ ہوائی نہو جائے اِن باتون مین اور ساتھ والیون نے کہا بی بی پھر تمہین کیا ہی انکو ہو سکے تو اپنی بی بی کے پاس بھیجدو وہ ملکہ حیرت کے پاس نوکر رکھادینگی ایک بولی کہ میری جان اب جاہے کر ڈوب کر رہین اور خصم کا گھر کرین تو یہ ہونا نہین اِنکا دل اب اور طرف ہی آپ نہ بھیجیگا تو یہ آپ ہی نکل جائینگی مارکاکل نے کہا اور خصم تیرا جو مجھسے دھوئی کرے تو اونکبخت کیا مین جواب دونگی اُسنے کہا آپ کہدیجیگا کہ جورو کو تیری کوئی بھگا نہین لیگیا موجود ہی جو تجھسے راضی ہو لیجا ورنہ اُسکے باپ سے ہمسے ملاقات تھی ہمارے لڑکون کی برابر ہی ناراض کو کیونکر بھیجدین اے بی وہ موا کیا دا عیر دھنکا کریگا بالکل بجھتو ہی اِن باتون مین اب وہ زمانہ آیا کہ چاندی نے کھیت کیا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اوس

کرنے لگی جنگل مین پھول کھلے دکھائی دینے لگے چشمے بہنے لگے شب بسر کرنیکا زمانہ تھا
کشتی شراب کی کھینچکر مارکاکل نے کہا لو شراب پیو آج رات کو یہان تم رہو دیکھون کہ تمھارا
میان ڈھونڈھتا ہوا یہان آتا ہی یا نہین اور آتا ہی تو کیا راگ گاتا ہی چالاک نے سلام کرکے
جام اسکے ہاتھ سے لیا اور اسنے کہا کہ مین ابھی لڑنے خدا پرستون سے جاتی ہون تم میرے ساتھ
اسی طرف چلو جب مین اُدھر سے پھرونگی تو تمکو حیرت کے پاس لیچلونگی اُس نازنین نے کہا
بہتر ہی جسطرح آپ کی مرضی بلا سے رونے کی آفت سے تو کچھ دنون بچی رہون گی ہی نہ کوئی کہیگا کہ ہمدمی
کی بھونکل گئی خیر کہیگا میرا حال تو سامری ہی خوب جانتی ہین اور اسکی بیوی جب میرا میان مجھسے
ملا کریگا تو پھر کوئی مجھکو کچھ نہ کہے گا غرض وہ جام آنکھ بچاکر اسنے گریبان مین انڈیلا اور اُن عورتون
نے کہا حضور انکو گانے بجانے سے بھی شوق ہی بھلا آج تو اپنی گائنین بُلواکر انکو گانا سنوادیجیے
سچ ہی یہ بیچاری ترسی بلکی عیش و راحت کی ہی ایک نے کہا ہی ہنگوڑی کی صورت تو پیاری پیاری
ہی دوسری نے کہا اسی سے تو مرد دو دو دن رات لیے پڑا رہتا ہی مارکاکل کی طبیعت بھی اسکو پیار
کرنے لگی تھی اسلیے اُسنے گوارا بھی کیا کہ اسکا میان آئیگا تو کیا کریگا اب تو افراسیاب کی
پیاری ہی وہ سب طرح اسکے خاوند کو راضی کر دیگا غرض اُسنے اپنے یہان گائنون کو بلا بھیجا وہ آکر بیٹھین
اور ساز ملا کر سامنے مارکاکل کے گانے لگین چالاک چپکا بیٹھا رہا اور بعض بعض مقام پر اُسنے کہا
اونہہ ناک بھون تیوری چڑھائی منہ پھیر لیا ایک آدھ سے باتین کرنے لگا مارکاکل نے کہا اوی گانا
سُنتی ہو کہ باتین بنا کر اوسکا مزا بھی کھوتی ہو دیکھو گائنین تو اپنی جان لڑا رہی ہین اور تم خیال
نہین کرتی ہو چالاک نے کہا مین ایسا ویسا گانا نہین سُنتی کہ جسکا سُر درست نہ تال ٹھیک مارکاکل نے
کہا اخاہ اب تم گانا جانتی ہو کہ ان گائنون کو کہ جو اس فن کی کسبی ہین انکو بے سُرا اور بے تالا بتاتی
ہو اسنے کہا دیکھیے طنبورے ایسے کہ لائین ہین کہ پردے تک انکے ٹھیک نہین رکھ سکتے گندھار
اور گندھار کی جگہ پنجم بھلا یہ بھی کوئی طریقہ گانے کا ہی اور بجانے کا مارکاکل نے گائنون سے
کہا کیون یہ کیا کہتی ہین انھون نے کہا کہ بی بی ہان سچ کہتی ہین مگر انکے ہم بھی مشتاق ہین نہ اچھا
بجاکر گائین بڑی سمجھ بوجھ انکی معلوم دیتی ہی مارکاکل نے کہا اوی پھر تمھین کچھ خفگی کرد اُسنے کہا
حضور یون تو کون ایسا بشر ہی کہ جسکو گانا رونا یاد نہین بھلا مین کیونکر کہون کہ مین خوب گاتی ہون

مارکاکل نے کہا کہ اِن باتون سے بالکل ثابت ہوگیا کہ تم خوب گاتی ہو اور تمکو بڑا دخل ہی اور تم پہلے ہی کہہ چکین کہ مین عیش دوست ہون جب ایسی نہین ہو تو کیون تنہائی سے گھبراتی ہو ان صاحب معلوم دیا کہ یہ لڑکی عالی خاندان سے ہی اب ہمارے سر کی قسم ہماری جان کی قسم جو انکار کرو تو کچھ تو گاؤ اُسوقت چالاک نے طنبورا لیکر اُسکو دیا کہ لا بجانا شروع کیا سبحان اللہ اُسکے فرزند ہین کہ جنکو الحان داؤدی عنایت ہوا ہی اُسکے بجانے اور گانے کا کیا کہنا خاک رقاص نے دائرہ ماہ ہاتھ مین لیکر اُسکی سنگت کرنا چاہا زہرہ کو وہ نغمہ اور تزانا دل سے پسند آیا در و دیوار و دشت و بحر سب مست ہوگئے ہوا بند ہوگئی درخت سن ہوکر زبان برگ سے تعریف کیا چاہتے تھے بلکہ تعریف کے لیے ہمہ تن زبان بن گئے تھے گلون نے کان ادھر ہی لگا دیے تھے گریبان چاک کیے تھے چاندنی سامنے لوٹ رہی تھی غش مین پڑی تھی دریا لب ساحل سے واہ واہ پکارا چاہتا تھا شوق مین آکر اُبلتا تھا جوش دل پیدا تھا جانور اپنے اپنے آشیانون کو چھوڑ کر باہر نکل آئے تھے اور گرد اُس بلقیس وش کے کہ فرزند عیار ثانی سلیمان ہی جمع تھے اللہ اللہ ادھر تو کثرت سے گلون کے شہر آشوب سے لبریز ہوا فرحت بیز پہاڑ کے دامنگ گلزار کا عالم چاندنی رات اور ایسے مقام پر ایسا نغمہ ترکیب ابیات

زہرہ تھی ہزار جان سے شیدا	مرقاصہ چرخ کو تھا سودا	مریخ فلک جو تند خو ہی
جلاد ہی اور جنگ جو ہی	اُس زہرہ جمال کا ترانا	وہ بھی ہوا اُسکے تھا دوانا

مارکاکل اور دسون خواصون اور گانون کا تو یہ حال ہوا کہ روتے روتے غش آگیا اپنا اپنا زمانہ عاشقی جو یاد آیا آنکھون سے دریا آنسون کا بہایا چالاک نے پانی چھڑک کر سبکو ہوشیار کیا مارکاکل نے پاس بلاکر عیشیانی پر اُسکی بوسہ دیا اور ہاتھون کو چوم لیا گانون نے کہا ہی بھلا ایسا گانا بجانا سات جنم مین بھی نصیب نہوگا یہ تو رابعہ اندر کے اکھاڑے کی پری ہی یا رکاکل نے کہا واقعی لائق صحبت سلاطین روزگار ہی حسین ہی جب ہی اسکا جی خاوند سے گھبراتا ہی بھلا ایسی طبیعت دار عورت کا غریب کے گھر مین گذر کہان وہ بیچارہ مجکو اگر ملیگا تو سمجھا دونگی کہ اس گلبدن کا وصل ایک بار بھی مہینے مین میسر ہوجائے تو اُسکو غنیمت سمجھے ارے یہ عورت نہین لچھمی ہی کہین ایسی عورتین کسی کے ہاتھ آتی ہین مین سچ کہون اِسکو روٹی کی کیا پرواہ ہی آتنی ہی دیر مین ہمسبکو الباسے راضی اور اپنے اوپر مائل کیا ہی کہ اب جی چاہتا ہی کہ یہ جان تلک مانگے تو دیدیجیے یہ کہکر کہا اے خوبرو اور بھی کچھ

کمال تمکو آتا ہی اُسنے کہا جی مین ناقص العقل کیا جاتی ہون آپ سردار ہین جو پرورش فرماتی
ہین اور کیا یہی گانا بجانا ایک اِدھر دلگی کی بات آتی ہی اُسنے کہا وہ دلگی کی بات کون سی ہی
اِس شعبدہ پرداز نے کہا یہی جیسے ایک قرابہ پانی سے آپ بھر لیجاوے اور اپنے سامنے رکھیے مین ایک
بوٹی اِس جنگل سے توڑ کر اُسمین ڈال دون گی وہ پانی سب شراب سرخ ہوجائیگا آپ سب صاحب پیجیے گا
اور شراب اون سے مزا بھی اچھا ہوگا نشہ بھی خوب ہوگا مارکاکل نے کہا واہ صاحب یہ تو خوب بات ہی
اچھا دیکھین اُسنے جواب دیا کہ خواہ پانی کی شراب بنوائیے خواہ اُسمین رنگترے کو لے جس چیز کو چاہیے
شریک کیجیے کنیزون نے کہا ای ملکہ اسوقت رنگترون کی شراب بنوائیے مزا دیگی غرض جلد جلد رنگترون
کا عرق نکالا گیا دسون عورتون نے ملکر جلد ایک قرابہ عرق نکالکر بھر دیا اور کہا لیجیے شراب بنوائیے
چالاک نے کہا کاسے لے آؤ چنانچہ کاسے آئے اُسنے قرابے سے عرق کو نکالکر اُن کاسون مین بھرا اور پھر
کاسون سے قرابے مین بھرنا شروع کیا اِسی الٹے پھیرے مین بیہوشی سرخ رنگ اُسی عرق مین ملادی اور اور قرابے
سے بوتلون مین بھر کر کہا لیجیے شراب تیار ہی سب نے کہا تمنے تو کہا تھا کہ ہم ایک بوٹی اُسمین ملائینگے اُسنے
کہا تو واہ ہم تمھارے سامنے لائے تھین اُس سے کیا کچھ ہمنے اُسمین شراب تو نہین ملائی اب سب
لی کر دیکھ لین کہ یہ شراب ہی یا نہین اور بھی ترکیبین ہمکو معلوم ہین ابھی ای بی بیون تم کیا کیا دیکھو گی
مارکاکل نے کہا کہ ای حیکنجت اگر تیرا میان کچھ جھگڑا کریگا تو ہزار دن روپیے خرچ کرکے اُس سے طلاق
دلوا دونگی اور تجکو اپنے پاس رکھونگی صاحبو کیا کمال کی عورت ہی میری آنکھون مین خاک دلگی کی پڑیا
ہی غرضکہ تعریف کرکے اُس شراب کے جام بھر بھر کے دسون عورتون کو اور گانیون کو دیے اور آپ بھی
دو جام اُسکے پیے سب نے تعریف کی کہ واہ واہ کیا بوس ہی اور مزا بھی ہی اب کچھ دیر مین نشہ ہوا
ایک عورت نے آنکھین اپنی بند کرلین اور کہا یا ماری بچانا دوسری نے اُس سے پوچھا کہ ارے
تو نے آنکھین کیون بند کرلین کیا دکھائی دیا اُسنے کہا تو تو اندھی ہی دیکھ تو سہی کیا بڑا سانپ آسمان
پر اُڑا ہوا جاتا ہی ایک خواص مارکاکل کی برابر بیٹھی ہوئی تھی اور اُسکے سر کے بالون مین ایک تعویذ
بنائی زنجیر مین بندھا ہوا لٹک رہا تھا وہ اُسکو کھنکھجورا سمجھی اور اُسنے رومال سے پہلے اُسکو پھاڑا وہ
تو بندھا ہوا تھا کب گرتا ہی اب اُسکے ذہن مین اُس نشہ کی جھن مین یہ آیا کہ اُسکو جوتی سے مارنے لگی
یہ سوچکر جلدی جوتی اُٹھاکر ایک سر پر ماری اور پکاری کہ ای ملکہ آپ کے سر مین کھنکھجورا لگا ہوا ہی

مار کا کل بال اپنے نوچنے لگی اُس خواص نے غل مچا دیا کہ ارے لوگو دوڑو ملکہ کو کھنکھجورے نے کاٹا چالاک ہنس رہا ہو کہ اچھا کھنکھجورے نے کاٹا ہی غرض مار کا کل خوب اپنے سر مین جوتیان مارنے لگی اور سب عورتین اسکے بچانے کو دوڑین کہ کھنکھجورے کو سر مین سے نکالین اُنکے اُٹھنے سے طمانچہ بیہوشی نے مارا کہ سر نیچے ٹانگین اوپر سر کے بل گرین اور چھنکین مار کر بیہوش ہوئین پس چالاک نے پہلے جوڑے مین سے مار کا کل کے بیضۂ عقاب جمشیدی نکال لیا اور اُسکے سر کو خنجر سے کاٹ ڈالا غلغلہ بیرون نے مچایا اُسنے جلد جلد اُن بارہ خواصون کا بھی سر جدا کیا شور و غوغا برپا ہوا اہل عملہ جو لوگ کہ مار کا کل کے خدمتی ساتھ آئے تھے اپنے اپنے مقام سے اُٹھکر دوڑے کہ یہ کیا ماجرا گذرا چالاک نے دیکھا کہ اب اور ساحر آتے ہین پھر اب اُنسے لڑنا کیا کہ یہ سب تین تین روپیہ کے نوکر ہین کوئی بڑا سردار نہین کہ وہان عیاری کا مزا ہوتا بیضہ مل چکا اب چلو غرض ایک طرف کو فطرہ کر کے راہی ہوا اُن لوگون نے آکر لاشۂ مار کا کل اور اُن خواصون کا اُٹھایا اور قاتل کو ہر چند تلاش کیا پتا نہ ملا ناچار وہان سے روتے پیٹتے لاشین لیکر پھرے اور راستہ طے کر کے لشکر حیرت مین آئے اس عرصہ مین وہ رات بھی تمام ہو چکی تھی اور وہ وقت آیا تھا کہ سر شب کو سنگ بلور مین خور سے ترک دہر نے کچلا اور بطن عقاب دہر سے بیضۂ زرین مہر پیدا ہوا کہ

ابیات

رہا باقی نہ وان ساقی نہ شیشا	ہوا حسن سحر کا شور برپا
نہ پھر آنکھون نے وہ سامان پایا	کہ شب نے کوس رحلت کا بجایا

صبح دم حیرت دربار مین خوابگاہ سے آکر بیٹھی تھی سفاک اور سب ساحرہ حاضر تھین کہ یکایک شور گریہ و زاری کا نون مین ہونجا اُسنے خبر منگائی کہ مار کا کل کے ساتھ جو لوگ گئے تھے نالان و گریان آئے ہین حیرت نے سامنے اُنکو بلوایا اُنھون نے لاشین وہ سامنے رکھدین اور کہا یہ کوہ لاجورد کے دامن مین آج اُتری تھین مار ڈالی گئین سفاک تو یہ سُنکر سناٹے مین آگئی اور کہا ہاے آج جیسے میری مان نے دوبارہ انتقال کیا ای لوگو میرے میکے کا تو نام مٹگیا صرصر اور صبا رفتار حاضر تھین اُنھون نے کہا مقرر کسی عیار نے اِسکو بھی مارا حیرت نے رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ چالاک بن عمرو نے عورت بنکر اُسکو مارا ہی بس یہ معلوم کر کے کہا بی ہمین سے غلطی ہوئی کہ مار کا کل سے سر دربار اُسکے راز کی باتین پوچھین عیار تو مدے گھات مین لگے ہی رہتے ہین اور اب ایک بیٹا عمرو کا اور آیا

ہوا ہی چالاک بن عمرو بس اُسنے کہین سُن پایا اسکا حال وہ اُسکے پیچھے گیا اور اُسی نے اسکو مارا
سفاک نے کہا ای بایان خود مین جبتک اب نمکحرامون سے بدلا اپنی مار کا کل کے خون کا نہ
لے لونگی چین مجکو نہ آئیگا بھلا یہ بھی تو یاد کرین کہ کسی کو ستانا ایسا ہوتا ہی حیرت نے کہا جو جس سے
ہو سکے وہ کرے مین تو یہ جانتی ہون کہ اُن لوگون کا اقبال ہی اور ہمارا ادبار ہی سفاک نے
کہا کل ہی جو مین لشکر مہرخ کو نہ غارت کر دیا تو نام اپنا نہ رکھا اس موے چالاک کو پکڑ کر
بوٹیان اُسکی کاٹونگی اور چیل کوؤن کو کھلا دونگی یہ کہکر دو تیلے موم کے بزور سحر بنا کر اور اُنکے جسم مین
شیطانون بٹھا کر زندہ کر کے حکم دیا کہ تم جاؤ ملکہ زیور جادو کے پاس اور اُنسے بہت خبردار رہنا اگر کوئی
عیار اُنکو بیہوش کر کے تو اُنکو تم اُٹھا لانا قتل نہونے دینا اور اُنکے حال کی خبر ہمکو پہونچاتے رہنا وہ
دونون تیلے اڑ کر جانب عقیق کوہ روانہ ہوئے اور اُدھر چالاک بیضہ لیکر راہ کو طی کر کے اُسی جنگل
مین کہ جو لشکر مہرخ اور حیرت کے قریب تر تھا آکر ٹھہرا کہ یہان سے لشکر حریف کا حال دریافت کرے
عیاریان کرونگا یہان بعد بھیجنے تیلون کے سفاک نے کہا پھر اب شام کا کون راستہ دیکھے اور
طبل جنگ بجوائے مجکو تیاری سحر کی کیا کرنا ہی اور آگاہ مہرخ کو کس بات سے کرنا ہی آگاہ تو اُسکو
کرتے ہین جو ذرا کمزور ہوتا ہی اُسکو تو اب سب طرح کا سامان ممکن ہی تد مقابل شہنشاہ اپنے تئین وہ
جانتی ہی ای ملکہ حیرت مین ابھی جاکر اُسکے لشکر پر گرتی ہون اور جو کچھ مجھسے ہو سکتا ہی کرتی ہون
حیرت نے کہا آپ کو اختیار ہی بس یہ سُنکر اُسنے نفیر سحر بجائی بارہ ہزار جادوگر نیان کہ ہر آن مین
نایاب زمانہ سحر جانتی تھین اور آفت کی پرکالہ تھین سامری اپنے تئین اُسوقت کا گنتی تھین نفیر
کی صدا سُنکر جھولیان سحر کی گلون مین ڈالکر اور منقلین سلگا کر فرشہ سفید در کے ماتھے پر کھینچکر رسول
پر نکلی تھالیان ہاتھون مین لیکر بازو لبط ہنس داز در وغیرہ پر سوار ہوئین جن جن کا سامری کے غل مچا
سفاک بھی تخت سحر پر بارگاہ سے نکلکر سوار ہوئی شہنائی سحر کی پھنکی ہندوے فلک نے نقارہ بجا
منڈلایا آسمان نے منقل آفتاب کو سلگایا افسون غازہ پر چھڑکنیانے اُٹھایا ہر طرف دھان دھوم کا چھا
خاکدان عالم سیہ خانہ بنا جوگی زمانہ کا بگڑ گیا زال دنیا ایک ہی لکاتہ کھیل پرانی جادوگرنی ہر گھر
وہ بھی گھبرائی کہ کہین ایسا نہو منتر کسی کا مجھپر چل جائے زمانہ کی حالت بدل چکی ہی نو عدیگر حال ہو چکا
ہی انقلاب ہوا چاہتا ہی وہ غوغا ہی الحاصل تمام دنیا پُر آشوب ہو گئی ہوا سحر کی

چلنے لگی آندھیان آنے لگین خوف سے جانین جانے لگین سفاک لشکر لیے آگے بڑھی طائران
سحر نے سامنے مہرخ کے جاکر صورت انسان کی پیدا کی اور پکارے کہ ای ملکہ دوران ہوشیار ہو جائیے
کہ سفاک جادو بڑا دعوی کرکے بغیظ و غضب تمامتر آپ کے لشکر پر آتی ہی اسکی خواص
چالاک کے ہاتھ سے ماری گئی ہی اسکا قصاص لینا چاہتی ہی یہ خبر سنتے ہی ملکہ مہرخ نے بھی
نفیر سحر کو دم دیا ادھر ہنگامہ آفت زا برپا ہوا جلد دد گریان جو ہر وقت مرنے پر تیار و مستعد رہتی
ہین اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوئین مہرخ بھی تخت اپنا اڑا کر چلی ایک طرف سے بہارو مخمور
بارگاہ سے نکلکر برچھین بیرون کی آمد کے سناٹے شروع ہوئے منقلین اسقدر جلین کہ آفتاب کے جسم
کو گرما دیا اسکو بھی بخار چڑھ آیا تھا ہندوے فلک ایسا گھبرایا کہ بزدلی سے برج جدی مین چھپنے آیا
خمسہ متحیرہ کے حواس خمسہ درست نہ تھے آفتاب کے پیچھے آآکر چھپتے تھے کبھی سیدھے چلتے تھے کبھی
الٹے پاؤن بھاگتے تھے ستارون کے بھی برے ستارے آئے تھے مریخ پر ساڑھ ستی سنیچر آیا تھا
آفتاب کو اسنے اپنا مددگار بنایا تھا عطارد کی سب سدھ بدھ بھول گئی تھی زہرہ اپنے میرے
اللہ بچانا کہہ رہی تھی غرض زمین و زمان مین تہلکہ پڑا تھا عجب عالم اس فوج کے چلنے سے ہوا تھا کہ ابیات

کے آراستہ جو خود و زرہ	دی کمر بند مین گرہ پہ گرہ	نکلے خیمون سے اسطرح بن ٹھن
سحر کے ابر سے تھا بجلی بن	ارض زیر قدم دلکتی تھی	پشت گاو زمین لچکتی تھی
گا کہنے وہان یہ گل بوٹا	دست مین آج خوب گل پھوٹا	ہر طرف سے خیل خیل ساحران

بیجاہ اسپ و طائر و اژدر سحر پر چڑھکر روانہ ہوئے مہرخ اور بہارو مخمور بڑی آن بان سے
طاؤس و ہنس اڑاتی جانب میدان روان تھین فوج مین دہل و نقارہ و نفیر کی آواز سے
از زمین تا چرخ برین ہیبت طاری تھی آندھیون سے دنیا تمام کالی تھی اسطرح سب بیشہ سجات
کے شیر نہایت دلیر بھرے ہوئے تلاش مین اپنے صیدزبون کے مقابل حریف آکر پہونچے اور
صف آرا ہوئے ادھر تو سفاک اپنی فوج کو ترتیب کرنے لگی ادھر مہرخ چالاک اپنے لشکر دلیر و
بیباک کو آراستہ فرمانے لگی آن دونون لشکرون کو مقابل مین چھوڑ کر حال بران شمشیر زن
بیان ہوتا ہی کہ وہ پرستش گزین بتخانۂ ساحری و بت جادو طراز صنم خانہ عربدہ سازی افسون
پردازی جو درۂ کوہ مین بیٹھکر سحر تیار کرنے لگی ہار لونگ پھولدار انڈے کیلین وغیرہ سب اسباب

ساحری سامنے اپنے رکھکر وہ منتر جو اسکے باپ کوکب نے اِسکو تعلیم فرمایا تھا پڑھنے لگی اور
کئی روز کے عرصے مین اُسنے بارہ ہزار پتلے موم کے بناکر سامنے رکھ لیے اُنپر وہ افسون پڑھتی جاتی
اور دم کرتی تھی یہانتک کہ بزور سحر بقدرت خداوند عالم وہ پتلے زندہ ہوگئے اُسوقت ملکہ نے
اپنی فصد کھولکر خون مین اپنے اُنکو نہلایا کہ وہ اب مثل جوانان قوی تن کے دراز قامت ہوئے
اور سب روئین تن اور آہنی بدن ہوگئے ملکہ نے ایک ایک شاخ درخت اُن سبکے ہاتھون مین دیکر
کچھ افسون پڑھا کہ وہ شاخ مثل تلوار بران کے ہوگئی اُسوقت اُن پتلون سے اُسنے حکم دیا کہ پرواز
کرکے یہان سے ہمارے لشکر مین جاؤ کہ وہ لشکر قریب لشکر مہرخ فرخندہ سیر اُترا ہوا ہے تم سب وہین
مقیم ہو مین جب آکر دریاے خون روان پر گردن اور پل پر نیزہ دان توڑون اُسوقت فوج حیرت
اور افراسیاب پر تم سب آکر گرنا اور کار دشمن ناکام تمام کرنا وہ سب عرض پیرا ہوئے کہ ہم اے ملکہ
ایک کو تو زندہ نہ رکھینگے کس لیے کہ ہمکو اگر ہلاک و غارت کیجیے تو آپ کیجیے دوسرے کی مجال نہین کہ
جو ہمکو مار سکے ملکہ نے کہا جب تم اس لڑائی کو فتح کرلوگے تو مین تمکو بھیشہ پوری تمھاری دونگی وہ
پتلے خوش ہوکے پرواز کرکے روانہ ہوئے بعد اُنکے جانے کے ملکہ بھی درہ کوہ سے باہر نکلی عمرو فقیر
بنا ہوا مسند ہی مین بیٹھا تھا اُسنے ملکہ کو دیکھا کہ رنگ رخسار غوانی تھا اب بسبب محنت کے زعفرانی ہے
بال سر کے کھلے ہین مُنھ پر بھبھوت ملا ہوا ہے کانی بندھی ہے ہر تن مو سے شعلہ آگ کا نکلتا ہے غرض عمرو
اپنے مقام سے اُٹھکر ملکہ کے پاس آیا اور کہا کہ چرخ شعبدہ گر تیری آن و ادا پر قربان فسون ساز عالم
کی جان کہ کہ وہ کام جسکے لیے مکلف تنخانہ ساحری ہوئی تھی پورا ہوا یا نہین اُس غارت گر
ایوان خاطر مکاران عالم نے جواب دیا کہ خواجہ تمھاری مہربانی اور اقبال سے اپنے باپ کے اب مجھکو وہ
طاقت حاصل ہے کہ افراسیاب مونڈی کاٹے کی ہڈیان توڑکے رکھدونگی اور مرحلات طلسمی ہر سپکر
وابستہ لوح ہے مگر اُنپر بھی حملہ کرون تو درہم و برہم کردونگی عمرو نے کہا شاباش مرحبا اچھا اسی ترک جفا پیا اب میرے
لشکر کی جانب نہضت فرما ہو راوی کہتا ہے کہ وہ پتلے سحر کے ملکہ کے باپ کوکب و شنضمیر نے بھی واسطے
نگہبانی ملکہ کے بطور تحفی مقرر فرماتے تھے کہ ہر وقت کی خبر ملکہ کی مجکو پہونچاتے رہین چنانچہ اسوقت ملکہ نے نکلکر جو کچھ
کہ عمرو سے اپنی طاقت و قوت کا حال بیان کیا وہ سب پتلون نے جاکر کوکب سے بیان کیا کوکب و شنضمیر بہت
ہنسا اور اُسنے ایک تدبیر کی کہ جسکا حال آیندہ لکھا جائیگا الحاصل عمرو اور ملکہ بران عالیشان

درۂ کوہ سے شادان و فرحان جانب لشکر فرخ حشمت نشان روانہ ہوئی چنانچہ کچھ ہی دور گئی تھی
کہ سامنے کچھ چمک ہوئی اور روشنی مثل نور تابندہ کے دکھائی دی عمرو نے کہا ملکہ ہوشیار ہو جاؤ
دشمن کی آمد معلوم ہوتی ہی بلکہ سحر پڑھتی ہوئی آگے بڑھی یکایک سامنے ایک دیوار بلور کی نظر
پڑی کہ از زمین تا چرخ برین سر کشیدہ ہی اور لاکھون ستارہ آسمین چمک رہا ہی اور اندر سے دیوار کے
لحہ لحہ بھر کے بعد صورتین رنگ برنگ کی پیدہ ہو جاتی ہین اور غائب ہو جاتی ہین کبھی پریان
سر نکالتی ہین اور قہقہے مارتی ہین کبھی دیوان سیاہ منھ نکالتے ہین اور نعرہ مار کر غائب ہو جاتے ہین
کبھی انسان مثل معشوقان حور پیکر و یاسمن بر کے دیوار سے نکل آتے ہین اور اپنی صورت زیبا دکھا کر
مسکراتے ہین پھر غائب ہو جاتے ہین دیوار نہین نگار خانۂ چینی ہی روح مانی بھی جس سے چین بجبین ہی
اثر رنگ بھی اسکے اوپر سے نثار کیا ہی مصور قدرت نے مرقع دہر کا نقشہ اتار کر دیوار کاخ دنیا مین یہ
آئینہ کے اندر لگایا ہی یہ بات نگار خانہ مین کہان یہ دیوار تو ہستی و عدم کا نمونہ تھی کہ ابھی ابھی
تو ہست تھا ابھی نیست ہوا بی ثباتی دنیا کا پتا دیتی تھی اسی کی نشانی تھی کہ حیات دنیا بس اتنی ہی
دیوار بلور مثل بحر کے تھی اور تصویرین اسمین مثل حباب کے نکلتی تھین اور غائب ہوتی تھین اس
طلسمات مین نیا طلسم اس دیوار سے ظاہر تھا کہ گاہے چنان گاہے چنین کا نقشہ دکھائی دیتا تھا اس دیوار
کو دیکھکر عمرو نے کہا کہ ای ملکہ معلوم ہوتا ہی کہ ہم راہ بھولکر کسی سرحد طلسم کی طرف نکل آئے اب اس دیوار
کے آگے راہ نہین ہی مناسب یہ ہی کہ ادھر سے پھر چلو اور راہ لشکر کی تلاش کرو بران نے کہا کہ میری
بھی عقل کام نہین کرتی ہی کہ یہ کیا معاملہ ہی لیکن اتنا جانتی ہون کہ یہان طلسم ظاہر ہین مرحلۂ
طلسمی کہان خواجہ ہنوز دہلی دور ست جب شہزادۂ اسعد ظلمات مین جائین اور زمین کے
نیچے جو طلسم ہی اسکو توڑین دریاؤن مین در آئین جب مرحلہ طلسمی ملے ابھی یہان مرحلہ کہان مگر
ہان افراسیاب نے میرے آنے کی خبر شاید سن لی ہی اور اسنے سحر کیا ہی ہم اسکے سحر مین گرفتار ہو گئے
ہین عمرو نے کہا شاید ایسا ہی ہو پھر آخر اسکی تدبیر کیا ہی ملکہ نے ہنسکر کہا کہ ملکن تو خود اپنا سحر آزمایا
چاہتی تھی اس کمبخت کی تلاش مین جاتی تھی جب تمھارے لشکر مین پہونچی ضرور ہی اس سے لڑتی پھر
اب ہی یہی دیکھون تو کہ یہ کیا میرا کر لیتا ہی اب مین اس دیوار کو اڑا کر اس پار جاتی ہون اور اسکی بنیاد کو
گراتی ہون عمرو نے کہا کہ پھر مین کیا کرون اسنے کہا تمھین بھی لیے چلتی ہون یہ کہکر عمرو کو بچہ مین

داب کر اور سناٹا بھر کے بزور سحر یہ اڑی اڑل بھی اسکا اڑنا بیان کیا گیا تھا کہ اپنے باپ کے
سامنے یہ اڑی تھی اور عمرو کو بغیر سحر غزال سے ملک طلسم ہوس ربا سے اٹھا لیگئی تھی اور کوئی ساحر
اسکی بلند پروازی کے مقابل نہ ہوپنچ سکا تھا اب کئی طرح کے سحر اسکو ملے ہین بہت بڑا زور یا اسکو ہوا ہی
اسطرح اسنے سناٹا بھرا کہ یقین تھا دیوار کا خ دنیا پھاند جائیگی لیکن جب بلندی سر دیوار ہونچی دیوار
اور زیادہ بلند ہوگئی اور سر پہ ایک آسمان فولادی مثل چادر ظلماتی کے کھنچا پایا گویا چھت اس
دیوار کی بنی تھی اسنے وہان سحر دم کرکے چاہا کہ آسمین جاکر ٹکر مارون اور اسکو توڑ جاؤن لیکن دیوار کے
اونچے ہونے سے وہ چھت بھی اونچی ہوگئی یہ عمرو کو لیکر پھر زمین پر اتر آئی اور ایک مرتبہ ایسا سحر کو
زور دیا کہ سقف بلند بے ستون کے توڑ جائیگا دل سے کیا اور سناٹا بھر کر اڑی ابکی اور بھی زیادہ دیوار
اور وہ چھت اونچی ہوگئی دم اسکا آگیا اور سحر نے جواب دیا پھر زمین پر اتر آئی اور مثل عقل رسائے
راز دانان افلاک عرش پرواری کا ارادہ دل مین مصمم کرکے تیسری مرتبہ پھر پرواز کھولے اور قریب
سقف پہونچکر چاہا کہ ٹکر مارون پھر جو غور کیا تو دیوار اور سقف کو اونچا پایا اسوقت یہ زمین پر نہ
اتری اور وہین روے ہوا پر ٹھہر کے ایک گولا فولادی اپنے جوڑے سے نکالا اسوقت ایک آواز
تڑاقے کی آئی اور چمک پیدا ہوئی اور اس دیوار کے اوپر ایک پری زاد حور نژاد رشک شمشاد بلکہ
شمشاد نے بھی یہ قد بالا کہان دیکھا قد اسکا طوبیٰ تھا رخ اسکا لالہ تھا نہین نہین لالہ کا یہ رنگ کہان
رخ اسکا گلزار بہشت کا گل تھا دہن تنگ راز عاشقان بیدل بے تامل تھا آنچل بلور کا دوپٹا فرق
آئینہ بلورین ہاتھ مین لیے دیوار پر سے بڑھکر سامنے آئی اور وہ آئینہ ملکہ کو دکھایا اور مسکرا کر فرمایا کہ
ای بران خبردار خبردار جاے ادب سے قدم باہر نہ دھرنا اتنا اس نازنین کے منہ سے نکلتے ہی
اس دیوار مین ہزار ہا رخنہ پیدا ہوگئے اور ہر سو راخ گویا وہان ساحر تھا کہ آسمین سے صدائے
یا سامری یا جمشید آنے لگی غلغلہ سامری و جمشید کے نام کا زمین سے فلک تک بلند ہوا ملکہ بران
اس آئینہ کو دیکھکر اول تو حیران رہگئی مگر اسکو غصہ از حد تھا اس آئینہ پر آف جو کی سیاہی روے آئینہ پر
دوڑنے لگی اور اسنے وہ گولا فولادی ہاتھ مین سنبھالکر پرواز کی جیسے ہی قریب سقف پہونچی اب وہ
چھت بلند نہ ہوئی اسنے چاہا کہ اسکو توڑ جاؤن بس سر آکر اس چھت مین مارا ایسی ٹکر ماری کہ سر
گھوم گیا اور چرخ کھاکر زمین کی جانب چلی اس دیوار سے چند پتلیان مشک قمر سمن بیکر نکلین اور انھون نے

اسکو روک کر زمین پر اُتارا دیا عمرو کی بھی آنکھین بند ہوگئین تھین اب جو آنکھ کھلی دیکھا کہ اُس دیوار مین ایک دروازہ لگا ہی کہ مع پٹ اور چوکھٹ بازو وغیرہ سب اُسکا یاقوت احمر کا ہی دیوار بلور کی دروازہ اُسمین یاقوت کا سبحان اللہ وہ سفیدی مین سُرخی یہ معلوم دیتا تھا کہ سفیدی سحر عید مین شفق پھولی ہی نہین نہین وہ دیوار مثل رُخ کاہ سپید ان سفید تھی مگر دروازہ بارنگ حیا تھا یا مثل رہان بامرادان سُرخ رو و خندان تھا آفتاب آسمان نقرئی مین جڑا تھا دور تک عکس اُسکی سُرخی کا پڑا دیوار پر بھی گلابی پن آگیا تھا عمرو اور ملکہ اُسکو دیکھکر دنگ تھے سکتے کے دونون کو ڈھنگ تھے کہ یکایک کسی نے پکار کر کہا جلدای مشاہدہ کنندہ آئینہ عجائبات داخل دروازہ ہو یہ صدا سُنتے ہی ہراان کو تاب نہ رہی خواجہ کا ہاتھ پکڑ کر اندر دروازہ کے قدم زن ہوئی اندر جاکر جو دیکھا زمین آسمان یہان سب بلور کا ہی سراسر کارخانہ نور کا ہی اوپر بجاے آسمان کے ایک چھت بلور کی بھی ہی زیر قدم زمین بھی بلورین ہی طور اُس نور کو دیکھکر ایسا جلا آشعلہ کلیہ سے نکلکر اور جلکر سرمہ ہوگیا چشم دہر رشک سے گویا سفید ہوگئی ہی نہین نہین یہ سفیدی آشوب چشم زمانہ نہین ہی حلہ نورانی زمین و زمان کو مالک قدیم نے عطا کیا ہی زمانہ صافی مزاج ہوا ہی سفید پوش بنا ہی کثافت کو جسم دہر کثیف سے پاکیزہ طینت نے دور کیا ہی ملکہ اور خواجہ سیر کنان جب اور آگے بڑھے سامنے ایک باغ بلور کا بنا نظر آیا کہ بلور کے ترشے ہوئے نارنگ گلدار رکھے ہین تعالے درختون کے بلورین بنے ہین اُنمین بلور ہی کے درخت بھی لگے ہین پھول بھی بلور کا ہی پتا بھی بلور کا ہی لیکن پھل اُنمین اصلی لگا ہی اگر انار کا درخت ہی تو سب بلور کا ہی مگر انار اُنمین اصلی ہر طرح لگا ہی ہر دانہ اُسکا یاقوت رمانی کو سرماتا ہی لالہ رخان کا دل اُسکو دیکھکر رشک سے خون ہوا جاتا ہی اسی طرح سیب بھی و ناشپاتی کے درخت بار و ثمر سے بھرے کھڑے ہین گویا شاہد صبح رخسار گلنار پائے پھلے ہین ہر طرف نور کا سما ہی جو درخت کا پتا ہی بیضا معلوم ہوتا ہی بلکہ بیضا کو بھی داغی بتاتا ہی کہین سورج مکھی کا پھول آفتاب تھا مگر بلورین ہونے سے اب ماہ چودھوین رات کا ہوا ہی ظلمات کا سما ہی گلون مین خوشبو گلاب کے پھولون کی اور ہر قسم کے پھولون کی آتی ہی نکہت گلہاے باغ ارم کو شرماتی ہی ہر طرف نہرین جاری لب گردان نہرون کی بھی بلورین بنی ہوئی بیچ مین اُس باغ کے ایک بنگلہ بلور کا بنا ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کہ چاند نکلا ہوا ہی دروازے چار چار ہر طرف اُس بنگلے کے یاقوت احمر کے لگے ہین چاند مین سورج چمکتے ہین ہر دروازے پر صدہا نازنین قمر پیکر اور

گل رخسار اسباب عیش و عشرت لیے استادہ ہین گویا بہشت کی حورین ہین اندر کے اکھاڑے مین
پریان جمع ہین بعض اُنمین سے پچکاریان چاندی کی لیے ہین اور سامنے جو پچکاری مارتی ہین
جو رنگ کہ پچکاری مین سے نکلکر زمین پر گرتا ہی اُسی طرح کے رنگ کی گھانس زمین سے اُگتی ہی اور
پھولتی ہی نیرنگی اُنکی پچکاری مین بجاے رنگ کے بھری ہی بس اُن پریون نے ملکہ اور خواجہ کو
تسلیم کی اور عرض کیا کہ ای ملکہ با ادب اندر اس مکان کے قدم رکھنا کہ شاہون کے شاہ جہان پناہ
جناب معلے القاب آپ کے پدر عالیشان کوکب رو شمس ضمیر فلک نشان تشریف رکھتے ہین ملکہ نے
جب یہ حال سُنا چہرہ اُسکا فرط بشاشت سے بسان مہر درخشان کے چمکنے لگا کس لیے کہ دیوار کے
تڑے مین جو عاجز آئی تھی تو عمرو سے شرمندہ ہوئی تھی پس خواجہ سے پھر کر اسنے کہا کہ خواجہ یہ
دیوار میرے باپ کے سحر کی تھی جسکو مین باطل نہ کر سکی اگر افراسیاب کی بنائی ہوئی ہوتی تو اسکو بنیاد سے
کی طرح ڈھا دیتی عمرو نے کہا ای ملکہ آپ ایسی ہی ہین غرضکہ دونون باتین کرتے ہوئے اندر اس بنگلے کے
آئے دیکھا کہ فرش اُسمین قاقم و سنجاب کا بچھا ہی دیوارون مین تصویرین نصب ہین آئینہ لگے ہین اور
آئینون کے اندر کی تصویرین بولتی ہین طوطیان زمزمہ سرائی کرتی ہین سامنے صدر مین ایک تخت
بلورین گسترده ہی جواہر اسمین نصب کیا ہی مگر کوئی تخت نشین نہین ہی تخت خالی بچھا ہی ملکہ حیران تھی کہ
یہ کیا معاملہ ہی یکایک چند تصویرین آئینہ کے اندر سے پکارین کہ حضور شہنشاہ عالم تشریف فرما ہین ادای ملکہ
تم سلام نہین کرتین اب جو ملکہ نے غور سے دیکھا تو کوکب رو شمس ضمیر تخت شاہی پر جلوہ فرما ہی ملکہ نے دلمین کہا
پہلے مین اسقدر اندھی ہوگئی تھی کہ بادشاہ مجکو دکھائی نہ دیا خیر جو ہوا وہ ہوا اب اسسے اسوقت کچھ لینا چاہیے
بس یہ سوچکر اُسنے تسلیم کی اور عمرو بھی بہر آداب و سلام خم ہوا کوکب نے بخندہ پیشانی پوچھا کہ خواجہ
تمھارا مزاج تو اچھا ہی عمرو نے کہا شہنشاہ کی جان و مال کو دعا کیا کرتا ہون شکر ہی خدا کا کہ ابتک تو
اچھا ہون ای بادشاہ آسمان جاہ کیوان کلاہ خدای تعالی کا احسان ہی کہ جسنے مجکو اور آپ کو پیدا کیا
ای بادشاہ مین آپکا زیبار احسان اور مرہون منت حد سے زیادہ ہون کہان تک آپکے احسانون کا
شکریہ ادا کرون واقعی آپ میرے سرپرست اور مربی اور کیونکر نہون کہ آپ جیسے بادشاہ مین نظم

اسلام پناہ در دلق دین	دریاے نوال و کوہ تمکین	ہی جیسے رکاب تک رسائی
کرتا ہی ہلال خود نمائی	رتبہ وہ دیا خدا نے برتر	اک آئینہ دار ہی سکندر

تحریر قلم سے چار دفتر	تسخیر علم سے ہفت کشور	کف صورت آفتاب زر ریز
نیسان کی طرح قلم گہر ریز	تحصیل و خزانہ فوج و کشور	شمشیر و نگین و تخت و افسر
اُسکا ہو یہ نقش چار در چار	خالق نے کیا جہان کا مختار	ای شہنشاہ آسمان اورنگ

تو آپ عالی پائگاہ صاحب زور و زر ہین ویسے ہی صاحبزادی حضور کی دلاور ہین اُنکی شجاعت مین کچھ فرق نہین کیا کہون کہ کیسی صاحب جرأت اور ہمت ہین رستم اگر انکے دلکی ہمت کو دیکھتا تو ہار جاتا اور سامری اگر انکے سحر کو جانتا تو ساحری دلسے اپنے بھلاتا ایسے لوگ دنیا مین کم پیدا ہوئے ہین یہ کلام ہو رہے تھے کہ دو کرسیان جواہر کار زمین سے نکلین اشارہ ہوا ایک پر بران اور ایک عمر و تمکن ہوئے اُسوقت کوکب نے فرمایا کہ ای عمرو تمنے بھی تعریف بران کی سجاعت کی فرمائی تمھاری دلاوری عقل سے مجکو بعید معلوم ہوا خواجہ سلامت یہ ننگ خاندان بموجب مصرع بدنام کنندۂ نکونامے چند + ہو تمنے کس بات کی اِسکی تعریف کی ایک بار تو یہ مقابلہ افراسیاب مین گئی ہر چند کہ اُسکی لڑائی کو خوب اِسنے جھیلا پھر وہ وہی ہو اور یہی تھی بھی جو اُس سے لڑی ورنہ یہی ہو کون ایسا ہی جو شاہ جادوان کہلائے کون ایسا ہی جسکے قبضہ مین طلسمات عالم ہون کون ایسا ہی جو جائے لاچین تاجدار پر بیٹھے کون ایسا ہی جو آئینہ سحر مین ہمیشہ رہے اور کوئی اُسکو نہ دیکھے اور ہر رنگ سے وہ نظر کرے کون ایسا ہی کہ جو زیر زمین طلسم بنائے ایک ایک دنی ادنی سحر اُسکا برتر از سحر ساحران فی الاتدبیر ہی وہ فلک ساحری کا ماہ ہی وہ بادشاہ ذیجاہ ہی غرض اُس سے لڑکے اِس نے ذلت اُٹھائی بغیر میری اطلاع جاکر بہت بڑی قید کی مصیبت جھیلی اگر برق جاکر نہ چھڑاتا تو اُس قید خانہ سے نکلنا اسکا مشکل تھا مین ایک مدت تک مقابلہ کرتا لیکن طلسم نہ توڑ سکتا اور تا وقتیکہ کہ طلسم ٹوٹتا نہین ہم چھوٹتی نہین پھر کیا ضرورت تھی جو بغیر میری اطلاع یہ وہان گئی بران نے کہا کہ ای بادشاہ جیسا آپنے فرمایا سچ ہی مین اِس سے بھی بدتر ہون جیسا آپ کہتے ہین لیکن خواجہ سلامت قید مین اُس افراسیاب خانہ خراب کے تھے اور انکے قتل کا ڈھنڈھورا تک پٹ گیا تھا پھر اگر مین اُنکو چھڑانے نجاتی تو یہ قتل ہو جانے کوکب نے کہا کہ اُنکے رہائی کی بھی جو کچھ تدبیر کی بہت اچھا کیا مین راضی ہون اور خوشی ہون مگر کیا مین اُڑ گیا تھا یا مین تدبیر رہائی نہ کر سکتا تھا یا مجھے اجازت لیکر جانے مین کچھ بُرائی تھی بران نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ خواجہ کی ہر حال مین خبرداری کرنا اور انکی محافظ رہنا اُسی

حکم کی پابندی کی گئی اور فرط اُلفت خواجہ سے مجکو تاب نہ رہی بے اختیار اُٹھ دوڑی اچھا خطا ہوئی
معاف فرمائیے کوکب نے کہا کہ خیر وہ تو سب کچھ ہو گیا گذشتہ را صلوات لیکن اب جو تو آمادۂ رزم
افراسیاب ہو تو کس بھروسے پر یہ ان نے کہا کہ مین آپ کے فرمانے کے بموجب چلہ پورا کر آئی اور
پتلے رد مین تن بنا کر روانہ کر آئی کوکب ہنسا اور کہا یہ پتلے کیا مال ہین افراسیاب کی ایک لات
مین جل جائینگے ای یران ابھی تو نے سحر افراسیاب کے دیکھے نہین ہین ایک استاد نورافشان
سے پڑھا ہون اور وہ میرے اُستاد سے بھی بڑھا ہوا اور چالیس استادون سے جو بڑے بڑے
نامی ساحر اس طلسم مین تھے اُنسے پڑھا ہوا اور ایک ساحر حجرۂ باطن مین طلسم ہوش رُبا کے رہتا ہی کہ اُسنے
آجتک روے دُنیا اور رخ شاہد گیتی کو دیکھا ہی نہین سوائے طبقۂ زمین کے اور کہین اُسکا ٹھکانا نہین
سامری کو طفل مکتب سمجھتا ہو دو ایک سبق اُس سے میرا اُستاد نورافشان جادو رسالۂ نیرنگ سامری
کے پڑھا ہی اور اس پڑھنے پر میرے اُستاد کو بڑا ناز ہی کہ مین ملک اطلس گلگون پوش جادو ساگرد
اُستاد سامری سے سبق پڑھا ہون چنانچہ اسی ملک اطلس نے بارہ برس تک اپنی خدمت مین
افراسیاب کو رکھا اور سحر کی تعلیم دی جب اُسکو یہ قدرت حاصل ہوئی ہی کہ آن واحد مین کتنی ہی
دور کیون نہ وہ جگہ ہو طلسم مین یہ پہنچ جاتا ہی اور ہمیشہ آئینۂ سحر مین رہتا ہی اور کوئی اُسکو دیکھتا
نہین اور ہر رنگ سے ہر جگہ ظاہر ہوتا ہی اور طلسم کی ہوا اُسکی مطیع ہی کہین کوئی باتین کرے خبر اُسکو
پہونچتی ہی ساحرون کا خداوند ہی اُس ایسے شخص سے مقابلہ کرنے کی ہوس کرنا امر بیت مشکل اور کار بیت
دشوار یہ باتین سُنکر ملکہ نے اپنے دلمین کہا کہ ابھی کل تو اُنھون نے کہا تھا کہ تو چلہ پورا کرکے تو ڑنے جاتا
آج ایسا کچھ یہ فرما رہے ہین نہین معلوم کیا بھید ہی ملکہ خائف بھی ہوئی کہ ایسا نہو افراسیاب سے
اُنھون نے میل کر لیا ہو اور اِدھر عمر و بھی کلام کوکب سے گھبرایا کہ آج تو یہ شوکت افراسیاب
کی بیان کرکے جو میری طرفدار ملکہ اپر ان ہی اُسکو بھی ڈراتے ہین اور دل اُسکا توڑتے ہین پس ایسا کچھ
سمجھکر عمرو نے کہا کہ ای بادشاہ یون تو فرمانا آپکا بجا ہی لیکن وہ مسخر افراسیاب کیا کر سکتا ہی ای بایان خود
اُسکا آئینۂ سحر اُسطرح تو ردون کر سبکو حیرت ہو جائے اور اُسکے ملک اطلس کا جائزہ ہستی اگر مین نے رخت
ترک ہر پھاڑ کر زیر زمین جاکر ٹکڑے ٹکڑے نہ اُڑایا تو کچھ کام ہی نہ کیا وہ حرامزادہ بھی کوئی ساحر خدا
ہی پھر سحر سامنے عمل عیاری کے کیا چل سکیگا ای بادشاہ حق حق ہی ہی اور ناحق ناحق باطل حق کے سامنے

نہین ٹھہرتا ہمارے خدا نے فرمایا ہی کہ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا کوکب نے کہا کہ یہ امر آپ نے اپنی نسبت جو فرمایا بہت صحیح اور درست ہی آپ ایسے ہی ہین لیکن یہ ناشدنی ابھی اس قابل نہین دیکھیے ابھی اسکے دلمین یہ خیال آیا ہی کہ مین افراسیاب سے لگیا ہون کیون ای بران مین غدار ہون اور عہد شکن ہون بران نے لرز کر کہا ای بادشاہ بھلا میری مجال ہی جو آپ کو غدار کہون بادشاہ نے فرمایا کہ مین اسلیے ای عمرو یہ باتین کرتا ہون کہ اب بھی یہ غیرت کو کام مین لائے اور سحر و ساحری سیکھے ابھی ایک سوال مین کرتا ہون سکا یہ جواب دے بھلا پل پر یزادان توڑنا یا اور کوئی مرحلہ افراسیاب کا بنایا ہوا توڑنا تو بسا دشوار ہی ابھی ایک دیوار بلور کی مین نے بنائی تھی اور سامری یہ میرا سحر تھا صرف اسی امتحان کے لیے کہ بران کو بڑا دعوی ہی دیکھون اس دیوار سے یہ کیونکر نکل سکتی ہی چنانچہ آپ تو اسکے پنجے مین دبے ہوے تھے انصاف سے فرمائیے کہ اسکی کیا حالت گذری اور کسی طرح اس چھت سے اور دیوار بلور مین سے نہ نکل سکی پھر مین آپ سے پوچھتا ہون کہ جب بڑے بڑے ساحران نامی مثل صورت نگار و مصور و صنعت و ابریق وغیرہ یہ چارون طرف سے میدان جنگ مین بیمر بنگے اور آسمان فولاد کے بنائینگے اور مثل تیر و نکا برسائینگے اور شاہ جادوان آکر ایک آندھی پیدا کریگا کہ سیاہی اس آندھی کی آسمان فولادی ہوگی اور ہولے جھونکے تیر قضا ہونگے اور بوندین بھی سیاہ ہونگی پھر وہ آندھی اسکو اڑا کر ظلمات عدم اور قعر فنا مین لیجائیگی یا نہین یہ کیونکر دشمن کے آسمانون سے نکلجائیگی اور انکی زمین سحر ایہ ٹھہر کر یانون جائیگی بس یہی ہوگا کہ لشکر سارا کام آئیگا اور یہ ذلت و خواری اٹھائیگی اور سنو میری جان جب کسی کا کوئی گھر برباد کرنے جائیگا تو وہ کوئی دقیقہ کیا اٹھا رکھے گا ابھی تک افراسیاب نے کوئی کد ایسی نہین کی ہی کہ جس سے خواہ مخواہ ہی فتح چاہی ہو سہل انگاری سے لڑتا چلا آیا ہی اسوجہ سے مہرخ وغیرہ اسکے مقابلہ مین تھمی ہوئی ہین ورنہ تو یہ بھلی تھی اگر ایک اپنے طلسم کے کنوئین کو کھولدے قیامت آجائے ایک بار بادشاہ نے شنا لی طلسم کو بجوا دیا تھا اور تخت طلسمی پر چڑھکر سامنے آگیا تھا پھر سارا لشکر مہرخ کا بیہوش تھا بادشاہ نے خود ہی طرح دی اور سبکو ہوشیار کر دیا ورنہ اسی دن خاتمہ تھا کیون خواجہ آپکو یاد ہی عمرو نے کہا سچ ہی اسمین کچھ خلاف نہین اور واقعی بادشاہ طلسم سے سوائے طلسم کشا کے اور لوح کے بغیر کون لڑ سکتا ہی کوکب نے جواب دیا کہ اب تمنے انصاف

سے کہا ای عمرو اسی واسطے مین اس چھوکری کو نصیحتنامہ کہتا ہون کہ تیرا ارتبہ و مرتبہ میرے طلسم مین بہت بڑا ہی کوئی اس سرزمین پر تجھسے نہین لڑ سکتا ہی اگر ہاتھ اونچے کر دے تو ملازمان طلسم مجرم پر آفت ڈھادین لیکن غیر جگہ تو قوت بازو ہی کام آئیگی کچھ شہزادی ہونا کام نہ آئیگا بس غیر جگہ مثل ایک ساحرہ کے یہ ہی ہان ساحرہ جلیل اسقدر ہی کہ صاحب ملک و مال ہی بس اسیقدر رتبہ ہی چاہیے کہ ایسا مرتبہ ہو کہ جیسے بادشاہ طلسم یہین ممکن چنانچہ اگر اتنے بڑے ساحر اور اسکی فوج سے لڑنا منظور ہی تو اِن پتلون کے بنانے پر نازان نہو سحر کو خوب زور دو اور متواتر حیلہ کشی کرو مقامات عمدہ پر جاؤ چشمہ ہاے سامری و جمشید مین نہاؤ معبد گاہ سامری پر جاؤ گنبد سامری کی بھی زیارت کرو ہر چند کہ گنبد سامری تک جانا مشکل ہی مگر کیا ہی اشکل کیون نہو سب آفتین جھیلو اور اِس لائق ہو لو کہ ہان اب ہم برابر کا مقابلہ افراسیاب سے کر سکینگے اسوقت ہم سحر مین اسکے برابر ہین گو مرتبہ بادشاہت طلسم اور ہی تاہم اتنا تو ہو کہ سحر مین اسکے ہمسر ہو جائین تو کہنے مین بات آئیگی کہ سحر مین تو ہمسری کر گئی مگر رتبہ سلطنت طلسمی نے مجبور تھی عمرو نے کہا حضور نے جو کچھ فرمایا بجا ہی لیکن آپ اطمینان کامل رکھیے انشاء اللہ سب آسان ہو جائیگا آپ نے سنا ہوگا کہ کئی لاکھ ساحر کشمیر و کاشغر و بگداد اندرکوٹ و چاہ ماران دام الجبال و عنطلی آباد مین جمع تھا مین نے سبکو دو روز کی لڑائی مین جانب ملک عدم بھیجا دمہ قطامہ نے بغیر لوح کا طلسم بنایا تھا پھر اسکو بھی اِس عبد ذلیل نے جہنم مین بھیجا یہان بھی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا کوکب نے کہا یہ آپ نے سچ فرمایا مگر انکو تو یہی زیبا ہی جیسا مین نے کہا ہی ای عمرو مجکو اپنی بات کا بہت بڑا خیال ہی انسان کو لڑائی کا بندوبست ضرور چاہیے تم بھی جوان ساحر دون سے لڑے ہوگے تو تمھاری اعانت کے لیے حمزہ صاحبقران اور انکے سردار اور لاکھون آدمی ہونگے اب سامنا اسطرح کا درپیش ہی کہ ہر وقت خیال رہتا ہی کہ ایسا نہو کوئی پیچ ہمارے طرفدارون یعنے مہر رخ وغیرہ پر پڑ جائے کہ اپنی بھی سبکی ہوئے لہذا اب مین نے اپنے فرزند ارجمند جمشید بن کوکب کو بھی بلایا ہی کہ وہ ظلمات افراسیاب پر لشکر کشی کر کے گیا ہی اور مدت ہوئی کہ انھین ملکون مین لڑ رہا ہی پھر اب کیا ضرورت ہی کہ اطراف طلسم مین لڑے بادشاہ طلسم ہی سے کیون نہ آکر لڑے اگر اسکو قتل کیا تو سب ملک پایا غرض وہ بھی آئیگا اور یہان کو ہدایت کرتا ہون کہ اب ایک پہاڑ پر جائین کہ نام اسکا کوہ خشان ہی روز وہان چاند بنکر روح سامری آیا کرتی ہی غریبون اور وہان کے چلہ کشون کی فریاد

سکتی ہی اور جو مراد مانگو ملتی ہی اور سحر جو وہان بیٹھکر پڑھو روح سامری اُس سحر کے شریک حال رہتی ہی اور جہان اُس سحر کو پڑھو روح سامری آکر مدد کرتی ہی چنانچہ وہان جاکر یہ چلہ کشی کرے اور ہر شب وہان جایا کرو نکو آکر اپنے ملک مین نامی اور نامور ساحر جو اُسکے ملازم نہین ہین اور رئیس قوم اور اپنے گھر سے مرفہ الحال ہین اور شوق کی راہ سے سحر سیکھا ہی اور خوب کرتے ہین اُنکو جمع کرے اور مین بھی اپنے طلسم کے تحفہ بہت کچھ نکالونگا اور اِس ملکہ کو دونگا اور میرا ارادہ ہی کہ اسی چھوکری کو اس مغرور سرکش افراسیاب سے لڑاؤن آپ کہ اُسکے مقابلہ مین جاؤن اور ای عمرو ایک میرا دوست ہی کہ وہ بیابان گلریز مین رہتا ہی نام اُسکا معمار قدریت ہی ایسا ساحر ہی کہ ساحران جہان اُسکا نام لیکر سحر کرتے ہین اور وہ سحر سے قلعہ ایسا بناتا ہی کہ کیسا ہی زبردست ساحر ہو مگر وہ قلعہ فتح نہین کرسکتا ہی چنانچہ وہ ساحر بیابان گلریز کا جو مالک ہی جہاندار قدرت شاہ جادو اُسکا ملازم اور سواروں مین سے ہی اور جہاندار قدرت اس بیابان کا بجاے خود حاکم ہی نہ مجکو خراج دیتا ہی نہ افراسیاب کو اور باعث اسکا یہ ہی کہ وہ بیابان داخل طلسم ہوش ربا ہی لیکن بہت سے سردار ایسے ہین کہ وہ رفیق اور جان نثار لاچین تاجدار بادشاہ سابق طلسم ہوش ربا کے ہین پس جب لاچین قید ہوا تو وہ اپنے ملک مین خود حاکم بن بیٹھے اور کسی طرح اُنھون نے اطاعت اس نحکرام افراسیاب کی نفرمائی اور افراسیاب بھی خاموش ہو رہا اِس سبب سے کہ طلسم مین اِن لوگون کے ساتھ لڑنے مین قتل اور خونریزی حد سے زیادہ ہوگی اور اُنمین بعض مالک تحفہ جات طلسمی ہین اور بعض کوہستان طلسم کے بادشاہون اور استادان زمانہ سے تعلق رکھتے ہین پھر کیا ضرور ہی کہ ایسے شخصون سے بگاڑ کیا جائے ایسا نہو کہ وہ سب قوت پاکر اپنے بادشاہ کو رہا کرلین تو سب محنت برباد ہو جائے غرض اب مین معمار کو نامہ لکھتا ہون کہ آکر ایک قلعہ سامنے قلعہ طلسمی کے یعنی شہر ناپرسان کے بنائے اور اُس قلعہ مین سارا لشکر مہرخ کا مقیم ہو بروقت جنگ و جدال کے باہر آیا کرے اُسمین فائدہ یہ ہی کہ افراسیاب کا بچہ کسیوقت بھی لشکر مہرخ پر قابض نہو سکے ابھی تو بیچ میدان مین لشکر اُترا ہوا ہی بسبطرح کے ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہی اور اگر معمار ہمارا شریک حال ہوگا تو بہت بڑا فائدہ ہی ای عمرو سات شہزادے حقدار بیابان گلزار کی سلطنت کے قید مین افراسیاب کے ہین کہ وہ بیچارے نوجوان ہفت ملک کی سلطنت کرتے لاچین کے ساتھ قید ہوئے مین نے آنا سنا ہی کہ دریاے

نیل پر قید ہین اور ایک دروازہ بیابان گلریز کا دریائے نیل کی طرف ہو کہ اُسکو بادشاہ طلسم ہوشربا نے بند کرا دیا ہو اور دوسرا راستہ ہوش رُبا کے اندر سے ہو وہ کھلا رکھا ہو مگر سرحد پر بڑے بڑے ساحر نامی مقرر ہین میرے طلسم سے راستہ نہین ہو لیکن ایک راہ ہو کہ اُسکو راہ نہ کہنا چاہیے کیونکہ وہ راہ بالکل بند ہو اسلیے بند ہو کہ اسطرف طلسم نور افشان ہو ایسا نہو کہ کوئی وہان سے آکر ملک مین فساد برپا کرے بس زنجیر آتش دور تک یعنے جہان تک میرے طلسم کی سرحد ہو کھنچی ہو اُس زنجیر کو نہ کوئی توڑ سکتا ہو نہ کھول سکتا ہو نہ اڑ کر جا سکتا ہو لیکن معمار کو جو مین بلاؤنگا وہ اپنے بادشاہ سے پوچھکر میری ملاقات کو آیا کرتا ہو تو پھیر کھاکر کوہستان کی راہ سے میری پشت طلسم سے اُس طلسم مین داخل ہوتا ہو پس ای برآن میرے کہنے پر عمل کرنا خبردار ابھی کوئی غفلت و نادانی مین قدم نہ دھرنا اور جلدی اس کام مین نہ کرنا یہ لڑائی شاہان طلسم کی ہو روباہ کے شکار مین شیر کے شکار کا سامان کرنا ہوتا ہو دشت مخلبت مین سرگشتہ نہ پھرنا یہ تو شاہ جاودان ہو اگر کوئی ادنی دشمن ہوتا تو اُسکو بڑا سمجھنا کارخردمندی تھا برآن نے کہا ای پدر والاقدر ابھی تو مین ایک چلہ کرکے تھکی ہوئی خستہ اور شکستہ آئی ہون ابھی تو مجھسے کوہ رخشان پر بجایا جائیگا کوکبی نے کہا دیکھیے مزاج ایسا دست ہو گیا ہو کہ تکلیف کسیطرح کی دل گوارا نہین کرتا پھر وہ تکلیف شاقہ یعنی مقابلہ دشمن کی کسطرح اٹھیگی اور طبعین سنان طبیعت حریفان کی طبیعت کب متحمل ہوگی اچھا دو چار روز ٹھہر کر اپنے مقام پر یا لشکر خواجہ مین شراب پیو راحت کرو سیر و تماشا دیکھ کر دل بہلاؤ پھر وہان جانا اور جو مین نے کہا ہو عمل مین لانا اور مین بھی تدبیر مین جاتا ہون تو بدولت خواجہ سلامت کے افراسیاب سے اور ہمسے بگڑی ابھی ہو لو خدا حافظ و ناصر اتنا بادشاہ کے مُنہ سے نکلتے ہی آواز تڑاقے کی آئی آنکھ بند ہو گئی اب جو دیکھا نہ وہ دیوار تھی نہ باغ تھا نہ بنگلہ تھا مگر عمرو کو ایک کارخانہ عجیب و غریب اور نظر آیا یعنی اُسنے دیکھا کہ وہ چار دیوارین بلور کی جو گرین تو ایک طرف کی دیوار کے غائب ہونے سے ایک باغ دلپذیر اور بے نظیر نظر آیا کہ ہر برگ اُسکا جادو تھا ہر پھل اُسکا خوبرو تھا لطافت وہان کی نہرون پر صدقے تھی ہوا وہان کی نسیم پر نثار تھی کیا کہون کہ کیسی بہار تھی دوسری طرف کی دیوار جو غائب ہوئی تو ایک پہاڑ لاجورد کا دکھائی دیا کہ ایسا پہاڑ بہار دار روح فزا دیکھے دیکھکر بیقرار کوہ لاجوردی آسمان اُسپر نثار کبھی خواجہ کی نگاہ سے نہ گذرا تھا طرح طرح کے گل اُسپر کھلے تھے اور چشمہ بسان چشمۂ آفتاب لہرین لیتے تھے جھرنا جھڑتا تھا اور ہزارہا وہ اُس پہاڑ مین بنے تھے اور

ہر در مین اُسکے ایک پریزاد حور تمکین مہ جبین بہزاران ناز و انداز استادہ تھی انکی صورت زیبا
اگر دیکھے شیرین فرہاد وار پتھر سے سر ٹکرائے تیشۂ عشق سر مین مار کر مر جائے کوئی نازکبدن
کوئی حور پیکر کوئی لالہ خام کوئی سبزہ رنگ اور کوئی حیرت سے انگشت بدندان کوئی پائے نازک
کو دوسری ران پر رکھے ہوے ایک پانون سے استادہ واقعی باغ خوبی کی سروران کوئی
نازسے پائنچے کلائی پر ڈالے کوئی پائجامے کو چھوڑے پہنے نکالے کوئی چار سو حیرت سے نگران کوئی
چھڑی ہاتھ مین لیے ادھر اُدھر خرامان کوئی تصویر کی صورت اُس در کے چوکھٹے مین جڑی ہوئی
یون بے حس و حرکت کھڑی ہوئی غرض ہر ایک صورت مین لاثانی اُٹھتی جوانی کہ ابیات

آنکھین وہ جس سے کہ آہوے ختن آنکھ چرائے	باغ مین نرگس بیمار کو سکتا ہو جائے
وصف مین سے ہر اک دم ہو کہ دم ناک مین آئے	کوئی گر ناک بھی رگڑے تو وہ پاس نہ لائے
بلبلین دیکھ لین تو دور ہون گلزارون سے	خار گذرے انھین اُن پھولون سے رخسارون سے

تیسری طرف کی دیوار جو غائب ہوئی تو بیابان سبزہ زار پر بہار دکھائی دیا اسی بیان مین خضر کا سکن تھا
گویا وادی ایمن تھا گلہاے رنگین سے سراسر نگارخانہ چین تھا گویا خاتم دشت پر جڑا ہوا نگین تھا چوتھی
طرف جو دیوار غائب ہوئی تو ایک دریاے زخار کہ موجزن بایا کہ کنارے کنارے اُس بحر افسون کے
ہزارون تختہ لاونافرمان کے کھلے تھے اور جہان تک ساحل چشم سیر رہتا تھا وہی چین کھلا نظر
آتا تھا اور دریا موجین مارتا تھا رفتار معشوق کو شرماتا تھا خواجہ اس عجائبات کو دیکھکر دنگ حیران
تصویر سکتے کے رنگ تھے کہ یکایک آواز تڑاقے کی آئی اور ایک جانب سے زمین شق ہو کر پانچ
کشتیان از خود نکلین کہ تورہ بوش بادبانے کے اُنپر پڑے ہوے تھے آواز آئی کہ خواجہ سلامت یہ
کشتیان قسم ہے سامری جمشید کی کہ آپ کے لائق نہین اُسوقت جمشید سامری کے خزانہ پر مجکو
دست رس بھی نہین ہے آپ دل مین رنجیدہ نہو جیسے گا ان کشتیون کو قبول فرمائیے اور کھولیے عمرو نے
بخوشی خاطر اُنکو کھولا بائیس تورے اشرفیون کے انمین رکھے دیکھے پس آواز آئی کہ ان اشرفیون کو بھلا
آپ کیا لیجیے گا آپ کے قابل کمان ہین مگر غربا کو تقسیم کر دیجیے گا عمرو نے جواب دیا کہ شاہ کو کب واقعی
ایسے حوصلۂ عالی کا بادشاہ ہے میرے تو لائق ہین لیکن اُسکے دینے کے لائق نہین ہے جب ہی اسقدر عجز و نیاز
مین مبالغہ ہے حساب دوستان در دل مین نے بخوشی خاطر قبول کین خداے تعالی عمرو کو دولت ایسے بادشاہ

عالی حوصلہ کی زیادہ کرے بڑا صاحب جود و کرم ہے اور سوائے اسکے ہمارے اور اس بادشاہ کے یکجائی اور یگانگت کا طور ہے کچھ مضائقہ نہیں وہ جو عنایت فرمائیں ہمکو منظور ہے یا زندہ اور صحبت باقی آج اگر قلیل انھوں نے دیا ہے تو کل کثیر عنایت فرمائینگے کچھ آج ہی پر تھوڑی موقوف ہے کتنے تو ملتا ہی رہے گا سال کے تین سو ساٹھ دن ہین پھر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر اُن توڑون کو نذر نہیں کیا اور بلکر بر اُن کو ہمراہ لیکر ایک درہ مین کوہ کے آیا اور وہان نذر نہیں سے فرش نکالکر بچھایا شراب کباب مہیا کیا اور مصروف میخواری یہ دونون ہوئے انکو تو اس حال مین چھوڑیے اب حال جنگ جدال بلکہ مہرخ فرخ فال اور سفاک بداعمال سُنیے کہ یہ دونون لشکر مقابل مین آچکے ہین مبارزان میدان دلاوری و نبرد آزمایان عرصہ شجاعت گستری اسطرح توسن قلم جنگاہ قرطاس مین جولان فرماتے ہین کہ جب مہرخ دلاور مقابل لشکر سفاک بداختر پہونچی بجلیان گرگر آڑ جھاڑیون کی دفع ہوئی ابر سحر برسے گرد و غبار بیٹھا صف آرائی ہوئی نقیب دہاگوش کرڑکا کہکر کنارے ہوئے اسوقت اوّل سفاک اژدر پیچ پیشکر مقابل لشکر مہرخ آئی اور پکاری کہ اے لشکریان نمکحرام مجکو کچھ تمسے عداوت نہیں اور نہ کسی طرح کا تم لوگون سے سروکار ہے صرف اسواسطے چڑھائی ہون کہ چالاک بن عمرو نے میری خواص خاص مارکا کل سیاہ کو ناحق مار ڈالا ہے بس تم اُس میرے گنہگار کو گرفتار کرکے میرے حوالہ کردو اور یا میرے حوالہ نہ کرو تو اپنے لشکر سے نکالدو مین خود اُسکو پکڑ لونگی اور اگر ایسا نہ کروگے تو تمھارے لشکر کو غارت کردونگی اگر اپنی بہتری چاہتے ہو اور خیریت تمھین منظور ہے تو میرے کہنے پر عمل کرو مہرخ نے اُسکے جواب مین پکار کر کہا کہ تمھاری تو عقل زائل ہوگئی ہے جو تم اسطرح کی گفتگو کرنے کو میرے ساتھ آئی ہو اپنے ہوش کی خبر لو کچھ سودا ہوگیا ہے تم مجھسے دشمنی کروگی تو کیا کرلوگی اور دوستی کروگی تو کیا سرفراز کروگی اگر تمکو لڑنا منظور ہے تو تاخیر نہ کرو یہان تمسے کون کمی کرتا ہے دیوانہ پن کی باتین نہ کرو بھلا مجھسے کیونکر ہوگا کہ چالاک بن عمرو کو تمھارے حوالہ کردون بس اب خبردار زبان ناپاک سے اپنے نام مہتر مہتران و بہتر بہتران چالاک عالیشان کا نہ لینا جو کچھ تمسے ہوسکے قصور کوتاہی نہ کرو مین دیکھون تو کہ تم کیسی ساحرہ ہو اور کیا میرے واسطے کرتی ہو سفاک ان کلمات کو سُنکر برہم ہوئی اور اپنے لشکر کیطرف پھری صف لشکر مین جاکر سپہ سالار لشکر ہرمز جادو کو حکم دیا کہ ہان جنگ آغاز کردہ مرکب سحر کو اڑا کر میدان مین آیا ادھر سے بھی ایک ساحر نے نکلکر سامنا کیا لیکن ہرمز نے ایک تیغہ سحر ایسا اُسکے مارا کہ دو ٹکڑے ہوا اسوقت مہرخ نے ایک تاریخ سحر کا تخت پر کھڑے ہوکر جانب سفاک جادو پھینکا اُسنے تاریخ

آتے دیکھکر ایک تیر مارا کہ ناچ مہرخ تو زمین مین گرکر سرد ہوگیا اور تیر مہرخ پر گیا مہرخ نے بھی یہی
کیا اور ایک تیر کمان مین رکھکر مارا کہ سفاک نے آگے بڑھکر روک دی کہ بچہ قراولی لیے پیدا ہوا اور اُسکا
تیر بھی کاٹ دیا اُسوقت سفاک نے پکار کر کہا کہ ای مہرخ دیکھ تو مین کیسی بلا تجھپر نازل کرتی ہون میرے
ہاتھ سے بچکر جانا محال ہو اپنے تیر کا جواب دیکھ کہ کیا دیتی ہون اب تجھسے دیر تک کون لڑے اور تماشا
دیکھا کرے قضا ہی تیری آگئی ہو تو مین کیا کرون یہ کہکر ایک تختی فولاد کی اپنی جھولی سے سحر کی نکالی کہ
وہ مشک تھی مثل پارۂ آہن چترس کے تھی پس اُس تختی کو اُسنے زمین پر پھینکدیا اور ایک ناچ نکالکر سحر اُسپر
دم کرکے اُس تختی پر مارا کہ وہ ناچ شق ہوا پس یکایک وہ تختی غائب ہوئی اور بجاے اُسکے ایک دیوار
فولادی مشبک یعنی سوراخ دار پیدا ہوکر ما بین لشکر مہرخ و سفاک حائل ہوگئی جہان تک نگاہ کام کرتی
تھی وہی دیوار نظر آتی تھی لشکر سفاک نے ایمان زیر دیوار اسطرف کو پوشیدہ ہوا پس اُس دیوار کے
سوراخون مین یکایک ہوا بھری اور آواز سائین سائین کی پیدا ہوئی پھر ہر سوراخ مین سے تیر آنے لگے
اور لشکر مہرخ مین گرنے لگے گویا کمانداروں نے ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلنا شروع کیا تھا دیوار تھی یا تفنگ خانہ
زمانہ تھا نہین نہین آسمان سحر کا برج قوس تھا یا ترک زمانہ نے تیر اجل کا اِن بیچارون کو نشانہ بنایا تھا
دیوار نہ تھی ملک عدم کی صدر کھنچی تھی اُدھر سے اجل صورت خدنگ بنکر آتی تھی اور سینہ بیکین
لشکریان مہرخ کے پار ہوتی تھی کچھ ہی دیر مین لشکر مین ہل چل پڑگئی آفت برپا ہوئی ہزارہا ساحر
نشانۂ تیر سحر ہوا اِس لشکر کے تیار ہونے سے ایسی ہل چل پڑی تھی کہ لشکر بران جو قریب تر اِس
لشکر کے آگیا تھا اُسمین بھی غلغلہ برپا ہوا اور بنا بر احتیاط وہ لشکر بھی طیار ہوگیا اور چند بادشاہان
در بند طائر اپنے اُڑاکر اِس ہنگامہ کے دیکھنے کو یہان آگئے اور حسب اتفاق ملکہ مجلس جادو بھی
مع اپنی یاران کے تلاش بران مین یہان آئی تھی وہ بھی آکر اِس جنگ کو دیکھنے لگی اور اُن سب نے
دیکھا کہ تیر اُس دیوار سے نکلکر اب سپر ین سحر کی توڑتے ہین اور ایک ایک تیر چالیس چالیس ساحرون کے
سینہ توڑتا ہی اور اب دریا کی طرح رو بے ہوا پر تیر مینھ مار رہے ہین مینھ زمین پر تیرون کا برس رہا ہی
یہ معلوم ہوتا ہی کہ زمانے مین ہوا چلنے کے بدلے تیر ہی چلتے ہین رو بے ہوا پر عقاب سے مملو ہی دنیا
اُڑ جانے کے لیے پر نکالے ہین اسقدر حادثات بھی عالم مین نہ پیدا ہوتے ہونگے جسقدر کہ تیر اِس
لشکر مین بھرے ہین مہرخ و بہارد مجموعہ پنجہ سحر کے پیدا کرکے قراولیون سے تیرون کو کٹواتی ہین

سپر ہین سحر کی آڑ کیے ہین لشکر سب برباد ہو رہا ہی کوئی تیر نشانہ پر نشانہ بلکہ پڑا ہی کسی کے تیر جگر کے پار ہوا ہی کوئی لاشہ پڑا ہی کوئی زخمی سسک رہا ہی گویا پیر زال دنیا کے ارمان دل آج ہی نکلے ہین کہ کیسے کیسے نوجوان نشانۂ تیر اجل بنے خاک خون مین لوٹ رہے ہین یہ حال دیکھکر مجلس نے کہا کہ اما جان آپ کو کوئی ایسا سحر یاد نہین ہی کہ جس سے یہ دیوار سفاک کے سحر کی ٹوٹ جاے ہمارے جادو نے کہا بیٹا قصۂ زمین برسرزمین یہ ساحرہ سرحد دار طلسم ہوش رُبا ہی تحفۂ طلسم سے اُسنے کام لیا ہی ہم اُسکا کیا کر سکتے ہین اور علاوہ اُسکے ہم تابع ملکہ برآن ہین اگر اسوقت ہم لڑین تو ہمارے ساتھ نا ظمان طلسم بھی لڑینگے پھر ایسا نہو کہ لشکر ملکہ برآن کا ہماری ذات سے برباد جاے اور ہم پر الزام آئے ہان اگر مہرخ بھاگ کر ہمارے لشکر مین چلی آئیگی تو اُسوقت اُسکی حمایت اتنی کرینگے کہ اُسکو قتل نہونے دینگے اور بنا چاری لڑینگے کہ یہی حکم ملکہ برآن کا ہی کہ لشکر مہرخ کی ہر شخص ہمارے طلسم کا حمایت کرے یہان تو یہ باتین تھین وہان تیرون نے لشکریان مہرخ کا دم بند کیا نفس دز قفس پیچیدہ ہزارہا کے سینہ کو توڑا اب وہ زمانہ آیا کہ یقین تھا بھگدر لشکر مین پڑے اور کوئی میدان مین

ثابت قدم نہ رہے ابیات	لگتا ہی کہ جب مہرخ شیر روز	بڑھی جانب لشکر یکروز در
تو آسیدم وہ سب بانی دشمنی	قیامت کی تھی محو تیر افگنی	کمانون سے تا صف فوج قدیر
روان تھا ہم تیر کے بعد تیر	ہدف سے کمان تک نہ تھی ایسی راہ	جوڑے تیر تھے مثل تیر نگاہ
دل اہل دل سے نکلتی تھی آہ	یہ جانو کہ ہم سب ہوئے اب تباہ	بڑھی فوج ساحر سراپا تیر
لگانے لگے فوج غازی پہ تیر	جمے تھے دلا در بسان حصار	خدا کی تھا رحمت کا بس انتظار

جب لشکر ظفر پیکر مہرخ نامور تباہ و برباد ہونے لگا اور آگے کی صف ٹوٹ گئی اب لوگ پیچھے ہٹنے لگے اُسوقت مہرخ نے تاج سر سے اُتار کر طرف کعبہ کے رخ کیا اور درگاہ بے نیاز مین محتاج ہو کر پکاری کہ ای احکم الحاکمین و یا غیاث المستغیثین تو نے مجکو سلطان کیا ہی تو تو نے ہی تو جاہ و حشمت کا سامان

دیا ہی ای رب اکرم ابیات	تجھی نے عطا کین یہ ہمکو نعم	تو ہی ہی سزاوار حمد دائم
بڑا تو نے ہمپر یہ احسان کیا	کہ کافر سے ہمکو مسلمان کیا	محمدؐ سا ہمکو دیا پشتبان
دکھائی ہمین جسنے راہ امان	ہوئی دور ہمسے بدی اور نہم	ترے رحم سے ہین ہدایت پہ ہم
ترے عون و یاری سے منصور ہون	بلائین جو ہین سب سے اب دور ہون	ای کریم حکم کے فتح غیبی کو کر یہ

کافران بیحیا ہمارے ہاتھ سے مثل کاخ شکستہ متہزم اور منعدم ہون یہ دُعا اُسکی درگاہ خدا مین
قبول ہوئی یکایک بونڈلا گرد کا ایک طرف سے صحرا مین پیدا ہوا اور غور سے جو دیکھا تو مہتر عنبران
دہتر بہتران فرزند رشید ریش تراشندہ کافران دسر بزندہ جادوگران قتل کفار مین نہایت
سفاک مہتر چالاک بانہاے عیاری سے آراستہ پیدا ہوا اور اُسنے دیکھا کہ لشکر مہرخ تباہ و برباد ہوا
ہے بس اُسنے بیضۂ عقاب جمشیدی کو کہ جو مار کا کل سیاہ کو مار کر اُسنے لیا ہے اور زبانی اُس قحبہ کے
وصف تو اُس بیضہ کا سُن چکا تھا ہی بہت جلد کمر سے نکالا اور غور کر کے دیکھا تو اُسپر بہ خط طلائی یہ
لکھا ہوا ابھی پایا کہ خواہ جمشید پرست ہو یا لقا پرست یا خداے نادیدہ کا پوجنے والا مسلمان ہو یا
آنکہ افراسیاب کی پرستش کرتا ہو کوئی ہو اس بیضہ کو کسی لشکر پر گودہ کیسا ہی زبردست لشکر
اور مالک اُنکا کیسا ہی بہتر اور زبردست ہو یہ مارے تو وہ لشکر سب غارت و تباہ ہو جائیگا
اسمین چاہیے ساحر ہو یا غیر ساحر کوئی کیون نہو ہلاک اور برباد ہو جائیگا اور اس بیضہ کے سامنے طائر
قوت اُسکا کچھ پر و بال نہ نکال سکیگا سواے ہلاک ہونے کے کچھ بن نہ آئیگا لیکن اس بیضہ کو مار کر
لشکر حریف پر آپ بھاگ جائے اور اگر انگشتری سامری و جمشید بھی اپنے پاس رکھتا ہو تو کچھ بھاگ
جانے کی ضرور نہین صاحب فوج کیسا ہی صاحب قوت ہوگا مگر اُس شخص سے مقابلہ نہ کر سکیگا جسکے
پاس انگشتری ہوگی اس مضمون کو دیکھکر چالاک نے دلمین کہا کہ ایک انگوٹھی تو مجکو امیر کشور گیتی
عنایت فرمائی ہے بھلا وہ سامری کو کیا جانین لیکن ایک اور انگوٹھی بروقت ملاقات ملکہ بہار کے
لشکر اسلام مین تو نے پائی تھی اِسکو تو دیکھو کہ وہ کیسی ہے بس اُسنے اپنے ہاتھ کی انگوٹھی کو اُتار کر دیکھا تو
ایک انگوٹھی نگین کچھ لکیرین سی بنی ہوئی نظر آئین خیال کیا کہ یہی حال جب بھی ہوا تھا کہ لکیرین اُس
انگوٹھی کی دکھائی دین تھین مگر پڑھی نہ گئی تھین اب چالاک اب بیضہ کو اس سے ملا کر دیکھہ غرض
اُسنے بیضہ کا عکس اُس انگوٹھی پر ڈالا تو اسمین یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ جسکے پاس بیضہ عقاب جمشیدی
ہو بس اُسکو چاہیے کہ اُس انگوٹھی کو پہنکر جسطرف کے ہاتھ مین انگوٹھی پہنے ہو اُسی طرف کے ہاتھ
مین بیضہ لے اور لشکر دشمن پر مارے پھر تماشا دیکھے کہ اس بیضہ نے کیا کام کیا اور یہ انگوٹھی پھر بھی
کام آئیگی برباد نہ کرے غرض چالاک اس مضمون سے آگاہ ہو کر بہت شاد کام ہوا و شادان
و فرحان آگے گام زن ہوا اُدھر تو یہ بیضہ لیکر چلا وہان عمرو اور بران دشت کوہ مین بیٹھے شراب پی رہے تھے اور

کھانا دونون نے نوش کیا تھا اور خواجہ نے چاہا تھا کہ کچھ گا کر ملکہ کا دل بہلاوے کہ یکایک ایک آواز آئی کہ خواجہ تم ہمارے گلزار میں بہار سے کیون چلے آئے آؤ وہین آکر بیٹھو یہ سنکر عمرو نے اِدھر اُدھر جو دیکھا تو وہی سامان جو دیوار بلور کے گرنے سے چار طرف دکھلائی دیا تھا یعنی باغ اور بہار اور دریا اور صحرا وہی دکھائی دیا خواجہ اور بران بے اختیار اُٹھکر اُسی باغ دلپذیر مین داخل ہوے آگے بڑھکر ایک بارہ دری سراسر جواہر جڑی آراستگی مین سراسر پری بنی ہوئی نظر پڑی اندر اُسکے فرش و کرسی و تخت آراستہ تھے اور شاہ کوکب تخت فیروزہ فام پر جلوہ فرما خواجہ نے تسلیم کی اور ملکہ اور خواجہ حسب ایما و شاہ کرسی پر متمکن ہوئے عمرو نے جسارت کرکے کہا ای بادشاہ آپ تو ہمسے رخصت ہوکر کچھ تدبیر کو گئے تھے پھر اب یہان کیونکر تشریف لائے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک سرہزار سودا کیونکر جاتا اب دیکھو تمھین حال اُسکا واضح ہوا جاتا ہی یہ فرما ہی رہا تھا کہ دفعۃً آواز مہیب آئی عمرو اور ملکہ آواز کی طرف دیکھنے لگے وہم اُنکو ایسا ہوا کہ انکو پنجہ دکھائی دیا کہ ایک ہتھیلی زرہفت کی دو پنجہ لیے ہی اور اُس ہتھیلی پر بجز بالا طلسمی بطور نقش کے کچھ لکیرین بنی ہین بس بادشاہ نے وہ ہتھیلی ہاتھ مین لی وہم خواجہ اور ملکہ کا مٹگیا دیکھا تو پنجہ وغیرہ کوئی نہین ہی بادشاہ بیٹھا ہی مگر رنگ رخسار بادشاہ زرد ہی چہرہ پر فکر و تردد کی گرد ہی خون جسم مبارک کا خشک

معلوم ہوتا ہی بران نے کھڑے ہوکر بصد ادب اسطرح عرض کیا کہ ابیات

قربان تو صد جہان جہانست	ای جان جہان آفرینش	حرفے ز کمال تو نیاید
در وہم و گمان آفرینش	بر خاطر روشن تو روشن	اسرار نہان آفرینش
انوار تجلی تو ظاہر	بر دیدہ وران آفرینش	ای شہنشاہ عالی پایگاہ چشم زخم

زمانہ آپ سے دور رہے اسوقت مزاج ہمایون کو مبتلاے فکر و تردد پاتی ہون کل رخسار جناب کو سرصرام سے ملول و پژمردہ نظر کرتی ہون کیا اسکا سبب ہی اور باعث اضطراب کہ انجام اُسکا سوائے صواب کے اور کچھ نہو کیا ہی بادشاہ نے کہا کہ مین فکر مین اپنی جانا چاہتا تھا کہ یکایک بیرون نے سحر کے خبر فلکپوری کہ لشکر مہرخ تباہ ہوا دیوار سحر نے اُنکو بے پشتیبان بنایا ہی ستون زور و قوت کو اُسکے گرایا ہی چنانچہ ابھی یہ پنجہ وہم آیا تھا تو یہی خبر لایا تھا کہ سفاک بہادو مادر زیور بہادو کو ایک تختی تحفہ جات طلسمی سے ہاتھ آئی تھی اور اُسپر اُسکو بڑا ناز تھا پس اُس تختی کو اُسنے آکر دیوار شبکہ دار فولادی بنایا ہی اور تیر ستم برساکر سارا لشکر مہرخ کا غربال کردیا ہی جگہ پڑا چاہتی ہی مہرخ ہی ایسی ولادت

جو اتنک اُسی میدان باران تیرین استادہ ہی اور دعا کر رہی ہی چنانچہ مجکو فکر ہی کہ اُسکی دفع کی تدبیر
کردن عمرو نے یہ ماجرا اُسکر ملکہ برّان سے کہا کہ اے ملکہ ہمارے لشکر کے شمل تمھارے ناظمون کا بھی
لشکر آترا ہوا ہی بس وہ لشکر مدد نہین کرتا ہی برّان نے کہا خواجہ وہ سب میرے حکم کے منتظر ہونگے
کہ ملکہ آکر حکم دے تو ہم لڑین عمرو نے کوکب سے اُسوقت عرض کی کہ اے بادشاہ پھر آپ ہی کچھ
تدبیر برائے خدا تعالیٰ جلد فرمائیے کوکب نے ہنسکر کہا بی برّان صاحب آپ کے لشکر ہین کہ
جسکے بھروسے پر آپ شاہ ساحران سے لڑنے چلین تھین کوئی ایسا ساحر ہی کہ جو اس دیوار کو غارت
کردے ملکہ برّان کو بھی اُسوقت غصہ آگیا اور کچھ تو براہ ادب نہ کہہ سکی مگر منہ لال کرکے اتنا کہا کہ
حضور آپ کچھ تدبیر دفع دیوار کی فرمائین مین خود جاکر اُسکو توڑتی ہون کوکب نے کہا خواجہ دیکھیے انکی یہ
سمجھ ہی کہ ذرا سی بات مین غصہ آگیا برّان نے کہا ہان وہ بات ہی کیا ہی مین جاکر ٹکر مارونگی یا تو مین نے
اُس دیوار کو گرا دیا یا کاخ جسم و جان کو اپنے برباد کر دیا دیا اور گرا دیا کوکب نے کہا تمام عمر تو تمنے عیش
و عشرت مین سب سحر اپنے برباد کیے اور غارت کر دیے اب یہ حوصلہ ہی تم یہ نجانتی تھین کہ بموجب
مصرع جنکے رتبہ ہین سوا اُنکو سوا مشکل ہی ۔ تین بادشاہزادی ہون کبھی تو میرے ملک پر کوئی چڑھ
آئیگا یا ہمکو کسی ملک پر چڑھائی کرنی ہوگی پھر ہمکو اپنے رتبہ کے موافق سحر کرنا ہونگے اب جہالت کو
کلہم نفرماؤ اور چالیس روز کوہ رخشان پر جاکر سحر کو تیار کرو پھر مجال کسی ساحر کی ہوگی جو تمسے مقابلہ
کریگے یہ سنکر کوکب نے ایک دستک دی تو ساٹھ پریزادان دوردگوش مرصع پوش مہ جبین رشکین
حسن مین رشکین مہ پارہ دلربا جنکی ایک غمزۂ جان ستان پر جان عشاق قربان عالم کشور حسن و جمال
و والی اقلیم خوبی و کمال ایک تخت الماس کاندھے پر اُٹھائے سامنے حاضر ہوئین بادشاہ اُس
تخت کو دیکھکر اپنے مقام پر سے اُٹھا اور دنڈوت کرنے لگا اُس تخت پر ایک کتاب رکھی ہوئی تھی
بادشاہ نے دنڈوت کرکے وہ کتاب اُٹھائی کچھ اسباب سحری بھی اُس تخت پر تھا اُسکو بھی قبضہ مین کیا اور
کتاب پر غلاف زربفتی چڑھے تھے سراسر جواہر دوز بنے تھے بس اُسکو دیکھکر کے کتاب کو کھولا اور کہا
خواجہ یہ کتاب ہمارے پیر اور نیرنگون کے وقت سے چلی آتی ہی جتنے عمدہ سحر اگلے ساحران نامی کے کیے
ہوئے ہین اسمین لکھے ہین مین اسکو دیکھتا ہون اور ایک نقش اسمین سے نکالکر لکھتا ہون کہ وہ دیوار
غارت کردونگا اور اُس کتاب مین حال بھی جو کچھ گذر رہا ہی معلوم ہوتا ہی بس حال جنگ مہرخ و مغاک بھی

دیکھا جاؤنگا یہ کہکر مشغول کتاب بینی ہوا یہ تو کتاب دیکھنے لگا ادھر چالاک جو لشکری حمشیدی اور بیضہ
حمشیدی لیکر بڑھا قریب دیوار پہونچکر نعرہ زن ہوا کہ باش او قحبہ بدکار و ناہنجار پلید و بیباک ساحرہ
سفاک وائے تیرہ سران و خیرہ سفندگاران ساحران غدار کیون تمھاری شامت آئی ہے کیون دنیا
تمنے سر پر اٹھائی ہے مین آپہونچا تمھاری جان کا ملک الموت یہ نعرہ اُسکا لشکریان مسرخ یا تو بھاگنے
جا ہتے تھے تھم گئے اور برق فرنگی عیار علیحدہ کھڑا ہوا اپنے لشکر کی بربادی پر دست تاسف
مل رہا تھا اور لشکر عباری مین تھا اسنے بھی نعرہ لشکر چالاک کو دیکھا اور بیقرار ہو گیا پکارا کہ ای بھائی
چالاک ای سردار سن مرشد روے کہان جاتے ہو میرے پاس پھر کے چلے آؤ وہان بیضہ تیر و نکا برس رہا ہے
چالاک نے لشکر کہا کہ ای برق تم کچھ اندیشہ نہ کرو اگر اس دیوار مین اور گروہ ساحران غدار مین گھس کر
عیاری نہ کی تو پھر کام ہی کیا کیا ای بھائی تم اپنی جان بچائے وہان کھڑے ہوا ور دیکھو تو کہ کیا ہوتا ہے مین
اُن کافرون کو غارت کیے دیتا ہون اس کلمے کو لشکر برق دغیو سمجھے کہ چالاک شاید مسحور ہو گیا سحر
سفاک مین اور دماغ و دل اُسکا قابو مین نہین رہا ہے جب تو ایسے کلمات مہمل کہتا ہے اور دیوانہ وار آگی
آفت مین بے پرواہی سے جاتا ہے رات بھی نہین ہے جو یہ عیاری کر کے نکل جائیگا غرض برق کو تاب
نہ رہی اور پھر اُسنے پکار کر ندا دی کہ بھیا چالاک کہنا ہمارا مانو اور پھر آؤ اگر نشہ شراب کا بہت تمکو
ہو گیا ہے تو وہ نشہ آگے بڑھکر ہرن ہو جائیگا اور تم مفت مارے جاؤگے کیون جان دیتے جان بوجھکر
جاتے ہو چالاک نے ابکی مرتبہ برق کے کلام کا جواب کچھ بھی نہ دیا اور جست کر کے برابر دیوار سحر
سفاک کے پہونچ ہی تو گیا اور بلا سطح للکارا کہ سفاک کے کان مین بھی آواز اُسکی پہونچی اور اُسنے
ساحرون سے اپنے استفسار کیا کہ یہ کون ڈانٹ رہا ہے ساحرون نے کہا کوئی عیار ہے وہان برق نے
دیکھا کہ چالاک قریب دیوار پہونچ گیا اور بیضہ تیر و نکا برس رہا ہے مگر اُسکے اوپر کوئی تیر نہین پڑا اس لیے اُسنے
پکار کر کہا کہ ای مرشد زادے آج کیا تم کچھ سحر بھی سیکھ کر آئے ہو چالاک نے پھر کر جواب دیا کہ پھر تمکو کیا
گمان ہے بیشک ہم سحر سیکھ کر آئے ہین کچھ شبہہ نہین کہ ہم ساحر ہین اور اگر ایسے نہوتے تو اس ملک پر خوف و خطر
کمر کے کیون آتے اِس عرصہ مین سفاک نے ایک پیکان آبدار سحر کو نکالکر زور سحر کھینچکر اسپر مارا
اُسوقت چالاک نے بیضہ کو چرخ دیا اور بلند کیا بر نگ ستارہ سحری اُسمین چمک پیدا ہوئی اور وہ پیکان
ٹھاکر پر چالاک نے دستک مین لیا اُسکو تو رد کیا لیکن اُس بیضہ کی روشنی بجلی کیطرح اُس دیوار کے

سورا خون مین سمائی بس اُس روشنی کو دیکھکر سفاک تو بدحواس ہوگئی اور جلد زور سحر بانون
اپنے زمین پر مار کر غرق زمین ہوگئی اور تیر جو اس دیوار مین سے آتے تھے وہ روشنی ظاہر ہونے
سے اور سورا خون مین ہو پہنچنے سے بند ہوگئے اُس عرصہ مین اُسنے چرخ دیکر مضبوط دیوار پر مارا
آواز ایسی ہولناک آئی کہ یقین تھا کہ زیر جدی آسمان پھٹ پڑے چار دیوار یہ مسکون از اڑاکر
گویا گرے اور حصار اربع عناصر عالم پیشدمی کیا وہ دیوار تھرائی اور لرزی اور زمین پر گر کر فولادی
تھی ریزہ ریزہ ہوکر خاکدان دنیا مین خاک کیطرح برباد ہوگئی بنیاد ستم ڈھ گئی کاخ جور و فساد منہدم
ہوا اور اُسپر یہ طرہ ہوا کہ بموجب مثل سنگ آمد و سخت آمد یعنی سنگریزہ اُس دیوار کے فولادی گولون
کیطرح لشکریان سفاک پر آکر گرنے لگے اور سینون اور سر کو توڑ کر پار گذرنے لگے اب تو کہ کر دکہنا یہ
کا معاملہ ہوا ہزار ہا حرا اُسی میدان مین گر کر ٹوٹنے لگا کلوا سیدھا دم دبا کر بھاگ بھیرون یا تو خوشی مین
تھا اب ناچنے لگا صدائے یاسامری بجانا یا جمشید بجانا کی بلند ہوئی آواز مین مہیب آنے لگین ساحرون
کے مرنے سے آندھی سیاہ آئی پتھر برسنے لگے وہ میدان تمام پر آفت ہوگیا اِدھر سے لشکر ظفر احتشام
مہرخ عالی مقام بھی حربہ سحر کے پکڑ کر اور تلوارین لیکر جو بڑھا پھر تو یہ نقشہ ہوا کہ زمین جا بجا حران کو ہنسنے اور ان
ہر ایک کو غار بیستی دکھایا لحد بھی نصیب نہوئی قصر تن مین جان جو مکین تھی وہ ٹوٹا گھر سمجھکر گھبراکر بھاگی
جاتی تو کہان جاتی فی الحال خانۂ جہنم خالی تھا وہین جاکر قرار لیا کاخ بدن برباد ہر ایک ناشاد و نامراد
حالاک نے خنجر کھینچکر دس دس کے سر اُڑانا شروع کیے ساحرون کے سحر اُسپر اثر نہ کرتے تھے یہ آفت تھی کہ ابیات

اُڑا گرد فرس کی عنان بید رنگ	چلی مہرخ نامور سوے جنگ	ہوئی گرد اک دوسرے کی جری	
دکھانے لگی لطف جا لشکری	تڑپ نے لگے خاک پر بعین	گئی جانب اسفل السافلین	
ہوئے حملہ ور دو طرف کے سوار	لگی ہونے باہم غضب گیر و دار	وہ گردش ستورون کی وہ آدھمک	
گمڑنے زمین جنکے تھے لاکھون بناؤ	وہ تیرون کی جنبش وہ شمشیر کی کاٹ	زمین کا دہلکر اُڑانا وہ خاک	
قیامت کے حملے وہ بانکے لگاؤ	مبارز سے یک دوسرے کا بچاؤ	ادھر ساحرون کے سحر نے آفت	

برپا کی تھی کبھی دریا پیدا تھا کبھی ابر سحر چھایا کبھی آگ برسی کبھی دھوان پیدا ہوکر آنکھون مین
ساحرون کے سرمہ بنا جسنے اندھا کیا وہ بیرون کا غل باجون کا شور کہان تک مذکور ہو کہ شور نشور
برپا تھا ہزارون ساحر جب سفاک کے کام آئے بھگدر پڑ گئی جان بچانی مشکل ہوئی اور ملکہ سفاک

بڑی دیر مین زمین سے نکلی اور اپنے لشکر کا حال پریشان و خراب دیکھکر اشک خون مین روئی اور غضب
تمامتر گولا فولادی لیکر چالاک کی طرف چلی پکاری کہ ارے او جوانمرگ تیرا ہی نام چالاک ہی
مین تو تیری تلاش مین تھی اور اسی لیے لڑنے آئی تھی کھڑا رہ ایسے کہان جاتا ہی چالاک نے بھی
بڑھکر للکارا کہ اری او لکاتہ نابکار مین خود تیری فکر مین پھرتا ہون آ تو سہی ٹانگین چیر کر پھینکدونگا
بس یہ دونون مقابل مین آہی چکے تھے کہ زمین شق ہوئی اور ایک ساٹھ ہزار نوسو برس کی بڑھیا زال دنیا
کی نانی بہت پرانی بیچارہ زندگانی کی کمر خمیدہ لاٹھی لیے زمین سے نکلی کہ غبارہ حادثہ نام رکھتی تھی
اور سفاک کی دایہ ہی اور اُسنے قریب سفاک آتے ہی اُسکی چوٹی پکڑکر دھر کھینچی اور پکاری کہ اری
کمبخت ہتیاری کیون اپنی جان دینے کو چلی جاتی ہی جو تی سے ایک خواص مار کا کل ماری گئی تیرے
ناخن پاسے ایسی ایسی کتنی صدہا ہونگی بڑے بڑے ساحرون سے تو یہ لڑائی کبھی نہین ہوئی کہ
تو اسکو فتح کیونکر کریگی ان موئون نکمون کو تو اجل رتی زور پر ہی کوئی انپر فتحیاب نہوگا مین اسوقت
بلبلاکر برا حال رقعہ جمشید مین دیکھکر دوڑی آئی کمبخت میرے پانون مین چوٹ بھی لگی گھٹنا ٹوٹ گیا مگر کیا کرون
بوڑھا میرا دم چلنے کی اور سحر پڑھنے کی طاقت نہین اسپر بھی دیکھنے صبر نہ کیا سچ ہی بھلائی کی محبت بری ہوتی ہی
اری یہ کلیجہ کی آگ ہی نہ آتی تو دائی بندی ہی ہوکر کے رہجاتی کبھی ایسی حرکت تو نہ کرتا جو یون پرائی آگ
مین گھس پڑتا میری جان کچھ حیرت آپ کی جان پھیر نہ دینگی ہی کہتین کہ ہائے افسوس کہنے والی
انا بندی یون ہوگئی وہ تو کہکر چپ ہورہتین اور تیرے دشمنون کی جان جاتی بھلا تیرا کدھر خیال ہی
تیرا بھلا ہوا تنا بھی نہین سمجھتی کہ جسکے پاس بیضہ عقاب جمشیدی ہوگا انگشتری جمشیدی نہ ہوگی چل جلدی
ایسے سفاک کے مقابلے سے یہ کہکر چوٹی پکڑکر زمین مین کھینچکر لیے ہوئے چلی گئی لشکریان مہرخ نے تمام
ساحرون کو اُسکے لشکر کے قتل کیا کچھ اُڑکر رو بفرار لائے کچھ زمین مین سمائے زمین کو سنگ و لاخ کردیا
کہ بہت اندر تڑپ کر ہلاک ہوگئے روے ہوا پر ساحرون نے عقاب بنکر سنقارون سے کترکر گرادیا تمام
زمین و زمان مین موت پھیل پڑی تھی دلال اجل نے نرخ جان کو ارزان کردیا تھا الحاصل کچھ جو بچ گئے
وہ بھاگے ہوئے بارگاہ حیرت کی طرف گئے لشکریان مہرخ نے خیمہ و بارگاہ تک اُنکے جاکر مارا اور
آگ لگادی اور مال و اسباب لوٹ کر طبل فتح و ظفر بجاکر خوشی خوشی پھرے چالاک کے اوپر سے نثار
کردیا زر سفید و سرخ کا انبار ہوگیا اسقدر لٹا عرض مہرخ چالاک بمنت تمام بارگاہ مین لیکر آئی لشکر نے بھی

کمر کھولی اور آسودہ ہوئے اِدھر کوکب نے کتاب مین اپنے مقام پر سب ماجرا دیکھا اور کتاب سے نقش کی تلاش موقوف کرکے اِسی حال کو دیکھتے گیا اور فتح کی کیفیت دیکھکر فرط مسرت سے چہرہ کا رنگ سرخ ہوگیا اور تشویش خاطر عاطر جاتی رہی عمرو نے جو اب چہرۂ مبارک بادشاہ زکور کو دیکھا تو اور ہی رنگ نظر آیا معلوم ہوا کہ اب کوئی بات خوشی کی اس کتاب مین بادشاہ کو نظر آئی ہی یا کوئی منتر فتح یابیکا اسمین لکھا دیکھا ہی بس یہ دریافت کرکے اُسنے عرض کیا کہ ای شہنشاہ کیا آپ نے فوج سفاک جادو کے غارت کرنیکی تدبیر کوئی نکالی جو آپ کو اسقدر خوشی حاصل ہوئی کوکب نے کہا کہ نہین اب مین کیا تدبیر نکالونگا وہ لشکر تو خود ہی غارت ہوگیا اور ای عمرو جتنے غارت ہوکر دبا یعنی کوئی فرزنداز جمند تمہارا چالاک نام پیدا ہوا ہی اُسکے ہاتھ انگشتری جمشیدی اور بیضۂ عقاب جمشیدی آگیا تھا اُسنے اُن دونون چیزون کے زور سے تمام لشکر کو اسطرح سفاک جادو کے شکست دی در دیوار کو گرا کر خاک مین ملا دیا سب لشکر مارا گیا کچھ جو بچا وہ بھاگ کر حیرت پاس گیا ہی یہ حال سُنکر عمرو دلمین بہت خوش ہوا اور دلسے کہتا تھا کہ اللہ اکبر اب اس ناشدنی چالاک نے اگر یہ مرتبہ پیدا کیا ہی کہ جب سے طلسم مین آیا ہی تہلکہ ڈالدیا ہی بادشاہ جادوان اِسکے ساتھ ساتھ آیا اور ہر جگہ اُسکو دھوکا دیا معشوقہ کو اُسکی قتل کرایا سلیمان جادو کو مارا اور اس ناشدنی نے میری نذر کچھ بھی نہ کیا اب چلکر اُس سے کچھ نذر حاصل کرنا چاہیے یہ سوچکر کوکب سے کہا کہ ای بادشاہ پھر جلد بھی لشکر صرخ مین بھیجدیجیے کوکب نے کہا کہ خواہ ہم تمھاری کل دعوت کرینگے اور مشورہ کچھ تمسے کرنا ہی لیکن مشورہ کے پھر تم چلے جانا رخصت کردینگے عمرو یہ سُنکر خاموش ہوا اور یکایک ہوائے سرد کے جھونکے آئے آنکھ خواجہ اور بلکہ بُران کی بند ہوگئی بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی تو سب نے اپنے تئین قلعہ کوکبیہ دار الامارہ طلسم نورافشان مین پایا وہان بادشاہ نے خواجہ کی دعوت کرنیکا انتظام فرمایا اور شمع رائے روشن کرکے انجمن مشاورت کو منعقد فرمایا یہ تو معمار قدرت کے بگاڑنے کی مصلحت کرتے ہین وہ لشکری سفاک کے جو بھاگے ہوئے بارگاہ حیرت کے قریب پہونچے اُسنے اُنکو بلوا کر حال شکست کھانیکا دریافت کیا اور اُس لشکر کے بھاگ کر آنے سے سارے لشکر مین حیرت کے بلکہ سارے طلسم مین خلل اور شور ہوگیا میان عمرو اور برق تو یہان عیار تھے ہی کوئی بیٹا عمرو کا چالاک نام سے آیا ہی اُسنے تو آفت برپا کر رکھی ہی وہ تو سحر و ساحری سے بھی نہین ڈرتا ہی دن دہاڑے دھین دھوکڑی کرتا ہی ساحرون کے

غول اور لشکر مین گھس آتا ہی بڑے بڑے لشکرون کو اور اُنکے سردارون کو بھگاتا ہی اور جو نہ بھاگو تو
راہ عدم دکھاتا ہی بڑا غضب ہوا چالاک کا ایسا کوئی ساحر شاید نہین ہی اب زندہ رہنا ساحرون کا
دشوار ہی کیونکہ ایک تو اُنکی عیاری ہی کیا کم تھی دوسرے سحر اُنھون نے سیکھا ایک تو کڑوا کریلا دوسرے
نیم چڑھا اب سارا طلسم یہ نمکحرام برباد کر دینگے کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہین آتی ملکہ شکوہ زرین قبا
کی بارگاہ مین بھی یہی تذکرہ تھا کہ اب طلسم برباد ہوا شکوہ نے کہا کہ سفاک کی دیوار بنائی ہوئی
تو کوئی ساحر توڑ نہین سکتا وہ کیونکر مٹی لوگون نے کہا وہ بیضۂ عقاب جمشیدی پاکر اُس عیار نے
غارت کر دی شکوہ نے کہا پھر سفاک کیا ماری گئی لوگون نے کہا معلوم نہین کہ کسطرح بھاگ کر بچی شکوہ
نے کہا تو پھر چالاک پاس انگوٹھی بھی ہوگی سامری کی یہ باتین تھین کہ مصور بھی خیمہ سے باہر آیا اور
اُسنے لشکر مین آکر دیکھا کہ غدر ہو گیا ہی سب لشکر کہہ رہے ہین کہ اب طلسم سے نکل چلو اور اپنے اپنے
مال و اسباب کو جا بجا سے اُٹھا کر گاڑو دروازے مکانون کے بند ہین چند روز آمد و رفت موقوف
رہے بلکہ اسباب کنوؤن مین پھینکدو ارے میان اپنی جان ہی تو جہان یہ باتین سُنکر مصور نے
بارگاہ حیرت مین جاکر مذکور سے کہا کہ ای ملکہ اب ہمکو نہایت خجالت ہوتی ہی کہا تک ذلیل ہوا کرین
اب ہمکو اجازت ملے کہ یا تو اپنا گلا کاٹ کر مر جائین یا اِن نمکحرامونکو غارت کر دین اور اُس عمر و عیار کی
بوٹیان کاٹین ملکہ نے کہا آپ نبیرۂ جمشید ہین آپ کو اجازت مین دی ون یہ میری مجال نہین آپ کو ہر طرح کا
اختیار ہی جو چاہیے وہ کیجیے مین آپکے دادا کی بندی گندی اور آپ کی کنیز خاص ہون اگر آپ کو کچھ
فرمانا ہی تو شہنشاہ سے فرمائیے کہ اُنھین بھی تو خیال کچھ آئے اور کچھ غیرت کو وہ کام فرمائین مصور نے کہا
تمنے کل مین جاکر بادشاہ ساحران سے کہونگا اور اُنکو آمادہ انکی غارت کرنے پر کرونگا یہ کہکر شریک بزم
ہوا اور صلاح جنگ و جدال کرنے لگا اب ہر طرف طلسم مین مشورہ لڑائی کے ہو رہے ہین ہر فراسیاب
اپنی فکر مین جو ہی وہ خیال لڑنے کا رکھتا ہی مریخ آجکل شوک پر ہی صدائے اقتل الحریف ہر زبان پر
جاری ہی عجب زمین خونریز ہی کہ ہر طرف یہی چرچا ہی تلوار کا سورج دنکو چمکتا ہی سپاہیون کی سیاہی
رات بنتی ہی لیل و نہار بھی ہتیاروں کی صورت نظر آتے ہین دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہی اب
حال تدبیر کو کب بیان کیا جاتا ہی کہ اُسنے کیا صلاح کی ہی

نامہ نگاری خانۂ رنگین بیان کی نامہ لکھنے مین معمار قدرت کے اوزار آسکا

پاس کوکب اور وہان سے لشکر مہرخ مین آنا اور پکڑ جانا عیاری سے صرصر کی اور ذلت اُٹھا کر شریک مہرخ اور عمرو بدل ہونا اور نشان قلعہ کا بنا کر اپنے ملک مین پھر جانا اور قید ہو جانا حسب تحریر افراسیاب جادو جہان دار شاہ کے دربار مین لے ورچھڑانا اُسکو جا کر عمرو عیار کا پھر عیاریان چالاک کی اور قید ہونا عمرو کا جاندار کے یہان اور جانا لشکر امیر مین قید ہو کر اور لشکر امیر کو سحر مروارید و صدف کے مہلکہ سے نجات دینا پھر آنا لشکر حیرت مین اور داستانین متعلق اِسی بیان کے اور حالات صرصر و چالاک وغیرہ اور جنگ و جدال لشکر حیرت و مہرخ نیک سیرت مولفہ

ہان ای مرے لالہ فام ساقی — دہ مے دے جو آئے کام ساقی — توبہ شکنی ہے اپنا دستور
کر ساقیا جام مے سے معمور — حسرت مین بڑی ہے دخت تاکی — میخوارون کا دل کریگی راضی
مے دیدے نین کر نہ اب توقف — کرنا ہے مجھے نیا تکلف — آتا ہے جو گھر مین میرے مہمان
دعوت کا ہے اُسکی کرنا سامان — آراستہ ہر مکان بھی نایاب — اور اُسمین بچھا ہو فرش کمخواب
طاقون پہ چنے ہوئے ہون شیشے — گلدستہ ہون بزم عاشقی کے — ہو دختر زر پہ خوب جوبن
شیشے سے پری یہ نکلے بن ٹھن — ایسا ہو لباس ارغوانی — پوشاک دُلہن کی جون شہانی
میخوارى مین ہو طلسم پیدا — نیرنگی نشہ ہو ہویدا — شیشے سے پری وہ جام مین آئے
پھر بادہ کشون کے کام مین آئے — دے ساقیا جام حیرت افزا — لکھتا ہے طلسم کا تماشا
ہو جام لبون پہ لب ہون خندان — دل شاد ہون مے سب فراوان — مستی کے اُٹھاؤن ناز ساقی
مطرب سے ہو دلکو ساز ساقی — آنکھون مین سرور لب پہ قہقہ — خوبی بیان ہو جسکا حصہ
بس چاہ لکھو وہ اب فسانہ — مشتاق ہے جسکا اک زمانہ — اُستاد بغیر قصہ خوانی
این کرد در کلک در فشانی — نیرنگ طراز ان طلسم تحریر و طلسم سازان بیرنگی تقریر مستظہران

کلام عجائب انجام نمایان بیان نوادر و غرائب نامہ نگاران دیوانکدۂ الفت و قاصدان منازل کشور محبت رایت افرایان عرصہ وداد و تیغ کشان معرکۂ ایجاد معرکۂ دوستی و الفت مین اس طرح لشکر کشی فرماتے ہین اور طلسم اتحاد مین نیرنگی مودت یون دکھاتے ہین کہ جب غبارہ جادو ملکہ سفاک کو تہ زمین مین کھنچ گیا تو بہت دور جا کر زمین سے نکلی سفاک اپنے بربادی لشکر پر

اشک حسرت بہانے لگی غبارہ نے پھر اسکو بہت کچھ سمجھایا اور اسیطرح قلعہ مین اسکے لاکر اسکو داخل کیا یہ تو ترتیب کوچ و سپاہ مین مصروف ہوئی اور بیٹی اسکے مقابلہ مین امیر کے قلعہ کوہ حقیق پر ساکن ہی حال اُن دونون کا پھر تحریر ہوگا مگر خواجہ عمرو کو جو کوکب دعوت کرنے کے لیے قلعہ کوکبیہ مین لیگیا پس حکم اہلکارون کو دیا کہ سامان دعوت و ضیافت مہیا کرو کارپردار حسب ارشاد عمل مین لائے ساقی و مطرب آکر حاضر ہوئے باولون نے طعام عمدہ و لذیذ تیار کیے ایک شب اور ایک دن بڑی دھوم سے خواجہ کی دعوت رہی جب تیسرے دن خوان پر ایوان فلک سے قفل ماہ کی اُٹھا لیگئی اور دیبای سفید سحر کا دسترخوان بچھایا گیا کہ ابیات

نمود صبح نے جلوہ دکھائے	نگاہون نے نئے سامان پائے
محبت کی نگاہون سے سحر نے	صدائے رحمت شب دی گجر نے

صبحدم بعد فراغ طعام صحبت فیض و سرور آراستہ ہوئی کوکب اور عمرو اور یہان ایک جگہ پر بیٹھنا پسند نہ کیا اور سکو اہل دربار سے ہٹایا مشورہ کرنا شروع کیا کوکب نے کہا کہ پہلے مین نے ایک نامہ معمار کو لکھا تھا مگر وہ ابتک نہین آیا معلوم نہین اسکا کیا سبب ہی لیکن خیر جب نہ آیا نہ سہی اب تو اپنی غرض اُس سے لاحق ہی اگر وہ کچھ ناراض ہوگیا ہی تو اُسکو راضی کرنا چاہیے اور یہان بلانا اُسکا مناسب ہی عمرو نے کہا ای بادشاہ پھر وہ رہتا ہی جس ملک مین اُسکا راستہ تو آپ نے فرمایا کہ بہت سخت گذار ہی اگر مناسب جانیے تو مجکو اُسطرف بھیجیے کوکب نے کہا بیابان گلزار مین ایک باغ ہی کہ باغ جمشیدی اُسکو کہتے ہین اور اُسی کے برابر ایک دیے یا جمشیدی ہی بس وہین پر وہ رہتا ہی اور میرے باپ شہنشاہ اختر جادو سے اور اُسکے باپ تعمیر قدرت جادو سے بہت ملاقات تھی اور دوستی حد سے زیادہ تھی اسیوجہ سے مجھسے اور اُس سے بھی از حد اتحاد ہی اور اُسی زور پر مین نے اُسکو نامہ لکھا تھا ورنہ وہ میرا کچھ مطیع اور نوکر نہین ہی بلکہ سامری اور جمشید کا پیارا بندہ ہی اور جسطرح ہمکو خداوند سامری نے ملک و مال دیا ہی اُسکی بھی جدوا یا ہمیشہ مغرور رہے ہین ای عمرو مجکو اُسکی محبت پر دعوی ہی لیکن ہی کہ مین خفا ہوکر اگر لکھون تو وہ ڈرا آئے عمرو نے کہا جسطرح مناسب جانیے وہ امر کیجیے خواہ نامہ اُسکو لکھیے خواہ کسی کو بھیجیے کوکب نے اُسوقت قلمدان طلب کرکے ایک تختہ قرطاس پر اپنے ہاتھ سے نامہ معمار کو تحریر کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ نامہ کو روشن ضمیر بجانب معمار قدرت جادو مشتمل بہ مضامین تو دو تحمیر لموبفہ

لاؤن ایسی کہان سے مین تحریر
جو کردن وصف سامری تسطیر

ساحری اُنکے نام سے ہی عیان
لکھون جمشید کی مین کیا تعریف

مہربان ایسے تھے وہ بندون پر
رحم کا اُنکے ایک ہی یہ اثر

جنہنے خود آکے اُنکا سر توڑا
بعد تعریف سامری جمشید

گوہر شاہوار بحر کرم
نیر آسمان جاہ حشم

مخلص بے ریا و بے ہمتا
نیک خو نیک خلق نیک نہاد

زینت بزم خرمی و دلا
گل گلزار دوستی و صفا

یعنے معمار قدرت جاوید
پہلے پہونچے اُنھین سلام مرا

دوستی کے کہان ہی رشایان
بیخبر دوست سے رہین ہرآن

واہ واہ تھا یہی لایق
ہیچ ہی ہان منقلب زمانہ ہی

یاد بلبل کو گل کی ہی بھولی
سرو سے قمریون نے نفرت کی

جس سے ہر نتھون پہ دم آب یا ہی
مہر سے ذرہ دوڑتا ہی یکسو

ہون مین فرقت سے رات دن بیچین
ہی دعا حق سے یہ بشیون و شین

جلوہ گر ہو یہان بصورت ماہ
حال جو آج کل ہمارا ہی

عرض ہین اُسکے گو ہی جائے حجاب
ضبط کرنے کی پر نہین تاب

روز رزم عدو سے جنگ ہی درپیش
فتح افراسیاب کا لڑنا

وان سے آیا عمرو ہمارے پاس
رخ سے ظاہر تھی اُسکی صورت یاس

خوف معبود دل مین بس آیا
ہوکے ہم اُسکے جان و دل سے شریک

جو کوئی ہی شریک عاجز کا
اپنے معبود کا ہی وہ پیارا

حال بیڈھب ہی دیان کا مشفق من
فوج کی ہر طرف چڑھائی ہی

تہین پاتے ہین اسقدر مہلت
کہ کرین اپنے دوست کی خدمت

ہین وہ معبود ساحران جہان
حد سے باہر ہی اُنکی بھی توصیف

کیا ضحاک کو وہ زور عطا
لکھے جاتے ہین دوستی کے سبب

معدن فیض و جود و لطف عطا
اختر برج آسمان وداد

صاحب ہمت و کرم خوش خو
بعد اُسکے ہی یہ پیام مرا

مہر و الفت مین آپ سے فائق
اُلٹا دنیا کا کارخانہ ہی

لو یہ تاثیر سوز اُلفت ہی
اپنی ہی جان دیتا ہی وہ ضرور

ہجر نے ہمکو یون ستایا ہی
نہین معلوم دوست کا کچھ حال

کہ مراد محب عالی جاہ
گمان لکھنے کا اُسکے یارا ہی

سامنے اپنے ننگ ہی درپیش
حال یہ تمنے بھی سنا ہوگا

اُسکو مغلوب ہمنے جب پایا
قول یہ ٹھیک ہی مرے نزدیک

شہ افراسیاب ہی دشمن
شہ مذکور سے لڑائی ہی

ہم تو مجبور اس سبب سے تھے

آپ کیون ہمکو اسقدر بھولے — نہ سمجھنا کہ یہ شکایت ہی — دوستی کی یہ سب حکایت ہی
دیکھکر میرا نامۂ الفت — اب نہ کیجیے گا اسقدر غفلت — یہان تشریف لائیے گا ضرور
تاکہ دل دوستون کا ہو مسرور — حال دل اپنا کچھ سنائینگے — طور لڑنے کا بھی دکھائینگے
حق الفت کو مانیے گا بہت — تھوڑے لکھے کو جانیے گا بہت — آئیے گا یہان ضرور ای یار
خط کے لکھنے کی پھر نہو تکرار — سر جھکا کے دعا کرای خامہ — ختم تا اس جگہ کردن نامہ
رہے تو زندہ تا صد و سی سال — دوست ہون شاد اور علی اقبال — ذات کو تیری حشر تک ہو قرار
تیرے دشمن تمام ہون فی الفنا — یہ نامۂ محبت شمامہ بادشاہ نے ختم کرکے مہر شاہی اسپر ثبت کی اور ایک

تیلا سحر کے زور سے موم کا بنا کر زندہ کیا اور اسکو وہ نامہ دیکر روانہ فرمایا کہ جہان معمار قدرت ہو وہان یہ نامہ
جا کر دینا مگر موقع محل دیکھ لینا دشمنون کو نہ اسکی اطلاع ہو تخلیہ مین رسم و راہ ہو تیلا نامہ لیکر روانہ ہوا اور صحرائے
جمشیدی مین پہونچا اُس صحرا مین مکانات اور عمارتین دیو ہیکل کی معمار قدرت نے بنائی ہین تیلے کے پہونچنے کی
خبر ہوائے سحر نے جا کر معمار کو پہونچائی کہ ایک تیلا نامہ کوکب کا لیے صحرائے جمشیدی مین آیا ہی معمار یہ
یہ بات سنکر گویا ہوا کہ خیر بڑی بات اور بڑی عنایت کوکب کی ہمارے حال پر ہوئی کہ ہمکو یاد کیا ہی
دگرنہ ہم تو یہی جانتے تھے کہ کوکب نے ہمکو فراموش کیا اور محبت قدیمانہ کو گوشۂ دل سے سہو کر دیا یہ
کہکر دربان قدرت کو حکم دیا کہ تم جاکر جلد نامہ دار شہنشاہ عالی شان کو ہمارے پاس باعزاز تمام
لے آؤ خبردار کوئی منع نہ کرے اور نہ کچھ پوچھے دربان قدرت حکم کے ساتھ ہی دوڑا گیا اور جاکر
نامہ بر کوکب کو ہمراہ اپنے لایا معمار قدرت اُسکو دیکھکر اپنی جگہ پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور نامہ کو
دونون ہاتھون سے لیکر کہا کہ صاحبو کوکب رونق ضمیر حقیقت ہین ہمارے مالک و حاکم ہین اور ہم اُنکے
ملازم و فرمان بردار ہین یہ کہکر نامہ کو جو وا کیا مضمون نامہ شکایت آمیز براہ دوستی لکھے دیکھے اور
حال لڑائی کا افراسیاب سے لکھا دیکھا اور یہ بھی لکھا دیکھا کہ فوج کی چڑھائی جانب طلسم ہوشربا ہو گئی
برآں لڑچکی ای معمار اب تمسے ہمکو صلاح کرنا ضرور ہے بس تمکو مناسب ہی کہ ازراہ محبت قدیمانہ دیکھتے ہی
نامہ کے اگرچہ تکلیف تمکو ہوگی مگر جلد مہربانی فرما کے قدم رنجہ کرو کہ ہم تمکو اپنا قوت بازو جانتے ہین
معمار قدرت نے نامہ کو پڑھکر کہا افراسیاب ہمیشہ سے متکبر و مغرور اور دیوانہ مزاج ہی اب زیادہ معلوم ہوتا
ہی کہ اُسکو خبط ہوا ہی کہ ہر ایک سے ناحق کی پرخاش کرتا ہی مگر خیر معلوم ہوا کہ قضا اُسکی آئی ہی اچھے کے گھر بینا دیا

کوکب کو اُسنے بالکل کے پروردگار سمجھ لیا ہو اب چاہتا ہو کہ دیاؤ ڈالکے ملک تسخیر شاہ کوکب
چھین لون دربان قدرت اوسے نظر قدرت سرشار قدرت نے کہا کہ کیون جضور یہ کوکب
بن اختر جادو کا نامہ آپ کے پاس آیا ہی یا کسی اور بادشاہ نے لکھا ہی معمار نے جھلا کر کہا چپ رہو
چھوٹا منہ بڑی بات کوکب بن اختر کہتے ہوے یہ اُنکی پرورش ہی جو تجکو نامہ لکھا شہنشاہ طلسم نورافشان ہین
دربان قدرت نے کہا کہ آپ سے اور بادشاہ مذکور سے تو دوستی از حد ہی پس آپ کو مناسب ہی کہ آپ
جاکر اُس لڑائی مین شریک ہون معمار نے کہا مجھے افراسیاب بھی خوب جانتا ہی میرا ارادہ ہی کہ مین جاکر
افراسیاب کو فہمایش کرکے باہم کا فساد مٹوادون اور کوکب اور افراسیاب کو گلے ملوادون یہ
کہکر اُس پتلے کو جو نامہ لیکر آیا تھا خلعت حیات ایک مدت کے لیے عطا فرمایا اور کہا کہدینا کہ ای بادشاہ
واقعی ہمسے غفلت ہوئی کہ اتنک آپ پاس نہ حاضر ہوسکے اب ضرور ہم آتے ہین پتلا یہ جواب لیکر
مراجعت فرما ہوا اور پاس کوکب کے آیا جواب نامہ سنایا کوکب نے کہا ارے کچھ دیا ہی تجھے اُسنے
کہا ایک مدت تک زندگی دی ہی کہا اچھا جا بیابان عجائب مین رہ جب بلائین جب آنا پتلا چلا گیا اور
کوکب نے کہا ای بران جلد سامان عیش اور ترتیب بزم مہیا کرو کہ معمار آتا ہی بران جلد جلد مصروف
انتظام ہوئی مکان شاہی تو آراستہ تھا ہی مگر اُسپر بھی اور زیادہ تکلف کیا کہ عمدہ عمدہ اشیا منگا کر وہان
رکھے پرانی چیزین دور کی گئین نئین کرسیان فرش تخت سب جواہر کا آراستہ کیا از سر نو مکان کو
دولھن کیطرح سجا دہان معمار قدرت نے بعد رخصت کرنے پتلے کے خود بھی سواری طلب کی ملازمون
نے عرض کی کہ ہم بھی ساتھ چلین کہا نہین نہین مین اپنے بادشاہ کی زیارت کو جاتا ہون زیادہ مجمع لیجانے
سے کیا حاصل ہی کچھ کسی کو شوکت تو دکھانا منظور نہین کوکب مجھے خوب جانتے ہین کہ جتنا
مین ہون تم سب دربار مین جماندار شاہ قدرت کے جب جانا کہدینا میری طرف سے وہ
ایک دوست کی ملاقات کو گئے ہین یہ سنکر سب ملازم اُسکے ٹھہرے یکایک ایک مکان بہت عمدہ
بنا ہوا روے ہوا پر اُڑتا ہوا نظر معمار قدرت اُڑکر اُس مکان مین گیا وہ مکان پھر ایک بیابان بنگیا
کہ جہان تک نظر جاتی تھی روے ہوا پر ایک باغ پر بہار لگا ہوا دکھائی دیا چبوترہ پر معمار کرسی بچھائے بیٹھا تھا
وہ باغ سن سن ایک طرف کو چلا راہ مین اسی طرح سے وہ کبھی مکان کبھی باغ کبھی صحرا بنتا تھا معمار
تعجب تھا اور وہ روے ہوا پر اُڑتا چلا جاتا تھا یہان کوکب کے یہان سامان ہو رہا تھا کہ یکایک جھونکے

ہوا سے سرد کے آئے کوکب نے خواجہ کی جانب دیکھا اور ایسا کچھ اشارہ کیا کہ بین خواجہ عمرو اور کوکب ایک دیوار بلور کی چھوٹی سی حائل ہوگئی اور آواز تڑاقے کی آئی اور وہ مکان بین تو عمرو ہوگیا اور نصف مکان بین اُسطرف کو کوکب بُرآن کو خواجہ کی تنہائی کے خیال سے اُسی طرف کر دیا باوجودیکہ ہنوز دروازہ اُس مکان بین تھا لیکن برابر آدھا اِدھر آدھا اُدھر مکان ہوگیا اُسوقت بران نے کہا خواجہ دیکھا تمنے کوکب نے کیسا پیارا اور تحفہ سحر کیا ہے یہ کہی رہی تھی کہ یکایک آسمان برابر نارنجی بسیان شعلۂ آتشی نمودار ہوا اور ڈنکا بجتا سنائی دیا پھر مکانات ہم کے بنکر تیار ہونے لگے خیال بین آتا تھا کہ بنگلہ کوٹھی مکان حمدہ روے ہوا پر بنا ہے لیکن پھر جو دیکھا تو کچھ بھی نپایا عمرو نے دیکھا کہ کبھی تو بنگلہ بہت عمدہ اور تحفہ بنا کبھی مکان پختہ مستحکم عالیشان نظر آیا پھر وہ غائب ہا بارہ دری عظیم الشان تیار ہوئی جسکے آگے سائبان زربفتی کھچا تھا استادہ اُسکا مرصع کار بنا تھا فرش شاہانہ آئینہ گستردہ تھا بعد لمحہ کے کوشکان بنی ہوئی دیکھین پھر قلعہ برج دمامے سے آراستہ نظر آیا عجیب و غریب معاملہ تھا کہ طرح بطرح کے مکان بن بھی جاتے تھے اور پھر غائب ہو کر دوسری طرح پر نظر آتے تھے غرضکہ جب وہ ابر اور مکانات قریب زمین کے معلوم دینے لگے تو کوکب اُٹھکر ٹہلنے لگا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ آمد معمار کی ہے اسی اثنا مین ایک مکان اُن مکانات مین سے زمین پر اُترا اور اُسمین سے ناقوس اور گھنٹے ہزار ہزار بجنے سُنائی دیے اور برج اُس مکان کے کھل گئے اب کوکب تخت کی جگہ سے دوڑکر صحن مکان مین برلے استقبال آیا اُدھر اُن برجون مین سے چالیس اتیت سامری کے دھوتیان پتمبری باندھے بھبوت سب جسم پر ملے سونے کی کرد ھنی کسے قشقے ماتھون پر کھینچے آنکھین لال لال کیے منقلین سلگتی ہاتھ مین لیے اُترے یہ بھی معمار کا سحر تھا کہ اپنی جگہ پر سے تو اکیلا سوار ہوا تھا یہان اِس حشم و خدم سے اُترا اُن تینون کے بعد پھر گھنٹے بجے اور جرجر کا سامری کے غل ہوا اور تین سو ساٹھ حسین دُر در گوش مرصع پوشاک سراپا غرق دریاے جواہر حسن مین بہ از مہر منور عمدے ہاتھون مین لیے اُترین اُسکے بعد معمار قدرت قبالے عمدہ گلے مین پہنے مالے مرتیون کے گردن مین ڈالے برج سے نکلا اور کوکب کو صحن خانہ مین منتظر اپنا دیکھکر بہر تسلیم خم ہوا کوکب نے دوڑکر گلے سے لگا لیا اور ہاتھ پکڑکر اندر مکان کی بارہ دری کے لیے ہوے آیا یہان بھی کوکب نے مسند پر لاکر ہاتھ چھوڑا معمار نے ہرچند چاہا کہ اُسکے سامنے مسند پر نہ بیٹھون لیکن کوکب نے نمانا اور مسند پر بٹھا یا ہرچند کہ کوکب معمار سے قوم مین بھی اچھا ہے

اور حکومت اور لیاقت مین بدرجہا زیادہ ہی لیکن نہایت خاطر داری کی اور محبت قدیم جتائی پھر وہ ملازم معمار کے بھی آگے مودب فرش پر بیٹھے کوکب نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام مے ارغوانی معمار کو دیا اُسوقت معمار کھڑا ہوگیا اور تسلیم بجالایا اور صفت وثنا کوکب کی کرنے لگا کہ ابیات

سلطان ستارہ فوج ذی شان	کوکب ہی ہر افتخار شاہان	عنوان کتاب دین پناہی
منشور عطیہ الٰہی	آئینۂ معدلت پرستی	خورشید کرم چراغ ہستی
مہتاب سماء قدر عالی	مصداق مفاخر معالی	قصر حشم و خدیو گیہان
سلطان جہان و ابن سلطان	مفتاح کنوز ملک داری	دانائے رموز شہریاری
خاقان زمان ستودہ مظلم	خوبی علم و بہشت پرچم	فرمان قضا مین نام تیرا
توقیع خرد کلام تیرا		

یہ تعریف کرکے جام مے لیکر بیک جرعہ درکشید کیا کوکب نے حکم دیا کہ رقاصان مہر سیما حاضر ہون جسپر شادو وزن جوش حاضر ہوکر ہنر اپنے دکھانے لگین کہ دل رقاصد ہر کو لبھانے لگین اور ادا و ناز سے ہر آن قیامت ڈھانے لگین یہ اُنکے حسن کا اندازتھا کہ ابیات

جنبش لب سے جان آبروے حشر و خضر	گردش چشم ہر زمان آفت صد بلا گردان ہے	بخت برگشتہ کافر کیش کے تصدق انداز
پر بخیر ہے سلسلۂ عمر دراز	دم عیسی کے لیے موج تبسم دمساز	ہی سر دہر مین اُس لعب کا سودا کرہوا
تیوری گاہ غضب کا کب ہے کھلے عقدہ	قدر ہنگام ادا ایک جہان کا دل و دین	ناز کے وقت گریبان و عالم ہی نیاز
	ہو سکی کون گرہ دہر کی یان محرم راز	بڑھی پرتک یہ ہنگامہ نشاط گرمیا

جب دماغ خوب بادہ ناب سے گرم ہوا اسوقت معمار قدرت نے کہا کہ اے شاہ عالیجاہ آپ نے مجکو اب یاد فرمایا ہی نہ ہے فخر و افتخار میرا مین جانتا ہون کہ تفقدات و عنایات سلطانی جو کچھ میرے حال پر مبذول ہی کسی پر نہین جمشید بخت ایسے قدردان بادشاہ دوست پرور قدیم ملازم کی قدر کرنے والے کو سلامت بصد حشمت و جاہ رکھے لیکن پھر بھی در باب جنگ جو مشورہ کرنیکا اجا فرمان واجب الاذعان مین تھا وہ کیا ہی یہ فرمائیے کہ اب شہنشاہ کے ملازمون سے اور افراسیاب سے کیا بالکل بگڑ گئی بھلا ایسا ہو سکتا ہی کہ کوئی پہلو صلح کا نکلے کوکب نے یہ کلام سُنکر جواہر زواہر بیان کو دامن حال مین اُسکے یون گرایا کہ اے دوست قدیم وای مخلص صمیم ابیات

اختر برج عظمت و اجلال	گوہر درج دولت و اقبال	مخلص بادفا مرزت کیش

ہر گھڑی جنگی ہر محبت بیش | اب کوئی صورت آشتی کی باقی نہین بلکہ اب تو صلح کا نام بھی نہ لینا
چاہیے اے مشفق من میرا ارادہ کسی طرح افراسیاب سے لڑنے کا نہ تھا اسی خیال سے کہ وہ معین نام
اپنے بہت رکھتا ہے اور صاحب فوج کثیر و مال بیشمار ہے مگر کیا کرون مقام ناچاری ہے کہ اسنے بے واسطہ
میرے ساتھ ارادہ لڑنے کا کیا یعنے میری لخت جگر نور بصر بلکہ ہر ان شمشیر زن واسطے شکار کے اسطرف کو
ایک دن جا نکلی اُسنے اُسکو گرفتار کر لیا مگر جمشید نے کچھ عیاردن کو اُسپر مہربان کر دیا کہ اُسکے سب
وہ چھوٹی جب ہمنے یہ ماجرا سُنا اپنی فوج کو بہر مقابلہ روانہ کر دیا کچھ لوگ پہلے سے افراسیاب کے
ملازم گھڑے ہوئے تھے انھین کے شامل ہین لشکر ہمارا بھی اُسکے لشکر کے مقابل ہین اب آرا ہوا ہے
دیکھا چاہیے کہ اب کیا ہوتا ہے اُسوقت بیٹھے بیٹھے میرے خیال مین آیا کہ جنگ و سردار و جمشید جانے
کہ کیا درپیش آئے لاؤ اپنے دوست کو تو اس ماجرے سے اطلاع دون بلکہ اُسکو بلا کر دیکھ لون کیونکہ
اب لڑائی شروع ہو گئی ہے اگر خدمت جمشید مین جانا ہو گیا تو حسرت دیدار باقی رہی اب ہمنے تمکو
دیکھ لیا دل شاد ہو گیا اگر تمسے ہو سکے تو اس زمانہ مین پردہ ہمارے پاس آ کر یا کرو اور ہو سکے تو آنے مین تکلیف
فرماؤ کہ جیسا قلعہ طلسمی افراسیاب کا بنا ہوا ہے کہ وہ گنبد نور شہر نا پرسان کہلاتا ہے اور حد اُسکی طلسم
طلسم ظاہر سے تا طلسم باطن ہے اور کبھی وہ ظاہر ہوتا ہے کبھی پوشیدہ رہتا ہے چنانچہ ویسا قلعہ تو تیار
ہونا مشکل ہے اور ویسے مشکل اور کمان میسر ہو سکتا ہے کس لیے کہ اکابرین طلسمات نے جمع ہو کر اُسکو بنایا
کرایا ہے مگر یہ جانتا ہون کہ تم بھی بے بدل قلعہ بناتے ہو اگر از راہ محبت قدیم مہربانی کر کے ایک دیوار شیشہ
کی ایسی بنا دو کہ کوئی اُسکے اندر بغیر طلسم ہماری نہ آ سکے تو بڑی عنایت ہے کہ ہم بھی بدلجمعی تمام مع
اپنے لشکر کے وہان رہین اور اُس سے مقابلہ کرین ان باتون کو سنکر معمار نے کہا کہ ای بادشاہ آپ
اسقدر اس غلام سے سماجت اور منت کیون فرماتے ہین حکم کیجیے وہ قدیم ہون اور مجکو آپ کے غلام
کے فرمانے سے تو کچھ عذر کسی کام مین نہو گا نہ کہ آپ کے ارشاد سے عذر کرنا یہ کبھی آپ مجھے ایسا
نہ کہیے گا دیوار کی تو کیا اصل و نسیاد ہے اگر آپ فرمائیے تو مین قلعہ اُس سے بہتر و تحفہ تیار کر دون
کہ وہ قلعہ طلسمی بے اصل ہو جائے مگر آپ کو مناسب نہ تھا کہ افراسیاب سے آپ بگاڑتے کس لیے کہ آپ
دونون آپسمین بھائی اور بندہ سامری و جمشید کے ہین چنانچہ آپسمین لڑنے سوائے نقصان کے اور کیا
متصور ہے اگر وہ گھر تباہ ہوا تو مین سامری برباد گیا اور یہ گھر برباد ہوا تو مین جمشید کو ضعف آ گیا

ساحران عالم مارے مارے پھرینگے کوئی نام بھی سامری کا نہ لیگا سب خدائے نادیدہ کے
پوجنے والے جمع ہونگے اذان کی آواز کان مین آئیگی جتنے پیر اور دیوتا ہین سب طلسم چھوڑکر بھاگ جائینگے
سایہ رحمت سامری ہمارے سرون پر سے اُٹھ جائیگا خیر پھر اب تک جو ہوا وہ ہوا مگر مین یہ چاہتا ہون کہ اپنا
حوصلہ بھی نکال لون ذرا جاکر اُس متکبر کو سمجھاؤن اور راہ راست پر لاؤن اور آپ سے اُسکو ملاؤن
قدیم باتین محبت کی یاد دلاؤن لڑائی کا منہ کالا اگر یہ قصہ برطرف ہو جائے تو اچھا کوکب نے
کہا تمھین اختیار ہے مگر جتنا جانتا ہون کہ وہ مانے گا نہین مفت مین بات جائیگی اور سخت ملال ہوگا
اسی دوست کیا تمکو اس حال کی خبر نہین ہے کہ ملکہ مہ جبین مالک طلسم تھی اور وہ اسد کے ساتھ نکلگئی
تھی اُسکو پکڑ لیا ہے اور افراسیاب کے ساتھ اب مہرخ نانی مہ جبین کی لڑ رہی ہے اور افراسیاب
اسکا کچھ نہین کرسکتا ہے پھر کیا ضرور ہے کہ اُسکی منت کیجیے اب اُسکا ادبار ہی آیا ہوا ہے جب وہ ایک ادنی
اپنی ملازمہ کی لڑائی فتح نہین کرسکتا تو تمھارا کیا کریگا اور اب تو یہ نوبت پہونچی ہے کہ بہار سگی بہن
حیرت کی اور ملکہ مخمور جو معشوقہ بادشاہ تھی اور نافرمان تشکین ہوگئی یاقوت وغیرہ سب افراسیاب سے
بگڑ گئی ہین اور شریک مہرخ ہوکر لڑ رہی ہین جس بارہ لاکھ ساحرونکا اجماع مہرخ کی طرف ہے بہت سی لڑائیان
افراسیاب لڑچکا میلہ بھی چاہ زمرد کا کیا مگر اُن لوگون کا کچھ نہ کرسکا وہ میرا کیا کریگا مین نے تو براہ دوستی
تمکو بلایا ہے اور خواہش دیوار بنانے کی کی ہے کچھ دلال بیچ کا نہین مقرر کیا ہے کہ آپ میری جانب سے اُسکو
جاکر سمجھائیے اور منت کرکے میری سُلکی کیجیے معمار نے کہا کہ ان سب باتون کی مجکو اخبار سے خبر ہے روز
دربار مین جاندار کے پرچہ اخبار جاتا ہے سب کیفیت معلوم ہوتی ہے مگر اتنا جانتا ہون کہ مہرخ چاہے کہ
افراسیاب سے لڑکر زندہ بچ جائے تو یہ ممکن نہین جسدن اُسکو غصہ آگیا اُسدن دیکھ لینا کہ صفحہ ہستی پر
نشان مہرخ بھی باقی نہ رہا کوکب نے سنکر کہا اے برادر یہ خیال خام اور تصور ناتمام ہے جب نمرود ایسے
خداوند اور جمشید ایسے جاگتی جوت کے خداوند دنیا مین باقی نہ رہے اور ادنی ادنی آدمیون سے
ہلاک ہوئے تو یہ افراسیاب کیا ہے جمشید نہ کرین جو سختی آئے اب ایک نشانی تو اُسکے بدقبالی کی
یہ ہے کہ مسلمانون سے اُسنے بگاڑی اور ایک شخص ایسا اس طلسم مین آکر شریک مہرخ ہوا ہے کہ اُس سے
یہ افراسیاب تو کیا ہزار ایسے افراسیاب ہونگے تو شکست کھائینگے اور مہرخ ہی فتح پائیگی معمار حیرت
سے یہ سنکر کہا وہ کون شخص ہے اور اسکا کیا نام ہے اور کیا زبردستی رکھتا ہے کیا بڑا ساحر ہے کسی بڑے طلسم کا

کہ جو ہوش ربا سے بڑا ہی بادشاہ ہی کون ایسا ہی جو افراسیاب کو شکست دیگا ای بابا جان خدا افراسیاب
وہ ساحر ہی کہ سوائے سامری کے اب کوئی اُس سے لڑنے والا نہین اُسکے ہر موے بدن مین ہزار ہزار
سحر ہین کوکب نے کہا اُس شخص کا نام کیا تمنے نہ سُنا ہوگا ای بھائی وہ شخص جسکو سرپنجۂ ساحران
عالم خود خداوند سامری لکھ گئے ہین اُسکی قضا ہی خداوند نے پیدا نہین کی وہ ایسا ہی کہ لقا جواب
خداوند دنیا پناہ ہین اُنکی ڈاڑھی کو اُسنے اپنے پیشاب سے مونڈا اُسکا قول ہی کہ بر ریش خداوند بشاشیدم
و تراشیدم وہ بہت خدائیون کو باطل کر چکا ہی لشکر امیر مین رہتا ہی دمامہ کو اُسنے مارا فرعون کی خدائی
کو بگاڑا ثمرات سخنگو بقیاے زرین تن نابوت معلق صندوق معلق کہانتک بیان کرون ہر ایک کو
اُسنے مارا وہ اب شریک مہم ہی افراسیاب کہان اُس سے لڑسکیگا ان کلمات کو سنکر معمار قدرت
نے کہا ای بادشاہ یہ تو آپ عمرو کا ذکر کرتے ہین یہ کہکر معمار قدرت ہنسنے لگا اور کہا ای بادشاہ آپ
نام ایسے شخص کا نہ لیجیے گا میرے روبرو نام اُسکا سنکر استاد ہوگئے کوکب نے کہا کیون نام اُسکا منحوس ہی
جو تم ایسا کانپے اور ڈرے معمار نے کہا نہین منحوس تو نہین ہی مگر وہ دشمن ساحران عالم ہی جو ہمارے
خداوند کا دشمن ہی وہ ہمارا دشمن پہلے ہی اور سخت مدعی ہی کوکب نے کہا تمھارے خداوند کا تو دشمن
نہین ہی بلکہ پیارا بندہ ہی وہ کہتا ہی کہ مجکو خداوند بہت چاہتے تھے میری قضا پیدا نہین کی مجکو یہ کچھ
قوتین عنایت فرمائین معمار نے کہا یہ بھی سہی لیکن وہ شخص بڑا مکار و عیار ہی اور وہ فاشعار ہی اسوجہ
سے میرا دل سینہ مین اُسکا نام سُنکر تھرتا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ شاید تمسے اور اُس سے ملاقات ہوئی ہی
اسطرح سے کہتے ہو اور اُسی کے بہکائے ہوئے ہو بادشاہ خداوند کا پیار تو ادنی ادنی بندون پر تھا اسلیے کہ
خداوند بھولے بہت تھے جسنے اُنکو اچھا کہا اُسی کا رتبہ اُنھون نے بڑھایا یہانتک کہ دیکھو ضحاک کو ایسا
رتبہ دیدیا کہ اُسنے خداوند کو ارہ سے چیرواڈالا ای بادشاہ آپ اُسکے دم مین نہ آیئے اور اُس سے ملاقات
ترک کیجیے ورنہ اس غلام قدیم کا آنا آپ کی خدمت مین اب نہوگا کیونکہ وہ دین کو بھی آپ کے خراب
کریگا اور فتنۂ نو برپا کر ہی چکا ہی کہ بادشاہون کو آپسمین لڑوا کر اپنا مطلب نکالون پھر ایسی صورت مین
دوستون سے تباہی گھر کی دیکھی نہ جائیگی کوکب نے کہا مجھسے تو ملاقات اُس سے نہین ہوئی مگر یہان ہماری
بیقیدی سے اُس سے رسم و اتحاد ہی بلکہ وہ پاس اُسکے موجود ہی اور وہ چھوکری لاکھ طرح مین سمجھاتا ہون اُسکی اُلفت
سے ہاتھ نہین اُٹھاتی ہی معمار نے کہا ای بادشاہ اب آپ مجھے صاف صاف آپ کو قسم ہی اپنے دین و ایمان کی

کہ بیان کیجیے یعنی اُسنے آپ کو مکر و فریب سے ملا لیا ہی یا نہین اُسوقت کوکب نے ناچار ہوکر کہا
کہ ای معمار سچ تو یہ ہی کہ میرے پاس سرحد طلسم ہوش ربا کے مرحلات طی کرکے بطور فریادیون کے آیا
اور مین نے اُسکو اپنا شریک حال بنایا چنانچہ مین نے نامہ مین بھی تمکو لکھا تھا بھلا تمسے کس بات کا
پردہ ہی جو مجھپر صعوبت گذریگی وہ تمپر بھلے گذریگی تمکو اسکا سنبھالنا پڑیگا مین نے تو بھائی اس
خوف سے کہ ایسا نہو وہ مجھپر بھی عیاری کرے اُسکو ملا لیا ہی اور بڑی خاطر اُسکی کرتا ہون اب تم بتاؤ
اس امر مین کیا صلاح ہی آیا اُسکو مین بھی قتل کر ڈالون یا اپنے گھر سے نکالدون اُس سے ملا رہون یا
اُس سے بگاڑون جو تم مشورہ دو وہ کرون معمار نے ہنسکر کہا کہ ای بادشاہ آپکی عقل سے بہتر میری عقل
نہین جب آپ اُسکو ملا چکے تو زبان ایک ہی خلاف عہد شاہون کو کرنا نہایت بُرا ہی اگر اب آپ اُسکو نکالدینگے
تو وہ بدعہدی کا الزام رکھکر آپ کو ذلیل کریگا اور سوائے اُسکے میری خاطر سے آپ یہ فرماتے ہین تو نہ آپ اُس سے
عہد و میثاق دوستی کر چکے ہین اچھا جو آپکی مرضی انچہ مرضی مولا از ہمہ اولی دوستون کو آپکی بہبودی سے مطلب
ہی اب خدا آپ اُسکو میرے سامنے بلوائیے کہ مین بھی اُسکی صورت دیکھون کہ کیسی شوکت و شہامت رکھتا ہی جو
ایسا مشہور زمانہ ہی اور خداوندون سے بے ادبیان کرتا ہی شاہان عالم کو تخت سے اُتار کر تختۂ تابوت پر
سُلاتا ہی یہ سننا تھا کہ کوکب نے ایک پتلے کو بلاکر حکم دیا کہ جاکر برآن کے پاس سے خواجہ عمر و بن امیہ ضمری
کو بلا لا پتلا حسب ارشاد اس دیوار کو اڑکر فرا کے اُسطرف گیا یہان خواجہ پس دیوار تمام گفتگوے کوکب
اور معمار سن رہے تھے اور جانتے تھے کہ کوکب باتین بنا کر کوئی حیلہ ضرور میری ملاقات کرانیکا معمار
سے نکالیگا پس آپ نے بھی زنبیل سے تاج گوہر نگار نکالکر سر مقدس پر رکھا تھا اور قبائے قلم کار
زراندود پرستان کی نکالکر زیب جسم کی تھی ٹپکا جواہر دوزکمر سے لگا کر خنجر کی جوڑی لگائی تھی کہ دستہ خنجر
الماس تراش تھے مالے جواہر کے گلے مین پڑے انگشتریان لعل و الماس انگشت مین تھین نیمجامہ بھی
بہت نادر تھا بانہ عیاری کے نیچے عبا کے پوشیدہ تھے اُسوقت ایک بادشاہ ہفت کشور کی طرح
آراستہ تھے اور مسند زرین پر برآن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ پتلے نے جاکر آپ کی صورت زیبا
کو دیکھا اور فرط رعب سے مودب تسلیم کی پھر عرض رسا ہوا کہ ای آفتاب سپہر عیاری خواجہ عمر بن امیہ ضمری
بادشاہ کوکب و ضمیر نے حضور کو بلایا ہی مناسب جانیے تو جلدی تشریف لیچلیے کیونکہ معمار قدرت سے
ملاقات کرائینگے اور وہ زیادہ دیر نہین ٹھہرینگے برآن نے نام معمار سُنکر تخت جواہر نگار طلب فرمایا

اور آپ بھی سوار ہوئی برابر اپنے خواجہ سلامت کو بٹھالیا اُسوقت سترہ اٹھارہ سو خواجہ سرا زرق اندام و
دسمنبر کہ ایک ایک انمین حاکم کشور دلبری اور مالک اقلیم خوبی و دلبری تھی لباس اور زیور سے
آستہ و پیلے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے گرد تخت کے عصے ہاتھون مین لیکر روانہ ہوئین اور
چار سو پرنیا دھونزا دھو چہل پرہا کی ہاتھون مین لیے سر پر دونون کے مروحہ جنبان ہوئین چنور مرصع
سر برگردش پذیر ہوا نقیب درجہ بدرجہ آواز مین لگانے لگے اور اُس مکان کے دوسرے دروازے
سے نکلکر اُس دروازے کی طرف جو آدھا مکان کوکب کی جگہ کا ہو چلے بڑی دھوم دھام سے جاکر
دروازہ کوکب پر اُترے یہان خواجہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اندر بارہ دری کے آئی کوکب نے
اشارہ کیا کہ معمار کو چچا کہکر سلام کرے یہان نے چچا جان کہکر تسلیم کی اُسنے کہا بہ خوبی دار عمرو در آؤ
بیٹی میری آنکھین تمھین ڈھونڈھتی تھین کوکب عمرو سے نہ کہہ سکا کہ آپ بھی سلام کرین عمرو یہ
چپکا کھڑا رہا یہان یہان کی پیشانی پر معمار نے بوسہ دیا اور ہاتھ پکڑ کر سامنے بٹھالیا پھر جو نظر اٹھاکر دیکھا
تو عمرو پر نگاہ پڑی ایک عجیب الخلقت انسان کو دیکھا کہ جسکا سر نارہل کا ایسا ہی کلیجہ سے گال ہین
خوبانی سی ناک تگاسی ریش ہی موتی مروارید کے ایسے دانت رسی سے ہاتھ پانون طباق سا بیٹھا ہے
سے آنکھین چھ گز کا دھر نیچے کا اور پکا تین گز کا نو گز آدمی لباس فرنروائی سے آراستہ سامنے کھڑا ہے
معمار یہ صورت دیکھکر گھبرایا کہ شاید یہ بھی کوئی دیونا ہی جو اس صورت پر خداوند سامری نے اسے
خلق کیا ہی وہ تو عمرو کو دیکھکر گھبرایا اور عمرو نے اُسکو گھور کر دیکھا بس وہ بدحواس ہوکر گھبرا کے اُٹھ کھڑا
ہوا کہ یا سامری بچانا اور پکارا کہ خواجہ سلامت میری بھی تسلیم آپ کی خدمت مین پہونچے آپنے
بڑا احسان و کرم کیا کہ جو یہان قدم رنجہ فرمایا کوکب نے جو یہ کیفیت دیکھی کہ معمار کی جان صورت
خواجہ کی دیکھکر نکلی جاتی ہی بس دل سے خیال کیا کہ یہ اقبال عمرو کا ہی جو ایسے دشمن سخت کا صورت
دیکھتے ہی یہ حال ہوا غرض اُسنے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلامت جن دوست کی کہ مین آپ سے تعریف
کیا کرتا تھا وہ آپ ہی ہین معمار قدرت جادو عمرو نے یہ سُنکر کہا ہان زہے نصیب میرے جو آپ
سے ملاقات ہوئی ای معمار قدرت جادو مزاج ہمایون تو آپ کا اچھا ہی آپ کے اشفاق حمیدہ کا
ذکر زبانی شاہ کوکب سُنکر مین نہایت مشتاق ملازمت کیمیا خاصیت تھا سے طالع یاور نے
جو آپ کی زیارت نصیب ہوئی معمار نے کہا خواجہ مین بھی بہت اشتیاق آپ کی ملاقات کا رکھتا تھا

اسی لیے بادشاہ کے لکھنے سے فوراً سر کو قدم بنا کر حاضر ہوا آپ ٹھہر جایئے عمرو جا کر برابر کوکب
کے بیٹھ گیا معمار نے کہا آپ سے ایک بات مین ڈرتے ڈرتے پوچھتا ہون سچ بتلا دیجیے گا وہ یہ کہ
آپ شاہ کوکب کے دوست ہین یا دشمن عمرو نے کہا یہ بات تو کچھ میرے بتانے کی نہین ہے شاہ
کوکب خود ہی اپنے دل سے دریافت کر لین اگر وہ میرے دشمن ہین تو مین بھی انکا دشمن ہون اور
اگر دوست ہین تو مین بھی انکا دوست ہون دل آئینہ ہر شخص کا ہوتا ہی ہر صورت اُسمین جلوہ گر
ہوتی ہی اور یون تو ای معمار بموجب مصرع ضرورت کی کچھ دوستی ہی ضرور ہے اگر وہ میرے دشمن بھی ہین
تو مین اُنکا دوست ہون معمار نے کہا یہ آپ نے سچ فرمایا اچھا اب تو شاہ افراسیاب سے اور کوکب سے
بگڑ گئی ہی اور آپ سے بھی بگڑی اٹکی ہی اُسکی تدبیر آپ نے کیا کی ہی عمرو نے کہا دو بار اُس موذی کو بھی
قبضہ مین لاکر سر کاٹنا مین نے چاہا مگر وہ اپنے جال سے نکل گیا مگر اب بحول اللہ قوۃ الٰہی کمان جائیگا کیونکہ
ای معمار تم جانتے ہو کہ سر کاٹنے مین کچھ عرصہ نہین لگتا ایک نہ ایک دن مقرر خنجر میرا اُسکی گردن پر چل جائیگا
اسمین کچھ فرق نجانتا معمار یہ سُنکر صورت متحیر ہو کے عمرو کی دیکھنے لگا اور کہا آپ سچ فرماتے ہین
عمرو نے اُسکو متحیر دیکھکر ایک کاغذ کمر سے نکالا اور معمار کو دیا کہ اسکو پڑھیے اُسمین تفصیل وار نام صاحبران
مقتول کے لکھے تھے کہ جنکو خواجہ نے تہ تیغ کیا تھا اور ذلیل کر کے مصور وغیرہ کو چھوڑ دیا تھا اور
افراسیاب کو بیہوش کیا تھا معمار کے حواس اُس کاغذ کو دیکھکر جاتے رہے قریب تھا کہ دم نکل جائے
آخر کو بعد دم بھر کے دلکو قوی کر کے عمرو سے کہا کہ اب ہم جا کر افراسیاب سے تمہاری صفائی کرا دین
عمرو نے کہا خیر اسکا بھی کچھ مضائقہ نہین ہم بھی راضی ہین اگر وہ اسد کو چھوڑ دے مہ جبین کی شادی
اسد سے کر دے اور صاحبقران زمان کی اطاعت کرے آدھا ملک و خزانہ نذر کرے اور سب
طلسم مین دین اسلام شائع کرے ہر ایک ساحر اسلام قبول کرے پس ہمارے اُسکے صلح ہو ورنہ
بہرصورت اُسکی قضا ہی معمار نے کہا شادی مہ جبین کی آپ نے کسکا نام لیا ہی کہ کر دے عمرو نے کہا
اسد دلاور کا جو طلسم کشا ہی معمار نے کہا مقربی نام ہی طلسم کشائے ہوش رُبا کا مین نے اپنے
بزرگون سے سُنا ہی مگر جب طلسم کی لوح ملیگی وہ فتح کیونکر ہوگا خواجہ صاحب ہمکو تو یہ اس بات کا
ہی کہ مفت مین طلسم کوکب کا بھی تباہ ہوا اور تم بھی مارے گئے عمرو نے کہا میری تو موت نہین مجکو
کون مار یگا مین نے تو آجتک افراسیاب ایسے لاکھون ساحر مار ڈالے گا شمشیر کا شفر غطلی آباد وغیرہ

سیکڑون شہر برباد کردیے ساحر مشمش کو اندر دریا کے گھسکر مارا معماران باتون کو سُنکر بیہوش ہوجاتا
تو عجب نہ تھا کوکب نے کہا خواجہ اب معمار کو لشکر مہرخ مین جانے کیون نہین دیتے اور چپکے سے کہا
کہ وہان جانے سے اسیر ایسے پیچ پڑینگے کہ یہ آپ ہی افراسیاب سے بگڑ جائیگا خواجہ نے یہ سُنکر معمار
سے کہا اچھا آپ حجت تمام کرنے کے لیے اگر عزم رکھتے ہین کہ افراسیاب پاس جائین تو شوق سے جائین
اور اُسکو سمجھائین دیکھیے تو کیا دیہ پیش آتا ہی وہ متکبر و مغرور کب کسی کا کہنا خاطر مین لاتا ہی معمار یہ سُنکر
اُٹھا اور اپنے ساتھ کے لوگون کو وہین چھوڑکر آپ ایک اژدر آتشین پر سوار ہوکر روانہ ہوا اُسوقت
ایک تیلہ کے ہاتھ نامہ کوکب نے مہرخ کو لکھا کہ ہمنے معمار کو تمہارے پاس بھیجا ہی یہ ساحر بہت مغرور ہی
ہمسے دعوئی برادری اور برابری رکھتا ہی اُسکی بڑی خاطر اور مدارات کرنا اور کوئی بات اُسکے رنج کی
نہونے پائے تیلا تو نامہ لیکر چلا مگر راہ نزدیک سے بزور سحر معمار بھی چلا تھا یہ تیلے سے پہلے لشکر مہرخ
مین جاکر پہونچا وہان کے ساحرون نے جو اسکو آتے دیکھا آمادہ بہ رزم و پیکار ہوئے اور غلغلہ ہوا ہر ایک
نے شور و غوغا مچایا لیکن تیلے نے کوکب کے بہونچکر نامہ مہرخ کو دیا مہرخ مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر
سب اپنے سرداروں کو ہمراہ لیکر بہ استقبال تخت سحر اُڑاکر چلی اور جاکر معمار کو برابر اپنے تخت پر
سوار کرکے بڑی تعظیم و تکریم سے اندر بارگاہ کے لائی حد سے زیادہ تعریف شوکت و جلادت کی
اُسکے فرمائی اور اندر بارگاہ کے تخت کے برابر نیم تخت بچھواکر بٹھایا اُسوقت حالاک برق و
خرخام و جانسوز عیار بھی موجود تھے اور بہار وغیرہ سب مغز جادوگر نیان بیٹھی تھین معمار قدرت
نے بھی تعریف مہرخ از حد کی اور کہا مرحبا صد مرحبا خوب تمنے مقابلہ افراسیاب سے کیا مگر اب ہم آتے ہین
کہ تمسے اور اُس سے صفائی کرادینگے خواجہ اور کوکب کو تو ہم راضی کر آئے ہین ایک تمسے کہنا تھا سو
وہ بھی کہ لیا اب حیرت کے پاس جاتا ہون یہ کہہ ہی رہا تھا کہ احتیاج پیشاب کی ہوئی کہا مین چوکی پر
جاؤنگا لوئی آفتابہ رکھدینا لوگون نے دوڑکر آفتابہ چوکی پر لگایا معمار اُٹھکر پشت بارگاہ پر چوکی لگی تھی
وہان آیا اور چوکی پر بیٹھا یہان تمام لشکر مین غلغلہ ہورہا تھا یا معمار قدرت اب ہماری جانب آیا ہی قلعہ
ہوگا قضائے کا حصار شمشیر زن بھی بصورت مبدل اُس لشکر مین آئی تھی اُسنے بھی یہ حال سُنا اور وہم
اُسکو دامن گیر ہوا کہ اگر قلعہ بنایا گیا تو اور بھی مشکل سخت ہوگی لازم ہی کہ تو معمار کو پکڑ لیجا بس یہ سوچکر
راہ کترا کر دربار گاہ پر آئی اور گھات مین لگی رہی جب معمار اُٹھکر چوکی پر آیا یہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے جانب

بیت الخلا آئی یہان صرف قنات کھڑی تھی چیت نہ تھی جب معمار اندر گیا یہ بھی چھت کرکے اندر آئی جبتک وہ سنبھلے اسنے بیضہ بیہوشی اسکی ناک پر مارا کردہ بیہوش ہوگیا اسنے پشتارہ مین اسکو باندھا اور قنات چاک کرکے ایک طرف کو نکلی بسبب چوکی یہان لگانے کے سوائے صاحبقران ضرورت کے لوگ کم آتے تھے مین یہ صرصر کی طرف پشتارہ بدوش گئی اور وہان سے جو سیدھی ہوئی اپنے لشکر کی راہ پکڑی یہان جو معمار کو عرصہ ہوا تو لوگون نے جاکر چوکی پر دیکھا معمار کو نپایا قنات کو چاک دیکھا تمام بارگاہ مین غل برپا ہوا کہ معمار کو کوئی پکڑ لیگیا چالاک نے آکر دیکھا تو پہچانا کہ یہ تیرہ صرصر کا ہی برق نے بھی سنا کہ استانی کا یہ کام ہی مہرخ نے سنا تو بدحواس ہوئی اور کہا افسوس کوکب آپ کیا کیگا تدبیر اسکی رہائی کی ضرور چاہیے اور ہوسکے تو صرصر کو راہ مین روکو چالاک نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے کچھ اندیشہ نفرمائیے مین جاکر معمار کو لاتا ہون اگر صرصر بارگاہ مین پہونچ گئی ہوگی تو مین اندر سے بارگاہ کے لاؤنگا وہ کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگی اگر مین نے اسکو ذلت ندی تو نام اپنا چالاک نپایا یہ کہکر چل نکلا پیچھے اسکے برق بھی روانہ ہوا چالاک دست راست کو برز بائین طرف چڑھکے چلے مگر صرصر جو پہلے چلی تھی معمار کو لیے ہوئے بارگاہ حیرت مین پہونچی حیرت اتفاق سے اسوقت بارگاہ مین نہ تھی اندر طلسم کے گئی تھی صرصر نے جو اسکو نہ دیکھا تو پوچھا کہ حیرت کہان گئی ہین لوگون نے کہا اندر طلسم کے گئی ہین صرصر یہ سنکر پشتارہ لیے ہوئے پل پر یزادان طے کرکے اندر طلسم کے گئی وہان بھی حیرت گنبد نور پر نہ تھی مگر باہر گنبد کے ایک مقام پر فرش بچھوا بیٹھی تھی ناچ دیکھ رہی تھی چند مصاحبین ہمراہ تھین صرصر نے آکر تسلیم کی اور پشتارہ سامنے رکھدیا اسنے پوچھا کہ اس پشتارہ مین کسکو لائی ہو اسنے کہا معمار قدرت کو حیرت نے کہا اری بیوقوف تو جہانمدار قدرت مالک بیابان گلریز کا مصاحب ہو تجھے کیونکر ملگیا اسنے کہا یہ طرفداری کرنے کو مہرخ کی آیا ہو تمام لشکر مین شور مچا ہوا ہی کہ اب قلعہ بنایا جائیگا حیرت نے کہا تو نے کارنمایان کیا جو اس جھگڑے کو اول ہی سے طے کردیا اچھا گنبد نور کے قصر مین وہ جو مکان سامنے بنا ہی وہان ایک پلنگ بچھا ہوا ہی اسپر لیجاکر اسکو لٹا دے اور پردے دالان کے چھوڑکر دس بارہ ساحرون کو پہرے پر برائے حفاظت مقرر کردے اور خوب بندوبست کرکے آ صرصر حسب الحکم وہان معمار کو لیگئی اور سب انتظام کرکے اس خیال سے کہ اندر طلسم کے کون آئیگا پھر حیرت کے پاس آئی اسنے کہا

پارچہ کا خلعت صرصر کو دیا صرصر تو مالا مال ہو کر اپنے مقام پر متمکن ہوئی یہان تو یہ ماجرا گذرا لیکن
ادہر اجرا نے جسوقت نامہ کوکب معمار کو پہونچا اور عازم ہوا کہ کوکب پاس جاوے دن پیچھے یہ کوکب
کیطرف آیا وہان ایک ساحر افراسیاب کا دوست بھی معمار کے پاس اسوقت تھا وہ اپنی جگہ پر
اسکے جانے کے بعد آیا اور اسنے نامہ جملہ حال کا افراسیاب کو لکھا کہ اسطرح معمار کو کوکب نے بلایا ہی وہ
اسکے پاس گیا ہی آپ ہوشیار ہو جائیے یہ نامہ افراسیاب کو جب پہونچا اسوقت حیرت کا نامہ بھی پہونچا
کہ مہر خ کے لشکر مین معمار آیا ہی اور اسکی شراکت کرنیکا ارادہ ہی بادشاہ یہ دونون نامہ پڑھکر متفکر تھا کہ
تیسرا نامہ حیرت کا آیا کہ معمار کو صرصر پکڑ لائی ہی یہ نامہ پڑھکر بادشاہ کو خوشی ہوئی اور اسیوقت
جواب لکھا کہ اسی طرح معمار کو بہت ہوشیاری سے رکھنا مین بھی آتا ہون حیرت کو جب نامہ شاہ پہونچا
اسوقت اسکو شراب کا نشہ بہت تھا وہ اٹھکر اندر ایک قفس کے کہ وہان پتلے اور بت ہزارون رکھے
ہوئے تھے اُنکے دیکھنے کو چلی گئی ادھر حال چالاک سُنیے کہ یہ جو وہان سے چلا تو پہلے اُسنے صورت بگڑ
بارگاہ حیرت مین جاکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ صرصر اندر طلسم کے معمار کو لیگئی بس یہ بھی اسیطرف چلا
دریاے خون رواں پر پہونچا نشان قدم صرصر کا وہان دیکھا اسنے بھی چلنے کا قصد کیا جب پل پر زبان پر
قدم رکھا دریاے خون رواں جوش مین آیا پانی اُسکا معلوم ہوا کہ آسمان سے لگ گیا کف دریا اسوقت
آفتاب تھا آسمان اُس بحر کا ایک حباب تھا اور علاوہ دریا مین جوش آنے سے ایک بوار چالاک کو
پانی کی سُرخ رنگ نظر آئی جس سے طبیعت سخت گھبرائی حال اُس پل کا اور دریا بارہا لکھا گیا ہی لیکن
بسبب اوہی ناظرین پھر درج ہوتا ہی کہ ضرور چاہیے بیان کیا گیا ہی کہ یہ مقام طلسم بند ہی اور چار درجہ کا
بنا ہوا ہی اُسکے نیچے کے درجہ مین دریاے خون رواں جاری ہی اور اوپر کے درجون کا یہ نقشہ ہی کہ ہر درجہ
مین بارہ بارہ ہزار دربان طلسم کے متعین ہین اور ایک درجہ مین جو بارہ ہزار درجہ ہین انمین ایک ایک
بہزاد کھڑی ہی ایک سمت کو کچھ جن ہین کہ وہ شیر پر سوار شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے مستعد جنگ ہین
اور ایک درجہ مین بہت سے دربان ہین اور ہر درجہ مین دو زنگی آپسمین شمشیر زنی کر رہے ہین مگر تلوارون کا
اُنکی یہ عالم ہی کہ جہان وہ تلوار جسپر زنگی کے جسم مین لگ جاتی ہی بس وہ ایک ہی وار مین دو ٹکڑے ہو جاتا
ہی باوجودیکہ وہ دونون دربان کوزہ گتے بھی خوب ہین لیکن اگر ہاتھ پڑ جاتا ہی تو پھر قلمی ہو جاتا ہی اور قابل
اُسی مقتول کے دونون ٹکڑے جسد کے ملا کر گر دلاش پھرتا ہی وہ پھر زندہ ہو جاتا ہی اور لڑنے لگتا ہی اور اُسکو قتل کر

ی حرکت وہ بھی کرتا ہی وہ بھی ہی اُٹھتا ہی غرض اس طرح سے سب آپسمین فعل وفتح ہوتے ہین مگر مرتا
ایک بھی نہین اور تیسرے درجے کے درمان مین ایک ایک پہ زیادہ بیٹھی ہی نہایت خوشنما رنگ
ناہیدہ آسمان سے بہتر فلک حسن کی قمر وہ پہ زیادہ مین موتی چھوٹے چھوٹے مین بھرے اچھالتی ہین کہ وہ
موتی سب دریا مین گرتے ہین اور دریا سے سبز و سرخ زرد مچھلیان نکلکر انکو نگلجاتی ہین اور اوپر
اُس درجہ کے جو برج بنے ہین اُن پر جون ہین ایک ایک پری حسن مین بہتر از ماہ و مشتری ہاتھ مین
مشعلین لئے کھڑی ہین اور پل پر جو دیوان بالکل الماس کا ہی کہ مثل برق کے چمک رہا ہی
اُسکی بہت بلند ہین اور جا بجا مینار اُس پر بنے ہین اور ہیبت اُن مینارون کی ایسی ہی کہ دیکھے
دیکھے مینار اوپر کے ایسے نظر آتے ہین کہ جیسے دھڑ آدمی کا ہی اور اُس مینار مین سے آدمی نکل رہا
ہی لیکن پانون کا پتا نہین اور وہ آدمی بھی دریا سے جواہر مین غوطہ مارے ہین اور دونو طرف
فیصلون پر پل کے کچھ پریان ہین کہ سراسر زر و زیور سے آراستہ گوئے قولادی ہاتھون مین
لیے آپسمین گیند دھڑکا کھیل رہی ہین اور آسطرح گیند بازی ہوتی ہی کہ کوئی گولا زمین پر گرنے
نہین پاتا ہی برابر تار بندھا ہوا ہی اور ہر گنبد سے پھول مثل ہوائی اور بہت پھول کی آتشبازی کے
چھوٹتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ سراسر پھولون کا تلک رہا ہی چالاک نے تو کبھی یہ تماشا دیکھا نہ تھا حیران ہوا
اور سیر کھڑے ہو کر دیکھنے لگا اس عرصہ مین برق بھی ہر طرف سے پھرتا ہوا یہان آکر پہونچا دیکھا چالاک
کو پل پہ کھڑے دیکھکر اُسنے پوچھا کہ کیون بھائی صاحب کچھ سراغ آپ کو معمار کا ملا یا نہین چالاک نے
کہا کہ معمار تو نکل گئی اور اسی طرف سے گئی ہی مگر ہم یہان طلسم کا ایسا انداز دیکھتے ہین اس سبب سے جاتے
ہوئے خوف کھاتے ہین مقام ناچاری ہی برق نے کہا پھر کوئی تدبیر ضرور کرنا چاہا اور معمار کو لانا ضرور
ہی کیونکہ وہ ہمارا مہمان عزیز ہی اور دوسرے خواجہ کوکب کے پاس ہین انھون نے وہان سے
بھیجا ہی اگر کچھ بیچ پڑ گیا تو بُرا ہوگا خواجہ الزام دینگے کہ تم لوگون سے نگہبانی ایک شخص کی نہو سکی
چالاک نے کہا اگر یہ ہی تو ہم جاتے ہین چاہے کچھ ہی کیون نہو ہمکو غیاری جیسے طلسم ظاہر مین کرنا
ویسے باطن مین برق نے کہا یہ سب سچ ہی مگر اندر طلسم کے کوئی جا نہین سکتا اور نہ مین آپ ساحر ہو یا
غیر ساحر وہی شخص جاتا ہی جسکو افراسیاب کی اجازت ہی یا افراسیاب بلا لیتا ہی جب جاتا ہو تا ہی ای
بھائی یہ طلسم مثل اور طلسم کے نہین ہی یہ مقام بہت سخت اور دشوار گذار ہی جب سے مین یہان

آیا ہون دو مرتبہ اندر طلسم کے گیا ہون اور خواجہ بھی ہمراہ تھے ہین چالاک نے کہا اگر تم ہو آئے
تو ہم کو بھی دو ایک مرتبہ جانا ضرور چاہیے برق نے کہا ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا وہان کا گیا پھر ہوتا
نہین اور بڑی مشکل سے زندہ رہتا ہی ساحران آدم خوار دمردم آزار ناخدا ترس رہتے ہین مسکن شیاطین
و آسیب ہر جگہ ہو خدا پناہ جان اُنسے بچنا مشکل ہوتی ہی روٹی نہین ملتی پانی نہین ملتا ہی چالاک
نے کہا کچھ کیون نہو ای برق تم تو ہو آئے اور مسے یہ باتین عیاری کی کرتے ہو اب جو خدا کی مرضی ہم
جائینگے ضرور یہ کہکر آگے قدم بڑھایا شور دغوغا پانی کے اندر سے پیدا ہوا کہ لیجو گھیر لو مار لو اور
شعلہ ہاے آتشی دریا سے نکلکر اور ہر طرف سے پیدا ہوکر تا فلک سرکشیدہ ہوئے برق نے دوڑکر پکارا
کہ ای بھائی چالاک واسطہ اپنے دین ومذہب کا پھر آؤ کیا غضب کرتے ہو کیون اپنی جان مفت
دیتے ہو دیکھو اب بھی کچھ نہین گیا ہی آؤ پھر آؤ چالاک نے اُسکی خاطر سے کہدیا کہ اچھا آتا ہون اور
وہان سے دکھانے کی راہ سے پھرا اور سامنے ایک درہ کوہ تھا اُسمین چلا گیا برق بھی مطمئن ہوکر
ایک طرف روانہ ہوا چالاک پھر درہ کوہ سے نکلکر پل کیطرف روانہ ہوا مگر برق نے خیال کیا کہ
دیکھو تو چالاک کیا کرتا ہی پھر اُسنے جو تلاش کیا تو دیکھا کہ پل پر قدم رکھتے ہی پھر جوش و خروش پیدا
ہوا ہر حباب دریا کا چشم خونخوار بنکر آنکھین دکھانے لگا پھٹے پھٹے لال لال دیدون سے ڈرانے لگا اور
قدم جب چالاک آگے بڑھاتا ہی پیچھے پڑتا ہوا اور یہ معلوم دیتا ہی کہ ہزار کوس پر مین جا گرتا ہون
لیکن پھر کوئی سنبھالدیتا ہی اور چار طرف اُس دریا مین سے اژدر آتشین اور ماران سیاہ زہریلے نکلنا
شروع ہوئے اور پریون نے دہی گیند یعنی گولے فولادی اُسپر برسانا آغاز کیے عیاذاً باللہ ہر سمت سے آتشبازی
ہونے لگی زمین و آسمان سب ایک انگارہ نظر آتا تھا بیچ مین اُسکے سمندر کیطرح چالاک جاتا تھا ہر طرف سے
آواز گھنٹ گھڑیال بجنے کی آتی تھی اور صداہاے مہیب سے دل دہلتا تھا زنگی جلد جلد لڑتے تھے اور کرتے
تھے نہنگ خون آشام دریا سے نکلکر حملہ کرتے تھے دہانہ کا مزاج برخلاف تھا دریا نہ تھا زنگی کا دل
جوش مین فرط غضب سے آیا تھا یا بخارات دل دہر کے نکلتے تھے کہ آگ کے شعلے بنگئے تھے وہ جگہ
کرہ نار تھی دوزخ سے زیادہ گرم اور پرواز شرار تھی ادھر آگ برستی تھی شرر مثل باران کے یا تیر شہاب
کے آتے تھے شعلے بگولے کیطرح پیچ و تاب کھاتے تھے شیاطین آگ منہ سے اُگل کر رخت ہستی جلایا چاہتے
تھے اُس مقام پر شرر و شعلہ ریز کا حال تھا کہ ابیات

شور پانی کرے تھا رہ رہ کے	اسطرح چھوٹتے ہین چرخ پہ چھکے	سنگ پر یون تھی آب کے اب مارے
چھاتی پر جون گرے ہی نزاُر مار	ساغر مہر گرم تھا یان تلک	شیشۂ آتشی ہوا تھا فلک

یہ کیفیت اُس سرزمین طلسم کی دیکھکر چالاک گھبراتا تھا مگر اپنے جسم آتش اور ہر بلائے سحر سے بسبب انگشتری جمشیدی کے محفوظ تھا اور قدم اُٹھاتے خدا کو یاد کرتا چلا جاتا تھا اور دل سے کہتا تھا برق فرنگی کا قول بالکل غلط نظر آتا ہی بیان تو یہ سب شعبدہ صرف دکھلانے کا ہی کچھ ضرر نہین پہونچتا ہی اے چالاک کبھی کسی کے کہنے پر نہ چلے اگر تم ڈرکے رہجاتے ہرگز یہان نہ آسکتے برق کو نہین معلوم تھے کیا عداوت تھی جو منع کرتا تھا اسی طرح کے خیال دل سے کرتا ہوا جاتا تھا مگر یہ نہ جانتا تھا کہ مین بسبب انگشتری جمشیدی کے بچتا ہوا جاتا ہون اور ہر بلا سے محفوظ ہون الحاصل یہ تعجب وخیز کرتا ہوا پل کے اوپر سے گذر کر اُس پار دریاے خون رواں کے پہونچا مگر دل مین حیران تھا کہ کیونکر مین بچ آیا اور برق اس پار کھڑا دیکھا کیا دل مین بہت متحیر تھا کہ چالاک ضرور کچھ سحر سمجھ آیا ہی غرض جب چالاک اُس پار پہونچا سامنے قلعۂ طلسمی نظر پڑا کہ دروازہ بہت وسیع اور دراز اُسمین لگا ہی اور گنبد نور سامنے بنا ہی منزلہا منزل تک دیوار قلعہ کی کھنچی نظر آتی ہی دروازہ کھلا ہی ہزارہا ساحرون کا پہرا ہی چالاک بھی الگ جاکر صورت ایک ساحر جلیل القدر کی ایسی بنا کہ کانون مین جواہر کے کنڈل ڈالے یاقوت رنگ سانپ گلے سے لپیٹے دھوتی پتامبری باندھی موتی اور مونگے کی مالا ہاتھ مین لیا بازون پر جوشن مرصع کا باندھ کر دھنی سونے کی کمر سے لپیٹی منقل سونے کی آگ اُسمین دہکتی ہاتھ مین لیکر اندر دروازہ کے آیا کسی نے اُسکو روکا نہین یہ سمجھکر کہ یہان سوائے اجازت یافتہ ساحر کے اور کوئی آنہین سکتا ہی چالاک بے اندیشہ دروازہ سے گذر کر جب آگے بڑھا شہر یان اُسکو نظر پڑا ہر طرف ساحرون کی شبی دیکھی رعیت فرط عشرت سے ہنستی دیکھی کئی مرتبہ کیفیت اُس شہر کی بیان ہوئی ہی اسوجہ سے اختصار کیا یہ دوکانین اور مکانون کو دیکھتا ہوا چلا کہ ہر قصر جسکا قصر فریدون اور نوشیروان پر طعنہ زن تھا یہان کے مکانات دیکھکر طاق فریدون کے دل مین رشک سے روزن تھا سینہ سوراخ دار تھا مختصر یہ کہ یہان کا ہر ایک ادنی مکان بھی بہت نایاب قطعہ تھا بالکل پرستان کا ایسا نقشہ نظر آتا تھا دل اُسی جا رہنے کو چاہتا تھا ہر طرف پری پیکرون کا جماؤ ہر سمت جوان جوان جادوگرنیون کا بناؤ دکانین آراستہ خریداردون کا ہجوم پیراستہ اشیاے نفیسہ و اقمشہ و اجناس عمدہ کا انبار

ہر چیز نایاب و پُر بہار چالاک سیر دیکھتا ہوا گنبد نور کے متصل آیا اُسکو بھی بڑا طلسم کا پایا تین درجے کا ایک قصر فلک رفعت بنا پایا کہ جو ملکہ طلسم کی تخت نشینی کا مکان ہی اطراف مین اُسکے ہزارہا قصر بنے تھے نقش و نگار مین ارژنگ چین اور نگارخانۂ مانی کو شرماتے تھے روح نعمان بن منظر اُس مکان کی گرد آوری پر نثار تھی سبحان اللہ کیا عمارت قطع دار تھی خورنق بہرام کی حقیقت اُسکے سامنے بے حقیقت نظر آتی تھی صفائی عمارت آئینۂ اسکندر کو اندھا بناتی تھی اور گنبد کے ملکہ حیرت نہ تھی اُنھین مکانات مین سے ایک مکان مین مسند نشین عزت تھی ساحران نامی حاضر تھے فن ادب سے ماہر تھے سامنے ملکہ کے گلدستے طلسمی چنے تھے عطردان پاندان چوگھڑے رکھے تھے صرصر شمشیرزن بھی حاضر تھی اور معمار کو سامنے والے ایوان مین کہ اُس قصر سے علٰحدہ وہ مکان تھا وہان پلنگ پر جاکر صرصر نے لٹا دیا تھا ساحرون کو پہرے پر بٹھا دیا تھا چالاک ساحر بنا ہوا اندر اُس مکان کے کہ جسمین حیرت تھی آیا اور ایک طرف کو اپنی فکر مین استادہ ہوا اور اُسنے حال دربار سے کیا خیال کیا کہ خدا کی قدرت بہت بڑی ہی کہ جو ایسی بادشاہزادی اور ایسے زبردست ساحر افراسیاب پر ہم لوگ فتح پائین اور اُن ملاعنان غدار کو خاک مین ملائین سبحان اللہ اکبر کیا جاہ و جلال ہی کیا ملک ہی کیا خزانہ و مال ہی اسی فکر مین تھا کہ صرصر کو اُسنے خلعت پر زر پہنے ایک طرف کو استادہ دیکھا اور صرصر نے بھی کہ دستور عیاران ہی نئے آدمی کے آنے سے اُسکو خوب دیکھ لیتے ہین چار طرف دیکھا چالاک پر نگاہ پڑی مدت سے طریقے عیارون کے یہ دیکھتی آتی ہی اور عیارہ زبردست ہی اُسنے نگاہ اوّل پہچانا کہ یہ چالاک عیار ہی اور اُسکی آنکھ چالاک کی آنکھ سے اسطرح لڑی کہ چالاک بھی سمجھ گیا کہ اُسنے مجکو پہچانا یہ تو راہ کر اُسیوقت باہر اُس قصر کے نکلگیا اور صرصر اُسکو دیکھکر متوجہ ہوئی تھی کہ مین حیرت سے اُسکے آنے کی حقیقت کہون اُسنے اُسکو باہر جاتے نہین دیکھا پس حیرت سے اُسنے کہا کہ ای ملکہ دوران وہ دیکھیے چالاک بن عمرو معمار کے چھڑانے کی فکر مین یہان آیا ہی اور استادہ ہی حیرت نے اُسکے کہنے سے اسی طرف پھر کر دیکھا تو چالاک کو نہ پایا پس خفا ہوکر صرصر سے کہا کہ اری چڈو تو کیا کچھ دیوانی ہوگئی ہی یا نشہ زیادہ ہو گیا ہی بھنگ پی کر آئی ہی جو ایسی بات بیوقوفی کی مُنھ سے نکالتی ہی اری یہ تو بھلا تو اپنے دل مین سمجھ کہ چالاک دریاے خون رواں طی کرکے اندر طلسم کے کیونکر آیا اور در شہر نا پرسان پر ہزارہا ساحر بیٹھا ہوا تھا اُسکی آنکھون مین خاک اُسنے کیونکر جھونک دی صرصر ان باتون

کو سنکر سمجھی کہ ملکہ سچ کہتی ہین تجکو شبہہ ہوگیا واقعی یہان عیارون کا آنا دشوار ہی اگر کبھی آتے ہین تو پیر کر آئے ہین یا ایک بار برق چادر چمپشیدی کی وجہ سے آگیا تھا ایسا کچھ سوچکر یہ بھی خاموش ہورہی اور دربار مین اور باتین ہونے لگین ادھر چالاک جو باہر اُس قصر کے نکلا تو اُس مکان کیطرف آیا کہ جہان معمار قید ہی وہان اُسنے دیکھا کہ بہت سے ساحر ایک مکان کے دروازے پر بیٹھے ہین یہ بھی ٹہلتا ہوا اُسی طرف پہونچا اور اُنکے قریب آکر چلے تو کھڑا رہا پھر کہا کہ بھائیو یہ مکان تو بہت سرد معلوم دیتا ہی ملکہ جس قصر مین بیٹھی ہین وہ بہت گرمی کی جگہ ہی مین تو بوکھلا کر چلا آیا اُن ساحرون نے یہ کلمات سنکر جواب دیا کہ بھائی صاحب حقیقت مین تو ہم تم ایک ہی ہین کیونکہ تم بھی اس طلسم مین رہتے ہو اور ملازم بادشاہ ہو اور ہم بھی ہین کے ساکن اور ملازم ہین لیکن دلمین اپنے آزردہ ہونا کہ ہمکو یہان ٹھہرنے کو اُنھون نے منع کیا ای بھائی ہم مجبور ہین اس مقام پر کسی کو حکم مالک کا ٹھہرنے دینے کا نہین ہی پس لازم ہی کہ تم یہان سے چلے جاؤ اسجگہ ٹھہرنے مین ہمارے تمھارے دونون کے لیے قباحت ہی کیونکہ یہان ایک ساحر زبردست قید ہی چالاک نے نام قیدی کا جو سنا تو متعجب ہوا کہ کون ایسا زبردست قید ہی کہ باہر مکان کے بھی کسی کو ٹھہرنے کا حکم نہین اُنھون نے کہا بھائی معمار قدرت اُس ساحر کا نام ہی چالاک نے معمار کا نام سنکر گردن ہلائی اور کہا خوب ہوا جو وہ قید ہوا بڑے دعوے سے قلعہ بنانے آیا تھا نکھرامون کا طرفدار بنا تھا سرکشی سے بہت سر اُٹھاتا تھا اسی بھائی اسی طرح سب نکھرام قید ہوا ہین تو البتہ خوشی کا مقام ہی یہ کہکر کہا اچھا بھائی کام سے کام ہی وہ بات کیون کرین جسمین تمپر الزام آئے ہم جاتے ہین مگر گرمی مین آئے تھے اگر کہو تو پانی تھوڑا وہ جو گھڑا سامنے رکھا ہی اُسمین سے پی لین ساحرون نے کہا شوق سے پانی کی سناہی نہین ہی چالاک گھڑونچی پاس گیا اور سرپوش گھڑون کے اُٹھاکر سبکو دیکھا وہ ساحر اُسکو پانی کی اجازت دیکر آپسمین باتین کرنے لگے اور اُسنے بیہوشی پانی مین ملادی اور ایک گھڑے سے کچھ پانی انڈیل کر دکھانے کی راہ سے پیا اور کہا بھئی پانی بھی بہت سرد تھا کہ پینے سے کلیجہ ٹھنڈا ہوگیا کیون بھائی کیا برف اُسمین ڈالی ہی اچھا سامری کے حوالے کیا ہم چلے مگر ہم بھی کتنے بیمروت لوگ ہین کہ ایک چلم بھی نہ پلائی آگ ہوتی تو تمباکو اور چرس ہمارے پاس بھی دو دم مار لیتے کہ گرم ہوجاتے یہ جو اُسکا مہمان وہ چار ساحر چرس کے عادی تھے وہ بولے کہ آؤ بھائی آگ ہم دین یہ تو خواہ مخواہ ڈرے جاتے ہین

ارے قیدی اندر مکان کے قید ہی یہ بیچارے قیدی کا کیا کر لینگے ان باتون سے ساتھ والے بھی
خاموش ہو رہے جرسیون نے چالاک کو بلا کر پاس اپنے بٹھایا اور کہا بھائی دیکھو وہ ٹھیک آگ
کی سلگا رکھی ہی چالاک نے کمر سے تمبیی تمباکو کی نکالی اور چلم اُسنے لیکر اُسپر جمائی اور کچھ چرس نکالکر
آنکو دکھائی اور کہا یہ ہی تو کشمیہ مگر سال جہان کے مقابلے مین ہی اور بہت نایاب ہی یہ کہکر تھوڑی سی
چلم مین جماکر آگ پھٹک کر رکھی اور اُنکو دی کہ لو بھائی سرکرو اُنھون نے کہا نہین پہلے تم سرکرو
اُسنے کہا واہ ہم تمھارے سامنے سرکرین ارے بھائی ہم تو تمھارے پست پینے والے ہین اُنھون نے کہا
واہ واہ یہ آپنے خوب کہی ایک نے کہا ان بھائی کا مزاج بہت اچھا معلوم ہوتا ہی بہت گل آدمی ہین
غرض باتین بناکر اُنھون نے دم لگائے چالاک نے دوسری چلم اور جماکر اوروں کو دی جتنے تھے
سب نے اور دو دو ایک ایک دم لگائے اور لغزیدہ کرتے جاتے تھے کہ بھئی واہ کیا تحفہ چرس ہی کچھ دیر مین سبکو
گرمی معلوم ہوئی اور تشنگی پیدا ہوئی اُٹھکر انھین گھڑون مین سے سب نے سیر ہوکر پانی پیا اور چھینک
مار کر سب بیہوش ہوگئے چالاک اندر مکان کے پردہ اُٹھاکر داخل ہوا اور صورت صرصر کی بنکر پلنگ
پر سے معمار کو اُٹھاکر پشتارہ باندھکر دوسرے دروازہ سے مکان کے نکلا دہان اور دربان استادہ
تھے اُنھون نے صرصر کو پشتارہ لیجاتے اور اندر سے مکان کے نکلتے دیکھکر کہا کہ آپ اسطرف سے تو گئی
نہین پھر کدھر سے اس مکان مین آئین صرصر نے جواب دیا کہ ہمکو سامری جمشید نے یہ بھی قدرت
دی ہی کہ چاہین ظاہر ہوکر جائین چاہین پوشیدہ داخل مکان ہون کہ کسی کو نظر نہ آئین اور جس
مقام پر جی چاہا ہی یونہین ہزار مرتبہ گئے ہین اور اگر ایسی قدرت ہم مین نہوتی تو ایسے ایسے
ساحران نامی کو ہم پکڑ کر کیون لے آتے تو دیکھو یہ پشتارہ معمار قدرت کا ہی ملکہ حیرت جادو پاس
لیے جاتی ہون یہ کہکر قدم شاطری مارتا ہوا سیدھا ایکطرف کو روانہ ہوگیا مگر راہ مین اور بہت ساحر
دیکھے کہ گنبد نور محافظ تھے اور یہ اندر سے گنبد نور کے ابھی نکلا نہ تھا آخر کی ڈیوڑھی پر اُن محافظون نے
اسکو روکا کہ بی بی صرصر کیلیے جاتی ہو اُسنے کہا کہ ملکہ حیرت نے ایک شی اپنی بارگاہ مین بھیجی ہی ہمین
اُسی کو لیے جاتی ہون اُنھون نے کہا کہ ہمکو تو آدمی اسمین معلوم ہوتا ہی صرصر نے جواب دیا کہ پھر ہمارا
تو کام ہی یہ ہی کہ آدمی کو لاتے ہین اور لے جاتے ہین اور نہین کیا ہم بوجھ کسی کا مزدورون کیطرح ڈھوتے
ہین اور مال و جواہر تھوڑی کسی کا باندھکر لیجاتے ہین جو کوئی بھٹرو اچنال ہمکو روکے ٹوکے اور پکڑے

تم تو آج ایسی تحقیقات کرتے ہو گویا مجکو چوٹی مقرر کیا ہی بھلا مجکو کیا مطلب ہی جو آدمی لادون اور چورنبون جی مین آتا ہی کہ اس پشارے کو تمھارے سر پر مار کر اپنا راستہ پکڑون جو کوئی پوچھے گا تو کہدونگی کہ اپنے دربانون سے پوچھ لو وہ لوگ یہ باتین سُنکر خائف ہوئے اور کہا واقعی بی صرصر تم سچ کہتی ہو کہ تمھارا کام آدمی کا لانا اور لیجانا ہی لیجاؤ خفا نہو ہمکو کیا کام ہر روک ٹوک سے صرصر بکتی جھکتی وہان سے لیکر آگے بڑھی مگر جب کوئی دس بارہ قدم دروازہ باقی رہا تو دروازہ نظر سے غائب ہو گیا اُسوقت اُسنے اپنے دل مین کہا کہ برق فرنگی سچ کہتا تھا بس اُسنے خیال کیا کہ لاؤ انگشتری جمشیدی کو دیکھون یہ سوچکر اپنے ہاتھ کو دیکھا تو انگشتری پر نگاہ پڑی اُسمین لکھا دیکھا کہ ای چالاک میرے سبب سے تو اس مقام پر چلا آیا مگر اب مجہ مین طاقت نہین ہی کہ مین تجکو باہر مکان طلسمی کے پہونچاؤن مگر ہان اگر میضۂ عقاب جمشیدی تیرے پاس ہوتا تو البتہ تو باہر جا سکتا تھا اب تو بغیر امداد ساحر زبردست کے نکلنا یہان سے دشوار ہی ماندی ماندی تا دور قیامت ہمین جو ماندی اب چالاک یہ مضمون دیکھکر انگوٹھی کا حیران ہوا اور آندھی آئی غلغلۂ آمد افراسیاب ہوا تمام طلسم مین شور مچگیا کہ شہنشاہ آتے ہین ہزارون ساحر دوڑ پڑے ہوا سرد چلنے لگی ابر سُرخ نمودار ہوا ساحرون مین سے کوئی سجدہ کرنے لگا کوئی اوندھے مُنھ گرا کوئی ڈنڈوٹ کرنے لگا گھنٹے اور گھڑیال اور ناقوس اور جھانجھ بجنے لگے اب چالاک سمجھا کہ اب بُرے پھنسے بس اُسنے گھبراکر جو دیکھا تو اُس مکان کا کونٹھا اُسکے خیال مین آیا کہ سوائے اِسجگہ کے اور کوئی مقام پوشیدہ ہونے کا نہین بس بزرینہ اُسکا تلاش کرکے جلد تر بالاخانہ پر آیا وہان ایک راؤٹی پڑی تھی اُس راؤٹی مین جاکر چھپکا بیٹھا وہان سے بھی ایک طرف کو کھلا ہوا تھا تو وہ مقام جہان حیرت تھی دکھائی دیتا تھا الحاصل یہ تو وہان بیٹھا اور افراسیاب اُسی قصر مین کہ جہان حیرت تھی آکر اُترا حیرت نے اُٹھکر مجرا کیا شاہ نے ہاتھ پکڑکر تخت پر اپنے برابر بٹھالیا حیرت نے ایک سو ایک کشتی جواہر اور سو اسکے کشتی اشرفیون کی نذر پکڑی اس اثنا مین صرصر بھی خلعت عطیۂ حیرت پہنے ہوئے آئی اور نہایت خوش و خرم میدانعام سامنے بادشاہ کے آکر کھڑی ہوئی جب شاہ نے اُسکی طرف دیکھا اُسنے مجرا کیا شاہ نے بھی اُسکی تعریف فرمائی کہ ای صرصر تو نے بڑا کام کیا اُسکے صلے مین بہت کچھ تو پائیگی صرصر نے بادشاہ کی دونون ہاتھون سے بلائین لین اور کہا ای بادشاہ یہ سب آپ کا اقبال ہی میری کیا اصل ہی جو مین کچھ کرسکون آپکے اقبال سے پنجہ میرا اتنے بڑے

ساحر پر قابض ہوگیا اور مین ایسے موذیون سے بچکر اُسکو لے آئی شاہ نے کہا اس امر مین بہت مجکو حیرانی ہی
کہ معمار بڑا اپنے مذہب کا پکا تھا یہ کیا وجہ ہی کہ اب سب لوگ سامری اور جمشید سے برگشتہ ہوتے جاتے
ہین یہ کیا شامت اعمال ہر ایک کی ہی کہ اپنے دین کو خود چھوڑکر خدائے نادیدہ کو پرستش کرتے ہین
کیا مرنے سے نہین ڈرتے کبھی آخر سامنا سامری کا ہوگا یا نہین پھر اُسوقت کیا جواب دینگے حیرت
نے کہا پھر دوزخ مین خداوند کی جلینگے اور کیا ہوگا اقراسیاب نے کہا اچھا ان امور سے کچھ مطلب نہین ہی
صرصر تو جاکر معمار کو میرے سامنے لے آصرصر بموجب حکم چند ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر چلی اور اُس
مکان کے دروازے پر پہونچی کہ جہان معمار کو چھوڑ آئی تھی دربان وغیرہ اُسکو دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے
اور کہا کیون بی صاحب پہونچا آئین اُس فتنہ پارے کو دوسرے نے کہا ارے بھائی دریافت کرنے کی کیا
احتیاج ہی وہ لیگئی تھین تو پہونچا آئی ہونگی تم ان عیار نبون کے مقدمہ مین زیادہ دخل نہ دیا کرو تھین
کیا مطلب ہی جو پوچھتے ہو صرصر نے یہ باتین سُنکر کہا کہ تمنے کیا کہا کہ پہونچا آئین مین کیا لیگئی تھی جو پہونچا
آئی اُسنے کہا کہ جسکو تم لیکر آئی تھین اُسی ابھی لیگئی تھین صرصر نے کہا ارے واہی ہوا ہی کون چڈو آئی
تھی اور لے کون گئی تو کہتا کیا ہی کچھ دیوانہ ہوا ہی دربان نے کہا آپ تو گالیان دیتی ہین ہماری جانے
جوتی کہ آپ کسے لیگئین اور لے آئین آپ ہی اپنے مُنہ سے آپ چڈو بنتی ہین لو رمالزادی بنتی
ہین ہم نہین جانتے جاکر دیکھیے اس کلمہ پر صرصر اُسکو نگاہ قہر گھورتی ہوئی کہ رہ تو جا موندی کاٹ
سمجھون گی اور دربان ساتھ والے کہتے ہوئے کہ تمنے اتنا پوچھکر آفت بلائی اُسنے کہا اجی آفت کیا آئیگی
بہت ہوگا نوکری چھوٹ جائیگی لو صاحب ہم کیا اب ہر ایک کی باتین سُنا کرینگے یہان تو ایسی باتین
ہین مگر وہان صرصر دوسرے دروازے پر جو آئی تو ساحرون کو بیہوش پڑے دیکھا اندر مکان کے جو گئی تو
معمار کا پتا نہ پایا پیتل کا لاک کا لگا پایا بس یہ ماجرا دیکھکر بدحواس ہوگئی اور سب ساحرون کو باہر آکر اُسنے
ہوشیار کیا اور کہا ارے کمبختو یہ کیا ستم تمنے کیا کہ تم سب مرے ہے اُنھون نے کہا سبحان اللہ واہ آپ
بھی کیا خوب آدمی ہین کہ ہمکو الزام دیتی ہوئی آئین سوتا کون ہی اور غافل کون تھا ہم تو سب جاگ
رہے ہین صرصر نے کہا اگر تم ہوشیار تھے تو معمار کو کون لیگیا وہ بولے کوئی لیگیا ہوگا اِسکو ہم کیا
جانین مگر ہم جاگتے ہین صرصر نے کہا شہنشاہ آئے ہین اب تمھارا جاگنا معلوم ہوگا معمار کو کوئی لیگیا
اور تم جاگتے تھے اتنا سُنتے ہی ہرکارے جو لگے ہوئے تھے وہ بھاگے اور جاکر شہنشاہ کو اطلاع دی کہ

معمار وہان نہین ہی اسمین صرصر بھی آئی اور اسنے سب حال بیان کیا افراسیاب نے سب جرا
شکر اپنے دونون ہاتھ بندکر کے کھولے ہاتھون مین سے ایک تیلا پیدا ہوا اور اڑکر سامنے آیا افراسیاب
نے کہا پکار جاکر کہ معمار کو لیکر ای چالاک جلد حاضر ہو تیلا اڑکر جانب آسمان گیا اور بلندی پر
ٹھہر کر اُسنے آواز بلند پکار کر کہا کہ ای چالاک بن عمرو جس مقام پر کہ تو بیٹھا ہی معمار کو لیے ہوئے
وہان سے جلد مع معمار کے سامنے شہنشاہ ساحران کے حاضر ہو کہ شہنشاہ قسم یاد فرماتا ہی کہ مین تجکو طلسم
کے باہر نکالدونگا اور اگر میرے حکم کو تو نے نمانا اور معمار کو نہ لایا تو مقرر غارت کردونگا تیلا تو یہان ہی
کر رہا تھا اُدھر مہنت جادو نام ایک ساحر نے ہاتھ باندھکر افراسیاب کے سامنے عرض کیا کہ ای
شہنشاہ آپنے جو تیلے سے منادی کرائی ہی گمردہ لیجانے والا اُس مقام پر کا ہیکو ہوگا جو آواز تیلے کی
سنکر آئیگا وہ کب چلا گیا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ وہ جا نہین سکتا طلسم سے مہنت نے کہا کہ چالاک
پاس انگشتری جمشیدی ہی اور بیضۂ عقاب ہی پھر وہ کیون ٹھہرنے لگا افراسیاب نے کہا بیضہ اپنے دیوار
سفاک پر مارا وہ اسکے پاس باقی نہ رہا اگر کوئی تمیز دار لائق ساحر ہوتا تو بیضہ سے دیوار بھی توڑتا اور
اُسکو ہاتھ سے نہ کھوتا وہ سحر کی قدر کیا جانے بیضہ اسنے کھینچ مارا وہ برباد ہو گیا خالی انگشتری سے اب
وہ جا نہین سکتا اِدھر اُدھر ہوگا مہنت یہ کلام سُنکر خاموش ہو رہا اور اُن تیلے نے جو بار بار پکار کر کہا چالاک
نے آواز اُس تیلے کی سُنی اور دل مین آیا کہ سامنے بادشاہ کے چلون مگر بسبب انگشتری کے صدائے تیلہ اسکے تاثیر
کامل نہ کی اگر انگشتری نہوتی تو ضرور سامنے مسحور ہو کر جاتا اور انگشتری ہونے پر بھی اتنا اثر ہوا کہ گھبراکر زمین
پر اُس کو ٹھکے آباد دیکھا تو تمام طلسم مین غدر ہو رہا ہی ہر ایک ساحر کہتا ہی کہ ارے بھائی اپنے اپنے مکان کے دروازے
بند کر دو دکانون کو بڑھاؤ ایک بار برق طلسم مین آیا تھا تو سب بازار لٹ گئی تھی اب کی کوئی چالاک ہی
کہ وہ آیا ہی پھر وہ تو چالاکی کرے ہی گا نگہبان قلعہ مکانات کے دروازون پر بیٹھتے جاتے ہین دکانون
کے بند ہونے کی آواز آتی ہی خلقت بھاگی جاتی ہی یہ حال دیکھکر چالاک سمجھا کہ بیشک تم مارے گئے اسی
شش و پنج مین خیال آیا کہ انگوٹھی مین معلوم ہوا تھا کہ بغیر ساحر زبردست کی اعانت کے نکلنا یہان سے
دشوار ہی اس سے معمار تو ساحر زبردست ہی وہ تیرے پاس ہی اسکو ہوشیار کر کے حال بیان کر کیا بعید ہی کہ جو
تجکو نکال لیجلے یہ سوچکر حبست کر کے پھر اُس راؤٹی مین آیا اور معمار کو پشارے سے کھولکر ہوشیار کیا جب
اسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک راؤٹی مین پڑا ہون اور ایک عیار روہ کہ بارگاہ مہرنج مین تھا میرے

پاس کھڑا ہی یہ اُٹھ بیٹھا اور مستفسر ہوا کہ مین کہان ہون اور کیا ماجرا ہی چالاک نے جلد حال صرصر
کے پکڑ لانے کا اور اپنے یہان آنیکا اور مکان سحر سے نکالکر اُس راؤٹی مین لانیکا اُس سے بیان کرکے
کہا کہ ای معمار اب تمسے کچھ تدبیر ہوسکے یہان سے نکل چلنے کی تو کرو ورنہ میری اور تمھاری جان مفت
مین جاتی ہی میرا جو کام تھا وہ مین کرچکا اس امر سے ناچار ہون کہ تمھین لیکر نکل نہ سکا اب افراسیاب
یہان آیا ہوا ہی اور اُسکا پتلا مجکو کئی بار پکار چکا ہی اور بار بار میرے دل مین آتا ہی کہ مین اُسکے سامنے
چلا جاؤن اور دروازہ مکان کا مجکو نکل جانے کے لیے معلوم نہین دیتا ہی بس اب تم جلد تر کوئی
بندوبست کرو معمار قدرت نے ہنسکر کہا کہ تم گھبراؤ نہین مین تمکو لیے چلتا ہون مین تو افراسیاب
کے سمجھانے کو آیا تھا مگر سچ کہا تھا کوکب نے کہ وہ بالکل خردماغ ہی اور کوڑ مغز ہی پھر وہ میرا کہا کاہیکو
مانیگا ایسے کو نصیحت کرنا بالکل بے سود ہی بموجب مصرع تربیت نااہل را چون گردگان برگنبدست
یہ کہکر چالاک کو بغل مین داب کر اُس کوٹھے کے دوسری طرف یہ کودا یہان جو آکر دیکھا تو صدا پتلا
سحر کا معمار کو اور چالاک کو ڈھونڈھ رہا ہی اور غلغلہ بلند ہی اُسمین ایک پتلے نے چالاک اور
معمار کو جاتے ہوئے دیکھا کہ کوٹھے پر سے اُتر کر بغل سے چالاک کو اُسے چھوڑ کر کہا میرے پیچھے چلے آؤ
اور دونون جاتے ہین بس پتلے نے غل مچایا کہ وہ جاتے ہین وہ جاتے ہین آواز پتلون کی افراسیاب
نے بھی سُنی اور بیقرار ہوکر کھڑا ہوگیا اور پکارا کہ ای معمار قدرت خیرہ سر تیرہ روزگار کہان جاتا ہی
خبردار جانے کا ارادہ نہ کرنا اُس آواز کو سُنکر معمار نے کہا کہ ارے تو کیا بکتا ہی معلوم ہوا کہ اندھا ہوگیا ہی
اور اسقدر غرور تیرے کاسۂ دماغ مین سمایا ہی کہ اب تجکو کچھ دکھلائی نہین دیتا ہی یہ کہکر چالاک کو بغل مین
دابکر اُڑا اور قندیل غلاف ہوگیا پھر پتلون نے غل مچایا کہ وہ گئے اور معمار کا کہنا بھی کہ تجکو غرور ہوگیا ہی
شاہ طلسم نے سُنا بس غصہ مین آکر قصد اُڑنے کا کیا ملکہ حیرت جادو اُٹھکر کمر سے لپٹ گئی اور بادشاہ کو
کھینچا کہ وہ اُڑنے سے گر اگرنے مین لات حیرت کے لگ گئی وہ سمجھی کہ بادشاہ کو مین جو مانع جانے کے
لیے ہوئی تو اُسنے عمداً لات ماری بس پھر تو بگڑ کر بولی کہ بھاڑ مین جائے ایسا گھر چولہے مین جائے
ایسا ساتھ ای صاحب تم اسقدر گھبرا کیون گئے ہو تو اپنا راج تہ کرو کھو تم آدمی کو آدمی ہی نہین سمجھتے ہو
لو صاحب میرے لات مار بیٹھے اور کوکھ کو ٹھکرانا بُرا ہوتا ہی میری جلتی کو کہہ سامری قسم میری کمر مین درد
ہونے لگا یہ کہکر تیوری چڑھاکر منہ بنایا افراسیاب نے ٹھڈی مین ہاتھ ڈالا ای جان من مین نے آپ سے

جانکر لات نہین ماری تمنے مجکو کھینچا مین خود گر پڑا اچانک لات تمھاری لگ گئی یہ کہکر خوشامد کرنے لگا
اسنے کہا بس بس اب باتین نہ بناؤ معلوم ہوا کہ اب ہماری کم بختی سب طرح سے آگئی ہی تمھارا تو یہ حال ہی
کہ ادنیٰ اعلیٰ ہر ایک پر دوڑ پڑتے ہو یہ کون حرکت بیجا ہی شاہ نے کہا پھر کیا کرون اتنے ساحر
بیٹھے تھے کسی نے بھی حوصلہ عقب معمار جانے کا نہ کیا ملکہ نے کہا تو منہ سے کہنا چاہیے تھا کہ لو اُسکو جب
کوئی نجاتا جب ہی کہتے خیر ہمارا ادبار رہا اب یہان ملکہ تو بگڑتی ہی شاہ خاطر اُسکی کر رہا ہی وہان معمار
جو بلند ہوا شہر نا پرسان سے ایک ہی سناٹے مین نکلکر پل پر آیا یہ ساحر زبردست ہی سب طرح کے
تحفہ اپنے پاس رکھتا ہی اسوجہ سے جب شعلہاے آتش اور بلیات دریا نے سرکشی کرکے اُسکو
آزار پہونچانا چاہا اُسنے سحر پڑھا ادھر انگشتری دست چالاک مین تھی اسوجہ سے دریا نے راہ
دی یہ صحیح سلامت اس پار اُتر کر چالاک کو تو پنجے سے چھوڑ دیا اور کہا تم اب لشکر مین جاؤ مین دو تین
روز کے بعد آؤنگا اور اپنی ذلت ہونے کا مزا اُس فراسیاب حرامزادے کو دکھاؤنگا یہ کہکر ایک سمت
کو روانہ ہوا اور چالاک بارگاہ مہرخ کیطرف چلا کر جا کر ملکہ سے رہائی معمار کا حال بیان کرونگا ادھر
حیرت جادو نے بارگاہ رنگین حصار کو نکلوا کر باہر طلسم کے استادہ کرایا اور وہان آکر داخل ہوئے اور
فراسیاب اُسکے پاس سے اُٹھکر جانب ظلمات چلا گیا مگر چالاک جو جانب بارگاہ مہرخ چلا اُسکو راہ
مین معمار پھر ملا ایک سمت کو جاتا تھا اور کچھ سوچتا جاتا تھا چالاک نے اُسکو روکا اور کہا اے معمار اگر آپکے
خلاف مزاج نہو تو دو قدم پر بارگاہ مہرخ ہی وہان تشریف لیجیے آسودہ ہوجیے و نیز وہان سب متفکر
آپ کی گرفتاری سے ہونگے اُنکی تسکین بھی کیجیے وہ سب آپکو دیکھ لین مین زبانی جاکر جو کہونگا تو کسکو
یقین آئیگا اور کسی کو نہ آئیگا اور مہرخ مجھسے آزردہ ہونگی ہم لوگ عیار ہین جو کچھ انعام اکرام ملنے والا
ہوگا وہ کچھ ملے گا آپ کا حرج ہی کیا ہی دو چار جام شراب کے پی کر چلے جایئے گا یہ کلمات سنکر
معمار قدرت ہمراہ چالاک چلا اور دونون آکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئے مہرخ کو نہایت خوشی
ہوئی اور بڑی خاطر معمار کی احوال پوچھا اُسنے تعریف چالاک کی فرمائی کہ اسطرح جاکر اُسنے
مجکو چھڑایا ورنہ بڑی مجکو ذلت شاہ جادوان دیتا مہرخ نے حکم ترتیب جلسہ عشرت دیا جام مے
ارغوانی کا دور چلنے لگا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی رقاص رقص کرنے لگے یہان
تو سب مصروف عیش و نشاط ہین وہان بارگاہ رنگین حصار مین حیرت جادو جو آئی ہی تو نہایت

آزردہ خاطر اور ملول ہو رہی ہو اور حال معمار اور چالاک سے بیان کر رہی ہو اسمین مصور اور صورت نگار جادو بھی آئے اور اُنھون نے حال زبانی ملکہ سُنکر صرصر سے کہا کہ تو ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ مین عیار کو خوب پہچانتی ہون مگر آج تو نے کیون نہ پہچانا جو چالاک قید سے آکر معمار کو چھڑا لیگیا صرصر نے کہا قضا و قدر سے کیا چارہ ہو اسکو مین کیا کرون اور مین نے تو ملکہ سے عرض کیا تھا کہ چالاک آیا ہو ملکہ نے فرمایا کہ یہان کوئی نہین آسکتا مین بھی سمجھی کہ ملکہ سچ فرماتی ہین بس یہی دھوکا ہو گیا پھر ہونے والی بات اُس سے سب ناچار ہین حیرت نے کہا اچھا ایک مرتبہ وہ قید سے نکل گیا پھر اب کیا نہین پکڑا سکتا جاد یکھہ تو کہ معمار کہان ہو اور ہو سکے تو پکڑ لا صرصر یہ سُنکر کچھ غیرت مین آکر صبا رفتار کو اپنے ہمراہ لیکر پھر روانہ ہوئی اور صورت بدلکر لشکر مہرخ مین آئی بحر عیاری مین غوطہ مار کر ایک دم قصد اُسنے حاصل کیا فوراً چوبدار کی صورت بنکر اُس طرف پہونچی کہ جہان مہرخ کی مجرئی رنڈیان اُتری ہوئی تھین یہان آکر جو دیکھا تو خیمہ در بالین استادہ ہین فرش دریون چاندنیون کے بچھے ہین رنڈیان جوان جوان بیٹھی ہین کوئی مقابہ کھولے آرائش و زیبائش مین اپنے مصروف ہو کوئی بیٹھی تعلیم لیتی ہو عاشق تن جمع ہین کوئی کسی یار سے ہنس رہی ہو اسی طرح یہ دیکھتی ہوئی ایک رنڈی سندر نام کے ڈیرے پر پہونچی کہ اونچی رنڈی تھی اُسکا ہاتھی جو لنگام مین ملا تھا ایک طرف بندھا تھا خیمہ مثل بارگاہ کے بہت بلند اور وسیع تھا نوکر خدمتگار وغیرہ سرگرم کار تھے دو چار خوشامدی ہر وقت مرد آدمی وضع دار بیٹھے رہتے تھے رنڈیان یعنے نوچیان ہر طرف بصد آرائش و زیبائش پھرتی چلتی تھین دو ایک چاہنے والے بھی اِدھر اُدھر لگے ہوے تھے بعض سے اشارے ہوتے تھے بعض سے چلبت بازی ہوتی تھی صرصر چوبدار تو بنی ہوئی تھی ایک نازنین نہایت خوبصورت گلفام کو اسنے تجویز کر کے قریب جاکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا ای بی ذرا ادھر آؤ سنو تو اُسنے کہا بھئی ہائے اللہ ہمسے نہ بولو اُسنے کہا واہ وا تم تو خوب ہوارے صاحب مین تمسے ایک بات پوچھونگا اُسنے کہا کہ جو کچھ پوچھو اتنی جان سے پوچھو مین کیا جانون اُسنے کہا نہین تمسے پوچھ لینگے تو کیا قباحت ہو گی ذرا ادھر آؤ وہ نازنین اُسکے کہنے سے پشت خیمہ کیطرف چلی آئی اُسنے کہا مین تمسے یہ پوچھتا ہون کہ تمھارا سر ڈھاکا گیا ہو یا نہین وہ شرما کر نیچی گردن کر کے چپ ہو رہی اُسنے کہا شرمانے کی بات نہین ہو یہان ایک سردار والا تبار معمار قدرت آیا ہو اُس سے کئی لاکھ روپیہ کی یافت ہو اُسنے یہ سُنکر چاہا کہ اپنا ہاتھ چھڑا کر کھلکھلا کر ہنستی ہوئی

بھاگ جانے مصرحہ نے ہنسی سے اُسکے مُنہ پر ہاتھ پھیرا کہ وہ بیہوش ہو گئی اُسنے اُسکو اُٹھا کر اور علحدہ مقام تنہائی مین لیجا کر کپڑے اُسکے اُتارے اور بنا بروغن عیاری لگا کر اُسی کی ایسی صورت بنی اُسوقت اُسکی صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کی عجیب کیفیت تھی کیونکہ ایک تو وہ خود ہی حسینہ جمیلہ نازنین عورت تھی دوسرے طرہ اُسپر بنا دٹ تھی مار کاکل سے اُسکی جان عشاق بچنا دشوار وہ زلف اُسکی پُر پیچ و خمدار کہ دام دلکش اُنکو کہان روا ہزارون بلائین اُنکے بلون سے پیدا زخم کاکل کا قریب چشم آنا پھندے مین آہوون کو پھنسانا نظر آنا عید کا چاند جبین اُسکی مہ پارہ یا افق مطلع انوار یا صبح صادق کے آثار مہر ومہ کا رنگ سامنے اُسکے پھیکا آئینہ اسکندر سامنے آجانے سے شرمندہ چاند اُسکا ماتھا ٹیکا اُسکے اوپر نیا تماشا کہ چاند کے اندر تارا جبین حسین بحر خوبی کی موجین چین جبین بنفسے مصور چین رہین ابرو کو برق دم کہیے تو بجا ہی ہر ایا سے اُنکے بجلی گرانا ظاہر ہوتا ہی ہزارون اُنکی کمان ابرو کے عشق مین چلہ کش جان کمان ابروان جنبر غمزہ چشم فتان بعینہ تو سن ناز شوخی اور دلبری کا اُنسے پیدا انداز ابلق لیل ونہار کو آنکھین دکھاتی تا زیانہ سر مہ دنبالہ دار کا لگاتی سرگیں آنکھین تو آہو تھین اور سرمہ شاخ آہو ہر چشم اُسکی آفت اور فتنہ جو تاک اُسکی چہرہ پر حسن کی ناک جو بینون کو ہر وقت اُسکی تاک وہ گورے گورے رخسار نرم ونازک تر جنکے بوسہ کی ہوس سے عمر بھر اگر جان دیکر بھی بوسہ اُسکا میسر ہو تو مفت ہی سراسر خوبی مین طاق ہی ہر چند کہ بظاہر جفت ہی لعل سے لب لعلین کی اُسکی تشبیہ کیا اُسمین تبسم یہ نزاکت یہ ادائے دلربائی کجا وہ واقعی رکھتے ہین اعجاز مسیحا اِسی طرح ہر اعضا اُسکا بے مثل ولاجواب بحر خوبی مین وہ درنایاب چھاتیان سینہ پر اُبھری ہوئی انار وہی سیب کو شرماتین باغ حسن کے تخل مین یہ دو ثمر عمدہ تھے وہ چھاتیان دو انار پر سو بیچارہ بنائین کیا وصف حسن اُسکا کیا جائے از سر تا پا جسکا یہ نقشہ ہو کہ مسدس

دیکھنا چاہیے لیلی کو بچشم مجنون	اُسکا سایہ ہر پری بنکے اُسی پر مفتون	معجز عیسی مریم کا ہر رفتار سے خون
جھومتا سحر در اٹھکیلیون کی چال فسون	کیسی مستانہ قیامت کی چھبیلی ہی چال	کبک دری ہنس تو خود رفتہ ہین آہو مال
ہاتھ اک کولے یہ اور ایک ہو بالا دہان	کب لچکتی ہوئی اس چال سے دل پا نہان	سینہ اُبھرا ہوا گردن مین خم اور کچھ خمدان
تکتی چوری کی نظر سے وہ چلی شرم کنان	پیر ٹھکرا کے جو بازیب کی جھنکار کرے	خفتہ خواب عدم کیسے نہ بیدار کرے
فاش پردہ کرے جب آئینہ زانو کا	سر کے بل پھینک کے آئینہ سکندر آیا	آب آئینہ سے پانی ہو بہت سا چاہا

ڈوبتا چینی بھرا پانی نہ یوسف کو ملا	آئینہ رویون سے یون نسبت نا تو تھی عیان	آئینہ داری ہو مانند حضور کوران
شوخ و شنگ ختی وہ کافر بیدین عیار	رام اُس بت نے کیے مومن کا ذرہ نیدار	ہو قیام اُسکا قیامت تو بلا کی رفتار
ستم و جور و جفا سبکے نرالے اطوار	ڈھنگ سارے تھے نئے چینی انداز نئے	طور تھے تازہ کرشمے ہین نئے ناز نئے

اِس صورت سے آراستہ ہوکر اُس رنڈی کو ایک کڑھے مین ڈالکر ٹیون وغیرہ سے چھپاکر آپ اٹھلاتی ہوئی اُس خیمہ مین کہ جہان سے وہ رنڈی آئی تھی آئی نائکہ نے اُسکو دیکھکر پوچھا اری سندر کہان گئی تھی اِسنے کہا حضور اِدھر ہی اُدھر تھی وہ خاموش ہو رہی اِس عرصہ مین چوبدار سلطانی آیا کہ چلو حضور مین مجرا کرنے کو بُلایا ہی نائکہ نے کڑے سونے کے ہاتھ مین پہنے انگیا ٹھیک چست زیب تن کرکے ململ کا چنا ہوا دوپٹا اوڑھکر چوپلے مین سوار ہوئی رنڈی کو بھی پاس بٹھایا ایکطرف اگالدان لگالیا پاچھے آگے ڈھیر کرلیے کہار ڈولی اُٹھاکر چلے پیچھے پیچھے بھی روان ہوئے غرض یہ جاکر جلو خانہ مین اُتری ایک طرف کو صحنچی بارگاہ مین ملی فرش بچھ گیا اسباب وہان رکھا گیا ساز وہان چھڑنے لگا نوچی آراستہ کنگھی چوٹی سے ہوکر ناچنے چلی نائکہ آکر ایک طرف بیٹھی ملکہ و اہل دربار کو تسلیم کی یہ تو اسطرح ناچنے آئی مگر صبا رفتار جو اُسکے ساتھ آئی تھی اُس سے اُسنے کہدیا تھا کہ مین تو جاکر کسی طوائف کی صورت پر بنکے بارگاہ مین پہونچونگی تجکو چاہیے کہ بارگاہ مین آکر کوئی عیار ہو تو اُسکو بفن عیاری بارگاہ سے اُٹھا لیجانا اور ایسا کچھ اپنے خیال مین اُسکو مصروف کرنا کہ وہ میرا دھیان مطلق نہ کرسکے پس صبا رفتار ایک خواص کی ایسی قطع بنکر داخل بارگاہ ہوئی یہان چالاک کرسی پر سامنے معمار کے بیٹھا تھا اُسنے جو نگاہ اُٹھاکر حسب دستور عیاران چار طرف دیکھا تو ایک خواص کو اجنبی صورت پر دیکھا رفتار پر جو اُسکی نظر پڑی صاف پیرہ سے پانون پڑتے دیکھا پس پہچان گیا کہ یہ عیارہ ہی بس یہ بھلا دادیگر اُٹھا کہ مین پکڑلون صبا رفتار تو اِسکو اپنی جانب مصروف کرنے آئی تھی بس وہ جلد باہر جلو خانہ مین چلی گئی چالاک پھر ٹھہر گیا سمجھا کہ وہ نکل گئی لیکن ہر طرف آپ ہوشیاری کی راہ سے نگران رہا صرجو کسی بنکر آئی ہو اُسکی جانب چندان خیال نہین کیا اور صبا رفتار بعد کچھ عرصہ کے پھر داخل بارگاہ ہوئی اور ایک طرف آکر ٹھہری چالاک نے جو اُسکو دیکھا معلوم کیا کہ عیارہ پھر آئی معلوم ہوتا ہی کہ یہ گھات مین لگی ہی اُسکو پکڑنا چاہیے بس یہ سوچکر پھر اپنی جگہ پر سے اُٹھا اور راہ کترتا ہوا اُسکی جانب چلا کہ دھوکا دیکر پکڑلون صبا رفتار

ترچھی نظر سے دیکھ رہی تھی وہ پھر بھاگ کر چلی اتفاق سے جلوخانہ کی طرف چالاک جا چکا تھا ادھر
وہ گئی اُسکے سرائچہ بارگاہ فراکر چلی چالاک بھی اُسکے پیچھے بارگاہ سے نکلکر چلا پھر تو تمام بارگاہ مین
اندر باہر غلغلہ ہوا کہ صاحبو ہوشیار ہو جاؤ بچیان بارگاہ مین آئی ہوئی ہین دست بردی کو ہر ایک
شخص اپنے مقام پر متنبہ ہوا اُس عرصہ مین صرصر ناچنے لگی اور اسطرح گائی کہ ہر ایک محو ہو گیا مگر ہر شخص
بسبب شور ہونے عیار بچیون کے متوحش ہو رہا تھا اسوجہ سے کچھ اچھی طرح اُسکا رنگ نہ جما اور معمار نے
جو نام عیار بچیون کا سُنا گھبرا کر کھڑا ہو گیا مہرخ نے کہا کیون کہان کا ارادہ ہے اُسنے کہا مین اب جاؤنگا
یہان عیار بچیان آمادہ بہ عیاری ہین مجکو ذلت ہو چکی ہے اب ٹھہرنا مناسب نہین ہے ایسا نہو کہ پھر
کوئی پیچ پڑ جائے انشاء اللہ اب جو وہان سے آؤنگا تو سزائے معقول ہر ایک باغی کو دونگا مہرخ
بھی اس کلمے سے خاموش ہو رہی اور یہ اُٹھکر جانب جلوخانہ روانہ ہوا صرصر ناچ رہی تھی اُسنے کہ
سے کہا کہ یہ سردار مجکو اشارے سے بُلا گیا ہے شاید کچھ بھید مفتون ہوا مین جاتی ہون اور اس سے باہر
بارگاہ کے جاکر باتین کرتی ہون نائکہ نے لالچ مین آکر اجازت دی صرصر جلد باہر بارگاہ کے گئی
اور معمار کو جاتے دیکھکر پکارا کہ اے نوجوان ذرا ٹھہرنا اندر بارگاہ کے تو غلغلۂ عیار بچیان تھا بدین وجہ
معمار نے اُسکے حسن و خوبی پر اچھی طرح نظر نہ کی تھی اسوقت ٹھہر گیا اور غور سے جو اُسنے دیکھا ایک بت
شوخ و شنگ جسکا دل اور چھاتیان دونون سنگ ماہ لقا یوسف جمال شمع رو گل اندام مہر ضیا
عیسیٰ خصال سمن بو لالہ فام دریائے دلبری کی گوہر یم حسن کی مہر منور راحت دلہائے مضطر حبیب
غوش دلبر محبوب خوشخو گلرو بلبل خو سمن بو چشم آہو بناز و ادا ایری جانب آتی ہے اور مسکرانے مین
خنجر موج تبسم دل پر پھیرتی ہے غرض اُس آفت جان نے قریب آکر دونون ہاتھ گرد مین ڈال دیے
اور کہا باسامری ایسا بھی بے مروت مین نے تمسا کوئی مرد انہین دیکھا اس طوالف پنے کے
پیشہ مین ہزارون مردوے مین نے دیکھ ڈالے لیکن تمھاری سی صورت آجتک مین نے دیکھی
تھی مین سچ کہون جب سے مین نے تمھین دیکھا ہے میرا تو یہ حال ہوا ہے کہ مصرعہ

پیار کرتی ہون مگر تم کو مری چاہ نہین	آپ اترانے مین یا خیر سے آگاہ نہین	کھا کے سوگند کہا مین نے کہ واللہ نہین
تم سے کیا رسم ہو خوبان سے مری راہ نہین	ہو گیا جان کا لیوا مجھے کر کے مفتون	اڑی جو پٹی پہ موے عشق کو قربان کر دی
دل ہوا تم پہ فدا تم نہین واقف پیارے	ہو کے خون بہ گیا آخر دل و جان ہمارے	دن جو حسرت مین گیا شام الم کے مارے

رات پھر صبح ہوئی ہجر میں گن گن کر کے	خاک میں آپ کی الفت نے ملایا جو مجھے	آتش عشق نے جھونکا دل جان کا خرمن

بس اب مین تمکو کہان جانے دونگی سامری کی قسم ہو جان دونگی اگر میری جانب نظر التفات نکرے
معمار نے جو ایسی خوبصورت کمسن معشوقہ کو ایسا عاشق خصال پایا دل سے کہا کہ یہ بھی ایک دولت
نازوال ہو جو سامری نے تجھے عنایت کی ہو ارے نادان مصرع چاہنے والی کسکو ملتی ہو اسکو ہاتھ
سے نہ دینا چاہیے بس یہ سوچکر اسنے کہا ای جانی وای بائے عمر و زندگانی بھلا مین کیا جانون کہ کون
تجھسے محبت کرتا ہو اور میری الفت مین کیا دعا کرتا ہو اب معلوم ہوا کہ تمکو مجھسے الفت ہو اچھا تم ٹھہرو
مین بعد چند روز کے پھر یہان آونگا اسوقت تمکو اپنے پاس بلاؤنگا اس صنم زیبا صورت نے ایک چیلا
ہاتھ اسکے اوپر مارا کہ چل مردوے حواس مین آ اپنا تو یہ حال ہو کہ ایک گھڑی دقت مین کٹنا محال ہو
اور یہ جب آئینگے تب تجکو بلائینگے جب تک تم تجکو جیتا پاؤ گے یہان قبر پر روتے ہوئے آؤ گے یہ کہکر چیلے سے کہا
کہ سامری کی قسم ناگہ روز پیام سنو بھکنے کا ہر ایک امیر سے دبتی ہو مین اس نام سے بھاگتی ہون کہ
ہون کہ جسپر دل آیا ہو سامری کرے وہ امانت اپنی پوری پائے ای میان تیرے صدقے اب مجکو تم اپنی
فرقت مین نہ تڑپاؤ جہان جاتے ہو وہان ساتھ لیتے چلو مجکو گھر مین چھوڑکر یہان چلے آؤ ناگہ اگر
داد فریاد کرے کچھ اسکو دیکر راضی کر دینا معمار دل مین اپنے سوچا کہ یہ مال تو خوب ملا کہ یہ ناکتخدا ابھی
ہو پھر کسی کی جورو بیٹی نہین اچھا تو ہو اسکا محل کر لے بس یہ سوچکر اسکا ہاتھ پکڑکر اشارہ جو کیا ایک تخت
اسکے چوتڑون کے نیچے آگیا معمار بھی اس تخت پر سوار ہو لیا اور اسکو لیکر چلا یہان کچھ عرصہ مین
ناگہ نے اپنی نوچی کو تلاش کیا تو اسکو نپایا باہر کے لوگون سے دریافت کیا انھون نے کہا کہ ہنسے تو کیا
کہ وہ معمار قدرت کے تخت سر پر بیٹھکر چلی گئی ناگہ یہ سنکر سامنے فہرخ کے آکر پٹخنے لگی اور کہا واری
میری روزی کا ٹھیکرا تو معمار قدرت صاحب لیگئے فہرخ نے کہا تجکو سرکار سے تنخواہ بدستور ملا
کریگی اور حال دریافت کرکے نوچی تیری دلادی جائیگی گنا کپڑا بھی منگا دیا جائیگا ناگہ ناچار وہان
سے پھرکر اپنے مقام پر آئی وہان کچھ دیر کے بعد اسکی نوچی کو گڑھے مین ٹپے ٹپے ہوش آیا
اور گھبراکر اٹھی اپنے حال کو دیکھکر گھبرائی اور وہان سے تون وغیرہ کو باندھکر جلد تر خیمہ مین آئی ناگہ
نے پوچھا کہ اری تو تو معمار کے ساتھ چلی گئی تھی اسنے سب حال چوبدار کے آکر چیلا بیجانیکا بیان کیا اب
ناگہ اور خائف ہوئی کہ وہ جو معمار کے ساتھ گئی ہو وہ معلوم ہوتا ہو کہ عیار بچی ہو دیکھیے اگر معمار کو مار ڈالا

تو ہم لوگون پر بڑا الزام آئے گا اُسنے نوچی کو کپڑے پہنائے اور پھر لیکر سامنے مہرخ کے گئی اور سب کیفیت معرض عرض مین لائی مہرخ نے فوراً طائر سحر اور بچلے وغیرہ بارگاہ حیرت کیطرف روانہ کیے کہ اگر معمار کو عیارہ وہان پکڑ کر لائے تو مجکو اُسی وقت خبر دینا طائر وغیرہ تو اُس طرف گئے اور طائفہ کو گہنے اور لباس کھو جانے کے عوض بہت کچھ روپیہ دیکر راضی کیا یہان تو مہرخ ہمتن گوش بنی ہوئی متحیر اور متفکر بیٹھی ہی لیکن وہان صرصر کا حال سنیے کہ معمار تخت اڑائے اُسکو لیے روانہ تھا اُسنے اثنا راہ مین معمار سے پوچھا کہ اسوقت آپ کہان جاتے ہین مین نے سنا ہی کہ آپ کا وطن بیابان گلریز ہی کیا وہین جانے کا ارادہ ہی معمار نے کہا ای سراپا ناز حسن خدا ساز اپنے وطن بھی جاؤنگا مگر پہلے میرا قصد کوکب پاس جانے کا ہی کہ پہلے اُسنے یہان کا سب حال بیان کرون تو پھر اپنے وطن مین جاؤن صرصر نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر تو اسکے ساتھ ملک کوکب مین چلی گئی تو وہان خواجہ عمر و موجود ہین وہ پہچان کر مجکو پکڑ لینگے پھر تو چھوٹ بھی نہ سکے گی اور وہ مواسا ربان زادہ بچکا لیل بھی ہمت کرینگا دوسرے یہ کہ وہان کے جانے سے کیا مطلب ہی راہ ہی مین کام اسکا تمام کرا در اسکو پکڑ کر لیجاؤ یہ سوچکر ایک مقام پر اُسنے کہ وہان دامن کوہستان تھا اور دور تک سبزہ لہلہا رہا تھا طرح طرح کے گلہائے بوقلمون کھلے ہوئے سرد عیسیٰ دم مسیح نفس وزان تھی ہمہ گلدستہ ایوان بہار رکھتے پھولون سے بھرے تھے شاطر بہار نے سر کوہ پر سہرے پھولون کے باندھے تھے چشمہ لطافت اور صاف ہر طرف لہرین لیکر دل سیاحون کے لہراتے تھے چشمہ چشم مین تراوت اُنکے دیکھنے سے آتی تھی دل انسان کو اپنے اوپر لبھاتی تھی درخت زمین کے مارثمار سے بوسہ لیتے تھے جانور انپر زمزمہ سرائی کرتے تھے عالم اُس صحرا کا تھا کہ بیت ابین سبزہ و این سحر ابوے زجنون دارد + دیوانگی دستی امروز گلون دارد +

اُس صحرا کو دیکھکر صرصر نے معمار کی گردن مین باہین ڈالدین معانقہ شدہ گدرایا بدن وہ تن گرما گرم کی گرمی پہونچا قوت حیوانی ہیجان مین آئی جلد اُسنے بھی رخسار پر رخسار رکھدیا یا وہ خرط مست جس سے چپ بیٹھا تھا اُسنے ہنگامہ ہستی اُٹھایا غلیان شہوت ہوا اُس ماہ پارہ نے بصد خلاص آنکھون کو گردش دے کے مسکراکر کہا کہ ای معمار ایسا سبزہ اور ایسا صحرا بھی کم دیکھنے مین آیا ہی ہی ملک کوکب یقین ہی کہ بہت دور ہو اگر تمھارا جی چاہے تو اُس پہاڑ کے دامن مین کسی چشمہ کے کنارے اُترکر گھڑی دو گھڑی ٹھہرو ہنسو بولو عیش کرلو پھر آگے چلنا معمار فرط مستی سے بیچین تو ہو گیا تھا ہی

اس بات کو غنیمت کیا فور عظیم سمجھا اور یہ بھی خیال کیا کہ بیشک یہ کمان ابرو تجھپر ہزار جان سے قربان
ہو از بسکہ لذت وصل سے ابھی آگاہ نہین ہو اسوجہ سے سادہ مزاج ہو جو آپ ہی خواہش کرتی ہے
اگر بھولی بھالی نہوتی تو پکی چھنیسی عورت کھیلی کھائی ہوتی تو ناز و غمزہ جتاتی اب دلبری کی راہین
ہار رکھنے کی چوٹین اسکو سکھائینگے اور طرحدار محبوبہ بنائینگے جب اپنے گھر مین اسکو پہونچائینگے خوب
مزے اڑائینگے بس ایسا کچھ سوچکر اُسنے کہا ای جانی میری جان تجھپر قربان اگر تیرا جی سیر کرنے کو
چاہتا ہی تو اتر پڑین تو تیرے بہار باغ حسن کو دیکھتا تھا دنیا کی بہار سب بُری جانتا تھا اور نظارہ
گلشن جمال کا کرتا تھا اب تیری مرضی سے ناچار ہوا یہ کہکر تخت اُسنے ایک چشمہ کے کنارے اُتارا اور
اُسکے قریب ایک مرغہ درختون کا بھی تھا بس اُس چشمہ کے کنارے معمار نے چادر کمر سے کھولکر بچھائی
اور بیٹھا وہ نازنین پانی مین پانون ڈالکر خوش فعلی کرنے لگی اور گھٹنون تک پائچے چڑھائے
معلوم ہوا کہ شمع فانوس بیرہن سے باہر نکل آئی وہ پانون اُسکے نگارین اور گوری گوری پنڈلی
معمار کی جان نکلنے لگی چاہا لپٹ جاؤن اُسنے کہا ٹھہرو تو لو تم یہان سناؤ گے مین ذرا تمسے
الگ جاکر پانی سے کھیل لون منھ ہاتھ دھوکر ابھی آتی ہون اُسنے کہا مین تجکو اس جنگل مین اکیلا
نہ جانے دونگا شیر بھیڑیے کا ڈر ہی اُسنے جواب دیا کہ مین دور نہ جاؤن گی گزر وگر تمسے ہٹکر منھ
دھوؤن گی یہ کہکر کچھ دور اُسکے پاس سے ہٹکر کنارے چشمے کے بیٹھی اور پانی مین ہاتھ ڈالا
اُسوقت اُس بحر خوبی کے عشق مین موجین پانی کی کنارے سے دریا کے سر ٹکرانے لگین پانی کے
دلمین بھی جوش محبت پیدا ہوا شور اُسنے بھی مثل نالۂ عاشق کیا غرض بر سبیل اختصار ہر مقام پر
لکھنا اس جلد کا مرکوز ہی صبر نے ہاتھ منھ دھوکر ایک بیضۂ بیہوشی اپنے پاس سے نکالا کہ وہ
بیضہ کئی طرح کے رنگ سے رنگا ہوا نقش دار تھا سبز سرخ زرد لکیرین اور پھول اُسپر بنے تھے بس
وہ بیضہ لیکر اٹھلاتی ہوئی گات کا عالم ابھرے پن کا دکھاتی ہوئی معمار کے پاس آئی اور کہا ای جی
ای جی مین منھ دھو رہی تھی یہ انڈا وہان پڑا تھا نہین معلوم کس جانور کا ہی کہ ایسا انڈا مین نے کبھی
اپنی آنکھون سے نہین دیکھا معلوم ہوتا ہی کہ رنگین مچھلی جو دریا مین نہین ہوتی ہی وہی کنارے
پر آکر یہ انڈا دیگئی ارے نہین نہین مین سمجھ گئی یہ ولایتی کچھوے کا انڈا ہی اماصاحب
ہمین سے خوشبو بھی آتی ہی سامری کی قسم مجھے دل سے بھاتی ہی یہ کہتی جاتی تھی اور

اسطرح کمر کو بل دیتی تھی کہ نامرد مادرزاد کو بھی مستی آتی تھی معمار نے اُسکو دھر کھینچا اور کہا میرے
ساتھ سو رہو اُسنے کہا سامری قسم دیکھو میری کلائی ٹوٹ جائیگی اور نگوڑا یہ وقت سونے کا کون ہے رات
کو سوئے ہین یا اسوقت ہوا بھی ٹھنڈی چلتی ہے نیند تو خوب آئیگی مگر مین سچ کہون جان بھی جائیگی معمار
نے کہا واہ وہ سونا مین نہین کہتا ہون ذرا میرے پاس بیٹھئے تو سہی اُسنے کہا اوہو اب مین سمجھی تم مجکو
چور و بناؤ گے جمشید جانے مین ان باتون کی راضی نہین مین ہی صاحب تمھاری صورت دیکھنے کی مشتاق
ہون مین صاحب تمھارے ہتے پہ نہ چڑھون گی معمار نے ایک نامانا اور اُسکو جبراً خوش محبت مین کھینچا
اُسنے کہا اچھا اچھا مین تمھاری کنیز ہون مین جانتی ہون کہ مردوے اپنے مزے کے واسطے رحم نہین کرتے
مین دیکھو سامری کی قسم میرا پنڈا بھی پھیکا ہی کئی دن سے بخار رہتا ہی اسوقت تمھاری زبردستی سے
دل دھڑکنے لگا مگر تمکو اپنے مزے کی سوجھی خیر اس انڈے کو سونگھو اور بتاؤ تو کہ یہ کیسا انڈا ہی اُسنے
دل سے کہا کہ سونگھکر کچھ کہہ بھی دے کہ یہ اُسکا انڈا ہی بس اُسکو لیکر اپنے سونگھا سونگھتے ہی بیہوش ہوگئی
اُسنے بچھا چادر عیاری اُسکو کندے سے خوب مضبوط باندھکر پشتارہ اُٹھا کر پشت پر لگایا اور ڈیوڑھی گرجیا
کی لگا کر وہان سے روانہ ہوئی اور تمام طلسم کی راہون کو تو یہ جانتی ہی اور عیارہ ہی یا تون شاطری
مار کر راہ کو طے کر کے اپنے لشکر مین پہونچی راہ مین کسی عیار سے بھی ملاقات نہوئی اور اُسنے معمار کو
لاکر سامنے حیرت کے ڈالدیا اور کہا لیجیے وہی معمار یہ موجود ہی اب جو چاہیے اسکے حق مین کیجیے
حیرت نے یہ حال دیکھکر خوشنود ہوکر اسکو بہت بھاری خلعت دیا اور کہا اری صرصر اب اسکو تم حوالت
بیہوشی ہی مین قتل کر ڈال صرصر نے کہا بہتر اگر یہ مین جانتی تو سر کاٹ لاتی یہ کہکر پشتارے سے اُسکو
کھولکر نیچے گھسیٹکر چاہا کہ ہاتھ مارون اور گردن اُسکی قلم کردون یہان بیان راوی کا ہی کہ کوکب نے
معمار کے چلتے وقت سحر بھی اپنا ساتھ اسکے دیا تھا کہ جائے تو بارگاہ افراسیاب مین لامحالہ دستگیر اُٹھائے
تاکہ دل اِسکا افراسیاب کیطرف سے پھر جائے مگر اُس سحر کی تاثیر کبھی تھی کہ معمار قتل نہونے پائے مین
جیسے ہی صرصر نے نیچے مارا وہ سحر کوکب کا سونے کی جریب بنکر ماہین تلوار صرصر و معمار حائل ہوگیا کہ
شمشیر صرصر اُس جریب پر پڑی معمار تو قتل سے محفوظ رہا مگر وہ جریب طلائی ٹوٹ گئی اس عرصہ مین چالاک
جو پیچھے صبا رفتار کے گیا تھا جب اُسکو وہ نہ ملی تو وہ پھر کر بارگاہ مین فرخ کے پاس گیا فرخ نے کہا ارے
چالاک تم تو عقب عیار گئے تھے صرصر کیسی بنی ہوئی آتی تھی وہ معمار کے ساتھ گئی ہی مین دل سے

دعا کر رہی ہون کہ خداوندا معمار کو شر سے اُسکے بچائے چالاک نے کہا مین جانتا ہون خبر کو یہ کہکر
اُٹھا تھا کہ جائے اُسوقت طائران سحر نے آکر خبر دی کہ صرصر معمار کو بارگاہ حیرت مین لائی ہوا اور
قتل کر رہی ہو بس چالاک یہ خبر سُنتے ہی فوراً روانہ ہوا اور راہ مین ایک ساحر زبردست کی صورت
بنکر کہ جیسے سامری کے تنپشی بڑے جوگی ہوتے ہین اس صورت پر بنا ہاتھ مین ایک کڑا لئے ہوئے گھونگھرو
بندھا ہوا زہار باہر نکلے ہوئے کنڈل کان مین پڑے ہوئے سانپ وغیرہ تن سے لپٹے ہوئے یہ تو
اِس صورت سے بارگاہ حیرت کے آیا اور صرصر بھی بارگاہ سے غائب ہوگئی اور معمار کو بچائے چلی
یہان چالاک اندر بارگاہ کے جب پہونچا پکارا کہ صاحبو مجکو شہنشاہ نے ظلمات سے یہ کہا ہو کہ جاؤ معمار
قید ہوکر بھر آیا ہو اُسکی قضا اِس تیغہ سے ہو دیکھو یہ تیغہ مجکو دیا ہو سوائے اس تلوار کے یا درکسی حربہ
سے نہ مارا جائے گا تم سب ہٹ جاؤ مین قتل کرون سب ساحرون نے کہا ازین چہ بہتر آپ ہی اسکو
ہلاک کیجیے ہمکو تو اِسکے مرجانے سے مطلب ہو چالاک تیغہ لیکر آیا تھا وہ ہی تیغہ تولکر آگے بڑھا مگر
صرصر عیارہ زبردست ہو اُسنے پہچانا کہ یہ جوگی نہین اور فرستادۂ شاہ جادوان نہین عیار ہو بس
پہچان کر اُسنے صورت نگار سے بایا کہا اُدھر حیرت کو بھی شبہ گذرا تھا کہ بروقت قتل یکایک
جوگی کا آنا یہ کوئی فتور ہو غرض صورت نگار کو جب ایما صرصر سے شبہ ہوا کہ یہ کوئی عیار ہو
بس اُسنے ایک گولا سحر کا سامنے چالاک کے پھینکا اور کہا اے سامری کے امت اس گولے کو اُٹھاکر
معمار قدرت پر مار کہ یہ اس سے بلند تر مر جائیگا صرصر تو بزور سحر پوشیدہ روے ہوا پر ٹھہرا رہی تھی
اور صحن بارگاہ مین یہ سب کرشمہ ہو رہا تھا اُسنے جو دیکھا کہ یہ گولا سحر کا ہو چالاک سے ہرگز نہ اُٹھیگا بلکہ
خود گرفتار ہو جائیگا بس اُسنے سحر پھیر کر صورت نگار کو کہ صورت نے اُسی سے یہ سحر سیکھا ہو رد کر دیا
اور ایک رقعہ قلم سحر سے لکھکر چالاک کی گود مین پھینکا اسنے آنکھ بچاکر اُس کاغذ کو جو دیکھا تو لکھا
پایا کہ او چالاک منم صرصر مین نے یہ گولا سحر کا جانکر سحر کر دیا ہو کہ اب یہ تجھسے بخوبی اُٹھیگا پہلے اسکا
اُٹھانا دشوار تھا اب یہ گولا ایسا ہو گیا ہو کہ اگر تو اُٹھاکر صورت نگار پر مارے تو یقین ہو کہ یہ اسکا
کام تمام کرے بس اب تو خوف نہ کر اور اسکو اُٹھاکر مار اُس قحبہ صورت نگار پر یا مصور پر بس
چالاک نے یہ مضمون معلوم کر کے جلدہ گولا جھک کر اُٹھا لیا اور چرخ دیا سب جانتے تھے کہ معمار
پر لگیگا مگر اُس عیار طرار نے مصور پر اُسکو مارا صورت نگار نے اُس گولے کو آتے دیکھکر مصور

کا جلد ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور سحر کیا کہ سات سپر مین از خود پیدا ہو کر اُس پر آ رہیں مگر گولا جو
ان سپروں کو توڑ گیا مستور تو غرق زمین ہوا مگر اور ساحر جو سامنے کھڑے تھے اُنکو اُس گولے نے
جلا کر راکھ کر دیا۔ ماحراد یکھکر حیرت جادو نے ایک بھنبہ سحر کا مارا کہ اُسمین سے دھوان اور
سیاہی نکلکر مثل چادر ظلمات کی پھیلکر مہرخ جہان کھڑی تھی وہان تک پھیل گئی اور چالاک معمار وغیرہ
سب اُس تاریکی مین پوشیدہ ہو گئے اور صرصر توانی سمجھتی سمجھکر علیحدہ جاکر کھڑی ہوئی تھی وہ حیرت
کے پیچھے اب جاکر کھڑی ہوئی پھر حیرت نے دو گولے اپنی انگیا مین سے نکالے ایک گولے کی تو یہ خاصیت تھی
کہ کیسے ہی زبردست جادوگر اس تاریکی کا پیدا کرنے والا ہو مگر اس گولے کے مارنے سے وہ تاریکی
دفع ہو جائے اور روشنی ہو جائے مقیدان تاریکی رہا ہو جائین اب حیرت نے چاہا کہ وہ گولا جو
ساحران زبردست کو ہلاک کرتا ہر معمار پر مارون مگر ادبار آیا ہوا ہی اس گھبراہٹ اور جلدی
مین وہ گولا تو نہ مارا دوسرا گولا جو دافع تاریکی تھا اُٹھا کر مارا اور بہت خوفناک ہوئی کہ آپ مین نے
ساحر حریفان تمام کیا مگر قسمت مین شامل ہونا تھا وہ گولا جو اُس تاریکی مین جاکر پڑا اسکا اندھیرا اور
دھوان ہوا ہو کر اڑ گیا اور پہلے سے زیادہ روشنی ظاہر ہوئی ہر ایک چیز بخوبی نظر آنے لگی چالاک نے جلد
اس بیہوشی کے دفع ہونے کا معمار کو سنگھایا جبہ اُسکی آنکھ کھلی اُٹھ بیٹھا اور اپنا حال دیکھکر کہ مین بارگاہ حیرت
مین گرفتار بیٹھا ہون بہت پریشان ہوا اور از بسکہ عاقل تھا سمجھ گیا کہ سپر تو پکڑ آیا ہے بس یہ سمجھکر اُسنے سحر کیا کہ
گھنگھور گھٹا چھا گئی اور مینہ برسنا شروع ہوا اُسوقت بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ یہ بیوقوف گھبرا کر جاتے نیا کے صدہا ساحر
اُسکے گرفتار کرنے کو دوڑ پڑے اُسوقت مہرخ نے ایک کچھا سوئیوں کا مارا کہ وہ سوئیان صدہا کے جگر سے پار
ہو گذر گئین بہادران ساحرون کے مرنے کا شور بیرون نے مچایا باہر جلد جلد لشکر تیار ہونے لگا مگر ہر ایک کہتا تھا ارے
بھائی ان عیارون کے مقابلہ مین کون بولے یہ ایسا وار کرتے ہین کہ گروہ گروہ لشکریون کو بیہوش کر دیتے ہین
ساحرون کے مرنے سے اندھیرا بھی ہو گیا معمار اُسی اندھیرے مین اُڑ کر اپنے لشکر کی طرف چلا چالاک
نے جست کر کے ایک سمت کو بھاگا جب مہرخ نے انکو نکلجاتے دیکھا بس یہ بھی سناٹا بھر کر چلی معمار دم بھر
مین مہرخ کی بارگاہ مین آکر پہونچا چالاک بھی راہ کتراکر آیا یہان غلغلہ تیاری فوج حیرت لشکر
ساحر وغیرہ نے تغیر سحر کو بجایا تھا یہ لشکر بھی تیار ہو رہا تھا کہ مہرخ آکر پہونچی ادھر خبر طائران سحر نے فوج
کے تیار ہونے کی حیرت کو پہونچائی اُسنے کہا صاحبو بیکار کا ہنگامہ کرنا اچھا نہین اُن لوگون کا اقبال یاور ہے

اب وہ سب نکل گئے پھر کیا مزدور ہو لڑنا بھڑنا سانپ نکلگیا لکیر کو پیٹا کرو اُسنے بھی طبل اسباب بجوا
فوج نے تیاری موقوف کی یہان مہرخ جو آئی اُسنے معمار کو باعزاز تمام مقام صدر پر بٹھایا اور یار
نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا ساقی نے جام مے ارغوانی دیا معمار نے کہا مین بڑے غضب مین گرفتا
ہو گیا تھا مگر عیار تمھارے لشکر کے اور عیار بچیان افراسیاب کی بڑے غضب کی ہین مگر عیار اُنسے
بھی زبردست ہین اگر آج عیار تمھارے یہان کے سرفرد شی نہ کرتے تو مین مقرر مارا جاتا اور اِس ملک
اس امر مین عقل میری حیران ہو کہ اب مجکو وہان پکڑکر کون لیگیا تھا ملکہ مہرخ نے کہا ہمکو پہلے ہی
خبر ملگئی تھی کہ معمار قدرت گئے تو ہین مگر پکڑے آئینگے کیونکہ وہ ایک بلا کو اپنے ساتھ لینے گئے ہین اِس
معمار تمسے کسی سے راہ مین ملاقات ہوئی تھی اور تم اپنے ساتھ لیگئے تھے معمار نے کہا مجھسے تو کسی سے
ملاقات نہین ہوئی مگر ہان ایک عورت وہ تمھاری بارگاہ مین ناچ رہی تھی جسکہ مین یہان سے
چلا تو وہ مجکو آکر لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ مین تمھاری عاشق ہون مجکو بھی اپنے ساتھ لیتے چلو کہ میری
جان تمپر سے قربان ہو مین اُسکو اپنے ساتھ عورت جانکر لیگیا اور ایک کوہ کے دامن مین اُسکے کہنے سے
ٹھہرا اُسنے جھیل پر جاکر ہاتھ مُنھ دھویا اور ایک انڈا کسی جانور کا اُٹھا کر لائی اور مجکو سنگھایا کہ بیہوش
یہ کس جانور کا انڈا ہو اُسکے سونگھنے سے مین بیہوش ہو گیا پھر مجکو نہین معلوم کہ کیا گذرا اور بارگاہ
حیرت مین پھر میری آنکھ کھلی چالاک نے کہا کہ وہ عورت جو تمپر عاشق ہوئی تھی وہ کسی تھی
وہ صرصر عیارہ ہمارے اُستاد اور والد ماجد کی منظور نظر ہو اور سرکردہ عیارہ بچیان ہو وہ آپ کو بغیر
عیاری عاشق بنکر لیگئی تھین معمار نے نام عیارہ کا صرصر سُنکر کہا خیر کچھ مضائقہ نہین اگر غفلت مین
اپنا کام کر گئی مگر اب جہین جاؤنگا تو اُنکی تدبیر کرتا جاؤنگا اور خیر ابھی تو اپنی نشانی کچھ بتا کر یہان
چھوڑتا جاؤنگا کہ اُنکا قابو میرے اوپر نہ چلے غرض یہ باتین کہکے شراب و کباب کی صحبت مین
مصروف ہوا ناچ ہونے لگا بعد کچھ عرصہ کے جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا تو اُسنے کہا کہ مین اب
رخصت ہوتا ہون چالاک نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مین کچھ نشانی چھوڑ جاؤنگا سو اُسکے باب مین
کیا ارشاد ہوتا ہو معمار نے کہا ای چالاک تمنے خوب وقت پر یاد دلایا اچھا چلو مین میدان جنگ مین
ایک نشان اپنا گاڑ جاؤن یہ کہکر باہر بارگاہ کے نکلکر مرکب سحر پر سوار ہوا اور دریا کو قریب دیکھکر ایک بہت
میدان وسیع دیکھکر اپنی جھولی سے سحر کی ایک گولا سنگ مرمر کا نکالا اور کچھا سمار سحر پڑھکر اُس گولے کو زمین پر

مارا یکایک اُس گولے مین چمک ہزار در ہزار برقین چمکنے کی پیدا ہوئی اور آواز مہیب آئی اور گرد کی
بجلی کیطرح وہ گولا زمین کے اندر سما گیا اور اسقدر گرد اڑی کہ جہان روشن تیرہ و تار ہو گیا معمار نے پھر
دستک دی کہ وہ گرد سمٹکر کنارے ہوئی اور آندھی موقوف ہوئی اب جو دیکھا تو ایک برج ہشت
پہل بطور لاٹ کے تیار ہوا ہی کہ آٹھ دروازہ آہنین لگے ہین اور ہر دروازے پر ایک ایک برج
بنا ہی ہر برج مین ایک ایک حبشی قرنا مُنہ سے لگائے ہوئے کھڑا ہی قرنا بھی مثل صور مسرافیل ہی اور
دروازے پر بھی اُس گنبد کے طرح طرح کے عجائبات پیدا ہین انشاء اللہ حال معمار کے قلعہ بنانیکا
آگے تفصیل وار لکھا جائیگا ابھی تو اُسنے یہ نشان بنایا ہی غرض جب یہ نشان بنا چکا اُسوقت مہرخ
وغیرہ ہر ایک سے رخصت ہوا اور یہان سے سناٹا بھر کر چلا کہین راہ مین اُسنے نہ پھر کر دیکھا اور
نہ کسی سے بات کی نہ ٹھہرا غرض منازل طلسمات طے کرکے کوکب کے پاس قلعہ کوکبیہ مین پہونچا
اور برادان عمرو اور کوکب سے ملاقات کی اور تمام حال جو کچھ کہ اسپر ہوش ربا مین گذرا تھا بیان
کر اسطرح چالاک نے میری مدد کرکے مجکو بچایا ورنہ میری آبرو اور جان دونون گئی تھین عمرو نے
سارا ماجرا سنکر پوچھا کہ معمار قدرت جادو اب کہو کہ تمھارا کیا ارادہ ہی معمار نے جواب دیا کہ خواجہ سلامت
رہے اور افراسیاب سے تو اب بالکل بگڑ گئی مین مقرر اُس سے لڑونگا اُسنے میرے برادر مجکو گالیان
دین اور کہا کھڑا رہ اور تیرہ سر خیرہ روزگار کہان جاتا ہی خواجہ اُسوقت چالاک میرے پنجہ مین تھا
اور مین اُسکے گھر مین تھا بولنا مناسب نہ سمجھا کچھ کلمات سخت کہکر مین چلا آیا وہ میرے پیچھے آتا
تھا مگر اُسکی جورو نے اُسکو روک لیا خواجہ اب اگر تم سب چاہو تو اس سے ملجاؤ مگر مین نہ ملونگا
اسمین کچھ ہی کیون نہ میرے لیے ہو جائے اب مین بیابان گہر زمین جاتا ہون کہ مالک وہان کا
جاندار شاہ قدرت نیرہ جمشید ہی اور مجکو فی الحال اُسی کی ذات سے تعلق ہی اور
جاندار شاہ مطیع تصویر جمشید ہی اُسکے یہان خداوند جمشید کی شبیہ بولتی ہی اور حکم نہ احکام دیتی ہی
مین جاکر جاندار شاہ سے سب حال عرض کرونگا اور تصویر جمشیدی کو بھی عرضی اپنے حال کی دونگا
اب جسطرح وہ میرے مقدمہ مین حکم کرے اُسی کے موجب عمل کرونگا اچھا لیجے اب اے کوکب و شنضمیر
سامری کے سپرد آپ کو کیا کوکب نے کہا بھائی ذرا ٹھہر کر شراب پی لو کھانا کھا کر آسودہ ہو لو تو پھر جانا
اُسنے کہا مجکو آئے ہوئے عرصہ بہت گذرا اور اُس سے ایک دن پہلے سے مین دربار مین جاندار

کے نہین گیا تھا اب مجکو آپ جانے ہی دین کوکب نے کہا سد معمار سے معمار وہان سے اپنے انیشون
اور خواصون کو لیکر اسی طرح مکانات سحر کے بناتا ہوا روانہ ہوا اور اپنے مکان کو چلا گیا بعد اسکے جانے
کے عمرو نے کوکب سے کہا کہ جس مشورہ کے لیے مجکو آپ نے بلایا تھا وہ تو ای کوکب پورا ہوا پھر
اب مجکو بھی رخصت فرمائیے کہ جاکر حال لشکر کا دیکھون اور برآن نے کہا مجکو اجازت دیجیے کہ مین
کوہ رخشان پر سحر تیار کرنے جاؤن اب جبتک کہ افراسیاب کو مین مار نہ لونگی مین مجکو نہین ہی
کوکب نے کہا خواجہ مجکو سحر سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ابھی بڑا بکھیڑا ہونا معمار سے اور افراسیاب سے
باقی ہی اور تمکو بھی کچھ اسکی تدبیر کرنا ہوگی اس سبب سے چندے ابھی دونون صاحب یعنی برآن
اور تم یہان استقامت کرو جسوقت مناسب ہوگا مین تمکو روانہ کردونگا عمرو نے کہا بہت اچھا غرض
خواجہ سکونت پذیر ہوئے اور حلیۂ عشرت برآن نے آراستہ فرمایا اسوقت کوکب سے باتیں کرنے
کیا اور کہا ای بادشاہ عالی جاہ یہ تو فرمائیے کہ معمار قدرت کا مکان یہان سے کتنی دور پر ہی
کوکب نے کہا کوئی بیس پچیس ۲۵ روز کی راہ ہی عمرو نے کہا تو ہم دو تین روز مین جا سکتے ہین کوکب
نے کہا بغیر استعانت کسی ساحر زبردست کے وہان جانا دشوار ہی خواجہ یہ ملکون کی سرحد ہین ہین
یہان بڑا انتظام ہر بادشاہ نے کیا ہی کہ ایسا نہو وقت بے وقت کوئی غنیم چڑھ آئے ملک ہاتھ سے
نکل جائے عمرو نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر مصروف عیش و نشاط ہوا وہان ملکہ حیرت جادو
کو بھی خبر پہونچی کہ معمار قدرت لشکر کے سامنے ہمارے ایک نشان بنا گیا ہی اُسنے مفصل خبر
دریافت کرکے افراسیاب کو لکھ بھیجا پنجہ ہائے سحر نے وہ نامہ شاہ کو جب پہونچایا وہ فوراً سوار ہوکر
بارگاہ حیرت مین آیا اور ہر ایک سے حال معمار دریافت فرمایا گیسوے بن شہاب اور شہاب جادو
نے عرض کیا کہ حقیقت مین معمار قدرت ایک نشان اپنا بنا کے چلا گیا ہی افراسیاب نے کئی سو
ساحرون کو واسطے دیکھنے اُس برج کے جو معمار بنا گیا تھا روانہ کیا اُنھون نے جاکر برج کو دیکھا
اور آکر عرض کیا کہ ایک برج میدان مین ایسا بنا ہوا ہی کہ جبتک معمار قتل نہوگا یہ برج کسی سے نہ ٹوٹے گا
اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ نشان قلعہ بنانے کا معمار ڈال گیا ہی یہان وہ آکر قلعہ بنائے گا
افراسیاب نے کہا یہ کیا کہتے ہو کہ یہ برج کسی سے نہ ٹوٹے گا اُس برج کی تو کیا اصل ہی اگر ہزار برج
معمار کا بادشاہ جہاندار قدرت شاہ بنائے تو اُسکو آن واحد مین بباد فنا مین اڑا دون اور

میرا اُس بُرج کے بنانے مین نقصان ہی کیا ہو وہ چاہے تو سارے شہر مین برج اور قلعہ بناتا پھرے
مین کیا اُس برج کے بنانے سے ڈر گیا مجکو فقط خیال یہ ہو کہ ساکنان بیابان گلریز مالک تصویر
خداوند جمشید ہین اُنسے بگاڑنا اچھا نہین ورنہ ابھی اُس برج کو مین توڑ ڈالتا اور معمار کو اگر مین
پکڑ بھی لیتا تو اسکو گوشمالی دیکر جہاندار کے پاس بھیجدیتا اے حیرت تم یہ خیال کرو کہ عمرو نے کچھ
بیابان گلریز کے بادشاہ پر کوئی احسان تو کیا نہین اور مین ہر سال لاکھون روپیون کا تحفہ تحائف
اس سبب سے کہ یہ نبیرۂ جمشید ہو اور مالک تصویر ہو تو اُسکو بھیجا کرتا ہون پس اگر جہاندار یہ سب
حقیقت سُنیگا تو یقین ہو کہ ہماری طرفداری کریگا اور عمرو کے ساتھ دوستی ہرگز نہ کریگا اب اُسکو
اس حال سے اطلاع دینی لازم ہو کہ وہ خود معمار کو پکڑکے میرے پاس بھیجدے یا اُسکو وہین خود قتل
کر ڈالے کیونکہ وہ حاکم معمار کا ہو اور معمار اُس سے کسی طرح لڑ نہین سکتا یہ لکھکر موجب ابیات

دبیر نویسندہ را گفت شاہ	گر پیش آر قرطاس و مشک سیاہ	یکے نامہ بنوشت ارژنگ وار
بیاورد کردہ صد گونہ رنگ و نگار	چو قرطاس چینی شد از باد خشک	نمودند مہرے بران پُر ز مشک
بمودند سپردآن بہ پیش روان	سر فراز دبیدار دل بخردان	درنج بکشاد افراسیاب
زرومی کہ بُد جامہ با آب و تاب	رو نیار رویبا و خسرد حریر	زمہر و زافسر مشک و عبیر
ہم از یارہ و گوہر شاہوار	ہم از طوق و زافسر و گوشوار	پرستندہ در پیش خادم چہل
برو برگذ کشتند شاداب دل	چو سہ صد پرستار بالا ہرے	برفتند شادان دل تازہ روے

یعنی لاکھون روپیہ کا مال و اسباب جواہر پوشاک وغیرہ چار سو قرابے شراب عمدہ کے اور خواجہ حسین
حسین جو البصورت وغیرہ سب ہمراہ نامہ دار کرکے روانہ فرمایا اور نامہ مین مضمون یہ منشی عطارد رقم نے تحریر کیا

نامۂ افراسیاب جادو بجانب بادشاہ بیابان گلریز یعنی جہاندار قدرت شاہ جادو
متضمن بہ مضامین محبت آگین و درخواست طرفداری خویش در پردہ لمؤلفہ

پہلے لکھے خامہ وصف جمشید	برلاتے ہین جو ہماری امید	پھر وصف لکھون مین سامری کا
ہی سلسلہ جن سے ساحری کا	توصیف تقا قلم لکھے کیا	بندون یہ ہی مہربان وہ ایسا
تکلیف دستم اُٹھاتا ہو وہ	غارت نہین اُنکو کرتا ہی وہ	حمزہ پہ ہی رحم اُسکا ایسا
بندون سے ہی بھاگا پھرتا	اور اُسکے سوا ہین جتنے معبود	رتبہ مین ہر اک ہر اک سے افزود

ہی باغ خدائی کا ہر اک گل
از روے ادب ہو ترک ولا
گلدستۂ گلشن جوانی
درج در بحر بادشاہی
سرخیل شہان جملہ عالم
تیری رہے نسل تا قیامت
تحریر کروں یہان کا کیا حال
گندم کی طرح پسے ہین دانہ
ہم سب کا ہوا فلک عدو ہی
حیوانوں سے چھٹ گئے ہین مسکن
ماتم ہی خوشی کی انجمن مین
نرگس ہی برنگ چشم حیران
بلبل کو نہین ہی گل کی اب یاد
لالہ کا ہی داغ دل نمایان
کرتے ہین فساد یان فسادی
عیاروں سے ناک مین ہی اب دم
آرام نہین مجھے کسی دم
ہی اس لیے اور اشکباری
کوکب کرتا اپنا پیر بھائی
وہ انکا ہوا ہی دل سے غمخوار
برباد ہی دین سامری کا
ہی سب کو عداوت ہمسے منظور
یہ حال تو ہوگا تمکو معلوم

سو جان سے انمین کے ہم ہین بلبل
اب مطلب دل کا کچھ بیان ہی
نوبادۂ باغ کامرانی
رونق دہ تاج و کشور و تخت
سرحلقۂ داوران اکرم
پہونچین تجھے تحفہاے تسلیم
ہر ایک بشر کا ہی برا حال
نظرون مین ہی میری خار گلشن
غل آہ و بکا کا کو بکو ہی
آہو بھی جدا ہوے ہین بن سے
گل کو بھی ہی بیکلی چمن مین
قمری سے جدا ہوا ہی شمشاد
گلشن مین صبا ہوئی ہی برباد
کانٹا ہی کھٹک رہا جگر مین
غم دیتی ہی ہمکو جان شادی
ظاہر ہوے تمپہ میرے حالات
غم سے ہی میرا عجیب عالم
جو اپنے تھے دوست دل سے پیارے
کی اسنے بھی ہمسے اب جدائی
کچھ دین کا پاس ہی نہ الفت
اب منتہی نام ساحری کا
مرخ کی شریک سب ہوئی ہین
مدت سے ہوا سکی ہر طرف دھوم

کب وصف بیان ہو ہمسے اسکا
اسس سے جو محب دوستان ہی
غواص محیط آشنائی
زینت دہ جاہ و لشکر و تخت
اللہ رکھے تجھے سلامت
گلدستۂ انجمن ہو تعظیم
گردش مین ہی آگیا زمانہ
اب دوست بھی ہوگئے ہین دشمن
گھیرے ہین مخالفان پرفن
بو گل سے جدا ہی گل چمن سے
نظرون مین ہی خار اب گلستان
ہی قید الم مین سرو آزاد
سنبل ہی مثال مو پریشان
محشر ہی بپا ہر ایک گھر مین
ہر گھر مین پڑا ہوا ہی ماتم
اب نظرون مین میری دن بھی رات
ہی سب سے زیادہ بیقراری
دشمن وہ ہوئے ہین اب ہمارے
آئے ہوئے ہین یہان جو عیار
دشمن کسیطرح سے ہی عداوت
طاؤس و ہزار اور تخمور
جی توڑ کے ہمسے لڑ رہی ہین
اب اور نئی سنو روایت

ہی آئنہ سان مجھے یہ حیرت ہر ساحری جسکے آب و گل مین جمشید بسا ہوا ہی دل مین
جو بندۂ خاص سامری ہین اب اُنکی بعینہین پھری ہین معمار جو ہی تمھارا سردار
ہی اُسکو بھی سامری سے انکار دین اُسنے عمر وسے ملکے کھویا یان آکے ہی اُسنے بس یہ بویا
آثار تمام اُسکے ہین بد تیار کیا ہی ایک گنبد منظور ہوا ہی ہمسے لڑنا
تیاری قصر سحر کرنا بس لکھتے ہین تمکو دوستی سے جب نامہ ہمارا تمکو پہنچے
معمار کو کر کے تم گرفتار یان بھیجدو ہی یہی سزاوار ہی دین تمھارا جو وہ اپنا
کب ہوگا بھلا حسین گوارا برباد ہو ساحری کا گلشن ساحر تو حزین ہون شاد دشمن
الفت کا یہی ہی اب تقاضا یہ تھوڑا لکھا بہت سمجھنا الفت کا قلم نے پہنا جامہ
اب ختم دُعا پہ ہی یہ نامہ تم تخت نشین رہو بصد شان ہو مُلک تمام زیر فرمان
دشمنکا بجے ہر طرف تمھارا دشمن کا جگر ہو پارہ پارا ہو زیر نگین تمھارے شاہی

یہ نامہ تمام کرکے ایک معتمد خاص کو دیکر روانہ کیا کہ وہ سب تحفہ جات کو تخت و فیلان سحر پر بار کرکے رہگرائے منزل مقصد ہوا اور راہ بیان گلریز کی طلسم ہوش رُبا سے بھی ہی بس اُسی راہ سے بعد قطع منازل وطی مراحل کرکے داخل بیابان کور ہوا اِدھر سے تو یہ نامہ دار گیا اور اُس طرف معمار اپنے مکان پر آکر پہونچا مگر شدنی امر مین چارہ کیا ہی معمار از بسکہ ہوش ربا مین دوبار قید ہوا اور سفر کی زحمت بھی اُسکے لیے ہوئی تھی اسلیے گھر پہونچکر دربار بادشاہ مین نہ گیا خیال کیا کہ ایک روز آسودہ ہولون تو دربار جہاندار شاہ مین جاکر جملہ ماجرا افراسیاب اور کوکب کی لڑائی کا اور مغروری شاہ ہوش رُبا کی اور اپنا دولت پانا سب بیان کرون بس ہی تو یہ نارک دماغ اپنے مکان پر ٹھہر کر غسل فرمایا اور آسودہ ہوا اور ایک دن تو کوکب کے یہان اُسکو گنوا تھا ایک روز راہ مین تیسرے روز گھر مین اپنے رہا وہان اِس عرصہ مین نامہ دار پہونچ گیا وہ دربار مین جانے بھی نہ پایا تھا کہ خبر جہاندار کو پہونچی کہ نامہ دار شاہ جادو دمان افراسیاب جادو کا آیا ہی اُسنے اپنے نہان کے سردار بھیجکر استقبال روانہ کیے کہ وہ لوگ پیشوائی کرکے نامہ دار کو دارالامارۃ بادشاہی پر لائے بادشاہ مذکور نے باعزاز تمام سامنے اپنے طلب کیا نامہ دار نے آکر مجرا کیا اور بعد ادب کے سب تحفہ جات جو ہمراہ لایا تھا پیشکش کیے

اور نامہ سر سے کھولکر ہاتھون پر رکھا جہاندار شاہ نے نیم قدر اُٹھکر تعظیم دی نامہ کی اور نامہ
سے نامہ دار کے لیکر قائم جادو اور مقیم جادو کہ دونون یہ مصاحب خاص ہین اُنکے حوالہ کیا کہ اِسکو
پڑھو مقیم جادو نے لفافہ سے نامہ نکالکر پڑھنا آغاز کیا اور ازبسکہ معمار اُنکے ابنائے جنس سے ہی
اسوجہ سے اُنکی سے حسد رکھتے ہین نامہ کو خوب نمک مرچ لگاکر پڑھا مضمون نامہ معلوم کرکے جہاندار
کے چہرے کا رنگ سفید ہوگیا اور اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحبو اگر افراسیاب
طلسم ہوش رُبا مین حاکم نہ رہا تو یہ سمجھ لینا کہ تم ساحران جہان کی مٹی خراب ہوگی سب مارے
مارے پھرینگے سامری کے سندردن مین گدھے لوٹینگے اور سنگ تو بہ تو بہ عصف گرینگے افراسیاب
خداوند ساحران ہی اور اُس سے بگاڑ گویا جمشید سے بگاڑنا ہی یہ معمار کو گیا ہوا تھا جونکان جاکر تھرا
کچھ دین کا بھی پاس نہ کیا اور نہ کچھ سزا خوف آیا یہ کلمات زبانی بادشاہ سُنکر قائم جادو نے عرض کیا
کہ ای بنیرۂ جمشید معمار قدرت بڑا سرکش اور مدبر ہی وہ آپکو اور کسی کو خیال مین کب لاتا ہی اپنے
نزدیک کسی کو موجود کب گنتا ہی ہمیشہ سے اُسکی عادات خراب ہین ایک ادنیٰ تو اُسکی یہ حرکت ہی کہ
لوگون کی لڑکیان زبردستی چھین لیا کرتا ہی اور قرض لیکر تو عمر بھر بھی ادا کرنا نہین جانتا ہی اہل شہر کے
لاکھون روپیہ اُسپر آتے ہین بسبب خوف کے وہ بیچارے خاموش ہین ای شہریار عمرو کے پاس بزنسل ہی
اُسنے لاکھ دو لاکھ روپیہ دیئے کہے ہونگے وہ لالچ مین آکر ملگیا ہوگا اور یقین ہی کہ لالچ مین آکر وہ حضور
کے دشمنون کے درپی ہلاکت ہو تو کیا بعید ہی بس ایسے شخص کا زندہ رکھنا بہتر نہین یہ تو ضرور ہی کہ اگر
طلسم ہوش رُبا مین وہ قید ہوکر جائیگا تو وہان عیالاُسکے دوست اور طرفدار موجود ہین وہ قتل
ہونے دینگے لہذا یہین سے اُسکا سر کاٹ کر بھیجنا چاہیے جہاندار شاہ نے حالت غضب مین
رائے اُنکی پسند فرمائی اور نامہ دار افراسیاب کی دعوت کا سامان فرمایا اور ایک قصر عالیشان
مین باعزاز تمام مستاجر دایا طائفے ناچ کے بھیجے بکاول نے لذیذ و عمدہ کھانے پکاکر کھلائے وہان تو یہ
جلسہ جمادالاولا مارہ مین حکم حاضر ہونے کا معمار کے جہاندار نے دیا فوراً ایک دستہ مع چوبدار سلطانی
کے روانہ ہوا اور معمار سے جاکر کہا کہ جلد چلیے حضور نے یاد کیا ہی معمار سمجھا کہ کچھ آفت آئی ہی جب تک
بادشاہ نے اسقدر تاکید بلانے مین فرمائی ہی بس اُسی وقت لباس درباری سے آراستہ ہوکر
طاؤس سحر پر سوار ہوا اور حاضر دربار ہوا بادشاہ کو تسلیم کی شاہ نے مُنھ پھیر لیا

نفرت ظاہر فرمائی اور کہا ای بے ادب یہ کیا حرکت تھی کہ بغیر ہمارے حکم کے تو طلسم ہوش رُبا مین
گیا اور یہ فساد ظاہر کیا کہ شاہ جادوان افراسیاب ذیشان مجھسے شکایت فرماتا ہی اور نامہ مضمن
بہ پاسداری دین وشکایت آمیز مجکو لکھا ہی معمار نے جواب دیا کہ بادشاہ کیوان کلاہ کوکب
رخشندہ ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان سے اور مجھسے دوستی ہی اُسنے مجکو بُلوا بھیجا تھا اور مجھسے حال
افراسیاب کا بیان کیا تھا کہ مجھسے وہ لڑتا ہی پس مین نے چاہا کہ مین جاکر افراسیاب کو
سمجھاؤن اور دونون مین صفائی کراؤن اُسمین بلوا کر جھگڑا مٹاؤن چنانچہ اس عزم پر جب داخل
طلسم ہوش رُبا ہوا دو بار مجکو عیارہ سے گرفتار کرا کر ذلتین دین اور میرے قتل کا درپے ہا سامری نے
مجکو بچایا اور یہ سانحہ پیش آیا اُسوقت مین نے بھی جھلا کر ایک برج سحر سے اُسکے دھمکانے کو بنایا
اور آپ سے اطلاع کرنے کو وہان سے چلا آیا ایک روز گھر مین رہا آج حاضر ہونے کو تھا کہ حضور نے
بُلا بھیجا اسمین میری کیا خطا ہی افراسیاب متکبر اور مغرور ہوگیا ہی جہاندار نے یہ کلمات سُنکر کہا کہ
اے بدزبان شاہون کی جناب مین یہ گستاخیان اگر وہ متکبر اور مغرور ہی تو ہم پہلے ہو چکے تجکو اب
کوکب کی ملاقات پہ ایسا گھمنڈ ہی کہ ہم لوگون سے دعوئی ہمسری کرتا ہی تیرا کاسۂ دماغ خود بوے
کبر و غرور سے مملو ہوگیا ہی خیر اگر تو افراسیاب کے ساتھ سے بچکر چلا آیا تو میرے ہاتھ سے کب بچیگا
یہ کہکر اُسنے اپنے تاج سے ایک موتی توڑ کر سینۂ معمار پر مارا اور پکارا کہ اگر یہ تاج عطیۂ خداوند
جمشید ہی تو معمار گرفتار ہو از لسکہ یہ ذخیرہ جمشید اور مالک شبیہ جمشید ہی معمار کی کیا حقیقت ہی
اگر افراسیاب و کوکب وغیرہ پر تحفہ جات طلسم سے کام لے تو وہ بھی مغلوب ہون بس
معمار قدرت بحیں و حرکت ہوکر گر پڑا پس اُسنے حکم دیا کہ ایک قفس آہنی لاؤ چنانچہ وہ قفس جب آیا
معمار کو اُسمین بند کرا کے مقیم جادو کے سپرد کیا کہ آج کے روز اسکو تو قید رکھ کل مین اسکو قتل
کرونگا اور سر اسکا پاس افراسیاب کے بھیجون گا مقیم یہ سُنکر اُٹھا کہ اسکو لیجاؤن اُسوقت
قایم جادو نے عرض کیا کہ ای بادشاہ اسکو میرے حوالہ فرمایئے کہ مین اپنے مکان مین قید کرونگا
اور بہت حفاظت سے رکھونگا بادشاہ نے کہا اچھا تو ہی لیجا اُسنے عرض کیا کہ پھر مین اپنا سحر اسپر
قائم کرتا ہون یہ تو اب بے بس ہی جسکا جی چاہے اُسکو مسحور کرلے ہان اگر چھوٹا ہوا ہوتا تو البتہ
مشکل سے مسحور ہوتا آپ اپنا سحر اُسپر سے اُتارلین یہ کہکر جوں سحر مین اُسکو جکڑ کر بادشاہ سے

سحر رد کرایا اور قفس کو تخت سحر پر رکھکر کئی سو ساحر گرد و پیش اُسکے مقرر کیے کہ وہ سب حربہ سحر کے پڑے ہوئے اور منتر جنتر پڑھتے ہوئے ہمراہ تخت چلے اس صورت سے قائم جادو اُسکو اپنے گھر مین لایا مکان اُسکا بھی بہت نایاب مثل قصر سلاطین و شاہان روے زمین تعمیر تھا اور آراستہ بصورت تصویر تھا معمار کے ملازم خبر گرفتاری سُنکر روتے ہوئے آئے اور ہمراہ قید معمار چلے جب معمار قائم کے گھر پر پہونچا اپنے ملازمون سے کہا کہ یارو ہمنے تمھارے ساتھ کیا کیا سلوک نہین کیے مین اب گرفتار ہوسکے تو ہمارے احسانون کے بدلے مین جاکر کوکب اور عمر و سے ہمارے اس حال کی خبر کردینا مین تمھارا ممنون احسان تا بہ زیست رہونگا سب ملازم اُسکے اس کلمہ کو سنکر رونے لگے اسمین قائم معمار کو لیکر اپنے قصر مین داخل ہوا اور معمار کے ملازمون کو گھُرکا کہ کیون مجرم کے ساتھ چلے آتے ہو وہ بیچارے سب مایوس ہوکر پھر آئے اور قائم نے جس جگہ کہ خود آرام کرتا ہی وہان لاکر چھت مین قفس کو لٹکا دیا اور دروازے سے اندر تک پہرا ساحرون کا مقرر کرکے باطمینان تمام متمکن ہوا مگر ملازم جو پھر کر اپنے مکان پر آئے ہر ایک ساحر تو یہ سمجھکر کہ دریا مین رہنا مگر سے بیر اچھا نہین اگر ہم کوکب سے خبر کرنے جائین اور بادشاہ سُنے تو ہمپر آفت آئے اس سے مناسب ہی کہ خاموش ہورہو پس ہر ایک خاموش ہا ایک ساحر کہ بڑا خیر خواہ اور نمک حلال تھا شہناز جادو نام اُسکو تاب نہ رہی اور خیال کیا کہ چاہے جان جاتی رہے مگر حق نمک ادا کیجیے اور اپنے مالک کی رہائی کی تدبیر ضرور چاہیے پس یہ سوچکر کسی حیلہ سے اُسنے سفر اختیار کیا اور بیابان گلریز کے باہر نکلکر سیدھا سرحد طلسم نور افشان مین آیا کوکب کو تو بزور سحر معلوم ہی تھا کہ آفت ضرور تر معمار پر آئیگی پس تیلے لگا لیے تھے کہ جو کوئی آکر سرحد پر میرے پاس آنا چاہے فوراً اُسکو لے آنا چنانچہ شہناز نے سرحد پر آکر صدا دی کہ اے کوکب مجکو اپنے پاس بلا لیجیے کہ آپ سے تنہا مین اُسی وقت ایک پنجہ پیدا ہوکر اُسکی کمر مین پڑا اور قلعہ کوکبیہ مین لے آیا سامنے کوکب کے پہونچایا جب یہ کوکب کے روبرو آیا تسلیم کرکے رونے لگا اور تمام ماجرا نامہ دار کے جانیکا اور معمار کے قید ہونے کا معرض عرض مین لایا اور کہا کہ اب کل وہ قتل کیا جائیگا اور سر اُسکا افراسیاب کے پاس آئیگا عمرو یہ حال سنکر رونے لگا اور کہا افسوس جو طرفدار اپنے ہین وہ بیچارے کیا مصیبتین اُٹھاتے ہین اور آفت مین پھنستے ہین اگر میرا جانا بیابان گلریز مین ہوتا تو مین معمار کو اس قید سخت سے رہائی بحکم خدا دیتا اور

جہاندار کے دربار مین عیاری کرتا اور ایسا اُسکو ٹھیک بناتا کہ وہ بھی کچھ دنون کو یاد کرتا کہ ان عمر
کے طرفدار کا ستانا ایسا ہوتا ہی یہ کہکر بادشاہ سے کہا کہ ای شاہ کوکب اگر مجھے آپ ہان پہونچا
سکین تو برائے دین و مذہب خود جلد لیجیے تاکہ مین کچھ کوشش وہان پہونچکر کرون کوکب نے کہا کہ
خواجہ مین پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ وہ راہ نہایت دشوار گذار ہی ہم لوگ نہین جا سکتے وہی لوگ
جاتے ہین جنسے جہاندار سے رسم و راہ ہی وہان کے رہنے والے آمد و رفت رکھتے ہین اور دوسرے
اگر دروازۂ ملک سے تمکو بچلون تو راہ دور بہت ہی اور ممکن نہین کہ بادشاہ بیابان کو خبر میری
تمھارے آنے کی نہو جائے کیونکہ جو وہان پہونچتا ہی سحر برابر اُسکو خبر دیتا ہی اب رہا پوشیدہ راہ
سے جانا وہ راہ ہی کہ جسکے مابین مین زنجیر آہنین حائل ہی ہمارے بزرگون سے ایک عمل چلا آتا
ہی کہ جو کوئی وہان جانیکا قصد کرے تو جانے سے تین دن پہلے اس عمل کی تسبیح پڑھے پھر
بخوبی زنجیر کو پھاند جائے اور کسی کو اطلاع نہو سوا تین دن کا دفعہ باقی نہین رہا جبتک مین
اور تم اِس عمل کو پڑھونگا اُسوقت تک معمار قتل ہو جائیگا یہ کہکر شہنشاہ زنجار و کو عمدہ مقام پر
اتروایا ہاتھ منہ اُسنے دھویا شراب پی آسودہ ہوا اُسکی تو دعوت وغیرہ کا سامان اُسنے مہیا کرایا
اور خواجہ سے اس باب مین مشورہ ہونے لگا اِدھر جہاندار نے دعوت وغیرہ کے ایلچی افراسیاب سے
کہا کہ جبتک آپ کے مزاج مین آئے یہان تشریف رکھیے اور اگر جانے کو جی چاہے تو تشریف لیجایئے
بادشاہ جادوان کو میرا سلام نیاز کہکر میری طرف سے عرض کر دیجیے گا کہ معمار کا سر کاٹ کر آپ کے
لکھنے کے بموجب مین بھیجے دیتا ہون اور مین بدل آپ کا مطیع اور فرمان بردار ہون ایلچی یہ
پیام سنکر شادان و فرحان رخصت ہوا بادشاہ نے بعزت تمام اپنی سرحد سے باہر پہونچایا ایلچی خدمت
خدمت بادشاہ جادوان مین آیا اور پیام جہاندار مفصلاً معرض بیان مین لایا بادشاہ نہایت
شاد ہوا بند غم سے آزاد ہوا اِدھر جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور کرن خورشید کی دریائے ظلمت مین
ڈوبنے لگی دھوپ ڈھلگئی سایہ ہلکا ہلکا ہر طرف پھیلا عمرو نے صحبت کوکب مین پھر وہی ذکر معمار کی رہائی
کا نکالا کوکب نے مجبوری ظاہر کی عمرو نے اُسوقت کہا اچھا یہ تو آپ سے ہو سکتا ہی کہ آپ اُس زنجیر تک
مجکو پہونچا دین کہ جو مانع رفتن بیابان گلریز ہی اگر آپ وہانتک لے جانے مین انکار کرینگے تو مین کسی طرح
نہ مانونگا اور آپ کو ضرور وہان تک لیجاؤنگا کوکب نے کہا کہ وہان کوئی ایسا نہین ہی کہ جسکی

صورت بنکر تم اُدھر چلے جاؤگے اور اگر صورت بھی بدلوگے جب بھی نہ جاسکوگے پھر کیا ضرورہی
سفر کی زحمت اُٹھانا اور اگر ساحر سینگے کہ کوکب بیابان گگریزمین گیا تھا مگر جا نہ سکا تو ہنسینگے ان
صورتون مین مناسب نہین اُدھر جانا عمرو نے کہا کچھ ہی کیون نہو آپ مجکو لیچلیے جب عمرو نے بہت
اصرار کیا مجبور ہوکر کوکب لے چلنے پر راضی ہوا اور تخت سحر تیار کرکے عمرو کو بٹھا کر روانہ ہوا اور
اپنے طلسم کی سرحد تک سیر کنان گیا جب وہان سے آگے بڑھا خواجہ کو بیخبر مین ڈالکر اُڑا اور
قندیل فلک ہوگیا اور سناٹا مارے ہوے سرحد بیابان گگریزمین پہونچا اور ایک ہی مرتبہ کے
سناٹے مین زمین پر اُتر آیا اور خواجہ کو ہاتھ سے زمین پر رکھکر آپ پھر بلند ہوگیا عمرو کی آنکھین
تموج ہوا سے بند ہوگئین تھین اب جو آنکھ کھلی تو عجب صحراے ہول خیز و وحشت انگیز دیکھا کہ روح قالب
مین بیچین ہوگئی اور پاے ثبات نے جواب دیا یہی دل مین آیا کہ اے عمرو نا پاے داری بگریز گردتا
پہاڑ بڑے بڑے عظیم الشان سیاہ رنگ کے دیکھے جنکے دردن سے شعلہ نکلتے تھے پہاڑ کے درے
وہان اژدر آتش فشان تھے صحرا مین بگولے سیاہ رنگ کے اُڑتے تھے اور درختون پر گرتے
تھے معلوم ہوتا تھا کہ نوجوانان گلشن کے سر پر بھوت سوار ہین درخت خاردار اور جلے ہوے
نظر آتے تھے مسافر خیال کو بھی ٹھنڈا نے تھے پتے کھڑا کھڑاتے ہے گویا درخت بھی زبان برگ سے
یہ سناتے تھے کہ اے آنے والے بیابان گگریز کے تخل ہستی تیشہ سحر و نیرنگ سے یہان قطع ہوگا خبردار
یہان ہرگز قدم نہ رکھنا علاوہ ان بلیات کے جب عمرو نے دل مضبوط کرکے قدم آگے بڑھایا
یکایک زمین سے غبا ہ رنگ اُڑا اُسکے بعد تمام جنگل لال ہوگیا آنکھین خواجہ کی بند ہوگئین
اب جو آنکھ کھلی دیکھا ہر سمت آگ لگی ہی دل سے کہا دقتار ربنا عذاب النار پروردگار عالم
بچانا یہ کیا طلسم عالم کے دل سے لگی ہی جب خوب غور کرکے دیکھا تو آگ نہین ہی گلہاے شوخ رنگ
قلعہ کوہ سے تا پاے ثبات کوہ اور دشت مین کھلے ہین جنکی سرخی سے تمام جنگل آتش بار ہو رہا ہی
نیرنگی سحر کی تھی جو پہلے آگ لگی نظر آئی تھی اب وہی آگ گل ہوگئی ہی اور صحرا سرخروئی بھی جتاتا ہے
دل بہار مین بھی آگ لگاتا ہی خواجہ یہ کیفیت دیکھ رہے تھے کہ یکایک کلیان گلون کی کھل گئین
اور انکے اندر سے پتلیان چھوٹی چھوٹی خوشرنگ باہر نکلین اور پکارین کہ اے آنے والے بیابان گگریز
کے تو کہان ہی یہ کلمات جو خواجہ نے سنے سمجھے کہ تم مسحور بہ سحر ہوئے آگے چلنا کیسا یہان گرفتاری

سامنا ہی بس یہ سوچکر آپ نے گلیم کو زنبیل سے نکالکر اوڑھ لیا اور غائب ہوگئے وہ چٹلیان نا دیر تو کوڑی بچا رہین ازبسکہ گلیم کے سبب سے خواجہ مستور نہوئے تھے اسوجہ سے انکی صدا نے کچھ اثر نہ کیا جب کوئی آنے والا اُس جگہ اُن چٹلیون کو ثابت نہ ہوا زمین پر قہقہہ مار کر گرین اور لوٹ کر مرغ خوشنما رنگ بنکر اُڑ گئین وہ درخت پھولون کے بلند ہونے لگے اور کلیون نے چٹکر یہ شگوفہ چھوڑے کہ پریزادان طلسم بے نشان کا نشان بادشاہ سے دینے کیون جاتی ہو ابھی ٹھہرو ایسا نہو کہ تم خود مورد صد الزام و قصور ہو جاؤ وہ طائر خوشرنگ یہ کلمات سُنکر شاخون پر آکر بیٹھے اور زمزمہ سرائی کرنے لگے اسطرح چہچہائے کہ خواجہ باوجود گلیم اوڑھے ہوئے کے محو ترنم مرغان بوستان سحر ہوئے لیکن آپ بھی دعاہائے صحائف ابراہیم پڑھتے جاتے تھے کچھ اثر اُنکی نغمہ سرائی کا اُنپر نہوا اور وہ طائر منقار زن اُن پھولون پر گر گر کر اُنکا پینے لگے اور غنچہ کلیون اور پھولون کے ایسے کشادہ ہوئے کہ وہ جانور اُنمین غائب ہوگئے درختون کا بھی کچھ دیر مین نشان باقی نہ رہا اُسی طرح کا صحرائے وحشتناک پھر نظر آنے لگا عمرو گلیم اوڑھے ہوئے پھر آگے کو قدم زن ہوا پھر غلغلۂ شور نشور ایسا برپا ہوا کہ ارے کیا غضب ہی پرائے گھر مین چلا آتا ہی اور ہم سبکو اندھا بنا تا ہی کہ دکھائی نہین دیتا ہی عمرو نے دیکھا کہ اب نئی طرح کا طلسم و نیرنگ اِس دشت پُرخطر مین ظاہر ہونے لگا **ابیات**

ہوئے درپیش ہر جا سخت حالات	کبھی دن ہو گیا اُس جا کبھی رات	کبھی گھر آیا بادل خوب گرجا
چمک کر برق خرمن سوختون کا برسا	پھر اُسکے بعد پانی خوب برسا	کہ بہیگے کوہ بھی اور سارا صحرا
غرض وہ دیکھتا سامان ہر سو	چلا جاتا تھا ناگہ ایک آہو	مقابل اُسکے آکر بن گیا مور
نہایت جو بصورت صاحب زر	وہ کوکا اور ہر جانب پکارا	ہوا وان چار لشکر کا اُتارا
گھرے اُسپر بشکل ابر وہ سب	نظر آنے لگا دن صورت شب	گلیم اوڑھے ہوا وان سے گزرا
نظر آنے لگا وہ ہی بیابان	مگر اک نخل سے دو سو رخ شرر	اُڑے اور آئے اُسکے قرب پہلو
رہی اُسکی نہ وہ جرأت نہ وہ زور	زمین و آسمان سے اک اُٹھا شور	کہ آؤ ساحران ملک اطراف
نہایت فکر سے مطلع ہوا صاف	یہ سُنتے ہی کئی سو فیل بدمست	ہوئے موجود سر اپنے کیے پست
زمین مین سب نے دیکھا نوجوان کو	اُکھاڑے نخل سب جنگل اُجاڑا	یکایک دو جوان جست و طرار

ہوئے پیدا پس پہلو سے اکبار | صدا دی لے ہم آگے اب نہ گھبرا | قوی رکھ دل خدا پر کر بھروسا
یہ سنتے ہی آسے پھر جوش آیا | ذرا ٹھہری طبیعت ہوش آیا | ہوا شفاف میدان صورت دل
نیا یا کوئی بھی اپنے مقابل | اسی صورت سے خواجہ عجائبات اس جنگل کے ملاحظہ فرماتے ہوئے

روانہ تھے جب گلیم اُنارتے تھے آفت مین گھر جاتے تھے پھر ڈر کر گلیم کو اوڑھ لیتے تھے اور پچھلے پہر نہین تو کوکب انکو لیکر یہان آیا ہی تھا کچھ عرصہ مین وہ زمانا گیا کہ فتاح طلسم ظلمت شب نے لوح طلا اختر خورشید کو جیب مغرب مین رکھا اور نیرنگی بیدائے عالم مین کوکب ماہ وکمکشان کی ظاہر ہوئی کہ ابیات

شائک نے لیکے سُنبل پر دامن شب | جایا اور ہی صورت کا مطلب | چھپا دن خوف سے باس آگئی شام
مزاجون نے بھی چاہی رسم آرام | قریب شام عمرو عالی مقام اس صحرا کو طے کرکے ایک ایسی جگہ پہونچا

کہ چار طرف تو پہاڑون کو سد راہ دیکھا اور نیچے پہاڑون کے دریا بہتے نظر آئے جدھر سے کہ آیا تھا وہ ہی راستہ کھلا تھا اور آگے جانے کے لیے اُن پہاڑون اور دریاؤن کے بیچ مین راہ تھی مگر وہان یہ آفت پیدا تھی کہ ایک زنجیر آتشین قد آدم زمین سے بلند کھچی تھی اُس پہاڑ کے برابر سے دوسرے کوہ تک وہی سلسلہ جاری تھا جانے والا سخت ماری تھا اُس زنجیر سے شعلہ آتشی نکلکر ہر طرف کرتے تھے اور زمین پر گکے گرنے سے نئی نئی آفتین پیدا ہوتی تھین یعنی وہ شعلہ زنجیر سے چھوٹکر زمین مین سما جاتے تھے اور تہ زمین سے پتلے آتشین تلوار برق کردار ہاتھ مین لیے نکلتے تھے اور پرواز کرکے گرد اُس زنجیر کے طائرون کی طرح چکر لگاتے تھے اور پھر زنجیر کے قریب آکر غائب ہو جاتے تھے اسی طرح کبھی پتلے زمین سے کبھی جانور پیدا ہوتے تھے اور گلہائے بوقلمون اُگتے تھے اور اُن پھولون سے چہرے انسانون کے نکلکر باتین کرتے تھے عمرو نے جو اُس زنجیر کو دیکھا معلوم ہوا کہ گویا یہ زنجیر جہنم سے نکالی ہی آیہ خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ اسی کی اور یہان کے ساکنون کی شان مین آئی ہی اب ای پروردگار عالم کس طرح اُس طرف جاؤن کیا مکر پھیلاؤن اسی سوچ مین ایک طرف کو ٹھہرا اور گلستان عیارکی کی سیر کرنے لگا کوئی گل مراد پر ہاتھ نہ آیا پھر اسی بحر مکاری مین غوطہ لگایا کوئی گوہر مراد نہ پایا آخر دست فطرت مین ہر طرف دوڑنے لگا منزل مقصد پر پہونچ گیا خیال مین گزرا کہ اے عمرو قرعول اور بادھے حضرت جبرئیل کے باندھکر اُس زنجیر کو فنا جا سوائے اسکے اور کوئی تدبیر سمجھ مین نہین آتی ہی کس پیوچکر آسنے ایک

ساحرہ حسینہ وجمیلہ کی ایسی صورت اپنی بنائی یعنی چہرہ مثل قمر روشن چھاتیون کے ابھرے کا نرالا جوبن
قد باغ حسن کا شمشاد قمری دل جسے دیکھکر سرگرم فریاد کمر کولے نہایت قیامت بہار خلاصہ یہ کہ عجب
حسن کی بہار بندلی ماتھے پر لگی ہوئی پیشانی سیندور سے رنگی ہوئی سرخ اوڑھنی جواہر دوز
اوڑھے ہوئے انگیا کرتی پہنے ہوئے جھولا بادلہ نگار گھگھے مین ڈالے پٹیان نکالے موتیون کے
سمرن ہاتھون مین باندھے گریبان پر سے دوپٹا ہٹا ہوا سینہ پر جگنو کا دمکنا انگیا سے چھاتیون
کے رنگ کا پھوٹے نکلنا انگوٹھیان ہاتھ مین لعل والماس کی پہنے اس صورت پر تیار ہو کر گاتی
دوپٹہ کی باندھکر قرغول اور باد مہرے حضرت جبرئیل کے نکالکر پانوں مین باندھے کہ جسکی تاثیر
سے کئی گز بلند ہو سکتا تھا اور طی الارض بھی ہوتا تھا پس اس صورت سے گلیم اوڑھے ایک طرف اس
زنجیر کے آکر گلیم اتار کر روے ہوا پر اُسنے سناٹا جست کا ایسا بھرا کہ یقین تھا کئی کوس پر جا کر گریگا
زنجیر تو نیچے رہی اور یہ اس سے بلند ہو کر جو چلا زمین اور زمان مین وہان غلغلہ بلند ہوا کہ لینا
پکڑنا جانے نہ دینا یہ کون ساحرہ ہے کہ جو ایسی دلیرانہ اس طرف سے جاتی ہے مگر کیفیت سنیے کہ
کوکب جو انکو چھوڑ کر جنگل مین غائب ہو گیا تھا تو اسی زنجیر کے متصل بالا بالا آکر نیزہ بکتر ٹھہرا تھا
اور بڑی دیر سے سحر بیٹھا پڑھ رہا تھا اسکی تاثیر سے بہت سے بیر اس زنجیر کے محافظ غافل ہو چکے تھے وہ
سب گویا ہوئے کہ ارے میان یہ کوئی ساحرہ ملک کوکب کی یا ہوش ربا کی ہے جو ہمارے ملک مین جاتی ہے
ایسی کوئی اولوالعزم نہوگی جو دروازہ سے ملک کے آتی اپنے سحر کے بھروسے پر ادھر سے گذری جاتی ہے
بھی دو اور اُسکو یقین کہ پاؤگے بھی نہین دیکھو تو کس سناٹے مین جاتی ہے یہ وہ کہی رہے تھے کہ آن واحد
مین خواجہ زنجیر کے اُس پار جا کر گرے ہر چند شعلۂ آتش زنجیر سے بلند ہوئے لیکن یہ برکت بادمہر خواجہ تک
نہ پہونچے اور یہ جب اُدھر زمین پر گرے آندھی سیاہ آئی اور تمام بیابان مین آگ برسنے لگی اور
ایسے شعلہ ہاے آتش چار طرف بلند ہوئے اور گرد و غبار اور تاریکی چھائی کہ جہاندار شاہ اپنے
قصر مین بیٹھا ہوا تھا اُسکو معلوم ہوا کہ یہ خاکدان عالم خراب ہو گیا اور قصر دنیا کی بنیاد بگڑ گئی ڈھ پڑیگا
دفعۃً آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی کہ صور اسرافیل کے مشابہ تھی جہاندار شاہ گھبرا گیا اور پکارا
کہ یا خداوندا ای جد نامدار جمشید الامان اور الحفیظ بچانا اپنے بندون کو اسی طرح تمام دیر
مصروف دعا رہا یہان خواجہ نے اُس پار زنجیر کے آکر غلغلہ جو برپا دیکھا جلد تر گلیم کو اوڑھ لیا

اور جمشید کے واسطے وغیرہ بادشاہ کے دلانے سے وہ ہنگامہ موقوف ہوا اور جب وہ غلغلہ برپا ہوا
کوکب روے ہوا پر سے خواجہ کی دلیری دیکھ رہا تھا اور انکی جرات پر متحیر ہو کر عش عش کرتا تھا
اب جو آفت برپا دیکھی سناٹا بھر کر ایک طرف چلا گیا کہ ایسا نہو کسی آفت مین گھر جاؤن کیونکہ یہ مقام
خداوند جمشید کی شبیہ کا ہی ادھر بعد موقوف ہونے اِس شور اور ہنگامہ آفت خیز کے جہاندار شاہ قدرت
نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ بالضرور آج کوئی غیر ہماری سرحد مین داخل ہوا ہی جو یہ ساختہ درپیش آیا ہی
ہر ایک نے دست بستہ عرض کی آپ سچ فرماتے ہین آپ نبیرۂ جمشید ہین آپ کو سب حال روشن ہی
لیکن محافظان بیابان ملک قلعہ حاضر خدمت ہو کر آنے والے کا حال عرض کرتے جو کوئی آتا
خبر ضرور دیتے اُنسے کہا ایسا کوئی زبردست آیا ہی کہ محافظان بیابان نے اُسکا پتا نہین پایا ہی لوگون
نے کہا نامہ دار شاہ **افراسیاب** جو رخصت ہوا ہی اُنھین مین سے کوئی خواص ساحر زبردست
شاید سیر کرنے رہ گیا ہو وہی کسی جگہ آگیا ہوگا جہاندار نے کہا اب مین دادا جان کی تصویر کو
تکلیف دون اور اُنسے پوچھون تو معلوم ہو خبر معلوم ہو جائیگا جو کوئی آیا ہوگا کہان تک
پہنچے گا یہ کہکر خاموش ہو رہا اور خواجہ جو اُس زنجیر کو پھاند کر آگے بڑھے اب یہان وہ کوئی آفت
نظر نہ آئی اُنھون نے جانا کہ بس زنجیر ہی تک رد گ ٹوک تھی اب یہ معلوم ہوتا ہی کہ مقام
قلعہ ہی اور یہان امن و امان ہی بس یہ معلوم کر کے ایک جگہ ٹھہر کر ساحرہ سے اُنھون نے صورت
اپنی ساحر کی ایسی بنائی کانون مین کنڈل ڈالے ہاتھون مین لوہے کے کڑے پہنے جھولا گلے مین ڈالا
دھونی تیمبری باندھی کھنور چندن کی تمام جسم مین لگائی کھڑاؤن پانؤن مین پہنکر مالا ہاتھ مین لیکر
یا جمشید یا جمشید کہتے ہوئے آگے بڑھے اب دیکھا تو عجب صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی کہ
سبحان اللہ ہر طرف تختہ لالہ دیاسمن کے لگے ہین گلہاے خودرو بھی کھلکر اپنا جوبن دکھاتے ہین
رات کو مثل چراغ روشن نظر آتے ہین یا ستارے فلک صحرا مین نکلے ہین کہین گیندا کھلا ہی
چاندنی کا پھول چمک رہا گل شبو کی خوشبو پھیلی ہوئی ہی گلون کی چمک سے چاندنی خجلت زدہ ہو کر
پھیلی ہوئی ہی ہر طرف جوش بہار ہی دامن صحرا مثل دے یار ہی کہ ابیات

نظر آئے نہال سبز و شاداب	کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب	ثمر خوش رنگ پتے لہلہاتے
ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے	عمر و ساحر بنا ہوا سیر کنان جب اور آگے بڑھا ایک دروازہ

قلعہ کا نظر آیا بالکل طلاے احمر کا تھا اور یاقوت سُرخ آسمین جڑے تھے آفتاب ہین ستارے ہمرنگ
سُرخ نظر آتے تھے دروازہ برج اسد تھا اُسمین داخلہ سُرخ تھا کئی ہزار ساحران عدار بطور محافظ اور
نگہبانون کے دروازے پر اترے ہوے تھے ہوم خانے جا بجا استادہ تھے بستر لگے تھے ڈھرد
اور خنجریان بحتی تھین بھچین ہوتے تھے طول ہر جگہ اچھا نہین عمرو تو ساحر بنا ہوا تھا ہی بے محابا
اندر قلعہ کے داخل ہوا اُن ساحرون نے بسبب اسکے اُسکو نروکا کہ جانتے تھے کوئی شخص اندر شہر کے
غیر آ نہین سکتا ہی یہ ساحر بھی یہین کا رہنے والا ہی جب عمرو اندر شہر کے آیا اُسکو طلسم پایا
ہر طرف عمارات عالیشان پتھر کی دلچسپ و رقطعدار مکان بنے تھے ساحرنیان اور ساحر جوان
جوان لباس و زیور سے آراستہ ہر طرف خوش و نرم پھرتے تھے دکانین رنگین لعبتہ لطیف سے
آراستہ تھین دکانون مین دکاندار لباس رنگین پہنے بیٹھے تھے ہر طرف مایہ حسن و ناز سے وہ
شہر بھرا نظر آتا تھا اپنی رنگین ادائی پر وہ شاہد ملک حوران بہشت کو شرماتا تھا کہ ابیات

نظر آتے جو کوچے سب معطر
کلاب نوشکفتہ کا گمان تھا
کہین آواز خوش آتی مگر دور
سنور صورت حسن بتان تھا

زمین سے لطف خوشبو تھا برابر
کہ چھڑکا ہی کسی نے بسکہ ہر سو
کہ دل سُنتے سے جسکے ہوئے مسرور
وہان سے تھی صدائے رقص پیدا

مقرر آب پاشی کی تھی اسجا
چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو
ہر اک جا دیکھیے واں جو مکان تھا
اسی آواز کی تھی روح شیدا

عمرو پھرتا ہوا شہر مین رئیسان شہر کے مکانات کی طرف آیا اور ایک شخص سے پوچھا کہ ای برادر
قائم جادو کا کون سا مکان ہی اُسنے کہا ارے میان اُنکا مکان تو وہ سامنے نظر آتا ہی مثل مکان بادشاہ
کے دور سے بلندی دکھاتا ہی کیا تمکو نہین معلوم ہی یا تم یہان کے رہنے والے نہین ہو عمرو نے کہا جی خفا
آپ بھی خوب آدمی ہین یہ بھی کچھ ضرور ہی کہ تمام شہر کے ساکن قائم جادو کے گھر کو جانتے ہون
از انجملہ ایک مین ہی ہون کہ بہت سے رئیسان شہر کو نہین جانتا ہون ہلوگون کو کچھ ضرورت تو
اُن امیرون سے پڑتی نہین اس سبب سے مکان بھی نہین جانتے آج ایک ضرورت سے اُنکے پاس
جانا تھا اگر تم سے دریافت کیا تو کیا قباحت ہوئی اُنکے مکان کو پوچھنے مین ہم اس شہر کے رہنے والے
نہ ٹھہرے اُسنے کہا بھائی خفا نہو سچ ہی انسان سے سہو ہو جاتا ہی عمرو نے کہا مین کیا بھی ایک مدت
کے بعد ہون ہوش رُبا مین ایک کام کے سبب چلا گیا تھا اِس وجہ سے آپ جو دیکھتا ہون تو

اس شہر کی قطع ہی کچھ بدل گئی ہی میرے سامنے دیکھیو یہ محلہ آباد نہ تھا اب آباد ہی یہ مکان بالکل گرا پڑا تھا اب بنگیا ہی اُسنے کہا سچ کہتے ہو اچھا جاؤ وہ سامنے مکان قائم کا ہی عمرو وہان سے اُسی مکان کی جانب آیا دیکھا کہ یہ مکان بشکل ایوان بادشاہی کے نہایت مرتفع اور وسیع معلوم ہوتا ہی مصقلہ اسپر چاندی کا کیا ہی چاندی کا ڈلا بنا ہوا ہی چاندنی رات مین مثل ماہتاب کے چمکتا ہی کمرے اور برج تعمیر ہین ڈیوڑھی پر ملازم دربان وغیرہ حاضر ہین عمرو نے بے تامل اندر مکان کے قدم رکھا اور محافظان مکان سے جو آنکھ ملی اُنسے کہا بھائی اچھی طرح سے تو ہو وہ اُنکے بے دہشت جانے سے سمجھے کہ یہ شاید کوئی ملازم بادشاہی ہی اور قائم کا دوست ہی بس یہ سمجھ کر خاموش ہو رہے اور خواجہ نے آخر کی ڈیوڑھی پر پہونچکر اندر مکان کے تو دیکھا باہر ہی سے آواز دی کہ ای قائم جلد جلد میرے پاس آؤ قائم یہ صدا سُنکر گھبرایا کہ یہ کون ایسا میرا ہمسر آگیا جو اس طرح بیباکانہ آواز دیتا ہی مجکو پکارتا ہی بس جلد تر اُٹھکر باہر آیا عمرو کو بصورت اکابر جلیل القدر ساحرد دیکھکر دست بسر ہوا عمرو اُسکو دیکھکر رونے لگا اور زار زار گریہ ناک ہوا وہ اُسکو روتا دیکھکر اور بھی بدحواس ہوا اور کہا ای برادر بیان تو کر کہ تمھارا آنا کہان سے ہوا اور کیون میری صورت دیکھکر روئے ہو عمرو نے کہا مین تمکو روتا ہون کہ کوئی دم مین سررشتۂ زندگی تمھارا منقطع ہوا چاہتا ہی ازبسکہ مجھے تمسے الفت کمال تھی اسوجہ سے روتا ہوا دوڑا آیا اور کسی کو کیا پڑی تھی جو ایسی آفت مین تمکو آکر خبر کرتا ای مشفق کوئی ایسی حرکت کرتا ہی قائم اپنے دل مین سمجھا کہ تو معمار کی قید اپنے پاس رکھنے کو لایا ہی شاید بادشاہ سے کسی نے تیری جانب سے کچھ لگایا ہی یہ ساحر دربار مین حاضر ہوگا خبر سنکر تیری محبت سے تیرے پاس آیا ہی کوئی اور شاید سبب ہو اس سے دریافت کرس یہ سوچکر اُسنے کہا ای بھائی تمھاری محبت اور عنایت مین کہ جو تمنے اِسوقت میرحال پر صرف فرمائی ہی کچھ شک نہین مگر اب امیدوار ہون کہ جلدی تر اس راز جانکاہ سے بھی اطلاع پاؤن تاکہ کچھ اُسکی تدبیر کرون عمرو نے کہا کہ ای برادر یہ راز بادشاہی ہین یون عام طور پر نہین بیان ہو سکتے ہین اگر تمکو سُننا ہو تو علیحدہ چلو قائم اُسکو ہاتھ پکڑکر اندر مکان کے لے گیا عمرو نے وہان جو ساحرد وغیرہ پہرے پر بیٹھے تھے اُنسے کہا کہ تم سب باہر چلے جاؤ قائم نے بھی کہا کہ ہان جلد یہان سے ہٹ جاؤ وہ سب باہر مکان کے چلے آئے عمرو نے دیکھا کہ چھت مین قفس لٹکا ہی اُسمین معمار بند ہی اور وہ ہمارے اوج ساحری دعنقائے قاف

شعبدہ گری پانون ہاتھ سمیٹے اِس پنجرے مین پڑا ہی اور اپنے حال پر زار زار رو رہا ہی باقی تمام مکان قائم کا بہت آراستہ ہو رہا ہی روشنی سے بہ از روز روشن وہ رات ہی ہر طرف آراستہ شیشہ آلات ہی بس جب تخلیہ ہوا عمرو نے فوراً ایک طمانچہ مُنھ پر قائم کے مارا کہ او نالائق تو کچھ سمجھ بوجھ کے کام نہین کرتا ہی قائم کو طمانچہ کھاکر غصہ آیا کہ یہ اچھا کوئی نصیحت کرنے والا آیا ہی کہ خبر تو مفصل نہین کہتا ہی پنے اڑھائی چانول بگھار رہا ہی اُس غصہ مین اُسنے چاہا کہ اُٹھکر اُسکو پکڑلون ہاتھ خواجہ کا بیہوشی بھرا تھا طمانچہ پڑنے سے بیہوشی ناک مین جا چکی تھی وہ اُٹھتے ہی بیہوش ہوگیا عمرو نے دروازے کی کنڈی بند کرکے اسباب جو کچھ جلدی مین اُٹھ سکا وہ نذر زنبیل کیا پھر جال لاکر مع قفس معمار کو چھت سے اُتارا کیونکہ وہ مسحور بہ سحر قائم تھا جب اُسکو اتار چکے خنجر سے سر قائم کا جدا کیا تن بے جان کو نذر رکھا قیام اُسکو دوزخ مین رہا جب وہ واصل جہنم ہوا معمار پر سے سحر اُتر گیا خواجہ نے اُس جلدی مین اُسکو زنبیل مین ڈال لیا اِدھر شور قائم کے مرنے کا بلند ہوا آندھی تند چلی رات وہ کالی کالا پہاڑ ہوگئی جو جو مکانات کہ قائم کے سحر سے بنے تھے وہ سب ڈھہ پڑے اور اُنکے نیچے جو ساحر کہ مقیم تھے سب بکر فی النار والسقر ہوئے اور اُسوقت کا ہنگامہ قیامت زا ایسا تھا کہ زبان قلم کو یارا اُسکے بیان کا نہین ساحر وغیرہ جو پہرے پر تھے مکانات گرنے سے اُٹھکر بھاگے عمرو بھی مع پنجرے سے شکل اور طرح کی ساحر کی بناکر یہ کہتا ہوا کہ بھائیو جلد بھاگو بڑی آفت آئی ہی جو لوگ کہ قوی دل تھے وہ بھی اُسکے بھگوانے سے بودے ہوکر بھاگے کہ واقعی بیٹھے بٹھائے یہ کیا آفت آئی خواجہ بخوبی تمام وہان سے بھاگ کر سیدھے در شہر پر آئے اور کہا بھائیو کوئی اِدھر سے گیا تو نہین دربانون نے کہا کوئی نہین گیا تو بادشاہ نے مجھے بھیجا کیون ہی دیکھو مین خبر لاتا ہون یہ کہکر جلد تر باہر دروازے کے جاکر صحرا مین ایک طرف کو ایک پہاڑ چینی کا تھا اُسپر چڑھ گیا اور وہان سے بیٹھکر شور و غوغائے اہالیان شہر سُننے لگا یہ تو یہان بآرام و اطمینان قلب ساکن ہی مگر ہمہ تن چشم بنا ہوا نہایت ہوشیار و خبردار بیٹھا ہی مگر وہان شہر مین ساحرون کے مرنے کا ایسا غوغا بلند ہوا اور وہ شور محشر آشکار ہوا کہ تمام شہر کے ساکنون نے دروازے اپنے بند کرلیے اور دکاندار دکان بڑھا کر بھاگے اور جہاندار شاہ جو شب کے دربار مین سریر حکومت پر جلوہ گر تھا اُسنے بھی یہ غوغا سُنا اور گھبراکر اہل دربار سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ شور شہر مین کیسا ہی کیا کسی کے مکان پر ڈاکا گرا ہی کیا ماجرا ہی

ہرکارے دوڑے اور خبر لائے کہ ای شہریار سُنا جاتا ہی کہ قائم جادو مر گیا اور آپسے نہین مرا کسی نے مار ڈالا ہی بادشاہ نے کہا کوئی آدمی جاے اور خبر لائے کہ کس نے اُسکو مارا مقیم جادو بیقرار ہوکر دوڑا اور قائم کے مکان پر آکر جو دیکھا تو سب عمارت اُسکی گری پڑی ہی ملازم بھاگ گئے ہین ویرانی چھائی ہی یہ دیکھکر اُسنے جو لوگ باقی تھے اُنسے پوچھا کہ ارے میان تمکو کچھ اطلاع ہی کہ مالک تمھارا کس طرح مارا گیا اور کس نے اُسکو قتل کیا اُنھون نے کہا ہمنے کسی کو اندر مکان کے جاتے نہین دیکھا مگر ایک شخص البتہ آیا تھا اور دربان اندر چلا گیا اور دروازے ہی پر آخر مکان کے اُسنے قائم کو پکارا وہ باہر آئے وہ شخص رونے لگا اور نہین معلوم کیا کیا اُسنے باتین کین پھر قائم اُسکو اندر مکان کے لے گئے سبکو اندر سے مکان کے باہر نکالدیا تھوڑی دیر کے بعد اندر سے غلغلہ اُنکے مرنے کا بلند ہوا پھر ہمنے اُس شخص کو نہین دیکھا کہ کدھر گیا اور کب بھاگا یہ حال سُنکر مقیم نے اپنا گریبان چاک کیا اور اندر مکان کے جاکر لاش قائم کو اُٹھواکر جہاندار شاہ کے پاس آیا اور جملہ ماجرا گذشتہ جو کچھ اُسنے سُنا تھا بیان کیا جہاندار نے کہا مقرر کوئی غضب خداوند جمشید کا آیا ہی معمار کو جو قائم نے قید کیا دیکھو مارا گیا یہ سب فساد کوکب یا عمرو کا معلوم دیتا ہی خیر کہان میرے ہاتھ سے جائینگے جسوقت مین نے تصویر سے دادا جان کی عرض حال کیا طلسم نورافشان تک غارت ہو جاے گا کوکب کی بھی جان جائیگی شریر جادو نامی ایک ساحر حاضر دربار تھا اُسنے عرض کیا کہ ای بادشاہ آپ سچ فرماتے ہین معمار طرفدار مسلمانون کا ہوا ہی اور لشکر امیر حمزہ زیر عقیق کوہ پڑا ہی جو دربند اژدریہ کے پاس ہی اور وہ دربند اُس ملک سے بہت قریب ہی افراسیاب کے بزرگون نے راستہ وہ بند کر دیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار اُس لشکر کا یہان اُسی راہ سے آگیا ہی اُسی نے قائم کو زندہ نہ رکھا اور معمار کو رہا کرلے گیا کہ اُنھین لوگون کی وجہ سے معمار قید بھی ہوا تھا پھر اُن عیارون کو تاب کہان جہاندار نے کہا یا تو جو کچھ تم کہتے ہو یہ امر ہی یا کوئی ساحر یا ساحرہ مسلمانون کے دوست یہان رہتے ہین بس اُنھون نے یہ حرکت ہمارے ستانے کو کی ہی مگر خیر کسی نے یہ امر کیا ہی وہ ہمسے بچکر یہان سے جا نہین سکتا ہی کچھ دن آج باقی تھا کہ ایک غلغلہ قیامت زا بلند ہوا تھا مین نے دعا کی کہ خداوند نے رحم فرمایا مین جاتا ہون اُسی وقت سے اہتمام قتل قائم کیا جاتا تھا خیر ابتو غفلت مین کام کرنے والا اپنی سی کر گیا تمام

بیابان کا روز اخبار میرے پاس آتا ہے اب کہان تک وہ بچے گا اور خانقطان بیابان کو نزار دینا
بھی چاہیے کہ وہ بہت غفلت کرتے ہین اسی طرح کی باتین کرکے اُسنے ساحرون کو اُسی وقت حکم دیا
کہ جاؤ اور قاتل قائم کی تلاش کرو اور ایسے ساحر روانہ کیے کہ معمار سے جو سحر مین غالب آسکین
کس لیے کہ جانتا تھا ہمراہ عیار معمار بھی ضرور ہوگا اور لڑیگا صدہا ساحر ہر سمت کو روانہ ہوا اور
دیوان بیان کو عتاب آمیز حکم پہونچا کہ اگر تمھاری سرحد سے قاتل قائم نکل گیا تو سبکو جلا دونگا
اب ہزارون پتلے اور دیو اور پریزادان طلسم اور ساحر و ساحرہ وغیرہ بلائش ہین داد ہوئے
اور بادشاہ دو پہر رات تک اسی شد و بست مین سریر حکومت پر جلوہ گر رہا بعد دو پہر رات کے
دربار برخاست کرکے ساحرون کو انعام کا بھی امیدوار کیا کہ جو کوئی قاتل کا پتا لگائیگا بڑا رتبہ
ہماری سرکار سے وہ پائیگا ایسا کچھ انتظام کرکے داخل شبستان ہوا وہان رات بھر خواجہ
کوہ پیمی پردرختون کی آڑ مین دبکے ہوئے بیٹھے رہے جسوقت کوہ لاجورد فلک پر عیار
مہر قدم زن ہوا اور عالم تمام شعاع خورشید سے روشن ہوا ابیات

کہ جب شب بگبی اک نقطہ خال	اُٹھا بستر سے سیر شاہ خوش اقبال	ہوا ابر سیاہ شب جو پھر کم
بجس کا ہوا سامان فراہم	ہنگام سحر جہاندار برآمد ہوکر تنبیہ برائے تلاش قاتل قائم	

کرنے لگا اور عمر و صبح کو پہاڑ پر سے بطور تخفی آزاد دل سے کہتا تھا کہ اب کسی طرح یہان سے نکل چلنا
چاہیے یہان کب تک بیکار رہوگے مفت مین زیر باری ہوگی اپنے پاس سے روٹی کھانا پڑیگی
شہر سے بھی نکل آئے ہو نہین تو وہان دو ایک پیسہ روز کی مشقت ہی کر لیتے دو چار کام کسی جوہری
کے کرتے کہان تک تمکو نہ دیتا ضرور ہی کچھ جواہر نذر پکڑتا اس سوچ مین ایک جھیل کے کنارے
آکر استادہ ہوئے اور فکر کرنے لگے کہ کس طرح چلنا چاہیے اسی فکر مین دو چار قدم آگے بڑھتا تھا
اور پھر ہٹ آتا تھا اب جو غور کرکے دیکھا تو زمین سے کھانس ہری ہری آگ آئی ہے اور اُس
کھانس مین خود گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون پھول رہے ہین اُسوقت یہ گھبرایا
اور سوچا کہ یہان جس جگہ تم ٹھہروگے گرفتار ہو جاؤگے کس لیے کہ ایک تو مقام ایسا سخت و صعب
دوسرے جب سے قائم کو قتل کیا ہے بادشاہ یہان کا تلاش مین تمھاری ہوگا کچھ ہی دیر مین
آفت آیا چاہتی ہے اس سے مناسب ہے کہ معمار کو زنبیل سے نکالون اور اُس سے کچھ مشورہ کرون

بس یہ سوچکر اُسنے قفس نکالا اور اُسمین سے معمار کو نکال کے زمین پر رکھا قفس پھر داخل زنبیل کیا
اور معمار کو ہوشیار کرکے اُس سے سب ماجرا کہا کہ ہم تمھاری محبت مین طلسم نورافشان سے یہان
آئے اور تمھین قائم کو مارکر چھڑا لائے اب تم کوئی تدبیر کرو ہم تم یہان سے چلین معمار کے عمرو
کو دیکھکر حواس باختہ ہوگئے اور گویا ہوا کہ خواجہ سلامت پہلے یہ تو آپ ارشاد فرمائیے کہ آپ کو
اس مقام پر نیرنگ و فسون مین پہونچایا کس نے اور آپ آئے کسطرح سے کیونکہ یہ جگہ ایسی نہین
جو کوئی یہان آسکے اور کیا تاب کسی کی جو ادھر آنے کے لیے کوئی رخ بھی کرے اور یہ بھی ممکن نہین
کہ یہان کسی طرح کا قصور کرکے کوئی نکلجائے عمرو نے یہ سُنکر جواب دیا کہ اے معمار ہمکو ہمارے
خدائے اکبر نے یہان پہونچایا سوا اُسکے اور کس کو قدرت ہے جو مجھ ایسے بندۂ ذلیل کو ایسی جاے عدیم المثل
پر پہونچائے وہی خدائے تعالیٰ ہمارا ہر وقت اور ہر مہم مین مددگار رہا اور وہی ہمکو یہان سے
بچاکے ہر ایک آفت سے پھر منزل مقصد و راحت پر لیجائیگا کہ وہ سب سے زبردست ہے تم کچھ ہمارے
آنے کا تعجب نہ کرو اب فکر یہان سے چلنے کی کرو کیونکہ پہلے تو تم یہان کے سردارون مین
تھے جہان جی چاہتا تھا آتے جاتے تھے اب باغی ہوے تمھارے لیے چوکیان بیٹھی ہونگی
اگر مین اکیلا ہوتا کچھ مکر کرکے نکل جاتا تمھارے ساتھ لے جانے مین البتہ ذرا مشکل پڑیگی لو تم
کوئی تدبیر ہوسکے تو کرو ورنہ مین تو پھرلے جاؤن ہی گا عمرو تو یہ باتین کر رہا تھا اور صفت
پروردگار عالم کی کرتا تھا کہ دفعۃً دامن کوہ سے صداہاے مہیب آنے لگی یہ معلوم ہوا کہ جیسے
غیل روزگار نے چیخ ماری عمرو سمجھا کہ کوئی آفت آئی فوراً گلیم عیاری اُڑھ کر یہ تو غائب
ہوگیا اور معمار سے کچھ دور جاکر الگ کھڑا ہوا کہ شاید یہ مسخرہ ہو تو مین تو بچ رہون اور
یہان معمار پھر حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہوا خواجہ کھڑے کھڑے میری نظرون سے پنہان ہوگئے اور
عمرو بھی ساحر زبردست ہو یا یہ امر ہے کہ جس ساحر کی قید مین ہم ہوے اُسنے عمرو کی ایسی صورت
بناکر مجھسے کچھ راز دوستی عمرو کے دریافت کرنا چاہتا تھا ورنہ عمرو کا یہان آنا اور قائم کو مارنا
بسا مشکل ہے اور اسی کشمکش و پیچ مین یہ کھڑا تھا کہ سامنے سے ایک ساحر سامری وقت کہنایت
قوی ہیکل دیو صورت سخت بدسیرت سیاہ فام کریہ منظر آنکھین لال لال کیے جھولا گلے مین
ڈالے لٹھ ایک لوہے کا کندھے پر رکھے تہمد باندھے پیدا ہوا معمار سمجھا کہ یہ وہی شخص ہے جو ابھی

عمرو بنا ہوا تجکو فہمایش کر رہا تھا اب یہ اس صورت سے آیا ہی بس یہ معلوم کرکے اُسنے کہا ای
شخص ان باتون سے کیا مطلب نکلتا ہی اور کیا فائدہ ہی کہ تو صورت بدل بدل کر میرے آتا ہی
مین خود حیران تھا اس امر مین کہ بھلا وہ کہان اور یہ مقام کہان اور کیونکر یہان اُنکا آنا ہوا
قسم ہی جمشید و سامری کی کہ میرا کچھ قصور اسمین نہین ہی اور نہ مجکو کچھ سر و کار اُس سے ہی
مین اُسکی صورت سے بھی آگاہ نہین تم ناحق مجھسے ایسی باتین کرتے ہو اُس ساحر نے یہ
کلمات سُنکر جواب دیا کہ ارے تو کیا دیوانہ ہی یا اپنے تئین بناتا ہی جو اس طرح دیوانہ وار بکتا ہی اور
یہ تونے کیا کہا کہ وہ کہان اور یہ مقام کہان اور وہ کیونکر آیا معمار نے کہا مین تو دیوانہ نہین ہون
جسکو کہ مین کہتا ہون وہ تمھین تو ہو انکار کرنے سے تمھارے ہوتا ہی کیا ہی مین پہلے ہی پہچان چکا
ہون اس کلمہ پر اس ساحر نے کہا ارے کمبخت ایک تو قائم جادو کو تو نے مارا اور دوسرے ہمسے
دیوانہ بن کر کے بچنا چاہتا ہی بھلا اب ہم تجکو زندہ چھوڑینگے یہ کہکر ایک نار یخ اُسنے معمار پر مارا
معمار تو اس سے باتین کر رہا تھا اس سبب سے غافل تھا دوسرے یہ سب سناحر ملازم
جہاندار قدرت کے ہین معمار اُنسے بگاڑ کر سر برنہین ہو سکتا ہی اُسنے اتنا کیا کہ دستاچہ سحر
کی دی وہ نار یخ زمین پر گر کر سرد ہو گیا اُس ساحر نے ایک مرتبہ ایک زنجیر جھولی سے نکالی اور
پکارا کہ ای سلاسل عطیۂ شیطنہ خداوند جمشید جلد اس گنہگار کو باندھ لے وہ زنجیر معمار کے دست و پا مین
آکر لپٹ گئی اور ہر چند اُسنے رد سحر پڑھا وہ کسی طرح نہ چھوٹی آخر معمار اُسمین بندھکر گر
اُس ساحر نے آکر اُسکو بزور سحر اُٹھایا اور لیکر روانہ ہوا کچھ دور گیا ہوگا کہ ایک ساحر سامنے آتا تھا
اُسنے اُسکے پاس آکر کہا کہ بھائی صاحب واہ واہ کیا خوب تمنے کام کیا ہی کہ جو اس مقتری کو پکڑ لیا مین
بھی اُسکی تلاش مین بڑی دیر سے حیران و سرگردان پھر رہا تھا بلکہ میرے اوپر کیا موقوف ہی اُسکے واسطے
تو صدہا ساحر نکلے ہوئے ہین اور ہر جگہ ڈھونڈ رہے ہین مگر چلو خوب ہوا کہ جو تمھارے ہاتھ یہ
آگیا لیکن ای برادر کچھ انعام تمکو ملیگا اُسمین ذرا ہمکو بھی یاد رکھنا بھول نہ جانا کیونکہ ہم بھی تمھارے
برابر ہی آکر پہونچے ہین اگر دم بھر بھی پہلے پہونچتے تو پھر ہمین اِسکو باندھ لیتے لیکن کچھ مضائقہ نہین
جیسے تم ویسے ہم ہمارا تمھارا معاملہ واحد ہی اِسکے گرفتار ہونے سے مطلب تھا خواہ تمھارے ہاتھ سے
یا ہمارے ہاتھ سے ہو وہ مطلب جمشید نے پورا کر دیا مین اسکو پکڑتا تو بھی روبرو بادشاہ کے جاتا

تنے قید کیا ہو تو بھی وہ ہی مطلب ہو اچھا اب جلد چلو ایسا نہو کہ جو کمر اسنے قائم کے ساتھ کیا ہو
اسی طرح تمکو بھی فقرہ دیکے نکلجائے وہ ساحر اس ساحر کی باتون کا کچھ جواب تو نہ دیتا تھا چپکا
معمار کو لیے چلا جاتا تھا ان دونون کی باتین خواجہ نے جو علٰحدہ گلیم اوڑھے کھڑے تھے سنین اور
جلد منہ پر ہاتھ پھیر کر پکارے کہ یا جناب آدم صفی اللہ جد پاک میری صورت ایک پیر ضعیف کا کیش
کی ایسی ہو جائے دادا تو پوتے کے کہنے مین رہا کرتے ہین لمحہ بھر مین وہ ہی صورت ہو گئی چہرے پر
جھریان پڑی ہوئین قامت خمیدہ بدن کی رگین اور پسلیان سینے کی نکلی ہوئین سر پر بال
بالکل روئی کے گالا سرسے تا قدم بدن مین رعشہ ایسا بڈھا کہ پیر فلک کا استاد کچھ ہی دنون کے
چرخ مکار سے چھوٹا بڑائی ایک انگوچھا مرسے لپیٹے رانون کی کھال لٹکی ایک لنگوٹا ڈھیلا ڈھالا
باندھا آستین بڑی بڑی آسمین رکھے ہوئے کھڑیا ہاتھ مین اس صورت سے بنکر ایک جگہ ان
دونون ساحرون کی راہ مین آگے آکر بیٹھا اور گھانس چھیلنے لگا مگر بسبب ضعف و نقاہت و رعشہ
کے کھرپی گھانس کی اوپر پڑکے اوپر ہی سے پھسل جاتی تھی چلتی نہ تھی اور ہاتھ پانون تھراتے
جاتے تھے جب وہ ساحر اسکے پاس آکر پہونچے اسکو ایسی محنت بیہودہ اور بیکار مین مبتلا دیکھکر
پہلے تو ہنسے پھر کچھ رحم انکو آیا اور ترس کھاکر گویا ہوئے کہ ای بڑے میان تم بڑے بے وقوف
معلوم ہوتے ہو ارے طاقت ہاتھ پانون مین تو مطلق نہین رہی ہو اور گھانس چھیلنے کو گھر سے نکلے ہو
ارے کیا لڑکا کوئی تیرے نہین ہو اور عزیز و اقربا مین کوئی ایسا نہین جو ایسے وقت مین روٹی
پانی کی خبر لے یا ایام شباب مین تو نے ہی اسقدر پیدا کر لیا ہوتا جو اس بڑھاپے مین تیرے کام
آتا اور تجکو آرام ملتا اس بیان کو سنکر اس پیر نے کہا کہ جمشید تجکو سلامت رکھین عزیز و
اقربا لڑکے بالے سب میرے موجود ہین اور جوانی مین کمایا بھی بہت ہو ایسا کمایا ہو کہ کسی کو نصیب
نہوگا لیکن میری عادت مین نہین ہو جو کسی کا احسان لون اپنی خیرت مین آپ مرا جاتا ہون
اور پھر جلکر دو چار پیسے جو کچھ تقدیر کے بدے ہین وہ ملجاتے ہین بس اسی مین گذران کرتا ہون اور
سنو میرے صاحب جینے کی بھی حد ہوتی ہو اب جو کچھ میرے پاس باقی ہو وہ نالائقون کو میرا
دینے کو جی نہین چاہتا ہو ورنہ اب بھی میرے پاس وہ دولت ہو کہ بادشاہ جہاندار قدرت
نے بھی نہ دیکھی ہوگی بلکہ نام بھی نہ سنا ہوگا ساحرون نے کہا بڑے میان ہم بھی تو سنین کہ تمنے

جوانی مین کیا ایسا پیدا کیا تھا جو دوسرے کو ممکن نہین ہوا ذرا ہم سے تو بیان کر دہم تمھارے کوئی
سا بھی تو ہین نہین جو سُنکر تمسے دعوی کرینگے بڈھے نے کہا کہ اس تقریر سے کیا مطلب ہی
خیر ہم جھوٹ ہی کہتے سہی تم چلے جاؤ اپنی راہ لو کوئی بھی اپنی کمائی کا حال بیان کرتا ہی جو مین
تمسے اپنا حال کہنے بیٹھون اتنی ہی دیر مین میری گھانس چھیلنے کی جرج ہوئی ورنہ کچھ چھل ہی
جاتی ارے میان تم اپنی راہ کیون کھوٹی کرتے ہو بڈھے نے یہ جو کہا وہ ساحر اور زیادہ بجبر
ہوئے بڈھے نے خوب سا انکار کر کے اور اُنکو مشتاق بنا کر کہا تمھاری خاطر ہی جو بتاتا ہون مین نے
دو نگینے شیرین پکھراج کے پائے ہین وہ بیٹے میرے مجھسے مانگتے ہین اب مین اُنکو نہین دیتا ہون
بھلا تم ہی بتلاؤ کہ آجتک تمنے نام بھی شیرین پکھراج کا سُنا ہی بھلا دیکھنا تو درکنار وہ دونون ساحر
یہ بیان سُنکر گھبرائے بلکہ ایک نے کہا ارے میان یہ بڈھا بڑھاپے کے سبب سے ٹھرابھرا ہوگیا
ہی نہین معلوم کیا بیہودہ بکتا ہی آؤ چلو بھی کہین پکھراج بھی شیرین ہوتا ہی بڈھے نے کہا جاؤ جاؤ
میان تمکو ٹھرا تا کون ہی یہی سمجھ کے تو مین بتاتا نہ تھا اور انکار کرتا تھا آخر تمکو میرے کہنے کا اعتبار
ہوا نا مگر اب تو مین نے تمسے بتایا ہی تو لازم ہی کہ تمھین دکھلا بھی دون بھلا کیا یاد کروگے کہ ایک ادنی
گھسیارے کے پاس ہمنے ایسی نایاب چیز دیکھی تھی مگر میان مین غریب آدمی ہون تم اگر ان نگینون
کو دیکھکر مجھسے چھین لو تو مین کیا کرون اگر دعوی بھی کرونگا تو لوگ جھوٹا کہینگے ساحرون نے قسم کھائی
کہ نہین ہم زبردستی کسی طرح کی نہ کرینگے بڈھے نے کہا میرے بیٹے اور عزیز وغیرہ بھی سب واقف ہین مین
اُنسے گواہی دلوا دونگا تو اچھا دیکھ تو یہ کہکر دو نگینے اپنے لنگوٹے سے اُسنے نکالے نگینے ہاتھ پر کیا رکھے
کہ تمام جنگل منور و روشن ہوگیا ملک فیروزہ فام یاقوت آفتاب کو اُن نگینون پر نثار کرتا تھا جوہری
روزگار کی آنکھون مین خیرگی آگئی وہ دونون ساحر دیکھتے ہی عش عش کرنے لگے اور منھ مین پانی
بھر آیا کہا بڑے میان اگر تم کہو تو ہم ذرا ہاتھ مین لیکر انکو دیکھین بڈھے نے کہا لو دیکھو اور وہ جو صفت
مین نے اِنکی بیان کی ہی کہ شیرین پکھراج ہی تو چکھ کے بھی دیکھو اُن دونون نے دو نگینے بڈھے
سے لیے اور ہاتھ پر اپنے رکھکر رنگ ڈھنگ سنگ اُنکے دیکھے اور کہا کیا قدرت جمشید کی ہی
واہ وا واہ کہ اس گھسیارے کو اور یہ دولت لازوال عنایت فرمائی ہی اور پھر اُسپر یہ خداوند کی
قدرت نمائی ہی کہ یہ بیچارہ اِنکو کام مین نہین لاسکتا ہی گھانس چھیلتا ہی اور اُس پیرانہ سالی

پیرانہ سالی مین دُکھ بھرتا ہی اور کمبخت بیٹے بھی اِسکے نالائق معلوم دیتے ہین کہ ایسی چیز کی قدر نہین
جانتے ہین اگر یہ نہین دیتا تھا تو اِسکی منت کرکے اس بڑھاپے مین چین دیکر اِس سے لیتے مثل چلی
آتی ہی کہ محنت سے عظمت ہوتی ہی بیٹا بنکر کھاتے ہین کوئی باپ بنکر نہین کھاتا ہی جاکر وہ تو اُسکے
فرزند ہی ہین یہ کہکر کہا بڑے میان سچ بتانا کہ یہ تمنے کہان سے پائے ہین بڈھے نے کہا کہ مین نے
کچھ مفت تو پائے نہین لاکھون روپیے دیکر خریدے ہین ایک روز کا ذکر ہی کہ مین دریاے جمشید
مین نہانے گیا نہاکر کنارے اُسکے کھڑا تھا وہان ایک شخص انکو گھڑا بیچ رہا تھا اور بھی لوگ
وہان تھے مگر کسی کو یہ جنچے نہین اور کسی نے قیمت انکی نہین لگائی مین نے جو انکو دیکھا بس دل
لوٹ ہوگیا سمجھا کہ یہ نگینے نایاب ہین بس مین نے اُس شخص سے قیمت انکی پوچھی اُسنے کہا کیا کہون
کہ کیا قیمت مانگی بہرصورت مین نے اُسکو راضی کرکے یہ لے لیے اُسوقت اُسنے کہا اے شخص یہ
خداوند جمشید کے مندرون مین کے جواہر ہین اور اُنکے پہنے ہوئے ہین تو انکی ہمیشہ زیارت کرنا
اور تاثیر اُسکے پہنے سے اُنمین یہ ہوگئی ہی کہ یہ میٹھے ہوگئے ہین نام اِنکا شیرین پکارا جاتا ہی شائقان
جہان کو بھی آجتک یہ خداوند کا بھیجا ہوا تحفہ دستیاب نہین ہوا خبردار اپنی جان کی برابر رکھنا
اور کوئی بے ادبی انکے ساتھ نہونے پائے ورنہ بھیک مانگنے لگے گا پھر میرا صاحب اب
مین اتنا روپیہ کہان سے لاتا کہ تجھکو نہ بتاتا خداوند کی شبیہ وہان رکھکر اُسکے کانون مین یہ بتانا
اور روز انکا پوجا کرنا جب میرے یہان بھی برکت ہوتی اتبو مین لنگوٹی مین رکھتا ہون اور اِسی
سبب سے گھانس چھیلتا ہون لو اب نگینہ مجھے دو اور تم اپنی راہ جاؤ ساحرون نے کہا پھر ہمکو
اِنکی شیرینی کیونکر معلوم ہو اُسنے کہا مُنہہ مین رکھکر دیکھو نگینے اور زیادہ آبدار ہوجائینگے اور
مٹھاس تمھارے حلق مین اُتر جائیگی اور ایسی شیرینی ہوگی کہ کبھی تمنے نو کیا تمھارے باپ نے
بھی نہ کھائی ہوگی ساحر نگینون کے دیکھنے سے کی خوشامد کرتے تھے کلمات درشت بھی سُنکر چپ رہے
اور دونون نے نگینون کو اپنے مُنہہ مین رکھ لیا اور پھر جو مُنہہ سے نکالا نگینے زیادہ چمکنے لگے
اور شیرین تمام دہن ہوگیا یہ شیرین کامی دلیل اُنکی تلخکامی کی تھی خواجہ نے ایسے وہ نگینے
بنائے تھے کہ اوپر اُسکے مٹھائی بیہوشی آلودہ لگائی تھی بس وہ مٹھائی جو اُنکے حلق سے اُتری
پہلے تو کچھ سرور معلوم ہوا اور اُسی حالت سرور مین کہا بڑے میان اِنکو تم ہمسے قیمت

لیکر دیدو عمرو نے کہا قیمت انکی تم کیا دوگے انکی قیمت تمھاری جان شیرین ہی یہ نگینے بتون
کی جان تھکپین ہین اب تم مشتاق ہوئے ہو تو جان دوگے وہ یہ سُنکر نگینے پھینک کر دوڑے
کہ ادب بے ادب ہم تجکو مار کر لینگے بس جیسے ہی یہ جھپٹے طمانچہ دیو بیہوشی کا پڑا کہ سر نیچے پانمین
اور پیر دھم سے گرے عمرو نے بنا بر احتیاط کے گلیم اوڑھ لی اور لمحہ بھر غائب ہوگیا پھر بصورت اصل
ہوکر ظاہر ہوا اور سامنے معمار کے آیا یکبارگی کہ اناشاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اور معمار تو
جوان ساحرون سے ہلکی ہلکی باتین کرتا تھا اور اپنے دشمنون کو دست جانتا تھا بھلا تیرا
کہان خیال ہی ارے مین وہ ہون کہ دریاے عمان و قلزم و محیط مین گھسکر ساحر شمش کو مین نے مارا
یہان تو تجکو بھلا کوکب کچھ دور لے آیا تھا اب خوب سمجھ لے کہ قائم جادو کو مین نے ہی مارا
اور تجکو چھڑایا اور اب ان دونون حرامزادون کو بیہوش کیا دیکھا تو نے قدرت خداے تعالی کو
کہ کیا اُسنے ہمکو قدرت و قوت عنایت فرمائی ہی یہ سب اُسی کی قدرت ہی ورنہ میری کیا اصل ہی کہ
جو ایسے مقام پر آکر ایسے بڑے ساحرون پر غالب آؤن اب تمکو یقین کرنا چاہیے کہ ہم افراسیاب
کو بھی اسی طور سے اگر منظور خدا ہی تو مار ڈالینگے کچھ فرق نہ پڑیگا یہ کہکر معمار کے سامنے سیسہ گرم
کیا اور اُن دونون ساحرون کو منھ اُنکا چیر کر بلا دیا وہ تڑپ کر ہلاک ہوگئے اور صداہاے دار و گیر
بلند ہوئین بعد کچھ دیر کے آواز یہ آئین کہ ارے انسان جادو اور مبہوت جادو کو افسوس ہی اور
کام تمام کیا مطلب کی کچھ نہ حاصل ہوا معمار زنجیر سحر سے کھلگیا اور خواجہ کی دلیری پر تھرا کر جلد عمرو
کو بچہ مین دابکر اُڑا کہ خواجہ تمنے بڑا غضب کیا انتہا کے سفاک و درجہ جھٹ تم ہو یہ کہتا ہوا اور لوٹ
کہین نہ جاسکا خواجہ کو غار کے اندر لیکر اُتر گیا اور پوشیدہ ہوکر بیٹھا اور بوندے پیدا ہوکر لاشون دونون
ساحرون کی اُڑا کر سامنے جہاندار کے لیگئے اُسوقت اُنکے سرون سے دو طائر نکلے اور پکارے کہ اے
نبیرۂ جمشید یہ دونون معمار کو گرفتار کیے ہوئے لاتے تھے راہ مین عمرو عیار ملا ہوا ملا اور انکو فریب
دیکر اُسنے بیہوش کرکے مار ڈالا جہاندار نے کہا خیر معلوم ہوا کہ عمرو کا قدم یہان آیا ہوا ہی اب تدبیر اُسکی
معقول کیجائیگی کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا لاشین اِنکی لیجا کر اُٹھواؤ ساحرون نے لاشین تو اُٹھوائین
اور آپ دارالامارۃ سے اُٹھکر داخل بستان ہوا جہان یہ سوتا بیٹھتا ہی وہان آئینہ قد آدم لگا ہی آئینہ مین
ہی مرآت خیال کیے جو صورت نما ہے اجراے گذشتہ و حال ہی چار طرف اُس آئینہ کے چوکھٹے مین تصویرین

سامری اور جمشید کی لگی ہین کہ وہ سب بیہوش ہین اور ایک کنارے پر رقعہ جمشیدی لگا ہوا ہی کہ جسکے
حرف کپڑون کی طرح سے رنگے ہین کوئی اور شخص سوائے جہاندار کے اس رقعہ کو نہین پڑھ سکتا
ہی آئینہ شفافی مین آئینہ خورشید کو اپنے مقابلہ مین اندھا بناتا ہی روح سکندر کو برا منہ پر کہتا ہی
اُس بادشاہ نے جاتے ہی غلاف اس آئینہ پر سے اُٹھایا اور ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا دل سے
نیت کی کہ حال عمرو اور معمار معلوم ہو کہ کہان ہین اُس مین معلوم ہوا کہ فلان غار مین معمار
عمرو کو لیکر بیٹھا ہی بس یہ دیکھکر اُسنے رقعہ جمشیدی کو بستر پڑھکر دیکھا کہ حرف اُسکے قائم
ہوئے اور اُسمین یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ ارے او بے وقوف احمق تو نے بڑی خطا کی کہ جو معمار کو
قید کرکے عمرو کا قدم اپنے شہر مین بھی داخل کرایا اگر تو اسکو قید نہ کرتا تو عمرو کبھی یہان نہ آتا
اَب عمرو کو تو ایسا ویسا سمجھے ہوئے ہی عمرو وہ عیار ہی کہ تمام خداوندان اُسکے ہاتھ سے بھاگ کر عرش پر
گئے اور دُنیا مین نہ ٹھہر سکے اَب لقا بھاگتا پھرتا ہی خیر اب دیکھو لینا وہ ایک کو تو یہان زندہ نہ
چھوڑے گا جب سے وہ یہان آیا ہی تین ساحر نامی و نامور کو قتل کر چکا ہی اب تمام ساحر یا تو مطیع
اسلام ہونگے یا مارے جائینگے جہاندار نے جو یہ مضمون پڑھا جسم کا خون خشک ہو گیا اور مرطوب سے
کانپنے لگا مگر دست استقلال سے دامن صبر کو نہ چھوڑا بلکہ ضبط کرکے خاموش ہو رہا اور بخیال مدعی
ہو جانے کے رقعہ کے مضمون کو کسی سے بیان نہ کیا آپ باہر دربار مین آیا ایک مصاحب مقرب اُسکا
ہی اُسنے جو رنگ رخسار اُسکا متغیر دیکھا تو پوچھا کہ ای شہریار خیر تو ہی اسوقت حضور کا چہرہ بہت
اُترا ہوا ہی کچھ اِسکا سبب ہم غلامون سے بھی ارشاد فرمائیے جہاندار نے کہا بھائیو کیا اپنا حال
مین تم لوگون سے بیان کرون سوائے اسکے کہ شاید غضب جمشید کا مجھپر نازل ہوا ہی عمرو میرے
گھر مین گھس آیا ہی اور مین بہت حیران ہون کہ وہ کیونکر یہان تک چلا آیا لیکن اتنا جانتا ہون
کہ اور جہان نہین عمرو آگیا اپنی فطرت سے بچ آیا کیا مگر یہان اُسکی قضا لائی ہی مین ابھی بھی
اُسکے قتل کرنے پر قادر ہون اور تو سہی میرا نام جہاندار قدرت نبیرہ جمشید جو مین اُسکا کام
نہ تمام کردون یہ کہکر تاب نہ رہی اپنے مصاحبین کو لیکر اندر شبستان کے گیا اور کچھ دانہ ناش کے
سحر پڑھکر جو اُس آئینہ پر کہ جسکا حال پہلے بیان ہوا مارے اُن دانون کے پٹرتے ہی خود بخود
پٹ اُسکے مثل دریچے کے لگے تھے بند ہو گئے اور بعد اُسکے کچھ سحر دیر تک پڑھا کیا جب وہ سحر

ختم ہوا دستک دی اور پکارا کہ عمرو اور معمار کو لاسحر اُسکا اُن دونون کے پکڑنے کو چلا وہان
عمرو غار کے اندر معمار سے کہہ رہا تھا کہ اے بھائی اِس غار مین تم کب تک بیٹھوگے اس سے تو مین
اکیلا ہی اچھا تھا اتنک تو مین شہر مین جاکر کچھ نہ کچھ انتظار کرتا اب تمکو لازم ہی کہ مردانہ وار
یہان سے نکلکر کہین اور چلو مجکو بھی لیتے چلو معمار نے کہا خواجہ یہان بیٹھنا غنیمت مجھسے تین
دن تک سحر نہوسکیگا آج کل مین سحر تین دن کے لیے بھول جاتا ہون اسکا قصہ ہیبت ہی لانی ہی
مین تمسے کسی وقت کہدونگا اب تم بھی دعا کرو کہ یہان کوئی اور آفت نہ آئے یہ کہہ ہی رہا تھا
کہ یکایک ایک بجلی چمکر اُس غار مین گری عمرو جبتک سنبھلے سنبھلے اور گلیم اوڑھے اُسوقت تک
دیکھا کہ ایک چابک آشنین معمار کی اور میری کمر سے لپٹا ہوا ہی اور وہ چابک بروے ہوا بلند
ہوا اب یہ بھی دونون لٹکے ہوئے چلے اُسوقت عمرو نے کہا کیون اے معمار قدرت افسوس
صد ہزار افسوس آخر گرفتار ہوگئے نا اگر کچھ نکلکر پیدا کر لیتے تو اچھے رہتے معمار اپنے دل مین کہتا ہی
کہ کسقدر مطمئن قلب یہ شخص ہی کہ ہر جگہہ اسکو فکر پیدا کرنے زر کی ہی گویا قضا کو جانتا ہی نہین اور
اس مصیبت کو کہ جسکا سامنا ہی کچھ شمار ہی مین نہین لاتا ہی الحاصل جب وہ چابک سحر خوب بلند ہوگیا
تو دونون متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگئے شہر مین غلغلہ انکے گرفتار ہونے کا پڑا ہر ایک زن و مرد
در و بام سے تماشائی ہوا سب کی آنکھین بسمت آسمان لگی تھین جیسے اہل اسلام چاند عید کا دیکھتے
ہین اس طرح کی کیفیت نظر آتی تھی کسی طرف سے صدا آتی تھی کہ دیکھو وہ جاتا ہی وہ جاتا ہی
کوئی کہتا تھا بھئی واہ کیا چابک کمر سے لپٹا ہی کسی کی زبان پر تھا کہ بعد مدت اب یہ حضرت ہمارے
ہاتھ آئے کوئی بازاری کہتا تھا اب چنڈاردے کے پیچھے آئے اسطرح رعایا و مردمان شہر تو اپنی اپنی کہنے تھے
اور چابک انکو لیے جاتا تھا تا لب نیکر سامنے شاہ بیابان گریز کے لایا یہان جو عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا
کہ ایک ایوان عظیم الشان بادشاہ کا مکان نہایت آراستہ بنا ہی صحن مین اسکے باغ نگارین لگا
ہی بارہ دری کے چبوترہ پر کرسی یاقوت کی بچھی ہی اُسپر جہاندار قدرت شاہ بیٹھا ہی اور تمام
سردار حاضر ہین قاعدۂ ادب سے ماہر ہین بارہ دری بھی نہایت سجی ہی باغ بھی ایسا گلزار پر بہار
ہی کہ بہار گلشن حسن سبزہ زنگان دہر اُسپر نثار ہی مختصر یہ کہ جہاندار کو عمرو نے دیکھکر سجدہ بنایا اور
ہاتھ بھی بہر سلام نہ اُٹھایا اُسنے اِس سے پوچھا کہ ارے عمرو تیرا ہی نام ہی اور تو ہی معمار کہ

کرنے کو آیا ہی اور قائم کو تولے ہی مارا ہی عمرو نے سنکر جواب دیا کہ پھر اسمین آپکو شک کیا معلوم
ہوتا ہی یہ سب کام میرے بائین ہاتھ کے کھیل ہین اور عمرو بھی مین ہی ہون آپ فرمائیے کہ میرے
دریافت کرنے مین یہ مطلب ہی اگر آپ یہ جانتے ہین کہ مین اسکو قتل کر ڈالون تو یہ ممکن نہین
جہاندار نے کہا اب تم بچکر بھی یہان سے چلے جاؤگے عمرو نے کہا تیری بھی مجال ہی کہ تو ہمکو روک
رکھے یا قصد ہمارے قتل کا کرے بھلا تو یہان کی حکومت ہی پر گھمنڈ رکھتا ہی ہم ارادہ جمشید لشکر اتو
مجکو مار سکے اس کلمہ پر جتنے ساحر کہ وہان کھڑے تھے سب نے توبہ توبہ کہکے منھ مین پنے طمانچے لگائے
اور کانون مین انگلیان دے لین اور جہاندار نے غصہ مین آکر کہا کہ ای غضبناک جلد دو جلد حاضر
ہو یہ کہتے ہی اُس جگہ کی زمین شق ہوئی اور ایک سیاہ حرجلا دو ضع ہلاکو طینت آنکھون سے جسکی
خون ٹپکتا کر دھنہ باندھے تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے نکلا اور حاضر حاضر کہکر سامنے بادشاہ کے آیا
بادشاہ نے اُس سے فرمایا کہ حکم خداوند جمشید سے سار ایک تیغہ کہ پہلے سر معمار کا اُڑ جاے وہ حکم سنکر
تیور بدلتا ہوا تیغہ کو تولتا ہوا سر پر معمار کے آیا عمرو نے دیکھا کہ معمار کو اب مقرر مار ڈالے گا
بس ایک ہی جست اپنے مقام سے اُسنے کی کیونکہ جب بادشاہ نے قتل کرنے کو جلاد بلایا تو چابک
سوار اپنا گھوڑا اُن دونون کے کھول لیا تھا بس عمرو نے قریب معمار ہونچکر جال لپاسی نکالکر مارا اور
اسکو کھینچکر نذر نہیں کر لیا غضبناک نے جو دیکھا کہ عمرو نے معمار کو غائب کر دیا بس اُس سے پوچھا
کہ تو نے معمار کو کہان چھپا لیا اور وہ کہان غائب ہو گیا عمرو نے اُسکو کچھ جواب نہ دیا اور چاہا کہ گلیم
اوڑھ کر مین بھی غائب ہو جاؤن مگر غلغلہ جو ہوا کہ عمرو نے معمار کو چھپا لیا جہاندار نے گھبراکر کہا
کہ کہین عمرو بھی نہ غائب ہو جائے سحر کر دیا کہ عمرو بیحس و حرکت ہو گیا اور گلیم نہ اوڑھ سکا اُسوقت
سنے آبدیدہ ہو کر نظر حسرت و یاس سے جانب فلک دیکھا لوگون نے کہا کہ ارے تو نے آسمان کو کیا
دیکھا اور ہماری بات کا جواب کیون نہین دیتا ہی عمرو نے کہا آسمان کو مین اس سبب سے دیکھتا ہون
کہ ابھی ایک نور ساطع الانوار ہوا تھا وہ نور معمار کو تو اُٹھا کر لے گیا اور مجکو چھوڑ کر چلا گیا مین
جانتا ہون کہ جمشید خود آئے تھے اُسکو تولے گئے اب یقین ہی کہ میرے لینے کو آئینگے یہ کلمات سنکر
جہاندار نے کہا یہ کیا معاملہ ہی کہ جمشید کو یہ شخص بُرا بھی کہتا جاتا ہی اور جمشید اُسکی حمایت بھی کرتے
ہین اب شعبدہ خداوندی کو بُلواتا ہون یہ کہکر سجدہ کیا اور پکارا کہ ای محافظان صندوق جمشیدی

صندوق لے آؤ کئی بار اسی طرح سے جب انہنے کہا یکایک روے ہوا پر ہزارہا گھنٹہ بجنا سنائی دیا دم بھر مین وہ صحن مکان ساحران نامی اور پریزادان حسین سے پر ہوگیا کہ سب مور چہل پہل ہما اور پر طاؤس کی ہاتھ مین لیے تھے اور گھنٹے اور ڈہرو بجاتے تھے پھر دیکھا تو ہوا سے شعاعین مثل شعاع آفتاب تابان صحری کی طرح زمین پر لٹکنے لگین اور موتی اور جواہر برسنے لگے عمرو نے کہا جمشید تم ترساتے ہو اور ہم ترستے ہین کیسا ہم حقدارون کو ان بے ایمانون نے بے حق کیا ہی کہ باندھکر بٹھایا ہی اس کلمہ کے کہنے سے عمرو کے پاس بہت کچھ جواہر برس کر ڈھیر ہوگیا اور آواز آئی کہ ہمارے بندۂ خاص سے کوئی یہ جواہر نہ لے اس صدا کو سنکر ساحر تھرانے لگے اور جہاندار نے کہا صاحبو مین نہ کہتا تھا کہ بغیر امداد خداوندی یہ شخص ایسا زبردست نہوتا اب مجکو یہ قتل ہونا نظر نہین آتا اسی عرصہ مین بعد گوہر و جواہر باری کے چار پریزادین ایک تخت کاندھے پر رکھے اتریں کہ وہ تخت تمام جواہر نگار تھا اور اسپر ایک صندوق جواہر نگین رکھا تھا جسپر ہزارہا اسہر امو تیون اور جواہر کا بندھا تھا اور پھولون سے وہ صندوق چھپا ہوا تھا اُسکے اترتے ہی سب ساحر مع بادشاہ کے کھڑے ہوگئے اور سجدے مین گرے پریون نے وہ تخت لاکر چبوترہ پر رکھدیا جہاندار نے سامنے صندوق کے آکر سجدہ کیا اور کہا حضور برآمد ہون یہ کہنا تھا کہ صندوق کا پٹرا کھلگیا اور ایک آفتاب آسمین سے ساطع ہوا اور اُس صندوق پر آکر جما فلک ساحری کا واقعی خورشید تابان تھا جہاندار نے سوا سو اشرفیان اُسکے سامنے نذر کرین اُسوقت وہ آفتاب تو بلند ہوگیا اور اندر سے صندوق کے ایک پتلا سوا بالشت کا نکلا اور اُسنے اُن اشرفیون پر ہاتھ اپنا رکھدیا جہاندار سمجھا کہ نذر میری قبول ہوئی یکایک ہزارہا گھنٹہ اور نقارے بجے اور سب ساحرون نے جمشید کا غل مچایا اور جہاندار نے ہاتھ باندھکر کہا کہ اے شہیہ جمشید گوار غلام اس بات کا امیدوار ہی کہ مجکو یہ حال معلوم ہو کہ معمار کو اُس عمرو نے کہان چھپا دیا یا اُسکو واقع مین کوئی آکر لے گیا جہاندار تو یہ کہ رہا تھا کہ عمرو نے پکار کر کہا اے جمشیدی ہمارا بھی سلام قبول ہو اُس کلام کو سنکر اُس پتلے نے تیوری چڑھائی اور جہاندار سے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا کہ ہمارے بندۂ مقبول کو اپنے ملک مین بلایا معمار کو بھی اسی نے غائب کیا اور اسکی زنبیل مین موجود ہی ہمنے جو اُسکو زنبیل دی ہی تو اُسمین سات شہر آباد ہین

اور سات دریا بہتے ہین ایک معمار کی کیا اصل ہو وہ چاہے تو سب تیرے ملک زنبیل مین رکھ لے
اور تیرے ملک پر کیا ہو اور دو چار شہر رکھ سکتا ہو اب یہ تجھسے قتل نہوگا ہمکو ناحق تو نے بلایا
ہو اگر تو قتل کرنا اسکا چاہتا ہو تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ کبھی قتل نہوسکے گا اس فعل کو بھی
کرکے ارمان پورا کرلے مین مانع نہین ہون جو تقدیر خداوند کر چکے ہین وہ ضرور ہوگی یہ سنکر
جہاندار نے سو سو اشرفی رخصتی پھر نذر پکڑین گھنٹے اور ناقوس بجے وہ آفتاب جو بلند ہوگیا تھا
اُترآیا پتلا پہلے صندوق مین گیا اور آفتاب غائب ہوا تخت پریون نے کاندھے پر اُٹھا لیا
اُسوقت جہاندار نے کہا اے پریزادان خدمتی خداوند ذرا تھم جاؤ وہ ٹھہر گئین جہاندار نے عمرو
سے کہا کہ اے عمرو لا اب معمار کو دیدے عمرو نے کہا میرے پاس وہ کہان اُس پتلے نے تجھ سے
جھوٹ کہا ہو تو ناحق کو مجھسے اُلجھتا ہی جہاندار نے کہا مین چالیس ہزار روپیہ تمکو دونگا اگر تو
معمار کو دیدیگا روپیہ کا نام سنکر خواجہ کے منہ مین پانی بھر آیا اور کہا اے جہاندار مین کبھی معمار کو
نہ دیتا مگر روپیہ وہ بُری چیز ہی کہ آخر کو دینا ہی پڑا چار روپیہ منگوائیے جہاندار نے اُسی وقت
چالیس توڑے منگا کر سامنے رکھے عمرو نے کہا اب میرے ہاتھ قابو مین کر دیجیے کہ زنبیل سے معمار کو
نکالون بادشاہ نے حال زنبیل شبیہ جمشیدی سے تو سنا ہی تھا بس فوراً اُنکے ہاتھ قابو مین
کر دیے اُسنے کمر پر ہاتھ رکھکر جال الیاسی نکالا سب جانتے تھے کہ اب یہ معمار کو نکالیگا وہ
تو سب متحیر ہوکر دیکھ رہے تھے کہ عمرو نے جال روپیہ پر مارا اور توڑے کھینچکر زنبیل مین رکھے
جہاندار نے روپیہ کو غائب ہوتے دیکھکر جلد اُسکے ہاتھ پھر بے قابو کر دیے اور بغضب تمام تر
عمرو کی طرف دوڑا اور ساحرون نے غل مچایا کہ ارے وہ روپیہ بھی لے گیا لے گیا کہا
جو غل ہوا عمرو ہنسا اور گویا ہوا کہ ہاتھ کھلے رکھے ہوتے مین تم سنگ لیتا اور چھوڑ دیتا تھوڑی
جہاندار اُسوقت تیغہ سحر کھینچکر سر پر عمرو کے آہی تو گیا اور پکارا کہ اے عمرو قسم ہی خداوند جمشید
کی اب مین اس جرم پر تجکو ضرور مار ڈالونگا عمرو نے کہا یا تم مار ڈالوگے یا پھر ہمین مار سکیگے
جہاندار نے کہا ہان یہی بات ہی تو لے یہ کہکر چاہتا تھا کہ تیغہ مارے یکایک ہان ہان کا غل
صندوق کے اندر سے بلند ہوا اور گھنٹے اور ناقوس بجے اور وہ تخت پریان لیکر بلند ہوگئین
جہاندار نے ڈرکے ہاتھ اپنا روک لیا اور عمرو نے کہا کیون رُک کیون نہ مارو نا اے دیکھو

تو کہ وہ تیغہ ہمپر پڑتا ہی یا تیر جہاندار نے پھر غصہ کھا کر قصد کیا کہ تلوار مارون لیکن وہ صندوق جہ
ہان لیکر گئین یہان سے کچھ دور پر ایک مندر ہی کہ یہ صندوق وہان رہتا ہی اور آفتاب جادو
نام ایک ساحر نائب خداوند جمشید اُس مندر مین حکومت کرتا ہی جہاندار شاہ بھی اسکا نام
ہی اور وہ خداوند جمشید کا شاگرد اور لے پالک مشہور ہی جہاندار اُسکو باپ بنا جانتا ہی پس
یہ صندوق جو وہان گیا تیلے نے آفتاب کو آواز دی کہ ارے جلد جا جہاندار عمرو کو قتل کرنا
ہی مفت کی زحمت ہم لوگون کو ہوگی کوکب اور چالاک اور سب عیارون کی اور امیر کی مع کل
لشکر اسلام کے افراسیاب کو چھوڑ کر اسی بیابان پر چڑھائی ہوگی جان غضب مین پھنسے گی
جلد جا کر جہاندار کو اس کام سے باز رکھ اور تہدید و عتاب اُسکو منع کرین روک آیا ہون
لیکن تو جا کر اُسکو پھر سمجھا جو راز کہ مین نے بیان کیا ہی مسلمانون کے غلبے کا وہ اُس سے
نہ بیان کرنا اور عمرو کو کوہ عقیق مین بھیجوا دینا یہ سُنکر آفتاب بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا اور
یہان جہاندار آمادہ قتل عمرو ہوا ہی تھا کہ یکایک برق آسمان پر سے چمکی اور صدائے مہیب
آئی بعد اُن آفتون کے ایک آفتاب چمک کر زمین پر گرا اب تو سب کی آنکھین بند ہوگئین
بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی ایک ساحر کو شیر پر سوار تلوار یا نہ مارہا تھ مین لیے دیکھا کہ چہرہ اُسکا رنگ
آفتاب تابان ہی اور تمام بدن سُرخ کندن کی طرح دمکتا ہی مُنہ اور کان اور ناک سے آگ
نکلتی ہی اور ہر ایک رویان بدن کا شمع کی طرح جل رہا ہی پس اُسکو دیکھتے ہی ہر ایک ساحر
بہر تسلیم خم ہوگیا جہاندار نے بھی جُھک کر فراشی مجرا کیا اُس ساحر نے شیر پر سے اُتر کر ایک ہی
طمانچہ جہاندار کے رخسار پر تڑاق سے لگایا اور کہا او بندۂ گستاخ و بے ادب تجکو کچھ خداوند کے
منع کرنے کا خیال نہ آیا کہ جب تو عمرو کو قتل کرنے چلا تھا تو صندوق قدرت سے ہان ہان
کی آواز آئی تھی اور آخر شب خداوند ناراض ہوکر چلی گئی اور اب تک ناراض ہی کیون تو عمرو
کو قتل کرتا ہی اُسنے کونسا تیرا ملک و مال چھین لیا ہی اگر معمار کو اُسنے آکر رہا کیا ہی تو تیرا کیا نقصان
ہوا ہی معمار اگر مسلمان ہوگا تو اُسکا آپ ایمان جائیگا اُسکا ثمرہ آپ وہ پائیگا تو شاہ افراسیاب
کو لکھ بھیجنا کہ مین نے آپ کے فرمانے بموجب معمار کو قتل کرنا چاہا تھا جب اُسکو قید کیا عمرو
اُسکو رہا کرنے گیا پس مین اب اُسکو لیکر دربار مین نہ آنے دونگا آپ کو اُسکے قتل کرنے اختیار ہی مین

قتل سے خوش ہونگا ناراض نہونگا اور مین آپکا بدل شریک ہون بس امرنا چاری مین افراسیاب
بھی ناراض نہوگا اور عمرو کہ جو بندۂ خاص خداوندسامری ہی اُسکے خون مین بھی تو شریک نہوگا عمرو کا
مرتبہ تو کیا جانے ہم جانتے ہین جو کچھ کہ کتابہاے خداوندی مین اسکے مرتبہ لکھے ہین عمرو نے یہ
کلمات سُنکر کہا دیکھیے ہمارے قدرشناس آگئے سچ ہی جو جس مرتبہ کا ہوتا ہی وہ ہی انسان کا رتبہ
پہچانتا ہی آفتاب جادو یہ باتین سُنکر ہنسا اور کہا خواجہ دامغی قول آپ کا صحیح ہی یہ کہکر ایک
تھیلے سے کہا کہ خواجہ کو بآرام تمام اُٹھاکر سرحد کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین چھوڑ آ کیونکہ وہان خواجہ کے
مالک امیر باتوقیر بھی ہین اور خداوندلقا بھی ہین یہ اُنسے وہ اُنسے سمجھ لینگے ہمکو دخل دینے سے
کیا مطلب ہی پتلا یہ کلام خیر انجام آفتاب نیکنام سُنکر بنچہ بنکر خواجہ کمر مین پڑا اُسوقت
جہاندار نے اپنا سحر دفع کردیا کہ خواجہ مسحور نہ رہے دست دپا قابو مین آگئے بنچہ تو اُدھر انکو لیکر
روانہ ہوا اور معمار زنبیل خواجہ مین ہین اور کوکب دشتنضیم بیابان گلریز سے پھر کر اپنے مقام پر آیا
برآن کو انتظار خواجہ عمرو کے آنے کا ہی ابھی سحر تیار کرنے کو وہ نورافشان پہنچ گئی ہی شکر مہرخ
بفتح فیروزی اپنے مقام پر اُترا ہوا ہی ان سب کو اس حال مین چھوڑکر حال لشکر لقابیان ہتا ہی کہ
زمردشاہ کے پاس ملکہ زیورجادو مین سفاک جادو اپنی بارگاہ سے آکر روز بیٹھتی ہی اور اُسکا
سوار چوپارا گیا ہی تو بہت پریشان حال فکر مین نئے سحر کی ہی ادھر تمام کو ہی اس بات پر آمادہ ہوئے
ہین کہ ایک جنگ ایسی کرو کہ اسمین یا تو امیر کو مارا ڈالو یا سب ملکر مرجاؤ اور لقا بھی اپنی
جان سے عاجز ہوچکا ہی شکستین بہت کھاچکا ہی تردد مین تخت خداوندی پر بیٹھا ہی چنانچہ اسی تردد
وتفکر مین ایک روز بیٹھا تھا کہ یکایک آسمان پر بجلیان چمکین اور سیاہی ہر طرف چھائی پھر بیضہ موتیون کا
برسا لقا نے کہا تقدیر کی کہ کوئی بندۂ قدرت بہر جان نثاری آتا ہی یہ کہہی رہا تھا کہ دو تخت دے ہوا
سے نیچے اُترے اُنپر دو ساحر کریہ منظر سوار تھے گلون مین مالے موتیون کے ڈالے اور تمام جواہر طلائی اسمین کا
زیورجا بجا مناسب طور سے پہنے منقلین آگے سلگائے ہوئے تخت سے نیچے اُترے اور سامنے خداوند
لقا کے آکر سجدہ کیا یہ مددی خداوند نے خلعت عنایت کیا دنگل زرین دیا کہ یہ دونون بیٹھے
بختیار کے باہر جاکر انکے ساتھ لشکر جو آیا تھا اُسکو اُتروالیا بارگاہ مین جام مے ارغوانی کا دور چلنے لگا دماغ
اُن ساحران بیباکا بادۂ ناب سے گرم ہوا خداوند کی خدمت مین عرض کیا ہوئے کہ ہم قلعۂ عقیق کوہ کے متصل جو

طلسم کی سرحد ہی وہان رہتے ہین آپ سے بہت نزدیک ہین اکثر ہمارے دل مین آیا کہ خداوند کی زیارت چلکر کرین اور اُنکے دشمنون سے لڑین لیکن شومی قسمت سے حاضر ہونے کا اتفاق نہوا اب یہ صاحبزادی جو آپ کے سامنے بیٹھی ہین یعنے ملکہ زیور جادو انکی ان ملکہ سفاک کا پیام ہمکو پہونچا کر ای مروارید جادو ای صدف جادو جلد تر خدمت خداوند مین جاؤ اور اپنی لڑکی کو مسلمانون کے ہاتھ سے بچاؤ از بسکہ انکی مادر گرامی سے اور ہمسے بہت عرصہ سے رسم وراہ ہی اور وہ اکثر ہمارے پاس آیا کرتی ہین جبتک جی چاہتا ہی تشریف رکھتی ہین فرماتا انکا ہمکو قبول کرنا پڑا وہ بھی زیارت خداوند بھی تھے پس آکر حاضر ہوئے لقا نے کہا کہ ہمنے یہی تقدیر کی تھی کہ ان دنون مین تم آکر حاضر ہوگے اور کارہاے نمایان کروگے اُن دونون نے عرض کیا کہ خداوند آپ نے ان بندگان خوابی کو اپنے اسقدر طاقت اور زور کیون عطا فرمایا اور اُنکے حال پر اتنا رحم کیون آپ کرتے ہین کہ جو وہ گستاخانہ قدم حد ادب سے بڑھاتے ہین اور ملازمان خداوند کو عاجز و مجبور کرتے ہین ایسا ہمکے مقدر مین کیا تقدیر ایسی نہین ہوسکتی کہ وہ سب مغلوب ہو جائین لقا نے کہا کہ ہم اپنی قدرت کے کھیل کھیلتے ہین اُنھون نے کہا تو پھر ہمارے ارادے یہ تھے کہ خداوند کی طرف سے لڑکر بندگان مغضوب کو سزاے واقعی دین وہ سب ارادے ہمارے بیکار ہین کیونکہ جب آپ ہی کو اُنکا غارت کرنا منظور نہین تو پھر وہ ہمسے کیا اقر اسیاب سے بھی نہ ہلاک ہونگے لقا نے جواب دیا کہ اگر مین اُنپر رحم نہ کرتا تو وہ پھر زندہ کیونکر رہتے مین نے تو اُنکو پیدا کیا ہی اگر مین ہی اُنسے خفا ہو جاتا تو ٹھکانا کہان تھا تمھین خیال کرو کہ دن بھر مین کتنے گناہ میرے کرتے ہو پھر مین سب معاف کرتا ہون وہ ساحر بولے کہ یہ آپ نے جو فرمایا تو بالکل سچ ہی اگر آپ نہ رحم فرمائین تو کون رحم کرے لقا نے کہا اب مین بھی اُنسے خفا ہو گیا ہون مگر در پردہ اُنکا غارت کرنا منظور ہی چاہتا ہون کہ کسی خاص بندہ کے ہاتھ سے اُنکا استیصال کراؤن تاکہ بدنامی میرے واسطے نہو صدف و مروارید نے کہا یون تو ہم اُنکو غارت کرنے کی قابلیت نہین رکھتے ہین لیکن اگر خداوند کی نظر رحمت اور نگاہ عنایت ہمارے حال پر ہو تو البتہ ہم دم بھر مین اُنکو مٹا دین اور قہر خداوندی سے وہ خود برباد ہو جاوین لقا نے کہا ہمنے اُن سبھون کو اب تمھارے سپرد کیا تم جانو اور وہ جانین بلکہ اُن سبکی موت بھی ہمنے تمھارے ہی ہاتھ مین رکھی مروارید جادو نے اُٹھ کر مجرا کیا اور کہا اگر خداوند نے ہمارے حال پر یہ

عنایت فرمائی ہو تو پھر طبل جنگ بھی ہمارے نام پر بجوائیے اور ہماری جان فشانی کرنا ملاحظہ
کیجیے دیکھیے تو سہی کہ ہم کیا نئی طرح کی لڑائی لڑتے ہین بختیارک نے کہا اس بات کا تو ہمین یقین
ہو کہ تم جو چاہوگے وہ کر جاؤگے مگر عیارون سے بچے رہنا کہ وہ ساحرون کے بھی استاد
ہین انھون نے جواب دیا کہ ملکجی ہم اُن ساحرون مین نہین ہین کہ عیار ہمارے اوپر عیاری
کر سکین ہم اُنکو بھی کھا جائینگے غرض اسی طرح کے لاف وگزاف یہ دونون مرتد کیا کیے جب
گوہر کوالک صدف شب کے بطن سے آبرو افزائے بازار افلاک ہوے اور نور افشان
نگین مہر گم ہوئی چو سیارے پُر از چمک دمک ظاہر ہوئے کہ ابیات

سحر گذری ہوا با تو نہین بن خواب	دکھائی ماہ نے شکل جہان تاب	قمر لیکر ستارون کو پھرا یا
بتا کچھ مہر گردون کا نہ پایا		

سرشام حسب ارشاد لقمانے بدانجام طبل جنگ بجا ہر کارے
لشکر اسلام کے خبر لشکر بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوئے اور سامنے امیر بلند احتشام و بادشاہ
عالی مقام زمین ادب کو چومکر عرض پیرا ہوے نظم

باد بہار رو سے خزان پر طپانچہ زن	گلشن مین تیرے عدلسے ہر برگ ہے غزال	اگر اسکو تو یقین کہ درندو گزند کے
یہ خوف تیرے عدل سے زیر زمین و بام ہے	آہو کے دشت مین جو سنی ہے صدائے پا	چھپنے کو بیڑ و صفدھے ہین خانہ شغال
اژدر ہوے ہین ہمکے یان تک ضعیف و خشک	کرتے ہین اُنسے مورچہ منہ مین سد اغلال	اتنے بادشاہ عالیجاہ دو ساحر

مرواریدہ صدف شد جادو قریب کوہ چقین سرحد طلسم کے رہنے والے حسب استدعا لک سفال با در
زیور جادو آئے ہین بہت کچھ لاف وگزاف لب پر لائے ہین اب طبل جنگ گرما کر بجوایا ہو باقی
خیر و عافیت ہو یہ کہکر ہرکارے تو کنارے ہوئے اور حسب الارشاد جم قدر امیر نامور نے ابوالفتح عیار سے
ارشاد فرمایا کہ خدا سے بزرگ ست تم جاکر ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجواؤ اور خبر گوش
دلاوران مین زدم کی ہو بجاؤ ابوالفتح نے حسب دستور نقارخانہ سلیمانی و سکندری مین
آکر نقارۂ اسکندری پر چوب لگائی جسکی صدائے مہیب سے زہرۂ عدو آب آب ہوتا تھا
مرواریدہ صدف بھی اپنے مقام پر اچھل پڑے بختیارک نے کہا کہ یہ مسلمانون کی پہلی اسم اللہ ہی
ہو انھون نے کہا کہ معلوم ہوا حمزہ بڑا جاہ و جلال رکھتا ہو اور اُسکے مقابلہ کے لیے بڑی ہوشیاری چاہیے
یہ کہکر خداوند لقا سے کہا کہ ہم سحر تیار کرنے اپنی بارگاہ مین جاتے ہین آپ یہان اپنے لشکر کی درستی

رائین یہ کہکر اپنے مقام پر اٹھکر آئے اور بعد فراغ اکل و شراب دونون خوک کے خون سے نہائے پھر اسباب ساحری یونگ آگ دھتورے کے پھل وغیرہ سامنے رکھکر مصروف سحر خوانی ہوئے لشکر مین رنگ ڈھرو بجنے لگا بیرون نے شور و غل مچایا کڑا ہیان پونون کو دی گئین گھنٹہ بجانے کو دی گئین منتر کی جاپ ہونے لگی لشکر اسلام مین سلح خانے کھلے بادشاہ سرشام ہی سے داخل بستان ہوئے سردار اپنے اپنے مقام پر آکر تیاری جدال و قتال کرنے لگے نیرون کا آج ارادہ ہوا کہ راست بازی چھوڑ دیجیے سیدھی سیدھی تو یہ ہو کہ زبان سنان سے دشمن کو ٹیڑھی سنائیے تیرون نے کہا راستی دکھاکر سینون مین گھر کیجیے خارہ تن سے جان عدو کو نکالکر دم لیجیے خنجر گلوگیری دشمن کا دعوی رکھتے سرکشی کرنیکا ارادہ رکھتے تیغین مثل اہل تواضع گردن جھکائے دل ہین گاٹ پھانس کی ٹھہرائے نیچہ ہر طرف پلٹنون اور رسالون مین باجے بجتے نالے رزمی کا شور بلند نقیبون کی صدا خاطر بہادران کے پسند شجاعت کا ڈنکا بجتا تلوار کا سکہ جاری ہر سمت تیاری میدان داری گھوڑون کی رکابین اور تسمے وغیرہ درست کرائے جاتے دوپہر رات سے دلاور نہاتے ہر ایک مجاہد کفن سر سے لپیٹے مشت خاک گریبان مین ڈالے کہ یہی خاک بجائے لحد کے ہے اسی طرح لڑتے مرنے کا چرچا نابہ سحر ہر بہادر کی زبان پر رہا جب وہ وقت آیا کہ زرۂ آہن شب کو ترک دہر نے جسم پر سے اتارا اور تیغ مہر کو خلاف مشرق سے نکالکر چمکایا کہ ابیات

ہوا مشرق کی جانب آسمان لال	شفق کا رنگ چمکا خوب فی الحال
ضیا شائع ہوئی نزدیک و دور	ہوا سُرخی سے پیدا شعلۂ نور

صبحدم امیر ذوی الاحتشام مسجد کریاس مین بیٹھے دعا کر رہے تھے کہ جب خبر داروغون نے مرکب اپنے اپنے طلب کیے تاکہ خدمت بادشاہ مین جاکر حاضر ہون شاطر جو اسطبل مین آئے طرفہ ماجرا نظر آیا یعنے راجہ ساتلباہن کا ایسا کرشمہ دیکھا جتنے گھوڑے تھان پر کھڑے دیکھے سب مٹی کے تھے نہ دست و پا مین قوت نہ تن مین حس و حرکت تصویرین گلی تھان پر کھڑی تھین سرتین اُنکے چہرون سے برستی تھین سائیس روتے پیٹتے سردارون کے پاس آئے اور عرض کیا کہ حضور چلکر ملاحظہ فرمائین ہماری محنت آج فلک نے خاک مین ملا دی گھوڑون کو مٹی کی تصویر بنا دی اب ہم کسکو آپکی سواری کے لیے لائین اور اتنا بڑا گلہ اسپان کہان ہے جو ازسر نو مرکب ابھی آئین سرداروں نے جو اسطبل مین آکر دیکھا تو واقعی شاطرون کا بیان صحیح ہے ہر ایک گھوڑا پتھر

بیجان ہی تصویر آزری ہی سمجھے کہ یہ جو ساحران ناکام آئے ہین انھون نے بزور سحر گھوڑے مٹی کے بنائے ہین خیر دیدہ باید کہ چہ مشود دتن بہ رضینا قضا یہ کہکر سلح سنجوگ سے آراستہ ہوکر جانب مسجد کرپاس روانہ ہوے یہان امیر مشغول وظائف الہی تھے کہ مقبل وفادار نے آکر عرض کیا یا امیر محتشم عالی ہم آج طرفہ ماجرا گذرا ہی کہ کبھی ایسا سانحہ درپیش نہین آیا یعنے سب ساحر وغیر ساحر لڑتے تھے توانسانون سے لڑتے تھے مگر گھوڑون اور جانوران لشکر سے بے تصور سمجھ کر کوئی نہ بولتا تھا آج جملہ سرداران حضور پیدل آتے ہین گھوڑے سب کے مٹی کے ہوگئے ہین امیر نے یہ خبر سُنکر فرمایا کہ جو مرضی میرے رب کی شیطانون سے سوائے شیطنت کے اور کیا ہوسکتا ہی ساحران غدار نے یہ شعبدہ دکھایا ہی یہ فرماکر تبرکات انبیا علیہم السّلام جسم مقدس پر پیراستہ فرماکر باہر برآمد ہوئے اشقر دیوزاد فقط مٹی کا نہوا تھا دیوانہ بن قندیس نے اسکو لاکر حاضر کیا امیر سوار ہوئے اشقر بھی اس طرح روان ہوا کہ جیسے کوئی گھوڑا خوب تھکا ماندہ ہوتا ہی امیر کے سوار ہونے کا غلغلہ ہوا کہ صاحبقران سوار ہوئے لیکن کوئی سردار آج جلو مین نہین ہی سردار جو پاپیادہ روانہ ہوے تھے جلد تر خدمت والا نہمت امیر مین آئے اور مجرا کیا امیر ان سبکو پاپیادہ دیکھکر آبدیدہ ہوئے اور خلق صاحبقرانی متقاضی ہوا کہ آپ سوار ہوکر چلین پس آپ بھی اشقر پر سے کود پڑے اور پیدل سب کے ہمراہ جلوخانۂ شاہی مین آئے یہان بادشاہ بھی شور گھوڑون کے مٹی کے ہوجانے کا سُن رہے تھے بہت جلد تشریف فرما ہوئے پردۂ عیش مخمل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا جلوس سواری شاہ لشکر اسلام برآمد ہوا پھر تخت شاہی کو کہارون نے کندھون سے بدلوایا جب حضور عالم پناہ برآمد ہوئے امیر اور سردارون نے گردن پر تسلیم علی قدر مراتب یکے بعد دیگرے خم کی شاہنشاہ نے بعد سلام لینے کے ہر ایک کو پیادہ ملاحظہ فرماکر دل مین خیال فرمایا کہ تمنے جو حال مرکبان لشکر کا سُنا تھا وہ صحیح معلوم ہوتا ہی پس یہ سمجھکر مضطربانہ درج دہن سے گوہر کلام دریاے استفسار حال نکالے سردارون نے عرض کیا کہ مرکب ہم سب کے مٹی کے ہوگئے ہین بادشاہ بھی تخت سے اُتر پڑے اور کہا ہم تم سب کے سردار ہین ہمکو بھی پیدل ہی چلنا مناسب ہی سردارون نے عرض کیا کہ ہم سب کا آپکی سواری کے ساتھ چلنا باعث افتخار ہی حضور کو مناسب نہین کہ پیدل دادگاہ مصاف تک تشریف لیجائین بادشاہ نے فرمایا کہ نہین بھئی آج یونہین چلنے کو جی چاہتا ہی اور اسمین تم لوگونکے لیے

کہنے کو بھی ہوگا کہ ہمارا بادشاہ آج پیدل جنگاہ مین آیا ہم کیونکر سوار ہوکر آتے خلاف ادب تھا ورنہ
اہلکو گھوڑے بہت ممکن ہوسکتے تھے سردار سب خاموش ہو رہے اور بہت سے محبت بادشاہ اپنی
جانب خیال فرماکر دل سے دعا کرتے تھے کہ ای بادشاہ کون و مکان و خلاق زمین و آسمان
ایسے بادشاہ عادل رعیت نواز کو بجاہ و جلال تا بروز قیام سلامت باکرامت رکھنا آج کے دن
عجب رونق اس لشکر پیادگان کی تھی کہ شاہ اسلام قلب لشکر مین پیادہ روان سر پر چتر زرین
گردش کنان سردار گرد حلقہ کیے آفتاب کو ستارے گھیرے ہوے کوس و دمامے گینڈے
اور گاوان لشکر پر لدے تھے گھوڑے سب مٹی کے ہوگئے تھے نسیم سحری چلتی تھی شاہد شب کی
زندگی مین دو ایک سانسین باقی ہین فلک کجرفتار کا یہ ادنی ظلم ہی کہ شہسواران عرصہ امارت
و جلادت کو آج پیدل پھراتا ہی اور با افتادگان کے سامنے ان سرکشون کو بذلت تمام لاتا ہی غرض
یہ لشکر مع بادشاہ و امیر نامور کے عرصہ کارزار مین آکر پہونچا اور حسب دستور صفوف آرائی فرمائی
اسطرف بڑی دھوم سے سواری لقاے مردود کی آئی کوہتیان اشرار گھوڑے اڑاتے تیغین
چمکاتے ہمراہ تھے مروارید و صدف اژدران بحر پر سوار پشت پر کئی ہزار ساحران غدار
نیرنگیان سحر کی دکھاتے آئے ملکہ زیورچادو بھی تخت پر سوار کنیزان و مصاحبین کو ساتھ لیے
ایک طرف آکر ٹھہری اور تخت لقا کا ہاتھیون پر کھچا ہوا قلب لشکر مین قائم ہوا اور مروارید
نے جو کل لشکر اسلام کو پیدل کھڑے دیکھا لقا کے سامنے آکر مجرا کیا اور بختیارک سے کہا
ملک جی دیکھو ہمنے کیسا انتظام کیا ہی کہ آج تمام سردار امیر کے پیادہ میدان مین آئے ہین اور
ہمارے لشکر کے سامنے ادنی کی طرح استادہ ہین آج البتہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ بندگان مغضوب ہین
ورنہ بندگان مغضوب کا خاص بندون سے بھی زیادہ جاہ و جلال تھا لقا نے اسوقت اپنی
ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کے کہا کہ ای بندگان قدرت یہ قدرت کی تقدیر کی ہوئی ہی تم سب نے
رات ہی بھر مین میری قدرت کو دیکھا کہ یون سے وون کر دیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند ہم مین
سے کون ایسا مسخرا ہی جو تجکو خداوند نہین جانتا اور تجہ مین قدرت نہین سمجھتا مگر ساتھ ہی اس قدرت
کے مین بھی تقدیر کیے دیتا ہون کہ اگر آج ہی تو نے لشکر حمزہ کو غارت کر دیا تو کر دیا ورنہ خوب
یاد رکھنا کہ پھر یہ بندگان مغضوب قلعہ عقیق کوہ سلیمانی بھی چھین لینگے اور قدرت کو تقدیر گریز کرنا

ہوگی لقا نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے مرواریدنے عرض کیا کہ شیطان قدرت آج خوش ہین جو چاہتے ہین فرماتے ہین یہ کہکر اجازت خواہ برائے حرب وپیکار ہوا لقا نے کہا کہ جا سپرد اپنے بد قدرت کے تجکو فرمایا یہ کلمہ سنکر وہ کافر خاسر بسان خر پھولکر اژدر اڑا کر میدان مین آیا اتنے عرصہ مین میدان رزم پاک وصاف ہوچکا صفین جم چکی تھین نقیب بولکر ہٹگئے تھے کہ مرواریدنے وسط میدان مین پہونچکر نہیب دی کہ ای بندگان مغضوب درگاہ خداوندی آؤ میرے سامنے کیونکر تم اپنے جاگنی جوت کے خدا کو دل سے اب بھول گئے ہو اور خداوند تمسے حد کا ناراض ہین دیکھو اور خوب غور سے سمجھو کہ جس خداوند نے تم سبھون کے مرکبون کو آن واحد مین مٹی کا کر دیا اور جان دارون کو بجان بنایا ہی پھر وہ تم خاک کے پتلون کو کیا مسخ نہین فرما سکتا ہی کیون اپنی بربادی اور خرابی چاہتے ہو اب بھی کچھ نہین بگڑا ہی جو تم سب آکر سجدہ کرو اور خداوند کو معبود برحق جانو مین تم سب کا قصور معاف کرا دونگا اسکے جواب مین تمام لشکر اسلام نے لقا کو برا بھلا کہنا شروع کیا اور لچھا گالیون کا باندھ دیا اسوقت مرواریدنے کہا بس اب کچھ زبان سے نہ کہنا مین نے بہت برا کیا جو تجکو نصیحتا سمجھایا آؤ زبان تیغ سے اب جواب سوال کرو اور سزا اپنی زبان درازی کی پاؤ اس کلمہ پر سردار اور فرزند امیر سب تو جھنجھلائے ہوئے تھے ہی قائم نے مشورہ کیا کہ اول تو مین چلتا ہون میرے بعد کل لشکر میرا ہر طرف سے حملہ کرکے اس مرتد کو ٹکڑے کر ڈالے غرض چالیس ہزار آدمی اس کام کے لیئے منتخب فرماکر اپنا قدم آگے بڑھایا اور بادشاہ لشکر اسلام سے دست بستہ اجازت حاصل کرکے تیر کے بدلتا بانکپن کی دکھاتا مقابلۂ حریف مین چلا جب کچھ دور میدان کو طی کیا مرواریدنے دیکھا کہ قریب چالیس ہزار آدمی کے اس شہزادہ کے پیچھے پیچھے آتا ہی بس یہ دیکھکر سمجھا کہ ان مسلمانون کا ارادہ بہت بدی کا معلوم ہوتا ہی چنانچہ رات کو ان دونون ساحران نابکار نے سحر تو تیار ہی کیا تھا اور اس افسون کو آزمایا تھا کہ ای سحر ہمارے جا اور جملہ مرکبان لشکر دشمن کو مٹی کا کردے سرداران اسلام پر اسلیے شب کو سحر نہ کیا تھا کہ بہت سے آدمی بارگاہ سلیمانی مین رہتے ہین وہان سحر جا نہ سکیگا اور دوسرے سر میدان عالم آنکے حال زار کو دیکھیگا ذلت پیدل میدان مین آنے کی ہوگی پس اسوقت اُس نابکار نے پکار کر کہا کہ یہ شہزادہ قاسم ہین جو میرے سامنے آتے ہین ازبسکہ یہ نبیرۂ خداوند لقا ہین انکو زیادہ تکلیف دینا نہ چاہیے یہ کہکر آپ در پر سے اپنے اُترا اور ایک لکیر زمین پر کھینچ اور قاسم کے

مابین مین کھینچکر للکارا کہ یہ شہزادہ بھی مع اپنے رفقا کے مرکبون کی طرح مٹی کا ہو جائے اس کہنے کے ساتھ ہی قاسم مع اُن چالیس ہزار آدمیون کے مٹی کا ہو کر ایک ہی مقام پر جگیا میدان جنگ تصویر خانہ نیا مرقع لڑائی کا مصور سحر نے کھینچدیا امیر نے یہ معاملہ جو دیکھا کلیجہ مُنہ کو آیا اور قصد کیا کہ اسم اعظم کا پانی ان تصویرون پر چھڑکوا دین لیکن ہزارون آدمیون پر دفعتہً پانی چھڑکنا ممکن نہ تھا دوسرے یہ بھی جانتے تھے کہ اکثر سردار سامنے ہمارے قتل ہو گئے ہین اور پھر زندہ اگر ہم سے ملے ہین یہ مٹی کے سردار اب سحر کے پتلے ہین اصل نہین ہین یہ سمجھکر خاموش ہو رہے اور اُدھر مرداریدنے پھر نعرہ کیا کہ اور اے مسلمانان تم سے جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے سامنے آئے یہ سُنکر دست راست کی صف کے کل لشکر جلوہ گر کی پر آئے اور دارائے دولت آرائے صاحب گزرگران جانشین حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے قدم اپنا آگے بڑھایا بادشاہ سے اجازت میدانداری حاصل کرکے گرز کو ہتوانسے ہوئے چلا اسکے پیچھے پیچھے بھی ہندیون نے قدم بڑھایا اسلیے کہ حکم امیر بھی نسبت ساحر کے ہی کہ عیار مکاری اور عیاری کرکے بہر صورت سطرح چاہین اُنکو ہلاک کرین چنانچہ دس ہزار آدمیون نے ہمراہ لندھور جانیکا ارادہ کرکے قدم بڑھایا تھا کہ مرداریدنے کہا یہ شخص بھی زبردست ہو مالک ہندوستان جانشین صاحبقران ہو اُسکو بھی تکلیف دینا ناز یبا ہی یہ کہکر زمین پر اُتر کر یکبیر کھینچدی اور پکارا کہ خط کش یہ بات ہو کہ لندھور بھی مع اپنے ملازمون کے جو میرے سامنے آتے ہین مٹی کے ہو جائین یہ کہتے ہی لندھور اور پچاس ہزار آدمی مٹی کا ہو کر میدان مین کھڑا رہگیا یہ حال جو امیر نے دیکھا رو دیا پھر دل سے کہا کہ جو مرضی مالک بحر و بحر کی اسطرف اب تار بندھ گیا مرداریدنے پھر نہیب دی ایک ایک رومی اور مغربی و غیرہ سردارون نے نکلکر اس خاکدان دُنیا کو خاکہ تصاویر مرقع آدمیان دہر بنا دیا اسی طرح جو نکلا اور مقابلے مین اُس ساحر کے گیا مٹی کا ہو گیا اسوقت اس کافر نے پکار کر کہا کہ اے حمزہ دیکھا تو نے کہ کیا نقشہ تیرے حمایتیون کا ہوا امیر نے ارشاد فرمایا کہ او کافر بدزبان تو مجکو ایسے شعبدون سے کیا دھمکاتا ہی مین ہرگز نہ ڈرونگا اگر ایک دم میرا باقی رہ جائیگا تو بھی تجھ پر اور تیرے خداوند پر سوائے لعنت کے اور کچھ نہ کہونگا مرداریدنے خفا ہو کر پھر مبارز طلبی کی غرض رومی و مغربی و کجراتی و کجراتی و اصفہانی جو مقابل مین گیا مٹی کا ہو گیا یہ ماجرا دیکھکر نجتیارک پھولا

اور کہا کہ یا خداوند اب تقدیر آپ نے سیدھی کی وگرنہ آجتک تو ہم غضب خداوندی مین گرفتار تھے مگر اب دشمن بھی مبتلاے بلا ہوے اسی طرح لڑتے وہ دن تمامی پر آیا پر آیا شہسوار توسن فلک نے زین زرین مہر کو پشت سبزہ فلک سے کھولنا چاہا کہ بیت

رہی کم دن کی باقی زندگانی	چلا پھر شہسوار آسمانی

اُسوقت طبل آسایش مروا رید نے بجوا دیا اور کہا اب پھر چلنا چاہیے کل حمزہ کی بھی مین تدبیر کرلون تو نام ان بندگان مغضوب کا صفحۂ ہستی سے مٹا دون نجتیارک نے کہا یہی کرنا واجب ہی شاباش تم بڑے سمجھ کے آدمی ہو کس لیے کہ جبتک حمزہ کی فکر نہوگی لشکر اسلام کا غارت ہونا غیر ممکن یہ باتین کرتے ہوے لشکر لیکر پھرے اور پڑاؤ پر آکر لشکر نے کمر کھولی اور لقا داخل بارگاہ ہوکر تخت خدائی پر بیٹھا مروارید اور صدف بھی آکر بیٹھے اُن دونون کو لقا نے خلعت گرانبہا عنایت فرمایا ساقی و مطرب حاضر ہوئے جلسۂ عیش و مسرت گرم ہوا ادھر امیر نے بادشاہ اسلام کو سمجھا کر سبستان مین بھیجا اور آپ اُسی مقام جنگاہ پر کہ جہان سب مٹی کے ہوگئے ہین خیمہ استادہ کرا کر فروکش ہوے اور وہ لوگ جو مٹی کے ہوگئے تھے اُن سب کے اوپر بھی خیمے استادہ کردیے لشکر اسلام مین ہر شخص ملول و غمگین تھا اور اپنے سردارون کے لیے مصروف دعا بدرگاہ رب العالمین تھا محلات مخدرات مین ہی کہرام برپا تھا ہر ایک شہزادی اپنے وارث کے لیے روتی تھی اور اشکون سے مُنھ دھوتی تھی اور دعا کرتی تھی یہان کی یہ کیفیت ہی لیکن اُسطرف جب دماغ ہر ایک کا بادۂ ناب سے گرم ہوا نجتیارک ایک ہی نطفۂ شیطان ہی اسکو ذرا رکب پڑتا ہی اُسنے پھر وہی دکر چھیڑا کہ ای مروارید مینے سنا ہی کہ حمزہ آج میدان جنگاہ مین فروکش ہوا ہی پھر دیکھو کسقدر محبت اپنے سردارون سے رکھتا ہی یقین ہی کہ وہ ہم لوگون کے ٹکڑے ٹکڑے اور پُرزے اُڑا دیگا پس اُسکی فکر جملہ واجبات سے ہی کسواسطے کہ وہ صاحب اسم اعظم ہی اور حرز ہیکل بھی اُسکے پاس موجود ہی سحر اُسپر کسی کا اثر نہین کرتا پر دست ویسا ہی کہ اُسنے دیوؤن کو مارا ہی اگر آج اُسکی تدبیر نہوئی تو کل تم وہ روز بد دیکھوگے کہ کبھی کسی نے دیکھا ہوگا یہ باتین سُنکر صدف جادو نے کہا ملک جی تم سچ کہتے تھے حمزہ تو اتنا بڑا صاحب طاقت بھی ہی اگر کوئی ضعیف سا ضعیف دشمن ہو تو اُس سے بھی غفلت سراسر حماقت کی نشانی ہی مین جاتا ہون اور اسم اعظم بند کرکے حمزہ کو قید کیے لیتا ہون یہ کہکر اپنی سحر کی جھولی سے ایک

شیشہ نکالا اور اٹھکر جانب لشکر امیر روانہ ہوا اتفاق سے عیاران لشکر اسلام کہ ہر وقت بارگاہ
دشمن میں بہ امر جاسوسی رہتے ہیں اُسوقت سرہنگ مصری صورت بدلے ہوئے بارگاہ لقا
میں موجود تھے اُسنے گفتگو بختیارک کی سُنی اور صدف کو جاتے دیکھکر یہ بھی اُسکے پیچھے چلا
اور ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر تنہائی کے مقام ہونچکر آواز دی کہ اے صدف جادو
ٹھہر جا جو کچھ مرواریدجادو نے کہا ہو وہ سُن لے صدف اُسکے پکارنے سے ٹھہر گیا اور یہ عجب
اُسکے پہونچا اور کہا مرواریدنے کہا ہو کہ رات کا وقت ہو تم بیگانے گھر میں جاتے ہو بہت ہوشیار رہنا
اور اپنے تئیں عیارون سے بچانا کہیں ایسا نہو کوئی عیار دھوکا دیکر تمھارے دشمنون کو مدد پہنچا
صدف نے کہا میں بہت ہوشیار ہون تم جاکر کہدو کہ آپ خاطر جمع رکھیں میرا کوئی کچھ نہ کرسکیگا
اُسنے کہا کہ تم خاک ہوشیار ہو دیکھو ابھی وہ پیچھے کھڑے ہیں صدف نے اُسکے کہنے سے پیچھے پھر کر
دیکھا اُسنے سانوں حلقے کمند کے گانٹھ کر مارے کہ اُسکی گردن میں پڑے ہوے وہ گھبراکر ادھر پھرا اُسنے
بیضہ بیہوشی منھ پر مارا وہ بیہوش ہوکر گرا عیار نے کمر سے پشتارہ میں اُسکو باندھکر پشت پر لاد لیا اور
لیکر بھاگا ایک صحرا میں لاکر پشتارے کو زمین پر دے مارا صدف کو کھولکر خنجر سے گردن اُسکی
کر گڑی مگر کسی طرح گلا نہ کٹا جب تو یہ گھبرایا اور پھر اُسکو پیٹھ پر لادکر بھاگا یہان تک کہ اپنے لشکر
میں آیا از بس کہ رات کا وقت تھا ایک نانبائی کا تنور گرم ہو رہا تھا اور شعلہ آتش اُسمیں سے
اٹھتے تھے اُسنے پشتارہ مع صدف اس تنور میں ڈال دیا کہ وہ جلکر خاک ہوا اور بیرون نہ نکلے
غل مچایا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی نانبائی دوکان چھوڑکر بھاگا اور سرہنگ امیر کو خبر کی یا
سب حال صدف کے مارنے کا معرض بیان میں لایا کہ اس طرح وہ آپکے اسم اعظم کو قید کرنے کو آیا
تھا میں نے اُسے واصل جہنم کیا اس حال کو سُنکر باوجودیکہ امیر بہت تو بیخ و صدمہ میں تھے مگر پڑے
اُدھر بیرو روتے ہوئے سامنے مرواریدکے گئے اور پکارے کہ صدف جادو سرہنگ مصری کے
ہاتھ سے خداوند لقا کی بہشت میں گئے یہ سُنکر اُسکو ایک سناٹا آیا بلکہ یقین تھا کہ کلیجہ پھٹ جائے
آب و تاب چہرہ کی جاتی رہے سوتی کی طرح گرج کر بغضب تمام تر اُس مادر قحبہ نے ایک بیضہ سحر جو
سے نکالکر جانب آسمان پھینکا کہ وہ بیضہ اوپر جاکر پھٹا اور اُسمیں سے دھوان نکلا اور وہ دھوان ابر
بنا اور جاکر لشکر امیر پر محیط ہوا اور اُسمیں سے پانی برسنے لگا وہ پانی بھی عجب سنگدلی کی تاثیر

رکھتا تھا کہ تمام لوگ لشکر امیر کے ادنیٰ سے اعلیٰ تک سب بیہوش ہوگئے سوائے امیر کے کوئی ہوشیار نہ تھا اور لمحہ بھر مین وہ پانی کی طغیانی ہوئی کہ پناہ پانی مشکل پڑی ہوا چلتی تھی وہ پون پانی کو گھیر کر لاتی تھی ہوشیاران عالم کو بیہوش بناتی تھی ہوشیاری کو خواب سحر نے بہا دیا تھا دریاے غفلت اُمڈا ہوا تھا آسمان سے پانی کے ساتھ بیہوشی برستی تھی ہوشیاری اُس لشکر مین قدم رکھنے کو ترستی تھی کہ بموجب ابیات

مانند سرشک بادل اُمڈے — جسطرح سے جنگ کو دل اُمڈے — پیمانہ بحر بھر کے چلکا
ہر چشمہ آنکھ مین تھا ڈھلکا — چھائی جو گھٹا بڑھا غم و درد — بیخیز بڑھی چلی ہوا سرد
دھارا تھا ہر ایک سیف کی دھارا — تھی باڑھ پر تیغ بحر زخار — سر تن کے حباب اُٹھا رہے تھے
چشمے آنکھین دکھا رہے تھے

اُس بارش اور بحر مین امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے مالک بر و بحر کو یاد فرماتے تھے کہ یکایک ہوا سرد کے جھونکے آنے بعد اُسکے کچھ شعلے چمکے مروارید جادو کو سامنے استادہ پایا اور وہ کافر خاسر پکارا کہ ہر کوئی ایسا بہادر خدا پرستون مین جو میرے سحر کو رد کر سکے اور میرا سامنا کرے امیر یہ سُنکر قبضۂ شمشیر تھام کر کھڑے ہوے فرمایا کہ او احمق کیون دیوانہ ہوا ہے ابھی تو مین تیرا سر توڑنے کو موجود ہون جب تیرا جی چاہے مجھسے لڑے مروارید نے کہا خیر حال تیرا معلوم ہوا تو نہایت سخت جان ہے اب مین تیری بھی فکر کرتا ہون پھر سب کو ایک ہی مرتبہ قتل کرونگا یہ کہکر غائب ہوگیا اور بارگاہ مین آیا ماجراے گذشتہ زبان پر لایا بختیار نے حال سُنکر کہا کہ اے مروارید کیا غضب تونے کیا کہ سبکو چھوڑ کر چلے آئے سبکو مار ڈالتے پھر امیر سے سمجھ لیتے مروارید نے کہا کہ یہ بات مناسب نہ تھی مین امیر کو پکڑ لون تو سبکو قتل کرون جسمین کوئی دغدغہ باقی نہ رہے یہ کہکر بیٹھا اور ناچ دیکھنے لگا مگر اسم اعظم بند کرنے کی فکر مین ہے اب اسکو تو اس حال مین رہنے دو لیکن دو کلمہ داستان شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کے سنو نظم

کہان ہے اے مرے غمخوار ساقی — مجھے بھی مے سے کر سرشار ساقی — وہ مے دے تاکہ بھولون دین و دنیا کو
ترقی ہو مرے کیف بیان کو — لکھون بھر مین فسانہ ایک رنگین — ہو جسکے زیور معنی سے تزئین

آرایش دہندگان عروس سخن و زیبا پیرایہ سازان زیور شاہد انجمن معشوقہ دلفریب کلام کو محفل بیان مین اسطرح جلوہ طراز فرماتے ہین اور آئینۂ مضمون کو یون دکھاتے ہین جب شاہ عیاران

عیار پیکے طرار عمرو باوقار بیابان گلریز مین پہنچے اور معمار قدرت کو زنبیل مین ڈالدیا تو
اُسوقت جہاندار نے انکو گرفتار کرایا اور چاہا کہ قتل کرے اُسوقت شبیہ جمشید کی طرف سے
آفتاب جادو آیا اور اُسنے حکم دیا کہ عمرو کو کوہ عقیق مین بھیجدو اور چنانچہ بموجب اُسکے حکم کے
جہاندار نے ایک پنجۂ سحر کو حکم دیا کہ اسکو لیجاکر کوہ عقیق مین چھوڑ آوہ پنجہ خواجہ کو لیکر روان
ہوا اور دامن کوہ عقیق مین لاکر چھوڑ دیا اب جو اپنے تئین دیر عقیق کوہ کے پایا اور دیکھا کہ لشکر
امیر کا سامنے پڑا ہوا ہی اور بارگاہ نقامین طبل و نقارے خوشی کے بج رہے ہین تمام کفار خوش خرم
پھر رہے ہین یہ ماجرا دیکھکر اسکو یقین ہوگیا کہ خواہ مخواہ کسی طرح کی خوشی ان کفارون کے تئین
ہوئی ہی خدا خیر کرے ذرا چلکر خبر لشکر امیر کی تو دریافت کرکہ وہان تو کوئی امر رنج کا ظہور مین نہین آیا
ہی کہ یہ سب خوش ہو رہے ہین یہ سوچکر لشکر امیر مین جو آیا تو دیکھا کہ ہزارہا آدمی مٹی کے کھڑے ہوے
ہین اُسکو کمال حیرت ہوئی اور وہان سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ تمام یوگ لشکر کے مع دو کاندار
وغیرہ سب بیہوش اور مدہوش اوپر زمین کے برلب فرش پڑے ہوے ہین یہ ماجرا دیکھکر
عمرو کو اور زیادہ تردد دامنگیر ہوا اور پھر کر اندر ایک خیمہ کے جو گیا تو دیکھا کہ امیر باتوقیر یکہ و تنہا
کھڑے ہوے زیر آسمان دونون ہاتھون کو اُٹھاے ہوے ساتھ گریہ وزاری کے اس طرح سے
پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ ای خلاق ہر دو عالم تو اس امر سے خوب آگاہ ہی کہ یہ عبد ذلیل اور حقیر
جاروب کش خانۂ کعبہ کا ہی اور یہ مرتبہ اور حکومت جو کچھ کہ تو نے اپنی عنایت سے اس بندہ ناچیز
کو عنایت کی ہی فقط تیری یہ بندہ نوازی تھی وگرنہ مین اس لائق کا نہیکو تھا کہ جو ایک سردار بھی
ایسا مجکو میسر آتا بس امیدوار ہون کہ اگر تو نے میرے حال کے اوپر نوازش فرمائی ہی تو پھر اس میرے
نام کو برقرار رکھ اور یون تو بہرصورت تو مالک ہی مین تیرا ہر حال مین شکرگذار ہون جو کچھ کہ
میرے حق مین بہتر سمجھ وہ ہی کر کہ مین تیرا تابعدار ہون مجکو کیا عذر ہی اس تقریر کو عمرو نے جو
سُنا تو اُسکو تاب باقی نہ رہی کہ عاشق حمزہ کہلاتا ہی بیتاب ہوکر پکارا کہ ای آقاے عمرو یہ غلام بھی تیر
حاضر ہی میرے جوآوار کو عمرو کی سُنا تو بیقرار ہوکر دوڑ پڑے اور عمرو کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای یار
وفادار دمونس غمگسار حمزہ قسم ہی اُس پیدا کرنے والے کی کہ جسنے ہمکو اور تمکو خلق کیا ہی کہ شب و روز
تمھاری ہی یاد مین بستر ہوتا تھا اور بے اختیار دل ملاقات کو چاہتا تھا مگر شکر ہی اس پروردگار کا

اور لاکھ لاکھ احسان ہوا اسکا کہ وقت اخیر تو ملاقات ہوگئی عمرو نے بھی یہ حال امیر کا دیکھکر اپنے تئین بے حال کر دیا اور بعد جزع و فزع بسیار کے مستفسر ہوا کہ یا امیر خیر تو ہے امیر نے جلد ماجرائے جنگ مروارید بیان کیا عمرو نے کہا کہ یا گل بوستان صاحبقرانی آپ کسی پھول مین مثل بو کے پوشیدہ ہوئیے مین جاکر باغ ہستی پر اُسکے خزان لاتا ہون اور نخل ہستی ساحر ناہنجار کو خنجر ظلم سے قطع کرتا ہون امیر نے فرمایا کہ پوشیدہ ہونا کام بہادرون کا نہین ہین خود تلوار پکڑ کر نکلتا ہون اور اس فوج بیحیا پر گرتا ہون اگر خدا حامی و مددگار ہے تو یہ ساحر کیا ناہنجار ہے ان باتون مین عمرو کی نگاہ رخسار بے نظیر امیر با توقیر پر پڑی دیکھا کہ گل رخسار مرجھایا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی دیر سے کچھ نوش نہین فرمایا ہے یہ دیکھکر عرض کیا کہ یا امیر آپنے کچھ تناول نہین کیا ہے عمرو کی اس بات سے امیر ہنس پڑے فرمایا کہ بھلا جسکے اوپر ایسا سانحۂ عظیم گذرے اور اُسکے جگر بندیون مبتلائے مصیبت ہون اُسکو کھانے پینے سے کیا خاک رغبت ہو عمرو نے کہا حمزہ فرزند دلبند مرجاتا ہے جب تو کھانا کھاتے ہین برائے خدا کچھ تو نوش کیجیے یہ سب اشارہ اللہ رہا ہوے جاتے ہین مسحور بے سحر ہین یہ کہکر کچھ کلیجہ اور کباب زنبیل سے نکالے اور قسم وغیرہ دے کر امیر کو کھلائے پھر بارالٰہا کہہ کر جام دیا کہ امیر نے پیا امین بیہوشی ملی تھی امیر بیہوش ہوگئے تب عمرو نے آپ کو اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور وہان سے جانب صحرا روانہ ہوا اور ایک درہ مین پہانچکے اگر گھٹرا اور ہاتھ کو سونگھا اور ہاتھ کی پیٹھ کو سونگھا تین سو ساٹھ ساحر تازہ دم دست بستہ سامنے آئے ایک کو انمین سے پسند کیا اور رنگ و خط عیار کی لگا کر صورت اپنی مثل ایک اعتیت کے بنائی کانون مین کنڈل ڈالے اور ہاتھون مین لوہے کے پنجے فولاد کی کردھنی باندھے ہوے رہار باہر نکلے ہوے لنگوٹا کسا ہوا سو چھین بڑی بڑی ہاتھ مین لیے سلگتا ہوا باین ہیئت گدائی جانب لشکر لقا روانہ ہوا جب قریب بارگاہ لقا پہونچا پکارا کہ اے دو حرامزادے لطفہ حرام والد الزنا مروارید جادو تو کہان گیا ہے ایسی جوتیان ماروںگا کہ فرش ہو جائیگا اُسکے گالیان دینے سے لشکر کے لوگ گرداگرد جمع ہوگئے اور کہا کہ مروارید نے آپکا کیا گناہ کیا ہے کہ گالیان دیتے ہو اعتیت نکما دہ بخت اندھا ہوگیا ہے دیکھتا نہین ہے کہ چھپلی کے پیٹ سے رات نکلتی ہے اور بھینس انڈے دیتی ہے اسطرح کی باتین مہمل لوگون نے سُنین سمجھے کہ دیوانہ ہے اور ہرکارون نے دوڑکر بارگاہ مین خبر مروارید کو پہونچائی کہ ایک اعتیت آپ کو گالیان دیتا ہوا آتا ہے کہ

آئے دو کوئی خبر نہو کیونکہ وہ کوئی بندہ مقبول خداوند ہی اس اثنا مین ایتیت اندر بارگاہ کے
کہا اور یہان بھی خوبی گالیان مروارید کو دین مروارید نے کہا یہ کوئی سودائی ہی یہ کہکر کھڑا ہوگیا
اور کہا کہ آپ تشریف لائے ہین تو آئیے یہ سودائی ہین چھوڑ دیجیے ایتیت نے کہا سودائی تو اور تیرا
باپ ہین دوسرے لقا کے پاس سے آیا ہون بھلا یہ ہین بخت پوچھتا ہون کہ لشکر مسلمانان کو تو نے
کسکے کہنے سے غارت کیا مروارید نے کہا تم بیٹھو تو مین بتاؤن تم دیوانے پن کی باتین کرتے ہو
ایتیت نے کہا پھر تو نے وہی کہا دیوانہ تو آپ ہوگا اسمین بختیارک نے کہا کہ ایتیت صاحب انکو
گالیان نہ دیجیے انھون نے بڑا کام کیا ایتیت نے کہا اسی لیے مین اسے گالیان دیتا ہون کہ ابتک
انکے سر کیون نہ کٹوا ڈالے میری عمر ایک ہزار چار سو برس کی ہوا اسی سال امان جان نے دودھ بڑھائی
کی اب اسے لازم ہی کہ جلد سب کا کام تمام کرے مروارید نے کہا پہلے اسم اعظم حمزہ بند کرلون پھر جیسا
آپ کہتے ہین مین وہی کرونگا ان باتون مین بختیارک کی بائین پسلی کے تلے رگ مادر نجمانی پھڑکی
گھبرا کے ادھر ادھر دیکھنے لگا اور پکارا کہ یارو کچھ ہو نعودہ آگئے مجھے ہوا پھری ہوئی معلوم ہوتی ہی یہ کہکر
کھڑا ہوگیا اور رقیدا اتار کر ناچنے لگا اور کہا ای مروارید جلد مسلمانون کو چھوڑ دے نہین ورق الٹا چاہتا ہی
کوئی دم مین نہ تو ہو نہ لقا ہی لوگ حیران ہوے کہ ملک جی کو بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہوا ابھی تو اچھے تھے دیوانے
کیون ہوگئے اسمین بختیارک نے ایتیت سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی ایتیت نے کہا مجھے عمرو جادو
کہتے ہین عمرو کا نام سنکر ملک جی کا دم نکلگیا اور عمرو نے کہا ملک جی پھر ذرا تم الگ چلو تو مجھے کچھ تم سے کہنا
ہی بختیارک انکے ساتھ گوشہ بارگاہ مین مقام تنہائی پر آیا عمرو نے وہان کہا ملک جی مزاج تو اچھا ہی
بختیارک نے کہا دعا کرتا ہون اسوقت عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا کہ بختیارک کے رہے سہے حواس
منتشر ہوگئے اور قدم پر عمرو کے گرا اور کہا حضور مین تو آپکا غلام غلام کا تلام بلکہ احتلام ہون ابھی اس
لقا بڑچود کو ہرچند مین منع کرتا ہون کہ اپنی ہرزہ درگی سے باز آئیں مانتا اب آپ کی جو شان کھائیگا
تو سیدھا ہوئیگا اور غلام نے بیس ہزار روپیے بارہ ہزار اشرفی اور بہت سا جواہر مدریان دوشالون کی
حضور کے لیے لے رکھی ہین آپ تو جانتے ہین مین چھ مہینے پیشتر سے مسلمان ہون یہ کہکر کلمہ پڑھنے لگا عمرو
نے کہا بھئی تمھارے سبب سے کچھ فرض ہمارا ادا ہوجائیگا مگر تو دورنگی منافق ہی خیر ادنظفہ حرام اگر
کسی سے یہ راز کہا تو مار ہی ڈالونگا بختیارک نے کہا کیا طاقت جو زبان پر بھی آئے یہ کہکر

عمرو وہان سے بارگاہ مین آکر کرسی پر بیٹھا بختیارک بھی آکر اپنی جگہ پر متمکن ہوا اور پکارا کہ
صلواۃ بر محمد و لعنت بر لقا ہمسر کو ہی نے کہا کہ ارے تو ہمارے خداوند کو کیون کہتا ہی بختیارک
نے کہا یہ تو قدم سے مثل چلی آتی ہی ایک دن تم بھی یہی کہوگے اور لقا سے اشارون مین کہا کہ
وہ عمرو آیا ہی یہ کیسی تقدیر تو نے کی اُس گیدی نے کان مین اسکے کہا کہ اگر یہ تقدیر نہ کرتا تو کیا کرتا
تجکو منظور نہین کہ سب بندے میرے قتل ہوجائین بختیارک نے مروارید جادو سے سب
بیان کیا کہ جلد خبر لے عمرو آگیا اُسکو یقین نہ آیا مگر سوچا کہ اس اتیت کو گرفتار کر لینا چاہیے
پھر آگے سمجھ لینگے یہ سوچکر اپنی کمر سے رقعہ جمشیدی نکالا اور اُسمین دیکھا معلوم ہوا کہ یہ امر سچ
ہی بس ماش کا دانہ نکالکر پڑھنے لگا اور پکارا او نابکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے عمرو بھی
کرسی پر سے سنبھلکر کھڑا ہوگیا اُسنے وہی ماش کا دانہ جو مارا عمرو کے آدھے دھڑ کا دم نکل گیا عمرو
نے جلد زنبیل سے امیر کو نکالا اور ہوشیار کرکے کہا کہ یا امیر مروارید سے سمجھ لیجیے صاحبقران ابسکر
میدان جنگ مین مسلح و مکمل آئے تھے اسوجہ سے اسوقت بھی ہتیار لگائے تھے بس عقب سے جانی
کھینچکر سامر پر حملہ آور ہوے اور اسکے حربہ کو رد کرکے ہاتھ مارا کہ تلوار سر پر بیٹھ کر ٹانگون سے نکلگئی دو ٹکڑے
کیے اسکے مرنے کا شور و غل برپا ہوا آواز آئی کہ ہا مروارید جادو کو تمام عالم مین تاریکی چھاگئی اسی
تاریکی مین لقا تو تخت پر سے کود کر بھاگا اور امیر نے نعرۂ اللہ اکبر کہا سرداران لقا ہمیشہ سے لوہا مانے
ہوے ہین یہ بھی رو بفرار لائے اور امیر قتل کرتے ہوئے انکو چلے باہر لشکر لقا شور و غوغا سنکر تیار
ہونے لگا جلد جلد کمر بندی ہوئی اور اُسطرف مروارید کے قتل ہونے سے لشکر اسلام پر سحر اُتر گیا
سب ہیئت اصلی پر آئے اور گھوڑے بھی جو مٹی کے ہوگئے تھے بدستور قدیم جاندار ہوے شاطرون نے
جلد مرکبون کو پاس سردارون کے پہونچایا ہر ایک شیر بیشۂ شجاعت نہنگ بحر جلادت سوار ہوکر
قلزم جنگ مین بہر شناوری روانہ ہوے یہان امیر لشکر شریر لقا سے مقابل ہوے تھے کہ لشکریان
اسلام آگرے اور دو لشکرون مین باہم زد و کشت شروع ہوئی نعرۂ بہادران سے گنبد نیلی سائبان
آسمان لرزان تھا دشت و کوہ ہلتا تھا گرد سیاہ سے دُنیا تاریک تھی تلوار کی چال ڈھال پر بہادر
مرتے تھے تیغ کے نیچے سر دھرتے تھے زبان شمشیر و سنان و تیر سے صدائے دھادہ اور زہازہ آتی تھی
فرط خوف سے جان جاتی تھی محیط رزم مین ہر بہادر غوطہ زن تھا تلوار کا سر دوست جان کا دشمن تھا

بہ بہت کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگے تھے دریا خون کے بہے تھے یہ نقشہ تھا کہ ابیات

یکے حملہ بردند از آسمان کہ کوہ	بدریدہ از آواز ایشان گروہ	تو گفتی کہ دریا بجوشد ہمین
بہر سو روان خون خرد و کشر ہمین	چکاچاک برخاست با تاگ و تران	ہمان زخم شمشیر و گرز گران
ازان کافران کشتہ شد لشکرے	ہران کس کہ بودند در ایران سرے	ہمہ کشتگان را ہم در فگند
تلے گشت بر سان کوہ بلند	ہمہ قلب گہ پاک در ہم نوردید	درفشش چہ پندار شد ناپدید
زمین سر بسر گفتی از جوشن است	ستارہ ز نوک سنان روشن است	لقائے گمرہ مع سرداران

روسیاہ تاب مقاومت نہ لاسکا جانب قلعہ کوہ عقیق بھاگ کر روانہ ہوا فازبان دیندار و مجاہدان تہور شعار مال و اسباب کفار غارت کر کے خیام و گاہ جلا کر اپنی بارگاہ کی طرف پھرے طبل آسایش پر چوب پڑی امیر عمرو پر سے نثار کرتے ہوے جب روانہ ہوے عمرو نے کہا کہ یہ مال کیون غارت کرتے ہو جو کچھ لیا تے ہو ہمین کو دے دینا ایک رات کی تو ہماری تمہاری ملاقات ہوا اسیطرح کی باتین کرتے ہوے بارگاہ سلیمانی مین آئے لشکر نے کمر کھولی سردار اپنے اپنے خیمون مین جا کر آسودہ ہوے بادشاہ بھی داخل شبستان ہوے شب بھر آرام فرمایا دوسرے روز جب چادر مشک فلک سے شاہد روز نے چہرۂ روشن اپنا دکھایا جہان کو منور فرمایا کہ ابیات

چو برزد ز دریا درفش سفید ✤ ستارہ شد از تیرگی نا امید ✤ خروش آمد از نائے و نرگاودم
ہمان نعرہ پیل و رویینہ خم ✤ صبحدم شہنشاہ گیتی ستان سریر جہانبانی پر آکر جلوہ فرما ہوے
عمرو بھی حاضر دربار ہو کر کرسی پر متمکن ہوا سب سردار سالار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے امیر
دلگل نامدعنبر پر جلوہ فرما ہوے عمرو کو خلعت بہت بھاری عنایت کیا سب سردار گلے سے
عمرو کے ملے اور کرب غازی کو عمرو نے خوب سا گلے لگایا کرب نے حال اسد کا پوچھا
عمرو نے کہا کہ یہ تو بڑی داستان تھی مگر اسد زندہ ہین کہکر حال افراسیاب و کوکب وغیرہ کا
بیان کیا غرض بادشاہ نے حکم عیش دیا صحبت رقص و سرود کی برپا ہوئی جام مے گردش آیا
اسطرف لقا ہزیمت خوردہ قلعہ کوہ عقیق مین آکر چھپا تھا دوسرے دن سب لشکر بھاگا ہوا
مجتمع ہوا اور اس گبر کو پھر سب نے تخت خدائی پر بٹھایا سردار وغیرہ اسکے بھی جمع ہوے
سلیمان عنبر مین موتے جابجا نامہ بنا بر طلب امداد روانہ کیے اور حکم ترتیب مجلس عیش دیا

داستان شوکت بیان لوٹنا بختیارک کو عمرو کا اور ملاقات کرنا ملکہ سرو سیمین تن کا اپنی زوجہ سے پھر پکڑ لیجانا مواج جادو کا عمرو کو طلسم ہوش ربا مین اور مارنا معمار قدرت کا مواج جادو کو اور چھوڑنا عمرو کا پھر عیاری چالاک کی افراسیاب پر اور آنا اژدر سوار روئین تن کا پے در پے عیاری بیان کرنا چالاک کا لموٴلفہ

کہان ہے ای مرے ساقی کہان ہے
ترا میخوار اب تو نیم جان ہے
کہان پاؤن تجھے ای میرے ساقی

نہین طاقت تسبس کی بھی باقی
ذرا بھی قوت رفتار پاؤن
تو سر آنکھون سے مے خانہ مین آؤن

کرون پیر مغان کی پھر زیارت
مبارک باد دینے آئی حسرت
ملون یاران ہم مشرب سے اپنے

خوشی سے رند سب بیکار ہین بیٹھے
نظر پھر آئے دخت رز کا جوبن
کرے عشوہ گری پھر یار پہ فن

جدائی بزم رندان کی ہے اب شاق
صدائے نے کی پھر ہے جان مشتاق
پڑا چپ بستر غم پر ہون رہتا

خدا سے اپنے دل مین ہون یہ کہتا
کر اپنا فضل کر تو مجھ پہ یارب
عطا کر صحت کامل مجھے اب

کرون غسل صحت یارب سے جلدی
بجا پیر مغان کی لاؤن خدمت
بجے میخانہ مین چنگ و دف و نے

چلے رندون مین دور ساغر مے
صدا قلقل کی پھر شیشہ سے آئے
صراحی قہقہہ جلدی لگائے

بسط مے کشتی مے پر ہوا سوار
تو پھر سے رند کا بیڑا ہو پھر پار
خوشی کے ہر طرف کو چھپے ہون

بہم رندون مین اڑتے قہقہے ہون
ہر ایک آنکھون پہ پھر بٹھلائے مجھکو
شریک بزم پھر فرمائے مجھکو

زبان پر ہو یہی ہر اک کے تقریر
کہ تیرا شکر ہے ای رب قدیر
کہ میخانہ مین ای حضرت جاہ

جو پھر نکلے ہماری عیش کی راہ
انھین سے ہم تو میخواری ہین سیکھے
یہی استاد برحق ہین سبھون کے

انھین کے دم سے میخانہ ہے آباد
یہ وہ ہین جن سے ہے پیر مغان شاد
سنا ساقی یہ راز دل زبانی

مگر باقی ہے حسرت کی کہانی
خدا کو دیر کیا ہے فضل کرتے
جو وہ چاہے تو دم بھر مین شفا دے

کہان تک جاہ یہ حسرت کی باتین
یہ غمگینی کے دن عشرت کی راتین
زبان پر لاؤ ایک افسانہ رنگین

نہین ہے مے نہو تم ہو نہ غمگین
مسیح خوش نفا سے این روایت
چنین زندہ کند مردہ حکایت

رنجوران بستر ناکامی و بیماران شفاخانۂ خوش کلامی مرہمان بساط داستان گوئی مرہم
امراض سرگرانی و دردمندان دارالشفائے تحریر مین برائے علاج بے تابی دل اسطرح جانے ہین
اور حکیم خرد سے یون معالجہ فرماتے ہین کہ جب طبیب مطب خانہ عیاری و مداوی دارالعلاج

مکاری و طراری یعنی عمرو بن امیہ ضمری کام مردار بدچلن و کاتام کرکے ایک دن بارگاہ سلیمانی
مین مشغول عیش و عشرت رہا آخر شفا خانہ دہر سے حکیم مہر بہ رخصت کر گیا اور مرض صفرہ مبدل
بہ مرض سودا ہوا عالم مین تاریکی چھائی دن گیا اور رات آئی ابیات

گیا تنے مین رہ اوج روز روشن	سوے پستی ہوا فتادہ دہمن	پھر از رفعت گھٹا کچھ دم مین اقبال
ہوا آخر بکل گردش سال	سباب شام نے جو بن کھایا	نظر کے سامنے جو تھا نہ پایا
فروغ شمع نے روشن کیے گھر	طپش پر آئے وہ دل تھے جو مضطر	فریب شام عمر و خوش اندام خیمہ

مین ملکہ سرو سیمین تن گلفام کے برائے ملاقات آیا ملکہ مذکور بہت پیاری بی بی اسکی ہر آمدخاجہ
سنکر ملکہ نے بھی خوب اپنے تئین آراستہ و پیراستہ کیا تھا بزم عشرت کو بصد حسن و زیبائش ترتیب
دیا تھا شیشہ آلات سے خیمہ سجا تھا فرش بچھا تھا مسند پر تکلف آراستہ تھی کنتی ہی ایک طرف
بھی تھی چنگیر چوگھڑے پاندان عطردان سامنے مسند کے رکھے تھے لباس زیبا سے جسم نازک
ملکہ گل اندام مزین و محلی تھا یہ نقشہ نظر آتا تھا کہ مسدس

سینہ صاف تھا آئینہ صورت روشن	دانت موتی کی لڑی ہین نہین جانے سخن	وقت گفتار جو ہنستی ہے تو وہ غنچہ دہن
سینہ مین ہے تیرے دل عاشق کا کہ عکس فگن	واہ کیا حسن دکھاتا ہے گلے مین مالا	موتیون کا نظر آتا ہے گلے مین مالا
گوری گوری وہ ہتیلی ہے کہ بلور کا جام	سرخی رنگ حنا اسمین شراب گلفام	نقرئی ظرف ہے یا چین کہ سونیکا ہے کام
یا نظر آتا ہے بر بر شفق ماہ تمام	صاف شنجرف کی تحریر ہے یکتو ہین لکھ	رخ یوسف کی چمک دیدۂ یعقوب مین ہے

الغرض جب عمرو داخل خیمہ ملکہ نے آکر استقبال کیا مسند پر لیجا کر بٹھایا جام مے ارغوانی بھر کر دیا
جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اسوقت کہا کہ اتنی مدت کے بعد تم طلسم سے آئے ہمارے لیے کیا
تحفہ لائے خواجہ یہ سنکر آبدیدہ ہوے اور کہا مین اسلیے خاص کر تمہارے پاس آیا ہون کہ جو کچھ
تمہارے پاس نہین ہو وہ لیجاؤن ای ملکہ مین انتہا سے زیادہ قرضدار ہو گیا ہون کیونکہ جب سے
شہزادہ اسعد طلسم مین گئے ہین قید ہو گئے ہین اور کئی لاکھ کا لشکر جو مطیع اسلام ساحرون کا تھا
وہ سب میرے ذمہ ہے ہر ایک کو تنخواہ ماہ بماہ مین دیتا ہون پھر انمین بڑی بڑی شہزادیان اور
سردارین کہ سبکی تنخواہ کئی کئی لاکھ روپیہ ماہواری کی ہے یہ سب خرچ میرے ہی اوپر ہے اور
اخر اسیاب ایسے بادشاہ سے مقابلہ ہے ایک ایک عیاری کرنے مین ہزارہا روپیہ خرچ ہوتا ہے

اس صورت مین بیچارہ مین اکیلا کہان سے خرچ لاون قرض دام کرکے کام نکالتا ہون
تمھین گھٹا اپنا دیدو کہ کچھ دن کٹین ملکہ یہ باتین سُنکر ہنسی اور کہا خوب مین بھلا کیا جانون
آپ محتاج ہین یا تو نگر مجکو تو پہنے سے مطلب پیسون کو روتی کپڑا خرچ اخراجات نہ ملے تو وہ کنیا
رہ سکتی ہین یہ کہکر خواجہ کی کمر ٹٹولنے لگی اسوقت آپ نے کہا ہا افسوس کمبخت عورتون کو سوائے اپنے مطلب
کے اور کسی کی فکر ہی نہین اچھا صاحب ٹھہرو مین دیتا ہون یہ کہکر زنبیل سے آپ نے کچھ کیلین لوہے
کی اور گرہین ہاری کی اور کوڑیان جنجی ٹوٹے ہتیار پہننے گاڑھے کی ٹوپیان جھوٹے نگینے نکالکر
اور کہا صاحب لو گھبراؤ نہین اگر مین یہ جانتا کہ یہان آکر اس آفت مین گرفتار ہونگا اور لوٹا
جاؤنگا تو کبھی نہ آتا ملکہ نے یہ سب چیزین دیکھکر اپنے اوپر سے صدقہ کرکے پھینکدین اور کہا دیکھو
میرے دشمن یہ چیزین لین عمرو نے وہ پھر سب اُٹھاکر زنبیل کین محل مین انکی باتون سے
قہقہے اُڑنے لگے غرض بہت کچھ انکو چھیڑ کر ملکہ نے حکم دیا کہ گائنین خوش گلو زہرہ جبین آئین اور
گانے بجانے لگین جام بادہ ارغوانی کا دور چلنے لگا مغنیون کی تینچیان بندھ گئین جام و گلابیان
سینہ پر آگئین خواصین سامنے سے ہٹگئین دونون مصروف عیش و نشاط ہوے شب اسی جلسہ
عشرت مین بسر ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ ساقی دہر نے جام ماہ کو بادۂ نور سے خالی کیا اور
زہرہ نے دف اپنا سنبھالکر ملک پوشیدگی کا رستہ لیا کہ ابیات

رہا باقی نہ دن ساقی نہ شیشا	ہوا حسن سحر کا شور پیدا	صدا دی طائرون نے ہر شجر پر
سحر چمکی اُٹھے لوگون کے بستر	صبح کو دونون اٹھکر حمام مین گئے پھر خاصہ وغیرہ نوش کرکے باہر	

سے خواجہ رخصت ہوکر شبستان امیر مین آئے یہان بیان امیر کی مستفسر حال شہزادہ
بدیع الزمان و اسد ہوئین انسے سب کیفیت بیان کی پھر اپنی بیبیون سے عمرو ملا اور
ہر ایک نے انکو خرچ وغیرہ مانگ کر چھیڑا آخر سب سے رخصت ہوکر خواجہ باہر آئے اور امیر سے مع تمام
سرداروں کے ملکر رخصت ہوئے کہ یا امیر آپ مین ذرا کوہ عقیق کی سیر کرکے طلسم مین جانے کی کچھ فکر
کرتا ہون انشاء اللہ زندہ ہون تو پھر آکر ملونگا یہ کہکر بارگاہ سے لشکر اسلام مین آیا اور ہر طرف
پھرتا ہوا کوتوالی چبوترہ مین آکر ٹھہرا یہان جتنے عیار تھے سب سے ملا پھر صورت اپنی مثل ایک
حجام کے بنائی اگرکھا پائجامہ نین سکھ کا پہن کے سر پر پگڑی ملازمان شاہی کیطرح باندھ کے ایک سوت

رومال مین لپٹی ہوئی بغل مین دابی ڈبیا مرہم کی کمر مین رکھی اور جانب کوہ عقیق روانہ ہوا دل
مین یہی فکر تھی کہ کسیطرح اِن کافرون کو مونڈے غرض جب دروازہ قلعہ پر آیا دربانون نے ساکن
قلعہ مذکور سمجھکر جانے دیا یہ بازار کی سیر کرتا ہوا دارالامارۃ شاہی کی طرف جا نکلا دہان لقا بھی
اپنے تخت پر بیٹھا تھا اور بختیارک سے کہہ رہا تھا کہ یا خداوند عمرو نے حمزہ کو پیٹ سے نکالا لانے
کہا ایک دن مین نے حالت نشہ مین زنبیل قدرت دی تھی یہ کہکر عنصر کو ہی سے کہا کہ تجھے اِن
بندون کی میرے بے ادبی دیکھی مین کہان تک اِن پر رحم کرون اگر مین چاہتا تو سب کا ڈبو دیتا
لیکن مین سمجھتا ہون کہ ایک بندہ کے ساتھ میرے لاکھون بندے مین بس طرح دے جاتا ہون اور
چپ رہتا ہون سب اہل دربار نے کہا برحق تو ایسا ہی رحیم ہے اس اثنا مین بختیارک کو
خیال آیا کہ ایسا نہ ہو عمرو گھر میرا لوٹ لیجاے یہ سمجھکر دارالامارۃ سے باہر آکر خچر پر سوار ہوا اپنے گھر
کی طرف چلا راستے مین عمرو نے اسکو جاتے دیکھا پکار کر کہا کہ ملک جی ہمارا سلام ہو بچے بختیارک
آیا ہوا تھا پہچانا نہین اور پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا کہ تجھے ہمین نہین پہچانا ہم وہ ہین کہ جسنے
تمھین مونڈا اور تمھارے باپ کو مونڈا ملک جی نے اب غور کر کے دیکھا عمرو نے بائین آنکھ کا تل
دکھایا ملک جی کا دم نکل گیا اور کہا آیئے آیئے غلام اُتر اُترتا ہے آپ سوار ہو کے چلیے عمرو نے کہا تم چلو
ہم بھی آتے ہین یہ کہکر بختیارک سے پہلے اُسکے خیمہ مین جا پہونچا اور توشے خانے کے داروغہ
سے کہا کہ جلد اسقدر روپیہ اور مال نکال کے رکھو ملک جی آتے ہین اس عرصہ مین بختیارک
بھی آیا داروغہ نے اُس سے کہا کہ اِس حجام نے جو کچھ کہا ہے وہ بجا لاؤن اُسنے کہا کچھ مال الگ کر رکھا
ہے داروغہ نے کہا جی ہان ہے بختیارک نے کہا بارہ ہزار روپیہ نقد ایک چنگیر باندان عطر دان
چوگھڑے کا لے آؤ اور جواہر نگار جو اسباب ہے اُسے الگ کر دو داروغہ نے کہا بہت خوب یہ کہکر خزانہ
کی طرف روانہ ہوا ایک خدمتگار کو ساتھ لے لیا عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا بختیارک سے کہا ملک جی
تم ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہکر خیمہ کے باہر نکلا اور کچھ دور چلکر پکارا ارے بھئی ٹھہر جاؤ داروغہ اور
خدمتگار دونون ٹھہرے عمرو نے داروغہ سے کہا آپ تشریف لیجایئے مین اس سے کچھ کہونگا داروغہ
تو آگے بڑھا اور یہ خدمتگار کا ہاتھ پکڑ کر الگ تنہائی مین لایا وہان لاکر جاب بیہوشی
مار کر اُسکو بیہوش کیا اور کپڑے اُسکے لیکر آپ پہنے اور معجزہ سے صورت اُسکی ایسی بنا گویا وہی

اگر مے مین ڈالدیا پھر آپ دوڑ کر داروغہ کے پاس آیا اُسنے پوچھا کہ یہ ہنگام کیا کہتا تھا جواب دیا
کہ ملک جی نے کچھ اسباب الگ رکھنے کو کہا ہی داروغہ نے کہا وہ کونسا اسباب ہی کہا آپ توشک خانہ
مین چلیے تو مین بتاؤن وہ اُسکو لیکر توشک خانہ مین آیا اور اسباب الگ کرکے خدمتگار سے کہا
کہ اسکو خالی صندوقچہ مین بھرو خدمتگار اسباب نہین مین ہیر کرنے لگا داروغہ نے کہا ارے ہم
صندوقون مین رکھنے کو کہتے ہین تو الگ رکھتا ہی خدمتگار نے کہا کیا ڈاکا پڑتا ہی رکھدینگے جب جی چاہیگا
اور اگر مال کے لٹ جانے کا ڈر ہی تو لٹ جاے پاپوش کے صدقے سے داروغہ نے یہ سُنکر اُسکو ایک
ٹھوکا دیا خدمتگار بھی جھپٹ گیا اور ایک طمانچہ داروغہ کے مارا ہاتھ آغشتہ بداروے بیہوش تھا داروغہ
طمانچہ کھاکر بیہوش ہوگیا عمرو تمام مال و اسباب وہان کا لیکر بختیارک کے پاس آیا اُسنے کہا سب
اسباب رکھدیا جواب دیا سب اچھی طرح رکھا آپ اطمینان رکھین بختیارک بولا وہ تو نہین کہا اُسنے
کہا کہ آپ تو اپنی خوشی سے دیتے ہین پھر وہ نہ آئے تو کیا کیا جاے اُسنے پھر پوچھا کہ داروغہ کہان ہی
اُسنے کہا وہین ہی بلوالیجے بختیارک نے ایک خدمتگار کو بھیجا کہ بلا لا خدمتگار نے جاکے دیکھا داروغہ
بیہوش پڑے ہین مال لٹ گیا ہی روتا ہوا آیا ملک جی سے حال کہا ملک جی نے ہاے کرکے کلیجہ
پکڑ لیا توشک خانہ مین جاکے دیکھا ذرا اسباب نہ پایا پکارا کہ ہاے خدا اُسکو غارت کرے مجکو
لوٹ لیا اب میرے گھر مین آنا نہ نصیب ہو خدمتگار یعنی عمرو نے کہا ملک جی کیون غم و غصہ کرتے ہو
ابھی ایسے ایسے چار حصہ اور تمھارے پاس ہونگے تم تو شعور دار ہو آدھا یون گیا آدھا دون گیا
ملک جی اُسکی تقریر سے گھبرائے آپ ہی کہا کہ خیر میری پاپوش کا صدقہ گیا عمرو نے کہا وہان دوسرے
قفل لگوا دو جہان مال باقی ہی بختیارک نے کہا تو ہی میرا قدیم نوکر ہی سچ کہتا ہی یہ کہکے اُسی مقام
پر گیا جہان باقی مال رکھا تھا عمرو نے دیکھا کہ ایک مکان ہی اُسمین قفل لگا ہی اُسنے بڑھکر قفل پر ہاتھ
لگایا اُنگلیان اُنکی کنجیان تھین قفل کھل گیا کہا ملک جی یہ قفل جھوٹا لگا ہوا تھا اُسنے دروازہ کھولکے
اندر گئے عمرو نے دیکھا بہت بڑا مال ہی کہا ملک جی مینے ایک حویلی کرایہ کو لی ہی وہان یہ اسباب لے کے
رکھدو اور اگر کہو تو مین ابھی لیجاؤن بختیارک نے کہا تو کیونکر لیجائیگا عمرو نے کہا یہ کون بڑا کام ہی
ہم تو تم تک کو لیجائین اور ہم امانت دار بھی ایسے ہین کہ جو کچھ رکھوا ؤ قیامت تک نہ دین بختیارک یہ
گفتگو سُنکر پہچان گیا یقین تھا کہ مرجاے پکارا کہ لیجیے کیجیے یہ آپ ہی کا ہی مین تو آپ کا غلام ہون اُسنے کہا

آنکھین بند کر نجتیارک ناچار آنکھین بند کرکے کھڑا ہوا عمرو نے جال الیاسی مار کر سب مال نذر زنبیل کیا نجتیارک سے کہا آنکھین کھولدے اُسنے جو آنکھین کھولین دیکھا سب مال غائب عمرو نے کہا کہ لے تیرا شیطان حافظ ہی مین جاتا ہون یہ کہکر اُس مکان سے باہر نکلا نجتیارک پٹیتا لقا کی بارگاہ مین آیا اور سب احوال بیان کیا عمرو بھی خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ مین موجود تھا کہ لقا نے نجتیارک پر رحم کھاکے بہت سا روپیہ اور جواہر دیا اُسنے عمرو کو اپنا خدمتگار سمجھکر کہا کہ اس اسباب کو اٹھوا لیجاؤ دو چار سپاہی ساتھ لے عمرو نے پھرکے بائین آنکھ کا تل دکھایا اور کہا کچھ آدمی کی ضرورت نہین ہی نجتیارک پکار لیجائیے لیجائیے آپ ہی کا مال ہی لقا نے کہا کہ او شیطان کیا کہتا ہی کہا کہتا کیا ہون تمھاری میری دونون کی تقدیر الٹ گئی ہی غرض یہ بکتے رہے عمرو مال زنبیل مین رکھکر بارگاہ سے نکلگیا اب یہ تو طلسم مین جانیکی فکر کرتا ہی لیکن اَب حال نکبت افراسیاب خسران مآل بیان کیا جاتا ہی کہ بیت کنون مینویسم یکے داستان ✦ ببین وبتین مغز نادر بیان ✦ جزمہ چشان خمخانۂ سحر وساحری اسطرح تحریر کرتے ہین کہ افراسیاب جادو فکر جنگ ملکہ پران شیرزنان مین اپنے مقام پر متمکن تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے آکر گرے اور متمثل بشکل انسان ہوکر عرض پیرا ہوے کہ ای شہنشاہ عالی بارگاہ معمار قدرت کا حال ہمنے سنا ہی کہ اسطرح عمرو نے جاکر بیابان گلرز مین اُسکو رہا کیا یہ کہکر حمایل ماجرا جہاندار کا جو کچھ اوپر بیان ہوچکا ہی عرض کیا افراسیاب نے اہل دربار سے کہا کہ صاحبو مجکو یقین نہین آتا کہ بیابان گلرز مین عمرو جاے سب نے کہا بجا ہی اُسوقت باغبان قدرت وزیر بھی حاضر دربار تھا اُسنے عرض کیا کہ آپ کتاب سامری مین دیکھیے سب حال معلوم ہوجائیگا بادشاہ نے حسب دستور قدیم کتاب سامری کو طلب کیا اُسمین دیکھا تو معلوم ہوا کہ اب عمرو قلعۂ کوہ عقیق مین ہی یہ دیکھکر پکارا کہ ای باغبان اگر کتاب کو نہین مانتا ہون تو ایمان مین فرق آتا ہی اور اگر مانتا ہون تو قیاس مین نہین آتا کہ عمرو کوہ عقیق مین کیونکر گیا کہان بیابان گلرز کہان مقام کوکب کہان قلعہ کوہ عقیق مگر کتاب کی آزمایش کرتا ہون یہ کہکر ایک ساحر معواج جادو نام کہ سرداران سحر زمین سے تھا اُسے حکم دیا کہ تم جاکر کوہ عقیق سے عمرو کو پکڑلاؤ اور بارگاہ حیرت مین لیجاکر ملکہ مذکور کے سپرد کرنا اور کہنا کہ اسی وقت اِسکا سر کاٹ ڈالو یہ کہکر ایک تصویر اُسکے حوالہ کی کہ جس صورت پر عمرو ہوگا یہ تصویر ویسی ہی صورت بنجائیگی معواج وہ تصویر

لیکر باغ سیب سے باہر نکلا اور اڑ در سحر پر سوار ہوکر جانب کوہ عقیق چلا بعد اسکے جانے (باقی صفحہ ۳)
افراسیاب بھی سوار ہوکر لشکر حیرت مین آیا گھنٹہ دگھریال بجے ساحر سجدے مین گرے غلطان ہوا
کہ شہنشاہ آئے حیرت بہر استقبال آئی بارگاہ مین لیجاکر تخت پر بٹھایا ساقی نے جام شراب یاقوت
بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت حیرت سے بادشاہ نے کہا کہ ہمنے عمرو کو پکڑوا بلوایا ہی موا جاد
گیا ہی ہمارے سر کی قسم جسوقت وہ گرفتار ہوکر آئے اُسی وقت مار ڈالنا حیرت نے کہا سامری وہ
دن کرے کہ وہ مونڈی کاٹا پکڑ آوے طائران سحر ملکہ مہرخ بھی اس بارگاہ مین بامر جاسوسی بطور
مخفی حاضر تھے وہ یہ خبر لیکر سامنے ملکہ مہرخ کے آئے اور جو کچھ زبانی افراسیاب سُنا تھا معرض
بیاض بیان مین لائے یہان ضرغام عیار موجود تھا اُسنے کہا مین جاتا ہون اور خدا چاہتا ہی تو خواجہ
کو چھڑا کر لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اثنائے راہ مین اُسکو چالاک بن عمرو ملا اُسنے اِس سے سب
حال بیان کیا چالاک نے کہا تم کلال کی صورت بنو مین کالنی بنتا ہون یہ کہکر دونون رنگ و روغن
عیاری لگاکر بصورت مذکور تیار ہوئے ضرغام نے ایک انگوچھا سر پر باندھا مرزئی گلے مین پہنی
دھوتی باندھی بوتل شراب کی کمر سے لگائی اور چالاک نے پیشان سر پر نکالین مانگ مین
سیندور بھرا بیندی ماتھے پر لگائی مسی ہونٹون پر جمائی گلوری پان کی مُنہ مین لیکر سرخ چندری
اوڑھی لہنگا گنگام کا پہنا سوائی لہنگے پر لگائی رنگ چہرے کا مہر وماہ کو سرماتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ
زہرہ فلک سے اُتر آئی ہی اُسوقت اُسکے جمال جہان آرا کا یہ نقشہ تھا کہ جان خوبان جہان تھی
اور رشک حور و غلمان تھی قربان اُسپر مردمک چشم انسان تھی دانتون سے موتی بے آبرو ہوتا
لب لعلین سے لعل بیرا کھاتا میم دہن کا حلقہ دل پر ارمان تھا قد بالا الف جان تھا لارم زلف پریشان تھی
پائے گیسو بلائے سر یاران تھی کہان تک وصف اُسکا کیا جاوے یہ اشعار اُسکی صفت مین کافی ہین اشعار

شعرا کہتے ہین وہ مانگ ہی سلک گوہر	یا کھنچا ہی محک حسن پہ کوئی خط زر	یا یہ ظلمات مین جاری ہوئی نہر کوثر
کہکشان یا شب دیجور مین آئی ہی نظر	شانہ کہتا ہی زبانی یہ نیا پہلو ہی	اُسی سر کی ہی قسم صبح شب گیسو ہی
تو ذرا پہلے کر وجیہہ رو روشن پہ نظر	بدلے خورشید کے مہتاب سے پیدا ہی سحر	کیا صفائی ہی کہ پانی ہی حجاب اسمین گر
معجز حسن عیان ہی اُتر آیا ہی قمر	لوح سیمین تو اسے کیا یہ بھایا کیسے	غش نہ آجاوے اگر برق تجلی کیسے

اِس صورت سے تیار ہوکر آگے آگے کلال اور پیچھے پیچھے کلالنی انوٹ بچھوے پانون مین پہنے

انکسین نے کہی چلی راہ مین چالاک نے ضرغام سے کہا مین چلکر دہائی دونگا کہ یہ میری زوجہ ہی اور مجھسے راضی نہین ہوتی اور تو کہنا مین ہرگز اسکی راضی نہین اور لڑنا مجکو باتین سنانا اسیطرح سے سمجھا کر دونون لشکر حیرت مین آئے اور لڑنے لگے ضرغام نے کہا رہ تو جا مالزادی مین تجھے شہنشاہ کے سامنے لیجا کر ذلیل کرونگا یہ تو یارون کے پیچھے دیوانی ہی مجھے خطرے مین نہین لاتی آج تیری سب حقیقت کھل جائیگی گلوارنی کہا دور بھڑوے تو کیا میری حقیقت کھولیگا پہلے اپنی بہنیا کی تو خبر لے کہ جو لونڈون پر جان دیتی ہی اور لونڈے اُسے گھیرے گھیرے پھرتے ہین ابھی پرسون کا ذکر ہی کہ سلار و مدار و کبڑے کا لڑکا تیرے سامنے اُسکو درپنی دے گیا اور وہ اس سے ہنسا کی موے جھڑو تو بیٹھا دیکھا گیا اتنا بھی نہ کہا کہ یہ تو کیا کرتی ہی اور آگے کیا کہون جسکا باپ اُسکا باپ لیکن کوے بنے سے اور پارسائی نگھارنے سے جان جلگئی اس سبب سے تو اتنا منھ سے بھی نکالا نہین مجھے کیا مطلب کہ مین کہون مولا سنا سے تین پیٹ رکھوائے اور گروائے گلوارنے کہا کہ تو ایسی کہان کی ڈال کی ٹوٹی ہی یہ کہو کہ مین طرح دے جاتا ہون نہین تو ایک بار تیرا صبح کو پکڑون ایک شام کو ابھی پندرہ روز ادھر کا ذکر ہی کہ جمن کبڑے کا لونڈا جو آیا تو اُسے تو کوٹھری مین تنگیئی وہ تو کہو مین آپڑا دونون کوٹھری سے گھبراکے نکلے خیر اس سے کیا مطلب ہی تو میری جورو ہی کہ نہین تجھے میری مان مین کے خراب ہونے سے کیا مطلب مین تجکو زبردستی اپنے قبضہ مین لاؤنگا گلوارنی نے کہا تیری کیا طاقت جو زبادتی کرسکے مین حلال خور کے پاس جاؤنگی تیرے پاس نرہونگی بھڑوے اپنے دل مین سمجھا کیا ہی گلوارنے دوڑکے جھونٹے پکڑے گلوارنی نے کہا دہائی ہی شہنشاہ کی غل جو مچا افراسیاب نے بارگاہ مین سنا اور حکم دیا کہ یہ کون لڑتا ہی بلا لاؤ کچھ ملازم آئے اور دونون کو سامنے لیگئے دونون نے سلام کیا شاہ نے پوچھا کہ کیون لڑتے ہو یہ کیا ماجرا ہی گلوار نے کہا یہ میری جورو ہی اور مجھسے راضی نہین ہوتی بادشاہ نے گلوارنی سے پوچھا کہ تو کیون نہین راضی ہوتی اُسنے کہا ای بادشاہ اگر آپ غلام کے حوالہ کردین مجھے منظور ہی اور اسکا ساتھ نہین منظور ہی یہ موا نہ روٹی دیتا ہی نہ کپڑا دیتا ہی اور مارے مارکے میری ہڈیان چورکردین سو کماتا ہی رنڈیون مین اُڑاتا ہی گلوار نے کہا۔ بالکل جھوٹ کہتی ہی یہ خود بدمعاش ہی افراسیاب نے دونون کا حال سُنکر حکم دیا کہ اچھا تم دو ایک مہینہ ہماری سرکار مین رہو جسکی بُرائی ثابت ہوگی

اُسکو سزا دیجائیگی کلوار نے کہا کہ مین اپنی دوکان رکھا چاہتا ہون مین یہان حاضر نہین رہ سکتا
مگر ہان اس عورت کمبخت کو حضور رکھین شاید آپ کے یہان رہکر درست ہو جاے بادشاہ نے
حیرت سے کہا تم اس عورت کو اپنے پاس رکھو حیرت نے اُس عورت سے اشارہ کیا تو میرے
پیچھے آکھڑی ہو وہ پشت پر جاکر کھڑی ہوگئی اور کلوار دعا دیکر باہر بارگاہ کے نکل آیا بعد دو تین گھڑی
کے افراسیاب ملکہ حیرت کا ہاتھ پکڑکے ایک مکان تنہائی مین چلا سب ملازم تو ٹھہرے رہے مگر یہ
عورت پیچھے چلی گئی جبکہ افراسیاب اُس مکان مین گیا وہان پردے پڑے ہوے تھے سامان
عیش وعشرت مہیا تھا حیرت نے اُس عورت سے کہا تو یہان پردے پاس کھڑی رہ کچھ کام ہوگا
تو پکار لینگے یہ وہان ٹھہری رہی بادشاہ اور حیرت دونون گئے مسند پر بیٹھے بوس وکنار اور خلاط
ہونے لگا لیکن یہان چالاک نے دیکھا کہ پردہ کے پاس ایک طرف کو چند ڈالیان دھری ہین کسی
مین میوہ ہی کوئی پھولون کی ہی اُسنے پکارکر کہا کہ ای ملکہ اگر حکم ہو تو لونڈی ڈالیان لے آوے
حیرت نے کہلے آ اُسنے ڈالیون مین میوہ آغشتہ بداروے بیہوشی اور پھول بھی بیہوشی کے بسے
ہوے لگائے اور اُسمین کا میوہ اور پھول نکال لیے پھر وہی ڈالیان سامنے لیجاکے رکھدین
اور باہر نکل آیا حیرت نے کچھ پھول اُٹھاکے سونگھے اور افراسیاب نے ایک بہی تراش کر
آپ بھی کھائی اور ملکہ کو بھی کھلائی کچھ ہی دیر مین نشہ ہوا بیہوش ہوکے گر پڑے چالاک نے
اندر جاکے خنجر کھینچا کہ دونون کو مار ڈالون اُسوقت جانسوز بن قران کہ پہلے سے خدمتگار
کی صورت بنکر اُس مکان کے گوشے مین چھپا کھڑا تھا اُسنے آتے ہی پیچھے سے چالاک کا ہاتھ
پکڑ لیا یہ جو دیکھے تو ایک سیاہ فام خدمتگار ہی پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے اپنا نام بتایا اور کہا ای
بھائی چالاک یہ کیا غضب کرتے ہو ابھی آفت برپا ہو جائیگی یہ افراسیاب جادو ہی اسکی
قضا ہی نہین ہی ورنہ ہم اب تک کب کا مار ڈالتے چالاک نے یہ سنکر جو کچھ اسباب اس مقام کا اٹھا سکا
وہ لیا اور جانسوز نے کپڑے چاہا کہ حیرت کے اُتارلون اُسوقت صدائے مہیب آئی زمین کو زلزل
ہوا یہ دو عیار اُس مقام کے سراسیمہ چاک کرکے بھاگے وہان مینھ برسنے لگا اور پریزادان طلسم نے زمین
سے نکلکر پکاریان حیرت وافراسیاب کے منھ پر لگائین دونون کو ہوش آیا اُس مقام کا
عجب حال ابتر اُنھون نے پایا کہ اسباب بالکل لٹ گیا ہی سمجھے کہ یہ کام عیارون کا ہی پس بادشاہ

نے خفیف ہوکر حیرت سے کہا کہ ای ملکہ تجکو میری جان عزیز کی قسم جسوقت وہ لک لک پاسبان نے وہ
گرفتار ہوکر آئے خنجر طلسم سے تمھارے رہائی پائے فوراً سر کاٹ ڈالنا اور مین ظلمات مین جاتا ہون
وہان بھیجدینا یہ کہکر ظلمات کیطرف تخت سحر پر بیٹھکر چلا گیا ملکہ حیرت اُس مکان تنہائی سے
نکلکہ بارگاہ مین آئی اور تخت نکبت پر متمکن ہوئی سب حال اہل دربار سے بیان کیا اُدھر وہ نو
عیار لشکر اسلام کے بھی فکر عیاری مین گرد بارگاہ کے پھرنے لگے یہان تو یہ ماجرا ہوا لیکن مراج
جوہر گرفتاری عمرو روانہ ہوا تھا بعد کچھ عرصہ کے قریب لشکر امیر باتوقیر آکر پہونچا اور تخت پر
سے اپنے اُترکر ہر طرف تلاش خواجہ کی کرنے لگا اتفاق سے ایک مقام پر صحرا مین عمرو بیٹھا ہوا
فکر عیاری کر رہا تھا کہ کسی طرح سے اندر طلسم کے جاؤن اُسنے جو خواجہ کو تنہائی مین بیٹھا دیکھا تصور
جو لایا تھا اُسپر نظر کی معلوم ہوا کہ ہان یہی عمرو ہی بس روے ہوا سے پنجہ بنکر جو گرا خواجہ کی کمر
سے ٹکرا کر بلند ہو گیا اور جب روے ہوا پر پہونچا پکارا کہ ارے مفتری بدذات ہی شرط کہ تجکو بیس سے
پینکدون یہ کہکر کئی جھٹکے خواجہ کو دیے خواجہ نے کہا کہ ادموذی مین کوئی انسان ہون یا دیو ہون
جو تو اسقدر جھٹکے دیتا ہی اور مجکو لیے جاتا ہی بہت پچتائیگا تو نہین جانتا ہی کہ مین سر برزرہ جادہ گران
ہون مراج نے کہا کہ شہنشاہ نے قسم کھائی ہی کہ ابکی عمرو کو زندہ بچھوڑونگا ابتو مارا جائیگا مین
کیون پچتانے لگا یہ کہکر قندیل فلک ہو گیا خواجہ کی آنکھین تموج ہوا سے بند ہو گئین اور وہ
کچھ دیر مین انکو لیے ہوے بارگاہ حیرت مین آکر اترا ملکہ مذکور سریر حکومت پر جلوہ گر تھی کہ
اُسنے آکر عرض کیا یہ گنہگار حاضر ہی ملکہ کو تو حکم بادشاہ تھا ہی کہ جب عمرو آئے فوراً قتل کرنا
اُس تصور پر یہ پڑی کہ جلاد کو بلا کر قتل کرانے مین عرصہ ہوگا اور اسکے معین و مددگار آجائینگے
چاہیے کہ تو کسی سردار سے حکم دے کر وہ سر اسکا کاٹ ڈالے یہ سوچکر مراج سے حکم دیا کہ ای بہادر
تمھین سر اسکا کاٹ ڈالو مراج تیغہ کھینچکر آمادہ قتل ہوا تھا کہ خواجہ کو بھی ہوش آیا دیکھا کہ مین
بارگاہ حیرت مین ہون سمجھے کہ اسی غیبانی نے تجکو پکڑوا بلایا ہی اور ایک ساحر کو سر پر تیغ کھینچے آمادہ
اپنے قتل پر پایا بس اس جلدی مین اور کیا ہو سکتا تھا سوائے اسکے کہ زنبیل سے انھون نے
معمار قدرت جادو کو نکالا اور ہوشیار فوراً کرکے کہا کہ ای معمار یہ ساحر جو کھڑا ہی مجکو پکڑ لایا ہی اور
حیرت چڑھی یہ بارگاہ ہی ذرا خبردار ہو جاؤ ورنہ ہم اور تم دونون ہلاک ہوا چاہتے ہین عمرو معمار سے یہ

کہ رہا تھا کہ مواج نے یہ ماجرا دیکھا اور کمالو اور غضب دیکھو اسنے تو پیٹ سے پانون نکالے معما
کو نکالا بس تیغہ تو کھینچ چکا تھا ہی آپڑا کہ خواجہ کا سر اڑا دون معمار نے فوراً ہاتھ اپنا سپر کر دیا کہ تلوار
ہاتھ پر پڑی اور اچٹ گئی اور معمار نے اُٹھکر ایک طمانچہ سحر کا اس زور سے مارا کہ مواج غرق خون
ہوا سر پھٹ گیا تڑپ کر ہلاک ہو گیا صدائے دار دگیر و دار بلند ہوئی برق چمکی تاریکی ہوئی صدا
آئی مارا مواج کو عمرو جو سحر سے مواج کے زمین سے اُٹھکر بھاگ نہ سکتا تھا وہ سحر اُسکے مرنے سے
دفع ہو گیا اس آفت کے آنے سے حیرت تخت پر سے کھڑی ہو گئی تھی سب سردار ہان ہان کر کے
اُٹھے تھے کہ عمرو نے دوڑکر پشت حیرت پر اپنے تئین پہونچایا اور کمند کے حلقہ گانٹھ کر جو مارے
ساتون حلقے بچی ہو گئے مگر حیرت نے سحر کیا کہ سب بند الگ الگ ہو گئے اور حیرت تڑپ کے
نکلے عمرو نے پھر تو خنجر کھینچکر لوٹ ماری کہ بہتون کی ٹانگین کاٹین اور جست کر کے بہتون کے سر اڑا دیے
اور خواجہ کی یہ استادی فن عیاری مین دیکھیے کہ جو سر کاٹا اسکی پگڑی اور ٹوپی لی سر زمین پر گرنے
نہ دیے تھے غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ بیچو گھیر لو جانے نہ دیجیو جب غوغا زیادہ ہوا خواجہ نے دیکھا کہ تم
گھر جاؤ گے بس گلیم عیاری اوڑھ کر غائب ہوا اور پکارا کہ ای معمار ہم تو جاتے ہین تم بھی آؤ معمار
اپنے سحر رد کرتا جاتا تھا اور لڑ رہا تھا جب یہ صدا سنی یہ بھی بزور سحر اُڑکر چلا اسوقت آندھیان
اُٹھ رہی تھین بجلیان چمکتی تھین بیر غل مچا رہے تھے طوفان عظیم برپا تھا کچھ سا حردن نے تعاقب
معمار کرنا چاہا پھر سمجھے کہ یہان ایسا کچھ دن رات ہوا کرتا ہے کیون آفت مین اپنے تئین پھنسائین
بیکار ہے یہ سمجھکر باز رہے لشکر مین بھی قرنا ہوئی تھی اور تیاری ہو رہی تھی کہ معمار پیچھے پیچھے اور
خواجہ آگے آگے نکلکر روانہ ہوئے وہ آفت موقوف ہوئی لشکری بھی رکے اُدھر فرخ کو بھی خبر
پہونچی کہ معمار جادو خواجہ کو پکڑ لایا لیکن خدا نے اُنکو بچایا اسطرح وہ دونون بارگاہ سے نکلکر
آتے ہین فرخ نے چند سا حران نامی کو بھیجا کہ جلد جاکر انکی خبر لو اگر کوئی امر نو حدیگر ہو تو خبر کرنا مع
لشکر مین بھی آؤنگی سرداران گرامی یہ حکم سنکر چلے تھے کہ اثنائے راہ مین سرداران خواجہ اور معمار سے
بغلگیر ہوئے اور شادان و فرحان لشکر مین آئے لشکر مین بھی غلغلہ انکے آنے کا ہوا فرخ ایسا خوش
ہوئی کہ بارگاہ سے باہر نکل آئی اور معمار سے ملی پھر اندر بارگاہ کے لاکر مقام صدر پر بٹھایا عمرو بھی
کرسی پر آکر بیٹھا ساقی و مطرب حاضر ہوئے دور جام ارغوانی چلنے لگا مگر معمار حیران تھا

تو اپنے ملک مین تھا کوہ عقیق مین کیونکر گیا اور پھر یہان کیونکر آیا آخر خواجہ سے حال پوچھا انھون نے سب کیفیت کوکب کی اور اپنی عیاری کی مارنا قائم جادو وغیرہ کا اور آنا آفتاب جادو کا اور بھجوانا کوہ عقیق مین سب بیان کیا اس عرصہ مین چالاک بن عمرو بھی آیا اور اسنے خواجہ کو بیٹھے دیکھا جھک کر سلام کیا خواجہ نے منھ پھیر لیا اُسنے کسوت عیاری سے ایک تاج حسین لعل اور گوہر شب چراغ لگے تھے خواجہ کو نذر دیا یہ کروڑون روپیہ کا مال دیکھکر خواجہ نے ہاتھ پھیلا دیے اور گلے سے لگایا اور کہا ای فرزند مجھے نہین معلوم تھا کہ تم کھڑے ہوے ہو اور مہرخ سے پھر تعریف کی کہ یہ ہمارا فرزند رشید اب مثل ہمارے ہی مہرخ نے انکی عیاری کا حال سنا تھا کہ جو ہی افراسیاب پر کی ایک خلعت بہت بھاری منگوا کر عنایت کیا اور عیار بھی آئے اور خواجہ سے ملے پھر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اور ناچ شروع ہوا یہان تو جلسہ عشرت گرم ہی اور ہنگامہ مسرت آراستہ لیکن اُسطرف حیرت نے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ اسطرح موراج عمرو کو لایا مین نے حکم قتل دیا اور تلوار کھینچ کے چلا تھا کہ عمرو نے زنبیل سے معمار کو نکالا اُسے موراج کو مار ڈالا اور دونون نکلا چلے تھے کہ مین نے روکنا چاہا عمرو نے کمند ماری مین تو گر پڑی اور وہ دونون نکل گئے یہ سب حال لکھکر طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر بادشاہ باس آ یا بادشاہ کو اُسوقت نشہ شراب بہت تھا نامہ پڑھکر بے ہوش ہوگیا اور اُسیوقت تخت یاقوت نگار پر سوار ہوکر بہ تجمل تمام دربار گاہ حیرت مین پھر آیا دیکھا کہ حیرت نہایت مثل اپنی زلف کے پریشان ہی بارگاہ بھی جا بجا خون سے رنگین تھی اور جلی ہوئی بادشاہ نے ملکہ کو گلے سے لگا یا تسکین و دلداری کی پھر تخت پر بیٹھا اور سحر پڑھکر دستک دی فوراً آندھی پیدا ہوئی اور اُس آندھی سے ایک جادوگر سیاہ فام دکریہ منظر جھولا سحر کا گلے مین ڈالے شیر پر سوار نکلا بادشاہ کو اُسنے مجرا کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای روئین تن شیر سوار کہو مزاج تو اچھا ہی اُسنے کہا غلام دعا کرتا ہی بادشاہ نے ایک دنگل زرین دیا یہ بیٹھا پھر بادشاہ نے فرمایا کہ اب تمھارا اور مہرخ و معمار قدرت کا سامنا ہی اُسنے عرض کیا کہ آپ حکم دین تو مین سامری سے سامنا کرون مہرخ تو کیا مال ہی اور معمار قدرت تو ایسے ہزارون بنا کے چھوڑے ای شہنشاہ آپ ہی نے اتنا تامل کیا کہ ان نکمے امون نے یہ قدرت پائی ورنہ کیا انکی حقیقت ہی شاہ نے کہا کہ میرے نمکخوار تھے اِس سبب سے رحم کرتا ہون مگر اب اسد کو مار ڈالونگا وہ طلسم کشا ہی جب وہ مارا گیا پھر انسے

کیا ہوگا اچھا اب تم اپنا لشکر طلب کرو اور طبل جنگ بجوا کے ان باغیون سے لڑو ساحر یہ سنکر اُسکر اپنے قلعہ کی طرف گیا اور سپہ سالاران لشکر کو بلا کر حکم تیاری سپاہ دیا اُسی وقت ایک لاکھ بہ سوار و اژدر سوارون کا لشکر تیار ہوا شور شِ سپاہ سے شیر چرخ بیچ اسد مین چھپنے لگا بہرام فلک کا مسکن بیچ حمل ہوا تیغ و خنجر کی جھنکار گوش فلک کے پار ہوئی۔ بیرون کی چار سمت کو پکار ہوئی ڈھرو بجا نرسنگا پھنکا آندھیان آئین طوفان عظیم برپا ہوا یہ اُس فوج کا نقشہ تھا کہ ابیات

چو آواز طبل آمد و کرنائے	برآمد بجنبید لشکر ز جائے	برآنگونہ رانید یکسر ستور
کہ پر شد ہمہ روے گیتی ز شور	ہم از جنگ آورد و رو ز کین	باورد گہ بر بلرزد زمین
گزیدہ ز لشکر دو دو ہزار	زرہ دار و برگستوان در سوار	بجائے جوانان شمشیر زن
چہل سالکان خواست از انجمن	اِسی کرد فرو احتشام سے بعد قطع مسافت راہ بارگاہ حیرت	

سے متصل پہونچا لشکر اُسکا سرداران حیرت نے اگر اُترو ایا یہ بارگاہ مین آیا دنگل زرین پر متمکن ہوا بارگاہ فلک فرسا اسکے لیے بھی علٰحدہ نصب ہوئی لشکر مین بازار کھل گئی کنور اکھنکنے لگا گرمہ بازاری شروع ہوئی افراسیاب بھی اُسی مقام پر ابھی ہوا اِس سے کہکر اُسنے طبل جنگ بجوایا یہانتک کہ جب مرقع دہر سے رنگ ضیا خورشید مثل طائر حواس پریشان اُڑا در تصاویر کواکب وماہ کا جلوہ نظر آیا کہ نظم

غبار سا کودہ تھا مہتاب کا رنگ	مثال غنچہ دل گرمی سے تھا تنگ	ترقی پر جو اقبال قمر تھا
ستارہ روشنی سے خوب چمکا	سحر شام بحکم رومین تن ببر سوار طبل جنگ پر چوب پڑی لشکر سحر	

ساحرون مین بھی غلغلہ زمین و زمان مین پڑا تیاری آلات حرب و ضرب مین ہر شخص مصروف ہوا جاسوسان لشکر مہرخ یہ خبر لیکر سامنے ملکہ مذکور کے آئے اور بعد عرض دعائے شاہی خبر آمد رومین تن اور بجوانا طبل جنگ کا معروض بیان مین لائے ملکہ موصوفہ نے بھی ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے خواجہ عمرو ابھی یہان موجود تھے اُنھون نے تقارخانہ مین جاکر طبل پر چوب لگائی کرنا کو دم ملازمانہ شروع فساد قریب تر آیا سرداران ملکہ مہرخ برائے صدق سحر اپنے اپنے مقامون مین آئے ملکہ مہرخ بھی ساحری کی فکر مین آرام پذیر ہوئی اسی اثنا مین چالاک بیباک اپنے مقام پر سے اُٹھکر اس ارادے سے روانہ ہوا کہ اگر بن پڑے تو اُس رومین تن حرام زادے کو پکڑ کر سامنے خواجہ کے لاؤن جب یہ بارگاہ سے نکلگیا اُسوقت مہرخ نے

خیال کیا کہ چالاک نہین معلوم ہوتا ہی فرمایا کہ چالاک ابھی موجود تھے نہین معلوم کہان گئے
عمرو نے کہا وہ بارگاہ افراسیاب مین پہونچا ہوگا اور یقین ہی کہ اس رومین تن کا کام تمام کرے
مہرخ نے کہا خدا کرے کہ ہم انکا نگہبان ہی خواجہ سچ تو یہ کہ فرزند اور شاگرد آپ کے بلا سے بے درمان
ہین یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اور وہان مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو صورت خدمتگار کی
ایسی بنکر داخل بارگاہ حیرت چہرہ سرخ ہوا دیکھا کہ یہان افراسیاب بیٹھا ہی مگر تخلیہ ہی شب کا وقت ہی
حیرت اور چند مقرب سردار حاضر ہین اور رومین تن ببر سوار بھی دنگل پر بیٹھا ہی شراب کا پیالہ گردش
مین ہی چالاک بھی ایک مقام پر چپکا کھڑا ہو رہا اور باتین سننے لگا چنانچہ رات زیادہ آئی تھی
افراسیاب نے خاصہ طلب کیا داروغہ مطبخ خانہ نے جلد دسترخوان لاکر چنا نعمت خانہ آراستہ ہوا
شاہ حیرت کا ہاتھ پکڑ کر اٹھا اور کہا ای رومین تن تم بھی آؤ اسنے کھڑے ہوکر تسلیم کی اور عرض کیا
کہ میرا اسوقت کچھ جی نہین چاہتا ہی شاہ نے فرمایا کچھ تو چلکر کھاؤ کہا بہت خوب غرض سب آکر
دسترخوان پر بیٹھے رومین تن کا واقعی کچھ جی نہ چاہتا تھا صرف کباب کھانے لگا اسوقت حیرت نے
کہا ای رومین تن تم کچھ کھاتے نہین ہو خالی بیٹھے ہو اسنے کہا مین ٹھہر کر کھاؤنگا مین نے پہلے ہی عرض
کیا تھا کہ میرا جی نہین چاہتا ہی شاہ دوان نے فرمایا کہ اچھا انکی بارگاہ مین کھانا بھیجدیا جاے
اسیوقت سو سو خوان کھانے کے آراستہ کیے گئے کہ جسمین انواع و اقسام کے کھانے لذیذ اور
خوشگوار تھے غرض مزدورون کے سر پر خوان رکھوا کر چوبدار شاہی ساتھ ہوا اور کھانا اسکی بارگاہ
مین گیا چالاک نے چاہا کہ مین بھی اس کھانے کے ساتھ جاؤن اور کچھ تدبیر کرون لیکن موقع
نہ لا وہ چوبدار جو ساتھ تھا نہایت ہوشیار تھا کہ اپنے سایہ سے بھی رم کرتا تھا چالاک
اسکے پیچھے پیچھے آیا تو سہی مگر اسکو بیہوش نہ کرسکا خاموش ہو رہا اور ادھر پھرنے لگا اس عرصہ
مین رومین تن بھی بارگاہ شاہی سے اٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا چالاک نے اسکو جاتے دیکھا
سمجھا کہ اب یہ جاکر طعام فرستادۂ شاہ جادوان زہر مار کریگا پس اسی وقت کچھ تدبیر کرنا چاہیے
یہ سوچکر اسنے بازار سے تحفہ مٹھا خرید کی اور اسکو آغشتہ بدارو بیہوشی کرکے قابون مین
لگا کر ایک خوانچہ تیار کیا تورے پوش اسپر ڈالا اور ہاتھ پر رکھکر رومین تن کی بارگاہ کے دروازے
پر آیا صورت تو خدمتگار کی ایسی بنے ہی تھا جب دروازہ پر آیا دربانون نے روکا کہ میان اندر جانے

حکم نہین ہی یہین ٹھہرو اُسنے کہا تم تو اندھے ہو دیکھتے نہین کہ شاہ طلسم کا خدمتگار ہون اور انھین کا بھیجا ہوا آیا ہون یہ پکوان اور مٹھائی کھانیکے ہمراہ بھیجنا بھول گئے تھے اب بھیجی ہی اچھا تم نہ جانے دو مین جاکر عرض کیے دیتا ہون کہ دربان کے دربان بڑے شوریدہ پشت ہین وہ بارگاہ مین نہین جانے دیتے ہین دربانون نے یہ کلمات سُنکر باہم کہا کہ میان جانے بھی دو کیون آفت بلایا چاہتے ہو یہ کہکر اندر جاکر رومین تن سے عرض کیا اُسنے کہا جلد بلا لاؤ ایسا نہو کہ بادشاہ خفا ہون دربانون نے باہر آکر چالاک سے کہا جاؤ میان جاؤ حضور بلاتے ہین چالاک بچالاک تمام اندر آیا دیکھا کہ چند مصاحبین بیٹھے ہین اور رومین تن کھانا کھا رہا ہی اُسنے وہ خوانچہ سامنے رکھدیا اور عرض کیا کہ شاہ جادوان نے یہ مٹھائی اور پکوان بھیجا ہی ہمراہ طلسم اول بھیجنا فراموش کیا تھا رومین تن نے اٹھکر اس خوانچہ کی تعظیم کی اور اُس مٹھائی کو لیکر تھوڑی سی کھودی اور کچھ اب بھی نوش کی اس عرصہ مین چالاک باہر نکل آیا تھا اور یہان بیٹھکر اپنے پاس سے کچھ میوہ اور مٹھائی نکالکر کھانے لگا دربانون وغیرہ نے جو لوگ کہ یہان موجود تھے اس سے کہا کہ ارے میان کسی کی صلاح بھی نہین کرتے کیا تم ہمکو پوچھتے تو ہم کھانے لگتے چالاک نے کہا خالی صلاح سے کیا فائدہ تھا اسقدر مٹھائی تھی نہین جو مین صلاح کرتا اچھا ہمارے سر کی قسم ایک ایک ڈلی اب جو ٹوکا ہی تو لو کھالو اُنھون نے وہ اُسکی خاطر سے لیکر کھالی اُدھر جب سب نے وہ مٹھائی اور پکوان جو یہ دے آیا تھا کھایا رومین تن نے کہا میرے سر مین درد ہونے لگا شاید نیند آئی ہی لوگون نے کہا آپ آرام فرمائین یہ جاکر پلنگ پر لیٹا اور لوگ بھی اپنے اپنے مقام پر گئے مگر وہ بھی وہان پہنچتے ہی بیہوش ہوگئے صرف دو ایک خدمتگار جو چپی کرنے کو رہگئے تھے رومین تن کے پاس بیہوش پڑے رہے یہان باہر دربان بھی ڈلی مٹھائی کی کھاکر بیہوش ہوگئے چالاک سمجھا کہ اب بارگاہ مین بھی سب بیہوش ہونگے تو چلکر اپنا کام کرے یہ سوچکر اندر آیا دیکھا تو خدمتگار چپی کر رہے ہین اور بیہوش ہین اُسنے اِسنے کہا کہ کیا حضور نے آرام کیا مجکو کچھ عرض کرنا تھا خدمتگارون نے کہا تم جگاؤ ہماری تو مجال نہین جو بیدار کرین اُسنے کہا اچھا مین بھی ٹھہرا جاتا ہون شاید آنکھ آپ سے کھلے یہ کہکر وہان بیٹھ گیا اور پروا نے بیہوشی کے آنے لگا اُن پر دا لونِ کے جلنے سے دھوان ہوا اور خدمتگارون کی ناک مین گیا وہ بھی بیہوش ہوے اُسنے اٹھکر رومین تن کو اور زیادہ بیہوش کیا اور فکر کرنے لگا کہ کیونکر لیجاؤن آخر خیال مین آیا کہ اِسطرح لیچل لیں اُسنے اُسکو اُٹھاکر ایک خوان مین رکھا

دونو ہاتھ باندھ کر باندھ دیے پھر اوپر سے کسنا کسکے تو رے پوش ڈالکر وہ خوان سر پر رکھکر
باہر نکلا اور جس کسی نے لشکر مین اُسکے دیکھا پوچھا کہ کیا لیے جاتے ہو کہا افراسیاب نے روئین تن
کو کھا بھیجا تھا مین لیکر آیا اب افراسیاب کو اُنھون نے یہ بھیجا ہی یہان تو یہی لگا رہتا ہو آنے
جانے مین پانو ہمارے ٹوٹتے ہین وہ لشکری یہ سُنکر خاموش ہو رہا اور یہ وہان سے صحیح سلامت
اُسکو لیے ہوئے بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا یہان جو لوگ کہ حاضر دربار تھے وہ حیران ہوے کہ یہ
تو خدمتگار شاہ طلسم ہی خوان مین کیا لایا ہی اور اُس گبر نے کیا بھیجوایا ہی اس عرصے مین اُسنے
خوان کو سامنے خواجہ کے کھولا کیا دیکھتا ہی کہ خواجہ ابھی سوتے نہ گئے تھے مدت کے بعد جو ملاقات ہوئی تھی
تو مہرخ سے بیٹھے باتین کر رہے تھے کہ اُسنے عرض کیا آقا تو غلام سے ہوسکا مہرخ چالاک یہ گبر ناحق
روئین تن بیر سوار حاضر ہی مار دیے اس حرام زادے کو خواجہ نے کہا ای مہرخ اُسکو قتل ہی کر ڈالو مہرخ
نے کہا یہ روئین تن ہی یون قتل نہوگا یہ کہکر مہرخ نے چالاک کو خلعت دیا اور معمار قدرت بھی
موجود تھا یہ عیاری دیکھکر حواس باختہ ہوا عمرو نے چالاک کو گلے سے لگایا چالاک نے
عرض کیا کہ اچھا اُسکو ابھی بیہوش رہنے دیجیے مین اور فکر مین جاتا ہون یہ کہکر یہ پھر وہان سے
بعجلت تمامتر روانہ ہوا اور خیمہ مین روئین تن بیر سوار کے آیا جلد صورت اپنی اُسی کی ایسی بنائی
اور خدمتگار جو بیہوش پڑے تھے اُنکو ہوشیار کیا اور کہا ارے نمکحرامون تم غافل ہوکر سو رہے عیار
ابھی آیا تھا مجکو جمشید نے بچایا مین اب یہان نہ ٹھہرونگا یہ کہکر بہت کچھ عتاب خطاب زبانون پر لاکر
نکالکر فرمایا اور سوار ہوکر بارگاہ افراسیاب مین آیا یہان بلوشاہ جادوان کھانا کھاکر پلنگ پر لیٹا
تھا حیرت ابھی پلنگ پر نہ گئی تھی نیچے مسند پر بیٹھی تھی اختلاط ہو رہا تھا کہ یہ جاکر ہوشیاری داروغہ
نے پلنگ کے خبر عرض کی بادشاہ کو اُسکی خاطر بہت منظور تھی حکم دیا کہ اچھا بلا لو یہ سامنے کیا اور بیٹھا
کہا عیار نے مجھپر عیاری کی تھی خداوند جمشید نے بچایا جیسا مین غرور کرتا تھا ویسا میرے
سامنے آیا آپ میرے ملازمون سے حال پوچھیے سب نے کہا کہ ایک شخص آیا تھا اُسنے مٹھائی
کھلائی تھی پھر ہمکو نہین معلوم کہ کیا ہوا افراسیاب نے کہا کہ عیار بڑے زبردست ہین واقعی تم
پکڑے سامری کا شکر کرو اور اب بہت ہوشیار رہنا یہ باتین کرتے کرتے افراسیاب کے
پلنگ کے گرد پھولون کی ڈالیان رکھی تھین اُسنے کہا کہ کیا خوب خوشبو ان پھولون سے آتی ہی

مین نے کبھی ایسے پھول نہین دیکھے یہ بادشاہ کے باغ کے ہین ای ملکہ حیرت ایک اور درخت
اسمین کا مجکو بھی عنایت فرمایئے گا کہ مین اپنے باغ مین لگاؤنگا حیرت نے کہا اچھا ابتو اسکو اٹھاکر
سونگھو اُسنے چند پھول اسمین سے لیکر سونگھے اور ہا تو مین عطر بیہوشی ملا تھا وہ سب پھولون ہین
ملکر کہا ای ملکہ واہ واہ عطر بھی اِسکے سامنے گرد ہی لیجیے ذرا دیکھیے تو کیا خوشبو آتی ہی حیرت
نے کہا جیسی تم تعریف کرتے ہو ایسی خوشبو تو انمین نہ تھی اُسنے کہا لیجیے سونگھیے تو سہی اسنے لیکر
سونگھے اور متعجب ہوکر کہا واقعی آج تو عجب خوشبو ہی کہ مشام جان معطر ہوا جاتا ہی افراسیاب کو
بھی تعجب ہوا اور اُسنے بھی لیکر سونگھے جو لوگ کہ وہان حاضر تھے گواہی دلوانے کے لیے سبکو دو دو
چار چار پھول دیئے کہ سب نے سونگھے اور کچھ عرصہ مین بیہوش ہوگئے لیکن اتفاق روزگار اتنے
عرصہ مین رویئین تن کو بارگاہ جہرخ مین ہوش آگیا بیہوشی اُترگئی اور اپنے تئین اُسنے بندھا پایا
سحر پڑھکر جلد کھولا دیکھا کہ جہرخ کی بارگاہ ہین ہون یہ دیکھکر اُسنے بزور سحر پر پیدا کرکے پرواز کی
کیونکہ خواجہ اور جہرخ ایسے مصروف باتین کرنے مین کہ اُنکی زبان مین نہ سوزن دیا تھا نہ اور کوئی
انتظام اُنکی حراست کا فرمایا تھا اور یہ بھی گمان تھا کہ اب چالاک آتا ہوگا اسکو سیسہ گرم کرکے
پلا دینگے الحاصل یہ کھلا ہوا تھا اُڑکر سیدھا بارگاہ افراسیاب مین آیا یہان تخلیہ پایا اور مع افراسیاب
وحیرت ہر ایک کو خواب غفلت مین مبتلا دیکھا اور ایک شخص کو اپنی ایسی صورت کا بنا ہوا دیکھا
سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہی بس فوراً سحر کرکے چالاک کو بے قابو کر دیا پھر اگر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای
خیرہ سر تیرہ روزگار پہچانا مین نے تیرے تئین اور تیرے عیار اب کہان میرے ہاتھ سے جائیگا چالاک
نے جو یہ ماجرا دیکھا سوچا کہ اب ہمارے پھنسے لازم ہی کہ کوئی تدبیر ایسی کرو جسمین رہائی ہو ایسا کچھ تجویز
کرکے گویا ہوا کہ ای رویئین تن بیشک مین نے آپ کا کیا کیا ہی مجکو گرفتار کرنا بیکار ہی اسوقت
شہنشاہ جادوان نے جو سنی کہ عیار آپ کو پکڑے گئے ہین بس یہ خبر سنتے ہی مجکو آپ کی ایسی صورت
کا بنا دیا اور آپ کچھ فکر مین ہماری رہائی کے غافل ہوکر لیٹ رہے ہین اُنکو آپ ہوشیار کرکے
دریافت کرلیجیے جو اسمین خدا بھی سر موفرق ہوا ہو فرماتے تھے کہ مجکو فکر یہ بڑی ہی کہ اب کون ایسا ہی جسکو
رویئین تن کا لشکر سپرد کرون انمین فکرون مین شاید زیادہ غافل ہوگئے ہین رویئین تن سوچکر
یہ کوئی ایسا نہو کہ مقرب بادشاہ یا ملکہ ہو تو ناواقف ہو اسکو ذلیل نہ کرے مبادا نہ خرابی ہی بادشاہ

ناراض ہونگے یہ سوچکر چالاک پرسے سحر اُتار کر چھوڑ دیا چالاک بچالا کی تمام بارگاہ سے باہر نکلگیا
افراسیاب کو پتلون نے سحر کے پیدا ہوکر ہوشیار کردیا بادشاہ نے دیکھا کہ روئین تن استادہ ہے
اور باقی حیرت وغیرہ ہر ایک بیہوش ہین یہ دیکھکر شاہ کو بھی خیال ہوا کہ یہ روئین تن کوئی عیار ہی
چاہتا تھا کہ کچھ سحر اسپر کرے اُسوقت روئین تن نے سب حال اپنا بیان کیا اور جو کچھ چالاک
کی زبانی سنا تھا وہ بھی اظہار کیا بادشاہ نے کہا افسوس وہ عیار تھا تمکو فقرہ دیکر نکلگیا لیکن خیر تم
کچھ اندیشہ نہ کرو اب مین بھی ایک سحر ایسا تیار کرتا ہون کہ معمار قدرت مکان اور قلعہ بنانا اپنا
بھول جاے کیونکہ اب مہرخ کو بڑا بھروسا اسی کا ہی یہ کہکر رات ہی کو جانب طلسم باطن گیا۔ اور
وہان جاکر نامہ اس مضمون کا حیرت کو لکھا کہ ای ملکہ کل جب صبح کو روئین تن بیرسوار لڑنے کو
جائے تو تم بھی اُسکے ساتھ جانا اور الگ کھڑی ہوکر تماشا لڑائی کا دیکھنا یہ نامہ بتلا سحر کا لیکر بارگاہ
حیرت مین آیا حیرت وغیرہ ہوشیار ہوکر بیٹھی تھی روئین تن تھی اُسی جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ بتلا نامہ
لیے آیا ملکہ نے پڑھکر جواب لکھدیا کہ آپکے فرمانے بموجب عمل کیا جائیگا بتلا تو اُسطرف گیا وہان
چالاک بن عمرو بھی اپنی بارگاہ مین گیا جملہ ماجرا اپنی عیاری کا بیان کیا کہ اسطرح مین سب کام
کرچکا تھا کہ تمنے روئین تن کو چھوڑ دیا مہرخ نے کہا واقعی ہمسے غلطی تو ہوئی اُسنے کہا خیر ایک دن
کے سو ساٹھ دن ہین ابھی سہی یہ کہکر شریک بزم ہوا اور مصروف عشرت ہوا لشکرون مین تو تیاری
آلات حرب ہو رہی تھی ہی حیرت نے اپنی سپاہ کی آراستگی کے لیے طبل جنگ اور نفیر سحر کو بجوایا پھر
تو یہ حال ہوا کہ تاریخ تریخ اچھلنے لگے لونگ الائچی جلنے لگی گوگل گمی کی چراہند آنے لگی اُردبنولے
ماش کے دانے پھٹنے لگے پردار جانور سحر کے اُڑنے لگے ابر رنگ برنگ کے آسمان پر آنے لگے
آتش سحر کا دھوان بلند ہوا نشان بان نکل گئے ترسول نیزہ سول صاف وصیقل ہوئے نشانون
مین سے آواز تڑاقے کی آنے لگی طائر سحر نکل نکل کر جانب فلک کے کراہیان چڑھ گئین ایکطرف
تلوار کے دھنی سنچلے اپنا ہنر سپہ گری دکھانے لگے تلوار کے ہاتھ نکالنے تیر تودون پر لگانے لگے
ہر ایک کا قول تھا کہ جب دشمنون پر تیر برسائینگے کمانون کو ابر بہاری بنائینگے خنجر جانستان
جامہ ہستی کے لیے مقراض بنے تھے سو بے قطع وبرید کے اور کچھ نہ جانتے تھے برچھیت
ہر مرتبہ نیزے تانتے تھے کہ یہ سنان ہی اور سینہ عدو ہی اتنو فتح یا اجل ہمسے دو بدو ہی ہر طرف

یہی شورش اور ہنگامہ برپا تھا اس رزمگاہ کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

زتیر دے آسودگی اسپ دمرد — نیندیشد از روزگار نبرد — تو گفتی جہان یکسر از جوشن است
ستارہ زنوک سنان روشن است — سیہ شد ہمہ دست از گردسم — برآمد خروشیدن گاودم
بیارا راست با میسرہ میمنہ — سپاہی ہمہ یکدل و یک تنہ — بزد طبل رویین و پرشد خروش
زمین آمد از نعل اسپان بجوش — سپہ را بیاراست و خود بر نشست — یکے گرز پرخاش دیدہ بدست

شب بھر یہی ہنگامہ رہا جب چشمۂ ظلمت سے سکندر فروغ افزائے دہر باہر آیا اور جہان ظلمانی مثل روئے سفید دکھائی دیا کہ نظم

چو پنہان شد آن چادر آبنوش — بگوش آمد از دور بانگ خروس — چو از خنجر روز بگریخت شب
ز لشکر ہمہ شاد و دل خندہ لب — نعیرہ برآمد ز ہر دو سرائے — بدان رزم خورشید مہ را ہمائے

دم سحر ایک جانب سے روئین تن ببر سوار اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بڑے کروفر سے وارد میدان مصاف ہوا دوسری جانب سے حیرت نابکار تخت شاہی پر سوار ہو کر فوج اپنے ساتھ لیکر نہایت احتشام سے گھنٹے اور گھڑیال بجواتی رسالہ و گوگل کے شعلے اڑاتی داخل رزمگاہ ہوئی اسطرف سے مہرخ نامور معمار قدرت کو ہمراہ لیکر چلی پھر تو بہار و نخمور و لرزان و زلزلہ وغیرہ بڑے آن و بان سے سمت جنگاہ چلیں شورش بحر سواج سپاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینہ حیات انسان ڈگمگانے لگا یہ ماجرا تھا کہ ابیات

ز دیبائے زربفت پیلی قبائے — چو معمار پیش اندرش رہنمائے — ہمہ غرق در آہن و سیم و زر
ز یاقوت پیدا نہ زرین کمر — نشست از برابلق مشکدم — جہندہ سرافراز در دیبہ سم
سلیحش یکے ہندوئے تیغ بود — کہ در زخم چون آتش میغ بود — بدیدہ آمدش خط برگرد عاج
چو مہرخ شہنشاہ با گرز و تاج — ہمان زخم گوپال و باران تیر — خروشش بلان بردہ دوار و گیر

اس حشمت و شوکت سے یہ لشکر بھی وارد میدان جدال و قتال ہوا بہادران آئین باتین ہنگ کرتے تھے بسان گل شگفتہ تھے معمار کہتا تھا کہ ای ملکہ مہرخ بہت اچھا ہوا کہ طبل جنگ بجا اب ان طرز جنگ تو دیکھ لون جو کچھ ہوتا ہوگا وہ ہوئیگا مہرخ نے کہا آج آپ ہمارے لڑنے کا تماشا دیکھیے اسنے کہا مجھے طرز معلوم دیتا تھا کہ آج کی لڑائی جنگ مغلوبہ کی ہوگی مہرخ نے

کہا ہر چہ باداباد ادھر تو یہ تذکرہ ہو کہ یکایک لشکر دن مین ڈہرد بجا طبل دبوق گرگڑا اے ملعون کے پھریرے کھلے صفین جمنے رنگین صورت نگار مصور شہاب جادو ابریق گیسوے بن شہاب طوفان ببر افگن شکوہ زرین قبا وغیرہ سردارون کے تخت داڑ در بڑھکر استادہ ہوے نقیب چاؤش للکارے لڑنے والون کو پکارے کہان ای بہادران روزگار نام کر جانا مرجانا مگر قدم نہ ہٹانا یہان تو ترتیب صفوف جدال ہونے لگی مگر طلسم نورافشان مین برآن موجود ہی ابھی کوہ رخشان پر سحر کرنے نہ گئی تھی کہ کوکب نے بزور سحر بہیئہ عقاب مین دیکھکر حال معمار برآن سے بیان کیا کہ اسطرح مین خواجہ کو لیکر گیا تھا خواجہ نوز بخیر سحر بیابان گلرنج پہانہ گئے ہین ناچار پھر آیا لیکن خواجہ کو کوہ عقیق مین معلوم ہوتا ہی کہ جہاندار نے بھیجدیا تھا کہ اب وہ لشکر مہرخ مین ہین اور حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہی روئین تن ببر سوار لڑنے آیا ہی یہ معرکہ بھی قابل دید ہی برآن نے سب حال سنکر کہا بابا جان اگر فرمائین تو مین بھی اس معرکہ کو فی الحال دیکھتی جاؤن کہ ابھی تو کوہ رخشان کی طرف جانے کو مجھے منع فرماتے ہین کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہی لیکن ابھی تم پوشیدہ طور پر اپنی فوج نوائی لیکر جاؤ اور حاکمان دربند کو نہ لڑواؤ بلکہ تم بھی جاؤ تو اپنے لشکر کو لڑواؤ تم نہ لڑو اسنے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا یہ کہکر قلعہ کوکبیہ سے اپنے مقام پر آئی قلعہ ہفت رنگ مین ٹھہر کر تمام اپنی انیسون جلیسون کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ تیاری کر کے جانب لشکر مہرخ چلو یہ حکم سنتے ہی ملکہ ہماے جادو نے حکم تیاری لشکر دیا پانچ لاکھ ساحر ذکا لشکر تیار ہوا مجلس جادو بھی تیار ہوئی اور کہا ہین سب سے پہلے مہرخ پاس جاتی ہون یہ کہکر مع کئی سو کنیزان زرین پوش کے تخت پر بیٹھکر چلی برآن بھی سوار ہوئی آفتاب تابان تخت پر چمکنے لگا باجے طرح طرح کے بجے ڈنکے پر چوب پڑی ساحران نامی بارو بط و قرقرے ہنس آتشین فیل دمان سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوے زمانہ مین ہلچل پڑگئی دنیا نے کہا کہ ہین یہ بیچاری ضعیفہ کچلی جاتی ہون فلک تھرایا کہ دیکھیے کیا آفت کا سامنا ہوتا ہی اس لشکر کا کروفر کیا لکھا جاے یہ حال تھا کہ ابیات

ز روش آمد از دشت واوا رگر	کہ ای جنگ سازان و گردان نو	ہمہ تیر و شمشیر و خنجر نہید
ہمہ کیسہ و ترک بر سر نہید	چو ہر کس کہ او را کمانست و تیر	کمان را نیزہ بزنہد ناگزیر

خروشے برآمد ز لشکر میان	ببستند خون ریختن را میان	یکے تخت زرین نہادہ بروے
نشستند گردان پرخاش جوے	سپہ بود چون کوہ آہن روان	ہمہ سر بسر از گزند جہاں لاک جان
پس پشت شاں زندہ پیلان مست	ہمہ کوفتند آن سپہ را بدست	اس کروفر سے یہ لشکر ادھر سے

چلا اور اسطرف سے بعد صفوف آرائی جدال وقتال جنگ آغاز ہوئی رومین تن بر سوار اپنا شیر اڑا کر لشکر مہرخ پر آ پڑا پیچھے اسکے فوج شقاوت شعار اُسکی لینا لینا کہکر چلی اُسوقت ادھر سے بھی حملہ ہوا تلوار برق کردار سحر کی چلنے لگی نابخ ترنج گچھے سوئیون کے باش کے دانے کی بوچھار ہونی چھری چلنے لگے ساحرون کے جسم مین آگ لگی بہادرون نے باہم ایک کی دوسرے نے کمر تھام لی اور کٹاریان کھینچ لین قرادنیان چلنے لگین سینہ گلنار ہوے دلاور مرگ سے ہمکنار ہوے مہرخ بھی شمشیر سحر سے لڑنے لگی ایک طرف سے مصنوّر نے جو تیر مارا سو اسکے سینہ کو توڑ کر نکلگیا گیسوے بن شہاب نے جو گولا مارا تخت کو مہرخ کے توڑ گیا مہرخ تخت پر سے اڑ گئی اور پھر لپک کر نابخ مارا کہ گیسوے بن شہاب کی ران کو زخمی کر دیا شہاب جادو نے گولا مہرخ سحر چشم کے مارا کہ اُسکا بایان شانہ ہوا بلور جادو نے تلوار ماری کہ شہاب جادو کا بایان ہاتھ زخمی ہوا اب مہرخ کا تخت پیچھے ہٹا ماش کے دانے سحر کرنے آسمان پر سے ایک تر اقا ہوا ابر گھر آیا سلین گرنے لگین ساٹھ ستر ہزار ساحر غارت ہو گیا ایک سل ابریق کو شگاف ہوا بھی گری ابریق غرق زمین ہو گیا سل بھی زمین مین چلی زمین سخت ہونے لگی ابریق تڑپ کر باہر نکلا اُسوقت معمار نے ایک تیر مارا کہ ابریق کی ران کو وہ توڑ گیا پھر تو سرمایہ برف انداز نے ماش کا چھرا مارا کہ جسکے لگا بار نکلگیا رعد جادو اور برق جادو بھی کارنمایان کر رہے تھے رعد چنگھین مارتا تھا اور برق تڑپ کر گر رہی تھی رومین تن بر سوار کا کئی ہزار ساحر مارا گیا مہرخ نے دوسرا گولا جو مارا ابریق کا شانہ ٹوٹ گیا لشکر حیرت پست پا ہونے لگا حیرت علیحدہ ایک ٹیکرے پر کھڑی ہوئی صرف دید تماشاے جنگ تھی اُسنے دیکھا کہ لڑائی بگڑتی ہی پس دریاے خون روان کی طرف اُسنے اشارہ کر کے چھڑی اُسکے ہاتھ مین سحر کی تھی زمین پر وہ ماری کہ زمین کو زلزلہ آیا دریاے خون روان جوش کھا کے کوس بھر آگے بڑھ آیا اُسوقت حیرت نے موتیون کا مالا گلے سے توڑ کر دریا کی طرف پھینکا کہ دریاے تیس چالیس ہزار چھلی

بمشکل خجر تڑپ کے باہر نکلی اور منہ کا ڑکر جو چلی ساٹھ ستر ہزار آدمی مارا گیا یہ حال دیکھکر معمار قدرت نے بیضہ نکالکر سحر پڑھکر زمین پر مارا ادھر حیرت نے کہا ایکی ضرب مین ان سبکو غارت کر دونگی اور پھر کنگن ہاتھ سے اُتار کر مارا کہ سوا لاکھ مچھلی ایکی نکلی مگر بیابان گلریز کا وہ بیضہ تحفہ ہی جو معمار نے زمین پر مارا تھا اُسکے زمین پر گرنے سے غبار زمین سے اُڑا اور دیوار سحر بنکر تیار ہوئی وہ سوا لاکھ مچھلی جو بڑھی ہوئی چلی آتی تھی اُسنے آکر دیوار مین ٹکر ماری سبکا سر پھٹ گیا مگر دیوار کو بھی زلزلہ آیا اور دب گئی اور مصور نے اس الجھاوے مین معمار کو دیکھکر ایک نارنج مارا کہ سر پر اسکے آکر لگا اگر یہ ساحر زبردست نہوتا تو سر پھٹکر ہلاک ہو جاتا لیکن یہ زخمی ہوا مرنے سے بچگیا فوج مہر خ کی پسپا ہونے لگی اور پیچھے ہٹی مورچہ چھوٹا حیرت نے چاہا کہ بڑھکر بارگاہ مہر خ پر جا پڑے اُسوقت ابر نا بخی آسمان پر پیدا ہوا اور طاؤس زرین بال اسمین سے نکلا اُس طاؤس پر ملکہ مجلس جادو جو سب سے آگے چلی تھی سوار تھی اُسکے آنے سے تقویت ہوئی فوج مہر خ رُکی اور ہلال سحر افگن نے بڑھکر سحر کیا کہ دس بارہ ہزار ہلال جو گرے پندرہ ہزار فوج حیرت سے ساحر کام آئے سبکے سر قلم ہو گئے مجلس نے یہ حال دیکھکر طاؤس کو ٹھوکر ماری اور تلوار سحر کی کھینچکر جا پڑی جسکو تلوار ماری دو ٹکڑے کیا مصور نے اُسوقت للکارا کہ اری او چھوکری کیا کرتی ہی اور دوڑکر تلوار ماری مجلس نے خالی دیکر تیر مارا کہ مصور کی انگلیان توڑکر نکل گیا اب یہ حال ہی کہ دونون طرف سے لوگ زخمی ہین مردہ پر مردہ گر رہا ہی کوئی سسکتا ہی کوئی جان بلب ہی کسی کا سینہ زخمی ہی کوئی ہاتھ کٹائے چلا آتا ہی کوئی بھاگا جاتا ہی کوئی کسی کے سینہ پر سوار ہی کوئی مقتول ہی کوئی قاتل ہی عجب طرح کی ہلچل ہی اسی ہنگامہ آفت خیز و جانکاہ مین یکایک عمرو بن اُمیہ ضمری نے لشکر سے نکلکر ایک مقام بلند پر جا کر دعا کی کہ ای خلاق مہر و ماہ آفرینندہ زمین و آسمان اِس لشکر کفاران روسیاہ پر تو مجکو فتح عنایت فرما کہ ابیات

ہی خواندہ بر کردگار آفرین	کہ خلق آفرید و زمان و زمین	برآرندہ ہور و کیوان و ماہ
شانندۂ شاہ بر شیگاہ	ہر آنکس کہ او را بیزدان گزید	سرازنا سپاسی بیابد کشید

ی کریم کارساز دقت یاری و مدد گاری ہی یہ دعا سبکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی عمرو نے دیکھا کہ آسمان پر نوبت و نقارے بجے بجلیان ہزار در ہزار چمکنے لگین دل و ہر مین آگ لگائی تھین

ابر رنگ برنگ کے اڑتے ہوئے نظر آئے عمرو نے دوڑکر مہرخ سے کہا کہ ای ملکہ دیکھنا یہ کیا
سامان ہی مہرخ نے کہا بڑا غضب ہوا ادھر سے تو آفت حیرت کر رہی تھی اسطرف سے
افراسیاب خانہ خراب آیا اب ہمارا ٹھکانا نہ لگے گا خدا تعالے اس موذی کی سر سے بچاے
یہ کہہ رہی تھی ہی کہ لکہا ے ابر مین سے غول جانوردن کے نکلے اور لہرا کر پھر ابر ہی مین غائب
ہوگئے مہرخ نے کہا واہ واہ کیا ابر ہین اور کیا جانور ہین اور اُن جانوردن نے ملکہ ہمارے تاجدار
سپہ سالار لشکر بران سے کہا کہ ای ملکہ یہان تو لڑائی ہو رہی ہی لاکہا مردہ پڑا ہی ہمارے تاجدار
نے کہا کہ ای ملکہ خورشید جادو دیکھنا کہ اس جنگ کا کیا ڈھنگ ہی خورشید اپنا تخت بڑھا کر چلی
تخت اُسکا بسان آفتاب چمکتا تھا غرض اُسنے آکر جو دیکھا تو لشکر مہرخ کو مغلوب پایا اور اِدہر
لشکریان مہرخ نے دیکھا کہ ایک نورانی ابر بڑھکر آیا اُسمین سے بجلی چمک گئی سب کی آنکھ
جھپک گئی پھر ابر وہ پھر گیا خورشید نے پلٹ کر ہمارے سب حال کہا ہمانے سامنے ملکہ بران
کے آکر دست بستہ عرض کیا واری مہرخ پس یا ہوا چاہتی ہی بران نے فوراً اپنی ہمشیہ ایک
ایک پتلی اپنے جوڑے سے نکالی اور اپنے مقام پر اُسکو بٹھا کر آپ غائب ہوگئی اب لشکر ملکہ بران
ظاہر ہوا ہزارہا علمون نے جلوہ کیا باد ہر دناقوس نے گنبد چرخ کو دہلایا پھر لاکھون سوار مکہاے پر مذہب سوار
لباس زرین سے آراستہ و پیراستہ اُڑتے ہوئے نظر آئے اور ہزاردن ساحر ہنس و فیل و باز وغیرہ پر
سوار نیرنگی سحر کی دکھاتے دکھائی دیے کہ آگ پانی پتھر وغیرہ برساتے تھے ایک طرف سے
لاکھون بہادران دوران ہتیاردن سے مسلح و مکمل جانبازی کرنے پر آمادہ دکھائی دیے
شان و شوکت پر اُس لشکر کے لشکر انجم ترک فلک ہزار جان سے نثار تھا جسکا مرخ ایسا تراب
خنجر گذار فرمان بردار تھا جادوگر نیان جوان جوان ہنس و طاؤس زرین بال پر سوار حسن مین یکتا
ہر ایک گلبدن رشک صد بہار چمن تھی گات ہر ایک کی پُراز جوبن تھی لباس رنگین ہر ایک کے
زیب تن اور اج کانون مین پڑے ہوے ثمر نین ہاتھون مین باندھے ہوئے نا یخ تیز اچھالتی
ہوئی آئین شورش قلزم فوج سے لشکر صدو کا سفینۂ حیات ڈگمگانے لگا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

بتوفید شہر و برآمد خروش	شدہ دشت یکسر پُراز جنگ و جوش	زبس جوشن و خود و چینی سپر
زبس میزہ و گرز و چاچی تبر	سپاہی طلسم آمدہ ہم چو آب	کہ از گرد پیدا نہ بد آفتاب

برابر عدد چون صفے برکشید	ہوا نیلگون شد زمین ناپدید	مہرخ یہ سامان دیکھکر گھبرا رہی تھی

کہ ایک ابر شرخ پیدا ہوا اور اسمین سے ایک دریچی ظاہر ہوئی دریچی مین چہرہ پرنیرا دکھائی دیا سب کے خیال مین ابتک یہی ہو کہ افراسیاب آیا ہو عمرو نے مہرخ سے ہنسکر کہا کہ ای ملکہ ہمتو افراسیاب کا دین اختیار کرینگے تم کیا کروگی مہرخ نے کہا بھیا تمکو اسوقت بھی ہنسی سوجھی ہو مین لڑون گی اور کیا کرونگی ادھر بران نقلی نے فرمایا کہ ای ملکہ قہرنگاہ جادو ای ملکہ مہرشرر جادو موافق جادو کیا وقت پر ہم آکے پہونچے اچھا پھر اب دیر کیا ہو یہ کہنا تھا کہ وہ نور جو چھایا ہوا تھا شعلہ کی طرح اڑ گیا اور ابر شق ہوا ساٹھ ستر ہزار ہاتھی نشان کے پیدا ہوے پھر ہر ایکے کھلے ہوے اُنپر نام کوکب رو شنضمیر کا لکھا ہوا ایک سمت فوج بران کی شان و شوکت سے ظاہر ہوئی آواز تراقے کی آئی اُسوقت ایک لڑی موتیون کی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی دکھائی دی اور ایک پتلی بلورین سراپا لشت کی پیدا ہوکر پکاری کہ منم ملکہ بران شمشیرزن وہ پتلی اُس سے لڑنے کو تھی مگر جانب فلک چڑھ گئی ہر ایک کی عقل حیران تھی کہ یہ کیا نیا طلسم ہو مہرخ کی فوج قوی دل ہوکر پھر جی توڑکر لڑنے لگی اور قہرنگاہ نے نفیر سحر بجائی کہ ہان لشکر دشمن کو مارو نفیر کے بجتے ہی افق جادو ایک ناگن کالی بنکر اڑی اور ہر طرف سے آوازین مہیب آنے لگین چالیس ہزار پتلا سونے کا چار سمت سے تلوار لیے پیدا ہوا اُسوقت سب نے دیکھا کہ ملکہ برآن شمشیرزن ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہوئی اُترتی چلی آتی ہو اور اُسنے آکر زمین پر قدم لیا اُسوقت لشکر کے سوار اور ساحران وذاشعار حیرت کے لشکر پر جا پڑے اور چالیس ہزار پتلے بھی حملہ آور ہوئے پہلے ہی حملہ مین چالیس ہزار سر قلم ہوا اور بران نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا کہ ہزارہا پنجہ پیدا ہوا اُنکو حکم دیا کہ ای پنجہ ہاے سحر بحکم شہنشاہ زبانین ساحران مخالفین کی کھینچ لو پنجہ جب ساحر سحر پڑھنے کو مُنہ کھولتے زبانین کھینچ لیتے ہزارہا زبانین کھنچنے لگین فوج حیرت زدہ پسپا ہونے لگی بران نقلی نے پھر ناریل مارا کہ آسمان پر ستارہ سا چمک گیا اور وہ ستارہ مصور کے لشکر مین گرا ہزارہا جادوگر ہلاک ہوا یعنی جلکر فی النار ہوگیا مصور جھنجھلا کر بڑھا تھا کہ صورت نگار نے روکا اور کہا دیکھتے نہین کہ چھوکری کوکب کی بگڑ کر آئی ہو انجام کچھ دیر بھڑکر تلوار چلی اور سحر کی مار ہوئی ہزارون دہن بے زبان ہوئے خواب عدم

مین بھی برابر سے گئے ہر سمت تیرون کی بوچھار خنجر و شمشیر و نار یل و تبر و تا یخ کی مار تھی ایک کو
ایک نہ پہچانتا تھا بیٹا باپ کے بیٹے کے سینے پر سوار تھا دشت خون کا ایک بحر زخار تھا
روحون کا اُس محیط بے پایان سے اُترنا اور ملک عدم مین کشتی تیغ پر بیٹھکر جانا تھا وہان بھی کہان
ٹھکانا جہنم مین جانے کا بہانا تھا صدائے دہا دہ و ذہا زہ بلند تھی جان قالب مین ہر دی روح
کی پُر گزند تھی آفت برستی تھی امان ملنے کو جان ترستی تھی ؎ نظم

سپہبد چو آتش برانگیخت اسپ	بیامد بکردار آذر گشسپ	چپ لشکر ساحران را ببر
بہ پیش سپہ در نماند ہیچ گرد	فرادان ز لشکر ش شیران بکشت	ازان کار شد حیرت ازان در شت
بفرمود تا تیر باران کنند	ہوا چون تگرگ بہاران کنند	برآمد وہ و دار از ہر دو سوے
ز گردان جنگی پرخاش جوے	کمانے نہ بالیست کردن بزہ	نہ گہ ماند ایدر ز ساحر نہ مہ
ز بیداد و ز رنج افراسیاب	کسے را نہ بُد جاے آرام و خواب	چپ ہزار ہا ساحران نابکار

دراصل دارالبوار ہوئے پتلے سحر کے روئین تن ببر سوار کے لپٹ گئے ہر چند وہ تبر یا مگر نہ چھوٹ سکا
اُسکو باندھ کر لشکر بران نقلی مین لے آئے اُسنے حکم دیا کہ سر اُسکا پتھرون سے کچل ڈالو بعد
سوال مطیع الاسلام ہونے کے اُسکا سر کچل ڈالا صدائے کہیب اُسکے مرنے کی بلند ہوئی اور فوج
نے اُسکی شکست کھائی اُسوقت تو حیرت بھی تاب مقاومت نہ لاسکی آخر طبل آسایش بجوا کر
پھری مرخ نے شادیانے بجوائے اور لشکریون کو ہمراہ لیکر پھری کارپردازون نے لاشین مقتولون
کی اُٹھوائین زخمیون کو ڈولیون مین ڈالکر بستر پر لائے ٹانکے زخمون مین لگائے فوج نے کمر
کھولی آسودہ ہوئی مرخ مع خواجہ دمعمار بارگاہ مین آکر بیٹھی بران نقلی تو غائب ہوگئی ملکہ بران
اصلی ظاہر ہوکر حکم فرما ہوئی کہ لشکر مرخ سے ہٹکر بارگاہ ہماری برپا ہو چنانچہ بارگاہ زریفتی اُسکے لیے
آراستہ ہوئی ملکہ مرخ نے لاکھون روپیہ اور جواہر عمدہ اور بیش بہا خیرات کے لیے ملکہ بران پر سے
ملکہ مذکور کے پاس بھیجا ملکہ نے وہ سب غریب و غربا کو تقسیم فرمایا پھر خواجہ کو بلوا کر قسم خدائے پاک
کی دی کہ میری دعوت کا ابھی سامان نہ کرنا اسلیے کہ مین جب پل پر زادان توڑونگی اور اس
لشکر مین تمھارے مہمان ہونگی اُسوقت دعوت بھی قبول کرونگی یہ فرماکر حکم دیا کہ دور مبارکہ ارغوانی
شروع ہوا ناچ سامنے ہونے لگا یہان مرخ نے بھی حکم ترتیب مجلس عیش دیا پھر تو یہ حال تھا کہ ابیات

بہ بستند آذین شہر و براہ	درم ریختند از برِ دخت شاہ	باسوے درِ راہ بیابان نہ رفت
زمین بود دیگر چو پرِ تدرو	چنین تا بہ کوہِ عقیق آن رسید	تو گفتی زمین آسمان را ندید
ز ایوان ہمی کودک و مرد و زن	براہت چنین شد ندا انجمن	ز بالا بدیشان درم ریختند
ز مشک و ز عنبر ہمی بیختند	بر آمیختہ خشتہاے خلوق	جہان پر شد از نالہ کوس و چنگ
ہمی بال اسپان بر از مشک دید	شکر با درم ریختہ زیر پی	زبس نالہ ہی و چنگ و رباب

بند بر زمین جاے آرام و خواب | ہر طرف یہی سامان عیش و نشاط تھا جلسۂ انبساط تھا خواجہ

کو مہرخ اور سب سردارون نے بہت کچھ دیا تھا خواجہ برآن پاس آکر جلوہ گر ہوئے تھے باتین ہوتی تھین یہ کو اس حال مین ہین لیکن حیرت بدسیرت ذلیل و رسوا نالان و گریان جب اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی مصور و صورت نگار وغیرہ بھی آئے اور سب کے سب سر جھکا کر شرمندہ و غمگین بیٹھے اسوقت ابریق وزیر بھی آیا اور اُسنے دیکھا کہ یہان سامان رنج و غم برپا ہی بدلے شراب سب خون جگر پیتے ہین دل ایسے جلے ہین کہ وہی کباب بنگئے ہین عوض عشرت نالۂ جانکاہ بلند ہی ہر ایک بیقرار مستمند ہی ابریق ملکہ کے گرد پھرنے لگا اور عرض رسا ہوا کہ ای ملکۂ دوران سامری تمکو کبھی رنجیدہ نہ کرین اسدرجہ کیون آزردہ خاطر ہو یہ مقدمہ لڑائی کا ہی ورنہ تم کچھ کم ہو یا شہنشاہ کسی بات مین عاجز ہین تم تو وہ ہو کہ برآن ایسی چھوکریان ہزار دن بنا کے چھوڑ دو حیرت نے کہا مجکو خوف کسی شخص کا نہین ہی سلامتی رہے ہمارے شہنشاہ افراسیاب کی وہی ہر مرتبہ مجکو ذلیل کراتے ہین اور انھون نے رحم کرکے ان نامرادون کو یہ رتبہ دیدیا ہی ورنہ یہ چھوکری برآن تو کیا تھی وہ جو اُسکا باپ کوکب شنکھ رو پیر ہی جو پہلے وہ تو میرا صاحب تھا ابریق نے کہا پھر اس غلام کی خاطر سے ایک جام شراب کا پیجیے تاکہ دشمن کے بھی دانت کھٹے ہو جائین اور وہ یہ سمجھے کہ اس لڑائی کے شکست کا کچھ رنج و غم ملازمان شہنشاہ کو نہین ملکہ نے کہا اے ابریق ان ذلتون کے اُٹھانے سے اب تو جینا رہنا بھی گوارا نہین شراب کیسی اور کباب کہان کا اور اگر جیتے ہین تو سب ہی کچھ کرینگے کھائینگے پینگے ابریق یہ سنکر دوڑا گیا مینخانہ آراستہ کرا کر لاؤن اسوقت ابر زنگاری رو سے ہوا پر پیدا ہوا اور گھنٹے ناقوس بجنے سنائی دیے ہوا سے سرد چلی طائران بحر یا شہنشاہ افراسیاب جاد

یا شہنشاہ افراسیاب جادو پکارنے لگے ہر ایک ساحر نے کہا کہ یہ آمد شہنشاہ ساحران کی معلوم ہوتی ہی اس اثنا مین ابر شق ہوا اور اسمین سے تخت زمرد نگار نکلا جسپر افراسیاب سوار تھا سر پر اُسکے تاج گوہر نگار تھا سترہ سو نازنین پریزادان طلسم چکین زمرد و یاقوت کی آگے پہراتی تھین ابر جو سر پر سایہ افگن تھا اسمین بجلی چمکتی ہوئی کڑ رہی تھی گوٹ اوڑے دیوے ہین جیسے کسی معشوقہ کے لگی ہوئی ابر سے مقیش جھڑتا ہوا سامنے بادشاہ کے تخت روان پر تاج ہوتا ہوا اور بادشاہ کے ہاتھ مین ایک گیند سبز زمرد رنگ مگر گھانس کا بنا ہوا تھا کہ اُسکو دمبدم شاہ سونگھتا اور اچھالتا جاتا تھا غرض جب سواری قریب آئی ساحر سجدے مین گرے بعض ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے حیرت بہر استقبال اُٹھی تخت شاہی زمین پر اُترا ہر ایک کا مجرا و سلام بادشاہ نے لیا اور تخت پر بادشاہ جلوہ گستر ہوا حیرت کو رنجیدہ دیکھکر گلے سے لگایا زبان کو بنا برشکین و دلداری کھولا حیرت و مصور وغیرہ نے سب حال رو رو کر روبرو بادشاہ بیان کیا بادشاہ نے کہا مین سُن چکا ہون کہ اُس چھوکری بران نے آکر بڑی بے ادبی تمھارے ساتھ ای ملکہ کی ہو چنانچہ قسم ہی سامری و جمشید کی ابی وہ سحر کرونگا کہ آپ سے آپ بران تمھارے پاس آکر حاضر ہوا اور اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے ساحرون نے کہا بیشک آپ ایسے ہی ساحر ہین اور ہر ایک تعریف و ثنا کرنے لگا پس بادشاہ نے وہی گیند جو ہاتھ مین تھا حیرت کو دیا اور فرمایا جو کچھ مین کہہ جاؤن وہی کرنا خبردار ای ملکہ تامل کو راہ نہ دینا وہ یہ ہی کہ جسوقت بران آئے فوراً قتل کرنا یہ کہکر مشغول میخواری ہوا بعد کچھ عرصہ کے کہا کہ مین تو اب جاتا ہون تم اس گیند کو حکم دینا کہ ای گیند بحکم شاہ افراسیاب بران کو پکڑ لا یہ گیند حکم کرتے ہی جائیگا اور پھانسی بنکر اُسکے گلے مین پڑیگا اور کھینچ لائیگا ملکہ نے وہ گیند شاہ سے لیکر بہت احتیاط سے رکھا اور بنکر گرفتاری بران مین مشغول ہوئی لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ پہلے ہی سے اس فکر مین تھی کہ اگر ہو سکے تو بران کو پکڑ لیجاؤن اور اسی فکر مین صورت اپنی مثل ساحران مطیع الاسلام کے بنا بحی لشکر جرخ مین پھر رہی تھی یہان سے تحفہ و تحائف بران کے لیے جاتے تھے اور وہ ہزارہا ساحر و ساحرہ اُدھر سے اِدھر اور اِدھر سے اُدھر آتی جاتی تھین صرصر نے انمین سے ایک ساحرہ کو تجویز کیا کہ وہ کنیز ملکہ بران کی تھی پس یہ اُسکے پاس گئی اور جھک کر اُسکو سلام کیا

اُسنے کہا کہ ای بی تم کون ہو اُسنے کہا مین ملکہ لزران پاس ملازم تھی کل مجھسے یہ خطا ہوگئی کہ
باری دینے مین پلنگ کے اونگھ گئی مجکو بیوقوف کر دیا لیس مین تمھارے پاس اسلیے آئی ہون
کہ مجھے ملکہ کے پاس بھیجدو اور اپنی سرکار مین نوکر رکھا دو اُس کنیز نے کہا کہ مجکو اسقدر رسوخ نہین ہی
کہ کسی کی سفارش کرون حسن صبر نے کہا اچھا ذرا میری ایک بات علحدہ آکر سُن لیجیے پھر میری قسمت
مین جو کچھ ہوگا وہ ہوہی رہیگا کنیز بیچاری سادہ مزاج وہ اسکے کہنے سے ایک مقام تنہا مین آئی اُسنے
باتین کرتے کرتے حباب بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش کر دیا اور اُسکا پیرہن اُتار کر اُسکو تو کسی درخت پر
چڑھا کر باندھ دیا اور رنگ و غن عیاری لگا کر اپنی شکل اُسی کی ایسی بنائی وہ کنیز ملکہ بران ایسی
شہزادی کی تھی اِسوجہ سے نہایت خوبصورت تھی صبر نے اُسپر اور زیادہ ایجاد کیا کہ بناوٹ سے
کام لیا ایسی شکل زیبا اپنی بنائی کہ جو کوئی دیکھے دل و جان اپنا اُسپر نثار کرے ہزار جان سے عاشق
ہو کر اُسی کو پیار کرے گیسوے رسا سر پر آفت جان دام بلا برائے عشاقان تھے یہ سلسلہ جور و جفا
تھا دام اُفگنت مین اُنھین کے پھنسا ہوا انہین چھوٹتا تھا بالون مین موتی پروے ہوے گویا
شب تار مین اختر چمک کر نکلے یا شب گیسو متبسم ہوئی بلکہ سنبل گلشن حسن پر شبنم پڑی ہو جبین
نور آگین مطلع مہر جو نون سے ٹپکتا ہوا قہر دیدۂ خورشید فلک جسکے سامنے کور فرت خجلت سے رُوے خ
شعلہ طور شمع رخ کے سامنے ضیاے حسن رخسار پری زہور کا فور آنکھون پر نرگس شہلا بیمار بادام
اُسی کے دام محبت مین گرفتار جام مے کیا بلکہ جام زہر ہلاہل سے دونون ساغر چشم سرشاران ساغرون
کے شربت دیدار کا جو مزا چکھے جام عمر اپنا لبریز کہکے تیر مژگان کے ہونے سے یہ ظاہر کہ شہسواران
توسن عشق نے آہو دل کو برچھون مین کھیرا ہی ترچھی نظرون سے یہ ثابت کہ ہرن نے چوکڑی
بھرنے کو رخ پھیرا ہی ابرو سے خمدار تو گویا قدرتی حسن کی تلوار یا ماہ نو چرخ حسن پر اظہار مین تھین وہ
کمان کہ جسکا تیر دلدوز جگر عشاق کے پار کہا تک وصف اُسکا بیان ہو حسن و جمال کا نقشہ تھا مسدس

عارض صاف نہین شمس و قمر ہین دونون	صاف ایسے کہ بھی بیش نظر ہین دونون	رنگ مین لعل صفا مین گہر ہین دونون
دو ہین چشمین کہ ادھر اور اُدھر ہین دونون	سینہ و بغلین کہ کرین اُسکے گریبان پہ نظر	اور ابھار اُسپہ ہی پستان کا غضب یہ سر
حسن کا ہی یہ اشارہ طرف شمس و قمر	ہین بھی حاضر ہون تعین تو کا دعوی ہی ہر	دیتا چند فلک سے کسی عنوان آئے
ہی گوہر یہی میدان یہی چوگان آئے	الحاصل از سر تا پا نمک سے درست اور آراستہ ہو کر لباس اور	

زیور پہنکر وہان سے اٹھلاتی ہوئی بارگاہ ملکہ برلان مین آئی اور پس پشت ملکہ مذکور آکر دونون سر پر جھلنے لگی اسلیے کہ اُس کنیز سے حال اسنے پوچھ لیا تھا کہ تم کسکی خدمتی ہو اُسنے کہا تھا کہ ملکہ برلان کی چنانچہ اُسنے آکر ملکہ ہی کی خدمت اختیار کی یہان خواجہ کرسی پر بیٹھے تھے اور مہتر برق فرنگی بھی ایک جانب کو بیٹھا تھا لیکن دونون ناچ دیکھنے مین مشغول تھے کسی نے اُسکی جانب کچھ خیال نہ کیا اِس عرصہ مین دن وہ تمام ہو چکا تھا وہ زمانہ آگیا تھا کہ بارگاہ فلک سے خسرو عالم آرائے مہر برخاست کرکے خوابگاہ مغرب مین گیا تھا اور شمع رخشان کواکب کو جلوہ طراز دفروغ افزا خیمہ دہر مین فراش قدرت نے فرمایا تھا کہ نظم

یکایک مہر نے عزم سفر سے	زمین پر رخ کیا پیش نظر سے
نقاب روز نے چہرہ چھپایا	شام کو ملکہ برلان عالیشان اپنے یہان کا جلسہ موقوف فرماکے

بارگاہ مہرخ مین گئی مہرخ بہت زرد گوہر اُسکے اوپر سے نثار کیا ہر سردار بخشندہ پیشانی اِس سے ملا اُسنے ہر ایک کو گلے سے لگایا پھر تخت پر بیٹھکر جلسہ عشرت کے تماشے مین مصروف ہوئی صرصر کنیز نئی ہوئی ساتھ آئی تھی اسطرح پشت پر ملکہ کے آکر استادہ ہوئی جب رات زیادہ گئی برلان نے بیٹھے بیٹھے انگڑائی لی اور خواجہ بھی اونگھنے لگے صرصر نے کان مین جھک کر کہا داری جب سے آپ لڑائی مار کر آئی ہین لمحہ بھر بھی آرام نہین فرمایا ہی مین قربان کہین ایسا نہو کہ دشمنون کا مزاج ناساز ہو جاے اب کچھ دیر آرام فرمایئے ملکہ نے فرمایا کہ پھر ہمین سو رہون اُسنے عرض کیا کہ یہ بھی مکان آپ ہی کا ہی لیکن جو آرام کہ اپنے مقام پر ملتا ہی کہین اور جگہ وہ وہ چین نہین ملتا ہی حضور اپنی بارگاہ مین آرام چلکر فرمائین تو بہت مناسب ہی برلان نے کہا تو سچ کہتی ہی پس کچھ عرصہ کے بعد یہ اُٹھی مہرخ نے عرض کیا کہ کہان تشریف لیجائیے گا اُسنے کہا اپنی بارگاہ مین اب مین ذرا جاکر سوؤن گی صبح کو خدا نے چاہا تو پھر ملاقات ہوگی اتفاق سے عمر وجواد بیٹھا تھا تو اُٹھکر چلا گیا مہرخ نے روکنا مناسب نجانا ملکہ اُٹھکر بارگاہ مین آئی یہان پلنگڑی جواہر نگار آراستہ تھی جلسہ تو برخاست تھا ہی یہ اُس پلنگ پر لیٹے جو لوگ کہ موجود تھے اُنکو بھی رخصت کر دیا صرصر نے اُسوقت عرض کیا کہ ای ملکہ دوران یہان عیاران آفرسیاب کی پانچ ہین کہ وہ آکر ہر ایک کو پریشان کرتی ہین اُنسے خبرداری ضرور ہی پس اگر یہان مجمع رہیگا تو اُنکے ضرر پہونچانے کا اندیشہ ہی تخلیہ کر دیجیے تو بہتر ہی

برآن نے کہا یہ بھی تو نے سچ کہا اچھا جتنی کنیزین ہین سب چلی جائین فقط دس یہان چپی کرنے کو رہجائین بموجب حکم دس کنیزین کہ جو نہایت خیر خواہ اور قدیم تھین وہ دس رہگئین اور باقی سب چلی گئین اور باہر بھی پہرا ہوگیا کہ کوئی اندر نہ آنے پائے غرض یہ انتظام کرکے ملکہ آرام فرما ہوئی اور وہ دسون لونڈیان پنکھا جھلنے اور پانون دبانے مین مصروف ہوئین اسوقت صرصر شمشیر زن نے ایک گلوری اپنے پاس سے نکالکر کھائی اور ایک ایک اُن کنیزون کو بھی دی اُنھون نے کہا نہین آپ کھائیے اُسنے کہا کھاؤ تکلف اسمین کیا ہی موے ہرے پان کی بھی یہ حقیقت ہی کہ کوئی اُسپر گمان کرے کنیزون نے یہ سُنکر وہ گلوریان کھائین اور سب بیہوش ہوگئین صرصر قریب تر ملکہ برآن کے گئی مگر اس خیال سے کہ یہ ایسی ویسی ساحرہ نہین ہی مالک طلسم ہی ایسا نہو کہ پھر کر مجکو پکڑ لین اس خیال سے ہاتھ پانون اُسکے تھرانے لگے پھر سوچی کہ تیرا تو کام ہی یہ ہی اتنی محنت کرکے یہان پہونچی ہی ہر چہ باد اباد اپنا کام کرلیں اُسنے غلطاک مار کر اپنے تئین پلنگ کے نیچے پہونچایا اور نوار خسارۂ انور ملکہ کے پاس کی کاٹ کر کفچہ مین دار وے بیہوشی رکھکر قریب مینی کفچہ لگایا اور آہستہ سے دوپٹا ہٹاکر بیہوشی کو پھونکا کہ ملکہ بھی بیہوش ہوگئی یہ تو پشتارہ باندھنے لگی لیکن عیار تو رات کو بھی کم سوتے ہین عمرو کچھ دیر آرام کرکے جو بارگاہ مین آیا برآن کو اُسنے نہ پایا تہرخ سے پوچھا کہ ملکہ برآن کہان ہین اُسنے کہا کہ وہ بیٹھی تھین اُنھون نے ایک انگڑائی لی کنیز جو اُنکے ساتھ تھی اُسنے کہا کہ واری دیر سے تمنے آرام نہین کیا چلکر آرام کرو چنانچہ اپنے خیمہ مین ہر اسکے آرام گئی ہین عمرو نے کہا وہ تو کہتی تھین کہ مین ہین شب کو رہونگی اسمین کچھ فتور ہی یہ کہکر جلد تر اُٹھکر چلا اور بارگاہ برآن کے دروازے پر آیا یہان دربانون نے منع کیا کہ ملکہ آرام کرتی ہین اور ممانعت کی ہی کہ کوئی آنے نپائے عمرو نے دلمین کہا اِنسے کون گفتگو کرے دیر ہوگی یہ سوچکر خیمہ کے پہلو کے سرائچہ چاک کرکے جو دیکھا تو صرصر برآن کا پشتارہ باندھ چکی تھی بس اسنے فوراً معجزہ سے صورت اپنی مثل صورت صبا رفتار کے بنائی اس عرصہ مین برق فرنگی بھی عقب خواجہ روانہ ہوا تھا وہ بھی قریب بارگاہ پہونچا لیکن عمرو صبا رفتار بنکر آیا اندر بارگاہ کے سرائچہ پھاڑکر گیا اور پکارا کہ ہان ہان بی بی یہ پشتارہ لگاکر نکلنا مشکل ہوگا کیا کرتی ہو صرصر نے اسکی صورت دیکھکر بنگاہ اول پہچانا کہ یہ عمرو عیار ہی بس سمجھی کہ دروازے پر پہرا ہی تو

نکل نہ سکیگی سرانچہ فراکر نکلجا یہ سوچکر پشتارہ تو پھینکدیا اور آپ سرانچہ فراگئی عمرو نے چالاکی
کرکے باہر بارگاہ کے آکر کمند کے حلقے مارے اور پکارا کہ ای جان جہان کہان جاؤگی
کمند آکر صرصر کی گردن و کمر مین پڑی مگر وہ بھی عیارہ ہی دوسری جست اُسنے اسطرح کی
صاف بسان نگاہ حدقہ ہاے چشم کمند سے نکل گئی اور نیچہ اُسنے بھی گھسیٹا عمرو نے جست کرکے
پس پشت اُسکے اپنے تئین پہونچایا اور پھر کمند ماری کہ ابکی وہ اُلجھ کر گری کس لیے کہ اُسکو
خوف بہت تھا لشکر پر ایا عیارہ زبردست سے سامنا جست و خیز کرنے مین دست و پا اُسکے
تھراتے تھے اب جو وہ گری عمرو نے اُسکو چاہا کہ اُٹھا کر اندر بارگاہ کے لیجاؤن صرصر کے ساتھ سایہ
کی طرح اور بھی عیار نہان رہتی ہین چنانچہ صبا رفتار برق کی شکل بنکر یہان آئی تھی اُسنے جو
یہ کیفیت دیکھی دوڑکر قریب تر عمرو کے آئی اور کہا اُستاد لائیے اُستانی کو مجھے دیدیجیے اور آپ جاکر
ملکہ بران کی خبر لیجیے عمرو نے اُسکو برق سمجھ کر دیدیا وہ پشتارہ لیکر بسان برق جھندہ چلی اور کچھ
دور جاکر پکاری کہ ہم صبا رفتار یون لیجاتے ہین اور عیاری اسکو کہتے ہین عمرو نے اُسوقت تعقب
کرنا اُسکا مناسب نہ سمجھا اور پھر کر بارگاہ مین بران کی گیا اور دیوانون سے کہا کہ اچھا پہرا دیتے ہو
اسوقت غضب کر دیا تھا عیارہ ملکہ کو پکڑلے گئی ہوتی یہ کہکر اندر جاکر ملکہ کو پشتارہ سے کھولکر نذر
زنبیل کرلیا اور ایک کنیز رودم کی نرگس نام زنبیل سے نکالی اور اُسکی صورت ملکہ بران کی سی
بنائی اور لباس عمدہ زیب قامت اُسکے فرماکر گہنا پہنا کر پلنگ پر لٹا دیا اور ہوشیار اُسکو کرکے کہا کہ
دیکھ قدرت خداوند سامری کی تجکو ملکہ بران شمشیر زن بنا دیا خبردار جو کوئی تجھسے پوچھے تو
کہنا مین ہون بران شمشیر زن اور اگر تجھسے کوئی کہے کہ ہم تیرا سر کاٹ ڈالینگے ورنہ بتا کہ تو کون
ہی تو بھی تو نہ بتانا کس لیے کہ اب تیرا بڑا مرتبہ پیش خداوند سامری ہونے والا ہی بران کو خداوند
نے بلا لیا ہی تو ہی بران اب مقرر ہوئی ہی لاکھون کرورون روپیہ کی دولت تیرے قبضہ مین ہی
شہزادیان طلسم نورافشان کی تیری مطیع اور فرمان بردار ہین اور ہم ہر وقت تیرے حاضر خدمتگار
ہین وہ کنیز یہ باتین سُنکر نہایت خوشنود ہوئی اور بآرام تمام پلنگ پر لیٹی کنیزون کو عمرو نے بلواکر
حکم دیا کہ ملکہ آرام کرتی ہین پانون دباؤ وہ سب حسب ارشاد اطاعت مین مصروف ہوئین اور
عمرو وہان سے پھر کر بارگاہ مہر خ مین آیا کسی سے اس احوال کو نہ کہا اس عرصہ مین وہ رات بھی

ام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ عیارۂ شب نے خزانہ اختران کو چرا کر گریز کی اور مہر زرین رخسار عمرو عیار برائے تجسس عرصۂ افلاک مین قدم زن تھا کہ ابیات

کہ جب اس شب نے اپنا منھ چھپایا	دم اعزاز حسن صبح آیا	وہ ہلکی ہلکی رنگت کی سفیدی
کہ جسمین کچھ سیاہی بھی ملی تھی	کہین پھیلے کہین سمٹے ابھر کر	کہ جیسے گوشۂ دامان دلبر

ہنگام سحر وہ کنیز رومی بستر خواب سے اٹھی اور پکاری کہ ارے کوئی حاضر ہی کنیزین حاضر حاضر کہکر سامنے آئین کہا چوکی پر جاؤن گی انھون نے آفتابہ طلائی لیجاکر چوکی پر لگایا یہان سے فارغ ہوکر جب آئی لونڈیان آب گرمالیکر منھ دھلانے کھڑی ہوئین اُسنے ایک چلو پانی لیکر اسطرح چھینٹا منھ پر مارا کہ گریبان تک تر ہوگیا کنیزین چھڑ آئین کہ آج ملکہ کو کیا ہوگیا ہی منھ کیونکر دھوتی ہین اسی فکر مین لونڈیان تھین کہ اُسنے جلد ایک کنیز کی کمر سے رومال کھینچ کر تری بے عنوانی سے منھ پونچھا بران کا قاعدہ تھا کہ اشارہ کرتی تھی کنیزین پہلے ایک دست پاک دیتی تھین کہ اُس سے منھ پاک کرکے پھر دوسرے رومال سے ہاتھ پونچھتی تھی کہ پانی کی تری نہ رہے غرض یہ منھ پونچھکر کرسی پر آبیٹھی ہمارے جادو مجلس جادو وغیرہ نے آکر مجرا کیا اور اختر نگاہ و مہر نگاہ بھی حاضر ہوئین اُسنے کسی کا بھی سلام نہ لیا تیوری چڑھانے نہایت کبر و غرور سے کرسی پر بیٹھی رہی اُسوقت سب جادوگرنیون نے کہ بہت معزز اور ناظمۂ دربند ہین قیافہ سے پہچانا کہ یہ ملکہ بران نہین ہی پس آپسمین کہا کچھ ہی کیون نہو اس سے نام پوچھنا چاہیے غرض ہمارے جادو نے ہاتھ باندھکر کہا داری حضور کا اسم مبارک کیا ہی مجکو اسوقت یاد نہین رہا ہی اسوجہ سے پوچھتی ہون اس کنیز نے پہلے تو کچھ جواب نہ دیا جب اُسنے مکرر اور سہ کرر پوچھا تو اُسنے کہا کہ دہان کا تو نام یاد ہی مگر یہان کا یاد نہین ہا اسوجہ سے سوچتی ہون ہمانے کہا یہ آپنے کیا فرمایا دہان اور یہان کیسا اُسنے جواب دیا کہ ای تو یہ بھول گئی میرا نام شمشیر زن ہی بران تو یاد نہین رہا خالی شمشیر زن کہدیا ہمانے کہا اب تو آپ فرما چکین کہ میرا دہانکا بھی ایک نام ہی چنانچہ وہ بھی ارشاد ہوکر دوسرا نام کیا ہی اُسنے کہا وہ بتانے کا نہین ہی ہمانے عرض کیا کہ داری ہم لوگ تو جان نثار ہین ہمسے کیا پردہ ہی اُسنے جواب دیا کہ دوسرا نام میرا نرگس رومی ہی اب ہما کو یقین کامل ہوا کہ ملکہ بران پر کچھ پیچ پڑا بڑا غضب ہوا خواجہ عمرو سے چپکے سے بلاکر کہنا چاہیے

ورنہ سب لشکر تہ و بالا ہو جائیگا یہ تو اس فکر مین ہوئی وہان خواجہ بارگاہ فہرخ مین بیٹھے ہین
فہرخ بھی تخت پر ہنگام صبح جلوہ گستر ہوئی ہی رواج ہو رہا ہی سردار آتے جاتے ہین تذکرہ لڑائی
ہوتا ہی ادھر ملکہ چہرت بھی تخت پہ آکر بارگاہ مین بیٹھی ہی سب سردار اُسکے پاس بھی جمع ہین
کہ اُسنے وہ گنبد افراسیاب کا ہاتھ مین لیا اور پکاری کہ ای گنبد بحکم شاہ جادوان و تصبدق
سامری و جمشید یہان سے جاکر بران کو فہرخ کی بارگاہ سے یا اُسکے خود خیمہ سے جہان ہین
ہو پکڑ لاگیند ایک حلقہ پھانسی کی طرح بنکر نظر دن غائب ہوگیا اور بران نقلی کو جو کرسی پر بیٹھی تھی
اُسکے سر پر بچھا سا بنا ہوا آکر گرا اور اُسمین سے بجلی کی طرح چمک پیدا ہوئی کہ ہما اور مجلس کی
آنکھین بند ہوگئین مگر ہما نے جلد آنکھون پر ہاتھ رکھ کر اپنے گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر اُس
بچھے پر مارا اُس حلقہ مین سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے اُس مالے کو روک لیا اور وہ حلقہ گردن
کمر مین بران کے پڑ کر اُسکو اُڑاتا ہوا لیکر چلا لشکر مین غلغلہ برپا ہوا کہ لینا جائے ساحر اُسکے
عقب مین اُڑے ہزارون نارنج و تبرنج نادل تیر سحر کے مارے مگر جسنے جو حربہ کیا وہ اُلٹا پلٹ گیا
اور وہ حلقہ بران نقلی کو لیکر غرق آسمان ہوگیا اُسوقت ہما کو خیال آیا کہ ملکہ جو ہمکی ہمکی باتین
کرتی تھین معلوم ہوتا ہی کہ بڑی دیر سے مسحور سحر افراسیاب تھین بدل کوئی نہین لے گیا تھا یہ
فقط سحر کا باعث تھا جو نرگس رومی اپنے تئین کہتی تھین سوائے اِسکے اور کوئی امر سمجھ مین
نہین آتا ہی غرض یہ سمجھکر اُسنے کہرام مچایا تمام سردارون مین دوڑ پھر چلنے لگا ایک دا اپنا گلا
کاٹنے لگے لوگون نے ہاتھ پکڑ لیا کہ بھئی دیکھو تو کیا ہوتا ہی جب ملکہ کے دشمن مارے جائین جب ہی
اپنی جان دینا بلکہ لڑکر مرجانا کہ نام بھی ہو اور فہرنگاہ افشان و حیران بھاگ کر فہرخ کے پاس آئی
فہرخ جو دیکھے تو اُسکا گریبان چاک ہی سر پر غم کی خاک ہی پوچھا کیون خیر تو ہی اُسنے کہا خیر کیا
بران عالی مقام پر یہ سانحہ گذرا فہرخ نے کہا پھر آخر ایک دن مرنا ہی آج ہی ہم بھی جان دینگے
یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمر بندی ہونے لگی عمر و عیار خبر بھی نہوا کہ کیون جاتی ہو غرض لشکر
کے کئی لاکھ سردار سامان زیور دار سواریون پر سحر کی سوار ہو کر روانہ برائے کارزار ہوئے وہ
طاؤسان زرین بال کا پر کھولکر اُڑنا رو پہلے ہوا کو زرنقش بنانا نظر آتا وہ اُنکے پرون کا پتلا پن
اور اُسمین دانہائے طلائی رنگ کا چمکنا گویا روے ہوا پر اطلس نیلگون بوٹے دار کا فرش بچھا تھا

نہین تھین ایک آسمان اور زیر آسمان پیدا ہوا تھا اور اُس آسمان مین ستارے نکلے تھے جادوگر نیان جوان جوان طاؤسون پر سوار گویا آسمان حسن پر زہرہ کا جمال آشکار اُڑ رہون کی چار سمت کو پھنکارتے گیتی سب زہر دار سردارون کے سرون پر تاجہاے زرین رکھے ہوئے گویا ہزارہا سورج نکلے ہوے طائران سحر پر کھولکر سرون پر ہر ایک کے سایہ فگن ثانی سلیمان کے مطیع ہونے کا پتا دیتے دم اپنے مالکون کی ہوا ہی کا بھرتے بیر جادو کی آگ پتھر برساتے آوازین مہیب لگاتے ڈہرو بجتے نشان کھلے ہوئے ترسول نیزون چمکتے ساحر تو اس آن سے روانہ تھے بہادرون کی ورد زبان جنگ نے افسانے تھے مرکبہاے پرند پر ہر ایک سوار سنان تیزہ کا چمکنا فلک پیر اپنے سینہ کو بچاتا کہ کہین ایسا نہو مین نشانہ ہو کر گھائل ہون گرز ہر ایک خانہ بدوش بہادر جنجانہ جرأت کے پیمانہ نوش وہ اُنکا بانکپن اور اکڑ تا طبل و بوق کا بجنا بہرام فلک کا دل دہلتا خلاصہ یہ کہ اس لشکر کا اسطرح چلتا تھا کہ ابیات

خروش آمد از دشت و ادائے مرد	کہ گفتی بدرید دشت نبرد	درخشیدن تیغ و بانگ ستور
ہمہ پہلوانے چو تانبدہ ہور	سہیل ستور و خروشی سوار	درخشیدن تیغ زہر آبدار
زمستی خروشد چو ن شیر نر	دیا موج دریاے پُر شور و شر	ہمی راندہ بارہ چو دریا بجوش
فگندہ دروشت و نامون خروش	غریوان و جوشان چو شیر زیان	کمانے بباز و کمر بر میان
برانگیزد بارہ بگرد ار باد	پس نامداران فرخ نژاد	ہمین تا خت از کین بخرگز زمین
سیہ کرد از سم اسپان زمین	درفش سیہ از دہا پیکرش	یکے ماز زرین فراز سرش
سواران جنگی ہزاران ہزار	باہن دردن غرقہ اسپ و سوار	از تابیدن گونہ گون درفش
ہوا گشتہ زرد و کبود و بنفش	چو دریاے جوشان بر امد زمین	کہ باشد ہمہ موج ادا ہمین

اسطرف سے لشکر ظفر پیکر فرخ نامور اور ہمارے تاجور بصد کروفر جانب حیرت خیمہ مرحلا اسطرف کو گیند بران نقلی کو لیے ہوئے سامنے حیرت کے آیا بران نقلی کو غش تھا اُسکے گلے سے اس گیند کا پھندا نکالکر خوب اپنے سحر مین مسحور کر لیا پھر ہوشیار کیا جب اُس کنیز رومی کی آنکھ کھلی پکاری کہ اری او ہمارے تاجدار و مجلس نابکا سب کہان ہو جلد مجکو تخت پر بٹھاؤ ارے یہ پہرے والیان کدھر اُڑ گئین کہ ما بدولت اسطرح فرش خاک پر بیٹھی ہین جسنے مجکو پکڑا تھا پہرے والیون نے اُسکو روکا

کیون نہین ارے جلد تخت طاؤسی لاؤ چنور بال ہما کا سر پر ہلاؤ حیرت اور سب ساحرون نے یہ کلمات
سُنکر کہا دیکھیے عمرو کی صحبت مین رہکر عیاری بھی یہ چھوکری کوکب کی سیکھ گئی ایسی باتین کرتی ہی
جیسے سچمچ یہ نہین ہی حیرت اُسوقت پکاری کہ اری او دختر کوکب بڑی لڑائی تو نے آکر فتح کی اسدن
کی بھی مجکو خبر بھی اب تیرا سر کاٹونگی یہ کہکر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد طلب ہوئے برابر آب ریز کے بارگاہ ہی
مین چبوترہ ریگ کا باندھا گیا برآن نقلی کو اُسپر بوریاے فلاکت بچھا کر بٹھایا اِس اثنا مین جاسوسان
لشکر دوڑے ہوے آئے اور حیرت بدسیرت کو بدو عا دیکر عرض رسا ہوے کہ ای ملکہ عالم فوج مہر خ
و برآن بڑی عظم و شان سے آپہونچی ہر ایک کے یہی ارادے مین ہی کہ اپنی جان دیجیے اور برآن کو
چھڑا لیجائیے یہ سُنکر حیرت دروازہ پر بارگاہ کے آئی اور ایک سحر پڑھکر مشت خاک زمین سے لیکر
اُڑائی کہ اُسکے اُڑنے سے بجلی چمکی اور آواز رعد کی پیدا ہوئی اب جو دیکھا تو ایک دیوار شبہ دار گرد اگرد
اسکے لشکر کے گھر گئی پھر سرا پردہ بارگاہ کے اُٹھوا دیے اور گرد بارگاہ کے ساحران ببر سوار و اژدر سوار
سامری کے یادگار جمشید زمانہ اپنے فن مین یگانہ حربہاے سحر لیکر استادہ ہوے جوش لشکر سے
یہان بھی تلاطم ہوا صفین آراستہ ہوئین اُسوقت خواجہ عمرو کے ذہن مین آیا کہ چلکر تو بھی اُن
ساحران مخالف دیبیا کو دھوکا دے اور عیاری کر یہ سوچکر بارگاہ سے روانہ ہوا اور قریب لشکر
حیرت پہونچکر اُسوقت کہ جب دیوار سحر کی نہ کھینچی تھی اُسنے مقوے کا ایک سر تیار کیا اسطرح کا
کہ اُسمین چار سر تھے اور ہر سر مین آٹھ آٹھ آنکھین تھین پیشانی پر ایک تختی ہیرے کی لگا آئی
جسمین کندہ کیا ہوا تھا کہ ملازم افراسیاب جادو تھالی برہمن جسمین چمک جلتے ہوئی ہار
لونگ پھول رکھے ہوے ہاتھ پر اپنے رکھکر جست کرکے اندر بارگاہ کے آیا اور پکارا منم نامہ دارا
افراسیاب یہ کہکر ملکہ حیرت کو نامہ دیا اور آپ گلیم اُوڑھ کر غائب ہوگیا حیرت نے نامہ پڑھا لکھا
دیکھا کہ سم شہنشاہ عیاران عمرو بن امیہ ضمری اری او چڈو حیرت جسطرح ملکہ ذیشان برآن والاشان کو
بلایا ہی اسکی سزا ہم دینا موقوف کرتے ہین بشرطیکہ نذر دیکر اور خلعت گرانمایہ سے مخلع کرکے انھین بتوقیر تمام تر
رخصت کردے ورنہ قسم ہی جناب امیر حمزہ کی کہ تمام طلسم کو غارت کردونگا یہ نامہ تجھے اپنے عیار چہار مکل آشوب
جادو کے ہاتھ مین نے روانہ کیا ہی تھوڑے لکھے کو بہت جاننا حیرت نے نامہ پڑھکر دیکھا تو مہر بھی
پیشانی پر عمرو کی کی ہوئی ہی حیرت نے نامہ تو ہاتھ سے پھینکدیا اور کہا اس موے کی شامت

آئی ہو مین جانتی ہون کہ اسکے پاس گلیم غیبی ہی خیر کہان جائیگا شہنشاہ کے ہاتھ سے یکبکر گلے سے اپنے موتیون کا مالا توڑ کر مارعمرو تو پہلے ہی سے چست کر کے گلیم اوڑھے نکلگیا تھا مالا چارطرف عمرو کو ڈھونڈھ کر پھر آیا اُسوقت حیرت خود اٹھی اور شبیہ بران تلوار لیکر دوڑی وہ ہر چند دا ویلا کیا کی مگر اُسنے ایک نہ سُنا ایک ہاتھ مارا کہ سر اُسکا اڑ گیا اُسوقت خوشی مین آکر ایک ناریخ حیرت نے جانب فلک اُچھالا کہ چونسٹھ ہزار نقارہ سحر کا بروے ہوا بجگیا زمانہ مین تزلزل پڑ گیا طائر سحر مبارکباد دینے لگے اور ہر ایک سردار گلے ملنے لگا آپسمین خوشی ہونے لگی یہان لشکر لیکر مہرخ جو آئی تھی دیوار کو دیکھکر پس دیوار کے ٹھہر کر سحر کرنے لگی کہ یہ دیوار گرے بعض ساحر اُڑ کر چلے مگر گر پڑے اُسطرف نہ جاسکے دیوار کے توڑنے اور گرانے کی تدبیر ہونے لگی کسی نے گولا فولادی مارا کسی نے ناریخ سے کام لیا لیکن یہ دیوار ملکہ شاہ طلسم کی بنائی ہوئی تھی گرنا اُسکا دشوار ہوا اتنے عرصہ مین عمرو عیار ذوالفقار لشکر کیطرف حیرت کی بھاگ کر گیا وہان کچھ دور پر ایک پہاڑی کنارے دریاے خون روان کے تھی اُس پہاڑی پر عمرو چڑھ گیا اور زنبیل سے فرش مخملی نکالکر بچھا مسند مغرق آراستہ کی چنگیرین چوگھڑے وغیرہ سامنے مسند کے رکھین ڈالیان میوؤن کی اور نکالیان شراب کی چن دین پھر ملکہ بران کو زنبیل سے نکالا اور مسند پر بٹھا کر ہوشیار کیا اُسکی جو آنکھ کھلی خواجہ کو اپنے پاس دیکھا اور پہاڑی پر اپنے تئین پایا حال استفسار فرمایا عمرو نے سب حال بیان کر کے کہا کہ آج دشمنون کی جان پر بنگئی ہوتی جو مین عیاری نہ کرتا اب لشکر مہرخ اور ہمارے تاجدار لیکر آئی ہین مگر راہ نہین پاتی ہین جو دیکھیے وہ دیوار فولادی مشبک از زمین تا چرخ برین اُٹھتی ہوئی ہی اُس دیوار کے سبب سے میرا اور آپکا نکلنا بھی دشوار ہی بران نے سب حقیقت سُنکر کہا کہ خواجہ مین اپنے باپ سے کہکر اس لڑائی مین آئی ہون اُنھون نے یقین ہی کہ پتلے سحر کے ساتھ کر دیے ہونگے مین قتل نہوتی لیکن آپ نے بڑا احسان کیا کہ ذلت سے بچایا اب آپ تما دیکھیے یہ کہکر کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہین بیٹھے بیٹھے غرق زمین ہو گئی اور جہان وہ دیوار کھنچی تھی اُسکی تہ زمین مین جاکر اُسنے قلاب زمین کو جنبش دی حیرت تو جانتی تھی کہ اسطرف کوئی نہ آسکے گا اسوجہ سے سحر کو اُسنے زور نہ دیا تھا دیوار فوراً اسکے قلاب زمین کو جنبش دینے سے موم کی ہو کر اور اُڑ اُڑ کر گری اور اُسکے

گرنے سے کہ کوسوں تک جو وہ پھٹی ہوئی تھی ساٹھ ستر ہزار ساحر حیرت نابکار کا جو صفیں باندھے
استادہ تھا دیکھ کر ہلاک سا ہو گیا اور حیرت گھبرا کر پکاری کہ ارے یہ کونسا بدبخت ساحر تھا جسنے
دیوار میرے سحر کی گرا دی یہ کہہ رہی تھی کہ برآن تو زمین سے نکلی اور نعرہ زن ہوئی کہ منم ملکہ
برآن شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب دشمن ضمیر حیرت اسکی طرف لپکی اور ایک طرف سے
دیوار جو گری فرخ اور ہمارے تاجدار حملہ آور ہوئے بقیہ فوج حیرت سے سحر کی چوٹیں اور شمشیر سحر
چلنے لگی اور برآن شمشیر زن اڑکر روے ہوا پر گئی حیرت بر در سحر اڑی لیکن روے ہوا سے
ہزارہا چاند ٹوٹ کر زمین پر گرے کہ حیرت کی آنکھیں خیرہ ہوئیں اور زمین پر اتر آئی اور
ایک نار سحر کی جھولی سے نکالکر اُن چاندوں کے اوپر مارا کہ وہ چاند سب ماند ہو گئے اُسوقت
برآن نے اپنے باپ کی نصیحت کے بموجب پتلی یاقوت نگار روے ہوا پر ڈبیا سے نکالی کہ وہ
پتلی برآن کی ایسی صورت بنگئی اُس سے حکم دیا کہ میں تیری لڑائی دیکھتی ہوں جا اور میرے
حریفوں کا مقابلہ کر پتلی برآن بنی ہوئی زمین پر اتری اور حیرت پر چلی کہ ایک دو ہزار
ہاروں حیرت فوراً اسکے ہاتھ بلند ہوتے ہی سحر پڑھا کہ ایک پنجہ نے پیدا ہو کر ہاتھ پکڑ لیے
برآن نقلی نے سحر پڑھا کہ پنجہ موم کا ہو گیا ہاتھ چھوٹے پھر یہ ایک چابک سحر کا لیکر چلی اور
پکاری کہ روئی کی طرح سے اگر نہ دھنک ڈالا تو نام اپنا برآن نہ رکھا حیرت نے پکار کے
کہا اری چھوکری یہ موم کا چابک لیکر آئی پس وہ چابک موم کا ہو گیا اب حیرت سحر کا خنجر لیکر چلی شبیہ
برآن نے سحر کیا کہ دو پنجوں نے پیدا ہو کر حیرت کے بھی ہاتھ پکڑ لیے اُسوقت ایک لال از خود ظاہر
ہو کر حیرت کے کان کے برابر سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ ای ملکہ برآن نہیں ہے جو تجھ سے لڑتی ہے بلکہ شبیہ
اُسکی ہے یہ کہکر لال تو غائب ہو گیا اور ملکہ نے بھی ایک مشت خاک اُٹھا کر اپنے گریبان میں ڈالی کہ آپ اس
خاک کے ڈالنے سے غائب ہو گئی اور بجاے اسکے ایک اور حیرت پیدا ہو کر مقابل شبیہ برآن ہوئی
اسنے غصہ میں لرزان زلزلہ در عدد و برق و بہار و نافرمان شکوہ زرین قبا اور ابریق اور حلوہ
وغیرہ سے آکر گتھ گئے کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار اٹھوں نے لگا دیے آتش سحر نے اپنا فروغ
دکھایا دشمنوں کے جان و تن کو جلایا ہزاروں جہنم کے کندہ ہوئے نی النار والسقر کہکر
مسلمانوں نے کنارہ کیا جادوگر نیان در گور کہکر ہٹیں اور دوسری طرف لڑنے لگیں

ہر طرف باران تیر اور صدائے دار و گیر تھی نیزے سینے توڑنے پر آمادہ گرز سر پچکانے پر لاٹھ زنی کرنے
ایک سے دوسرا لپٹا ہوا بھوت سر پر جادو کا چڑھا تلوار کا اسیب جن جن کو سجھا تا تھا انکی
جان بھینٹ مین لیتا تھا پتھر برس کر اپنی سنگدلی دکھاتے تھے سانپ زہر اگلتے جاتے تھے
سوڈی پن جتاتے تھے دریاے خون رواں تھا تحمل بیڑا لگنا مشکل تھا تا دیر خوب بھڑ کر
تلوار چلی تھی فوج دشمن مین ہلچل پڑی تھی جان بچانے کو ترستے تھے کہ ابیات

رو لشکر برابر کشیدند صف
سوران ہمہ بر لب آوردہ کف
زمین قارشد آسمان چون بنفش

ز بس نیزہ و پرنیانی درفش
ہوا شد ز گرد سیہ آبنوس
ز نالیدن بوق و اے کوس

تو گفتی کہ دریا بجوشد ہمی
نہنگ اندرون خون خوش دہمی
ز زخم تبر زین و گوپال و تیغ

ز دریا برآمد یکے سرخ میغ
چو برہش خورشید دامن کشید
چنان شد کہ کس روے گیتی ندید

تو گفتی ہوا تیغ بارد ہمی
بخاک اندرون لالہ کارد ہمی
ز افگندہ گیتی بر آنگونہ گشت

کہ کرگس نیارست بر سر گذشت
گرد سیکندہ درون پرز خون
دگر سر بریدہ فگندہ نگون

ز دریا ہمی خواست باد موج
سیاہ اندر آمد ہمی فوج فوج
ہمہ دشت مغز و جگر بود دل

ہمہ نعل اسپان ز خون تر ز گل
سیاہ تو اسطرح جانبازی کر رہی تھی اُدھر دونوں شہزادین مران و حیرت کی لڑ رہی تھین حیرت نقلی نے ایک بجلی مران نقلی پر گرائی مران نقلی نے اُسکے جو کی وہ بجلی اُلٹ کر حیرت پر گری اُسنے رد سحر کیا اور دوڑ کر تلوار ماری مران دو ٹکڑے ہوے اور وہ دونون ٹکڑے پھر ملگئے مران زندہ ہو کر جھپٹی اور حیرت کے تلوار ماری کہ اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوے لیکن وہ ٹکڑے بھی آپسمین ملگئے اور حیرت بھی زندہ ہوئی یہ خبر لشکر کی افراسیاب کو پتلون نے سحر کے پہونچائی وہ وہان سے اُڑ کر چلا اور قریب لشکر جنگ پہونچکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ پہاڑ سے کئی ہزار من کی ایک سل جدا ہو کر اُڑی یہ سل کو اُڑائے ہوے جب سر لشکر پہونچا دیکھا کہ اسطرح جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے کہ سب آپسمین بھڑے ہوئے ہین اگر سل گراؤن گا تو اپنے پرائے سب کام آئینگے اور دب جائینگے یہ مناسب نہین ہے چنانچہ یہ سوچکر اُس سل کو تو الگ گرایا اور سوائے اسکے اور کچھ نہ بن آیا حیرت اصلی کو جو روے ہوا پر تھی پنجہ مین اپنے دابکر ایک کو لیے چلا گیا وہ ہمشبیہ حیرت بھی غائب ہو گئی اُسوقت ملکہ کے نہونے سے مصور اور صورت نگار

وغیرہ سرداروں نے طبل آسائش بجوا دیا ازبسکہ فہرخ جانتی تھی کہ بران چھوٹ چکی ہی اسوجہ سے یہ بھی بفتح وفیروزی طبل امان بجوا کر پھری اور راہ مین بہت کچھ زر نثار کیا پھر اپنے اپنے مقام پر پہونچکر لشکرون نے کمر کھولی آسودہ ہوئے لاشین غار کھود کر گرد اوبن میدان کو صاف کرا دیا فہرخ و بہار نافرمان برق رعد وغیرہ سب اس جنگ مین زخمی ہین انکے ٹانکے وغیرہ دلوائے بران بھی آکر تخت پر جلوہ گستر ہوئی شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عمرو آکر کرسی پر بیٹھا چالاک وغیرہ عیار بھی آئے اور شریک حلقۂ عشرت ہوئے چالاک نے اُسوقت چپکے چپکے کہا کہ بھئی میری تو عقل حیران ہی یہ عجب طرح کا طلسم کا ہی کہ جسکا فتح ہونا دشوار نظر آتا ہی بران نے اسکو بکتے دیکھکر کہا کہ ای چالاک تم کیا بڑ بڑا رہے ہو عرض کی کہ ای ملکہ مین یہ کہتا ہون کہ یہان تمام عمر یون ہی لڑائی رہیگی یہ جگہ نہایت قلیل و سخت ہی آجتک طلسم کشا اور مہمہ جسپین کا حال ہی نہین معلوم کہ زندہ ہین یا مر گئے سوائے اسکے اور کچھ سنائی نہین دیتا کہ گنبد نور پر قید ہین دوسرے یہ کہ خواجہ کے عقب مین شبرنگ عیار لشکر اسلام سے چلا تھا اسکا پتہ نہین کہ کدھر گیا یہان آکر ہمنے سنا ہی کہ ہفت نیرنگ قلعہ کے آگے ملک لوح داران ہی مگر اُسکا حال بھی نہین کھلتا کہ مالک لوح کون ہی اور کیونکر دستیاب ہوگی اور تو بے رکنار آتنا تو دریا مین ہو سکتا کہ پل پر نیزا دان کیونکر ہر طرف ہو اور یہ دریا سحر کا جو بیچ مین حائل ہی کسطرح موقوف ہو جو راستہ کھلے اور ہم لوگ بچ جاوین دخطر جاکر وہان عیاری کرین پس جب یہ نہین ہو سکتا تو ملک لوح داران تک کون جائیگا غرض میری عقل کام نہین کرتی ہی کہ آئندہ کیا ہوگا خدا مالک ہی جو وہ چاہیگا وہ کریگا بران تیغ شیرزن نے کہا کہ ای چالاک حقیقت مین تمنے جو کچھ کہا بہت بجا اور درست ہی لیکن اگر بران تیغ شیرزن بھی ہی تو چالیس ن مین دریاے خون رواں خشک کردیگی اور پل پر نیزا دان توڑ ڈالیگی عمرو نے کہا ای ملکہ کار لیست مشکل اور امر لیست دشوار بران ہنسی اور کہا خواجہ جسطرح تم کہتے ہو یون ہی ہی حال اسکا یہ ہی کہ جسطرح بے لوح کے طلسم نہین فتح ہوتا ہی یہ پل بھی ویسا ہی سخت ہی لیکن اسکے احوال سے مین خوب ماہر ہون دریاے خون رواں اور یہ پل اُس طلسم سے تین برس آگے بنا ہی افراسیاب کے دادا پردادا نے بنوایا تھا پس وہ بھی تو ساحر ہی تھے حکیم طلسم جو بانی طلسم ہین انکی شرکت اسمین نہین ہی اسوجہ سے مین نے یہ ارادہ کیا ہی ورنہ میری کیا مجال تھی جو بیگانہ کچ بھی

اِس پل کی جانب دیکھ سکتی یہ کہکر ملکہ اور سب مصروف عیش ونشاط ہوے شراب کباب
کھانے پینے لگے بعد اسکے ملکہ پریان نے کہا ای خواجہ خدا حافظ اب ہم خدمت پدر نامور مین
جاتے ہین اور ہو سکتا ہی تو اُنسے اجازت لیکر کوہ رخشان پر جائینگے اُسوقت معمار قدرت
نے بھی کہا کہ خواجہ مین بھی رخصت ہوتا ہون زخمی ہوگیا ہون شفاخانۂ سامری مین
جاؤنگا اور علاج کرکے وہان سے جو آؤنگا تو قلعہ بناؤنگا اور قلعہ کیا بناؤن مجکو بزور کہانت
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ضرور تر مجکو قلعہ بنانا ہوگا اور تالاب جمشیدی بنانا پڑیگا مگر ابھی ساعت
اُسکی نہین وہ اور وقت ہی کہ اُسکا حال مین ابھی کہہ نہین سکتا یہ کہکر رخصت ہوکر اول
معمار ہی ایک طرف کو اُڑکر روانہ ہوا اسکے بعد ملکہ پریان نے اپنے ناظمان دربند کو فرمان
لکھا کہ تم کوچ کرکے قریب تر لشکر مہرخ کے آکر اُترو اور ہمارے تاجدار سے کہا کہ تم بھی اپنا لشکر
لیکر ملحق لشکر ناظمان طلسم نورافشان مین جاکر ٹھہرو اور میرے آنے کا انتظام کرنا خبردار
بے سمجھے بوجھے نہ لڑنا اگر کوئی آفت خدانکردہ لشکر مہرخ پر آئے کہ جسمین تمھین لڑنا لازم وملزوم
پڑے جب بھی تم عریضہ شہنشاہ کوکب کو لکھنا وہ سمجھ لینگے لیکن تم دخل نہ دینا ہمارے تاجدار اور
خورشید جادو وغیرہ حسب ارشاد کوچ کرکے دامن کوہ سیاہ مین جاکر اُترین اور فرمان جب ناظمان
طلسم کو پہونچا وہ بھی کوچ کرکے ملحق لشکر ہمارے تاجدار اگر اُترے دامن کوہستان مثل شہر معمور کے
آباد ہوگیا صحرا مین پچاس ہزار کمین تیس ہزار کمین بارگاہین اور کمین خیمہ استادہ ہوگئے بازارین
کھل گئین کشورے بجنے لگے جب یہ انتظام ملکہ عالی مقام فرما چکی اُسوقت مہرخ وغیرہ سے
رخصت ہوکر خدمت پدر نامور مین گئی اور سارا ماجرا معرض بیان مین لائی پھر استدعا
کی کہ مجکو کوہ رخشان کی جانب حضور روانہ کرین کوکب نے اُسکو روکا کہ چندے تامل کرو
تمکو بھیجتا ہون یہ اپنے مقام پر بعیش وعشرت انتظار رخصت پدر مین ٹھہری ہی حال اُسکا انشاء اللہ
بیان ہوگا اب حال عشرت اشتمال حیرت بدخصال مذکور ہوتا ہی کہ اُسکو جو فراسیاب
خانہ خراب پنجہ مین جبراً اُٹھالے گیا تھا تو وہ سیدھا باغ نسیب مین اُسکو لایا اور ہوشیار کرکے
اپنے پہلو مین بٹھایا حیرت آنکھ کھلتے ہی رونے لگی شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ تم میرے سمجھانے سے یہان
نہ مانوگی اب ہم سوار ہوکے اپنی بارگاہ مین جاوین مین بھی وہین آتا ہون حیرت ازسبکہ بخیدہ خاطر تھی

شاہ کے رخصت کرتے ہی طاؤس سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوئی اور اپنی بارگاہ مین پہونچی یہان سردار طبل امان بچا کر پہونچے تھے تو انتظار ملکہ مذکور رکھتے تھے اُسکے بہت خوشنود ہوئے اور استقبال کر کے تخت پر لاکر بٹھایا اُسنے دیکھا تو اس جنگ مین ہر سردار زخمی ہی سوائے صنعت کے کہ وہ اس لڑائی مین نہین تھی اور جو کوئی کہ موجود تھا اُسنے زخم کاری ملازمان یران کے ہاتھ سے کھایا تھا کسکے سر پشت و پہلو فگار تھے اُنپر مرہم سحر کی پٹیان چڑھی تھین یہ دیکھکر آبدیدہ ہوئی اور مقتولون کو جو شمار کیا تو ہزارون ہی کیا لاکھون آدمی مارا گیا تھا بہت بیزار ہوا تھا ملکہ نے کہا کہ اب جا بیس روز تک صف ماتم بچھانا چاہیے یہ سُنکر سب سردارون نے عرض کیا کہ ای ملکہ عالم سامری وہان نہ کرے کہ آپ صف ماتم پر بیٹھین نظر بفضل جمشید و لقمان رکھیے کچھ آپنے لڑنے مین کمی تھوڑی کی جو آپ صف ماتم پر بیٹھین دشمنون کو موقع خندان و ندان کا ملیگا سب قہقہے لگائینگے ای ملکہ طلسم شراب پیئے کباب کھائیے تاج دیکھیے دل بہلائیے یہ تو لڑائی ہی کبھی نبی کبھی بگڑی اور بگڑے دشمنون کی بگڑی کہ آپ تو ایسا لڑین کہ شہنشاہ بھی ایسا نہ لڑتے یہ کہکر شہنشاہ نے آکر طبل امان بجوا دیا ورنہ آج تو آپ خاتمہ کر چکی تھین حیرت نے کہا شہنشاہ تو مالک و مختار ہین انھین کا تو یہ سب کھیل بگاڑا ہی ای بابان خود اگر یزان شمشیر زن مجکو زخمی کرتی ایسا کہ مین قریب ہلاکت ہو جاتی تو بھی مین اُسکو زندہ نچھوڑتی یہ باتین ہو رہی تھین طاؤس سفید رنگ بلور کا آیا گلے مین اُسکے نامہ بندھا تھا ملکہ نے نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ ای ملکہ خاتون من ہم باغ مینا مین سیر کو گئے تھے اب طلسم کی سیر کو آتے ہین تم بھی وہین آؤ تمھارے ہمراہ ہم بارگاہ مین تمھاری آئینگے یہ نامہ پڑھکر طاؤس کو رخصت کر دیا اور آپ کل سردارون کو اپنے ہمراہ لیکر کنارے دریاے خون روان کے گئی دروازہ طلسم اکثر بیان ہوا ہی کہ اندر دریا کے ای چنانچہ وہ دروازہ کھلوا دیا اور داخل دروازہ ہوئی اڑھائی سو گز کا ایک ستون بلند ہی اُسپر اُس دروازے سے آگے بڑھکر ایک دروازہ اور تھا ملکہ اُس دروازے مین بھی قدم زن زن ہوئی لیکن ہنوز داخل دروازہ نہوئی تھی کہ سوار بادشاہ طلسم نمودار ہوئی پتلے اور پریزاد ان طلسم آگے آگے صدائے طرقوا و دوباش دیتے چنور بال ہما کا سر پر ہوتا کہ سب بلند پر بادشاہ سوار سترہ اٹھارہ سو غلام حبشی بچہ ہمراہ رکاب نخوست انتساب دہنی سمت آسمان

سرخ رنگ چھایا ہوا ہا ہین جانب ابرزنگاری سایہ فگن ساتھ چلا آتا ملکہ اور سردارون نے
یکے بعد دیگرے شاہ کو مجرا کیا ملکہ کو بھی حکم ہوا کہ یہ بھی طاؤس پر سوار ہوئی گھنٹے بجے اور نا قوس پھنکے
سب سردار علی قدر مراتب بعض پیدل بعض سوار ہو کر ہمراہ چلے بادشاہ دروازہ طلسم سے نکلکر جانب
بارگاہ حیرت خود سر آیا یہان بھی ہر ایک نے بہر تسلیم سر جھکائے بادشاہ بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا
سبکو زخمی دیکھکر افسوس کیا اور کہا بڑی لڑائی ابکی پڑی کہ سب زخمی ہوگئے اور ابھی کیا جنگ ہوئی
جب لڑائی ہوگی کہ جب ناظمان طلسم نورافشان ہمراہ کوکب آکر لڑینگے اور اسد اگر چھوٹ گیا
تو قیامت کا سامنا ہی حیرت نے کہا آپ کی رحم دلی سے جو کچھ نہو وہ تھوڑا ہی ورنہ ہم لوگون نے
کیا کوئی دقیقہ اس لڑائی مین اُٹھا رکھا ایسا کہ جو اُدھر سب زخمی ہین تو اُسطرف بھی ہین شاہ
نے کہا اسی لیے مین نے تمسے کہا تھا کہ مین تمھین بارگاہ مین سب سردارون کے سامنے سمجھاؤنگا
چنانچہ ای ملکہ برا ماننے کی بات نہین ہی ہر ان دختر کوکب صرف اپنی بات کے لیے لڑتی ہی
کچھ اُسکا ملک و مال نہین چھنا جاتا ہی پھر دیکھو کیا کیا جانبازی کرتی ہی اور تمھارا ملک چھنا جاتا ہی
اُسپر تم جو لڑتی ہو تو اُسکی برابری نہین کرسکتین بڑی غیرت کی بات ہی میری جان تمھارے تو دلکو
لگی ہی اُسپر یہ حال ہی کہ اُنسے کم ہی رہتی ہو اور اُسکے دل کو نہین لگی ہی اگر وہ اپنے تئین کمزور سے پائے تو
میرے پاس چلی آئے سارا ملال جاتا رہے لیکن کیا بات کا پاس ہی کہ جان سے جانا قبول جہان سے
جانا قبول ہی مگر بات جانا گوارا نہین اگر وہ تمھارے برابر بھی رہی تو میرے نزدیک وہ ہی غالب ہی
کہ تمھارا گھر چھنا جاتا ہی اُسکا کوئی گھر نہین چھین سکتا ہی اُسکے زبردست رہنے کا یہ سبب ہی کہ وہ
دن رات مشغلہ سحر و ساحری کا رکھتی ہی اور تمکو رات دن شغل عیش و شراب خواری ہی مین آج اسلیے تمکو اُسکے
مقابلہ سے اُٹھالے گیا کہ اگر تم گرفتار ہوجاتین تو یہی نام ہوتا کہ معشوقۂ شہنشاہ ساحرون کے ایک چھوکرے
کے ہاتھ سے قید ہوگئین ای ملکہ ایک مرتبہ کا گرفتار ہونا اور لاٹ پر چڑھکر ذلت اُٹھانا کیا تمکو یاد نہین
یہ باتین شاہ کہکے مخاطب بجانب اہل دربار ہوا اور کہا کیون صاحبو مین سچ کہتا ہون یا کچھ اسمین
دروغ ہی سب نے عرض کیا کہ حضور واہ واہ شہنشاہون کی عقل بھی شہنشاہ ہوتی ہی واقعی حضور نے
جو کچھ کہا کنقش الحجر ہی حیرت نے بھی کہا جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا بجا اور درست ہی مگر مین اگر غلطی
مین پڑگئی ہون تو آپ خود ہی کسی ایسے ساحر کو کیون نہین ان نگہرانون کے غارت کرنے کو بلا لیتے

تاکہ یہ ذلتین جائین شاہ نے فرمایا کہ دیر آید درست دیکھو مین تدبیر اسکی کرتا ہون تم رنج وغم نہ کرو
یہ کہکر ملکہ کو گلے سے لگایا پھر ساقیان خوش ادا و مطربان ترنم سرا کو یاد فرمایا اپنے ہاتھ سے جام مے ملکہ
کو پلایا ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جا جب ملکہ خوش مزاج ہوئی اور بارگاہ مین صدائے
ہوشا ہوغل و نوشا نوش بلند ہوئی اُسوقت قلم سحر رقم سے ایک نامہ ملکہ صنعت سحر ساز کو لکھا مضمون
یہ تھا کہ ای صنعت جب مین لڑنے کو نکلا تھا تو اسوقت مجکو آکر تمنے فہمایش کی اور لڑنے سے باز رکھا
اِس زمانے سے ایک دو جنگ لڑکے جو تم گئین تو نہین معلوم کہ وہان کیا بیٹھی کرتی ہو تمھارے
نزدیک جیسے طلسم مین کسی سے لڑائی ہی نہین ہے اب چاہیے کہ بفور دیکھتے اِس نامہ کے اپنے تئین
لشکر حیرت مین پہونچاؤ اور جو کچھ تم سے درباب رزم ان باغیون کے ساتھ ہو سکے قصور کوتاہی
نہ کرو تاکید جانو یہ نامہ ایک طائر سحر کے گلے مین باندھکر روانہ کیا اول مین لکھا ہے کہ گنبد نور کے
اطراف مین بہت بڑا ملک ہے کہ جہان کی صنعت حاکم و ناظم ہے اور لشکر کشی وہ کر چکی ہے گنبد نور
سے پشتۂ رنگین حصار کے دامن تک لشکر اُسکا اُترا ہوا ہے اور اُسکا بھی ہزارون ساحر کام آچکا ہے
اب وہ سحر اپنا تیار کرنے اپنے مقام پر گئی تھی چنانچہ سحر تیار بھی کر چکی ہے آنے والی تھی کہ طائر نامہ
بادشاہ لیکر پہونچا ملکۂ مذکورہ اپنی دار الامارۃ مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھی کہ طائر نے آکر نامہ
دیا اُسنے اُسکے گلے سے نامہ کھولکر پڑھا اور اُسکے مضمون سے آگاہ ہو کر جواب مین عرضی لکھی کہ کنیز
ابھی ابھی حاضر ہوتی ہے اگر ملازمان شوکت نشان بادشاہ ملکہ حیرت کی بارگاہ مین کچھ دیر
تشریف رکھینگے تو ملازمت میری ہو جائیگی ورنہ مین تو حاضر ضرور ہونگی طائر کو تو خصت کیا
اور آپ بھی لباس و زیور سے آراستہ ہو کر چالیس اژدرون پر تخت اپنا کھچوا کر سوار ہوئی کنیزین
انیسین ملبسین ہمراہ رکاب چلین اور یہ بعد قطع مسافت راہ حاضر بارگاہ حیرت ہوئی یہان
طائر نے عرضی لاکر شاہ کو دی تھی وہ انتظار مین تھا کہ صنعت آکر اُتری اور بارگاہ مین آکر اُسنے
تسلیم کی نذر دی پھر کرسی وزارت پر متمکن ہوئی شاہ نے اشارہ کیا ساقی نے جام مے ناب دیا
جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا شاہ نے فرمایا کہ ای صنعت کل کی لڑائی کا تئین کس سے
حال سُنا اُسنے کہا کہ مین اپنے مقام پر تھی اور مصروف سحر خوانی تھی اسوجہ سے اخبار بھی نہین دیکھا
مجکو معلوم نہین ہے ای بادشاہ مجکو بڑا تعجب ہے کہ نہ تو ملکہ ہم لوگون کو یاد کبھی فرماتی ہین اور نہ آپ

بلاتے ہین جسکے پاس ایسے ایسے زبردست ساحر ہون اور وہ کسی کو یاد نہ کرے شاہ نے کہا مین نے
اسی وجہ سے آج تمکو بلوایا ہی کہ اب تم بھی سامری کا نام لیکر کمر ہمت مضبوط باندھو اُسنے عرض کیا
کہ کنیز آج اسلیے حاضر خدمت ہوئی ہی صرف آپ کے حکم کی دیر ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین
مگر بارگاہ تو کبھی عیارون سے خالی نہین رہتی ہی ضرغام شیر دل اور جانسوز بھی صورت بدلے
ہوئے یہان موجود تھے اور مشورۂ ساحران غذار سن رہے تھے غرض بادشاہ صنعت کو الگ
لیجاکر کہنے گیا دونون عیار بھی راہ کترا کے بھولا وہ دیکر ایک طرف کو اُس خیمہ مین آکھڑے ہوئے
اُسوقت بادشاہ نے کہا کہ مین نے تمکو اسلیے الگ لایا ہون کہ اب کو سحران نلکر امون پر کردگی
اُسنے جواب دیا کہ حضور مین نے سحر ہفت بیضہ تیار کیا ہی یہ بیضہ خاص عقاب جمشید کے ہین آپ ملاحظہ
فرمائیے گا کہ اس سحر سے اندھیر ہو گیا یا نہین شاہ نے کہا اب ذکر کسی سے اسکا نہ کرنا ورنہ یہ بیضہ بیکار
اب مجکو اطمینان ہوا واقعی یہ سحر ایسا ہی ہی جسکو تم تیار کرکے لائی ہو یہ کہکر وہان سے پھر کر تخت
پر آکر بیٹھا صنعت بھی آکر کرسی پر بیٹھی اور تا دیر شریک جلسۂ عیش رہی پھر رخصت ہوکر
اپنے لشکر کی طرف چلی جانسوز اور ضرغام بھی اسکے عقب مین چلے اور جب وہ ڈیڑھ کوس
نکل گئی اُسوقت جانسوز بن قران ایک جادوگر کی صورت بناکہ رنگ سے اُسکے چہرہ تاریک کی
سیاہی شب دیجور کو شرماتی تھی ایک ہونٹھ پر بینی سے گذرا ہوا دوسرا ٹھوڑی سے نیچے لٹکا ہوا
جسم پر مثل خرس کے بال تن سیاہ کے وبال موتیون کے گلے مین ڈالے یاقوت کا تاج سر پر رکھا
سانپ کا تازیانہ ہاتھ مین لیا ایسا سانپ موم کا کلدار بنایا تھا کہ دمبدم زبانین نکالتا تھا لیا
بادلہ کا گلے مین ڈالا ترنج ناریل ہاتھ مین لیکر اُچھالتا ہوا جست وخیز کرتا چلا اور بہت جلد
قریب صنعت پہونچکر پکارا کہ منم نامہ دار افراسیاب صنعت نے طاؤس اپنی سواری کا روکا
اسلیے کہ ابھی شاہ نے مجکو بلایا تھا شاید کچھ اور بات یاد آئی ہو وہ کہلا بھیجی ہی غرض جب اُسنے
سواری روکی یہ قریب تو پہونچ چکا تھا ہی اُسنے کہا کہو کیا نامہ لائے ہو اُسنے کہا واہ آپ تو خوب
آدمی ہین کہ روبرو ہوا پر طاؤس لیے کھڑی ہو راز بادشاہ اور مین یہان سے چیخ کر کہون اور
نہ مجکو یہ حکم ہی کہ وزیر بادشاہ سے بے ادبی کرون یعنی اُتر کر قریب طاؤس آؤن اور منہ کان سے
ملاؤن آپ کو چاہیے کہ نامۂ شاہ کی تعظیم کے لیے زمین پر اُتر آئین اور بعزت تمام نامہ لیجائین

صنعت یہ سُنکر شرمندہ ہوئی مگر ہنس پڑی اور ادھر اُدھر دیکھکر ایک کنوان تھا پختہ اونچی جگہ
اُسکی نبی تھی اُسپر اُتری طاؤس کو سحر کرکے روک دیا جانسوز نے کہا حضور نے فرمایا ہی کہ سحر
ہفت بیضہ ایسا نہین ہی کہ کوئی اُسکو کرسکے ای ملکہ تم عیارون سے غافل نہ رہنا صنعت
نے کہا میری جانب سے عرض کر دینا کہ لونڈی ایک دم غافل نہین ہی جانسوز نے کہا ای ملکہ کیا
خاک ہوشیار رہو دیکھو جنکو تمھاری ممانعت تھی وہ تو پس پشت کھڑے ہین یہ سننا تھا کہ صنعت
نے پھرکے دیکھا جانسوز نے حلقہ کمند کے گانٹھ کرہارے کہ ساتون بند بچی ہوگئے وہ گھبراکر اُدھر
اُسنے بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی حسب اتفاق یہ اکیلی لشکر کو اپنے اسلیے جاتی تھی کہ بادشا
نے کہدیا تھا اب تم زیادہ مجمع اپنے ساتھ نہ رکھنا تو اُسنے اُنیسون کنیزون سے کہا تھا کہ تم میرے
لشکر مین آنا بس یہ تنہا تھی کہ جانسوز نے بیہوش کرکے پشتارہ اِسکا باندھا اور لیکر روانہ ہوا
اور بہت جلد راہ طے کرکے اپنی بارگاہ مین پہونچا اور اُدھر صنعت نے آکر عمرو کو مجرا کیا خواجہ نے
کہا کہ مزاج اچھا ہی اُسنے کہا حضور مین تو اچھا ہون مگر صنعت آئی ہی اور اُسکا بیان ہی کہ مین
سحر ہفت بیضہ تیار کرکے لائی ہون عمرو نے کہا خدا مالک ہی خواجہ تو کہکر چپ ہورہے مگر صنعت
اور بہار وغیرہ کا رنگ رخسار زرد ہوگیا اور بدحواس ہوگئین عمرو نے اُنکے چہرے کو دیکھکر کہا
کہ اِنکو کچھ تردد بڑا لاحق ہوا بس استفسار کیا کہ ای ملکہ صنعت و بہار کیون خیر تو ہی اُنھون نے
کہا خواجہ سلامت سحر ہفت بیضہ بہت بڑا نایاب اور زبردست ہی روکا ہونا ہمسے تو کیا سامان
طلسمات سے بھی ممکن نہین عمرو نے کہا تو بافضال کردگار رکھوا اور چپ رہو کچھ مُنہ سے نہ نکالو ورنہ
لشکر تمام بدحواس و بیدل ہوجائیگا یہی رہا تھا کہ جانسوز پشتارہ لیے آیا اور خواجہ کو اُسنے تسلیم
کی عمرو نے کہا کہ ای جانسوز بن قران آج تو بڑا مال لوٹ لائے کہ پشتارہ اُٹھ ہی نہین سکتا ہی کیا
کسی مہاجن کا گھر لوٹا ڈاکا مارا جانسوز نے کہا مال سے بڑھکر یہ مال ہی مین صنعت غنیمانی کو
لایا ہون بڑا ارادہ کرکے چلی تھی فرخ یہ سُنتے ہی اُچھل پڑی اور جانسوز کو گلے سے لگایا اور کہا
تو نے بڑا کام کیا اچھا پشتارہ کو کھولو اُسنے پشتارہ کھولا لیکن کنیزان صنعت جو عقب صنعت
چلین لشکر مین آئین دیکھا کہ یہان صنعت نہین ہی غلغلہ کیا کہ نہین معلوم کہان گئین اور جب پتا
نہ لگا تو پھر کر افراسیاب مین آئین اُسنے پوچھا کہ ای گلزار جادو ای گل خار جادو تم کہان آئین

انھون نے عرض کیا کہ ملکہ صنعت کا پتا نہین سنتے ہین کہ ایک ساحر راہ مین انکو ملا تھا اور نامہ دار آپ کا اُسنے بیان کیا ملکہ نے سواری روکی اور ایک کنوئین پر اُترین وہین سے غائب ہوگئین اب پتا نہین کہ اُنپر کیا گذری شاہ نے یہ حال سُنکر ایک قہقہہ مارا اور اپنے دونون ہاتھ بند کرکے کھولے اور اُنکو بغور دیکھکر کہا یارو کیا غضب کے عیار ہین جانسوز ین قران صنعت کو لے گیا ہی یہ کہکر شاہ نے دونون ہاتھ اپنے بلند کیے سب نے دیکھا کہ پنجے پیدا ہوئے اُنسے حکم دیا کہ ای پنجہ ہاے سحر جلد بارگاہ مہرخ سے صنعت دزیر کو اور جانسوز ین قران کو اُٹھالاؤ وہ پنجے جانب آسمان اُڑگئے اور غائب ہوگئے بارگاہ مہرخ مین پشارہ جانسوز نے کھولا تھا اور جانسوز کھڑا تھا مہرخ نے کہا تھا کہ ٹھہر جاؤ مین وہ تلوار لے آؤن کہ جس سے ایسی زبردست ساحرہ قتل ہوسکی یہ کہکر اُٹھی اور جانب سلح خانہ گئی اُسوقت فلک پر بجلی چمکی عمرو نے تو جلد گلیم اوڑھ لی جانسوز نے چاہا کہ بھاگ جاؤن ساحر سب گھبراکے کھڑے ہوگئے یکایک آواز مہیب آئی اور پنجے فرستادہ شاہ جادوان جو چمک کر گرے جانسوز کو اور صنعت کو اُٹھالے گئے اسوقت ساحرون نے تاریخ و تریخ وغیرہ مارے اور مہرخ بھی تلوار برق کردار لیکر آئی مگر وہ پنجے قندیل ظلک ہوگئے مہرخ نے کہا یہ پنجے خاص افراسیاب کے بنائے ہوئے تھے اُنکا تعقب بیکار ہی ناچار خاموش ہورہے اور پنجون نے دونون کو لے جاکر سامنے بادشاہ طلسم کے پہونچایا بادشاہ نے جانسوز کو مسحور کر دیا اور صرصر کو بُلواکر حکم دیا کہ انکو ہوش مین لاؤ صرصر صنعت کو ہوش مین لائی وہ ہوشیار ہوکر حیران ہوئی کہ تو کہان آئی شاہ نے کہا کہ حیران کیون ہو یہ عیار تمکو لے گیا تھا مین نے اسطرح بچا ہی صنعت نے یہ سُنکر اور غیظ مین آکر تلوار سحر کی کھینچی اور ایک ہی ہاتھ مارا اگر پڑتی تو جانسوز کا پتا نہ معلوم ہوتا لیکن شاہ جادوان نے تلوار کو سحر سے روک لیا اور کہا ای صنعت میرے سامنے نہ قتل کر دیکھ چھ مہینے گذرے ہوے میرے سامنے قتل کرنا نہ چاہیے صنعت نے کہا مین اس موے کو ابھی لے جاکر مارونگی یہ کہکر پنجہ مین داب کر بعضب تمام مترے اُڑی اُسوقت جانسوز کے پکڑ آنے سے چالاک بھی دوڑا تھا اور صورت بدلکر بارگاہ حیرت مین آکر ٹھہرا تھا کہ پنجہ نہین لیکر آئینگے غرض اب صنعت اُسکو لیکر اُڑی چالاک بھی نیچے نیچے اُسکے بطور مخفی روانہ ہوا لکھا ہی کہ دریاے خون کے وان کے پاس کچھ غار ہین اور کچھ پہاڑیان ہین کہ اُنکی گھاٹیان ہین اُنھین گھاٹیون کے قریب

ایک نشیب مین صنعت نے جانسوز کو لاکر اتارا اور خنجر نکال کر چاہا تھا کہ سر کاٹ لے
اُسوقت سحر نے خبر دی کہ ای ملکہ تمھارے پیچھے پیچھے چالاک بن عمرو بھی آتا ہی یہ اس خبر کو
معلوم کرکے تھم گئی اس اثنا مین چالاک بھی ساحر بنا ہوا سامنے آیا اور اُسنے دیکھا کہ
صنعت خنجر کھینچے جانسوز کو قتل کیا ہی چاہتی ہی یہ دیکھکر اُسنے للکارا کہ او بڑھیا ڈھڈو
لکا تہ شیطان کی خالہ کیا اِس مجبور و گرفتار کو قتل کرتی ہی ادھر آ میرا سامنا کر صنعت تو
معلوم کر چکی تھی کہ چالاک آتا ہی بس اُسنے اِسکی باتین سُنکر کہا کہ ارے مونڈی کاٹے جوانا مرگ
کیون تیری شامت آئی ہی اسوقت تو میری محنت برباد کرنے آیا ہی مگر یہ ہونا نہین دیکھ یون مار ڈالتے
ہین چالاک نے بجواب اُن کلمات کے کہا کہ تو کیا مار ڈالے گی دیکھ یون ہم مار ڈالتے ہین اور
مارنے والے ایسے ہوتے ہین یہ کہکر ایک بیضہ غلے کیطرح غلیل مین رکھکر بچالا کی تمام صنعت کی ناک پر
تاک کر جو مارا اسکی ناک پر پڑکر وہ غلہ پھوٹ گیا اور اُسکو تڑاق تڑاق چھینکین آنے لگین بیہوش ہوکر
گری چالاک نے آتے ہی جانسوز کو رہا کیا اور خنجر نکالکر چاہا کہ صنعت کا سر کاٹ لے لیکن یہ ساحرہ
سخت جان وزیرہ شاہ جادوان ہی مرنا کم جانتی ہی بقدرت کردگار افراسیاب بعد نمائش حیرت
اپنے باغ سیب کی طرف اُٹھکر چلا تھا اسطرف آنکلا اور اُسنے دیکھا کہ ملکہ صنعت تو بیہوش پڑی ہی
اور چالاک بن عمرو قتل کیا چاہتا ہی یہ دیکھکر اُسنے نعرہ کیا کہ باشید باشید منم افراسیاب جادو
چالاک اور جانسوز یہ نعرہ سُنتے ہی وہان سے کافور ہوگئے کس لیے کہ وہان غار اور گھاٹیان
تو بہت تھی ہین یہ دونون ایک ہی جست مین کسی گھاٹی مین پوشیدہ ہوگئے افراسیاب بھی اُن
عیارون کے ہاتھ سے زک اُٹھا چکا ہی جو یا اُنکا نہوا اور صنعت کو بچہ مین دابکر کے اُڑا جب وہ
جا چکا چالاک اور جانسوز بھی گھاٹی سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آئے عمرو انکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور
کہا ای فرزند کیونکر رہا ہوئے جانسوز نے سب حقیقت کہی کہ اسطرح صنعت مجکو قتل کرنے لے گئی تھی
مرشد زادہ نے یون جاکر اُسکو بیہوش کیا اور افراسیاب آکر اُس قحبہ کو اُٹھا لے گیا ہم دونون بھاگ کر
یہان حاضر ہوئے خواجہ نے حال سُنکر کہا بیٹھو یہ بھی دونون شریک انجمن عشرت ہوئے اُدھر شاہ طلسم
جو صنعت کو لیکر چلا باغ سیب مین گیا ایک بیابان فرحت افزا مین پہونچا کہ اُس بیابان مین وہ
بہار جان فزا تھی جسپر گل اپنی شوخی نثار کرتا تھا رنگ گلبدن نمانہ اُسپر قربان تھا ہزار جان سے بلبل

دل اپنا نثار کرتا تھا مردۂ صد سالہ وہان قدم رکھے تو زندہ ہو جائے ہوا وہان کی عیسیٰ نفسی فرمائے
جدھر نگاہ جاتی تختے لالہ و نافرمان کے کھلے نظر آتے لالہ رخساران یاسمن پیکر کو شرماتے تھے ہرے
ہرے لہلہاتے بوے گل سے مشام جان عالمیان معطر حکم فرما باد بہار دشت تا دشت سارا جنگل
معطر جانوران خوش ادا آہو و غزل رعنا سیر کرتے چرند جانور طائران متلون رنگ کلیلین کرتے
لکیر بن جنگل مین راستہ چلنے سے جو پڑی تھین جادۂ کہکشان کو شرماتی تھین شجر ہر ایک طوبیٰ سے
دعوی ہمسری کرتا ہر ایک گل کے سامنے گل خورشید کا چراغ گل ہوتا نرگس کے روبرو نرگس چشمان دم
حیران بنبل بیچان کے سامنے گیسوے جانان پریشان غنچہ کے مقابل ہونا غنچہ دہنون کا داہیات
بات ہو سوسن کے سامنے دہن مسی زیب مات ہو سرو کو دیکھکر شمشار قامت دیکھکے کانٹا ہو جاتی
پھول کے سامنے رخ گلرنگ زرد پتلا ہلائے کہ بموجب ابیات مسدس

کیا بہار چمن سحر کا عالم کیجے لخت دل اسکو اشک دیدۂ پرنم کیجے کبھی خاموش نہین اس چمنستان کے طیور شب شبنم سے گل شمع تجلی کا ظہور	عمر بھر اسکو جو لیجے تو بہت کم کیجے پتے پتے کے کھڑکنے مین ہزاران دلکش نالہ کش بلبل پر تھے دار پہ جیسے منصور نالہ جب کرتے ہین اک آگ لگا دیتے ہین	کل کو گل جانیے شبنم کو نہ شبنم کیجے غنچہ غنچے چٹکنے مین بھی بلبل کی تڑپ نوک ہر خار زبان ارنی گو سر طور پرتو سے ن فلک دم مین جلا دیتے ہین

بیچ مین اس صحرائے فرحت نیز و دلربا کے ایک بنگلہ جواہر کا بنا تھا جسکی گرد آوری پر گنبد چرخ متقرنس
بلا گردان تھا بیچ آسمان اس بنگلہ پر تصدق بہزار جان تھا مجرا مین اسکی بروے خود آرزو آن بن
نور شک دیتین چلمین اسمین چھوٹی ہوئین مژگان یار کو شرماتین فرش پر تکلف مخمل کاشانی کا اندر
بنگلہ کے بچھا تھا سائبان زرلفتی آگے کھنچا تھا چبوترہ پر آگے بنگلہ کے تخت جواہر کا رگ زدہ تھا گرد
تخت کے کرسیان یاقوت و زمرد کی آراستہ تھین اندر بنگلہ کے مسند مین چھپر کھٹ پیراستہ تھین سامان
عیش و نشاط وہان مہیا تھا گلابیان شراب کی کشتی مین لگی تھین خوان پر الوان نعمت دھرے تھے چنگیر مین جواہر کار
روبرو مسند زرنگار آراستہ تھین غرض کوئی سامان ایسا نہ تھا جو اس بنگلہ مین مہیا نہ تھا مسدس

الغرض ہو پہنچے جو دان نور کا سامان دیکھا آنکھ جو رون پہ ٹپری وصفہ رضوان دیکھا	فرش و اسباب سے آراستہ ایوان دیکھا فرش کا دور خرد اطلس و کمخواب کا تھا	گل نسترن آئے تماشائے گلستان دیکھا ہر جگہ نور عیان جا و در مہتاب کا تھا

اس بنگلہ مین جب بادشاہ تشریف فرما ہوا گوشہ ہاے صحرا سے پریزادان یاسمن پیکر آکر حاضر ہوئین اور

آداب بادشاہ کو بجا لائین بادشاہ تخت پر بیٹھا اور صنعت کو ہوشیار کرکے استفسار فرمایا کہ تم جانسوز عیار کو پکڑ کر قتل کرنے لائین تھین خود کیونکر بیہوش ہوگئین اُسنے چالاک کا آکر للکارنا اور غلط مارنا سب بیان کرکے کہا ای بادشاہ بایمان خود اب بغیر مار ڈالے اس موے چالاک کے بین باز نہ آؤنگی کہ اُسنے مُنھ پر میرے مجکو لگا تہ اور بیسوا کہا اور اسطرح شرطیہ مجکو بیہوش کرکے قتل کرنا چاہا شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ اگر مین تمکو نہ اٹھا لاتا تو وہ کام تمھارا تمام کر چکا تھا صنعت نے بادشاہ کی بلائین لین اور کہا آپ میرے مالک و مختار ہین اگر آپ کنیز کی خبر نہ لیتے تو اور کون لیتا لیکن آپ ملاحظہ فرمائیے گا کہ کسطرح اُس موے کو مین ہلاک کرتی ہوتی ہون بادشاہ نے کہا تم ان نابکار عیارون کے مُنھ نہ چڑھو سحر بہت بیضہ جو تیار کیا ہی اُس سے سب نمکحرامون کو غارت کرو ان عیارون کی مین بیر کرتا ہون اور تمھارا تو وہ مرتبہ ہی کہ جس سے کہو وہ ان موذیون کو مار ڈالے صنعت نے عرض کیا اتبو جو کچھ ہو مین ای شہنشاہ بغیر چالاک باز نہ آؤنگی آپ مجکو نہ روکیے خلاف ادب ہی کہ حکم شہنشاہ نمانا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا بچی رہنا آگے تمکو اختیار ہی یہ سنکر صنعت کچھ دیر ٹھہر کر وہان سے رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور کچھ دور صحرا سے سبزہ زار مین سیر کرتی ہوئی پیدل آگے بڑھی تھی کہ ایک ساحر لالہ زار جادو نام اسطرف سے آتا تھا اُسنے اسکو دیکھا اور قریب آکر سلام کیا پھر گلہاے کلام گلشن دہن سے توڑ کر دامن حال مین یون گرائے کہ ای ملکہ آپ کہان سے اسوقت تشریف لاتی ہین صنعت نے کہا شہنشاہ پاس گئی تھی لالہ زار نے کہا کہ میرا غریب خانہ قریب ہی وہان چلکر دو گھڑی آرام فرمائیے پھر چلی آئیے گا کیونکہ بار بار تو آپ کا تشریف لانا اسطرف ہوتا نہین آج مین ہی سرفراز ہوا کسی زہے نصیب میرے جو وزیر اعظم شہنشاہ میرے کاشانہ مین تشریف فرما ہو صنعت نے کہا بھیا تم سچ کہتے ہو اور ہمارے دوست ہو حقیقت مین پوچھو تو ہم تم ایک ہین اور وزارت نگوڑی کا کیا گھمنڈ مین سر آنکھون سے تمھارے مکان پر چلتی مگر کیا کرون کہ مجبور ہون ایک کار ضروری درپیش ہی آج تو مجکو معاف کرو پھر جب کہوگے مین حاضر ہونگی لالہ زار نے پھر اصرار کرنا مناسب نہ جانا کہا اچھا آپکی خوشی صنعت اُس سے بھی رخصت ہوکر اُڑی اور دریاے خون رواں سے اتر کر بارگاہ حیرت مین آئی حیرت کو اُسکی حقیقت گرفتاری کچھ معلوم نہ تھی پریشان حال ہوئی کہ ای صنعت ساز اسوقت یکہ و تنہا کہان آئین صنعت نے کہا مین شہنشاہ کے پاس گئی تھی وہان سے

آتی ہون اور اب جاتی ہون سحر ہفت بیضہ کرنے اور انی ملکر کبھی تمنے عیارون کو اسطرح گرفتار ہوتے نہ ملاحظہ کیا ہوگا جسطرح آج چالاک کو مین قید کرونگی اور بڑے عذاب سے ماروںگی حیرت نے کہا سامری ایسا کرین کہ یہ موئے فارت ہوے سبکے سب ہلاک ہون اسنے کہا آج ایسا ہی ہوگا کہ چالاک کی خاک بباد فنا اڑائی جائیگی قسم ہی جمشید کی کہ بغیر اس موے کے گرفتار کیے محبوب چین نہ آئیگا یہ کہکر اور دو جام شراب کے پی کر وہان سے غائب ہوکر اپنی بارگاہ مین آئی اور حکم دیا کہ ایک خیمہ الگ سب سے استادہ کیا جائے ملازم فوراً حکم اسکا بجالائے اسنے اوّل بارگاہ مین بیٹھکر شراب پی کچھ کھانا زہر مار کیا پھر وہان سے اُسی خیمہ مین تنہا گئی اور ہر ایک ملازم کو حکم دیدیا کہ خبردار کوئی اِس خیمہ مین نہ آئے اور جو کوئی آئے ہرگز اندر آنے نہ دینا ملازم پہرے چوکی پر مقرر ہوگئے مگر خیمہ سے ہٹکر ٹھہرے ادر اُدھر بارگاہ حیرت مین طائران سحر جاسوسان لشکر موجود تھے اُنھون نے یہ خبر ملکر فرخ سے جاکر عرض کی کہ اسطرح صنعت اقرا سیاب پاس سے آئی اور لاف وگزاف بہت کچھ زبان پر لائی اور قسم کھاکر اپنی بارگاہ مین گئی ہی کہ آج بغیر گرفتار کیے چالاک بن عمرو کے نہ رہونگی اُسکا مصمم ارادہ نسبت چالاک کے بدی کرنے کا ہی فرخ نے کہا پروردگا چالاک کا حافظ ونگہبان ہی وہ کیا فحبہ کرسکتی ہی عمرو نے بھی یہ خبر سُنی دل مین کھٹکنے لگا کھٹکا پیدا ہوا چالاک بارگاہ مین موجود تھا اُس سے کہا بیٹا کچھ تمنے سُنا اب تم پانچ چار روز خیمہ سے باہر نہ نکلنا یہ ساحرہ بلاے بے درمان ہی چالاک نے عرض کیا کہ ای پدر عالی قدر اگر میری قضا ہی تو کوئی روک نہین سکتا ہی اور جو قضا نہین ہی تو انشاء اللہ تعالیٰ مارا مین نے اس فحبہ کو کہ ابیات

ہر آنکو نزاید بباید بکش مرد	کسے شخص زندہ بمیرد بہر
کہ یکسان نگردد سپہر بلند	مرا چرخ بسیار یاری نمود
دل اندر وفاے زمانہ مبند	
بفرجام خواہد کلاہم ربود	

یہ کہکر فکر مین اپنے بچاؤ کے ہوا اور اُدھر صنعت سحر ساز خیمہ مین جاکر سحر اپنا تیار کرکے باہر نکلی اور گرمی ایسی اُس سحر کی تھی کہ اُسنے حکم دیا کہ ایک میدان وسیع اور سبزہ زار دیکھکر ایسے مقام پر کہ جہان دریا کا کنارہ ہو فرش عالی گسترده کیا جاے اور سامان عشرت مہیا ہو ملازم حسب ارشاد فرش پر تکلف لیکر چلے اور دامن کوہستان مین جھیلین بہت سے لبریز مین ایک جھیل کے کنارے مقام پاکیزہ و فرخ افزا دیکھکر بچھایا مسند لگادی کشتیان شراب کی آراستہ کین گائنین خوش گلو زہرہ جبین آکر حاضر ہوئین صنعت آکر مسند پر بیٹھی اور دو جام شراب

کے پی کر ذرا آرام لیکر ایک تھالی برنجی اُسنے سامنے رکھی پھر ایک ارنا بھینسا منگوایا اُسکے ماتھے پر سیندور کا ٹیکا دیا وہ وہ ارنا گرد اُس تھالی کے گھومنے لگا اور اب اُسنے اتنا بڑا قد پیدا کیا کہ وہ بے ستون نظر آنے لگا بلاے مبرم کو فرمانے لگا مثل قعرہ جہنم کے کھلا تھا بھینسا سر اُس سے خوف کھاتا تھا کہ ابیات

بھینسا تھا کہ اژدر دمان تھا	قامت مین پہاڑ بے گمان تھا	اژدر کی طرح تھا شعلہ اور
پھنکار بھی اُسکی مثل اژدر	شیطان کی فوج کو بھگا دے	جب اپنی وہ شیطنت پر آئے

جب وہ ارنا قد آور ہو چکا صنعت نے ایک پتلا ماش کے آٹے کا بنا کر اُسکی پیٹھ پر بٹھا دیا اور کچھ ہار ارنے کے گلے مین ڈالدیے اور سحر پڑھکے ماش کے دانے مارے کہ وہ پتلا زندہ ہو گیا پس اُس پتلے سے اور ارنے سے حکم دیا کہ تم دونون جاؤ اور جہان کہین چالاک بن عمرو ملے گرفتار کر کے اپنی پیٹھ پر لاد کر لاؤ خبردار اس حکم مین میرے فرق نہ پڑے یہ حکم سنکر وہ ارنا روانہ ہوا گویا آسمان ظلم کسی پر ٹوٹنے چلا اُدھر تو یہ ارنا چلا تاثیر سحر یہ ہوئی کہ چالاک کا بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے دم گھبرایا اُٹھ کھڑا ہوا قاعدہ ہی کہ جس بات کی انسان کے لیے قید ہوتی ہی اُسی بات کو جی چاہتا ہی صدق لانسان حریص علی ما منع غرض جب یہ اُٹھکر چلا عمرو نے کہا کہان کا ارادہ کیا چالاک نے جواب دیا کہ میرا جی گھبراتا ہی ذرا لشکر کی سیر کرونگا ہر چند عمرو نے روکا مگر اُسنے نمانا اور نکلکر بارگاہ سے بازار مین لشکر کی آکر پھرنے لگا اُسوقت وہ ارنا اور پتلا لشکر مین ایک جانب سے نمودار ہوا اُسنے دیکھا کہ پتلا اُسپر سوار ہی لشکر مین اُسکی صورت زشت دیکھکر غلغلہ ہوا کہ ارے بھائی بچنا یہ نئی آفت آتی ہی خدا اس سے بھی بچاے غلغلہ سنکر لوگ بھاگ گھبرے ہوے دکانین بند ہونے لگین مگر وہ ارنا کسی سے نہ بولا اور چالاک کے قریب آپہونچا چالاک سمجھ گیا کہ یہ فرستادۂ صنعت ہی تیری ہی تلاش مین آیا ہی خیر رضینا بالقضا اِس عرصہ مین اُس پتلے نے آتے ہی سینگ اپنے چالاک پر مارے چالاک نے چاہا کہ پتر اید لکر خالی دے مگر اُسنے سینگون سے اچھال کر پیٹھ پر ڈالا پشت پر پتلا بیٹھا تھا اُسنے گردن و کمر تھام لی چالاک بالکل بے قابو ہو گیا اور پتلا اور بھینسا اسکو لیکر روانہ ہوا سارا لشکر نے کہ چند ان ہد حواس نہ تھے اور بہادر تھے اُنھون نے پیکان تیر سحر مارے ناوک و تیغ لگائے لیکن اُس بھینسے اور پتلے پر کچھ اثر نہوا اور ابتو غل پڑ گیا کہ یارو بڑا غضب ہوا چالاک بن عمرو کو بھینسا پکڑ لے گیا ہر کاردن نے دوڑ کر یہ خبر ملک مہرخ کو بھی پہونچائی بارگاہ مین بھی تلاطم ہو گیا ہر ایک حیران و ساکت

رونے لگا عمرو نے آہ کی اور آبدیدہ ہوکر کہا کہ ای پروردگار عالم حافظ حقیقی تو ہی چالاک کا بچانے والا ہی کس لیے کہ اُس قحبہ صنعت نے قسم کھاکر میرے فرزند کو بلوایا ہی دیکھیے کہ اب کیا ہوتا ہی یہ کہکر بے اختیار اُٹھکر آپ بھی چلا مہرخ نے کہا خواجہ مین بھی لشکر لیکر آتی ہون عمرو نے کہا تمہاری سے یہ بات دور ہی مین جاتا ہون جو کچھ مجھ سے نہو سکے تو تمکو اختیار ہی مہرخ اور سب سردار تو دست بدعا ہوے اور لشکر مین جو غلغلہ تھا اُنکے افسرون کو بلاکر تسکین و دلداری فرمائی کہ یہ مقدمہ عیاران ہی تمکو بدحواس ہونا زیبا نہین یہان تو یہ تدبیر مین ہین وہان ارنا چالاک بن عمرو کو لاے ہوے سامنے صنعت کے آیا اور اُس پتلے نے پکار کر آواز دی کہ گنہگار سرکار عالی نثار حاضر ہی صنعت نے چند بچہ ہاے خوک جھٹکا کرکے پتلے اور بھیسے کو بھینٹ دیے کہ وہ تو پھر جیسے تھے ویسے ہوگئے پتلا آٹا ہوگیا اور ارنا جیسے قد کا تھا ویسا ہوا اور صنعت نے چالاک کو مسحور بہ سحر کرکے پوچھا کہ کیون میان چالاک مزاج مبارک حضور کا کیسا ہی چالاک نے کہا جی ہان شکر ہی خدا کا ابتک تو زندہ ہون آگے کا حال نہین معلوم صنعت نے کہا اب کچھ فاصلہ تمسے اور موت سے باقی نہین ہی صرف میرے لب ہلانے کی دیر ہی چالاک نے کہا مسلم ای ملکہ یہ شرط انصاف کی نہین ہی لڑائی مین ایسا ہی ہوتا ہی ہمنے تمکو پکڑ لیا تھا تمنے ہمکو قید کرلیا اُسوقت کہ جب تم قید ہوئی تمہین افراسیاب نہ آجاتا تو ہم تمکو مار ہی ڈالتے اُسکا آنا تیرے جینے کا بہانہ ہوگیا اب معلوم ہوا کہ ای ملکہ تم بڑی زبردست ہو سرداران شاہ طلسم ہین اور لشکر حیرت مین کوئی تمہارا ثانی نہین ہی پھر جیسی اولی العزم سردارہ ہو ویسا ہی انصاف بھی چاہیے میری خطا معاف کرو مین عمرو عیار کو اور امیر حمزہ کو چھوڑ دونگا اب تمہاری اطاعت کرونگا بلکہ تمام عمر غلامی سے سر نہ اٹھاونگا یہ کلمات سنکر قہار جادو نام ایک ساحر نے کہا کہ ای ملکہ ابتو یہ اطاعت کرتا ہی چھوڑ دیجیے عیار بھی بے نظیر ہی عمرو کی عیاریون کا اگر جواب دیگا تو یہی دیگا صنعت ہنسی اور کہا ارے یہ بڑے دغاباز ہین بھلا یہ اور اطاعت کرینگے شہنشاہ نے کئی مرتبہ ایسی باتون سے اسکے باپ سے دھوکے کھائے برق فرنگی نے ایسی طرح فرمان برداری کا دم بھرا تھا پھر شہنشاہ کو قتل کرنا چاہا ابھی یہ اطاعت کرنے کو کہتا ہی ابھی چھوڑ دو تو ہمین کو مار کر چلا جائے گا ان مسلمانون کا یہ قول ہی کہ اول سر لا بیہ بیٹا خصلت پر

باپ کی اب اسکو مین کب چھوڑتی ہون یہ کہکر چالاک کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ ارے موے تو
مجکو کیون فقرہ دیتا ہی مین تیرے دم مین نہ آؤنگی پس ایسا کچھ عتاب و خطاب کرکے چالاک
کو زیر میخ بٹھایا اس اثنا مین مہتر برق فرنگی کہ بارگاہ سے غل سُنکر یہ بھی بہر رہائی چالاک
چلا تھا اس جھیل کے کنارے دورا کر کھڑا ہوا اور گوشہ مین ٹھہر کر صورت اپنی اُسنے مثل ایک پیر زال طلسم
کے بنائی زیور جواہر کا جسم پر آراستہ کیا لباس پُرزر زیب جسم فرمایا صورت رعنا رنگ و غن عیاری لگا کر
ایسی بنائی کہ پرستان سے صدقے ہونے آئی زلف چلیپا کی رسائی کہان سے کہانتک بیان ہو
دل کے ڈس لینے کو ناگن زلف پر گمان ہو زلف عنبرین کی بو جو موج طبیعت مین آئی عشاق کی نئی
سر سے پریشانی بڑھائی یہ معلوم ہوتا تھا کہ سودائے محبت عاشقان اس کافر کے سر چڑھا ہی ایک ہی
جا پر اکٹھا ہوکر رہگیا ہی پیشانی پر ابروے خمدار کا ہونا در حسن پر نصب کیا آئینہ حسن نے قتل عالم کے
کے لیے یہ تلوارین بنائی تھین جو ہر وقت کھنچی رہتی ہین جب وہ ہیان آنکا آتا ہی دل پر خنجر چل جاتا
ہی چشم فتان کا دل عشاق بیمار نرگس کی طرح نرگسی چشمان و ہزار و نزار دام مین اُن لال لال ڈورے
کے گرفتار سامری کو امکے کرشمون سے حیرت کسی جادو مین بھلا ایسی کہان طاقت چہرہ تابان
مین بینی کی صنیا الف نور کا مہر درخشان بین کھنچا لب لعلین عقیق یمن کا دل خون کرے دانت ہیرے
کی کنی کو ہیرا کہلاے گوہر کو بے آب و تاب بناے دہان تنگ جانان کو دہن اُسکا باتین بنائے

از سر تا پا ایک تصویر حسین کا نقشہ کر ابیات

جان سو جان سے ہی خوبی بستان پہ نثار	سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالے ہین انار
ٹوپیان باز پہ دور کمی ہین یا بہر شکار	یا ہوئے قمقمے دو نور کے روشن اکبار
دو یہ گلدستے لب بام دھرے ہین گویا	منقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا
آگے تعریف مین خاموش زبان ہوتی ہی	بات پردے کی ہی پردے مین بیان ہوتی ہی
دل عاشق کو مگر تاب کہان ہوتی ہی	پردۂ شرم مین تشبیہ نہان ہوتی ہی
بان مضا مین حیا خوب پسندیدہ ہین	وہ مہ نو نئی صورت سے یہ چھپیدہ ہین

اس صورت سے تیار ہوکر نامہ شاہ طلسم کی طرف سے لشکر مہر آسپر بادشاہ کی کرکے جست و خیز
کرتا ہوا سامنے صنعت کے آیا اور راہ کتر اکر بارگاہ کی طرف اُسکی چلا لوگون نے صنعت کو خبر دی کہ

دیکھیے پرنیاد خاص ملازمان طلسم سے بادشاہ کی منظور نظر معلوم ہوتی ہو آپ کے پاس کسی کام کو آئی ہو اسکو معلوم نہین ہو کہ آپ یہان ہین صنعت نے کہا خیر اُسکی لو اور یہان بلا لاؤ ملازم حسب شا دوڑے اور برق کو بارگاہ کی طرف سے پھیر کر سامنے صنعت کے لائے برق نے آتے ہی سلام صنعت نے کہا معلوم ہوتا ہو کہ میان چالاک کی کچھ خبر شہنشاہ کو پہونچی پرنیاد نے کہا کہ بی حضور عالم کو سب خبر رہتی ہی بھلا انکو اور خبر نہ پہونچے سارے طلسم کا واقعہ انکے پیش نظر ہی یہ لیجیے نامہ آپکو دیا ہی صنعت نے کھڑی ہوکر نامہ کی تعظیم کی اور پھر اُسکو وا کیا مضمون اُسمین یہ تھا کہ ای ملکہ صنعت سحر ساز ہمنے سنا کہ تم چالاک کو پکڑ لائین واقعی جو کچھ تمنے کہا تھا وہی کیا اب جو پکڑ لائی ہو تو تاکید سے لکھا جاتا ہو کہ بغیر مار ڈالے باز نہ آنا اس چالاک کو کیا قتل کیا گویا عمرو کو مار ڈالا اور لشکر مہرخ کو تمنے جیسے غارت کر دیا لیکن یہ امر ضرور کرنا کہ دشمن قریب تر ہین تمکو فریب دینے کسی اگ مکان نہین لیجا کر قتل کرنا اور بہت ہوشیار رہنا یہ مضمون معلوم کرکے گویا ہوئی کہ جب قتل کرڈالا اور آپ بھی لڑنے مرنے پر آمادہ ہوئے تو پھر ڈر کسکا ہو اگر انکا بچہ قابض ہوگیا تو وہ مار ڈالینگے نہین ہم اُنھین بھی قتل کرینگے لیکن شہنشاہ نے جو کچھ لکھا ہی وہ ہماری ہی بھلائی کے لیے لکھا ہی اچھا ہی اب تم ٹھہر جاؤ شراب پیو ذرا آرام کرو مین عرضی اس نامہ کے جواب مین لکھتی ہون یہ کہکر قلم دوات کاغذ عرضی لکھنا چاہی اُسوقت خیال آیا کہ ای صنعت کہین ایسا نہو کہ یہ پرنیاد کوئی عیار ہو اور مجکو دھوکا دینے آیا ہو سابق مین بیان ہوا تھا کہ اسکے پاس ایک تختی ہو کہ جسمین حال جسکا چاہتی ہو دریافت کرتی ہو اُسوقت بھی اسکے خیال مین آیا کہ تختی دیکھ لے پھر عرضی تحریر کرے بس اسنے گردن سے تختی اتار کر دیکھی اُسمین معلوم ہوا کہ یہ برق عیار ہو مجکو فریب دینے آیا ہی یہ دیکھتے ہی اُسنے اپنے ہاتھ سے چوٹی اتاری برق چپکا بیٹھا تھا اُسکو معلوم نہین کہ مجکو پہچان چکی ہو اور اُسنے چوٹی اتارتے ہی برق پر کھینچ ماری کہ وہ چوٹی ایک بھاری طوق بنکر برق کی گردن مین پڑ گئی اُسوقت وہ پکاری کہ ارے موے برق فرنگی مین نے دریافت کیا کہ مجکو تو دم دینے آیا ہی اور مین جانتی تھی کہ تم سب چالاک کے چھڑانیکو آؤگے برق نے اُسکے کلام کا کچھ جواب نہ دیا اور اُسنے خنجر لیکر اُنکے دونون کا سر کاٹنا چاہا لیکن خواجہ عمرو وہ روانہ ہوے تھے کہ مین بھی جاکر بڑے رہائی چالاک کچھ تدبیر کرون چنانچہ اُنھون نے کہ دور سے صنعت کو کنارے جھیل کے بیٹھا دیکھا پس گلشن عیاری کی سیر کی ایک گل مراد ملا یعنے نادکہ خوبی مین

بسان ہلال نوتھی زنبیل سے نکالی اور اسمین فرش بچھایا مسند آراستہ فرمائی کشتی شراب کی سامنے رکھی گلدستے بھی سامنے چن دیے پھر اپنے تئین رنگ روغن لگا کر افراسیاب کی ایسی صورت تیار کیا تاج گوہر نگار سر پر رکھا قبائے قلمکار زیب تن کی اور مسند پر جلوہ افروز ہوا اسطرح اپنی آراستگی کی کہ نظم

بسر بر یکے تاج گوہر نگار	کہ بودش ز شاہان دل یادگار	یکے چتر زرین بفرق سرش
کہ باشد ز خور سایہ بر پیکرش	ہمان جوشن و خود و خفتان بزر	بپوشید در زیر شان چون زبر

جب اسطرح درست ہو چکا مور پنکھی پر آکر بیٹھا شست ہاتھ مین لی اور مور پنکھی کو روان کیا اسمین گھنگرو بندھے تھے وہ چھم چھم بولنے لگے اور مور پنکھی روانہ ہوئی صنعت چالاک اور برق کو قتل کیا چاہتی تھی کہ یکایک آواز چھم چھم کی آئی ایک کنیز نے کہا کہ ای ملکہ صنعت ذرا ٹھہر جائیے دیکھیے تو یہ آواز چھم چھم کی کہان سے آتی ہی صنعت اسکے کہنے سے تھم کر جھیل کی جانب دیکھنے لگی یکایک ایک کشتی کو دیکھا کہ بہزاران خوبی و ادا مثل رفتار معشوق کے جھیل مین روان ہی اور اسمین شاہ طلسم مسند زرنگار پر بیٹھا ہی تاج یاقوت سر پر رکھا ہی تمام زمرد لباس مین جڑاہی گلے مین موتیون کی بڑی بڑی ہی ہاتھ مین ایک گلابی الماس کی اسمین شراب بھری ہوئی چالیس لونڈیان دردد گوش مرصع پوش دست بستہ کھڑی ہین صنعت بادشاہ کو آتے دیکھکر کھڑی ہوگئی اور جھک کر مجرا کیا ہاتھ باندھکے عرض کی کہ تشریف لائیے افراسیاب نے فرمایا کہ تم اپنے کام مین مشغول رہو مین سیر کرتا ہوا آگیا ہون یون ہی تماشاے آب کرتا چلا جاؤنگا صنعت نے کہا اب تو آپ تشریف لائے ہین لونڈی کی خاطر سے تشریف فرما ہو جیسے دو باغی نابکار عیاران زبردست قتل بھی ہوتے ہین اُنکے قتل مین شریک ہوکر ثواب بھی کمائیے افراسیاب نے پھر عذر کیا کہ ای ملکہ ایک سرہزار سودا تم اُنکو قتل کردین اور کام کو جاؤنگا صنعت نے عرض کیا کہ کنیز نا بینگی نہین حضور لمحہ بھر کے لیے ضرور آئین شاہ نے فرمایا خیر تمھاری خاطر ہی یہ کہکر کشتی پر سے اترا صنعت نے سوا سو کشتی جواہر کی نذر دی مسند پر لے جاکر بٹھایا کچھ نگینے الماس کے پیشکش کیے افراسیاب نے کہا مین اسی واسطے نہین آتا تھا اسکی کیا ضرورت تھی صنعت نے کہا یہ سب آپکی دی ہوئی عزت ہی اسکو قبول فرمائیے شاہ نے سب نذر قبول کی اور کہا کشتی پر ایک کنیز کو دیدو وہ سب کشتی پر پہونچا بینگی گلابی شراب کی جو ہاتھ مین تھی اُسکو دکھا کر کہا کہ ای ملکہ دیکھو یہ شراب نوکشیدہ ہی اور بہت تحفہ ہی صنعت نے بہت تعریف

فرمائی اور گلدست اور زرین دست دو کنیزین سر پر کھڑی ہوئی رومال جھل رہی تھین اُنسے کہا کہ
ہمارے یہان جو شراب کہ نئی کھچوائی گئی ہو وہ لے آؤ وہ دونون کنیزین دوڑین اور قرابہ اُٹھا لائین
صنعت نے کہا حضور اس شراب کو بھی نوش فرمائیے اور اپنی گلابی سے ہمکو پلائیے شاہ نے
کنیزون کو جو شراب لائین تھین پانچ اشرفیان چورن کی انعام دین صنعت نے اٹھکر شاہ کی
بلائین لین اور کہا اب شراب پیجیے شاہ نے گلابی جو ہاتھ مین تھی اُسکی شراب قرابہ مین ملائی اور
کہا تمتو شراب کباب کے جھگڑے مین پڑگئین ان عیارون کو تو قتل کر لیا ہوتا صنعت نے
کہا اب آپ شراب پی لین تو قتل کردون کہا تم سحر اپنا اتارو مین مار ڈالون اُسنے حسب ارشاد بادشاہ
سحر دونون عیارون پر سے اُتار لیا بادشاہ نے فرمایا کہ لو اب یہ جام مین بھر کر تیار کر چکا ہون اسکو
پی لو تو پھر مین اُٹھکر قتل کردون صنعت نے وہ جام تسلیم کر لیا لیکن کھٹکا گذرا کہ شاہ نے پہلے عیارون
پر سے سحر کیون دفع کرا یا ہی صنعت تختی دیکھ لے یہ خیال کر کے اُسنے گلے سے تختی کو اتارا کہ دیکھون عمرو
سمجھ گیا کہ مقرر یہ تجکو پہچان گئی پس اُسنے جلد دو چار حقہ ہاے لفظی بیہوشی آمیز کمر سے نکالے اور اُدھر
صنعت نے تختی دیکھی معلوم ہوا کہ یہ عمرو عیار ہی افراسیاب بنکر آیا ہی یہ معلوم کر کے رنگ اُسکا سفید
ہوگیا اور تیور پر بل آگیا عمرو تو پہلے ہی اپنا مطلب مفہوم کر چکا تھا بس پکارا کہ سنم عمرو بن امیہ ورنہ
کر کے حقہ لفظی جو دماغ کر مارے دو دبیوشی بلند ہوا اور صنعت گھبرا اٹھی کہ ایسا نہو مین جل جاؤن
اُٹھنا تھا کہ بیہوش ہوکر گری اور کنیزین بھی دو تین حقے مارنے سے بھاگتے وقت بیہوش گئین دونون
عیار چالاک اور برق تو فوراً حقہ مارتے ہی بھاگ کر پوشیدہ ہوگئے اور لوگ بارگاہ صنعت سے
اسے دوڑے کہ کیا آفت آئی عمرو نے اُس جلدی مین کچھ اسباب تندرنبیل جال مار کر کیا اور جھپٹ کر
کشتی پر اُسکو بھی تندرنبیل کیا اور اپنا راستہ پکڑا یہان ساحرون نے آکر باران سحر برسایا کہ دھوان
ہر طرف ہو ملکہ صنعت کو ہوش آیا سب سے کہا کہ بلا کے عیار ہین سب محنت میری خاک مین ملادی
اخیر یہ مونڈی کاٹے کہان جائینگے میرے ہاتھ سے یہ کہکر اپنی بارگاہ مین گئی اور بغیظ و غضب خیال
تدبیر ہوئی کہ عیارون کا تعقب کرنا بیسود ہی طبل جنگ بجوا کر مہرخ وغیرہ کو غارت کرے یہ تو
اس خیال مین بیٹھکر مصروف شراب خواری ہوئی اُدھر چالاک برق و عمرو بھاگ کر بارگاہ مہرخ
مین آئے مہرخ اور سب سردار انکو دیکھکر خوشنود ہوئے اور حال رہائی استفسار کیا اُنھون نے جل

ماجرا بیان کیا فرخ نے فرمایا کہ صنعت بہت بڑی ساحرہ ہی وہ تمسے کسی سے ماری نہ جائیگی اب ایسا کام نہ کرنا کہ اُسکو خواہ مخواہ جاگرستا دُعیارون نے کہا جیسا مناسب ہوگا عمل مین آئیگا یہ کہکر شریک جلسۂ عشرت ہوئے اس عرصہ مین وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ صناع قدرت نے اپنی قدرت کاملہ کی صنعت دکھائی روشنی مین تاریکی ظاہر فرمائی رات دن گندکر آئی سرشام حکم صنعت نافرجام نفیر سحر کو دم ملا طبل جنگی گڑگڑایا حیرت کو بھی خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی اُسنے کہا کہ ملکہ صنعت دعوی کرکے ملبیدہ شام طلسم آئی ہین انھین کو لڑنے دو کیا ضرور ہی کہ تم دخل دو یہ تو خاموش ہو رہی صرف اتنا کیا کہ لشکر کو حکم تیاری کا دیدیا اسلیے کہ لشکر لٹ نہ جائے حفاظت ضرور چاہیے اُدھر بھی ہزارہا ساحر کا لشکر تیار ہونے لگا اور جاسوسون نے جاکر یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ نوبت

جنگ جدال آئی یعنے نظم	فلک شکوہ ستارہ چشم خدیو جہان	ترے جلال کو کن لفظون مین کرون تعبیر
ترے ہے چشمت و جاہ جلال و قدر بلند	کہ تیرے حکم کے آگے ہو سہل امر خطیر	ترے محرر دفتر کا ہی سدا محتاج
جہان مین شہرۂ عطارد جو ہی فلک کا دبیر	روان ہو طیح کا گر مرکب ظفر سیر	تو تا یہ شام کرے روم شام تک تسخیر

ای بادشاہ صنعت نے طبل جنگ بجوایا ہی باقی خبریت ہی مہرخ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اُدھر بھی نفیر سحر بجی طبل دبوق گڑگڑائے اب اُس شب کو یہ عالم تھا کہ نظم

جلوۂ ماہتاب نور فشان	پردۂ سایہ ہم قماش کنان	ذرہ ذرہ غبار خورانی
صبح محشر کی سی درخشانی	اُس شب مجاہدان دیندار	یہ ولولے تھے کہ شنوی
خدا نے مجاہد بنایا ہمین	سر قتل کفار پایا ہمین	دم اُس دست و بازو کو دیوے اجل
لب تیغ کی بوسے لیوے اجل	جلو مین ہمیشہ دوان ہو ظفر	رکاب اپنی پکڑے روان ہو ظفر
سعادت ہمجو با نفشانی کرے	یہان اور وہان کامرانی کرے	دربار دسبار فرخ خلد ارنے سورے

سے برخاست کیا ہر ایک غازی وصف شکن اپنی بارگاہ مین آیا سلح خانے کھلگئے ہتیار نکلنے لگے سحر خوانی ایکطرف کو شروع ہوئی دغلے اور بالنسر بان بجین بیرون کو بھیٹین ملین کڑاہیان چڑھ گئین ڈہرو کی آواز پر پیر فلک کا ایسا پرانا بیر ناچنے لگا سنگری پر آمادہ ہوا مریخ نے بھی زحل کی شاگردی کا دم بھرا قتلوا یا مریخ پڑھا بغض و نفاق مین طاق ہوا شہرۂ آفاق ہوا آفتاب نے مریخ سے دوستی کرلی کہ ایسا نہو مجھپر آتش سحر کی آنچ آجائے باین حفاظت بچا رہتا ہی

اُسی دن کے خون سے آجتک کیا قیامت تک لرزان وترسان رہیگا ہمیشہ کانپا کریگا دنیا مین بھی
ہلچل پڑگئی زوال دنیا کا ہمیشہ سے تیرہ روہی آجکی شب کالی بھوانی بنی غبار زمین سے اُڑتا تھا
یا مجذوب دہر جوش مین آکر خاک اُڑاتا تھا ایک طرف تلوارین خون چاٹنے پر دشمن کے جوہر کے
دانت نکالے تھین خنجر برانے دکھاتے تھے نیزے سرکشی جتاتے تھے گرز اٹھاتے تھے کمانین چلاتی تھین کہ
ای بہادران گوشہ گیر نامردی نہو ناخطا کرو داردن مین نام نہ لکھوانا قربان عروس شجاعت ہوجانا کہ ابیات

یہی اب تو کچھ آگیا ہی خیال — کہ گردن کشون کو کرین پائمال — بہت کوشش وجان نثاری کرو
کہ شیخ پیمبر کو جباری کرو — ہوا مجتمع لشکر اسلام کا — اگر ہوسکے وقت ہے کام کا
سمجھ لو جو کچھ بھی ہی تمکو تمیز — نہ جان آفرین سے کرو جان عزیز — کسی کو نہین ہی اجل کی خبر
کہ آجا کے بیٹھے ہوے اپنے گھر — تو مقدور کیا کہ آنے نہ دے — تن خستہ سے جان کو جانے نہ دے
تو بہتر یہی ہی کہ جان کام آے — پس مرگ تربت مین آرام آے — یہی ہنگامہ قیامت زا مین آخر دہ

شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ بقول الجواہر شب دیدہ دہر سے یہانتک شبنم سحر دھوکیا اور مہر تابان نمایان
وفروغ گستر عالم ہوا کہ ابیات

کیا خیال وگمان کی نیرنجات — ہوئی بہت سانگ اور تھوڑی رات
صبح کا دم بھی ڈر سے کیا نکلا — مہر نکلا تو کانپتا نکلا — اڑگیا رنگ روے برنگ شفق
ہوگیا جون سحر ہراک رخ فق — صبحکو مہر نخ نامور بصد کروفر تخت سحر پر سوار ہوکر جانب جنگاہ

چلی فوج ساحران بے شمار ہمراہ ہوئی بہار وزلزلہ ولرزان وطاؤس تخت وطاؤس سحر پر سوار ہوئے مین
روئی نخبش صد بہا طائران سحر ہراک کے پیر پر سایہ فگن پلٹنون اور پلٹون کے پیر چومین منچلے دلاور نکا قول تو رات ہی سے تھا کہ ابیات

تو سی صبح دھوم اٹھائین ہم — فتنہ خفتہ کو جگائین ہم — مضطرب قیامت آئی ہی
تیرہ روزون کی شامت آئی ہی — راز شب آشکارا ہوتا ہی — شور محشر دوبارہ ہوتا ہی

غرض بہادر اکڑتے ہل کرتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے بڑے جاہ وجلال سے وارد میدان قتال ہوئے
اسطرف سے صمصمت اپنا تخت چالیس اژدرون پر کھنچوا کے اور اُسپر اسباب ساری لیکر سوار ہوکے بعزم
کارزار آگئی فوج بے قیاس ہمراہ لائی ساحرونی پرے جمائے صفوف آراستہ ہوئین ابر سحر برسا
یہ دلان غبار سے لسان آئینہ پاک وصاف ہوا عجلیان گرین درخت آڑ جو تھے جگلے پھڑپھڑا بولنے بجے
دونون طرف دلاور جمے تخت موخ قلب لشکر مین ٹھہرا جب آراستگی لشکر ہوچکی صمصمت کی طرف سے

آیا سا حرنے بکار زنار جادو سے اجازت حرب لیکر میدان مین نکلا اور سلحشوری دکھا کر پکارا کہ ای مہرخ
نمکحرام بھیج کسی کو میرے مقابلہ مین مہرخ نے یہ نہیب سنکر اپنے لشکر کی طرف نگاہ کی ایک مرد کو جو قامت
داؤدیہ کا ساکن مدعہ مات جادو نام نکلا اور مہرخ سے اجازت لیکر اپنے ہمنشین لشکر کو آداب
زنار کے گیا اور طالب ضرب ہوا زنار نے ایک نارنج سحر پڑھکر اسپر مارا اسنے دیکھکر وہی کہ نارنج
زمین مین گرکر سرد ہوگیا پھر اسنے جواب مین ناریل مارا کہ اسکے سینہ پر پڑا ہرچند اسنے رد کیا
مگر کچھ نہوا اور ناریل سینہ کو توڑ کر نکلگیا اور زنار مرکز زمین پر گرا تھا اسکے مرنے کا بلند ہوا مدعہ مات
نے پھر سباز طلبی کی صنعت کی جانب سے طرار جادو نام ایک ساحر اسکے مقابلہ مین آیا اور آتے
آتے ہی ایک تلوار برق کردار سحر کی مدعہ مات پر لگائی وہ شمشیر برق نما مدعہ مات کے سر پر آئی
اسنے بھی بہتیرا رد کیا مگر کچھ نہوا دو پارہ اسکے اسنے کیے یہ ماجرا دیکھکر مہرخ سے اجازت لیکر
جرار جادو نے قدم اپنا جانب میدان بڑھایا اور مقابلہ طرار مین آیا اسنے گرز آتشین اسپر مارا اسنے رد
کرکے ایک پیکان سحر کا مارا کہ سیدھا طرار کے پیٹ مین در آیا اور وہ ہلاک ہوا صدائے مہیب آئین
آستوت صنعت نے ایک ساحر خونخوار گرزاندار نام کو حکم دیا کہ تو جاکر معرکہ رزم مین کچھ کام کر یہ بہادر دون مین اپنا
نام کردہ نحوت شعار و بدکردار گرز سحر دونون پر رکھے شکل دیو خبیث کے لمبے مارنا اور لبسان فیل مست
جھومتا سامنے جرار کے آیا اور آتے ہی گرز اپنا اس بیچارے کے سر پر لگایا ہرچند اسنے بچانا چاہا
مگر موت نے فرصت نہ دی بیچارا پاش پاش ہوگیا تڑپ کر ہلاک ہوا اسکے مارے جانے سے جھجک
کوئی اسکے مقابلے مین آئے آئے اسوقت تک یہ گرز پکڑ کر صف لشکر پر جا پڑا لشکر صنعت مین ٹوٹ ہر
اور ناقوس بجنے لگے اور خونخوار نے جیسے گرز لگایا پیوند زمین اسکو بنایا جب چھٹ کر گرز لگاتا تھا
پانچ پانچ کے سر پھٹ جاتے تھے لشکر مین تلاطم برپا ہوا کارے یہ اودھی کھوپڑی کا آدمی ہے بیدین
بڑا غضب ڈھا رہا ہے کوئی اس بات کے سر نہین ہوتا کہ گرز مین اسکے کونسا سحر جانگزا ہے
جس سے بھیجا پھٹتا ہے ہر ایک اپنے سر کی سلامتی چاہتا تھا اور خونخوار اپنی خونخواری دکھا کر
گزرگاہ چلا جاتا تھا جب صف اول وغیرہ سے گذر کر اس مقام پر پہونچا کہ جہان سرداران لشکر
استادہ تھے اور کلہ بہادر پر حملہ آور ہوا چاہا کہ ملکہ مذکور پر گرز لگائے ملکہ کے ہاتھ مین ایک چھتری
تھی اسین ہار لپٹا ہوا تھا بس وہی چھتری گرز کو خال دیکر جو اس مقصد پر لگائی ہے چھتری سے کھلکر

گلے مین رسکے پڑ گیا ایسا بوجھ اس سحر کے مارکا تھا کہ خونخوار زمین پر بیٹھ گیا بہار اپنے تخت پر سے
اُتر ی اور قریب اُسکے آکر اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت کی نکالی اُسمین سے سیندور بھرا تھا اُس
سیندور کا ٹیکا اُسکے ماتھے پر دیدیا اور پوچھا کہ تو ہمارا دوست ہی یا دشمن اُسنے اس غزال صحرائے ارغوانی
اور بدر کمال آسمان زیبائی کا جمال جو دیکھا دست بستہ عرض رسا ہوا کہ اے ملکہ مین آپکے غلام کا غلام
ہون جو حکم فرمائیے بجا لاؤن ملکہ نے فرمایا کہ اگر ہمارا عاشق زار ہی و معشوقہ تیری عازم کارزار
ہی تو ہی اُسکے عوض جاکر جانبازی کر ہنر شجاعت کے دکھا اگر بچکر آئیگا معشوقہ دلنواز کو پائیگا تمام
عمر فرمے اڑائیگا اُسنے عرض کیا کہ پھر کس کو جاکر قتل کرون بہار نے کہا صنعت سحر ساز کا سر لاکر
میرے قدمون پر نثار کر اور بعد اُسکے قتل کے اور جو اُسکے ہوا خواہ سپہ سالاران لشکر ہین اُنکو ہلاک
کرنا اُسنے عرض کیا بہت خوب یہ کہکر وہان سے اُٹھا اور لشکر صنعت کی جانب چلا سینہ دیکھا نخچیر
گزر اندازِ صف لشکر سے بہتون کو مار کر زندہ پھر آتا ہی بہزاد نے یہ دیکھکر خوشی کی اور کسی نے اُسکو اپنا
طرفدار سمجھکر روکا نہین اور کسی نے بھی صفوف لشکر مین کچھ عزیزہ کیا جب طلب لشکر مین قریب صنعت
پہونچا پکار کر اُسنے کہا ای صنعت سحر ساز خوب تو نے مجکو بہکا کر میری معشوقہ سے
لڑوا دیا ہو نا لے اُسکو یہ کہکر ایک گرز آتشین و شعلہ دار صنعت پر لگایا صنعت نے خیال کیا کہ ابھی
یہ کسی طرح ہوش مین نہ آئیگا کیونکہ مسحور کیا ہوا ایسے کا ہی کہ شاہ جادوان بھی جسکے مسحور کردہ کو ہوش
مین نہین لا سکتا ہی بس یہ سمجھکر گرز کو تو خالی دیا اور ایک نارنج جھولی سے نکالکر خونخوار کے سینہ پر
کینہ پر لگایا کہ سینہ کو اُسکے وہ نارنج توڑ گیا اور وہ مرگزرا صدائے آفت زا برپا ہوئی بعد موقوف ہونے
ہنگامہ گیر و دار کے صنعت پر غضب طاری ہوا اور پکاری کہ ای بہار مردار نے بڑا غضب ڈھایا کہ میرے
سردار کے باغ ہستی پر خزان لائی اور اُسکی طائر جان کو مجھی سے صیادی کرا کر گرفتار قفس اجل و نشانہ
خدنگ مرگ بنایا اب مین خود اُسکا بدلا بادشاہ لشکر بہار سے لونگی یہ کہکر تخت روانہ جانب میدان
بڑھایا اُسوقت کل لشکر کے ترسول و نیسول بلند ہوئے علمون کی وہ جلوہ طرازی سردارون کا ما پیادہ
چلنا نیا لطف دکھاتا تھا عدد نقارہ ہائے شتری و فیل سے گوش فلک کر ہوا جاتا تھا غرض بڑے شوکت و
نشان سے وسط میدان مین پہونچکر نیرنگی سحر دکھانے لگی آگ پتھر برسانے لگی پھر للکاری کہ ای صنعت آ مرے
مقابلہ مین تجھے بہت سر اُٹھایا ہی آج اس سرکشی کا مزا دیکھو صنعت نے یہ نعرہ سنکر باج کو آتا را دل با رگاہ خیال

دعا کی کہ اے ظفر بخش عاجز اخالق شمش و ماہتا بان تو فروغ دیگا تو اِس عاجزہ کو سب کچھ بن پڑیگا
آلہا مجکو اِس کا فرہ پر ظفر و منصور کرنا یہ دعا کر کے چاہا کہ میدان مین جائے خواجہ عمرو بس اِس جنگ مین جو
تھے اُنھون نے کہا اے ملکہ یہ اچھا نہین کہ تم اُس قحبہ کے مقابلہ مین جاتی ہو تم نہ جاؤ کہ بادشاہ لشکر ہو
مرخ نے کہا خواجہ سلامت کنیز ان حمزہ صاحقران مشہور ہو کر حریف کے پکارنے پر لڑنے نہ جائین
یہ تو غیرت مقتضی نہین ہی اب اس کنیز کو اجازت دیجیے عمرو اِس کلام سے خاموش ہو رہا
اور ملکہ نے تخت اپنا آگے بڑھایا اُسوقت بہار و مجمو وغیرہ اُسطرف کے بھی سردار سب پاپیادہ
ہوئے اور عرض کیا کہ حضور ہم لوگ آخر کس روز کے لیے ہین ہمکو اجازت دیجیے کہ جاکر جان فروشی
کرین ملکہ نے ہر ایک کو کسیکمین و کشفی دیکر رخصت کیا علمون کو جلوہ ملا یہ نقارون کی صدا کا حال تھا نظم

کرتا ہی رقص تخت پر نقار خانے کے	شہنائی صدا کو جو سن سُنکے آسمان	آوازہ دمامہ نوبت سے گونج اُٹھا
وہ جوش آسمانون کے اوپر ہی آسمان		

غرض بہزاران کرو فر پہ زن و لاد مقابلہ صنعت مین برابر پہونچی
صنعت پاس ایک تلوار آبدار برق کردار کہ ہنگام ضربت وہ کئی گز کی ہوتی ہی لیکر اُسنے کھینچکر اور
افسون اُسپر دم کر کے حملہ کیا مرخ نے بھی تلوار سحر کی کھینچی چوٹین چلنے لگین اُسنے سر باندھا اِسنے کمر کو تبایا
بجلیان رن مین چمکنے لگین آفت کی گھڑی تھی جبل دونون کی سر پر کھڑی تھی کوئی زخم کاری دونون
کے نہ لگا اُسوقت صنعت کو غصہ آیا اور اُسنے شمشیر زنی سے ہاتھ اُٹھا کر ایک صندوقچہ اپنی بغل سے
نکالا اور اُسکو کھولا سونچہ اُسمین سے نکلے اُسنے حکم دیا کہ اے پنجہ ہاے سحر اِس مبارز کو جو مجھ سے
لڑ رہی ہی پکڑ لیجاؤ وہ پنجہ سو کے سو ملکہ مرخ کی دست و کمر و گردن مین لپٹ گئے ہر چند اُسنے زور
کیا کہ اُنکے پنجہ سے چھوٹون مگر رہائی نہ ملی اور وہ پنجے اُسکو اُٹھا کر جانب آسمان گئے اور قندیل فلک
ہو گئے ہر چند کہ ساحران نامی نے کد و کوشش چھڑا لینے مین کی لیکن کچھ نہوا اور صنعت نے طبل آسائش
بجوا دیا لشکر میدان سے پھرے یہان بہار و مجمو روغیرہ تمام سردارون نے غم مین گرفتار مرخ
کے گریبان چاک کیے لشکر مین تلاطم پڑ گیا کہرام ہر جگہ برپا ہوا لشکر پھر کر اپنے مقام
آسائش پر آئے لیکن آرام لینا کیسا جان مضطر کو قرار نہ تھا خیمہ عکدہ بنگئے تھے فاتحین تھین کہ دشمن
منھ ڈھانکے رو رہی تھین پلٹنون مین نعرہ بہادری کے عوض نالہ و شیون برپا تھا نالہ کا طرم بجتا تھا
دہل و نقارے سر پیٹتے تھے سردار آپسمین گریبان چاک کیے باتین حسرت و افسوس کی کر رہے تھے

اس گردشِ دون کا عجب طور ہی ظلم کا ہمیشہ سے دستور ہی کسی گلزار یا عین دیکھ سکتا ہی گلشن کو خار غم دیا ہی
بر باد کیا ہی بلبل اسی کے جور سے فصل خزان دیکھکر سیاہ پوش ہمیشہ رہتی ہی سنج دہم سے نالہ وشیون کرتی ہی رہتی ہی
بحر مین اسی کے ستم سے جوش ہی دل سے پیدا خروش ہی پانی لیسا حل سے ہر دم سر ٹکراتا ہی کنارہ بھی کنارہ کیسا
چاہتا ہی غرض ایک جانب ملکر بہار دل نگار تھی ایک جانب لالہ زار و نا فرمان بقیہ اعلی یہ ہر ایک کا

حال تھا کہ ابیسات	غم دوری سے صنع کے جگر خون	وہ سب آوارہ عین ہمشکل مجنون
یہ آہین کھینچتے تھے سب منقش	کہے تو ہو گیا سب دشتِ آتش	درخت و برگ و در یا کاہ و جنگل
دم گرم انکی سے اکثر گئے جل	جلا آتش سے انکی کوہ صحرا	ہوئے سب خشک جلدا اور دریا
تھے اسکے سوز ہجر ان سے وہ بیتاب	نہایت مضطرب تھے مثل سیماب	الکھون کیا انکا سوز جان مضطر
کہ پڑ جاتے ہین تبخالے زبان پر	لشکر مین جب یہ تلاطم برپا ہوا تھا وہ بھی شریک ماتم تھا اسنے زبان سے کچھ	

کو بہر دلداری کھولا اور کہا کہ اے بہادر کیون رو رو کر اپنی جان کھوتے ہو بارہا ایسا ہوا ہے کہ
صرخ گرفتار ہوئی ہی مگر پھر خدا نے رحم کیا ہی چھوٹ آئی ہی پروردگار عالم اسکا حامی و مددگار رہی اور
وہی نگہبان ہی ایسا ہی تو اسوقت کہ جب کوئی امر نو عدیم رہو فہمی وقت حال نہ تباہ کر اب خاطر جمع رکھو
مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون اور تیار اگر ملگیا تو چھڑا کر لاؤنگا تسے بحکم خدا ملاؤنگا یہ کہکر قطب فساد
سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا اور عیار بھی بہر عیاری اسکے عقب مین چلے لیکن صنعت سحر ساز کا ایک مقام
سیر گاہ رہی کہ یہ وہان جاکر سیر کیا کرتی ہی اور کچھ سحر بھی تیار کرتی ہی سامنے گلشن نگارین نگاہی سرسبز اور
پھولا پھلا ہی بنگلہ جواہر کا تعمیر ہی نہایت دلپذیر ہی اور یہ مقام اس پار دریائے خون رواں کے قریب شہر
تا پر سان ہی چنانچہ وہ بچہ جو صرخ کو لیکر اڑے اسی سیر گاہ مین لائے اور صنعت بھی اپنے لشکر کو چھوڑ کر
اسی مقام پر آئی اور بچون سے صرخ کو لیکر ایک صندوق مین بند کیا اور باحتیاط تمام اس بنگلہ مین رکھا
اور ایک پتلا آدم کا تیار کرکے بشکل صرخ سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہوگیا اسکو غسل و زریجر پہناکر تخت سحر پر ڈالکر
مراجعت کرکے لشکر مین آئی یہان تمام لشکر مین اسکے نالہ وشیون مطلق ان سلام سنکر خاتمی ہو رہی تھی
ہر ایک اسپر بغلگیر ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ ملکہ صنعت بڑی زبردست ہی کسی کا مقدور کب ہی کہ انکا
سامنا کرسکے شاہ طلسم بھی انکی خاطر کرتا ہی یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ صنعت آکر پہونچی سب نے دیکھا کہ
ملکہ صرخ صندوق و زریجر مین گرفتار ہمراہ ہی غرض صنعت نے یہان پہونچکر سامنے اپنی بارگاہ کے

دار استادہ کرائی اور جلادون کو طلب کیا چبوترہ ریگ کا بنایا گیا بوریہ فلاکت بچھایا گیا اُسپر مہرخ کو بٹھایا اُدھر خواجہ عمرو بھی صورت بدلے اُسکے لشکر مین پھر رہے تھے صنعت کے آنے کا غلغلہ سنکر یہ ہیئت بدل اُنکی بارگاہ مین آئے یہان یہ سامان دیکھا کہ سرکیہ بارگاہ کے اُٹھے ہین اور مہرخ قتل ہوا چاہتا ہی اُنھون نے چاہا کہ کچھ دست و پا ہلاؤن اور فرخ کر عیاری کرکے چھڑاؤن لیکن ٹھہر گئے کہ دیکھون کیا ذکر قتد کرہ ہوتا ہی اُدھر لشکر بھی تیار ہو کر گرد چبوترہ کے کہ جسپر مہرخ بیٹھی تھی استادہ ہوا اور لشکر کے لوگ عیش و عشرت کرنے لگے دانشمندون کی زبان پر یہ جاری تھا ابیات

جہان دیکھو اسی کی ہی حکایت	نہین یہ دیکھو سکتا خانہ آباد
شائے بن نہین کچھ کام اسکو	کہان ہی ظلم سے آرام اسکو
پڑی چتون سے کافر دیکھیو ہیہات	کمر بس ظلم پر اسنے ہے باندھی

کرین کیا جور گردون کی شکایت
کہ ہو کوئی کسی ڈھب سے کہین شاد
نہین معلوم منظور اسکو کیا ہی
یہ ظالم ہی کڑا دینے کو آندھی

اسطرف تو یہ غلغلہ برپا تھا اُدھر صنعت کو خیال آیا کہ تو نے جو قتل کے لیے اس شبیہ مجرمہ کے اسقدر تکھیڑا کیا ہی اس سے کیا فائدہ ہی جلد تر قتل کرڈالنا چاہیے یہ سوچکر خود آپ اُٹھی اور بڑھکر دستک جو دی ایک برق چمک کر جو گری تلوار کا کام کر گئی مہرخ کی ہمشیرہ کی گردن جدا ہوئی سر کو حکم دیا کہ سامنے لشکر مہرخ کے لیجاکر ڈالدو سارے لشکر مین پھینکدیا مار قہار جادو نے اس جلدی کو دیکھکر کہا کہ اے ملکہ صنعت یہ آپ نے کیا کیا کہ مہرخ کو مارڈالا اگر افراسیاب چاہتا تو ابتک کب کا مار ڈالتا اُسکو کچھ کو منظور تھا جو نہ قتل کیا اب تمنے بغیر اجازت اُسکی مارڈالا بڑا کیا حیرت سے بس اجازت نہ لی کہ کاش کہنے کو ہوتا ہنسکے ملکہ حیرت کے حکم سے قتل کیا مقرر افراسیاب جادو خفا ہوگا آپ نے پہلے اطلاع کرلی ہوتی جو حکم شاہ ہوتا وہ کرتین صنعت نے بجواب اسکے چپکے سے اُس سے کہا کہ اے قہار تم سچ کہتے ہو لیکن مین بھی بیوقوف نہین ہون عمرو کو وہان بشکل کنیز کھڑا ہی تھا اُسنے بھی کان لگائے کہ دیکھون کیا کہتی ہی اُسوقت صنعت نے کچھ لکھکر قہار جادو کو دیا اُسنے پڑھا تو عمرو پشت پر کھڑا تھا اُسنے بھی پڑھا لکھا تھا کہ اے قہار مین مہرخ کو قید کرآئی ہون یہ چلا تھا کہ جسکو مین نے مارڈالا ہی اور میری سرگاہ جو ہی خلاف مقام پر وہان مہرخ صندوق مین بند ہی بہت احتیاط سے چھوڑ آئی ہون مین ایسی نادان تھی کہ بغیر حکم بادشاہ مارڈالتی مہرخ کچھ میری گنہگار نہ تھی یہ مضمون جو قہار نے پڑھا اُسوقت صنعت نے دیکھا کہ ایک کنیز پشت پر کھڑی ہے اُسکو یقین ہوا کہ بیشک اِس کنیز نے بھی یہ مضمون

پڑھا پس سوچی کہ اُسکو نگاہ سحر سے دیکھے اگر عیار ہی تو گرفتار کرلین تو اور کچھ ہوشیاری کرنا اور جو عیار نہو تو
کنیز کو بلاکر حفاظت و راز پوشیدگی راز کے تاکید مناسب ہی یہ سوچکر اُسنے بنگاہ تیز و گرم جانب عمرو دیکھا
عمرو سمجھا کہ یہ مجکو پہچان گئی بس فوراً عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگیا صنعت کو یقین ہوگیا کہ یہ عمرو
عیار تھا کیونکہ فوراً غائب ہوجانا اُسی کے ہونے کی دلیل ہی اب راز آشکارا ہوا ہی ایسا ہو کہ جاکر مہرخ کو رہا کرلائے
اب تجکو چاہیے کہ مقام سیرگاہ سے مہرخ کو لے جاکر اور کہین رکھ دینا چاہیے تاکہ یہ پتا نہ پائے ایسا کچھ سوچکر یہ پھیر
جانب سیرگاہ روانہ ہوئی ادھر لشکر مہرخ مین بہار و مخمور وغیرہ کو بھی خبر پہونچی کہ ملکہ مہرخ کو صنعت نے
مار ڈالا اور سر کٹوا کر آپکے لشکر کی طرف پھینکوا دیا ہی یہان ماتم تو برپا ہی تھا اور زیادہ تر شیون و نوحہ کی صدا
بلند ہوئی اور سبنے ارادہ کیا کہ اب زندگی بیکار ہی چلکر لشکر صنعت تباہ کرنا چاہیے اُسوقت ملکہ
بہار جادو کہ بعد مہرخ یہ بادشاہ لشکر ہوئی ہی اُسنے فرمایا کہ لڑنا ہر وقت ہوسکتا ہی اور بغیر لڑے چارہ ہی نہین
اب سلمان ہوکر ساحرون کا ساتھ تو دینگے نہین پھر افراسیاب ضرور ہی لڑیگا اسوقت اتنی دیر صبر کرنا چاہیے
کہ چکے ہم سلیمان ہین یعنے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری وہ تشریف لائین اور اُنسے پوچھلین جیسا کچھ وہ فرمائین
اُسپر عمل کرین ہر ایک نے کہا بہت مناسب ہی چنانچہ یہ سب تو اس امر پر دل لگاکر ٹھہرے لیکن رعد جادو
اور برق ان دونون نے صلاح کی کہ جبتک اور سردار لڑنے کو جائین اُسوقت تک اپنی فوج لیکر ہم دونون
لشکر صنعت پر جاگرین کس لیے کہ بہار اب ٹھکانا نہین ہی افراسیاب ہمکو مار ڈالے گا پھر لڑہی کے
مرجائین تو بہتر ہی یہ مشورہ کرکے دونون باہر بارگاہ کے نکلے اور لشکر سے اپنے حکم دیا کہ تم ہمارے
عقب مین تیاری کرکے آنا ہم دونون صنعت کے لشکر پر جاکر گرتے ہین یہ حکم سُنکر دونون
طرف العین مین اس لشکر گمراہ کے قریب آکر پہونچے یہان تو سب خوشی ہو رہے تھے اور غافل تھے
اور علاوہ اسکے انکو بھی آنکی نہ تھی بس اسی غفلت مین اُن دونون نے اُنکا کام کیا یعنے رعد
قریب لشکر ساحران آکر چیخا اس زور سے آواز لگائی کہ زیر زمین گاؤ زمین تحرائی ساحران لشکر بعض
بیہوش ہوئے بعض کے بھیجے نکل پڑے اوپر سے کڑکڑ کی صدا بلند ہوئی اور ملکہ برق جادو چمک
چمک کر گرنے لگی جب گری ساٹھ ساٹھ اور ستر ستر کے خرمن جان کو اُسنے جلا دیا غضب کی بجلی گرنے لگی لشکر مین
ہلاطم پڑگیا اُس جلدی مین سوائے بھاگنے کے اور کچھ بن نہ آیا گرد و گرد اٹھا بستر دن سے اور خیمون سے
نکلکر بھاگے جدھر جسکا منھ اٹھا چل نکلا ہنگامہ آفت خیز و قیامت انگیز برپا ہوا برق اُڑی اور

تر چھی ہو کر گرنے لگی غرض لشکر کو برق قہر نے جلا کر خاک سیاہ کرنا شروع کیا رعد کے چیخنے اور برق کے گرنے سے غار زمین مین پڑ گئے لاکھین مچھلی ہوئی ہر طرف ڈھیر نظر آتی تھین خیمے جل رہے تھے باگ مین آتش خانہ تھین گویا زمین بھی نالۂ آتشین کرتی تھی ایسی کچھ دلکو لگی تھی کوئی ایسا نہ تھا جو آگ لگا کر پانی کو دوڑتا شور قیامت برپا تھا کہین عورتین نالہ کش کسی جا لڑکے لشکریون کے غش آفت برپا کہا بیان

لگا چھٹنے ہر اک سو تو پخانہ ۔۔۔ ہر اسان جسکی آتش سے زمانہ ۔۔۔ کہون کیا مین ہوا جو تیر باران

جوانون نے پیا بس کر پیکان ۔۔۔ گردن کیا دشنہ ناوک کی تقریر ۔۔۔ کہ پہلو آنے تھے قندیل پر تیر

ہوئے ساحر بہت جل جلکے بی انہا ۔۔۔ ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار ۔۔۔ شرار برق جادو سے ہو بیتاب

اڑے انکی جگہ سے مثل سیماب ۔۔۔ یہ جنگ اسپلے تیر و خنجر سے بھی ہولی کہ فوج برق بھی عقب مین آکر

گری تھی اور بھاگون کو مارے تلوارون کے پرزے اڑا دیا تھا دھڑ پر دھڑ اور مردے پر مردہ گر رہا تھا دہان ملکہ صنعت سرگاہ مین اپنی جاکر پہونچی اور صرخ اعلی کو لیکر جانب لشکر براجعت کرکے آئی اسلیے کہ حیرت وغیرہ سے پوچھکر اسکا کام ہی تمام کر ڈالون غرض یہان جو آکر پہونچی تو عجب آفت برپا دیکھی کہ ہزارہا لاش پڑی ہی درخت سب مردون سے بھرا ہی سارا لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہی لوگون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا ہی برق جادو چمک چمک کر گر رہی ہی فوج اسکی لڑ رہی ہی رعد برنگ رعد چنگھاڑ مار رہا ہی یہ حال دیکھکر لخلخۂ غضب تمامتر پر وارکر کے چلی اور قریب برق پہونچکے اپنے بالون کا ایک کوڑا بنا کر جو مارا تو وہ بال جان برق جادو ہوا دست و پا و کمر مین لپٹ گیا جیسے کوئی رسن بلغم مین بندھتا ہی اسطرح برق اسمین بندھ گئی صنعت نے جھٹکا مار کر کھینچ لیا اور زمین پر آئی رعد امان جان کہتا ہوا دوڑا اسنے اسی تازیانہ کو حکم دیا کہ باندھ لے اسکو بھی تازیانہ اسکے بھی لپٹنے چلا لیکن رعد بزور سحر بھاگ کر ایک طرف کو نکل گیا اور وہان گر پڑا صنعت سمجھی کہ رعد بھاگ گیا بس اسنے اور سحر کیا کہ لشکر برق بھی متفرق ہوا اور سب بھاگ کر جانب صحرا روانہ ہوئے صنعت صرخ اور برق کو لیکر بارگاہ مین آئی اور صنعت پر متمکن ہوئی غلغلۂ آمد صنعت بلند ہوا بھاگا ہوا لشکر پھر مراجعت کرکے آیا عمرو جو حال دریافت کرکے سیرہ صنعت کی طرف جانے کا عازم ہوا تھا چنانچہ جب صنعت خود یہان سے گئی تو عمرو مصور گیا اب جو غلغلۂ آمد کا اسکی سنا بلد صورت ہی اسنے مثل ایک ساحر کے بنائی ماتھے کو اپنے ہلدی وغیرہ سے رنگا کپڑون پر گل خوشنما بنائے ماتھے پر نام افراسیاب کا اسطرح لکھا کہ کندہ کیا ہوا معلوم ہوتا تھا دھوتی باندھ لنگار

باندھی تمام بدن مین سپید ورک ٹیکے دیے سینہ پر تصویر جمشید کی بنائی منقل آتشین ہاتھ
مین لیکر بارگاہ صنعت کی آیا اور سکو سلام کرکے کہا اے ملکہ شہنشاہ جادوان افراسیاب علیشان نے
سپار کیا وہی ہے اور یہ نامہ دیا ہے صنعت نے اُٹھکر نامہ کی تعظیم کی اور نامہ طلب کیا ساتھ ہی خیال گذرا
کہ تمکو آتے دیر نہین اور نامہ آتے دیر نہین مقرر یہ ساحر کوئی عیار ہے یہ معلوم کرکے سحر سے درخت کیا معلوم
ہوا کہ گمان اے ملکہ آپ کا درست ہے اُسنے ہاتھ پھیلا دیے کہ لاؤ نامہ دو عمرو کو اگر وہ تختی دیکھتی یا انکو گھورتی
کہ معلوم ہو جاتا کہ تجکو پہچانا وہ تو اُسنے گمان سے اپنے اوپر شک کرکے نامہ مانگا انھون نے نامہ ہاتھ پر رکھ کر
اُسے دونون ہاتھ اُنکے پکڑ لیے اور مسحور بہ سحر کرکے پکاری کہ باش اوذا عیار پہچانا مین نے تجکو اب کہان
جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب چاہے خفا ہو یا خوش ہو گر تم دونون سرکردہ لشکر ہو مین تم دونون
کو قتل کرونگی عمرو نے اُسکی باتون کا کچھ جواب نہ دیا مگر انکی گرفتاری کا بھی غلغلہ ہوا کہ میان ملکہ عالم کیا حوالی
نصیب ہین دیکھو عمرو کو بھی اُنھون نے پکڑ لیا باہر بارگاہ کے برق فرنگی صورت بدلکے تدبیر مین عیاری کے
کھڑا تھا اُسنے جو یہ غل سنا جلد علیحدہ جاکر اپنی صورت شکل ملکہ حیرت کی شکل بنائی اور چالاک بن
عمرو بھی پھرتا ہوا اسطرف آنکلا اُسنے برق کو شکل تبدیل کرکے دیکھا یہ بھی قریب اُسکے آیا اور کہا بھائی
حیرت شہزادی ہے اکیلے اُنکی صورت بنکر نجاؤ مین خدمتگار کی صورت بنکر تمھارے ساتھ چلتا ہون
یہ کہکر برق نے تو تاج شہریاری سر پر رکھا آنچل لپیٹ کا ڈوپٹہ اوڑھا پائجامہ اطلس زرافشان کا پہنکر زیور
سے اپنے تئین آراستہ کیا اور چالاک نے چنی ہوئی چپکن پہنی پگڑی تمغہ دار سر پر باندھی بنی پاک کمر سے
لگایا اور ملکہ نقلی کے ہمراہ ہوا ملکہ نقلی خرامان خرامان پیدل جانب بارگاہ صنعت روانہ ہوئی صنعت
کو کنیزون نے خبر پہونچائی کہ حیرت جادو تشریف لاتی ہین وہ خبر سنتے ہی سمجھی کہ ان مجرمون کے قید
ہونے کی خبر سنکر آئی ہین پس بارگاہ سے بہر استقبال باہر آئی باادب تمام تسلیم بجا لائی اور اندر بارگاہ کے
لیجاکر تخت پر بٹھانا چاہا برق یعنے حیرت نقلی نے تعریف بہت کچھ کی کہ اے ملکہ صنعت واہ واہ وا کیا
کام کیا ہے اور تعریف کے بعد قریب برق جادو آئی دو طمانچے اُسکے آہستہ سے لگائے اور کہا اے لعنت
ہے سامری کی کہ شہنشاہ ایسے مالک سے تو نے بگاڑی پھر مخاطب بجانب صنعت ہوکر بہت کچھ ملامت اُسکو بھی
کی یعنے کہا کہ کیون او نمکحرامہ یہ ہماری مہربانیان اور احسان اور شاہ جادوان کی عنایتین بھلا دی کہ تیری تو یہی کارجا طلکم مالک کیا شہر لوٹی بنایا اور تجکو اُن سب حقوق کو فراموش کرکے بادشاہ مجاہ سے مانند بھا

اس لعنت ملامت کے کرنے مین چپکے سے برق اور مہرخ سے یہ بھی کہا کہ مین ہون حیرت برق فرنگی
جو کہون اسکا برا نمانا اور جو کچھ تمسے قبول کرا دون قبول کرنا میری رائے پر اسوقت رہنا مہرخ اور برق
برق کو حیرت بنا معلوم کرکے بہت خوش ہوئین اور برق بہت کچھ شور و غل ان گرفتارون پر کرکے تربیت
بدسیرت جاکر بیٹھا اور چالاک سر پر اسکے رومال جھلنے لگا اسمین برق جادو نے ہاتھ باندھکر عذر کیا کہ ای ملکہ
حیرت لونڈی نے جو کچھ کیا ویسا پایا خوب سزا مجکو ملی اب واسطہ سامری و جمشید کا آپ میری خطا
کو معاف کرین دوبارہ مجھ سے ایسی تقصیر نہوگی جب اسنے بہت منت خوشامد کی اسوقت حیرت نقلی نے
کہا کہ ای صنعت اب تو یہ منت کرتی ہے ہمنے اسکی خطا معاف کی تم بھی معاف کرو اپنا سحر آثار کو صنعت
نے کہا کہ مین صدقے گئی آپکے فرمانے کی بات ہے آپ خطا معاف کرین اور مین نہ کرون میری مجال ہے
یہ کہکر سحر پڑھا کہ وہ کوڑا جو رسی کی طرح بندھا تھا وہ اسکی کمر سے کھل گیا جب یہ رہا ہوئی برق فرنگی
مین تھا کہ اب صنعت کو بیہوش کرکے خواجہ وغیرہ کو بھی رہا کرون لیکن جاسوسون نے خبر جنگ کرکے قید پھر
برق کی ملکہ حیرت کو بھی پہونچائی اور پھر دوبارہ یہ خبر سنی کہ آپ کی صورت بنکر ایک حیرت اور
صنعت کے پاس بیٹھی ہین اور انسے برق جادو کو تو رہا کرلیا ہے اب اور کچھ فتور کیا چاہتا ہے بس یہ سنتا
تھا کہ حیرت یکہ و تنہا پرواز کرکے چلی اور ادھر صنعت کو بھی خیال آیا کہ یکایک حیرت کے آتے ہی
برق جادو مطیع بھی ہوگئی اور مجھ سے سحر بھی حیرت نے اڑوالیا اسمین کچھ فتور ہے بس یہ خیال کرکے اپنے
اپنی تخت کو دیکھا وہ تو تخت دکھیتی تھی برق فرنگی نے علقمند کے ہاتھ گرجو مار سا تون نیند بھی ہوئے پر قابو
نے جو میدان دیکھا سمجھی کہ پھر ہم قید ہو جائینگے یہ سمجھکر اسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ مہرخ اور عمرو پر سے صنعت
کا آثار ہٹا برق نے ایک پنجہ مین تو عمرو کو اور دوسرے مین مہرخ کو دبایا اور پرواز کرکے چلی ادھر برق فرنگی
مار کر جا ہتا تھا کہ کھینچے صنعت و سعوان نیکر اسمین سے نکلی برق اور چالاک دونون سراسیمہ ہوا کر بھاگے
بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ اسے بھاگنے نہ دینا گرفتار کرلینا لیکن یہ عیار مثل برق جھنڈہ کو نذر کرکے نظرون سے غائب ہوگئے
اور طرفہ تماشا اسنے ملکہ حیرت جو آکر چلی تھی اسنے بھی غلغلہ سنا اور برق جادو کو دیکھا کہ یہ عمرو اور مہرخ کو
پنجہ مین دبائے لیے جاتی ہے یہ دیکھتے ہی پکاری کہاں اور مجھے کہان جاتی ہے مین بھی آپہونچی پس قریب برق
پہونچا چاہتی تھی کہ کوئی سحر کرے وہان اتفاق سے برق جادو اپنی ماں کے نام مین پڑھا ہوا تھا اسنے جو یہ ماجرا دیکھا تو
ایک چیخ جو ماری ملکہ حیرت کا سر چکر مین آیا اور سمجھی کہ بیہوش ہو جاؤنگی لڑکا چھوڑ کر زمین پر آ رہی لیکن تیکن

آتے آتے بیہوش ہوگئی برق از بسکہ عمر و دغیرہ کو لیے تھی اسوجہ سے وہان نہ ٹھہری اپنے لشکر کی طرف چلی
اور یہ باعث بھی طرح دینے کا ہوا کہ اسکو معلوم ہی حیرت اور افراسیاب مارے نہ جائینگے غرض برق
نکل گئی چالاک اور برق عیار لشکر مین آئے مگر برق جادو گھبرائی ہوئی تھی اپنی دانست مین
کو سمت لشکر چلی لیکن بہکا اور جانب اُٹھ گیا سناٹا مار کر کوسون نکل گئی اب جس مقام پر یہ پہونچی ہے
حال اُسکا لکھا جائیگا لیکن مجھ صنعت کا ماجرا سنیے کہ یہ حلقہ ہاے کمند سے نکلی تو دھوان بنی ہوئی بہت
بلند ہوگئی تھی اب بعد چلے جانے عیارون کے پھر بارگاہ مین آکر پہونچی یہان کسی کو بھی مجرمون مین سے
نہ پایا بہت رنج اُسکو ہوا غمگین صورت بنا کر سناٹے مین تخت پر بیٹھی اسمین قہار جادو وغیرہ انکی محبین
آئین اور ان سبنے اسکو رنجیدہ دیکھکر بلائیں لین کہا واری کیون چہرہ آپ کا اداس ہے صنعت نے
کہا کیا غضب کے عیار ہین کہ ہر بار مجکو اُنکی ذات سے صدمہ پہونچتا ہی اور ذلیل کرکے وہ چلے جاتے ہین قہار
نے عرض کیا کہ ملکہ آپ کی پاپوش رنج کرے بھلا ہم ایسے جادوگر ہون اور ان عیارون کے ہاتھ سے
زک اُٹھائین تو جا سے ہی آپ کو زک دینا واقعی انھین کا کام ہی مگر یہ بھی نہ بن آتا ہی کہ ان سنے کبھی تم
نے شہنشاہ ساحران کو ذلت دی حیرت کو بیہوش کئی مرتبہ کیا ہی پس یہ مقام آپ کے رنج کرنے کا نہین
ہی کوئی اس ذلت کو ذلت نہ کہیگا صنعت نے کہا تم سچ کہتی ہو مگر میرا ارادہ مصمم ہی کہ اس مہرخ کو دو تین
گرفتار کرکے سزا دون انسون نے کہا واری مہرخ کئی مرتبہ قید ہو چکی ہی اب وہ بھی مشتعل کر لڑنے کی خبر
لڑائی پڑی ہی ہوئی ہی حضور خاطر نوش فرمائین آرام کرین رنج دھم جانے دین مہرخ بھی قید آئیگی
اور مہرخ پر کیا ہی سب ہی باغی ہین سنکو پہونچینگے کیا کوئی بچ رہیگا ہی تو یہ شہنشاہ سے طلسم مین بھاگ کر کہان
رہ سکتا ہی ہم شرط بدتے ہین کہ مہرخ وغیرہ کا بادہ و جلال چند روز کا ہی ایکدن یہ سب غارت ہو جائیگا
صنعت نے ان سب کے سمجھانے سے حکم دیا کہ خانہ نیمتخانہ مین بچھایا جائے حسب ارشاد بلکاوان مارد غیرہ مطبخ
عمل مین لائے دسترخوان آراستہ ہوا صنعت آکر بیٹھی اور اس عرصہ مین کہ حیرت جو صدمے رعد سے
بیہوش ہوگئی تھی اُسکی بھی آنکھ کھلی رعد و برق وغیرہ کا کہین پتہ نشان نہ پایا بہت خفیف ہوئی
اور خیال کیا کہ تنہا تو ناحق آئی بس گئے منہ گوندھ کر چالیس پتلے بنائے اور انمین بیر بھر کے ڈالے کہ وہ زندہ
ہو گئے اُنکو اپنی کنیزین مقرر کین اور ہمراہ لیکر برد آر کے بارگاہ صنعت مین آئی دیکھا کہ صنعت کھانا
کھانے مین مصروف ہی اور صنعت اُسکو آتے دیکھکر بنا بر تعظیم اٹھی اور عرض کیا کہ آیے کھانا نوش فرمایئے کہا تو سہی مگر یہ پتلے

ہونا یاد کرکے آنکھ نیچی کرلی اور نہایت شرمندہ ہوئی حیرت نے اسکو خجلت زدہ دیکھکر فرمایا کہ اے ملکہ صنعت
سحر ساز کچھ فکر نہ کرو اور شرمندہ نہو ان عیاروں نے کس کو باقی رکھا ہی جو ذلیل نہین کیا ہی شہنشاہ تک کے دھوکے
دیے ہین پھر ہزارہا عیاریان کی ہین مصور جادو نیرنگ جمشید سامری کی تصویر لیکر بڑی دھوم دھام سے
آتے تھے انھون نے کیا کیا غوطے نہین کھائے غرض ملکہ حیرت کے بہکانے سے صنعت نے کھانا کھایا اور منھ
دھوکر شراب پینے لگی ادھر چالاک عیار جو بھاگ کر بارگاہ کو گیا تھا بارگاہ مین پہونچکر سوچا کہ یہان ٹھہرنے سے
کیا حاصل ہی چلکر کچھ کوئی عیاری کرو ایسے مین صنعت گہرائی ہوئی ہی اور زیادہ اسکو پریشان کرنا واجب ہی
مثل مشہور ہی کہ زدہ را بیتوان زد اگر اس عیاری مین صنعت پر پنجہ قابض ہوگیا اور اس قحبہ کو تو نے مار لیا
تو بڑا کام کیا ایک دشمن جسپر سے تو یا تمام لشکر نے تیری طرف کے نجات پائی غرض ایسا کچھ سوچکر صورت زنی مثل
سامر کے بنائی اور جانب بارگاہ صنعت روانہ ہوا یہان حیرت نے صنعت سے کہا کہ اے ملکہ تمنے دغا
کیا ہی شہنشاہ سے کہ مین سحر ہفت بیضہ کرونگی پھر وہ کونسا کیا اور لڑائی کرنے لگین مین حیران ہون
کہ اس سحر کے کرنے مین کیون عرصہ کیا ہی صنعت نے کہا کہ اسمین اسباب کی ضرورت ہی اور وہ یہان
نہین اور کوئی شخص ایسا نہین کہ جسکو مین تیار کرکے بھیجون کہ وہ جاکر اسباب مطلوبہ لے آئے اسلیے
قصد ہی کہ خود ہی جاؤن اس زمانہ مین مین نے چاہا تھا کہ یون ہی کام نکلجائے تو کاہے کو سحر ہفت بیضہ
کرون مگر یہان معلوم ہوا کہ ان نکمے سونچ بڑا دردسر پیدا کیا ہی یون یہ قتل نہونگے چالاک بن عمرو سامری
یہان آگیا تھا اور چھپا کھڑا ہوا ایک گوشہ مین یہ باتین سن رہا تھا اس اثنا مین ملکہ حیرت کے ملازم
وغیرہ تخت طاؤس ملکہ کا بھی لیکر یہان آئے راہ مین انکو صرصر و صبا رفتار عیارنیان ملین پوچھا کہ یہ
کس کے لیے سواری لیے جاتے ہو انھون نے کہا کہ اطلاع عیارون نے آکر صنعت کو سنایا تھا کہ ملکہ حیرت وہان
تشریف لے گئی ہین عیارون کا نام سنکر عیارنیان بھی ہمراہ ملازمان ملین کہ ایسا نہو حیرت پر بھی کوئی
عیاری عیار کرین غرض یہ سب کے سب بارگاہ صنعت مین پہونچے سواری در دولت پر ٹھہری ملازم اور
عیارنیان اندر بارگاہ کے آئین ہر ایک نے حیرت کو مجرا کیا صرصر کو حیرت نے دیکھکر پوچھا کہ کہان سے
آئی ہو عرض کی اطلاع سے کہ حاضر خدمت ہوئے کہ شہر سے عیارون کی جہان تک ہوسکے آپ کو محفوظ
رکھین حیرت نے کہا وہ چیز ہم کو دین دونون عیارنیون نے ہاتھ دکھادیے صنعت نے قہقہہ مارکر ملکہ
حیرت سے یہ فارسی کو ہم خاک بس نہ سمجھے حیرت نے کہا یا صرصر و صبا رفتار وغیرہ کی صورت نظر آتے ہین اور

شان کچھ بتا دیجیو مجھ کو ڈسو کا نہو چنانچہ تمسے کیا پردہ ہی انگو بھیمان دی یون کر وہ یون کہیتی
ہون چالاک بن عمرو حیرت کے آنے سے دروازہ بارگاہ کے اندر کھڑا ہوا تھا کہ مخفی سنون لیکن
ایسے مقام پر تھا کہ سب باتین سنتا تھا اُسنے حیرت و صرصر کا بیان بھی سنا اور مکر عیاری کرنے لگا
اسین صبا رفتار جانب دروازہ آئی وہان چالاک کو اُسنے دیکھا پہچانا اور چالاک بھی سمجھ گیا
کہ اُسنے مجکو پہچانا پس فوراً قریب آکر کہا ای ملکہ کہان جاتی ہو ذرا ادھر تو آؤ مجکو کچھ تمسے کہنا ہی صبا رفتار
اُسکے عیاری سے خوفناک ہوئی ہی اُسکے ہمراہ تو ہو گئی مگر ساحرون سے اشارہ کر گئی کہ اسکو پکڑ لو چالاک نے
صبا رفتار کا ہاتھ پکڑ لیا تھا اب جو اشارہ کرتے اُسکو دیکھا ہاتھ چھوڑ کر جست کر کے باہر دروازہ کے
نکل گیا اور بارگاہ مین داخل ہوا حیرت نے پوچھا کہ ارے یہ غلغلہ کیسا ہی صبا رفتار دوڑ کر سامنے
آئی اور عرض کیا کہ عمرو کا بیٹا جو نیا آیا ہوا ہی وہ آیا تھا اور مجکو اگیے جاتا تھا ساحرون کے درمیان بھاگ
گیا ہون تھا کہ صنعت نے اپنا ہاتھ دیکھا اور کہا کہ مجکو معلوم ہوا چالاک کہان بھاگ گیا ہی معلوم
ہوا کہ لشکر کے کنارے ایک درخت ہی وہان اسوقت ہی بلکہ زیر درخت غافل بیٹھا ہی یہ معلوم کر کے اپنی جگہ سے اڑی
اور اسی درخت کے نیچے جہان چالاک تھا پہونچکر پنجہ نیچا کر گری گرفتار کر کے بارگاہ مین لے آئی اور ایسا ہی
ہوئی کہ چالاک پر سحر بھی نہ کیا یون ہی سامنے حیرت کے لا کر ڈالدیا اور کہا ای ملکہ دوران امین دونگی
یہ اوقات ہر جو تی خورون کی کہ جب قصد کرون پکڑ لاؤن ایسے تو کمزورون مین مگر دیدہ دلیر معلوم ہوتا ہی کہ
چوکتے ہی نہین حیرت نے کہا تم کچھ شہنشاہ کا پاس نہ کرو میرے سر کی قسم ہی ابھی ابھی کاٹ ڈالونگی
سمجھ لونگی اگر بادشاہ کچھ کہیگا ای قسم ہی مجکو سامری کی کہ جو ہون کرین تو گھر کو آگ لگا کر نکل جاؤن
اور سلطنت کو خاک مین ملاؤن یہ سننا تھا کہ صنعت نے قہقہہ مار کر کہا ہاں ہاں ہوگا سر کاٹ
ڈالو وہ جو آکر قریب پہونچی دیکھا کہ اُسکا تو رنگ زرد ہی رنگ کا بانسا پٹا ہوا ہی ہاتھ پانون مین
بالکل قمپنین اولا ہو رہے ہین ایسے سر مین دیدے نکل آئے ہین مُردنی منھ پر چھائی ہوئی ہی یہ حال دیکھکر
کہا کہ ای ملکہ مین خجل ہی کہ تو مر گیا صنعت ہر چند کہ سامنے زبردست ہی مگر ڈر گئی اور پاس سے ہٹ آئی
چالاک سین پر گر پڑا اب بالکل مثل مُردہ کے پڑا تھا حیرت نے کہا یہی مشہور اب کر بالا آپ سے مر گیا
کسی نے اپنا نام ناحق کو بدنام کر ناکیا ضرور ہی یہ بھی کہا پھر خیال آیا کہ عمرو عیار کا باپ بھی اسی طرح مر گیا تھا
اُسنے بھی عیاری شاید کی ہی بس یہ خیال کر کے صرصر تو در بارگاہ پر حاضر تھی ہی اُسکو بلا کر کہا دیکھو تو

مرگیا یا جیتا ہی صرصر نے اگر جو دیکھا کہا دادی مردے مین اور اسمین کوئی فرق نہین ہی لیکن مین بھی کمبخت کیا سمجھا
مونے دم چڑایا ہی مرا نہین جیتا ہی اُسکو ایک ہاتھ ضرور مار دینا چاہیئے کہ سرد ہوجا حیرت نے اشارہ کیا کہ پھر اچھا
اگاوے ایک ضربت صرصر نیچہ کھینچکر چلی چالاک بن عمرو کی مردم چشم خانہ دیدہ مین پاکون کی چلمن ڈالے
ہوے تماشا دیکھ رہی تھی اب جو ملاحظہ کیا کہ صرصر نیچہ کھینچے دوڑتی آتی ہی اُسکا مسحور بیخبر تو نہ تھا لیٹے لیٹے
جست جو کی صرصر کو یہ معلوم ہوا کہ آتے ہی میرا گلا کاٹ ڈالے گا بس زمین پر لوٹ گئی اور چالاک نے زمین پر پہونچکر
پھر پانون کی پھکی دی اور دوسری جست کرکے قریب دروازہ بارگاہ پہونچا اسمین صرصر بھی آئی اور پکاری
کہ لینا یہ مردہ جانے نہ پائے دروازے کے آگے دو چار دو گھڑے تھے وہ پھلانگ کر بغیر سحر پڑھے پانے دوڑے
چالاک نے زمین پر پہونچکر اپکی لوٹ جو ماری تو سب حیران پہونچکر خبر ہوئے انکی تانگین تلکین کہ مدگرے اُسنے
اٹھکر ایک ہاتھ اور لگایا اور صاف باہر بارگاہ کے نکلگیا حیرت یہ چالاکی دیکھکر بے اختیار ہنس پڑی اور تمام
اہل بارگاہ کے ہوش جاتے رہے لیکن چالاک جو بارگاہ کے باہر گیا دوسری طرح پر صورت اپنی ساحر کی سی
بنائی ماتھے پر تحقیق لگائی جسمین لکھا تھا کہ ملازم خاص افراسیاب جادو لباس بھی عمدہ پہنا جو لاسحر کا
گلے مین ڈالکر پھر بنے حیرت کے اندر بارگاہ مین آیا حیرت کو ادب صنعت کو مجرا کیا اور پکارا کہ منم
فرستادۂ شاہ جادوان حیرت نے کہا کہ شہنشاہ کہان ہین اُسنے جواب دیا کہ زیر دیوار طلسم سیر کرتے ہونگے
حیرت نے کہا میری بار مین کچھ فرماتے تھے اُسنے عرض کیا کہ شہنشاہ آپ سے بہت ملا ہین باغبان سے
سے فرماتے تھے کہ ابتو حیرت بغیر ہمارے اجازت عیار کے پیچھے دوڑتی پھرتی ہین بس آ ملکہ آپکو مناسب
کہ شہنشاہ کے پاس چلی جایئے حیرت نے کہا بھائی تو میرا دوست ہی کہ تو نے آکر اُسکو نا راض ہونیسے مجھکو خبر
اچھا مین جاتی ہون چالاک نے کہا سوار ہوکے نہ جایئے اسلیے کہ عیار گھات مین ہین دُور سے جو ہوگی دیکھی
لوگون مین ملکر ساتھ چلے جایئنگے پیدل جانا اچھا ہی یہ تو اسطرح کی باتین کر رہا ہی اتفاق سے صرصر اور صبا رفتار
دونون ایک مقام پر جاکر کھانا کھانے لگی تھین وہ تو تھین ہی چالاک کی بن آئی یہ کیا کہا حیرت نے کہا
یہ اٹھکر کھڑی ہوئی اور چلی جب لشکر کے باہر بیابان مین پہونچی چالاک بھی ساتھ تھا اُسنے
کہا بابا مین نامہ بر ہو لگیا تھا یہ کاغذ بھی دیا ہی دیکھ لیجیے حیرت نے کہا لا اُسنے کاغذ دینے کے بہانے سے
ہاتھ بڑھا کر ایک تھپڑ بیہوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئی اُسنے پٹکا باندھا اور لیکر چلا وہان صرصر و صبا رفتار
کھانا کھاکر جو آئین حیرت کو نہ دیکھا پوچھا کہ ملکہ عالم کہان گئین مین صنعت نے حال بیان کیا کہ اسطرح حرامی

ملاکر لے گیا ہی یہ سنتا تھا کہ یہ بھی عقب مین چلین اور ادھر چالاک پہنچ گئے آتا تھا راہ مین سامنا ہوگیا
انھونے پہچانا اور نیچہ کھینچکر لپکارین کہ ارے او نابکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے چالاک نے بھی نیچہ کھینچا باہم تیر بازی
شروع ہوئی لیکن حیرت کو عرصہ جو ہوا تو ہوش آگیا اور نشانہ چالاک کے کاندھے پر جا ہی معلوم ہوا کہ اسکو بھی
یقین کامل ہوا کہ حیرت کو ہوش آگیا ہی پس یہ سمجھکر نشانہ اسنے کاندھے سے گرا دیا اور آپ جست کرکے بھاگا
ایک درہ کوہ مین جاکر چھپ رہا صرصر و صبا رفتار بھی عقب مین چالاک کے چلین نشانہ سے ملکو یہ سمجھکر نہ نکالا کہ
یہ آپ نکل آئینگی ہم دونون سے تو عیار کو پکڑ لائین لیکن ہوا تیز چلی اور حیرت نشانہ چھوڑ کر
نکلی اسنے دیکھا کہ دو عیار وضع صرصر و صبا رفتار کی بنائے ایک طرف کو جاتے ہین یہ دیکھتے ہی اسکو گمان ہوا
کہ یہی دونون عیار کو پکڑ لائین ہین پس وہان سے بڑی نیچہ غضب مین بھرکر دونون کو لے اڑی اور غصہ مین آکر
لشکر مین اپنے داخل ہوئی کہ وہان ان عیارون کے حمایتی آکر مڑ ملے ہون تو انکو کسی صحرا مین پہنچا کر ماردال غرض سناتا مار
سست دور نکل آئی اور ایک درہ کوہ مین اتری وہان دونون عیار کو چھوڑ دیا دونون جمع ہوئے
بیہوش ہوگئی تھین اسنے بیہوشی مین اسنے چاہا کہ دونون کو مار ڈالون لیکن جب قتل کرنے قریب تر آئی انکے
ہاتھون پر نگاہ پڑی انگلیون مین پڑی ہوئی انگوٹھیان دیکھین سمجھی کہ بیشک یہ صرصر صبا رفتار ہین
قابل انکے قتل سے کیا اور اس عرصہ مین انکو بھی ہوش آیا بجز اکرا اٹھین اور حیرت جادو کو تلکر کے غرض
کی کہ واہی آپ ہمارے قتل پر کیون آمادہ تھین یہ ماجرا آپ پر گذرا سارا طال چالاک کا انھون نے کہ سنا حیرت
نے کہا پہلے کو مین نے نمک حرامی نہ ڈالا تھا یہ کہکر اس درہ کوہ مین کچھ دیر ٹھہری عیارنیونے کچھ شراب کہین سے نکالی
پی یہ تو یہان ہی لیکن حال ملکہ برق جادو بیان ہوتا ہی کہ یہ جو سناٹا مار کر چلی ایک صحرا سبزہ زار اور نواح
مین اتری کہ گرد اس صحرا کے پہاڑ تھے جاری انکے آبشار تھے پھولون سے وہ کوہ پرشکوہ لدے ہوئے تھے انجمن ارا
پہاڑ مین فرش زمردین سبزہ پر گویا وہ پہاڑ گلدستہ کیطرح دکھتے تھے ہر سمت نسیم مشکبار زان چشمے اور نہرین
رواں لیکن علاوہ گلدار درختون کے پھولونکے جو درخت تھے وہ سب انار کے تھے ہر پھل اپنی خوبی پر آیہ بخل دربان پڑھا
جو انار چٹخا ہوا تھا وہ گویا اپنی بہار پر باغ جہان کو ہنستا تھا خندہ دندان نما کرتا تھا ہر برگ زبان شکر دا
سرسبزی سے ہر پھل خوبی ماہر تھا انار زان پر تمیلیان زر لغت کی پڑی تھین درختون کے تھالے چاندی کے بنے تھے تینے
درختون کی تھوے منڈھے تھے جانوران خوش الحان ہمیشہ انار ستان مین زمزمہ سرا بیان کر رہے تھے کہ ابیات

وحدت وہ ہو کہ زیبس شوق ہی چشم بلبل	خوبی و گلشن گل دیکھنے کو ہوا حول	جوش گل یہ ہی حاضلک کرے ہی کام نظر

لالہ و نرگس و گل سے ہین بھرے دشت و جبل	اطلس روئیدگی مخمل پوچھکر مین بچھی	سبزہ غلطان ہی لب جو یہ کہ خوابِ مخمل
چشم رکھتا ہی تو پھل فیض ہوا کو ہر پھل	نرگس آگئی ہی جہان بوئی تھی ہتھان نے بھل	سیر کر تازگی خرمی و شادابی
خشک بھی شاخ نے اب سبز نکالی کرپل	خون خیازہ کش عاشقی و خونچۂ گل	دونون نکلے ہین یہ خاک سے آب و بخل

اس صحرائے آزمہت نیرنگ مین جب ملکہ برق جادو اور ہی سیر لالہ و گل و لہلہا بہت خوش ہوئی اور صرصر و عمر و کو بچھڑے سے چھوڑ کر ہوش مین آنے کا حال سب بیان کیا اور ٹھہر کر آرام لینے لگی عمر و نے زنبیل سے شراب نکالکر کہا بچھڑنے کی انکے ٹھہرنے سے اُس جنگل مین ہوے اسقدر چلی اور چند برگ خشک اُنکر لوبڈے کی طرح چرخ کھاتے ہوئے ایک طرف چلے چنانچہ افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا تھا وہ پتے خشک سامنے آکر گرے اور طائران خوشرنگ نیکر پکارے کہ شہنشاہ کا گل اقبال مراد ہمیشہ شگفتہ رہے دشمن کے گلشن پر خزان آئے ملکہ برق جادو اور صرصر اور عمرو صحیا بیابان اماں نشان مین آکر ٹھہرے ہین جیسا اُنکی نسبت حکم صادر ہوا وہ عمل مین آئے بادشاہ نے یہ خبر سنکر حکم دیا کہ جم جا کو ملک بیابان کشاکہ کو کچھ خبر نہ ہو ہم اُنکو گرفتار کر لینگے وہ طائر پھر برگ نیکر اُڑ گئے اور بادشاہ جادو اُنکے بعد اُنکے جانے کیطرف نظر کیے تھا کہ آندھی سیاہ آئی اُس آندھی سے دو ساحر کریہ منظر شیر آتشین پر سوار نہایت

نابکار زخت رو تیرہ درون کہ نظر	صد بنی دیگ تھا شکم اُنکا	النفس آردہا تھا دم اُنکا
آنت شیطان کی تھی اُنکی آنت	دانت مُسکا ہے ہاتھی کا سا دانت	گال کلچہ سے اور توے سے سیاہ
کاٹھ کا سر ہی جیسے اوندھا کڑاہ	تونڈ کالی جو کھول جائے لیٹ	آہنین ہی تنور اُسکا پیٹ

بس اُن ساحران غدار سے بادشاہ نابکار نے فرمایا کہ ای غضب جادو و غضبناک جادو تمکو اسلئے بلایا ہی کہ کہ بیابان اماں نشان مین جلد جاؤ وہان صرصر و برق جادو اور عمر و عیار وغیرہ آئے ہین اُنکو گرفتار کر لاؤ یہ کہکر غضبناک کو الگ بلا کر ایک انگوٹھی اپنی دی اور کہا صرصر اب بادشاہ لشکر عمرو سے زبردست ہو گئی ہی تو تم قید ہوگی ہنگام جنگ اُسکو یہ انگوٹھی دکھا دینا وہ اندھی ہو جائیگی تم باندھ لینا غضبناک تسلیم کرکے انگوٹھی لیکر پھرا اور دونون کی طرف دیکھی وقت حسب الحکم بادشاہ اپنے شیر پر چڑھکر چلے کچھ فوج بھی ساتھ نہ لی یونہین دریا خون کے اُتر کر اُسطرف آئے اور اسطرف سے گذرے کہ جہان حیرت صرصر وغیرہ کے ہمراہ بیٹھی ہوئی تھی حیرت نے بھی دیکھا کہ دو ساحر شیر آتشین پر سوار اس ہیئت سے آتے ہین کہ ایک کے ہاتھ مین تو تر بنی سبز لہرا رہا ہی اور ایک کے کاندھے پر چھاگل کا پڑا ہی حیرت نے اُنکو پہچانا کہ یہ غضب اور غضبناک ہین اور اُن دونون نے بھی ملکہ کو پہچانکر تسلیم کی حیرت نے استفسار کیا کہ ای غضب جادو و غضبناک جادو کدھر آئے اور کہان جاینگے ارادہ کیا ہی انھون نے عرض کیا کہ برق جادو

بیابان نارستان مین گئے ہین شاہ کا حکم ہے کہ انکو پکڑ لاؤ چنانچہ انھین کو قید کرنے جاتے ہین حیرت انکو
جاکر اور اس کلام مین سی کر وہ سامری ایسا کرے کہ تم فتحیاب ہو وہ دونون خوش ہوکر ملکہ نارستان کی
طرف چلے اور حیرت جادو تخت سحر تیار کرکے صرصر اور سب سردار قطار کو بٹھایا اور آپ بھی سوار ہوکر
اپنے لشکر کو روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین بارگاہ مین پہونچکر تخت پر بیٹھی ملازم سکے منتظر تھے کہ نہین معلوم
کہان ملکہ عالم تشریف لے گئی ہین اب سکے آنے سے خاطر جمع ہوئی اور ملکہ شکوہ زرین قبا مے پوچھا بھی
کہ حضور کہان تشریف لیگئی تھین آپنے کہا صنعت کی بارگاہ مین یہ کہکر مصروف عیش و نشاط ہوئی اُدھر برق
جادو اور صرصر جو بیابان نارستان مین بیٹھی تھین انکے فراق مین بے علاج دیوی دھونڈھتا ہوا اس مقام پر
آیا اور اپنی مادہ کو ملا اور جھپٹ برق فرنگی جو کمند مارکر صنعت کو بھاگا لشکر مین آکر خیال نہ پیدا ہوا کہ یہان
ٹھہرنا بے کار ہے تو بھی چلکر عیاری کرین یہ بھی لشکر کفار مین آیا اور دیبا جو دیکھا تو نہ حیرت تھی نہ صرصر وغیرہ
کا پتا تھا بس یہ بھی قطرہ زن ہوا اور ڈھونڈھتا ہوا چلا یہانتک کہ کوسون نکلگیا اور قریب بیابان نارستان
کے یہ بھی پہونچا اتفاقاً جب برق بیابان مذکور مین ٹھہرکر دم لے چکی عمر نے کہا اے برق تم راہ بھولکر اس جگہ
مین کہان آئین مقربہ یہ جنگل سیرگاہ کسی مرد بادشاہ کی ہے کوئی آفت ضرور آئیگی لازم ہے کہ یہان نہ ٹھہرو
صرصر نے بھی کہا کہ ہان خواجہ سچ کہتے ہین چلو یہان سے چلین برق یہ سنکر ہمراہ انکے اپنے لشکر کی طرف
چلی لیکن وہ بیابان ایسا دلچسپ تھا کہ اڑکر جانے کو جی نہ چاہا پیادہ پیادہ سیر بوستان کرتے ہوئے جب
ایک درہ کوہ کے پاس آئے تو اپنی سر بدر کیا ادھر سے غضب و غضبناک آتے تھے برق نے انکو آتے دیکھکر کہا خدا خیر کرے
معلوم نہین کہ یہ دونون شیر سوار کون ہین اور کیون آتے ہین صرصر نے کہا خیر سنو کہین جا ہونگے اس اثنا مین وہ
دونون قریب آکے پہونچے اور للکارکے کہا ابے کمبختو اب کہان جاؤگے ہمارے ہاتھ سے خدا نے کہا امان انکو زندہ چھوڑ دو
یہ تو ڈانتے ہین معلوم ہوا کہ آمادہ پیکار آئے ہین یہ کہکر قریب انکے جاکر زمین سے نکلا اور ہاتھ کانون پر کھڑا ہوا صرصر بھی
اور برق جادو جھک آواز پر ہنسے گرمی کہ وہ ایسے زبردست تھے کہ ندا کی چیخ سے بیہوش ہوا اور نہ برق کچھ
للکارسکی اور غضبناک جادو نے وہی رسی جو کاندھے پر رہتی تھا وہ ان دونون پر پھینکی کہ رعد و برق
دونون کے پہنچی اسوقت صرصر سینہ سپر کرکے مقابلہ مین آئی اور چاہتی تھی کہ حملہ کرے وہ دونون پکار اٹھے کہ
صرصر جب تک تو اور سیاب سے ملی تھی حقیقت مین کوئی تیرا سامنا نہ کرسکتا تھا تو بڑی زبردست تھی اب تو
پھر بھولی سحر کے بیزبان جاری کی تیرے قابو مین ہین اور سامری تجھسے احد خفا ہین تو بھلا ہمارا سامنا کیسا کرسکے

اچھا سحر کر دیکھیں کونکر وہ ہمارا کیا کر لیتی ہے مہرخ نے کہا سامری کی خفگی ایسی ہے کہ میں وہ جو تمھارا شاہ ہے اُس سے
لڑنے کو حاضر ہوں تم کیا بچا سکے ہو اُنسے تو مباحثہ ہونے لگا اور عمرو کے خیال میں آیا کہ یہ بھی ضرور گرفتار ہو جائیگی
بعد اُسکے پھر دیکھیگی یہ تجویز کرینگے بس یہ سوچکر اُٹھ جست کی اور چاہا کہ نکل جاوں لیکن غضنب جادو مہرخ کے
مقابلے میں بھی علیحدہ تھا اُسنے جو خواجہ کو بھاگتے ہوئے دیکھا وہ بھی بزور سحر اُڑا اور قریب پہونچکر اُنکی کمر میں زنجیر
پہنچی تھی وہ اُسنے تھام لی کہ ارے مالاتی کہاں جائیگا بھاگ کے عمرو نے دیکھا کہ میری کمر اُسنے پکڑ لی ہے بس خورد
ایک آہ جانکاہ کی اور کہا ارے بیدرد میرا دم نکلا جاتا ہے ذرا تو ہاتھ ڈھیلا کر میری کمر میں پھوڑا ہے
ہاے سارڈالا غضنب نے کمر کر ہاتھ اپنا ذرا ڈھیلا کیا اب بھلا یہ کب مرتے ہیں اسطرح تڑپے کہ اُسکے ہاتھ سے
چھوٹ کر سامنے ایک پہاڑی تھی اُسکی گھاٹی میں جا گرے اور دوسری جست کر کے قلعہ پر اُس پہاڑ کے پہونچے
اُسوقت وہ ساحر بھی کہ سحر کی طاقت رکھتا ہے اُڑکر برابر ہی آ کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ تم شہنشاہ عمار
عمرو بن اُمیہ کو دھوکہ دیکر بہت جلد بھاگے بھیونچی جو اُسکی ناک پر مارا وہ بیہوش ہو گرا عمرو اُسکو آڑ میں کھینچکر لے گیا
اور خنجر کھینچکر چاہا کہ سر اُسکا جدا کر دیں لیکن مہتر برق بھی یہاں پہونچ گیا تھا اور جب غضنب غضبناک کے
مقابلہ شروع ہوا تھا تو وہ پہاڑی پر چڑھکر تماشا دیکھ رہا تھا اور خیال میں اُسکے کہ اگر ہمارے
طرفداروں پر خدانخواستہ کچھ آفت آئے تو پھر میں مدد کروں غرضکہ اُسنے جو خواجہ کو آمادہ قتل غضنب جادو
دیکھا دوڑکر پاس آیا اور کہا استاد یہ آپ کیا غضب کرتے ہیں اُسکا بھائی زیر کہ وہ موجود ہے اُسکو کسی غار میں پھینک دے
یا نیل میں ڈبو دے اور اُسکی صورت بگڑ جائے کہ بھائی کو بھی مارے عمرو نے برق کو گلے سے لگایا اور غضنب جادو
کو نیل میں رکھا پھر میں اُسکا اُتار لیا اور رنگ روغن کاگر کی کی اُسی صورت بنائی اور زیر کو وہ چلا بکتا
جاتا تھا کہ یہ عیار نابکار اِسوقت بھاگ گئے تو بھاگ گئے کیکن کہاں جائینگے میرے ہاتھ سے یہ کہاں چلا اور عمر
غضبناک سے اور مہرخ سے مقابلہ آخر ہوا مہرخ کوئی سحر بھی عمدہ نہ کرنے پایا تھا کہ غضبناک نے انگوٹھی
افراسیاب کی اُسکو دکھائی اُسکی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی آنکھوں میں اندھیرا آگیا چکھا کر گر پڑا
غضبناک نے مسحور بہ سحر کر لیا اور قید میں خوب جکڑا اور غضنب جادو کو پکارا کہ بھیا کیا کرتے ہو آواز عمرو
نے جواب دیا کہ آتا ہوں ہوں نامیا عمرو کی نکر میں ہوں کہا تو بھی پھر سمجھ لیا جائیگا عمرو اُسکے قریب تر آیا
دیکھا کہ مہرخ کو گرفتار کیا ہے دیکھکر اُسنے کہا بھیا تم نے بڑا کمال کیا کہ اتنا جلد اس سامرہ زیرک کو پکڑ لیا
کیونکر پکڑا غضبناک نے کہا مجکو چلتے وقت بادشاہ نے انگوٹھی دی تھی کہ جب اُسکو دکھاوگے کیسا ہی

ساحر زبردست ہوگا اندھا ہو جائیگا بس ہی انگوٹھی مین نے دکھا کر پکڑ لیا غضب نے کہا اور یہ بھی جو
برق و رعد کو باندھے ہی یہ کیونکر کھلیگی اُسنے کہا جب کہو گے بحکم افراسیاب جادو واہی بس سحر
کھلجاویگا کھلجائیگی اور جب کہو گے کہ بحکم افراسیاب باندھدے یہ باندھدیگی عمر نے جب یہ سُن چکا کہا بھیا بڑا کام
کیا واہ وا اور ہاتھ پھیلا کر گلے سے لپٹ گیا وہ بھی اپنا منھ قریب کے منھ کے لا کر لپٹ جو کیا
سفوف بھیونکی منھ سے اُڑا اونکی ناک مین لگی گیا چھینک مار کر بیہوش ہو گیا عمر و نے نعرہ کیا کہ ہم شہنشاہ
عیاران عمر و لیارا و زنبیل سے سوا سیر سینہ نکالکر گرم کرکے غضبناک کو پلا دیا کہ وہ دو چند جنبش ہو اُٹھا گرد
برپا ہوئی بلکہ اسکے غضب کو یعنی زنبیل سے نکالا اور سینہ پلا کر اُسکو بھی مارا انگشتری اُتار کر ہاتھ مین پہن لی
اور برق جادو و رعد جادو نے کہا ہم بندے ہین عمر و نے کہا مین سحر کرتا ہون کہ تم بھی کھلجاؤ گے یہ
کہکر انگلی ٹیک کر زمین پر جھوٹ موٹ کچھ بڑبڑانے لگا اور آخر مین کہا بحکم افراسیاب ہی سحر کھل جاوے فوراً
اسکے ہاتھ مین آگئی اسکو زنبیل مین رکھا صرخ نے کہا بھیا تمنے کیا سحر کیا ہمین بھی بتا دو ایک سحر تمھین سے
سیکھا سہی عمر و نے کہا اس سحر کے بتانے کا حکم اُستاد کا نہین ہے بعد فتح ملک تمھاری خاطر بتا دونگا برق
رعد جادو صرخ سحر چشم برق قرلی سب دہان دریا و جانب لشکر ظفر پیکر روانہ ہوئے کیونکہ صرخ کی
آنکھین مرے سے غضبناک کے اچھی ہو گئی تھین اور اُنھون نے اب مشورہ کیا کہ پیدل چلنا نہ چاہیے پس تخت
سحر تیار کرکے سب بیٹھے اور روانہ ہوئے یہ کو لشکر کی سمت چلے لیکن افراسیاب اپنے مقام پر بیٹھا ہوا نامہ بھیجدیہ
رہا ہی اور شراب ہی ملازمین سے کہہ رہا ہی کہ ابھی عمر و صرخ و برق وغیرہ پکڑ کر آتے ہین باغبان قدرت
بھی حاضر تھا اُس سے کہا کہ کیون بے باغبان قدرت کیا مقدور کسی کا کہ جو ہماری انگوٹھی کا سحر توڑ کر کی
غضب اور غضبناک دو رن اگر مارے جائین تو سحر رد ہو پھر اُسکا مزا کجا اب وہ بیکار ہو گئے
باغبان نے عرض کی کہ حضور کے سحر کا رد کرنا شاہان طلسمات سے ممکن نہین مبالغہ تو یہ ہی کہ جمشید بھی ہو تو
تو ان جا اہل دربار بھی نا بیگانہ ہم باغبان کرنے لگے اس عرصہ مین محافظان بیابان آمد شان
کی طرف سے پہلے اول مرا کر حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنا ہی بادشاہی کے عرض پیرا ہوئے کہ ای شہنشاہ
بصفت نشان غضب غضبناک جادو نے جا کر صرخ وغیرہ کو پکڑ لیا تھا اور غضب عمر و کے پیچھے دوڑا تھا
عمر و تو ہاتھ نہ آیا اُلٹکر غضب نے غضبناک کو مار ڈالا افراسیاب یہ خبر سنکر حیران
ہو گیا اور اہل دربار پریشان ہوئے اور شاہ نے کہا ان ساحرون نے شراب بہت پی ہوگی اتنی باتین

کہتے ہین انکے حواس ٹھیک نہین ہین اسوقت گلچین جادو اور باغبان نے گرد تخت خما ہی پھر کر عرض کیا کہ فرمانت
خویم حضور کتاب سامری مین حال درج ہے اگر ین صحبوت پیچ سب معلوم ہو جائیگا شاہ نے انکے کہنے سے کتابہ مذکور
منگا کر دیکھی اسمین معلوم ہوا کہ جو سیاہ حرکتے ہین سچ ہی عمر و نے اسطرح غضب کی صورت بنکر مارڈالا یہ دیکھکر
بادشاہ نے آہ سرد بھری اور کہا ایسا النماس کیجو ہی دن جاتے ہین تم دیکھ لینا کہ ان سبکو اگر مین نے بحال خراب
نہ قتل کیا تو نام اپنا شاہ جادو ان نہ رکھلیہ اتنا کہکر پھر سحر پڑھا کہ یکایک فیا رائس باغ دلکشا اور صاف آئینہ
سطح مین چھا گیا پھر اس غبار مین سے ایک تخت جواہر نکلا جسپر ایک محبوبہ لعذا نکلی اور اس غبار نے نام
سوار تمی خوبان جہان کی سر دار تھی قد بالا اسکا قالب تمنا مین ڈھالا ہو یا ل سر کے جو کہین دیکھ لے عمر دراز
خضر مل ہی کہا کرے کاکل اسکی دیکھکر کاکل سحر پر کوئی نہ کرے نظر بھلا کاکل سحر کجا وہ زلف دراز کجا کالے
گورون کا فرق ہر دو حسین مین نور مین فرق ہی صبح صادق کا دعوی حسن کاذب ہی ماتھا اسکا خوش نصیبون کی
قسمت کا جاذب اکبر دو کمانین کشیدہ جو کبھی کسی سے نہ کھنچ سکین اپنے حسن مین آپ ہی کھنچی ہین پلکین
بسان تیر اگین بڑی ہین سطح رخسار بزرگ آئینہ شکاف نگاہ اوپر نہ ٹھہرے ایسے صاف لطف بینی مین باریک
بینی دیکار ہی دہن تنگ مخزن اسرار ہی دو غنچہ ناشگفتہ بان آرزو کے گل جنمنا اس سے محال غنچہ سے بھی کم بلکہ مثل
مگر لم کیونکر کہے اسکی جستجو زبان برگ گل سے نازک پھول جھڑتے بات بات پر ان لبون کو کوئی جان بخش بوسہ

کیا کرے عشاق تو ہمیشہ آہ بھرتے ہی رہے
آگے چلنا نگاہ کو مشکل
ہو اگر کیجیے اس زلف کا سبب
ہار ہے گردن مین اسکی میرا ہاتھ
یہ تو یار ہی میرے جی کے ساتھ
تیغ سے پھر جدا کرے تو نہون
دیکھے از بس برآمدہ پسینے
کیا بیان خوبی شکم کو کرے
دیکھے سے کیہو نہ پیٹ بھرے
پیچھے جا گاہ ہی کیونکہ کہیے صاف
اس سے پھر آگے غنچہ گل ہے
پردے مین بھی جو کچھ کہا جائے
آپ سے کو نہ تک رہا جائے
اس بن اب زندگی ہوئی ہے شاق
ہائے جانان سے گفتگو ہے اب

کنج لب آرزوے جان و دل
ہائے سر سے جنون کا آسیب
بس چلے تو گلے لگا ہی رکھون
ایسا معلوم دل جو یون چھینے
صدر کے ناحیہ سے تا ناف
یان سخن بابت تامل ہے
کیون نہ ہر ے ران پر نظر ماساق
خاک مین ملنے کا یہی ہے ڈھب

اس حسن و جمال پر لباس پر تکلف زیب تمامتر زیور مرصع کا ہے جسم کو آرائش دیے بلکہ زیور جسم نازک سے
آرائش حاصل کیے ہوئے ہیکا سینہ و کمر پر دو حسینون مین سر خدمتی کی گویا ہی دیتا جھولا بلا توقف لگا کر

کلی من اسباب ساحری کا پڑا اسفل السافلین و بربرد ہوئی غرض کہ ہزار دل طرح کا جوبن تجھسے آرکر رسنا بادشاہ
آن اور تسلیم بادب تمام بجا لائی جس بادشاہ نے مسکرکر پوچھا کہ ای ملکہ مزاج تو اچھا ہی تمکو کبھی بغیر دیکھے ہمارے سلام کو
بھی نہین آئین اُسنے عرض کیا کہ بیشتر اپنے امورات مالی و ملکی مین ایسی علیحدہ الفرصت رہتی ہی کہ وقتی تصور آپ
شاہ نے فرمایا کہ اب تمکو ایسلئے بلایا ہی کہ صرخ و برق و عمر وغیرہ تمکو ام غضب غضبناک کو
قتل کرکے بیابان انارستان سے اپنے لشکر کی طرف جاتے ہین تم اُنکی جانے کی راہ کو تین کوس جاکر روکو
مین بھی آتا ہون غبار انگیز نے کہا بہت اچھا کہ یہ اسی طرح جائیگا یا لشکر لیکر شاہ نے کہا لشکر لینے مین وہ باغی
سنبھل جائیگے تم ادھر ہی سے جاؤ اور اونکو روکو یہ حکم شاہ سنکر اُسنے سحر کی دستک دی جبرتخت پر سوار تھی وہ تو غائب
ہو گیا اور ایک طاؤس زرین بال کی پیٹھ اُسکا مانند پری تھا قد و قامت مین ہمسر لہری تھا کاٹھی زمرد کی اُسپر کسی ہوئی
تھی مین بیکل و خوشنما جواہر کی پڑی ہوئی سامنے خلک سے آرکر آیا یہ اُس طاؤس پر طاؤس صحرائے رعنائی و خوبی سوار
ہوئی اور حسب فرمان بادشاہ چلی اور اُسکی روانگی کے بعد شاہ طلسم نے خاصہ طلب فرمایا بکاولون نے دسترخوان بچھایا
کھانے سے فارغ ہوا ایک سوار عنصر جادو نام سے کہا کہ افسوس مین نے ناحق غبار انگیز کو تنہا بھیجا کچھ فوج ساتھ
ضرور کر دینا تھی اس خیال سے مین نے نہین فوج ساتھ کی کہ میرا ارادہ خود بھی جانیکا ہی یہ کہکر اٹھا کہ اب مجکو چلنا
چاہیے اُسوقت عنصر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای بادشاہ میری یہ حقیقت نہین کہ آپ کو کسی طرحکی صلاح دون
اور آپکے کا مو مین دخل اندازہون کہ بقول شخصے عرض حقیقت کیا گدا کی بادشاہ کے سامنے لیکن از راہ
خیر خواہی اور دولت سگالی عرض کرتا ہون کہ صرخ کے ساتھ مقابلے ڈھال ہی عمر و عیار کسکے ساتھ ہی
اور معرکہ کارزار بھی ضرور ہی ہونگے اور بادشاہون کو لازم ہی نہین کہ ذرا سے کام کو آپ دوڑتے پھرین
ہان اسکہ آپ جری ہین لیکن خیلیان حضور کی نہین ہان اگر کوئی برابر کا ہوتا تو اُسکے مقابل مین جانا مضائقہ
نہ تھا ہزار ہا غلام آپکے موجود ہین اُنمین سے جسکو چاہیے بھیجکر بلوا لیجیے کیا مقدور ہو کوئی اُن غلامون کا سامنا
کرسکے حضور مین ایکدست تابع فرمان آپ کا مین ہی ہون اگر ارشاد ہو تو جاکر اُنکو پکڑ لاؤن بادشاہ نے
فرمایا کہ ای عنصر تقریر تیری درست ہی اور تو نہایت سچا ہی اول تو ملکہ غبار انگیز ہی فکا سامنا کرنا مشکل
ہی اور جبکہ دونون ایک ہوئے تو بموجب مصرع دو دل یک شود لشکر کند کوہ را بلا کچھ اتا بھی جاؤ دل
کا کام جرات ہی کرو عنصر نے عرض کیا کہ جیسا مین اُنکو گرفتار کرلے آؤنگا تو حضور کہان ہونگے یہان
رہکر اگر ایسا کہیے کہا مین آپکی بسبب تشویش کے ایک جگہ تو ٹھہرتا ہین کبھی باغ سبب مین کبھی

ظلمات مین گاہی کسی سرگاہ مین کہان کا تمکو پتا دون اب تمکو لازم ہی کہ لشکر حیرت مین آنا مین ہون پھر
ہوا جاؤنگا غضنفر یہ کلمات سنکر تسلیم کرکے روانہ ہوا اور اژدرمان پر چڑھکر چلا اور آفتابی مع باغبان
وزیر وغیرہ کے جانب طلسم چلا جب ظلمات سے باہر نکلا وہان ایک دریا ہی کہ اسکا بحر مندل نام ہی اسمین کشتی
بجرے وغیرہ رہتے ہین شاہ ایک بجرے پر سوار ہوا اور ہمراہی جاہ مجلل کے لوگ کشتیون پر سوار
ہوکر سیر و شکار کرتے چلے یہانتک کہ دریا سے اُترکر داخل شہر پرستان ہوا وہان سلامیان سامنے لیکر نذرین
گذرین بسکی نذرین لیتا ہوا پرستان سے اُترکر لشکر حیرت مین آیا حیرت نے خبر سُنی نذر لیکر مع اعیان ہمدم
کے خدمت شاہ مین پہونچی تسلیم کرکے نذر دی حال مزاج پوچھا پھر لیجاکے تخت پر بٹھایا شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ کیا کیا
صوف جو بڑی لڑنے والی ہین اُنکا حال کہو حیرت نے کہا آپ کو سب کچھ معلوم ہی آپ سے کیا خبردار دن نے آکر مجرا
کیا اور عرض کی کہ آج تیسرا دن ہی صوف او برق و رعد و عمرو و برقی عیار لشکر مین نہین ہین کچھ
اُنکا حال نہین معلوم کہان مین سا خر جستجو کر رہے ہین کہین پتا نہین ملتا ہی شاہ یہ خبر سُنکر ہنسا اور کہا ای
ملکہ حیرت کچھ فکر مین نہ ہو مین وہ سب باغی پکڑا کر یہان آیا چاہتے ہین مین اسی واسطے آیا ہون کہ آج اُنکی گردن
زنی کرون لکا حیرت نے کہا سامری ایسا کرین اور آپ مالک ہین جو چاہے کرین یہ کہکر حکم دیا کہ ساج سجنے لگا
شراب کا پیالہ گردش مین آیا اُدھر ملکہ بہار عوض صوف تخت پر بیٹھی ہی مگر تردد مین ہی کہ نہین معلوم صوف کہان گئین یا
کسی قید مین ہین پھر کہتی ہی کہ عمرو کا قید ہونا ایسا نہین کہ چھپا رہے کچھ حال معلوم ہی ہوجائیگا بغیر دریافت
کیے مین کہان جاؤن لاچار ہی بیٹھی اسی فکر مین ہین وہان غبار انگیز جو روانہ ہوئی تھی اُسنے آکر دیکھا
کہ صوف وغیرہ سب چلے آتے ہین اور اب قریب اپنے لشکر کے پہونچ چلے ہین اُسنے تین کوس آگے بڑھکر
ایک سحر ایسا کیا کہ ایک دیوار فولادی دھوئین کے رنگ کی چارطرف گھڑی صوف اپنا تخت اڑائے جو آتی تھی
اس دیوار کو دیکھکر کہا کہ یہ دیوار سحر کی معلوم دیتی ہی عمرو بھی گھبرایا کہ اب او وقت مین گھرے صوف نے کہا
خواجہ ہم ضرور سحر مین گرفتار ہوگئے برق نے کہا آپ ٹھہریے مین خبر لاتی ہون یہ کہکر اُسنے پرواز کی جب
قریب دیوار پہونچی اُسکے مار ایسی لگی کہ چلا کر گرنے لگی صوف نے روکا جب ہوش آیا تو کہا ای ملکہ چارطرف مین کسی
سمت کو راہ نہین ہی اوپر دیوار دخان آسمان سحر فولادی بنا ہی ہے عمرو نے کہا کہ کوئی بھی صورت بچنے کی ہی یا نہین کہا کوئی
نہین اسوقت صوف پکاری کہ یہ کون ہی جو جٹا بان کرکے لڑنے ہمارے سامنے آکر مقابلہ کرے تو عاجز نے یہ نعرہ سنتے ہی ملکہ
غبار انگیز طائس سوار سامنے آئی اور پکاری کہ منم غبار انگیز صوف نے اسکو دیکھکر عمرو سے کہا کہ اسکی ہماری

دیوار کا توڑنا ممکن نہین ان اگر یہ قتل ہو تو دیوار ٹوٹے کس لیے کہ یہ بھی سر خدا طلسم ہے اور تری زبردست ہی عمرو نے
کہا اگر تو یون کہے کہ تو بھی نہین چاہتا تو ترجمہ دیکھنے مین بھی کم دیکھنے مین آئی ہین اس کلمہ کے عیار نے
کہا اور اپنی دیوار پاس لاکر کہا کہ اے نا عیار تو نے کیا کہا عمرو نے دیکھا کہ اب دیوار مین ایک تصویر سی نظر آتی
ہے دوڑ کر گرنے لگا کہ اے ملکہ غیار انگیز طلسم سوار آپ نے ہمکو ناحق قید کیا ہو ہم تو لشکر سے اپنے مراد سے
نکل آئے تھے کہ کوئی ہمارا حامی ہو اور ہمکو اپنے ساتھ لیجا کر شاہ جادو کے قدمون پر گرا دے اور ہمارے قصور
معاف کرا دے کیونکہ بہت کچھ سرگشتہ اور حیران ہو چکے کہ دو دن روپیہ کھو چکے فقیر ہو گئے اب کیا ہو یا بادشاہ سے
لڑینگے ایک صنعت نے جو آکر لڑائی ماری انھین کا ہم کچھ نہ کر سکے بھلا ایسے زبردست شاہ سے کیا مقابلہ ہم ہی ہو گا
ہی ملکہ تم عورت دار ہو اور شعور رکھتی ہو تم ہی ہماری سفارش کرو گی ہمکو یقین کامل ہو غیار انگیز اپنے قافیہ سے
کبھی اس لڑائی مین آئی نہ تھی عمرو کے فقرون پر ہنسی آگئی اور کہا کہ اے غیار انگیز تیرا بڑا نام ہو گا طلسم مین
کہ کسی سے یہ نہو سکا جو غیار انگیز نے کیا بہتر تو ہی جو جنگ کی صلح ہو جائے یہ سونچکر دیوار جدا ہو کی اور اندر حصار
آئی ملکہ صبح نے کہا اے ملکہ ہمارا بھی سلام پہونچے اس نے کہا بی بی کیا ہستی ہو جیسا لقا ویسا بنایا ویسا ہی
غیار انگیز نے کہا تو لقا سے برگشتہ ہی اسکو کیا جانے اور اسکے بنانے کو کیا جانتا ہو گا عمرو نے کہا واہ مین اسکو خدا ہی
جانتا ہو جو اسکے بندے ہین مین کچھ نہین ہون امیر کے لشکر مین نوکری پیٹ کے لیے کرلی ہو غیار نے کہا
اگر تم سچ کہتے ہو تو بادشاہ اس بات پر مین فیصلہ کرا دونگی کہ تمید بدیع الزمان تو لیگی نہین کہ خدا معلوم
زندہ ہی یا مر گیا لیکن ہمدا ور جنین الماس پوش کو چھڑا دونگی عمرو نے کہا جب بادشاہ کی اطاعت کی تو ہمکو
بدیع اور اسکے کچھ مطلب نہین آپ ہمکو رہا کر دیجے غیار انگیز نے کہا اچھا ابھی یہ کہکر پاس عمرو کے آئی عمرو نے
کہا اے ملکہ ہمارا تین روز سے لشکر سے نکلے ابتک کچھ کھایا نہین اگر کچھ غذا مہیا ہو تو ہمکو دو تاکہ پیٹ بھر
غیار انگیز یہ کلمہ سنکر سوچنے لگی اور تجاہل سا کر کہا کہ اے عمرو پہلے تو مین سمجھی تھی کہ تو بیشک ملجائیگا مگر اب
جو تو نے کھانے کا نام لیا تو مجکو گمان ہوا کہ بیشک تو نے میرے قتل کی تدبیر کی ہو عمرو نے یہ سنکر بہت قسمین
کھائین اسنے کہا اب کیا ہوتا ہی یہ کہکر وہان سے اٹھکر چلی عمرو سمجھا کہ اب نیا پھنسے گی اسنے بھی ایک بینہ بیہوشی
تاک کر ناک پر مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گئی بیہوش ہوتے ہی پکاری کہ ارے چتاون لینا ایک
چند تیلے پیدا ہوئے اور اسکو اٹھا کر لیگئے اور لیجا کر پانی چھڑکا کہ اسکو ہوش آگیا بس ہوشیار ہو کر اسنے

دستک دی کہ پانچ پتلے پیدا ہوئے اُنکے ہاتھ مین اُسنے خنجر دیے کہ جاؤ ان پانچون کا سر کاٹ لاؤ خبردار اور ہرگز نہ لگا
سیر لیکر بادشاہ طلسم پاس جاؤ گے پتلے حسب ارشاد روانہ ہوئے لیکن مہتر قران کہ ہمیشہ جنگل مین رہتے ہین اور خرخ فریب لشکر
پہونچ ہی چکی تھی یہ وہی بیشہ تھا کہ جہان درہ کوہ مین مہتر موصوف بیٹھے کچھ ہی پکا رہے تھے اُنھون نے بھی
آواز سنی اور باہر نکلکر دیکھا کہ ایک جادوگرنی حسینہ بیٹھی ہے اور چیلون کو حکم دے رہی ہے دیکھکر قران تو
بنے ہی رہتے ہین درخت لکھکر سامنے غبار انگیز کے آیا اور پکارا کہ منم غلام شاہ اور ایسا چابدستی دیا
قتل صرخ وغیرہ بھیج رہی تھی رہی تھی اس سبب اُدھر مخاطب تھی اب جو آواز قران کی سنی نگاہ اٹھاکر دیکھا تو
ایک سیاہ رنگ سیاہ فام کو آتے پایا اور قران کے قریب آنے پر بیچکر باادب تمام سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان
آتے ہو قران نے کہا جہان سے تم آئی ہو وہین سے ہم بھی آتے ہین غبار نے کہا وہان کو تم نہین جانتے قران نے کہا مین
رومال سر شانہ پر نہین ہلا رہا تھا وہ ماہ آپ کی بھی کیا نگاہ ہے ملکہ نے خیال کیا کہ شاید یون ہی ہو اور تو نے
ہو پھر مستفسر ہوئی کہ اچھا تم وہان سے تو بتاؤ میرا نام کیا ہے قران نے کہا مین کیا جانون کہ تیرا کیا نام ہے بھلا تم ہی بتاؤ
کہ میرا نام کیا ہے اے ملکہ افلاسیاب کے یہان تجھ ایسی ہزارون ہین اور مجھ ایسے لاکھون ہین کون کس کے نام کو جانتا ہے
اچھا اس تقریر سے کیا مطلب ہے لو نامہ لے لو یا ہے اسکا جواب دو مین چلا جاؤن یہ کہکر نامہ ہاتھ پر رکھ دیا اُسنے
دیکھا کہ نامہ پر مُہر افراسیاب کی لگی ہے بس تعظیم کرکے نامہ لیا لیکن خیال مین گذرا کہ عمر و کو تو نے اور برادر کو
تو اُسکے قید کیا ہے ایسا نہو کہ یہ بھی کوئی عیار ہو اور اُنکے چھڑانے کو آیا ہو پس تو بنی فکر کرلے یہ سوچکر اُسنے
ایک سحر پڑھا کہ اُسکے سر پر اور ایک سر سحکا پیدا ہو گیا قران اس بات کے سر بھی ہوا اور اُسنے نامہ لیکر سر جھکا
پڑھنا شروع کیا قران نے اُسکے سر جھکائے ہوئے پر جھپک کر لپندہ مارا اور نعرہ کیا منم مہتر قران جنس
غبار انگیز کا سر تو سحر کا تھا بندے کا کچھ اثر نہوا اور وہ بھی نعرہ زن ہوئی کہ منم غبار انگیز قران نے دل مین
اپنے کہا ہے ہے مردم یہ کیا غضب ہوا پس اُسکے نعرہ کرتے ہی ایک نارنج بیہوشی بچالا کی اُسکے منھ پر مارا کہ وہ
بیہوش ہوکر گری اُسوقت دو پتلے زمین سے پیدا ہو کر اُسکو کھینچ لیگئے کہ زیر زمین لیجا کر پانی مین غوطہ دیا اُسکا
سوخس کیا تڑپکے باہر نکلی اُسکے زیر زمین جانے سے قران بھاگ کر ایک مقام پر آیا اور جلد صورت سے اپنی
دنبالہ رو مین چھڑا کر دھوتی باندھ کر کھڑی لیکر گھاس چھیلنے لگا غبار انگیز جو زمین سے نکلی قران کو
ڈھونڈھنے چلی لیکن اُسکے بازو پر ایک اگہ بندھا ہے اُسکی مان خبیثہ جادو نے کرکے بدل منجملہ اور
کاہنہ تھی باندھ دیا تھا اس اگہ کے نیچے ایک خود لکھکر رکھ دیا تھا اُسنے وہ اگہ بازو پر کھولا کیونکہ اُسکو

اور اسکی یہ بھی کہدیا تھا کہ اے فرزند جسوقت تجھسے اور عیاران لشکر اسلام سے سامنا ہو اور تجھکو یہ غرور آجائے
کہ مین سحر سے اُنکو پکڑ لونگی تو خبردار اس امر کا خیال دلمین نہ لانا بلکہ یہ خیال کرنا کہ مین بہتر رہتی ہون اُن سے
یا کہ یہ غالب ہتے ہین اسمین اگر اُنکے ہاتھ سے بچ بھی جائے اور پھر ایسا پیچ پڑ سکے کہ تو بیہوش ہو اور پہلے
تجھکو بچا لیجائین تو پھر خبردار اُنسے مقابلہ کرنا کیونکہ عمرو کے ہاتھ سے تمام مردان طلسم ہوش ربا مسلمان
ہو جائینگے اور وہ مقرر طلسم توڑ لگا پس لازم ہے کہ رقعہ کو اکہ کے دیکھنا غبار نے رقعہ کو اکہ سے نکالا اور دیکھا
لکھا ہوا تھا کہ عیاروں سے ہرگز نہ لڑنا اور اُنسے بچانا اپنی جان گنوانی ہوگی پھر نہ ملیگی اور مرکر انسان پھر زندہ نہین
ہوتا اس امر کا خیال ضرور چاہیئے غبار اس مضمون سے آگاہ ہو کر خود بھی علم نجوم مین دخل رکھتی ہی اسنے بھی ستارون
برجون کو نظر کیا اور نیت کی کہ مین شریک افراسیاب ہون یا عمرو سے بچا لون میرے حق مین بہتر کیا ہی اسکو
معلوم ہوا کہ اگر شراکت افراسیاب کرونگی تو تیرے واسطے بہت برا ہی عیار تجھکو پکڑ کر مار ڈالینگے اگر
تو شریک عمرو ہو کر مطیع اسلام ہوگی تو نہایت ہی تیرے لیے بہتری ہی عمرو جو خیرہ کی طرف سے جانبازی کرنے
مین جبتک بنیاد طلسم باقی ہی تو برقرار اور قایم رہیگی اور پھر بھی شکل بیضوی کی ہی اسمین فرق نہو کا بس اس
حال کو معلوم کر کے گھبرا گئی اور پکاری کہ اے مہتر قران قسم ہی مجھکو اپنے دین و ایمان کی کہ اب
مین تمسے کسی طرح کی بدی نکرونگی تم میرے سامنے چلے آؤ اور مجھکو اپنے ساتھ لیچلکر شہنشاہ عیاران
عمرو سے ملوا دو مین عمر بھر کو تمھارا احسان مانونگی یہ صدا اسکی سنکر قران کو خیال آیا کہ شاید یہ میرے
ساتھ عیاری کرتی ہی لیکن اُٹھکر گھبرا بنا ہوا اُسکے سامنے آیا اور کہا اے مکلدہ تم کسکو بلاتی ہو اُسنے
کہا مین اُس حبشی کو بلاتی ہون کہ وہ آکر مجھکو عمرو سے لوا دے قران نے کہا وہ ایسا احمق نہین ہی کہ جو
دشمن کے سامنے آکر اپنی جان دے کیا تمنے سنا نہین بیت برتو اضح ہے دشمن تکیہ کردن اہلی ست پیاپوس
سیل از پا فگند دیوار راست اگر تم اُسکو پکڑ لو تو وہ بیچارہ کیا کرے غبار نے اُسوقت قسم کھائی کہ مین اُسکی
اطاعت کرونگی اور جیسا وہ کہیگا وہ بجا لاونگی مجھکو اب ثابت ہو چکا ہی کہ عمرو کے شریک ہونے
مین سراسر فائدہ ہی جب اُسنے اسطرح سے کہا قران نے کہا اچھا چلو میرے ساتھ مین تجھے ایک مقام پر
اُس حبشی کو بیٹھے دیکھا ہی مین تین دن پھر آنا نہ آنا اُسکا کام ہی یہ کلمہ سنکر غبار تو خود عقلمند اور دانا تھی
وان ہر فور اً پہچان گئی کہ یہی قران ہی لیکن سوچی کہ اگر تو کہدیگی کہ تم ہی قران ہو تو یہ مارے
ڈر کے بھاگ جائیگا اس سے بہتر ہی کہ اسکو غفلت مین بزور پکڑ لے یہ تصور کر کے ایک دانہ ماش کا

مارا تو قماش قران کا بگڑ گیا اور بیہوشی سی طاری ہوئی پانون زمین پر پڑ لیے اسوقت یہ دونون بر گرامی اور گویا ہوئی کہ میرے قصور کو آپ معاف فرمائین اور عمرو سے چلکر معافی تقصیرات کرائین تو قران نے کہا بہت اچھا چلیے مین حاضر ہون یہ دونون ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کر قران کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے سامنے عمرو کے آئی اور قران پر سے سحر کو دور کر دیا عمرو تو قران اور غبار انگیز کو دیکھکر مبہوت گیا اسوقت قران نے بڑھکر سب حال غبار انگیز کا بیان کیا اور کہا آپنے اطاعت بیحوشی قبول کی آپ بھی اسکی خاطر کرین اور ہاتھ اسکے کھلوا دین عمرو نے یہ سنکر غبار انگیز کو گلے سے لگایا اور نہایت خاطر کی بعد اسکے صرخ نے دست شفقت اسکی پشت پر پھیرا اور کہا تم ہماری رفع وجان ہو ہم تمھارے ساتھ اپنی جان لڑا دینگے اگر افراسیاب ارادہ بدی کا کریگا تو یاد رکھنا کہ کوئی دقیقہ ہمارا نے مین اٹھا نہ رکھینگے اور اپنی جان تمپر فدا کرینگے غبار انگیز نے اسکے جواب مین کہا خیر اے ملکہ صرخ کہنا تو فضول و بادہ گوئی پر محمول ہوگا لیکن تم اپنی آنکھون سے دیکھ لینا کہ مین بھی بروقت مقابلہ صنعت سحر سازی کسطرح لڑتی ہون اور کیونکر سامنا کرتی ہون صرخ نے کہا اے ملکہ تم چلکر تخت حکومت پر بیٹھو تو میرا جی خوش ہو مین تمھارے ماتحت بیٹھونگی اور اگر طلسم فتح ہوا تو ملک و مال سب تمھارا ہے غبار انگیز نے کہا کہ اے شہریار یہ کیا آپ فرماتی ہین آپ ہمیشہ سریر حکومت پر شاد و فرمان جلوہ گر رہین قطب دائرہ انجم گردون سے پرے دہنبک + رشک گلکشان مین شب یلدا گوہر + جب تلک جوش بہار آن ہے ہر دم صبح تلک خنبیہ پر سر دامن صحرا گوہر + ہر برس جشن ترا تجھکو مبارک ہو فلک بر سین نیسان کرم سے تیرے ساہا گوہر دوستون کو ہو ترے گنج و گہر دور نصیب + ہو نہ جز اشک سر دامن اعدا گوہر + اے ملکہ طلسم ہوشربا اب دشمن آپکا یعنے افراسیاب خانہ خراب تمھارے قتل کی تدبیر مین ہے اور مجھکو اسقدر بھیجکر آپ طلسم مین گیا تمکو چاہیے کہ یہان نہ ٹھہرو اور راہ راست سے اپنے لشکر کی طرف جاؤ یہ سنکر خواجہ عمرو اور صرخ اور رعد و برق نے غبار انگیز اور ملکہ برق فرنگی تختہ سحر پر بیٹھکر جانب لشکر نصرت اثر اپنے کے روانہ ہوے مگر بیان کیا گیا تھا کہ عنصر جادو کو بھی بادشاہ جادوان غضب نے غبار انگیز روانہ کیا تھا چنانچہ جب یہ سب اوسر سے چلے عنصر انکا جو یان اس طرف سے آتا تھا اسنے دیکھا برق و رعد و صرخ و عمرو و برق عیار وغیرہ کے ہمراہ غبار انگیز ہنستی ہوئی چلی آتی ہے یہ حال دیکھکر اسنے اپنے دل مین کہا کہ اے عنصر غبار انگیز ملاکس سوار بت بے نظیر

ساحر ہی واہ واہ کیا نادر سحر کیا ہی کہ آپ سب باغی اُسکے ساتھ چلے آتے ہین غرض کچھ قریب
آکر کہا کہ ای ملکہ غبار انگیز کیا خوب کام کیا ہی مجھکو شاہ جادو انی بھی آپکی اعانت کے لیے بھیجا تھا اور حکم
سکو ٹنے کا دیا تھا لیکن تمنے تو خاتمہ ہی کر دیا غبار انگیز اُسکی اس تعریف کرنے کو سمجھی کہ ہجو ملیح کرتا ہی
اور کہتا ہی کہ تم تو دعوی جنگ کر کے آئی تھین یہان آکر مل گئین بس یہ سمجھکر اُسنے جواب دیا کہ ہان پھر
ہتھ مل گئے اور یہ سمجھکر اور بھی کہ افراسیاب اپنی عیش مین مشغول رہتا ہی ہم لوگون کو لڑوا کر قتل کراتا ہی
پھر ہم جو اپسمین لڑتے پھرین اس سے کیا حصول ہی عنصر نے کہا ای ملکہ مین سمجھا تھا کہ یہ سب تمکو اد
تمھارے سحر مین گرفتار ہو کر ساتھ آئے ہین یا یہ کہ اُنھون نے اطاعت قبول کی ہی یہ مجھکو نہ معلوم تھا کہ
تم خود اُنکے سحر مین مبتلا ہو کر اُنسے مل گئی ہو پھر تم اور یہ کیا میرے ہاتھ سے زندہ بچکر جاؤگی غبار نے کہا تو
بکتا کیا ہی جو کچھ تجھ سے ہو سکے قصور کر تا ہی نکر یہ سنکر عنصر مرکب پنا چمکا کر آگے آیا اور تیغ کھینچکر
حملہ آور ہوا مہرخ غبار کے آگے آگئی اور سینہ اپنا سپر کیا وہ تلوار سر پر آئی سحر پڑھ کر مہرخ نے بھی
خالی دی غبار انگیز نے برابر سے نارنج سحر مارا کہ عنصر کے مرکب کو اس نارنج نے جلا دیا عنصر کود کر الگ ہوا
اور سنبھلکر چاہتا تھا کہ ایک دوسرا نارنج پیچھے اُسکے آکر مہرخ نے ایک ہلال سحر مارا کہ عنصر کے دو ٹکڑے ہو گئے
غبار انگیز نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ ای ملکہ سبحان اللہ کیا تیز سحر کیا ہی مین تو قائل ہون اس آپ کی
پھرتی کی غرض عنصر کے مرنے کا شور بلند ہوا عمرو نے جھولا اُسکے گلے سے اتار کیا اور بت بازوون پر سے
کھول لیے پھر اُنکی لاش بحس پر تھوک کر سب نے آگے کا راستہ لیا اور کچھ ہی دور آگے بڑھے تھے کہ لشکر ملک
مہرخ کا نظر آیا ملکہ مذکور نے غبار سے کہا کہ وہ دیکھو ہمارا لشکر دکھائی دیتا ہی عمرو نے کہا مجھے تحت سمیت اور دو
اُنھون نے تخت نیچا کیا عمرو جست کر کے نیچے آیا اور لشکر مین پہونچکر سب کو اطلاع دی کہ ملکہ مہرخ
سحر چشم تشریف لاتی ہین اور اُنکے ہمراہ ملکہ غبار انگیز خطا خمس سوار مالک ملک طلائیہ بھی
ہین یہ سنکر تھا کہ لشکر مین غلغلہ پڑ گیا کہ خواجہ سلامت اور ملکہ بھی آتی ہین سردار سپاہ استقبال
بارگاہ سے نکلکر چلے اسباب تزک و احتشام ہمراہ فوج ظفر موج آراستہ ہو گئے نوبتین بجنے لگے بہادر
نافرمان و رزلہ و لرزان مشکین مو بھی جا کر ان سب سے ملین پھر تو یہ عالم تھا کہ ابیات

جو کچھ اسباب جنگی ہو کے درکار	ہوا سب بات کہتے مین مہیا	اکھی چارون طرف آتش کی بار
رجانا جسکے منھ پر سخت دشوار	نقیبون کی صدائین دہشت انگیز	وہ کڑکے ڈھاڑیون کے اور خونریز

لگا ہونے ہر اک سو راگ اور رنگ — نوازش مین ہر ایک جا بربط و چنگ — مرصع سر پہ تھا مہرخ کے وہ تاج
کہ جسمین صرف ہفت اقلیم کا باج — کہے تھا ایک عالم کر نثار ے — کہ جس منھ پر فدا ہوتے ہین تارے
ہزارون پالکی خیل و عماری — جواہر جنپہ تھے صرف تیاری — جب آئین ایک پر بیٹھی وہ آکے
چنور جھلنے لگے بال ہما کے — کوئی خیل سیہ پر جادہ کر تھا — گل نوابر کے اوپر قمر تھا
کوئی گھوڑے پر چڑھ کر غیرت ماہ — رکاب دولت مہرخ کے ہمراہ — اسی صورت سے ادنی اور اعلا
کر اپنی وضع اور خوبی دوبالا — پڑا باندھے کھڑے ایدھر اودھر یار — چلے جسطرح سرد کبک رفتار

غرض باین تجمل و شوکت یہ نوشاہ عروس دولت بارگاہ مین آکر پہونچی چار طرف سلامی اڑنے لگی تو
بجنے لگین سرداران نذرین دین ملکہ بہار جادو بیگم ہوئی مہرخ نے کہا کہ ملکہ غبارہ انگیز طاؤس سوار نے
ہمارے اوپر رحم کیا یہ سنکر غبار کے گلے سے بہار بھی ملی مہرخ نے اپنے تخت کے برابر تخت بچھوایا اب
مینھے شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عمرو بھی اپنی کرسی پر آکر متمکن ہوا لیکن قمران بھی اس
تماشے کے دیکھنے کو آیا تھا وہ تو تجمل و احتشام دیکھکر ایک سمت کو چلا گیا اور ہرکارے سحر کے خبر سنکر دوڑے
ہوے مگر عرق عرق پسینے مین غرق افراسیاب بارگاہ حیرت مین تھا اُسنے کہا کہ کیون خبر تو ہی
کسیلیے اسطرح بدحواس آئے ہو انھون نے آنا مہرخ کا مع غبار انگیز کے بیان کیا کہ اب وہ سب خوش ہو
مینھے شراب پی رہے ہین یہ خبر سنکر حیرت کے حواس جاتے رہے رنگ رخسار زرد ہو گیا افراسیاب
نے کہا کہ ہمکو دو گھڑی پہلے ہی سے خبر ہو گئی تھی کہ عنصر جادو کو مارا اور آپ غبار انگیز شریک
مہرخ ہوئی خیر کیا مضائقہ ہے خوب ہوا جو وہ ملکۂ نکوام دریافت ہوتے جاتے ہین ہین اُسکے ملک
طاؤس کو اب جاکر غارت کرونگا یہ کہکر اُٹھا اور اسی فکر مین اول ظلمات کو گیا پھر وہان سے کچھ
ایسی تدبیر کی کہ مہرخ وغیرہ سب اپنی بارگاہ مین خوشنود بیٹھے تھے کہ یکایک ہوا سرد چلی
اور پھر وہی ہوا گرم ہوئی اور ایسے جھونکے اُسکے آئے کہ ہر ایک جادوگر نے آنکھین بند کر لین
بعد اُسکے جو آنکھ کھلی تو سب نے دیکھا کہ ایک پتلا بزرگ آتش پیدا ہوا لیکن آنکھین اُس پتلے
کی سبز اور پتلی سفید لمبی داڑھی بیچ بارگاہ مین آیا اور نعرہ کیا کہ منم پتلۂ فراسیاب جادو جس کسکو
حوصلہ کسی طرح کا ہو وہ آکر میرا سامنا کر لے اسوقت یہ عالم بسکا تھا آنکھین کھلی مگر زبان گویا تھی
یہ حال تھا کہ ع شمع کی صورت زبان رکھتا ہون گویائی نہین ۔ بصورت بتصویر سب چپ اور

بیہوش تھے اس پتلے نے غبار انگیز کو پکڑ کے کہا کہ خبردار بیجا دو۔ پتلے اس کہنے کے ساتھ ہی
ہوئے اور اسکو لیکر چلے اسی وقت پتلہ آتشی بھی چلا گیا اب پھر ہوا سے سر چلی اور ہر ایک کی
زبان گویا ہوئی تخت ملکہ غبار انگیز کا خالی پایا مہرخ رونے لگی اور کہا ای ملکہ بہار جادو نے
دیکھا کہ یہ کیا ہوا بہار نے بھی آہ کی اور اپنے گریبان چاک کیے شور نالہ و فغان سے یہ عالم برپا ہوا
کہ گنبد آسمان ہلنے لگا بہار نے کہا ای ملکہ یہ اور زیادہ ترس تھا کہ ہم سب کچھ دیکھتے تھے مگر بول نہ
سکتے تھے مہرخ نے فرمایا کہ یہ پتلہ تھا اسی پیرایہ میں خود افراسیاب آیا تھا یہ کہا کیف افسوس ہے
اور کیا سوا اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ مہرخ تیار کر کے لشکر حیرت پر ہم جا کر کریں بہار نے
کہا ابھی تامل کر دیہ خبر تمام لشکر میں مہرخ کے منتشر ہوئی کہ افراسیاب نے آکر غبار انگیز کو پکڑ لیا لشکر
میں بسبب غم و ہم ملکہ مہرخ و دیگر سرداران کہرام برپا ہوا نقشہ تھا کہ ابیات

جہان ہمہ رنج و سراپا غم ای	رنج سا رنج ہی غم سا غم ہی	کوئی محرم ہی نہ دمساز اپنا
لے لی چٹکی سی خلش نے دل میں	کوئی انسانیں جو حال سنے	متوجہ ہو کچھ احوال سنے
تا خن غم سے کیجی کی چھاتی	گد گدی سی کی تیس نے دل میں	شدت غم سے بھر آئی چھاتی
پیش دل ولولہ جاں تک پہونچی	ایک دھواں نالہ و افغاں اٹھا	شعلہ کیسا دل سوزاں سے اٹھا
تو اجل آگ بجھاتی دوڑی	آتش سینہ زباں تک پہونچی	آگ جو شعلہ اٹھاتی دوڑی

ہمدموں نے اسوقت مہرخ سے کہا کہ ای ملکہ مجھکو سات دن کی رخصت
دیجیے یا تو ہم ملکہ کو لائے یا غبار انگیز کے ساتھ ہم بھی خاک میں ملے یہ کہکر جسطرف وہ پتلا گیا تھا
اسی سمت کو یہ بھی روانہ ہوا پیچھے انکے برق فرنگی بھی چلا اب حال افراسیاب سنیے کہ یہ
ملکہ کو لیے ہوئے ایک کوہ سفید پر آیا اور اسپر غبار انگیز کو مارا اور شکل اصلی کھڑا ہوا ملکہ غبار انگیز نے
آنکھ کھلی دیکھا کہ افراسیاب جادو کھڑا ہے اور افراسیاب نے کہا کہ اے ملکہ تم کو اس واسطے
لائی تھیں اور کیا کرتیں ملکہ غبار انگیز نے کہا کہ اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا جا ہے تو مار ڈالے یا جلا ڈالے
میں تو جو کچھ کہہ چکی ہوں وہ ہی کرتی ہوں اور جو ہمارے منہ سے نکلتا ہے وہی ہوتا ہے
افراسیاب نے کہا اب تو میری تقصیر معاف کی اپنے ملک ملاوسہ کو جا لیکن ملک سے
باہر نہ نکلنا غبار نے کہا تو اگر ہزار مرتبہ قید کریگا تو بھی میں وہاں نہ جاؤنگی اور تو سردار ہوکے

ایسی باتین کرتا ہو اگر مین تجھسے مارے ڈر کے مگلی اور پھر مین نے دغا کی تو کیا تجھکو حصول ہوگا
افراسیاب نے کہا مین تجھکو دہن اژدر مین قید کرونگا کہ تمام عمر دہن اژدر سے نچھوٹیگی التفاتی
یکلمات کیوہ سفید پر ہو رہے تھے کہ اس طراف مین ایک ملک رہتی ہی کہ نام اس ملکہ کا شوخ جادو
ہی اور افراسیاب بانی کی طرف سے حاکم و ناظم ہی مگر یہ سن اسکا بیس سترہ اٹھارہ کا ہے نہایت
حسین و خوبصورت ہی کہ اسکے حسن کی نسبت یہ کہنا بیجا ہی نظم

عجب صورت کہ جس سے ناز ظاہر	سکون سے شوخی انداز ظاہر	خموشی سے عیان شیرین زبانی
کل انشان یعنی غنچہ دہانی	نشان رشک سودا نقطۂ خال	کہ وہ بے مثل تھے جسکے یہ تمثال

ناز مین حور شمائل تیغ ادا سے جسکے دل مشتاق گھائل پیکر نازک اُسکا ایسا کہ ہر اعضاء دلکو مجبوبیا
ایک جگہ سے دوسری جا بہت ہی خوب چنون سے پیاز نکلتا جو دیکھے وہ ہوجاے بیشک کامل
معتبرین کے آگے سنبل باغ کے پیچ کچھ نہ ملیں لاکھ دانون گھات لگائے مگر اُسکے ہمسر کہلائے پیشانی
وہ نورانی کہ حضرت موسیٰ کو دیکھنے سے غش آئے آنکھین غزال چشمان نرگس جسکو دیکھکر
رخسار تابان کے مقابل آئینہ شمس و قمر اندھا دہن تنگ کا وصف کیا بیان ہو نہ مین ایسی زبان کہان
ہو لب مین وہ شیرینی کہ عشاق کا اُسپر دانت رہی ایک بوسہ بلجات اس خیال مین تمام عمر

ان لبون سے جو کوئی کام رکھے	قند مصری کو کیون نہ نام رکھے	خانہ دوست رساعد و بازو
دلکشی مین تمام یک پہلو	یون نہین سوخ اُسکے ہر گشت	ڈوبے ہین پیرہن مین گیسو
جاے نظرون مین جسکے بالک	ہو نہ آنکھون مین کیون جہان یک	ملک اگر پھرے تو قیامت ہی
پھر قیامت ہے ملک قدامت	دیدہ و دل کا فرش میرے سر رہو	ساق سیمین میرے کمر پہ ہو

اس رونق باغ خوبی نے جب یہ خبر سنی کہ شاہ افراسیاب کوہ سفید پر آیا ہی بس اُسنے
لباس اور زیور سے اپنے جسم لطیف کو آراستہ فرمایا ایک سو ایک اشرفی نذر کے لیے لیکر
اور تحفہ بہت سے کشتیون مین لگا کر ستر سو حبشین اور کنیزین ساتھ لیکے تخت مرصع پر سوار ہوئی
اور خدمت شاہ مین آکر حاضر ہوئی مجرا کیا نذر بادشاہ کو دی کشتیان تحفون کی پھلکیس کین اور
ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ لونڈی کی سرحد مین حضور تشریف لائے ہین تو باغ مین میری فرخ
افروز ہون مین نے ایک باغ بی نظیر تیار کیا ہی اُسکو اپنے قدم سے گلزار بہار تازہ

عنایت کرین بادشاہ طلسم اسکی باتون سے نہایت خوشنود ہوا اور فرمایا کہ اچھا چلو اپنے تخت پر
بادشاہ کو سوار کیا اور آپ ہمراہ رکاب نخوست مآب ہوکر چلی اور سیر اطراف کراتی ہوئی داخل باغ
ہوئی ملکہ عنبار انگیز نے کوہ سفید پر دیکھا کہ بادشاہ تجھکو چھوڑ کر چلا گیا اب تو اپنی راہ لے یہ ہو چکر
چاہتی تھی کہ روانہ ہو خیال جو کیا تو ایک حلقہ دھوئین کی طرح میرے گرد ہے یہ بھی ناچار اُسی
باغ کے سمت کہ جہان بادشاہ گیا ہے چلی اور باغ مین آکر دیکھا کہ باغ نہایت سرسبز و پُر بہار ہے ہر سمت
لالہ زار ہے گلرخان دہکی جان دہ باغ تھا رضوان کو جسکے دیکھے سے داغ تھا بلبلون کا ہر سمت ہجوم
بلبل دلکی اس جگہ کو دیکھکر یہ معلوم کہ ان گلون کی بہار لوٹیے کسی گل کے گلے کا ہار ہو جیے ہر غنچہ دہن
تنگ سے بولا ہی چاہتا تھا اپنی خوبی پر آپ ہی مسکرا تا تھا نہرین ہر سمت لطافت بہر طرف
کی فرحت انگیز کہ نظم ؎ اس چمن مین نہ ہر گل سرخ و زرد نکہت گل جھاڑتی تھی دان کی کر
پھول و گل آئین نظر دیکھو جدھر ؎ لالہ و صد برگ سب باغ نظر ؎ ان گلون کے عکس سے نہرون کا آب
آئینہ کی سطح کی رکھتا تھا آب ؎ ہ ارہ دری وسط باغ مین بہت نایاب بنی ہوئی اندر اُسکے ہر طرح
کے اشیاے عیش و راحت دھرے ہوئے مسند مین لگین کہانتک وصف اُسکا کیا جاے بادشاہ
کو اُس خوض یعنے تخت چاندونے لاکر مسند پر بٹھایا جام شراب لاہ یار خاصون کو بلوایا ناچ ہونے لگا
جام شراب کا دور ہوا نقشہ ہی کچھ اور ہوا غبار ربارہ دری کے چبوترے کے نیچے کھڑی تھی
گویا بندھی ہوئی تھی اب حال غبار ان لیجیے یعنے عمر و جو بانگاہ سے روانہ ہوا اُسکے رہائی کو وہ
تو ہنوز راہ مین ہی لیکن برق فرنگی میں غبار کا جو ہمت بڑھ رہا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ الٰہی
بادشاہ طلسم غبار کو کدھر لیگیا مین نے تو تپلے کو اسطرف لیجاتے دیکھا تھا اب پتہ اسکا نہین ملتا ہے یہ
کیا ماجرا ہی ہی طرح ڈھونڈھتا ہوا یہ بھی ایک بستی کے قریب پہونچا خیال مین آیا کہ اس بستی مین چلکر تلاش کر
اُس طرف چلا سامنے ایک سواد شہر دکھائی دیا یہ شہر کے جانب متوجہ ہوا تھا کہ آواز طبلہ بجنے کی سنائی
دی خیال کیا کہ جہان یہ طبلہ بجتا ہی پہلے وہان چلکر دیکھو لے پھر آگے جانا یہ سمجھکر اسی آواز پر چلکر
قریب باغ شوخ چشم جا دو پہونچا اور ایک ساحرہ کی ایسی صورت نیکر اندر باغ کے آیا باغ کو دلفریب
صد بہار پایا اور جو کچھ آگے بڑھا دیکھا کہ ارہ دری مین مسند پر شاہ افراسیاب بیٹھا ہوا اور ایک
پری سامنے بیٹھی ہے سترہ سو خواص اور انیس دریا جاہر مین غولہ آرا حاضر ہین ناچ ہوتا ہے

شراب کا دور چلتا ہی اُسنے آہستہ سے کہا کیون میان افراسیاب تم تو یہان آکر چین سے بیٹھ رہے اور ہمکو آطلسم دوڑایا اور پھر اب بھی صلاح نہین کہ لے آؤ شراب پیو راحت کرو یہ کہنا اسکا نہین سُنا اور اسنے دیکھا کہ غبار انگیز چوتڑے کے نیچے لکڑی ہی بندھی ہی نہین ہی سو رہی ہی دست قدرت سب قلوبون مین معلوم دیتے ہین جب چاہتی ہی لکڑی ہوتی ہی یہ دیکھکر باغ مین پھر قریب اُس ایسر عام دوڑی کے گیا اور کہا اے غبار تم تو صرخ نابکار سے مل گئی تھین اب کیا اُنکو پھر چھوڑ دیا غبار نے کہا ارے لونڈی احمق بے تمیز چاہے افراسیاب مار ڈالے چاہے زندہ رکھے جب تک میرے دم مین دم ہی بھلا صرخ کو چھوڑ دونگی اتیو مزا اور جیسا سب صرخ کے ساتھ ہی برق بکلمہ سُنکر خوشنود ہو گیا اور چپکے سے کہا منہ مہتر برق فرنگی کیون ہے لکہ پھر تم بڑی احمق ہو یہان کھڑی ہو چلی نہین جاتی ہو اسنے کہا اے برق ایک حلقہ میرے گرد ہی اگر زمین مین بھی جاؤن تو وہ حلقہ پھینچ لائیگا برق نے کہا زمین مین بھی جادوگر بڑے بڑے ہین لیجاؤ نہین سحر برطرف کرینگے یہ کہکر دل مین اپنے برق سوچا کہ شاہ جادوان تو اسکے دیکھنے مین مشغول ہی اور یہان آڑ بھی ہی تو اُسکو بیہوش کر کے لیچل حلقہ سحر تو کیا کریگا یہ سوچکر کہا اگر ملکہ اچھا چل تو سکتی ہو ذرا اس کھڑکی تک چلو پھر مین سمجھ لونگا غبار یہ سُنکر اسی طرف گئی برق نے دہان لیجاکر بیہوش ہوئی برق نے اسکا پشارہ باندھا اور لیکر چلا حلقہ اسکے بھی گرد ہو گیا اس عرصہ مین عمرو روانہ ہوا تھا وہ بھی ڈھونڈھتا ہوا اسطرف آگیا تھا جب برق پشارہ لیکر باہر نکلا عمرو نے پہچانا کہ برق ہی پکارا کہ ادھر بھی جادو ادھر بھی دیکھا برق نے اُسکی جانب دیکھا عمرو نے اپنی آنکھ کا تل دکھایا برق دوڑ کر قدمون گرا اور کہا اُستاد مین غبار انگیز کو لایا عمرو نے جست کر کے کہا مجھ سے الگ رہو تمھارے ساتھ کوئی بلا بھی ہی یعنے حلقہ دھوئین کا گرد تمھارے معلوم ہوتا ہی یہان تو یہ باتین تھین ادھر جب برق باغ سے نکل آیا تو اب افراسیاب کو بھی خیال آیا کہ غبار جو ساتھ آئی ہی اسکا فیصلہ کرنا چاہیے یہ خیال کر کے غبار کو ڈھونڈھا مگر کہین باغ مین نہ پایا اسوقت اسنے اپنے ہاتھ کو دیکھا معلوم ہوا کہ برق فرنگی لیگیا یہ معلوم کر کے اسنے سحر کی دستک دی کہ نیچہ پیدا ہوا اس سے کہا جا برق کو مع پشارہ اٹھالا وہ جا کر اٹھالایا شاہ نے پشارہ سے غبار کو نکالکر ہوشیار کیا اور اُسکو سب حال سمجھایا لیکن سوائے انکار اطاعت کے اُسکی زبان پر اور کچھ نہ آیا شاہ نے پھر سحر پر حلقہ

جلاد سیہ نام جیغہ ہاتھ مین لیے اُسکے سامنے شاہ کے اڑکر آیا اُسنے حکم دیا کہ اے
جلاد جا دونون کو تم باہر باغ کے لیجاکر ہلاک کر ڈالو جلاد غبار اور برق کے بازو
کو تھام کر پرواز کی اور باہر باغ کے آیا خیال مین آیا کہ اگر یہ دونون مسلمان ہین ان
بیچارونکو صحرا مین لیجاکر قتل کرنا بہتر ہے یہ سوچکر باغ سے کچھ دور ایک ایسی کوہ مین آیا
کہ زمین وہان کی بالکل سنگستان تھی اور اتفاق سے اسی مقام پر خواجہ عمرو بھی فکر سواری
کر رہے تھے اُنھون نے بھی اُسکی پرچھائین دیکھی گھبراکر اوڑھنی اب جو دیکھا تو ایک جلاد غبار اور
برق کو قتل کرنے لایا ہے اور جلاد نے دونون کو بٹھاکر تیغہ کھینچا چاہا کہ قتل کرے عمرو نے تو پھر
مین پتھر رکھکر جب اُسنے پیٹھ پر لاٹ اُس پتھر کو لگایا کہ جلاد کا کاسہ سر ترش کر دور گرا اور اُسکے مرنے
کی باندھی ہوئی مٹھی مین کون تھا جو سنتا برق اور غبار رہا ہو گئے اسوجہ سے کہ جب قتل کرنے
کو بادشاہ نے بھیجا تھا تو صحرا نیر سے زینا اُتار لیا تھا غرض جب جلاد ہلاک ہوا عمرو نے کہا ملک
اب یہان سے تا بارہ دری جلد چلو کہ دشمن اس مقام پر موجود ہے غبار نے کہا تم اب ہی راہ جاؤ مین اڑکر
کوہ جاتی ہون یہ کہکر زمین پر گری اور صحرا سے پھلانگکر زمین مین سما گئی عمرو اور برق اپنے لشکر
کیطرف چلے راہ مین برق نے کہا کہ باغ مین جو ساحرہ کافر افراسیاب کے پاس بیٹھی ہے نگاہ
سے کوا ایسی حسینہ عورتین کم گذری ہین عمرو نے کہا تو پھر مین جاؤن اور ہوسکے تو اُسکو لاؤن برق نے کہا ایک سر ہزار سودا وہان افراسیاب بھی بیٹھا ہے نہین معلوم کیا التفات
ہو چلے ہی اپنے لشکر کو برق کے اسطرح سمجھانے سے عمرو جانب لشکر روانہ ہوا اور غبار زمین
طائین سوار جو غرق زمین ہوئی تھی اور جاکر مثل سفینہ کے تہ زمین سے برنگ لالہ گل نکلی اور خیال
کیا کہ پہلے اپنے ملک مین چلکر لشکر دنیا اور مال و خزانہ ساتھ لے پھر لشکر صرخ مین چلون اگر افراسیاب
اگر سب لٹوا لیگا بس یہی رہے پسند آئی اور یہ دونون اڑکر اپنے ملک مین پہونچی اُسکے ملازمون کو
خبر ہوئی سواری اور اسباب تزک و احتشام ہمراہ لیکر اُسکے پاس حاضر ہوئے چار سو کنیزان حسین
دمہ پارہ اُنکی ہین وہ بھی لباس و زیور سے آراستہ ہوکر آئین ملکہ دار الامارہ مین اپنے آئی سب
مال و اسباب بجنسہ جیسا چھوڑ گئی تھی پایا پسند حکومت پر بیٹھی اور اُسکی طرف سے فوج کا مالک
کوہ وقار جادو نام ایک ساحرہ ہی آئے اکر تسلیم کی نذر دی چمار نے ہنسکر کہا کہ اے

کوہ وقار عیار حکا مقدمہ درپیش ہی کہ جسکا بیان کرنا بھی دشوار ہی خیر تمسے کہتی ہون لو سنو
مجھ سے اور افراسیاب مالک طلسم سے بگڑ گئی ہی اور مین مہرخ سحر چشم کے شریک ہوگئی
ہون کوہ نے کہا مہرخ نے جو آجتک مقابلہ کیا پہلے بادشاہ کا کیا اجتک اسد اور رمہ جبین قید
ہین غبار انگیز نے کہا مہرخ نے بہت کچھ کیا کہ بادشاہ سے لڑ گئی ہان یہ کہو کہ وہ بادشاہ کی
خاک پالکی اسکا کچھ بادشاہ نے آجتک نہ لیا کوہ نے عرض کیا کہ غلامون کو مالک سے تقریر کرنا
نچاہیے اچھا جو کچھ آپنے کیا بہت بہتر کیا ہم آپکے مطیع ہین جو فرمائیے وہ بجا لائین جب ملکہ مذکور نے
یہ عجز اسکا دیکھا خوش ہوکر خلعت سے اسکو متمتع کیا اور حکم دیا کہ جلد فوج ہماری تیار ہو اور لشکر ہائے
سحر پر بارگاہ مال خزانہ لاد کر روانہ کرو بموجب ارشاد اسکے نفیر سحر کو دم ملا فوج نفرت شعار اسکی سلح
کمل ہوئی آسمان دود سحر سے ایک دودی جہاز نظر آنے لگا ہر سمت صدائے بوق و نفیر سے تزلزل
ہوا بازو بط جانوران سحر نے روے دہر پر کھولکر کالا کیا ایک سمت نامدار کے دھنی ساحر بھی اور سردار
بھی ہتھیارون کو کھڑکھڑانے اپنا جوبن دکھاتے تھے تنتے ہوے جاتے تھے سو اگھوڑا دار قتال کو دیکھکر

تھی سواری کے قبل کی دہ دھوم	جیسے ابر بہار آئے جھوم	آئی دولت سر لے ہو سوار
لعل ناب و گہر تھے صرف نثار	اک مہابت کے ساتھ فیل نشان	آگے مانند کوہ زر کے روان
اور ہاتھی تھے جھومتے جاتے	جیسے کے جوان مدھ ماتے	پٹیان طاق تھین برابر یون
صف مژگان دلیرون کی جون	یال بستہ رکاب مین تھے سرنگ	خلق دیکھے کہ بیت چرخ ہی دنگ
تھا بست تیز گام اسپ خیال	رہگیا دیکھ کر انھون کی چال	خلاصہ کلام غبار انگیز گلفام سب

فوج و خزانہ لیکر تمام قلعہ کو ویران کرکے بازاری بیوپاری سب لشکر مین مقرر کرکے نرگسی کوہ کی طرف سے
راستہ بادشاہ کی آمد و رفت کا چھوڑ کر جانب لشکر مہرخ فرخ نامور روانہ ہوئی یہ تو یہان سے
جب دور نکل گئی شاہ جادوان اسوقت ملکہ شوخ جادو کے یہان بیاہ وغیرہ دیکھکر فارغ ہوا
اور اسکو خیال غبار کا آیا پکارا کہ ارے ہمنے جلاد جادو کو بھیجا تھا کہ وہ غبار اور برق عیار کا
سر کاٹ لائے بڑا عرصہ ہوا کہ وہ ابتک نہ آیا جلد تر کوئی جاکر باہر باغ کے اسکی خبر لائے کہ کیا
گذری حسب الحکم ملازم شوخ جادو کے دوڑے اور ہر طرف تلاش کیا آخر ایک مقام پر جلاد جادو
کی لاش پائی کہ سر شق ہوگیا ہی اور مرا ہوا پڑا ہی یہ دیکھکر خدمت بادشاہ مین آکر عرض کیا

کر حضور جلاد مردہ پڑا ہی اور غبار و برق کا کہین پتہ نہین ہی یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ صاحبو مین
یہ حیران ہون کہ یہان کون آیا جو جلاد کو مار کر غبار کو لے گیا یہ کہکر اپنی بغل سے ایک
لوح نکالی اور سحر پڑہکر اُسکو دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ جب غبار کو جلاد لیگیا اور قتل کرنے لگا
وہان عمر و عیار موجود تھا اُسنے پتھر مار کر جلاد کو مار ڈالا اور غبار انگیز کو لیگیا بس لوح سے یہ معلوم
کر کے شاہ وہان سے اُٹھا اور کہا اے شوخ تم غبار کے قتل کی نسبت ننگ راہ میری ہوئین وقتا
فوقتا انسان کو ناچ و رنگ بھی دیکھنا اچھا ہی پس اگر مین خیال کر کے پہلے ہی اُسکو مار ڈالتا تو اچھا تھا
مین تو مصروف عیش و نشاط رہا دشمنون نے اپنا کام کیا شوخ نے بہت کچھ عذر کیا اور کہا مجھ سے
جو خطا ہوئی ہو ملازمان جناب معاف کرین اُسنے کہا کہ ہم تمسے بہت راضی ہین مگر خبر غبار اگر چھوٹ
گئی تو کیا ہوا میرے ہاتھ سے کہان جائیگی یہ کہکر وہان سے رخصت ہوا اور راہ مین سوچا کہ چلکر
غبار انگیز کا ملک تمام ویران کر دے خزانہ لوٹ لے وہ محتاج ہو جائیں یہ سوچکر سنا بھرا اور بھر
عقاب پر آیا وہان کشتی سحر لگی تھی سوار ہو کر بار جو اُترا ملک طاؤسیہ مین پہونچ گیا یہان جو دیکھا تو
سب ملک ویران نہ فوج ہی نہ رعیت ہی نہ مال ہی نہ خزانہ ہی سوچا کہ غبار اگر پہلے ہی لیگئی ہوگی
تو نے بڑی غفلت کی جو بیٹھا تماشا دیکھا کیا اب چلکر لشکر مہرخ مین وہ ملکی اُسکو مع مہرخ کے قتل
یہ خیال کر کے وہان سے رنجیدہ خاطر ہوا اور جانب ظلمات گیا اور اُسکو اختیار ہی کہ ہر مقام سے ظلمات
مین چلا جاتا ہی پس ظلمات مین پہونچکر ایک نامہ اُسنے لکھا اور طائر سحر کو دیا کہ یا شہ ظالم گیسو دراز
ظلماتی کے لیجا کے طائر کو زمامہ نقار مین دا یا کر چلا اس ظلمات مین ایک پہاڑ ہی کہ اُسکے دامن مین
قلعہ آباد ہی اس قلعہ کا ظالم حاکم ہی چنانچہ وہ اپنے دارالامارہ مین بیٹھا تھا کہ طائر نے لاکر نامہ دیا
اُسنے نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے همت ظالم گیسو دراز ہمارا تمھاری ملاقات کو جی چاہتا ہی
اور یہان کا رضروری ہی پس لازم ہی کہ بلفور دیکھتے اس نامہ کے مع فوج قاہرہ اپنی کے جلد تر
ہمارے پاس آؤ یہ پڑھکر اُسنے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ اے همت سرخ چشم افراسیاب نے بعد
مدت کے ہمکو یاد کیا ہی اور سُنا ہی کہ طلسم مین غدر بھی پڑا ہی اچھا پھر کیا ہی ہو ہمکو بادشاہ کے حکم کی
تعمیل ضرور چاہیے اسلحہ جاؤ اور فوج کو مسلح و مکمل کرا کر سپہ سالار یہ حکم سنکر لشکر تیار کرانے گیا اور
اُسنے بجواب نامہ عرضی لکھی کہ غلام حاضر ہوتا ہی طائر نے جواب لاکر بادشاہ کو دیا بادشاہ نے عرضی پڑھکر

باغبان وغیرہ جو لوگ کہ وہان حاضر تھے اُنسے کہا کہ ہمنے ظالم ظلماتی کو بلایا ہی آتا ہوگا وہ سیاح
کیسا ہی سیاحون نے کہا کہ حضور وہ بڑا زبردست ہی ہمسے بیس ہی تعریف اُسکی سب کرنے لگے غرضکہ
وہ خشمناک ہوا اور اسطرف ظالم کی فوج درست ہوئی ایک ایک صنعت جوگی جیپال اور شہپال کا یا دیکھا
لوہے کے کڑے ہاتھون مین ڈالے مشکین لگائے ہوئے ڈاڑھیان لٹکائے ہوئے جٹا ہای خاکستری
کا گٹھا سر پر رکھا ہوا گھور سینہ اور دوچندن کی بدن مین ملے تصاویر سامری و جمشید وغیرہ
سینہ و جبین پر بنائے کانون مین کُنڈل اور مندرے ڈالے بعضون کے سر پر حلقہ ہای زری کے
ہوے رال و گوگل وغیرہ مشعلون پر جلاتے وہوان ہوم کا بلند ہوم خانے اژدرون پر لادے ہوے
ہاتھیون پر چوبنت نشان ڈھرنگ کردھنے باندھے سوارگلون مین ہاتھون کے گھنٹے بندھے بحرین
کھشکیتن ہزارہا سپاہی لڑنے مرنے والے اسباب جمالت سے آراستہ گھوڑے کو دلاتے بڑے عظم و شان سے وہ آتا ہوگیا
چل سواری کی سپر بھی ہی بڑی ہ ایک خلقت ہی دونون رستے بھری ہ جُمل زرلفت پوش فیل نشان

کوہ نر سا تھا بیش پیش روان	گل کی پاکھر پڑی ہوئی یکبار	ہاتھی آیا برنگ ابر بہار
زری پوشون کا پیش و پس انبوہ	اللہ اللہ ری اُنکی شان و شکوہ	تو رین کتنے سونے کے سی بھاڑ
آگے روپے کے رتھی کے پیچھے	سونے کے تھے طرف ہی نثار	تھے مگر فیل ابر گوہر بار
تھین جلو مین زنیان حاضر	جادہ کے آسمانیان حاضر	تازی ترکی عراقی و عربی
کوتل آگے تھے خوش جلو مین	نوبتی خوش سلیقہ سارہی ہین	نے نوازندن کی جان ماری ہین
آج نوبت کے بجنے پر ہی	عقل ہوتی تھی بس نگوڑی ٹلپ	القصہ بڑے کروفر سے ظالم

خدمت شاہ مین آکر حاضر ہوا اور سواری سے اُتر کر اندر قصر قندی کے آیا بادشاہ کو محو الیا نذر دی
پھر اجازت بیٹھنے کی ملی اور گل پر بیٹھا اور عرض کیا کہ جناب معلی نے آج جو مجھکو یاد کرکے سرفراز فرمایا
کچھ سبب بھی اسکا ارشاد ہو بادشاہ نے اُسوقت سب ماجرا ے گذشتہ جنگ جدال صرخ دیس سے
بیان فرماکر حال عنبار انگیز کی مخالفت کا بھی بیان فرمایا اور ارشاد کیا کہ اب مین نے اپنے تمکو بلایا ہے
کہ جہان اور سب سپہ سالارون مجھ سے منحرف ہوگئین وہان عنبار انگیز بھی سہی اُس سے تم ایک کیلی
عنبار ہی کی فکر کرنا صرخ جو اُسکی طرفدار ہے اور اُسکے لشکر وغیرہ سب ہی کو غارت کردینا ظالم کہا
وہی عنبار انگیز جو گوری گوری جوان سی عمر بعضو دہانہ مین یاقوت کی جگہ ہی رکھتی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ ہان وہی ظالم ہے

کہا حضور رخصت کر لیجئے کہ مین جاکر طبقہ اس مقام کا الٹ دونگا جہان سب مخالف ہین اور ہر ایک کی
بعنایت سامری مشکین باندھکر حاضر آستان کرونگا لیکن ایک بات شرم کی اور خلاف ادب سلطانی ہے
اسکو عرض نہین کر سکتا ہون اگر جان کی امان پاؤن تو زبان پر لاؤن بادشاہ نے فرمایا کہو بیتکلف
جان بخشی کی اُسنے اُٹھکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ عیار کو مین پکڑ لاؤن تو مجھکو کیا عنایت
فرمایگا کہ مین ایک مدت سے اُسپر شیفتہ اور زلیخا ہون اور اکدن مین بنے جادو کے پیالے مین اُسکو دیکھا تھا

خون ہوے نالۂ حزین کے ساتھ	رابطہ آہ آتشین کے ساتھ	ہونٹھ سوکھے تو خون ناب ہوا
جو یہ دیکھا وہ خون کو جوش ملا	بستر خاک پر گرا ہون زار	رو رو کا گھر ہوا دل بیتاب
خفتہ وفتہ ہوا ہون سودائی	رو رو پہونچی ہی میری رسوائی	آہ جو ہمدم سے کرتی رہی
اب تو وہ بھی کمی سے کرتی ہی	نا امیدانہ گر کرون ہون نگاہ	دیکھتا ہون ہزار روزنہ سیاہ

الطاف خسروانی وعنایت سلطانی سے بعید نہین کہ یہ التماس میرا بدرجۂ اجابت پہونچے شاہ یہ
سوال اُسکا سُنکر ہنس دیا اور فرمایا کہ سب معشوقین طلسم مین ہماری ہین کہ کوئی انمین سر نواز ہو
چکی ہی اور کوئی ابھی باقی ہی انمین سے ایک یہ بھی ہی کہ ابھی میرے کام مین نہین آئی تجھکو
اور بہار کیطرح چنانچہ جب تمنائے دل تیری ہی تجھکو وہ عنایت کی تو اب اُسکا مختار ہی اسنے شاہ
شاہ کی دیکھکر پھر نذر دی خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور لشکر ہمراہ لیکر طلسم ظاہر کی جانب چلا شاہ نے
اُسکے جاکے قبل نامہ حیرت کو لکھا کہ ای ملکہ ہمنے ظالم گیسو دراز طلماتی کو بھیجا ہی تم جانتی ہو کہ وہ بڑا
طلسمات مین سے ہی اور بڑا معزز ہمارا نوکر ہی اور خیر خواہ بھی ہی اُسکی خاطر بہت کرنا اور
مناسب اُسکی لڑائی کا دیکھنا اور جب وہ عیار انگیز کو پکڑ لائے تو عیار کو ہمنے اُسے دیدیا ہی وہ
جو جی چاہے اُسکے ساتھ کرے تم دخل نہ دینا یہ نامہ حیرت پاس جو پہونچا اُسنے پڑھا اور حکم دیا
کہ بلند تر بارگاہ وسیع و عالی برپا کیجاوے کہ شاہ نے خود سفارش ظالم گیسو دراز کی فرمائی ہی
حسب ارشاد ملکہ بارگاہ دلکشا نصب ہوئی انمین خوان طعام گوناگون کشتیان شراب صاف
کی اور سب اسباب راحت و عیش بھی مہیا فرما دیا اس عرصہ مین با ہزاران احتشام و تجمل ظالم
گیسو دراز طلماتی یہان آکر پہونچا ملکہ نے استقبال کرایا اور لشکر اُسکا اُتروایا وہ جب سامنے
آیا تسلیم عجز و انکسار کو سامنے خاتون بادشاہ کے جھکایا خلعت ملا بیٹھکر شراب پینے لگا

وہ زمانہ آیا کہ شب تیرہ فام مثل ظلم گیسو کھولے ہوئے خیمہ ہر مین قدم زن ہوئی اور لیان غبار انگیز
روز سفید نے گریز کی کہ ابیات

لطف چرخ بلند پیشانی ۔ دیدۂ مہ نے کی نگہبانی تھا جو اُس شب کو انبساط کا دور ۔ ہو ساغر مہ لبالب مے نور
شام سے تا بہ صبح حرب و ضرب ۔ نوجوام طبل جنگ بجا نفیر سحر کو دم طلب ۔ زمی کا شور بلند ہوا ہر کارے لشکر
موضع مین آکر بعد دعا و ثنائے شاہی عرض پیرا ہوئے کہ ای ملکہ عالم ظالم گیسو دراز ایک سردار ظلم
آیا ہی اُسنے اپنے نام طبل جنگ بجوایا ہی موضع نے خبر سنکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے شہر مین
بھی شور محشر آشکار ہوا ہر ایک صدائے طبل و بوق سنکر خبردار ہوا کہ کل پھر معرکۂ جنگ درپیش ہے قدم دریان
میدان مین پیش ہی وہی ہنگامہ خیزی و معرکہ انگیزی جان دینے کی آشکار ہوئی لڑائی کی ایک دھوم
ایسی ہوئی کہ ہجوم سپاہیان اور مبارزان سے مجمع قیامت نظر آتا تھا وہ میدان جنگ میدان حشر
سا تھا فوج مین سے یہ گرد و غبار اڑا تھا کہ آئینہ خورشید اندھا ہوا تھا فلک سے غباریون کرتا تھا کہ جیسے کہرا پڑتا ہے
ملک شہود کیفیت شب تار دکھاتا ہر قدم پر دہان قدم رکھنے سے بھونچال آتا زمین کا اینسہ سپاہیان سے یہ حال تھا
ہین تفنگہائے سحر کی کثرت تھی کہ جسکا کمانون اور کشون کی شدت تھی تلوارین اتنی متصل ہوئی تھین کہ دنیا تمام
سلح خانہ نظر آتی تھی خوف سے بزدلون کی جان جاتی تھی ایک سمت سحر کا کارخانہ تھا جادو کا ٹھکانا تھا
ندھیر جہان مین برپا تھا کسی جا روشنی کہین اُجالا تھا کوئی کسا رہنیدن مُنھ پر ملتا کیسکا مُنھ کالا تھا اگیا دون
کی وہ کثرت تھی کہ دنیا آتش سے بھر گئی تھی لونا چماری بھی یہان آتے ہوئے ڈر گئی تھی جو بیر آتا تھا
سامری اپنے تئین بتاتا تھا زردستی جتاتا تھا ۔ سیدم فلک سے آگ برستی تھی آتشبازی سحر کی چھٹتی تھی یہ حال تھا

قصیدہ گر اُسکی شجاعت کا کرون حال مین بیان ۔ بجائے قلم خنجر بران کے برابر
دشمن کو سلاکون مین میدان کے برابر ۔ تلوار تیری روز وغا برق نظر آئے
گر کاٹ سناون مین تری تیغ دودم کی ۔ ہو ملک عدو شہر خموشان کے برابر
سایہ بھی ہی اک برق درخشان کے برابر ۔ ہی اسپ فلک سیر ہر ایک غیرت صرصر
جایئن کبھی مشرق کبھی مغرب وہ چھلانگ ۔ بجلی سی بھی گیند گردان کے برابر
مالک جو ہوئے انکا متابان کے برابر ۔ غرض رات بھر ہر سمت عریان جما شجاعت کا بنا دستنگار ہا جنگ زمانہ
کر فیل فلک کی گردن پر میلبان زمین تن مہر سوار ہو اور اسپ تکین لیل دم دبا کر بھاگا کہ ابیات

صبح کا دم بھی ڈر کر نکلا تو خطا تو کا پتا نکلا ٭ راز شب آشکارا ہوا ہر کہ شور محشر و دیدار ابھی

صبح دم صرخ و بہادر دشمن مور و غیرہ ہزاران کمنت شوکت تختہائے سحر پر سوار ہو کر جانب میدان چلے یمن نفیر و دبدبہ کا شور ہوا مائل جنگ ہر صاحب زور ہوا ایکطرف سے ساحر طائر سحر اژدر اڑا کر چلے کسی سمت بہادر منچلے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے تختہائے زرین کا روے ہوا پر چمکنا آفتاب کی ضو مین ہر آفتاب نکلا ہوا دکھائی دیتا سادگی کا روے ہوا پر کہنے نقارے بلندی پر جو بجتے کر دیا ن ملک کو خیال ہوتا کہ غلغلہ ملک پر ہے کہین یہ لوگ حملہ آورین ہر سمت بادشاہ لشکر کی شان مین فقیر کی زبان پر نظم

ای ترے ڈر سے جگر شیر دن کے آب	دشمنون کو رد بہانہ خطر اب	ہاے کی صف ہر گروہ نون کی نقا
لشکری اس فوج کا ہر اک عقاب	موج زن جبہہ ہوا یہ در یا موج	بستیان اس ہمت کی جیسے حباب
گرد اس لشکر کی گرد بلند	پھر زمین و آسمان مین ہو حجاب	جاے دشمن جون سبک یا سوخت
وقت گرگ میش نے منھ پر نقاب	رہ ست و اسکے زمین گردن کشان	تا قیامت وہ رہے مالک دی

رسمی خطم تجمل سے دادگاہ مضامین آکر سب منچلے ہو نچے اسطرف طبل جنگ بجوا کر ظالم کیسوا ز ظلماتی اپنی بارگاہ مین آیا تھا اور سورہا تھا صبح کو جو اٹھا لشکر جانب میدان چلنے کو تیار ہوا لیکن اسنے بزرگ وپندار کہا کہ ابھی بہت سویرا ہے مین ایک دو گھڑی مین آوسپ خطا کر دارون کو پکڑ لونگا لشکر آگے چلے مین بازی شطرنج کی کھیل کر آتا ہون یہ کہکے شطرنج بچھا کر مصاحبون سے شطرنج کھیلنے لگا زمانی کی کچھ بساط نہ سمجھا لیکن عیار عمرو کی جانب کیے بڑے بڑے فریبون کو مات کر چکے ہین اپنے فطرتی ہر جگہ دوڑاتے ہین گو وہ خیال مرد ہی مین پھنسا ہوا تھا لیکن ضرغام نے رخ نہ پھیرا جادوگر نیکے اپنی بارگاہ مین گیا اسنے شطرنج کھیلنے کھیلتے ایک مہرہ مارا اور کہا بازی ہمنے پائی یہ کہنا تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور وہ ضرغام کے لپٹ گیا پکڑ کر سامنے لایا اسنے استفسار کیا کہ تو کون ہی اسنے کہا مین ملازم حیرت جادو کا ہون اور ساحر ہون ظالم نے کہا نہین تو عیار ہی ضرغام نے کہا مین عیار نہین ہون اسنے سحر پڑھ کر جو پھونکا روغن عیاری اسکے چہرے پر سے اڑ گیا سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ ضرغام عیار ہی ہے یہ دریافت کر کے اسنے نامہ لکھا عمرو کو کہ ای عمرو کہنے لاکھون سا دھار دوا ے مگر اب میرے ہاتھ سے تم مارے جاؤگے اگر بس چلتا تو تمکو عیار دون سے دعوی جنگ چاہیے میرے مقدمہ مین دخیل ہونا مناسب نہین ہے تمہارے طرفدار ساحرون سے لڑنے آیا ہون خبردار اب ہمیون مکاری کو نہ دوڑانا ورنہ مرنے کو

کو کام فرما یہ نامہ لشکر خرغام کو دیا کہ اپنے اُستاد کو جا کر دینا اور خطا تیری بھی معاف فرمائی جا ایہان آنا خرغام
وہان سے چلا تھوڑی دور جا کر دل سے کہا کہ تم اس ساحر کے باپ کے نوکر تو ہو نہیں جو یہ جاؤ اور پیام سلام
کرو چلو عیاری کرو جب جانا بارگاہ مین نامہ بھی دکھا دینا خواجہ ابھی میدان جنگ مین آئے ہونگے وہان
نامہ کا کیا موقع ہی یہ سوچکر پھرا اور دوسری طرح پر صورت اپنی بنا کر بارگاہ مین ظالم کے آیا اُسنے
پھر سحر سے دریا کر لیا اور پنجہ کو پھیکر گرفتار کرایا اور عفریت سرخ چشم کو بلوا کر کہا ابھی تو
اسکو پکڑ کر لیجا اور صرخ کے یہان چھوڑ آ پھر عفریت خرغام کو لیکر اڑا اور سامنے لشکر جنگ آزما
کے لاکر اُسنے چھوڑ دیا اور کہا تجھے منع کر دیا تھا کہ اب آنا تو نے نہ مانا خیر اب بھی ارادہ نکر نا ورنہ مارا جائیگا خرغام نے
لشکر مین آکر خواجہ کو نامہ ظالم دیا اور سب حال کہا عمرو عیار لیکے میدان مین کھڑا تھا اسوجہ سے چپ ہو رہا اور
کچھ عرصہ مین ظالم بھی سوار ہو کر رحمہ کا رتھ مین پہونچا جنگیون کی فوج مین گھنٹے بجے نا قوس پھونکے اژدر کا
دمان پھنکارنے نار یل سرخ نار یل اچھلنے لگے رسول مسول چلنے لگے جوجو کا سامری کے شور بلند ان
سبنے آکر پڑاؤ جمایا جب صفوف فوج دونون جانب ترتیب پذیر ہوچکین جیپال جھنت ظالم کی
طرف سے میدان مین اجازت لیکر آیا اور بعد سلیم شوری و نیرنگی سحر دکھانیکے مبارزطلب ہوا
سرشار جادو نام ملازم صرخ نے اپنا اژدر اُسکے مقابلہ مین نکالا اور صرخ سے اجازت لیکر سامنے اُسکے
گیا اُسنے ایک نار نج مارا سرشار نے خالی دیا اور نار یل اُسکے سینہ پر لگایا اُسنے بھی خالی دیا اور غصہ مین
آکر اپنے کمان سے کنڈل نکالکر جو مارا وہ کنڈل بجلی بنکر جو گرا سرشار کو کاٹ گیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا
سرشار کا بھائی میخوار اس سانحہ کو دیکھکر تابنہ لایا اور صرخ سے اجازت لیکر برمقابلہ آیا جیپال نے بھی
کنڈل پھینکا مارا لیکن یہ بہادر زمین مین سما گیا کنڈل خالی گیا اور پشت پر جیپال کے زمین سے نکلا اور لگا
کہ سنبھلے وہ جبتک خبردار ہوئے اُسنے ایک تلوار سحر کی لگائی کہ بجلی بنکر وہ تیغ آبدار بھی جیپال کے سر پر
گری اور اُسکو بھی کاٹ گئی مُنڈ کے اوپر وہ گیر اُسکے مرنے سے بھی بلند ہوئی یہ حال جو ظالم نے دیکھا سب لشکر
کو روک کر خود آپ برمقابلہ نکلا اور میدان مین آکر للکارا کہ اے فرقہ گمراہان آؤ میرے مقابلہ مین یہ سنتا تھا
کہ ملکہ بہار اپنا طاؤس خوش رفتار بڑھا کر سامنے صرخ کے آئی اور کہا اے ملکہ سیلون رہنے والا طلسمات کا ہی جسکو شاہ
طلسم نے غصہ مین آکر نکالا جاہی ایسے ویسے سے مارا نہ جائیگا مین اُسکے مقابلہ مین جاکر نصیب آزمائی کرتا ہون
اگر مرا نصیب ملکہ صرخ نے اُسکو ٹلے سے لگا کر رخصت کیا یہ مجوبہ خوش لقا دلشیرین ادا دل لشکریان

پامال کرتی حنائی انگلیان اپنی کیا دکھاتی کہ قتالہ عالم ہونا اپنا جتاتی زلف رخسار پر سے ہٹاتی تھی یا کہتی تھی کہ سب دشمنون کو پریشان کرونگی چشم فتان کا بہانہ ان شوخی یہ اشارہ تھا کہ ہر حرکت غمزہ نے میرے ہزارہا ن لشکر دل پامال کردیے ہین اب بھی سخوف لشکر اعدا کو حیران بنا ونگی چہرہ مین بسان آفتاب تابان وہ گرمی کہ جسکے جلا آگے کوئی سامنے ٹھہرنے کی تاب لاسکے دہن تنگ ایسا کہ دشمنونکو راہ عدم دکھائے عجب حسن لاجواب کی اُسکے بہار تھی واقعی

سراپا وہ بہار تھی کہ ابیات

دیدہ گل مین جا گہ اُسکی	بگھت گل گرد رہ اُسکی	چشم برہ سارہ چمن اُسکا
نقش قدم تھا یاسمن اُسکا	گل شگفتہ اُسکے رو کا	سنبل اک زنجیر ہے مو کا
جب وہ چہرہ تابندہ ہوا	ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہوا	زلف اس چہرہ پر تابندہ
کاکل صبح سے خوش آیندہ	دیکھ اس رخ کی نورافشانی	شمع مجلس ہو پانی پانی

الحاصل یہ فروغ افزاے مجلس جلی دوبیانی سنکے اُس ظالم ظلم کے جاکر پہونچی اُسنے اُسکی صورت دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور کہا کہ خوب تونے اچھوکریا پیٹ سے پاؤن باہر نکالے کہ میرے مقابلہ مین آئی مجھکو بھی تونے افراسیاب مقبل رکیا ہے افراسیاب تیرے عاشق ہین وہ طرح دیجاتے ہین لیکن میرے ہاتھ سے تو بچکر کہان جائیگی اچھا اپنا اور ان بانو سحر بنا کر نکال لے بہار نے یہ سنکر خیال کیا جو چلے مار چلے وہ ہی میری زبردست ساحری شاید تجھے مہلت سحر کی آملے بہتر تو ہی کہ اپنا کام پہلے کرلے یہ سوچکر اُسنے طلاؤس سے جست کی اور میدان مین کھڑے ہوکر کچھ افسون پڑھا اور پکاری کہ اے بہار آؤ اُس آواز کا دینا تھا کہ یکایک ہوا سرد چلی انکھین ہر ایک کی بند ہوئین پھر جو انکھین کھلین ہر سمت چمنستان بنا پایا اور اُس چمنستان مین لالہ و گل اگا پایا۔ خوش بہ فصل بہار تھی گلشن مین آمد بہار تھی باغ بالکل فرنگستان تھا سنبل شبنم سے پوڈر بالون پر چھڑک کر پریشان تھا شاخ نازک کی فرنگن کے دست نازک کا گیت تھی ہر گل کوچہ پر ناز کے پاؤن کے اسباب عیش سمیت تھی شگوفہ گیلاس کی شمل غنچہ بوتلین خراب کی تھین سوسن بھی اودی باتات کی کرتی پہنے تھی نرگس شکوہ کھاتی بصد آب و تاب تھی جب ہوا چلتی تھی پتون سے آواز ارگن بجنے کی آتی تھی لالہ نے سلامی کے لیے پلٹن چائی تھی نار رگ ابر بہار کو کھینچکے نسیم سحر نے ساز خوشی بنایا تھا انگریزی باجا بجایا تھا اُس گلستان سحر کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

اپنی رنگینین چمکتی ہوئی دکھائینگے	آپڑے گی جب کہین نہر پہ بجلی کرن	نئے نوازی کے لیے کھولکر دنیا نثار
آکے دکھلائینگے بلبل بھی جو ہے کانن	آیگا نذر کو خیشہ کے گھر دے لیکے ہما	یاسمن چھوکی بنے مین چلے گی بن

نکہت آئیگی محل کھول کلی کی کلی کھلے
ساتھ ہوگی زکات بھی جو ہے ابھی نہیں
حوض صندوق فرنگی سے مشابہ ہونگے

اُسمین ہونگے پیدا دھی عکس لعل
کیا تعجب ہے کہ فوارون کی ہو سازی
رہ کے ملبن نہین ایسے کہ ہون ہرن

جب ایسا باغ پر بہار تیار ہوچکا ملکہ بہار اس باغ مین داخل ہوئی اور لباس پر تکلف کے اپنے اور زیور مرصع کار کے علاوہ حسن وجمال کی پھبن دکھانے لگی ہوا مہر چلی لشکری ظالم کے ساتھ تھے وہ سب جھومنے لگے اور شعر عاشقانہ ہر ایک نے ورد زبان کیے کوئی پکارا کہ ای جانی ملکہ بہار

ہمتو تیرے فرمان بردار ہین بیت

یون ناکام رہینگے کب تک جی مین کام کرین
رسوا ہوکر مارے جائین تجھکو بھی بدنام کرین

کسی نے آواز دی کہ ای میرے دل وجگر سے بہتر کلیا تیرے حسن وجمال کی تعریف کرون کہ مطلع

کس سے مشابہ کیجے تجھکو واہ مین ویسا نور نہین
کیونکر کہیے بہشتی رو ہے اس خوبی سے تو حور نہین

ایک اُنمین سے بولا کہ ای راحت جان وعمر مطلع

دل کے گئے بیدل کہلائے مگر دیکھین کیا کیا ہون
محرون ہوئین معتون ہوئین مجنون ہوئین رسوا ہون

اسی طرح تمام لشکر دیوانہ وار عشق بہار مین یہ اشعار بکتا ہوا جانب باغ روانہ ہوا استعا

کہان تک شوق وملت مین مرین ہم
نہین جی صبر کرتا کیا کرین ہم
نہین جان ٹھہرتی ٹھہرائین کیونکر

نہین دل مانتا سمجھائین کیونکر
کہان تک آرزوے ہمنشینی
رکھے وا ماندہ خلوت گزینی

کہان تک سوز شوق ہمکناری
کرے یون گرم جابر مین ہماری
کہان تک اشتیاق بوسہ لب

فسون خوان فغان وجوش یارب
کہان تک طوق ایام جدائی
کہان تک عرض غم کی نارسائی

حریف یاس اک مدت ہوئے ہین
خبر لے جلد ای ظالم کہ ہم کیا
نہین بس میں کہ یہ بھی قید است

رہے عاشق کشی تیری سلامت

جب لشکری اسطرح دیوانہ وار بکتے چلے ظالم نے کچھ خاک اٹھاکر اپنے لشکر کی جانب اڑادی وہ خاک جسکے سر پر جاکر پڑی وہ چپ ہوکر ایک مقام پر کھڑا ہو رہا پھر کچھ سنے شور وغوغا نہ کیا جب سب اپنے لشکر کو وہ ساکن بصبر وسکون کرچکا اُسوقت پکار کر کہا کہ واہ بی بہار تمہارا کیا کہنا بس ای بحر پر تمکین ناز تمہارے اب اچھا ہوشیار ہوجاؤ اس نعرہ کرنے پر بہار نے اور زیادہ اپنے بحر کو زور دیا لیکن اُس ظالم کو کچھ اثر نہوا اور اُسنے اپنے گیسو کی دراز سے بالون کو توڑ کچھ افسون پڑھا کہ وہ بال مثل زنجیر بیچ پانی کے بنگئے اُس زنجیر سے اُسنے بڑھکر حکم دیا کہ جاؤ اور اس لشکر

جسخ نابکار کی نوج کو مع سردار ان باندھ کے اور ایک بال اژدر کرکٹ باغ کی جانب بہار جادو کے پھینکا
کہ جا تو اس باغ کو بہار کے تاراج کر کے بہار کو مع کنیزوں کے پکڑ لا وہ بال زمین پر گر کر ایک اژدر خونخوار
بنا اور شعلہائے آتشین چھوڑتا ہوا جانب باغ لگا رین بہار روانہ ہوا اور باغ مین وہ باغی جب پہونچا وہ
باغ تمام دشت ویران بنگیا جہان ایسے موذی کا گذر ہوا اور اس اژدر کا یہ حال تھا کہ ابیات

وہ تھا باغ اُسکے سبب ہو لناک	دم اُسکے نے وان کی آبادی تھی خاک	کہان سایہ اُسجادہ سبزہ کہان
درخت اُسکے جاتے رہے تھے وہان	صدائے مہیب اُسکی ایسی بلند	جگر چاک تھے سب ہوا پر پرند
اڑا اسطرح باغ مین بس غبار	کہ وہ باغ تھا ایک تاریک غار	پہونچتا تھا گردون تلک شور و شر
ہوا صاف ہو کی نہ دو دو پہر	جدھر بھر نظر دیکھیے لگ رہی آگ	دم دم کشی لب پہ کھیلے ہی ناگ

خدا کی مار اُس بس کی گانٹھ نے اپنے دم آتش فشان سے تمام درخت اور چمنستان جلا دیے جو
شجر کہ پھولا پھلا تھا وہ اب چنار آتش فشان نظر آتا تھا طاؤس باغ اور لالہ کا دل ہی آتش سے
داغی ہوا ہی حنا کا دل اسی رنج سے خون ہوا ہی سوسن دھان گئی ہر جیہ ہی نیلی ہے سنبل
گریج و ہوئین کا پتا دیتی ہی نہرین خوش کھا کر اُبلنے لگین جیسے کوئی پانی کھولتا ہی ترکیب بند

یہ گلستان سرا نا شا نہین رہا	وہ تو بہار گلستن دنیا نہین رہا	افسوس کوئی پردہ نشین پردہ نہین
وہ حسن جس سے خشک ہو سودا نہین رہا	حیف اپنی تلخ کامی و شوریدہ طالعی	جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہین رہا
اپنی خرابیون کو کہان کے جا روے	وہ شمع روے انجمن آرا نہین رہا	ہر دم جبین آینہ آلودہ نم ہے تھی
یہ آب و تاب حسن اُسی کے دم سے تھی	جب وہ باغ سب جلکر خاک ہوا اُس اژدر نے دم کھینچا کہ کنیزان ملکہ بہار	

اور بہار جادو سب کھینچکر اُسکے نار دہن مین چلی گئین اور وہ اژدر پھر کر سامنے ظالم کے آیا بہار کو
مع کنیزان کے اُسنے اگلدیا ظالم نے قید سحر مین مبتلا کر کے اُسکو تو لشکریون کے حوالہ کیا اور آپ لشکر پر ہو
آگے بڑھا اسوقت خواجہ عمر و و غیرہ عیارون نے دیکھا کہ معاملہ جنگ ہے و صف ہے یقین کا مل ہوا کہ ہمارے
لشکر کی شکست ہوگی بس یہ حال دیکھکر عیار تو سب لشکر سے نکل گئے اور وہ زنجیر جو بادلون کی بنی تھی
وہ آکر لشکریون کے دست و پا و کمر مین لپٹنے لگی اور ایسی وسعت اُسکو ہوئی کہ تمام لشکر کے بند
کو اُسنے جکڑ لیا ایک ہی رسی مین یہ بچارے سب بند ہے جو جو کہ بزدل تھے وہ پہلے ہی سے بروقت
نار دہی گلشن بہار جادو بھاگ گئے تھے باقیماندہ اُسوقت بندھے ہے جو بچے بھاگ نکلے باقی مین

لشکر کی بند ہو گئین و چل پہل اور رونق سب مٹگئی جو جو لشکری کہ منچلا پن کرنے آمادہ لڑنے پر ہوئے
ایک سو مہنت کو ہمراہ لیکر ظالم بھی اُنپر آ پڑا اور تلوار چلنے لگی کچھ دیر زد و کشت کا ہنگامہ برپا
رہا آخر وہ بھی گرفتار زنجیر سحر ہوئے اب ہر ایک کی زبان نحم بیان پر یہ افسانہ تھا کہ ابیات

کیا ماجرا لکھون مین کہ تاب رقم نہین	ہین نالہ ہاے صور صریر قلم نہین	وحشت مری نگاہ سے ہوتی ہین جلوہ گر
تا نظر وہ سلسلۂ نحم بہم نہین	آوازہ ہاے ہاے کی آتی ہے متصل	گردون ظلم گنبد ماتم سے کم نہین

غرض اس زنجیر سحر مین بصد ستم یہ سب بستہ رنج و الم بھیجے" ہوے چلے اور سامنے ظالم کے دور انکو
لے آئی اُسنے ہر ایک کو طوق و زنجیر سحر پہنا کر قید کیا اور بعد شادمانی بجا کر پھر اپنے لشکریون کو حکم دیا
کہ انکی بارگاہون اور مال خزانہ پر جا کر قبضہ کرلو اور جب تک کہ یہ سب قتل ہون یا اعانت شاہ طلسم کی خبر
نہ پاؤ اُسوقت تک کوئی اسباب انکا غارت نکرے بارگاہون پر ان پیادون کا پہرا مقرر ہو گیا اور یہ پھر
بارگاہ حیرت مین آیا لشکر نے اُسکی کمر کھولی آسودہ ہوا اور اُسنے حیرت کو آگہ دی اور عرض کیا کہ
مبارک ہو مین نے سب باغیون کو گرفتار کر دیا حیرت نے یہ سُنکر عرضی خدمت شاہ طلسم مین اس
مضمون کی لکھی کہ اے بادشاہ ذی شان ظالم نے آکر وہ کارنمایان کیا ہے کہ زبان اُسکے وصف مین قاصر
اب سب نگہ اور اسیر سلسلۂ حیرت ہین اب جو کچھ حکم ہو وہ عمل مین آئے بلکہ اگر مزاج ہمایون مین آئے تو خود
قدم رنجہ فرما کر ہمون کو شرف ملاقات عطا فرمائیے یہ عرضی تو پہلے کو دی کہ وہ لیکر بادشاہ کے پاس گیا اور حیرت
نے حکم ترتیب جشن دیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ ظالمہ شب نے زنجیر کہکشان مین مہر و ماہ کو گرفتار کیا آنظم

خراب سرخوشی نے سر پہ رکھا	بخت بیدار نے سُلا رکھا	رہی پوشیدہ گرمجوشی شب
کھل گئی ہمسہ پردہ پوشی شب	رات کو ظالم نے اپنی بارگاہ مین آکر شراب خواری کرنا شروع کی جب	

دماغ اُسکا شراب سے گرم ہوا بے اختیار خیال یار آیا سوچا کہ ساری لڑائی تو نے فتح کی مگر ہمین
غبار انگیز جادو کا پتہ نہ پایا اگر اسوقت وہ ہوتی تو کس مزے سے پہلو مین سوتی دل نے ناکامی کہ
اتنی محنت مین کی پر وہ جلوہ پردۂ حسن نہ کھلی آہ یہ رات کیسی ہجر و الم مین گذرتی ہے یہ سوچکر بیتاب
کرنے لگا اور کہنا تھا کہ ؎

تلق و جوش منفعل کیا کیا	نجم طالع کو بھی زوال ہوا	اپنا گھر جانکہ وبال ہوا
جون زمان و مبدم تغیر حال	جسسے بیتابیان خجل کیا کیا	آہ غم ہجر و گاہ یاس وصال
کبھی جون سایہ خاک پر گرنا	کبھی بیتاب دوڑتے پھرنا	

کبھی جوش سر شک طوفان بار	کبھی آہون کا باندھہ دیتا تار	اسی حالت بیقراری مین اس بات

پر قرار آیا کہ جو کوئی شریک مصرخ ہوا وہ اُسکے لشکر مین موجود ہی اگر غبار بھی شریک رنج و راحت مصرخ ہی تو کیون لشکر مین نہین ہی اور اگر نہین ہی تو انہین لوگون نے تیرا عاشق ہونا سنکر اُسکو کہین چھپایا ہی تجھے دو دو فرقت مین اُسکے رلایا ہی انہین لوگون سے اسکا حال پوچھنا چاہیے اگر نہ بتائین تو مار مار کے دریافت کرنا زیبا ہی بس یہ سوچکر جہان سب قید تھے وہان گیا پھر ایک اسیر سلسلۂ غم کو بیحد رنج و گزند سے پریشان حال پایا فرط غیظ و غضب سے زبان پر لایا کہ ای مفتریان مکار تم لوگون نے عیارون کے ہمراہ رہکر جعلسازی سیکھی ہی بہتر اور لائق یہ ہی کہ جلد بتاؤ ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار کہان ہی مین خوب جانتا ہون کہ تم ہی نے اسکو کہین چھپایا ہی ایک نے یہ گفتگو سے لاطائل اور بے مغز اُسکی سُنکر جواب دیا کہ ہمکو اپنے دین و مذہب کی قسم ہی کہ ہم اُسکے حال سے فی الحال آگاہ نہین ہین کہ وہ شہزادی اب کہان ہی معلوم ہوتا ہی کہ اپنے ملک مین ہونگی یا جہان انکا جی چاہا ہوگا تشریف رکھتی ہونگی ہمکو اُنکا حال کچھ معلوم نہین ہی اُسنے یہ سُنکر کچھ سحر پڑھا کر زمین سے چند پُتلے نازنینانے لیے پیدا ہوے اُسنے حکم دیا کہ مارو دھکو اور قبول کراو کہ یہ ملکہ غبار انگیز کو بتائین پُتلے سا حکم پاکر نازنینانہ زن ہوے اُسوقت سب نے اشک حسرت رخسار پر بہاے اور کہا ای ظالم اگر تو ہمکو مار بھی ڈالیگا جب بھی ہم واقف نہین حال غبار سے کچھ نہ بتا سکینگے اُسنے خیال کیا کہ شاید طلسم ایسا ہو کہ اُنکے ذلیل کرنے سے ناراض ہو اور آخر تو یہ سب مارے ہی جاوینگے پھر کیا ضرور ہی کہ تو انپر جبر و تعدی کرکے بے عزت کرے ناچار خاموش ہو رہا پُتلہاے نازنینانہ زن کو بھی سحر سے غائب کر دیا اس اثنا مین خواجہ عمرو بھی فکر عیاری مین ساحر بنے ہوے اُسکی بارگاہ مین آئے اُسکا تو سحر مقرر ہی کہ جو کوئی عیار آتا ہی سحر اُسکو خبردار کرتا ہی چنانچہ خواجہ کے آنے کی بھی اُسکو خبر سحر نے دی اُسنے پنجہ سحر بھیجا کہ وہ آکر عمرو کے لپٹ گیا اُسوقت ظالم بھی آیا اور کہا ہوا کہ ای عمرو مین نے پہلے ہی تمکو ناصح بیگانہ کر دیا تھا کہ تجھکو عیارون سے کچھ کام نہین ہی مین ساحرون سے لڑنے آیا ہون بس ہی ہوا کہ مین ساحرون سے لڑا اور اُنکو باقبال بادشاہ طلسم گرفتار کر لیا پھر تم ناحق اپنی جان دینے کو آئے اچھا اگر آئے ہو تو ایک طمع سے تمھاری رہائی ممکن ہی لیتے یہ بتا دو کہ غبار انگیز طاؤس سوار کہان ہی اسلیے کہ اس صاحب حسن جمال پر مین ہزار جان سے شیدا ہون اور اب مین نے

افراسیاب سے اسکو مانگ لیا ہی یہ کہکر ایک آہ سرد دل پر رد رو سے بھری اور زار زار بزنگ ابر بہا
جیب و دامن کو تر کیا اور پکارا کہ نظم

دل زار تجھ بن ہی بے کل بہت	نہ جی کو مرے بے ملے مل بہت	کہین یون فراموش رہتے ہین
ہمارا ترا عشق ہے یادگار	ترحم کہ اب بھی گیا کچھ نہین	لطف کہ ہم مین رہا کچھ نہین
مگر دن کہ افسوس باقی رہے	کل تر پہ چند اوس باقی رہے	کھٹی جان جاتی ہی یون ہجر مین
تلف جیسے ہر دم ہو آب رواں	ہوجاتی اے کاش الفت نہین	اٹھانی نہ پڑتی یہ کلفت ہمین

عمرو بھی اسکے ساتھ رونے لگا اور کہا ہوا کہ ہاے یہ عشق بھی کیا بد بلا ہی اے ظالم جب مین تمھاری معشوقہ غبار انگیز سے ملاقی ہوا تھا تو اسکو بھی بیتاب اسی تب و تاب مین دیکھا تھا اور کہتی تھی کہ اے کاش یہ جان حزین نکلجاتی تو اچھا تھا کہ نہ منھ سے کہا جاتا ہی نہ اس بن رہا جاتا ہی اب نہین معلوم کہ تمھاری ہی وہ سودائی تھی یا یہ بلا کسی اور نے اسکو لگائی تھی مین تو جانتا ہون کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہی یہ تمھارا ہی جذب کامل تھا کہ جو اسکو بیقرار کیے تھا سچ کسی نے کہا ہی کہ ابیات

محبت سے کسکو ہوا ہی فراغ	محبت نے کیا کیا دکھائے ہین داغ	محبت اگر کارپرداز ہو
دلون کے لگین سوز سے ساز ہا	محبت عجب ترک خونریز ہی	محبت بلاے دل آویز ہی
ہوئی اس سے شیرین آلی حیات	کیا اس سے لیلی نے خیمہ سیاہ	اے ظالم مین جانتا تھا کہ تم بہت

بڑے سادہ ہو اور مین جاؤنگا تو ضرور پہچان لوگے اب تمکو یقین آئے یا نہ آئے مگر مین آپ سے اس ماجرے کو سنکر تمھارے پاس آیا ہون کہ تم مرجع وغیرہ کو زود کوب کرکے حال غبار دریافت کرتے ہو پس مین نے کہا کہ جو کچھ مجھکو معلوم ہی جاکر بیان کر آؤن اس کلمہ کو سنکر ظالم خوشنود ہوا اور مجھسے کہنے لگا پھر تم کو بخشہ سے سحر کے چھوڑا کر کہا غ ارجمند مین بہت کچھ تمکو دونگا اگر میری معشوقہ دلنواز کا حال بیان کروگے عمرو نے کہا کہ جب ہم باغ ملکہ بہار تاراج اور برباد کر رہے تھے اسوقت وہ ملکہ ایک درخت کے نیچے بیٹھی رو رہی تھی اور عزم اسکا یہ تھا کہ مین بھی جاکر اپنی جان دون مگر کہتی تھی کہ اگر مین ظالم کے مقابلے مین جاؤنگی تو اسپر مجھ سے بسبب فرط الفت سحر نہو سکیگا اور اگر وہ مجھکو پکڑ لیگا تو حیلہ یعنی وصل اس سے کرنا چاہتی ہون وہ سب سلب میرا فوت ہوجائیگا اس لحاظ سے اسکو نہ رفتن نہ پاے ماندن تھا ناچار ہوکر وہ تمھارے مقابلے مین نہ آئی آخر مین نے اس سے کہا کہ اب اگر

کہو کو مین جا کر ظالم کی خبر لاؤن کہ وہ بھی کچھ تمکو چاہتا ہی یا نہین کچھ ذکر کیا تھا اپنے ساتھیون سے
کرتا ہی آہ سرد بھرتا ہی یا نہین بس مین یہان جوا یا تو تمکو سرگرم نالہ و فغان پاؤنگا یا مرحبا ہی مرد میدان
عشق یہی چاہیے جو کچھ کہ تمنے کیا المدد ای جوش خیال یار کہ کسی حال مین معشوقہ کو دلسے اپنے نہ بھولا
اب اگر میرا اعتبار ہو تو قسم کھاتا ہون تمکو کی اپنے مالک کی کہ مین جاکر اُسکو لے آؤنگا اور تمسے
ملا دونگا لیکن آتنا خیال رکھنا کہ تمنے اور تو سب میرے طرفدارون کو گرفتار کر لیا ہی مجھکو
طلسم سے باہر نکالدینا ظالم نے یہ سنکر قسم کھائی کہ مین آپ تجھکو طلسم سے باہر لیکر جاؤنگا اور شام
امیر مین پہونچاؤنگا اور سو لاکھ روپے تجھکو دونگا اگر تو میرے یار دلنواز کو لیکر آئیگا اُسنے کہا
تو پھر آپ مجھکو رہا کر دیجیے کچھ دیر مین اپنی معشوقہ کو مجھ سے لیجیے ظالم اپنے دل مین سوچا کہ اگر تو
گرفتار کرنا اِسکا چاہیگا تو جہان کہین یہ ہوگا پکڑا بلائیگا اُسکو رہا کر دینا چاہیے فائدہ کہ لالچ مین آکر اور اپنی
جان بچانے کے لیے ملکہ مذکور کو سمجھا کر لے آوے بس عاشق تو ملکہ غبار پر تھا ہی خوش ہوا اُسنے عمرو کو
رہا کر دیا خواجہ وہان سے جست و خیز کر کے ایک درہ کوہ مین آئے اور زنبیل پر ہاتھ رکھکر پکارے
کہ دادا جان خریسنہ روم پر حملہ مین گیا تھا تو ایک پہلوان کو مع اُسکے غلامون کے اُٹھا کر مین نے
زنبیل مین رکھ لیا تھا چنانچہ وہ ہی اسوقت عنایت فرمایئے کہ خوب کنگڑا اور موٹا ہی یہ کہکر زنبیل سے
اسی پہلوان رومی کو نکالا اور اُس سے کہا کہ مجھکو پہچان کے ہو تم عمرو عیار وہ ڈر کیا کہ شاید
قتل کرنے کو مجھے زنبیل سے نکالا ہی بس گڑگڑانے لگا کہ ای شہنشاہ عیاران میری کیا خطا ہی
جو آپ مجھکو قتل کرتے ہین عمرو نے کہا ہی تجھکو چھوڑ دینگے اور تمھارے غلام بھی تمکو دینگے لیکن ایک
شخص کے پاس تمکو عورت بنا کر لے چلتے ہین جب وہ تمسے لپٹے اور مساس کرے اسکو مار ہی ڈالنا
چھوڑنا نہین اُسنے کہا حضور مین ہر چند کہ قید مین اپکی بھوکا پیاسا رہا ہون لیکن ٹانگین حرامزادے
کے پھیر ڈالونگا عمرو نے شاباش کہکر پشت پر اُسکے ہاتھ رکھا اور کہا جب کوئی تمسے پوچھے تو کہنا مین
ملکہ عیار اتیلم ظلمات سوار جادو ہون یہ کہکر اُسکو بخوبی سب حالات سے آگاہ کر دیا یعنے بتلا دیا کہ
یہ مقام طلسم ہوش ربا ہی اور افراسیاب بادشاہ طلسم ہی اُس سے اور ہمسے مقابلہ ہی چنانچہ
اُسنے ایک ساحر ظالم نام کو لڑنے بھیجا ہی اُسنے آکر ہمارے طرفدارون کو پکڑ لیا ہی اور ملکہ عیار کے
پر وہ عاشق ہی اُسکو مجھ سے مانگتا ہی مین اُسکی صورت بنا کر تمکو اُسکے پاس بھیجتا ہون خبردار کہیں مکر

مار ہی ڈالتا پہلوان رومی نے مسکرکہا آپ دیکھیے گا کہ مین کیا کرتا ہون عمرو نے اُسکو گلے سے لگایا
اور رنگ روغن عیاری اُسکے جسم پر لگا کر بعینہٖ بصورت کلہ غبار انگیز اُسکو بنایا خواجہ کا بنانا سبحان اللہ
غبار انگیز بھی اُسکی صورت دیکھتی تو ہزار جان سے عاشق ہوتی ماتا سر پر وہ بالی کہ نہر کو تر ظلمات
مین گویا جاری ہوئی یا شب دیجور مین کہکشان کی روشنی طاری ہوئی جبین پہ جو کوئی دیکھے
نیا تماشا نظر آئے یعنے خورشید کی عوض شب زلف سے چاند نکلا ہوا پائے سحر کو مہتاب ہی افشاں کی
عوض روشنی افروز عالم ہو آفتاب سے بہتر یہ نور مجسم قایم ہو ہمہ حسن کا معجزہ عیان ہو صاف
ملک سے چاند اُترا ہوا نظر آئے لوح جبین نورانی تشبیہ ہی برق تجلی کہنے کو طبیعت غش ہوئی ہی
نگاہ طرفہ آفت نئی بلا فسون سازی کا سارا لقمہ اُن آنکھون سے اعجاز پیدا ہر گردش مین ظاہر
ہزارون ناز کبھی مارا کبھی جلایا مرگ وحیات کا پیدا اندازہ گورے گورے گال پھول سے تر حسن
قبول سے باغ حسن کے دو کنول دل بلبل دیکھنے سے بلبل دہن تنگ مین تنگی سے جائے سخن
نہین صاف تو یہ ہی کہ پیدا دہن نہین سینہ پر پستان کا ابھار نمایہ شر دو جانب مقابلہ مین شمش و قمر
قمقمۂ نور کے دونون گیند بلور کے کیا اُسکا وصف بیان ہو کہ ابیات

مژہ بخت عاشق کی برگشتگی	نگہ ایک عالم کی سرگشتگی	قد و قامت اُسکا کرون کیا بیان
قیامت کا ٹکڑا ہوا تھا عیان	وہ نازان جدھر آتی تھی اچپلی	قیامت بھی آتی بلا مین چلی
ہلے اُسکے ابرو جدھر کرکے ناز	کرے اسطرف ایک عالم نماز	چھپین اُسکے غمزے مین کتنے نہان
نمایان ہوے سب یہ مرگ جہان	وہ مُردون کو زندہ دو بارا کرے	مسیحا جہان سے کنارہ کرے
ہرے مفصل زنگ رخسار سے	خجل کبک انداز رفتار سے	خضر تشنہ ہی اُسکے دیدار کا
مسیحا شہید اُسکے بیمار کا	سوا اسکے باتون کے سب باتین ہیچ	جسے سنکے مردے بھی جی جاتے ہین
غرض اور سب یونہین کہنے کو ہین	مسیحا کے لب یونہین کہنے کو ہین	جب وہ پہلوان اس خوبی و

شمائل سے تیار ہو چکا اُسی وقت خواجہ بھی اُسکے ساتھ ہوے اور راہ کتراکر ظالم کی بارگاہ مین اُسکے
آئے وہ انتظار دید ارمین بیٹھا رو رہا تھا منھ آب اشک حیرت سے دھو رہا تھا دیکھتے
اُٹھ کھڑا ہوا اور پکارا کہ بیت

مثل نسیم ہر سحر تیری کرون ہون جستجو	خانہ بخانہ دہ بدہ شہر بشہر کو بہ کو

یہ کہکر ہاتھ غبار تغلی کا تھام لیا اُسنے ہاتھ چھڑا لیا اور کہا پنچلے بیٹھو آخر یہ کیا ہے کہ لپٹے جاتے ہو اُسنے گودی مین لیکر مسند پر بٹھا دیا اور عجز و نے کہا کہ اول لم پر مجھکو عنایت فرمانے کو کہا تھا وہ دلوا دیجیے کہ مین بھی خوش ہو جاؤن اُسنے لاکھ روپیہ منگوا کر خواجہ کو دیا کہ اُنھون نے نذر پیش کیے اور وہان سے گھر گھر مین لشکر اُترنے کے شہرے وہان اختلاط اور گرمجوشی شروع ہوئی لیکن وہ پہلوان رومی غبار کہ کوئی ہی نہین جو غمزہ جان ستان اُسکے سامنے تاب دیر کرتا نہ وہ عورت تھا جدا اپنی عادت جبلی کے موافق تازہ کھاتا جیکا بٹھا

اول لم نے آپ ہی اُسکی مدت کی کچھ شعر عاشقانہ پڑھے کہ اشعار

جگر مین لہو خون تو کیا خون ہے	جن زار جیان کیونکر بچے
نہین صبر آتا ترے بن مجھے	لہو نے جگر تک بھرے ہین مگر
کسو سے کسو کو نہ جاوے لاگ	کہے کا کسو سے نہ لگ جاوے دل
کہ کٹتا پھرے ہاے دل ہاے دل	

یہ کہکر ایک جام شراب اُسکو دیا اُسنے لیکر پی لیا پھر اُسنے جام بھر کر دیا ظالم نے پیا اور اُسکو جب نشہ ہوا اُسی جا کی دیا یہ عمر زندگانی کہکر لپٹا پہلوان بھی اُس سے لپٹ اپنے ظالم کو معلوم دیا کہ اسمین کچھ فریب ہی کیونکر عورت کو یہ طاقت کہان اُسکے لپٹنے مین تو بہت اچھے پہلوان کا زور معلوم دیتا ہی ہے اُسنے سحر سے دریافت کیا کہ واقعی یہ غبار رنگین ہر پہلوان ہی یہ معلوم کرکے پکارا کہ ارے او فریبی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ دغا بازی میرے ساتھ بھی پہلوان رومی نے اُسکو جب دبایا تھا تو وہ رو رہی تن تھا اُسکا بس نہ چلا تھا اب جو اُسنے زور کیا اور منھ اُسکا کھلا پہلوان رومی نے اُسکے دونون کلون مین انگلیان دیکر چیرا اور زبان اُسکی ایک ہاتھ سے تھام کر جو زور کیا زبان باہر کھنچ آئی اُسنے نکال کر پھینک دی بس اب تو وہ تڑپ کر مرا ہوا عیاذاً باللہ شور ایسا اُسکے مرنے کا بلند ہوا کہ یقین تھا آسمان پھٹ پڑے گا آتشبازی سنگباری ہوئی اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جو اپنا ثانی نہ رکھتا تھا سحر مین ظالم گیسو دراز نام تھا لشکری غلغلہ سُنکر دوڑے سبی جگہ مین عمر بھی کیا ہو اکیا ہوا کہتا ہوا اندر بارگاہ کے در آیا اور آتے ہی اُسنے پہلوان رومی کو حال مار کر زندہ نہ چھوڑا کیا اور سر اُسکا کاٹ کر بھاگا ادھر حیرت نے سُنکر جلد سوار ہوئی فوج اُسکی تیار ہونے لگی لیکن اُسکے مرنے سے لشکر جھرنج کا مع سرخ اور حیرت وغیرہ سرداروں کے چھوٹ گیا اور سب نے غلغلہ مرگ ظالم سُنکر سجدہ شکر کیا پھر نارنج ترنج پکڑ کر یہ سب اس قید خانہ سے نکلے لاکھون آدمی کا ہجوم جو آگے لشکر بے سر دار

ظالم پر گرا اُن مفسدون کو بھاگتے راستہ نہلا انھون نے زکیر تیغ بیدریغ رکھ لیا کشتون کے پشتے
اور لاشون کے ڈھیر لگا دیئے ظالم کا ظالم فوج کے آگے آیا جیسا کیا ویسا انھون نے پایا حیرت جو سوار
ہو کر اُسکی بارگاہ کی طرف چلی تھی راہ مین اُسنے خبر سُنی کہ لاسطرح ظالم مارا گیا صرخ اُسکی فوج پر
کر رہی ہے یہ خبر سُنکر ملکہ مذکور شہر گئی کہ میرے جانے سے فوج تو میری بیدل ہو رہی ہے بڑا
پڑے گی اور وقت مین ذلت بھی ہوگی اگر شکست ہوگئی یہ سوچکر فوج کو تیار کر کے تھی رہی کہ وہ
اُسطرف اگر فساد برپا کرین یہان بہالا اور محمود ذرلزلہ وغیرہ نے تہلکہ ڈالدیا تھا ایک ایک وار
مین صدہا کو بیجان کیا تھا تیر اُنکا چالیس چالیس سینے ایک ہی مرتبہ مین توڑتا تھا کہین آتش فشانی
تھی کہین پتھر دن سے سرگرانی تھی کہین ماران سیاہ برستے تھے کہین دشمن جان بچانے کو ترستے تھے
کوئی بھاگتا تھا کوئی لڑتا تھا ملوار سحر کی شعلہ فشان تھی کمان چلا کر کوستی تھی سینے مین غرق پیکان
تھے خنجر آبدار تھے نیزے جگر کے پار تھے کچھ ہی دیر مین یہ عالم ہوا تھا کہ دریا خون جوش مار رہا تھا

اٹھا فوج مین بس یہ گرد و غبار	کہ منھ پر تھا خورشید آئینہ دار	فلک گھبرے سے تھا دھواں قہر
سمان خبر کا رکھتا تھا ملک خود	زمین تھی سو تھی فرش بالا آب	تخلل سے مطلق نہ گھٹتی تھی تاب
نہ پوچھو کہ لوگون کا کیا حال تھا	جو رکھتے قدم واں تو جوکھا تھا	چلی تیغ صرخ کی اسطور سے
یہی جی مین تیر جس طور سے	بہت رہگئے زیر شمشیر و تیر	بہت آکے لشکر مین ہو کر اسیر

خیمہ و بارگاہ و خزانہ وغیرہ سب اس لشکر ظفر پیکر نے اُس ظالم اظلم کا لوٹ لیا اور وہ سب بھاگ کر
لشکر حیرت مین جا کر ملے اُسوقت صرخ نے کہا بس مار کے بھگایا پھر وہ آگے حیرت سے مر کر پڑ رہا
کچھ دیر آرام لینا اچھا ہی یہ کہکر محل شادمانی و آسائش بجوا دیا اور بفتح و فیروزی پھری یہان
بارگاہ وغیرہ پر جو لوگ کہ معین تھے اور پہلے گئے تھے وہ پہلے ہی سے خبر مرگ سردار سنکر روبفرار
لائے تھے سکن و مقام اپنا صرخ نے آکر خالی از اغیار پایا لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا جو بازاری وغیرہ
کہ بھاگ گئے تھے وہ پھر آکر آباد اور دلشاد ہوے بارگاہ مین صرخ آکر بیٹھی جشن کی تیاری
کی یہان تو سب بعیش و نشاط مشغول آرام و راحت مین لیکن خواجہ نے صحرا مین جا کر پہلوان رومی کو
مع اُسکے غلامون کے زنبیل سے نکالا اور کہا ای پہلوان کارے کردی واہ وا کیا کہنا اچھا اب
تمھارا جہان جی چاہے وہان چلے جاؤ اور مین پہلے ہی تمسے کہ چکا ہون کہ یہ مقام طلسم

ہوش ربا ہی اور مین سیمین لڑنے آیا ہون پس بغیر طلسم فتح ہوے کوئی باہر جا نہین سکتا
ہی اسوجہ سے مین تمکو باہر طلسم کے نہین پہونچا سکتا مگر ہان ایک بادشاہ اور طلسم کا کوکب نامی
نام میرا غایت فرما ہی اُس سے کہکر باہر طلسم کے بھجوا سکتا ہون اب جیسا تمھارے زمانے مین
آوے وہ قبول کرو پہلوان نے سر قدم پر خوابیدہ کے رکھا اور عرض کیا کہ مین اب آپکے قدم اقدس
کو چھوڑ کر کہین نہ جاؤنگا امید وار ہون کہ زمرہ ملازمان مہرخ مین مجھکو بھی منصوب
فرمایئے عمرو نے سر اُسکا اُٹھا کر سینہ سے لگایا اور وہان سے لیکر اُسکو بارگاہ مہرخ مین آیا
پہلے مہرخ کو نذر دلوائی پھر زمرہ پہلوانان مین کرسی بیٹھنے کو دی اور اُسکا کارنمایان کرنا
بیان کیا کہ اسطرح اسنے ظالم کو مارا مہرخ نے بھی بہت کچھ اُسکی تعریف کی اور خلعت گرانقیمت
اُسکو دیا پھر وہ ماہ منش قرار مقرر کیا اور خیمہ اسباب سکونت و آرام کے لیے بھی عنایت فرمایا
پہلوان بھی مطمین خاطر ہوکر ناچ دیکھنے اور شراب پینے لگا اسطرف حیرت بدسیرت نے
بھی بعد موقوف ہونے ہنگامہ کے لشکر کو آرام کرنے کا حکم دیا اور آپ اگر بارگاہ
مین بیٹھی سپہ سالاران لشکر ظالم کو بلوا کر حقیقت پوچھی انھون نے عرض کیا کہ ہم چہار لاکھ سوار
ہمراہ ظالم کے آئے تھے چنانچہ دو لاکھ کا سپہ سالار تو حضرت سرخ چشم ہی اور دو لاکھ کا حضرت
اژدر سوار تھے دو لاکھ ساحر کو اندھے بحر سے ہوئے اور مارے گئے اب آدمی فوج باقی ہی اگر آپ
حکم دین تو ہم بھی لڑکر مرجائین جیسا آپ فرمائین ہم عمل مین لائین ملکہ نے کہا شنو صاحبو مالک
تمھارا مارا گیا تمھین لڑنے کے لیے حکم دینے کا اختیار شہنشاہ کو ہی وہ جیسا فرمائینگے ویسا کرو
ابھی توقف پذیر ہو یا ظلمات کی طرف جاؤ وہ سپہ سالار ایک مقام پر اُترے اور شتابی افراسیاب کے
پاس نامہ حیرت پہلے ہی پہونچا تھا کہ ظالم نے اسطرح سبکو پکڑ دیا ہی آپ آیئے کو قتل کیے جائینگے
یہ نامہ پڑھکر بہت خوشنود تھا اور قصد رکھتا تھا کہ جاکر سبکو ہلاک کرون کہ یکجا یک چند تلے
سحر کے گریبان چاک کیے روتے ہوے سامنے آئے افراسیاب نے کہا ارے خیر تو ہی تیلو نے کہا خیر کہان ظالم
گیسو دراز خداوند ساحری کی خدمت مین پہونچے افراسیاب یہ خبر سنکر رنگ زرد ہو گیا آنکھون کے
آگے اندھیرا آگیا گھبراکر کہا ارے تیلو یہ تو بتا کہ کس نے میرے خیر خلق کو ہلاک کیا تیلو
نے کہا یہ ہمکو معلوم نہین مگر کس نے مارا جانتے ہین کہ ظالم نے پہلے تو سبکو گرفتار کر لیا تھا

رات کو ملکہ عنبار اتکر ظاہر میں سوار آئین اُنسے اختلاط کرنے لگا اور نوبتی نوبت میں آکر زبان حق
کیفیت اپنی سنانے کہا کہ اچھا کر خیر لاوگے کہ یہ صورخ ملکہ امہ کیا کرتی ہے تیلے بہر جبر گیری روانہ ہے اور
صورخ لڑائی لڑکر اور سب انتظام فرماکر بارگاہ مین اپنے آئی تھی اس ہنگامہ مین وہین تمام ہوگئی
تھی اور وہ وقت آیا تھا کہ پہلوان رومی نے ظالمہ شب کو خنجر سحر سے ہلاک کر ڈالا کہ ہیاہ
کہ جب برسیاہ شب ہوا کم + بڑھا تحصل سے اسبا فراہم + تو بصبح کے پیدا ہوئے شور + چلا پھر دشت کو سلطان خاور
لیکے افراسیاب صبح ہوتے ہی جانب لشکر حیرت سوار ہوکر روانہ ہوا ادھر صورخ نے فرمایا کہ تم
بہار کچھ دیر دربار کرین مین راحت و آرام کرلون پھر وہ آرام فرماوین مین تخت نشین ہوکر
اور نصف سردار دربار مین رہین نصف آرام کرین غرض جسکو کچھ کسل تھا وہ تو جاکر آرام پذیر
ہوا باقی دربار مین رہکر آرام کرنے لگے یہ حال سب پہلوانون نے افراسیاب کا دیکھا اور سمجھ گئے کہ بادشاہ سوتے
ہوچکا تھا پہلے اُسکو اوٹھے دیکھا دربار گاہ حیرت مین آئے یہان حیرت رنجیدہ بیجا تخت پر
آکر بیٹھی تھی کہ چار ہزار اجادوگرنی کا غول رسے ہوا پر اڑتا ہوا دکھائی دیا اور ابر زنگاری نمودار ہوا
غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین سب اہل دربار مع حیرت بہر استقبال گئے افراسیاب
آکر بارگاہ کے در پر اُترا حیرت نے بجرا کیا اور سب نے بجرا وسلام ہوا شاہ تخت پر آکر بیٹھا پہلوانون نے
یہان جبر عرض کی کہ حضور صورخ کے یہان ایسا کچھ انتظام ہوا اور خوشی ہورہی ہے شاہ خبر سنکر
ہوگیا اور کہا ای ملکہ حیرت تمنے کچھ دیکھا کہ کیا ہوگیا اس عنبار نے بڑا غضب مچایا ہے ناک مین دم
کردیا ہے کہین چوکتی ہی نہین اور اس حرامزادے شہوت پرست ظالم کو بھی اُسی وقت عنبار اتکن
کو بلا نا تھا کہو کہ جب سے خبط ہوگئی تھی عنبار اکیلی بچکر کہان جاتی آخر مل ہی جاتی کیا فرد تھا کہ
آج ہی اُسکو بلوایا سزا تھی اُسکی ویسا کیا ویسا پایا حیرت رونے لگی اور کہا ای شہنشاہ آپ بڑا جانتے
وہ فرمائین مگر وہ زندگی بے غیرت پر ہماری لعنت ہے کہ ہزار مرتبہ اچھا ہے ذلتون پر
ذلتین ہوتی ہین افراسیاب نے کہا آج تو کیا ذلت ہوئی اُسکے پن کی باتین سنکر حیرت کی جبین
کھل گئی کہ بادشاہ طلسم کے ایسے لازم ہین اور ظالم جادو فریب سے مارا گیا ورنہ کسکا مقدور تھا
جو بنگاہ کج اُسکی جانب دیکھتا اچھا اب تمھاری یہی خوشی ہے کہ جملہ نمکحرام آجائین تو آج مین تمھارے
تو لتھون یہ کہکر ساحرونکی جانب مخاطب ہوکر پکارا کہ جسکو میرے ساتھ مزا کھا رہا ہو وہ رہے

باقی ابھی سے کنارہ کر جائے کیونکہ آج افراسیاب لشکر مہیج غارت کریگا اور یہی ارادہ کر کے
آیا ہے پھر جنگ و دست و گریباں سے اول ہی میں انکا کام کر دیا یہ سنکر اُسکا لشکر چار ہزار جادوگر
تلخین ٹیک کر اُٹھا اور گویا ہوا کہ ای شہریار ہم ابھی جاتے ہیں خردشی کو حاضر ہیں چار قدم آگے آپ ہمکو
پائینگا اور سوائے لاش کے میدان میں ہمکو بھاگتے نہ دیکھیگا ان ساحروں کا یہ کہنا تھا کہ حیرت نے
بھی اپنے لشکر کے سپہ سالاروں کو بلا کر حکم شاہانہ سنایا اُسی وقت بارہ لاکھ جادوگر مرنے اور مارنے پر تیار ہو گیا نفیرہای
سحر بجنے لگیں اور مصور صورت نگار کو خبر ہوئی کہ آج بادشاہ طلسم کو غصہ ہے لشکر مہیج غارت کرنیکا مصمم ارادہ ہے
بس یہ خیال سنتے ہی پانچ لاکھ ساحر مصور نے بھی اپنے تیار کروائے طبل و کوس بجنے زمین و زمان میں غلغلہ ہوا شور
محشر ایسا بلند ہوا کہ صنعت سحر ساز اپنے لشکر میں تھی اُسنے بھی خبر درست پائی کرائی اور ارادہ بادشاہ کا معلوم کر کے
پانچ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور بہت جلد خدمت بادشاہ میں آئی بادشاہ سوار ہوا چاہتا تھا کہ اُسنے آکر
تسلیم کی اُنہوں بہت بڑی تیاری دیکھی کہ لشکر تیار ہو کر آتے جاتے ہیں افراسیاب تیموری پر بل دانتے
تخت پر بیٹھا ہی صنعت بھی کرسی پر آکر بیٹھی اور عرض کیا کہ کنیز بھی کچھ فوج لیکر آئی ہے بادشاہ نے کہا
ای صنعت تم لوگ مجھ سے محبت رکھتے ہو اسواسطے فوج وغیرہ لیکر آئے ہو ورنہ کچھ ضرورت بھی نہیں
و لشکر کی نہیں تمنے کیا ظالم کا حال سنا نہیں کہ اُسنے تنہا کیا کچھ کیا تھا صنعت نے کہا زبان
ہیں کہ جو اُسکی تعریف میں کر سکوں سامری اُسکو اپنی جنت میں رکھیں اور جنتی تو وہ تھا ہی لیکن
ایسا سحر بھی ہمنے نہیں دیکھا تمام عمر نام اُسکا رہیگا ای شہنشاہ قضا سے کسی کو چارہ نہیں اُسکی
آئی یون ہی تھی جب کو باوجود رویئن تن ہونے کے مارا گیا زبان اُسکی ہاتھ میں آگئی افراسیاب نے
کہا کہ بیشک فتور غضب کا تھا ای صنعت اب اِن لوگوں نے بہت کچھ کر لیا ہی آج میرا ارادہ ہی کہ جا کر
سبکو ہلاک کر ڈالوں بس اتنا کہنا تھا کہ صنعت زمین پر لوٹنے لگی پھاڑیں کھانے لگی اور پکاری
کہ ہی ہی یہ کیا غضب ہی من تو نجانے دفعل کیا ملک سب آپکا غارت ہو گیا مال و خزانہ لٹ گیا
ہفت بلا کے حجرے خالی ہو گئے کنیزان سامری مر گئیں حیرت دنیا سے گذر گئی مصور غارت ہوا
صنعت سحر ساز دنیا سے ناپید ہو گئی لوح طلسم اسد کو مل گئی اور دہ میدان سے چوٹ گیا کہ بادشاہ
عالیجاہ نے ارادہ کیا ای بادشاہ ایسے ایسے لوگ تیرے ہزاروں مارے گئے اُسکے قتل ہونے سے ہو تا ہی کیا
ی حاصل مقدمہ ہی اُسکو دیکھنا رہا ہی یہ کہکر حیرت کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ ای ملکہ تصور جان من

تم اپنے وارث کی حرمت گنوایا چاہتی ہو جو ہر وقت اُسکے سامنے روتی ہو اور جھڑکیاں دیتی ہو پھر وہ
تو مرد ہین اور جبا اختیار ہین اور ایسا کچھ اختیار رکھتے ہین کہ لشکر جمع کرنا کیسا ہین بیٹھے بیٹھے اُف
کرین تو صرخ سے لشکر کے جلجاے اُنھون کو تہ و بالا کرنے کو بھیجتی ہو بی بی بُرا نہ ماننا خفا ہونا تو میرے مُنھ
پر رکھنا اگر عمرو وغیرہ کے ہاتھ سے کوئی دشمنون کی حقارت ہوئی تو آبرو گئی پھر ہاتھ نہین آتی ہے
یہ کہکر اور ہون سے مخاطب ہوکر کہا کیون لوگو مین کچھ جھوٹ کہتی ہون تمھین سب واسطہ ساحری کا بتا
بادشاہ کو لازم ہی کہ ایسے ایسے ادنی ملازمون اور اپنی کنیزون کے مقابلہ مین جائے سب نے کہا حضور
بجا فرماتی ہین اور ہر ایک حیرت کو اسوقت سمجھانے لگا یہ سب سچ کہتی ہین پس گویا ہوئی کہ مناسب
ہین یہ کب کہتی ہون کہ حضور خود بنفس قتل مخالفان جائین یہ کہکر بادشاہ سے ہاتھ باندھ کر کہا کہ
مین تیرے صدقے قربان میری خطا کو معاف کر اور عزم جنگ سے باز آ ادھر حیرت نے اور اُدھر
صنعت نے جب منت کی بادشاہ کا غصہ فرو ہوا حیرت کو گلے لگایا اور کہا مجھکو تو تمھاری خوشی
بہرطور کرنا ہی اچھا نہ جاؤنگا لیکن اس ظالم کے مارے جانیکا بدلا ضرور لینا چاہیے اور کوئی زبردست
سحر ان باغیون پر کرنا لازم ہی اسوقت صنعت نے کہا کہ مجھکو کچھ دستی کرنا سحر ہفت بیضہ مین
باقی تھی سو وہ بھی بفضل مجید ہوگئی اب مین اسی سحر کو کرونگی اور سبکو بالکل کرے آونگی آپ
ماکل ہین شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ تم ہون کیا کم ساحرہ ہو اگر چاہو تو باغی ایک بھی زندہ نرہے
سحر ہفت بیضہ کی اصل کیا ہی اچھا فتح سامری تمکو دین جلد اسکا بندوبست کر دیا یہ کہکر اور حیرت
کو سمجھاکر آپ جانب باغ سیب روانہ ہوا اور صنعت کچھ دیر حیرت کے پاس بیٹھکر شراب
پیا کی پھر ظالم کی فوج کو حکم بھیجدیا کہ اب تم چاہے یہان رہو چاہے اپنے گھر جاؤ بہت
سے ملازمت اختیار کرکے یہان ٹھہرے اور بہت جانب ظلمات گئے اور صنعت وہان سے
اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی اور کوچ کرکے بمقابلہ لشکر صرخ آکر اُتری بقیہ دن تو شغل مےخواری
اور رقص دیکھنے مین بسر کیا جب مثل عمر روان آفتاب تابان جانب مغرب گیا اور گنبد
سے آسمان کے سرخی شب نمایان ہوئی کہ ابیات

غرض دہ دن گیا با عیش و آرام	بڑھے پابوس کو پھر گیسوے شام	جہان تاریک تھا ظلمت مین پنہان
بڑھے اشکبیلیون مثل جانان	بر شام صنعت ناکام تاثیر سحر نودہ دیا بلبل جنگی فوج شقاوت	

یہ من آکی بجا جاسوسان لشکر مہرخ خبر لیکر سامنے ملکہ مذکور کے آئے اور نسبت دعا و ثنا

زبان پر لائے کہ ابیات

شہا ہی بازی تیری آگے تیغ بازی کیا	سر عدو بھی ہم تیغ دگوے و چوگان ہی
فرازِ دست عدو کیونکے پاؤن سے	کہ تیغ قبضہ سے مرجیم سے گریزان ہی
خریدیے کوڑی کٹار کی دے کر	متاع جان عدو و اجل یہ ارزان ہی
جلا کے خاک کرے چاہے پھر کرے سرسبز	غضب مین برق ہی کو اور کرم مین باران ہی

اسی ملکہ دوران ظالم کے مارے جانے کی خبر سنکر شاہ جادوان بیحد غضب تھا قصر بارگاہ حیرت مین آیا اور خود عزم رکھتا تھا کہ ملازمان ملکہ عالم سے آگر مقابلہ کرے صنعت نے آکر منت اسکو روکا اور آپ جادہ سحر ہفت بیضہ کرنے کا کیا پھر اٹھکر دہان سے اپنی بارگاہ مین آئی اور فوج بمقابلہ خاوران علی لائی طبل جنگ اب بجوایا ہی باقی خبر یہ ہی یہ خبر کہکر جاسوس تو کنارے ہوئے اور مہرخ نے دل مین کہا کہ شاہ اگر چرمہ آتا قیامت آجاتی خدا نے بڑی خیر کی ایسا کچھ سوچکر سجدہ شکر خدا بجالائی اور یہی حال سرداران کا بھی ہوا الحاصل مہرخ نے بھی نفیر سحر کو پھونکا کوس رزمی لشکر مین بجا ہمت غلغلہ ہوا کہ بیان کل معرکہ جنگ صنعت سے دریش ہی اور اسنے سحر ہفت بیضہ کرنیکا دعوی کیا ہی دیکھا چاہیے کہ خدا کو کیا منظور ہوا ہی تیاری آلات حرب سلاح و بہادر کرنے لگے نامرد و زدل تو سحر ہفت بیضہ کا نام سنکر گھبرا گئے بھاگنے کا طور سوچنے لگے پنجے والا و رتن نگرین کر کہتے تھے کہ ہفت بیضہ اور ہشت بیضہ ہمارا کیا کریگا ہی برادران اگر قضا آئی ہی تو بہانے بہت ہین ورنہ عروس فتح سے ہمکناری ہی اور ہمکو تو اپنی جان بھاری ہی نام رہجائے چاہے جان رہے یا نہ رہے قضا سے ناچاری ہی آج بسبب خبر سحر ہفت بیضہ مشہور ہونے کے لشکرون کو بیدل سمجھکر نقیب ہر شام ہی سے ندمت و ثنا سے ہمت ترغیب دیتے تھے

ہر ہمت یہ صدا بلند تھی کہ قطع	سنو اے عزیزان ذی ہوش دل	کہ اس کارواں گہ سے کرنا ہی نقل
پیمبر ہی شہ ہی کہ درویش ہے	سبھون کو یہی راہ درپیش ہی	کہو گے کہ آگے تھا کہتا تو کی
نہین اس سرا مین رہتا کوئی	یہ بیٹھے جو ہین سانسے ہین کہ ان	جہان جملہ ہی ایک بزم زدان
گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار	نہ خاک سیہ کا ہی دار القرار	یہ بہتر ہی کچھ نام کر جائیے

شجاعت کو دکھلا کے مرجائیے	کہ رہجائے گا نام سے کچھ نشان	وگرنہ یہ دنیا کہان تم کہان

یہ صدائین سُنکر ہر ایک بہادر پلسان خیز نرد کار لاادر پکارا کہ ہمارے سات صنعت اور حیرت چڑیادالی کیا ہی جو سحر ہفت بیضہ کرگی ضیغم زور دیدان کو ہم باندھ لانے والے ہین پلنگان خون آشام معرکۂ نبرد کی گردن کے توڑ ڈالنے والے ہین سیمرغ قاف کے ہمارے روبرو پر جلتے ہین نہنگ ہمارے خوف سے دریا مین اُچل اُچل پڑتے ہین یہ کہکر کڑا بیسون کو چڑھایا بیرون کو بُلایا ڈھولون کو جھایا اگیار کی روشنی کی جوت کے دیے جلنے لگے کلوا بھیرون نارسنگہ کی پکار ہونے لگی چارطرف مار مار ہوئی اسی رات کو داغ کمان نے بھی گویا پر لگائے تھے اُڑا چاہتا تھا تفنگ کا طوطی پرواز کیا چاہتا تھا ہر ایک طائر جان عدو کو صید کرنے کا عزم رکھتا زرہ کو دام بنایا تھا کمند کو حلقۂ سیاح سمجھا تھا صید بندی کی اس دشت مین دھوم مہارزون کا ہجوم بیابان برابر مرگ چھایا ہوا تھا جس شکار کرنے پر دل آیا ہوا ہر ایک کے بقول میر جال تھا کہ بیت کیا گشت دخون پہ اندرون بیلان یا گوہر جاہی پوچھتا ہی کہ یان کچھ شکار ہی ۔ لشکر مین تو اسطرح کا ہنگامہ برپا تھا مگر جال خواجہ عمر و نیے کہ انکو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ اگر جس کو سحر ہفت بیضہ صنعت سے سب لشکر سراپا مال ہوگیا تو سرکار کچھ بن نہ پڑیگا لائق یہ ہی کہ ابھی سے کچھ تدبیر اسکی کرون یہ سوچکر ملکہ مہرخ سے کہا کہ میرے جی مین آتا ہی آجکی شب اس تجسسہ صنعت کو بھی گور مین سلادون مہرخ نے کہا کہ ای بھائی وسطہ خدا کا ایسا ارادہ نکرنا وہ بہت بڑی ساحرہ ہی ایسا نہو کہ کچھ تو علاج ہوجائے عمرو نے کہا مین ایسا احمق نہین ہون وقت اور موقع دیکھکر کام کرونگا یہ کہکر پانچ چار گھڑی رات گئے بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا اور ایک جادوگرنی کی سی صورت بنکر داخل بارگاہ صنعت ہوا دیکھا کہ یہان رقص ہو رہا ہی ہر طرف رنگ گردش ہی صنعت تخت پر بیٹھی ہی یہ بھی ایک گوشہ مین چھپکر تھہر رہا جبکہ وہ پہر رات کا گیا ہوا پانچ لونڈیان چوکی کیواسطے صنعت نے بلوائین اور انکو حکم دیا کہ آج تم میرے پلنگ کی باری بھرنا یا دانے کاروبار سے فارغ ہوآؤ وہ سب اپنے اپنے مقام پر چلین عمرو بھی انکے عقب مین بطور مخفی چلا اور ہر بارگاہ کے آگر ایک کنیز سے کہا تو ذرا ٹھہر جا تا مجھکو کچھ تجھسے کہنا ہی وہ ٹھہر گئی اسنے اُسکو الگ لیجاکر کہا ای بی مین ہزار بار تجسے پوچھ چکی ہون مگر سیتا ناس جائے کیا کمبخت میرا حیثیت کرتمہارا نام ہی یاد نہین رہتا وہ کنیز اُسکو بھی اپنی ملکہ کیطرح لاعلم سمجھی ہوئی تھی ہنسکے بولی کہ میرا نام نیک افروز ہی اسنے کہا ہان ہان اب یاد آیا ای نیک افروز کچھ تو میرے ہاتھ مین یہ خوشبو کیسی آتی ہی اسنے اپنے ہاتھ کو سونگھا اور

بیہوشی ملی ہوئی تھی وہ سونگھتے ہی بیہوش ہوگئی اُنھون نے پکڑ کے اُتار لیے اور سکو بغل مین دبا کر
آئینہ سامنے رکھکر اُسکی ایسی صورت اپنی بنائی ہرچند کہ وہ اصل تھی مگر نقل اُس سے بھی بہتر بنی چہرہ کو نہایت
نازک بنایا آفتاب کو اُسکے سامنے شرمایا زلفون کو بل دیکر دوش پر چھوڑا کرتا کابتین کو بھی بھانے
کا ارادہ کیا آنکھون کی شوخی نے شوخ چشمون کے کان کھولدیے شمع رخسار نے سکے چھنے لونگ کی
پروانہ دسان اپنے دل کو جلایا لب لعلین کو دیکھکر ہوش بوسہ مین ہونٹھ کو کاٹ کھایا چاہ ذقن
کی محبت کنوئین جھکائے دہن تنگ کی الفت مین جینے سے دل تنگ ہوجائے بیاض گردن جو
کوئی دیکھے اُسکی صبح ہوجائے کہ مسدس

دلکو دیوانہ ہو کمر کی جو لچک آئے نظر
درد دل چمکے جبین کی جو چمک آئے نظر
سینہ صاف جو مشرق تصور ہوجائے
دیکھیے وہ لعل سی زیب تو شامت آئے
زلف کج بیچ ہو مقدور کی بھی دکھلائے
بیکلی دل مین ہو پیدا جو کلائی دیکھے

دم بھر رک جائے جو نتھنون کی پھڑک آئے نظر
غم سے کٹ جائے جو گیسو کی لٹک آئے نظر
شکل آئینہ ہو سکتہ یہ تحیر ہوجائے
شرم گین چشم سے آنکھون مین اندھیرا چھائے
راستی قامت موزون کی قیامت ڈھائے
کیا ملے ہاتھ جو وہ دست حنائی دیکھے

کانون مین چاندی کی بجلیان پہنین اور رد و بالبان سونے کی اوپر کوڈالین ہاتھ مین چوڑیان
چاندی کی پہنے ملوق و معولنا وغیرہ یہ سب چاندی کا آرسہ کرکے لباس بھی ویسا ہی زیب بدن کیا
یعنے تن زیبا دوپٹہ گلبدن کا پایجامہ اوڑھ پہنکر وہان سے بہت جلد بارگاہ صنعت مین آیا اس
عرصہ مین اور کنیزین بھی اپنی اپنی ضرورت سے فراغت کرکے حاضر ہوئین اور دوپہر رات گئے صنعت اور
سب انیسون وغیرہ کو رخصت کردیا اور آپ پلنگ پر گئے اور حکم فرما ہوئے کہ ارے نرگس جادو
تو خبردار رہنا اور اے گلزار جادو تو پانون دابنا اور اے سوسن جادو تو پنکھا جھلنا اور عمرو کی
طرف دیکھکر کہا کہ ای نیک اختر تو رومال جھلنا عمرو دلمین اپنے نہایت خوش ہوا کہ اب مارا غیبانی
کو بس رومال لیکر اپنے عہدہ پر آکر ٹھہرا سب کنیزین اپنے اپنے کام مین سرگرم ہوئین عمرو بھی رومال
جھلنے لگا اور لمحہ بھر کے بعد وہان سے آکر پانی پینے کے بہانے سے بیہوشی ملا دی اور
پھر آکر رومال جھلنے لگا اور سب کنیزون سے کہا کہ کیا ٹھنڈا پانی تھا معمول ہے کہ جہان ایک نے

پانی پیا سب کو پیاس لگی وہ کنیزین بھی جا بجا پانی پی آئین اور صنعت جو اپنک پر لیٹی اسکو بھی
سحر نے خبر دی کہ عمرو کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی اور عمرو نے جب دیکھا کہ کنیزین پانی پی آئین
رومال مین بیہوشی ملکر چلنے لگا اس عرصہ مین کنیزین جو پانی پی آئی تھین بیہوش ہوگئین صنعت لینے
لینے دیکھ رہی ہی کہ کنیزین بیہوش ہوئین اور دل سے کہتی ہی کہ کیا بلا کا عیار ہی اب تجھکو جو
بیہوش کرنے گئے تو گرفتار کرنا اور اسکی خبر نہین کہ تیری بھی تدبیر ہو چکی ہی پھر سوچی کہ شاید تیرے
اوپر بھی نیچہ اسکا مابض ہو جائے یہ سوچکر سحر چڑھا سحر نے خبر دی کہ آجکی شب تیری قضا نہین ہی
بس یہ معلوم کرکے مطمئن ہوئی کہ ابھی تو نہ مریگی اس عرصہ مین خوشبو بیہوشی کی اسکی ناک مین بھی گئی
اور سر اسکا چکر مین آیا اسکے سرہانے کچھ اسباب سحر کا رکھا تھا جلد تر اسنے وہ اٹھا لیا اور بیہوش
ہو گئی عمرو نے لونڈیون کو پکارا کہ کیون بوا جاگتی ہو انکی اوڑھنی کسی نے جواب دیا سب بیہوش
عمرو نے اسوقت صنعت کے پانون پر ہاتھ ڈالا کہ دیکھون بیہوش ہی یا ہوشیار پانون
چھونے سے معلوم دیا کہ یہ تو لوہے کی ہی اور اعضا کو اسکے چھوا اب معلوم ہوا کہ پانون لوہے کے ہین
اور سارا بدن پتھر کا ہی عمرو نے سوچا کہ یہ اس قحبہ کا سحر ہی تو اسکو باندھ کر لیچل پھر سمجھ لینا یہ سوچکر چاہتا تھا
کہ اسکو باندھے اسوقت ایک آواز آئی کہ او ہوشیار چوٹے کیا کرتا ہی عمرو نے سمجھا کہ یہان بڑی آفت ہے
تو گرفتار ہو جائیگا بس یہ سوچکر جست کرکے بھاگا اور ایک دہن کوہ مین جا کر ٹھہرا وہان کچھ تلبیون نے
از خود ظاہر ہوکر صنعت کو ہوشیار کر دیا اسکی جو آنکھ کھلی سحر سے دریافت کیا کہ عمرو فلان مقام پر
چنانچہ یہ بھی اپنے مقام پر سے اڑی اور سناٹا بھر کر اس دہن کوہ مین جا کر اتری کہ جہان عمرو تھا عمرو نے
دلمین خیال کیا کہ یہ بھی کوئی ساحرہ ہے شاید میری تلاش مین آئی ہی بس عیاری کرنا اسکے ساتھ بھی چاہیے
یہ سوچکر پکارا کہ ارے تو کون ہی صنعت اسکے پاس آگئی اور کہا کہ مین ہی ہون جسکے قتل کرنے
کو گئے تھے لیکن قسم کھاتی ہون تمہاری کی کہ تمہارے دہین دیکھا عمرو کو اپنے تئین خیال کرتا ہی تو میرے
ایک گا دم نکل گیا ہی دل سے کہا کہ بڑی تو نے نادانی کی جو پہلے ہی بھاگ گیا اب جان گئی پس خدا سے دعا
کرنے لگا کہ ای خالق اکبر تو ہی بچا میوالا ہی اور صنعت نے کہا کہ ای عمرو مین تجھکو قتل اسوقت نکرونگی کیونکہ قاعدہ
الصنعہ مین فرق آجائیگا اور دکھلانا بھی تجھکو منظور ہی کہ دیکھو سحر بغت بیضہ اسکو کہتے ہین اسوقت جو تو مارا جائیگا
تو کل اپنے لشکر پر اشک حسرت کون بہائیگا اب مین تجھ سے یہ پوچھنے کو اور رہی آئی ہون کہ تو نے کرد ون ساحر

مار ڈالے لیکن بعد بیہوش ہونے کے کوئی بھی ایسا ہوشیار تھا جیسی کہ مین ہون نے اچھا صبح کو اپنے لشکر کی تیاری دیکھنا عمرو نے کہا ساحرہ تو بیشک تم زبردست ہو مگر مین سمجھا تھا کہ تم اکیلی آئی ہو یہ نہ معلوم تھا کہ کنیزون کو بھی ساتھ لائی ہو صنعت سمجھی کہ مجھکو اکیلا جانکر نرمائیت سے کنیزین بھی شاید چلی آئی ہین یہ سمجھکر اسنے پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے کمند کا ٹکڑا جو ہاتھ مین تھا حلقہ اُسکے گردن و کمر مین صنعت کے پیچیدہ ہو گئے اسنے سحر کیا کمند تو جلگئی اور وہ تڑپ کر غرق زمین ہوگئی ابا عمرو جو دیکھے تو میرے پانون مین بھی دم آگیا ہے دل سے کہا سچ کسی نے کہا ہے کہ لاتون کا آدمی باتون سے نہین مانتا جب تو اس طرح پیش آیا تو باتون کو اپنے قابو مین پایا بس یہ بھی وہان سے بھاگا اور اپنے لشکر کی طرف چلا ادھر صنعت اگر اپنی بارگاہ مین زمین سے نکلی اور آدھی رات جاگتی رہی خوف سے عیارون کے آرام نہ کیا سحر جگایا کی یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ طائر شب کے بطن سے بیضۂ آفتاب نکلا اور میدان فلک مثل کف دست جناب مہدی ہوا ید بیضا کا معجزہ نظر آیا نظم ؎ کہ جسدم زلف شب گھٹنے پر آئی ؎ سحر کی پھر گئی ہر سو دہائی کھلا جسم فلک سے مہر کا راز ؎ ہوئی پیدا بہار کبار و آغاز ؎ طبل جنگ تو صبح ہی بجگا تھا لشکر آمادۂ کارزار تھے صبح کو صرخ فوج بصد جاہ و حشمت سوار ہوئی جلو مین فوج بے شمار ہوئی اسطرف صنعت سحر ساز نے ایک صندوقچہ کھولا اُسمین سے ایک کنٹھا نکالا کہ سات بیضے اسمین بسان گوہر شبچراغ گندھے تھے سب بیضون کا رنگ تو مثل مروارید کے تھا ایک اسمین سیاہ رنگ رکھتا تھا جب اُن بیضون کو اُسنے دیکھا رو دی اور کہا افسوس وہ زمانہ آگیا کہ مین نے تمکو لڑنے کے لیے نکالا غرض ابا افسوس کے وہ کنٹھا سامنے رکھکر سوا سو اشرفی پر نذر ستاری کی ولا کر فوندوت کی پھر وہ کنٹھا باندھ تمام گلے مین اپنے پہن لیا اور باہر نکلکر سوار ہوئی پانچ لاکھ سوار طائران سحر و اژدر وغیرہ پر سوار ہوکر ہمراہ چلے بوق و نفیر بجنے لگی شور و غلغلہ روانگی لشکر تا بہ گنبد آسمان پہونچا اسطرف صرخ و بہار و محمود وغیرہ

بپا کرد فر دکھائی ہوئین بڑے حشمت و عظمت سے روانہ تھین نظم		
کرا بر کشد این دو مهتر جوان	همه کشور آگاه شد زین دو شاه	که تا چون بود گردش آسمان
بپوشید صرخ جوجوشن نخست	بجوشن بپیچید جنگ افزار شست	دمادم بیامد ز هر سو سپاه
همه پشت پیلان بیاراستند	نهادند بر کوه به پیل زین	بدان تیزی از جای برخاستند
همه شهر پر رنگ و بندی شدند	همه گوش بر ناله کرنای	که گفتی همین جنگ جوید زمین
		به لشکر که آمد دو شاه جوان

ہمہ رکف خود نہادہ روان — بسیمرغ اندران زرہگہ خیرہ شد — زگردیسہ
برآمد خروشیدن گاؤ دم — زدورہ بہ آواز رویینہ خم — بیارا ست چشمہا تیرہ شد
تو گفتی زمین کوہ غلد یکسرہ — دو لشکر کشیدند صف بر دشمل — دو شاہ سرافراز بر پشت پیل
درفشش درفشان سریہ بچہا — یکے پیکرش بر دو گیرد ہمائے — پیادہ بہ پیش اندرون با
سپہ دار و شائستہ کارزار — نگہ کرد مغز دران دشت جنگ — ہوا دید خون پشت جنگی پلا
ہمہ کام خاک و ہمہ دشت خون — بگرد اندرون نیزہ بدر ہمون — چپ میدان زرمگاہ مین بہ لشکر ہے

وارد ہوئے حیرت اِس سبب سے سوار نہوتی تھی کہ اول تو مہنت کو اکیلے دعوے لڑنے کا تھا شاہ
وہ خطرناک کرتا نظر نکرے اور دوسرے یہ خیال آیا کہ مقدمہ سحر ہفت بیضہ کرنیکا ہی مبادا عیارون نے
کچھ آفت دمعائی تو بہت فوج کام آئیگی اور بھاگنا مشکل پڑیگا پس وہ تو میدان مین نہ آئی مگر طلسمان سحر اور
جاسوس بہزاسون خبر کے لیے مقرر کردیے کہ ہر وقت کی خبر مجھکو دیتے رہین چنانچہ میدان مین آب سحر نے
ہر لشکر کے گرد و غبار کو بٹھایا ابر قہاے سحر نے گرکر جھاڑی جھنڈی تو جلایا جب میدان پاک و صاف ہوا
نقیبون نے بگلکر یہ سنایا کہ اے جوان مردان صف شکن دنیا چند روز ہی ہے مرکر جنگ تمھارے لیے بڑا

ولسوز ہی اور کر نام کر جاؤ کہ ہمیشہ یہان کسیکو رہنا نہین ہی دیکھا بیات

دو رنگینی باغ کیا ہو گئی — ملے خاک مین جعفر کے گلہاے تر — پریشان ہوے مرغ گلشن کے پر
تپنگون نے گر خاک مسکن کیا — چراغون نے بھی خانہ روشن کیا — گئی خاک دامن فشانی کے ساتھ
رہا آب سو بھی روانی کے ساتھ — نہ جدول رہیگی نہ سرو روان — گلستان کو پائینگے ہو کا مکان
زمین کا رہیگا یہی کیا سہاؤ — لپٹ جائینگے آسمان جیسے تار — بھلا جی کے جانے کا کیا ہی بیان
عیان ہی کہ کہتے ہین جان کو لگن — یہی آج لازم ہی اے مہربان — کہ دشمن سے لڑ بھڑکے دیدین جان
اگر مر گئے زندہ جاوید ہو — شہیدونکے رتبے کی امید ہو — جب نقیب کرکا کہکر بیٹھے لشکر

کے صفون پر شل صف تہرگان سنا تا آگیا موت سامنے پھرنے لگی ہر ایک جان دینے پر تیار ہوا اسوقت
صنعت سحر ساز خود بنا اژدر اژدر اکر میدان مین آئی اور بہت کچھ لاف و گزاف زبان پر لائی پکاری کہ
اے مرغ و بہار تمنے نام سنا ہوگا سحر ہفت بیضہ کا مگر دیکھا نہوگا لو آج دیکھو بھی لو کہ سحر ہفت بیضہ
اسکو کہتے ہین یہ کہکر گنبد سے ایک بیضہ توڑکر جانب آسمان پھینکا وہ بیضہ شکل بخت بلند بختان بلند ہو کر

شق ہوا وہی عروج اُسکے لیے باعث فروغ ہوا یعنے ہزارہا ستارہ آسمان سے نکلا اور دور تک پھیل گیا
اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ چادر ستارہ دار روے ہوا پر پھیلا دی ہے یا پیر فلک نے شادی پر رجائی ہر
گھر اپنے ظرف کے موافق یا اندھیر کیا ہے کہ دنکو چراغ جلائے ہین نظم

ناگہان ہون ہوئین تارے ٹوٹتے	دیکھے جاتے تھے پرافشان آسمان	اس روش سے تھے ستارے چھوٹتے
کیا ستارے ٹوٹنے کا ہو بیان	ذوذنب جیسے ستارے ہون عیان	شعلے تھے نہرون کے بیچ و تاب مین
		ایک عالم دیکھتا تھا دور سے

اسدون تھی روشنی کے زور سے یہ سب ستارے پھیل کر ہزارون سے لاکھون ہوگئے اور جانب لشکر
مہرخ مثل شہاب ثاقب چلے اُسوقت ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ یہ ستارہ گردش بخت مردمان
لشکر ہین جسکے سر پر پڑیگا وہ مثل سرو چراغان کے جلے گا مہرخ نے کہا پھر کیا چارہ ہی رضیا بالقضا
رکند بہار نے کہا ایک سحر اُسکے رد کا مجھکو آتا ہی شاید چلجائے اور یہ بلا سر سے ٹلجائے لیجیے
خدا حافظ مین جاتی ہون یہ کہکر اپنے طاؤس کو اڑا کر آگے بڑھی اور کچھ سحر پڑھ کر جانب فلک
اشارہ کیا کہ ایک بجلی چمکی مع صنعت سبکی آنکھین خیرہ ہوگئین بہار اپنی مادر کو دیکھ چکی تھی یہ سحر
کرتے جب برتی چمکی یہ نہایت خوشنود ہوئی کہ اب یہ سحر کام دیگا غرض اب جو آنکھین ہر ایک
کی کھلین دیکھا کہ ایک عورت حسینہ و جمیلہ زر و زیور سے آراستہ گلستان خوبی کی گل سرو باغ
محبوبی بے تامل آنکھین غزال صحرا ے رعنائی گیسو سنبل باغ زیبائی خال دونون فلک
جمال کے شمس و قمر بلکہ ماند اُنکے سامنے چاند اور نیرنگ دہن غنچہ گلشن جمال لبون مین سرخی اور
شوخی کمال غرض از سر تا پا حسن کا جھمکڑا قد و قامت قیامت آفت کا ٹکڑا کہ اشعار

گئی نظر دن سے وہ کمر باریک	ہو نہ آنکھون مین کیون جہان تاریک	اور کیا دل زدے کو بات آئے
کہین یارب شتاب ہاتھ آئے	تازگی اس میانکی کیسا کہیے	بنے تو ہاتھون مین لیے رہیے
وہ قدم کاش فرق پر ہو	ساق سیمین مری کمر پر ہو	وہ کف پا قریب ہو میرے
ٹھوکر اسکی نصیب ہو میرے	پنڈلی نازک ہی شاخ سنبل سے	پشت پا پگڑی سے رہی گل کے
یون نصیبون سے ہو خدا کا نا دن	ورنہ ڈوبین ہین میرے خون مین پانون	گل و بلبل سبھی تماشائی
آگئی جس طرف بہار آنکھ	رنگ رفتار دیکھ مجنون ہو	طرز گفتار جیسے افسون ہو

پس زن صاحب جمال فلک سے اُتری پچکاری رنگ سے بھری ہاتھ مین لیے تھی بہار نے اس سے

کہا کہ یہ چادر ستارہ دار جو چھائی ہوئی گھٹا کی طرح ہی اُسکو روکر وہ سلام کرکے اُڑی اور قریب چادر ماہ کو
پہونچکر اُسنے پکاری اِس چادر پر ماری واہ رے نیرنگی سحر کہ وہ سب ستارے پچکاری پڑتے ہی پھول گلاب
وہ یاسمین کے ہوکر علیحدہ لشکر موزج سے دین پہ برس پڑے صنعت نے یہ ماجرا جو دیکھا کہ ہمارے ایک
بیضہ کو میرے سحر نے خراب کیا اور زمین کو گل زمین بنا دیا قہقہہ مار کے ہنسی اور کہا ہوئی کہ مین تجھکو
سحر کا اس سحر کا رد کرنے والا کوئی نہین ہی مگر دادی بہار کیا کہنا تم جو کہتی نہین ہو اچھا لو اب اِس بیضہ کے
سحر کو بھی رد کر یہ کہکر ایک اور بیضہ مثل اخترِ سحری کے چمکتا ہوا کنٹھے سے توڑ کر جانب ملک اچھالا وہ بیضہ
بھی بلندی پر جاکر شق ہوا اور یہ پر وبال اُسنے پیدا کیے کہ ایک تو آپ اور بچے لاکھون اُسنے دیے جانور ان
کے رنگ لعل کے برابر سُرخ چادرین کی چادرین نکل کر اُڑے اور لشکر موزج پر اکر گرے بہار کو جلد ترعرق زین
ہوگئی اور محمود و مشکین مود وغیرہ سردار دانتے چھپیان سحر کی بناکر موزج پر چھلنا شروع کین بعض نقطہ سحر کا
بناکر چھپے بعض اڑکر کسی طرف چلے گئے بعض زمین مین سمائے لیکن وہ طائر آکر ہر ایک کے سر پر بیٹھنے لگے اتنو
اصحاب فیل کا ایسا رنگ نظر آیا جس کے سر پر طائر نے منقار کاری دماغ بہکا شق ہوگیا لشکر مین بھگدر پڑی ہر چند
موزج نے چاہا کہ مین فوج کو روکون لیکن ٹھہرنا کیسا لوگ پانون اپنے سر پر رکھکر بھاگے سردار بھی جان جانے کے
خوف سے منھ پھیرت موزج کا دیکھنے لگے عمرو وغیرہ عیار تو پہلے ہی نکل گئے تھے یہان ایک تلاطم پڑگیا بھگدر بھی
ایسی پڑی کہ جیسے دریا جوش مار کر چلتا ہی زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی تھی کہین ملک جان کو آسیا نہ نملتا تھا کون
ٹھکانا نملتا تھا کہ صیاد اجل سے بچا رہتا ہزار ہا آدمی بھیڑ بھاڑ مین پھٹ چھٹکر گرا اور ہلاک ہوگیا شور شر اور غریو فریاد کا
کوش کرون بیان کرتا تھا پھر تو جہان ہی نظم چل ہر طرف اب جو آکر تفنگ

لگی آگ جنگل مین جا رکیا	نہ اوقات صلح و نہ ہنگام جنگ
بن آئی نہ کچھ صنعت مار گیا	لگے مرغ گرنے نہ پھر چل سکے
نہ جاگہ سے اُسکے نہ ٹک ہل سکے	پڑی سر پہ ایسی کہ فرصت نہین
تحمل ہو کچھ بھی تو تدبیر ہو	لڑین کیا اگر یون ہین تقدیر ہو

اور صنعت نے جب یہ حال دیکھا کہ سب لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہی جو بچے ہوئے ہین اُنکو بھی مار لینا چاہیے
اس اپنے قیمتی موتی اور کنٹھے سے توڑ کر جانب لشکر موزج پھینکا اُسکا قریب لشکر آکر شق ہوتا تھا
کہ لاکھون پیکان آبدار لشکر پر برسنے لگے ترک و ہرنے کماندار کی تیر ستم کیا کم لگایا کرتا تھا
یہ خدنگ جانستان لگانا شروع کیے سینے اور تن فراریون اور لڑنے والون کے مجروح ہوگئے کچھ زمین غرقاب ہوگئی

اب وہ بھاگنے کی طاقت نہ ٹھہرنے کا یارا ایک طرف سے مرغان سحر جان لیتے تھے پیغہ بھی کھائے جاتے تھے
ایک طرف سے پیکان تیر اگزشانہ بناتے تھے اب صنعت نے جو تھا گوہار کنٹھ سے توڑا اور چاہتی تھی کہ ہکو
بس لگائے اسوقت صرخ دیو اور سردار جو ابھی تک بچے ہوئے تھے انھون نے دست دعا بدرگاہ کبریا بلند
کرکے دعا آغاز کی کہ یارحم الراحمین دیا غیاث المستغیثین الہا رحم ہمارے حال پر کر اور اس بلا سے ہمکو نجات دے نظم

کہون کیا مین تیری صفات و کمال	کہ ہر عقل کل یان پریشان خیال	فرو کہنہ مین تیرے حیران ہے
کہا یان پریشان پشیان ہے	زمین و فلک سب یہان تیرے حضور	مہ و خور تجھی سے یہان لب بزلوز
یہ صنعت گری تجھہی صانع کو آئے	کف خاک کو آدمی کر دکھائے	نظر کرکے دیکھا تو ہر جا ہی تو
مکان و مکین سب یہین پیدا ہر تو	نہین کوئی اپنا ہی یان دستگیر	دعا با شکستون کی کر تو پذیر
الٰہا ہمین قہر دشمن سے اب	تجھی سے اسد ہی اپنی طلب	یہ بیکسون کی سن تو استغاثہ کیا مقربون نے قبولیت

ہا ہوئی یعنی ملکہ غبار انگیز جو اپنے کہنے سے چلی تھی اسوقت آکر پہونچی اور اسکو طائران سحر نے خبر دی
لشکر صرخ برباد ہو کر بھاگا جاتا ہی صنعت نے سحر ہفت پیکر کیا ہی بس یہ معلوم کرکے مال و اسباب
ہمراہ تھا اسکو ایک جگہ ٹھہرا کر آپ صنعت کے پاس آئی صنعت ہنوز بقیہ چہارم نہ لگا
پائی تھی کہ آنے آکر سلام کیا صنعت نے نگاہ کج جانب دیکھا اور کہا او چھوکری مین نے تو سنا ہی
کہ تو صرخ سے ملگئی ہی پھر اب میرے پاس کاہیکو آئی ہی شاید لشکر جو اپنے طرفدار کا تباہ ہوتے دیکھا
تو کچھ فقرہ دینے آئی ہی غبار انگیز نے کہا کہ میرا پہونچنا ایسے وقت مین تیرے پاس ہوا ہی کہ جو کچھ کہونگی بجا
صنعت نہ مین عیار سے دھوکا کھا کر گرفتار ہوئی نہ کسی ساحر نے مجھکو قید کیا مگر اکیلی تھی اس سبب سے
موقع دیا مناسب ہی ایسا تھا کہ مجھکو سوائے آشتی کے کچھ بن نہ آیا ورنہ مفت میری جان جاتی اور عمر کے
ہاتھ سے ہلاک ہوتی پس مین بچاؤ اپنا کرنے کو مل گئی تھی اب مین تمھارے پاس آئی ہون کہ فراست
سے مجھکو ملوا دو صنعت بھی کہ یہ اسوقت اگر ہا ارادہ دغا بھی آئی ہی تو کیا کریگی اسکو تسکین دلاسا دیکر ساتھ
رکھو پس اسنے کہا ہی ملکہ غبار انگیز یہی چاہیے کوئی مالکون اور پرورش کرنے والون کے حق نمک کو بجا لاتا ہی
اور اسنے بگاڑا ہی تو میرے بجائے فرزند کے ہی بیٹی مین تجھکو شاہ سے ملوا دونگی اور کہی قلعہ علاوہ تیرے
ملک کے اور دلوا دونگی غبار انگیز نے یہ باتین سنکر اسکو کئی شرفیان نذر دین اور برابر جا کھڑی ہوئی
اور تعریف کرنے لگی کہ ملکہ واہ کیا نایاب سحر کیا ہی کہ دم بھر مین اتنے بڑے لشکر کو آپنے غارت کر دیا صنعت نے

کہا اس سحر مین میرا کچھ اجارہ نہ تھا دیکھو یہ بیضے سامری کے عنایت کیے ہوئے ہین انکی خاصیت
کہ جس لشکر پر لگاؤ وہ لشکر تباہ و برباد ہوجائیگا عنبار نے تعجب کرکے کہا ذرا مین ایک بیضہ کو دیکھو
نے وہی بیضہ جو ہاتھ مین لیے تھی اُسکو دیا اور کہا کہ یہ بیضہ جو تھا ہی اور خاصیت اُسکی یہ ہی کہ اگر لشکر
پر لگاؤ اور وہ لشکر مین بیضہ اول لگانے سے برباد ہوچکا ہو تو وہ سحر بھی برطرف ہوجائیگا اور لشکر
یعنی جسے تین بیضون سے اول کام لیا ہی وہ برباد ہوگا اُسنے کہا کہ ہان ایسا ویسا لشکر جیسے کہ بہت
برباد ہوگا ورنہ جو زبردست ساحر ہوگا اُسکا لشکر تو کیا برباد ہوگا صنعت نے کہا بس آخر تو لڑکی
اری نادان یہ تحفہ عطیۂ سامری ہی کہین رکتا ہی اگر فراسیاب کے لشکر پر لگائے تو وہ بھی غارت ہوجا
یہ حال جب عنبار انگیز خوب دریافت کرچکی اُسوقت اُسنے طاؤس کی باگ لی صنعت پکاری کہ کہا
قصد ہی کیا تم اس بیضہ کو مہرخ کی بھاگی ہوئی فوج پر لگاؤگی اُسنے کچھ جواب نہ دیا اور کچھ دور
ہٹ کر اُسکے لشکر سے پکاری کہ اری او مالزادی پرانی ڈھیٹ دلکاتہ کہان جائینگی بچکر لے اب سنبھل
یہ کہکر وہ بیضہ اُسنے صنعت کے لشکر پر پھینک مارا کہ صنعت کے تخت پاس آکر وہ شق ہوا اور آواز
مہیب اسمین سے آئی صنعت پکاری کہ ارے لشکر یو بھاگو اور وہ پیکان جو لشکر مہرخ پر برس
رہے تھے وہ اُسکے لشکر پر آکر برسنے لگے اور وہ بانور جو منقار مین مہرخ کی سپاہ پر لگاتے تھے اُسے
لشکریون پر آکر لگانے لگے اور اُس بیضہ کے لگانے سے آگ برسنے لگی اجتو یہ حال ہوا کہ لشکری
چرانمان کی طرح چھوٹ رہے تھے اور ہزارون کیا لاکھون وحش جہنم ہوگئے اور زمین و آسمان مین
تزلزل پڑ گیا آتشبازی نے جنگل جلادیے یہ عالم ہوا کہ زمانہ کرہ نار بنگیا اور عنبار نے اپنی فوج کو
نعرہ کرکے بُلایا کہا کہ لینا اِن باغیون کو اُنھون نے زیر تیغ سحر رکھ لیا اور جب وہ بلا رفع ہوئی
مہرخ بھی سے اپنی فوج باقیماندہ کے پھر پڑی پھر تو لشکریان صنعت کو بھاگنے کا راستہ نہ ملا کہ قطعہ

چلی بھاگ کر دامن کوہ کو — لیے ساتھ سب فوج و انبوہ کو — خطر فوج کا شور بنگاہ کا
عجب دان کے جانے مین غم راہ کا — کہ جا دُور زمین کچھ ہو بدانہ تھی — کہین اسپین پگڈنڈی پیدا تھی
عجب کشمکش درمیان آ گئی — پھر اک بلا تھی جہان آگئی — نہ ہلنے کو جاگہ نہ چلنے کو راہ
سرون پر کھڑی فوج فیل و سپاہ — تیغ تیز نے گوہر جان لینے کے لیے جوہر سے دانت اپنے لگائے تھے
خنجر گلے کا کاٹنے پر حلقہ باندھے تھے تیر سن سن چل کر یہ خبر سُناتے تھے کہ سینہ چیدہ نے پیہم آندھی مین

نرہ سرکشی جتانے پر بلند طبعی اپنی دکھاتے تھے کمانین لب سوفار سے کہتی تھین کہ لاؤ نقد جان
دشمنان لاؤ خطا گرفتہ لوگون کو قربان کرکے بھینٹ ہمارے لیے چڑھاؤ سحر کی تو اس جنگ مین کچھ
ضرورت نہ تھی سحر تو وہی بیضہ کا کافی تھا کہ کرو کہ نیابت کا معاملہ گذرا تھا لاکھون آدمیونکا کھیت پڑا
ہر ایک مدعی کیست رہا پہلے تو وہ سب ہنستے تھے اب اپنے نصیبونکو روتے تھے اور جان بچانا چاہتے تھے
لیکن ممکن نہ تھا کسیکا بھاگنا ہی کسیکا سینہ بھیدا ہی کوئی لوٹ رہا ہی کوئی جوبھاگا ہی وہ کچھ دور جاکر
گرا ہی اوپر سے آگ برس کر خانہ تن جلاتی ہی زندگی بھاگنے والونسے دو کوس آگے بھاگی جاتی ہی کہانتک
بیان کیا جاے صنعت سے بھی بھاگے تھے یہ تو مع چند سردارونکے بچ گئی اور میدان جنگ گاہے کئی
کوس پر بھاگ کر آئی اس مقام پر پناہ لی سحر پڑھ پڑھ کر انسے دستک می ازیسکہ صاحب ہفت بیضہ بھی تھی ملکہ
وجہ وہ جانور اور آتش اور پیکان سب موقوف ہوئے اُدھر ملکہ مہرخ سے غبار انگیز ملی ملکہ مذکور نے اسکو
برابر اپنے تخت پر سوار کر لیا اور طبل شادمانی بجوا کر پھر ہی لشکر ادھر کا کم کام آیا تھا اُنے آکر کمر کھولی اور
سجدۂ شکر جناب باری مین کیا مہرخ آگر سر پہ جا بنانی پہنچی اور غبار انگیز کے شکریہ ادا کرنے مین
تر زبان ہوئی گہ ای ملکہ اگر ایک لحظہ تم اور نہ آتین تو کام ہمارا تمام ہو چکا تھا غبار انگیز نے کہا کہ ای
مہرخ نامور مین نے کیا کیا یہ بھی سب فریب تھا ای ملکہ اب صنعت کی تدبیر کرنا لازم ہی مہرخ نے کہا
جو مرضی پروردگار کی ہم تدبیر اُسکی کیا کرین غبار نے کہا ابکی وہ غضب ڈھائیگی عمرو نے اُسوقت
پوچھا کہ ای ملکہ غبار انگیز ہمسے تو بتاؤ کہ تمنے یہ کون سا سحر کیا جس سے وہ قحبہ پست پا ہوئی اور
ہمپر سے خدا نے اُسکے سحر کی بلا دفع کی غبار انگیز نے کہا مین نے کوئی سحر نہین کیا مین اُسکے پاس گئی
اور آداب اطاعت اُس سے کیا اور کہا افراسیاب سے مجھکو ملوا دیجیے وہ وقت ایسا ہی تھا
کہ مین عمرو سے مل گئی تھی اوسنے کہا تو میری بیٹی ہی مین تیری خطا معاف کرواؤنگی بس اُسکے
ہاتھ مین بیضہ سحر تھا مین نے کہا یہ مین دیکھون اُسنے وہ بیضہ دیا مین نے اُسی کے فوج پر مارا اُسکا
خواص ہی یہ تھا کہ جس لشکر پر مارو وہ تباہ ہو جاوے ای عمرو سوا اسکے اور کچھ مین نے
نہین کیا عمرو نے اس فطرت کی کمال تعریف کی پھر سوچا کہ صنعت اتنی بڑی شکست اٹھاکر
گئی ہی کہان ہی حیران ہوگی اگر اسوقت کوئی غباری بنجاوے تو بہتر ہی یہ سوچکر اُٹھا اور مہرخ
سے کہا کہ ای ملکہ مین صنعت کی خبر لینے جاتا ہون کہ کدھر گئی مہرخ نے ہر چند روکا مگر نہا

اور روانہ ہوا اُدھر صنعت صبح اسے پھر اپنے اس لشکر مین کر جو لکھون آدمیونکا دو
ہوا ہی آئی بارگاہ و خیمہ اور اُسکے لیے نصب ہوا یہ آکر بارگاہ مین
جادو اور مختار جادو سے مخاطب ہوکر گویا ہوئی کہ کیون تمنے دیکھا اس خبار
ہی یہ بھی اتفاق کی بات ہی تم دیکھا کہ مین کسطرح ان سب کو ہلاک کرتی ہون جیسے دیکی
ٹھکانا نہ ملتا تھا ایسا جب بھی ہوگا ساحرون نے عرض کیا کہ ای ملکہ آپ سچ فرماتی ہین آپ
کچھ شاہ افراسیاب سے کم ہین اب اسوقت غلامان جانباز کی عرض بھی پذیرا فرمایئے
یعنے کچھ خاصہ نوش جان کر لیجیے کہ آپ کے چہرہ مبارک کا عجیب حال ہوا جاتا ہی پھر
چاہیے گا وہ کیجیے گا اُنسے جواب دیا کہ کھانے پانی سب سے مجھکو نفرت ہوگئی ہی کچھ
نہین چاہتا ہی اُنھون نے پھر یہ منت تمام اصرار کیا ناچار اُسنے کہا اچھا منگواؤ سبکا دلو
دسترخوان لاکر بچھایا صنعت آکر کھانا کھانے مین مصروف ہوئی اسوقت خواجہ جو روانہ ہوئے
تھے علیحدہ ایک مقام پر ٹھہر کر ساحر کی اسی صورت اُنھون نے اپنی بنائی مہر افراسیاب جادو
کی ماتھے پر اپنے بنائی اس طرح کی کہ کندہ کی ہوئی معلوم ہوتی تھی تمامی کی دھوتی
باندھے باندو پر شیلیان جواہر کی باندھکر گلے مین مالا مروارید پہنکر نامہ افراسیاب کا
ہاتھ مین لیکر دروازہ بارگاہ صنعت پر اپنے تئین پہونچایا سب نے دیکھا کہ افراسیاب کے
یہان کا جادوگر آیا ہی یہ دیکھکر کوئی مانع نہ ہوا اور خواجہ اندر بارگاہ کے آئے صنعت کو
مجرا کیا اُنسے پلکون کے اشارہ سے سلام لیا اُنھون نے نامہ دیا اُنسے نامہ کھولکر پڑھا کہ ہوا
تھا کہ ای ملکہ صنعت سحر ساز مرحبا کیا کہنا جس طرح سے کہ ساحران زبردست لڑتے
ہین اُسی طرح سے تم لڑین مین خود آسمان سحر پر سے تماشا دیکھ رہا تھا تم ناچار ہو
کہ غبار انگیز کے قریب مین آئین اسکا تم کچھ رنج و ملال نہ کرنا یہ نامہ جو میرا لیکر آتا ہے
یہ صرف نامہ بر ہی نہین ہی اور نہ قاصد ہی کرتا ہی یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی بس اسکو
مین نے اس لیے بھیجا ہی کہ تم اپنے پاس اسکو رکھنا نام بھی اسکا ہوشیار جادو ہی اسکی
خاطر بہت کچھ کرنا اور لڑنے کو جانا تو اپنے ساتھ لیتی جانا یہ بڑا کام کریگا باقی مراعات
سلطانی کی امیدوار رہو صنعت نامہ پڑھکر خوشنود ہوئی ساحر نامہ دار کی بہت خاطر کی

کھانے کی اول صلاح کی پھر آپ چند لقمہ کھا کر تخت پر آکر بیٹھی سا حر مذکور کو کرسی بیٹھنے کو دی
پھر اکیلا، راوٹی استادہ کرائی سب اسباب راحت وہان بھیجدیا اور کہا ای ہوشیار۔ جادو
تم اس راوٹی مین رہو عمرو اٹھکر اس راوٹی مین آیا میوہ تر و خشک کھایا پنے پاس سے
شراب نکال کر پی پھر پلنگ پر لیٹ رہا تین چار لونڈیان خدمت کو حاضر تھین وہ کام کرنے
لگین بعد آنے خواجہ کے چالاک بن عمرو بھی صنعت کی فکر مین آیا تھا کنیزین جو اندر باہر کام
کاج کے لیے آتی جاتی تھین انمین سے ایک کو اُسنے فقرہ سے الگ لیجاکر بیہوش کیا اور اُسکی
ایسی صورت بنکر سر پر صنعت کے رومال جلنے لگا اس اثنا مین ملکہ حیرت جو کھانا
کھانے اپنی بارگاہ مین بیٹھی اُسنے حال شکست کھانے کا صنعت کے سُنا تھا
پس کچھ میوہ مٹھائی کیوان کشتی مین لگا کر حسرحسر عیارہ کو بلوا کر کہا کہ جاکر یہ صنعت
کو دے آ سامری جا مین کہ اُسنے فرط رنج و الم سے کچھ کھایا ہی یا نہین قسم ہماری طرف
سے دینا کہ اسکو کھاو حسرحسر وہ کشتی لیکر روانہ ہوئی اور بارگاہ صنعت مین آئی مجرا
کیا عرض رسا ہوئی کہ یہ تحفہ ملکہ حیرت نے آپ کے لیے بھیجا ہی صنعت
نے کہا ای حسرحسر تو اس طمع اسوقت آئی جیسے کوئی عیار آتا ہی حسرحسر نے کہا
ای ملکہ پھر مین تو عیارہ ہون اگر آپکو کچھ اور شبہہ ہو تو اپنا اطمینان فرمالیجے صنعت
سحر ساز نے پانی سے مُنھ حسرحسر کا دُھلوایا حسرحسر اصلی پایا اسوقت ایک دوشالہ اور
بہت سے روپیہ انعام مین دے حسرحسر خلعت پاکر رخصت ہوئی لیکن دیکھتی گئی کہ
چالاک سر پر کمر عیار رومال جھل رہا ہی بس اُسنے الگ جاکر نیل کے قلم سے لکھا کہ یہ
جو لونڈی سر پر کھڑی رومال جھل رہی ہی یہ کنیز نہین ہی عیار ہی اسکا کام تمام کردیجیے
لکھکے پھر آئی اور کہا ملکہ نے یہ کاغذ بھی دیا تھا مین دینا بھول گئی تھی اب یاد آیا لیجیے
صنعت نے لیکر پڑھا حسرحسر تو چلی گئی اور صنعت حیران ہوئی دل سے کہتی ہی
کہ کیا بلائے بد عیار ہین کہ کسی وقت پیچھا ہی نہین چھوڑتے ہین یہ کہکر اٹھی اور پہر
چالاک کو پکڑ لیا اور پوچھا کہ اری تو کون ہی چالاک نے کہا کہ مین آپ کی کنیز ہون اُسنے
کہا کہ اری خیرہ سر تیرہ روزگار تو کنیز ہے یا چالاک ہی ارے پانی گرم لاکر اسکا منھ

دھو لاؤ اور کنیزین گرم پانی لیکر آئین اور منھ چالاک کا دھولایا رنگ روغن چھوٹ گیا
صورت اصلی ظاہر ہوئی صنعت نے کہا میرا چابک تو لاؤ غلغلہ اُسکے قید ہونے کا بلند ہوا
عمرو حویلی مین جاکر لیٹا تھا اُسنے بھی سنا جلدی سے باہر نکل آیا اور چالاک کے پاس
آکر کہا ای اجل رسیدہ غضب کیا تھا یہ کہکر ملکہ صنعت کو چابک نہ لگانے دیا آپ ایک
چابک اُسکے لگایا صنعت نے کہا یہ موذی کاٹے کسی طرح باز نہین آتے ہین مین
اب اِسکو افراسیاب کے پاس لیجاؤنگی عمرو نے عرض کیا کہ ای ملکہ میرے کام مین خلل انداز
یہ ہوا میری رائے یہ ہی کہ اسکو مجھے آپ عنایت فرمائین کہ مین اسکو قید کرون یہ کہکر اپنے
چھوٹے سے سحر کی زنجیر نکالکر خوب چالاک کو جکڑا اور کہا مین اس سے کچھ پوچھ لون
تو مارڈالو نگا صنعت نے کہا مین نامہ افراسیاب کو لکھتی ہون جیسا وہ فرمائین عمل
مین لانا عمرو نے کہا اچھا اور چالاک کو اپنی راوٹی مین لایا وہان لاکر مشکین کھولدین
اور کہا ارے جوانا مرگ کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی چالاک نے کہا آج وہ صنعت
نے نہ پہچانا تھا پھر شمشیر زن آکر گرفتار کرا گئی عمرو نے کہا مین سمجھ لونگا
چالاک اُنکے کہنے سے قنات چاک کرکے نکلگیا اور عمرو ہائے ہائے کرکے زمین پر
گر پڑا اس طرح سے کہ آدھا پردے کے اندر دھرا تھا اور آدھا باہر اُسکے ہائے ہائے
کی آواز اہل بارگاہ نے سنی صنعت نے کہا صاحبو ہوشیار جادو کو بادشاہ نے
بھیجا ہے اور وہ عمرو کے بیٹے کو قید کرنے لیگئے ہین معلوم ہوتا ہی کچھ آفت
اُنپر آئی یہ کہکر خود راوٹی مین آئی دیکھا تو ہوشیار جادو بیہوش پڑا ہی اور قنات چاک ہی
چالاک کا پتا نہین ہی لوگون سے یہ حال دیکھکر گویا ہوئی کہ دیکھو ہوشیار نے کیسا زنجیر
مین جکڑ دیا تھا بندھا ہوا نکو ڑ مارا نکلگیا بڑے غضب کے عیار ہین اُنسے کوئی جیت نہ پائیگا اچھا
پ کوئی پانی لاکر ہوشیار پر چھڑکو کہ اُنکو تو ہوش آئے عمرو نے یہ بیان جو انکا سنا سمجھے
کہ پانی چھڑکنے سے رنگ روغن نہ کہین بگڑ جاے لازم ہی کہ اُٹھ بیٹھو بس یہ سوچکر ایک آہ کی
اور کروٹ لی صنعت اُسوقت پکاری کہ ای ہوشیار جادو ہوشیار جادو کیا غافل پڑے ہو ذرا تو
ہوشیار ہو اُسکے پکارنے سے عمرو اُٹھ بیٹھا اور کہا ای ملکہ چالاک نے کیا کون کر کیا کام کیا ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے

ین سرگیا ہوتا سامری نے بڑی حیرکی صنعت نے کہا اگر اسوقت کچھ تمھارے دشمنون کو ہوا تا
تو مجھکو افراسیاب سے بڑی ندامت ہوتی لوگون نے کہا اور ملکہ آپکا کدھر خیال ہی یہ چالاک ہی
جسنے کہ افراسیاب پر عیاری کی ہی اس سے بچے رہنا ہی غنیمت ہی اور جسوقت اسکو قید کرکے
جوکے تھپن مار ہی ڈالے ہین یہ سنکر ہی غرض صنعت وہان سے اُٹھکر پھر اپنے مقام پر آئی چالاک
جو نکلکر ہوا سے چلا ایک درہ مین پہاڑ کے گیا وہان قریب ترایک سامر ہی کہ اس جگہ کی صنعت کی
طرف سے نگہبانی کرتا ہی اس سامر کا نام بھی مہبوت جادو ہی اور وہ سامر نہایت زبردست ہی چنانچہ
چالاک جو دیکھتے تو درہ کوہ بہت آراستہ ہی اسطرف درہ کے درخت تمام تراشی کیے ہین
سبزہ اُگا ہی کنولین نچتہ بنے ہین پڑی جمائی گئی ہی اور سامنے ایک باغ کہ جس سے گلستان ارم کو
داغ بنا ہوا نظر آتا ہی چالاک اس باغ مین آیا اُسکو بھی نہایت سرسبز پایا نرگس و یاسمن پختہ
تختہ گل و سنبل چمن چمن لگے ہین اُنکی خوبی کی بہت کہنا کیا ہی ۔ دیکھا کیا کچھ اور ہی ہی عالم

وہ باغ نہین بہشت ہی کم	رخسار زمین پہ سبزہ ہر سو	ریحان خط عذار گلرو
از بسکہ ہے سبزہ جلوہ آر	ہی خاک طلسم چشم خضرا	اون سبزہ گیاہ با نضرا ہی
گویا خط یار دلربا ہی	تھے پھول بھی پھل بھی کیسے کیسے	شاید کہ بہشت مین ہون ایسے
ہر رنگ کے گل جو ہین نمودار	گلشن کی زمین ہی سحر گلزار	ہی سبز تو رشک لالہ و گل
ہر رنگ سرشک خون بلبل	ہر سمت نہرین جاری خلاصہ یہ کہ پوری تیاری ایک طرف باغ کی	

بجسن خوبی بنی ہوئی بنی کی طرح سجی ہوئی فرش پر تکلف سے آراستہ شیشہ آلات لگا ہوا سامان
عیش و راحت وہان مہیا نشہ مغرق بچھا ہوا اور اُسپر ایک سیاہ فام بیٹھا ہوا شراب زہر مار
کر رہا ہی اُسکو دور سے دیکھکر چالاک صورت ساحر کی ایسی بنا اور وہ وضع اپنی بنائی
کہ جیسے وضع کے ساحر صنعت کے ملازم ہین بس اس صورت پر تیار ہوکر سامنے اُسکے گیا اور
اُسکو سلام کرکے کہا کہ ملکہ صنعت نے آپ کے پاس بھیجا ہی فرمایا ہی کہ جب سے ہم شکست کھاکر
آئے ہین صنم کمبخت ہمارے مار ڈالنے کی فکر مین ہی ابھی چالاک عیار آیا تھا ہمنے قید کرنا چاہا
وہ بھاگ گیا اب تو بہت ہوشیار رہنا اور جو کوئی عیار طرار آئے اُسکو پکڑکر مار ڈالنا مہبوت اس
ساحر کا نام ہی چالاک کی تقریر سنکر وہ اپنے ملازمون سے حکم فرما ہوا کہ سو روپیہ اسکو لاکر دو اُنھون نے

روپیہ مذکور لاکر دیے اور میمونت نے کہا ملکہ عالم کو میری تسلیم کہدینا اور عرض کرنا کہ آپ
جانب سے غافل رہین مین بہت ہوشیار رہون چالاک نے جب روپے پائے کہا
ہمارے ساتھ احسان کیا ہی ہمارے باپ دادا سے بھی ایک چیز نادر چلی آتی ہی بھلا اُسکو ہم
تو دکھلا دین لے آؤ الگ چلو میمونت یہ سنکر اُٹھا اور اِس باغ کی ایک صحنچی مین گیا ملازمو
کو وہان آنے سے منع کر دیا چالاک بھی اُسکے ساتھ گیا اُسنے کہا دکھاؤ وہ کیا چیز ہی چالاک نے
قریب پہونچکر ہی ایک طمانچہ دست بیتابی آلودہ کا لگایا میمونت نے کہا ادب یہ کونسا
کیا کیا چالاک نے کہا اسمین تو کرامات ہی تم دیکھ لینا مگر اوّل نہین یہی رہا تھا کہ وہ چکر مار کر
گرا بیہوش و مدہوش تھا چالاک نے اُسی وقت تنہائی پاکر اپنی ایسی صورت اُسکی بنائی اور آپ
اور آپ اُسکی صورت پر بنا اور اُسکو پیٹھ پر لاد کر باہر نکلا نوکرونمین اُسکے کہا کہ یہ کون ہی اُسنے جواب دیا
کہ جمشید نے میری عزت بچائی اور جان بھی رکھ لی اسنے مجھکو مار ڈالا ہوتا یہ عیار ہی یہ کہکر با
صنعت کے دروازے پر اُسکو لا دیے ہوئے لا یا صنعت کو خبر ہوئی کہ میمونت جادو کوئی آ
جانب سے فلان صحرا مین محافظ ہی وہ چالاک کو پکڑ کر لائے ہین یہ حال سنکر صنعت اٹھی اور
موشیار رجادو کے پاس آئی کہا ای ہوشیار رہبارک ہو چالاک پکڑا گیا میمونت میرا ملازم
ہی عمرو کی یہ خبر سنکر جان بنگلگئی مگر بظاہر خوشنود ہوا اور جلد وہان سے باہر نکل آیا اِس اثنا مین میمونت
نقلی بھی داخل بارگاہ ہوا ملکہ صنعت عمرو کے ساتھ کھڑی تھی اُسکو مجرا کیا صنعت نے ہنسکر
پوچھا کہ ای میمونت مزاج تو اچھا ہی کہو کسکو لائے میمونت نقلی نے سب ماجرا بیان کیا کہ
یہ عیار مجھکو بھی فریب دینے گیا تھا مین نے پکڑ لیا اِن باتون مین یکایک خبر آئی کہ ملکہ خنکو
نازنین جبا اور شہاب جادو سیر کنان اِس طرف آئے تھے وہ آتے ہین صنعت نے کچھ لوگ
اُنکے استقبال کو بھیجے کہ وہ دونون بھی بارگاہ مین آئے صنعت سے ملاقات ہوئی اُسنے مزاج
کرکے بڑا تپاک اظہار کیا پھر یہ بھی کرسیون پر بیٹھے جام مے گردش مین آیا اُسکو ہوتے ملکہ شکوہ نے
پوچھا کہ ای ملکہ یہ سامنے مردہ سا کون پڑا ہی صنعت نے سب احوال اُنسے بھی کہا اور کہا
آخر اسباب نے ایک ہوشیار رجادو نام سامری تخلص کو میرے پاس بھیجا ہی اور یہ
تعریف اُسکی نامہ مین لکھی ہی مین اُسے نہایت خوش ہون شکوہ نے کہا ای ملکہ اب تم اُسکے

مارڈالو صنعت نے کہا لڑائی کی فتح اور شکست جب ہو کہ جب حریف پکڑا جائے تو سمجھا کر
مارے لیکن آپ کے فرمانے سے مین ابھی اُسکو قتل کرتی ہون مجھکو کسی بات کا دغدغہ
نہین ہر شکوہ نے کہا کہ کچھ ہی کیون نہو آپ اُسکو مار ڈالین اُسنے کہا اچھا اُسوقت شہاب جادو
نے کہا کہ ہوشیار جادو کو بھی بلائیے ہم ملاقات بھی کرینگے اور وہ اُسکے قتل کی بھی کیفیت
دیکھینگے صنعت نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ جاکر دیکھو تو ہوشیار جادو کیا کرتے ہین عمر و لیلی تو
باہر نکل آیا تھا یا پھر جاکر راوٹی مین لیٹ رہا اسلیے کہ اُسنے باہر آکر جو مہبوت کو دیکھا کو چالاک
کو پایا تھا غرض کنیز جو آئی دیکھا کہ آرام مین ہین اُسنے جگانے کا ارادہ کیا کنیزین جو اُسکی
خدمت مین تھین وہ گویا ہوئین کہ ابھی آرام کیا ہو اور فرمایا ہی کہ اگر ماما بھی آکر جگانے کا ارادہ
فرمائین تو مجھکو نہ اُٹھانے دینا کنیز یہ ماجرا سُنکر پھر آئی اور صنعت سے آکر عرض کر دیا شہاب
وغیرہ سب خاموش ہو رہے اور صنعت نے جلاد کو حکم دیا کہ جلد تر اس مفتری کا اسی عالم بیہوشی
ہی مین سر کاٹ ڈال جلاد نے بموجب حکم دوڑ کر تیغہ مارا کہ سر مہبوت اصلی کا اڑ گیا اور بگاڑ
کہ مبارک ہو مین نے کام پسر عمرو کا تمام کیا لائیے انعام دلوائیے یہ تو انعام مانگ رہا ہی کہ وہان
کہ وہان صدائے گیرو دار و دار و گیر بلند ہوئی دھوان سب طرف پھیلا آواز آئی کہ مار مہبوت
جادو کو اُس اندھیرے مین چالاک نے نعرہ کیا کہ منم چالاک اری قحبہ صنعت تو میرا نام
چالاک کر تیرے ہاتھون سے تیرے رفیقون کا سر کٹوا دون یہ کہکے تخت کے نیچے صنعت کے چلا گیا
کسی نے اُس تاریکی مین دیکھا نہین کچھ عرصہ کے بعد وہ دھوان ہر طرف ہوا سب نے دیکھا کہ مہبوت
جادو کا سر الگ کٹا پڑا ہی اور شکوہ اور شہاب جادو تو گھبرا کر باہر بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی اور
آپسمین گرم سخن ہوئے کہ غضب ہی سامری کا بھلا کیجیے کسکو کوئی مارے اور کسکو رہا کرے بھائیو اب
طلسم پر ادبار آیا ہی اور صنعت لاش مہبوت دیکھکر بدحواس ہو گئی کہ بل بے تیری تلاش کہان
پہونچا اور مہبوت کو پکڑ کر لایا یہان تو سب متحیر اور متردد ہین لیکن حیرت کو بھی طالبان بحر
یہ سب خبر پہونچائی وہ بھی پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ شکوہ اور شہاب جاکر پہونچے اُنھون نے مفصل
عرض کی کہ ہمارے سامنے یہ جرا گدر اپھر یہ بھی بیان کیا کہ افراسیاب نے ایک سامری ہوشیار جادو نام کو صنعت
کے پاس بھیجا ہی اور بڑی تعریف اُسکی نامہ مین لکھی ہی وہ سامری نام موجود ہو بڑی خاطر اُسکی ملکہ صنعت کرتی ہین

حیرت نے یہ حال سنکر کہا ای بی آسمین بھی کوئی کوئی فریب معلوم دیتا ہی مین بادشاہ کو نامہ لکھ
ہون جیسا ہوگا ظاہر ہو جائیگا یہ باتین جو یہان ہوئین طائران جادو مہرخ کے یہان کہی اور افراسیا
کے یہان کہی برابر جاسوسی حاضر تھے انھون نے بھی سنا اور طائران اڑکر بادشاہ طلسم کی خدمت مین گیا اور
طائران سحر نے آکر مہرخ سے جو سنا تھا بیان کیا مہرخ بہت خوشنود ہوئی اور غیارا انگیز نے کہا بی
عیار بڑے فیلسوف اور زبردست ہین مہرخ نے کہا سب ملکر چالاک کے لیے دعا کرو کہ خدا تعالے
اسکو صحیح وسالم ہمسے لاکر ملائے سب دست بدعا ہوے ادھر طائران جادو جو شاہ جادوان
پاس پہونچا جملہ ماجرا اُسنے بیان کیا بادشاہ نے حال سنکر گردن جھکائی اور کہا مین اسی
وجہ سے سب کو غارت کرنے جاتا تھا تو اس صنعت نے نانا اب اچھا ہوا جو دلبتن اُٹھاتی ہ
یہ کہکر رقعہ جمشیدی مین دیکھا کہ کونسا ساحر میرا ملازم ہو شیار جادو نام ہی جو اُسکے پاس گیا ہی رقعہ
مین معلوم ہوا کہ وہ عمرو عیار ہی اگر ای بادشاہ قتل کرنا ہو تو ایسے وقت مین اُسکو مار ڈال پھر ایسا
موقع نہ ہاتھ آئیگا یہ رقعہ سے دریافت کرکے اُسنے باغبان کی طرف دیکھا اور کہا کہ تمنے وعدہ کیا تھا
مین عمرو کو پکڑ لاؤنگا آجتک ایفاے وعدہ نہوا خیر اب تم بارگاہ مین صنعت کی جاؤ اور وہان
ہو شیار جادو بنا ہوا عمرو ہی اُسکا سر کاٹ لاؤ صنعت سحر ساز سے کہنا کہ وہ خود قتل کرکے سر
تمھین دیدیگی باغبان نے پایۂ تخت بادشاہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ انیک رقیم و آدردیم یہ
یہ عازم رہ تو روی ہوا لیکن زوجہ اُسکی ملکہ گلچین جادو کہ عمرو سے ڈرتی ہی اسواسطے کہ عمرو جو باغبان
کو مار ڈالیگا تو مین رانڈ ہو جاؤنگی اِسنے قمر آن حبش کو بھائی بنایا ہی اور اُسنے اسکو بہن کہا ہی سر چند
باغبان کو یہ سمجھایا کرتی ہی مگر وہ نہین مانتا ہی چنانچہ ملکہ گلچین جادو اپنے شوہر سے پہلے چادر سحر اوڑھکر
روانہ ہوئی جاکے صنعت کی بارگاہ مین پہونچی بسبب چادر سحر کے کسی نے اُسکو دیکھا نہین عمرو
کی راوٹی مین گئی عمرو سوتا تھا اُسکو جگایا اور کہا خواجہ سلامت مین ہون آپکی کنیز گلچین جادو
افراسیاب کو آپ کی خبر پہونچی ہی اُسنے میرے شوہر کو صنعت کے پاس بھیجا ہی وہ آتا ہی
آپ ہوشیار ہو جائیے مین پہلے آپ سے خبر کرنے کو آئی ہون آپ کو قسم ہی اپنے خدائے چاک کی کہ
باغبان کو مار ڈالیے گا مین رانڈ ہو جاؤنگی بو خدا تمھارا حافظ ہی مین جاتی ہون یہ کہکر وہان سے چلی گئی اسکی
باتون کی آواز کچھ کچھ کنیزون اور صنعت نے بھی سنی مضمون کو کچھ بھی نہ سمجھین لیکن صنعت نے پکار کر کہا کہ ارے

یہ کہکے بیرا تے جاتے ہین عمرو نے کہا یہ بیرے ہمارے ہین اور کہکے ہین غرضہ ہوکر آئے ہو کے اب تدبیر
لڑنے کی ہم بھی کرتے ہین وہ دم خبر نگاتے ہین یہ کہکر باہر روانی کے آیا اور دیکھا کہ ایک جادوگر آذر نگاہ
جادو نام صنعت کے پاس استادہ ہوا اُسنے حضرت سے کہا کہ ای ملکہ ذرا یہ جو آپ کے
پاس کھڑے ہین انکو میرے پاس بھیجدو مجھے کچھ اُنسے کہنا ہو صنعت نے یہ سُنکر آذر نگاہ
سے اشارہ کیا کہ جاؤ وہ عمرو کے پاس آیا عمرو نے کہا ای بھائی یہ غل کیسا ہوا تھا اُسنے کہا کیا
کہون اپنی اپنی سبکو پڑی ہو عمرو نے کہا ہان بھائی یہان یہی حال ہی معلوم نہین کہ ہم مارے جائینگے
یا تم مارے جاؤ مگر بھائی عیار کیا کام کر رہے ہین ابھی دیکھو میرے پاس ایک عیار آیا تھا اُسنے زبردستی
بغیر کہے سنے میرے منہ پر یون ہاتھ مارا اور یون ہاتھ مارا ای بو اسطرح سے ہاتھ پھیر ہی تو دیا
یہ کہکر ہاتھ منہ نقل کرنے کے بہانے سے پھیر دیا کہ آذر نگاہ بیہوش ہو گیا اُسنے جب اسکی
بات کہنے کے لیے بلایا تھا تو کنیزون کو ہٹا دیا تھا چنانچہ تنہائی تو تھی ہی آذر نگاہ کو
بشکل ہوشیار جادو بنایا اور آپ اُسکی ایسی صورت بنا اور اُسکو اپنے پلنگ پر لٹا دیا
اور کنیزون کو پکارا اُنسے کہا خبردار سے ہوشیار رہنا لیکن جگانا نہین یہ کہکر آپ یا جمشید یا جمشید
کہتا ہوا صنعت کے پاس آیا اُسنے کہا ای آذر نگاہ جادو خیر تو ہے مجھ سے تو کچھ کہو کہا
ای ملکہ مین تمسے کیا کہون اب آپ ہی معلوم ہو جائیگا اُسنے اس کلمہ پر کھبرا کے کہا ارے
کمبخت تو لانا عمرو نے دل مین کہا کہ کتاب مین دیکھا ہے تو حال تیرا کھلے گا ابھی گویا ہوا کہ ای
ملکہ تجھے تو کتاب کی غرت کہو ہی ذرا ذرا سی بات پر کتاب لانا کتاب لانا کرتی ہو ای مالکہ من
جس کام پر عقل کام نکرے وہ کتاب مین دیکھتے ہین تو کتاب کیا کریگی مجھ سے میرا پیر کہہ گیا ہی کہ شاہ
جادوان کے پاس سے کوئی سوقت آتا ہی اور ہم رتبہ وہم پایہ تمھارا ہی اور جس کام کو آتا ہی
اسی کام کو سُنکر مین یا جمشید یا جمشید کہتا ہون اب معلوم ہی ہوا جاتا ہی گھبراتی کیون ہو یہ کہی
ہاتھا کہ باغبان قدرت تو پر بیل چڑھے ہوے اسباب تحریر لیے ہوے تخت پر سوار آکر اُسکی
رگاہ مین اُترا صنعت برائے استقبال خود اٹھی باغبان نے بڑی بھکر سلام کیا صنعت نے
سنکر سلام لیا اور ہاتھ اُسکا پکڑ کیا مقام صدر پر برابر اپنے بٹھایا باغبان نے بیٹھتے ہی کہا کہ
شاہ نے فرمایا ہی مین نے کب ہوشیار جادو کو بھیجا ہی اور وہ ہی کہان صنعت نے کہا کہ

جب سے آیا ہی مست شراب ایسا رہتا ہی کہ ہر وقت راونی مین پڑا رہتا ہی اب یہی مین ہی
باغبان نے کہا وہ عمرو عیار ہی اسی وجہ سے بہت تمھارے پاس نہین بیٹھتا ہے اپنی
فکر مین ہی تمکو مار ڈالیگا اسوقت اژدرنگاہ نقلی نے ایک قہقہہ مارا اور کہا بھوت ہم تو سچے
ہوئے صنعت یہ ماجرا سنکر نہایت درجہ گھبرائی باغبان نے کہا حکم دیا ہی شاہ نے کہ
جلد مار ڈالو اسکو اور سر اسکا لاؤ مجھے دو کہ مین قتل کرکے سر لیجاؤن صنعت نے یہ
اسوقت ایک جلاد کو بلا کر چپکے سے کہا کہ راونی مین جا اور کنیزون کو یہان بھیجدے اور وہ جو
پلنگ پر سو رہا ہی اسکا سر کاٹ جلاد بموجب حکم راونی مین گیا اور کنیزون سے کہا جلد یہان سے باہر جاؤ
وہ سب لرزان ترسان باہر آئین اور جلاد نے ایک ہی تیغہ کا ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ اژدرنگاہ
کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرنے سے بھی صدائے مہیب آنے لگین اندھیرا ہوا آواز آئی کہ لیجیو پکڑ لیو
مارا اسکو کہ جسکا نام اژدرنگاہ جادو تھا صنعت نے جب جلاد کو بہر قتل ہوشیار بھیجا تھا
چار ہزار جادوگر برائے حفاظت مقرر کیے تھے کہ شاید عمرو ہوشیار ہوکر نکلے تو جانے نپائے
دو ہزار جادوگر بروے ہوا پرواز کر رہا تھا اور دو ہزار گرد بارگاہ تھا بس ادھر تو صدائے قتل
ہوشیار بلند ہوئی ادھر عمرو نے نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ عیاران عمرو نامدار اری او شقی صنعت
سحر ساز اگر تیرے جادوگردن کو اسیطرح نہ داخل جہنم کرایا تو نام اپنا نرکھا صنعت نے یہ نعرہ سنکر
گردا پنے تو حطار کیا اور پکاری کہ لینا مودی کاٹے کو جانے نپائے اندھیرا تو تھا ہی تاریخ تیرنے
چلنے لگی اسوقت چالاک جو تخت کے نیچے چلا گیا تھا باہر نکلا اور آکر اسنے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہ
ای والد ماجد راہ یہین نے پہلے ہی سے بنا رکھی ہی آیئے چلیے عمرو بھی خلطاک مار کر زیر تخت آیا دیکھا
کہ یہان نقب لگی ہی دونون اس نقب مین کودے اور روانہ ہوئے صنعت نے جب وہ اندھیرا موقوف
ہوا ہر چند تلاش کرایا کہ دیکھو یہ دونون کہان گئے ہین لیکن پتا نہ ملا بہت پریشان خاطر ہوئی اور
مختار جادو نے عقل سے دریافت کیا اور تو سب راہ رکی ہوئی تھی تخت کے نیچے معلوم ہوتا ہی کہ دونون
ہین پھر اسنے تخت کو اٹھوایا دیکھا تو نقب لگی ہی بس عرض کیا کہ ای ملکہ دیکھیے وہ اس راہ سے گئے ہین باغبان
تو یہ سب ماجرا دیکھکر پہلے ہی چلا گیا تھا اور یہان صنعت نقب دیکھکر بہت پریشان ہوئی اور گویا ہوئی کہ
ای مختار کچھ عقل ہمین کام کرتی ہی اب کچھ کہہ سکتی ہو تو مختار نے کہا ہر طرح شوم پہ فرمایئے تو آخر کیا کہتا ہی اسنے

کہا باغبان قدرت جو افراسیاب کے پاس آیا اور اُسنے کہا کہ یہ عمرو عیار ہی جس نے افراسیاب
بھی چھوٹ بولنے لگا مختار نے کہا ای ملکہ جب ہوشیار جادو نے اژدرنگاہ کو راولی مین بلایا تھا اُسوقت
وہ ہوشیار عمرو وہی تھا جب اژدرنگاہ اُسکے پاس گیا اُسنے بیہوش کرکے اپنی صورت پر اُسکو بنایا
پھر اُسکی صورت بنکر باہر آیا اور آپ سے باتین کین باغبان قدرت کیا کرے جو سُن آیا تھا
اُسنے وہی آپسے کہا لیکن تعجب یہ ہی کہ اُسکو خبر کیسے پہونچائی کہ باغبان قدرت آیا ہی صنعت نے
کہا کچھ ہی ہو مگر اب غرت سامنے کھڑی ہماری تو بے آبروئی ہوتی ہی بیان تو یہ تذکرہ ہی اور عمرو عیار
مع چالاک کے نقب سے نکلکر ہنستے ہوئے اپنی بارگاہ مین آئے مہرخ اور سب سردارون نے خدا کا شکر کیا کہ پھر
خدا نے تمکو ہمسے ملایا عمرو نے تمام کیفیت سامنے مہرخ کے بیان کی مہرخ اور جملہ سردار قہقہہ مارنے لگے اور
سب عیار بھی مع مہرخ آن کے اُسوقت بارگاہ مین آئے اور بیٹھکر شراب پینے لگے نامجو لگا شراب کا
جام گردش مین آیا مہرخ نے کہا اب خدا وہ دن بھی کرے کہ شہزادہ اسعد اور مہ جبین بھی چھوٹین اور
اسعد دلاور طلسم فتح کرے عمرو نے کہا انشاءاللہ اب وہ زمانہ بھی قریب ہی ملکہ بران تدبیر مین گی ہین
لیکن جبتک آپ دیکھیے گا کہ کیسی کیسی لڑائی پڑتی ہی اور ہم بھی چین چین کے دن نابکار دن کو خدا نے چاہا تو
مارینگے یہ کہکر مصروف عیش و انبساط ہوئے اُدھر باغبان کے پہونچنے کے قبل پہلے افراسیاب کے پاس
آئے اور عرض رسا ہوئے کہ بموجب ارشاد حضور باغبان کے کہنے سے صنعت نے ہوشیار جادو کو قتل
کرڈالا لیکن صدائے گیر پکڑ کی بلند ہوئی دریا ہوا کہ ہوشیار جادو عمرو نہ تھا اژدرنگاہ جادو تھا
افراسیاب نے کہا عجیب غریب مقدمہ ہی کہ جو تدبیر ہم کرتے ہین وہ برعکس ہوتی ہی یہ کہکر ایک آہ سرد دل
پر درد سے بھری اور تیلون سے کہا کہ تم جاکر پھر خبر لاؤ کہ صنعت کیا کرتی ہی اور مہرخ کس فکر مین ہی
تیلے روانہ ہوئے آگے چند پہلے تو بارگاہ صنعت مین پہونچے اور چند بارگاہ مہرخ مین آئے یہان دیکھا
تو ناچ ہو رہا ہی اور صنعت کو جو دیکھا تو فکر مین رنجیدہ پایا اور سنا کہ وہ کہتی ہی ای مختار جادو مجھکو
افراسیاب سے بڑی ذلت ہوئی اب جی چاہتا ہی کہ اپنے تئین ہلاک کرون مختار کہہ رہا ہی کہ حضور شراب
پیئین کچھ خاصہ نوش فرمائیے یہ تو معاملات جنگ ہین اسقدر تشویش نفرمائیے اُسنے کہا کہ اب کھانا پینے جب
کھاؤنگی کہ لشکر باغبان کو غارت کرلونگی یہ کہکر وہ بضہ سیاہ جو کنٹھے مین تھا ہاتھ مین لیکر دکھایا تیلون نے
جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ ابتو یہ آمادہ حرب و ضرب ہی لازم ہی کہ بادشاہ سے جاکر خبر کرین پھر آپ ہی کہا کہ تماشا جنگ

دیکھ لین تو ایک ہی مرتبہ جا کر عرض کرین غرض یہ تو بھرے اور جاسوسان لشکر جو
موجود تھے وہ سب خبر لیکے مہرخ کے سامنے آئے اور عرض رسا ہوئے کہ ملکہ صنعت سحر ساز پھر آیا چا
ہوا اور اُسکا ارادہ ہی کہ ابکی بیضہ سیاہ سے کام لون مہرخ یہ خبر سنکر بدحواس ہوئی پھر آپ ہی کہا کہ یہ
اکلد مالک ہی دہی بچانے والا ہی چالاک جو شریک انجمن انبساط تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کہ
جبتک اس قحبہ صنعت کو قرار واجبی نہ گوشمالی لیگی نہ مانیگی ہین یہ کہکر وہان سے چلا اور ساحر کی
صورت بنکر قریب بارگاہ صنعت آیا یہان صنعت باہر بارگاہ کے آکر خیمہ مین کھڑی ہوئی تھی تما
سردار اور مصاحب اُسکے گھیرے ہوئے سجھا رہے تھے کہ ابی ناظمہ کل طلسم افراسیاب کی پیاری خیر
کی راج دلاری مگر لشکر اعیان برباد کرنا منظور ہی تو فوج کو ہمراہ لیکر جا پہلا فوج بھی عرض کر رہے
ہین کہ ہمکو لیتی چلیے صنعت کہہ رہی ہی کہ مین اکیلی جاونگی اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہی یہ کہکر مختار
جادو سے مخاطب ہوئی کہ تم گھر سے اور فوج و لشکر سے خبردار رہنا مجھکو دیر ہوگی ابھی گئی اور کام
لشکر حریف کا تمام کرکے پھر آئی دیکھیو وہ بیضہ سیاہ ہی کہ جسکے لگاتے ہی ہزارون سانپ پیدا ہوگا اور
مفسد و نکوس لگیگا یہ کہکر بیضہ ہتیلی پر رکھکر بلند کیا چالاک جو مکہ مین آیا ہوا تھا اُسنے دل مین خیال
کیا کہ بس یہی وقت ہی تو اپنا کام کریہ سوچکر اُسنے کلہ گوپن مین چھپر رکھا اور ہتیلی کو اُسکی ناک کے قریب
جو مارا پھر آگ یا قہر پڑا اعیار کے ہاتھ کا چھڑا گیا ان تو سب کے توتے گئے اور بیضہ سیاہ ٹوٹ کر وہ سردار اور
فوج کے لوگ جو جمع تھے اور ساتھ چلنے کے لیے مصر تھے اکثین گرامنا اللہ قیامت کیری بپا ہوگئی
اول تو آواز مہیب پیدا ہوئی اور دھوان اسقدر پیدا ہوا کہ وہ مقام ظلمات سے بھی بدتر تھا چاہ بابل کی وہان کی
تاریکی کے آگے کچھ حقیقت نہ رہی ہزارہا ساحر وہ کار اُس اندھیرے مین دم خفا ہوا اور علاوہ اس اندھیرے کے
ماران سیاہ زمین سے نکلنے لگے اور روے ہوا سے برسنے لگے تمام عالم اُن مخلوقون سے بھر گیا ہوا سموم
ہوگئی اُن سانپون نے جسکو کاٹا پانی ہوکر وہ بہ گیا الشاذ جو تیار ہوا تھا اُسین بھگدڑ پڑی ہر چند صنعت
سر پٹختی تھی لیکن وہ آفت موقوف نہ ہوتی تھی اندھیری نے جان لی سانپون نے آفت برپا کی ان
کافرون کو گویا جہنم مین بھیج دیا تھا کہ ہر ایک کالا اُنکو کاٹتا تھا خدا کی پناہ ہر سمت چیخ پکار کی صدا
بلند تھی زہر دار سے نالان ہر اک خانہ تن کی ماہی سے سر وحشت سانپون کے نکل جاتی تھی نفسی نفسی
ہاے کا ماوا سے جان گئی کا بلند تھا سامنے چالاک بیضہ بھینکنا کی تیار تھی با خود اندیشہ کہ آتا مدد کو آتا

ین صدائون کے آنے سے کوہ گلہار تھی کھل بل و ہلچل پڑی تھی بڑی آفت کی گھڑی تھی کہ اشعار

جدھر بھر نظر کیجیے لگ رہا آگ	دم و دم کشی لپ پہ لمیلین ہین ناگ	مہان مین وہ تھی جا ہی پر شر و شور
عصا سے چلے راہ وان مار و مور	ہر اک آنکھ سے زہر ٹپکا کیا	جلا اُنکے آگے کوئی کب دیا
صدائے مہیب انکی وہ تھی بلند	جگر چاک ہو کے ہوا پر پرند	درندون کے پر جا نہین تھے حواس
پرندے مکانون سے سب اڑ گئے	وحوش اس بیابان مین آتے نہ تھے	طیور آشیانون مین جاتے نہ تھے
ہوئی اسکی کوسون تلک ایسی دھم	کہ آیا نہ اس رہ کوئی جز سموم	ہوئے ساکنان بیابان تنگ
اٹھے کوہ و وادی سے شیر و پلنگ	بلا گندگی تھی اس انبوہ مین	کہ گونجی بلائے سیہ کوہ مین
اس آواز سے جی نکل ہی گئے	جو ثابت قدم تھے بچل ہی گئے	بھرا ایک دم اُسنے دا کر دہان
تو پایا اس انبوہ کو نیم جان	دم دیگر اُنمے نہ کوئی رہا	وہی دست خالی وہی اژدہا
زمانہ وہی آگ کا چار سو	ہوا گرم ویسے ہی ریا ہی شور	صنعت کی فوج اور صنعت

بزور سحر بھاگ کر بہت دور نکل گئین اور قریب دریائے سحر آکر ٹھہرین اسوقت کہ جب کوئی اس جنگل مین باقی نرہا وہ اژدہا بھی ناپدید ہو کے مطلع صاف ہوا لیکن صنعت نے ایک مقام پر ٹھہر کر بھگیلی فوج کو اپنی مجتمع کیا اور اس جائے خطرناک سے بہت دور ہٹ کر خیمہ کیا اُسکی فوج اور خزانہ لاتعد ولاتحصے ہی اسوجہ سے ہر بار نیا سامان مہیا ہوتا ہی چنانچہ اب بھی لاکھون ساجرون کو کیسا ایک جگہ پر ہی مگر داغ بالائے داغ آتش رنج سے جگر و دل کباب کہ یا سامری مین کس آفت مین گھر گئی دیکھیے اب کیا ہوتا ہے سردار جو باقی ماندہ تھے وہ آکر پھر سمجھانے لگے کہ اے ملکہ ایک بات کے پیچھے پڑجانا اچھا نہین اسمین بھی خرابیان ہوتی ہین دیکھیے بادشاہ طلسم سب طرح کے سحر جانتا ہی اور قدرت و طاقت ساری نے اُسکو عنایت کی ہی مگر یکایک کوئی کام نہین کرتا ہے دیر آید درست آید کا معاملہ ہی آپ بھی اب چندے توقف فرمایئے پھر سمجھ لیجیے گا صنعت اپنے حال پر نالان و گریان ہو کر خاموش ہو رہی اور چالاک بن عمرو جو بیضہ کو توڑ کر روانہ ہوا سامنے صنعت کے آیا یہان سبکو متردد پایا دیکھا کہ لشکر صنعت تیار کر رہی ہی اور منتظر ہی کہ آفت آیا چاہتی ہی اسوقت اُسنے آکر کہا ای ملکہ آپ بیٹھکر تماشا دیکھیے عیش کیجیے مین جنگ فتح کر آیا یہ کہکر جملہ ماجرا سنایا کہ اس طرح اُسنے بیضہ دکھایا مین نے پتھر مار کر ہاتھ اُسکا توڑا

اور بیضہ اُسکی فوج مین گرا یا اب وہ بھاگ کر آوارہ دشت ادبار ہوئی اور یقین تو یہ ہی کہ طلسم ٹوٹنے سے آپ کے سر سے بلا گئی لڑائی کیسی اور لڑنے والے کہا یہ حال سنکر جمرو اور خرخ وغیرہ شاد ہوئے بند غم سے آزاد ہوئے بارگاہ مین بیٹھکر داد عیش و نشاط دینے لگے ناچ دیکھنے اور شراب پینے لگے اِدھر تیلکون نے جاکر شاہ جادوان افراسیاب بے ایمان سے یہ سب ماجرا ذکر کیا کہ اِس طلسم کی صنعت کے ہاتھ سے چالاک عیار نے بیضہ گرا کر توڑا اور آفت نے صنعت کو گھیرا افراسیاب باوجود کہ پوری شکست ہونے سے غصہ مین تھا مگر چالاک کی چالاکی کا حال سنکر ہنس پڑا پھر باغبان وغیرہ اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ صنعت کے دن اجل کے بُرے ہین جب لڑیگی تباہ و برباد ہوگی اب مین اُسکی لڑائی چند روز موقوف کرا کے ایسے ساحر کو بھیجتا ہون کہ وہ سب باغیون کو سزائے مقبول دیگا اور جیسا ہمارے ملازم وغیرہ پریشان ہو کر روے ہین ویسا ہی انکو وہ ساحر رولائیگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا اور دستک دی کہ فلک سے آتشباری ہونے لگی اُسی آگ کے شعلون مین ایک تخت آتشین نکلا جسپر ایک ساحر سیاہ فام سوختہ بدن کندۂ جہنم جسکی شان مین یہ کہنا زیبا نظر ہے

شعلۂ دوزخ رُخ روشن کی تاب	جس سے ہر مومن کو واجب اجتناب	جسپہ تھا یا صبح دم مہ جبین
روسیہ پر تیرگی ظاہر نہین	گردہ ہاے دلتنگی مایوس کا	ہر شکن خط تھا کفِ افسوس کا
آبروے مو سے ظاہر جلد یون	زنگ خوردہ جیسے تیغ بیسم گون	یا بنام مخمل فرسودہ خواب
یا شکستہ کنہ محراب خراب	شوخی مژگان خرام ناشکیب	نرگس بیمار مرنے کے قریب
خانۂ چشم ایک صحراے خراب	آنکھ کے ڈھیلے کلوخ خوردہ آب	رشک نفخ صور آواز بلند
خندۂ صبح قیامت زہر خند	کیا کریہ الصوت جیسے شور رعد	رشک نفخ صور آواز بلند
رشک تیغ اصفہانی قد خم	خلق کا ہیبت سے کلاجا ے دم	شور آواز قدم افلاک تک
چونک اٹھین خفتگان خاک تک	بس وہ یہ دروں اِس تخت پر سوار تھا سامنے بادشاہ کے آکر	

ہنگام تکلم شعلے منہ سے چھوٹتا تھا بادشاہ کو تسلیم کر کے باادب تمام منتظر کلام سامنے ٹھہرا بادشاہ نے اِس مردود ازلی سے خطاب فرمایا کہ اے آتش فشان کمبخت چشم جادو تم یہان سے لشکر لیکر مہرخ کے لشکر پر چڑھ جاؤ اور اُسکو تباہ و برباد کرو دخیر داری پر رحم نہ کھانا اور لڑائی مین دیر نہ لگانا اور عیاروں کی مکاری بھی کچھ بیان کر کے فرمایا کہ اِن لوگون سے بچے رہنا وہ گم کردہ راہ راست حکم

بادشاہ بے کم و کاست دونوں اطاعت پر رکھکر پھر اپنی آتش سحر مین غائب ہو گیا اور اپنے خلوت خانہ مین آکر اپنے سپہ سالاران لشکر کو بلا کر حکم سنایا کہ جلد دو لاکھ سوار تیار ہو کر میرے ہمراہ چلین کہ مین صرخ کے یہان چڑھائی کرنے جاتا ہون بموجب حکم اُسکے لشکر مین تیاری شروع ہوئی گردان دلاور یادگار رستم و سام اور ساحران نامدار اپنے اپنے تعلقین سے رخصت ہو کر سوار ہوئے طبل و بوق و نقارے بجنے لگے ہوم خانے لد گئے ہر سمت آگ برسنے لگی آتش فشان بھی مثل شعلہ جوالہ کے آتش فشانی کرتا ہوا اژدرہا پر سوار ہوا پھر کو یہ حال تھا کہ اشعار

سپہ نان مست و کشتہ مہار	ہر کشورے در ستمگارہ	چنان شد کہ از ساحران ہزار
ببودند جنگی دو و دو ہزار	ببردہ سواران خنجر گزار	پدید آمد و زشت قیارہ
سپہدار ایشان برآمد بجوش	ہمی بود با نیزہ در قلبگاہ	چو زہ بر کشیدند پرشد خروش
بپیش سپہ اندر آمد چو پیل	زمین شد چو کردار دریای نیل	شد از گرد گیتی سراسر سیاہ
		ہمی کرد قصد کوچ کرکے

دریاے سحر کے پار اُترا اور قریب لشکر حیرت پذیر سیرت پہونچا اُسنے سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر لیگئے لشکر اُسکا ملحق لشکر اژدرہا یا آتش فشان بارگاہ حیرت مین آیا اُسنے خاطر کرکے بٹھایا اُسنے ملک کو نذر دی خلعت پایا پھر بیٹھکر شراب پینے لگا اور عرض پیرا ہوا کہ مجھکو خداوند ساحران نے بہر استیصال لشکر صرخ بھیجا ہے اب مین اپنے لشکر مین جاتا ہون اور جنگ آغاز کرتا ہون حیرت نے اس حرام خور کو خوب شراب پلوائی کھانا لطیف کھلوایا جب یہ خوب سرشار ہوا اُسی نشہ کی ترنگ مین وہان سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور بقیہ دن تامل پذیر رہا جب آتش فشانی مہر تابان گم ہو گئی اور دنیا تمام ظلمت سراے دہر بنی ابیات

شب تیرہ ہنگام بانگ خروش	ازان دشت برخاست آواے کوس	ہمہ جنگ را ساز کردہ بجان
ہمہ نیزہ داران و جوشن وران	ہر کارے یہ خبر لیکر بست جلد خدمت صرخ مین آئے اور لب پر	
دعاے ثناے باد شاہی لائے کہ نظلم	خاقان چین و قیصر روم و شہ فرنگ	فرمان ہلم تو بسر و چشم سے برند
گاؤس و کیقباد و کیومرث یزدجرد	بیوستہ در رکاب تو فخریہ می روند	لرزد ز بیم سطوت تو نیرو دگاشغر
جرد غان و مرو صفاہان دہم خجند	با ہست آفتاب دمہ خط ہستوا	تا طائران سدرہ بر افلاک می پرند
شی تو شاہ نامور کشور ستان و جہ	نشتہ نہ ہم نام سکندر نمی برند	خسرو افلاک رکابا ایک ساخر

آتش فشان سمیت چشم جادو مقام فرستادہ ما فراسیاب ناکام و واللکھ ساحر کی جمعیت سے آیا ہی اور رائے
بمقابلہ ملنمان وارد ہوان جناب طبل جنگ بجوایا ہی کل نکلکر میدان آتش عناد و فساد مشتعل کرونگا یہ کہکر
ہرکارے تو پھر بہر خبر روانہ ہوے اور ملکہ مہرخ نے توکلت علے اللہ کہکر بجواب طبل جنگ
عدو نفیر حرکت دم دیا یہان بھی طبل و بوق بجے ناقوس پھنکے ساحرون نے سحر کے جگانے کا سامان
کیا مبارزون نے آلات جنگ کو درست کرنا آغاز فرمایا دربار مہرخ نے سویرے سے برخاست کرکے
ہر ایک بہادر اپنے اپنے مقام پر بہر آرام آیا تیاری لشکر بھی بیان ہوگی خواجہ کا ذکر کیا جاتا ہی کہ یہ بارگاہ
سے اٹھکر نکر مین عیاری کے روانہ ہوئے اور بسطح اور عیار بھی اس اندیشہ مین چلے لیکن خواجہ
عمرو قریب بارگاہ آتش فشان پہونچکر بصورت مبدل ٹھہرے تھے کہ ایک خواص کو انھون نے
دیکھا کہ وہ بارگاہ سے نکلکر کسی کام کو جاتا تھا یہ اُسکے ساتھ ہوئے اور ایک جگہ
تنہا پاکر اُسکو سلام کیا وہ بیچارہ تو وارد انکے فقرے کیا جانے اُسے غریب سمجھکر جیب
مین ہاتھ ڈالکر چند اولے نکالے اور کہا میان صاحب اِسوقت یہ موجود ہین انھون نے ہنسکر
کہا کہ مین یہ اولے لیکر کیا کرونگا مجھکو کچھ آپ ہی سے عرض کرنا تھا اسلیے ساتھ چلا آیا اُسنے
کہا فرمائیے کہا کہون کیا خاک مین تنہائی چاہتا ہون اور وہ آپ کے پیچھے کھڑے ہین یہ حال
سُنکر اُسنے پیچھے پھر کر دیکھا انھون نے کمند ماری کہ وہ اُلجھ کر گرا انھون نے گرتے گرتے اُسکے منھ پر
جلاب بیہوشی مارکر وہ بیہوش ہوا پیرہن اُسکا لیکر اُسکو تو انھون نے کسی گڑھے مین ڈالدیا اور آپ
اسکی ایسی صورت بنکر تیار ہوئے سر پر پگڑی باندھی چپکن پہنی بینی پاک کمر سے لگایا تحویلداری کی
کنجیون کا شگوفہ لیکر رومال سے باندھا اور اُس رومال کو جیب مین ڈال لیا اور جو کچھ اُسکے پاس رکھا تھا
پیسا تھا وہ سب لیکر اندر بارگاہ کے آئے یہان دیکھا تو ایک ساحر کریہ المنظر سیاہ فام بدانجام مسند پر
بیٹھا ہی اور شراب زہرمار کر رہا ہی خواجہ بھی اور خواصون کے ہمراہ کاروبار مین مصروف ہوے
اس عرصہ مین اُس نابکار نے پانی طلب کیا کہ آپ خاصہ لاؤ عمرو جلد تمک سرکاری پانی مین ملاکر گیلاس
بھالی جڑ مین لگا کر سامنے اُسکے لیگیا اُس نابکار نے گیلاس کو تو اُنکے ہاتھ سے لے لیا مگر جب
پینے لگا منھ سے گیلاس لگاتے ہی ایک پھلا پیدا ہوا اور اُسنے ہاتھ مارا کہ گیلاس گر گیا اور پھلا پکارا
کہ اس پانی مین دغا تھی خبردار ارادہ پینے کا نکرنا عمرو تو یہ رنگ دیکھکر بھاگا اور اُسنے فوراً ایک گولہ

اپنی جھولی سے نکالکر مارا کہ وہ گولا شق ہوا اور اُسمین سے دھوان پیدا ہوکر جانب عمرو دوڑا عمرو نے
بارگاہ سے باہر آکر گلیم عیاری کو اوڑھا اس دھوین نے تپایا عمرو دل مین یاد دد کہتا ہوا پھرا
ظاہر ہوا اور دود سحر ناچار ہوکر پھر آیا ادھر تو یہ ساحر گذرا اُدھر چالاک بھی ایک خدمتگار کی ایسی
صورت بنکر بارگاہ مین اس ساحر کی گیا اب اُسکو کھٹکا پیدا ہوچکا تھا بنگاہ کرم ہر ایک کو دیکھتا تھا
بس چالاک کو اُسنے پہچانا کہ یہ بھی کوئی عیار ہی چنانچہ ادھر تو اُسنے نگاہ سحر چالاک پر
ڈالی اُدھر اُسکو گرمی معلوم دی چالاک بھاگا آتش فشان للکارا کہ لینا منھ سے اُسکے شعلہ آتش
نکلکر چالاک کو پکڑنے دوڑا یہ باہر بارگاہ کے آچکا تھا کہ شعلہ کو اُسنے اندر سے آتے دیکھا یہ
گھبراکر اور تو کہین نہ جاسکا ایک غار تاریک کنوین کیطرح اُس جگہ تھا اُسمین پھاند گیا اور یہ عیار اُسی جگہ سے
بھاگ آتے ہین کہ اُسنے منتخب کرکے ساحر اپنی خدمت کے لیے رکھ لیے ہین اُنھین کی ایسی صورت
بنکر جاتے ہین اور دوسرے اُسنے اور اپنے ملازمون کو منع کردیا ہی کہ عیارون کے تعصب کرنی مین جانکا
ضرر ہی تم اُنسے خبردار ہونا غرضکہ وہ شعلہ بھی بناچاری پھر گیا اور چالاک اُسکے پھر جانے کے بعد کچھ عرصے
مین کنوین سے نکلا اور جیسے ہی دوم قدم چلا تھا کہ ایک ساحر کو اُسنے جاتے دیکھا اور ساحر مذکور نے بھی
اُسکو دیکھا اور سحر سے دریافت کیا کہ یہ بیشک کوئی عیار ہی اسکو پکڑ لینا بہتر ہی یہ سوچکر وہ ہنسا چالاک
سمجھا کہ یہ تجھ سے بدی کرے گا بس بھاگا اور ایک درہ کوہ مین در آیا لیکن سحر کے آگے انسان مشکل سے
بھاگ سکتا ہی وہ ساحر بھی اُسی درہ کوہ مین آیا اور ایک سحر اُسنے ایسا پڑھا کہ چالاک آپ سے اُسکے
پاس چلا آیا وہ اُسکو لیجاکر جانب لشکر حیرت روانہ ہوا قضائے کار مختر قران عالی وقار درہ کوہ سے
نکلکر ساحر بنے ہوئے چاندنی کی سیر کر رہے تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک ساحر کسیکو پکڑے لیے جاتا ہی
یہ دیکھتے ہی للکارے کہ ارے تو کون ہی اور کس شخص کو ہمارے مقام پر سے پکڑے لیے جاتا ہی اس ساحر
کو تو حال قران کا معلوم نہ تھا بس صاف صاف اُسنے کہدیا کہ مین اس عیار کو لیے جاتا ہون کہ اُسنے
ہمارے مالک کو کبھی عیاری پکڑنے کا ارادہ کیا تھا قران نے کہا اچھا تم ذرا ٹھہر جاؤ ہم بھی تو دیکھین تو لین
پھر تم لیجانا یہ کہکر قریب جو اُسکے گئے تو دیکھا کہ چالاک ہی بس اُس ساحر کی تعریف کرنا شروع کی کہ بھائی
تمنے بڑے مفتری اور مفسد کو گرفتار کیا ہی اسکا قید ہونا بہت دشوار تھا مگر یہ شخص جو تمھارے
ساتھ نہ ہوتا تو اسکا قید ہونا دشوار ہوتا وہ ساحر دوسرے کا نام سنکر گھبرایا کہ مین تو اکیلا آیا تھا یا اور

کسکو بلاتا ہی دیکھ تو سہی کہ اور کون ہی یہ سوچکر پیچھے پھر کر اُسنے دیکھا قران نے پہلو سے لیجو مارا کہ سر
اُسکے پڑا مغز پاش پاش ہو گیا بھجا نکلگیا تڑپ کر ہلاک ہوا بیرون نے اُسکے غل مچایا اور چالاک ر
قران نے کہا ای چالاک اب تم رات بھر اسی مقام پر رہو اور تماشا اِس ساحر کے لڑنے کا دیکھ لو
پھر جیسا ہوگا ویسا سمجھ لینا چالاک قران کے پاس رہا اور عمرو کا بھی پنجہ اِس شب کو آتش فشان
قابض نہوا وہ بھی پھر کر چلا آیا لشکرون مین رات بھر تیاری رہی جوان دلاور مثل گل گلزار تو سن
کہ جو مثل شاخسار ہوا سے اُڑتے تھے سوار ہونے پر تیار ہوئے خزانہ مثل خزان گل اشرفی گلشن لشکر مین
کھل گئے گھوڑے برنگ لالہ داغی ہوئے مشکین ہاتھیون کی اطرح رنگین ہوئین جیسے بہار گلہائے
سُرخ سے رنگین ہوتے ہین چار آئینے یون شعاعت تھے کہ جیسے چار نہر جو پڑ کی باغ مین ہوتی ہی
کیطرح کرنا کو دمبدم ملتا تھا تلوارین پانی کی لہرونکی طرح لہراتی تھین ڈھالین ہر ایک گرداب نظر آتی تھین
آتشبار کہ کیطرح جھلم منھ پر بہادرون کے کہتا تھا کہ زندگی حباب آسا ہی آب تیغ کا جو کوئی تم مین پیاسا
ہی وہ ہی دلادیہی بعد مرگ بھی نام آور ہی بکتر یون تن پر سجے تھے کہ جیسے تاک کے عکس جو بیار
گلشن پر پڑے تھے ایک طرف ساحرون مین سحر سے گلشن افسون ہرا بھرا تھا ابر جو سحر کی آتے تھے
گویا دگے ہزار رنگ کے موج ہوا کو پہناتے ہین روے ہوا بھی زرہ پوش ہوا ہی بیرون کی صدا تھی
یا ابر بہاری کڑکڑاتا تھا برق دمبدم چمکتی تھی سبزہ خوابیدہ چونک اٹھا تھا طائران سحر مثل بلبل کے

زمزمہ سرائی کرتے تھے ہر ایک بہادر شاد و خرم تھے کہ اشعار

متین پشہ صدا فیل کی ہی در رحام	نری وہ تیغ کہ فتنہ کا رہو سو ہے عدم
اگر وہ ہوے علم کسکے سایہ کے آگے	عجب نہین سپر افگن ہون آگی رستم و سام
جو تیری تیر کے ہوتا وہ توڑ سے آگاہ	کمان کے گوش آتا ترے کھنچا بہرام
کرون مین وصف سپر کیا کہ تیری پشت پناہ	ترا سمند سبکرو ہی اسقدر کہ نہین
علی بہر صف میدان ہی جنکے سب ہین غلام	لنگیر خانہ زین اُسکے خانہ آرام
حضور اُسکے کڑک برق کی بھری پانی	عنان اچک کے اُسے گر کرین وہ گرم خرام

آراستگی لشکر رہا صبحدم طبل و نفیر بجے ساحر تخت و آذر و طاؤس پر چڑھکر در دولت پر کمنت مہرخ
ذی عزت کے آئے مہرخ بھی لباس فرمان روائی سے آراستہ تخت پر سوار برآمد ہوئی ہر ایک
بسنے پایہ تخت کو بوسہ دیا مجرا و سلام ہر ایک کا ہوا پھر کوس و دہل گرجتے اور بجتے جانب جنگاہ یہ سب
دلاور چلے عیار بھی بہر تماشہ ساتھ ہوئے کسی طرف سے سواری برنگ باد بہاری ملکہ بہار کی

پیدا ہوئی فوج جسکو دیکھکر شیدا ہوئی ابر سرخ سر پر چھایا ہوا اُسمین سے پھول گرنے ملکہ بہار جوڑا نافرمانی پہنے ماتھے پر افشان چنی ہوئی گلدستہ سامنے رکھے ہوے تخت کو سونے کی پتلیان اُٹھائے گرد و پیش خواصان زرین کمر کا ہجوم غرضکہ انتا کی دھوم سیطرح ملکہ مخمور اپنے حسن و خوبی سے بھرپور تخت پر سوار گرد اُسکے پریون کی قطار میخانہ طائران سحر پریدا ہوا ہر ایک ملازم مست و مخمور بنا ہوا مخمور بھی دھانی جوڑا اگے مین پہنے لباس تمام جواہر دوزکسا سب جواہر کا عشرت اندوز بہزاران زیب و زینت روانہ بہرحال نافرمان اور طاؤس کا کہ کہانتک انکی خوبیان ہون یہ سب ماہ سپہر شجاعت و خورشید آسمان جلادت میدان جنگ گاہ مین آکر ہونچین اُس طرف سے دولاکھ ساحر کا پرا ہمراہ لیے ہمہ تن شعلہ بنا ہوا آتش فشان ایک توسن آتشین پر سوار دار و میدان کارزار ہوا ہزار ہا دہل اور دمامے بجنے نقارون کی آواز نے گنبد فلک مین ہلچل ڈالدی آگ چار طرف سے برسنے لگی ساحران مہرخ نے اُس آگ کے جواب مین باران سحر برسایا کہ گرد و غبار میدان بیٹھا آگ کو بجھایا پھر جنگل سب صاف ہوا ہر ایک عازم مصاف ہو نقیبون نے نکلکر نقابت کی میمنہ و میسرہ قلب و جناح صفین آراستہ ہوئین بعد صفوف آرائی جانبین آتش فشان آگ سے نکلا اور ڈنڈوٹ کرکے سامری کو دیرینگ پکارا کیا پھر جی استاد کی بول سے خود اپنے گھوڑے کو وسط میدان مین نکالا اور نیرنگی سحر دکھاکر خوب گرماکر للکارا للکارا نعرہ مہیب مارا کہ اے فرقہ ٹکوا امان سحن ناشنو بھلا آؤ تو میرے مقابلہ کو یہ صدا سُنکر مہرخ نے بھی اپنے لشکر کے داہنے بایمن نگاہ کی ایک ساحر لالہ رُخ جادو چشمین و خوبرو سامنے آکر اجازت خواہ ہوا کہ غلام جاکر کام اس کافر کا تمام کرتا ہے مردان عالم مین نام کرتا ہے ملکہ نے اُسکو دعا دیکر رخصت کیا جب وہ بہادر سامنے اُس خیرہ سر کے پہونچا ہیون ارادہ کو اپنے گرماکر طالب حرب و ضرب ہوا اُس دغاشعار نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک بجلی چمک کر اُس بیچارے کے سر پر گری ہر چند اُسنے روکا لیکن جانبر نہوا دو ٹکڑے ہوکر گرا صدا اُسکے مرنے کی بلند ہوئی اور اُس ہوڈی نے پھر نہیب مہارز طلبی دی ایکی مرتبہ ملکہ زلزلہ جادو نے نکلکر اجازت لی اور سامنے اُسکے آئی اور جب حربہ اُسنے طلب کیا اُس خیرہ سر نے ایک ہاتھ تلوار کا سحر پڑھ کر مارا کہ زلزلہ کے سر پر تلوار پڑی یہی ساحرہ تھی جو بچ گئی ورنہ دو ٹکڑے ہوتی لیکن شمشیر آبدار

تادو ابرو اسکے اُنی اُسنے وہ استانہ مارے کہ تلوار نکلگئی اور آپ بحر ایسا پڑھا کہ لہو سر سے نکلنا بند ہو گیا اور ہاتھوں سے کود کے غرق زمین ہو گئی لرزان جادو کو تاب باقی نہی اُسنے آکر نیرنج سحر اُسپر مارا وہ خفیف سا نم دیتا ہوا نکلگیا اُسوقت آتش فشان کو غصہ آیا اور تیغہ کھینچکر لگایا کہ شانہ لرزان کا جھول گیا اُسنے بھی جلد بحر پڑھا کہ نیچہ پیدا ہو کر اُسکو اُٹھا لے گیا اُسوقت تو پر الشکر اسلامیان کا بند ہوا اور فوج کو بیدل دیکھکر مہرخ نے خود ارادہ جنگ کیا تمام لشکر کے علم جلوہ کھانے لگے سردار سب پاپیادہ ہو کر دوڑے اور عرض کیا کہ گو لشکر بیدل ہے لیکن ہم جان نثاری کو حاضر ہین سرداروں کو ملکہ موصوف نے بسہل و آسانی شفقت و دلاسا دیکر رخصت کیا اور آپ مقابلہ حریفین آئی اور اُسکی تلوار کو رد کر کے اُسنے تلوار ماری کہ آتش فشان تو اُڑ گیا لیکن مرکب اُسکا دو ٹکڑے ہوا اسوقت آتش فشان جھلا کر دوڑا ملکہ یاقوت کو تاب نہی پیچہ بحر پڑھکر سد راہ ہوئی اور آتے ہی اُسنے ایک ہاتھ آتش فشان پر لگایا وہ تو مخاطب مہرخ کی طرف تھا نیچہ اُسکا اسپر پڑا مگر وہ ایسا مرد دست ساحر ہے کہ بچکا ہو گیا تلوار یاقوت کی کارگر نہوئی اور اُسنے پھر کر جو جواب مین نیچہ کے تلوار ماری یاقوت زخمی ہو گئی ملکہ مشکین کی آنکھ مین خون اُتر آیا اور اُسنے سامنے آکر ایک پیکان تیر مارا وہ پیکان بھی خالی گیا کچھ اثر نہ ہوا کیونکہ اُسنے جسم اپنا فولاد کا کر لیا تھا اور اُسنے ایک تیغہ سحر کا اُسپر بھی لگایا کہ یہ بھی زخمی ہو گئے اب یہ سب مع مہرخ کے صف لشکر مین اپنے زخمی ہو کر آئین اور آتش فشان بھی میدان سے ہٹکر کھڑا ہوا اور جو کوئی اُسکے مقابلہ کو گیا اُسنے مار لیا یا زخمی کر دیا جب بہت سے سردار زخمی ہو گئے اُسوقت ناچار ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار اور رعد و برق نے نکلنے کا عزم کیا اور رعد نے تو راہ کسیکی پھر نہ دیکھی اور دوڑ کر ایک چرخ ماری لیکن آتش فشان کو کچھ اثر نہوا اور اُسی برق چمک کر گری آتش فشان نظر سے غائب ہو گیا یہ بھی دونون پھر آئے غبار انگیز نے جب رعد و برق کو مجبور دیکھا آپ ایک مشت غبار زمین سے لیکر سحر دم کر کے آگے بڑھی اس عرصہ مین آتش فشان پھر ظاہر ہوا اور پکارا کہ ای ملکہ مہرخ مین نے تم لوگون کی لڑائی بخوبی دیکھی دور کی ڈھول سہاونی تم تو کسی قابل بھی نہین ہو ابھی چاہون تو تمکو ہلاک کر ڈالون اور گرفتار کرون لیکن

آٹھ دن اور ایک رات مہلت دیتا ہون جاؤ اور آپس مین مشورہ کرکے اطاعت بادشاہ
طلسم کی اختیار کرو ورنہ کل مین تم سب کو روز بد دکھادونگا خاک و خون مین سلادونگا یہ کہکر
اپنے لشکر مین طبل امان بجوا کر پھر احمرخ نے طبل آسایش بجوایا اور بازگشت فرمائی لشکری
بسترون پر آرام پذیر ہوئے زخمیون کی تیمارداری شروع ہوئی مہرخ بارگاہ مین آکر بیٹھی
محمد وہبی کرسی پر اپنی آکر متمکن ہوا اور رملکہ برق جادو سے کہا کہ کیون ای برق آج تو تجھسے
بھی کچھ نہ ہوسکا اسکی کیا وجہ تھی برق نے کہا خواجہ اُس موئے کو سحر کچھ خاک بھی نہین
آتا ہی مگر اس سلسلہ پر وہ نازان ہی کہ اُسکے پاس ایک زنجیر اس طرح کی کہ جیسے عورتین توڑا
گلے مین پہنتی ہین چنانچہ کہ وہ زنجیر سونے کی ہی کہ ہر وقت اُسکے گلے مین رہتی ہی اور وہ زنجیر
سامری و جمشید کے گلے کی ہی پس اگر وہ زنجیر اُسکے پاس نہوتی تو مثل سگ تجھسے کے مین
اُسکو مار ڈالتی اور اُس زنجیر کا حال سوائے میرے کوئی جانتا بھی نہین ہی سب یہی جانتے ہین
کہ آتش فشان ساحر زبردست ہی اور مین اسوجہ سے جانتی ہون کہ ایک دن یہ میرے
مکان پر آیا تھا وہان کچھ تحفون کا ذکر چلا مین نے بیان کیا کہ ہمکو سحر سیکھنے مین خداوند
سامری نے یہ عنایت فرمایا کہ ہم برق بنجاتے ہین اُسوقت اُسنے بھی بیان کیا کہ میرے
پاس یہ زنجیر ہے کہ جسکی بدولت مین ساحران عالم پر ممتاز ہون مین نے یہ سُنکر
دریافت کیا کہ ای آتش فشان یہ زنجیر اگر کوئی لینا چاہے تو اُسکو ملسکتی ہے یا نہین
اُسنے بیان کیا کہ ہان ملسکتی ہی لیکن کوئی ساحران کلمات کو سحر کے علیحدہ پڑھتا جاے
اور دوسرا شخص میرے گلے سے اُتارے تو بیشک اتر آئیگی اور دوسرے کو ملجائیگی
خواجہ نے کہا بھرای برق تم تو اس سحر کو جانتی ہو الگ کھڑی ہوکر پڑھو اور مین جاکر زنجیر
اُسکے گلے سے اُتارلون کیون ای ملکہ پھر تو کوئی دغدغہ باقی نہ رہیگا برق نے کہا کہ کوئی
خوف پھر نہ رہیگا اور مین اُسکو مارلونگی عمرو نے کہا کہ پھر آج تو ہم خود تنہا بھی کوشش
کرتے ہین شاید زنجیر ہاتھ آجائے نہین تو کل برسر میدان تو لے ہی لینگے برق نے
کہا کہ بغیر سحر پڑھے اُس زنجیر کا اُترنا مشکل ہی آپ ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین عمرو نے
کہا خالی بیٹھے بیٹھے دم بھی گھبراتا ہی شغل ہی سہی یہ کہکر مصروف شراب خواری ہوا جب زنجیر

شعاع مہر گردن روزگار سی اُتری اور کہکشان کا توڑا شاہد شب نے گردن مین پہنا کرا بیات
خونِ دل صاف کاشف اسرار + ہم فروغ ضمیر شب بیدار + لطف چرخ بلند پیشانی
دیدۂ مہ نے کی نگہبانی + سرشام بگم آتش فشان ناکام نیفر سحر کو دم ملا لشکر مین
طبل جنگ بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت مہرخ مین آئے اور خبر نواخت طبل جنگ فی کنان
ہوئے اس طرف بھی طبل جنگ بجا بدستور قدیم طیاری آلات حرب وضرب آغاز ہوئی ۔
دلاوردن مین لیکن آج کی شب کو بیم وہراس طاری تھا کہ ساحر کسی سے زیر ہی نہین ہوتا ہے
دیکھیے کہ خدا سے اکبر نے کیا چاہا ہے غرضکہ ہنھیار صاف ہونے لگے ہر شخص مصروف کاروبار درستی
اسباب جنگ ہوا طالب نام ونیک ہوا اور خواجہ عمرو بارگاہ مین سے اُٹھکر صورت اپنی ساحر
کی ایسی بناکر قریب بارگاہ آتش فشان آئے اُسنے اپنی بارگاہ کے گرد چند پتلے برائے
نگہبانی سحر کرکے معین کیے تھے کہ وہ جو کوئی آئے اُسکے آنے کی خبر کرین چنانچہ عمرو نے
چاہا تھا کہ مین اندر بارگاہ کے جاؤن کہ ایک پتلے نے پکار کر کہا کہ خبردار ہو جانا بڑا چوٹا آتا ہے جو عمرو
کہلاتا ہے عمرو نے جو یہ آواز سنی سمجھا کہ برق کا کہنا درست ہے بیکار دوڑ دھوپ کرنے سے
کیا فائدہ ہے بس یہ اُلٹے پانون پھرا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا اسی طرح اور عیار بھی گئے
پتلون نے پکار پکار دیا کہ ہوشیار ہر جا دو چوٹے پتلے کے چوٹے آتے ہین اور عیار بھی بدیل مقصود
واپس آئے اور عمرو جو پھر کر آیا سیدھا خیمہ مین برق جادو کے گیا اور اُس سے مشورہ کیا
کہ کل کس طرح مقابلہ کرنا چاہیے کہ رعد جادو نے چیخین مارے اور ایک سردار چار پانچ ہزار
جادو گر لیکر آتش فشان پر گرے اور اُسکے لشکر پر بھی حملہ کرے اور تم بھی اسپر گرد اور سحر بھی
پر مستی جادو دین جاکر عیاری کرون اور زنجیر گلے سے اُتار لاؤن برق نے عرض کیا
کہ انشاء اللہ ایسا ہی کرونگی جیسا آپ فرماتے ہین پس برق نے ایک سردار کو اپنے لشکر کے بلایا
اور اُس سے کہا کہ کل جب ہم مان بیٹے لڑنے کو نکلین اُسوقت تم پانچہزار آدمی لیکر آتش فشان
پر حملہ کرنا اور اُسکے لشکر پر بھی گرنا خبردار اسمین فرق نہو وہ سردار اس بات پر آمادہ ہو کر اپنی جگہ پر گیا
اور خواجہ بھی آکر کہین بھڑے رات بھر لشکرون مین ویسا ہی غلغلہ برپا رہا پڑ مقتین پر بھی گئین
منتر ون کی جاپ رہی ہنھیار صاف ہوا کیے جب زمانہ مشعلہ افروز مہر تابناک قریب آیا اور

فراش شب نے کنولہاے کواکب کو بارگاہ افلاک سے بڑھایا کہ نظم + دھر اگر دون نے تاج مہر سر پر
ہوا رونق تخت حریر + اجالا چاندنی سے بڑھکے چھایا +) ستارے کیا قمر نے منھ چرایا
صبحدم مہرخ عالیشان اپنا لشکر بڑے سامان سے لیکر جانب رزمگاہ روانہ ہوئی اور نہایت احتشام
سے وارد دشت مصاف ہو کر برائے جنگ وجدال صف کشی کی اس سمت سے آتش فشان اپنے
ساحران بے ایمان کو ساتھ لیے ہوے آیا اُن گمراہون نے پرا جمایا صفین مرتب ہوئین میدان
میدان پاک وصاف ہوا اور آتش فشان گھوڑا اپنا بڑھاکے میدان مین آکے بعد نیرنگی سحر
دکھانے کے پکارا کہ ای ملکہ مہرخ کل تو نے دو دو چار چار ساحرون کو مجھ اکیلے سے لڑوایا
اب آج اسکی بھی پرواہ نہین ہے تم چاہو سارا لشکر لیکر مجھپر ٹوٹ پڑو جب بھی میرا کچھ نکر سکوگی
اچھا جس طرح تمھارا جی چاہے میرے مقابلہ مین آؤ یا کسیکو بھیجو جو نصیب اُسکا دینا تھا کہ عمرو
نے برق برق کی طرف اشارہ کیا برق اور رعد دونون نکلکر چلے اور وہ صحرا جس سے
کہ کہر رہا تھا پانچہزار آدمی سے ایک طرف کو روانہ ہوا اس عرصہ مین عمرو بھی ایک ساحر کی
ایسی صورت بنکر مرکب پر چڑھکر چلا خلاصہ یہ کہ رعد نے جاکر بڑے زور سے تیغ ماری
آتش فشان ہنسا اور چاہتا تھا اور چاہتا تھا کہ اُسکو گرفتار کرے برق چمک کر گری وہ برق
کو آتے دیکھکر غائب ہو گیا اب جو زمین سے نکلا وہ سردار پانچہزار سے آکر گرا آتش فشان
گھبرایا کہ کسکو کسکو جواب دون اور اُن لڑنے والون نے تاریخ ترنج ناریل حربہ سحر کی مارنا
شروع کیے اُسوقت تو اُسکے لشکر کو بھی تاب باقی نرہی وہ بھی دوڑ پڑے آپسمین جنگ مغلوبہ کا
سامان ہوا جب تو عمرو گھوڑا اپنا بڑھاکر سامنے آتش فشان کے آکر للکارا کہ او خیرہ سر کہان جائیگا ہمارے
ہاتھ سے اسنے چاہا کہ اُسپر تلوار ماردن عمرو جست کرکے اول تو زمین پر اُتر پڑا اور اُسکے مرکب کی
پیٹ کے نیچے پہونچا وہ جھک کر دیکھنے لگا کہ یہ کیا کرتا ہے وہ تو جانتا تھا کہ عمرو دوسری جست کرکے
اُسکے پیچھے پر پیچھے اُسکے آیا گھوڑے کو جو بوجھ دو آدمی کا معلوم دیا ایک پشتک اُسنے لگائی
ملکہ برق اب جلد جلد وہی سحر جو زنجیر اُتار لینے کا ہے پڑھنے لگی اور آتش فشان پیچھے پھرنے لگا کہ عجیب
طرح کا ساحر ہے کہ گاہے گھوڑے کے نیچے کبھی پیچھے پر آتا ہے وہ تو پیچھے پھرنے لگا پچاس ساٹھ ساحر جو پہلے سے
گرا ہوا تھا اُسپر حربہ لگانے لگا اُسکے روکنے مین بھی وہ مشغول ہوا اور عمرو کی بھی فکر کرتا تھا ایک طرف رعد تیغ

رہا تھا لشکر لڑ رہا تھا آگ برس رہی تھی ایسی جنگ کبھی اُسنے کبھی نہ دیکھی تھی اِس گھبراہٹ مین چاہتا تھا کہ غائب ہوجاؤن اور سنبھلکر لڑون کہ عمرو نے بہت زبردست مقراض سے زنجیر اسکی گردن سے کاٹی وہ کھل کر گردن سے اُسکے پیٹ پر آئی وہ سمجھا کہ یہ ساحر جو گھوڑی کر پیچھے پڑا ہی اُسنے کوئی چیز میرے پیٹ پر ڈالدی ہی بس یہ سمجھکر ہاتھ جو مارا زنجیر کو نوچکر نیچے گھوڑے کے پھینک دیا ساتھ ہی عمرو بھی گھوڑے سے کود کر زنجیر پر آیا اور اُسکو لیکر نعرہ کرکے بھاگا کہ منم عمرو عیار نامدار جب یہ زنجیر لیکر بھاگا پھر تو سب فوج لیکر آگری مار محر گئی اور ہتھیارون کی شروع ہوئی مگر اول رعد جادو قریب آتش فشان آکر چیخا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا اوپر سے برق جو گڑگڑا کر گری اُسکو کاٹ کر زمین مین دفن آئی شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اور برق آڑی ترچھی ہوکر لشکر پر گرنے لگی رعد چنگھاڑ مارنے لگا ہزارون ساحر دنکا سر پھٹا اور برق نے جلا دیا مہرخ اور بہار نے بہتون کو خاک و خون مین ملا دیا مادیر بڑے زور شور سے تلوار چلی یہ حال ہوا کہ اشعار

یلانے کہ بودند خنجر گزار	بگشتند پیرامن کارزار	ز زخم دو شاہان دو پیکار جوے
ہمی خون و مغز اندر آمد بجوے	ہمین این بدان گفت ہم آن بدین	چو دریا بخون شد سراسر زمین
ز خشندہ پیکان و پر عقاب	ہمی دامن اندر کشید آفتاب	ہمہ کوہ و دریا پُر آواز گشت
تو گفتی سپہر روان باز گشت	ز بادو ز خورشید و شمشیر تیز	نہ آرام بود و نہ راہ گریز

آخر کار سپہ سالاران لشکر آتش فشان نے طبل امان بجوایا اور بھاگ کر اپنی جان بچائی مہرخ بفتح و نصرت لشکر لیکر پھری اور وہ ہزیمت خوردہ سیدھی بھاگ کر دریاے خون روان کے پار اُتر گئی وہان سے کچھ لوگ تو خدمت افراسیاب مین آئے اور بہت سے اپنے ملک کیطرف جو افراسیاب کے پاس آئے سب حال شکست کھانے کا سامنے شاہ طلسم کے بیان کیا بادشاہ کا غصہ ایک سے سنوا حصہ زیادہ ہوگیا اور کہا تم جاؤ جلد آتش فشان کے بھائی سحر افشان جادو کو میرے پاس بھیجدو وہ سبہ خص ہوکر قلعہ زر افشانیہ مین آئے سحر افشان جادو کی فوج جب پہلے پھر آئی تھی اُس سے مارے جانے کا اپنے بھائی کے حال معلوم ہوا تھا بہت اُسنے غم کیا تھا اب بموجب حکم بادشاہ طلسم لشکر اپنے ہمراہ کسیقدر لیکر باغ سبب مین آیا بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی خلعت پایا اور اپنے بھائی کو یاد کرکے رویا بادشاہ نے تسکین دی اور فرمایا کہ اب تم جاؤ رعد جادو اور اجلی مادر برق جادو

بشارت عمرو سے برادر کو قتل کیا ہی انکو قتل کرکے قصاص اپنے بھائی کا لوں یہ کہکر ایک نامہ ملکہ
حیرت جادو کو بھی لکھا کہ حال اسکا بیان ہوگا القصہ سحر افشان بڑے کروفر سے طبل و بوق بجاتا ہوا
لشکر بنا درست کیے دریاے خون رواں سے بار آترا یہان ملکہ حیرت کو جو آتش فشان کے
قتل ہونے کی معلوم ہوئی تھی اور وہ نہایت رنج مین افسوس کر رہی تھی پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ مصور
جادو نے آسکو مضطرب دیکھکر کہا کہ آپ خاطر جمع رکھین اور کسیطرح کا رنج و غم نکرین مین اب
چند روز مین مہرخ کو سمیت اسکے لشکر کے غارت کیے دیتا ہون مصور تو حیرت کی تشفی خاطر
اور دلجوئی کر رہا ہی اور اسطرف عمرو کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ چلکر بارگاہ حیرت مین دیکھو تو سہی
کہ اب کیا تدبیر ہو رہی ہی یہ سوچکر اپنے مقام پر سے چلا اور بصورت مبدل دروازہ بارگاہ پر آیا یہان
دیکھا تو ایک خدمتگار قلمدان لیے ایستادہ ہی اور اندر جانے کا جب ارادہ کرتا ہی لوگ اسکو اندر نہین
جانے دیتے ہین اور آن سکدیتے ہین کہ کہین عمرو عیار نہو عمرو نے یہ ماجرا دیکھکر دربانون سے کہا ارے
بھائیو آپسمین حجت نکرو اسکو جانے دو ایسا نہو کہ وہان قلمدان کی خواہش ہو تو اس بھاگے پر
مفت مین عذاب آئے یہ کہکر اس خدمتگار کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک کونے مین لیگیا دان لیجاکر اسکو تو
بیضہ سر پر مارکر بیہوش کر دیا اور آپ اسکی سی صورت بنکر پیراہن اسکا پہن کر قلمدان ہاتھ مین لیکر
آیا دربانون کو تو پہلے ہی سمجھا چکا تھا اب بے خطر سیدھا اندر بارگاہ کے داخل ہوا اور جاکر سر پر
مصور جادو کے استادہ ہوا اسمین شکوہ زرین قبا نے مصور سے کہا کہ ای بیمثل و بیمانند حقیقت
مین تو یہ ہی کہ عمرو عیار بڑا ہے کلیجے کا اور ایسے ایسے مقام پر جاتا ہی کہ جہان رستم و مہراب کی بھی
طاقت نہین کہ وہان قدم رکھ سکین اگر آپ اسوقت بھلا دیکھیں تو سہی کہ وہ عیار مکار کس مقام پر ہی
اور کیا کرتا ہی مصور جادو نے یہ سنکر کہا بیشک ہی اسمین دیکھکر بتاتا ہی آپنے وہی صورت دیکھی تو معلوم ہوا کہ عمرو تو
تیرے سر پر کھڑا ہوا وبال جہل رہا ہی یہ ماجرا معلوم کرکے آسکا خون خشک ہوگیا اور منہ پر زردی آگئی
لیکن دلکو اپنے قوی کرکے عمرو کیطرف پھرکر جو دیکھا تو عمرو کو دیکر حیرت جادو کے سامنے آتا اور
قہقہہ مارکر اسطرح ہنسا کہ حیرت کو بڑی حیرت ہوئی اور دل سے کہا کہ اسے کیا دیکھا ہی جو اسطرح
ہنسا ہی غرض وہ تو متحیر تھی اور سب خواجہ کیطرف تعجب سے دیکھ رہے تھے کہ یکایک سکوہ زرین قبا کے
حلقے سے دھکدھکی ہوا مرنی نکلکر بھاگا غل ہوا لینا لینا لیکن سب مارے ڈر کے ہٹے تھے کسی نے تعاقب نکیا یہ نکلا ہوا

حیات چلا گیا تمام ساحر بدحواس ہوکر اور منھ پھیلا کر رہ گئے اِس اثنا مین آواز طبل اور نفیر سحر کی سب کے گوش
ہوئی حیرت نے مشوش ہوکر کہا ارے خبر تو لاؤ کہ یہ نقارے کیسے بجتے ہین کہا کوئی لشکر آتا ہی نوشہ
دروان تھا کہ چیلے نے لاکر نامہ افراسیاب کا دیا حیرت نے اس نامہ کو بتعظیم تمام لیکر وا
اور پڑھا لکھا تھا کہ ای ہمارے بھائی آتش فشان جادو کا اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سنکر بلائے سحر افشا
جادو نام ہمارے پاس آیا تھا اسکو ہمنے تمھارے پاس روانہ کیا ہی بدلا اپنے بھائی کے مرنے کا
مقرر لیگا تمکو مناسب ہی کہ تم اسکی خاطرداری بہت کرنا اور لشکر مہ رخ اُسکے ہاتھ سے غارت کر
حیرت مضمون نامہ سے مطلع ہوکر نہایت درجہ خوشنود ہوئی اور سمجھی کہ یہ آواز طبل و نقارہ
معلوم ہوتی ہی کہ بلائے سحر افشان کے لشکر سے آئی ہی یقین ہی کہ وہ قریب تر پہونچ چکا ہی بس
حکم دیا کہ بلائے سحر افشان بھائی آتش فشان کا آتا ہی لوگ استقبال کو جائین چند ساحران خوش
بہر استقبال چلے دربارگاہ تک پہونچے ہونگے کہ وہ اسطرف سے آتا تھا اس سے ملاقات ہوئی
تمام اسکو لے آئے اُسنے آتے ہی نذر دی حیرت نے دنگل زرین صدر مین عنایت فرما
بیٹھا ساقی نے لاکر جام مے ارغوانی دیا اُسنے پیا اور وہ چار خام متواتر جو پے بھائی اسکو
آیا حال اُسکا دریافت کرکے سنا بعد ان امورات کے اپنے مقام پر اُٹھا آیا اور حکم نواخت طبل جنگ
دیا بموجب حکم آن بدکردار طبل رزمی نوازش مین آیا ہر کاردن نے لشکر مہ رخ کے خبر جاکر مہ رخ سے
ادھر بھی طبل جنگ جواب مین بجا آنا دن جو باقی تھا طبل دیوق دونون جانب بجا کیے جب
شام ظلام خورشید زرین فام پر آکر حملہ آور ہوا اور فوج ضیائے خورشید نے نار مغرب مین جاکر منھ چھپایا کہ اشعہ
حنائی رنگ کا دے ساقیا جام + گرا خورشید پر پھر لشکر شام + صف آرا پھر ہوئی فوج سیا
سیاہ انجم ہوا پھر آشکارا + شام کو لشکری دو جانب کے تو سحر جگانے لگے دربار برخاست
ذہرو بجنے لگا جاپ ہونے لگی لیکن سحر افشان ایسا کچھ رنجیدہ خاطر تھا کہ اپنی بارگاہ مین بیٹھکر شمل
کھلنے لگا اور دون کی باتین نشہ مین کرتا تھا کہ کل صبحکو مین سب لشکر حریف کو مات کرونگا اسطر
لاف زنی کر رہا تھا کہ یکایک خبر ہوئی گیسوے بن شہاب تشریف لاتے ہین یہ گیسوے بن شہاب
چالاک ہی کہ صورت گیسو کی ایسی بدلکر آیا ہی غرض خبر سنکر سحر افشان نے اُسکا استقبال کرایا اور نہایت تپاک
اُسکو لاکر مسند پر زر پر بٹھایا اور کہا آپ نے سرفراز فرمایا جو اسوقت رونق افروز کاشانہ غریب ہوئے میرا بھی

آپ کی ملاقات کو بہت چاہتا تھا خوب ہوا جو ملازمت ہو گئی یہ کہکر دو ایک جام شراب اور دے اور گیسو کو بھی دیے گیسو نے آنکھ بچاکر اونمیں ڈال دیے پھر سحر افشان باتین لاف زنی کرنے لگا گیسو نے کہا کہ بھائی صاحب ہمارے نزدیک تو یہ امر ہی کہ اگر عمرو مارا جائے تو البتہ لطف لڑنے کا ہے اور جرأت کا مزا حاصل ہو ورنہ یہ سب باتین بیکار ہین ای برادر کیا مجال ہی کسیکی کہ جو کوئی لشکر مہرخ کے ایک ادنے ملازم کو بھی بچشم قہر نگاہ بھر کر دیکھ سکے بلاے سحر افشان نے یہ کلام سنکر کہا کہ ان بھائی مین نے بھی اُس نا عیار کی ایسی تعریف سنی ہی پھر کیا وہ کسی ساحر کو زندہ نہین چھوڑتا ہی گیسو نے کہا نہین جو اُنے آیا مارا گیا اُسنے کہا اچھا یہ تو بتلایئے کہ آپ اجتک کیونکر زندہ رہے اور اُسکے ہاتھ سے کیونکر بچے کیا آپنے کوئی سحر ایسا تیار کیا ہی کہ جسکی تاثیر سے محفوظ ہین اور وہ آپ پر قابو نہین پاتا ہی اگر درحقیقت یہی بات ہی تو پھر آپ احسان کرکے وہ سحر مجھکو بھی بتلایئے تاکہ مین بھی اُسکے شر سے بچتا رہون بھلا آپ زمانہ تک نہین تو ایک ہی رات سہی پھر تو مین خاتمہ اسکا کر ہی دونگا گیسو نے بن شہاب نے کہا اگر مین اسطرح سے اپنے تئین نہ بچاتا تو اب تک ہڈیان بھی میری گل جاتین وہ کب کا مجھکو مار ڈالتا خیر خاطر تمھاری بہر صورت مجھکو منظور ہی اور مین اپنا دوست صادق آپکو جانتا ہون آپ ذرا علیحدہ چلین تو مین آپکو بھی اُس سحر کا بھید اور اسکی بھینٹ بتلا دون بھلا تم بھی کیا یاد کروگے کہ نہ بتلایا بلاے سحر افشان یہ باتین سنکر خوش ہوا اور گیسو کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشہ مین لے گیا اور کہا اب تو اس مقام پر کوئی نہین بتلایئے گیسو سے بن شہاب نے ایک پھول نہایت خوشرنگ تر و تازہ نایاب زمانہ اپنے پاس سے نکالا اور کہا دیکھیے سحر تو مین اور کچھ نہین کرتا ہون لیکن یہ پھول جمشید کی گلدستہ کا ہی مجھکو بمشکل تمام ملا تھا مین اسکو سونگھ لیتا ہون اسکی تاثیر سے نہ تو بیہوشی مجھپر تاثیر کرتی ہی اور نہ کسی کی عیاری کارگر ہوتی ہی اور اگر کوئی میرے سامنے آ بھی جاتا ہی تو مجھکو خود بخود حال اُسکا ظاہر ہو جاتا ہی پوشیدہ وہ رہ نہین سکتا ہی اگر تمھارا جی چاہے تو ابھی کے لیے اسکو سونگھ لو کل پھر مین تمکو اکر سنگھا جاؤنگا بلاے سحر افشان نے یہ تقریر سنکر وہ پھول اُسکے ہاتھ سے لیکر سونگھا سونگھتے ہی تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہو کر گرا چالاک نے اُسکو اور زیادہ بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہو کر سر بچہ چاک کرکے صاف لیے ہوئے چلا گیا یہ تو اُسکو لیکر چلا ادھر صرصر شمشیر زن کا جو اپنے کہ اُسکو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ آجکی شب تو چلکر کوئی عیاری کرو کیونکہ

تو تھک کر بیٹھ رہی ہے کوئی عیاری اب تک کی ہی نہین آج برق جادو کو بن پڑے تو پکڑ لا بس یہ جکا
اپنے مقام پر سے چلی اور راہ مین اُسے برق فرنگی کی ایسی صورت بنائی اور سیدھی خیمہ مین
ملکہ برق جادو کے آئی یہ عیار تو ہر وقت آتے ہی جاتے ہین انکو کون روک سکتا ہی عیارہ کو بھی
کسی نے نہ روکا اور اُسنے اندر آتے ہی دیکھا کہ ملکہ برق پلنگڑی پر آرام کر رہی ہی اُسنے برق عیار کو
دیکھکر پوچھا کہ کیون بھیا خیر تو ہی اسوقت کدھر آئے اُسنے کہا کہ خواجہ سلامت نے کچھ کہلا بھیجا ہی
سو آپ ذرا علحدہ چلکر سُن لیجیے برق جادو نام خواجہ کا سنکر فوراً اُٹھی اور مقام خلوت مین برق
نقلی کو لیکر آئی اُسنے وان آتے ہی بمقتضیہ بیہوشی اُسکے منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اُسنے بھی پشارہ اپنا
دوش پر رکھا اور دستمال چاک کرکے نکلکر چلی جب صحرا مین لشکر سے نکلکر پہونچی اُدھر سے جالاک
پشارہ سحر افشان کا لیے آتا تھا راہ مین دونون سے ملاقات ہوئی اور صرصر کو یقین ہوا کہ جالاک
سحر افشان کو لیے جاتا ہی اور جالاک کو بھی ثابت ہوا کہ صرصر کسی سردار کو ہمارے بہانے لیے جاتی ہی
بس اُسنے للکارا کہ ٹھہر جا کہان جاتی ہی اور کسکو لیے جاتی ہی مین دشمن تیری جان کا آپہونچا
صرصر نے بھی نعرہ کرکے پنجہ کھینچا اور پکاری کہ اگر تو آیا ہی تو پھر کیا کریگا اب دونون مین پنجہ زنی لگ
ہوئی اور لڑتے لڑتے دونون نے اپنے دل مین خیال کیا کہ پشارے یا تو زمین پر رکھدو یا یہ کہ ایک
شخص دوسرے پشارے پر اسطرح پنجہ مارے کہ گرہ پشارے کی کھلجائے اور مالک زد ہو جائین
یہ سوچکر دونون نے ہاتھ مارکا پشارون پر جو مارا تو دونون پشارے کٹکے اور برق جادو
اور بلاے سحر افشان کھلکر گرے اور دونونکو ہوا جلگی ہوشیار ہو گئے اور اٹھکر سمجھے کہ عیارونکا
مقدمہ ہم تو بولین تو اچھا ہی بس یہ دونون اڑکر اپنے اپنے مقام کی طرف چلے گئے بعد کچھ عرصے کے
صرصر گھبرائی اور سمجھی کہ تو اس عیار کے ہاتھ سے زخمی ہو جائیگی اب تجھکو نکل جانا چاہیے یہ سوچکر اُسنے
جالاک سے کہا کہ او جوانمرگ معلوم ہوا کہ تو دوسرے کے بھروسے پر میرے ساتھ لڑ رہا ہی اور یہ وہی
تجھکو لڑواتا ہی جالاک نام دوسرے کا سنکر گھبرایا کہ مبادا اُسکا کہنا تو عیاری کا فقرہ سمجھا ہو
کوئی اور عیارہ تیرتی گھات مین ہو بس یہ خیال کرکے اُسنے پیچھے پھر کر دیکھا صرصر تو جست لگا کے
لمحے ہی مین سامنے سے کافور ہو گئی اور جالاک بھی ناچار ہو کر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا اُدھر برق جادو
اپنے خیمہ مین آکر پہونچی اور سحر افشان اپنی بانکا مین آیا رات بھی دو گھڑی مین تمام ہو چکی تھی اور وہ وقت قضا

کہ قیدی مشرق کی میعاد پوری ہوئی تھی اور خورشید تاباں کو رہائی ملی تھی پشتارہ سیاہی شب سے
رہا ہو کر بارگاہ افلاک مین آیا تھا شب تیرہ فام نے منہ اپنا چھپایا تھا کہ ابیات

ستارہ صبح کا ناہید نکلا	بجھیو کا بن کے پھر خورشید نکلا
ہوئی پھر دن کے افسر کی بحالی	شب تیرہ پر آفت اسنے ڈالی
رات بھر طبل جنگ سے تیاری آلات حرب وضرب ہو رہی تھی ہی	

ہنگام سحر مہرخ نامور لشکر اپنا بصد کروفر لیکر جانب دشت جنگ روانہ ہوئی اس طرف سے
بلاے سحرافشان بصد عظم وشان فوج گران لیکر چلا دونون سردار لشکر لیے ہوئے میدان مین
آئے دلاورون نے پرے جمائے صفوف آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے
سحر کی نیرنگیان دکھانے لگے کسی نے جنگل مین آگ لگادی کسی نے دریا جاری کیا کسی نے خون
کی ندی بہادی کسی نے جانوران بحر ہزارون پیدا کیے کسی نے پتھر برسادیے طبل دہق بجنے لگے
کڑکا ہونے لگا بلاے سحرافشان اژدرا پنا اڑاکر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا مہرخ کی
طرف سے نہروان جادو مقابلہ کو گیا مگر اُسکے تاب سحر سے جانبر نہوا پھر اُسکا بھائی گیسودراز
برسے مقابلہ نکلا وہ بھی برق آتش فشان سے اُسکی مارا گیا اُسوقت برق جادو نے عمرو
سے کہا کہ خواجہ سلامت مین جانتی ہون کہ کوئی نہ کوئی چیز اُسکے پاس بھی مثل تحفہ کے ہوگی جب تو
کسی کا وار اُسپر کارگر نہین ہوتا ہی عمرو نے کہا کہ ای ملکہ اگر کوئی شے اُسکے پاس ہوتی تو کیا معلوم نہتا
تم ناحق کو اندیشہ کرتی ہو کچھ بھی نہین ہی تم جاکر مار لو یہ نابکار تمھارے ہاتھ سے کہان بچکے جائے گا
یہ جو عمرو نے کہا تو رعد و برق دونون تڑپ کر اپنے ابر سحر مین گئے اور وہان سے رعد گرج کر
زمین پر آیا اور دامن تھا مکر چاہتا تھا کہ چیخ مارے اُسوقت برق تڑپ کر جو سحرافشان پر گری تو
اسطرح سے گری کہ ابر نیچا ہوگیا اور برق نصف ابر مین رہی اور نصف باہر نکلی تھی اور رعد دامن
پکڑے ہوے تھا سحرافشان کو رعد و برق کے لیے افراسیاب نے ایک سحر بتلادیا ہے
کہ یہ انکار دے پس اُسنے وہی سحر کیا اور کمند سحر کو لگایا برق جادو تو اُسمین گرفتار ہوگئی اور جھٹکا جو
دامن کا لگا تو رعد بھی گر پڑا دونون کو اُسنے گرفتار کرلیا اور اپنے لشکر مین طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا
اور نہایت خوش ہوا یہ کہتا ہوا پھر اکہ اب مجکو کچھ کام نہین ہی مین کسی سے نہ لڑونگا جس نے میرے
بھائی کو مارا تھا اُسکو مین نے پکڑ لیا مین اُسکے خون کا بدلا لینے آیا ہون جبتک ان دونو کو قتل نہ کرونگا

تو سن سحر کو میدان رزم مین نہ ڈراؤنگا جان اگر شہنشاہ یا ملکہ حیرت زرین تو اُنکے شریک البتہ ہو جاؤنگا
یہ کہتا ہوا اپنے مقام پر آیا سپاہ نے اسکی آرام لیا یہ خود اپنی بارگاہ سے خدمت حیرت مین آیا اور نہایت
خوشی ظاہر کی کہ ای ملکہ مین نے اپنے بھائی کے قاتلون کو گرفتار کیا اب مین اُنکو قتل کرنے جاتا ہون حیرت
نے کہا جاؤ مبارک ہو مگر ذرا خبرداری سے اُنکو قتل کرنا کیونکہ اُنکے چھڑا لیجانے والے بھی بہت ہین
غرض یہ وہان سے اپنی بارگاہ مین آیا اور افراسیاب کو بھی عرصی اس مضمون کی لکھی کہ مین نے
رعد و برق کو قید کر لیا ہی اگر حکم عالی ہو تو دونون کو قتل کر ڈالون یہ لکھکر اُسنے پتلہ سحر کے ہاتھ
بھیجا ادھر حیرت نے بھی شاہ کو لکھا کہ برق و رعد کو قتل کرنا ہرگز مناسب نہین کیونکہ سب ساحران
دولون سے ڈرتے ہین آپ اجازت اُنکے قتل کی ہرگز نہ بھیجیے گا اُسنے بھی پتلہ کے ہاتھ نامہ روانہ کیا
یہان رعد و برق کو ایک تخت پر قید کر کے سحر افشان نے اپنی بارگاہ مین بٹھا دیا اور آپ بیٹھکر
ناچ دیکھنے لگا اور شراب زہرمار کرنے لگا لیکن مہرخ رنجیدہ خاطر پھر کر اپنی بارگاہ مین آئی اور لشکر کو
حکم آسایش دیکر بیٹھی عمرو کو خیال آیا کہ تیرے کہنے سے برق و رعد لڑنے کو گئے تھے بس وہ گرفتار ہو گئے
اُنکو چلکر رہا کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک ساحر معزز کی ایسی صورت الگ جاکر بنا بادلہ کی تمپہ باندھی بت جواہر کے
گنتی سے شانہ تک آراستہ کر کے موتیون کا مالا گلے مین ڈالکر یا جمشید یا جمشید کہتا ہوا بارگاہ سحر افشان
مین آیا اُسنے خاطر کی بٹھایا اُسنے کہا مین اسی اطراف کا رہنے والا ہون آپ کی ملاقات
کو جی چاہا چلا آیا اُسنے کہا آپ نے بہت مناسب کیا آپ کا یہ مکان کفش خانہ ہی یہ کہکر ایک جام
جواہر منگا کر اپنے پاس رکھا اور کہا اب مین پانی شراب وغیرہ اسی جام مین پیا کرونگا یہ کہکر پیاس جو معلوم
دی آب خاصہ طلب کیا جبکہ خواص پانی لیکر آیا اُسنے اسی جام مین پانی لیکر پیا خواجہ سلامت نے روایت کیا
کہ حضور یہ تو فرمائین کہ اس جام مین پانی کیون لیکر پیا اور دوسرے جام مین پینا ترک فرمایا کیا یہ جام اور
جامون سے بہتر ہی اُسنے جواب دیا کہ نہین یہ جام اوروں سے بہتر تو نہین ہی مگر وصف اسمین یہ ہی کہ اگر کوئی
بیہوشی ملا کر دے تو مجکو اس جام مین پینے سے معلوم ہو جائیگا یہ وجہ ہی جو مین نے اسی جام کو اختیار کیا ای عمرو
یہ کلمات سنکر خاموش ہو رہا اور فکر مین ہوا کہ اسکو کسی طرح مار ڈالون اور اُسنے کہا کہ آیئے ہم آپ شطرنج کھیلین
یہ تو اس امر کے منتظر تھے کہا بہت اچھا آیئے اُسنے شطرنج بچھائی اور کھیلنے لگا پھر تو عمرو ایسا کھیلنے والا
رومی اور فرنگی سب طرح کی شطرنج اسکر یاد اُسکی کیا بساط تھی جو ان ایسے فرزین سے کھیلتا یہ ایک ہی چال مین

فیل مست کو مار ڈالتے ہین اور رہے پیادہ ہین کہ سوار کو گھیر کر قید کرتے ہین خانہ بخانہ پھرتے ہین اسی
شش و پنج مین اوقات بسر کرتے ہین کبھی رخ ایسی باتون سے پھیرتے ہی نہین بازی بازی چال اوسپر رکھی
تو وہ مات ہو گیا اور اپنے دل مین کہتا تھا تیرا سی کے ساتھ دو ایک بازی شطرنج کی کھیلا کر کہ تیری شطرنج بھی
کرکری ہو جائیگی غرض یہان تو شطرنج بازی ہو رہی ہی اور وہان عرضی اسکی اور حیرت کی پاس جا و دان کے
پہونچی اوسنے دونون کو پڑھکر کہا کہ ملکہ حیرت کو غصہ بات بات پر آجاتا ہی حق بجانب سحر افشان
ہی کہ اوسکا بھائی مارا گیا ہی اوسکو اختیار ہی کہ اپنے بھائی کے قاتلون کو مارے مین حیرت کو سمجھا
لون گا لیکن اوسکو اختیار دیتا ہون کہ وہ رعد و برق کو قتل کرے یہ کہکر کتاب جمشید کی دیکھی
اوسمین بھی ظاہر ہوا کہ رعد و برق کو قتل کرنا ہی مناسب ہی مگر اندر بارگاہ کے نہ قتل کرے
باہر لاکر قتل کرے اور اوسکو آگاہ کر دینا چاہیے کہ تیرے ساتھ عمرو بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا ہی اور تو
غافل ہی لازم ہی کہ اوس دزد گردن باریک کو بھی گرفتار کرکے تینون کا سر کاٹے شاہ نے یہ حال
معلوم کرکے جواب عرضی کا لکھا کہ ای سامری وقت کیا کہنا خوب تم لڑے رعد و برق کو جلد قتل کر ڈالو
لیکن آگاہ ہو جاؤ کہ عمرو تمھارے ساتھ بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا ہی اب تم چال چوکو گے تو مارے
پڑھاؤ گے لائق ہی کہ دشمن صعب کو بھی گرفتار کر لو اور سب کا سر کاٹ کر بھیجدو لیکن باہر بارگاہ
کے لاکر ان سبکو ہلاک کرنا اندر نہ قتل کرنا یہ جواب لکھکر آسمان نشین جادو نام ایک ساحر
کو دیا کہ تو لیکر جا اور اسطرح یہ نامہ دینا کہ عمرو نہ آگاہ ہونے پائے ساحر مذکور نامہ شاہ لیکر روانہ ہوا
اور اڑتا ہوا ایک آن مین آکر بلائے سحر افشان کے پہونچا دیکھا تو واقعی یہ شطرنج کھیل رہا ہی
اوسنے وہ نامہ اوسکو دیا اوسنے بطور مخفی اوسکو پڑھا اور مضمون سے اوسکے آگاہ ہو کر دنگ ہو گیا مگر خبر
نہوا اور شطرنج کھیلنے ہی مین ایک دانہ ماش کا مارا کہ عمرو بے قابو ہوا اوسوقت وہ پکارا کہ باش اے
دزد مکار دیکھا تو نے کہ ہمنے یہ بازی کس تدبیر سے جیتی اب تم تینون کو بڑے عذاب الیم سے قتل
کرونگا یہ کہکر عمرو اور رعد و برق کو سحر مین مبتلا کرکے بارگاہ سے لیکر چلا آسمان نشین تو نامہ
شاہ دیکر چلا گیا تھا یہ ان تینون کو ایک درہ مین کوہ کے لایا اور وہان جھلا کر قتل کرنے کا
ارادہ کیا یہ تینون درگاہ خدا مین استغاثہ کرنے لگے بقدرت قادر توانا مہتر قران درہ کوہ مین تھا کیونکہ
جہان کہین لشکر حریف اترتا ہی اوسکے قریب وہ شیر بیشۂ عباری بھی رہتا ہی بس اس درہ مین شیر و گرگ کے

خون سے تن چھینکے اُسنے باندھے تھے اور انھین چھینکون مین اسطرح سے سونا تھا کہ ایک مین سر ایک مین
کہ ایک مین پانون رکھتا تھا زمین پر سونا نرک کیا تھا چنانچہ اُسوقت بھی پڑا ہوا آرام کرتا تھا برق جادو
اور رعد عمرو کا گھر لٹنا سحر افشان کی آواز کو اُسنے بھی سنا گھبراکے اُٹھ بیٹھا اور للکارا کہ تو کون ہی
کہ جو اسوقت پرائے مکان مین بغیر اجازت صاحب مکان کے چلا آیا سحر افشان اُسکو چھینکون پر لیٹا
دیکھکر سمجھا کہ یہی کوئی بڑا خداوند سامری کا نبیشی ہی اور اس درہ کا مالک ہی بس گھبراکر عرض رسا ہوا کہ مین کوئی
غیر نہین ہون مین سحر افشان جادو ہون عمرو اور برق جادو اور رعد کو کہ دشمن افراسیاب
کے ہین اُنکو پکڑ کر قتل کرنے لایا ہون قران نے کہا اگر دشمنان افراسیاب کو قتل کرنے لائے ہو تو خیر
کچھ مضائقہ نہین مگر ذرا ٹھہر جاؤ کہ ہم بھی آکر اُنکے قتل مین شریک ہو جائین اور ردائل ثواب ہون بلائے
سحر افشان اُسکے کہنے سے رکا اور یہ چھینکون پر سے کود کر قریب تر اُسکے آیا اور عمرو کو دیکھکر پوچھا کہ
کیون بھائی سحر افشان یہ شخص کیا رعد جادو ہی اُسنے ہنسکر کہا نہین ای برادر یہ وہی سارہان زادہ
عمرو عیار چوٹا مکار ہی قران کی آنکھون مین یہ کلمات سُنکر خون اُتر آیا اور کہا کہ ارے او حرامزادے
تو بڑا بے وقوف ہی اور حد سے زیادہ احمق ہی دیکھ تو سہی کہ فرزند عمرو کا تو پیچھے تیرے کھڑا ہی اور تو اُسکے
باپ کو بُرا بھلا کہہ رہا ہی سحر افشان نے جو نام فرزند عمرو کا سنا گھبراکر منھ اُدھر دیکھنے کو پھیرا قران نے اپنا
نعرہ کرکے ایک ہی ہاتھ بوندے کا مارا کہ سر اُسکا پاش پاش ہو گیا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی عمرو و
برق و رعد رہا ہوئے عمرو نے قران کو سینہ سے لگا لیا اور تعریف عیاری کی بہت فرمائی پھر
ایک تباسا کہ جسکو چوہنٹیان کچھ کھا چکی تھین زنبیل سے نکالکر کہا کہ ای فرزند تو منھ تو میٹھا کر لو اور مجھ فقیر سے
کیا ہو سکتا ہی قران سمجھا کہ اسوقت یہ کچھ لینگے پس جلدی سے زہے محروم کہتا ہوا قریب گیا اور ایک
اشرفی ہاتھ پر رکھکر نذر دی وہ بتاسا سلام کرکے لے لیا اور رخصت ہو کر جنگل کو چلا گیا پس برق جادو
نے عمرو سے کہا کہ اب ہم آپکو اور کہین جانے نہ دینگے لشکر مین لے چلین گے یہ بھی راضی ہوے کہ اچھا کیا
مضائقہ ہی برق نے تخت سحر تیار کیا اور رعد و عمرو کو اُسپر بٹھاکر پرواز کی اور پلک جھپکنے مین
اپنے لشکر مین آئی یہان ہر ایک کو اُسکے آنے سے خوشی ہوئی خواجہ کو بہت کچھ ہر ایک نے دیا پھر انجمن مشورت
کو ترتیب پذیر کیا طائران سحر نے یہ خبر جاکر ملکہ حیرت کو پہونچائی کہ بلاے سحر افشان بھی مارا گیا رعد
برق و عمرو چھوٹ کر اپنے لشکر مین آئے وہان خوشی ہو رہی ہی حیرت سنکر کہا کہ اس موے کو بھی

بڑا غرور رکھتا تھا جیسا اُسنے کہا ویسا پایا اور پتا۔ اے سحر نے افراسیاب کو بھی مطلع جا کر کیا کہ اسطرح بلائے سحر افشان مارا گیا قران نے اُسکے بھی اُسکے بھائی کے پاس جہنم مین پہونچا دیا افراسیاب کو یہ ماجرا سنکر کمال غصہ آیا اور پچین جادو سے کہا کہ اب مین خود جا کر عمرو کو پکڑ لاتا ہون تمین کچھ ہی کیون نہ میرے بے ہوجا رے پچین جادو نے یہ باتین سنکر عرض کیا کہ مین بھی نہ عرض کرونگی کہ آپ عمرو سے لڑنے جاوین بلکہ انسب یہ ہی کہ آپ اُس سے ملجائین افراسیاب نے کہا مین جانتا ہون تم سب میری بہتری کے لیے یہ باتین کرتے ہو اچھا اور کچھ تدبیر کرونگا اور آیندہ تمکو لونگا یہ کہکر بیلہ کو سحر کے حکم کیا کہ جا کر خبر لاوے مہرخ کی بارگاہ مین کیا ہوتا ہی بیلہ اُسطرف کو روانہ ہوا اور یہان جب افسران فوج بلا نے سحر افشان کو اپنے مالک کا مارا جانا معلوم ہوا تو بہت کچھ رنج والم کیا آخر جب اُس سے حیرت وغیرہ کچھ خبر نہوئی تو آزردہ خاطر ہو کر لشکر اپنا لیکر اپنے ملک کیطرف کوچ کر کے چلے گئے اور صنعت سحر ساز جو پانچ انڈے سحر کے کھو چکی تھی اور دو انڈے باقی تھے اُنمین سے بھر دسہ پر اُس قبہ نے پھر چاہا کہ مہرخ سے مقابلہ کرون اور اگر یہ بھی کچھ کام نہ دین تو اپکی وہ جا کر بھیجے لاؤن کہ تمام لشکر باغیون کا سر اپنے کاٹ ڈالے پس اُسنے وہ بھیجنے نکالے اور چاہتی تھی کہ ملکہ مہرخ کے مقابلہ مین جاوے اُسوقت ایک عقاب سحر اُڑتا ہوا آیا کہ جسکے گلے مین نامہ بندھا تھا اُسنے نامہ کھولکر پڑھا یہ لکھا ہوا تھا کہ از ملکہ صنعت سحر ساز وزیر ہفتمہ شہنشاہ افراسیاب آگاہ ہو جیسے کہ بہ محنت جادو اسطرف کو اژدرون شکار کھیلتا ہوا مین آگیا ہون اور مجکو اشتیاق آپکی ملازمت کا عرصہ سے ہی اب سُنا گیا ہی کہ آپ اس مقام پر رونق افروز ہین اگر اجازت دیجیے تو حاضر ہو کر مشرف بہ ملازمت کیمیا خاصیت ہون اور آپکے ملکر اپنے مکان کو چلا جاؤنگا صنعت نامہ پڑھکر بہت شاد ہوئی اور جواب لکھا کہ ہمارا بھی دل تمھارے ملنے کو ایک مدت سے چاہتا ہی خوب ہوا کہ جو تم اسطرف آنکلے کیونکہ مجکو شب و روز کی جنگ و جدال سے فرصت بہت کم ہوتی ہی جو مین تم تک آتی اب مناسب ہی کہ جلد تشریف لاکر مجکو سرفراز فرمایئے اور راہ انتظار کو تاہ کیجیے مین منتظر آپ کے بیٹھی ہون یہ لکھکر عقاب کے حوالہ کیا کہ وہ منقار مین لیکر اُڑ گیا اور محنت کے پاس جا کر جوابنامہ کا پہونچایا اب حال اُس ساحر کا سنیے کہ اُسکا محنت مہ شمار جادو نام ہی اور اُسنے ایک گنبد فولادی سحر سے تیار کیا ہی اُسکے اندر بیٹھتا ہی اور اُسیکو پر سوار ہو کر جہان جاتا ہوتا ہی چلا بھی جاتا ہی پس جب اُسنے اجازت صنعت کی پائی اُسی گنبد پر سوار ہو کر اُسکے پاس بھی آیا گنبد کیا ہی کہ دڑ باہی جسمین یہ سوار ہوا کرتا ہی جب صنعت نے سنا کہ محنت صاحب

تشریف لائے استقبال تا دربار بارگاہ اسکا کیا اور لاکر مسند عزت پر بٹھایا دونون ملاقات باہمی سے بہت
خوشنود و مسرور ہوئے مہنت نے حال افراسیاب کا اور طلسم مین غدر ہونے کا پوچھا صنعت نے
اس روز سے کہ جب سے بدیع الزمان قید ہوئے تا آن دم سب بیان کیا اور تفریح کے ساتھ سارا ماجرا
کہا پھر یہ بھی کہا کہ اب مین جاتی ہون اس ارادہ پر کہ لشکر مہرخ کا غارت کرون مہنت نے سب
کیفیت سنکر کہا ای ملکہ اب تم ہفت بیضہ مین سے کسی بیضہ کو لیکر نجاؤ اور اگر یہ منظور خاطر ہی کہ نہین انھین
بیضون ہی سے لشکر دشمن برباد ہو تو کسی اور ساحر کو دو کہ وہ لے جائے اور انکو تباہ کردے صنعت نے
کلام سنکر کہا کہ ہان ای شفیق یہ بات تمنے سچ کہی اس مین یہ فائدہ ہی کہ شاید کوئی آفت آئے تو اسکو محکوم ہلاکت
نہوگی جیسے کہ ہو چکی ہی بس اسیوقت اپنی ایک انیس خاص ملکہ ہلال کامل سحر جادو کو بلایا اور وہ
دونون بیضہ باقی کے دیکر حکم دیا کہ میری فوج مین سے دو لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور مہرخ سے مقابلہ کرکے
بیضہ کو تو دہنے طرف لشکر مہرخ کے اور دوسرے کو بائین طرف لشکر کے مارنا ہلال سحر نے تسلیم کرکے
وہ دونون بیضہ لیے اور کہا بہت اچھا مین اسطرح عمل مین لاؤنگی کہ جیسا آپنے ارشاد فرمایا ہی یہ کہکر باہر
بارگاہ کے آئی اور نفیر سحر کو دم دیا دو لاکھ ساحر جمشید و سامری و زردشت کا ماننے والا اڑدون پر سوار
ہوکر ہمراہ رکاب ہوا ناقوس کی صدا پر فلک کا پرا نا بیرنا چنے لگا گوگل کے دھوئین نے دنیا ایسی محتالہ کا منھ
کالا کیا ایک طرف سے مبارزان صف شکن ہتھیارون سے آراستہ ہوکر اسپ و کرگدن پر سوار ہوئے نقارے
نرادون بجنے لگے دھونسون نے لڑکے کی دھونس دی ہلال کا ستارہ قسمت گردش مین آیا زندگی
اسکی آگے آگے بھاگی جاتی تھی تنگ قضا کے منھ مین یہ خود جاتی تھی روے ہوا پر لشکر کے چلنے سے

ہنگامہ عظیم برپا تھا یا نقشہ تھا کہ ابیات	فروشے برآمد بگرد اردر عدد	ازین سوے نحس و زان روی سعد
برفتند لشکر ز قلب سیاہ	بکیوکشیدند آوردگاہ	ہمہ غرق در آہن سیم و زر
سپرہای زرین و زرین کمر	سنانہاے الماس در تیرہ گرد	ستارہ است گفتے شب لاجورد
ز زربفت چینی کشیدند تیغ	سپاہ اندر آمد چو مور و ملخ	قریب لشکر مہرخ پہونچکر ہلال نے

خیمہ کیا اور لشکر اترواے کا حکم دیا ہرکارون نے جاکر خبر مہرخ کو آمد لشکر کی دی ہلال اس روز
ملکہ حیرت کے پاس آئی اسنے خاطر کی اس سے سب حال ملکہ صنعت کا اور اپنا بیضے لیکر
آنے کا بیان کیا پھر وہان سے اٹھکر اپنے خیمہ مین آئی اور مصروف عشرت و نشاط رہی جب مرغ

منور آفتاب چراگاہ فلک سے پھر کر خانہ مغرب مین بند ہوا اور ماکیان شب نے بیضہ ہاے انجم

ظاہر فرماے کہ نظم	ہوے ہر جا چراغ شام روشن	بنا ایوان شاہی رشک گلشن
تھا بزم رزم کا چمکا ستارا	شب خنگی ہوئی پھر جلوہ آرا	شام کو ہلال نے طبل جنگ بجوایا

ہرکارون نے دوبارہ خدمت اقدس مہرخ نامورین بحد عجز و انکسار عرض کیا کہ نظم

ہوئی ہین تیری خفاعت سی بیظفر نخچیر	ہوا نہ زاغ کمان آجتک نشانہ تیر	تری زمانے مین ظالم مین بیر و سلطان
کمان چرخ کو دیکھو تو وہ بھی ہی بے تیر	تری نسیم کرم گر نہ اس چمن مین چلے	خراب پانی سے ہوکل گلشن تصویر
تو جسکہ سے جو اسکی طرف نگاہ کرے	ہلال سی بھی دو چندان ہو آفتاب حقیر	الکہ عالم ہلال نے طبل جنگ بجوایا ہی

اور سنا گیا ہی کہ دو بیضہ جو باقی ہفت بیضہ مین سے رہگئے تھے وہ صنعت نے اسکو دیکر بھیجا ہی کل صبح کو وہ انھین بیضون سے کام لیگی باقی خیریت ہی یہ خبر سنکر ملکہ مہرخ متردد تو ہوئی مگر اپنی ہمت مردانہ سے اسنے بھی جواب مین طبل جنگ بجوایا اور چالاک بن عمرو اور ضرغام وغیرہ عیار مع عمرو نامدار کے فکر مین عیاری کے روانہ ہوے لشکر مین طبل جنگ بجنے سے تیاری آلات حرب و ضرب آغاز ہوئی گلستان شجاعت مین پھر بہار آئی تلوارون کے پھل ذائقہ دینے پر تیار ہونے لگے جوہر خنجر و شمشیر سے گلشن پھولون کا ہرا بھرا دکھائی دیتا تھا ہر سبزہ بوستان جلادت کا سرو تھا نقیبون کی صدا بلبل خوش الحان کی آواز سے بہادران کی دمسار تھی ہر ایک شمشائی گل عباس کی صورت دکھاتی تھی طیرم پر شبنم کی پھبتی چھاتی تھی ہتھیار بند آبداری دیکر چمنستان جنگ کے بہادر آبیاری کرتے تھے دم شجاعت کا بھرتے تھے سوسن نے بہر نقابت دس زبانین کی تھین بہر حال زمزمہ سرا ے نقبا تھا ہر نظر باز خوبی مین نرگس آسا تھا نہر ہاے باغ کی طرح دل مین ہر ایک کے لڑنے کی موج اٹھتی تھی بہادران کا تو یہ حال تھا ساحرون مین بھی طرفہ سامان جنگ و جدال پھول مندرون پر چڑھائے جاتے تھے ہر ایک گل کیطرح شگفتہ خاطری بتاتے تھے بیرونکو جب بلاتے تھے مارے خوشی کے پھول جاتے تھے نخل تن ہر ایک کا گلہاے بحر سے لدا تھا ہر شخص پھولا پھلا تھا غرضکہ رات بھر یہی ہنگامہ رہا جب چاندنی پر سفیدی سحر نے سبقت کی اور کھڑیالی ڈنکڑیال کے سر پر آفت ڈھائی فریاد جرس بلند ہوئی شب گذر کر نوبت روز روشن آئی کہ ابیات

سحر کا نور اختر سب کے چمکا	ستارون نے لیا رستہ عدم کا	ہوا خورشید انور انشان جہان پر
اجالا چھا گیا سب آسمان مین	ہنگام سحر بہادر سنبرون نے اٹھکر ہتھیار سجکر خیل خیل ذیل ذیل جانب

میدان جنگاہ روان ہوئے بہار در رعد و برق در دولت ملکہ مہر مح پر آئے ملکہ موصوفہ بھی بصد حشمت برآمد ہوئی ہر ایک نے تسلیم کی پھر بڑے کروفر سے جانب میدان چلی جلو مین اسکے ہزار دن گھوڑے اور فیل تھے جن پر ہودج زرین اور کاٹھیان گنجی تھین صبح کا وقت تھا نقیبون کا بصد آمر غوب بولنا ہر ایک دل کو بھاتا نسیم سحری کا فرانا آتا اس تجمل و شان کا کیا ذکر کیا جائے کہ اشعار

عدو کے سر نظر آتے ہین قطری باران کے
ترے سمند کی کس سے بیان ہو جالاکی
ترے عدو کے روے زمین سب گام اول مین
سوار ہوئے جو فیل سیاہ رنگ پہ تو
ترے سمند کی کس سے بیان ہو جالاکی
پھرائے روے زمین سب گام اول مین
سوار ہوئے جو فیل سیاہ رنگ پہ تو
زبسکہ ہی تری تیغ خمیدہ کی ہیبت
ہمیشہ کاٹ کا اسکے خیال رہتا ہے
کمان توس قزح ہی شہاب ثاقب تیر

ہوا سے گرنے لگین پھر تو یہ حال ہوا کہ ہوا نے طوفان قوم عاد کو شرمادیا ہزارون ساحرون کو برباد کیا طبقۂ زمین سے اُڑا دیا پردہ دنیا سے نابود ہوگیا ہر ایک جھونکا بادسخت کا بادمرگ کا جھونکا تھا کہ جس سے جانبر ہونا دشوار تھا جو جھونکا ہوا کا آتا تھا گویا تیر قضا پڑتا تھا اور علاوہ اس ہوا کے کہ جسکو وبا کہنا چاہیے مرگ مفاجات سے بھی زیادہ لکھنا چاہیے فلک سنگدل پتھر برساتا تھا ہر ایک ساحر دشمن لشکر کا سر پھوڑ کر ہلاک ہوا جب بھی بے خیرتی نے پیچھا نہ چھوڑا آفت تازہ زمین و آسمان سے پیدا ہوئی کہین بھاگنے کا ٹھکانا نہ ملتا تھا اُن بیضون نے عجب فتنہ انگیز بچہ دیا تھا جن بچون نے جان لینے کے پر و بال نکالے تھے جب سب لشکری ہلال کے اس آفت مین گھرے ہلال سر پر پانون رکھکر بھاگی لیکن کہان بھاگ کر جا سکتی تھی ایک سل کئی ہزار من کی اُسکے سر پر تھی اگر گری کہ مغز اُسکا شق ہوا اور فی النار و السقر ہوئی مہرخ نے اُسوقت چاہا کہ اپنے لشکر کو لیکر اُن بھگیلون پر جا پڑون لیکن چالاک بیٹے مار کر لشکر مین آگیا تھا اُسنے کہا اے ملکہ جو آپ بے مارے مرجائین تو کیا ضرور ہی کہ ہم اپنے لشکر کو پریشان کرو اور تکلیف اٹھاؤ مہرخ اُسکے کہنے سے رکی اور اُدھر اسقدر آندھی اور سنگباری ہوئی کہ چند اشخاص تو بھاگکر مفر ہوئے باقی سب ہلاک ہوگئے اور جو زندہ بچے وہ روتے پیٹتے ملکہ صنعت کے پاس گئے اُسنے اُنکو لان و گریبان چاک گریبان جو دیکھا گھبراکر پوچھا کہ ارے یہ کیا تمھارا حال ہوا اُن سب نے جملہ ماجرا بانالہ و زاری ہلال کے حلال ہونیکا بیان کیا سرشار فہنت بھی یہ حال سُنکر رونے لگا کیونکہ وہ بھی صنعت کی ملاقات کو دوسرے دن پھر آیا تھا اُسطرف تو صنعت نالہ و شیون کرتی ہی اور یہان مہرخ طبل فتح و ظفر بجاکر اپنی بارگاہ کفر پایگاہ مین آئی ہی لشکر نے اُسکے بہت کچھ مال غنیمت مین پایا ہی ہر ایک ساحر غنی اور مالدار ہوگیا ہی لشکر مین کسطرح کا بجتا ہی گھما گھم ہی سب خوش و خرم بیٹھے ہین حیرت کو بھی خبر نہین کھانیکی مصیبت پھر نمتی ہی یہی آتش غم پر کباب کی طرح جلتی ہی اُدھر جب مہنت نے حال شکست و ریخت کیا آیا تو وہ سے ملاقات کے تھا مگر دل نے اُسکے نہ مانا صید ضیغم اجل ہونے کو جی چاہا ملک الموت کی ملازمت مشتاق ہوا بس اُسی صنعت سے کہا کہ اے ملکہ آپ کچھ رنج و غم نہ کرین مین اب لشکر ظلمہ اہان کو غارت کرونگا آپ کچھ ذکر اپنا ملکہ حیرت جادو کے پاس بھیجے صنعت نے کہا اچھا چلو یہ سُنکر سرشار اُسکے ساتھ ہوا اور یہ دونون اُٹھکر سوار ہوئے در حیرت جادو کے پاس آکر سب ماجرا بیان کرکے اجازت طبل جنگ پھر اُنکی بنام سرشار جاسل کی پھر

وہان سے اپنے مقام پر آئے اور سرشار کے ساتھ جتنی فوج کہ شکار کے لیے ہمراہ آئی تھی اسی فوج کو لے اپنے ساتھ خیمہ و خرگاہ صنعت نے بھیجدیا یہ وہان سے مقابلہ مین ملکہ مہ رخ کے آیا اور خیمہ مین بیٹھکر سحر تیار کرنے لگا جب ساحر آفتاب برائے جلہ کشی غار مغرب مین گیا اور ساحرہ شب نے اپنی نیرنگی صنعت نظر

عالمیان ظاہر فرمائی کہ ابیات	ہی چاندنی مین دلا سیل تنگ عالم	دور گریہ سے اب ہی سفید چشم قمر
سیاہ پوش ہوا ہی الم سی چرخ کبود	ہر رنگ داغ دل ماہ ہی ہر اک اختر	ہر ایسی شام ہوئی کہ خدا انجام بخیر کرے

غرضکہ سرشار دہشت نے اس شام کو اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا صدائے طبل جنگ سمع ہمایون مہر آرا مین بھی پہونچی ادھر بھی نفیر سحر کو دم ملا لشکرون مین پھر وہی جوشش سامان جنگ ہوا سحر آہن جوش زن آیا ہر ایک مبارز خود ش مین آیا بنوں گھبرائے بیتابی سے زبان پر لائے کہ کبھی ایسی نوکری سے درگذرے جہان روز لڑائی کا سامنا ہوتا ہی کسی دن چین سے بیٹھنا نہین ملتا ہی شجاعت شعاران جلادت قرین شاد و بشاش تھے کہ آلہی شکر نیرا ہے کہ جس کام پر ہم ملازم ہین وہ ہر روز ادا کرنا ہوتا ہی غرض کہ تیغ بازی کو بھی بازی طفلان منچلے جانتے تھے تیغ کو چوگان اور سر عدو کو گوے سمجھکر تلوارون کو تانتے تھے موج کند بھی سیل فنا تھی تیغ ہاتھ سے اور سر جسم پر سے بھاگا جاتا تھا ہیبت دشمنون پر طاری ہوئی تھی سکندر طالعون کو بھی عکس تیغ ڈرا تا تھا آئینہ شمشیر مین جلوہ عدو مین مرگ نظر آتا تھا جذبہ بہادران جذب آہن کی کیفیت دکھاتا تھا مقناطیس جان کو کھینچتا نظر آتا تھا متاع جان عدو ایسی ارزان تھی کہ کٹار ہی کو ڈھال دے کر ملجاتی تھی کمانین گوشہ عافیت پانے کے لیے چلاتی تھین تیغین سر اٹھاتی تھین گرز خودی کا دم بھرتے تھے نیزے بسان سرو اکڑتے تھے جوانان چمن شجاعت بن گئے تھے یہی حال سارے دن کا رہا تھا کہ سحر کی نادر ازہر مین بھاگکر بجلیان بناتے تھے روئی کے بصد خوبروئی ابر بنکر اڑاتے تھے پھر جو آتا تھا وہ مثل ندیر بنتا تھا بھینٹ مین دشمن کا خون مانگتا تھا انتہا کو پیاسا تھا دور رہنے پر صدا سنتا تھا کہ آجکی شب ہی رعیان تھین امان ہی کل طبل رحیل بجے گا تفرقہ جسم وجان ہر طرف ایک

ہلچل پڑی تھی قیامت کی مچ گئی تھی کہ ابیات		ابداری مین تری تیغ کی ہر برق کی موج
کیا تماشا ہی کہ ہی آب سے آتش سیماں	انکی مشیت کو ہی خون عدو روز مباح	یہ غلط مشیر کا دن ہوتا ہی مرد ارجلال
طائر روح عدو کے لیے صیاد اجل	سبزۂ تیغ مین جوہر ہی گلا دکھتا ہی جال	وہ بہادر دم ہیجا کہ اگر تیغ ان کی
اپنی دکھلای چمک پنجہ کٹ جای ہلال	اسی طرح بہادران نامی مین شب بھر تو تیاری جدال قتال رہی جب	

عرصہ گاہ فلک تیغ خیز خورشید سے پر از چمک ہوا اور ظلمت شب تیرہ فام مثل سپر کے کٹ گئی رقطعہ
یہ کیا الم ہی جو ہی چاک چاک جیب سحر ٭ یہ کیا الم ہی جو ای مہر تک برہنہ سر ٭ وفور غم سے تعجب نہین اگر مرے
اب اپنی قتل کو مانگے ہلال سے خنجر ٭ نہین معلوم کیا حادثہ درپیش ہوگا جو اس سحر نے منہ دکھایا ہی ایسی صبح
قیامت خیز کو مہرخ ذی شان بصد جاہ و بہزاران سامان خیمستان سے نکلکر سوار ہوئی اور تمام سرداران
عالیشان و جلادت توامان کو ہمراہ لیکر جس میدان فلک شکن جو سحر سے اُترکر چلا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ
اُڑے جاتے ہین یا آسمان روے ہوا پر اُترآیا ہی ایک طرف سے مرکبان بادپا کا اُڑنا یا لطف دکھاتا
تھا لشکر غیبی گویا ساتھ جاتا تھا ساحرون کے طائر پران تھے اژدہے آتش فشان تھے اسی کروفر سے
جب وارد میدان ہوئی اسطرف سے سرشار مست اپنی فوج نکبت موج کو لے آیا دونون جانب صلاح دان
نے پُر اجمایا بعد صفوف آرائی لشکر جانبین سرشار نے مشکلکر کس کو میدان مین طلب کیا اور سلحشوری
دکھائی یہ ساکن باغ جوار جمشیدی ہی اسکو بہت بڑا غرور رہی بس اس تکبر خصال و نخوت شعار
نے بھی ایک بیضہ اپنی کمر سے نکالا اور کچھ سحر دم کرکے جانب آسمان پھینک دیا کہ وہ بیضہ بلندی
پر جاکر شق ہوا اور اُسمین سے دھوان نکلنا شروع ہوا تھوڑی عرصہ مین وہ دھوان اسقدر بڑھا
کہ تمام عالم سیاہ ہوگیا اور اُس دھوئین نے اب صورت ابر کی پیدا کی اور وہ ابر لشکر مہرخ پر سایہ
محیط ہوا حاضر غلام اور چالاک تو اس ابر کو دیکھکر صحرا کی جانب بھاگے اور بہت دور نکلگئے اور ایک
مقام بلند پر سے کھڑے ہوکر حال لشکر مہرخ کا دیکھنے لگے اور ابر سحر سے بارش آغاز ہوئی پانی موسلا دھار
برسنے لگا طرفۃ العین مین یہ عالم ہوا کہ ہر سمت اندھیر برسنے لگا آسمان آنکھ مچولے کو ترسنے لگا
چرخ کا سینہ غربال ہوا بغیر برسات یہ حال کہ مینھ کی بوچھار پڑتی تھی یا تیر پڑتے تھے ساحرون کے
سحر بہے جاتے تھے خورشید کا نکلنا کیسا ستارہ قسمت ڈوب گیا تھا آسمان تک پانی بھر گیا تھا یہ خراب باد
دنیا ایک گڈھا تھا ماہ و ماہی کا فران ہوا تھا زمین سے آسمان تک غرقاب تھا آفتاب بھی اُس بحر کا
ایک گرداب تھا بات ہر ایک بہی جاتی تھی ابر کی یہ مستی جان کھاتی تھی بلا سے ڈراتی تھی کہ ابیات

تنگ آبی سے جان ست اغراق	ڈوبنے پر ہی کشتی آفاق	کیسا طوفان مینھ نے بھایا ہی
زخم دل نے بھی سر اُٹھایا ہے	ابر کرتا تھا قطرہ افشانی	پانی پانی رہی تھی بارانی
سقف آماج بوند پیکان ہے	مینھ ہی یہ یا کہ تیر باران ہے	ابر رحمت ہی یا کہ زحمت ہے

ایک عالم غرق رحمت ہی | ے گئی ہی جہان کو سیلاب | نقشہ عالم کا نقش ہی برآ

اس ابر سے جو پانی کی بوندین لشکریان مہرخ پر گرین بہار و نمود و مہرخ وغیرہ کیلے کے پتے
ہر ایک بیہوش ہو کر خاک افتادہ ہوا گویا جان ڈوب گئی سفیدہ ہوش و خرد تباہ ہوا نہ بلبل رنا
رہا نہ وہ لشکر کی آرایش نہ زینت نہ مرکبان سحر کا کمین خانہ چتر شاہی نہ ڈنکا عجب طرح کی تباہی
سامنا سرو قدان یاسمن بو پالی مین ایسا بھیگتے تھے کہ انکے چمنستان حسن پر اوس پڑگئی تھی
کپڑے جو بزر رہنے تھین وہ سب بھیگ کر شرابور ہوئے تھے رخسار انکے اس پانی مین یون چمکتے
تھے کہ جیسے دریا مین کنول کے پھول تیرتے ہین باغ مین گلاب کا تختہ پانی مین ڈوبا ہوا نظر
تھا جو کوئی کہ اس ابر کو محیط ہوتے لشکر پر دیکھکر بھاگ گیا تھا وہ بہت دور کھڑا ہوا اس حال زار کو دیکھ
دیکھ کے روتا تھا لشکر مین بازاری بیوپاری دکاندار وغیرہ محافظان خیمہ و بارگاہ بھی بھاگ کر الگ
کھڑے ہوئے تھے اور اشک حسرت حال پر اپنے مالکون کے بہاتے تھے اس دشت مین ذرہ تک
نمکین تھا پہاڑون سے آبشار بہتا تھا گویا بھی روتا تھا فرہاد کی روح گریہ کر رہی تھی جا بجا
شیرین پرستارین لہون کے بنگی تھی ہر نخل ایک پانون سے کھڑا بگل تھا حیرت مین غمزدہ بنگیا تھا

دشت ہر چند کہ بھیگا تھا مگر خاک اڑاتا تھا یہ عالم تھا کہ ؎

کہ شہری ہی خریدار درد سوز جگر	جو دیکھو ابر کو تو زار زار روتا ہی
یہ کیا الم ہی جواب نغنان ہی چشم جہان	یہ کیا الم ہی جو ہی وہ مصیبتا لب پر
ملک چو صبح گریان دریدہ و لولا	ہر ایک گلشن عالم مین مور پریشان ہی
ہر ایک شاخ اٹھائے ہی ماتم کو	ہر ایک نخل پہ بلبل بھی مرثیہ خوان ہی

اب ایسا گرم ہی بازار رنج و آفت
نظر جو کیجیے ہی سب بھی نہیت مضط
فلک نے باز مصیبت خمیدہ واویلا
چمن مین سنبل تر زلف سوگواران ہی
جب تمام لشکر مصیبت باران

مین غرق ہوا سرشار جہنت نے ہر ایک کو سحر سے مسحور کر کے باران کو موقوف کیا اور
آپ بارگاہ حیرت مین آیا تسلیم کر کے نذر نخ دی خلعت سرخ روئی پایا اور تمام ماجرا اڑائی کا
کہکر عرض کیا کہ اب ملکۂ عالم تشریف لیجلین تو مین سب کے سر کاٹ کر نذر گذرانون حیرت یہ کلام سنکر
بہت خوش ہوئی اور کہا ایک دو جام شراب کے آؤ لی لین تو پھر چلین کیونکہ انکے قتل کر آنے مین
بہت عرصہ ہوگا سرشار راضی ہوا اور رنگل پر بیٹھکر باتین کرنے لگا اس اثنا مین عیارون کے
تو دل سے لگی ہوئی تھی خرغام اور چالاک جو پہلے ہی بھاگ گئے تھے اب عقب مین سرشار کے

یہ بھی بصورت مبدل بارگاہ حیرت مین آئے اور ذکر شراب کا جو سنا تو ان دونون نے میخانہ کے داروغہ سے آکر کہا کہ ہمکو کھانا دیدیجیے گا ذرا پیے تو ہم بھی حاضر ہین اُسنے کہا کیا مضائقہ ہی یہ دونون جام و صراحی لیکر اُسکے ساتھ کاروبار کرنے لگے اتنمین سرشار نے حیرت سے کہا کہ الامر فوق الادب ای ملکہ اب جلد شراب منگوایئے چلنے مین دیر نہ فرمایئے حیرت نے فوراً حکم دیا کہ مے ارغوانی لاؤ بموجب حکم ضرغام و چالاک صراحی و جام لیکر حاضر ہوئے حیرت نے جو دیکھا کہ قدم ان دونون کے بطور عیارون کے پڑتے ہین بس پہچان گئی کہ بیشک یہ عیار ہین اور سرشار مہمت کو بایما و اشارہ آگاہ کیا کہ انکو گرفتار کرلو یہ عیار ہین اور کچھ سحر پڑھکر دستگندی اور گیر جو کہا ضرغام اور چالاک کے پانون زمین نے پکڑ لیے ان سے قبول کرایا کہ ہان اسم عیار ہین سرشار نے کہا ای ملکہ کیا کہنا آپکے سحر کا اب آپ انپر سے سحر اُتارلین مین ان کو قید کیے لیتا ہون حیرت نے انپر سے سحر رفع کردیا اور سرشار نے جو سحر کیا تو ایک رسی از خود ہوا ہو کر انکے لپٹ گئی اور کھینچکر انکو جنگل مین لائی اس لیے کہ یہین آکر تو ہر ایک مفسد کو سرشار ہلاک ہی کریگا اور دربار گاہ مین رکھنا انکا مناسب بھی نہ سمجھا کہ اور عیار بھی ان کے رہائی کو آئینگے غرض جب یہ جنگل مین آکر کھڑے ہوئے اپنی گرفتاری پر اشک حسرت بہانے لگے اور لشکر کا حال بھی اُنکے پیش نظر تھا سو جہ سے زیادہ تر روتے تھے اور درگاہ خدا مین بصد زاری دعا کرتے تھے ناگاہ مہتہ قران تطر کردہ شاہ مردان بھی اسطرف سے پھرتے ہوئے آنکلے اور ضرغام و چالاک کو بندھے ہوئے دیکھکر متحیر ہوئے پھر قریب آکر دونون سے حال پوچھا انھون نے حال بربادی لشکر اور اپنا قید ہونا سب بیان کیا قران کو یہ حال سنکر تاب نہ رہی بغضب تمام صورت ساحر کی ایسی بنکر بہت جلد دربار گاہ حیرت پر آیا وہ وقت ہی کہ سرشار تو تخت پر سوار ہو چکا ہی اور حیرت سوار ہوا چاہتی ہی کہ انھون نے آکر سلام کیا اور کہا ملکہ صنعت نے مجکو بھیجا ہی اور شکایت کی ہی کہ ایسے وقت مین جب تم فتحیاب ہوئین تو ہمکو پوچھا بھی نہین اور کچھ اور بھی فرمایا ہی وہ بھی مین کان مین آپ سے کہون گا سرشار کچھ شکایت صنعت سُنکر نادم ہوا اٹھا جلد سر جھکا دیا کہ فرمایئے کیا کہا ہی جب اُسنے بات سننے کو سر جھکایا اُسنے چمک کر پہلو پر سے بغدا مارا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے شور دار و گیر بلند ہوا قران نے نعرہ کیا کہ منم

صاحب لبدۂ گران مہتر قران اندھیرا اور تاریکی پھیل گئی حسب دستور صدائے مسب آمین
اسی اندھیرے مین قران نحوست وخیز کرکے نکل گیا لشکر حیرت کے لوگ فرط خوف سے دوڑے
تو مگر طرح دے گئے مہرخ وغیرہ سب قید سے لشکر نے رہائی پائی سجدۂ شکر درگاہ خدا مین
کیا اور شادان وفرحان پھر کر اپنی بارگاہ مین آئے چالاک وضرغام بھی رسی سے کھل گئے
اور حیرت جادو کف افسوس ملکر رہگئی صنعت نے حال سنا وہ بھی غمگین بدرجہ کمال
ہوئی فوج جو ہمراہ سرشار تھی وہ نالان وگریان اپنے شہر کو گئی سرشار کا بھائی ناقوس
اژدرسوار نام موجود تھا اسنے ان ساحران فوج کو بلایا اور اپنے بھائی کا حال بچہ ملال پوچھا سب نے
رو رو کر جو کچھ گذرا تھا بیان کیا بھائی اسکا بہت رویا اور نہایت درجہ اسنے افسوس کیا بلکہ کہا
جبتک اپنے بھائی کا بدلہ نہ لیلونگا چین وآرام محکم نہ آئے گا یہ کہکر حکم تیاری لشکر دیا کئی ہزار
فوج ساحران ومبارزان تیار ہوئی اور ناقوس اژدرسوار بڑے جوش وخروش سے اژدر پر
سوار ہوکر چلا دریا تھا کہ موج مار کر روانہ ہوا ناقوس وہان سے سیدھا صنعت کے پاس آیا اسنے
اسکے لشکر کو ٹھہرایا اور اسکے بھائی کا پرسا دیا پھر اسکی خاطرداری مین مصروف ہوئی شراب عمدہ
کشید کی ہوئی پلائی خوان نعمت سنگار کر آب وطعام سے خوب آسودہ کیا پھر یہ وہان سے اپنا لشکر
لیکر بمقابلہ مہرخ آیا اور بارگاہ مین پہنچکر میزبانی کرنے لگا جب خانۂ دہر سے ساغر زرین آفتاب
طاق مغرب پر ساقی روزگار نے رکھا اور انجمن کو اکب کو مشاطۂ شب نے بعد فروغ وضیا آراستہ فرمایا
کہ شعر ۔ ساغر ماہ تھا لب لب نور ۔ چاندنی کا ہر اک طرف تھا فور ۔ سرشار نے اس شب تیرہ فام
مین طبل جنگ بجوادیا ہرچند سب نے کہا کہ ابھی چندے توقف فرمایئے اسنے نہ مانا اور کہا مین نے
بھائی کا جبتک بدلہ نہ لیلونگا آب ودانہ مجھے حرام ہی غرض ہرکارے خدمت مہرخ مین آئے اور خبر نوخت
طبل جنگ عرض کرکے کنارے ہوئے ملکہ موصوف نے بھی کوس حربی کو بجوایا لشکر کے سردار وافسر خبردار
ہوکے تیاری جنگ مین رات بسر ہونے لگی ہر سمت غوغائے لشکریان برپا تھا رات بھی ڈراؤنی صورت بنائے
تھی اس شب مین ہتھیاروں کا چمکنا گھوڑوں کا شیہے بھرنا ہمہمے کرنا دل رستم کو بھی زیر زمین دہلاتا تھا ہر ایک
ہیر کلیجہ بھاون کلیجہ بھاون کیتا ہوا آتا تھا صدائے طبل وبوق پیر فلک کے سینہ کے پار ہوئی جاتی تھی
نقیبون کی آواز موت یاد دلاتی تھی نامردون مین جان بچانیکی فکر بھاگنے کا بیان ولاورون مین رستم وسام کی

داستان مختصر یہ کہ چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب شاہد شب کا اہن ڈھلا اور سفیدی جمال مشب مین پیدا ہوئی ندائے رخصتی جرس نے سنائی کہ شعر کہ جب جوش سحر اٹھا زمین پر نظر آئے نئے سامان بہتر پڑے یعنی ملکہ مہرخ دلاور فوج و لشکر جانب میدان روانہ ہوئی اسطرف سے ناقوس اژدر سوار مع فوج نابکار کے چلا لشکرون کی آمد کا میدان جنگ مین وہ غلغلہ ہوا کہ فلک بھی سر پر پانون رکھکر بھاگا چاہتا تھا وہ ساحرون کی آمد ہوم کا دھوان بلند زمانہ تاریک موردن پر جادوگرنیان سوار سامری جمشید کی پکار پیرقین سرخ زرد سبز اڑتین نار یخ نار یل اچھالتے اژدر پھنکارتے بڑے کروفر سے یہ دونون لشکر وارد میدان ہوئے ابیات

فراوان سپہ بود با او بہم	سلیخ بزرگی و رنج و دورم	ہمی رفت لشکر بکردار ابر
ہمہ غرق در آہن و خود و گیر	دل مہرخ از لشکر نامدار	بخندید چون گل بگاہ بہار
بدیشان چنین گفت کاکنون سران	کدامند مردان جنگ آوران	کسے کو گراید بگرز و بہ تیغ
بجنگ اندرون جان ندارد دریغ	اگر شیر بیش آید ش گر پلنگ	ازو بر نگردد بہنگام جنگ
کہ زیر درخشش برفتی ہزار	گزیدہ سواران نیزہ گزار	پدید آمد از دشت گرد سران

جب دشت کین مین پہونچے دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی

نقیبون نے نقابت کی میدان پاک وصاف ہوا اسوقت ناقوس اژدر سوار بھی بڑھکر میدان جنگ مین آیا اور خوب نیرنگی سحر کی دکھاکر للکارا کہ ای فرقہ سرکشان و منکران او تو میرے مقابلہ مین یہ نہیب سنکر ایک ساحر ظالم سحر نگاہ جادو نام مہرخ سے اجازت لیکر سامنے اس کافر کے آیا اور طالب حرب ہوا اسنے ایک تیر اسپر مارا اسنے تیر کو خالی دیا اور جواب مین تیر مارا اسنے بھی خالی دیا اور تیغ سحر پکڑکر اسپر آگرا ہاتھ چھوٹ کے چلنے لگے برق شمشیر چمکنے لگی بڑی دیر تک ردوبدل رہی آخر اسنے ایک تلوار ایسی جھپٹ کر لگائی کہ برق بنکر وہ سر بظالم کے آئی یہ اس سے جانبر نہوا رخت ہستی اسکا چلا صدائے ہیہان اسکے سر سے بلند ہوئی ناقوس نے پھر للکار کر نہیب دی کہ اور جس کسی کو تم اپنے سے تمنائے مرگ ہو وہ آئے اسکی زلزلہ چاد و نے صف سے نکلکر مہرخ سے اجازت لی اور سامنے اسکے آکر ضربت طلب کی اسنے تیغ سحر اوسپر سے لگائی اسنے تیغ کو روک کر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا زمین مین زلزلہ پیدا ہوا اور ایسی نرم ہوئی کہ اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو غرق زمین ہوکر پیوند خاک

ہوجانا مگر ناقوس جسطرح کھڑا تھا اسیطرح کھڑا رہا اسوقت زلزلہ جادو نے جھلا کر پنجہ سحر مارا ناقوس اژدر پر سے کود گیا پنجہ نے اژدر ہی کے دو ٹکڑے کیے اسوقت ناقوس نے بھی دوڑ کر تلوار ماری کہ وہ تلوار خود کو کاٹکر نادو ابر و زلزلہ کے اسنے داستانہ سحر کے مار کے تلوار کو توڑ دیا لیکن چادر خون بلبلا کر منھ پر آگئی اسوقت ناقوس نے چاہا کہ ہین سر کاٹ لون دو پنجے فلک سے پیدا ہوکر زلزلہ اٹھا لیگئے اسوقت ناقوس نے دستک سحر کی دی کہ زمین سے اژدر دوسرا پیدا ہوا یہ اسپر سوار ہوا اور پکارا کہ یہ کیا لاشی پاشی کو میری مقابلہ مین ای مرخ بھیجتی ہو کسی زبردست کو بھیجو کہ مزا جنگ کا ملے باہم اترجائین یا وہ کام آئے یا ہم کام آئین اس صدا کو سنکر ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار نے اپنا طاؤس نکالا اور اجازت مرخ سے لیکر سامنے آئی اور اسکے حربہ کو اسنے رد کرکے ایک نارنج مارا کہ وہ نارنج اسپر پڑا مگر کچھ کارگر نہوا صرف یہ ہوا کہ وہ اژدر پیسے گر پڑا اور اٹھکر اسنے بقوت تمام تر ہاتھ تلوار کا غبار انگیز پر لگایا فوراً دو پنجے پیدا ہوئے اور غبار انگیز کو بھی اٹھا لے گئے اب ہر ایک کو ثابت ہوا کہ یہ پنجے ناقوس کے سحر سے آتے ہین غرض مشکین کاکل کشا دیا قوت جادو یکے بعد دیگرے نکلین اور آکر زخمی ہوئین اور پنجے انکو بھی اٹھا کر لیگئے اب برق اور رعد نے کڑکڑا کر اور تڑپ کر ارادہ گرنے کا کیا کہ ناقوس نے اپنے گلے سے تار زنار کا توڑ کر جانب آسمان پھینکا اور ایک دانہ ماش کا مارا اسوقت ایک بجلی پیدا ہوئی اور برق پر گری لیکن اسنے بھی وہ چالاکی کی کہ اپنے تئین دامن ابر سحر مین لپیٹ کر دامن کوہ مین گرا دیا مگر بیہوش ہوگئی ناقوس جادو آج خوب لڑا جو سامنے اسکے گیا اسپر سحر ہوا اور زخم کھا کر گرا پھر اجب نہیب شمشیر سحر سے اسکی دن کٹ گیا دوپہر آگئی دھوپ کی تاب نہ لایا طبل آسایش اسنے بجوا دیا اور کہا ای مرخ آج امان دیتا ہون کل جانبری مشکل ہے یہ کہکر اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا مہرخ بھی غمگین و ملول اپنی بارگاہ کیطرف پھری لشکرون نے بستر پر پہونچکر کمر کھولی اسودہ ہوئے سردار جو زخمی ہوگئے انکی زخم دوزی مرخ نے کرائی اور فکر مین بیٹھی ادھر ناقوس شادان و فرحان اپنی بارگاہ عالیشان مین پہنچکر تاج دیکھنے لگا عیاران لشکر کے دل سے لگی تھی مہتر برق فرنگی ناقوس کی فکر مین چلا اور علیحدہ ایک مقام پر ٹھہر کر اسنے صورت اپنی ایک زن طوائف کی ایسی بنائی لیکن وہ حسن صبیح اپنا آشکار کیا کہ ملایک بھی اسکو دیکھتا تو فریب کھاتا خورشید تقابل ارژنگ جوان سرمی رخسار سے جسکے شفق چرخ حیران ابرو اسکے جگر عشاق کے دو ٹکڑے کرتے ایسی تلوارین ترکیہ رکھتے

بنائی تھین کہ بیچین خود دانت نکالکر سامنے آنکے شرمائی تھین زلف مسلسل سے ٹھکانے دل باندھکر تیر مژگان تیر اندازی کرین ابرو دشنہ گزاری کرے نرگس چشم ابلق بازک و تازو ناز و کرشمہ غارت گر دل و جان

سرو قامت سمن اندام گلستان رخسار زبق بینی غنچہ دہن لالہ فام کہ اشعار

سرو قامت ہو گر انکے ہو طوبی سرکش	راست ہان راست ہو کل طوبی ہو تی	شکر آمیختہ ہا دام مقشہ دندان
سیب رو دین زنخدان لب خندان فستق	کھلنا اسکا دہن تنگ کا ایسا مشکل	جیسے دشوار ہو مفہوم کلام معلق
مصحف رخ کتابی کو جو دیکھے اسکے	تو کہین صورت اخلاص ثنا و مطلق	رخ رنگین سے نہ زیبا ہو بیاض گردن
تاکہ ہو سرخی تحریر نہ خون ناحق	اسیطرح از سر تا پا وہ خورشید سیمار نگ	روغن لگا کر آراستہ ہوا اور لباس

پر زر زیب قامت کرکے گہنا سونے کا پہنکر لشکر مین نائکون کے ایسے مقام پر آیا کہ جہان اسکے مجرے کی مندلین اتری ہوئی تھین چنانچہ ایک کسی کے بستر پر جب آکر بیٹھا تو دیکھا کہ خیمہ کے آگے فرش بچھا ہے نوجوان بیٹھے ہین ساز ندے ساز ملا رہے ہین نائکہ کا مسند کا دابے گلوری کلہ مین لیے انداز سے پانچون کا ڈھیرا آگے لگائے متمکن ہے اسنے بھی آکر سلام کیا اور ہنسکر پاس نائکہ کے بیٹھ گئی اسنے عورت جوان سکیلی زر و زیور سے درست جو دیکھی بجا طرز تمام پیش آئی گلوری لگا کر دی اور مستفسر حال ہوئی اسنے کہا کہ بی بی مین لشکر حیرت مین رہتی ہون اسوقت مین نے قصد کیا کہ نائکہ کے سامنے جاکر تجرا کرون سازندے میرے ایسے حرامزادے ہین کہ ٹال گئے اور میرے ساتھ نہ آئے مجکو غصہ مین کچھ اور نہ سوجھا اس طرف چلی آئی کہ وہان کسی اپنی برادری سے سازندے مانگ لونگی اور جو کچھ انعام و اکرام ملے گا وہ بھی انکو دونگی اور آپ بھی لونگی اور سچ تو یہ ہے کہ اب مین ان موے سیڑوائیون کو نوکر بھی نہ رکھونگی جو وقت پر تبا جاتے ہین اور ہماری بیخ پر چھوا می جان یہ ہی کمائی ہے پھر ہم کیونکر کاہلی کرینگے بس اسلیے تمکو مجھے دیکھکر مین ٹھہر گئی اگر کسی صاحب کو تمھارے یہان فرصت ہو تو زیادہ گھڑی کو تکلیف کرین میرے ساتھ بجاوین اسکا کمال احسان ہوگا نائکہ نے کہا بی یہ تمھارا گھر ہی میرے یہان کئی طرح کے سازندے ہین کام تو ایک ہی دو سازندون سے پڑتا ہے مگر وہ قدیم سے میرے نوکر ہین مین بیچ کیون اسکو بھی کہے دیتی ہون کہ وہ بیچارے بھی اپنا گھر سمجھتے ہین یہ کہکر مخدوم میان جہانگیر بخش وغیرہ نام لیکر پکاری کہ ذرا بی صاحب کے ساتھ تم جاکر بجاؤ انھون نے کہا بہت خوب اور ساز وغیرہ اٹھوا درست کیا اتنا مین چوبدار بلانے آیا کہ پہلے آپکے طائفے کی باری ہے برق عیار نے مروہی صاحب کہکر

اُسکو سلام کیا اور ذرا اپنے حسن کی جھلک اُسکو دکھائی ہاتھ پکڑکر پاس بیٹھالیا گلوری بناکر دی وہ ایسا مفتون ہوا کہ دین و دنیا کو فراموش کیا اُسوقت اُسنے کہا مرد ہے صاحب ہمارا بھی مجرا کرادیجیے اُسنے کہا ابھی کیون بی صاحبہ تمھارا نام کیا ہے اُسنے کہا مجکو کامنی جان کہتے ہین مرد ہہ اُسکے پاس سے اُٹھکر سامنے داروغہ ارباب نشاط کے گیا اور کہا حضور ایک رنڈی لشکر حیرت مین آئی ہے زہرہ فلک بھی اُسکے سامنے شرمائی ہے وہ بھی ایسی نہوگی میرے اوپر آپ احسان فرمایئے گا جو اُسکا مجرا سامنے ناقوس کے کرادیجیے گا داروغہ نے کہا جاؤ لے آؤ مرد ہہ پھر کر آیا اور کہا کامنی جان صاحبہ آپکی یاد ہے کامنی جان سازندون کو لیکر داروغہ کے پاس آئی اُسنے جو صورت زیبا اُسکی دیکھی شیفتہ ہوکر عقل و حواس بیگانہ ہوا اور سوچا کہ پہلے یہ مجرا کرآئے تو اُسکو اپنے بستر پر بٹھائینگے اور جو کچھ یہ مانگیگی دینے کام مین لائینگے الحاصل اس زہرہ جبین کو اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا اول دست بستہ حال اُسکا عرض کیا ناقوس نے اجازت مجرا کرنے کی دی برق چمک کر سامنے آیا اور گت ناچنے لگا یہان گت پر تو یہ گت ہوئی کہ مجلس کف افسوس ملنے لگی ناقوس نے کچھ جانور بحر بناکر جانب آسمان اُڑا دیے تھے کیونکہ حال عیارون کا یہ بخوبی جانتا تھا چنانچہ ان جانورون سے اُسنے کہدیا تھا کہ اگر کوئی شخص غیر ہماری جمعیت مین عیار وغیرہ کی قسم سے بھی آئے تو ہمکو تم خبر کردینا اور پنجہ بحر کے زمین پر مقرر کردیے تھے کہ جو جب ہمارے حکم کے تم پکڑلینا جب برق فرنگی آکر ناچنے لگا اُسکے ناچنے پر اہل محفل دنگ ہوگئے اور صدائے احسنت و آفرین سب نے بلند کی اُسوقت ایک طائر آگ مانند ہوا آیا اور کان مین ناقوس کے کہا کہ یہ رنڈی جو سامنے ناچ رہی ہے یہ رقاصہ نہین ہے برق فرنگی عیار ہے جلد اسکی گرفتاری کا سامان کرنا مناسب ہے ناقوس اُسکی صورت دیکھکر عاشق زار ہوگیا تھا اور بڑی خوشی سے ناچ دیکھ رہا تھا عیار ہونا اُسکا جب اُسکو ثابت ہوا کف افسوس ملے اور ناچار پنجہ بحر کو حکم دیا کہ اُنھون نے برق اور نہین معلوم کس مقام پر بھیجدیا پنجہ ہائے بحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی برق طوائف بنکر گیا تھا اُسکو بھی ناقوس نے پکڑلیا وہ یہ خبر سنکر مضطر ہوئی اور برق جو آکر دیکھے تو جہان مین قید ہوکر آیا ہون اسجگہ وہ لوگ بھی ہین کہ جو میدان رزم سے گرفتار ہوکر آئے ہین الحاصل جب مہرخ برق کا حال سنکر مضطر و پریشان ہوئی اُسوقت خواجہ عمر دربارگاہ سے نکلکر روانہ ہوئے اور اُنھون نے تنہائی مین جاکر اپنی ایک ساحر کی ایسی صورت بنائی اور بارگاہ ناقوس مین آئے لیکن حال ان جانورون اور پنجون کا اُنکو بھی معلوم نہ تھا جب یہ بارگاہ مین قدم زن ہوئے ہنوز کچھ کہنے

بنا کے تھے کہ ایک پتلے نے حلقہ کمند سحر کے اُنپر مارے اگر وہ کمند کوئی عیار لگاتا تو یہ آسمین سے نکلتے وہ کمند سحر کی تھی یہ اُلجھکر گرے ہاتھون ہاتھ اُنکو بھی پکڑ لیا اور ناقوس کے حوالہ کیا اُسنے اُنکو بھی قید خانہ مین اُسی جگہ جہان سب قید تھے بھیجدیا اب کسی اور عیار کو خواجہ کی گرفتاری کا حال سُنکر حوصلہ جانے کا نہ پڑا اور جب وہ دو پہر دن تمام ہوا مطرب فلک نے دائرہ ماہ ہاتھ مین لیا اور خنجر آفتاب کو نیام مغرب مین کیا کہ بیت رخ تو نور جو وہ پونچھ کے جھاڑے رومال ہوگئی چادر مہتاب گلیم شب تار ہوا سر شام پھر ناقوس نے طبل رزمی پر چوب ڈلوائی ہرکارون نے جاکر خبر عرض کی مہرخ نے بھی نفیر سحر بجائی پھر دونون لشکرون مین تیاری آغاز برقی طول ہر مقام پر اچھا نہین رات بھر وہی شورش جنگ برپا رہی وہی ہتھیارون کی صفائی وہی سحر آزمائی تھی جب نیام شب سے تیغ آبدار آفتاب عالم ہوئی اور چار دانگ عالم مین روشنی پھیلی کہ بیت سحر گر جب کہ بچہ ظاہر ہوا روز۔ تو چمکا حسن مہر عالم افروز ہوا لشکر جوق جوق و طوق طوق بہرکارزار و میدان حرب ہوئے مہرخ و بہار بھی غنایت شام سے جلو داران باتیماندہ کو ہمراہ لیکر چلین اور جب میدان مین پہونچین ناقوس بھی فوج لیے ہوئے آیا دلاورون نے برابر جمایا بلد درستی میدان و صفوف ناقوس نے للکار مبارز طلبی کی اِدھر سے سردار جانے لگے مگر اُنکو روز گذشتہ کی طرح صعوبت درپیش ہوئی یعنے زخمی ہوتے تھے اور پیچھے سحر کے اُٹھا لیجاتے تھے آجکی میدان داری مین کئی سو سوار نامی زخمی اور اسیر ہوا اسوقت تو بہار جادو کو تاب نہ رہی یہ مہرخ سے اجازت لیکر نکلی اور سوائے اسکے روز کی میدانداری مین اور کون لڑنے والا باقی تھا غرض یہ سامنے اُس تیرہ روزان رسیدہ کے پہونچی پاسحر کائنات کا اُسنے کیا پہلے تو ایک حربہ اُسکا رد کیا پھر ایک گلدستہ اُٹھاکر زمین پر پھینکا اور کلمات سحر در و زبان کرکے بہار کو بلایا کچھ ہی عرصہ مین سلیمان

نظم آیا کہ اپیات	واہ کیا گلشن آفاق مین ہی جوش بہار	چہچہے کرنے لگے بلبل نعرہ زن فلک
کھلک نقاشی قدرت سی گلستان مین ہے	تختہ لالہ و گل صفحہ نقش ارژنگ	بل بے بالیدگی عیش کہ برگ گل تر
خطرہ شبنم کو ہی مینای شراب گلرنگ	بلکہ ہی جوش بہاران کرم سی اُسکے	کیا عجب شاخ مین آہو کی گل رنگ ہے

جوش بہار سے تختہ لالہ و نافرمان گل کے مسکرانے لگے طائران زفرمنج تعریف بہار کی گانے لگے شور آبشار کی قمری بلبل و طوطی و گل دلکو لبھاتی تھی ہوا دہان کی ترجب بڑھاتی تھی پیام یار دلنواز لاتی تھی ناقوس کی فوج اُس ہوا کے جسم پر لگتے شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور ملکہ بہار کو

سب نے اسی باغ پر بہار مین بصد ناز و انداز چبوترہ پر بلور کے استادہ پایا ہر چند کہ باغ اسنے ایسا فرحت آگین بنایا تھا مگر حسن بھی اسکا اسوقت ایسا تھا کہ اس باغ کے گل روبرو سے رخسار شرماتے تھے سنبل مانند زلف کے پریشان و نرگس آنکھون کی اسکے بیمار تھی سرو نے قامت رعنا اسکا دیکھکر اپنے تئین آزاد بنایا تھا سیب و بہی و انار کو اسکے پستان نے شرمایا تھا چشم فتان بادام کو دام مین لائی تھی سرخی اسکے رخسار کی لالہ کے دل کو بڑھاتی تھی ابیات

پرستم مین ستم شریک سپہر	فتنہ استاد نرگس فتان	ماہ سے بہر بلکہ دشمن مہر
رخ تعالی اللہ زلف صلی علے	قدوہ سبحان ربی الاعلے	دل مژگان ہجوم شاگردان
کرے مشایون کو اشراقی	گو انار یکدہ منھ سے کہے	زلف جنبان مین رخ کی برّاقی
بچھلی بازو کی ماہی زلفین	غرقہ کش بحر خون سے مردم عین	لیک جاری زبان ہر موسے
دشنہ کار عقدہ دشوار	رنگ پان لعل رخ افزا پر	کمر و ناف ارپے دل زار
		خون ثابت کرے مسیحا پر

ناقوس بھی اس حسن کو دیکھکر اور باغ سحر سے ہوا دیکھکر فریفتہ و شیفتہ بہار ہوا اور ہمراہ اپنے لشکر کے یہ کہتا ہوا چلا کہ غزل

بھلا نہین تو چھلے کا گل اے نگار دے	تو آنکھ مین نہ سرمہ دنبالہ دار دے	مفتون چشم کو یونہین اکو ار مار دے
بیان نشہ وہ نہین جسے ترشی انار دے	کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے	دشنام ہو کے وہ ترش ابرو ہزار دے
کرتا ہی یون فغان دل امیدوار وصل	کیا خاک تجھپہ جان کوئی جان نثار دے	مٹی تلک نہ جب ترے دل کا غبار دے
ہنسکر گزار یا اسے رو کر گزار دے	جیسے اذان بلند کوئی روزہ دار دے	اے شمع تیری عمر طبیعی ہی ایک رات
بے فیض گر ہی چشمۂ آب بقا تو کیا	لے دام و داغ دل کی مرے سوز شرار دے	وعدے پہ روز حشر کے پر کون اعتبار دے
کیون کوڑیون کے بدلے دُر شاہوار دے	مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ وار دے	عاشق نہ بہرے انجم گردون سبز اپنے اشک
	اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہی	کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

جب ناقوس دیوانہ وار اسطرح کے اشعار پڑھتا جانب باغ بہار روانہ ہوا اسیوقت ایک پتلی زمین سے نہایت حسینہ و جمیلہ نکلی اور آئینہ ہاتھ مین لیے تھی وہ آئینہ اسنے ناقوس کو دکھایا سارا نقشہ عشق کا مٹ گیا صورت ہی اور رچھ ہوئی ہوش اسکو آگیا اور اس پتلی سے کہا کہ ای میان ہوش مین آؤ حواس درست کرو کہان ہم کہان ملکہ بہار وہ بادشاہ طلسم کے ہاتھ لگی نہین جو آج تک اپنی جان اسپر نثار کرتا ہی گو وہ دشمن ہی مگر شاہ اسکو پیار کرتا ہی اس باغ کو باغ سمجھکر اپنے

باغ جوانی کی بہار نہ برباد کر و خدا سے سمجھکر بات کرنا اچھا ہی یہ کلام سُنکر ناقوس نے ایک سرد آہ بھرکر کہا کہ ہوا گرم سموم آسا چلنے لگی اور باغ بہار مین ہر طرف آگ لگی ہر کلی پھول کی انگارا بنگئی درخت مثل چنار ہوئے گل بالکل خار ہوئے درپے آزار ہوئے کچھ ہی عرصے مین یہ عالم ہوا کہ اپیاسے

گرم ہی یہ بہار کا عالم ۔ شاخ گل پھلجھڑی سے ہی نہین کم ۔ یہ پٹا خا چٹکتے رفت گلاب
کف نرگس پہ چھٹتی تھی مہتاب ۔ دستہ گل کا کیا کہون مین رنگ ۔ اسمین ہت پھول کے سی سارے رنگ
غنچہ کھلنے مین یون ہوا آشکار ۔ جیسے پھٹتا ہی داغنے مین انار ۔ جلوے دین یون چنبیلی کے بوٹے
اسطرح جاے جوئی کب چھوٹے ۔ نہین گیندون کے چمن مین درخت ۔ دی ہی آتش سنارون کو یک لخت
کرو صد برگ جعفری پہ نظر ۔ چھٹ رہی ہین ہوا میان مٹھ پر ۔ بھی بوسے ہین پانی بھر بھر کر
ہو چکا پولکا حوض گھن چکر ۔ گرگزک پر ہو میخورون کا من ۔ ہو رہے تھے کباب مرغ چمن
طوطی کی گر سُنے کوئی آواز ۔ سچ ہے دل ہی کچھ ایسا سوز و گداز ۔ جب وہ سارا چمن جلگیا بہار پر

بیہوشی چھائی اسوقت دو پنجے پیدا ہوکر اسکو بھی اٹھا لے گئے جب وہ صورت نہ دیکھی سامنے سے پوشیدہ ہوگئی اور باغ بھی جلگیا لشکریان ناقوس کو ہوش آگیا بہار کو بھی وہین پنجون سے لاکر پھونچا دیا کہ جہان اور سب مقید ہین اب لشکر مہرخ مین کوئی سر و رباقی نرہا سوا سے مہرخ کے فوج و لشکر مین سب بیدل ہوکر کنارہ کشی کرنے لگے مہرخ نے قصد کیا کہ اب مین جاکر نصیر کے ملک کی تاراج کرون اور اُس کا فر سے لڑون لیکن وہ نازک دماغ بہت ہی اسیقدر کے لڑنے مین گیا اور پکارا کہ ای مہرخ اب سوا سے تیرے کون باقی رہا ہی سو تیرا بھی کل خاتمہ ہی آج اور اپنے ہمراہیون کے لیے روے اور تخت سلطنت کو تختۂ تابوت سمجھ لے یہ کہکر بلبل امان بجوا کر پھر مہرخ نے پھر سجدۂ شکر ادا کیا کہ خدا نے آج بچا لیا کل کی کون جانتا ہی کہ کیا ہونے والا ہی فرد ۔ کبھی روتی ہی چمن مین بلبل ۔ کبھی گل دیکھو ہنسا کرتے ہین ۔ غرض یہ ملک نہایت فرودین پھر کر اپنی بارگاہ مین آئی دنگلون پر سردارون کے خاشیے ڈلوا دیے لشکر بھی حالت بیم و رجا مین رنگا رنگ سب موقوف معشوقۂ رنج ہر ایک سے مالوف اسطرف ناقوس پھر کر ملکہ حیرت کی بارگاہ مین آیا لشکر اپنا بسترا اپنے اُترا حیرت نے ناقوس کو مبارکباد دی اور ملکہ کو نذر دکھلائی دنگل پر مٹھبا شادیانے بجنے لگے جام مے ارغوانی کا دور ہوا ناقوس نے

کہا اب کل ملکہ مہرخ کو بھی پکڑلون تو سب کو ہلاک کرڈالون اس خوشی کا اب کل جشن کیجیے گا حیرت نے کہا ایسا ہی ہوگا طائفے آکر ناچنے لگے صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی اسطرف مہرخ ملکہ مین سربزانو ہوکر بیٹھی تھی کہ مہرقران حال فید ہوجانے ملکہ بہار کا سنکر بارگاہ مین آئے اور مہرخ کو نگین خاطر دیکھکر سارا ماجرا استفسار کیا اور جب کل کیفیت بربادی لشکر کی سن چکے عرض کیا کہ اب ہم بھی جاتے ہین یا تو ناقوس کو اسکے بھائی کے پاس بھیجتے ہین یا اپنی جان دیتے ہین یہ کہکر وہان سے باہر آئے اور کئی سو ساحرون کو ملازمان غبار انگیز مین سے اپنے ساتھ لیا اور کہا کہ تم صورتین اپنی بزور سحر بدل لو وہ سب مہنتون کی ایسی صورت پر بنے لنگوٹے سب نے باندھے ہوئے زنار سب کے لنگوٹون سے باہر نکلے ہوئے تھے ہاتھون مین سب نے لوہے کے کڑے ڈالے جٹائین خاکستری اپنی بنائین اور سرون پر پیپلین انگیٹھیان ہاتھون مین لین لین سیندور کے قشقے ماتھے پر کھینچے چندن سب بدن مین لگایا بھبوت سے سب بدن اپنا خاکستری کرلیا اسیطرح مہرقران بھی درست ہوا اسنے جواہر کے بت بدن پر سجا آراستہ کیے مالے موتیون کے گلے مین ڈالے یا جمشید یا سامری ہر ایک چیلے کی زبان پر جاری اور قرآن کے لب پر فغان و زاری اس ہیئت سے صحرا مین لبلہ رنجنی گیا پھر وہان سے رخ جانب لشکر لشکر حیرت کیا جب قریب لشکر مذکور پہونچا نعرہ بلند کیا اور مرا اپنا پیٹنا لگا اور کہتا تھا ہا رد بتاؤ کہ میرے استاد سرشار مہنت کو کس نے مارا ہاے وہ استاد میرا پیارا کدھر گیا افسوس کہ یہ سامری نے میرے ساتھ کیا کیا ہاے وہ استاد جو باپ سے زیادہ شفیق تھا میرے سر پر سے اٹھ گیا افسوس مین کیا کرون

ترکیب بند

بھلا ہو خاک مری زیست جب جدا ہو جاے ۔ فلک نے داغ دیا آہ نوجوان افسوس ۔ ہوا دو ہفتہ ہوا خاک مین نہان افسوس

زمین پہ گر نہ پڑے کیون یہ آسمان افسوس ۔ انیس جان و دل آرام نکتہ دان افسوس ۔ ملا یا خاک مین اس رشک ماہتابان کو

نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہمدم ہے ۔ خیال اسکا جب آتا ہے رو کے کہتا ہون ۔ رفیق و مونس و دلدار نکتہ دان افسوس

ہر مثل سبزۂ بیگانہ بوستان افسوس ۔ کرون مین کس سے یہ احوال دل بیان افسوس ۔ نہ آشنا کوئی گل ہے نہ کوئی بلبل یار

یمن مین پھیری نرگس نے آنکھ اب تجھ سے ۔ نہین نظارہ کے قابل مین ناتوان افسوس

	اگر بہ ایم اگر گل بباغ مے خندد		نالہ ایم چو بلبل بباغ مے خندد

اسیطرح سب مہنتون کے گریبان پھٹے ہوئے با حال پریشان گریہ کنان سینہ زنان بارگاہ حیرت

کے دروازے پر پہونچا یہان ناقوس پہلے سے بیٹھا ہوا اضراب زہر مار کر رہا ہے اور جب ساحر اسکی خوشامد اور تعریف کر رہے ہین کہ قران نے دربارگاہ پر پہونچکر ایک ٹکر زمین پر ماری کہ سر شق ہو گیا اور لہو جاری ہوا اور ہاے ہاے کا شور بلند کیا کہ اے بتاؤ میرے اُستاد کو کس نے مارا اور اسے صدمہ دیا ہے مین اپنے اُستاد کو کہان پاؤن اس حال سے جو لوگون نے وہان کے دیکھا تو ملکہ حیرت جادو کو خبر کی اُسنے سُنکر حکم دیا کہ ہمارے سامنے اس غمزدہ کو لاؤ لوگ بموجب حکم باہر آکر قران کو اپنے ساتھ اندر لے گئے یہ جو اندر پہونچے تو آتے ہی قدمون پر ناقوس کے رکھدیا اور کہا ای مچھوٹے اُستاد اسطرح مجسمہ دستاری کا بیچ بناد دیجیے کہ میرے اُستاد کو کسنے مارا ہے یہ ماجرا دیکھکر حیرت جادو نے پوچھا کہ بھائی تم اپنا نام تو بتاؤ کہ تم کون ہو اور کس کو پوچھتے ہو ذرا اپنے تئین سنبھالو اور ہوش مین آکر بات کرو قران نے آنسو پوچھکر کہا کہ ای ملکۂ دوران تجھپر مصیبت نے ابر سرجادو کئے ہین حیرت نے نام سُنکر بہت کچھ تشفی اور دلداری کی اور کہا ای مہنت ابر سرجادو مجسمہ کی جو مرضی تم ساحری کو یاد کرو اور اسقدر گریہ و زاری نکرو تمھارے اُستاد کا عوض سے لیا جائیگا یہ جو حیرت نے کہا اور دم دلاسا دیا پھر اور زیادہ تڑپنے لگے اور بیتاب وار بیقرار ہوئے ہچکی لگ گئی غش کر گئے حلق سے پانی اُترنا موقوف ہو گیا ناقوس نے یہ حال جو دیکھا سمجھا کہ کہین مر نہ جائے پس حیرت سے کہا کہ مین انکو بارگاہ مین لیے جاتا ہون اور ہو سکتا ہے تو بطور رشوت دہان بھیجدون گا کہ جہان سب نمک حرام قید ہین کہو اسلیے کہ اس مقام پر ان کو قرار نہین آنے کا یہ کہکر وہان سے اُٹھا اور اپنے تخت پر یا ہرا کر سوار ہوا مہنت ابر سرنعلی کو بھی بٹھا لیا ان کے ساتھ جو کئی سو مہنت تھا وہ بھی ساحر تھے سب اُڑتے ہوے ساتھ چلے جب لشکر حیرت سے بچکے الگ آکر پہونچے اُسوقت قران نے اپنے ساتھیون کو اشارہ کیا کہ وہ سب گرد تخت کے آگئے اور قران نے ناقوس سے کہا کہ دیکھیے وہ حیرت کی بارگاہ کی پشت پر کوئی عیار کھڑا ہوا سرانچہ مین جانتا ہون کہ چالاک ہے ہون وہ اُسکے کہنے سے بموجب بارگاہ حیرت کی طرف دیکھنے لگا اور اُنھون نے سنبھلکر ایک ہی لقمہ پہلو پر سے اُسکے سر پر لگایا مگر وہ ایسا ساحر زبردست ہے کہ لقمہ سے سر اُسکا شق نہ ہوا اور نوبت ہلاکت بھی نہ پہونچی لیکن ضرب سے لقمہ کے چور ہو گیا اور بیچارہ ایسا آگیا کہ جھومنے لگا اُسوقت قران نے بخوبی تمام اُسپر کمندباری اور تخت پر سے

کو دادہ چاہتا تھا کہ سنبھلے انھون نے جناب بیہوشی مار کر بیہوش کیا یہ ماجرا جو ہمراہ سواری کے ساحر تھے اُنھون نے دیکھا سب ناریل پکڑ کر آمادہ حرب ہوئے کہ اس مہنت نے جو اسقدر روتا تھا پہلے تو بندہ مارا اب کمند مار کر کود ا اور ہمارے مالک کو بیہوش کر دیا غرض جب آمادہ جنگ ہوئے قران کے ہمراہ جو مہنت تھے وہ سب اپر حملہ آور ہوئے اور کئی سو ناریل تڑ تڑ جو اُنپر مارے تو وہ سب متفرق ہوگئے اور ہمراہ سواری کے تھے بھی بہت کم پس وہ سب دوڑے کہ فوج کے افسرون کو خبر کرین ہم لوگ خادم خدمتگار کیا لڑ سکتے ہین الحاصل قران اُسکو لیکر بھاگا اور سمجھا کہ ہین لیکر کہان اُسکو جاؤنگا بس اِدھر اُدھر دیکھکر ایک کلوار کی دکان دیکھی کہ بھٹی اُسکی سُلگ رہی تھی اور آگ دھڑ دھڑ جل رہی تھی اور ایک کلوار بیٹھا ہوا تھا اُسنے اُس سے کہا کہ مین دشمن افراسیاب کو لیا ہون اب حکم ہو کہ اسکو جلا دو یہ کہکر ناقوس کو کمندسے کھول کر بھٹی مین ڈال دیا کہ وہ جلکر خاک ہوا آوازدار و گیر کی بلند ہوئی کلوار گھبراکر دوکان پر سے بھاگا اور گرد اُس دکان کے جو اور دکانین تھین اُنکے دکاندار بھی بھاگے اور قران بھی جست کرکے نکلا وہ ساحر جو سب مہنت بنے ہوئے تھے وہ بھی اُڑکر نکل گئے اِدھر خدمتگارون وغیرہ نے جاکر فوج کے افسرون سے اطلاع دی کہ جلد چلیے میان کو کوئی پکڑے لیے جاتا ہی وہ سب دوڑے لیکن بازار مین جب آکر پہونچے آواز سُنی کہ افسوس مارا مجکو کہ نام میرا ناقوس جادو تھا یہ صدا سُنکر نالان و گریان افسران لشکر ناقوس کے اور اُسکے مرنے سے عمرو اور سرداران مہرخ کہ ایک درہ کوہ مین قید تھے چھوٹ گئے جب فیدا آنکے غم سے دور ہوئی عمرو نے کہا کہ اے ملکہ غبار انگیز اب یہان سے چلو خدا نے بڑا فضل کیا کہ ناقوس اژدر سوار داخل جہنم ہوا سب سردار عمرو کے کہنے سے شادان و خنداں درہ کوہ سے نکل آئے اور اپنے لشکر کی طرف چلے راہ مین کنارہ لشکر کے مہنر قران اِن کو ملا ہر ایک اِنسے بغلگیر ہوا اور حال لشکر کا پوچھا قران نے تمام حال اپنی عیاری کا اور ناقوس کے مارڈالنے کا بیان کیا ہر ایک نہایت خوش ہوا عمرو نے اور برق نے تعریف کی اور سب ملکر بارگاہ مہرخ مین آئے مہرخ کو بھی نہایت مسرت ہوئی اور اسطرف فوج کے افسرون نے حیرت جادو سے اور صنعت سے

نام ماجرا نافوس کے قتل کا بیان کیا وہ دونون سنکر مسکوت مین ہوگئین اور ایسا صدمہ ہوا کہ جیسے
جان تن سے نکل گئی اس عرصہ مین خبر افراسیاب کو بھی پہونچی کہ سرشار محنت صنعت
کی ملاقات کو آیا تھا اسکو بھی عیارون نے مار ڈالا اور مارے جانے کی خبر بھائی اسکا نافوس
زرہ درہوا ربدلا اپنے بھائی کا لینے آیا تھا اسکو بھی قران نے جلا دیا افراسیاب کو بھی یہ
سنکر بڑا رنج ہوا اور کہا اب مین نے وہ تدبیر کی ہی کہ یہ تمکو اور سب کے سب آپ سے آپ
جائینگے یہ سخن ہنوز درمیان تھا کہ نامہ لقائے باختر کا اسکے پاس آیا اسنے پڑھا لکھا تھا کہ یہان
روارید وصدف جادو آئے تھے وہ بھی ہلاک ہوئے ملکہ زیور جادو کو تو نے بھیجا تھا وہ ایسا
طائف عیارون سے یہان کے ہوئی کہ جنگ سے کنارہ کر کے صحرا مین چلی گئی اور قابل جنگ
مسلمان وہان بھی نہین اب لائق و لازم یہ ہی کہ جلد تر نامہ کے پہونچتے ہی ہمارے خدمتگزاری اور
طرفداری کو کوئی ساحر جلیل القدر روانہ کرو نہ عقاب ایک ساحر تجھپر یہ مضمون نامہ پڑھکر اسنے
سر پر رکھکر ایک پھونکا کچھ دیر مین آندھی پانی آنے کے بعد ایک ساحر اژدر پر سوار سامنے اسکے آیا
کہ واقعی بلائے بداد خبیث صورت تھا بیت شکل الو و ہنر ہیچ آدمیت تھی مثل عنقا گم
اس دیو صورت نے شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ای قہر نگاہ جادو تم پاس خداوند
باختر کے جاؤ اور کام خدا پرستون کا تمام کرو مگر اس طرح سے کہ ہمارا نام نہو اور تمھاری جان بچے
عیارون سے بچے رہنا اور سوچ سمجھکر مقابلہ کرنا اسنے عرض کیا کہ مقدر ہے تو البتہ غلام مجبور ہے ورنہ
غلام آپکا ایسا لڑے گا کہ کوئی ساحر ویسا نہ لڑیگا یہ کہکر خلعت رخصت حاصل کر کے اپنے مقام پر آیا
اور اپنی فوج کو کہ ایک لاکھ ساحر کا مالک ہی حکم تیاری کا دیا طبل سفر بجوایا ساحرون کی چلنے سے
غبار سے دہر کالا ہو گیا طائران بحر نے تمام دنیا کو پرون مین چھپا لیا سنانہ نیزہ و ترسول و نیزہ
ہوا مین چمک دمک دکھانے لگین مرغان ہوا کو سینے چھد جانے کا خوف ہوا بہادران جنگاہ کے
گھوڑون نے شیشے بھرے منقلین ایسی روشن ہوئین کہ ہزار آفتاب نکلے نظر آتے تھے
بہادر تنے ہوئے گھوڑے اڑاتے جاتے تھے ابیات

چو خورشید برزد سر از نیزہ کوہ	نبرد تنے بر آمد از ایشان گروہ	کہ گفتی زمین گشت گردان سپہر
کہ از تیغہا تیرہ شد روے مہر	بیاراست با میمنہ میسرہ	زمین کوہ گشت آہنین کمیسرہ

ز آواز اسپان بانگ سپاہ	بیابان ہمی جست بر کوہ راہ	نیامد بہ شش اندرون ترس و بیم
دل شیر درندہ شد بردہ غم	تو گفتی زمین کوہ آہن شدہ است	سپہر از بر خاک دشمن شدہ است

غرض بڑے کروفر سے یہ لشکر مثل دریا کے جوش مار کر جانب لقا سے بدیر روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑیے لیکن حال کشیرا اختلال ملکہ نیلوفر جادو کا بیان ہوتا ہی کہ اسکی ماں ملکہ سفاک جادو کو جب چالاک کے مقابلہ سے عنبارہ جادو دایہ اسکی کھینچکر لے گئی تو سفاک کو دایہ نے بہت کچھ سمجھایا کہ ای فرزند تو ایک ہی میرے دلکی قوت اور آنکھون کی روشنی باقی رہگئی ہی ان خدا پرستون سے اور عیارون سے ہرگز مقابلہ نہ کرنا نہین تو میرے منھ مین خاک والی نیدی ایک اور ہوا ہو کر کے تیرے دشمنون کو رہا بگی اور سارا نور بصر قوت جان و جگر تیری بیٹی نیلوفر جادو جو خدا سے باخبر کی مدد کو گئی ہین اُنکا بھی وہان رہنا اچھا نہین ہی اسلیے کہ وہا ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار لشکر امیر نامدار مین ہین اور ہر ایک اپنے تئین آپنی کا ثانی عمرو جانتا ہی انھین مین سے دیکھو ایک چالاک یہان آگیا ہی کیا کیا اسنے فتور اور مفسدہ برپا کر رہا ہی سفاک نے کہا وہان خداوند نخوت و موجود ہین پھر دایہ نے امان ڈر کا ہے کا ہی دایہ نے اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا ہی ہی مین کس طرح سمجھاؤن ای بیٹی سمجھے اس خدا بیخبر کا کچھ اعتبار ہوگا اری وہ نگوڑا تو مرغ زرین بنا ہوا تخت پر بیٹھا رہتا ہی اور تقدیر مین نگہار اکرتا ہی اُسکا دست بھی خراب اور دشمن تو خراب ہی ہی ہان جو اُسکو خدائی نہین مانتے ہین وہ البتہ شاد ہین بند غم سے آزاد ہین تم سُن لینا کہنے والی نیدی کا چیتا خدا کرے نہ خبر یہ ملکہ نیلوفر کی آیا ہی چاہتی ہی یہ کلمات وعظ و پند دایہ سے سُنکر سفاک تو بیٹی کو بہت چاہتی ہی بیقرار ہوگئی اور گویا ہوئی کہ پھر دایہ اب مین کیا کرون اُسوقت دایہ نے کہا کہ میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ افراسیاب کی شراکت تو چھوڑ دے دیکھا نہین تو نے کہ ہرچند تو نے کہ ہر چند منت کی کہ میرے بیٹی کو ڑنے نہ بھیجے اُسنے نہ مانا اور بگھوا اُسکے پاس جانے کی اجازت دی اُسکو خود تیرا رنج دینا منظور ہی اب تو نامہ بطور مخفی اپنے دختر نیک اختر کو لکھکر بھیج اُسمین یہ مضمون ہو کہ ای فرزند تجکو لازم ہی کہ دیکھتے ہی نامہ کے سری یاس علی آوا گریا بادشاہ کی نگی کا کچھ خیال نہ کرد تو مطمئن رہو کہ مین بادشاہ سے کہکر خطا تمھاری معاف کرا دونگی جب صاحبزادی سیمان چلی آئین تو اُنکو مین اور تم دونون سمجھا کر قابو خدمت مین حضرت کے لیچلین اور

انجمن کے شریک ہوکر اس طلسم مین رہین مجکو دو دل اس طلسم کا بیڈھب معلوم ہوتا ہی یقین ہے کہ افراسیاب ہوا در ہمارا جائے سفاک نے کہا کہ مجھ سے مسلمان تو نہوا جائے گا بادشاہ مجکو مروا ڈالے گا دایہ نے اُسوقت ایک صندوقچہ اُسکے توشک خانہ مین سے جاکر نکالا اور بیچی اُسکی چوٹرے سے اپنے نکالکر دی اور سفاک ہی سے کھلوایا جب اُسکو وا کیا تو اُسمین سے ایک کاغذ نکلا جو لکھا ہوا جمشید جادو نام کاہن کا کہ جو جد اعلے ملکہ سفاک کا تھا نکلا اُسکو جو سفاک نے پڑھا تو لکھا تھا کہ یہ کاغذ اسواسطے لکھا مین رکھے جاتا ہون کہ جو کوئی اس زمانہ مین وہ اسپر عمل کرے اُسکے لیے بہتر ہوگا وہ کونسا زمانہ ہوگا کہ عیار مسلمان اس طلسم مین آئینگے اور اُنکے شہزادے یہان قید ہونگے بادشاہ طلسم سے بادشاہی کی فوج بگڑکر شریک عیاران ہوگی اور مقابلہ ہوگا انجام کر بادشاہ مارا جائیگا اور طلسم فتح ہوگا پس جو کوئی کہ ہمارے اولاد مین ہو اُسکو لائق ہی کہ وہ جاکر شریک ہو اور حمایت کرکے اپنی جان مدے کہ بادشاہی کا مطیع بنا رہے اگر خلاف اسکے کرے گا جان و مال و ملک سب برباد دیگا یہ مضمون جب سفاک نے اُس کاغذ مین لکھا دیکھا دایہ کے گلے سے لپٹ گئی اور کہا کہ دایہ امان بتنے میری جان بچائی بس اُسیوقت اُسنے نامہ اسی مضمون کا کہ جو دایہ نے بنایا ہی ملکہ زیور جادو اپنی دختر کو لکھا اور اگہاری کرکے سحر خوانی بڑی دیرتک کی پھر ایک پتلہ اپنے خون سے آٹا گوندھکر بنایا اور اُسکو جاندار کیا اور اُسکو نامہ دیا کہ جاکر زیور کو پہونچائے اُس پتلے مین ایسا زور و قوت پیدا ہوا کہ ایک بار افراسیاب سے بھی مقابلہ کرسکتا تھا اور کسی سرحد پر طلسم کے نامہ نہ چھنوا دونگا غرضکہ وہ پتلہ نامہ لیکر سفاک کا روانہ ہوا یہان جب سے کہ مرو ارید اور صدف آئی تھی ملکہ زیور جادو لشکر لقا سے اپنا لشکر ہٹاکر صحرا مین اتری تھی اور ہر روز خوف و بیم مین بسر کرتی تھی کہ مبادا کوئی عیار آکر مجکو زحمت نہ پہونچائے طلسم مین بخیال عتاب بادشاہ طلسم نجاتی تھی اور خوف عیاران سے لشکر لقا مین نہ آتی تھی بلکہ لشکر سے اُسنے یہ عرض کیا تھا کہ کنیز بحر تازہ تیار کرتی ہی اور چلہ مین ہی چنانچہ ایک روز وقت سحر یہ خواجگاہ سے اُٹھکر مسند پر بیٹھی تھی سراپردہ بارگاہ اُٹھوا دیے تھے صحرا کی رنگینی اور بہار نظر دیکھتی تھی مگر تشویش یہی تھی کہ روے رفتن نہ پاے ماندن کردن تو کیا کردن اسی اندیشہ مین دیکھا اسنے کہ دو پتلے اُڑتے ہوئے سامنے آتے وہ پتلے ہین کہ جنکو پہلے ملکہ سفاک

نے اسکی خبر کے لیے بھیجا تھا پس اُن تینون نے سامنے اسکے آکر سلام کیا اور پیام دیا کہ ای ملکہ آپ کی
مادر مہربان نے برابر حفاظت و اعانت آپ کے ہمکو بھیجا ہی سنکے پوچھا کہ اُنی جان اچھی تو ہین اُنھون نے
نے کہا آپ کی یاد مین مگن رہتی ہن اور باتی تو ابھی تک اچھی ہین یہ بھی مادر کو یاد کرکے
رونے لگی اور اُنکو حاضر رہنے کا حکم دیا پھر مشغول شراب خواری ہوئی اسیطرح سہ پہر کو بھی بھگتکر
سیر و شت کر رہی تھی کہ یکایک روے ہوا پر سناٹا ہوا اور تلاطم اُٹھتا ہوا سامنے اِسکے آکر اُترا
اور اُسنے سلام کرکے کہا کہ یہ غلام بھیجا ہوا آپ کی ماں کا ہی بھیجے یہ اُنھون نے نامہ دیا ہی زیور نامہ
دیکھکر شاد ہوئی اور خط کھولکر جب پڑھنے لگی پتلے نے کہا فرما دیا تھا کہ تخلیے مین اِسے پڑھین کوئی
اِس مضمون سے ماہر نہو اُسنے اپنی انیسون وغیرہ کو وہان سے ہٹا دیا اور اُن دونون پتلون کو
بھی پاس سے سرکا دیا پھر اُس نامہ کو پڑھا حالانکہ مضمون اُسکا بھی پوشیدہ تھا صاف صاف
تو لکھا نہ تھا کہ ہم تمہرخ سے شریک ہو گئے لیکن اُسپر بھی احتیاط شرط تھی کیونکہ بادشاہ
نے توڑنے کو بھیجا اور یہ آپ محتاط رہنکر جو طلسم مین چلی جاے تو کچھ تو استحکام اِسکی مادر نے
کر لیا ہے جب زیور نے نامہ پڑھا جیسی تو یہ حسینہ ہی ویسا ہی حسن عقل بھی خدا نے دیا
ہی سمجھ گئی کہ اب معاملہ اور طرح کا ہی بس اُسیوقت اُسنے ایک نامہ مان کو اپنی لکھا مضمون
یہ تھا کہ ای مادر گرامی قدر۔ نامہ محبت آمود گرامی شمامہ آپکا مجھکو پہونچا میرے پھرکر طلسم مین داخل ہونے
کی خبر بادیون کو ضرور پہونچیگی اور وہ کسی ساحر کو میری گرفتاری کے لیے ضرور بھیجے گا اُسکو
مطلقہ اور کچھ گذرے گا پس آپ کچھ اسکا بندوبست فرمالین تو مین اطلاع پاکر داخل طلسم ہون یہ نامہ
اُسی پتلے کو دیا اور شراب وغیرہ بھینٹ مین دیکر روانہ کیا پتلا نامہ لیکر قندیل فلک ہو گیا اور سناٹا مارکر
شہر سفاکیہ مین آیا نامہ زیور کا سفاک کو پہونچایا اُسنے وہ نامہ تخلیہ مین دائی کو اپنی دکھایا دایہ نے
نامہ پڑھکر کہا کہ ای سفاک ہر چند کہ وہ صاحبزادی خرد ہی مگر بات اُسنے بزرگی کی کہی ہی اسکا انتظام
ضرور چاہیے عاقبت اندیشی اچھی بات ہی سفاک نے کہا پھر اسکی تدبیر تو سوا اے مہرخ کے
اور کسی سے نہو سکیگی دایہ نے کہا مین مہرخ کے پاس چھپکر جاتی ہون اور اُسکو یہ حال
سُناتی ہون دیکھون کہ اُسکی کیا راے ہی یہ کہکر غلطکین مار کر طائر بنی اور اُڑکر روانہ ہوئی میان
مہرخ بادل شاد سر بسجدہ تھا دست بر جابوہ فرما تھی کہ دایہ قبہ بارگاہ پر آکر بیٹھی اور پکاری کہ خواجہ عمرو

اگر تشریف رکھتے ہین تو ذرا محرا مین آئین کہ اس کنیز کو بھی اُنسے عرض کرنا ہی مین دوست ہون کوئی دشمن نہین ہون مجھسے ڈرنا بیجا ہی عمرو بھی رہا ہوا کہ قیدنا قوس سے یہان آیا ہوا تھا یہ صدا سُنکر اُٹھا مہرخ نے کہا بھی کہ بھیا یکایک جانا مناسب نہین ہی مگر عمرو نے نہ مانا اور باہر بارگاہ سے یہ کہتا ہوا گیا کہ ای طائر سحر تیرے کہنے سے مین فلان کوہ کے درے مین جاکر ٹھہرتا ہون طائر یہ کلام سُنکر اُڑ گیا سب کو ایک تعجب ہوا مگر جب خواجہ حسب وعدہ درہ کوہ مین آئے تو ایک طرف سے دیکھا کہ ایک ضعیفہ ساحرہ آتی ہی عمرو حقہ ہاے نفطی گاہیون مین داب کر کھڑا ہوا اور نہایت چست و ہوشیار ہر سمت نگران تھا کہ اس ضعیفہ نے پاس آکر اُسلام کیا اور بلائین لین اور کہا اے شہنشاہ عیاران مین دایہ ہون ملکہ سفاک جادو کی اور اُنکو خود تمھاری محبت پیدا ہوئی ہے اور وہ چاہتی ہین کہ مثل اور کنیزون کے مین بھی سایۂ عاطفت جناب خواجہ عمرو مین رہون عمرو یہ سُنکر خوش ہوا اور کہا کہ پھر اُنکو کس نے منع کیا ہی خانہ خانۂ شماست یہان جو چاہے جوار حاضر ہین اُس سے ہمکو کب انکار ہی بشرطیکہ جو عار اُنکو نہ آئے دایہ نے کہا کہ مین چھپکر پہلے اسواسطے آپ کے پاس آئی ہون کہ اُنکی بیٹی ملکہ زیور جادو کو بادشاہ طلسم نے بہر مقابلہ لشکر اسلام عقیق کوہ مین بھیجا تھا چنانچہ اب ماور اُسکی جو آپ کی اطاعت کرنا چاہتی ہی تو اُنکو بھی لڑنے سے منع کرا بھیجا ہی اور بلایا ہی کہ یہان تم چلی آؤ تو اُنھون نے جواب مین لکھ بھیجا ہی کہ جب مین داخل طلسم ہونگی تو شاہ طلسم مجھسے بدی کرے گا راستہ ہی مین مجھکو قید کرالیگا چنانچہ آپ سے مین یہ استدعا کرتی ہون کہ کسیطرح ملکہ سفاک کی اعانت آپ فرمائین اور اُنکی دختر جب داخل طلسم ہون اور شاہ جادوان اُنکو گرفتار کرائے تو آپ اُنکو رہا کرکے اپنے یہان لے آئین عمرو نے کہا جو ہمارا شریک ہی ہم اُسکے جان و دل سے شریک ہین تم اُنکو لکھ بھیجو کہ وہ کوچ کرکے وہان سے آئین اور مین یہان سے سرحد طلسم پر جاتا ہون خدا چاہیگا تو کس طرح کا انپر گزند نہ آنے دونگا اور جب وہ ملکہ وہان سے کوچ فرمائین اُنکی ماں فوراً میرے لشکر مین چلی آئین دایہ نے یہ اقرار سُنکر عمرو کی پھر بلائین لین اور گرد پھیری اور کہا واری آپ قسم کھائین تو مین ملکہ سفاک کو ابھی لے آؤن جب خدا نے آپ کو ہمارا شریک حال کیا تو پھر اب ہمکو ڈر کا ہے کا ہی عمرو نے اُسکی تسلی کے لیے قسم کھائی دایہ خوشی خوشی گھر مین آئی اور ملکہ سفاک سے کہا کہ بی بی تم اپنی بیٹی کو اب بُلا بھیجو مین خواجہ

عمرو کو راضی کرآئی ملکہ سفاک نے پھر بھیجدیا اُس پتلے کو دی اور نامہ لکھا کہ ای فرزند اس نامہ کے دیکھتے ہی تم کوچ کرکے داخلہ طلسم مین کرو مین نے وہ جو کچھ کہ تمنے لکھا تھا اُسکی تدبیر سب کرلی ہی یہ تو نامہ لیکر اُسطرف کو روانہ ہوا اور یہان عمرو دروازہ کوہ سے جو پھر کر بارگاہ مہرخ مین آیا مہرخ نے حال پوچھا کہ کیون خواجہ سلامت آپ کہان گئے تھے اور کون وہ تھا جو آپ کو بلا لیگیا تھا عمرو نے الگ لیجاکر مہرخ سے تمام وکمال کیفیت بیان کی مہرخ نے کہا خواجہ پھر جو آپ نے وعدہ فرمایا ہی تو اُسکی تدبیر کیجئے سرحد طلسم پر جائیے یا کسی کو بھیجیے عمرو نے کہا ہان مین اسکی فکر کرتا ہون یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور چیدہ اور منتخب سردارون کو اپنے پاس بلاکر کہا کہ ای عزیزان میرا ارادہ ہی کہ مین سرحد طلسم کی طرف برائے اعانت ملکہ زلیخا رجادو اور اُسکی مادر نے اسطرح کا پیام بھیجدیا ہی بس تم مین سے کون ایسا ہی کہ جو میرے ساتھ چلے گا اور ساتھ بھی بھیجدیگا اور وقت بد کے بھگم خدا کام بھی آئیگا یہ کلمات سنکر ہلال سحر افگن اور ملکہ مخمور نے عرض کیا کہ یہ کنیزین جان نثاری کو حاضر ہین اور آپ کے ہمراہ چلینگی اور مخمور کے دل مین آیا ہی کہ اگر موقع ملیگا تو جاکر شہزادہ نورالدہر کو ایکبار اور دیکھ لونگی عرض عمرو نے ان دونون کو مع چند کنیزون کے کہ وہ سب سامان سب کے بدل ہین اپنے ہمراہ لیا اور اپنے جانیکا علغلہ نہ کیا علیحدہ اُنکو لیجاکر پہلے سب کی صورت بزور سحر تبدیل کرائی پھر ایک نقش خواجہ کو کوکب نے دیا ہی کہ جب تم اسکو منھ مین رکھوگے میرے پاس چلے آوگے چنانچہ اُنھون نے اُس نقش کو منھ مین اپنے دبایا ایک حرکت بادرفتار پیدا ہوا کہ وہ اُنکو اُڑاکر پاس کوکب لے آیا وہ فکر اپنے کاروبار وغیرہ کے اپنے قلعے مین بھیجدیا تھا کہ خواجہ نے آکر سلام کیا اور کہا کہ میرے ساتھ کئی سو آدمی ساحر ہین اور اُنسے مجکو کام ضروری ہی آپ اُنھین بھی بلوالین فلان صحرا مین وہ سب جمع ہین مجکو مرکب سے آیا وہ سب وہین رہے کوکب نے یہ سنتا ہے سحر بھیجکر اُنکو بھی بلوالیا جب یہ وہان پہونچ چکے اُسوقت عمرو نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ آپ اپنے طلسم کی راہ سے مجکو سرحد کوہ عقیق مین بھجوادین کہ جلدی پہونچونگا اور جو کچھ مجکو ضرورت و درپیش ہی وہ بھی رفع کردینگا کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہی علیہذا سحر پر مخمور اور ہلال سحر افگن کو مع اُنکی کنیزون کے سوار کرکے حکم دیا کہ ہمارے طلسم سے جاکر سرحد کوہ عقیق مین پہونچا تو خواجہ کو اندر ہی طلسم ہوش ربا کے چھوڑ دینا اور تم اپنے طلسم کی سرحد پر

آکر اُنکے منتظر رہنا خبر دار قصور کسی کام مین نکرنا طائران بحر سب کو لیکر روانہ ہوئے اور ادھر تلہٹی نائبہ سفاک
کا بیڑا بھی جو روانہ ہوا تو قریب قلعۂ کوہ عقیق اندر طلسم ہوش ربا کے ایک قلعہ ہی کہ نام اُس قلعہ کا قلعہ طیران ہی
اور طیران جادو نام ساحر زبردست سرحد اسکی ہی اور اُس قلعہ کی حکومت کرتا ہی اور اُسکے بزرگون
سے ایک جال بحر کا اُسکے پاس ہی کہ جو کوئی حاکم قلعہ ہوتا ہی اُس جال پر قبضہ کرتا ہی اور وہ اُسکو
کام دیتا ہی چنانچہ وہ حال طیران اپنے قلعہ کے گنبد پر لگا کے رکھتا ہی کہ جو کوئی اُدھر سے طائر بنا ہوا
ساحر نکلے بغیر اس جال مین پھنسے کہین جا ہی نہ سکے جب مین حال اُسکا دریافت کرلون تو جیسا مناسب
ہو وہ کرون تلہٹی سفاک کا اتفاق سے دو مرتبہ تو راہ سے گذر کر گیا اور خیریت سے رہا ایکمرتبہ
اس قلعہ طیرانیہ کی طرف آنکلا اسکو تو حال اس جال جنجال کا معلوم نہ تھا جب برج قلعہ کے قریب
پہونچا چاہا کہ اُسپر سے گذر جاؤن تاثیر سے دام سحر کی خود بخود کھنچا ہوگیا اور اُس دام مین پھنسا ملازم جو
اُس برج پر معین تھے اُنھون نے جاکر حال اُسکا طیران سے کہا وہ خود بالا سے بام قلعہ آیا اور حال
سے اُس پتلے کو چھیڑ اکر مسحور کرلیا اور پوچھا کہ سچ بتا تو کسکا پتلا ہی اور کہان تیرے مالک نے
تجکو بھیجا ہی اُس پتلے نے سوائے راست کہنے کے مفر نہ دیکھا مین پتلا ملکہ سفاک جادوکا ہون
اور اُنھون نے اپنی بیٹی ملکہ زلیورجادو کے پاس مجکو بھیجا ہی طیران نے کہا کہ سفاک کیا
شریک سلطنت ہی اُسنے کہا نہین ملازم افراسیاب اُسنے پوچھا کہ دختر اُسکی کیا خداوند تعالیٰ
کی مدد کو آئی تھی اُسنے کہا ہان پھر تجکو کس لیے بھیجا ہی اُسنے کہا خیریت اپنی دختر کی منگائی ہی
طیران نے یہ حال سنکر رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ یہ پتلا سچ کہتا ہی لیکن اسکے
اس نامہ بھی سفاک کا ہی طیران نے کہا ای پتلے جو کچھ تو نے کہا سراسر راست اور بجا ہی مگر تیرے
اس نامہ بھی ہی وہ کیون نہین مجکو دیتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس نامہ مین کچھ مضمون فتور کا ہی پتلے نے
ناچار ہوکر وہ نامہ اُسکو دیا اُسنے اُسکو پڑھا مضمون سے جو آگاہ ہوا سفاک نے اپنی دختر
کو لکھا ہی کہ جس بات کا تجکو اندیشہ ہی وہ انتظام مین نے کرلیا ہی اب تم داخل طلسم ہوجانا چنانچہ اس مضمون سے
صاف ظاہر ہی کہ بغیر فتح پائے جنگ کے پھر آنا افراسیاب کے عتاب کا خوف دلمین سمایا ہوا ہی اُسکی
دربنے شاہ طلسم کے دشمنون سے سازش کی ہی یہی انتظام اُسنے کرلیا ہی مجکو تو یہی معلوم ہوتا ہی پتلے
نے کہا ان باتون کو مین نہین جانتا اُسنے اس خیال سے کہ مبادا جیسا تو سوچا ہی ایسا نہو اور

پتلے کو تو ہلاک و برباد کرے اور ملکہ سفاک کے کام مین فرق آئے اس سے بہتر ہو کہ پتلے کو چھوڑ دے
کہ یہ تو اپنے کام کو جائے اور تو عرضی بادشاہ کو اس حال کی لکھ بھیج جیسا بادشاہ اس بارے مین فرمائے اسپر عمل
کر بس اُسنے ایسا ہی کیا کہ پتلے کو تو رہا کر دیا اور ایک عرضی بادشاہ کو اس مضمون کی لکھی کہ ای شاہ شاہان تسخیر
ساحران دام اقبالہ ایک پتلہ اسطرح سے میرے دام سحر مین گرفتار ہوا اور اُس سے مین نے ایک نامہ پایا مضمون
اُس نامہ کا مین نے نقل کر لیا تھا وہ ملفوف عریضہ ہی اس بارہ مین جو حکم شرف نفاذ پائے وہ عمل مین آئے ملتمس
طیران جادو نگر قدیم یہ عرضی ایک ساحر کو دی کہ وہ اُسکے یہان نہایت معزز تھا اور اُس سے حکم دیا کہ بادشا
جادوان کو پہونچانا وہ ساحر لباس فاخرہ سے درست ہو کر عرضی لیکر روانہ ہوا اور پران پران دریاے
خونخواران کو پہونچا تا وہ پکارا کہ ای بادشاہ طلسم مجکو ملوا لیجیے کہ عرضی سرحد والی لیکر آیا ہون محافظان در
مذکور نے بادشاہ طلسم کو اُسکے آنے سے آگاہ کیا بادشاہ نے نیچے بھیجا کہ وہ اسکو اُٹھا لیگیا جب دربار مین یہ پہونچ
جھک کر بادشاہ کو مجرا کیا کچھ تحفے بھی اپنے ملک کیطرف سے لایا تھا وہ پیش کیے اور آپ نذر دی خلعت
پایا پھر عرضی طیران کی دی بادشاہ نے منشی کو دی کہ اُسنے پڑھی عرضی پڑھتے ہی بادشاہ نے نامہ دار کو
بھڑایا اور آپ کتاب سامری منگا کر ملاحظہ کی اُسمین معلوم ہوا کہ سفاک منحرف ہو گئی ہی اور اُسکا ارادہ ہی
کہ اپنی دختر کو یہان بلا کر لشکر مہرخ مین لیجائے اور دایہ نے اُسکی جا کر عمرو سے سازش کی ہی اور یہ معرکہ گذر
ہی اب عمرو بھی اُسکی اعانت کو مع چند ساحرہ کے گیا ہی فکر اُسکی کرنا ضرور ہی کتاب سے یہ حال دریافت کر کے
شاہ ہنسا اور کہا دوست جسکو ہمنے سمجھا وہی دشمن جان نکلا خیر کہان میرے ہاتھ سے بچکر یہ لکا تہ جائیگی سزا
اپنے کردار نا سزا کی پائیگی یہ کہکر کتاب تو بند کی اور ایک نامہ بجواب عرضی طیران کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای طیران
ہم تمھاری خیر خواہی سے نہایت خوش ہوئے ایک خلعت ہمراہ سرفراز نامہ کے بکلدوے خیر خواہی تمکو
پہونچنا ہی چاہیے کہ تم خیال زیور کا رکھو کیونکہ گمان تمھارا درست اور بجا ہی زیور اور اُسکی مادر ہمسے
برخلاف ہو گئی ہی اب جو وہ طلسم مین آئے اور تمھارے قلعہ کی جانب سے گذر کرے تو اسوقت
اُسکو گرفتار کرنا اور ہمکو اُسکی اطلاع کرانا اور ہم بھی اُسکی گرفتاری کے لیے یہان سے ساحران نامی کو
روانہ کرتے ہین وہ تمھاری مدد کرینگے اور عمرو عیار مفتری و مکار مع کچھ ساحران نابکار کے سرحد طلسم پر زیور
غدار کے بچانے کو آتا ہی اسکا بھی بہت کچھ خیال رکھنا یہ نامہ لکھا ایک خلعت تو اُس نامہ بر کو دیا اور ایک
خلعت گران بہا مع چند تحفون کے اُسکے حوالے کر کے حکم دیا کہ ہماری طرف سے طیران کو دینا پھر کچھ

زبانی بھی پیام دیکر رخصت کیا اور سپار دریاے خون روان کے پہونچا دیا نامہ بر تو اپنے مالک کے پاس گیا
اور بادشاہ نے سرحد طلسم کی راہون پر جو ناظم اور قلعہ دارین انکو بھی فرمان واجب الامتثال لکھے یہی مضمون
ایمن بھی لکھا کہ زیور جادو جسے بنی ہی اسکو فوراً گرفتار کر لینا یہ فرمان پہلے سحر کے ہمراہ روانہ کیے
کہ جملہ ناظمان دربند خبردار رہین اور ہر ایک نے راستون پر خبردار مقرر کیے تاکہ زیور کے داخلی کی خبر ہم کو
پہنچا ئین اور سپاہ کو بھی اپنی ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا اسطرف طیران کو بھی خلعت ذخیرہ پہونچا اور
اور وہ بھی مستعد کار رہوا اور یہان بعد انتظام قلعہ جات بادشاہ نے اپنے درباریون ایک ساحر ضلال جادو
نام کو حکم دیا کہ تم کئی ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور قلعہ سفاکیہ کو تاخت و تاراج کرکے ملکہ سفاک کو مع
دایہ عنبار اور اسکے متعلقین نابکار کے گرفتار کر لاؤ ضلال بموجب حکم بادشاہ طلسم پناہ بارہ ہزار
فوج ساحران اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا لیکن تیاری لشکر بطور خفی کی لیکن دشورش روانگی سپاہ نہونے دی
مگر قدرت خدائے عزوجل دیکھیے کہ اور اور مقامات کا تو بادشاہ نے انتظام کیا مگر اپنے گھر کا بندوبست
نہ کیا یعنے محافظان دریاے خون روان کو اطلاع نہ دی کہ ملکہ سفاکیہ کو پار نہ اترنے دینا اور یہی سانحہ
درپیش آیا کہ ملکہ عنبار دایہ جب عمرو سے یہ قول و اقرار کرکے گئی تو اسنے ملکہ سفاک سے
جاکر مروت و خلق کا مذکور کیا کہ اسطرح میرے بلانے سے درہ کوہ مین آئے اور میری عرض کو قبول فرمایا
اب اے ملکہ وہ تو ملکہ زیور کی اعانت کو گئے ہونگے ایسا نہو کہ یہان کوئی مفسدہ پردازی کرے
اس سے بہتر یہ ہی کہ تم لشکر مہرخ مین چلی جاؤ اور بآرام تمام وہان پہونچو سفاک نے اسیوقت اپنا خزانہ
بار کرایا اور اسباب وغیرہ ہمراہ لیکر فوج کو لیکر اپنی تیار کرایا اور کچھ ہدیہ تحفے جواہر کے خواجہ کی نذر کے
لیے اور جواہر بہت سا اور عیارون کے لیے اور مہرخ و بہار کے لیے تحفے وغیرہ ساتھ لیے اور تخت سحر پر
آپ سوار ہوئی کنیزین انیسین جلیسین ہمراہ چلین بڑے حشم و خدم سے تمام قلعہ کو اپنے دیران کرکے جانب
مہرخ روانہ ہوئی اور یہ تو آیا جایا لشکر حیرت مین کرتی ہی محافظان دریاے خون روان مین سے
کسی نے اسکا رد کا نہین اور قلعہ سفاکیہ قریب گنبدوار ہی بس یہ صاف دریا سے اتر کر جانب لشکر مہرخ
روانہ ہوئی یہان ملکہ مہرخ اور سردار وغیرہ تو اس راز سے آگاہ ہین انھون نے قران وغیرہ اور عیارون
سے بھی کہا ہی کہ ذرا سفاک کی فکر رکھنا اور یہ ساحرہ سب اسی طلسم کی رہنے والی ہین اسوجہ سے قلعہ
سفاکیہ کے راستون سے باہر ہین وہ راستے بھی عیارون کو بتلا دیے تھے عیار اب جو بالا دوی کو جاتی ہین

اسیطرف بہت جانتے ہین اور انتظار آمد سفاک رکھتے ہین ہر طرف ہوشیاری اور خبرداری ہی کہ اُنکا
لشکر سفاک پار دریا کے اُترا عیارون نے اُسکو دیکھا اور بطور مخفی اُس لشکر کے ہمراہ ہوکے اب یہ سب
مہرخ کے جانب چلے آتے ہین کہ راہ مین لشکر اضلال جادو کا ملا اور اضلال جادو دریا سے اُترنے لگا
تھا کہ طائران بحر نے خبر دی ای سردار من ملکہ سفاک اپنا لشکر لیے اس پار اُترائی ہی اور اُسکا ارادہ شاید
مہرخ کے جانب جانے کا ہی بس یہ خبر سنتے ہی اپنے لشکر اپنا درست کرا کر سامنے لشکر سفاک کے آکر
راہ روکی اور پکارا کہ باش اے گیسو بریدہ تو جانتی ہی کہ شاید تیری خبر شاہ جادوان کو نہین پہونچی ہی بادشاہ
سے بغاوت کرنے کہان جائیگی سفاک نے اول تو یہ سنکر کہا کہ یہ تیرا خیال خام ہی ملکہ حیرت پاس جاتی
ہون لیکن اضلال نے اُسکا کہنا نہ مانا اور فوج کی صف کشی کرائی سفاک کی فوج بھی صف آرا
ہوئی اضلال آگے بڑھا طبل بوق بجے لشکر مین لڑکا ہوا اضلال للکارا کہ ای سفاک اب آمیرے
مقابلہ کو ورنہ مین تیرے صف لشکر پر تاختہ ہون سفاک اپنا طاؤس آتشین اُڑا کر اسکے سامنے آئی اُسنے
ایک بار حلقی گلے سے اپنے توڑ کر مارا کہ وہ زنجیر سنکر سفاک کے آلپٹا سفاک نے سحر کی دستک دی
کہ ایک پتلہ مقراض سحر سے پیدا ہوا اور اُسنے زنجیر کو کاٹ دیا پھر سفاک نے نارنج اُسپر مارا کہ وہ
نارنج شق ہوا اور اُسمین سے ایک پتلہ تلوار لیے نکلا بڑھکر مثل قامت انسان ہوا اور اضلال
پر جا پڑا تلوارین مارنے لگا اضلال نے مشت خاک اُٹھا کر اُسکے لگائی کہ وہ پتلہ زمین مین غرق ہوگیا
اور اضلال نے کہا کہ مین گھڑی گھڑی کا جھگڑا نہین رکھتا ایک ہی دفعہ مین وار انیار اکرتا ہون یہ کہکر
پرواز کر کے سر لشکر سفاک پر آیا اور دو مشت خاک قبر جمشید کی اُسنے اُس لشکر پر پھینکی کہ ملکہ سفاک اور سواران لشکر
وغیرہ سب بیہوش ہوگئے اُسنے زنجیر سحر مین سب کو باندھ لیا اور جمشید کے حشم کا باقی چھرک کر ہوشیار کیا اور کہا کہ جوان
نکموا مان آج کے دن کی تجکو خبر نہ تھی سفاک نے کہا ارے موے خاک قبر جمشید کی توڑ تا ہی پھر اُس کی تو ہر ساحر
ناچار ہی اگر بمردانگی سحر سے لڑنا تو بتا دیتے اُسنے کہا تم نکموا مون سے یونہی پیش آنا چاہیے یہ کہکر سبکو ایک کو قید مین مبتلا کر کے
جانب باغ سب لیچلا خیمہ دبارگاہ و خزانہ پر سفاک کے قبضہ کر لیا لشکری سب روتے ہوئے اسکے ساتھ ہوئے
عیارون نے جو یہ ماجرا دیکھا مستر قران اس اضلال روسیاہ کی فکر مین کئی کوس آگے نکل آیا اور تجویز کرتا تھا کہ
کسطرح اسکو واصل دار البوار کرون بقدرت کارساز عالم ایک مقام پر جھونپڑی ڈالے ایک فقیر بیٹھا تھا اور آنے
جانے والون کو جھٹ پانی پلا رہا تھا اسکے سامنے آگ سلگی رکھی تھی اور تیل پینے کی رسی تھی اور ندھی

ہوئی تھین اپلا کھڑسا تھا دھوان ہوتا تھا فقیر لاٹھی جو ٹرٹون کے نیچے رکھے دانا بھلا کریگا بیٹھا کہہ رہا تھا
قران اسکے پاس آکر بیٹھا اور کہا سائین ہم چار کو روٹیان ہوا گر کہو تو ہم آگ لیکر چلم پی لین تمباکو ہمارے پاس ہے
اور گانجا بھی ہے تم بھی پیو فقیر گانجے کا نام سنکر خوش ہوا اور اسکو اجازت دی اسنے چلم بھری اور بیہوشی
اسکے تمباکو مین ملاکر پہلے فقیر کو ہی دی کہ لو بابا جی پہلے تم پیو سرکر فقیر نے چلم کو لیکر دو تین دم کھینچکر مارے
اور چلم اسکے حوالے کی مگر تھوڑی ہی عرصہ مین سر جھکایا اور بیہوش ہوگیا قران نے اسکو تو جھوڑیا کے اندر کوئین
پیال وغیرہ بچھا تھا چھپا دیا اور آپ ویسا ہی لنگوٹا باندھکر مرچھین بڑی بڑی بناکر بدن کو خاک آلودہ کرکے
ضعیف کے قلعہ بنکے بیٹھا اور ٹھیک مین بھی بیہوشی ڈالتا جاتا تھا کہ دھوان بیہوشی کا بلند تھا اسی سامان
سے یہ بیٹھا تھا کہ اضلال زیور کو گرفتار کرکے ادھر آنکلا فقیر تعلی نے کھڑے ہوکر دعا دی
کہ دانا بھلا کرے گیان سلامت رہے سلامت رہو منصب جاگیر برقرار رہے بادشاہ کا میرے
حضور پر پیار رہے دوست شاد دشمن پامال گھڑی کی بلا دور رہے رویان رویان میرے جناب کا چین مین رہے
اضلال نے یہ دعا سنکر جیب مین ہاتھ ڈال کے پانچ روپے نکالے اور اس خیال سے کہ فقیر کو تکلیف
دینا اچھا نہین آپ ہی آگے بڑھکر سائین بابا لوشاہ جی نے سلام کیا اور دعائین بہت سی دین اور روپے
لیتے لیتے ایسی باتین بنائین کہ وہ جملہ گھڑی بھر تک ختم نہوا اضلال جادو کھڑا ہوا ہان ہان
کیا کیا اور وہ بیہوشی تو ٹھیک سے اٹھی ہی رہا تھا اضلال کا سر گھوما اور کہا سائین میرا سر درد
کرتا ہی فقیر دوڑکر ایک پیالے مین پانی ٹھنڈا بھرکر لایا اور کہا بابا لو یہ پی لو گرمی سے سر درد کرتا ہی اسکو
پیاس بھی نشہ کے سبب سے تھی وہ پانی پی گیا فوراً چرخ کھاکر گرا ملازم اسکے اس سے دور پیچھے
کھڑے تھے کچھ ابھی بہت دور پر پیچھے رہگئے تھے وہ ہنستے بولتے آتے تھے کچھ آگے بڑھ گئے تھے کچھ لوگ
اسکے ساتھ تھے وہ بھی تماشے کو ادھر ادھر مشغول تھے کہ اسکے گرنے سے جنبون نے کہ دیکھا اٹھانے
دوڑے لیکن قران نے اتنے عرصہ مین جبدہ بھک کر اسکے سر بخیہ پر لگایا کہ سر اسکا پاش پاش ہوا اور نعرہ
سے بلند کیا کہ ہم قران شور اسکے مرنے کا بلند ہوا اندھیرا اور تاریکی ہوگئی قران وہان سے رو بفرار
ہوا ملازم سب ہائے ہائے کرکے رہگئے اور اسکے مرنے سے ملکہ سفاک جادو مع دایہ کے اور اپنے
لشکر کے چھوٹ گئی پھر تو اسنے آفت مچادی اپنی سفاکی دکھادی جان دشمنان خاک مین ملادی
[illegible] تاریخ نے اسکے دل سے سینے توڑے [illegible] اضلال [illegible]

اپنے مالک کا لشکر سب طرف سے جمع ہوئے تھے اور جان پر کھیلکر سفاک سے لڑ رہے تھے مگر سفاک کا یہ حال تھا کہ اس گھٹا مین کفر کے جیسے بجلی کوندتی ہی اسطرح چمک رہی تھی ہر سمت تلوار برس رہی تھی تیرون کے سائین سائین سے یہ ثابت تھا کہ ہائین یہ کیا ہوا سنانون کی زبانین جواب دیتی تھین کہ ہوا کیا اضلال جہنم مین گیا وہ مار آفت عظیم برپا تھی کہ ابیات دو جانب کی صفین جون ابر تاریک

غرد شان رعد سان آہن جو نزدیک	کہون کیا مین ہوا جو تیر باران	جوانون نے پیا بس آب پیکان
لگا جادو کا چلنے توپ خانہ	ہراسان جسکی آتش سے زمانہ	یہ گولہ سرخ نکلے تھا شتابی
شب بلدا مین چون تیر سہابی	ہوئے کفار کچھ لوگون سی فی النار	ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار
اٹھا کر ہاتھ کو تیغ و سنان سے	لگے لڑنے بہم تیر و کمان سے	شرار فوج زیور سے ہوا بتاب
اڑے اپنی جگہ سے مثل سیماب	یعنی بغیر اسکے لشکر مشہور رہی کہ بیکار رہی تاب مقاومت وہ فوج نہ لاسکی	

اور بھاگ کر دشت و کوہ مین متواری ہوئی سفاک نے مطلع صاف کرکے میدان مار لیا اور بفتح و فیروزی نہایت عجلت کرکے جانب مہرخ رخ کیا اسطرف بچہ بیر سر کے روتے ہوئے خدمت شاہ طلسم مین گئے اور پکارے کہ ای بادشاہ اضلال کو اسطرح صفحہ قرآن نے قتل کیا بادشاہ لشکر آگ ہو گیا اور اسیوقت اسنے افعی قوی بازو نام ایک ساحر کو حکم دیا کہ تو جاکر جلد اس لکاتہ کو باندھ لا مین تجکو ایسا جانتا ہون کہ تو بغیر لشکر کے جاکر کئی لاکھ جادو گرون کو شکست دیکے آئے گا اسنے گردن جھکا کر اور مسکرا کر عرض کیا کہ یہ سب حضور کی قدردانی ہی ورنہ مین کس قابل ہون یہ عرض کرکے وہان سے غائب ہو گیا ادھر سفاک روانہ ہو کر ایک صحرا مین پہونچی تھی اور سیر کنان پیدل جاتی تھی کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک اژدر نے سر نکالکر دم اپنا کھینچا سفاک نے اور اسکے رفیقون نے ہزار ہا تیر اور گولے سحر کے اسپر لگائے لیکن وہ سب اسنے پیر پھر آئے اور سفاک مع چند انیسون کے کھچکر منہ مین اس اژدر کے پہونچی وہ اژدر چاہتا تھا کہ زمین مین غائب ہو جائے یکایک سامنے سے آواز آئی کہ واہ وای بھائی بغیر ہمارے اکیلے تم ہی بیجاؤ گے اژدر تھم گیا اور اسنے دیکھا کہ ایک شیر ژیان کہ جسکے سبب سے غیرت فلک ہراسان پنجہ اپنا تانے ہوئے پہلو پر کھڑا ہی اور لشکر سفاک مین سے جسپر غضب کی نگاہ ڈالتا ہی وہ بدحواس ہو کر سامنے بھاگتا ہی اور بعض بیہوش ہو جاتا غرض اس اژدر نے اسکو معزز سمجھکر کہا کہ ای بھائی مین نے تمکو پہچانا نہین شیر نے کہا تم اسوقت کیا پہچانوگے اور مین تمکو زیادہ ٹھہراؤنگا بھی نہین جو پتا نشان بتلاؤن محفل عیش

جاؤن لیکن مجکو کچھ ضرورت تمسے ایک بات کہنی تھی اسوجہ سے روکا اب تم یہان سے چلکر وہ جو درہ کوہ ہی
وہان ذرا ٹھہر ٹھہر جاؤ مین اگر وہ بات پوچھ لون پھر چلے جانا یہ سنکر اثردر ایک سناٹے مین اُس درہ مین پہونچگیا
پیچھے پیچھے شیر بھی گیا اور اُسنے کہا ای بھائی مین نے سنا ہی تمہارا نام لیتا تھا کہ اُسکو مین نے اثردر
بتا دیا ہی اسوجہ سے وہ ساحر کہلاتا ہی ورنہ ایک طلسم بھی تو ساحر کا کھا نہین سکتا ہی چنانچہ یہ بات دربار مین با
تمھارے گھر پر آکر پوچھنے کے لائق نہ تھی مین نے یہین تمکو روک کر پوچھا ہر چند کہ تکلیف تو تمکو ہوتی لیکن اسکا سبب کہلا دو
تو مہربانی ہی اثردر نے کہا کہ شاہ جو کہتا ہی وہ درست ہی لیکن جسکا جی چاہے میرا امتحان کرے جسطرح چاہی ازمائے شیر نے
کہا اچھا تم اگر صورت بنو تو تمسے امتحان لڑون ابھی حال کہلجا ئے اثردر کو غصہ آیا اور اُسنے سفاک کو اُگلا اگر سحر سے
بیہوش رکھا اس عرصہ مین شیر بھی ایک نشیب مین چلا گیا اور وہان سے ساحر بنا ہوا نکلا بعد اُسکے سفاک کے
اثردر بشکل ساحر بنا ادھر شیر جو بنا ہوا تھا سامنے آیا اور کہا مین کیا خاک تمھارا امتحان کرون وہ تو بچا ہی نہین
چھوڑتے تم مجھسے لڑنے مین مشغول اور وہ سفاک کو لیجائین تو بد نامی مجکو ہو اثردر نے کہا بھائی کون کہا بھی تم کون
کہتے ہو اور وہ ناک مین ہین ای لو پیچھے تو کھڑے ہی ہین یہ کہنا تھا کہ اثردر نے پیچھے پھر کر دیکھا شیر صورت نے پہلو پر سے لقمہ
لگایا کہ سر پر پڑا پتھر پر گندہ ہوا اور لقمہ بلند ہوا کہ تم بہتر قران سفاک وغیرہ کو پھر ہوش آگیا اور شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا
پھر لوٹ لانبکر لاش اُسکی اُڑا کر لیچلے اور سفاک نے بڑی تعریف اثردر کی فرمائی مگر قران سامنے سے اُسکے جست و خیز
کر کے روانہ ہو گیا اور سفاک پھر وہان سے فوج لیکر چلی تھی کہ یکایک آسمان پر ابر تاریک نمایان ہوا اور اُس مین
سے تیر برسنے لگے اور آواز آئی کہ باش اولکاتہ خوب تو نے عیارون سے سازش کر کے زیدہ اپنا دلیر کیا ہی
پھر وہ سینہ غربال کرنے لگے ساحر سفاک کے مددگارون سے سحر کاٹتے تھے سپرین سرون پر سایہ کر کیے تھے کہ ری
اس برسے اسطرح گری کہ جیسے اُچھال کر کے کوئی پھینکتا ہی چنانچہ وہ ری سن ظلم تھی کہ اُسنے درازی مثل زمانہ فراق و شب
ہجوری کی پیدا کی اور رنگ زلف معشوق اُسمین جلوہ ظاہر ہوے کہ وہ حلقے سفاک اور دایہ اور جملہ ساحرون کی
گردن و کمر مین پڑ گئے سب بندھ گئے اسوقت سامنے سے ایک ساحر پیدا ہوا کہ سر اُس رسن کا اُسکے ہاتھ مین تھا
آنکھ ناک کان سے شعلے نکلتے تھے آنکھین لال لال کیے تھا لنگوٹا باندھے سانپ کالے بدن مین لپٹائے تھا پس
آتے ہی چاہا کہ سفاک کا سر کاٹ لے اُسوقت ایک ساحر سامنے سے پیدا ہوا کہ زار زار برنگ ابر بہار روتا تھا
اور کہتا تھا ہائے کوئی میری فریاد کو نہین پہونچتا ہی ارے مجکو فلک نے لوٹا ہی ہای وہ جلاد کیسا ہی مجکو جیتے جی مار گیا ہی
ری میری ماں نکلا وای میرا جینا دشوار ہوا ہی وہ ساحر جو سفاک کو قتل کیا چاہتا تھا اُسکو دیکھکر ٹھہر گیا اور پوچھا

کہ ای برادر کیا ماجرا ہے جو اسطرح بلبلاتے ہوا ور فریاد و انین سے کلیجہ مارتے ہو اُسنے جواب پاکر ایک عیار نابکار طرار اسامی قوی ہاتھ کو جو مار کر بھاگا راہ مین میرا مکان پڑا مجکو اُسنے جو کچھ دھوکا دیا اُسکا بیان تو بہت طویل ہے مختصر یہ ہے کہ دیکھیے اُسکے ساتھ کی ہیرے کی ڈبیا لیگیا کہ وہ میری تمام عمر کی کمائی تھی اور میری روح و جان تھی یہ کہکر ایک ڈبیا یاقوت احمر کی ترشی ہوئی ایک ڈال نکالی جسکے دیکھنے سے چشم و دہن رشک سے خون اُترآئے شفق بنکر عالم کو لجھائے اُس مقام کو اس ڈبیا کے عکس سے سرخروئی ہوئی سب وہ جگہ نور و روشن ہوگئی آفتاب اسکی ضیا کے سو بر دشرمائے جلال مین آیا فرد انی نگینہ کہلایا اُس ساحر نے جو ڈبیا کو دیکھا سفاک کو تو قتل کرتا بھولا کہا بھائی ذرا یہ مجکو دو کہ ہاتھ مین لیکر دیکھون اُسنے کہا کیا کہون جی نہین چاہتا کہ ہاتھ مین دون وہ ساحر ہنسا اور کہا مین بے ایمان نہین ہون بلکہ اس عیار سے بھی جلکر دوسری ڈبیا مجھ دلا دونگا جب وہ ڈبیا ملیگی اسوقت البتہ ایک مین لے لونگا ساحر مذکور نے ناچاری سے وہ ڈبیا اُسکے ہاتھ مین دی جسوقت بھی ہاتھ تھرتھرا تھا اور حسرت سے دیکھتا جاتا تھا چنانچہ جب وہ ڈبیا اُسنے ہاتھ مین لی سب طرح سے اُسکو دیکھا اور نہایت ہی پسند کیا پھر اُسکو کھولنے لگا مگر ہر چند کھولا وہ نہ کھلی اُسوقت اُسنے دونون ہاتھون سے اُسکو مضبوط تھام کر اور سینے کے قریب رکھکر جھٹکا کی زور بھی شریک کرکے جھٹکا مارا کہ یک بیک سے آواز آئی اور ڈبیا کھلی کیلن ڈبیا کھلتے ہی بقولہ بہوشی ایسا اُڑا کہ سینہ کے پاس تو ڈبیا تھی ہی سب وہ عیار اُسکی ناک اور منھ مین گیا اور تڑاق تڑاق چھینکین آئین بیہوش ہوکر گرا ساتھ ہی ڈبیا والے ساحر نے مکب کر خنجر بران مارا کہ سر اسکا کٹکر الگ گرا اور رخنہ ہوا کہ نہم مہتر برق فرنگی رسید ظلم سے سفاک اور تمام لشکر ہوا برق بجلی صبت و خنجر کے سامنے سے ناپدید ہوگیا سفاک نے سجدۂ شکر بجا لایا دیر بچون اوٹھا اور کہا ای دایہ امان عیاران لشکر عمرو کیا کام کر رہے ہین باطنًا ہماری حفاظت کرتے ہوئے ہمارے لشکر کے ساتھ آتے ہین واہ کیا صاحب جان مروت لوگ ہین کہ مہمان کی خاطر داری مین جان اپنی اُسپر نثار کرتے ہین اب جلد یہان سے چلنا چاہیے یہ کہکر لشکر شام کو حکم دیا کہ سب متفرق ہوکر جمع ہون اپنے اپنے تین لشکر مہر نامور مین پہونچاؤ اور مین آگے چلتی ہون یہ کہکر پردا کرکے مع دایہ کے روانہ ہوئی اور وہان لاکین بڑی دیر تک شاہ جادوان کے پاس ان ساحرون کی پہونچین وہ بھی دنگ ہوگیا کہ کیا بلا کے عیار ہین واقعی کوئی اُنپر غلبہ نپائے لگا اب مجکو چلنا چاہیے یہ سوچکر وداع ہونے چلنے کا ہوا پھر سوچا کہ اب وہ اپنے عرصہ مین لشکر مہر مین پہونچگی ہوگی پھر اُس لشکر سے تو مقابلہ پڑا ہی ہے جبان اور سب باغی ہین وہان ایک یہ بھی مذبب

سبھی اخا صل یہ تو اس فکر مین ہی اُدھر سفاک تجھ ہی عرصہ مین قریب لشکر ملکہ مہرخ آکر پہونچی اور کنارے لشکر کے جل کے ٹھہری تھی کہ سرداران فوج بھی آکر اسکے پاس جمع ہوے اور عیارون نے جاکر بارگاہ مین خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ مبارک ہو ملکہ سفاک تشریف لائین مہرخ نے صردار اسکے استقبال کو بھیجے سرخمو اور نافرمان مشکین سود غبارانگیز وغیرہ اُس سے آکر ملے لشکر کو مقام پاکیزہ مین اُتارا اور اُسکو لاکر بارگاہ مین پہونچایا مہرخ کو آنے تسلیم کی نذر دی ملکہ مذکور نے دست شفقت اُسکی پشت پر رکھا اور مقام اعلیٰ پر نہایت عنایت کیا بارگاہ فلک نے اسکے لیے استادہ خرامی سامان راست و نشاط طرب پیرا یا ساقی دہر بہ آمر ہوتے جام کو گردش دیا طبیعہ مسرت کا دور ہوا ہوا یہ نوسان عیش و عشرت مچی تھی لیکن اُدھر کلہ زیور کا حال سنیے کہ جب پتلہ سفاک کا جال سے طیران کے رہا ہوکر اُسکے پاس پہونچا اُسنے حال اُس پتلہ جال مین پھنسنے کا بھی سنا اور خائف ہوا مگر تنگ بعضل رہبر کبری کوچ کیا اور سمت طلسم جلی روانہ ہونے چاہا کہ طیران کی سرحد کو بچاکر طلسم کی راہ کو لے کر وان مگر سب راہون کو مسدود پایا کہ نامہ و غیرہ بادشاہ کے ہر ایک طلسم کو پہونچ گئے تھے اور طلسم ہمار ربنج کی راہ کھلی تھی پھر وہ رہون کی تھی ناچار اُسنے طیران ہی کی سرحد سے گزرنا چاہا جب وہ قلعہ سرحد پر گیا تو ایک دریاے زخار اُس مقام پر جوشان و خروشان بہتے پایا شور جوش اُس بحر کا اُس سے زمانہ کا پتا دیتا ملکہ شور محشر اسکا ایک نمونہ تھا ہر موج پر تیج اُسکی زیر سے تھی قہر ناک خون آشام تھی ہاے دریا بھی دل مین پیچ رکھتا تھا مکار کے خاطر کی طرح اُسمین پیچ اُٹھتا تھا مرد مان آبی سر بر تر کان سنجا سے کی طرح بگرداب باندھ رہے تھے گرداب سے ثابت تھا کہ سپر ہین سر بر سایہ سپہ ہین ہین زمانہ تیرہی چال چلتا تھا بگڑی اپنی جتاتا تھا جو موج کہ سیدھی چلتی تھی وہ بھی نیہ دل دور نظر آتی تھی حباب عظیم قہر کا نقشہ دکھاتا تھا نہ تھا کسی غضب ناک دل پر جوش کا نمونہ تھا کہ مثنوی

کہ ہر ایک گوشہ پیچ طوفان ہی	جزر و مد جسکا نا فلک جانے
ہر طرف ہی نظر مین ابر سیاہ	پانی ہی جسطرف کو کرے نگاہ
چشمہ تا کار نے کند دریا است	پانی کے عالم تا لب ہیگا
خضر کیونکر سے زیست کرتا ہی	آب حیوان ہین پانی مرتا ہی
کوچی موجون کے ہو گئے ہار ہار	معدن سب سانپ گرز مچھلیان

دست غم اسقدر پہ طغیان ہے	
کیا غضب کا وہ قہر دریا ہے	
سیلہا در رکاب دیدہ است	
خشک مغزون کا مغز تر ہیگا	
دست آب پر بچہ مت مار	
زاہد خشک ڈوب جاتے ہین	

پڑتے ہین یار در سس حیرانی آئنہ کے بھی گھر مین سے پانی اور اُس دریا کے کنارے پر اُسطرف
کوئی ہزار ساحر مسلح مکمل ستادہ تھے ہوم ہو رہے تھے بسترا اُنکے تھے تابخ ناریل وغیرہ اچھلتے تھے
زلیور نے اُس تلزم عمیق کو دیکھکر فرمایا کہ یہ دریا بحکم سحر کا معلوم ہوتا ہی اسپر سے اُڑکر جانا چاہیے یہ کہا ہی
تھی کہ نگاہ ایک ساحر کی اوپر کو جا پڑی دیکھا کہ دریا کے اس پار سے اُس پار تک تاریکی چھائی ہی آسمان
فولادی بنا ہی دریا جیسے ظلمت نظر آتا ہی اُسنے وہ تاریکی زیور جادو کو بھی دکھائی زیور نے راہ ہر سمت
سے مسدود پائی فرمایا کہ خبر ہماری مخالفت کی افراسیاب کے گوش زد ہوئی ہی اور اُسنے فکر ہماری
گرفتاری کی کی ہی خیر بہرحال توکلت علی اللہ تعالی کشتیان اور مورنگھیان سفینے وغیرہ ہماری سرکار کے میر
بحر سے کہو کہ دریا مین لگا دین اگر یون چلینگے جو ہمسے لڑیگا ہم بھی لڑینگے مالک بر و بحر ہمارا مالک و نگہبان ہی
یہ حکم دیتے ہی میر بحر نے سواری دریائی آراستہ کی بلکہ اگر مورنگھی مین مسند پر جلوہ گر ہوئی اور انسران لشکر
زورقون پر سوار ہوئے ملاح اور ماجھیون نے کشتی روان کی اور ازبسکہ یہ شہزادی طرفدار اسلامونکی ہی
تو کہتی جاتی تھی کہ قال ارکبوا فیہا بسم اللہ مجریہا و مرسہا ان ربی لغفور رحیم غرضکہ یہ کشتیان روانہ ہوئین
ساحر دریا مین بھی نیرنگی سحر دکھاتے تھے آگ پانی مین لگاتے تھے عکس ماہ رویان جو پانی مین پڑا تھا چاند
سمجھا ہا ملک دریا مین نکلا تھا اسی طرح سیر کنان جسنے دریا مین پہونچی ایک طوفان عظیم برپا ہوا اُس تاریکی
سے چادرین سیاہی کی دریا پر پڑنے لگین اندھیرا ہوگیا ہوا تند و تیز غضب قوم عاد کی طرح چلنے لگی موج کو موج
دریا کی نگلنے لگی منڈھا اُچھلنے لگا دریا کا منڈھے لڑانا جان پر ہر ایک کے بجانا آب گوہر جان
غمناکان پر بھی نمناکی ہوئی گوہر جان کی بے آبرو ہوکر ہوا کی ہوئی کشتیان سب چکر کھانے لگین
گرداب کی چال سے سیکھی فلک نے عجب چکر مین ڈالا جو دلیر نے سر اُٹھایا جانور ان آبی اُچھلنے لگے
نہنگان خون آشام سر نکالتے تھے اس بحر آفت خیز مین آخر وہ سب کشتیان مع اُنکے ساکنون کے ڈوبین مثنوی

وہ سفینے تھے جو کہ دریا مین	موج زنجیر اُنکے پا مین	کھنچ گئی فکر کو وہ گوہر ناب
تھی کشش ظلم کی مگر ہا آب	کہتے ہین ڈوبتے اُچھلتے ہین	ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین
ڈوبے جو یون کہین وہ جا نکلے	غرق دریاے ظلم کیا نکلے	ظلم نے آہ کھو دیا اُسکو
آخر آخر ڈبو دیا اُسکو	جب یکے عرصہ اُنکو ڈوبے ہوئے پر گزرا تو اُنھون نے دیکھا کہ بحر کی	

ہم سب کی گردن و کمر مین بندھی ہین اور کھینچے ہوئے اندھیرے مین جاتی ہین کچھ دیر تک اُسی تاریکی مین چلے

پھر جو وہ شبنی دکھائی دی تو اس بیدرد رما کے جو فوج اُتری ہوئی تھی وہین اپنے تئین سینے بندھا ہوا
پایا اور ملکہ زیور بے دیکھا کہ ایک سیاہ خیمۂ زرین مین مسند پر بیٹھا ہی مین اُسکے سامنے بندی کھڑی ہون چنانچہ
اُس ساحر نے کہ نام اُسکا باران بحر آگیز جادو تھا اُس ملکہ سے خطاب کیا کہ کیون دنکمکرام شوخ دیدہ تو نے
بیعزت و حرمت جس شاہ کے بدولت پائی اُسکی مخالفت پر کمر باندھکر تو اب طلسم مین آئی اُسکی عزت تو نے
دریا سے بیحرمتی مین ڈوبائی ملکہ نے کچھ جواب اُسکو نہ دیا اور وہ بے حیا اُسکو مع تمام اُسکی فوج کے بندھا ہوا لیکر چلا
سب سیاہ جو وہان اُتری تھی کوچ کرکے ہمراہ ہوئے اور شہر مین آکر پہونچے اُس قلعہ کو بھی بہت آباد دیکھا جوان ہر اک
یہان کا رشک شمشاد دیکھا مکانات عشرت بخش طاق کسریٰ و فریدون ساکنان شہر مثل لیلیٰ حسین کہ دل دیکھنے والون کا
اُنکے عشق مین مجنون وصف شہر بہت جگہ کیا گیا اسوجہ سے اختصار کیا جاتا ہی کہ یہ سب کو الف شہر دیکھتے اپنے حال پر
اشک خون بہاتی جاتی تھی مردمان شہر مین جا بجا دیکھو جلو دیکھو کا غلغلہ بلند تھا یہ سب روی تھی وہ سب ہنستے تھے
جو وہان بستے تھے یہ سب مردمان شہر ہمراہ بعض کے لب پر جو فلک سے آہ آہ بعض کے لب پر واہ واہ اسیطرح دارالامارۃ
مین پہونچے فرح سکلو گ باہر ٹھہرائے گئے زیور اور اُسکے افسر اندر بلائے گئے تخت شاہی پر طیران جادو بیٹھا تھا
زیور نہ ممکن تھا اُسنے زیور کے حسن و جمال کو دیکھکر عقل و ہوش کھو دیا لیکن کیا کرتا مجبور تھا کہ تحریر شاہی سے ہے خاموش
ہو رہا اور کچھ دیر مین جب حواس درست ہوئے عتاب آمیز پوچھا کہ کیون او گیسو بریدہ تو بچا تھی
کہ بادشاہ کا غضب کس غضب کا ہی اور اُسکو کیا خبر نہ پہونچی ہو برخلاف اُس سے ہوئے زیور نے بجواب ان کلمات
کے کہا کہ او مردی بیحیا اول تو مین بادشاہ سے خلاف نہین ہوئی اور ہوتو کہتا ہی تو یون ہی سہی تو کیا ہے
اور تیرا بادشاہ کیا تسخیر ہی طیران کو غصہ آیا اور چاہا کہ حکم قتل کا دی مگر مشیران سلطنت نے عرض کیا
کہ حضور بادشاہ طلسم کو اُسکے قتل کا اختیار ہی آپ لکھیے بھیجیے اگر حکم دے کہ زندہ بھیجدو تو اُسکو روانہ کر دیجیگا اور
سر مانگے تو قتل کرکے سر بھیجدیگا بادشاہ نے مشورہ انکا پسند کرکے اُسکو حکم قید کا دیا ملازم اسکے اور فوجی لوگ
اور زیور سب ایک ہی مقام پر مقید ہوئے یہ شاہزادی اس زندان غم مین بہت گھبرائی مکان تیرہ و تنگ مین جان تنگ آئی نظم

سخت دل تنگ یوسف جان ہے	گھر کہ تاریک و تیرہ زندان ہے	کوچہ موج سے بھی آنگن تنگ
کوٹھری کے حباب کے سے ڈھنگ	چار دیواری سو جگہ سے خم	ترو را ہو تو سو کھتے ہین ہم
کبھی کوئی سنپولیا ہی پھرے	کبھو چھت سے ہزار یا گرے	کوئی تختہ کہین سے ٹوٹا ہی
کوئی داسا کہین سے چھوٹا ہے	دب کے مرنا ہمیشہ مدنظر	گھر کہا صاف موت کا تھا گھر

دن کو بھی دھوپ رات کو بھی اوس	خواب راحت وہان سے سو کوس	بس وہ حیران کار رہتے سے
بے مددگار و یار رہتے تھے	اب انکو توقید زندان ستم طیران مین رکھے لیکن حال عمر	

خضری سنیے کہ انکو جو طائران سحر لیکر روانہ ہوے تھے جب سرحد ملک کوکب ختم ہوئی تو اُنھون نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ عیاران یہ جو دست راست کو راستہ گیا ہی طلسم ہوشربا کا ہی اور یہ جو کی راہ ہی یہ قلعہ کوہ عقیق کو راستہ گیا ہی اور اسی طرح طلسم گوہر گرہ و ہزار برج وغیرہ کو راہین گئی ہین اور طلسم ربا کو جو کوئی جائے قلعہ جات کے علاوہ دریاے ہفت رنگ بھی اُسکو پڑیگا بغیر اُسکے خاص طلسم مین جا نہ یہ قلعہ جات جو پڑینگے یہ دریا کے اُسطرف ہین عمرو نے کہا خدا مالک و نگہبان ہی لیکن اب تم اسی صحرا مین ٹھہرو مین جاتا ہون اور تلاش ملکۂ زیور کرتا ہون یہ کہکر وان اُترا ملکہ ہلال سحر افگن و تخمور بھی اُتر کچھ دیر آسودہ یہ سب ہوے اور کوکب نے چلتے وقت یہ کہدیا تھا کہ سرحد قلعہ طیرانیہ پر جاکر اُترنا اُسی مقام پر اُترے ہین لیکن تردد مین ہین کہ دیکھیے زیور ادھر سے آتی ہی یا نہین غرضکہ جب خوب اسو ہو چکے ساحرہ تو دونون طائر بنکر اُڑ گئین اور خواجہ ساحر کی ایسی صورت بنکر یعنی جھولا سحر کا گلے مین ڈالکر کھٹی مالے سے درست ہوکر کھنور چندن کی جسم مین لگاکر جمشید جمشید کہتے روانہ ہوے اور جب اُس حد کی سرحد سے آگے بڑھے ایک نہر بہتی دیکھی اُس نہر کے قریب پہونچتے ہی موجین اُسکی بڑھنے لگین اور آسمر سحر شعلہ آمیز ہوئی خواجہ نے اُس نہر مین تعویذ دیا ہوا کوکب کا ڈالدیا پھر تو چند مچھلیان اُسمین سے نکلین خواجہ کو اُنھون نے زبان فصیح سے سلام کیا اور ایک مچھلی آئی کہ اُسکی پشت پر کا ٹھہر اکھنچا وہ جب کنارے پر آئی خواجہ اُسپر سوار ہوے وہ غوطہ مار کر اُس نہر کے پار پہونچی عمرو جست کرکے نہر کے اُس پار اُترا اور آگے بڑھا کہین صحرا سے سبزہ زار نظر آیا کہین صحرا سے ہو نیز پایا کسی طرف دریا بہتے دیکھا کہین ساحر مسکن بنے تھے جادوگرنیون کو رہتے دیکھا اسیطرح سیر کنان قریب قلعہ کے پہونچا دیوار شہر پناہ مستحکم و استوار پایا پتھر کی عمارت نہایت طرحدار پائی ہر طرف برج و مکان اُسپر بنے تھے در شہر پناہ پر ساحر بطور پاسبانون کے بیٹھے تھے عمرو بھی اُنھین پاسبانون کے پاس جاکر بیٹھا اور کہا بعد مدت اسطرف آنا ہوا اب شہر مین کون جائے حقہ پانی پیکر گانون کو اپنے چلا جاؤن گا ایک ساحر نے کہا بھائی تم کہان کے رہنے والے ہو اُسنے کہا ایک گانون ہی اُجر یاؤن نام وہان رہتا ہون اسنے کہا بھائی آجکل اندر شہر کے جانی کی روک ٹوک بھی ہی اسلیے کہ ایک گنہگار شاہ جادوان کی مع اپنے لشکر کے گرفتار ہوئی عمرو نے کہا اُسکا کیا نام ہی پاسبان نے کہا

ملک زیور جادو اُسے کہتے ہین عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ شکر خدا کا ہی محنت میری ٹھکانے لگی پس باحوال
ور رافت کرکے یہ وہان سی اُٹھا اور اُسی قلعہ کے قریب صحرا مین اگر صورت اپنی ایک جوگن کی ایسی بنائی اول تو
زلف چلیپا دراز تھی ہی اب مثل بخت رسا اور زیادہ اُسکو بڑھایا طول شب ہجر کو تشبیہ دینا باعث پریشانی
دل ہی شب دیجور سامنے اُسکے خجل ہی بہار سنبل روبرو اُسکے خزان دیدہ سوشنگافی لاکھ کرے مگر مال بھر
بھی وصف اُسکا نہو اور اُسکے عشق مین دیوانے بستۂ زنجیر رہین دل کو ایسا کھوئین کہ جیسے اندھیرے
مین کچھ ڈھونڈھین اور نپائین جاسازی اُسکی دل کو یاد پیچ وتاب کرنے مین وہ زلف اُستاد اس زلف کو
خاکستر آلودہ کرکے چٹائین لٹین بکر رخسار پر چھوڑین تو سن نازکی باگین موڑین کان کی لو کا دھوان ایسا
بلند تھا کہ وہ کاکل کے پیچے اور کاکل بنا تھا دور ہزنون نے اکٹھا ہوکر متاع دل لوٹنے کا ارادہ کیا تھا
پیشانی اُس زلف مین یون نور فگن تھی جیسے اندھیری رات مین شمع روشن تھی زہرہ جبینان دہر
پیشانی اپنی اُسکے عشق مین پٹکا کرین ہر شام سودے مین بسر ہو تیغ ابرو سی اُسکے گھائل دل و جگر ہو
ابروؤن کے سامنے تیغ ہلالی نظر مرغ سے گر جائے اگر وہ تیوری چڑھائے تو گویا تیغ چرخ پر چڑھ جائے
پر غنن کمان کو لیس کرے ہر لیلی کو غیرت قیس کرے کمان خود شرم سے گوشہ گیر ہو مرغ جان عشاق
نشانہ تیر ہو نرگس بیمار کو ابتو حشر تک شفا ہونا دشوار کیونکہ اُسکی آنکھون کے عشق مین بیمار ہی جادو نگاہی
مشہور ہے مگر یہان سحر سامری بھی مجبور ہے غزالان چین ختن کا سا رانشہ ہرن ہو جائے اگر وہ آنکھ کبھی
دکھلائے خوش چشمون کا چہرہ انھین آنکھون کے سامنے نظر ی ہوا کتائی کا صاد دفتر حسن مین منشی نے کیا ہے
چتونون سے ایسی گریزان ہی کہ قیامت تک شرم سے پنہان ہی رنگ رخسار وہ کہ جسکا نظیر نہین ایسی نور کی
تنویر نہین چاند سورج کو تحسین ہر چند ہر چڑھائین لیکن یہ چمک دمک رخسار مین اپنے کب پائین لب
نازک کی کوئی کیا ثنا کرے اُسی کے دھیان مین تمام عمر ہو نٹھ چاٹا کری رنگ گرم سی جو کوئی خیال شوق بوسہ
مین دیکھے تو وہ ہونٹھ نیلا ہو جائے نازک بدن ایسی زیب اپنا لب تصدق فرمائے دہن تنگ کا عقدہ
تہ آجتک کسی سے نہ کھلا غنچہ کی روش زبان منھ مین لال رہے منھ پر بات نہ آسکے حیرت سے
صاحب دیدکا یہ حال رہے غرضکہ از سر تا پا نہایت کا پتلا قیامت کا پورا نقشہ من رویا سمن بولا رخام گلعذار

سراپا بہار نکو رزمادۂ حسن مین یگانہ حسینون کی افسر دہنا بھر ہی بہتر کہ قصیدہ

تاب رخسار قلق مرخی رخسار شفق	وہ جبین ماہ مبین اسپہ خط چین چین	ایک خورشید لقا طرفہ جوان ارشق
تھی وہ انگشت ہی جسنے کیا ماہ کو شق		

کرے دو ٹکڑے جگر کھینچے کے ابرو تلوار
باندھ کر کھینچے دل زلف سلسل کی طرح
تیر انداز جو ترکان تعداد شتہ گزار

چشم ابلق تو مژہ ترک سوار ابلق
غمزہ و ناز و کرشمہ وہ بلا غارت گر
کہ بچھڑ رہن تن عشاق ہین جا ان کا رمق

سرو قامت سمن اندام گلستان رخسار
ہونٹھ گلبرگ دہن غنچہ و بینی زنبق
سرو قامت سی اگر اسکے ہو طوبیٰ سر شق

راست ہان راست ہی پہ کل طویل احمق
شکر آمیختہ بادام مقشر دندان
سیب فردوس زنخدان ہین ان سی ملحق

لوح رنگین سے تہ زیبا ہو بیاض گردن
ماکہ ہو سرخی شنجرف نہ خون ناحق
سینہ تا ناف صفا آب گہر کا دریا

ناف اک عکس فلکین اسمین بجائے زوزق
نازک ایسی کمر اسکی کہ سمجھنا مشکل
جسطرح شعر خیالی ہین ہو معنی دقاق

کیا کہون ساق بلورین کی صفائی اسکی
شمع گر دیکھے اسے شرم سی آجاے عرق
جب اس صورت سی آرا سہ ہو جلوہ گر ہو

سر پر ایک حلقۂ زرین بنا کر رکھا تھا مہ پیسوازکی طرح باندھی بھبوت منھ پر ملا موتیون کو جلا کر راکھ کیا ایسا چہرہ پر آب و تاب بنایا بین لیکر کاندھے پر رکھی مرگ چھالا کاندھے پر ڈالا اور ایک جھولا اپنے اسباب رکھنے کا دوش سی لٹکایا وہ رختہاے گنجان اُس مقام پر دیکھکر چشمۂ رواں کے قریب مرگ چھالا بچھاکر بیٹھا اور بین بجانا شروع کیا پھر اسکو تو الحان داؤدی خدا نے عطا فرمایا ہی تمام جانوران صحرائی گرد و پیش آکر جمع ہو گئے اور طائر ایسے محو ہوے کہ بالکل خوف نرہا ہاتھ پر اور سر و دوش پر نشیمن پذیر ہوے ہر درخت و ان کا بین سنکر نہال ہوا صحرا سب خوشدلی سے باغ باغ تھا سبزبختی تمام جنگل کو نصیب ہوئی چشمہ کو ہر موج شوق سی لہر آئی ایسا جوش دل مین پیدا ہوا کہ چشمے سے بڑھکر دریا ہوا فرط عشق سی اُبلنے لگا خیابان درختون کی جھومنے لگین جھک جھک کر جوگن کا منھ چومنے لگین وہ صحراے سرسبز کی بہار ابر گھرا ہوا توس قزح فلک پر نکلا ہوا چشمون کا لہرانا اور ایسی پُربہار جگہ بیٹھکر بین جوگن کا بجانا اور ایسی حسین جوگن کے چشم زمانہ نے کبھی یہ حسن نہ دیکھا ہوگا اسکی مستانہ ادائین جانان گلشن کو دکھانا قدرت خدا نظر آتی تھی کہ ابیات قصیدہ

کھلے ہی جاتی ہین سب غنچے زہی جوش نشاط
ٹوٹ ہی جاتی ہین گل بل زہی ہنسی کی شدت
آج وہ جوش پہ تھی رحمت باری کہ کہین

نہ رہی کلفت عصیان سی جہان بھر کی کلمت
اسقدر ساز طرب ساز کی آواز بلند
چھیڑ ہین گر تار کھرج کا تو ہو پیدا وہین سے

از بسکہ یہان سی قلعہ قریب تر ہی تو بہت آدمی قلعہ سی ادھر آتے اور بہت جاتے ہین جو کوئی ادھر سی گزرا وہ جان و خرد کھوکر گھر کا راستہ بھولا بیٹھکر جوگن کا منھ دیکھنے لگا اور بیہوش و مدہوش ہوا جب ہجوم زیادہ تر ہوا جوگن نے بجانا موقوف کیا دور وہان سی اٹھ گئی ناچار خلقت بھی اپنے اپنے گھر گئی اور قلعہ مین آکر سبنے بیان کیا کہ آج ایسی جوگن کبھی ہمنے تو کیا پیر دہر اور زمان دنیا نے بھی نہ دیکھی ہوگی اور نہ ایسا گانا بجانا سنا اور دیکھا یہ صورتین بھی قابل

دیدہ من چلو اور دیکھو رکھو کہ لوگ اس کے ساتھ آئے اور گانا وغیرہ سنکر محو ہوئے پھر تو چار طرف سے دہیات
اور شہر مین دھوم ہوگئی عالم خدا کا اسی صحرا مین اکٹھا ہوگیا بلا بھی ایسا نہوگا جیسا وہان مجمع ہوا شہر کے
امیر و غریب و فقیر سب آنے لگے اور تیر عشق جوگن کا کھا کر تڑپتے ہوئے گھر جانے لگے وزیر نے اس قلعہ کے
خبر سنی اور امیرون نے اسکو اشتعال دی کہ حضور یہ جلسہ بھی کم ہوا ہی جواب آجکل بیرون شہر تو ہی
دیکھ رکھنے کے قابل ہی جوگن کا ہی کو ہی قدرت خدا ہی یا خبر ہی سامری نے اپنے ہاتھ سے اسکو بنایا ہی
ایسا نقشہ کم دیکھنے مین آیا ہی وزیر مشتاق ہوکر سوار ہوا ہمراہ تمام ارکان دولت و مشیران سلطنت
توڑی اشرفیون اور روپیون کے اپنی اپنی ہمت کے موافق سب نے ساتھ لیے یہان جو لوگ کہ آتے تھے
وہ دونے مٹھائیون کے اور پیسے کوڑی روپے جوگن کیلیے لاتے تھے گرد اس حسینہ کے پیسے روپیون
کا ڈھیر رہتا تھا اور وہ آنکھ بھی نہ ملاتی تھی وہ سب مال اسیطرح پڑا رہتا تھا ہر ایک کو یہ آرزو تھی کہ
ہماری جانب سیدھی نظرون سے یہ دیکھ لے اور کوئی بات کرے لیکن بات کرنا کجا وہ انکے مجمع کرنے
سے درختون مین جھاڑیون مین پوشیدہ ہوجاتی تھی یہ لوگ بھی جب اسکو ناراض پاتے تھے ہاتھ
باندھکر کھڑے ہوتے تھے اور بعض وقت ہٹ جاتے تھے کوئی اسکی تعریف مین کہتا کہ ای جان جہان
مین تیرے عشق مین اپنا یہ حال رکھتا ہون کہ شعر مثال نے ہی مرا جب تلک کہ دم مین دم ہ فغان ہی میرے
لیے اور مین فغان کیلیے ہ کوئی یہ زبان پر لاتا تھا کہ بیت دلک کیا فتنہ سازی مین ہو ہمسر چشم فتان
سے ہ گرا تھا یہ بھی اشک سرمہ آلود اسکی مژگان سے ہ اسی مجمع مین آخر وزیر بھی آکر پہونچا اور
اس نے جو قریب تر اسکے آکر صورت زیبا کو دیکھا یہ حال ہوا کہ اشعار ہ خار خار غم ہم آشکارہ ہوا

مثل دل جامہ پارہ پارہ ہوا	ہوگئی بس کہ لوٹے خاک مین ہم	جبلہ ہمرنگ کسوت ماتم
نہ لیا پھر قرار نے آرام	کھودیا اضطراب نے سبکام	سینہ کوبی سے دل فگار ہوا

تیر حسرت جگر کے پار ہوا ہ ہمراہیان وزیر کا گلاب کیوڑا چھڑکا کہ وزیر کو ہوش آیا اسنے جوگن
نے مسکراکر باشارہ ابرو پاس بلایا اشارہ نہ تھا تیغ دو دم تھا کہ جس نے ایک ہی وار مین دل کو سو ٹکڑے کیا
اگر کچھ جان باقی نظر کو قرار آیا مرگ چھالی پر جاکر پاس بیٹھا جوگن نے مزاج پرسی کی اس نے کہا جان پر بنی ہی باقی سب طرح
بیت اچھی ہی نام پوچھا تو اسنے آدارہ و رسوا گشتہ و بدنام و رسوائی خطاب اپنا بتایا اور کہا کہ افراد

آنکھ اس پہ جب سے لڑی ہی	جان کشتی قضا سے لڑی ہے	سست اس بت سے جا لڑی اپنی

دیکھو احمق خدا سے ڈرتی ہے :: جوگن نے تیوری چڑھا کر کہا کہ میان حسن پرست ایسے ہی ہوتے ہین جعلسازی لسان حسن معشوقہا نہین پیدا کرتے نہین ورنہ مین بیچاری اُنس لائق کب ہوتی کہ کوئی مجھ پر مرنے کا ارادہ کرے یہ کہکر اشک آنکھون مین بھر لائی اور بین اُٹھا کر ایسا پُر سوز گایا دیپک کا راگ بجایا کہ استخوان سامع کو زنّاٹا کر جلا یا اور یہ غزل زبان پر لائی کہ غزل

ترے کوچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے

نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے
اسے شر قضا اُسکو پیر قضا سمجھے

وہی کچھ تلخ کام اِس زندگانی کا مزہ سمجھے
کہ جو زہراب تیغ یار کو آب بقا سمجھے

ہر اک گردش مین سو انداز تازہ فتنہ زا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
جو اسپر بھی نہ سمجھے وہ تو اُس بت سے خدا سمجھے

تجھے اے سنگدل آرام جان مبتلا سمجھے
بُرین پتھر سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے

ترے کشتے جیون خواب عدم سے یک بیک چونکر
اگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے

حساب اِصلاً نہ پوچھ مجھ سے میرے دل کے زخمون کا
حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

اگر دل کو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دے
کہ عاشق اپنے پہلو مین اسی کو دل کی جا سمجھے

نہ آیا خاک بھی رشتہ سمجھ مین عمر رفتہ کا
مگر سمجھے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھے

بلا اس زلف کی مصرع مین ہے مضمون پیچیدہ
اُسی سے یہ کھلے جو معنی ناز و ادا سمجھے

ہوا نے زلف کو چھیڑا اور اپنا دل لرزتا ہے
کہین ایسا نہو دے ہمسے وہ کافر ادا سمجھے

سمجھ مین نہین آتی ہے کوئی بات ذوق اُسکی
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

اِس غزل نے وزیر کو زار زار رلا یا دیوانہ زیادہ بنایا جب اُس نے گانا موقوف کیا اور قصد کیا کہ اب وزیر کے پاس سے اُٹھ جاؤن اُس نے ہاتھ پکڑ لیا اور منت کر کے قدمون پر سر رکھ کے کہا کہ اے راحت دل وجان ایک عرض میری اگر تو قبول کرے تو گویا بندۂ بے درم مجھکو بنا لے اور مول لے لے جوگن اُس کے پاس پھر توقف پذیر ہوئی اِس نے نہایت خوشامد سے عرض کیا کہ یہان اتفاق زمانہ سے آپ وارد و صادر ہوئی ہین غریب خانہ اِسی شہر مین میرا بھی امیدوار ہون کہ قدم رنجہ فرما کر اُس کلبۂ احزان کو رشک قصر فیصر و خاقان بنا ئیے اور مرتبہ میرا بر اوج افتخار رتا بفلک دوار حقیر خاک سے

پوچھا یہ جوگن نے ہنسکر کہا اتنی فرصت فقیروں کو کہان جوکسی کے گھر پر جائین یا کوئی دم بیٹھین بولین
مگر تو یہ حال ہے کہ بیٹھے پھر کر ادھر آدھر نہ ہمارا گیا فلک پر نہ تمہارا فلک کی طرح سے وہ بھی رہا قلق ہے
جلن ہے چلنے سے تو کچھ جی بہلجاتا ہے ورنہ منکو وہ وحشت ہے کہ بخون سیر سے نام سے گھبراتا ہے وزیر نے
پھر بہت کچھ سماجت کی آخر وقت یہ راضی ہوئی بس اسیوقت سواری لیجانے کی تیاری ہوئی اور
بڑی دھوم دھام سے سوار کر کے وزیر لیچلا اور اپنے ایوان مین ایک مقام تنہا اور پاکیزہ دیکھکر
اسکو اتارا اتفاقاً اور امیر و غیرہ جو وزیر کے ساتھ سے پھر گئے انھون نے یہ تذکرہ طیران جادو
بادشاہ سے کیا بادشاہ نے اسیدم وزیر کو بلوایا اور فرمایا کہ ہماری خوشی یہ ہے کہ جوگن کو لاکر ہمارے
مکان مین اتارو وزیر حیران ہوا کہ بادشاہ جیسا سکو دیکھے گا خود محل کرنا اسکا چاہے گا میرا مطلب
ادا نہ ہوگا لیکن حکم حاکم مرگ مفاجات بیت مجبور کہکر کان پر آیا یہان بادشاہ نے اپنا وہ باغ خاص جو
اسکو بہت پیارا تھا باغ عالم سے نرالا تھا اسکو جوگن کیلیے آراستہ فرمایا وصف اس باغ دلکشا کا
کہان تک لکھا جائے یہ ہے کہ بیت مختصر یہ کہ سبزہ رنگ گل رخسار کے باغ کا دل بھی باغ باغ تھا ہر گل گویا شمع شبستان
تھا بلبل ترانہ مبارکبادگانی تھی نسیم مژدہ جانفزا لاتی تھی فوارہ جوش عشرت سے اچھلتا تھا
آبشار سرور سے اٹھتی تھین اور جھلکتی تھین سرو بن رہا تھا شمشاد قامت زیبا کی تھین
تماشے کو بن رہا تھا طائران نواسنج غزلخوانی کرتے تھے وصف مہمانی کرتے تھے گلون کا داغ
عرش اعلی پر پہونچا ہوا تھا مشام جوانان چمن کو بسا دیا تھا عروس گلشن نے نئی سرخی پھولون کا
گہنا پہنا تھا غضب کا نکھار کیا تھا نرگس چشم حیرت سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی وہ خرمی پھیلی تھی کہ سنبل
اپنی پریشانی بھول تھی غنچہ متبسم تھین پھولا نہ تھا فرط عشرت سے کلیان پھولی تھین سوسن کو حکم
تھا کہ جای ادب ہی چپ رہے زبان نہ کھولے کہین ایسا نہو بلبل کی بولے باغ کی بارہ دری عین تصویرین
اور شیشہ سجا گیا نقار خانہ جین وہ مقام بنایا گیا فرش وہ بچھایا گیا کہ اطلس چرخ کو غیرت
آئے ساعت ترتیب بزم عشرت آئے کہ **غزل** ؎ یہ جوش نسرین و سمن یہ لالہ و گل کا چمن

گلشن مین گویا مچا گیا ہر سحر رنگ شفق	ہر سرو قد غنچہ دہن ہر سمن ستان چمن	ہر برگ گلگون قبا نور سحر رنگ شفق
ارغوان جبین پر سر مہتاب انجم جلوہ گر	لالہ رخ نرگس نظر نور سحر رنگ شفق	جام مے در کف بہ بین عکس شراب ارغوان
ہر جا سبزہ کشت قبا نور سحر رنگ شفق	سرو سیمگون ابرو ہاے سنبلان رنگین کمان	لبہاے جام آبگین صہبا نور سحر رنگ شفق

فانوس شیشہ لالہ گون روشن تری محفل مین یون گویا کہ شبستہ مین بھرا نور سحر رنگ شفق جب آئی شگی باغ و مکان ہوچکی کنیزان زرین کمر بہر خدمتگزاری حاضر ہوئین اور ہوادار پر جوگن کو سوار کرکے وزیر نے داخل باغ کیا یہ اگر ابرہ درشی مین سنبد جلوہ گر ہوئی جسنے کہ باغ عالم سے گل آفتاب خمول و پژمردہ ہوا اور فراش مہتاب نے فرش چاندنی کا گسترہ فرمایا کہ ابیات ہنسے چراغ ترا یہ ہنسے کہ پھول جھڑے ٭ حیا سے رنگ گل آفتاب تھا تغیر سنال شمع سے اُس شب چنے تھی گل شبو ٭ بہار عیش مین گلچین کیطرح سو گلگیر شام کو بادشاہ آرزو باغ ہوا اور اُنسی حوجسن و جمال کو جوگن کے دیکھا غش کر گیا یہ عالم ہوا کہ ابیات ٭ ضعف سے طاقت آرا غفلت

ہوش رو پوش خود نما غفلت	اِسمین اک بوے جان فزا آئی	جان پر غش کہ کیا بلا آئی
غش سے مجکو افاقہ ندرت ہی	نہ چلے بس خدا کی قدرت ہی	دیکھتا کیا ہے ایک زہرہ جبین
جلوہ افروز ہی سر بالین	چرخ نے داغ تو دیا اسکو	والہ اُس ماہ کا کیا اُسکو
صدمۂ جان کسل دوبارہ ہوا	جون کتان سینہ پارہ پارہ ہوا	دیکھ زانو پر اُس کے سر اپنا

تھا دماغ آسمان پر اپنا ٭ غرضکہ غش سے جب افاقہ ہوا جوگن نے گھٹنا اپنا سر کے نیچے سے سرکا لیا اُس نوگرفتار دام الفت نے اُٹھکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا کہ ابیات

ہم بتون کے دلکو جذب دل سے کھینچ جائین گے	پر بڑے پتھر ہین یہ مشکل ہے کھینچے جائین گے
دیکھین تو دلکی کشش کیونکر نہین کرتی اثر	ہم بھی نالے اِس دل بسمل سے کھینچے جائین گے

وہ قتالۂ عالم بھی مسکرائی اور چشم فتان کی گردش سے قیامت ڈھائی پھر بادشاہ کو مسند پر بٹھایا اور جام لالہ گون بھر کر دیا اور آپ بین کی طرز مین درست کرکے بجانا شروع کیا اور اُس غزل کو گایا کہ غزل

نالہ اِس شور سے کیون سر اُٹھائی دیتا	ای فلک گر مجھے اونچا نہ سنائی دیتا
دیکھ چھوٹون کو ہے اللہ بڑائی دیتا	آسمان آنکھ کے تل مین ہے دکھائی دیتا
لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر ٭	ایک تیرا نہ مجھے درد جدائی دیتا
روش اشک گرا دینگے نظر سے اک دن	ہے اِن آنکھون سے یہی مجکو سجھائی دیتا
مین وہ ہون صید کہ پھر دام مین پھنستا جا کر	گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا

چشم سرمست ترے نازنین کا جل پھیلا	اتو یہ حال ہوا کہ غزل	لیکر انگڑائی کہین ہنسنے لگی رام کلی
	سبکیون ہنسی کی پڑی پھیل رنگت	

اٹھی ملتی ہوئی آنکھوں کو کہین اپنی للت	بے تکلف آیا نظر حسن سے وانجم چرخ	ہو گیا زرد رخ شمع و چراغ خلوت
چرخ مینائی پہ اک سبز پری کا عالم	شفق صبح پہ اک لال پری کی حالت	کہے یہ رند کہ او زہد فروش آگ نہ چھانک
ملنگے گر یاد تو یہ زہد کہن کی قسمت	بادشاہ کا یہ گانا سنکر وہ حال ہوا کہ اپنے آپ سے جاتا رہا اشک مسلسل کا	

تار رخسار پر بند صبا کچھ دیر کے بعد جوگن نے گانا موقوف کیا انجمن برخاست ہوئی وہ رات کا بھیگنا ستارونکا چمکنا کھیت چاندنی کا کرنا درختون کے پتون کا چمکنا ہوا سے سرد کا چلنا بدن مین کچھ کچھ سردی کا لگنا شبنم کا گرنا خلوت کی رات سبحان اللہ طیران کا یہ حال ہوا کہ اکیلے مین اُس انجمن آرا کے خوبی کے گرد پھرا سر اپنا قدمون پر اُسکے دھرا اور چاہا کہ بوسہ لب شیرین لے اُسنے ایک طمانچہ منھ پر اُسکے مارا اور کہا کہ مردوے حواس مین آ کیا تو نے مجکو خیال بنایا ہے تو صاحب کسی خانگیون کی طرح بلا کر لگے اپنے مطلب کی گانے ای بایمان خود وہ سزا دونگی کہ تو بھی کچھ دلون کو یاد کریگا ہم فقیر سامری کے جوگی عمر کے بروگی ہمارے ساتھ یہ بات بن کرنا کب زیبا ہین اُسکے آنکھ دکھانے سے بادشاہ ڈر گیا اور رونے لگا کچھ دیر مین یہ زبان پر لایا کہ بیت کر دیا کیا تیرے ابرو نے اشارہ ظالم کہ قضا ہاتھ مین تلوار لیے پھرتی ہے ۔ اُسنے جب اُسکو روتے دیکھا منھ پھیر کر ہنس دیا پھر اُسکو ڈھیٹ بنایا وہ پھر منت کرنے لگا پاؤن پر سر دھرنے لگا جوگن نے اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا یاد آتا کیون تو نے ہم فقیرون کو سستا رکھا ہے بادشاہ نے کہا کہ ایک بوسہ لب شیرین کی امید رکھتا ہون اُسنے انگوٹھا دکھایا اور کہا او گھر پھون یہ ہو تو بھی نہین بادشاہ نے کہا کہ شعر بوسے کے مانگتے ہی پھیر نے چٹونکو لگے ۔ ایسے کیا لعل لب عیرت گلشن کو لگے ۔ یہ کہکر بے اختیار اُسکے لپٹ گیا وہ آغوش سے مثل برق جہندہ تڑپ کر نکلی اور پکاری کہ شعر پوچھ مت راہ دغا اس نگہ پرفن سے ۔ رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے ۔ آخر اُسنے ایک جام شراب ارغوانی سے بھر کر اور آنکھ بچا کر بیہوشی ملا کر بادشاہ کو دیا مگر اسطرح سے کہ منھ پھیر کر پہلے جام لبون سے آپ لگایا پھر قسم دی کہ مرا مردہ دیکھے جو میری جھوٹی ہوئی شراب نہ پیے بادشاہ مست نے محبت تھا وہ جام بیک جرعہ در کشید کر گیا گویا جیتے جی مر گیا اُس نازنین نے اور دوسرا جام دیا اب تو لاڈ لاڈ کی صدا بند ہو گئی اور اُسی حالت نشہ مین اُس سیاق دستم کو اُسنے آغوش مین لینا چاہا یہ اٹھکر بھاگی وہ فرط مستی سے جان جان کہکر اُسکے جھپٹا طمانچہ بیہوشی کا پڑا کہ سر تلے ٹانگین اوپر اُسوقت جوگن نے پیرہن اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور اُسکو بارہ دری کے ایک گوشہ مین دری وغیرہ سے

لپیٹ کر چھپا دیا پھر آپ اُسکی ایسی صورت بنکر تیار ہوا اور کنیز ان ماہ لقا کو کہ جو بروقت تخلیہ چلی گئی تھین طلب کیا کہ وہ آکر ہاتھ پاؤن دبانے لگین اور اپنے کام مین سرگرم و مشغول ہوئین اُسنے کسی سے کچھ نہ کہا پلنگڑی پر آرام فرمایا جسدم فروغ ماہ نے پلنگ پر عدم کے پاؤن پھیلا کر آرام کیا اور آفتاب

بستر خواب سے پیدا ہوا کہ ابیات
اِکطرف سے ہوئی گھڑیال کی آواز بلند
کہ عبادت ہے اگر کیجیے ترک عادت

ہوئی بتخانہ سے ناقوس کی پیدا آواز
ایک جانب کو لگی آنے صدا نے توحید

چلے جنا کو برہمن کوئی لیکر مورت
اُٹھے میخوار صبوحی کے لیے لے بوتل

ہنگام سحر عمرو بستر سے اُٹھا تاج شاہی اور لباس فرمانروائی سے آراستہ ہوکر دربار مین آیا وزیر امیر مشیران خوش تدبیر حاضر ہوئے جب سب مع افسران لشکر کے حاضر ہو چکے اُسوقت اُسنے باواز بلند پکار کر کہا کہ کل وزیر نے وہ تکرار میرے ساتھ کی ہے کہ اگر اسکے عوض مین زن و عیال اُسکے دار پر چڑھاؤن تو بیجا ہے اور کولھو مین پلواؤن تو نہایت درست ہے یعنے بغیر دریافت حال بے سمجھے بوجھے جوگن کو لے آیا اور اللہ جوگن عمرو بن اُمیہ ضمری عیار تھا یہ سُننا تھا کہ وزیر کی عقل دنگ ہوئی اور تھر تھر کانپنے لگا اور تمام امیرون کا عجب حال ہوا کیونکہ یہ بھی وصف کرنے مین جوگن کے شریک تھے اُسوقت اُسنے کہا کہ تم سب خائف نہو مین نے تو ایسا عیار طرار نہین دیکھا تھا کہ دین مبین اُسکا حق ہے یہ اُسی کی برکت تھی جو اُسنے اگر مجکو گرفتار کر لیا اور مارے ڈالتا تھا مین نے دین اُسکا درست سمجھکر اطاعت اُسکی اختیار کی ہے اب تم مین سے جسکا جی چاہے میری پاس رہے اور جی چاہے تو جدھر چاہے چلا جائے تمام ملازمون نے یہ کلمات سُنکر عرض کی کہ ہم آپ کے مطیع و فرمان بردار ہین جو رائے اقدس مین آیا بہت اچھا ہوا جو آپ فرمائین وہ ہم سب بجا لائین عمرو نے کلمہ طیبہ سب کو تلقین فرمایا کہ ہر ایک از سر صدق ایمان لایا اُسنے حکم دیا کہ زندان سے ملکہ زیور کو باعزاز تمام لائین لوگ خوشی خوشی دوڑے اور زندان سے ملکہ مذکور کو مع افسران لشکر کے لائے عمرو نے دنگل زرین عنایت کیا کہ ملکہ بیٹھی شہر مین انتظام ہونے لگا دیر بے تنکے سے کھدے مسجدون کی بنیادین ہوئین تمام اہل شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے کلید خزانہ خزانہ دار نے لاکر سپرد کی منادی نے ندا کی کہ جو اطاعت خواجہ عمرو کی نہ کریگا بڑے عذاب سے مارا جائیگا غرضکہ جب خوب تسلط ہو چکا اُسوقت مع ملکہ زیور کے عمرو اُس باغ مین آیا کہ جہان طیران کو رکھا تھا بس اُسکو دری سے نکالکر زنانہ مین سوزن دیکر ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا اور فرمایا کہ اے طیران دیکھ قدرت خلاق زمین و زمان کو کہ کسطرح مجکو تجھپر غالب کیا

اب کیا کہتا ہی شناخت مین اُس خدائے پاک کی طیران کی محل اس عیار کو دیکھکر رہجاتا ہی اور دل سے
کہا کہ واہ واہ وا سبحان اللہ کیا عیار ہی کہ کبھی یہ عورت بنتا ہی اور کبھی جسکی صورت چاہتا ہی بنجاتا ہی اور حامی
اپنے شریک کا ایسا کہ جہان کہین اسکا مطیع گرفتار بلا ہوا یہ وہان پہونچتا ہی واقعی دین اسکا سچا ہی
بس اُسنے اشارہ کیا کہ سوزان زبان سے نکال تو خواجہ نے سوزن زبان سے نکالی اور کھول دیا پھر
دوڑکر قدمون پر گرا کیونکہ نہ ملک اسکے قبضہ مین رہا تھا نہ مال باقی تھا جسکو دیکھتا تھا دشمن جانی
دیتا جانتا تھا عمرو نے سر اُسکا اُٹھا کر سینے سے لگایا اور مطیع اسلام کیا پھر وہان سے دارالامارۃ مین آیا
خواجہ نے اب اپنی اصلی صورت سبکو دکھائی ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ کیا قدرت خدائے اکبر ہی صورت
تو اس انسان کی ایسی اور سیرت ایسی فطرت ہر اعضا مین کوٹ کوٹ کر بھر دی ہی غرضکہ جب
یہ انتظام ہو چکا طیران نے بہت سے صندوقچہ جواہر کے خواجہ کی نذر کیے ہلال سحر افگن و مخمور
بھی آکر پہونچین اور اُس سے بغلگیر ہوئین اب اُسنے زاد سفر تیار کیا اور ساٹھ ہزار سوار اپنے ہمراہ
لیکر بحشم و خدم کوچ کیا اسلیے کہ افراسیاب جو اُسکا مطیع الاسلام ہونا سُنتا تو زندہ نچھوڑتا غرضکہ اُسکی
سرحد کے قریب ہی تو سرحد کو کب روشندضمیر تھی چند ہی منزل کے بعد اُس سرحد مین آکر پہونچ گئے اسلیے
کہ کوئی گرندراہ مین نہ پہونچے راستہ طلسم ہوشربا کا چھوڑدیا جب اُس سرحد مین پہونچے سواریان تو پہلے
ہی سے موجود تھین بہت سے اُن سواریون پر سوار ہوئے اور باقی سب سیاہ اُن زیردست ہین
اُنھون نے خود سواریان سے سبکدوش کرکے راستہ پکڑا اور بہت جلد اک ہفت رنگ کے قریب پہونچ گئے
اُسوقت اُسی راہ سے جو کہ بہت نزدیک کی خواجہ کے لیے کوکب نے مقرر کی ہی یہ سب اگرد اخل طلسم
رہا ہوئے اور عمرو اول جاکر لشکر مہرخ مین پہونچا سفاک نے جو خبر آمد و خبر سُنی خواجہ کے نثار ہوئی مہرخ
نے حکم دیا کہ لوگ جائین اور زر نثار کرتے ہوئے لائین پھر تو یہ دھوم ہوئی کہ

جیسے ابر بہار آئے جھوم	پلٹنین جاتی تھین برابر لون	تھی سواری کے فیل کی یہ دھوم
رخش ایسے کہ جھڑ اُڑ جائین	آنکھ پھیرو تو کل سے مر جائین	صف مژگان ہون دلبرونکی جوان
چل سواری کا ملک اصول بجاؤ	چوب نقارے پر لگاؤ اس ڈھب	تو بھی اب طبیعتونکو خوب رجھاؤ
ایک دو دم بجائے جاؤ یونہین	دلکش آواز گائے جاؤ یونہین	کہ رکھین گوش اس صدا پر سب
رہگذر مین بچھے رستہ رستہ گل	غرض بتجمل تمام یہ اگرد اخل لشکاہ ہوا لشکر اُمن کے ساتھ	پھینکتے تھے جو دستہ دستہ گل

بارگاہ مین ہر ایک بخلعت گرمیوا مرخص نے جشن شاہانہ کیا سب عیش و عشرت مین مشغول ہوے خبر دارون نے یہ خبر ملکہ نیرنگ کو پہونچائی وہ نہایت پریشان ہوئی اور نامہ افراسیاب کو لکھا اُسنے بھی نامہ پڑھکر نہایت غم و غصہ کیا باقی تدبیر مین اُن سب کے غارت کرنے کے تو وہ مشغول ہی ہی اُسکو تو اِس حال مین رکھیے اُدھر پران شمشیر زن اجازت اپنے باپ سے لیکر جس سامان سے کہ جانب کوہ رخشان روانہ ہوئی ہے وہ بھی کیفیت معرض بیان مین انشاء اللہ تعالیٰ آئیگی اب قلم حال خجستہ مآل جہانگیر بن ہرمز صاحبقران داستان دلستان گہر ریزی زبان کلک عنبر فشان سے حالات طلسم شکنی جہانگیر بن صاحبقران عالیشان یعنی حسب نشان وہی تاریک صورت کشن پہونچنا گنبد جمشیدی پر جہانگیر کا تاریک مین اور لینا تیغہ بلاکش اور چراغ جمشیدی کو اور مقابلہ سیاحران ملک دیار کے فرستادون سے اور عیار نان چابک تیز رفتار کی اور حالات قلعہ انجم خصمسار اور خواجہ عمرو کی عیاریان چابک سے لمؤلفہ

مرے ساقی بہت مدت ہوئی ہے
کہ ترک احباب کی صحبت ہوئی ہے

اُٹھاؤن کب تلک دوری کا مین جبر
خدا نے فضل اے ساقی کیا ہی

سحاب رحمت حق گھر کے آیا
گلستان پر کیا ہے جسنے سایا

عجب کیا ہے رہے نرگس نہ بیمار
ہوا سرسبز سارا باغ عالم

بہار عمر دیکھو تو جوانو
کنارے نہر کے پھرو کشتی ہو

چمن مین میکشون کا ہے اجارہ
گلستان ہے کہ ساقی انجمن ہے

لچک ہی سرو مین جیسے قد یار
گلون کے مثل مے ہین سرخ رخسار

شجر لپٹے ہین باہم مثل گستاخ
نسترنون کی طرح سے برگ ہر گل

ہر اک گل سے قہقہے یون مارتا ہے
شراب نشہ مین جون ہنس رہا ہے

چمن غور رہا ہے کیا اسمین شک ہے
نشہ آنکھون مین ہی نرگس کے چھایا

شراب ناب کی خواہش مین لالہ
لیے ہی ہاتھ مین اپنے پیالہ

صدا آتی یہی ہی بس کہ مے لا
چمن مین ہے جو بلبل چہچہاتی

غزل جسطرح سے مطرب ہین گاتے
چمن مین یون ہین طائر چہچہاتے

نہین ہی دل مین اب باقی مرے صبر
چمن مین سبزۂ رحمت اُگا ہے

نہین باقی رہا اب کوئی آزار
صبا دیتی ہی خوشخبری یہ پیہم

غنیمت ہی گلستان کا نظارہ
بڑھے جوبن پران روزون مین ہے

نشہ سے جو بڈھتی ہی نخل کی شاخ
زمین پر لوٹتے ہین بے تامل

صدائے خندۂ گل مین نمک ہے
ہوا سنبل کو بیخوابی کا سودا

دہن غنچون کا بھی جسدم ہی کھلتا
تو تہکی بہکی ہے باتین بناتی

کہون کیا مین بہار باغ عالم

ہر اک سو جوش ہے عشرت کا پیہم
دکھا دے مجکو روے جام مینا
کہ مجھ مین ہوش ہون کچھ بھی نہ باقی
نگاہون طبع رنگین سے مین وہ باغ
کہ جلتا پھولتا ہے باغ جیسا
کرے گلگشت جو اس باغ مین آ
گل افشانی کند نخل قلم این

مجھے بھی جام گل مین دے مے ناب
کہ دل کھینچتا ہے سوے جام مینا
یہ میری بیخودی وہ رنگ لائے
کہ ہو جنت کو جسکے رشک سے داغ
اُسی گلشن کا ہر اک دل ہو بلبل
کنول کھلجاے یارب اُسکے دل کا

کہ ساقی اب تو میرا دل ہے بیتاب
چھکا دے مے سے ایسا مجکو ساقی
بہار باغ افسانہ دکھائے
پھلون پھولون مین اُس گلشن مین اُس سے
چنے اُس باغ رنگین سے ہر اک گل
زتاثیر ہواے طبع رنگین

سیاحان ریاض سخن وگلگشت کنندگان گلشن علم وفن زمزمہ سنجان بہارستان سخندانی ومنشی نمائے چمنستان معانی معطر مشامان گلہاے کلام وگل فشانان باغ کلام مدرت نظام سیاح بوستان داستان رنگین بیان اسطرح فرماتے ہین وبرنگ بلبل شیوازبان نغمہ سنج سرور یون زبان پر لاتے ہین کہ جب شاہزادۂ سلطان گردون مسیر جہانگیر والاتدبیر ہزاران توقیر برای تسخیر طلسم کوکب رو شنضمیر افراسیاب بے پیر سے رخصت ہوکر روانہ ہوا ہر مقام تپلہاے سخر رہبری کرتے تھے جادۂ اطاعت سے خلاف قدم نہ دھرتے تھے ہمراہ رکاب سعادت انتساب کئی لاکھ ساحرون کا لشکر انتہا کا گروفر تخت پر خورشید جادو سوار جلو مین فیل واسپ کی قطار ڈنکا ہوتا نفیر سحر کودم ملتا ابر سحر سر پر سایہ فگن لشکری دشمن شکن بر ساحر سامری زمانہ بہادری کا زبان پر فسانہ اسی طرح کوچ ومقام فرماتا بعد قطع منازل ومراحل ایک صحرا صعوبت زامین پہونچا کہ بخت سیاہ دشمن کی طرح وہ سیاہ تھا ہوا وہان چلتی تھی یا آواز مین اُسکی پیدا نالہ وآہ تھا چشم دہر گویا اندھی ہوگئین تھین شب دیجور کی سیاہیان سب کھٹکر اسی جا جمع تھین تاریکی ظلم کا وہان مجمع تھا اندھیر وہین سے پیدا تھا ستم وجور کو جو اپنی رونق زیادہ منظور ہو تو تاریکی وہین سے قرض لے آفتاب اُدھر سے کبھی ہوکر نہ نکلے بلکہ اسی خوف سے تھرآتا ہے کہ اُدھر راہ بھولکر نہ چلا جاؤن جو اندھا ہو جاؤن ہوا وہان کی دلون کو سیلہ کرتی تھی درہ کوہ کے ایسے تھے کہ گور جہود بھی ایسی تاریک نہوگی پھول وہان کے دیدۂ آہو کی طرح کالے تھے دریا وہان کے اندھے کنوین اور نالے تھے بگولون نے کالی بلاؤن کو شرمایا تھا جھاڑیون نے جٹاؤن کو کالے جوگیون کے پریشان بنایا تھا ہر قدم پر بلا نازل ہوتی تھی غبار زمین سے جو اُڑتا تھا مطبخ خانۂ عالم مین دھوان بھرا تھا سیاہی ہر سمت برستی تھی ہاتھ کو ہاتھ دیکھنے کے لیے آنکھ ترستی تھی

سیاہ قلبی دنیا کی اُسی جا سے ہویدا تھی کہ نظم	نہ صحرا خانۂ زنبور تھا وہ	کہ نیش خار سے معمور تھا وہ
نہ صحرا رشکِ میدانِ قیامت	ملادے خاک مین شانِ قیامت	غضب پُر ہول و پُر آشوب و پُر درد
تصور سے رُخِ سیاح ہو زرد	غضب پُر ہول دشت لق و دق تھا	جہان ہر اک قدم پیدا تلق تھا

اس صحرا مین اسنے خیمہ برپا کیا اور ازبسکہ زیادہ ٹھہرنا وہان مشکل تھا اسلیے خود کو تنہا روانہ ہوا ایک لمحہ بھی بارگاہ مین نہ ٹھہرا چند فرسخ کے بعد ایک گنبد کے نزدیک ٹہلتا ہوا پہونچا یہ معلوم ہوا کہ ابلیس سیاہ اسی جگہ ساکن ہی یا کسی موکل جہنم کا مسکن ہے گنبد نہین یہ بھی ایک مکان ساکنان جہنم کا ہی دوزخ کے درگہ کا ایک ٹکڑا ہی کالا جھلنی نہ ہی یہ ازبسکہ اپنے پاس لوح طلسم بند رکھتا ہی اسکو گلے سے اُتار کر اسنے بلند کیا تو معلوم ہوا کہ نہین گنبد بنا ہی اور بڑے بڑے حرفون سے کچھ لکھا ہی اُسوقت افراسیاب نے اُس سے کہدیا تھا کہ بروقت تمھارے پہونچنے کے مین بھی آؤنگا تم ان اسما کو پڑھنا اُسنے جب کچھ چارہ نہ پایا ان اسما کو ورد زبان فرمایا ایک طائر اُس گنبد کے حوالی سے پیدا ہوکر ایک طرف اُڑتا ہوا گیا بادشاہ باغ سیب مین لیٹا تھا کہ وہ طائر شاہ کے ہاتھ پر آبیٹھا بادشاہ سمجھ گیا اور اسی طرح بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا اور ایک ایسے مقام پر اپنے طلسم مین آیا کہ جہان ابر سفید کا ایک گنبد بنا تھا اور ابر سفید ہی اُسپر سایہ کیے تھا وہان کھڑے ہوکر اُسنے سحر پڑھا کہ در گنبد کھلا اندر سو درہ کے ایک خط باریک نہایت منور و روشن مثل خط کہکشان ظاہر ہوا بادشاہ اُس خط کے سایہ مین اندر گنبد کے آیا اور اسطرف کے گنبد کے دروازے کو کھولا تو ایک ساحر کو استادہ دیکھا کہ سراپا نور تھا اور مُنھ مین اُسکے ایک فتیلہ مثل مشعل جلتا تھا بادشاہ نے ران اپنی کاٹ کر خون لیا اور کئی چھینٹے اُس ساحر کے منھ پر اُس خون کے مارے کہ وہ فتیلہ اُسکے مُنھ سے چھوٹا اور وہ ساحر ایک آہ کرکے جلگیا صدائے شور مشور قیامت برپا ہوئی اور آندھی سیاہ آئی چار سمت ہزارون پتلے اور پرچھائیان ظاہر ہوکر دست و پا مین بادشاہ کے لپٹنے لگین اُسوقت اُسنے مُنھ کھولدیا کہ بھق بھق شعلے نکلنے لگے اور پتلے اور پرچھائیان سب نابود ہونے لگین لیکن اُن پتلون نے بھی تلوارین اسقدر لگائی تھین کہ جانبجانب شاہ زخمدار تھا آخر وہ ابر سفید غائب ہوا اور آواز آئی کہ اے بدکار و ناہنجار دیکھ تو کہ اسکی کیسی سزا تجھے ملتی ہے افسوس ہے کہ ہم ناچار ہین اول ہی سے مطیع ہمکو اور ہمارے بادشاہ کو بانیان طلسم نے تیرا کر دیا تھا خیر اب در آشتی تو بند ہوا اور جنگ کھلا

غرض کہ بعد ان آوازون کے وہان بجاے روشنی کے تاریکی ہوگئی بادشاہ بہت جلد اُس گنبد سے ادھر کو نکل آیا اور مُنھ سے اُف جو کی ایک شعلہ نکلکر فتیلہ پر پڑا کہ اُسنے کار روغن کیا یا تو وہ بجھا چاہتا تھا اب دھڑ دھڑ جلنے لگا بادشاہ پرواز کرکے وہان سے صحراے تاریک مین ہو پہنچا روشنی کے باعث سے وہ تمام صحرا روشن ہوگیا خورشید جادو نے آگر ملاقات کی اور چاہا کہ ہمراہ چلے لیکن اُسنے منع کیا کہ دشت پُرخطر ہی وقت پر تم قدم آگے بڑھانا یون نہین جانا یہ لوتسب رُکے اور بادشاہ قریب گنبد ہو پہنچا وہان شیر ہیبتہ شجاعت مشجاع پیر جہانگیر کو پیر قمر استادہ پایا اور اُسنے شاہ کو دیکھکر سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ مرحبا اے میرے شیر دلا اور یہ کہکر اُس فتیلہ کو جو بلند کیا گنبد پر جو کچھ لکھا تھا حرف بحرف پڑھا گیا جہانگیر نے اُسکو پڑھا اور کئی مرتبہ ورد زبان کیا یکایک در گنبد وا ہوا اور اُسمین سے ایک ساحر تیرہ فام کہ قد اُسکا تاڑ سا فربہی مین پہاڑ سا تھا مُنھ سے شعلے آتش کے چھوڑتا نکلا اور اُسنے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ اُسکا پکڑا اور گردن مین باہین ڈالدین کئی مالے مروارید کے کہ اصل مین وہ بیضۂ عقاب تھے اور لک ودلک سحر اُس سے پیدا ہوتے تھے اُسکی گردن مین اپنے گلے سے اُتار کر پہنا دیے اور کہا اے برادر خوب تم آگاہ ہو کہ میرے طلسم مین عمرو عیار آیا اور اُسنے میرے ملازمون کو بہکایا راہ راست کو بھلایا اور وہ ملحد اور ترک پرستار خداے نادیدہ ہو کہ جسکے نام سے ہم تم دونون نفرت کرتے ہین چنانچہ بادشاہ نے تمھارے اُسی پیدین سے دوستی پیدا کی اور دین اپنا اور نام اپنے جدو ابا کا برباد کیا اور علاوہ اسکے تم جانتے ہو کہ ہمیشہ سے میرے باج گزار تمھارے بادشاہ کے جدو ابا رہے ہین اور وہ خود بھی غاشیہ بردار حکم رہا ہے پھر تمکو میری اطاعت کرنا زیبا ہے اُس ساحر نے کہا کہ ای

ملجاے ساحران جہان وبادشاہ افسون خوانان بیت

کہ گوشہ تیرا بچسخ برین	تراد ین و آئین بہین و مہین	تو ہے قدوہ ساحران جہان
طلسمون مین ہین تیری جادوگران	اس ذرہ بے مقدار سے آپ کیا خدمتگزاری چاہتے ہین کہ اسکو	

بالا نامین اپنا فخر و افتخار جانون بادشاہ نے کہا بھائی مناسب یہی ہے کہ چراغ جمشیدی و تیغہ بلاکش جو اپنے قبضہ مین تم رکھتے ہو وہ اس نہنگ بحر جلادت و دریاے فتوت

انجم سپاہ فلک جاہ شہزادہ باتوقیر جہانگیر کو حوالہ کرو کہ یہ طلسم کشا ہے یہ کہکر اشارہ کیا کہ جہانگیر بھی اُسے
کچھ باتین لجاجت کی کرے لیکن یہ بہادر بیگانہ کب سرفرود لانے والا ہے کچھ اُسنے سماعت نہ کی سوائے
اُسکے کہ اُس سے بغلگیر ہوا اور اُسنے بھی اسکے تیور اور شوکت و شہامت جو دیکھی بندۂ بے دام بنا
اور فرمان بادشاہ قبول کیا اندر گنبد کے جہانگیر کو اجازت دی کہ جائے نام اس سامر کا وہم جادو ہے
اور اسکا بھائی ہے کہ اُسکو موہوم جادو کہتے ہین موہوم جادو بیرون گنبد برائے حفاظت
رہتا ہے اسوقت اپنے سکن مین تھا کہ اُسنے روشنی دیکھی سحر سے حال دریافت کیا کہ افراسیاب
یہان آیا ہی چنانچہ فساد سے کوکب اور افراسیاب کے تو آگاہ تھا ہی سمجھ گیا کہ آ
افراسیاب کا خالی از فتور نہین جلد خبر لینا چاہیے پس فوراً اُڑکر اس مقام پہ آیا اور مخفی طور
سازکرنا افراسیاب کا اپنے بھائی سے دیکھا دل سے کہا واے مردیم یہ کیا
غضب ہوا اُسنے پشت گنبد پر جلد تر پہونچکر سحر کی نقب لگائی اور اندر گنبد کے آیا اور جس
صندوق مین کہ تحفہ ہاے مذکور تھے اُسکو واکر کے حاصل کیے اور نقب ہی سے نکلکر صحر
کا راستہ پکڑا یہان جہانگیر جو اندر گنبد کے آیا فتیلۂ سحر کی بہت روشنی تھی دیکھا تو ہزارہا تصویرین
یہان لگی ہین کہ سب ہستی بولتی ہین اور میز پر بھی ہین گلدستے اُنپر چنے ہین سامنے گلدستون
کے آئینہ جھلک دار لگے ہین آئینون مین پریان ناچتی نظر آتی ہین بادشاہان ممالک سیر و شکار
مین مصروف دکھائی دیتے ہین صحرا و کوہ کا تماشا نظر آتا ہے بلبلونکا چہچہانا سنائی دیتا ہی رقص
طاؤس گلستان مین دکھائی دیتا ہی آئینہ ہنین اصطرلاب جاماسپ و جسام کیخسروی کو شرماتی ہین
جام جم کو کوزۂ سفال بتاتے ہین انہین میز پر گنبدون مین ایک یہ بھی تماشا ہی کہ کئی ہزار صندوق جواہر کا
در شیشے کا رکھا ہی ہر ایک پر غلاف مخمل کا چڑھا ہی ہر صندوق پر جواہر کے مور کھڑے ہین دم
اپنی اٹھائے رقص کرتے ہین جو کوئی قریب صندوق جانے کا ارادہ کرتا ہے وہان مور سے
ایک پر زاد نکلتی ہی اور اپنی ادا ہاے دلفریب پر لبھاتی ہی ہنسکر برق دندان کی چمک سے
بجلی گراتی آئینۂ رخسار کا اپنے حیرتی بناتی ہے انسان محو ہوکر رہجاتا ہے کچھ دیر مین وہ پری تو غائب
ہوتی ہے جانے والا مثل تصویر گلی بے حس ہوتا ہی اور کچھ دیر مین زمین مین سماتا ہی جہانگیر نے وہ
سما جو سر گنبد پر تھے پڑھے مور لوح طلسم بند بھی پاس رکھتا پس قدم جلادت تسلیم

بڑھا اور صندوقون کے پاس آیا لیکن حیران کار تھا کہ کس صندوق کو کھولون اور کس طرح مقصد پاؤن لیکن ایک صندوق جواہر کار منقش بہ نقش و نگار کو دیکھا کہ سب سے زیادہ تر مجمل اسکا تھا رونق مین بہتر از ماہ مبین تصدق اُسپر صندوق جواہر انجم چرخ برین اُسکا مقفل بھی کھلا دیکھا اُسنے اسی کا پٹرا اُٹھایا اپنے مطلب کا پایا مگر اُسکے کنارون پر لکھا دیکھا کہ یہی ہے مخزن جواہر تحفۂ طلسم بس اُسکا اٹھا ٹھنکا ناچار کرنا کیا باہر نکل آیا افراسیاب کو اُسوقت صدمۂ عظیم ہوا اور سمجھا کہ شاید وہم نے دغا کی وہم بادشاہ کے تیور بدلے دیکھکر غائب ہوگیا افراسیاب نے ہرچند سحر کیا کہ حاضر ہو گروہ ملازم اور بادشاہ کا اور سرحدار ہے وہ اسکے ادنیٰ سحرون کو کب مانتا ہے کہ یہ کھڑے کھڑے سحر کرے اور وہ آجائے ناچار جبر ہوم وغیرہ کرکے کسی طریقہ کو اسپر کرے تو اتر ہوا ناچار بادشاہ تو اپنی فکر مین ایک طرف گیا اور جہانگیر نے قدم ہمت آگے بڑھایا اُسوقت ایک پنجہ کرمین اگر اسکے پڑا کہ بروے فلک لیکر اڑ گیا یہان کا تو یہ ماجرا اگر راقم چابک بن عمرو بھی ساتھ جہانگیر کے آیا ہے اُسنے تلاش مین اپنے مالک کے رہ نوردی کی اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی مثل حسینہ وجمیلہ کے بنائی زلف کا سلسلہ سنبل باغ جنان تک پہونچا ہوا رخسار کے روبرو گل باغ رضوان شرمندہ پیشانی شعلہ طور کے روبرو پستی پیشانی آنکھین ہر ساغر آب زندگی سے لبریز ابرو مستی خیز لبون پر جان مسیحا قربان رسی یا تک عجب آن بان اگر لیلیٰ اُسکو دیکھے تو مجنون بنے ہیر اہیر کی گنی کھائے شیرین سامنے اُسکے پھیکی ہو جاے عذرا عارض پر مفتون ہو کر جان گنوائے نظم

کھلے بال چلتی جو وہ سرو ناز	قد مبوس کو آتی عمر دراز	جدھر کو وہ ٹک گرم رفتار ہو
قیامت اُدھر سے نمودار ہو	اگر گرم اُسکی جدھر جا پڑے	کہے تو کہ اودھر کو بجلی گرے
وہ کافر جبین ہو یمین خلق جہان	کرین سجدہ اُسجا یہ اسلامیان	جب اس صورت پر آرا سے ہو

چکا لباس وزیور سے بھی مزین و محلے ہوا اور اٹھلاتا مٹکتا کوے کا عالم دکھاتا چلا لیکن یہ کہتا جاتا تھا کہ یہ مردود اثر اور غماز ہے مجکو اکیلے مین لاکر چھوڑ گیا بے مروتی سے منھ موڑ گیا سامری کہون اب کبھی اس موے سے مین بات نہ کرون اے اسکے منھ کو جھلسا آگ کا لگاؤن در گور چھپا مین پھر مین نہ دیکھون تو دل توڑ دے اسکا نام نہ لے چل اپنا کام کریں ایسے شام درے اودے پچیس ہزار

اسی طرح اس گنبد سے چند گام بڑھا تھا کہ سامنے سیاہی دیکھی اور سیاہ پانی کا ایک چشمہ نظر آیا
اُسکے کنارے جب پہونچا پانی کو اُسکے تلاطم ہوا اور بعد کچھ دیر کے ایک ساحر نے سر بر کیا
اور باہر چشمہ کے آیا یہ اُسکو دیکھکر جھجکی اور جھاگ اُبھار کر چلی اُسنے جو دیکھا کہ ایک معشوقہ
عربدہ ساز مست مے ناز رفتار سے دل پامال کرتی لبسان آہو سے رم خوردہ دلفریبی دکھاتی جاتی ہے

بس دہین سے پکارا کہ بیت

ہم وہ ہین گرم رو راہ وفا جون خورشید		سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو

وہ نازنین بھی پھر مسکرائی رخسار انور کی تنویر نظر آئی برق رخسار نے دل جلایا دوڑ کر وہ اُسکے
قریب آیا اور کہا کہ شعر

ترا مان نکلتی ہو جس راہ سے		قیامت ہے واں نالہ و آہ سے

اے یار وفادار طالب طرحدار دل لیکر یون بھاگنا اچھا نہین ہان سچ ہی چورون کا اور کام ہی کیا ہی
اُسنے جواب دیا کہ چل جھٹے مردوے اتنی باتین نہ بنا دل اپنی امان جان کو جاکر
دے مجھ بیچاری غیر سے کیا واسطہ ہے یہ تو وہی مثل ہوئی جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام
اُسنے منت کی اور سر قدم پر رکھا یہ نہین نہین کیا کی آخر وہ اُسکو گود مین لیکر بھاگا اور آکر چشمہ
مین کود پڑا جب اُسکی آنکھ کھلی ایوان وسیع و رفیع تعمیر دیکھا آراستہ برنگ تصویر دیکھا اندر
ایوان کے فرش بچھا مسند مغرق آراستہ نہایت پیراستہ اسباب عیش و عشرت رکھا ہوا
جام و صراحی موجود عشرت حاضر غم نابود اُسنے لاکر اُسکو مسند پر بٹھایا اور آپ سامنے
بیٹھا نظارہ جمال عدیم المثال سے ایسا خوش تھا کہ پھولون نہ سماتا تھا آخر اختلاط اور گرم جوشی
شروع ہوئی اُسکا منت کرنا اور اسکا بگڑنا تھا پائی باہم ہونا چھوٹے کپڑے کا اوپر چڑھ جانا کبھی
بندسیون کا کھلجانا اُسکا آغوش مین لینا اُسکا تڑپ کر نکلنا اور کہنا کہ ای شخص گھڑی بھر کی
اسوقت صحبت ہی تو مجکو ہلاک کرتا ہی غم فرقت سے دمکو نچین آتا ہی نہ آرام ملتا ہی خواب و خور حرام
ہوتا ہی خنجر اندوہ دلپر خلتا ہے جان پر بنتی ہے دم نکلتا ہی کہ نظم

سب اس عشق کو عشق کہتے گئے	اس آتش سے گرمی ہر خورشید مین	ستم اس بلا کے ہین سہتے گئے
اسی سے دل ماہ ہی داغدار	کتان کا جگر ہی سراسر فگار	بہی ذرے کی جان نومید مین
		نئے اُسکے چرچے حکایت شتی

گئے شکر گلے ہے شکایت مجھی	اسی سے قیامت ہی ہر جا بپا	اسی فتنہ گر کا ہی عالم مین شور

اُسنے کہا ای سہ پارہ قسم ہی ساحری کی جب سے تجھے دیکھا ہے یہ حال ہمارا ہی کہ دشنۂ غم سے جگر پارہ

پارہ ہی دریاے اشتیاق جوش مین ہی سینہ کب اپنے دونگی تھام		کسی بیکس کو ای بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مرے اُسکو گر مارا تو کیا مارا	جگر واں دونون پہلو مین ہی جسکی اُسنے کیا چاک	اِدھر مارا تو کیا مارا اُدھر مارا تو کیا مارا

یہ کہکر اُسکے لپٹنے لگا اُسنے دھکیل دیا کہ صاحب پرے بیٹھو اور جب دیکھا کہ یہ بدفطن ہوگا بس فوراً جام مے ارغوانی بھرا اور اُس اختلاط مین پہلے ہی اپنا کام کر چکا تھا یعنے شراب آغشتہ بزہر سے بیہوشی ہو چکی تھی بس وہ جام اُس کافر کے حوالے کیا پنجہ نگارین خوش بنا کو دیکھکر اُسکا دم نکلا بیقرار تو تھا ہی جام لیکر پی گیا دو جام پلانے سے مست و مدہوش ہو گرا اُسنے فوراً خنجر سے سر اُسکا جدا کیا آواز مہیب آئی کہ مارا موہوم جادو کو اسطرف افراسیاب جو غائب ہو گیا تھا اُسنے ایک مقام پر بہو نچکر خون اپنے بدن کا لیکر جانب فلک اُچھالا کہ وہ خون ایک زنجیر سونے کی بنکر ہر طرف پھیل گیا اور کچھ عرصہ مین وہی زنجیر وہم جادو کے گلے مین پڑی ہوئی اور جہانگیر سچہ مین دبا ہوا اسنے شاہ کے آیا بادشاہ نے اُسکو زنجیر سحر سے رہا کر کے پھر بہت کچھ سمجھایا کہ وہ سر فرو لایا اور بادشاہ کو مع جہانگیر کے لیکر روانہ ہوا اور اسی گنبد کے قریب بہونچکر جو اُسنے دیکھا تو وہ تالاب سیاہ نہ پایا اور ایک عورت کو دیکھا کہ لاش ساحر کی ڈھونڈھ رہی ہی جھولی وغیرہ تلاش کرتی ہی آفت برپا زمانہ سیاہ ہی آندھیان چل رہی ہین اُسنے کہا ہاے میرے بھائی کو کسی نے مارا شاہ جادوان نے اُسکی تسکین و دلداری کی اور چاباک کو آکر گلے سے لگایا پھر ایک مجرہ بنا دیکھا کہ وہ برباد ہو نے سے باقی رہگیا تھا چنانچہ اُسکو وا کیا ایک صندوق مین تیغۂ بلا کش اور چراغ جمشیدی رکھا پایا وہ لیکر جہانگیر نہایت درجہ خوشنود ہوا اور وہم نے اب اطاعت بخوشی خاطر قبول کی اُسکو اپنے ہمراہ لیکر وہان سے مراجعت کی اور وہم شہزادہ کو اندر گنبد کے لایا اور ایک مقام پر تختہ سنگ لگا تھا اُسکو دیکھا کہ سنگ بر نگ سبز تھا اور قلابہ آہن اُسمین لگا تھا شہزادہ نے بقوت صاحبقرانی اُسکو اُکھیڑا دہنہ لقب کا پایا اُسوقت افراسیاب تو وہم کو لیکر پھر آیا اور اُسی دشت مین آکر ٹھہرا جہان خیمہ جہانگیر کا تھا اور جہانگیر دونون پانون جماکر اُس لقب مین کود آیا و غلطان و پیچان چلا گیا جب پانون تہ سے آشنا ہوئے ایک صحراے سیاہ رنگ پھر نظر آیا اُسنے چراغ جمشیدی وہان رکھکر روشن کیا کہ تمام صحرا نورانی ہو گیا جیسے کسی کافر کے دلمین نور اسلام آگیا روشنی کی ہوتے ہی سر جدا

نیلی لوشش خبردار ہوا کہ شاید طلسم کشا آگیا ہے اُسی وقت لشکر سات ہزار سامانِ غدار کا لیکر چڑھ دوڑا
صدائے بوق و دہل نے تمام دشت کو تھرا دیا زلزلہ زمین میں ڈالا تاریخ ترنج بس کی گانٹھ بنکر ہر طرف
اُچھلنے نظر شورش دریائے لشکر نے کشتی جان کو ڈبونے کا عزم کیا بس وہ لشکر جہانگیر پر پڑا اُسنے بھی
تیغہ بلا کش کھینچا اور غدر بلند کیا اب تو یہ حال ہوا کہ زمین خون کی جاری ہوئی ہوا نے جسم خون کے
اُچھلنے لگے کسی طرف آگ برستی تھی کہیں لوہے کی لاگ تھی کسی جا گولا اپنا کام کرتا تھا لیکن جہانگیر
یکہ و تنہا ہزاروں لاکھوں پر بھاری نظر آتا تھا قضا نے باغبانی کر کے طرفہ باغ لگایا تھا تیغوں کے پھل
نخل جسم میں لگے تھے تیر جیتے تھے بلا صبا آفت ہر تھی جرانوں کے جسم پر پھولوں کی طرح گلکاری تھی

جوہر شمشیر سے چمن کھلے تھے نظم	میانسے اپنے مٹھی جو ہیں اسنے تولا	باعث تیرگی چشم تھی وہ برق اجل
در ہمی آگئی اکبار صف اعدا میں	ایک دو ہاتھ کے چلنے میں پڑی یا ٹل	تیرگی بخشی جہان بسکہ ہوا سر بگرد

اس شت میں پہونچنے سے راہ کھل گئی تھی بادشاہ جادوان بھی مع
ملک خورشید کے آکر پہونچا اور فوج پر سرحدار کے گرا عیاذاً باللہ بڑی گھمسان کی مار ہوئی آخر عین
گرمی جنگ میں سرحدار نیلی لوشش مقابلہ میں جہانگیر کے آکر دو پر کانپے ہوا اور بقیۃ السیف لشکر بھاگا یہ
لشکر اور سرحدار بارگاہ استادہ بے نوا سے حفاظت یہاں رہتا تھا ملک مال اُسکا نہ تھا ملک انجم
شاہ جادو کا ہے کہ جو بہنوئی ہے کوکب رو شنضمیر کا اور مقدمہ جو سرحد کا تھا اسلیے کوکب نے
اپنے بہنوئی کو یہ ملک سپرد کیا تھا اور اسپر بھی زیادہ تر یہ حفاظت تھی کہ گنبد دو ساحرون کو سونپا تھا
اور سرحدار بھی مقرر فرمایا تھا یہ فوج شکست خوردہ اور زبون حال جانب انجم حصار رو بفرار
لائی اور یہاں فتح کے نقارے بجنے لگے اور مال و اسباب اعدا کو سب نے لوٹ لیا پھر بارگاہ اپنی
اُس صحرائے اول سے منگوا کر اُسی مقام پر برپا کرائی لشکر میں جو طائفے کے ساتھ ہیں اُنھیں حکم فرمو
دسرور دیا افراسیاب سب نشیب و فراز جہانگیر کو سمجھا کر رخصت ہو کر اپنے مقام پر گیا چابک نے
یہاں انتظام معقول کیا علاوہ یہ قائم ہوا بازار میں گھڑیال بالا دری پر روز جانا مقرر کیا اندر بارگاہ کے
جشن ہے صحبت ماوکانہ برپا ہے یہ تو بعیش قرار پذیر ہیں لیکن جو ساحران فراری کہ قلعہ انجم حصار میں
پہونچے انجم شاہ جادو سریچکو مست پر لبسد کر دفتر جادو گستر تھا دربار میں اُمرا و زرا رکین سلطنت حاضر
قاعدہ ادب سے ماہر تھے اُسوقت ان فراریوں نے دروازہ پر پہونچکر فریاد و فغان کی انجم شاہ نے

سامنے طلب فرمایا اور استفسار حال کیا اُنھون نے رو رو کر سب حال گنبد کے ٹوٹنے کا اور سرحدار کا
لڑکر قتل ہونے کا بیان کیا ان لشکریون کو تو سرکار مین جگہ دی گئی اور بغضب تمام تر اپنے سرداروں کی
جانب اُسنے نگاہ کی ایک سردار ذی احتشام مفتون جادو نام اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور آداب بجا
لایا شاہ نے اُسکو خلعت عنایت فرمایا پھر وہ اجازت سفر لیکر باہر آیا ساٹھ ہزار ساحران نامی کو اپنے
ہمراہ لیا اور آپ بھی تخت سحر پر سوار ہوکر چلا پھر وہی شور برپا ہوا زمانہ کا دل دہلا جادوگرنیان طاؤس
اُڑاتی چلین اژدرون کی پھنکارون نے عالم کو سم اسود کر دیا اسلحہ کی چھاچاق سے دنیا بھر گئی ڈنکے
بجے تاوس بھنکنے بڑے عظم و شان سے صحرائے تاریک مین آکر پہونچے اور خیمہ بارگاہ سب نے نصب کیے
طبل فوج کے داخلے کے بجے ہرکارے خدمت جہانگیر مین آئے سب کیفیت معرض عرض مین لائے
یہان کئی روز تک مفتون کسل راہ سے آسودہ ہوا آخر ایک روز جب صحرائے تاریک سواد اعظم

شب نے مصقلہ فرمایا اور نور خورشید کو داغ بجھکر جسم دہر سے مٹایا کافور	شفق نے پھر خبر دی شام آئی
یہ منکر روشنی کا نام آئی	چراغان ہوگئے بالکل ستارے
نہین ہوتے ہوس سے گل ستارے	

سر شام مفتون خونخوار انجام نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے دوان دوان خدمت والا فرزند
صاحبقران مین آئے اور بصد عجز و ادب زبان پر لائے اشعار

چلے تا اشرفی آفتاب عالم مین	خط شعاع سے اُسپر جو یہ ہو تحریر	شہ بلند نگہ شہریار والا جاہ
خدیو مہر کلہ خسرو سپہر سریر	جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع	فلک موقر و اختر معین و بخت نصیر
زمین ہو سبز جو تیرے سحاب بخشش سے	تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنے اکسیر	طبل جنگ لشکر دشمن مین بجا دی

باقی عافیت سب طرح ہے ادھر بھی تقیر سحر کو دم ملا لشکرون مین تیاریان آلات حرب و ضرب کی
شروع ہوئین شرارہ سحر شرارت کرنے لگا شعلہ بھڑک بھڑک اُٹھا ایک طرف شمشیر انیسی جادوگرنی
اپنی زبان نکالے چمک سے شعلے چھوڑتی تھی کمان چلا چلا کر منتر پڑھتی تھی زبان سنان پر
سینہ چھیدون یا قوی بازو ادھر آچھو جاری تھا تیرون کی پونین تیار ہوتی تھین گرزون کی دھمال
پڑ رہی تھی جھنڈا شجاعت کا گڑا تھا ہر منتر پر پڑھا جاتا تھا کلوا آلے بھیرون جائے کالی
دشمن کا لہو چاٹے تلوار سحر کی خوب کاٹے یہی صدائین آتی تھین جانین خوف سے جاتی تھین چار پہر یہی
ہنگامہ رہا جب مرغ سحر نے پیک نبکر خبر آمد سحر دی اور غوغائے لشکر نے شور طبل و بوق کو شرمایا

کہ ابیات

جو آئی پھر گھڑی سر پر اوان کی
ہوا مہتاب کا بھی رنگ کافور

بدل دی صبح نے رنگت جہان کی
چراغ صبح کے مانند بے نور

سحرگاہ شاہزادہ والاجاہ بستر خواب سے اُٹھکر مسلح و مکمل ہوا اور دربارگاہ خورشید پر آیا وہ بھی سویرے سے برآمد ہوا ہر ایک نے تسلیم کی پھر تخت اُسکا قلب مین لیکر بڑھے کروفر سے جانب میدان روانہ ہوئے کیا ان کفاردن کی شان و آن و بان لکھی جاے ایک دُر بحر شجاعت جہانگیر یا توقیر کے سبب سے لشکر کی یہ عزت تھی نظم

وہ قیامت ہی تری فوج کہ شور محشر
دم نہ مارے کبھی سُن پائے جو گھوڑوں کی ہنہل

نالۂ بوق کی ہیبت سے رکھے پھونک کی پانون
کوچۂ صور سے گذرے جو دم اسرافیل

دون ترے گھوڑون کو مین کیونکہ پریسے نسبت
نہ یہ صورت نہ یہ رفتار نہ یہ ڈول نہ ڈیل

غرضیکہ بہزاران تجمل جب میدان مین پہونچے اُس طرف سے مفتون بھی فوجون کا پراہمراہ لیے اپنی کمنت و جلادت دکھاتا آکر پہونچا دونون لشکر مقابل مین صف آرا ہوے اور بعد ترتیب صفوف میدان جدال و قتال یہ نوبت پہونچی کہ ایک ساحر ستارہ پیشانی جادو نام مفتون کی طرف سے میدان مین آیا اور نیرنگی سحر دکھاکر طالب مرد نبرد آزما ہوا اسطرف سے شہنشاہ قوی بازو نام نے آکر اُسکا مقابلہ کیا تا دیر دونون مین رد و بدل ترنج و تاریخ سحر کی رہی آخر ایک ناریل ستارہ پیشانی کے سینہ کو توڑ گیا بھائی اُسکا زحل صورت اسکے مقابلہ مین پہونچا اور اُسنے ایک بجلی سحر کی گرائی کہ خرمن جان شمشاد کو اُسنے جلایا راستی کچھ کام نہ آئی جہانگیر تو مینجل بہادر ہی اُسکو تاب کہان فوراً مرکب اپنا اُٹھاکر صف لشکر اعدا پر جا پڑا کہ یہ کہا تھا کھڑا ہی مارا اور مر گئے پھر تو اُس سیاہ چار طرف سے گھر آیا اور تیغہ سحر چلنے لگا دارو گیر کا زمانہ تھا اپنا پرایا سب تیغ کے مُنھ پر چڑھکر مُنھ کی کھاتا تھا جان گنواتا تھا آتش خانۂ تن مین جادو کی لگی تھی پانی نے آبرو ساری کھوئی تھی غرق کشتی زندگی ہوئی تھی ساری کرنی دھرنی ڈبوئی تھی اُسنے اسکو گرایا اُسنے اُسکو بھگایا کوئی کسی کے اوپر غالب ہوا کوئی مغلوب ہو کر جیتا بچا ہر سمت سائین سائین کی آواز جان پر سوز و گداز شمع ہستی گل ہوا دام کے جھونکے مار لو مار لو کا غل آفت تازہ برپا اندھیرا چھایا ہوا تیغ اپنا پرایا ہوا مفتون نے پڑھکر کچھ جانب آسمان

پھونکا ایک ابر تیرہ و تار آیا اور چار طرف چھا کر پھر ہر سمت سے مثل دیوار کے زمین مین سما یا ایک قلعہ سحابی
اُٹھ بنا یا اُسکے اندر کل لشکر خورشید کا آیا جو اُس سحاب کے قریب جاتا شعلۂ آتشین نکلکر
بدن مین لپٹ جاتے تھے رخت حیات جلاتے تھے خورشید نے اُسوقت کچھ روئی لیکر دونی
جھولی سے اپنی نکالی اور سحر دم کر کے جلا ڈالی اُسی وقت آگ اُس قلعہ مین لگی اور روئی کی طرح جلکر
رہگیا مفتون نے ایک تسمہ اپنی جھولی سے نکالا کہ وہ تسمہ بظاہر مار سیاہ نظر آتا تھا اُسکے ٹکڑے
نامے کر کے جانب زمین پھینکے ہزارون مار ان سیاہ پیدا ہو کر لشکریون کو ڈسنے لگے خورشید نے ایک
جلا کر اُس موم کا بنا کر کچھ ٹکڑے سپند و رو غیرہ کے اُسپر دیے پھر اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور آسمان
کیطرف اُڑا دیے لمحہ بھر مین ہوا تیز و تند ہوئی اور اندھیرا ہوا کے ہزارون طاؤس آئے آسمان پر
چھائے کندے باندھا باندھکر زمین پر گرے اور سانپون کو چُن چُن کھاتے تھے اسی طرح سے

اور پر لڑائی رہی سحر آزمائی رہی ہاتھونکی صفائی رہی کہ نظم		
نسر طائر کو بھی وہ بھیجے ایک اُسل ہوئی چل	مہرۂ پشت عدو مین تر اتیر صف دوز	جب ہزان مژگان ہو تیر پر نشان
طائر روح عدو کے لیے بہر پرواز	تیر کی تیرے صدا جیسے کبوتر کو زغیل	رشتۂ مہرہ تسبیح کے مانند رخیل
		آخر فوج مفتون کی پسپا ہوئی

اور تیغہ بلاکش کے سامنے جب وہ جانبازی کر کے آیا ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے ہوا شور و اویلا ہی تھا
اب اور بھی قیامت کا ہنگامہ ہوا افسران لشکر نے مرا گوارا کیا بڑے تجسس سے لاش اُسکی پائی اُسکو
لیکر روتے پیٹتے گریبان چاک سر پر خاک ڈالے روانہ ہوئے جہانگیر نے دور تک تعاقب کیا پھر رفع و غیرہ کی
مراجعت فرمائی فوج دریا موج اُسکی اور منزل بھر بڑھ آئی پھر وہی ہنگامۂ نشاط برپا ہوا ہر بہادر
مال لوٹ کر مالا مال ہو گیا اور بستر پر اپنے بخوشی خاطر آرام پذیر ہوا بارگاہ مین شہزادۂ فلک جاہ
کے یہان جشن ہو رہا تھا اُدھر اثنائے راہ مین قافلۂ شکست خوردان رو رہا تھا اسی طرح
پریشان و مضطرب الحال ایجم حصار مین آئے اور سامنے بادشاہ کے پہونچکر سب ماجرا معروض کیا مین
لائے اُسنے جھلا کر ضرب آہن خوار جادو کو یہ سپاہ کثیر روانہ کیا پھر وہی ہنگامۂ سپاہ برپا تھا فوجون کا
چلنا جوانون کا مچلنا اور تنابیرون کا غل کرنا تھا شہر کی زحمت اُٹھا کر نہایت احتشام سے یہ سب
دلاور جب مقابلہ مین پہونچے ایک دو روز آسودہ ہوئے ایک دن جب دن کے عمر کا آفتاب لب بام

ہوا اور ضیاے خورشید کو چراغ سحری پایا کہ بیت

زمین کے سایہ نے کی پردہ پوشی ؛ مٹی مہر فلک کی گرم جوشی ؛ ایسے ہنگام مین طبل جنگ دونون سمت بجے دلاور آگاہ و خبردار ہوکر جان لڑانے پر تیار ہونے لگے کہین ہوائے افسون سے ہوا باندھی کہین پیدا ہوئی آندھی کہین تیغ تیز چمکی کہین کمان سے چلا کر خبر دی رن اور بن کی رات بھر یہی غلغلہ رہا جب ساحر دوہر نے شعلۂ مہر کو چمکایا اور ساحرۂ شب کی شکست کا زمانہ آیا بیت اڑائے جلوہ ہائے صبح نے ہوش پذیر ہوئے پھر لڑنے والونکے جوش ؛ صبح کو دونون جانب سے سیاہ کینہ خواہ مقام واد گاہ پر گروہ گروہ جمع حسب دستور شور ریا صفین کھینچ گئین علم بلند ہوئے کڑکا ہوا طبل و بوق بجے ضریر آہن جواز علاوہ سحر کے قوت بازو کا اپنے بہت بھروسا رکھتا ہی اور سحر بھی اسی طرح شجاعت کا کرتا ہی اسنے سحر کیا ایک پہلوان صبح اسی گھوڑا اڈالے میدان مین آیا اور سلحشوری دکھا کر طالب مردنبرد ہوا خورشید کو اسکے مقابلے مین بھی ایک ساحر نکالا مگر جو ساحر کہ اسکے مقابلہ مین آیا اسنے بیک ضرب شمشیر دو پر کالے کیا ستر اسکا جان نامی و نامور طعمۂ نہنگ شمشیر ہوے اسوقت جہانگیر کو تاب نہ رہی گھوڑا اڑا کر سامنے اسکے آیا اور خنجر بازی شروع ہوئی اتفاق سے کاوہ دینے مین گھوڑون کے عکس یوں کا جو گلے مین جہانگیر کے تھی پہلوان پر پڑا وہ کانپ کا ہوکر مع مرکب کے زمین پر گرا جہانگیر نے یہ ماجرا دیکھکر ایک قہقہہ مارا ضریر سخت نادم ہوا اور خود بخود کانپنے لگا اسنے اس باطل کنندۂ افسون کے آیا اور نیزہ سینۂ بے کینہ پر اسکے لگایا پھر تو اس جگہ کیا حال ہوا کہ

بگشتند با نیزہ ہا سے دراز	بگفتند با نیزہ بر سینہ راز	نمودند حملہ کردند با یکدگر
نہ این را ظفر بد نہ آن را شکست	فگندند از دست نیزہ سران	پس انگہ گرفتند گرز گران
نہ جنبید گرد دلاور ز جاے	سپہ بر سر آورد بفشرد پاے	چنان بر سر خود گرز گران
کہ لرزید دشت و دمان از مہر کران	بشد مرکبش گشتہ وان جا ہلاک	فرو رفت ہر چار پایش بخاک
زآواز گوپال ہر دو سران	تو گفتی بدش جاے آہنگران	زنیرو ے مردان و ران کارزار
بشد آبلہ دست ہر دو سوار	زگوپال چون کار تا بہ برگ	روان بر کشیدند شمشیر مرگ
دو شمشیر زن اور چو غرندہ میغ	سخن بود با یکدگر شان بہ تیغ	بزد تیغ شہزادۂ نامدار
چو کرباس دریدہ در کارزار	غریو آمد از خان فوج ضریر	ہمی نوحہ کردند بر نامدار

اسوقت تمام سپاہ کینہ خواہ باہم آویزش پذیر ہوئی دلاورون کے حملے دیکھکر بہرام فلک کانپا جلال و عظمت گردان پرخاشجو پر مہر چرخ تھرایا زمین خون سے رنگین ہوئی عروس دہر کی

رنگین ہوئی قبا سے سرخ ارض و عنبر اسنے پہنی تیرونکی مار تیرونکی بوچھار تھی کمندون سے بند بلا صحرا
مین پھیلا تھا تمام اونہون نے راستہ زندگی کا کاٹ دیا تھا دادہ اور زنارہ کی آواز بلند خون مین نہایا ہوا

ہر ایک ارجمند کہ نظم	زبانگ بتیر شدہ کر گوش	ز گردان برفتہ ہمین مغز و ہوش
سراسر ہمہ روے ہامون بتیش	ز تیغ سواران زرینہ کفش	خروشیدن کوس در خرد و درا

جہان را ہمی بود یکسر زجاے ۔۔ آخر کار تیغہ بلاکش نے سحر کو چلنے نہ دیا زور و طاقت سے جہانگیر کے
دلاورون کا دم بند کیا ضہیر کی فوج بھی بہت کام آئی اور بھاگ کر بہتون نے جان بچائی مار تلوار ٹکڑے
اڑا دیا جہانگیر نے جہان زیر مشت کیا جو کوئی سامنے آیا باقی نہ رہا ہنستا ہوا یہ شیر جنگی پھرا وہ اُدھر خاک
اڑاتے ہوئے گئے اسنے ادھر آکر شادی کے نقارے بجوائے اور منزل بھر اور آگے سپاہ بڑھ آئی
نوبت خوشی کی بجائی جشن کا سامان ہوا ہر ایک خوش و خرم اُترا اسطرف انجم شاہ سے فوج ہزیمت خوردہ
نے جاکر سب حال کہا یہ اُس مقام پر بہت پہلوان و سردار روانہ کرتا ہے داستان گو کو اختیار ہے کہ جتنی
چاہے جنگین بیان کرے لیکن یہ حقیر جاہ اختصار کرتا ہے کہ اب انجم شاہ نے شمع رائے کو روشن کیا
اور انجمن مشاورت برپا کر اکر طرح طرح کے اندیشہ ظاہر کیے آخر شمع رائے پروزیرون امیرون کی تقریر پایا کہ
عیار کو بھیجیے اور کام لیجیے اُسنے اپنے عیار سرہنگ تیز رفتار خدا رکو طلب کیا وہ ہمہ تن مکر و زور بنا ہوا
بانہ ہاے عیاری سے آراستہ و پیراستہ سامنے آیا اسنے ترک فلک سے اُسکو آمادہ رزم پایا و ہر مکار کو
یقین ہے کہ مکر تعلیم کرے زال دنیا کو فقرہ دے جب ایسا اُسکو دیکھا کہا ای سرہنگ مین نے تجکو بہت یاد
کیا ہے اب یہ وقت جانبازی ہے اُسنے عرض کیا کہ حضور کی عنایت سے جو کچھ ظہور مین آئیگا وہ سب پیش
گھلجائیگا میرے عرض کرنے کی کیا احتیاج ہے انجم نے اُسکو مال و زر سے بہت کچھ دیکر سرفراز کیا یہ رخصت
ہوکر چلا اور اپنے گھر مین آیا سب سے ملکر رات کو بطور مخفی قلعہ سے نکلا اور روانہ ہوا ایسا وہ وقت ہے
کہ ابر آیا ہوا ہے کرم کی رحمت کا جنگل پر سایہ ہوا ہے باد بہاری خیمۂ ابر رنگاری استادہ کر رہی ہے فراش
بنکر صحرا کو صاف کرتی ہے بوٹے بوٹے پر جوبن ہے شجر سرسبز ہین پتے لہلہاتے ہین جانور چہچہاتے
ہین کبھی سورج چمک جاتا ہے حسرت سے مزا زبان پر آتا ہے کبھی ابر اٹے سے ہوا کہ گھاس کو سون
تک لہر اجاتی ہے گلون کی خوشبو کی لپٹ دماغ جان بساتی تھی دھیڑ کوکلا پپیہا سے بچن سناتے
ہین جدائی کی گل کیفیت دکھاتے ہین نوجوانون کے دماغ مین مستی کی دھوم طبیعتون مین ولولہ

چشمے بہر اکر موج عشرت دولون مین اٹھاتے ہین چشمہ چشم تراوت پاتے ہین پانی کی رفتار دلون کو وہ لہ

ہوا کھین وٹڈبابی ہین نظم ابر و گل و سبزہ و طرب ریز افلاک و زمین سرور انگیز
اور اسپہ و فور ابر و باران ہنگامہ عید بادۂ خواران برباد وہ نشان تو بہ
رخنہ گر خانتان توبہ زاہد کی جو وہ ہوا پہ قسمت کاہے کو رہے ہوا سے جنت

ایسے وقت دلکش و موسم خوش مین جہانگیر کو تاب نہ رہی تیاری شکار کی کردی پھر تو بادز بحری جب
بلشہ لگھڑ جگھ ٹرمتی شکاری جانور باز تیر سپر دار باز دار اور میر شکار لیکر حاضر ہوے چھوڑ دیرہ لدگیا تو
ہمسن کر باندھکر چلنے پر تیار ہوے سامان بزم بھی ساتھ لیا رقاصون اور نازنینون کو حکم ساتھ چلنے کا

مرکب بلور فتار پر شہزادۂ والا تبار سوار ہوا ابیات سوا ان بحر لشکر ہوا موج سو

گئی چشم خورشید تک گرد فوج بحار و صحاری پہ ہر عرصہ تنگ مگر یان سر اسیمہ ہین وان پلنگ
پہن بیٹھے ہین شیر پیری لباس کرین لوگ شاید فقیری کا پاس چکارے ہرن دونون اندیشہ م
دلون مین ہراس کمان و کمند جبکہ یہ سب ولا در صحرا سے پر شکار رہین بہو پچھے جانوران پرند کو

شکار کیا پھر چند پر گھوڑے اٹھائے ہزارون ہی ہاتھ آئے ابیات نہ لک لک نہ تیتر نہ باد شت مین
نخجیر ارک آیا نظر گشت مین سبھون مین جو تھے تازو سارنگ ہوے صید یون بن پر آیا نہ تر
بنون مین مچی دھوم سے آکر دھوم جہان دیکھیے ہی قیامت ہجوم کہین ارنے مارے غضنفر کہین
کہین ہاتھی نکلا ہی اژدر کہین بڑے مست ہاتھی جو تھے پنجلے سُن اس شور کو چھوڑ کر بن چکا
لب آب جاکر جو کھیلے شکار اسد و انکے تھے کو دک ذی سوار ہوے قرقرے صید ہو ہو کے ڈھیر
ہوا مین سے بھاگے عقاب و لیر

جب آفتاب کی تمازت ہوئی خیمون مین آکر قیام کیا اور طعام لذیذ

سے آسودہ ہوکر آرام فرمایا پچھلے پہرون کو جب دن ڈھلا سیر و شست کرنے لگے اسی شغل مین دا
نشاط دیتے تھے یہ تو یہان تھے وہان سرہنگ ملازمان خورشید کی ایسی صورت بنکر لشکر مین آیا
اور ہر گد تجسس کیا جہانگیر کو نہ پایا لشکر مین چرچا تھا کہ شہزادہ ہمارا شکار کو گیا ہی یہ خبر سنکر یہ بھی
خیمون مین آیا اور ایک مقام پر جھونپڑی فقیرون کی طرح اٹھا ڈالی اور آپ ایک عورت بنا
سین بناکر زلف رسا کو اسکی مشک کنا خطا ہی وہ آہو سے پیدا ہی یہ اس سے جدا ہی یہ وہ شب ہجر
جدائی جنین پیدا ہوا ہی جو شر ہو وہ امین روح مجنون لیلی بنکر مانگتی دعا ہی کہ یہی زنجیر کا سلسلہ پھر مجنون کو قید

حیات مین لانیوالا ہی اُسی شب مین بدر چشانی کو دیکھکر سجدہ مین جھکتا ہی کہکشان کو مانگ سے نسبت
ہی کیا ہی اسمین راستی سہے وہ پھر کچھ نہ کچھ کمی ہوئی ہی ماہ نو کو ابرو سے پر تم اسلیے کہنا بجا ہے کہ خلق
مشتاق تماشا ہے ہر جا وہ ہی انگشت نما ہے کہ دیکھو وہ عید کا چاند نمایان ہی آنکھ مین وہ شرارت
بھری کہ نگاہ برق پر برق گراتی گریبان شعلے گرمی دکھاتی گردش غضب کا چکر دیتی تقدیر کو گردش
مین لاتی تازہ غمزہ خوبان کو اپنا غلام بناتی رخ پُر نور مین وہ گرمی کہ دل جلون سکے اور زیادہ دل مین
آگ لگاتی آگ کا آگ ہی سے اچھا ہو بغیر دیکھے تاب نہ آتی لب شیرین پر شیرین فدا اس شیرینی کا مزا
لیتحکامی دلاتا چاہ ذقن مین اُسکے عشاق کا دل ڈوب جاتا دانت موتی کی لڑی تھے بلکہ گوہر ان دانتونکو دیکھکر
وابستہ ہوا دلمین سودا رخ اُسکے پیدا ہی کہ نظم

سیہ چشم اُسکی وہ بدمست تھی	نگاہون سے شمشیر مردست تھی	رخ اُسکا کہان اور مہ و خور کہان
تعاوت زمین آسمان کا ہی بیان	وہ لب لعل کو جس سے شرمندگی	دم حرف سرمایۂ زندگی
دہن کی جو تنگی نظر کیجیے	تو آگے سخن مختصر کیجیے	تبسم تمہ رنج دیکھ جہان مین
سبھی دست زیر زنخدان مین	سراپا مین اُسکے جہان دیکھیے	دہن روسے مقصود جان دیکھیے

اس شکل و شمائل پر بالون کا جوڑا باندھے نہ کنگھی نہ چوٹی زلف لہرا کر رخسار پر آتی بدلی چاند سورج
پر چھا جاتی تہمد باندھے ایک کرتا کمر تک موسے کپڑے کا پٹکا مرگ چھالا لپٹائے بانسری چھپر مین
مگر سے دھونی رمائے بیٹھی ایک کونے مین بین ستار بھی چھپر یا مین رکھ لیے یہ تو اسطرح بیٹھا اور
جیسے کچھ دن رہا شہزادہ سوار ہوا اور جوانون نے اُسوقت صحرا کا یہ عالم دیکھا مثنوی

ہوا دلکش و ہر طرف سبزہ زار	کہ سرسون نے کی تھی قیامت بہار	کھڑے لوگ ہو تماشا تھے وان
کہ کہنے لگی بلبل خوش زبان	کہ خاطر جنون سے نہ رکھیے بخت	خبر بھی ہے تمکو کہا یا نہ ہے

جب یہ سب سیر کرتے ہوئے چلے عیار طرار سے کہ یہ سب تو صید کو آئے تھے مگر وہ صیاد بنا ہوا دام
لگائے بیٹھا تھا انکو محو تماشا دیکھکر آپ بھی بین بجانے لگا اور خوش الحانی سے یہ غزل گانے لگا کہ غزل

تمہین تقصیر اس بت کی کہ ہے میری خطا لگتی	مسلمانو ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی
تڑپنے لوٹنے رونے کا باعث تجھپہ کھلجاتا	ترے دل کو بھی میری سی اگر اے بے وفا لگتی
وہ پھرے گرم نظارہ کہانتک زخم دل ٹانکون	کہ ہے ہر ہر نگہ کے ساتھ اک برچھی سی آ لگتی

جو گیہ یہ ترنہ کر دیتا تو جیسے نالہ کھینچا تھا	چمن مین کوہ مین صحرا مین آتش جا بجا لگتی
بلا سے جان ہو ادھیان اُس سیہ کاکل کی ہوتی کا	نہ لگتا دل تو دل کے تیئے کا ہیکو بلا لگتی

یہ صدا لگانے کی اور بین کی کان مین جہانگیر کے جو پہونچی گھوڑا اُسی طرف اُٹھایا صید خود جا
صیاد آیا قریب پہونچکر عجب حسن زیبا دیکھا کہ فلک نے کبھی ایسا نقشہ نہ دکھایا تھا گھوڑے سے
کود کر قریب اُس قتالہ کے آیا اور کہا شاہ جی عشق مولا اُسنے کہا وآ بھلا ہو راج پاٹ کرو دھرم
کاج کرو اُسنے کہا سائین آپ کا کہان سے آنا ہوا ہی کہا بابا جہان سے سب آئے ہین کہا آپ
ہین رہیے گا یا جائیے گا ہو ما بہ دیا کہ جانے کو سنسار آیا ہے فقیر کیونکر رہ سکتا ہی موافق مضمون
اس بیت کے بیت

رفتگان مین جہان کے ہم بھی ہین	ساتھ اس کاروان کے ہم بھی ہین

اُسکے پاس جا کر بیٹھ گیا اور اُسکی تیر نگہ کا صید ناوک خوردہ دل اُسکا بنا اب اُسکے ادا سے
دلفریب دیکھنا شروع کیا کبھی منھ کو بنایا اور غنچہ دہنی سے بہت آہستہ جا ہی لی یہ معلوم ہوتا تھا کہ
کلی کھلکر رہ گئی کبھی دونون ہاتھ اُٹھا کر انگڑائی لی کہ دونون ہاتھ دو تلوارین تھین کہ بلند ہو گئین
بغل کی خوشبو آئی سفیدی اور رنگ لائی کہ جان پر بن آئی گات کے ابھار نے سانپین سنکر سینہ
ڈھکدیا اور وہ جلدی سے چادر کو آگے کر لینا حیا کی چلمن رخسار پر پڑنا غمزہ کا کچھی نظرین ہونا خدا
اللہ یہ نوجوان تھا اگر زاہد صد سالہ بھی ہوتا تو زہد و ورع طاق نسیان پر رکھتا بس اُسنے قدم پر اُسکے
سر رکھدیا اور کہا کہ میرا ملک و مال اس مقام پہ نہین ہو ورنہ کیا کہون کہ کیا مراتب آپ کے کرتا اُسنے
پارہ سے جواب دیا کہ تارک الدنیا کو ملک و مال سے کیا مطلب رہا ہے کشور راحت فوج
غم نے لوٹ لی ہمکو مال کی کیا پرواہی فقیرون سے زیادہ ارتباط اچھا نہین اب اپنی راہ لو ملک و مال
کا لالچ نہ دلاؤ اُسنے کہا ہم تیری گلی کے گدا ہین اس صحرا کو باغ جنان سے بہتر جانتے ہین اُسنے
کہا یہ بھلا ہم کب مانتے ہین اُسنے کہا آج مین اپنا خون کرونگا نہین تو عرض میری قبول ہو کہ یہان
سے چند کوس پر لشکر میرا ہی وہان تشریف لے چلو اُسنے جواب دیا کہ درویشون کو جا بجا دوڑتے
پھرنا اچھا نہین ہمین کیا مطلب جو وہان جائین اور اپنے مشرب و ملت مین دقیصا لگائین اُسنے
کہا ہم تمھارے کمالات کے مشتاق ہین دو گھڑی ٹھہرنا پڑیگا آمادہ بھی تو صحرا ہی ہی کوئی عمارت

شاہی نہین ہی اُسنے کہا اپنی یہ راہی نہین ہی بہت کچھ اُسنے منت سماجت کی جب وہ راضی ہوئی اسی وقت یا تو چند روز رہنے کا ارادہ تھا صحرا مین یا کوچ کیا اُس زن مہ طلعت کو بھی سوار کر لیا اور لشکر مین پھر کر آئے ایک خیمہ مین اُسکو اُتارا کہ جملہ سامان عیش و راحت سے وہ آراستہ تھا مسندین بچھی تھین چوکی پر گشتیان صراحیون کی شراب کی رکھی تھین چنگیرین چوگھڑے عطردان پاندان مہیا تھے پلنگڑی پر آب و تاب لگی تھی کنیزین بہر خدمتگزاری حاضر تھین جہانگیر نے گشتیان جواہر و زیور کی اور لباس پر تکلف کی اُسکے لیے بھیجین لیکن اُسنے قبول نکین اور کسی طرح وہ اسباب نہ لیا آخر جب روے شاہد دہر میلی ہوئی اور گرد البلاس و روش روزگار نے اُتارا خیمۂ عالم مین قدم شب مشک فام نے رکھا کہ **نظم**

اشارے تھے کہ پھر جو سین لب جام	کہ آنکھون مین پھرین غفلت کی آرام	کھلا جسم فلک سے شب کا پیراہن
ہوئی پیدا لبار کباد آغاز	شب کو ساقی و شراب سب مجتمع ہوئے شہزادہ خیمہ مین بارگاہ گلفام	

کے آرا انجمن آرائی ہوئی لطف چراغان ہر سمت تھا درختون کے پتے چمکنے لگے ہوا یون سی آہستہ آہستہ وزان ہوئی کوسون تک میدان مین سناٹا ہوا ستارون کا کھیت لطف دکھانے لگا ایسے عالم مین زن حسینہ نے بین کو اُٹھا کر بجایا اور یہ گانا شروع کیا کہ **غزل** اس تپش کا ہی مزا دل ہی کو حاصل ہوتا

کاش مین عشق مین سر تا بہ قدم دل ہوتا	آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا	تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا
میسر تا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی مسہل شوق	دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا	کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج
تنا دق ہوتا کہنا اُسے مشکل ہوتا	گریہ بخت ہی ہونا تھا نصیبون مین مرے	زلف ہوتا ترے رخسار پہ بائل ہوتا
ش گر فتونکی اگر خاک چمن مین ہوتی	تو جہان دیکھتے ہو غنچہ دہان دل ہوتا	ذوق مسی زیادہ ہوا ہوے

بر خوشی سے دل بیتاب سمان بندھا ہر ایک محو بیٹھا ہوا رات کا وقت ساز کی و مسازی عالم ہی اور تھا ب تو جہانگیر نے چاہا کہ تخلیہ ہو اور مین اور یہ اکیلے مین بادہ خواری کرین لیکن فرزند مرشد برحق یہان وجود ہین اُنھون نے ایک جام بھی اُس فقیر کے ہاتھ سے اُسکو نہ پینے دیا اور کہا میرا دل کھٹکتا ہی خیر آپ ائے ہین اسوجہ سے پاس خاطر ہی لیکن مین آپ کو اسکے پاس اکیلے مین نہ بیٹھنے دونگا اور اسکو بخیال ہے کہ بیشک یہ کوئی عیار ہے پھر سوچتا ہی کہ اگر تفتیش حال کرون اس خیال سے کہ یہ مرد ہے اور یہ مرد نہ نکلا تو بُرا ہوگا کیونکہ اس ملک کی بچیون کو مین نے عیاری

کرتے دیکھا ہی بس اگر عورت ہی تو جاسے ہی کہ وہ ایک مقام پر بیٹھی تھی کیون اسکو یہان لاکے باین
وجہ لت چند در چند یہ تو خاموش ہی اور وہان جہانگیر پھڑک رہا ہی بیتاب ہوا جاتا ہی جب زیادہ دیر آ
آئی چابک نے کہا ای شہریار اب تشریف لے چلیے اپنی بارگاہ مین جہانگیر آمادہ ہوکر اٹھا بیٹھا
بغاست ہوئی چابک نے بخوبی پہرا چوکی مقرر کیا تمام شب آپ جاگتا رہا تو شہزادہ جاسکتا
عیار آسکا آخر عمر شب نے حسرت دل مختفی التماس شوق ہوا جلال مہر آشکارا ہوا کہ دل جل جلکر
مثل شمع بجھا یعنی زلف شب تابزانو پہونچی بموجب شعر شعر ہوئی شایع جو نور افشانی مہر
نبی مشعل رخ نورانی مہر ٭ ہنگام سحر وہ در میشہ عازم روانگی ہوئی جہانگیر نے بہت دل
چاہا مگر اُسنے نہ مانا آخر سوار ہوکر راہی ہوئی چابک بہت خوش ہوا کہ خس کم جہان پاک کھٹکا مٹا
لیکن شہزادہ کو تاب کہان دوسری شب کو غفلت دیکر لباس تبدیل سے آراستہ ہوکر پیدھا
اُس جھونپڑی مین پہونچا جوانی کے مزے ہمکو بھی جب یاد آتے ہین کف افسوس ملکر رہجاتے ہین اب
کہہ لینا بس ہے کہ اب ہوس ہی جب اس مقام پر پہونچا اُسنے باعزاز تمام اُسکو بٹھایا لب پر لایا کہ فقیر
بوسہ ہمین جو لب کا وہ اپنے عطا کرے ٭ اُس بادشاہ حسن کا داتا بھلا کرے ٭ اُسنے کہا کیا خوب
اب آپ مزے مین آئے فقیرون کے سامنے راہ ادب سے آگے قدم بڑھائے اِسنے منت کرکے پیٹھ جھکنے
کا عزم کیا اُسنے جھک کر اپنے تئین گرادیا اُسنے ہاتھ پکڑ کر جب اُٹھایا اُسنے دوسرے ہاتھ کو داب کر منھ نازسے بنایا
پھر آپ ہی آپ اشک آنکھون مین بھر لائی صدقے قربان اپنے اوپر سے کر الیا تب ہنس دیا دیر تک بازار
غمزہ و ناز گرم رہا پھر اُسنے کہا کہ ہم فقیرون کے پاس تو شراب بھی ایسی ہی کہ آپ کے لائق نہین کیا تمھاری
تواضع کرین یہ کہکر ایک گلابی شراب کی جھونپڑی سے لائی اور کاسہ چوبی مین بھر کر پیشکش کی جہانگیر
نے بے وسواس اُسکو پی لیا اور بیہوش ہوا اُسنے پشتارہ اُسکا باندھا اور سیدھا بے دغدغہ
سپاہ و عیار لیکر روانہ ہوا اور بہت جلد راہ طے کرکے داخل قلعہ انجم حصار ہوا اور جب سامنے بادشاہ
کے پہونچا اُسنے آہنکر بلوا کر ہزارمین کی قید جسم پر آراستہ کی اور حکم دیا کہ اُسکو لیجاکر سرچ صندل مین قید
کرو تیغہ بلا کش بسبب اُسکے کہ مسکن ساحران غدار ہی اس مقام کو شہزادہ جانتا تھا تو کرمین بیٹھا
تھا صحرا مین بھی آیا تھا تو وہی تیغہ لایا تھا وہ تیغہ بھی انجم شاہ نے لیا صبح کو یہان لشکر مین شہزادہ
کے غائب ہونے کا غلغلہ ہوا مہتر چابک نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہ اُس عورت کا آنا اچھا نہین

خیر ہر چہ باد آباد یہ کہکر وہان سے صحرا مین آیا مسکن عیار کو نہ پایا اور نہ اُس عورت کا کہین نشان دیکھا
بس یہ وہان سے سیدھا روانہ ہوا اور جابجا کے گانوون بستیان ڈھونڈھتا ہوا قریب قلعہ انجم حصار
پہونچا قلعہ دیکھا سر بفلک کشیدہ نہایت مستحکم و استوار اُسنے صورت اپنی بدلکر جب اندر جانے
کا قصد کیا جیسے ہی دیوار قلعہ کے پاس پہونچا ایک چمک پیدا ہوئی آواز غڑ غڑ کی آئی پھر جو دیکھا تو بجلی
چمک کر اُسپر گری اور گردن و کمر مین مثل زنجیر کے لپٹ گئی اور لیکر بلند ہوئی قلعہ دروازے پر جو سانحے
تھے اُنمین برپا ہوا وہ برق زنجیر بنی ہوئی سامنے انجم شاہ کے اُسکو بھی لائی اُس نے اسکو بھی قید کیا
جاسوس ملک خورشید تاج تخت نے لگا رکھے تھے وہ خبر لیکر گئے اور کہا ہمکو اندر قلعہ کے جانا بھی نہ پڑا
بیاجرا اپنے بیرون قلعہ دیکھا تمام لشکر مین اُسکے بھی شور و انکی گرفتاری کا مچگیا ملک خورشید نے اُسی وقت
لشکر اپنا تیار کرایا اور بر سم یلغار سامنے قلعہ کے آباد لاورون نے آتے ہی پڑاؤ جمایا اور حملہ کیا
جب دھاوہ پیش ہوا دیوار کے قلعہ کرہ نارنگی تھین لاکھون بجلیان تڑپ تڑپ کر گرنے
لگین قلعہ ابر تھا اُسمین بجلیان تڑپتی تھین میدان مین آتشبازی چھوٹ رہی تھی عجب
بہار دکھائی دیتی تھی کہ شعلہ ناچ رہے تھے جتنے کہ آگے بڑھے انکا رخت ہستی بجلیون نے جلا دیا
بہت آدمی جھلسے ہوئے نظر آتے تھے ایک طرف برق طپان تھی ایک سمت یہ سوختہ تن ناچتے
تھے غرض آفت زلزلہ تھا آخر خورشید وہان سے کئی کوس اُسطرف ہٹکر آیا اور خیمہ استادہ کیا
انجم شاہ نے عریضہ بخدمت کوکب لکھا مضمون یہ تھا کہ ای شاہ عالیجاہ کیوان کلاہ ہم لوگون کی
پشت پناہ ہمیشہ آپ پر سلیہ اکثر ین بصد ادب گزارش پذیر ہو کہ اندنون چند باغیون نے
سر اُٹھایا از انجملہ جہانگیر لشکر لیکر میرے قلعہ پر آیا مثل مشہور ہے کہ جھوٹا منھ بڑی بات لیکن ویسے ہی
تو منھ کی کھائی خدا نے مثل عروس فتح و نصرت دکھائی اب دونون کو یعنی عیار کو جہانگیر کے
کہ جسکا نام چابک ہے اور خود اسکو مین نے گرفتار کیا ہے اُنکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے زیادہ حد ادب
ایک ساحر کو دیا کہ وہ لیکر قلعہ کوکبیہ کو روان ہوا اور بہت جلد سب قلعہ جات کو جو اُس پار دریا دون
کے تھے طے کرکے جب دریاے مروارید کے قریب پہونچا بچہ اُسکو اُٹھا لے گیا دربار دربار
مین لایا شاہ کو سریر حکومت پر بصد کروفر متمکن پایا مجرا کیا اور وہ عریضہ دیا بادشاہ کچھ دیر تک سوچا
کیا پھر جواب لکھا کہ ای برادر عرضی تمہاری پہونچی جانبازی پر تمہاری صد آفرین ہے لیکن انکو قتل نہ کرنا

ارادہ نہ کرنا ورنہ مجکو خواجہ عمرو سے ندامت ہوگی مین اُسکی فکر کرتا ہون تم مضطر نہونا باقی مراعات
خسروانی کے امیدوار رہو یہ جواب لیکر وہ ساحر خلعت سے مخلع ہوکر پھرا اور پاس انجم شاہ کے
آیا نامہ دیا یہ پڑھکر خاموش ہورہا لیکن ایک دن اُسنے وزیرون کو بُلاکر مشورہ کیا اُنھون نے عرض
کی کہ کوکب کی عقل مین ہم کہہ نہین سکتے کہ فتور ہے قیاس رکھنا اُنکا عقل کا قصور ہے اسکا اقتدار
شاہ جادوان ہی وہ آئیگا اور غضب ڈھائیگا جان بچکر لے جائیگا آخر اس امر پر قرار ہوا کہ اُنکو بلائی
ڈالنا صلاح ہو چنانچہ حکم دیا کہ اندر قلعہ ہی کے میدان خونی تیار ہو فوراً آرہ کش جلاد حاضر ہوئے
چبوترے رنگ کے بنگئے بوریے فلاکت کے بچھ گئے خلقت مین ہر طرف چلو دیکھو چلو دیکھو کی
پکار ہوئی گرد اُس میدان کے تمام اہل قلعہ کا سیر دیکھنے کے لیے مجمع ہوگیا شہزادہ اور چابک کے
ارابہ پر سوار کرکے اُسمقام پر لائے فوج بادشاہی برائے حفاظت و نگہبانی مسلح ہوکر وہان آگئی جبر
کسی نے کہ صورت زیبا کو ان نوبادگان باغ صاحبقرانی و عیاری کی دیکھا مثل گل خزان رسیدہ کے
پژمردہ ہوگیا وہ حسن و وہ صورت وہ جلادت وہ شوکت ہر ایک کہتا تھا کہ بھئی ابھی تو سبزہ بھی
رخسار پر نہین اُگا ہی چہرہ پر کیا بھولا پن ہی کوئی کہتا تھا کہ اُنکے والدین کے دل سے پوچھیے
ابھی تک طوق گلے مین منت کے پڑے ہین خدا نہ کرے کہ کوئی پودہ بھی اس سن کا باغبان کاٹے
دیکھو کیا گال پھولے پھولے گلاب کی ایسی تتی ہین بعض کہتے تھے کہ بھائیو یہ دنیا جاے عبرت
ہی یہان ایسے ہی ایسے جوان خوبصورت تیغ مرگ سے شہید ہوتے ہین ایسے ہی گل باغبان دہر توڑتا ہی
اچھے ہی تو بہت جلد فنا ہوتے ہین سراے فانی مین یہی طور ہورہا ہی دیکھو تو کیسے کیسے جلیسہ یارو
مٹ گئے اور کیسے کیسے حسین بسان سبزہ پامال قدم اجل ہوگئے کہ خمسہ

خراب ہین وہ عمارات کیا کہون تجھ پاس	کہ جسکے دیکھے سے جاتی رہی تھی بھوک اور پیاس
اور اب جو دیکھو تو دل زندگی سے ہوتے اداس	بجاے گل چمنون مین کمر کمر ہی گھاس
کمین ستون پڑا ہی کمین پڑی مرغول	
یہ باغ کھا گئی کسکی نظر نہین معلوم	بجانے کسنے رکھا پان قدم وہ کون تھا قوم
جہان تھے سرو صنوبر وہان اگی ہی رقوم	مچی ہی زاغ و زغن سے اب اس چمن مین دھوم
گلون کے ساتھ جہان بلبلین کرتی تھین کلول	

یہان تو سب آپسمین رنج و غم کر رہے ہین ادھر انجم نشاہ دار الامارۃ سے نکلکر میدان مین ٹھہرا
پلٹنون اور رسالون نے قیدیون کو گھیر لیا جلاد حکم پوچھنے لگے جہانگیر نے ایک آپسمین نگاہ
حسرت کرتے تھے اور اپنے مذہب کے موافق رجوع قلب [illegible] کرتے تھے ان قاتلون
کے ہاتھ سے تو جان بچگئی لیکن اور قاتل پیدا ہوا یعنے غلغلہ ہوا کہ دختر بادشاہ نشریف لاتی ہین
ہر ایک اُسی جانب دیکھنے لگا اس اثنا مین ایک قتالہ و سفاکہ کو دیکھا کہ کئی سو خواصون کے بیچ مین کہ وہ
سب بھی کشور حسن کی شاہ اور آسمان خوبی کی ماہ تھین چلی آتی ہی رفتار سے اپنی گنگ کو شرماتی
ہی کان مین جو بالا پڑا ہی چلنے سے ہلتا جاتا ہے عکس اُسکا گالون مین لہراتا ہی دبا رخسن کو خوبی نے
گھیر لیا ہی آفتاب مین چاند نکلا نظر آتا ہی زلف بھی چہرے پر لہراتی ہی ناگن باغ حسن مین اوس
جاتے آئی ہی کمر کو لے کا عالم جسپر ہر عشاق بیدم پائجامے مین سلوٹین پڑی ہوئین برابر ران دکھرسین
نظر آئین پڑو موافق سے اُبھرا ہوا سینہ پر چونکا اُبھار جوبن دیتا دوپٹا کاندھے سے ڈھلکتا ہوا
وہ کون ایسا تناور تھا جو اُسپر اُسوقت نہ تھا خوبان عالم کی جان تھی عجب آن بان تھی زلف سودا
بخش روح لیلی کمان ابرو مین جڑا ہوا تیر مژہ آنکھون مین سرمہ حیا کا ازل سے دیا ہوا
شاخ شجر طور سرتا قدم بنی ہوئی نخل گل باغ ارم قامت کی شان تھی گلدستہ جاہ و حشم کی آن
بان تھی دفتر رعنائی مین فرد تھی آنچل بلوکا دوپٹا اوڑھے اٹھلاتی ہوئی دام زلف مین دل
پھنسائے ہوئے خدا نکرے جو ایسی زلف کے پھندے مین کوئی پھنسے چشم تماشائی

ماہ عجب حیرتی آئینہ رخسار بنے کہ نظم	کیا کہون کیسا قد و بالا ہے	قالب آرزو مین ڈھالا ہے
ایک جاگہ ہی ایک جاگہ خوب	پیکر نازک اُسکی سب سے جدا ہے	اُسکی کاکل سے حرف سرنہ کرو
کاکل صبح پر نظر نہ کرو	کچھ بھی نسبت ہی تمکو سودا ہے	کالے کوسون کی بات کا کیا ہے
اسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے	رہے سنبل کے بیچ پانچ دھرے	اُس جبین سے ہی ولکی کیا جاذب
صبح صادق کا دعوی ہی کاذب	ویسی بھوین کشیدہ بھی ہین کہین	یہ کمانین کسوسے کھنچتی نہین
سطح رخسار آئینہ سان صاف	جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھتے معاف	لطف بینی کا فہم ہے دشوار
ایک باریک بینی ہے دیکھا	کیا جھمکتا ہے اُسے رنگ قبول	جیسے کھڑا گلاب کا سا پھول

پس اُس گلبدن نے قریب آکر اس گرفتار رنج و الم شہزادہ عالم کو بھی دیکھا عجب شکل خستہ

قدرت نظر آئی فرشتہ زیب ملائک قریب سکندر صولت فلاطون حکمت کو دیکھا کہ ابھی نوجوانی
کوئی گل عیش نہین چنا باغ حسن سرسبز ہوتا آتا ہو ایسی صورتین مرقع دہر مین مصور قدرت
کم کھینچی ہین وہ دزدیدہ نگاہین وہ دل لینے کی راہین وہ چاہت کی صورت بھولے پن کی
صورت پیار آنکھون سے ٹپکا پڑتا یوسف کا ایسا نقشہ بھرے بھرے ڈنڈ بھری بھری پنڈلیان
فراخ وہموار پیشانی بلند کمان کی طرح بلند نہایت ارجمند کہ ابیات

وہ نکو خوے نکو روے خجستہ منظر	وہ بلند اختر فرخ روش فرخ فال	وہ مسیحا دم یوسف رخ و داؤد والی
وہ سلیمان دش و موسیٰ کف بصلاح اعمال	چمن خلق و نسیم کرم و ابر و سخا	چشمہ فضل و بہر کان عطا بحر نوال
آسمان جاہ و عطارد قلم و مہر علم	مشتری دانش و مہ بینش و مریخ جلال	خسرو جم حشم و داور کسریٰ انصاف
شاہ دارا دل و سلطان سکندر اقبال	بس صورت دیکھتے ہی یہ حال ہوا کہ دل خم زلف دوتا مین پھنسا	

سر پر نازل ہوئی بلا جوش طپش نے آرام کھویا صبر کو دل سے ہاتھ دھویا آتش شوق کی حدت
بڑھی گرمی بازار الفت ہوئی اُف اُف کہکر دل تھام لیا اپنے خدا کا نام لیا طبیعت نے کہا
کہ نہ سنبھلونگی محبت نے کہا مین تمام عمر رلاؤنگی بیخودی نے استقبال کیا ترس و حیرت نے تھام لیا کہ اتفا

دام الفت مین گرفتار ہوئی	پاے بند ستم یار ہوئی	دم لیا بھی کہ نہ دم دینے لگی
تلخکامی کے مزے لینے لگی	جان دینے کی اشارت تھی صاف	مرگ نو کی یہ بشارت تھی صاف
کہ بجھتا یہ شگون غم ہے	مژدۂ دلولۂ ماتم ہے	آنکھون سے حسرت پیدا گ

چھپاے ہوے دلکو اپنے بس مین کیے کچھ چپ چپ پاس اپنے پدر کے آئی اُسنے اُسکی پیشانی کو
بوسہ دیا اور پاس اپنے زانو کے بٹھایا دزدیدہ نگاہی ہوتی جاتی تھی چپکے چپکے دلکو روتی جاتی تھی آخر
سررشتہ کلام کو عقد پیام دیا کہ ای پدر مین نے حال اس شہزادہ کا بخوبی شناسا یہ طرفدار شہنشاہ
افراسیاب ہی اسکا قتل کرنا نارواہی دوسرے مامون جان نے کچھ تو ایسا سمجھ لیا ہی جو آپکو منع کیا ہی
اُنکی راے پر اپنی راے کو ترجیح دینا خلاف دانش عقلا ہی ایسا نہو کہ کام ہاتھ سے جاے نہ پایا
کھیل بگڑے مفت کا الزام آئے آپ خود دانشمند ہین آپ کو کون سمجھائے پدر نے اُسکے کہا
آخر پھر کیا کرون اُسنے کہا کہ سواے قید کے کوئی چارہ نہین دوسرے یہ کہ مامون جان کیا خانہ
تھوڑے ہین وہ بہت جلد راہ اسکی لگا لینگے آپ کیون گھبراتے ہین بادشاہ نے کہنا اُسکا

منظور کیا اور اُس اسیر سلاسل عشق کو بھیر بندی خانے مین بھیجدیا خلق خدا شاد شاد اپنے اپنے گھر
پھری وہ انجمن بیخ باطل ہوئی ادھر یہ دیوانہ مجنونانہ اسیر زنجیر خانۂ زنجیر مین بھی اُسکے اسیر ہونے کا
قتیل زخمی نگاہ بے تامل کہتا ہوا کہ وائے ناکامی اتبوا اور بھی جان پر آبنی اس سلسلہ سے اب چھوٹنا
دشوار ہی ہم ہین اور سلسلۂ الفت یار ہے ہمسے دیوانون کو زنجیر کیا درکار ہے نظم

بیتابی دل سے لب پہ ہے جان	ہون کوئی گھڑی کا دم کا مہمان	اب مرنے مین میرے کیا ہی باقی
طاقت ہین سبھی خدا ہی باقی	باقی نہین اب تو ہم مین حالت	ہی اور ہی درد و غم مین حالت
جاری ہی ہر ایک چشم سے خون	اب ہوتے ہین نالہ ہائے شورین	اسی طرح زندا لحن نہ غم مین

یہ تو یہان اپنے حال پر اپنے روتا رہا ادھر وہ بیتاب سینہ غم سے بھرا ہوا دل آتش رنج سے کباب بھی
اپنے پدر سے کچھ دیر مین رخصت ہوکر اپنے باغ مین آئی اور بستر غم پر پڑی دل تڑپتا
تھا بیکلی تاب دیتی تھی آنکھ کھوتی تھی سراپا غم کی صورت ہوگئی تھی لمحہ بھر مین نہ وہ رعنائی
رہی نہ زیبائی رہی خوشی نے بالکل خانۂ دل سے کنارا کیا رنج کا گھر بہت مستحکم بنا جنون
نے شور صبر و سکون لوٹ لیا ربط دست و گریبان بڑھا جب جانب باغ نگاہ کرتی تھی
ماتمی سوسن کی پوشاک نظر آتی اپنے گریبان کی طرح چاک گریبان گل کو پاتی
جب زیادہ ہجر مین گھبراتی تو یہ زبان پر لاتی ابیات

دلا مین تجھسے کہتی تھی کہ زنہار	محبت ہی بُری آتش خبردار	نہ سمجھا تو نشہ اب عشق ہی زہر
ڈرے موج اُسکی سے کالے کی ہی لہر	اور جو کبھی زیادہ بیتابی ستاتی تو رو رو کر یہ سناتی نظم	
نہین صبر آتا ترے بن ملے	لبون سے جگر تک بھرین ہین گلے	کسو سے کسو کو نہو جاے لاگ
کہے تو لگائی ہی سینے مین آگ	کسو کا کسی سے نہ لگجاے دل	کہ کہنا پڑے نامے وا اے دل
نہو جاتی اے کاش الفت ہمین	اُٹھانی نہ پڑتی یہ کلفت ہمین	نہ آنکھین لگی ہوتین ناگاہ کاش
کہ چھاتی کی دل تک بخاتی خراش	ادھر یہ غمی مبتلا اُدھر وزیرزادی اسکی دل غ بر سینہ وہ پنجہ و گل پر	

بیٹھی اپنے مقام پر طعن کرتی کہ موج سبزہ آج میرے لیے تلوار ہی سو بصورت فاختہ لعینہ
منصور ہی کلمۂ حق کہنے والا الحق رنجور ہے راہ وحشت مین قدم اپنے جمے جاتے ہین سب مجنون
اس باغ مین بسنے جاتے ہین غرض بلبل کی طرح نالہ و شیون کرنا اور قمری کی طرح طوق محبت گلے

یون زمزمہ سنجی فرماتا کہ ابیات
اُڑ گئے اک آن مین جادو بیان کے ہوش مین
خوب روئے آج ہم سنتا ہا مونہہ دیکھکر
سرمہ آلودہ تری چشم پر افسون دیکھکر
یاد آیا ہمکو مجنون بید مجنون دیکھکر
اے جانی واے بایۂ زندگانی کیا ترے
جگر غم سے یک لخت خون ہو گیا

ترکا دل کہ آخر جنون ہو گیا
سراسیمگی سے بگولا ہوا
گئے ہوش و صبر اپنے یکبارگی
طبیعت مین آئی ہی آوارگی
پھر دن اسطرح جیسے بھولا ہوا
نہ جی کو تسلی نہ دل کو قرار

بعد کچھ دیر کے دل بہلانے کے لیے اپنی جاے سے اُٹھکر شہزادی کے
مقام پر آئی اسکو بھی زار و نزار پایا آنسوؤن کا رخسار پر نشان پایا رنگ رخ فق چہرہ اُترا ہوا
بدن کا مل کا ہیدہ ہوا اور یہی حال شہزادی نے اُسکا دیکھا دونون نے بیٹھکر ٹکٹکی باندھی ایک
دوسرے کی صورت دیکھکر حیران رہین نہایت پشیمان رہین پھر شہزادی نے یہ غزل اپنے

حسب حال گائی غزل

بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہے
ہر ایک شعلہ کہین آہ شعلہ بار مین دل
اُٹھا تو لا مجھے میری ہنسلی اے دلدار
پھنسے نہ حلقۂ گیسوے تابدار مین دل
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہے چشم دکھا
ہے گا میرے عوض مرا کوے یار مین دل
بلا سے گر ہو نوالہ دہان یار مین دل
نکل نہ جاے دم اضطراب سے میرے
اگر نہین کسی مہوش کے اختیار مین دل

وزیرزادی سمجھ گئی کہ اسکا دل بھی

کسین پھنسا اُسنے قسم دے کر پوچھا کہ ای ملکہ سچ کہو یہ سوز و گداز کیسا ہی واری ہمسے پردہ کیا ہی ملکہ رونیلگی اور کہا عمر
ہین جو دیوانے وہ آزاد ہین دیکھو پھرتے ✤ اور ہشیار ہین جو جکڑے ہین زنجیرون مین ✤ آی ہمنشین اب
میری لحد پر انکو ہو سکے تو لانا کشتہ تیغ ادا کا مزار دکھانا وزیرزادی بھی رونے لگی اور گویا ہوئی ای دل بیت
کون زندہ رہے گا کیا ہوگا ✤ آگے پیچھے جنازہ ہوے گا ✤ شاید تم اسیر طرۂ زلف شہزادہ جہانگیر ہو اور
یہی حال میرا ہی کہ مین اُسکے عیار کے تیر مژہ کی زخمی ہون بس یہ سننا تھا کہ پردے بارہ دری کے
چھوٹ گئے دونون دیوانگان صحرا ے عاشقی ملکر بیٹھین باتین راز و نیاز کی ہونے لگین آخر اس بات
پر ٹھہری کہ سرہنگ عیار سے کہو گروہ کو کا ہی وزیرزادی نے سرہنگ کو بلایا اُسنے آکر ملکہ
کو سلام کیا وزیرزادی نے کہا تم جاکر بیٹھو کو ملا وزیرزادی نے اُس سے سب ماجرا کہا وہ ملکہ کو بہت چاہتا تھا
گو دلون مین اُسنے کھلایا تھا کہ میری جان تجھ پر فدا مین ترے آؤنگا ملکہ اُٹھکر قدم پر گرنے چلی تھا
اُسنے اور نزدیک آکر سر رکھا کہ تاج جواہر کے صندوچہ اُسکو دیے اُسوقت اُسنے کہا کہ ملکہ

ایک برج کہ اسکو برج صندل کہتے ہین واقعی وہ صندل کا بنا ہی مگر بہت سخت و دشوار جگہ ہی آپ کے پدر عالیقدر کے ہاتھ مین ایک انگوٹھی ہے اگر اُسکو آپ لے آیے تو پھر مین بہت سہل طرح سے شہزادہ کو لے آؤن یہ کہکر رخصت ہو گیا ملکہ ایک روز ضبط بد شواری کر کے سنگ جبر مفارقت دل پر دھر کے چپ ہو رہی دوسرے دن یہ لکۂ ابر سفید پر سوار ہو کر چلی اور ایوان خاص مین بادشاہ کے آئی بادشاہ خاصہ کھانے محل مین آیا تھا کہ یہ بھی شریک طعام ہوئی بعد فراغ طعام اُسنے جواہر کا ذکر چھیڑا اور کہا ابا جان کہیے آپ نے اپنے دست مبارک سے کوئی انگوٹھی محکوم نہ دی اُسنے نسادہ مزاجی سے کہا کہ لو اب سہی اور ہاتھ اپنا بڑھا دیا اُسنے جو تاکا کہ سرہنگ نے دیا تھا اُسکے سبب سے وہی انگوٹھی نگین یاقوت کی پسند کی بادشاہ نے کچھ خیال بھی نہ کیا انگوٹھی اُتار کر دیدی یہ کچھ دیر ٹھہری پھر خوشی خوشی وہان گھر مین آئی اور وزیرزادی کو انگوٹھی دکھائی وہ بھی بہت خوشنود ہوئی پھر سرہنگ کو بلا کر وہ حوالے کی جب یہان چرخ گوہر انجم صدقہ اُتارنے کو انجمن پر سے لایا شب وصل نے مُنھ دکھایا ہوا سے دل نے یہ مژدہ سُنایا کہ عجب تماشا ہی کہ اُس رات کو ماہ کے ساتھ آفتاب آیا ابیات عروسانہ شب مہتاب آئی ستارے دل سے وقف روشنائی ✣ کہ ہونگے بلبل و گل دونون یکجا جمے گا بادۂ گلگون کا جلسا وزیرزادی اور شہزادی دونون نے حمام کیا لباس و زیور سے آراستہ ہوئین باغین گل ہنسنے لگے فوارے خوشی سے اُچھلنے لگے نہرین وفور شوق سے اُبلتی تھین درخت سب بادلہ سے مندنے لگے جوانان چمن زری پوش ہوے بلبل ترانۂ عشرت گانے لگی سرو اپنی اکڑ و مروڑ دکھانے لگی بارہ دری مین فرش کی چین جبین گئی گل بستون سے فرش بھی ہنسنے لگا آئینہ کا لباس دیوار دن نے پہنا پلنگ بچھے گدے مسند بچھائی گئی کنول کیا لگائے گئے کہ دل کنول ہو گیا جھاڑ ہر ایک روشنی بار تھا مکان سارا پُر از نقش و نگار تھا کہ اوپر وزیرزادی چھڑی ہاتھ مین لیکر ٹہلنے لگین اور انتظار یار دلنواز کرتی تھین اُسطرف سے سرہنگ وہ انگشتری ہاتھ مین پہنکر برج صندل مین پہونچا اُس برج کے چار دروازے ہین اور ہر دروازے پر ہزار ہزار پاسبان مقرر ہین وہان شہزادہ فرط الم سے سرور گریبان دل سے کہتا کہ کہ وہ مغرور حسن بیخیال میرا خیال رکھتی ہوگی ناز کا ہے کو فرصت دیتا ہوگا اغماز دامن کش ہوگا نگاہ اپنی طبیعت کو دوڑا

پھری ہوگی سبے وفائی سمجھاتی ہوگی کبھی بیتابی سے یہ کہتا تھا کہ ابیات

ہجر رون یہ کہ نہین جانی ستم اچھا	فرقت کا ارے نا نہین دنیا مین غم اچھا	اب آؤ چلی جان میری ہجر سے تیرے
اسدرچہ ستانا نہین ہمکو صنم اچھا	اور یہی حال چابک تیز رفتار کا تھا لیکن وہ دل ہی دل مین	

غم کھاتا تھا بلکہ اور شہزادہ کو سمجھاتا تھا صبر کی باتین سنتا تھا اسی ہنگام مین یکایک ایک عیار نے آکر قدم پہ سر رکھا اور کہا ای شہزادہ یہ آگ میری ہی لگائی ہوئی ہی کہ مین آپ کو وہان سے لے آیا اپنے کیے کا مزا اٹھایا چلیے آپ کو ملکہ نے بلایا ہی یہ سنکر وہ شہریار پھولون نہ سمایا اور عیار اڑ نے زمین مین نقب دینا شروع کی کچھ ہی دور پہ دروازے سے ہٹکر وہان اسکا توڑا شہزادہ نے قید توڑی اور چابک کی قید سوہن سے ریت دی یہ دونون تو نقب کی راہ سے باہر ہوے اور سرہنگ انکو ہمراہ لیے شادان و فرحان باغ مین ملکہ کے پہونچا غلغلہ ہوا کہ لودہ آئے ملکہ نے کہا ادی یہ سرہنگ بھی کتنا بے تمیز ہی مین نے یہ کب کہا تھا کہ انکو یہان لے آئے تو ترس کھاکر حکم دیا تھا کہ قید زندان سے چھڑا دے یہ کہکر برق کی طرح سے کوندکر بارہ دری مین گئی اور پردے اسکے دست نازک سے چھوڑ دیے لیکن شہزادہ دل از کف دادہ بے تامل بارہ دری مین آیا اور کہا ای ماہ تمام کیا مجھسے خطا ہوئی جو تمنے مُنہ چھپایا اسنے مسکرا کے کہا واہ صاحب آپ بھی زور چیز ہین خیر اچھا آیئے مین جانتی ہون کہ تم ڈھیٹ پڑ دہو مُنہ لگائی ڈومنی ہو بہتر ہی بیٹھ جایئے پھر تو شہزادہ مسند پر آکر جلوہ گر ہوا یہ تمام بدن اپنا چرا کر کچھ چھپا کر سامنے مسند کے بیٹھی شہزادہ نے کہا کہ شعر

اُٹھا تا عشق مین کیون ہو دل نادان جوکھون ہی	ابھی تو مال جوکھون ہی پھر آگے جان جوکھون ہے

ملکہ ہنسی اور کہا کیا خوب ای صاحب مان نہ مان مین تیرا مہمان آپ سے عشق ہی کون کرتا ہی اور مُنھ ہی کون لگاتا ہی آپ اپنے خدا کے لیے جان جوکھون مین نہ پھنسیے شہزادہ نے کہا کہ بیت

جنون سے میرے مجنون بھاگتا جیسے بگولا ہے	کہ مین صورت ہون وحشت کی وہ یونہی اک سیولا ہے

ناخن خراش جبر کے لیے تیز ہین باتین اپنی چتون آمیز ہین یہ کہکر اس مہ پارہ کو آغوش محبت مین کھینچا اُدھر سے نہین نہین کی صدا بلند ادھر سے دلولہ شوق گرم ہنگامہ راز و نیاز ہویدا ایک دوسرے کا شیدا پیار چتونون سے نکلتا کبھی وہ اسکے سینے پر لات رکھدیتی یہ کہتا کہ لاتیری

میرے دل کا خون کھوتی ہے کبھی یہ اسکی بلائین لیتا سر سے سر اُتارتا آپ پہین جام مے ارغوانی کا چرچا
دسطرف گلعذار چابک کے ساتھ سرگرم اختلاط کا تھین خوش گلو زہرہ جبین گاتین خواصان
مہ طلعت سرگرم کاروبار چاندنی دیکھنے کی بہار بادلہ چاندنی مین اُڑایا جاتا باغی مہرون کا چھلکتا
غرضکہ ہنگامہ نشاط برپا جب خاک سیہ کو آفتاب نے ادیم صندلین بنایا اور مہر سیاحی میدان افلاک مین
آیا کہ بیت یکایک چرخ سے ٹوٹا ستارا ۔ کیا تاریکی نے شب سے کنارا ۔ صبح کو شہزادہ
گلبدیگر یعنی عیار و شہزادہ رشک قمر حمام مین داخل ہوے لیکن اول شہزادی سوار ہوکر سلطخانے مین گئی پھر
کون روک سکتا تھا تیغ بلاکش وہان سے لائی اور شہزادہ کو دیا پھر حمام کیا اور آگرد اعیش و نشاط
لگی ہنگام صبح ہنگامہ ہبانان برج صندلین آگاہ ہوے کہ قیدی غائب ہوا نالان و گریان خدمت
شاہ مین آئے اور عرض کیا کہ وہ گوہر گرانمایہ درج شاہی کھویا گیا یہ خبر سنکر بادشاہ آتش شاہ سخ
دوبارہ نامہ لکھا کہ ای شہنشاہ جہانگیر کوئی میرے یہان سے لے گیا خبر خبر خاصی وہین نے کردی
یہ نامہ پیلہ سحر کا لے گیا اور کوکب کو دیا کوکب نے نامہ پڑھکر مرات واقعہ طلب کیا اور کاغذ و قلم
سامنے رکھا نجہ پیدا ہوا اور اُسنے لکھا کہ ملکہ ماہ دُر در گوش اور گلعذار شوخ چشم نے چرا لیا
اور اپنے باغ مین صحبت آرا ہین یہ معلوم کرکے اُسنے جواب لکھا کہ یہ حرکت تمھاری بہنی نے کی ہے اور
اُس نامہ کو ملکہ ماہ سرخ چشم جادو کے ہاتھ انجم حصار کو روانہ کیا ادھر سے تو یہ چلی اور اسطرف
سے ملکہ ماہ دُر در گوش کی نانی سوسن زبان دراز اپنی نواسی کو دیکھنے چلی ہے سوسن حصار
سے تخت پر سوار ہی اُس سے اور ماہ سرخ چشم سے ملاقات ہوئی اور سارا حال دریافت کیا اور
اُسی باغ کی طرف جہان ملکہ ماہ دُر در گوش ہے روانہ ہوئی یہان فوج کو حکم انجم شاہ تیاری کا
پہونچا اُسی وقت نقارے بجے نفیر سحر کو دم ملا جلد جلد کمربندی ہوئی اور فوج موج مار کر چلی زمین
زمان مین ابر طائران سحر کا چھایا تھا آفتاب تیرہ ہوا تھا شور تا فلک پہونچا تھا اُن سنے باغ
باغ کو گھیر لیا جہانگیر بھی تیغ بلاکش پکڑکر شکل شیر غرندہ کے آیا اور اُس فوج پر گرا ابیات

ہمہ روے صحرا سر و دست و پاے	بزیر سم اسپ جنگ آزماے	فرو رفت و بر رفت روز نبرد
بجایی کہ خون و برہ گاہ گرد	بروز نبرد آن یل ارجمند	بشمشیر و خنجر بگرز و گمند
بریدہ دریدہ شکستہ و پست	یلان را سر و سینہ و پا و دست	ہزار و صد و شصت گرد دلیر

بیک زخم شد کشتہ و بیگ فیر	اسی گرمی جنگ مین لیکایک نعرہ ہوا کہ مہر گلرنگ جادو اور بچاس

ہزار ساحر سے یہ بہادر اسباب ساحری سے لیے ہر ایک ساحر کال و ڈاک ہر ایک گوگل و دال سے کچھ ما مند
آکر پہونچا اور ملکہ ماہ وسیوسن ایک طرف سے جنگ آزما ہین اُسوقت کہ جب بلوہ زیادہ تر ہوا سیوسن
نے کچھ سحر پڑھکر ماہ دُر دور گوش کو بیہوش کیا اور اپنے تخت پر ڈالکر پرواز کی یہ تو اُسکو لیکر اڑا ہوا گئی
وہان جو اسیسون نے خبر پہونچائی ملک خورشید کو کہ آنہ قلعہ کے لڑائی ہو رہی ہے اور مہتر چابک
نے ایک جمعدار بنکر در قلعہ کو کھولدیا اُسطرف سے فوج حملہ کرکے چلی اور میان عین کارزار مین
گلرنگ جو آیا تھا تیغہ بلاکش سے دو ٹکڑے ہوا اور ایک ساحر عقاب زہر شیوہ نام ہوکر وہ اکی
حوالی کا رہنے والا ہے اُسوقت اسطرف سے ہوکر گذرا ملکہ گلعذار کھڑی ہوئی لڑ رہی تھی یہ دیکھتے ہی مارا ہوا
کیونکہ اُسوقت گاتی اُسکی بندھی ہوئی دو برچھیان سینے پر تنی ہوئین منہ غصے سے لال دل مین یہ خیال
نارنج تیخ اسطرح سے لگاتی کہ جیسے معشوق گیند کھیلتے ہین یہ کافر عقاب اسپر مائل ہوا اور مخفی سحر
سے اُسکو بیہوش کرکے اُٹھالے گیا بعد کچھ عرصے کے لشکر خورشید کا آپڑا اور مہتر چابک نے چراغ

جمشیدی روشن کیا کہ جسکی روشنی نے پردہ دنیا اور پردہ چشم ساحران کے درمیان مین پردہ
ڈالا یا اندھیر مچا دیا آنکھون کو اپنی روشنی سے جان کھونے لگے اب تو عیاذاً باللہ اوپر سے تیغہ بلاکش
کی مار چراغ کی روشنی مین دن دہاڑے اندھیر غضب کا سامنا یہ کوکب ہی کی فوج تھی جو رکی
بھی ورنہ اُسی وقت فنا ہو جاتی لیکن بیچاری رُکی بھی تو کیا رُکی کچھ ہی دیر مین کھام تو ہر سو راہ
گریز ہوے اور نمک حلال تیغ کے گھاٹ اور کھیت رہے انجم نے مرنا گوارا کیا لیکن پانون
میدان جنگاہ سے نہ ہٹایا اور آخرت ضرب تیغہ بلاکش کھائی کہ جان بحق ہوا اہل قلعہ نے امان پائی
جہانگیر نے بعد قتل و غارت امان دی بہت مال و اخل خزانہ سرکار ہوا دار الامارہ مین خورشید
آکر بیٹھا نذرین امرا و زرا کی گذرنے لگین منادی افراسیاب کے نام کی ہو گئی لشکر ملک
خورشید کا نہایت مسرور و خندان فرو کش ہوا ایک سمت جہانگیر کے ملازم اور مہتر
چابک اور سرہنگ قیام پذیر ہوئے اب جب تسلط ہو چکا اپنی مطلوبہ کو پایا پھر تو یہ حالی کہ ہوا کہ ابیات

بیابان کی جانب کھینچے دل بہت	کہ تھا شہر مین کام مشکل بہت	ارادے ہوے یہ دلون ہی مین جن
لیا پھر نہ دونون نے صبر و سکون	صبا سے رہے اُسکا ہر دم پیام	کہ ای باد کہنا یہ بعد از سلام

خیالات ملنے کے جاتے نہین	قرار و سکون دل تک آتے نہین	شب و روز رہتا ہون یان اضطراب
کیا شوق نے کام کو کیا خراب	کوئی طور ملنے کا ایجاد کر	نہ جو رحم سے ہو تو بیداد کر
تن زار بے جان کیونکر جیے	جگر مین نہ خون تو کیا خون ہے	اس حال مین یہ تو ہی لیکن عرض

اس فتح کی افراسیاب کو لکھی ہے اُدھر ساحران ہمراہیان گلرنگ و انجم بھاگ گرقلعہ کوکبیہ مین گئے اور دربار مین کوکب کو تخت پر بیٹھا دیکھکر بعد دعا و ثنائے شاہی کل معرکہ معروض بیان مین لائے کوکب سب حالات سنکر نہایت رنجیدہ ہوا اور بہزاران پریشانی اُسنے خواجہ عمرو کو لکھا کہ اے یار وفادار نوبت یانجا رسید کہ پردۂ تاریک فتح شد غرض کل حالات تحریر کیے خواجہ دربار مین مہرخ کے یہان تھے کہ نامۂ کوکب پہونچا اور اُسمین یہ بھی مندرج تھا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیے خواجہ نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ اب انشاء اللہ جہانگیر کو مع اُسکے لشکر کے مطیع کرکے آپکی خدمت مین حاضر ہونگا پس آپ نے برق قرنگی کو اپنے ہمراہ لیا اور بالادوی کرتے ہوے چلے ایک مقام پر آکر اُترے اور چہرے پر لگائی پان کھاکر پہنی اُسپر بہائی کمر خمیدہ کرلی پگڑی سر پر باندھی کمر سے دوپٹا باندھا کرتا پہنا پائچون کا پائجامہ زیب بدن کیا اور قمر سے لگائی اور برق نے گال اپنے سرخ سرخ پھولے ہوے بنائے تہری کمر توی کا انگرکھا پہنا ہاتھ پاؤن مین مہندی لگا انگوٹھیان سب انگلیون مین پہنین بوٹا سا قد اپنا رکھا ایک طفل مہ پارہ و نوجوان کی صورت بنکر ہمراہ ہوا اور خواجہ کسی مقام پر بیٹھ جاتے تو وہ اسطرح

کی غزل اور اشعار گاتے ابیات	ہم ہین اور سایہ ترے کوچہ کی دیوار ونکا	کام جنت مین ہو کیا ہم سے گنہگار ونکا
محتسب گر چھو دل آزار ہمارونکا	دیکھے اِک جام تو ہی یار ابھی یار ونکا	اسی طرح گاتے بجاتے یہ راہ مین

چلے آتے تھے اُدھر عقاب گلعذار کو لیکر ایک درۂ کوہ مین آیا تھا اور وہان اُسنے فرش وغیرہ آراستہ کرکے اسکو بٹھانا چاہا اُسنے قصد کیا کہ بزور سحر نکل جاؤن یہ سوچکر ایک تار بیچ جھولی سے نکالکر مارا کہ تمام وہ مقام اندھیرا ہوگیا عقاب نے مُنھ سے پھونکا سب خس و خاشاک وہان کا شمع و ظلمتا کی طرح جلنے لگا پھر اُسنے قصد پرواز کیا عقاب نے ایسا سحر کیا کہ بیحس ہوا آخر فرش پر بیٹھی اب اُسنے منت خوشامد شروع کی کہ اے حاصل زندگانی مجکو اپنی غلامی مین قبول کر کیونکہ اب میرا حال یہ ہے بیت

چراغ داغ لیکر دل مین ڈھونڈھا + نشان پر صبر و طاقت کا نپایا + گلعذار اُسکو بُرا بھلا کہنے لگی اسی اثنا مین آواز گانے کی اُسکے کان مین آئی اُسطرف متوجہ ہوا جب عمرو کو اُسنے دیکھا بیت

بلالایا کہ میری معشوقہ مجھسے راضی نہین ہوتی ہی تو چلکر ایسا گاکہ وہ راضی ہوجاے خواجہ وہان سے آئے اور گانا کیسا اُنھون نے کہا مین یونہین راضی کیے دیتا ہون اور دہ کے اندر سے اُسکو باہر نکالدیا جب گلعذار اکیلی رہی اُسکو پڑیا دارو سے بیہوشی کی دی کہ اسکو ملاکر اُسکو بیہوش کرنا اُسنے قبول کیا اب خواجہ باہر دہ کے نکل آئے اور عقاب کو بھیجا اُسنے اپنی معشوقہ کو خندان روپایا پاس بیٹھا از بسکہ وہ عیار نہین ہے جو اپنے بدن مین ہاتھ لگانے دے فوراً اُسنے جام بیہوشی آلود اُسکو دیا کہ وہ پیکر بیہوش ہوا عمرو نے آکر اُسکو قتل کرڈالا پھر اُسکی زبانی حال ملکہ ماہ درد گوش کا سنا اور اُسکو بھی بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا اور آگے کا راستہ پکڑا یہانتک کہ قریب قلعہ انجم حصار کے پہونچکر ایک بیابان سبزہ زار مین کہ سایہ اُسوقت ڈھلا تھا جانور زمزمہ سرائی کرتے تھے پانی تراوت دے رہا تھا وہان بیٹھکر خواجہ نے کو بجایا اور بڑی جوش وخروش سے اس غزل کو گایا ابیات

ہو نہ عاشق سو چکر اُس دشمن ایمانکا	دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہی شیطانکا	جھوٹ ہی جانون کلام اُس شوخ بدزبانکا
ہین کرجامہ بھی وہ آئے اگر قرآنکا	تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید	تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جانکا

بالکا گانا تو مشہور ومعروف ہی آسیا نے اپنے تمام پرندے بھولے اور مسکن چوپایون سے چھوٹے شدہ شدہ خبر جہانگیر کو بھی ہوئی وہ معشوقہ کا جوگی عشق کا بروگی ہجر کے صدمہ مین پھنسا ہوا تھا اُسی وقت چوبدار بھیجکر طلب کیا خواجہ بڑے اغماض سے گئے اور ادھر جہانگیر نے فرش دودہ تکلف بچھوایا کہ جو پاے خیال سے بھی میلا ہوتا تھا مسند کو دیکھکر کسریٰ وجم رشک کھاتا تھا کشتیان خراب ناب کی تابین گزک کے لیے کباب کی سامان عشرت جما مہیا تھا کہ درویش صاحب آکر پہونچے اور خوب بھجن اُنھون نے گائے پھر اشعار مراد یار کے گائے کہ ابیات

وہ کون ہی جو تجھپہ تاسف نہین کرتا	پیر میرا جگر دیکھ کہ مین اُف نہین کرتا	کیا قہر ہی وقفہ ہوا بھی آنے مین اُسکے
اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا	دل فقر کے دولت سے مرا ایسا غنی ہی	دنیا کے زر ومال پہ مین لٹف نہین کرتا
کچھ اور گمان گذرے ہے دل مین ستمگر کا فر	یاد اسلیے مین سورۂ یوسف نہین کرتا	تمام محفل کو حالت وجد طاری

ہوئی لیکن مہتر چابک تیز رفتار خواجہ کو فیض جاری کرنے کا موقع نہین دیتا ہے آخر اُنھون نے بیہوشی ملاکر جام شہزادۂ جہانگیر کو دیا اُسنے چاہا کہ پیون چابک نے وہ جام لیکر پھینکدیا اور

پینے نہ دیا اسوقت تو خواجہ کہتے ہوے کہ بھلا او ناشدنی جوانا مرگ کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے یہ
کہکر جست کرکے چلے چابک بھی اسکے پیچھے چلا ایک طرف برق جست وخیز کرکے نکلا پھر انکو کون
پاتا ہی یہ جا وہ جا اب جب یہ تنہائی مین آئے مشورہ پذیر ہوے کہ کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے اسی فراق
مین یہ قلعہ سے نکلکر ہر طرف پھرنے لگے ایک روز گذرا نکا ایک باغ کی جانب ہوا کہ ہوا خوش
جاے دلکش تھی نہال سرسبز و شاداب سبزہ یہ ظاہر کہ طغرا صفحۂ گلشن پر تحریر اسمین آب
روان کی لکیر بلبل شوریدہ کا شور چمن مین رقصان مور پھول کھلے سرخروئی باغ پر گواہی دیتے وہان
دوسری بلبل بھی نالان تھی یعنے سوسن کے ساتھ ماہ دُر دُر گوش یا دشہزادۂ جہانگیر مین
قمری نمط کو کو کرتی اور کہتی ابیات

کون وقت ای وای گذراجی کو گھبراتے ہوے	موت پڑتی ہی اجل کو یان تلک آتے ہوے
آتش خورشید سے دیکھا نہین اُٹھتا دھوان	آگ بڑے ہو بام پر تم بال سلگاتے ہوے
وہ نہ جاگے رات ہمکو صدسے بخت خفتہ کی	بج گیا آخر گجر زنجیر کھڑکاتے ہوے

خواجہ جو مع برق اس باغ کے دروازے پر آئے سوسن نے انکو درویش کامل سمجھکر بڑی قدرو
منزلت سے بٹھایا اُنھون نے اکسیر اپنے پاس سے بوتل نکالکر بنائی پھر بچی ہوئی دوا تعریف کرکے
سوسن اور ماہ کو کھلائی جب وہ بیہوش ہوئین دونون کو اُٹھاکر زنبیل مین ڈال لیا اور پھر وہان
سے آگے چلے قلعہ مین ایک دوکان کرایہ کو لی پردہ ہاے زنبوری اُس دُکان مین لگائے جو پردہ ہفت
آسمان کو ہنستے تھے فرش تکلف سے آراستہ کیا پھر ہزارہا تصویر اُس مکان مین لگاکر رشک نگارخانہ
چین اس مکان کو بنادیا ابیات

کی آرائش جو وہ آئینہ خانہ		شبیہ سادہ رویان زمانہ
مرقع کردیا دیوار و در کو		وہ ایوان آفت عقل و دل و دین
ہر اس اعجاز مین عیسی بھی حیران		کہ تصویرون سی اُسمین پڑگئی جان
دکھایا نقش حیرانی نظر کو		
کرے سجدہ جسنے بتخانہ چین		

نازنینان شوخ و شنگ اُس دکان مین زنبیل سے نکالکر بٹھائین سرمایۂ تجارت دل و جان تھین برق کو گماشتہ
مقرر کیا اور آپ خواجہ سفید مو منکر مسند بچھاکر تکیہ لگاکر بیٹھے لوگ جو اُسطرف آتے تھے اُن نازنینون پر جان نثار
والا تو غلغلہ ہوا کہ ایک تاجر بڑا دولتمند خواجہ سفید مو نام یہان آئے ہین ملکہ گلعذار شوخ چشم کی بھی تصویر اُن تصویرون مین اُنھون نے لگائی تھی ایکروز

اُس تصویر کو آکر مہتر چابک نے دیکھا یہ تو اسکی معشوقہ ہی اُسکو دیکھکر بیہوش ہوگیا آخر اپنے تئین سنبھالا اور برق سے کہا اپنے مالک کے پاس ہمین لے چلو ہم یہ کنیز مول لینگے برق اُسکو اندر لیگئے اُنسے دیکھا کہ ایک مرد پیر کئی سو برس کا سن ڈاڑھی سفید مسند پر بصد جاہ و جلال بیٹھا ہوا ہے اُنسے سلام کیا اُنسے پاس بٹھایا اور خاطر کی مزاج پرسی فرمائی پھر ذکر کنیزون کا درمیان مین آیا عمرو چابک پر خفا ہوا اور کہا صاحبزادے یہ تصویر جسے تم لینا چاہتے ہو یہ تصویر میری دختر کی ہی غلطی سے دکھادی گئی ہی چابک آخر وہان سے اُٹھا اور روتا ہوا پاس جہانگیر کے آیا اور سب حال کہا کہ ایک سوداگر میری معشوقہ کی تصویر لایا ہی آپ دلوا دیجیے جہانگیر نے حکم دیا انجمن آرائی ہوکار پردازون نے فرش و مسند وغیرہ آراستہ کیا چوبدار سلطانی خواجہ سفید مو کے پاس بھیجا خواجہ سوار ہوکر وہان سے روانہ ہوے اور بروقت چلنے کے اپنا خیمہ وغیرہ زنبیل مین رکھا اور جہانگیر کے پاس آئے اُنسے مقام صدر پر بٹھایا اور بزرگ سمجھکر تعظیم کی اور کہا آپ کی بزرگی سے بعید نہین ہی جو اس کنیز کو دے ڈالیے خواجہ تیوری چڑھاکر اور آنکھین لال لال کرکے گھرک کر بولے کہ ہم کہہ چکے کہ یہ ہماری دختر ہے جہانگیر نے کہا آپ خفا نہون یہ میرا بھائی ہے آخر آپ شادی اپنی صاحبزادی کی کہین کیجیگا ہم پر ہم پر احسان فرمائیے غرض بعد بہت تکرار کے قبول کیا جہانگیر نے ایک باغ کہ جو بہشت برین کا چشم و چراغ تھا خواجہ کی سکونت کے واسطے دیا اور بہت سا روپیہ خواجہ نے لیا اور ایک گوشہ مین جہانگیر و چابک کو بلایا اور ایک تیغہ اپنے پاس سے نکالا اور کہا تم بھی کیا یاد کروگے ہی شہزادے یہ تیغہ تمھارے واسطے ہی پس جونہین وہ تیغہ جہانگیر نے کھینچا بقہ بیہوشی ایسا اُڑا کہ جہانگیر و چابک دونون بیہوش ہوگئے عمرو نے ان دونون کو اُٹھاکر زنبیل مین ڈال لیا تیغہ بلاکش بھی اُسکے پاس تھا وہ بھی ہاتھ آیا اب یہ مقام تنہا مین تو تھے ہی وہان سے نکلکر چلے اور صحرا مین آئے ایک آدمی کو کوکب کے طلب کرکے نامہ لکھا کہ آپ کے مجرم اور اشیاے نادرہ جو موجود ہین اُسے بھیجیے چونکہ یہ قلعہ انجم حصار کی حوالی ہی یہان ساحران نامی اطراف مین رہتے ہین اور کوکب پاس جاسکتے ہین اُنھین مین سے ایک ساحر کو وہ نامہ دیا کہ اُسنے لے جاکر کوکب کو پہونچا دیا کوکب وہ نامہ دیکھکر بہت خوش ہوے اور بیابان بری برہ کا مالک آغاق جادو مین یکتا ساحر سے واسطے ملازمت کے حاضر ہوا تھا اُسنے بادشاہ کو متردد دیکھکر پوچھا کہ آپ کو کس امر کا تردد ہے

شہنشاہ نے فرمایا کہ طلسم کشا قید ہوا ہی مین چاہتا ہون کہ کوئی معتبر شخص جائے اور اُسکو لائے آفاق نے کہا مجکو اجازت ہو تو مین جاؤن بادشاہ نے اجازت دی یہ وہان سے روانہ ہوا فوجون کا چلنا ہنگامۂ مشورش افراطبل و بوق کا بجنا لشکر کا سیل فنا کی طرح روان ہونا کشتی ارض و غرا کو دگمگانا تھا بڑی عظم و شان سے یہ چلا اور اُسی صحرا مین کہ جہان عمرو تھا آیا خواجہ سے ملاقات کی خواجہ نے جہانگیر و سوسن و دُر دور گوش او ر چابک وغیرہ کو مع تیغۂ بلا کش سپرد کیا اُ آپ طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا کہتا گیا کہ ای آفاق ذرا ہوشیاری سے قیدیون کو لیجانا اُنسے ہشکڑیان بیڑیان پہنا کر قلب لشکر مین اُنکو رکھا اور لیکر پھرا وہان خورشید بھی کچھ غوطہ مین چلا خواجہ سفید مو کے آنے کا سنکر باغ مین آیا یہان کسی کو بھی نہ پایا معلوم ہوا کہ شود اگر جہانگیر و چابک کو لیکر غائب ہو گیا ہی سمجھا کہ کوکب نے کسی کو بھیجکر بلوایا ہی بس اُسنے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اُسی وقت نفیر پھنکی بوق کو دم ملا جوانون نے کمرین باندھین بہادر لڑنے مرنے پر لبیس ہو گئے طائران ریدہ سوار ہو کر ساحر چلے اور برسم یلغار راہ طے کر کے قریب لشکر آفاق پہونچے پھر تو صفین جمگئین مبارز ایک دوسرے سے لپٹ پڑے چمک برق شمشیر کی ہوئی بارش باران تیر کی ہوئی باہم زد و کشت ہونے لگی خورشید نے ہزار در ہزار پتلے سحر کے پیدا کیئے کہ جو آکر فوج کو قتل کرنے لگے آفاق نے صدہا سواران روئین تن بنائے خورشید نے پھر آتش سحر اُنپر برسا کر پگھلا دیا آفاق نے باران سیاہ کا منہ برسا یا کر اُنھون نے جسم مبارزان کو پانی کر کے بہایا تا دیر ایک دوسرے

سے لپٹا رہا یہ نقشہ رہا نظم	زمین شد ز نعل ستوران ستوده	ہمی کوہ دریا شد و دشت کوہ
ز بس نعره و ناله کرنا ے	ہمی آسمان اندر آمد ز جاے	ہمہ سنگ مرجان شد و خاک خون
بسے سروران را سر آمد نگون	بگشتند چندان ز ہر دو گروہ	کہ شد خاک دریا و ہامون چو کوہ
تو گفتی ہمی خون ببارد سپہر	پدر را نہ بد بر پسر جاے مہر	اُسی گرمی جنگ مین ایک نوت

سے لشکر گران گروہ گروہ پیدا ہوا اور آگے آگے از دہان پر ایک ساحر نابکار دراب ظلمانی نام ظاہر ہو کر لشکر کی پشت پناہ گرا اور پھر لشکر کی آکر ماری پھر لڑائی تازہ ہو گئی فوج آفاق کی پسپا ہونے لگی اُسوقت بقدرت کردگار عنقاے ابلق سوار پر بھائی کوکب کا آگرا اور سحر چلنے لگا کبھی اندھیرا ہوا کبھی اُجالا ہوا مار و عقرب برسنے لگے آندھیان آنے لگین دراب نے سحر کیا

تاریکی ہوکر چادر سیاہ روے ہوا سے پڑنے لگی اور کاجل گرنے لگا ہزارون ساحر اندھا ہوا عنقا
نے چاند بہت سے طالع کیے کہ جسکی روشنی نے فروغ دیدۂ ساحرون کو بخشا اور ایک ٹکڑا چاند کا
ٹوٹ کر دامن ظلماتی کے سر پر گرا کہ وہ زندگی سے بدر ہوا حضیض مرگ اُسکو حاصل تھا عنقا
اب چڑھتا ہوا چلا اُدھر خورشید دباؤ دکھا کر پیچھے ہٹا جب اُسنے دیکھا کہ یہان قدم نہ جمے گا یکہ و تنہا جانب
افراسیاب روانہ ہوا اب آفاق کی فتح ہوئی اور یہ آگے بڑھا کچھ دور چلا ہوگا کہ نوبت و نقارے
روے ہوا پر بجتے سُنائی دیے اور ساحر شیر سوار دارد رسوار ظاہر ہوے افسر انکا طیفور جبار
چشم تھا تین لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آیا اور لشکر عنقا پر حملہ آور ہوا وہی ہنگامۂ عظیم دوبارہ
برپا ہوا ساحرون مین سحر کی چوٹ چلنے لگی آخر عین گرمی جنگ مین عنقا سے مقابلہ طیفور کا
ہوا اُسنے ایک تاریخ مارا اُسنے خالی دے کر تریخ لگایا برابر سے چوٹ چلنے لگی ایکمقام پر سحر کی تلوار
طیفور نے سر عنقا پر لگائی کہ اُسنے زخم کاری کھایا اب قید جہانگیر کی قبضہ طیفور مین یقین تھا
کہ جائے اُسوقت آفتاب فلک پر طالع ہوا اور صدا آئی کہ منم کوکب روشنضمیر طیفور نے
جی داری کر کے ایک مار مرجون کا اُس آفتاب پر بھی لگایا لیکن پنجہ ایک تلوار لیکر پیدا ہوا اور سر تخت
طیفور جدا کیا فوجون کو شکست ملی آفاق تو کوکب ذہبت زخمی پایا مگر اُسکی فوج سمیت اُسکو
تیغہ بلاکش دیکر جانب بیابان بربری روانہ کیا اور ایک خیمہ بلا زمان کوکب نے اُسی بیابان مین
استادہ کیا کہ بادشاہ مذکور تخت پر بہزاران جاہ و جلال آکر بیٹھا اور ایک قفس آہنی طلب کرا کے
جہانگیر کو اُسمین بند کیا چابک بھی اُسی مین ہے پھر اُس قفس کو ایک گنبد پر بنا کر اُسمین لٹکا دیا
اور در گنبد پر پہلی چوکی حارث شیر سوار جادو کی مقرر کی پھر اُسکے بعد میخوار آتش خوار کو معین کیا
اور گنبد کے آگے تالاب بھی آتش کا بنا دیا کہ جسمین کوئی آ نہ سکے لہرین اُسکی دلون مین خیال
سے آگ بھڑکاتی تھین اور لپٹین تا فلک جاتی تھین غرض جب انتظام قدیان کر چکا
اُسوقت ماہ دُر دُر گوش کو سامنے بلایا اور بغضب تمام دو طمانچے لگائے اور کہا او گیسو بریدہ
لکاتہ شوخ دیدہ تیرے جلائے تو کتا بھی نہ جیے کوئی ایسی حرکت کرتا ہی کہ جیسے تو ننگ خاندان
ہوئی پھر گلعذار کو بھی بہت کچھ بُرا بھلا کہا پھر زلف آرا سے سرخ چشم کے سپرد ان دونون کو
کیا کہ اُسنے اپنے باغ مین لے جاکر ان دونون کو قید کیا اس وابستہ بجز رنج و الم کو زلف

سنبل دیکھکر سلسلہ پریشانی ہاتھ آیا بال بال اپنا گنہگار پایا جب خاطر مضطر گھبراتی جان گھبرائے لب پر آئی تو بیقراری سے یہ سناتی غزل

پانیہ جون دخان ہین پریشانیون مین ہم
یارب ہین کسکی زلف کی زندانیون مین ہم

زنجیر مین بھی نالہ زنجیر کی طرح
جوش جنون سے رہتے ہین زندانیون مین ہم

پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ
قرب حرم مین بھی ہین تو ولانیون مین ہم

دوزخ بھی جاے نعرہ ہل من مزید بھول
لائین جو آہ کو شرر افشانیون مین ہم

پاکوبیون کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید
پھرتے ہین جنون کی سلسلہ جنبانیون مین ہم

تم بھی نہین جگر مین رہے اسقدر رہے
سرگرم سوز عشق کے مہمانیون مین ہم

مطلب سے اپنے کون ہی آگاہ جز خدا
جون خط سرنوشت ہین پیشانیون مین ہم

ہین آئنہ مین صورت تصویر آئینہ
آئینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم

سینے کا چاک سینے کی فرصت کہان ہمین
مصروف زخم دل کی پریشانیون مین ہم

جا سکتے ضعف سے نہین کوچے مین اوسکے ذوق
بہ جائین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

افراسیاب جادو باغ سیب مین تخت حکومت پر بیٹھا تھا اور اس حال کی سواے حیرت کے اور کسی کو خبر نہین کہ جہانگیر نے قلعہ الجم حصار فتح کیا ہی عرضکہ ہرکارے دوان دوان خدمت شاہ جادوان مین آکر حاضر ہوے اور بادشاہ کو مجرا کیا بعد دعا و ثناے شاہی کے عرض کی کہ ملک خورشید نہایت عالم پریشانی مین مبتلا اس و مضطر آکر حاضر ہوا ہی افراسیاب گھبرایا سرداروں کو استقبال کے لیے بھیجا خورشید روتا ہوا سامنے آیا اور تمام حال بیان کیا کہ اسطرح جہانگیر کو عمر و عیار لے گیا راہ مین مین نے جا کر روکا تھا کئی سردار اکر پہونچے آخر کوکب کے ہاتھ سے مارے گئے اور وہ خود آکر پکڑا گیا راہ مین مین نے خبر پائی ہی کہ چابک اور جہانگیر کو احتیاط سے مقید کیا ہی یہ سُنکر افراسیاب فرط غیظ و غضب سے آگ ہوگیا اور بہت بڑا صدمہ و ملال اُسکو ہوا یہان تک کہ بغیظ و غضب تمام پر پرواز ہوکر اُڑا ہر چند سیمنے منع کیا نمانا اور وہان آکر پہنچا کہ جہان وہ تالاب آتش کا بنا تھا دیکھا کہ ایک ایک موج اُسکی تا بفلک جاتی ہی کرۂ نار وہ مقام نظر آتا ہی دل پر فلک کے جل جانے کا اندیشہ ہی پانی اُسکا مثل طبع جوش کھاتا ہی ساری عالم کا غصہ سمٹ کر اس جگہ

بجتمع ہوا ہی لہرین خنجر روان کی طرح چلتی ہین نمرارے اُڑ رہے ہین یہ کیفیت دیکھکر اُسنے سحر چلا
کر ابر سیاہ آکر تالاب پر چھایا اور پانی اُسمین سے موسلا دھار برسنے لگا یہانتک کہ وہ آتش بالکل
بجھ گئی اور جہان وہ تالاب تھا اُسی جگہ سبزہ اُگ آیا آگے جو شکل لیے ہوے عنقاے ابلق
سوار اترا ہوا ہی اور اُسی مقام پر کوکب نے گنبد سحر سے بناکر جہانگیر و چابک کو اُسمین قید کیا ہی
بس افراسیاب میخوار کو ساتھ لیکر آگے بڑھا دیکھا کہ لشکر نیے ہوتے چار لاکھ کا عنقاے ابلق
سوار پڑا ہوا ہی کڑھا چڑھے ہین بستر پیادون کے لگے ہین سوارون کی لین پڑی ہین ہتیارونکی قینچیان
سنبھی ہین ہوم ہو رہا ہی ساحر کنوون پر نہا رہے ہین اور دھوتان چھانٹ رہی ہین بازارین
لشکر مین کھلی ہین کٹورا کھنکتا ہی گرم بازاری ہو رہی ہی سقون کے کٹورون کی جھنکار ہی دلالون
کی بول چال ہی افراسیاب جب وہان پہونچا بارگاہ فلک فرسا عنقا کی استادہ تھی سرانچہ
اُسکے اُٹھے ہوے تھے عنقا مسند پر اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا اُسنے جو افراسیاب کو دیکھا نعرہ کیا
کہ اے افراسیاب کہان آتا ہی افراسیاب نے میخوار جادو کو سحر کرکے مسحور کر لیا ہی وہ اُسکے ساتھ ہے
بس عنقا نے کہا کہ اے میخوار بیحکرام تو اس نطفہ حرام افراسیاب کو ساتھ لیکر آیا ہی یہ نعرہ سنکر افراسیاب
نے اشارہ کیا کہ مارے میخوار اپنی فوج کو لیکر لشکر عنقا پر جا پڑا دونون فوجین آپسمین ملگئین سحر کی چوٹین
چلنے لگین ترسول و پلنسول کی چمک تا بہ اوج فلک جاتی تھی نعرہ ہل من مبارز کی صدا آتی تھی
دمبدم کرتا کودم ملتا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہر اک سمت آندھی کا طوفان بپا	گھر ابر پانی برسنے لگا	ہوے ناریل آکے سینون کے پار
برستے تھے جادو کے ہر سمت تار	پیام اجل دے رہے تھے ترنج	ہر اک لکو پیدا تھا اُن سب سے رنج
کلیجہ کہین بیر کھانے لگے	پیام قضا تیر لانے لگے	برسنے لگے شعلہ وان آگ کے
بہت سحر کی آگ مین جلگئے	کہین بھیرون ناچا کہین کلوا بر	برستے کسی سمت آتش کے تیر

جب عنقا نے دیکھا کہ خود افراسیاب سامرون کو قتل کر رہا ہی اُسنے ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر
کوکب کو خبر دے اُسنے کوکب کو خبر کی کہ غضب ہو گیا افراسیاب آگیا ہی اور میخوار کو ہاتھ سے
سب کو قتل کرا رہا ہی یہ خبر سنکر کوکب غصہ مین چلا اور یہان پہونچکر دور ہی سے نعرہ زن ہوا کہ باش
او افراسیاب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب نے جو نعرہ کوکب سنا میخوار پر تو اور زیادہ

سحر کیا کہ وہ چلا کر رونے لگا اور افراسیاب زمین مین غرق ہو کر اندر گنبد کے پہونچا اور جا کر اُسنے
پنجرا جہانگیر کا چھت مین سے اُتارا اور لیکر پھر اُسی ہوا یہان کوکب نے جو آکر دیکھا تو میری فوج آپسمین
لڑ رہی ہے اور ہزارہا ساحر آپسمین کشتہ ہو کر پڑا ہے اور افراسیاب نہین ہے سمجھا کہ میری آمد دیکھکر چلا
گیا اب اُسنے سب فوج پر سے سحر اُتارنا شروع کیا مگر اُسوقت سحاب جادو کہ نہایت زبردست
ساحرہ ہے وہ کوکب کے ہمراہ تھی کوکب نے کہا ای سحاب دیکھ تو کہ افراسیاب کدھر گیا مین
ان سب پر سے سحر اُتارتا ہون ملا سحاب پچاس ہزار ساحر لیکر پیچھے راہ مین اُسنے تلمبانان گنبد کو
دیکھا اور اُنھون نے کہا کہ افراسیاب پنجرا لیگیا اور وہ سامنے جاتا ہے بس سحاب بڑے زور شور سے نعرہ
کرکے افراسیاب پر جا پڑی یکبارگی ملکر ایسا سحر کیا کہ بادشاہ جادوان مگبر گیا پسینا آگیا اور پنجرا
زمین پر اُسنے رکھدیا اُسوقت سحاب نے سحر کیا کہ قفس ٹوٹ گیا اور جہانگیر و چابک اُسمین سے
نکلے ملکہ سحاب نے چاہا کہ دونون کو اُٹھا لے چابک تو عیار ہے یہ تو جست کرکے مجمع مین کہین جھپ
رہا مگر افراسیاب نے بہ تعجیل تمام رد سحر کیا اور جہانگیر کو اُٹھا کر پھر پنجرے مین بند کر لیا اور چابک کو نپایا
اب ایسا سحر کیا کہ سحاب کے لشکر پر تاریکی چھا گئی اور افراسیاب پنجرا لے گیا یہان کوکب سحر سب
کا اُتار رہا تھا کہ چند ساحر آئے اور کہا کہ افراسیاب پنجرا لے گیا اور وہ جاتا ہے بس کوکب نے غصہ
مین ارادہ کیا کہ افراسیاب کی طرف جاے اُسوقت گود مین ایک کاغذ اُڑتا ہوا آکر گرا اُسکو جو
پڑھا لکھا تھا کہ منم برہمن رد مین تن ای کوکب خبردار تعقب افراسیاب نہ کرنا اُسکو جانے دو اور تم
میرے پاس آؤ کوکب سب کو علیحدہ کرکے جانب برہمن چلا مگر افراسیاب پنجرہ لیے ہوے جہانگیر کا
بارگاہ مین حیرت کی پنجرے سے جہانگیر کو نکالا اور کہا ای صاحبقران من کیسا مزاج ہے اُسنے
کچھ جواب نہ دیا جب تو افراسیاب گھبرایا حیرت نے کہا سحر مین ہے افراسیاب لگا سحر کرنے اُسوقت
جہانگیر نے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکر اُٹھا افراسیاب نے ہاتھ دوڑ کر پکڑا وہ پانی ہو کر
بہ گیا افراسیاب بڑا شرمندہ ہوا کہ یہ کیا غضب ہو گیا خورشید تاج بخش رونے لگا کہ ای شہنشاہ میرا
ستیاناس ہو گیا افراسیاب نے طائران سحر کو حکم دیا کہ جلد جا کر خبر لاؤ کہ جہانگیر کہان ہے یہان سے طائر گئے
مگر پتا نہ پایا پھر آئے یہان تو افراسیاب متردد ہے مگر کوکب پاس برہمن کے پہونچا اور یہ اُسکا پیر
بھائی ہے مگر بڑا زبردست ساحر ہے برہمن نے شاہ کی تعظیم کی اور بٹھایا اور کہا ای بادشاہ آج ہمکو بڑی تکلیف

ہوئی کہ ہم خود گئے اور جہانگیر کو لے آئے اور افراسیاب ہمارے سحر کا پتلا لے گیا بہت ہی شرمندہ
ہوا ہوگا یہ کہکر دوست کی جانب اشارہ کیا کوکب نے دیکھا کہ جہانگیر بزنجیر سحر مین بندھا ہوا ہی مترجم
نے کہا یہ جہانگیر موجود ہی مگر عیار اسکا نکلا گیا وہ بہت چالاک تھا اس سبب سے نکل گیا کوکب نے
اُسی وقت جہانگیر کو قفس مین بند کیا اور برہمن سے صلاح کی کہ اسکو کہان رکھون جہان رکھو گا افراسیاب
ضرور آکر لے جائیگا برہمن نے کہا اسکو قیصر جادو کے پاس بھیجدیجیے کہ ملک کوہستان مین ہی وہان
قید مین رہیگا اور کوئی وہان جا نہ سکے گا اُسوقت کوکب نے نہال جادو کو بلا کر حکم دیا کہ اسکو قیصر
مین پاس قیصر کے پہونچا دے نہال جہانگیر کو لیکر روانہ ہوا مگر طائران سحر نے جاکر افراسیاب کو خبر دی
کہ جہانگیر کو قیصر یہ مین بھیجا ہی افراسیاب نے بڑا افسوس کیا اور کہا کہ بڑا غضب ہوا مگر وہان راہ
مین ہمارا ایک دوست ہی محیل جریخ زن مین اُسکو نامہ لکھتا ہون اُسی وقت افراسیاب
نے محیل کو نامہ لکھا کہ تیرے شہر کی طرف سے نہال جادو مع دس ہزار سوار کے جاتا ہی اور جہانگیر
کی قید اُسکے ساتھ ہی اُس سے تو جہانگیر کو چھین لے اور ہمارے پاس بھیجدے محیل کے پاس نامہ
افراسیاب کا پہونچا وہ فوج لیکر سر راہ آکر ٹھہرا کہ نہال قید لیے ہوئے اُسطرف پہونچا محیل بیضہ
سحر مکر جادو اب آپسمین سحر کی مار ہونے لگی لیکن محیل نے ایسا سحر کیا کہ قفس جہانگیر کا ٹوٹ گیا
اور جہانگیر اُسی ہنگامہ مین قفس سے نکلکر ایک درۂ کوہ مین جاکر چھپ رہا یہان ساحر آپسمین
لڑا کیے ایک نے دوسرے کا بھیجا کھایا ترسول و پٹسول کی مار ہی کلو ابھیرون کی پکار ہی آخر
مین محیل نے ایسا سحر کیا کہ نہال جادو بیہوش ہوکر گرا اور اُسکے ساحر بھی بیہوش ہوگئے دم بھر مین
دس ہزار فوج کا بیہوش ہونا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آدمیون کا فرش بچھا ہی دنیا خوابگاہ مردان ہی محیل
نے سب کو قتل کرنا شروع کیا اتفاقاً اُدھر سے قیصر کی سواری نکلی اُسنے پوچھا کہ یہ ہنگامہ ہی دریافت
ہوا کہ ملازمان کوکب قتل ہوتے ہین بس اُسنے وہین سے نعرہ کیا اور یہ بھی فوج محیل پر گرا اور محیل کو
اُسنے قتل کیا اور تمام فوج کو اُسکی پامال کیا اور نہال کو ہوشیار کیا اُسنے شکریہ ادا کیا اور حال اپنا اور جہانگیر
کے لانے کا بیان کیا اور کہا وہ قفس ٹوٹ گیا اور وہ چھوٹ گیا نہین معلوم کہان گیا قیصر نے
کہا یہ ممالک کوہستان کے ہین یہان سے نکلنا مشکل ہی وہ بدون آب و دانہ تڑپ تڑپ کے مر
جائیگا اس سرحد سے نکل نہین سکتا تم کوکب کو مطمئن کر دینا نہال یہان سے خدمت کوکب مین آیا

اور اُس سے سب حال اُسنے بیان کیا کوکب نے کہا بیشک اسکا زندہ رہنا بہت دشوار ہے بیان تو اطمینان ہوا مگر جہانگیر کا حال سنیے کہ یہ چودہ کوہ مین گئے تھے تو دو دن تک بخوف ساحران بے آب و دانہ اسمین رہے تیسرے دن شدت مین بھوک کی نکلے اور بیقرار تھے غرض دو مہینہ تک صحرا کے پھل اور بیان کھائین اور وہان پھر ایسے ہر صبح کو دال ہوتی تھی کہ دل و جگر کا قلیہ ہوتا تھا فاقہ دسترخوان بچھاتا تھا کلیجہ لب پر آتا تھا ہر طرف آوارہ پھرتے تھے اور مصیبتین اُٹھاتے تھے ایک دن ایک صحرا ملا کہ سوائے ریگستان اور وہان کچھ نہ تھا اور منزلون تک آبادی کیسی بوے عمر انات مشام جان مین فائز نہوتی تھی اُس صحرا مین بہت سختی اُنھون نے اُٹھائی اور پھل کھاکر بسر کی آخر بعد دو مہینے کے پھرتے پھرتے سب لباس ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا صرف ایک جوڑا انکے پاس رہ گیا جہانگیر نے اِسکو پھاڑکر ایک تہمد اور ایک کفنی بناکر پہنی اور مثل فقیرون کے پھرتے پھرتے شہر قیصریہ مین پہونچا کہ جہانگا بادشاہ قیصر جاودہی اور وہی یہ قیصر جادو ہر کہ جسکے پاس قید انکی کوکب نے بھیجی تھی غرض بعد گئی مہینے کے اُنھون نے آبادی دیکھی اور انسان کی صورت انکو نظر آئی جابجا دکانون پر خیریتی اور کھانا رکھا دیکھا دل تو بے قرار ہوگیا مگر سوال سے لب آشنا نہ کیے اسی طرح بھوکے پیاسے پھرتے رہے اور شہر کی آبادی کی یہ صورت دیکھی کہ عمارتین سربلند گچ و پختہ نہایت رفیع و مصفا تعمیر تھین سراسر یہی کی تصویر تھین کرسی ہر مکان کی کمر کے برابر تھی نیچے دکانون کے نالیان پختہ نہرون کی طرح بنی تھین درخت سولسری کے سایہ دار لگے پنجرے انمین جانوران خوش الحان کے ٹنگے ہر طرف گھما گھم تھی کٹورا کھنکتا تھا گرم بازاری ہوتی تھی رعیت دلشاد تھی ہنگم سے آزاد تھی یہ عالم تھا کہ

پیرزادون سے تھا آباد گلزار	عجب آراستہ چوپڑکا بازار	بنے تھے بے نظیر اُسمین مکانات
زمین شہر مین عالی مکانات	رفیع ایسے کہ قصر آسمان گرد	وسیع ایسے کہ گلزار جنان گرد
بنا باغ ارم تھا وہ زمین پر	غرض تھا مسکن حوران وہان پر	جہانگیر باتوقیر اُس شہر کی سیر کرتا

پھرتا اُس شہر کے کنارے ایک درویش باخدا بھی رہتا تھا کہ نام اُسکا درویش پور یا تھا اور یہ اُسکی کیفیت تھی ابیات

زبان ساکت ہر لب محو خموشی	خدا کی یاد مین ہے گرم جوشی	کہ جس سے بات بھی کرنا ہے مشکل
		سیلی تاگے ٹھنکے منکے سے آراستہ

لباس درویشی سے مزین دلمین یاد معبود قول الست بربکم یاد پاک باطن خوش ہنسا اس مقام پر کچھ چیلے اور بالکے کچھ مرید حال قال کے رہتے تھے ایک گنبد بنا تھا تلسی کا پیڑ ہرا بھرا لگا تھا مزار کسی بزرگ کا تھا اُسپر سبز چادر اڑھائی تھی مسہری پھولون کی بنائی تھی وہ درویش ہمیشہ اپنے اُستاد کا چھاندا کیا کرتا تھا فقیرون کا مجمع ہوتا تھا آجکل بھی وہ ہی مجمع تھا سب موجود تھے نعرہ یاحق کی صدا مین بلند تھین کہین لنبی ٹوپی والے آزاد تھے کہین نانک شاہی تھے کہین گیسوائین تھے ہر طرف سے صدائین یاحق یا داتا یا مرشد کی آتی تھین دل بہلاتی تھین کوئی کہتا تھا شعر آتر کے کاسۂ درویش سے ہوا موجود ✤ فقیر مست نے جسدم کہا کہ یا موجود ✤ کسی کی زبان پر تھا کہ بیت

جہان گشتم اھیے مجھے وہان پہونچا لگا کے خوان کرم سر بہ آسمان پہونچا

جو کیا ن قوالون کی آئی حقانی گانا ہو رہا تھا عجب کیفیت اور سماں تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

کہین فریاد یا ہو سے جگ چاک	کوئی افتادہ محو بوسۂ خاک	کسی جا ضرب إلا اللہ دلپر
کہین قطرہ ریز ابر دیدۂ تر	کسی کی قلب کی جانگاہین	لطیفے سب روان شفاف باہین
کوئی تعظیم بیتابی سے استاد	میان حلقہ و آغوشش آزاد	کہین ذکر جلی سے آشنائی
کسی کو چرکے سے حاصل صفائی	کوئی مخفی کے رازون سے خبردار	کوئی القائے استادی سے سرشار
کوئی معروف دید باطنی مین	کہین شیطان فکر دشمنی مین	غرض تا نصف شب سامان یہی تھا
یہی دیکھا کیا ارمان یہی تھا		

شہزادہ جہانگیر بھی اُن فقیرون کے جلسہ مین آیا کہ یہ بھی فقیر بنا

وہان روٹیان اور چنے کی دال بٹتی تھی وہ اسکو بھی ملی اُسنے کھائی مدت کے بعد کھانا میسر ہوا کھاکر بیہوش ہو گیا پھر سنبھلکر بیٹھا اس عرصہ مین ہتھوڑون کی صدا سُنائی دی اور سواری بڑی دھوم قیصر کی آئی فقیر کو آکر اسنے تسلیم کی اور آکر برابر بورے پر بیٹھا یہ فقیر ہر طرف پھرتا رہتا تھا اور اسکا معمول ہے کہ جس شہر مین جاتا ہے فقیرونکو جمع کرکے چھاندا کرتا ہے یہان بھی ایسا ہی کیا غرض جہانگیر فقیر سے بہت جھک کے ملا ہر جا بجا میدان مین خیمے استاد ہین گانا ہو رہا ہے عجیب جلسہ ہے غرض اب جو بادشاہ آکر پہونچا اور فقیر کے پاس بیٹھا درویش نے کہا کہ ای قیصر ہم تو کئی سال کے بعد تمھارے یہان آئے مگر ہمنے تمکو ابکی بہت پریشان پایا کچھ بیان تو کرو کہ تمکو کیا رنج ہے قیصر نے کہا کہ آپ پر سب روشن ہے بیان کی کیا ضرورت ہے درویش نے کہا کہ ای قیصر تو ملکہ گوہر جادو و دختر آفاق جادو پر عاشق ہے

وہ بادشاہ بیابان بری برہ ہی اور اُسی کے غم مین تیرا یہ حال ہوا ہی یہ سنتے ہی قیصر قدمون پر فقیر کے گر پڑا اور کہا ای مرشد کامل حقیقت مین یو نہین ہی اور عجب طرح کی مشکل ہی کہ وان نہ نامہ پہونچ سکتا ہی نہ کوئی پیام زبانی کی راہ ہی کسی طرح وصل اُس مہ پارہ آفت جان کا ممکن نہین اسے مرشد مین نے کوکب کو بھی لکھا تھا مگر اُنھون نے کچھ توجہ میرے حال پر نہ فرمائی بلکہ جواب نامہ سے بھی سرفراز نہ فرمایا اب مین آپ کے دامن کو نہ چھوڑونگا درویش نے کہا کہ ای قیصر اب جلد مدعا تیرا بر آئیگا اور اسی محفل مین ہی وہ یہ کہ اپنے زمانے کا صاحبقران بشکل فقیر ایمان موجود ہے اور اس جلسہ مین شریک ہی مجھسے ملا تھا اور اُسکو بیابان بری برہ کے جانے کی خواہش ہے اور ضرور ہی جائے گا اور وہان پہونچے گا پس اُسی کے باعث سو تیرا مطلب بھی حاصل ہوگا اور نہایت درویش نے تعریفین جہانگیر کی کین کہ قیصر جادو مشتاق ہوا اور کہا کہ انکو بلا لیجیے درویش نے آواز دی کہ ای صاحبقران ہم سب آپکے مشتاق ہین یہان تشریف لائیے اُسوقت دیکھا کہ ایک گوشہ سی ایک جوان رعنا غضنفر گردن بلند بالا قوی تن قوی ہیکل فقیر وضع نہایت وضیع وجیہ و شکیل لیکن نحیف ضعیف مگر اُسپر بھی چہرہ تابناک بسان خورشید تابان روشن رعب و دبدبہ دیکھکر درویش و قیصر کھڑے ہوگئے اور اُسی وقت حکم ہوا کہ لباس فاخرہ لاکر پہناؤ فوراً خلعت آکر حاضر ہوا شہزادہ نے پہنا اور محفل مین آکر مقام صدر بیٹھا اور درویش نے نہایت اوصاف انکے سامنے قیصر کے بیان کیے اور بہت تعظیم و تکریم بجالایا اب جام شراب گردش مین آیا اور قیصر نے رو رو کر اپنے عشق کا حال سامنے جہانگیر کے بسطر خبر بیان کیا کہ شہزادہ جہانگیر یاد کرکے ماہ دُر دُر گوش کو خوب رویا پھر درویش نے تسکین دی کہ ای شہزادہ آپ اسقدر نہ گھبرائیے سب مطلب آپ کے پورے ہونگے اور بخاطر آپ کے اور قیصر کے بسطرح سے گا مزد بالضرور آپکو بیابان بری برہ تک پہونچاؤنگا غرض دو دن تو جہانگیر کی دعوت کی اور تیسرے دن جہانگیر تیاری سفر مین مصروف ہوا کہ شاہ محکو وہان پہونچانے ہر چند قیصر نے کہا کہ مجکو آپ پر افسوس آتا ہی آپ عمر اپنی یہین بسر کیجیے جہانگیر نے کہا کہ مجکو جان ہی دینا منظور ہی مین جاؤنگا ضرور اور اسی حیلہ سے جان دونگا ہر چند قیصر نے کہا مگر جہانگیر نے نمانا آخر درویش نے شہزادہ کو مسلح کرکے اپنے ہمراہ لیا وہ جلسہ برہم ساخت ہوا اور درویش مع شہزادہ بروانہ ہوا اور ایک دشت کوس

راستہ طے کیا ہوگا کہ جہانگیر نے دیکھا کہ گنبد بنا ہوا ہی اندرون گنبد دیوارون پر تصویرین ساہان جہان کی نصب ہین اور آئینے لگے ہین سقف گنبد مین گھنٹے ٹنگے ہین جب یہ دونون اندر گنبد کے آئے دہ گھنٹے ازخود بجے صدا یا سامری یا سامری کی آنے لگی مگر درویش نے ایک نقش لکھکر دیوار گنبد پر لگایا کہ دیوار شق ہوئی اور ایک صحرا دکھائی دیا درویش نے کہا کہ اے شہزادہ یہ سامنے جو صحرا دکھائی دیتا ہی یہی راستہ بیابان بری برہ کا ہی اب آپ تشریف لے جائیے خدا تعالیٰ منزل مقصد پر پہونچائے گا اور فقیر بھی وقت پر آجائیگا شہزادہ یہ سنکر درویش سے رخصت ہوا اور آگے بڑھا وہ بیابان ہول خیز و وحشت انگیز ملا کہ جی چھوٹ گیا صحرا مین تپتی تھی کٹھوری کی آواز سناٹا چار سمت ہوا کا سائین سائین چلنا درخت جھلسے ہوے پتے سوکھے کھڑ کھڑاتے دل کو وحشت دلاتے جناب خضر بھی اس دشت مین بیتاب نظر آتے وحشت کی دھوم حسرت تو تکا شہزادہ کے دل پر ہجوم تھا پانون مین چھالے تھے لب پر آہ و نالے تھے پہاڑون کے پتھر تپ رہے تھے اُنسے شرارے نکلتے تھے چشمے جوش کھا کر اُبلتے تھے درختون کے ڈنڈ سوکھے نظر آتے تھے غول بیابان آگ سلگاتے تھے ڈراتے تھے شہزادہ یاد دلدار کرتا تھا اور بصد بیتابی یہ غزل زبان پر لاتا تھا غزل

کہانتک اشتیاق یار جانی	خدارا اے فلک کچھ مہربانی	وہ سمجھے ہین کچھ اپنے سنکوہ چند
سنین کس طرح عاشق کی کہانی	ابھی ناصح توقف کر کہ اپنا	اُمنگون پر ہی جوش نوجوانی
بڑھین پھر کچھ تمنا ئین اجل کی	گھٹا طول امید زندگانی	نجا دم بھرا بھی پہلو سے نشتر
کہ آخر ہو چکی اپنی کہانی	جو ہو منظور رحم آنے نہ پائے	سنو قصہ مرا انکی زبانی
نسیم آغاز پیری مین بھی مستی	نہین جاتا خیال نوجوانی	ایسی صعوبت اُس صحرا سے

آتشناک مین شہزادہ نے اُٹھائی کہ گھوڑا بھی سیقط ہو گیا اب سفر پیادہ پائی نصیب ہوا بگولے اُس وحشت کے ملبے کے لیے بیسادل اور چوبدار تھے نقیب آہ کے للکارتے تھے چاؤش نالہ صدائے دوریباش سناتا تھا آبلہ سینہ کا بصورت نقارہ ہوا تھا جب دل بیتاب سناتا تھا دوگھبرا کر یہ لب پر لاتا تھا نظم

مرا یہ حال کہدینا کسی سے	کہ گو قربان تھا وہ اپنے جی سے	مگر روکا اُسے بخت زبون نے
کیا بیہوش سودا ئے فزون نے	نہین دور فلک کو دید منظور	رہین ہم تجسے تم ہمسے سہو دور

غرض اسی رہروی کرکے بصد مشقت و صعوبت اُس صحرا کو طے کیا اور ایک جنگل مین گذر ہوا وہان دیکھا تو بہت سے دیو اور دیونیون کو جمع پایا اور دو طبا بنا ہوا رو سے کے پھولون کا سہرا باندھے ایک دیو کو بیٹھے پایا شہزادہ ایک درخت پر چڑھ گیا کہ یہان سے تماشا انکی شادی کا دیکھون لیکن وہان صورت یہ ہی کہ دیو نعمان اپنے بیٹے کی برات لیکر مکان پر دیو سرہنگ کے آیا ہی جب برات رخصت ہوئی تو سرہنگ نے کہا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ بروقت رخصت عروس ایک آدم زاد کا گوشت کھلائینگے جب تک یہ نہوگا یہ عروس رخصت نہوگی نعمان یہ کلام سُنکر تلاش مین آدمی کی نکلا اتفاق سے درخت پر نگاہ پڑی جہانگیر کو بیٹھے ہوے دیکھا نہایت خوش ہوا اور درخت کو کولی مین دابکر اکھیڑا جہانگیر اُسپر سے کود پڑا اور تیغہ پکڑکر ہزارون دیوزاد قتل کیے دیودن نے جو یہ آفت دیکھی بھاگے کیونکہ یہ اسکا فرزند ہی کہ جسکے بیٹے دیوبند و دیوکش ہین اور امیر حمزہ نے دیو سمندون ہزار دست کو مارا ہی ذکر اُسکا نوشیروان نامہ دفتر اول مین ہی غرضکہ شمشیر خارا شگاف جہانگیر سے کچھ ہی دیر مین مطلع صاف تھا یہ صف شکن قتل دیوان کرکے آگے کو روانہ ہوا پھر وہی بلبلانا وہی جنگل کی خاک اڑانا تھا اور غم یار مین بیقرار ہوکر یہ زبان پر لاتا تھا کہ غزل

فرقت عاشق و معشوق غضب ہوتی ہی	سحر عید غم و رنج کی شب ہوتی ہی
سامنے آنکھون کے بجلی سی چمک جاتی ہی	یاد تیرے رُخ پر نور کی جب ہوتی ہی
غم فرقت سے تیرے ہی جو حلاوت پائی	ایسی لذت نہین مابین رطب ہوتی ہی
لب شیرین سے تیری ہے جو حلاوت پائی	ایسی لذت نہین مابین رطب ہوتی ہی
تجھسے جسوقت بچھڑنے کا خیال آتا ہی	کیا بتاؤن مجھے تشویش عجب ہوتی ہی
دن جدائی کے تو کٹتے نہین آؤ جانی	اب ملاقات کی شب دیکھیے کب ہوتی ہی
چین دم بھر ہی نہین جاہ کو اب تیری بغیر	میری قسمت بھی رسا دیکھیے کب ہوتی ہی

اسی طرح بعد قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی دوشت گردی کرتا ہوا شہزادہ دل ارگ داد خاک چھانتا ایک شہر کے قریب پہونچا جب اندر اُس شہر کے قدم رکھا تو تماشا فلک کی سنگدلی کا نظر آیا یعنی ہر ایک انسان ساکنان شہر کو پتھر کا پایا شہر خوب جنس ہر ایک دلکو مطلوب دُکانین رنگین عمارتین عمدہ و مرتفع بنین مگر آدمی سب پتھر کے غضب خدا کا وہان گویا آیا ہوا ہی کسی

قالب انسانی پاکر جامہ پتھر کا پہنا ہی شہزادہ کمال خوفناک ہوا اور اپنے مذہب وملت کے موافق دعا وغیرہ پڑھنے لگا اور بہت شسدر وحیران تھا نہایت پریشان تھا ہر وقت دل بھاگ جانے کو چاہتا تھا مگر دل مضبوط کیے گلی کوچون مین وہان کے قدم اُٹھاتا تھا کوئی ساتھ نہ سنگ سنگ راہ سے بھی خوف کھاتا تھا اسی فکر وتردد مین ایک گلی مین جب قدم رکھا ایک میمون اُسطرف سی آتا تھا جب وہ میمون قریب تر آیا مثل انسان گویا ہوا کہ ای جوان اجل گرفتہ تو کون ہے جو اس شہر نحوست اثر مین آیا ہی جلد یہان سے جا ورنہ مثل اُنھین کے تو بھی بلا مین گرفتار ہوگا جہانگیر کو اور زیادہ حیرت ہوئی کہ بندر بولتا ہی شہر تو تبخانہ آدری معلوم دیتا ہی انسان مثل تصاویر سنگین ہین اُسپر یہ طرہ ہی کہ بندر بولتا ہی واقعی اس شہر پر غضب خدا کا آیا ہی غرض اُسنے اُس بندر سے کہا کہ ای میمون واسطہ اپنے دین ومذہب کا بیان تو کر کہ یہ کون لوگ ہین اور تو کون ہی جب یہ اُس بندر نے سُنا تو لوٹ کر صورت انسان بنا جہانگیر نے دیکھا کہ ایک ساحرہ ہی جو بندی ماتھے پر لگائے ہے ٹیکا سیندور کا دیے ہی کھنور چندن کے بدن مین لگے ہین مگر سحر سے صورت اپنی خوب بنائی ہے یا نہین معلوم کہ اصل ہی مین ایسی صورت ہی کہ زلف چلیپا اُسکی تا بہ قدم پہونچی ہوئی صاف ناگن سیہ معلوم ہوتی ہی جو انسان کا دل دستی مانگ مین اُسکی سیندور بھرا ہی جو دل عشاق کو مانگ رہا ہی پیشانی تابناک ہی ابرو کشیدہ مثل خنجر براں ہی سحر ساز وفسونگر چشم فتان ہی رخسار گل گلزار جنان ہے یہ اُسکا نقشہ ہی کہ نظم

کہے دل مین یہی حور جنان ہے	کہون کیا حسن روز افزون کے اوصاف
بلا آفت قیامت ہر ادا ہے	پری اسکے مقابل مین کہان ہی
	بنور اُسکو جو دیکھے چشم انصاف
	نہایت نازنین وہ مہ لقا ہے

اُس ساحرہ نے ایک دکان مین لاکر فرش بچھایا اور کہا اے جوان بیلہ تو مین تجھ سے سب احوال بیان کرون جب جہانگیر بیٹھا تو اُسنے کہا میرا نام میمون جادو ہی اور بلد شاہ جو دار الامارۃ مین ہی مسرور جادو اُسکا نام یہان کا بادشاہ ہی اُسپر مین عاشق ہوئی اور سوال وصل مین نے اُس سے کیا اُسنے جب وصل قبول نہ کیا تو مین نے اُسکو مع اُسکے ملازمون کے پتھر کا بنا دیا اور کل شہر کا بھی یہی حال کیا لیکن اگر تو میرا وصل قبول کرے تو مین تجکو یہانکا بادشاہ کرون جہانگیر نے کہا کہ مین برسر سفر ہون جب پھر کر آؤنگا تو تجکو قبول کرونگا یہ سُنکر اس ساحرہ نے اُس دکان کی کوٹھری کھولکر انکو بزور سحر قید کیا یہ وہان مجبور وناچار بیٹھے اور انکو نیند آگئی اُس عالم بیہوشی مین

انھون نے خواب مین دیکھا کہ وہ ہی درویش پھر بالنشین آئے ہین اور فرماتے ہین کہ اے شہزادہ تم
اس ساحرہ سے آشتی کرو اور اسکے گلے مین ایک تختی ہی وہ کسی طرح اس سے لو یہ اُس تختی سے ماری
جائیگی شہزادہ کی جب یہ خواب دیکھکر آنکھ کھلی بیکاری اُسنے آہ کی اور کہا بیت
یار اغیار ہو گئے اللہ ✤ کیا زمانے کا انقلاب ہوا ✤ ہمتو اس ساحرہ کی محبت کو آزماتے
تھے ورنہ کون ایسا ہوگا جو ایسی حسین کو قبول نہ کریگا ساحرہ باہر دروازہ پر بیٹھی تھی کیونکہ اُسکے
دل کو بھی لگی ہوئی تھی جب انھون نے یہ کہا اُسنے کوٹھری کو کھولا اور انکو لنکا لاسحر اپنے سے اُتارا
انھون نے بغور جو دیکھا تو واقعی ایک تختی کو اُسکے گلے مین پڑے دیکھا بس اُسکی گردن مین ہاتھ
ڈال دیے اور کہا اے جان جہان یہ تختی کیسی تمھاری گردن مین پڑی ہی اُسنے کہا ہان ہان اس
تختی کو ہاتھ نہ لگا انھون نے ناک بھون چڑھائی اور کہا وائے قسمت کس ظالم پر اپنی طبیعت آئی
کہ جو ایک ذرا سی تختی کے چھونے پر خفا ہوتی ہی یہ کہکر اشک آنکھون مین بھر لایا ساحرہ کا دل تو آیا
ہوا تھا رونا اسکا دیکھ نہ سکی اور دوسرے سمجھی کہ یہ اس تختی کی تاثیر کیا جانے لیکر دیکھے گا پھر
دے دیگا معشوق ہی ہٹ کرتا ہی اسکی ضد کو پورا کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا کہ اے جانی واے مایۂ
عمر و زندگانی قربان کی تھی یہ تختی تم ناراض نہو لو یہ تختی لو یہ بھلا تمھارے کس کام کی ہی لو اچھا دیکھو
یہ کہکر وہ لوح گلے سے اُتار کر انکو دی جب انھون نے وہ تختی پائی فوراً اسکے جسم مین لگائی وہ ساحرہ
بیہوش ہوئی انھون نے گردن اُسکی کاٹ ڈالی شور و اروگیر برپا ہوا آندھی آئی تاریکی چھائی پھر صدا
آئی کہ افسوس مارا گیا جگو کہ نام میرا میمون جادو تھا کل تین سو برس کا سن رکھتی تھی مگر ہنوز باغ جوانی
سے کوئی گل مراد مین نے نہ چنا تھا غرض بعد اس آفت کے جو دیکھا تو ایک ساحرہ کریہ منظر سیاہ فام
کی لاش کو پڑے ہوے دیکھا انھون نے اُسکی لاش پر تھوک دیا اور اُسکے مرنے سے تمام شہر زندہ ہوا
پائی صورت اصلی آپنے وہ جامۂ سنگین جسم پر سے اُتار ا بادشاہ یعنی مسرور شاہ نے آکر جو دیکھا تو
شہزادہ جہانگیر کو شہر مین ایک مقام پر استادہ پایا سر اپنا انکے قدم پر رکھدیا اور کہا مصرع ای آمدنت
باعث آزادی ما ✤ قدم مبارک کو انکے بوسہ دیا اور ایوان شاہی مین لایا دعوت کا سامان
مہیا فرمایا ساقی مہ لقا حاضر ہوے جام مے گردش مین آیا پھر طعام عمدہ سے دسترخوان چنا شہزادہ جہانگیر
نے خاصہ نوش فرمایا شکر خدا کا بجالایا اسوقت اُس بادشاہ نے حال اُنکا پوچھا انھون نے تمام

کیفیت بیان کی اور کہا مین بیابان بری برہ کو جاؤنگا مسرور نے کہا کہ یہ کام بہت مشکل ہے اور وہ مقام بہت دور دراز ہی اُنھون نے کہا کچھ ہی کیون نہو مین بغیر جائے باز نہ آؤنگا آخر جب اُنسے بہت سمجھایا اور انھون نے نمانا تو مسرور نے کہا کہ بیچ مین بیران جادو کا مرحلہ ہی اور وہ میرا دوست ہی مین اُسکو نامہ لکھے دیتا ہون یہ کہکر ایک محبت نامہ بنام بیران اُسنے لکھا اُسمین یہ مضمون تھا کہ اے بیران دوست صادق ومحب وراق من یہ شہزادہ میرا محسن ہی جو تمھارے پاس تشریف لاتا ہی اسکی بہت خاطر داری کرنا قدم اسکے اپنی آنکھون پر دھرنا اسنے مجکو بلاے سحر مسیمون جادو سے رہا کیا ہی نئے سر سے زندہ فرمایا ہی یہ احسان اسکا مین قیامت تک نہ بھولونگا تم بھی اسکے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آنا دوسرے یہ شہزادہ بسا بہادر اور صاحب زور ہی وجیہ وشکیل وصاحب تدبر شاہ ابن شاہ ہی جہان پناہ ہی تھوڑے لکھے کو بہت جانا میرا کہا ماننا یہ لکھکر سب حال اپنے پتھر کے ہو جانے کا اور اسکے رہا کرنے کا نامہ مین مندرج کرکے جہانگیر کو وہ نامہ دیا اور کہا ای شہریار وہ آپ نے مجھپر احسان کیا ہی کہ تا زندہ ایم بندہ ایم پھر اپنے سحر سے ایک شیر بنایا اور کہا ای شہزادہ ہمارے شہر مین ایک میلا ہوتا ہی اگر جی چاہے تو اسکی کیفیت دیکھکر جائیے گا شہزادہ نے منظور کیا اور چندے وہان سکونت پذیر رہا جب وہ دن میلے کا آیا نقارے بجے مسرور نے کہا کہ لے اب چلیے اور کیفیت میلے کی ملاحظہ کیجیے یہ کہکر خلعت فاخرہ سے شہزادہ کے جسم انور کو مزین ومحلی فرمایا پھر برابر اپنے تخت پر بٹھاکے لیکر چلا شہزادہ شہر سے باہر نکلا جب آیا خلقت کا اُس جا پر اژدہام پایا سوداگر اطراف وجوانب سے آئے تھے خیمے اُنکے کھڑے تھے اشیاے عمدہ ونادرہ کارا عجوبۂ روزگار کا انبار تھا خیمون کے آگے تخت بچھے تھے اُنپر فرش عمدہ کیا تھا سوداگر وہان بیٹھے تھے جواہر وغیرہ کے ڈبے سامنے کھلے ہوے نیچے تختون کے اور دکاندار برابر برابر دکانین اپنی لگائے تھے نوکرنی لیے بیٹھے تھے کہین سنکرنین ماہ پارہ رشک شمشاد جنکے قد ڈالیان لگائے بیٹھی تھین کہین کباب سیخون پر بھن رہے تھے کہین لونگ چڑنے والے پھر رہے تھے کسی طرف گلفروش کاندھے اور کہنی پر ہار ڈالے شوق مین بیلے کے ہار ہین کہتے پھرتے تھے کہین ساقی حقہ پلا رہے تھے کہین کھلونے پالے بھولون کے بک رہے حلوائیون کی دکانین برابر برابر لگی تھین شیرینکاری ویتی تھین ہزارون طرح کا جوبن دکھاتی تھین امرتیان مسلسل اور پیچدار دیکھنے سے زبان کو

ذایقہ بخشتی تھین برنجی تھالون مین ورق لگے برفی چنی ہوئی اور ہر طرح کی مٹھائی دھری اُسن جا
من یہی چاہتا تھا کہ اسکو لیکر کھا جاگویا در بہشت کھلا ہوا تھا سامنے دکان کے زنجیرین ٹنگی تھین
گھنٹیان اُسمین لٹکتی تھین ایک طرف بساط خانہ سجا ہوا تھا کاٹھ کے کھلونے پینس ڈولی مسی
سرمہ بک رہا تھا کسی جانا نبائی دکان لگائے تھے کہین تمبولی اپنا رنگ جمائے تھے تختون پر
پان سفید سفید و ساوری اور بنگلہ رکھے ہوے تھے کتھے چونے کے برنجی مرتبان دھرے تھے
کہین پالین تنین تھین ساقنین اُنکے نیچے بیٹھی تھین نیائی سورا خدا بچھی تھی چلمین اُسمین
گھڑسین تھین نیچے لگن مین پان بھیگے تھے عاشق تن سامنے اُنکے ٹہل رہے تھے چرسون پر دم
پڑتے تھے کوئی کہتا تھا کہ جائی ذرا پیٹرو پر کی پلانا ساقن ہنسکر جواب دیتی تھی کہ بیٹا انگیٹھی مین
کی پینا کوئی چرسیا پنجرہ ہاتھ مین لیے تھا گدم اُسمین بند کیا تھا کسی دکان پر ہی پنجرہ ٹنگا تھا کاکن
کی بالی پنجرے مین دھری تھی طائر خوشرنگ اُسمین بند تھا غرض بھنگڑ نون کا طوطی بولتا تھا
دف دائرہ چکارہ بج رہا تھا میلے مین سوانگ بنکر آتے تھے سوانگیے ترسول لٹکاتے جاتے تھے تختون پر
سوار تختون کے آگے ڈفلی بانسری بجتی جاتی تھی فقیر اپنیت کھپر سلگائے پھرتے تھے بعض لوگ
چکڑ بند کر رہے تھے بہت لوگ گھوڑون پر سوار نکلے تھے گھوڑون کے گلے مین ہنسلیان طلا کار
پڑی تھین گھنگھرو باندھے ہوے سپاہی سُرخ پگڑیان سرون پر رکھے ہٹو بچو کرتے آگے آگے گھوڑے
کے جاتے تھے فنس مین مہاجنان شہر کے لڑکے گوٹے پٹھے کی ٹوپیان لچکے کے انگرکھے پہنے سوا
فنس مین ادھر اُدھر کہار اُٹھائے پھر رہے تھے رئیسان شہر اونچے پر فرش بچھائے تماشا
میلے کا دیکھ رہے تھے خوب میلا جمع تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

پونڈے کی گنڈیریان وہ نایاب	ڈلیان مصری کی جنسے بے آب	وہ لوکرون مین ہرے ہرے بوٹ
جو سبزۂ خلد سے لڑین چھوٹ	نظارۂ نیشکر سے دل شاد	معشوق کا جیسے قد آزاد
خوشرنگ عجب مٹر کی پھلیان	پھولون کی چمن مین جیسے کلیان	ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
ضحاک کا دل تھا جسپہ شیدا	لہراتے تھے سانپ یون سڑک پر	جس طرح کہ دو ذنب فلک پر
بازار مین قصہ گو بھی آکر	دل سے کوئی داستان بناکر	کرتا دل اہل دل کی تسخیر
جادو کی ہر اک سخن مین تاثیر	جہانگیر نے خوب سیر کا وہان	دیکھا دن بھر میلے مین رہا جب

وہ وقت آیا کہ مجمع کواکب عرصہ گاہ افلاک سے جلوہ فرما ہوا کہ ابیات

کہ اتنے مین چھپا دن صورت یار	ہوئین دھندلی دکانین راہ و بازار	سر پا بوس مین زلف شب آئی
تمنا آہ ہو کر تا لب آئی	مسرور شاہ شاہزادہ کو لیکر پھر دولتسرا مین داخل ہوا شہزادہ	

نے خاصہ کھایا کچھ جام شراب ارغوانی کے پیے پھر آرام فرمایا مگر نیند کیسی اور سونا کہا نکا فراق یار مین تڑپنا اور بلبلانا شروع کیا جب زیادہ بیتاب ہوتا اسطرح روتا اور کہتا نظم

پھر بھی کوئی راہ مین نظارہ	ہو اسمین کسی کا کیا خسارہ	بچ جاے جو اک غریب کی جان
کیا اسمین بھلا کسی کا نقصان	یہ کہکے فوراً سکبار ہی	پھر بستر غم پہ بیقراری
تن ہو گیا زار روتے روتے	کھانے لگا راز ہوتے ہوتے	فرقت کو گذر گئی ہے مدت
دیدار کا شوق ہے نہایت	تا چند یہ صدمہ ہاے جانکاہ	نکلے کوئی انبساط کی راہ
آفت مین ہے جان زار ہر دم	ہمدم غم انتظار ہر دم	آخر کراہ کراہ کے نالہ و آہ کر کے

صبح ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ مسافر فلک بعزم طی منازل فلک یعنی خورشید تابان پٹکے سے شعاع کے کمر باندھکر میدان آسمان مین آیا کہ ابیات

مجھے امید مطلب مین سفر ہے	مبارکباد آغاز سحر ہے	سفر کی اب سنو باقی کہانی
کہ بدلا شب نے رنگ آسمانی	ہنگام سحر شہزادہ کمر ہمت باندھکر مسرور شاہ سے رخصت ہوا	

اور وہ شیر جو سحر سے مسرور شاہ نے بنایا تھا اسپر سوار ہو کر روانہ ہوا مسرور شاہ در شہر تک پہونچانے آیا اور عرض رسا ہوا کہ ای شہزادہ آپ نے وہ احسان عظیم مجھپر کیا ہی کہ مین جان و مال سے آپ کا شریک ہون ہر چند کہ مین خراج گزار کوکب تھا مگر اب اس سے کچھ تعلق نہ رہا کیونکہ ایسا غافل بادشاہ کہ اتنے دن تک مین پتھر کا بنا رہا اور اسنے میری خبر نہ لی شہزادہ اسکو تسلی دیکر اور اس رخصت ہو کر آگے کو روانہ ہوا یہانتک کہ وہ شیر گویا قلعہ پیرانیہ کا راستہ جانتا تھا کہ سیدھا شاہزادہ کو لیے ہوے اسی قلعہ مین لایا شہزادہ نے ایک قلعہ فلک فرسا بنا پایا کہ دروازہ شہر کا مثل فیل مست کے جھوم رہا تھا بہت سے ساحر بعہدۂ نگہبانی دروازے پر اترے ہوے تھے اس شیر کو دیکھکر کوئی مزاحم نہوا شیر اندر شہزادہ کو لایا شہزادہ شہر مین آیا آبادی خوب مکانات جو دلکو مرغوب ہون دیکھے شہر وہ نہایت آباد تھا ہر ایک کا وہان دلشاد تھا عمارتین مصفا کہ تحیر

ساحر خوش اخلاق و وجیہ و شکیل بیٹھے تھے جو بات بات پر ہنستے تھے و کانون مین اشیاے
نفیس کا انبار تھا و کاندار لباس عمدہ پہنے مٹھے تھے کٹورا کھنکتا تھا کرے جو برج آسمان کو شرماتے
تھے خلاصہ کار جہانگیر کیفیت شہر ملاحظہ فرماتا ہوا پشت شیر پر سوار دارالامارۃ مین آیا یہان بھی
بہت بڑا سامان تزک کا پایا خادم و خدمتگار قولاے رقاصی میاول و چوبدار دروازہ پر حاضر
فن ادب سے ماہر سات ڈیوڑھیان دارمارۃ کی تھین شیر ان سب کو طے کر کے اندر آیا یہان دیکھا
تو تخت پر ایک بادشاہ پرشوکت و جاہ جلوہ فرما ہے تاج شاہی سر پر قباے فرمان روائی در بر چتر بال
ہما کا سر پر گردش مین ہی بیران جادو ہی گرد و پیش دنگل و کرسیان بچھی ہین ساحران نامی اپنے
بیٹھے ہین کہ جنکی آنکھ ناک کان شعلہ آتش کے نکلتے ہین جہانگیر نے شیر پر سے اتر کے بادشاہ
کو سلام کیا اور آگے بڑھکر وہ محبت نامہ مسرور کا لکھا ہوا اسکو دیا اسنے پڑھا کھڑا ہو گیا شہزادہ کی
تعظیم کی اور مقام صدر پر اسکو بٹھایا پھر ساقی کو اشارہ کیا کہ اسنے جام می ارغوانی بھر کر دیا شہزادہ
نے پیا پھر رقاصان حور طلعت حاضر ہوے ناچ سامنے ہونے لگا بعد کچھ دیر کے علیحدہ اٹھا کر لیگیا
اور خاصہ طلب کیا اور شہزادہ کو نعمتہاے گوناگون سے آسودہ کیا اغذیہ لطیف و گرما گرم کھلائین
پھر دربار مین آکر بیٹھے اب اسنے کہا کہ اے شاہزادہ آپ کون ہین اسنے کہا مین ملک خورشید
تاج بخش کا بیٹا ہون اور اسطرح فرستادہ افراسیاب براے طلسم شکنی طلسم کوکب آیا ہون
لیکن فی الحال بیابان برمی بہ کو جاتا ہون یہ کلمات سنکر بیران چین بجبین ہوا کیونکہ یہ بھی
خراج گزاران کوکب سے ہی مگر بپاس خاطر مسرور خاموش ہو رہا اور کہا کہ اے شاہزادہ ہم لوگ
ایک درخت کو سجدہ کرتے ہین کیونکہ بعد کئی مہینے کے اسمین سے ایک پتلا نکلتا ہی اور پکارتا ہے
کہ منم خداوند ساحر منی پس اے شہریار یا تو آپ اسکا حال تبلایئے اور نہین تو آپ بھی سجدہ کیجیے
جہانگیر نے کہا کہ اچھا تم ہمکو وہان لے چلو اور اسکی کیفیت دکھلاؤ تو پھر ہم اسکی تدبیر کرین اسنے
کہا کہ آپ دو چار روز توقف فرمایئے اب زمانہ اس پتلے کے نکلنے کا قریب ہی مین آپکو لیچلونگا
شہزادہ وہان توقف پذیر ہوا بعد چند روز کے جب ایک دن وہ زمانہ آیا کہ شجر زرین شعاع

مہر چرخ اخضر پر پھلا پھولا نظر آیا کہ	ابیات	صدا اے رحمتی آئی سحر سے
طلا نور سحر نور نظر سے	طراے بھر کے مثل توسن ناز	نگاہون سے چھپی شب شوخ انداز

ہنگام سحر ان ببران سوار شہزادہ کو سوار کرکے ایک صحرا مین لایا شہزادہ نے دیکھا کہ صحرا سے سبزہ زار ہے
طرف اُس مقام پر بہار ہی جو درخت ہی وہ پھولون سے لدا ہی ہرا بھرا ہی سبزہ رنگان دہر کو اپنی
سرسبزی کے روبرو شرماتا ہی اور اُس صحرا مین ایک درخت اور درختون سے سربلند نہایت سرسبز
وخوشنما لگا ہی تنہ اُسکا طلاے احمر سے منڈھا ہی شاخین اُسکی جنبش ہوا سے ہلتی ہین تو یہ معلوم
ہوتا ہی کہ جوانان سبز رنگ جھوم رہے ہین طائران خوش الحان اُسپر بیٹھے زمزمہ سرائی کرتے
ہین شاہزادہ کچھ دیر وہان ٹھہرا تھا کہ یکایک تنہ اُس درخت کا شق ہوا اور اُسمین سے ایک پتلہ
کریہ منظر مثل طوطی کے بچہ نکلا اور پکارا کہ منم خداوند سامری ببران اور اُسکے ساتھ کے
ساحرون نے سجدہ کیا جہانگیر چپ کھڑا رہا اب جو دیکھا تو اُس شجر مین پھل لگ آئے اور مار اژدہار
سے شاخین جھک پڑین وہ پھل ببران نے توڑکر کھائے اور شہزادہ کو بھی دیے اُسکو جو کھایا
تو بہت شیرین اور ذائقہ کے تھے غرض کچھ دیر مین وہ پتلا پھر اُسی درخت مین سما گیا اور پھر درخت کا
تنہ برابر ہوگیا ببران شہزادہ کو لیکر پھرا شہزادہ نے کہا اب تم جاؤ مین اسکا حال دریافت کرکے آؤنگا
ببران تنہا اُسکو چھوڑکر چلا آیا شہزادہ وہان پھرا کیا جب وہ زمانہ آیا کہ بیل کہکشان کی دار پست
آسمان پر پھیلی ہوئی ظاہر ہوئی اور ستارے مثل دانہ خرمن عرصۂ فلک مین پھٹکے بالی سنبلہ کی آگ کہ بیت
بسر اوقات کی صحرا مین دم بھر چھپایا مہر نے جب روے انور شہزادہ رات کو اُس درخت
کے قریب پھر آیا دیکھا کہ قدرت خدا سے نیا سامان پایا کہ ایک طرف کو فرش عمدہ بچھا ہی روشنی کنول
اور جھاڑ کی ہی جس سے وہ صحرا تمام منور اور روشن ہی فرش پر مسند مغرق بچھی ہی اور ایک ساحرہ اُس
مسند پر لباس پُرزر پہنے ہوے بیٹھی ہی چہرہ بسان خورشید تابان روشن ہی لیکن کم سن نہین ہے
سامنے اُس ساحرہ کے تاج مور ہا ہی شاہزادہ بھی اُس مقام پر جاکر پہونچا اور اُس بزم مین آکر ٹھہرا
ساحرہ نے جو اسکو دیکھا پوچھا کہ آپ کون ہین اِنسے کہا کہ مسافر ہین اتفاق سے ادھر آنکلے
آپ کو بیٹھے دیکھا ہم بھی ٹھہر گئے اُسنے جو شہزادہ کو حسین اور مہ جبین دیکھا محبت اسکی اسکو
پیدا ہوئی کہا آئے ہین آپ تو آیئے تشریف لایئے شہزادہ اُسکے پاس جا بیٹھا اور پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے
ساحرہ نے کہا کہ مجکو بزم جادو کہتے ہین اُسنے کہا کہ یہ تو فرمایئے کہ اِس درخت مین سے ایک پتلا نکلتا ہے
اور اِسطرح کی مدد دیتا ہی یہ کیا ماجرا ہی اُسوقت وہ سامرہ یہ کلام سُنکر ہنسی اور کہا کہ

نوخوان یہ سب میرے سحر کا ڈھکوسلا ہی ہی مین نے سحر سے وہ پتلا اور یہ درخت بنایا ہی اُسنے کہا ہم
تمھارے مہمان عزیز ہین اور ببران جادو سے کہکر آئے ہین کہ اُس شجر کا حال دریافت کرینگے
پس تم ہمکو اجازت دو کہ ہم اُس سے اِس حال کو بیان کرین اُس ساحرہ نے اسکی خاطر سے
اجازت دی کہ اچھا کہدینا کیونکہ شاہزادہ سے اُسکو محبت ہوگئی تھی بعد اجازت دینے کے شاہزادہ نے
اُسنے نام پوچھا اِنھون نے سب اپنا حال بیان کیا اور نام بتایا پھر جام شراب ناب گردش مین
آیا رات بھر شاہزادہ وہان رہا بزم جادو دل سے اِسکی مطیع ہوئی اور شراب اُسنے اختیار کی
پھر جب وہ وقت آیا کہ عرصۂ فلک سے بزم کو اکبب برخاست ہوئی مثل شہزادہ جہانگیر

خورسید جہانگیر ہوا کہ ابیات	نظر کی آسمان پر صبح پائی	کہا رخصت کہ ہی وقت جدائی
شریک بزم جو جو تھے وہان یا	کچہری مین تھے لطف آسمان پر	صبح کو بزم نے کہا کہ آپ چلیے

مین بھی اپنی کنیزون کو لیکر حاضر ہوتی ہون اور ایک مرکب منگوا کر شہزادہ کو دیا کہ یہ اُسپر سوار
ہوکر ببران جادو کے پاس آئے اور قصۂ شنیدہ ماضیہ زبان پر لائے اور کہا کہ ملکہ بزم جادو بھی آیا
چاہتی ہین غرض بعیش و عشرت بیٹھے بعد کچھ عرصہ کے بزم بھی آئی ببران نے تعظیم کی خاطر سے
پیش آیا اب ببران بھی دل سے مطیع شاہزادہ ہوا اگر ہوا اُسوقت شاہزادہ نے کہا کہ مین اب
رخصت ہوتا ہون بیابان بری برہ کو جاؤنگا ببران نے کہا کہ اب آگے مقام حرسان جادو کا ہی
وہ مرحلہ نہایت سخت و صعب ہی اور وہ بڑا ساحر زبردست ہی اور طرفدار کوکب ہی اچھا اب چلیے
ہم سب اپنا لشکر آتے ہین مگر نہین جی مین آتا ہی کہ ابھی سے ساتھ آپکے چلین غرض یہی صلاح
پسند آئی ستر ہزار ساحر آزمودہ کار اپنے ہمراہ لیکر شہزادہ جہانگیر یہان سے چلے اُسی وقت نفیر کو
دم ملا گھنٹے اور ناقوس بجے ساحر شیر آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہوکر ہمراہ چلے ڈہرو کی صدا
بلند ہوئی ہوم کا دھوان چرخ چنبری تک جانے لگا کلوا بھیرون منڈلانے لگا ہوم خانے
لد گئے اژدر آتشین پھنکارنے لگے روے ہوا پر چلین سحر کی منڈلانے لگین ہونین آنے لگین کہ نظم

چلے تخت پر سحر کے ہو سوار	ہر اک سمت سے ساحر نابکار	رخ دہر آندھی سے کالا ہوا
جو تھا سحر کا مہر اُجالا ہوا	چلے اژدر و فیل اُڑتے ہوے	اِدھر اور اُدھر منہ تھے مڑتے ہوے
کسی جا تھے طاؤس چنگھاڑتے	کہین اژدہے سانپ پھنکارتے	غرض بعد قطع مسافت راہ بیشمار

قلعہ خرسانیہ یہ سب پہونچے اس مقام پر بصد حشمت وشوکت مسرور شاہ بھی آکر پہونچا اسی ہزار کی جمعیت سے بمقابلہ خرسان شہزادہ عالیشان آکر اترا باگاہ فلک فرسا نصب ہوئی ساحرون کے بھی خیمے وغیرہ استادہ ہوے اسکین بیچ بے راہ ثیان سرا پردے کندے نصب ہوے لشکر کی جھاؤنی پڑی دریا کو پشت پر رکھ کر قبضہ مین کر لیا میدان بہر جنگ سامنے قلعہ کے چھوڑ دیا طبل ونقارے داخلہ لشکر کے جونہی طائران سحر سامنے خرسان کے آکر پہونچے وہ تخت حکومت پر اندر قلعہ کے بیٹھا تھا تاج شاہی سر پر تھا دربار جمع تھا کہ طائرون نے آکر خبر دی کہ اسطرح لشکر کثیر لیکر شاہزادہ جہانگیر بن خورشید تاج بخش آیا ہی اور قلعہ کے سامنے اترا ہے باقی خیریت ہی یہ خبر سنکر خرسان نے بھی اپنے افسران لشکر کو کہ حاضر دربار تھے حکم تیاری دیا اور تین لاکھ ساحر لیکر یہ دروازہ قلعہ کا کھلوا کر باہر نکلا ساحر شیر و اژدر پر سوار ہوکر آئے کھنور چندن کی بدن مین لگائے تھے منہ سے شعلہ چھوڑتے تھے رال وگوگل کے شعلے اڑاتے تھے یہ بھی آکر باگاہ وخیام نصب کرا کر اترے دن بھر تو خیمہ مین رہے جب وہ زمانہ آیا کہ تیغ مہر کو ترک روزگار زعلان مغرب مین رکھا اور لشکر انجم لیکر ماہتاب تابان عرصہ گاہ افلاک مین آیا ابیات

سحر سے بڑھ کے نور افشان ہوئی شام	لیا خورشید کا مہتاب سے کام	ہوا حسبدم چراغ روز خاموش
ہوئی شب شاہد مہ سے ہم آغوش	سر شام بجکم خرسان طبل جنگ بجا تفیر سحر کو دم ملا دلاور آگاہ وخبردار	

ہوے تیاری اسباب سحر وساحری کرنے لگے جہانگیر نے بھی طبل بجوایا اب دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی منترون کی چاپ شروع ہوئی بچہ ہاے خوک جھٹکا ہوے مرچین سلگنے لگین گوگل جلنے لگا گوگل کی چراہند آنے لگی بھیرون کا جی خوش ہوا بوین تا نین گنین ایک طرف بہادران روزگار تلوارون کو صیقل کرنے لگے منتر پڑھے جانے لگے کہ دوڑ دوڑ چل دوڑ دہائی سامری کی پیر کھائے کلیجہ چھو کرنے تو سر اڑ جاے کمی کرے تو دھوبی کی گنڈ مین پڑے پڑھو منتر دیوالی کا الیسر باچار رات بھر یہی شور شر تیاری آلات جنگ رہی جب وہ وقت آیا کہ ساحر روزگار زمنقل آفتاب کو روشن کیا اور ساحرہ شب کو بھگایا کہ بیت آتاری شب نے پوشاک سیہ فام اتار بنی نور سحر سے روشن اندام ہنگام سحر دو دریاے لشکر جوش مار کر دو اوگاہ مصاف مین آئے دلاورون نے پرے جمائے جہانگیر باتوپخانہ مسلح ومکمل ہوکر میدان مین آیا اسطرف سے خرسان

فوج بیقیاس ہمراہ لایا صفوف آرائی ہوئی ابر سحر نے گرد و غبار برس کر بٹھایا جھاڑیان جھنڈیان کاٹ ڈالی گئین میدان پاک و صاف ہوا اسوقت خرسان اپنی صف لشکر سے آگے بڑھا اور اسنے ایک سحر ایسا کیا کہ سارا لشکر جہانگیر یکبارگی تاریکی چھاگئی ظلمات کو وہ مقام مات کیے تھا میدان خنک کا جلتا نہ تھا ملک عدم کا پتا دیتا ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہ دیتا تھا کال کوٹھری کا ایسا نقشہ تھا دو ماہ خرسان نے جو سحر دم کیا جہانگیر کمر تک زمین مین غرق ہوگیا لشکریان جہانگیر جو ہر سحر کے پرکھ لینا لینا کہتے ہوے آگے بڑھے اُنسے سحر پڑھا کہ سب اندھے ہوگئے خرسان نے تیغہ سحر کھینچکا غرور اپنا اُڑایا اور قتل کرنے کو آگے بڑھا اُسوقت دنیا بالکل اندھیر قسمت بد کا پھیر وہ تاریکی شب دیجور تھی اور اُسمین تلوار روشنی یار کی چمک کا چراغ جلتا تھا ہر سمت صدائے نالہ و آہ برپا تھی ایسی آفت مین بعض نے دعا درگاہ خدا مین کی تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا یکایک فلک پر سے نعرہ کی صدا آئی کہ منم درویش بوریا نشین چنانچہ درویش مذکور روے ہوا سے نیچے اُترے ایک چوکی صندل کی تھی کہ اُسپر بیٹھے تھے اور چوکی پر انگشت شہادت سے ایک الف آپ نے کھینچا تھا کہ وہ اُڑتی ہوئی آئی غرض اُنھون نے آکر ایک نقش اپنے دست حق پرست سے لکھا اور اُسکو اپنے لشکر کے دامن مین پھینکا بقدرت خداوند یہ مسکون مثلث لوٹ پس روشنگر وہ تاریکی لشکر پر سے دور ہوئی سبکی طبیعت مسرور ہوئی ہر ایک کی آنکھ مین روشنی آئی جہانگیر نے قید زمین سے رہائی پائی اُسوقت خرسان نے جھلا کر پھر ایک تار میل جانب لشکر جہانگیر مارا کہ وہ پھٹا اور اُسمین سے ہزارہا شعلہ نکلکر لشکریون پر آیا لیکن برکت نقش سے قریب آتے ہی بجھ گیا اب درویش نے ایک نقش اور لکھکر خرسان کی طرف پھینکا کہ خرسان کا سحر بھی باطل ہوگیا اور اُسنے سحر کو فراموش کیا درویش نے ایک تعویذ جہانگیر کو بھی دیا کہ جسکے سبب سے سحر اثر نہ کرے جہانگیر مرکب چمکا کر سامنے خرسان کے آیا اُسنے ہر چند سحر یاد کیا یاد نہ آیا ناچار ترسول کا وار کیا شہزادہ نے ترسول رد کر کے تیغہ کا ہاتھ سر کو تبلا کر کمر پر لگایا کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا فوج اُسکی تلوارین کھینچکر آگری گمسان کی تلوار چلنے لگی عیاذاً باللہ ایک ایک کے دو دو اور دو دو کے چار ہونے لگے شور دار و گیر بلند ہوا

کھلی بیڑی پر سے شمشیر مین ہاتھ	کھنچین تیغین بندھا ہر غول کا ساتھ	زبان پتروں کی آئین تیزیون پر

جھکے سر مرضی خالق مین اکثر	لبون پر آئے کف غیظ اجل سی	ارادے بڑھ گئے دست و بغل کے
ہوئی گردون کو حاصل سربلندی	مٹی مغرور دل کی خودپسندی	خرسان تو قتل ہی ہو چکا تھا

بے سردار کے فوج کیا لڑتی آستے امان مانگی شہزادۂ جہانگیر نے امان دی اور طبل بازگشت بجوا کر پھرے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا پھر اندر قلعہ خرسانیہ کے داخلہ کیا وہان کے اکابرین نے زین لیکر حاضر ہوے تمام شہر مین عملداری شہزادہ کی ہوگئی افراسیاب کے نام کی دہائی پھر گئی جہانگیر نے جشن کیا تاج ہونے لگا کئی دن تک مشغول عیش رہے اب درویش نے کہا ای شہزادہ مین تمکو محمل گنبد نشین کے پاس بھیجتا ہون وہان جاکر گنبد جہان نما کی سیر کرو لشکر اپنا سب اسی شہر مین رہنے دو اکیلے جاؤ یہ کہکے ایک نامہ بنام محمل گنبد نشین لکھا کہ ای محمل ہماری خاطر سے صاحبقران جہانگیر کو گنبد جہان نما کی سیر کرا دینا اور اسکی بہت خاطرداری کرنا یہ نامہ لکھکر جہانگیر کو دیا اور جہانگیر مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوے بعد طی منازل و مراحل ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ عجب طرح کا فرحت اندوز صحرا ہی کہ سبزہ کوسون تک ملہا تا ہی خرگان معشوقان سبزہ رنگ کو شرماتا ہی یہ معلوم دیتا ہی کہ شاہد ارض کے رونگٹے کھڑے ہین گلہاے خودرو کوسون تک اُگے ہوے ہین گرداگرد اُس صحرا کے کریوا پہاڑیان چھوٹی چھوٹی پہاڑی پہاڑیان گلدستون کی طرح پھولون سے لدی ہوئی ہین آبشار ہوتا ہی جھرنا جھرنا ہی جانوران خوش الحان زمزمہ سرا ہین چشمہ چشمہ جابجا البریز ہین ڈبڑے موج خیز ہین انکے کنارے کنارے بگلے بنڈ بیان کلنگ مارے بھرے قرقرے پھر رہے ہین خلاصہ یہ کہ عجب طرح کا نکہت بیز و زہت آمیز وہ صحرا ہی اور اُس صحرا کے بیچ مین ایک گنبد گول سڈول رشک گنبد چرخ بنا ہی گنبد اخضری فلک گردش نہین کرتا ہی بلکہ اُسپر صدقے ہوتا ہی شہزادہ در گنبد پر آیا وہان ایک مرد ضعیف کو بیٹھے پایا کہ ڈاڑھی کیسی بلکین تک سفید ہوگئین ہین جامہ سفید پہنے ڈاڑھی تا بسینہ بڑھائے سر زانوے تفکر جھکائے بیٹھا ہی شہزادہ نے اُسکو آکر سلام کیا اور وہ نامہ دیا اُسنے نامہ پڑھکر شہزادہ کو اُٹھکر گلے سے لگایا اور اور مقام صدر پر بٹھلایا مگر یہ بھی کہا کہ افسوس درویش پور یانشین ممالک کوکب کے غارت کرتا ہی اور برباد کی اُنکی چاہتا ہی اور کہا ای صاحبقران کل مین گنبد تمھین دکھلاؤنگا غرض شب بھر سو رہے محمل نے کھانا نہایت عمدہ اناکھلایا آرام کرایا جب وہ وقت آیا کہ گنبد چرخ مقرنس کی سیر کرے خورشید جہانتاب آیا کہ بیت کہ جب خصومت ہوئی شب سیہ ہوکر

جمال صبح چمکا شیر ہوکر ۔ صبح کو دروازہ گنبد کا کہ جسمین قفل برابر ران شتر کے لگا تھا محل نے کھولا اور شہزادہ کو اندر لایا شہزادہ نے دیکھا کہ دیوارون پر آئینے نصب ہین اور طرفہ ماجرا نظر آتا ہی کہ سامنے لشکر حیرت کا اترا ہوا دکھائی دیتا ہی ایک طرف دیکھا تو اپنا لشکر اترا ہوا پایا ایک جانب کو دریاے خون روان نظر آیا اور ممالک کوکب و افراسیاب کے سب دکھائی دیتے ہین انواع و اقسام کے تماشے نظر آتے ہین شہزادہ نے دلمین کہا کہ واقعی یہ گنبد جہان نما ہی ایک طرف اب جو نظر کی تو لشکر امیر اترا دکھائی دیا ایک جانب لشکر کو اترے ہوے پایا اسی طرح مہرخ کے لشکر کو دیکھا قلعۂ ہفت رنگ بران نظر پڑا خلاصہ یکہ تمام دنیا کو اسمین سے دیکھا اور عش عش کر گیا عقل دنگ ہوگئی اور دیکھا کہ اس گنبد کی دیوارون پر تصویرین شاہان گذشتہ و حال کی نصب ہین گنبد ہی یا ارژنگ نگارخانۂ چین ہے اور ایک طرف دیکھا کہ کچھ تصویرین لگی ہین جو سایۂ انسان پڑنے سے بڑھ جاتی ہین اور ایک طرف دیوار مین سات آئینہ نصب ہین کہ انکے اندر سالون و لایتین دکھائی دیتی ہین اور جہانگیر نے دیکھا کہ میری تصویر اور افراسیاب و کوکب اور شاہان طلسمات کی بھی دیوار مین چسپان ہین شہزادہ مذکور کو کمال حیرت ہوئی اور بڑی دیر تک اس گنبد کی سیر مین مشغول رہا اور تعریف کیا کیا پھر باہر گنبد کے آیا اسوقت محل گنبد نشین نے کہا کہ ای شہزادہ میرے پاس ایک فتیلہ ہی اور خاصیت اس فتیلہ کی یہ ہی کہ جب اس فتیلہ کو روشن کرو تو جس شخص کو بلانا منظور ہو اسکی نیت دل مین کرو پس ہمزاد پلنگ شخص مطلوب کا اٹھا لائے گا اس سے باتین کرو جبتک وہ فتیلہ روشن رہیگا وہ پلنگ رکھا رہے گا جب فتیلہ بجھ جائے گا ہمزاد پلنگ جہان سے لایا ہی وہین لیجا کر پھر پہونچا دیگا شہزادہ جہانگیر نے یہ حال سنکر درخواست مذکور کی منت کی کہ وہ فتیلہ مجکو عنایت فرمایئے کہ مین اپنی مطلوبہ ملکہ ماہ دُر در گوش سے ملاقات کرون محل نے اسکی منت کرنے سے وہ فتیلہ انکو دیا اور یہ اسکو لیکر گنبد کے ایک طرف کو تنہائی مین آئے اور بخورات انھون نے مہیا کرکے جلانے کا قصد کیا انکی تو یہ کیفیت ہی لیکن شیمۂ حال ملکہ ماہ دُر در گوش بیان ہوتا ہی کہ اسکو باغ مین زلف آرایے کاکل کشا نے رکھا ہی پلنگڑی جواہر کار صحنی مین باغ کی گسترده ہی اسطرح یہ مقید ہی کہ جسطرح شاہزادے شاہزادیان قید ہوتی ہین مگر فراق مین شہزادہ کے اسکا عجب حال ہی کہ شب و روز نالہ و شیون کرتی ہی وہ باغ تمام اسکی نظرون مین خار ہی دل مین یاد گلعذار ہی گل کو جب دیکھتی تھی در خسار یار

آتی ہی سنبل سے زلف دلدار کو یاد کرکے جان گنواتی ہی گل اُسکی نظرون مین صورت داغ ہی دل کا روشن
چراغ ہی زلف سنبل سے زیادہ اُلجھن ہوتی ہی جنا وبال ہوتا ہی سرو کو دیکھکر بہت ملال ہوتا ہی سرو
صورت دار ہی دل یار قامت یار ہی نرگس چشم تر کی صورت روان دکھائی دیتی ہین نرگس آنکھین
دکھاتی ہی اور زیادہ یاد چشم جانان مین رولاتی ہی خاطر مثل ماہی بے آب طپان دل سینہ مین نالان
آنسوون سے دامن تر رونے سے کام آٹھ پہر جب بیتابی دل ستاتی تو باد صبا کو اسطرح کا نامہ رسانی

ای شہنشاہ کشور خوبی
سرو آزاد باغ حسن وجمال
رشک خورشید وغیرت ناہید
ایسے افعی سے ہی خدا کی پناہ
جسے چھوٹی ہون جیسے ای دلبر
اشک چشمون سے جاری رہتے ہین
آجکل اب یہ حال ہی جانی
نام سے تیرے ہی زبان کو کام
رات کو بھی نہین ہی پڑتا چین
دھیان رہتا ہی آپ کا مجکو
دل بہت بیقرار رہتا ہی
دل بیتاب کو بھی سودا ہے
دیکھیے کب تمھین خدا یان لائے
دل اسیر بلا ہوا فریاد
کیا اجارہ ہی دلپہ ای جانی
جلد آجلد ای مرے دلدار
شربت وصل آکے مجکو پلا
تو یہ پیغام دیکر مرتی ہون

ماہ تابان اوج محبوبی
اختر برج آسمان حیا
روے روشن ہی تیرا صبح عید
جانتی ہون کہ وصل اب ہے محال
ابر غم چھا گیا میرے دلپر
شرط رونے مین ابر سے بدلی
زندگانی محال ہے جانی
ہون گرفتار بیقراری مین
ہی گذرتی تڑپ تڑپ کے ساری رین
جان جاتی ہی دم نکلتا ہی
رات دن انتظار رہتا ہی
تیری تیغ ادا کی بسمل ہون
عیش وعشرت کا روز پھر دکھلا
قیس کی طرح ہون مین آوارا
مر ہی جائین یہ دل مین ٹھانی
شکل ناصح سے مجکو نفرت ہی
اے مسیحا ابھی ہو مجکو شفا
یا خدا جبتلک ہی لذت غم

گل شاداب گلشن اقبال
گوہر آبدار بحر وفا
میری شامت ہی تیری زلف سیاہ
لیک باد صبا سے ہی یہ مقال
یاد مین ہم تمھاری رہتے ہین
فصل بدلی نہ پر ہوا بدلی
شام سے صبح صبح سے تا شام
دن یہ کٹتے ہین آہ وزاری مین
نہین آرام اک ذرا مجکو
ای مسیحا مری خطا کیا ہے
تیری زلفون مین جسنے الجھایا
تیرے ہی ابرو ون پہ مائل ہون
دام مین زلف کے ترے صیاد
لیلی زلف نے تری مارا
دل سے جاتا رہا ہی صبر و قرار
کاوش غم سے دل کو رغبت ہی
ای صبا اب دعا مین کرتی ہون
رنج وعشرت جہان مین ہے تو ام

لب معشوق ہی مسی آلود — رنگ عشاق ہی الم سے کبود — موج زن بحر عشق جبتک ہے
دل عاشق مین رشک سے شبنم — حسن جانان کی دھوم ہو یارب — عاشقون کا ہجوم ہو یارب
ہو ستمگر جہان مین میرا شاد — مین ہون برباد اور وہ آباد — اسی طرح دیوانہ وار بقرار

یہ ملکۂ ناکام روتی اور بکا کرتی تھی کسی طرح چین اُسکو نہ آتا تھا غم فراق بہت رُلاتا تھا جب انتہا سے زیادہ بیتاب ہو جاتی خواہش دل ستاتی تو وہ دُکھ کی ماری یہ زبان پر لاتی کہ نظم

نالہ اس شور سے کیون میرا دہائی دیتا — ای فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا — لاکھ دیتا فلک اے ار کو ارا تھے مگر
ایک تیرا نہ مجھے درد جدائی دیتا — پنجۂ مہر کو خون شفقی مین ہر روز — غوطے کیا کیا ہے ترا دست حنائی دیتا
مین وہ ہون صید کہ پھر دام مین پھنستا جا کر — گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا — غرض یہ ماہ تمام پلنگڑی

یہ صخرہ مین لیٹی ہوئی اس سوز و ساز مین مشغول تھی کہ نظم

کہ ای باد کہیو یہ بعد از سلام — خیالات مٹنے کے جانے نہین — صبا سے رہے دو طرف کو پیام
شب و روز رہتا ہی یان اضطراب — کیا شوق نے کام کو کیا خراب — قرار و سکون دل تک آئے نہین
نہ جو رحم سے ہو تو بیداد گر — تن زار بیجان کیونکر جیے — کوئی طور ملنے کا ایجاد کر
ملاقات کا رکھیے کیونکر خیال — نہین کیونکہ جان نا امید وصال — جگر مین نہو خون تو کیونکر پیے
کیا عشق یا جرم ہمنے کیے — نہین صبر آتا ترے بن ملے — کہ اُس سے کہ مرتی ہی تیرے لیے

قضارا چابک پیشرو قفار جو پنجرے سے نکلکر چھپ گیا تھا وہ پھرتا ہوا اُسطرف آنکلا اور اُس باغ کے در پر اُسنے فقیرون کی طرح سوال کیا کلیۂ ارو زیر زادی ملکہ کی اُسکو بھیک دینے دروازے پر آئی اُسنے اُسکو پہچانا اور جناب بیہوشی مار کر بہرتن کر دیا اور اُسکے کپڑے لیکر پہنے اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو اندر باغ کے لاکر بستر پر اُسکے ایک صخرہ مین اُسکو لٹا دیا اور آپ وہان آیا کہ جہان ماہ رُو در گوش پلنگ پر پڑی ہوئی شعر عاشقانہ پڑھ رہی ہر جب یہ وہان آیا اور ملکہ نے اُسکو آتے دیکھا فوراً آنسو پونچھ ڈالے اور خاموش ہو رہی اور کہا ای گلعذار کہ تو کیسی رہتی ہی چابک پلنگ پر آبیٹھا اور پانوٗن ملکہ کے دبانے لگا ملکہ نے کہا کیون ای گلعذار نہین معلوم کہ شاہزادہ پر کیا گذری اور وہ اب کہان ہین چابک نے کہا حضور وہ صاحب اقبال ہین ایکدن آپکو کوک کو قتل کر نکلوا کر آپ کو چھڑا لینگے یہ کہکر چابک نے پانوٗن دبانا شروع کیے اور ذکر جہانگیر کرنے لگا کہ ملکہ کو کچھ تسکین ہو

یہان تو یہ کیفیت تھی وہان جہانگیر نے فتیلہ محل کا دیا ہوا روشن کیا فتیلہ روشن ہوتے ہی ہمزاد
تسخہ ہوا اور آکر پلنگ ملکہ کا اُسنے اُٹھایا ملکہ خوف کھاکر بیہوش ہوگئی چابک اُسی طرح پلنگ پر
بیٹھا رہا ملکہ کی آنکھین بند ہوگئین چابک نے تو اتنا کہا کہ ملکہ یہ کیا غضب ہوا ملکہ تو بیہوش ہے
جواب کون دے آخر چابک بھی بیہوش ہوگیا اور ہمزاد نے پلنگ لاکر سامنے جہانگیر کے رکھدیا
کچھ عرصہ مین ملکہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر سامنے بیٹھے ہین اور جہانگیر بھی اُٹھے کہ ملکہ
سے بغلگیر ہون اِدھر چابک جو ہوشیار ہوا اور اُسنے جو یہ معاملہ دیکھا سمجھا کہ ایسا نہو یہ دونون
شادی مرگ ہوجائین پس جیسے ہی شاہزادہ ہنستا ہوا ملکہ کو گلے لپٹانے چلا چابک جو بہ شکل
گلعذار تھا کود کر بیچ مین آگیا اور کہا ذرا ملکہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا الگ رہیے پہلے میرے ساتھ دارو
مدار کیجیے ای شاہزادہ تجھپر میری جان جاتی ہی ای ملکہ اب تم اِنکے عشق سے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ نے کہا اری
کچھ تیری شامت آئی ہی اُسنے کہا ای جہانگیر مین تم پر مرتی ہون ملکہ نے کہا کیون کمبختیون نے
گھیرا ہی کہ ایسے کلمات زبان سے نکالتی ہی ارے تو تو بہتر چابک پر مائل ہی چابک نے کہا وہ
فقط حیلہ تھا مین عاشق انھین پر ہون یہ کہکر جہانگیر کے قریب آئی اور گلے مین ہاتھ ڈالنے
لگی اور چاہا کہ بوسہ لون جہانگیر نے کہا کہ او شوخدیدہ کچھ تیری شامت آئی ہی دور ہو مجھسے کبھی ایسی
باتین نہ کرنا اول تو یہ کہ تو میرے بھائی کی معشوقہ ہی دوسرے یہ کہ ملکہ کے سوا مین سب کو حرام سمجھتا
ہون یہ کہکر گلعذار نقلی کو شہزادہ نے ڈھکیل دیا اور کہا اری اب فتیلہ نصف رہگیا ہی دیکھ یہ
صحبت سب خواب وخیال ہوجائیگی کیا غضب کرتی ہی دلکی حسرت دل ہی مین رہجائیگی چند ساعتین
ملاقات کی ہین مجکو بات کرلینے دے چابک نے دیکھا کہ وہ جو آثار شادی مرگ ہونے کے تھے وہ سب
اب باطل ہوئے اُسوقت اِسنے چاہا کہ اب مین یہان سے ہٹ جاؤن اُدھر شاہزادہ نے کہا کہ ای
گلعذار تو باہر جاکر دیکھ تو کہ چابک وہان آیا ہی غرض اُسکو تو خود بھی چلا جانا منظور تھا یہ وہان سے
چلگیا جہانگیر نے ملکہ کے بوسے لیے اور خوب سا گلے لگایا لیکن اچھی طرح حسرتون نکلنے پائی تھی
کہ وہ فتیلہ جلکر تمام ہوگیا کچھ حال شہزادہ نہ پوچھنے پایا تھا کہ فتیلہ کے بجھتے ہی اُدھر چابک بصورت
اصل سامنے آیا شہزادہ نے کہا کہ اے برادر تمھاری معشوقہ تمکو باہر ڈھونڈھنے گئی ہی اُسنے تو مجکو
نہایت تنگ کیا اور کہتی تھی کہ مین بیصبر عاشق ہون چابک نے کہا کہ ذرا ملکہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا پہلے میری

معشوقہ کو بلوائیے ورنہ مین اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا کہ لو اب وہ حرامزادی گئی تو یہ نالائق آیا یہ کہی رہی تھی اور فتیلہ تو تمام ہی ہوچکا تھا شہزادے نے پلنگ ملکہ کا اُٹھاکر اُسی باغ مین پھینک دیا ملکہ کلمۂ الفراق الفراق کہتی ہوئی آئی اور اپنے مقام پر پہونچکر روئی پیٹی چلائی غم دلکو زبان پر لائی کہ اے فلک تجکو اتنی صحبت بھی خوش نہ آئی کہ گھڑی بھر ہنس بول لیتی ایک لمحہ مین جدائی کرائی اور تازہ داغ دلکو دیا کہ صورت دکھاکر غم بھولا ہوا یاد آگیا یہ کہتی تھی اور بلبلاکر بیتابی دل سے یہ غزل گاتی تھی کہ غزل

موت ہی سے کچھ علاج دردِ فرقت ہو تو ہو
ہو تو ہو آباد کیونکہ یہ خراب آباد دل
کہتے ہین شورِ قیامت جسکو وہ اے ہمدم یار
گر پڑے ہے آگ مین پروانہ سا کرم ضعیف
انتظار یار مین جو چشم ہو جائے سفید
آج اک پگڑی ہوئی تھی میکدے مین ہاتھ سے

غسلِ میت ہی ہمارا غسلِ صحت ہو تو ہو
عشق غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو
تیرے مستون کی صفیر خوابِ غفلت ہو تو ہو
آدمی سے کیا نہو لیکن محبت ہو تو ہو
مردِ مک آسمین کہان ہو داغِ حسرت ہو تو ہو
ذوق یہ تیری ہی دستارِ فضیلت ہو تو ہو

اسی طرح یہ بیچاری دکھ کی ماری فراق مین گرفتار اُس مقام پر ناچار ساکن ہی اور اب جو ملکہ شہزادہ کے پاس آئی گلعذار ہوشیار ہوکر اپنے مقام پر سے اُسکے پاس آئی ملکہ تو اُس سے بسبب عشق جتانے کے شہزادہ کے ساتھ ناراض تھی صورت دیکھتے ہی منھ پھیر لیا اُسنے سلام کیا مگر ملکہ منھ پھیرے رہی اُسوقت گلعذار نے کہا ہاری میری کیا خطا ہی جو آپ مجھسے ناراض ہین یہ کہکر قدمون پر گر پڑی اُسوقت ملکہ نے کہا کہ اسطرح تو نے شہزادہ کے ساتھ جھمیلا لگایا کہ مین دو باتین بھی نہ کرنے پائی گلعذار نے کہا ہاری مین فقیر کو بھیک دینے دروازے پر گئی تھی اُسنے نہین معلوم کیا کر دیا تھا کہ مین بیہوش ہوگئی جب سے ابھی ہوش مجکو آیا ہی ورنہ مین تو بیہوش پڑی تھی مین آپ کے ساتھ کہان گئی مجکو خبر نہین کہ آپ کہان گئین ملکہ نے کہا حرامزادی تو میرے ساتھ تھی اب باتین بناتی ہے اری ایک گنبد بنا ہوا تھا اُسمین صاحبقران بیٹھے تھے یہ ماجرا گذرا گلعذار نے قسم کھائی کہ مین نہ تھی ملکہ نے کہا کہ شہزادہ نے تجکو دھکیل دیا پھر چابک آیا وہ تجکو تلاش کرنے لگا مین بات بھی نہ کرنے پائی گلعذار نے ہزارون قسمین کھائین کہ مجکو اس مقدمہ کی خبر نہین غرض یہ تو اس حیرانی مین ہین کہ آئی یہ کیا ماجرا گذرا آئندہ حال انکا بیان ہوگا اب حال شہزادہ جہانگیر کا بیان آگے ہاری ہے

پہلے آنے ملکہ کے بلبلانے لگے شور مچانے لگے زار زار سرنگ ابر بہار روئے اور شعر عاشقانہ
زبان پر لائے یہ حال تھا کرامات

اسوقت تین صحبتین وہ جلسے	اب ہم ہین قریب تر اجل سے	ہم مرتے ہین وہ نہین ہے آگاہ
نالے کا اثر کہان گیا آہ	ہر دم تھی زبان پر آہ شبگیر	کمبخت کہان گئی وہ تاثیر
تاثیر کا کچھ نہین پتا ہے	اے آنسوون تمکو کیا ہوا ہے	تاثیر ہی کسطرف بتا دو
بہکر مجھے اُسطرف بہا دو	الحاصل رو پیٹ کر پھر یہ محمل گنبد نشین کے پاس آیا اور	

یہان بھی خوب رویا محمل نے سمجھایا کہ اسقدر گریہ وزاری نہ کرو وہ جامع التفرقین محبوبہ سے ملائیگا جہانگیر نے تمام حال اُس سے بیان کیا کہ مین ملکہ سے اچھی طرح بات بھی نہ کرنے پایا صرف اتنا فائدہ ہوا کہ مہتر چابک ملگیا چابک نے اپنی سرگذشت بیان کی اور عرض کی کہ اے شہریار اسوجہ سے مین نے آپ کو ملکہ سے ملاقات نہ کرنے دی کہ ایسا نہو یہ ہمزاد آپ کو بھی اُٹھا لیجاے تو آپ جو یہانتک اس جفاسے آئے ہین وہ محنت سب آپکی برباد جاے اور غضب نازل ہو غرض گنبد کی سیر تو کر ہی چکا تھا شہزادہ محمل گنبد نشین سے رخصت ہوا اور کہا ای محمل اب جانب آفاقیہ جاتا ہون محمل نے کہا یہ بہت مشکل ہے مین نے آپکو خاطر سے درویش بوریانشین کی گنبد کی سیر کرادی اب بہتر یہ ہے کہ آپ یہان سے پلٹ جایئے جہانگیر نے کہا مجکو اپنی جان دینا منظور ہے پھر جانا منظور نہین محمل نے کہا اختیار باقی ہے اب جہانگیر نے کل لشکر اپنا یہان طلب کیا اور مع دو لاکھ آدمیون کے اور چابک کے جانب شہرابیہ روانہ ہوے لشکر مین طبل و بوق کی صدا بلند ڈہرو بجتا ہوا ساحر اژدر و فیل پر سوار بڑے حشم و خدم سے چلے غرض طے مراحل و منازل شہزادہ کرتا ہوا قریب ایک دریا کے پہونچا کہ جو زخار و قہار تھا کہ شعر شور یانی کا شور محشر تھا ✣ جس سے طوفان عظیم تر اُٹھتا ✣ اُس پار دریا کے قلعہ سہرابیہ تھا کہ جہان کا حاکم و ناظم کوکب کا خراج گزار ملک سہراب شاہ تھا غرض لشکر شہزادہ نامور کنارے دریا کے اُترا طبل و نقارے وغیرہ داخلہ لشکر کے بجے زمین و زمان کو تزلزل ہوا ملک سہراب اپنی دار الامارۃ مین تخت جہانبانی پر جلوہ گر تھا کہ یکایک صدا ے دہل و نقارہ کانمین آئی اور اُسی دم طائران سحر نے آکر خبر دی کہ ای شاہ نصفت نشان شہزادہ جہانگیر عالیشان آپہونچا ملک سہراب فیلبند دروازہ پر آیا اور وہان سے کھڑے ہو کر اُسنے جاہ و جلال لشکر شہزادہ

دیکھا بہت گھبرایا اور ادھر شہزادہ جہانگیر نے میر بحر کو بلاکر حکم دیا کہ کشتیان تیار ہون ہم کل اس پار دریا کے جائینگے میر بحر مصروف تعمیل حکم ہوا اور سہراب در شہر پہ سے دارالامارہ مین گیا اور ایک نامہ اُسنے بنام آفاق شاہ جادو حاکم بیابان پری پیکر لکھا کہ ای آفاق کیا غافل بیٹھے ہو جہانگیر فوج کثیر لیکر آگیا ہی اور ہمارے ملک کے دروازہ پر خیمہ اُسنے کیا ہی چاہیے کہ فوج لیکر تم بھی میرے پاس چلے آؤ یہ نامہ ایک پتلہ کو سحر کرکے دیا کہ وہ لے گیا آفاق کو جاکر دیا اُسنے پڑھا اور بہت پریشان ہوا اُسوقت اُسکو پریشان دیکھکر اُسکا ایک عیار ہی کہ نام اُسکا نہنگ شعلہ تن ہی اُسنے کہا کہ ای بادشاہ آپکے آئینہ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہی نہایت مکدر ہی آپ نہ گھبرائیے اور تردد نہ فرمائیے مین جاکر جہانگیر کو گرفتار کرتا ہون اور سہراب کے حوالہ کیے دیتا ہون یہ کہکر بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر اسی وقت روانہ ہوا یہان شہزادہ جہانگیر بعد داخل ہونے بارگاہ کے شکار وغیرہ کھیلنے مین مصروف ہوا لیکن نہنگ نے رنگ روغن عیاری کا لگاکر اپنی صورت مثل ایک فقیر کی ایسی کے بنائی تہمد گیروی باندھی اُسپر تسمہ لگایا کشکول گدائی کاندھے سے لٹکایا رومال چھڑی ہاتھ مین لی بلبل کا پنجرہ لیا سیلی تاگے ٹھنگے منکے سے آراستہ ہوا اور دریا کو شناوری کرکے اس پار آیا جہانگیر کنارے دریا کے شکار صحرا مین کھیل رہا تھا اُس فقیر نے دیکھکر کہا واہ ظہور اسمعبود کا ہی شاہزادہ نے بھی کہا شاہ صاحب عشق اللہ ہی فقیر نے جواب دیا کہ سدا راعشق ہی شہزادہ نے پوچھا کہ شاہ صاحب کہان سے آپکا اتفاق ہوا اُسنے کہا جہان سے سب آتے ہین شہزادہ نے کہا کہان کو جائیے گا کہا جہان سب جائینگے شاہزادہ نے کہا آپکا استھل کہان ہی اُسنے جواب دیا کہ بیت درویش روان رہے تو بہتر ✤ آب دریا بہے تو بہتر ✤ بچا فقرون کا استھل کیا پوچھتا ہی شعر فقیرون کا ماوا و مسکن کہان ✤ جہان تھک کے بیٹھے وہ گھر ہو چکا ✤ غرض ایسی باتین درویشی کی کین کہ شہزادہ کمال ہی معتقد ہوا اور اُس سے کہا کہ شاہ جی مین سہراب پر فتح کرنے کو آیا ہون آپ دعا دیجیے اور میری معشوقہ مجھسے جدا ہی وہ ملجائے فقیر نے کہا بابا سہراب پر فتح ہونا مشکل ہی مگر معبود چاہے گا تو تیرے سب کام بنجائینگے اور ای شہزادہ اُس دریا مین ایک نہنگ ایک مقام پر رہتا ہی اگر اُسکو گرفتار کیجیے اور اُسکا خون اپنے پاس رکھیے اور وہ خون سہراب پر مار دیے گا تو وہ مارا جائے گا اور میری ساتھ کوہ پر چلیے یا صبح کو آئیے گا مین تو وہان رہونگا کہ میری عبادت کا وقت ہوگا مگر وہ نہنگ اُس مقام سے نکلیگا کہ دیوتا اُسکا

تک یہ کر گیا ہی پس اُسکی گرفتاری کی فکر کیجیے گا یہ باتین فقیر و شاہزادہ مین ہو رہی تھین کہ مہتر چابک بھی آیا اُسنے جو فقیر کو دیکھا نہایت حیران ہوا اور کان مین شہزادہ کے کہا کہ اے صاحبقران ذرا ہوشیار رہیے گا شہزادہ جہانگیر نے دل مین اپنے کہا کہ یہ ہر ایک کو بُرا سمجھتا ہی غرض خاموش ہو رہا اور پھر کر بارگاہ مین آیا شب کو آرام پذیر رہا جب نہنگ شعلہ تن مہر دریاے اخضر فلک مین آیا کہ شو کر حسن صبح نے جب مُنہ دکھایا ٭ گئین آنکھونسے نیند ین ہوش آیا ٭ صبح دم شہزادہ اُٹھکر یکہ و تنہا دامن کوہ مین کنارے دریا کے آیا وہان دیکھا تو ایک نہنگ پانی سے اُچھلا اور غوطہ مار گیا شہزادہ نے ہر چند جستجو اُسکی گرفتاری کی کی مگر ہاتھ نہ آیا ناچار یہ پھر آیا اور شب بھر اُسکے دھیان مین بیقرار رہا دوسرے دن ماہی زرین مہر بحر کلان چرخ سے اُترا اور ستارے قلزم فلک مین ڈوب گئے کہ بیت بنے اختر حیاے چشم جانان ٭ نظر آسا نظر سے سب کی پنہان ٭ اُسوقت نہنگ شعلہ تن فقیر بنا ہوا آیا اور اپنے پاس سے چارہ دیا کہ یہ دوڑ کے کانٹے مین لگا نا مین جاتا ہون میری عبادت کا وقت ہے اُس نہنگ کے پاس ایک نہنگ کا خول چاندی کا بنا ہوا ہی کہ اُسمین داخل ہو کر عیاری کرتا ہی غرض چارہ دیکر یہ چلا گیا اور اُسی چاندی کے خولدار نہنگ مین داخل ہوا اور دریا مین شناوری کرتا ہوا چلا اُدھر شہزادہ کشتی پر آج بیٹھکر روانہ ہوا نہنگ دریا مین ایک مقام پر آکر اُچھلا اور غائب ہو گیا شہزادہ اُسکو دیکھکر بیچین ہو گیا اور اُسنے ڈور ڈالی دیکھا تو وہ نہنگ پھنسا شہزادہ نے دیر تک کھلایا پھر آہستہ آہستہ کھینچا جب وہ قریب کشتی کے آیا شہزادہ جھکا کہ اُسکو گرفتار کرے پس وہ نہنگ سے دو ہاتھ پیدا ہوے اور حلقہ کمند کے گردن جہانگیر مین پڑے اور مُنہ مین نہنگ کے شہزادہ چلا گیا سنیے جانا کہ نہنگ شہزادہ کو لگا گیا جو دو ایک آدمی کشتی پر تھے روتے ہوے پھر آئے لیکن مہتر چابک پہاڑ پر سے یہ سب ماجرا کھڑا دیکھ رہا تھا اُسنے خیال کیا کہ عیاری ہوئی لشکر جہانگیر مین کہرام برپا ہو گیا ملاطم پڑ گیا بحر غم جوش زن ہوا دریاے اشک کے چشمہ چشم سے طغیانی ہوئی اُسوقت چابک نے ہر ایک کو تسکین دی اور کہا شہزادہ کو کون سمجھائے یہ بہت جلد ہر ایک کے یار ہو جاتے ہین اور کہے مین آجاتے ہین تم سب گھبراؤ نہین عیاری ہوئی ہی وہ فقیر جو آیا تھا اُسی کا یہ سب فتور ہی ابھی اچھی طرح کچھ سمجھ مین میری آیا نہین ہی کہ اُسنے کیا تدبیر کی پس تم لوگ سب خاموش رہو شہزادہ زندہ ہی اور قید ہی مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون اور ہو سکتا ہی تو اُسکو رہا بھی کرتا ہون یہ کہکر

محمل گنبد نشین کے پاس گنبد جہان نما پر آیا اور اُس سے سب احوال بیان کیا محمل نے کہا ای چابک
مین نے منع کیا تھا کہ وہان نہ جاؤ شہزادہ نے نمانا یہ عیار تھا آفاق شاہ کا نہنگ شعلہ تن تھا
جسکا نام ہی اور یہ عیاری اُسکی مشہور ہے پس اب صبر کرو جہانگیر سے وہان کا قیدی چھوٹتا نہین چابک
نے کہا اچھا یہ تو بتلایئے کہ کوئی راستہ بھی اُس پاجانے کا ہی محمل نے کہا ہان ہے فلان صحرا سے
اگر جائیے تو راستہ ملے یہ سُنکر چابک رنگ روغن لگا شہد فروش کی ایسی شکل بنکر تیار ہوا جیسے
کردستانی کسان ہوتے ہین باہر کے رہنے والے کہ ہاتھ بھر کا جوتا پہنا مرزائی گلے مین پنی انگوچھا سے
باندھا دھوتی گھٹنون تک کی باندھی اور جس صحرا سے کہ محمل نے راستہ بتایا تھا اُسی طرف سے
چلکر قلعہ سہراب مین آیا شہر نہایت آباد پایا رعیت کو دلشاد پایا عمارتین مرتفع و بلند نہایت ارجمند
تعمیر دیکھین جرافہ بزازہ آراستہ پایا شہر کی سیر دیکھتا ہوا دار الامارۃ مین آیا دروازہ پر ہاتھی پالکی
پالکی عمائدان شہر کی سواریان استادہ تھین خادم خدمتگار استادہ تھے اور حاجب دربان قولاے
رقاصی وغیرہ موجود تھے پردۂ زنبوری پڑا تھا یہ آنکھ بچاکر اندر چلا گیا دیکھا کہ ملک سہراب
تخت پر بیٹھا ہی اور نہنگ شعلۂ تن بھی موجود تھا اُسوقت مہتر چابک نے سامنے کھڑی ہوکر
ملک سہراب کے شہد کی تعریف کی کہ مین شہد خالص لیکر آیا ہون جسکو عسل مصفی کہتے ہین
اور یہ درخت انجان پر کا شہد ہی بیٹھا بے انتہا ہی چنانچہ اسقدر تعریف شہد کی کہ بادشاہ اور سب مشتاق ہوے
اور کہا لاؤ دیکھین کیسا ہی اُسنے تھوڑا تھوڑا اسکو چکھایا جب سبنے کھایا بیہوش ہوگئے چابک نے نہنگ
کو بھی کھلایا تھا اور دھوکا اسوجہ سے اور بھی سب نے کھایا کہ جہانگیر کے ساتھ عیار کوئی نہین ہے جانتے
تھے غرض جب سب بیہوش ہوے نہنگ کا پشتارہ چابک نے باندھا اور چاہا کہ بادشاہ کو
قتل کرے کہ اُسی وقت باران جادو مصاحب سہراب واسطے شکار کے گیا تھا اگر پہونچا چابک
کو اور تو کچھ نہ بن پڑا نہنگ کو لیکر بھاگا اور باہر نکلکر تنہائی مین لایا یہان سہراب وغیرہ کو باران
جادو نے ہوشیار کیا سب حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ گذرا الحاصل سب سنبھلکر بیٹھے اور ادھر چابک
نے صحرا مین ایک مقام پر نہنگ کو اپنی ایسی صورت کا بنایا اور آپ اُسی کی ایسی صورت بنکر پھر سامنے
سہراب کے آیا اور کہا یہ عیار ہی جہانگیر کا بھجوا دیا گیا تھا مگر مین فقرہ دیکر اُسکو لایا ہون
اب اُسکو ابھی ابھی قتل کر ڈالنا چاہیے اور جہانگیر کو بھی قتل کر ڈالنا چاہیے بلوا ایسے

سہراب نے جہانگیر کو بھی بلوایا اور چابک نے نہنگ کو ہوشیار کیا کہ مین اُسکے گیند عیاری
کا ڈال دیا تھا اب بول تو سکتا نہین اشارے کرتا ہی اور سب اہل دربار اُسکو چابک جانتے ہین اور
چابک اُسکو مار رہا ہی مار پڑ رہی لیکن آفاق نے اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے خیال کیا کہ دیکھون نہنگ
گیا تھا سر سبز ہوا یا نہین اور اب کہان ہی بس اُسنے اوراق سامری مین دیکھا منھ اپنا پیٹ لیا
اور کہا افسوس عیار میرا قید ہوگیا ہی جہانگیر کے عیار چابک نے قید کیا ہی اب سہراب وغیرہ کو
قتل کیا چاہتا ہی کوئی ساحر جلد یہان سے جاے اور نہنگ و سہراب کو اُسکے ہاتھ سے بچاے
یہ حکم سنکر ضحاک مارگیر جادو بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیکر اُسی وقت روانہ ہوا یہان جب نہنگ
کو بہت مار پڑی تو اُسنے اشارے سے کہا کہ ای چابک مین نے تیری اطاعت اختیار کی اُسنے فوراً
اُسکو کھولدیا اور شراب پلاکر سب اہالیان محفل کو مع بادشاہ بیہوش کیا یعنی کہا کہ ای بادشاہ مین سبکو
شراب اپنے ہاتھ سے پلاؤنگا بادشاہ نے منظور کیا اُسنے شراب پلائی اور سب بیہوش ہوے بس
جہانگیر کو رہا کیا اور چاہا کہ سہراب کو قتل کرے کہ فلک پر سے نعرہ ہوا کہ منم ضحاک مارگیر اور آسمان
ہی ایک سحر ایسا کیا کہ باران سحر آسمان سے برسا لیکن نہنگ تو رہا ہوتے ہی مطیع چابک ہوکر طرف
آفاقیہ کے بھاگا اور فرار ہوگیا مگر یہان سہراب وغیرہ سب ہوشیار ہوے اور سہراب نے اُٹھکر تخت
پر سے کہا کہ لینا انکو یہ جانے نہ پائین اب جہانگیر پر بلوہ ہوا جہانگیر نے ایک آدھ کو مار کر تیغہ لیا اور لڑنا
شروع کیا بہتون کو مارا اور لڑتا ہوا باہر نکل آیا چابک بھی لڑ رہا تھا لیکن جب باہر نکلا بھاگا اور
ملازمان جہانگیر نے بھی خبر سُنی کہ جہانگیر اندر قلعہ کے لڑ رہا ہے بس جلد دریا من کشتیان وغیرہ ڈالین اور
بزم جادو و مسرور و بیران بزور سحر اُڑکر اُس پار آگئے لیکن سہراب بہت زبردست ہے
اُسنے ایک سحر ایسا کیا کہ سب کے دست و پا بے حس و حرکت ہوگئے اور اُسنے از روے بلوہ کے ان
سب کو گرفتار کر لیا مہتر چابک وہان سے نکلگیا اور شناوری کرکے اس پار آیا لشکر کو کہ اسی ہزار
کا تھا لیکر شکست کھاکر پیچھے ہٹ گیا یہان سہراب نے مع جہانگیر پھر سبکو قید کیا اب چابک نے
صحرا مین آکر زر و غن نفط وغیرہ لوہے کو ڈھال کر توپین بناکر اُسمین بھرا اور گولہ بھی بنوائے
اُسمین بیہوشی بھری کہ جب وہ گولہ داغا جاے تو لشکر حریف مین جاکر شق ہوا اور دھوان اُسکا
بیہوشی پیدا کرے اُن توپون کو گھڑ چڑھی کرکے آپ ایک ساحر کی ایسی شکل بنا اور گولہ انداز جادو

اپنا نام رکھا اور اسی ہزار ساحر وہی لشکر کے ہمراہ لیکر مقابلہ مین سامنے قلعۂ سہراب پہ سہراب شاہ کے آیا اور ملک سہراب کو نامہ لکھا کہ ہمارے صاحبقران کو رہا کردے ورنہ لشکر لیکر قلعہ کو تاراج کرونگا احوال سحر و ساحری کا تجکو معلوم ہو سہراب کو جب یہ نامہ پہونچا وہ اپنا لشکر لیکر باہر قلعہ کے نکلا اور اترا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ سہراب روز نے منہ چھپایا اور لشکر انجم لیکر رستم ماہ میدان فلک مین آیا کہ شعشعہ ہوئی قسمت ستارون کی چمک پر ہوا مہتاب پھر روشن فلک پر + سر انجام طبل جنگ طرفین سے نواز ش مین آیا کہ نظم

صدا دی طبل جنگی نے یہ ناگاہ	کہ ہون مردان شیر افگن اب آگاہ	قریب آیا ہے وقت جانفزونی
دکھاؤ اپنی اپنی گرم جوشی	اجل کا صبح کو ہے گرم بازار	مقام آبرو ہے ہان خبردار
جدا ہو جائینگی روحین بدن سے	تنون کو زینتین ہونگی کفن سے	دونون لشکرون مین ہے تیاری

آلات حرب آغاز ہوئی ملک سہراب برائے جنگ اس یار در یا کے اترآیا تھا سامنے لشکر چابک کے لشکر کا اُمنڈا آتا تھا جانور جھٹکا ہونے لگے منتر جنتر پڑھے جانے لگے تلوارون کی چمک خانۂ تن مین آگ لگانے لگی آنکھون کے سامنے بجلی چمک جانے لگی تیر زبان دراز ہی کرنے لگے سن سن چلنے لگے پیکان کا ارادہ ہوا کہ چھیدے بنکر دل مین گھر کرے نیزے سرکشی جتاکر سینون کو تولنے لگے گرزون نے کہا کہ ہم سر کچلنے پر تیار ہین گدا زنی کے ارادے ہر بار ہین مختصر یہ کہ رات بھر شور آفت زا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ گوز مہر کا دہن سے مشرق کی توپ نے نکلا اور دھوان شب کا برطرف ہوا کہ ابیات

مزاج صبح بیباکی پر آیا	رخ خورشید سے پردہ اٹھایا	فلک کا سینہ تارون سے ہوا صاف
بڑھے میدان کو گردان پر الصاف		

نفیر سحر کو دم ملا چابک کی طرف سے لشکر مین کمر بندی ہوئی میدان کارزار مین بہزاران جاہ و جلال آکر پہونچے اُسطرف سے ملک سہراب لشکر ساحران لیے کلوا بھیرون کو للکارتا اژدرون کو اُڑاتا فوج لیکر جنگاہ مین آیا دلاورون نے لشکر کا پرا جمایا لیکن چابک نے یہ کیفیت کی کہ بیت لیا ہر توپ نے لقمۂ دہن مین + چھپین گھڑا کے سب روحین بدن مین + یعنی وہ توپین جو اسنے بنوائی ہین وہ مارنا شروع کین پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

ہزارون رہکلی توپ اور شتر نال	لگی اُس سمت سے چھٹنے کو فی الحال	صدا سے جنگی کیا کہیے کہ یک سر
ہوا اک زلزلہ روے زمین پر	ہوے اہل جہان کے گنگ سب گوش	اُڑے سر سے برنگ طائران ہوش

زمین سے آسمان تک کیا کہون یار — دھوئین سے ہوگیا عالم دھوان دھار — کڑک کرپان کا چلنا وہ اُسدم
گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم — وہ توپون سے تھا گولون کا نکلنا — دہان مار سے من کا اُگلنا
برسنا سیکڑون گولون کا ہر بار — دل عاشق پہ جون مژگان خونبار — دھوئین مین اسطرح اُڑجانا بجنگ
کہون بادل مین مارے برق چشمک — نکلنا توپ سے گولے کا خشمناک — گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
یہ گولہ سرخ نکلے تھا شتابی — شب یلدا مین جون تیر شہابی — جب وہ گولے ملک سہراب

کے لشکر مین جاکر گرے شق ہوگئے اور اُسمین سے دُھوان ایسا نکلکر پھیلا کہ یہ خاکدان تیرہ بالکل
ظلمات ہوگیا اور بیہوشی ایسی وہان پھیلی کہ مع ملک سہراب اور افسران لشکر وغیرہ سب
بیہوش ہوگئے چابک نے طبل فتح و ظفر بجایا اور اُس لشکر پر جا پڑا قتل کرنے کی کیا احتیاج
تھی ہر ایک کو باندھ لیا اور اپنے لشکر مین لایا طبل آسائش بجوا کر پھیرا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر
آہنگرون کو بلوا کر سبکو قید سخت مین گرفتار کرا کر ہوشیار کیا اور سوال اطاعت درمیان لایا ملک
سہراب نے اُسوقت اُسکی اطاعت اختیار کی اور دل سے کہا کہ یہ شہزادہ صاحب اقبال ہے
ضرور کل ممالک کو کب کے قبضہ مین لائیگا پھر جان دینا بے کار ہے اطاعت کر لینا چاہیے غرضکہ
سہراب نے عرض کیا کہ ای مہتر مہتران چابک عالیشان تا زندہ ایم بندہ ایم چابک نے انکو
قید سے رہا کر کے خلعت دیا اُنسے شہزادہ کو اور بزم اور سرور و بہران وغیرہ سبکو رہا کیا اور بعزت
تمام تر لشکر مین لایا جہانگیر کے قدمون پر سر اپنا جھکایا اور عرض کیا کہ خطا میری معاف فرمایئے جہانگیر
نے اُسکو پھر خلعت سے مخلع کیا یہ اپنے قلعہ مین شہزادہ کو لایا اور قلعہ کو بھی اُسکے قبضہ مین کر کے
ڈھنڈھورا اُسکی اطاعت کا پٹوایا دعوت بڑے دھوم سے کی کھانا عمدہ کھلایا ناچ دکھلایا جہانگیر
نے ایک نامہ افراسیاب جادو کو لکھا اور اُسمین سب حال اپنا مندرج کر کے لکھا کہ آپکے
اقبال سے مین یہانتک آپہونچا ہون اب آگے روانہ ہون یہ نامہ ایک طائر سحر کے
گلے مین باندھکر روانہ کیا جب افراسیاب کو نامہ پہونچا مضمون سے اُسکے آگاہ ہوکر بہت
خوش ہوا اور افراسیاب کا ایک اُستاد اور ہمدرد فقیری کرتا ہے اور نام اُسکا شہنشاہ پیر ہے
پس افراسیاب اپنے مقام پر سے اُڑکر ایک پہاڑ پر گیا طلسم باطن مین ایک پہاڑ ہے کہ وہان
گنبد مین وہ شہنشاہ پیر رہتا ہے چنانچہ جب یہ وہان جاکر پہونچا شہنشاہ پیر ہرن کی کھال

بچھائے گنبد کے چبوترے پر بیٹھا تھا کہ اُسنے آکر سلام کیا اور نامۂ جہانگیر اُسکو دکھایا اور کہا ای گرو شہزادہ
جہانگیر کوکب کے ملکون کو فتح کرتا ہوا سہرابیہ تک پہونچا ہی اب آپ جاکر اُسکی مدد جانبچاہیے ابھی لوح
طلسم اُسکو نہین ملی ہی جب لوح اُسکو ملے گی اُسوقت البتہ کسی کی مدد کی ضرورت نہین اور ابھی تو مدد
کرنا ضرور چاہیے شہنشاہ پیر نے کہا اچھا مین جاؤنگا افراسیاب یہ وعدہ اُس سے لیکر واپس
آیا اور فکر مین ہوا کہ جہانگیر کے لیے خلعت فاخرہ بھیجون لیکن فکر مین ہوا کہ ممالک کوکب مین پہونچنا
خلعت کا ذرا مشکل ہی توقف کرنا چاہیے غرض طائران سحر کے ہاتھ نامہ کا جواب تو لکھکر بھیجدیا کہ
مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای صاحبقران من شاباش مرحبا ہم تمھاری شجاعت کا حال معلوم کرکے بہت
خوشنود ہوے سامری تمکو اسی طرح ہر مقام پر فتحیاب کرین اے شہزادہ اگر ہو سکتا ہی تو تخت باس
نامہ کے مین خلعت فاخرہ بھی تمھارے لیے بھیجتا ہون یہ نامہ جب جہانگیر کو پہونچا یہ بھی بہت خوشنود
ہوا اور اب قصد آگے بڑھنے کا کیا اور اپنا لشکر کثیر جمع کیا اور نقارہ کوچ کا بجایا اور جانب آفاقیہ کوچ
کیا یہان ملک آفاق جادو مالک آفاقیہ نے کوکب کو لکھا کہ ای بادشاہ مدد سے درویش بوریا
نشین کی جہانگیر سہرابیہ تک آگیا ہی آپ کو خبر لینا چاہیے یہ نامہ ایک پرندے کو دیا کہ وہ خدمت
کوکب مین لایا بادشاہ قلعہ کوکبیہ مین تخت حکومت جلوہ گر تھا کہ نامہ پہونچا مضمون سے اُسکے
آگاہ ہوکر بہت غمگین ہوا اور پریشان ہوا اور اُسکی عملداری مین ایک درویش رہتا ہی کہ نام اُسکا
خضران صحرا نشین ہے اُسنے اُسکو نامہ لکھا کہ ای عابد و پارسا آپ تکلیف فرماکر تشریف لے
جائین اور درویش بوریا نشین کو سزاے معقول دین کہ اُسنے میرے ممالک کی بربادی چاہی ہے
ملک خضران صحرا نشین نامہ پڑھکر اُسی وقت اپنے بوریے پر بیٹھا اور کچھ طلسم اُنگلی سے
اُسپر اُسنے لکھا کہ وہ بوریا اُڑکر چلا اور اُسطرف سے شہنشاہ پیر فرستادہ افراسیاب بھی روانہ
ہوا لیکن جہانگیر با فوج کثیر کوچ کرکے دشت لاکھ ساحرون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوے اور قطع منازل
وطے مراحل کرتے ہوے آفاقیہ پر آکر پہونچے ملک آفاق نے جب سُنا کہ جہانگیر مع لشکر کثیر
آگیا اُسنے فوراً نفیر سحر کو دم دیا کئی لاکھ ساحرون کا لشکر اُسی دم تیار ہوا دروازہ قلعہ کا اُسنے کھلوا دیا
اور لشکر ہمراہ لیکر خود یہ باہر نکلا طبل و نقارے بجنے لگے لکھا لے ابر چھایان ہوے ساحران نامی
اُنپر سوار تھے غرض اُس لشکر نے بھی آکر بارگاہ خیام برپا کرالے اور مقابلہ مین شہزادہ جہانگیر کے

اُترے ادھر جہانگیر کی بارگاہ استادہ ہوئی تمام لشکر اُترا اسپکین بچوبے تلندر بان مارکیان رہوئیان
کندلے سرا پردے خیمے بارگاہین استادہ ہوئین بازارین لشکر مین کھل گئین بہادرون کے بستر لگے
سوارون کی تین پڑی گھما گھمی شروع ہوئی کٹورا لشکر مین کھنکنے لگا ایکدن لشکر آسودہ ہوکر
جب دوسرے دن وہ وقت آیا کہ روز مہر افروز مثل برق جہندہ چمک کر نظر سے غائب ہوا اور چاند کو

شبنم کے دھونے کا زمانہ آیا کہ ابیات	گذارا دن ہوئی آخر کو جب شام	ملا خورشید کو مغرب مین آرام
نظر کی جانب خورشید انور	جھکا وہ بوسہ لینے کو زمین پر	سر شام طبل جنگ لوا خت

مین آیا شہزادہ نے بھی نقارہ حربی بجوایا تیاری جنگ طرفین سے آغاز ہوئی تلوارکا بیر خون پینے کو
آمادہ ہوا مستعد جنگ ہر سوار و پیادہ ہوا کمین کڑکیت کڑکا کہنے لگے اے بہادران اجل
ہر ایک کو آستینوا لی ہے کہ ابیات

مگر فرصت کمان دام اجل سے	زمین پر آسمان گاہ اجل سے	جو ہین ماں باپ کے فرزند اصلی
شرافت پیشہ و دلبند اصلی	وہ نام اپنا کرینگے سرکٹا کر	ہمین پھیرینگے منھ میدان مین جا کر
صف دشمن مین در آئینگے ضیغم	تہ و بالا کرینگے ایک عالم	یہ سن کر شجاعان دلاور

گرجتے تھے بشکل رعد مضطر ایک طرف اسے ہوئے

دلیران ملبند تھی باتین آپسمین ہوتی تھین کوئی کہتا تھا کل ہم عدو کو للکار کر مارینگے
کوئی کہتا تھا پہلے ہی وار مین سر و تمن اُتارینگے اسی غوغا و ہنگامہ مین وہ رات بسر ہوئی اور وہ
زمانہ آیا طفلک آفتاب تیرہ خطوط شعاع مین گھرا ہوا بطن شب سے پیدا ہوا اور خنجر مہر میدان

افلاک مین چمکا کہ ابیات	یہ باتین تھین کہ روے صبح دیکھا	رہا باقی اثر تک بھی نہ شب کا
ستارے چرخ پر پنہان ہوے سب	مبارز سب اُٹھے آخر ہوئی شب	صبحدم بعید کرو فر و جاہ و جلال

شہزادہ جہانگیر با اقبال لشکر وارد دشت مصاف ہوا جنگل فوجون سے بھر گیا لکہا سے ابر سیہ
چھائے ہوے دلاور لڑنے آئے ہوے اُسطرف سے آفاق جادو بھی تخت سحر پر سوار لیکر لشکر
کئی لاکھ ساحران جرار وارد میدان کارزار ہوے ملعون کو جلوہ ملاکڑکا ہوا صفین جم گئین
نقیب نقابت کر کے ہٹے اُسوقت آفاق نے اپنی جھولی سے سحر کی آرد ماش نکالا
اور اُسکا ایک شیر بنایا سحر پڑھکر اُسکو زندہ کیا کہ وہ مثل شیر زیان کے قد آور ہوا کہ جسکو دیکھکر رستم

چرخ خوف کھاتا تھا اور شیر گردون چکر آتا تھا بس اُس شیر کو حکم دیا کہ میدان مین جائے اور کام دشمنون کا تمام کرے وہ شیر ڈکارتا ہوا میدان مین آیا اُسطرف سے بزم جادو میدان مین گئی مگر اُس شیر نے اُسکو نگل لیا اور اپنے لشکر مین لے جاکر اگل دیا اسی طرح ببران و فیروز وغیرہ نکلے مگر گرفتار ہوے اُسوقت درویش بوریا نشین آکر پہونچے اور جہانگیر سے کہا یہ ابر نشین نہایت زبردست ہی بس اُنسے کہا کہ اے شہزادہ اب پلٹ چلو شہزادہ طبل امان بجواکر پھر آیا درویش نے ایک عمل شہزادہ کو تعلیم کیا اور رات بھر اُسے پڑھوایا اور ایک انگوٹھی بنا کر دی کہ اِسکو پہنو غرض جب دوسرے روز حلقہ خاتم زرین مہر و نگین پُر ضیاے آفتاب انگشت روزگار مین چمکا کہ بیت رخ خورشید تھا پیشانی صاف و نظر آیا نگینہ اُسکا سفاف ٭ صبحدم طبل جنگ بجواکر جنگ ہزدا کے عوض مین لصد کرد فر جہانگیر نامور لشکر لیکر میدان مین آیا صبح کو ملکہ آفاق بھی اُٹھی تھی وہ بھی نفیر سحر کو بجواکر چڑھ دوڑی جہانگیر خود میدان مین نکلا اُسطرف سے شیر ملکہ آفاق نے پھر بھیجا جیسے ہی شیر سحر تر پکر شہزادہ جہانگیر کو نگلنے آیا جہانگیر نے وہ انگوٹھی درویش بوریا نشین کی دی ہوئی اُسپر کھینچ ماری شیر جلکر رہگیا ملکہ آفاق نے پھر سحر کیا کہ آسمان سے خرس اُڑتے ہوے اسطرح اُترے کہ جیسے خرس برستے ہین جہانگیر نے اُنپر بھی انگوٹھی کھینچ ماری اور اُسوقت اور بلندی طالع جہانگیر دیکھیے کہ ملکہ گوہر جادو وجود جنت ملکہ آفاق جادو ہی اور اُسپر قیصر جادو کہ جسکا ذکر اول ہوچکا ہی عاشق ہی اور گوہر جادو بھی اُسپر عاشق ہی اور اس آفاق کے پاس ایک لوح ہی کہ سحر اُسکی وجہ سے تاثیر نہین کرتا ہی اور تیغہ بلا کش بھی کوکب نے اُسکے پاس رکھوایا ہی یہ دونون اشیاے نادرہ آفاق نے خزانے مین رکھی ہین گوہر خزانہ مین سے چُرالائی اور چاہا اُسنے کہ شہزادہ جہانگیر پاس اسکو بھیجون مگر حیران ہوئی کہ کیونکر بھیجون کون لیجاے اُسوقت ننگ شعلہ تن کہ بھاگ کر چلا آیا ہے مگر مطیع چابک ہوچکا ہی اُسنے کہا ای ملکہ یاد مین دے آؤن گوہر نے اُسکو دیا اُسنے صورت اپنی لڑنے والون کی ایسی بدلی اور میدان کارزار مین آکر شہزادہ کو وہ تیغہ اور لوح اُسنے لاکر دی اُس ہنگامہ مین کسی نے اُسکو پہچانا نہین شہزادہ نے لوح کو تو گلے مین پہنا اور تیغہ ہاتھ مین لیکر خرسون کو قتل کرنا شروع کیا ننگ تو مخفی آیا تھا وہ تو چلا گیا اور اُسنے لڑنا شروع کیا دل شہزادہ کا قوی ہوا غرض انگشتری خرسون پر کھینچ ماری اور سبھون کو قتل کیا اور جلایا اُسوقت غصہ مین ایک ساحر ہزبر ابر نشین جادو

نام شہزادہ پر پڑا اسنے اسکو بھی تیغۂ بلاکش سے دو ٹکڑے کیا اور فوج ملکہ آفاق پر آکر شہزادہ نے قتل کرنا شروع کیا قدرت کردگار سے ہنر برابر نشین کی فوج مین مسرور و بیران وغیرہ قید تھے وہ رہا ہوگئے اور لڑنے لگے اور وہ مرنے سے ہنر بر کے رہا ہوے غرض نامدار شہزادہ نامدار نے تہلکہ ڈالدیا یہ نقشہ ہوا کہ ابیات

کشیدند شمشیر و گرز آن سران	برآمخت باہم سپاہ گران	یکے گرد برخاست در دشت جنگ
کہ گفتی ازان روے خورشید رنگ	جہانگیر گرد از جہان مدار یاد	ستان دار نیزہ مبدار نیزہ داد
برآہیخت گرز و برآورد جوش	ہوا گشت از آواز او پر خروش	بشمشیر ازان لشکر نامدار
تہ کرد بسیار در کارزار	از آواز آن گرد سالار گشن	نہ بادیو جان ونہ باپیل مہش
فگندہ ہمہ دشت خرطوم پیل	ہمہ کشتہ بودند بر چند میل	ملکہ آفاق کی فوج نے شکست

فاش کھائی اور رو بفرار لائی اُسوقت آسمان پر ایک سناٹا ہوا اور نعرہ ہوا کہ منہم درویش خضران صحرانشین اور اُسنے آتے ہی درویش بوریانشین کو للکارا کہ او پیر دا غولی بڑا ہی غضب کیا کہ کوکب کی محبت ترک کرکے اُسکے ممالک کو برباد کرانا چاہا اور جہانگیر کو پھانسنا پہونچایا اب تیرے کمال کا حال کھلجائیگا لشکر تو بھاگ گیا تھا ہی اب خضران نے نقش لکھکر اُڑایا کہ جہانگیر اُلٹا اپنے لشکر کی طرف پھرا درویش بوریانشین نے پھر کچھ عزیمت پڑھکر دستک دی کہ خضران کی جنگاریان اُڑنے لگین اور خضران نے پھر کچھ پڑھکر دستک دی کہ بوریانشین کی زبان بند ہوگئی اُسنے کچھ ہاتھون سے لکھا کہ زبان کھلی مگر خضران نے پھر ایک عزیمت پڑھی کہ جسکی تاثیر سے ہاتھ اپنے باندھ کر بوریانشین خضران کے پاس آکر حاضر ہوا اُسنے حکم دیا کہ مشکین باندھ لو اسکی مشکین باندھ لین اور ایک قفس آہنی طلب کرکے اُسمین اُسکو بند کیا اور ملکہ آفاق کو میدان جنگ سے لیکر پھرا اور بارگاہ مین آکر بیٹھا جہانگیر بھی پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور مہتر چابک فکر مین عیاری کے لشکر سے نکلا یہان خضران جب دریا مین بیٹھا بوریانشین کے قفس کو سامنے بلوا کر عتاب و خطاب کرنے لگا کہ کیون اسی منہ پر دعوی فقیری بوریانشین نے اُسوقت آہ کی اور دم نکلگیا اُسوقت خضران کو ملال ہوا اور خبر ہرکارون نے جہانگیر کو پہونچائی جہانگیر اُسی وقت تیغہ پکڑکر اُٹھا کہ ابھی جاکر اُس خضران کو مارو تنگا اور وہان آفاق سے خضران نے

کہا کہ اوراق سامری مین دیکھیے تو کہ آپ کے خزانے سے لوح اور تیغہ کسنے جہانگیر کو بھجوایا اُسوقت اوراق آفاق نے طلب کیے تھے کہ خبر ہوئی جہانگیر لشکر لیے آتا ہی اوراق کا دیکھنا موقوف رکھا اور خضران غصہ مین اُٹھا کہ ابھی جاکر اُسکا علاج کرتا ہون یہ کہکر غائب ہوگیا اور آفاق نے چاہا کہ لشکر اپنا تیار کرون کہ آواز آئی ای آفاق تو تماشا دور سے دیکھ تیرے لشکر کی کچھ ضرورت نہین آفاق دربارگاہ پر آکر ٹھہر رہی اور اُدھر جہانگیر جو اُٹھکر چلا تھا تو لشکر بھی فرط محبت سے کرتا بھرتا چلا تھا کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک دریا پیدا ہوا اور اہالیان لشکر جہانگیر اُس دریا مین گرکر مچھلیان بنگئے سارا لشکر اُسی آفت مین مبتلا ہوا مگر جہانگیر کھڑا ہی اور پانی بڑھتا آتا ہی جہانگیر ہی وہان ایک ٹاپو بنگیا ہی اور جہانگیر کے گلے مین لوح پڑی ہے اُسکی ہی برکت ہی کہ پانی نہین آتا ہے مگر جسطرف جانے کا قصد کرتا ہی زمین کو زلزلہ ہوتا ہے اب مرکب پیر سے جہانگیر گر پڑا ہے اور پانی کے سبب سے کہین راستہ نہین ملتا ہی کہ دریا سے نہنگ پیدا ہوا اور منہ کھولکر جانب جہانگیر چلا اب یہ حیران ہوا کہ مین کدھر جاؤن کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا اور ندا ہوا کہ منم شہنشاہ پیر ای جہانگیر گھبرا نہین مین آہو پنجا لوح کھینچ مار اور تیغہ سر پر کرکے نہنگ کے سر پر مار دے مگر قبضہ ہاتھ سے چھوڑ دینا سر اُٹھاکر جہانگیر نے جو دیکھا تو ایک پیر کو دیکھا کہ وہ یہ آواز دے رہا ہی بس جہانگیر گھبرایا ہوا تھا اور شہنشاہ پیر کو پہچانتا نہ تھا صرف نامہ مین نام لکھا دیکھا تھا کہ شہنشاہ پیر آتا ہے تیری مدد کو پس جہانگیر نے لوح اور تیغہ نہنگ پر کھینچ مارا جیسے ہی لوح اور تیغہ زمین پر گرا اُسے نہنگ نے نگل لیا اور اُس پیر نے وہین سے قہقہہ مارا اور آواز دی اے جہانگیر منم خضران صحرانشین دیکھ اسطرح لوح اور تیغہ چھین لیتے ہین یہ کہکر اُسی نہنگ کو اشارہ کیا کہ اُسنے جہانگیر کو بھی نگل لیا تمام لشکر کو تو اُسی بلا مین چھوڑا یعنی مچھلیان بنا ہوا لیکن جہانگیر کو گرفتار کرکے دربار مین آفاق کے آیا اُسوقت خبر ہوئی کہ ایک کلانوت آیا ہی قبر سامری سے خضران نے اُسکو اندر بلوایا دیکھا کہ ایک نوجوان حسین ہے عمدہ لباس پہنے ہی آکر وہ دربار مین بیٹھا اور چند چیزین ایسی اُسنے بین مین بجائین کہ تمام اہل دربار وجد مین آگئے اور خضران بھی بہت خوش ہوا اور کہا آپ نہایت کامل ہین اب مین رات کو جلسہ جماکے بین سنون گا یہ کہکر نہایت دلداری سے آپ کو ٹہلایا اور حکم تیاری جشن دیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایک نی نوار نہایت عمدہ آیا ہی یہ خبر سُنکر

نہنگ شعلہ تن بھی آیا اور اُسنے پہچانا کہ یہ مہتر چابک ہی بس اُسنے بیہوشی شراب مین ملانیکا
انتظام کیا کیونکہ یہ مطیع چابک ہوچکا تھا جب دائرہ ماہ فلک پر نمودار ہوا اسمات

کہ مثل مردمک شام سیہ رنگ	بسان اشتیاق صاحب تنگ
کشیدہ دل ہوا ایسا حسن مرغوب	ہوئی ظاہر مگر باطن ز محبوب

شام کو شمع و چراغ روشن ہوئی بزم نفیس آراستہ ہوئی لیلیٰ
خضر ان نے اوراق سامری اُسوقت دیکھے اور کہا ای آفاق تمھاری بیٹی ملکہ گوہر نے لوح اور
تیغہ تمھارے خزانہ سے چرا کر شہزادہ جہانگیر کو بھجوایا ہی اور نہنگ عیار دے آیا ہے اور یہ کلانوت
چابک عیار ہی یہ کہکر ایک برق چمکائی کہ چابک و نہنگ دونون زنجیرون مین بندھ گئے اور کہا
جہانگیر کو لاؤ مین ابھی قتل کرونگا اب تو بارگاہ و لشکر وغیرہ مین تہلکہ و ہنگامہ پڑا کہ میان وہ کلانوت
عیار نکلا دیکھو گرفتار ہوا ہے میدان خونی اُسی وقت تیار ہوا جلاد حاضر ہوے سب کو زیر تیغ
مع جہانگیر ٹھلایا جہانگیر کو یقین مرگ ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہوے اُسوقت روے ہوا پر
نعرہ ہوا کہ منم شہنشاہ پیر استاد افراسیاب اور پانچ سو چیلون سے آکر پہونچا اور چابک نہنگ
و جہانگیر کو چند پنجہ بھیجکر اُسنے اٹھوالیا اور خضر ان پر کچھ عمل پڑھکر اُسنے دستک دی کہ وہ چیپ بیٹھا
رہا پنجون کو لیجانے دیا مجرمون کو رہا کیا پھر جو ہوش آیا اُسنے بھی کچھ پڑھکر پھونکا کہ شہنشاہ پیر
رونے ہوا سے نیچے اُتر آیا مگر سنبھلگیا اور ایسا کچھ اُسنے پڑھکر پھونکا کہ خضر ان اور آفاق کے
بدن مین آگ از خود لگ گئی اور یہ جلکر خاکستر ہوگئے درویش بوریانشین کی لاش کو تو
شہنشاہ پیر نے گڑوا دیا اور اُسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ فلک اخضر کے بحر
مین ہی زرین مہر شناوری پذیر ہوئی کہ بیت صدا ے رخصت آئی ہر زبان سے بدرود اے نور پھیلی
آسمان سے ۔ صبح تک وہ دریا خضر ان کا بنایا ہوا مرنے سے خضر ان کے غائب ہوگیا لشکر نہنگ سب
محللیون سے انسان ہوے شہر آفاقیہ مین بھی عملداری جہانگیر کی ہوگئی قیصر حاکم شہر
قیصریہ جہان کا رہنے والا درویش بوریانشین تھا چنانچہ وہ قیصر بھی یہان آکر پہونچا شہزادہ جہانگیر
نے ملکہ گوہر دختر آفاق کی شادی اُس قیصر کے ساتھ کی عاشق و معشوق باہم ملے نہنگ کو
خلعت دیا یہ شاگرد چابک تیز رفتار ہوا جہانگیر چند روز یہان رہکر لشکر تیار کرکے اب آگے کو روانہ ہوا اور
شہنشاہ پیر نے کہا کہ ای شاہزادہ جہانگیر وہ لوح طلسم جو طلسم ہزار پیچ مین تھی اگر وہ ملتی تو البتہ

طلسم فتح ہوتا لیکن اُسکا پتا نہین کہ کہان ہی شہر آفاقیہ پر اب شہر لوہ جہانگیر کے پاس بہت بڑا مجمع ہے کئی
لاکھ ساحر جمع ہین کئی قلعہ تسخیر ہو چکے ہین قلعہ الجم حصار سے تا بہ قیصریہ سب قبضہ مین ہی اور مسرور
شاہ و دبیران وغیرہ سب مطیع ہین اب آگے اُس مقام سے قلعہ بدخشانیہ ہی یہان سے
بارہ کوس پر مگر نہایت سخت و صعب جگہ ہی اور بہت دشوار ہے اور ایک روایت سے صاحب دفتر کی
معلوم ہوتا ہے کہ عمرو نے لوح ہزار برج سے لاکے کوکب کے حوالہ کی اُسنے قلعہ بدخشانیہ مین رکھوائی
ہی غرض جہانگیر یہ کرد فر تمام جانب قلعہ مذکور روانہ ہوا اور بعد قطع منازل مرحلہ پیمائی کر کے
دوسرے دن سامنے قلعہ کے آکر پہونچا دیکھا کہ قلعہ مذکور بالکل طلائے احمر کا ہی اور دروازہ اُسکا
بند ہی سر قلعہ پر ایک پتلی جواہر نگار کھڑی ہے نہایت تکلف کی آراستہ ہی اور اُسکے سر پر طائر جواہر کے
بیٹھے ہین جہانگیر نے ایک گنہگار کو حکم دیا کہ سامنے اس قلعہ کے جائے وہ گنہگار حسب الارشاد
سامنے شاہزادہ نامدار کے قلعہ کے آیا جیسے سامنے قلعہ کے پہونچا پتلی نے آواز دی کہ افسوس افسوس
افسوس اور اُسکی جانب نگاہ ڈالی کہ وہ گنہگار دھڑ دھڑ جلنے لگا جلکر خاک ہو گیا یہ ماجرا دیکھکر
شہنشاہ پیر شہزادہ کو منع ہوا کہ خبردار آگے جانے کا ارادہ نہ کرنا چلو اب بہت چلو شہزادہ نے نمانا
اور کہا مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر وہان خیمہ کیا دوسرے روز جب دریچۂ خاوری سے آفتاب زرین
شعاع نے سر بدر کیا کہ بیت ستارون سے تم نے ہاتھ دھویا ۔ سحر نے جادۂ مہتاب کھویا
صبح دم اپنے مقام سے جھولا سحر کا گلے مین ڈالکر ملکہ بزم جادو اڑتی ہوئی سامنے اُس قلعہ کے
آئی پتلی نے افسوس کہکر نگاہ ڈالی بزم بھی جلکر خاکستر ہوئی اُسکے ساحر بہت سے گئے اور جلکر
خاک ہوے ملک خورشید جو پدر جہانگیر کا ہے وہ اپنا تخت بڑھا گیا وہ بھی جلکر خاک ہو گیا
جہانگیر اسکے غم مین خوب رویا ساحرون نے اُس پتلی پر ہزارون نامہ و تبریک ملے کچھ اثر پذیر نہوئے
اور ہزارون ساحر جلکر خاک ہو جہانگیر نے غم مین اپنے باپ کے لباس سیاہ پہنا اُسوقت مہتر
چابک نے آئینہ از سر تا پا ایک کپڑے پر سی کے اپنے جسم پر لگائے اور اپنے چہرے پر نقاب ڈالکر
سامنے اُس قلعہ کے مرکب پر سوار ہو کر آیا اور اُن آئینون پر ایک کپڑا اُسنے ڈال لیا وہ کپڑا
سامنے اُس پتلی کے آکر اُسنے الٹ دیا پتلی نے جو اپنا چہرہ اُن آئینون مین دیکھا خود اُسی کے جسم مین آگ
لگی اور دھڑ دھڑ جلکر خاکستر ہو گئی اُسوقت چابک نے نعرہ کیا کہ منم مہتر چابک تیز رفتار سب نے بہت تعریف کی اور

پہچانا کہ یہ چابک ہے کس لیے کہ پہلے بسبب اسکے نہ پہچانا تھا کہ چابک منہ پر نقاب ڈالے ہوے تھا
جہانگیر یہ کیفیت دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور لشکر لیکر اپنے مقام فرودگاہ پر آیا لشکر نے کمر کھولی آسودہ
ہوا لیکن شاہزادہ جہانگیر غم مین اپنے پدر مصنوعی کے کہ جو خورشید جادو تھا سیاہ پوش ہوا خمخانۂ
الم کا جرعہ نوش ہوا اُسطرف بدخشان جادو حاکم قلعہ بدخشانیہ نے جب سُنا کہ پتلی جو سر قلعہ پر نصب
تھی اُسکو عیار جہانگیر نے جلادیا بڑا اُسکو صدمہ ہوا اور حیرت بھی بہت ہوئی کہ بھئی واہ کیا کمال کیا ہے اور صاف
ہو کہ اس پتلی پر بھی طلسم بندھا ہوا تھا کہ جو کوئی اسکی صورت دیکھے جلجاے پس چابک کو عیاری خواجہ
عمرو بن اُمیہ ضمری کی یاد آئی اُسنے ہفت در بند فرعونیہ کا وقائع دیکھا تھا اور وہان کا وقائع یہ ہے
کہ ایک کافر خاسر ہوتا ہے ساحر مشمش نام اُسنے کئی شخصون کے چہرے پر طلسم اسطرح کا باندھا تھا
کہ جو اُنکی صورت کو دیکھے وہ ہنسنے لگے اور روئے لگے اور وہ شخص نقابدار بنے رہتے تھے اور نام اُسکا
نقابدار گریان اور خندان تھا چنانچہ خواجہ نے بھی اسی طرح سر سے پاتک آئینے اپنے جسم پر لگاے
اور اُسکے مقابلے مین جاکر آئینون پر سے پوشش اُلٹ دی نقابدار خندان مقابلہ حریف مین آ
جب آتا تھا نقاب چہرہ سے اُلٹ کر کہتا تھا کہ مصرعہ بر من نگر بر من نگر شاید کہ بشناسی مرا اُنھون نے
بھی وہ پوشش آئینون پر کی اُلٹ کے یہی کہا اور نقابدار نے جو آئینہ مین اپنی صورت کو دیکھا خود ہی
ہنسنا شروع کیا اور ہنستے ہنستے بیہوش ہوگیا آخر مر گیا اور ہنسی نہ تھمی بس ویسے ہی چابک نے
بھی عیاری کی خلاصہ کلام بعد رنج بسیار بدخشان جادو کئی ہزار ساحران جرار لیکر قلعہ کا دروازہ
کھولکر باہر نکلا اور بارگاہ استادہ کرائی دن بھر توقف پذیر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ نگین بدخشانی آفتاب
حلقۂ مغرب مین جڑا گیا اور سنگ اسود رنگ شب ہمسنگ عالم ہوا کہ ابیات

کہ روے مہر کا ہلکا ہوا رنگ	گھٹی گرمی بڑھی ٹھنڈک سنگ	جبین شام نے بخشی سیاہی
مزاج روز پر آئی تباہی	سر شام طبل جنگ بدخشان ناکام نے بجوایا مہتر چابک نے	

اگر خبر غرض کی جہانگیر نے بھی حکم دیا کہ نفیر سحر کو دم ملا تیاری آلات حرب وضرب شروع ہوئی شب تیرہ
مثل خود سودائیان سیاہ تھی اُس شب کو تیاری سیاہ تھی تیغ آبدار کی چمک شمع تھی جسپر پروانۂ جان
نثار ہوا چاہتے تھے گو گل ساحر جلاتے تھے خوک جھٹکا ہوتے تھے مرچین جلتی تھین چار پہر رات شورش
وہنگامہ سپاہ مین برپا رہا جب تیغ مہر کو ترک روز نے حمایل کیا کہ نظم

ہوئی صبح قیامت جب نمودار ہوئے تیار بہر جنگ و پیکار لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
کیے تو فرق ہستی کی تھی موج مصمم بر سر خونریزی جنگ چلا بستر سے وہ شہ برق آہنگ
ادھر یہ اور اُدھر وہ صاحب ننگ ہوئے دونون مقابل بر سر جنگ صفین دونون ہوئین آراستہ جب
کہ لڑنے کے سوا بنتی نہین اب دو جانب سے نقیبان سرافراز نکلکر بولے اے مردان جانباز
دم تیغ آج یان طرفہ چشمک ہے نکلکر کھائے تو شرط نمک ہے بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
کہ پاؤ آفرین سارے جہان سے کرو اب تیغ خون آشام روشن کہ ہو جس سے تمھارا نام روشن
تمہارا جگ مین ہو نام نکوئی کرو میدان مین اپنی سرخروئی یہ سنکر بلند آواز

سنکر بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ساحر دیو غیرہ جوش مین آئے دل اُنکے خروش مین آئے
لیکن ایک ایک سے لڑنا فضول سمجھکر بدخشان جادو فوج اپنی لیکر لشکر جہانگیر پر آپڑا نابخ تبخ
نار یل وغیرہ چلنے لگے جیسے گولے برستے تھے دھوان اُٹھنے لگا شعلے چمکنے لگے تیغ سحر کی بجلی چمکنے لگی ایک
طرف سے برق شمشیر چمک رہی تھی ملک الموت کی گرم بازاری تھی خون برستا تھا مریخ
بگڑا ہوا تھا دھڑ دھڑ پر مردے پڑا تھا کچھا کا تلوار کا بلند تھا چقا چاق شمشیر و نعرۂ دلیران
سے کان پڑی آواز نہ سُنائی دیتی تھی وہ رن پڑا تھا کہ جنگل لاشون سے پٹ گیا تھا
زاغ و زغن یقین ہے کہ طعمہ جوئی اب نہ کرینگے ابیات

خروش سواران دگرد سپاہ	بپوشب گرد گیتی نہان گشت ماہ	درخشیدن تیغ الماس گون
سنانہاے آبدادہ بخون	تو گفتی کہ برشد ز گیتی بخار	برافروخت زان آتش کارزار
ز کشتہ فگندہ بہر سو سران	زمین کوہ گشت از گران تا گران	ہمہ غاردہا مون پر از کشتہ بود
سر و شمن از جنگ برگشتہ بود	خوب تلوار چلی جہانگیر بسان شیر گرسنہ قتل کرتا ہوا اُس فوج مین	

جاتا تھا تیغۂ بلاکش کے سبب سے سحر اُسپر اثر نہ کرتا تھا ہزارون کو خاک و خون مین غلطان کر دیا
اور خواب عدم مین سلا دیا اور جب کوئی سحر بدخشان جادو تازہ تیار کرکے کرتا تو شہنشاہ
سحر گرد افراسیاب کا اُسکو نقش تعویذ وغیرہ سے مٹا دیتا تھا قریب تھا کہ بدخشان شکست
فاش کھاکر راہ فرار لائے کہ یکایک بروے ہوا نعرہ ہوا کہ منم زلزلہ سحر ساز کنز کوکب روشن ضمیر اے
بدخشان گھبرانا نہین مین آپہونچی اور اُسنے آتے ہی ایک نار یل زمین پر مارا کہ زمین مین زلزلہ پیدا ہوا

تھرانے لگی کشتی ارض و عبر اڈگمگانے لگی تمام لشکر جہانگیر کا زمین مین غرق ہونے لگا اُسوقت شہنشاہ پیر نے چند نقش لکھکر زمین پر پھینکے کہ زلزلہ موقوف ہوا اور لشکر جہانگیر غالب ہونے لگا اُسوقت زلزلہ نے ایک مالا موتیون کا اپنے گلے سے اُتار کر دانے اُسکے دست راست و چپ کی طرف پھینکدیے بعد لمحہ کے ایک جانب سے شیر ایک جانب سے خرس پیدا ہوے اور اُنھون نے آتے ہی لشکر جہانگیر تباہ کرنا شروع کیا اور اُنپر حربہ بھی تاثیر نہین کرتا تھا سوا ے تیغۂ بلاکش کے اور کسی سے وہ مارے نہین جاتے تھے اور ایک طائر سرخ رنگ زمین سے پیدا ہوا اور اُسنے نعرہ کیا کہ منم سحر کوکب اور اُسنے آتے ہی چسپر اینا عکس ڈالا وہ چلکر رہگیا فوج جہانگیر تباہ ہونے لگی ہزارون ساحر چلکر رہگیا ہزارون تو اُس طائر نے مارے اور ہزارون شیر اور خرسون نے تباہ کیے جہانگیر اکیلا اُن خرسون اور شیرون کو روکتا ہے اور قتل کرتا ہے اُسوقت شہنشاہ پیر نے ایک نقش لکھکر سمت صحرا پھینکا کہ ہزارہا گرگ پیدا ہوے اور آکر اُن خرسون سے لڑنا شروع کیا اور شیرون سے بھی مقابلہ پذیر ہوے کہ لشکر جہانگیر نے کسی قدر فرصت پائی اب اور کیفیت سُنیے اُس جنگ مین ایک ظرف ساغر چابک ٹھہرا ہوا تھا زلزلہ نے اُسکو جو دیکھا چمک کر اُسپر گری اور پنجہ مین داب کر لیچلی جب کسی قدر بلند ہوئی چابک نے بچالاکی تمام اُسکے مُنھ پر چاب مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اور زمین پر گری چابک نے اُسکے پنجہ سے چھوٹ کر ایک خنجر اُسپر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا تاریکی ہوگئی اور آواز آئی کہ مارا زلزلہ ساحر سازحادو کو چابک کی تعریف بہت جہانگیر نے کی وہ شیر و خرس غائب ہوگئے مگر اب اُس جادو نے قیامت برپا کر رکھی ہے بہت سے ساحرون کو جلا دیا ہے اُسوقت شہنشاہ پیر نے ایک خیمہ منگوایا اور اُسکو استادہ کرایا اور اپنی صورت نجس کو اُس طائر کو دکھلاکر اور بھاگ کر اُس خیمہ مین اپنے تئین پہونچایا اور وہان ایک دام لگا ما اپنے سحر کا طائر اُسکے نجس مین اُس خیمہ کے اوپر آکر ٹھہرا یا اُسنے جال سحر کا مارا اور ایک روایت سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شہنشاہ پیر نے اپنے سحر سے ایک چشمہ بنایا اور اپنی صورت طائر کو دکھلاکر اُس پانی مین در آیا وہ چڑیا بھی اُس پانی پر اُسکی صورت دیکھکر آئی اور پانی مین اپنے تئین گرادیا شہنشاہ پیر نے اُسکو جال مارا اور پھنسالیا اور گرفتار کرکے اُس چشمہ سے نکلا اب لشکر جہانگیر غالب ہونے لگا بدحسان جادو شکست کھاکر وہان سے روبفرار لایا اور وہان سے چند فرسخ پر ایک دریا کے قریب لگ گیا

کہ نام اُسکا گنبد محفوظ ہی وہان آکر ٹھہرا اس گنبد کے گرد اگرد دریا بہتا ہی بدخشان جادو جب وہان پہونچا
اُسنے کوکب کو عریضہ تحریر کیا کہ اے بادشاہ جلد خبر لیجیے مین شکست کھاکر گنبد محفوظ مین آگیا ہون
قلعۂ بدخشان چھوٹ گیا ہی جہانگیر نے آفت برپا کی ہے یہ عریضہ طائر سحر کی گردن مین باندھکر روانہ کیا
جب کوکب کے پاس یہ عرضی پہونچی سخت پریشان ہوا اور برہمن کو لکھا کہ جلد جاکر بدخشان
کی مدد کرو برہمن روئین تن بغضب تمام چلا اور یہان قریب دریا آکے ایک خیمہ استادہ کرکے
شہنشاہ پیر کو ایک نامہ لکھا کہ اودریوزہ گر بھیا جلد میرے پاس آکر حاضر ہو ورنہ سزا اے معقول پاؤگا
جب تیلا یہ نامہ لیکر شہنشاہ پیر کے پاس آیا اُسکو کچھ بن نہ پڑا اُسی وقت حاضر ہوا جب برہمن کے
پاس یہ آکر پہونچا برہمن نے ایک بوٹی شہنشاہ پیر کے پیرہن مین لگادی کہ شہنشاہ مثل شمع کے
جلکر رگہیا برہمن نے خاک اُسکی روے ہوا مین برباد کردی اور بدخشان جادو سے کہلا بھیجا
کہ تم اُس گنبد مین بیٹھو اور ایک سحر ایسا کیا کہ گنبد کے گرد آگ روشن ہوگئی بس یہ تدبیر کرکے برہمن
چلا گیا اور اُدھر جہانگیر نے جو حال شہنشاہ پیر سنا بہت رویا اور لشکر لیکر چلا جب یہان آکر پہونچا
گنبد تک بچا سکا ایک دن مہتر چابک نے کہا کہ مین تدبیر کرتا ہون بس اُسنے ایک مچھلی بہت بڑی
بنائی اور اُسمین جہانگیر و مسرور و نبیران وغیرہ کو بٹھایا اور اُس مچھلی کو دریا مین چھوڑدیا کہ وہ
بہتی ہوئی چلی یہانتک کہ بدخشان جادو گنبد کے کنارے آکر دریا مین شکار کھیل رہا تھا کہ یہ
مچھلی پھنسی اُسنے بدقت تمام اُسکو کھینچا جب باہر کھینچکر لگا لا مچھلی کے دہن کے اندر سے راستہ
چابک نے رکھا تھا سب سردار باہر نکل آئے اور تلوار کھینچی وہان بدخشان جادو نے بھی لڑنا
شروع کیا مگر تیغہ بلاکش سے کچھ بس نہ چلا آخر ہاتھ سے جہانگیر کے مارا گیا اور سب لشکر بھی ہلاک
ہوے گنبد سے بہت سے ساحر روبفرار لائے وہ مقام پاک وصاف ہوا یہان کوکب اپنے قلعہ
مین داخل ہے کہ لاش ملازم بدخشان بدخشان جادو کی اُسکے سامنے لائے کس لیے کہ بھاگتے وقت
بدقت تمام لاش اُسکی اُٹھالی تھی چنانچہ جب سنے کوکب کے لاش لائے پکارے کہ اے
شہنشاہ طلسم نورافشان گنبد محفوظ مین بدخشان جادو مارا گیا کوکب کو یہ حال سنکر
نہایت صدمہ ہوا اور اُسنے پنجہ بھیجکر عمرو کو لشکر سے اُٹھوا منگوایا اور اس سے یہ سب حال کہا عمرو نے
کہا مین اب وہان ضرور جاؤنگا اور عمرو نے پھر پنجہ بھیجا اور لشکر سے مع ہزار کنیزون کے ملکہ بہار

کو بلوایا اور کوکب نے ایک ساحر مکدر جادو کو بھی حکم دیا کہ تم بھی جاؤ وہ بھی یہان سے روانہ ہوا ادھر
افراسیاب نے یہ خبر سن سنین شہنشاہ پیر کے مرنے کا سنی لیکن اسقدر قلعہ کوکب کو جو
فتح ہوا ہی تو اُسکو خوشی ہوئی اور بیابان تاریک کی طرف سے کہ جدھر سے جہانگیر آیا ہی راستہ تو کھل ہی
گیا ہی اُسنے دو ساحر شجر ظلماتی جادو و بہمن ظلماتی جادو کو حکم دیا کہ تم جہانگیر کے پاس جاؤ یہ بھی
دونون کوچ کرکے روانہ ہوے اور قریب قلعہ زرافشان آئے اور زرافشانیہ گنبد محفوظ کے بھی آگے
ہے اور زرافشان جادو بھی فوج لیکر باہر قلعہ کے نکلا اُدھر خواجہ بھی مع ملکہ نہار کے آکر
پہنچے اور مکدر جادو بھی تین لاکھ جادوگر سے آئی یہان خواجہ نے کہا کہ اب مین دربار مین جہانگیر
کے جاتا ہون اور اُسکو سمجھاتا ہون اگر مان لیا تو بہتر ہے نہین تیغہ اور لوح چھین لونگا مکدر جادو
نے منع بھی کیا تھا اور یہان سے طرف بارگاہ جہانگیر کے روانہ ہوے جہانگیر کو خبر ہوئی اُسنے سردار
بہر استقبال بھیجے خواجہ نے آکر صاحب سلامت کی اُسنے بہت اعزاز سے بٹھایا اور کہا کہ آپ کہان
تشریف لائے اُنھون نے کہا کہ اے جہانگیر مین تمکو سمجھانے آیا ہون کہ تمنے بہت ظلم کیا ہے اب
مناسب ہی کہ پھر جاؤ پس اب زیادہ ستانا اچھا نہین اور تمھاری پیشانی پر خال سبز رگ ہاشمی ہے
نشانیان تم مین اولاد حمزہ کی پاتا ہون تم بہت پچھتاؤگے کوکب کے ممالک جو برباد کروگے یقینی
تم فرزند حمزہ ہو اور کوکب ہمارا طرفدار ہی تمکو لازم ہی کہ اس حال کو تحقیق کرو جہانگیر نے کہا اب
اب بغیر قتل کوکب مین کب پھرتا ہون عمرو نے کہا خیر تمھین اختیار ہے اُسوقت چابک بھی
خواجہ کے قریب آیا اور باتون باتون مین عیاریان کرنے لگا آخر عمرو یہ کہکر اُٹھا کہ آج جہانگیر کو مین
پکڑ لیجاؤنگا خبردار خوب ہوشیاری رکھنا چابک نے کہا کہ کیا مجال غرض عمرو تو چلا آیا اور شام
کو ذکر کرنے لگا اُدھر چابک سامنے مکدر کے ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر گیا اور کہا
اے مکدر مین نامہ کوکب لایا ہون الگ چلیے تو دون وہ علیحدہ آیا اُسنے اُسکو جواب
بیہوشی مارکر بیہوش کیا اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو کسی مقام پر چھپا دیا اور آپ اُسی
کی ایسی صورت بنکر اُسی مقام پر بیٹھ رہا اور اُسطرف جہانگیر دریا کے کنارے بیٹھا تھا کہ روبرو
ہوا سے ایک نازنین اُتری جو نہایت حسینہ و جمیلہ تھی کہ جسکی شان مین یہ کبت لکھنا زیبا ہی کبت

سندر روپ سروپ مہاسن یون لچھے جسے انگ مین لیجے	

جیون مور سجیون کی چھپ دیکھے چھپ دیکھے ہی جیجے

پان کھوات مہا اودھارس چاہے تو چندر کود دیکھے نہ دیجے

ٹک اور بناؤ بنے نہ بنے ڈھگ بیٹھے ہی مکھ کو دیکھا ہی کیجے

بس اُس گلبدن نے بصد نزاکت کہا کہ منم فرستادۂ افراسیاب یہ کہکر نامہ ایک اپنی کمر سے نکالکر جہانگیر کو دیا جہانگیر نے وہ نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ ای صاحبقران من یہ کنیز تمنے تمھاری خدمت کے لیے بھیجی ہی جہانگیر صورت زیبا اُسکی دیکھکر عاشق ہوگیا اور اُسی وقت دربار سے اُٹھکر الگ خیمہ مین اُسکو لایا اُس نازنین کو مسند پر بٹھایا اور چاہا کہ دست اندازی اُسپر کرون اُسنے ناک بھون تیوری چڑھائی پھر مُنھ پھیر کر مسکرائی اور کہا لو اور سنو شہنشاہ نے مجکو کیا اسی لیے بھیجا ہی سامری کہسون مین آتے ہوے پہلے ہی ہچکچاتی تھی میری بوٹی بوٹی کانپ رہی ہی اور سیان اپنے حواس مین آؤ بھلے بیٹھو شہنشاہ کو تو کیا کہون کہ جنھون نے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہی بس بس ای بو مین سمجھ گئی ہان ہان تمھارا اور ارادہ ہی سو یہ بجز یت ہی بندی ایسی ادھاتی نہین شہنشاہ نے اپنی حیرت جو بڑی چھپتی ہین اُنکو بھیجدیا ہوتا یہ باتین ایسی کین کہ جہانگیر تو مر گیا اور لگا منتین کرنے اور رونے لگا اُسوقت وہ نازنین مسکرائی جہانگیر کی جان مین جان آئی پھر چاہا کہ اُس سے لپٹون اُسنے کہا ٹھہرو صاحب تم بھی کتنے بدمزہ ہو یہ کہکر گلابی سے شراب جام مین بھری اور وہ جام جہانگیر کے مُنھ سے لگا دیا کہ وہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوا اُس نازنین نے اُسکو پشتارہ مین باندھا اور خیمہ سے نکلکر سیدھا مکدر چادو کے خیمہ مین آیا وہان اور ساحر بھی دوڑے اور پوچھا کہ اُستاد کیسے لائے کہا اُسی طفل بے ادب کو اور یہ کہکر مکدر سے کہا کہ ای مکدر تم ابھی اسکو لیکر کوکب کے پاس جاؤ مکدر نقلی نے کہا بہت خوب لائیے نازنین اصل مین عمرو ہی چنانچہ اُسنے پشتارہ زمین پر رکھدیا کہ لیجاؤ مکدر نے پشتارہ کو کھولا کہ مین اُسپر سحر کرون عمرو نے لوح و تیغہ بھی جہانگیر کا لے لیا تھا وہ بھی وہین رکھدیا بس مکدر نے لوح گلے مین بندھا دی اور پشتارہ تو کھولدیا تھا ہی ناک جہانگیر کی ملدی چٹکی مین روغن دافع بیہوشی ملا ہوا تھا وہ ناک مین جو لگا شہزادہ ہوشیار ہوا اُسنے کہا اے صاحبقران آپ گرفتار ہوکر آئے ہین اُٹھیے جہانگیر اُٹھا اب عمرو گھبرایا سب ساحر وہان سے بھاگے جہانگیر نے تیغہ و ہان

رکھا ہوا تھا اُٹھا لیا اور ایک دو کو قتل کیا اور بہتون نے جہانگیر پر حملہ بھی کیا مگر اثر نہوا اُسوقت
افراسیاب نے شجر ظلماتی اور بہمن ظلماتی کو جو بھیجا تھا اور راہ بیابان تاریک بسبب آنے
جہانگیر کے نکل گئی ہے بس یہ دونون ساحر بھی آکر پہونچے یہان نعرۂ جہانگیر سنکر سر سواری آکر تر تیب
جنگ ہوے آخر کو عمرو کی طرف کے ساحر بھاگے جہانگیر پھر کر اپنے مقام پر آیا شجر و بہمن بھی اُترے
عمرو وغیرہ سب بھاگ کر قلعۂ زرافشانیہ مین گئے جہانگیر نے آکر قلعہ مذکور کو گھیر امکدر نقلی جو چابک
بنا ہوا تھا وہ بھی بعد اس عیاری کے چلا گیا وہان مکدر کو جو ہوش آیا یہ بھی اُٹھکر قلعہ زرافشان
مین آیا لیکن عمرو نے اُس قلعہ مین آکر کہا کہ قلعہ مین بیٹھنا ہمارے لیے بڑا ننگ ہے اب مین باہر جاتا
ہون سب نے منع کیا نمانا کچھ ساحر ہمراہ لیکر باہر آیا اور ٹھہرا رہا جب روزگار غدار نے مثل عیاران
لباس سیاہ پہنا یعنی شب روی کا حامہ آراستہ کیا کہ شعر ہوئی میلی رداے نور خورشید ✤ برآئی عاشقون کے
دل کی امید ✤ سر شام عمرو نے اپنے نام پر برائے مقابلۂ چابک طبل جنگی بجوایا ادھر چابک نے
بھی طبل بجوایا دونون لشکر رات بھر تیاری جنگ کیا کیے اور عمرو نے کیا ترکیب کی کہ ایک ساحر کی
ایسی صورت اپنی بنائی اور یہان سے لشکر جہانگیر کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ چابک اپنے خیمہ کے دروازہ پر
بیٹھا ہی عمرو ٹہلتا ہوا اُسی طرف آیا چابک نے کہا تم کون ہو کہا مین مردم فریب جادو ہون
مردم فریب جادو چابک کے لشکر مین ہی چابک سمجھا کہ سچ کہتا ہی وہی ہی غرض یہ چابک کے
پاس بیٹھا اور باتین اِدھر اُدھر کی کرنے لگا اُسی باتون مین اُسنے کہا کہ خیمہ سے آپ مجکو ایک جام اُٹھا کر
لا دیجیے مجکو کچھ کام ہی چابک جام لینے اندر خیمہ کے گیا عمرو نے خنجر اُسکا رکھا تھا اُسکو چپکے سے اُٹھا کر اور کھینچکر
بہوشی خوب سی نیام مین اسکے بھری اور بڑا اُسکا باندھکر رکھدیا اس عرصہ مین چابک جام لیکر آیا وہ جام
لیکر عمرو وہان سے چلا آیا کچھ ضرورت تو خنجر کھینچنے کی تھی نہین اسوجہ سے چابک نے اُسکو کھینچا نہین جب وہ زمانہ آیا
کہ رنگ روزگار سیاہی سے مبدل بہ سفیدی ہوا یعنی روشنی دہر ظاہر ہی کبھی تورات ہی اور کبھی دن ہی بر سر
کاوش فلک مسن ہی کہ شعر جدا پروانون سے حسد مہ ہوئی شمع ✤ عم رخصت ہوا خاموش تھی شمع ✤
صبح کو بانہاے عیاری سے آہستہ ہوکر چابک و صبا رفتار میدان کارزار مین آئے کمندین بازوون
پر بچھا کی ہوئی بندھی تھین فلاخن سر سے لپیٹے تھے توبڑا پتھر کا گلے مین لٹکتا تھا نہایت چالاک و چست
تھا جب میدان مین آیا عمرو بھی اُدھر سے آکر سامنے اُسکے پہونچا اُسنے اُسکو دیکھتے ہی خنجر کھینچا

خبر کھنچتے ہی بکہ بیہوشی کا اُڑا کہ وہ سب غبار اُسکی ناک مین گیا اور چھینک مار کر وہ بیہوش ہو کر گرا
شنیدہ جہانگیر بھی مرکب پر سوار ہو کر بہر تماشاے جنگ آیا تھا اور الگ کھڑا تھا اِدھر جب یہ گرا عمرو
نے اسکو اُٹھا کر کندھے پر لادا اور نعرہ کر کے کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری لیکر اپنے لشکر کی طرف گیا
جہانگیر رنجیدہ اپنی بارگاہ کی طرف گیا اور رنجیدہ خاطر تخت پر بیٹھا راوی کہتا ہی کہ جب ملکہ بہار کو
عمرو نے بلوایا تھا تو اُسکی کنیزون کے ساتھ مہتر برق بھی چلا آیا تھا اُسوقت اِسنے صورت اپنی
چابک کی ایسی بنائی اور سامنے جہانگیر کے آیا جہانگیر بیٹھا ہوا تھا کہ اُسنے جو دیکھا تو چابک کو
بارگاہ سے چلا آتا ہی جہانگیر بہت خوش ہوا اور کہا ای برادر تم کیونکر عمرو کے ہاتھ سے رہا ہوے چابک
نے کہا یہ بھی مین نے عیاری کی ہی ایک ہم نے شیدہ اپنا تیار کر کے پکڑوا دیا ہی اب مین رات کو اُسکو جاکر
پکڑ لاونگا اب ذرا تخلیہ مین چلیے مجکو کچھ کہنا ہی جہانگیر خوشی خوشی اُسکے ساتھ تخلیہ مین آیا اُسنے وہان ایک
جام شراب اُسکو دیا کہ اُسنے پیتے ہی بیہوش ہو گیا برق نے نعرہ کیا کہ منم برق فرنگی اور اشارہ اُسکا
باندھکر سیدھا عمرو کے سامنے آیا اور کہا لایا مین اُس طفل کو پس اُسی وقت آہنگرون کو بلوا کر قید سخت
مین چابک اور جہانگیر دونون کو مبتلا کر کے اندر قلعہ زرافشان کے ایک مکان تنگ مین قید کیا لیکن
زرافشان جادو کی ایک دختر ہی کہ نام اُسکا قیصر تاجدار ہی وہ حسن مین عدیم المثال ہی
غزال صحراے رعنائی ہی طاؤس باغ زیبائی ہی یہ اشعار اُسکے حسن کی نسبت زبان مین ابیات

دیدۂ گل مین جا گہ اُسکی — نکہت گل گرد رہ اُسکی — آگے اُسکے کبھو نہ خوش آیا
یہ روے گل نے کہان سے پایا — گل آشفتہ اُسکے رُو کا — سنبل اک زنجیری مُو کا
جب وہ چہرہ تابندہ ہو — ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہو — وہ جہانگیر پر فریفتہ ہوئی اور
جب یہ قلعہ مین قید ہو کر آیا تو قید مین جاتے وقت اسکے وہ اپنے جھروکون مین بیٹھی تھی اُسنے
اسکو دیکھکر تیر عشق کھایا غرض جب یہ آکر قید خانہ مین قید ہوے وہ دختر موقع پاکر قید خانہ مین
آئی اور وہ یہ حال بھی جانتی ہی کہ اس شہر مین ایک حکیم رہتے تھے کہ نام اُنکا اشرف الحکمت تھا
اور مرد خدا پرست تھے زرافشان جادو نے اُنھین خدا پرستی کے جرم پر نابینا کرا دیا اور شہر سے
نکالدیا کہ اب وہ ایک پہاڑ پر رہتے ہین پس وہ ملکہ اپنے دل مین سوچی کہ اگر جہانگیر اشرف الحکمت
کے پاس پہونچین تو یقین ہی کہ سب مطلب اُنکا پورا ہو جاے بس یہ سمجھکر قید خانہ مین آئی

اُسکو کون روکے یہ دختر حاکم کی سب دربان وغیرہ خاموش رہے اُسنے سبکو حکم دیا کہ یہان سے چلے جاؤ وہ سب ہٹ گئے اُسوقت اُسنے قید شہزادہ کی اور عیار مذکور کی کاٹ دی اور کہا ای شہزادہ آپ یہان سے قلعہ کے باہر جایئے اور ایک پہاڑ ہی کہ وہان حکیم **اشرف الحکمت** رہتے ہین اُنکے پاس اپنے تئین پہونچایئے مین جانتی ہون کہ وہ مرد خدا رسیدہ ہین آپ کے لیے بہتری ہوگی **جہانگیر** اُس ملکہ کے حسن وجمال کو دیکھکر عشق کرگیا اور بموجب اُسکے کہنے وہان سے نکلکر چلا اور قلعہ کے باہر جاکر دیکھا تو واقعی ایک پہاڑ ہی کہ سرکوہ سے زنجیرین لٹکتی ہین شہزادہ زنجیر پکڑکر چڑھا وہان جاکر دیکھا کہ پہاڑ پر نہایت سبزہ زار ہر طرف پھولون کی بہار ہی جانور چہچہاتے ہین چشمے جاری ہین اور کنارے ایک چشمہ کے چوکی بچھی ہی اُسپر ایک مرد پیر نابینا بیٹھا ہی **جہانگیر** نے جاکر کہا مین ہون **جہانگیر** آپ کے پاس آیا ہون میرا سلام آپ کو پہونچے اُسنے کہا اے **جہانگیر** تیرے گلے مین جو لوح ہی وہ میری آنکھ مین لگادے شہزادہ نے لوح آنکھ مین لگادی حکیم کی آنکھین بقدرت بصیر روشن ہوگئین اُسنے شہزادہ کو دعاے خیر دی اور پھر ایک کاغذ اپنے پاس سے نکالکر دیا اور کہا اب تو اکیلا فتح طلسم **کوکب** کو جانا اور اس کاغذ کو اسطرح پڑھنا سب طریقہ اُسکا تعلیم کیا اور کچھ طریقے مسلمانی کے بھی تعلیم کیے کہ اب **جہانگیر** کو رجحان طرف اسلام کے ہوا غرض **جہانگیر** وہان سے واپس ہوکر نیچے پہاڑ کے آیا اور اپنے لشکر مین پہونچا لیکن **عمرو** نے بھی سنا کہ حکیم اشرف الحکمت نے **جہانگیر** کو کوئی کاغذ دیا ہی اور طریقہ اُسکے پڑھنے کا بتایا ہی بس **عمرو** نے ایک کتاب زہر آلود بنائی اور آپ صورت **کوکب** کی ایسی بنا اور تخت زبرجد شاہ کا زنبیل سے نکالا پھر اُس تخت پر آپ سوار ہوکر اُسکو اُڑاتا ہوا روانہ ہوا اور وہان بسبب راہ کھلجانے کے افراسیاب بھی پاس حکیم **اشرف الحکمت** کے آیا ہوا تھا کہ **عمرو** جاکر پہونچا حکیم نے **کوکب** سمجھکر تعظیم کی **عمرو** تخت پر سے اُترکر بیٹھا اور کہا حکیم صاحب آپ ہمارے ملک مین رہتے ہین اور ہمین سے بغض رکھتے ہین آپ نے کاغذ **جہانگیر** کو دیا اور طریقہ فتاحی طلسم تعلیم کیا یہ آپ کیسے مسلمان ہین حکیم نے کہا کہ ای **کوکب مجوزرافشان** نے اندھا کردیا تھا اب مین تمھاری ضد سے **سامری** پرست ہو جاؤنگا **کوکب** نے کہا کہ دیکھیے مین نے بھی یہ کتاب عملیات کی جمع کی ہی اب مین اُن عملیات کو پڑھکر آفت برپا کرونگا حکیم نے وہ کتاب لیکر لب لگاکر ورق دیئے اُسکے اُلٹے زہر نے تاثیر کی ترتیب کر ہلاک

ہو گیا اُسوقت عمرو نے تخت پر سوار ہو کر اُسکو اُڑایا اور بلندی پر جاکر نعرہ کیا کہ منم عمرو نامدار افراسیاب کو بڑا رنج ہوا اسنے حکیم کو دفن کردیا اور آپ چلا گیا ادھر جہانگیر وہ مکتوب لیکر اکیلا واسطے فتح کرنے طلسم کے روانہ ہوا چابک کو اپنے ہمراہ نیا اس مقام پر بیان راوی کا ہے کہ لوح طلسم نور افشان جو عمرو ہزار بار بیچ سے لے آیا تھا وہ لوح اُسکے کس مطلب کی تھی بالکل بیکار تھی پس اسنے کوکب کو لا کر دی تھی اور کوکب نے اُسکو قلعۂ بدخشان مین ایک گلدستہ کے اندر رکھوا دی تھی جب قلعہ بدخشان جہانگیر نے فتح کیا تو اُس گلدستہ سے لوح اصلی پائی اُسی لوح کا پڑھنا حکیم اشرف الحکمت نے اُسکو تعلیم فرمایا پس وہ ہی لوح لیکر یہ واسطے فتح طلسم کے روانہ ہوا ہے بہرصورت یا کاغذ لیکر یا لوح لیکر یہ جانب صحرا چلا اور اوس لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یکہ و تنہا جانب دست راست روانہ ہونا یہ دیکھکر چابک تو فقیر بنکر ایک مقام پر بیٹھ رہا اور جہانگیر روانہ ہوا جاتے جاتے اُسنے دیکھا کہ صحرا مین ایک مقام پر ایک قصر رفیع تعمیر ہے اور قصر مین ہزارہا منظور و رزن مثل دریچون کے بنے ہین اور اُن روزنون مین چہرے پریزادون کے نکلے ہین اور ایک جانب سے اسطرح کی صدا سے چنگ آرہی ہے کہ عالم محویت کا طاری ہوتا ہے جہانگیر اندر اُس قصر کے آیا راجہ اندر کا اکھاڑا یہان جمع پایا ہزارہا نازنینان مہرجبین و ماہ مسین وہان جمع تھین محفل عیش آراستہ تھی اور ایک بادشاہ پُر شوکت و جاہ ہزاران جاہ و حشم تخت جواہر نگار پر متمکن تھا جب جہانگیر وہان پہونچا وہ بادشاہ تخت شاہی پر سے اُٹھا شاہزادہ کی تعظیم کرکے اُسنے کہا کہ آیئے تشریف لایئے مین آپ کی اطاعت دل و جان سے کر چکا ہون یہ کہکر برابر اپنے تخت پر اُسنے بٹھالیا اور اشارہ کیا کہ ایک نازنین مہ جبین نے چنگ لیکر اسطرح بجائی کہ فلک سے زہرہ سُننے کو گویا اُتر آئی جہانگیر کی آنکھین بند ہو گئین اور عالم بیہوشی طاری ہوا اور اُسی عالم غفلت مین دیکھا کہ حکیم اشرف الحکمت آئے ہین اور فرماتے ہین کہ اے جہانگیر یہ افتخار جادو وہی بہت جلد لوح اسکو کھینچ مار نہین تو یہ لوح و تیغہ وغیرہ چھین لیگا جہانگیر یہ حال اُس غفلت مین دیکھکر ہوشیار ہوا اور لوح کو اُسنے چرخ دیکر اُسی بادشاہ پر مارا لوح کی ضرب سے اسکے جسم مین آگ لگی تخت اور وہ بادشاہ جلنے لگا اور آگ پھیلنے لگی یہانتک کہ دم بھر مین سب قصر اور نازنینین جلکر خاک ہو گئین اور جہانگیر وہان سے آگے بڑھا جب کچھ دور چلا

سامنے سے ایک پہاڑ نظر آیا کہ اُسپر طرح طرح کی بیلین درختون کی چڑھین جہنا جھرتا تھا گھاٹیان نہایت صاف اُسکی تھین اور سرکوہ پر ایک لڑکا بیٹھا تھا کہ اُسکے ہاتھ مین ایک نے تھی اور زمانہ پانی سے بھرا ہوا سامنے رکھا تھا وہ لڑکا اس نے کو پانی مین ڈالکر پھونکتا تھا کہ اُس پانی مین حباب بنتے تھے اور وہ حباب بلند ہوکر قندیل ہوجاتے تھے اور سرکوہ پر آکر سایہ کرتے تھے ہزارہا غبارے اُڑتے نظر آتے تھے یہ تماشا دیکھکر جہانگیر نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اے سیارہ این عجائبات ومشاہدہ کن حالات غرائبات لوح کو دیکھکر تو زیر پا رکھ اُسکے رکھنے سے تو بلند ہوکر سرکوہ پر پہونچ جائیگا جب وہان تو پہونچے گا تو یہ قندیلین تیری طرف متوجہ ہونگی اور تجھپر آکر سایہ ڈالینگی تب سے اپنے تئین بچانا اور اُس طفل تک اپنے تئین پہونچانا اور اُسکو قتل کرنا بحال لوح سے دیکھکر جہانگیر نے لوح کو پانون کے نیچے رکھا اب جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے کسی نے تلوون کے نیچے اتھ دیکر اور اُٹھاکر بلند کردیا جب یہ سرکوہ پر جاکر پہونچا وہ سب قندیلین اُڑتی ہوئی اسکے اوپر آئین اور سر پر سایہ فگن ہوئین یہ تو بے اختیار تھے کہ بسبب لوح کے بلند ہوے تھے اُن قندیلون سے کیونکر بچتے آخر ایک قندیل سر پر سایہ فگن ہوگئی یہ اُس قندیل کے اندر بند ہوگئے اور وہ گھسا لوٹپ کی طرح سے اُنکے گرد سر سے پانک ہوگئی اُسوقت اُس طفل نے نعرہ کیا کہ منم حباب جادو اور لوح اور تیغہ اُسنے اٹھکر اُس حباب کے اندر ہاتھ ڈالکر لے لیا اور اُسوقت کہ جب یہ بند ہوگئے تو لوح اُنکے پانون کے نیچے سے نکل گئی وہ بھی اُسنے لے لی اور اُنکو بزور سحر خوب طرح سے اُس قندیل مین بند کیا اور قندیل کو اور سحر پڑھکر دستک دی کہ بھائی اُسکا صبا سے جادو نام اُس کو بلایا اُسکو لوح اور تیغہ اُسنے دیا اور کہا اُس قندیل کو اُڑاتے ہوے کوکب پاس لیجاؤ کہ اسمین جہانگیر بند ہے اور لوح و تیغہ بھی یہ باحتیاط بادشاہ کے سپرد کرنا صبا سے جادو یہ حکم اپنے بھائی کا سنکر وہ اشیا لیکر قندیل اُڑاتا ہوا روانہ ہوا ادھر زرافشان حیران کھڑا تھا کہ اشرف الحکمت کے پاس قیدخانہ سے کسنے جہانگیر کو پہونچادیا اسی حیرت مین اُسکے پاس نامہ کوکب آیا اُسمین لکھا تھا کہ تیری دختر قیصر تاجدار نے یہ کام کیا ہے زرافشان نے قیصر کو قید کیا ادھر تو قیصر قید ہوئی اُسطرف جہانگیر قندیل مین بند ہوے زرافشان نے سنبل جادو نام ایک ساحرہ کو ساتھ لیکر تخت پر بٹھاکر قیصر کو بھی جانب کوکب روانہ کیا اتفاق سے راہ مین مکان اور باغ ہے نگار جادو کا کہ وہ بیٹی ہے گلستان جادو کی

پس جب اُس باغ کے قریب سنبل قیصر کو لیے ہوے پہونچی قیصر نے کہا کہ ای سنبل مجکو نگار جادو سے محبت ہی اور تو جانتی ہی کہ مین شاہزادی ہون تو ذرا مجکو باغ مین نگار جادو کی بچل سنبل کو کنے پر اُسکے رحم آیا اور یہ اُسکو لیکر اُس باغ مین آئی دیکھا تو باغ نہایت سرسبز وشاداب ہی بلبل کی گل سے گرم جوشی ہی ہوا سرد چلتی ہی درختون کی سرتراشی کی ہوئی تختہ تختہ گل پھولے ہوے ہین جانور زمزمہ پیرا ہین روش پٹڑی نہایت درست ہی مالن ہر ایک چالاک وچست ہی غنچہ مسکراتے ہین گل اپنی بہار دکھاتے ہین قیصر سیر کرتی ہوئی جب آگے بڑھی نگار کو خبر ہوئی کہ قیصر آئی ہی وہ بارہ دری سے اُٹھکر دوڑی اور قیصر کے پاس آکر اُسکو جو قید مین دیکھا رونے لگی اور کہا حضور یہ کیا حال آپ نے اپنا بنایا اُسنے کہا جو کچھ ہوا محبت مین جہانگیر کے ہوا نگار نے کہا بھاڑ مین جائے محبت جہانگیر کی اور وہ سوا قربان کیا تھا کہ جسنے آپ کا یہ حال کرایا قیصر نے کہا نوج ہین ایسا تو نہ کہو تمکو ابھی محبت کا مزا نہین جب دل تمہارا اُسیکو پیار کریگا اُسوقت یہ حال کھلیگا غرض نگار نے سنبل کو ایک مقام پر بٹھلایا اور ملکہ کو بارہ دری مین لاکر سامان دعوت مہیا کیا یہ لوگ یہان بیٹھین اُدھر ملکہ مذکور کی وزیرزادی مہروش جب ملکہ گرفتار ہوئی تو تلاش مین اُسکی گھر سے نکلی راہ مین چابک فقیر بنا ہوا بیٹھا تھا مہروش اُسکو فقیر جانکر پاس آکر رونے لگی اور تمام حال کہا چابک نے اپنے تئین اُسپر ظاہر کیا کہ مین چابک ہون عیار جہانگیر کا مہروش نے جب اُسکو چابک جانا تو کہا مجکو ایک ساحر کی زبانی معلوم ہوا ہی کہ جہانگیر کو حسنا جادو نے گرفتار کیا ہی اور طرف کوکب کے بھیجا ہی صبا سے جادو بھائی اُسکا لیے جاتا ہی چابک نے یہ حال سُنکر کہا کہ تو مجکو سخت سزا دے اور خود بھی ہمراہ چل مین ابھی اُسکو جاکر مارتا ہون مہروش نے یہ سنکر ایک تخت اُسکو بنا دیا چابک نے رنگ روغن عیاری لگاکر صورت اپنی ایک نازنین کی ایسی بنائی اور اُس تخت پر سوار ہوکر چلا اور قریب اُس قندیل کے کہ جسمین جہانگیر قید ہی پہونچا صبا نے بھی دیکھا کہ ایک نازنین تخت پر سوار تخت کو اُڑاتی ہوئی آتی ہی یہ بڑھ گیا اُسوقت چابک نے آواز دی کہ ہمکو کوکب ای صبا ٹھہر جاؤ اس نامہ کو پہلے پڑھ لو صبا وہین ٹھہر رہا یہ کہکر نقلی اُسکے پاس پہونچی اور ایک نامہ کہ جسپر مہر کوکب کی لگی تھی اُسکو نکالکر دیا جب اُسنے وہ خط لیکر دفعۃً اُسکا چاک کر کے خط نکالنا چاہا اُسمین سے بیہوشی اُڑی کہ وہ بیہوش ہوا چابک نے

اُسکو خنجر سے ہلاک کیا تخت سحر اُسکا غائب ہوگیا لوح اور تیغہ چابک نے لیا اور عکس لوح
قندیل پر ڈالا کہ وہ غائب ہوئی جہانگیر ہوش تھا اب جو ہوشیار ہوا تو اپنے تئین اُسنے زمین پر پایا
لوح اور تیغہ چابک نے اسکو دیا جہانگیر نے بہت تعریف چابک کی کی اور مہروش نے کہا کہ ملکہ
قیصر قید ہوکر روانہ ہوئین ہین اب کسی مقام چلکر ٹھہریے تو مین پتا لگاؤن جہانگیر و چابک
جنگل مین درخت کے نیچے ٹھہرے اور مہروش روانہ ہوئی اور جاکر اُسنے پتا لگایا کہ قیصر باغ مین
نگار کے ہی بس اُسنے آکر خبر دی کہ ملکہ باغ مین نگار کے ہی اُسوقت چابک نے کہا کہ پہلے مین جاؤنگا
اور وہان سے روانہ ہوا اور راہ مین ایک نازنین پری پیکر کو عقب باغ نگار جادو آیا اور ستاری
چھوٹی سی سینہ پر اپنے رکھکر لیٹ رہا اتفاق سے ایک کنیز کسی ضرورت سے اُسطرف جو آئی
اُسنے اسکو پڑا ہوا دیکھا جاکر نگا جادو سے کہا کہ آپ کے باغ کے پھواڑے جو کھڑکی لگی ہی مین
اُسطرف ابھی گئی تھی وہان ایک عورت قبول صورت نازک اندام ستاری سینہ پر رکھے لیٹی ہے
نگار نے دو کنیزون کو بھیجا کہ جاکر اُسکو یہان اُٹھا لاؤ وہ کنیزین گئین اور اُسکو اُنھون نے ہوشیار
کیا اور کہا چلو تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہی چابک اُنکے ساتھ اندر باغ کے گیا نگار نے اُسکو دیکھکر بہت
بہت پسند کیا اور حال پوچھا اُسنے کہا کہ مین ایک ملک کی شاہزادی ہون ایک دیو مجکو اُٹھا لایا
ہے اور یہان نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ جو مجکو ڈال گیا نگار نے کہا اچھا بیٹھو یہ سلام کرکے بیٹھا
نگار نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تمکو گانے سے بہت شوق ہی چابک نے کہا گانا رونا کسکو نہین آتا ہی
ہان کچھ اپنا جی بہلا لیتی ہون گانا تو خیر صلاح ہی مجکو کچھ نہین آتا ہی اُسنے قسمین دین کہ ہمارے
سر کی قسم کچھ تو بجاؤ ہمین بھی سناؤ غرض اُسنے بعد انکار بسیار ستاری کو بجایا ملکہ بہت روئی اور
سمان سندھ کیا چابک نگار پر مائل ہوا اور خوب خوب اُسنے باتین لطیفون کی کہین اور
گلے اُسکو لگایا عجب دل لگی ہوئی اُسنے اُسکو گلے جو لگایا تو اسکو زیر ناف ایک شی سخت محسوس
ہوئی دوئی کہکر کہا بوا یہ کیا ہی اُسنے کہا یہ مجکو عارضہ ہی اُسکی سختی ہی الگ چلیے تو مین اُسکو دکھلاؤن
نگار اُٹھی اور الگ آئی اُسوقت اُسنے ہاتھ مین اُسکی عضو مخصوص دبا دیکھو یہ عارضہ ہی اور
پھر اُسکو گلے سے لپٹا لیا اور کہا اے جان من مین ہون عیار صاحبقران جہانگیر کا چابک اور تجسس مرتا ہون
نگار بہت شرمندہ ہوئی اور لگی گالیان اور کوسنے دینے مگر دلمین اپنے مائل ہوئی اور دل سے کہا

یہ اسنے غضب کیا کہ اپنا بدن مجکو پکڑایا غرض وہان سے یہ پھر کر ملکہ کے پاس آئی اور کہا لو مبارک ہو
کہ تمھارا معشوق بھی آیا اور یہ نازنین نہین ہی اسکا عیار ہی ملکہ سامنے چابک کے بہت روئی
اسنے کہا کہ مین شاہزادے کو لاتا ہون غرض مہروش اور جہانگیر کو آکر چابک باغ مین لیگیا
جب داخل باغ ہوے سنبل کو چابک نے جاکر ایک گلوری دی کہ اے مادر مہربان لو یہ
کھاؤ اور کسی سے اس راز کو نہ کہنا اسنے جو وہ گلوری کھائی بیہوش ہوگئی اسکو لاکر ڈالدیا اب
جہانگیر ملکہ کے پاس آکر بیٹھا قیدِ ملکہ کی دور کی زنجر ظلمانی جو پاے ملکہ مین تھی اسکو کاٹ دیا عاشق کیا ہوے
صحبت عیش برپا ہوئی چابک خوب خوب گایا بقاصان مہر طلعت نے آکر سمان باندھ دیا بعد اس
صحبت کے قیصر نے کہا کہ اے نگار تمھارے باغ مین گل حیات کو کب ہی اور مین اسکی بہت مشتاق ہون
اور وہ اس شاہزادے کے کام کا ہی اگر دلادو تو تمھاری عین مہربانی ہی یہ کلمات سنکر پہلے تو نگار
بہت کچھ سوچی پھر شاہزادہ اور ملکہ کو ساتھ لیکر اس باغ کے ایک چمن مین آئی وہان دیکھا تو ایک
حوض سنگ مرمر کا بنا ہی جسکے لب گردان یاقوت احمر کے ہین کنارے کنارے اسکے فوارے چھوٹ
رہے ہین پانی اس حوض مین نہایت صاف و شفاف بھرا ہی یہ معلوم ہوتا ہے گویا آئینہ زمین پر
جڑا ہی بیچ مین اس حوض کے ایک پھول نہایت خوشرنگ پڑا ہوا تیر رہا ہے پانی کے
بلبلون کا اس گل پر ہجوم ہے گرد اس پھول کے ہزارون مچھلیان سرخ رنگ ہجوم کیے ہین
جہانگیر لوح کو گلے مین ڈالے تھا اسنے چاہا کہ اس پانی مین اتر کر پھول کو اٹھالون نگار نے
کہا ابھی ہاتھ لگاتے ہی اس پھول کو جلجاؤگی یہ پھول جبتک کہ انگشتری جمشیدی ہاتھ مین نہوگی
ہاتھ نہ آئیگا اور وہ انگشتری میرے باپ کے ہاتھ مین ہی یہ سنتا تھا کہ چابک نے ایک پڑیا داروے
بیہوشی کی نگار کو دی کہ اے نگار یہ پڑیا لو اور اپنے باپ کو جاکر بیہوش کرو نگار وہان سے روانہ
ہوئی باپ اسکا ایوان شاہی مین جلوہ پذیر تھا کہ یہ جاکر پہونچی اسنے گلستان جادو اپنے باپ
کو تسلیم کی اسنے دعاے جان درازی دی یہ اسکے پاس بیٹھی اور کہا اے پدر عالی مقدار آج تو میرا
جی چاہتا ہی کہ شراب آپ کو اپنے ہاتھ سے پلاؤن اسنے کہا کیا مضائقہ اسنے گلابی شراب
کی اپنے قبضہ مین کی اور باتون باتون مین اسکی آنکھ بچاکر وہ پڑیا داروے بیہوشی کی شراب

سے انگوٹھی جمشیدی اُتار لی اور لیکر وہان سے روانہ ہوئی پھر اپنے باغ مین آئی وہ انگوٹھی جہانگیر
کو لاکر دی جہانگیر وہ انگوٹھی پہنکر بہت خوش ہوا اور حوض کے کنارے آیا اب وہ مچھلیان جو پھول کے گرد
تھین تڑپنے لگین اور غلغلہ ہوا کہ جہانگیر گل حیات کو کب لیے لیتا ہی یہان تو یہ ہنگامہ ہی اُدھر حال
سنیے کہ ببر روتے ہوے حباب جادو کے پاس گئے اور کہا ای حباب صبا سے جادو تیرے
بھائی کو چابک نے مار ڈالا اور جہانگیر جھپٹ گیا حباب اُسی وقت یہ خبر سنکر وہان سے چلا ہزارہا
قندیلین اُڑتی ہوئی اُسکے ساتھ چلین اور یہ اُسوقت یہان باغ تلگار پر آکر پہنچا کہ جہانگیر پھول
نکالنے چلا ہے کہ یکایک جہانگیر نے دیکھا کہ ہزارون عنبارے اُڑتے ہوے روشنی ہوا پر آتے ہین یہ
حال دیکھکر جہانگیر ٹھہرا اور حوض سے مچھلیان تڑپ تڑپکے بلند ہوئین اور آواز ین دینے لگین
کہ ارے غضب ہوا جہانگیر پھول لیے لیتا ہے اور گل حیات کو کب پر قبضہ کرتا ہی اُنکی آواز ین ایسی
بڑی تھین کہ قلعہ زرافشان مین عمرو اور بہار اور زرافشان جادو وغیرہ سنے سنین اور
زرافشان نے کہا کہ ای خواجہ بڑا غضب ہوا مچھلیان چیخ رہی ہین شاید جہانگیر باغ مین تلگار جادو
کے پہونچ گیا ہی اور گل حیات کو کب لیتا ہی یہ سننا تھا کہ عمرو نے کہا پھر جاکر کسی طرح بچاؤ پس اُسی وقت
بہار اور زرافشان بھی اُڑکر چلے اور آکر اُس باغ پر پہونچے اُدھر جب جہانگیر پھول لینے اُس
حوض پر جھکا حباب جادو برق بنکر چمکا اور چمک کر گرا جہانگیر نے جو کوا اونچا کر دیا کہ حباب اُسکے
عکس کی تاب نہ لاسکا جلد پھر بلند ہو گیا اب جہانگیر نے جھپٹ کر کنارے حوض کے اپنے تئین
پہونچایا اور جھک کر پھول اُٹھا لیا جب اُسنے پھول اُٹھایا ہزارون مچھلیان جو حوض مین تھین جل
گئین اُسوقت حباب پھر چمک کر گرا لیکن کیا کرے مجبور ہے جہانگیر نے اب کی اُسی پھول کو اونچا
کر دیا وہ پھر بلند ہو گیا حباب اسی طرح چمک چمک کر گرتا ہی زندگی حباب آسا ہی کچھ بنا نے نہین
بنتا ہی ناچار پانی مشکل ہے بہار اور زرافشان آئے تو سہی مگر علیحدہ کھڑے ہین کچھ کر نہین سکتے
ہین اور ہزارون ساحرون کا ہجوم ہی اور بہت کو جہانگیر نے جلا دیا غلغلہ قیامت انگیز وہان بلند ہے
ادھر گلستان کو جو تلگار بیہوش کر آئی تھی اُسکو بھی ہوش آیا اور یہ ایسا ہنگامہ بلند دیکھا کہ وہ
بھی گھبراکر اپنے مقام سے چلا آکر جو دیکھا تو یہان آفت برپا ہی جہانگیر پھول ہاتھ مین لیے
حباب چمک چمک کر گر رہا ہے ایک طرف کو زرافشان اور بہار روے ہوا پر کھڑے ہین جہانگیر

ادھر اُدھر دوڑتا پھرتا ہی ساحر اسپر توتے ہوے ہین اُسی معرکہ مین زرافشان نے سحر کیا کہ ہزارون من کی سلین برسنے لگین لیکن بسبب تیغہ روح وگل حیات کے باغ مین گرکر پانی ہو جاتی ہین عجب طرح کی خزان اس گلشن پر آئی ہی ہر درخت سنتری بنگسا ہی گلگون لالہ داغی ہوا ہی گل ارغوان پوش ہے خون برس رہا ہے نرگس اس باغ کی محو تماشا ہی کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہی غرض اور تو کچھ بس نہ چلا مگر حباب لگا جادو پر آپڑا اور اُسکے بال پکڑ کر کھینچتا ہوا لیکر چلا کہ مادر دی یہ آفت تیری ہی برپا کی ہوئی ہی اس حال کو اُسکے باپ گلستان نے جو دیکھا یا تو دختر سے آزردہ تھا مگر اب خون پدری نے جوش مارا دوڑکر حباب کو لپٹا کہ ارے ملعون یہ کیا کرتا ہی بس اُسنے ایک تیغ حباب کے سر پر ماری اُسنے تاریخ زد کرنے کے لیے اُسکی دختر کے بال چھوڑے اب گلستان جہانگیر کی طرف سے لڑنے لگا اور راستہ تو کھل ہی گیا ہی افراسیاب جادو بار بار آیا ہی اسوقت بھی کتاب سامری مین حال دیکھکر وہ یہان آیا اور آتے ہی اُسنے نعرہ کیا کہ منم افراسیاب جادو اور پکارا کہ ای صاحبقران من کیا کہنا کارے کردی کہ کسے عمر خود نہ کرد باشد بڑا کار نمایان کیا لیکن مین بھی آپہونچا گھبرانا نہین یہ کہکر بہادر زرافشان کی طرف چلا لیکن بیان کیا گیا ہی کہ پران شمشیر زن ابھی کوہ رخشان کی طرف گئی نہین ہی وہ بھی اپنے علم سے ان ہنگامون کو دریافت کرکے روانہ ہوئی اور یہان آکر پہونچی اور نعرہ ہوا کہ منم پران شمشیر زن ادھر بادشاہ کے یہان آنے سے حیرت بھی مشتاق ہوئی تھی کہ مین بھی چلکر حال جہانگیر کا دیکھون وہ بھی روانہ ہوئی تھی یہان آکر پہونچی اور اُسنے بھی نعرہ کیا کہ منم حیرت جادو اور ان سبنے تلوارین سحر کی کھینچین اور بجلیان تلوارون کی ایک دوسرے پر گرنے لگین اور آپسمین رد سحر ہونے لگا لیکن افراسیاب بزار زبردست ساحر ہی اس سے ہر ایک مغلوب ہی ادھر جہانگیر کے ہاتھ مین پھول ہی کہ اُسپر ہر طرح کی ترکیب کندہ ہی کہ اگر حریف کو زیر کرنا چاہے تو یہ اسم پڑھے تاکہ خانہ تن مین دشمن کے آگ لگے اور جو مارنا چاہے اس پنکھڑی کو سامنے کردے اب یہان تلوار چل رہی ہی اے دہوے دلیران کی صدا بلند ہی جہانگیر نے ہزارون کو جلا دیا ہی یہ ہنگامہ پڑا ہی ہوا تھا کہ سامنے نعرہ ہوا کہ منم برہمن روئین تن اور آگ پتھر برساتا ہوا بڑے زور و شور سے آکر پہونچا اور آتے ہی اُسنے ایک بیضہ سحر کا افراسیاب پر مارا کہ افراسیاب اُس بیضہ کے پڑنے سے جھوم گیا اور اُسکی آنکھون کے سامنے اندھیرا آگیا اُسنے اپنی آنکھون پر ہاتھ رکھ لیا کہ دکھائی دینے لگا اور جلد ایک

کارد سے اپنی ران کاٹ کر اور خون ران کا چلو مین لیکر برہمن پر مارا کہ وہ خون ایک چادر سرخ رنگ
بنکر برہمن پر پڑا برہمن اپنے مُنھ پر ہاتھ پھیر کر اُس چادر کے اندر سے جو نکلا تو معلوم ہوا کہ آفتاب
چمکتا ہوا نکلا اور اُسکے نکلتے ہی قریب آکر ایک ترسول افراسیاب پر مارا افراسیاب نے اُسکو
خالی دیا اُسوقت جہانگیر نے پھول وہی برہمن پر کھینچ مارا کہ برہمن کے جسم مین چھالے
پڑ گئے اور اُسنے ایک آہ کی اور تڑپ کر غائب ہوگیا اور زرافشان و بہار نے یہ کہا کہ جو ہونا تھا
وہ ہوچکا اب بیکار ہی بس یہ بھی بھاگ کر وہان سے قلعۂ زرافشان مین چلے گئے بران بھی
چلی آئی افراسیاب و حیرت بھی رخصت ہوگئے اور افراسیاب کہ گیا کہ مین ہر مقام پر تیری
مدد کرونگا جہانگیر نے کہا ہر چند کہ سرحد غیر مین آنا شاق ہی مگر مین آؤنگا اور یہ کوکب مرد صحرائی ہمیشہ
سے میرا خراج گذار رہا ہی میرا کیا کریگا جہانگیر نے کہا اب مین قلعۂ زرافشان کل خالی کرالونگا
افراسیاب نے کہا شاباش مصرع این کار از تو آید و مرداں چنین کنند یہ کہکر چلا گیا جہانگیر
وہان سے قیصر تاجدار کو لیکر مع لشکر کے اپنی بارگاہ مین باغ سے آیا قیصر کو مقام عمدہ مین رکھا
اور آپ سامنے قلعۂ زرافشان کے فروکش ہوا اور وہان افراسیاب نے جاکر قہار ظلماتی
اور رضوان ظلماتی کو کہ اُن سے افراسیاب سے بھائی چارہ ہی مدد کو جہانگیر کی بھیجا کہ یہ تین
لاکھ لشکرون سے آئے اور اپنے خیمہ برپا کیے اور نامہ افراسیاب لائے تھے وہ بھی جہانگیر کو دیا اُسمین
لکھا تھا کہ ای صاحبقران من یہ دونون سردار معزز تمھاری خدمت کو حاضر ہوے ہین انھون نے افشان
کے پاس دو بیزاد حاکمان درند طلسم کوکب ملکہ ظلمات پری اور یاقوت پری سات لاکھ
سے آئین اور یہ بھی اُترین اور عمرو کی صلاح سے اپنے قلعہ کے باہر نکلکر خیمہ کیا یہان جہانگیر نے
عمرو کو نامہ لکھا اور ایلچی بناکر ایک ساحر کو بھیجا عمرو نے اُسکو بلوایا اور نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ کل
حیات اور لوح وغیرہ سب مین نے حاصل کرلی ہے تم سب آکر اطاعت کرو اور بران کو لکھا تھا
کہ ای بران میری جان پسر قربان ہو تم میرے پاس چلی آؤ یہ حال پڑھکر بران رونے لگی عمرو
برق کو ساتھ لیکر اُٹھا کہ اب اس چھوکرے نے بہت سر اُٹھایا ہی مین اسکو ادب دیتے جاتا ہون
اور جاکر ایک مقام پر ایک ترکیب سے ٹھہرا اور نامہ دار کو جہانگیر کے رخصت کردیا تھا یہان
جہانگیر بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ چابک نے آکر کہا ای شہریار ملکہ ماہ رُو درگوش قید کو کیے ہے

چھوٹ کر آئین اور کنارے دریا کے اُنھون نے خیمہ کیا ہی جہانگیر یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور چابک
کو ہمراہ لیکر چلا آکر کنارے دریا کے جو دیکھا تو خیمۂ سیاہ استادہ پایا اندر خیمے کے آیا دیکھا کہ ماہ رُو بہ
گوشس نہایت نحیف وضعیف ہوگئی ہی مگر حسن اُسی طرح ہی مثل ماہ کے چہرہ تابندہ ہی جہانگیر دوڑکر اُس
سے لپٹ گیا اُسنے کہا بس بس معلوم دیا بقول شاعر بیت بون تو منھ دیکھے کی ہوتی ہی محبت سسکیوں
حبب میں جانون کہ مرے بعد مرا دھیان رہے + صاحب تمکو تو معشوق قیصر تا حدار سلامت ہی جہانگیر
نے عذر کیا کہ ای ملکہ قسم ہی اپنے ایمان کی وہ آپ زندان مین آئی اور اُسنے مجھسے محبت جتائی پھر مین کیا کرتا
ناچار تھا ملکہ نے کہا خیر بہتر کیا لیکن ای شہزادہ مین نے نذر مانی تھی کہ جب تمسے ملاقات ہوگی تو معاصری کا پوجا
کرونگی جہانگیر نے کہا کیا مضائقہ ہی بس اُسی وقت ایک ہوم خانہ علیحدہ استادہ کرایا اور اُسمین دھوپ دیپ
چندن گوگل وغیرہ جمع کیا ملکہ اندر گئی اور اُسنے اگیارہ کی ہنوا کنڈے جلاکر اُسپر شراب ڈالی اور سکلام کرنا شروع
کیا جسکا دھوان بلند ہوا جہانگیر بھی ساتھ اس ہوم خانے کے آیا اور کہا اے ملکہ مین بھی آؤن ملکہ
نے کہا اچھا آؤ مگر صرف تہمبند باندھکر جہانگیر نے بوجہ تیغہ وغیرہ چابک کو دیکر آپ تہمبند باندھکر اندر
ہوم خانے کے قدم رکھا دھان دھوان بلند تھا اُس دھوئن سے بیہوش ہوگیا اُسوقت
ملکہ نے پکار کر کہا کہ بیا چابک دیکھنا کہ شاہزادہ کو کب ہوگیا ہی چابک جو اندر گھبراکر آیا یہ بھی بیہوش
ہوگیا اُسوقت نعرہ ہوا منم عمرو و برق عمرو و تو ماہ دُرد رگوش اور برق گلعذار بنا ہوا اٹھا تھا
اُنھون نے تیغہ و لوح لے لیا اور اُن دونون کا پشتارہ باندھا اور لشکر دھان سے روانہ ہوے اور
سامنے بران کے لاے تیغہ اور لوح تو سامنے رکھدی اور جہانگیر کو ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا
اب جو اُسکی آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا ہوا پایا بہت گھبرایا اور کلمات درشت و سخت بران
نے اُسکو کہے یہ ہنگامہ تھا ہی کہ یکایک زمین شق ہوئی اور افراسیاب پیدا ہوا اور آتے ہی
اُسنے جہانگیر اور چابک کو پنجہ مین دابا اُسوقت سبنے اُسپر سحر کرنا شروع کیے کسی نے
تازیانہ مارا کسی نے تیغ مارا اور اِدھر فوج جہانگیر مین بھی نفیر سحر بجی ساحر جلد جلد بازو بلند و
قوے وغیرہ سوار ہوکر جشن جمشید کہتے ہوے یہان آگئے یہان کے ساحر بھی اُٹھکر لڑنے
لگے ترسول و پنسول چلتے تھے جمشید و سامری کے نعرے بلند تھے ابر کے لگے آتے تھے تیر و
تبر برسا تے تھے ساحر مر رہے تھے دم بھت کا بھر رہے تھے لیکن افراسیاب جہانگیر لیے ہوے باہر نکلا اور چابک

کہ زمین مین غرق ہو جاے اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم کوکب روشنضمیر اور اُسنے آتے ہی زمین کو سخت کردیا افراسیاب نے زمین پر گر کر سر مارا کہ سرشق ہو گیا مگر اُسنے اُسی وقت دونون پانون اپنے زمین پر مارے کہ اُس مقام پر ایک چشمۂ آب پیدا ہوا افراسیاب نے چابک اور جہانگیر کو چھوڑ کر اُس چشمۂ آب مین غوطہ مارا کوکب نے پھر سحر پڑھا کہ وہ پانی بستہ ہو گیا اور افراسیاب بیچ سر کے بھل غوطہ مارا تھا نصف جسم تو اُسکا زمین مین رہا اور نصف اوپر پانون تھرانے لگے عمرو نے اُسوقت کہا کہ ای کوکب مارے اسکو کوکب نے کہا کہ مرنا اسکا مشکل ہی مگر مین پانون اسکے اُڑائے دیتا ہون یہ کہکر تخت سے اُتر کر کوکب نے تیغہ اسکے پانون پر مارا مگر افراسیاب کی نانی ہی زمرد رنگ کہ وہ زمین زمین آتی ہی بس وہ اپنے مقام پر سے چلی اور یہان اُسوقت آکر پہونچی اور کوکب کے تیغہ مارنے پر اُسنے ایک قہقہہ مارا کہ آواز قہقہے کی آئی اور نعرہ ہوا کہ منم ماہی زمرد رنگ اے کوکب تو نے اُسکو قتل کیا دیکھ تو جھک کے اب جو کوکب نے جھک کے دیکھا تو پیران جلدو اپنے سردار کو کشتہ پایا اور افراسیاب کا کہین پتا نہ تھا کوکب نے کہا کیون خواجہ دیکھا تمنے افراسیاب کے حال کو خواجہ کو بڑا تعجب ہوا اور امتشار طبیعت زیادہ تر بڑھا اور افراسیاب کو جو ماہی زمرد رنگ لے گئی تو مع جہانگیر و چابک لے گئی اور اُسنے بہت دور لیجاکر ایک مقام پر اسکو چھوڑا اب افراسیاب نے جہانگیر کو ہوشیار کیا لیکن ایک جملہ اور سنیے کہ راہ تو یہان کی کھل ہی گئی ہی صرصر بھی پشتۂ رنگین حصار سے یہان چلی آئی تھی اُسنے بہت جلد صورت اپنی ایک بران کی کمیز کی ایسی بنائی اور حبہ گل اور تیغہ وغیرہ لاکر عمرو نے رکھا تو وہ اُسکو آنکھ بچاکر اُٹھا لے گئی یہان افراسیاب نے جہانگیر سے پوچھا کہ ای صاحبقران گل اور تیغہ و لوح وغیرہ کہان ہی اُسنے کہا وہ وہین رہگیا ہی یہ کہہ رہا تھا ہی کہ صرصر نے لاکر لوح و گل وغیرہ اُسکو دیا اور کہا ای شہنشاہ مین اسطرح آئی تھی اور اب یہ لائی ہون اور پھر جاتی ہون ہو سکتا ہی تو بران کو لاتی ہون جہانگیر نے لوح وغیرہ لیکر وہان سے سہروی کی ماہیان نے بڑی دور اُسکو لاکر چھوڑا تھا اسوجہ سے یہ اب اُدھر سے آتا ہی لیکن اس عرصہ مین جہانگیر عالم یعنی آفتاب تابان طلسم مغرب مین گیا اور

ظلمات شب عالمگیر ہوئی تابیات	بمشکل ابر آدمی کچھ سیاہی	ہوے مصروف راحت مرغ و ماہی
نگاہین میل آسائش پہ آئین	ہجوم شوق سے آنکھین بھر آئین	سر شام قمار ظلماتی و رضوان ظلماتی

نے نفیر سحر کو لشکر مین دم دیا یہ خبر زرافشان و عمرو و برآن وغیرہ نے بھی سُنی اُنھون نے بھی طبل جنگ بجوایا صدائے کوس رزمی سے گوش فلک کر ہوا آماس گردون مین جھناٹا آیا تیاری جانبین مین ہونا آغاز ہوئی کسی نے تلوار کو صاف کیا کسی نے کمان جو خانہ کر گئی تھی اُسکو درست فرمایا کوئی سنان و پیکان کو آبدار کرنے لگا نقیب للکارنے لگے دلاورونکو پکارنے لگے کہ ہان ای جوانو شاباش معرکہ رزم صبح کو درپیش ہی جی نہ ہارنا خبردار عدو کو للکار کر ڈانٹکر مارنام کرجانا کہین سامری کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارتے تھے جمشید و سامری کے نعرے مارتے تھے کوئی کہتا تھا کہ یہ سنان ہی کل اور سینۂ عدو ہی کوئی کہتا تھا کہ دشمن سے کل اجل دوبدو ہی ہنگامۂ قیامت ازہر طرف برپا تھا عجب طرح کا غوغا تھا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی یقین تھا کہ کلۂ عمود و زبان تیر اس شب کو ماتمین کرنے لگے چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ ترک روزگار نے تیغۂ مہر کو میدان فلک مین چمکایا اور تاریکی شب کو تیغ تیز کی چمک نے قطع فرمایا کہ ابیات

جمال شمع پر آئی اُداسی	مزاج شب مین پھیلی بدحواسی	التصدق سے تھکے پروانے ہر سو
جگر سے سوز کی آنے لگی بو	رضوان و نثار ظلمانی بلشکر کثیر جانب جنگاہ چلے وہ طائران	

سحر کا اُڑنا مرکبہاے پرندکے طرارے بھرنا طاؤسان سحر کی کلیلین کرنا عجب لطف دکھاتا تھا غرض جنگاہ مین آکر ہر ایک نے صف باندھی اور نقیبون نے للکار کر دلاورون کے دل بڑھائے لڑنے کو سب نے گھوڑے اُٹھائے ایک جانب سے ملکہ بہار نے آکر سحر پڑھکر دستک دی کہ دم بھر مین سبکے سامنے ایک باغ تر و تازہ پھولون سے ہرا بھرا سرسبز و شاداب و لہلہاتا نظر آیا کہ اُس بوستان

سحر کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات	نظر مصروف تھی ہر دید گل پر	عجب چوبن پہ تھے سب غنچہ اُتر
کوئی گل تھا بشکل جام اَبریز	کہین پتے تھے باہم شبنم آمیز	کسی کا رنگ مثل روے جانان
کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہمان	کوئی مصروف خندہ صورت یار	کوئی مانند عاشق سینہ افگار
کوئی حیران بشکل چشم عشاق	کوئی سرپستہ مثل کار آفاق	بشکل ساعد نازک ہر اک شاخ
بلندی سے نقاب چہرۂ کاخ	زمرد گون بہار برگ شاداب	لبالب زیر دامن چشمۂ آب
نوا سنجی مین طاؤسان خوشرنگ	تلذذ مین کشود خاطر تنگ	ترنم ریز مرغان خوشالحان
کہین فریاد بلبل مرثیہ خوان	اور گلون کا یہ عالم تھا کہ کہین نرگس شہلا مست کہین لالہ ساغر	

دردست کسی جاسنبس بازلف پریشان کہین لالۂ رنگین کسیجا سرخ پوش ارغوان بہار تازہ جوش
قہار و رضوان نے دیکھی فوراً ایک سحر قہار ظلماتی نے پڑھا کہ بہار کے باغ بہار مین آگ لگی اور
وہ گلدستہ اور پھول جلگئے اور غصہ مین آکر اُسنے تیغ مارا کہ صدہا پتلے پیدا ہوے اور وہ آکر بہار کے
لپٹ گئے بہار اپنے سحر کے باطل ہوجانے سے بیہوش ہوجاتی ہے بس وہ بیہوش تھی پتلے اُسکے
اسی عالم بیہوشی مین کھینچتے ہوے سامنے قہار ظلماتی کے لاے لیکن بعد کچھ عرصہ کے بہار
ہوش آیا اور سنبھلکر اُٹھی اور اُسنے تیغ سحر کھینچکر پتلون کو قتل کرنا شروع کیا مگر جب اُنکو قتل کیا ایک
کے دو بنکر تیار ہوے ہرچند بہار سحر کرتی ہے مگر تاثیر نہین کرتا ہے نہایت مجبور و ناچار ہوی اس اثنا مین
ایک افسر اُن پتلون کو آگے لیکر بڑھا لگا ہے کہ کوکب روشنضمیر سے بران رخصت لیکر جو کہ
رخشان کی طرف روانہ ہوئی تھی تو شہزادہ جہانگیر کے اُنکی طلسم مین خبر سنکر یہ توقف پذیر ہوئی تھی
چنانچہ وہ بھی اُسوقت آکر پہونچی اور اُسنے آتی ہی اختر مروارید قہار ظلماتی پر کھینچ مارا کہ وہ جلنے
لگا اور بران نے دوڑکر پھر اختر کو لیا اور نیچہ سحر کھینچکر لڑنا شروع کیا اب رضوان ظلماتی نے
سحر کیا کہ صحرا سے شیر اور خرس پیدا ہوے اور اُنھون نے آکر لشکریون کو مارنا شروع کیا اُسوقت
ایک پتلا از خود اُڑتا ہوا آیا اور بران کی گود مین گرا اُسمین لکھا تھا کہ اے بران اختر مروارید پھینک
رضوان پر کھینچ مار بران نے آگے بڑھکر اختر مروارید رضوان ظلماتی کی پیشانی پر کھینچ
مارا کہ وہ بھی دھڑ دھڑ جلنے لگا اور خاکستر ہوگیا اُسوقت افراسیاب جادو آکر پہونچا اور اُسنے جو
یہ ماجرا دیکھا رضوان اور قہار کے لیے بہت رویا پھر اُنکی خاک کو آکر اُسنے جمع کیا اور اُسپر اپنی ران
کاٹ کر خون چھڑکا اور سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہوگئے اور کھڑے ہوکر لڑنے لگے اور خرس اور شیران
دشتی نے لشکریون کو پھاڑ کر پریشان کیا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آج ضیغم فلک کو غصہ آگیا ہے یا ترک
دہر بپھرا ہوا ہے خرسون کے یشم دار بال سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ چادر سیاہ کا ل دنیا اوڑھے ہے غرضکہ
بران نے بڑھکر پھر اختر کھینچ مارا لیکن افراسیاب جادو نے وہ اختر بڑھکر اُٹھا لیا بران
نیچہ پکڑ افراسیاب پر جھپٹی اور نیچہ مارا افراسیاب نے نیچہ روک کر ہاتھ اپنا بڑھایا کہ اُسکے ہاتھ
مین تیغہ سحر آگیا اُسنے اُس تیغہ پر نیچہ کو روکا اور پھر آپ تیغہ مارا کہ بران کی پیشانی زخمی ہوئی بران
نے دوڑکر ایک تلوار سحر کی اُسپر لگائی مگر اُسنے خالی دی اور آپ ایک ناریل اُسپر مارا وہ ناریل بران پر

بران کے جسم مین آبلہ پڑ گئے لیکن بران نے جلد اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکالی کہ
اُسمین خاک جمشیدی تھی وہ خاک تمام جسم مین ملی کہ آبلے جاتے رہے اور آپ پھر تخت افراسیاب
پر لگایا اِس اثنا مین زادی بیان کرتا ہی کہ نعرہ کوکب بلند ہوا اور کوکب نے آتے ہی اپنے بازو پر سے
اک کھولکر افراسیاب کو دکھایا کہ اُسکو غش آیا مگر بیہوش ہوتے ہوتے افراسیاب نے اپنے بازو پر سے
اک کھولکر دکھایا کہ کوکب کو بھی غش آیا اُسوقت سواران زرین پوش پیدا ہوکر کوکب کو ہاتھون پر
اُٹھا لے گئے اور پھر یہ زادین طلسمی پیدا ہوئین کہ اُنھون نے افراسیاب کو ہاتھون پر روکا
اور قہار و رضوان ظلماتی نے بطبل بازو گشتب بجوا دیا کہ دونون طرف کے لشکر پھرے اور اپنے اپنے
مقام پر آکر آرام پذیر ہوے مگر صرصر شمشیر زن جو وعدہ کرکے گئی تھی کہ مین جاکر بران شمشیر زن کو
کرلاتی ہون مین جب لشکر دونون طرف کے اپنے مقام پر آکر اُترے ملکہ بران صرصر شمشیر زن
بھی قلعہ رخشانیہ کے آگے بارگاہ مین آکر تخت پر جلوہ گستر ہوئی عمرو بن امیہ ضمری بھی اُسکے سامنے
کرسی پر آکر بیٹھا کہ صرصر نے صورت اپنی بران کی کنیز کی ایسی بنائی اور بارگاہ مین آئی دیکھا کہ عمرو
سامنے بران کے بیٹھا ہی پہ اپنے دلمین خائف ہوئی مگر دل اپنا مضبوط کرکے ٹھہری رہی اور اپنے
دل سے کہا کہ ای صرصر تو پیشہ عیاری کا کرتی ہی اگر اسی طرح ہر وقت عمرو سے خائف ہوگی تو کاہکو
عیاری تجھسے ہوسکیگی غرضکہ یہان کاروبار کرنے لگی اِس غرض مین دو وقت آیا گا یم شب مین روز روشن سے
منھ چھپایا اور کواکب نے چمک کر فلک پر جلوہ دکھایا کہ ابیات

دلون مین خواہش آرام آئی رداے دن ہوئی دیکھا تو بیلی	طبیعت بہر راحت کھینچ لائی	سیاہی پھر جہان مین شب کی پھیلی

رات کو بارگاہ بران مین کنول اور جھاڑ روشن ہوے
اور رقاصان ہر طلعت آکر سامنے جمع ہوکر ناچنے لگین اِس اثنا مین عمرو کی نگاہ صرصر شمشیر زن پر پڑی
یعنی دیکھا کہ ایک کنیز نہایت حسینہ و جمیلہ دوڑ دوڑ کر کام کر رہی ہی پھر غور کرکے جو دیکھا تو پاؤن اُسکے
پیچھے سے پڑتے ہوے پائے یہ دیکھکر عمرو نے اُسکو بُلایا کہ اِدھر آ صرصر عمرو کے قریب تر آئی خواجہ نے
مقام پر سے اُٹھکر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بتا تو کون ہی صرصر نے کہا کہ کنیز ہون میونی میرا نام ہی عمرو نے کہا نہین
سچ بتا تو کون ہی صرصر نے کہا کہ مین سچ کہتی ہون کہ مین کنیز ہون پھر عمرو نے اُس سے پوچھا مگر وہ یہی
کہے گئی خواجہ نے اُسوقت آب گرم منگا کر منھ اُسکا دھلوایا رنگ روغن عیاری دھو گیا اور چہرہ

صرصر کا نکل آیا ابو عمرو نے کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان خوب تم اسوقت ہاتھ لگین کہکر اُسکو گلے سے لگایا صرصر لگی گالیان دینے کہ موتڈی کاٹے جوا مرگ خدا تجکو غارت کرے مرلے مرنے جوگے تجکو گہری گور مین تو پون تجھ گلے سے لگانے والے کا مردہ نکلے ارے ستیاناس گئے یہ کیا کرتا ہی عمرو نے کہا کہ اے جانی وای مایۂ عمرو زندگانی معشوقون کا کوسنا بھی اچھا معلوم ہوتا ہی میری عین خوشی ہی تو یون ہی مجکو کوسے جا یہ کہکر پھر اُسکا بوسہ لینا چاہا اُسنے طمانچہ اُٹھا ہاتھ سے اُسپر مارا اور اسطرح تڑپی کہ ہاتھ عمرو کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور خواجہ کو از بسکہ اُسکا قتل و قید کرنا منظور بھی نہ تھا اسوجہ سے عمداً اُسکا ہاتھ چھوڑ دیا غرض صرصر بھاگ کر بارگاہ سے نکل گئی اور رات بھر گرد بارگاہ کے چرخ مارا کی اور فکر مین عیاری کے پھرتی رہی مگر پنجہ قابض نہ ہوا آخر وہ زمانہ آیا کہ شبنم نے سیاہی شب کو دھو ڈالا اور ساحر مہر جھولا زرین گگن مین ڈالکر بارگاہ فلک مین آیا کہ نظم

کہ شب نے کوچ کی نوبت بجائی	ہوا غل رات گذری صبح آئی	ہوئی شب رخصت آغاز سحر سے
چھپا سامان محفل سب نظر سے		

صبح کو صرصر پھر کر بارگاہ شہزادۂ جہانگیر مین آئی اور ماجرا اسے شبنہ زبان پر لائی اور پھر فکر مین عیاری سے چلی اور دن بھر فکر مین عیاری کے رہی لیکن کچھ نہو سکا کیونکہ عمرو وہان نگاہبان تھا اور ایک روایت مین یون ہی کہ برق بھی عمرو کے ساتھ نہ آیا تھا اُسوقت ملکہ برلان شمشیر زن نے بخیال اسکے کہ مقدمہ عیاری سے اور خواجہ بالکل تنہا ہین بس اُسنے ایک پنجہ بھیجا کہ جاکر برق فرنگی کو لشکر مہرخ سے اُٹھا لائے پنجہ روانہ ہوا اور ایک نامہ بھی اسنے لکھا ملکہ مہرخ کو اسمین مضمون یہ تھا کہ مؤلفہ

بہار بوستان شہریاری	گل اقبال باغ تاجداری	شہ مہرخ شہنشاہ زمانہ
جو ہی دنیا مین سلطان یگانہ	رکھے اُسکو خدا زندہ ہمیشہ	ملے اُس ماہ وش کو ایک پیشہ
یہان جب سے کہ ہم آئے ہوے ہین	نہایت درجہ اُکتائے ہوے ہین	لکھا ہی ہمنے تمکو اب یہ احوال
کہ ای شاہنشہ والا خوش اقبال	یہان آئی ہون اب جس روز سے مین	جلا کرتی ہون ہر دم سوز سے مین
کہون کیا مین کہ یان کیا ہی گذرتی	یہ باقی ہی کہ موت آئے تو مرتی	لکھا ہی مختصر سا تجکو احوال
کہونگی پھر جو کچھ گذرا ہے جنجال	یہان شہزادۂ ذیشان ذیجاہ	لقب جسکا جہانگیر ہے شہنشاہ
وہ اس قلعہ پر جسکا نام رخشان	ہی آپہونچا مع فوج فراوان	مقابل اُسکے مین اور شاہ کوکب

سیاہ ساحران سے آئے ہین اب	خدا جانے کہ کیا ہوا سکا انجام	ابھی تک تو ہوے ہین ہم ہی ناکام
لکھا جاتا ہی اے ملکہ یہ تمکو	کہ برق عیار کو خط پڑھکے بھیجو	کہ وہ عیاران آکر کر لینگا
تو بار احسان کا سر پر دھریگا	بس آگے اور کیا ہم لکھین احوال	خدا رکھے تمھین آباد و خوشحال
رہے جبتک کہ یہ دنیاے فانی	رہے باقی زمانے مین نشانی	یہ نامی بھی ایک بچۂ سحر کو دیا کوہ البرز

روانہ ہوا اور اُسے لاکر ملکہ مہرخ کو نامہ دیا نامہ پڑھکر مہرخ نے مہتر برق فرنگی کو بلایا اور مضمون نامہ سے آگاہ فرمایا برق نے عرض کیا کہ ای ملکہ مجکو جانے مین کچھ عذر نہین ہی لیکن خیال آپکی تنہائی کا ہے اور پھر یہ بھی خیال آتا ہی کہ اگر بخاؤن تو شاید استاد وہان موجود ہین اُنکی خفگی مجھپر ہو پس مین جاکر مہتر قران سے اس امر مین مشورہ کرتا ہون یہ کہہ ہی رہا تھا کہ حسب اتفاق بسبب ہونے عمرو کے مہتر قران اس خیال کہ ملکہ مہرخ کو کوئی گزند نہ پہونچائے بارگاہ مین آیا برق نے اُسکو سلام کرکے کہا کہ اے خلیفہ عیاران لشکر اسلام دیکھیے یہ نامہ میری طلب کے لیے آیا ہی اس امر مین آپکی رائے ہے مہتر قران یہ کلام سنکر کچھ دیر تو بہ تعجب تفکر ہوا پھر سر اُٹھاکر اُسنے کہا کہ اے برق اصل تو یہ ہے کہ آجکل افراسیاب حمایت مین شہزادہ جہانگیر کے مصروف ہی ملکہ حیرت بھی وہین گئی ہوئی ہے یہان کوئی لڑنے والا نہین تم شوق سے جاؤ اور خدمت شاہ عیاران اُستاد نامدار کی بجالاؤ اگر اگر احیاناً کوئی اس مقام پر آویگا تو ہم اور ضرغام اور جانسوز سمجھ لینگے برق یہ سُنکر تسلیم بجالایا اس عرصہ مین پنجہ فرستادۂ بران آیا اور ایک پیالے کہ ہمشکل بران وہ پتلا تھا زمین سے پیدا ہوکر ملکہ مہرخ سے اجازت لی پھر پنجہ نے برق کو اُٹھایا اور بہ آرام تمام لیکر روانہ ہوا یہانتک کہ خدمت ملکہ بران مین پہونچایا اُسنے آکر خواجہ کو تسلیم کی پھر عیاری کرنے کے لیے کچھ دیر آرام کرکے روانہ ہوا اس عرصہ مین وہ دن تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ نگاہ اہل عالم مین نئے عالم نظر آئے

بہار شام نے تر لے رنگ دکھانے کہ ابیات

نظر کی جانب خورشید روشن	چھپائے اُسنے عارض زیر دامن	ہوئی شام اور چھپا سغرب مین خورشید
برآئی لڑنے والون کی پھر اُمید	سر شام حکم مہتار ظلماتی ورضوان ظلمانی طبل جنگ پر چوب	

پڑی اِدھر بھی ملکہ بران و رخشان جادو نے نفیر سحر کو دم دیا ساحران نامی اور سرداران گرامی آگاہ و خبردار ہوے دربار ملکہ بران ذیوقار و شہزادۂ نامدار جہانگیر ذوی الاقتدار سے

سب اُٹھکر اپنے اپنے بسترون پر آئے اور آلات حرب وضرب کی تیاری مین مصروف ہوے بوستان
شجاعت وساحری مین بہار آئی جوش شجاعت سے اُمنگون پر طبیعت ہر سردار آئی گلستان جلادت مین
ہوا تیز کی چلنے لگی ہر ایک بہادر نے کمر مرنے پر کسی بلبل جان کے لیے شاخ تیغ نشیمن بنی کمین دغلے او
اور بانسری بجی کمین کڑاہی تیغ سدو کی چڑھ گئی کوئی ڈوم کی طرح سے ڈھرو کی صدا پر ناچنے لگا
کسی نے اگیاری کر کے جوت کا دیا جلایا موم خانہ مین ہوم کیا کہ ابیات

پکارا کوئی سامری آیئے	مدد آپ ہی میری فرمایئے	لگا جھومکر کوئی پڑھنے پڑھنت
بنا تھا کوئی سامری کا مہنت	چڑھانے لگا سان پر کوئی تیغ	کسی نے کہا جان منین ہی دس بیغ
کسی جا چمکتی تھی تیغ وسنان	لیے تھے ہتھیلی پہ سب نقد جان	فسانہ کہا تک کرون یہ بیان
رہا رات بھر یہ ہی چرچا وہان	ہوئی رات جسدم گذر کر سحر	فلک پر ہوا مہر پیر جلوہ گر
چلی اُٹھکے لڑنے کو جنگی سپاہ	بڑھے سمت میدان کو سب کینہ خواہ	وہ باجون کا بجنا وہ ڈنکے کا شور
ہلی بہمن وسام ورستم کی کور	ہنر پہلوانی کے تھے سکہ یاد	ہوے آکے میدان مین ایستاد
ادھر سے جہانگیر بافر وشان	ہوا آکے میدان مین جلوہ کنان	یعنی جسدم کہ شہنشاہ زرین کلاہ

نیزۂ خطوط شعاع ہاتھ مین لیکر میدان فلک مین آیا اور ترک شب نے عرصۂ عالم سے گریز کی لشکر خیل خیل
ذیل ذیل میدان کارزار مین بہر حرب وپیکار آکر ہویدا ساحرون کے طائرون اور ہجوم سے روے
دہر کالا ہو گیا تھا گرد سیاہ سے فلک تک اندھیرا تھا آئینۂ آفتاب اندھا تھا نقارون کی آواز نے
گوش کر بیان کر دیا تھا سوارون کے گھوڑے بڑے بڑے الف ہوتے تھے نفیر بوق وناقوس
بجتے تھے غرضکہ صفوف کارزار بہر حرب وپیکار آراستہ ہوئین اور سقون نے نکلکر پھیرا کیا پھر نقیبون
نے نکلکر مذمت دنیاے فانی کو سنایا کہ ای بہادرون کہان ہین جمشید وسامری کہان ہین
رستم واسفندیار دیکھو کہ سب پیوند خاک ہو گئے آج کے روز مین سے کسی کا پتا نہین مگر ان نام نامی اُنکا ابتک باقی ہے کہ یا عی

چقدر سے دیدم نشستہ برگنبد روس	در بیش نہادہ کلہ کیکاؤس
با کلہ ہمیگفت کہ افسوس افسوس	کو بانگ جرس ہا وکجا نالۂ کوس

کس کی نیرنگی یہ برق خاطر مانوس ہے	جو شر دل سے اُٹھا وہ جلوۂ طاؤس ہے
کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے	کیا ہی ملک روم ہے کیا سرزمین روس ہے

گر میسر ہو تو کس حشرت سے کیجے زندگی
اک طرف آواز طبل اکسو صدائے کوس ہے

مل رہا ہو دل کئی چنچل پریزادون کے ساتھ
شب ہوئی تو ماہ رویون سے کنار و بوس ہے

بولی عبرت چل دکھاؤن اک تماشا مین تجھے
تو جو ایسا آج فیدا آز کا محبوس ہے

لے گئی اکبارگی گور غریبان کی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

تربتین دو تین دکھلا کر سنجھے کہنے لگی
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

پوچھ تو انسے کہ مال و ملکت و دنیا سلاج
کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

کل تو قدرت پاے خم رکھتے تھے تسبیح ریا
آج رہن جام مے یا ن خرقۂ سالوس ہے

جب نقیب نقابت کرکے کنار سے ہوے صفون پر مثل صف مژگان کے سناٹا آگیا اور ہر ایک مبارز اپنے اپنے حریف کو بنگاہ تند و تیز و بنظر ستیز دیکھنے لگا ہاتھ گھوڑون کے یودہ پر باگ کے پڑنے باگین اُٹھنے لگین یہی قصد تھا کہ حریفون پر جا پڑین پس جب میدان پاک و صاف ہو چکا قہار ظلماتی اپنا اژدر اُڑا کر میدان کارزار مین آیا اور نیرنگی سحر کی دکھا کر طالب مبارز ہوا ادھر سے بران دلاور اپنا طاؤس زرین بال بڑھا کر کہ جسکی شان مین یہ کہنا زیبا ہے نظم

زہے طاؤس ہمایون و مبارک پر و بار
صاف آتے تھے نظر جسمین پرندون کے
اُسکا سایہ جو پڑے جاکے ہما کے اوپر
طائر سدرہ سے ہو جاے وہین وہ ہمسر

بس وہ ملکہ نامور اسی طاؤس زرین بال کو اُڑا کر مقابل مین آئی قہار نے بران کی صورت زیبا کو جو دیکھا جسکی صورت خوش کا یہ نقشہ تھا کہ سراپا

کیا کہون کیسا قد و بالا ہے
قالب آرزو مین ڈھالا ہے
ایک جا گہ سے ایک جا گہ خوب

پیکر نازک اُسکے سب محبوب
موے سر ایسے جن پہ کریے ناز
بل ہی کھایا کرے یہ محمد راز

اُسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
کچھ بھی نسبت ہی تمکو سودا ہی

کالے کوسون کی بات کا کیا ہی
اُسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے
رہے سنبل پہ پیچ پاچ دھرے

اس جبین سے ہی دل کی کب جاذب
صبح صادق کا دعوی ہی کاذب
ایسی بھنوین کشیدہ بھی مین کہین

یہ کمانین کسوسے کھنچتی نہین
پھرتی پلکون کی اور سبکی نگاہ
چشم پر میری تیری چشم سیاہ

سطح رخسار آئینہ سے صاف
جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھیے معاف
غرض اُس سراپا ناز و خوبی و تمکنت

گلستان شجاعت و محبوبی نے قہار سے ضربت طلب کی قہار نے ایک تاریخ اپنے جوڑ سے

لگالکر مارا کہ وہ نار نج آکر ملکہ بران کے سینہ پر پڑا بران نے جلد خاک اپنے اگیاری کی سینے پر لگائی کہ نار نج کے پڑنے سے زخم پڑگیا تھا مگر اچھا ہوگیا اور نار نج ٹھنڈا ہوکر زمین پر گر پڑا اور ملکہ بران نے اختر جوڑے سے نکالکر اُسپر مارا یہ قہار افراسیاب کا مامون ہی اور بڑا زبردست ساحر ہی اُسنے ایک ایسا سحر پڑھا کہ ایک طائر پیدا ہوا اور اُسنے اُس اختر کو اپنی منقار مین لے لیا بران نے بہت جلد اپنی ران کاٹ کر خون کا چھینٹا اُس طائر پر مارا کہ وہ طائر جلگیا قہار نے جلد سحر پڑھا کہ اور ایک طائر پیدا ہوا اور اُسنے اُس اختر کو لے لیا اُس گنج خوبی نے پھر خون کا چھینٹا اُسپر مارا کہ وہ طائر بھی جلگیا قہار کے سحر سے پھر طائر پیدا ہوا اور اُسنے اختر منقار مین لیا اِسی طرح سات طائر پیدا ہوے اور اختر کو اُنھون نے باری باری سے مُنھ مین لے لیا اب بران بے بس ہوکر ساتوین طائر پر بھی خون کا چھینٹا مارا کہ وہ بھی جلا اور بران برابر پہونچی تھی کہ اُسنے جب اُسکے مُنھ سے اختر گرنے لگا ہاتھ مین لیا قہار نے دوڑکر ایک ہی پنجہ سحر کا بران پر مارا اور سحر پڑھا کہ کئی پنجہ پیدا ہوے اور بران کو لپٹ گئے بران نے اختر سے اُن پنجون کو بھی جلادیا اور سحر کو زور دیتی ہوئی آگے بڑھی اُسوقت رضوان نے پشت پر سے اُڑکر آکے خاک جمشیدی بران پر ماری کہ بیہوش ہوگئی بس رضوان نے سحر کی دستک دی کہ پنجے پیدا ہوے اور بران کو لیکر اُسکے سامنے آئے اُسوقت قہار نے سحر کو زور دینا شروع کیا اور فوج پر بران کے چلی اِدھر سے مجلس فوج لیکر بڑھی گھمسان کی مار ہونے لگی برق سحر چمک چمک کر گرنے لگی ہر طرف کلو ابھیرون کی پکار ہوئی ہر سمت سے بلند صدائے مار مار ہوئی اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم کوکب روشن ضمیر قہار نے فوراً کوکب کو دیکھکر سحر کیا ایک ابر سفید پیدا ہوا اور پنجے پیدا ہوے ابر نے آکر سر کوکب پر سایہ کیا یہ اسلیے کہ کوکب بیہوش ہوجاے اور پنجے کوکب کو لپٹ گئے کوکب نے پنجون کو تو جلادیا اور ایک سحر پڑھکر پانی کا چھینٹا بران کے مُنھ پر دیا بران کو پنجہ لیے ہوے کھڑے تھے بس پانی کے چھینٹے پڑنے سے بران ہوشیار ہوئی لیکن اسطرح کہ جیسے کوئی بیخود ہوتا ہے کوکب نے اُن پنجون کو کہ جو بران کو لیے کھڑے تھے جلادیا اور بران کو لیکر تخت پر ڈالا اور سحر کیا کہ پنجے پیدا ہوکر اُس تخت کو لے گئے اب کوکب آگے بڑھا اور اختر قہار و رضوان نے طائر کی منقار سے لے لیا تھا اُسنے ایسا سحر پڑھا کہ ان دونون نے وہ اختر خود اُسکو دیدیا بس کوکب نے ایک

ترسول ان دونون کو مارا انھون نے رد کیا اُسوقت کوکب ایک برق سبز رنگ نیکر جو اُن دونون کے سر پر گرا تو دونون کو کاٹ گیا اور لاشے اُنکے دھڑ دھڑ جلنے لگے اب کوکب لشکر جہانگیر کے سپاہیون پر جا پڑا اور قتل کرتا ہوا تلوار سحر کی برق نیکر کرنے لگی اور یون بھی بہادرون تین تلوار رچلنے لگی اہتوا آپ تیغ کی طغیانی ہوئی کشتی حیات طوفانی ہوئی یہ حال تھا کہ نظم

پڑی بس جسپر تیغ برق سہنگ — لباس روح بھی تھا گوشت تنگ
چھپن گھبرا کے روحین سب بدن سے — ہوئی گردن کو حاصل سر سے بچنا
کھلی پڑتی پڑے شمشیرین ہاتھ — کھنچین تیغین سنبھلا غراکر شاہ
جھکے سر مرنی سنا تے ہین کیسر — جھکے رخسار سے پا ایک بارگی
یکایک اک طرف سے برق چمکی — سبارکبا دی خواب عدم کی
کہ پہونچا جس سی ہر اک جسم کو رنج — کوئی بولا کہ یارون جلد بھاگو
طپیچہ تیر کھاتے تھے ہر اک کا — کوئی بھاگا کوئی مارا پڑا تھا
ہوس ہر رخسار اُنکے آستین تاب — لبون پر آئے کف غیظ اجل سے
نگاہین پھر گئین سینے اُبھارے — سرون سے خود یہ کہکر اُتارے
نہین پروا مدد کرنے کو تو ہے — دلون نے دی صدا اے قہر آلود
کسی جانب کو شاہ جادوان نے — لگائی آگ تھی جادو سے آکے
بڑھی تھی فوج لیکر مثل سیماب — کسی جانب ہجوم نے لیکے خنجر
کسی جانب کو کوکب لڑ رہا تھا — غرض ہر جا عجب غوغا اٹھا تھا
پسینون کو ہوا کرنے لگی سرد — بڑھا سردار لشکر اسطرف کو
انھین باتون مین دیکھا اک سوار — کہ آپہونچا نہایت پاس سے ار
کھنچین ہاتھون مین تیغین پھر چمکا — زبان پر سحر منھ مین کف خاک
کہ ہم ہین مدعی کے آبرو ریز — کرین گے اسگھڑی فتنہ کا ہم تر
نہ کہنے پائے لفظ امتحان تک — پڑے جسپر تیغ برق تنگ
زبان ضرب سر سے ہر جبل پر — سردی روح بالاس سے ہل

یا ہر توپ نے لقمہ دہن مین
مٹی سحر و دل کو خود پسندی
زبان تیرون کی آہن تیزیون پر
نظر پڑنے لگی فضل خدا پر
کمین چلنے لگے جادو کے نارنج
پتہ اسجا سے اب کب ہی کسی کو
جو تھے افزائش جرأت سی بیتاب
ارادے بڑھ گئے دست و بغل کے
کہ ای خالق زمان آبرو سے
ہوئے نعرے کہ بس ہی فضل معبود
کمین حیرت خود ایسے ہوگئے بیتاب
کیے تھے سر جدا صدہا کے اکثر
کہ اتنے مین نظر آنے لگی گرد
پکارا واقفان جنگ ٹھہرو
عقب مین اُسکے اک خیل ستمگار
یہی غصہ مین لفظین کہہ رہا تھا
منادین نام تو کیسا نشان تک
لباس روح بھی ہو گور مین تنگ
کوئی ہر بان مقابل آئے دیکھین

گرہ مین اُسکی کیا ہی لاسے دیکھین	مختصر یہ کہ خوب جنگ ہوئی آخر تھک کر طبل بازگشت بجوایا

لاش قہار و رضوان کی جھلسی ہوئی افراسیاب نے اُٹھوائی اور جہانگیر بن صاحبقران جسکو ماہی زمرد رنگ لے گئی تھی وہ بھی آکر پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا مگر افراسیاب جادو بزور سحر صورت کوکب کی بنا اور اِدھر عمرو بن اُمیہ کے دلمین آیا کہ ای عمرو لوح کوکب جو تیرے پاس ہی پس لوح اسواسطے بانیان طلسم نے نہین بنائی ہی کہ وہ زنبیل مین رہی مجکو چاہیے کہ وہ لوح کوکب کے حوالے کردے یہ سوچکے لوح اُسنے زنبیل سے نکالی اور چاہتا تھا کہ کوکب کو دے کوکب رو شنضمیر چلا گیا تھا عمرو تامل پذیر ہوا اس اثنا مین افراسیاب صورت کوکب کی بنکر یہان آیا اور عمرو کو اُسنے الگ بلایا اور کہا کہ ای عمرو لوح میرے طلسم کی جو طلسم ہزار برج سے تم لیکر آئے ہو وہ مجکو حوالے کرو اسلیے کہ طلسم مین میرے دیکھتے ہو کہ یہ مرکز پڑا ہوا ہی اور تم لالچی ہو ایسا نہو کہ کوئی تمکو لالچ دے اور تم لوح کو حوالے کردو عمرو کو یہ کلام سُنکر غصہ آیا یا تو اُسکے جی مین آیا کہ ابھی اور چندر روز ندون کیونکہ جہان اتنے دنون زنبیل مین لوح رہی وہان اور چندروز سہی مگر اِس کلمہ پر کہ ای عمرو تمتو لالچی ہو خواجہ کو غصہ آیا اور جب قسمت انسان کی بُری ہوتی ہی سب کچھ بُرا ہو جاتا ہی پس عمرو نے بے سمجھے بوجھے لوح زنبیل سے نکال تو چکا تھا ہی شاہ جادوان کو کوکب سمجھکر حوالے کی افراسیاب نے لوح کو لیا اور نعرہ کیا کہ منم افراسیاب جادو عمرو نے جلد کلہ اوڑھ لیا اور افراسیاب لوح ملنے کی خوشی مین سیدھا اُٹھکر دربار مین جہانگیر کے آیا اور لوح اُسکے حوالے کی اور کہا کہ ای صاحبقران زمانہ لو یہ لوح طلسم نور افشان کی ہی اب تمکو فتاحی طلسم نور افشان مبارک کچھ دن آرام کرکے پھر برائے فتح طلسم روانہ ہوا و راب میری کچھ ضرورت نہین ہے مین جاتا ہون یہ کہکر آپ مع حیرت کے چلا گیا مگر کہتا گیا کہ ہر وقت تم اسی مقام پر پہونچا جانا بعد اُسکے جلنے کے کوکب رو شنضمیر اپنے قلعہ رخشانیہ مین آیا اور دن بھر آرام پذیر رہا لیکن اُسکو عمرو نے دیکھکر مُنہ پھیر لیا کوکب نے اُسوقت کہا کہ کیون خواجہ میری کیا تقصیر ہی عمرو نے کہا تمنے مجکو لالچی بنایا اور ابھی ابھی تمنے مجھسے اگر لوح لے لی یہ سنتا تھا کہ کوکب کے حواس جاتے رہے اور اُسنے قسم کھائی کہ خواجہ بایمان خود مین اس امر سے واقف نہین ہون کوکب خاموش ہو رہا اور عمرو نے جب یہ معلوم کیا کہ کوکب نے لوح نہین پائی پس قسم کھاکر اُٹھا کہ ای بایمان خود

ابھی جاکر مین لوح کو لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور صورت اُسنے اپنی ایک ساحر کی بنائی اور روانہ ہوا
اُدھر جہانگیر کو جو لوح دیکر افراسیاب ہوا تو شہزادہ مذکور اُس لوح کو دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور
لیکر بیٹھا تھا کہ عمرو بارگاہ مین آیا اور از بسکہ صورت ساحر کی ایسی بنے ہوے تھا کسی نے اُسکو
پہچانا نہین یہ آکر ایک مقام ٹھہرا تو سنا کہ شہزادہ جہانگیر کہہ رہا ہے اب مجکو پروا نہین لوح مجکو
ملگئی ہے یہ کوکب اب میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے اس عرصہ مین وہ دن بھی تمام ہوا اور
وہ زمانہ آیا کہ شب تیرہ فام نے مُنہ دکھایا خجر روز کُند ہوا اور سر شب کی سیاہی چار دانگ عالم مین پھیلی لاطم

ہوا آغاز شب دن کا تھا انجام — چھپا آغاز شب سورج کا سب کام — صدا دی کوس شہنازنے ہر سو
بشکل موج بدلا سبنے پہلو — بجا ڈنکا ہوا تیار لشکر — کہا سبنے کہ ان لڑنا ہے بہتر
بجا نقارہ حربی بس اکبار — ہوے سردار لشکر جلد تیار — نظر آنے لگا کچھ اور سامان
ہوا اُس جا یہ بس لشکر فراوان — لگے بہرآنے اور ہونے لگا جم — خدا جانے کہ اب کیسا ہو معلوم

طبل جنگ بجتے ہی جہانگیر نے بھی نفیر سحر کو دم دلایا یہان بھی دربار برخاست ہوا ہر ایک
سردار اُٹھکر اپنے اپنے مقام پر آیا اور تیاری آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوا اب اُس رات کو
تیرون کی عجب بہار تھی دو رویہ اس لشکر مین گویا سپاہیون کی قطار تھی کہ ابیات

لگے سب سحر پڑھنے ہو کے خرسند — کیا جادو سے سبنے راستہ بند — کوئی بولا کلیجہ کھا ڈنگا مین
کوئی کہتا کہ آگے جاؤنگا مین — بلاتا تھا کوئی بیرون کو اپنے — کوئی کہتا تھا یا جمشد تو ہے
کوئی بولا کہان اب کیا ہے تاخیر — چلو لڑنے کو کھینچو جلد شمشیر — کسی نے دے کے اک تالے پہ تالا
بھبوت اپنے بدن پر بس لگایا — ہوا بس مالک لشکر کو اک جوش — ہوا غصے سے اک عالم فراموش
پڑھا جادو جگایا سحر اُس نے — ارادہ تھا کہ اب لڑبھڑ کے جان دے — اسی صورت سے شب بھر تھا تلاطم
وہ آفت تھی کہ جس سے عقل ہو گم — اور اُسطرف کیفیت سُنیے کہ عمرو جو ساحر کی ایسی صورت بنکر

لوح لینے کو گیا تھا ہر چند اُسنے تدبیر کی مگر پنجہ اُسکا قابض نہوا آخر ناچار ہوکر پھر آیا اور الگ آکر اُسنے
صورت اپنی رنگ روغن لگاکر افراسیاب کی ایسی بنائی اور تخت زرجد شاہ زنبیل سے نکالا
اور ایک روئی کا پہل لیکر اُسکو تار مین باندھا اور سرخ اُسکو رنگا اور اُس روئی کی پہل کو بالکل
ابر کی ایسی صورت بنایا پھر اُسکو سر پر اپنے سایہ فگن کیا اور ایک تاج سبز رنگ کا ہاتھ مین لیکر

اُچھالتا ہوا بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر نے جو بادشاہ کو آتے دیکھا بہر استقبال اُٹھا اور مقام صدر پر لاکر بٹھایا اُسنے بیٹھتے ہی کہا کہ ای صاحبقران من لوح طلسم کو کب لاؤنگا جو کہ مین اُسکو ماہی زمرد رنگ کو دکھالاؤن کیونکہ عمرو بن اُمیہ ضمری اُسپر طرار ہی اور مین یہ لوح اُسی کے پاس سے لایا ہون ایسا نہو کہ اُسنے اور کچھ لوح کے بدلے دے دیا ہو جہانگیر نے اسکو افراسیاب جانکر لوح حوالے کی بس اُسنے لوح لیکر نعرہ کیا کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری اور وہان سے گلیم اُوڑھکر غائب ہوا اور تخت پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا لوح کو زنبیل ڈال لیا اس عرصہ مین وہ وقت آیا کہ شاہد شب نے برقع نورانی سحر مین منھ چھپایا زلف شب تابہ زانو ہوگئی سمٹی روز روشن نے منھ دکھایا

نظم

کواکب نے فلک پر منھ چھپایا
کہا سبنے کہ اب لڑنے کو چلیے
بڑھے لڑنے کو لشکر سخت مغطر
ہر اک سردار تھا وان کوہ تمکین
ہوئی گرگروہ پوشیدہ زمین مین
جھکے سر مرضی خالق مین یکسر
لیا ہر توپ نے لقمہ دہن مین
کہے تو قلزم ہستی کی ہر موج
ہوے تیار مردان تگاور
مسلح ہوکے نکلے سب یہ باہر
اودھر اور اُدھر وہ صاحب تنگ
نکلکر بولے اے مردان جانباز
بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
کہ ہو جس سے تمھارا نام روشن
وہ کرکے ڈھاڑیون نے ہو سنائے

کہ جب نقل مکانی شب نے حاصل
جمال صبح نے اک نور پایا
ہوا تیار لشکر دو طرف کا
گرجتے تھے بسان رعد افسر
کڑک سے اُسکی جان آئی لبون پر
پڑا بل نوجوانون کی جبین مین
ہوئی گرزون کو حاصل سربلندی
چھپین بگھر اکے روحین سب بدن مین
مصمم برسر خونریزی و جنگ
کرین دامان صحرا خون سے گلزار
صفین دونون ہوئین آراستہ جب
ہوے دونون مقابل برسر جنگ
دم تیغ آج بان طعمہ چشنک ہے
کہ پاؤ آفرین سارے جہان سے
تمھارا جگ مین ہو نام نکوئی
جوانون کے لگے جوش دکھانے

ہوا صحن زمین خورشید منزل
اُٹھے سردار لشکر بستروں سے
بڑھے لڑنے کو سب مردان اقبال
ہزارون ہی وان پر برق تمکین
ہوے سردار لشکر سخت مغطر
زبان نیزون کی آئین تیزیون سے
مٹی مغرور دل کو خود پسندی
لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
چلی وان سے وہ فوج برق آہنگ
غرض سامان جنگ آراستہ کر
کہ لڑنیکے سوا منتی نہین اب
دو جانب سے نقیبان سرافراز
نمکحرامی کھاے تو شرط نمک ہے
کرو اب تیغ خون آشام روشن
کرو میدان مین اپنی سرخروئی
تو اپنے اپنے سردارون کے منھ پر

نظر کرنے لگے دونون وہ لشکر — اشارہ ہم جو تک ابرو کا پائین — تو پھر اکدم مین قتل عام کرین
نکل آئے غرض صف سے وہ جرار — سلاح جنگ سب زیب بر و دوش — صف مردان سے وہ گھوڑا کودا کر
ہوے قائم مقابل اُسکے آخر — غرض چھیڑ اپنے اپنے رخش تازی — بہم کرنے لگے وہ نیزہ بازی
فتن کے نیزے وہ دلچسپ و خونخوار — سنان مژگان جانان سے نمودار — وہ گھوڑے باد پا گو پا چھلاوا
وہ کرنا نیزہ بازی دے کے کاوا — انی کا نیزہ کے آنا بتا کر — نکلجانا وہ گھوڑے کو دبا کر
لگانا آکے حربہ کا بصد کد — وہ کرنا دوسرے کو حربے کو رد — نظر مردم کی اُنکے فن پہ قربان
کیے تو تھے تریخ نیزہ بازان — اِدھر اُدھر سے پھر ہونے لگی جنگ — جسے ہو دیکھ قتال فلک دنگ
ہزارون رہ چلے توپ اور شتر نال — دو جانب سے لگی ہونے کو فی الحال — صدا سے اُنکی کیا کہیے کہ یکسر
ہوا اک زلزلہ روے زمین پر — ہوے اہل جہان کے گنگ سب گوش — دلون مین جنگ کا پیدا ہوا جوش
زمین سے آسمان تک کیا کہون یار — دھوئین سے ہوگیا عالم دھوان دھار — کڑک کربان کا آنا وہ اُسدم
گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم — وہ بندوقون سے گولی کا نکلنا — وہان مارے سن کا اُگلنا
برسنا سیکڑون تیرون کا ہر بار — دل عاشق پہ جون فرگان خونبار — اِدھر اُدھر ہوے مجروح مردم
ہوا ہستی سے بعضون کا نشان گم — ہزارون ہی غرض مجروح تن تھے — ہزارون مردہ بے گور و کفن تھے
غرض یون لڑتے لڑتے شام آئی — سحر پر دوسری ٹھہری لڑائی — جسدم خنجر آفتاب بنام مغرب

مین رکھا گیا اور سپر کو شب کی ترک روز نے چہرہ کے سپرد کیا سرشام طبل بازگشت بجا لشکر پھر کر اپنے اپنے مقام پر آئے سبنے کمر کھولی اور آسودہ ہوے جہانگیر بارگاہ مین آکر بیٹھا اُسوقت افراسیاب خانہ خراب آکر پہونچا اُسنے لوح کا حال کہا افراسیاب کو عمرو کے لوح لیجانے کا بہت بڑا صدمہ جانکاہ ہوا اِس عرصہ مین ماہیان زمرد رنگ زمین ہی زمین آئی اور اُسنے آکر صرصر کو بلوایا اور کہا اے صرصر یہان قلعۂ رخشانیہ کے باہر در بہتا ہی وہان کوکب بیٹھا شکار کھیل رہا ہی تو جاکر میرا نامہ ایک وہان خلوت جادو رہتی ہے اُسکو پہونچا اور ہوسکے تو کوکب کو پکڑ لایہ کہکر نامہ لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے سعادت شعار فرخندہ اطوار ہمشیرہ عزیزہ ملکہ خلوت جادو مین نے صرصر شمشیر زن عیارہ کو تمھارے پاس بھیجا ہے ہرچند کہ تم مطیعان کوکب مین سی ہوگی مین جانتی ہون کہ تم میرا پاس ضرور کروگی تمکو چاہیے کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے کوکب کو گرفتار

کراوینا یہ نامہ لکھکر صرصر کو دیا صرصر وہ نامہ لیکر روانہ ہوئی بعد دینے نامہ کے ماہیان تو چلی گئی اور یہان جہانگیر رقص دیکھنے لگا افراسیاب بھی چلا گیا بعد رقص دیکھنے کے آرام پذیر ہوا آخر وہ وقت آیا کہ رات تمام ہوئی اور سپر شب کو ترک دہر نے پشت روز پر حمایل کیا نظم

جمال صبح چمکا بھینا بھینا | ہوا سرد سے سوکھا پسینا | گہر شبنم کے پھولون نے لٹائے
زمین نے موتیون کے ڈھیر پائے | گل بستر نے بوے رخصتی دی | بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی

صبحدم جہانگیر شاد و خرم چھپر کھٹ سے اٹھکر بارگاہ مین آیا اور تخت طاؤسی پر جلوہ گر ہوا پھر ہنگامۂ رقص و سرود برپا ہوا غرض وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ نظم

جبین و رخ پہ عکس شام گیسو | فروغ حسن مہر ابر برو | غرض مانند عشق عاشق زار
ہوا خورشید تابان گرم رفتار | دلون مین خواہش آرام آئی | طبیعت بہر راحت کھینچ لائی

سر شام جہانگیر نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا ادھر کوکب کے کہنے سے رخشان جادو نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو بارگاہ سے لشکر لشکر جہانگیر و کوکب دلاور اپنے ہمراہ لیکر میدان کارزار مین پہنچے حرب و پیکار آئے گرد و پیہ سے خورشید اندھا ہو گیا آئینۂ سحر مکدر تھا ساچیل اور طاؤس تبرزین لگے بعض اژدر تبرزین پھینکارتے تھے غرض میدان مین صفوف کارزار آراستہ ہوئین آج سب سے پہلے جہانگیر نے مرکب اپنا اڑایا ادھر سے بران شمشیر زن نے اسکے للکارنے پر تخت طاؤسی اچھالانے کو بڑھایا جب دونون مقابل ہوے اسوقت بران نے ایک تاریخ سحر پر پڑھکر سینۂ بیکینۂ شاہزادہ دلاور پر لگایا شہزادہ پر بسبب تیغۂ بلاکش کے تاریخ نے تاثیر نہ کی اور شہزادہ نے تلوار برق گردار یعنی تیغۂ بلاکش کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ بران تخت پر سے اڑگئی اسوقت جہانگیر نے کہا کہ مین عورت سے لڑتے ہوے شرماتا ہون کسی بہادر کو بھیجو بران نے اسوقت نہیب دیکر دیو پال جادو کو کہ بہت بڑا سردار بھی ہے اور ساحر بھی ہے اور نہایت درجہ کی زور و قوت اپنے بدن مین رکھتا ہے بلایا جب وہ سامنے آیا شاہزادہ نے ضرب طلب کی اسنے سحر پڑھکر ایک تاریخ شاہزادہ پر مارا اور تلوار کھینچ کر آیا شہزادہ نے تلوار کو خالی دیا اور تاریخ نے بسبب تیغہ کے تاثیر نہ کی اور لوح بھی جو شہزادہ کو علاوہ لوح طلسمی کی ملی ہے گلے مین ہے اور وہ لوح محفوظ دافع سحر ہے غرض بعد خالی دینے تلوار کے شہزادہ نے بھی تیغۂ بلاکش اسپر لگایا کہ اسنے

بزدہ سحر اُڑکر خالی دیا اور پھر ترسول شہزادہ پر مارا پس جب وہ ترسول مارکر پلٹا تھا فوراً ہی شہزادہ نے تیغۂ ہلاکش کا ہاتھ مارا کہ اُسکے دو پرکالے ہوئے غریو لشکر بران مین ہوا اور شہزادہ نے پھر نعرہ مارا کہ اور کسی کو برے مقابلہ مین بھیجو اُسوقت بران آگے بڑھی اور شہزادۂ مذکور پر تاریخ مارا مگر بسبب تیغۂ ہلاکش اور لوح محفوظ کے تاریخ نے تاثیر نہ کی الحاصل خوب لڑائی ہوئی آخر طبل بازگشت بجا اور لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے مگر آتے ہی جہانگیر نے پھر طبل جنگ بجوا دیا کوکب کے یہان بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاری جنگ دونون لشکرون مین ہوئی جسوقت وہ زمانہ آیا کہ شاہد شب نے بصد نازش آغوش عالم سے گریز کی اور خنجر آفتاب بنام مشرق سے نکالا اسلئے

ہوئی جب صبح پیدا دہر مین پھر
پھر آیا جاہ لڑنے کا زمانہ

چلے لڑنے کو پھر دان خود سر
بجے بوق اور ہوا لشکر روانہ

غرض وارد میدان کارزار ہوئے و لاور لڑنے پر تیار ہوئے صفین جمگئین بہادر سینے تان کر کھڑے ہوئے ساحر اژدہ ہون پر چڑھکر روئے ہوا پر اُڑ گئے اژدہے قلاب آتشین چھوڑنے لگے نقیبون نے صدا دی کہ اے مردان جنگ آزما ہوشیار ہو جاؤ خبردار ہو جاؤ بیت روز جنگ است تنگ باید کرد ۔ کوشش نام و ننگ باید کرد جب نقیب کنارہ ہوئے جہانگیر گھوڑا اڈالکر میدان مین آیا اور للکارا کہ آئے جسکو تمنا مرگ کی ہو بران تخت بڑھاکر سامنے آئی جہانگیر نے آج جھلاکر گل حیدت کوکب کھینچ مارا کہ بران جلکر رہگئی اُسوقت نعرۂ کوکب بلند ہوا اور اُسنے آتے ہی شہزادہ جہانگیر پر ترسول مارا شہزادہ جہانگیر نے جھلاکر گل اُسپر بھی کھینچ مارا کوکب بھی جلکر رہگیا اتبو لشکر بران مین شور گریۂ وزاری بلند ہوا اور مجلس جادو لشکر لیکر فوج جہانگیر پر آگر گرمی جنگ سحر آغاز ہوئی اور تلوار سحر کی چلنے لگی بڑی گھمسان کی مار ہوئی دھڑ پر دھڑ مردے پر مردہ گرنے لگا تلوار شہزادہ جہانگیر کی بے پناہ پڑنے لگی جس سے دنیا کو بھی خوف کٹ جانے کا ہوا پیر گردون کا دل ہلنے لگا تیر سینون کے پار ہوئے ہجر کی سنانون سے کلیجے فگار ہوئے یہ نقشہ تھا نظم

لگے تیر و پیکان چلنے وہان
نہون قتل اب غم کا مین مبتلا

لرزنے لگا خوف سے آسمان
دل پیر گردون مین یہ خوف تھا

بلکہ بموجب نظم حال اُس لڑائی کا تھا کہ نظم

نقیبون کی صدائین دہشت انگیز
ہراسان جسکی آتش سے زمانہ

وہ کڑکیون کے کڑکے فتنہ انگیز
لگا چھٹنے ہر اک سو توپخانہ

دھوئین مین اسطرح اُڑجاے رنگ کا — نکلنا توپ سے گولے کا رخشان
گھٹا مین جسطرح مہر درخشان — کہ شمشیر اجل مین اُنسے تھی باڑھ
یہ گولا سرخ نکلے تھا شعلی — کہون کیا مین ہوا جو تیر باران
جوانون نے پیا بس آب پیکان — کہ پہلو اُنسے قندیل پر تیر
باین صورت غرض وہ جنگ کرتے — در آوردہ ہوئے لشکر وہ اکبار
لگی چلنے بہم دونون مین تلوار — ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار
رہے باقی سو ہو کر سخت بیکل — شرار فوج شاہی سے ہو بیتاب
اڑے اپنی جگہ سے مثل سیماب

کہ جون بادل مین مارے برق چمکا — کہ جون کیا دستہ نارک کی تقسیر
وہ تھی توپون کی چھٹتی ہر طرف باڑھ — ہم زخمی ہو گرتے اور مرتے
شب یلدا مین جون تیر شہابی — ہوئے کفار کچھ گولون سے فی النار
کرون کیا دستہ نارک کی تقسیر — ہوئے جسنا کہ حصار اپنے مین داخل

یعنی قلعہ رخشانیہ مین فوج یران آکر داخل ہوئی اور جہانگیر بھی
رتا ہوا یران کے مرنے کے غم سے طبل باز گشت بجوا کر پھر آیا اور بارگاہ مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا لیکن
برہمن روئین تن پیر بھائی کوکب کا یہان آیا اور اُسنے یران اور کوکب پر کہ جھلسے ہوئے
پڑے تھے پانی لیکر اور افسون پڑھکر چھڑکا کہ وہ زندہ ہوئے کیونکہ قضا تو اُنکی اسوقت ہی نہین اور گل
حیا تکی بھی تاثیر ضرور ہوا چاہے بس اسوجہ یہ جلگئے تھے اب پھر زندہ ہوئے اور عمرو نے
کہا کہ اے کوکب اب کہین جاکر پوشیدہ ہو رہو اور مین عیاری کرتا ہون کوکب دو تین
خدمتگار دریا پر جاکر شکار کھیلنے مین مصروف ہوا اور یہان نامۂ جہانگیر آیا کہ ای عمرو وای رخشان جادو
وبیخوف آؤ اور میری اطاعت کرو ورنہ کل سبکو تہ تیغ کرونگا اور بے گور و کفن خاک مین سُلادونگا عمرو نے
جواب مین نامہ لکھا کہ ای جہانگیر تمنے اب بہت سر اُٹھایا ہی تمین مناسب ہی کہ تم خود آکر ہماری اطاعت
کرو ورنہ ہمارے ہاتھ سے مارے جاؤگے ہم اس سبب سے طرح دیتے ہین کہ تم اولاد صاحبقران
عالیشان ہو کیونکہ نشانیان اُنکی اولاد کی سب تمھارے چہرے مین موجود ہین بس لائق ولازم
یہ ہے کہ ضرور آکر اطاعت کرو اور گرون اطاعت سامنے میرے اور کوکب کے جھکاؤ ورنہ وہ روز بد
دیکھوگے کہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا یہ نامہ لکھکر تو نامہ دار کو دیا کہ وہ لے گیا اور عمرو نے زرافشان جادو
کو تو بیہوش کرکے اُسی قلعہ مین ایک جگہ رکھدیا اور آپ صورت اُسی کی ایسی بنا اور ازبسکہ وہ
بادشاہ قلعۂ رخشانیہ ہی اس سبب سے تاج شاہی سر پر رکھا اور قباے فرمانروائی کو در بر کیا
موتی کے مالے گلے مین ڈالے اور تخت زبرجد شاہ پر سوار ہوا اور برق فرنگی کی صورت بدلوا کر

اسکو اپنا وزیر بنایا اور اُسی تخت پر بٹھایا اور وہان سے بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر اُسکو دیکھکر بہت خوش ہوا استقبال و تعظیم کرکے مقام صدر پر اُسکو بٹھایا خواجہ نے یہان بیٹھکر بعد کچھ عرصہ کے چاہا کہ جام مین بیہوشی بھر کر جہانگیر کو دون اور لوح اور تیغہ وغیرہ چھین کر لیجاؤن بس اُسنے آنکھ بچاکر جیسے ہی چاہا کہ وہ جام جہانگیر خوش انجام کو دون اُسی وقت زمین شق ہوئی اور ماہیان زمردرنگ زمین سے نکلی مگر مچھلی بنی ہوئی نہ تھی اصلی صورت بنائے تھی عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحرہ جسکا یہ سراپا ہے

شکل بھونڈی سی وہ گھاگھ مسار لرزتا
اور بیسی کا سر نیونکی کرون کیا اظہار
مثل مزبل کے بہا کرتا ہے گندا پانی

اختیار اور مدار تھا یا چند کے سر کا سودا
بن مین اژدر کے ہو جس شکل سے ماہی کا ہما
تھوکتے بھی نہین مردار پر اتو زانی

کہ لے ٹیڑھے سے سپاٹ اور بہت تاموار
ذکر کرنے سے ہے اُس چیز کے ابتر نقشہ

لیکن جیسے ہی کہ ماہیان نے سرزمین سے نکالا اور پکارا کہ او جہانگیر کیا کرتا ہے خواجہ نے برابر تو بیٹھے ہی ہوئے تھے جھٹ بیہوشی اُسکے منھ پر مار دیا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہوگئی جہانگیر نے اُسوقت عمرو سے پوچھا کہ یہ کون ہے کیونکہ یہ مچھلی بنی ہوئی زمین زمین آتی تھی اصلی صورت تو جہانگیر نے دیکھی نہ تھی اسوجہ سے اُسنے پوچھا کہ یہ کون ہے عمرو نے کہا یہ ماہیان زمردرنگ نانی افراسیاب کی ہے تمکو دھوکا دینے آئی تھی اور چاہتی تھی کہ یہ مارا جائے تم اسپر گل کھینچ مارو جہانگیر نے عمرو کے کہنے سے قصد کیا کہ مین گل کھینچ ماردون اُسوقت روے ہوا پر نعرہ ہوا کہ ہان ہان دست خود را نگاہدارید کہ ما ہم رسیدیم اے صاحبقران من کیا کرتا ہے منم افراسیاب جادو عمرو نے افراسیاب کے آنے سے گلیم اوڑھ لی اور اب افراسیاب نے آکر ماہیان کو ہوشیار کیا برق فرنگی کود کر نکلگیا اور عمرو بھی تخت زبرجد شاہ کو زنبیل مین ڈالکر اپنے مقام پر آیا یہان افراسیاب نے جہانگیر سے کہا کہ اے جہانگیر کوئی لڑکا بھی ایسی بات نہین کرتا ہے یہ کیا بے وقوفی تھی کہ تمنے ماہیان کو گل کھینچ مارنے کا قصد کیا جہانگیر کو یہ کلمات سنکر بڑی ندامت ہوئی لیکن ماہیان اور افراسیاب نے کہا کہ ای جہانگیر اب تم جاکر کل طلسم فتح کرو اور بن پڑتا ہے تو مین لوح کو پھر عمرو سے لاتا ہون یہ کہکر افراسیاب پھر کوکب کی صورت بزور بحر بنا اور وہان سے قلعہ رخشانیہ مین پاس عمرو کے آیا قلعہ رخشانیہ کے باہر لشکر عمرو کا اور برزان کا اُترا ہوا ہے غرضکہ افراسیاب نے عمرو کے پاس آکر کہا خواجہ لوح جو طلسم ہزار برج کی کہ حسبدم ہم افراسیاب لڑ رہے تھے تم لیکر آئے ہو وہ لوح تم مجکو دیدو اسلیے کہ طلسم مین میرے

یہ آفت برپا ہے مبادا لوح افراسیاب تمسے لے عمرو تو ایک مرتبہ دھوکا کھا چکا ہو اب یہ کب پھنسنے والا ہے اور فقرے مین اُسکے آنے والا ہو بس یہ پہچان گیا کہ یہ کوکب نہین ہے اُسنے باتون مین لگا کر ایک جام مے ارغوانی آغشتہ بداروئے بیہوشی شاہ جادوان کو دیا اُسنے خیال کیا کہ عیار ہی مبادا بیہوشی اُسنے دی ہو اور تجکو پہچان گیا ہو اس سبب سے اُسنے آنکھ عمرو کی بچا کر وہ جام اپنے گریبان مین اُنڈیل لیا عمرو نے اور جام دیا وہ پھر اُسنے گریبان مین اُنڈیل لیا عمرو نے دونون مرتبہ اُسکو وہ جام اُنڈیلتے دیکھا اور یقین کلی اُسکو ہوا کہ یہ کوکب نہین افراسیاب ہے بس اُسنے آنکھ بچا کر اور باتون مین لگا کر کمند اُسکے ماری افراسیاب نے سحر پڑھا کہ کمند جلگئی اور کہا کہ ہائین ہائین خواجہ یہ کیا ہے عمرو نے کہا باش او مکار پہچانا مین نے تجکو یہ کہا مگر ساتھ ہی گلیم اوڑھ لی افراسیاب وہان سے نعرہ کرکے یہ کہتا ہوا کہ خیر سمجھ لیا جائیگا تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکر وہان سے پرواز کرکے روانہ ہوا اور بارگاہ جہانگیر مین آیا تمام ماجرا بیان کرکے کہا کہ کہان جائیگا اے صاحبقران من اگر جاتا سامری نے تو تین لاتا ہون یہ کہکر ایک نامہ اُسنے کوکب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای کوکب مین نے بہت دنون تیری راہ دیکھی اب لائق ولازم یہ ہو کہ آکر اطاعت کرو ورنہ شاہزادہ جہانگیر سب کو بھر مین قتل کرکے طلسم فتح کرلے گا یہ نامہ جب کوکب کو پہونچا اُسنے پڑھکر جواب لکھا کہ اے افراسیاب کیون تیری قضا آئی ہے اور شامت سوار ہے لڑائی تو ہوہی رہی ہے پھر جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کر خدا سے مانبرگ ست یہ لکھکر طائر سحر کے گلے مین باندھ دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوا اور اُسنے لاکر نامہ افراسیاب کو دیا اُسنے پڑھکر بہت ہی ملال کیا اور پھر نامہ لکھا کہ ای کوکب مین پھر سمجھاتا ہون دوستی کی راہ سے اور اسوجہ سے کہ تم میرے پیر بھائی ہو تجکو تمسے محبت ہے نصیحت کرتا ہون کہ اطاعت کرو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو نہین تو روز بد دیکھوگے یہ لکھکر افتخار جادو نام ایک ساحر ذی احترام کو دیا کہ کوکب کے پاس لیجائے وہ اس نامہ کو لیکر کوکب کے پاس آیا تسلیم بجالا کر نامہ دیا کوکب پڑھکر ہنسا اور کہا کہ اب مین طرح دے چکا صاحبقران دوران کو بلوا کر جہانگیر کو زیر کرآؤنگا اگر امیر کو یہ زیر کرلے گا تو البتہ جہانگیر کی اطاعت مین کرونگا افراسیاب پہلے اپنا گھر لوٹ اپنی جان تو بچالے تو پھر دوسرے کو سمجھائے یہ کہکر پھر جواب لکھا کہ اے افراسیاب تجکو اپنی فکر کرنا لازم تھی پرائے گھر اور مال پر دانت لگانا نہ چاہیے تھا ہمکو کیا سمجھاتا ہے اپنی خیریت مانگ اور

جان بچا اگر منظور ہو تو خواجہ عمرو کی خدمت مین اگر اطاعت اُنکی اختیار کر ورنہ اب شہزادہ اسد کو چھڑوا کر تیرے طلسم کو درہم و برہم کر ڈالونگا اور تجکو راہ ملک عدم دکھاؤنگا تو کس بھروسے پر پھولا اور بھولا ہوا ہے دیکھ تیرے صاحبقران کو اپنے صاحبقران سے زیر کراتا ہون اور اُسی کے ہاتھ سے تجکو قتل کراؤنگا اور ذلت دلواؤنگا یہ لکھکر افتخار جادو کو دیا کہ وہ لیکر خدمت افراسیاب مین آیا اور اُسکو نامہ دیا اور کہا کہ اے شہنشاہ کوکب تو آپکو اور اِس جنگ کو کچھ خیال اور خطرہ ہی مین نہین لاتا ہے افراسیاب نے کہا خیر کیا مضائقہ ہے چیونٹی کے جب پر نکلتے ہین تو قضا آتی ہے یہ کہکر وہان سے بارگاہ کو اکھڑوا کر کنارے دریا کے خیمہ کیا کہ وہان ایک درہ بنا ہے اور اُسکے بیچ مین ایک بجلی چمک رہی ہے اور اُسطرف دریا کے زرافشان جادو وغیرہ قلعہ مین خوف افراسیاب سے مختفی ہوے ہین کہ اُس مقام پر بھی یہان سے بہ کر دریا ہو اور ایک گنبد بلور کا کنارے اُس بحر کے بنا ہے کہ اُسمین بھی بجلی چمک رہی ہے زرافشان وغیرہ اُس گنبد پر چھپکر بیٹھے ہین غرضکہ جب افراسیاب کنارے اُس بحر کے بارگاہ مین آکر بیٹھا جہانگیر نے کہا کہ اُس پار دریا کے میرے سوا کوئی نہین جا سکتا افراسیاب نے کہا مین ابھی سبکو اُس پار دریا کے پہونچائے دیتا ہون اور ایک ابر بنا کر ہزار جوان اُسپر سوار کر کے بحر جو کیا وہ ابر روانہ ہوا جب بیچ دریا کے وہ ابر پہونچا ایک برق چمک کر گری کہ وہ ابر اور وہ جوان جو اُس ابر پر سوار تھے سب جلکر اُس دریا مین گر پڑے اُسوقت جہانگیر نے ایک قہقہہ مارا اور کہا اے شاہ جادوان واہ واہ واہ آپ کے سحر کا کیا کہنا دیکھیے یہ ہزار جوان جو آپ نے بھیجے تھے وہ اُس پار دریا کے پہونچ گئے اور دیکھیے وہ کھڑے ہوے آپ کو سلام کر رہے ہین اور بُلاتے ہین کہ اے بادشاہ آیئے دیکھیے ہم پہونچ گئے ہین آپ بھی تشریف لایئے یہ کہکر اور بھی بہت کچھ مضحکہ کیا افراسیاب بہت شرمندہ ہوا ایسے کلمات سُنکے کہ شاہ جادوان کھسیانہ ہوکر آبدیدہ ہوا اور سمجھا کہ ابھی سے تو اسکا یہ حال ہے آگے بڑھکر دیکھا چاہیے کہ یہ کیا کرتا ہے پھر آپ ہی دل سے اپنے کہا کہ جب یہ طلسم کوکب فتح کرلے تو اُسکو امیر سے لڑوانا وہ اسکو مار ڈالینگے اور اگر وہ نہ قتل کر سکین اور یہ اُنکو زیر کرلے تو مفت المراد اسکو زہر دیکر مار ڈالنا اور امیر کو بھی قتل کرنا پھر بے کھٹکے سلطنت کرنا غرضکہ اب شاہ جادوان کو اندیشہ پیدا ہوا اور سمجھا کہ ضروری یہ میرے مہالک پر دست انداز ہوگا عمر سچ کہتا ہے کہ فرزند صاحبقران ہے جب ہی تجھسے اور اُس سے محبت نہین ہے غرضکہ یہ اسوقت تو خاموش ہو رہا اور اُسی شرمندگی

مین وہان سے اُٹھکر چلا گیا یہ تو گیا وہان کوکب سے عمرو نے کہا کہ ای کوکب اسوقت تم کہین جاکر مخفی
ہوجاؤ تو مین عیاری کرون اور تمھاری صورت بنکر پھول جاکر لاؤن کوکب نے کہا اچھا اور چند
خدمتگار اپنے ساتھ لیکر اُسی مقام پر کہ جہان رخشان جادو وغیرہ چھپے ہین یہ بھی آکر مخفی ہوا اور
کنارے دریا کے کہ وہان بھی دریا بہتا ہے شکار کھیلنے لگا پس عمرو بشکل کوکب بنا قبائے شاہی
طلسمی زر اندود زیب برفرمائی تاج طلسمی گوہر نگار سر اُوپر رکھا اور برق کو بصورت بران
شمشیر زن بنایا اور بہت سے سردار و امیر الامرا و دولت کو اپنے ساتھ لیا اور تخت جواہر نگار پر
سوار ہوکر روانہ ہوا اور بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر نے جو سُنا کہ کوکب اور بران آتے ہین بس نہایت
درجہ خوشنود ہوکر بہر تعظیم اُٹھا اور استقبال کرکے اُنکو لاکر مقام صدر پر بٹھایا جب یہ بیٹھ چکے مزاج
پرسی کی اور تاج کو حکم دیا اُسوقت افراسیاب جو چلا گیا تھا وہ بھی آکر پہونچا شاہ کوکب نقلی نے
تعظیم کی افراسیاب بھی بیٹھا کوکب سے اور افراسیاب سے باتین ہونے لگین اور خوب
خوب باتین ہوئین مگر عمرو سمجھا کہ ایسا نہو اب افراسیاب سمجھ بوجھ کرے پس اپنا مطلب کرنا چاہیے
یہ سوچکر اُسنے باتین کرتے کرتے کہا کہ اے جہانگیر تمکو یہ گھمنڈ ہو کہ اس گل حیات نے مین کوکب
کو مار ڈالونگا تو یہ خیریت ہو تم میرا کچھ نہین کرسکتے ہو بھلا یہ پھول میرے اوپر اب تو لگاؤ دیکھو تو کہ اثر کرتا
ہے یا نہین اُسوقت جو مین جلکر رہگیا تھا تو وہ بھی شعبدہ تھا وقت ہو اور بات ہو اب کچھ ہوگا
اچھا لے اب لگاؤ مجھپر تمھین قسم ہو دین و ایمان کی تمھارے دیکھو تو کہ مین بھی کیسا ساحر زبردست
ہون جب کوکب نقلی یعنی عمرو نے قسم دی اُسوقت تو جہانگیر ناچار ہوا اور نہ پہلے تو چاہتا تھا کہ
گھر مین اپنے جو کوئی آئے اُسکو کوئی کیا ستائے مہمان کی انسان خاطر کرتا ہے یا کہ ستاتا ہے اُسوقت
وہ گل جہانگیر نے کھینچ مارا کوکب یعنی عمرو نقلی نے اُس گل کو لیا اور بدل کر دوسرا گل جہانگیر کو
ویسا ہی دے دیا اور کہا کہ مین اِس گل کا محتاج نہین ہون افراسیاب اور جہانگیر کو ایک حیرت
ہوئی عمرو نے وہ گل زنبیل مین رکھا اور کہا کہ اے افراسیاب دیکھ مین تجھکو مارتا ہون اور تجھکو
بھی جو کچھ حوصلہ ہو سحر و ستمگری کا وہ تو بھی نکال لے کسواسطے کہ تو شاہ جادوان کہلاتا ہے اور
طبل یکتائی بجاتا ہے اور سحر کرے اگر تو عاجز آئے گا تو آج سے اپنا لقب شاہ جادوان نہ رکھنا افراسیاب
بھی اپنے دل مین سوچا کہ یہ مہمان ہے اسپر سحر کیا کرون عمرو نے اُسکو بھی قسم دلائی کہ تجھے قسم ہے جمشید

سامری کی کہ تو مجھپر سحر کر افراسیاب نے کہا کہ تم مہمان عزیز ہو ہمارے ہم تمپر کیا سحر کرین کوئی مہمان کی
عزت اور توقیر کرتا ہے نہ کہ اور اوسکو اُلٹا ستاتا ہی ای کوکب دیکھو مسلمانون کے یہان بھی اُنکے
پیغمبر فرماتے ہین اگر مُواضِفًا وَلَوکَانَ کَافِرًا ترجمہ تعظیم کرو اور عظمت مہمان کی اگرچہ وہ کافر ہو تاکہ وہ
تمسے خوشنود ہو عمرو نے کہا کہ مین تمسے خوشنود ہون تم میرے اوپر سحر کرو افراسیاب نے کہا کہ تم لاکھ
کہو مگر مین سحر نہ کرونگا اُسوقت اُسنے پھر جہانگیر سے اُس گل کو مانگا اُسنے جب دیا تو اُس گل کو
افراسیاب کے ہاتھ مین عمرو نے دیا اور کہا کہ پہلی مرتبہ اس گل نے میرے اوپر تاثیر نہ کی تھی ایکی
مرتبہ شاید تاثیر کرے اے افراسیاب تجکو قسم ہی جمشید اور سامری کی کہ تو اِس گل کو میری اوپر لگا
افراسیاب نے ناچار ہوکر اُس گل کو عمرو یعنی کوکب نقلی پر کھینچ مارا وہ گل ایک تو بدلا ہوا تھا
دوسرے یہ کچھ کوکب تو ہی نہین پھر وہ تاثیر کیا کرتا اور گل حیات کوکب تو عمرو پہلے ہی لے چکا اور زنبیل
مین رکھ چکا اب عمرو نے ایک پھول اور ویسا ہی کہ جیسا گل حیات کوکب سے زنبیل سے نکالا
اور کہا کہ اے افراسیاب دیکھ یہ ہی پھول ہین تجھپر مارتا ہون دیکھون تو کیونکر یہ تاثیر نہین کرتا اور وہ
پھول کہ جو افراسیاب پر مارا تھا وہی پھول زنبیل مین رکھ لیا اور ویسا ہی پھول آغشتہ بدارو سے
بیہوشی افراسیاب کو دکھلا کر کہا کہ اب سنبھل جا مین تجھپر پھول لگاتا ہون دیکھون تو یہ کیونکر تاثیر نہین
کرتا یہ کہکر اُسی پھول کو افراسیاب کی ناک پر تاک کے مارا کہ تڑاق سے افراسیاب کو چھینک
آئی اور بیہوش ہوگیا اور اُسی ہنگامہ مین عمرو نے شراب کو بھی آغشتہ بدارو سے بیہوشی کیا ادھر
جب افراسیاب بیہوش ہوا سب اہل دربار ہان ہان کرکے اپنی جگہ پر سے اُٹھے کہ شاہ
جادوان کو اُٹھائین عمرو نے کہا صاحبو کیون گھبراتے ہو کیا کہین افراسیاب کسی غیر جگہ چلا گیا
مین خود اُٹھائے لیتا ہون اُسے تم اپنے اپنے مقام پر بیٹھو یہ سُنکر سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اب
عمرو نے کہا کہ اے جہانگیر میری مرضی یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے اہل دربار کو شراب پلاؤن جہانگیر
نے کہا کہ اگر آپکی خوشی ہے تو کیا مضائقہ ہی کیونکہ ابھی آپ نے سُنا کہ مہمان کو خوش کرنا چاہیے پس شراب
پلائیے عمرو نے ایک ایک جام سب اہل دربار کو پلایا اور جب جہانگیر کو پلا چکا اور لوگون کو پلانے
لگا تو جسکے سامنے جام لے جاتا تھا وہ کھڑا ہو جاتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ شاہنشاہ ہین ہماری یہ مجال
نہین کہ ہم آپ کے ہاتھ سے شراب پیین غرض سب نے پیا اور بیہوش ہو گئے عمرو جہانگیر کو

اور افراسیاب کو باندھ کر تخت پر ڈالکر روانہ ہوگیا اُسوقت کہ صرصر پشتارہ کوکب لیکر پہونچی جو لوگ کہ وہان موجود تھے سبکو تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے ابھی تو کوکب جہانگیر اور افراسیاب کو پکڑ لے گیا ہے یہ کہان سے کوکب کو پکڑ لائی کیونکہ ابھی تو وہ راہ ہی مین ہوگا کہ اس عرصہ مین ماہیان زمردرنگ آکر پہونچی اور اُسنے کہا ای صرصر تونے بڑا کام کیا تھا مگر برہمن روئین تن آگیا اور یہ عمرو برق تھے جو گل لینے آئے تھے جہانگیر کو عمرو لے گیا اور افراسیاب کو بھی لے گیا صرصر نے کہا مین جا کر چھوڑاتی ہون اُسوقت ایک ستارہ لیکایک آسمان سے گرا سبنے روکا مگر خلوت پر گرا کہ اُسکو جلا دیا اور ماہیان روانہ ہوئی اور وہان کی عیاریان سنیے ادھر سے تو ماہیان واسطے رہائی افراسیاب روانہ ہوئی اور عمرو بڑے اہتمام سے قید افراسیاب لیے ہوے چلا آتا ہے اور جسقدر امیر وزیر ساتھ تھے وہ سب یہی جانتے تھے کہ یہ کوکب ہے کہ ایک طرف سے کوکب روشندضمیر مع برہمن اور فوجین ایک طرف پیدا ہوئین اور کوکب نے وہین سے آوازدی کہ خوب ماشاءاللہ یہ کارنامہ تمھارے ہی واسطے تھا اب سب کو معلوم ہوا کہ عمرو ہین کوکب نے اور برہمن نے کہا کہ خواجہ اب قلعہ بلور مین چلیے وہان چلکر اسکو قید کرین غرض لیکر افراسیاب کو قلعہ بلور مین آکر داخلہ کیا بران و مجلس وغیرہ سب موجود تھین کہ لاکر افراسیاب کو ہوشیار کیا اُسنے جو آنکھ کھولی تو اپنے تئین اس حال مین دیکھا بہت چلایا یہان ملازمان کوکب آگئے یعنی فوج کوکب چنانچہ شیر ہزارہا پیدا ہوے بران جادو انکا افسر تھا ہزارون فیل پیدا ہوے انکا افسر فیلان جادو تھا ہزارون قمربان پیدا ہوگئین اور انکا افسر شمشاد تھا اسطرح کے سردار آکر حاضر ہوے اب قصہ ہوا کہ ایک گنبد مین افراسیاب کو قید کرین کہ اُس جاسے نعرہ ہوا ستم ماہیان زمردرنگ بصد از زمین سے آتی تھی مگر یہ قلعہ بلور مین اسی واسطے کوکب کو یہان لیکر آیا کہ یہان کی زمین فولادی ہے تو آسمان سے یہ پیدا ہوئی مگر ہزارہا برق چمکتی ہوئی دکھائی دین ابر گرگرتے ہوے آئے اور چاہا ماہیان نے کہ افراسیاب کو لے جاؤن کہ برہمن نے اُٹھکر ایسے سحر کیے کہ یہ ہر مرتبہ لگا ابر مین مخفی ہو جاتی تھی اور پھر گڑگڑ کر نکل آتی تھی جب بڑے بڑے سحران دونون مین ہوے تو اُسوقت روسے ہوا پر نعرہ ہوا کہ ستم معمار قدرت جادو برہمن کو آوازدی کہ آپ تامل فرمایئے مین گرفتار کیے لیتا ہون اس لکاتہ کو برہمن تو پھر گیا معمار قدرت تخت اُڑاتا ہوا قریب ماہیان زمردرنگ

کے آیا اور جیسے ہی ماہیان ابر سے نکلی اور چاہا کہ سحر کرے معمار قدرت نے ایک گولہ کھینچکر اُسکی
ناک پر مارا ماہیان بیہوش ہوئی بس معمار قدرت نے دوڑکر اُسکی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا
اور اُسکو لیکر اندر گنبد بلور کے سامنے کوکب کے لاباس نے معمار قدرت کی بڑی تعریف کی
معمار قدرت نے کہا کہ آپ افراسیاب اور ماہیان زمرد رنگ پر سے سحر اُتارلین مین اُن دونون
کو قلعۂ بدخشان مین لیے جاتا ہون معمار کے کہنے سے سب نے سحر اُتار لیا بس معمار قریب
افراسیاب اور ماہیان کے آیا اور بتجویل تمامتر زبان افراسیاب سے سوزن نکالا کیونکہ عمرو نے سوزن
اُسکی زبان مین دے دیا تھا جب سوزن کو نکالا معمار نے نعرہ کیا کہ منم چابک تیز رفتار اور کہا کہ
اے شاہنشاہ افراسیاب جادو اُٹھیے افراسیاب نے جہانگیر کو بیچ مین دابا کیونکہ عمرو اُسکو پکڑلایا تھا
اور وہ وہان موجود تھا اور معمار قدرت سنکر چابک نے جو ماہیان کو گرفتار کیا تھا اسوجہ سے سب
نے دھوکا کھایا غرض اب ماہیان کو رہا کردیا اب یہ دونون کڑک کر لڑنے لگے بران اور تجلس
اور بہمن کو زخمی کیا اور خوب زور شور سے ماہیان اور افراسیاب لڑے اب کوکب رو شفیم
آگے بڑھکر اپنے بازو پر سے اکہ کھولکر افراسیاب کو دکھایا کہ افراسیاب بیہوش ہوگیا یہ قلعۂ بلور کا
اور طلسم پر ایا ہی ورنہ جب افراسیاب بیہوش ہوتا ہی تو اسکے لیے پریزادین طلسم کی پیدا ہوتی ہین لیکن
ماہیان زمرد رنگ نے جب افراسیاب بیہوش ہوا تو اسکو ہوشیار کردیا افراسیاب نے
کہا کہ جانی جان اب آپ چلی جائیے مین بھی چلا آؤنگا مجھے کون روک سکتا ہی ماہیان یہ سنکر چابک کر
بلند ہوگئی ایک ستارہ بنکر سیارہ جادو ملازم کوکب پر گری کہ وہ جلکر خاکستر ہوا آواز آئی کشتی مرا نام
سیارہ جادو بود ملازم کوکب اب افراسیاب اکیلا تڑپ رہا ہے اور ہزارون کو قتل کر رہا ہی مگر جب
چابک نے یہ عیاری کی تھی تو خواجہ کو بہت طعن و تشنیع کی تھی کہ عیاری اسکا نام ہے اب میرے
شاگرد ضرور ہونا لہذا اب یہ سب افراسیاب پر گرے ہوئے تھے کہ ایک طرف سے دیکھا کہ بہت لوگ
حیرت کی مشکین باندھے ہوئے لاتے ہین اور حیرت کا لباس پارہ پارہ ہی مگر ساحرون نے اسطرح
گرفتار کیا ہے کہ رہائی نہین ہوسکتی ہی بس یہ جو افراسیاب نے دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا اور آواز دی کہ ای
جان جہان یہ کیا ستم ہے جب افراسیاب وہان پہونچا وہ سب مارے ڈر کے حیرت کو چھوڑکر
بھاگے افراسیاب قریب حیرت پہونچا اور گھبراکر لپٹ گیا گود مین جلدی سے اُٹھایا بس جیسے ہی

حیرت کا منہ سے منہ ملا ایک حباب مارا خواجہ نے اور نعرہ کیا کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری چار طرف سے صدائے احسنت بلند ہوئی کہ خواجہ سبحان اللہ کوکب نے کہا بیشک عیاری اسکا نام ہی چابک بھی تھرا گیا اور خواجہ نے کوکب سے کہا کہ چابک جانے بنائے اِسکو بھی پکڑ لیجیے کوکب نے سحر پڑھا کہ چابک بے دست و پا ہوا یعنی دست و پا اُسکے بیحس و حرکت ہوئے چابک چلایا کہ ای شاہ جادوان مجکو بچائیے افراسیاب جھپٹا مگر ساحران نامی اور سرداران گرامی اور کوکب اور برآن اور مجلس اور عمران جادو اور ملکہ اختر بنت سمیلان جادو سب افراسیاب پر ٹوٹ پڑے اور کوکب نے اپنے بازو پر سے اک کھولکر دکھلایا کہ افراسیاب بیہوش ہوا اُسکو پھر پکڑ لیا اور زبان مین اُسکی سوزن دیا چابک پر سحر کرکے اُسکو بھی گرفتار کیا اور عمرو نے چابک سے کہا کہ اوچھو کرے دیکھ عیاری اِسکا نام ہی تو مجھ سے کہتا تھا کہ عیاری اِسکا نام ہی بڑی تعلی کی لیتا تھا اب تو نے دیکھا کہ مین نے کیسی عیاری کی چابک چپکا ہو رہا اب عمرو نے زبان افراسیاب مین سوزن دیا اور اُن دونون کو لاکر گنبد بلور مین قید کیا اُسوقت ماہیان زمرد رنگ پھر پیدا ہوئی زمین قلعہ بلور فولاد کی ہے اسوجہ سے یہ اُڑتی ہوئی آئی زمین کے اندر سے نہ آسکی صورت اصلی بنائے ہوئے تھی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ کہ جسکا پیکر سراپا ہی سراپا

شکل بھونڈی سی وہ گھاڑ سا ادھر منہ کا — تارہ دم دار ہی یا چندے کے سر کا سودا — تنگ پیشانی ہی اور بھیڑ کا سا ہی دیدہ
ناک چپٹی ہی کہو کانگڑے مین جا بنوا — ہی دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز — سب بناوٹ ہی نہ اندازہ نہ کچھ خوبی تاب
کوتہ گردن ہی گلا بولنگا ہے اور مدآواز — رکھتی ہی گندہ بغل طبع کو اکثر ناساز — تا تراشیدہ ہی کندھا تو دوا تھ مین چوب
پنجہ انگشت نا مثل پریشان جا بجا — بال چھاتی پہ ہین اور سینہ ہی چیتا چیتا — گوں محرم نہین اور خند ہی ڈھیلا ڈھیلا
ناف اُبھری ہوئی گھونگی سی زیادہ ہی سخت — کولے ٹیڑھے ہین پیسات اور درشت و ناہموار — پیٹھ ہی پیٹ کے مانند سپاٹ اور کرخت
ذکر کرنے سے ہی اُس چیز کے اب نفرت سوا — بن مین اژدر کے ہو جس شکل سے پانی کا غار — اور پستی کا سرینون کے کرون کیا نام
تھوکتے بھی نہین مردار پر اتو زانی — ران پر گوشت نہین اور نہ اسمین پھیلی — شل مزبل کے بہا کرتا ہی گندہ پانی
پنجہ جنی کی طرح کج ہی کڑی ہی ایڑی — اُنگلیان پیر کی بد قطع ہین ٹیڑھی ٹیڑھی — ساق پر بال ہین اور سخت ہی جیسے لکڑی
نام پر پیار ہے ہر جائی کے پیزار ہزار — خاک صورت پہ اوکا بھی نہین نام کو نام — پامین چکر ہی تو مانند فلک کج رفتار
ہی سراسر وہ مخنث کی طرح بد اندام

رنڈسی پن سے ہو خود کام کو پکارو بکار | نام ہرجائی کا آوارہ ہے اب تخت مدار | ایک پر بند نہین لاکھ سے انکار نہین
تجھ سی بدکار جہان مین کوئی مردار نہین

پس جب ماہیان زمرد رنگ آئی اُسنے افراسیاب کو قید دیکھا بھی کہ مین اکیلی ہون ایسا نہو کہ گرفتار ہو جاؤن اسوجہ سے چلی گئی اب بران شمشیر زن اور ملکہ بہار سیر دریا مین مصروف ہوئین اُنھون نے دیکھا کہ ایک کشتی دریا مین بہتی ہوئی آتی ہے مگر تلاطم آب گرداب سے یقین ہے کہ ڈوب جائے ملکہ بران نے پیکر جادو کو حکم دیا کہ اسے نکال لاؤ پیکر جادو اُس کشتی کو نکال لایا دیکھا تو ایک عورت اُسپر سوار تھی کئی کنیزین تھین ملکہ بران نے اُنسے پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ مین ملکہ سرو سیمین تن ہون بران کو بڑا افسوس ہوا اور چپکے سے آکر اُسنے خواجہ عمرو سے کہا کہ ملکہ سرو سیمین تن اسطرح سے آئی ہے عمرو بھی آیا ملکہ سرو سیمین تن اُسکی زوجہ ہے اُسنے اُسکو گلے سے لگایا غرض سب نے مجلس عیش آراستہ کی حال ملکہ سرو سیمین تن سے ملنے کا بالا باختر تیسرے دفتر امیر حمزہ مین ہے اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ شاہد شب نے زیور ستارون کا اپنے جسم پر آراستہ کیا اور خنجر آفتاب غلاف مغرب مین رکھا گیا نظم

ہوا جب شاہد شب جلوہ آرا | ہر اک دل سے دہن آرام چاہا | ستارون کی جمی گردون پہ محفل
ہوئی خورشید کی مغرب مین منزل

اُسوقت محفل عیش مین عمرو بن امیہ ضمری نے بجا کر گایا اور ملکہ سرو سیمین تن چنگ بجا کر گائی اور اسطرح گائی کہ زہرہ چرخ سوم پر بیہوش ہو گئی نظم

اگر یہ بھی اُس محفل مین ہوتا | تو اس گانے کو سنکر ہوش کھوتا | جو زندہ تان سین ہوتا یہان پر
تو نجات سے وہ سم کھاتا مقرر | چھجو خان بھی اس گانے کو سنتے | یقین تھا زہر کھانے سر کو دھنتے

غرض بعد گانے کے ملکہ سرو سیمین تن نقلی نے شراب مین بیہوشی سب کی آنکھ بچا کر ملائی اور شراب سب کو پلائی سب بیہوش ہو گئے اُسنے نعرہ کیا کہ منم صرصر شمشیر زن اور اُٹھکر گنبد بلور مین آئی اور افراسیاب و چابک و جہانگیر کو اُسنے رہا کیا اور سب حال کہا چابک نے صرصر کی عیاری کی بہت تعریف کی اور صرصر نے کہا کہ عمرو وغیرہ سب بیہوش پڑے ہین اُنکو چلیے قتل کیجیے مگر وہان سرو سیمین تن روئین تن نے اسی شب کو بہ زور بخوم خیال کیا تو یہ معرکہ دیکھا کہ افراسیاب وغیرہ گنبد بلور مین رہا ہوئے اور بران اور عمرو وغیرہ بیہوش پڑے ہین اور قتل ہوا چاہتے ہین بس یہ اُٹھا اور اگر پتلے بزور سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ اُنکو آکر افراسیاب نے قتل کیا اور

آپس صرصر و چابک کے تخت پر سوار ہو کر اپنے ملک کی طرف گیا جہانگیر کو اُسکی بارگاہ مین پہونچا گیا
داستان طلسم نور افشان مین جانا جہانگیر کا اور بلوانا کوکب کا امیر صاحبقران کو واسطے
زیر کرانے جہانگیر کے اور زیر ہو کر مسلمان ہونا جہانگیر کا اور پھر مقابلہ کرنا مہر نگار کا افراسیاب
جادو سے اور عیاریان کرنا عیارون کی دیگر داستان متعلق اسی بیان کے لمولفہ

ساقیا مے پلا شتاب شتاب
راگ گاتی ہوئی ہزار آئی
نہین گلشن مین دیکھ چشم حباب
سر طاؤس پر ہے عیش کا تاج
زلف سنبل بھی کرتی ہے کنگھی
بلبل باغ چہچہاتا ہے
مجھکو بھی ساقی اب پلا دے مے
کہتا ہے یہ صراحی محکو دے
ہے گھٹا جھوم جھوم کر آئی
شوق مین مے کے یہ بھی ہے بیتاب
ساقی پیر مغان کی تجھکو قسم
جسکے پینے سے ہو یہ دل بیتاب
نشہ ہوئیگا خنجر بران
اڑنے بھڑنے سے منہ نہین موڑون
جاہ بس پی چکے شراب کو تم
چاہیے حد سے آدمی نہ بڑھے

مطربا تو سنا دے چنگ و رباب
نہین فوارہ یہ اُچھلتا ہے
قصہ پڑھنے کا منتظر ہے آب
داستان پڑھ رہی ہے آج ہزار
چلی آتی ہے سب گلون کو ہنسی
راگ گاتے ہین بلبل و قمری
مے کشی کی یہی بہار تو ہے
ابر اٹھکھیلیون سے ہے چلتا
دیکھو یہ بھی ہوئی ہے متوالی
باغ کیا ہے شراب خانہ ہے
دے مئے آتشین کا جام اسدم
تیز تر مانگتا ہون جواب مے
توڑون جا کر طلسم کو کب دان
لیگ سالم رہے یہ میرا جسم
مے کے پینے سے عقل ہوگی گم
نکتہ سنجان داستان کہن

دیکھ گلشن مین پھر بہار آئی
حوض کا حوصلہ نکلتا ہے
چشم نرگس فسانہ پڑھتے آج
سوسن دہ زبان کا ہے اظہار
غنچۂ باغ مسکراتا ہے
نرگس مست آج ہے ہنستی
لالۂ باغ جام کو لیکے
جیسے چلتا ہو کوئی متوالا
نہر مین جوش کھا رہا ہے آب
عیش و عشرت کا اب زمانہ ہے
تیز اور تند ایسی ہووے شراب
مجکو کوکب سے جنگ کرنا ہے
مرحلے سب طلسم کے توڑون
کیونکہ اب توڑنا ہے مجکو طلسم
پھر بھلا کیا فسانہ لکھوگے
از زبان قلم کنند سخن

چہرہ پردازان مضامین کہن و جلوہ دہندگان عرائس سخن رہ نوردان جادۂ خیال و سیاحان منازل
خال و مقال نقش بندان نقوش افسانہ طرازی و محرران دفاتر قصہ پردازی کشافان
رموز نہان و رموزدانان اسرار امتحان مترنمان بلبل گلشن داستان و داستان گویان بلبل شیوہ زبان زبان قلم

سے اس داستان شیرین بیان کو اسطرح بیان کرتے ہین اور مسافران منازل قصہ خوانی میدان داستان مین یون قدم دھرتے ہین کہ افراسیاب اپنے ملک مین جاکر پہونچا اور یہان کوکب کو برہمن روئین تن لے گیا تو اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ زلف شب کو دہر نے سمبت کر جوڑا باندھا اور چتر زرین آفتاب سر بادشاہ زمانہ پر پھرنے لگا نظم

ہوا پھر جلوہ آرا شاہد روز	کواکب چرخ پر سب تھے غم اندوز	جہان مین ہر طرف پھیلا اجالا
سر اپنا شرق سے خور نے نکالا		

اب یہان صبح کو کوکب کو حال معلوم ہوا اور برہمن روئین تن نے اُس سے کہا کہ ای کوکب کوئی ایسا غضب کرتا ہے کہ بغیر تحقیق کیے اپنی محفل مین غیر کو بلاتا ہی اور اوسکے ساتھ شراب پیکر بیہوش ہوجاتا ہی اگر مین وہان جاکر تیلے نہ ڈال آتا تو افراسیاب ملعون سبکو قتل ہی کر چکا تھا کوکب روشنضمیر نے بڑا شکریہ برہمن روئین تن کا ادا کیا اور اُسوقت صلاح کی کہ کسی فرزند صاحبقران کو بلاکر جہانگیر سے لڑوانا چاہیے اُسی وقت طاہر قدرت کردگار سے اور تاج دار قدرت کہ ایک بیٹا اور ایک بھائی اُسمین سے معمار قدرت آکر یہان پہونچے اور صلاح ہوئی کہ انھین کو روانہ کرو کوکب روشنضمیر نے اُنھین سے کہا کہ تم جاکر امیر کو لے آؤ دونو بموجب حکم روانہ ہوے لیکن بیت ازین قصہ یک دم فراموش کن ✤ زجاے دگر داستان گوش کن یعنی افراسیاب کے پاس نامہ لقا کا آیا کہ ای افراسیاب کسی کو ہماری مدد کے لیے بھیج ورنہ ہم تجھسے ناراض ہوکر تیرے طلسم کو برباد کرینگے افراسیاب نے پیکان شعلہ تن جادو اور بادبان جادو سے کہا کہ تم یہان سے جاؤ یہ دونون حسب الارشاد روانہ ہوے اور بعد قطع منازل و طے مراحل قلعہ کوہ عقیق مین پہونچے اور یہان آکر اُنھون نے طبل جنگ بجوایا اور امیر نے بھی اُنکے مقابلہ مین کوس حربی و طبل جنگ بجایا یعنی جب وہ زمانہ آیا کہ روے دہر سیاہی شب سے کالا ہوا اور آفتاب تابان لرزان و ترسان خیمۂ مغرب مین گیا نظم

ہوا عمل ہر طرف کو شام آئی	سیاہی کی پھری ہر سو دہائی	چھپا مغرب مین خورشید جہانتاب
پسند آیا وہان ہر دل کو پھر خواب	سر شام بحکم پیکان ناکام طبل جنگ پر چوب پڑی ہر کارے جو بادر جا سوئے	

یہان موجود تھے وہ دوان دوان خدمت امیر صاحبقران مین آئے اور زمین ادب لب عبودیت سے بوسہ دیکر یہ قطعہ دعائیہ زبان پر لائے نظم

چاہے اگر کوئی دو جہانکا متاع و مال	تیرے گدا سے در سے کرے آکے وہ سوال

برسے ترا جو ابر کرامت زمین پر | پیدا بجائے دانہ گہر ہوں ہر ایک یال | مرضی سے گر چلے نہ ترے ملک میں سپہر
دست قضا اٹھا دے اسی دم دگر گماں | جون موم نقصہ آن میں ہو جائے منحمل | گر تجھ فشار پنجہ سے آگاہ ہوں جبال
شمشیر گر علم ہو تری جن و انس کا | ہیبت سے آب ہو جگر و مغز و ہر خیال | ہر پر غرور کی رگ گردن میں خوف سے
ہو جائے خشک خون رگ گیاہ تک کا

پیکان بے ایمان نے بموجب حکم لقائے شیطان طبل جنگ بجوایا کل نکل آتش فساد کو دوبالا کریگا باقی خیر و عافیت ہر امیر نے ابو الفتح سے کہا کہ کہدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری قسمت میں تحریر کیا ہو وہ ہی پیش آنی ہے ابو الفتح نے نقارخانہ میں جاکر طبل جنگ پر چوب لگائی کہ صدائے شر و فساد بلند ہوئی اور دربار سویرے برخاست ہوا ہر ایک بہادر ذی احتشام اپنے اپنے مقام پر آکر طیاری آلات حرب و ضرب کرنے لگا ہنگامۂ عظیم برپا ہوا تلوار ونکی چمک سے اس میدان میں چراغان تھا زبان شمشیر پہ سناتی تھی کہ بیت رستم رہا زمین پر نہ بہرام رہ گیا ✦ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ✦ اے مردان بکوشید تا جائۂ زنان نہ پوشید شعر روز جنگ ست جنگ باید کرد ✦ کوشش نام و ننگ باید کرد ✦ کڑاکیت کڑاک کڑاک کر پکارتے تھے کہ دوہا

پک آگے پت رہے اور پگ پیچھے پت جاے | کاگا ایسے پوت کپوت کا کبھو ماس نہ کھاے

کمان بھی چلاتی تھی کہ صبح کو ہر سمت شورش عظیم برپا تھی تلوارین چرخ پر چڑھی تھین کہ عقل پر چرخ کی جبخ مین آگئی تھی تیرون اور سنانون کو آبداری دیجاتی تھی چمک تلوارون کی آنکھون مین سماتی تھی گھوڑون کی رکابین اور تسمے و غیرہ جو نادرست تھے انکو درست کیا بہادرون نے غسل کیا شمشیر تیز کی خوف سے رات بھی کٹ گئی دوپہر رات گئے نقیبون نے اٹھکر یہ صدا دی بیت جوانو جوان بخت ہشیار ہو سلاحون سے اپنے خبردار ہو ✦ اسی ہنگامہ مین وہ رات کٹ گئی اور وہ زمانہ آیا کہ تیغ آفتاب کو نیام مشرق سے نکال کر ترک سحر نے چمکایا اور شاہد شب نے برقعہ روزمین منھ چھپایا نظم

ہوا خورشید پھر مشرق سے پیدا | جہان مین ہر طرف پھیلا اجالا | ہوا جب مہربان روشنی بار
اٹھے لڑنے کو سب بستر سے مردم | صحاحم لشکر خیل خیل و ذیل ذیل بیرق بیرق طوق طوق جوق جوق

تپے کے تپے دستے کے دستے پلٹنین اور رسالے مردان جنگ آزما لڑائی کو دیکھے بھالے سردار سب فوج کو سنبھالے جانب میدان کارزار روانہ ہوے اور جملہ سردار لشکر کو میدان مین پہونچا کر خدمت امیر مین آئے

امیر مسجد کربلا مین ورد و وظائف سے فراغت حاصل کر رہے تھے کہ ابو الفتح اصفہانی نے آکر خدمت الا
نہمت مین عرض کی کہ یا امیر کشور گیر فرد دولشکر رسیدہ بجاے مصاف + دو پرکالہ بستند چون کوہ قاف
امید وار قدوم میمنت لزوم صاحبقرانی ہین صاحبقران نے تسبیح صد دانہ کو رکھکر سر سجدہ مین رکھا
اور دعاے فتح و ظفر ماکرا ہیات

خداوندا مجھے فتح و ظفر دے	یہ احقر کافرون کو جا کے مارے	الٰہ العالمین فریاد سن لے
مجھے ان کافرون پر فتح تو دے		

غرض سر سجدے سے اُٹھا کر صندوق اسلحہ کو طلب فرمایا اور موزے
را گے چار آئینے وغیرہ سے جسم پُر انوار و منور کو مزین و مجلی فرما کر برآمد ہوے یہان دیوانہ بن قندس
اشقر دیو زاد کو گل سار پر لگائے کھڑا تھا صاحبقران نے اُسکے قریب آکر انگشت شہادت سے یا علی اُسکی
گردن پر لکھکر خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب منور و روشن فرمایا صدا ے بسم اللہ الرحمن الرحیم
بلند ہوئی جلو دار نے دامن عبا و قبا کو درست کیا اشقر کلائیان شیر کی طرح مارتا ہوا کچھدریان کرتا ہوا جانب
درعیش محل شہنشاہ اسلامیان روانہ ہوا امیر یہان آکر ٹھہرے نوجوانان تہمتن تو دے بنا کر تیر
اندازی کرنے لگے کس لیے کہ ابھی بادشاہ برآمد نہوے تھے غرض بعد کچھ دیر کے شاہ جمجاہ و جلالہ
سکندر بخت برآمد ہوے سرخ پردہ زنبوری عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھینچا آواز غرا بے
کی بلند ہوئی امیر اور سب سردار کھڑے ہو گئے اور مجرا گاہ پر جا کر ٹھہرے کہ یکایک جلوس شاہی نکلا
ڈنکے پر چوب پڑی صدا ے نصر من اللہ و فتح قریب آئی چوبدار و خدمتگار وغیرہ آگے بڑھے طغلان
شاہ طلعت عود و عنبر کے لوٹے لیے عود و بربکی کا بکٹا اُسپر جھونکتے ہوے نکلے زنانہ سامان کہاران وغیرہ
تخت بادشاہ کا جو اُٹھائے ہوے تھین وہ سب پھر گئین کہارون نے آگے بڑھکر تخت بدلوایا شہنشاہ
دیجاہ و گردون بارگاہ برآمد ہوے امیر نے فراشی مجرا کیا مرد اُلکارا بادشاہ مہابلی سلطان عالم
ظل اللہ نگاہ روبرو حمزۂ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور ہاتھ سینے پر رکھا اس سے
یہ مراد ہے کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہے غرض سواری بادشاہ کی بسان باد بہاری
جانب جنگاہ روانہ ہوئی وہ صبح کا وقت نسیم عنبر شمیم کا چلنا شمعون کا جھلملانا نقیبون کا
منقبت خوانی کرنا کہ منقبت

سلمان کو چھڑایا جبرئیل کو پڑھایا	ہر جا تجھی کو پایا یا مظہر العجائب	چالیس مومنون کی دعوت قبول کی
	اعلیٰ ہی تیرا پایہ یا مظہر العجائب	تو ہے نبی کا سایہ یا مظہر العجائب

تو ہر جگہ یہ پہونچایا مظہر العجائب ہر دم ڈنکے پر چوب پڑتی تھی گھوڑے ہنہناتے تھے نرکہ ہر بھی
لشکر کی شان و شوکت پر نثار تھا حیران کا رتھا پر گردون بھی چکرایا تھا غرض باین تجمل و شوکت
وارد دشت مصاف ہوے پلٹنین جگئین سقون نے نکلکر چھڑکاؤ کیا اور گرد و غبار کو بٹھایا
فوجین جگئین صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نکلکر مذمت دنیاے فانی سنائی کہ الظلم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش — جسکو دیکھو وہ ہی پریشان ہوش — اس چمن کی ہوا سے بہمن و دی
آستین زن چراغ عقل یہ ہے — خاک جب ہو گئے قد رعنا — تب ہوا سرو خوش نما پیدا
لالہ رو دلبر لے گئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ — نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
چشم نرگس جھکی ہے سوے زمین — خاک مین گل رخان جو سوے ہین — باغ مین آبشار روتے ہین
جب مٹے صاحبان محفل درد — جعفری نے دکھایا تب رخ زرد — موت سی کس کو رستگاری ہی
آج وہ کل ہماری باری ہی — صبح کو طائران خوش الحان — پڑھتے ہین کل من علیہا فان

ای بہادران نامی تمھین چاہیے ہے لڑکر مرجاؤ نام زمانہ مین کرجاؤ یہ کہکر کنارہ ہوے اُسوقت
پیکان نے اپنے اژدر سحر کو میدان مین نکالا اور نہیب دی کہ ای فرقہ خدا پرستان و ای زبردستان
تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو آئے اور مجھسے مقابلہ کرے یہ نعرہ سنکر مندویل اصفہانی نے اپنا گھوڑا
صف لشکر سے نکالا اور سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آیا ہاتھ باندھکر دست بستہ اجازت لی کہ
اے بادشاہ اجازت میدان دیجیے یا تو سر کو قدم اقدس پر سے نثار کیا یا باندھکر اس کافر خاسر کو
خدمت والا نہمت مین لایا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ تمکو پروردگار کیا مندویل گھوڑا اڑاکر سامنے
پیکان کے آیا اور طالب ضرب ہوا اُسوقت پیکان نے دستک دی کہ صحرا سے نقابدار مرصع
پوش پیدا ہوا اور نقابدار نے ہاتھ ملایا کہ ہوا چلی کہ مندویل کو ہوا اُڑاکر طرف آسمان کے لیگئی آسمان
پر جاکر مرکب تو گر پڑا اور ایک ابر پیدا ہوا کہ اُسمین سے ایک شعلہ چمکا کہ مندویل کو جلادیا اسی طرح
پچاس سردار جلادیے جب تو غصہ مین آکر قاسم کے تئین نکالا امیر نے حرز ہیکل گلے مین اُنکے ڈالدی
قاسم اُسکے برابر پہونچے اُسنے تیغ مارا بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نہ ہوئی اب قاسم نے تیغہ مارا
اُسنے سر اُنکے کردیا تلوار نے جگر تک کاٹا اور وہ نقابدار زمین پر گرا پیکان نے آواز دی کہ ای قاسم
واہ کیا ہاتھ مارا ہی مگر ذرا منھ کھولکر تو دیکھو کہ کسکو مارا قاسم نے جو نقاب ہٹاکے دیکھا تو ایرج پڑا ہوا ہی

پیکان نے کہا اسے کیون مارا قاسم نے اپنے تئین لاشہ ایرج پر گرا دیا اور چاہا کہ اپنے گلے پر خنجر پھیرے کہ امیر و لشدھور سب گریبان پھاڑ کے لاش پر آپڑے اور رونا شروع کیا کافر تو خوشی خوشی ہٹ گئے صاحبقران وغیرہ لاشے کو لیکر بارگاہ مین آئے سب لاشہ سے لپٹے جاتے تھے اُسوقت خواجہ زادون نے کہا کہ یا امیر یہ لاشہ ایرج نہین ہے کوئی اور ہی سب اُسکے پاس سے ہٹ جائین کہ یکایک لاشہ تڑپا اور لشدھور کو لیکر اُڑ گیا لوگ دوڑے دیکھا کہ آسمان پر بلند ہوا اور ایک ابر شعلہ خیز پیدا ہوا اُس ابر نے بہتون کو جلا دیا یہان تک کہ اب اُس ابر شعلہ خیز نے تمامی لشکر اسلام کو جلا دیا صرف امیر اور بادشاہ باقی رہے اُسوقت لقا نے طبل بازگشت بجوایا اور پھر اپنی بارگاہ مین آیا آتے ہی حکم عیش دیا یہانتک کہ اب وہ زمانہ آیا کہ مسافر روز نے سفر کیا اور شب تیرہ فام جہانین مہمان ہوئی نظم

شہ مہتاب کا چمکا ستارا	ہوا پھر شاہد شب جلوہ آرا
رات کو پیکان اُٹھا اور اُسنے	کو اکب چرخ پر تھے روشنی ہار ہوا اول خوب راحت کا طلبگار

کہا کہ مین امیر کا اسم اعظم بند کرنے جاتا ہون یہ کہکر نظر سے غائب ہوگیا اور اپنے خیمہ مین آیا اور باشن کے آٹے کا ایک لال بنایا اور اُسکے پیٹ مین شہاب بھرا اور اُسکو سحر پڑھکر زندہ کیا اور مٹھی مین دابکر وہان سے چلا اور بزور سحر صورت اُسنے ابوالفتح اصفہانی کی بنائی اور دروازہ بارگاہ سلیمانی پر آیا اور ایک شخص سے کہا کہ ذرا امیر کو بُلا لاؤ کہنا ابوالفتح حضور کو بلاتا ہے ایک کار ضروری ہے یعنی سردار جو جل گئے ہین اُنکے زندہ کرنے اور رہا کرنے کی تدبیر مین صلاح کرنی ہے وہ شخص اسکے کہنے سے صاحبقران کے پاس گیا اور پیغام ابوالفتح نقلی امیر سے کہا امیر یہان بیٹھے ہوے غم مین سرداروں کے اشک حسرت بہا رہے تھے جب اُنھون نے مژدہ رہا ہونے سرداران کا سنا فرط بشاشت سے بے اختیار ہنس پڑے اور اُٹھکر باہر آئے ابوالفتح نقلی یعنی پیکان نے وہ لال جو بنا کر لایا تھا چھوڑا وہ لال گرد امیر کے پھرا اور پھر اُسکے ہاتھ پر جا بیٹھا اُسنے اُسکو پکڑ لیا اب امیر نے ابوالفتح سے کہا کہ کیا کہتا ہے ابوالفتح نقلی نے نعرہ کیا کہ منم پیکان جادو یا امیر اسم اعظم آپ کا بند کرنے آیا تھا یاد تو کیجیے اب دیکھیے کہ یاد ہے یا نہین یہ کہکر وہان سے غائب ہوگیا اور یہان امیر بیخود ہوگئے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب اسم اعظم بند ہوتا ہے صاحبقران بیخود یا بیہوش ہو جاتے ہین اور وہان پیکان نے اُس لال کو لیجاکر ایک شیشہ مین بند کیا اور اُس شیشہ کو ایک دیو کو بلا کر دیا اور کہا کہ اسکو

لیجاکر اچھی طرح رکھنا اور طبل جنگ بجوایا یہان امیر دشاہ تو باقی ہین اُنھون نے بھی طبل جنگ بجایا لشکر تو تھا ہی نہین تیاری کیا ہوتی لشکر کفار مین بلاشک تیاری تھی جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تابان نصبد جباہ وجلال خنجر بیضاوی کینہ سور حلقۂ مہر اور نیزۂ خطوط شعاع ہاتھ مین لیکر توسن گردون پر جلوہ فرما ہوا صبح کو امیر و بادشاہ میدان مین آئے اسم اعظم تو فراموش تھا ہی اور امیر خود بھی جگر و دل کو سنبھال کر کھڑے ہوے اُسطرف پیکان نے لقا راندہ درگاہ الٰہی مردود و منکوب با زرہ شاہ باختری چالیس ہاتھیون کو زنجیر بند کراکے موتیون کا بنگلہ ڈال کے تخت کھنچوا کر سوار ہوا ڈنکہ بر چوب پڑی نشان شکست نشان ہمراہ چلے بیرقین سیاہ ہوا مین اُڑتی تھین جھنڈے سر جھاڑ منھ پہاڑ جھاڑ جھنکاڑ جلوہ دکھاتے تھے کلۂ عمود و کمان چلا چلا کر لقا کو کوس رہے تھے لشکر گروہ گروہ مثل دریا کے جوش کھاتے ہوے جنگاہ مین مثل سیلاب فنا چلے آتے تھے ہر ایک سپاہی زرہ سی دام مرگ مین پھنسا ہوا تھا غرض یہ میدان مین آئے بلداروں نے پست و بلند زمین ہموار کی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ ڈالا سقون نے چھڑکاؤ کر کے گرد و غبار بٹھایا نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور مذمت دنیاے فانی زبان پر جاری فرمائی کہ ابیات

انسان کے حق مین یہ دنیا کی چاہ ہے	دیگر	اِس خوان کی نمش کف مار سیاہ ہے
نہین آج دارا کا باقی نشان		سکندر کی باقی نہین عظم شان
بیاہ لے جاؤ عروس موت کو	دیگر	دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

جب نقیب نقابت کر کے کنارہ ہوے اُسوقت پیکان نے چاہا کہ مین میدان مین جاؤن لیکن پہلے سامنے لقا کے آیا اور اپنے اژدر پر سے کود کے سجدہ کیا اور پھر میدان مین آیا ہنوز لڑنے نہ نکلا تھا کہ امیر تو باقی ہین ہر چند کہ بیخود تھے مگر سامنے تخت بادشاہ کے گھوڑا پھینک کر آئے اور کود کر گھوڑے پر سے تخت بادشاہ کو بوسہ دیا پھر اجازت میدان مین جانے کی چاہی کہا کہ سواے میرے اور کون باقی ہے اب مجھے مرنے کی اجازت دیجیے بادشاہ نے سر و خدا کہا امیر منتظر ہوے کہ جب پیکان جادو میدان مین نکلے تو مین جاؤن اور اُدھر پیکان نے پکار کر آواز دی کہ یا امیر آیے اور اطاعت کیجیے امیر نے جواب دیا کہ مین لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون لقا پر اور اُسکے پرستارون پر پیکان خاموش ہوا اسوقت ایک ابر پیدا ہوا اور ظاہر قدرت ہوا جدار آکر ہوے امیر

سے ملاقات کی اور سب حال کہا امیر نے فرمایا کہ جسکے لینے کو تم آئے ہو وہ سب جلا دیے گئے پیکان
نے یہ بدعت کی ہے تب تاجدار نے کہا میں جاکر اُس سے مقابلہ کرتا ہوں اور اسم اعظم آپ کا چھوڑ آتا ہوں
یہ کہکے ایک گولہ طرف آسمان کے ملا دیکھا کہ ایک پریزاد آتی ہے پیکان نے جو یہ دیکھا ایک دشنہ ہی
ایک دیو وہ شیشہ اسم اعظم کا لیے ہوے پیدا ہوا اُس پری پر چلا پری نے اُس سے چھینکر شیشہ
توڑ ڈالا اور دیو سے لپٹ گئی دیو بھی جل گیا اور آپ بھی جل گئی لیکن اسم اعظم امیر کا چھوٹ گیا
پیکان و بادبان طبل بازگشت بجوا کر پھر سے فرہ خوف سے ساحر آگے ہیں لڑنا دشوار ہے تدبیر اور
مضبوطی کر کے لڑینگے غرض پھر گئے اور تاجدار نے کہا یا امیر آپ سب کو لیکر بارگاہ میں چلیے میں سرداروں
کو لیکر آتا ہوں یہ کہکے میدان سے غائب ہو گیا وہاں پیکان نے بختیارک سے کہا کہ کل دیکھیے کیا ہو
اس اثنا میں ابوالفتح اور سرہنگ مصری صورتیں اپنی بدلکر بارگاہ لقا میں آئے اور چاہا
کہ کچھ عیاری کریں لیکن سحر نے پیکان اور بادبان کو آگاہ کیا کہ دو عیار بھی آئے ہیں اور وہ سامنے
کھڑے ہیں پیکان نے ان دونوں کو بھی پکڑ لیا اور ظاہر میں تو سردار جل گئے مگر سب زندہ ہیں اور
ہیں ان دونوں عیاروں کو بھی پیکان نے وہیں قید کرا دیا اور کہا کہ میں سب سرداروں کو قتل کرتا ہوں
اور آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ سب سردار ایک رسن میں بندھے ہوے آسمان سے اُترتے آئے پیکان
نے جلادوں کو اشارہ کیا کہ سب کے سر کاٹ ڈالے یہ خبر بیکاروں نے آکر امیر سے بیان کی امیر تمام تمام
لشکر کے لشکر لقا کی طرف چلے نصف راہ میں پہونچے تھے کہ تاجدار قدرت سب سرداروں کو تخت پر
بٹھائے ہوے تخت کو اُڑاتا ہوا آکر پہونچا کس لیے کہ تاجدار قدرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ سردار
کہاں قید ہیں بس وہ مقام معلوم کر کے وہاں گیا اور جو ساحر کہ وہاں محافظ تھے اُنکو قتل کر کے سرداروں کو
چھوڑا کر اور اُنھیں کی ایسی صورت کے پتلے بنا کر اور محافظوں کی ایسی صورت کے پتلے بنا کر
سحر کے بیر اُنمیں بٹھا کر اُنکو زندہ کر دیا اور آپ سرداروں کو لیکر خدمت امیر میں آیا اور وہاں اُنھیں
پتلوں کو پیکان اور بادبان نے بلا کر قتل کر ڈالا یہاں تاجدار نے امیر سے کہا کہ حضور آپ کہاں
جاتے ہیں وہ جو قتل ہوے میرے پتلے سحر کے تھے ادھر خبر ہوئی پیکان کو کہ ہمنے قتل کسکو کیا وہ
سردار خدمت امیر میں آگئے پیکان غصہ میں آکر اُٹھا اور چلا اُسکے ساتھ بادبان بھی آیا یہاں
تاجدار نے بہ تعجیل سحر کیا کہ ایک قلعہ تیار ہوا اُسمیں سے ایک جوگی پیدا ہوا اُسنے آکر پیکان اور بادبان

کو پکڑ لیا تمام ملازم اُنکے مارے گئے وہ بھاگ کر باغ سینا مین مخفی ہوا اب امیر دربار مین آئے اور پیکان اور بادبان نے آپسمین صلاح کی کہ دین امیر کا برحق ہے ہمین لازم ہے کہ مطیع اسلام ہو جائین کیونکہ قیدمین ہین بس یہ دونون پکارے کہ ہم بھی مطیع اسلام ہوتے ہین ہنوز یہ قید خانہ مین نہین گئے تھے کہ امیر نے انکو خلعت منگا کر دیا اور یہ دونون مطیع اسلام ہوئے طاہر اور تاجدار نے کہا اب امیر کسی کو ساتھ بھیجیے امیر نے کہا کہ کوئی وجہ ایسی ہو کہ ہم بھی مقابلہ دیکھین تاجدار نے کہا ایرج قلعہ مین آپ بیٹھکر ملاحظہ فرمائیے گا سب حال آپکو ظاہر ہوگا امیر نے ایرج کو ساتھ کیا اب طاہر و تاجدار و پیکان و بادبان ایرج کو تخت پر بٹھا کر طرف قلعہ زرافشانیہ کے روانہ ہوئے یہان کچھ لوگ پیکان و بادبان کے افراسیاب کے پاس آکر پہونچے اور سب احوال بیان کیا کہ پیکان و بادبان مطیع الاسلام ہوئے اور ایرج کو لیے ہوئے طاہر و تاجدار و پیکان و بادبان طرف زرافشانیہ کے جاتے ہین بس صرصر نے کہا ایک ساحر میرے ساتھ کیجیے کہ مین جاکر ایرج کو گرفتار کرون واضح ہو کہ صرصر افراسیاب کی ایسی صورت بنکر کوکب پر عیاری کرنے گئی تھی تو اپنے ساتھ لیگئی تھی اُسوقت بھی صرصر ایک ساحر کو لیکر روانہ ہوئی اور بعد صرصر سفاک برق نگاہ نہایت زردست ساحرہ ہو کر اُسکے پاس انگشتری جمشیدی ہے بارہ سو ساحرون سے یہ بھی روانہ ہوئی مگر وان راہ سے طاہر نے عرضی بخدمت کوکب روانہ کی کہ ہم ایرج کو بڑی دھوم سے لیے ہوئے آتے ہین آپ بران وغیرہ کو واسطے استقبال کے روانہ فرمائیے کہ صناحبقران انکے بھیجنے پر راضی نہوتے تھے بہانے سے خاطر سے اور آپ کے نام سے بھیجا ہے یہ عرضی کوکب نے پڑھی اور نام بران پر خفا ہوا کہ بران کے جانے کی کیا ضرورت ہے مگر جمشید کو روانہ کیا یہان تاجدار وغیرہ ایرج کو لیے ہوئے صورت عمدہ بنائے ہوئے منزل بہ منزل آتے ہین ایکدن ایکمقام پر لشکر اُترا اور صحرا کی سمت سیر دیکھ رہے تھے کہ ایرج کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین کی چھاتی پر قزاق سوار ہے اور قتل کیا چاہتا ہے ایرج نے کہا اے تاجدار اس نازنین کو بچا تاجدار نے ہاتھ ہلایا کہ قزاق کا سر اُڑ گیا گھوڑے جاکر گر پڑا اور شمابور شیر دل جاکر اُس نازنین کو سامنے ایرج کے لایا ایرج نوجوان نے دیکھا کہ ایک معشوقہ حسین و مہ جبین کہ جسکی زلف رسا کے روبرو زلف سنبل کی سر اسر ہیچ پیشانی نور آگین اُسکی وہ کہ اُسی ماہ پیشانی کے سر حسن کا ٹیکا ابرو بسان ہلال خمیدہ تیر مژگان وہ کہ جو دل د

جگر چھیدین آنکھین شراب حسن سے معمور دل بحشاق پر چوٹ کرین گال دونون مے حسن سے لال
ایسے جیسے گلاب کے پھول آفتاب انکے روبرو شرمائے اگر مقابل ہوجائے دہن تنگ غنچہ سربستہ لیسپہ انکو
دیکھکر لیتا سینہ پر چھاتیان ابھری ہوئی گول گول انمول نہایت سڈول کہ دوہا۔ سندر روپ اور مکھ
اُدہ اجنے وہ ایسے سڈول + کرے کرارے چیکنے اونچے گورے گول + اسکے حسن کا یہ نقشہ تھا کہ کبت
سندر روپ سروپ مہامن یون لالچے جیسے انگ مین لیجے
جیون مور سجیون کی چھب دیکھت کی چھب دیکھے ہی جیجے
پان مکھوات مہا ادھارس چاہے تو چندر کو دیکھے نہ دیجے
ٹک اور بناؤ بنے نہ سنے ڈھک میٹھی ہی مکھ کو دیکھا ہی کیجے

ایرج اُسپر مائل ہوا اور اُسکو اپنے پاس بٹھایا اور جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تابان غار مغرب مین
گیا اور کواکب نے فلک پر انجمن آرائی فرمائی اُسوقت محفل آراستہ کی ساقی و مطرب حاضر ہوے
دور جام مے ارغوانی چلا ہر ایک مست و لایعقل بنا توبہ توبہ مے پرستون کے لاؤلاؤ کی صدا دماغ مین
ہر ایک کے مستی نے ٹھیکا کھایا طال اللہ کی آواز بلند نشہ مین ہر ایک ارجمند اپنی گرمی نشاط و ہنگامہ
انبساط مین ہر ایک شخص بیہوش ہوا یعنی یہ عورت صرصر شمشیر زن ہی اُسنے شراب مین بیہوشی
ملا کے ہر ایک کو بیہوش کیا ہی اور اُنھین کے گرفتار کرنے کو آئی تھی بس اُسنے ایرج کا پشتارا باندھا
اُسوقت سفاک برق نگاہ بارہ ہزار ساحر سے آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ صرصر شمشیر زن نے
اپنا کام کیا اُسوقت اُسنے ایک نیچہ بھیجکر صرصر کو اُٹھوا منگایا اور کہا کہ اسکو کسی جنگل مین چھوڑ آؤ صرصر
افراسیاب کو گالیان دینے لگی کہ اُسنے یہ کیا وقت تھا بلوا لینے کا مگر کیا ہو سکتا تھا اب سفاک
برق نگاہ نے سب کو گرفتار کیا اور تخت سحر پر ڈال کر روانہ ہوئی لیکن کوکب اپنے دو یار مین بیٹھا ہوا ہے
کہ برہمن روئین تن کا نامہ آیا کہ ای کوکب پیکان اور مادبان اور طاہر و تاجدار وغیرہ ایرج
کو لیے ہوے تمھارے پاس آئے تھے اب برق نگاہ نے اُنکو بیہوش کر کے ارادہ لیجانے کا کیا
ہے خبر مہمان کی لینا چاہیے کوکب جو یہ نامہ پڑھا فوراً اُٹھا اور بتعجیل تمام سفاک برق نگاہ
کو اگر اُسنے قتل کیا اور شہزادہ ایرج کو چھوڑا لیا اور لیکر اپنے ملک کیطرف چلا ابھی اُنکو تو
راہ مین رہنے دیجیے لیکن کیفیت سنیے کہ کوکب روشنضمیر نے کہا کہ اے ایرج اب تو آپ اپنے منزل

آتے ہین مین جانتا ہون ایرج نے کہا بہتر ہی بس یہ اپنے مقام پر آیا اور خواجہ عمرو نے لوح کو اپنی زنبیل سے نکالا اور کوکب کو دیا اور کہا کہ ای کوکب یہ لوح تمہارے طلسم کی ہی اسکو تم حفاظت مین رکھو کوکب نے کہا ای خواجہ ابھی تم اس لوح کو رہنے دو کیونکہ طلسم کشا موجود ہی ایسا نہو کہ وہ اسکو پا جائے عمرو نے کہا کہ لوح اسواسطے نہین ہوتی کہ میری زنبیل مین رہے بلکہ اسلیے ہوتی ہے کہ وہ طلسم مین رہے تاکہ طلسم کشا کے کام آئے اب مین اسکو اپنے پاس نہ رکھونگا کوکب نے ناچار ہوکے لے لیا اور اُس لوح کو ایک گلدستہ مین رکھا اور اُس گلدستہ کو ایک قصر مین پہاڑ پر رکھ دیا اور ساحر بہر حفاظت مقرر کیے اور جس مقام پر رکھی گئی ایک ابر اُس گلدستہ کے اوپر چھایا پھر اُسمین سے موتی برسنے لگے اب ایک ساحر کے دل مین آیا کہ اس لوح کو اگر شہزادہ جہانگیر پائے تو مجکو بہت کچھ سرفراز کرے یہ لوح چلکر اُسکو دینا چاہیے بس اُسنے اُس گلدستہ کو توڑکر اور جو ساحر کہ محافظ تھے اُنسے چھپاکر لوح کو نکالا اور شہزادہ جہانگیر کے پاس آیا اور لوح کو دیا شہزادہ اُسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور اُس ساحر کو سرفراز کیا اور آپ لوح لیکر واسطے فتح کرنے طلسم کے اکیلا چلا اور لوح کو دیکھا اُسمین لکھا کہ ای مفتاح طلسم و سیاح عجائبات دہنی طرف کو جاؤ شہزادہ جہانگیر اُس طرف کو چلا یہانتک کہ آتے آتے ایک قصر کے قریب پہونچا اور دیکھا کہ قصر نہایت بلند و رفیع ہی جہانگیر اندر اُس قصر کے آیا ہر طرف دیکھا کہ شیشہ نشین اور رکسے بنے ہین معمار عقل بھی اس جگہ کو دیکھکر حیران کار ہی شہزادہ اندر بارہ دری کے آیا یہان دیکھا تو ایک تخت پر ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ تاج شہریاری بر سر و حارقب شاہنشاہی بر بالائے مرواریدگون مین پڑے ہین چتر بال ہما کا سر پر گردش مین تخت پر بیٹھا ہے اور گرداگرد اُسکے کرسیون پر امیران سلطنت اور وزیران ابہت متمکن ہین شہزادہ نے جب خوب غور کرکے دیکھا تو اُس بادشاہ کو مع ارکین سلطنت پتھر کا پایا حیران ہوا کہ نہین معلوم یہ پہلے انسان تھے اب پتھر کے ہوگئے ہین یا کسی نے تصویرین تراش کر یہان رکھدی ہین اس سوچ مین کھڑا تھا کہ ایک طرف سے آواز قہقہے کی آئی اُسنے پھر رجو دیکھا تو ایک نازنین مہ جبین نہایت شوخ و شنگ کبک رفتار شیرین گفتار خال ہندو چشم جادو مہر تمکین زہرہ جبین کہ زلف چلیپا کے روبرو سنبل کے پیچ بالکل بیچ کھڑی ہوئی ہنس رہی ہے شاہزادہ اُسکو دیکھکر مائل ہوا خنجر ابرو کا گھائل ہوا تیر مژگان دل کے پار ہوا طائر دل شکار ہوا قریب آکر اُس سے کہا کہ ای جانی و ای سرمایہ

عمر و زندگانی تم کس بات پر قہقہے لگاتی ہو اُسنے کہا کہ مین تمھارے حیرت کرنے پر آئینہ وار حیران ہون کہ اِس مکان مین ششدر مثل آئینہ متحیر کھڑے ہو آیے تشریف لائیے بلکہ میت رواق منظر چشم من آشیانہ تست

کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست بلا نگذاشتے کہ پاے بر خاک نہی	از آمدنت اگر خبر داشتے خاک قدمت زدیدہ برداشتے	در رہ گذرت گل سمن کاشتے شہزادہ دل از کف دادہ تو

اُسکا ہو ہی چکا تھا بغیر دیکھے لوح کے اُس نازنین کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالے دل مضطر اپنا سنبھالے کہتا ہوا شعر

لیے ہین کتنے دل ایک ایک ناز پر تو نے + بغل مین بیٹھ کے اُنکا حساب دیتی جا + غرض وہ نازنین شاہزادہ کو لیے ہوے اُس مکان کے ایک ایسے مقام پر آئی کہ وہان دروازہ لگا تھا جب اُس دروازہ کے اُدھر گئی تو دیکھا کہ یہان ایک باغ دل کشا نہایت فرح افزا لگا ہی ہوا یہانکی مسیحائی کا دم بھرتی ہی بلبل گل سے گفتگو کرتی ہی غنچہ مسکرا رہے ہین گل خندہ زنی کرتے ہین شاخین درختون کی جھومتی ہین شاہد ارض کا منھ چومتی ہین ہوا وہان کی کار مشاطگی کرتی ہے کہ شاخین جھوم جھوم کر آپسمین ملتی ہین کسی طرف نرگس مست کہین لالہ ساغر در دست فرش سبزہ زنگاری کا بچھا خیمہ ابر کا استادہ طاؤسان زرین بال سبزہ پر رقص کرتے ہین نہرین سلسبیل و تسنیم آسا چمن مین رواں وزان باد بہاری سے پھولون کی سبزۂ زنگاری پر گلکاری تھی غنچے چٹکتے نہین جا ہیان لیتے ہین نشہ کا اُنھین اُتار ہی عروس چمن پر جوبن ہے طرفہ بہار ہی بلبلین چہچہاتی ہین فصل بہار ہی تو عروس چمن کے سہاگ گاتی ہین طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے ہین فاختہ کی کو کو قمری کی حق سرہ نہرون کے کنارے فوارے ساون بھادون کیطرح چھوٹ رہے ہین فوارہ کیا اُچھلتا ہے حوض کا حوصلہ نکلتا ہی نظم

کہین گیسو دا ہی جعفری ہی کہین	کہین سیوتی کے پھول ہین نسرین	ہی گلون پر عجب طرح کی بہار
خندہ زن ہین برنگ صورت یار	سیوتی داؤدی بابونہ کنار	ہین ہزارون ہی وہان گل بے شمار
حوض ہین لبریز نہرین ہین رواں	سب طرح پھولونکی ہین گلکاریان	سنبل تر اور گل یاسمین گڑھل
یاسمن شبو و نسرین بے بدل	غرض وہ عورت اِس شہزادہ والا تمکین کو لب نہر ایک بنگلہ مین لائی	

اور مسند پر اُسکو بٹھایا کشتی شراب کی حاضر کی پاس آپ بھی بیٹھی مگر شرمائی ہوئی لجائی ہوئی مگر اور کوئے کا عالم دکھاتی نیچی نگاہین کرکے مسکراتی اُسکے حسن کی یہ کیفیت تھی کہ ماہ کامل اُسکے رخسار سے جو لڑ جاتا تو صاف منھ پر طمانچہ پڑ جاتا گو ہر دندان کی چمک آبرو مرواریدکی کھوتی آفتاب کی ضیا سلسلے اُسکے شرمندہ ہوتی

سینہ پر چھاتیون کا اُبھار گول گول سڈول یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ڈبیان معجون مہی کی ہین یا دو گنبد بلور کے ہین یا دو قمقمے نور کے ہین ابیات

عید کا چاند ہی یا ہی وہ جبین مہ پارا	رونق مطلع انوار ہے یا جلوہ صبا	صبح صادق ہی شب قدر کی یا نام خدا
ہے مہ و مہر کا نور اُسکے مقابل پھیکا	حرف تقدیر نظر آئے تجھے پیشانی	آپ کے رشک سے ہی آئینہ پانی پانی
گورے گورے سے ہین رخسار نما کہ اُبھار	عمر بھر بوسہ و لب کی ہو تمنا ہو ہوس	مفت ہی جان کے عوض بھی ہو میسر تو نہ سر
بل سے مدھ ٹپکا ہی پڑتا ہی جوانی کا رس	دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک اصل خدا	رخ سے رخ چھوٹ گئے غور کے حاشا کلا

بس اُسنے شہزادہ کو جام مے ارغوانی بھر کر دیا اُسوقت شہزادہ کو خیال آیا کہ یہ مقام طلسم ہے ایسا نہو کہ مین کسی آفت مین گرفتار ہو جاؤن بس لوح کو دیکھ لینا چاہیے اُسنے لوح کو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے شاہزادہ ظلمات جادو ہے تمنے بُرا کیا کہ جو اسکے ساتھ آئے بہتر کیا تمنے جو لوح کو دیکھا ورنہ مارے جاتے اب تمکو چاہیے ہی کہ لوح اسکے جسم سے مس کر دو تاکہ سیدھا جائے اور اس باغ مین بھی عکس لوح ڈالو کہ اسمین بھی آگ لگ جائے اور یہان سے اُٹھکر اُس مقام پر کہ جہان وہ بادشاہ پتھر کا تخت پر بیٹھا ہے جانا اور لوح کو اُسکے بدن سے چھوانا کہ وہ انسان ہو جائے اور اسی طرح سب اہل دربار بھی اُسکے انسان ہو جائین اور وہ زعفرانیہ کا حاکم ہی زعفران شاہ اُسکا نام ہی یہ ساحرہ اُسکو اُٹھا لائی اور طالب وصال ہوئی جب اُسنے منظور نہ کیا تو اُسنے اُسکو پتھر کا بنا دیا اب تو اُسے انسان بنا لوح سے شہزادہ نے یہ حال معلوم کر کے اُس ساحرہ کے بدن سے لوح کو مس کیا کہ وہ جلنے لگی اور باغ مین بھی عکس لوح ڈالا کہ اُسمین بھی آگ لگی وہ سب گل گل نار ہوے جلکر فی النار ہوے سب باغ آتش بہار و برباد ہوا شہزادہ کو اُس ساحرہ کا کہ سینہ تھی جلنے کا بہت رنج ہوا لیکن اب جو دیکھا تو اُسکا یہ نقشہ تھا کہ کبت بھینس کی ایسی کھال اور سر پیچھے کے ایسے بال مانون چوٹے کی لاؤنی ملائی ہے + کالی رات ماؤس کی ایسی سیاہی چندہ تو کہان پائی ہے شعر تابہ دہنے سینہ بانے + بودہ دہنش چو دیگدانے - شہزادہ نے یہ صورت اُسکی دیکھکر لاش پر اُسکی تھوک دیا پھر والان سے اسی بارہ دری مین جہان وہ بادشاہ تھا آیا اور لوح کو چھوا کر سب کو انسان بنایا اُس بادشاہ نے سر اپنا قدم پر شاہزادہ کے رکھا اور کہا کہ مصرع اے آمدنت باعث آزادی ما + پھر اُس بارہ دری مین سب طرح کا سامان عیش و نشاط فواکہات کی ڈالیان خوش رنگ نزالیان کشتیان شراب کی کابین گزک کے لیے گرما گرم کباب کی موجود تھین اُس مقام پر جلسہ آراستہ کیا

شہزادہ نے شراب پی اور کباب کھائے پھر آرام فرمایا بعد کچھ دیر کے اُٹھا زعفران کے ساتھ جو ساحر تھے اُنھون نے
تخت سحر تیار کیا اُسپر شہزادہ اور بادشاہ کو سوار کر کے قلعہ زعفرانیہ مین لائے یہان کے عجائبات دکھائے
اہل قلعہ کو خوشی ہوئی کہ ہمارا بادشاہ آیا سب نے نذرین دین شہزادہ نے اُس ملک کو نہایت آباد پایا
کہ عمارتین گچ اور پختہ بنی تھین کہ جو طاق کسریٰ اور فریدون کو شرماتی تھین ہر عمارت کی دیوار و پنرا سنگاری
اور صیقل کیا ہوا یہ اُسکا نقشہ تھا کہ بیت

زسبے صفای عمارت کہ در تماشایش		نگاہ باز نگردد بدیدہ از دیوار	

شہزادہ وہان دار الامارت شاہی مین آیا اُس بادشاہ نے دعوت بڑی دھوم سے کی رقاصان مہر طلعت رقص
کرنے لگین دو شراب ہوا جلسہ چنگ و رباب ہوا جب اس سے فارغ ہوے شہزادہ نے اپنا حال کہا کہ مین طلسم
کشائی کو آیا ہون غرض کئی روز وہان شہزادہ رہا ایک دن جب طلسم عالم مین طلسم کشاے آفتاب سرگرم رفتار ہوا اور
لوح آفتاب خطوط شعاع سے منقوش ہے شعر صبحدم نکلا فلک پر آفتاب ✦ پھر گیا ہر ایک آنکھون سے خوب
شہزادہ زعفران شاہ سے رخصت ہوا اور قلعہ سے نکلکر چلا لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نکلا دست راست کی
جانب سیدھے چلے جاؤ بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا شہزادہ یہ معلوم کر کے روانہ ہوا اور ایک صحراے
سبزہ زار مین پہونچا کہ کوسون تک سبزہ لہلہا رہا تھا کوڑ بالا رنگ لالہ کھلا تھا چشمے چھر چھا رہے لبریز ڈبڈبے
موج خیز پیپے کا مستون سے مخاطب ہو نا پی پی کہکے آپ ہی جان کھونا گلون کی سرخی سبزہ کا لہلہانا
عجب طرح کا جوبن دکھاتا تھا اُس بہار پر بے اختیار دل لوٹا جاتا تھا شہزادہ قدرت خدا مشاہدہ کرتا ہوا
قریب ایک پہاڑ کے آیا اُس پہاڑ کو پھولون سے مثل گلدستہ کے پایا پہاڑ سے جھرنا جھرتا تھا آبشار ہوتا تھا
روح فرہاد کی اُس پہاڑ پر نثار تھی پھولون کی بیلین لٹک رہی تھین منشی بہار نے گویا خط طغرا تحریر کیا تھا
شہزادہ اُسکی گھاٹیون کو طے کر کے قلۂ کوہ پر آیا یہان دیکھا تو چھوٹے چھوٹے درخت یک لخت گل اور بار سے لدے
ہین اور ایک طرف کو ایک طفل حسین بصد حسن و تزئین بیٹھا ہے ایک ناندہ پانی سے بھرا ہوا سامنے اُسکے
رکھا ہے اُس ناندے کے اندر منھ لے کا ڈال کر پھونک رہا ہے تو اُسمین سے بلبلا اُٹھکر قندیل ہو کر بلند
ہوتا ہے صدہا قندیلین روشن ہوا پر بلند ہین اور وہ لڑکا اُن قندیلون کو دیکھکر ہنستا ہے شہزادہ نے جو
یہ ماجرا دیکھا اُسکو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے اور وہ تماشا بہت پسند آیا کھڑے ہو کر اُسکو دیکھنے لگے
اور ایسی بیخودی ہوئی کہ لوح دیکھنے کا مطلق خیال نہ رہا اور اُدھر اُس لڑکے نے شہزادہ کو دیکھا تو ہنسا

پانی کو جلدی جلدی پھونکنے لگا کہ قندیلین بہت سی اُٹھکر شہزادہ کی طرف چلین اب شہزادہ کو خیال آیا کہ قندیلون کا پانی سے اُٹھنا سوائے اسکے نہین کہ کچھ جادو کا شعبدہ اور ڈھکوسلا ہی ایسا نہو کہ تو گرفتار ہو جائے اسلیے لوح کو دیکھا چاہیے کہ کہان پانی اور کہان قندیلین بس اسنے لوح کو دیکھا اُسمین لکلا کہ اے مشاہدہ کن حالات غرائبات یہ حباب جادو ہی یہ لڑکا نہین ہے تجھکو گرفتار کرے گی نہین تو جا کر لوح کو اُس تاندے مین دکھا تاکہ اُسکا پانی اسکو غرق کرلے شہزادہ نے جا کر لوح کو اُس تاندے مین دکھایا اُسوقت اُس لڑکے نے شہزادہ پر بہت کچھ افسون کیا تا بخ تبخ لگائے مگر بسبب لوح کے اثر پذیر نہوے اور پانی اُس تاندے کا مثل دریا کے اُبل کر جو بڑھا تو اُس لڑکے کو اُسنے اپنے مین ڈبو لیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مارا نام من حباب جادو بود اب وہ پانی وغیرہ سب غائب ہو گیا اور لاش حباب جادو کی بوندلے اُڑ اکر لے گئے شہزادہ نے سجدۂ شکر بدرگاہ خدا کیا اور وہان سے آگے بڑھا پہاڑ کے نیچے اُترا اور پھر لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ سامنے کو روانہ ہو یہ اُسی طرف چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مع چند کنیزان خوش آئین کے ایک خیمہ کے کنارے پر بیٹھی ہی اور ایک جوان سامنے اُسکے کھڑا ہوا منتین کر رہا ہے کہ یکایک ایک دیو لعین ڈانتا ہوا پیدا ہوا اور اُسنے اُس عورت سے کہا کہ بیت سب سہینگے جو اگر لاکھ بُرائی ہوگی ✤ پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی ✤ یہ کہکر اُس جوان کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ کیون مردود تو میری معشوقہ سے ہنستا ہی یہ کہکر اُسکے قریب آیا اور چاہا کہ اُسکو ہلاک کر ڈالون اُسوقت وہ عورت کھڑی ہوئی اور پکاری کہان ہان کیا کرتا ہے اُس بیچارے نے تیر اکیا لیا ہی اُس دیو نے کہنا اُسکا نہ سنا اور اُس جوان کے لپٹ گیا اُسوقت تو وہ پکاری کہ اے شہزادہ جہانگیر آپ دیکھتے ہین اور اِس موذی کو سمجھاتے نہین شہزادہ جہانگیر آپ آگے بڑھے اور اُس دیو سے کہا کہ نالائق تو کیون اِسکو قتل کرتا ہے اُس دیو نے کہا کہ یہ میری معشوقہ سے ہنستا ہے شہزادہ نے کہا کہ تو دیو اور وہ عورت یعنی انسان تجھسے اور اُس سے کیا نسبت ہی کہ جو تو اُسکو اپنی معشوقہ بناتا ہے جا دور ہو نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا وہ دیو اُس جوان کو چھوڑ کر شہزادہ کے لپٹا اور اُس عورت نے اور کنیزون نے اُسکی ظاہر مین تو شہزادہ کی بلائین لینا شروع کین لیکن چاہا کہ لوح گلے سے اُتار لین اور جب اُنھون نے لوح اُتارنے کا ارادہ کیا شہزادہ اب سمجھا کہ یہ مکر ہے بس فوراً اُسنے ہر چند کہ وہ دیو لپٹا ہوا تھا مگر لوح کو دیکھا اُسمین لکلا کہ اے شہزادہ یہ ساحرہ ہے اور آپ کو دھوکا دیتی ہے چاہیے ہے کہ اسکو قتل کیجیے یہ معلوم کرکے

شہزادہ نے اُس دیو کو تو اُٹھا کر دے مارا اور پھر اُس عورت کے اوپر ہاتھ ڈال کر بال اسکے پھر کے پکڑے
اور ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ گردن اُسکی ٹوٹ گئی اور چرخ کھا کر زمین پر گری اور ہلاک ہوئی آواز آئی
کہ ملا غضبناک جادو کو اب وہ دیو اور وہ جوان جو فتین کر اٹھا سامنے سے بھاگ گیا اور
شہزادہ وہان سے آگے چلا پھر لوح کو ملاحظہ کیا اسمین نکلا کہ اب کی دفعہ بچھکو ایک درخت عالیشان ملیگا
کہ جسپر ایک طاؤس زرین بال بیٹھا ہوگا اور جب وہان پہونچنا تو اُس طاؤس کو اپنے پاس بلانا اور
اسکی پشت پر سوار ہونا وہ تمکو صحرا سے عجیب مین لیجائیگا شہزادہ اُس درخت کے نیچے جاکر پہونچا
اور طاؤس پر سوار ہوا وہ لیکر اُڑا یہان تک کہ ایک صحرا مین لاکر اُسنے پہونچایا شہزادہ اُسکی پشت پر سے
اُترا اور آگے چلا ایک جا پر ایک ہنڈولہ کھڑا دیکھا کہ کھٹولے اُسمین بندھے تھے اور ہر کھٹولے پر ایک
ایک نازنین بیٹھی تھی جب اُن نازنینون نے شہزادہ کو دیکھا سب ایک ایک کرکے کنوین مین
کود گئین شہزادہ نے لوح کو دیکھا اُسمین لکلا کہ اس ہنڈولہ کو تلوار سے کاٹکر کنوئین مین گرا دے اور تو بھی
کود پڑ شہزادہ نے ایسا ہی کیا اور کنوین مین کودا غلطان اور پیچان چلا جب تہ پر پانون لگا ایک میدان
وسیع نظر پڑا وہان دیکھا وہی عورتین جو کہ کنوین مین کود گئین تھین درختون مین جھولہ پڑا ہے اور وہ
جھول رہی ہین پینگ اسقدر بڑھتے تھے کہ یقین ہے آسمان چھو لینگی شہزادہ نے لوح کو
دیکھا اُسمین نکلا کہ انسے راہ کترا کے ایک طرف کو روانہ ہو ہرچند یہ پکارین مگر جواب نہ دینا شہزادہ
اُنکی طرف سے راہ کترا کے چلا اب اُنھون نے پکارنا شروع کیا کہ اے شہزادہ جہانگیر ادھر آؤ
کہان جاتے ہو شہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا اسوقت تو وہ جھولہ پر سے کود کود کر انکی طرف دوڑین اُنھون نے
پھر لوح دیکھا اُسمین نکلا کہ اسی بات کا انتظار تھا کہ یہ عورتین جھولے پر سے اُتر پڑین اب تو اُنکو لوح
دیکھا دے کہ یہ جلکر رہجائین شہزادہ نے انھین لوح کو دکھا دیا وہ سب دھڑ دھڑ جلکر خاک ہوگئین شہزادہ
پھر آگے بڑھا اور دیکھا کہ ایک گنبد بنا ہوا ہے وہ گنبد یاقوت احمر کا تھا اور ایک پتلی جواہر کی نہایت
زر و زیور سے آراستہ گنبد کے اوپر کھڑی ہے اور سامنے تلہ کے چار جام جواہر نگار نہایت تکلف سے
رکھے ہین اُن جامون پر جانور جواہر کے بنے ہوئے بیٹھے ہین تاثیر یہ ہے کہ جو کوئی سامنے اُس پتلی کے جائے
تو وہ جلکر رہجائے شہزادہ نے لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کہ اس اسم کو پڑھکر تیر سے اس پتلی کو گرا دے
اور پھر تو اندر اُس گنبد کے جا شہزادہ نے تیر سے اُس پتلی کو گرایا اور آپ اندر اُس گنبد کے آیا اور دیکھا

کہ اُس گنبد کی دیوارون پر آئینہ نصب ہین اور اُن آئینون مین تصویرین بنی ہین اور تمام دنیا کا حال اُن آئینون مین معلوم ہوتا ہے اور دیوارین شکارگاہین تصویرین بادشاہان زمانہ کی کھنچی ہین اور ایک آئینہ مین تمام ولایتون کا نقشہ اور حال نظر آتا ہی شہزادہ نے کھڑے ہوکر اُس آئینہ مین سیر مفت ملک کی کرنا شروع کی آئینہ کیا تھا کہ جام جہان نما تھا اور بڑی دیر تک سیر دیکھا کیے پھر اپنی معشوقہ ملکہ ماہ دُردر گوش کو دیکھا کہ ایک پلنگڑی پر پڑی تیرے عشق مین زار زار روتی ہے نہایت پریشان حال ہے سیماب وار بیقرار ہے کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی اور کبھی یہ کہتی ہی کہ قطعہ

کوئی ہمارے لتغافل شعار سے کہدے	اشعار	کہ آپ ذرہ نوازی جو مہروار کرین
تو باوجود تقاضاے مرگ و شدت نزع		ہم اور بھی نفس چند انتظار کرین

اے باد صبا سوے دلارام
لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام
جس دن سے ہوئی تیری جدائی

دیوانے پر تیرے آفت آئی
آوارہ ہون تیری جستجو مین
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین

گھر بار تمام مجھسے چھوٹا
اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا
تجھ بن مری جان پر بنی ہے

جلد آ کہ یہ وقت جا نکنی ہی

یہ دیکھکر شہزادہ زار زار بر نگ ابر بہار رویا کہ یکایک ایک آواز آئی کہ ای شہزادہ جہانگیر والاتدبیر السلام علیکم اُسنے جو آنکھ اوپر اُٹھا کر دیکھا تو ایک مرد پیر نہایت ضعیف نورانی صورت عمامہ سر پر باندھے عبا گلے مین پہنے کھڑے ہین شہزادہ نے اُنکو جواب سلام دیا اور کہا کہ ای مرد بزرگ آپ کون بزرگوار ہین اُنھون نے کہا کہ ای شہزادہ جہانگیر تم طلسم کوکب توڑنے ہو تو بہت پچھتاؤگے کیونکہ کوکب دوست صاحبقران ہے اور تم بیٹے صاحبقران کے ہو تمکو چاہیے ہی کہ اب تم یہان سے پھر جاؤ اور اپنے لشکر مین جاکر قیام پذیر ہو اور مسلمان ہو جاؤ کلمہ پڑھو اور انتظار آمد صاحبقران کرو جب وہ آئین تو اُنسے لڑکر زیر ہونا اور مسلمان ہو جانا شہزادہ نے اُسی وقت کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا اور کہا کہ مین مسلمان تو پہلے ہی تھا لیکن اب اتنا طلسم کوکب کا مین فتح کر چکا ہون کوکب کو بادشاہت ملک کی کیا کم ہی طلسم کو اُسکے ٹوٹ ہی جانے دیجیے اُنھون نے کہا کہ تمکو اختیار ہے لیکن تم فرزند صاحبقران ضرور ہو یہ کہکر وہ مرد پیر تو غائب ہو گئے اور شہزادہ اُس گنبد عجائب نما سے باہر نکلا اور آگے چلا اور قریب ایک قصر کے پہونچا اُس قصر مین ہزارہا روزن ہین اُن روزنون سے چہرے پریزادون کے نکلے ہوے ہین اور ایک طرف سے اسطرح کی صداے چنگ و سرود آرہی ہی کہ کلیجہ مونہہ

تو دیکھی ہی جہانگیر اندر اس قصر کے آیا دیکھا محفل عیش آراستہ ہی ایک بادشاہ تخت پر متمکن ہی اُسنے جہانگیر
کی تعظیم کرکے کہا آیئے مین آپ کی اطاعت دل سے کرچکا ہون جہانگیر بیٹھا نازنینان مہ جبین نے ایسا
چنگ وغیرہ بجاکے گایا کہ بے ساختہ آنکھین جہانگیر کی بند ہوگئین خواب مین اشرف الحکمت کو دیکھا کہ فرماتا
ہی اے جہانگیر یہ افتخار جادو ہے بہت جلد اسکو لوح کھینچ مار ورنہ یہ لوح وغیرہ چھین لے گا جہانگیر نے
آنکھ کھولکر لوح کھینچ ماری سب جلگئے آواز آئی کشتی ہار انام من افتخار جادو بود اس مرحلہ کو فتح کرکے جہانگیر
بہ ہدایت لوح آگے روانہ ہوا اور ایک دریا کے کنارے پہونچا دیکھا تو ایک ایک موج اُس دریا کی مثل کوہ کے
اُٹھتی ہی ہر حباب آنکھین دکھاتا ہی دریا مثل خاطر غصہ ناک کے جوش کھاتا ہی نہ کشتی ہی نہ ڈونگی ہی نہ ملاح
ہی بیڑا پار نہین ہی متحیل بیٹھا نہین لگتا شہزادہ کنارے اُس دریا کے حیران وار کھڑا تھا کہ کیونکر اُس پار جاؤن
کہ یکایک ایک مچھلی برنگ یاقوت احمر دریا سے پیدا ہوئی کہ پشت پر اُس مچھلی کے کاٹھ کا ٹھر اکھنچا تھا اور ایک ساحرہ
اُسپر سوار تھی تمام بدن اُس ساحرہ کا مثل بلور کے چمکتا تھا وہ کنارے آئی اور اُسنے آکر شہزادہ سے کہا
کہ مین آپ کی دوست ہون دشمن نہین اور اس دریا کے اندر مین رہتی ہون آپ میرے ساتھ اندر دریا
کے چلیے کہ وہان مکان بنا ہوا ہی شہزادہ نے لوح کو اُسکے کہنے سے دیکھا اُسمین نکلا کہ یہ سچ کہتی ہی تم اسکے ساتھ
جاؤ شہزادہ نے کہا کہ اچھا چلو وہ شہزادہ کو اُسی مچھلی پر بٹھاکر دریا مین لے گئی جب وہ مچھلی درمیان دریا کے
پہونچی غوطہ مار گئی اب شہزادہ کی آنکھ کھلی تو مع اُس ساحرہ کے اپنے تئین ایک قصر مین پایا ساحرہ نے انکو مسند
پر تعظیم تمام بٹھایا کشتی شراب کی حاضر کی شہزادہ نے شراب پی اب اُس ساحرہ نے بھی سمجھایا کہ ای جہانگیر تم
مسلمان بھی ہوے ہو تمھین نہ چاہیے ہی کہ طلسم کوکب توڑو اب یہان سے تم واپس جاؤ شہزادہ نے منظور
کیا اور کہا اچھا تم مجکو میرے لشکر مین پہونچاؤ تو اُس ساحرہ نے انکو کچھ کھلا پلاکے بہت خاطر کرکے انکے لشکر مین انکو
پہونچا دیا یہ تو لشکر مین آگئے لیکن سفاک کو مار کر کوکب نے جو ایسرج کو چھوڑ دیا تھا تو افراسیاب جادو
نے ایرج کی راہ روکنے کے لیے چشمک فیل دندان جادو کو بھیجا یہ آیا اور اُسنے آکر سحر کیا کہ ایک دیوار راستہ مین
دور تک کھنچ گئی اُسوقت پیکان جادو نے کہا کہ ہم روکے گئے ہین یہ دیوار جو کھنچی ہی سحر کی ہی عرض اُس دیوار
کے ٹھہرے اور وہان بران شمشیر زن نے مجلس جادو سے کہا کہ اے مجلس دیکھ تو اب
ایرج نوجوان کہان ہی اُسنے جو آنکھین بند کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ زیر دیوار چشمک جادو
سب ٹھہرے ہوے ہین اُسنے بران سے اس حال کو کہا بران نے کہا کہ اے مجلس تو جاکر

اُس دیوار کو توڑ دے مجلس وہان سے روانہ ہوئی اور آکر اُسنے ایک ناچ اُس دیوار پر مارا
کہ وہ دیوار دھوان ہوکر اُڑ گئی اُسنے آکر ایرج نوجوان سے ملاقات کی ایرج نے دیکھا ایک لڑکی کرتہ پہنے
ناک بہتی ہوئی چلی آتی ہے اُسنے پوچھا کہ یہ کون ہے طاہر قدرت نے کہا کہ یہ مجلس جادو ہے ہمیشہ لڑکی
بنی رہتی ہے مجلس نے شہزادہ ایرج کو سلام کیا لیکن چشمک نے جو یہ دیکھا کہ میری دیوار سحر کی باطل ہوگئی
یہ غصہ مین چلا اور سامنے مجلس کے آیا اور پکارا کہ او لنگا نہ چھوکری تو نے بڑا غضب کیا کہ میری دیوار کو باطل
کردیا اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگی یہ کہکر سامنے آیا اُسوقت مجلس نے اپنے سر کے بال نوچے
چشمک بھی اپنے سر کے بال نوچنے لگا اب جو فعل کہ مجلس کرتی ہے وہی چشمک بھی کرتا ہے اس لڑائی
کے عرصے مین بران شمشیر زن بھی آکر پہونچی اور کھڑی ہوکر تماشا دیکھنے لگی اب چشمک نے ایک انگوٹھی
مجلس پر کھینچ ماری مجلس نے وہ انگوٹھی مچھلی بنکر مُنہ مین لے لی اُسوقت آسمان پر نعرہ ہوا کہ نسم
افراسیاب جادو اور افراسیاب کے ساتھ ناقوس جادو بھی ہے اور اُسکے پاس ناقوس جمشیدی
بھی ہے پس ناقوس نے ناقوس جمشیدی کو پھونکا کہ مع بران سب بیہوش ہوگئے مگر مجلس جادو
تڑپ کر زمین مین سماگئی اور وہان سے جو نکلی تو ایک سحر ایسا کیا کہ چشمک کے دو ٹکڑے ہوے اور پھر یہ
زمین مین سماگئی لیکن یہان سب بیہوش تھے افراسیاب نے تیلون سے کہا کہ ان سب کو باندھ لو
اُسوقت مجلس تڑپ کر مچھلی بنی ہوئی زمین سے نکلی اور ٹکرا اُسنے آکر بخت افراسیاب پر ماری کہ تخت
کے کئی ٹکڑے ہوگئے ایک ٹکڑے پر افراسیاب ایک پر ناقوس جمشید اور ایک پر خود ناقوس جادو
بیٹھا تھا مجلس نے ایک گولہ سحر کا ناقوس جادو پر مارا کہ اُسکے سینہ کے پار ہوگیا افراسیاب
گھبراکر کھڑا ہوگیا اب مجلس افراسیاب سے چمک چمک کر لڑنے لگی اور دو چار سحر ایسے کیے کہ افراسیاب
بھی زخمی ہوگیا اور اسطرح یہ لڑ رہی تھی کہ افراسیاب کا پنجہ اسپر قابض نہ ہوتا تھا اُسوقت افراسیاب
نے نعرہ کیا کہ اے وہ میری سمرن لاؤ کہ جو مین نے بوٹیان اپنی کا ٹکر بنائی تھی اور انگشتری جمشیدی منگائی
تھی وہ سمرن لاکر افراسیاب کو ایک پریزاد نے دی بس اُس سمرن کا کہ اب یاقوت کی تھی ایک دانہ
توڑکر افراسیاب نے مجلس پر مارا کہ مجلس کے سینہ کو توڑکر پار نکل گیا بران وغیرہ اور عمران
جادو مرنے سے چشمک کے ہوشیار ہوچکی تھین انھون نے اپنے گریبان پھاڑ ڈالے
مجلس مین رمق جان باقی تھی اُسنے بران سے کچھ وصیت کی اور دم اُسکا نکل گیا افراسیاب

تو چلا گیا یہ سب روتے ہوے لاشہ مجلس کا لیکر مع ایرج سمت کوکب روانہ ہوے روایت دیگر ہے
کہ جسوقت ناقوس مارا گیا تو اُسوقت افراسیاب بدحواس ہوا مگر روے ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم فخر ظلماتی اسی
کے مرنے پر مجلس جادو زندہ ہوگی مگر اب ایرج کو لیکر کوکب اور بران و عمرو کیطرف طاہر وغیرہ روانہ
ہوے اور وہان افراسیاب بھی فوج کثیر لیکر چلا اور خود پاس فخر ظلماتی کے آیا اور کہا اُستاد کوکب
نے ایرج کو بڑی دھوم سے بُلایا ہی فخر نے کہا میں وہ تدبیر کرتا ہون کہ سال بھر تک زرافشانیہ پر نہ پہونچ سکے
یہ کہکر فخر تو روانہ ہوا اور افراسیاب اگر پاس جہانگیر کے پہونچا کیونکہ جہانگیر طلسم توڑ سنے پھر کر
آچکا ہی افراسیاب نے اُس سے کہا کہ تم اب جلد زرافشانیہ خالی کرالو اُسوقت جہانگیر کو کچھ بن
نہ آیا سوائے اسکے کہ یہ اُٹھا اور کنارے دریا کے آکر دریا میں کود پڑا اور بہتا ہوا اندر قلعہ زرافشانیہ کے
پہونچا کس لیے کہ یہ دریا اندر قلعہ کے گیا ہی اور زرافشان جادو کو خبر ہوئی کہ جہانگیر آگیا یہ گھبرا
کے اپنے مقام سے چلا اور سامنے جہانگیر کے آیا جہانگیر پر سحر کرنا شروع کیا لیکن اُسکے پاس لوح طلسمی
سحر نے تاثیر نہ کی اور جہانگیر نے تیغہ بلاکش کھینچکر قتل کرنا شروع کیا آخر زرافشان جادو تاب نہ لا
روبفرار رکھا اور شکست کھاکر بھاگ گیا پھر زرافشانیہ میں عمل جہانگیر اور افراسیاب کا ہوگیا ایک گنبد
طاہر قدرت صاحبقران کے یہاں بنا آیا ہی کہ اُسپر صاحبقران بیٹھے ہوے یہ سب تماشا دیکھ رہے
ہیں مگر کوکب نے سُنا کہ شہر زرافشانیہ خالی ہوگیا اُسکو بہت رنج ہوا اور وہان سے یہ چلا شہزادہ ایرج
کے پاس آیا ایرج نے تسلیم و تعظیم کی اب کوکب اُنکو لیکر بڑی عزت سے اپنے طلسم کی طرف چلا ڈنکا
بجتا ہوا طائران سحر سر پر سایہ فگن نقیب آواز میں لگاتے ہوے بحشم و خدم چار منزل اُنھوں نے راستہ
طے کیا تھا کہ ایک صحراے سبزہ زار میں آکر پہونچے ایسا وہ صحرا معقول اور فرحت ناک تھا کہ ہوا اُنکی

مسیحائی کا دم بھرتی تھی ابیات

سبزہ ایسا تھا دلفریبندہ	مردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ	سوئے اُس سبزہ پر اگر بیمار
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار	یہ ہوا ے خوش اُس کی آتی تھی	روح بالیدگی سی پاتی تھی
بس نظر کرتی تھی جہانتک کام	مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام	غرض یہ مسافر راہ طے کرتے ہوے

ایک مقام پر آکے پہونچے کہ وہان گل و ریاحین بہت کچھ تھے کوکب نے کہا کہ یہ صحرا تو خشک تھا
اب سرسبز کیونکر ہوگیا یہ کہکر اُس صحرا کے ساکن کو طلب کیا اور اُس سے پوچھا کہ یہ صحرا تو ہمیشہ سے

خشک تھا یہ گل دریاحین کہان سے آئے اسنے عرض کی کہ آج تیسرا دن گذرا ہی کہ ایک کالا ابر آسمان سے
پیدا ہوا اُسی پانی کی تاثیر سے یہ سب پھول طرح طرح کے پیدا ہوے ہین اور اِدھر بائین جانب ایک
قصر پیدا ہوا ہی اسکے دروازے پر ایک پریزاد مع ہزار بارہ سو کنیزون کے متمکن ہی اور سیر صحرا دیکھ رہی ہی بس
کوکب و بران و ایرج و عمرو سب اُتر پڑے حیرت مین آکر کہا دیکھین کہ ہماری علداری مین کون آکر بسا
ہے آگے آگے کوکب اور پشت پر تمام سردار جب برابر اُس قصر کے آکر پہونچے دیکھا کہ حقیقت مین ایک
ایک نازنین دریاے جواہر مین غرق ہزار بارہ سو نازنینان مہ جبین اُسکی پشت پر عمدہ لیے ہوے کھڑی
ہین بس جیسے ہی نگاہ کوکب کی اُسپر پڑی بیقرار ہوگیا کوکب اور اُس نازنین نے اُٹھکر سلام کیا
کوکب قریب آیا اور پوچھا کہ تمہارا کہان سے آنا ہوا اُسنے بڑھ کر کوکب کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا
اور کہا اندر تشریف لائیے باغ کی سیر ملاحظہ کیجیے ہم مسافر ہین آپ کی سرحد مین بسے ہین یہ کہکے کوکب کو
اندر لیگئی اندر جو آکے دیکھا ایک باغ نمونہ جنت ہی اور درخت کلان ہین کہ اُسمین سے موتی گر رہے
ہین بس سب مع بران و ایرج دامن مین موتی بھرنے لگے مگر اُس نازنین نے سب سے کہا کہ یہ سب
موتی آپ ہی صاحبون کے واسطے ہین ذرا اندر چلیے اب ہر ایک سردار کے ساتھ ایک ایک ویسی ہی
نازنین ہوئی اور ہر ایک کو لاکر قصر مین داخل کیا اور رقاص ہونے لگا عمرو مع کوکب اُسی تماشے مین مصروف
ہوے سب سے زیادہ موتی عمرو نے چُنے تھے مگر اور ایک مکان مین یہ بھی مصروف عیش ہین جو جس مقام
تھا اُسکا یہ قول تھا کہ ہم کبھی اِس مکان سے نہ جائینگے اور خود کوکب اُسی نازنین کو پہلو مین لیے
ہوے شراب خواری مین مصروف ہی نجوم سے یہ حال برہمن نے دریافت کیا بہت رویا
کہا فخر ظلماتی نے سحر کیا ہی اُسمین جاکر یہ سب پھنسے ہین جاکر نور افشان جادو سے اُسنے ایک نقش
دیکر ایک عورت کو بزور علم روانہ کیا کہ وہ اسی مکان مین آکر پہونچی کوکب کو بیٹھا دیکھا اور
اور بیہوش بہت دیکھا غصہ کیا مگر کسی طرح سحر سے یہ نکل نہ سکے اور فخر بخدمت افراسیاب
آیا اور کہا بغیر سال بھر کے عمرو مع کوکب اُس مکان سے نہ نکل سکے گا اس عرصہ مین سب کام
کرلو اُسوقت نامہ لقا کا آیا افراسیاب پر غصہ تھا کہ کیون ملعون تو نے ہمکو
خوب فراموش کیا تب افراسیاب نے کہا اے فخر جاکر مسلمانونکا تو خاتمہ کردے وہان کوئی
ساحر نہین ہے مگر عیار بلاے بہ ہین فخر نے کہا مین جاتے ہی خاتمہ کردونگا ایک شب بھی ٹھہرونگا بیجا

عیاری کرنے پاوین اور وہان صاحبقران ایک بیج مین بیٹھے ہوے یہ سب تماشا دیکھ رہے تھے
کہ کوکب وغیرہ سب پھنسے ہوے ہین نہایت افسوس کر رہے ہین اور فخر ظلماتی وہان جاکر
پاس لقا کے پہونچا اور کہا ذرا باہر آکے تماشا دیکھیے مین نے سنا ہے کہ بڑے بڑے ساحر آکر ہار گئے
اور کسی سے کچھ نہو سکا مین ابھی خاتمہ کیے دیتا ہون یہ کہکر فخر نے جاکر سحر کیا تمام لشکر صاحبقران مین
آگ لگ گئی فریاد کی صدا بلند ہوئی اُسوقت صاحبقران تیغہ پکڑکے برج کے اوپر سے کود ے اور
اسم اعظم پڑھتے ہوے آگے بڑھے دیکھا کہ تمام لشکر جل رہا ہے وقنا ربنا عذاب النار آگ ہر طرف شعلہ آور
ہے لشکر سے صدائین چلی آتی ہین کہ جلے کوئی کہتا ہے ہم پھلے کوئی کہتا ہے خداوندا بچانا
صاحبقران نے دیکھا کہ ایک ساحر کنارے لشکر کے کھڑا ہے اور سحر کر رہا ہے اسی کے سحر کی یہ آگ
شعلہ زن ہے صاحبقران اسپر جا پڑے وہ اسم اعظم سے تو آگاہ تھا نہین اُسنے چاہا کہ مین کر مین
ہاتھ دیکر صاحبقران کو اُٹھالون امیر نے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ایک ہاتھ عقب سلیمانی کا مارا کہ اُس
ساحر کے دو ٹکڑے ہوے تمامی لشکر نے اُسکے سحر سے رہائی پائی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من
فخر ظلماتی جادو بود جب فخر ظلماتی مارا گیا تو کوکب وغیرہ نے بھی رہائی پائی اور مجلس جادو
کہ ظاہر مین ماری گئی تھی یہ باطن فخر نے اُسکو لیجاکر قمری کی شکل بناکر پنجرے مین بند کیا تھا بس
وہ پنجرا آپ سے آپ ٹوٹ گیا اور وہ قمری بھی مجلس کی صورت ہو گئی اور ہزارون چیزین جو
سحر کی تھین وہ مٹنے لگین زوجہ اُسکی ظلمات زنار بند جو موجود تھی اُسنے دیکھا کہ شوہر کا میرے
سحر مٹنے لگا مجلس جادو قمری سے انسان ہوکر جو آگئی بس اُسکو یقین ہوا کہ شوہر میرا مارا گیا
اُسنے بال اپنے نوچ ڈالے اور رونے لگی اور مجلس کے اوپر جا پڑی مجلس تو ابھی قید سے چھوٹی تھی
گھبرائی ہوئی تھی اُسنے اُسکو پکڑ لیا اور چاہا کہ قتل کر ڈالون اُسوقت روئے ہوا پر نعرہ ہوا کہ تم
گستاخ روشن ضمیر آئینہ دار برادر مجلس جادو اس زور مین آیا کہ مجلس کو پنجہ مین دابکر اُٹھالے گیا
ظلمات زنار بند نے آواز دی کہ او چھوکری تو کہان بچکر جائیگی اسوقت تو مین اپنے شوہر کے
غم مین ہون مگر آگے وہ ہین کہ جہان تو جاتی ہے مین تجکو قتل کرونگی یہ کہکر زار زار رونے لگی اور یہ نوحہ پڑھنے لگی بیت

لگی رونے کیا یہ نوحہ آغاز		نوحہ	بدرد قلب با غمناک آواز	
مین صدقے تجھپہ مین قربان ہی ہے			میری جان میرے پیارمان ہی ہے	

نہ دیکھا کوئی دنیا کا تماشا	ابھی سے تنے کھوئی جاں ہی ہی
نہ دھیان آیا تمھین زوجہ کا بھی کچھ	دکھایا یہ ہمین سامان ہی ہی
اکیلی مین رہی جور فلک سے	ہوئے تم موت کے مہمان ہی ہی
کہان آغوش زوجہ اور کہان خاک	دکھایا یہ ہمین سامان ہی ہی
خطا کیا مین نے کی کچھ تو بتاؤ	ہوے تم ایسے کیون انجان ہی ہی
فلک کے مرگ کے رنج و قلق کے	بھلا کس کس کے لون احسان ہی ہی

یہ تو اپنے شوہر کے غم مین ہی اور روہان کوکب ایرج کو لیکر اپنے مقام پر آیا اور اسکی دعوت کی اور دو روز کے بعد جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تابان نے گردون کی سیر کرکے غار مغرب مین منھ چھپایا اور ستارے بصد حسن و تزئین چرخ برین پر اپنی چمک دکھانے لگے کہ نظم

ہوئی جب رات وقت خواب آیا	منھ خاور نے اپنا منھ چھپایا	ستارے پھر نظر آنے فلک پر
گیا مغرب مین پھر خورشید خاور	سر شام جہانگیر نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر ہرکارون نے آکر ایرج کو	

پہونچائی کہ شہزادہ فلک جاہ جہانگیر نے طبل جنگ بجوایا ہے ایرج نے بھی حکم دیا کہ کمدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے ادھر بھی طبل جنگی گڑگڑایا آلات حرب و ضرب کی تیاری مین ہر ایک بہادر مصروف ہوا سنان تیزہ کی زبان زبان درازی کرنے لگی تیر نخچیر کرنے پر آمادہ ہوے سپاہیون نے پیمانۂ شراب حرب نوش کیا دلون مین لڑنے کا جوش ہوا عمود کلہ زنی کرنے لگے تلوارین صیقل ہوتی تھین کمانین جو خانہ کر گئی تھین انکو سینک کر درست کیا لڑنے پر ارادہ چست کیا پھر یہی تلاش و ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ غلاف شرق سے تیغ تیز خورشید کو نکالکر ترک دھر نے قبضہ مین کیا اور رات مثل فراریان رو بفرار لائی کہ ابیات

سحر گہ کانپتا خورشید نکلا	کہ دیکھا چاہیے ہوتا ہے اب کیا	چلے لڑنے کو سب مردان جنگی
بڑھی میدان کو ایرج کی سواری	صبح کو ایرج تو جوان مسلح و مکمل ہو کر بعد ادا سے فریضۂ نماز سحر	

دعاے فتح و ظفر مانگ کر مرکب باد پیما پر سوار ہوا ہمراہ لشکر بے شمار ہوا وہ پلٹنون اور رسالون کا چلنا طبل و لوق کا بجنا دل گردون دہلاتا تھا ہر ایک سوار برچھا ترچھا کنوتی پر رکھے جاتا تھا افانوسین روشن فوج و لشکر پر جوبن منقبت خوانی نقیب کرتے کڑکیٹ کڑکا کہتے صبح صادق کا وقت اسلحہ کی چھاچاق

بلند مسلح و مکمل ہر ایک اژدہا بڑے عظم و شان سے یہ لشکر کینہ خواہ وارد دشت مصاف ہوا آنے سے دونون فوجون کے کرہ ہوا کرہ خاک آئینہ سپہر مکدر طائر آشیان گم کردہ پھرنے لگے روسے آفتاب گندلا ہوگیا غرض سیلدارون نے نکلکر پست و بلند زمین کو ہموار کیا نقیبون نے نکلکر نقابت کی علمون کو جلوہ ملا صفوف لشکر میمنہ و میسرہ ساقہ و جناح وغیرہ آراستہ ہوئین جب نقیبون نے مذمت دنیائے فانی زبان پر جاری کی صفون پر شمال صف مژگان کے سناٹا آگیا جب نقیب نقابت رہکے جہانگیر نے گھوڑا اٹھا کر بیچ میدان مین جا کر سلحشوری دکھا کر نعرہ کیا کہ اے ایرج آؤ میرے مقابلہ مین ایرج نے آہستہ آہستہ مرکب اٹھایا اور سامنے اسکے آیا پہلے سلام علیک کی پھر نیزہ اٹھا کر اٹکل کرکے سینہ بیکینہ جہانگیر پر لگایا دونون مین لگی برابر سے نیزہ بازی ہونے لگی نظم

دو نیزہ دو باز و دو مرد دلیر
شہان مرا جنین سے بود کارزار

تو گوئی کہ بودند دو نیزہ شیر
بینگونہ ہرگز نہ پیچند کار

سنان نیزہ زبان دراز یان کرنے لگی لیکن ایرج نوجوان تربیت یافتہ پیر قطب دوران یعنی عمر و کا ہے اور امیر کے یہان کے بند جانتا ہے اسطرح گانٹھ کر لگایا کہ گھوڑا اڑا یا کر نیزہ ہاتھ سے جہانگیر کے ہوا ہی ہوا یعنی نکلگیا اتو جہانگیر کئی نیزہ آب خجالت مین غرق ہوا اور تلوار کو کھینچکر خبردار خبردار کرکے اسنے ایک ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کی باڑھ سے لگا ملائی جبتک کہ تیغہ دور تھا دور تھا جب سر پر پہونچا اسنے تھپکی دی کہ تیغہ پٹ پڑا اسنے سپر دست پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ تیغہ چھین لون جہانگیر نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا زور کشمکش کے ہوے کہ مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اسوقت تو شاطر چلایا کہ اے بہادران اگر کشتی لڑنا ہی تو اتر کر نصیب آزمائی کرو یہ دونون دامن گردان کر زمین پر کودے اور زرہ اور سب بانہاے جنگ اپنے اتار کر لنگوٹ کسکر کشتی لڑنے لگے پھر تو نہ ابن راظفر نہ اور اخطر نہ اور ابن راظفر دہن بہ دہن اور مشت بہ مشت کشتی ہونے لگی کبھی یہ ریل لے گیا کبھی وہ ریل لیگیا کبھی یہ بغلی ڈوبا کبھی اسنے لونگ بندھا کیلی کی دکھنی گرہ لگائی رود بھری کوڑا بندھا آنٹی ماری اسیطرح پانچوین دن ایرج کا کولا اتر گیا امیر گنبد طاہر قدرت پر بیٹھے ہوے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کولا اتر جانے سے ایرج کے رنجیدہ ہوے اور جہانگیر نے ایرج کو چھوڑ دیا کہ اب اچھے ہونا تو پھر لڑنا غرض یہ لشکر پانچ روز سے بے خورد و خواب تھا اپنے اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوا مگر کوکب ذرا تنہا

رات امیر کو بلوایا اور طاہر قدرت نے جاکر کہا کہ یا امیر اب آپ تشریف لیچلیے ایرج کالو کو لا اُترگیا
امیر یہان آئے اور جب وہ زمانہ آیا کہ اندھیرا عالم مین چھایا شاہ خاور نے پردۂ شب مین منھ چھپایا کہ ابیات

شہ خاور نے دربار اپنا برخاست	کیا اور آئی جب عالم مین پھر رات	ستارہ رات کے طالع کا چمکا
سر شب طبل جنگی پھر بجایا		

یعنی اول شب حکم دیا جہانگیر نے کہ طبل جنگ پر چوب پڑی امیر تو اکیلے ہی تھے مگر جہانگیر کے لشکر مین تیاری رہی ساحر سحر کرتے رہے ہوم ہوا کیا بنگالیون نے دریا کے کنارے بیٹھکر ڈہرہ بجایا کلوا بھیرون نارسنگھ کو بلایا نقیب چلایا کیے بہادرون کو جگایا کیے ترغیب جنگ دلایا کیے ہتیار صاف ہوتے رہے نامدار روتے رہے چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ زمانہ آیا کہ شہ خاور یعنی آفتاب عالمتاب لرزان و ترسان بنرۂ خطوط شعاع کو ہاتھ مین لیکر بارگاہ مشرق سے برآمد ہوکر

تو سن فلک پر سوار ہوا کہ ابیات	کہ شمشیر تابان خورشید کو	میان سے لیا ترک گردون نے جھ
چلے اُٹھکے لڑنے کو پھر جنگجو	سپہ گھر کے آئی وہان چار سو	صبحدم لشکر امیر با توپ و تیر کے ہمراہ

کوکب سنے کر دیا اور آپ بصد کروفر میدان مین آئے دلاورون نے پرے جمائے جب صفین آراستہ ہوچکین میدان پاک و صاف ہوا جہانگیر گھوڑا اُڑاکر میدان مین آیا اور پکارا کہ یا امیر آیئے میرے مقابلہ کو امیر بھی اشقر اُڑاکر اُسکے سامنے آئے تمام لشکر پیادہ ہوا علمون کو جلوہ ملا طبل و نقارے بجے امیر سب لشکر کو تسلی و دلاسا دیکر اور ٹھہراکر سامنے جہانگیر کے آئے جہانگیر نے سلام کیا امیر نے بھی جواب علیک السلام دیا پھر جہانگیر نے کہا یا امیر آیئے ہم آپ کشتی لڑکر نصیب آزمائی کرین تلوار کا کام کاٹ ہے النا ہی امیر نے کہا بسم اللہ یہ کہکر اسقر پر سے کود ے اور دونون لنگوٹ باندھکر لڑنے لگے اب امیر نے اُسکے زورون کو ریلون کو روکنا شروع کیا پیچ اور توڑ جوڑ و بند کا سلسلہ کس حُسن و خوبی سے بندھا کبھی سر سے سر ملاکر ٹکر مارتے تھے کہ اگر بابۂ آہنی مقابل مین ہوتا تو توتیا اور سرمہ ہوجاتا اسیطرح ساتوین دن امیر اُسکو ریل کر لیچلے اور ایک مقام پر لاکر جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوے امیر نے فرمایا کہ اب مین نعرہ کرتا ہون ہوشیار رہو جانا اور یہ نہ کہنا کہ مجکو چیخ کر آپ نے اُٹھالیا جہانگیر نے کہا کہ صحرا فراخ ہے جہانتک چاہیے چیخیے ادھر عمرو نے کہا ایہا الناس امیر نعرہ کرتے ہین روئی اپنے اپنے کانون مین دے لو یہ ایسا نعرہ کرینگے کہ حاملہ عورتون کے حمل گر جائینگے سوار بڑے بڑے گھوڑے ہنہنا کر دور لیگئے اور سب نے کانون مین روئی دے لی اب امیر نے نعرۂ اللہ اکبر کرکے کہ بیت

چنان نعرہ زد مبر منزل مصاف ✣ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ✣ جہانگیر گوسر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا پھر مشکین باندھکر شادان و فرحان پھرے اور بارگاہ مین لائے یہان گستاخ نے راہ مین مجلس کو ہوشیار کیا اور کہا کہ تم چلو مین آتا ہون مجلس تو روانہ ہوئی اور امیر پر افراسیاب بادل بیتاب غصہ مین آپڑا لیکن امیر مالک اسم اعظم ہین انکا کچھ نکر سکا برّان و کوکب وغیرہ لڑنے لگے امیر نے مقابل افراسیاب آکر اسم اعظم پڑھا کہ یہ گھبراکے بھاگا اُسوقت مجلس بھی آکے پہونچی اور افراسیاب بھاگا جاتا تھا یہ اُس سے لڑنے لگی اُسوقت زوجۂ فخر ظلماتی کا نعرہ ہوا کہ یہ دختر تاریک صورت کش کی ہے اور طرف سے کوکب کے برہمن رو مین تن بھی آیا اور ظلمات زنار بند اسطرح آئی کہ سب نے دیکھا کہ ایک بنگلہ فولادی اُڑتا ہوا چلا آتا ہے برہمن نے ایک تیغ اوسکے مار دیا کہ سینہ کو اُسکے توڑکے پار گذر گیا سینہ سے اُسکے دھوان پیدا ہوا برہمن نے کہا کہ یار و بڑا غضب ہوا اب اِس دھوئین سے کوئی نہ بچیگا وہ دھوان تمام لشکر مین پیچیدہ ہوا سینہ اُسکا کیا تھا گویا چاہ بابل تھا اب نعرہ ہوا کہ منم ظلمات زنار بند کیون اے برہمن رو مین تن اب کیونکر بچیگا یہ کہکر اُسنے سحر کو زور دیا اور لشکر مین کوکب کے گھس آئی دھوان سینہ سے نکلکر تمام لشکر مین اندھیرا چھا گیا اور ظلمات نے اُسی اندھیرے مین سرداران کوکب کو قتل کرنا شروع کیا اِن سب کی آنکھون مین تو اندھیرا چھایا ہے اور وہ ہر گھڑی گرتی ہے اور ایک ایک کو اُٹھالے جاتی ہے اور قتل کرڈالتی ہے اب کوکب و برہمن سب دفع سحر کر رہے ہین آفتاب چمکتا ہے مگر کچھ نہین ہو سکتا اسی ہنگامہ مین پیکان و بادبان اور کئی بڑے بڑے سردار کوکب کے مارے گئے اُسوقت آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم گستاخ برادر مجلس آئینۂ جمشیدی ہاتھ مین لیے ہوا آتے ہی جو اُس تاریکی پر آئینہ کو چمکایا وہ اندھیرا دفع ہونے لگا ظلمات نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر گستاخ پر آپڑی گستاخ نے وہی آئینہ سامنے اُسکے کر دیا کہ اُسکی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بس گستاخ نے نیچہ مارا کہ ظلمات کے دو ٹکڑے ہوے یہ معرکہ افراسیاب نے جو دیکھا کہ ظلمات کو گستاخ نے قتل کیا یہ غیظ و غضب مین گستاخ پر جا پڑا گستاخ نے آئینہ دکھلادیا کہ افراسیاب کو حیرت ہوئی مگر کچھ اشارہ کیا کہ آئینہ پر غبار چھا گیا اور بیچ مین دو ٹکڑے ہو گئے اُدھر آئینہ سیاہ ہوا بس افراسیاب کے گلے مین وہ سمن ہے کہ جو سیاہ مین واسطے حصول انگشتری جمشیدی کے بنائی تھی اُسمین سے وہ نکالکر مارا کہ گستاخ کے سینہ کے پار ہو گیا مجلس تڑپ کر چلی تھی کہ ایک آندھی اُٹھی تمام زمانہ مین تاریکی ہو گئی

بجدلحہ کے دیکھا کہ لشکر اوڑا سیاب نہین ہے ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہے طرف سے آفاق پہاڑ دست کر لکھا ہے کہ اے کوکب منم آفات لے گئی سب کو اُٹھا کر ابھی مناسب نہ تھا جسدان غصہ مین آؤنگی اور مقابلہ کرونگی ایک دن مین اے کوکب تیری سلطنت کو تباہ کردونگی یہ پرچہ کوکب نے پڑھا اور ہنسکر چپ ہورہا اور صاحبقران نے بھائی کو خورشید تاج بخش کے لشکر جہانگیر مین تھا بلایا اور اُس سے پوچھا کہ مفصل تباجہانگیر کس کا لڑکا ہے اُسنے آشکار کیا کہ ملک خورشید تاج بخش لڑکا ہے غرض بعد تکرار بسیار اُسنے کہا کہ یہ لڑکا آپ کا ہے اور چابک تیز رفتار بیٹا عمرو بن اُمیہ کا ہے یا صاحبقران ملک سوار تاج بخش جو کہ سو سن قلزم پرست کے مقام پر آپ کو اپنے گھر لیگیا تھا مع عمرو بن اُمیہ ضمری کے دامان ملکہ شمس پری اور گلبدن وزیرزادی دردانہ پری ان دونون سے ایک کو آپ اور ایک کو عمرو اپنے عقد مین لائے اور اُنسے یہ دونون لڑکے پیدا ہوے اور وہ دونون شہزادی اور وزیرزادی حاملہ ہوئین ایک روز پردۂ دنیا پر صحرائے خاص مین آئین اور وہان انکو دردزہ ہوا اور یہ لڑکے پیدا ہوئے اُسیجگہ ملک خورشید تاج بخش بھی آیا اور دونون لڑکون کو دیکھا اچھے معلوم ہوے پس فوراً ایک شیر ببر کی صورت بنا اور ڈپٹ کر اُن دونون عورتون پر دوڑا وہ دونون عورتین فرط خوف سے لڑکون کو چھوڑ کر بھاگین یہ اُنکو اُٹھا لایا اور پرورش کیا اب یہ بیٹا آپ کا ہے اور چابک بیٹا عمرو کا ہے بس یہ سُنکے صاحبقران نے جہانگیر کو گلے سے لگایا اور عمرو نے چابک کو گلے سے لگایا کوکب کو لوح اور تیغۂ بلاکش دے دیا اور صاحبقران جہانگیر کو اپنے ساتھ لیکر سمت کوہ عقیق روانہ ہوے لیکن حمران جادو نورالدہر کو گرفتار کرکے لے گئی تھی وہ راستہ مین ملی اُسکو صاحبقران نے قتل کیا کیونکہ وہ طالب وصل نورالدہر سے تھی اور یہ منظور نہ کرتے تھے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ مخمور سرخ چشم معشوقہ نورالدہر کی یہان آکر پہونچی اور حمران سے مقابلہ کیا حمران نے اُسکو بھی پکڑ لیا اور سامان قتل کیا اسوقت امیر آکر پہونچے اور حمران کو قتل کرکے نورالدہر کو چھوڑایا اور اپنے ساتھ لیا اور مخمور کو کہ یہ نورالدہر پر عاشق ہے جانب عمرو بن اُمیہ ضمری روانہ کیا مخمور بطور مخفی نورالدہر سے ملاقی ہوئی اور صحبت عیش آرا سے کی باہم لطف شراب خواری رہا رنگڑیون کی قینچیان بندھ گئین گلا بیان شراب کی سینون پر آئین باہم لطف بوسہ و کنار رہا کہ بیت ایک کا ہاتھ ایک کی بالین + ایک کے لب سے ایک کو تسکین

غرض بعد عیش امیر نورالدہر کو لیکر اپنے لشکر کی طرف چلے اسوقت جہانگیر نے کہا کہ میری معشوقہ ملکہ ماہ دُر در گوش کوکب کے یہان ہے اُسکو بُلا دیجیے امیر نے مقتون سے کہا کہ تو جاکر لے آ مقتون سرخ چشم کو اور ملکہ ماہ دُر در گوش کو مع اُسکی وزیرزادی کے اپنے ہمراہ لیکر خدمت صاحبقران مین آئے جہانگیر کا عقد ملکہ ماہ دُر در گوش سے اور اُسکی وزیرزادی کا عقد چابک سے کیا اب یہان محمود لشکر مین جو آئی تھی تو شاہزادہ نورالدہر سے کئی روز تک صحبت آرائی رہی پھر رخصت ہوکر اپنے طلسم کو گئی اُدھر خواجہ عمرو اور ملکہ بہار کوکب سے رخصت ہوکر مہرخ کے پاس آئے یہان عمرو بن اُمیہ ضمری پر افراسیاب جادو نے ایک ایسا سحر کیا کہ عمرو خود بخود افراسیاب کے پاس چلا گیا افراسیاب نے اُسکو ایک گنبد فولادی سحر سے بناکر اُسمین عمرو کو بند کرکے روانے ہوا پر اُس گنبد کو اُڑا دیا یہ خبر ملکہ بران شمشیرزن کو ہوئی وہ وہان سے بغیظ و غضب تمام چلی اور آکر اُس گنبد کے اوپر گرنی اور عمرو کو پنجہ مین دابکر لے اُڑی اور ایک پہاڑ کے درے مین جا کر بیٹھی یہ تو پہاڑ کے درے مین بیٹھی تھی لیکن افراسیاب جادو کو خبر ہوئی یہ پھر وہان سے چلا اور آکر سامنے بران کے پہونچا اب بران کو اُسنے للکارا بران بھی نابخ پکڑکر اُسکے سامنے آئی اُسمین سحر کی لڑائی ہونے لگی افراسیاب نے نابخ مارا بران نے دستک دی وہ نابخ اُلٹا پلٹ گیا اب بران نے نابخ مارا افراسیاب نے انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ نابخ کٹ گیا پھر بران نے سحر کی کمند لگائی افراسیاب نے دستک دی ایک پتلہ پیدا ہوا مقراض لیے ہوے کہ اُسنے وہ کمند سحر کی کاٹ ڈالی آخر افراسیاب نے ایک سحر ایسا کیا کہ بران بیہوش ہوگئی عمرو نے چاہا کہ مین بھاگ جاؤن لیکن افراسیاب نے ایسا سحر کیا کہ پانوُن اُسکے زمین نے پکڑ لیے افراسیاب نے پکڑ لیا اور سحر سے فولادی بنگلہ بناکر قید کیا بران شمشیرزن کو جو ہوش آیا یہ اپنے مقام سے اُڑی اور پھر آکر اُس بنگلہ پر کہ جسمین عمرو قید تھا گری اور بنگلہ کو توڑکر عمرو کو پنجہ مین دابا اور پھر لیکر دامن پہاڑ مین آئی کھانا کھاتی تھی اور اُس کوہ کا مالک ظالم دل دوسر جادو تھا ایک غار مین رہا کرتا تھا وہان تمام زمانہ کی چیزین مہیا تھین لیکن اُسکو طلسم کی بگاڑنے سے مسلمانون سے بیر تھا اُسکو خبر ہوئی کہ تمھارے دامان کوہ مین ایک جادوگرنی زبردست آئی ہے ظالم دل دوسر جادو نے نکل کر دیکھا کہ بران شمشیرزن

یک مرد سے باتین کر رہی تھی اُسکے خیال مین آیا کہ افراسیاب سے جو لڑائی ہوئی تھی یہ بھاگ کے
یہان آئی ہے اور بران شمشیر زن عمرو سے کہتی تھی کہ کوکب کے پاس چلیے وہان آرام کچھ دن رہیگے
پھر سمجھ لیا جائیگا ظالم دل دوسرجادو نے سحر سے دریافت کیا کہ بران کا یہان سحر ہے یا نہین ہے
معلوم ہوا کہ اُسنے کچھ سحر نہین کیا ظالم دل کا تو وہان سحر تھا ظالم دل دوسرجادو نے اب پھر سحر پڑھ کر
ماش کا دانہ مارا وہ درے پہاڑ کے بندہوے سلین درون مین مل گئین بران شمشیر زن غافل بیٹھی
تھی اگر خبر بران کو ہوتی ظالم دل کا کیا مقدور تھا جو قید کرتا کوہ مین اندھیرا ہو گیا عمرو نے کہا الٰہی خیر کرنا
بران شمشیر زن قہقہہ مار کے ہنسی کہا کسنے تمکو قید کیا ہے ازبس کہ بہت سا اندھیرا تھا بران شمشیر زن
نے چوٹی سے اختر مروارید نکال کر کیا تمام روشنی ہو گئی اختر مروارید کا یون بیان ہے کہ سابق مین جا سو برس
پیشتر ایک میلہ پڑا تھا باغ جمشیدی مین بران شمشیر زن کے جد وابا نے نذر جمشید کو دی تھی تا بوقت
جمشید پہنچا اختر مروارید لڑکا کرتا تھا اُسکے جد وابا نے جسوقت نذر دی تو یہ اختر مروارید جمشید سے دیا تھا
اور ظالم دل دوسرجادو دریاے شعور پر آیا دستک دی ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُسکو اُٹھا لیگیا افراسیاب
جادو بیٹھا ہے اسوقت نامہ لقا کا آیا ہے افراسیاب پڑھتا ہے لکھا ہے منم لقاے بے لقا زمانہ درگاہ نمرود
شاہ باختری ارے افراسیاب جادو جسطرح تو اپنے خداوند کو بھول گیا کوئی نہین اسطرح بھول جا تا خدا
پرستون نے حیران کیا ہے میرا باغ لوٹ لیگئے ایسے میرا لیگیا اگر تجکو منظور ہوے تو جادوگر کوئی زبردست مقرر
روانہ کر کہ وہ آکر خدا پرستون کا کام تمام کرے اور اگر منظور نہین ہے تو ویسا لکھ بھیج مین ہفت کوہ پر چلا جاؤن
اور پھر وہان سے گلزار سلیمانی کو جاؤن افراسیاب نے یہ نامہ پڑھ کے باغبان قدرت سے کہا کہ ای
باغبان قدرت دیکھ کہ خدا پرستون نے کیا سر اُٹھایا ہے باغبان نے کہا کہ اب کسی زبردست
ساحر کو بھیجیے اور آگے تو جو ساحر جاتا تھا ہلاک بن عمرو مارڈالتا تھا اب وہ تو یہان ہے وہان اب
کون ہے جو مارڈالیگا اے شہنشاہ سفاک روئین تن کی بیٹی بڑی زبردست اور بلاے بے درمان
ہے اُسکو روانہ کرو کہ وہ جاتے ہی کام خدا پرستون کا تمام کر دیگی افراسیاب نے کہا کہ تمنے یہ بات خوب
کہی یہ کہکر اُسنے ایک سحر کی دستک دی کہ یہ ظالمہ جادو آئی اور افراسیاب کو مجرا کیا افراسیاب نے کہا
اے ظالمہ تو جاؤ اور کام خدا پرستون کا تمام کرو اُسنے تسلیم کی اور نذر دی اور پھر رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور
اپنے مقام پر آئی فوج بیشمار اپنے ہمراہ لی ساحر بازو بلط و قرقرے و ہنس آتشین و فیل آتشین پر سوار ہوے

ملکہ ظالمہ جادو بھی ایک تخت پر سوار ہوکر اور فوج کو ہمراہ لے کے چلی اُڑنے سے اُنکے دھپر کا منھ کالا ہوگیا ہوم کا دھوان بلند چرخ چنبری مین وہ دھوان پیچیدہ تھا روے ہوا پر ساحر برقین ترسول ہاتھ مین لیے ہر ہر کرتے جمشید کا دم بھرتے ناریل نارنج تیغ اُچھالتے ترسول اور بینسول اُنکے چمک سے آفتاب کی چمکتے بار بار ساحر کہتے کالی کلکتہ والی تیری صدا جی کبھی بعض ساحر کہتے کہ جمشید و سامری کی صدا جی جلنے سے اس لشکر کے زمین و زمان مین ایک زلزلہ آشکار تھا روے ہوا مثل سیل فنا کے یہ لشکر چلا جاتا تھا کہ ابیات

چلا لشکر ساحران بے شمار		ہوا شور و غا بین پھر آشکار
دھوین سے رخ دہر کالا ہوا	یقین تھا کہ خور بھی دھوان جائیگا	غرض بعد قطع منازل و مراحل

مرحلہ پیمائی کرکے لشکر لقا سے بے نظیر راندۂ درگاہ الٰہی یہ پہونچی ملک بختیارک شوم کا فر بدین نے آکر اُسکا استقبال کیا اور لشکر کو اُسکے اُتروایا پھر بارگاہ مین آکر سامنے لقا کے پہونچی اور سجدہ کیا تخت خداوندی کے گرد پھری نذر دی خلعت پایا پھر دنگل زمین پر بیٹھی اور ملک بختیارک سے حال پوچھا کہو صاحبقران سے اور خداوند سے کس وجہ سے لڑائی ہے بختیارک بہ شکر سے ہوکر رنجیدہ اُتر کے دھنک دھنک ناچنا شروع کیا اسے ملکہ خداوند کی بیٹی نور چکیدہ مدت ملکگیتی افروز کو شہزادہ قاسم نبیرۂ حمزہ صاحبقران زبان نکال لیلئے خداوند کی بیٹی کو شہزادۂ بدیع الزمان جو تمہارے طلسم مین قید ہین ملکہ جہان افروز کو وہ اپنی خدمت مین لا کر بیٹھا ہے یہ سنکر لقا نے گھر کا گھر کا او شیطان حرامزادے لگا تار ہا نطفہ حرام اِن باتون کا کیا فائدہ کہ بختیارک نے کہا اچھا تمھین بُرا لگتا ہو نہ کہینگے ملکہ نے پوچھا تو تمنے بیان کیا یہ کہ اپنے مقام پر بیٹھا اور ملکہ ظالمہ جادو نے ایک دن تو آرام کیا دوسرے دن جب وہ زمانہ آیا کہ شاہ خاور غضبت فرمائے ملک مغرب ہوا اور ساحر شب نے اپنا قدم عالم مین رکھا اعظم

کہ عکس ماہ مثل حسن جانان	نگاہ چشم سے دست و گریبان	کواکب مجتمع تھے سب فلک پر
سیاہی دے رہی تھی لطف یکسر	سر شام آیا ظالمہ جادو ناکام کے حکم سے طبل جنگ پر غوب پڑی	

ساحرون مین نفیر سحر بجی ہر کارے دوان خدمت امیر والا تمکین مین آئے اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دے کر یہ اشعار دعائیہ زبان پر لائے کہ اشعار

برسے تیرا جو ابر کرامت زمین پر	پیدا بجاے دانہ گہر ہون ہر اک سال	چون خوم لقمہ آن مین ہو جاے مضمحل

گر تجھ فشار پنجہ سے آگاہ ہون جبال	شمشیر گر علم ہو تری جن و انس کا	ہیبت سے آب ہو جگر ہر دلیر کا
ہر پُر غرور کی رگ گردن مین خوف سے	ہو جاے خشک خون رگ ہر تن کا	مارے اگر تو پھر کرے آسمان لال
گاو زمین کے تن سے نہ لاگا ہے دوال	ایک ساحرہ ملکہ ظالمہ جادو نام ناکام و بدانجام طلسم سے بہر امداد لشکا	

آئی ہے اور اُسنے طبل جنگ بجاکر آفت اُٹھائی ہے کل نکل کے معرکہ آرا سے نبرد ہوگی آتش عناد و فساد دو بالا کریگی باقی خیر و عافیت ہے امیر نے یہ سُنکر جانب بادشاہ لشکر اسلام دیکھا بادشاہ نے فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری قسمت مین تحریر کیا ہے وہی پیش آنی ہے کہ نظم

پڑھا جاتا نہین ہرگز کسی خط پیشانی	روزیکہ قضا باشد روزیکہ قضا نیست	نقوش کلک فکرت کو ہے اندیشہ سے حیرانی
		روزیکہ قضا نیست در و مرگ روا نیست

ابو الفتح اصفہانی بموجب حکم شاہنشاہ گرامی نقارخانہ سلیمانی مین آیا اور یہان نقارچیون نے نقارون کو سینک کر درست کر رکھا تھا اُسنے غاشیہ اُٹھاکر طبل سکندر پر چوب لگائی کہ ابیات

چو بر طبل اسکندر آمد دوال	تناہید مریخ کرد این سوال	جہان را بگردون رسید آخر رسید
سرافیل صور قیامت دمید	بگفتا کہ نا طبل اسکندر است	ز آواز او گوش گردون کر است

اب طبل جنگ بے درنگ اُس لشکر مین بجا دربار شاہنشاہ ذی وقار سویرے سے برخاست ہوا ہر ایک بہادر اور سردار اپنے اپنے مقام پر اُٹھکر آیا تیاری آلات حرب و ضرب دونون لشکرون مین شروع ہوئی اُس طرف ساحرہ ہر دو بجانے لگے کرتاہیان چڑھ گئین بنگالی ساحر کانورو دیس کے رہنے والے جٹا دھاری جوگی جیپال کی ایسی صورت دریا کے کنارے آکر تیاری کرنے لگے جوت کے دیے جلائے اگیاری کی بوتلین شراب کی اگیاری مین ڈالین بھیرون کو بھینٹ چڑھائی بچہ ہاے خوک جھٹکا ہونے لگے آواز قین پین کی بلند ہوئی مرچین سلگنے لگین گوگل جلنے لگا اسطرح منتر پڑھتے تھے کہ منتر چل دوڑ دوڑ کالا کلوا کالی رات بھیرون ہنسے کالی آئے جیپال جوگی نے بوئی باڑی ایک پھول ہے ایک پھول مین بیر تھا چل بیر کلیجہ بیری کا کھا میری ہاتھ سے جو بھینٹ پائے دشمن کا کلیجا کھائے پڑھو منتر دیوالی مین اُسپر ہاے ساحرونمین تو یہ تیاری تھی اور اسطرف بہادران عرصہ شجاعت و تیغ بازان معرکہ جلادت ہتھیارون کو صاف کر رہے تھے قصد مصاف کر رہے تھے تیزی ایک پاتون سے استادہ تھے اس میدان مین یہ سیران بیشہ شجاعت ڈکارتے تھے نعرے مارتے تھے ایکطرف کمانین چلا چلا

کے دشمنون کو کوستی تھین اور دوستون کو زندہ اور تحسین کرتی تھین زبان شمشیر اپنے تیزی دکھاتی تھی تیر و سنان و نیزہ و خنجر پر آبداری رکھی جاتی تھی غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ

سحر نے جلوۂ مہمان دکھایا	شب شمشیر بہادران سے رات بھی کٹ گئی کہ ابیات
سپاہ و فوج لشکر سب ہے تیار	اٹھے لڑنے کو سب بستر سے سردار

صبحدم لشکر خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون دستہ دستہ بیرق بیرق سنجق سنجق میدان کارزار کو روانہ ہوئے اور تمام سردار مسجد کر پاس مین پاس امیر والا تدبیر کے آئے صاحبقران ورد و وظائف سے فراغت حاصل کر کے درگاہ خدا مین دعا کر رہے تھے کہ ابو الفتح اصفہانی نے پشت پر آکر آمین کہی امیر نے اس سے پوچھا کہ لشکر کا کیا حال ہی اسنے کہا کہ یا امیر لشکر میدان مصاف مین پہونچ گیا کہ شعر

رسیدند این چند لشکر بمیدان ✤ ہمہ رزم جویان ہمہ کینہ خواہان ✤ امید وار قدوم میمنت لزوم

حمزہ صاحبقران با اقبال ہین امیر نے صندوق اسلحہ طلب کر کے موزہ ہائے چار آئینہ سے جسم انور آراستہ خود ہود علیہ السلام سر پر رکھا زرہ داؤد علیہ السلام کی زیب تن فرمائی نیچہ سحر اب بیل ہاتھ مین لیا تیغۂ صمصام و تمغام کو ڈاب مین حمائل کیا کمان حضرت صالح علیہ السلام کی دوش پر ترکش تیرونکا مثل دم طاؤس کے تھا پھر باہر برآمد ہوے دیوانہ بن قندس اشقر دیوزاد کو گل سار پر لگائے کھڑا تھا کہ امیر نے آکر انگشت شہادت سے یا علی گردن مرکب پر لگا کر نعرۂ زین کو مثل آفتاب کے منور اور روشن فرمایا صدا اے بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند ہوئی نقارون پر چوب پڑی علمون کو جاوہ ملا سردارون نے نجر کیا پھر پرے حشم و خدم سے جلو خانۂ شہنشاہی مین صاحبقران مع سرداران آئے اور انتظار آمد شاہ مین اس مقام پر ٹھہرے کہ یکایک سرخ پردہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا صدا اے بسم اللہ بلند ہوئی بادشاہ سیاہ تخت پر سوار برآمد ہوے کہار ان پیاری پیاریان تمغہ اور معرکہ انکے حلقون مین اور سروں پر

پردہ ناموس کا دریدہ تھی	ایک ایک آئین شوخ دیدہ تھی	کلی ہوئی محلیان کہ ابیات
کہارون نے تخت شہنشاہی	برق سیماب کو بھی آئے شرم	ایسی بھین اور ایسی گرمگرم

کو دیکھ کر ایازنانہ سامان سب پھر گیا طغلان ماہ طلعت عود و عنبر کے لوٹے لیے ہوئے عود برمکی اسپر بھونکتے نکلے امیر نے نجر اگاہ پر جا کر بادشاہ کو نجر کیا اور سب سردارون نے بھی بہر تسلیم

گردن جھکائی بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا کہ جگر نثاری ہمارے دلمین ہے اب سب تخت
شہنشاہی کو قلب لشکر مین رکھکر جانب میدان مصاف روانہ ہوے خاص بردار علم بردار
برچھی دار جلوس سامان بادبہاری آگے آگے روانہ ہوا ڈنکے پر چوب پڑی دمامے نفیری اور قبلی
بجنے لگے ہر طرف سے آواز نصر من اللہ وفتح قریب کی بلند ہوئی صبح کا وقت نسیم سحری کا چلنا گلبوٹکا
شبنم بھرنا شمعون کا جھلملانا نقیبونکا خوش آوازی سے منقبت خوانی کرنا عجب لطف دکھاتا تھا کہ اتنا

برآمد ہوا لشکر بے شمار — مسلح مکمل تھے مردان کار — وہ آلات جنگی کی تن پر پہین
وہ چتون مین اک ایک کی بانکپن — یہ شادی کہ مرنے پہ تیار تھے — عروس ظفر کے طلبگار تھے
لڑائی کی اُفتاد جیسے ہوے — بہادر تھے جانون پہ کھیلے ہوے — اسیطرح وارد دشت صاف ہوے
اُدھر لشکر کافر پر دغل — نمایان ہوا ناگہان دل کا دل — نشان روسیاہی کے کالے علم
تھے وہ علم بلکہ تھے نخل غم — دماغون مین نخوت خوشامد طلب — جبین پُرشکن قہر کے بے ادب
ستمگار و بے مہر و پُرمکر و زور — ستم پیشہ و بدیقین بے شعور — سبب کرے ایک ایسا سبب
جہنم کے کندے ہون پہ سب کے سب — آنے سے دونون لشکرون کے کرہ ہوا کرہ خاک تھا روے

آفتاب چھپ گیا تھا آئینہ سپہر گرد و غبار سے مکدر تھا کہ بیت زسم ستوران دران پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ۞ بیلچہ کار نکل پڑے میدان کی جھاری اور جھنڈی کا ٹکر زمین کے
نشیب و فراز کو ہموار کیا پھر صفین لشکر کی آراستہ ہوئین نقیبون نے نکل کر مذمت دنیاے فانی

زبان پر جاری کی اور پکارے کہ ابیات — ہان دلا کر نظر بدیدۂ عبور — دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور
جھوں مست دیکھ دیکھ آرایش — نہین دنیا مقام آسایش — کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے — کہین جوتھی ہے اور چالا ہے — کہین افضال حق تعالی ہے

کاسۂ چینی پر اے منعم نہ کر اتنا غرور — ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو
بیاہ لے جاؤ عروس موت کو مختصر — دو طلاق اس زندگی کی سوت کو
بلکہ اے بہادران میدان عجالت دیکھو نہ رستم ہے نہ اسفندیار ہے ابیات

نام رستم کا مٹا دو آج ہے وہ معرکہ — کھاؤ پھل تلوار کا اور پھول سو گھو ہو لکا — رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
مردونکا آسمان کے تلے نام رہگیا — یہ صدا دیکے نقیب کنارے ہوے صفین میمنہ و میسرہ قلب

وجلاح ساقہ وکمینگاہ جو آراستہ ہوئین تھین اُنپر مثل صف مژگان سناٹا ہوگیا اور نقیب یہ کہکے کناری ہوے اُسوقت ظالمہ جادو اپنے تخت کو بڑھاکر سامنے لقا کے آئی سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر پکاری کہ خداوندا اجازت میدان دیجیے لقا نے کہا کہ اے بندی قدرت زود برو کار مسلمانان را تمام کن تجھے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا ظالمہ یہ اجازت پاکر مرکب اپنا اُڑاکر بیچ میدان مین آئی اور پکاری کہ اے فرقۂ خداپرستان و اے زبردستان عم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلہ مین آئے شعر گران ہر کرا بارسہ برتن ست ✤ حکیم علاجش بدست منست ✤

یہ نعرہ سُنکے امیر والاتدبیر سمجھے کہ یہ ساحرہ ہے جو کوئی جوان اِسکے مقابلہ مین جائیگا جان اپنی گنوائیگا اِس سے یہ بہتر ہے کہ مین خود جاؤن اور اِسکو جہنم مین پہونچاؤن بس یہ سمجھکر اشقر دیوزاد کو پھیر کر خدمت والاہمت بادشاہ ذیجاہ مین آکر اشقر سے کود ے اور دست بستہ عرض کیا کہ اے بادشاہ ذیجاہ اجازت میدان دیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ یا امیر صاحبقران آپ نے کیون تکلیف کی کیا کوئی اور نہ تھا جو آپ نکلے امیر نے فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہے بادشاہ نے فرمایا سپر و خود کیا اور خلعت منگواکر دیا دمامے فتحری اور فیلی نوازش مین آئے سردار سب پاپیادہ ہوے امیر نے تنگ مرکب کو موافق مرضی کے لیا تاکہ عرصہ حریف پر تنگ کرے پھر سوار ہوکر سرداروں کی پشت پر آستین مرحمت جھاڑی دست شفقت پشت پر رکھا اور سرداروں کو بسہل و آسانی رخصت کیا اور آپ جانب میدان رخ کیا اشقر طرارے بھرتا کلائیان شیر کی مارتا دُم سے چتور راکب کے

سر پر کرتا ہوا چلا نظم	وہ چہ مرکب کہ برق یابادی	طرفہ دیوانہ یا پریزادی
نرمے گوشش ونرمے کاکل	سنبل و بید دستہ سنبل	عجب سامنے اُس ساحرہ کے

امیر جاکر پہونچے اُسنے اُنکے سینۂ بیکینہ پر ایک نیزہ مارا لیکن بسبب اسم اعظم کے اُسنے اثر نکیا اُسوقت اُسنے سحر پڑھکر دستک دی ایک سوار گوشہ صحرا سے مسلح و مکمل پیدا ہوکر سامنے صاحبقران کے آیا اور سینۂ بے کینہ پر صاحبقران کے نیزہ اُسنے لگایا امیر نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر گانٹھا لگی برابر سے نیزہ بازی ہونے امیر نے اسم اعظم جو پڑھا سوار آسے کاپتلا ہوکر گر پڑا امیر بے اختیار ہنس پڑے اُس ساحرہ نے کہا کہ یا امیر بڑا غضب کیا تمنے کہ میرے سوار کو باطل کردیا اور وہ ساحرہ سمجھی کہ حمزہ مالک باطل سحر ہے اِس سے کچھ

بس نہ چلے گا لیکن ایک مرتبہ ایسا اُسنے سحر پڑھا کہ ایک دریاے آتش جوش مار کر لشکر صاحبقران مین
آیا امیر نے اسم اعظم پکار کر پڑھا کہ وہ دریا بھی باطل ہوگیا اُسوقت وہ ساحرہ سخت ناچار ہوئی اور
طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی لشکر پڑاو پر آکر اُترا اور ساحرہ نے قصد کیا کہ اسم اعظم امیر کا بند کرون
اس فکر مین اپنے خیمہ مین آکر بیٹھی لیکن ابوالفتح اصفہانی ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر نامہ
ہاتھ مین لیکر کہ جسپر مہر افراسیاب کی تھی ساحرہ کے خیمہ مین آیا وہ اکیلی اپنے خیمہ مین
نہاکے ایک تھالی سامنے رکھی ہوئی تھی اُسمین سامان پوجا کرنے کا دھوپ اور دیپ چندن
رکھا ہوا بیٹھی تھی کہ ابوالفتح نے اُسکو جاکر سلام کیا اور کہا مین افراسیاب
پاس سے آیا ہون یہ کہکر وہ نامہ اُسکو دیا لفافہ پر اُسنے مہر افراسیاب کی دیکھی کھڑی ہوکر نامہ
کی تعظیم کی پھر اُسکے لفافہ کو چاک کیا اور خط کا کونہ پکڑکے اندر سے اُسکو کھینچا لفافہ مین اُسکے بیہوشی
بھری تھی اُسنے اُسکو جو کھینچا بیہوشی کا اُسکے اندر سے اُڑا کہ وہ بیہوشی اوسکی ناک
مین گئی کہ وہ چھینک مارکر بیہوش ہوئی ابوالفتح نے جلد خنجر کھینچکر گردن اُسکی کاٹ ڈالی
شور دار و گیر بلند ہوا آواز آئی کشتی مارا نام من ظالمہ جادو بوو کل تین سو برس کی عمر تھی مگر
باغ جوانی سے کوئی پھول عیش کا مین نے نہ چنا تھا ابوالفتح کود پھاند کر وہان سے بھاگ گیا اور
ملازم اُس ساحرہ کے جو باہر خیمہ کے تھے وہ یہ آواز سُنکر دوڑے اندر آکر جو دیکھا تو ظالمہ
جادو کو مرا ہوا پایا روتے پیٹتے سامنے لقا کے گئے اور حال کہا کسی نے ہماری ملکہ مار ڈالا لقا کو
بھی بہت رنج ہوا اور اُس گبر نے کہا کہ مین روز بروز اُسکو زندہ کردونگا وہ ساحرہ ناچار خاموش
ہو رہے بلکہ نالان و گریان لاش اُس ساحرہ کی اُٹھاکر جانب طلسم گئے اور امیر کے یہان نقارہ
خوشی کے بجے ابوالفتح کو خلعت ملا لیکن شمہ حال نجستہ مقال بران شمشیر زن
سُنیے یہ جو مقابلہ افراسیاب سے نکل گئی تھی تو اپنے قلعہ ہفت رنگ مین جاکر پہونچی اور
اپنے پدر بالوقیر کو لیکر روشنضمیر سے جانب کوہ رخشان جانے کی اجازت اُسنے حاصل کی
اور کمر ہمت مضبوط باندھکر اُسی طرف چلی اب یہ مسافر صبح اے بلا قدم اُٹھائے ہوئے
چلی جاتی تھی اور از بسکہ بر وردہ مہد ناز و نعم تھی اِسوجہ سے پسینے پسینے ہوئی جاتی تھی اور ہانپتی
تھی اور بسبب اسکے کہ کوہ رخشان کے اوپر جانا اُسکو منظور ہے اِس وجہ سے سحر نہ کرتی تھی کہ اُسکے

مقام پر سحر کرنے سے ایسا ہو کہ کوئی آفت آئے غرض ایک بیابان تیرہ وتار آتشناک مین اُسکا
گذر ہوا کہ جنگل دھوپ سے تپ رہا تھا دشت کرہ آہنگران تھا کٹ بھیڑے کی آواز سحرا کا سناٹا
ہر بگولہ دیو آتشین نظر آتا تھا ریت کے ٹیلے اور ٹیکرے لگے بالو کے دریا بہتے جب ہوا چلتی
خاک اُڑکر ادھر سے اُدھر ہو جاتی مچھلیان پانی مین جوش کھاتین یہ دنیا سراسر گاہ ہی دھوکی جگہ ہی
اسیطرح اُس جنگل مین سراسر بھی یہ نقشہ اُس صحرا کا تھا ابیات دھرتی تھی ہوا قدم نہ وان پر
ہر ذرہ تھا آفتاب محشر گرمی سے ہر ایک لون کا جھونکا اک شعلۂ آتش سقر تھا
ہوائے گرم کی عنایت کا جھونکا جھونکے زبان خار بحث کرنے پر طیار حلق مین پیاس سے
کانٹے پڑے جاتے تھے ذرے اُڑ اُڑ کر بدن پر پڑتے تو جسم کو جلاتے تھے مسافر وہم وخیال بھی
وہان جاتے ہوئے ڈرتا تھا جا بجا درخت لنڈ منڈ فصل خزان سے نوک کی لیتے پتے کھڑکھڑاتے
ملکہ بیران شمشیر زن حیران و پریشان مرمر کے بدقت تمام اُٹھاتی تھی پسینہ مین نہائی ہوئی چلی
جاتی تھی کہ یکایک آدرد درمان منھ کھولے ہوئے سامنے سے نمایان ہوا بران شمشیر زن نے
چاہا کہ راہ کترا کے بزور سحر پر دار کر جاؤن لیکن اُس اژدہے کا رعب غالب ہوا کہ سحر یاد
نہ آیا اور اُس اژدہے نے دو تین قلاب آتشین چھوڑے اور دم کھینچکر اُسکو نگل گیا یہ اُس اژدر
کے پیٹ مین کہ خدا کی مار اُس موذی پر غلطان و پیچان پیچان و غلطان جو چلی بیہوش ہو گئی اب جو
آنکھ کھلی تو اپنے تئین بیچ دریا مین غوطے کھاتے دیکھا کچھ ڈھب نہ بنا تے کا ڈھب یاد تھا مالک
برو بحر کو یاد کر کے شناوری کرتی ہوئی بدقت تمام یہ ماہی قلزم خوبی و گوہر بحر محبوبی کنارے آئی سجدہ
شکر خدا کیا کہ بڑا پار لگا کچھ دیر وہان ٹھہر کر اب جو آگے چلی تو اُسنے دیکھا کہ وہ دریا یکایک خشک ہو گیا
اور پھر وہ مقام بھی نظر سے غائب ہو گیا یہ وہان سے متعجب و متحیر آگے کو قدم زن ہوئی اب جو
دیکھا تو ایک لیکو مقام بلند پر بیٹھا ہوا پایا کہ اُسکا یہ نقشہ تھا بیت دانت اُسکے تھے گورکن قضا کے
دو نتھنے رہ عدم کے تاکے اس پر زیاد نے اُسکو جھک کر سلام کیا مگر وہ دیو اُسکو دیکھکر قہقہہ مار کر
ہنسا اور کھڑا ہو گیا پھر قریب اُسکے آکر ٹانگ اُسکی پکڑ کے گھما کر جو پھینکا تو یہ بیہوش ہو گئی مگر
اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک طرف ایک دریا اور ایک طرف باغ ہی اور مین اُسکے بیچ مین
کھڑی ہون لیکن حیران تھی کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے حیرت افزا ہے اور اُس دریا کو جو دیکھا

تو یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک موج اُسکی تا بہ کوہ جاتی تھی نہنگ و مگرمچھ کنارے اُسکے منھ نکالے بیٹھے تھے سونس اُسمین اچھل رہے تھے نظم آب تھا یا کہ بحر تھا زخار جسکا ہر قطرہ موج تھا تہ و دھار ساحل اُسکا نہ تھا نہ لب دیکھا گذر اب جب نہ تب دیکھا

بلکہ بیت سہگین آبی کہ مرغابی در دامن نبود ۔ کمترین موج آسیا سنگ از کنارش دور بود ۔ اب بران شمشیر زن اُس باغ مین آئی تو اُسکو گل بسنبل سے ہرا بھرا دیکھا بلبل شیدا کی شاخ گل پر زمزمہ سرائی تھی قمریون نے کوکو کی اور فاختہ نے حق سرہٗ کی دھوم مچائی مصور بہار نے تصویرین رنگارنگ گلون کے ورق پر کھینچی تھین اور منشی بہار قدرت نے فقرہ رنگین اور مصرع سرو کے صفحہ گلشن پر لکھے تھے نہرین سلسبیل و تسنیم آسا جاری چمن مین و زان باد بہاری گل ہنستے غنچہ مسکراتے طائران خوش الحان بصد شیرین زبانی ترنم سرائی کرتے کٹوری گلون کے شراب ترادت سے معمور ایکطرف چشم نرگس شہلا نمود عروس چمن پر جوبن پھولون سے بھرا ہوا گلشن مسدس

چشم رضوان مین کھٹکتی تھی وہ دلچسپ بہار	چھپے کرتے تھے ہر شاخ پہ مرغان ہزار
سبزۂ خط رخ غلمان تھا طوبےٰ اشجار	خضر کے دل کو لبھاتے گئین موج انہار
شور گل بانگ ہوا صاف صدائے قلقل	دل بلبل یہ ادھر شور نمک خندۂ گل

ملکہ بران شمشیر زن اُس باغ مین چمنستان کی گلگشت کر رہی ہے کہ یکایک تمام پھول اُس باغ کے کھلکھلا کر ہنسے اسطرح کہ جیسے کوئی معشوق قہقہہ لگائے پھر وہ سب گل ٹوٹ کر از خود زمین پر گرے اور لوٹ کر پر زادان زرین پوش غرق دریاے جواہر بنکر تیار ہوئے کہ اُنکی صورت زیبا اور طلعت رعنا آرا کا یہ نقشہ تھا کہ عارض کی ضیا روکش عارض خورشید دل عاشقان کی امید کی چاہ غبغب مین صدہا یوسف دل ڈوبے ہوے چاہ محبت مین اُنھین کی انسان پانی بھرین خبث کے سبب سے رتبہ مین زیادہ سیب ذقن اُنکا شعلۂ طور اُنکی پیشانی جسکے دیکھنے سے حضرت موسیٰ کو حیرانی غنچۂ باغ جنان اُنکا دہان لعل لب پر اُنکے لعل بدخشان قربان گوہر دندان کی چمک بجلی کو شرماتی تھی جب وہ ہنسین تو بجلی چمک جاے خال ہندو اُنکا رہزن دین و ایمان جسکے دیکھنے سے کافر ہون مسلمان مسدس

چھاتیان اُبھری ہوئین اور وہ جوانی کی بہار	جسپہ بن دیکھے ہوتا مجنون کی جان نثار
ایسے پستان ہون تریخ شجر قامت یار	کھٹے ہو جائین جسے دیکھ کے انار

وہ شکم آئنہ قدرت یزدانی ہے سیکڑون چھوٹی سی اک نکتی نورانی ہے
بس وہ پریزادین قہقہہ مار کر ہنسین اور ملکہ بران شمشیر زن کے گلے سے آکر لپٹ گئین بران کے
لپٹنے سے بیہوش ہوگئی اب جو اسکی آنکھ کھلی تو ایک دامن کوہ مین اسنے اپنے تئین پایا اور دیکھا کہ
قلعہ کوہ سے یمن کوہ تک نرگستان اور کوڑیالہ رنگ لالہ کھلا ہی پہاڑ سے جھرنا جھر رہا ہی بران
شمشیر زن گھاٹیان طے کرکے قلعہ کوہ پر جا پہونچی یہان دیکھا چشمے پانی سے لبریز ہین ڈبرے
موج خیز ہین نہرین آنکی مثل رفتار معشوق یا مثل زلف جانان لہرا رہی ہین دل کو بیخود کئے دیتی ہین اور
بھا رہی ہین اور ایک طرف ایک قصر عظیم الشان تعمیر ہی جو سراسر پری کی تصویر ہی گرد اوری پر اسکے
قصر چرخ تصدق ہی دیوار و در نہایت مصفا استر کاری اسپر کی ہوئی شکارگاہین بادشاہی اسپر
بنی ہوئین من معمار عقل اسکو دیکھکر حیران کار نہایت بلند اسکے در و دیوار پیہت زہے صفای عمارت
کہ در تماشا گہش ۔ نگاہ باز نہ گردد بدیدہ از دیوار ۔ ملکہ بران شمشیر زن اندر اس قصر کے
آئی دیکھا صحن مکان مین رنگین کھمبے کھڑے ہین سرت کے رسون کا جھولا پڑا ہی پڑہ رنگین جس مین
گھنگرو لگے ہین اور دس پریزادین اسپر بیٹھی جھولتی ہین محبت کے پینگ بڑھا رہے ہین ہر بار انکا
یہ ارادہ ہی کہ آسمان کو چھو لین اور اس جھولے پر بیٹھی ہوئی ملار گا رہی ہین تانین لگا رہی ہین ملکہ بران
شمشیر زن کو دیکھکر سب کی سب بولین کہ آؤ آؤ ای بہن آؤ تم بھی جھولا جھولو بران شمشیر زن ارسیکے
کم سن ہی اور بھولی ناداں ہی انکے کہنے مین آگئی اور جاکر جھولے پر بیٹھی بیٹھنا تھا جھولے پر کہ یکایک ایک
ایک آواز مہیب آئی جسکے سننے سے کلیجہ دہل گیا اور بران شمشیر زن بیہوش ہوگئی اب جو دیکھا تو اپنے تئین
ایک کنوین مین پایا کہ مین غلطان و پیچان چلی جاتی ہون جب تہ پر پہونچ گئے وہان ایک دروازہ دیکھا
کہ لگا ہوا ہی جب اسکو کھولا تو ایک میدان وسیع اور صحرای فراخ مین اپنے تئین پایا کہ جہان ہزارہا دیو پھر رہے
تھے اور ایک طرف کو ایک دریای آتشین موج مار رہا تھا گویا وہ مقام کرۂ نار یا طبقۂ جہنم تھا شعلہ سر بفلک
کشیدہ ہوتا تھا بڑے بڑے انگارے دہک رہے تھے و قنا ربنا عذاب النار ان دیوون نے پکڑکر بران
شمشیر زن کو اس دریای آتش مین ڈالدیا یہ پکاری کہ ارے مین جلی یہ کہتے کہتے بیہوش ہوگئی
جب اپنے تئین ایک گنبد تاریک مین پایا یہ شمع رخسار وہان سر ٹکرانے لگی دم اسکا اس اندھیرے مین
گھٹا جاتا تھا مگر چارہ ہی کیا تھا بعد لمحہ کے دیکھا کہ اس گنبد مین روشنی ہوئی اور ایک دبیر رو شمشیر شریف لائے اور

فرمایا کہ اے بران دختر کو کب تو کبھی تمام عمر اگر عمرو کی طرف دار نہوتی تو اس گنبد سے رہائی نہ پاتی لیکن حکم خدا ہوا ہے کہ جاؤ بران کو کوہ رخشان پر پہونچا دو بس تو اپنی آنکھین بند کرلے تو مین تجکو پہونچا دونگا تو تمام عمر اگر چلتی جب بھی وہان نہ پہونچتی اور نہ اس صحرا مین تجھے یاد آتا لے اب یہ اگہ اپنے بازو پر باندھ تاکہ ادھر سے جو پھیر پڑی تو سحر تجھے یاد رہیگا اڑتی ہوئی بآسانی تمام اپنے شہر مین پہونچ جائے گی بران نے وہ اگہ لیکر اپنے بازو پر باندھا اور آنکھون کو بند کیا بعد لمحے کے اس پیر مرد نے آواز دی کہ آنکھون کو کھول دو اب جو اسنے آنکھون کو کھولا تو دیکھا کہ عجب طرح کا ایک پہاڑ ہے جس پر روح فرہاد بھی نثار ہے ہر شجر وہان کا رشک قامت یار ہے ہوا سے سرو چل رہی ہے باد صبا مچل رہی ہے سبزہ لہلہاتا ہے اپنا جوبن دکھاتا ہے گلہائے خودرو اور سبزۂ زنگاری سے فرش مخمل سبز بوٹے دار کا بچھا ہے طاؤسان زرین بال اسپر رقص کرتے ہین درخت گل و بار سے لدے ہین سبزۂ نوخیز کی بہار خضر کے دل کو لبھاتی ہے درختون پر بلبل خوش الحان چہچہاتے گل کے سہاگ گاتے عروس چمن پر جوبن کہین نرگس شہلا کہین یاسمن غنچے وہان معشوق کی کیفیت دکھاتے گل فرط عشرت سے کھلکھلاتے نرگس مست کی بہار آنکھون مین کبھی جاتی ہوا وہان کی ہوا سے دل بڑھاتی درخت مثل حلہ پوشان جنان سب سبز پوش تھے آپس مین مثل معشوق و عاشق کے ہم آغوش تھے دور تک سبزہ زنگاری کا فرش بچھا تھا خیمۂ ابر رحمت کا استادہ تھا بہار کا ہے کو تھی بہت بے نظیر باغ پھلا پھولا لگا تھا یہ عالم نظر آتا تھا کہ ابیات

ہوا سے بہارین سے گل لہلہے	چمن سارے شاداب اور ڈہڈہے	زمرد کے مانند سبزے کا رنگ
روش پر جواہر کٹا جیسے سنگ	روش کی صفائی پہ بے اختیار	گل اشرفی نے کیا زر نثار
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن	کہین نرگس و گل کہین یاسمن	چنبیلی کہین اور کہین موتیا
کہین رلے سیل اور کہین موگرا	کھڑے شاخ شبو کے ہر جا نشان	مدن بان کی اور رہی آن بان
کہین ارغوان اور کہین لالہ زار	جدا اپنے موسم مین سب کی بہار	کہین جعفری اور کہین دا کہین
سما شب کو داؤدیون کا کہین	عجب چاندنی مین گلون کی بہار	ہر اک گل سفید ہے مہتاب دار
کہین زرد نسرین کہین نسترن	عجب رنگ پر زعفرانی چمن	پڑے آبجو ہر طرف کو بہے

کریں فرمان سرو پر چھپے | گلون کا لب نہر پر جھومنا | اسی اپنے عالم مین منھ چومنا
وہ جھک جھک کے گرنا خیابان پر | نشہ کا سا عالم گلستان پر | خرامان صبا صحن مین چار سو
دماغون مین دیتی ہر اک گل کی بو | کھڑے نہر پر قاز اور قرقرے | لیے ساتھ مرغابیون کے پرے

ملکہ بران شمشیر زن نے جو یہ بہار دیکھی وجد کرنے لگی اور ایک نہر کے کنارے پر بیٹھکر اسنے ہاتھ منھ دھویا اور پھر آگے بڑھی تو اسنے دیکھا کہ ایک گنبد بلور کا سراسر نور کا بنا ہی اور گرد اسکے سیاہی مثل شب دیجور چھائی ہوئی ہی اور اس سیاہی مین سات ستارے اور ایک مہتاب نکلا ہوا ہے اور وہ ستارے اس گنبد کے گرد گردش کرتے ہین اور اس مہتاب سے چاندنی کی طرح روشنی پھیلی ہوئی ہی اور بہت سی پریزادین اس گنبد پر طور چھل چھل رہی ہین اور طاؤسان زرین بال اس گنبد پر بیٹھے ہوئے یا جمشید یا سامری پکار رہے ہین اور ہزارہا گھنٹے اور گھڑیال وہان لٹکے ہین ناقوس لیے ہوئے کچھ ساحر کہ جنکے چہرے آہوؤن کے اور شیرون کے ایسے ہین بجا رہے ہین جب بران شمشیر زن وہان پہنچی ان ساحرون نے جو کہ بجاری سامری جمشید کے تھے ناقوس کو بجایا اور ہزارون گھنٹے اور گھڑیال بجنے لگے جسکی کا سامری کے غل برپا ہوا ایسا تھا

وہ گنبد بنا تھا جو بلور کا منہ | سراسر اسے کہیے تھا نور کا | کرون اسکی رفعت کا مین کیا بیان
تھے دیوار و در اسکے آئینہ سان | تھے بلور کے اسکے دیوار و در | صفائی پہ اسکی پھسلتی نظر
دھری تھین تصویر جمشید کی | جو برلاتی ساحر کی امید تھی | ستارے تھے گو اسکے گردش کنان
تھی مہتاب کی روشنی وان عیان | تھے اس جا پہ جو ساحر نامدار | نشان اسنے تھا کفر کا آشکار

ملکہ بران شمشیر زن نے اس گنبد کے دروازے پر سجدہ کیا اور بعد سجدہ کرنیکے وہان سے اٹھکر سامنے اسی گنبد کے زمین کو لیسا اور اگیاری کر کے پھول لیے اور پوجا کرنا شروع کیا یہان تک کہ وہ زرین طاؤس کہ ساحر فلک گنبد مغرب مین پوجا کرنے گیا اور ساحرہ شب نے مہتاب کا ٹیکا اپنے سر دیا کہ شب

ہوا مہتاب جب اونچا فلک پر | زمین پر چاندنی چھٹکی برابر | شب مہتاب رشک روز روشن
ستارون سے دوبالا اسکا جوبن | ہوا عالم ضیا سے اسکی پرنور | ہوے سب شہر جنگل کوہ معمور

ملکہ بران شمشیر زن نے اب پرستش سامری کی دل لگا کے نہایت عجز و انکسار سے کرنا شروع کی اب ہر طرف سے شکلین عجیب دکھائی دینے لگین اور آوازین عجیب آتی تھین یہ سکن

تھا جا بجا اسمین رشک گلزار	منقش اسمین شکلین ہر طرح کی	ہر صورت وہان صورت فرح کی
بچھا تھا فرش قالین اسمین گلنار	سراسر بیل بولون سے وہ گلزار	بنے نقش و نگار اسپر طلائی
عیان تھی اس سے جو شان خدائی	بنے تھے دو ستون پر بیٹھکے دو	نہ پہونچے قصر باغ خلد اُن کو
ہوے تھے صنعت تازہ سے تیار	مہیا ہر طرف تھی سیر گلزار	ملکہ بران شمشیر زن نے دیکھا

ایک طرف کونے مین کسی قدر خاک ڈھیر ہی بس اسنے اس خاک مین سے تھوڑی سی خاک لی اور جس تخت پر کہ تصویر رکھی ہوئی تھی اس تخت کے گرد پھر کے سامنے سے آکر تصویر کو سجدہ کیا اس تصویر نے بصد لطف اور مرحمت فرمایا کہ ای دختر کوکب جا تجھ پر ہماری رحمت کا سایہ ہی اسنے پھر سجدہ کیا اور وہان سے شاد وان اور فرحان پھری لیکن اس تصویر کی خدمت مین عرض کی کہ یا حذا وند تجسیم جب مین یہان آئی تھی تو بڑی مصیبت اٹھاکے آئی تھی امیدوار ہون کہ اب تو مجھکو میرے ملک مین پہونچا دیجیے اسوقت اس تصویر نے کہا کہ تو یہان سے باہر اس گنبد کے جا قریب گنبد ایک چشمہ قدرت بہ رہا ہی اسمین کود پڑنا اور یہ کہنا کہ مین اپنے ملک کو پہونچ جاؤن غوطہ مارنا تو اپنے قالب ہفت رنگ مین پہونچ جائیگی ملکہ بران شمشیر زن خوشی خوشی وہان سے چل کر اس چشمہ پر آئی اور کود کر یہ ہی نیت کی کہ مین اپنے ملک کو پہونچ جاؤن اور غوطہ مارا تھوڑی دیر تک تو غلطان و پیچان پیچان و غلطان تہ کیطرف چلی پھر جو اسنے آنکھ کھولی تو قالب ہفت رنگ مین اپنے تئین پایا سجدۂ شکر درگاہ خدا مین بجا لائی پھر اپنے باپ سے تمام و کمال کیفیت بیان کی اسنے کہا کہ کچھ دن آرام کر کے واسطے توڑنے پیل پر یزادان و دریاے خون روان خشک کر نیکو جانا اب تم کامل اور اکمل سحر مین ہو گئین اور ایسا سحر مین بھی نہین جانتا ہون کہ جیسا تم کو آتا ہی ملکہ بران شمشیر زن اپنے مقام پر آکر لشکر کشی کے سامان مین مصروف ہوئی اور فوج کوکب تو پہلے ہی سے طلسم ہوشربا مین داخل ہی اب یہ سامان کر کے جب جائے گی تو لڑائی ہوگی اسکو تو اس حال مین چھوڑ دیے مگر اب تھوڑا سا حال ندرت اشتمال لشکر اسلام اور وہان کے شہزادگان عالیشان کا سنیے کہ بیت چنین گفت دانندۂ داستان

بہ شیرین بیانی و لطف بیان ہا کہ لشکر اسلام مین ایک روز شہزادۂ قاسم نامور نے قصد کیا کہ جانب صحرا برائے صید افگنی روانہ ہون پس اسیوقت اس شیر بیشۂ شجاعت و پلنگ بادیۂ جرأت نے اپنے سرداران ذوی احتشام کو حکم دیا کہ سامان شکار درست ہو اور تم سب سردار بھی تیار ہو کر

چلو بموجب ارشاد قضا بنیاد شہزادہ دلاور اسباب شکار تیار ہونے لگا یعنے جیوق مرغ زرین پر کو عقاب شب نے شکار کیا اور دام کہکشان کا عرصہ فلک مین گسترده نظر آیا کہ شعر ہوے

جب کہ تارے فلک پر عیان ٭ اڑا چرخ سے مرغ خور ناگہان ٭ باندھا باز تیز پرواز لیکر

حاضر ہوے چیتے جو دشمنون کا کلیجہ چیتے تانگون پر بیٹھے ہوے صبح کو اسی شب روانہ ہوے پلٹنین اور رسالے کمر باندھکر تیار ہوے خیمہ و خرگاہ لد گیا غرض یہ حال تھا کہ ابیات

دیا حکم کارندون کو ایک بار — کہ ہی شاہزادے کا عزم شکار — سب اسباب صید افگنی در پہ آے

کسی طرح کا جانور رہ نہ جاے — غرض جبکہ یہ حکم اُس کا ہوا — تو سامان سارا مہیا ہوا

رقم یون کرون حال اس وقت کا — کہ سارا مرقع ہو صورت نما — سپہ کوش چیتے وہ تھے آشکار

ہرن کیا کہ شیرون کو کرلین شکار — وہ کتون کی نخچین جوڑیان لاجواب — دل شیر ہو جنکی دہشت سے آب

کسی سمت جنگل کہین بحر یان — پرندون کا چھوڑین نہ نام و نشان — لیے باز ہاتھون پہ وہ باز دار

کہ ہو طائر روح جنکا شکار — جب طائر نور آفتاب آسمانہ مشرق سے پرواز کرکے سحرا

فلک مین آیا اور زاغ شب کو باز تیز پرواز مہر نے شکار کیا کہ بیت چو خورشید بر رو سر از برج شیر نہا

سپہر اندر آورد شب را بزیر ٭ صبحدم شہزادہ سوار ہوا کہ ابیات

غرض جب وہ سب اسلحہ سج چکا — ہوا اسپ تازی پہ جلوہ نما — چلا چھیر کر جبکہ وہ راہوار

تو تھے گرد امیران عالی وقار — غرق ہر اک ساونی پیش پیش — کہ الف سے تھا شمار آسکا بیش

ہزارون زرہ پوش اسوار تھے — لیے خاصیان خاص بردار تھے — کہ تھین ورویان مختلف زیب تن

نگاہون سے گذرا چمن کا چمن — بیان کیا کرون اُسکے لشکر کا حال — ہر اک نوجوان شیر دل خوش جمال

وہ نقارہ باجی پہ اُن سب کے بعد — کرے ابر مین جیسے آواز رعد — سمان صبح کا روشنی کا ظہور

درختون پہ نغمہ سرا تھے طیور — نقیبون کی یہ بات زیب زبان — بڑھے عمر و دولت بڑھے عز و شان

پکارا یہین ٹھہرین سب ایک بار — اڑا جاتا ہی مفت میرا شکار — یہ سنتے ہی لشکر اسی جایگہ کا

بڑھا ماہ پیکر کچھ آگے ذرا — پرندون کا جب کر چکا وہ شکار — چرندون پہ جولان کیا راہوار

کیے صید سب قسم کے جانور — نہ چیتا بچا ایک بھی شیر نر — کیے شیر جو رنگ شمشیر سے

بچا تیغ سے تو گرا تیر سے — نہ پاڑھا بچا اور نہ چیتا بچا — کوئی جانور بھی نہ چیتا بچا

مین صید افگنی مین تنظر شہزادہ کی ایک آہوے طرار و خوبصورت پر جا پڑی شہزادہ نے اُسکا شکار
کرنا چاہا وہ آہو سنبھلکر چوکڑیان بھرنے لگا شہزادہ نے بھی اُسکے تعقب مین گھوڑا اُٹھایا پیچھے شہزادہ
کے سب سردار چلے لیکن یہ اس زور مین عقب آہو جاتا تھا کہ سردار پیچھے رہگئے اور شہزادہ بگ ٹٹ
گھوڑا ڈالے بہت دور نکل آیا آخر ایک مقام پر جوڑکر تیر جو مارا تو وہ آہو تیر کھاکر لنگھیاکر گرا شہزادہ نے
اُتر کے مرکب پر سے اُسکو بہ تکبیر پہونچایا اب جو دیکھا تو خود بھی عرق عرق گھوڑا بھی پسینے مین غرق تھا یہ کھڑے
ہوکر دم اپنا راست کرنے لگا ناگاہ ایک پاڑے کو دیکھا کہ لنگھیاتا ہوا آتا ہی شہزادہ نے اُسپر بھی ناوک
دلدوز لگایا کہ وہ بھی گرا شہزادہ نے اُسکو بھی ذبح کیا لیکن کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ کڑاکے کی سہم مرکب
کے صدا بلند ہوئی اب جو دیکھا تو ایک شدنیز عیار فتار و خوشرنگ پر ایک نقابدار عالیمقدار کو سوار
پایا کہ تیر کمان مین جوڑا ہوا گھوڑا دوڑاتا ہوا آتا ہی جب وہ نقابدار قریب شہزادہ والا تبار پہونچا
اور اُسنے اپنے شکار کو جو صید کیا ہوا غیر کے ہاتھ سے پایا بس بلحیظ و غضب تمام نعرہ زن ہوا کہ اے
اجل رسیدہ آفت تو نے یہ پاکی کہ میرے شکار کو تو نے مارا اسکے عوض مین تجکو مین شکار کرونگا شہزادہ
نے دیکھا کہ ہرچند نقاب اُسکے چہرے پر پڑی ہی مگر وہ نقاب مانع حسن و جمال نہین ہی چھوٹے اُسکے حسن
کی پڑ رہی ہی شہزادہ نے اُسکے عتاب آمیز کلام کا بزمی تمام جواب دیا کہ ای ماہ فلک خوبی و ای
آفتاب سپہر بربری یہ صید بھی حاضر ہی اور میرا شکار بھی کیا ہوا موجود ہی آپ لے لیجیے اور علاوہ اِسکے
مین عذر بھی کرتا ہون کہ مجکو معلوم نہ تھا کہ یہ آپ کا شکار کیا ہوا ہی اور تیر خوردہ ہی آپ معاف فرمائیے اُسنے
کہا کہ کیا مین گوشت کا بھوکا ہون جوان دونون شکارون کو لے لون مین بغیر تیرے صید کیے نہ رہونگا
یہ کہکر نیزہ شہزادہ پر اُٹھایا شہزادہ بھی جست کرکے مرکب پر سوار ہوا اور نیزہ کی سنان کو سنان نیزہ پر
اپنے گاہ اٹھا نیزہ وری کے ہنر آشکارا ہوے مگر ایک مقام پر شہزادہ نے گانٹھ کر گلوگاہ کو مرکب
جو نقابدار کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا نقابدار غصہ مین آکر تلوار کھینچکر آپڑا اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ
تلوار کا مارا شہزادہ نے جب نیزہ قریب آیا تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی بس اُسنے بند و بست پر ہاتھ
ڈال دیا اور جھٹکا دیکر نیزہ چھین لیا اور توڑے مین کمر زنجیر کے ہاتھ دیکر زور جو کیا قاش زین سے
اُسکو اُٹھالیا اور سر پہ چرخ دیا اول چرخ مین پاؤن سے موزہ کمر سے خنجر نکل گیا اور دوسرے
چرخ مین بند نقاب ٹوٹے اور ہوے نقاب چہرے پر سے اُرٹی پھر تو یہ عالم ہوا کہ شعر

آتھا اسکے چہرے سے جبدم نقاب پھر اچرخ سے چرخ کھا آفتاب ہوا ایک نازنین مہ پارہ آفتاب آسمان
حسن گوہر دریاے جمال کو دیکھا کہ شہزادہ غرق دریاے محویت و بیخودی ہوا اور مثل آئینہ آفتاب حیران
رہا شکار کو آیا تھا خود اسکی کمان ابرو اور تیر مژگان کا سبل ہوا خنجر ابرو نے دل کو گھائل کیا زلف نے
اسکی اندھیر برپا کیا جہان روشن تیرہ و تار نظر آیا پیشانی سے قسمت کا لکھا آگے آیا ابروون نے
سجدہ اپنی محراب مین کرایا آنکھین ایسی سحرکار تھین کہ سامری سے شاگرد نہار تھے وہ کرشمے انکو یاد تھے
کہ کبھی نرگس شہلا بنین اور کبھی ہرن جادوگری کے یاد انکو فن آئینہ رخسار نے مہر و ماہ کو حیران بنایا تھا
ماہ نو کا ہیدہ تھا اور آفتاب اس رشک سے اپنی آتش مین آپ جلتا تھا دہن وہ جام سرخ کہ جو آب
در سے بھرا تھا سینہ پر چھاتیان وہ گول گول کہ جس دیکھ جائے ہیرے کا مول راہی وہ ماہ تمثال ایسی تھی کہ نظم

کیا آنکھین ملکر جو اس نے خیال — شب تار عشاق تھے سر کے بال — ہویدا تھے موتی ہر اک تار مین
کہ جیسے ستارے شب تار مین — نہ تھے سر کے بالون پہ لولوعیان — کہ تھے سنبلستان مین جگنو عیان
دیا پیچ مین لائے جان جہان — دل روشن عاشقان جہان — کمند اسکی گیسو تھے یا جال تھے
کہ تیدی دل فارغ البال تھے — عجب اسکی چتون تھی عالم فریب — دلون کو جو دیتے تھے عالم فریب
جدھر پڑگئی نور آگین نظر — تو فی الفور بجلی گری جان پر — ہنسی مین نمایان جو دندان ہوے
تو بیٹھی تارے درخشان ہوے — نظارہ اس ابرو سے خمدار کا — بلاشبہہ کھاتا تھا تلوار کا
ہزارون اس ابرو کی تلوار سے — شہ لافتی کی مدد سے بچے — وہ پیشانی صاف تھی نور کی
کہ زہرہ سہیل اسکے دو مشتری — وہ دو پیچ گیسو کے دو جال تھے — اسیر اسکے دو فارغ البال تھے
جو خوشبو کو پوچھو تو دون یہ بتا — وہ عنبر شکن تھے وہ نافہ کشا — نہ کچھ مشک کار خیز نہار تھا
کہ تا تار گیسو کا ہر تار تھا — وہ رخسار سرخ اسکے تھی بمثال — کہ گل زرد ہو اسسے ملکر کمال
وہ لب اسکے دونون تھے قند و شکر — چٹختے تھے باتون مین یا کبد گر — نزاکت کو موے میان باندھ لائے
دہن ڈھونڈھے تو خود عدم کھو یا جاے — جو شن پاے نور بیاض گلو — خط صبح صادق کرے جستجو
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر — مگر دو حباب اسمین تھے جلوہ گر — جو قدرت دیکھے محشر اسے کرے یاد
قیامت ہی قامت کی اک خانہ زاد

شہزادہ کا اسکی صورت زیبا دیکھتے ہی ہاتھ تھرایا اور وہ صنم رنگین ادا
چھوٹ کر گری بس کرتے ہی زمین پر وہ سنبھلی اور بند نقاب جلد اسنے چہرہ پر درست کیے اور لپٹے

مرکب پر بیٹھکر جدھر سے آئی تھی اُسی طرف کو روانہ ہوئی شہزادہ دل ازکف دادہ کچھ دیر تو سکتے کے عالم مین چپ و خاموش رہا جب ذرا کچھ گرمی عشق کم ہوئی تو اُسی معشوقہ کے فراق مین اشعار حسرت آلود

پڑھنے لگا کہ ابیات	تصور کے آگے جو تصویر تھی	تو پھر دن اُسی سے یہ تقریر تھی
مروت یہ کیسی ہی اے سیمتن	کہ تم عیش مین ہم کو رنج و محن	اُدھر تو ہی عشرت مین اے آفتاب
اِدھر جل رہا ہی مرا دل کباب	تجھے زلف سلجھانیکا دھیان ہی	اُدھر تیرا عاشق پریشان ہی
اُدھر ہین نگاہین تری برچھیان	جگر پر اِدھر غم کی ہین برچھیان	خبر لے مری ورنہ مر جاؤن گا
اُسی دشت مین مین گذر جاؤن گا	تجھے کچھ مرا دھیان آتا نہین	اثر عشق صادق دکھاتا نہین

اُسیطرح جب وحشت حد سے زیادہ ہوئی اور بیقراری دل کی بڑھی تو نقش سم مرکب کے نشان پر اُسنے بھی اپنا گھوڑا اُٹھایا اور روتا ہوا بیتاب و مضطر سمت دیار دلبر یہ بھی چلا یہان تک کہ ڈیڑھ پہر کا مل رہروی کی آخر اسکو ایک باغ نظر آیا کہ جو باہر سے اپنی خوبی اور سرسبزی کی بہار دکھا کر دل کو ہرا کرتا تھا اور آنکھون کو تراوت دیتا تھا دروازۂ باغ مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہوا تھا شہزادہ بسان لالہ داغ بر دل اور مثل گل گریبان چاک اُس باغ مین آیا دیکھا کہ عجب تختہ گلزار ہی پُر از نقش و نگار ہی ہزارہا طرح کے گل کھلے ہین بلبل گل سے باتین کرتی ہین گل بھی ہنس رہے ہین غنچہ مسکراتے ہین یاسمن شبو اپنی بہار دکھاتے ہین لیکن شہزادہ کا یہ حال اس گلشن کو دیکھکر تھا کہ بہ بیت گلون کی طرف وہ جو مائل ہوا ؎ تو غنچہ نمط تنگ وہ دل ہوا ؎ اسی حالت مین گرتا پڑتا اپنے تئین سنبھالے جب آگے بڑھا تو اُسنے دیکھا کہ اس گلستان دلستان مین ایک بنگلہ مثل بارہ دری کے تعمیر

ہی کہ اس بنگلہ کی یہ صفت ہی کہ ابیات	بہ تنگ آیا جب طبع ناساز سے	تو بنگلے کو پایا خوش انداز سے
وہ بنگلہ بلند اور وسیع السا تھا	کہ جیسے زمین پر فلک دوسرا	بلندی تھی اس بنگلے کی آشکار
کلس اُسکا تھا ناف گردون کے پار	مہینہ جو سرما کی آمد کا تھا	مشجر کا فرش اُسمین تھا جابجا
وہ دو سمت تھے وہ چھپر کھٹ لگے	کہ جو دیکھے تو یہ کی رٹ لگے	چھپر کھٹ کے آگے تھی مسند لگی
کہ جھالر فقط موتیون ہی کی تھی	وہ مسند پہ تھا گاؤ تکیہ لگا	کہ تھا گلکشان سے سوا پُر ضیا

اُس بنگلے مین اُسی ماہ پارہ کو کہ جسکی تیغ ادا کا یہ زخمی تھا یعنی جسکو شکارگاہ مین دیکھا تھا اور جسکی تجسس مین یہان تک آیا تھا پایا یعنے دیکھا کہ مسند ناز پر مثل ماہ مین طناز وہ عربدہ ساز جلوہ گر ہی خواصین گرد

روبرو اُسکے حاضر ہین سامنے چنگیز چپگھڑے عطردان پاندان دھرے ہین گلابیون کی شراب کی گشتیان رکھی ہین لیکن وہ خانہ برانداز عاشق اسوقت چپ اور خاموش بیٹھی ہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ رنجیدہ ہی تیوری پر بل پڑے جیسے دفتر حسن کے کاغذ مین شکن پڑگئی ہی شہزادہ کو جو اُسنے دیکھا شرماکے سر جھکا لیا مگر اپنی وزیرزادی سے اشارہ کیا کہ اُسنے اُٹھکر اور قریب شہزادہ آکر شہزادہ کو مجرا کیا اور کہا آیئے تشریف لائیے شہزادہ خنداں ہوکر دیدار یار سے اندر بنگلے کے گیا اور قریب محبوب دلستان بیٹھا دیکھا تو یہان اندر کا اکھاڑا جمع ہی بعیتان شکل وشنگول وشاہدان چین کو یہان کا مجمع شرماتا ہی غرض شہزادہ بیٹھا ملکہ نے آہستہ سے بصد حسن وادا لب رشک یاقوت کو کھولا اور قند نبات کو اس طرح گھولا کہ ای شہریار تعلیم خوبی آپ کا اس ویرانے مین کیونکر آنا ہوا اور پُرخار مقام کو کس طرح رشک لالہ وگلزار فرمایا شہزادہ نے ہنسکر کہا کہ ای گل باغ تمنا مین تیرا ہی گریبان چاک ہون ای لالہ رخسار مین تیرے ہی عشق کا داغ سینے پر رکھتا ہون تیرے ہی عشق مین نسیم کردار اس گلشن مین آنے کا اتفاق ہوا ہی ملکہ نے کہا خوب معلوم ہوا کہ آپ کچھ عقل صحیح نہین رکھتے بھلا مین مشورہ سرا اس قابل کب ہون کہ کوئی میرا سودائی ہو اور وہ لیلی مین کب ہون کہ مجنون اپنے تئین کہلائے اچھا آپ مہمان عزیز ہین آئے ہین تو تشریف لائیے یہ فرماکر ایک جام مے ارغوانی سے بھر کر شہزادہ کو دیا شہزادہ نے فرمایا کہ تمھارا مذہب وملت کیا ہی ملکہ نے فرمایا کہ مین کیا بہ چینی دارد زنگار خانہ رسیلمانی صاحبقران جو ہین اُنکی دختر ہون اور اس مقام پر ازبسکہ مدت سے لشکر ابلیس کو عقیق پر آتا ہوا ہی اسلیے مین نے یہ باغ اپنی سیرگاہ بنایا ہی اور مین یہان رہا کرتی ہون یہ خواصین اور چند سوار میرے ملازم ہین صید وشکار و سیر دشت و باغ مین دن رات بسر کرتی ہون اور عیش عشرت مین رہتی ہون آپ فرمائیے کہ کون ہین شہزادہ نے فرمایا کہ مین شہزادہ ملک قاسم بن خضران خوتریز خاور سیاہ ہون جنکے جد عالی وقار حمسندہ نامدار اور پدر میرے عالمشاہ ذی تبار ہین الحمدللہ کہ مین مسلمان ہون اور تمکو بھی مسلمان پاتا ہون شہزادہ کے اس کلام کو سنکر ملکہ ہنسی اور اُسنے کلمہ پڑھکر شہزادہ کو مطمئن کیا شہزادہ نے جام بادہ ارغوانی سے بھر کر ایک جرعہ کشید کیا پھر تو جلسہ عشرت جماناچ شروع ہوا کہ

ہوا زیب مسندہ بدر منیر	مودب الگ بیٹھی دخت وزیر	شروع اس طرح ناچ کا ناہوا

کہ منظور عشم کا بٹانا ہوا ہر اک راگنی کا تبدل رہا چہرہ راغ خرد آسکا پرگل ر
اگر گایا ان رنڈیون نے ملار تو بارش ہوئی اشک کی بار بار اسی ہنگامہ عیش مین ملکہ نے
کہا کہ ای شہریار جب مین نے یہ باغ بنوایا اور یہان ساکن ہوئی تو اسکے چند روز کے بعد ایک دیو
کہ نام اسکا خرپال گراز دندان ہے یہان آیا اور مجکو دیکھکر عاشق ہوگیا اور مجھ سے اسنے سوال
وصل کیا مین اسپر بہت خفا ہوئی اور اسکو نام زلزلہ قاف لیکر دھمکایا کہ وہ خوف زدہ ہوکر منت کرنے
لگا اور زبردستی کرنے سے باز رہا اب روز آتا ہے اور مجکو دھمکاتا ہے منت بھی کرتا ہے قدمون پر سر رکھتا
ہے کچھ دیر بیٹھکر چلا جاتا ہے شہزادہ نے یہ حال سنکر فرمایا کہ انشاء اللہ اب جو وہ ملعون آئے گا
تو اپنے کردار بد کی سزا پائیگا انھین باتون مین وہ دن تمام ہوا اور گلشن ستارون کا فلک پر کھلا
پھول نظر آیا مہتاب سیر کرنے باغ چرخ اخضر مین قدم زن ہوا کہ ابیات

خدا نے جو کی مہر اسپر کمال ہوا مہر انور کا جلدی زوال کیا شام عشرت نے جلدی ظہور
لو پروانون نے پایا تمون سے نور شب عشرت کو بھی عجب بہار تھی گلشن مین گل کھلے تھے ہوا سرد
چلتی تھی فوارے اچھلتے تھے چاندنی چھٹکی تھی عاشق و معشوق یکجا تھے دور شراب ناب تھا رات
بھر عشرت مین کٹی اور اب وہ زمانہ آیا کہ عشر تکدۂ مشرق سے شاہ خاور سبزہ زار حریر مین
آیا اور اپنے رخسار پر نور سے عالم کو منور فرمایا کہ اشعار

اڑے آشیانے سے طاؤس نور	ادھر آتا تھا وہ بڑی زور سے	ہوا نور کا آسمان پر ظہور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرم خو اور روشن نگاہ	وہ پر دانین تھا پر نور سے
نشان آگے آگے خط صبح کا	کیا دیدہ خلق پر آشکار	سپہ کی علامت ہویدا ہوا
		کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

شہزادہ نے فریضہ نماز سحر کو وضو کرکے بخشوع و خضوع ادا کیا پھر ملکہ سے گرم صحبت آرائی رہی پھر فلک
پر کچھ سناٹا سا معلوم دیا بیک بیک ہوا تیز و تند چلی اور ایک دیو کو دیکھا کہ باغ مین آکر اترا اور بنگلے کے
قریب آکر اس دیو نے شہزادہ کو ہم پہلو اپنے یار کا پایا غصہ مین آکر چلاکر او انسان سیہ رو سفید
دندان بھلا مین تجکو کب زندہ چھوڑتا ہون ارے یہ غضب تو نے کیا کہ میری معشوقہ سے ہم آغوش
ہوا ملکہ تو اس دیو کی صورت دیکھکر سہم گئی اور پشت پر شہزادہ کے چھپنے لگی لیکن شہزادہ بغضب
تمام اٹھا اور مقابل مین اس لعین بدکردار کے آیا تینغہ آبدار کو کھینچکر سامنا کیا دیو نے چرخ دیکر وار شمشاد

کو سر پر اس سردار کے لگایا قاسم خادم سپاہ دیو بند و دیو کش جو یہ بھلا اس وار کا وار کب کھاتا ہو بسنے
پیترہ بدلکر زیر بغل اس دیو کے اپنے تئین پہونچایا اور اسکے وار کو خالی دیا وار آکر زمین پر پڑی کہ پانی
بلبلا کر نکل آیا تن غبار کا بلند ہوا ہر چند کیا کر زور و دست کردم مارا اور کام تمام کیا ہو کوئی دوست
اسکا کہ غوبال لیکر چھانے ہڈیان بھی ریزہ ریزہ ہو گئی شہزادہ نے پہلو پر سے نعرہ کیا کہ کرا زدی و
کرا پست کردی حریف تو اب تک رسیدیم یہ کہکر پہلو پر تو کھڑا ہی تھا بند و بست پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا
مارا کہ وار اسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی دیو شہزادہ کے پٹ گیا کشتی بصد زور شوری شروع ہوئی یہاں مارا
وہاں پٹکا آخر لڑتے لڑتے شہزادہ نے اسکو کر لے بھوکر جو مارا چاروں شانے چت وہ دیو
گرا شہزادہ سینہ پر اسکے سوار ہوا اور پکارا کہ حالا در شناختن پروردگار عالمیان چہ سیگوئی اس دیو نے
کہا کہ لاکھ جانین میری نام پر ابلیس پر تلبیس خدا وند راشد شیاطین کے منشا رہین شہزادہ نے
ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا اور دوسرے ہاتھ سے ٹھڈی پکڑ کے فشردہ جو کیا صاف گردن اسکی نرخرے
سے کھینچ لی دیو تڑپ کر ہلاک ہوا زندگی کا قصہ پاک ہوا ملک نے شہزادہ کے دست حق پرست کو آکر
بوسہ دیا اور سلاش کو اس بدمعاش کی کھنچوا کر بیرون باغ پھنکوا دیا پھر یہ دونون مہ وہمراہ اس بنگلہ
مین کہ برج میزان خانہ زہرہ اسکو کہنا چاہیے آکر جلوہ گر ہوئے اور ہنگامہ مسرت و کامرانی برپا ہوا
اس زمانے مین شہزادہ کے رفیق و سردار اور لشکر بہرا ہی ڈھونڈھتا ہوا یہان آیا شہزادہ انکی خبر
آمد سنکر باہر برآمد ہوا ہر ایک نے ملازمت کی غرض کئی روز تک جلسۂ عشرت رہا آخر ایک روز صبحکی
لیمی جب وہ وقت آیا کہ ابیات

وہ صحرا کا سماں ٹھنڈی ہوا		وہ ہر سمت کو طائرون کی صدا
خوش آیند کھلی جو صحرا مین سیر	ہوا اصحاب تارون کا ذرون پیدا	شہزادہ نے اسباب اس باغ

سے سب باہر کرایا اور ملکہ کو محافہ مین سوار کر کے مع نیرنگ گلفام و نازک اندام کے وہان سے
کوچ کیا اور اپنے لشکر کا راستہ لیا بعد قطع منازل و طے مراحل داخل لشکر اسلام ہوئے پہلے ملازمت
امیر کی پھر بادشاہ اسلام کو نذر دی ملکہ کو محل مین اتروایا پھر اپنے خیمہ مین آکر قلابہ حسینی و کباب بینی کو
بلوا کر خواستگاری ملکہ کی فرمائی نام اس ملکہ کا خوش قامت شکر لب ہو اون دار و غگان نقارخانہ
نے جو ملک چین کے ایک ملک کے حاکم ہین بخوشی عقد کرنا قبول کیا اور اسی وقت بساعت
سعید خوش قامت شکر لب کو ہمراہ شہزادہ والا تبار منعقد فرمایا شیدائے یکدیگر

باہم جمع ہوے اور بعشرت رہنے لگے لیکن اب حال سنیے کہ شہزادہ ملک قاسم عالی تبار دربار بادشاہ تجاہ سے اٹھکر اپنی بارگاہ آسمان جاہ افراسیابی کیطرف جو روانہ ہوا اثنار راہ مین ایک پنجہ اسکی کمر مین پڑا کہ لیکر بالا ے ہوا گیا اور سناٹا مار کر جو چلا شہزادہ کی آنکھین بند ہوگئین بعد کچھ دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے تئین ایک صحراے پرخار مین پایا کہ لون چلتی تھی ہوا وہان کی آہ عاشقان و دلسوزان پرطعنہ زن تھی ہستی خضر کی ڈین تھی درختون کا نام و نشان نہ تھا خارہاے مغیلان اور بھٹکٹیا سے بھرا ہوا بیابان تھا چیلین چلچلاتی تھین بوم شوم کے گھونسلے چند کی صورتین جس طرف آتی تھین کوسون تک کا چٹیل میدان تھا دھوپ کی تپش سے آتشکدہ بیابان تھا زرے کا رانگر گرتے تھے طائر اس دشت مین قدم نہ دھرتے تھے کہ نظم

جہان انسان تو کیا سایہ بھی مسدود ہوا
مسافر میہمان مرگ ہر آن
بلا یکن سیکڑون اس جا تھین پیش
کہین تھے نیشتر خار مغیلان
ابھی تھا دن ابھی شب کا گمان تھا

گذر اس جا ہوا اسکا جو ناگاہ
نہ تھا جز التفات فضل معبود
یہ عالم دیکھکر گھبرا گیا دل
نہین ہوتی تھی بیتابی کم و بیش
دھوان لون کا وہان چھایا ہوا تھا
بدلتا رنگ کیا کیا آسمان تھا

پریشان حال دیکھی دشت کی راہ
تمانت پر فروغ مہر تابان
کہ کانٹے بن کے راہ مین تھی وانیہ حائل
کہین شعلہ فشان غول بیابان
بیابان مین ہر اک سو تھا اندھیرا
شہزادہ نہایت حیران و پریشان

ایک سمت کو روانہ ہوا لون کے جھونکے جسم نازک کو جلاتے تھے اسلحہ جو گرم ہوگیا تھا تو ہاتھ اور بدن مین چھالے پڑ جاتے تھے پاکون بھی آبلہ دار تھے تلوون مین تو جیسے خار تھے حلق مین کانٹے پڑ گئے تھے مصیبت مین گھر گئے تھے بصد محنت و مشقت کوس بھر راہ طے کی وہ راہ ایک کوس کی کالے کوسون ہوگئی آخر ایک جگہ پر پہونچا کہ وہان کچھ درخت سایہ دار لگے تھے اور کسی قدر فی الجملہ ہرے تھے اور اسکے قریب ایک چشمہ بھی پانی کا تھا شہزادہ فکر خالق بحر و بر بجا لایا اور اسجگہ ٹھہرا اس چشمہ سے پانی پیا اور چاہا کہ آسودہ ہون یکایک ایک آندھی تیرہ و تار آئی بعد اس آندھی کے جو دیکھا تو ایک دیو زشت کریہ منظر سیاہ فام بد انجام کو دیکھا کہ زرع نول کاندھے پر رکھے زنجیر آہنی سے کمر باندھے ایک کرتا ٹاٹ کا پہنے منہ بھاڑ سا کھولے بچا کی طرح دوڑا آتا ہوا تھا شیطان کی خالہ تھی کہ ابیات

یہ ٹھہرے تھے کہ وہ دیو بلا زاد
دہن سے تا بہ پا شعلے ہویدا

عجب رنگے آئی بنکے آزاد
لپک اٹھی فراز آسمان پر

جبین سے تا پسینہ ایک قشقہ
جلاونگی جلاؤن گی زبان پر

یہ خاکردہ چلاتی تھی ہر سو	کبھی پڑھتی تھی وہ الفاظ جادو	بڑھاتی تھی کبھی سر کو فلک تک
کبھی ہونٹون کو لاتی تھی پلک تک	کبھی بالیدگی بازو کو دیتی	کبھی کچھ تازگی جادو کو دیتی
کبھی زنجیر جا کر کھڑکھڑاتی	کبھی اپنی زبان مین بڑبڑاتی	کبھی اک کوہ بن جاتی زمین پر
کبھی پڑھتی کبھی رہتی دہن پر	غرض اس حال مین تھی وہ ستمگار	برستی تھی بشکل ابر ہر بار

شہزادہ نے اس کو دیکھکر لاحول پڑھا اور اس بے شرم نے پاس آکر اول نگاہ شرم شہزادہ کو دیکھا پھر ہنسکر کہا کہ ای شوریدہ سر بڑا غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی خرپال گراز دندان کو قتل کیا ہائے افسوس کیا کرون کہ تیری آتش محبت میرے تنور سینہ مین مشتعل رہی اور حرف نقش محبت صفحہ دل پر ہی بھی کوچاہتی ہون اور جان دیتی ہون کہ بیت رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا ہے کیا جانے کہ دیکھتے ہی تجکو کیا ہوا ہے اب تجھے چاہیے کہ میرا کام دل برلا اور اپنی بغل مین سلامین تجھے بادشاہ ہفت کشور کر دونگی مال و زر سے گھر بھر دونگی شہزادہ نے یہ کلمات نخوش سنکر فرمایا کہ او قحبہ مالزادی فاحشہ جادو رہو میرے سامنے سے ورنہ ابھی سر تیرا گوہ کھا تا پھرنگا یہ کہکر طپانچہ تیار کیا اور چاہا کہ اسکے رخسار پر مارون وہ خبیثہ سر کچھ بڑبڑائی کلمات افسون زبان پر لائی اور گرد شہزادہ کے حصار آتش کر کے آپ غائب ہو گئی جادو کے زور سے کما کی دیے اپنے دل کی لگی کو بجھانا چاہا مگر کچھ بن نہ آیا شہزادہ نے چاہا کہ اشکباری سے اس آگ کو سرد کرون مگر آہ کی ہوا لگنے اور دونا اسکو بھڑکایا ناچار یہ اس حصار آتش مین اپنا دل سوختہ لیے چپکا ہو کر بیٹھا بدن گرمی مین بھنکا جاتا تھا کرہ نار دہ مقام منظر آتا تھا چار سمت آگ لگی تھی بیچ مین یہ تمکر و بیٹھا مگر جان پر بنی تھی دو پہر کا عمل یہ اس مین رہا حلق مین کانٹے پڑ گئے جد سے زیادہ پیاسا ہوا جسم سب پسینے مین ڈوب گیا بعد دو پہر کے پھر وہ عفریتہ آئی اور حصار شہزادہ کے گرد سے برطرف کر کے منت کرنے لگی شہزادہ نے ابکی مرتبہ تلوار کھینچی وہ تیغ ابرو کی گھائل تھی شمشیر جان گزا کو دیکھکر ہنسی اور کچھ افسون پڑھکر انکے دست دپا کو بیکار کر دیا طاقت جاتی رہی یہ پھر چپکے ہو کر بیٹھ رہے اور سہنے بہت کچھ عاجزی کی جب شہزادہ نے نہ مانا تو غائب ہو گئی اور شہزادہ خاموش بیٹھا رہا بعد کچھ عرصہ کے شہزادہ نے دیکھا کہ دست و پا مین قوت آگئی اور حصار بھی اپنے گرد نپایا بے اختیار اٹھکر ایک جانب کو قدم زن ہوا یہانتک کہ قریب ایک کوہ کے پہونچا دامنہ کوہ کے قریب ایک مہ پارہ عابد فریب زاہد کش کو دیکھا کہ حیران حیران ایک جانب

کو نگران ہی مگر ایسی حسینہ ہی کہ اُسکے بالون کی محبت کی راہ کالے کوسون نظر آتی پیشانی اُسکی طاق
سے رگڑواتی ابرو شمشیر حسن کے دو پھل جان عاشقان اُس سے بکل آنکھین انقلاب ہر کے وہ روسے چشمے
جیسکے آشنا مردم دانی حسن کے قلزم مژگان شناور تیر جیسکے سیکڑون دل نخچیر بنی کی صفت مین باریک بینی
درکار ہی الف کتاب رخسار جسکا نقشہ اظہار ہی دل اُسکو دیکھکر فرخناک مصحف رویون کی بیچ پوچھو تو وہ
ناک گال دونون بجلی کی جان پر بجلی گراتے مشعلہ آتش سے فی النار ہو جاتے دہن تنگ میم سر معدوم
ظاہر بھی نہین فقط وہوم و شوار ہی جو یہ راز ہر مفہوم سبب ذقن کو دیکھکر بھوک رہ پیاس جاتی
دیدہ انھین کی تشنگی بجا بجا تی بر و دوش خوبی سے ہم آغوش ہاتھ کا نو خوبی کا ساتھ سینہ اُسکے
وہ چھاتی کہ جنھین دیکھکر بدلی غم کی چھاتی کہان تک اُسکا وصف بیان ہو یہ نقشہ تھا کہ نظم

ہر اک آنکھ تھی اسقدر سحر کار
کہ شاگرد ہون سامری سے نبرد
یہ ادنی سا تھا آئین سحر اور فن

کبھی نرگس کبھی تھین وہ نرگس کبھی تھین ہرن
نظر آئے ابرو کے ایسے حسام
دل رستم و سام جنکے نیام

جو دیکھے کوئی ابروے متصل
ہمیشہ رہے طاق نسیان پہ دل
یہ اک اور نشیہ آئی پسند

دھوان دو طرف تھا رخ تھا بلند
دریچہ اگر طور تھا نور کا
جبین ہین عیان نور تھا طور کا

سُنی بھی نہین طور کی نردبان
تھی بینی اُسی لوز کی نردبان
غضب اُسکی پلکون کے تھے نیشتر

چھپے جس سے لاکھون ہی دل نیشتر
مہ کامل اُس مہر کی تھی جبین
سو نوتھے ابرو شک سیمین نہین

نرد تازہ رخسار جوبن بھرے
کہ گل بھی نضارت تصدق کرے
حلب کے وہ آئینے تھے لاجواب

کہ منہ دیکھنے تھے کھڑے شیخ و شاب
رخ آئینہ سے صاف دو چند تھا
یہان طوطی آئینہ بند تھا

فدا غبب سر پر تھی بھی بلا
تصدق تھا قامت پہ سرو سہی
شہزادہ نے جو اُس ماہ پیکر کو

دیکھا اُسکے پیچھے چلا اور وہ برق دش چمک کر بجلی کی طرح اُس درہ مین گئی اور اُس شہریار کو دیکھکر
رو نیفزار لائی شہزادہ بھی اُسکے پیچھے داخل درہ ہوا اُسمین وہ نظر نہ آئی اُسنے جب درہ سے اُس
طرف کو سر بدر کیا تو ایک صحرائے پر فضا نظر آیا اور اُس صحرا مین ایک احاطہ سنگ مرمر کا کھنچا تھا۔

اُسکے گلشن نگارین پھلا پھولا تھا کہ ابیات

وہ گلشن کہ جسپر فدا ہر بہار
وہ گلشن خوشی جس سے تھی ہمکنار
کھلے جاتے تھے اُسکے گل حزو کل

اُسی مین تو ہنستے تھے ہر ایک گل
بہشت برین اُس سے بہتر نہ تھا
نظیر اُسکا روے زمین پر نہ تھا

جہان ایک اصلی لگا تھا نگینہ — جواہر کا بھی دوسرا تھا نگینہ — وہ فوارے نہروں کے اندر رواں
ستارے ہوں جیسے فلک پر رواں — صفت کر سکوں میں کہاں نہر کی — جواہر کی تھیں پٹریاں نہر کی
وہ گل پھول اسمین نمایاں ہوئے — کہ بہزاد و مانی بھی حیران ہوئے — ہر اک سو خرامان لبط اور قرقرے
شجر بار و بر سے پاٹک سرے — مٹکتے تھے روپہلی تمامی سے سب — بہار انکی چاندنی مین غضب
کسی سمت پودے وہان تھے سرو — جو پربان بھی دیکھین تو ارجمین ہون — خوش آواز ایسی ہی تھیں بلبلین
کہ رشک انسے جنت کی طائر کرین — اس احاطہ مین دروازہ اقرنی لگا تھا برنگ چشم انتظار عاشق کھلا ہوا

تھا شہزادہ اسکے اندر آیا دیکھا تو یہان بارہ دری بے نظیر بنی ہی فرش و فروش سے آراستہ ہی شیشہ آلات موقع و مناسب جگہ پر سجا ہی اور ایک مسند پر سامنے بارہ دری کے جو چبوترہ ہی اسپر وہ ہی ماہ تمثال جسکو دامن کوہ مین دیکھا تھا جلوہ نما ہی شہزادہ پاس اسکے گیا اور کہا بیت ستارہ تو ہی کون سے برج کا ہی تو بے بہا موتی ہی کس درج کا ہی اسنے کہا ای جوان یہان سے جا کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی اسنے کہا کہ شعر تیغ ابرو سے تری ہم نہین ڈرنے والے ہی دھمکیون مین کہین آجاتے ہین مرنے والے ہی یہ کہکر پاس اسکے بیٹھ گیا اور مشغول اختلاط ہوا ہنگام گرم جوشی اس نازنین نے کہا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو کس کی تلاش مین از خود رفتہ ہو گھبرائے ہوا سنے کہا کہ مجکو ایک دیونی ساحرہ میرے لشکر سے اٹھا لائی اور مجکو آوارۂ دشت و بیابان کیا اب خدا جانے وہ کہان گئی ہی لیکن ای پری چہرہ تم بتاؤ کہ اس باغ مین اکیلی کس لیے رہتی ہو اور کون ہو اسنے کہا ای شخص مجکو تنہا نہ سمجھ کنیزین میری ایک کام کو گئی ہین آتی ہونگی اور یہ دیوتا ف کی مین پری ہون اس مقام کو کہ بہار آگین ہی مین نے پسند کیا ہی اور برائے سیر چند روز کیلیے یہان آئی ہون اپنا دل بہلاتی ہون پھر چلی جاتی ہون یہ سنکر شہزادہ نے اسکے گلے مین باہین ڈالین اور چاہا کہ ایک بوسہ اسکے لبون کا لون جب منھ اسکے قریب لایا ایسی بو سے بد اسکے منھ سے آئی کہ روح بدن مین گھبرائی یقین تھا کہ طائر جان اسکا پرواز کر جائے جلدی سے منھ اسنے ہٹا لیا اور کہا کیون جی یہ کیا کہ تمھارے منھ سے تو ایسی بو آئی کہ جیسے سنڈاس کھلگیا شاید تم ساحرہ ہو اسنے ہنسکر کہا کہ ای شہزادے متم عفریتہ سیہ زبان ای جانی مین تجھ پر مرتی ہون اب میرا کام دل برلا مین نے تیری خاطر سے یہ باغ بنایا اور اپنی صورت کو اسطرح تبدیل کیا اب تجکو میرے اوپر رحم لازم ہی شہزادہ

اپنے دلمین اسکے بیان کو سنکر سوچا کہ اب کچھ مکر کرنا چاہیے اور اس محبہ کو واصل جہنم کرنا بہتر ہی یہ سوچکر
اُسنے بھی آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ ای عفریتہ پیاری مین تجکو آزماتا تھا ورنہ مین خود تجھپر
شیفتہ و فریفتہ ہون اچھا اب تو لیٹ جا کہ مین تجھ سے وصل کرون یہ سنتا تھا کہ وہ شہوت پرست
رانیہ خوش ہوگئی اور سامنے شہزادے کے دراز ہوئی شہزادہ طریقہ سے بیٹھا اور ایک ہاتھ اُسکے
منہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا اُسکا پکڑکے اسطرح دبایا کہ وہ تڑپی مگر پنجہ ملک الموت مین تھی
کب چھوٹ سکتی تھی اشارے سے کہتی تھی کہ ارے یہ کونسا اختلاط ہی لیکن اس ستم وقت نے
ایک بھی سماعت نہ کی اور ایسا زور کیا کہ آخر روح بیچین اُسکی بُرے مقام کی طرف سے پرواز کرگئی دریچہ
شرمگاہ کو دیکھکر اس شد و مد سے لگی کہ دنیا ٹڑے کی آواز ہوئی اور جان اُسکی خرامان خرامان اسفل السافلین
مین پہنچ گئی خدا کی پناہ آندھی سیاہ آئی دن کی رات ہوگئی آگ پتھر برسنے پھر صدا آئی کہ مارا عفریتہ
سیاہ زبان جادو شہزادہ نے دیکھا کہ وہ باغ اور احاطہ سب نابود اور ناپدید ہوگیا صرف وہ جنگل
اور درہ پہاڑ باقی تھا شہزادہ نے اب جو درہ کوہ سے سر بدر کیا اُسی دشت پُر خار مین پہونچا لیکن
اب وحدت اور گرمی اُس جنگل مین نہ تھی شہزادہ بہزار دشواری راہ کو طے کرکے اپنے لشکر مین
بعد کئی روز کے آکر پہونچا اور سجدہ شکر درگاہ خدا مین ادا کیا اور بآرام تمام رہنے لگا ان کو تو اس
حال مین چھوڑیے مگر اب ثمہ حال ہمکہ بران شمشیر زن اور بہمن لشکر امیر تامور کا سنیے کہ ملکہ
بران شمشیر زن اپنے مقام پر آکر لشکر کشی کے سامان مین مشغول ہی لیکن وہان نامہ لف کا
افراسیاب کو آیا ہی کہ ای افراسیاب ہم کو خدا پرستون نے بہت پریشان کیا ہی بیحد لازم ہی کہ ہماری
مدد کے لیے کسی ساحر زبردست کو روانہ کرتا کہ وہ آکر کام خدا پرستون کا تمام کرے افراسیاب
نے نامہ پڑھا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ساحرہ سیاہ نام شیرہ رو تیرہ درون کالے کوڑیالے
دھامن ناگن سانپ اُسکے گلے سے لپٹے ہوے آگ ناک کان سے شعلے نکلتے پیازی لمبی ہڈیون
کھوپریون کے ہار گلے مین پڑے ساری کھار دے کی باندھے ہوے شقہ سیندور کا ماتھے
پر کھونر چندن کے سب جسم پر لگے ہوے سامنے بادشاہ کے آئی اور تسلیم بجالائی ابیات

خانہ شیطان کی وہ بدذات	صورت ایسی کہ جیسے کالی رات
کالی صورت دکھار ہی تھی	بجلی کی طرح دمک رہی تھی
بادشاہ نے اُس سے کہا کہ ای سیاہ تاب جادو تم یہان	

کی خدمت مین جاؤ اُنکی بھی زیارت کرنا اور مسلمان سے لڑکر فتح خداوند کی کرا دینا یہ ساحرہ بادشاہ سے رخصت ہوکر چلنے لگی بادشاہ نے خلعت دیا اور یہ رخصت ہوکر اُس طلسم مین ایک بیابان ہی کہ نام اُسکا بیابان بلاخیز ہی اور اُس مقام پر ایک قلعہ آباد ہی ساحران ظلم شعار ستمگار و مکار بلا سے بیدران آفت جہان اُس قلعہ مین رہتے ہین اور یہ ساحرہ اُن پر حاکم ہی اور یہ بھی بہت بڑی ظالمہ ہی چنانچہ اسوقت یہ رخصت ہوکر اُسی قلعہ مین آئی اور حکم تیاری لشکر دیا ہزار ساحر جھولی سحر کی گلے مین ڈالکر اسباب سحر و ساحری لیکر ترسول اور نیزہ چمکاتے اژدرہای سحر اور فیلان سحر آتشین پر سوار ہوے اور یہ ساحرہ بھی اُنکے ساتھ سوار ہوکر جانب لشکر تقارہ روانہ ہوئی اور بعد قطع منازل و طی مراحل طلسم سے نکل کر کوہ عقیق مین آئی لشکر کو اپنے لشکر تقا سے علیحدہ ٹھہرا کر آپ کچھ تنہا جانب بارگاہ تقارہ روانہ ہوئی لیکن نجمتیارک نے ہرکارون کی زبانی خبر اُسکے آنے کی سنی بہر استقبال بارگاہ سے باہر آیا اور پیشوائی کرکے اُسکو سامنے تقا کے لایا تقا نے اُسکی صورت دیکھکر جو ف کھایا اور اُسنے سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا دنگل پر بیٹھی نجمتیارک نے لشکر کو اُسکے اپنے لشکر سے ملحق کرکے اُتروایا بازارین لشکر مین نکل گئین ساحر خیمون مین بسر لگا کر آرام پذیر ہوے سیاہ تاب جادو کئی روز تک یہان آرام پذیر رہی ایک روز جب وہ زمانہ آیا کہ سیاہ تاب شب نے برای شہرت پکارا روز دہر خندان ہوا تب اُسنے داخلہ کیا اور دن خوف سے ساحرہ شب کے رو بفرار لایا کہ ابیات

جو پہونچا منزل مغرب مین خورشید
ہوا نظرون سے پنہان مثل ناہید
یا ہی شام کی گردون پہ چھائی

ہوی شب طلسمی رنگ لائی
فلک پر ماہ نے جلوہ دکھایا
شب تاریک کو روشن بنایا

سر شب ساحرہ مکار و غدار
ہوی لڑنے پر آمادہ و طیار
نفیر سحر کو اُسنے بجایا

کہ طبل جنگ اُسنے گڑگڑایا
خبر لڑنے کی واان جاسوس لیکر
ہوے خدمت مین شاہنشہ کی حاضر

دعا یہ دی کہ اے شاہ خوش اقبال
رہے قایم ہمیشہ ملک و مال
نفیر جنگ لشکر مین بجی ہے

ہر اک سو اک قیامت سی مچی ہی
سنا جب شہ نے اُنسے یہ خبر کو
کہا یان بھی بجے نقارہ کہدو

جو کچھ قسمت مین لکھا ہی خدا نے
وہی پیش آتی ہی ہر دم یہ جانے
نوض یان بھی بجا نقارہ جنگی

صدا سے اُسکی سنا ساری دہلی
سویرے سے ہوا برخاست دربار
جگہ پر اپنی سب بھر آکے سردار

لگے تیاریان لڑنے کی کرنے
جو تھے یان لگے ہتھیار پہننے صاف و صیقل

پڑی لشکر مین تھی ہر سمت ہل چل | کمانین جو کہ خانہ کر گئی تھین | وہ بیکے سے درست ہونے لگی تھین

اُدھر ساحرون مین ڈمرو بجا کلیجون کی بھینٹ بیرون کو دی زرد زرد تھین کر ائے گئے کچھ بان بھنگون کی ٹانگین چیر چیر کر بیرون کو منایا ناری کا ساگ مرغوٹ کے ٹھیکرے لیکر منتردن کی جاپ کرنا شروع کی پون تانے بیرون کا دالو تا چاری کی بھینٹ دی دھنتر نیتر بگاڑنے کو آمادہ ہوا ابیات

کوئی گنتا تھا اے راجہ دھنتر | بگاڑو گے عدد کے تم پنتر | کوئی بھیرون کی پوجا کر رہا تھا
کوئی کلوا کا دان دم بھر رہا تھا | کوئی تھا منتردن کی جاپ کرتا | کوئی بچہ سور کے کرتا چھٹکا

غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ لشکر انجم عرصہ گاہ فلک سے رو بفرار لایا اور شہسوار توسن فلک نیزہ خطوط شعاع کو ہاتھ مین لیکر پشت شبدیز گردون پر سوار ہوا کہ اشعار

ہوئی شب خون کھا کر جلد کا فور | سیاہی ہو گئی ظلمات کی دور | لڑائی کی جو دل مین سب کے ٹھانی
تو نکلا شہسوار آسمانی | بھیج کو لشکر خیل خیل جانب میدان مصاف گیا سردار سب

خدمت امیر مین آئے امیر بھی مسلح اور مکمل ہو کر جانب عیش محل بادشاہ پر خوکت و جاہ آئے اور جلو خانے مین ٹھہر کے انتظار آمد بادشاہ کر رہے تھے کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی کا سرخ پردہ چرخی پر کھینچا اور بادشاہ جواہ مشتاق جنگ سریر سے برآمد ہوے کہارون نے بڑھکے تخت بادشاہ کا بدیو ایا زنانہ سامان سب پھر گیا امیر نے مجرا گاہ پر جا کر مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہے پھر تو مہر ام جمہور وفرامرزان سب کا مجرا و سلام لیتے ہوے جانب میدان جنگ گاہ بڑھے نقیب وچاؤش کڑکا کہنے لگے منقب خوانیان نقیبون کی خوش الحانیان علمون کا جلوہ کھانا بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر چھوٹے چھوٹے تارے دریاے فلک مین ڈوب گئے تھے مگر مڑے شبے بجوتے تھے نسیم سحری چلنے لگی شمعین جھلملاتی تھین کہ ابیات

برآمد شدہ لشکر بے قیاس | زمین در تزلزل فلک در ہراس | بحیض زمین چون فلک اوج بود
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود | خنک بر گذرگاہ کین ریختند | نقیبان خود شیدن انگختند
زرگ بر زرگ سو لسو در شتاب | نہ دل در سکونت نہ در دیدہ خواب | رسم ستوران دران بین دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت | جب وارد میدان مصاف پذیرہ ہوے بیلچہ کارون نے پشت و پلنب زمین کو ہموار کیا اس طرف سے لقا چالیس ہاتھیون کو زنجیر بند کر کے تخت آسیب کمنچوا کے بنگلہ

موتیون کا ڈول کے سوار ہو اخواصی مین خواجہ گرازالدین ملکہ بختیارک شوم کافر بیدین بیٹھا ہوا ملعون لعنت گلے مین پڑا ہوا ہمراہ اُسکے لشکر بیشمار سنجابی باختری مشتری حصاری اور رشید حمی کیومرثی سب قومین ساتھ اوچی بنے ہوے گھوڑون پر سوار وارد میدان کارزار ہوے ایک جانب کو سیہ تاب جادو بارہ ہزار ساحرون کو اپنے ہمراہ لیے ہوے آئی ساحرون مین ہوم کا دھوان بلند ہوا اگیا بیتال آنے لگے اپنی روشنی دکھانے لگے تارنج و تاریل اُچھالتے تھے اندھیان دم بدم اُٹھتی تھین ہوا تیز و تند چلتی تھی کبھی اس لشکر مین اندھیرا ہو جاتا تھا کبھی ایک اصلی آفتاب کے نیچے دوسرا آفتاب نکل آتا تھا مرد و مان لشکر اسیر کا دل جلاتا تھا غرض جب میدان ہموار ہو چکا سقے حضرت خضر کا دم بھرتے میدان مین آئے ماتھون مین اُنکے کتھ و مہندی تھپا تھا ہر ایک سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا تھا مشکون کے دہانے پہ ہزارے کا فوارہ چڑھا اُنھون نے اس طرح آبسار کیا کہ سارون بھادون کی گھٹا کو شرما دیا پھر صفین لشکر کی آراستہ ہوئین نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور پکارے کہان ہین رستم کہان ہین سام کہان ہین برزو کہان ہین بیژن کونسا دلاور نامدار ہے جو نکل کر میدان قتال مین نام اپنے جدد ابا کا روشن کرے اور نام رستم و اسفندیار کو لبسان حرف غلط صفحۂ روزگار سے مٹا دے کہ نظم

نام رستم کا مٹا دو آج ہو وہ میرا کا	کھاد بھل تلوار کا اور پھول ہو گھوڑ ڈھال کا	رستم روزگار مین یہ نہ بہرام رہ گیا

مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ۔ یہ کہکر جب نقیب کنارے ہوے سیاہ تاب جادو اپنا اژدر لئے ہوے سامنے لقا کے آئی اژدر سے اُتر کر سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یا خداوند اجازت میدان دیجیے لقا نے کہا کہ ای بندی قدرت جا تجکو اپنے دست قدرت کے سپرد کیا پھر اژدر پر سوار ہو کر بیچ میدان مین آئی اور للکاری کہ ای فرقۂ خدا پرستان و ای زبردستان عالم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلہ مین آئے یہ نعرہ سنکر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے صف لشکر سے اپنا گھوڑا نکالا کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے آواز کوس و دمامہ و دمدمہ فیلی و شتری و مامون کی بلند ہوئی شاہزادہ سامنے تخت بادشاہ کے آیا اور گھوڑے سے اُتر کر آداب بجا لایا اور دست بستہ اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے تخت رکھوا دیا اور جام کلہ عنایت مرحمت کیا پھر خلعت سے مخلع ہو کر اجازت دی کہ جاؤ تمھین سپرد خداوند کریم کیا شاہزادہ نے تنگ مرکب کو موافق مرضی کے لیا اور رجست کر کے شش چوشیہ کہ گیر و برآ ہو کمین ، بجست از زمین و برآمد بزین ، گھوڑے کو اُڑاتا ہوا چلا ابیات

ترو صف تو سن رقم کب کردن	کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہی	ملا ہی عجب رنگ مشکین کسے
اہی سے لقب اسکا شبرنگ ہی	نہ کاہ یکا محتاج ہو کس طرح	کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا کہون	یہ کوہ گران ہی دو پا سنگ ہی	ترارے بھرتا ہوا اُس ساحرہ

تا بکار کے مقابل پہونچا اُس ساحرہ نے یہ سمجھ کے کہ امیر بانک اسم اعظم ہین اگر بظاہر سحر کرکے اُسکو گرفتار کرینگی تو وہ آکر چھوڑا لے جاینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ بطور مخفی سحر کردون یہ سوچ کر اُسنے ایک سحر کیا کہ سب کی نظر بند ہوگئی امیر تو یہ جانتے نہ تھے کہ سحر سے یہ نظر کو باندھ دیگی اسوجہ سے اسم اعظم نہ پڑھا اور وہان اُسنے بعد نظر باندھنے کے ایک ایسا سحر پڑھا کہ ایک طرف کو لشکر کے ایک بنگلہ زمرد نگار پڑا ہوا دکھائی دینے لگا سامنے اُس بنگلہ کے مختصر سا چمنستان لگا تھا جہان گل ہنس رہے تھے بلبل گلون سے تعشق امیر گفتگو کر رہے تھے تختے لالہ و نا فرمان کے کھلے تھے درخت مثل قامت یار تھے سرو لب جوئبار تھے نرگس شہلا مست لالہ ساغر در دست شراب عقیق رنگ جام عقیق نگاہ سی عود سان چمن کو دیتا تھا سبزہ باجود خاکساری کے پھولون سے نوک کی لیتا تھا نظم

نظر آئے نہال سبز و شاداب	کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب	تمر جو شنرنگ پتے لہلہاتے
ہوا چلی تو اک جوبن دکھاتے	بہار اپنی دکھاتا تھا ہر اک گل	چہکتے شاخ پر گل کی تھے بلبل
کہین نرگس کسی جعفری تھی	کہ لالہ کی وان جلوہ گری تھی	اور اُس بنگلہ کے سامنے ایک

چبوترہ بلور کا سراسر نور کا بنا تھا اور اُسپر مسند مغرق بچھی تھی اور ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کہ جسکا قد مصرع موزون پیشانی مطلع حسن قامت رامت ستمشاد نہین نہین الف نور یا الف قیامت شب دیجور کے مانند اُسکی زلف رسا دہ ظلمات کہ جسمین دل خضر کا بھٹکتا شب ہجر عشاق سے زیادہ دراز مانگ دل عاشق کا مانگتی وہ پری رو عشوہ پرداز چشم جادو وہ تو سن ناز کہ ابلق لیل و نہار کو اپنی کھلتی سرمہ دنبالہ دار آنکھین دیا ہوا اور اُس کا یہ نقشہ تھا کہ اہا ہا

کیا سا عد صاف نازنین ہے	یہ سیم تو کیسہ آستین ہے	لب و دہان اگر دو نیم ہو میم
ہی منھ کو ہنسی عدم کی تقسیم	رخسار وہ آفتاب پر نور	شبنم ہی جہان تجلی طور
مستی مین صورت صفا ہے	آئینہ قدرت خدا ہے	دو نون بر خ صاف باغ امید
گویا ہی فسانہ ماہ و خورشید	کیا خال نے بھی نمک دکھایا	زنگی سے بے سیر باغ آیا

چشم آئی جو رخ تلک کسی کی	بان رہ گئی مردمک کسی کی	کیا وصف دہن مین کھو لیے لب
باریک سخن ہی کم ہی مطلب	نقطہ بھی وہ نقطہ ہی جو موہوم	عنقا کی طرح جہان سے معدوم
نظارہ لب ہی روح کو قوت	مجنون وہ جسمین لعل و یاقوت	پس شہزادہ سے اس ساحرہ

نے کہا کہ اے شہزادے ذرا یہ جو سامنے بنگلہ کے عورت بیٹھی ہی اسکی طرف تو دیکھو پھر مجھ سے مقابلہ کرنا شاہزادے نے جو اسکی صورت زیبا و طلعت جہان آرا کو دیکھا ایک تیر عشق جگر کے پار ہوا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے بھر کر ساحرہ سے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو مین اس گل گلزار خوبی و غنچہ باغ محبوبی کے پاس جاؤن دو گھڑی باتین کر کے دل بہلاؤن اسنے کہا کیا مضائقہ جایئے وہ آپ کی خاطر کرے گی شہزادہ گھوڑے پر سے اُتر کر اُس ماہ تابان فلک حسن کے پاس آیا وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا کہ آیئے تشریف لایئے شہزادہ بے اختیار اُسکے پاس بیٹھ گیا اب سب دیکھ رہے ہین کہ شہزادہ نور الدہر یا تو لڑنے گئے تھے یا کنارے لشکر کے اکیلے بیٹھے ہین وہ چمنستان و بنگلہ اور عورت نظر نہین آتی اُدھر ملک بختیارک نے جو یہ کرشمہ دیکھا تو ساحرہ کی تعریف کی کہ اے ملک سبحان اللہ کیا کہنا اور وہان ساحرہ کو یہ خیال آیا کہ ایسا نہو شہزادہ نور الدہر دکھلائی دین اور انکو امیر آکر چھڑا لے جائین بس سحر پڑھکر اسنے شہزادہ کو بیہوش کر دیا اور اُسی حالت بیہوشی مین اپنے یہان کے ساحرون کو حکم دیا کہ طوق و زنجیر پہنا کر اسکو اپنے خیمہ مین لیجاؤ اور قید کرو اور ساحرہ نے پھر نہیب دی کہ اور تم مین سے جس کسی کو آرزو مرنے کی ہو وہ آئے اب یہان سے سرداران دست راست و چپ جانے لگے اور اس زن سحر پر مفتون ہو کر قید ہوتے تھے یہانتک کہ ساٹھ ستر سردار نامی اور نامور اور بچے بیٹے اور پوتے امیر کے شام تک جا جا کے اسیر سر پنجۂ تقدیر ہوئے جب وہ زمانہ آیا کہ شہسوار نوسن آسمان شبدیز فلک پر آیا اور ساحرۂ شب نے اپنے سحر سے رُوئے دہر کو کالا کیا کہ اشعار

دبا گوشہ مین تھا مہتاب نکلا
نہایت کھا کے پیچ و تاب نکلا
ستارون کا اُڑا یا نور آسنے
مؤذن کی شب دیجور اُسنے

قبل شام مثل آسایش پر چپ پڑی اور لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے سپاہیون نے کمر کھولی آسودہ ہوئے بادشاہ رنجیدہ دل کبیدہ داخل محل ہوئے اور امیر بارگاہ سلیمانی مین آرام پذیر تھے مگر عیار ابو الفتح اصفہانی اور کالیا و عراقی وغیرہ عیاری کو چلے اُدھر سیاہ تاب جادو بھی پھر کر اپنے مقام پر آئی لشکر نے اُسکے کمر کھولی آسودہ ہوا اور یہ بارگاہ نقاہ مین جاکر بیٹھی بختیارک نے کہا کہ

ای ملکہ سیاہ تاب جادو جب تک تم امیر کا اسم اعظم نہ بند کروگی اُسوقت تک اس لشکر پر فتح پانا دشوار ہی
یہ سُنکر سیاہ تاب جادو اُٹھی اور کہا کہ مین اسم اعظم بند کرنے جاتی ہون یہ کہکر اپنے مقام پر آئی اور
ایک پتلہ ماش کے آٹے کا بنایا پھر اس پتلے کو لیکر جانب لشکر ظفر پیکر امیر تا مور چلی عیاران لشکر اسلام
جو عیاری کو آئے تھے وہ بھی اسکے ساتھ ہوے مگر یہ کچھ دور جاکر نگاہ سے غائب ہوگئی اور لشکر اسلام
مین آکر پہونچی اور منتظر رہی کہ امیر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر مسجد کرباس مین جائین تو مین کچھ بندوبست کرون آخر وہی
ہوا کہ صاحبقران بارگاہ سے نکلکر برائے نماز مسجد کرباس کی طرف چلے ساحرہ نے آگے بڑھکر اس پتلے کو
ہاتھ سے چھوڑ دیا اور کچھ سحر ایسا پڑھا کہ وہ پتلا آپ سے آپ تین بار گرد امیر کے پھرا اور اُسکے پاس چلا آیا اُسنے
اُسکو اُٹھا لیا اور صاحبقران سے آگے بڑھکر کہا کہ یا امیر مین آپکا اسم اعظم بند کرکے لیے جاتی ہون آپ دیکھیے
دیکھیے کہ یاد ہی یا نہین امیر نے جو یاد کیا تو مطلق یاد نہ تھا اور ساحرہ کے دل مین آیا کہ اس سے بہتر موقع امیر کے
پکڑ لینے کا نہوگا بس اسنے سحر پڑھا کہ صاحبقران بیہوش ہوگئے یہ امیر کو بغچہ مین دابکر وہان سے زبردست لشکر آرائی
اور جہان اور سب سردار قید تھے وہین صاحبقران کو بھی قید کیا لیکن عیارون نے باہم صلاح کی کہ ساحرہ کو
کسی طرح قتل کرنا چاہیے صلاح کرکے ابوالفتح اصفہانی ایک عورت پریزاد حور وش ماہ تمثال بنا کہ رخسار
سے اُسکے ماہتابان شرمندہ ہوتا تھا اور زلف چلیپا مین ہزارون نافہ مشک ختن کی بو پوشیدہ
تھی پیشانی اُس کی نور سیمین آنکھون مین جادوگری بھری ہوئی دوبا

ایک تو نینان مدھ بھرے دوجے اجن سار	بشعر	اے بادرے کو دویت ہی متوالن ہتیار	
نہین سرمہ کا دنبالہ قریب چشم نگروہے		زبان باہر نکالے حسن کے جنگل سے آہو ہے	

سینہ پر چھاتیان الٹول گول گول سڈول جیسے دو ڈبیان معجون مہی کی اودی اودی بھٹیان کہ بیت

عورتون کو بھی پسند آیا ہی مردون کا لباس	سراپا	اودی اودی لو پیان رشتی ہین سر پر چھاتیان
قدالف سین کے دندانہ ہین دندان تمام		لام ہونے مین نہین کاکل پرخم کے کلام
اک الف بینی ہی تشبیہ دہن سے تا قدم		مسلمونام خدا ہی وہ مجسم اسلام
ابرو دیار لو ہین کعبہ دین کی محراب		عاشق روی کتابی ہین بھی اہل کتاب
گال مین اسکے قیامت وہ گلوری کا ابھار		ستان اللہ کی معراج مین حسن رخسار
پان کا ناز سے پھر منھ مین چبانا ہر بار		قہر اُگال اُنکا نہ دینا وہ دم بوس و کنار

رنگ پان تو دل عالم کا ہوا خون بہا		اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا	
چشم بیضا مین نہین ہی یہ رگون کی سرخی		ہی خط نسخ مین تفسیر لکھی بیضاوی	
آنکھ محمل ہی بعینہ تو ہے پتلی لیلی		ماہ دو ہفتہ گہن مین ہی کہ وہ ہی پتلی	
یا پرستان مین پتلی کا تماشا ہے رچ		یا کہ پریون کو ہوئی عرش برین پر معراج	
دائی ماتھے پہ اسکے ہی بصد خوش وضعی		جس طرح گرد مین ہو ماہ کے ہالم کوئی	
چاند وہ ماتھا ہی ٹیکے کی ہی تارہ پھبتی		زلف سے تا بہ کمر ٹیکی ہی موتی کی لڑی	
مار گیسو ہو تو ہی کیچلی سلک گوہر		ہی وہ انداز حسینون کا تو یہ ہی زیور	

اس شکل و شمائل سے درست ہوکر چھپکا ماتھے پر لگایا کہ بیت دل بیتاب کو زلفون مین پھنساکر مارا یا سر کے چھپکے سے گرہ باز کبوتر مارا۔ کانون مین بالے پڑے رخسار پر ہل کر تصدق ہوتے بجلیان عاشقون کے دل پر گراتے ہونٹون پر مسی لگی ہوئی لالی اُن پر جمی ہوئی کہ شعر مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہی + تماشا ہی تہ آتش دھوان ہی + ایک پائجامہ کمخواب کا بڑی آب کا پہنے آنچل پلو کا دوپٹہ کرب کا اوڑھے سبز بادلے کی گرتی ناف سے اونچی گلے مین پہنے پانون مین آرام پائی کہ جسکے دیکھنے سے چشم عاشق نے آرام پائی اور وہ تین عیارون کو کنیزین بناکر کہ وہ بھی سب شوخ و چنچل حسن مین یگانہ نپھیا اور چنگیر پھولون کی ہاتھ مین لیے کوئی دوپٹہ کا آنچل سنبھالتی کوئی پائجامہ کے پائچون کو اٹھاتی اس صورت سے یہ ماہتاب فلک عیاری خرامان خرامان چمان چمان حیرہ سیہ تاب جادو مین آئی سیہ تاب نے جو اس آراکش انجمن کو دیکھا بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا کہ بیت گر بر سر و چشم من نشینی۔ نازت بکشم کہ ناز نینی + آیئے تشریف لائیے یہ کہکر برابر مسند کے بیٹھ گئی اُسنے پوچھا کہ آپ گل کس کے گلستان کی ہین اور ماہ کس کے آسمان کی ہین سرو کس کے بوستان کی ہین شعر اگر شاہی ترا آخر چہ نام است و گر ماہی ترا منزل کدام است + اس برق وش نے ہنسکر کہا کہ ای سمن بین لقا کے ایک سردار کی زوجہ ہون کہ نام انکا ضیغم ہی اربسکہ لشکر مین میرا خیمہ قریب تر تھا اسوجہ سے تمھاری ملاقات کی مشتاق ہوکر چلی آئی اور رات کا وقت تھا کسی نے مجکو دیکھا نہین مجکو طلسم کی جادوگرنیون سے بہت اشتیاق تھا بس مین آپ آئی ہون تاکہ تم سے باتین کرکے دل بہلاؤن اُسنے اس پتلے کو

کہ جس سے اسم اعظم امیر کا بند کر کے لائی تھی ایک شیشہ مین بند کیا اور اب وہ شیشہ اپنی جھولی مین سحر کی رکھا اور کہا کہ اب مجھے فرصت ہوئی جو مزاج مین آوے وہ باتین کیجیے یہ کہکر اُسنے رقاصونکو بلایا اور کہا ہمارے مہمان کے سامنے رقص کرو وہ ناچنے لگین اور کشتی شراب کی پاس کھینچکر جام مے ارغوانی بھر کر اُسکو دیا اُس عیار نے جام کو آنکھ بچاکر گریبان مین اُنڈیل لیا پھر رقاصون کے رقص کرنے پر ناک بھون تیوری چڑھائی ساحرہ نے پوچھا کہ آپ کو بھی گانا آتا ہے اُسنے کہا کہ گانا اور روناسب کو آتا ہے مین بھی کچھ گاتی ہون ساحرہ نے تسمین بین کہ ہمارے سر کی قسم ہماری جان کی قسم کچھ تم بھی گاؤ جب اُسنے اصرار کیا تو اُسنے اس غزل کو مؤلف کی گایا کہ غزل

دھیان یہ تھا کہ نہ بچین جو دشمن انکے	دل سے ہیں بھی مری قسمت کی برائی نہ گئی
وہ یہ بگڑے کہ کوئی بات بنائی نہ گئی	حالت درد جگر اُنکو سنائی نہ گئی
خوض گل وہ چڑھاتے ہین لحد پر تیوری	سو کے اُٹھے پر دل تو ہنسکے بولے
	ہم جہان سے گئے پر انکی رکھائی نہ گئی

دلسے دہشت تری ای درد جدائی نہ گئی
بیخودی کا بھی چلا عذر نہ لوسہ لیکر
تمسے سوتی ہوئی قسمت بھی جگائی نہ گئی

اس گانے سے ساحرہ مست اور بے خود ہوگئی اُسنے شراب آفشتہ بدار وے بیہوشی کی اور اُسی کا جام بھر کر ساحرہ کو دیا کہ وہ بیک جرعہ درکشید کر گئی پھر اُسنے وہ شراب رقاصون کو بھی دی کہ اُنھون نے بھی پی تھوڑی ہی دیر مین سب بیہوش ہوگئے اُسنے ساحرہ کا سر کاٹنا چاہا لیکن دیکھا کہ وہ رو مین تن ہی پس شیشہ گرم کر کے سنسی سے منھ چیر کر پلا دیا کہ وہ واصل جہنم ہوئی اور صدائے دار و گیر آنے لگی آواز آئی کشتی مرغابی من سیہ تاب جادو بود بس اس عیار نے جھولی سے اُسکی شیشہ اسم اعظم نکال کر توڑ ڈالا اور اُس ساحرہ کے مرنے سے وہ پتلا بھی غائب ہوگیا تھا امیر کا اسم اعظم چھوٹ گیا ابوالفتح خیمہ کو لوٹ کے اس جلد مین بھاگا اور یہان افسران لشکر شور و غوغا ساحرہ کے مرنے کا سنکر دوڑے اُدھر دو سردار اور امیر جو خیمہ مین ساحرہ کے تھے ہوشیار ہو کر چھوٹے اور قید سحر اُنکے جسم پر سے دور ہوئی امیر نے جو اسم اعظم یاد کیا سب حرف بحرف یاد تھا پس وہان شیرانہ نعرے کرتے ہوئے اپنے لشکر کیطرف چلے ساحر اور لشکری سب بدحواس تھے کسی نے اُنکو روکا ٹوکا نہین یہ وہان سے صحیح و سلامت اپنے لشکر مین آئے اور اُس ہنگامہ مین وہ زمانہ آیا کہ خنجر روز نے سر ساحرہ شب کا جدا کیا اور عیار مہر نجیبی و جلالی کی خیمہ مشرق سے باہر نکلا کہ بیت ہوا آغاز سامان سحر کا۔ کھلا چہرہ سحر کا سو بام و در کا۔ غرض صبح کو نقارہ و نجنیارک ساحرہ کے لیے زار زار روئے اور ساحرہ وہان سے لاش سیہ تاب جادو کی لیکر جانب طلسم گئے مگر اب حال طلسم

سنیے کہ افراسیاب بے ایمان نے برائے جنگ مہرخ عالیشان دو ساحران نامی کو پھر روانہ کیا وہ دو زن دریاے خونروان سے اُتر کر لشکر حیرت مین آئے ملکہ حیرت جادو کو نذر دی خیمہ برپا کیے اور اُترے لیکن عمرو بن امیہ ضمری لشکر سے نکل کر بادی کے لیے جانب صحرا روانہ ہوا اور آہستہ آہستہ ایک پہاڑ کے نیچے آکر پہونچا وہان دیکھا تو کہا سے بوقلمون سے وہ پہاڑ نہایت رنگین ہی ہزار طرح کی زمین ہی درختون پر طائر نوا سنجی کرتے ہین جگر ناجھر رہا ہی نیچے پہاڑ کے ندیان جاری ہین چشمے چقر لبریز زمین عمرو نے ایک چشمہ پر بیٹھ کے منھ دھویا پھر جو پھرون مین آیا ایک گویے کی صورت بنکر اور ڈنکا لکر بجاتی اور زمین یہ غزل مولف کی گانے لگا کہ غزل

دو رو سر کا مرے نازک کو سہانا ہوگا	سادہ کاغذ ہین بھیجا ہی جو بدلی خط کی
صفتین کیون نہ لکھین بہت حنا بستہ کی	رنگ اس رنگ ہی مین ہمکو جانا ہوگا
ہم کہان ہونگے کہان پھر یہ زمانا ہوگا	دل مضطر کو بہت شوق ہی اُس کو پہنچا
کرکے زمین رخ و زلف وہ فرماتی ہین	جاہ کو جاہ و حشم آج دکھانا ہوگا

غنچہ گل کے چٹکنے کا سنانا ہوگا
صاف کھلتا ہی کہ بند آپکا آنا ہوگا
قصہ عمر فقط ایک فسانا ہوگا
اُڑ کے کباب دش صبا پر یہ روانا ہوگا
چنانچہ یہ بیٹھا ہوا اسطرح گا رہا تھا

کہ سمان بندھا ہوا اتفاقاً جیسا میر حسن نے کہا ہی ابیات

سمان بندھ گیا اس گھڑی اس طرح	بسیرا کیے جاؤ را اپنا بھول	ور خون سے مل مل کے باد صبا
لگی وحدتین بولنے واہ وا	یہان سے قریب ایک باغ بنا ہی کہ اسمین ایک ساحرہ ملکہ	

ماہ طلعت جادو نام نہایت حسین و خوش اندام رہتی ہی اُسنے جو آواز اُسکی سنی بیتاب و بیقرار ہوگئی اور اپنی خواصون سے اُسنے کہا کہ جاؤ دیکھو تو یہ کون بجاتا ہی جسنے میرے دل کو گھائل کر دیا جو کوئی کہ گویا بجاتا ہوا اُسکو یہان بلا لاؤ کہ مین بھی اُسکا گانا سنونگی خواصین یہان سے روانہ ہوئین اور آکر جو دیکھا تو پیر زمین گیر جس کی ڈاڑھی ناف کا سی سینہ تک ہی پان کھایا ہی پیک اُسکی ڈاڑھی پر بہی ہی بگڑی شیر و شکر کی باندھے ہی جامہ گلے مین پہنے پائجامہ مشروع کا پاؤن مین لیکن ایسا بوسیدہ کہ تانا اُڑ گیا ہی اور بانا باقی ہی بیٹھا ہوا اپنے ذوق و شوق مین بجا رہا ہی خواصون نے آکر سلام کیا اور پھر یہ کلام کیا کہ چلیے آپ کو ہماری ملکہ نے بلایا ہی عمرو نے پہلے تو جواب نہ دیا جب دو تین مرتبہ خواصون نے کہا تو اُسنے گھڑکا کہ جاؤ دور ہو کیسی ملکہ مین نہین جانتا اور نہ مین جاؤنگا اگر تمھاری ملکہ کو خواہش ہو تو یہین خود چلی آئین وہ دونون کنیزین یہ سُنکر پھر گئین اور ملکہ ماہ طلعت جادو سے جاکر کہا کہ ایک بڈھا

شہر کے کنارے لی بجا سا ہی لیکن وہ کہتا ہی کہ ملکہ کو غرض ہو تو خود چلی آئین ملکہ نے اور دو کنیزون کو بھیجا
کہ جاکر بلا لاؤ وہ کنیزین کہ نام اُنکا دلارام و یاسمن تھا عمرو کے پاس آئین اور پیغام ملکہ زبان لائین
عمرو نے اُنکو بھی ٹکٹکا کہ جاؤ مین نہین آتا اُسوقت ایک نے عمرو سے کہا کہ بڑے میان جو غزل گاتے
ہو یہ ہمکو لکھدو عمرو نے کہا کہ قلم تو میرے پاس ہی تم دوات اپنی دو تو مین لکھدون وہ لگی گالیان دینے بگڑ دے
بڑھا پے پیٹے خدا تجکو غارت کرے تو ہم سے دوات مانگتا ہی اور گالیان دیتی ہوئین ملکہ ماہ طلعت
جادو کے پاس گئین اور جیکی کھڑی ہو رہین ملکہ ماہ طلعت نے پوچھا کہ کہو گئی تھین کیا پیغام
لائین اُنھون نے کہا کہ واری ہم کچھ کہہ نہین سکتے کہ جو کچھ اُسنے کہا ہی اُسنے کہا کہ آخر کچھ بھی اُنھون
نے کہا کہ اور تو کیا کہین لیکن وہ آتا نہین اور آپ بھی دفان کیجیے اُسکی صورت کو بھلا دیجیے
ملکہ ماہ طلعت نے کہا تم دیوانیان ہو گئی ہو مین خود جاؤنگی اور وہان سے اُٹھکر روانہ ہوئی
اور سامنے عمرو کے آئی عمرو نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین آتی ہی بیت برس پندرہ یا سولہ کا سن
جوانی کی راتین مرادون کے دن مہ آئینہ اُسکے رخسار سے حیران چہرہ پر بکھری ہوئی زلف پریشان
عید کا چاند وہ مہ جبین مہ پارہ صبح صادق یا شب قدر شرمندہ اُسکے سامنے بدر لب مین اعجاز
مسیحا کی غنچہ مین لب پنہان یا ہونٹھون مین ہنسی آنکھون مین نشہ چھایا یا شیشہ مین بندیری نظم

آئی ہی جو زلف ٹیڑھکے تا دوش	کھولے ہوے ہی کمند آغوش	وہ رخ ہی جو آفتاب صولت
مصداق طلوع صبح دولت	ابرو کو کمان کوئی کہے کیا	یہ پل ہی اگر تو حسن دریا
کیا خوب ہین غبغب و زنخدان	ہر پیش نظر یہ گوہ و چوگان	کیا کیجیے وصف قد آزاد

جسکو کہ پہونچ سکے نہ شمشاد ۞ اس نازنین نے عمرو سے آکر کہا کہ ای پیر کلانونت مین نے تجکو بلایا تھا
تو کیون نہ آیا عمرو نے کھڑے ہو کر دعا دی کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین گسیان بنائے رکھے میری شہزادی
کا نصیبا بلی رہے مجھے تو کوئی بلانے نہین آیا ملکہ نے اُن کنیزون کی طرف دیکھا اور کہا کیون بی لڑکیو
تم کیون نہین آئین اُنھون نے قسم کھائی کہ بی بی یہ موا جھوٹا ہی ہم صرور آئے تھے عمرو نے
کہا کہ موئی تم آپ ہو گی ای ملکہ یہ آئین تھین مگر وہ جو سامنے پہاڑ ہی وہان چلی گئی تھین وہان
ایک دو گبرو نوجوان آئے اُنکے ساتھ یہ بڑی دیر تک ہنسا بولا کین اپنا منھ کالا کرایا اور پھر
چلی گئین وہ کنیزین پھر لگین گالیان کوسنے دینے کہ بھڑوے تیری گھر والیون نے منھ کالا

کرایا ہوگا ملکہ ماہ طلعت جادو نے کہا اچھا اب مین کہتی ہون کہ آپ میرے ساتھ چلیے عمرو نے کہا بہت اچھا مین حاضر ہون مگر ای ملکہ مجھسے یون چلا نہین جاتا ملکہ نے ایک کنیز سے کہا کہ تو اپنی پیٹھ پر سوار کرلے وہ آئی اور کہا کہ آؤ بڑے میان میری پیٹھ پر سوار ہو لو ملکہ تو پیٹھ پھیر کر چلی اور عمرو جو اُسکی پیٹھ پر چڑھا تو آگے شانہ پر سے ہاتھ لاکے دونون چھاتیان اُسکی خوب ملین اُسنے اُسکو ٹھنک دیا اور کہا کہ موے بوڑھاپے پیٹے تو مجھسے نہین جائیگا ملکہ نے ایک اور کنیز سے کہا وہ آئی اور کہا کہ تم میری پیٹھ پر سوار ہو عمرو جب اُسکی پیٹھ پر چڑھا تو آگے سے ہاتھ نکال کے پائجامہ اُسکا کھول ڈالا اور ایسا کہ اُسکو بالکل ننگا کر دیا اُسنے بھی اُنکو ٹھنک دیا اور کہا کہ ای ملکہ واہی یہ بڈھا بڑا حرامزادہ ہے اب ملکہ نے ہوادار منگوایا اور اُسپر سوار کرکے اُنکو اپنے باغ مین لائی اُنھون نے باغ دیکھا کہ شجر و گل سے ہرا بھرا ہے سرو مثل قامت یار اکڑتا ہے نرگس صرف تماشہ بازی ہے کہین سوسن زبان درازی کیا چاہتی ہے روش پر پڑی آراستہ زرگل سے مالا مال نظر آتی ہے نظم

ہے زیور زرگل زیب بخش ساعد شاخ	ہے شاخ سنبل تر پائے سرو مین خلخال
نہین ہے عشقہ پیچان نقاب رو ے نہال	بہار نے پے حفظ ثمر اُڑھائے ہین جال
مزاج نازک گل سے ہے بلبلون کو خوف	بسان غنچہ زبان سوال بوسہ ہے لال
الف کی طرح سے جو شاخ کا تھا قامت راست	ہے بار گل سے لچک کر خم آج صورت دال
یہ رنگ سبزۂ گل ہر طرف ہے عکس فگن	کہ سنگ ریزون پہ ہے عالم زمرد وال
قوائے نامیہ سے ہے زمین بالیدہ	کہ آسمان کو سمجھتے ہین سبزہ پامال
بنا ہے زلف لب جو جو باغ سنبل تر	ہے داغ لالہ و گل عارض چمن پر خال

اُس باغ مین ایک بارہ دری کہ جسکے ستون یاقوت نگار تھے فرش معقول اُس مین بچھا تھا آئینہ لگے تھے گھڑیان کونون پر قرینے سے جڑی تھین مسند مغرق بچھی تھی کہ ابیات

مزیب فرش رنگین اُس مکان مین	کہین ایسا نہ دیکھا تھا جہان مین	لگا ہون کو ہوا اک لطف حاصل
بشکل آئینہ ہر شے مقابل	کہین الماس کے مینا و ساغر	طلسمی سیر کرون سلیمان برابر
کہون کیا کیا نظر سے جو کہ گذرا	عجب اُسوقت کچھ عالم تھا اُسکا	بٹھایا اُسکو لاکر اُس پری نے

سکھائے اُسکو الفت کی قرینے ۔ غرضکہ جب عمرو بیٹھا ملکہ نے کہا کہ کچھ اب شغل کرو عمرو بجانے لگا اُسوقت کیا

باجی اور اُٹھ دھائین ۔ باجی دیکھے کو دوار آئین ۔ باجی چلین پوچھت سن مرلی ۔ گردھر کی باجن نادھری ۔ دھیر باجن اپنا سبھارے ۔ چیر باجن کی چھاتی پر وادان ۔ نل بھڑکی باجی مہنت بولین ۔ باجی لاگین کھڑ دلین ۔ باجی بھئین نہال بھولین سدھ گھر کی باجی ۔ کہین باجی باجی کہین کہان باجی باجی کہین باجی کہون مرلی کہا جا عمرو کی شعر

قوالۂ آسمان کا تھا قول ۔	ایسا نہ تھا بار بد بھی لاحول ۔

ملکہ ماہ طلعت زار زار بر نگ ابر بہار رونے لگی ایسا کہ ہچکی لگ گئی اسوقت عمرو کی آواز کہرائی اور زبجانا موقوف کی ملکہ نے کہا کہ اے شخص اب نیم بسمل چھوڑنا کیا ضرور ہی اب کچھ اور بجاؤ عمرو نے کہا اے ملکہ گستاخی معاف ہو تو میں کچھ عرض کروں ملکہ نے کہا کہ واسطے سامری کا جلد بیان کر اسوقت عمرو نے اپنا حال اسطرح سنایا کہ نظم

آنکھون کو جانتا ہون پیالہ شراب کا	مستون کو عین فرض ہی مینا شراب کا	میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
گھٹی مین میری پڑ گیا قطرہ شراب کا	خمخانہ جہان مین وہ علام دہر ہون	دیتا ہی محتسب مجھے فتوا شراب کا
دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ساقی ذمیرا جام	دکھلا کے مجکو توڑا جو شیشہ شراب کا	ملکہ نے جلد کشتی شراب کی منگائی

عمرو نے اُس شراب کو اُلٹ پھیر کرنا شروع کیا اور اُسی اُلٹ پھیر کرنے مین یعنی کنٹر کی گلابی مین گلابی کی جام مین جام کی شیشہ مین بیہوشی ملا دی اور ایک موتی کا پھینکا بچا تک کے ایک تار مین پیتل کا پانون کے انگوٹھے مین باندھ کے سرا اُسکا منھ مین داب کے کھڑا ہوا گلاب شراب کی نچل مین دابی جام کو ہاتھ مین لیا اور لبون سے نی کو بجاتا ہوا پانون کی تال دیتا منھ کے موتی اُس تار مین پروتا قریب ملکہ کے آیا اور جام کو شراب سے لبریز کر کے سامنے ملکہ کے گیا جب وہ اُسکو ہاتھ پر سے اٹھانے لگی تو اُسنے اُسے اچھال دیا اور سر پر رد کا اور سر آگے کر دیا کہ سرداروں کو سر سے شراب پلاتے ہین ملکہ ماہ طلعت جادو یہ صنعت دیکھ کے عش عش کرنے لگی اور وہ ساغر لیکر پی گئی پھر عمرو نے سب کو ایک ایک جام شراب کا پلایا سب پر بیہوشی نے اثر کیا تڑاق تراق چھینکین مار کر بیہوش ہو گئے عمرو نے ملکہ کی زبان مین سوزن دے کے ستون بارہ دری سے باندھا اور اب اپنی اصلی صورت ہو کے اُسکو ہوشیار کیا اور فرمایا کہ چشم خود را وا کن و حال خود را تماشا کن بنم سرنگ ہنگان بابوس بلاد بنی آدم ۔۔۔ ملک العرب والعجم رونده بے درنگ صاحب قنطوره و زنگ

مردان را سر ہنگ نامردان را پالنگ ظفر گیر بے جنگ یعنی کہ جناب فطرت مآب شیخ الاصحاب خواجہ مکرم و معظم ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران مہر سپہر عیاری و قطب فلک خونخوارگذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ای ملکہ ماہ طلعت جادو تمکین چاہیے ہو کہ مطیع اسلام ہو اور چلکر مورچہ محرم کی مخالفت کرو ورنہ ہمکو قتل کرکے چلا جاؤنگا ہمن گویا نہیں ہون عمرو ہون ملکہ ماہ طلعت نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شخص سچا ہی محبوب لازم ہی کہ اسکی شریک ہو جاؤن پس اشارہ کیا کہ سوزن میری زبان سے نکال لو عمرو نے سوزن کو نکال لیا ملکہ نے عمرو کی بہت خاطر کی اور کچھ دیر ٹھہرکے مال و اسباب اپنا بار کروا کے ہمراہ عمرو بن امیہ ضمری کے کنیزان زرین کمر کے لشکر مورچہ نے اسکی تعظیم کی اور بارگاہ رہنے کو دی اب جہان افراسیاب نے جو دو ساحر بھیجے تھے انھون نے جب وہ زمانہ آیا کہ خورشید نے رخت سفر اپنا مغرب مین جاکر اتارا اور شاہد شب نے

گیسوے اپنے بکھیرے اشکبار	پھر المغرب کی جانب شاہ خاور	ہر سمت خالی ضیا سے خانہ ودر
نکلے ہر سو شگاف گیسوے شام	مزاجون مین بھری تکلیف آرام	سر شام نسیم سحر کو دم دیا تاری

لڑائی کی ہونے لگی پوجا شروع ہوئی بھینٹین دینے لگے کلوا بھیروں نار سنگر کی چوکیان بٹھائی گئین ناقوس گھنٹے گھڑیال بجنے لگے دلاور لڑنے مرنے پر کمر کسنے لگے چار پہر رات یہی غوغا اور ہنگامہ رہا جب وہ وقت آیا کہ شاہ خاور تاج زرین سر پر رکھ کے سر بر فلک پر جلوہ افروز ہوا کہ افراسیاب

کرنے لگے کوچ کی نوبت بجائی	ہوا غل رات گذری صبح آئی	سفیدی سی لگی دینے زمین پر
مؤذن نے کہا اللہ اکبر	صبحدم ملکہ مہرخ تخت سحر پر سوار ہوئی اور ملکہ بہار و مخمور	

وطاؤس و نافرمان و بہزاد و زلزلہ و لرزان وغیرہ سواری ہاے سحر پر سوار ہو کر رکاب میدان چلین ملکہ بہار کے گرد و تخت کے اوپر بچاس گلدستے پھولون کے رکھے ہوے دھانی جوڑا یہ قبا زیب تن سر پر سحر سر پر سایہ افگن ماتھے پر افشان چنی ہوئی ہاتھون مین پھندی گلے مین ہنسلی پر مجلس حیران آراستہ اور ساتھ ہار و بط اور قرقرے دہنس آلشین وغیرہ پر سوار بیرقین سرخ ہاتھون مین لیے تھے نیسوں

چمکاتے ابر سحر روے ہوا پر چھائے ہوئے بادل گرگراتے ساحر جو سامری کی بو سے
مہرخ سحر چشم کا تخت آگے آگے لاکھون ساحرون کی قطار پیچھے پیچھے پسب تخت و سواریان
اپنی اڑاتے ہوے میدان کارزار مین آئے اس طرف سے حیرت بصد کر و فر تخت
تخت پر سوار ساحرون کے گلے مین جھولیان بادلہ نگار اژدرون پر سوار دار و میدان
کارزار ہوئے ایک طرف سے مفتون مردار خوار جادو و افسران شعلہ زبان
جادو بارہ ہزار ساحرون کو کہ جو اُنکے ذاتی ملازم تھے اپنے ہمراہ لیے میدان مین
آکر ٹھہرے سحر کی بجلیان گرا کے جھاڑی جھنڈی کو جلا دیا پھر ابر سے برس کر
چھڑکاؤ کیا نقیبون نے نکل کر نقابت کی اور پکارے کہ کہان ہین جمشید اور زردشت
آتش پرست اور کہان ہین کاؤس و کیخسرو کے ساحر بنگالی کونسا ایسا جادوگر ہے
کہ جو اس موقعہ مین نکل کر کچھ کرتب اپنا دکھائے اور نام اپنا کر جائے نقیب جب کنارے
ہوے مفتون مردار خوار جادو اپنا اژدر بڑھا کے حیرت سے اجازت لیکر میدان مین
آیا اور پکار کر کہا کہ ای مہرخ کیسے کسی کو میرے مقابلہ مین یہ ستا تھا کہ مجنور سرخ چشم اپنا
خادوس اُڑا کر تہرخ سے اجازت لیکر مقابل مین اُسکے گئی مجنور سرخ چشم نے ایک بیا
اپنے بالون مین سے نکالی اُسے کھول کے پانچ چار لال اُسمین سے نکالے اور اُن لالون
کو اپنی انگلی کاٹ کے خون چٹایا اور اُسنے کہا کہ جاؤ مفتون مردار خوار کا بھیجا کھاؤ وہ
لال اُڑ کر گئے اور چاہتے تھے کہ سر پر مفتون کے بیٹھین مفتون مردار خوار و افسر
جادو نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلا مچھری کے سے ہوے پیدا ہوا اور اُسنے اُن لالون
کو پکڑ کر ذبح کر ڈالا اور مفتون مردار خوار نے اژدر اپنا بڑھایا اور ایک کندھ کی مجنور
سرخ چشم پر لگائی مجنور کی گردن اُسمین پھنسی اُسنے اُسکو کھینچ لیا اور ایسا سحر پڑھا کہ
مجنور سحر کرنا بھول گئی اُسنے اسکو قید کیا ایکی مرتبہ بلکہ بہار نے مہرخ سے اجازت لی اور میدان
مین آکی اور سحر پڑھکر پکاری کہ ای بہار ببالیں اتنا کہتے ہی ہزارہا بچھو میدان مین نکل گئے
اور سیکڑون چمن و نہالان چنبر دار پر ثمر نظر آنے لگے حوض بلب آبشار مین جاری
طائران خوشرنگ و خوش الحان مرغولہ سنجی اور نغمہ سرائی کرنے لگے اور ان اشعار کو گانے لگی کہ ایسا

چمن آتش گل سے دہکا ہوا | ہوا سے سبب باغ مہکا ہوا | درختون نے برگون کے کھولے ورق
کرین ملدیان بوستان کا سبق | کھڑے شاخ شیو کے ہر جا نشان | مدنبان کی اور ہی آن بان
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن | کہین نرگس و گل کہین یاسمن | کہین ارغوان اور کہین لالہ زار
جدا اپنے موسم مین سب کی بہار | پڑی آب جو ہر طرف کو بہے | کرین سرو پر قمریان چہچہے
چنبیلی کہین اور کہین مونیا | کہین رائے بیل اور کہین موگرا | ملکہ بہار مشغول سیر چمن

باغ مین ایک چبوترہ بلور پر چھڑی جواہر کی جگنو جڑی تھی ہاتھ مین لیے پائچے کلائیون پر ڈالے سلومین جڑاؤ مین پڑی ہوئین بعد انداز کھڑی ہوئی اُس باغ سحر کی ہوا جو مفتون اور ساحرون کو لگی دیوانہ وار مقرار شعر عاشقانہ عشق بہار مین پڑھتے چلے جاتے تھے کہ اشعار

دل مین تمنا داغ جگر مین | شیون لب پر یاس نظر مین | آہ و فغان تھی سب کے لب پر
رو رہے تھے وہ سب ملکر | روے حسین پہ خراش ناخن | داغون سے خون کے قامت گلبن
آبلہ دل کا جب کوئی پھوٹا | فوارہ لوہو کا چھوٹا | جب قریب باغ ملکہ بہار

یہ سب پہونچے تو وہان سے چند کنیزین آئین ایک طشت اور نشتر اپنے ساتھ لائین اور انھون نے مضمدان سب سوداز دگان زلف بہار کی کھولی اور خون اُس طشت مین لیا اور کہا کہ جاؤ ملکہ حیرت کا سر کاٹ لاؤ یہ سنکے سب اُدھر سے شعر عاشقانہ پڑھتے ہوے جانب لشکر حیرت چلے اور جاتے ہی لشکر حیرت پر گرے حیرت اور تمام اُسکی سپاہ نے کچھ کچھ خاک جمشید اپنے اپنے تنون مین لگائی تھی اسوجہ سے کہ خوشبوے گلہاے بہار دماغ مین نہ جاکے اسوجہ سے وہ دیوانہ نہ ہوے تھے بس انھون نے نارنج اور ترنج و ترنول دنبول مارنا شروع کیے اور ہزارون ساحرون کو دم بھر مین مار کر گرا دیا اُسوقت ملکہ حیرت نے مفتون مردار خوار جادو کو ایک نارنج بھر کا مار کر مارڈالا اور اُسکے ہمراہیون کو بھی واصل دار البوار کیا افسران شعلہ زبان نے جو یہ ماجرا دیکھا خیال کیا کہ حیرت کے ساتھ رہنا بیکار ہے کیونکہ اسنے میرے بھائی مفتون مردار خوار جادو کو مارڈالا بس اسیوقت اپنے ساحرون کو ساتھ لیکر لشکر مہر رخ مین چلا گیا اُسکے آنے سے طبل اور بوق بجے بڑی خوشی ہوئی اور ملکہ حیرت رنجیدہ اور دل کبیدہ ہو کر طبل بازگشت بجوا کر پھری اور اپنے لشکر مین آئی

اس عرصے مین معمار قدرت جادو ملکہ مہرخ کے پاس آیا اور دنگل پر بیٹھا اور کئی روز تک سکونت پذیر رہا آخر ایک دن معمار قدرت نے ملکہ مہرخ سے پوچھا کہ آپ سے معرکہ جدال و قتال افراسیاب جادو ایسے زبردست سے درپیش ہے مگر تعجب ہے کہ اگر خدانخواستہ کچھ پیچ پڑجائے اور نکل جانے کا اور ٹال دینے کا موقع نہو کوئی جا ایسی یہان نہین مل سکتی جہان دس بیس روز بدلیجی تمام رہین اور فوج افراسیاب جادو اور حیرت جادو کی جو بھاگے تو گنبد زمین پیچھے پس تم سب کو بھی کوئی جا چاہیے اسوقت معمار قدرت نے ایک قلعہ فلک فرسا فولاد کا بزور سحر نہایت مستحکم بنایا اور فیل بند دروازے پر بارہ ہزار پتلے سوا سوا بالشت کے رو مین تن سحر کے بنا کے کھڑے کر دیے اور ایک طاؤس زمرد کا اس قلعہ کے مینار پر بٹھا دیا اور دروازے پر دو شیر سونے کے چپ و راست بٹھلائے اور اسی صورت جو کہ وہان دروازے تھے کسی پر بارہ ہزار جن بچے با شمشیر برہنہ کسی پر بارہ ہزار جوگی اور اسیت شیر سوار کسی پر بارہ ہزار پریزاد اندر کا اکھاڑا جمع طبلے سارنگیان طنبورے کرتال کی جوڑیان کسی پر بارہ ہزار دیو بچے دار شمشاد آسا سنگ ارہ پشت منگ وغیرہ لیے کسی پر بارہ ہزار فقط سر جاودگرون کے منجمین مجلیدن کی تلوارین لیے کسی پر بارہ ہزار دیو جو اپنے ہاتھون مین گولے فولاد کے بیضے عقاب کے لیے کسی پر بارہ ہزار نوجوان عجیب الخلقت سر حیوانون کے دھڑ انسانون کے یا سر ہاتھی کے یا بچہ بندر لنگور گھڑیال سون عقاب کے اور جسیم ہاتھ پانون آدمیون کے کسی پر بارہ ہزار نٹ کھڑے ہوے کسی پر بارہ ہزار ارژدر قلاب آتش فشان چھوڑتے کسی پر بارہ ہزار فیل دمان کسی پر ایک ابر آسمین ہزارہا بجلیان رنگ برنگ کی کڑکتی اور چمکتی ہوئین بارھوین دروازے پر بارہ ہزار لال لکیرین آگ کے شعلون کی کھنچی ہوئین اور جسطرح سے فیل بند دروازے پر چپ و راست دو شیر سونے کے بٹھا دیے تھے اسی طرح گیارھوین دروازے پر بھی چپ و راست کہین دو گھڑیال بجانے والے کہین دو دمرو بجانے والے کہین دو ناقون پھونکنے والے کہین دو گھنٹے لیے ہوے دو جھانجین بجانے کہین دو تپلے پچکاریون مین رنگ بھرے کہین دو پہلوان کشتی لڑتے کہین دو بڑھیان چرخہ آگے رکھے کاتتین کہین دو نازنین

حسین از پا تا فرق دریا سے جواہر تین غرق دو دو ستے زعفرانی رنگ کے بیے ہوے کرسیون
پر بیٹھی ہوئین کمین دو چوبدار عصاے زر پہلے سنہرے ہاتھون مین لیے ہوے راس و چپ
کھڑے ہین کمین دو سوار با تیغ عریان گھوڑون پر سوار خوشخوار پیادے بے شمار موجود ہین
غرض معمار قدرت نے یہ طلسم بنا کے ملکہ مہرخ نہر چشم سے کہا کہ جب کوئی بڑی مشکل اور لڑائی
پڑے اور تمکو کمین بھاگنے اور بچنے اور چھپنے کی جگہ نہ ملے تو تم سب سردارون اور اپنی فوج کو
لیکر بے خوف و خطر جس دروازے سے چاہنا ان بارہ دروازون مین سے اس قلعہ مین جانا
افراسیاب جادو اور حیرت جادو اور تمام سردار اور اسکی فوج سر بمہک کر مر جائین گے
جب بھی اس قلعہ مین نزدیک کیا بارہ بارہ کوس تک نہ آسکینگے اور وہ لڑنے کا ارادہ کرینگے
تو یہ سب پتلے لڑینگے اور اسکی فوج و سپاہ کے بڑے بڑے جادوگر انکے ہاتھ سے مارے
جائینگے اور اسپر لاکھ سحر کے وہ حربہ کرین اور ہزار جادو سے چاہین کہ یہ پتلے ہماری چوٹ کھا کر
لیکن انمین سے کوئی نہ مرینگا نہ ٹوٹیگا یہ کہکر طلسم ارباب نشاط کے بلوانے کیلیے مہمان غلغلہ
شادمانی اور ہنگامہ مبارکبادی بلند ہوا ادھر ملکہ حیرت جادو باغبان اور صورت نگار
اور گلبچین وغیرہ کے بچانے کے لیے گنبد نور سے نکلکر اپنے لشکر کی تیاری مین مصروف
ہوئی مکرمان بارگاہ سلیمانی مین پانچہزار پانچ سو پچین سرداران فیض گنجور شہنشاہ عرش اقتدار
کرسیون زرد نگلون پر باادب بیٹھے تاج دیکھ رہے ہین اور امیر با توقیر تصور مین شاہ عیاران عمرو
بن امیہ ضمری نامدار کے مغموم و خاموش ہین اور ابوالفتح اصفہانی اور امیہ اور سیارہ بالادوی
اور جہانگیری کے لیے گاہ از تختی کوہ کی طرف پھیر رہے ہین اور لقامع بختیارک اور عنصر کوہی
وغیرہ بیٹھے تاج دیکھ رہے ہین ناگاہ طلسم ہوش ربا کی طرف سے ایک ابر سیاہ اٹھا اور برقین
رنگ برنگ کی کوندنے لگین سب نے دیکھا کہ ایک سیاہ نوجوان تخت پر سوار ایک لاکھ
سوار ساحر کی جمعیت سے آیا اور فوج کو اپنی اسنے لشکر مین اتروایا آپ لقائی ملازمت
کو آیا نذر دی خلعت پایا لقا نے کہا کہ ای بندہ قدرت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسنے کہا
کہ ای خداوند مجھے افراسیاب جادو نے خدا پرستون کی سزا دینے کے لیے بھیجا ہے اور حکم دیا ہے
کہ تم سب الحکم خداوند لقا کے لشکر امیر کو تباہ اور برباد کرکے جلد پھر آؤ بختیارک نے

کہا کہ اپنا نام تو بتاؤ یہ بایتن سنکر اور معلوم ہوا کہ اگلون نے تو اپنے بہت سے ہاتھ مانون مہمان آکر مارے اور پھر کر ہمارے باغ بہشت مین سدھارے اب تمھاری باری آئی ہے تم بھی دو چار دن کے مہمان آئے دس بیس شعبدے اپنے دکھا کے آخر کو باغ بہشت کی سیر کو چلے جاؤ گے اس ساحر نے کہا ملکجی مجھے مروا رید جادو کہتے ہین یہ کہکر وہ دوا کیرو زنگ آرام پذیر رہا اور جب وہ زمانہ آیا کہ گوہر خورشید بے آبرو ہو کر سیاہ ہوا اور شاہد شب نے زیور ستارون کے موتین کا زیب جسم کیا کہ نظم

بہار شام نے پیدا کیا رنگ	لگا ہون کو نظر آنے لگے ڈھنگ	سیاہی جسم تاریکی سے پھیلی
ہوئی چادر زمین کی خوب میلی	سر شام حکم مروا رید نا فرجام طبل جنگ پر چوب پڑی نا میان	

خبری دلو میان خبری خدمت والا مین بادشاہ لشکر اسلام کی آئے اور مجرا گاہ سے مجرا کر کے یہ اشعار دعائیہ زبان پر لائے اشعار

روشن دلون کو گر ہنو مسجود در ترا	رکھے نشان سجدہ جبین پر نہ ماہتاب
یہ عدل ہے ترا کہ قوی کو ضعیف پر	کرنے سے اب لحدی کی رہا ہے اجتناب
کمخشک کے چلے نہ وہ تیر آشیان تلک	پر گیری مین لگا ئیے جسکے پر عقاب
کیا تاب ہے عدو کی جو ٹھہرے ترے حضور	سنکر نقیب قہر کو تیرے گیہ عتاب

آج طبل جنگ پر چوب پڑی لشکر لقا مین غل مچا ہے امیر نے بھی حکم دیا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے پھر تو ابیات

بجا دونون طرف سے طبل جنگی	ہوئی پھر جان کو قالب مین تنگی	اگین تیار یان ہونے لڑا ئی
لگے ہتھیار سجنے سب دلاور	تلوارین چرخ پر چڑھائی جاتی تھین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آگئی	

تھی زبان سنان کا یہ قول تھا کہ دشمن کا کلیجہ چھید نگے زبان تیر کہتی تھی کہ ہم جسم کو غربال کرینگے گلشن شجاعت مین ہوا فخر کی چل رہی تھی بہادر پھلنے پھولنے کی آرزو رکھتے تھے یہی تمنا تھی کہ گلہا ئے زخم تحمل جسم پر کھا ئین خون کی نہرین بہا ئین دوپہر رات گئے نقیبون نے اٹھکر صدا دی شجیر جوانو جوان بخت ہشیار ہو سلاحون سے اپنے خبردار ہو بہادرون نے اٹھکر غسل کیا دوست دوست عزیز عزیز سے باہم بغلگیر ہوتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ ابیات

بیا امروز بنشین با من ای دوست | کہ فردا من کجا باشم کجا تو | ندانم باز کے گردد ملاقات
زمانے من ترا بینم مرا تو | غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ بارہا جب وہ زمانہ آیا تیغ تیز

آفتاب کو نیام مشرق سے ترک دیہیم نے نکالا اور سپر شب کو پشت پر حمائل کیا کہ

نظم

ستارہ یہ سحر کی ہی نشانی | پھر آہستہ کی شبنم نے پانی | گل خورشید پھر شاخ سحر سے
ہوا پیدا برنگ گل شجر سے | صبحدم امیر کشور گیر مع سرداران بالوقیر کے در دولت آسمان مکان

ظل اللہ مالک اورنگ سلیمانی سلطان سریر گردون مسیر پر آئے اور جلوخانہ میں منتظر آمد بادشاہ ٹھہرے کہ یکایک بادشاہ مشتاق جنگ سویرے سے برآمد ہوے کہاروں نے بڑھکر تخت بدلوایا امیر نے مجرا کیا مہراہم وجمہور وفرامرز وغیرہ سب نے مجرا سلام لیتے ہوے قلب لشکر میں تخت شاہنشاہی کو لیکر جانب جنگاہ روانہ ہوے ڈنکوں پر چوب پڑی بسا دل چوبدار خدمتگار آگے بڑھے خاص بردار خاصیلان کاندھے پر رکھے سپاہی سازسنیگر ڈاکمردن سے لگائے نقیب خوش الحانی سے منقبت خوانی کرتے ہوے کہ ابیات

رسید مداین چند لشکر بمیدان | ندیدند در خواب و نز بیدان
ہمہ رزم جویان ہمہ کینہ خواہان | بسر ہر یکے راغوے کہ ہرگز
یکے گفت در جنگ افراسیابم | یکے گفت اسفندیارم بمیدان

آنے سے دونون لشکرون کے گرد ہوا کرہ خاک ہوا زمانہ کی ہوا بدل گئی طائر آشیان گم کردہ پھرنے لگے آئینہ سپہر مکدر ہوا غرض بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے آبشاری کرکے گرد و غبار بٹھایا دونون جانب کی صفین آراستہ ہوئین مرواریدجادو اپنے ساحرون کو لیے ہوے بڑے کروفر سے میدان مین آیا نقیبون نے للکار نقابت کی کرکیتون نے کڑکا کہا نقیبون نے

مذمت دنیا زبان پریاری کی

نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار | تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو | ہو خراب ہے مین اگر قصر فریدون کے گذار
اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا | جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سردار مین | عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
بارہ ان تھا نہ خزان کو تو کسی موسم مین | کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار

واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ	واہ ری تیری تنگ ظرفی بایں عز و وقار
جن پہ پرتا تھا پیزادون کی جھومر کا عکس	آج کل وہ لب جو چند کے ہین آئینہ دار
گھومتے سقف مین ہین لاکھون ابابیلون کے	مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو بانے دو باشندونکو وانکے دیکھو	تکیہ گور و گوزن اج ہی ہر اک کا مزار
چیلین منڈلاتی ہین اڑتے ہین بگولے ہر سمت	ہین خیابان مین بر زانع و زرغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت	نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چیلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے	گنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہے

ای برادران دنیا مین زندگی چارون کی ہی کیس قدر دان بر سر نظارہ ہی یہ گوہی یہ میدان ہی دیکھین تو عدو کو للکار کر اور ڈانٹ کر کون مارتا ہی یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوے اور مروارید جادو سامنے لڑنے کے آیا اجازت لی اور میدان مین آکر سلحشوری دکھا کر للکارا کہ ای فرقۂ خدا پرستان و زبردستان تم سے جس کسی کو تمنا مرگ کی ہو آئے میرے مقابلے مین یہ نہیب سنکر صف لشکر اسلام سے نہنگ بچہ دریائی سردار خلخشاہ نوجوان مرکب کو اپنے نکال کر خدمت جناب بادشاہ اسلام مین آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوا حضرت شہنشاہ نے بہ کمال عطیات خسروانہ فرمایا کہ ای بہادر یہ ایسا حریف پرزور ہی کہ شعر

انسان جو ٹکر کرے بس فیل و مان سے	یہ اسکی حماقت ہی اجل کی نہین تقصیر

نہنگ بچہ نے عرض کی کہ اب تو غلام صف سے نکلا ہی اگر نہ جائیگا تو لوگ خندہ زن ہونگے کہ یہ ڈر گیا حضور مجکو رخصت دیجیے اور غلام کے حق مین دعاے خیر فرمائیے جب اسنے کمال اصرار کیا اسوقت بادشاہ نے فرمایا کہ بخدا ے لایزال سپرد کیا پس نہنگ بچہ دریائی مروارید جادو کے مقابلہ مین چلا مرکب اسکا طرار سے کھیرتا ہوا روانہ ہوا کہ ابیات

اسکے توسن کا جو پرچا خامہ سے وصف جمال	پڑھ کے یہ مطلع کہا معذور رہون ای مہربان
حسن لطف آشفتگی سے جسکے کانون کا بیان	بلغ مین سو سن نہین کر سکتی با چندین زبان
دین خراج آنکھون کو جسکی چشم خوبان جہان	باج دیوین بال دم کو زلف جعد مو شان
خوش کمر ایسا کہ جون پیوستہ ہو ابرو مین حال	حاے زین ہو یہ گر یہان کفل سے اور میان

تشنہ تم جس دشت پر ہوا اسکی جست و خیز کا — دین غزالان حرم تک نقل بھرتی آسکے
ہر گل رنگ حنا پر یون عرق دے ہی بہار — لالہ زار اور پر ہو شبنم جس طرح گوہر فشان
ہی چھلاوے مین یہ اس گلگون کی دم مارنیکا وصف — جون پون بہنے سے لہراتا ہی سرو بوستان
جب قدم رکھتا ہی وہ محبوب تب ہر گام پر — صد تنے کرتے ہین خرام ناز آباد لہران
تنگ اچٹ جائے عنان اسکی تو قاش زین سے — اسطرح اڑ جاے جون چہرے سے رنگ عاشقان
گر صف اعدا پہ سیدھا ہو تو جون تیر قضا — دا بیے اسکو تو پہونچے پیش از آواز ہان
پر غلط ہی یہ کوئی اسکو دبا دے جس جگہ — صفحہ رو دے زین کا اس قدر عرصہ کہان
ہو اگر یہ شرق مین اور سامنے ہو اسکے غرب — ٹک اگر راکب کہے اسوقت اتنا بھی کہان
پہونچنے پائے صدا ہان نہ منہ سے لب تلک — ہی مگر یہ باد پیمایان سے دان اور دان ہے یان

غرض نہنگ بچہ دریائی مروارید جادو سے آگر ستمگار ہوا اور بعد سوال و جواب مروارید جادو نے سحر تو نہ کیا اسلیے کہ امیر مالک اسم اعظم ہین اس سے بہتر یہ ہی کہ اس سے ہتھیار دون لڑین ناچاری کو پھر سحر کرین گے غرض اسنے نیزہ نکال کر کے سینہ بیکینہ نہنگ بچہ دریائی پر مارا نہنگ بچہ نے نیزہ کو سنان پر گانٹھا برابر سے نیزہ بازی ہونے لگی لیکن ہر دو مین طعن مین نہنگ بچہ نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دیا اسوقت بگوڑ دن کے گشت سے ایک بڑی خاکی بنکر تیار ہوا اول گرد مین یہ دونون بہادر چھپے ہوے تھے سنا مین بنا مین ستارہ سحری کی طرح چمکتی تھین غرضکہ جب نیزہ مروارید کے ہاتھ سے نکل گیا وہ کئی نیزہ آب خجالت مین غرق ہوا اور کہا ای خدا پرست تو نے بڑا غضب کیا نیزہ سامری و جمشید کے پرستار کا تو نے نکال دیا اب مین تجکو کب جانے دون گا اور یہ کہکر اس ساحر نابکار نے باواز بلند کہا کہ ای لقمۂ طعیس جادو یہ تیرا کام ہی مین ایسے ذلیل و حقیر و لاغر سے مقابلہ اور مجادلہ تنگ جانتا ہون تو آکر اسکو پکڑ لا ساتھ ہی آواز دینے کے ایک پتلہ پتھر کا پشت پر سے مروارید جادو کے پیدا ہوا اور اسنے آتے ہی نہنگ بچہ دریائی کے اوپر ہاتھ ڈالا نہنگ بچہ دریائی بھی عرصہ سے کودکر دریا مین جا گھسی ہوے نہ این را نظر نہ اور را خطر نہ این را نظر و ہن بدہن مشت بہ مشت آخر پیچ در پیچ جوڑ بند وغیرہ کرکے کچھ عرصے مین اس پتلے نے نہنگ بچہ دریائی کو اٹھا کر دے مارا اور

عشکین باندھکر لے گیا اب امیر وغیرہ سب نے جانا کہ کوئی انسان تھا جو نہنگ بچہ دریائی کو باندھے لے گیا کیونکہ امیر وغیرہ سب دور کھڑے تھے وہ کیا جانین کہ یہ تو پتھر کا ہے اب مروارید نے پھر للکار کر نہیب دی کہ اور کسی کو نہیں تو مقابلے کو ابکی ابرہائے دیو چنگال ایک بڑے حرامزادے گھوڑے پر سوار اندھیری گھوڑے کے منہ پر چڑھائے بادشاہ سے اجازت لیکر بمقابلہ مروارید نکلا اور جو انداز مروارید کی لڑائی کا تھا اسی طرح سے اس ساحر علیہ اللعن نے مقناطیس جادو پتھر کے پتلے کو پکار کر کہا کہ خبردار تو کو پکڑ لیجاوہ پتلہ پشت مروارید سے پیدا ہوا اور ابرہائے دیو چنگال نے اپنے گھوڑے کے منہ پر سے اندھیری کھینچ لی اور اس گھوڑے کا یہ خواص تھا کہ آدمی کے عکس کو دیکھکر کاٹنے اور مار ڈالنے کو دوڑتا تھا جیسے ہی اس پتلے کو دیکھا فوراً ہی گردن اسکی پکڑلی وہ پتلا اس گھوڑے سے کشتی لڑنے لگا ابرہائے دیو چنگال نے جو پتلے سے فرصت پائی تو دوڑکر مروارید جادو سے لپٹ گیا اور جبتک مروارید سنبھلے سنبھلے ابرہا نے دو تین چنگل اسکے گھوڑے کے مارے کہ تمام گوشت پوست مروارید کے گھوڑے کا اڑ گیا اور چوخ مار کر زمین پر گرا ابرہائے دیو چنگال دو چنگل مروارید کے بھی مارے کہ آدھی ران اڑ گئی اور سب پیٹھ لہولہان ہو گئی اور اٹھنے چاہا کہ ابرہائے دیو چنگال کو مار ڈالون بس یہ کیا کہ ابرہا کے ہاتھ اور پائون سست ہوے اتنی دیر مین گھوڑا ابرہائے دیو چنگال کا جو اس پتھر کے پتلے کی گردن پکڑے تھا اور وہ پتلہ جادو کا تھا گھڑی بھر کامل لڑا آخر چھوٹ کر بھاگا گھوڑے نے جست کر کے مروارید کا گلا پکڑا تب وہ پتلہ پھر نمودار ہوا اور ابرہا کو پکڑ کر جلد تر لے بھاگا بختیارک نے دیکھا کہ مروارید کا کام گھوڑے نے تمام کیا اس نطفہ حرام نے غل مچانا شروع کیا کہ تم سب کھڑے تماشا دیکھ رہے ہو گھوڑا مروارید کا کام تمام کیے دیتا ہے چار طرف سے جادو گر دوڑ پڑے صدف جادو اس مروارید جادو کا نائب ہے اس حرامزادے نے گھبراہٹ مین جادو تو بھول گیا نہ کر سکا مگر ایک گولا فولاد کا مارا کہ گھوڑا مر گیا بعد ازان سب نے مروارید جادو کو اس گھوڑے مردے کے منہ سے چھڑایا اور القائے طبل آسایش بجوایا دونون فوجین پھیر کر اپنے اپنے بسترون پر آئین بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام اور سردار بارگاہ سلیمانی

ہین آکر داخل ہوے جادوگر مروارید کو پالکی مین ڈالکے لقا کے پاس لائے لقا نے اور
بختیارک نے دیکھا کہ مروارید کی گردن مین گھوڑے کے دانت پیوست ہوگئے ہین
خون بند نہین ہوتا ہی اور مروارید کو غش پر غش چلا آتا ہی بختیارک نے کہا کہ اقبال اسے
کہتے ہین کہ جالوزنگ حمزہ کے لشکر کے ایسے سرہنگ ہین صدف جادو نے عرض کی کہ
خداوندا اگر کچھ قدرت نمائی فرمائین تو پھر کیا کہنا ہی ورنہ حکم ہو تو غلام مروارید جادو کو طلسم
مین ایک ہفتہ کے وعدہ پر لیجائے اور شفاخانۂ سامری و جمشید مین اسے ڈال دے
پھر گھڑی بھر مین اسکے گلے کا زخم اچھا ہوجاویگا بختیارک نے کہا کہ خداوند کی قدرت
نمائی کیا ہم دیکھینگے خداوند چاہے تو تمام عالم کو مار کر پھر جلا دے لیکن وہ مرگ اور زیست
کا مالک ہی جو وہ چاہے سو کرے کوئی اسپر حاکم نہین جو کہے کہ خواہ نخواہ یہ بات کرو تم
مروارید جادو کو شفاخانہ سامری و جمشید مین لیجاؤ جان ہی تو جہان ہی جب صحت ان کو
ہوجاے تو لانا صدف جادو نے کہا بہت خوب یہ کہکے صدف جادو نے لقا سے
رخصت لی اور مروارید کو واسطے صحت کے شفاخانۂ سامری و جمشید مین لے گیا اور بعد قطع منازل
و طی مراحل پہنچکر داخل شفاخانۂ مذکور ہوا تو دیکھا کہ ایک چار دیواری سنگ رخام کی
کھنچی ہی اور اندر اس احاطہ کے ایک نگارش پر بہار سراپا لالہ زار ہی جسکی ہوا شفا بخش
آزار بیمار ہی درخت وہان کے امرت پھل کے ثمر لاتے ہین مردہ دلون کو زندہ فرماتے
ہین بہی سے حاصل فربہی سراسر مریضون کو بہی سیب وہان کا دافع آسیب درد انار
منطفی فرماے حدت نار تپ و سرخی رخسار زرد گل اجر تپ اجر کو مفید سرو سے
کوزہ پشتی بید گل سوسن وہ زبان گونگے کو اچھا کرے نرگس نابینا ؤن کو بصارت دے
سنبل سے پریشانی دل کی و برگ و غنچہ سے طبع غمگین مسرور ہو گل سیوتی اور چاندنی
شقاق کھوے گل داؤدی صدر برگ سکیڑون کا یرقان کھوے لالہ دل غمگین کا داغ
کھوے رنج سے حاصل فراغ ہوے نہرون کے پانی مین خاصیت آبکیوان گل سرخ
صفرائیون کے مزاج مین سودا بڑھاویگا سنی کے پھولون سے صفرا سودائیون کا جاتے
گلنار سے بلغم مٹے خون جسم مین بڑھے بلبل وہان کی نسترن باذن اللہ کہے طوطی

خوش لہجہ کی گفتار سے مردہ عجب نہیں جو جی اُٹھے باغبان وہان کا کار مسیحائی کرے ہر روش
مثل قلب تندرست کے مصفا آئینہ سان خزان کی بیماری گلون کو کہان وہان پنجہ کا

ہر ایک سیار بوستان سے یہ بیان زبان سوسن پر یہ داستان رقم کرتا ہے

ابھی ہول دل سب یہ ہونا ہے طے	نہ کچھ خوف کیجیے گا دل ہی تو ہے
گذر ہوگا جب سوے باغ آپکا	خنک ہوگا فوراً دماغ آپکا
غرض باغ کو ہوگے جب تم سوار	وزان ہوگی اسوقت باد بہار
ہر اک گل ہنسے ایسی فرحت ہوئی	ہر اک نخل مین پیدا نزہت ہوئی
جو قد آپ کا سایہ افگن ہوا	تو آزاد وان سرو گلشن ہوا
گذر ہوے گا جس چمن کی طرف	تو دیکھینگے غنچہ دہن کی طرف
لب نہر جاؤ گے جو خوش صفات	تو ہو جائیگا آب آب حیات
نگہ مست اک تاک پر پڑ گئی	تو انگورون سے مے ٹپکنے لگی
ہر اک سرو پھروگے جو گلشن مین وان	دھڑک دل کی کم ہوگی ناگہان

غرض صدف جادو مروارید جادو کر لیے ہوے جب اور آگے بڑھا تو اُس نے ایک مکان چار درجہ کا تعمیر دیکھا کہ مثل قلب پاکبازان نہایت صفا رکھتا در و دیوار اُسکے جگمگاتے آزار مندون کو تندرست بناتے فرش اُسمین بچھا ہوا شیشہ آلات سے وہ سجا ہوا کہ ابیات

کرون قصر عالی کی تعریف کیا	کہ روز اُسپہ ہوتا ہے گردون فدا
نظر جب پڑی اُسکی دیوارون پر	تھی ایک خشت سیم ایک تھی خشت زر
جلاے جو موتی تو چونا ہوا	وہ چونا پھر الوزد ونا ہوا
وہان چار درجے دکھائی دیے	کہ درجے تھے وہ قصر فردوس کے
تھین اُن درجون پر چلمنین بھی پڑین	کہ ہر تیلی اُنکی زمرد کی تھین

ایک درجے مین تو پلنگ آہنی اور چوبی بچھے تھے جو بید اور لوا رسے بنے تھے اور اُنپر بچھونا کیا تھا مریض اسطرح کے اُن بچھونے پر لیٹے تھے کہ جن کے پائون ٹوٹے

گئے تھے یا بہت زخمی ہوے تھے اور دل و جگر پر چوٹ آئی تھی بہت مستسقی اور مفلوج تھے اور اکثر تو کثرت سے وہی ساحر تھے کہ جو جنگ مین نارنج و ترنج پیکان تیر اور ہار فلفل وغیرہ سے زخمی ہوے تھے اور وہ مریض پلنگون پر لیٹے کراہ رہے تھے کوئی جمشید کو پکارتا تھا اور کوئی سامری کی یاد کرتا تھا بعض بیمارون کے اعضا کی بندش جراحون نے کی تھی کہ وہ چت لیٹے ہوے تھے اور جنبش نہ کر سکتے تھے بعض کے عزیز و اقارب پلنگ کی پٹی کے نیچے بیٹھے تھے اور انکی تیمارداری مین مصروف تھے نیچے پلنگ کے بھی فرش دری چاندنی کا بچھا تھا مکان مثل آئینہ مصفا تھا غرض ایک درجہ مین تو یہ کیفیت تھی اور درجہ دوم مین الماریان لگی تھین اور الماریون پر شیشے اور بوتلین دواؤن کی رکھی تھین اور جراح وغیرہ دوا سازی مین مشغول تھے کچھ ادویہ کھرل ہو رہی تھین بعض نسخون کے لیے حکیم شفائے جادو نام خود اہتمام کر رہے تھے اور انکو باحتیاط تمام بناتے تھے کچھ دوائین چینی کے ناندون مین خون انسان ڈال کر بھگوئی تھین بعض خون مرغان طلسمی مین تر کی ہوئی تھین کہرلین سنگ سماق اور سنگ موسی اور سنگ یشب وغیرہ طرح طرح پتھرون کی رکھی تھین اور ایک درجہ مین آلات جراحی وغیرہ کے صندوق چنے ہوے تھے موچنے اور زنبور اور استرے اور نیشتر اور کاردین وغیرہ میزون پر رکھی ہوئی تھین اور اس درجہ مین جو دروازے لگے تھے اسمین شیشے بہت صاف جڑے تھے اور میزون کو مخمل سبز و سرخ سے منڈھا تھا اور وہان حکما اور جراحون کا اجتماع تھا حکیمون مین کسی کا قرابت جادو اور کسی کا دانشمند جادو اور کسی کا حکمت بخش جادو وغیرہ نام تھا اور جس درجہ مین فرش نہایت عمدہ شفاف گسترده تھا اور اس فرش پر سوزنیان بھی لگین گاؤ تکیے لگے تھے سامنے سوزنیون کے خاصدان اور اگالدان رکھے تھے کہ جو سر اسر بیداری کے تھے ایک جانب کو سرمہ دانی عقیق خوشرنگ کی رکھی تھی کسی جا برلیق ہاتھی سے بھرے دھرے تھے اور وہ مقام خاص جو مسہری اور پلنگ شفا تھا مین حکیم حکمت مآب جادو

کا ہی کہ وہ ایک سوزنی پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور کتاب حکمت کی سامنے اُنکے کھلی
ہوئی رکھی تھی اور اس درجہ مین بھی الماریان لگی تھین انمین سب کتابین حکمت کی چنی ہوئی
برابر تھین شرح اسباب کہان تک کی جائے کارخانہ طب اکبر ہی علاوہ برین کتاب
کی کیا احتیاج ہی یہ علم سینہ ہی اور اسکا قانون ہی نیا ہی خلاصہ یہ کہ حکمت مآب ارسطو
وقت اور افلاطون زمانہ تھا مرواریدجادو کو بھی صدف جادو نے لاکر انکی خدمت
مین حاضر کیا اُنھون نے ایک جراح بقراط جادو نام کے اُسکو دیکھکر سپرد کیا اور آپ نسخہ
اُسکے فرحت مزاج کا لکھدیا جراح نے پٹی مرہم جمشیدی کی اُسکے زخم کو دھوکر چڑھادی اور ایک
پلنگ پر لٹادیا اب یہ یہان علاج اپنا کر رہا ہی اور اب ساتوین روز مرواریدجادو کو لیکر
صدف جادو پھر آئیگا مگر اب حال عمرو کا سنیے کہ یہ جو بالا دی کو گیا تو اُسنے ایک
مقام پر دیکھا کہ پہاڑ سونے کا بنا ہوا تھا اور چار طرف اُسکے نقرئی گھانس اور گھانس
کی نوک پر گوہر شبچراغ نصب تھا وہ گھانس کوسون تک نظر آئی عمرو کے جی مین طمع
بدرجہ کمال ہی دل اُسکا لہرایا اور منھ مین پانی بھر آیا بے ساختہ اُسی پہاڑ کی طرف چلا اور جسقدر
کہ عمرو دوڑتا جاتا تھا وہ پہاڑ اُتنی ہی دور نظر آتا تھا عمرو نہایت حیران اور پریشان
دریاے فکر مین غوطہ زن ہوکے کہتا تھا کہ مجھے جناب احدیت نے وہ طاقت
دوڑنے کی عطا کی ہی کہ کوئی پہر بھر مین ہزار فرسنگ جاتا ہون مین نے بیابان
بیشہ جبل القمر و بیابان سبجہ سیارہ کوہ جہان سکندر بادشاہ اور جسکے ہمراہ دو پیغمبر خواجہ خضر
اور الیاس علیہ السلام تھے اور جسکے مشیر ارسطو اور فلاطون ایسے وزیر وہ بارہ لاکھ
سوار سے گیا اور بارہ برس کے بعد دس بارہ آدمیون سے زندہ باقی رہ کے اُس
بیابان کے اُسطرف پہونچا تھا علاوہ ازین جب حمزہ کے دشمنون کو نوشیروان
اور قیصر نے عقابین پر چڑھوا دیا تھا تو مین نے تین دن مین ہند و سندھ و روم و شام
و چین و ماچین عرب و عجم و ہندوستان ہفت اقلیم کے مسافت کو طے کر کے حمزہ کے
تمام سرداروں کو جہان ستان خبر پہونچائی اور یہ کیا ماجرا ہی کہ یہ پہاڑ طلائی جسکو مین دیکھتا
ہون کہ کوس دو کوس کے فاصلے سے زیادہ نہوگا اور پہر دن چڑھے سے

اسوقت تک نہ معلوم کہ تین ہزار فرسنگ راہ طے کر گیا مگر یہ ظاہر ہوا کہ تین دو فرسنگ آیا لیکن یہ دولت لا انتہا و لازوال سونے کا پہاڑ پھر اتنا ہی دور نظر آتا ہے کچھ اسرار ہے یا نہین معلوم کہ کیا ہے اسی فکر مین کھڑا اس پہاڑ کو دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک مرد پیر نہایت نورانی صورت ریش و بروت سفید ایک لنگی کھار دے کی باندھے نعلین چوبین پاؤن مین پہنے آنا بہ ہاتھ مین لیے نمودار ہوا اور عمرو کے قریب آکر پکارا اسلام علیک ای شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار عمرو نے اس پیر مرد کو مسلمان جانکر جواب علیک السلام دیکر کہا کہ ای درویش اس پہاڑ کا راستہ کدھر سے ہے اس پیر نے کہا خواجہ سلامت ہر چند کہ طمع انسان کو مبتلاے کرتی ہے کہ مصرع بد وزد طمع دیدہ ہوشمند ؛ آپ کیا کرین کہ خواص اس چشمہ عین الطمع کے پانی پینے کا ہے آپ نے دھوکے سے پانی اسکا جو پیا ہے یہ سارا فطور طمع اور زردی وغیرہ کا اسی پانی کا ہے ای شاہ عیاران عیار یہ پہاڑ نہین بیابان گلرز کا قلعہ ہے اور راستہ اسکا بہت دور ہے جاندار جادو قلعہ کے مالک کے بغیر کسی کو نہین ملتا اور کبھی کوئی شخص اسکے اذن بغیر اطلاع جاندار جادو کے نہین آسکتا ہے کس لیے کہ اس قلعہ مین کچھ چند اور قرضہ آمدنی ممالک محروسہ طلسم ہوش ربا اور بہت مکانات جواہرات کے درند اور پرند جانور زون کے ہین جبتک مخمور سرخ چشم افراسیاب جادو کے پاس تھی کنجیان اس قلعہ کے گنج کی قبضہ مین اسکے تھین جبدن سے مخمور سرخ چشم جادو آپ کی اور ملکہ مہرخ کی شریک ہو کے چلی گئی اب افراسیاب جادو وہ کنجیان اپنے پاس رکھتا ہے باوصف اسکے کہ جاندار شاہ جادو مالک و مختار ہے لیکن یہ اختیار اسکو نہین کہ ایک پیسہ بدون حکم افراسیاب کے ان خزانون کو کھول نکال سکے یا کچھ صرف کرے حضور اگر بطور سیر فرمائین تو مین قصور مند ناچیز ایک کمترین بندہ خدا ے عزوجل کہ غلام صحرائی میرا نام ہے ایک نقش اسما سے الٰہی دیتا ہون اسے زبان سے تلے رکھ کے دست راست کو تشریف لے جائین یہان سے دو شیر کے تار پر کنارے ایک غار کے ایک اژدر آتش فشان آپ کو نظر آئیگا حضور جب اس اژدر کے سامنے جائین

اس تعویذ کو زبان سے نکال کے دکھلایے آپ کو وہ دروازہ معلوم ہوگا بے خوف و خطر اُسکے اندر جایئے اور سیر کرکے چلے آیئے اور مین نے اس نقش کو زبان سے نکالنے اور اژدر کے سامنے جاکے دکھلانے کو بخیال اس مال اندیشی کے کہ خدانخواستہ آپ میرے کلام کو غلط سمجھین اور یقین نہ لاوین اور اپنے دل مین مضمون اس شعر کے شعر

گرچہ کس سپے اجل نخواہد مرد	تو مرو در دہان اژدرہا

پس دہیش کرین اور ڈرین عرض کردیا ورنہ کچھ حاجت اس نقش کے دکھلانے کی نہین ہی وہ دروازہ اژدریہ مشہور ہی آپ یون ہی اُسکے اندر چلے جایئے کچھ مقام خوف و بیم اور ضرر کا نہین ہی مگر حضور قصور معاف صاف عرض کرتا ہون فقیر کی بات ناراض نہو جیسے گا اتنا سمجھے رہیے گا کہ اگر کسی شے کے تصرف کا آپ ارادہ کرینگے تو مبتلاے آفات صدگونہ ہونگے عمرو نے اشارہ اور کنایہ اُس پیر مرد کا سمجھکر کہا شاہ صاحب یہ کیا آپ فرماتے ہین سب مجھے لوگ دنیا کے ناحق طماع کہتے ہین

خدا محفوظ رکھے خلق کی زبان سے بیت

زعذر تو بہ تو آن رست از عذاب خدائے	وے کہ می نتوان از زبان مردم رست

جس حالت مین کہ مخلوق نے خدا پر تہمت کی کہ عیسیٰ علیہ السلام بطن مریم سے نہ تھے خدا کے پیدا کیے ہوے ہین اور پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو بمقدمہ شق القمر و معجزاے شب معراج افترا ساحر کا کیا اور کفاران بے دین نے انکو ساحر کہا تو مجھ بیچارے پیادے پر جو کچھ افترا اور اتہام اہل دنیا کرکے بدنام نہ کرین وہ تعجب نہین ہی یا حضرت مین ایک کوڑی کسی سے نہین مانگتا آپ بھی سمجھے لاٹی اور طماع اور حریص مشہور کرتے ہین آپ وہ نقش عنایت فرمایئے مین فقط سیر کرکے چلا آؤنگا بارے غلام صحرانشین سے وہ تعویذ عمرو نے لیکر زبان کے تلے دبایا اور رخصت ہوکر اُس غار کے قریب پہونچا دیکھا کہ وہ اژدہا قلاب آتشین منھ سے نکال رہا ہی عمرو نے اپنے دلکو مضبوط کرکہ وہ نقش زبان سے نکال کے دکھایا دیکھا تو واقعی وہ دروازہ کھلا بسم اللہ کہکر اندر قدم زن ہوا دیکھا کہ ایک شہر پر فضا بہت وسیع اور زرریز اور رشک خلد برین ہی خلقت انبوہ در انبوہ سکان

ٹھہر گروہ گروہ چوپڑ کا بازار بنا ہوا صراف بزازہ کھلا ہوا عمارتین بیچ و بیچ بنی ہوئین کہین کبوترین سنگرین
مہ پارہ بیچ مین چھتڑے گرے ہوے عمارتین بلند بسا مدغانہ کی سجاوٹ کہین نڈیون کی
لگاوٹ کہین حلوائیون کی دوکانین جنکی دکان کے سامنے زنجیر مین گھنٹے ٹنگے ہوے کہین بھنگیرنین
بیٹھی ہوئین نظم ؛ قصر اعلےٰ اس طرح آباد تھے ؛ چرخ جنپر برج کرتا تھا نثار
خم ہون ابرو حسینان جہان ؛ اسطرح کے طاق نجمی محراب دار ؛ عمرو یہ دیکھتا ہوا آگے بڑھا اس
عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ آفتاب فلک افلاک کی سیر کرکے دارالامارت مغرب مین گیا اور عیار شب نے قلعۂ دہر مین
داخلہ کیا شعر سیاہی چھا گئی ہر سو جہان مین ؛ مردمک تھی چشم آسمان مین ؛ اب عمرو نے دیکھا کہ
کچھ روشنی معلوم ہوئی اور کچھ شور و غوغا سنائی دیا عمرو ایک اونچی دوکان تھی اسپر چڑھ کے اس
روشنی کو دیکھنے لگا تو آگے آگے ہزار بارہ سو پنچشاخے سنہرے اور روپہلے جلتے ہوئے کچھ مشعلچی دیپلی
بھی گرجتے بجتے ہوئے اور بہت سی سانڈنیان اور رتھ ڈھائی سو چوبدار مردے نسیب دیتے آگے آگے کہ ابیات
یا نوجوانو بڑھے جائیو ؛ دو جانب سے باگین لیے آئیو ؛ ہمیشہ رہے شہ کا جاہ و حشم
بڑھے عمر و دولت قدم بقدم ؛ بعد ازان ایک تخت طاؤسی پر کہ وہ سب ایک ڈال زمرد کا
بنا تھا اور جابجا الماس اور یاقوت اور بیجراج اور فیروزہ وغیرہ جواہر بیش بہا کی گلکاری بنی
ہوئی اس تخت پر ایک شاہ بیس بائیس برس کا سن و سال نہایت خوش جمال اور زبردست ایک
تاج بہت بھاری بارہ کنگرے کا اور ہر کنگرے مین ایک ایک لعل و شبچراغ نصب کیا ہوا
گلے مین پوشاک شاہانہ گرنگی زرتار کی باندھے دو ناریل چوبی دار آگے رکھے چتر مرصع سر پر
خود بجود گردش مین اور پشت پر دو پر زادہ مروحہ بال ہما سے گس پرانی کرتین اور گرد و پیش
بارہ ہزار سوار ساحر تحفے تحفے گھوڑون پر سوار چلے آتے ہین اور وہ بادشاہ مٹھی بھر بھر کے
اشرفیان اور جواہرات فقیرون کو بانٹتا آتا ہے عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ بادشاہ اگرچہ
ساحر ہے لیکن بڑا سخی ہے لاؤ انھین فقیرون مین ملکے اشرفیان اور جواہرات مین بھی لوٹون بس
ایک بوڑھے محتاج کی شکل بن کے اشرفیان اور جواہرات لوٹنے لگا اور سواری کے ساتھ
آتے آتے ایوان شاہی پر آکے پہونچا جہاندار شاہ جادو تخت سے اتر کے اندر
محل کے گیا عمرو بھی ایک ساحر کی ایسی صورت بنکے اندر گیا تو دیکھا کہ قصر عالیشان

ایک کوس بھر کے فاصلہ سے کم نہین ہی اور زمین طلائی ہی اور سامنے وہ قلعہ سونے کا
جسکا پتہ غلام صحرائی نے دیا تھا نظر آتا ہی عمرو جلدی سے اُس قلعہ کے دروازے پر گیا
وہان جلوخانے مین بارہ ہزار وہی سوار کہ جو سواری کے ساتھ تھے زمین پوش بچھائے بیٹھے
تھے گھوڑے سب کھڑے تھے عمرو نے اپنے جی مین کہا یہ تو زنانی ڈیوڑھی نہین ہی
مین تو یہ سمجھا تھا کہ اسمین اُس بادشاہ کا نامونس ہوگا تعجب کی بات ہی کہ جہاندار جادو
وہان سے کیون پیادہ پا یہان تک آیا اور اتنے بڑے میدان کو طے کرکے
اس قلعہ مین گیا ہوگا اور یہ بارہ ہزار سوار تو اُسکی سواری کے ساتھ تھے جلوخانے
سے یہان کیونکر آکر بیٹھے اور کدھر سے آئے شاید کہ اسکا راستہ اور کوئی بھی
ہی یہ سوچ کے دوسرے دروازے پر جلوخانے کے گیا وہان چوبدار اور مردے
کچھ کمرین کھول رہے تھے کچھ بیٹھے تھے عمرو وہان پر ایک مونسری کا درخت تھا اُسکی
آڑ مین کھڑا ہوکر دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک خدمت گار بوڑھا گھبرایا ہوا باہر نکلا چوبداروں
نے پوچھا کہ حضور خاصہ پر بیٹھے ہین اُس خدمتگار نے کہا کہ نہین خاصہ اب طلب
کیا ہی سو مین باورچی خانے مین جاتا ہون یہ کہکر اُسی درخت کے قریب کہ جہان
عمرو کھڑا تھا تھوڑی دور پر ٹہلکر پیشاب کرنے کو بیٹھا عمرو نے بیچارے کو تمام تر بیضہ
بیہوشی کا مارکر اُسے بیہوش کر دیا اور اُسکو کسی غار مین ڈالکر آپ اُسکی ایسی صورت بنا
اور اُسکے کپڑے پہنے پگڑی سر پر چکوندار باندھی چکن ہاتھ کی چُنی ہوئی پہنی عصا ہاتھ مین
لیکر باورچی خانہ پوچھتے پوچھتے اندر گیا اور داروغہ سے تاکید کھانے کی تاکید
کرکے آپ جلد قدم اُٹھاتا ہوا بے خوف و خطر اُس ڈیوڑھی کے اندر چلا گیا وہان
دیکھا کہ سامنے ایک بارہ دری بلور کی بنی ہوئی ہے تیاری اُس مین بہت
معقول ہی آگے اُسکے سایبان زربفتی کھنچا ہوا ہی اور فرش پُرتکلف اُسکے نیچے بچھا ہوا ہی
اور وہی جہاندار جادو سریر سلطنت پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی اور
گرد و پیش تخت کے ساٹھ دنگل جواہر نگار لگے ہین اور بڑے بڑے جادوگر اور
ساحر نیان بیٹھی ہین اور بہت طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہین عمرو جہان چوبدار

خدمتگار کھڑے تھے وہان کھڑا ہوا ایک خدمتگار نے کہا کہ ای ہوشیار جادو
خاصہ کے لیے تم تاکید کر آئے ہو عمرو نے جانا کہ نام میرا ہوشیار جادو ہے اس
اسنے جواب دیا کہ مین داروغہ سے کہہ آیا ہون خاصہ آتا ہی اس خدمتگار نے کہا کہ بہتر تمنے
حضور مین عرض کردی ہوتی اور آج تو تمھاری نوکری ہی تم سامنے حاضر رہو خاصہ کھلوا لینا
جب کہین جانا عمرو نے کہا صاحبو تم مجھے نصیحت نہ کرو مجھے بھی معلوم ہی کہ آج میری
باری ہی اور نوکری کا دن ہی بھلا مین یہان سے کہان جاؤن گا اور خاصہ کے لیے
اب عرض معروض کرنے کی کیا ضرورت ہی داروغہ صاحب لیے آتے ہون گے
اس عرصہ مین شہنا نوازون کی آواز اسکے گوش زد ہوئی اور آگے آگے وہی داروغہ صاحب
اور پیچھے پیچھے کہار خوان کے لیے ہوئے توڑے پوش پڑے ہوے کس نے
کسے ہوے لیے چلے آتے ہین گرد پیش دس بارہ مشعلین دستیان روشن کیے اور شہنائی
روشن چوکی بجتی چلی آتی ہی عمرو نے دوڑ کے چاہا کہ آفتابہ اور سلفچی کو اٹھا لون ایک
فراش نے کہا کہ ای ہوشیار جادو تم دیرینہ اور قدیمی ہو رسم و آئین سے واقف ہو آج یہ
کیا خلاف دستور کرتے ہو آفتابہ اور سلفچی اٹھانے سے تمھین کیا کام ہی ہاتھ منھ دھلوانا
ہمارا کام ہی تم رومال لو پاس خاصہ کے جا بیٹھو خاصہ اپنے سامنے چنوا لو دسترخوان
بچھواؤ عمرو نے کہا کیا مضائقہ تھا اگر مین ایک دن تمھارا کام کر دیتا تو کیا میری ذات اور
شخصیت مین بٹا لگ جاتا ہمارا اور تمھارا مقدمہ واحد ہی یہ کہکر عمرو نے اہتمام کیا خاصہ قابون مین
پیالون مین طشتریون مین نکلوا نکلوا کے دیکھنے بھالنے لگا اور بہوشی خوب سی ملا دی
جب سب کھانے کو نکلوا کے بہوشی آلود کر چکا تو دسترخوان بچھانے کو چلا اور خدمتگارون
نے دسترخوان بچھایا جمعدار جادو نے اپنے مصاحبون اور رفیقون و مقربین
جادوگرون کے ہاتھ دھو کر خاصہ پر آ بیٹھا داروغہ اور عمرو نے وہ سب خاصہ
چنا اور ایک طرف داروغہ اور ایک طرف عمرو بیٹھکر مگس پرانی کرنے
لگے خواص و خدمتگار فراش جو کھڑے تھے اور جہان کہین مؤدب بیٹھے تھے
وہ سب حاضری کے وقت کاروبار کے لیے ہوشیار ہو گئے تھے عمرو نے یہ انتظام

واہتمام کرنا شروع کیا کہ جو کھانا کلا اول داروغہ سے کہا صاحب پہلے تم اسے
چکھ لو داروغہ نے تو ایک دو دو نوالے کھائے قابین بادیہ شتریان پیالے بھر
جو شی ہوئی کھائی ایسا کہ خود فراموش ہوگیا بعد ازان جہاندار نے اور اسکے
رفیقون نے کھانا کسقدر کھایا عمرو نے وہ سب کھانا خواص وخدمتگار سراش جو
وہان کھڑے تھے سب کو دیا کہ لو کھا جاؤ سب ہوشیار جادو کی چکے چکے تعریف
اور خوشامد آپس مین کرتے ہوئے وہ کھانا لیکر اپنی اپنی جگہ پر آئے شاگرد پیشہ بھی بیہوش
ہوئے اس عرصہ مین دسترخوان بڑھایا گیا اور جہاندار جادو خاصہ کھا کے ہاتھ دھونے لگا
کہ اسکو جھپک آئی اور چارون شانے چت گرا ہان ہان کر کے وہ سب صاحب
زن ومرد اسکے طمانچہ لگا بیہوشی کا کہ جو جہان تھا وہ وہین لڑکھڑا کر گر پڑا اور بیہوش ہوگیا
داروغہ خواص خدمتگار فراش وغیرہ بھی گرے عمرو نے کہا کہ یار دو فرشتے خداوند
نقا کے روحین قبض کرتے ہین سامری وجمشید کا قہر نازل ہوا ہی جلد یہان سے
ہٹ جاؤ جس مین کسی کو بچا نہین فرشتے جس کی قضا ہوگی اسی کی روح قبض
کرینگے اور تو سب بچ جائینگے یہ سنکر جتنے کھڑے تھے سب لیٹ گئے اور بیہوش ہوئے
عمرو نے جلد دروازہ بند کیا اور دس بارہ پندرہ قیدیون کو زنبیل سے نکال کر کہا کہ ان سب کے
کپڑے زیور وغیرہ جلد اتار لو اور جادو گردن کو ذبح کرنا شروع کیا اور جال دیاسی
مار کے وہ اسباب کی گٹھریان جو قیدی باندھ رہے تھے زنبیل مین رکھین اور
جتنے ساحر تھے سب کو ذبح کر ڈالا اور جہاندار کی چھاتی پر جو خنجر چڑھکر مارا تو اچٹ گیا
عمرو نے سمجھکر کہ یہ رویین تن ہی اسکو زنبیل مین ڈال لون مگر جہاندار کی آنکھ کھل گئی
جیسے چاہا ارسنے کہ سحر کرون عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور وہان سے بھاگا اور کئی میل پر تاب
پر پہونچا جہاندار حیران ہوکے دیکھنے لگا کہ یہ کیا ماجرا ہوا شاید مین سوتے مین خواب
پریشان دیکھ رہا ہون ناگاہ فرش پر دیکھا تو لاشین جادوگردن کی پڑی ہین اور
سب لہو مین ڈوبی ہوئی ہین جہاندار اور زیادہ بدحواس ہوا عمرو جو وہان سے جست
کر کے کچھ دور گیا تو اسنے دیکھا کہ ایک دروازہ اژدہات کا لگا ہی اور ایک پیشخانہ گڑا ہے

اور بھاگ کر بیٹھے حقہ پیتے ہین عمرو کو دیکھکر وہ ساحر بولے کہ ای ہو شیار جادو آدھی رات آئی ہوگی ہوگی تم یہان اسوقت کہان آئے عمرو نے کہا کہ سرکار کے کام کو جاتا ہون لاؤ ایک دو دم حقہ کے پی لون یہ کہکر عمرو برابر ان دونون کے جاکر حقہ پینے لگا اور ایک ذرا سی بیہوشی رکھ کے کہا بھائی ابھی کمتا کو چیرو تم سلگا دان دونون نے لیکر دم جو کھینچا تو بیہوش ہوگئے عمرو نے دونون کو چارپائی پر سے ڈال دیا اس دروازے کو کھول کر اندر گیا تو دیکھا کہ نہر ان دن صندوق جواہر کے ہین نظم ؎ قدم دروازے مین جسوقت رکھا

تو اسمین اور بھی اک اور تھا	وہان پہونچا تو کچھ اور دیکھا	کہ ہر تھا مرتبون سے سب وہ حجرا
کہ ہر حجرہ کا در جواہر سے پر تھا	ہر اک حجرہ مین اس طرح پر گوہر تر	منقش دوسرا حجرہ جو پایا
تو اسمین اسطرح کا لطف اٹھایا	اک الماس و جواہر لعل ہر جا	برابر ڈھیر ہین ہر قسم کے آسا
زمرد نیلم سے مین اسنے پائے	ہر اک تھا مرتبہ اسنے دکھائے	کہ اسمین خشت زر کا ڈھیر پایا
بہت کچھ لطف خاطر نے اٹھایا	پھر اسکے بعد دیکھے اور حجرے	کہ جنکے شرح سے تھے شرفہون کے بھرے تھے
کہ جنکی شرح ناممکن زبان سے	کہ ابتک آنکھ سے ویسی نہ دیکھین	کہین یاقوت نیلم ہر طرح کے
کہ یارب کس قدر دولت ہے اس جا	غرض ہر حجرہ تھا ہر شے سے لبریز	نظر پڑتی تھی اسکی حیرت آمیز
	نہین حد اسکی دیکھا مینے یہ کیا	سوا اسکے عجائب اور اکثر

نظر آتے رہے اس جا پہ شب بھر ؎ عمرو نے حال الیاسی دار کر چار چار پانچ پانچ صندوق زنبیل مین رکھنا شروع کیے یہانتک کہ وہ رات تمام ہوئی اور عیار روز سنے خزانہ کو لوٹا اور خشت زرین ہر حجرہ مشرقی سے خزانہ دار دہر نے نکالی کہ ایاسات ؎ نگہ اٹھی تو سامان سحر تھا

نظر آنے لگا آنکھون کو جسوا	جبین سے صبح نے جلوہ دکھائے	نگاہون مین سنے نقشے جمائے

صبح ہوگئی اور وہ خزانہ ختم نہ ہوا باوجود کہ جال مار مار کر لوٹ رہے تھے مگر اسپر بھی خزانہ نے کمی نہ کی ناگاہ کچھ لوگ جسوقت جماندار جادو ہوشیار ہوا تو عمرو کے ڈھونڈھنے کو نکلے تھے اور جماندار شاہ سنے کتاب سحر سے دیکھکر جو دیکھی تو معلوم ہوا کہ عمرو اس طرح آیا اسنے یہ قیامت برپا کی ہے اور اب خزانہ اخیر اسمین جا کر خزانہ کو لوٹ رہا ہے جماندار سنے جبھی اس ہوکے وہین سے سحر جو کیا اور وہ ہر طرف زمین پر سے اوٹھ کر کبوتر کی طرح تڑپا اور

باہر آکر گرا جہاندار جادو وہان سے اٹھکر دوڑا اور اسنے آکر عمرو کو پکڑ لیا اور اپنے مقام پر آیا اور جلادون کو بلاکر حکم دیا کہ اسکی گردن مارو جلادون نے ناف شہر مین عمرو کو لاکر لٹایا اور چاہا کہ گردن مارین کہ ناگاہ پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اٹھا کر لے گیا اب جو عمرو نے دیکھا تو کوکب روشنضمیر کی بارگاہ مین بیٹھا ہون کوکب نے کہا خواجہ سلامت آپ بیابان گلرز مین جس وقت تشریف لیگئے تھے مین نے دو پنجے نگاہ رکھے تھے کیونکہ وہ جگہ بہت نازک ہی جب جہاندار جادو نے آپکو گردن مارنے کو لٹایا تھا تو مین نے آپکو ان پنجون سے اٹھوا منگوایا بعد ازان کوکب نے کہا کہ افراسیاب نے مرداربد کو حمزہ کے لشکر پر بھیجا تھا وہ شفاخانہ سامری مین آیا تھا اور اچھا ہوکر سات دن کے عرصہ مین اب پھر گیا ہی یقین ہی کہ لشکر اسلام کو مبتلاے سحر کرے مین مرزان وزیر کو بھیجکر اسکو پکڑوا بلواتا ہون عمرو نے کہا آپ مجھی کو بھیجدین کوکب نے کہا بہتر ہی یہ کہکر ایک پنجہ کو حکم دیا کہ حمزہ کے لشکر مین عمرو کو پہونچا آئے پنجہ عمرو کو لیکر روانہ ہوا لیکن جبتک خواجہ کو پہنچا کے آئے اسوقت تک حال مرداربد سنیے کہ یہ لطف سے شیطان شفاخانہ سامری سے ایک ہفتے مین صحت پاکر خدمت لقا مین پھر آیا اور ایک دو روز مقیم رہا ایک روز جب آفتاب تابان بیارہوکر شفاخانہ مغرب مین گیا اور طبیب شب نے بخط کہکشان نسخہ سوداوی لکھا کہ ابیات ؛ کہ ناگہ آفتاب نورافشان ہوا جو پردہ مغرب مین پنہان ؛ عروس شام نے جلوہ دکھایا ؛ زمانہ شام ہونے کا پھر آیا سرشام مرداربد ناکام نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم محکم مرداربد لطف حرام طبل جنگ پر چوب پڑی نامیان خبری دنومیان خبری خبر نواخت طبل جنگ سے کر خدمت والا درجت شہنشاہ لشکر اسلام مین آئے اور بصد عجز و ادب یہ زبان پر لائے نظم

وہ سلطنت کا نمونہ جو ہی خدائی کا	کہے ہر شرقی سی تا غرب ہر صغیر و کبیر	غنی ہوا ہی یہ تیرے کرم سے ہر محتاج
کہ فرق کر نہین سکتے بہم امیر و فقیر	بیان مین کردن تیری شجاعت اب جسکو	یہ کہتے ہین صف مردان مین کیا جوان و پیر
عجب نہین ہی کہ جو قالب تہی کرے مریخ	اگر وہ چرخ پہ چڑھتے سنے تری شمشیر	اسوقت مرداربد شفاخانہ

سامری سے جو آیا ہی اسنے طبل جنگ بجوایا ہی باقی خیریت ہی یہ خبر سنکر بادشاہ نے امیر کی طرف دیکھا امیر حمزہ نے بلوالفتح سے حکم دیا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ربانی

طبل جنگی دی ابو الفتح نے نقارخانۂ سلیمانی مین جاکر طبل جنگ پر چوب لگائی نظم

بجا نقارۂ جنگی جس گھڑی اس جا	ہوا دنیا مین شور حشر برپا	پڑی ہیجل لگی یکتی لرزنے

ہوا پیدا دلون مین خوف سب کے ٭ غرض دربار سوریہ برخاست ہوا بادشاہ داخل شبستان ہوے دریاے شجاعت بہادران جوش مین آیا تلوارون کی لہرین آب تاب دکھانی تھین سپرین گرداب کی طرح نظر آتی تھین آب تیغ تیزروان ہوا چاہتا تھا موت کے گھاٹ سب کا اتارا تھا دلون مین شجاعت کی موج اٹھتی تھی نامردی سے سب نے کنارہ کشی کی تھی دل مردہ زیر ڈوبا ہوا تھا ہر بہادر شناور دریاے جرأت تھا کہین خنجر صاف ہوتے تھے کہین نیزے چمک رہے تھے غرض چار پہر رات یہی شور و غوغا برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ چشمۂ خورشید عالم مین موج زن ہوا اور رات نے

بحر عدم مین غوطہ لگایا نظم	قمر نے چلے طے کین منزلین چار	ہوے پیدا بحر کے صاف آثار
ہوئی شائع جو نور افشانی مہر	ہوئی مشعل رخ نورانی مہر	صبح دم امیر کشور گیر مسلح و مکمل

ہوکر حلوخانۂ بادشاہی مین مع سرداران ذی رتبہ کے آے بادشاہ بھی مشتاق جنگ سوریہ سے برآمد ہوے زنانہ سامان سب بچھر گیا کہارون نے تخت شاہی بدلوایا امیر نے مجرا کیا بہرام و فرامرز و جمہور وغیرہ کا مجرا و سلام لیکر جانب جنگاہ چلے گلشن لشکر مین سردار مثل گل کھلتے اور بلبل کی طرح زمزمہ سرائی کرتے تھے نسیم سحری چلتی تھی پیرون کے پھول چمکتے تھے دلون مین ہواے شجاعت بھری تھی گل ہستی پر یہ دعا تھی کہ خزان نہ آوے خداے تعالی ہمیشہ سبز دشمن پر فرمائے بسان سبزۂ وعدہ کو پامال کرین بار مصیبت و رنج مدعی پر دھرین نظم :: غرض میدان مین پہونچے سب آکر

صفین آراستہ کرکے وہ لشکر	ہوا لڑنے پر آمادہ جو اکبار	زمین کی بیلچہ کارون نے ہموار
کیا ستون ذی پھر چھڑکاؤ جو دان	ہوا شفاف جنگی سار امیدان	نقیبون نے نکلکر کی نقابت
پکارے یون کہ مردان شجاعت	نہ اس دنیا پہ تم مغرور ہونا	نہ حرمت اپنی اس میدان مین کھونا
نہین باقی ہین دیکھو رستم و سام	اگر باقی ہے تو مردون کا ہے نام	گمان ہین وہ کہ جو کرتے تھے دعوا
کہ یہ ملک اور یہ ہے مال میرا	تھا بھی فوج لیکر اس طرف سے	ہوا میدان مین دار و لبس آکے
ہوا اک شور محشر آشکارا	ہوا میدان مین لشکر وہ سارا	ہوئین جنگی صفین جسوقت تیار

برسر ہوا لڑنے کو مردان رسید نا چار :: اور اسنے وسط میدان مین پہونچکر للکار کر مہیب دی کہ یا امیر

باتوقیر بھیجے میرے مقابلہ مین کسکو اسطرف سے شاہزادۂ گلشاہ گھوڑا اُٹھا اور بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر مقابل مین اُسکے گئے اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ شہزادۂ گلشاہ گھوڑا ڈال کر سیدھے جنگل کی طرف روانہ ہوے امیر اور سب سردار حیران رہ گئے مگر اُنھون نے ایک کا کہنا نہ مانا اُسوقت عیار اُنکا ایک طلسماتی بھی لیکے ساتھ چلا مرد اربد نے جو اُسکو جاتے دیکھا ایک سحر پڑھا کہ وہ بھی اُنھین کی طرح سے دیوانہ اور وحشی مزاج ہوگیا اب پھر میدان سے مالک اشتر اور مقابل مرد اربد کے جانے لگے تو کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور نقارے لشکر کے بجنے لگے یہ بادشاہ سے اجازت لیکر روانہ ہوے تو اس وقت گھوڑا اُنکا جست

وہ خیز کرتا ہوا چلا فی الفور	جہانکے باغ مین نقاش تیری گلگونکی	جو چاہین شکل بنا مین تو کیا کرین تدبیر
کہا حضور بادِ بہار نے اُسکی	اگر قیاس مین ٹھہری تو کیا کہے تصویر	نہ دیکھا ہوگا اُسکو مین تشبیہ برق و آتش کی
ترے حضور کروں جسکی خیز کی تقریر	نہین ہے مرکز خاکی پہ اُسکی جلدی کا	بجز طبیعت مشوق کچھ عدیل و نظیر
رکھا کرے ہے سدا اُسکی بال کی خوشبو	دماغ آہوے تاتار پر ہے زیبا عبیر	پس جب یہ جاکر اُسکے سامنے

پہونچے اُسنے سحر پڑھکر اُنکو بھی جانب صحرا روانہ کیا اب لشکر لشکر سعدان اپنے فیل کو ہول کر سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آئے اور ہاتھ باندھکر اجازت لی بادشاہ نے پھر رخصت کیا یہ بھی جاکر جب اُسکے سامنے پہونچے اُنکو بھی جنگل کی طرف بھیجا اسیطرح سے کل نامی دگرامی سرداران و پہلوانان اُسکے مقابل مین جب گئے اُسنے سب کو جنگل کی طرف روانہ کیا اور پھر ایک پتلہ بھڑکا بناکر اور اُسکو گھوڑے پر بٹھاکر کہ اب وہ مثل سواروں کے معلوم ہوتا تھا مقابلہ امیر باتوقیر مین بھیجا کہ وہ گھوڑا ڈال کر للکارتا ہوا سامنے ہوا جقان سے آیا امیر اُدھر سے اشتر کو بڑھا کر بھیجے اُس پتلہ نے امیر پر تلوار ماری امیر نے خالی دے کو ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا مارا تو اُسکے جگر تک تلوار نے کاٹا جب تلوار جگر پر پہونچی تو اُس مین سے ایک طوطی زرین بال خوش گفتار نکلی اور گرد امیر کے اُس نے چوخہ مارا اور پھر اُڑ کر مرد اربد کے پاس گئی اُسنے اُس طوطی کو پکڑ کر ایک شیشہ مین بند کیا اور طبل بازگشت بجوا کر پھرا اور امیر و بادشاہ لشکر اسلام رنجیدہ دل کبیدہ خاطر داخل شبستان ہوے اُس زمانہ مین عمرو کو جو پنجہ سے کر چلا تھا وہ آکر میدان پہونچا اور کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین اُسنے لاکر چھوڑ دیا عمرو رین امیر

وہان سے لشکر اسلام مین آیا حال لشکر اسلام سب تباہ اور پریشان دیکھا بس یہ ایک ساحر کی صورت بنا یعنی دھوتی جنیو ہی باندھی کاندے کو ڑیالے دھامن ناگن سانپ گلے سے لپٹے اوکھور نر چندن کی بدن مین لگائی آنکھین چار بنائین قشقہ سیندور کا ماتھے پر کھینچا تلسی کا مالا ہاتھ مین لیا اور کھڑاؤن پاؤن مین پہنین اور سیدھا مروارید جادو کے پاس آیا مروارید جنگ سے پھر کر خیمہ مین اپنے آرام کو آیا تھا کہ اسنے جاکر اسکو سلام کیا وہ بہر تعظیم اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ آپ کا کہان سے آنا ہوا اسنے کہا کہ تم الگ چلو تو مین کہون مجکو افراسیاب سنے بھیجا ہی یا یہین تخلیہ کراو اسنے سب نوکر اور مصاحب وغیرہ کو اپنے حکم دیا کہ باہر خیمہ کے چلے جاؤ وہ سب باہر چلے آئے عمرو اسوقت اسکے پاس بیٹھا اور گشتی کھینچکر اسکی آنکھ بچاکر تمام بیہوشی اسس مین ملائی اور ایک جام شراب اسکو پلایا کہ وہ بیہوش ہوگیا عمرو نے اسکو توری مین لپیٹ کر پلنگ کے نیچے چھپا دیا اور آپ اسی کی ایسی صورت بنا اور صدف سے جا ملا اور جتنے کہ اسکے مصاحب تھے اُن سب کو بلوایا جب وہ سب آئے وہی شراب بیہوشی آلود اسنے سب کو دی کہ وہ سب بیہوش ہوگئے عمرو نے سب کے سر خنجر بُران سے کاٹ ڈالے اور مروارید کو بھی دری سے نکال کی زنجیر کر ڈالا اور شیشہ اسم اعظم کا جھولی سے نکال کر اس طوطی کی ٹانگین چیر ڈالین کہ اسم اعظم صاحبقران کا چھوٹ گیا عمرو وہان سے جستہ خیز کر کے بھاگا اور ستورو غلام صدف اور مروارید سے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے ملازم مروارید دوڑے لیکن عمرو کو نہ پایا اور ہر مختیار کک نے لقا سے کہا خداوند آپ نے دیکھے کہ وہ مارا اس اثنا مین ساحر روتے پیٹتے ہوئے سامنے لقا کے آئے لقا نے کہا قدرت نے یہی تقدیر کی تھی اب لاش اسکی تم طلسم مین لیجاؤ وہ لاش لیکر روانہ ہوئے اور عمرو پھر کر بارگاہ امیر مین آیا وہان سب سردار جو جنگ مین چلے گئے تھے وہ لشکر مین آئے تو فلہ شادی و طنطنہ مبارکبادی بلند ہوا عمرو امیر سے ملا اور سب سردارون سے ملاقات کی پھر وہان سے ملکہ سروسیمتن کے پاس آیا اور ملکہ سروسیمتن نے بیت بٹھایا اپنی جامہ پہنایا اسکو دیا شیشہ سے پھر کر ساغر اسکو اس عرصہ مین چراغ مہتاب قصر فلک مین روشن ہوئے اور آئین انجم نے ایوان فلک مین جلسہ جمایا اشعار

شاہون نے عروج اپنا دکھایا ۔ فلکسہ کو گلشن بنایا ۔ عیان تھی کہکشان سو مہر کی شان

مہیا سب ہوا خلوت کا سامان
لگائی نخل خواہش نے نیا شاخ
صفت میں گلفشان ہر شاخ خامہ
ہوئی جسدم خدا یا کون ہو شلوار
نہ تھا بوسے سمن کو جسمین رستہ
گرا فوارۂ خسان صدف پر
بچھایا پھولوں کا اشنال نے ہار

ہمایا نرگسے نے جب رنگ صحبت
کہ دوڑے سوی پستان دست گستاخ
پرِ کبک نے بال کھولے سہر پرواز
ہوا پیدا ستارۂ اسمین عذار
یہان بھی تھی وہ شاخ گلفشان نیر
مثال تیر جسپر پنجۂ دست پر

حیا نے بھی دیا پیغام رخصت
کلی زار اسکا تھا جو پائے جامہ
بشکل برج حوت اسکا تھا ازار
دہن تھا مثل غنچہ اسکا بستہ
چھٹا گوشہ سے جو یہ بیگمان تیر
وہ غنچہ گل ہوا کھل کر تب اکبار

جب یہ خاموش ہوسکے تو عمرو بن امیہ عمری وہان سے اٹھکر چلا کہ راستہ ہی پر ملک بختیارک سے ملاقات کرونگا تاکہ دو چار کرشمی کارروزگار ہو جائے غرض باہر آکر ایک خدمتگار کی ایسی صورت بنائی ہاتھ کی لپیٹی پگڑی سر پر باندھے چپکن پہنے پہنی پاک کمر سے کمر سکر روانہ ہوا اور ادھر ملک بختیارک دم بدم کہتا تھا کہ آج اس شخص کی رگ ولد الزنائی پھڑک رہی نہین معلوم پیر و مرشد تشریف لانے کو ہین پھر کہتا تھا کہ وہ طلسم مین مہمان کیونکر آئینگے آخر گھبراکے بارگاہ سے باہر نکلا اور خچر پر سوار ہوکر اپنے خیمہ کی طرف چلا اور اپنے خدمتگار سے کہتا جاتا تھا کہ بھائی جو کوئی نیا آدمی ہمسے ملنے کو آئے اسکو فوراً پکڑ لینا کہ اس اثنا مین عمرو نے جاکر سلام کیا ملک جی ہمارا بھی سلام ہو اسنے جلدی سے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد آپ کب تشریف لائے عمرو نے اسکی کمر پر ہاتھ کا حلقہ کیا اور گھاتی مین نشتر دیا تھا وہ چبھونے لگا اب ملک بختیارک آہ کرتا ہی اور رہجاتا ہی اور کہتا ہی کہ وہ شخص تو غلام کا غلام کا غلام ملکہ آپ کا احتلام ہی یہ کہتا ہی کہ ملک جی اب چلے چلو باہین دبا دیا تک کہ دروازے خیمہ پر آئے تو وہ ملازم بختیارک جو پکڑنے دوڑے تو بختیارک نے منع کیا کہ ہان ہان انکو نہ گرفتار کرو یہ اس شخص کے دادا کے وقت کے نوکر ہین وہ جو سبک سفید تھا وہ ملازم بختیارک کو گالیان اپنے دل مین دینے لگے کہ آپ ہی تو حرامزادہ کہتا تھا کہ جو کوئی نیا آدمی آئے تو اسکو گرفتار کر لینا اور آپ ہی منع کرتا ہی غرض عمرو و بختیارک اندر خیمہ کے آئے اور بختیارک ایک چاور اوڑھکر لیٹا اور پکارا کہ پیر و مرشد یہ بتلائیے کہ اب مین بچونگا یا نہین عمرو نے کہا کہ دیکھو اس تلوار کا چار انگل پھل چڑا ہوا ہی اور باڑھ بھی بہت دردی ہی کوئی صورت تمھارے بچنے کی

تمین جو کچھ مال تمکو دلوادونگا تو شاہ مدینہ جاؤ بختیار کہ یہ سنتے ہی اٹھا اور کچھ بدریان دوستانون کی اور
لڑکے اشرفیون کے اور ٹڈے جواہر کے اسنے عمرو کے نذر کیے عمرو نے بعد مال لینے کے اسکے خیمہ کو
اسطرح لوٹا کہ نقش بوریا نہ چھوڑا اور پھر دو رطب تازہ نکالکر بختیار کہ کو دیے کہ یہ خانہ کعبہ سے لائے تھے
اور تم اپنے تئین مسلمان کہتے ہو پس انھین کھا کر متبرک سمجھکر بختیار کہ نے چار دہ رطب کھائے اور
مدہوش ہوا عمرو اسکا پشتارہ باندھ کے دوش پر رکھ کے خیمہ کی طناب کو چاک کرکے اسکے لیے ہوئے
نکل مین آیا پھر گئے اسکے اتار کے ایک لنگوٹی بندھوادی اور پھر ہوشیار کیا اور تازیانہ
ہاتھ مین لیکر کہا کہ ملک جی گدھا کھود ملک جی گدھا کھود جب وہ تھک کھود چکے تب کہا
کہ اسمین اتر جاؤ بختیار کہ لگا منتین کرنے لیکن عمرو نے کہ ای حرامزادے اگر نہ اترے گا تو تو بیچ
کر ڈالونگا مجبور ہوکر اسمین اترا عمرو نے اسکو ڈبو دیا فقط سینے سے سر تک نکلا رکھا بختیار کہ
نے کہا کہ مجھے جانور ستائینگے عمرو نے گھنگرو لیکر اسکے سر پر باندھ دیے اور کہا جب کوئی جانور آوے
تم سر ہلانا یہ گھنگرو بولینگے وہ بھاگ جائیگا اور ایک پیالے مین پانی بھر کر سامنے رکھدیا اور سوکھے
ٹکڑے روٹی کے رکھدیے اور آپ وہان سے اسی کی صورت بنکے روانہ ہوا اور سیدھا بارگاہ مین
آیا تھا ہر چند کہ رات زیادہ ہوگئی تھی مگر ابھی دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ عمرو نے آکر یہاں اپنے تئین پہنچایا
یہ تو وزیر اعظم تھا ہی کیونکہ بختیار کہ بنا ہوا ہی پس اسنے سب شراب مین بیہوشی ملادی اور
ساقیون سے حکم دیا کہ یہی شراب سب انجمن کو پلاؤ ساقیون نے لاکر سب کو وہ شراب
پلائی اور بختیار کہ نے خادم خدمتگار چوبدار فراش سب کو حکم دیا کہ باہر چلے جاؤ
وہ سب باہر چلے گئے اور یہان بارگاہ مین بیہوشی نے اثر کیا ہر ایک جوتی پیزار
رلنے لگا کسی نے کسی کی مونچھ پکڑ کر اکھیڑلی اسنے کہا کہ ارے یہان یہ کیا قوم اسنے کہا
کہ تمھاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہے ایک نے کہا کہ دیکھو بھائی دریا لہرین مارتا ہوا آتا ہے
مگر شنا دریا ہون تیر کر نکل جاؤن گا یہ کہکر ناک پکڑکے جو غوطہ مارا تو غرق دریا
لعنت ہوا اسی طرح سے سب اہل محفل بیہوش ہو گئے عمرو نے سب کے
کپڑے اتارے اور میز کرسی دنگل فرش شیشہ آلات جو کچھ وہان تھا سب لوٹ کر نذر زنبیل
کیا پھر لقا کی ڈاڑھی مونڈی مگر اسمین دو بال رہنے دیے ایک بال پر رقعہ لکھکر باندھ دیا کہ

این کار خواجہ عمرو اور ایک بال مین گھنگرو باندھ دیے اور پھر اسکے بھی کپڑے اتار لیے اور
دونون کو تانت سے باندھکر ستون مین باندھ دیا جو تیون کا ہار گلے مین پہنا دیا اور جتنے ساحر
اور سردار وہان تھے سب کو دعا سے بارگی لگا کر بٹھا دیا اور یہ شعر لکھکر انکے ماتھے پر لگا دیا شعر

لڑکون مین نہ پیڑون مین نہ اولاد مین مزا ہے	جو مرد و مجرد کے چھوکرون مین مزا ہے

اور لقا کے ہاتھ مین ڈوگڈگی دے دی اور پھر آپ وہان سے آکر ملکہ سرو و سیمن کے
پاس سو رہا یہانتک کہ جب بیضہ زرین آفتاب مشرق سے نکلا اور شب تاریک نے ملک

عدم کا رستہ لیا اشعار	کہ شب رخصت ہوئی اور صبح چمکی
فروغ صبح کی سامان دیکھے	کواکب چند دم مہمان دیکھے

رخصت ہوکر سرو و سیمن سے اور سردارون سے بھی مرخص ہوا عمرو نے بادشاہ کو کب
رو شفضیہ کا تویدا اپنے دانتون کے نیچے دبایا پنجہ آکر عمرو کو اٹھا لیگیا اور یہان صبح کو کاہکشان
اور ہیزم فروش جو پھر ادہر آئے تو بختیارک کو انھون نے دفن دیکھا خون کھا کر زمین پر
لکڑیان مارنے لگے اور ہش ہش کرتے تھے بختیارک نے غل مچایا کہ واسطہ خداوند تعالیٰ کا مجھکو
زمین سے نکالو آخر انھون نے اسکو نکو کر زمین سے نکالا اور اپنے پاس سے ایک چادر دیا
کہ یہ اسکو باندھکر بارگاہ لقا مین آیا تو یہان اور ہی سامان دیکھا کہ لقا اور سردار برہنہ
پڑے ہین ڈاڑھیان سب کی مونڈی ہین بختیارک نے سبکو ہوشیار کیا لقا جو ہوشیار ہوا
کمال ہی شرمسار ہوا آخر چارہ ہی کیا تھا اسنے اور خلعت پر زر منگا کے پہنا اور سب
سردارون نے اسکے کپڑے پہنے اور ڈھاٹے باندھ باندھکر بارگاہ مین آئے لقا نے کہا کہ ای
قدرت مین نے عمرو اپنے بندے کو ایسی ہی طاقت دی ہے سب نے کہا یا خداوند بیجا اور
درست ہے غرض یہ بے عزت تھے سب مصروف عیش و نشاط ہوے اور وہان پنجہ
عمرو کو کب کے پاس لے گیا اور رافر اسیاب جادو نے سرشار اژدر سوار
اور میجو آرماہی گیر کو واسطے گرفتاری ملکہ مہرخ سحر چشم روانہ کیا یہ دونون دریاے
خون روان کو پار کر لشکر مہرخ مین آئے بارگاہ نصب کرائی اور اترے کئی روز تک
آرام پذیر رہے آخر ایک دن جب سیاہی پھیلی اور شب سے جہان روشن کالا ہوا اور

آفتاب عالمتاب منزل گزار مغرب بنا اشعار

پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر	صفیں تارے جمائیں آسمان پر	دکھائی شام نے صورت پھر اگر
گھٹا گل کی روش ہارے فلک پر	سر شام سر شمار و شہوار نے نظر بحر کو بھایا یہ خبر ملکہ مہرخ نے	

ہوئی تو اسنے بھی طبل جنگی اپنے یہان بجوایا دونون طرف تیاریان ہونے لگین منزلون کی جاپ ہوئی کڑا ہیان چڑھگئین گوگل دھوپ دیپ چندن صندل لونگ کافور اگر دھاش رائی ہونے لگین کیلین دونے مردے کے پتے آک دھتورے کے پھل برچھی بھالیون مین ساحرون نے بھگو کیے ڈھولے بجونے لگے بڑھنت بڑھی جانے لگی ہوا شجاعت کی ہوا سے جنگ خاطر بہادران مین بڑھانے لگی گل بوستان شجاعت کے پھولنے لگے کہتے تھے نہرون کی طرح سے خون دشمن کا بہا بھنگے فوارے خون کے چھوٹین گے آفت کا مینھ برسا ینگے چار پہر رات یہی غوغا اور ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ ساحر سحر نے آفتاب کے گیند کو مغرب کے ہنڈولے سے نکالا اور ساحر شب نے رخ اپنا جانب عدم کیا اشعار

کہ طاؤس سحر نے دا کیے پر	کہ شب گندی ہوا عالم منور	گھر ہر شب کی ہوا آخر نمایان
ہوا خورشید تابان نور افشان	سجدم ملکہ مہرخ ذیشان تخت سحر پر سوار ہو کر مع ملکہ مہار	

دشکین وطاؤس وتافرہان جانب بنگاہ چلی ابر سحر سب کے سر پر سایہ کیے ہوئے تھے آئین برچھین چمکتی تھین اژدہے پھنکارتے تھے ہوا سحر کی چلتی تھی بیرغل مچاتے تھے اشعار

سراسر سحر کے سامان وہان تھے	طلسمی سب زمین و آسمان تھے	اندھیرا تھا کبھی گاہے اجالا
رخ دنیا ہوا آندھی سے کالا	اٹھے باہم برابر گرد لشکر	جمے میدان مین مردان دلاور
نقیبون نے دیا پھر وان پہ کڑکا	کہ منھ کی کھا گیا کچھ دل جو دھڑکا	صدائے طبل جنگی کا ہوا شور
بڑھے دونون طرف سے صاحب زور	چمک شمشیر کی پہونچی فلک پر	لہون پر آگئے دلہائے مضطر
زمین کانپی بشکل قلب بیتاب	ارادہ تھا نہے خون مثل گرداب	پکارے سب کہ ہان یار و خبردار
سنبھل جاؤ یہی ہے وقت پیکار	کھلے بڑھے شمشیرین ہاتھ	کھنچین تینین بندھا ہر غول کا ساتھ
زبان نیزون کی آئین تیزیون پر	جھکے سر مرضی خالق مین یکسر	ہوئی گرزون کو حاصل سربلندی
مٹی مغرور دل کی خود پسندی	تھکے رفتار سے پا ایک جا پر	قطر بڑنے لگی فضل خدا پر

جو تھے افراسیاب جرات سے بیتاب	ہوئے رخسار کشتے آتشین تاب	نیون پر آیا کعت غیظ اجل سے
ارادہ بڑھ گئے دست دغل سے	سینہ پھر گیکن سینہ ابھار سے	سر دن سے خود یہ کنکر آتار سے
کہ ای خالق زمان آبرو سے	نہین پروا مدد کرنے کو تو ہے	یکایک اک طرف سے برق چمکی
مبارکباد وی خواب عدم کی	گڑک سے اسکی جان آئی لبونپر	ہوا سوار اشکر سخت مفط
ہوئی گرکردہ پوشیدہ زمین مین	پڑا بل نوجوانون کی جبین مین	دلون نے وی صدا تھہ آلود
ہوے نعرے کہ بس ہی فضل معبود	بجلیان سحر کی گرا کر جھاڑی جھنڈی میدان کی سب کٹوا ڈالی پستہ	

بلند زمین ہموار ہوئی صفین جم گئین نقیب کڑکا کمکر ہٹ گئے اسوقت میخوار اپنا اژدر اژدر اکر
ناف میدان مین آیا اور پکارا کہ ای مہرخ بھیج کسیکو ہمارے مقابلہ مین یہ نعرہ کری رہا تھا
کہ وہان کوکب رشقمیر نے گرداب جادو کو حکم دیا کہ تو جا سرشار اژدر سوار میخوار ماہی گیر
سے مقابلہ کر اسوقت مہرخ نے کہا کہ ای کوکب مین بھی جاؤنگا کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہے
غرض گرداب کے ساتھ یہ بھی وہان سے روانہ ہوے اور یہ تو صحرا مین ٹھہر گئے جھوپڑ باز بغل
سے نکال کر انھون نے ڈالی اور آپ فقیر کی صورت بن کے بیٹھے سامنے آپ نے آگ سلگائی
اور دو تین چلمین گانجا پینے کی ٹھیک کر کے اوندھا دین آگ پر سبوتی ڈالنے لگے کہ دھوان
اسکا بلند ہوا اور گرداب جادو مقابل میخوار آیا سب نے دیکھا کہ ایک برق چمکی اور ایک
ساحر اُن مین سے نکل کر زمین پر اترا اور اسنے آکر ایک دو ہتڑ مارا کہ ایک چشمہ پیدا ہوا اور
اسمین ایک ناؤ تیرنے لگی وہ ساحر اس ناؤ پر جا بیٹھا اور اس چشمہ کا پانی بڑھنے لگا اسوقت
میخوار نے ایک سحر ایسا پڑھا کہ وہ چشمہ خشک ہو گیا گرداب زمین پر گر کر لوٹا اور گولا فولاد کا
بنکے میخوار کے اوپر چلا میخوار جلد فولاد کا پہاڑ بن گیا وہ گولا اس پہاڑ سے ٹکرا کے الگ گرا
اور انسان ہو گیا اسوقت سرشار نے ایک نارنج سحر پڑھکر گرداب کی چھاتی پر مارا
کہ وہ اسکے سینے کے پار نکل گیا گرداب جادو مارا گیا اب سرشار جادو نے وہ سحر کیا
کہ تمام ساحر مہرخ کے بے حس و حرکت ہو گئے جیسے انکے دست و پا مین دم بھی نہ تھا
بس سرشار جادو مہرخ و بہار و شکیل اور طاؤس وغیرہ کو گرفتار کر کے
ارابے پر بیٹھا کر جانب افراسیاب لیکر روانہ ہوا اور قضاسے ایک جادوگر یہان سے

بھاگ کر خدمت کوکب مین گیا اور اُسسے کہا کہ گرداب مارا گیا اور مہرخ اور بہمار وغیرہ کل سردارون کو سرشار و میخوار گرفتار کیے ہوے جانب فرامسیاب جاتے ہین کوکب یہ سنکر فکر مین کسی سحر کے بھیجنے کے ہوا اور میان سرشار اور سوار اور میخوار ماہی گیر مہرخ وغیرہ کو لیکر چار کوس پر پہونچے تھے کہ قضاے کار گرگین برق فرنگی جاتا تھا ان سبھون کی قید جاتے دیکھکر اپنی صورت ساحر کی ایسی بنائی ہاتھ مین لوہے کا کڑا ڈالا اور جٹا مین خاکستری گین کپڑا کانون مین ڈالے دھرتی پنجیری باندھی سینہ پر تصویر جمشید کی بنائی ماتھے پر شبیہ سورج کی کھینچی پھر وہان سے سامنے سرشار کے آیا اور دو سیب لیکر سرشار و میخوار کو دیے اور کہا افراسیاب نے تمھارے سحر کی بہت تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ کیا خوب لڑائی تمنے فتح کی اسواسطے یہ الش خاص تمکو بھیجا اُن دونون جادوگرون نے سیب تو لے لیے لیکن اپنا سحر جو یاد کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کوئی عیار ہے وہین سرشار نے کہا کہ اے زمین گیر برق فرنگی کے پانون زمین نے پکڑ لیے بعد اسکے اچھا کہ سچ بتا تو کون ہے اُسنے کہا کہ مین برق فرنگی ہون غلام عمرو کا مین تجھے مارچکا تھا مگر تو بچ گیا سرشار نے برق کو بھی پکڑ کر ساتھ اپنے لیا اور جب قریب دریاے خون رواں کے دونون ساحر مع اپنے قیدیون کے پہونچے تو دیکھا کہ ایک ٹیکرے پر منڈھی کسی فقیر کی ہے سرشار نے میخوار سے پوچھا کہ یہ کس کی منڈھی ہے میخوار ہنسا اور کہا کہ اے بھائی تمنے نہین پہچانا یہ عمرو عیار آکے یہان گھات مین بیٹھا ہے یہ بات سنکے برق فرنگی کا تو دم نکل گیا اور بہت افسوس کرنے لگا اور چاہتا تھا کہ عمرو کو پکار کر خبردار کردے لیکن اُسنے دیکھا کہ میری زبان بند ہوگئی ہے پس وہ دونون مادر قحبہ جادوگر اُس ٹیکرے پر جہان کہ عمرو بیٹھا تھا گئے عمرو لکڑیان سلگا رہا تھا اور بیہوشی جلا رہا تھا ہرگ چھالے پر بیٹھا تھا کہ یہ دونون جادوگر مصلحت کرکے سامنے آئے اور ارادہ کیا کہ عمرو کو دوڑ کر پکڑ لین خوب سا مارتے ہوے لے چلین مگر اُنکی ناک مین دھوان بیہوشی کا گیا تو دونون کو جھینک آئی اور بیہوش ہوکر زمین پر گرے عمرو نے نعرہ کیا کہ منم عیاران عیار اور دونون کا سر خنجر سے کاٹ ڈالا اور مہرخ اور شکیل اور بہمار وغیرہ کو قید سے چھوڑ دیا برق فرنگی آکر پانون پر گرا اتفاقاً باغبان قدرت وزیر افراسیاب کا کہ مدت سے

عمرو کی فکر مین تھا وہ یہان آگیا بڑبڑا کر سرشار کی لاش پر دو دا سے ماش کے پڑھکر مارے تو لاشہ سرشار کا طاؤس بن گیا اور جب تک عمرو سنبھلے سنبھلے وہ طاؤس عمرو کو منھ مین دبا کے آسمان کی طرف روانہ ہو گیا مہر رخ وغیرہ سب کچھ نہ کر سکے اور ناچار گریبان پھاڑ کر روتے پیٹتے اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوے لیکن کوہ رخشان سے جو ملکہ بران شمشیر زن پھر کر آئی تھی تو اسنے اس خبر کو سنا کہ عمرو نے سرشار اور مسخوار کو مارا مگر باغبان قدرت نے سرشار کی لاش کو طاؤس بنا دیا وہ طاؤس عمرو کو پکڑ کر جا بجا افراسیاب لے گیا بس اتنا سنکے ملکہ بران شمشیر زن نے ملکہ عیسران کو قسم دے کر آپ افراسیاب کے مکان کی طرف روانہ ہوئی پیچھے پیچھے اس کے مجلس آرا جادو اپنی ماں سے چھپکر چلی مگر وہ طاؤس مع باغبان قدرت باغ سیب مین کہ جہان افراسیاب آئینہ مین تھا اور ابریق و سرمایہ وغیرہ سب حاضر دربار تھے کہ طاؤس نے عمرو کو لاکر سامنے ڈال دیا اسوقت افراسیاب نے کہا کہ عمرو سچ بتا اب تو کہان جاے گا عمرو نے کہا اللہ مسبب الاسباب ہر کہ شعر

بوقت بیکسی اللہ یار است	سر دشمن بزیر ذوالفقار است

یہ سنکر افراسیاب نے ایک ساحر شیرین جادو نام سے کہا کہ صرصر شمشیر زن کو لشکر حیرت سے جاکر بلا لا شیرین جادو لشکر حیرت مین آیا اور صرصر کو ڈھونڈھا نہ پایا تلاش کرتا ہوا سمت صحرا روانہ ہوا یہان دیکھا تو ایک پہاڑ کے درے مین صرصر شمشیر زن بیٹھی ہے مگر بدحواس ہے شیرین جادو سامنے آیا کہا اے شمشیر زن تمکو حضور نے یاد کیا ہے صرصر نے کہا اسوقت مجھے نہ لے چلو اسنے نہ مانا اور صرصر کو افراسیاب کے سامنے لایا صرصر نے جو دیکھا تو عمرو گرفتار بیٹھا ہے یہین افراسیاب نے ایک جادوگر سے کہا کہ تو عمرو کو اپنے پاس رات بھر کے لیے رہنے دے اسنے انکار کیا اور کسی نے اقرار نہ کیا یہی جواب دیا کہ حضور یہ تو عیار بلاے بے درمان آفت روزگار ہے باغبان قدرت نے بھی سر جھکا لیا مگر صرصر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ لونڈی کو دیجیے مین اپنی قید مین عمرو کو رکھونگی افراسیاب نے کہا کہ لے جا صرصر نے عمرو کو بیہوش کیا اور سمت صحرا روانہ ہوئی

اور ایک درے کوہ مین لاکر عمرو کا بشکار رکھدیا اور خود رفع بہوشی عمرو کو دیکر ہوشیار کیا عمرو نے پوچھا کہ تو کون ہے یہ پاؤن پر گر پڑا اور کہا کہ مین غلام تمک پروردہ قدیم مہتر برق عمرو نے گلے سے لگایا اور کہا ای فرزند واہ واہ کیا عیاری کی ہے سبحان اللہ غرضکہ عمرو اور برق فرنگی دونون روانہ ہوے مگر الگ الگ قضاے کار عمرو کو راہ مین ایک ساحر ملا اور پکارا کہ باش باش کہان جائیگا بیباختہ قریب آکر بایان ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا عمرو نے دہنے ہاتھ سے خنجر مارا کہ سر دھڑ کے اوپر سے اڑ گیا آواز پیدا ہوئی کہ گشتی مرا نام من مضران بباد دہد اور عمرو بھاگا اور جاتے جاتے ایک درے پہاڑ مین بیٹھا کہ ناگاہ دیکھا کہ یکایک وہان کی زمین شق ہوئی اور زمین سے ایک جادوگر نکل کر عمرو کو پکڑا اور ایک جھٹکا مارا کہ عمرو منہ کے بھل آرہا اس جادوگر نے چاہا کہ عمرو کا سر کاٹ لون کہ اوپر سے کسی نے حلقہ کمند کے مارے کہ وہ جادوگر چار دن شاسے نے چت گرا اور برق فرنگی نے نعرہ کر کے ایک خنجر ایسا مارا کہ سر کٹ کر دور جا گرا آواز دار دگیر کی بلند ہوئی کہ گشتی مرا نام من فاش بباد دہد اب عمرو کو پھر ہوش آیا اور برق کو بہت سا پیار کیا اور دونون باتفاق سمت دریاے خون روان ہوے یہان افراسیاب کو سب خبر تفصیل وار پہونچی کہ کل رات کو ایک شیر شمشیر زن کی صورت بنکر برق فرنگی عمرو کا شاگرد عمرو کو چھڑا لے گیا پس اپنے دو مچھ سر کے روانہ کیے کہ جہان کہین عمرو اور برق فرنگی ملے پکڑ لاؤ عمرو اور برق چلے جاتے تھے انکو پیچھے پکڑ لے گئے اور باغ عجب مین افراسیاب کے لائے افراسیاب نے حکم دیا کہ ابھی دونون کو باہر باغ کے لیجا کر گردن مارو اسوقت تو تمام ساحران غدار کا مجمع ہوا باغ مین ہر ایک کی بسر نے لگی نخل ہر ایک نخل ماتم بنا گلون نے اپنے گریبان چاک کیے نہرون کے فوارے روتے تھے سون کا لباس کبود ہوا صرصر چلنے لگی مسدس

صرصر جاتی ہے اس باغ مین کب جاتی ہے	شاخ میدون کے حوض آبلون پھلتی ہے
آتش گل سے گلستان کی ہوا جلتی ہے	برق آفت سر اشجار سے کب ٹلتی ہے
داغ سینے کے ہین جو پھولون کی نہین ہین	انکو ناکی نہین ہین اور خون کی فوارے ہین
پھول کہندے کا جو زرد ہی اس باغ مین آہ	زعفران سمبل جسے کہتے ہین وہ ہی بخت سیاہ
ولالہ خود رنگ ہی وحشت ہی گرا ہ	ہر وہ اس داغ مین سوزش کہ عیاذاً باللہ

شعلۂ شمع جرأت سے بھی لالہ ہے	لالہ کہیے نہ اسے آگ کا پرکالہ ہے

جلاد دون نے چبوترہ ثبت کا بنایا بوریا فلاکت کا بچھایا عمرو کو اوپر بٹھایا آنکھون پر پٹی باندھین عمرو نے ایک ہاتھ اٹھا مارا اور کہا کہ کیا مہادیون کو مرنے سے ڈراتا ہی جلد اپنے کام مین مصروف ہو جلاد نے پوچھا کہ ای گنہگار تیرا جو کچھ جی چاہتا ہو وہ کھاے پی لے کہ اب تجھ ہی عرصہ یعنی پیالۂ عمر تیرا لبریز ہوا چاہتا ہی اور سررشتۂ حیات منقطع ہونیکو ہی نصیحت اور وصیت کرنا ہو وہ کرے کہ مین تیغہ باڑھدار رکھتا ہون اور بازو پر قوت ایک ہی ہاتھ مین سر رشتۂ حیات قطع ہوگا عمرو بولا کھانے کو لحم دل اور پینے کو خون جگر ہمنے بہت کھایا پیا ہی اور وصیت ہماری یہ ہی کہ کوئی حمزہ سے جا کر کہے کہ فلاں تیرا افراسیاب کافر کے حکم سے طلسم ہوش ربا مین مارا گیا آپ عوض ہمارے خون کا ضرور لیجیے گا جلاد نے کہا یہ نصیحت تیری کوئی نہین سنے گا یہ کہکر منتظر حکم گردن زدنی ہوا اور عمرو نے رجوع قلب سے مولا علی رضی اللہ عنہ کو پکارا کبت

سنگر دسنسار پکارت ہی جبرئیل کو امر تو ہی سب کھا لو
تین سی برس نبی جی کے آگے ناہر سے سلمان کو چھڑا لو
ہمیر پڑی جب کھیبر پر تب عنتر مار کے سین چلا لو
مین منتی گردن سنگھ آکہ میری بار کو کیون بیر لگا لو

دعا اسکی مستجاب ہوئی اور یکایک ایک ابر آسمان کی طرف نمایان اور ہوا سرد چلی اور چند بوندین پانی کی پڑین اور ایک آواز مہیب رعد آسا آئی اور اولا پڑنے لگا وہ اولا جس کے سر پر پڑا پار نکل گیا غل وشور چار طرف برپا ہوا گویا وہ ابر گولیان مارنے لگا از غیبی مار ان کافرون پر پڑنے لگی زمانہ نے سرد مہری دکھائی اب اولے کی سلین کی سلین برف کی پڑنے لگین بڑے بڑے پتھر فلک سنگ دل نے برسا دیے پتھر پڑین ان کافرون پر کہ جو عمرو کو قتل کرتے تھے تماشا مین اور جلاد اور ساحران غدار جو جو کہ وہان موجود تھے وہ سب سر پر پاؤن رکھ کر بھاگے تلاطم پڑ گیا ہر طرف بھگدڑ پڑ گئی یہی صدائین آتی تھین کہ یا حامی بچانا یا حمشید بچانا مگر اسپر کچھ ہزار دن ساحر مارا گیا لاشین ہر سمت پڑی تھین جلاد تیغہ پھینک پھینک کر بھاگے اب جو دیکھا تو ایک چاند پیدا ہوا جسکے سبب سے اس بدلی مین کوسون تک روشنی ہو گئی

اور ہزارون ساحر دور کھڑے تماشہ دیکھ رہے ہین کہ وہ چاند دو ٹکڑے ہوا اور زمین کی طرف جھکا ایک ٹکڑا تو جلادون پر گرا کہ انکو اسنے جلا کر خاک کر دیا اور دوسرے ٹکڑے مین دو بچے پیدا ہوے کہ ان بچون نے عمرو اور برق قرنگی کو لیا اور سمت فلک جاکر غائب ہوئے اب جو بچا ساحرون نے کہ بدستور پہ رنگنی کا ایسا چاند بنکر ایک طرف کو وہ روانہ ہوا اسوقت باغبان قدرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ ساحران دیکھیے عمرو کو خنجر کو کب لیے جاتی ہی بس افراسیاب نے ایک بیضہ مرغ کا لیکر دو ٹکڑے کیے اور سمت آسمان اسکو پھینکا وہ دونون ٹکڑے برابر اس چاند کے جاکر ملگئے اور وہ چاند اس بیضے مین بند ہوگیا اور یہ کیفیت ہوئی کہ جیسے چاند کو گہن لگجاتا ہی اس طرح سے وہ بیضہ بیچ بیچ مین پھٹا ٹوٹ ہو گئے افراسیاب نے زندہ ہوا اس چاند کو قید کیا ساحرون نے یہ ماجرا تمام کوکب رو شنضمیر سے جاکر بیان کیا کیونکہ بران کے پیچھے پیچھے ساحر بھی آئے تھے غرض جب انھون نے کوکب رو شنضمیر سے اس ماجرے کو بیان کیا پس کوکب نے ایک ساحر مدہوش پیر گیر کو ایلچی کرکے افراسیاب کو نامہ تحریر کیا نامہ

جھکا سر ای علم حمد حسن آئین	کہ ہو ایجاب عرض مدعا مین	وہ مالک ہی مرا خلقت کا خلاق
کہ ہی قبضے مین جسکے جان آفاق	وہی ہی مسجود یکتا دو جہان کا	وہ ہی خالق زمین و آسمان کا
وہی ہی حاکم ارواح و اجسام	وہی ہی باعث آغاز و انجام	لکھون تعریف پھر مین مصطفے کی
کہ جس نے دین کی دولت عطا کی	وہ ہین محبوب حق حق انکا محبوب	جنھون نے رہبری دنیا کی کی خوب
وہی ہین بادشاہ دین و ایمان	انھین کا ہی ردان عالم مین فرمان	انھین کے نور سے عالم ہی پیدا
انھین سے دین کیا سب مین ہویدا	ہی بعد از حمد و نعت ای شاہ اعظم	تو ہی سب ساحرون مین ہی مکرم
ملک خوسرو شیرین زبانی	عیان فرماے اسرار نہانی	شگفتہ رو و شاہنشاہ بے رنج
شہ والا گہر سلطان سخن سنج	معین بیکسان و دردمندان	شہنشاہ زمان سلطان ذیشان
نہال گلشن افضال باری	بہار بوستان شہریاری	درخشان اختر اوج سعادت
درفشان ابر دریا بار رحمت	عدو غمگین محبش شاد بادا	ہمیشہ ملک او آباد بادا
تمھین لکھتا ہون یہ نامہ مین ای شاہ	ہی لازم دوستی کی سیکھنا راہ	کیا ہی قید جو دختر کو میری
مناسب ہی کہ وہ پاسکے رہائی	تمھین الیق ہی خلعت دیکے اسکو	ہماری سمت کو فی الفور بھیجو

تمھاری محرد ہی اُسکی خطا کو ملا	عنایت کرکے لازم ہی کہ بخشو ملا	رگرنہ ہی یہان تیار لشکر
پرائے جنگ ہین موجود افسر	وہ سب دم بھرہین جملہ ساحرونکو	کرینگے قتل افنا پاد رکھو
ملیگی خاک مین افراسیابی	نہ لاؤ ملک پر اسنے خرابی	ہمارا کام سمجھا نا تھا ای شاہ
وہ ہمنے کر دیا بس تمکو آگاہ	زیادہ اسکے آگے کیا لکھین ہم	رہے آباد تیرا ملک دائم
بجے ڈنکا زمانے مین تمھارا	ملک پر اوج کا چمکے ستارا	یہ نامہ عتاب شمامہ لکھکر مدہوش

ببرگیر کو یاد کیا کہ وہ لیکر اس صورت سے چلا کہ بارہ ہزار ساحر سامری و بمشید کا ماننے والا طائران بحر پر سوار ہوا اُن طائرون پر زین پر زر ڈالے اور ساحرون نے بھی لباس پر تکلف در بر کیا تاج ترنج اُچھالتے جی سامری کی بوقے روانہ ہوے مدہوش نے نامہ کو سر سے باندھلیا اور ہنس آتش بار کو اُڑایا بڑے کر و فر سے یہ تو روانہ ہوا کہ اسکے جاہ و حشم کو دیکھکر چرخ فتنہ گر بھی رشک کھاتا تھا اور یہ نامہ لیے چلا جاتا تھا مگر یہان لشکر مہرخ مین بھی آکر ایک ساحر نے کوکب کے یہان سے بیان کیا کہ مدہوش ببرگیر نامہ لیکر روانہ ہوا ہی اتفاق کہ مہتر قران اُسوقت بارگاہ مین موجود تھے انھون نے اس ماجرے کو سُنکر فرمایا کہ ای ملکہ مہرخ ہمکو بھی بارہ ہزار ساحر دو کہ ہم پہلے مدہوش کے آنے سے اُسکی ایسی صورت بنکر شاہ جادوان کے پاس جائین مہرخ نے کہا کہ بھیا قران تمکو کس نے منع کیا ہی ہم سب تمھارے تابعدار ہین قران نے اُسوقت بارہ ہزار ساحران نامی کو حکم دیا کہ تم سب صورتین اپنی بزور سحر مثل ساحران ملازم کوکب کے بنالو وہ سب اُسی طرح بن کے تیار ہوئے گلون مین سب نے جھولیان اسباب سحر کے رکھنے کی باندھ لین دھونیان بزر باندھین بالون کے جوڑے باندھے ترسول و نیزے کاندھے پر رکھے اور طاؤس و عقاب و نہنس پر سوار ہوے اور قران مدہوش ببرگیر کی ایسی صورت بنا اسکو ملکہ مہرخ نے زبان سے بیان کرکے تصویر مدہوش ببرگیر کی کھینچدی غرضکہ جب یہ اس صورت پر بنکر تیار ہوا مہرخ نے کہا کہ بھیا سبحان اللہ کیا کہنا واقعی مدہوش ایسی ہی صورت رکھتا ہی بس قران ایک تخت پر سوار ہوا گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے مگر اپنے لشکر سے نکل کر سب نے گھنٹے بجائے اور تخت کو قران کے ساحر اُڑاتے ہوئے کنارے دریاے نور ان روان کے لائے اِدھر افراسیاب بے ایمان نے سُنا کہ ایک ایلچی ملک کوکب شید نے بھیجا ہی وہ

آتا ہی بادشاہ نے یہ خبر سُنکر باغبان قدرت کو بہر استقبال بھیجا باغبان کچھ ساحر نمیکر آیا اور
اُسنے آکر قران کو اس پار دریاے خون روان کے اُتارا اور ملاقات کی بعد لگیر ہوا اور باغبان
نے کہا کہ ای مدہوش دیکھو تو کیا کہ کیا لڑائی پڑی ہی مدہوش نے جواب دیا کہ بھائی یہ آپس کی لڑائی ہی
یہ دونون باہم ایک ہین ان سے لڑائی بکھیڑا کیسا اس طرح کی باتین کرتے ہوے دونون باغ
عیب مین آکر داخل ہوے مدہوش نے افراسیاب کی تصویر جو آئینہ مین تھی اُسکو سلام
کیا اور نذر دی کرسی بیٹھنے کو ملی اُسی آئینہ کے برابر جسمین تصویر افراسیاب کی تھی کرسی بچھا کر
جلوس کیا اب ایلچی نے کہا کہ کوکب نے کہا ہی کہ ہم تم ایک ہین اگر تمکو گھر دکا مارنا منظور تھا تو اُسمین
بھی حکمت تھی ہر کام کیلیے ایک سلیقہ چاہیے عیب بھی کرنے کو ای شہنشاہ ہنر چاہیے اب آپ
بران کو بلوائیے افراسیاب نے کہا اچھا سمجھا جائیگا لیکن حکم دیا کہ ایلچی کے لیے عطردان
چنگیر چوگھڑے آئے اور حکم دیا کہ ناچ شروع ہو شراب کا پیالہ گردش مین آیا یہ تو یہان
بیٹھا ہی مگر مجلس آرا جادوجو روانہ ہوئی تھی تو دریاے خون روان پر آئی اور یہان بارہ کوس کا
پاٹ ہی یہ تیرہ کوس بلند ہوکر پار اُتری وہان پانچ سو جادوگر چوکی پر تھے مجلس آرا کو
دیکھکر دوڑے مجلس آرا بھی بلا کی جادوگرنی ہی اُسنے اپنے گلے سے موتیون کا مالا توڑکر اُن بے
آبروون پر دانے اُسکے مارے جسپر وہ دانہ پڑا سینہ اُسکا وہ دانہ توڑ گیا غل وشور پیدا ہوا جادوگر
ابتر بھاگنے لگے آوازین عیب ہونے لگین غرض سب ساحرون کی جان اُس نے لی یہ خبر بھی
افراسیاب کو پہونچی افراسیاب نے مدہوش ایلچی کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون صاحب تمنے
دیکھا یہ حالت ہی پس یہ کہکر سحر کیا اور کرٹا اپنے ہاتھ کا آسمان کی طرف پھینکا کہ وہ طوق بنکر مجلس آرا
جادو کے گلے مین جا پڑا اور مجلس آرا کو گرفتار کرکے سامنے افراسیاب کے
لے آیا ناچار مجلس آرا چپ لیکن ایلچی نے برابر اپنی کرسی پر بٹھلایا کہ افراسیاب نے بموجب
عرض ایلچی کے پھر سحر آسمان کی طرف کیا کہ وہ بیضہ بھی دو ٹکڑے ہوا اور ملکہ بران شمشیر زن
گرز عمرو اور برق فرنگی کے سامنے افراسیاب کے لے آیا یہ بھی آکر چپ بیٹھی اب
مدہوش ببرگیر نے بران کو سلام کیا اور کہا جو آپ کے بابا جان نے کہا ہی وہ ہی کیجیے
بران نے کہا میرے باپ نے تو یہ کہا ہی کہ تم افراسیاب سے مقابلہ کرنا مدہوش نے کہا کہ یہ

کبھی نہ ہوگا تم اپنی طبیعت سے کہتی ہو بران نے کہ تم چلو مین تمھین دریافت کرا دون مدہوش نے کہا کہ اچھا اب تم افراسیاب جادو کو تسلیم کرو ان سے اپنی خطا کو معاف کراؤ بران نے کہا کہ یہ مجھ سے کبھی نہوگا اسوقت مدہوش نے کہ ای شاہ جادوان آپ اپنی عنایت پر نظر کیجیے اور ان صاحبزادی کو اور عمرو کو مع برق کے رہا کر دیجیے افراسیاب نے ایلچی کی خاطر سے مجلس اور بران اور عمرو اور برق کو چھوڑ دیا اب مدہوش نے عطر بیہوشی کا لا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ حضور کے دیکھنے کی اور زیارت کرنے کی غلام کو نہایت آرزو ہے آپ بھی آئینہ سے نکلکر تخت پر بیٹھیے افراسیاب بپاس خاطر ایلچی تخت پر بیٹھا ایلچی نے افراسیاب و باغبان قدرت و صنعت سحر ساز اور جو حاضر دربار تھے سب کے عطر بیہوشی ملا سب تڑاق پڑاق چھینکین مار کر بیہوش ہو گئے اور گر پڑے اسوقت مہتر قران نے عمرو سے عرض کیا کہ خانہ زاد مہتر قران ہے عمرو نے اسکو گلے سے لگایا اور کہا کہ ذرا مجھے دو چار پیسے کما لینے دے کچھ تیرا اسمین نقصان نہین بلکہ تو بھی شریک ہو جا لیکن خبردار کسی کپڑے مین دھبہ نہ لگنے پائے کیونکہ مین دھلوائی کہان سے لاؤنگا اب انھون نے جال الیاسی مار کر اور کچھ قیدیون کو زنبیل سے نکال کر سب مال و اسباب دہان کا لوٹا اور داخل زنبیل کیا جب سب لوٹ چکے تو چاہا کہ افراسیاب کا سر کاٹ لین اسوقت زمین دہان کی شق ہوئی اور دو ساحر زمین سے پیدا ہوئے انھون نے نعرہ کیا کہ منم مہران جادو دوسرے نے نعرہ کیا کہ منم قہرمان جادو قہرمان تو افراسیاب کو پکڑکر فلک کی طرف روانہ ہوا اور مہران نے ارادہ کیا کہ ملکہ بران شمشیرزن کا سر کاٹ لون اسوقت بران ہوش مین آچکی تھی اس نے ایک ناریل چوٹی دار مارا کہ مہران کے سینہ کو توڑ گیا اور وہ داخل جہنم ہوا بس ملکہ بران شمشیرزن سب قیدیون کو اپنے ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ روانہ ہوئی مگر راہ مین حیران تھی کہ اس پار دریا سے خون روان کے کیونکر جاؤن اسوقت مجلس آرا جادو ایک اژدر کی شکل بنکر اس دریا پر گری اور پل بنگئی کہ سب کے سب دریا کے اس پار اتر گئے مجلس جادو نے بھی چاہا کہ مین بھی نکل جاؤن مگر ہان ایک ساحر کہ نام اسکا نہنگ جادو تھا وہ دریا سے نکلا اور مجلس جادو کو نہنگ بنکر نگل گیا مجلس جادو نے آہ کی اور بہت تڑپی مگر چھوٹ نہ سکی اسوقت بران شمشیرزن نے پلٹ کے چاہا کہ مین اسکو مار ڈالون لیکن عمرو نے منع کیا کہ تم طرح دو ملکہ بران شمشیرزن نے

نہ مانا اور راضر مرد ارید جو کھینچکر مارا تو منگ کے سینے کو توڑ گیا مجلس آرا اُسکے شکم سے نکل کر
بران کے پاس آئی اُس پاردریا کے مرخ سحر چشم اور بہار اور شکیل وغیرہ بھی استقبال بران
اُئے تھے سبھون نے بران شمشیر زن کی بلائین لین اور تخت الماس پر بٹھاکر پھولے ڈونکے بجنے لگے
ابر کے سر پر سایہ فگن ہوئے جانوران سحر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ سب داخل بارگاہ ہوئے ملکہ
بران کو سبھون نے تذرین دین اس اثنا مین خبر پہونچی کہ مدہوش ببر گیہ برہم ایلچی گری افراسیاب
کے پاس جاتا ہی شکیل جادو نے کچھ ساحرون کو بھیجکر اُس ایلچی کو اپنے یہان بلوایا جب وہ ایلچی
اصلی مہرخ کی بارگاہ مین آیا تو ایلچی نقلی کو دیکھکر مشدر اور حیران ہوگیا ملکہ بران شمشیر زن نے سارا
ماجرا قران کا بیان کیا مدہوش ببر کیہ جھجک کر رہگیا غرضکہ عجب صحبت رقص وسرود کی برپا ہوئی کہ نظم

ہوا سامان رقص مہ جبینان	کسی جا لطف بزم نازنینان	کوئی مسرور فیض انجمن سے
صدا خلخل کی پیشون کے دہن سے	کسی لے لب سے چسپیدہ لب جام	کوئی مدہوش محو خواب آرام
کوئی نادم کہ مین نے توبہ کیون کی	کسی کے لب پہ کب سنتا ہون ایسی	کوئی گویا کہ مے ٹپکا دہن مین
ملا ہمصحبتانہ انجمن مین	کسی کو حوصلہ خالی سبو ہو	نہ کچھ باقی رہے جو رد و بدو ہو
کسی بیتاب کے لب پر کہ ساقی	نہ ایسا ہو کہ ہم رہجائین باقی	کسی کے باہ مین دامان ساقی
کہین مل ہم بھی ہین مہمان ساقی	غرضکہ دور شراب کا چلا کہ اس اثنا مین وہ زمانہ آیا کہ گلشن افلاک	

مین گل خورشید مرجھایا اور گشت کواکب مزرعۂ آسمان مین پھولا ہوا نظر آیا نظم

چراغ مہر کو افسردہ پایا	قریب ختم طول روز آیا	شباب شام سوے اوج آیا
فلک نے اور ہی سامان دکھایا	اسی عیش و عشرت مین جب رات ہوئی چاندنی کیسی کیا	

جنگل مین گل کھلے ہوے نظر آتے تھے سامنے دریا لہرین لے رہا تھا اُسکے کنارے قرقرے
ایک پاؤن سے کھڑے ہوے تھے ہواے سرد چل رہی تھی ذرے ریگ کے چمکتے تھے اُسوقت
عجب عالم بہار کا تھا دشت اور در پر خوب ہی نکھار نظر آتا تھا اب تو بران شمشیر زن نے خواجہ
عمرو سے کہا کہ ہمارا جی چاہتا ہی کہ تم ذرا بجا کر گاؤ عمرو نے بران کی خاطر سے ذرا کو نکالا اور دیکھنے لگا کر بھونکا

اور اس غزل کو گایا غزل	مشہور ہین دلون کی مری بیقراریان	جاتی ہین لامکان کو دل شکن زاریان
چہرے پہ جیسے زخم ہی ناخن کا پر خراش	امید دی ہوئی ہین مری دست کاریان	سو بار ہنسے گل کی کہی پر چمن کے بیچ

بھرتے ہین آب چشم سے رالو نکو کیا بیان	کشتے کی اسکے خاک پڑی جسم زار پر	جاتی نہین ہین لطف سے راہو کی سحاریان
تربت عاشقان کی نہ اٹھا کبھو غبار	حق بیٹھنے کی دینے لگین زار واریان	اب کس سے اپنی خواہش مردہ کو روے
تھین اس سے ہر کو سیکڑون امیدواریان	گل نے ہزار رنگ سخن سر کیا مگر	دل سے گیا نہ باتین تری پیار کی پیاریان
بیچ جاتا ایک رات جو کٹ جاتی اور تیر	کاٹی تھین کہ کہن نے بہت راتین بھاریان	غرض اسی ہنگامۂ عیش مین پھر رات

گذری عمرو نے ذکا بجانا موقوف کیا سب آرام پذیر ہوے ملکہ بران شمشیر زن کو احتیاج پیشاب کی ہوئی ایک لونڈی شمع لیے ساتھ ہوئی اور ایک پیچھے آفتابہ لیے ہوئے ملکہ جسوقت چوکی پر بیٹھی چھینک آئی اور بیہوش ہوکر گر پڑی بس وہ مشعل اور آفتابہ والی دونون عیار بچمان تھین ایکنے صرصر شمشیر زن اور دوسری عیار فتار غرضکہ صرصر شمشیر زن ملکہ بران کو لیکر روانہ ہوئی دریاے خون رواں پر پہونچی کہ قران نے آواز دی کہ باش کہان لیجاے گی صرصر نے پشتارہ چھوڑکر خنجر عیاری لیکر قران کا سامنا کیا خنجر زنی ہونے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ بجلیان کوندھی ہوئی تھین خنجرون کی ٹھنکیان چلتی تھین جھناٹا بلند تھا خنجر اس طرح چمکتے تھے کہ جس طرح بجلیان چمکتی ہین اس اثنا مین لشکر مین بھی غلغلہ ہوا کہ بران شمشیر زن کو کوئی لیگیا اسوقت عمرو اور برق اور مہرخ اور شکیل بھی اٹھکر دوڑے یہانتک کہ اتنی رات صرصر سے اور قران سے خنجر اور نیچہ چلا کبھی بیضہ عیاری کے مارتے تھے اور حباب بیہوشی کے منھ پر لگاتے تھے مگر دونون مین کوئی فتح نہ پاتا تھا یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ نسیم عنبر شمیم سحر وزان ہوئی اور شب تیرہ فام عالم سے روان ہوئی کہ بیت

چھپے مثل حیا آنکھون سے تارے	ہوے صدقے سحر پر سب ستارے	ملی خورشید روشن کو رہائی
گئی شب روشنی عالم مین چھائی	جب صبح ہوگئی تو صرصر گھبرائی اور قران نے دیکھا کہ یہ کسی طرح	

ہاتھ نہین آتی اور نہ گھات پر چڑھتی ہے اور قران طرح بھی دیتا تھا اس لیے کہ یہ اسکے استاد کی مشورہ ہے اب قران نے ایک خنجر اسکی چھاتی پر مارا کہ گرہ پشتارے کی کٹی زمین پر پشتارا گرا اور صرصر نے جانا کہ مین قتل ہوئی بس یہ بھاگ کھڑی ہوئی قران نے دوڑکر پشتارہ کھول دیا اتنے مہرخ اور عمرو اور شکیل وغیرہ سب پہونچے اور ہر ایک نے قران کو گلے سے لگایا اور ملکہ بران شمشیر زن کو بھی ہوش آیا تھا کہ حسین جادو افراسیاب کی طرف سے یہان آکر پہونچی اور اس لکانہ نے سحر کیا کہ عمرو نے دیکھا کہ ہمارے سب کے گرد احاطہ فولاد کا کھینچ گیا ہے اور حسین

نکلنے کا راستہ نہین ہے اور افراسیاب کے پیچھے پیچھے حسین جادو کے ظلمات آسمان سحر کو بھی روانہ کیا تھا یہان سب قیدی چاہتے تھے کہ احاطہ سے باہر نکل جائین لیکن کوئی نکل نہ سکتا تھا قضاے کار جو حسین سحر کر رہی تھی اُس سے صرصر نے آکر کہا ای حسین جادو مین لا چلی تھی ملکہ بران کو مگر یہ کلموا حبشی سد راہ ہوا حسین نے کہا کہ ای صرصر پھر کیا ہوا اگر وہ تجھ سے بچھٹ گئی تو مین کب چھوڑتی ہون بس اُسکا اتنا کہنا تھا کہ ساتون حلقہ کمند کے اُسکی گردن مین پڑ گئے اور ایک جھٹکا مارا کہ چار دن شانے چت زمین پر یہ گر پڑی اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم برق فرنگی اور ایک خنجر اُسنے مارا کہ حسین ہلاک ہوئی اور آواز یہ گیرودار کی آنے لگین آندھی سیاہ آئی پھر مطلع صاف ہوا اور ملکہ بران اور مہرخ اور شکیل اور عمرو اور قران وغیرہ سب احاطہ سے باہر نکلے برق فرنگی کو عمرو نے گلے سے لگایا اور بہت تعریف کی اور ارادہ چلنے کا کیا کہ وہ نطفہ حرام ظلمات آسمان سحر یہان آکر پہونچا اور اُسنے سحر کیا کہ ایک آسمان سیاہ مانند چادر ظلمات کے ان سبھون پر اکر ادے دہر کالا ہوا ہر طرف تاریکی پھیل گئی یہ ظلمت سراے دنیا بالکل تاریک تھی اندھرا ہر طرف چھایا تھا سامنے کا وہ مقام نمودہ تھا اب حال سُنیے کہ رعد جادو اور برق جادو اپنے خیمے سے جو صبح کو نکلے تو یہ بھی مہرخ کو ڈھونڈھتے ہوے روانہ ہوے اور جب سحر مین پہونچے تو انھون نے دیکھا کہ ایک آسمان سیاہ زمین پر جھکا ہوا نظر آتا ہے اور آواز ظلمات آسمان سحر کی ایسی آتی ہے کہ وہ کہ رہا ہے کہ ای مہرخ مین بگم افراسیاب تم سب کو ایک آن واحد مین ٹھکرا کر مار ڈالونگا جب تمام مہرخ کا رعد اور برق جادو نے سنا ازبسکہ حالت عشق کی مہرخ اور عمرو سے انکو ہے بس بسیاختہ رعد اور برق جادو نے اپنا سحر کیا یعنی ایک ابر نمایان ہوا اور برق چمک کر کڑاکے کے آسمان پر سے گری کہ ظلمات آسمان سحر کے دو ٹکڑے ہوے اور وہ لاشہ سامنے عمرو اور مہرخ کے گرا آواز یہ مہیب آئین کہ کشتی مرا نام من ظلمات آسمان سحر جادو بود اور وہ تاریکی سب دفع ہوئی رعد اور برق جادو عمرو اور شکیل اور مہرخ نے گلے لگایا اور عمرو بہت خوش ہوا کہ بران بھی بہت خو ہوئی اور بغلگیر ہوئی اب یہ سب وہان سے داخل بارگاہ مہرخ عالیشان ہوئے بران نے پوچھا کہ مدہوش بیرگ کہان ہے سب نے عرض کیا کہ اپ کے پیچھے گھبرا کر وہ بھی باہر نکل گئے انکے ساتھ بارہ ہزار ساحر بھی ہین یہ سنکر بران شمشیر زن نے ایک ساحر کو

مدہوش کی خبر کے واسطے بھیجا لیکن وہ بھی مدہوش اجب کنارے دریاے خون رواں کے پہونچا
تو زنار جادو اور ناقوس جادو ملازمان افراسیاب کو خبر ہوئی وہ لاکھ جادو گر مقابلہ مدہوش پر گئے
ائے اور سامنا کیا غرض زنار جادو تو مدہوش کے ہاتھ سے مارا گیا اور ناقوس جادو سے
اور مدہوش بہر کر سے سحر کی ٹکریں چلنے لگیں اور دونون کے سر پھٹ گئے اور وہ دونون
غش کھا کر گر پڑے ادھر سے اور ادھر سے بارہ ہزار ساحر مدہوش بہر گئے اور
دونون کو ساتھ ناقوس کے آپڑے لگے ہم شمشیر چلنے حال ہوا اکہ نظم نہ تھی فرصت انھین دام اجل سے

زمین پر آ گئے بام اجل سے	نہ دی انکو مہلت شمشیر	کہ دم لینے کی بھی حاصل ہوتا خیر
اجل کا روان ہوا تھا گرم باز	مقام آ پڑا تھا ہان خبردار	جدا ہونے لگین روحین بدن سے
ستون گوز تھین ملتین کفن سے	جو ٹپکی سر پہ تیغ برق آہنگ	لباس روح بھی تھا گور مین تنگ

سحر کے تیر کھیچ چھید لے گئے تاریخ سے بکدست کچھ حاصل ہوتا تھا ناریل جگر کے پار ہوتا تھا بجلیان
چمکتی تھین آفت کا ہنگامہ برپا تھا وہ بارہ ہزار ساحر خاص ملک کوکب کے تیار کیے ہوے تھے
جسکے تلوار سے اسکے بدن سے آتش پیدا ہوکر جلا دیتی تھی ہزارہا جل گئے دولاکھ جادوگر ناقوس
کا لاک ہوا چاہتا تھا بھاگے کہ یکایک ناقوس بجنا سنائی دیا اور نفیر سحر کو دم بلا ملک حیرت بصد جاہ و حشمت
تخت کر پر سوار آگ پہونچا اور اسنے آکر مدہوش اور ناقوس کو اپنے ساتھ
لیا اور روانہ ہوئی یہ خبر افراسیاب کو پہونچی اسنے عقاب جادو کو دو لاکھ ساحر دے کر
روانہ کیا کہ وہ ساحر دریاے خون رواں کے پار اترا اور بڑے حشم و خدم سے لشکر حیرت مین
آیا بارگاہ اپنی نصب کرائی اور آسمین اتر کر آرام پذیر ہوا اسوقت وہ ساحر کہ جسے بران
نے خبر کو بھیجا تھا آیا اور اسنے تمام و کمال یہ ماجرا بیان کیا اور پھر کر خدمت بران مین گیا اور سب
حال بیان کیا کہ اسطرح عقاب دو لاکھ ساحر لیکر آیا ہے بران شمشیر زن اس ساحر کا حال سنکر
اٹھی اور سحر کا ایک گولا آتشی بنا کر سمت آسمان روانہ ہوئی اسکے پیچھے مہرخ شکیل برق فرنگی چلے
عمرو سنہ برق جادو کو تو بارگاہ مین چھوڑا اور آپ بھی پیچھے ملا بران کے روانہ ہوا لیکن
پہلے ملکہ بران شمشیر زن وہان پہونچی کہ جہان عقاب خیمہ زن تھا اور کچھ سحر کر کے دالے باش
کے زمین پر پھینکے عمرو بھی وہان جا پہونچا تھا اسنے دیکھا کہ ایک غول جانورون کا پیدا ہوا

کہ جسم تو سب جانوردن کا تھا اور چہرہ لال کا یاقوت رنگ اور ایک طرف سے ایک پنجہ پیدا ہوا کہ اسکے پنجہ مین ایک چھپی نہایت پرتکلف تھی پس وہ چھپی اس پنجہ نے ہلائی اور غول جانوردن کا عقاب جادو کے لشکر پر گرا اور جس ساحر کے سر پر وہ لال جا بیٹھا پھینکا کیا گیا قریب دو لاکھ جادوگردن کے عقاب کا مارا گیا غلغلہ برپا ہوگیا ان لالون نے ہر ایک کو جہنم رسید کیا ہر ایک کی زندگی کے ماتھے گئی اب ہر سمت لاشین تڑپنے لگین سبھل سکنے لگے سامری و جمشید کی بنا ابھی نظم

تڑپتا تھا پڑا میدان مین کوئی	نہ آئی کام کچھ اُن کے نکوئی	سسکتا تھا کوئی دم توڑتا تھا
کوئی بسمل کوئی جی چھوڑتا تھا	بکھرا تھا ورنگ لاشون سے میدان	ہر اک کافر تھا اپنی جان سے حیران

عقاب جادو اس آفت مین ایسا گھبرایا کہ تاب نہ لاسکا بارگاہ چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور جانب افراسیاب بے ایمان چلا اب ملکہ بران شمشیر زن نیچے روے ہوا پر سے اتری مہرخ نے دوڑ کر بران شمشیر زن کی بلائین لین عمرو نے بہت تعریف کی غرضکہ اب اسی عقاب کی بارگاہ مین عمرو وغیرہ سب آکر مع بران بیٹھے اور عقاب جادو بھاگا ہوا افراسیاب کے پاس پہونچا اور سارا حال اپنی فوج کی شکست کا افراسیاب سے کہا افراسیاب نے حکم دیا کہ ای ظلمات فیل دندان جادو تو جا اور بران شمشیر زن کو مع عمرو کے جسقدر کہ وہان لوگ ہون سب کو پکڑ لا ظلمات فیل دندان یہ حکم پاکر اپنے اژدر آتش نشان پر سوار ہوا نا قوس کی صدا بر آسمان کا ایسا برا بیر نلسچنے لگا عالم مین تاریکی چھا گئی نفیر اور چھاپ کی صدا سے گوش کر دبیان کر ہوا وہ ساحر دن کا انس آنقین اور نہیل آنقین پر سوار ہوکر چلنا ترسول اور نیزون کا چمکنا نارنج اور ترنج کا اچھلنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ نخل دہر مین یہ پھل لگے ہین جو جو کا سامری

اور جمشید کا غل تھا نظم	ہوا سے تند کے جھونکے تھے آتے	ہر اک ساحر تھے جو کا غل مچاتے
کبھی پڑتے تھے جادوگاہ انسون	یہ پیدا امتحار بان سے انکے مضمون	کہ ہم جاکر عدو کو مار لین گے
نہ مہلت بات کرنے کی بھی دینگے	ہزارون رنگ کے دیو ستمگار	لگے سب کرنے اپنے اپنے وان وار
اسی صورت سے جب پہونچے وہان پر	تو پھر آیا نظر بران کا لشکر	مگر وہان عمرو و برق افرنگی وغیرہ

جو بارگاہ مین مع ملکہ بران بیٹھے تھے انھون نے دیکھا کہ روے ہوا پر تاریکی نمودار ہے اور چاروں طرف سے اندھیری گھر کے چھائی ہے عمرو گھبرا کے گلیم اوڑھکر بھاگا یہ تو غائب ہوگیا

اور برق فرنگی بھی ایک سمت دامان کوہستان مین جاکر پوشیدہ ہوا لیکن لشکر بران اور مہرخ پر
چادر ظلمات چھاگئی سب جادوگرون نے دیکھا کہ ایک فیل مست بہت بڑا اور اُسکے پیچھے بہت سے
ہاتھی آتے ہین اور اُن ہاتھیون نے آکر چار طرف سے خیمہ ملکہ بران کا گھیر لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مہاجر
خیمہ کو گھیرے ہوے ہین اُسوقت عمرو نے برق فرنگی سے کہا کہ ای فرزند ملکہ بران کا کوئی کفیل
حال نہین ہی چلو کچھ تدبیر کرون ورنہ سب قید ہو چکے ہین یہ کہکر عمرو وہان سے مہرخ کی بارگاہ
مین آیا وہان جو دیکھا تو برق چشمک زن رو رہی ہی عمرو نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی برق چشمک زن
نے کہا کہ ای خواجہ مین اسواسطے روتی ہون کہ ظلمات فیل دندان کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا
اُسکی موت ہی نہین مگر ایک معشوق افراسیاب سیمین گلنار پوش اگر وہ ہوتی تو یہ مارا جاتا
اور شاید کہ ملک کوکب رو شمشیر کے سحر سے کہ وہ بادشاہ طلسم نورافشان ہی یہ مارا جائے عمرو
نے کہا کہ ای ملکہ برق ہم اُسکو انشاء اللہ تعالے قتل کرینگے یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور سمت صحرا چلا جب
چند قدم چلا دیکھا کہ سامنے اُنھین ہاتھیون مین سے ایک مست ہاتھی سامنے عمرو کے جھومتا
ہوا آتا ہی پس عمرو کو دیکھکر وہ ہاتھی انسان کی زبان مین بعبارت فصیح گویا ہوا کہ ای عمرو کیا مقدور
تیرا کہ جو تو ظلمات تک پہونچ سکے عمرو یہ سُنکر اُدھر سے پھرا اور بدحواسی مین ایک سمت کو بھاگا
جاتے جاتے دیکھا تو ایک طرف پہاڑیان ہین یہ گھبراکر ایک پہاڑی پر چڑھ گیا وہان ایک
پتھر کی چٹان پر نماز پڑھنے لگا اور بتضرع وزاری کمال بے قراری سے رو رو کر اور بیتاب
باری دعا کرنے لگا کہ ای پروردگار انس وجان خلاق دوجہان تو میری مدد کر شر
گنہگار ہون تجھ سے امید ہی + کہ ساحر کو جاکر کرون آج پی + مجھ مور ضعیف مشت استخوان
سے اور اس ہاتھی سے کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہی یہ کہکر عمرو سو گیا خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ کسی
شخص نے اس سے کہا کہ ای عمرو داہنی طرف اُٹھکر جا وہان تیرا مطلب پورا ہوگا عمرو یہ خواب
دیکھکر اُٹھا اور بموجب الہام غیبی دست راست کی طرف روانہ ہوا وہان جاکر دیکھا تو ایک
پہاڑ ہی اور اُسکے درے مین راستہ ہی عمرو اُس درے مین داخل ہوا جب اُس پار نکلا تو
دیکھا کہ ایک میدان قریب دو من کوس کے نظر آتا ہی اور جابجا عالیشان مکانات اور عمارات
عمدہ نظر آتے ہین اور بہت سے دروازے ہین عمرو ایک رنڈی کی شکل بنا یہ صورت زیبا

اُسکی بنی کہ سنبل اُسکی زلف کو دیکھے تو پریشانی حاصل ہو اور نرگس مست جو اُسکی چشم شہلا کو دیکھے تو شرم سے آنکھ چُرائے سوسن وہ زبان اُسکی زبان کے سامنے گونگی بنجائے گل اُسکے رخسارون کے دیکھے گریبان چاک کرین چنون مین وہ شرارت بھری ہوئی تھی کہ جسکے سامنے خوش چشمون کا چہرہ نظری تھا آنکھون مین سرمہ دیا ہوا نگینہ چشم کا سلیمانی بنا ہوا تیلیون کی وہ جلوہ گری کہ جیسے شیشہ مین بریدی مسدس

لب وہ لعل کہ یاقوت کی مُہر سے ہے نظر
کھائے غیرت سے عقیق یمنی خون جگر

جان بلب جوہری ہو لب کی جھلک دیکھے اگر
زرد پھر آج کے مانند ہو چہرہ یکسر

اُسکی باتون مین جو اعجاز مسیحائی ہے
لعل کی طرح سے لب پر نہ تن مین جان آئی ہے

رنگ رُخ ہے وہ طلسماتی کہ جسکا نظیر
ہے بجا خاک عناصر کرے جو سعی اکسیر

جلوہ اُس شوخ کی رنگت کا قیامت ہے شریر
پہونچے ضرر کی جسکو نہ ضرر کی تنویر

رنگ رخسار کا شعلہ جو بھڑک جاتا ہے
آتش خشم مین کندن سا چمک جاتا ہے

اُسکے عارض مین وہ رنگین کہ جسپر ہو گذار
دل رہے جسکے تصور سے سدا باغ و بہار

عارض حسن پہ نازان ہے عبث گل ہر بار
دیکھے ان پھولون کو بلبل تو ہو آنکھون مین خار

روے گل ہے یہ نہین خار وہ رخسار ہین
ایک رُخ کیا جُمل اُس رخ سے نو رُخ سار ہین

زر و زیور سے آراستہ ہو کر یہ وہان سے روانہ ہوا جو اس نے دیکھا چار سو حور مین پہ زاد قامت اُنکے رشک شمشاد دُر و رگوش مرصع پوش کہ ایک ایک آئین فلک حسن کی تمام و پارا کہ اُنکے بھی حسن کا یہ نقشہ تھا مسدس

ورق زرد وہ رُخ صفحہ تنویر وہ رُخ
اختر بخت وہ رُخ کوکب تقدیر وہ رُخ

حیرتی جسکے ہو دھرتے تصویر وہ رُخ
قتل عاشق کو چمکتی ہوئی شمشیر وہ رُخ

دلنشین خوبان بری چہرہ نو دیو اسنے ہون
ماہ و خورشید بھی اُس شمع کے پروانے ہون

عضو سے عضو یہ کہتا ہے کہ یکتا ہون مین
بند سے بند کا یہ قول کہ زیبا ہون مین

کہ یہ تیلی کا اشارہ ید بیضا ہون مین
لب سے لب کا یہ مقولہ کہ مسیحا ہون مین

رمز آنکھون کا کہ نرگس تمہیں ہمکو
قول زلفون کا کہ سب سے دوبالا ہمکو

یہ عورتین روے ہوا پر اڑتی ہوئی آئین اور سو سو ہاتھی کہ اُن پر بارگاہ لدی ہوئی خیمہ و خرگاہ بار کیا ہوا وہ بھی سب آکر زمین پر اُترے بارگاہین اور خیمے کھڑے ہوئے اور کئی ہزار غلمان اور ساقے آکر آب پاشی کرنے لگے بعد اسکے کئی ہزار حاجب اور دربان اور چوبدار آگے آگے ٹھہرے ہوئے اور ایک تخت مرصع کار پر کہ جو مکلل بہ زر و گوہر و مغرق بجواہر تھا اُسپر ایک شہزادی سر پر تاج بادشاہی رکھے ہوئے قبائے فرمانروائی پہنے سر پر چتر بال ہما کا گردش مین نہایت حسین و مہ جمال کہ سامنے اُسکے ناقص بدر کامل چہرے کا کمال مین شوخی اور شرارت بھری آنکھون پر

فتنۂ دہر نثار گل رخسار پر اُسکے بلبل تصدق ہر بار شعار

لب سرخ اُسکے وہ گل برگ تر
دم حرف ہلتے گئے آبدار
تبسم ذرا گر وہ دلکش کرے
مگر صاحب دست نیساں سکو پاے
کیا اُسنے پامال فتنون کا خون
قیامت بھی گویا اُدھر آگئی ہو
چڑھاوے اگر ہاتھ مین آئینہ
تھا مردہ شہر یار اُس کا
آغاز شباب و اوقات رار
فیاض جری شجاع عادل
خدام و مصاحب و اراکین
خاتم مین نگینہ سلیمان

چھپے جن مین دندان اُسکے سلک گہر
دہن غنچہ ناشگفتہ سے کم
تو گلشن مین گل صد چمن غنچہ کرے
نہ رنگ حنا ہی فقط تن پہ تھا
ہوا اُسکے ہاتھون کشتون کا خون
اُسی بت کا ہر ایک جا ذکر ہے
تو پھر دست موسیٰ ہی کچھ بھی نہین
تبصر مین کہان یہ جاہ و اجلال
گل چہرہ جوان سبزہ آغاز
تھا گرم جمال کا یہ بازار
پہنے ہوے جامہ ہاے زرین

تبسم مین اُسکے وہ برق بہار
سخن رہبر و راہ ملک عدم
مگر اُسکی گفتن نہین ہاتھ آے
کہ مینا کا خون اُسکی گردن پہ تھا
خرامان خرامان جدھر آگئی
خدا کو خدائی کی اُسنکر ہے
شاہون سے سوا وقار اُسکا
خاقان کا کہان یہ بخت و اقبال
کم عمر ہر ایک فن مین کامل
تھا مشتری فلک خریدار
یون تخت نشین وہ شاہ شاہان

وہ ناز مین تخت سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوئی گرد اُسکے

چار سو پیرزاد عہدے ہاتھون مین لیے باادب استادہ اور یہ عمرو بھی عورت کی صورت بنے ہوے تھا

ایک مقام پر اُترکھڑا ہوا اُسوقت
حسینان پری پیکر گل اندام
نگہ سے ہوئی کیفیت اُٹھائی

وہی سامان جو تھا مرغوب خاطر
سبے ہاتھون مین ہائی شیشہ و جام

ہوا اک بات کے کہنے مین حاضر
غرض جب بزم نے زینت یہ پائی

ناچ گانا شروع ہوا اُسوقت عمرو بھی گائن بن کر جا بیٹھا

اور ذی نوازی کرنے لگا کہ جسنے آواز اُسکی سنی بیکل ہوگیا اور دل تمام محلس کا بیتاب تھا اُسوقت ملکہ نے اُس ذی نواز سے پوچھا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا مین حضور کی کنیز ہون اُس ملکہ نے کہا کہ اچھا پھر ذی بجاؤ عمرو نے بانسری اُٹھائی اور ایسی بجائی کہ تمامی انجمن کو بیہوش کر دیا چنانچہ ملکہ کا نام شکوہ زرین قبا ہی غرض جسوقت عمرو بانسری بجا چکا تب ملکہ نے ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا اور کہا کہ تھوڑا سا پانی تو لاؤ عمرو بدحواس ہوا اتنین ایک لونڈی نے یاقوت کے گلاس مین پانی لاکر دیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے کچھ سحر دم کرکے ایک چھینٹا عمرو کے مُنھ پر مارا کہ عمرو کی اصلی صورت مُتجلی آئی اُسوقت ملکہ نے کہا کہ کیون او دزد گردن باریک لک لک ساربان زادے تو اپنی جان کو ہتیلی پر لیے پھرتا ہی خبر ہے کہ کہکر تخت پر اپنے ساتھ عمرو کو بیٹھا کر اشارہ کیا کہ وہ تخت پرواز کرکے چلا اور جتنی ساتھ والیان تخین وہ بھی سب روانہ ہوئین کوئی دو گھڑی کے بعد عمرو نے دیکھا کہ ایک بارگاہ مین سب جا کر داخل ہوئین اِس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ بادشاہ خاور داخل بارگاہ مغرب ہوا اور رات نے خیمہ اپنا عالم مین کیا نظم

عروج مہر آیا سوے پستی ہوا خالی ضیا سے ملک ہستی قریب شام نے پیدا کیا رنگ
ہوے امیدوار دیدہ دل تنگ اُسوقت ایک بارگاہ باغ مین آستادہ ہوئی نہایت روشنی چار طرف

اُس باغ کے تھی اور اُس باغ کے بہار کی یہ کیفیت تھی اشعار		
بلندی سے نقاب چہرۂ کاخ	زمردگون لبسان رنگ شاداب	بشکل ساعد نازک ہر اک شاخ
نوانجی مین طاؤسان خوشرنگ	تلذذ مین کشودہ خاطر تنگ	لبالب زیر دامن چشمۂ آب
کہین فریاد بلبل مرغیہ خوان	کوئی گل تھا بشکل جام لبریز	ترنم ریز مرغان خوش الحان
کسی کا رنگ مثل روے جانان	کوئی نار کبدن چہرہ دم کا عمان	کہین پتے تھے باہم شبنم آمیز
		غرض ملکہ شکوہ زرین قباد ہان

اگرچہ رات کو اُس باغ مین چاندنی دیکھنے کی بہار تھی کنیزین بادلہ جھولی مین بھرے ہوے اُڑا رہی تھین کہ زمین پر ستارے سے چمکتے ٹوٹ آتے تھے فوارے چھوٹ رہے تھے نہون کی کیارے لبالب اور نہالی اور قمقمے اور بگلے میٹھے تھے درختون کے پتے چاندنی مین چمکتے تھے جانور کبھی کبھی اُسپانون مین چلتے - تب اب ملکہ نے وہان خاصہ فرش فرمایا اور حکم دیا کہ ناچ ہونے لگا ملکہ شکوہ زرین قبا چار چھ گھڑی رات گئے تک جلسہ دیکھکر چھپر کھٹ پر لیٹی اور عمرو کو اپنے قریب ایک پلنگ پر سلایا مگر قید محبت مین مبتلا رکھا اسلیے کہ یہ بھاگ نہ جائے جب زلف لیلاے شب تابہ کمر پہونچی اُسوقت ملکہ نے

عمرو جادو سے کہا کہ چار پہاڑ پر چلکر سیر شب ماہ کی دیکھین اور عمرو سے بانسری بجوا کر سنین یہ کہکر محبوب جادو کو اپنے ساتھ لیا اور عمرو کو جگایا کہ اے عمرو چلو پہاڑ پر چلکر سیر کرین عمرو نے کہا کہ کیون رات کو تم نے میری نیند حرام کی ہے مین نہین جانے کا ملکہ لگی منتین کرنے اسوقت عمرو اسکے ساتھ پہاڑ پر آیا وہان آکر اسنے عمرو سے فرمائش کی کہ خواجہ بانسری بجاؤ اسکے ساتھ ہمدم و ہمراز ین جو ایک جان دو قالب تھین وہ ساتھ آئین تھین خلاصہ یہ کہ پہاڑ پر یہ آکر بیٹھین اور ملکہ شکوہ زرین قبا سیر شب ماہ مین مشغول ہوئی ہے اور ابھی پہلے گانے بجانے کا چرچا عمرو کے نہین آغاز ہوا ہے کہ دفعۃً ملکہ شکوہ نے جو دیکھا تو اسطرف میدان مین پہاڑ کے ایک بارگاہ نہایت عمدہ استادہ ہے اور فوج بھی اتری ہوئی ہے محبوب سے کہا کہ مین جاکر ذرا دیکھون تو یہ کون ہے جو ہمارے علاقہ مین بایں فوج و لشکر بیکران آکر اترا ہے یہ کہکر پھر آپ ہی کہا کہ چلو تم ٹھہرو مین خود جاتی ہون اور عمرو و محبوب کو وہین چھوڑ کر آپ وہان گئی تو اس مقام پر دیکھا ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ کہ نام اسکا شاہ ساحران ماہ تاجدار جادو ہے ملک کو کسیکے ارد شنضیر سے مع تین لاکھ فوج ساحران کے احوال بران کا شنکر کہ ظلمات خیل دیوان نے قید کر لیا ہے آیا ہے اور مرزان جادو وزیر ملکہ بران شمشیر زن کا اسکے ساتھ ہے اسکی بارگاہ علیحدہ استادہ ہے اور اندر بارگاہ کے چار سو کرسی جواہر نگار بچھی ہوئی ہے جادوگر بیٹھے ہین ملکہ شکوہ زرین قبا سامنے اس بارگاہ کے آئی اور دیکھ رہی تھی کہ دفعۃً نگاہ ملک تاجدار کی ماہ پر جا پڑی بس دیکھتے ہی اسنے ایک تیر عشق کھایا ایسا کہ جگر و دل کو توڑ گیا اور اپنے اندوہین سے کہا نظم :: زہے قسمت کہ یہ خاتون ذیجاہ :: نہین چشم فلک تک جس سے آگاہ

وہ تم سے ہم خفا ہونے کو آئے	محبت کی کشش بان کھینچ لائے	کرو سجدے کہان یہ دن میسر
کہ ہو شب باش مشغولون کی افسر	ادھر ملکہ شکوہ بھی تغافل خنجر ابرو و ذیح ناز و ادا ہوئی اور اندر بارگاہ	

کے گئی کیونکہ سر اچکے تو اٹھے ہی ہوئے تھے یہ جاکر پاس ماہ تاجدار کے پہونچی وہ اٹھ کھڑا ہوا مگر عالم تھا شرم جھک کر جھک رہ گئی ایکبار ۔ ہوئین لاکھ ادائین جھجک پر نثار ۔ غرض ملکہ شکوہ برابر ماہ تاجدار کے ایک کرسی جواہر کار پر بیٹھی اور ساقی نے جام اسکو بھر کر دیا تو عاشق ہو ہی چکی تھی شراب پیتے ہی بیہوش سے عاشقی ہوئی اور یہ نقشہ تھا کہ اشعار

ادا و ناز و غمزہ کا ہوا دور	نظر آنے لگے کچھ اور ہی طور	شراب لالہ گون سے جام چھلکے

جگمگے شیشے بہا ہر خم اہل کے | دور گردش سے آنکھین ہوگین بند | طبیعت خوش مزاج قلب خرسند
سخن سنکے ہوسے نکلے زبان ہر | رہی تا دو پہر رزش زبان سے | کبھی پڑتی تھین آنکھ کی نگاہین

کبھی لب تک جو آجاتی تھین آہین | ابتر ماہ تا جدار نے تخلیہ کرا دیا | کیا ملک شکوہ زرین قبا کو لیکر

بیٹھا اسوقت تو یہ عالم ہوا نظم | کھینچی وہ تو اُس سے ہو کے بیتاب | بھر آئی حسرتون سے چشم پرآب
ہوئی گویا کہ جانی دم ذرا سے | ٹھہری پی اور بھی دو چار پیالے | کبھی جوش ہوس سے ہوسے بیباک
ہوئی راغب برائے بوسہ خاک | کبھی لیتا تھا وہ اسکو با غوشی | کبھی کہتا تھا ہم این خود فراموش
کبھی دیتی تھی کیون پیارے یہ دھکے | بلورین جام شیشے صاف مبراق | بشکل حسن جانان پاک اور صاف
چنے مرقع سے اتنے بھر گئے طاق | طعام عمدہ دستر خوان شفاف | رہا موقع سے استعمال سب کا
ہوا امر جود کھایا سب نے باہم | پھر اسکے بعد جو کچھ تھا فراہم | غزل گھڑی کی تھی اُنکی زبان تک
کہ آیا وقت اب نصف شب کا | صدا طبلون کی پہونچی آسمان تک | اسوقت ملک نے یہان سے پہاڑ پر
گلون سے نکلے سُر آواز کے ساتھ | لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ |

جاکر اسی حالت عشق مین عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تم کچھ شغل کرو عمرو نے ساتون قفلیان درست کرکے
نی بجانا اور اس غزل کو گانا شروع کیا غزل

کل اس نگہ کے زخم رسیدہ کہین ملگیا | پھی لہو لگا کے شہیدون مین ملگیا | گر بعد قتل پھر جی گیا ہوا نقصیر
بخت پاک ہوکے پلیدون مین ملگیا | دکھلا کے کہکشان سی خاک چاک سینہ | اس باہوس کے سینہ صیدون مین ملگیا
اس تل سے ہو اوہ طلبگار دید یار | صاف آئینہ کا دیدہ ندیدون مین ملگیا | جب حسین زوق سا رقیب کہان سے تحر
تھا گرچہ اشقیا مین سعیدون مین ملگیا | وہ اسوقت پہاڑ سے آبشار ہو رہا تھا اور لے بجانے سے جانور تمام

خواجہ کے گرد آکر جمع ہو گئے تھے ریگ کے ذرے جنگل مین بچھے گئے گویا صحرا بھی آنکھین بچھائے تھا
سناٹا ہوا کا اور فراٹا وہ سنسان جنگل اور اسمین اُس محبوب ماہ وش کا بیٹھکر نی کو سننا
غضب ڈھا رہا تھا اس ہنگامہ عشرت خیز مین افراسیاب کو جو خبر اس حال کی پہونچی کہ
ملکہ شکوہ زرین قبا تاجدار پر عاشق ہوئی ہے بس سنتے ہی اس خبر کے شاہ جادوان برہم ہوکر
اٹھا اور ایک ہی سناٹے مین وہان پہونچا کہ جہان ملکہ شکوہ بیٹھی تھی عمرو نے اتفاق سے
اسکو آتے دیکھا یعنی یہ معلوم ہوا کہ روے ہوا پر ایک ستارا چمکا عمرو تو اچک کر بھاگا اور گلیم

اُسنے اوڑھ لی اور افراسیاب نے نعرہ کیا کہ منم شاہ جادوان اور ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو کے بال سر سے پکڑ کر پھر سر سے آسمان روانہ ہو گیا یہ تو اُدھر گیا اور عمرو اتنی رات وہان ٹھہرا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ کوہ خاور سے شاہ نادر برآمد ہے گرفتاری شاہد شب کو جلال نکلا اور رات نے حلقۂ طوق ماہتاب کو گردن سے اُتارا اشعار

یہ سامان تھا کہ بدلا حال شب کا	دکھایا صبح نے اپنا جھمکڑا	جو بس گذری وہ شب پھر منہ نہ
ضیا افزا ہوا صحن زمین پر	عمرو ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر پہاڑ کے نیچے اُترا اور وہان	

سے ماہ تاجدار کی فوج مین آیا اور معلوم کیا کہ ملک کوکب رخشندہ ضمیر شاہنشاہ جادو نے ماہ تاجدار اور مرزان جادو وزیر کو واسطے رہائی برآن کے بھیجا ہے عمرو مرزان جادو کا نام سُنکر ہیئت اصل بنا اور بارگاہ مرزان مین آیا مرزان عمرو کو دیکھکر سر و قد بہر تعظیم اُٹھا اور ماہ تاجدار سے عمرو کا حال کہکر ملاقات اُسکی کرائی اور عمرو کو تخت پر بٹھلایا لیکن عمرو نے دیکھا کہ ماہ تاجدار کا رنگ زرد ہے آنکھون مین تری ہے حواس مین ابتری ہے چشم پر آب ڈبڈبائے ہوے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچتا شعر جسے عشق کا تیر کاری لگے + اُسے زندگی جگ مین بھاری لگے + اور کبھی کہتا ہے کہ دوہرہ - آہ کرون تو جگ جلے اور جنگل ہو جلجاے + پانی جیسا جلے کہ جسمین آہ سماے + اور کبھی کہتا ہے رباعی - جو مین ایسا جانتا کہ پیت کرے دُکھ ہوے + نگر ڈھنڈھورا پیٹتا کہ پیت نہ کریو کوے + اور کبھی یہ زبان پر جاری تھا شعر مرا درد ست اندر دل اگر گویم زبان سوزد وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + عمرو نے اپنے دل مین سوچا کہ یہ شخص کسی پر عاشق ہے غرضکہ اُدھر اُدھر کا تذکرہ عمرو کرنے لگا بعد اسکے عمرو نے اپنی کیفیت بیان کی اور کہا کہ رات کو ملکہ شکوہ زرین قبا اور مین اس پہاڑ پر بیٹھا تھا کہ افراسیاب آکر ملکہ کو مع اُسکی دو زرزادی محبوب جادو کے چوٹی پکڑ کر کھینچ لے گیا اور پھر فوراً ہی آنے کا ملک برآن شمشیر زن کے حال بیان کیا کہ اسطرح ظلمات فیل دندان آیا اور اسطرح سحر ملکہ کی بارگاہ کیا کہ وہ قید ہو گئین یہ حال سُنکر ماہ تاجدار طیش مین آیا اور تیغہ سحر پکڑ کر تین لاکھ ساحرون سے کہ جو اسکے ساتھ آئے تھے سمت ظلمات فیل دندان روانہ ہوا اور مرزان جادو بھی عمرو کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اُسطرف سے ظلمات فیل دندان بھی مقابلہ کرنے کو نکلا اب دونون لشکر

مقابلہ مین اُترے اور جب نیل شب کی پشت پر جھول ستارہ دار کواکب کی پڑی اور فیل خاور مغرب مین خیلبان

خورشید نے قدم رکھا کر قطع	سر شب عکس کا مہ نور چمکا	ہوا سامان رزمی سب مہیا
کمال شام تاریکی پہ آیا	اندھیرا عارض عالم پہ چھایا	سر شب نفیر سحر کو ماہ تاجدار نے

بجایا ظلمات نے بھی نقارۂ جنگی بجنے کا حکم دیا۔ وہ گڑگڑایا ساحرون نے تیاری سحر کی آغاز کی افسون خوانی ہونے لگی پڑھنت پڑھی جانے لگی بیرغل بجانے لگے عالم مین تہلکہ پڑگیا سحر کا اندھیرا ہر سمت چھایا بھیرون ناچتا آیا بازوے سحری ساحرون نے کھولے قصر تن وٹھانے کی ہر ایک گوشہ ہوئی ستون بارگاہ وشجاعت جنگی پشتیبان سحر وساحری تھی دروازۂ جنگ کھلا باب آشتی مسدود ہوا تیر و بگا سینۂ دشمن مین روزن کرنے ارادہ ہوا لڑنے مین ہر ایک طاق تھا غرض چار پہر رات بھی غلغلہ بیدار ہا جب قصر فلک مین مشعل خورشید کی روشنی ہوئی اور شمع مہتاب ایوان افلاک

عجب گی کہ اشعار	دکھایا صبح نے حسن جبین کو	کیا تابندہ رخسار زمین کو
کیا لطف فلک نے شب کو نابود	ہوئی ہر طبع کو تکمیل بیداد	صبح کو ایک طرف سے ظلمات

اپنی فوج لیکر اور ایک جانب سے ماہ تاجدار اپنے گردہ لشکر کو لیکر نظم

بگل فیل اسکو سب نے پایا	گھر آیا ابر اور ہر سمت چھایا	اندھیرا سامنے آنکھون کے آیا
ہوے پیدا کئی موفیل بدمست	ہوے موجود سر اپنے کیے پست	زمین مین بسنے خرطومون کو گاڑا

اکھاڑے نخل صحرا کو اُجاڑا غرض یہ دونون توجین موج مارتی ہوئی مقابلے مین آئین نقیبون نے نقابت کی صفین کھینچ گئین میدان پاک صاف ہوا اسوقت فیل دندان فیل بنا ہوا میدان مین جھومنے لگا اور پھر زبان انسان پکار کر اُسنے آواز دی کہ ای ماہ تاجدار میرے مقابلہ مین آیا تاجدار شیر آتشین پر سوار بیرق ہاتھ مین لیے اور اُسکو جلوہ دیتا سامنے اُسکے گیا ظلمات فیل دندان نے ایک سحر ایسا کیا کہ چار پہاڑ چہار طرف سے ماہ تاجدار پر آکر گرے ماہ تاجدار نے چار سنگریزے اُٹھاکر اُن چارون پہاڑون پر مارے کہ وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر اڑ گئے اب کی ظلمات نے پھر سحر کیا کہ ایک دریا جوش مار کر زمین سے پیدا ہوا طغیانی آب سے کشتی جان غوطہ کھاتی تھی بحر مین ایک تلاطم برپا تھا دریا بھی مینڈھے لڑاتا تھا نظم ؎ ہر کنار سے بلا ہر اک گرداب ؎ لجہ سرمایہ بخش تیرہ سحاب ؎ موج دریا بلا سے ہم آغوش ؎ تھا تلاطم سے آب بھی مدہوش

وہ دریا جب موج مارتا ہوا ماہ تاجدار کے پاس آیا تاجدار نے سحر پڑھکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا
کہ پانی وہ کا جم گیا اور اسنے سحر کیا کہ ہزار شیر غران دُم اپنی علم کیے ڈکارتے اور طمانچے مارتے ہوے
ظلمات فیل دندان پر آپڑے ظلمات ہاتھی تو بنا ہوا تھا ہی اس نے اُن چارون کو سونڈ مین
لپیٹ کر ٹھوکرون سے مار ڈالا پھر ماہ تاجدار نے سحر کیا کہ ظلمات فیل دندان نے دیکھا کہ ایک
بارہ دری ہی اور اُسمین ایک عورت بہت خوبصورت بیٹھی ہی لیکن یہ ساحر بلا سے بے درمان آفت
روزگار ہی اسنے ایسا سحر کیا کہ وہ بارہ دری اُس عورت کے سر پر گر پڑی اور وہ ہلاک ہوگئی اور
جھلا کے اسنے ایکی جو سحر پڑھا تو ایک چادر ظلمات کی ماہ تاجدار اور عمرو اور مہرزان کے
اوپر آکر چھا گئی اور سب اُس اندھیرے مین مثل برآن شمشیرزن کے قید ہوگئے آنکھون مین تاریکی
چھائی ہر طرف صدا یارہا مستغیثا کی بلند ہوئی اُس اندھیرے مین ظلمت شب دیجور کو شرما دیا
دم بھر ایک کا خفا ہوا اور ظلمات فیل دندان خوشی خوشی اپنے مقام پر آیا اور اُسنے نامہ افراسیاب
کو اس مضمون کا لکھا کہ ای شہنشاہ کیوان کلاہ مین نے ماہ تاجدار اور عمرو اور مہرزان کو گرفتار کیا ہی
اور پہلے ملکہ برآن شمشیرزن کو گرفتار کر چکا ہون آپ تشریف لائین تو اُن کے قتل کی تدبیر
ہو جب یہ نامہ افراسیاب کر پہونچا پڑھکر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ چلکر مین سب کو قتل کرونگا
لیکن باغبان قسمت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اب میری خاطر سے ملکہ شکوہ زرین قبا
کی تقصیر معاف کیجیے افراسیاب نے اُسکی خاطر سے خطا کو اُسکی معاف کیا اور مع محبوب جادو
کے ملکہ شکوہ زرین قبا رخصت ہوکر اپنے مکان پر آئی اور وہان آکر محبوب جادو سے اُسنے
کہا کہ ای محبوب یہ تو خوب جانتی ہی کہ کسی کا دل جو بے قابو ہو جاتا ہی تو پھر وہ سنبھل نہین سکتا
اور افراسیاب نے ہمکو اس جرم پر مقید کیا تھا لیکن میرا ارادہ ہی کہ مین ظلمات فیل دندان کو قتل
کرون اور ماہ تاجدار کو مجھپر الاون محبوب نے کہا بی بی گستاخی معاف ہو حواس کی باتین
کرو کہان ماہ تاجدار اور کہان تم یہ سب باتین خواب خیال کی ہین اگر اُنکی قسمت مین رہائی ہی
تو آپ رہا ہو جائینگے ملکہ نے اُسکے بچر مین بیقراریان کرنا شروع کین منہ کو دوپٹہ سے ڈھانپ کر رونے
لگی رخسار کو آنسوون سے دھونے لگی دل سے اپنے تنگ ہوئی بخت واژگون سے جنگ کرنے لگی
اور کہتی تھی کہ لوگو بلبل کا معشوق تو گل ہی وہ اُسکے پاس بے تامل ہی پھر یہ کیون نالے کرتی ہی

اور تمری سر و پر رہتی ہو مگر کو دیکھ جانی ہو اپنا تو یہ حال ہو کہ دل آرام نہین پاتا چین ذرا نہین آتا لالہ نعمان
کی طرح داغ کھائے ہین چشمہ چشم ڈبڈبائے ہین لبون پر سسی آہ کے دھوین کی جمی ہو اور خون جگر کی
گرمی سے آئینہ دل حیران ہی زلف کی طرح خاطر پریشان ہو بہار لالہ و گل دل کو بھاتی نہین

فراق مین نیند آتی نہین لطف
روتی ہون چوٹ آہ کی ہے تو
ہنستے ہین یہ طفل اشک ہر سو

ہنتی ہون کبھی صبا سے سن کر
کہنا دل پر سے حال مضطر
دیتے ہین گل چین سنے ہار

ہو وار سے بڑھکے سرو گلزار
چشمون سے ہو بڑھکے اشکبار
سیراب دیتی نہین ہو زاری

گلگشت سے واقف ار ہو دل
ہان غیرت لالہ زار ہے دل
لالہ دیتا ہو داغ دل کو

بھاتی نہین سیر باغ دل کو
نرگس کی روش ہوئی ہون بیمار
ہر پھول چمن کا بگڑا سا قار

ہلدرو جو تازہ و فغان ہو
سب باغ و بہار گل خزان ہو
ہو چشم کو انتظار دیدار

مستور نظر ہو وصل اے یار
دل صدمہ فرون ہو اپا بیتاب
آنکھون کو نہین ہو الفت خواب

یہ ہجر ہو جب عدو سے جانی
وشوار نہ کیون ہو زندگانی
اسی حالت عشق مین زار نالان

چاک گریبان اٹھکر ایک طرف روانہ ہوئی کہ اور ایک پہاڑ کے قریب پہونچی تو وہان سے آواز آئی
کہ اے ملکہ عالم مین آپ کی نوکری ہون مگر عجلت سے اپنے ساتھ نہ چلیے ٹھہریے ملکہ یہ صدا سنکر
ٹھہر گئی اور پیچھے پھر کر جو دیکھا تو سہیل جادو کو آتے دیکھا سہیل نے قریب آکر باتون مین لگاکر حلقہ
کمند کا مارا کہ ملکہ اٹھکر گری حباب بیہوشی مارا کر بیہوش ہو گئی صرصر نے ملکہ کو رتھ مین پہاڑ کے
رکھا اور آپ یہان سے اصلی صورت بنکے باغ مین محبوب جادو کے پاس آئی محبوب سب ملکہ
کے لیے پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ اسنے آکر محبوب سے کہا کہ جادو مین تمکو ملکہ کے پاس بھیجکر
اس حیلہ سے محبوب کو اپنے ہمراہ لیکر یہ باہر باغ کے آئی اور وہان باتون مین لگاکر اسکو بھی
بیہوش کیا اور پشتارہ اسکا بھی باندھا پھر وہان سے رتھ مین پہاڑ کے آکر ملکہ کا بھی پشتارا لیا
اور ان دونون کو لیکر از بسکہ صبح ہو گئی تھی بارگاہ مصور جادو مین لائی افراسیاب کے پاس
بیجانا مناسب نہ جانا کوئی دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ مصور جادو سے اس نے کہا مین شکوہ
زرین قبا اور یہ محبوب جادو کو پکڑ لائی ہون اور یہ کہکر پشتارا کھولا اور دونون کو سامنے
ڈالدیا مصور جادوگر جادو کو خوش آیا اور کہا کہ کیا قدرت خدا کی ہو ملکہ شکوہ زرین قبا

ایسی ساحرہ ہو اور اُسکا یہ مرتبہ یہ کہکے ملکہ کو ہوش مین لاکر برابر اپنے تخت پر بٹھایا جب ملکہ
شکوہ زرین قبا کو ہوش آیا اور اُسنے دیکھا کہ مین صورت نگار جادو کے پاس بیٹھی ہون فوراً مع
محبوب جادو سحر کرکے سمت آسمان روانہ ہوئی مصور جادو گھبرایا اور صورت نگار اپنی
زوجہ پر خفا ہونے لگا کہ حرامزادی تجھے شکوہ زرین قبا کے ہوفیار کرنے سے کیا مطلب تھا
اور خفا ہوکر آپ پیچھے ملکہ کے اُڑا اور برابر پہونچکر ایک سل سحر کی ملکہ پر ماری ملکہ نے دیکھا کہ پیچھے سے
سحر کی سل آتی ہے اُسنے الٹ کر جو سحر کیا تو وہ سل ریزہ ریزہ ہوکر بارگاہ عین مصور جادو کے گری
اور جسکے سر پر سنگ ریزہ اسکا لگا وہ بیچارہ جان سے گیا زندگی پر بچھڑ پڑے ایک سنگ ریزہ مصور جادو
کے بھی لگا یہ گھبراکر بھر آیا اور شکوہ زرین قبا اور محبوب دونون بھاگ کر سمت صحرا گئین لیکن
افراسیاب جادو نے قیصر جادو کو حکم دیا کہ کچھ فوج لیکر جاؤ اور مرزان وماہ تاجدار اور عمرو
ان سب کے سر کاٹکر میرے پاس لاؤ قیصر جادو حسب الحکم بادشاہ فوج لیکر وہان گیا جلا اشجار

بہت سے ساحر گمراہ و بدخواہ
لڑائی کا ہوا سامان موجود
بڑا سامان شوکت اُسکے ہمراہ
یعنی قیصر جادو ماہ تاجدار کی فوج پر آگر ماہ تاجدار کا لشکر ہرچند
جو پہونچے آکے وہ بدذات و مردود

کہ بے سردار تھا لیکن خوب لڑا آپس مین تلوار سحر کی چلنے لگی نظم: دیے ساحر دمان شمشیر خون ریز

بشکل برق روشن اور بہت تیز
بشکل برق چمکے گر زد شمشیر
کوئی خستہ کہین نعرے کہین چیخ
چمکتی تھی برابر برق شمشیر
کہین تن سر کہین تن کہین پر
اٹھے باہم برابر گرد لشکر

لگی آپس مین چلنے برق شمشیر
صف دشمن پہ پس پڑنے لگے تیر
کہین سیلاب خون سے سرخ راہین
اجل تھک تھک گئی ایسے چلے تیر
نہال نخل قامت خم زمین پر
گھٹے مل مل کے مردان دلاور

کوئی بولا کہ پھر اب کیا ہے تاخیر
جدا ہونے لگے پاد سر و دست
کہین زخمی تنون کی سرد آہین
گرے گردان شیر افگن زمین پر
ہوا اٹھٹ اول چرخ ستمگر
سر مثل کاسہ گدائی کے ٹھوکرین

کھاتے تھے دھڑ ادھر خون مین نہاتے تھے کہین سر کٹ کر گرا تھا تو اُس نے زمین کو دانتون سے
پکڑ لیا تھا کہین ہاتھ کٹ کر گرا تھا گریبان گیر خاک ہوا تھا کہ افسوس ہم سے کچھ نہ ہوسکا زرہ پوشون کے
بازو جو جو قطع ہوکر گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ مچھلیان دام مین پڑی ہوئی تڑپ رہی ہین اور
پانون جو کٹ کر گرا تھا تو سپہ و ملک عدم ہوا تھا آخکار ماہ تاجدار کی فوج تاب لڑائی کی نہ لاسکی

بھاگ کھڑی ہوئی اُس طرف ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب صحرا مین چلی جاتی تھین بس اُس فوج سے ملکہ نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اُنھون نے کہا کہ ہم لوگ ملازم ماہ تاجدار جادو کے تھے قیصر جادو نے آکر ہمکو لوٹا اور بارگاہ پھینکر لیے جاتا ہے بس یہ سننا تھا کہ ملکہ شکوہ زرین قبا نے سحر کیا اور مانند برق کے قیصر جادو کے اوپر آئی اور پکاری کہ ای قیصر جادو کہان جائیگا میرے ہاتھ سے قیصر جادو نے ملکہ شکوہ زرین قبا کو جو آتے دیکھا ایک نارنج سحر کا مارا کہ ملکہ کو حیرانی ہوئی اور وہ وہان پر ایسا لگا کہ جس سے رنج ہوا لوٹنے لگا ملکہ نے پھر مٹی اُسی خون مین گوندھکر ایک سوار بنایا اور تلوار اُسکے ہاتھ مین دی اور کہا کہ میرے خون کی تجکو قسم کہ جاکر قیصر جادو کو مار آ اور زندہ اُسکی فوج کو نہ چھوڑ اتنا سنتے ہی وہ سوار تلوار لے کر فوج قیصر جادو مین در آیا اور مارنا شروع کیا اب تو یہ حال ہوا کہ کشتون کے پشتے اور لاشون کے پشتارے انبار لگا دیے اور دریا خون کا جاری ہوا اشعار

درخشیدن تیغ الماس گون	سنانہاے آبدار دادہ بخون	بگردو اندرون آبجو ابر پر آب
کہ شنگرف بارد برو آفتاب	پر از نالۂ کوس شد مغز میغ	پر از آب شنگرف شد جان تیغ
تو گفتی کہ الماس جان فشاند	بپہ مرجان کہ در کین ہمین جان فشاند	ہر چند کہ قیصر نے سحر کیا لیکن وہ

سوار قریب آکر پہونچا اور آتے ہی اُسنے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ قیصر جادو کے دو ٹکڑے ہوئے اور یہ داخل جہنم ہوا پھر تو یہ حال تھا کہ جدھر وہ سوار تلوار پکڑ کر جاتا تھا صفین کی صفین اُلٹ جاتی تھین تین پہر کامل وہ سوار لڑا دو لاکھ ساحرون مین سے ہزارون تو مارے گئے اور بقیۃ السیف بھاگ کر جانب افراسیاب روانہ ہوے ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو فارغ کرکے بارگاہ مین ماہ تاجدار کے آئین بارگاہ استادکرائی اور اُس بارگاہ مین بیٹھکر چالیس پتلیان اور سحر کی تازہ تیار کرکے اُنکے ہاتھ مین آئینے دیے کہ وہ اپنے تئین آئینہ رخسار کو آئینون مین معائنہ کرنے لگین اور اپنی بکتائی کی بہر صورت گواہی دیتی تھین پھر ملکہ نے دو دانہ ماش کے پڑھکر اُن پتلیون پر مارے کہ وہ پتلیان پتھر کی بن گئین اور اُس سوار کے گلے مین اپنا موتیون کا مالا اُتار کر ڈالدیا اور پھر سحر کیا کہ وہ سوار ایک چاند کی صورت بن گیا اب اُدھر بارگاہ کے کئی سو ستارہ اور بیچ مین ایک چاند جلوہ گر ہی غرض یہ بناکر آپ اور محبوب پھر ایک طرف کو روانہ ہوئین لیکن خبر افراسیاب کو قیصر کے مارے جانے کی جو پہونچی تو افراسیاب نے باغبان قدرت کو

روانہ کیا باغبان قدرت شکوہ زرین قبا کے پاس آیا اور اُسنے آواز دی کہ اے ملکہ
شکوہ زرین قبا بنکی برباد گنہ لازم ہے جو ہم نے تمھاری خطا معاف کرائی تھی تمنے اسکا بدلہ لیا
ملکہ شکوہ نے اس بات کا تو کچھ جواب نہ دیا اور ایک تانبے کا ٹھرا اُسپر مارا باغبان حریف
زبردست تھا یہ بھلا کب تانبے کھاتا اُسنے اُسکو خالی دیا اور ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ ملکہ شکوہ
نے محبوب کے پانوں زمین نے پکڑ لیے باغبان قدرت ان دونوں کو بچالی تمام گرفتار
کرکے جانب اقلیم سیاب روانہ ہوا جب قریب دریاے خون رواں کے پہونچا تو اسوقت ایک
ساحر کہ جسکی جٹاہاے خاکستری زمین تک تھیں بال اُسکے فتیلہ کے سے آنکھیں مثل مشعل کے روشن
قریب باغبان آیا باغبان اُسکو دیکھکر چاہتا تھا کہ کچھ بات کرے لیکن اُس ساحر نے
ایک بیضہ بیہوشی کا باغبان کے منھ پر مارا کہ وہ چرخ مار کر زمین پر گرا اور اُس شخص نے
آواز دی کہ دہم نظر کردہ حیدر کرار مظہر قہر ان نامدار محبوب اور شکوہ تو چھوٹکر الگ کھڑی ہوئی
اور مظہر قہر ان نے دوڑکر ایک لات باغبان کے سر پر ماری وہ کندا اگر پہاڑ پر پڑتا تو پہاڑ کے پرزے پرزے
اُڑجاتے مگر باغبان پر اُسنے اثر نہ کیا اور یکایک دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک مچھلی زمین سے نکلی
اور باغبان کو نیگر غائب ہوگئی ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو پھر ایک طرف کو روانہ
ہوئین کہ اس اثنا مین ایک ساحر عذار موج جادو انکو ملاکر یہ ماجرا نہایت زبردست ہے پس
اُسنے اُنکو دیکھکر ایسا سحر کیا کہ ایک دریا پیدا ہوا اُسمین یہ دونون غوطہ کھانے لگین اُسوقت موج
ان دونون کو پکڑکر ملکہ حیرت جادو کی بارگاہ مین آیا حیرت نے کہا کہ اے شکوہ زرین قبا
و محبوب یہ تمہارا کہا اب کہان جاؤگی یہ کہکر طرفہ رزبیر مشکا کر بغیر سحر کے چاہا کہ انکو قید کرین لیکن
محبوب اور ملکہ شکوہ زرین قبا کو ہوش آیا یہ تڑپ کر سیدھی سمت آسمان پر پرواز کنان روانہ ہوئین
دو ہزار ساحر ملکہ حیرت جادو نے اُنکے تعاقب مین روانہ کیے کہ یہ اگر دریاے خون رواں پر پہونچے
ملکہ شکوہ زرین قبا نے اپنا مالا توڑکر دریا مین پھینکا اور آپ جست کرکے علحدہ ہوئین بس
مالا پھینکتے ہی مچھلیان اُس دریا کی اُڑین اور وہ دو ہزار جادوگر پیچھے پیچھے ملکہ کے آتے تھے
اُن سب کو پکڑکر وہ مچھلیان بیچ دریا مین جاکر غائب ہوگئین اور یہ خبر ملکہ حیرت جادو کو پہونچی اُسنے
کہا کہ بڑا غضب کیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے یہ کہکر آپ بارگاہ سے نکل کر روانہ ہوئی راستہ مین

اس نے دیکھا کہ ایک ساحر بیدل جادو نام ایک مقام پر بیٹھا ہی اُسنے کہا کہ ای ملکہ حیرت جادو
شکوہ زرین قبا ابھی ابھی اسطرف گئی ہین یہ سُنکر حیرت جادو ڈھونڈھتی ہوئی مانند برق چمک کر
ملکہ شکوہ کے قریب پہونچی اور اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ یہ دونون بے حس و حرکت ہوگئین پس حیرت
جادو ان دونون کو گرفتار کرکے وہان لائی کہ جہان وہ ساحر بیدل بیٹھا تھا اُس سے کہا
کہ ای ساحر بیدل تو نے مجھے خوب راہ بتائی نہین تو یہ دونون صاف نکل گئی تھین اُس ساحر نے
کہا کہ ای ملکہ مین اب بھی آپ کو منع کرتا ہون کہ آپ اسطرف سے نجائیے گا کیونکہ وہان کئی عیار
گھات مین لگے ہین ملکہ حیرت نے کہا کہ پھر کدھر سے جاؤن اُسنے کہا کہ ادھر سے جیسے ہی حیرت
نے منھ پھیر کر اُس طرف کو دیکھا کہ ساحر نے حلقہ کمند کے مارے ملکہ حیرت چارون شانے چت
زمین پر گری اور ساحر نے نعرہ کیا کہ منم مہتر برق فرنگی شکوہ و محبوب تو چھوٹ کر ایک طرف کو
روانہ ہوئین اور برق نے چاہا کہ ملکہ حیرت کا سر کاٹ لون لیکن ایک پنجہ چمک کر فلک کی طرف
سے جو گرا تو ملکہ حیرت کو اُٹھا لے گیا اور ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب ایک دریے
کوہ لاجورد مین آئین کہ دم بھر یہان ٹھہرین اور دم لین مگر پہاڑ مین دو علم ہر آدھے مین عمل ہے
افراسیاب کا اور آدھے مین عمل ہی کوکب رو شنفکر کا غرض کہ وہان یہ دونون بیٹھکر سحر کی تیاری
مین مصروف ہوئین لیکن وہ پنجہ جو ملکہ حیرت کو لیگیا تو سامنے افراسیاب کے لایا حیرت جادو
نے سب احوال ملکہ شکوہ زرین قبا و محبوب کا خدمت افراسیاب مین بیان کیا افراسیاب
نے فرمایا کہ حیرت جادو تم لکڑیون کا جاکر انبار صحرا مین لگاؤ تاکہ مین شکوہ زرین قبا اور محبوب کو
لاکر جلادونگا حیرت یہ سُنکر اپنے لشکر مین آئی اور بموجب حکم افراسیاب اسنے لکڑیون کا انبار لگایا اور
افراسیاب شکوہ زرین قبا و محبوب کے پکڑنے کو پرواز کرکے روانہ ہوا لیکن حال مجلس جادو کا
سُنیے کہ یہ بران کا گرفتار ہونا سُنکر بیقرار ہوئی اور اپنے مقام پر سے جو چلی تو دریاے خون روان کی
طرف آئی وہان نہنگ جادو کہ جسے اسکو پہلے قتل کیا تھا اور بران نے اُسکو اختر سے قتل کیا تھا
چنانچہ وہ اصل مین قتل نہ ہوا تھا اُسوقت کنارے دریا کے پھر رہا تھا کہ اُسنے مجلس آرا کو آتے ہوے دیکھا
بس فوراً نہنگ بنکر اُس نہنگ لاڈلی کو نگلگیا اور وہان سے خدمت افراسیاب مین آیا بادشاہ کو
تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ ای نہنگ مین شکوہ زرین قبا کے ہاتھ سے بتنگ ہون نہنگ نے

عرض کیا کہ آپ گھبرائین نہین مین شکوہ زرین قبا کو گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکر نہنگ جادو بغضب
تمام پھر خدمت افراسیاب سے روانہ ہوا اور صحرائین آکر اُس نے سحر پڑھکر دستک دی کہ اے
آب جادو و حباب جادو آکر حاضر ہو یہ دونون اُسکے کارندے ہین جب وہ اُسکی خدمت
مین آکر حاضر ہوے تو اُسنے کہا کہ تم ملکہ مجلس آرا جادو کی قید سے خبردار ہو مین آتا ہون یہ کہکر
آپ پھر گرفتاری ملکہ شکوہ زرین قبا و محبوب روانہ ہوا اور یہان آب جادو نے بزور
سحر ملکہ مجلس آرا کو تا بہ کمر زمین مین غرق کردیا اور حباب جادو ایک طرف والے نگہبانی
کے بیٹھا قضاے کارساز روزگار رو دہا۔ ان ہونی کی ہون کو تاکت ہین سب کوے ؎
ان ہونی ہونی نہین ہونی ہو سو ہوے۔ برق فرنگی اُس جنگل مین آنکلا دور سے اُسنے
نہنگ جادو کی گفتگو حباب سے جو ہو رہی تھی سنی بس اُسیوقت نہنگ جادو کی ایسی
صورت بنکے سامنے اُن دونون جادوگرون کے آیا اُن دونون نے پوچھا کہ کیون اتنا جلد آپ
پھر آئے اُسنے کہا کہ مجکو کچھ کام ہی غرض آب اور حباب دونون کھڑے ہو گئے اور نہنگ
نقلی نے کچھ میوہ اپنی کمر سے نکالکر اُن دونون کو دیا کہ انھون نے کھایا اور بیہوش ہوے
برق نے بہت جلد اُن دونون کے سر خنجر بران سے جدا کیے اور مجلس آرا جادو کو قید سحر سے
رہائی دی مجلس جادو برق فرنگی کے پانون پر گری اور گویا ہوئی کہ شکوہ زرین قبا
ہماری طرف ہو گئی ہی اور اُسکو نہنگ جادو قید کرنے گیا ہی یہ باتین کرتے ہوے آپس مین
ایک سمت کو روانہ ہوے لیکن یہان نہنگ جادو نے اُس مقام پر کہ جہان شکوہ زرین قبا
اور محبوب جادو پہاڑ کے دوے مین بیٹھی ہوئی سحر کر رہی تھین پہونچکر سحر کرنا شروع کیا اور شکوہ
زرین قبا پر اُسنے ایک ایسا سحر کیا کہ آندھی تیرہ و تار آئی تمام عالم مین تاریکی چھائی وہ تاریکی
سرمہ دیدہ شکوہ و محبوب ہوئی یہ دونون بالکل اندھی ہو گئین نہنگ نے ان کو
پکڑ لیا اور قفس سحر مین گرفتار کرکے پھر جانب افراسیاب روانہ ہوا مگر اُس طرف سے برق فرنگی
اور مجلس آرا جادو آتے تھے بس جیسے ہی نہنگ نے مجلس کو دیکھا بیتاب ہوکر دوڑا اور بزور
سحر اُن دونون کو بیہوش کیا مجلس کو نگل گیا مجلس اپنے دل مین سوچی کہ یہ ہر مرتبہ
مجکو گرفتار کرلیتا ہی کوئی تدبیر تو ایسی کرون کہ یہ ہلاک ہو یہ سوچتے سوچتے اُسکو یاد آیا کہ ایک نشتر

تیرے بالوں مین ہی رہنے اُس نشتر کو جوڑے سے نکال کر نہنگ کے پیٹ مین مارا کہ نہنگ کا پیٹ شق ہوگیا صدائے واویلا بلند ہوئی اور مجلس نے اُسکے پیٹ سے نکل کر شکوہ زرین قبا اور محبوب کو چھڑا لیا اور انکو اپنے ساتھ لیے ہوئے روانہ ہوئی راہ مین ماہ تاجدار پر اپنا عاشق ہونا اور ملکہ بیان شمشیر زن کا قید ہونا سب بیان کیا مجلس آرا بران شمشیر زن کا حال سنکر بدحواس ہوئی اور شکوہ کو اپنے ساتھ لیے جس مقام پر کہ ظلمات فیل دندان تھا پہونچی اور للکاری کہ او ظلمات بدذات میرے مقابلے مین ظلمات بارگاہ سے باہر نکلا مجلس نے ایک نار نخ سحر کا ظلمات پر مارا لیکن ظلمات نے اُسکو خالی دیا اور یہ ماورا بظا ظلمات خاک جمشیدی اپنے پاس رکھتا ہے بس اسنے وہی خاک جمشیدی کا ایک ٹکڑا مجلس آرا پر مارا اور شکوہ زرین قبا اور محبوب ان دونون پر بھی اُس خاک کو چھڑکا کہ تاریکی چھا گئی اور یہ بھی تینون قید ہوئین اب یہ نسطفۂ حرام اپنی بارگاہ مین آیا اور اس ماجرے کو قران نے دیکھا مگر اس فکر مین ہے کہ اسکو قتل کرون غرض سمت صحرا روانہ ہوا اب یہ تو جانب صحرا جاتا ہے اور بران و شکوہ وغیرہ قید ظلمات فیل دندان مین ہین لیکن انکو اس حال مین چھوڑ کر کیفیت لشکر امیر بیان کی جاتی ہے کہ امیر اپنی بارگاہ مین داخل ہین اور پانچ ہزار پانچ سو پہلوان سردار ان نامی اور پہلوانان گرامی بارگاہ سلیمانی مین زیب دہ کرسی و زنگل ہین تختون کے جنگل ہین اُدھر لقا کے یہان بارگاہ مین منصور زاغ کوہی اور عنصر کوہی وغیرہ کہہ رہے ہین کہ اگر کوئی مقابلہ مین خدا پرستون کے نہ نکلے گا تو ہم ابکی مرتبہ ان خدا پرستون سے مقابلہ کرینگے بختیارک کہہ رہا ہے کہ ای بھائیو کیون ناوان بنتے ہو خداوند لقا تقدیر الٹی کرتے ہین یہ مسلمانون کے طرفدار ہین تھالی کے بیگن ہین کبھی اِدھر کبھی اُدھر لقا نے کہا ابکی ایسی تقدیر کرونگا کہ کوئی بندہ میرا اگر سب خدا پرستون کو مارے گا یہ باتین ہو رہی تھین کہ نامہ مہاران کوہی کا آیا نامہ دار نے لاکر خداوند لقا کو دیا خداوند نے بختیارک کو دیا اُس نے پڑھا لکھا تھا کہ مین مدت سے مشتاق زیارت خداوند ہون اور چاہتا ہون کہ کام خدا پرستون کا تمام کرون لیکن خداوند نے مجھے کبھی بار نہ فرمایا اب مین حاضر ہوا ہون اِس نامہ کو سنکر لقا نے حکم دیا لوگ بہر استقبال جائین ملک بختیارک شوم بہر تعظیم و استقبال روانہ ہوا اور مہاران کو بارگاہ مین لیکر آیا لشکر کو اُسے

مقام پاکیزہ پر اترواایا اور مہاران نے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی خلعت ملا یہ دنگل پر بیٹھا
بختیارک نے کچھ حال زبردستی امیر کے لشکر کا بیان کیا اور کہا کہ خداوند کی بیٹی نورچکیدہ
خالص خدمت شہزادہ قاسم کے ساتھ اور ملکہ جہان افروز بڑی بیٹی شہزادہ بدیع الزمان
کے ساتھ نکل گئی ہین یہ سننا تھا کہ لقا نے ایک دھول اُسکے سر پر ماری کہ رفیدہ اُسکے سر پر سے
گر پڑا انجتارک نے اُسکو اٹھا کر چوما چاٹا پھر سر پر رکھا اور کہا کہ دھول دھپے مین اگر گر جائے
تو بہت اچھا ہو مگر اب کہا سنا میرا سب قصور معاف کر دین کیونکہ بچینگے نہین لقا نے کہا
کہ ای مہاران تم اُسکی باتون پر مت جاؤ یہ عیار ہماری درگاہ کا ہے اسی طرح کی باتین بناتا ہے مہاران
نے کہا آپ سچ فرماتے ہین لیکن دل تو بہل جاتا ہے یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا اور کئی روز تک
کسل سفر سے آسودہ ہوا اور جب وہ زمانہ آیا کہ ستارون نے انجمین اپنی راہ مہتاب مین بچھائین
اور گردون نے دستار مہتاب اپنے سر پر رکھی اشعار ستارون سے کھلا پھر گلشن شام
ہوئی پھر چاندنی سب کی دل آرام ٭ قمر نے پہر لباس نور پہنا ٭ ستارے بنگلے پھولون کا گنت
سر شام کو جب حکم مہاران نامدار کہ جنگ پر چوب بجے ہر کارے خدمت والے صاحبقران
مین آکر حاضر ہوئے اور بصد ادب یہ اشعار نسبان پر لائے شعار ٭ عمدہ تو اسقدر ہو سرکار رہے تیرے

مورچہ ملک سے زیادہ جہل ملازمان ہو	جاہ و جلال یا تک دولت رہے تیرے	جب ہو تری سواری صد فیل پر نشان ہو
گر ملک چاہتا ہو تو تخت رہے تیرے	ہندوستان سے لیکر اورنا صیہ عنان ہو	آگے تو کیا کہون مین دل چاہتا ہے تیرے
قبضے مین سے زمین اور زلہ آسمان ہو		

آج مہاران کوچ نے طبل جنگ بجوایا ہی مگر آرائے نبرد ہوگا باقی
خبر سنتے ہی بادشاہ لشکر اسلام نے جانب امیر دیکھا امیر نے ابوالفتح سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ ہمارے سپہان
سے بھی طبل جنگی بجواؤ ابوالفتح نے جاکر نقارہ سکندری پر چوب لگائی پھر تو یہ حال ہوا نظم
گنبد کوہ قلعہ روے زمین پر دہل گئے ٭ کلیجین لشکرون کے رہ کنگورے بھی ہل گئے ٭ سنگین محل مکان جو بنے تھے کھل گئے
اینٹون کے ریزے کھیت گئے پتھر گھل گئے ٭ بجا طبل جنگ بدیدرنگ اس عرصہ کارزار مین دلاوران روزگار
اسیران بیشہ وغا آگاہ اور خبردار ہوے دربار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اور تیاری
آلات حرب وضرب کرنے لگے نخل ہستی بہادران آج پھلا پھولا نظر آتا تھا جنون کے پھل ہر ایک
کھانے کا ارادہ رکھتا تھا سپر دن کے پھول مہار دکھاتے تھے گلشن زندگی مین عنادل

کی طرح بہادر چھپاتے تھے گاگوں صبا رفتار اپنی شوخی دکھا رہی تھی ہوا سے شجاعت کے جھونکے آرہے تھے نیزے بسان سرو استادہ تھے مائل جنگ سوار اور پیادہ تھے نہرین خون کی بہا چاہتی تھین نرگس دیا من سپاہیون کے لیے دعاے سلامتی منا تی تھین غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ چادر شب کو شبنم سحر نے دھویا اور گاگزر روز نے پارچۂ لیل سے سیاہی کو دور کیا اشعار

کھلا آخر متمازعت شب کا	اٹھا دھندلا غبار اک سو غضب کا	وہ مثل نور عارض صبح روشن
نکل متقی پاکیزہ دامن	جبین ماہ کی صورت فروزان	بسان دلربا بچہ لحظہ مہمان
ہوے جب جانب مشرق سے ظاہر	ہوے امتحان فکر شاعر	ہنگام سحر امیر والا حشم مسجد

کرپاس مین نماز سے فراغت کر کے مشغول دعا تھے مصروف گریہ دیکھا تھے کہ ابو الفتح نے آکر عرض کیا بیت فوج میدان کے سمت جا پہونچی ہے منتظر ہے امیر والی کی ہے امیر صاحبقران نے صندوق اسلحہ طلب فرما کے اسلحہ زیب جسم انور فرمایا اور باہر نکلکر اشقر دیو زاد پر سوار ہوے اشقر کا یہ حال تھا نظم

مین خوش باد پا کی نے تمثل کیا کیون	بچہ تو حور کا ہے ولیکن فرس ہے نام	اٹھنے غبار سم سے نہ دیکھا کہ جب عنان
اسکے جو فاش زین سے زمین پر لگا لگام	پہونچے نہ اسکا سایہ بھی اسکے قدم تلک	جو اسکے تو نے رو مین عنان کو دیا نہ تھام
اعداے بد خصال کی تنبیہ کے لیے	اس برق وش کی پشت پہ پیدا ہے جب قیام	ہو طرفہ اکنان ترا اقبال ہیش و پس

نصرت کرے جلوتری اور فتح اہتمام

بس امیر بانو قیر مع سرداران والا تدبیر کے جلو خانہ بادشاہ گردون سریر مین آئے اور منتظر آمد ظل سبحانی تھے کہ یکایک بادشاہ برآمد ہوے شعر

امیر اور سردار جتنے تھے حاضر	جھکے بہر تسلیم وہ سب مدبر	بادشاہ نے ہاتھ سینے پر رکھا

اور تخت شاہی کو قلب لشکر مین رکھکر سب سردار جانب جنگاہ چلے انکے جاہ و حشم کو دیکھکر ترک دہر بھی ثنا خوان تھا اور یہ ابیات پڑھتا تھا ابیات

صولت و قہر کی آگے ترے یون دیو سیاہ	آنچ ہے آگ کی خون ناب مین آجاے ابال	روز میدان قدم اپنا تو جہان گاڑے گا
گوہ کا سینہ پھٹے دیکھ ترا استقلال	شرق سے غرب تلک رعب ترے نیزے کا	دھاک ہے تیغ جہانی کی ترے تا بشمال
سکی خونریزی یون فوج عدو کو نگھٹ کھاے	جون مہ نو سے محرم کے پٹتا ہے سال	کافر و حربی و مرزی و منافق ملحد

ایک چورنگ ہی چار و نکا اسے استیصال	کیا بیان تجھے کروں وصف سپر کا تیرے	سایہ پھر فیئت ہی تری پیشہ پہ ڈھال
شب انداز سے تیرے ہو عدو کب جا بر	دام انگشت قضا تیر کی تیرے ہی بھال	اسی شوکت و جاہ سے یہ لشکر

سرداران اسلام کا میدان جنگاہ مین پہونچنا میہان غبار زمین برادہ آہن تھا طائر ہر ایک بند و قوان سے طوطے نظر آتے تھے اور قلہ کوہ سے پائین کوہ تک نرگستان کو اکب اور کوہ لالہ رشک لالہ کھلا ہوا تھا ہوائے سرد کے جھونکے آتے تھے اور ہوائے شجاعت خاطر بہادران مین بڑھاتے تھے یہان آتے ہی حکم ہوا کہ پست و بلند زمین ہموار ہوئے اس طرف سے سواری لقا کی بڑے جاہ و جلال سے آئی فوج نے اسکی صف اپنی جمائی سقون نے دو طرف سے نکل کر آبپاشی کی اور نقیبون نے

مذمت دنیاے فانی زبان پر جاری کیا ابیات

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا	نہ سکندر ہی نہ آئینہ حیرت افزا	رتبہ دولت قیصر ہی نہ اقلیم قباد
پایہ حشمت سنجر ہی نہ ملک دارا	اسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال	جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان فنا
اس خیابان مین ہر اک نخل ہی نخل ماتم	کف افسوس ہی تیا جو ہی اس گلشن کا	وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہاتھ لگے کبھی
ٹھنڈی سانس نہ بھرے جسکے لیے باد صبا	لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ کب اسکا غبار	انکی رفتار سے ہر گام تھے فتنہ برپا
نہ وہ ہنگامہ صحبت ہی نہ وہ طرز نشاط	نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبان گویا	ربط و اخلاص کے باہم ہوئے سوال گئے
رفتہ ہستی و اسباب کھول گئے	جب نقیب نقابت کرکے میدان سے کنارے ہوئے اسوقت	

مہاران کوہی نے اپنے گینڈے کو گلب مار کے سامنے لقا کے اپنے تئین پہونچایا اور ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا لقا نے اسکو اپنے ید قدرت کے پہونچا کیا یہ میدان مین آیا اور سلحشوری دکھا کر اسنے نعرہ مارا کہ اے فرقہ خدا پرستان آؤ میرے مقابلہ کو اس صدا کو سنکر اس طرف سے شہزادہ ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سپاہ شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو تازیانہ کرکے سامنے تخت بادشاہ کے آئے اور مرکب سے کود کر دست بستہ اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے جام کلاہ کفر مرحمت فرمایا خلعت دیا کل لشکر کے علم جادہ گیری پر آئے انکے سردار سالم شیر شکار سلیم شیر شکار زہرہ لے جوشن پوش مالک ترکش سفید جامہ وغیرہ سب پیادہ ہوے تیر کمان بجنے لگے شہزادہ دلاور نے دست شفقت ہر ایک کی پشت پر رکھا اور آستین مرحمت کو جھاڑا اور بشکل تمام ہر ایک کو رخصت کیا اور آپ بادشاہ سے اجازت لیکر زیر تنگ گھوڑے کا

درست کرکے سوار ہوکر سمت حریف چلا مرکب اسکا جست وخیز کرتا ہوا سامنے مہاران کے آیا
اُسنے ایک للکار ماری کہ گھبڑا اُسکا سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور اتنا ہی زور مین آکر اُنکا پیش قدمی کرکے
بڑھ گیا اُسنے نیزہ سبکے بے کیے شاہزادہ پر لگایا شاہزادہ نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر گانٹھا اب نیزہ بازی

شروع ہوئی نظم

سناں دار نیزہ بدو نیم گشت ۔ بہ نیزہ بکرد ار شیر دژم
زگرد سواران جہان ناپدید ۔ بزد دست آن تیغ بران کشید
بینداخت قاسم چو آن گرز کوہ ۔ سوے گرز بردند چون باد دست
بخاک اندر افتاد و خاموش گشت ۔ بزین اندر از زخم بیہوش گشت
کہ قاسم برآویخت با او بہم ۔ مہاران ز قاسم ہراسیم گشت
کہ از زخم او شد مہاران ستوہ ۔ سبک تیغ تیز از میان برکشید
کہ قاسم مہاران را سر برید

اِس کیفیت کو دیکھکر قہرمان آذر دژنگاہ کوہی مقابلہ قاسم مین آیا اور ابدلاف وگزاف بسیار اسنے
گرز سر قاسم پر لگایا قاسم نے گرز کو گرز پر روکا اور آپ بجواب گرز ایک گرز مارا کہ اسنے بھی گرز
پر روکا مگر ہر بن مو سے اُسکے پسینہ ٹپکنے لگا اور بیہوش ہوگیا عیار نے اُسکے منھ پر
پانی کا چھینٹا مارا کہ وہ ہوشیار ہوا ابتو قاسم نے نظم ۔ سبکے نیزہ قاسم چو زد بر سرش
بخون جگر غرقہ شد مغفرش ۔ بہ نیزہ ہمیدون ز زین برگرفت ۔ رد لشکر بد باند اندر شگفت
زدش بر زمین ہمچو یک لخت کوہ ۔ بر از بیم شد جان دشمن گروہ ۔ اب تو لینا لینا کہکر فوج بلت
لشکر اسلام پر پڑی اِدھر سے سردارون نے حملہ کیا تلوار کھچی اور بڑے زور وشور سے تیغ زنی
آغاز ہوئی سرون پر تُرک تو سن بجنے لگا آہن کی جھنکار سے خاطر بہادرون کو ہوشیار کیا سر موت کے
سر سے آگاہ ہوے عرگ اسکے حال پر خندہ زن تھی کشتے بگرد گھن پڑے تھے سر کاٹھ گدائی کیطرح
ٹھوکرین کھاتے تھے تیغ تیز شام مین بلا سے بے درمان تھی لبسان اژدہا اُس نے نکلکر ہزارون
کو کاٹا ایک حملہ مین دو جہان کو چور چور کیا دل دشمن لوہا مان گیا رستم کی روح ٹور کے ملک عدم
مین نہان ہوئی موت سے بڑھکر تلوار چلنے لگی عالم عالم آب تیغ کا پیاسا ہوا ہر طرف خون کا دریا
بہ گیا ترک فلک کو بھی اسکا بیم تھا دل جوزا دو نیم تھا صیاد اجل تلوار کا نام تھا قتل کرنے
سے اسکو کام تھا کوچہ سلامت بنکر تیار ہوا لاشین بھرنے لگین لیکن کیفیت سنیے کہ قریب
فیروزہ کوہ جو طلسم کے ڈانڈے پر ہے وہان قہرمان اژدر نگاہ رہتا ہے وہ فوج و لشکر لیکر

پہلے سے روانہ ہوا تھا اُسوقت اثنائے راہ مین خبر اپنے باپ کے مرنے کی سُنکر برسم یلغار نوے ہزار سوار لیکر یہان آیا اور عین جنگ کے وقت پر پہونچا یہان لقا سے بختیارک کہہ رہا تھا کہ جلد تقدیر مراجعت فرمائیے ورنہ قیامت ہوا چاہتی ہی خانمہ تمام لشکر کا ہی لقا نے کہا کہ مین تقدیر کرتا ہون کوئی خداپرست زندہ نہ بچے گا یہ کہہ رہا تھا کہ فرامرز عاد مغربی گھوڑا اڈاکر صفون کو فراتا ہوا تلوارین مارتا فریب اُن فیلون کے پہونچا کہ جسپر لقا کا تخت کھنچا ہوا تھا بس اسنے چاہا کہ گھوڑے کو اڑاکر مین لقا کو تخت پر سے جاکر اُٹھالاؤن اُسوقت ایک لکڑا برآکر چھایا اور بجلی چمکی ہوا گرم چلی اور قہرمان بن اثر در نگاہ ظاہر ہوا اور اُسنے آتے ہی ایک نارنج سحر کا مارا کہ لشکر اسلام کو گرمی معلوم ہوئی اور ہوا بڑے زور و شور سے چلی ایسی کہ آندھی مین لوگ اُڑے جانے لگے ہر جھونکا ہلاکا ہوے قوم عاد کا تھا اور ایسا شور تھا کہ طبقہ زمین کا اُڑا جاتا تھا یہ ہوا چلتے چلتے تاریکی ہوگئی اُسوقت ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا دنیا تمام کالی تھی اندھیرا برپا تھا امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ تاریکی اور آندھی موقوف ہوئی اب جو دیکھا تو لشکر لقا سامنے نہین ہی دروازہ قلعہ عقیق کوہ بند ہی جب یہ کیفیت دیکھی ناچار ہوکر سب میدان سے پھر آئے اور دہان ہوا سے سحر لقا کو اندر قلعہ کے لیگئی سب کافرون نے کہا کہ ہم مارے جاتے تھے خداوند نے بچالیا اس اثنا مین قہرمان آیا لشکر اسنے اپنا اُترا یا باہر قلعہ کے لشکر کی اسکے چھاؤنی پڑی اور یہ سامنے خداوند کے باغ مینا مین آیا سجدہ کیا نذر دی اور رونے لگا لقا نے تسکین دی اور خاصت عنایت فرمایا یہ دنگل پر بیٹھا اور کہا کہ مین اپنے باپ کا بدلہ لینے آیا ہون لقا نے کہا تو میرا نظر کردہ ہی اور مین تیرے باپ کو روز نو روز زندہ کردون گا قہرمان اُٹھکر تخت کے گرد پھرنے لگا اور سجدہ کیا لقا نے کہا کہ بیٹھو یہ بیٹھا اور ساقی نے اُسکو جام مے ارغوانی بھر کر دیا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت بختیارک نے کہا کہ ای قہرمان جو کوئی یہان آتا ہی وہ پہلے ایسی ہی باتین بناتا ہی پھر آخر مارا جاتا ہی دیکھو اژدر نگاہ بھی کیسے جوان خوبصورت تھے اور بڑے زبردست تھے بڑی رسوائی سے مارے گئے اور مسلمانون کی پشم گندہ نہ کرسکے مسلمان بڑے زبردست ہین اور امیر مالک باطل السحر ہین تم بُرا نہ ماننا مین تمھارے باپ کو اب نہین بناتا ہون مگر حال کہتا ہون قہرمان نے کہا ملک جی تمھین قارورے مین بھی بھاری

نظر آتے ہین تم دیکھتا ہین ان مسلمانون کو کس عذاب الیم سے قتل کرتا ہون انھین باتون مین وہ
رات تمام ہوا اور کواکب فلک راہ کہکشان پر روانہ ہوے اور عروج ماہ آسمان پر چمکا نظم

اڑا ہی آج رنگ چہرۂ شام	قمر ہے مثل شمس اُلٹا ہوا جام	اداسی کچھ ہے چھائی چاندنی پر
نہین ہے بے سبب یہ مہ مکدر	سر شام بجگر قہرمان طبل جنگ پر چوب پڑی ہرکارے خدمت	

امیر مین آئے اور دو عادہ مکرر خبر نو اخت طبل جنگ عرض کی بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجے ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی نظم

بفرمود تا کوس روئین دناے	بیازند در پیش پردہ سراے	برآمد زدر نالۂ کرۂ ناے
سراسر بجنبید لشکر زجاے	اب تیاری آلات حرب و ضرب لشکرون مین شروع ہوئی	

اس طرف لقا بھی مع لشکر کے فوج قہرمان مین جو باہر قلعہ کے اتری ہوئی تھی آیا اور جیسے
دربار مین برپا کرائین اس طرف بھی تیاری ہتیارون کے صفائی کی شروع ہوئی اُس وقت
وہ آراستہ فوج تھی گویا بحر شجاعت و ظفر کی موج تھی بہادران نامی جنیر شجاعت کی تمامی فلک پر
علم افراختہ مریخ پر تیغ آختہ جنکے خوف سے آشوب زمین مین سمایا ہوا فتنہ کا ہاتھ آستین مین آیا ہو
خنجر ہر ایک بجلی سے زیادہ تیز تلوار ہر ایک خونریز تیر جو طعن پر آئے تو سنان مہرۂ پشت کے پار اُتر
جاے دشمن اگر تلوار کے منھ پر آئے تو منھ کی کھائے اُس فوج مین تیرون نے پاے شجاعت
گاڑ دیے کمانین چلا چلا کر ٹیڑھی سنانے لگین چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ وقت آیا کہ
طائر شب نے آشیانہ دہر سے پرواز کی اور طاؤس زرین بال خورشید نے کاشانہ مشرق سے

پرہ بال نکالے اشعار	کہ مرغان سحر ہر سو سے چہکے	اُٹھے بستر سے سب اللہ کہکے
مزاج شمع مین سردی جو آئی	تو پروانون کی گرنی پھر نہ بھائی	شب رخصت طلب عزت لگا کے
چپھی مثل سرور آنکھون مین آکر	صبحدم امیر کشور گیر مسجد کرباس سے جلوخانۂ بادشاہی مین آئے	

بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوے امیر نے مجرا کیا سب سردارون کا مجرا اسلام لیتے بادشاہ

جانب جنگاہ چلے اشعار	سپہبد سوی جنگ بنہاد روے	یکے ساختہ لشکر جنگ جوے
خرد شیدن زنگ وہندی درے	برآمد زدہلیز پردہ سراے	ہزاران ہزبر و دلیران کار
چہ تیران جنگی گہ کارزار	دران دشت برخاست آوار کوس	ہوا تیرگون شد زمین آبنوس

بہ پیش پسہ اندرون پیل و شیر | پس زندہ پیلان پسیلان دلیر | ز گرد سواران ہوا بست میخ
چو برق درخشندہ پولاد تیغ | جب یہ میدان مین پہونچے اُس طرف سے لشکر فوج لیکر

میدان مین آیا اور لشکر نے پڑاجایا زمین ہموار ہوئی نقیبون نے نقابت کرکے دل بہادرون کے بڑھائے کڑکیٹ کڑکا کہکر کنارے ہوے اُس وقت قہرمان نیچہ سحر کا آگے رکھے ہوئے منتقل آستین تخت پر رکھے اور اُسی تخت پر آپ سوار مالے موتیون کے گلے مین ڈالے میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے قارن بلند کمان بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر اُسکے مقابلہ مین گیا اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ ایک اژدہاے آتش فشان پیدا ہوا اور اُسپر ایک پتلہ تیغکار سوار سامنے قارن بلند کمان کے آیا اور قارن کو اُس نے للکارا قارن تلوار کھینچکر اُسپر جا پڑا وہ پتلہ اژدر کو اپنے پھیرکر سمت صحرا روانہ ہوا قارن بھی اُسکے پیچھے چلا یہان تک کہ صحرا مین دونون جاکر غائب ہو گئے پھر اُدھر سے اور ایک سردار فرامرز زعاد مغربی نکلا اسکو بھی وہ پتلہ آکر اسی طرح لیگیا اُسوقت تو امیر کو تاب نہ رہی تلوار کھینچکر چلے اُس طرف سے فوج لشکر اور قہرمان کی چلی آپسمین جنگ مغلوبہ آغاز ہوئی اور یہ ہوا کہ تیغون کے جھنانے سے چرخ پیر بھی لرزنے لگا نظم

ہوا را تو گفتی ہمی برفروخت | چو الماس روے زمین بر بسوخت | بمغز اندرون بانگ پولاد خاست
بابر اندرون آتش و باد خاست | دو لشکر بہلجا شدہ سخت کوش | بگردون درافتاد بانگ خروش
ز خون روے صحرا چو جوے روان | ز بانگ سواران جہان پرفغان | دران کین و آشوب دارو بکش
نہ با اسپ و زور نہ با مرد ہش | بکشتند از ایشان دہ و دو ہزار | ہمین دود آتش برآمد چو قار
ہمہ روے در یاشدہ قیرگون | ہمہ روے صحرا شدہ رود خون | غرض تلوار خوب چلی آخر فریب

شام قہرمان طبل باز گشت بجوا کر پھر گیا امیر بھی پھر کر اپنے لشکر مین آئے دلاورون نے مکر کھولی آپس مین ہوے اور اُس طرف قارن اور فرامرز کو جو وہ پتلہ اژدر سوار لیگیا یہ جب جنگل مین پہونچے تو انھون نے دیکھا کہ وہ پتلہ نگاہ سے غائب ہو گیا یہ بھی مایوس ہو کر وہان سے پھرے شاید یہان جنگ مغلوبہ جو ہوئی اس وجہ سے وہ پتلہ غائب ہو گیا الحاصل یہ بھی دونون لشکر مین آئے امیر انکو دیکھکر شاد کام ہوے مگر اب اور کیفیت سنیے کہ عضنفر بن اسد صحرا مین شکار کھیل رہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک پتلہ اژدر سوار درۂ کوہ مین گیا ہے عضنفر یہ دیکھکر اُسکی

تلاش مین روانہ ہوا لیکن وہ کہین اژدر سوار ٹھہرا نہین دور اسکو جاتے دکھائی دیا ناچار انھون نے
گھوڑے کو تو چراگاہ مین چھوڑا اور آپ ٹھہر گئے کہ کوئی انسان یا پریزاد آئے تو پوچھون کہ یہ مقام
کون ہے اور یہ اژدر سوار کون ہے کہ اتنے مین ایک درخت پر دو جانور عجیب و غریب اس طرح
کے آکر بیٹھے کہ ایسے جانور کبھی نہ دیکھے تھے اور وہ باتین کرنے لگے کہ ای بھائی ہمکو اس مقام پر بہت
مدت مدید رہتے گزری مگر ہمنے کسی مسافر کو نہین دیکھا یہ جوان نہین معلوم کہان سے آیا ہے اب
اسکی زندگی نہین معلوم ہوتی ان شاید کوئی دوست اسکا ملجائے تو جان اسکی بچے ورنہ
اس طلسم سے اسکا نکلنا دشوار ہے اور یہان ابھی تو پھر دن چڑھا ہے کچھ عرصہ مین ایک عقاب
تیز پرواز آئیگا اور اسکو اپنی منقار مین پکڑ کر لیجائیگا اور اسکو ایک باغ مین لیجا کر قید کرنا چاہیگا اگر یہ
اسکو خنجر ماریگا تو ہاتھ پانون اسکے بیکار ہو جائینگے یہ اسکو خنجر نہ مار سکیگا اسے چاہیے کہ ہمارے
کہنے پر عمل کرے یعنی جسوقت وہ عقاب اسکو اندر باغ کے لیجائے اور قریب
بارہ دری کے چھوڑے تو یہ چپکا بیٹھا رہے اور جب وہ رسی لینے کو ساحر کی صورت بنکے اندر
بارہ دری کے جائے تو یہ ہر سمت کو بغور نگاہ کرے ایک درخت قریب اس بارہ دری کے
اکیلا لگا ہوگا کہ اسکے قریب کوئی درخت نہوگا پس یہ اس درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہو جائے
وہ عقاب رسی لیکر جو آئے گا تو اس ماہرے کو دیکھکر خوش ہوگا اور رسی سے اسکو اس درخت
مین باندھے گا اور آپ چلا جائے گا بعد اسکے جو کچھ ہونا ہوگا وہ یہ خود دیکھ لیگا ہمارے کہنے کی کیا
احتیاج ہے اگر اس طرح اسنے عمل کیا تو اچھا رہیگا اور اسکے حق مین بہتر ہوگا ورنہ کام تمام ہے
یہ کہکر جانورون نے کہا کہ بھائی چلو ایسا نہو کہ عقاب آجائے اور ہمین ندامت ہو بس وہ
جانور اڑ گئے اور غضنفر وہان سے آگے بڑھا اور دل مین کہتا تھا یہ عجب مقام ہے کہ
یہان کے جانور بھی بولتے ہین فی الجملہ جب یہ کچھ دور گیا وہ عقاب تیز پرواز پیدا ہوا اور
اسکو پنجہ مین داب کر اڑا اور باغ مین لاا اسنے اس باغ کو دیکھا کہ نہایت ہی آراستہ ہے درخت
پھولون سے لدے ہین مثل معشوقون کے پھولون کا گہنا پہنے ہین ہوائے سرد کے جھونکے آتے ہین اشجار

ہر برگ پہ پس یہی رقم ہے	باد سحری مسیح دم ہے	کیا آنکھین ہون فیضیاب وہ آ
نظارہ ہی بسمل چمن زار	پتے جو گرے ہین جھڑ کے ہر جا	گلشن مین بچھا ہی فرش یہا

ہون لوشِ خطا سے اک قلم پاک	مینوار جو پائین سایۂ تاک	اشجار کی کس قدر ہے کثرت
ہر نخل چمن ہے خوان نعمت	وہ عقاب غضنفر کو بارہ دری کے قریب چھوڑ کر رسی لینے گیا	

یہ ہو جب کمنے اُن جانورون کے ہر طرف دیکھنے لگا دیکھا تو واقعی ایک درخت قریب بارہ دری کے اکیلا لگا ہی یہ اُٹھ کے درخت کی آڑ مین کھڑا ہو گیا اب عقاب نے آکر جو درخت کے پاس انکو دیکھا بہت خوش ہوا اور اُسی رسی کو گھما کر جو مارا تو خود بخود پانون انکے بندھ گئے وہ درخت شمشاد کا ہی وہ عقاب تو اُنکو باندھکر چلا گیا اور اِنھون نے چاہا کہ مین زور کرکے چھوٹون کھل سکے آخر آبدیدہ ہوئے بصد عجز و انکسار درگاہ پروردگار مین اِنھون نے دعا کی کہ اے سرسبز فرمانے باغ ہستی و تازگی بخش گلشن حیات مجکو رہائی دیکر نہال فرما یہ دعا اِنکی گلشن قدرت مین سرسبز ہوئی اِنھون نے دیکھا کہ درخت کی ٹہنی پر لکھا ہے کہ جو کوئی قید سحر مین گرفتار ہو اِس دعا کو پڑھے رہا ہو جائیگا اِنھون نے بصحت الفاظ و اعراب اُس دعا کو پڑھا اُسی وقت ہاتھ اِنکے رسن سحر سے کھل گئے بس یہ وہان سے اُٹھ کر بارہ دری مین آئے دیکھا تو بہت آراستہ ہی ابیات

دالان کے در ہین خلد کے باب	مانند ہلال در کے محراب	ہر جا پہ لگی ہے سندِ زر
تکیے ہین دھرے ہوے برابر	پتھر کے مکان وہ چشم بد دور	فرہاد ہی جسمین ایک مزدور
ہے نقش و نگار سے وہ گلزار	مانی بھی جہان ہے نقش دیوار	غضنفر وہان کی سیر کرکے نہر

باغ کی آئے اور وضو کرکے دوگانہ نماز کا پڑھا اور شکر خدا بجالائے پھر باغ کا سیر دیکھا یا اور آگے بڑھے لیکن دروازہ اُس باغ کا نہ ملا ناچار یہ ایک درخت پر چڑھکے دیوار باغ پر پہونچے اور اُس طرف کود پڑے چوٹ ذرا بھی نہ لگی یہ وہان سے چلے دیکھا تو آگے بڑھ کر اِنکا گھوڑا بھی چر رہا ہی وہ اِنکو ملا یہ اُس پر سوار ہوے اور چلے یہان تک کہ راستے طے کرتے ہوئے قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اِنکے پاس تیغۂ سحر اور انگشتر مہر و ماہ اور اسپ بادخور ہے غرض اِنھون نے اُس پہاڑ کے قریب ایک گوزن کو آتے دیکھا تیر کمان مین رکھکر جو مارا وہ گوزن تو چرنے مین مشغول تھا تیر اُسکو توڑ گیا وہ گوزن ہلاک ہوا اور آواز آئی کہ مارا گوزن جادو کو اب یہ حیران ہوے کہ مین نے گوزن کو مارا اور وہ ساحر نکلا یہ عجب طرح کا تماشا ہی اسی حیرت مین کھڑے تھے کہ ایک برق تڑپ کر گری اِنکو اور اِنکے گھوڑے کو لپیٹ کے اور اِنکی

اور اُسنے ایک پہاڑ پر لیجاکر انکو اُتارا یہ اُس بجلی کی چمک سے اور اُڑکر آنے سے بیہوش ہوگئے تھے
اور یہ برق ساحرہ ہی کہ نام اسکا دراز چشم جادو ہی بس اُسنے تیغہ اور انگوٹھی اُنکی بیہوشی مین
لیلی اور ہوشیار کرکے اُن سے کہا کہ او موئے تو نے میرے خاوند کو مارا اب تجھے مین زندہ
بگھوڑونگی غضنفر نے یہ سُنکر جانا کہ مین اس ساحرہ پر حملہ کرون لیکن دست و پا قابو مین نتھے
ناچار دعا کرنے لگا اُسوقت روے ہوا پر غلغلا مچ گیا ہوا اور دیکھا تو ملکہ شمشاد قامت جادو
ایک تخت پر سوار گرد اُسکے ساحرون کی قطار تاج سر پر رکھے نیچہ ہاتھ مین لیے جاتی ہے
اُسنے جو غضنفر کو دیکھا اپنے ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور اُس جوان کو لے آؤ اُن ساحرون
مین سے ایک ساحر مکارہ جادو نام اُس نے جاکر عرض کیا کہ مین جاکر لاتا ہون
ملکہ شمشاد قامت نے کہا کہ اچھا جاؤ اور اگر یہ ساحرہ قحبہ تمسے بچ بولے تو مارنا اُسکو
مکار یہ سُنکر وان سے روانہ ہوا اور اُسنے آکر شہزادے کی کمر مین پنجہ دیا اور لے کر اُڑا
دراز چشم بھی اُسکے ساتھ اُڑی یہ بسبب تیغے اور انگوٹھی کے اُڑ نہ سکی تیغہ اور انگوٹھی
اُسنے وہین رکھدی اور آپ اُڑکر مکار کے پاس آئی اور ایک نیچہ سحر کا مارا کہ مکار کے زخم
لگا مکار نے بھی ایک ہاتھ ایسا مارا کہ دراز چشم کے دو ٹکڑے ہوگئے اب تو شمشاد
بھی اپنا تخت زمین پر اُتار لائی اور غضنفر کو سامنے بلاکے اُسنے پوچھا کہ تمھارا مکان کہان ہی
اور کیا دین اور آئین تمھارا ہے غضنفر نے فرمایا الحمد للہ مین مسلمان ہون یہ کہکر کلمہ پڑھا
ملکہ نے کہا خیر معلوم ہوا ہم تمھارے گھر بھیجدین گے کیونکہ افراسیاب دشمن
پورا ہے کہین ایسا نہو کہ کوئی ساحر تمکو گزند پہونچائے مگر اس شرط سے کہ جو تم ظلم کشا
اور صاحبقران کے عزیزدار نہو یہ کہکر سارا حال قیدیان اور اسد کا آنا ملکہ مہ جبین کا
عاشق ہونا شمشاد قد نے بیان کیا غضنفر نے کہا کہ اے شمشاد قد تم کہتی ہو کہ
صاحبقران کے عزیز تم نہو مین تو بیٹا ہون اسد کا کہ جو ظلم کشا ہے اور
حمزہ صاحبقران میرے نانا ہین مین افراسیاب کو قتل کرون گا اور اُسکی کیا مجال ہی
کہ وہ مجھے بہ نگاہ کج دیکھ سکے شمشاد نے کہا کہ اگر تم فرزند شاہزادہ اسد ہو تو مین تمکو قید
کرون گی یہ کہکر اپنے دل مین سوچی کہ اے شمشاد ایسا نہو کہ یہ کچھ فتور کرے اُسنے ایک

قفس آہنی منگوایا اور اُسمین اُس ہمائے اوج **صاحبقرانی** کو بند کیا اور روبرو ہوا پر لٹکا دیا
اِنھون نے ہرچند چاہا کہ بین پتلیون کو توڑدون مگر ٹوٹ نہ سکین اُسوقت یہ پکارے لمولف
گر توانائی مین ہو تین اپنے لبس کی تیلیان ٭ توڑ کر پرواز کرتے م قفس کی تیلیان ٭ آخر بے
بیقرار اور بیتاب ہوکر دعا کرنے لگے کہ اے خلاق زمین و آسمان و جان بخش ہر جان تو سمجھکو اس

قفس سے رہائی عطا فرما الٰہی	یارب ہی کریم نام تیرا	خالق ہے رحیم نام تیرا
کیا بات ہے جو کرم کرے تو	ملجائے ابھی رہائی مجکو	یہ تو یہان دعا کر رہا ہی اور ملکہ

شمشاد شمس کوہ کی حاکم ملکہ شمشیر جادو کے پاس گئی اور اُس سے بیان کیا کہ مین نے
غضنفر بن اسد کو گرفتار کرکے ایک قفس آہنی مین بند کیا ہے اور قفس ہوا پر لٹکا دیا ہے یہ کہہ
وہان کچھ دیر بیٹھی دو چار جام شراب کے پیے پھر وہان سے اپنے مکان پر آئی اور ایک نامہ افراسیا
بگرفتاری شہزادہ **غضنفر** لکھا اور یہ بھی لکھا کہ آپ جیسا کچھ اُسکی نسبت فرمائین وہ کیا جا
یہ نامہ تو ایک ساحر کو دیکر جانب افراسیاب روانہ کیا اور آپ مشغول عیش و نشاط ہو
لیکن ملکہ شمسہ تاجدار کی ایک دختر ہے فلک خوبی کی اختر ہی اُسنے جو حال گرفتاری
غضنفر سُنا تو مشتاق دید ہوئی اور وہان سے آکر اس نے **غضنفر** کو قفس مین بند دیکھ
پلٹ کر اپنے مکان پر آئی یہ دختر نہایت حسینہ اور جمیلہ ہے جسکی آنکھون کو ترکتازی آتی ہے
جان اُسکے ادا ہے دل فریب پر عاشقون کی جاتی ہے زلف بل کھاکے دل عشاق لیتی ہے
لاتی ہی کمر اُسکی راستہ ملک عدم کا بتاتی ہے قد و قامت سے اُسکے قیامت برپا نگاہ ناز آفت
ژاپیشانی سے لولون کو حیرانی مانگ نے ہزارون کے دل مانگ لیے بہتون نے چاک گریبان
کیے چاہ زنخدان اُسکا کنوین جسنکو آتا خنجر تبسم گلوے عاشق پر پھر جاتا ادائین اُسکی جوہر شمشیر
قضا نگاہ مست خوابی قصر دل عشاق کی بنا چین جبین پُرنور ورق آفتاب رخسار مین شمع
تجلی طور کی تاب چشم بیمار درد دل عاشق کی دوا پنجۂ مژگان اُسکا دست شفا آنکھ مین سرمہ کی
تحریر مست کے ہاتھ مین کھنچی ہوئی شمشیر بہت خوش رنگ کہ خندہ زنی پر لعل خون ہوے

شمشیر تبسم پر دانت ہم سنگ سنگ بنے مسدس

دہن تنگ مین تنگی سے نہین جاے سخن		شرم ہی چوز مگر اُس نے چُرایا ہی دہن

پوچھیائے سے کہین چھپتے ہین ایسے بھی چلن — حسن دعوی جو کرے صاف ہو مضمون سخن
بات پوشیدہ نہین ہی سند ین ظاہر ہین — ہونٹ دونون تو گواہی کے لیے حاضر ہین
ہالۂ عنبگب سیمین پہ اگر جائے خیال — مشتعب ہو کہ ہے ماہ با آغوش ہلال
لب میگون مئے گلرنگ کے مانند ہین لال — مست دیکھین جو عنبگب کو تو ہون گرم مقال
کوا بچنے کی نہین راہ خدا خیر کرے — قرب میخانہ ہے یہ چاہ خدا خیر کرے
سینہ دیکھین کہ کرین اسکے گریبان پہ نظر — اور اُبھار اُسپر ہے پستان کا غضب بانی شر
حُسن کا ہے یہ اشارہ طرف شمس و قمر — مین بھی حاضر ہون تمھین نور کا دعوی ہے اگر
دیر تا چند فلک سے کسی عنوان آؤ — سینہ کو بی سر میدان پئے چوگان آؤ
وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہین یہ — کہتے ہین شمس و قمر قمقمۂ نور ہین یہ
ثمر آتشی نخل سر طور ہین یہ — ہاتھ کس طرح سے پہونچے کہ بہت دور ہین یہ
آشنا آنکھ سے جسکو رہ دکھا گیا ہو جا — طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جا

پس وہ دختر اپنی ماں کے پاس آئی مگر غمگین صورت بنائے تھی سمجھی کہ راز میرا فاش ہو جائیگا
زبان سے یہ اسنے باغ مین آئی بلبل شوریدہ نے اور زیادہ شوریدہ سری بڑہائی یہ گل
انار کو دیکھکر نار ہجر مین جلنے لگی دل کو بیکلی ہوئی بسان فاختہ کو کوکرتی تھی نہین نہین کہ
او کہ او کہتی تھی درد فرقت سے بچین لب پر سیون و سین چشمۂ چشم آنکھون سے جاری
لب پر نہایت بیقراری گل اسکو سب خار نظر آتے تھے غنچے مُنھ چڑھاتے تھے نخل ہر ایک

نخل ماتم بنا تھا لالہ وار داغ دیتا تھا اشجار — ہجر سے دل پہ کیا گذرتی تھی

فوج اندوہ و غم کی بھر آتی تھی	آہ کو عرش تک رسائی تھی	اشکون نے گومتی بہائی تھی
پھاڑے کھاتا تھا اب پلنگ اسے	چھت کے قلابے تھے نہنگ اسے	پاٹ دریا کا بن گیا بستر
ہر شکن موج سے تھی افزون تر	تن بدن کی خبر نہ تھی اسکو	شام سے بڑھکے تھی سحر اسکو
بوجھ تھی جسم زار پر پوشاک	شکل دامن ہوا گریبان چاک	بیکلی دل کو جب ستاتی تھی
آنکھون سے نیند کو اڑاتی تھی	حلقۂ چشم حلقۂ گرداب	پردۂ چشم پر تھی چادر آب

یہ بیقراری اور بیتابی ملکہ کے دل کی اسکی وزیرزادی نے دیکھی لیکن فرط ادب سے کچھ کہہ نسکی

اور اُدھر ملکہ **قمر طلعت** دل مین اپنے سوچی کہ اے **قمر طلعت** یہ شہزادہ افراسیاب کا
دشمن کا بیٹا ہے اِس سے دِل لگانا جان آفت مین پھنسانا نہ چاہیے لیکن حضرت عشق کی اُسپر
عنایت تھی یہ کب رُکتی بیتاب اور بیقرار ہوکر پکاری کہ افسوس صد افسوس **بیت**
کہون کیسا تجھسے اے ہمدم پڑا ہے ہائے پچتانا ✤ دل اُسکے ہاتھ دے بیٹھے جسے جانا نہ پہچانا
غرض عشق مین خواب وخور حرام ہوا دل ناکام مبتلاے صد آلام ہوا اور کہا کہ مین دین خدا
پرستی اختیار کرتی ہون اِس عرصہ مین اُسکی ایک کوکا ہے **یاسمن جادو** نام اُسنے حال ملکہ کو
زبون دیکھکر بہ کمال اصرار پوچھا کہ اے ملکہ یہ تمھارا کیا حال ہوا اسوقت ملکہ اپنا دل نہ رکھ
رکھتی تھی رونے لگی اور کہا **دوہا** کاکون کاسے کہون کہون سو کو پتیاے ✤ گونگے کا سا سپنا کر
سمجھ سمجھ پچھتاے **بیت** کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی ✤ رگ رگ مین نیش غم ہے کہیے کہان کہانکی
اے یاسمن جادو مین شہزادہ **خضنفر** پر عاشق ہون اُسوقت یاسمن نے کہا کہ میری مادر
اگر چاہین تو مطلب آپ کا حاصل ہو جائے یہ کہہ رہی تھی کہ توسن جادو اتا بھی اُسکی آئی یاسمن نے
اپنی مان یعنی توسن سے حال ملکہ کے عشق کا **خضنفر** سے بیان کیا اور کہا وہ تمسے بارے
شرم کے نہین کہتی ہین توسن یہ کلمہ سُنکے خوش ہوگئی کہ اللہ ملکہ کو میرا ایسا پاس ہے کہ جان دینا
قبول ہے اور مجھسے کہنا منظور نہین غرض یہ ملکہ کے پاس آئی اور تسکین دی کہ مین تمھارا کام
سر آنکھون سے کرون گی ملکہ نے کہا مین تمکو اپنی مان سمجھتی ہون اور یہ کہکر رونے لگی توسن بیقرار
ہوئی غرض سمجھی کہ **شمشاد** میرا سر مونڈ ڈالیگی اگر اُسکو مین یار سے ملا دونگی ملکہ اور یاسمن
اتا کے قدمون پر گرین اور اُسکو راضی کیا اُسنے کہا کہ مین جاتی ہون یہ کہکر مکان پر اپنے آئی اور
یاسمن کو بلوا کے اس سے کہا کہ اب مین اس بارہ مین کیا تدبیر کرون اُسنے کہا کہ تم طلسم کشا کے
فرزند کی رفاقت کرو کس لیے کہ طلسم کا فتح ہونا ضرور ہے **قمر طلعت** اور **خضنفر** ایک جا ضرور
ہون گے بابنان طلسم لکھ گئے ہین توسن نے کتاب جمشیدی دیکھی اُسمین بھی یہی نکلا
کہ رفاقت طلسم کشا کی کرنا اچھی ہے یاسمن سے اتا نے کہا کہ تو جاکر ملکہ کو مژدہ دے مین جاکر لاتی
ہون یاسمن گئی اور اُسنے جاکر ملکہ کو خوشخبری پہونچائی اور توسن ایک قاز تیز پر سوار کی صورت
بنکے اُڑی اور لمحہ بھر مین سناٹا مارکر کوہ شمشاد پر پہونچی اور پوشیدہ ہوئی اور صورت انسان بنی اسلیے

کہ کوئی نگہبان نظر نہیں اس نے سحر ایسا پڑھا کہ وہ سب نگہبان ہوا سے سحر کے چلنے سے بیہوش ہو گئے
بس اسنے قریب قفس پہونچکر چاہا کہ اسکو اُٹھائے وہ نہ اُٹھا اسنے ایک ماش کا دانہ مارا مگر وہ دانہ ماش کا
خالی گیا اور غضنفر نے جو اسے دیکھا تو حیران ہوا کہ یہ ساحرہ کہان سے آئی ہے لیکن تو سن کے کہا
کہ آپ خوف نہ کھائیے خدا نے آپ پر فضل کیا مین آپ کو چھڑانے آئی ہون یہ کہکر ایک لکڑی
اپنے جوڑے سے نکال کر اسنے پنجرے کی تیلیون پر ماری کہ وہ کٹ گئین اسنے غضنفر کو نکال لیا اور تخت
سحر پر بٹھا کے چلی اور پاس ملکہ کے شمس کہ مین آئی اور باغ مین غضنفر کو لائی باغ اُنھون نے
بہت ہرا بھرا دیکھا کہ عروس چمن پھولون کا گہنا پہنے ہے ہر طرف نسیم مشک بیز مژدہ جانفزا لاتی ہے

نہال سبز مرغان نوا سنج	بہار چشمہ لبریز سبزہ رنج	زمین پر سبزہ نو خیز کا فرش
زمردگون مسطلا جابجا فرش	نگاہ ہونکو طراوت جس سے تازے	دل بیتاب کیفیت اُٹھائے
کہین گلہاے خودرو رنگ در رنگ	کہین کچھ اور ہی صورت سنگ	کوئی گل خندہ زن تھا صورت یار
کوئی مانند عاشق سینہ افگار	بڑھا جب اور دیکھا قصر عالی	مگر داب بشر سے صاف خالی
منور صورت خورشید اطراف	مصفا فرش جیسے روے شفاف	مسہری پر اوپر خوب براق
لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق	اور دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین ہنستی مسکراتی ہوئی کمر کوے کا عالم	

دلطائی ہوئی اسطرف آئی ہی شہزادے نے اسکو دیکھکر فرمایا کہ اشعار

رہے قربان جان جو یار سے	مین صدقے واہ کیا آنکھین مین قربان	زیادہ حسن کا ہو نور پیارے
یہ لب وہ جن پہ صدقے ہر گل تر	خدا دندان پہ لاکھون بار کوہر	کہ جنکا سیکڑون دلپر ہے احسان
کرن گھر دلمین ایسے تیر مژگان	نہ کیونکر قتل عاشق کا سبب ہو	وہ عارض مہرتابان جن پہ قربان
		جب اسکی نظر سوے غضب ہو

شاہزادی نے جو یہ صدا اشعار پڑھنے کی سُنی شاہزادے کو آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو ایک جہان رعنا باغ حسن کا

گل چمن عاشقی مین بلبل مسدس

ابروؤن مین جو بل آئے تو نصیب اعدا	قوس کا تیغ ہلال آکے اُتارے چلا
کوٹ کر آنکھ مین اللہ نے بھر دی ہی چربی	آنکھ جس بت پہ پڑی اسکو مسخر ہی کیا
شیر سے بھی نہین اللہ جھپکتی ہی پلک	مردم چشم کو رستم سے رہی ہے چشمک
خط کی خوبی پہ لکھے خط غلامی غلمان	چاند سے چہرے پہ اس خط کے تھا سبزے کا گمان

حُسن خط نور کے چہرے پہ عیاں را چہ بیان	مصحف رو پہ ہے خط شانِ نزولِ قرآن
خط سے پہلے تو دلِ حور پھسلتے دیکھا	آج پرواز ہے پریون کا بھی طائر

ملکہ قمر طلعت غضنفر کو دیکھکر بیہوش ہوگئی کنیزون نے جلد جلد گلاب چھڑکا کہ ملکہ کو ہوش آیا اور اپنے شاہزادہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بارہ دری مین لائی مسند پر بٹھایا اور آپ پہلو مین بیٹھی کشتی شراب کی اپنے آگے کھینچکر جام شراب سے بھر کر شہزادے کو پنجہ نگارین خوشنما پر رکھ کے دیا شہزادے نے فرمایا کہ ای ملکہ جب تک تم مسلمان نہوگی یہ شراب ہمپر حرام ہے ملکہ نے شہزادے کی خوشی کے لیے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا شہزادہ غضنفر بہت خوش ہوا پھر ملکہ کو گلے لگایا بوسہ لب شیرین کا لیا اور وہ جام مے ارغوانی لیکر پیا اب تو دور جام بے دغدغہ تیز رنگی ایام چل نکلا اسمین وہ زمانہ آیا کہ دن مائل پرواز ہوا اور شب عشرت نے منھ دکھایا

نظم

کہ اتنے مین چھپا مہر جہانتاب	نظر آنے لگے ظلمت کے اسباب	خواصون نے کیا پھر قصر روشن
ہوا صحن زمین پُر نور و ایمن	کنول جھاڑ اپنے موقع پر لگائے	فروغ شمع سے پروانے آئے

شام کو حکم ہوا کہ رقاصان مہر طلعت آکر حاضر ہوئے سامنے ناچ ہونے لگا گائنون نے اس غزل کو بصد حسن و ادا گایا غزل

کہون کیا جو گذرے ہین مجھپہ الم میرے دلکی کسیکو خبر ہین	میرا ہجر مین جسکے یہ حال ہوا اسے حال پہ میرے نظر ہی نہین
نہ تو آتی ہے نیند کہ سو ہی رہون نہ انیس ہے کوئی کہ باتین کرون	شب ہجر کی کس سے درازی کہون اسی شبکی تو ہوتی سحر ہی نہین
ہین جہان سے چمن کچھ جو دیدہ کیا نہین قابل سیر یہان کی ہوا	جہان کل گل سرو سہی تھا بپاوہان دیکھو تو آج قمری نہین
ہے الم سے ہوس ترا حال زبون ہے عبث تجھے دعوی عشق و جنون	شب ہجر مین کیسا تو رویا تھا خون ترا دامن و جیب تو ہی نہین

غرض صحبت باده نوشی برپا ہوئی اور شب بھر اختلاط اور گرمجوشی رہی کبھی یہ باہر بارہ دری کے آکر روش گلشن پر ٹہلتی تھی اور کبھی بالاے بام جاکر یہ ماہ تمام ماہتاب کو دیکھتی تھی اور پھر بارہ دری مین آکر جام عیش و نشاط پیتی تھی اسی طرح سے وہ شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ عارض شب پر غازہ سحر مشاطۂ دہر نے ملا اور دستار زرین کو نوشاہ روز کے سر پر سجا کر اشعار

رہا کل کی طرح پھر آج کا ڈھنگ	ہوا مہتاب پھر مغرب مین روپوش	عروس شب کا بالکل فق ہوا رنگ
		کھلے غنچے جو تھے اس جا پہ خاموش

صبحکو شہزادہ غضنفر اٹھکر نماز سحر بجا لائے اور پھر صحبت مین پاس ملکہ کے بیٹھے ناچ گانا

شروع ہوا خاصہ تناول فرمایا لیکن اب حال شمشاد قد کا سنیے کہ صبح کو دربان ہوشیار ہو کر کھانا و پانی لیے ہوے غضنفر کے لیے آئے قفس کو ٹوٹا پایا قیدی کا کہین نشان نہ دیکھا بہت حیران ہوئے نہایت پریشان ہوئے اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگے آخر ملکہ شمشاد قد سے جا کر کہا کہ کوئی قیدی کو لے گیا وہ ان دربانون پر بہت خفا ہوئی غرض عتاب اور خطاب اور جرمانہ کر کے حکم دیا کہ جلد اُسے ڈھونڈھو کس لیے کہ مین غرضی اُسکے قید ہونے کی افراسیاب کو لکھ چکی ہون ساحر ہر طرف ڈھونڈھنے لگے اور ملکہ شمسہ کو بھی خبر پہونچی انہنے بھی ڈھونڈھوانا شروع کیا اور اس سے سب نے کہا کہ کوئی مہرخ کے یہان کا ساحر یہان آیا ہوگا وہ شہزادے کو لیگیا بیلاوہ انکے مالک کا بیٹا ہی مہرخ کو یہ کب گوارا ہوگا کہ شہزادہ غضنفر قید رہے اب کیفیت سنیے کہ ایک روز شہزادہ غضنفر کے دل مین آئی کہ بالاے بام چاندنی چلکر دیکھین بس اس نے دن ہی سے وہان بچھونا کرایا اور بزم عیش کو ترتیب دیا شعر بیار ساقیا بجام و شمع مہتابی پہ شام سے ہوے جمع + ہنوز اچھی طرح فرحت نہونے پائی تھی کہ ایک ساحر غدار شہر شمار جادو نام ملازم ملکہ شمسہ تاجدار یہان آیا اور انکو ملکہ کے پاس بیٹھے ہوے بالاے بام دیکھا بس بس ہنسا اور پکارا بیت یار در خانہ و من گرد جہان میگردم ۞ آب در کوزہ و من تشنہ لبان میگردم یہ کہتا ہوا وہان سے خدمت ملکہ شمسہ تاجدار مین آیا اور عرض کیا کہ اے ملکہ عالم تقصیر معاف ہو تو مین کچھ عرض کرون شمسہ نے فرمایا کہ بیان کر تیرے قصور کو مینے معاف کیا اس ساحر نے کہا کہ مین ابھی ابھی اپنی آنکھ سے دیکھ آیا ہون کہ شہزادہ غضنفر ملکہ قمر طلعت کو لیے ہوئے کوٹھے انکے باغ کے بیٹھے ہین بس یہ سُننا تھا کہ شمسہ آگ ہو گئی آتش غضب سینے مین ایسی مشتعل ہوئی کہ اُسنے دل و جگر کو جلا دیا اُسی غصہ مین بزور سحر یکہ و تنہا باغ مین قمر طلعت کے آئی اور بیہوشیدہ ہو رہی اسلیے کہ دیکھون قمر طلعت اور غضنفر مین کیا باتین ہوتی ہین اس عرصہ مین وہ دن مثل لب تر خشک ہوا اور شاہد نور رشید نے منہ اپنا ایوان مغرب مین چھپایا کہ اشعار

نجوم شام نے صورت دکھائی	ہوا غل دن گیا تو رات آئی	چراغ شمع کے جلوے ہر اک سو
دلون مین گھر کرین مانند جادو	کہین ساقی کہین مطرب کہین ساز	کہین معشوق نواز بس خوش آواز
لیا اغوش مین پہلو بدل کر	ہوا عقدہ کشا لیکن سنبھل کر	کبھی لب سے لذت آشنا

کبھی کچھ اور جوش مدعا تھا	کبھی سینے پہ سینے کی رگر تھی	کبھی رخصت پہ سمجھاتی تھی جی کو
کہ شب تھوڑی مزون کہ جوش ایسے	بھلا ارمان سب نکلین گے کیسے	اب زیادہ رات جو گئی تو چاندنی

چھٹکی اور چکور چاند پر دوڑنے لگے نہرون مین فوارے چھوٹتے تھے ہوا سرد جو چلی پانی نہرون کا لہرین لینے لگا پتے درختون کے چاندنی مین چمکتے تھے گل پھولے ہوئے سرخ سرخ جوبن دکھاتے تھے گل تبوسے بھینی بھینی خوشبو آتی تھی بیلے کی کلیان کھلکر عجب بہار دکھاتی تھین ایسی بہار مین معشوق کے ساتھ کوٹھے پر شہزادہ بوسے لے رہا تھا داد عیش ونشاط دے رہا تھا نظم

زمرد رنگ ہر برگ خوش اسلوب	شجر کی شاخ مثل دست محبوب	نہال باغ سب رقص افشان
نگاہین دیکھنے والون کی قربان	چمن کے پھول مثل عارض یار	برابر جلوہ گر ہر سو نمودار
قریب آئے لیے بوسے دہن کے	مزے دیکھے جو اس رشک چمن کے	گلے ملکر لیے بوسے جو دو چار
ہوے پہلے نزاکت سے وہ خسار	ترقی پر طلوع کیف آیا	مزا جوش جوانی نے دکھایا
کیے بوسے لب جانان کے حاصل	جدائی سے کبھی تھا مستقل	دونون شیدا باہم داد عیش

ونشاط دے رہے تھے کہ اس اثنا مین قمر طلعت کسی ضرورت سے نیچے کوٹھے کے اتری ملکہ شمسہ تو یہ حال دیکھ رہی تھی بس اسنے اسکو گرفتار کیا اور دو طمانچے اسکے منھ پر مارے اور فرمایا کہ او خام پارہ کواری موئی تھنکاری ہتیاری تیرے جیے تو گتا بھی نہ جیے اری یہ غضب کیا تونے کہ ابھی ہنڈیا برس کا توسن اور اسیر یہ حال کہ پار کو لیکر پہلو مین بیٹھی حرمت سب برباد کی غضنفر نے جو یہ حال کوٹھے پر سے دیکھا تیغہ پکڑ کر کوٹھے کے نیچے آیا اور آتے ہی اسنے ایک تلوار شمسہ کے لگائی اسوقت توسن نے کہا کہ اے ملکہ شمسہ خبر بھی ہے کہ یہ مرد کہان سے آیا ہے ہماری اسکی اسے واقفیت نہین ملکہ شمسہ تلوار شہزادے کی کھاکر بیہوش ہوگئی اور توسن نے خیال کیا کہ اسکا بہنا اب یہان اچھا نہین بس یہ سمجھکر اسنے شہزادہ کو جو اٹھا کر پھینکا تو یہ جادو کے زور سے صحرا سے طلسم مین جا گرے اور ادھر شمسہ کی جو آنکھ کھلی تو وہ اٹھکر شہزادے کو ڈھونڈھنے لگی لیکن شہزادے کی خبر اس باغ مین ہونے کی سنکر ملکہ شمشاد قامت بھی اسوقت یہان آکر پہنچی اور اسنے شمسہ کو جو ڈھونڈتے ہوئے پایا تو ہنسکر فرمایا کہ اے شمسہ معلوم ہوتا ہے کہ تم غضنفر کی عاشق ہو شمسہ نے کہا فوج وہ ہمارے دشمن مدعی واہ بن تم بھی خوب ہو مین جانتی ہون

کہ اُسپر البتہ تم فریفتہ ہو جب تو اُسکے لیے یہان آئی ہو شمشاد نے کہا جی بیشک آپ کی خجالت سے سر آنکھون پر الحاصل یہ ڈھونڈھکر یہان سے چلی گئی اور ملکہ **قمر طلعت** اسکے غم مین مبتلا ہوئی ہوئی وہی رونا اور بلبلا تا زمین کو باغ کی سر پر اُٹھاتا اور یہ زبان پر لاتا تھا **نظم**

بجھے آئینہ منھ لگاتا نہین	یہ حیران کسدن بناتا نہین
بجھے شہر آباد ویران ہے	گلستان بھی نظرون مین ندان ہے
بجھے شہر آباد ویران ہے	جہنم سے بڑھکر کہین باغ ہے
ملائے خدا تجھسے یہ آس ہے	یہان کسکو اب بھوک اور پیاس ہے
یہ تو اِس طرح بلبلاتی ہے خاک	نہ کیون تلخ ہو جان شیرین مجھے

اُڑاتی ہے لیکن وہان حال شہزادۂ **عضنفر** سُنیے کہ یہ جو صحرا سے طلسم مین جاکر پہونچے تو انھون نے دیکھا کہ ایک درۂ کوہ ہے اور چاندنی دور تک میدان مین چھٹکی ہے کوٹریالا صحرا مین پھولا ہوا ہے فرش سبز پر بوٹیان سفید ہین چشمے لہرین لے رہے ہین شہزادہ کو کوٹریالا دیکھکر اپنے دل کے داغ یاد آئے اور آنسو بہانے لگا اِس اثنا مین ایک پیر بارتیس سفید عبائے عنابی پہنے ہوئے اُسکے سامنے آیا شہزادہ نے اُسکو سلام کیا اور باادب تمام کہا کہ ای پیر بہر خدا تو مجکو منزل مقصد پر پہونچا دے اُسنے کہا کہ ای فرزند دوانہ بھول مین دیو **عنکبوس** ہون تجکو کھانے آیا ہون مگر اب کیا خاک کھاؤنگا تجکو **نسیم جالندری** کے پاس لیے چلتا ہون کہ اسکو مین اُٹھا لایا ہون کس لیے کہ تو اگر کھانا پکالے تو شاید وہ کھانا مین کھاتی ہے تجھسے راضی ہوگی تو البتہ کھائیگی یہ کہکر **عضنفر** کو پنجہ مین دبکر ایک باغ مین لایا کہ وہان کے گلون کی یہ کیفیت تھی اشعار

کوئی مصروف خندہ صورت یار	کوئی ماننـد عاشق سینہ افگار
کوئی سر بستہ مثل کار آفاق	کوئی حیران بشکل چشم عشاق
چمن دیکھا نیا ہر پھول کا رنگ	عجب جوبن پہ تھے سب غنچہ تر
رہے باقی نہ مطلق ہوش سر کا	وہ خوشبو تھی کہ جی لوٹے بشر کا

غرض دیو **عنکبوس** ملکہ نسیم کے پاس شہزادے کو لایا شہزادے نے جو اسکی صورت زیبا کو دیکھا تیر عشق کھایا یہ نقشہ نظر آیا کہ زلف گرہ گیر اُسکی دام طائر دل عشاق ہے مانگ سے اُسکی شرمندہ کہکشان صاف ہے پیشانی کو اُسکی دیکھکر جناب موسیٰ نسترانی بھولجائین کمان ابرو سے تیر عاشق دلپر کھائین اس محراب مین سر بہر سجدہ جھکائین تیر مژگان کا یہ ارادہ کہ ہم سینۂ عاشق تو ڑین

آنکھین چشم غزال سے چشمک کرین نرگس کو شرمائین اُن آنکھون کے سامنے ہرن چکارہ ہوجائین
گل باغ تمنا سامنے اُن گل رخسارون کے مرجھائین آفتاب وماہ داغی نگینے کہلائین لب نازک لعل
پستہ کا پستا عقیق یمن کا دل خون ہوتا دندان کے روبرو گوہر بے آبرو کہلاتا چاہ ذقن مین دل ڈوبا

چھاتیان اپنے عشق مین چھاتی پھٹواتین گول گول نظر آتین نظم

بلکہ سراپا جان عجم	جیسے کو گر لب دکھلا دے	لب اُسکے جان بخش عالم
کوئی مردہ انداز حیا پر	چشم اُسکی تھی پشت پا پر	ہرگز اُسکو بات نہ آوے
مشکل تھی وان جاے سخن کی	کرکے شمیم زلف گذارا	کچھ مت پوچھو تنگی دہن کی
دونون لب اُسکے لعل بدخشان	دست حنائی پنجۂ مرجان	پھیلا دی ہے عنبر سارا
خورشید اُسدم ڈوب ہی جائے	پاردلون کے خدنگ مژہ کا	جسدم برقع مُنہ سے اُٹھائے
دور چشم ہے اسکا جب سے	فتنہ سوتا نہین ہے تب سے	کاوش کم کم تنگ مژہ کا
اُس چہرے کے ہو نہ مقابل	دیکھ اُس رخ کی نور افشانی	ہو ہر چند کہ بدر کامل
		شمع مجلس پانی پانی

غرض اس دیو نے نسیم سے کہا کہ اے ملکہ تم اس انسان سیہ سر سفید دندان سے پوچھو
کہ تجکو کھانا پکانا آتا ہے غضنفر نے کہا کہ اے دیو مین کچھ باورچی تو ہون نہین مین تو بمجبوری یہان
چلا آیا ہون نسیم اسکو دیکھکر فریفتہ ہوچکی تھی اُس نے اشارے سے کہا کہ یہ نکہو بلکہ اقرار کرو
اور اس دیو سے کہا کہ یہ تیرے ڈر کے مارے نہین اقرار کرتا ہے تو اسے چھوڑ جا مین کام
اس سے دم دلاسا دیکر لونگی وہ شہزادے کو چھوڑکر چلا گیا ملکہ نے ان سے اُسوقت سب
حال کہا کہ شہر جالندر یہ کی مین رہنے والی ہون اور قلابۂ چینی اور کبابہ چینی جو ہین وہ میرے
باپ اور چچا ہین اور یہ دیو مجکو عاشق ہوکر اُٹھا لایا ہے مین اسکی قید مین ہون واضح ہو کہ شہزادہ
غضنفر بہ سبب انگشتر مہر وماہ اور تیغہ کے لڑتے ہین ورنہ مثل اپنے باپ کے صاحب
طاقت وقوت نہین ہین باپ بھی جبتک نظر کردہ نہوئے تھے کمزور تھے غرض شہزادہ نے
بہت مردانہ باوجود اس کمزوری کے فرمایا کہ انشاء اللہ مین اس دیو لعین کو مارونگا ملکہ نے
کہا وہ یون قتل نہوگا مگر اسکے پاس ایک نیچہ ہے کہ اُسکو نیچۂ سلیمانی کہتے ہین اور اسکو اسنے دخمۂ جمشید
مین پوشیدہ کیا ہے اور وہین کے چشمہ مین وہ اسکو دھوتا ہے اگر وہ نیچہ تمھین ملتا تو وہ نیچہ بحرکش ہے تم اسکو مارلوگے

غضنفر نے کہا کہ پھر وہ نیچہ مجکو چلکر دلاد و ملکہ نے کہا یہان سے تھوڑی دور پر ایک تہ خانہ ہے
اُسکے در پر کئی سو من کا پتھر رکھا ہے پہلے کوئی اُس سنگ گران کو بقوت تمام اُٹھائے پھر زینے
کی راہ سے تہ خانہ مین جائے تو وہان کئی صندوق رکھین ہین مگر دست راست کو جو صندوق ہے
اُسمین جواہر بھرا ہے اور بائین پر جو صندوق ہے اُسمین زرہ آہنی رکھی ہے اور بیچ کے صندوق مین
کئی سو من کا قفل لگا ہے بس اُسکو جو کھولے تو اُسمین نیچہ رکھا ہے وہ لے لے غضنفر نے کہا مجکو
لے چلو ملکہ نے کہا کہ مین تمکو وان پہونچائے دیتی ہون لیکن میرا ٹھہرنا وان مناسب نہین یہ کہکر ملکہ
انکو لیکر اُسی صحرا مین آئی شہزادہ نے دیکھا کہ چار طرف پہاڑ ہین کہ دور تک اُنکے مثل وہان
اور کھلے ہوے ہین اور جھاڑیان بہت دور تک لگی ہین صحرا تمام سنسان جھاڑ جھنکار ہے اور
اُس مقام پر کئی سو من کا ایک پتھر رکھا ہے شہزادے نے اُسکو ایک رسن مین باندھا اور ملکہ
اور اُنھون نے ملکر کھینچا اور دعا کی ازبسکہ یہ فرزند صاحبقران ہے اور چندان کمزور بھی نہین ہے
بقدرت کارساز عالم وہ پتھر اپنی جگہ سے اُکھڑا شہزادے نے اُسکو دور پھینکا اور ملکہ وہان سے
چلی گئی شہزادہ خوشی خوشی اندر اُس تہ خانہ کے اُترا تو اُسنے دیکھا کہ داہنے طرف کے صندوق مین
جواہر بھرا ہے اور بائین مین زرہ آہنی رکھی ہین اور بیچ کے صندوق مین جو قفل دیا ہوا تھا اُسکو
اُنھون نے توڑا اور اُسکے اندر سے نیچہ نکالا اور اُسکو کھینچکر جو دیکھا تو بہت خوش ہوے نظم

اُس تیغ سے جلوہ گر ہین جوہر	یا دامن کہکشان مین اختر	چلنے مین وہ ہے زبان طرار
کھینچے مین تھی صاف دامن یار	اکدم جو ہوا اُس سے صحبت قیس	لیلی سے ہو قطع الفت قیس
یاد آئے اگر یہ تیز شمشیر	مانی کو ذرا بوقت تصویر	اول تو قلم کا سینہ پھٹ جاے
تصویر کھینچے تو رنگ کٹ جاے	گردش مین جو روز آسمان ہے	اُس تیغ کے واسطے فسان ہے

شہزادہ غضنفر اُس تیغہ کو دیکھکر ایسا محو ہوا کہ اُسی مقام پر کھڑا رہا اِس عرصہ مین دیو عنکبوس
کو یہ خبر پہونچی کہ وہ نیچہ دشمن کو ملگیا بس وہ آندھی کی طرح سے آیا اور اُسکے آنے سے تمام صحرا
اور پہاڑ تاریک ہوگئے بجلی چمکی رعد گرجا باوجود کہ یہ ہنگامہ ہوا مگر شہزادہ غضنفر کو کچھ خبر نہوئی
اور اُس دیو نے آکر تہ خانہ مین جھانکا تو نیچہ غضنفر کے ہاتھ مین دیکھا بہت خوف کھایا اور
اُس خوف کی حالت مین اور تو کچھ نہ بن آیا مگر وہی پتھر اُٹھاکر اُسنے تہ خانہ کے مُنہ پر رکھا اور

بڑے بڑے پتھر اُسکے اوپر رکھکے آپ بیٹھا کہ اندر اسکے بے آب و دانہ پڑکر ہلاک ہو جائیگا پس
جب یہ ہلاک ہو جائیگا اُسوقت مین اُٹھونگا غرض یہ تو یہان بیٹھا اور **غضنفر** قید ہوئے لیکن
حال **افراسیاب** سُنیے کہ اسکے پاس عرضی مرسلہ ملکہ **شمشاد** پہونچی اُس عرضی کو پڑھکر اُسنے
اہل دربار سے کہا لو صاحبو کوئی بیٹا طلسم کشا کا اِس طلسم مین آیا تھا اُسکو ملکہ **شمشاد قامت**
نے گرفتار کیا ہے سب نے کہا کہ یہ حضور آپکا اقبال ہے غرض **افراسیاب** نے عرضی کے
جواب مین نامہ لکھا کہ اے ملکہ **شمشاد قامت** ہمکو حال گرفتاری **غضنفر** معلوم ہوا تمکو چاہیے ہے
کہ اُسکو بحفاظت و حراست تمام ہمارے پاس بھیجدو یہ نامہ **غدار جادو** کو دیا کہ اُسنے سر سے نامہ کو
باندھا اور روانہ ہوا اور بعد قطع منازل **شمشاد قامت** کے پاس آیا یہان ملکہ نہین تھی ملازمان
ملکہ نے اُسکو ایک مکان مین اُتارا اور سامان دعوت و ضیافت کیا اُسنے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین لوگون
نے کہا قیدی چھوٹ گیا ہے ملکہ اُسکے ڈھونڈھنے کو گئی ہین **غدار** نے کہا کہ تم اپنی دعوت و
ضیافت رہنے دو مگر ملکہ **شمشاد قامت** کو بلا دو کیونکہ نامہ **افراسیاب** کا لیکر آیا ہون
ملازمون نے عذر کیا کہ اے **غدار جادو** ہم معذور ہین نہایت مجبور ہین جبتک وہ قیدی پلیگا نہین
ملکہ گا آنا غیر ممکن ہم اُنکو کہان بلانے جائین **غدار** یہ اُنکی باتین سنکر نہایت پریشان ہوا آخر
ناچار ہو کر یہان سے پھر گیا اور مسافت راہ طے کر کے خدمت **افراسیاب** مین آیا اور اس سے
کہا کہ ملکہ **شمشاد قامت** مجکو نہین ملی بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ چھپ رہی بادشاہ یہ باتین سُنکر
بہت منغص ہوا اور **باغبان قدرت** اپنے وزیر کو حکم دیا کہ تو جا کر ملکہ **شمشاد** اور ملکہ **شمسہ**
ماہدار دونون کو پکڑ لا اور دریافت کرتے آ تا کہ وہ قیدی کیا ہوا **باغبان** وہان سے
تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور باعظم و شان تمام **شمشاد** کے پاس آیا **شمشاد** اسکو وہان نہ
ملی یہ وہان سے **شمس کوہ** پر آیا ملکہ **شمسہ ماہدار** نے اسکا استقبال کیا اور ایوان شاہی مین لاکر
اِسکو بٹھایا رقاصون کو حکم دیا کہ رقص سامنے **باغبان** کے ہونے لگا جلسۂ دعوت رہا بعد اسکے
باغبان نے کہا کہ اے **شمسہ** چلو تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہے **شمسہ** نے کہا کہ آپ چلیے ہم اور
شمشاد دونون آتے ہین اور ادھر **شمسہ** چوپھر کر اپنے مقام پر آئی تو ملازمون نے اُسکے خبر دی کہ **باغبان**
وزیر بادشاہ کا آیا تھا اور ابھی یقین ہے کہ گیا نہین ہے **شمس کوہ** پر ہے **شمشاد** یہ کلام سُنکر گھبرائی کہ دیکھا چاہیے

اب افراسیاب کیا کرے اسوجہ سے یہ بھی شمس کوہ پر پاس باغبان قدرت کے آئی اور اُس سے ملاقات کی باغبان نے کہا کہ اے ملکہ شمشاد شاہ جادوان بہت غضبناک ہے تمکو لازم ہے کہ جلد اُس قیدی کو حاضر کرو ورنہ تمھاری جانین جائینگی اور کچھ نہوگا ملک و مال سب برباد جائیگا یہ دونون اِن باتون کو سنکر گھبرائین اور کہا کہ ای باغبان وہ قیدی کھو گیا پھر مجبور ہین کیا کرین بادشاہ کو اختیار ہے جو چاہے وہ سزا دے باغبان سوچا کہ شہزادیان یہ دونون اولوالعزم ہین اور بے مثل جادوگرنیان ہین کیا ضرورت ہے ان سے فساد کرنا تو چلکر بادشاہ سے کہدے جو کچھ کہ یہ کہتی ہین بادشاہ جیسا مناسب جانے وہ کرے بس باغبان یہ سوچکر رخصت ہوا اور افراسیاب کی پاس آکر اِسنے سب حال بیان کیا کہ اے بادشاہ یہ دونون شہزادیان مجبور ہین قیدی کھو گیا ہے اِس سبب سے ناچار ہین بادشاہ غضب تمام فرمایا کہ وہ فقرہ دیتی ہین اور یہ کہکر اُسنے سحر پڑھا کہ ایک ساحر زرد ہشت جادو نام سامنے اسکے آیا اُسکو اِسنے حکم دیا کہ اے زرد ہشت تو فوج لیکر جا اور کوہ شمشاد اور شمس کوہ سے ملکہ شمشاد اور شمسہ دونون کو پکڑ لا زرد ہشت اُسوقت بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا فوج اسکی بازو چپل وغیرہ بنکر اُڑتی ہوئی چلی راہ مین بوندے کبھی بنکر ساحر اُڑتے تھے کبھی آندھی چلاتے تھے آگ برساتے تھے بیرقین اُڑاتے تھے بجلیان گراتے تھے اِسی طرح شعبدہ بازی سحر کی دکھاتے تھے اور چلے جاتے تھے یہانتک کہ بعد چند عرصہ کے شمشاد کوہ پر زرد ہشت آکر پہونچا اُسوقت شمشاد اور شمسہ نے خبر سنی کہ بادشاہ جادوان نے فوج بھیجی ہے پس اُنھون نے باہم مشورہ کیا کہ اب لڑنا مناسب ہے یا صلح کرنا غرض یہی صلاح ٹھہری کہ لڑنا ہی مناسب ہے پس یہ بھی تیاری کرنے لگین اور شمشاد کوہ شمس سے کوہ شمشاد پر پہونچی یہان زرد ہشت جادو نے شمشاد کوہ کو ملکہ شمشاد قلعہ سے جو خالی پایا تو لڑائی آغاز کی شمشاد کوہ پر ایک قلعہ فلک فرسا ہے اُسپر توپین چڑھا دی گئین گولہ انداز برق انداز خشت انداز النگ النگ مستعد تفنگ ہوے بیت لیا ہر توپ نے تقدیر ہن مین چھپین گھبرا کے رد ہین سب بدن مین + سحر کی ہوائیان چھوٹنے لگین جسکی وجہ سے ہوائیان شہر پر اُڑتی تھین اِس زمانہ مین ملکہ شمشاد یہان آکر پہونچی اور اُسنے دروازہ قلعہ کا کھلوا دیا اور فوج ساحران لیکر آپ ایک طاؤس پر سوار ہوکر باہر نکلی اور مقابل زرد ہشت آئی فوج ساحران نے

صف کارزار آراستہ کی اور شمشاد نے میدان مین آکر زرد ہشت کو للکارا وہ بھی سامنے آیا شمشاد نے ایک ناریل مارا زرد ہشت نے اُسکو اشارہ کیا کہ وہ کٹ گیا پھر ایک اژدہا مانس کے آٹے کا بنا کر شمشاد پر چھوڑا کہ وہ اژدہا قلاب آتشین چھوڑکر شمشاد پر جھپٹا شمشاد نے ترسول اُسپر مارا کہ وہ اژدہا پھر مانس کے آٹے کا ہوگیا اور شمشاد نے ابکی ایک ناریل مارا کہ زرد ہشت کی ران زخمی ہوگئی غرض

وہ بندوقون کا چھٹنا ہر طرف باڑھ
دل عاشق پہ جیون مژگان جیسے بان

ہزارون رہکلہ توپ اور شتر نال
دہان مارے من کا اُگلنا

ہوئے اہل جہان کے گنگ سب گوش
ہزارون ہی تریخ اُسجا اُچھلتے

کہ شمشیر اجل مین اُنسے تھی باڑھ
زمین سے آسمان تک کیا کہین پار

دو جانب سے لگین مچھٹنے وہ فی الحال
کڑک کربان کا آنا وہ اُسدم

اُڑے سر سے بزنگ طائران ہوش
ہزارون ہی پڑی تھین لاشین اُسجا

برسنا سیکڑون تیرون کا ہر بار
دھوئین سے ہوگیا عالم دھوان دھار

وہ بندوقون سے گولی کا نکلنا
گھٹا مین جس طرح بجلی کا عالم

ہزارون ناریل جادو کے پہلے
لگا تھا رقص بسمل کا تماشا

غرض زرد ہشت بھاگ کھڑا ہوا اور شمشاد قدخمہ و بارگاہ اُسکا لوٹ کر داخل قلعہ ہوئی اور افراسیاب حال زرد ہشت کے لڑنے کا اور زخمی ہوکر بھاگ کھڑے ہونیکا سُنکر کمال رنجیدہ خاطر ہوا اور کہنے لگا کہ ہے کوئی بہادر ایسا کہ جاکر شمشاد کا سر لاوے یا اُسکو زندہ پکڑکے میرے سامنے لاوے اس کلمہ کو سُنکر سرگشت جادو نے ارادہ کیا تھا کہ مین اجازت لیکر جاؤن کہ اکبارگی افراسیاب کو خیال پھر غضنفر کا آگیا بس کتاب جمشیدی سے تو اس کافر کو سب سب حال غضنفر کا معلوم ہوچکا تھا کہ تو سن جادو نے اُسکو دامن کوہ مین پھینکدیا ہے اور اب وہ اندر تہ خانے کے ہے دیو عنکبوس نے اُسکو گرفتار کیا ہے اور آپ اوپر دروازے کے بیٹھا ہوا ہے اُسنے کلکال جادو کو حکم دیا وہ بموجب حکم افراسیاب کے غضنفر کے گرفتار کرنے کو چل نکلا اب حال سُنیے وہان کا کہ وہ عنکبوس دیو اوپر دروازے تہ خانہ کے بیٹھا ہوا سیر کر رہا تھا کہ دفعتہً کلکال جادو بھی جاکر پہونچا اُس حرامزادے نے اسکو جو دیکھا تو نہایت متوحش ہوا اور اپنے دل مین سوچا کہ یہ ساحر اُس مقام پر کس واسطے آیا ہے آخر گھبراکے کلکال سے پوچھا کہ تم کسواسطے آئے ہو اُسنے کہا کہ غضنفر کے لینے کو بحکم افراسیاب آیا ہون عنکبوس نے کہا وہ اس مقام پر نہین ہے تم کسکو لیجاؤگے اس کلمہ پر کلکال نے خفا ہوکر کہا کہ دور ہو مردک

تو بکتا کیا ہے ارے وہ تو تہ خانہ مین موجود ہے اور تو ہم سے پوشیدہ کرتا ہے یہ کون حرکت ہے یہ کہکر طرف تہ خانہ کے چلا کہ دروازے کو کھولکر عضنفر کو نکال لون عنکبوس نے جو یہ رنگ دیکھا تو اسکو ڈر تو اسبات کا لگا ہوا تھا کہ پاس عضنفر کے نیچہ سحر کش موجود ہے اگر وہ نکلے گا تو مار ہی ڈالیگا یہ سوچکر عنکبوس لپٹ گیا اور پاس تہ خانے کے بجانے دیا آخر ساحر تو دونون تھے ہی لڑائی ہونے لگی لڑتے لڑتے دار شمشاد عنکبوس نے ماری اُسنے خالی دیکر گولا دولادی سحر کا مارا کہ وہ عنکبوس کے سینہ پر پڑا اور پشت کو توڑ کر پار نکل گیا عنکبوس چرخ کھاکر گر پڑا اور مر گیا اُسوقت کلکال نے بزور سحر اُس پتھر کو اُٹھاکر آواز دی کہ ارے او قیدی نکل آ مین تجکو پاس انفراسیاب کے لیچلون عضنفر رجوع قلب سے درگاہ خدا مین دست بدعا تھے کہ دفعتہً یہ آواز گوش زد ہوئی اور روشنی بھی نمایان ہوئی انھون نے روشنی کو دیکھکر دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی اور اُسی نیچہ کو ہاتھ مین لیے ہوے باہر تہ خانے کے نکلے تو دیکھا کہ ایک ساحر کھڑا ہے اور وہ دیو زاد مرا ہوا بروے زمین پڑا ہے انکو اُسوقت کمال غصہ آیا اور کلکال سے پوچھا کہ ارے میرے اِس شکار کو کسنے قتل کیا ہے کلکال یہ سنکر ہنسا اور اسطرح سے ہم کلام ہوا کہ ارے او خدا پرست تیرا خیال کدھر ہے مین نے اسکو مارا ہے اور اب تجھکو بھی پکڑ کر پاس انفراسیاب کے بھیجاؤن گا تو سمجھا ہوا اپنے دل مین کیا ہے عضنفر نے اُسکے جواب مین یہ کہا کہ تو نے بہت سا بھک مارا جو اُسکو مارا زیادہ گوہ نکھا دور ہو میرے سامنے سے بھلا تیری یہ مجال ہے کہ جو تو مجھکو پکڑ کے لیجائیگا وہ غصہ مین تو بھرا ہوا تھا اور ایک چھڑی اُسکے ہاتھ مین تھی اسیکو پکڑ کر واسطے مارنے کے دوڑا مگر جونہین قریب اُنکے آکر پہونچا کہ دونہین اِنھون نے نیچہ سحر کش کا ہاتھ جو اُسکے سر پر مارا تو وہ ساغری کی راہ سے نکل گیا برابر دو پرکالے اُسکے ہوئے اور آواز دار و گیر کی بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے روشنی ظاہر ہوئی تو ملکہ نسیم جالندری کو عضنفر نے دیکھا کہ ایک طرف کو کھڑی ہوئی ہے اور اُسنے جو اُنکو دیکھا تو آکر تصدق ہو گئی اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای شہریار اب حضور اس مقام پر زیادہ ٹھہرنیکا ارادہ نکرین مرکب حاضر ہین ایک مرکب کے اوپر سوار ہو لین اور یہان سے روانہ ہو جاوین اِنھون نے سنکر دو مرکب بہت تیز و چالاک عمدہ ساز اور یراق سے آراستہ و پیراستہ منگوائے ایک مرکب پر تو ملکہ نسیم جالندری کو سوار کروایا اور دوسرے کے اوپر آپ سوار ہوے

اور ہم ملکر چل نکلے تھوڑی دور کے اوپر جاکر ایک آہو نظر آیا انھون نے اُسکے پیچھے مرکب کو ڈالا اور چاہا کہ شکار کرین مگر وہ گھوڑے کو دیکھکر جو بھاگا تو برابر دن بھر چلا گیا اور انھون نے بھی اُسکا پیچھا نہ چھوڑا آخر کو قریب شام وہ تو غائب ہوگیا یہ بھی ناچار ہوکر ہاتھ مُنھ دھونے لگے اب اِنکو تو اِس حال مین چھوڑو اور دوسرے داستان دلستان لشکر اسلام کے سنو کہ یہان قہرمان بن اژدرچادو نے ایک روز کہ جب سامان ضیاے آفتاب پر سیاہی آئی اور جال شمع پرونی ہوا

قضا را طاقت مہر جہانتاب	ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب
نگاہون سے چھپا ہر دامن حرف	گھٹا دن صورت احسان کم ظرف

طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے آکر خدمت بادشاہ نامور مین عرض کیا کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا بادشاہ نے حکم دیا کہ اِس طرف بھی طبل جنگ بجے اب تو پھر بہادر دربار سے اُٹھکر اپنے مقام پر آئے ہتھیارون کو صاف کرنے لگے نقیبان جانباز نکل کر پکارے نظم

دم تیغ آج بان طعمہ چشک ہے	نکل کر کھاسے تو شرط نمک ہے	چلین تیار مردان نمک خوار
کرین دامان صحرا خون سے گلزار	غرض سامان جنگ آراستہ کر	مسلح ہوکے سب نکلے برابر
بڑھین آگے لڑین تیغ دسنان سے	کہ پاوین آفرین سارے جہان سے	کرین اب تیغ خون آشام روشن
کہ جسمین اُنکا لبس ہو نام روشن	یہ کہکے جو نقیبون نے سُنائے	جوانون کے لہو نے جوش کھائے

تلوارون پر سب نے قبضہ کیا تیرون نے دشمن کے دل توڑنے کا دعوی کیا تیغ ہر اک موج بحر آتش تھی دشمن خصم سرکش تھی خنجر ہر ایک شعلہ فگن تھا دشمن کی جان کا دشمن تھا تیغ کی جب ہر چند کہ کمر مین تھی لیکن نہین دیدۂ ظفر مین تھی تلوار مثل زبان طرار چلتی تھی بصورت دامن مار گھسٹتی تھی دشمن کے دل مین اُسکا گھر تھا مژگان تیر اُسکا جوہر تھا خنجر ہر ایک کا خون چاہتا تھا شمشیر گردون کا بھی کلہ کاٹنے کا ارادہ تھا چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ سیاہی شب کی دھوان ہوکر چلی اور مزاج صبح مین بجواسی پھیلی اشعار

بھرا حسرت سے مشتاق تبسم	کواکب نے سفر چاہا فلک سے	مٹی افسردگی کیف شبینہ
		سفیدی چھائی چہرون کی چھلک سے

صبحدم امیر کشور گیر بصد توقیر مسلح و مکمل ہوکر دردولت بادشاہ ذی جاہ پر آئے اور جلو خانہ مین ٹھہرے کہ یکایک بادشاہ کے تخت کو کہارین اُٹھائے باہر آئین کہارون نے تخت کو بدلوایا امیر نے اور سب سردارون نے مجرا کیا پھر تخت بادشاہ قلب لشکر مین رکھکر جانب جنگاہ چلے نظم

ہمی رفت لشکر گروہا گروہ	چو دریا بجوشید امون وکوہ	چنان تیرہ شد روز روشن ز گرد
تو گفتی کہ خورشید شد لاجورد	ز کشور بر آمد سراسر خروش	ہمی کرشدہ مردم تیز گوش
خروشیدن تازی اسپان بدشت	زبانگ تبیرہ ہمین درگذشت	ازان شست بر پشت سالان تختدار
برز اندرون چند گونہ گہر	دلیران یکایک چو شیر ژیان	ہمہ بستہ بر کین مغد میان
ہمان نام داران جوشن وران	برفتند با گرزہاے گران	بپیش اندرون اژدہاے درفش
بجنگ اندرون تیغہاے بنفش	یہ سب لشکر میدان جنگ مین آکر پہونچے پست و بلند زمین	

ہموار ہوئی سقون نے آبپاشی کی صفین جم گئین نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور پکارے اشعار

سنو اے عزیزان ذی ہوش و عقل — کہ اس کارواں گہ سے کرنا ہے نقل — تغیر ہے شہ ہو کہ درویش ہے

سبھون کو یہی راہ درپیش ہے — کہو گے کہ آگے تھا کہتا کوئی — نہین اس سرا بیچ رہتا کوئی

جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش — یہ منزل نہین جاے بود اور باش — گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار

تہ خاک سب کا ہے دار القرار — اے بہادرو کونسا ایسا دلاور نامدار ہے کہ جو آج نکلکر سید الوحین سرخرو ہو نام اپنے جد و آبا کا روشن کرے اس کڑکے کو سنکر لشکر کی صفون پر اور لقا جو لشکر لیکر آیا تھا اور دلاورون کا پرا جمایا تھا اُسکے لڑنے والون پر مثل صف مژگان کے سناٹا چھا گیا علم لشکر کے جلوہ گر ہوئے اُس طرف لقا کے ہاتھی قلب لشکر مین قائم ہوئے اسطرف امیر چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے علم اژدہا پیکر کے چھتیس شقے ابو المعدن گرد وطوق حران گرد نے سر پر کھول دیے تمام میدان پر از مشک و عنبر ہو گیا اور اُن کلہ اے یجان سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی قلب لشکر مین تخت بادشاہ جمجاہ قائم ہوا اب قہرمان بن اژدر نگاہ نے اژدر اپنا اُڑا کر بیچ میدان مین آکر نعرہ مارا کہ یا محمد صاحبقران کسیکو ہمارے مقابلہ کے لیے بھیجے یہ نعرہ سنکر ملک قاسم لال خصمان خونریز خاور سیاہ نے اپنے مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو نکالا سردار لشکر کے پاپیادہ ہوئے اُنھون نے سبکو بسہولت آسانی رخصت کیا علم لشکر کے جلوہ دکھانے لگے اور یہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آئے بادشاہ نے جام کلہ عفریت عنایت کیا اور خلعت سے مخلع فرما کر سپرد خدا فرمایا شہزادہ گھوڑا اٹھا کر برا ے مقابلہ قہرمان بن اژدر روانہ ہوئے گھوڑے کا اِنکے یہ حال تھا اشعار

وہ اسپ کہ صورت پری تھا	طالع مین بلند اختری تھا	وہ ہو جو مژدہ فلک پہ جائے
جھپکے جو ذرا پلک بہ آئے	تصویر جو اُسکی ہو سر سنگ	پرواز کرے ہزار فرسنگ
صورت مین پری چمک مین شبدیز	دوڑے تو کڑی کمان کا تیر	سم بدرے چار چند بہتر
خورشید سے بھی کہین منور	پہنچا کر سامنے جب اس کافر خاسر کے پہونچے اُسنے سحر پڑھکر دستک	

دی کہ ایک پہلہ پتھر کا جنگل کی طرف سے ایک اژدر پر سوار آیا اور شہزادہ ملک قاسم کو
ایسا اُسنے سحر کیا کہ یہ تو بیہوش ہوگئے وہ لنکے تو رسے مین کمر زنجیر کے ہاتھ دیکر اُٹھا لیگیا بعد لمحہ کے
قہرمان نے پھر آواز دی اس طرف سے جمہور جہان سوز طوس بہادر شہنشاہ تیز زن
نکلا اُسکو بھی وہ اژدر سوار آکر اسیر کر لیگیا اسی طرح سے فرامرز عاد مغربی مالک اژدر لنکھو سا
بن سعدان اور اور سردار یکے بعد دیگرے گئے اور سبکو وہ اژدر سوار آکر اسیر کرکے لے گیا جب کوئی سردار
باقی نہ رہا تو اسوقت امیر کشور گیر نے خود نکلنے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے ایک نقاب دار
پیدا ہوا کہ اُسکے ساتھ فوج بھی تھوڑی تھی آکر اُسنے امیر کو مجرا کرکے عرض کیا کہ حضور تامل فرمائین
مین جاکر اُس ساحر کو قتل کرتا ہون مگر اس طور سے کہ آپ اس امر کا اقرار کرین کہ جس شے
کو تو پسند کرکے لے لے گا مین منع نہین کرون گا اور بخوشی تمام حوالے کردون گا امیر نے فرمایا
کہ مجکو منظور ہی مین نے اس امر کو بسر و چشم قبول کیا اس کلمہ کو سُنکر لقا بدار ہنسا اور اُڑکر
چلا گیا بس اِسکا جانا تھا کہ ہاتھ امیر سست ہوگئے اور اعضا شکنی معلوم ہوئی اور اسم
اعظم کو جو یاد کیا تو اُسکو بھی لوح دل سے محو پایا اُسوقت سمجھے کہ وہ ساحر تھا بزور سحر اسم اعظم کو
بھی بند کر گیا اور میرے اوپر بھی سحر کر گیا القصہ امیر تو اِس فکر مین متحیر تھے کہ اُس اژدر سوار
نے امیر کا نام لیکر نہیب دی جب تو ناچار ہوکر امیر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اُس کافر
سے ہم تگا ور ہوے کہ یکایک وہی اژدر سوار صحرا سے پیدا ہوا اور سامنے امیر کے آکر سیاہہ
اپنا دکھا کر جنگل کی طرف بھاگا امیر بھی اُسکے پیچھے چلے اور اشقر کو ڈالے ہوے جنگل مین آئے
مگر وہ اژدر سوار ہاتھ نہ آیا اور اُنکو اتنی دور لگا کر لے گیا کہ لشکریون کی نظر سے دونون غائب ہوگئے
بس اُسنے ایک درگاہ کوہ مین جاکر امیر پر حملہ کیا امیر نے ہاتھ اٹھانے کا ارادہ کیا تو ہاتھ نہ اُٹھ سکا
گھبرا کر درگاہ خدا مین دست بدعا ہوے اور اُس اژدر سوار نے ایک انٹی کچے سوت کی اپنے

لباس سے نکالی اور چار سہ کنڈے چاروں کونون پر گرد امیر کے گاڑکر بزور سحر طلسم بنانے لگا اس خیال سے کہ امیر کو اس طلسم مین قید کر جاؤن اور مین جاکر قہرمان سے عرض کرون وہ جو کچھ کہ حکم دین مین اُسطرح سے عمل لاؤن اب اِسکو تو اس فکر مین رہنے دو کہ طلسم تیار کرتا ہے مگر حال سنو کہ جب لشکر امیر اور سردارون سے خالی ہوا تو قہرمان حربہ سحر کا پکڑ کر لشکر امیر پر آپڑا اور مارنا شروع کیا بادشاہ جمجاہ کو تو اُسنے بیہوش کردیا اور چاہا کہ گرفتار کرون لیکن ملازمان بادشاہی شہنشاہ کو لیکر اُسی حالت بیہوشی مین جانب کوہستان روانہ ہوے خیمے اور بارگاہون مین آگ لگی بہت سے لشکری روبفرار لائے قضا و قدر نے نئے سامان دکھائے بہت سے لشکر کے لوگ اُن ساحرون سے لڑکر جان فروشی کر رہے تھے سینہ سپر کرکے مر رہے تھے وہ تلوار چلی تھی کہ یقین تھا نوک مژگان سے اور تیغ ابرو سے بھی تلوار چلے گی ترک چرخ بھی حالت لشکر اسلام دیکھکر چرخ کھاتا آفتاب تابان کا چہرہ زرد تھا تھرا تا تھا ہوا پہاڑ سے سر ٹکراتی تھی زاغ و زغن کا سناٹا جنگل لاشون سے پٹ گیا تھا اشعار فسردہ زخون پنجہ بردست و تیغ

چکان قطرہ خون تاریک مغز	بگو گفتی زلبس موج خواہد زدن	وزان موج بر موج خواہد زدن
برآویختہ یک بدیگر سپاہ	جہان گشتہ چون روے زنگی سیاہ	زمادہ خروشش آمد دار و گیر
ہوا دام کرگس شد از پر تیر	زگرد سواران و آواے کوس	ہوا قیر گون شد زمین آبنوس

لشکری اپنی عورتون اور بچون کو ہمراہ لیکر بھاگے بعض عورتین بچون کی انگلی پکڑے ہوے ننگے سر اور ننگے پیر چلی جاتی تھین لڑکا دوپٹہ کا آنچل پکڑے ہوے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ مین لیے ناک بہتی چلا جاتا تھا لشکر مین بیوپاری دوکاندار سب مال و اسباب چھوڑکر بھاگ گئے تھے مقبل و فلوار نے جلد جلد ملکہ مہرگہر تاجدار و ملکہ رابعہ زرلفت اطلس پوش و ملکہ گردیہ بانو وغیرہ کل بیبیون کو صاحبقران اور اُنکے فرزندون کی سوار کرلیا اور طبل آسایش بجایا اور بارگاہ حشامی مین آکر بیٹھا لیکن وہ نقابدار کہ جو امیر کا اسم اعظم بند کرگیا تھا اُسنے ایک شیشہ مین گولہ بناکر رکھا اور سمت طلسم روانہ ہوا وہ جاکر بحکم کریم کارساز اُس جھیل پر پہونچا جہان شہزادہ عضنفر بن اسد ہاتھ مُنہ دھو رہے تھے بس پانی کو دیکھکر اِسکو بھی پیاس معلوم ہوئی کنارے جھیل کے اُتر پڑا عضنفر نے جو شیشہ اُسکے ہاتھ مین دیکھا پوچھا اُس سے کہ اس شیشہ مین کیا شی ہے اُسنے کہا کہ اسمین جان لشکر

اسلام ہے غضنفر کو یہ کلمہ سُنکر غصہ آیا پنجہ پکڑکر اُٹھا اور کہا کہ کہین تیری قضا تو نہین آئی ہے اُسنے کہا
کہ بس ذرا زبان کو سنبھال کر بات کرو ورنہ ابھی ساری سپہ گری بھلا دونگا خبردار میرے
سامنے بل کی نہ لینا شہزادے نے کہا کہ ابے او نابکار تیری بھی یہ اصل ہے کہ ہمسے ہمکلام
ہوتا ہے بھلا مین تجھسے کیا بل کی لونگا جادور ہو میرے سامنے سے اومردک اس کلام کو سُنکر
وہ جھلایا اور اُنکی طرف مثل برق کے تڑپکر آیا اِنھون اُسے پنجہ کا ہاتھ جو کھینچکر مارا تو اُسکے دو پرکالے
ہوے پس وہ شیشہ اُسکے ہاتھ سے گر کر دو ٹکڑے ہوگیا اور شور نفور قیامت بلند ہوا اور تھوڑی دیر
کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من سحر نگاہ جادو بود بس اِسکا واصل جہنم ہوتا تھا اور شیشہ کا ٹوٹنا تھا
کہ اسم اعظم امیر کا چھوٹ گیا اور جو اژدر سوار جادو طلسم باندھ رہا تھا اور امیر بے حس و حرکت کھڑے
تھے دفعتہً دست و پا مین قوت آگئی اور اسم اعظم بھی صفحہ سینے پر منقوش نظر آیا پھر تو امیر
نے درگاہ خدا مین سجدہ شکر ادا کیا اور عقرب سلیمانی کھینچکر اُس اژدر سوار پر بڑھے وہ اژدر
سوار ظاہر مین تو سحر کا پتلہ تھا مگر اصل مین ساحر تھا بس اِسنے جو یہ حال دیکھا تو آگے بڑھکر چھڑی
امیر پر ماری کہ او نالائق مانتا نہین امیر نے وہ چھڑی خالی دیکر ایک ہاتھ جو عقرب سلیمانی کا مارا
تو بسان چنار دو ٹکڑے اُسکے ہوگئے غل و شور ہوا تاریکی ہوئی پھر آواز آئی کہ مارا اژدر سوار کو اب
جو روشنی ہوئی دیکھا تو لشکر کھڑا ہے امیر اُسپر سوار ہوئے اور بسم اللہ کہکر چلے اب جو دیکھا تو سب
سردار بھی آکر حاضر ہوے کہ وہ اسی ظرفہ مین اسیر تھے امیر نے اُسکو قتل کیا تو وہ بھی سب چھوٹ گئے
اور ہمراہ امیر کے روانہ ہوے اور سمت لشکر ظفر پیکر چلے یہان قہرمان بارگاہ سلیمانی مین بیٹھا ہے اور
سب لشکر تباہ و برباد ہوگیا ہے ہزارون خدا پرست بدرجۂ شہادت جانبر ہو چکے ہین کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار میدان مین لگے ہین کہ امیر آکر پہونچے اور نعرہ رعد آسا بلند کیا بختیارک
نے کہا کہ مرگ تو مبارک باشد مُرلیا باجی لقا گھبرا گیا اور قہرمان گھبراکر باہر نکلا امیر نے اُسکو دیکھکر
للکارا کہ باش او کافر بیحیا اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ نعرہ سُنکر تمام ساحران نابکار مین جلد جلد
کمر بندی ہوگئی اور لقا و بختیارک بھی باہر نکل آئے اور لگی سحر کی مار ہونے مگر امیر نامور نے اسم اعظم

پڑھا کہ سحر تو چل نہ سکا مگر تلوار کھینچی اور شمشیر زنی شروع ہوئی پھر تو یہ عالم ہوا کہ نظم	زجا اندر آمد چو آتش قبا
بخندید لشکر چو دریا ز باد	بر آمد خروشیدن داد گیر
درخشیدن خنجر زخم تیر	

نہان ترک زرین وزرین سپر	عنین شد سراز چاک چاک تبر	تو گفتی کہ ابرے برآمد ز گنج
زشمشیر نیرنگ زو بر ترنج	دو لشکر بہم اندر آویختند	تو گفتی ببیلد بگرز آمیختند
غریوبدن مرد و غرندہ کوس	ہمیکرد بر رعد غرآن فسوس	ز آسیب شیران پولاد چنگ
دریدہ دل شیر و چرم پلنگ	ہمہ روے صحرا سر و دست و پاے	بزیر سم اسپ جنگ آزماے
فرورفت و بر رفت روز نبرد	بماہی تہم خون و بر ماہ گرد	بروز نبرد آن یل ارجمند
بشمشیر و خنجر بگرز و کمند	بریدہ و دریدہ و شکستہ و بہ بستہ	یلان را سر و سینہ و پا و دست
ہزار و صد و شصت گرد دلیر	ہمہ زخم شد کشتہ در جنگ شیر	قہرمان بے ایمان اس جنگ مین

جو سامنے امیر باتوقیر کے آیا امیر نے اُسکے حربہ کو روک کے جو عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا تو اُسکے کاسۂ سر پر بیٹھکر تلوار اُدھر کو کاٹکر زمین مین در آئی مع ازدر و قہرمان چار پارچہ کالے ہوے شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا تاریکی ہوگئی آواز آئی کہ مارا قہرمان کو اندھیرا چھا گیا بختیارک اور لقا بھاگ کر اندر قلعہ عقیق کوہ کے چلے گئے بھگدڑ ہوگئی تمام کافر شکستہ سلیح و گسستہ کمر پہ نہ بوق نہ کوس و نہ نواو نہ بھاگ کر کے قلعہ مین آئے اور لاکھون آدمی مارا گیا لقا نے دروازہ قلعہ کا بند کرا لیا یہان طبل فتح و ظفر بجا اُدھر صحرا مین بادشاہ کو ہوش آیا انکو اور ناموس مہر کو عیار لیکر آئے بازاری ہوا ری سب آکر پھر آباد ہوے نئے سرے سے بستی ہوئی خاندان محل مین رنجکے اور صحنکین ہونے لگین بارگاہ مین تاج و راگ و رنگ ہونے لگا اُدھر لقا نے بختیارک سے کہا کہ اے شیطان درگاہ من فتح تو میری ہوگئی تھی مگر قہرمان جادو اپنے دل مین سمجھا کہ مین نے اپنے سحر سے غلبہ خدا پرستون پر پایا ہے اور وہ میری خداوندی کی کچھ حقیقت نہ سمجھا اس وجہ سے مین نے خفا ہوکر اُسکو غارت کردیا اور وہ کتے کی موت مارا گیا اگر غرور نکرتا تو وہ ہی فتحیاب ہوتا اس کلام کو سُنکر تمام کافر سجدہ کرنے لگے اور گویا ہوے کہ آپ خداوند برحق ہین آپ ہی کی تقدیر سچ ہے کہ وہ مارا گیا غرض اب اُسکو تو رنج مین چھوڑو اور امیر کو عیش کرنے دو لیکن حال غضنفر بیان کیا جاتا ہے

داستان دلستان غضنفر کا ساحران افراسیاب سے اور مقابلہ مہرخ کا مہران جادو سے اور لقا کا لڑنا اور آنا بلوط کے گردن کا اور مقابلہ کرنا حیرت بدسیرت پیر عیارون اور عمرو کا عیاری کرنا اور حسین جادوسی مخمور کا مقابلہ پھر غضنفر کا برق بلا افگن کو مارنا و ملکہ شمسہ و مشاہدہ کا

اگر شریک مرخ ہوتا اور افراسیاب سے مقابلہ کرتا اور ملکہ ہران کا لشکر بیشمار جمع کر کے آتا اور داستانین متعلق اسی مضمون کے ملوقہ

رندونکی ہو تو ہی جان ساقی — وہ مے کہ جو کھولے سرگرانی — ہان ای میرے مہربان ساقی
وہ بادہ جو کر دے مجھے مست — وہ مے کہ عدو بھی جس سے ہو پست — وہ مے کہ جو ہوے ارغوانی
جس سے کہ برآئین سب میرے کام — گلشن مین کھلے ہین پھول خوشرنگ — اُس مے کا پلا دے ساقیا جام
ہر لالہ چمن مین صورت جام — اور نرگس بلاغ مست خودکام — بلبل کے ترانے مین ہے آہنگ
میخوارون کو چہچہ مین ہے لاتی — انگور کو تاکتے ہین میخوار — سنبل کی ہے زلف پیچ کھاتی
ہے پنبۂ مینا دیکھو بادل — غنچہ ہے ہر ایک مے کی بوتل — ہین بنت عنب کے عاشق زار
پیتے ہین ہرے ہرے نمودار — پانی کو ہے موج نشۂ مے — پھولون کے بھرے ہین رطل خمسار
بندون کا ہے باغ مین اجارا — میخانہ بنا ہے باغ سارا — متوالون کی طرح جھومتا ہے
ہے سرو بصورت صراحی — سوسن کی زبان ہی جو خاموش — کلیان لیتی ہین سب جماہی
اے ساقی بزم بادہ خواران — اے راہ نماے میگساران — ساقی یہ بھی ہوتے ہین میخوش
ساقی مجھے کردے خود فراموش — واعظ کی نصیحتین نہ مانون — وہ دے مجھے مے کہ ہون مین مدہوش
گلشن مین کھلے ہین پھول ساقی — لاتو بھی پلا دے پھول ساقی — ساقی ساقی ہی مین پکارون
ہان یہ ہی تو وقت میکشی ہے — مرغان چمن ہین چہچہاتے — اودی اودی گھٹا گھری ہے
مہمان ہے بہار زندگانی — دے مجکو شراب ارغوانی — دخت رز کے سہاگ گاتے
کچھ ساقیا مجکو بیخودی ہے — چومون قدم اپنے ہوش کے مین — ہان تو بہ شکن پلا سبھے سے
مضمون سے شکل یار لیتون — افسانہ عجیب تر مین لکھون — اور صدقے ہون اپنے ہوش کے مین
اٹھ مجکو پلا دے ساغر مے — بس پی چکے جاہ خوب مے کو — جینے کا تو لطف میکشی ہے
زندہ کن مردۂ مضامین — جان قصہ راد او کرد تزئین — اب اک رنگین فسانہ لکھو
مانند ان نتیجۂ رنگین شاہد سخن

دہر ہفت سازان زیور عرائس مضامین زینت دہ انجمن آرائی گان شیرین زبان کلام دلنشین مطلوب معانی و شنیدگان گیسوے جانان تقریر دلپذیر خوش بیانی گلدستہ طرازان سررشتہ سخنوری و رونق دہندگان بزم افسانہ گستری مہمان داستان کو کاشانۂ بیان مین اسطرح

متمکن فرماتے ہین اور صحرا سے تقریر مین صید مضمون کو یون شکار کرتے ہین کہ شہزادہ غضنفر
جسوقت اُس ساحر کو مار چکے اور اسم اعظم کو بھی امیر کے راکر چکے تو اُنکو اشتہا غالب ہوئی
اور مارے بھوک کے بیقرار ہو کر ایک سمت کو روانہ ہوئے اُنکو تو راہ مین چھوڑو مگر حال سنو
کہ شمسہ اور شمشاد قد کہ اُنھون نے زرد ہشت جادو فرستادہ افراسیاب جادو کو جو اُسطے
پکڑنے کے آیا تھا اور لڑکر زخمی ہو گیا تھا اور شکست کھاکر اُن دونون کے ہاتھ سے بھاگ کر
چلا گیا تھا اور اُسوقت شمشاد قد اپنے قلعہ مین جاکر متمکن ہوئی تھی اور شمسہ جادو بھی اپنے
مقام پر نہایت مضطر اور پریشان بیٹھی ہوئی تھی اور یہ حال جو اُسکو زبانی ساحران زرد ہشت
کے معلوم ہوا تھا کہ تیری دختر قمر طلعت نے توسن جادو سے اُتر غضنفر کو ملوا لیا تھا تو اِسوجہ سے
اُسکو کمال شرمندگی اور ذلت حاصل ہوئی تھی بس اُسنے جھلا کر قمر طلعت کو اندر تہ خانے کے
قید کیا اور توسن جادو کو بھی قید سخت مین رکھا اور آپ سوار ہو کر شمشاد کوہ پر پاس شمشاد
کے چلی گئی اور جاکر اُس سے کہا کہ اے مہین تقدیر سے سب ناچار ہین اور کسی کا بس حکم خدا سے نہین
چلتا ہے مین کیا حال اپنا کسی سے بیان کرون مجکو تو اُس گستاخ بیدد نے کہین کا نہ رکھا اور سب کے
روبرو ذلیل اور خوار کروایا اور تمسے بھی مجکو زرد رو ہونا پڑا یہ کہکر تمام حال قمر طلعت کا بیان کر دیا
شمشاد قد نے سُنکر کہا کہ سنا اب تو جو کچھ کہ ہونا تھا وہ ہو گیا رنج اور غم کھانے کیا ہوتا ہے کہ اسطے کہ
افراسیاب سے تو بالکل بگڑ گئی ہے عذر خواہی بھی کرینگے تو وہ سماعت نہین کرنے کا اِس سے بھی مناسب
ہے کہ اپنی جان پر کھیل جاؤ اور جو کوئی کہ اُسکی طرف سے آئے اُسکو بلا تامل مارو اِسمین جو چاہے وہ
ہو جاے مین تو اپنے دل پر یہی ٹھان چکی ہون شمسہ جادو نے اِس تقریر کو سُنکر کہا کہ میرا بھی یہی
ارادہ ہے کیونکہ مرنا تو ایکدن مقرر ہے پھر پڑ نہ موے لڑ موے اِسکے سوا اب کوئی تدبیر حقیقت مین
بہتر نہین ہے یہ کہکر اور آپسمین مشورہ کرکے اپنے اپنے سحر کو تیار کرنا شروع کیا اور سب اپنے ملازمون سے
بھی کہدیا کہ آمادۂ مرگ ہو جاؤ اور جہانتک کہ تمسے ہو سکے سحر کو تیار کرلو اب یہان تو دونون لشکر وغیرہ
تیاری ہو رہی ہے اور وہان افراسیاب کو جو یہ خبر پہونچی کہ زرد ہشت تو زخمی ہو گیا اور ملکہ شمسہ
اور ملکہ شمشاد دونون آمادہ رزم پیکار ہین تو وہ نہایت برہم ہوا اور گلزار جادو کو حکم کیا کہ تم جاکر
دونون کے سر کاٹ کر جلد لے آؤ وہ اُسی وقت چالیس ہزار ساحرون سے سوار ہو کر روانہ ہوا اور

آکر سامنے شمشاد کود کے فرد کش ہوا بلکہ طبل جنگ بجوادیا شمشاد کو جو حال معلوم ہوا تو اُسنے بھی طبل
جنگ پر چوب دلوائی پھر تو طرفین سے تباری حرب وضرب کی ہونے لگی اور افراسیاب کو
خیال آیا کہ شمشاد قد کے ہمراہ تو شمسہ جادو بھی ہوگئی ہے اور تو نے تنہا گلزار کو بھیجا ہے ایسا نہو کہ اُسکی
شکست ہوجائے کسی اور کو بھی اُسکی مدد کے واسطے روانہ کردے کہ وہ جاکر کوہ شمس کو برباد کرے
یہ سوچکر اُسنے پیکار جادو کو حکم کیا کہ تم جاکر کوہ شمس کو برباد کردو کہ اُسکا نشان تک باقی نرہے اور وہاں سے
پھر نا تو شمشاد کوہ کے اوپر آکے ٹھہرنا اور دیکھنا کہ اگر گلزار جادو نے اُسکو فتح کرلیا ہو تو پھر تم خبر نہونا اور اگر
تم بھی گلزار جادو کے شریک ہوجانا اور قرار واقعی لڑکر سبکو قتل کرڈالنا پیکار جادو نے کہا
کہ بہت اچھا اور رخصت ہوکر بیس ہزار ساحر سے روانہ ہوا اور برسم بلغر جاکر کوہ شمس پر پہونچا
ملکہ شمس جادو تو اُس مقام پر نہ تھی اُسنے میدان خالی پاکر شمسہ کے لوگون کو مارنا شروع کیا
وہان بھی بڑے بڑے ساحر زبردست تھے اُنھون نے بھی حربہ ہائے سحر پکڑے اور پیکار کے
ساتھ سرگرم پیکار ہوے نار نج تیج رائی سرسون اُرد بنولے مٹر کے دانے ہار فلفل گچھے سونٹے
مارنا شروع کیے طرفین سے چوٹ چلنے لگی پر سحر کے غل مچانے لگے ساحرون کا کلیجہ کھانے لگے
آندھیان اُٹھین بگولے پیچ وتاب کھاتے تھے اگیا بیتال شعلہ بن بنکے ڈراتے تھے ایک طرف سے
سوار کارزار کررہے تھے بہادر مررہے تھے تلوار چل رہی تھی کشتی جان بہادران بحر مرگ مین

دوبی تھی خنجر آبگون نے جان ہر ایک کی لی تھی کہ اشعار

سپہ گشت برجیخ بہرام پیہ	دو لشکر برآمد نزیک رہ بجاے	برآمد یکے ابر برسان قیہ
برآمد زہر دو سپہ بوق کوس	زمین کرد ما آسمان دست بوس	نہ سر بود پیدا سپہ را نہ پاے
زمین چون فلک خواست رفتن بجاے	سر نوک نیزہ ستارہ بہ ببرد	زنعل ستوران پولاد سماے
		سر تیغ تاب از شرارہ ببرد

سب ملازمون نے ملکہ شمسہ جادو کے صلاح کی کہ ہماری مالکہ تو اِس مقام پر ہی نہین اور لڑائی بیطرح
بڑی پھر بے سردار کے کہانتک لڑینگے ایسا نہو کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا رہے اِس سے ہمارے
نزدیک تو یہ امر بہتر ہے کہ توسن جادو کو ملکہ قید کرگئی ہین اور وہ نہایت زبردست ساحرہ ہے
اُسکو رہا کردو اور ملکہ قمر طلعت کہ روشنی چشم اور چراغ خانہ شمسہ ہے اُسکو بھی رہا
کردو اور کسی طرف کو لیے ہوے چلے چلو شاید کہ کچھ بیچ پڑگیا تو پھر غضب ہوجائیگا اور ملکہ سوے

اسبات کے اور کچھ نہ کہینگی کہنے میری لڑکی کو جان بوجھکر ہاتھ سے کھو دیا اور لڑائی مین کسی کا
اجارہ نہین ہی خدا جانے کہ کون فتح پائیگا اور کسکی شکست ہوگی غرض سب نے اس بات کو پسند
کیا اور اُسی وقت توسن جادو اور قمر طلعت کو قید سے سب ساحرون نے رہا کردیا توسن جادو
نے جو دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہی تو وہ خود مقابلہ کو نکلی اور سرگرم کارزار ہوئی آخر کار پیکار جادو کے اوپر
سحر غالب نہ آیا تو اسوقت سب ساحر شمسہ کے بدحواس ہوے اور ارادہ بھاگنے کا کیا
قمر طلعت نے جو یہ حال دیکھا تو زار و نزار رونا شروع کیا اور طرف آسمان کے ہاتھون کو
اُٹھاکر اس طرح سے مصروف دعا ہوئی کہ اے پروردگار عالم مین تازہ مسلمان ہون اور وہ دستگیری
میرا مجھسے چھوٹا ہوا ہے تو واسطے اپنے حبیب کا کہ میرے وارث کو جلد میرے پاس پہونچا دے
کہ مین بطفیل اُسکے اس عذاب الیم سے رہائی پاؤن القصہ قمر طلعت تو مصروف دعا تھی کہ
بقدرت بے نیاز عضنفر بن اسد جو اُدھر سے آتے تھے اس طرف کو آنکلے اور کوہ شمس کو
جو دیکھا تو بیقرار ہوگئے مرکب کو اُڑایا اور آکر اوپر کوہ کے پہونچے دیکھا کہ تلوار چل رہی ہی بس انھون نے
بانگ مرکب کی کی اور پکارے اشعار

شہنشاہ دوران پل نامدار	عضنفر من ابن اسد شہسوار
کنم روے کشور ہمہ بے سپاہ	سنانم گذر کرد از چرخ وماہ
ہمہ راہ ورسم پلنگ آورم	سر سرکشان زیر چنگ آورم

یہ نعرہ کرکے اُس نیچہ سحر کش کو انھون نے نیام سے لیا اور فوج ساحران پر گرے اب تو
نخل تن سب کے قطع ہونے لگے سر مثل برگ خزان کے جھڑتے تھے موت کی ہوا گلہاے
ہستی کو مرجھا رہی تھی بسان سرو قامت آزاد تھے شجر قامت برباد تھے نہر خون کی جاری تھی

زخمون کی گلکاری تھی اشعار	زنالیدن بوق و بانگ سپاہ	تو گفتی کہ خورشید گم کردہ راہ
سپہر و سپر یافتہ دشت و زاغ	درخشیدن تیغہا چون چراغ	جہان سر بسر گشتہ دریاے قار
برافروختہ شمع رزمہ ہزار	زخون خاک میدان کین گشتہ سیر	زشمشیر شیران ہمی ریست سیر
کنند از کمین بر زجا میگرفت	زگرمی روان را روان میگرفت	برآمد خروشیدن دار و گیر
چو باران ببارید ژوبین و تیر	زبس نیزہ و تیغ زہر آبدار	ہمہ تیرہ بد چشم خنجر گزار

یہ پیوستہ گرد چو ابر سیاہ کہ تاریک شد روے خورشید و ماہ غرض اُسی ہنگامہ کارزار مین
پیکار جادو کو للکارا اور اُسنے غضنفر کو دیکھا ایک ہاتھ سحر کی تلوار کا مارا اُنھون نے خالی دیکر
جو ہاتھ تلوار سحر کش کا مارا تو اُسنے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر اُس نیچہ نے کہ ساحر کے خون کا پیاسا ہے
سپر کو کاٹ کر اُسکے سر کو سر اسر کاٹا اور زمین مین آکر ٹھہرا اُسکے مرنے سے آواز گرد و دار کی بلند ہوئی
اور اندھیرا ہو گیا بعد اُسکے آواز آئی کہ مارا پیکار جادو کو اب جو ملکہ قمر طلعت کو حال معلوم
ہوا کہ پیکار جادو مارا گیا تو یہ سجدۂ شکر خدا مین جھک گئی اور اُدھر ساحرون نے پیکار جادو
کے بھاگنے کا ارادہ کیا تو توسن جادو ساحران شمسیہ کو ہمراہ لیکر اُنکی سد راہ ہوئی اور غضنفر
نے نیچہ سحر کش پیچے سبکو رکھ لیا آخر ہزارون مارے گئے بقیۃ السیف بھاگ کھڑے ہوے

غضنفر اُنکے خیمہ و خرگاہ کو لوٹ کر ملکہ قمر طلعت کے پاس مین آیا اشعار

نئے سر سے آئی چمن مین بہار	غضنفر بھی اور ملکۂ گلعذار
وہی ساقی و جام مینا و ہان	وہی گلبدن اور وہی بوستان
نگاہ سے چلنے آپسمین دور شراب	لگے بجنے محفل مین چنگ و رباب

اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ خورشید دیوانکدہ چرخ سے دربار برخاست کرکے کاشانۂ
مغرب مین گیا اور زاغ شب نے پر پرواز اپنے کو سطح اظلم
فراغت کش کشمکش سے پائی سب نے سیاہی دی اُبھر کر بخت شب نے
بجھکر قصہ خورشید جہانتاب بڑھا مغرب کے جانب مائل خواب

رات کو شہزادۂ غضنفر نے جلسۂ عشرت آراستہ کیا لب نہر شہزادی کو لاکر بٹھایا دور جام نے
ارغوانی کا چلنے لگا پھر تو یہ عالم ہوا کہ اشعار

کبھی کچھ اور جوش مدعا تھا	کہین سینہ سے سینہ کی رگڑ تھی	کہین لب لب سے لذت آشنا تھا
کہ شب تھوری مزون کی جوش ایسے	بھلا ارمان سب نکلینگے کیسے	کہین رغبت یہ سمجھاتی تھی جی کو
مئے خوشرنگ چھلکا کر بھر لجام	ملا لب سے کہا پی اسکو جانی	کہ اتنے مین بھرا اک جام گلفام
بہار عمر مین معشوق و ساغر	یہ خالق نے دیے تجکو برابر	کہ حاصل کچھ ہو لطف زندگانی
مزوک اسوقت پیارے اپنی جیکو	لب گلگون کا بوسہ اک ہمین دے	غنیمت جان لطف زندگی کو
		کہ دیکھین حوصلے کیسے مین تیرے

سامنے رقاصان مہر طلعت رخصت کرکے مکین اب چاندنی مہ کی دل آرام ہوئی ہر طرف چاند نور

پچھی تھی اور خواصین ملکہ کی بادلہ جھولے مین بھرے اُڑا رہی تھین باہم شاہزادہ اور ملکہ مین اختلاط
ہوتا تھا اوس گزر رہی تھی رات بھیگتی تھی فلک پر تارے چھٹکے ہوئے تھے پروانون کے
جگر سے سوز کی بو آتی تھی اسی ہنگامۂ عیش و نشاط مین وہ شب گذری اور وہ زمانہ آیا کہ رنگ

سحر کا تو ری ہوا اور جمال شب نے سفیدی پیدا کی اشعار
یہ باتین تھین کہ رخصت چاہی شب نے
اُٹھا سامان اجازت چاہی شب نے
کہ جب جوش سحر اُمڈا زمین پر ڈوبے
نظر آئے سنے سامان بہم

ہنگام سحر شہزادہ غضنفر نے نماز سحر کو ادا کیا اور پھر وہان سے میر شکار کو بلا کر سامان شکار

کی درستی کا حکم دیا پھر تو اشجار
روان بحر لشکر ہوا موج موج
گئی چشم خورشید تک گرد فوج
بحار و صحاری پہ ہی عرصہ تنگ
گریبان سر سیمہ ہین وان پلنگ
چکارے ہرن دونون ہین فکرمند
دلون مین ہراس کمان و کمند
کمین گرگ وادی کو فکر گریز
نظر ایدھر اودھر کرے تیر تیز

یہ شہزادہ سوار ہو کر برائے شکار داخل صحرا ہوا اور بہت سے جانورون کو صید کر کے
ایک ہرن کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا اور تمام دن چلے مگر ہاتھ نہ آیا آخر ایک مقام پر ٹھہر کر
آسایش کی اور پھر وہان سے اُٹھکر ایک سمت کو روانہ ہوئے لشکر سے چھوٹ گئے اب انکو تو اور
جانے دیجئے لیکن حال ملکہ نسیم جالندھی کا سنو کہ یہ جو اُس روز غضنفر سے جدا ہو گئی تھی
تو پیچھے ایک درخت کے حیران اور پریشان کھڑی ہوئی ادھر اُدھر بنگاہ حسرت دیکھ رہی تھی کہ نگاہ
اُسکی طرف آسمان کے جو گئی تو دیکھا اُسنے کہ ایک ساحر مرکب کو اُڑائے ہوئے بروے ہوا
چلا جاتا ہے یہ تو اُسکو دیکھکر خوف زدہ ہوئی اور اُسنے جو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین زیر درخت
میل آفتاب تابان کی استادہ ہے تو اُسنے اپنے گھوڑے کو فوراً قریب اسکے اُتارا اور پاس آکر
کہنے لگا کہ ای جان جہان تو گل کس گلستان کی ہے اور شمع کس محفل بزم افروزی کی ہے اور اِس
مقام پر تیرا آنا کسوجہ سے ہوا ہے اور میری تو جان تجکو دیکھکر نکل گئی ہے عمر بھر غلامی مین تیری حاضر
رہونگا تو مجکو اپنے غلامون مین منظور نظر کرلے اور اس گھوڑے پر میرے سوار ہو لے کہ یہ
ہزار کوس زمین سے اونچا اُڑتا ہے اور اسپ بادخور اسکا نام ہے کیا مجال ہے کسی دیو زاد یا پریزاد کی
کہ جو برابر اسکے اُڑسکے اس تقریر کو سنکر ملکہ ایک تو پریشان اور حیران ہو رہی تھی اب اور مضطر
ہوئی اور روبرو اُسکے منت اور سماجت کرکے کہنے لگی کہ ارے مین جان سے اپنی عاجز ہو رہی ہون

تو میرے پیچھے نہ پڑا اور میرے خیال سے درگذر مین تیرے ساتھ نہین جاؤنگی غرض ہر چند ملکہ نے منت اور سماجت کی مگر اُس کافر نے ایک بات بھی نہ مانی اور کہنے لگا کہ اگر تو ساتھ سہولیت کے میرے ساتھ چلنے مین عذر کریگی تو پھر مین تجکو بجبر لیجاؤنگا اور میرا کوئی کچھ نکر سکے گا مین کسی سے نہین ڈرتا ہون تیرا اگر خیال ہے یہ کہکر دست درازی پر موجود ہو گیا اُسوقت ملکہ نے کہا کہ ارے ظالم اظلم مین لاوارث نہین ہون تو میرے جسم کو خبردار ہاتھ نہ لگانا ورنہ ابھی ہاتھ تیرے جل جائینگے اور مفت مین تو مارا جائیگا اُسنے کہا کہ میرے تئین کوئی پائیگا کہان کہ جو مجکو ماریگا مین تجکو اپنے آگے اوپر اپنے مرکب بادخور کے بٹھالونگا وہ زمین سے ہزار کوس اونچا ہوا پر جاتا ہی پھر اُسکو کوئی شخص کیونکر پائیگا کہ جو ماریگا اور تو اُسکے ہاتھ آئیگی اس سے بھی تو بہر صورت مطمئن رہ اور میری ساتھ چلی چل مین سارے اپنے گھر کا تجکو مالک اور مختار کرونگا اور اگر کوئی وارث تیرا پیدا ہوگا تو اُس سے بھی مین سمجھ لونگا تو خوف اور اندیشہ کسی امر کا نکر میری جان تیری جان کے ساتھ ایسا تو دل کو لگی ہوئی ہے القصہ اس طرح سے بگڑکر جو اُسنے کہا تو ملکہ مایوس ہوکر درگاہ خداوند دست بدعا ہوئی لقدرت پروردگار عالم ملکہ بروے آسمان نظر حسرت سے دونون ہاتھ اُٹھائے ہوئے دعا کر رہی تھی کہ یکبارگی غضنفر جو اُدھر سے آتے تھے اس طرف کو آکر پہونچے ملکہ تو دیکھکر غضنفر کو مانند گل خندان ہو گئی اور اُس کافر سے بکشادہ پیشانی اس طرح سے ہمکلام ہوئی کہ ارے او حرامزادے دیکھ کہ وارث وہ نمودار ہوا تو بکتا کیا تھا اُسنے جو پلٹ کر دیکھا تو ایک نوجوان کمسن کو مثل شیر اعظم اور اسپ بادرفتار کے فی الواقعی آتے ہوے پایا مگر بچہ سمجھ کے کچھ خیال بھی اُسنے نکیا کہ یہ کیا مال ہے اُسمین غضنفر کی نگاہ جو اوپر ملکہ کے پڑی تو دیکھا کہ پریشان اور مضطر زیر درخت کھڑی ہوئی ہے اور ایک ساحر کچھ باتین سینہ زوری کی کر رہا ہے بس انکو تاب باقی نرہی بیقرار ہوکر طرف ملکہ کے باگ مرکب کی نی اُس ساحر نے جو انکو آتے دیکھا تو یکبارگی اُٹھکر کھڑا ہوا اور پکارا کہ او چھوکرے خبردار ادھر آنے کا ارادہ نکرنا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا غضنفر نے کہا کہ او مردک کیون تیری شامت آئی ہے یہ کہکر اُسکے قریب گئے اُسنے ایک ہاتھ تلوار کا مارا انھون نے اُسکے وار کو خالی دیکر نیچہ سحر کش جو مارا دو پر کا لیے ہوے تھا اور اُسکے مرنے کا برپا ہوا اور شہزادہ نے مرکب سے اُتر کر ملکہ نسیم جالندری کو گلے سے لگایا اور بہت تشفی و دلداری کر کے ایک درخت

سایہ دار کے نیچے آکر بیٹھی ملکہ نے اُس اسپ بادخور کی تعریف کی اور کہا کہ اے شہریار یہ مرکب بروے ہوا جاتا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ یہ میرا ہی مرکب ہے خدا نے مجکو دلوایا القصہ وہ رات اور دن صحرا مین بسر کی اور دوسرے روز اپنے مرکب پر ملکہ کو سوار کیا اور آپ اسپ بادخور پر سوار ہوے اور وہان سے چلے انکو تو راہ مین چھوڑو مگر اب ذکر افراسیاب جادو کا سنو کہ بیکار جادو کو غضنفر نے قتل کیا تھا تو اُسکی لاش کو اُسکے لوگ لیکر طرف افراسیاب کے بھاگے تھے وہ جو روتے پیٹتے لاش کو اُس نابکار کی لیے ہوے اور پردہ دولت افراسیاب کے پہونچے اور دُہائی دیکر دادخواہ ہوے وہ غل اور شور کو سُنکر بدحواس ہو گیا اور ان سبھون کو بلاکر سامنے اپنے پرسان حال ہوا اُنھون نے جو کچھ کہ ماجرا گزرا تھا وہ سب بیان کیا اور کہا کہ غضنفر نے آکر بیکار کو مار ڈالا وگرنہ وہ کوہ تمبس سے چکا تھا افراسیاب نام غضنفر کا سُنکر برہم ہوا اور ہیکل جادو کو حکم کیا کہ جلد جاؤ اور جاکر شمسہ اور شمشاد قد اور غضنفر کا سر کاٹ کر لیے آؤ خبردار بھاگ کر جاذ پنا دین ہیکل جادو چالیس ہزار ساحرون سے سوار ہوکر فوراً روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑو اور حال سُنو شمشاد کوہ کا کہ وہان جو گلزار جادو نے طبل جنگ بجوایا تھا تو رات کو تیاری تحرمین دونون لشکر مصروف رہے ہیرونکو بھیشتین ملین اور جھٹکے کیے گئے ڈھولے جھونے لگے نگاکی ڈہرو بجانے لگے سان کی مٹی لیکر جوت کا دیا قائم کیا زروتین اُڑانے لگے کمین منترون کی جاپ تھی لونا چماری اور دھنتر اور جوگی جیپال کی دہائی دیتے تھے کوئی منتر پڑھتا تھا کہ کالی کالی مہاکالی کالی کلکتہ والی پتال کا پانی پیتی دشمن کی جان لیتی آگ لگائے سرگ کو جائے جو بیری ہو مارا جائے پڑھو دیوالی مین ایسر ماچا جو ہمارا کام نہ کرے تو وہ دھوبی کے گدھین پڑے غرض اسی ہنگامہ مین وہ زمانہ آیا کہ زنگی شب نے دریاے نور سحر مین غوطہ مارا اور ساحر آفتاب تسبیح زرین لیکر میدان مین آیا کہ اشعار

وہ دُھند چھائی مٹا پیش نظر سے	ہوا افسانہ شب جب فراموش	صدا آئی گجر کی تا لب گوش
نگاہین لڑ گئین حسن سحر سے	ملکہ شمسہ و شمشاد قد دونون	

تخت سحر پر سوار ہوکر عرصہ کارزار مین آئین اُدھر سے گلزار جادو بھی اپنے ازدر پر سوار ہوکر مقابلہ مین آیا دونون جانب کو صف آرائی ہوئی گھنٹے اور ناقوس بجے جے جے سامری کا غل ہوا ابر سحر برساکر گرد و غبار کو بٹھایا میدان کارزار مثل آئینہ بنایا ڈنکے گرجنے اور بجنے لگے ترسول اور بینسول بلند ہوے

نقیبون نے نکل کر صدا دی کہ ای ساحران نامی دیکھو کہ نہ سامری ہی نہ زردہشت نہ ساحر مشمش ہے
دنیا کا یہ حال ہے کہ نظم

شگون یان کا دیکھا سراسر شتاب	چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب
جہان ایک ماتم سرا ہے عجب	نہین جاے باش ہے بیجا عجب
نہ جدول رہیگی نہ سرو روان	گلستان کو پائینگے ہو کا مکان

کونسا دلاور نامدار ہی کہ جو آج نکل کر میدان مین اپنا ہنر دکھاے یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوے اور گلزار اپنے اژدر کو اڑا کر میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ای شمسہ جادو آؤ میرے مقابلہ کو شمسہ تخت اپنا اڑا کر سامنے اسکے گئی اسنے ایک گولہ سحر کا مارا کہ تخت ملکہ کا ٹوٹ گیا اور شمسہ جادو گر پڑی اسوقت شمشاد نے اپنے مرکب سحر کو نکالا مگر وہ مرکب بھی مارا گیا اور گلزار جادو غالب آیا اور تلوار سحر کی کھینچکر سپر کو چہرہ کی پناہ کر کے لشکر شمسہ کی طرف چلا اسوقت شمسہ جادو اور شمشاد قد تلوار سحر کی کھینچکر اسپر آپڑین اور دونون طرف سے ہاتھہ تلوار کے چلے شمشاد نے سپر کو سحر کی آڑ کیا مگر وہ تلوار سپر کو کاٹ کر خود پر اتری گلزار نے داستانہ سحر کا مار کر تلوار کو دور کیا اور اسکے جواب مین آپ تلوار ماری شمشاد نے وہ تلوار خالی دی مگر ہلکا سا زخم شانہ پر آیا یہ ماجرا دیکھکر شمسہ نے درمیان مین آکر شمشاد کو توہا دیا اور آپ ایک تلوار گلزار کے ماری اس روسیاہ نے ترسول سحر پر اسکو روکا مگر ترسول کے دو ٹکڑے ہوے اسوقت اسنے گھبراکر انگوٹھی جمشید کی دکھلائی کہ اسکی چمک سے شمسہ بیہوش ہوگئی اور اسی عالم مین گلزار نے چاہا کہ مین سر کاٹ لون یہ ماجرا جو لشکر شمسہ نے دیکھا تو بدحواس ہوکر لینا لینا کہتے ہوے دوڑے اسوقت بقدرت خدا عضنفر بن اسد گھوڑا ڈالے ہوئے یہان آکر پہونچے اور انھون نے دیکھا کہ تاریخ ترچ سحر کے اچھل رہے ہین اس زور و شور سے کہ جیسے آگ لگی ہوئی ہے بس انھون نے اپنے اسپ بادخور کو جو اشارہ کیا تو وہ اڑکر بروے ہوا بلند ہوا اور وہان سے جو انھون نے دیکھا تو شمسہ تاجدار کو بیہوش پایا اور ایک ساحر سیہ رو کو دیکھا کہ وہ سر اسکا کاٹنا چاہتا ہے بس یہ دیکھکر مثل ہوا کے قلب لشکر مین سر پر گلزار جادو کے آکر اترے اور نعرہ کر کے للکارا کہ ای خیرہ سر تیرہ روزگار دست خود را نگہدار

کہ ماہر رسیدیم اُسنے جو اس آواز کو سُنا تو بغیظ و غضب تمام شمشیر سحر کو مارا انھون نے اُسکے وار کو خالی دیکر جو نیچہ سحر کش مارا تو اُسکے دو پر کالے ہوے پھر تو لشکر اُسکا لینا کیا کہ شہزادہ پر آپڑا شہزادہ

کے زیر نیچہ سحر کش رکھ لیا رستخیز قیامت زابر پا ہوئی پھر تو استعار		پہ شمشیر ازان لشکر نا مدار
بہ لرزہ بسیار در کار زار	از آواز آن گرد سالار کش	نہ مادیو جانے نہ باپیل ہوش
کشیدند شمشیر و گرز آن سران	برآمیخت باہم سپاہ گران	یکے گرد برخاست در دشت جنگ
کہ بگرفت ازان روے خورشید رنگ	فگندہ ہمہ دشت خرطوم پیل	ہمہ کشتہ دیدند بر چند میل

غضنفر نے سیکو یک چشم زدن مار کر بھگا دیا اور سبکو ہٹا کر قریب شمسہ جادو کے آیا اور اُسکے لہو کو رومال سے پاک کیا اور کہا اے ملکہ شمسہ جادو آپ کچھ اندیشہ نہ کرین افراسیاب کی کیا مجال جو بنگاہ کج دیکھ سکے اب آپ قلعہ مین تشریف لیچلیے اس اثنا مین گلزار جادو کے ساحرون نے آکر گھیر لیا شاہزادہ نے پھر اُنکو درہم اور برہم کیا اب جو وہ بزور سحر اُڑ کر بھاگے تو انھون نے بھی اپنے مرکب بادخور کو اشارہ جو کیا تو وہ بھی بلا کی طرح انکے پیچھے پڑا اور غضنفر نے مارے تلوارون کے ہزارون لاشون کو گرا دیا یہ رنگ جو غضنفر کا شہزادہ اور شمسہ نے دیکھا کہ بروے ہوا یہ ساحرون کو چورنگ کر رہا ہے تو یہ دونون تعریفین کرنے کے دست بدعا ہوے غضنفر ہوئین اور ان دونون کے ملازم جو ساحر تھے وہ تعریفین کرنے لگے اور پکارے کہ ای شہریار سبحان اللہ کیا کہنا ہے اب پھر آیئے مگر اُنکو اُسوقت رن چڑھا ہوا ہے یہ اُن ساحرون کو مارتے ہوے چلے جاتے ہین اُنکو تو اس حال مین چھوڑو مگر جال نسیم جالندری کا سنو کہ ہیکل جادو جو افراسیاب کے حکم سے طبل و بوق بجاتا ہوا چلا تو آتے آتے وہان آکر پہونچا کہ جہان ملکہ نسیم جالندری غضنفر کے مرکب پر سوار چلی آتی تھین اور غضنفر اسپ بادخور اُڑا کر آگے چلے آتے تھے یہ پیچھے رہ گئی تھین چنانچہ ہیکل جادو نے جو اُسکی صورت کو دیکھا ہزار جان سے عاشق اور فریفتہ ہوا مرکب کو اُڑا کر اُسکے پاس آیا اور گویا ہوا کہ ای سرو روان باغ خوبی اس صحرا سے سنسان مین تو تیکدو تنہا کدھر کو جاتی ہے اور تو بلبل کس گلستان کی ہے سچ بتا تجکو اپنے دین و ایمان کی قسم ہے کیونکہ مین تیرا شیدہ بے دام ہون اگر تجکو اپنی غلامی مین قبول کرے تو مین تمام عمر غلامی سے گردن تابی نکرونگا ملکہ نے یہ کلام سُنکر کہا کہ او احمق کیون دیوانہ ہوا ہے جا اپنی راہ لے میرا مالک اور وارث شکار کو گیا ہے کہین ایسا نہو کہ وہ

آجائے تو جان تیری مفت جائے اور علاوہ اسکے پرائی ناموس سے ایسی باتین کرنا انسان کو لازم
نہین اُس کافر نے ملکہ کے کہنے پر مطلق خیال نکیا اور قریب اگر ایک ساحر سے کہا کہ نام اُسکا سرو جادو
تھا کہ تم اس عورت کو اپنے ساتھ مرکب پر سوار کرلو جب ہم کہین قیام کرینگے تو سمجھ لینگے سرو جادو
نے اُسکے کہنے سے ملکہ مذکور کو پکڑ کر زبردستی اپنے مرکب پر سوار کیا اب ہیکل جادو شادان و فرحان
وہان سے چلا طبل و نقارے بجنے لگے صدائے طبل غضنفر کے کان مین پہونچی بس آوہان سے اپنے
باد خور اُڑا کر جو آیا تو اُسنے دیکھا کہ ملکہ نسیم جانسپری ایک ساحر کے مرکب پر سوار ہے اور ایک لشکر بیشمار
چلا آتا ہے مگر ملکہ کا یہ حال ہے کہ ہر دم یہی چاہتی ہے کہ اپنے تئین گھوڑے پر سے گرا دون اور آنسو آنکھ سے
جاری ہین وہ ساحر کرنے نہین دیتا ہے دونون ہاتھون سے تھامے ہے یہ حال دیکھکر غضنفر گھبرا گئے
اور وہین سے باگ مرکب کی لی اور ہیکل جادو پر آپڑے مگر وہ قریب کوہ شمس پہونچ چکا تھا اچانک
شمسہ اور شمشاد قد موجود تھین بلکہ شمشاد جو زخمی تھی تو پالکی مین لیٹی تھی اور انتظار غضنفر کے
آنیکا کر رہی تھی کہ ہیکل نے آکر سخت و سست کہکر حملہ کیا اور فوج غضنفر کے ہاتھ سے جو گلزار
کی بھاگی تھی وہ بھی آکر شریک ہیکل ہوئی اور بروے ہوا قائم ہوکر پکاری کہ ای ہیکل گلزار کو غضنفر
قتل کر ڈالا ہے اب تم نہ بچے رہنا اور ہم جاتے ہین شاہ جادوان سے اطلاع کرنیکو تم غضنفر سے لڑو ہم جاکر
اور ساحر کو تمھاری مدد کے لیے بھیجتے ہین یہ کلام سُنکر اس ساحر نے کچھ جواب نہ دیا اور تلوار کھینچکر
شمشاد قد پر جا پڑا شمشاد ہر چند کہ زخمی تھی مگر جی داری کرکے یہ بھی لڑنے لگی اُدھر نسیم جانسپری
نے جو غضنفر کو دیکھا تو پکاری کہ ای شہریار یہ کافر مجھکو زبردستی پکڑ لایا ہے اب اللہ تعالی نے میری آپکو
بچانیکو آپکو بھیجدیا ہے آپ اسے جلد قتل کرین کہ مین رہائی پاؤن غضنفر یہ سُنکے نعرہ کرکے سرو جادو
پر آئے اُسنے تاریخ سحر کا مارا مگر بسبب تیغہ سحر کش کے اُسنے تاثیر نہین کی اور غضنفر نے جو نیچہ سحر مارا
تو مع مرکب اُسکے چار ٹکڑے ہوے بس اُسکو مار کر ملکہ نسیم کو اپنے مرکب پر بٹھا لیا قضا کار
توسن جادو کو بھی خبر معلوم ہو چکی تھی کہ شمشاد کوہ پر ملکہ شمسہ اور شمشاد قد دونون
افراسیاب سے لڑ رہی ہین بس وہ بھی مع فوج وہان سے چلی اور یہان آکر
جو پہونچی غضنفر کو اُسنے سلام کیا اور کہا واہ واہ کیا کہنا حضور کی شجاعت لیکن اب آپ
ایک کام کیجیے کہ ملکہ نسیم کو تو میرے حوالے کیجیے اور آپ ان کافرون کی سمجھ لیجیے غضنفر نے

توسن کو اچھی طرح پہچانکر ملکہ نسیم کو تو اُسکے حوالے کیا اور کہا کہ یہ میری محسن ہے اور ناموس بھی ہے اس سے بہت ہوشیار اور خبردار رہنا ایسا نہو کہ اِسکو کسی طرح کی تکلیف پہونچے توسن نے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھین مین انکی کنیز ہون بشکل قمر طلعت کے توسن جادو غضنفر سے یہ کہی رہی تھی کہ ساحرون نے بشکل جادو یہ اطلاع کی کہ غضنفر نے آکر تیری معشوقہ کو چھین لیا اور سرکو جادو کو مار ڈالا وہ سُنکر نہایت بیتاب ہوا اور شمشاد قد کو چھوڑکر غضنفر کی جانب پھر پڑا اور مرکب سحر کو اُڑا کر برابر غضنفر کے آکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا انھون نے خالی دیکر ایک ہاتھ نیچہ سے کش کا مارا تو اُسنے بھی خالی دیا اب طرفین مین لڑائی ہونے لگی اسنے اپنے مرکب کو بروے ہوا بلند کیا انھون نے مرکب بادخور کو اپنے اڑھ کی اور برابر اُسکے پہونچکر پھر ہاتھ تلوار کا مارا اور مرکب کو بلند کیا اور اسکے ساتھ کا لشکر زمین پر چلا جاتا ہے آخر ایک مقام پر غضنفر نے دباؤ ڈالکر ایک ہاتھ جو نیچہ کا الا اللہ کہکر مارا تو اُس کافر کے دو ٹکڑے ہوے شور و اویلا گیر برپا ہوا اور اُسکی فوج مین دونون ٹکڑے اُسکی لاش کے آگر گرے اتبو غضنفر نے مرکب کو اپنے تیز کیا اور سب کو مارنا شروع کیا کہ اشعار

برآمد درخشیدن تیغ تیز	زمین از نہیب آمد اندر گریز
سپہر برسپہ تیغ ہندی بگشت	ازان نامداران دو بہرہ بگشت
بغرید چون رعد در کوہسار	ویا شیر جنگی گہ کارزار

غرض سب کو مار کر بھگا دیا اور غضنفر نے اِنکا پیچھا کیا جب وہ سب بھاگ گئے تو اب غضنفر کا فرط جوع سے بہت حال غیر ہوا یہ ایک صحرا مین اُتر پڑے اور آہو کو شکار کیا اور جھیل پر بیٹھکر اُسکے کباب کھائے اور یہان شمشاد اور شمسہ نے کہا کہ اس وقت غضنفر نے آکر بیشک جان بخشی فرمائی اور نہ ضرور ہم مارے جاتے یہ باتین کرتی ہوئین دونون اندر قلعہ کے داخل ہوئین اور سب ساحرون نے کہا کہ غضنفر ہمارا آج سے جان بخش ہوا وہ ساحر بھی سب ثنا خوان ہوے اِس اثنا مین توسن جادو بھی آگیا اور اُسنے تمام ماجرا بیان کیا کہ اس طرح مین نسیم جالندری کو لائی ہون اِس مین شمشاد نے شمسہ سے پوچھا کہ کیون بہن اب کیا صلاح ہے شادی مین ملکہ قمر طلعت کی اُسنے کہا قصور معاف مین نے تو کتاب جمشیدی مین دیکھا ہے کہ قمر طلعت کی شادی

عضنفر کے ساتھ ہوگی اور وہ حاکم یہان کا بنے گا اب مناسب ہی کہ ملکہ مہرخ کی پاس اسباب خیمہ ڈیرا لاد کر چلو اور اس ملک کو چھوڑو کیونکہ افراسیاب سے عہدہ برا ہونا مشکل ہی اور وہان بہت بڑا لشکر ہے اور عضنفر کا نانا عمرو بن امیہ ضمری وہان موجود ہی بس مرگ انبوہ جشنے دارد یہ صلاح پسند آئی اور اسی وقت خیمہ ڈیرا لاد کر مال و اسباب اپنا ہمراہ لیکر مع عزیز و اقارب کے جانب مہرخ روانہ ہوئین اب انکو تو راستے راہ مین چھوڑ دیے لیکن حال سنیے کہ لشکر حیرت بدسیرت مین مہران جادو نام ایک ساحر جانب افراسیاب سے آیا اور اسنے راحت و آرام کر کے جب وہ زمانہ آیا کہ دریاے فلک مین چشمۂ آفتاب خشک ہوا اور

ستارون کے چراغ روشن ہوے نظم	چو خورشید درجامۂ نیلگون
جہان گشت چون چشمۂ اہرمن	کشادہ سیہ مار گردون دہن

نہان شد چو زنگی شب آمد برون
مہران نے طبل جنگ بجوایا

مہرخ سحر چشم نے بھی جبر لشکر طبل جنگی بجوایا لشکرون مین تیاری سحر کی شروع ہوئی ہندو نے رحل ساجو گی فلک ہفتم پر آسنی بچھا کر تپشیا کرنے لگا اور منگل منگلا چاری کرنے مین مصروف ہوا بدھ کی سدھ بدھ سب جاتی رہی لشکر اپنا بچار کرتی تھی سوچ کی جوت اس رات مدھم ہوئی چندر مامین کا بلی ٹھہرا برہسپت نے کہ برہمن فلک ہی اپنا جنم پتر نکالا آسمان آج کی شب کو دشمن ہر پیر و جوان بنا لشکرون مین ہر غل مچانے لگے بھینٹ پانے لگے ڈہرو بجا بر بنجی تھالی مین لونگ پھول ہار دونے مرو کے پتے جمع کیے گئے چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ زمانہ آیا کہ نخل سحر مین گل آفتاب پھولا اور قصر شب کی بنیاد برباد ہوئی کہ اشعار

دھوان ہلکا ہوا شب کے جگر کا	طرارے بھر کے مثل توسن ناز

کھلا کچھ نور پیشانی سحر کا
نگاہون سے چھپی شب شوخ انداز

صبح کو مہرخ نامور بصد کروفر تخت سحر پر سوار ہو کر جانب جنگاہ روانہ ہوئی اسکے ساتھ ملکہ بسیار اور مخمور اور جملہ سردار سالار گردگون کش مع فوج بے شمار وعدہ گاہ مصاف مین آئے دلاورون نے پرے جمائے اس طرف ڈہرو بجتا اور تاقوس پھنکتا ہوا ترسول اور منبول چمکتے ساحر اژدر اور طائران سحر پر سوار اور مہران جادو ایک فیل آتشین پر سوار ہو کر اژدرمان کو کوتل اپنے ساتھ لیکر میدان مین آیا تھا لیان بر بنجی چمکنے لگین اور ساحرون نے صف آراستہ کی اور نقیبون نے نکل کر آواز لگائی کہ اے ساحران نامی استعار

جوانی گئی موسم شیب ہے — شہود ایک دو روز کو غیب ہے — بجا ہی کیا کوس رحلت مدام
کسی نے نہ بجتا سنایان مقام — یہ جتھے جو ہین سامنے ہین کہان — جہان جا ہی ہر ایک بزم روان
کسی شی کو یان کی نہین ہے ثبات — گئے دن جوانی کے گذری حیات — ہی لازم کہ اب دیدہ و دل بھیر کی جان
کہ رجائے دنیا مین باقی نشان — سکندر نہ باقی ہی نہ طوس ہے — نہ جمشید دارا نہ کاؤس ہے
کیا اس جہان سے سبھون نی سنہ — یونہین تم بھی اک روز جاؤ گے مر — لڑائی مین لڑبھڑ کے گر جان دی
تو دولت شہادت کی تمکو ملی — تمھین چاہیے آج ہی نام و ننگ — عدو کو کر و زندگی سے بتنگ

غرض یہ صدا دیکر بقیب کنارے ہوے اور مہران نے اپنے ہاتھی کو گیہ بانگ مار کر آگے بڑھایا اور ناف میدان مین آکر آواز دی کہ ای مہرخ دبہار مین تمکو سمجھتا تا ہون کہ وہ شہنشاہ جسنے تمکو خاک سیاہ کیا تم اُس سے مقابلہ کرتی ہو تمھین لازم ہی کہ میرے ساتھ چلو کہ مین تمھارا قصور سعی کر کے معاف کرادون ورنہ تم اپنے کیے کی قرار واقعی سزا پاؤ گی مہرخ نے جواب دیا کہ او خیرہ سر تیرہ روزگار افراسیاب گیا ہماری خطا معاف کریگا انشاء اللہ ہم اُسکو باقبال شہنشاہ عمرو داخل دار البوار کرینگے یہ سُنکر مہران کو غصہ آیا اور اُسنے کہا کہ اچھا تو پھر بھیجو کسی کو میرے مقابلہ مین یہ کہی رہا تھا کہ ایک ساحر نامہ افراسیاب کا لیے ہوے لاکھون ہزار ساحرون کے اسکے پاس آیا اور نامہ اسکو دیا اور کہا کہ خداوند ساحران نے یہ ساحر تمھاری مدد کو بھیجے ہین اسنے کہا کہ مجکو کسی کی اعانت درکار نہین ہی اسنے کہدو کہ یہ کسی مقام پر اُترین مین جب لڑائی فتح کرونگا پھر سے بھی ملاقات کرونگا یہ سُنکر وہ سب ساحر اُس جگہ کہ اور فوج پڑی تھی اُترے اور مہرخ کی طرف سے ایک ساحر اورنگ جادو نام برائے مقابلہ مہران بدانجام نکلا جب سامنے آیا مہران نے ایک ہاتھ تیغہ سحر کا اُسکو مارا کہ وہ تیغہ بجلی سنگر گرا اور خرمن ہستی کو اُس ساحر کی جلا دیا پھر ارژنگ جادو نکلا اُسنے اُسکو ایک تیر مار کر ہلاک کیا پھر غدار جادو نے نکل کر سامنا کیا مہران نے ایک اژدہا جنگل سے بلایا کہ وہ غدار کو آکر نگل گیا اب تو باری باری بہت سے ساحر اُسکے مقابلہ مین گئے مگر مارے گئے آخر کو مہرخ موے کاکل کشا اپنے ہنس پر سوار جوڑا دھانی گلے مین

پہنے حسن کی کھیتی ہری ہنس پر اپنا چون دکھاتی ہوئی سامنے مہران کے آئی مہران نے
ایک ناریل چوٹی دار سحر پڑھ کر مارا سرخ ہونے اُسکو دستک دے کر اُلٹا پھیر دیا
اور اپنی کاکل کو کھولا کہ اُسمین سے ستارے نکل کر بلند ہوے اور سر پر مہران کے گرے
مہران نے سات سپہر ین سحر کی سر پر سایہ کین ان ستارون نے چھ سپہرون کو توڑا
مگر پھر ماند ہو کر گر پڑے اب مہران نے ایک تیغہ جو سر پر مارا تو سرخ ہو کے تا دو ابرو
اُترا پھر تو جنگ مغلوبہ شروع ہوئی دونون لشکرمین تاریخ تریخ چلنے لگے سوئیون کے

کچھے مرچون کے ہار پیکان تیر ساحرونکے جسم مین پیوستہ ہوئے تھے نظم	کسی نے کسی کے لگائی تھی آگ
کہین یہ صدا تھی کہ اب جلد بھاگ	برسنے لگی آتش تیر وان
مچانے لگے شور جادو کے بیر	برسنے لگا آب پیکان تیر
کہ تھا ساحرون کو گزند اور رنج	کہین ہار فلفل تھے سوئیان کہین
لگانے لگے آگ وان سحر کار	غضب کی تھی برپا وہان گیر ودار

ہوا بحر زخار جادو روان	
لگے پڑنے تاریخ وان اور تریخ	
کہین خنجر تیر و پیکان کہین	
اسی ہنگامۂ جنگ مین شعلہ	

سنکر مہران مہرخ سحر چشم پر آکر گرا کہ مہرخ سحر چشم کے جسم مین اسکی سوزش سے آبلے
پڑ گئے بس بہت جلد مہرخ سحر چشم دریا بن گئی اور اس آتش کو سرد کیا اور تمام لشکر مہران کا
اُس دریا مین ڈوبنے لگا مہران نے یہ حال دیکھکر ایک گولہ فولاد کا زمین پر مارا کہ زمین
زمین شق ہوئی اور ایک اژدر نکل کر اُس پانی کو پی گیا از بسکہ دریا تو مہرخ
ہی بنی ہوئی تھی یہ بھی اُسکے پیٹ مین سما گئی اِس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ اژدر شب
منہ کھولے ہوئے ظاہر ہوا اور مہتاب کا من اُسنے اُگلا کہ شعر غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام
نظر آنکھون مین آیا سرمۂ شام ✤ شام کو مہران طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور لشکر مہرخ نہایت
پریشان و بدحواس اندوہ و الم مین گرفتار اپنے مقام پر آیا اور اُدھر مہران اپنی بارگاہ مین جا کر
خوش و خرم پہونچا اور سلاح حرب کو جسم سے دور کر کے لباس بزم کو آراستہ بدن پر کیا اور
ہاتھ مُنہ دھو کر اپنی جگہ پر بیٹھا اور ہر چہار طرف کو پہرے مقرر کر دیے اور وہ پتلے سحر کے
جو بنائے ہین کہ وہ سب کو دیکھتے ہین مگر آپ کسی کو نظر نہین آتے ہین اُنسے بھی تاکید کر دی
کہ خبردار اگر کوئی عیار آئے تو اُسکو گرفتار کر لینا اور یا ہمکو اطلاع کر دینا وہ پتلے بھی اپنی اپنی

جگہ پر ساتھ ہوشیاری اور خبرداری کے قائم ہوے اسکے بعد مہران نے آواز دی کہ ارژدر جادو
جلد آکر حاضر ہو وہ پکارتے ہی آکر حاضر ہوا اور سلام کرکے سامنے استادہ ہوا اُسنے اُسوقت مہرخ
کو اُس سے طلب کیا وہ سُنکر ایک طرف کو بھاگتا ہوا چلا گیا اور اِدھر سے مہرخ کو طوق اور زنجیر
مین گرفتار کیے ہوے سامنے مہران کے لے آیا مہرخ کو ہوش تو بالکل تھا نہین بیہوشی مطلق
تھی اُسنے اوپر ایک تخت فولادی کے مہرخ کو سامنے مہران کے لٹا دیا اور کہا کہ یہ حاضر ہی
جیسا کچھ کہ اسکے باب مین حکم ہو مین اُسکو بجا لاؤن مہران نے کہا کہ بس یہی حکم ہی کہ اسکو بہت
ہوشیاری کے ساتھ قید مین رکھنا ایسا نہ ہو کہ بیچ کسی طرح کا پڑجائے ارژدرجادو نے کہا کہ بہت
اچھا یہ کہکر پھر مہرخ کو اُسی حال سے لیے چلا گیا اور یہان مہران نے اپنے طور پر بندوبست
کرکے کھانا زہرمار کیا اور خواب مرگ مین اوپر بستر آرام کے دراز ہوا اب اسکو تو اِس حال
مین رہنے دو اور دو کلمہ داستان عیاران مہرخ کے سنو کہ جب برق فرنگی کو اس حال
کی اطلاع ہوئی کہ مہرخ گرفتار ہوگئی تو اُسکو نہایت تشویش ہوئی اور چھڑانے کے لیے
چلا اور بارگاہ مین جانے کے لیے صدہا صورتین کین مگر نہ جاسکا آخر خیمہ سے کوئی پانچ کوس پر جاکے
نقب کھود کر منہ نقب کا اندر خیمہ کے توڑا اور فتیلہ رفع بیہوشی کو اندر ناک سے رکھکر سر کو نقب
سے باہر کیا تو دیکھا کہ کچھ لوگ اندر خیمہ کے پہرے پر بیٹھے ہوے جاگ رہے ہین اُس وقت
برق نے پروانہ بیہوشی کے دہن سے اُڑائے وہ جو اوپر شمع کے گرے اور جلکر دھوان کی نکا
پھیلا سب کے دماغون مین پہونچا وہ لوگ چونکی اور پہرے کے بیہوش ہوکر گر پڑے پھر تو برق
بفراغت تمام نقب سے اندر خیمہ کے ایک صحنچی تھی اُسمین داخل ہوا دیکھا کہ مہران پڑا ہوا پلنگ پر
سو رہا ہی یہ دل کو مضبوط کرکے بصد جرأت و دلاوری قریب اُسکے پلنگ کے بیٹھ کے
چاہتا تھا کہ بیہوشی کو کفچہ عیاری مین رکھکر اُسکے نتھنون سے ملا کر دھر پھونکے مگر وہ جاگ رہا تھا
اسپر اُسکے پتلہ سحر نے بھی آکر بتلا دیا کہ یہ برق فرنگی ہی وہ تو خود بھی جاگ رہا تھا لیکن یہ
نہ جانتا تھا کہ برق اب جو اُسکو زبانی اپنے پتلے کے معلوم ہوا کہ یہ برق ہی تو پھر جلدی سے
ہاتھ برق کا پکڑ لیا اور پکارا کہ ارے او دزد برق بڑا غضب کیا تو نے کہ مجکو پکڑ ہی لیا
تھا مگر اب بتلا کہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اِس کلمہ کو سنکر برق کی تو روح نکل گئی

اور بدحواس ہوکر کہنے لگا کہ ای مہران کیا کہون اسوقت ساعت بدتھی اور قضا بھی تیسری نہین تھی اسوجہ سے مین تیرے ہاتھ لگ گیا ورنہ کیا مجال تھی تیری کہ جو تو مجکو پکڑ سکتا مگر خیر کچھ مضائقہ نہین ہی یار زندہ صحبت باقی پھر بھی لون گا مہران نے سنکر جواب بھی نہ دیا اور مشکین باندھکر آواز دی کہ ای سمنکال جادو جلد آکر حاضر ہو قضاے کار سمنکال جادو تو اُسوقت کہین گیا ہوا تھا مگر ہولناک جادو موجود تھا اُس نے کہا کہ ای شہریار سمنکال تو کہین گئے ہوے ہین الاغلام حاضر ہی جو کچھ کہ حکم عالی ہو اُسکو بجالاؤن مہران نے کہا کہ خیر اگر وہ نہین ہی تو منہوستین آؤ اور آکر اس برق کو لو اور اپنے پاس بحفاظت تمام قید مین بہت ہوشیاری کے ساتھ لیجاکر رکھو ہولناک جادو نے کہا کہ بہت اچھا اور برق کو پکڑکر اپنے خیمہ مین لے گیا اور قید آہن مبتلا کرکے آپ سناٹے مین اور پر بستر غم کے پڑا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کروٹین اِدھر اُدھر لینے لگا اور شعر عاشقانہ پڑھکے رونے لگا برق نے اُسکا رنگ دیکھکر اپنے دل مین یہ تصور کیا کہ یہ ضرور کسی پر عاشق ہی اسوجہ سے رنگ چہرہ کا اسکے زرد ہوگیا ہی اور حلقے آنکھون مین پڑے ہوے ہین غرض یہ تو خود ہی گرگ باران دیدہ ہین کچھ سوچ کر اُس سے پوچھا کہ ای ہولناک جادو خیر تو ہی مزاج تمھارا اسوقت کیسا ہی اور آنکھون مین آنسو تمھارے کس واسطے بھرے ہوے ہین اگر خفا نہ ہو تو مین تم سے اس بات کو پوچھتا ہون تم صاف صاف بتاؤ کیونکہ کوئی مرض دنیا مین ایسا نہین ہے کہ جسکی دوا خدا نے پیدا نہین کی ہی مگر مرض عشق کی دوا تو البتہ ممکن نہین ہی بھائی صاحب مین بڑا بول نہین بولتا ہون لیکن خاک چاٹ کر کہتا ہون کہ مین وہ شخص ہون اگر کسیکو یہ مرض بھی ہوجاے تو مین شربت دیدار اُسکو ایسا پلاؤن کہ وہ بالکل اُسکے پینے سے اچھا ہوجاے اور مرض عشق نام کو بھی باقی نرہے اور سواے اسکے اور تدبیرین بھی ایسی مجکو یاد ہین کہ عاشق کو وصل دلارام کا اُس تدبیر سے حاصل ہوجاتا ہی اس تقریر کو سنکر ہوش و حواس ہولناک جادو کے جاتے رہے اور صورت برق کی دیکھنے لگا اور یہ بات گھبراکر کہنے لگا کہ ای برق حقیقت مین لوگ سچ کہتے ہین کہ تم روشن ضمیر ہو اور سب لوگون کے دلون کا حال تمکو بغیر بتلائے بخوبی معلوم ہوجاتا ہی واقعی بات یہی ہی کہ مین مرض عشق مین

مبتلا ہوگیا ہون اور بجز علاج اس مرض لادوا کا مجھ کمبخت بدنصیب سے نہین ہو سکتا ہے آخر کو ایک روز اسی غم مین مر کر رہجاؤن گا برق نے سُنکر کہا کہ خیر اسکا کچھ معالجہ مہین ہے وہ کون ایسا بشر ہے کہ جو اس مرض مین مبتلا نہو گا اب تم مجھ سے چھپاؤ نہین بلکہ صاف صاف بیان کرو شاید کوئی تدبیر وصل کی نکل آئے ہولناک اس کلمہ سے بہت خوش ہوا اور اُسنے کہا کہ نظم

خراش جگر سے ہے چھاتی مین درد	کہ جس سے ہوا جاتا ہے رنگ زرد
ترے غم مین اے آفت روزگار	ہزارون بلائین ہین یان روبکار
جلاتی ہے آتش تری میرے تئین	کیا داغ کس شعلہ نے تیرے تئین

اے برق ایک لڑکی مہران جادو نے لیکر پالی ہے لیکن وہ قتالہ عالم سفاکہ جہان حسن مین غیرت وہ ماہ و مہر رشک بدر ہے کہ سامنے اُسکے شمس و قمر نقاب ابر مین منھ چھپائین اور خوبان جہان غیرت سے آب خجلت مین ڈوب جائین پیشانی اُسکی وہ نورانی کہ مطلع صبح انوار اور زلف سیاہ مشکین غیرت بخش شب دیجور سراسر چشم فتان کے روبرو آہوے چین چین بول جائے محراب ابرو مین تمام عالم سر جھکائے اشعار

نگہ گردش چشم سے فتنہ ساز	غمزہ آفت رودگار دراز	عجب رنگ پر سطح رخسار کا
مگر تھا وہ آئینہ گلزار کا	جو آنکھ اُسکے سینے سے جا کر لڑے	دم تیغ پر راہ چلنی پڑے
مکان کج لب خواہش جان کا	تبسم سبب کاہش جان کا	سراپا مین جس جا نظر کیجیے
دہن عمر اپنی بسر کیجیے	اس سینہ پر مین شیفتہ اور فریفتہ ہون اور اُسکو جان و دل	

سے زیادہ عزیز رکھتا ہون لیکن کچھ میرا اجارہ اُسکے وصل مین نہین ہے مین اُسکے جمال جہان آرا سے دیدہ دل اپنا روشن کر لیتا تھا مگر اب چند روز دن سے مہران خود دل دادہ اور فریفتہ ہو گیا ہے اسوجہ سے اُسکو باہر نکلنے کی ممانعت کر دی ہے پس جب روز سے مین نے اُسکو نہین دیکھا ہے نہایت دل بیقرار ہے اور سوائے مر جانے کے اور کوئی تدبیر مجھ نہین آتی برق نے کہا کہ بھائی صاحب یہ امر تو کچھ مشکل نہین ہے اگر مین رہا ہوتا تو ایسی تدبیر کرتا کہ وہ آپ چلی آتی غرض برق نے اُسکو باتون مین لگایا اور اپنی قید کو سوہن سے عیاری سے کاٹکر جست کر کے خیمہ کے باہر پہونچا کیونکہ اُسکو

زنجیر مین ہولناک جادو نے باندھا تھا سحر کی قید اُسکے جسم پر نہ تھی جب یہ بھاگا تو ہولناک بھی اسکے پیچھے دوڑا اور برابر پہونچکر چاہتا تھا کہ پکڑے برق نے ایک طمانچہ بیہوشی ہاتھ مین بھر کر جو مارا تو وہ بیہوش ہوکر گرا اسنے اُسکو اور زیادہ بیہوش کرکے کسی گڑھے مین ڈال دیا اور آپ اُسکے کپڑے پہنکر اسی کی ایسی صورت بنکر مہران کے پاس آیا اُسنے اسکو دیکھکر پوچھا کہ کیون آیا ہی ہولناک برق کو کہان قید کیا اور وہ کس طرح ہی برق نے کہا کہ اُسکو تو مین نے ایک صندوق مین بندکر کے زمین مین دفن کر دیا ہی اس خیال سے کہ نکلکر کہین چلا نہ جائے مہران تو سنکر خاموش ہو رہا مگر انھون نے اُسکو اس حیلہ سے کہ مجکو ایک بات پوچھنی ہی آپ ذرا الگ چلین تو پھر مین اُسکو دریافت کرلون کہ وہ بات سب کے سامنے پوچھنے کی نہین ہی الگ دوسرے خیمہ مین لیجاکر بیہوشی کو مارکر اُسکو بھی بیہوش کر دیا اور کھینچکر چاہتا تھا کہ سر اُسکا کاٹ ڈالے دفعتہ وہی پتلہ کہ جس کو مہران نے بزور سحر بناکے پوشیدہ واسطے حفاظت کے مقرر کیا تھا اور وہ کسی کو نظر نہ آتا تھا اُسنے آکر ہاتھ برق کا پکڑ لیا اور مہران کو ہوشیار کر دیا اُسنے جو آنکھ کھول کر برق کو خنجر برہنہ لیے اپنے سینہ پر پایا اور دیکھا کہ پتلہ میرا ہاتھ اُسکا پکڑے ہوے ہی بس مارے خوف کے رنگت چہرے کی تو زرد ہوگئی اور رعشہ اندام مین ظاہر ہوا اور سوچا اپنے دل مین کہ یہ بڑا غضب ہوا تھا کہ اسوقت جان مفت مین گئی تھی حقیقت مین یہ عیار بلاے بیدرمان و آفت روزگار ہی یہ تصور کرکے جلدی سے سحر جو کیا تو برق سینے پر سے گر پڑا اُسنے اُٹھکر پکڑ لیا اور کہا کہ اب تجکو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا ابھی مارڈالونگا برق نے اُسکے جواب مین کہا کہ مہران کیا مجال ہی تیری کہ جو تو مجکو مار سکے کیونکہ مجکو تو مرنے سے شوق ہی نہین ہی القصہ اب خوف برق کا مہران پر غالب ہوا اور خوف زدہ ہوکر اپنے دل سے کہا کہ تیرے حق مین یہ بہتر ہی کہ برق کو تو چھوڑ دے اور گناہ اپنے اس سے معاف کرا اور لشکر مہرخ مین چل افراسیاب جادو نے مہرخ کا کیا کر لیا جو تیرا کرے گا اور سوا اسکے افراسیاب کی طرف سے جو ساحر بامید سحر لڑنے آیا وہ بہرصورت مارا گیا اور جو کوئی افراسیاب کو چھوڑکر مہرخ سے ملگیا وہ ابتک زندہ اور سلامت موجود ہی اُسکا رویان بھی میلا نہین ہوا بس یہ سوچکر برق کے قدمون پر مہران گرا اور کہا کہ ای برق مین تمھارا غلام ہون

جو کچھ خطا مجھسے سرزد ہوئی ہو وہ معاف فرمایئے اور مین مطیع اسلام ہوا اور سب پر مین نے لعنت کی اور سمجھا کہ دین آپ ہی کا برحق ہی برق اس کلمہ کو سنکر شاد ہوگیا اور مہران کی تعریف کرکے اسکو گلے سے لگایا مہران نے مہرخ کو اسی وقت چھوڑ دیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای ملکہ عالم حضور میری طرف سے ملال نہ کرین کہ اسنے مجکو قید کیا تھا کیونکہ یہ مقام ملال کا نہین ہی لڑائی مین یہی ہوتا ہی اب مین آپ فرمانبردار ہون مہرخ نے اسکی بہت تشفی کی اور فرمایا کہ تو ہمارا قوت بازو ہی اور ہمکو تجھسے عداوت نہین ہی تقائے مہرخ کو جو مہربان دیکھا تو اپنے افسران لشکر کو بلاکر سمجھایا کہ بھائیو مین نے تو تقا پر لعنت کی کہ وہ سراسر جھوٹا ہی اور دین اسلام کو قبول کیا اب تمکو جو میرا ساتھ دینا منظور ہو تو دین اسلام کو قبول کرو ورنہ جہان چاہے چلے جاؤ مین جبر نہین کرتا اُن سرداردن نے کہا کہ ہمکو بھی مسلمان ہونا منظور ہی مگر آپ کو چھوڑنا منظور نہین یہ کہکر سب مطیع اسلام ہوئے لیکن اس حال کی خبر وہ فوج جو افراسیاب نے بہر امداد مہران بھیجی تھی اُسکو فکر ہوئی اور اول سب نے چاہا کہ مہران کو گرفتار کرین مگر مہران مع اپنی فوج کے سوار ہوکر اُس لشکر پر گرا اب تو ہزاردن ساحرون کو اسنے جلاکر خاک کردیا نظم

بجی نالے ترکی ہوا شور و شر — گرین بجلیان سحر کی فوج پر
بلائین کلیجون کو کھانے لگین — بڑھا سحر جب جانین جانے لگین
ہوئی سحر کو روح اور تن سے لاگ — لگی خانۂ تن مین جادو کی آگ
نڑپکر لگین گرنے وان بجلیان — پڑھی ایسی مہران نے اک پڑھنت
کہ مارے گئے جس سے صد ہا منت — ہوئین خانۂ تن سے جانین روان

غرض سب کو مارکر مہران نے بھگا دیا اور ہزاردن کو آتش سحر سے جلا دیا اور سب کو قتل کرکے برق کے پاس آیا برق نے اُسکی تعریف کی اور ملکہ مہرخ و مہران کو مع اُسکی فوج کے ہمراہ لیکر اپنے لشکر مین چلا آیا مہرخ آکر داخل بارگاہ ہوئی طبل اور نقارہ خوشی کے لشکر مین بجنے لگے سب سردار مہرخ کے مہران سے بغلگیر ہوئے اور بہ آبرو اُسکے ساتھ پیش آئے اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ ایوان فلک مین بادشاہ خاور نے قدم رکھا اور روز و شب گرفتار ہوکر کالے جیل خانے مین گیا شعر

یہ اندازِ سخن تھا راحتِ گوش — کہ وہ شب صورتِ دلدار روپوش
اذان زاہد نے دی شیطان بھاگا — چھپی محفل مین بختِ صبح جاگا
صبح کو برق نے جاکر گڑھے سے ہولناک جادو کو نکالا

اور فضلہ رفع بیہوشی دیکر اُسکو ہشیار کرکے کہا کہ ای ہولناک مالک تیرا مہران جاد و نوہم لوگون کا شریک حال ہوگیا اور اُسی کی دختر بختنی پر تو عاشق ہوا اگر تیرا بھی چاہے تو چلکر اُسکی ملازمت کر اور تین سعی کرکے اُس دختر کو تجھے دلادون اور یہ بھی کہون گا کہ ای مہران مسلمانون مین یہ جائز نہین ہو کہ وہ اپنی دختر سے ہمبستر ہون پس یقین ہو کہ وہ تجکو اُسے دیدے گا ہولناک یہ سنکر برق کے قدمون پر گر پڑا اور اُسکے ساتھ خدمت مہران مین آیا اور مہران نے اُس سے پوچھا کہ کہان تھے اُسنے سب ماجرا بیان کیا کہ اِس طرح برق نے مجکو بیہوش کرکے گڑھے مین ڈال دیا تھا اب آپکی خدمت مین آیا ہون غرض یہ عرض کرکے ہولناک دنگل پر بیٹھا شراب کا جلسہ شروع ہوا مہران نے کہا کہ رات بھر کا جاگا مین ہون اب آرام کرون گا یہ کہکر اُٹھ گیا اور تیسرے پہر تک سویا کیا جب دن کی عمر تہائی یعنی تیسرے پہر کا وقت آیا اُسوقت یہ اُٹھکر بارگاہ مین آیا مہرخ کو تسلیم کرکے تخت پر بیٹھا اُسوقت کہ جب دماغ اُسکا بادہ ناب سے گرم ہوا برق فرنگی اُسکے سامنے آیا اور بہت عجز سے اُسکو سمجھایا کہ اے مہران اب مسلمان ہو اور مسلمان کو لازم نہین کہ اپنی بیٹی کے ساتھ شادی کرے کس لیے کہ جسکا بالا پھر اُسکا ستر دیکھنا کیا اب تم اپنی دختر بختنی کو میری خاطر سے ہولناک کے ساتھ منعقد کردو مہران نے کہا کہ ای برق وہ دختر تو کیا مال ہو آپ فرمائین تو مین جان تک دیدون برق نے اُسکو دعا دی کہ خدا تم کو سلامت باکرامت رکھے اور دعا دیکر اُسنے ہولناک کو بلایا اور دختر کا مہران کی عقد اُسکے ساتھ کیا جب وہ زمانہ آیا کہ عروس شب بن ٹھن کر نکلے چاند کی تمکی لگاکر اور زیور ستارہ دار پہنکر عالم مین آئی کہ اشعار گھٹا جب جلوہ خورشید روشن

بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن	چھپا صحن زمین پر شام کا رنگ	ہوئے دود و دیا میں عارض سنگ

رات کو ہولناک بادل بیتاب خلوت سرا مین آیا اِس دختر کو بھی عروس بنایا تھا زیور جواہر کا پہنایا تھا اُسنے آکر اُسکی بلائین لین اور تصدق ہوا وہ شوخ آفت زا تڑپ کر آغوش سے نکلی اُسنے پھر اُسکو گود مین اپنی لیا اور چھپکھٹ پر لاکر لٹایا بہت کچھ بہلایا اور سمجھایا آخر

یہ نوبت پہونچی اشعار	پڑا بیساختہ شلوار پر ہاتھ	کھلا عقدہ سر انگشت کیساتھ
بہم تھے بادہ مستی سے بیہوش	وہ کھل کھیلے وہان ہوکر ہم آغوش	فقط خلوت مین تھی وہ غیرت ماہ

نہ تھی جز ناز و غمزہ غیر کو راہ	دل ساحر ہوا خواہش سے بیتاب	لیے آغوش رشک برج مہتاب
بہ خورشید تھے دونون ہم آغوش	گرا جب آب انسان آگیا ہوش	صف مژگان پہ آبا لشکر خواب
در آبا زیر فرمان کشور خواب	لیکن شب وصل ہمیشہ سے کوتاہ ہے کچھ ہی دیر انھون نے آرام کیا	

تھا کہ وہ زمانہ آگیا یعنی موذن نے ندائے اللہ اکبر سنائی اور رات نے شرما کر منھ اپنا چھپا لیا
روز روشن ہوا اشعار لیکا یک چرخ پر پھیلا اُجالا کیا منھ اپنا دیو شب نے کالا
گئی منھ اپنا سا جو رات لیکر دھری اُس ماہ نے انگلی زبان پر دم سحر ہولناک نے اٹھکر
حمام کیا اور پھر آکر بارگاہ مہر رخ مین بیٹھا مگر یار دلنواز کے لیے بیقرار تھا رات کا انتظار تھا لیکن
بارگاہ مین تاج ہونے لگا جام مے و رغوانی کا دور آغاز ہوا دل اسکا بہل گیا اور شکیل جادو
نے اپنے خیمہ سے آکر مہران سے ملاقات کی اور کہا کہ ای برادر ہم تو غم مین خوبصورت جادو کے
ہلاک ہو رہے ہین اور اُسکے غم مین مثل ماہی بے آب تڑپا کرتے ہین طاقت دل طاق ہے
ملاقات سب دوستون کی شاق ہے مہران نے کہا کہ ای شکیل خوبصورت تو قید ہین
اور چھوٹنا اسکا بہت دشوار نظر آتا ہے ہان اگر افراسیاب مارا جائے اور اسد بن کرب کو
لوح طلسم ملجائے تو شاید وہ رہا ہو ورنہ اُسکا چھوٹنا ممکن نہین اور ای شکیل اتنا مین ہوا تھا ہون کہ
لوح طلسمی دریاے نیل مین ہے افراسیاب خود ہی اُسکو نہین جانتا ہے یہ باتین تھین
کہ بکاول نے لاکر طعام عمدہ نعمت خانہ مین چنا مہران اور ہر ایک سردار نے طعام نوش
فرمایا اور راس طرف کا حال سنیے کہ مہران نے فوج افراسیاب کو قتل کیا تو ساحر
جو قتل سے بچے تھے وہ نالان و گریان خدمت شاہ جادوان مین گئے اور اُنھون نے عرض کیا
کہ ای بادشاہ ساحران مہران مہر رخ سے جا کر ملگیا اور ہم سب کو مار کر تہ و بالا کر دیا افراسیاب
یہ حال سنکر سناٹے مین آگیا آخر ان سب سے کہا کہ اچھا تم جاؤ اپنے مقام پر مین اُس ناہنجار اور
نمک حرام سے سمجھ لونگا وہ ساحر تو چلے گئے اور بعد ایک ساعت کے ملکہ حیرت کی بارگاہ مین
افراسیاب آیا اور اُسنے کہا کہ ای ملکہ حیرت برق بلا فگن کو بلوانا چاہیے ملکہ حیرت نے
کہا کہ وہ تو مجھ سے کچھ ناراض ہوکر یہان سے چلی گئی افراسیاب نے کہا کہ جس طرح ہو تم اُسکو سمجھا کر
یہان بلواؤ حیرت نے کہا بہت مناسب ہے پس اُسنے آدمی برق کے بلانے کو روانہ کیا

لیکن شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار جو ظلمات فیل و مدان کی قید مین ہمراہ بران
ہین انھون نے ایک روز رجوع قلب سے درگاہ خدا مین دعا کی پس انکو بشارت ہوئی کہ اے
عمرو اس دعا کو پڑھ کر جسطرف چاہے چلا جا عمرو اس بشارت سے فرحناک ہوکر اس دعا کو
پڑھتا ہوا ایک سمت کو روانہ ہوا قضا را کار اثنار راہ مین انھون نے دیکھا کہ بہت سے
نٹ چلے جاتے ہین بس یہ بھی ایک لنگوٹ باندھکر بانس کندھے پر رکھکر گلے مین نیلہ ڈورا
لپیٹ کر خم بجاتے ہوئے نٹون مین مل گئے انھون نے پوچھا کہ تم اکیلے کیون پھر رہے ہو
اور تمھارے ساتھ والے کہان ہین انھون نے کہا کہ مین نے ان نٹون کا ساتھ اس لیے
چھوڑ دیا کہ وہ حصہ زیادہ طلب کرتے تھے اور کام کرنے مین کاندھی دیتے تھے اب تم لوگون
کے ساتھ ہون کہ جہان تم تماشا کرنے کو جاؤگے وہ مین بھی کچھ تماشا کرون گا یہ کہکر انکے
ساتھ روانہ ہوا یہ سب پھرتے ہوئے مصور جادو کے لشکر مین پہونچے اور
ڈھولک بجانا شروع کی اتفاقاً ملکہ برق بلا افگن بھی وہان آئی مصور اور
صورت نگار بارگاہ مین بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے تھے کہ آواز ڈھول کی ان کے
کان مین آئی ملکہ برق بلا افگن نے کہا کہ ان نٹون کو بلاؤ مصور نے آدمی بھیجکر بلوایا وہ
آئے اور تماشا کرنے لگے ہر طرف سے صدا واہ واہ کی بلند تھی اور خواجہ بھی ایک طرف کو کھڑے
ہوئے تھے اسمین ملکہ برق نے ان نٹون سے پوچھا کہ یہ نٹ کیون نہین تماشا کرتا سب نے
متفق اللفظ کہا کہ یہ ہمارا استاد ہی ہم سب کے بعد یہ تماشا کرے گا برق بلا افگن خاموش
ہو رہی جب وہ نٹ تماشا کر چکے تو عمرو میدان مین خم پر خم مار کے آیا اور پکارا کہ ملکہ عالم ہمارا
یہ تماشا ہے کہ ایک لوٹ مار کر جو نڑ پین گے تو اس پار صف کے گرینگے اور پھر ایک ایک
پھول چالاکی سے سب کے ہاتھ مین اس سرے سے اس سرے تک برابر دیجائینگے پس سب کو
چاہیے کہ اپنے ہاتھون مین ان پھولون کو مضبوط پکڑے رہین بھاگنے نہ دین اور انکو
سونگھین وہ سونگھتے سونگھتے سب کے ہاتھ سے غائب ہو جائینگے یہ کلام سنکر سب ساحرون
نے کہا کہ یہ بات ہماری عقل مین نہین آتی اسلیے کہ جب پھول ہمارے ہاتھ مین ہونگے پھر ان کا
غائب ہونا ممکن نہین عمرو نے کہا کہ ان پھولون کی کیا اصل ہے اگر تم کہو تو مین آدمی کو غائب کر دون

بلکہ بارہا غائب کر چکا ہون کیونکہ مین فقط نٹ نہین ہون نٹ کھٹ بھی ہون اسمین جو اور نٹ کھڑے ہوے تھے انھون نے کہا کہ اس تکرار سے حاصل کیا ہی جو امر کہ ہوگا وہ آپ ہی ظہور مین آئیگا عمرو نے کہا کہ ہان سچ ہی یہ کہکر پہلے تو تڑاق پڑاق دو ایک قلابازیان کھائین اور پھر جست جو کی تو خیمہ کو پھاند کے اس پار نکل گیا اور پھر اُدھر سے جست کر کے جب ادھر آیا تو تازے تازے پھول زنبیل سے بہت خوشبودار نکالے ایسے کہ جیسے ابھی درخت سے توڑ کر منگائے ہین غرض وہ پھول سب کے ہاتھ مین برابر دیتا چلا گیا اور نٹون کو بھی دیے نٹ اور سب ساحر حیران ہوے کہ یہ پھول اتنے عرصہ مین تازے کہان سے لایا لنگوٹا تو یہ باندھے ہی اور پھول اسکے پاس کوئی نہ تھا معلوم نہین کہ اسنے کیا کرتب کیا عمرو نے کہا کہ صاحبو ان پھولون کو مضبوط پکڑے رہنا جانین نہ پائین یہ پھول ان درختون مین جو سامنے لگے تمھارے ہاتھ سے نکل کر لاگ جائینگے مصور جادو نے کہا کہ حقیقت مین یہ نٹ بڑا اُستاد ہی اور اور ساحر عمرو سے کہنے لگے کہ میان نٹ یہ پھول ہمین بھی دو عمرو نے تھوڑے تھوڑے پھول سب کو مع مصور جادو و برق بلا افگن اور صورت نگار وغیرہ سب کو دیے انھون ان پھولون کو مضبوط ہاتھون مین اپنے پکڑ کر سونگھنا شروع کیا اور عمرو نے باواز بلند پکار کر کہا کہ ای نٹو آج تو جھولیان بھر بھر کے روپیہ لو اور ان پھولون کو خوب سا ول لگا کر سونگھو یہ کہکر الٹی سیدھی قلابازیان کھانے لگا اور اُن پھولون پر عطر بیہوشی چھڑکا ہوا تھا اُسکے خوشبو جو سب کے دماغون مین پہونچی تو مارے خوشبو کے دماغ معطر ہو گیا اور سب نے خوب سونگھے بس یکایک سبکو وردسر پیدا ہوا اور ایک نے دوسرے سے کہنا شروع کیا کہ میان دیکھو وہ پھول غائب ہو گیا اُسنے کہا کہ تم سچ کہتے ہو وہ آسمان پر اُڑا جاتا ہی اور نٹون پر جو غلبہ بیہوشی کا ہوا تو وہ سب کے سب ڈھول بجاتے بجاتے ڈھری ہو گئے اور مصور جادو جو گھبرا کر اٹھا تو اسکو دیکھکر سب ساحر اٹھکھڑے ہوئے بس کھڑے ہونے کی تو دیر ہی تھی مصور جادو تو ٹھوکر کھا کر گر پڑا اور ساحر تڑاق پڑاق چھینکین مار کر بیہوش ہو گئے جب سب بیہوش ہو گئے تو عمرو نے بفراغت تمام مال اور اسباب مصور جادو کی بارگاہ کا لوٹ لیا اور سب ساحرون کو برہنہ کر کے خیمہ نیام سے کھینچکر چاہا کہ مصور اور صورت نگار اور برق بلا افگن وغیرہ سب کے سر بدن سے جدا کرون کہ دفعتہً ایک آواز آسمان سے پیدا ہوئی کہ باش او تیرہ روزگار کہ سب

ہوسکتا ہی کہ تو میرے ہاتھ سے زندہ بچکر جائے تم حسین جادو یہ نعرہ کرکے ایک گولہ فون دی آتش فشان پھنکر جوگری تو خواجہ کے حواس جاتے رہے اور انھون نے جلدی گلیم کو اوڑھ لیا اور غائب ہوئے مگر وہ جوگری تو اس زور سے غصہ مین گری کہ اندر زمین کے غرق ہوگئی اور تمام بارگاہ کی زمین تھرانے لگی بعد تھوڑی دیر کے حسین جادو زمین سے نکلی دیکھا اسنے کہ بارگاہ مین نقش بوریا تک باقی نہین ہی سب اسباب عمرو لوٹ لیگیا اور اکثر ساحر اور سب لوگ برہنہ پڑے ہین اسنے ابر سحر برسایا کہ سب کو ہوش آیا اور اپنے مال زار کو ہر ایک دیکھکر نادم اور غمگین ہوا اور مصور کو بہت شرمندگی حاصل ہوئی اور حسین جادو نے کہا کہ ای مصور باوجود کہ تصویر عمرو کی آپ کے گلے مین پڑی ہی مگر اسپر بھی آپ نے اسکو نہ پہچانا اور اس طرح بیہوش ہوکر اسکے ہاتھ سے دھوکا کھایا وہ تصویر کیسی تھی کہ جسنے آپ کو خبر نہ دی اسی بھروسے پر آپ دعوی کرتے ہین کہ مین کشندہ عمرو ہون مصور جادو نے خجل ہوکر کہا کہ ای ملکہ حسین جادو عمرو بڑا صاحب اقبال ہی خیر اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگا تم دیکھ لینا کہ ایک روز مین نے اسکو زندہ زمین مین نہ دفن کیا تو اپنا نام مصور جادو نہ رکھایہ کہکر اسی وقت آپ بھی پوشاک تبدیل کی اور سب ساحردن کو جو رڈے منگاکر پہنائے اور بارگاہ کو نئے سرے سے آراستہ کیا اور پھر برق بلا افگن وغیرہ کے افراسیاب کے پاس آیا اور سب حال عمرو کی عیاری کرنے کا بیان کیا اور کہا آج تو اسنے سب کو مار ڈالا ہوتا مگر حسین جادو نے آکر ہم سب کی جان بچائی وگرنہ کوئی زندہ نہ رہتا برق بلا افگن نے کہا کہ واقعی عمرو اپنے فن مین یکتاے روزگار ہی حیرت نے کہا کہ ای برق بڑی بات کہ آج بھی تمنے پہچانا کہ عمرو ایسا آفت کا پرکالہ ہی ارے صاحب وہ تو بلاے بے درمان آفت روزگار ہی سامری ہی جان بچاتے ہین تو بچتی ہی وگرنہ کوئی صورت جانبری کی نہین ہی برق بلا افگن نے کہا کہ اگر وہ موا مجکو کہین راہ گی مین ملجائے گا مین سر اسکا ضرور کاٹ لونگا آمین چاہے کوئی خوش ہو اور چاہے کوئی ناراض مگر مین زندہ نہ چھوڑونگی افراسیاب نے ہنسکر کہا کہ تمکو منع کون کرتا ہی یہ امر ہمکو مسلم ہی لو جاؤ ہمنے بھی تمھین اختیار دیا تم اسکو جاکر قتل کرڈالو ہم بھی دیکھین کہ تم کیسی زبردست ساحرہ ہو برق بلا افگن نہایت خوش ہوئی اور اسی وقت بجلی بنکر بسمت

تلاش عمرو مین روانہ ہوئی اب عمرو کا حال سنیے کہ وہ جو بارگاہ مصور کو لوٹ کر خوف حسین جادو سے نکلکر گیا تو وہ مہرخ کی بارگاہ مین آیا اور بیٹھکر باتین ادھر اُدھر کی کرنے لگا مہران جادو سے ملاقات کی کہ دفعتہً ایک آواز ترّاٹے کی پیدا ہوئی بس عمرو گھبرا کے اُٹھا اور پکارا کہ ایہا الناس خبردار ہو جاؤ کہ کوئی نہ کوئی آفت آتی ہی یہ کہکر باہر بارگاہ کے بھاگنا چاہتا تھا کہ وہ برق جو آگر گری تو مار ڈالنا مناسب نہ سمجھی عمرو کو لپیٹ کر مع آسمان بلند ہو گئی اور ایک درّہ کوہ مین جاکر اُتارا عمرو نے جو آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنے تئین موذی کے چنگل مین پایا ہوش جاتے رہے مارے ڈر کے پھر آنکھین بند کرلین برق بلا افگن نے کہا کہ ابتو کیا آنکھین بند کرتا ہی دیکھ تو مین تجھکو کس عذاب الیم سے ہلاک کرتی ہون یہ کہکر خنجر کو نیام سے کھینچا جب تو عمرو کو بھی غصہ آگیا اور پکارا کہ ای برق بلا افگن تو خوب جانتی ہی کہ مین نے ساحر مشعوش اور ہزار شکل چرخ گردان کو ایسا چرخ دیکر مارا کہ روح اُسکی چرخ مین آئی اور مہرود شکاکی کو قتل کیا اور ہزارون ساحر دنگو مین نے داخل جہنم کیا کوئی بھی میری پشم گندہ نہ کر سکا بھلا تیری کیا اصل ہی جو تو مجھے مارے گی اگر خدا نے چاہا تو مین ہی تجھکو قتل کرون گا اس کلمہ پر برق کو غصہ آیا اور وہ اپنے خنجر کو سنگ پر تیز کرنے لگی اس اثنا مین برق فرنگی بھی پھرتا ہوا اسطرف آ پہونچا تو اُسنے عمرو کو قید دیکھا اور برق بلا افگن کو خنجر تیز کرتے پایا فوراً صرصر کی صورت بنکر قریب برق بلا افگن آیا اور کہا کہ اخ اسیاب نے مجکو آپکے پاس بھیجا ہی اور کہا ہی کہ تلاش کرکے جہانپین برق بلا افگن ملین ہماری طرف سے اُنکو دعا کہنا اور کہنا کہ عمرو سے کچھ دریافت کرنا ہی پس اگر وہ ہاتھ آجاے تو ہمارے پاس ایک دم کے واسطے لے آؤ اُس سے ہم دو باتین کرلین تو پھر قتل کر ڈالنا برق بلا افگن نے کہا کہ اچھا چلو مین وہین چلکر اس بھیا کا سر کاٹونگی یہ کہکر اٹھی برق فرنگی نے کہا کہ اچھا آپ تشریف لے چلین مین اور طرف سے جاؤنگا یہ کہکر قریب آکر بچالا کی تمام ایک بیضہ بیہوشی کا اُسکے منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر درہ سے گری برق نے نعرہ کیا کہ منم برق فرنگی اور عمرو کو چھوڑ دو یا کیونکہ برق بلا افگن نے قید سحر کی تھی عمرو نے برق فرنگی کی تعریف فرمائی اور گلے سے لگایا اور خنجر کھینچ چاہا کہ سر برق بلا افگن کا جدا کرین اُسوقت دو پنجے روے ہوا سے پیدا ہوے اور برق بلا افگن کو اُٹھا کر لے گئے عمرو اور برق ناچار وہان سے پھرے اور عمرو نے کہا

کر انشاء اللہ آج ہی رات کو برق بلا افگن کا سر کاٹین گے یہ کہکر مع برق بلا افگن جانب بارگاہ مہرخ روانہ ہوا اور ملکہ مہرخ سے آکر سب حال گذرا ہوا بیان کیا مہرخ نے بھی تعریف برق کی فرمائی اور وہان نیچون نے برق بلا کو ایک دریا کے کنارے پہونچایا اور پانی چھڑک کر اسکو ہوشیار کیا اور پھر سحر کے ببر بنکر سامنے آکر سب حال عمرو اور برق کا بیان کیا کہ اس طرح برق آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا ہم لے آئے اس ماجرے کو سنکر اس لکاتہ کو غصہ آیا اور رتڑپ کر سمت فلک گئی اور ابر سیاہ بنکر جانب لشکر مہرخ چلی جب وہان پہونچی تو سب نے دیکھا کہ گھٹا دھوان دھار تیرہ و تار سیاہ بڑے زور شور سے چلی آتی ہوا اور بجلی بڑے غضب کی اس گھٹا مین چمک رہی ہی سب ساحرون نے خوب غور کرکے اس گھٹا کو دیکھنا شروع کیا تو دیکھا کہ ایک عورت پریزاد سنہرا لباس پہنے اور سنہرا اسکا بدن بھی ہی شمشیر برہنہ بنی ہوئی ابر مین چمکتی چلی آتی ہی وہ سب ساحر دیکھ رہے تھے کہ برق آکر گری ساٹھ ستر ساحر جلکر خاک ہوئے اور پھر چالیس گز کی شمشیر بنکر گرنے لگی تو صفون کے صفون کے سر قلم اسنے کیے غرض تین چار بار گر کے صدہا ساحرون کو ہلاک کرڈالا اور پھر لشکر حیرت کی طرف چلی گئی یہان بڑی دیر تک تلاطم برپا رہا آخر لاشین وہ اٹھا کر دفن کرادین اور مہرخ نے کہا افسوس یہ تھا کہ رعد اور برق لشکر مین نہ تھے ورنہ وہ برق بلا کو بتلا دیتے ٹھٹھیر نے بدلائی ہوئی عمرو نے کہا ای ملکہ تم گھبراتی کیون ہو اگر فضل خدا شامل حال ہی تو مین برق کو بھی قید ظلمات سے چھڑاتا ہون اور برق بلا کو مارتا ہون یہ کہکر عمرو روانہ ہوا اور ادھر برق بلا افگن جو لشکر حیرت مین آئی تو افراسیاب کو نہ پایا پسیدھی باغ عیش مین گئی وہان شاہ جادوان تخت حکومت پر بیٹھا تھا سب ساحر عذار گرد و پیش مین اسکے حاضر تھے برق بلا بھی جاکر ایک مقام پر بیٹھی اور جو کچھ کہ حادثہ گذرا تھا وہ روبرو سے افراسیاب بیان کیا اسنے کہا کہ مجکو اول ہی خبر اس حال کی ہو چکی ہی کچھ تمھارے بیان کی ضرورت نہین ہی برق نے کہا کہ ای شاہ اب مین اپنا خیمہ و سریر دیوار طلسم برپا کراؤن گی اور جو کچھ مین نے تجویز کیا ہی وہ امر مین کرون گی یہ کہکر اسی وقت دریاے خون روان کیے اس پار اگر

دیوار شہر پناہ شہر نابرسان کے نیچے اس نے خیمہ استادہ کرایا مصور جادو بھی اُسکی بارگاہ مین جاکر
بیٹھا اور کہا ناوہ خیرو کہاکہ اپنی بارگاہ مین چلا گیا اور عمرو کو بھی معلوم ہوا کہ برق بلا نے تمہارے
قتل کا بیڑا اٹھایا ہے عمرو اس خبر کو سنکر بدحواس تو ہو گیا مگر چوبدار کی صورت بنکر بارگاہ برق
بلا افگن کے دروازے پر پہنچا اور یہ لوگون کے ساتھ مل کر اندر بارگاہ کے جو آیا تو اُسنے
دیکھا کہ بارگاہ نہایت خوبی سے آراستہ ہے اور برق بلا اپنے تخت پر بیٹھی ہے اور گرد اُسکے
کے چار مسند کرسی مرصع کا زیبھی ہے اور صدہا خواصین زرین کمر اور زرین لباس زیور پہنے
دست بستہ استادہ ہین عمرو نے تجویز کرنا شروع کیا کہ کس کی شکل بنون جو مطلب حاصل ہو
اس اثنا مین ایک خواص نے برق بلا افگن سے کہا کہ واری اب حضور آرام فرمائین کہ
صبح کو معاملہ پیش ہے نہین معلوم کیا اتفاق پڑے اُسنے اس کے جواب مین کہا کہ اری
مجھکو نیند کیونکر آئیگی کہ آج سامنا اُس شخص سے ہے جسنے کشمیر کا شہر و حنظلی آباد وام الجبال و
اندر کوٹ و چاہ ماران وغیرہ برباد کر دیا چراغ ساحرونکے گل کر دیے بھلا مجکو نیند اُسکے خوف
سے کیونکر آئیگی یہ کلام سنکر وہ خواص خاموش ہو رہی اور ایک خواص بارگاہ سے نکلکر
درہ کوہ کی طرف چلی عمرو بھی اُسکے ساتھ ہوا اور کچھ دور پر جاکر اُسکو بیہوش کیا اور زنبیل
مین ڈال لیا اور آپ اُسکی صورت بنکر سب خواصون مین مل گیا اس عرصہ مین ایک
خواص نے آکر عرض کیا کہ واری مین یہ خبر سونپنے آئی تھی کہ ایک شخص نے آکر کڑا سونے کا اتار لیا
میری جو آنکھ کھلی تو اُسکو پکڑ کر مین نے پلنگ کے تلے سے کر کے ڈالدیا ہے قربان جاؤن
آپ دریافت تو فرمائین کہ وہ کون شخص ہے برق بلا نے کہا اری موئی وہ عمرو ہے یہ کہکر
خود اُٹھکر دوڑی پیچھے اُسکے دو چار کنیزین اور بھی ہوئین اُس خواص نے کہا کہ واری الہ
کنیزون کو منع فرمائیے کہ یہ نہ آئین کیونکہ سب اپنے دل مین یہی کہین گی کہ ملکہ ڈر گئین
جب تو کنیزون کو ساتھ لائین برق بلا افگن نے سب کو منع کر دیا کہ خبردار پیچھے سے کوئی
نہ آئے خواصین ناچار ٹھہر گئین اور وہ خواص ملکہ کو لیے ہوے ایک پلنگ کے پاس
آئی ملکہ برق نے جھک کر دیکھا کچھ نہ معلوم ہوا اُس وقت سمجھی کہ اوچھے کے سبب سے نہین
معلوم ہوتا ہے پس اُس نے اوچھا اٹھا کر جو پلنگ کے نیچے سر ڈالا وہان حلقہ کمند کا

وہ گردن بین پہنکر بچی ہوے اور یہ خواص جو برق کو لیگئی ہے عمرو ہے بس اسنے فوراً بیضہ ہوش کی مار کر بیہوش کر کے پشارہ اسکا باندھا اور لیکر اسکو دزدۂ کوہ مین آیا اور چلا تھا کہ سر اسکا جدا کردون اسوقت برق فرنگی بھی آکر پہنچا اور پکارا کہ واہ واہ استاد کیا کہنا کیا خوب آپنے اسکو گرفتار کیا ہے لائیے مین سیسہ گرم کرکے اسکو پلادون عمرو نے یہ سنکر اسکے حوالے کیا برق فرنگی نے پشارے کو کھولکر زور سے ناک برق بلا افگن کی ملدی اور کہا کیون بے لکاۃ تو میرے استاد کی فکر مین تھی کہ اسکو ہلاک کردون بیچی مین رفع بیہوشی اسکی تھی اور یہ برق فرنگی نہین ہے صرصر ہے بس برق بلا نے سانس جو اوپر کی لی بیہوشی اُتر گئی اور ہوشیار ہوکر اٹھی صرصر نے کہا کہ اے بلا دیکھیے یہ عمرو آپ کو پکڑ لایا تھا اسکو اب جلد گرفتار کیجیے عمرو یہ سنکر بھاگ کر دزدۂ کوہ مین چلا گیا لیکن دہان صبا رفتار نے حلقہ کمندون کے لگائے تھے اسمین پھنسا اور صبا رفتار نے ان حلقون کو جھٹکا جو مارا تو عمرو منہ کے بل گرا اسوقت اسنے نعرہ کیا کہ تم صبا رفتار برق بلا بھی پیچھے عمرو کے دوڑی یہ اس نے دیکھا کہ صبا رفتار نے عمرو کو گرفتار کر لیا ہے بس اسے کہا اے صبا رفتار بڑا کام تونے کیا کہ اس سوئے کو قید کیا لیکن لا اب مجھکو اسے دے کہ مین قتل کرڈالون صبا رفتار نے کہا کہ بی بی ہمنے تو بڑی بڑی عیاریان کی ہین اس عیاری کی کیا حقیقت ہے تو کوئی ہمارا قدردان سلامتی مین شاہ کی نہین ہے اب ہمارا جی عیاری کرنے کو نہین چاہتا ہے اے ملکہ آپ تشریف لے چلین مین اسکو راہ سے لیکر آتی ہون اس کلمہ پر برق بلا کو شک گذرا اور صبا رفتار عمرو کو لے کر چلی گئی مگر برق بلا افگن نے اب جو غور کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ صبا رفتار نہین برق فرنگی ہے بس یہ گھبرائی کہ سحر کرنا بھولی اور برق یعنی صبا رفتار نقلی بھاگ کر دزدۂ کوہ مین گیا صرصر اور برق بلا بھی اس دزدہ مین آئین وہان ضرغام اور جانسوز نے حلقے کمند کے لگائے تھے جیسے ہی دزدۂ کوہ مین آئی حلقون مین پھنسی ضرغام نے دوڑکر بیضۂ بیہوشی برق بلا کے منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئی اور صرصر کو اسنے باندھ لیا اور برق فرنگی نے عمرو کو پشارے سے نکال کر

ہوشیار کرکے کہا کہ استاد مین نے آپ کو اس طرح سے پکڑکے برق کو پکڑنا چاہا تھا مگر وہ ہوشیار ہوگئی لیکن الحمدللہ کہ اب وہ بمع صرصر کے پکڑی گئی ہے عمرو نے سب عیارون کو گلے سے لگایا اور پھر بسل پتھر کی برق پر اٹھاکر دے ماری اسکو اثر نکیا پھر خنجر مارا اس نے بھی کچھ ضرر نہ پہنچایا آخرکار اسکو لے کر مہرخ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ملکہ اس ملعونہ کو ہم نے صرصر کے پکڑ لائے ہین آپ کو اختیار ہے چاہے قتل کیجیے چاہے قید مین رکھیے ملکہ مہرخ یہ حال دیکھکر شاد ہوئی اور خنجر سحر پکڑکر برق کے قتل برق بلا افگن اٹھی جسوقت اتفاق صبا رفتار کمند انداز اسوقت اندر بارگاہ کے موجود تھی اس نے دیکھا کہ اب برق بلا اور صرصر کسی طرح بچتے نہین معلوم دیتین ادھر مہرخ نے کچھ سحر پڑھکر دستک جو دی تو ایک پریزاد بچہ لیے ہوے کہ وہ بچہ سلیمانی تھا پیدا ہوئی مہرخ نے وہ بچہ اس کے ہاتھ سے لیا اور پیٹ ابدل کر برق پر چلی اس وقت صبا رفتار نے کہ یہ خدمتگار بنی ہوئی تھی کہا کہ حضور ذرا ٹھہریے گا ملکہ ٹھہر گئی اور صبا رفتار نے آگے بڑھکر جلد تر برق بلا افگن کی ناک کو پھیر دیا کہ اسکو چھینک آئی اور آنکھ اسکی کھلگئی اور اپنے تئین گرفتار پایا تو پکاری کہ او نابکار عیار تو نے میرے ساتھ بڑی دغا کی ہے مگر کیا کرون ناچار ہون کہ ہاتھ مین میرے اسوقت تلوار نہین ہے ورنہ تم سبکو مزا چکھا دیتی خیر اگر چاہا ساری وجشید نے تو کل تمکو مزا چکھا دونگی یہ کہکر سحر جو پڑھا کہ تو جلگئی اور یہ صبا رفتار ہوئی جانب آسمان چلی گئی اور کوئی اسکا کچھ نکر سکا اور اس ہنگامہ مین صبا رفتار بھی بھاگ کر چلی گئی اور عمرو برق بلا کے ہوشیار ہونے سے بھاگا تھا اور مہرخ اور سب ساحر متوجہ جانب برق بلا افگن تھے برین سبب صبا رفتار نے صرصر کو بھی کمند سے کھولدیا تھا القصہ یہ بھی بھاگ کر نکل گئی اور افراسیاب کے پاس برق بلا آکر پہنچی وہ بیٹھا پاچ دیکھ رہا تھا کہ برق بلا نے آکر مجرا کیا اور تمام حال اپنے گرفتار ہونے کا بیان کیا اور صرصر کی بہت بڑی تعریف کی اور کہا ای شہنشاہ اب مجھکو لشکر مہرخ کا ساحر یا عیار جو کوئی ملیگا بغیر مارے نہ چھوڑونگی آپ یہ فرمایئے گا کہ بغیر اجازت میرے کیون مارڈالا آپ مجھکو اپنی مہر سے اجازت نامہ لکھدیجیے کہ مین آزردہ نہون گا اگر آپ یہ مضمون تحریر

نہ فرمائیگے تو مین اپنے گھر چلی جاؤنگی کیونکہ مجکو یہ اذیت گوارا نہین افراسیاب نے اس تقریر کو سنکر فوراً اجازت نامہ لکھدیا اور مہر کرکے اسکے حوالہ کیا اور یہ لیکر اپنی بارگاہ مین آئی اور صرصر کا بھی خیمہ اپنی بارگاہ کے پاس استادہ کرایا اور آپ ارادۂ جنگ آمادہ ہوکر بیٹھی اسکو تو اس حال مین چھوڑیے مگر حال لقائے باختر پسر کیکاؤس کا سنیے کہ یہ کافر خامہ بعد چندے کے باغ مینا سے لشکر جمع کراکر باہر قلعہ عقیق کوہ سے نکلا اور بارگاہ اس نے برپا کرائی لشکر اس کا اترا یہ بارگاہ مین آکر داخل ہوا تمام لشکر آسودہ ہوا بختیارک نے اسوقت اس سے کہا کہ یا خداوندا یہ تو فرمائیے کہ مسلمانون کا رد کنے والا آجکل سرکار مین کون ہے لقائے کہا او شیطان تو کیون خوف کھاتا ہے دیکھ تو مین ایسی تقدیر کرتا ہون کہ خدا پرستون کو جان بچانا دشوار ہوگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک ایک نامہ وار نے آکر خداوند کو سجدہ کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند مین نامہ برہون حشام کوہی کا اور کوہ شام نزدیک سے آیا ہون لقا اس نامہ بر کو دیکھکر خوش ہوا اور پکارا کہ اے بندگان مشاہدہ کنید توانائے قدرت من مینے کیا جلدی تقدیر کی ہے سب نے سرون کو سجدہ مین جھکا دیا اور پکارے کہ سچ ہے یا خداوند تو خداوند برحق ہے تجکو سب طرح کی قدرت ہے غرض نامہ بر تو بیٹھا اور نامہ پڑھا گیا لکھا تھا کہ یا خداوندا وہ شخص بندہ ہے تیرا حشام کوہی نام حاکم کوہ حشام خونریز مین نے سنا ہے کہ خداوند کو خدا پرستون نے بہت تنگ کیا ہے ایسا کہ خداوند انکے ہاتھ سے شہر بشہر اور دیہ بدیہ و قریہ بقریہ بھاگتے پھرتے ہین اور حیران و سرگردان ہین مگر کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہین آتی ہے پس مین عرض رسا ہون کہ اگر مجکو اجازت ہو اور خداوند طلب فرمائین تو مین آکر تمام خدا پرستون کو قتل کرون اور حسبہ کو وہ سزا معقول دون کہ وہ بھی عمر بھر یاد کرے اور جتنے ملک خداوند کے ہین ان کو دلادون یہ نامہ جو لقا نے سنا جواب لکھا کہ عرضی تمہاری ہمکو پہنچی ہم تمسے بہت خوش ہوے تھے تو سے ہزار برس پیشتر یہ تقدیر کی تھی کہ جب ہمپر مصیبت پڑیگی تو حشام کوہی آکر شریک حال ہمارا ہوگا اب تمکو مناسب ہے کہ جلد آکر حاضر ہو اور جان اپنے خداوند کی بچاؤ یہ نامہ لکھکر اس نے نامہ بر کو دیا کہ وہ لیگیا حشام کوہی پہلوان زبردست اور لاثانی ہے ایسا

زبردست ہے کہ دو زنجیرین فولادی بہت بھاری اپنے کمرین بندھوا کر اڑھائی سو آدمیون سے
کہتا ہے کہ تم سب ملکر اسکو کھینچو وہ سب ملکر زنجیرین پکڑتے ہین اور کھینچتے ہین مگر وہ اپنی جگہ
سے نہین ہلتا یہانتک کہ وہ سب عاجز ہو جاتے ہین بس اس گبرنا ہنجار کو اپنی زور و طاقت
کا نہایت غرور ہے رستم زمان اپنے تئین جانتا ہے غرض اب جو نامہ لقا کا اسکو پہنچا تو اسکو
پڑھکر گدھے کی طرح پھول گیا اور اسی وقت سامان سفر درست کرکے فوج کو اپنے ہمراہ لیا اور
آوارہ کوچ کا بجایا لشکر مثل مور و ملخ روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طے مراحل مرحلہ پیمائے
کرکے قلعہ عقیق مین پہنچا بختیارک اسکے استقبال کو آیا اور اسنے دیکھا کہ شام کوہی کا
بچا نوے اربع کا قد ہے دیو ہے کہ قالب انسان مین اترا ہوا ہے رانین اسنے بھینسے کی چھاتا ہوا
اور شراب زہرمار کرتا ہوا آتا ہے اور کرگدن مست پر سوار ہے غرض بختیارک نے لشکر کو
اسکے اتروایا اور یہ وہان سے خدمت خداوند مین آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا دنگل پر
بیٹھا لقا نے ظاہر اسکی حد سے زیادہ فرمائی اور ساقی کو اشارہ فرمایا کہ اسنے جام لے کر دیا
دیا اسنے سلام کرکے جام کو پیا پھر بختیارک نے سب حال لقا کے بھاگنے کا اول
سے آخر تک کہا اور ایسے کچھ کلام حسام بد انجام سے اسنے کیے کہ اسکو گرما یا بھی اور
ٹھنڈا بھی کیا جب کئی روز اسکو گذر گئے ایک روز جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا
اور وہ زمانہ آیا کہ ہستی روز کی تمام ہوئی اور خلاق دہر نے دختر شب کو پیدا کیا کہ اشعار

سر پا بوس مین نزلف شب آئی تمنا آہ ہو کر تا لب آئی چھپاؤن اس جگہ پھر صورت یار
ہوئین دکھندلی دکانین اور بازار سر شام حشام ناکام نے طبل جنگ بجوایا امیان خیبری
تو میان خیبری نے خدمت امیر کشور گیر اور بادشاہ مین آکر سر عجز جھکا کر ان اشعار کو دعا مین پڑھا

بہ تمنای جبین مہ بھی ہوتا ہی ہلال ؛ بسکہ یان سجدہ کی مشتاق ہین اہل کمال ؛ وہ در ہو کہ جہان کے بہم اپنے
شبہاں ہما ہر مگس بے پر و بال ؛ ہاتھ کا تیرے اگر عکس پڑے دریا پر ؛ در مکنون ہو شہ تیغ ما لآل
چاہیے ابر گہربار پسارے دامن ؛ پوچھ پھر مجھ سے عرق جھلکے جو پیشانی مال ؛ اے شہریار حشام کو ہی آیا ہے
اور اسنے طبل جنگ بجوایا ہے ؛ سننا تھا کہ امیر نے بھی حکم دیا کہ ہماری یہان بھی طبل جنگ بجے بس
بموجب حکم محکم قضا شیم طبل جنگ پر چوب پڑی دربار سویرے سے برخاست ہوا سردار وغیرہ

اکر ہتھیارون کی تیاری مین مصروف ہوئے تلوارین چرخ پر چڑھائین کمانین سینکب کر درست کین گرز ارشجاعت ہر ایک ہوا بلبلان بوستان شجاعت زمزمہ سنج جرأت ہوے شعر نام سہراب کا باقی نہین دنیا مین نشان کل کے دن دیکھا ہان ہے ہی گو اور میدان - پھول سہرون کے اس شب تارین چمکنے لگے کیا کرتے مرنے کی ہو دبے تھے نیزے سرد کی صورت تھے راستی اپنے دکھاتے تھے تلوارون کے پھل بہادر دشمن کو چکھاتے تھے جوہر شمشیر و خنجر سے گلستان شجاعت پھلا پھولا تھا لڑائیان اکثر مقام پر بیان کی گئی ہین اس وجہ سے ہر جگہ طول دینا اچھا نہین چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری آلات حرب و ضرب رہی جب سرد و شب کا خنجر سحر سے جدا ہوا اور شاہ خاور بصد کر و فر یکہ زرنگاری سپہر پر جلوہ فرما ہوا شعر

کہ جب وہ صبح مثل صبح رخسار	سعود حسن سے تھی جو کہ سرشار	ہوئی روشن فلک روے جہان
تو نکلے لڑنے کو حمزہ بصد شان	بنے حمزہ صاحبقران دہ دولت بادشاہ ذی شان پرانے

بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوے امیر مجرا کیا سب سردارون کا مجرا و سلام لیتے ہوے جانب میدان معاف روانہ ہوے نظم

چلا ڈنکہ میدانین وہ لشکر	ہوے تیار مردان دلاور	بجا نقارہ فرنا کا ہوا شور
بڑھے میدان کی جانب صاحب زور	تفنگیون کا خوش الحانی سے پڑھنا	علی مرتضی کی مدح پڑھنا
کواکب چھپ گئے تھے آسمان پر	گل خورشید پھولا تھا سراسر	دلاور مرکب پر تن ہے تنے
چلے جاتے تھے سب میدانین لڑنے	غرض جنگاہ مین پہنچے سب آکر	نقا آیا ادھر لشکر کو لے کر
صفین دونو طرف آراستہ تھین	سلاح جنگ سے پیراستہ تھین	غرض تفنگیون نے نقابت کی

اور سقون نے چھڑکاؤ کیا جب صفین جنگ کی آراستہ ہو چکین حشام نے نقا سے اجازت میدان لیکر اپنے گینڈے کو وسط میدان مین نکالا اور کھڑے ہوکر تمام لشکر اسلام کو بغور دیکھا نعرہ کیا کہ اے خدا پرستان و فرقہ زبردستان جس کسیکو کہ آرزو موت کی تم لوگون مین سے ہو وہ آوے میرے مقابلہ کو اس کلمہ کو سنکر بلوچ گردن نے اپنے مرکب کو علم شاہ دی کی صف مین سے نکالکر اجازت میدان امیر کشور گیر سے حاصل کی اور آکر اس کافر خاسر سے بعد گفتگوے بسیار کے

لوبت جنگ و جدال کی پہونچی کسیکو چشم زخم نہ پہونچا آخر کو جب تو بت تلوار کی آئی تو حشام نے ہاتھ
پیچھا مارا بلوط نے پھر کو چہرے کی پناہ کیا اور تیغہ جو اُس جوان زبردست کے ہاتھ کا پڑا تو پھر
کو کاٹکر کوئی چار انگل کا نصہ سر مین اتر گیا اگر داستانہ فولادی کو بلوط نہ مارے تو وہ تیغہ سر اسر
کاٹ جاوے لیکن داستانہ جو مارا تو تیغہ نکل گیا اور چادر خون چہرے پر آئی عیاران لشکر اسلام نے
کو پھیر کر لیگئے بعد اسکے تین سردار علمشاہ کے اور باری باری نکلے وہ بھی حشام کے ہاتھ سے
زخمی ہو گئے انکو عیار پھیر کر لیگئے جب تو علمشاہ کو تاب باقی نہی خود استرالاگرد کو اُڑا کر اسلے
اُسکے مقابلہ کے آئے اور آنے کے ساتھ ہی تلوار جو ماری تو گینڈا اُسکا دس قدم پر جا رہا
بختیارک تو یہ ماجرا دیکھکر صلوٰۃ پڑھنے لگا لقا شنکر نہایت خفا ہوا اور کہنے لگا ارے
تو بکتا کیا ہے اُسنے اُسکے جواب مین کہا کہ یا خداوند مین اس امر کو کیا کرون زبان تو میری اس
کہنے سے آشنا ہو رہی ہے اِسوجہ سے بیساختہ میری زبان سے یہ کلمہ نکل جاتا ہے مین
مجبور ہون آپ ناحق مجھسے آزردہ ہوتے ہین اس سے اور لقا سے تو ادھر یہ تقریر ہو رہی ہے
اور اُدھر علمشاہ اور حشام کے نیزے بازی ہونے لگی سب دیکھ رہے تھے کہ قریب ہو
دو سو طعن کے طرفین سے رد و بدل ہوئین اور کوئی غالب نہ ہوا دونون لشکرون مین صدا تحسنت
و مرحبا کی بلند ہوئی علمشاہ رومی نے جو دیکھا کہ اتنا عرصہ ہو گیا نیزہ حشام کے ہاتھ کا ہوائی
نہین ہوتا ہے سب لوگ اپنے دل مین یہ تعریف ہو بلیغ تصور کر رہے ہین حقیقت مین تعریف
نہین کرتے ہین بڑی ندامت کا سامنا ہے پس یہ تصور کر کے بند صاحبقرانی کو اُسکے گلوگاہ
پر گانٹھ کر پھر پیچھے کو جو مارا تو وہ اُس بند سے عاری ہو گیا اور کھول نہ سکا آخر کو نیزہ اُسکے ہاتھ
سے مثل تیر شہاب کے نکلکر روی آسمان صاف چلا گیا اور وہان سے آکر اوپر زمین
کے کوس بھر کے فاصلہ پر گوشہ صحرا مین گر گیا پھر تو لشکر اسلام مین ہلہل اور نقارے
خوشی کے صفون مین ہر سو بجنے لگے اور حشام نیزہ بھر آب خجالت مین مارے ندامت کے غرق
غرق ہو کر رہگیا اور جھلا کے قبضہ شمشیر کے اپنے فیصلہ مین کر کے مرکب ملا کر مرکب سے علمشاہ
کے ایک ہاتھ اس زور سے مارا اگر کوہ پر مارتا تو وہ بھی مثل کاہ کے قلم ہو جاتا مگر علمشاہ نے خیال
بھی نہ کیا اور آنکھ مین آنکھ ملا کر جو مین تیغہ برابر سر کے آیا وہین بند دست کو اُسکے پکڑ کر ذرا

جو فشردہ کیا تو تیغہ اُسنے ہاتھ سے چھوڑ دیا اگر نہ چھوڑ دیتا تو ہاتھ بیکار ہو جاتا لیکن تیغہ کو تو چھوڑ دیا اور ہاتھ گریبان مین ڈالکر دھر کھینچا علمشاہ نے کمر زنجیر کو اُسکی بائین ہاتھ سے تھام کر داہنے ہاتھ سے زور جو کیا تو پشت مرکب سے وہ جدا ہو کر اوپر زمین کے آیا بھی ساتھ اُسکے کود پڑے اور کشتی ہونے لگی قصہ کوتاہ کہ اُسکو بھی بھروسا اپنی زور و طاقت کا لاانتہا تھا قرار واقعی لڑا اس زور و شور سے کہ تین شبانہ روز کشتی مین بسر ہو گئی آخر کو چوتھے روز علمشاہ نے زور کر کے اُسکو ایسا پیچ باندھا کہ اُس پیچ سے وہ نکل نہ سکا اور اُنھون نے نعرہ اللہ اکبر دل سے کھینچکر لنگر کو اُسکے توڑا اور سر سے بلند کر کے پہلے تو مثل گھن چکر کے دو تین چکر دیے بعد اُسکے زمین پر مار کے شکین اُسکی باندھ لین اور ابو الفتح کے حوالہ کیا پھر تو تمام لشکر اسلام مین واہ واہ کا غل ہوا اور بختیارک نے اُسکی فوج کو اشارہ کیا کہ حریف تمہارے مالک کا تھکا ہوا ہے ایسا وقت پھر ہاتھ نہین آئیگا مار لو اسکو اُس نطفہ حرام کے کہنے سے تمام فوج اُسکی اور سب کو ہی تلوارین پکڑ کے اوپر علمشاہ کے آپڑے یہ ماجرا دیکھکر امیر نے بھی باگ اشقر کی پیچھے امیر کے تمام سرداران امیر بھی اپنے اپنے نعرہ کر کے مثل شیر غران کے آپڑے اور جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار بھڑ کر چلنے لگی

سرداروں نے نعرہ بلند کیے ایک طرف سے نعرہ ہرا لغزے

امیر عرب حمزہ شیر دل	کزو گشتہ سہراب در شم خجل
امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد
سمندون ز پیشم فراری شدہ	ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
منم صاحب عمود و جانشین حمزہ در گردان	شہ ہندوستان رستم نشان لشکر ہورین سعدان
جزیرہ ہای دریا را گرفتم از جوان مردی	گریزان شد ز ضرب من مر کفار را ہستی
منم مالک اژدر خشمگین	سپہدار در لشکر اہل دین
منم گرد بہرام خاقان چین	کہ از نعرہ من بلرزد زمین
منم مقبل شیر نر نوجوان	غلام وفادار صاحبقران

علمشاہ رومی سے فیصل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

من آنم کہ نامم سمندر بحن
نخواہند جز رستم پہلوتن

ملک قاسم آن ترک خاور سپاہ
زنم تیر بر ابر بیندہ ماہ

زآب دم تیغ شستم زمین
ہمہ با خشت شد پر پرین

ہوا دی بڑھکے دلیرست دبل سے
نگاہین لڑائین سینہ بھاڑ سے

کرا ہے خالق زمان آبرو ہے
نہین پروا مرد کرلے گو تو ہے

لباس روح بھی تھا گو رین تنگ
زمان ضربہ سے سر بہ ہر سل تھا

ہزارون گر گئے تھے وان تمکا
غضب کی اسجگہ ہوتی تھی پیکار

کہ جھکے دیکھنے سے عقل دنگ
جو پڑتا تھا وہ سر پہ فوجدان کے

کہین بالک نے تھا نیزے کو مارا
عدو کو قاش زین سے تھا اوتارا

کہ جس سے روح رستم تھی گریزان
اُسی تلوار سے سر پھوٹون

جدا ہونے لگے پا و سر و دست
کوئی خستہ کہین تھا کہین بست

کہین زخمی تنونکی سرد آہین
چمکتی تھی برابر برق شمشیر

اجل جھک گئی ایسے چلے تیر
کہین تن سر کہین تو سن کہین پر

رہا یہ معرکہ تا شام ہمدوش
صدا رخصت کی نقارون سے آئی

ہوا جب کل یہ غدا یارون سے آئی
بجے طبل ترک روزگار کا سر اتار لیا

گرے پیہم نخل کم قامت زمین پر

اور سرہنگ شب نے تیغ کہکشان کو حمائل کیا لقا طبل بازگشت بجوا کر پھر کیا لشکر اپنے اپنے مقام پر آئے کر کھولی آسودہ ہوئے **بختیارک** نے لقا سے بارگاہ مین جاکر کہا کہ یا خداوند بڑے افسوس کا مقام ہے کہ **حشام** ایسا زبردست پہلوان اور یون گرفتار ہو جاوے اب مثل اُسکے پہلوان خداوند کو عمر بھر ممکن نہوگا بلکہ مین تو جانتا ہون کہ **علمشاہ** سے **حشام** کو گرفتار کرکے لیگئے تو اب انکے اوپر فتحیاب ہونا بہت مشکل ہے خداوند ان سے سرسبز نہون گے لقا یہ کلمات سنکر خاموش ہو رہا اور جواب سوچنے لگا اور وہان **امیر کشور گیر** بادشاہ اسلام

پہنے زر و گہر تصدق کرتے ہوئے اور علشاہ پر سے موتی لٹاتے ہوئے اندر بارگاہ کے
شاہان دفرمان اکر پہنچے تاج ہونے لگا امین ابوالفتح حشام کوہی کو مطوق اور سلسل کیے
سامنے امیر یاتوفیر کے لے آیا آپ نے اسکو دیکھکر اوپر دو گل آہنی کے اشارہ بیٹھنے کا کیا
اور فرمایا کہ اے حشام کیا کہنا ہے تمارا حقیقت مین تم خوب لڑے کیواسطے کہ یہ مجال کسی پہلوان
زمان کی نہ تھی کہ جو علشاہ سے تین شبانہ روز برابر لڑسکا ہم تمسے بہت راضی ہوئے فی الواقعی
کہ تم مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہو اس مین فرق نہین ہے الا ہم تمسے اس بات کو پوچھتے ہین
تم بھی جو کچھ کہ واجبی ہو وہی بات کہنا خبردار ہمارے ڈر سے کوئی کلمہ زبان پر نہ لانا اور
وہ بات یہ ہے تم صاف صاف بتلاؤ کہ علشاہ نے اسوقت تمکو مردانہ وار اپنے زور و
طاقت سے زیر کیا ہے یا کچھ مکر و فریب سے تم کو اسنے گرفتار کرکے قید کیا ہے حشام کوہی
نے کہا اے شہریار علشاہ نے غلام کو اس طرح سے زیر کیا ہے کہ جس طرح بہادر بہادر
کو زیر کرتے ہین اصلاً و قطعاً فریب نہین کیا بس امیر یاتوفیر نے فرمایا کہ پھر تم سلطان
کیون نہین ہو جاتے اب تم کو مقدر کیا ہے جو تامل کرتے ہو حشام نے کہا کہ غلام کو
اب کوئی عذر و انکار نہین اور کچھ اسکے ہاتھ سے زیر ہونے کی ذلت ہے کیواسطے
کہ علشاہ نے جب سرزدق کو اٹھاکر مارا کہ اندر آب خندق کے غرق ہوگیا اور کپتان
ایسے فرنگی کی لڑائی کرفح کیا کہ تمام عالم کا جی چھوٹ گیا پھر سیری کیا اصل ہے اُن کے
تو زور و طاقت کی عفت اقلیم مین دھوم ہے اور یہ فرزند آپ کا حقیقت مین
بہادر اور دلاور ہے کہ آج اسکا مثل نہین لیکن بہر صورت اطاعت ان کی دل اور
جان سے منظور اور قبول ہے اسوجہ سے کہ ایسا آقا اور خاوند قسمت سے اسی شخص
کو ملتا ہے کہ جو صاحب نصیب ہوتا ہے امیر سنکر نہایت خوش ہوئے اور اسوقت
حشام کو قید سے رہا کرکے گلے سے لگایا اور خلعت سلیمانی سے خلع فرمایا وہ کلمہ پڑھکے از سر نو
صدق سلمان ہوا علشاہ نے قریب اپنی بارگاہ کے حشام کے واسطے بھی ایک بارگاہ بہت
پرتکلف اِستاد کرادی اور کہا کہ اب اس بارگاہ مین تم قیام پذیر ہو وہ فوراً اٹھکر بارگاہ مین
داخل ہوا اور خوش و خرم رہنے لگا اس عرصہ مین دس بارہ ہزار سوار بھی پاس حشام کے

پہنچے آئے اور دین اسلام کو قبول کرکے رہنا اختیار کیا اور باقی سب لوگ لقا سے رخصت
ہوکر طرف حشام کوہ کے روانہ ہوگئے قضا کار حسب اتفاق روزگار ایک بھائی حشام کا
کہ نام اُس کا آہن بدن ہے اور وہ گلنار کا رہنے والا ہے وہاں ایک ساحرہ رہتی ہے کہ نام
اُسکا گلنار جادو ہے وہ آہن بدن پر دل و جان سے عاشق اور فریفتہ ہے سو اُس آہن بدن کو
اُس حال کی اطلاع نہ تھی کہ حشام بھائی میرا خدا و نیا فتر کی مدد کو گیا ہے مگر یہ حال معلوم تھا کہ ملک
ہوگیا ہے غرض سوار ہوکر واسطے سیر کے کسی طرف جاتا تھا اور وہ سے لوگ حشام کے بھی آتے
تھے انھوں نے جو دیکھا قریب آکر سلام کیا آہن بدن نے اپنے بھائی کا احوال اُن سے پوچھا
انھوں نے جو احوال گذرا تھا وہ سب روبرو اُسکے بیان کیا اُس نے سنکر حال علمشاہ کی ملاقت
کا کہ اکہ خبر معلوم ہوا میں اب اُس علمشاہ سے کچھ لونگا یہ کہکر وہ گلنار میں چلا گیا اور سارا
حال علمشاہ کی ملاقت کا اور حشام کے مسلمان ہوجانے کا اُس لکاتہ گلنار جادو سے کہا
اُس نے پوچھا کہ پھر اب تمہارا کیا ارادہ ہے اپنے دل کا حال بیان کر آہن بدن
نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں جاکر بدلا اپنے بھائی کا لونگا اور اُن خدا پرستوں سے جنگ
کرینگا زور اور بس چلے گا موافق اپنی سعی کے بہر صورت لڑونگا اور اپنے بھائی کو چھڑا لونگا
گلنار جادو نے کہا خیر اگر یہی ارادہ ہے تمہارا تم جلد جاؤ میں بھی آکر شرکت کرونگی
پس آہن بدن نے اُس سے اجازت لے کر چالیس ہزار سوار ہمراہ لیے اور اُسی وقت
وہاں سے روانہ ہوا اور بعد چند روز کے مسافت راہ کو طے کرکے اژدہا گاہ کے داخل ہوا
اور بعد کرکے کہا کہ میں بھائی حشام کو ہی کا اور آیا ہوں کہ علمشاہ کو قرار واقعی سزا دوں تمہارا
یہ بات سنکر قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ اے آہن بدن شہزادہ علمشاہ نوجوان کی شان میں ایسا
کلمہ بیجا اپنی زبان سے نہ نکال آہن بدن نے کہا کہ اچھا اب تم کو آپ ہی
اسکا حال معلوم ہوجائے گا یہ کہکر اپنی بارگاہ میں آیا اور آرام پذیر ہوا وہ ایک روز تک
آسایش کی جب کسل سفر سے آسودہ ہوچکا اور کرن آفتاب کی دریائے مغرب میں ڈوبی
اور بحر ظلمت عالم میں جوش زن ہوا اشعار

سیاہی شل زلف یار پھیلی		میان کوچہ و بازار پھیلی	

اک ابر سنگون مغرب سے آیا	فروغ مہر دامن مین چھپایا

آہن بدن نے حکم دیا کہ طبل جنگی پر چوب پڑے ہر کارے دوان دوان حضور بادشاہ اسلامیان مین آئے اور دعا و ثنا رشاہی زبان لائے نظم

پرورش کسکو یون ضعیفون کی	تجھ سوا زیر آسمان ہوئی	دہر دولت سر آتک پتر سے
پانچے پشہ تو پہلوان ہوے	کین سے گردون کے عمر بھر رہے دور	جسپہ اکدم تو مہربان ہوے
دی ہے جو حق نے تجکو حشمت و جاہ	فرمروان تک رسا کہان ہوئے	دہر مین تجسا خلق سے پتر
خلق رطب اللسان جہان ہوے	اے شہریار حشام کے بھائی	آہن بدن نے آکر اقبال کے

یہان طبل جنگ بجوایا ہے باقی خبریت ہے بادشاہ نے امیر سے اشارہ فرمایا امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے ابو الفتح نے جاکر نقارہ سکندری پر چوب لگائی کہ جسکی صدا سے قلعہ چرخ مین تزلزل پڑ گیا اور بہرام فلک الامان پکارا سردار اور بہادر اپنے اپنے مقام پر آکر تیغ اور خنجر وغیرہ کو درست کرنے لگے بحر آہن روان ہوا دیدہ جوہر شمشیر دشمن کے گوہر نے کو کھل گئے کلہاے خود لاف زنی کرتے تھے سانون کی زبانین تیز بان دکھاتی تھین ترک فلک کو بیم تھا جوزا کا دل دو نیم تھا روح رستم خوف سے ملک عدم مین پنہان تھی تیغ شعلہ بار آتش فشان تھی بہادرون کے دل مین مثل بحر پر جوش جوش تھا سپر مین سنگ پشت اور گرداب مین تھین ہر بہادر آب تیغ کا جرعہ نوش تھا تلوارین مثل موج بحر کے لہراتی تھین پانی کی روانی دکھاتی تھین تلوار کا گھاٹ دریا کا گھاٹ تھا کشتی تیغ پر روح سوار ہوکر بحر ہستی کے پار اترتی کہ مختصر اس کا پاٹ تھا اس طرف لشکر کے یہان بھی آہن بدن کی فوج تیاری اپنے اپنے ہتیارون کی کر رہے تھے لیکن یہ خبر شام کو جو ہوئی کہ آہن بدن آیا ہے بس اس کو یہ یقین ہوا کہ گلنار جادو اسکے ساتھ ضرور آئی ہوگی یہ معلوم کرکے اسنے امیر سے عرض کیا کہ ای شہریار اول مین ہی اس آہن بدن سے لڑونگا پھر میرے بعد جیسا کچھ مناسب سمجھے گا وہ کیجیے گا امیر نے اسکے جواب مین کہا کہ تمھارا لڑنا مناسب نہین ہے تم اس خیال سے درگذرو یہان بہت سے سردار موجود ہین وہ اس سے بھڑ لین گے شام یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہا اور رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی جب

وہ زمانہ آیا کہ اختر اقبال خورشید چمکا اور ستارون نے راستہ عدم کا لیا اور اشعار

وہ جلوہ مہرتابان نے دکھایا	جہان کو نور کا عالم بنایا	ہوا پیدا جو شاہ چرخ اختر

جلوس اُسنے کیا تخت ہمریو صبح کو امیر باتوفیر مسجد کرپاس سے نکلکر اشقر پر سوار ہوے سرداران نامی پہلوانان گرامی ہمراہ چلے اور در دولت بادشاہ پر آئے بادشاہ بھی سوریے سے برآمد ہوے امیر نے مجرا کیا اور سب سردارونکا مجرا لیکر جانب میدان بصد وکروفر روانہ ہوے غرض میدان مین آکر پہنچے ہلچہ کارون نے پست و بلند زمین ہموار کی اور سقون نے نکل کر گرد و غبار کو بٹھایا پھر نقیبون نے میدان مین آکر نقابت کی اور پکارے کہ ہان

ای برادران روزگار را اشعار

نہ شراب ہے اور نہ برزو ہے یان	نہ شتکل نہ ہے رستم سیستان	نریمان جنگی ہے نے طوس ہے
نہ گودرز ہے اور نہ کاوس ہے	کسیکا بھی باقی نہین ہے نشان	ہوے جاکے سب ہے کے میہمان
اجل کا یہان گرم بازار ہے	وہ کون ہے جو لڑنے پہ تیار ہے	جوانو یہ ہے معرکہ جنگ کا
یہی وقت ہے نام اورنگ کا	لڑائی مین جانین لڑاتے رہو	نمکخوار و تلوارین کھاتے رہو

یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوگئے اور صفین میمنہ میسرہ آراستہ ہوئین اور آہن بدن سامنے لقا کے آکر اجازت خواہ ہوا کہ یا خداوندا اجازت میدان کی دیجیے لقا نے کہا جا تجکو مین نے دست قدرت کے سپرد کیا وہ گھوڑا اوڑاکر میدان مین آیا اور نعرہ کرکے مبارز کو طلب کیا حشام کوہی نے اپنے مرکب کو نکالا امیر نے فرمایا کہ ای حشام آخر تجنے ہمارا کہنا نہ مانا اور جلدی کی مگر خیر اب تم نکلے ہو جاؤ سپرد کیا خداوند کریم کے بادشاہ نے بھی اسکو جام کلمہ عفریت مرحمت کیا اور رخصت فرمایا حشام نے مرکب کو تازیانہ کرکے سامنے آہن بدن کے اپنے تین پونچایا اول نگاہ چلی پھر اُسنے اُسکو سمجھانا شروع کیا مگر اُسنے نمانا آخر کو نیزہ بازی دونون مین شروع ہوئی سنان پر سنان اور کمان پر کمان بجنے لگی لیکن حشام نے بسبب حرکت اسلام چند طعنون مین نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کیا شکر اسلام مین نوبت اور نقارے خوشی کے بجنے لگے اور صدا احسنت اور مرحبا کی بلند ہوئی آہن بدن نے شرمندہ ہوکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا حشام نے اُسکے وار کو خالی دیکر ہاتھ تلوار کا ملاکر مرکب کو برابر سے جو مارا تو سپر کو

کاٹ کر تلوار نے خود کو کاٹا اور پیلا کا سہ سر میں آیا آہن بدن زخمی ہو گیا اس عرصہ میں گلنار جادو بھی آگئی اور آکر اُسنے سرسواری تقاسے ملاقات کی اور آہن بدن کو زخمی دیکھکر بیقرار ہو گئی اور اجازت میدان کی طلب کی یہ ماجرا دیکھکر بختیارک اپنے دل میں سمجھا کہ آہن بدن کو جو اسقدر غصہ تھا اور اپنی زور و طاقت کا گھمنڈ کر رہا تھا سو اسی کے بھروسہ پر علمشاہ کو کہتا تھا کہ میں گرفتار کرونگا کسواسطے کہ یہ بھی پیڑو کی آنچ سے تڑپکر دیکھو تو سہی کہ کسقدر جلد آئی ہے مگر خیر کچھ مضائقہ نہیں ہے اِس کا آجانا اسوقت بہت خوب ہو گیا اب ایک آدھ روز اگر لڑائی تھم جائے تو کیا عجب ہے ورنہ فیصلہ تو آہن بدن کا بھی ہو چکا تھا غرض یہ تو ایسی فکر دل سے اپنے تصور کر رہا ہے اور گلنار جادو تقاسے رخصت لیکر مثل بجلی کے تڑپکر بے آسمان پونچی اور اُدھر حشام نے چاہا کہ آہن بدن کو زخمی تو کر چکا ہوں اب کمند پھینکر پشت مرکب سے اُٹھالوں اور مارون زمین پر کہ ہڈیان پسلیان سرمہ ہو جائین ہاتھ اُسکی گردن تک پونچا تھا کہ دفعۃً پنجۂ دست تو بے قابو ہو گیا اور آنکھین خود بخود بند ہو گئین پھر تو آہن بدن نے حشام کو پکڑکر مشکین باندھ لین اور اپنے شاطر کے حوالہ کیا سب کو نہایت تعجب ہوا مگر علمشاہ کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا اور استرالاگرد کو اُڑاکے امیر یا تو فیر سے اجازت میدان کی حاصل کی اور مثل شیر نیستان کے آکر آہن بدن سے ہمگلا در ہوئے اُسنے فوراً ہاتھ تلوار کا مارا اِنکو تو غصہ حد سے زیادہ تھا خفا ہو کر تلوار کو تو اُسکے ہاتھ سے چھینکر پھینکدیا اور ہاتھ ڈالکر کمر بند میں چاہا کہ اُسکو اُٹھالیوین وہ گھبراکے پسٹ گیا تھوڑی دیر تک تو دور ساتھ سینہ دہی کے آپسمین ہوا کیے آخر کو جب علمشاہ نے چاہا کہ اُٹھاکر سر سے بلند کرلون کہ اوپر سے گلنار جادو نے سحر جو کیا تو ہاتھ پاؤن علمشاہ کے سست ہو گئے اسطرح سے کہ گویا دم نکلگیا پس آہن بدن نے علمشاہ کو مثل پھول کے اُٹھاکر سر سے بلند کر لیا اور باندھکر عیار کے حوالہ کیا اُسوقت امیر کے منہ پر ہوائیان اڑنے لگین رنگ زرد ہو گیا اور تمام لشکر اسلام کو سکتا سا ہو گیا اور لشکر کفار مین شادیانے بجنے لگے اور حضر کوہی نے بآواز بلند پکارکے منصور کوہی اور آذر کوہی اور ناصر کوہی اور مظفر کوہی وغیرہ سے کہا کہ علمشاہ کو دیکھو آہن بدن نے کس خوبصورتی سے ساتھ سہولیت کے اُٹھالیا ہے کہ رستم بھی نہ اُٹھا سکتا پھر تو تمام لشکر کفار مین غل ہوا واہ واہ کا اور تعریفین آہن بدن کی

کرنے لگے اور بختیارک نے جلدی سے طبل آسایش اس خوف سے بجوادیا کہ کہین امیر جنگ مغلوبکا حکم نہ دیدین اور آپ مالک باطل السحر ہین آکر آہن بدن کو قتل نکروالین اور ملکشاہ کو چھڑا کر لیجائین غرض طبل بازگشت کا بجنا تھا کہ دونون لشکر جدا ہوے اور پھر کر اپنے اپنے مقام پر چلے اسوقت امیر کو تو نہایت ملال ہوا اور تمام لشکر اسلام کو کمال تردد لاحق ہوا اور ایسا رنج عظیم و صدمہ تھا کہ جسکا کچھ حساب نہین اور لقا طبل و نقارہ خوشی کا بجواتا ہوا اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور آہن بدن کی خاطر داری کرکے رنگین مین بٹھایا گلنار جادو بھی آکر متمکن ہوئی شاہ ملکشاہ کو مطوق اور سلسل کرکے سامنے لقا کے لایا اسوقت ملکشاہ کو بختیارک نے دیکھکر کہا کہ آج کا دن بہت مبارک ہے کہ ملکشاہ سا بہادر گرفتار ہوا ہے پس مناسب ہے کہ ابھی اسکو قتل بھی کرڈالو عرصہ نکرو کہین ایسا نہو کہ کوئی مددگار اسکا آجاوے تو پھر مشکل پڑے اور سوائے اسکے یہی خوف ہے کہ دو چار گھڑی کے بعد کچھ فساد نہ برپا ہو لقا نے سنکر گلنار جادو سے قتل کرنیکا حکم دیا اسنے کہا کہ ہماری یہان یہ دستور نہین ہے کہ جسکو گرفتار کرین اور بغیر چالیس دن گذرے قتل کرڈالین اسوجہ سے مین خلاف آئین قتل نہین کرونگی اگر آپکو یہی منظور ہے تو لیجیے مین اپنا سحر اتاری لیتی ہون آپکو اختیار ہے آپ جو چاہین اسکے حق مین کرین یہ کہکر گلنار جادو نے تو سحر اپنا ملکشاہ کے اوپر سے اوتار لیا اور اسیوقت رخصت ہوکر درۂ گلنار کو چلی گئی یہان لقا نے قید سخت مین گرفتار کرکے ملکشاہ کو حکم دیا جلادون کو کہ جلد اس کو قتل کرو ماجراشناس کوہی نے دیکھکر ملکشاہ سے کہا کہ اے شہریار اب تو گرفتار ہی ہوگئے ہین سوائے قتل ہونے کے کوئی صورت رہائی کی معلوم نہین ہوتی ہے اگر حضور ارشاد کرین اور خلاف مرضی جناب بھی نہو تو یہ آہن بدن بھائی ہے میرا مین اس سے ازراہ مکارے کے کہون کہ اب مین تیری تابعداری اختیار کرتا ہون تو مجھکو قتل نکر کیا عجب ہے کہ بھائی سمجھکے وہ مجھکو رہا کرادیوے اور کہنا میرا مان لیوے کس واسطے کہ سوا اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر نہین ہے اور جب انکو حکم گردن ماریکا ہوا تو تمام لشکر مین غلغلہ برپا ہوا کہ بھائیو چلو دیکھو شہریار اور ملکشاہ کی گردن ماری جاتی ہے ایک میدان مین خلق خدا کا جماؤ ہوا انمین بعضے عبرت کرتے تھے اور بعضے عشرت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بھائیو سرکشی کا یہی نتیجہ ہے خداوند لقا سے ان مسلمانون نکالڑا اور انکو عاجز کرتا پھر آخر کبتک انکو بھی غصہ آہی گیا بعضے کہتے ہین کہ افسوس

گردون دون اور سپہر نوقلمون ہمیشہ سے جفا اندیشہ ہے اسکا یہی شیوہ ہے بڑے بڑے سرداروالا العزم ہلاک
ہوئے تہ خاک ہوے حشام نے علمشاہ سے جب یہ مشورہ کیا تو علمشاہ نے کچھ اسکا جواب نہ دیا
حشام نے سپاہیون سے کہا کہ مجکو تم آہن بدن کے پاس لے چلو وہ لوگ اُسکو آہن بدن کے
پاس لائے اُنسے اُس نے کہا کہ ہم آپ کی اطاعت کو حاضر ہین آپ ہمکو قتل نہ کیجیے آہن بدن نے
کلام سُنکر چاہا کہ لقا سے سفارش کردن مگر بختیارک نے کہا کہ اے آہن بدن خبردار حشام کو رہا
نکرنا ورنہ بہت پچھتاؤگے یہ چھوٹکر بہت بڑا فساد کرینگے اس اثنا مین جلاّدون نے چبوترہ ریگ کا
باندھا اور بوسیا فلاکت کا بچھایا علمشاہ اور حشام کو کشان کشان لاکر بٹھایا پھر تو تمام خلق خدا
کا اژدہام تھا اور جلاد ہارناک کان کٹے ہوے کا پہنے ہوے تیغہ آبدار ہاتھ مین لیکر قریب
علمشاہ آیا اور بیاض گردن پر خط کوئلے کا کھینچا اور پکارا کہ ای بندگان گنہگار خداوند باختر جو کچھ تمکو
کھانا ہو کھالو اور جو پینا ہو پی لو کہ کوئی دم کے مہمان ہو جو نصیحت اور وصیت کرنا ہو وہ کرلو کہ
پیمانہ عمر تمھارا لبریز ہوا اب سوائے خداوند لقا کے اور کوئی تمھارا حامی و مددگار نہین علمشاہ کو
اس کلام پر غصہ آیا اور فرمایا کہ ای جلاد کیا گوہ کھاتا ہے وہ خداوند نہیں کیا اور تو کیا ہے جلاد یہ کلمہ سنکر
بھاگا اسوقت یہ قید سے میرا کیا کریگا بس اُسنے یہ سمجھکر کہا کہ او بندۂ گستاخ تو خود گوہ کھاتا ہی حیاذ باللہ
یہ سنتا تھا کہ شہزادۂ علمشاہ کو تاب نہ رہی بھلا انکے کان کا ہیکو آشنا ایسی بات سننے کے ہین غیر
سنی نہین کبھی گالی کو آشنا ہون کان۔ ذرا پکار کے پھر کیسے مہربان کیا۔ اُنھون نے غیظ و غضب مین
اکر ایک جھٹکا جو مارا تو قید کو بسان تار عنکبوت توڑکر پھینکدیا اور اُٹھکر ایک طمانچہ جو جلاد کے مارا تو
سر اسکا اسطرح پھٹ گیا کہ جیسے دہنڈی پھٹتی ہے اور غلغلہ پڑا کہ ایہا الناس قیدی بگڑ گیا یہ حال
دیکھکر تمام تماش بین بھاگے کہ اب آفت آیا چاہتی ہے اور جلاد تیغہ پھینک کر روبہ فرار لائے
اور فوج لقا کی تو ہمیشہ ایسے معاملے دیکھتی رہی ہے وہ بھی کنارہ کرگئی کوئی سنہ پر علمشاہ کے نہ بڑھا
اور جو کوئی جرأت دکھانیکو سامنے آگیا تو اُسکو اُنھون نے واصل جہنم کیا اس عرصہ مین حشام نے جو
دیکھا کہ میرے آقا نے قید کو توڑا اور لڑ رہے ہین اُنسے بھی قید کو توڑا اور ہتکڑی پکڑکر پیرے بدلتا ہوا
چلا پھر تو لقا بھی بارگاہ سے نکلکر بھاگا اور شور برپا ہوا کہ ارے میان لینا جانے نہ پاے غضب کیا
اِن مسلمانون نے کہ جلادون کو مارکر اب آفت برپا کر رہے ہین خلق خدا فوج و سپاہ ان دونونکے

ہاتھ سے تنگ ہے بختیارک چیخ رہا ہے کہ اے نامردو دو آدمیون کے ہاتھ سے تم سب بھاگے جاتے ہو خبردار انکو جانے ہرگز نہ دو مگر کون سنتا ہے سب بدحواس ہو کر بھاگے اور اندر قلعہ کو عقیق کے چلے گئے اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اسوقت حشام اور علشاہ نے ناچار ہو کر وہ گھوڑے سردارونکو مار لیے اور ہتھیار بھی لیے اور انھین مرکبون پر سوار ہو کر زنا شروع کیا ادھر بختیارک کے کتنے سی فوج اپر ٹوٹ پڑی

اب تلوار ہر سے زور و شور سے چلنے لگی علشاہ نے قتل کرنا شروع کیا اعظم

بہ افگند علشہ سپہ را سران	برآمد درخشیدن تیغ تیز	زمین از نہیب اندر آمد گریز
دلیران بکوشش شدہ اندرون	بروبال یاران ہمہ غرق خون	تہمتن بہ لب ہا برآوردہ کف
تو گفتی کہ بستند زخور شید تف	بکشتند چندان زکینہ دران	کہ روی زمین گشتہ پنہان دران
فگندند چندان بہر جائے بر	کہ غرقہ شدہ کوہ تا کمر	اور یہ لڑتے ہوے قلعہ کے اندر

در آئے تھے اب جو کافرون نے دروازہ بند کیا تو حشام اور علشاہ نے لاشون سے اس قلعہ کو پاٹ دیا یہ خبر امیر کو پونچی امیر بھی سوار ہو کر دروازہ قلعہ پر آگئے اور نعرہ اللہ اکبر کیا انکے نعرہ کی صدا چونشہر کوس جاتی ہے ادہر بختیارک نے گھبرا کر دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور ملازمان لقا سانے سے علشاہ اور حشام کے بھاگے یہ دونون قلعہ سے نکلکر باہر آئے اور امیر کی ملازمت حاصل کی امیر انکو دیکھکر شاد ہوے غم سے آزاد ہوے زرشرخ اور سفید نثار کرتے ہوے بارگاہ سلیمانی مین آئے شہزادہ نے غسل کیا لباس تبدیل کر کے اپنے دنگل پر بیٹھا اور یہان لقا کو نہایت رنج و ملال ہوا اسوقت بختیارک نے کہنا شروع کیا کہ ہمارے نزدیک تو خدا پر ستون سے زیادہ بہادر کوئی نہین ہے کسواسطے کہ دو آدمی لاکھون آدمی سے لڑکر کیا صاف نکل گئے اور کسی سے کچھ نہو سکا غرض انکو تو اس حال مین چھوڑدو اور حال طلسم کا سنو کہ بارگاہ مین مہرخ کی تاج رنگ تو نہین ہے گردو رجام ارغوانی چل رہا ہے ہر ایک شاد و خرم بیٹھا ہے اور ملک برق بلا جو اپنی بارگاہ مین آئی تو اسنے صرصر کا خیمہ بھی اپنی بارگاہ کے برابر استاد کرایا اور اس سے کہا کہ اے صرصر تجھسے اتنا بھی نہین ہو سکتا ہے کہ تو کسی سردار مہرخ یا عمرو کو پکڑ لائے اور انکے عیارون کو دیکھو کہ وہ کیسے کیسے کارنمایان کرتے ہین تجھے لازم ہے کہ جاکر عمرو کو پکڑ لا صرصر اور صبا رفتار یہ کلام سنکر برای تلاش عمرو روانہ ہوئی اور صورت مین اپنی بدلکر بارگاہ مین مہرخ کے پہونچی لیکن وہان عمرو کو نہ پایا ناچار وہان سے پھر کر بارگاہ صورت مین آئی تو دیکھا کہ عمرو ایک چوبدار کی شکل بنا ہوا دروازے پر

بارگاہ کے کھڑا ہے یہ دونون دیکھکر اُسکو خوش ہوئین اور صرصر الگ جاکر چوبدار کی صورت بنی اور حقہ بھر کر پیتی ہوئی عمرو کے پاس آئی اور کہا لو مرد ہے حقہ پیو عمرو نے لیکر ایک دم جو کھینچا تو تیورا کر گر پڑا صرصر چادر عیاری بچھا کر پشتارہ عمرو کا باندھکر صاف چلی آئی اتفاق سے کوئی عیار بھی عمرو کا راستہ مین ہمین ملا یہ سیدھی برق بلا کے پاس پونچی اور تسلیم کرکے کہا لیجیے مین عمرو کو لائی یہ حاضر ہے یہ کہکر پشتارہ عمرو کا سامنے اسکے رکھا وہ عمرو کا نام سُنکر بہت خوش ہوئی اور کہا کہ اسکو پشتارہ سے نکالو مین دیکھون تو عمرو ہے یا اور کوئی ہے صرصر نے پشتارہ کھولا اور کہا ملاحظہ کر لیجیے عمرو کو جو ہوا لگی تو اُسنے آنکھ کھولدی عمرو کو صرصر نے باندھا تھا پس یہ اُٹھکر جست کرکے بھاگا برق بلا سحر کرنا تو بھولی اسکے پیچھے دوڑی پانون جو اسکا پیشواز مین اُلجھا تو منہ کے بل گری اور صرصر نے تعاقب کیا عمرو اسکو آتے دیکھکر ایک درّہ کوہ مین چلا گیا صرصر نے بھی جب درّہ مین جانیکا ارادہ کیا تو وہان سے آواز آئی کہ نمم صبارفتار صرصر نے صبارفتار کی صدا سنکر اندر درّہ کوہ کے جاکر چاہا کہ پوچھون عمرو کو تو نے گرفتار کیا یا نکلگیا درّہ کوہ مین حلقے کمند کے لگے تھے وہ اُسکی گردن مین پھنسے اور صبارفتار عملی نے جھٹکا دیا وہ گری اور اُسنے نعرہ کیا نمم ضرغام شیردل صرصر نام ضرغام کا سنکر گھبرائی مگر پکاری کہ ارے موے میرا گلا گھٹا جاتا ہے ایسا نہو کہ دم نکل جائے ذرا تو حلقہ ڈھیلا کر ضرغام کو یقین ہوا کہ بیشک اسکا دم گھٹا جاتا ہے ایسا نہو کہ یہ مرجائے تو خواہ بسلامت مجھکو مار ڈالین بس اُسنے کمند کو ڈھیلا کیا صرصر جست کرکے اُس حلقہ سے نکلی اسطرح کہ جیسے حلقۂ چشم سے نگاہ نکل جاتی ہے یا گُل سے بو نکلتی ہے ضرغام تو یہ دیکھتا رہگیا اور وہ نکلی چلی گئی اُدھر سے برق فرنگی برق بلا کی صورت بنا ہوا اُفتان و خیزان چلا آتا تھا اُسنے اُس سے پوچھا کہ ای صرصر عمرو کو تو نے پایا یا نہین صرصر نے کہا کہ اے بی بی درّہ کوہ مین ہے اتنا کہنا تھا کہ برق نے قریب آکر ایک بیضہ بیہوشی اسکے منہ پر مارا یہ بیہوش ہوکر گری برق نے نعرہ کیا کہ نمم برق فرنگی اور صرصر کو باندھنے لگا اُسوقت برق بلا بھی آکر پونچی اور اُسنے دیکھا کہ کوئی میری صورت بنا ہوا صرصر کو باندھ رہا ہے اُسنے یہ ماجرا جو دیکھا تو سحر کرکے دونون کو پکڑ لیا اور اپنی بارگاہ مین آئی وہان آکر صرصر کو تو ہوشیار کیا اور برق فرنگی کی مشکین باندھکر ایک ستون سے پیوستہ کر دیا اور آپ تخت پر بیٹھکر شراب پینے لگی اِدھر صرصر تو اجانت لیکر عمرو کی فکر مین گئی مگر مہتر قرآن کو جو برق کا حال معلوم ہوا تو وہ ایک ساحر کی صورت بنکر دربارگاہ ملکہ برق بلا پر آکر اسطرح چلایا کہ دہائی ہے برق بلا افگن کی مجکو بے قصور اُنکی بارگاہ کے پیچھے لوٹ لیا ملکہ برق بلا نے قرآن کو اندر بلایا قرآن نے برق عیار کو دیکھا تو ستون سے بندھا پایا اُس نے بغور جو دیکھا تو معلوم

ہوا کہ سحر مین گرفتار نہین ہے کیونکہ رنگ برق عیار کا زرد نہین ہے اور بڑا سبب یہ تھا کہ برق بلا نے
سر پر سے سحر جو اُتارا تو اُسکے ساتھ برق فرنگی کا بھی سحر اُتر گیا برق بلا کو کچھ خیال نہ ہا قران نے یہ ماجرا
دیکھکر قریب برق عیار آکر سی کو جلد جلد کاٹ ڈالا کہ جس سے برق عیار رہا ہو کر بھاگا اور قران بھی وہان سے
ست کرکے بھاگا ساحرون نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ قیدی چھوٹکر بھاگا جاتا ہے سب دوڑے اُسوقت قران نے
بندوق مارنا شروع کیا کہ دھڑا دھڑ اور سر پر سر گرنے لگے مار کر یہ تو بھاگا مگر سیماب نے ایک نادل جو زمین پر
مارا تو برق عیار کے پانون زمین نے پکڑ لیے آواز غل و شور کی عمرو کے کان مین جو گئی تو یہی درہ کوہ سے باہر
نکل آئے اور انھون نے کا گوپن مین پتھر اُٹھا کر جو مارا تو سیماب کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے صدا گیر و دار کی بلند
ہوئی برق عیار کے پانون زمین نے چھوڑ دیے سیماب کے بیر تدبیر بھولے برق بلا کو بڑا صدمہ ہوا اور اسی
غصہ مین پیچ تاب کھا کر چکنی ہوئی لشکر مہرخ پر جا گری اور کئی سو ساحرونکو اُسنے قتل کر ڈالا لشکر مہرخ کا تو بالا
ہوا اس عرصہ مین عمرو بھی آکر پونچا مہرخ نے عمرو سے کہا کہ خواجہ افسوس کی جگہ ہو کہ برق بلا کو قتل کر رہی ہے
یہ برق و رعد یہ دونون مہرخ سے رخصت ہو کر اپنے مکان کو گئے تھے اور حسین جادو اُنکے مکان پر گئی
وہ سفید پڑا کر رعد و برق دونون ٹھہرے حسین اُنکے گھر سے پھر کر اُسی کوہ پر آئی رعد و برق سے اُسنے
ملاقات کی تو برق نے اُس سے کہا کہ ای حسین جادو تم بھی چلکر شریک مہرخ کی ہو جاؤ حسین جادو
یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اُس نے خاک قبر جمشید چھڑک کر ان دونون کو بیہوش کیا اور پکڑ کر وہان سے
اپنے گھر لائی اور اپنے توکا سے کہ نام اُس کا وہم جادو تھا کہا کہ ای بھائی تم برق و رعد کو اپنی قید مین رکھو
اور ان سے بہت خبردار رہنا کیونکہ اب کے آجکل میرے پتلے سر کے مجھسے منحرف ہوئے جاتے ہین اگر مین اُنکی
جانین کر لونگی تو وہ میرے قابو سے جاتے رہینگے اسوجہ سے مین اُنکی فکر مین جاتی ہون تم ان دونون کے
ہوشیار رہنا یہ کہکر برق و رعد کو تو حوالہ وہم جادو کے کیا اور آپ چلی گئی بعد اُسکے جانے کے رعد نے
برق سے کہا کہ ای امان جان حسین جادو تو چلی گئی ہے اور وہم جادو کی کیا اصل ہے کہ وہ ہمکو روک سکے گا
ذرا سکو تو مارو یہ ہے کسی طرح لڑ نہین سکتا ہے یہ کہکر رعد جادو جو گر جا اُسکا گرجنا سنکر وہم جادو کو
ہوش آگیا اور برق جو گری تو وہم جادو کے دونون پر کالے ہوے بعد اُسکے دونون ملکر طرف لشکر مہرخ کے
روانہ ہوے جبکہ قریب لشکر کے پونچے تو دیکھا برق بلا چمک چمک کر لشکر مہرخ پر گر رہی ہے بس یہ ماجرا
دیکھکر دونونکی آنکھون مین خون اُتر آیا اور چھپ کر اوپر طلسم کے پونچی کسیکو خبر بھی نہین اب سنہری برادر طلسم کے

چھایا اور اسمین کڑک اور چمک بجلی کی ہوئی تو سب ساحر حیران ہوکر کہ یہ ماجرا کیا ہے مگر حیرت جادو
پکاری کہ ای برق بلا غافل خبردار ہوجاؤ کہ برق و رعد آپہنچے برق بلا حیرت جادو کے کہنے سے
جب تک کہ سنبھلے سنبھلے تب تک برق اور رعد نے آپسمین یہ مشورہ کیا کہ ہمارے لشکر پر تو برق
کرنی ہوئی ہے آؤ ہم اسکے لشکر پر گرین یہ مشورہ کرکے برق جادو لشکر پر برق بلا کے جو گری تو ایک ہی
حلہ مین پانچ چھ سو احرونکو غارت کردیا بعد اسکے چمک کر پھر جو آڑی ترچھی ہوکر گری تو تمام ستون
کے اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ سبکو کاٹکر دو ٹکڑے کردیا یہ ماجرا دیکھکر برق بلا بھی چمک کر سامنے برق جا
کے للکارتے ہوئی آپہنچی اب ان دونون مین چوٹین چلنے لگین لڑائی برابر کی پڑگئی افراسیاب
باغ بلور مین بیٹھا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا کہ طائران سحر نے جاکر اسکو بھی خبر پہنچائی اور کہا کہ ای شاہ ساحران
ہوشیار اور خبردار ہوجاؤ کہ دونون برقین آپسمین لڑ رہی ہین نقشہ بیدول معلوم ہوتا ہے ساتھ ہی سنتے
اس خبر وحشت اثر کے اسنے بھی وہان سے پرواز کی اور آکر طلسم مین جو دیکھا تو فی الواقع دونون برقین لڑ رہی
ہین ہر طرف سے برق چمک رہی ہے افراسیاب نے برق جادو کو دیکھکر حیرت جادو سے پوچھا کہ ان
دونونکو تو حسین جادو پکڑکے لیگئی ہے کیا وہ ماری گئی جو یہ دونون چھوٹکر چلے آئے ہین حیرت جادو نے کہا کہ وہ
تو زندہ ہے مگر نہین معلوم کہ کیا ایسا پیچ پڑا کہ جو یہ دونون رہا ہوکر اس مقام پر آئے میری بھی عقل اس امر مین
حیران ہے افراسیاب نے اس حال کو سنکر کہا کہ خیر کچھ اسکا مضائقہ نہین ہے اگر رعد اور برق چلے
آئے ہین تو کیا قباحت ہے مگر اب مین خود جاکر لشکر مہرخ کو غارت کیے دیتا ہون اس مین برق بلا
نے جو وہان سے افراسیاب کو پاس ملک حیرت جادو کے بیٹھے دیکھا تو پھر آپ بھی چمک کر پاس افراسیاب
کے چلی آئی اور آکر عرض کیا اسنے اسکو دیکھکر کہا کہ ای برق بلا خوب ہوا جو تم چلی آئین کسواسطے
کہ اب تم ذرا ٹھہر جاؤ کہ بہت لڑچکی ہو مین جاکر لشکر مہرخ کو غارت کیے دیتا ہون برق بلا نے
اسکے جواب مین کہا کہ ای شہنشاہ ساحران مین نے تو ان سبھون کو مار لیا تھا مگر کیا کرون
ناچار ہون نہین معلوم کہ یہ رعد اور برق کہان سے آگئے جو مین گھبرا گئی اب حضور نامدار فرمائین مین جاکر
سبکو مارے لیتی ہون آپ تکلیف کا سیکو کرین یہ سنکر پھر جو پلٹی تو جاکر لشکر مہرخ پر گری یہ ماجرا
دیکھکر رعد اور برق بھی دونون برابر اسکے پیچھے اور مہرخ کو جو حال افراسیاب کے
آنیکا معلوم ہوا تو اسنے اٹھکر رعد و برق سے کہا کہ تم اب ذرا ہٹ جاؤ دیکھو تو سہی کہ خدا کیا

کیا کرتا ہی ہین برق بلا سے اب خود بھرونگی مہرخ کے کہنے سے رعد اور برق تو کنارے ہو گئے اسوقت
مہرخ نے ایک سحر تیار کرکے دستک دی تو دستک دیتے ہی کاسے چار پانی سے لبریز پیدا ہوے برق
بلا چمک کر جو گری تو انھین کا سونین گرکر سرد ہو گئی اور لاکھ لاکھ تدبیرین کین کہ جسمین نکل جاؤن اور
بدستور شعلہ افروز رہون مگر کچھ نہو سکا آخر کو عاجز ہو کر طرف افراسیاب کے فرط حسرت سے دیکھنے
لگی اسنے فوراً ایک پتلہ کو تیر و کمان دے کر کہا کہ تو جاکر اس کاسہ مین ایک تیر اس زور سے مار کہ وہ
تیر کاسہ کے پار نکل جاوے وہ پتلہ بموجب حکم افراسیاب کے تیر و کمان سے لیس ہو کر میدان مین آیا
اور کھڑے ہو کر ایک ہی تیر کاسہ کو تاک کر مارا وہ تیر جاکر پڑا تو سہی اوپر کاسہ کے مگر اسکو توڑ نہ سکا بلکہ فوارے
اسمین سے چھوٹنے لگے برما جرا دیکھکر افراسیاب کو کمال غصہ آیا اور خفا ہو کر ایک گولہ سحر فولادی کا کاسہ
پر مارا اور دوسرے راوی نے یہ لکھا ہے کہ خود گولہ کی صورت بنکر اوپر کاسہ کے گرا کہ وہ کاسہ
تو ٹوٹ گیا اور افراسیاب تڑپکر پکارا کہ خیر آج تو مین تم سب نمک حرامون کو چھوڑے جاتا ہون
مگر کل آکے ضرور سمجھ لونگا اسکو یاد رکھنا ارے یہ مشل تمہین لوگون کے اوپر ٹھیک ہے کہ ہمارے
گھر سے تو آگ لائے اور نام رکھا بی سندر عمرو نے اس کلمہ کو سنکر کہا کہ خیر اب تو چلے جاؤ
ہم حاضر ہین جب تمہارا دل چاہے آکر ہمسے لڑ لینا ہم بھی باہر نہین ہین مہرخ نے بھی عمرو کے
کہنے کی تائید کی غرض افراسیاب اس تقریر کو سنتا اور جرأت و دلاوری کا بیان دیکھتا ہوا پاس حیرت جادو
تک چلا گیا اس سے کہا کہ بھلا تو اسوقت ایک کام ضروری ہے مین تو جاتا ہون مگر تم ایک کام کرو
کہ برق بلا کو مع لشکر اپنے ہمراہ لیکر اندر اس طلسم کے بلا کر رکھو کہ اب ہم خود مہرخ سے سمجھ لینگے
کچھ احتیاج دوسرے کی نہین ہے سامنا ہمسے ہو گیا ہے یہ کہکر طرف ظلمات کے چلا گیا بعد اسکے جانیکے
حیرت جادو بھی مع برق بلا کے اندر طلسم کے چلی گئی اور جاکر اپنی بارگاہ مین مصروف عیش و نشاط ہو کر
بیٹھی اب اسکو تو اسمقام پر رہنے دو اور روداد کلمہ داستان حسین جادو کے سنو کہ وہ اس مقام پر پوجا پات سے
فرصت حاصل کرکے باہر درہ کوہ کے نکلی تو اسکو برق و رعد کے رہا ہو کر چلے جانیکا اور دہم جادو کے
مارے جانیکا حال جو معلوم ہوا تو نہایت صدمہ گذرا اور غصہ بھی کمال آیا پس طیش کھاکر طرف اپنے چیلے کے
چلی اور حال اس چیلے کا راوی نے اسطور پر لکھا ہے کہ اسنے ایک لڑکے کو مثل فرزند کے پالا ہی اور نام اسکا طوفان
گرز افگن رکھا ہی اور سحر بھی اسکو قرار واقعی سکھایا تھا اور ایک پہاڑ سحر کا واسطے اسکے رہنے کے تیار کر دیا ہی اسی پر

وہ شیطان ہتما ہی غرض حسین جادو نے قربت بین کوہ کی جاکر ایک گولہ سحر کا مارا وہ اُسکے صدمہ سے پھٹ گیا اور طوفان کو خبر ہوگئی کہ ملکہ حسین جادو آتی ہین پس وہ اُسکے پاس آیا اور تسلیم کرکے پرسان حال ہوا حسین نے برق و رعد کے دہم جادو کے مار کر چلے جانے کا حال بیان کیا اُسنے کہا کہ آپ نے مجکو خبر کرون کی کہ مین آکر بھم لیتا غرض اُسنے اسباب و رسال و غیرہ اپنا بار کروایا حسین حسین کے پاس افراسیاب کا نامہ آیا لکھا تھا کہ تم برق و رعد کے چھوٹنے کا رنج نکرنا ہمارے پاس چلے آؤ جیسا مناسب ہوگا کرینگے حسین نے طوفان سے کہا کہ اے طوفان افراسیاب نے ہمکو طلب کیا ہے کہکر عرضی لکھی کہ اے شہنشاہ کنیز حاضر ہوتی ہے جو کچھ گزرا ہے عرض کریگی نامہ برتو نامہ لیکر گیا اور طوفان کوہ بھیم اور کوہ نیلم و کوہ لاجورد اور بیابان گلزار کی سیر کرتا ہوا ایک لاکھ ساحرونکو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور حسین ستر ہ سو خواص مرصع پوش دریاے جواہر اور مردارید اور الماس مین غوطہ مارے ہوے ہمراہ لیکر تخت مرصع پر سوار ہوکر افراسیاب کے پاس آئی وہ اسکو دیکھکر ہنسا بجراکے کرسی جواہر نگار پر بیٹھی افراسیاب نے کہا کہ طوفان تمھاری اطاعت سے باہر تو نہین ہے اُسنے کہا وہ نہایت سعادتمند ہے غرض کچھ دیر بیٹھکر اور باتین کرکے روانہ ہوئی اور سامنے لشکر مہرخ کے آکر کوس کے فاصلہ پر ایک بارگاہ مخمل سرخ کی استادکرائی اُسی بارگاہ مین طوفان بھی آکر پہنچا حسین نے طوفان سے حیرت کو تدرد لوائی افراسیاب بھی آیا اور اُس سے طوفان نے اجازت لی کہ مین جسطرح چاہون لشکر مہرخ کو قتل کرون غرض اقرار لیکر جب وہ زمانہ آیا کہ خورشید منزل مغرب مین پہنچا اور سیاہی شب نے عالم کو کالا بنایا اشعار آبدار

صفین اُسنے جمائین آسمان پر	پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر	بلا جو دن چڑھائی کاکل شام
شب کو اُسنے طبل جنگ بجوایا	اُتر شانہ سے آئی کاکل شام	

ملکہ مہرخ کو بھی طائران سحر نے جاکر خبر کی اُسنے بھی نفیر سحر کو پھونکا ساحردن مین تیاری سحر کی ہونے لگی پون تانے گئے اگیا بتیالون کو جوت کا دیا جلاکر دشمنون پر بھیجا اور بگالی ڈہرو بجانے لگے کلوا بھیرون نارسنگھ کی چوکیان بٹھانے لگے لونا چماری کو دھنتر کے ماس کی بھینٹ دی گوگل مرچین جلائین اسیطرح چار پہر رات ہنگامہ عظیم دونون لشکرین بلند ہوا جب وہ زمانہ آیا کہ سحر نے جامہ نور زیب تن کیا اور گوی خورشید گریبان صبح مین لگایا

فلک پر زین زرین تاب دھرکر	ہوا اسباب نورانی نمودار	کنارہ جانب مشرق سے اِکبار
صبحکو لشکر ملکہ بہار اور ملکہ مہرخ اپنے ہمراہ لیکر تخت سحر پر سوار ہوین اور		ہوا پیدا سوار چہرخ اخضر

روانہ جانب میدان کارزار ہوئین اسطرف سے طوفان گرز افگن اور ملکہ حسین جادو فوج لے کر میدان جنگ

مین آئے ساحرون نے پرے جمائے بجلیان گراکر جھاڑی جھنڈی میدان کی کاٹ ڈالی آب صرصر ساکر چھڑکاؤ کیا پھر نقیبون نے نکلکر نقابت کی کہان ہین سامری زردہشت جمشید فرعون شاہ نمرود شاہ کون ایسا ساحر ہے کہ جو آج نام اپنا روشن کرے اور ہنر و کرتب کھلائے اشعار

دل مردون کا بھر جنگ پھڑکا	ہان نامرد وہ نام کرتا	کرمکیتون نے جب کہا یہ کڑکا
رستم سے نہو وہ کام کرتا	مردونکا فقط ہے نام باقی	کرمکیت جب کرکا کہکر ہٹ گئے

اسوقت ائی سرسون مٹر کے دانے اچھلنے لگے اژدہے قلابہ آتشین چھوڑنے لگے اس اثنا مین طوفان نے اپنے مرکب کو اڑایا اور وسط میدان مین پونچکر نعرہ کیا کہ ای نمک حرامو اب بھی کچھ نہین گیا ہے تمھارے حق مین یہی بہتر ہے کہ میرے ساتھ پاس افراسیاب کے چلو مین سعی کرکے قصور تم سب کے معاف کرادون گا ورنہ میرے ہاتھ سے تم سب مارے جاؤگے اور کوئی فریادرسی تمھاری نہین کریگا مہرخ نے اسکے جواب مین کہا کہ ارے او لونڈے لے پالک تیری بھی یہ اصل ہے تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ جو تو ہماری سامنے ایسے کلمے زبان سے نکالتا ہے بس دور ہو میرے سامنے سے ورنہ بھلا اس افراسیاب کی کیا اصل ہستی ہون جو تو مجھکو اسکے پاس لیجائیگا کیون دیوانہ ہوا ہے جا چلا جا کچھ شناست تو تیری نہین آئی ہے جو تجکو ہاہیات بک رہا ہو تصہ کوتاہ کہ پہلے تو بہت سی تو تو مین مین مہرخ سے اسنے کی آخر کو ناچار ہوکر سرخ چشم نامے ایک ساحر مہرخ نے بھیجا اسنے جھپٹ کر ایک تاریل سحر کا طوفان پر مارا اسنے بھی ایک تاریخ سحر کا مارا دونون نے وار کو خالی دیا بعد اس کے طوفان نے گرز مارا سرخ چشم نے سپر پر بھر کی اوسکو روکا مگر وہ جو پڑا تو سپر کو توڑکر سر پر سرخ چشم کے پونچا اسکی ضرب سے سرخ چشم زمین کا پیوند ہوگیا اسکے بعد چالیس ساحر مہرخ کے باری باری شام تک نکلے سبکو طوفان نے مار لیا اور طبل آسایش بجوا کے چلا گیا جب تو مہرخ کو نہایت رنج و ملال ہوا اور غمگین ہوکر اپنی بارگاہ مین چلی گئی عمرو نے مہرخ کو رنجیدہ خاطر دیکھکر کہا کہ ای ملکہ تم اندیشہ نکرو مین جاتا ہون مہرخ نے پوچھا کہ بھیا تم کہان جاتے ہو اسنے کہی تو بتلادو کہ ہم فلانے مقام پر جاتے ہین عمرو نے کہا کہ مین ایک دو ہزار روپیہ کے فکر مین جاتا ہون کسواسطے کہ بغیر روپیہ کے کوئی کام بن نہین آتا ہے اگر کسی دوکاندار یا مہاجن سے ملجائیگے قرض تو مین جاکر طوفان کو مارتا ہون مہرخ نے اسکے جواب مین کہا کہ آپ روپیہ کسی سے قرض کاہیکو لین کیا یہان کچھ توڑا ہے روپیہ کے توڑنے کا جواب قرض کی فکر مین ارادہ جانے کا کرتے ہین

یہ کہکر دو ہزار روپیہ اُسیوقت منگوائے عمرو نے وہ روپے تو لیلیے اور مرخ سے رخصت ہوکر طرف بارگاہ طوفان کے روانہ ہوا اور ایک چوبدار کی صورت بنا چپکن پہنی عصا ہاتھ مین لیا اور در بارگاہ طوفان پر آیا لوگون سے پوچھا کہ بھی اندر بارگاہ کے طوفان کیا کر رہے ہین اُنھون نے کہا کہ ملکہ حسین جادو افراسیاب کے پاس گئین ہین جب وہ آئینگی تو اندر بارگاہ کے جانا ہوگا عمرو یہ سنکر سمت صحرا روانہ ہوا اثنا راہ مین ایک فرنگی ملا اُسنے کہا کہ اُستاد کہان جاتے ہو عمرو نے کہا کہ طوفان کی بارگاہ مین گئے تھے وہان جانا نہین ہوا یہ سنکر ایک ساحر کی صورت بنا اور دو کشتیان میوہ سے بھری ہوئی ساتھ لیکر عمرو برق دونون چلے اور دروازہ بارگاہ طوفان پر آکر پونہچے برق کو تو دروازہ پر چھوڑا اور آپ اندر بارگاہ کے چلا اور کشتیان میوہ کی طوفان کو دین کہ یہ آپکو شہنشاہ نے بھیجی ہین اُسنے خوش ہوکر عمرو کو خلعت دیا اور وہ میوہ کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوگیا عمرو نے خنجر اُسکو مارا خنجر کی نوک ٹوٹگئی مگر اُسکے کارگر نہوا اسمین افراسیاب نے کتاب جمشیدی دیکھی تو معلوم ہوا کہ عمرو نے طوفان کو میوہ کھلاکر بیہوش کیا ہے اور قتل کیا چاہتا ہے اور یہان عمرو نے طوفان کو پشت پر لیجا اور لیکر روانہ ہوا اس عرصہ مین حسین جادو بھی آئی اور اُسنے عمرو کو نہ دیکھا اور نہ طوفان کو پایا اُسنے بزور سحر دریافت کیا معلوم ہوا عمرو فلان پہاڑ کے درہ مین ہے پس وہانسے اُڑی اور پہاڑ کے درہ مین پونہچی وہان عمرو نے طوفان پھینکر مارا کہ خنجر ٹوٹ گیا اس اثنا مین حسین جادو بھی آکر پونہچی اور اُسنے اپنے بے پالک کو بیہوش دیکھکر کہا کہ او خیرہ سر تیرہ روزگار اب مین کب تجکو زندہ جانے دونگی یہ کہکر سحر جو کیا عمرو کے پانون زمین مین گڑ لیے اور عمرو نے گھبراکر حسین جادو کو دیکھا اور کہا کہ آپنے مجکو کیا سمجھکے بنسلاسے سحر کیا ہے اور کس گناہ پر مقید کیا ہے حسین جادو نے سنکر کہا کہ اری موذی تیرے سر پر خون کو تو پکڑ لایا ہے اور اُسکو قتل کیا چاہتا تھا اس سے زیادہ گناہ اور کیا ہوگا اور پھر یہ دیدہ دلیری تیری ہے کہ مجھسے کہتا ہے کہ مجھکو کیون قید کیا ہے عمرو نے کہا کہ مین تو اس حال سے آگاہ بھی نہین ہون مگر اتنا البتہ جانتا کہ اُسکو ایک شخص لیے جاتا تھا مین نے اُس سے چھین لیا باقی مین کیا جانون کہ وہ کون تھا اور کیون اُسکو لیے جاتا تھا آپ ناحق میرے اوپر بہتان کرتی ہین حسین جادو نے اُسکے جواب مین کہا کہ اری مین تیری ذاتی اور مکار لیے خوب آگاہ ہون میرے سامنے یہ مکاری تیری نہین چلنے کی مین اب سفر تجکو مار ڈالونگی عمرو نے ناچار ہوکر کہا کہ اے حسین جادو اختیار ہے تمکو گر اتنا کہے دیتا ہون کہ تم اس امر سے خوب آگاہ ہو کہ جو کوئی مجکو قید کرتا ہے وہ مارا بھی ضرور جاتا ہے پس تمھارے حق مین بھی بہتر ہے کہ تم ہمسے اب ملجاؤ اور مجکو چھوڑ دو کسواسطے کہ ابھی حال کسیکو معلوم نہین ہے مین تمھارے بھلے کو کہتا ہون کہنا مانو لو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو دیکھنا کہ پھر پچھتاؤگی اور کچھ سے نہو سکیگا حسین جادو نے اسکے جواب مین کہا

کہ بھلا اومونڈی کاٹنے دیکھ تو سہی کہ ہوتا کیا ہے یہ کہکر طوفان کو ہوشیار کردیا اسکی جو آنکھ کھلی تو اُسنے اپنا
حال سُنکر پوچھا حسین جادو سے کہ کیون آن جان حال تیرے گرفتار ہوجانے کا سب کو معلوم ہوچکا ہے یا کہ
کسیکو ابھی اطلاع نہین ہوئی ہے حسین جادو نے کہا ابھی تک تو کسیکو معلوم نہین ہوا ہے آیندہ دیکھا چاہیے
طوفان نے کہا کہ اگر میرا حال ظاہر نہین ہوا ہے تو عمرو کو جلدی قتل کروالو کیونکہ اگر یہ زندہ رہیگا
تو پھر سبکو معلوم ہوجائیگا کہ عمرو طوفان کو پکڑ لیگیا تھا پس مناسب ہے کہ اسکو لیجاکر زیر طلسم کنارے دریا
خون روان کے قتل کروالو حسین جادو نے کہا کہ بہت اچھا جیسا کچھ مناسب سمجھو ویسا کرو القصہ دونون
عمرو کو لیے ہوے اپنی بارگاہ مین داخل ہوے پھر تو تمام لشکر مین حسین جادو کے غل ہوا کہ عمرو
کو ملکہ حسین جادو پکڑکے لے آئین سب ساحر عمرو کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور حسین جادو
نے عمرو کو قید کرکے اُسیوقت ایک عرضی افراسیاب کو اس مضمون کی لکھکر روانہ کی کہ لونڈی
نے عمرو کو گرفتار کیا ہے اگر حکم ہو تو خدمت مین حضور کی لے آؤن اور اگر ارشاد ہو تو اِسی مقام پر
سر میدان اُسکو قتل کرون جسوقت کہ یہ عرضی افراسیاب کو پونچی تو اُسنے عرضی کو پڑھکر اپنے دلمین
تصور کیا کہ اگر عمرو کو مین یہان بلالون کہین ایسا نہو کہ بیچ کسیطرح کا پڑ جائے اور وہ بچ جائے مثل
سابق کے تو پھر مجکو نہایت ذلت ہوگی اِس سے یہ امر بہتر ہے کہ جواب مین عرضی کے یہ لکھدو کہ یہان لانا
اُسکا بیکار ہے تم وہین اُسکو قتل کروالو تمکو اختیار ہے مگر دریافت قرار واقعی کرلینا کہ عمرو ہو کہین اور کوئی
نہو کہ ناحق کو خون ناحق مین ہم اور تم مفت مین گرفتار ہون اِسکا خیال ضرور رکھنا القصہ یہی مضمون
لکھکر نامہ بر کو حوالہ کیا اُسنے جواب عرضی کا لاکر حسین جادو کو دیا وہ پڑھکر نہایت خوش ہوئی اور اُسیوقت
جلاد کو طلب کیا بعد اُسکے عمرو کو ہمراہ لیکر طرف ایک میدان کے روانہ ہوئی جب اُس میدان مین پونچی تو
عمرو کو ہمراہ لیکر طرف ایک میدان کے روانہ ہوئی جب اُس میدان مین طوفان کو مارہی ڈالا تھا
الا خداوند نے بچالیا کہ اُسکی قضا ابھی نہ تھی لیکن تیری قضا آگئی اب بتا کہ تو کیونکر زندہ بچیگا عمرو نے
اُسکے جواب مین کہا کہ ارے تو بکتی کیا ہے دیکھ تو سہی کہ خداوند کریم قادر علی الاطلاق ہے وہ مجکو کیونکر بچاتا ہے کہ تو
بھی حیران ہوجائے اور مین تجھی کو مار ڈالون اِس کلمہ پر اُسکو غصہ آگیا اور جلاد کو حکم گردن مارنیکا دیدیا
جلدی سے ریگ کا چبوترہ باندھکر عمرو کو اُسکے اوپر بٹھایا اور گردن پر خط کو لے کاوکر تیغہ کو سنگ چٹانے
لگا اُسوقت عمرو کو اپنی زندگی سے یاس ہوگئی اور قبلہ رو ہوکر بالحاج وزاری مصروف دعا ہوا

اور اُدھر جلاد تیغ پکڑے واسطے قتل کرنیکے چلا تھا کہ مہرخ کو اطلاع ہوگئی کہ عمرو اب کوئی دم کا مہمان ہے اس طرح نا مدار مین حسین جادو اُسکو پکڑ لیگئی ہے تو جلاد قتل کیا چاہتا ہے مہرخ اس خبر کو سُنکر بیتاب ہوگئی اور ارادہ خود چلنے کا کیا تھا کہ مخمور مہرخ چشم نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا کہ آپ نہ جائین مین جاکر عمرو کو لیے آتی ہون مہرخ خاموش ہورہی اور مخمور وہان سے بزور سحر جو اُڑی تو اکر اُس میدان مین پونچی کہ جہان عمرو زیر تیغ بیٹھا ہوا تھا اور جلاد سر پر با تیغ برہنہ موجود تھا اور رو بہ قبلہ عمرو بیٹھا ہوا دعا کر رہا تھا یہ حال عمرو کا دیکھکر خون مخمور کی آنکھون مین اُتر آیا پنجہ بن کے جو گری تو عمرو کو اُٹھا کر لیگئی یہ حال دیکھکر جلاد پکارا کہ عمرو کو کوئی لیے جاتا ہے یہ سُنکر حسین جادو بھی پنجہ بنکر روانہ ہوئی یہان مخمور نے عمرو کو لاکر ایک درہ پہاڑ مین چھپا دیا اور آپ وہان سے گیروے کپڑے پہنکر فقیرنی بنکر صحرا مین بیٹھی اس مین حسین جادو پنجہ بنی ہوئی آکر پونچی اور اُس نے اِس سے کہا کہ سچ بتا تو نے عمرو کو کہان چھپایا ہے مخمور نے کہا کہ ای حسین جادو کچھ تو احمق ہوئی ہے بھلا مین کیا جانون کہ عمرو کہان ہے تو اپنی عقل کے ناخن لے مین جب سے کہ افراسیاب کے پاس سے آئی ہون اس صحرا مین فقیرنی بنی بیٹھی ہون اس عرصہ مین ملازم بھی حسین کے آگے حسین نے آنے کہا کہ مین اس مخمور سے پوچھتی ہون کہ عمرو کہان ہے تو یہ نہین بتاتی ہے لوگون نے کہا کہ اسکو نہ معلوم ہوگا آپ آگے بڑھکر تلاش کرین حسین بھی ہمراہ لیکر آگے بڑھی اور مخمور نے عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تمہارا جدھر جی چاہے چلے جاؤ عمرو نے کہا کہ مین حسین کو قتل کرونگا یہ کہکر آپ تو ایک ساحر کی صورت بنا اور ایک قیدی زنبیل سے نکال کر اُسکو اپنی صورت کا بنایا اور پشارہ اُسکا باندھکر روانہ ہوا یہانتک کہ حسین جادو جدھر گئی تھی وہین یہ بھی پونچا اور اُس سے کہا کہ ای ملکہ یہ شخص میرے گھر مین گھس آیا تھا مینے اُسکو پکڑا تھا آپ دیکھیے تو کہ یہ عمرو ہے یا اور کوئی حسین نے جو پشارہ کھولکر دیکھا تو عمرو کو پایا بہت خوش ہوئی اور عمرو سے کہا کہ افراسیاب سے نہ کہنا کہ مین نے عمرو کو پکڑا ہے یہ کہکر اُس عمرو نقلی کو ایک صندوق مین بند کیا اور لیکر چلی بارگاہ مین مصور کی آئی مصور نے جو تصویر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ ساحر جو اسکے ساتھ آیا ہے عمرو ہے مصور نے اشارہ سے حسین کو مطلع کیا کہ یہ ساحر جو تمہارے ساتھ ہے عمرو ہے حسین تو اسکا اشارہ نہین سمجھی مگر عمرو نے جست کرکے ایک دھپ اُسکے ماری اور تاج لیکر بھاگا اب مصور اور صورت نگار و حسین وغیرہ سب حیرت جادو کے پاس گئے اور طوفان نے غصہ مین آکر

جب وہ زمانہ آیا کہ آسمان پر ماہ نے جلوہ دکھایا اور حکیم شب نے طلسم کواکب کا بنایا اشعار
اُداسی بھی کچھ گرد و پیش چھائی + کہ لشکر لے ہوی مسند شام آئی + ہوئی پھر شام جادو آشکارا
تو طبل جنگ طوفان نے بجایا + رات کو پھر نیا سی سحر کی لشکرون مین ہونے لگی اگہار کی جوت کا دیا
جلایا زرد و زرد ٹیون کو اڑایا دھولی جھومنے لگی شراب کی تو لمین اگیاری مین ڈھلنے لگین کلچڑیان بھنگ کی
بھینٹ پونون کو دی گئین دھوپ بپ چندن صندل لونگ دھنوراد و نے مردے کے پنجے رائی سرسون
کے دانے سر پر چھڑکر تیار کیے بچہ ہاے خوک ذبح ہوے خون سے انکے ساحرنا ئے کھنور چندن کے جسم پر لگائی
چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ بیاض سحر پر نقطۂ آفتاب دیا گیا اور کاتب شب کو

منشی قدرت نے سبد کیا اشعار		ستارون نے اتارا جبہ نور
ہوئی بالکل ضیائی ماہ کافور	ہوا سینہ فلک کا ناگہان چاک	ہوا اُس سے نمایان مہر افلاک

صبح کو مہرخ نامور اور ملک بہار بصد کروفر تخت سحر پر سوار ہوکر جانب میدان چلین ساحران نامی اور
ساحرہ اُنکے ساتھ تھے اور فوج بشمار اُن کے ہمراہ تھی بیرقین سرخ سبز زرد چمکاتے اور اُڑاتے طاؤس
وہنس آتشین اور فیل واژدر آتشین بازاد بط و قرقرے و شیر پر ساحر سوار میدان کارزار مین آئے
صف آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی اور پکارے کہ اے بہادران نامی اور ساحران گرامی دنیا چندروز سے
کیا تمنے نہین سنا ہے نظم

گئے کل سو ے گورستان جو ہم بانخہ حالی تھے	سقابر جنبنے دیکھے ہنسے خشتی پا ملی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُسجا بمضمون خیالی تھے	مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے

سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

یہ کہکر نقیب کنارے ہوے اور طوفان ساٹھ ہزار ساحرونسے میدان مین آکر صف آرا ہوا اور للکارا کہ اے
فرقہ بکرامان آؤ میرے مقابلہ کو یہ سنکر اژدر جادو نے اجازت مہرخ سے لیکر طوفان کا سامنا کیا طوفان
نے اسکو ایک گرز سحر کا مارا کہ وہ پیوند زمین کا ہو گیا مہرخ نے کہا کہ پانچ گھڑی تک تو طوفان پر سحر کام
کریگا پھر اُسکے بعد مین بھونگی یہ کہہ رہی تھی کہ مہتر قرآن صحرا سے آئے اور اُنھون نے کہا کہ مین جاکر اُس کو
سر میدان قتل کیے ڈالتا ہون عمرو نے کہا کہ اے فرزند ہمارا کام تو پوری چھپے اندھیرے اُجالے مین
کریگا ہے سر میدان تم نکلنے کا ارادہ نکرنا قران نے کہا کچھ ہی ہو مین تو جاتا ہون یہ کہکر ایک ساتر کی

معورت بناکہ جٹا ہاے خاکستری کھلی ہوئی کمنور چندن کے لگے ہوے ٹیکا سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا بت کنی سے تا پہ شانہ بندھے کالے کوڑیالے دھامن ناگن سانپ گلے مین ڈھونی تامی کی بندھی بغدا کاندھے پر رکھا ہوا سامنے طوفان کے گیا اور پکارا کہ اے طوفان لاضرب مردان عالم طوفان نے سحر تو نہ کیا مگر اسپر ایک گرز مارا قران نے گرز خالی دیا اور اُسکے سامنے سے بھاگا قران نے راہ مین ایک گڑھا خس پوش کر رکھا تھا اُسکے گھوڑے کا پانون اس گڑھے مین گیا اور وہ اُس مین سما گیا طوفان نے چاہا کہ مین جست کرکے اس گڑھے سے نکلون جیسے ہی باہر کنے سے سر نکالا قران نے اُسے بغدا مارا کہ سر اسکا ہزار ٹکڑے ہو گیا اور وہ ہلاک ہوا صدا مردار و گیدڑ ہولناک نے لگی اور لشکر مہرخ اُسکے لشکر پر آکے گرا اسکو قتل کرنا شروع کیا نار نے ہزارون کے سینہ توڑے ناریل نے بہتون کی جان لی ابر سحر گرگڑا کر آئے دریاے سحر تلاطم پذیر ہوی آخر فوج طوفان کی کچھ ماری گئی کچھ ڈوبی اچھلتی کنارہ کر گئی اور ملکہ مہرخ نقارہ فتح کے بجواتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی وہان قران بھی آیا اُسکی بہت تعریف کی اور سب خوشنود ہو کر بیٹھے اور اُدھر افراسیاب کے پاس حسین جادو معمور صورت نگاریہ سب بیٹھے ہین کہ افراسیاب نے حسین سے کہا کہ اے حسین قران نے طوفان کو مار ڈالا اب تم جاکر رعد و برق کو گرفتار کرلاؤ حسین وہان سے رخصت ہو کر چلی با حال پریشان اپنے خیمہ کے دروازہ پر پونچی وہان عمرو بھی آیا تھا وہ ایک ضعیف کی صورت اسطرح بنا کہ کوئی دو سو برس کا سن پلکین بھوین سفید آنکھون سے بھی کم سجھائی دیتا تھا آنسو صدف چشم سے جاری دروازہ بارگاہ سے ہٹ کر لیٹ رہا جب حسین قریب آئی تو لیٹے لیٹے اُس سے کہا کہ اے ملکہ میرا بھی مجرا قبول ہو ملکہ نے کہا کہ تو کون ہے اور کیون روتا ہے اُسنے کہا کہ مین طوفان کے لیے روتا ہون کہ افسوس اُسکی جوانی مفت برباد گئی اور مین اس پہاڑ پر رہتا ہون اور وہان قدرت سے خداوند سامری کی عمرو خود بخود چلا آیا مین نے اُسکو پکڑ لیا مگر حیران ہون کہ مین اندھا ہون اُسے افراسیاب کے پاس کیونکر لیجاؤن پس تمھارے پاس آیا ہون کہ تم اُس کو افراسیاب کے پاس لیجاؤ حسین جادو نے کہا بڑے میان واسطہ سامری و جمشید کا تو مجکو اُسے بلا دے کہ مین طوفان کے عوض مین اُسکو قتل کر ڈالون عمرو نے کہا تو چلو مین نے اُسکو ایک سل کے نیچے بند کیا ہے تم سل اُٹھا کر اُسکو نکال لینا حسین جادو عمرو کے ساتھ چلی اور پہاڑ پر آئی جیسے ہی جھک کر سل اُٹھانے لگی عمرو نے حلقے کمند کے مارے اور چاہا کہ اُسکو باندھون مگر وہ موئی کا گالا بکر اُن حلقون سے نکلی اور پکاری کہ او موئے

موندی کاٹے فیلسوف تو ہی عمرو ہے مین تجھے زندہ چھوڑونگی عمرو نے کہا کہ مین عمرو نہین ہون کو مجھے چھوڑدے اس عرصہ مین آواز آئی پشت پر سے کہ ای ملکہ حسین اسکے فقرے مین نہ آنا پس اس نے اس صدا کو سنکر پیچھے پھر کر دیکھا ویسے ہی بیغیرت بیہوشی کا منھ پر پڑا کہ بیہوش ہوگر گری نعرہ ہوا کہ منم برق فرنگی لیکن عمرو نے کہا کہ ای برق اس کو یہین رہنے دو اور ہم تم بھاگین کس لیے کہ ہمکو کمنکا سلام ہوتا ہے عمرو اور برق یہ سنکر بھاگے اور پہاڑ پر ایک ہاتھ زمین سے نکلا اور حسین پنجہ مین دابکر پھر زمین مین سما گیا وہان زمین کی سردی سے یہ ہوشیار ہوئی اور وہان سے اپنی بارگاہ مین آئی اور ملکہ برق نے افراسیاب سے کہا کہ اگر حسین رعد اور برق کو پکڑ لائین تو مین لشکر مہرخ کا خاتمہ کرون افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ تم جاؤ اور حسین سے کہو کہ رعد اور برق کو پکڑ لاؤ ملکہ حیرت یہ کلام سنکر روانہ ہوئی اور حسین کے پاس آئی حسین نے اول اپنا حال برق اور عمرو سے جو گذرا تھا بیان کیا اور کہا کہ بسبب حکم حضور کے مین رعد و برق کو گرفتار کرنے فرنگی یہ کہکر زور سحر صورت اپنی بدلکر مہرخ کی بارگاہ مین آئی یہان دیکھا تو ساحر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہے یہ بھی ناچ دیکھنے لگی یاقوت جادو نے سرخ مو سے کہا کہ ملکہ سلطان عنبر مین مبتلا ہے کہ وہ کسی خدا پرست پر عاشق ہوئی ہے اور وہ خدا پرست طلسم مین بھی آیا ہے سرخ مو نے کہا اگر اس گیسو بریدہ نے ایسی حرکت کی ہے تو مین اسکو کمود کر دفن کر دونگی حسین نے اس حال کو سنا تو سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ رعد و برق دونون بیمار ہین اور اپنے خیمے مین ہین پس یہ وہان سے انکے خیمے مین آئی دیکھا کہ وہ دونون لیٹے ہوے ہین اور واقعی بیمار ہین پس اسنے اپنے تئین ظاہر کیا اسوقت رعد نے کہا ای حسین یہ تو بے حیائی ہے کہ تم ہمکو بیماری مین گرفتار کرنے آئی ہو حسین نے کہا دشمن کو جسطرح پاے مار ڈالے یہ کہکر برابر گرفتاری آگے بڑھی اسوقت برق باوجودیکہ علیل تھی تڑپی لیکن وہ سحر اپنا پہلے ہی سے کر چکی اسوقت اسکے سحر سے دو بچے پیدا ہوے اور رعد و برق کو پکڑ لے گئے اپنے اپنے خیمے مین آکر عرضی افراسیاب کو لکھی کہ مین رعد اور برق کو پکڑ لائی ہون افراسیاب نے برق بلا سے کہا کہ او صاحب برق اور رعد تو پکڑ لے اب تمہارا کیا ارادہ ہے اسنے کہا کہ مین اب جاکر سب کو آپکے اقبال سے غارت کیے دیتی ہون کیا مجال کسی کی کہ جو سامنا کر سکے افراسیاب نے

کہا کہ خیر بہتر ہے تم جاؤ اور مین بھی باغ مین جاکر بنگلۂ زمرد مین بیٹھکر تماشا لڑائی کا دیکھتا ہون یہ کہکر چل نکلی بہار کے جانیکے افراسیاب بھی تخت مرصع پر سوار ہوا اور سوا لاکھ ساحرون کی جمعیت سے چلا اس عرصہ مین برق بلا لاکھ ڈیڑھ لاکھ ساحرون سے جاکر قریب لشکر مہرخ کے پہنچی اور خیمہ استادہ کراکے بیٹھی جب شاہد روز نے فلک اپنی مثل صورت بار چھپائی اور زلف شب درازی پر آئی

اشعار

ہوا مضطر خو تکلیف سفر مین	بڑھا دن بہ فتہ رفتہ مثل مستی	گھٹا آخر بشکل عمر ہستی
	چھپا احسان وامان نظر مین	برق بلا نے طبل جنگ بجوایا

مہرخ سحر چشم نے بھی طبل جنگ پر چوب دلوائی اور نفیر سحر کو بجایا اشعار

جو تھے اس جگہ ساحری کے مسند	وہ پڑھنے لگے اسطرحکی پڑھنت	پڑھا سحر بیرون لگانا چنے
کلیجون پہ برچھا لگانے لگے	ڈفلی اور خنجر بان ساز بجانے لگے گوکل جلانے لگے بہادر تیغ و خنجر کھڑکھڑانے	

لگے تلوار کی چمک فلک پر جاتی تھی خنجر کی بجلی چمکتی نظر آتی تھی تیغین سان پر چڑھائی تھین ترسول اور پنسول صاف ہوتے تھے چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ مزاج شب مین سردی آئی اور پروانے کو پرواز رخصت کا ملا اشعار

کہ سنجان گلشن کی صدا دی	دلون سے سرد آہون نے ہوا دی	فراغت مخبر شب نے پائی
تو عسکر گیسوے جانان کی آئی	صبحکو مہرخ اور بہار و کھمورا اور طاؤس باز بط قرقر سے ہنس	

آتشین پر سوار میدان کارزار مین آکر پہنچین یلبان سحر کی گرمین چاڑیان جھنڈیان جلاد مین نقیب نقابت کرنے لگے اور کریٹ کڑکا کرنے لگے اشعار

کہ جمشید باقی ہے نے سامری	یکایک فضا سب کو بس آگئی	کرو نام سبحانین دشمن تم آج
شہ جادوان کا نہ مٹ جائے راج	بجھ اوکر مرجانیکے ہم مزدور	لڑائی مین لازم نہین ہے قصور

یہ کہکا نقیب کمکر تو کنارے ہوے اور برق بلا چمک کر آسمان پر گئی اور وہان سے کڑک کر لشکر مہرخ پر گری ساحرون کو اُنھے جلا دیا اور اسی طرح تین چار بار گرنے سے چھ ہزار ساحر جل کر خاک ہوے لشکر مین غدر پڑا برق فرنگی اور قران دھمر دایک طرف بھاگے اور افراسیاب نے جو بنگلہ دینا سے یہ شکست دیکھی تو فرط غیرت سے اچھل پڑا اور رازے طلسم کے کھل گئے

لوگ مبارک باد دیکر بغلگیر ہوتے تھے اور برق بلا نے سب مال اور اسباب مہرخ کا لوٹ لیا مگر بارگاہ کو ہاتھ نہین لگایا اور مہرخ نے عمرو کو ایک درۂ کوہ مین پوشیدہ کیا اور آپ بھی ایک مقام پر چھپ رہی مگر ضرغام صحرا مین چلا جاتا تھا مگر حیران تھا نہین معلوم یہ کون صحرا ہے جو تو نے نہین دیکھا اس اثنا مین نگاہ پڑی تو دیکھا کہ ایک کوہ مین آفتاب چمک رہا ہے جب وہان گیا ایک جوان کو دیکھا کہ چہرہ اسکا بسان آفتاب روشن ہے وہ جوان اس درہ سے نکلکر ایک جھیل کے کنارے پر آیا ضرغام نے دیکھا کہ یہ غضنفر بن اسد ہے پس اس نے اس سے کہا کہ اے شہزادۂ غضنفر اسد کو تو افراسیاب نے قید کیا ہے اور برق بلا نے تمام لشکر کو مہرخ کے تباہ و برباد کر دیا غضنفر کو تو یہ سنکر اسپ بادخور پر سوار ہوکر چلا لشکر مہرخ مین آکر برق بلا کو للکارا کہ او حرامزادی ٹھہر تو جا کہان جاتی ہے برق بلا نے کہا کہ او اجل رسیدہ تو کون ہے کہ مجکو حرامزادی کہتا ہے یہ سنکر جو گری غضنفر کو تو بسبب نیچہ سحر کش کے جلا نہ سکی اور صورت اصلی ہوگئی انھون نے جو نیچہ مارا تو اسکے دو ٹکڑے ہوے جان روشن تیرہ و تار ہوگیا اور عمرو نے مہرخ سے کہا کہ ای ملک اب درۂ کوہ سے نکلو کہ غضنفر نے برق بلا کو مارا مہرخ خوشی خوشی نکلی اور بھاگی فوج سب جمع ہوگئی تاریخ ترتیب پکڑ کر وہ فوج لشکر برق پر گری اور غضنفر نے نیچہ سحر کش سے قتل کرنا شروع کیا عیاذاً باللہ دھڑ پر دھڑ مردہ پر مردہ گرتا تھا بیرحمی مچانے لگے اور آندھیان آتی تھین نہرین خون کی جاری تھین آخر سب فوج کو مار کر بھگا دیا اور ایک تخت مرصع کار پر غضنفر کو بٹھلا کر بارگاہ مین لائی ساقیان سیمین ساق اور سلیمان خوش آواز مہ جبین بنا کار اور جام جواہر نگار لیکر حاضر ہوے ساغر سے گردش مین آیا غضنفر نے حال طلسم پوچھا عمرو نے سب حال بیان کیا غضنفر نے کہا خدا چاہے گا تو مین بابا جان کو چھڑاون گا اور ادھر افراسیاب جو نظارہ خوشی کے بسوار ہا تھا وہ باغ سیب سیب مین کہرام ہوکر چلا گیا اور اسنے حکم دیا کہ برق اور رعد کو لشکر حیرت پن مین لیجا کر گردن مارو حسین جادو نے ان دونون کو لشکر حیرت پن مین زیردار بٹھلایا اور جلادون نے تیغہ کو اپنے سنگ چمایا اور منتظر حکم افراسیاب کے ہوے اور افراسیاب نے قتل نامہ برق و رعد کا لکھکر حسین کو روانہ کیا یہان لشکر مہرخ اپنا تیار کر کے نفیر سحر اور ناقوس بجاتی ہوئی

جاکر لشکر حیرت مین پہنچی غضنفر بھی ساتھ تھا غرض وہان پہنچکر اسنے تاریخ ترنج مارنا شروع کیے
ملکہ حسین جادو نے غضنفر کو للکارا غضنفر اپنا اسپ بادخور اڑاکر سامنے اُس لگاتہ کے آئے
ادھر سے برق جادو اور رعد جادو نے قید اپنی سحر سے چلادی اور دونون چھوٹ گئے پس رعد
تڑپا اور برق تڑپ کر حسین پر گری ادھر غضنفر نے بچہ سحر کش مارا کہ حسین کے چار ٹکڑے
ہوے تمام لشکر کو حیرت اور حسین کے غضنفر نے مارنا شروع کیا یہانتک کہ ہزارون
کو مارکر اپنی بارگاہ مین آئے حیرت کا لشکر تباہ ہوگیا اُسوقت افراسیاب نے
ہومان سحر دست کو حکم دیا کہ وہ دو لاکھ ساحرون کی جمعیت سے راستے طے کرکے
لشکر مہرخ کے سامنے آیا اور آتے ہی اُسنے نفیر سحر کو بجایا ملکہ مہرخ کو خبر ہوئی اُس نے بھی نفیر
سحر بجائی اور غضنفر نے مہرخ کو پریشان دیکھکر کہا تم ہراسان کیون ہوئین انشاء اللہ تعالے
سب کو قتل کرونگا مہرخ کہا واری تم سچ کہتے ہو حقیقت مین تمھارا سامنا کوئی نہین کرسکتا ہے
لڑائی کو دیکھو پھر مقابلہ کرنا غضنفر چپ ہورہا اور لشکر میدان کارزار مین آیا ہومان اپنے
مرکب کو اڑاکر میدان مین آکر للکارا کہ اے فرد نکمر امان آدمیرے مقابلہ کو ایک ساحر اُسکے مقابلہ کو
گیا اُس نے ایک دانہ ماش کا اُسپر مارا کہ اُسکے بدن مین آگ لگی اور جلکر خاک ہوگیا بعد اُسکے
وہ ساحر بہت سے باری باری اُسکے مقابلہ کو آئے مگر اسی طرح سب کو اُس نے قتل کروالا
جب تو برق جادو نے ارادہ نکلنے کا کیا مہرخ مانع ہوئی اور کہا کہ اے بہن تمھارا جانا
کسیطرح سے مناسب نہین ہرگز نہ جاؤ کیونکہ ہومان فقط تمھارے ہی واسطے
آیا ہے مجھسے تمھاری جدائی کا رنج اُٹھا نہ سکیگا اس سے بہتر ہے کہ پہلے مین جاکر اُس سے لڑون
تو پھر بعد میرے جو کچھ تمسے بن پڑیگا وہ تم کرلینا برق جادو نے کہا کہ مجھسے بھی نہین ہوسکنے کا کہ تم
بیٹھی رہون اور تمکو وہن اکیلے جانے دون غرض ان دونون مین یہ تکرار ہو رہی تھی
کہ ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے بال اپنے کھولے اور ملاؤس سحر کو پڑھکر عرصہ کارزار مین آپہنچی
مہرخ حیران ہوگئی اور برق بھی آئینہ وار دیکھنے لگی اور ملکہ سرخ موے نے قریب جاکر ہومان کے
ارادہ مقابلہ کا کیا اُسنے بہت سمجھایا مگر اُسنے نمانا بلکہ بُرا بھلا کہا جب تو اُسنے خفا ہوکر تاریخ سحر مارا وہ تاریخ
قریب ملکہ سرخ موے کے پہنچا اُسکے بالون مین سے ایک گوپن نکلا اور اُس تاریخ کو اُس نے

پکڑ لیا بعد اُس کے اُس کو مریخ موسے چرخ دیکر وہی نارنج پلٹ کر ہومان پر مارا اگر وہ پڑتا
ہومان تو خاک سیاہ ہوجاتا لیکن وہ ساحر زبردست تھا اُسنے بھی نارنج کو جو آتے دیکھا فوراً ناریل کو
مارا وہ دونون آپسمین ٹکرا کے پھٹ گئے اور ہومان نے دوڑکر ہاتھ تلوار کا مارا مریخ مو
نے سپر پر روکے پھر تو سب سے تلوار چلنے لگی اور آسمان پر سے بارش تیرونکی شروع ہوئی
لشکر ہلاک ہونے لگا آخر سپنے اوپر سپر رکھکے روکے وہ سپر بھی توڑکر ماحرون کو تباہ اور برباد
کرنے لگے قیامت برپا ہوگئی اُدھر ہومان اوپر ملکہ مریخ مو کے غالب آیا اور چاہا اُسنے کہ مرکب
کو مارکر ہاتھ تلوار کا مارون کہ دو ٹکڑے مریخ مو کے ہوجائین کسطرح سے بچ نہ سکے مگر تلپٹ ہوا اُسکے
ساتھ ہے اُسنے آواز مریخ کو دی کہ جلد آکر ملکہ کو لیجا و یقین ہے کہ وہ جام شہادت نوش کرین پسنکر
مریخ بیقرار ہوکر چلی اُدھر سے لشکر ہومان کا مثل دریا کے موج مارتا ہوا آیا مریخ مو نے ایک
سحر ایسا کیا کہ پانون سے سیاہی اسقدر پیدا ہوئی کہ ہومان کو دکھائی دینے سے رہگیا اُس وقت
ہومان نے سرمہ جمشیری آنکھون مین لگایا اور لشکر مہرخ پر آیا لیکن شمسہ اور
شمشاد قدمع لشکر بیشمار آکر پونچین دیکھا کہ ہومان اور مہرخ سے تلوار چل رہی ہے شمشاد
اور شمسہ آفتاب نکر سامنے اُسکے آئین تو اُسکی آنکھو نمین چکا چوند آئی وہ تو آنکھین ملنے لگا اور
غضنفر نے جو ہاتھ نیچہ کا اُسکی کمر پر مارا اُسکے دو پر کالے ہوے اوپر سے تیر شمشاد قد کا جو پڑا تو کر پار
نکل گیا غل وار وگیر کا بلند ہوا اندھیرا ہوگیا آخر شمسہ اور شمشاد قد سے لشکر ہومان تاب نہ لاسکار
ہ فرار لایا اور مہرخ نقارہ شادمانی بجوا کر داخل بارگاہ ہوئی شمسہ اور شمشاد قد کو مسند پر بٹھایا
اور کہا تمنے ہمپر احسان عظیم کیا ہے اُنھون نے کہا ہم کس لائق ہین جو احسان کرینگے مہرخ تمغہ بار ہنسی
اور کہا کہ جو کچھ مال اور اسباب ہے سب تمھارا ہے شمشاد قد نے غضنفر سے کہا کہ خدا انھین سلامت
رکھے اُنھون نے ہماری جان بچائی اور انھین کے سبب سے ہمارا آنا ہوا غرض صحبت عیش
برپا ہوئی اور ملکہ شمسہ سے غضنفر نے پوچھا کہ قمر طلعت کو کہان چھوڑ آئین اُسوقت غضنفر جیسے
کی قنات کو چاک کرکے تلاش مین قمر طلعت کے نکلے اور شمسہ قمر طلعت کو مع توسن جادو
اور چند خواصون کے ایک صحرا سے پرفضا مین پہاڑ پر بارگاہ مریخ استادہ کراکے چھوڑ آئی تھی
توسن جادو اُنکا آنا سنکر چلنے پر آمادہ ہوئی اور غضنفر کے پاس آئی اُن کی بلائین لین

کہا کہ واری ملکہ قمر طلعت پہاڑ پر جلوہ فرما ہین عضنفر پہاڑ پر آئے اور اُس سرو قد کو اپنے گلے سے لگایا وصلی کی طرح چسپان ہوکر خوب پیار کیا پھر وہان سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے اثنار راہ مین ایک باغ نہایت تر و تازہ اور شاداب دیکھا کہ نہرین جا بجا جاری فوارے چھوٹ رہے ہین نہالان موزون دگلہاے بوقلمون طائران خوش الحان نواسنجی اور زمزمہ سرائی کرنے مین مصروف ہین یہ سیر باغ کرتے تماشا جانوران خوشرنگ و خوش آہنگ کا دیکھتے ہوے چلے آخر ایک مقام پر چبوترہ سنگ مرمر کا بنا تھا اُس پر فرش قالم اور سنجاب کا بچھا تھا مسند جواہر نگار لگی تھی یہ اُسپر بیٹھ گئے پھر وہان سے کچھ دیر کے بعد ہاتھ مُنھ دھوکر میوہ کھاکر ایک سمت کو چلے یقین ہوا کہ ہم طلسم مین قید ہوگئے ناچار ایک درخت کے نیچے پہنچے ایک جانور اُس درخت پر آکر بیٹھا انکو دیکھکر اُسنے قہقہہ مارکر کہا کہ آپ ناحق کو اب جستجو اس باغ سے باہر جانے کی کرتے ہین کسواسطے کہ یہ طلسم گلنار جادو کا ہے بیان سے رہائی بہت دشوار ہے لیکن ہان اگر وہ صورت ہوجائیگی تو پھر تمھین مالک ہو یہ کہکر وہ طائر تو اُڑا ہوا چلا گیا اور عضنفر بن اسد نے اُس جانور کی زبان سے یہ ماجرا سُنا تو نہایت فکرمند ہوے اور اُسکے اُڑجانے سے مایوس ہوکر سوچے اپنے دل مین کہ یا خداوندا وہ صورت کونسی ہے کہ جس سے رہائی بھی ہوگی اور مین مالک بھی ہوجاونگا غرض یہ تو اسی فکر مین اندر باغ کے حیران و سرگردان پھر رہے ہین اب حال سُنیے بارگاہ کا کہ وہان جو لوگون نے صبح کو اُن کو نہ پایا سب پریشان ہوے اور تمام لشکر مہرخ مین غلغلہ برپا ہوا عیار و ساحر ہر طرف کو واسطے تلاش کے روانہ ہوے اور حیران ہین کہ کون لیگیا کدھر کو چلے گئے ملکہ شمسہ کو بھی نہایت رنج و ملال دامنگیر ہوا اب اِنکو بھی اس فکر مین چھوڑ دو اور دو کلمہ داستان **افراسیاب** کے سُنو **افراسیاب** نے سات ساحرون کو کہ وہ سردار نامی تھے حکم دیا کہ تم جاکر بے تامل ابھی لشکر مہرخ کو غارت کردو مین بھی پیچھے تمھارے آتا ہون اور عمرو جہان ملے اُسکو پکڑلاؤ بلکہ مین اُسکی تلاش مین جاتا ہون جس مقام پر کہ وہ مکار ملیگا اُسکو لے کر آتا ہون وہ ساتون ساحر اُسیوقت سحر سے آراستہ ہوکر اپنی اپنی فوج کو ہمراہ لے کر روانہ ہوے طرف لشکر مہرخ کے نام اُن ساتون کے یہ تھے مسمار جادو خدنگ جادو ناوک انداز جادو کمان کش جادو

شمشیر سحر جادو باران جادو برف انداز جادو غرض یہ تو لاکھ لاکھ ساحرون کی ہمیت سے
چلتے ہین اور حال سنیے لشکر مہرخ کا کہ وہان جو سب نے خبر اسد دلاور کے قتل ہونے کی سنی اسیوقت
سے سب مرنے پر تیار اور مستعد کارزار اس خیال سے بیٹھے ہین کہ جسوقت اسد کی خبر سنین کہ زیر
بٹھایا ہے اُسیوقت سب اکبارگی تلوارین پکڑکے جا پڑو آیندہ جو کچھ کہ ہونا ہے وہ ہوگا اس امید پر سب
مرکب سحر پر سوار ہین اور ان سب کے سرون پر جنگ سوار ہے انکو اس حال مین چھوڑو اور دد
ملکہ کوکب کے سنو کہ وہ جو اپنا سحر تیار کرنے کو گئے تھے اُس نے جاکر زور سحر لشکر بیشمار کو درست
کرکے ساتھ غول آراستہ کیے اسطور پر کہ ہمارے جادو کو لاکھ سوار ساحر جرار سے روانہ کیا
لشکر مہرخ کی طرف واسطے مدد کے اور کہا جو نقشہ فساد کا دیکھنا تو فوراً نار یخ آتش فوج افراسیاب
کو مارنا بعد اسکے اور فوج بھی مین عقب مین تمھاری مدد کو روانہ کرونگا اگر وہ پونہچے تو ایک طرف
سے تم مارنا اور دوسری طرف اُس کو کر دینا جہانتک کہ مارا جائے مارتے چلے جانا
ہمارے جادو نے کہا بہت اچھا فوراً روانہ ہوگئی بعد اس کے ملکہ تاجدار گوہر پوش
کو لاکھ سوار سے روانہ کیا اُس کے پیچھے ملکہ طاؤس زرین لباس کو حکم کیا وہ بھی راہی ہوگئی
اُسکے بعد ملکہ مشتری طلعت کو روانہ کیا جبکہ وہ بھی جاچکی پھر ملکہ اختر شمار ستارہ پوش کو لاکھ
ساحرون سے اور ملکہ زمرد پوش گردون نشین کو آگے پیچھے روانہ کیا ان سب کے بعد مجلس جادو
کو کہا کہ تم بھی جاؤ مگر خبردار بہت ہوشیاری کے ساتھ جو کچھ کہ کام کرنا وہ کرنا مین بھی تم سب کے
پیچھے آتا ہون القصہ یہ سب آگے پیچھے چلے جاتے ہین کوئی کوس کوس بھر کے فاصلے سے سب
جاچکے تھے اُسوقت آپ بھی نقارہ کوچ کا بجاکر روانہ ہوا اور طائران سحر کو حکم کیا کہ سب آگے
جاؤ اور منزل بمنزل کی خبر ہمکو لاکر پونہچاؤ تاکہ حال ہمکو اپنی فوج کا مفصل معلوم ہو جائے طائران
سحر بھی بموجب حکم کے روانہ ہوگئے اِن سبھون کو تو راہ مین چھوڑو اور حال
سنو اُن ساحرون کا کہ جنکو افراسیاب نے واسطے بربادی لشکر مہرخ کے روانہ کیا تھا جبکہ
وہ جاچکے تو افراسیاب نے اپنے دل مین کہا کہ اب تو چلکے عمرو کو پکڑلا اور اس سے طلسم کشا کو چھین
لے کسواسطے کہ اگر طلسم کشا رہیگا تو پھر مقرر کوئی نہ کوئی مفسدہ برپا ہوگا یہ سوچکر اس نے بھی ارادہ
چلنے کا کیا اس عرصہ مین وہ ساتون ساحر راہ کو طے کرکے قریب لشکر

مہرخ جو پہنچے تو آواز شور و غل کی اور صدا نقارون کی آسمان سے زمین تک پہنچی مہرخ غل اور شور کی صدا سنکر گھبرا گئی اور سمجھی کہ کوئی نہ کوئی آفت مقرر آئی پس یہ تصور کرکے مرکب باد پیما پر سوار ہوئی اور ساتون ساحرون کے برابر پہنچی وہ بھی مہرخ کو دیکھکر واسطے مقابلہ کے مستعد ہوے بلکہ مسمار جادو نے گولا فولادی مہرخ پر مارا وہ جو گرا زمین پر پھٹا ہزارون ساحر مہرخ کے زخمی ہوگئے ادھر سے بھی ایک ساحر نے نارنج سحر کو مارا اُس کے صدمہ سے بہت سے ساحر مسمار وغیرہ کے بھی داخل جہنم ہوے آخر کو دونون طرف سے نارنج نارنج چلنے لگے اور یہان تک نوبت پہنچی کہ آپس مین گتھ پٹ ہوگئے تلوار چلنے لگی خون کا دریا بہ نکلا اور انواع اقسام کے سحر ہوے مسمار جادو کی مدد کو خدنگ جادو اور ناوک انداز جادو آپہنچے تینون ساحرون نے ملکر لشکر مہرخ کو قتل کرکے پراگندہ کر دیا مہرخ برحواس ہوگئی عمرو نے مہرخ کو پریشان دیکھکر کہا کہ ملکہ خبردار ہراس کو اپنے پاس نہ آنے دینا نظر بند رکھنا دیکھو وہ عالم الغیب پردۂ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہے جبتک کہ تم سے لڑا جائے لڑے جاؤ ہم تمھاری شراکت کو حاضر ہین اِنکی کیا اصل ہے کوئی دم مین سب کو مارے لیتے ہین یہ کہکر سب عیارون کو ہمراہ لیا اور جان بیچکر حملہ ہاے آتشبازی جو مارنا شروع کیے وہ حقے جس ساحر کے سینے پر پڑے اُسکو جلاکے خاک کر دیا اور دھوان اُن حقون کا پھیلا ہزارون ساحر اندھے ہوگئے اُن کو عیارون نے جوتیون سے مانند مور و ملخ کے مار لیا مگر اسپر بھی وہ کم نہوے اِسوجہ سے کہ لاکھون گرے تھے کہانتک اُنکو عیار مارتے آخر کو مارتے مارتے حیران ہوگئے اور تھک کر خود بھاگ کھڑے ہوئے یہ حال دیکھکر مہرخ نے بال اپنے سر کے کھولدیے اور بلبلا کے زیر آسمان مصروف دعا ہوئی اور اس باعی کو در زبان کیا باعی

ای مظہر اسرار جلی اور کنی	وی معدن نور ازلی اور کنی	عمریست کہ من نادعلی میخوانم
یا حضرت مرتضی علی اور کنی	غرض مہرخ اس طرح سے دعا کر رہی تھی کہ خبر دعا ہدف مراد پر	

پہنچا ملکہ ہمارے جادو فرستادہ کوکب لاکھ سوار جرار سے آکر پہنچی اُس نے جو دیکھا کہ مہرخ سے لڑائی ہو رہی ہے اور لشکر اسکا برحواس ہے اکبارگی نیچہ سحر کو مع لاکھ سوارون سے پکڑا اور اوپر سے گرزی دو چار ہی حملون مین لاکھون ساحر مار کر ڈالدیے قتل کرنا شروع کیا سب

اس خیال سے دم بخود رہے اور یہ سمجھے کہ وہ سردار جو ہمارے ساتھ آئے ہین یہ لوگ انھین کے
ہین ہماری مدد کو آئے ہین مگر اب جو دیکھا کہ لاکھون ساحر انھون نے ہمارے مار ڈالے برحواس
ہو کر چلاے کہ ارے یارو یہ کیا ماجرا ہے دیکھو تو سہی کہ یہ لوگ کون ہین اور کسکی مدد کو
آئے ہین ہمارے طرف تو دار نہین معلوم ہوتے یہ تو ہمین کو قتل کر رہے ہین اس صدا کو
سنکر وہ بھی لڑنے لگے جمگھٹے مہرخ نے یہ ماجرا دیکھا حیران ہو گئی کہ یہ فوج کہان سے آئی
اور کاہیکو لڑنے لگی یہ سوچکر بزور بحر ملبند ہو کر دیکھنے لگی کہ ملکہ گوہر تاجدار بھی آئی اسنے
دیکھا کہ ہماے جادو سے تلوار غضب کی چل رہی ہے بس اسکے بھی تاب باقی نہ رہی دین
سے نعرہ کیا کہ اے ہماے جادو خبردار گھبرانا نہین مین آپہونچی یہ کہکر تلوار سحر کو بنام لے
لیا اور لشکر مسمار پر گری قتل کرنا شروع کیا ہماے جادو قرار واقعی لڑ چکی تھی ملکہ
تاجدار کو دیکھکر الگ ہو گئی ملکہ تاجدار نے مثل برق جہندہ کے جھپٹ کر گرنا شروع کیا
اسوقت ملکہ مہرخ نے عمرو سے کہا خواجہ سلامت ذرا جاکے آپ خبر لائین مجکو یہ فوج
اور سردار کوکب کے معلوم ہوتے ہین عمرو ساتھ ہی سنتے کے مثل برق اور بار کی بھاگا
اور صفون کو چیرکے عرصہ کارزار مین پہونچا تو دیکھا کہ تمام علم اور نشان کے اوپر ہر ون پر نام
کوکب کا لکھا ہی اور تعریف کوکب کی رقم ہے پس خوش ہو کر الٹے پاؤن پھرا اور جا کر
مہرخ کو خبر دی وہ سنکر شاد ہو گئی پھر لڑنے لگی دفعۃ ایک گرم ہوا آسمان سے پیدا
ہوئی اور وہ چوتھا ساحر کمان کش جادو مرکب سحر اڑا کر لایا سیاہ رنگ سے پہونچا
اسکو حال لڑائی کا معلوم نہ تھا کہ کون لڑتا ہے کسکی فوج سے لڑائی ہو رہی ہے کوکب
کی فوج کا کسیکو گمان بھی نہ تھا غرض اسنے دیکھا ہمارے ساتھ کے سردارون سے لڑائی ہو رہی ہے
نعرہ کر کے ارادہ کیا کہ اوپر سے چلکر مع لاکھ سوارونکے گرد یہ تصور کر کے پر آسمان اڑتا تھا
کہ ملکہ جاؤس زرین لباس سردار کوکب کی بھی آکر پہونچی اسنے دیکھا کہ ان نے
جادو نعرہ کر کے لشکر پر ملکہ تاجدار کے گرا چاہتا ہی فوراً نعرہ کیا اور پکاری اے خبیث
روزگار کٹھارہ کہان جاتا ہی مین بھی آپہونچی اس کلمہ کو سنکر وہ پلٹ پڑا اور مرکب سحر کو
جاؤس سے لڑنے لگا اور فوج سحر غٹ پٹ ہو گئی برابر آسمان تلوار چلنے لگی اور قطرات

خون مانند قطرۂ باران کے زمین پر گرے سرکٹ کٹکر مثل اولون کے دھڑا دھڑ گرنے لگے
اور بروے آسمان شور وغل پیدا ہوا تاریخ اور تیرہ بھی چلنے لگے زمین اور آسمان دھوان دھا
ہو گیا تلوار زیر و بالا چل رہی ہے شور نشور قیامت برپا ہی اور یہ حال ہی کہ اوپر سے سر جو کٹکر
گرتا ہے تو نیچے والون کے دھڑ پر دھڑ اکا ہوتا ہی اور کسی کا دھڑ کسیکے سر پر اور نیچے والی لوگ نین
سے اگر دھڑ کسی پر گرتا ہی دبکر مرجاتا ہی صدہا لوگ اسی طرح مرگئے اور کسیکی تلوار اگر ہاتھ سے چھٹکر
گری جسکے سر پر پڑی اسکے پار نکل گئی وہ جہنم کو چلا گیا کسیکے خود پر جبھی جو گری وہ راگب اور مرکب کو
توڑ کر نکل گئی غرض فوج زمین پر جو لڑ رہی تھی اس حال کو دیکھکر ساری لڑائی اپنی بھو گئی سب آسمان
کی طرف متوجہ ہوے اس خیال سے کہ یہ بلاے آسمانی کیسی نازل ہوی ہے خدا اس سے بچاے
کسواسطے اگر حریف سے جان بچ جاتی ہے پھر تیر آسمانی سے جان جاتی ہی یہ نیا ماجرا ہی اس کا
کیا علاج کرین یہ تو اس فکر مین تھے اور سارے لشکر مین تہلکہ برپا تھا کہ بانکوان سردار
افراسیاب کا سحر جادو بھی اگر ہو نچا اسنے دیکھا لڑائی بروے آسمان ہو رہی ہی دیکھ گیا
کہ فوج کوکب کی آگئی وہی لڑ رہی ہے بس اسنے نعرہ کرکے دیا دیا اپنا ملک طاؤس پر ڈالا تھا کہ ملک
مشتری طلعت سردار کوکب کی آہو نچی اسکو دیکھکر ملک طاؤس کی فوج راہنے بالین
ہو گئی اور اسکی فوج کو راہ دی یہ فوج تازہ دم آکر گری کشتون کے پشتے لاشون کے انبار
لگا دیے قصہ کوتاہ کہانتک بیان کرون اسی طرح تمام فوج کوکب اور افراسیاب
کی آئی اور تلوار زور و شور سے برسنے آسمان چلا کی آخر کو مرتے ہوے زمین پر آئے لاشون کے انبار
لگ گئے اور نعرہ سردارون کے ہونے لگے فوجین سمٹ سمٹ کر اپنے اپنے غول مین جدا ہو کر ملنے
لگین اور لڑائی گھمسانکی ہوئی عیار بھی حقہ ہاے آتشبازی کو داغ کر آگ برسانی لگے طائران
سحر نے جاکر افراسیاب کو اطلاع دی وہ بھی فوراً دوڑ پڑا ایمان سب جنگ و جدل مین
متوجہ ہوے کہ اگیا رگی دیکھا سب کے رنگ آسمان کا دگرگون ہو گیا اور سارے مین سیاہی
پھیل گئی یہ ماجرا دیکھکر عمرو نے ملک فرخ سے کہا خبردار ہو جاؤ افراسیاب آہو نخا فرخ
تو عمرو کے کہنے سے طرف آسمان کے متوجہ ہوئی اور عمرو سب عیارون کو ہمراہ لیکر لشکر
سے نکل گیا اس عرصہ مین افراسیاب نے آکر دیکھا کہ لڑائی کا رنگ بے رنگ ہے

جلدی سے جو جو سردار مہرخ کے تھے انکو پنجۂ سحر مین پکڑ کر لے اڑا اور اپنی جانب کے سردارون کو چھوڑ دیا اور لیجا کر سبکو ایک مقام پر بزور سحر گنبد فولادی تیار کیا اور سب سردارون کو مہرخ کے مع مہرخ و لشکر کے بروے آسمان اندر اس گنبد کے قید کیا اور مثل سرپوش کے گنبد کو سب کے اوپر ڈھانکدیا اور آپ اندر اس طلسم کے چلا گیا یہان جو تاریکی اور گرمی سبکو معلوم ہوئی اور دھنوان کثرت سے پسینا سب کا دم گھٹنے لگا اور جانون پر بنگئی بلکہ الیسے ہوا کہ ساحر زبردست اپنا اپنا سحر کر کے تھک گئے اور اڑا اڑ کر سارے گنبد مین ٹکرین مارین مگر کچھ نہ ہو سکا اور اس گنبد سے نہ نکل سکے آخر کو ناچار ہو کر دیکھا کہ اب سوائے مر جانے کے چارہ نہین ہے ہر اس سبکو غالب ہوا قضاے کار حسب اتفاق وہ طائر سحر کہ جن کو کوکب نے یہ حکم دیکر روانہ کیا تھا کہ منزل بمنزل کی خبر ہمکو پہونچانا وہ آکر پہونچے اور یہ ماجرا دیکھا کہ مہرخ وغیرہ سب قید افراسیاب مین پھنسے ہین وہ فورًا بھاگے اور جا کر کوکب کو اطلاع دی وہ سنکر مثل برق جہندہ کے ایک آن واحد مین تڑپکر برابر اس گنبد فولادی کے آیا گنبد دیکھکر تیر سحر مارا وہ تیر اس گنبد پر لگا تو سہی مگر کارگر نہوا چنچکر اڑ گیا کوکب نے جھلا کے گولہ فولادی اس زور سے اسپر مارا کہ اگر وہ گولہ کوہ پر پڑتا تو اسکو بھی ریزہ ریزہ کر دیتا اور کوہ سرمہ ہو جاتا لیکن گنبد پر مطلق اثر نہ کیا اور گولہ بھی چنچکر سرد ہو گیا جب تو کوکب غصہ آیا غضبناک ہو کر تخت سحر سے اٹھ کھڑا ہوا اور تڑپکر سوے آسمان بلند ہوا اور وہان سے مانند برق کے بصورت شمشیر اس گنبد پر گرا تو اسطرح سے اس گنبد فولادی کو کاٹا جیسے چکنی کو نار کاٹتا ہے پس دو ٹکڑے ہو گئے اور بھڑاکے گر پڑا اب جو مہرخ وغیرہ نے دیکھا کہ گنبد اڑا اور میدان صاف ہے تلوارین تو سب کے ہاتھ مین تھین فوج افراسیاب کو قتل کرنا شروع کیا یہانتک قتل کیا کہ کشتون کے پشتے لگا دے اور سردارونکو تو افراسیاب اپنے پہلے ہی لے گیا تھا فوج بے سردار کی تھی تاب مقاومت نہ لا سکی بھاگ کھڑی ہوئی بلکہ بہت سے ساحر اسمیں صاحب فوج بھی تھے کہ دس دس بیس بیس سوار ان کے دائمی ملازم تھے وہ سب مع اپنے ملازمون کے آکر قدمون پر مہرخ کے گرے اور اپنا اپنا قصور معاف کرانے لگے کہ ہمکو اب کچھ کام افراسیاب سے نہین ہم حضور کی تابعداری اور فرمانبرداری مین

حاضر رہین کسواسطے کہ افراسیاب اور سب سردار ہمکو موذی کیچنگل اور دہن باز درمین چھوڑ کر
چلے گئے بلکہ قید کر گئے کہ جسمین ہم بھاگ نہ سکین خود بخود سب مر کر رہجائین یا کہ مار جائین یا
یہ امیدوار ہم جان نثار ہین کہ ہمکو اجازت ہو کہ رکاب سعادت انتساب مین حاضر رہین مہرخ
نے اس کے جواب مین کہا کہ بھائیو تمھارا گھر ہی مین کیا تمکو منع کرتی ہون شوق سے تم میرے ساتھ
رہو کسواسطے کہ تم کوئی غیر متصور نہ ہو ہم اور تم تو ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہین تم ہمسے خوب
واقف ہو اور مین تمسے آگاہ ہون کچھ احتیاج تمھارے پوچھنے کی نہین ہے مین ہر صورت سے حاضر
ہون غرض بہت سے لوگ تو شریک مہرخ کے ہو گئے اور بہت سے مارے گئے ہزارون بھاگ
بھی گئے اس مقام پر بعضون نے لکھا ہی کہ افراسیاب نے مہرخ کو مع لشکر کے اندر اس
گنبد فولادی کے قید کیا تھا اور بعضون نے یہ لکھا ہی کہ اسنے اپنے لوگون کو جاے امن
متصور کر کے اندر اس گنبد کے رکھا تھا کہ جسمین کوئی قتل نہ کر سکے اب جو کوکب نے آ کر
انکو رہا کیا تو وہ سب جو جو کہ عقلمند تھے انہون نے اطاعت مہرخ کی قبول کی مہرخ نے
خوش ہو کر سب کو رکھ لیا بعد اسکے کوکب سے ملاقات کی اور بغلگیر ہو کر نقارے خوشی کے
بجواتی ہوئی اپنی بارگاہ مین داخل ہو کر صحبت عیش آراستہ کر کے ناچ ورنگ مین مصروف
ہوئی غرض آدھی رات تک محفل عیش وعشرت برپا رہی بعد اسکے کوکب رخصت
ہو کر اپنی بارگاہ کو اٹھکر چلا تمام شاہزادیان بھی اسکے ہمراہ ہوئین یہ سیر مہرخ کے
بازار کی کرتا ہوا آگے بڑھا ایک میدان وسیع ملا اسنے اسکو طے کیا تو دیکھا کہ لشکر
میرا پڑا ہوا ہے اور جس مقام پر مین نے بازار کو کہا تھا وہان بازار مین آراستہ ہین اور
جہان پر کہ بارگاہ کو حکم کیا تھا وہان بارگاہ استادہ ہے اور گرد خیمے ڈیرے پیچھے قلندران
اسپکین راوتی مارکیان کندلے وغیرہ تمام بربابین کوسون اور منزلون تک لشکر پڑا ہی
سیکڑون نشان ہین اسی طور سے کہ جسطرح مین نے حکم دیا تھا غرض لشکر کو دیکھکر
نہایت خوش ہوے اور اپنی بارگاہ مین داخل ہوے وہ شاہزادیان رخصت
ہو کر سب اپنے خیمون مین گئین اور آرام کیا ادھر کوکب رخنضمیر نے بھی استراحت
فرمائی جب صبح ہوئی تو اٹھکر ہاتھ منھ دھویا پان کھایا اسوقت خواجہ سلامت بھی

رونق افروز ہوے اور کوکب سے کہا کہ مین عضنفر بن اسد کو گنبد توڑ کے اوپر سے لے آیا ہون مگر ایک مقام پر بیہوش کر کے مین نے ان کو رکھا ہے اور کسی سے اظہار ابھی تک نہین کیا اور نہ اس لڑائی مین ہوشیار کیا اس خیال سے کہ کچھ ضرورت نہین ہے مگر عنایت الٰہی سے لڑائی بھی فتح ہو گئی اور تم بھی آ گئے ہو کوکب یہ سنکر شاد ہو گئے بند غم سے آزاد ہو گئے اور ادھر کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ ملکہ بران شمشیر زن جو برائے ملاقات آئی تھی وہ قید ہو گئی تھی چنانچہ وہ اب ظاہر ہوئی مختصر ایک درہ پہاڑ پر دیکھا کہ آسمان سیاہ زمین پر نظر آتا ہے اور آواز ظلمات آسمان سحر کی آتی ہے کہ اے مہرخ تم سب کو دو گھڑی مین ٹکرا کر مار ڈالونگا بحکم افراسیاب جبکہ نام مہرخ کا رعد اور برق جادو نے سنا از بسکہ ایک حالت عشق کی ملکہ مہرخ سے اور رعد و برق جادو سے قدیم تھی اور عمرو سے وہ ربط و محبت ہے کہ جسکا حد حساب نہین بے ساختہ رعد و برق جادو نے اپنا سحر کر کے ایک طرف سے ایک ابر نمایان کیا اور ایک طرف سے کڑک کر بجلی اس آسمان پر گری کہ ظلمات آسمان سحر کے دو ٹکڑے ہو ے اور وہ لاشہ سیاہ سامنے عمرو و مہرخ کے گرا اور آواز دار و گیر کی بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من ظلمات آسمان سحر بود وہ تاریکی سب رفع اب رعد اور برق و مہرخ و شکیل عمرو کے سامنے آکر بیٹھے اور سبھون نے گلے لگایا عمرو نہایت خوش ہوا رعد و برق کی ملاقات ملکہ بران شمشیر زن سے کرائی اور گرم اختلاط ہو کر اب سب مہرخ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوے عمرو و بران شکیل سب اکر بیٹھے اس مین بران نے پوچھا کہ مدہوش بیرگیر کہان ہے سب نے عرض کیا کہ آپ کے پیچھے گھیرا کر وہ بھی بارہ سو سوار لیکر روانہ ہوا تھا یہ سنکر ملکہ بران شمشیر زن نے ایک ساحر کو مدہوش کی خبر کے واسطے بھیجا دو کلمہ مدہوش بیرگیر کے سنکر کہ مدہوش بیرگیر کنارے دریاے ظلمات کے پہونچا کہ اسمین زناجادو اور ناقوس جادو ملازمان افراسیاب کو خبر ہوئی دو لاکھ جادوگرون سے مقابلہ مدہوش بیرگیر مین آیا اور سامنا گیا غرض زناجادو تو مدہوش بیرگیر کے ہاتھ سے مارا گیا اور ناقوس جادو سے اور مدہوش بیرگیر سحر کی ٹکرین ہو رہی تھین

کہ دونون کے سر پھٹ گئے دیکھا کہ عشق کھا کر گرے اور ادھر سے دو لاکھ ساحر ناقوس کا بار دسو
ساحر پر کہ مدہوش کے تھے آپڑے اور تلوار چلنے لگی مگر بارہ سو جادوگر خاص کوکب
روشنضمیر کے تیار کیے ہوے تھے جسکے تلوار لگی دیکھا کہ اسکے بدن سے آتش پیدا ہوئی
ہزار ہا جادوگر ادھر کا جلا دیا دو لاکھ جادوگر ناقوس کے ساتھ کا مارا جا چکا تھا کہ حیرت
جادو آکر پہونچی اور وہ مدہوش اور ناقوس دونون کو اپنے ساتھ لے گئی یہ خبر
افراسیاب کو پہونچی اسنے عقاب کو دو لاکھ ساحرون سے روانہ کیا آکر جہان
میدان تھا وہان خیمہ کیا اسوقت وہ جادو پر ملکہ بران شمشیر زن کا جو خبر لینے چلا تھا
پہونچا اور خبر تحقیق کر کے پھرا اور آکر ملکہ بران شمشیر زن سے سب حال بیان کیا وہ
اٹھی اور سحر سے ایک گولہ آتش کا طرف آسمان کے روانہ کیا مہرخ و برق اور شکیل و
عمرو برق فرنگی نے برق اور رعد جادو کو بارگاہ مین چھوڑا اور پیچھے پیچھے آپ روانہ ہوے
مگر ادل ملکہ بران شمشیر زن وہان پہونچی اور کچھ سحر کر کے دائی ماش کے زمین پر مارے عمرو
نے دیکھا کہ غول جانوردون کا پیدا ہوا چشم تو جانوردن کی زمرد کی سی اور چہرہ لال کا یاقوت
رنگ اور ایک طرف ایک پنجہ پیدا ہوا وہ پنجہ ایک چھپیی نہایت پر تکلف لیے تھا
اسنے وہ چھپیی ہلائی جانوردن کا غول عقاب جادو کے لشکر پر گرا اور جس ساحر
کے سر پر وہ لال بیٹھا بھیجا کھا گیا دو لاکھ جادوگر عقاب کے مارے گئے عقاب جادو
بھاگ کر افراسیاب کی بارگاہ کیطرف چلا ملکہ بران شمشیر زن آسمان سے نیچے
اتری مہرخ وغیرہ نے دوڑ کر بران شمشیر زن کی بلائین لین عمرو نے بہت تعریف کی
عزیز عقاب جادو کے خیمے مین بران شمشیر زن مہرخ شکیل برق فرنگی
وغیرہ سب آکر بیٹھے عقاب جادو بھاگا ہوا افراسیاب کے پاس پہونچا اور سارا
حال اپنی فوج کے شکست کا افراسیاب سے کہا افراسیاب نے حکم دیا کہ ہان ظلمات
فیل دندان جادو جا اور بران شمشیر زن کو مع عمرو وغیرہ جتنے وہان ہین سب کو
گرفتار کر لا ظلمات فیل دندان سوار ہو کر چلا مگر وہان جو عمرو و برق فرنگی وغیرہ
بارگاہ مین مع ملکہ بران بیٹھے تھے انھون نے دیکھا کہ اسمان پر تاریکی سی نمودار ہے اور

چار طرف سے اندھیری چھکی ہی عمرو تو گھبرا کر گلیم اور سٹکہ بھاگا اور برق فرنگی بھی ایک سمت
دامان کوہ مین جا کر چھپا لیکن لشکر پریران اور مہرخ کے دیکھا کہ چادر ظلمات پھیل گئی اور
سب جادو گردن نے دیکھا کہ ایک سمت ہاتھی بہت بڑا ہی اسکے پیچھے بہت ہاتھی ہین انہون
نے آکر چار طرف سے خیمہ ملکہ پریران وغیرہ کا گھیر لیا عمرو نے برق فرنگی کے پاس جا کر کہا کہ
بیٹا سب قید ہو گئے چلو کچھ تدبیر کرین یہ کہکر عمرو مہرخ کی بارگاہ مین آیا برق چشمک زن
کو روتے ہوئے دیکھا عمرو نے پوچھا کیا یہ ماجرا ہے برق چشمک زن نے کہا
ظلمات فیل دندان کسی سے نہ مرے گا مگر ایک معشوق افراسیاب کی ہے
اسکے ہاتھون اسکی موت ہے یا سحر ملک کوکب رو شنضمیر کا مو تو مارا جاے عمرو نے
کہا کہ اے برق چشمک زن انشا اللہ تعالے ہم اسکو مار یگے یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور
سمت صحرا چلا چند قدم چلا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایک ہاتھی مست جھومتا چلا آتا ہی
اور وہ عمرو کو دیکھکر کہنے لگا کہ اے عمر کیا مقدور تیرا جو ظلمات تک پہونچ سکی عمرو ادھر سے
پھر ادھر حواسی مین ایک سمت کو بھاگا جاتے جاتے دیکھا تو ایک طرف کچھ پہاڑیان ہین گھبرا کر
ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہان ایک چٹان پر بیٹھکر کی سجادہ بچھا کر عصر کی نماز پڑھی اور تضرع
وزاری رو رو کر جناب باری ملتجی ہو کر بخضوع وخشوع پکارا کہ اے مالک میرے اسوقت
مین تو مدد کر ورنہ مجھ مور ضعیف سے اس مست ہاتھی کا کیا مقابلہ ہو سکتا ہی یہ کہتے کہتے
عمرو کو غنودگی آئی اور سو گیا خواب مین دیکھتا کیا ہی کہ کسی شخص نے آواز دی اے عمرو
دامن پہاڑ کیطرف جا وہان تیرا مطلب ہو گا عمرو گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور بموجب الہام
غیب دست راست کو روانہ ہوا دیکھا کہ پہاڑ مین راستہ ہی جب اس پہاڑ مین گیا دیکھا
کہ ایک میدان دو سو کوس کا نظر آتا اور جا بجا اسمین مکانات اور عمارات نظر آتے ہین
اور دروازہ ایک ہے عمرو ایک رنڈی کی صورت بنکر چلا کیا دیکھتا ہی کہ چار سو
عورتین پرزاد در گوش سرخ پوش اسمان کیطرف سے اڑتی ہوئی آتی ہین اور
سو سو اسو ہاتھی ہین کہ ان پر بارگاہ لدی ہوئی خیمہ خرگاہ بارہ وہ سامنے ایک
زمین پر اترے اور بارگاہ کھڑی ہوئی اور سقے آب پاشی کر گئے بعد ازان کچھ حاجب

چوبدار آگے آگے بڑھے ہوے اور بیچ مین ایک تخت مکلن بجواہر اسپر ایک شہزادی بیٹھی ہوئی
مورچھل ہوتا ہوا اور گرد و پیش چار سو ساڑھے چار سو پریزاد اس بارگاہ مین اگر مجلس آراستہ ہوئی
عمرو بھی ایک لونڈی کی صورت بنکر سامنے ملکہ کے کھڑا ہو گیا وہ ملکہ ایسی خوبصورت تھی
کہ عمرو بھی بہ نگاہ حسرت دیکھتا تھا غرض اب ناچ رنگ گانا بجانا شروع ہوا تب عمرو
بھی ایک گائن بنکر کو جا بیٹھا اور لے نوازی کرنے لگا اسنے جو آواز سنی بیکل ہو گئی اور تمام
مجلس بیتاب تھی کہ ملکہ صاحب مکان نے اس نے نواز سے پوچھا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا
کہ مین مصور جادو کی لونڈی ہون ملکہ نے کہا کچھ گاؤ عمرو نے پھر بانسری اٹھائی اور ایسا
بجایا کہ تمام صحبت والیون کو محو مطلق کر دیا چنانچہ ملکہ کا نام شکوہ زرین قبا ہے جب
عمرو بانسری بجا چکا تب ملکہ ہنسی اور ہاتھ پکڑ کے کہا کہ کوئی تھوڑا سا پانی لائے عمرو جو حاضر
تھا کہ ایک لونڈی نے ایک گلاس مین یاقوت کے پانی لاکر دیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے کچھ
کرکے ایک چھینٹا پانی کا عمرو کے منھ پر مارا اصلی صورت عمرو کی نکل آئی ملکہ نے کہا کہ کیون اے
عمرو ساربان نادے تو اپنی جان کو ہاتھ پر رکھے پھرتا ہے خیر سمجھ لونگی یہ کہکر تخت پر اپنے ساتھ
عمرو کو بٹھا کر اشارہ کیا کہ وہ تخت پرواز کرکے چلا اور جو ساتھ والیان سب روانہ ہوئین کوئی دم کر
بعد عمرو نے جو دیکھا تو ایک بارگاہ مین پہاڑ پر اترا اور اسوقت شام بھی ہو گئی ہے کہ باغ مین وہ
بارگاہ ہے ملکہ وہان چار چھ گھڑی تک جلسہ دیکھکر پلنگ پر دراز ہوئی اور عمرو کو ایک پلنگ پر
سلایا مگر بقید سحر رکھا کہ کہین بھاگ نجاے جب آدھی رات کا عمل ہوا تب ملکہ نے محبوب سے کہا
کہ چلو پہاڑ پر چل کے شب ماہ کی سیر دیکھین اور عمرو سے بانسری سنین یہ کہکر ملکہ نے محبوب کو
ساتھ لیا اور عمرو کو جگا کے بلایا اور ایک پہاڑ پر جاکر فرش آراستہ کرایا اور عمرو وہان گایا اس
اثنا مین عمرو اور شکوہ زرین قبا اس پہاڑ پر سے اترکے واسطے مقابلہ فیل دندان کے آئے
اور مرزان و عمرو اور ماہ تاجدار بھی ساتھ ہی دو گھڑی کامل لڑائی سحر کی رہی کہ ایک
مرتبہ وار ماہ تاجدار کے خالی دیکر ظلمات فیل دندان نے کچھ ایسا سحر کیا کہ چادر سیاہی
کی ماہ تاجدار پر گری اور مع عمرو و مرزان و ماہ تاجدار قید مین آگئے جو عالم کہ ملکہ
برزان کا ہوا تھا ہی حال ماہ تاجدار کا بھی ہو گیا اور بعد قید کرنے کے نامہ افراسیاب کو

اس مضمون کا لکھا کر مین نے ماہ تاجدار و عمرو اور مرزان جادو اور لاکھ ساحر گرفتار کیا ہے
پہلے ملکہ بران شمشیر زن کو قید کر چکا ہون اگر آپ تشریف لائین تو ان کے قتل کی تدبیر ہو جسکو
نامہ افراسیاب کو پہونچا نہایت خوش ہوا اور کہا کہ کل جگر سب کو قتل کرونگا جب حال
گرفتاری کا ماہ تاجدار کی باغبان قدرت سے سنا اسنے افراسیاب سے ملکہ
شکوہ زرین قبا کی تقصیر معاف کرائی اور مع محبوب شکوہ زرین قبا کو رخصت کیا
غرض جس مکان مین شکوہ زرین قبا رہتی تھی وہان محبوب آئی اور سارا حال سب بیان
کیا کہ تجھی اس جرم پر قید افراسیاب نے کیا تھا اب میرا ارادہ ہے کہ ظلمات قبل دنیا
کو مار کر ماہ تاجدار کو چھڑاؤن محبوب نے ہر چند منع کیا مگر ملکہ نے نہ مانا غرض یہ دونون وہان سے
روانہ ہوئین دو پہر رات کو کوہ نیلم سے اتر کر سمت ظلمات بہ تعجیل تمام چلین کہ ایک آواز آئی
مین تیری کنیز حاضر ہون اے ملکہ خوشی کرو کہ ملکہ سہیل جادو آتی ہے ملکہ جو پلٹ کر پیچھے دیکھی
حلقہ کمند کے محبوب اور ملکہ کے گلے مین پڑے اور دونون بیہوش ہو کر گرین اسنے آواز دی کہ تم
صرصر شمشیر زن یہ پشتارہ دونون کا لیکر افراسیاب کیطرف روانہ ہوئی از بسکہ صبح ہونے والی تھی
افراسیاب کی بارگاہ تک پہونچنا مناسب نہ جانا کوئی دو گھڑی دن چڑھا تھا کہ مصور جادو
کی بارگاہ مین پہونچی سامنے مصور جادو کے آکر پکاری کہ اے مصور جادو اپنے دل مین
اندیشہ نکر تا جرات اور مردانگی سے مین شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو کو پکڑ لائی ہون
اور پشتارہ کھولکر سامنے دونو ن کو ڈالدیا صورت نگار کو خوف آیا اور کہنے لگی کہ قدرت خدا
کی ہے کہ ملکہ شکوہ زرین قبا کا کیا مرتبہ ہے سوچ کے ملکہ کو ہوش مین رفع بیہوشی دیکر لائی اور
برابر اپنے تخت کے بٹھایا جیسے ہی ملکہ شکوہ کو ہوش آیا محبوب کو دیکھا کہ ساتھ ہی سحر کرکے مع محبوب
سمت آسمان روانہ ہوئی مصور جادو گھبرا کر پیچھے دوڑ پڑا برابر ملکہ کے پہونچکر ایک سل سحر کی
ملکہ پر ماری ملکہ نے دیکھا کہ میرے پیچھے سحر کی سل آتی ہے اسی حالت مین سحر جو کیا تو وہ سل ریزہ ریزہ
ہو کر بارگاہ مین مصور جادو کے گری اور جسکے سر پر سنگریزہ لگا جان سے جاتا رہا ایکبیر
مصور جادو کے بھی لگا سر مصور جادو کا پھٹ کر لہو بہنے لگا یہان سب گھبرا کے
بھاگنے لگے ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب دونون بھاگ کر صحرا کیطرف روانہ

ہوئین اب دوکلمہ داستان افراسیاب کے سنیے کہ اسنے چار لاکھ جادوگرون سے قیصر جادو
کو روانہ کیا کہ خاکر ماہ تاجدار دعمر اور مرزان جادو سب کو قتل کر کے سر انکے میرے پاس لا
قیصر جادو فوج لیکر جہان بارگاہ ماہ تاجدار کی تھی پہونچا اور پہلے وہ جو دو لاکھ جادوگر ماہ
تاجدار کے تھے انپر اکر گرا ہر چند کہ وہ فوج بے سردار تھی لیکن بناچاری لڑی رخمی ہوئی اور کچھ
بھاگ کھڑی ہوئی قیصر جادو نے بارگاہ ماہ تاجدار کی لوٹنے کا ارادہ کیا لیکن جبہ وہ
فوج زخمی ہو کر بھاگی جاتی تھی قضاے کار اسطرف سے ملکہ ماہ تاجدار اور محبوب صحرا مین آتی
تھین ملکہ نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہے لوگون نے کہا کہ ہم لوگ ملازم تھے ماہ تاجدار کے قیصر جادو
نے آکر ہمکو مارا اور بارگاہ چھین کر لے جاتا ہے بس سنتے ہی ملکہ ماہ تاجدار نے سحر کیا اور
مانند برق کے قیصر جادو پر آئی اور پکاری کہ اے قیصر کہان جائیگا قیصر جادو ماہ تاجدار
کو دیکھکر ایک نارنج سحر کا مارا کہ ران پر آکے لگا اور لہو جاری ہوا ملکہ نے کچھ مٹی گوندھکر اپنے
خون سے ایک سوار بنایا اور تلوار اسکے ہاتھ مین دیکے کہا کہ مار تو قیصر اور اسکی فوج کو
بس اتنا سنتے ہی وہ سوار ملکہ کا مع تلوار فوج پر قیصر کی گرا اور جسکے روبرو گیا اسنے تلوار ماری
دو ٹکڑے تھا رفتہ رفتہ ہزارون جادوگرون کو مار کر برابر قیصر کے پہونچا ہر چند قیصر جادو
نے سحر کیا اور اسکو بچایا لیکن اس سوار نے آتے ہی ایک تلوار ماری کہ قیصر جادو سیدھا جہنم کو
پہونچا پھر تو یہ حال تھا کہ جدھر وہ سوار تلوار پکڑ کر جا پڑتا تھا صفین کی صفین الٹ جاتی تھین
غرض ایسا مارا کہ تین پہر کے عرصے مین دو لاکھ ساحرون کو مار کر بھگا دیا ساری فوج قیصر جادو
کی بھاگی ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب سحر جادو فتح کر کے بارگاہ مین ماہ تاجدار کی پہونچین
اور بارگاہ اسناد کرا کے بیٹھین اور بعد اسکے چالیس پتلیان سحر کی تازہ تیار کر کے ہر ایک کے
ہاتھ مین آئینہ دیا کہ وہ منھ اپنا دیکھنے لگین بعد ازان لوداے ماش کے پڑھکر ان
پتلیون پر مارے کہ وہ پتلیان پتھر کی بنگئین اور سوار کے گلے مین موتیون کا مالا اتار کے
ڈالدیا اور سحر کیا کہ وہ سوار اوپر بارگاہ کے آیا اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوپر بارگاہ کے
کئی ستارے ہین اور بیچ مین ایک چاند جلوہ گر ہے غرض یہ بنا کر آپ اور محبوب روانہ ایکطرف
کو ہوئین جب خبر افراسیاب کو قیصر کے مارے جانے کی پہونچی افراسیاب سنتے

باغبان قدرت کو روانہ کیا باغبان قدرت ملکہ شکوہ زرین قبا کے سامنے
آیا اور اوازہ صہیب دی ملکہ نے دیکھا باغبان حریف زبردست ہے پس تاریخ اسپر ڈالا
اسنے حالی دیکر ایک پتھر زمین پر مارا کہ ملکہ کے پاؤن زمین سے پکڑ لیے اور بجبتی تمام باغبان
قدرت ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب کو پکڑ کر سمت اقرا سیاب روانہ ہوا جب
قریب دریاے نور کے پہونچا کہ داہنی طرف سے کسی نے آکر ایک بیحیہ بیہوشی کا اسکے
مارا کہ چرخ مار کر باغبان زمین پر گرا اسنے آواز دی کہ منہم نظر کردہ حیدر کرار مہتر قران
چھوٹ کے ایک جا ٹھہری اور مہتر قران نے دوڑ کر ایک بعدا مارا کہ پہاڑ پر مارتا تو پرزے
پتھر کے ہو جاتے مگر کچھ اثر نہ کیا ساتھ ہی دیکھا کہ زمین پھٹ گئی اور زمین سے ایک مچھلی
نکلی اور باغبان قدرت کو لیکر غائب ہو گئی اور ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو
کو دوبارہ پکڑ کر حیرت جادو کی بارگاہ میں لائی حیرت جادو نے کہا کہ اب کہاں
جاؤگی یہ کہکر طوق زنجیر منگا کر بدون سحر کے چاہا تھا کہ شکوہ و محبوب کو قید کرے اسی اثنا میں
محبوب و ملکہ کو ہوش آیا سمت آسمان پرواز کر گئیں پیچھے پیچھے ملکہ شکوہ کے دو ہزار ساحر بحسب
حکم ملکہ حیرت جادو کے دوڑے جیسے دریاے خون روان ہوا آئی ملکہ شکوہ زرین قبا
نے اپنا مالا توڑ کر دریا میں پھینکدیا اور آپ اس مالا پر پہونچی مچھلیاں اس دریا کی اتریں اور وہ جو دو
ہزار جادو گر پیچھے پیچھے ملکہ کے آتے تھے ان سب کو پکڑ کر بیچ دریا میں غائب ہو گئیں حیرت جادو
کو جو خبر ہوئی بیکاری غضب کیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے یہ کہکر حیرت جادو اپنے دوڑ پڑی جاتے
جاتے دیکھا ایک ساحر کہ نام اسکا ساحر بلید ہے وہ ایک مقام پر بیٹھا ہوا اسنے کہا کہ اے ملکہ
حیرت جادو شکوہ زرین قبا ابھی اسی طرف گئی ہے مع محبوب جادو کے یہ سنتے ہی حیرت
جادو مانند برق کے چمککر برابر ملکہ شکوہ کے پہونچی دفعتہً ملکہ اور محبوب جادو کو بغل میں دابکر
پھر کر وہاں پہونچی جہاں وہ ساحر بلید بیٹھا تھا اس سے کہا بلید تو نے مجھے خوب راہ
بتلائی نہیں تو یہ دونوں صاف نکل گئی تھیں ساحر بلید نے کہا کہ اسطرف سے بخاطر کہ وہاں کوئی
بھی نہ رہتے ہیں ملکہ حیرت جادو نے کہا کہ کسطرف سے جیسے ہی حیرت نے کہا کس طرف سے کہ ساتھ ہی
کسی نے حملہ کرکے مارے کہ چاروں شانے چت حیرت زمین پر آرہی اور وہ پکارا کہ منہم برق فرنگی

اب شکوہ زرین قبا جادو و محبوب جادو کو چھوڑ کر ایک دن کوہ لاجورد مین آئین
کہ دم بھر ٹھہرین دم لین مگر پہاڑ مین اوسکا عمل افراسیاب کا اور اوسکا کوکب کا ہی غرض
وہان آکر سحر کی تیاری مین مشغول ہوئین لیکن جیرت حضور مین افراسیاب کے آئی اسب
احوال ملکہ شکوہ کا بیان کیا اسوقت افراسیاب نے جیرت سے کہا کہ تو جا کر انسار لکر لے آ
واہنی طرف لگا یا صبح کو ملکہ شکوہ کو مین اسمین چلا دونگا جیرت جادو نے یہ سنکر طلسم ہوشربا مین
بموجب حکم افراسیاب کے لکڑیون کا انبار کروایا اور یہان افراسیاب ملکہ شکوہ کے لیکر
روانہ ہوا لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہے کہ شہزادہ غضنفر بن اسد جو صحرا مین بچھڑ کے آکر
اسنے کہا کہ اے شہریار ایک جادوگر ہے کہ اسنے ہم سبکو قید کیا ہے سنکر مع عمرو و مہرخ کے اگر حضور
اسکے مکان پر تو کچھ احوال معلوم ہو شاید ملکہ اسی کی قید مین ہون غضنفر تیغہ پر گر اٹھا اور مرکب
پر خود بہ سوار ہو کر قران کو اپنے ساتھ لیکر دم بھر مین برابر ظلمات کے پہونچا اور تیغہ روئین
شگاف علم کر کے اس اندھیرے مین یہ معلوم ہوتا تھا شب تیرہ و تار مین ایک چاند نکل
آیا ہے اور اودھر سے ظلمات فیل دندان نکلکر سامنے غضنفر کے سحر کرنے لگا غضنفر
بن اسد کے پاس انگشتری مہر و ماہ ہے کہ اس پر کوئی سحر اثر نہین کرتا غضنفر نے یا علی اور
کنی کہکے اپنے مرکب کو برابر ظلمات کے ملا کر ایک تیغہ مارا کہ سر کے دو ٹکڑے کا خبر کو لیتا ہوا
گردن سے مثل قطرہ سیماب کے نکلکر صندوق شکم کے دو ٹکڑے گئے اور گرد نامہ کی تلے سے اس
ساحر کے تیغہ نکل گیا آواز گیر و دار کی بلند ہوئی کہ مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم افسوس
کشتی مرا تمام شمن ظلمات فیل دندان بود اور بعد گھڑی بھر کے روشنی چار طرف سے نمایان
ہوئی ایک سمت سے مہر اوج عیاری مہرخ اور شکیل جادو اور ملکہ بران بستمگر زن غرض
جتنے قیدی تھے سب ساحر کے چھوٹے ٹبھون نے دوڑ کر غضنفر کی بلائین لین عمرو نے غضنفر کو
گلے سے لگا لیا غضنفر نے جب اپنی معشوق کو وہان پایا اسی حالت وحشت مین پاؤن اٹھائی کہ
ایک سمت روانہ ہوا قران اسکو بچھڑ جانکر دوڑا باقی جہان بیٹھے تھے وہین حالت پر غضنفر کی
افسوس کرنے لگے اب اور حال سنیے کہ یکایک کچھ چمن تیار ہوئے سحر کے اور عمرو نے دیکھا کہ ایک ہو غضنفر کی
چلی وہ چمن ہر ہوئے اور ایک ایک مع عمرو و بران اور شکوہ و مجلس آراد مہرخ اور شکیل

وہیں جادو و ماہ تاجدار چمن مین کھڑے ہین پھر دیکھا کہ ایک ایک گھڑی فولاد کی بڑی ہی سجھون
نے وہ کمر پایان لے لیکر گھاس چمنون کی چھیل کر کہنے لگے کہ دیکھین کون جلد گھاس چمنون کی چھیلتا
ہے غرض یہ سحر باغبان قدرت جادو وزیر افراسیاب جادو کا ہی کہ سب اسمین مجبور
ہو گئے ہین دو کلے داستان کوکب رو تضمیر کے بیان ہوتے ہین کہ کوکب کو خبر ہوئی اس نے سلطان
جادو اور قہرمان کو روانہ کیا اور ملکہ زبردست جادو کو بھی روانہ کیا اور یہ سب لشکر سمیت طلسم مین
آکر پڑاو کلے افراسیاب کے سنیے کہ افراسیاب نے صنعت سحر ساز اور باغبان کو بلایا اسوقت
مصور بھی آیا اور افراسیاب کو مجرا کیا افراسیاب نے مصور کو دا ہنی طرف کا مختار کیا اور صنعت سحر ساز
کو بائین طرف کا مالک کر کے روانہ کیا یہ تو گئے مگر باغبان قدرت کیطرف دیکھکر کہا کہ تو قوت بازو میرا
ہے مین کچھ تجھ سے کہونگا ٹھہر جا یہ کہکر افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے اپنی سر کو تن سے اکھیڑا اور آواز دی
کہ اے باغبان مین غلام ہون افراسیاب کا جو بیس برس سے اس محکو قائم کیا تھا اپنے مقام
اور آپ خدا پرستون کی فکر مین گیا ہی لیکن وہ یہان کی لڑائی سے غافل نہین اسکو سب بیان کا حال
مفصلاً و مشروحاً معلوم ہی خبردار آج وہ تشریف لائیگا یہ کہکر وہ جلا اور خاک ہو گیا لیکن ایک جانور
اس خاک سے نکل کر سیدھے آسمان اڑ گیا باغبان قدرت یہ تماشا دیکھکر حیران صحرا کو دیکھ رہا
تھا دیکھے تو سامنے ابر سرخ پیدا ہوا اور ہوا سرد چلنے لگی زمین مین زلزلہ آیا اور زمین پھٹ گئی
دیکھا باغبان قدرت نے سترہ بادشاہ تاج شاہی بر سر و چاروب شاہنشاہی در ہاتھون مین
مور چھل لیے ہوے زمین سے نکل کر سمت آسمان گئے اور کچھ بات نہ کی پھر گلبانگی آواز تا بعد عدد
کے آئی اور ایک پریزاد نے کرسی الماس کی لاکر بیچ میدان مین بچھائی اور اس پر سے سوا ایک لاکھ
ابر نمایان ہوا اور اس کرسی پر سے آواز آئی کہ منم افراسیاب جادو غرض وہ بادشاہ کہ جو زمین سے
نکلے تھے سب گرد اس کے مور چھل ہلاتے چلے آتے ہین باغبان کو پھر آواز سنائی دی کہ اے باغبان
قدرت حکم ہمارا یہ ہی کہ خبردار رہنا سامنے طلسم کے یہ کہکر وہ کرسی طرف آسمان کے روانہ ہوئی
اور وہ سترہ بادشاہ پھر زمین غرق ہو گئے باغبان قدرت یہ ماجرا دیکھکر دنگ تھا اور اسی
پریشانی مین صنعت سحر ساز کے مکان پر آیا خیمے مین صنعت سحر ساز کو نہ پایا دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ وہ زرد کیطرف گئی ہی باغبان قدرت ادھر چلا غرض راہ مین ملاقات ہوئی باغبان قدرت نے

صنعت سحر ساز سے کہا کہ افراسیاب کا یہ ماجرا مین نے دیکھا صنعت سحر ساز نے کہا کہ ابھی
مین نے بھی یہی تماشا دیکھا ہی غرض صنعت سحر ساز اپنے مکان کو گئی اور باغبان قدرت گلچین
کے مکان کی طرف روانہ ہوا گلچین جادو جو روہی باغبان قدرت کی دکان جاکر باغبان نے
ایک جادوگر کو دیکھا کہ بیٹھا ہی دو قدم پھر کے ہنسا اور ایک گیند پھولون کا اس جادوگر کے سامنے
باغبان نے پھینکا پھول بکھر گئے وہ جادوگر پھول چننے لگا باغبان قدرت نے پوچھا تو کون ہی
اُس نے کہا مین برق فرنگی ہون باغبان قدرت نے اسکو قید کیا اور آگے روانہ ہوا راہ
مین ضرغام کھڑا تھا مگر چھپا ہوا جیسے ہی باغبان قدرت برابر پہونچا ضرغام نے حلقہ کمند کے
مارے جھٹکے کے ساتھ ضرغام کی آنکھ جھپک گئی جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ کمند ایک درخت پر گری ہی
ناچار اس نے کمند کو کھولا دہین باغبان قدرت نے وہی گیند پھولونکا اُسپر بھی پھینکا اور پکارا تو
کون اُس نے کہا ضرغام شیر دل عیار ہون باغبان نے اسی بھی قید کیا آگے روانہ ہوا ارگستان
مین چلا مگر آگے آگے تو باغبان جاتا تھا اور نہ دیکھے قران حبش تھا باغبان پہاڑ مین پہونچا
اور قران نے دیکھا کہ جانسوز بن قران آیا تھا باتین کرنے قران کی ذرا آنکھ بچی دیکھا جانسوز
نے قران پر ساتون حلقے کمند کے ماری ساتھ ہی حلقے پڑنے کے قران یون حلقون مین سے نکل گیا
جیسے حلقہ چشم سے نگاہ نکل جاتی ہی مگر قران نے جو حلقہ کمند کے مارے گردہ چارون شانے چت
کود کر قران جانی پر پوچھا تو کون ہی اس نے کہا مین صبا رفتار غرض قران نے اسکو باندھ کر
ایک درخت سے چھوڑ دیا اور آپ آگے روانہ ہوا پیچھے قران کے صرصر شمشیر زن پہونچی اس نے
صبا رفتار کو درخت سے بندھا دیکھا احوال سنکر اسے چھوڑایا اور یہ بھی چلی مگر قران جاتے جاتے
ایک پہاڑ پر چڑھ گیا وہانکی فضا کا کیا کہنا اور اُسطرف کو ایک دیوار شیشی کی دیکھی قران پہاڑ
سے اُتر کے اس دیوار کے قریب آیا دیکھا کہ وہان ایک غار ہی قران اُسمین گیا مگر باغبان قدرت
گلچین کے مکان پر آیا اور دستک دی چنانچہ اُس مکان کی سب زمین شیشی کی تھی وہ زمین
تڑپی اور گلچین جادو نکلی باغبان نے احوال افراسیاب کا سب اس سے کہا ابھی بیٹھا تھا
کہ آواز آئی اے باغبان افراسیاب نے تجکو یاد کیا ہی دریا ے نور پر بس یہ سنتے ہی
باغبان قدرت روانہ ہوا دریاے نور پر گیا دیکھا کہ شہر بارگاہ نامی کی کھڑی ہی اور گرد

فوجین بڑی ہین اور بازار آراستہ ہوتا جاتا ہے ایک آدمی سے باغبان قدرت نے پوچھا
کہ بارگاہ افراسیاب کی کونسی ہے اُس نے کہا یہ بارگاہ ہین اُس کے غلام ہوتے ہین جو ستر بادشاہ
سر چھیل کرتے ہین ایک پنجہ باغبان کو اُڑا کے روانہ ہوا اور ایک دم مین میدان مین جا کر
اُتارا باغبان قدرت نے دیکھا کہ گرد پھرے ہرے درخت ہین اور اُن مین پھول نرگس کے
لگے ہین بیچمین میدان خالی ایک تخت پر چار پریزاد بیٹھے ہوے آسمان سے زمین پر آئے ہین
اُسپر ایک پتلہ الماس کا بیٹھا تھا اُس نے کہا ای باغبان قدرت اِسنے کہا حاضر وہ پھر بولا
ستم افراسیاب ای نمکحرام تو نے عمرو کو قید کیا سر کیون نہ کاٹا جلد جا اور سر کاٹ لا اِس نے کہا
بہت خوب یہ کہکر باغبان قدرت عمرو کے سر کاٹنے کو پھر روانہ ہوا خیال مین گذرا کہ ذرا
چلکر گلچین کے پاس ہوآؤن ایکدم مین اپنے مکان کو آیا اور گلچین جادو سے کہا کہ مین عمرو
کا سر کاٹنے جاتا ہون ہرچند اُس نے منع کیا اِس نے نہ مانا تب گلچین جادو نے کہا قران تیرے پیچھے
لگا ہے یہ کہکر باغبان اور گلچین دونون ایک میدان مین آئے اور ایک جادوگر کو نقب مین
سے گلچین نے نکلتے دیکھا پکارا ہے قران ہے لیکن قران بھاگا گلچین اور باغبان قدرت
حیران رہگئے دو کلمہ داستان سیلان و قہرمان جنکو کوکب نے بھیجا ہے بیان ہوتے ہین
کہ جب وہ طلسم مین چار لاکھ جادوگر سے آئے یہ خبر افراسیاب نے سُنکر سحران دونون پر ایسا
کیا کہ آپس مین لڑنے لگے اور دونون طرف سے فوجین آپس مین لڑکر ماری گئین اور
سیلان و قہرمان لڑکر زخمی ہوگئے کہ پیچھے سے ملکہ زبردست جادو بھی وہان پہونچی اور
یہ تماشا دیکھکر سیلان و قہرمان دونون کو اُسی حالت زخمداری مین اُٹھاکر کوکب کے
پاس لائی اور سب ماجرا بیان کیا حکم ہوا کہ انکو دریا بصحت پر لیجاؤ بعد اِس کے کوکب
نے مرجان جادو سے کہا کہ عمرو کو لاؤ مرجان زبردست عمرو کے لینے کو چلی اور پہلے عمرو کے
لانے سے اپنے مکان کو گئی دو کلمہ داستان باغبان کے سُنیے کہ آگے آگے تو باغبان اور پیچھے پیچھے
قران جاتا تھا قران نے برابر پہونچکر ایک بند اُسپر مارا مگر کچھ اثر نکیا قران تو شمال سمت کی طرف
بھاگا اور باغبان وحشت زدہ چار طرف دیکھنے لگا اُسوقت مرجان زبردست ایک پنجہ عمرو کی
کمر مین ڈالکر قید سے سوے آسمان لے نکلی باغبان نے اپنا منھ پیٹ لیا اور کچھ بن سکا ناچار

سمت کھڑا رہا ہوا کہ اسمین چالیس ساحر آتش بدن ہاتھونمین زنجیرین لیے ہوے
پہونچے اور آتے ہی باغبان نے سحر کیا ان پر اثر نکیا اور وہ پکارے کہ ہم غلام افراسیاب
کے ہین یہ کہتے ہوے اکدم مین اُس پار دریاے نور کے پہونچے سترہا بادشاہون کی بارگاہ مین
کھڑی تھین سلیمان تاجدار کے پاس کہ شاہون کا مالک ہے غرض وہ جادوگر باغبان کو پکڑے
ہوے ایک جنگل مین لیگئے وہان آسمان سے ایک تخت اُترا افراسیاب بشکل نیلے کے تھا پکارا
کہ اے باغبان تجھے ہمارا بھی خوف نہ آیا کہ تو نے عمرو کو قتل نہ کیا اور پنجے پیدا ہوے کہ دو کوڑے
وہ پنجے لیے تھے وہ باغبان پر پڑنے لگے باغبان توبہ توبہ کرتا تھا کہ وہ پنجے غائب ہوگئے اور زمین
سے ایک ساحر نکلا اور باغبان کو سامنے اُٹھاکر افراسیاب کے پاس لایا اسوقت افراسیاب
کی پتلی نے ایک ٹھوکر باغبان کے ماری پھر جو باغبان دیکھتا ہے تو ایک دریا مین ڈوبتا جاتا ہون پھر کے
بعد کنارے پر جا نکلا وہان سواری بادشاہون کی ایسی کھڑی ہے مع تخت کے غرض سواری کے
لوگ دوڑے اور باغبان قدرت سے کہا کہ آپ کو سلطنت عنایت ہوئی پوشاک پہنا کر باغبان کو
تخت پر سوار کیا باغبان حیران تھا کہ ایک جادوگرنی آئی اور مجرا کرکے کہا کہ افراسیاب نے
تمکو اس ملک کا بادشاہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ کچھ خیال نکرنا کارخانہ ہماری قدرت کا ہمین خوب
جانتے ہین اور کسیکو نہین معلوم ہنگی بدی اپنے سے ہوتی ہے یہ کہکر وہ ساحرہ باغبان کو اسی سہر
مین لیگئی اور اُس صورت کا نام ملکہ رستم جادو ہی ہمراہ لیکر باغبان کو آئی باغبان وہان آکر
بارہ دری مین بیٹھا تاج اور رنگ ہونے لگا دو کنکی گلچین جادو کے سنیے کہ گلچین کو خبر ہوئی کہ
باغبان قید ہوا ہے حواس ہوکر دریاے نور کے کنارے آئی ایک شخص سے پوچھا باغبان پر کیا گذری
اُسنے کہا مارا گیا گلچین یہ سنتے ہی روتی ہوئی صحرا کیطرف جاتی تھی قریب ایک پہاڑ کے جادوگر سامنے
سے آیا گلچین نے دیکھکر کہا اے قران مین نے آپکو پہچانا اور مین آپکی لونڈی کردنگی کس لیے کہ پیر کے
کاوندکر افراسیاب نے مارڈالا اب اگر آپ شریک ہو جیے تو مین چلکر افراسیاب کو مارون اور بدلا
اپنے خاوند کے خون کا لون قران نے سوچا کہ لڑائی تو بڑی ہے یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ یہ تمھاری
شریک ہوئی جاتی ہے ایسی گفتگو گلچین اور قران سے ہوئی غرض گلچین قران کو لیکر اُس پار دریاے
نور کے پہونچی دیکھا کہ فوج پڑی ہے اور ستر ہا رگاہین کھڑی ہین بیچ مین ایک بڑی بارگاہ سلطان نیلسوار

کی ہو کہ یہ سب بادشاہونکا مالک ہو اور ستر بادشاہ اسکی اطاعت کرتے ہین اور تابعدار سمجھتے ہین
غرض یہ دونون اس فکر مین تھے کہ آج رات کو اسکی تلاش کرینگے اور قران جادوگر کی شکل بنکر اس
فوج مین چلا اور گلچین زمین مین غرق ہوکر ساتھ قران کے ہولی وقت شام کے قران نے دیکھا ایک مچھولی
رنڈیون کی طرف سلیمان تاجدار کی بارگاہ کے جاتی ہو اور پیچھے اُس کے ایک لونڈا گرگابی لیے ہو
غرض کہ قران نے اُس لونڈے کو بیہوش کیا آپ اُس لونڈے کی صورت بنکر پیچھے مچھولی کے
روانہ ہوا ایکدم مین بارگاہ کے دروازے پر پہونچے وہ مچھولی ٹھہری اور وہ رنڈی پکاری کہ اے نورالله
جلد آ اُس نے کہا حاضر غرض وہ لونڈا نورالله یعنی قران ساتھ اُنکے داخل بارگاہ ہوا پہر رات گئی
تھی کہ فقیر الله ایک فراش تھا اُسے حقہ کی تلاش ہوئی وہ اُس لونڈے کے پاس آیا اور حقہ پیا
پینے کے ساتھی بیہوش تھا کہ نورالله لونڈا یعنی قران اپنی صورت تبدیل کرکے اب فقیر الله فراش
بنا اور اپنی شکل اُس فراش کو بنا کر محفل مین داخل ہوا اور گلگیر سے گل کترنے لگا ایک دو گھڑی
کے بعد آنکھ فقیر الله کی کہ جو اب نورالله بنگیا ہے کھلی کیا دیکھتا ہے کہ مین جو نیون کے پاس
بیٹھا ہون گھبرایا اور منھ پر جو اپنے ہاتھ پھیرتا ہے تو داڑھی مونچھ نہین حیران ہوا اور چیخا کہ مین فراش
بادشاہ ہون ایک رنڈی نے مار کر کہا تو دیوانہ ہوا ہے تجھے افراسیاب سے کیا کام اُس لونڈے نے
کہا اور حرامزادی تو کسے مارتی ہے مین فقیر الله فراش ہون اُس نے کہا ہوگی تجھے کیا ہوگیا ہے
مین نے تجھے ٹکڑے کھلا کے پالا ہے آج تو فقیر الله فراش بنگیا غرض غل ہوا اور یہ خبر سلطان
تاجدار کو ہوئی اُس نے اپنے سامنے بلایا اور پوچھا اُس نے کہا کہ مین حقہ پینے اُس
لونڈے کے پاس گیا تھا خدا جانے کیا ہوگیا پھر فقیر الله فراش کو لوگون نے دیکھا کہ گلگیر سے
شمعون کے گل کترتا پھرتا ہے لیکن سلطان تاجدار نے حکم کیا کہ اس لونڈے کو قید مین رکھو
باقی ہا مین فقیر الله اصلی اور فقیر الله نقلی اور حیرانی لوگون کی کیا بیان ہو غرض فقیر الله نقلی
حضور مین حاضر دو پہر رات تک رہے کہ اسمین سلطان تاجدار نے آرام کیا چار گھڑی
رات باقی تھی کہ اُسوقت فقیر الله نقلی یعنی قران نے دیکھا کہ سلطان غافل سوتا ہے کفچہ عیاری
مین بیہوشی رکھ کے برابر سلطان تاجدار کی ناک کے لایا دفعتہً کسی نے ایک تھپکی ہاتھ پر قران
کے دی کہ بیہوشی گر پڑی اور سلطان تاجدار کو کسی نے چونکا دیا کہ سلطان اُٹھ بیٹھے

اور پکارا تو کون ہے قران نے ایک خنجر سلطان تاجدار پر مارا مگر اسپر مطلق اثر نہ کیا سلطان تاجدار خنجر کھا کر پکارا ارے باش کہان جائیگا اور غل ہوا کہ لینا نیا مہتر قران کا تو یہ عالم تھا کہ بسبب نشہ اور آنسو آنکھون مین ڈبڈبائے یہ کبت پڑھتا تھا کبت سکر و سنسار پکارت ہے جبرئیل کو اثر تمھین سکھایو + ساتھ ہی دیکھا کہ آسمان سے آواز رعد کی ایسی آئی اور ایک برق گرد قران کے چمک کر وہ ساحر جو سلطان تاجدار کے خیمے مین تھا اُن پر گری جسکے سر پر گری دو ٹکڑے تھا اور ایک بچہ پیدا ہوا کہ قران کو اُٹھا کر سوے آسمان روان ہوا چنانچہ یہ تھا کون جو برق ہو کر گرا اور قران کو لے گیا یہ باغبان قدرت کی جو روتھی یعنی گلچین جادو غرض قران کو بار دریاے نور کے لیجا کر پہونچایا اور کہا سبحان اللہ واہ ای مہتر قران عیار کیا کہنا مین نے سب عیاری تمھاری دیکھی ہارے سجدۂ شکر قران نے ادا کیا بعد ازان گلچین اور قران مین یہ اقرار اور قول و قسم ہوا کہ اب چلے طلسم ہوش ربا مین چل کر حیرت جادو کو ماریں بعد اس کے جیسا موقع ہوگا دیکھ لینگے پھر طلسم کیطرف چلے تھی جیسے ہی درۂ کوہ سے باہر نکلے کہ دیکھا صرصر شمشیر زن عیار بچی افراسیاب کی آتی ہے گلچین کو دیکھ کر پکاری کہ ای نمکحرامہ تو نے خصم کو ار کر قران کا ساتھ کیا ہے لعنت ہے تجھ پر یہ کہکر چلی قران نے گلچین سے اشارہ کیا کہ تم اُدھر سے چلو اور مین اِدھر سے بس الگ ہوے تھے اور چند قدم دونون گئے تھے کہ اچنبھی تطرون سے غائب ہوی صرصر قران کی صورت بنکر گلچین کے پاس آئی یہ تو غافل تھی کہ برابر پہونچنے کے صرصر نے کمند ماری اور پشتارہ باندھ کر طلسم کی طرف روانہ ہوئی اور بت حلد پاس حیرت جادو کے گنبد نور پر پہونچکر پکاری کہ مین گلچین کو پکڑ لائی حیرت نے باہر گنبد سے نکلکر کہا کہ اسے ہوش مین لا گلچین بے ہوش مین آکر حیرت کو دیکھا حیرت نے کہا ای گلچین تو نے بھی نمکحرامی پر کمر باندھی گلچین نے کہا حضور صرصر بڑی فاحشہ حرامزادی ہے مین نے عیاری کرکے ارادہ کیا تھا کہ قران کو پکڑ لاؤن اسنے بدذاتی سے مجھی ذلیل کیا حیرت نے کہا قسم ہے سامری و جمشید کی مجھ بھی تیرا لمحانا خدا پرستون سے یقین نہین آتا تھا صرصر ای اور دیوانی ہو گئی ہے استغفار ای صرصر حلد چھوڑ دے گلچین کو یہ کہکر گلچین کی قید کھولدی اور گلچین ہاتھ پاؤن کھلوا کر کہنے لگی کہ اگر کہیے تو مین جاکر قران کو فریب دے کے

لاون حیرت جادو نے کہا کہ تم بڑا کام کروگے اگر اس سوندری کالی کا لیجاکر کسی کھنڈ ہے کو پکڑ لاؤ پس یہ سنکر گلچین جادو کو رخصت کیا اور گلچین وہانسے نکل چین کہتی ہوئی کہ اپنی عیاری قران کی محبت کا اثر ہوگیا ہے خوب ہی بچی غرض وہان پہونچی جہان قران بیٹھا تھا قران نے پوچھا گلچین کہان چلین گلچین نے قران سے ملاقات کرکے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا مین تمکو لینے آئی ہون قران نے کہا واہ کیا خوب عیاری بن پڑی چلو مین نے مارا حیرت جادو کو یہ کہکر قران نے ایک غریب کو کچھ روپئے دی اور کہا کہ تجکو بادشاہ طلسم کرینگے تو اپنا نام قران بتلانا یہ بیچارہ مفلس نہایت خوش ہوکر گویا ہوا کہ خداوند سامری وجمشید آپ کو سلامت رکھین اچھا مین راضی ہون اپنا نام قران بتاؤنگا قران نے اسکو اپنی صورت بناکر اور آپ ایک جادوگر کی صورت بنکر اسکو بیہوش کیا اور باندھ پشارہ اسکا کاندھے پر رکھکر ہمراہ گلچین جانب طلسم روانہ ہوا لیکن اب حال عمرو کا سنیئے کہ زیردست جادو عمرو کو لے کر کرکب کے خیمہ کے پاس آئی حکم ہوا کہ اسکو جمشید رو شنجمال بن کوکب کے پاس لیجاؤ مرجان جادو عمرو کو جمشید رو شن جمال کے پاس لایا عمرو سے اور جمشید سے ملاقات بخوبی ہوئی اسوقت ایک ساحرہ آئی اور اس نے کہا کہ مین کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے آئی ہون وہان ایک میدان مین لشکر لقا کا اور ایک میدان وسیع مین لشکر حمزہ کا اترا ہوا ہے دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا ہے لڑائی بڑی دھوم سے ہورہی ہے لقا کیطرف سے ہومان جادو روئین تن نکلا ہے اس کے سامنے حمزہ کے لشکر سے جو بہادر آتا ہے ہومان پر کوئی حربہ اثر نہین کرتا ہے اور ہومان سبکو زخمی کرتا ہے یا پکڑ لیجاتا ہے یہ حال سنکر عمرو کیحالت تباہ ہوئی اور اس نے کہا کہ اے جمشید مجھے اب لشکر حمزہ مین بھجوا دیجئے جمشید نے کوکب سے کہلا بھیجا وہانسے زبردست جادو آئی نظارہ زبردست دونون لیکر روانہ ہوئین چار گھڑی دن باقی تھا کہ عمرو آکر وہان پہونچا عمرو نے دیکھا کہ ایک طرف لشکر حمزہ صاحبقران ہے اور ایک طرف لشکر لقا ہے اس طرف سے علمشاہ نکلے اور بمقابلہ ہومان روئین تن کے گئے انھون نے اسکا حربہ روکر کے تلوار ماری مگر وہ اس طرح پڑی کہ جیسے گھڑیال پر سوئی پڑتی ہے اور اسنے علمشاہ پر نیزہ مارا واللہ اعلم کیا تھا کہ علمشاہ گھوڑے سے گر پڑے اور ہومان نے انکو قید کرلیا

عمرو یہ ماجرا دیکھکر سامنے صاحبقران کے گھبرایا ہوا آیا اور مجرا کیا اور بختیارک نے قبل
باش سوتوازون مین لگاکر اور کچھ اشیرفیون کے ٹکے عمرو کے پاس بھجوائے اور طبل آسائش
بجوا کر لشکر پھیر لیگیا امیر اور عمرو بارگاہ مین آئے امیر نے احوال طلسم کا پوچھا عمرو نے
سب کیفیت بیان کی اور یہان تک بارگاہ مین آکر بیٹھا اور بختیارک نے ہومان
یزہ باز سوئین تن سے کہا کہ اب طبل نہ بجوائیے اسمین ہومان نے پھر آپ ہی کہا کہ نہین
نہ بجوائین بختیارک نے کہا اب مرشد تشریف فرما ہوے ہین اب تم کوئی چار پہر رات
کے مہمان ہمارے لشکر مین ہو اپنے تئین چراغ سحری سمجھو پیر و مرشد نے بہتون کی
داڑھیان پشاب سے مونڈ ڈالی ہین کہ خدا وندکی داڑھی بھی مونڈی ہی غرض ہومان
نے جھنجھلا کے کہا کہ ابھی طبل جنگ بجواؤ چنانچہ جب وہ وقت آیا کہ مغرب کی طرف سے

سیاہی عالم مین پھیلی اور آفتاب دریاے مغرب مین ڈوبگیا اشعار

شفق کی آگ پھر بھڑکی سر شام	ستارون سی کھلا پھر تخت شام
ہوی مہتاب نے روشن دریچہ	ہوا آفتاب روز کا جام

سر شام طبل جنگ بجا عمرو نے کہا کہ یا حمزہ صاحبقران
میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے امیر نے ہر چند منع کیا مگر عمرو نے نہ مانا غرض نام پر عمرو کے
طبل جنگ بجا اور یہ خبر بختیارک کو پہونچی اُس نے گھبراکر کہا کہ ای ہومان لیجیے انا للہ وانا الیہ
راجعون اب خاتمہ ہی سمجھین تر بتر ہوئے جو اُنہ گور کیا فاتحہ خیر کا پڑھتی ہین ہومان نے کہا کہ یلک جی
تمھین قاروری مین بھالے دکھائی دیتی ہین غرض اب تیاری لڑائی کی ہونے لگی تلوارین
صاف ہونی تھین اور خنجر آبدار ہوتے تھے کمانین سینگ کر درست کیجاتی تھین تیر زہر
آبدار ہوتے تھے گھوڑون کے تسمے زین وغیرہ سب درست ہوتے تھے بہادر غسل تازہ
کرتے تھے نقیب دو پہر رات گئے پکارتے تھے خودون کو خودی سمائی تھی نہ رہ اپنی راہ پر
آئی تھی چار پہر رات ہتھیارون کی صفائی رہی اور غلغلہ برپا تھا جب چشمہ آفتاب عالم

مین موج زن ہوا اور نشان خط سحر فلک پر ظاہر ہوا اشعار

کہ جب اس رات نے انجام پایا	سحر کی روشنی نے نام پایا
کہ اودھی شب نے سر پر جا در زر	صبحگو نے شاخیل خیل دیں دیں	ہوا جس سے فروغ صبح ظاہر

کلرزار روانہ ہوا صاحبقران باقبال جلوخانہ ظل السبحانی اسلامیان مین آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوے امیر نے مجرا کیا صاحبقران تخت بادشاہی کو قلب لشکر مین لیکر جانب میدان مصاف روانہ ہوئے ابوالفتح نے عرض کی کہ شاہ یاران عیار رات سے نیچے مین نہین ہین کہین نکل گئے امیر نے سمت کرب دیکھکر کہا کہ بھائی دیکھو عمرو نے مجھے کیا ذلیل کیا ہی اسوقت لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ اُنسے کہتے کہا تھا کہ اپنے نام پر طبل جنگ بجواؤ کرب نے فرط خجالت سے اپنی آنکھین نیچی کرلین غرض جانب میدان روانہ ہوئے وہ صبح کا وقت نسیم سحری کا چلنا بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر اور چھوٹے چھوٹے پوشیدہ صحرا مین سبزہ لہلہا تا تلاکوہ سے پایین کوہ تک کوڑیالا اور زرگستان کو اکب کھلا ہوا جب یہ لشکر آکر میدان مین پہونچا اُسطرف سے لقا اور ہومان نیزہ دار اور ضیغم خون آشام دیا قوت شاہ وغیرہ سب میدان مین آکر پہونچے صفین آراستہ ہوئین لشکرون نے نقابت کی کرنا نوبتون نے گرگا کہا

کرنا نوبتون نے جب کہا یہ کرگا	دل مردونکا بہر جنگ پھڑکا	ہان نامور وہ نام کرنا
رستم سے نہو وہ کام کرنا	رستم ہی نہ اب سام باقی	مردون کا فقط ہی نام باقی

جب نقیب کنارے ہوئے ہومان روئین تن نیزہ دار گھوڑے کو بڑھا کر ناف میدان مین آیا اور مرد مبارز طلب کیا اُسوقت کرب غازی میدان کی رخصت لینے کو چلے اور عرض کیا کہ مین بیٹا ہون عمرو کا مجھے حکم ہو تو اس ولد الزنا ہومان کو سزاے اعمال پہنچاؤن انھین صاحبقران نے مارے طیش کے جواب ندیا تھا کہ دیکھا از پردۂ بیابان گردے برخاست اور اُس گرد مین سے ایک سوار نہایت مفلس اور شکستہ حال کہ گھوڑا بھی اُسکا بہت دُبلا اور حقیر ایک پانو سے لنگڑا لگام کی جگہ بان بندھے سوار کے پاس جو نیزہ ہی اُسکی سنان بھی زنگ آلود تلوار کی نیام کی کوتھی گر گئی پیلا نکلا ہوا اور ایک سو بیس آدمی بطور تمدد کے ساتھ جنکے بدن پر کپڑا بھی نہین درست جانگھیان اور ٹوپیان اور چادرین گاڑھے کی سُرخ اوڑھے آتے ہین غرض آتے ہی سوارون نے ہومان سے نیزہ بازی شروع کی کبھی عمرو گھوڑا بھگا کر آگے ہوجاتا ہی کبھی سامنے آتا ہی غرض تین سو طعنین رد و بدل ہوئین اُسوقت عمرو نے گھوڑا اپنا بھگایا ہومان نے اُسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا لیکن نیزہ دار کا گھوڑا ایک خندق مین گرا

وہ شہدے جو ساتھ تھے اُنھون نے بہت سے پتھر اُس خندق پر مارے یہانتک کہ ہومان کو مار ڈالا اُسے قتل کرکے عمرو امیر کے پاس آیا اور لقاطبل آسایش پاکر پھر گیا امیر عمرو کو لیکر بارگاہ مین آئے عمرو نے حال طلسم کا بیان کیا اور بادشاہ اسلام نے کہا کہ ای عمرو علمشاہ وغیرہ سب پہلوان ہومان کے یہان قید ہین اُنکی کچھ فکر کرو عمرو نے احوال اپنی مفلسی کا بیان کرکے کچھ روپیہ صاحبقران سے لیا اور فکر مین قیدیون کی چھڑانے کے روانہ ہوا جاتے جاتے ایک پہاڑ پر چڑھکر جو دیکھے تو ایک سمت فوج پڑی ہے عمرو نے پہاڑ سے اُتر کر اُسی فوج مین جاکر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ فوج کسکی ہے اُسنے کہا کہ یہ لشکر فیروزشاہ کا ہے عمرو نے کہا فیروزشاہ کون ہے اُسنے کہا دودہ زنگی کا بیٹا فیروزشاہ ہے اُسنے ملکہ ماہ آرا و عادل شاہ کو فیروزشاہ کا بھائی تھا اور نورالدہر حمزہ صاحبقران کے پوتے کو قلعہ فولاد مین قید کرکے اب اپنے باپ کے پاس جاتا ہے یہ سنکر عمرو نے فراش کیصورت اپنی بنائی اور فیروزشاہ کی بارگاہ مین آیا غرض چار گھڑی رات باقی تھی کہ عمرو نے فیروزشاہ کو بیہوش کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اُسے نذر زنبیل کیا اسمین وقت صبح کا ہوگیا عمرو بارگاہ سے نکلکر تخت پر بیٹھا قاقم زنگی سپہ سالار فوج تھا اُسنے آکر مجرا کیا تمام مصاحب و ارکان دولت حاضر ہوئے کہ عمرو یعنی فیروزشاہ نقلی نے کہا ہم اپنے قلعہ کو پھر جائینگے کچھ ایسا ہی کار ضروری ہے یہ کہکر وہین سے سوار ہوا اور پھر قلعہ فولاد مین جاکر فولاد زنگی وہان کا مالک تھا اُسے بلایا اور کہا عادل شاہ میرے بھائی اور نورالدہر کو جلد لا غرض نورالدہر اور عادل شاہ کو بلاکر قید سے چھڑا دیا اور پاؤن پر نورالدہر کے سر رکھکر کہا کہ مین آپکا غلام ہون تمام حبشی اور فوج میرا ن تھی بعد ازان فولاد زنگی سے کہا کہ ہمارے خزانے کی کنجیان منگا اُسنے کنجیان منگاکر حاضر کین اور وہ کنجیان لیکے خزانے کی طرف روانہ ہوا لیکن فولاد زنگی و عادل شاہ دونون ساتھ گئے تھے پس جہان یہ داخل ہوا وہان فولاد اور عادل شاہ و نورالدہر جو دیکھین تو تمام صندوق غائب ہوئے جاتے ہین وہ دونون حیران ہوگئے مگر نورالدہر عمرو کو پہچانکر گلے سے لپٹ گیا عمرو نے سب حال بیان کیا نورالدہر تو نہایت خوش ہوا لیکن عادل شاہ مادر بخطا کو ہمراہ دیکھکر اپنے جی مین سوچا کہ غضب ہوا ہم آپسمین بھائی بھائی لڑتے تھے پھر ملجاتے تھے یہ عمرو خدا پرست سے دشمن تھا کہ یہ تمام گھر ہمارا

غارت کردیگا یہ سوچکر کہنے لگا کہ واہ وا واہ حضور نے کیا خوب عیاری کی کیا کہنا آپکا مگر یہ تو فرمایئے کہ فیروزشاہ کو آپنے کیا کہا عمرو نے کہا میرے پاس موجود ہے اُسنے کہا نکالیے عمرو نے زنبیل سے فیروزشاہ کو نکالا فیلہ رفع ہوشی دا چھینک آئی وہ ہوش مین آیا غرض عادل شاہ نے فیروزشاہ سے کہا کہ عمرو کو فریب دو اور بظاہر مسلمان ہو جاؤ ورنہ یہ قتل کریگا یہ فکر کرکے دونون ازراہ دلدادگی مسلمان ہوئے اور کھانے مین بیہوشی دیکر عمرو اور نورالدہر کو قید کرکے عادل شاہ و فیروزشاہ اور فولادزنگی مع چار لاکھ سوارون کے ملک دودہ باختر کی طرف روانہ ہوئے اب دو کلمہ داستان ایرج و جمہور اور شاپور شیردل کے سنیے کہ ایرج و جمہور و شاپور شیردل بھی وہان پہونچے اور ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اُسنے کہا یہ لشکر ہے فیروزشاہ و عادل شاہ کا کہ بیٹے ہین دودہ زنگی کے کوئی شخص عمرو ہے اور نورالدہر و ملکہ ماہ انکو قید کیے ہوئے دودہ باختر کو جاتے ہین مگر وقت شام کا ہو گیا تھا ایرج و جمہور و شاپور اور فولادزرہ پوش یہ سنکے کوئی پہر رات گئے لشکر شبخون کے اُس فوج پر جا پڑے اور لگی تلوار چلنے تمام رات تلوار چلی دو چار لاکھ اور یہ تین پہلوان چوتھا عیار صبح ہوتے ہی ایرج نے تو عادل شاہ کو جہنم واصل کیا اور فیروزشاہ ہاتھ سے جمہور کے فی النار والسقر ہوا انکے مرنے کے ساتھ ہی دیکھا کہ تمام لشکر بھاگ کھڑا ہوا غرض ایرج و جمہور و شاپور نے نورالدہر و عمرو اور ملکہ ماہ کو قید سے چھڑایا قریب پانچ ہزار سوار کے ایرج کے پیچھے ہو لیے لیکن ملکہ ماہ نے اس قید ہستی سے کوچ کیا یعنی قضا کی اسمین عمرو وغیرہ سب چلے چند قدم پہونچے تھے کہ ابوالفتح اصفہانی بھی سامنے سے چلا آتا تھا عمرو سے ملاقات کی ابھی باتین دونون کرتے تھے کہ عمرو نے دیکھا سامنے ایک دیوار نظر آتی ہے عمرو نے ابوالفتح سے کہا کہ بتاؤ دیکھو تو یہ دیوار کہانتک ہے ابوالفتح جیسے ہی اُس کے سامنے پہونچا ایک ہوا کا جھونکا ابوالفتح کو لگا کہ ابوالفتح پتھر کا ہو گیا اور عمرو نے دیکھا کہ ایک جادوگر میرے سامنے آکر کہنے لگا اُستاد مجرا غلام کی آج موت آئی ہے آپ مجھے دفن کرتے جایئے گا اور بعد میرے یہان ایک دریا پیدا ہوگا اور کشتیان ہونگی اُنپر سبکو سوار کرنا اور آپ بھی سوار ہونا مگر ڈرتا نہین یہ دریا کوکب رو شخصیر کا ہے یہ کہکر وہ مرگیا عمرو نہایت حیران ہوا ناچار اُسے دفن کیا دم بھر کے بعد دیکھا دریا پیدا ہوا اور بحرے بہت تختہ

کھڑے ہین غرض نورالدہر کا لشکر اور مع فوج ایرج کو اُسپر سوار کیا اور آپ بھی سوار ہوا پھر اُس دریا مین ایک طرف کو وہ بجرے چلے بعد کچھ دیر کے کنارہ نمودار ہوا وہان سب اُترے جب سب اُتر چکے اور ناؤین خالی ہوئین عمرو نے چاہا کہ مین بھی اُترون کہ ایک تڑاقے کی آواز آئی اور عمرو نے دیکھا کہ تمام ناؤین اور بجرے ڈوب گئے اور جہانتک نظر کام کرتی ہے پانی پانی نظر آتا ہے مگر ایک کشتی پر تو تنہا ہی عمرو نہایت حیران و بدحواس ہوا اُسوقت طغیانی دریا کی اور بدحواسی عمرو کی وہ بیکسی کا عالم کیا بیان ہو غرض عمرو نے دیکھا تو دریا کے بیچ مین ایک بنگلہ معلوم ہوا بلور کا کہ چلمنین چاندی سونے کی بندھی ہین کشتی عمرو کی وہان جاکر لگی عمرو کشتی سے اُتر کے اُس بنگلے مین آیا وہ کشتی ڈوب گئی عمرو نے دیکھا کہ سامنے بنگلے کے ایک بارہ دری بھی یاقوت کی معلوم ہوتی ہے مگر بہت دور ہے پھر دیکھا اُسی دریا مین سے کئی ہزار مچھلیان نمود ہوئین اور ہر ایک مچھلی پر ایک ایک پریزاد سوار ہاتھ مچھلیون کے سر پر رکھے ہوئے بعد ازان عمرو نے دیکھا کہ وہ بارہ دری خود بخود ادھر کو چلی آتی ہے اور اُسمین کوئی بادشاہ ہی وہ بادشاہ جب بارہ دری برابر اُس بنگلے کے پہونچی تو بارہ دری سے نکل کر عمرو کے پاس آیا غرض یہ بادشاہ ملک کوکب ہے عمرو سے ملاقات ہوئی ملک کوکب روشنضمیر نے کہا کہ مین نے تمکو اسلیے بلایا ہے کہ یہان عجب ماجرا ہے ملکہ مہرخ سحر چشم کا آج سر کٹے گا عمرو یہ سنتے ہی حیران ہوا کہ تڑاق سے آواز آئی عمرو جو دیکھے تو سب بنگلے دریا مین گر کر ڈوب گیا اب جو عمرو کے پانون تہ زمین پر پہونچے دیکھا کہ ایک مکان کنفیس مین جمشید روشنجمال بیٹھا ہے اُسنے اُٹھکر عمرو سلام کیا غرض عمرو و روشن جمال دونون بیٹھے عمرو نے دیکھا کہ دو ہزار ہرن زین بندھے اور آگے ایک سوار نہایت خوبصورت آتا ہے جمشید نے کہا کہ اے عمرو یہ ملک کوکب ہے پھر عمرو کوکب سے ملاقات ہوئی اور کوکب نے کہا چلو سر کٹنے کا مہرخ کے تماشا دیکھین بس ایک تخت پر سوار ہوکر کوکب و جمشید اور عمرو طرف ہوش ربا کے چلے جب قریب طلسم ہوش ربا کے پہونچے سنا تو غل ہے دیکھا کہ مہرخ سر جھکائے بیٹھی ہے اور جلاد تیغہ برہنہ لئے کھڑا ہے عمرو بیتاب ہوا ہر چند عمرو نے کوکب سے کہا کہ مجھے جانے دو مگر اُسنے جانے نہ دیا عمرو بیتاب ہوکر اُڑا لیکن اُڑا نہ گیا اُسی تخت پر آکر گرا اتنے مین جلاد کو حکم ہوا کہ جلاد نے تلوار ماری مہرخ کا سر کٹ گیا اُسوقت عمرو نے خنجر کھینچکر چاہا کہ خنجر مار کر اپنے تئین ہلاک کرے کوکب و روشنضمیر

نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ہان ہان اے خواجہ سلامت تم سا عاقل ہو کر حرام موت مرنے کا
ارادہ کرے استغفار یہ حرکت کیا ضرور ہے اور دیکھو تو سام نے آسمان پر کون آتا ہے جیسے ہی عمرو
نے سمت آسمان دیکھا تو اول ایک آواز آئی کہ اے افواج افراسیاب خبردار باش منم ملکہ
مہرخ سحر چشم یہ کہکر بارہ ہزار سوار اور ساحر ساتھ لیکر جو فوج پر گری تو مارے تلوارون کے
ہزارون جادوگرون کو مار کر لٹا دیا اور اسوقت افراسیاب کی فوج نے جھرمٹ کھایا اور بھاگ
کھڑی ہوئی یہان کوکب روشنضمیر نے عمرو کو ایک گھوڑا دیا اور کہا کہ آپ مہرخ سحر چشم کے
ساتھ جایئے فتح کرکے بارگاہ مین داخل ہوئیے غرض عمرو سوار ہو کر آیا اور بعد فتح کے ملاقات مہرخ
سحر چشم سے کی عمرو کو دیکھکر مہرخ سحر چشم نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ تین دن سے مکان مین
کوکب کے تھی عمرو نے اپنا سارا حال بیان کیا اور باتین کرتے ہوئے بارگاہ مین آئے
مہرخ نے کہا کہ ملکہ بران شمشیر زن کے واسطے ملک کوکب نہایت بیچین ہین اور وہ قید مین
ہے غرض یہ باتین ہو رہی تھین کہ سام نے نالچہ رنگ گانا بجانا شروع ہوا رعد و برق چشمک زن
اور عمرو و مہرخ سحر چشم متوجہ محفل عیش ہوئے اب دو کلمے داستان قران اور گلچین کے سنیئے
کہ وہ جو قران نے ایک راہ گیر محتاج کو پکڑ کر اپنی صورت بنایا تھا اور آپ ایک جادوگر کی صورت
بنکر ساتھ گلچین کے روانہ ہوا تھا تو رفتہ رفتہ سیر جنگل کی کرتی ہوئی گلچین مع قران اور بشناخت
قران نقلی کا لیے ہوئے طلسم مین آئی اور قران نقلی کو ملاکر حیرت جادو کے سام نے ڈالدیا حکم
حیرت کا ہوا کہ سر کٹوا کے باہر طلسم کے پھکوا دو غرض قران نقلی کا سر کٹوا کر باہر طلسم کے
پھکوا دیا اور گلچین کرسی پر آکر بیٹھی قران پشت پر اسکی کھڑا رہا جب پہر رات گئی تو جادوگر
افراسیاب کے ملکہ بران شمشیر زن کو حیرت کے سام نے لائے اور کہا کہ اسکا سر بھی
کٹوا کے پھکوا دینا سنتے ہی حیرت جادو اٹھی اور بران شمشیر زن کو بٹھایا اور چار طرف جادوگر
کھڑے ہوئے مگر قران اور گلچین حیران قران لاکھ لاکھ فکرین کرتا ہے کہ اتنے مین جلاد
آیا مگر اس قید مین بران شمشیر کا یہ عالم تھا زیر شمشیر کہ جس طرح سے ماہ کامل پر ہلال نو
ہو جائے غرض تعریف ملکہ بران شمشیر زن کے حسن کی کیا لکھے شعر

کہ حیران پریشان تر و لیدہ مو	تمک پرور حسرت و ابرو	جیسے ہی چاہا جلاد نے تلوار مارے

کہ قران کو تاب نہ رہی آتے ہی برابر بران کے قران نے کمند ماری اور اُن جادوگرون کے بلوہ
مین سے یون لیکر صاف نکلا کہ جیسے حلقہ چشم سے نظر نکل جاتی ہی اور ایک غل ہوا لینا لینا رہ گیا
حیرت سب دوڑے مگر قران جیسے بجلی کوند گئی سب مجمع سے نکلا کر الگ ایک غار مین پہونچا
اور حیرت وغیرہ سب جادوگر ہر طرف ڈھونڈھکر پھر آئے اور سب حیران تھے کہ یہ کون تھا تب
صرصر عیار بھی حیرت سے کہنے لگی کہ مین بران شمشیر زن کو لاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی اور
قران اُس غار مین بیٹھا ہی اب دو کلمے داستان ابوالفتح کے کہ وہ جو برابر سونے کی دیوار کے
بموجب حکم عمرو کے گیا تھا اور ہوا کا جھوکا لگ کر پتھر کا ہو گیا تھا بیان ہوتے ہین کہ وہ دریا کو
کب روشنضمیر کا جب پیدا ہوا تو یہ کر اُسمین چلا جاتا تھا کہ ایک ساحر نے کوکب کو خبر دی
ایک آدمی آپ کے دریا مین بہتا آتا ہے کوکب نے کہا کہ اُسکو پکڑ کر نام پوچھو اُس جادوگر نے
ابوالفتح کو پکڑ کر پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے اُس نے کہا میرا نام ابوالفتح ہے مین غلام عیاران عیار
عمرو بن اُمیہ نامدار کا بھانجا ہون جادوگر نے ملک کوکب سے سب حال آکر کہا حکم ہوا
اُسے لاؤ ابوالفتح جہان بیٹھا تھا وہان سے ایک پنجہ لیکر بارگاہ مین کوکب کی لایا ابوالفتح
جو دیکھے تو سام نے عمرو بیٹھا ہے دوڑ کر پاؤن پر گرا ابھی کچھ ابوالفتح اور عمرو سے باتین ہوئی تھین
کہ ایک جادوگر نے کچھ کان مین کہا کہ یہ عمرو نہین ہے ملک کوکب ہے اُس نے اپنی صورت
عمرو کی بنائی تھی اور یہ خبر اُس جادوگر نے کہی ملک یاقوت پر فوج افراسیاب کی واسطے
ہمارے جادو کے آئی یہ سُنکر عمرو نقلی یعنی ملک کوکب نے کہا کہ یہ لڑائی تم جاکر فتح کرو اور ایک گھوڑا
عنایت ہوا غرض چار سو جادوگر لیکر ابوالفتح چلا اور ملک یاقوت مین آیا وہان دیکھا تو لڑائی
کچھ بھی نہین یہ پھر وہان سے چلا آیا اور ابوالفتح کے ہاتھون حال سب ملمع کر کے ایک
ساحر کے ہاتھ روانہ کیا اور ملک کوکب نے عمرو کو ایک خط اِس مضمون کا لکھا کہ ابھی کوہ
عقیق گلزار سلیمانی سے نامہ امیر کا آیا اُسمین لکھا تھا کہ ابوالفتح اگر تمہارے طلسم مین پہونچا
ہو تو جلد روانہ کرو عمرو نے وہ خط پڑھکر ایک ساحر کے ساتھ ابوالفتح کو لشکر صاحبقران
مین بھیجدیا اب ابوالفتح تو بارگاہ مین امیر کی چلا کہتا ہر مگر حال صرصر عیار بھی کا سُنیے کہ قضا
کار صرصر اُسی غار مین آئی جہان قران ملکہ بران شمشیر زن کو لایا تھا اتفاقاً اُسوقت قران

واسطے پیشاب کے غار سے باہر نکلا تھا اور اسلیے بھی کہ راستہ دیکھے کس طرف ہے کہ صرصر غار مین
پہونچی دیکھا تو پشارہ کسی کا بندھا پڑا ہے ذرا سا کھول ملکہ بران شمشیر زن کو پہچانا وہ پستی و چالاکی
پشارہ بران شمشیر زن کا لیکر بھاگی قران نے دور سے دیکھا دوڑا اور تمچہ زنی کر کے پشارہ
چھین لیا مگر صرصر چمک کر صحرا کی طرف نکل گئی ہاتھ نہ لگی اور اس نے جاکر سارا
ماجرا حیرت جادو سے کہا حیرت نے کہا مین آپ جاکر دونون کو پکڑے لاتی ہون
غرض حیرت جادو چلی اور قران نے ملکہ بران شمشیر زن کو ایک جنگل مین لا کر
کھولا اور وہین گلچین جادو بھی پہونچی کہ اتنے مین سام نے سے حیرت نمودار ہوئی یہ تو سب
گھبرائے کہ دفعتہ دیکھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور حیرت کو پکڑ کر سوے آسمان لیگیا قران نے
غنیمت جانکر ملکہ بران شمشیر زن اور گلچین کو ساتھ لیا اور سوے صحرا روانہ ہوا مگر یہ
پنجہ افراسیاب مادر بخطا خود تھا جو حیرت جادو کو لیگیا اور دم بھر مین باغ سیب مین لیجاکر حیرت
کو چھوڑ دیا اور کہا ای حیرت سلیم جادو کو اپنے ساتھ لیجا اور قران و بران کو قتل کر یہان
قران اور بران شمشیر زن و گلچین چلے جاتے تھے دیکھا سام نے سے حیرت اور
سلیم جادو نمودار ہوئے اور آتے ہی سب کو پکڑ کر طلسم مین لائے اور قیدیون کو پاس پاس
بٹھاکر سلیم جادو نے تلوار کھینچی مگر کوکب کو معلوم تھا کہ سحر باغبان قدرت مین بران ہے
یہ باغبان قدرت کے مکان پر آیا اور گلدستہ توڑا جسمین بران شمشیر زن قید تھی ساتھی گلدستہ
توڑنے کے ملکہ بران کے ہاتھ پانون کھل گئے اور سحر یاد آیا جیسے ہی سلیم جادو نے تلوار پکڑی اور
سام نے ملکہ بران شمشیر زن کے آیا ملکہ نے کہا تو اپنا گلا کاٹ اس نے ملکہ بران شمشیر زن
کے سحر مین مسحور ہو کر اپنا گلا کاٹ ڈالا اور ملکہ بران گلچین اور قران کو ساتھ لیکر زور
سحر طرف آسمان کے چلی مگر ہر چند چاہا کہ دونون کو لیکر طلسم سے باہر نکل جاون
لیکن جا نہ سکی اور یہ دونون ملکہ بران کے ہاتھ سے چھوٹے یہ بھی گراہی چاہتی ہے کہ ایک
پنجہ ملکہ بران کو لیگیا اور ایک جنگل مین لاکر ڈال دیا جب ملکہ کو ہوش آیا دیکھے تو افعی تازہ دم
سوار سام نے بیٹھی ہے یعنی خالہ ملکہ بران شمشیر زن کی وہ کہنے لگی بیٹی مین تجھے لائی ہون تو
بڑے غضب مین پڑی تھی لیکن ان دونون نے جانا کہ طلسم سے باہر نکلے اور افراسیاب

نے حیرت جادو کو اُسیوقت لکھا جب حیرت نے وہ نامہ پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ اے حیرت
جادو ملکہ بران شمشیر زن اور افعی اژدر سوار وہ داہنی طرف دروازہ طلسم کے پہونچے
حکم سے میرے تو جا اور تخت الماس پر سوار کر کے طلسم مین لا اور باغ عشرت مین لیجا کر بڑی خاطر
داری کرنا یہ سُنتے ہی حیرت جادو اسباب بادشاہی لیکر روانہ ہوئی اور بران و افعی اژدر سوار
کو دروازۂ طلسم پر دیکھکر صاحب سلامت کی اور تخت پر دونون کو سوار کر کے داخل باغ عشرت
ہوئی یہ دونون تو سحر مین افراسیاب کے پھر مسحور تھین یہان قران اور گلچین دونون طلسم مین
کھڑے تھے قران ایک جادوگر بنکر قضا رکار اُسی باغ مین آیا دیکھا تو عجب باغ ہے
سام نے ایک بارہ دری زمرد کی ایک ڈال اُسمین تخت الماس پر ملکہ بران شمشیر زن
اور افعی اژدر سوار کو دیکھا کہ بیٹھی ہین اور ایک کرسی پر حیرت جادو بیٹھی ہے تاج ہوتا ہے
دو گھڑی دن تھا کہ قران نے دیکھا ابر زرد نمود ہوا اور ہوائے سرد چلنے لگی آندھی زرد سام نے سے
اُٹھی اور اُس آندھی مین ہزارہا بلور کے گیند اُچھلتے ہوئے نظر آتے ہین بعد ازان قران نے
دیکھا کہ ایک جام الماس کا لبریز پانی سے بھرا آسمان سے پیدا ہوا اور پانچ ہزار پانچ سو پتلہ بلور کا
اُس جام کے گرد ہے اتنے مین حیرت جادو اُٹھی اور آسمان کی طرف دیکھنے لگی اور ملکہ بران
شمشیر زن اور افعی جادو دونون اُٹھین اور مور چھل بال ہما کے جھلنے لگین حیرت
نے جھڑا اُس جام کو کر کے بلائین لین اور کچھ زرد جواہر نثار کیا اُس جام کو ایک تخت الماس کا
جو بیچ مین بارہ دری کے ہے اُس تخت پر لاکر جام کو رکھا جام مین سے آواز آئی کہ منم افراسیاب
سے بران دیکھا تو نے کہ مجھکو کیا قدرت دی ہے جمشید و سامری نے لیکن اے ملکہ بران خیر
اب تک جو تو نے کیا سو کیا مگر تجھے کیا کام خدا پرستون سے جو تو نے عمرو کے شریک ہو کر مجھے بگاڑی
کیون ملکہ اب مین چاہون تو تجھے قتل کرون یہ کہکر ایک پتلے سے حکم دیا کہ وہ قران استادہ ہو تو جاکر
بلا لا وہ پتلہ آیا اور قران سے کہا تمکو بلایا ہی قران اُس جام کے آگے آیا جیسے ہی قران پہونچا
وہان ایک لو آگ کی اُس پانی سے نکلتے ہوئے قران نے دیکھی اور دم بھر مین اُس لو سے آگ
کی سمت ایک پتلہ تیار ہوا آگ کا اور پکارا کہ منم افراسیاب ای قران دیکھا تو نے کہ
کیونکر چھپ کر تو آیا تھا اب بتلا تجھے کیونکر بیہوشی دیگا قران نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ای افراسیاب

تو بڑا جادوگر ہے کیا مقدور کسی عیار کا کہ تجھے بیہوش کر سکے مین پہلے جانتا تھا کہ افراسیاب ساحر زبردست ہے اور مین نے خواجہ عمرو کو سمجھایا تھا کہ طلسم ہوشربا سے نکل چلو اور اب تو مین نے تیرا جلوہ دیکھا یقین کامل ہوا کہ تیرا سامنا کرنا بہت مشکل ہے اگر تو مجھے چھوڑ دے تو مین عمرو کو طلسم سے لیکر باہر نکل جاؤن افراسیاب نے کہا خیر مگر قران خبردار عمرو سے کہدینا کہ طلسم سے نکل جائین تو جان نہ بچے گی تو مفت مین مارا جائیگا غرض افراسیاب نے چالیس کشتیان جواہر اور اشرفیون کی عمرو کے واسطے قران کو دین بعد ازان ملکہ بران شمشیرزن سے کہا کہ اخترمروارید مجھے دے ملکہ نے کہا میرے پاس نہین ہے تب افراسیاب نے جھنجھلا کے حیرت جادو سے کہا کہ تمھین میرے سر کی قسم بران کو لکڑیون کا انبار کرکے طلسم ہوشربا کے سام نے جلادو اور قران کو طلسم سے باہر نکلوا دو غرض قران کو باہر بھیجا اور وہ حمام پانی کا پھر آسمان کی طرف روانہ ہوا حیرت ملکہ بران کو سع لشکر اژدہا سوار قید کرکے سام نے طلسم کے انبار لکڑیون کا کرا کے آپ اپنے مکان مین گئی اور کہا کل دونون کو صبح دم جلادونگی اور یہان قران و عمرو سے ملاقات ہوئی عمرو نے پکار کر کہا میان قران یہ اسباب کسکا لے چلے قران نے ہاتھ باندھکر کہا کہ آپ کیواسطے افراسیاب نے بھیجا ہے آپ قبول کرین مگر اس طلسم سے نکل چلیے عمرو نے وہ اسباب تو لیا اور کہا اچھا بھائی نکل جلینگے یہ کہتے ہوئے قران و عمرو ایک سمت کو چلے جاتے تھے دیکھا سام نے انبار لکڑیون کا لگا ہے قران نے کہا حضور یہ انبار لکڑیون کا ملکہ شمشیرزن کے جلانے کے واسطے ہے افراسیاب نے حیرت کو اپنے سر کی قسم دلا کے کہا کہ بران کو کل جلادینا یہ سنکر عمرو نے کہا اے قران وہ افراسیاب کیا ولد الزنا ہے اور حیرت کیا تجھ سے مین ملکہ بران کو بچڑاؤنگا غرض ایک طرف عمرو اور ایک سمت قران روانہ ہوئے عمرو ایک کوہ کے درہ کیطرف جا نکلا دیکھا تو اکیس خیمے میدان مین کھڑے ہین اور اکیس بادشاہ ہین ہر ایک خیمے کے گرد چالیس چالیس ہزار بیٹھے معلوم ہوتے ہین غرض دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ عمرو ایک جادوگر سنکر بارگاہ مین گیا اس بارگاہ کی مالک کا نام ملکہ غزال جادو ہے عمرو نے لوگونسے دریافت کیا کہ یہ جادوگر افراسیاب کی طرف سے آئے ہین کل ملکہ بران شمشیرزن کو جلائینگے اور افراسیاب

بھی کل صبح کو آئیگا عمرو نے کہا خیر غرض ڈھائی پہر رات گئی کہ ایک سناٹا پچھلے پہر کا ہوا اور لشکر
جادو گرونکا غافل پڑا سوتا تھا عمرو پچھواڑے بارگاہ ملکہ غزال جادو تک آیا قضا کا روان
پہونچا جہان ملکہ غزال جادو کا پلنگ لگا ہی اور ملکہ غزال جادو غافل سوتی ہے کہ عمرو
پیچھے سے میخ قنات کی اکھیڑ کر خیمے مین آیا دیکھا کہ سب سوتے ہین عمرو نے شمعون کو چادر عیاری
سے گل کردیا اور ملکہ غزال جادو کو بیہوش کرکے سامنے ایک صندوق تھا اسمین لپیٹ
کر رکھدیا اور آپ اسکے تمام کپڑے پہنکر اسکی صورت بنکر پلنگ پر سورہا وقت صبح کے حور
جادو ملکہ غزال کی سواری لیکر آئی یہ حور جادو خواص ہی اس قطامہ کو کیا خبر کہ رات کو یہان
یہ تماشا ہوگیا غرض ملکہ نے اٹھکر منہ ہاتھ دھویا حور جادو نے کہا کہ افراسیاب بھی
تشریف لائے ہین آپ بھی چلیے بران شمشیر زن کو لوگ لینے گئے ہین عمرو نے
دیکھا کہ ہرن سامنے سے آیا پر زمرد کے لگے ہوئے اور زرین سونے کا مغرق بجواہر کسا ہوا عمرو
اُسپر سوار ہوا وہ پر نکالکر آسمان کیطرف اڑا اور تمام فوج اُسکی ساتھ ہوئی راہ مین عمرو نے
دیکھا کہ ایک سو ساحرہ شہزادیان اسی طرح ہر ایک جانور پر سوار چلی آتی ہین اکیس ساحرون سے
صاحب سلامت کی سب مع غزال یعنی عمرو کے میدان مین آئے اور عمرو نے دیکھا کہ طلسم کے
نیچے ہجوم ہی اور ملکہ بران وافعی اژدر سوار کو لکڑیون پر بٹھایا اور عمرو نے دیکھا کہ ایک برج ہے
زمرد کا آسمین تصویر یاقوت کی بنی ہے حیرت جادو اُسے مور چھل ہلا رہی ہے غرض بران اور
افعی اژدر سوار کو لکڑیون پر بٹھایا اسوقت افراسیاب نے پھر کہا کہ ای بران اگر تو اختر
مروارید کو دے تو مین تجھے چھوڑ دون ملکہ نے کہا تو مجھے قتل کر مگر میرے پاس اختر مروارید نہین ہے
افراسیاب نے حکم دیا کہ آگ لگادو ساحرون نے آگ لگائی اسوقت غزال نکلی یعنی عمرو نے
اپنی سواری کا ہرن آگے بڑھایا اور افراسیاب سے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین بجھاؤن اور اختر مروارید
کو لاؤن افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ غزال انبار پر لکڑیون کے آئی اور بران شمشیر زن
سے کہا کہ مین عمرو ہون بران نے کہا سبحان اللہ آپ نے کیا کام کیا ہے
عمرو نے ایک سیب ملکہ اور ایک افعی اژدر سوار کو دیا اور کہا کہ تم اسے کھالو
اُنھون نے کھایا اور بیہوش ہوئین عمرو نے دونون کو جلدی سے بذر زنبیل کیا

سب جادوگردن نے یہ تماشا دیکھا کر سام نے سے عمرو نے جست کی اور پکارا کہ منم مہراج عیاری شاہ عیاران عیار عمرو اے افراسیاب تو نے دیکھا کہ مین نے کس طرح سے پچھاڑا ملکہ بران شمشیر زن کو یہ سنتے ہی غل ہوا کہ لینا لینا عمرو کو جانے نہ دینا لیکن عمرو نے جس جادوگر کو دوڑکر خنجر مارا وہ سیدھا جہنم کو پہونچا غرض عمرو اُس دریاے حیرت خیز سے بفضل ایزدی اور تائید ربانی صحیح وسالم پار نکل گیا اور مہرخ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا اب دو کلمے داستان افراسیاب کے سُنیے کہ افراسیاب نے یہ تماشا دیکھکر صرصر عیار بچی کو بلایا اور کہا دیکھا تو نے ایسے عیار ہوتے ہین تجھسے کچھ نہین ہوسکتا تو قابل گردن مارنے کے ہے صرصر نے ہاتھ باندھکر کہا کہ لونڈی کوئی دم مین عمرو کو یا بران کو لاتی ہے یہ کہکر روانہ ہوئی اور افراسیاب اپنے مکان پر گیا حیرت جادو حیرت مین آکر ہاتھ ملتی ہوئی داخل طلسم ہوئی عمرو نہایت خوشی خوشی داخل ملکہ مہرخ کی بارگاہ مین ہوا اور ملکہ بران واقعی اژدر سوار کو زنبیل سے نکال کر سام نے بھلایا اور قتیلہ رفع بیہوشی دیا مہرخ سحر چشم اور ملکہ بران واقعی اژدر سوار سب باہم گلے ملین تاج گانا بجانا شروع ہوا اتنے مین ملکہ بران واسطے پیشاب کے گئی وہان صرصر لگی ہوئی تھی ملکہ کو بیہوش کرکے باندھ پشتارہ روانہ ہوئی لونڈیون نے دیکھا غل کیا عمرو نے سنا پیترے سے معلوم کیا کہ صرصر لے گئی ہے اُسی وقت عمرو و برق فرنگی دونون نکلکر پیچھے چلے اور صرصر نے ایک جنگل مین لاکر پشتارہ رکھا اور سامنے درہ کوہ تھا وہان صرصر نے نقب لگا رکھی تھی اور اُسی جگہ صبار فتار کمند انداز بیٹھی ہے پس صرصر نے کہا کہ اے صبار فتار عمرو اور برق میرے پیچھے آتے ہین پشتارہ سے خبردار عمرو اور برق جو وہان پہونچے یہ پشتارہ لیکر پہاڑ مین غائب ہوئی عمرو اور برق دونون ڈھونڈھنے لگے ادھر صرصر شمشیر زن نقب کی راہ سے لیکر روانہ ہوئی پہر رات باقی تھی کہ مین قضا رکاب ملکہ قریشیہ سلطان کی سواری اُسطرف سے آنکلی اِسنے دیکھا کہ ایک عورت کسی کا پشتارہ لیے جاتی ہے اِسنے حکم دیا کہ اسے ہمارے آگے بلاؤ ایک پریزاد نے صرصر کو پکڑکے ملکہ قریشیہ سلطان کے سامنے لاکھڑا کردیا صرصر سے ملکہ قریشیہ سلطان نے پوچھا تو کون ہے اور اس گٹھڑی مین کیا ہے صرصر نے کہا اے صاحب مین عیار بچی ہون اور اِس پشتارے مین ملکہ بران ہے

جسنے دین جمشید پرستی چھوڑکر خدا پرستون کی شراکت اختیار کی ہے اور عمرو کا ساتھ دیا ہے
اسکو مین پکڑکر قتل کے واسطے لیے جاتی ہون ملکہ نے وہ پشتارہ اُس سے چھنوا لیا مگر صرصرہ
پشتارہ ڈالکر مانند ہوا کے بھاگی غرض قریشیہ سلطان نے بران کو ہوشیار کیا اور پوچھا
کہ تمھارا نام کیا ہے اُسنے کہا بران شمشیر زن مجھے کہتے ہین قریشیہ سلطان
نے کہا کہ تم عمرو و صاحبقران کی شریک ہوا اُسنے کہا مین اُن دونون صاحبون کی
جان نثاری کفش برداری مین ہون قریشیہ نے کہا مین بیٹی ہون حمزہ صاحبقران کی یہ سنتے
ہی بران دوڑکر گلے لپٹ گئی بعد ازان ادائے شکر احسان قریشیہ سلطان کا کر کے
ملکہ بران شمشیر زن سمت صحرا پرداز کنان روانہ ہوئی اور تلاش مین فوج جمع کرنے کے
سحر کرنے لگی عمرو اور برق ایک صحرا کی طرف سے آئے تلاش مین ملکہ بران کی
عمرو وجود دیکھے تو ایک میدان مین بارگاہ استادہ ہے نہایت بلند اور مرصع مخمل سرخ کی
اور گرداگرد سیاہ رنگی فوج ہے عمرو اور برق فرنگی ایک جادوگر کی شکل بنکر بارگاہ کی طرف آئے دیکھا
ساحر نے پانچ سو پیرزادین تخت لیے ہوئے نمودار ہوئین اور عمرو سے کہا کہ آپ اس پر سوار
ہون عمرو حیران تھا کہ ایک جادوگر نے ہاتھ باندھکر کہا کہ یہ بارگاہ ملکہ بران کی ہے آپکو
یاد کیا ہے غرض عمرو اُس تخت پر سوار ہوکر داخل بارگاہ ہوا عمرو نے دیکھا کہ بارہ ہزار لاکھ
ساحر کا لشکر پڑا ہے اور سامنے تخت الماس پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ فرما ہے اور گرد
بارہ سو کرسی الماس کی ہر ایک پر ایک ایک جادوگر زبردست چارون طرف بیٹھے ہین بعد
ازان عمرو اور ملکہ بران سے ملاقات ہوئی عمرو نے دیکھا کہ دس کرسیان برابر تخت
بران کے بچھی ہین اُنپر جادوگرنیان بیٹھی ہین عمرو نے پوچھا یہ کون ہین ملکہ نے نام بتائے کہ ہلال
سحر چشم ملکہ طوفان قہر چشم صدران جادو خندان جادو اژگر جادو مجمر جادو مجلس جادو
ملک شہپال شاہ ملکہ زالفین کاکل کشا ملک جیپال شاہ ہین غرض عمرو نے
دو گھڑی بیٹھکر شراب پی بعد ازان ملکہ نے کہا کہ خواجہ بعد تین روز کے خیمہ ہمارا سامنے طلسم کے
ہوگا عمرو نے کہا بہت خوب مگر جلد آیئے گا کہ مرخ سحر چشم حیران ہرافراسیاب کی لڑائی سے
یہ کہکر عمرو اور برق بران سے رخصت لیکر سمت صحرا روانہ ہوئے اب دو کلے داستان افراسیاب

کے سُنیے کہ گلچین قران کے ساتھ طلسم ہوشربا مین تھی کہ افراسیاب اپنے مکان مین پہونچا اور باغبان
کو بلایا اور کہا کہ تو نے کچھ اپنی جورو کا حال معلوم کیا باغبان نے کہا کہ آپ مالک ہین آپ پر روشن ہوگا
افراسیاب نے کہا کہ تیری جورو کی کچھ تقصیر نہین مگر اُسنے تیرے مرنے کا حال سنا تھا اِس سبب سے
مجھسے پھر گئی ہین اب بلوا تا ہون یہ کہکر نیچہ سحر کا روانہ کیا یہان گلچین جادو طلسم ہوشربا مین ایک
مقام پر بیٹھی تھی کہ نیچہ اُسکو لیکر ایک دم مین افراسیاب کے پاس لایا گلچین نے افراسیاب کو دیکھکر
مارے ڈر کے مجرا کیا اور بلائین لین دیتی کیا ہی کہ داہنے طرف باغبان قدرت زندہ صحیح و سلامت
بیٹھا ہی باغبان قدرت نے کہا کہ تُنے یہ کیا حرکت کی کہ قران کی شراکت کی گلچین نے
کہا اِسکا احوال افراسیاب کو معلوم ہوگا غرض افراسیاب نے دونون جورو خصم کو پھر گلے
ملوایا اور کہا گلچین خبردار اب کبھی جمشید و سامری سے نہ پھرنا غرض افراسیاب
نے وہ مکان یہ دونون جہان رہتے ہین ایسا بزور سحر آراستہ کرکے دیا ہی جہان سے اِنکو
آنے جانے کا راستہ نہین معلوم ہی اب یہ اُس مکان کی بارہ دری مین آکر بیٹھے اور کھانا
کھاکر دونون پلنگ پر گئے وہان عالم تنہائی تھا کوئی غیر شخص نہ تھا اُسوقت گلچین جادو
نے ہاتھ باندھکر باغبان قدرت سے کہا کہ ایک بات مین کہتی ہون اگر میری جا بخشی
کرو اُسنے کہا کہو گلچین نے کہا عمرو کے ہاتھ سے افراسیاب بچے گا نہین اور حیرت
جادو بھی ضرور ماری جائیگی اسواسطے مین یہ صلاح دیتی ہون کہ آپ عمرو سے ملجاوین
اور قسم ہی تمھارے سر کی کسی صورت سے افراسیاب کی فتح نہوگی مین نے سب زمانے
عیارون کے دیکھے بلا کے انسان ہین اگر عمرو سے تم ملجاؤ تو صورت زندگی کی ہوتی ہے گلچین کے
کہنے سے باغبان بھی نیم راضی ہوا یہ دونون تنہا بیٹھے تھے اور اکیلا سمجھکے باتین
کرتے تھے کہ دفعتہً دیکھا سامنے سے افراسیاب نے جادوگر بھیجا اُس نے کہا افراسیاب
نے بلایا ہی یہ دونون افراسیاب کے سامنے گئے افراسیاب نے ترچھی نگاہ سے کہا بیٹھو پھر پوچھا
کہ کیون سچ بتاؤ رات کو کیا باتین کرتے تھے مجھے سب خبر ہے باغبان قدرت نے ہاتھ باندھکر
کہا کہ اے افراسیاب عورت کی عقل ناقص ہوتی ہی اُسنے کہا تھا کہ شریک عمرو کے ہوگر قصور ہوا
افراسیاب نے کہا ای باغبان قدرت اور گلچین جادو تم دونون فلان پہاڑ کے درہ پر

جادو دیکھو تو وہان تمکو کیا تماشا نظر آتا ہی لاکھ جادوگرون سے شہنشاہ جادو کو کوکب روشنضمیر نے حیرت جادو سے لڑنے کو بھیجا ہی مین کیونکر اُنکو قتل کراتا ہون بس یہ سنکر دونون کھڑے ہوئے اور دو پنجے دونون کی کمرین ہاتھ دے کر سوے آسمان لے گئے جب آنکھ کھلی دونون کی دیکھا تو ایک پہاڑ بہت بلند ہی اُسپر یہ دونون ٹھہرے اب دوسرے داستان کوکب روشنضمیر کے سنیے کہ کوکب نے شہنشاہ جادو کو سچ ہے کہ لاکھ ساحرون سے حیرت جادو سے لڑنے کو بھیجا تھا اور اُسی پہاڑ کے سامنے شہنشاہ پڑا ہوا تھا دفعتہً شہنشاہ نے دیکھا کہ سو اسو جادوگر برق شمشیر کھینچے ہوئے یہ پکارتے ہین کہ ہم غلام افراسیاب کے ہین اے شہنشاہ خبردار اب کہان جائیگا شہنشاہ حیران ہوکر کہنے لگا کہ یہ مادر بخطا سو اسو ساحر ہمارا کیا کرسکینگے ہمتو لاکھ ساحر ہین غرض شہنشاہ جادو سوار ہوا لگی تلوار چلنے اسوقت افراسیاب نے کچھ ایسا سحر کیا کہ خود بخود لاکھ ساحرون نے شہنشاہ کے اپنی اپنی تلوارون سے اپنے اپنے سر کاٹنا شروع کیے اور تمام فوج کا شہنشاہ کی خاتمہ ہوگیا اسوقت آواز آئی کہ اے باغبان قدرت اور گلچین جادو تم دونون نے دیکھا باغبان و گلچین نے افراسیاب کو سجدہ کیا بعد ازان دیکھا کہ ایک سواری بڑے دھوم دھام سے آئی جسوقت قریب پہونچی تو باغبان و گلچین نے دیکھا کہ ہماری صورت کا ایک باغبان اور ایک شخص دیگر دونون تخت پر بیٹھے ہوئے آتے ہین بارگاہ خالی ہین شہنشاہ جادو کی داخل ہوئے یعنی اُسی شہنشاہ کی بارگاہ مین جو کوکب روشنضمیر کی طرف سے آیا تھا جب یہ دونون بارگاہ مین جا چکے تب باغبان اور گلچین اصلی کو جو پہاڑ پر کھڑے تھے دو پنجے پیدا ہوئے دم بھر مین افراسیاب کے سامنے لاکر اُتار دیا دونون نے کہا اے افراسیاب تو برحق ہوگیا طاقت کسیکی جو تیرا سامنا کرسکے تب افراسیاب نے کہا کہ ان دونون کو انکے مکان پر پہونچا دو غرض یہ دونون اپنے مکان مین آئے مگر حیران تھے افراسیاب نے نامہ مصور جادو کو لکھا کہ اے مصور جادو جس طرح سے ہوسکے عمرو کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیجدے مصور نے وہ نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ بحکم سامری اور جمشید عنقریب

عمرو کا سر کاٹکر بھیجتا ہون اور مین اُسکی تلاش مین نکلا ہون آپ خاطر جمع رکھین اور مصور جادو
عمرو کے قتل کی فکر مین روانہ ہوا اور عمرو ان شمشیر زن سے رخصت ہوکر ایک صحرا
مین چلا جاتا تھا کہ اثنار راہ مین برق فرنگی سے ملاقات ہوئی عمرو نے گلیسے لگایا اور برق
فرنگی گلے لپٹ کر رویا عمرو نے کہا خیریت ہی برق نے کہا کہ افراسیاب نے مصور کو
نامہ بدین مضمون کا کل بھیجا ہے کہ حضور کا سر کاٹ لائے سو وہ فکر مین اپکی ہے اللہ تعالے آپکو
ہمارے سر پر سلامت رکھے اُسوقت سے غلام کی عجب حالت ہی اب غلام اس فکر مین ہے
کہ جس طرح سے ہو غلام آپ پر سے پہلے تصدق ہو جاے عمرو نے کہا بیٹا خبرداری سے جانا
مصور جادو بڑا زبردست لطفہ حرام ساحر ہے غرض یہ گفتگو کرکے برق فرنگی عمرو
سے علیحدہ ہوکر ایک صحرا کی طرف نکل کر مصور جادو کی بارگاہ کو چلا اور عمرو ایک صحرا کیطرف
چلا کہ برق صورت تبدیل کیے ہوئے مصور کی فوج مین ملحق ہوکر عین ملکہ صورت نگار کی
بارگاہ کی قنات کے پیچھے پہونچا اور صورت نگار جو رو مصور کی ہے اسمین کوئی پہر رات
گئی ہی اور پیچھے قناتون کے جو جادوگر نوکری پر تھے برق فرنگی نے سب کو بیہوشی دیکر
دو پہر رات کے قریب قنات کی میخ اُکھاڑکر صورت نگار کے پلنگ کے
برابر آیا اور ایک لونڈی صورت نگار کی چپی کرتی تھی مگر اونگھ رہی تھی برق
اُسکو بیہوش کرکے اُسکی صورت آپ بنا اور ملکہ صورت نگار کے سرہانے آکر
رومال جھلنے لگا دو ایک مرتبہ ملکہ کے منھ پر سے بال سرکائے ہاتھ مین بیہوشی تھی جیسے ہی
برابر دماغ ملکہ کے پہونچی تڑاق سے چھینک آئی ملکہ بیہوش ہوگئی اور برق فرنگی نے
اپنی صورت صورت نگار کی ایسی بنائی اور صورت نگار کو وہان لایا جہان لکڑیونکا
انبار تھا اُن لکڑیونکے تلے جاکر ملکہ صورت نگار کو دبا دیا پھر وہان سے آکر اُسی بارگاہ مین
بصورت صورت نگار سب جادوگرون کو جگایا اور کہا کہ میرا جی گھبراتا ہے مصور جادو
کے پاس اسوقت چلونگی غرض صورت نگار نقلی سوار ہوکر مصور جادو کے پاس آئی اور
یہان مصور جادو ایک لونڈی سے اختلاط کر رہا تھا دیکھتے ہی صورت نگار کو ڈر گیا اور
اُس لونڈی کو ہٹا دیا آپ اُٹھ کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا کہ اسوقت تم کیونکر تشریف لائین

کسی نے آپ سے کچھ جاکر شاید کہدیا صورت نگار نے کہا میان مجھے تمہارے فعلون سے
کچھ کام نہین تمہارا جو جی چاہے کرتے پھرو مین تمہاری تابعدار ہون بارے مصور جادو نے
گلے لگایا اب صورت نگار اور مصور جادو سے اختلاط شروع ہوا اور دونون
پلنگ پر آکر لیٹے قضا رکار مصور جادو تصویر کو عمرو کی دیکھ رہا تھا کیا دیکھتا ہے کہ عمرو اسی
پہاڑ کے درہ مین ٹہل رہا ہے اسنے صورت نگار سے کہا کہ بی بی کیا غضب کے عیار ہین آؤ
ملکر چلو پہلے عمرو کو پکڑ لائین بعد ازان ہم تم عیش کرین گے صورت نگار سے اور کچھ نہ بن پڑا کہا
بہت خوب پس یہ دونون پہاڑ کے نیچے اترے وہان بیچ مین عمرو ایک جادو گر بنا پھرتا تھا اسمین
مصور اور صورت نگار برابر عمرو کے پہونچے آواز دی مصور نے کہ اے عمرو اب
کہان جائیگا یہ کہتے ہی زمین پر ایک دوہتڑ مارا عمرو نے دیکھا کہ میرے ہاتھ پانو کا دم نکل گیا
ساتھ ہی ایک پنجہ پیدا ہوا عمرو کو لیکر سوے آسمان غائب ہوا غرض صورت نگار
نقلی اور مصور جادو ناچار ہوکر اپنے مکان پر آئے برق نے چاہا کہ عیش کی صحبت مین
تصویر عمرو کی گلیسے مصور جادو کے اتار لیجیے غرض یہ دونون جورو خصم آکر مسند پر بیٹھے اور
شراب چلنے لگی انکو تو اس فکر مین چھوڑو اور وہ پنجہ جو عمرو کو اٹھا لے گیا وہ پنجہ سحر کا کوکب
روشن ضمیر کے تھا غرض عمرو کو اس پنجہ نے بعد گھڑی بھر کے ایک میدان مین جاکر اتارا اب
عمرو جو دیکھے تو ایک میدان نہایت خوبصورت ہے چار کوس کے گرد مین چار پہاڑ ہین ایک طرف
سونے کا اور ایک طرف زمرد کا اور ایک سمت یاقوت کا اور ایک سمت بلور کا اور کئی پہاڑ
مین ایک ایک دروازہ ہے اور سارے میدان مین گھاس سنہری اور پتون پر مانند مینا کے
خوشرنگ سبزی ہے سویرا ہوتے ہی ہوا سرد چلتی ہے عمرو اکیلا چلا جاتا تھا لیکن نہایت حیران
کہ کہین ایسا نہو یہ مکان افراسیاب کا ہو کہ دفعۃً اس سونے کی پہاڑ کی طرف آیا ناگاہ
وہان سے سو رنڈیان نارنجی پوش ایک تخت سونے کا لیے ہوئے سامنے آئین اور ایک
عورت نے عمرو کو آکر مجرا کیا اور نامہ عمرو کو دیا عمرو جو دیکھے تو اسپر کوکب
روشن ضمیر کی مہر ہے لکھا ہے کہ ہمنے تمکو بلایا ہے عمرو یہ دیکھکر نہایت خوش
ہوا غرض عمرو تخت پر سوار ہوا ایک دم مین داخل اس پہاڑ مین سونے کے

ہوا جب اُس پہاڑ کے باہر آیا ایک باغ دیکھا کہ تمام چاردیواری سونے کی زمین سونے کی
درخت سونے کے ٹہنیان اور پھول مقیش کے لیکن ہر پھول پر چکر زمرد کا بنا اور بیچ مین
ایک بنگلہ سونے کا تحریرین زمرد کی سو اسو پر زاد سنہری پوش بنگلے مین اور چار سو
پریزاد تمام باغ مین پھیلی ہوئی ہین اور بنگلے سے آواز طبلے اور گانے کی آتی ہی عمرو
سامنے بنگلے کے پہونچا تو دیکھا کہ کوکب روشن ضمیر بسنتی جوڑا پہنے ہوئے ہی اور چار طرف
سے سنہری بادلے کی سو چھپل لیے کنیزین کھڑی ہین عمرو جلد کود پڑا کوکب نے اٹھکر عمرو کو
گلیسے لگایا کوکب نے کہا خواجہ تم بڑے غضب مین گرفتار ہوئے تھے اگر خدانخواستہ مصور
جادو تمھین پکڑتا تو مار ہی ڈالتا عمرو نے یہ سنکر ادائے احسان کوکب کا کیا اور کہنے لگا کہ
ای ملک میرا شاگرد برق مصور جادو کی جورو کی صورت بنا ہی یعنی بشکل صورت
نگار مصور کے پاس ہی یقین ہی کہ وہ کچھ نہ کچھ عیاری کریگا اب مجھے بھی آپ یہان سے بھیجیے کہ
مین وہان جاؤن غرض کوکب نے عمرو کو کھانا کھلوا کر ایک گھوڑا سبز کا منگایا عمرو اُسپر
سوار ہوکر دو گھڑی مین مہرخ سحر چشم کی بارگاہ مین پہونچا عمرو نے مہرخ سے ملاقات کی کرسی
بیٹھکر کچھ گفتگو آغاز کی اب دو کلمہ داستان برق فرنگی کے سنیے کہ برق بصورت
صورت نگار پاس مصور کے بیٹھا ہوا اختلاط ہو رہا ہے اور شراب چل رہی ہی کہ
وقت دوپہر کا ہوا اسمین صرصر شمشیر زن آئی صورت نگار نقلی نے کچھ ڈالیان زنگرو کی
اور ایک مالا موتیون کا صرصر کو دیا بارے وہ سب اسباب لیکر باہر آئی اور مصور جادو
کو شراب کا خوب نشہ ہوا اور چھنک آئی وہ بیہوش ہو گیا برق اسوقت اُٹھا اور
تختی تصویر کی مصور جادو کے گلے سے نکالکر اپنے قبضے مین کی اور بارگاہ سے باہر نکل کر
بھاگا برابر بارگاہ مہرخ سحر چشم کے پہونچا کہ پیچھے سے صرصر نے پیتیر برق کا پہچانا اسیوقت
عمرو کی صورت بنکر صرصر پیچھے برق فرنگی کے مہرخ کی بارگاہ مین آئی جیسے ہی برق
نے دیکھا کہ اُستاد آگئے ہین پکارا کہ اُستاد مین تصویر آپ کی مصور جادو کے
گلے سے لایا عمرو یعنی صرصر شمشیر زن نے وہ تصویر دیکھا بہت خوش ہوکر برق
فرنگی سے لی اور مثل برق سے الگ ہو کر پکارا منم صرصر شمشیر زن یہ کہکر

بھاگی برق فرنگی نے کہا بڑا غضب ہوا یہ سوچکر پیچھے صرصر کے چلا قضا کا رکہین خرغام
شیردل اُس طرف سے آتا تھا اُسنے دیکھا کہ صرصر کی صورت بنی ہوئی پکارتی آتی ہے کہ
تم صرصر اور پیچھے اُسکے برق فرنگی بدحواس آتا ہے خرغام شیردل پہلے صرصر شمشیرزن
سے مصور جادو کی بارگاہ مین گیا کیا دیکھا کہ مصور جادو بیہوش مثل مردے کے پڑا ہے خرغام
شیردل جوان مرد نے نہایت عجلت کے ساتھ مصور کو اور زیادہ بیہوش کرکے پلنگ پر
ڈال دیا اور دری سے چھپا دیا اور آپ مصور جادو کی صورت بنکر بیہوش ہوکر جلدی سے لیٹ
رہا کہ اتنے مین صرصر شمشیرزن پہونچی اور آتے ہی نوکرون چاکرون سے کہا کہ اے پھٹے مُنہ اِس
طرح غافل ہوکر سو رہتے ہو یہ کہتی ہوئی مصور کے پلنگ کے برابر آکر مصور نقلی کو فتیلہ رفع
بیہوشی کا دیا اور صرصر نے کہا کہ آپکی تصویر برق فرنگی لے گیا تھا مین دیکھیے کیا
عیاری کرکے لائی ہون یہ سُنکر مصور نقلی نے صرصر کو گلے سے لگا لیا اور وہ تصویر
ہاتھ مین لی اور گلے مین اپنے ڈالی صرصر کو خلعت دیا صرصر تو گئی اب دوسرے داستان
صورت نگار کے سُنیے کہ وہ جورو مصور جادو کی ہے جسے برق نے انبار کے تلے ڈال
دیا تھا جب ایک رات اور ایک دن ہوا تو صورت نگار کی بیہوشی رفع ہوئی
آنکھ کھول کر اپنے تئین وہان پڑا دیکھا گھبراکر اُٹھی اور مصور جادو کی بارگاہ مین آئی
آتے ہی کہا میان مجھے تو بیہوش کیا لیکن تمکو خدا نے بچایا مصور نقلی نے کہا خدا نے تمکو بھی
بچایا اور مجھے بھی بچایا اسوقت صرصر نے ایسا کام کیا غرض دونون جورو خاوند یعنی مصور نقلی
اور صورت نگار اصلی دونون بیٹھے بعد ایک لمحہ کے ایک سمن صورت نگار نے اپنی لیکر
مصور نقلی سے کہا کہ یہ سمن تم اپنی لو چنانچہ وہ سمن سحر کی ہے اور اُسمین یہ خواص ہے کہ ان دونون
جورو خاوند کے سوا کوئی دوسرا اگر ہاتھ لگائے تو اُسکا ہاتھ جل جاوے خرغام شیردل مصور نقلی تو
یہ حال جانتا نہ تھا جیسے ہی اُسنے اِس سمن کو لیا اسکا ہاتھ جلنے لگا وہ سمن ہاتھ سے پھینکدی
صورت نگار نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا سچ بتا تو کون ہے ناچار خرغام نے اپنا نام بتایا تب صورت
نگار نے کہا کہ تو نے میرے خاوند کو کیا کیا خرغام شیردل نے عیاری سے کہا کہ فلان پہاڑ مین ہے
خرغام کو صورت نگار لیکر وہان گئی وہان نپایا پھر صورت نگار نے کہا اگر تو میرے خاوند کو بتادے تو تجھے ابھی چھوڑدون

ورنہ جان سے مار ڈالونگی غرض ضرغام نے بہت جگہ اسے عیاری سے دھوکھا دیا کہین بچھات پائی کی
اسنے نہ دیکھی ناچار صورت نگار ضرغام کو پھر اپنے خیمے مین لائی اس عرصہ مین مصور جو پلنگ کے
تلے پڑا تھا اسکی بیہوشی اُتر گئی وہ جو اُٹھکر دیکھے تو میری جورو کے پاس ایک شخص میری صورت کا
ہی اُسکی مشکین باندھی ہین اور خفا ہو رہی ہی مصور جادو نے اُٹھکر اپنی جورو کو گلے سے لگایا اور
پوچھا یہ کیا ماجرا ہی اسنے سارا حال بیان کیا مصور و صورت نگار نے اب تدبیر اسکی گردن
مارنے کی ٹھہرائی گر اسی خیمہ مین گردن مارین عمرو نے جب سُنا کہ برق فرنگی تصویر میری مصور کے
گلے سے بڑی عیاری سے لایا تھا صرصر میری صورت بنکر برق کو فریب دیکر لیگئی اسوقت بارگاہ مصور
کی طرف آیا وہان احوال ضرغام کی عیاری کا سنا غرض عمرو افراسیاب کی صورت بنکر مصور
کی بارگاہ مین گلیم عیاری اوڑھے چالیس گز اُڑکر نمود ہوا مصور اور صورت نگار دونون نے مجرا
کیا افراسیاب نقلی بارگاہ مصور مین آکر تخت پر بیٹھا اور ضرغام شیر دل اور مصور و صورت نگار کو
ساتھ لیکر باہر بارگاہ کے آیا سبھون نے دیکھا کہ افراسیاب ضرغام کا ہاتھ پکڑے ہوئے اور ایک
طرف مصور و صورت نگار کو پکڑے سمت صحرا روانہ ہوا جب دیکھا کہ ایک جنگل سُنسان ہی
نہ کوئی آدمی نہ درندہ نہ پرندہ وہان آکر ایک سیب دونون جورو خاوند کو دیا کہ تم کھاؤ اُن دونون نے
وہ سیب کھایا چھینک آئی بیہوش ہوکر گر پڑے ضرغام دوڑ کر عمرو کے پانون پر گرا عمرو
گھسیٹ کر خنجر چاہتا تھا کہ مصور اور صورت نگار کو جہنم واصل کرے لیکن اتفاق سے
افراسیاب اُس میدان مین آکر پہونچا ضرغام نے دیکھا عمرو نے نہ دیکھا تھا ضرغام تو بھاگا عمرو رہگیا
افراسیاب نے سحر کیا عمرو کے ہاتھ پانون کا دم نکل گیا افراسیاب نے عمرو کو پکڑا مصور
اور صورت نگار کو ہوشیار کیا یہ دونون اُٹھے پانون پر گر پڑے اور عرض کیا کہ آپ کی تصدق سے
ہماری جان بچی افراسیاب نے دونون کو خیمے مین بھیجدیا مگر عمرو کو پکڑ کر دم بھر مین دریاے قہر مین
ایک ٹاپو تھا اُسمین لایا اور عمرو کو بٹھلا کر کہا اے ساربان زادے تجھے ایسی جا پر قید کرون گا
جہان سے کوئی لیجا نہ سکے یہ کہکر دستک دی کہ ایک پنجہ ہاتھ مین ڈوری ریشم کی لیے ہوئے پیدا
ہوا افراسیاب نے اُس ڈوری کو کھولکر آسمان کیطرف پھینک کر سحر کیا جھولا سا بنگیا ہوا معلق
ہے اُسی جھولے مین عمرو کو قید کیا پھر کچھ سحر کیا کہ وہ ٹاپو تمام پانی پانی ہوگیا عمرو نے دیکھا کہ تلے تو

دریاے قہر اور اُسپر وہ جھولا معلق ہوا ہر اُسپر مین بیٹھا جھولتا ہون پس افراسیاب اپنے مکان کو
چلا گیا جب عمرو کو افراسیاب نے قید کیا جھولے پر دریا مین قضا کار ایک دن مصور ایک
جنگل مین آیا مخمور سرخ چشم کو دیکھا اور سمجھا کے اپنے ساتھ لیچلا چنانچہ وہ ضرغام تھا اُسنے مصور
جادو کو پھر بیہوش کیا چاہا کہ سر کاٹون وہین صورت نگار آئی اور جھٹ پٹ ضرغام کو بزور
سحر پکڑا اور چاہا کہ لیکر چلون سامنے سے برق فرنگی صرصر بنا ہوا آیا اور اگر مصور و صورت نگار
دونون کو گمنداری اور ضرغام کو چھڑایا اب اِن دونون نے چاہا کہ مصور و صورت نگار
کو ذبح کر ڈالین کہ ساتھ ہی افراسیاب نے آکر پکڑا اور مصور و صورت نگار اور ضرغام و برق
کو اپنے ساتھ لیکر چلا راہ مین افراسیاب کو ازراہ سحر معلوم ہوا کہ بران شمشیر زن اِسی
پہاڑ کے درہ مین ہے مصور جادو کو ضرغام اور برق کو دیا اور آپ بران کے سامنے آیا
دونون مین سحر کی لڑائی ہونے لگی بران نے تمام سحر افراسیاب کے اخترِ وارید کو دکھا کر روکا نوبت
یہان تک پہونچی کہ افراسیاب بیہوش ہوکر گرا اور بران روانہ ہوئی اور یہان چالاک افراسیاب
بنکر مصور سے دونون عیارون کو لیگیا مگر دونون کے پانون مین زنجیر سحر کی تھی ناچار چالاک
دونون کو ایک پہاڑ مین بٹھا کر آپ روانہ ہوا وہان افراسیاب کو ہوش آیا یہ اُٹھکر مصور
جادو کے پاس آیا پوچھا وہ دونون عیار کہان ہین مصور نے کہا ابھی تو آپ مجھسے لیگئے تھے
یہ چپ ہوکر بارگاہ مین حیرت کی اور مصور اپنے مکان آیا اقسام کو مع مہرخ و بہار کے
حیرت کی بارگاہ مین افراسیاب نے بھاگتے پایا اور کہا کہ جلد انکو قتل کرو دفعۃً دیکھا کہ ملکہ
بران شمشیر زن حیرت جادو کی بارگاہ مین سامنے افراسیاب کے آئی اور آتے ہی
پانون پر گر پڑی اور کہا مجھسے قصور ہوا اب آپ میری تقصیر معاف کیجیے یہ بران نہ تھی چالاک
تھا افراسیاب سے فریب کرکے مہرخ و بہار اور اقسام کو لے گیا مہرخ وغیرہ تو بزور سحر بروارگان
اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین مگر چالاک کو بزور سحر پہچان کر افراسیاب نے پھر گرفتار کیا
اور حیرت کی بارگاہ کیطرف لیچلا یہان جانسوز بن قران صرصر بنکر پاس صنعت سحر ساز
کے آیا اور کہا کہ جلد آپ الگ چلیے تو مین کچھ عرض کرون غرض جانسوز نے صنعت سحر ساز
کو الگ لیجاکر بیہوش کیا اور آپ صنعت سحر ساز بنکر چالاک نقلی کا کام [illegible] صنعت سحر ساز

کو صندوق مین بند کرکے سر چالاک کا لیکر حیرت کی بارگاہ مین لے گیا اور صنعت سحر ساز نقلی نے
حیرت سے ملاقات کی حیرت نہایت خوش ہوئی اتنے مین افراسیاب چالاک کو پکڑے ہوئے حیرت
کی بارگاہ مین آیا صنعت سحر ساز نقلی افراسیاب دیکھتے ہی بھاگی سب نے جانا کہ کوئی عیار
تھا لیکن صنعت سحر ساز نقلی یہان اپنے لشکر مین آکر بیٹھی ایک دم کے بعد پھر حیرت کیطرح بنی
آئی اور افراسیاب مجرا کیا افراسیاب نے بزور سحر چالنسوز کو پہچان لیا اور کہا صنعت سحر ساز
کو تو نے کیا کیا چالنسوز نے کہا کہ مین نے فلان پہاڑ پر دیکھا ہے افراسیاب چالنسوز کو ساتھ لیکر اُس
میدان مین جاکر پہونچا جس میدان مین چالنسوز ملا تھا صنعت سحر ساز کو یہان گاڑ دیا تھا
اب افراسیاب اور چالنسوز دونون وہان بیٹھکر مٹی سرکانے لگے مگر چالنسوز نے اسطرح کی
مٹی کو اڑانا شروع کیا کہ اُس مٹی مین بیہوشی ملا آیا تھا وہی دماغ مین افراسیاب
کے گئی اور افراسیاب تڑاق سے بیہوش ہوکر گرا چالنسوز نے افراسیاب کو تو جلدی مین
چھوڑ دیا مگر آپ افراسیاب کی صورت بنکر حیرت کی بارگاہ مین آیا اور چالاک کو لیکر روانہ ہوا یہان
افراسیاب کو ہوش آیا گھبرا کر صنعت سحر ساز کے پاس آیا بزور سحر دریافت کیا کہ صندوق
مین بند ہے صندوق کھولکر صنعت سحر ساز کو نکالا وہ پانون پر گری اور کہا مین بگڑے لاتی
ہون کہان جائیگا افراسیاب اپنے باغ عیب مین گیا مگر صرصر شمشیر زن اور صبا رفتار
وہان آئین جہان بران وضرغام پہاڑ مین بیٹھے تھے قید زنجیر سحر مین ناچار اور مجبور صرصر نے آکر
دونون کو ہوشیار کیا اور لیکر ساتھ چلی قضا کا راہ مین چالاک و چالنسوز اُدھر سے آتے تھے
اُنھون نے دیکھا اور صرصر و صبا رفتار گھبرا گئین تیغہ زنی اور خنجر زنی ہونے لگی وہین دو
پنجے پیدا ہوئے دونون عیار پنجون کو لیکر سمت فلک روانہ ہوئے مع برق اور ضرغام کے
چالاک و چالنسوز ناچار ہوکر پھرے صنعت سحر ساز نے سب راستے بند کر دیے تھے کہ
آتے ہی چالاک اور چالنسوز دونون کو دم بھر مین کسی نے قید کر لیا اور صنعت سحر ساز کے
سامنے لاکر ڈالدیا صنعت سحر ساز انکے قتل کی فکر مین ہوئی اور برق اور ضرغام کو جو پنجہ اُٹھاکر
لیگئے تھے وہ افراسیاب کا سر کھا غرض افراسیاب نے لاکر ایک باغ مین
انکو رکھا اور آپ باغبان قدرت کے مکان مین آیا باغبان اور گلچین نے سجدا کیا

افراسیاب نے سب حال ان دونون سے کہا اور آپ اپنے مکان کو چلا گیا غرض گلچین نے خاوند کو بیہوش کرکے برق و خرغام کو چھڑایا اور ایک درہ کوہ مین لاکر بیٹھی تھی کہ سامنے سے مہرخ و بہار کو جاتے دیکھا گلچین نے انسے ملاقات کی مہرخ نے سحر کی زنجیرین برق و خرغام کی کھولین اور گلچین کو اپنے ہمراہ بارگاہ کی طرف لیکر روانہ ہوئی اور افراسیاب کو خبر پہونچی کہ صنعت سحرساز نے چالاک کو گرفتار کیا ہے وہان آیا چالاک و جانسوز کو صنعت سحرساز سے لیکر اپنے مکان کو چلا راہ مین قضا کار مہرخ اور خرغام و بہار اور برق فرنگی کو جاتے دیکھا انسے انکو پھر گرفتار کیا لیکن عمرو کو جو بران چھڑانے چلی ہے انسے راہ مین دیکھا افراسیاب مہرخ اور بہار و برق اور خرغام کو پکڑے لیے جاتا ہے بران نے مقابلہ افراسیاب کا کیا قضا کار افراسیاب اسوقت زبردستی پر آگیا جیسے ہی بران زمین پر جاہے کہ گرے ویسے ہی ایک جادوگر سامنے سے پیدا ہوا اسنے منہ پر بران کے ایک چٹکی خاک کی ماری کہ بران بیہوش ہوکر گری اور وہ پکارا کہ اے افراسیاب ہم ایسے بیکر غلام موجود ہین تو ناحق تکلیف کرتا ہے یہ کہکر برابر افراسیاب کے آیا افراسیاب دیکھتا تھا کہ ساتھ ہی کسی نے ایک بیضہ بیہوشی کا مارا کہ افراسیاب کو تراق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا اور اس ساحر نے بران کو ہوشیار کیا اور کہا کہ اے ملکہ مین ہون قران غرض بران نے اختر و ارید کو نکالا اور مہرخ وغیرہ کو ہوشیار کیا اور تخت بزور سحر تیار کرکے سبکو اسپر سوار کرکے روانہ ہوئی اور قران وہان سے درہ کوہ مین آیا جب افراسیاب کو ہوش آیا معلوم کیا کہ یہ کوئی عیار تھا تاچار اپنے مکان پر چلا آیا یہان بران شمشیرزن سب کو لیکر بارگاہ مین آئی مہرخ اور بہار اپنی بارگاہ مین آئین برق فرنگی اور چالاک و خرغام اور جانسوز وغیرہ سب عیاری کو نکلے مگر برق فرنگی مصور جادو کی فکر مین اسکی بارگاہ مین آیا اور ملکہ بران عمرو کے چھڑانے کی فکر مین پھر روانہ ہوئی اور ایکدم مین کنارے دریاے خون روان کے پہونچی اور عمرو کے اسی سحر کی حالت مین بران کو دیکھا کہ یہ شعلہ آتش بنکر اس دریا مین کہ جسمین عمرو قید تھا گرا کہ دریا خشک ہوگیا اور عمرو کو بران شمشیرزن نے چھڑایا اور کنارے پر لائی عمرو خوش ہوکر بران سے باتین کر رہا تھا کہ سامنے سے افراسیاب پیدا ہوا اور اسنے جھپٹ کر ایسا سحر کیا

کہ غفلت مین بران اور عمرو گرفتار ہوگئے افراسیاب نے دونون کو ارادہ قتل کا کیا لیکن عشاق
سبزہ رنگ ایک جادوگر اُستاد افراسیاب کا ہو اُسنے ملکہ حیرت اور افراسیاب کو نامہ لکھکر
ایک قندیل سحر مین نامہ دار کو بٹھاکر کہ نام اُسکا طومار مس جادو تھا روانہ کیا اور کہا کہ یہ قندیل وہان
جائے کہ جہان افراسیاب ہو غرض یہ قندیل اُڑتی چلی قضا کار راہ مین طومار نے قندیل
کو اُتارا اور اُسکو احتیاج پیشاب کی ہوئی قندیل سے نکلکر اُسنے الگ جاکر پیشاب کیا قضا کار
وہان چالاک بن عمرو بیٹھا تھا اُسنے کلہ گوپن مین پتھر رکھکر چوما طومار کا سر پھٹ گیا چالاک
اِسکی صورت بنا اور اِس سے پوچھ لیا تھا کہ تم کہان جاؤگے اِسنے کہا کہ مین نامہ لیکر عشاق کا پاس
افراسیاب کے جاؤنگا اور خاصیت اِس قندیل کی یہ ہو کہ جہان افراسیاب ہوگا وہین جائیگی
جب یہ پوچھ لیا تو پیچھے ہٹکر پتھر سے ہلاک کیا اور آپ اوسکی صورت بنکر نامہ لیکر روانہ پیش
افراسیاب ہوا کہ اِسمین وہ قندیل جہان افراسیاب عمرو اور بران کے قتل کی فکر مین تھا
وہان اگر اُتری چالاک نے وہ نامہ افراسیاب کو دیا افراسیاب نے جیسے چاہا کہ لفافہ
کھولے اُس لفافہ سے بقدہ بیہوشی کا اُڑا افراسیاب چھینک مارکر بیہوش ہوگیا چالاک
نے نعرہ کیا کہ منم چالاک بن عمرو غرض بران نے عمرو اور چالاک کو اپنے ساتھ لیا اور بارگاہ مین
آئی یہان افراسیاب کو ہوش آیا نہایت خفا اُٹھا اور باغبان قدرت کے مکان پر آیا
اور اُس سے کہا کہ اے باغبان تو مجھسے پھر گیا اُسنے بہت سا عذر کیا اُسنے نمانا اُسنے کہا کہ مجھکو اپنے
جورو سے کچھ کام نہین ہے لیکن افراسیاب نے حکم دیا کہ بہت سے ساحرون نے گرفتار کیا اور
افراسیاب اِسکو ایک جنگل مین لایا اور وہان اِسکو ایک درخت سے باندھ دیا اور ایک سمت
روانہ ہوا یہان برق فرنگی جو مصور کی بارگاہ مین آکر کھڑا ہوا مصور نے صندوقچہ
سحر کو کھولکر طومار جادو کو دیا اور کہا کہ خبرداری سے اِسکو لیجانا وہ اُسے لیکر واللہ اعلم کہان جانیکا
قصد رکھتا تھا مگر پہلے اپنے مکان پر آیا پیچھے اِسکے برق بھی ایک جادوگر کی صورت بنکر
اِسکے مکان مین آیا اور کہا کہ بھائی مصور جادو نے کہا ہے کہ اس صندوقچہ سے بہت خبردار
رہنا اُسنے کہا بہت خوب باتون مین لگاکر بیضہ بیہوشی کا اِسکے مُنہ پر مارا کہ طومار بیہوش
ہوکر گرا برق فرنگی نے طومار کا سر کاٹکر اُس صندوقچہ مین دیکھا تو تصویرین ہین اُن تصویرون کو

پھاڑ ڈالا اور آپ بھاگا یہان مصور کو خبر ہوئی اور جلد تر پاس برق فرنگی کے پہونچکر ازراہ سحر
پکڑ لیا ارادہ قتل کرنے کا کرتا تھا کہ افراسیاب اُسیوقت پہونچا اور اُسنے برق کا سر کاٹ کر
طلسم کے کنگرے پر لٹکا دیا یہ خبر ایک جادوگر لیکر برّان کی بارگاہ مین آیا اور اُس سے بیان کیا کہ
افراسیاب نے برق فرنگی کا سر کاٹ ڈالا یہان ماتم برپا ہوا عمرو پچھاڑین کھاکر اپنے تئین
ہلاک کرنے لگا اور برّان نے کہا جو شدنی تھی وہ ہوئی مگر خاطر جمع رکھو مین عوض مین خون برق
کے پسر پدر ان تو ڑونگی غرض مہرخ اور بہار کو رخصت کیا اور عمرو کو ایک بوٹی سحر کی دیکر کہا کہ اسپر
کسیکا سحر اثر نہین کرتا آخر الامر عمرو سامنے طلسم کے آیا برّان نے نقارہ کوچ کا کیا اور ہلال سحر
افگن و طوفان قہر چشم کو دو لاکھ ساحر سے روانہ کیا بعد اسکے غبار جادو انظار جادو مشتری
سحر زلفین کاکل کشا نجم الست ملکہ حسین زرین دست اجگر جادو سہیل اژدر
سوار سہیل کج گردن ملکہ شعلہ شمشیر زن ملکہ کاکل مدہوش سحر خرس پیشانی ظہیر دلوکش
گلفام جادو مرزان وزیر سبکو دس لاکھ ساحرون سے روانہ کیا اور آپ بھی سوار ہوئی اسکے ساتھ
مجلس آراے جادو محبوب جادو سلیمان عنبرین مو ملکہ اختر بن شہپال فیل زور
شمشیر زن مہرخ سحر چشم شکیل جادو برق جادو در عدجادو و عقاب جادو عمرو چالاک
خرغام جانسوز ملکہ مہرخ کو ہراول لشکر کیا صمدم ملکہ برّان بارہ لاکھ ساحرون سے سامنے طلسم ہوشربا کے آئی اسکے ساتھ
ملکہ حیرت جادو مع فوج اور لشکر کے سوار ہوئی اور مصور جادو بائین ہاتھ کو اہلیل جادو فیل جادو ملک
شنگوفہ سحر جادو آماس جادو قیماش جادو سرمایہ برف انداز ابریق کوہ شگاف ماہ جادو و
مہتاب جادو تیرہ لاکھ جادوگرون سے دست راست کو اور صنعت سحر ساز چار لاکھ ساحرون سے اب
یہ فوجین ہین اور لشکر ہے کہ دریا ہے گرد و غبار فلک پر چھایا ہے روے آفتاب گندلا ہو گیا ہے گاو زمین کی کمر مین
وہ کسک آئی ہے کہ اگر وہ شاخین بھی کھچوائے جب بھی یہ کسک نہ جائے مرکز دائرہ خاک مین لچک
آجائے برادۂ ریگ اُس مقام کا برادۂ آہن تھا طوطے اُسجگہ کے بندوق کے طوطے تھے وہ صبح کا وقت
نسیم سحری کا فراٹا اسلحہ کی چقاچاق بلند ارض و عبا مین تزلزل غرض یہ لشکر مثل مور و ملخ کے
میدان کارزار مین پہونچا اور برقین گرین صحرا کی جھاڑیان جھنڈیان میدان کی جلادین سقون
نے چھڑکاؤ کیا کہ آبرو کو ابر نوبہار کی کھو دیا بادلہ نگار لنگیان کاندھون پر ڈالے ہاتھون مین

کتھہ مہندی تھپا ہوا ہزارے کا فوارہ مشکین سے کے دھانے پر چڑھا ہوا اُنھون نے میدان کو آبشار کیا
پھر نقیبون نے نکلکر نقابت کی گویون کے لڑکے پٹٹی دستار بن سروں پر باندھے اُنھون نے ہاتھ
کانون پر رکھکر فرقت دنیاے فانی زبان پر جاری کی نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش — جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وش — اس چمن کی ہوا ہے بہمن دے
آستین زن چراغ عقل یہ ہے — خاک جب ہوگئے قدر غنا — تب ہوا سرد خوشنما پیدا
لالہ رو دلپہ لگئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ — نرگسی چشم ہین جو دفن نہین
چشم نرگس جھکی ہے سوے زمین — ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید شعر

روز جنگ ست باید کرد — کوشش نام ونگ باید کرد

جب نقیب کہکا کلکر کنارے ہوئے غرض بران آگے بڑہی اور سحر کیا تو آسمان سے دو لاکھ تلوار
خود بخود لشکر حیرت پر گرے اُسکے بھی دو تین لاکھ ساحر واصل جہنم ہوئے پھر تو دونون مین
لڑائی سحر کی ہونے لگی یہ دونون لڑ رہی تھین کہ افراسیاب بھی آگیا پہونچا اور برابر اُسکے عشاق
جادو اُستاد بھی اُسکا آکر داخل ہوا افراسیاب نے اُسکو دیکھکر سلام کیا اور باتین کرنے لگا
بران نے جو دیکھا کہ افراسیاب اور عشاق آگیا تو اُسوقت ایک مچھلی کیصورت بنکے
اور پل پر زادان کے جوگری تو اُسکو توڑ ڈالا اور ملکہ خوبصورت کو قید سے رہا کرکے اپنے تخت
لے آئی اِسمین پل جو اندر دریا کے ٹوٹ کر گرا تو پانی کو دریاے خون روان کے تلاطم پیدا
ہوا اور بران گنبد سامری سے ایک حوض یاقوت کا لائی ہے چنانچہ ذکر اُسکا ہو چکا ہے پس
مچھلی کا بدن اُسنے بدلا اور اُس حوض کے اندر گری اور مع اُس حوض کے بلند ہوئی اب
وہ حوض جا کھڑا ہوا قریب دریاے خون روان کے ہو پہنچا اور اُس حوض مین سے بران کو
مچھلی بنی ہوئی ہے نکلکر پل کے اوپر گری پس پل کے اوپر گر کر دریا مین ڈوبی وہان جو دیکھا تو
نہنگ جادو اور صدف جادو اور سرطان و سنگ پشت جادو وغیرہ سے وہ مقام
تمام مملو ہے اور باغات و عمارات اُس مقام پر ہین کہ جسمین وہ ساحر رہتے ہین پس وہ سب
اُٹھکر اُس سے لڑنے لگے اور ہزارہا مچھلیان اِسکے جسم مین لپٹ گئین اور آواز رعدآسا عجیب
پیدا ہوئی لیکن وہ پل کہ جسمین کا تھا اور سحر کا بنا تھا باطل ہو گیا اور دریا

خون رواں خشک ہوگیا خاک اُڑنے لگی اور بران کے جسم مین مچھلیان ایسی لپٹین کہ یہ بیہوش ہوگئی اُسوقت عشاق نے ایک سحر ایسا کیا کہ سر اسکا جدا ہوگیا لوگ رونے پیٹنے لگے نعش کو اُسکی اُٹھا لائے اور ماتم تازہ برپا ہوا لیکن ملکہ خوبصورت جادو جو قید تھی اُسکو بران لینے آئی تھی اور وہان پل جو ٹوٹ کر گرا تو چار لاکھ ساحر افراسیاب کے وہان کھڑے تھے مچھلیان جو اُڑین تو اُنکے سینون کو توڑ گئین چار لاکھ ساحر مارے گئے اور فوج جو حیرت کے ساتھ آئی تھی وہ لشکر مہرخ سے لڑنے لگی آپسمین جنگ مغلوبہ ہوئی اشعار

از آواز اسپان و گرد سپاہ
زتیرہ ہوا جز بخوشن نماند

بشد روشنائی زخورشید و ماہ
ستارہ سنان بود و خورشید تیغ

زگرد سیہ روز روشن نماند
از آہن زمین بود و در گرد میغ

بتر قید زاو اے گردان زمین
بدرید دل در شب تیرہ گون

زگرز و سنان آسمان آہنین
سپہ را سوے میمنہ کوہ بود

زتنگ تبیرہ زسنگ اندرون
زجنگ دلیران پُر اندوہ بود

سوے میسرہ رود آبے روان
جہان در خورا ند کہ تن را روان

ہمین دون پیادہ نپس تیرہ دود
اباجوشن و تیر آہن گذار

پیادہ کہ بد در خور کار زار
بہ فرمود تا پیش روے سوار

صفے بر کشیدند نیزہ وران
سپہ دار بابا دپایان سران

کمانہا فگندہ بہ بازو درون
ہمین از جگر سان بجوشید خون

پس پشت ایشان سواران جنگ
کز آتش بہ خنجر ببندند رنگ

پس پشت شان زندہ پیلان چو کوہ
زمین از پے پیل گشتہ ستوہ

فوج حیرت نے گھونگھٹ کھایا

اور بھاگی افراسیاب کو کمال صدمہ ہوا اور چاہا کہ سحر کرون اسمین عشاق جادو نے کچھ سحر ایسا کیا کہ زمین و آسمان دفعتہً سبز ہوگیا اور جو ساحر جس مقام پر کھڑا تھا وہ بیہوش ہوگیا غرض بعد تھوڑی دیر کے روشنی جو ہوئی تو مین کیا حال اُسکا بیان کرون سبنے دیکھا کہ ملکہ بران کی نعش پڑی ہے اور پر تخت کے اور مطلق دم نہین ہے پھر تو عمرو وغیرہ سب رونے لگے اور گریبان چاک کر ڈالے ایک کہرام برپا ہوا آخر کو ناچار ہو کر دیکھا کہ اب کوئی تدبیر بن نہین آتی ہے سوائے صبر کے چارہ کیا ہے بران کی نعش کو لیے ہوئے بادیدۂ گریان و سینۂ بریان اندر بارگاہ کے گئے اور بیچ بارگاہ مین نعش کو رکھکے سب گرد نعش کے حلقہ زن ہوئے اور عشاق نے جس مقام پر کہ لڑائی ہو رہی تھی وہین خیمے برپا کیے اور فوج کو جاکے آپ اندر خیمے کے بیٹھکر افراسیاب سے باتین کرنے لگا یا عیاکو جو دیکھا

تو پوچھا اُسنے افراسیاب سے کہ باغبان آج نظر نہین آتا ہے وہ کہان ہے افراسیاب نے کہا کہ وہ تو کبھی برگشتہ ہوگیا ہے مین نے اسکو واسطے چشم بنانی کے اندر ایک صحرا کے جاکر درخت مین لٹکا دیا ہے عشاق نے حال باغبان سنکر نیلم جادو کو حکم کیا کہ جاکر باغبان کو تو جلد رہ کرکے پاس ہمارے لے آ نیلم جادو بموجب اسکے حکم کے اسوقت راہی ہوگیا اور حال سنہ باغبان کا کر اسکو گلچین نے جاکر رہا کیا اور کھڑے ہوکر سمجھانے لگی وہ تو سمجھا ہی تھی کہ نیلم جادو بھی جاکر پہونچا اور دیکھا کہ باغبان تو چھوٹا ہوا ہے اور گلچین بھی موجود ہی پس اسکو خوف معلوم ہوا اسنے پیچھے سے جاکر دونون کو زور سے پکڑ لیا اور لیکر طرف افراسیاب کے پلٹا قضا کار اُدھر سے چالاک آتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ باغبان و گلچین کو ایک ساحر پکڑے ہوئے لیے جاتا ہی تو یہ حیرت کی صورت بنکر پاس نیلم جادو کے گیا اور اسکو قتل کیا باغبان و گلچین کو یہ کہکر چھوڑ دیا کہ اِس احسان کو ہمارے فراموش نکرنا وہ دونون تو راہی ہوگئے اور دوسری روایت مین یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ چالاک اپنے ساتھ لیے ہوئے دونون کو پاس عمرو کے چلا آیا ان دونون نے عمرو سے ملاقات کی اور بران کی نقش کو دیکھکر افسوس کیا اور کہا کہ خواجہ اب ہم بھی تمہارے پاس چلے آئین گے یہ کہکر بیٹھے تھے کہ جمشید بن کوکب بھی آکر ٹھہرا حال بران کا سنکر نہایت متحیر ہوا اتنے مین معمار قدرت نے آکر جمشید کو ندا دی اور عرض کیا کہ ایک تالاب گرداب غلام نے بنایا ہے تو اُسمین تابوت بران کا چلکر رکھدیجیے کہ وہان سے اُڑا سکنے کی بھی مجال نہین ہے جو اُسکو لے جاسکے کسواسطے کہ یہ کشتہ سحر ہے ضرور زندہ ہوگی القصہ کوکب نے معمار کی رائے کو پسند کیا اور بموجب اُسکے کہنے کے بران کو اندر تابوت کے رکھکر اندر طلسم کوکب کے لیگئے اور اُس تالاب مین رکھکر پھر آئے اور آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھے وہان افراسیاب کو جو خبر ہوئی کہ نیلم جادو مارا گیا اور باغبان و گلچین دونون پاس عمرو کے بیٹھے ہوئے خوشی اور خرمی باتین کر رہے ہین یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور حرحر سے کہا کہ اب تک تو نے کوئی عیاری نہین کی اور انکے عیارون نے ہزارون مرتبہ ہم سب کو ذلیل کیا حرحر کو جو غیرت معلوم ہوئی تو یہ وہان سے چل نکلی اور نسترین لونڈی گلچین کی بہن کی تھی اُسکی صورت بنکر اندر بارگاہ جمشید کے آئی اور آکر گلچین کو اشارے سے بُلایا اور کہا کہ جہان سب لونڈیان حضور کی ہین وہان مین بھی آپکی خدمت گزاری کو حاضر ہون اگر آپ کا دل چاہے تو آپ میرے

ساتھ چلیں اور اپنی سب لونڈیون کو بھی لے آئین کہ وہ سب افراسیاب کے خوف سے ایک
درۂ کوہ مین پوشیدہ بیٹھی ہوئی ہین گلچین کو یقین ہوا اور ساتھ اُنکے ہولی اُسنے اندر درہ کوہ کے
لیجاکر اسکو بیہوش کیا اور باندھ پشتارہ روبرو حیرت کے لیگئی اور کہا کہ لیجیے گلچین تو حاضر ہے وہ دیکھکر
نہایت خوش ہوئی اور گلچین کو سامنے ایک ستون تھا اُسمین باندھکر کھڑا کردیا اس حال کی خبر
باغبان و ضرغام کو جو ہوئی تو وہ دونون آگے پیچھے بیقرار ہوکر واسطے رہائی گلچین کے اُٹھکر دوڑے
مگر پہلے ضرغام مکان مین حیرت کے آکر داخل ہوا اور چاہا کہ کوئی عیاری کرون صرصر بھی موجود تھی
اُسنے اسکو پہچان لیا اور حیرت سے اشارے مین کیدیا اُسنے بزور سحر اسکو بھی گرفتار کیا اتنے مین
باغبان بھی آکر پہونچا اور دیکھا کہ گلچین و ضرغام دونون گرفتار بلا ہین بس اسکو تاب باقی نرہی
اُسنے گلدستہ سحر کو بیچ بارگاہ کے پھینکدیا اُسکی جو خوشبو پھیلی اور سب ساحرون کی ناک مین پہونچی تو
وہ ازخود رفتہ ہوکر عالم نشہ مین جھومنے لگے باغبان نے اگر ضرغام اور گلچین کو رہا کیا اور لیکر چلی
نکلا مگر حیرت کو غفلت کچھ کم تھی اُسنے جو دیکھا کہ باغبان ضرغام اور گلچین کو لیے جاتا ہے تو وہ
پیچھے اُسکے دوڑی جب تو ناچار ہوکر یہ بھی پلٹ پڑا اور دونون مین لڑائی سحر کی ہونے لگی حیرت
سحر مین باغبان سے بہت زبردست تھی اسوجہ سے باغبان عاجز ہوچکا تھا کہ صرصر آگر
موجود ہوئی اور اُسنے کہا کہ ای ملکہ آپ کا ہیکل ساتھ اسکے مقابلہ کرتی ہین مین اسکو گرفتار کیے لیتی ہون
آپ ہٹ جائین حیرت صرصر کو سمجھکر جدا ہوگئی اور اُسنے بیضہ بیہوشی نکالکر دکھلایا تو باغبان کو
اور مارا حیرت کے ناک پر دماغ مین جو بو اُسکی گئی چھینک آئی اور مرطاق سے زمین پر گرکر بیہوش ہوگئی
اُسوقت صرصر نے نعرہ مارا کہ منم چالاک بن عمرو صرصر کہان رہتی ہے باغبان اب آپ چلے
یہ کہکر تینون کو ہمراہ اپنے بارگاہ جمشید مین لے آیا باغبان نے تعریف چالاک کی سب سے
کی اور آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اُدھر حیرت کو ہوش جو آگیا تو وہ ذلیل ہوکر اپنی بارگاہ مین چلی گئی
مگر اس حال کو بیان نہ کیا اسمین عشاق تو رخصت ہوکر اوپر گنبد سامری کے چلا گیا کہ وہ وہین
رہتا تھا اور افراسیاب کو جو غصہ آیا تو یہ لوٹکر اندر زمین کے اس ارادے سے سما گیا کہ چلکر طلسم
کوکب کو توڑ دیے یہان حیرت فقط تنہا بارگاہ مین حیران اور پریشان بیٹھی تھی کہ ہرکارون نے
آکر عرض کیا کہ شیلتور بن تہمتن بحضور خداوند ساحران کا آتا ہے حیرت نے سنکر جلدی بارگاہ کو

آراستہ کرادیا کوئی دو گھڑی نہین گذری تھی کہ سواری اُس کافر کی آپہونچی اور وہ اژدر بحر کے اوپر سے اوپر سے اُتر کر اندر بارگاہ کے آیا اور حیرت کو سلام کرکے دنگل پر بیٹھ گیا اور پرسان حال ہوا لوگون نے تمام حال پل کے توڑنے کا اور لڑائیونکی شکست ہونے کا روبرو اُسکے بیان کیا وہ سنکر بہت برہم ہوا اور اُسیوقت آمادہ جنگ ہوگیا ہرچند حیرت نے کہا کہ آج تامل کرو شراب و کباب اور کھانا قدرے نوش کرلو اگر بھی ارادہ تمھارا ہو تو کل سمجھ لینا مگر اُسنے نمانا اور کہا کہ مین جمشید کا سر جبتک نہ کاٹ لونگا میرے اوپر دانہ پانی حرام ہے یہ کہکر اژدر بحر پر پھر سوار ہوا اور تمام فوج کو اپنے ہمراہ لیکر طرف جمشید کے چل نکلا عیارون نے دوڑ کر اُسکو بھی اطلاع دی وہ بھی معاً سوار ہوکر مع اپنی فوج بیقیاس کے نکلکر سامنے اُسکے آیا اور آکر صف بستہ ہوا اُسنے جمشید کو دیکھکر افراس جادو نامی ایک ساحر تھا اُسکو اشارہ کیا اُسنے نکلکر نیزہ جمشید کیطرف برق لامع نے آکر ایک چشم زدن مین مار لیا بعد اُسکے زرد ہم جادو منقوش جادو وغیرہ چند ساحر اُنکے لشکر سے باری باری نکلے اور سامنا برق لامع کا کیا اُنسے اُن سبکو آتش سحر سے جلاکر خاک کردیا جب تو شیتور بدحواس ہوگیا اور خود جھلاکے میدان مین آیا جمشید اُسکو دیکھکر برق لامع کو بلایا اور آپ اُسکے مقابلہ کو آیا اب اِن دونون مین سحر چلنے لگے مگر کوئی ظفر نہ ہوا برابر کوئی پہر بھر کے لڑائی سحر کی رہی القصہ شیتور کو جب یہ ثابت ہوچکا کہ اب مین جمشید سے کسیطرح سے نہو سکونگا اور یہ مقرر جھکو گرفتار کرلیگا تو اُسوقت اُسنے خاک جمشیدی کو نکالکر اوپر جمشید کے ماری اور تھوڑی سی فوج کے اوپر بھی پھینکدی اُسکی تاثیر سے جمشید اور اُسکے سب سپاہ بیہوش ہوکر رہگئے شیتور نے جمشید کو بفراغت تمام باندھ لیا اور بارگاہ حیرت مین پکڑکر اسی حالت سے لے آیا اور وہان فوج کو جمشید کی بعد تھوڑی دیر کے ہوش جو آیا اور جمشید کو نہ دیکھا تو نہایت حیران ہوئی آخر کو معلوم ہوا کہ شیتور پکڑکر لے گیا ہے پس سبکو ندامت حاصل ہوئی اور ہر ایک مرنے پر مستعد ہوکر وا مسلطے رہائی جمشید کے چل کھڑا ہوا یہ ماجرا دیکھکر چالاک نے سب کو روکا اور کہا کہ تم ٹھہر جاؤ مین جاکر جمشید کو اکیلا لے آتا ہون وہ سب تو اُسکے کہنے سے ٹھہر گئے اور یہ یکہ و تنہا بصورت معدل بارگاہ حیرت مین آیا یہان خضر بھی کھڑی تھی اُسنے اسکو بنظر اول پہچان کے منع کیا یہ جست کرکے نکل گیا اور پھر صورت بدلکر آیا اُسنے پھر پہچان لیا یہ پھر چلا گیا غرض تین مرتبہ چالاک جرات کرکے آیا خضر نے پہچان لیا اسوقت خضر غلام شیر دل بھی کھڑا تھا اُسنے یہ حال دیکھکر اپنی صورت صبا رفتار کی بنائی اور خضر کو الگ

لیجاکر کسی حیلے سے بیہوش کیا اور لیجاکر ایک صحرا مین باندھکر ڈالدیا اور آپ پھر کر پاس چالاک کے آیا اور
کہا کہ اب تم بیفراغت تمام عیاری کرو مین صرصر کو باندھ آیا ہون اس حال کو سنکر چالاک تو ایک
باغبان کیصورت بنکر اندر بارگاہ حیرت کے پہونچا اور صبا رفتار واسطے بالادوںکے نکلی ہوئی تھی یہ
پھرتی ہوئی اُسطرف کو پہونچی کہ جہان صرصر بندھی ہوئی تھی بس اُسنے دیکھکر اُسکو کھولدیا اور ہمراہ اپنے
لیئے ہوئے اندر بارگاہ کے چلی آئی یہان آکر صرصر نے چالاک کو جو دیکھا کہ سامنے حیرت کے کھڑا ہوا ہے
تو یہ بھی برابر چالاک کے کھڑی ہوئی اور چپکے سے کہا کہ ای چالاک تو جان بچکر آیا تو اس مقام پر واسطے
رہائی جمشید کے مگر تو اُسکو کیونکر رہا کرسکے گا کیونکہ واسطے کہ اُسکے تو گرد قنات فولادی کھنچی ہوئی ہے اُسکے اندر
وہ قید ہے چالاک نے کہا کہ ہم تو اُسکو رہا کرلینگے تم دیکھا کرو اور ساتھ منصفی کے ہم لوگونکی عیاری کی داد
دو اِس کلمے کو سنکر صرصر نے ارادہ کیا تھا کہ چلکر شیتور سے چالاک کو گرفتار کرادون کہ دفعتہً وہ قنات
فولادی خود بخود گری اور اندر زمین کے غرق ہوگئی اِس حال کو دیکھکر سب ساحر مع شیتور کے اُٹھکر
دوڑے تو دیکھا کہ اُسمقام پر ایک غار عظیم الشان ہوگیا ہے اور وہ صندوق نہین ہے کہ جسمین جمشید کو
قید کرکے رکھا تھا اور نہ تہ دیوار کا ہے سبکو نہایت تعجب ہوا اور وجہ صندوق کے غائب ہونے کی یہ ہے کہ
مہتر قران نقب کی راہ سے صندوق کو لیگئے اور دیوار اندر نقب کے جا رہی چالاک نے جو یہ رنگ
دیکھا تو وہ بھی نکلکر چلا گیا اور سمجھا کہ قران جمشید کو لیگئے القصہ شیتور وغیرہ سب ساحر ناچار ہوکر اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور قران نے اُس صندوق کو اندر ایک درہ کوہ کے لیجاکر دیکھا اور جمشید کو باہر صندوق
کے نکالکر ارادہ ہوشیار کرنیکا کیا تھا کہ اکبارگی ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُٹھاکر جمشید کو لیگیا قران کو کمال صدمہ
ہوا اور حال سُنیے پنجے کا کہ وہ نہنگ جادو تھا اسی مقام کا رہنے والا اور حال اُسکو جمشید کا معلوم تھا وہ
دیکھکر لیگیا غرض نہنگ تو جمشید تو عالم بیہوشی مین لیے ہوئے چلا جاتا تھا اور اُدھر سے چالاک بھی چلا
آتا تھا اتنا راہ مین دیکھا اُسنے کہ ایک ساحر جمشید کو لیے جاتا ہے بس دیکھکر ایک ساحر کیصورت بنگیا اور
پاس نہنگ کے جاکر پہونچا کہ کیون بھائی آج تم کسکو لیے جاتے ہو اُسنے ساحر سمجھکے کہدیا کہ جمشید بن کو کیلے
لیے جاتا ہون یہ کہکر چل نکلا چالاک نے پیچھے سے جاکر حلقہ ای کمند مارکر اُسکو دھر کھینچا اور جلدی سے سر اُسکا کاٹ ڈالا
اُسمین جمشید کو ہوش آگیا وہ اپنے تئین دیکھکر متحیر ہوا چالاک نے سب حال قران کا اور اپنا اور برد جمشید کے
بیان کیا اور باتین کرتا ہوا آگے بڑھا تھا کہ افراسیاب آپہونچا اور جمشید کو دیکھکر اُسنے نار یل سحر کا مارا چالاک

توجست کرکے اُڑگیا اور جمشید نے ایک نشتر اپنے ماتھے پر مار کے ایک بوند لہو کی نکالکر اُس ناریل کے اوپر ماری ساتھ ہی مارنے کے وہ ناریل پھٹا اور اُسمین سے ایک گولہ فولاد کا نکلکر افراسیاب کی چھاتی پر لگا کہ تمام بدن اُسکا ہل گیا اُسنے بھی خفا ہوکر ایک چٹکی خاک جمشیدی کی اوپر جمشید کے ماری کہ اُسکی تاثیر سے یہ پھر بیہوش ہوگیا افراسیاب نے پکڑ لیا اور لیکر چل نکلا چالاک نے یہ رنگ دیکھکر اپنی صورت حیرت جادو کی ایسی بنائی اور سامنے افراسیاب کے آکر پہونچا کہ آپ کہان تشریف لیگئے تھے اور اب کدھر کو جایئے گا اِسنے کہا کہ مین طلسم کوکب کے توڑنے کو گیا تھا مگر وہان جاکر جو دیکھا تو طلسم نہایت مضبوط ہی بڑے تردد سے ٹوٹیگا اِسوجہ سے پھر کر چلا آیا اثنار راہ مین جمشید کو جاتے ہوئے دیکھا تو اُسکو پکڑ لیا ہی اب تمھارے ساتھ مین چلتا ہون القصہ چالاک نے باتون مین لگاکر جو اب بیہوشی کو اُسکے مُنہ پر مارا کہ وہ تو بیہوش ہوگیا اور چالاک جمشید کو اُٹھاکر اُسکی بارگاہ مین لیگیا سب ساحر جمشید کے نہایت خوش ہوئے اور تعریف چالاک کی کرنے لگے مگر ہر چند چاہا کہ جمشید کو ہوش مین لاوین وہ کسی طرح ہوشیار نہوا اور وہان افراسیاب کی جو آنکھ کھلی تو نہایت متحیر ہوا آخر کو ناچار ہوکر بارگاہ حیرت مین پہونچا اور سب حال بیان کیا حیرت کو سنکر تحیر ہوئی اسمین چار سو ساحر نہان سُرخ جوڑی پہنے ہوئے آئین اور آکر اُس کافر کو مجرا کیا یہ سب اُسکی خواصین تھین بعد اسکے شیدتور نے بھی آکر سلام کیا اِسنے گلے سے لگایا اور پیار کرکے پاس اپنے بٹھالیا شیدتور بدمزاج تو حد سے زیادہ ہے اور بیٹا بھی افراسیاب کے بڑے بھائی کا ہی اِسنے بیٹھکر افراسیاب سے کہا کہ کیون اے چچا جان آپ نے اتنی سی لڑکا کو اسقدر طول کیا سمجھکے دیا ہے اور اِن عیارون کو بھی آپنے اسقدر طرح دے کے سر چڑھایا ہے کہ وہ اپنے نزدیک فرعون بے سامان ہوگئے بھلا اُنکا برباد کر دینا کوئی بڑا کام تھا جو آپنے اِنکو چھوڑ بھی چھوڑ دیا افراسیاب نے کہا کہ اے فرزند تم ابھی عیارون سے آگاہ نہین ہو وہ بڑے زبردست اور شعبدہ پرداز ہین کیا مجال کسی ساحر کی جو اُنکو گرفتار کرسکے وہ اپنے نزدیک کیا کسی کی اصل جانتے ہین جہان جسکو تاکا اُنھون نے وہان بس فوراً اُسکو مار ہی ڈالتے ہین اسمین کیسا ہی ساحر زبردست ہوئے شیدتور نے سنکر کہا کہ آپکو اُنکا ڈر غالب ہوگیا ہی اسوجہ سے آپ جو چاہین فرمائین ہین آپکو جھوٹا نہین کہسکتا ہون مگر اتنا تو البتہ کہتا ہون کہ اگر فرمایئے تو مین ادنی سحر سے جس عیار کو کہیے پکڑ لاؤن یہ گفتگو شیدتور کر رہا تھا کہ حیرت نے جھلاکے کہا کہ بھلا چالاک کو پکڑ تو بلاؤ دیکھین تو سہی کہ کیسے تم ساحر زبردست ہو شیدتور

شیتور نے فوراً تھوڑی سی آگ منگوا کے اُسکے اوپر کچھ پڑھکے گوگل کو جو ڈالدیا تو وہ جل گیا اور اُسمین سے دھنوان پیدا ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ دھنوان مجسم ہوکے صورت پتلہ کی ہوگیا اور ایک طوق و زنجیر ہاتھ مین لیے ہوئے سامنے شیتور کے آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ کیا حکم ہے اُسنے کہا کہ جلد جا اور جس مقام پر کہ چالاک ہو اُسکو پکڑ کر ہمارے پاس لے آ وہ پتلہ اکبارگی چل نکلا اور تلاش کرتا ہوا چالاک کو اندر بارگاہ جمشید کے پہونچا وہان چالاک جمشید کو لیکر جو آیا تھا تو وہ بیہوش تھا اُسکے ہوشیار کرنے کی فکر مین سر پر اُسکے کھڑا تھا یہ پتلہ جو اُسکی طرف کو چلا تو سب ساحرون نے دیکھکر پتلہ کو تاریخ تیز گولہ فولادی مارے اور وہ سب پڑے اُسکے اوپر مگر وہ اُنکے ضرب سے اُسوقت تو پھٹ گیا اور یہ قریب چالاک کے پہونچا اور اُس طوق کو گردن مین ڈالکے کھینچتا ہوا لے چلا اور شیتور کے پاس لایا وہ دیکھکر چالاک کو نہایت خوش ہوا اور اُس پتلے لیکر چالاک کو سامنے اپنے بٹھایا اور چاہا کہ قتل کرون چالاک تو بدحواس ہوکر مصروف دعا ہوا اور شیتور نے کہا کہ کیون چالاک اب تبا کہ مین تیرا کیا درجہ کرون ارے تجھکو اپنی جان کا بھی کچھ خوف نہ تھا کہ جو تو نے آکر ہم لوگون سے سامنا کیا ہمارا نے کہا کہ کیا مجال ہے کسی ساحر کی جو ہمکو قتل کرسکے بلکہ جو ہم کو بلاتا ہے وہ گویا قضا بلاتا ہے ہم جہان آئے اور وہ مارا گیا چالاک شیتور سے دوبدو گفتگو کر رہا ہے اور حال سُنیے قران کا کہ وہ پیچھے چالاک کے گئے ہوئے تھے اور دل سے فکر رہائی کی کرتے چلے آتے تھے قضا کار حسب اتفاق عبیر جادو نامے ایک ساحر ہے اُسنے ناوک جادو کے ہاتھ عرضی شیتور کو روانہ کی تھی وہ بھی عرضی کو لیے ہوئے چلا آتا تھا قران نے جو اُسکو دیکھا تو چاہا کہ اُسکو کسی تدبیر سے قتل کرو اور پھر اُسکی صورت بنکر بجائے شیتور کے چلو لیکن لاکھ لاکھ تدبیرین کین وہ ساحر گھات نہ آیا آخر کو ناچار ہوکر قران بھی ساتھ اُسکے اندر بارگاہ کے آیا تو دیکھا کہ سامنے شیتور کے چالاک مایوس بیٹھا ہوا ہے قران بھی بصورت ساحر بنے ہوئے کپڑے دکھلائے اسمین ناوک جادو نے سلام جو کیا تو افراسیاب اور حیرت کو شبہہ عیار کا گذرا اور سمجھے کہ اکثر عیار بصورت مبدل آتے ہین اور اپنے طرفدار کو رہا کرکے صاف لیجاتے ہین کیا عجب ہے کہ یہ بھی کوئی عیار ہوئے اور چالاک کیواسطے آیا ہو یہ تصور کرکے شیتور سے کہا کہ خبردار اس ساحر کو قریب اپنے نہ بلانا یہ مقرر کوئی عیار ہے شیتور نے بموجب اُنکے کہنے کے ایک ناریخ سحر کا اوپر ناوک کے مارا وہ تو حقیقت مین ساحر تھا

اسنے اسکو رد کرکے گولہ فولاد کا اوپر شیتور کے مارا وہ زمین پر گرکے پھٹا اور کئی ساحر مارے گئے جب تو گھبراکے سب ساحر اُٹھ کھڑے ہوئے اور چہار طرف سے ناوک کو گھیر لیا قران نے جو دیکھا کہ بھیڑ ہوگئی تو اُنکو فرصت ملی انھون نے جلدی سے چالاک کو اُٹھالیا اور لیکر بھاگے کسی نے خیال بھی نکیا قران نے بارگاہ جمشید مین لاکر چالاک کو چھوڑ دیا چالاک نے دیکھا کہ جمشید اُسیطرح سے بیہوش پڑا ہے یہ پھر جاکر برابر اُسکے کھڑا ہوا تھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے اور آواز سناٹے کی آئی اور تاریکی ہوگئی اُسی تاریکی مین دیو نے پنجون نے جمشید اور چالاک کو اُٹھالیا اور لیکر بروے ہوا چلے گئے اب اِنکو تو اُدھر جانے دو اور دوسرے داستان شیتور کے سنو کہ اُسنے جو ناوک جادو کو پھینکا تو اوسکی خاطرداری کی اور حال اپنے لشکر کا بیان کرکے اُسکو بہلایا مگر چالاک جو نہ دیکھا تو کمال حیران ہوکر افراسیاب سے پوچھا کہ چالاک کو کون لیگیا اُسنے کہا کہ مین تو تمسے پہلے ہی حال عیار و نکا بیان کرچکا ہون اُنھین مین سے کوئی عیار آیا ہوگا اُس کو لیگیا اِس کو مین کیا کرون شیتور یہ سنکر برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اے چچا جان اب جبتک کہ مین جمشید کا سر نکاٹ لونگا تب تک آب و دانہ سب میرے اوپر حرام ہے ہرچند افراسیاب نے سمجھایا اور منع کیا لیکن اُسنے نمانا اور طبل جنگ بجوا دیا یہ ماجرا دیکھکر افراسیاب تو اندر طلسم کے چلا گیا اور شیتور نقارہ کوچ کا بجوا کے سوار ہوا اور تمام اپنی فوج کو ہمراہ لیکر اوپر لشکر جمشید کے چڑھ آیا یہان تو سب غافل تھے اُسکو دیکھکر فوراً ہوشیار ہوگئے اور تیار ہوکر آمادہ رزم و پیکار ہوئے بہ خبر ملکہ مہرخ اور ملکہ اختر بنت سہیلان فیل زور کو ہوئی وہ بھی سب تیار ہوگئین اور آکر شریک فوج جمشید کی ہوئین اُدھر سے ایوان جادو نے آکر مبارز طلبی کی اِدھر سے وہم جادو نے اُسکا سامنا کیا بعد سحر آزمائی کے وہم مارا گیا بعد اسکے بہار جادو نے بڑھکر ایک ہی تیغ سحر کا اوپر ایوان کے مارا کہ وہ اُسکے مُنھ کو توڑ کر پشت کے پار نکل گیا ایوان جادو کو بہار جادو نے مار لیا حیرت جادو نے اپنی بہن کو جو دیکھا تو جھپٹا کے خود مقابلے کو نکلی اور آتے ہی ساتھ ایک تیغ اوپر بہار کے مارا اُسنے تیغ کو آتے دیکھکر کچھ اسم رد سحر کا پڑھکر انگلی کو جو اپنی اُٹھایا تو وہ تیغ بیچ مین سے پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا بعد اُسکے بہار جادو نے ایک ناریل کو اپنے ہاتھ مین لیکر توڑ ڈالا اُسمین سے پھول اوپر زمین کے جو گرے تو حیرت جادو کو نشہ معلوم ہوا اور جھومنے لگی اب جو حیرت نے دیکھا کہ مین اِسکے سحر سے بیہوش ہوجاؤنگی اور سر برہنہ ہونگی

تو بدحواس ہوکر دستک دی ساتھ ہی دستک دینے کے دو پنجے پیدا ہوئے اور حیرت کو بروے آسمان لیگئے یہ ماجرا دیکھکر شیتور کے یہ خیال مین گذرا کہ ایک سے ایک ساحر کہان تک لڑے گا اسکو تو عمر بھر چاہیے اور فیصلہ لڑائی کا نہین ہوگا یہ تصور کرکے مرکب سحر کو اپنے اُڑایا اور اپنی فوج اور حیرت کی فوج کو بھی اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ چنانچہ سات لاکھ فوج نے اس کا ساتھ دیا یہ اور فوج جمشید کے جا پڑا پھر نیچے سحر کے چلنے لگے اور برف اور آتشباری ہونے لگی اسوقت آسمان شرر ریز تھا اور زمین آفت خیز معلوم ہوتی تھی گولے فولادی بھی چل رہے تھے اور ہوائیان سحر کی بھی اُڑ رہی تھین پچھے سوئیون کے پڑ رہے تھے کسی کی کسی کو خبر نہ تھی دھڑ پر ڈھر لاش پر لاش گر رہی تھی اسمین اگر کوئی ارادہ بھاگنے کا کرتا تھا تو سوائے کوچہ فنا کے راہ جانے کو نہ ملتی تھی تلوار کیا تھی کہ شمع تھی پروانۂ جان نثار ہوتے تھے دلال اجل درکار ملک الموت ایک کی روح قبض نہ کرنے پاتا تھا کہ دس مر کر گرتے تھے اشعار

ہمہ تیغ و ساعد زخون گشتہ لال	خرد شان شدہ خاک در زیر نعل	زنیزہ زپیکان ہوا تیرہ گشت
ہمین آفتاب اندران خیرہ گشت	خروش سواران و اسپان بدشت	زبہرام و کیوان ہمین برگذشت
کفن شد کنون مغفر و جوشنش	زخاک افسر و گور پیراہنش	یہ رنگ لڑائی کا ہو رہا تھا اب

انکو تو اس حال مین رہنے دو لیکن حال جمشید اور چالاک کا سنو کہ ان دونون کو نیچے جو لیگئے تھے تو وہ کوکب روشنضمیر کے بھیجے ہوئے تھے انھون نے ایک آن واحد مین لیجاکر ان دونون کو زمین پر نشانین اتار دیا جمشید تو مطلق بیہوش تھا مگر چالاک نے آنکھ کھولکر جو دیکھا تو مکان عالیشان اور جائے پُرفضا پر اپنے تئین پایا اور دیکھا کہ تمام گھاس اُس زمین کی سنہری برنگ طلا ہے اور پیڑ تمام درختون کے مثل کندن خالص کے نظر آتے ہین ہوا سرد چل رہی ہے دل کو تقویت اور روح کو تازگی دیتی ہے چالاک بنظر غور اُس میدان کی کیفیت کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک زمین وہان کی تڑقی اور اُسمین سے ایک عورت ماہ طلعت ایک پھول کسی شے کا اپنے ہاتھ مین لیے نکلی اور اُسنے قریب جمشید کی ملایا اُسکی بو جو دماغ مین پہونچی جمشید گھبراکر اُٹھ بیٹھا اور ہوشیار ہوگیا اُس عورت نے سلام تو اُسکو کیا مگر غائب ہو گئی یہ نارا دیکھکر چالاک نے پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہے جمشید نے کہا کہ بھائی چالاک تم اندیشہ کسی امر کا

فکر و یہ مکان ہمارا ہی چالاک کچھ اور پوچھا چاہتا تھا کہ سامنے سے پانچ سو عورتین زمرد پوش اُس میدان طلائی مین آتی ہوئی دکھائی دین اور پیچھے اُنکے تخت زمرد پر کہ ایکڈال زمرد کا تھا کوکب کو دیکھا کہ وہ سوار چلا آتا ہی غرض وہ تخت بہت قریب آگیا جمشید نے اُٹھکر سلام کیا کوکب نے کہا کہ برخوردار چالاک نے بھی ارادہ سلام کرنیکا کیا تھا کہ اکبارگی ہوا ایسی چلی کہ اس کی نظرون کے تلے تیرگی سی چھا ہوئی یہ ٹھہر گیا بعد اُسکے روشنی جو ظاہر ہوئی تو دیکھا چالاک نے کہ وہ عورتین ہین نہ کوکب ہے نہ کچھ سامان سواری کا ہے جب تو یہ اور زیادہ حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا تھا یہ تو اِس فکر مین تھا کہ دہنی طرف سے اڑھائی سو عورتین لباس یاقوت کا پہنے ہوئے اور ایک تخت یاقوت کا ہمراہ اپنے لیے نمودار ہوئین اور آکر سامنے جمشید کے ہاتھ باندھکر سب نے مجرا کیا کہ آپ کو آپکے والد بزرگوار نے طلب کیا ہی جلد تشریف لے چلیے جمشید ساتھ ہی سننے کے اُٹھ کھڑا ہوا اور اوپر تخت کے سوار ہوکر چالاک کو بھی برابر اپنے بٹھالیا اوپر تخت کے پھر تو اُن عورتون نے تخت کو اُٹھالیا اور لیکر چلین جبکہ اُس میدان کو طے کرچکین تو دیکھا چالاک نے کہ ایک دیوار آہنی کی سامنے کھینچی ہوئی ہے اور اُسمین دروازہ بلور کا لگا ہی وہ عورتین تخت جمشید کو دروازہ کی اندر لیکر داخل ہوئین وہان جاکر چالاک نے دیکھا کہ باغ ہے گویا کہ بہشت کا چشم و چراغ ہر روش پٹری سے آراستہ پیراستہ نہایت خوب دلکو مرغوب اِسطرح کا کہ اگر رضوان بھی اُسکو دیکھے تو داروغگی بہشت کی ترک کردے سنگریزے یاقوت زمرد کے جابجا پڑے ہوئے ہین اور ہزارہا من مقیش کترا ہوا تمام باغ مین پھیلا ہوا ہی اور فوارے ہیرے کے اُنپر ہزارے یاقوت زمرد کے پڑے ہوئے

نہرون مین نصب ہین منظم	کوئی گل مثل روے ماہ براق	اُداہٹ مین کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگین	کسی مین اور ہی صورت کی تزئین	کسی مین سبز طرح کے رنگ پیدا
کسی مین ایک اک جلوہ ہویدا	لبالب آب سے نہرین ہر اک سو	جو لیجائین دل شائق سے قابو
نوازن جابجا مرغان خوشرنگ	ہر اک کے زمزمے کا ہے نیا رنگ	گل اور پھول ہزارہا طرح کے تمام

باغ مین شگفتہ اور شاداب ہو رہے ہین اور خوشبو اسطرح کی آتی ہی کہ دماغ جان کو قوت حاصل ہوتی ہی کہ وہ عورتین اُس تخت کو اندر ایک بارہ دری کے کہ وہ ایکڈال زمرد کی تھی لیگئین وہان چالاک نے دیکھا کہ تخت مرصع پر کوکب جلوہ افروز ہے اور ہزارہا متبدل ہر مرصع یا جھالر مروارید

سقف مین آویزان ہین اور فرش تمامی کا گسترده ہی میر فرش زمرد اور یاقوت کے جابجا رکھے
ہین اور چھت و پردے زربفت کے لگے ہین غرض جمشید نے تخت سے اُتر کوکب کو بجرا کیا اور
کرسی پر بیٹھ گیا کہ وہ قریب تخت کوکب کے نصب تھی دوسری کرسی پر جالاک بھی بیٹھ گیا اور
کوکب نے جمشید سے کہا کہ اسی بھروسے پر تم افراسیاب سے لڑنے کو گئے تھے دیکھا کہ شیتور نے
کیسا سحر اوپر تمھارے کیا کہ تمکو بیہوش کرکے پکڑ لیا اور تمسے کچھ بھی نہو سکا اب پھر اُسکے ساتھ ارادہ
مقابلہ کا کروگے جمشید نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ آپکی مہربانی اگر میرے حال پر ہوگی تو مین لاکھ مرتبہ
سامنا کرون گا اور اقبال سے حضور کے اُسکو مارونگا اِس کلمہ کو سُنکر کوکب نے کہا کہ اسوقت
بھی تمھاری فوج پر شیتور گرا ہوا ہی اور قتل و قمع کر رہا ہی پس تم اِس انگشتری کو لو اُسکے اوپر اسم
جو کندہ ہی اُسکو جاکر اوپر فوج اور لشکر شیتور کے اسوقت پڑھ مارو تاکہ جسوقت شیتور خاک جمشیدی
تمھارے لشکر پر مارے اور وہ سب بیہوش ہوجائین اور ای فرزند میری تو جان غم مین بران
کے فنا ہو رہی ہے کہ وہ تمام عمر کی کمائی میری ہی اِسوجہ سے سحر وغیرہ سب مجکو بھولا ہوا ہی اور جہان
پیش نظر اندھیر معلوم ہوتا ہی اور بران کی فکر مین یقین ہی کہ صبح و شام مین غم و تدبیر کرکے گنبد سامری
مین جائیگا اور عشاق جادو کو مار کر مقرر آئے گا پس جسوقت کہ وہ آئے گا تو پھر مین بھی
کوچ کرکے تمھارے پاس آؤنگا تم خاطر جمع رکھو یہ کہکر ایک ساحر کو کہ نام اُسکا فولاد قوی بازو
تھا اسی ہزار ساحرون سے ہمراہ جمشید کے روانہ کیا اور کہا کہ جلد جاؤ ایسا نہو کہ لشکر تمھارا برباد
ہوجائے جمشید نے سلام کرکے اُس انگشتری کو لے لیا اور فولاد کو ہمراہ لیکر مع سب ساحرون کے
سوار ہوکر سمت طلسم ہوشربا روانہ ہوا اور حال سنیے وہان کا کہ شیتور جنگ مغلوبہ
مین مصروف ہے اور لشکر جمشید کو قتل کر رہا ہے مگر اُنکے بھی شریک مہرخ اور بہار
برق و رعد بڑے بڑے ساحر زبردست جو شریک ہین تو اُنھون نے لڑائی کو روک رکھا
ہے اور شیتور سے قرار واقعی جنگ سحر ہو رہی ہے کہ وہ بھی عاجز ہو گیا ہی اور یہی اپنے دل مین
کہتا ہے کہ یہ بھی سب ساحر زبردست ہین دیکھا چاہیے کہ اِنسے سرسبز ہونا کیونکر ہوتا ہی آخر کو عاجز
ہوکر اُس کافر نے خاک جمشیدو سامری کو ایک مٹھی بھر کر سمت آسمان اُڑایا وہ جو پھینکی تو
اُسکی وجہ سے زمین و آسمان تیرہ و تار ہو گیا اور ہوا گرم ایسی چلی کہ سبکو یہ معلوم ہوا کہ جہنم کا در کھل گیا اُس

ہوا کی تاثیر سے آٹھ لاکھ ساحر جمشید و مہرخ اور بہار و مجلس جادو وغیرہ کا سب بیہوش ہو گیا اور شیتور نے اپنی فوج کو حکم کیا کہ اب سر سبکے کاٹ لو اس اثنا مین حیرت جادو بھی آکر پہونچی سبکو بیہوش دیکھکر شیتور کی تعریف کی کہ واہ وا کیا کہنا تیرے سحر کا اسوقت تو تمنے وہ کام کیا ہو کہ اگر جمشید و سامری بھی ہوتے تو تمھارے قدم لیتے یہ تو تعریف شیتور کی کر رہی ہو اور وہ مثل گدھے کے پھولا ہو اور لشکر جمشید کے سر کاٹ لینے کو فوج اسکی خنجر بکف ہو کر متوجہ ہوئی وہ تو سب بیچارے بیہوش پڑے تھے ان کافرون نے دس بارہ آدمیونکے سر ایک آن واحد مین کاٹ ڈالے کہ بحکم قادر لم یزل جمشید بھی اسی ہزار ساحرون سے آکر پہونچا اور اسنے دیکھا کہ ستم ہو رہا ہو سب ہمارے جان نثار تو بیہوش پڑے ہین اور لوگ اُنکے سر کاٹ رہے ہین بس یہ دیکھتے ہی آگ ہو گیا اور تخت پر سے کود کر اپنا نعرہ کیا اور اُس اسم کو پڑھکر انگشتری کو زمین پر پھینکدیا پھینکتے ہی ایک آواز تڑاقے کی آئی اور وہ نگینہ کہ جو انگشتری پر رکھا تھا دیکھا کہ بشکل آفتاب ہو گیا اور روشنی اُسمین پیدا ہوئی اور ہوا سرد ایسی چلی کہ گویا دروازہ بہشت کا کھل گیا اور خوشبو کی لپٹین آنے لگین اور ہوا کی تاثیر سے ہوا گرم جو چل رہی تھی فوراً برطرف ہو گئی اور سب ساحر جمشید کے ہوشیار ہو کر اُٹھے اور جمشید کو دیکھکر کمال مسرور ہوئے اور جمشید نے اُس آفتاب کے اوپر جو نگینہ کا بنا ہوا تھا تاریخ سحر کو مارا وہ ٹوٹ کر پرزے پرزے ہو گیا اور مثل چنگاریون کے اُسکے ریزے ہو کر سارے لشکر مین چھٹک گئے حیرت اور شیتور کی فوج پر جا کر گرے شیتور تو بیہوش ہو کر گر پڑا اور وہ چنگاری جسکے سر پر پڑی پیچھے سے نکل گئی اور جسکے سینے پر لگی پشت کو توڑ کر پار نکل گئی پھر تمام فوج بجواس ہو کر بھاگی شیتور کی بھی خبر نہ لی اور حیرت جادو بھی بھاگ کر اپنی بارگاہ مین داخل ہو گئی یہان جمشید نے شیتور کو اسی عالم بیہوشی مین تخت پر اُٹھا کر بٹھا لیا اور اپنی بارگاہ مین لا کر ارادہ گردن مارنے کا کیا اور وہان تمام فوج شیتور کی جا کر اپنے مقام پر پہونچی کمر کھولی آسودہ ہوئی اور افراسیاب بھی باس حیرت جادو کے آیا اور سب کو پریشان دیکھکر اس کافر نے حیرت سے کہا کہ کیون ای ملکہ ہم نہ کہتے تھے شیتور سے کہ ابھی جلدی نکر آخر اُسنے ہمارا کہنا نہ مانا گرفتار ہو گیا اب مجکو بہت دشوار ہو کہ مین اُسکے باپ کو کیا جواب دونگا خیر مین خود جاتا ہون اُسکے چھڑانے کو حیرت نے اِس تقریر کو سُنکر کہا کہ آخر جاتے تو ہو تھوڑا کھانا کھا لو اُسنے کہا کہ اب نہیں چھڑائے اُسکے آرزو

پھیر حرام ہو یہ کہکر زمین پر گر لوٹا اور ایک اژدر آتشین ہنکر سمت بارگاہ جمشید روانہ ہوا ادہر جاکر زمین سے
سر نکالا ساحرون نے جو اسکو دیکھا حربے سحر کے اسپر کرنے لگے مگر کسی کا وار اسپر کارگر نہوا اور اسنے
قریب شیتور پہونچکر دم جو کھینچا تو اسکو اپنے شکم مین لے لیا اور قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا ادھر سے آیا تھا
اسیطرح واپسی ہوا کسی ساحر سے کچھ نہو سکا اسوقت جمشید نے کہا کہ خیر لیجانے دو مین پھر سمجھ لونگا یہ کہکر خاموش
ہو رہا اور حال سنو تمیز جادو کا کہ جسوقت شیتور گرفتار ہوا تھا اسوقت ایک ساحر زبردست تمیز کو اطلاع دی کہ
تمھارے فرزند کو جمشید نے پکڑ لیا اور قتل کیا چاہتا ہی یہ سنکر وہ مدحواس ہوا اور دو اژدر آتش فشان
واسطے لینے شیتور کے روانہ کیے اور اُنسے کہدیا کہ شیتور جسجگہ پر ہو اُسے وہانسے لے آؤ چنانچہ وہ دونون
اژدر سحر شیتور کو تلاش کرتے ہوئے نیچے زمین کے چلے آتے تھے اور اُدھر سے افراسیاب اژدر بنا ہوا اُنکو
نکلے ہوئے جاتا تھا اُن اژدرون سے سامنا ہوا وہ تو سحر کے بنے ہوئے تھے اُنھین معلوم ہوا کہ شیتور اسکے
پیٹ مین ہی اژدر کے پیٹ مین ہر اس سے چھین لینا چاہیے یہ تصور کرکے اُن دونون نے اسکو گھیرا اسکے
خیال مین گذرا کہ شاید یہ اژدر سحر جمشید کے ہین یہ سوچکر اسنے سحر کیا اس ارادہ سے کہ انھین مار لون مگر وہ
اسکے بھائی کے بھیجے تھے اور وہ دو تھے یہ اکیلا تھا اسوجہ سے اسپر فتحیاب نہوا آخر کو ناچار ہوکر باہر
زمین کے نکل آیا اور ایک چوپال کسی زمیندار کی تھی اُسمین شیتور کو اگل دیا اس خوف سے
کہ کہین گھبراکر اسکا دم نہ نکلجائے وہ تو بیہوش تھا اسنے تو اسے اسی مقام پر چھوڑا اور آپ آکر پھر سنا
انھین اژدرون کا کیا چونکہ یہ ساحر زبردست تھا اسنے تھوڑے ہی عرصے مین ان
دونون اژدرون کے سر پکڑ کر کچل دیے کہ جسسے اُنکے نکل پڑے لیکن وہان بقدرت کردگار رستم غالم
آکر پہونچا کہ ہان شیتور بیہوش پڑا تھا اسنے جو دیکھا تو شیتور کا بیشارہ باندھکر جانب بارگاہ جمشید
روانہ ہوا اس عرصہ مین افراسیاب ان دونون اژدرون کو مار کر واسطے لینے شیتور کے جو آیا
اسکو نپایا نہایت حیران ہوا اور فکر اسکو دامنگیر ہوئی کہ یہان سے کوئی لے گیا آخر کو دل مین
سوچتا ہوا اندر بارگاہ جمشید کے داخل ہوا اور اُس سے سب حال شیتور کے لانے کا اور غائب
ہوجانے کا بیان کیا اُسنے سنکر کہا کہ آپ فکر کسواسطے کرتے ہین کوئی عیار لیگیا ہوگا ابھی عیار کا نام
سنکر آگ ہوگیا اور اسیوقت طرف بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا قضا کا رہتر قرآن بارگاہ پر کھڑے
ہوئے یہ باتین سُن رہے تھے اب جو اُنھون نے دیکھا کہ افراسیاب غصے مین بھرا ہوا جاتا ہی تو

انھون نے اپنے دل مین کہا کہ ای قران یہی وقت ہی اگر بن پڑے تو کسی عیاری سے اسکو مار تو کہ تنہا جاتا ہی یہ سوچکر پیچھے اُسکے چلا مگر دور دور اُس سے بحر تفکر مین عیاری سوچتے ہوئے چلے جاتے ہین اور وہ آگے آگے چلا جاتا ہی تھوڑی دور پہنچکر اسکو برابر ایک درہ کوہ کے صرصر عیار پہنچے آکر مجرا کیا افراسیاب نے اُسکو دیکھکر پوچھا کہ تو کہان گئی تھی اور کہانسے آئی ہی صرصر نے کہا قربان جاؤن لونڈی بھی شتیور کی فکر مین گئی تھی مگر آپ تو فرمائین کہ اسوقت آپ کہان جانے مین لونڈی تصدق ہو جائے اگر واسطے شتیور کے آپ جاتے ہین تو پھر جایئے مین اُسکو لیکر حاضر ہوتی ہون اس تقریر کو سنکر اُسنے کہا کہ مین بھی تیرے ساتھ چلونگا مگر نظرون سے سب کی غائب ہونگا صرصر تو خاموش ہو رہی اور چل نکلی افراسیاب بھی ہمراہ ہو لیا قران پیچھے اُسکے یہ ماجرا دیکھتا ہوا چلا آتا تھا اب جو صرصر کو اُسنے دیکھا تو سمجھا کہ عیاری نکر سکوگے اور صرصر نے قریب ایک درہ کوہ کے پہونچکر افراسیاب کو غافل جو پایا تو اُس چالاکی سے جاب بیہوشی مارا کہ وہ چیخکر مار کر بیہوش ہو گیا اور زمین پر گر پڑا صرصر نے آواز دی کہ منم جانسوز بن قران یہ ماجرا دیکھکر قران نے دوڑکر اپنے فرزند کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ سبحان اللہ ای جانسوز کارے کردی یہ کہکر ایک ہی نعرہ اور پر سر افراسیاب کے ارادہ مارنے کا کیا تھا کہ وہین دو پنجے بلند ہوئے اور اگر ہاتھ قران کا پکڑ لیا بعد انہ مارنے دیا قران کو اُسوقت یقین ہو گیا کہ یہ ابھی نہین مریگا اتنے مین ہاتھ بھی پنجے سے چھوڑ دیے قران اور جانسوز افراسیاب کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اب انکو تو راہ مین چھوڑا اور صرغام جو پشتارہ شتیور کا لیے ہوئے چلا جاتا تھا جادو کو خبر ہوئی اپنے دو رون اژدر سے کے مارے جانے کی تو ابدہ خفا ہو کر واسطے شتیور کے چل کھڑا ہوا تھا قضا کار اسطرف کو آ نکلا کہ جدھر سے صرغام پشتارہ شتیور کو لیے ہوئے چلا جاتا تھا پس پشتارے کو دیکھکر اُسنے بزور سحر دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عیار ہی اور شتیور کو لیے جاتا ہی نہایت اپنے دل مین برہم ہوا اور کہنے لگا کہ فی الواقع عیار خدا پرستون کے بڑے زبردست ہین اور کیا دل گردے رکھتے ہین دیکھو تو سہی کہ ہمارے ہی شہر مین تو آئے ہین اور یہ غضب ہی کہ ہمارے فرزند کو لیے جاتے ہین کس جرات سے کہ مطلق ہراس اور خوف چہرے پر معلوم نہین ہوتا صرصر افراسیاب کو بھی یہ قتل کریگے یہ سوچکر اپنے فرزند کے واسطے بیقرار تو ہو چکا تھا بنابر

ڈالکر خضر غلام کو مع پشتارے کے اُٹھا لیا اور لیکر طرف آسمان کے راہی ہوا اور ایک آن واحد
مین لیجاکر اپنے مکان مین چھوڑ دیا وہان خضر غلام نے پہونچکر دیکھا کہ ایک احاطہ فولاد کا بنا ہوا ہی
اور اندر اُسکے چالیس بنگلے اشرفات کے پڑے ہین اور ہر ایک بنگلے مین ایک ایک اینت فقیر
بیٹھا ہی آگے اُنکے منقلین لوہے کی آگ سے بھری رکھی ہین اپنے اپنے سحر کو ہوم دے رہے
ہین اسنے عقل سے دریافت کیا کہ یہ سب ملازم تمیز جادو کے ہین القصہ تمیز جادو اُس احاطہ کو
طے کرکے اندر اپنے مکان کے خضر غلام کو مع شیتور کے جو لے گیا تو وہان خضر غلام نے دیکھا کہ
ایک باغ ہی اور چار دیواری اُسکی سنگ مرمر کی کھنچی ہوئی ہی اور روش پڑی کو سنگ سُرخ درست
درست اور تیار کیا ہی اور دو تین سو عورتین لباس پر تکلف رنگ برنگ کا پہنے ہوئے دریاے
جواہر مین غوطہ زن خرامان خرامان سیر کنان ہین اور ایک بارہ دری سنگ بلور کی ایک ڈال پر بنی
ہوئی اُس باغ مین اسطرح کی بنی ہی کہ اُسکے اوپر تمام گل بوٹے طلائی بنے ہین تمیز اُسی بارہ دری
مین داخل ہوا اور شیتور کو پشتارہ سے نکالکر کچھ اسم سحر کا پڑھکے اُسپر دم کیا کہ وہ ہوشیار
ہوگیا اور اُٹھکر اپنے باپ کو مجرا کیا تمیز جادو نے دعا دیکر کہا کہ اے فرزند تمکو اس سے کیا حاصل
ہوا کہ جو تمنے جاکر ناحق کوکوکب سے سامنا کیا کسواسطے کہ وہ نہایت زبردست ہی اُس سے لڑنا
بہت محال ہی پس تمکو کیا کام ہی کہ جو ایسے مقام پر جاؤ شیتور نے کہا کہ افراسیاب ہمارا چچا ہی
اور ساتھ اُنکے مقابلہ کر رہا ہی پھر ہمکو یہ امر کب مناسب ہی کہ بیٹھ رہین اور چچا ہمارا مارا جائے تمیز نے
کہا کہ تمکو تو اُسکا خیال اسقدر ہی اور اُسنے تمھاری خبر بھی نہ لی بیٹھا ہوا چین کر رہا ہوگا آخر کو
ہمین نے اسقدر مشقت اپنے اوپر گوارا کی اور حیران ہوکر تمھاری تلاش کو نکلے اور
جاکر بعد گھر سے آئے ورنہ یہ عیار تمکو بہر صورت لیجاکر قتل کر ڈالتا اسوقت ہمارا تو گھر برباد
ہوجاتا اور افراسیاب کا کیا بگڑتا شیتور نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے والد بزرگوار ہمارے
لڑنے بھڑنے کے یہی دن ہین اور یہی وقت ہی حکومت کرنے کا اگر ہمنے اس لڑائی کو فتح کرلیا
تو افراسیاب مقرر آدھا ملک اور مال و اسباب ہمکو بلا تامل بانٹ دیگا اور سوائے اسکے
ہمیشہ سے یہ دستور رہے کہ ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند تمیز نے ہرچند منع کیا اور سمجھایا کہ
تم اس لڑائی مین دخل ندو کوکب سے لڑائی بہت بیڈھب پڑجائیگی مگر اُسنے نمانا اور کہا کہ آپ

تو اب ضعیف ہو چکے ہین اور سب طرح کا عیش کر چکے ہین اسوجہ سے آپ کو حوصلہ کسی شے کا
باقی نہین ہے اور ہم ابھی جوان ہین ہمکو شوق ہر ایک شے کا ہے اور خواہش نمود کی رکھتے ہین اسوجہ سے
اسکا دل ہمارا چاہتا ہے کہ ہم بذات خود بھی ثروت پیدا کرین اور یون تو بدولت آپکے ہمکو احتیاج
حقیقت مین کسی بات کی نہین ہے اور نہ کمی کسی شے کی ہے تمیز نے سنکر کہا کہ خیر اگر یہی مرضی تمھاری
ہے تو پھر تمکو اختیار ہے ہم اب نہ منع کرینگے یہ کہکر طرف ضرغام کے متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ کیون ای عیار
کیا تجکو اپنی جان کا بھی خوف نہ تھا کہ جو تو نے میرے فرزند کے قتل کرنیکا ارادہ کیا تھا اب بتلا کہ تیرا کیا درجہ
کرون اسنے کہا کہ اگر مجکو اپنی جان عزیز ہوتی اور خوف تمھارا غالب ہوتا تو ہم بارگاہ سلیمانی کو چھوڑکر
اندر طلسم ہوشربا کے کیون آتے اور تم لوگون پر کیون عیاریان کرتے تمیز نے اس تقریر کو سنکر
کہا کہ مین تجکو قتل کرون گا اسنے کہا کہ کیا مجال ہے کسی ساحر کی جو ہمکو بغیر حکم پروردگار کے قتل کر سکے یا ایک
بال ہمارا بیکا کر سکے یہان تو یہ تقریر ان دونو مین ہو رہی تھی اور وہان افراسیاب جادو کو جو ہوش
آیا تو نہایت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ حقیقت مین عیار عمرو کے بڑے زبردست ہین کہ
مجھ ایسے شہنشاہ ساحران کو دھوکا دیا اور صرصر عیار بھی کیا صورت بنکر اپنا کام کیا اور مجھسے کچھ ہو سکا
اب اس زندگی سے تو مر جانا بہتر ہے یہ سوچکر ایک پہاڑ چینی کا تھا اوپر چڑھ گیا اور وہان بیٹھکر سحر کرنے
لگا اس ارادے سے کہ شیتور کا حال معلوم ہو جائے کہ وہ اسوقت کس مقام پر ہے اور حال اسکا کیا
ہوا القصہ کچھ بڑبڑا کے اسنے ایک جانور ماش کے آٹے کا بنا کے تیار کیا اور اس آٹے کو اپنے لہو سے
گوندھا بعد اسکے دو دانہ ماش کے کچھ پڑھکر اسکے اوپر چوبارے تو اس جانور نے پر پرواز پیدا کیے اور
مجسم ہو کر آواز دی کہ شیتور کو تمیز اپنے مکان پر مع ضرغام کے لیگیا ہے تو وہ دونون اسکے پاس بیٹھے
ہین اس حال کو سنکر افراسیاب اسی جانور بحر کے اوپر سوار ہو کے ایک چشم زدن مین جاکر تمیز کے مکان پر
پہونچا تو دیکھا اسنے کہ شیتور اور ضرغام دونون سامنے تمیز کے بیٹھے ہین عرض تمیز دیکھکر افراسیاب
کو خوش ہو گیا اور گلے سے لگاکر پاس اپنے بٹھلایا اور پوچھا کہ کیون ای برادر میرے ان اشدرون کو وہ کون
ایسا ساحر تھا کہ جسنے مار ڈالا افراسیاب نے کہا کہ یہ قصور تو بھائی صاحب تجھی سے ہوا ہے کہ مین نے انکو اس
شبہہ مین قتل کیا کہ شاید کوکب کے یہ اژدر ہین یہ کہکر افراسیاب نے ضرغام سے پوچھا کہ ای شیتور
کو کہان سے لایا تھا اور کسکے پاس تجھکو بھیجا تھا ضرغام نے جہان سے لایا تھا وہانکا نشان بتایا اور کہکر پاس بھیجنے

کہے لیے ہوئے جاتا تھا کہ ایک پنجہ مجکو اس مقام پر لے آیا یہ افراسیاب سنکر خاموش رہا اور تمیز سے کہنے لگا
کہ بھائی صاحب لڑائی تو کوکب سے بہت بیڈھب بڑگئی ہے دیکھا چاہیے کہ کیا ہوتا ہے مگر مین نے قسم کھائی ہے
کہ جبتک شیتور کو نہ لے آؤنگا آب و دانہ سب میرے اوپر حرام ہے اب شیتور کو تم میرے حوالے کرو تاکہ میرا نام
ہوئے شیتور نے اس کلمہ کو سنکر کہا کہ آپ تشریف لیجائین کل صبح کو مین خود مع لشکر کے خدمت مین حاضر
ہونگا افراسیاب نے قبول کیا اور اسیوقت شیتور و خرغام کو اپنے ہمراہ لیکر اندر بارگاہ حیرت کے چلا آیا
اور تمیز نے کہا کہ مین بھی کل صبحکو پاس تمھارے مع لشکر آکر ہوپنچونگا غرض حیرت نے جو دیکھا کہ افراسیاب
شیتور کو لے آیا تو بہت مسرور ہوئی اور اٹھکر دونون ہاتھون سے بلائین لیکر پاس اپنے بٹھایا اور خرغام کو
باندھ دیا افراسیاب نے اپنی جگہ پر قائم ہوکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل و نقارے خوشی کے بجوادو
کہ شیتور کو خداوند ساحران لے آئے یہ کہکر خرغام کے قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا کہ حیرت نے کہا اے
شہریار آپنے کھانا دو روز سے نہین کھایا ہے پہلے کچھ نوش کر لیجیے تو پھر خرغام کو قتل کیجیے افراسیاب راضی
ہوگیا حیرت جادو نے بیربر جادو کو بلاکر کہا کہ خوان خاصہ کے اگر تیار ہوئین تو جلد لے آؤ فوراً حسب
حکم کے روانہ طرف باورچیخانہ کے ہوا اتفاقاً کار چالاک بھی اس مقام پر موجود تھا اسنے جو یہ سب حال سنا تو ایک
دیگ شوکیصورت بنکر جلدی سے باورچی خانے مین جاکر داخل ہوا وان بکاول کہ استاد زمانہ تھا وہ بیٹھا ہوا
مرغ پلاؤ کو دم دے رہا تھا اور اسمین داغ لگ چکا تھا اسکو خبر نہ تھی چالاک نے بوپاکر اسکو اطلاع کردی
وہ اس سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ارے تجکو بھی معلوم ہوتا ہے کہ کھانا پکانے مین بہت دخل ہے
اسنے کہا کہ مین سب طرح کے کھانے تیار کرسکتا ہون اسنے سنکر اسکو بھی شریک اپنا کرلیا پھر تو انھون نے
ہر ایک دیگچی اور دیگچے کے سرپوش کو اٹھا کر دیکھنا شروع کیا اور اسمین بیہوشی کو ڈالدیا غرض جتنے کھانے اور
سالن تیار تھے سب مین بیہوشی کو ملایا اسمین بیربر بھی آکر ہوپنچا اور کہا اسنے کہ جلد خاصہ لے چلو دارغہ
نے سوا سو خوان کھانے کے کسوا کر اکیسن باورچی ہمراہ لیے اور کہارون سے وہ خوان اٹھوا کر سامنے
افراسیاب کے لے گیا اور مجرا کرکے دسترخوان کو بچھایا اور کھانا سب قسم کا چن دیا چالاک
بھی ہمراہ تھا اسمین حیرت جادو نے کہا کہ سب لوگ باہر اب نکلجائین کوئی شخص سوائے
اُنکے کہ جو شریک دسترخوان کے ہین نہ رہے اس کلمے کو سنکر سلحر تو باہر چلے گئے فقط وہی سکھر
جو کہ کھانا ساتھ کھانے تھے بیٹھے رہے اور باورچی بھی دور جاکے کھڑے ہوئے پھر تو افراسیاب

اور شیتور و حیرت وغیرہ سب اوپر دسترخوان کے آکر بیٹھے اور کھانا کھانے لگے کھانا کھاتے کھاتے
شیتور کا سر جو پھرا تو اُسنے طرف افراسیاب کے ہاتھ روک کر دیکھا وہان اُسکا بھی مع حیرت کے
یہی حال تھا غرض حیرت نے طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ بڑا غضب ہو گیا ضرور کسی نے بیہوشی
ہم سبکو دی یہ کلمہ سنکر مع افراسیاب وغیرہ سب اُٹھ کھڑے ہوئے واسطے تلاش عیار کے
ساتھ ہی اُٹھنے کے سبکو چھینک آئی اور تڑاق سے اوپر زمین کے گر پڑے یہ ماجرا دیکھکر باورچی تو وہان
حیران ہوئے کہ یہ کیا سبکو ہو گیا وہ تو حیران تھے اور چالاک نے پکار کر کہا کہ ارے سب جلدی سے
لیٹ جاؤ کہ آفت آسمانی نازل ہوا چاہتی ہے وہ سب اسکے کہنے سے خوف زدہ ہو کر آنکھین
بند کر کے اوندھے لیٹ رہے اُسوقت چالاک نے اپنا نعرہ کیا اور ضرغام کو ناکرلیا مگر
دیکھا کہ اُس سے کھڑا نہین ہوا جاتا ہے سحر مین مبتلا ہے اسپر بھی اُسکا پشتارہ باندھکر اُٹھا اور طرف بارگاہ
جمشید کے روانہ ہوا باہر کے ساحرون نے اسکا پیچھا کیا مگر بچا یا یہ صاف لیے ہوئے چلا گیا اثنا راہ
مین ضرغام نے اسکو پشتارہ بدوش دیکھا لیکن خبر نہ ہوئی سیدھی اندر بارگاہ حیرت کے چلی آئی یہان
آکر سبکو بیہوش جو دیکھا تو جلدی سے افراسیاب کو ہوشیار کر دیا اُسنے اُٹھکر بزور سحر ایک لکہ ابر کا پیدا
کیا اور اُسمین سے ترشح ہونے لگا اُسکی بوند جس ساحر کے اوپر پڑی وہ ہوشیار ہو گیا اور اُٹھ کھڑا
ہوا غرض سب ساحر ہوشیار ہوئے تو نہایت پریشان ہوئے کہ ہمکو کس نے بیہوش کیا تھا اور ہم
کیونکر از خود رفتہ ہو گئے تھے افراسیاب نے سبکو متحیر دیکھکر کہا کہ تم کاہیکو فکر کرتے ہو ارے
سبکو چالاک نے بیہوش کیا تھا وہ تو سنکر خاموش ہو رہے مگر نہایت متاسف ہوئے اور حال سنو
ضرغام کا کہ اُسکو چالاک لیے ہوئے سامنے جمشید کے پہونچا سب ساحرون نے ضرغام کو
دیکھکر تعریف چالاک کی لیکن ضرغام نے جو دیکھا کہ میرے پانون مین طاقت نہین ہے تو ضرغام
نے کہا کہ اب اُس زندگی سے مرجانا بہتر ہے کسواسطے کہ جب پانون بیکار ہو گئے تو پھر لطف
زندگی کا کیا باقی رہا جمشید نے سنکر کہا کہ تم خاطر جمع رکھو ہم تمہارے پانون درست کر دینگے یہ کہکر ضرغام
کو اندر ایک مکان کے لیگیا کہ وہان کوکب نے ایک تالاب بنایا ہے اور نام اُس تالاب کا تالاب
قدرت رکھا ہے اسوجہ سے کہ اُسکے پانی مین یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی مسحور ہوئے تو اُسکو ذرا سا
پلا دو وہ اچھا ہو جاتا ہے غرض ضرغام کو بھی اُسی تالاب پر لیجاکر اُسکا پانی تھوڑا سا پلا دیا پانون ضرغام کے

کھل گئے اسنے خوش ہوکر ہاتھ جمشید کا پکڑ لیا اور ارادہ چلنے کا کیا ساتھ ہی چلنے کے پائون ضرغام کا پھسلا ہر چند جمشید نے روکا مگر اُس سے نہ رُک سکا بلکہ ساتھ ضرغام کے یہ بھی اندر تالاب کے گرا اور دونون تحت الثرے کو چلے گئے بعد گھڑی بھر کے دونون کے پائون زمین پر قائم جو ہوئے تو وہان ایک دروازہ نظر آیا یہ دونون اندر اُسکے داخل ہوئے تو پھر ایک میدان وسیع انکو دکھائی دیا کہ اُسمین تمام دوب لگی ہوئی تھی اسطرح کی کہ وہ بالکل سنہری مقیش معلوم ہوتی تھی اور ہزارہا درخت عود و عنبر کے اُسکے بیچ مین لگے ہوئے تھے اور عجب طرح کی کیفیت دکھلاتے تھے کہ بیان سے باہر ہے یہ دونون کھڑے ہوکر اُس میدان کی سیر کرنے لگے پس ایکی مرتبہ ہوا چلی اور قدرے گرد اُڑکر ان دونون کے بیچ رانون مین آئی اور آکر اُس گرد نے جسم گھوڑون کا پیدا کیئے اور ان دونون کو لیکر اُڑ گئے بعد تھوڑی دیر کے ایک چار دیواری عقیق زرد کی انکو نظر آئی کہ اندر اُسکے ہزارہا من مقیش کترا ہوا پڑا تھا اور ہوا سے اُڑکر ہر چہار طرف کو جو وہ پھیلتا تھا تو گویا ستارے چھٹکے ہوئے تھے غرض وہ گھوڑے اُس پار دیوار کے ان دونون کو جو لیگئے تو دیکھا انھون نے کہ ایک بارہ دری وہان بنی ہوئی ہے اور اُسمین پانچ سو عورتین حسین اور صاحب جمال آپس مین ہولی کھیل رہی ہین اور ایک ایک اُنمین فلک حسن و جمال کی زہرہ ہین شمس قمر اُنکے رخسارون پر بلا گردان شب دیجور اُنکے زلف سیہ پر قربان مسدس

گول گول ابھرا کڑا اُونچا نکیلا سینہ — گنج خوبی کا ہے وہ مہر بر گنجینہ
صاف باطن کی طرح ہے صفت آئینہ — حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ
حسن خوبی کے ہین یہ دونون خزانہ معمور — چشم بد دور ہین جوبن سے سراسر بھرپور
رشک نرمی سے ہوا میدہ کا آٹا گیلا — رنگ خاتم کا مکدر ہے قمر کا پھیکا
جان دے مرمر کے اگر دیکھ لے مرمر کا صفا — قلزم نور شکم ناف ہے گرداب بلا
بحر خوبی ہے صنم اور شکم صاف حباب — فرش ہو جاے پھرے پیٹ کو پکڑے سیماب
کمر کلک مین آئے گا نہین گر لچکا — بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا — پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے جیتا
گر نہ ہاتھ آئے تو ہو وصف کمر کو اتمام — خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھون صاحبدل

کوئی نافہ بھی اُسے کہتا ہے از راہ خطا	صدف گوہر عشرت ہین بہم دوا ک جا
غنچہ یا غ جہان کی نہ لگی جسکو ہوا	دون وہ تشبیہ لا حسنتک کے شک صبا
چاک دامان صبا کا ہے یہ گل پر سایا	عکس حاشیہ مین ہے جسم پری اترا

پچکاریان جواہرات کی ہاتھون مین چڑھی ہوئی ہین دنبج رہے ہین مقمہ عبیر وگلال کے بروے آسمان اُڑ رہے ہین اور وہانسے بڑی دور تک ایک بنگلہ زنگاری ہے کہ اُسکے اوپر تو سو عورتین زنگاری پوشش کھڑی ہین القصہ ان دونون گھوڑون نے سامنے اُس بنگلے کے ان دونونکو لیجاکر اُتار دیا اور آپ غائب ہوگئے یہ اندر اُس بنگلے کے جو داخل ہوئے تو دیکھا کہ کوکب تخت طلائی پر بیٹھا ہوا ہے ان دونون نے سلام کیا اور جاکر کرسیون پر متمکن ہوئے ضرغام اس بنگلے کو دیکھکر نہایت محظوظ ہوا کہ ویسا بنگلا عمر بھر مین نہ دیکھا تھا اتنے مین کوکب نے جمشید سے کہا کہ ای فرزند تم ہمارے تالاب سحر مین تو ٹھہر نہین سکے اگر تالاب افراسیاب کا ہوتا تو پھر تمسے کیا ہو سکتا سوائے اسکے کہ غرق ہو جاتے اسکو خوب یاد رکھو کہ سحر کرنا بہت مشکل ہے جمشید تو خاموش ہو رہا مگر ضرغام نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہین حقیقت مین یہ ہے کہ برابر آپکے سحر کرنا بہت محال ہے کوکب نے خوش ہوکر ایک انگشتری اور جمشید کو دی اور کچھ کان مین کہکر رخصت یہ دونون اوپر طاؤس سحر کے سوار ہوکر روانہ ہوئے اب انکو تو راہ مین چھوڑو اب دو کلمے شیتیور کے سنو شیتیور کو جو دولت حاصل ہوئی تو اُسنے جھلا کے اپنے واسطے ایک بارگاہ علیحدہ استاد کرائی اور اُسمین چالیس ساحر اپنے ہمراہ لیکر بیٹھا اور اسم سحر کا پڑھنے لگا اور رائی سرسون گوگل وغیرہ آگ پر ڈالنا شروع کیا وہ جو چلی تو ایک شعلۂ آتش پیدا ہوا اور صورت تیلہ کی ہوگیا اُسکو دیکھکر شیتیور نے کہا کہ چالاک کو جلد جاکر پکڑ لا وہ تیلہ ادھر سے چلا اور اُدھر چالاک بارگاہ جمشید مین بیٹھا ہوا تھا اس تیلہ نے جاکر کمر زنجیر کو اُسکی پکڑ لیا اور ادھر کھینچا وہانکے ساحرون نے یہ ماجرا دیکھکر تازیانہ تیز گوز فولادی اُس تیلہ کے اوپر مارے مگر وہ مارا نہ گیا بلکہ یہ حال ہوا کہ جہان تازیانہ وغیرہ اُسکے اوپر پڑتا تھا وہ مثل شعلے کے شق ہو جاتا اور پھر بدستور ہوکر چالاک کو لیے چلا جاتا تھا آخر کو کسی ساحر سے کچھ نہو سکا اور وہ لیے ہوئے سامنے شیتیور کے چلا گیا اُسنے چالاک کو دیکھکر اندر ایک پنجرۂ آہنین کے قید کرکے لٹکا دیا اور آپ سامنے پنجرے کے بیٹھ گیا اُدھر جمشید مع ضرغام جو چلا تھا وہ

بھی آکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور تخت سحر پر اُس طاؤس سے اُتر کر متمکن ہوا سب ساحرون نے حال چالاک کا بیان کر کے کہا کہ تیرا شیتور کا اُسکو پکڑ کر لیگیا ہے ہمنے ہر چند چاہا کہ لیجا نہ دیوین مگر وہ لے گیا جمشید نے سنکر نہایت افسوس کیا اُسمین قران اور جانسوز بھی آکر پہونچے اور کہا اُنھون نے کہ شیتور نے اپنے واسطے بارگاہ علیحدہ کھڑی کروائی ہے اور اندر اُسکے چالاک کو لیے بیٹھا ہے اور قفس آہنی مین قید کیا ہے ہمنے لاکھ لاکھ تدبیرین کین اور چاہا کہ اندر بارگاہ کے جاکر چالاک کو رہا کرلائین مگر کسی طرح سے پاس بارگاہ کے نہ جاسکے اسوجہ سے کہ جب ہم قریب بارگاہ کے پہونچتے ہین تو اُدھر شعلۂ آتش نکلکر ہمارے جسم کو جلا دیتا ہے ہم ناچار ہو کر پھر آئے ورنہ چالاک کو لے آتے اِس حال کو سنکر جمشید تھرا گیا اور غصہ مین آکر کہنے لگا کہ قسم ہے مجکو اُسی پیدا کرنے والے کی کہ اب مین بغیر لائے چالاک کے کھانا نہین کھانے کا مین نے سب اپنے اوپر حرام تصور کرلیا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور بارگاہ شیتور کی طرف چلا اور اندر بارگاہ کے داخل ہوا وہ چالیسون ساحر جو کرسیون پر بیٹھے تھے اُسکو دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور تیغ ناریل مارنے لگے جمشید نے سب کے وار کو روک کر کچھ دانے ماش کے اُنپر تمام بدن مین اُنکے آگ لگ گئی اور جلکر خاک سیاہ کردیا یہ ماجرا دیکھکر شیتور خود اُٹھ کھڑا ہوا اور ایک ناریل سحر کا اُسنے مارا اُسنے ناریل کو دیکھکر اسم رد سحر کا پڑھکر پھونکا تو وہ ناریل اثناء راہ مین دو ٹکڑے ہوکر رہ گیا اُسکے پاس تک نہ آسکا پھر اُسنے گولہ فولاد کا شیتور پر مارا اُسنے بزور سحر اُسکو موم کردیا اور آپ ایک فیل مست کی صورت بنکر حملہ آور ہوا جمشید بھی جلد نوٹ کر فیل مست بنا آپس مین ٹکر پڑنے لگی جمشید کو غصہ تو حد سے زیادہ تھا ایک ٹکر اِس زور سے ماری کہ شیتور کو چکر آگیا اور تیورا کر گر کے بیہوش ہوگیا اسوقت جمشید لوٹ کر بصورت انسان ہوگیا اور قفس کو چالاک کے اُٹھالیا اور اپنے ہمراہ بارگاہ مین اپنی لایا اور خوش وخورم اپنے تخت پر متمکن ہوا اُدھر خبر شیتور کی حیرت کو معلوم ہوئی وہ سنتے ہی فوراً چلی آئی اور آکر دیکھا کہ شیتور مطلق بیہوش پڑا ہے اُسنے آب سحر کو چھڑک کر ہوشیار کیا اور احوال پوچھا شیتور نے احوال جو کچھ گذرا تھا اُس سے بیان کیا اُسنے سنکر شیتور کو اپنے ہمراہ لیا اور بارگاہ مین آئی دلداری اور دلجوئی کرنے لگی اس اثنار مین ایک ساحر

تمیز جادو کا نامہ لیکر حیرت کے پاس آیا حیرت جادو نے نامہ کو لیکر کھولا اور پڑھا تو لکھا تھا
کہ اے ملکہ حیرت جادو بدان دا گاہ باش کہ مین تمھاری خدمت مین حاضر ہوا ہون آج
پانچ کوس پر خیمہ زن ہون کل تمھارے پاس سامری کی مدد سے ضرور پہونچ جاؤنگا حیرت
مضمون نامہ سے مطلع ہوکر خود واسطے پیشوائی کے سوار ہوکر روانہ ہوئی اور جاکر تمیز سے
ملاقات کی اور اُسکو اپنے ساتھ لیے ہوئے بارگاہ مین آئی اور تخت پر بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا
اُسنے جام شراب کا لاکر تمیز کو دیا ارباب نشاط آکر حاضر ہوئے سامنے اُسکے ناچ ہونے لگا اُسوقت
افراسیاب بھی بڑی عظمت و شان سے آیا کہ چار سو حور تین یاقوت پوش چکیان
الماس کی پھراتی ہوئین گگریان سونے کی کمر پر رکھے ہوئے ابر سرخ سر پر چھایا ہوا
موتی برستے صدا جمشید و سامری کی بلند یہ بھی آکر تمیز سے ملا دونون بھائی
آپسمین بیٹھکر باتین کرنے لگے جب وہ زمانہ آیا کہ بیضۂ زرین آفتاب جھولی مین مغرب
کی رکھا گیا اور ساحرۂ شب نے عالم مین قدم رکھا اشعار

جو کین خور شید نے طی منزلین چار	گیا دن آئی شام روشنی بار	ہوا مہتاب جب اوپر فلک پر
زمین پر چاندنی چھٹکی برابر	شام کو تمیز جادو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسیوقت	

بفر سحر کو دم ملا یہ خبر ملکہ مہر رخ سحر چشم کو پہونچی اُسنے بھی طبل جنگی بجوایا تیاری سحر کی دونون لشکرون
مین شروع ہوئی بنگالی کانو دیس کے ساحر ڈہرو بجانے لگے اگیاری کرتے تھے پڑھنت
پڑھتے تھے بعض ساحر خون خوک سے نہاتے تھے بچہ ہائے خوک جھٹکا ہو رہے تھے
مسان کی مٹی لاتے تھے کلچڑیان بھنگے بھینٹ مین مین چڑھاتے تھے نقیب آواز مین لگاتے
تھے ساحران نامی کو عزت دلاتے تھے ہنگامۂ عظیم برپا تھا منتر جنتر موہنی جو ہنی پڑھی جاتی
تھین یہ منتر ہر ایک کے ورد زبان تھا چل دور کلوا بیر لموچاٹ جان مانگ دشمن کا تکسے پران
لوکھاسے کلیجہ لیوے جان پڑھو منتر دیوالی مین الیسر ہا چاجو ہمارا کام نکرے دھوبی کے
گدھیا پر سے خرمن چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا تا آخر زلف شاہد شب کا جوڑا بندھا اور
رخسار محبوبۂ عالم منور اور روشن ہوا اشعار

خبر دی صبح کی مرغ سحر نے	بجایا شور اور غوغا گجر نے	ستارہ پر بلا لائی سفیدی

رخ افلاک پر آئی سفیدی | صبح کو مہرخ اور ملکہ بہار مع فوج اور لشکر بیشمار کے جانب میدان

معاف روانہ ہوئین بحر فوج تلاطم پذیر تھا نہنگان بحر شجاعت و شناوران قلزم جلادت میدان مین جاتے تھے چنانچہ جب میدان مین پہونچے **نظم**

نہ تیغ و نہ گرز و نہ کوس و نہ گرد | سیہ شد زمین آسمان لاجورد | تو گفتی بدام اندر است آفتاب
دگرگشتہ خم سپہر اندر آب | ہمین چشم روشن جہان را ندید | سپہر و ستارہ سنان را ندید
ز دریا تو گوئی کہ برخاست موج | سپہ اندر آمد ہمین فوج فوج | برقین گرز گران جھاڑیان جھنڈیان

جلادین اور ابر سحر برسا گرد و غبار بٹھایا میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ اور کمین گاہ آراستہ ہوئین نقیبون نے نکل کر نقابت کی کہ کہان ہین جمشید و سامری اور کہان ہین زردہشت کو بلا ایسا دلاور نامدار ہی کہ جو اس میدان مین آکر اپنا کچھ ہنر اور کرتب دکھائے اور نام کرے یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوئے ملکہ حیرت جادو بھی ہمراہ شیتور کے بافوج قاہرہ میدان مین آئی اور زغال جادو تمیز جادو کی طرف سے میدان مین حیرت سے اجازت لیکر آیا اور ادھر مہرخ جادو مہرخ سے اجازت لیکر نکلا اور مہر نے جاکر زغال کے ایک ناریل سحر کا مارا اُسکے سینے کو توڑ گیا اُسمین تمیز جادو نے کہا کہ ایک ایک ساحر لڑیگا تو برسون مین فیصل لڑائی کا ہوگا پس مناسب ہی کہ مین خود جاؤن یہ کہکر خود میدان مین آیا **نظم**

اندھیرا ہوکے وہ میدان مین آیا | بشکل شیر اُسکو سب نے پایا | ادھر سے مہرخ ذی ہوش و ذی جاہ
کہ ہی جادو کے فن سے خوب آگاہ | گئی میدان مین لڑنیکو اُس شے | کیے جادو کے اسنے اُسپہ حملے
کہا اُسنے کہ او موذی بدکیش | قضا اب ہوگئی ہی تیری پیش | یہ کہکر بال اکھیڑے اپنے سر سے
ہوئے پوشیدہ وہ اُسکی نظر سے | بنا کچھ دم مین وہ شمشیر خونریز | بشکل برق روشن اور بہت تیز
کہین مٹتا تھا وہ کچھ اور کہین یہ | غرض طالب ہر اک صورت مین تھے | پھر آخر نکلے بچھوا آگے آیا

پھر وہ صورت انسان کی بنا اور ایک ناریل سحر مہرخ پر مارا کہ اسکا پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہوگئی لوگ اسکو لشکر مین اُٹھا کر لے آئے اُسوقت بہار جادو نے نکلکر اپنے سحر سے تمیز کے ناریل کو توڑ ڈالا اُسمین سے چند پھول کسی شے کے نکل کر زمین پر گرے اور فوراً کھلا گئے اُسوقت بہار نے پکار کر کہا کہ اے بہار آؤ فوراً زمین سے عنبار زرد

اڑا اور دور تک چمن ہاے طولانی لاثانی پیدا ہو گئے اشعار

مکان مثل دل عارض مصفا	پھسل جائے نظر وقت تماشا	لبالب آب سے نہرین ہر اک سو
جو لہجائین دل عاشق سے قابو	پیہون کا شور کرتا بلبلون کا چہچہانا ہوا سے سرد کے جھونکے	

ناگ انگور پر عجب بہار گل کھلے ہوئے ہزار در ہزار کہین نرگس صرف نگاہ بازی کہین سوسن کی زبان درازی کہین سنبل پر پیچ بہار لالہ و گل نظر عارف مین پیچ فوارے سرکشی اور ابداری پر آمادہ آمادہ ساون بھادون تمام فوارے چھوٹتے ہجوم ماہرویان ہر قدم پر نظر آتا تھا کہ دل بیتاب ہوا جاتا تھا اشعار

نظر آئے نہال سبز و شاداب	کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب	ثمر خوشرنگ پستے لہلہاتے
ہوا چلتی تو وہ جوبن دکھاتے	ملکہ بہار پاجامہ کمخواب کا بڑی آب و تاب کا پہنے پائینچے کلائیون	

ڈالے ماتھے پر افشان چنی ستارے فلک حسن مین چھٹکے ہوئے آنچل پلو کا دوپٹہ اوڑھے ہوئے زلفین چہرے پر پیچ کھاتین چڈھون مین پاجامہ کی سلوٹین پڑی ہوئین بوٹ مینائی جسکے دیکھنے سے چشم عاشق نے آرام پائی چھڑی جواہر کی جگنو جڑی ہاتھ مین لیے ایک چبوترہ پر بلور کے استادہ ہی اور کنیزین اسکی تمیزہ وغیرہ ساحرون کو پکار رہی تھین کہ ای عاشقان ثابت قدم آؤ گلچینی گلشن جمال ملکہ بہار کرو ہوا سے باغ سحر جو وزان ہوئی اور خوشبو گلہاے سحر کی دماغ مین تمیزہ وغیرہ کی جو گئی تو وہ شعر عاشقانہ پڑھتے ہوئے جانب میدان روانہ ہوئے اشعار

تو آنکھ مین نہ سرمۂ دنبالہ دار دے	مفتون چشم کو یونہین اک وار مار دے
چھلا نہین تو چھلے کا گل ای نگار دے	کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے
دشنام ہو کے ترش وہ مہر و ہزار دے	یان وہ نشہ نہین جسے ترشی اتار دے
کیا خاک تجھپہ جان کوئی جان نثار دے	مٹی ملک نہ جب ترے دل کا غبار دے
ای شمع تیری عمر طبیعی ہی ایک رات	ہنسکر گذار یا اسے رو کر گذار دے
لے وام داغ دل سے ترے سورش آفتاب	وعدہ پہ روز حشر کے کوئی اُدھار دے
بے فیض گر ہے چشمۂ آب بقا تو کیا	کیون کوڑیون کے بدلے دُر شاہوار دے
اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے	کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

غرض سب مستانہ وار جھومتے ہوئے دربلغ سحر پر آئے لیکن اُسوقت اوس اسباب آگیا اور اُسنے
جو یہ ماجرا دیکھا تو کچھ سحر پڑھکے دستک دی کہ باغ ملکہ بہار مین آگ لگ گئی اور بہار بیہوش ہوگئی
اُسوقت جمشید کو غصہ آیا اور بہار کے بیہوش ہونے سے تمیز اپنے قابو مین آگیا اور
جمشید نے اُسکو للکارا اُسنے بزور سحر ایک شعلۂ آتش جانب جمشید دوڑایا جمشید نے ردسحر
کیا وہ شعلہ زمین مین غرق ہوگیا اور پھر اُسنے زمین پر دو ہتڑ مارا تو تمیز گر پڑا اور قفلا زبان بکھاتا ہوا
برابر جمشید کے آیا اُسنے چاہا کہ تابخ مارون تاکہ کام اُسکا تمام ہوجائے مگر وہ لوٹ کر
اژدہا بنگیا اور جمشید کو اُسنے نگل لیا اور اُڑکر جانب آسمان روانہ ہوا اور پکار کر کہا کہ اے
حیرت جادو اب آپ پھر کر چلی آیئے کچھ ضرورت لڑنے کی نہین ہے کسواسطے کہ مطلب
جس شخص سے تھا اُسکو مین نے پکڑ لیا تم کاہے کو کھڑی رہو حیرت اس کلمے کو سُنکر مع اپنی
فوج کے چلی گئی ادھر کا بھی لشکر پھر آیا دلاورون نے کمرین کھولین آسودہ ہوئے اور تمیز نے جمشید کو
اپنی بارگاہ مین لاکر اُگل دیا اور حیرت سے کہا کہ کل صبح کو اس نمکحرام کو زندہ چھوڑونگا ادھر تو
اُسنے یہ ارادہ کیا اور اُدھر فوج جمشید کی ناچار و مجبور ہوکر اپنے مقام پر چلی گئی اور آپس مین
بیٹھکر سب ساحرون نے کہا کہ اب جمشید کی جان دیکھا چاہیے کہ کیونکر بچتی ہے ضرغام و چالاک
اور جانسوز نے جو دیکھا کہ سب ساحر جمشید کے پریشان ہین تو یہ جدا جدا آپسمین مشورہ کرکے
بیتون واسطے رہائی جمشید کے روانہ ہوئے مگر سب سے پہلے ضرغام اندر بارگاہ تمیز کے ایک
خدمتگار کی صورت بنکر پہونچا اور کھڑے ہوکر عیاری سوچنے لگا تمیز نے اسکو دیکھکر بنظر اول پہچان
لیا مگر واسطے امتحان کے ایک تابخ سحر کو آگے پھینکدیا اور کہا کہ اے خدمتگار اس تابخ کو اُٹھالا
اُسنے جو ہاتھ اوپر تابخ کے ڈالا ہاتھ اسکا جل گیا تمیز نے اُٹھکر پکڑ لیا اور شیتور کے حوالہ کیا
اُسنے ضرغام کو باندھکر کہا کہ واقعی عیار عمرو کے بڑے فیلسوف اور مکار ہین اسنے بہر صورت
ڈرنا چاہیے یہ کہکر بارگاہ حیرت مین چلا گیا اور جاکر اُس سے ضرغام کا حال بیان کیا اُسنے سُنکر
کہا کہ بہت خوب بات ہوئی کہ جو ضرغام عیار تمھارے ہاتھ لگ گیا اب اسکو جیتا چھوڑنا شیتور
نے کہا کہ اب بھلا مین اُسکو کب زندہ جانے دیتا ہون یہ کہکر خاموش ہورہا اور وہان جانسوز
اِسکی صورت بنکے پاس تمیز کے پہونچا پھر تمیز کے پاس آیا اور آکر اس سے کہا کہ وہ بہت آچکی ہے اپنے بچین

کسواسطے بیٹھے ہوئے ہین اُٹھکر اندر مسہری کے لیٹ رہے تمیز اسکے کہنے سے اُٹھکر اوپر پلنگ کے لیٹ رہا شیتور علی بھی برابر پلنگ کے بیٹھ گیا وہ تو اپنا فرزند سمجھ کے خبر بھی نہوا اور پاس ایک شیشی عطر کی اپنے پاس سے نکالکر کہا کہ یہ مجکو حیرت نے دیا حضور بھی تو دیکھین کہ کیا عمدہ ہے تمیز نے اُس عطر کو لیکر ارادہ سونگھنے کا کیا تھا کہ ایک پتلی پیدا ہوئی اور آکر اُسنے ہاتھ تمیز کا پکڑ لیا اور کہا کہ خبردار اس عطر کو نہ سونگھنا یہ تمہارا بیٹا نہین ہے عیار ہے جانسوز زن قزاق اسکو بھی پکڑلو تمیز نے اس حال کو سنکر جانسوز کو بھی پکڑ لیا اور آکر اندر بارگاہ کے بیٹھا اور فراشون سے کہا کہ شمعین بہت سی چڑھا دو مین صبح تک خود بیٹھا رہونگا کہ عیارون نے بیڈھب پھیلایا ہی فراشون نے سنکر داروغہ سے جاکر سب طرح کی شمعین طلب کین اُسنے دیدین اُنھون نے لاکر وہ بھی شمعین گل باندھکر چڑھادین اور وہ جلنے لگین کوئی دو گھڑی نہین گذری کہ تمیز سر پھیرنے لگا آخر کو سب بیہوش ہوکر رہگئے اُدھر جالاک نے دیکھا کہ اب کسیکو ہوش نہین ہے کسواسطے کہ یہ عیاری اسنے کی کہ داروغہ کو بیہوش کرکے آپ اُسکی صورت بنالیا اور شمعین بیہوشی کی فراشون کو دی تھین اُنھون نے نادانستہ روشن کردی تھین القصہ جالاک نے آکر پہلے تو سر تمیز کا خنجر سے کاٹ ڈالا کہ وہ جہنم واصل ہوا صدا اے داروگیر بلند ہوئی زنانہ روشن سیاہ ہوگیا آندھی آگ اور آگ پتھر برسے اُسکا مرنا تھا کہ ضرغام و جانسوز بھی چھوٹ گئے اور جمشید کو بھی ہوش آگیا وہ تو اُڑکر اپنی بارگاہ مین چلا گیا اور جالاک بھی ضرغام و جانسوز کو اپنے ہمراہ لیکر اندر بارگاہ جمشید کے آیا اُدھر تمیز کے مارے جانے کی خبر شیتور اور حیرت کو ہوئی تو وہ بیقرار ہوکر دوڑے آئے دیکھا کہ حقیقت مین تمیز کی لاش پڑی ہے پھر تو سب نے طمرہ یا سینہ شروع کیا اور لاش کو اُٹھاکر حیرت کی بارگاہ مین لیگئے اس عرصہ مین افراسیاب بھی یہ خبر سنکے آیا اور اپنے بھائی کے واسطے خوب رویا اور شیتور کی تسلی کی اُسنے ناچار صبر کیا اور نعش کو تمیز کی اپنے طور پر جلا بھوک دیا اُسوقت افراسیاب تو چلا گیا اور شیتور بارگاہ مین حیرت کی بیٹھا ہوا تھا کہ نامہ بلور چار چشم جادو کا اسکے پاس آیا اسنے اُسکو پڑھکر حیرت سے کہا کہ ملکہ بلو بھی کل حضور کے پاس حاضر ہونگی وہ سنکر خوش ہوگئی اور اُسنے اُس نامہ کی پشت پر تمیز کے مرجانے کا حال لکھکر نامہ بر کے حوالے کیا وہ تو لیکر چل نکلا مگر عیاران لشکر اسلام کو کیت چین پڑتا ہی جانسوز بھی کھڑا ہوا

تھا اُسنے سب حال سنا اور پیچھے اُس نامہ بر کے روانہ ہوا جب وہ قریب ایک درہ کوہ کے پہونچا تو جانسوز نے ایک ساحر کی صورت بنکر اُس سے پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو اُسکو یقین ہوا کہ یہ بھی کوئی ساحر ہمارے ساتھکا ہی اُسنے حال بلور چشم کا بیان کیا جانسوز نے سب کیفیت سنکر حلقہ ہائے کمند ہاتھ مین لیکر اُسکو پکڑ لیا اور جلد اُسے بیہوش کرکے آپ اُسکی صورت ہو گیا اور چاہا کہ خنجر مارون پیچھے سے اگر کسی نے دونون ہاتھ اسکے پکڑ لیے اُسنے جو دیکھا تو قران کو پایا جلدی سے اُٹھکر سلام کیا قران نے کہا کہ برخوردار خبردار اُسکو ابھی قتل نہ کرنا بیہوش پڑا رہنے دے اور جس کام کو جاتا ہی پہلے جاکر اُسکو انجام دے پھر اس سے سمجھ لینا یہ امر خلاف عیاری کے ہی اور ہوئے اسکے تبلاتو تمھی کہ تیرا ارادہ کیا ہی اور تو نے اسکو کیون گرفتار کیا ہی جانسوز نے کہا کہ کوئی بلور چشم نامے ساحرہ آتی ہی تو یہ اُسکا نامہ بر تھا اسکو اس خیال سے پکڑا ہی کہ مین اسکی صورت بنکے اُسکو جاکر قتل کرون قران نے کہا کہ اگر یہ ارادہ ہی تو اسکو اور زیادہ بیہوش کر یہ کہکر ایک طرف روانہ ہوئے جانسوز نے اُسکو قرار واقعی بیہوش کرکے اُسی مقام پر چھوڑا اور آپ اُسکی صورت بنکے بموجب اُسکے کہنے کے اُسپار جودہ کوہ کے پہونچا تو دیکھا کہ لشکر عظیم الشان پڑا ہوا ہی اور خیمہ بارگاہین استادہ ہین اور اندر بازار کے بارکون مین شیر آتشین اور اژدر و ہرن وغیرہ پھر رہے ہین اور ہر ایک جگہ پر بنگلے نور کے پڑے جگمگا رہے ہین اور جابجا فوجین پڑی ہوئی سیر مین مصروف ہین یہ بفراغت تمام سیر کرتا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچ گیا کسینے نامہ بر تصور کرکے اپنے مالک کا نہ روکا یہ بکشادہ پیشانی سیر بارگاہ کی جو کرنے لگا تو دیکھا اسنے کہ چار سو کرسی مگر وہان شیر دہان اور بصورت مار و اژدر وغیرہ کی بچھی ہوئی ہین اُنکے اوپر ساحر زبردست کال ڈال بشکل ہیبت ناک بیٹھے ہوئے ہین اور ایک تخت پر مرصع کے بلور چشم بھی بیٹھا ہوا ہی جانسوز نے بڑھکر اُس نامہ کو اُسکے ہاتھ مین دیا اُسنے نامہ پڑھکر حال تمیز جادو کا جو دیکھا تو نہایت رویا اور کہنے لگا کہ خیر مین کل چلکر اُن عیارون سے سمجھ لونگا جانسوز نے سنکر کہا کہ شیطتور نے کچھ اور زبانی بھی عرض کیا ہی تو اُسکو علیحدہ چلکر سُن لیجیے بلور اپنا ساحر تصور کرکے فوراً اُٹھکھڑا ہوا اور الگ گوشہ مین لیجاکر جانسوز سے پوچھا کہ شیطتور نے اور کیا کہا ہی اُسکو جلد بیان کرو جانسوز نے باتون مین لگاکر ارادہ اُسکے بیہوش کرنے کا کیا تھا کہ وہان ایک کوہی

اُتر کر اُس ساحر کو بیہوش پڑا دیکھا تو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا اُسکو جو ہوش آیا تو اُسنے اُٹھکر ایک ہی گھونسا اُس بیچارے کو اِس خیال سے مارا کہ شاید اِسنے بیہوش کیا تھا وہ تو مفت مین جان بحق تسلیم ہوگیا اور وہ ساحر کہ نام اُسکا پیک جادو تھا فوراً بھاگا ہوا بارگاہ بلور پر آیا یہان سب اُسکو دیکھکر حیران ہوئے کہ ابھی تو یہ اندر بارگاہ کے گیا تھا پھر باہر کیونکر نکل آیا مگر خاموش ہو رہے یہ سیدھا اندر بارگاہ کے اُس مقام پر چلا گیا کہ جہان بلور اور جانسوز باتین کر رہے تھے اب جو بلور چشم نے اُسکو دیکھا تو یہ بھی پریشان ہوگیا اور اُس سے پوچھا کہ ارے تو کون ہے اِس لیے سب حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ مین پیک جادو ہون اور یہ نہین معلوم کہ کون شخص ہے جانسوز نے چاہا تھا کہ نکل جاؤن مگر نکل نہ سکا اسوجہ سے کہ وہ دو ساحر ہو گئے تھے آخر کو بلور چشم نے جانسوز کو پکڑ لیا اور حال بھی اِسکا دریافت کر لیا کہ عیار ہی اور آکر اپنے تخت پر بیٹھا اور سب ساحرون سے کہا کہ یہ عیار یہان بھی عیاری کرنے کو آیا تھا مین نے پکڑ لیا ہی اب اِسکو اے بلا آہنگ جادو تم پاس شیتور کے جلد پہونچاؤ وہ کافر جانسوز کو لیکر اُسیوقت روانہ ہو گیا اور لیے ہوئے اُسطرف کو آیا کہ جدھر مہتر قران تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ میرے فرزند کو ایک ساحر لیے جاتا ہی تو جلدی سے ایک ساحر کی صورت بنکر سلسلے بلا آہنگ کے آئے اور اُسکو باتون مین لگا کر ایک ہی بندہ اُسکے سر پر مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور وہ مر گیا جانسوز کو قران نے رہا کر کے چھوڑ دیا قضا کار جالاک بن عمرو یہ ماجرا ایک درہ کوہ سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ وہ اکبارگی افراسیاب کے غلام کی صورت بنکر بھاگ کر بارگاہ مین بلور کے پہونچا اِس ہیئت سے کہ نام افراسیاب کا اوپر ماتھے کے کندہ تھا اور تصویر گلے مین پڑی ہوئی تھی بلور چشم نے اِسکی صورت کو دیکھا اِسنے جھک کر مجرا کیا اور کہا کہ افراسیاب نے آپکو سلام کیا ہی اور فرمایا کہ اب جس عیار کو تم پکڑنا تو خبردار اپنے ساتھ لے آنا کسواسطے کہ بلا آہنگ تمھارا مارا گیا اور وہ جانسوز عیار چھوٹ گیا اِس حال کو سُنکر بلور چشم نے واسطے بلا آہنگ کے نہایت افسوس کیا اور جالاک کو غلام افراسیاب کا تصور کر کے بہت بھاری خلعت عنایت کیا اِسنے خلعت کو پہنکر عرض کیا کہ غلام اب حضور ہی کے ساتھ چلے گا کون ضرورت ہی کہ رات بھر کے واسطے چلا جاؤن بلور نے کہا بہت اچھا یہ کہکر اوپر پلنگ کے پہر رات گئے جاکر لیٹ رہا اور دوسرا پلنگ واسطے جالاک

کے برابر اپنے بچھوا دیا یہ اُسکے اوپر لیٹ رہا اور اُسنے قنات اپنی اور اُسکے درمیان مین کھنچوا دی
بھلا اسکو کب نیند آتی ہی یہ لیٹا ہوا جاگا کیا جب کوئی دو پہر رات آئی تو اُسوقت اُٹھکر طرف بلور کے
چلا نگہبانون نے اسکو روکا اُسنے اُنسے کہا کہ مجکو اُنسے کچھ بات ضروری کہنا ہی اسواسطے جاتا ہون وہ سب
سنکے خاموش ہوگئے یہ سیدھا اندر قنات کے چلا گیا اور وہان جاکر بلور کو بیہوش کیا کہ وہ سو رہا
تھا بعد اسکے پشارہ اُسکا باندھکر پشت پر لگایا اور نقب دیکر اُسی راہ سے لیے ہوئے صاف
نکل گیا اور جاکر بڑی دور نکلا وہان سے ایک چشم زدن مین اندر بارگاہ جمشید کے پہونچ گیا
اور ہاتھ باندھکر جمشید سے کہا کہ مین اُس بلور چار چشم کو لے آیا کہ جسکا بڑا شہرہ تھا یہ کہکر
پشارے کو رکھدیا اور چاہا کہ کھولون اس عرصے مین اُسکو بھی ہوش آگیا تھا وہ خود بخود پشارے
مین سے نکل آیا اور بزور سحر سانپ بنکے چالاک کے لپٹ گیا اور لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین
چلا گیا اور پہونچکر سب سے حال بیان کیا وہان جمشید کو جو صدمہ ہوا تو وہ بھی پیچھے اسکے
دوڑا اور چالاک کے رہا کرنے کو بلور کی بارگاہ مین چلا آیا اور چالاک کو بیٹھے دیکھکر آگ ہوگیا
اور ایک گولہ فولاد کا اوپر بلور کے مارا اُسکے اوپر مطلق اثر نہوا اور اُسنے سحر کرکے اسکو بھی پکڑ لیا
اور اُسیوقت کوچ کرکے دونون کی قید کو ہمراہ اپنے لیا اور لیکر وہان سے چل نکلا تھوڑی دور پر
جاکے میدان مین خیمہ کیا اور گرد فوج کا پہرہ مارے خوف کے مقرر کیا قضا کار کوکب رمستنضم کو
جو خبر ہوئی کہ بلور چار چشم نے میرے فرزند کو گرفتار کیا ہی تو وہ جھلا کے خود آیا اور آتے کے ساتھ
ہی سحر اس طرح کا کیا کہ کوکب بلور کے آپس مین لڑنے لگے اور تلوار زور و شور سے باہم چلنے
لگی پھر تو کوکب نے سامنے بلور چار چشم کے جاکر اپنا نعرہ کیا اسمین ایک پنجہ پیدا ہوا
اور بلور کو اُٹھاکر طرف آسمان کے لیے ہوئے چلا گیا بعد اسکے دو پنجے پیدا ہوئے ایک نے چالاک کو
اُٹھالیا اور دوسرے نے جمشید کو وہ دونون بھی ان دونون کو لیکر راہی ہوئے اور لیجاکر کوکب
کے مکان مین چھوڑ دیا جمشید نے کوکب کو دیکھکر سلام کیا اور کرسی پر بیٹھ گیا اور دیکھا کہ بلور
بھی سحر مین گرفتار سامنے کوکب کے کھڑا ہوا ہے اسکو تو کمال خوشی ہوئی اور اُدھر
افراسیاب کو جو خبر ہوئی وہ بھی اسکی نظرون سے پوشیدہ ہوکر مکان مین کوکب کے آیا اور پنجہ بنکر بلور چار
چشم جادو کو اُٹھاکر لیگیا یہ کہتا ہوا کہ منم افراسیاب جادو لیے جاتا ہون اپنے طرف دار کو کوکب یہ ماجرا دیکھکر

خاموش ہورہا جمشید اور چالاک کو کچھ سمجھا کے رخصت کردیا یہ دونون اپنی بارگاہ مین پہنچے آئے
اور وہان افراسیاب نے بلور کو اُسکے لشکر مین پہونچادیا وہ تمام اپنے لوگون کو لیکر بارگاہ
حیرت مین داخل ہوا اور اُس سے ملاقات کی مگر صدمہ جو اپنے گرفتار ہونے کا تھا تو اسوجہ
سے نہایت آزردہ خاطر تھا اُسیوقت طبل جنگ بجوادیا جمشید کو یہ خبر ہوئی اُسنے بھی طبل جنگ بجوادیا
صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے اور قاطر جادو بلور کی طرف سے نکلا ملکہ اختر بنت سہیلان
فیل زور شمشیر زن نے ادھر سے نکلکر اُسکو ایک ہی تاخ سحر مارا کہ وہ جل گیا دوسرا ساحر اور
نکلا اُسکو بھی مار لیا غرض شام تک چالیس ساحر بلور کے نامی ملکہ اختر نے واصل جہنم کیے اور طبل
آسایش بجواکے پھر گئی جمشید نے زر و جواہر بے شمار ملکہ اختر کے اوپر سے خوش ہوکر نثار کیا
اور اپنی بارگاہ مین بیٹھکر میخواری مین مصروف ہوا اُدھر افراسیاب اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا
کہ صرصر نے آکر مجرا کیا اُسنے اسکو دیکھکر کہا کہ کیون ای صرصر تمسے ان عیارون کے باب مین اب کچھ
نہو سکے گا اُسنے کہا کہ لونڈی سے سب کچھ ہوسکے گا اگر فرمائیے تو ابھی ملکہ اختر کو جاکر لے آؤن افراسیاب
نے کہا کہ خیر بہتر ہی جاؤ اُس کو لے آؤ صرصر رخصت ہوکر بصورت چالاک بنی اور بارگاہ جمشید
مین پہونچکر ملکہ اختر کو اشارے سے بُلاکر گوشہ مین لیگئی وہ چالاک کے شبہہ مین چلی گئی صرصر نے اسکو
بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہوکر بارگاہ حیرت مین لے آئی اور کہا کہ لیجئے ملکہ اختر حاضر ہین اسکو
لائی حیرت جادو وغیرہ دیکھکر بہت خوش ہوئین اور تعریف صرصر کی چالاک دربارگاہ پر کھڑا
ہوا تھا اُسنے جو یہ ماجرا دیکھا تو نہایت حیران ہوا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہ تو بڑا ستم ہوگیا کہ صرصر
ملکہ اختر کو لے آئی اُسکو بہرصورت لیچلو یہ تو اس فکر مین تھا اور افراسیاب نے صرصر کو واسطے
مصور جادو کے روانہ کیا کہ جاکر بلا لا وہ جو اُس طرف کو بارگاہ سے نکل کر چلی تو چالاک صبار فتار
کی صورت بنکر اُسکے پیچھے ہوا مگر قابو عیاری کرنے کا نہ پایا وہ سامنے مصور کے پہونچ گئی اور اُس سے
کہا کہ آپ کو افراسیاب نے یاد کیا ہی جلد تشریف لیچلیے اُسنے سُنکر کہا کہ تم چلو مین آتا ہون
پس صرصر کا جانا تھا کہ صبار فتار سامنے مصور کے پہونچی اور اُس سے کہا کہ صرصر مجکو واسطے
تمھارے ہمراہی کے چھوڑ گئی ہے تو اب مین تمھارے ساتھ چلونگی مصور جادو خاموش
ہورہا اور ایک قنات صحن مین کھنچی ہوئی تھی اُٹھکر اندر اُسکے چلا گیا صبار فتار عمل بھی

ساتھ اُسکے چلی گئی اُسنے دیکھکر کہا کہ تو کاہے کو آئی ہے اسنے کہا کہ مین بھی یونہین چلی آئی ہون اگر آپکا
اگر آپکا کچھ ہرج ہو تو مین چلی جاؤن وہ صبار فتار سمجھ کے چپ ہو رہا اور کپڑے پہننے لگا اِس نے
پیچھے سے جاکر حلقہ اسے کمند مار کے اُسکو بیہوش کر کے ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکے باہر نکلا
اور صورت نگار کو ہمراہ لیکر طرف بارگاہ حیرت کے روانہ ہوا وہ اپنا خاوند سمجھ کے باتین کرتی ہوئی
اندر بارگاہ حیرت کے داخل ہوئی اور افراسیاب کو مجرا کر کے دونون اپنے مقام پر بیٹھ گئے افراسیاب
نے مصور کو دیکھکر کہا کہ ملکہ اختر کو صرصر پکڑ لائی ہے سو یہ موجود ہے مصور علی نے سنکر طرف
ملکہ اختر کے دیکھا اور کہا کہ ای خداوند ساحران اسکو میرے حوالے کیجیے مین اپنے ہاتھ
سے قتل کرونگا افراسیاب نے کہا بہتر ہے تمھین اسکو قتل کرو پس مصور نقلی اٹھکر
پاس ملکہ اختر کے پہونچا اور اُس سے کہا کہ اے ملکہ مین مصور نہین ہون چالاک ہون تمھارے
رہا کرنے کو اس صورت سے آیا ہون اب تم اک کام کرنا کہ جسوقت سحر تمھارے اوپر سے مین اُتروا دونگا
تو تم اُسوقت نکل جانا پھر مین بھی چلا آؤن گا ملکہ اختر یہ سنکے نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ
بہت اچھا القصہ چالاک ملکہ اختر کو تعلیم کر کے اُسی صورت سے پاس افراسیاب کے
آیا اور کہا کہ اب تم اپنا سحر اُتار لو ملکہ اختر کے اوپر سے مین اپنے سحر سے گرفتار کر کے قتل کرونگا
افراسیاب راضی ہو گیا اور سحر اپنا اُتار لیا ملکہ اختر نے اپنے جسم کو سبک جو پایا تو اُڑکر سوے آسمان
روانہ ہوئی پھر تو چالاک بھی جست کر کے مثل برق کے نکل گیا اور جاکر بارگاہ جمشید مین
برابر ملکہ اختر کے پہونچا مرحبا وغیرہ ان دونون کو دیکھکر شاد ہو گئی ملکہ اختر نے چالاک کی
تعریف کی اور کہا کہ مجکو مصور کی صورت بنکر رہا کرا لایا ہے یہ کہکر اپنے مقام پر قائم ہوئی اور
وہان افراسیاب کو جو معلوم ہوا کہ چالاک ملکہ کو رہا کرلے گیا تو نہایت شرمندہ
ہوا اور حیران ہو کر دل مین فکر کرنے لگا اتنے مین صورت نگار نے رونا شروع کیا اور کہنے
لگی کہ میرا تو گھر اُجڑ گیا اور راج سہاگ سب برباد ہوا انہین معلوم کہ چالاک نے مصور کو کیا کیا زندہ
بھی چھوڑا یا کہ مار ڈالا یہ کہکر افغان و خیزان باحال پریشان واسطے چالاک کے روانہ ہوئی مگر پہلے
اپنے مکان مین آئی دیکھا تو مصور بیہوش پڑا ہوا ہے نورآبانی سحر کا چھڑک کر ہوشیار کر دیا
اور آپ پھر فکر مین چالاک کے نکلی یہان مصور نے اُٹھکر لوگون سے پوچھا کہ ملکہ صورت نگار

کہان گئی ہوگی ہین اُنھون نے کہا کہ وہ تو آپ ہی کے ساتھ گئی تھین ہمسے آپ کیا سمجھ کے پوچھتے ہین
بس اتنا جو سُنا اِس نے تو سمجھ گیا اور کہا کہ وہ صبا رفتار تھی کوئی عیار تھا میری جورو کو میری
صورت بنکے شاید لے گیا یہ سوچکر دیوانہ وار گھبرا ہوا طرف صحرا کے نکل گیا وہان جاکر دیکھا کہ
صورت نگار بھی چلی آتی ہے تو اُس نے اسکو روک لیا اور پریشان حال ہوا صورت نگار نے
تمام حال چالاک کی چالاکی کا بیان کیا اور کہا کہ مین پکڑنے کو جاتی ہون تم کیون چلے آئے
القصہ مصور تو پھر کر اپنی بارگاہ مین صورت نگار کے کہنے سے چلا آیا بلکہ اُسکو بھی جانے
نہ دیا اور سمجھا کر ساتھ اپنے پھیر لایا کہ وہ کہان جاسکتا ہے ہم سمجھ لین گے صورت نگار بھی ساتھ اُسکے
چلی آئی اور آکر اپنی بارگاہ مین یہ دونون بیٹھے اور افراسیاب بارگاہ حیرت جادو مین
بیٹھا ہوا تھا کہ جوڑی ہرکارے کی آئی اور آکر اُنھون نے دعا دیکر کہا کہ میخوار دوسرا جادو ہاتھ
حضور کے آتا ہے وہ کہی رہے تھے کہ میخوار بھی آکر پہونچا افراسیاب نے خوش ہوکر اُسکو گلے
سے لگا لیا اور برابر اپنے کرسی پر بٹھایا اِسوجہ سے کہ یہ ساحر زبردست ہے اور افراسیاب اُسکو
اپنا قوت بازو جانتا ہے القصہ جب میخوار بیٹھ چکا تو افراسیاب نے تمام حال عیارون کی
سینہ زوری کا اور جمشید کی زبردستی کا روبرو اُس کے بیان کیا اُس نے سُنکر کہا کہ آپ ناحق کو
جمشید سے ڈرے جاتے ہین اگر فرمایئے تو مین ابھی پکڑ لاؤن اُسکی اصل کیا ہے افراسیاب
نے کہا کہ اس سے بہتر کیا بات ہے اگر اُسکو پکڑ لاؤ تو گویا فیصلہ لڑائی کا ہوگیا میخوار نے سُنکر
اسقام جادو کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ جمشید بن کوکب کو اُسکی بارگاہ سے جلد جاکر
پکڑ لا وہ بموجب اِس کے حکم کے فوراً روانہ ہوئی اور بارگاہ جمشید مین جاکر پہونچی اور بآواز بلند
پکارکے کہا کہ مین جمشید کے لینے کو آئی ہون تم مین سے جس ساحر کو دعوے ہو وہ
جمشید کو روک لیوے اِس کلمہ کو سُنکر سب ساحرون نے حربہ اے سحر کے وار کیے اور روکا
اُسکو مگر کوئی سحر کارگر نہوا اُسوقت چالاک نے جمشید کو اشارے سے الگ بُلاکر ایک کمرے
مین بٹھلایا اور کہا کہ جب تک مین نہ آؤن تم اِسی مقام پر بیٹھے رہنا اُس نے منظور کرلیا
پھر تو چالاک جمشید کی صورت بنکر باہر آیا سامنے اسقام کے اور کہنے لگا کہ تو مجھکو لیا لے
جائے گی چل مین تیرے ساتھ خود چلتا ہون وہ جمشید کو سمجھکر خاموش ہو رہی اور اپنے ساتھ

لیکے ہوئے خوش و خرم چل نکلی اتنا رراہ مین چالاک نے اُس سے کہا کہ مین بہرصورت افراسیاب سے راضی ہون مگر نہین معلوم کہ یہ لڑائی آپسمین ناحق کو کسکی وجہ سے ہوئی اور مطلق حال نہین کھلتا ہی غرض اسطرح کی باتین کرتا ہوا دربارگاہ تک پہونچ گیا اور کوئی تدبیر اور ڈھب نہ لگا کہ اُسکو راہی مین مار لیتا آخر نا چار ہوکر اندر بارگاہ کے جب جانے لگا تو اُسکو آگے کیا اور آپ اُس کے پیچھے ہولیا جبکہ دو چار قدم کا فاصلہ ہوگیا تو اُسوقت کلہ گرپن مین پتھر رکھکر جو مارتا ہی تو وہ پتھر اُس کے سر پر پڑا اور سر اُسکا پھٹ گیا چیخ کھاکر زمین پر گر پڑی فورًا مرگئی سانس بھی نہ لی پھر تو چالاک شل برق کے چمک کر بارگاہ جمشید مین آیا اور آکر کہا کہ مین نے اُس لکاتہ اسقام کو خدمت مین سامری کے پہونچا دیا جمشید سنکر شاد ہوگیا اور اپنے تخت پر قائم ہوا چالاک بھی کرسی پر متمکن ہوا اور اُس کا فر افراسیاب کے جو اطلاع ہوئی کہ اسقام کو بھی چالاک نے آکر دردولت پر ڈالا تو وہ نہایت برہم ہوکر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مین خود جاکر اُس ناعیار کو ابھی پکڑلاتا ہون میخوار نے منع کیا اور کہا کہ آپ کیون تکلیف کرین مین اُسکو لیے آتا ہون ہرچند افراسیاب نے منع کیا مگر اُس نے نمانا اور چالاک کی فکر مین بزور سحر اڑکر بارگاہ مین جمشید کی آیا چالاک تو اُسکی آمد مین نکل گیا اور اُس نے تمام بارگاہ مین تلاش کیا لیکن اُسکو نہ پایا آخر کو ناچار ہوکر ڈھونڈھتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوا وہان قران ایک ساحر کیصورت بنے ہوئے استادہ تھے اِس نے اِنکو دیکھکر پوچھا کہ ادھر سے کوئی بھاگا ہوا تو نہین گیا ہی قران نے کہا کہ ایک عیار کو تو مین نے اندر ایک درہ کوہ کی ابھی باندھ کر چھوڑ دیا ہی تم جاکر دیکھ لو اُسکے نام سے آگاہ نہین ہون میخوار نے کہا کہ مین تو چالاک کی فکر مین نکلا ہون ذرا چل کر دیکھا تو شاید وہی ہو قران نے کہا کہ بہت اچھا چلیے یہ کہکر اندر درہ کوہ کے میخوار کو لے گیا اور وہان جاکر کوئی دو قدم پیچھے رہ گیا اور حلقہ ہاے کمند مار کے اُسکو کھینچ لیا بعد اُس کے جلدی سے بیہوش کرکے اُسکو پشتارے مین باندھ لیا اور لے کر طرف بارگاہ جمشید کے سیدھا چلا گیا اُسکو تو راہ مین چھوڑ دو اور چالاک طرف بارگاہ حیرت کے ایک ساحر کی صورت بنکر اس خیال سے چل کھڑا ہوا کہ کوئی عیاری اگر مین پڑے تو اُسکو چل کر کیجیے اِس خیال مین جاتے جاتے طرف بارگاہ گوہر جادو کے جو نکلا تو دیکھا اُس نے کہ گوہر جادو اپنی

ارگاہ پہنچی ہوئی ہے اس نے اسکو دیکھ کر جلدی سے اپنی صورت ایک مُنی کی لڑکی کی ایسی بنائی اور
تماشا بازیان کھاتی ہوئی زربرد گوہر کے پہونچی اُس نے اِسکو دیکھکر سامنے اپنے بلایا اور پوچھا
اس سے کہ تو اکیلی ہے یا کوئی تیرا وارث بھی ہے اس نے کہا کہ مین تو اکیلی ہون اور کوئی میرا عزیز
واقارب نہین ہے دن بھر مین جو کچھ کہ میسر آجاتا ہے اُسکو کھاکر جس مقام پر جگہ پاتی ہون رات
کو پڑ رہتی ہون گوہر جادو نے سنکر کہا کہ ہمارے پاس تو رہیگی اس نے کہا کہ مین تو خدا
سے یہی چاہتی ہون کہ کوئی مجکو اپنے پاس رکھ لیوے خداوند سامری اور جمشید حضور
کا بھلا کرینگے جو آپ میری پرورش فرمائین گی مین حاضر ہون گوہر جادو نے فوراً اسکو
حمام کروا کے کپڑے اپنے پاس سے بہت سے بھاری اسکو پہنائے اور کہا مین نے
اپنی دختر تجکو کیا یہ کہکر پاس اپنے بٹھا لیا اور نہایت خاطر داری کی پلنگ اپنے برابر
اُس کے سونے کے واسطے بچھوا دیا جبکہ رات ہوئی تو کھانا اپنے ساتھ کھلایا اور برابر اپنے
پلنگ کے جو پلنگ بچھوایا تھا اُس کے اوپر کہا کہ آرام کرو۔ اُس نے اوپر جا کے لیٹ رہی وہ
اپنے پلنگ پر دراز ہوئی چالاک نے پہر رات گئے اسکو تو بیہوش کرکے کسی کو نہ معلوم ہوا دیا
اور آپ اُسکی صورت بنکر پکارا کہ ارے ساحرو دوڑو آؤ وہ لڑکی تو نہ تھی کوئی عیار تھا
وہ بھاگ گیا مگر بڑی خیر گذری کہ مین اُس کے ہاتھ سے بچگئی لوگون نے سنکر زربرد گوہر
تصدق اُتارا اسمین صبح ہوگئی اور گوہر نقلی سوار ہوکر اندر بارگاہ حیرت کے پہنچی اور اپنی
جگہ پر سلام کرنے کے ممکن ہوئی اور قران کہ وہ جو پشتارہ میخوار کا سر پہ رکھے ہوئے طرف بارگاہ
جمشید کے چلا آتا تھا تو بسبب سحر کے پشتارہ اسقدر بھاری ہوگیا تھا کہ قران کو چلنا دشوار
ہوگیا آخر کو تھک کر قران نے پشتارے کو تو ایک مقام پر گوشہ مین رکھدیا اور
آپ بارگاہ مین چھوڑ کر اکیلا چلا آیا اُدھر اسکو بھی ہوش آگیا وہ اُٹھکر سیدھا طرف بارگاہ
حیرت کے روانہ ہوا اور جاکر اندر بارگاہ کے چپکا بیٹھ رہا چالاک بھی بصورت گوہر
بیٹھا ہوا تھا کہ صرصر بھی آکر پہونچی اور اُس نے بنظر اول چالاک کو پہچان لیا کہ گوہر
جادو نہین ہے مقرر چالاک ہے سو جبکہ قریب چالاک کے آئی اور کہنے لگی کہ ارے
غضب کیا تو نے کہ اتنے ساحرون مین اس طرح سے آکر بیٹھا ہوا ہے اور کچھ خوف

خطر تجکو نہین ہی یہ کہکر ارادہ اس نے کیا کہ حیرت سے کہدون مگر افراسیاب بھی بیٹھا ہوا تھا اس لیے کہنا مناسب نجانا اور یہ سوچی کہ صنعت سحر ساز سے چل کر اطلاع کرد وہ آکر گرفتار کر لیگی یہ تصور کر کے پاس صنعت کے پہونچی اور اُس سے کہا کہ چالاک گوہر جادو کی صورت بنا ہوا اندر بارگاہ حیرت کے بیٹھا ہوا ہی ضرور کسیکو آج قتل کریگا آپ جاکر پکڑ لیوین صنعت سحر ساز ساتھ ہی سُنتے کے سوار ہو کر چل کھڑی ہوئی قضا کار ملکہ اختر بھی بارہ سو ساحر ہمراہ لیے ہوے واسطے سیر کے نکلی تھی اثنار راہ مین اندر ایک صحرا کے سامنا صنعت سحر ساز سے ہو گیا چالیس ہزار ساحر ہمراہ صنعت کے بھی تھے اختر نے جو اسکو روکا تو لڑائی ہونے لگی اُس کے ساتھ چالیس ہزار ساحر تھے اسوجہ سے بارہ سو ساحر ملکہ اختر کے سب مارے گئے صرف اکیلی ملکہ اختر رہگئی اُسوقت صنعت اور ملکہ اختر سے سامنا ہو گیا قرار واقعی اُسپر گرز چلین آخر کو دونون بیہوش ہو کر اوپر زمین کے گر پڑین اسمین افراسیاب بھی خبر سُنکر اپنی لشکر چل کھڑا ہوا تھا اُسوقت آکر پہونچا تو صنعت اور ملکہ اختر کو بیہوش پڑے زمین پر دیکھا دونون کو اُٹھا کر ایک کوہ پر لے گیا اور وہان لیجا کر صنعت کو تو ہوشیار کیا اور اُس سے احوال پوچھا اُس نے کہا کہ چالاک بن عمرو تمھاری بارگاہ مین گوہر بنا ہوا بیٹھا ہی تو اسکی خبر سُنکر مین اُس کے گرفتار کرنے کو چلی تھی اثنار راہ مین ملکہ اختر سے ملاقات ہو گئی وہ لڑنے لگی آخر کو میرے اور اُس کے سامنا ہو گیا وہ میری ضرب سے بیہوش ہوئی اور مین بھی اُسکی ضرب سے بیہوش ہو کر رہگئی تو آپ اُٹھا لائے اِس حال کو سُنکر افراسیاب نے کہا کہ خیر حال معلوم ہوا اب تم تو اپنے لشکر مین جاؤ وہان سے سوار ہو کر چلی آنا اور مین جاتا ہون بارگاہ حیرت مین یہ کہکر ملکہ اختر کو لیے ہوے اندر بارگاہ حیرت کے چلا آیا اور صنعت سحر ساز اپنے لشکر مین چلی گئی افراسیاب نے یہان آکر چالاک کو بھی پکڑ لیا اور اُس سے پوچھا کہ گوہر جادو کہان ہی اُس نے کہا کہ مین گوہر سے آگاہ بھی نہین ہون کہ وہ کہان رہتی ہے اتنے مین گوہر کو بھی ہوش آگیا وہ بھی آکر بارگاہ مین بیٹھی افراسیاب کو اطمینان حاصل ہوا پھر تو ملکہ اختر اور چالاک کو اُس نے باندھ کر سامنے اپنے استادہ کیا اور حال سُنیے صنعت کا کہ وہ جو طرف اپنے

لشکر کے جاتی تھی تو اُسکو ضرغام نے اندر ایک صحرا کے جاتے ہوئے دیکھا فوراً ایک ساحرہ کی صورت بنکے ہمراہ اُسکے ہولیا وہ خواص افراسیاب سمجھکر خاموش ہورہی اور پوچھا کہ تمکو افراسیاب نے کسواسطے بھیجا ہی اُسنے کہا کہ واسطے آپ کی حفاظت کے مجکو روانہ کیا ہے اِس خیال سے کہ کوئی عیار راہ مین دغا نہ کرے صنعت نے اِس کلمے کو سنکر ہمراہ اپنے ضرغام کو لیلیا اور تمام حال اپنی لڑائی کا اس سے بیان کرتی ہوئی جاتی تھی یہ بھی ہان ہان ملاتا ہوا تھوڑی دور تو چلا گیا بعد اسکے غافل کرکے حلقہ اے کمند مارکے اُسکو پکڑ لیا اور بیہوش کرکے اندر درۂ کوہ کے اُسکو توڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکے اُسکے لشکر مین پہونچا اور سبکو دیکھ بھال کے اُسکے تخت پر سوا ماہوا اور بڑے عظم و شان سے اگر بارگاہ افراسیاب مین داخل ہوا اور سلام کرکے اوپر کرسی کے بیٹھ گیا افراسیاب نے پوچھا کہ مزاج تو آپکا آچھا ہے اِسنے کہا کہ آپکی عنایات سے اچھی تو ہون مگر عیارون سے ناک مین دم آگیا ہی امیدوار ہون کہ چالاک اور ملکہ اختر کے اوپر سے آپ سحر اپنا اُتار لیوین اور مجکو اجازت دیوین کہ مین اِن دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے اپنے مکان مین لیجاؤن اور وہان سران دونون کے کاٹ ڈالون افراسیاب نے کہا کہ بہت اچھا اور سحر اپنا دونون کے اوپر سے اُتار لیا صنعت عملی نے پاس دونون کے جاکر چپکے سے کہا کہ مین ضرغام ہون اب تم کسواسطے کھڑی ہو جلد جاؤ پس چالاک و ملکہ اختر کو کمال خوشی حاصل ہوئی اور اُڑکر ملکہ اختر سوے آسمان روانہ ہوئی اور چالاک بھی جست کرکے صاف نکل گیا جبکہ دونون جاچکے تو اُسوقت ضرغام نے بھی اپنا نعرہ کیا اور نکلا ہوا چلا گیا یہ ماجرا دیکھکر افراسیاب کو بڑا صدمہ ہوا اور پریشان ہوکر حیرت سے کہا کہ صنعت کو نہین معلوم کہ ضرغام نے کیا کیا ہے اب مین خود اُسکی تلاش کے واسطے جاتا ہون یہ کہکر سر بصحرا روانہ ہوا اُسکو تو اُدھر جانے دو اور حال ضرغام و چالاک اور ملکہ اختر کا سنو کہ تینون بارگاہ جمشید مین پہونچے ضرغام نے سارا حال صنعت سحر ساز کے بیہوش کرنے کا ملکہ اختر سے بیان کیا اور کہا کہ وہ ساحرہ زبردست ہی اسوجہ سے ہملوگ اُسکو قتل نہین کرسکتے ہین اگر تمسے ہوسکے تو تم چلکر اُسکو قتل کرو کہ مین ایک درۂ پہاڑ مین اُسکو بیہوش کرکے ڈال آیا ہون اِس حال کو

سنکر ملکہ اختر نے کہا کہین اسکو قتل کرونگی تم چلکر بتادو ضرغام ملکہ اختر کو ہمراہ لیکر طرف اُس درہ کوہ
کے روانہ ہوا کہ جہان صنعت کو ڈال آیا تھا مگر اِس صورت سے کہ آپ تو اوپر زمین کے
چلا اور ملکہ اختر بزور سحر اسکو دیکھتی ہوئی بروے ہوا چل نکلی جبکہ ضرغام قریب اُس کوہ کے
پہونچا کوئی کوس بھر کل راہ طے کرنی باقی رہگئی تھی کہ افراسیاب بھی اُس درۂ کوہ مین پہونچا اور
صنعت کو ہوشیار کرکے اپنے ساتھ لیکر باہر درہ کے نکلا اور طرف اپنے لشکر کے روانہ
ہوا ضرغام نے جو دیکھا کہ صنعت کو افراسیاب لیے جاتا ہے تو اُسنے ساحرہ کی صورت بنکے
ارادہ عیاری کرنے کا کیا تھا کہ اُسنے اسکو پہچان کر پکڑ لیا اور لیکر چل نکلا ملکہ اختر نے آسمان
پر سے جو دیکھا کہ ضرغام کو افراسیاب پکڑے لیے جاتا ہے اور صنعت سحر ساز بھی ہمراہ
ہے تو بجلی بنکر صنعت اور افراسیاب پر گری مگر افراسیاب بچ گیا اور صنعت زخمی ہوئی
افراسیاب نے ملکہ اختر کو بزور سحر پھر گرفتار کرلیا اور صنعت کے زخم کو اسم سحر کا پڑھکر اچھا کردیا
اور کہا کہ تم اپنے مکان پر چلی جاؤ وہ تو رخصت ہوکر اپنی بارگاہ کو چلی گئی اور یہان افراسیاب
نے آواز دی کہ اے فتراک جادو جلد آکر حاضر ہو وہ فوراً اُسکے سامنے آکر موجود ہوا اُسنے کہا
اُس سے کہ تم اِس عیار کو اور ملکہ اختر کو بارگاہ حیرت مین ساتھ ہوشیاری کے لیجاؤ اُسنے ماتھ
باندھکر عرض کیا کہ آپ ذرا تامل فرمائین مین اُس درۂ کوہ مین جاکر ذرا سر کو دھو ڈالون تو پھر
لیے جاتا ہون یہ کہکر فتراک اندر اُس درۂ کوہ کے جو داخل ہوا تو وہان چالاک موجود تھا
یہ تو اپنا سر دھونے لگا اور چالاک نے اُسکو گرفتار کرکے بیہوش کردیا اور آپ اُسکی صورت
بنکے سامنے افراسیاب کے آیا حال تو سب اِسکو معلوم تھا کہ وہ کہہ چکا تھا کہ لائیے
دونون کو لیجاؤن اُسنے ضرغام اور ملکہ اختر کو اُسکے حوالے کردیا اور سحر بھی اپنا اُتار لیا
اور تاکید کردی کہ بہت ہوشیاری کے ساتھ لیجانا اُسنے کہا کہ بہت اچھا اور اپنا لغزہ کرکے
دونون کو ہمراہ لیکر بھاگا اب جو افراسیاب کو معلوم ہوا کہ یہ چالاک تھا عیاری
کرگیا تو یہ پیچھے چالاک کے دوڑا مگر کسیکو نپایا اسوجہ سے کہ چالاک پہاڑ پر دونون کو لیکر
چڑھ گیا تھا ناچار ہوکر اوپر ایک کوہ کے یہ بھی چڑھ گیا لیکن نہایت فکر مین بیٹھا اور وہان
ملکہ اختر نے چالاک اور ضرغام سے کہا کہ میرا تو اب یہ ارادہ ہے کہ مین چلکر لشکر حیرت کو

تباہ کردون، یہ کہکر ایک تخت الماس کا بزور سحر اسنے اُسی مقام پر پیدا کیا اور ضرغام و چالاک کو اُسکے اوپر سوار کرکے سحر جو کرتی ہی تو وہ تخت بسوئے آسمان دونون کو لیکر اس طرح سے اُڑا کہ قندیل فلک ہوگیا وہان پر ملکہ اختر نے سحر جو کیا تو ایک لکہ ابر سرخ کا اوپر اختر کے سایہ فگن ہوا اور ملکہ اختر مانند برق کے چمکتی ہوئی چلی اور وہ تخت ہوا پر بلند ہونے لگا ضرغام اور چالاک نے دیکھا کہ ملکہ اختر اوپر لشکر حیرت کے اُسی طور سے پردے مین ابر کے جاکر پہونچی اور ایک آواز تڑاقے کی ابر سے پیدا ہوئی اور چالیس ہزار پیکان فولادی ساتھ ہی آواز ہونے کے اُس ابر سے نکل کر مانند تیر قضا کے لشکر حیرت پر جا گرے تو جسکے سر پر پڑے ساغر کی راہ سے نکل گئے ایک ہی وار مین چالیس ہزار سپاہی فی النار ہوئے اس حال کی اطلاع حیرت کو جو ہوئی تو وہ مثل آئینہ حیران اور ششدر رہوگئی کہ یہ آفت تازہ کہان سے نازل ہوئی اسنے مین افراسیاب بھی آکر پہونچا اور دیکھا کہ ہزار لاشین پڑی ہین اور ایک ابر سرخ کڑکتا ہوا چلا آتا ہی اسنے ملکہ اختر کو اپنے سحر کے زور سے دریافت کرلیا مگر اُس تخت کو نہ دیکھا کہ جسکے اوپر ضرغام اور چالاک بیٹھے ہوے سوے آسمان بلند ہوتے چلے جاتے تھے پس اسکو تاب باقی نہ رہی غصے مین آکر سحر جو کیا تو وہ ابر اوپر لشکر جمشید کے جاکر برسنے لگا اور اختر کو اسنے پکڑ لیا غرض اُس ابر مین سے اسقدر پیکان فولادی اوپر لشکر جمشید کے برسے کہ دو لاکھ ساحر ایک چشم زدن مین جان بحق تسلیم ہوگئے اور وہ ابر بھی خالی ہوگیا کوئی پیکان اُسمین باقی نرہا اُسوقت افراسیاب نے ملکہ اختر کو تو اندر بارگاہ کے جاکر حیرت کے سپرد کیا اور کہا کہ تم اس سے خبردار رہنا مین ایک کام کو جاتا ہون اُسکو کرآؤن تو پھر آکر اس اختر سے بھون یہ کہکر افراسیاب تو اُڑکر طرف آسمان کے چلا گیا اور حیرت جادو نے ہاتھ ملکہ اختر کا پکڑ لیا ایوان دوسرا جادو نامے ایک ساحر زبردست بیٹھا ہوا تھا اُسکو جو وحشت دامنگیر ہوئی تو اُسنے بیقرار ہوکر چاہا کہ طبل جنگ بجواؤن آخر وہ زمانہ آیا کہ فلک پر عارض مہر زرد ہوا اور شام سوسنی رنگ نے گیسو اپنے وا کیے اشعار

جھکی ہر سمت شام سوسنی رنگ بڑھا قصد زمین کو مہر انور	ہوئے ٹھنڈے طپش سے کوہ مین سنگ بشکل رنگ عاشق زرد ہوکر

سر شام ایوان دوسرے نے اس خیال سے کہ جبتک شاہ جادوان یہان آئین مین جمشید کو گرفتار کرلون پس اسنے طبل جنگ بجوایا اس حال کی اطلاع جمشید کو جو ہوئی تو اُسنے بھی نفیر سحر کو بجوایا دھنوان ہوم کا بلند ہوا اسا حر سحر کرنے لگے ہر ایک کے دل سے لگی ہوئی تھی بیر تدبیر بتانے آتے تھے کڑاھا گیان چڑھی تین شعلہ بلند ہے ہر سامراشتان گیان دھیان مین مصروف تھا سحر و سیاحری سے مالوف تھا اشعار

کوئی سامری کا بنا تھا مست	کوئی بیٹھا پڑھتا تھا خالی پڑھنت	کہین ڈفلی بجتی کہین بانسری
کڑھائی کہین شیخ سدو کی تھی	کوئی تانتا تھا کسی پر لون	کسی کو تھے کچھ یاد جادو کے فن

غرض چار پہر رات اس خاکدان عالم مین یہی شورش عظیم برپا رہی جب کلوشب کا شت ہوا اور شاہ خاور تاج زرین مہر کو سر پر رکھکر ایلغار کی فلک پر جلوہ فرما ہوا اشعار

اٹھائی صبح نے جو چادر شب	تو نکلا مہر مثل ماہ عقرب	ہوا کچھ دیر مین رخ انکا پر نور
ضیا نے کردیا عالم کو معمور	ہنگام سحر جمشید و مہرخ اور بہار و عزہ تخت ہاے سحر پر	

بازیطاقرسے ہنس آتشین فیل آتشین پر سوار ہوکر دعدہ گاہ مصاف مین آئے صف آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی کرکتیون نے کوکا کیا ایوان دوسرے نے نام میدان مین آکر مبارزطلبی کی ادھر سے توسن جادو نام ایک ساحر ذی احتشام اُسکے مقابلہ کو گیا اُسنے ایک ناریل توسن پر مارا توسن نے اُس ناریل کو خالی دیکر ایک تیغ مارا لیکن ایوان نے اُس تیغ کو خالی دیکر ناریل مارا کہ وہ توسن کے سینے کو توڑ گیا یہ ماجرا دیکھکر جمشید کو قرار نہ پڑا خود اُسکے سامنے آیا اُسنے ایک گولہ فولادی مارا جمشید نے اُسکو موم کا کردیا اور ناریخ سحر کو جھپٹ کر اُسکے سینے پر مارا اُسنے بھی خالی دیا اور خفا ہوکر زمین پر گرکے لوٹا اور تپلہ فولاد کا بنکر جمشید کی طرف چلا جب تک کہ یہ قریب پہونچے پہونچے اُسنے مثل سد سکندری کے اپنے تئین دیوار فولادی بنایا اُس تپلے نے غصہ مین آکر ایک ٹکر اُس دیوار پر ماری اس زور سے کہ اگر کوہ پر مارتا تو وہ بھی یقین تھا کہ شق ہوکر گر پڑتا لیکن اُس دیوار کو خبر بھی نہوئی اور ایوان اپنی اصلی صورت پر پھر آیا اور دو بارا جو ٹکر ماری تو خود بخود آپ ہی تیورا کر گر پڑا جمشید نے اُسکو باندھلیا اور گرفتار کرکے اپنی بارگاہ مین

لے گیا اسکو قید سخت مین گرفتار کیا اسکی فوج نے جو یہ رنگ دیکھا تو کنارہ کیا اور پھر کر اپنے
مقام پر چلی آئی اس عرصہ مین افراسیاب بھی بارگاہ حیرت مین آکر داخل ہوا ایوان جادو
کے قید ہونے کا حال سنکر بہت برہم ہوا اور اُسیوقت ملکہ اختر ارابہ پر ڈالکر قتل کرنے کے
لیے میدان سیاست گاہ مین بھجوایا یہ خبر جمشید کو معلوم ہوئی تو اُسکو بڑا صدمہ ہوا آخر وہ
بھی ایوان جادو کو ارابے پر بٹھلا کر افراسیاب کے سامنے لایا اور کہا کہ اگر تم اختر کو قتل کرو گے
تو مین بھی اسکو قتل کرونگا یہ سنکر افراسیاب کا غصہ کم ہوا اور کوئی تدبیر بن نہ پڑی سوائے
اسکے کہ خاموش ہو رہا اور قتل اختر موقوف رکھا اسکو تو اس حال مین رہنے دو
مگر حال چالاک و ضرغام کا سنو کہ وہ جو دونون ملکہ اختر کے تخت پر سوار تھے تو وہ
تخت اسوجہ سے بلند ہوتا جاتا تھا کہ اختر تو گرفتار ہو گئی ہے اب اُس تخت کو اُتارے
کون ضرغام نے یہ حال تخت کا دیکھکر چالاک سے کہا کیون ای برادر ملکہ اختر تو مبتلائے
بلا ہوئی ہین اور یہ تخت دمبدم اُونچا ہوتا جاتا ہے مفت جان گئی اب کیا تدبیر کیجائے یہ کہکر
دونون نے آپس مین اس خیال سے کہ کہین کوئی ساحر دیکھکر گرفتار نہ کر لیوے یہ فن عیاری
ساحرون کی ایسی صورت گئے اور یہ قدرت کردگار چالاک کی صورت ایک نقیر اتیت
مہنت جادو کی ایسی ہو گی اور ضرغام کی شکل اُسکے بالکے اوتار جادو کی ایسی
ہو گئی یہ دونون اس ہیئت سے اُس تخت پر سوار مضطر اور پریشان بلند ہوتے جاتے
تھے کہ دفعۃً نگاہ افراسیاب کی اینڑی اُسنے جو سر کو واسطے دیکھنے جمشید کے اُٹھایا
کہ وہ بلندی پر کھڑا تھا تو اُس تخت پر نگاہ پڑی یہ اُس تخت کی روشنی کو دیکھکر متحیر ہو گیا اور
دل مین اپنے سوچا کہ یہ کون شخص ایسے صاحب کمال ہین کہ جو اسقدر بلند اپنے تخت کو لیے
جاتے ہین اور مانند آفتاب کے تخت روشن اور منور ہو رہا ہے اُنسے ضرور ملاقات حاصل کرکے
حال دریافت کیا چاہیے کیا عجب ہے کہ اپنا مطلب بھی کچھ اُنسے نکل جائے یہ تصور کرکے
اُسنے بھی بزور سحر اپنا تخت اُڑایا اور قریب تخت ضرغام و چالاک کے پہونچا اُن دونون
نے تو اسکو پہچان لیا مگر اُسنے بالکل نہین پہچانا بلکہ سمجھا تو یہ سمجھا کہ ایک تو ایمین مہنت ہے
اور دوسرا بالکا ہے یہ سمجھکر اُسنے دونون سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو کدھر کو جاتے

خرغام اور چالاک نے اسکے جواب مین کہا کہ ہم تو غلام جمشید او سامری کے ہین مگر موجب
حکم خداوند کے آسمان والے ساحر سے واسطے سوال وجواب کرنے کے اپنے خداوندون کی طرف
سے جاتے ہین تاکہ اُسکو قائل ومعقول کرکے خداوند سے ملادیوین اس حال کو سنکر افراسیاب
بدحواس ہوگیا اور اس کافر کو یقین ہوگیا کہ یہ سچ کہتے ہین اِنکو اپنے مکان پر کسی طور سے لیجانے
اور معرفت اِنکے خداوند سے اپنی بھی صفائی لیجیے تاکہ نجات اس مصیبت سے ملجاوے یہ
تصور کرکے اِس مادر قحبہ نے چالاک سے کہ وہ بھی بصورت مہنت کے بنا ہوا تھا کہا کہ اگر
آپکو تکلیف نہوئے تو غلام نوازی میرے حال پر فرمائیے آج کے دن مہربانی کرکے
دعوت کو قبول کیجیے اور مہمان رہیے مین عمر بھر ممنون احسان اور مرہون منت آپکا
رہونگا اور جو کچھ کہ عرض کرنا خداوند سے تمکو منظور ہے وہ بھی آپ سے گزارش کرونگا چالاک
نے سنکر کہا کہ تمکو فرصت تو اسقدر نہین ہے کہ جو ہم کہین ٹھہر سکین مگر خیر تم کہتے ہو ہمکو بھی دل
شکنی تمھاری گوارا نہین اسوجہ سے کچھ مضائقہ نہین خاطر ہے تمھاری تم لیچلو ہم حاضر ہین یکلخت کہا
تو سہی اِن دونون نے مگر پھر گھر آئے اِس خیال سے کہ تخت تو ہمارے اختیار مین نہین
ہم اِسکو اُتارین تو کیونکر اُتارین یہ تصور کرکے کچھ اور بات تو بن نہ آئی کہ جو اُسکو کہتے آخر کو چالاک
نے کہا کہ اے شہریار یہ تخت تو اِسی مقام پر رہیگا کسواسطے کہ اِسکو حکم خداوند کا واسطے بلند ہونے
کے تھا اِسوجہ سے یہ تو اب بغیر حکم خداوند کے نیچے اُتر نہین سکتا ہے پھر ہم تمھارے ساتھ چلین تو
کیونکر چلین ہان ایک امر سے البتہ ہم چل سکتے ہین کہ اگر سواری ہمارے واسطے تم کوئی منگادو تو ہم
اوسکے اوپر سوار ہوکے چل سکتے ہین افراسیاب نے سنکر دونون کو اوپر اپنے تخت کے بلالیا
یہ اپنے تخت کو چھوڑکر پاس اُسکے چلے آئے اُسنے تخت کو اپنے اندر بارگاہ حیرت کے
اُتارا وہ افراسیاب کو دیکھکر خوش ہوگئی مگر ان دونون کو دیکھکر متحیر ہوئی اور افراسیاب
سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہین افراسیاب نے کہا کہ جمشید اور سامری کے خاص
خدمتگار ہین اور اُنھین کے پاس رہتے ہین مہنت جادو اور اوتار جادو اُنکا نام ہے یہ کہکر
خاطرداری اور مدارات مین دونون عیارون کے مصروف ہوا چالاک نے ملکہ اختر کو
قید مین جو دیکھا تو اِسکو نہایت صدمہ ہوا مگر خاموش ہورہا اسمین ایک ابر سرخ اوپر آسمان کے

نمودار ہوا چالاک اور خضر خانم حیران ہوکر اُس ابر کو دیکھ رہے تھے کہ اکبارگی وہ ابر شق ہوا اور اُسمین سے ایک تخت پیدا ہوا کہ اُسکے اوپر ایک ساحرہ سوار تھی اور چالیس ہزار خواصین بھی ہمراہ تھین غرض وہ تخت آکر اندر بارگاہ کے اُترا اور اُس ساحرہ نے افراسیاب کو مجرا کیا اُسنے اُسکو دیکھکر پوچھا کہ کیون اے شوخ جادو مزاج تو تمھارا اچھا ہی اُسنے ہاتھ باندھکر کہا کہ دعا کرتی ہون آپکی جان ومال کو مگر یہ تو فرمائیے کہ ایوان کہان گیا ہوا ہے حیرت جادو نے کہا کہ اُسکو تو جمشید بن کوکب پکڑکے لے گیا ہے وہ تو اُسکی قید مین ہی شوخ جادو اِس خبر کو سُنکر افراسیاب جادو سے زمین مین غرق ہوگئی نیچے نیچے اندر بارگاہ جمشید کے جاکر نکلی تو دیکھا کہ ایوان جادو قید مین بیٹھا ہوا ہے اور گرد اُسکے قنات سحر کھینچی ہوئی ہے پس یہ لوٹکر بصورت عقاب ہوگئی اور ایوان کو کھولکر لیے ہوئے چلی آئی اِس حال کی اطلاع جمشید کو بھی ہوئی اُسنے سنکر کہا کہ لے جانے دو کہان جاسکتا ہے مین پھر اُسکو پکڑلاؤن گا یہ کہکر خاموش ہورہا اور شوخ جادو ایوان کو لیے ہوئے بارگاہ افراسیاب مین داخل ہوئی اُسنے سحر کو ایوان کے اوپر سے اُتار لیا وہ بھی خوش ہوکر کرسی پر بیٹھا اور تعریف شوخ جادو کی کرنے لگا اسمین افراسیاب نے ملکہ اختر سے کہا کہ اگر اب بھی تم شراکت ہماری اختیار کرو تو ہم تمکو رہا کردیوین اور اسقدر سلوک تمھارے ساتھ کرین کہ تم کوکب کو بھول جاؤ ملکہ اختر نے اسکے جواب مین کہا کہ ہم نمکحرام نہین ہین کہ جو اپنے مالک کا ساتھ چھوڑدین افراسیاب نے خفا ہوکر اوتار جادو سے کہا کہ آپنے اِسکی تقریر کو سماعت فرمایا کہ اُسنے کیا جواب صاف مجکو دیا ہے اوتار نے سنکر افراسیاب سے کہا اگر آپ فرمائین تو مین اسکو سمجھاکر راضی کرون اُسنے کہا کہ اس سے بہتر کیا بات ہے اگر آپ اپنی مہربانی فرمائین تو بڑا احسان ہوگا اوتار نے اُٹھکر ہاتھ اختر کا پکڑلیا اور لیکر طرف کمرے کے چلا کہ وہ علیحدہ تھا مگر ساتھ اُسکے ایوان جادو اور مہنت جادو کو بھی کہا کہ تم بھی میرے ہمراہ آؤ اُسکے کہنے سے وہ بھی دونون اُٹھکر ہمراہ ہوئے اُسنے ایوان کا بھی ہاتھ پکڑلیا اور لیکر اندر اُس کمرے کے چلا اسوقت ایوان نے افراسیاب سے کہکر ملکہ اختر کے اوپر سے سحر بھی اُتروالیا اسمین صرصر

بھی آکر پہونچی اور اسنے چالاک کو پہچان کر اپنے دا ہین کہا کہ بڑا غضب ہوا اب ایوان کو تو یہ مار ڈالے گا اور ملکہ اختر کو مقرر رہا کر دیگا یہ تصور کر کے صرصر نے تو ارادہ کیا کہ افراسیاب کو اطلاع کردون اور چالاک جلدی سے اختر اور ایوان کو اندر اُس کمرے کے لے گیا اور اختر سے کہا کہ مین اس ایوان کو قتل کرتا ہون تم فوراً چلی جانا مین چالاک بن عمرو ہون یہ کہکر دو چار دانے انگور کے اپنے پاس سے نکالکر ایوان کو دیے اور کہا کہ یہ خداوند کے باغ کا تبرک ہے اگر تمھارا جی چاہے تو تم بھی چکھ لو اُسنے چوم چاٹ کر وہ انگور لیلیے اور تبرک سمجھکر کھا گیا ساتھ ہی کھانے کے بیہوش ہوکر گر پڑا چالاک نے جلدی سے سر اُسکا خنجر سے کاٹ کر جدا کر ڈالا اختر اور صرغام تو فوراً راہی ہو گئے اور یہان غل داروگیر کا بلند ہوا اُسی ہنگامے مین چالاک بھی اپنا نعرہ کر کے روانہ ہو گیا اُدھر صرصر نے افراسیاب کو اطلاع کی تھی کہ غل داروگیر کا بلند ہوا افراسیاب خود اُٹھکر پیچھے چالاک کے دوڑا وہ بھاگا ہوا اوپر ایک کوہ کے چڑھگیا یہ بھی دوڑکر اوپر اُس کوہ کے چڑھنے لگا تھا کہ قران نے نکل کر حلقہاے کمند مار کے اِسکو گرفتار کر لیا کہ اُسوقت وہ بھی اندر درۂ کوہ کے بیٹھے ہوئے تھے القصہ اُسکو بیہوش کر کے قران نے اپنی کمند کو کھولکر چاہا کہ قتل کر ڈالون اِسمین ایک شیر ببر سامنے پیدا ہوا اور آکر سر پر افراسیاب کے استادہ ہوا قران توجہ چھوڑ کے علیحدہ ہو گیا اور اُس شیر نے ایک چیخ ماری کہ افراسیاب ہوشیار ہوکر اُٹھ کھڑا ہوا اور شرمندہ ہوکر بارگاہ حیرت مین چلا گیا یہان آکر شوخ جادو کی تشفی کی اور ساتھ خاطرداری کے اُسکو رکھا بعد اِسکے حیرت جادو سے کہا کہ تم کچھ اندیشہ نکرو کل ہماری فوج بیشمار آئیگی اور سب تمکو امون کو قتل کریگی یہ کہکر روانہ ہو گیا اب اُسکو اُدھر جانے دو اور مصور جادو کو وہ صورت نگار کو ہمراہ لیکر بڑی عظم و شان سے سوار ہوکر بارگاہ حیرت مین آیا اور آکر پاس حیرت جادو کے بیٹھا اور اُس سے پوچھا کہ افراسیاب کیا چلے گئے اُسنے کہا کہ ابھی تشریف لیگئے ہین یقین ہے کہ کل تک آئینگے مصور نے سنکر کہا کہ خیر وہ تو چلے گئے مگر مین نے بڑی محنت سے تصویرین بنائی ہین اگر وہ ہوتے تو اُنکو دکھاتا کہ وہ میری محنت کی داد دیتے لیکن کچھ

مضائقہ اسکا نہین ہے تم بھی تو اُنکے قائم مقام ہو تمھین اُسکو دیکھو اب کیا مقدور ہے جمشید
بن کوکب کا جو میرا سامنا کر سکے مین اکیلا جاکر ابھی اُس سے تمجھے لیتا ہون یہ کہکر سب
تصویرین حیرت کو دکھلائین اور اوپر تخت سحر کے سوار ہوکر صورت نگار کو پاس
اپنے بٹھلایا اور ارادہ چلنے کا کیا اُسوقت حیرت نے منع کیا اور کہا کہ اکیلے تم نہ جاؤ مصور نے
کہا کہ قسم ہے مجکو جمشید اور سامری کی کہ اُس جمشید بن کوکب کو اگر اکیلا جاکر قتل نہ کیا
تو اپنا نام مصور نہ رکھا لیکن دل یہ چاہتا ہے کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو تو کیا
خوب بات ہے کہ اپنی آنکھ سے ہمارے سحر کی طاقت کو ملاحظہ کرو اور دیکھو کہ ایسے
بھی سحر کسی نے تیار کیے ہین القصہ حیرت جادو بھی اُٹھکر تخت پر پاس مصور کے
جا بیٹھی اور اُسنے تخت کو سحر کرکے بروے ہوا اُڑا یا اور جاکر دربارگاہ جمشید پر پہونچا اور آواز
دی کہ ہم مصور جادو جس کسیکو کہ آرزو موت کی ہو وہ آج آئے میرے مقابلے کو
دیکھون تو سہی کہ کون ایسا ساحر ہے کہ جو میرے سحر کو رد کرتا ہے اس کلمے کو سنکر جمشید
مہرخ اور ملکہ اختر وغیرہ سب مسا حر بارگاہ سے اُٹھکر باہر نکل آئے تو دیکھا کہ مصور جادو
اور صورت نگار و حیرت جادو تینون اوپر تخت سحر کے سوار کھڑے ہوئے ہین اُنھون
نے اُنکو دیکھکر ارادہ کچھ پوچھنے کا کیا تھا کہ مصور نے باواز بلند پکارکے کہا کہ ای جمشید
بن کوکب تو نے ناحق کو افراسیاب سے سامنا کیا ہے ارے وہ خداوند ساحران مشہور
ہے تو اُس سے بہر نوع زیر ہو جائے گا یہ کہکر مہرخ وغیرہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا
کہ ارے نمکحرامون اب بتاؤ کہ آج میرے ہاتھ سے تم بچکے کہان جاؤگے اس کلمے کو سنکر تمام
ساحران جمشید نے متفق ہوکر نارنج ترنج گولے فولادی وغیرہ سب حربہ ہائے سحر مصور پر
اس خیال سے مارے کہ اُسکو مہلت نہ لینے دو مگر کوئی حربہ اُسکے اوپر کسی ساحر کا کارگر نہوا پھر
تو اُسنے جھلا کے صندوقچہ کو کھولا اور اُسمین سے چھ ہزار تصویرین نکالکر باواز بلند پکارکے کہا
کہ ارے نمکحرامو اب دیکھو تماشا اپنی سرکشی کا کہ مین تم سب کا کیا درجہ کرتا ہون یہ کہکر یکبارگی قینچی
سے پانچ ہزار تصویرون کی گردن قلم کر ڈالی اور کہا کہ او جمشید دیکھلے کہ ہزار سر تیرے ہمراہ
جو جادوگر نیان تھین انکے سر کٹے ہوئے اوپر زمین کے پڑے ہوئے ہین جمشید و مہرخ

اور بہار وغیرہ نے اُسکے کہنے سے طرف اپنے لشکر کے جو دیکھا تو فی الواقع ہزار ہزار نئی جادوگرنیون کے اوپر زمین کے لوٹتے ہوئے پائے جب تو بدحواس ہوکر اُنھون نے بھی ارادہ سحر کرنے کا کیا تھا کہ مصور نے پانچ تصویرین اور نکالکر طرف مہرخ کے پھینکدین اُنمین سے ایک تصویر تو مہرخ نے اُٹھالی اور دوسری کو بہار نے تیسری طاؤس نے چوتھی برق جادو نے اور پانچوین رعد نے لیکن ساتھ ہی اُٹھانے کے پانچون ازخود رفتہ ہوگئین ایک کو ہوش باقی نرہا یہ ماجرا دیکھکر جمشید کو غصہ آگیا اور اُسنے ارادہ کیا کہ مارلون مصور کو مصور نے فوراً ایک تصویر کو نکالکر سامنے اُسکے بھی ڈالدیا اور پکارکے کہا کہ اے جمشید یہ تصویر تمھارے حصہ کی ہے تم اُسکو اُٹھالو اُسنے اُس تصویر کو تو ہاتھ بھی نہ لگایا اور ردسحر کرکے اوپر اژدر سحر کے سوار ہوکر سامنے مصور جادو کے پہونچا اُسنے دیکھکر دستک جو دی تو ایک تیلہ کاغذ کا شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے آسمان سے اُترا اور آکر اُسنے ایک ہی ہاتھ تلوار کا اژدر کے سر پر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا اور جمشید اوپر زمین کے گر پڑا پھر تو مصور قہقہہ مارکر ہنسا اور جمشید سے کہا کہ اب جاکر اس تصویر کو اُٹھالو کہ وہ تصویر تمھارے ہی حصہ کی ہے یہ کہکر کچھ اسم سحر کا بھی پڑھکر دم کیا اُسکی وجہ سے جمشید نے اُس تصویر کو اُٹھا لیا اور سحر مین مصور کے مبتلا ہوگیا اسوقت مصور نے کہا کہ کیون ای جمشید اسوقت ہم جو کچھ کہتے تھے کہین تم اُسکو کروگے یا کہ اب بھی کوئی عذر درمیان مین لاؤگے اُسنے کہا کہ جو کچھ تم کہو مین بسر وچشم بجالاؤن اِس کلمے کو سنکر مصور نے کہا کہ اگر یہ منظور ہے تو تم اپنا خنجر اپنے گلے پر پھیرلو جمشید نے ساتھ ہی کہنے کے خنجر کو اپنے گلے پر رکھ لیا مصور جادو نے یہ حال دیکھکر حیرت جادو سے کہا کہ دیکھا آپنے سحر کو اگر فرمائیے تو مین ابھی اسکا سر اسکے ہاتھ سے جدا کرادون مگر ابھی مجکو منظور نہین ہے یہ کہکر جمشید سے کہا کہ خیر جاؤ خاطر تمھاری آج کی رات تو مین نے تمکو فرصت دی تم جاکر اپنے دل سے اور سب سے ملکر آپس مین باتین کرلو اور سب طرح سے نشیب وفراز زمانہ کا سوچ کر ملکہ حیرت جادو کی خدمت مین آکر حاضر ہو اور اب اُنکی اطاعت تم سب قبول کرو یہ کہکر وہ تصویرین مہرخ وغیرہ سے لیلین اور پھر کر بارگاہ حیرت مین چلا گیا کمال شاہ ان اور فرحان اور پرتی کے شکل گدھے کے

بھول کر متمکن ہوا اور حیرت نے تو اسقدر خاطر اور مدارات کی کہ اگر اُسکا حال لکھوں تو سامعین سنتے سنتے گھبرا جائین اور قصہ تمام نہوئے اسوجہ سے چھوڑ دیا غرض یہان تو یہ بہت خوش ہو رہا ہے اور سب تعریف اسکے سخی کی کر رہے ہین اور وہان جمشید اپنی بارگاہ مین جو پھر گیا تو اُسکو نہایت صدمہ ہوا اسمین چالاک اور خضر غلام نے جو آکر اسکو متفکر دیکھا تو پریشان حال ہوئے اسنے کہا کہ ای چالاک مین کیا حال آج کی لڑائی کا بیان کرون اگر مجکو پہلے سے اس حال کی اطلاع ہوتی کہ مصور نے ہم سب کی تصویرین کھینچی ہین تو مین بھی اپنی فکر کرتا لیکن کیا کرون ناچار ہون اگر اب کوئی جائے اور ان تصویرون کو لے آئے یا مصور کو پکڑ لائے تو البتہ مطلب حاصل ہو چالاک نے سنکر کہا کہ آپ خاطر جمع رکھین مین جاکر لاتا ہون یہ کہکر چالاک و خضر غلام دونون جانب مصور روانہ ہوئے اور حال سنیئے دانشور کہ جانسوز بن قران بھی خدمتگار بنا ہوا مصور کے سر پر کھڑا اُن تصویرون کی فکر مین رومال ہلا رہا تھا اس عرصے مین دانۂ انجم فلک پر بو یا گیا اور بیل کہکشان کی دار بست آسمان پر پھیلی شعر

یکایک چرخ اخضر رخ کھایا	گیا دن سبز رنگ شام آیا

یعنی رات ہوگئی اور حرت جادو نے کھانا طلب کیا بکاول نے دسترخوان لاکر بچھایا اور کھانا سب قسم کا چُنا گیا اُسوقت تصویرین مصور جادو کے ہاتھ مین تھین نیہ جو کھانا کھانے لگا تصویرون کو زانو کے نیچے رکھ لیا اور انیا کھانا کھانے مین مصروف ہوا کہ تصویرون کا خیال نرہا بھول کر زانو کو جو بدلا تو وہ تصویرین نکل گئین اُسوقت جانسوز نے کہ جو رومال ہلا رہا تھا اُن تصویرون کو جھک کر اُٹھا لیا اور لیکر بھاگا اور کہتا گیا کہ منم جانسوز بن قران لیے جاتا ہون اس کرامات کو جسکے بھروسے پر تم سب مغرور تھے اس کلمہ کو سنکر مصور خود دوڑا مگر نپایا آخر کو ناچار غمگین اور ملول ہو کر پھر آیا اور کہنے لگا کہ ای ملکہ حیرت جادو بڑا ستم ہوا کہ ساری محنت میری برباد ہوگئی اب مین کیا تدبیر کرون یہ کہکر مع صورت اپنی بارگاہ مین چلا آیا اُدھر جانسوز نے جاکر وہ تصویرین سب جمشید کے روبرو رکھدین اور کہا کہ یہ تصویرین حاضر ہین حضور انکو جو چاہین وہ کرین جمشید ان تصویرون کو دیکھکر

خوش ہوگیا اور جانسوز کو گلے سے لگالیا اور اُن تصویرون کو پھاڑ ڈالا ساتھ ہی پھاڑ نکے
مہرخ و بہارو وغیرہ سب ہوشیار ہوگئین اور جنکے کہ سر جدا ہوگئے تھے وہ بھی سب زندہ ہوگئین
پھر تو جمشید نے کہا کہ مصور نے ہم سب کو بسبب انھین تصویرون کے مسحور کرلیا تھا اب
مین اکیلا جاکر اُسکو بارگاہ مین ذلیل کرتا ہون دیکھون تو سہی کہ میرا اب وہ کیا کرلیتا ہے یہ کہکر
اُٹھ کھڑا ہوا قران اور جالاک وغیرہ سب عیار بھی موجود تھے اور ساحر بھی حاضر تھے ہرا
نے حوصلہ ساتھ اسکے چلنے کا کیا اسنے سب کو بقسمیہ روک دیا اور کسیکو بھی ہمراہ نہ لیا یکہ و تنہا
اوپر ہنس کے سوار ہوکر طرف لشکر مصور کے روانہ ہوگیا مگر ملکہ اختر نے جانا یہ بھی اوپر طاؤس
سحر کے سوار ہوکر چلی اور پیچھے پیچھے روانہ ہوئی وہان مصور و صورت نگار دونون اپنی
بارگاہ مین بیٹھے ہوئے سحر تیار کر رہے تھے کہ جمشید نے اُسکے لشکر مین پہونچکر سحر جو کیا
تو ایک کڑاکے کی مانند رعد کے پیدا ہوئی اور ساتھ ہی اُسکے گولہ فولادی بارہ ہزار آسمان
پر سا وہ گولہ جس ساحر کے سر پر پڑا اُسکا سر پھٹ گیا اور وہ مرگیا بارہ ہزار ساحر مصور کے
ایک ہی وار مین واصل جہنم ہوگئے مصور کو اس حال کی اطلاع ہوئی تو وہ گھبراکے
باہر نکلا مگر جب تک کہ وہ باہر آئے پھر ایک آواز کڑاکے کی آئی بارہ ہزار گولہ برسا
بارہ ہزار ساحر اور گر پڑا جب تو مصور نے بدحواس ہوکر طرف آسمان کے دیکھا اور پکارا
کہ ارے تو کون ہے کہ جو میرے لشکر کو تباہ کیے دیتا ہے اگر دعوی لڑائی کا رکھتا ہے تو میرے
سامنے آکر حاضر ہو مین بھی تو دیکھون کہ تو کون ہے اس کلمے کو سنکر جمشید نے بھی اپنا نعرہ کیا
اور سامنے مصور کے آکر پہونچا اور ایک ہی ناریل اوپر مصور کے مارا اُسنے خالی دیکر ناریچ سحر کو
مارا اسنے بھی خالی دیا اسوقت مصور نے کہا کہ اے جمشید اگر تصویرین میرے پاس
نہین ہین تو مجھکو کچھ پروا نہین ہے ابھی بہت سحر میرے پاس تجھسے لڑنے کو موجود ہین تم
ناحق کو میرے ساتھ دشمنی کرنے کو آئے ہو یہ کہکر ایک دو ہتڑ اوپر زمین کے جو مارا تو زمین
کو لغزش ہوئی اور مصور کے سحر مین گرفتار ہوکے جمشید اُسکی طرف دوڑا مگر جو ہین قریب
اُسکے پہونچا کہ وہین اُسنے دونون ہاتھ اُسکے پکڑ لیے اور چاہا کہ جھٹکا مارکے گرفتار کرلین
حال ملکہ اختر نے جو دیکھا تو مثل اجل کے سینے پر مصور کے گری اور جمشید اُسکے

ہاتھ سے چھوٹ گیا لیکا اختر اٹھا کے لیگئی اور ہوشیار کردیا وہ پھر سامنے مصور کے آیا اور
اور صورت نگار نے دیکھا کہ کوئی ساحر اور بھی ہمراہ جمشید کے ہے وہی اُسکو جھوڑا کر لیگیا
یہ سمجھ کر صورت نگار بھی میدان میں آئی اب جمشید تو مصور کے مقابلے کو مستعد
ہوگیا اور ملکہ اختر صورت نگار کے سامنے آئی اُسنے سپر فولادی کی اوجھڑ اوپر اختر کے
ماری اُسنے خالی دیکر بھالا فولادی کو اُسکے اوپر مارا سب دیکھ رہے تھے کہ ایک پنجہ پیدا
ہوا کہ اُسکے ہاتھ مین سپر تھی اُسنے بھالے کو اوپر سپر کے روک لیا اور صورت نگار کو بچایا
غرض اِدھر تو یہ دونون برابر لڑ رہے ہین اور اُدھر مصور جمشید بھی برابر لڑ رہے ہین آخر
کو چارون مین زور و شور سے ٹکر جو ہوئی تو ایک دوسرے کی تاب نہ لاسکا چارون جھک
کھاکر گر پڑے پس اِنکا گرنا تھا کہ ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور چار پنجے پیدا ہوئے چارون کو
اُٹھاکر بروے آسمان لیگئے اور لیجاکر اوپر ایک کوہ کے چارون کو روبرو افراسیاب کے رکھدیا
کہ یہ پنجے اُسکے تھے اُسنے مصور اور صورت نگار کو ہوشیار کردیا انھون نے اُٹھکر مجرا
کیا اور کہا کہ آپنے ہماری جان آج بچائی ہم ممنون احسان ہوئے یہ سنکر مصور اور صورت
نگار تو بیٹھ گئے اور افراسیاب نے جمشید کو ہوشیار کرکے کہا کہ اب تم میرے ہاتھ سے بچکر کہان
جاؤگے تیرے باپ نے آکر میرا سامنا کیون نکیا جو تجکو بھیجا اب اگر تمام مکان اور طلسم کو
تیرے باپ کے برباد نکیا تو اپنا نام افراسیاب نہ رکھا یہ کہکر مصور اور صورت
نگار سے کہا کہ تم اپنی بارگاہ مین جاؤ وہ رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین چلے گئے اور افراسیاب
جمشید اور ملکہ اختر کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے حیرت جادو کی بارگاہ مین لیگیا اُسنے
یہ آپروے تمام اسکو بٹھایا اُسنے حیرت سے کہا کہ مین جمشید اور ملکہ اختر کو لایا ہون ابھی
دونونکو قتل کردونگا مگر اب تم ایک کام کرو کہ تمھین کو معلوم ہے اور سوائے تمھارے کوئی واقف
نہین ہے وہ جو ساتھ کوٹھریان طلسمی ہین اُنمین سے اندر ایک کوٹھری کے ایک پتلا زمرد کا ہے
کہ اُسکے ہاتھ مین خنجر ہر وقت رہتا ہے اور معمول طلسم کا ہے کہ قیدی طلسم کو بعد چالیس روز کے قتل کرنا
چاہیے اور اگر کسیکو یہ منظور ہو کہ قیدی طلسم کو بروقت پکڑنے کے مار ڈالے تو اُسکو مناسب ہے کہ اُسی
پتلے کے ہاتھ سے قتل کرائے پس تم جاکر اُس پتلے کو لے آؤ تو پھر مین ابھی اِن دونونکا خاتمہ کردون

اسطرح سے جو افراسیاب نے بکارکے سر بارگاہ کہا تو سارے طلسم مین یہ خبر مشہور ہو گئی کہ آج
افراسیاب بن جمشید بن کوکب اور ملکہ اختر کو قتل کریگا شدہ شدہ یہ خبر بارگاہ جمشید
مین بھی پہونچی وہان جتنے ساحر کہ ملازم جمشید کے تھے وہ سب اور مہرخ بہار برق رعد ملکہ
ہلال سحر افگن ملکہ طوفان شعلہ بدن قاتل قتیل شمکیل طاؤس سنسن وغیرہ سوار
ہو کر طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوئے آپسمین یہ باتین کرتے ہوئے کہ آج چلکر مرجانا یا
اختر و جمشید کو چھڑا لانا الغصہ قریب آٹھ لاکھ ساحر کے یہ سب سامنے لشکر حیرت کے
پہونچے وہان بھی آٹھ لاکھ ساحر اُسکے موجود تھے وہ بھی مستعد ہو گئے اور تلوار زور و شور سے
چلنے لگی طرح بطرح کے ابر اوپر آسمان کے دوڑنے لگے اُنمین سے تیر و پیکان اور گولے فولاد
کے برسنے لگے کمین بجلیان اور برقین چمک کر گرنے لگین دھڑ پر دھڑ لاش پر لاش ساحرون کی
گرتی ہوئی چلی جاتی تھی مگر فوج جمشید قدم پیچھے کو نہین ہٹاتی تھی اور یہی ارادہ تھا کہ اندر بارگاہ کے گھس
جاسے اور جمشید کو چھڑا لاسے اِس خیال سے جان توڑ کر لڑ رہے تھے اور بڑھتے ہوئے چلے جاتے
تھے بلکہ تین طرف سے اُسکی بارگاہ کو گھیر لیا تھا کہ حیرت گھبرا کے خود باہر نکل آئی بمجرد جادو نے
اُسکو دیکھا اور ایک گیند پھولون کا اُسپر مارا کہ اُسکو غش آگیا خواصین اُٹھا کر اندر لگئین سامنے
افراسیاب کے اُسنے فوراً ہوشیار کر دیا اور کہا کہ ای ملکہ حیرت ہمارے نزدیک تو یہ ثابت ہوتا ہے
کہ آج لڑائی بگڑ گئی ہے کسواسطے کہ فوج مہرخ وغیرہ کی آج دیکھو تو سہی کہ جان توڑ توڑ کے کیونکر چلی آتی ہے
مگر ہین اب کب بڑھنے دیتا ہون یہ کہکر کچھ دانے ماش کے ہاتھ مین لیے اور تھوڑا سا
کاجل مٹھی مین داب کر باہر نکلا اور اوپر فوج مہرخ وغیرہ کے وہ دانے اور کاجل پھینکدیا
ساتھ ہی پھینکنے کے ایک آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی اور ایک چادر ظلمات گرد بارگاہ
حیرت کے ہو گئی اُسکی وجہ سے یہ عالم ہوا کہ جو جہان لڑ رہا تھا وہ اُسی مقام پر
اُلجھ گیا کیا مجال کسی ساحر کی کہ جو چادر ظلمات کے اسطرف آسکے اُسوقت افراسیاب
نے ملکہ اختر اور جمشید کو سحر مین گرفتار کر کے حیرت جادو سے کہا کہ تم اُن قیدیون سے خبردار
رہنا مین جاکر اُس پتلے کو لے آؤن کسواسطے کہ اب اِس مقام پر کوئی آنہین سکتا ہے تم خاطر
جمع سے بیٹھی رہو یہ کہکر آپ تو طرف طلسم کے اُس پتلے کے لینے کو گیا اور حیرت قیدیون کی

حفاظت مین مصروف ہوئی اب انکو تو اس حال مین رہنے دو اور کوکب کا حال سنو کہ اُسنے جب
ایک ساحر کو پوشیدہ جمشید کے ساتھ یہ کہکر کر دیا تھا کہ اگر کوئی آفت مین جمشید گرفتار ہو جائے
تو مجکو آکر تو اسیوقت خبر کر دینا اب جو اُسنے دیکھا کہ جمشید کو افراسیاب قتل کیا چاہتا ہے
تو وہ بھاگا ہوا یاس کوکب کے پہونچا اور جاکر اُسنے دیکھا کہ ایک میدان مین تمام گل لالہ ہوا
ہوا ہے اور زمین وہان کی یاقوت احمر کی ہو اور بارہ سو عورتین لباس یاقوتی زیب بدن کیے ہوئے
دست بستہ کھڑی ہوئی ہین اور کوکب خوش اور خرم بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے اس ساحر نے
جو سکر جیسا کوکب نے جو اپنے ساحر کو دیکھا تو گھبراکے پوچھا کہ خیر تو ہے اسنے تمام حال جمشید کے گرفتار ہونے
کا اور مہرخ وغیرہ کے اُسکے لانے کا واسطے رہا کرنے کے لشکر بسبب سحر افراسیاب کے وہان تک
نہ پہونچنے کا بیان کیا اور کہا کہ اب افراسیاب تیلزدد کو لینے گیا ہے کہ اُسی کے ہاتھ سے جمشید کو
آخر کو قتل کرائے گا کوکب اس حال کو سنکر اُٹھ کھڑا ہوا اور طرف بارگاہ حیرت کی روانہ ہوا
ایک گھڑی بھر کے عرصے مین جاکر قریب بارگاہ کے پہونچا تو دیکھا کہ قرار واقعی تلوار چل رہی ہے
اور مہرخ بہار ہلال سحر افگن مخمور ملکہ حیات خنجر گزار ملکہ زہر دیوش ملکہ سرنیزہ آتش
افگن ملک شمشیال شاہ ملک گرگدن سوار ظلمات فیل زور مجلس جادو وغیرہ
اوپر فوج حیرت کے گرے ہوئے ہین اور قتل کرتے ہوئے چلے آتے ہین غل و شور برپا ہے
آسمان پر لکہ ابر کے اُڑ رہے ہین طرح طرح کے اور باران سحر برس رہا ہے کوکب نے یہ ماجرا
دیکھکر مہرخ اور بہار کی فوج پر قائم ہوکے آواز دی کہ منم کوکب روشن ضمیر اسکی آواز
سنکر جتنے ساحر کہ مہرخ وغیرہ کے تابعدار تھے سب سنبھل جھلک کر محو ہو گیا اور کہا کہ آؤ شہر یار ہم تمہیں لیجا
ہین اس چادر ظلمات سے کہ یہ اسطرف کو نہین جانے دیتی ہے وہ گرفتار کوکب کا جمشید کو پا
کر لیتا ہو تا کوکب نے سنکر اُس چادر ظلمات کو دیکھا اور کہا کہ تم خاطر جمع رکھو مین جاکے جمشید کو
لیے آتا ہون یہ کہکر ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ سامنے سے افراسیاب کو دیکھا کہ دونون ہاتھ اپنے
رومال سے باندھے ہوئے چلا آتا ہے اور آنکھون سے آنسو جاری ہین یہ ماجرا دیکھا تمام ساحر
مہرخ اور حیرت کے حیران ہوئے مگر راہ دیدی وہ سیدھا اُس ٹیکرے کے اوپر چلا گیا کہ جسپر
کوکب کھڑا ہوا تھا ساحر اسکے پیچھے ٹھہر گئے اسوقت افراسیاب نے کوکب سے کہا کہ مین آپکا

تابعدار ہون مجکو آپ سے لڑنا منظور نہین ہے آپ میرے قصور کو معاف فرمائین مین ہر صورت
حاضر ہون جو کچھ کہ آپ فرمائین مین اُسکو بسر و چشم بجا لاؤن کوکب نے اس تقریر عجز آمیز کو سنکر
گلے سے دھوکے مین افراسیاب کو لگایا اور سمجھا کہ افراسیاب نے شاید دیکھا اسوجہ سے
چلا آیا اور وہ افراسیاب نہ تھا صرصر عیار تھی اُسنے بھی کوکب کو زور سے بھینچا اور جناب
بیہوشی مگر ائیون مین دبا ہوا تھا اُس ہاتھ کو منھ پہ کوکب کے مل دیا ساری بیہوشی
دماغ کو چڑھ گئی کوکب بیہوش ہوکر گر پڑا یہ ماجرا دیکھکر ساحرون نے ارادہ اوپر چڑھنے کا کیا
جو تلے کھڑے ہوئے تھے مگر جبتک کہ اوپر جائین جائین وہ پشتارہ بدوش ہوکر کوکب کو
لے بھاگی پھر تو ساحرون نے بزور سحر چاہا کہ گرفتار کرلین لیکن سحر نے بھی اُسکے اوپر اثر نکیا
اسوجہ سے کہ انگشتری افراسیاب کی دی ہوئی اسکے پاس موجود تھی غرض وہ تو نکل گئی
اور حیرت جادو کے ساحرون نے بھی مہرخ وغیرہ کو روک لیا اور پاس صرصر کے نہ جانے
دیا اور تلوار پھر دونون لشکرون مین چلنے لگی اس عرصے مین صرصر نے کوکب کو علحدہ لیجاکر
اوپر ایک کوہ کے پشتارے کو رکھدیا وہان پر حسب اتفاق ضرغام شیر دل
موجود تھا اُسنے صرصر کو دیکھکر للکارا اور کہا کہ ٹھہر جا کہان جاتی ہے اور یہ پشتارہ کسکا ہے
اُسنے سنکر کہا کہ ارے موئے مونڈی کاٹے تجکو اس تحقیقات سے کیا مطلب ہے تو جس
کام کو جاتا ہے چلا جا ضرغام نے کہا کہ اب بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ مین بغیر دیکھے ہوئے اس
پشتارے کے تجکو جانے دون اور طرح دیکر چلا جاؤن صرصر بھی تو عیار بچی بڑی چالاک
اور زبردست تھی یہ پنجہ پکڑکے مقابل ہوئی اور ضرغام کو پست پاکر کے لیے ہوئے
مع پشتارے کے بڑھتی تھی کہ چالاک نے بقدرت پروردگار اوپر سے آکر حلقہ ہائے
کمند کو مارا کہ وہ صرصر کی گردن مین پڑی ہوئی چالاک نے جھٹکا مارا کہ وہ زمین پر گری
اور کوکب کو ہوش آگیا اُسنے جو اپنے تئین گرفتار بلا دیکھا تو تڑپ کر اُڑا ساتھ ہی
اُڑنے کے حلقہ ہائے کمند پرزے پرزے اُڑ گئے کوکب بزور سحر اُڑکر سوے آسمان
روانہ ہوگیا اور صرصر بھی رہا ہوگئی وہ بھی اُٹھکر بھاگی القصہ کوکب سوے آسمان
پرواز کنان اس فکر مین چلا جاتا ہے کہ مین کیونکر گرفتار ہوگیا تھا اور یہ ماجرا کیا تھا اُسکو

تو اس حال مین رہنے دو اور افراسیاب کا حال سنو کہ وہ کافر خاص کر جو اُس پتلے کے لینے
کو گیا تھا تو راہ طے کرکے اندر طلسم کے پہونچا اُس مقام پر کہ جہان وہ سا تون کو ٹھہرا
تھا مگر دیکھا اسنے کہ سب کوٹھریون مین قفل سحر کے لگے ہوئے ہین یہ ماجرا دیکھکر ارادہ اُنکے
کھولنے کا کیا اور صدہا تدبیرین کین کہ جسمین قفل کھل جائین لیکن نہین معلوم کہ وہ قفل کس
طور سے بانیان طلسم نے لگائے تھے اور کیا تدبیر اُنکے کھولنے کی رکھی تھی کہ اِس کافر
سے ایک بھی قفل نہ کھل سکا جب تو یہ ناچار ہوا اور سوچا کہ تو اپنے ہاتھ سے چلکر دونونکو
قتل کر ڈال اسمین جو چاہے وہ بیتے لیے ہو جائے یہ تصور کرکے باہر طلسم کے
نکل آیا دریاے خون روان تو اسکا خشک ہو چکا تھا اور پل پر یزادان بھی ٹوٹ چکا
تھا راہ صاف پڑی ہوئی تھی اسوجہ سے قران بھی اپنے تینون ساحرونکی لڑائی سے بچا ہوا
ہوئے اسطرف آکر کھڑے ہوئے اُنھون نے جو افراسیاب کو آتے ہوئے دیکھا تو اُسکو
ساحر کی صورت بنکر سامنے لیکے آئے اور ہاتھ باندھکر کہا کہ ای خداوند ساحران آپکو ملکہ حیرت
جادو نے جلد بُلایا ہے حضور تشریف لیچلین یہ قران کے قریب مین آگیا اور اپنے انجام سے غافل
ہوکر کہنے لگا چلو مین تو خود اُنھین کے پاس جاتا ہون یہ کہکر قدم کو بڑھایا قران بھی ہمراہ ہوئے
پس چند قدم بڑھکے بیضہ بیہوشی کو اسکے منھ پر جو مارا گھبراکے اسنے اوپر کی سانس لی بیہوشی
دماغ کو چڑھگئی اور چیخ مارکے یہ بیہوش ہو گیا اُسوقت قران نے اُسکو اوپر اپنے دوش
کے اُٹھا لیا اور لیکر بھاگا اور حال سنو کوکب کا کہ اُسنے خفا ہوکر اپنے دل مین خیال کیا کہ اس
چادر ظلمات کو افراسیاب کی بھاڑ مے اندر بارگاہ حیرت کے چلو اور جمشید و اختر کو رہا
بھی کرلو کہان تک حیران اور سرگردان رہوگے یہ تصور کرکے کچھ اسم سحر کا پڑھکر مثل برق کے
چمک کر اوپر اس چادر ظلمات کے جو کر تا ہی تو اُسکو توڑکر اندر بارگاہ حیرت کے پہونچا
اور نعرہ کیا کہ منم کوکب روشن ضمیر پس اسکی آواز کو سنکر تمام ساحر حیرت جادو کے
دہل گئے اور کسیکو حوصلہ نہوا کہ سد راہ ہو سبھون نے سر اپنے مارے ڈر کے ٹانگون مین
ڈال لیے مگر حیرت نے دلکو قوی کرکے کہا کہ ای کوکب خبردار ہو جاؤ کہ افراسیاب بھی آپہونچا ہے اِس
کو سنکر ایک طمانچہ کوکب نے اس زور سے مارا کہ حیرت تو غش کھاکے گری اور اُدھر

قران جو افراسیاب سے پیچھے چلے آتے تھے اُسکی بیہوشی اتر گئی اور آنکھ اُٹھے دیکھ لکر اپنے
تئین جو گرفتار پایا تو تڑپ کر اڑ گیا اور اُسکی جھڑپ سے قران اوپر زمین کے گر پڑا مگر اُٹھکر اُس
چالاکی سے بھاگا کہ افراسیاب سمجھ نہ سکا اسوجہ سے کہ اُسکو بھی جان کا اپنی خیال تھا کہین
قران مار نہ ڈالے کہ یہ بھی نظر کردہ بڑے زبردست کا ہے غرض افراسیاب سوے آسمان
اُڑا ہوا فکر مین جاتا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ چادر ظلمات بدستور بارگاہ کے حائل ہے اور دونون
لشکرون مین تلوار مار واقعی چل رہی ہے اس عرصہ مین کیا دیکھتا ہے کہ کوکب جمشید اور
اختر کو نیچے مین دابے ہوئے باہر بارگاہ حیرت کے لیے ہوئے اُس چادر ظلمات کے اندر سے
نکلا اور لشکر مہرخ سحر چشم پر قائم ہوکے پکارا کہ اے مہرخ واے بہار جادو منم کوکب روشنضمیر
لیے جاتا ہون جمشید اور ملکہ اختر کو تم بھی پھر جاؤ اور اب ہرگز کسی سے لڑنے کا ارادہ نکرنا
اِس کلمے کو سنکر افراسیاب نے بھی آواز دی کہ منم افراسیاب کھڑا تو رہ او کوکب
کہ مین بھی آپہونچا ہون کہان جاتا ہے کوکب نے اُسکی آواز کو مطلق نہ سنا اور چلا گیا اگر
سنتا تو فورا ٹھہر جاتا کبھی نہ جاتا القصہ کوکب تو دونون کو لیے ہوئے اپنے طلسم کے اندر
چلا گیا اور یہان مہرخ بھی جدا ہوکر اپنی فوج کو لیے ہوئے پھری اور افراسیاب ناچار ہوکر
بارگاہ حیرت مین داخل ہوا تو دیکھا کہ حیرت بیہوش پڑی ہے اُسنے لوگون سے حال
پوچھا اُنھون نے کوکب کے طمانچے مارنے کا حال بیان کیا اور کہا کہ جمشید اور اختر کو
لیگیا اُسے سنکر حیرت کو ہوشیار کر دیا اور اپنے تخت پر سوار کرکے اُس چادر ظلمات کو
برطرف کر دیا اور سب فوج کو اپنی بُلا لیا بعد اسکے حیرت سے کہا کہ اب ہمارا خیمہ اور لشکر
پرسون ضرور آئے گا تم جبتک خبردار کسی سے ہرگز مقابلہ نکرنا اور مین بھی جاتا ہون میرا بھی
انتظار کرنا یہ کہکر روانہ ہوگیا اور حیرت اپنی بارگاہ مین آکر قایم ہوئی تھی کہ ایک لکہ ابر کا
نمودار ہوا اور اُسکا اوپر دربارگاہ کے شق ہوا تو اُسمین سے چالیس ہزار ساحرہ پیدا ہوئین
اور ایک تخت پر ملکہ نیلم جادو ظاہر ہوئی حیرت نے دیکھا کہ یہ تو خالہ میری تشریف فرما ہوئی
ہین پس خوش ہوکر اُٹھ کھڑی ہوئی اور نیلم جادو کو ہاتھ پکڑ کے اپنی بارگاہ مین لے آئی اور
بعزت تمام برابر اپنے تخت کے بٹھلا لیا اُس کافرہ نے ساتھ ہی بیٹھنے کے نہ تو کچھ بات کہی اور نہ

کچھ حال کسی طرف کا دریافت کیا سب سے پہلے یہی کہا کہ کیون ای چھوکری تو نے ذرا سی لڑائی کا
اسقدر بکھیڑا نکالا ہی کہ سارے طلسم کو درہم اور برہم کر رکھا ہی کہ کسیکو فرار نہین ہی اسکی کیا وجہ
ہی حیرت نے کہا کہ فرمانا آپکا سب بجا ہی لیکن ابھی آپکو حالات سے اس لڑائی کے آگاہی نہین ہے
اسوجہ سے آپ یہ کلمہ ارشاد فرماتی ہین وگرنہ ہرگز زبان پر نہ لاتین ای خالہ امان مہرخ وغیرہ
کی توفی الواقعی کچھ اصل نہین ہے الاعیاران لشکر بڑے غضب کے شورہ پشت اور زبردست
ہین کہ اُنسے کسی ساحر اور عیار کا بس نہین چلتا ہی اور وہ جسکو تاکتے ہین پھر اُسکو زندہ نہین
چھوڑتے ہین فوراً قتل کر ڈالتے ہین اُنسے سب کا دم ناک مین آگیا ہی نیلم جادو نے
کہا کہ ہمارے اور تمھارے سامنے وہ کیا غضب برپا کر سکتے ہین تمھارے اوپر جو خوف اُنکا
غالب ہوگیا ہی اسوجہ سے تم اُنکا کچھ نہین کر سکتی ہو اور اگر مجھسے کہو تو مین جسکو تم بتاؤ ابھی
جاکر پکڑ لاؤن بلکہ دیکھو کہ مین جاکر کسی عیار کو ابھی ابھی لاتی ہون یہ کہکر اُٹھ کھڑی
ہوئی ہرچند حیرت نے منع کیا مگر اُسنے نہ مانا اور بارگاہ سے نکلکر طرف صحرا کے روانہ ہوئی
اور جاکر ایک کوہ پر بیٹھی اور ارادہ سحر کرنے کا کیا قضاء کا رقران اُس کوہ کے اوپر موجود
تھے اور حال نیلم جادو کا سن چکے تھے اب جو اسکو دیکھا تو جلدی سے افراسیاب
کی صورت بنکر روبرو نیلم جادو کے پہونچے اُسنے افراسیاب کے شبہہ مین اُٹھکر سلام
جھک کے کیا اُنھون نے جو کہین وہ جھکی دہین حلقہ ہاے کمند مار کے اُسکو گرا دیا اور بیہوش
کر کے پشتارے کو اوپر پشت کے لگایا اور لیکر طرف بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا قضاء کا رادھر
سے صبا رفتار چلی آتی تھی اُسنے جو قران کو جاتے ہوئے دیکھا تو آگے سد راہ ہوئی اور کہنے
لگی کہ ای قران مین اس پشتارے کو ہرگز نہ لیجانے دونگی پس یہی بہتر ہے تمھارے حق مین
کہ پشتارے کو تو رکھدو اور آپ چلے جاؤ قران نے اُسکے جواب مین کہا کہ تیری کیا مجال
ہے کہ جو تو اس پشتارے کو نہ نے جانے دے ہم تو بہر صورت لیجائینگے اس کلمے پر صبا
رفتار بیمحجہ پکڑ کے آپڑی قران نے بھی بغدے کو سیدھا کیا اب ان دونون مین دو اعیاری کے
ہونے لگے اور صبا رفتار نے قران کو روک لیا اسمین شرارہ نقب زن بھی آپہونچی اور
دیکھا اُسنے کہ قران اور صبا رفتار سے چوٹ چل رہی ہی وہ بھی شریک ہوکر صبا رفتار کیطرف سے لڑنے لگی

تو دونون لڑ رہی ہین اور قران تنہا دونون کو جواب دیکر اپنے تئین بچاتا ہوا چلا جاتا ہے مگر پست پا
ہوتا ہوا اور گھبرایا ہوا اتنے مین صرصر شمشیر زن بھی آکر پہونچی اور اُسنے بھی قران کو پھرتے
ہوئے دیکھکر نیچہ عیاری کو میان سے لیا اور آواز دی کہ اے صبا رفتار وای شرارہ خرام
قران کو نہ جانے دینا کہ مین بھی آپہونچی ان دونون نے جو دیکھا کہ مالک بھی ہماری آپہونچی
تو پھر جرأت کرکے نیچہ اوپر قران کے پھر بڑھ بڑھ کے مارنے لگین اور صرصر پیچھے سے آکر خلقہ ہاتھ
کمند کو اوپر دونون کے مارا کہ دونون گرفتار ہوگئین یہ ماجرا دیکھکر قران تو نہایت حیران ہوا
اور اُسنے پکار کر کہا کہ منم جالنسوز بن قران پھر تو قران کو کمال خوشی حاصل ہوئی اور
دونون عیار بچون کو اُسی صحرا مین باندھکر چھوڑ دیا اور آپ پشارہ نیلم جادو کا لیکر طرف
بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا ادھر شمار جادو نامے ایک ساحر تھا وہ جو سیر کرتا ہوا انکل
آیا تو اُس کافر نے دیکھا کہ دو عیار بچیان درخت سے بندھی ہوئی کھڑی ہین وہ دیکھکر قریب
انکے آیا اور پوچھا اُنسے کہ تم کون ہو اور نام تمھارا کیا ہے انھون نے کہا کہ ہم عیار بچیان افرا
سیاب کی ہین ہمکو عیار باندھکر چلے گئے ہین شمار جادو اس کلمے کو سنکر ہنسا اور
کہنے لگا کہ ارے تم مجکو بھی دغا دیا چاہتے ہو مین خوب تمسے واقف ہون کہ تم شاگرد عمرو کے تمکو
اب زندہ نہ چھوڑونگا اس طرح سے جو اُسنے دھمکایا اور ان دونون نے لاکھ لاکھ طرح سے
منت اور سماجت کی مگر اُسنے نہ مانا اور کہا تم جھوٹ کہتے ہو تم دشمن افراسیاب کے ہو مین تمکو ضرور
قتل کرونگا یہ کہکر دونون کو مبتلا سے سحر کرکے اندر ایک درۂ کوہ کے لیگیا اور کہنے لگا کہ مین اب
تمھارے کباب بھونکر کھاؤن گا یہ دونون بدحواس ہوئین اور منت عاجزی کرنے لگین
مگر اُسنے ایک ایک بوٹی ان دونون کے جسم کی کاٹ کر آگ پر ڈالی وہ دونون تو تڑپنے
لگین قضا کار چالاک بن عمرو اُس درہ مین موجود تھا اُسنے جو دیکھا کہ درۂ کوہ مین سے
دھوان اُٹھ رہا ہے تو پوشیدہ ہوکر دیکھنے لگا اور اُسنے پہچانا کہ یہ دونون عیار بچیان ہین پس
ایک ساحر کی صورت بنکر سامنے شمار جادو کے آکر پہلے تو خوب ہنسا پھر کہا بھائی صاحب تم بھی
کباب کھا رہے شمار جادو سمجھا کہ یہ بھی کوئی ساحر ہے یہ سمجھکر خاموش ہورہا چالاک نے باتین

کرتے کرتے ایک مدت بیہوشی اسکے منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اسنے سر اسکا کاٹ ڈالا صدائے واہ وا بلند ہوئی کہ بارا شمار جادو کو صبار فتار اور شرارہ کو رہا کرکے آپ بصورت چالاک بنا اور کہا اے صبار فتار و شرارہ تم ہمارے ساتھ کہان کہان عداوت کرنی ہو اور ہمنے تمکو رہا کردیا اگر ہم نہ آتے تو وہ آج تمکو زندہ بچھوڑتا یہ احسان ہمارا بھول بجانا صبار فتار نے چالاک کی بلائین لین اور خوش ہوکر روانہ ہوئین تھوڑی دور پر جاکے شرارہ تو مفسد تھی اسنے صبار فتار سے کہا کہ ہم لوگون کا تو یہ دستور ہے کہ مکاری کرتے اب یہی وقت ہو چالاک کو پکڑ لیجانے کا صبار فتار نے کہا ارے کمبخت اسنے تو اتنا بڑا احسان کیا ہو اور تیرا یہ ارادہ ہے تجھے یہ امر ہرگز نہوگا اسنے کہا اچھا اگر تمھاری یہ مرضی ہے تو تم اور راہ سے جاؤ مین اور سمت سے جاتی ہون یہ کہکر جانب چالاک چلی اور اسکو پکارا وہ فورا اسکے پاس چلا آیا اس خیال سے کہ مین نے تو اسکی جان بچائی ہے یہ دغا مجھسے نکریگی اور اکر پوچھا کہ کیا کہتی ہو اسنے کہا کہ آج تمنے ہماری جان بچائی ہے مگر ہم بھی تمھارے ساتھ سلوک کیے دیتے ہین خیر تم بھی کیا یاد کروگے تو سن لو کہ یہ جو تمھارے پیچھے ہین انمین سوت حیرت جادو کی اگر تم اسکو قتل کیا چاہتے ہو تو انکو دیکھ بھال لو انمین کو قتل کرو چالاک نے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا اسنے حلقہائے کمند مارے مگر چالاک بھی ان حلقون مین سے نکلا کہ جیسے سینک سے نگاہ نکلتی ہے شرارہ بھی حیران ہوگئی اور ناچار ہوکر بھاگی مگر چالاک کب جانے دیتا ہے اس نے اسکے منہ پر بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوکر گری اسنے اسکو باندھکر ہوشیار کیا اور کہا اے شرارہ مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی کہ جو تو نے میرے ساتھ یہ عداوت کی یہ کہکر خنجر کھینچکر چاہا کہ اسکو قتل کرون دہن زمین شق ہوئی اور پلنگ جادو بصورت شیر پیدا ہوا اور ان دونون کو لیکر ایک صحرا کی طرف چلا چالاک تو حیران ہوا کہ یہ ہوشیار تھا اور اس ساحر نے دونون کو ایک پہاڑ پر لاکر انکو توڑ الدیا اور پوچھا کہ تم کون ہو شرارہ کو بھی ہوش آچکا تھا اسنے کہا کہ مین تو کنیز ہون افراسیاب کی شرارہ عیار بچی اور یہ دشمن ہے انکا چالاک بن عمرو اس کلمے کو سنکر چالاک نے دیکھا کہ دست و پا میرے قابو مین ہین اور شرارہ نے تدبیر میرے قتل کی کی ہے یہ سوچکر جست جو کی تاہی تو کوئی سو گز پر جاکر گرا پلنگ بھی پیچھے اسکے

دوڑا اور شرارہ نے بھی فرصت پاکر اپنی راہ لی چالاک کو لینگ نے بنایا ادھر مہتر قران کا حال سنو کہ انھون نے پشارہ نیلم جادو کا لیجاکر سامنے جمشید کے رکھدیا اور سب حال اسکا بیان کیا جمشید نے جو پشارہ اسکا کھولا تو اسمین نیلہ تھیر کا بند تھا قران تو اس پتلے کو دیکھکر ہوا ہو گیا اور جمشید نے جو بغور دیکھا تو غش کھاکر گر پڑا یہ حال دیکھکر ساحران ملازم جمشید دوڑے اور پتلے نے ترپ کر آواز دی کہ منم نیلم جادو ارے ساحرو جلد بتاؤ وہ کہان ہی کہ جو مجکو پکڑکر لایا ہی یہ کہکر ایک ٹکر زمین پر ماری زمین شق ہوگئی اور پانچ سو ساحر زمین مین غرق ہوگیا اس ماجرے کو دیکھکر مہرخ نے ایک گولہ سحر کا نیلم جادو پر مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا اور خون جاری ہوا اسنے اپنے خون کو ہاتھ مین لیا زمین پر نگرنے دیا اور جانب فلک اچھالدیا اور سحر پڑھکر دم کیا کہ ایک چادر سیاہ ظلمات کی بارگاہ پر چھاگئی اور تمام بارگاہ نشین اسکی تاثیر سے بیہوش ہوگئے نیلم جادو سب کو مسحور کرکے حیرت کے پاس گئی اور اس سے کہا کہ چلو مین تمکو تماشا دکھاؤن مہرخ اور جمشید کے ساحرون کو مع مہرخ و جمشید کے مین بیہوش کرآئی ہون اور وہ سب قید سحر مین گرفتار ہین حیرت یہ سنکر اٹھ کھڑی ہوئی مگر ملکہ اخضر بارگاہ مین نہ تھی وہ جو آئی تو اسنے سب کو بیہوش دیکھکر اسم ردسحر کا دم کیا کہ وہ تاریکی موقوف ہوئی اور سبکو ہوش و حواس آیا خوش ہوکر سب ساحر اندر بارگاہ کے بیٹھے کہ نیلم جادو آکر پہونچی اور سب کو ہوشیار دیکھکر حیران ہوئی اور حیرت سے کہا کہ یہ کون ایسا ساحر تھا کہ جسنے میرے سحر کو رد کیا حیرت وہان سے پھری اور کہا کہ مجکو یہان عیار ونکا خوف ہے یہ کہکر سمت صحرا روانہ ہوئی اور نیلم جادو اور جانب چلی گئی قضا کار ضرغام نے حیرت کو جاتے دیکھا حلد ایک ساحر کی صورت بنکر سامنے اسکے آیا اور کہا کہ افراسیاب نے کہا ہے کہ ای ملکہ ہم نے تمکو ہرچند منع کیا مگر تمنے ہمارا کہنا نہ مانا اسکی کیا وجہ ہی کہ تم اکیلی سر بصحرا آئی ہو حیرت نے قصد جواب دینے کا کیا تھا کہ ضرغام نے بیضہ بیہوشی کا اسکے منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی ضرغام نے پشارہ اسکا باندھا اور ارادہ لیچلنے کا کیا تھا کہ دفعتہ دو پنجے پیدا ہوئے اور ضرغام کو مع پشارے اٹھا لیگئے یہ پنجے حیرت کے تھے اور اسنے اسی واسطے پہلے ہی انکو بزور سحر تیار کیا تھا اور کہدیا تھا کہ جب مجکو عیار بیہوش

کرین تم اُٹھالانا وہ اُسکو ایک رات اور ایک دن لیے ہوئے پھرا کیے ضرغام سمجھا کہ اب جان بچے معلوم نہین دیتی اُسنے حیرت کو ہوشیار کردیا حیرت کو جو ہوش آیا اُسنے بنگاہ قہر ضرغام کو دیکھا اور کہا تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اور کسطرف کو جاتا ہے ضرغام نے اپنا نام بتایا ملکہ حیرت اسکو پہچان سے لیکر پیار پر آئی اور کہا ای ضرغام آج تو نے بڑا غضب کیا تھا مجکو مار ڈالا ہوتا ضرغام نے کہا ای ملکہ ذرا اُدھر تو ملاحظہ کیجے کہ وہ بھی آپہونچے حیرت نے یہ سنکر گھبراکر اُدھر دیکھا ضرغام نے حلقہ اُسے کمند مارے کہ وہ گر پڑی مگر ساحرہ زیر دست تھی اسوجہ سے اُسنے جہان حلقہ بچی ہوئے تھے وہان سے بحر پڑھکر کمند کو جلاکر نکلی ضرغام کمند چھوڑکر بھاگا حیرت بھی خوف زدہ ہوکر صحرا کی طرف چلی وہان افراسیاب سے ملاقات ہوگئی مگر افراسیاب کو شک گذرا کہ یہ حیرت نہین کوئی عیار ہے اور حیرت بھی یہی سمجھی کہ افراسیاب نہین مقرر کوئی عیار ہے یہ تصور کرکے افراسیاب کو دوڑکر اُسنے خنجر مارا اُسنے دونون ہاتھ اُسکے پکڑ لیے اور اب یقین کامل ہوگیا کہ یہ عیار ہے جب تو اُسنے خنجر مارا یہ خیال کرکے اُسنے ایکہا جوان سر پر حیرت کے ماری اُسنے بدحواس ہوکر سحر جو کیا تو اُسوقت افراسیاب نے پہچانا کہ یہ ملکہ حیرت ہے اور اُسنے بھی افراسیاب کو پہچان لیا آخر کو دونون باتین کرتے ہوئے اندر بارگاہ کے داخل ہوئے اور آکر تخت شاہی پر بیٹھے مگر سوچ مین اور اس تدبیر مین ہین کہ عیارونکو کیونکر گرفتار کرین اسمین مصور جادو اور صورت نگار بھی آکر اندر بارگاہ کے پہونچے اور مجرا کیا افراسیاب کو اور اپنی جگہ پر قائم ہوئے شیتور بن تمہتر بھی اوپر کرسی کے بیٹھا ہوا تھا کہ افراسیاب نے مصور جادو سے پوچھا کہ کیونکر تصویرین تمہارے پاس سے عیار لیگیا اُسنے سب حال لیجانے کا بیان کیا اور کہا کہ خیر اُن تصویرون کو تو عیار چرا کر لیگئے مگر اسکو ملاحظہ کیجیے کہ مین نے جمشید کی پھر تصویر کھینچی ہے یہ کہکر افراسیاب کو دیدی اُسنے حیرت کو دیدی اُسنے دیکھکر دوسرے ساحر کے حوالے کی القصہ وہ تصویر تو اب دست بدست چلی جاتی ہے اور ہر ایک ساحر دیکھ رہا ہے اسمین مصور جادو نے کہا کہ اے شہنشاہ ساحران اب جمشید کو ہرگز زندہ چھوڑنا نہین چاہیے اُسنے بھی کہا کہ تم سچ کہتے ہو میری بھی یہی رائے ہے اس عرصے مین وہ تصویر شیتور کے بھی ہاتھ مین پہنچی کہ اُسکی کرسی کوئی دس کرسیونکے

بھیجی ہوئی تھی غرض شیتور نے اس تصویر کو دیکھنے لگا اور چالاک اسکے سر پر بصورت خدمتگار بنا ہوا رومال ہلا رہا تھا اسنے تصویر کو اچک کر ہاتھ سے شیتور کے لیلیا اور طرف دروازۂ بارگاہ کے بھاگا لوگ اسکے پیچھے دوڑے تو سہی مگر مارے خوف کے باہر بارگاہ نہ نکلے اندر ہی دوڑ کر ٹھہر گئے اور چالاک صاف نکلا ہوا چلا گیا افراسیاب نے مایوس ہوکر سبکو بلا لیا وہ آکر بیٹھے اسوقت مصور نے آبدیدہ ہوکر کہا کہ ای افراسیاب میں نے اس تصویر کو بڑی مشقت سے کھینچا تھا لیکن بڑے غضب کے عیار ہین کہ یون مفت مین لیگئے افراسیاب نے سنکر مصور کی دلداری کی اور ساتھ خاطر داری کے تسلی دیکر ٹہلایا اس عرصہ مین چالاک نے اس تصویر کو تو باہر جاکے پھاڑ ڈالا اور آپ پھر خدمتگار کیصورت بنکے اندر بارگاہ کے آکر موجود ہوا اور ادھر اُدھر پھرنے لگا افراسیاب نے مصور کو آزردہ خاطر دیکھکے کہا کہ ای مصور جادو میرے پاس ایک قلم ہفت رنگ ہی کہ اسکو شمشیر چوبین اور سامری کہتے ہین تو ہم تمکو وہ دینگے اسوجہ سے کہ اسمین یہ وصف ہی کہ وہ سات رنگ بروقت تحریر کے پیدا کرتا ہی مصور جادو نے سنکر مجرا کیا اور تمنا ظاہر کی اُسنے اسیوقت قلم منگوا کے حوالے کیا مصور اُس قلم کو لیکر رخصت ہوا اور سوار ہوکر مع صورت نگار کے اپنی بارگاہ مین ملول اور غمگین جاکر بیٹھ رہا یہان چالاک قلم کا حال تو سُن چکا تھا اور دیکھا بھی تھا کہ افراسیاب نے مصور کو قلم دیا ہی پس فوراً ایک ساحر کیصورت بنکے سات قلم کے منھ درست کرکے ہاتھ مین لے لیے اور آکر سامنے مصور جادو کے پہونچا اور جھک کر مجرا کیا اور کہا کہ یہ قلم افراسیاب نے واسطے آپکے اور بھیجے ہین انکو لیجیے کہ بہت تحفہ ہین اور قابل اُسکے ہین کہ آپ تصویرین اُس سے کھینچیے مصور نے وہ قلم لے تو لیے مگر غور کرکے جو دیکھا تو کچھ تحفہ نہ تھے جب تو نہایت حیران ہوا اور سوچا کہ افراسیاب نے کیا سمجھ کے یہ قلم مجکو بھیجے ہین یہ تصور کرکے مریخ جادو کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ تم اِن قلمون کو پاس افراسیاب کے لیجاؤ اور اُنسے میری طرف سے کہو کہ آپکو سلام کہا ہی اور پوچھا ہی کہ آپ نے یہ قلم کیسے مجکو عنایت کیے ہین یہ تو بالکل کسی کام کے نہین ہین وہ تو قلم لیکر طرف افراسیاب کے چلا گیا اور یہان مصور جادو کو شک گذرا کہ یہ کوئی عیار تو نہین ہی یہ سوچکر طرف چالاک کے گھور کر جو دیکھا تو وہ بھاگ کھڑا ہوا پھر تو یقین کامل ہوگیا مصور کو کہ یہ عیار تھا بہت آزردہ خاطر ہوا اور تدبیرین

صورت نگار سے یہ پوچھنے لگا کہ کیونکر عیاروں کے ہاتھ سے جان بچیگی یہ تو کسی طرح سے نہیں چھوڑتے ہیں اب میں کیا فکر کروں میری عقل تو حیران ہے یہ دونوں اس فکر میں مشغول ہو رہے ہیں اور چالاک پھر ایک ساحر کی صورت بنکے آیا اور کہنے لگا کہ ای نبیرۂ جمشید خداوند افراسیاب نے فرمایا ہے کہ وہ قلم میں نے ہرگز نہیں بھیجے ہیں بہت ہوشیار رہنا کیا عجب ہے کہ وہ کوئی عیار ہو سے اور ساتھ تمھارے دغا کر جاوے خبردار اسکو جانے نہ دینا اور پکڑ لینا اس کلمے کو سنکر مصور بیحواس ہو گیا اور اُٹھکر چالاک کو اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگا جب نہ پایا تو لوگوں سے پوچھا کہ ابھی تو وہ کھڑا ہوا تھا کدھر کو چلا گیا اسمیں اس ساحر نے کہ جو مقام لیکر افراسیاب کا آیا تھا کہا کہ آپ ذرا گوشہ میں چلیں تو مجھکو کچھ اور بھی عرض کرنا ہے میں اسکو بھی گوش گزار آپ کے کرونگا مصور جادو اندر ایک صحنچی کے ہاتھ پکڑ کے لیگیا اور کہا کہ بیٹا اُس بات کو بھی کہدو کہ میرا دم گھبراتا ہے چالاک نے باتوں میں لگا کر اُسکو بیہوش کر دیا اور پشتارہ بدوش ہو کر طرف صحرا کے مصور جادو کو لیکر بھاگا یہ اُدھر کو چلا گیا اور اِدھر صورت نگار کو وہم دامنگیر ہوا کہ یہ ساحر بھی کہیں عیار ہوئے چلکر خبر تو لے کہ وہ علیحدہ کسواسطے لیگیا ہے یہ تصور کر کے اُس صحنچی کے اندر جو گئی تو مصور جادو کو نہ پایا پس یقین ہو گیا کہ عیار لیگیا ادھر اُدھر ڈھونڈنے لگی اس عرصہ میں مرخ جادو نے بھی جاکر افراسیاب سے زبانی مصور جادو کے جو کچھ سنا تھا وہ سب بیان کیا وہ سنکے مع حیرت جادو کے اُٹھکر بارگاہ مصور جادو میں چلا آیا تو دیکھا کہ صورت نگار پریشان حال بیٹھی ہوئی رو رہی ہے اور صورت نگار نے جو ان دونوں کو دیکھا تو اور زیادہ رونے لگی اور پکاری کہ اے افراسیاب میں تو لٹ گئی میرا راج سہاگ سب جاتا رہا اب میں کیا کروں ان دونوں نے اُسکی تشفی کی اور اپنے ساتھ لیکر مصور جادو کی تلاش کو روانہ ہوا اور جاکر اُسی طرف کو یہ تینوں بھی پہونچے کہ جدھر چالاک لیے ہوئے جاتا تھا مصور کو پس افراسیاب نے دیکھکر چالاک کو تو گرفتار کر لیا اور مصور جادو کو لیکر ہوشیار کر دیا صورت نگار تو اپنے خاوند کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور افراسیاب چالاک کو واسطے قتل کرنے کے اوپر ایک درۂ کوہ کے لیکر چڑھ گیا برابر اسکے صرصر عیار بھی آکر پہونچی اُسنے اسکو دیکھکر اس خیال سے کہ یہ بھی کوئی عیار ہو کہا کہ خبردار میرے پاس نہ آنا الگ کھڑی رہو صرصر اس کلمے پر قہقہہ مار کر ہنسی اور کہنے لگی کہ ای شہریار

ہین تو آپکی لونڈی ہون آپ مجھسے کاہیکو اندیشہ کرتے ہین اس کلمے کو سنکر افراسیاب نے اپنے
سحر سے دریافت کرلیا کہ حقیقت مین یہ صرصر ہے تو پھر خاموش ہورہا یہ بھی برابر چالاک کے آکر کھڑی ہوئی
اسوقت افراسیاب نے مصور جادو سے کہا کہ تمھین چالاک کو اپنے ہاتھ سے قتل کرواسنے ارادہ
تلوار مارنے کا کیا تھا کہ صبا رفتار بھی آکر پہونچی افراسیاب نے اسکو بھی اپنی کف دست کو دیکھکر
علم سحر سے دریافت کرلیا کہ یہ بھی صبا رفتار ہے کوئی عیار نہین ہے خاموش ہورہا اور صبا رفتار
دوڑکر افراسیاب کی دونون ہاتھون سے بلائین لین اور کہا کہ قربان ہوجاؤن اسوقت آپکے
ہونٹھ کسوجہ سے خشک ہورہے ہین اور جمشید و سامری کی نہین معلوم کہ حضور کے اوپر کیا خفگی ہے
کہ جو اس مصیبت مین آپ کو گرفتار کیا ہے کہین یہ موے عیار خدا پرستون کے جلد غارت ہون
تو پھر آپ اور ہم سب خاطر جمعی سے بیٹھین یہ کہکر دو چار خوشے انگور کے اپنے پاس سے نکالے اور
کہا کہ اگر حضور کا دل چاہے تو یہ انگور حاضر ہین اسکو نوش فرمائین تاکہ حدت دفع ہوے افراسیاب
نے وہ انگور لیکر چند دانے تو آپ کھائے اور ایک ایک دو دو اور ونکو بھی کھلائے ساتھ ہی کھانے کے
ایک دم بھر مین تو وہ سب بیہوش اور مدہوش ہوکر گر پڑے اسوقت صبا رفتار پاس چالاک
کے آئی اور کہا کہ ہم اور تم دونون برابر ہوئے ہماری جان تو تمنے اُس مقام پر بچائی تھی اور اب ہمنے
تمھاری جان کو اِس مقام پر بچایا ہی جاؤ اب جدھر تمھارا دل چاہے اُدھر کو چلے جاؤ چالاک نے
سنکر ارادہ چلنے کا کیا تو ہاتھ پاؤن مین بالکل طاقت نپائی ذرا بھی جنبش نہ کرسکا یہ حال دیکھکر صبا
رفتار نے چالاک کو پشتارے مین باندھا اور پشتارہ بدوش ہوکر کہا کہ چل مین تجکو بارگاہ جمشید
مین بھی خیر پہونچادون یہ کہکر ایک پرچہ کاغذ کا اس مضمون سے لکھکر اُسی مقام پر ڈالدیا کہ اے افراسیاب
دانا اور آگاہ ہو کہ منم مہتر قران نظر کردہ علی عمران اگرچہ تو مرے خلیفہ کو پکڑلایا تھا لیکن مین نے بھی
اپنے تئین پہونچایا اور خلیفہ کو اپنے رہا کرکے تیری قید سے لیگیا خبردار ایسی حرکت اب نکرنا ورنہ
مین تجکو مارڈالونگا غرض پرچہ کو تو وہین چھوڑدیا اور آپ چالاک کا پشتارہ لیکر روانہ ہوئی کوئی دو
کوس کے اوپر صحرا مین پہونچی تھی کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُٹھاکر صبا رفتار کو مع پشتارے کے اوپر
ایک کوہ کے لیگیا اور وہان جاکر ساحر کی صورت بنا اور پوچھا
صبا رفتار سے کہ کسکو تو لیے جاتی ہے اسنے کہا کہ مین چالاک کو لیے جاتی ہون

پاس افراسیاب کے تجکو کیا کام ہی کہ جو تو مجکو اُٹھا کر لے آیا ہی اور پریسان حال ہوتا ہے اُسنے سُنکر
کہا کہ مین انواسطے لے آیا ہون کہ میرا بھی ارادہ تیرے ساتھ چلنے کا ہی صبا رفتار اِس کلمے کو
سُنکر نہایت حیران ہوئی آخر کو بحر عیاری مین غوطہ زن ہوکر سر کو اُٹھایا اور کہنے لگی کہ خیر تم بھی
میرے ساتھ چلو اور انکو بھی اپنے ہمراہ لیتے چلو کہ جو تمھارے پیچھے کھڑے ہوئے ہین
اُسنے اِس کلمے پر مڑکر جو دیکھا تو صبا رفتار نے حلقہ ہاے کمند تار کے اُسکو گرا دیا
اور جلدی سے سر اُسکا کاٹ ڈالا اور چالاک کو پھر لیکر روانہ ہوئی مگر دل مین ڈرتی تھی
کہ کہین پکڑی نہ جاؤن یہ تو اِس فکر مین مضطر اور پریشان چلی جاتی تھی کہ قران نے اثناے
راہ مین آکر گھیرا اور پکار کر کہا کہ ٹھہر جا کہان جاتی ہے اور کسکو لیے جاتی ہی اُسنے کھڑے
ہوکر سارا حال چالاک کا بیان کیا اور کہو لکر چالاک کو سامنے قران کے رکھدیا مہتر قران
نے سنکر چالاک کو اُٹھالیا اور پشتارہ بدوش ہوکر طرف بارگاہ جمشید کے چل نکلا اور وہان
افراسیاب کو اور اُن سب ساحرون کو ہوش جو آیا تو وہ حیران ہوکر اُٹھ بیٹھے اور
دریاے ندامت مین غرق ہوکر اپنے اپنے مکان کو چلے گئے اور افراسیاب بارگاہ حیرت مین
جاکر بیٹھا اور متحیر ہوکر حیرت سے کہنے لگا کہ عقل میری گم ہی کہ چالاک کو اُٹھاکر کون لے گیا
یہ کہکر مارے ڈر کے اُسیوقت طرف ظلمات کے اُٹھ کر چلا گیا حیرت جادو بارگاہ مین
بیٹھی رہی کہ دفعتہً ایک لکیر ابر کا سرخ رنگ سامنے سے اُسکو نظر آیا یہ اُسکو دیکھکر
کمال حیران ہوئی اور دل مین کہنے لگی کہ یہ ابر کیسا ہی یہ تو اِس فکر مین تھی کہ وہ ابر شق ہوا
اور اُسمین سے ایک ساحرہ پیازی جوڑا پہنے ہوے نمودار ہوئی اور آکر اُسنے حیرت کو مجرا کیا
اور کہا کہ خالہ افراسیاب کی ملکہ اندر جادو تشریف لاتی ہین حیرت جادو سنکر نہایت
خوش ہوئی اور سوار ہوکر واسطے پیشوائی کے روانہ ہوئی اور جاکر اثناے راہ مین ملاقات
کی ساتھ اپنے بہ آبرو سے تمام اندر بارگاہ کے لیکر آئی اور اُوپر دنگل کے نذر دیکر ٹھہلایا
اسکو تو بارگاہ مین چھوڑ دو اور مہتر قران کا حال سنو کہ وہ جو پشتارہ چالاک
کا لیکر چلے تھے تو جاکر اندر بارگاہ جمشید کے پہونچے اور چالاک سامنے جمشید کے
رکھکر سب حال بیان کر دیا اُسنے سنکر سحر افراسیاب کو چالاک کے اوپر سے اُتارا

ہاتھ پانون اُسکے کھل گئے وہ اُٹھکر اوپر کرسی کے بیٹھا اور حال صیار فتار کا بیان کیا
کہ آج اُسنے مجکو ہرا کیا وگرنہ مین بڑی مصیبت مین گرفتار ہوگیا تھا یہ کہکر اور باتین کرنے لگا
قران اور جانسوز اور ضرغام وغیرہ آکر متمکن ہوے اور حال سنے اندر جادو کا کہ اُسنے
بیٹھکر حیرت جادو سے پوچھا کہ تمنے طلسم کا آجکل کیا عالم کر رکھا ہی کہ ہر چہار طرف کو غدر برپا
ہو رہا ہی اُسنے کہا کہ میرا کچھ قصور اسمین نہین ہی مین بھی ناچار ہون کہ عیار خدا پرستون کے
بڑے زبردست ہین کوئی اُنکا سامنا نہین کر سکتا ہے اسوجہ سے غدر طلسم مین برپا ہی
کہ وہ عیار ہر ایک کو مار ڈالتے ہین اور اُنسے زور کسی کا نہین چلتا ہے اندر جادو نے کہا
کہ جمشید تو ایسا زبردست نہین ہے کہ اُس سے بھی کوئی سامنا نکر سکے پھر اُسکی کیا
وجہ ہے کہ جو ابھی تک اُسکو بھی تمنے گرفتار نہین کیا حیرت جادو نے کہا کہ حقیقت مین
اُسکی کچھ اصل نہین ہی مگر بسبب عیارون کے اُسکے اوپر بھی ہم قابو نہین پاتے ہین اندر
جادو نے اس حال کو سنکے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے پس جب وہ زمانہ آیا کہ شہسوار
فلک تو سن چرخ سے اُتر کر بارگاہ مغرب مین گیا اور رداے شام جانب خاک گستردہ ہوئی نظم

بشکل بخت زاہد اک اندھیرا	اُٹھا مغرب سے ہر جانب کو گھیرا
ہوے تابان جمال شعلہ ہر سو	ملا جلنے کو پروانون کو تا بو

سر شام طبل جنگ پر چوب پڑی طائرن سحر جو اس مقام پر بام جا بسو سی رہتے ہین وہ
اُڑکر بارگاہ مہرخ مین گئے اور بزبان فصیح دعا و ثنا بادشاہی بحالاے اشعار

یا الٰہی جو یہ تیرا ہی چراغ دولت	تا ابد اس سے منور رہے قندیل فلک
تا قیامت رہے مسجود خلایق دولت	مسند جاہ کی تیری بچھے جسپر تو شک
جو ترا دوست ہو اب آئینہ گیتی پر	اُسکی تمثال کبھی ہووے نہ تیلے منفک
کاتب دست قضا شکل عدو کی تیرے	صفحہ ہستی سے جون حرف غلط کر دے حک

لشکر ملکہ حیرت مین طبل جنگ بجا باقی خیر و عافیت ہی مہرخ سحر چشم نے بھی اس خبر کو سنکر نفیر سحر کو
دم دیا دلاور جو کہ ساحر نامی تھے آگاہ اور خبردار ہوئے اور سحر کی تیاری کرنے لگے ہتھیار صاف
سیقل ہوتے تھے اور ڈھرو بجتا تھا تلوارین اسطرح خم تھین کہ جیسے کشتی ہوتی ہی مگر گھاٹ انکا

سو کھا ہوا تھا آبداری اُنکو دیجاتی تھی کمان ہر ایک کرکتی تھی چلاتی تھی کلۂ عمود کلہ زنی کرتے تھے
ایک طرف ساحر سحر پڑھتے تھے برجی تھالیون مین آگ دھتورے کے پھل دونے مردے
کے پتے کیلین اور لونگین جمع کی تھین بچہ ہاے خوک چھٹکا ہوتے تھے ایکطرف نقیب آواز مین
لگاتے تھے شعر جوانو جوان بخت ہشیار رہو ٭ سلاحون سے اپنے خبردار رہو ٭ چار پہر رات بیتی
ہنگامہ جانبین مین برپا رہا آخر عمر شب تمام ہوئی اور گل خورشید باعانت نسیم سحری چمنستان دہر
مین شگفتہ ہوا اشعار جمال شمع پر آئی اُداسی مزاج شب مین پھیلی مدھوسی
بڑی سامان ظلمت پر تباہی دھنوان ہو کر چلی شب کی سیاہی صبحکو مہرخ سحر چشم اور بہار
جادو فوج کثیر لیکر مثل ہلال سحر افگن اور طوفان قہر چشم وشکیل جادو وغیرہ کو لیکر میدان کا
زار مین آئین جمشید روشن جمال بھی اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر عرصۂ نبرد گاہ مین آیا اسوقت برجے
بڑے تارے آسمان پر ظاہر تھے چھوٹے چھپ گئے تھے قلۂ کوہ سیاہین کوہ فلک
رنگستان کواکب اور کوڑیالہ رشک لالہ کھلا تھا کرن خورشید کی نکلتی آتی تھی لشکر مین ہاجا جنگی بجتا تھا
اسلحہ کی چھاچاق بلند تھی برقین سرخ سبز جلوے دکھاتی تھین ساحر طاؤسان آتش بار اژدران
مردم آزار پر سوار تھے عرض پست و بلند زمین کو بیلچہ کارون نے ہموار کیا ابر بر ساگرد و غبار کو بٹھایا
میمنہ میسرہ آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی اور مذمت دنیاے فانی زبان پر

جاری کی ابیات

غافلان باغ یہ نہین دلکش	جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وش	اس چمن کی ہوا سے بہمی دے
آستین زن چراغ عقل یہ ہے	خاک جیب ہو گئے قدرعنا	تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ	تب ہوا لالہ زیب محفل باغ	خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
باغ مین آلشار روتے ہین	عندلیبونکے ہین یہی الحان	غافلو کل من علیہا فان
موت سے کسکو رستگاری ہے	آج وہ کل ہماری باری ہے	بیاہ لیجاؤ عروس موت کو
دو طلاق اس زندگی کی موت کو	نقیب جب کڑکا کہکر کنارے ہوئے تو اُس طرف ملکہ انور	

جادو مع حیرت جادو کے میدان مین آئی تھی اسنے اپنے طاؤس سحر کو اُڑایا اور نافہ
میدان مین آکر مہرخ سحر چشم کا نام لیکر پکاری کہ اری او نمکحرام مہرخ ناکام تجکو بھی یہ طاقت

اور قدرت ہوئی کہ تو افراسیاب کا سامنا کرے مہرخ کو یہ نہیب سنکر تاب نہ رہی اور تخت
اپنا اُڑا کر اُسکے مقابلہ مین گئی آپسمین ناریخ تریخ چلنے لگا مہرخ سحر چشم نے ایک سحر ایسا کیا کہ دریائے خا
و قہار پیدا ہوا مہرخ سحر چشم ایک کشتی پر جا بیٹھی اور وہ وہا بڑھنے لگا اُسوقت ملکہ اندرجادو
نے سحر پڑھکر دستک دی کہ پانی دریا کا جم گیا اور ناؤ ٹکڑے ٹکڑے اُڑ گئی مہرخ سحر چشم بوٹا
ایک اژدرہ مان بنی اور پھنکار کر ملکہ اندرجادو پر آئی ملکہ اندرجادو ایک عقرب بنی اور
نیش زنی ہونے لگی اسی طرح تا شام دونون آپس مین لڑا کین لیکن کوئی فتحیاب
نہوا جب ساحر فلک عرصۂ چرخ سے رو بفرار لایا اور ساحرۂ شب نے قدم اپنا جنگاہ روزگار
مین بڑھایا اشعار

غرض وہ دن کٹا با عیش و آرام	بڑھی یا بوس کو پھر گیسوے شام
بشکل ابر اُمڈی کچھ سیاہی	ہوئے مصروف راحت مرغ و ماہی

طبل باز گشت بجوا کر دونون لشکر اپنے اپنے بستر پر آئے کمر کھولی آسودہ ہوئے مگر ظفریاب
نہونے کا دونون کو ملال رہا اُسوقت چالاک بن عمرو نے مہرخ سحر چشم سے کہا کہ
آپ بیخ نہ کوین مین جاکر ملکہ اندرجادو کو لاتا ہون یہ کہکر طرف بارگاہ اندرجادو
کے نکل کر روانہ ہوا اور ایک ساحرہ کی صورت بنکے سامنے ملکہ اندرجادو کے پہونچا
اور اُسکو مجرا کیا اُسنے دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آئی ہے اس نے کہا کہ مجکو
افراسیاب نے پاس آپ کے بھیجا ہے اور کچھ کہدیا ہے آپ ذرا الگ چلین تو مین
اُس بات کو کہدون ملکہ اندرجادو سنکر اُسکو الگ جو لے گئی تو اُس نے بفن عیاری
اُسے بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہوکر طرف بارگاہ جمشید کے نکل کر روانہ ہوا
اثنائے راہ مین صرصر سے ملاقات ہوگئی اُسنے پہچان کے چالاک بن عمرو کو روک
لیا پھر تو دونون مین پنجہ عیاری چلنے لگے صرصر نے کہا کہ تو ناحق میرے ساتھ لڑتا
ہے مین یہ پشتارہ تجکو نہ لے جانے دونگی بہرصورت چھین لونگی اُس نے کہا
کہ پشتارہ تو مین اُٹھا کر ضرور لیجاؤن گا تو گھبراتی کاہے کو ہے تجکو بھی زندہ نہین چھوڑونگا
یہ گفتگو دونون مین ہو رہی تھی اور برابر سے لڑ رہے تھے کہ صبا رفتار بھی آکر پہونچی

اور کہا اُسنے صرصر سے کہ مین بھی آپہونچی تم گھبرانا نہین یہ کہکر وہ بھی لڑنے لگی اب چالاک
تو اکیلا ہے اور وہ دونون اُسکے اوپر وار کر رہی ہین یہ دونون کو جواب بھی دیتا ہے اور
دونون کے وار دن کو بھی روک رہا ہے لیکن حیران ہے اسوجہ سے کہ ایک تو تھک چکا ہے
اور دوسرے بوجھ پشتارے کا بھی ہے آخرکار ناچار ہوکر بیٹھ گیا اور سپر کو چہرے کی پناہ
کرلیا اُن دونون نے تلوارین اوپر سپر کے جو مارین تو وہ کٹ گئی آسمین بھی بیہوشی تھی وہ
جو ضرب کردونون کے دماغ مین پہونچی تو چھینک مارکے بیہوش ہوگئین اور اوپر زمین کے گرین
چالاک نے اُنکو وہین چھوڑا اور آپ پشتارہ اندر جادو کا لیے ہوئے روبرو جمشید
کے پہونچا اور پشتارے کو کھولکر چاہتا تھا کہ حال بیان کرے اندر جادو
کی بھی آنکھ کھل گئی اسوجہ سے کہ بیہوشی اُسکی بھی اُتر گئی ہے اُسنے جو اپنے تئین گرفتار
بلا دیکھا تو سحر کرکے شعلہ آتش بنی اور نکل کر طرف آسمان کے روانہ ہوگئی چالاک
اور جمشید ناچار ہوکر رہگئے اور اندر جادو بارگاہ حیرت مین جاکر پہونچی مگر نہایت مضطر
اور بدحواس کچھ احوال اپنے پکڑے جانے کا اور رہا ہوکر آنے کا کسی سے اظہار نہ کیا آخر
ایک ساحر مصور جادو کا آیا اور آکر اُسنے حیرت سے کہکہ آپ کو مصور جادو نے سلام کہا ہے
اور کہا ہے کہ مین سب تصویرین کھینچ چکا ہون کل جمشید سے مین مقرر لڑون گا دیکھون
تو سہی کہ وہ میرا سامنا کیونکر کرسکتا ہے حیرت جادو نے سنکر کہا کہ ہماری طرف سے بھی جاکر
سلام کہنا اور کہدینا کہ تمنے جو کچھ کہ سامان کیا ہے وہی بہتر ہے اچھا کل لڑلینا وہ ساحر تو یہ
لیکر اُدھر کو روانہ ہوگیا اور اِدھر کو جاسوسان جمشید نے جاکر اُسکو بھی اطلاع کی اور
کہا کہ مصور کل آپ سے مقرر لڑے گا کہ تصویرین پھر کھینچ چکا ہے جمشید تو اس خبر کو
سُنکر سُن ہوگیا اور رنگ چہرے کا زرد ہوگیا چالاک نے جو دیکھا کہ جمشید کا تو خشک
ہوگیا اس خبر کو سُنکر یون کہنے لگا کہ آپ خاطر جمع رکھین اور اندیشہ کسی امر کا نکرین مین
جاکر ان تصویرون کو ابھی لیے آتا ہون یہ کہکر چالاک اور حضر غلام دونون ملکر طرف
بارگاہ مصور جادو کے چلے پھر کچھ دل مین آیا تو چالاک پھر کر پاس جمشید کے
چلا آیا اور حضر غلام اُدھر کو چلا گیا اُدھر چالاک نے آکر اپنی صورت اندر جادو کی سی

بنائی اور دو سو جادوگر بنیان جمشید سے لیکر اپنے ہمراہ لین اور اوپر تخت روان کے
سوار ہوکر دربارگاہ مصور پر پہونچا اُسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ اندرجادو تشریف
لاتی ہین تو وہ شنکر مع صورت نگار کے واسطے پیشوائی کے دوڑا اور دربارگاہ پر
اکر دونون نے مجرا کیا اور نذرین دیکر ملکہ اندر نقلی کو اپنے ساتھ اندر بارگاہ کے لیگئے اور
اوپر کرسی کے بٹھلاکے مصور تو داہنے پر بیٹھا اور صورت نگار بائین ہاتھ کو متمکن
ہوئی اور ارباب نشاط کو اشارہ کیا وہ رقص و سرود مین مصروف ہوئے ادھر
چالاک نے دیکھا کہ صندوقچہ تصویرونکا مصور اپنی رانون کے تلے دابے ہوئے ہے اسنے دیکھکر
صدہا تدبیرین کین اور چاہا کہ صندوقچہ کو لیلون مگر کوئی تدبیر پیش رفت نگئی آخر کو ناچار ہوکر
خاموش ہو رہا قضا کا روصوبہ دار واسطے سیر کے بارگاہ مصور کی طرف چلے آتے
تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ اندرجادو اندر بارگاہ مصور کے داخل ہوئین تو وہ گھبراکر اپنی فوج
مین چلے گئے اور جاکر انھون نے تمام اپنے لوگون سے کہا کہ ارے اندرجادو پاس مصور جادو
کے تشریف لیگئی ہین اوتم لوگون مین سے کوئی ساتھ سواری کے نہین گیا اسکی کیا وجہ ہے
وہ سب اس حال کو سنکر بدحواس ہوگئے اور کہنے لگے کہ آپکو کچھ خبر بھی ہے ملکہ تو اپنی بارگاہ
مین بیٹھی ہوئی خاصہ تناول کر رہی ہین اس حال کو سنکر صوبہ دار حیران ہوئے اور فوراً اندر
بارگاہ کے داخل ہوئے تو دیکھا کہ فی الواقعی ملکہ اندرجادو کھانا کھا رہی ہین انکو اور زیادہ
حیرت ہوئی اور وحشت دامنگیر ہوئی اندرجادو نے جو ان دونونکو دیکھا کہ خلاف دستور
اندر بارگاہ کے پریشان خاطر استادہ ہوئے ہین تو اسنے پوچھا کہ ای مسمار جادو خیر تو ہے
بھلا تم اسوقت کیون آئے ہو انھون نے سنکر جو کچھ کہ دیکھا تھا وہ سب مفصل بیان کیا
اور کہا کہ ہمنے تو آپ کو بارگاہ مصور مین جاتے ہوئے دیکھا تھا آپ اسقدر جلدی کیونکر
چلی آئین اندرجادو اس مضمون کو سنکر سمجھی کہ کوئی میری صورت بنکر مصور کے
قتل کرنے کو گیا ہے یہ سوچکر جلد ہاتھ دھوکر اکیلی اوپر طاؤس سحر کے سوار ہوکر اندر بارگاہ
مصور کے پہونچی تو دیکھا کہ حقیقت مین میری صورت کی ایک عورت اور
بیٹھی ہوئی ہے پس اسنے بارگاہ مین کھڑے ہوکر آواز دی کہ منم اندرجادو یہ کہکر چالاک کو

بزور سحر پکڑ لیا اور طاقت اُسکے ہاتھ پانون کی زائل کردی اور مصور جادو سے کہا کہ یہ کوئی عیار میری صورت بنکے آیا تھا قتل ہی تمکو کر چکا تھا وہ تو بڑی خیر ہو گئی کہ مجکو اطلاع ہوگئی تو مین نے آکر اُسکو گرفتار کر لیا یہ کہکر اوپر تخت متمکن ہوئی اور چالاک سے پوچھا کہ ارے تیرا نام کیا ہے اور تو کون ہے اسنے کہا کہ مین عیار ہون اور نام میرا چالاک بن عمرو ہے مصور جادو اور صورت نگار دونون تو پاس اِسکے بیٹھے ہوئے تھے اب جو نام سُنا تو بدحواس ہوکر تخت کے نیچے اُتر پڑے اور صندوقچہ کو مصور مارے گھبراہٹ کے بھول گیا وہ اوپر تخت کے رہ گیا اسوقت ضرغام شیر دل نے اُس صندوقچے کو اُٹھالیا کہ وہ بھی بڑی دیر سے ایک خدمتگار کی صورت بنا ہوا صندوقچے کی فکر مین برابر تخت کے کھڑا ہوا تھا لیکر ایک ہی جست مین باہر بارگاہ کے پہونچا اور پکارا کہ منم ضرغام شیر دل او مصور دیکھ لے کہ مین لیے جاتا ہون اُس شے کو کہ جسکے بھروسے پر تو غرا کر رہا تھا اِس کلمے کو سنکر مصور اور صورت نگار دونون اُسکے پکڑنے کو دوڑے مگر یہ نکل گیا اور مارے ڈر کے باہر بارگاہ کے نہ نکلے کہ کہین کوئی عیار اور نہ پکڑ لیوے اور بارگاہ پر سے پھر کر چلے گئے اور جاکر اندر جادو سے کہا کہ ہماری تو ساری محنت برباد ہوگئی اب ہم کسی کام کے نہ رہے یہ کہکر بیٹھ گئے اور اندر جادو کو بھی کمال فکر دامنگیر ہوئی اور چالاک کو اپنے ساتھ لیے ہوئے بارگاہ حیرت مین آئی اور سب حال چالاک کی عیاری اور ضرغام کے صندوقچہ لیجانے کا بیان کیا اور کہا کہ چالاک کا سر تو مین مقرر کاٹون گی یہ کہکر دو ساحرون کو حکم دیا کہ قرطاس جادو کو جاکر بلا لاؤ وہ تو اُسکے بلانے کو چلا اور ضرغام شیر دل نے صندوقچہ لیجاکر جمشید جادو بن کوکب روشنضمیر کے حوالے کیا اُسنے اُسی وقت اُن تصویرون کو نکال کر پھاڑ ڈالا اور ضرغام شیر دل پھر جانب بارگاہ حیرت جادو روانہ ہوا راہ مین اُن دونون ساحرون کو جاتے دیکھا جو کہ قرطاس جادو کو بلانے کو جاتے تھے اُسنے اُنکو باتون مین لگاکر اُنسے سب حال گذرا ہوا قرطاس جادو کا دریافت کیا اور اُنھین کے ساتھ قرطاس کے پاس آیا ان دونون ساحرون نے قرطاس

کو سلام کیا اور کہا کہ آپ کو ملکہ اندرجادو بلاتی ہین جلدی تشریف لے چلیے قرطاس نے سنکر ایک صحنچی مین کپڑے پہننے کو گیا ضرغام بھی اندر اُسکے گیا اور اُسکو بیضہ بیہوشی مارکر بیہوش کردیا اور آپ اسکی صورت بنکر کپڑے وغیرہ اُسکے پہنکر اُسکو تو وہین چھوڑا اور آپ باہر نکلا ہمراہ اُن دونون ساحرون کے جاکر اندرجادو کے پاس بیٹھا اُسوقت شمیتور نے کہا کہ یہ عجیب غریب تماشا ہے کہ جو ساحر آتا ہے اُسکو اتنا بھی کسی سے نہین ہو سکتا ہے کہ دریافت تو کرلین کہ یہ ساحر ہے یا کوئی عیار اُسکی صورت بنکے چلا آیا ہی یہی باعث ہے کہ سب دھوکا کھاکے مارے جاتے ہین اس کلمے کو سنکر جیرت جادو کو کھٹکا گذرا کہ حقیقت مین اکثر ایسا اتفاق ہوچکا ہے کہین ایسا نہو کہ یہ بھی عیار ہو تب یہ تصور کرکے اندرجادو سے کہا کہ آپ سحر سے دریافت کرلین کہ یہ قرطاس جادو ہے یا کوئی عیار ہے اُسوقت اُسنے کہا کہ اے ملکہ تمھین دریافت کرلو جیرت نے ایک دانہ موتیکا زمین پر پھینکا اور کہا کہ اے قرطاس اسکو اُٹھالاؤ ضرغام نے اُس دانے کو اُٹھانا چاہا مگر وہ اُٹھ نہ سکا یہ زور کرکے ناچار ہوگیا اُسوقت جیرت نے ہنسکر ضرغام کو پکڑ لیا اور اندرجادو نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہی ضرغام نے کہا کہ مین وہ ہون جو مصورجادو کا صندوقچہ لے گیا تھا جسکو ضرغام شیر دل کہتے ہین اب تجکو بھی مین صبح و شام مین قتل کیا چاہتا ہون اندرجادو اس کلمے کو سنکر بہت خفا ہوئی اور کہا کہ ای مبذات تو نے قرطاس کو کیا کیا اُسنے کہا وہ بارگاہ کی صحنچی مین ننگا پڑا ہے جاکر دیکھ لے اندرجادو کو اور زیادہ غصہ آگیا اور اُسنے ایک پنجے مین چالاک کو اور دوسرے پنجے مین ضرغام کو دابا اور اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئی لیکن قران ساحر بنے ہوئے بارگاہ جیرت مین موجود تھے اور یہ باتین سُن رہے تھے وہ بھی روانہ ہوئے اور جاکر پشت بارگاہ پر نقب کھودکر صحنچی مین آئے کہ جہان قرطاس بیہوش پڑا تھا نیس اُسکو تو نقب مین ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اُسی طرح سے ننگا مادرزاد بیہوش ہوکر لیٹ رہا اسلیے کہ جو کوئی دیکھے بیہوش سمجھے اور یہان اندرجادو نے اپنی بارگاہ مین آکر

چالاک اور ضرغام بزور سحر کھڑا کر دیا اور آپ وہان سے اُسی صحبخی مین آئی جہان
قرطاس بیہوش پڑا تھا دیکھا کہ قرطاس جادو بیہوش پڑا ہے اسنے جھٹا
پانی کا مارا کہ قرطاس ہوشیار ہوکر اُٹھا اندر جادو نے اسے ننگا دیکھکر منھ
اپنا دوپٹے سے چھپالیا اور کہا کہ ای قرطاس تو اپنا ستر ڈھانک بعد ازان
مین تجھے حال کہونگی قران نے اُٹھنے کے ساتھ ہی ایک بیضہ بیہوشی کا مارا کہ اندر
جادو بیہوش ہوکر چاروں شانے چت گری قران نے اسکو خوب جکڑا ایک
پٹی بیہوشی کی اُسکی ناک پر چڑھائی اور پشتارہ باندھکر نقب مین کود کر مع قرطاس
سیدھا بارگاہ جمشید کی طرف بھاگا اثنار راہ مین ایک درہ پہاڑ کا دیکھا جہان مین
قران کے آیا کہ چالاک اور ضرغام کو بھی لے آنا چاہیے ایسا نہو کہ اُنکو حیرت
پکڑ لجائے یہ سوچکر قران نے اندر جادو کا پشتارہ تو دامان کوہستان مین چھوڑا
اور آپ پھر اُسی نقب کی راہ سے ارادہ کرتا تھا کہ کیونکر جاؤن اور کس شکل سے
جاؤن یہان کا حال سُنیے کہ جانسوز اندر جادو بارگاہ مین حیرت جادو کی
شکل بنکر آیا اور چالاک و ضرغام کو بندھا دیکھکر ہنسا اور کہنے لگا کہ ای موئے عیار تو
تمنے قیامت نازل کی ہے دیکھو تمھارا کیا حال ہوتا ہے تمام جادوگر یہان حیرت کو دیکھکر
اُٹھ کھڑی ہوئین بعد ازان حیرت نقلی نے پوچھا کہ اندر جادو کہان ہے
سبھون نے کہا کہ اس راوٹی مین اکیلی تشریف لیگئی ہین اور کوئی وہان نہین ہے
آپ تشریف لیجائیے آپ کو ممانعت نہین ہے جانسوز بیساختہ اندر راوٹی مین
گیا وہان جو دیکھا قران متفکر ہین جانسوز نے کہا کہ قبلہ کس فکر مین ہین قران نے جانسوز
کو گلے سے لگایا اور پہچان کر کہا کہ بیٹا تم اندر کی شکل بنو اور چالاک و ضرغام اس
راوٹی مین لاؤ اور اُسی نقب کی راہ سے میرے ساتھ چلو جانسوز نے کہا بہت خوب
غرض جانسوز بصورت اندر بنا اور راوٹی سے باہر نکلتا نکلا کہ بوا حیرت ان
عیارون کی تمھارے نزدیک اصل و حقیقت ہے مین ان عیارون کو دیکھو تو
کس طرح قتل کرتی ہون یہ کہتی ہوئی برابر چالاک و ضرغام کے آئی اور چالاک

وضرغام کو پکڑکر اُسی طرح اُسی راؤٹی مین لیگئی اور باہر ساحرنون سے کہدیا کہ کوئی میرے پاس راؤٹی مین نہ آنے پائے اندر لاکے سامنے قران کے کھڑا کردیا قران کو دیکھکر چالاک وضرغام دونون خوش ہوئے اور کہا کہ ہمارے تو ہاتھ پانون بحر مین مسحور ہین قران نے ایک بیضہ بیہوشی کا دونون پر مارا کہ دونون بیہوش ہوگئے ایک پشارہ قران نے لیلیا اور ایک پشارہ جانسوز نے دونون لیکر نقب کی راہ سے باہر نکلے اور لے بھاگے اب احوال اندر اور قرطاس کا سُنیے کہ وہان جو درۂ پہاڑ مین دونون پڑے تھے کہین قضارا کوئی ساحر بھی کہ نام اُسکا نیش جادو ہے وہ قدیم نوکر کوکب کا ہی ہمراہ جمشید کے اِسی فکر مین ہے وہ کہین بطور سیر اُس پہاڑ مین جانکلا اُسنے دیکھا کہ اندر اور قرطاس دونون بیہوش بندھے پڑے ہین نیش نے اُسی حالت بیہوشی مین دونون کو خوب جکڑ کر ایک پتھر کی چٹان سے باندھا اور پٹی بیہوشی جو بندھی تھی اُسکو دماغ سے اندر کے کھول ڈالا اور خوب سا کپڑا اُسکے دوپٹے کا مُنھ مین بھرا اور ازار بند پاجامے کا نکال کر اندر جادو کے گلے مین خوب کھینچکر باندھا اور قرطاس کچھ ایسا ساحر زبردست نہ تھا غرض باندھکر کوڑا مارنا شروع کیا جب اندر پر کوڑا پڑنے لگا اُسوقت اندر کی آنکھ کھلی اب سحر کو پھیر نہین سکتی کیونکہ گلا بندھا ہوا ہے اور مُنھ مین بھی کپڑا بھرا ہوا ہے مگر مارے مارکے پھڑک پھڑک کر تڑپ رہی ہے اور قرطاس کی جو آنکھ کھلی تو اُسنے دیکھا کہ نیش جادو زبردست ساحر ہے بعد ازان قرطاس دُہائی دُہائی توبہ توبہ مچانے لگا اسوقت نیش نے جھنجھلا کے ایک تیغہ مارا کہ قرطاس کا سر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر لوٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من قرطاس جادو بود بعد ازان دوسرا تیغہ دوڑکر اندر مارا کچھ اثر نکیا اُسوقت ماتھے کوڑا مارنا شروع کیا اور کوڑے کی آواز تڑاق تڑاق کی دور تک جاتی تھی اتفاقاً کہین صرصر عیار بچی نے آواز کوڑے کی سُنی وہ گھبراکر اُس پہاڑ مین جاکر چھپ کر دیکھنے لگی دیکھے تو اندر جادو بندھی ہے اور ایک لاش برابر اِسکے پڑی ہے اور ایک ساحر کوڑے مار رہا ہے اِس قطامہ نے اپنی صورت ملکہ مہرخ کی بنائی اور سامنے نیش کے آکر پکاری واہ واہ ای نیش کیا سزا نے معقول تمنے دی

یہ کہکر برابر نیش کے پہونچی اور اندر کو جو دیکھا تو بیہوش و بیدم مارے کہڑون کے ہوگئی ہے غرض صرصر نے برابر پہونچتے ہی نیش کے ایک بیضہ بیہوشی کا نیش پر مارا کہ یہ تو چارون شانے چت گرا مگر خوف سے چالاک صرغام قران جانسوز عیارون نے اسنے جلدی سے اندر کو کھولکر باندھ پشتارہ روانہ ہوئی نیش کو دہن پر ارہنے دیا چند قدم نہین پہونچی تھی کہ سامنے سے قران اور جانسوز دونون چالاک اور صرغام کے پشتارے لیے چلے آتے تھے انھون نے للکارا کہ خبردار اے صرصر کہان جاتی ہے بدحواس ہوئی قران اور جانسوز نے دونون اپنے پشتارے تو زمین پر رکھدیے جانسوز نے قران نے کہا کہ تم پشتارون سے خبردار ہو مین پشتارہ اس سے چھینے لاتا ہون جانسوز تو چالاک و صرغام پر مستعد کھڑا ہے اور قران نے آکر صرصر کو گھیرا اب صرصر گھبرائی مگر خنجر زنی کرتی جاتی ہے کہ اکبارگی قران نے جست کرکے حلقہ کمند کا صرصر کی گردن مین ڈالدیا وہ چارون شانے چت گری چاہتا ہی قران کہ جھپٹ کر اندر کے پشتارے کو اٹھالے کہ ایک پنجہ پیدا ہوا صاف پشتارہ لیکر سوے آسمان غائب ہوا ناچار قران نے صرصر کو چھوڑدیا اور آپ چالاک کا پشتارہ اور جانسوز صرغام کا پشتارہ لیکر جمشید کی بارگاہ مین پہونچے جمشید نے چالاک و صرغام کا سحر دور کیا قران کو گلے سے لگایا وہان فیش کو ہوش آیا یہ گھبرایا ہوا جمشید کی بارگاہ مین آیا اور سارا حال اسنے بیان کیا غرض قران چالاک صرغام جانسوز چارون عیار اور تمام جادوگر جمشید کی بارگاہ مین بیٹھے ہوئے ہنس رہے تھے مگر حال اندر کا سنو کہ وہ پنجہ ایک ساحر ملازم اندر کا تھا کہ وہ لیکر اندر کو حیرت کی بارگاہ مین لایا اور سامنے حیرت کے اندر کو ڈالدیا گھڑی بھر بعد صرصر بھی آکر پہونچی حیرت نے دیکھا کہ اندر کا تمام بدن پاش پاش پرزے پرزے ہے اور بیہوش ہی کچھ جان باقی ہے گھبرا کر کچھ چھینٹے پانی کے حیرت نے دیے چار گھڑی کے بعد اندر کو ہوش آیا حیرت نے احوال پوچھا اندر نے سارا حال اپنا منہ پیٹ پیٹ کر کہا اور کہنے لگی کہ قسم ہے سامری جمشید کی مین نے ایسے حرامزادے زبردست عیار نہیں دیکھے جنکو اپنے مرنے کا بھی کچھ ڈر نہین حیرت بھی یہی کہہ رہی تھی کہ کیا کہون تمسے مین تو اپنی زندگی

تنگ ہوں اسقدر عیاروں کے ہاتھوں سے مجھے ایذا اور صدمے پہونچے جاتے ہیں
غرض اندرو حیرت دونوں یہی دُکھڑا رو رہی تھیں کہ افراسیاب مع لشکر فاخرہ جادوگرونکا
کے آیا اور تعریف لشکر کی کیا لکھی جائے القصہ حیرت استقبال کو نکلی غرض بڑی
شان و شوکت سے افراسیاب تخت پر آکر بیٹھا اندر کو دیکھا کہ آنکھوں میں آنسو
بھرے ہوئے نہایت بیزار خفا بیٹھی ہے افراسیاب نے پوچھا کہ خیر باشد تمھارا کیا حال
ہے اندر نے از ابتدا تا انتہا سب حال بیان کیا بعد ازاں کہنے لگی کہ اب جا کر مقابلہ کرو
افراسیاب نے ہر چند منع کیا اُسنے نمانا آخر افراسیاب نے کہا کہ آپ بزرگ ہیں
جو چاہے کریں یہ خاموش ہوئی جب افراسیاب ظلمات چلا گیا اور ہستی روز
تمام ہوئی اور زن دہر نے دختر شب کو جنا اشعار

غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام	نظر آنکھوں میں آیا رنگ شام	کھلا آخر معما زلف شب کا
اُٹھا دھندلا غبار اک غضب کا	اندر جادو نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر مہرخ و جمشید کو ہوئی	

انھوں نے بھی طبل جنگ بجوایا ساحر سحر تیار کرنے لگے اُس شب ساحرہ گیتی کو خوف ہوا کہ کہیں
مجھپر نہ افسون پردازی ہو کہیں میری نہ بربادی ہو بنگالی ڈہرو بجا کر یون تاننے لگے کلوا
بھیرون نارسنگ کو مانند لگے گلستان دہر مین نسیم سحر وزان ہوئی صرصر قر چلنے لگی ڈفلی
اور بانسری بجنے لگی کڑھائیان چڑھ گئین سپاہیون مین ہتھیار صیقل اور مصقیل
ہونے لگے چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا طول ہر مقام پر پہنچا ہے جب وہ زمانہ آیا کہ شمشیر بہادر رات
سے رات کٹ گئی اور ہزہ خطوط شعاع مہر لیکر ترک فلک توسن چرخ پر سوار ہوا اشعر
کہ جب نقشہ مٹا شب کے قدم کا + جھمکڑا نور کا ہر سمت چمکا + صبح کو مہرخ و جمشید اور
بہادر و مخمور بازبط قرقرے ہمس آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہو کر جانب میدان
جنگ گاہ روانہ ہوئے اُس طرف سے اندرو حیرت فوج لیکر آئی دونون نے برے بجائے
نقارے گرجنے اور بجنے لگے اندر جادو کی طرف سے کہلاب جادو نکلا اور جمشید
کی طرف سے نیش جادو نکلا کہلاب نے پیکان سحر نیش پر مارا اُسنے خالی دیکر نار مجھ مارا
کہلاب کی چھاتی کے پار نکل گیا کہلاب جہنم واصل ہوا اسیطرح سے چالیس ساحر

نیش نے مارے آخر کو اندر نے اپنے تخت پر سے وہ تلوار جو اُسکے آگے دھری تھی اُسے کھینچا جیسے ہاتھ اُٹھایا تھا کہ ایک وار کرے نیش کے دو ٹکڑے ہوں اُسنے خالی دیا لب ازان اندر تخت پر سے کود پڑی اور دونوں مٹھیوں میں خاک سامری و جمشید کی فوج پر ماری جیسے خاک اُڑی کہ تمام لشکر مع جمشید بیہوش ہو کر گر پڑا اندر نے دوڑ کر جمشید کو پکڑ لیا اور سمت آسمان اُڑ کر پکاری کہ ای حیرت مجھے جس سے کام تھا اُسکو میں لائی اب تم بھی چلی جاؤ اپنی بارگاہ میں یہ سنکر حیرت پھر کر اپنی بارگاہ میں آئی مگر اندر جمشید کو پکڑ کر جنگل کی طرف روانہ ہوئی لشکر جمشید کا حال سنیے کہ دو گھڑی کے بعد تمام ساحروں کی آنکھ کھلی جمشید کو تخت پر نہ پایا ایک عجب تہلکہ پڑا مہرخ بہار اختر بن سہسلان وغیرہ سب کی تب پھر کر بارگاہ میں جمشید کی آئین اختر نے کہا کہ میں جاتی ہوں جمشید کو لیے آتی ہوں ادھر قران چالاک ضرغام یہ تینوں عیار روانہ ہوئے لیکن پہلے اندر جادو کا حال سُنیے کہ اسنے خوب سحر کر کے جمشید کو ایک درہ کوہ میں اُتارا اور کہا کہ ای جمشید میں تیرا سر کاٹے لیتی ہوں یہ کہکر اندر الگ جاکر بیٹھی اور ایک تیلہ سحر کا دیا اور کہا کہ جاکر جمشید کا سر کاٹ ڈال اُسوقت ملکہ اختر پہونچی دیکھا اُسنے کہ اندر الگ بیٹھی ہے اور جمشید علیحدہ ہے لیکن ایک تیلہ سحر کا تلوار پھینے جمشید پر اٹھا ہے اختر عقاب بنکر جو گری تو جمشید کو اُٹھا لیجلی اندر نہایت زبردست ساحرہ تھی یہ بلا ہو کے پیچھے دوڑی غرض ملکہ اختر نے کہیں بچاؤ ٹھکانہ نہ دیکھا ایک جھیل تھی پہاڑ کے تلے اُس جھیل میں کودی مع جمشید اور غائب ہو گئی اندر نے سحر سے معلوم کیا اور کنارے جھیل کے آکر اندر نے ایک چٹکی خاک کی لیکر سحر کر کے جھیل میں چھوڑ دی کہ تمام پانی جھیل کا مشک ہو گیا اور اندر نے دوڑ کر اختر اور جمشید کو پھر پکڑا قضا کار چالاک نے وہاں پہونچکر یہ تمام ماجرا دیکھا چالاک نے وہیں اپنے تئیں صرصر بنا کر کہا کہ واہ ای ملکہ اندر کیوں ہو سبحان اللہ کیا کام کیا ہے یہ کہکر برابر پہونچا تھا کہ بیقصہ بیہوشی کا مارا اندر چاروں ساحروں نے جیت گری چالاک نے خنجر اُسکے سر پر مارا سر اُسکا نہ کٹا جمشید اور اختر دونوں اُسکے سحر میں گرفتار تھے قضا کار سامنے سے صرصر پہونچی چالاک سنتا ہی چلنے لگی اس عرصہ میں اندر کی پھر آنکھ کھل گئی

بس اسنے آنکھ کھلنے کے ساتھ ہی چالاک بزور سحر پکڑ لیا غرض جمشید اور اختر و چالاک
کو پکڑ کر پھر آپ چلی اور صرصر کو رخصت کیا سامنے چند قدم پر اسکو صبار فتار ملی اندر نے
جانا کہ یہ کوئی عیار ہے اندر نے صبار فتار پر سحر کیا کہ یہ کمر تک زمین مین غرق ہوئی ہر چند
صبار فتار نے کہا کہ مین افراسیاب کی لونڈی ہون اندر نے نہ مانا اور جمشید و اختر و
چالاک تینون کو پکڑ کر ایک پہاڑ مین لیگئی وہان کہین قران جا پہونچا یا لگا ہوا تھا اُسنے دیکھا
ایک ساحر کی صورت بنکر برابر اندر کے آکر کہنے لگا کہ واہ وا ملکہ کیا کام کیا ہے جیسے ہی اندر کی نگاہ
اُدھر کو اُٹھی کہ ساتھ ہی قران نے ایک لجدہ مارا کہ کھوپری اندر کی چار ٹکڑے ہوئی اور
یہ چیخ مار کر گری اور پکاری کہ کشتی مرا نام من اندر جادو بود اب ملکہ اختر اور جمشید و چالاک
تینون قید سے چھوٹ گئے اور اپنی بارگاہ مین آکر بخوشی و خرمی تمام بیٹھے القصہ جب اندر
جادو ماری گئی تو صبار فتار بھی چھوٹ گئی اور سمجھی کہ ملکہ اندر ماری گئی اُسنے آکر یہ حال ملکہ
حیرت سے کہا حیرت مسن ہوگئی اور افراسیاب کو خبر ہوئی افراسیاب رو تا پیٹتا وہان
نعش پر اندر کی آیا خوب رویا بعد ازان نعش کو اندر کی جلا دیا راتکو صنعت سحر ساز بارگاہ
مین افراسیاب کی آئی اور ماتم پرسا اندر کا دیکر کہنے لگی کہ اے افراسیاب کل تو مجھے حکم ہو کہ
مین بھی جاکر ذرا میدان جنگ کا تماشا دیکھ لون افراسیاب نے کہا بہت اچھا صنعت
نے طبل جنگ بجوایا اُدھر جمشید نے سنا وہان بھی طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان
جنگ مین آئے ابھی صنعت نہین نکلی تھی کہ طرفدار صنعت کے قریب جا پہونچے سوجادوگر کے
قسمیہ ہوئے کہ چلکر جمشید کے لشکر کو غارت کر دینگے وہ سب میدان مین نکل کھڑے ہوئے ارادہ
جنگ مغلوبہ کا کیا تھا کہ ادھر جمشید کی طرف سے باعنبان قدرت جو آکر ملگیا ہی وہ نکلا
اور اُسنے ایک گلدستہ پھولونکا بزور سحر بنایا اور میدان مین لاکر صنعت کی فوج کو دکھایا
اور یہ کہتی پھولونکا بوٹا اُسکا تمام توڑ کر پھینک دیا پھینکنے کے ساتھ جتنے ساحر صنعت کے ساتھ
میدان مین کھڑے تھے سبکو غنودگی آئی کہ اونگھکر زمین پر گر پڑے بعد ازان باعنبان کچھ دانے
اُرد بتولے رائی سرسون کے پڑھکے میدان مین پھینکدیے کہ ایک جنگلا بڑے بڑے فلک بوسا
درختون کا مگر سرسبز بہت گنجان کہ جسمین اگر کوئی جانے تو کہین جھلک آفتاب کی نظر نہین پڑتی

تھی اور ایک تاریکی اندھیرا سا تھا کہ اپنا ہاتھ اپنے تئین نہین سوجھتا تھا دم بھر مین تیار کیا اور کئی ہزار ساحرون کو صنعت کے اس صحرائے لق ودق مین بزور سحر قید کرکے پھر اٹھا کہ اسمین شام کا وقت ہوگیا اور افراسیاب نے کہا کہ اب طبل آسایش بجواؤ کل سمجھ لونگا بارے ادھر بھی طبل آسایش بجا دونون لشکر پھرے اپنی اپنی بارگاہون مین آئے رات کو افراسیاب نے صنعت سے کہا کہ مین تجھے ایک نارنج اپنے سحر کا دیتا ہون کل تو جاکر اس نارنج کو باغبان پر مارنا اور بعد اسکے افراسیاب نے کچھ اور سحر صنعت کو سکھا دیا غرض افراسیاب بھی اپنی بارگاہ مین جاکر سو رہا ادھر صنعت بھی اپنی بارگاہ مین آکر سوئی جب وقت صبح کا ہوا افراسیاب حیرت صنعت وغیرہ سب ساحر میدان مین نکلے ادھر سے جمشید مع اپنے لشکر باغبان کو لیے میدان مین آیا باغبان نے میدان مین نکلکر پکارا کہ ای افراسیاب کون جادوگر ہی کہ آوے میرے مقابلے کو یہ سنکر صنعت اسی نارنج کو لیکر میدان مین آئی اور بیساختہ زمین پر مارا کہ دیکھا سب درخت باغبان کے بطرفۃ العین خشک ہوکر زمین پر گرے اور جلکر خاک ہوگئے اور جتنے ساحر صنعت کے قید مین تھے وہ سب چھوٹ گئے باغبان نے صنعت پر پھر سحر اپنا کیا لیکن بسبب افراسیاب کے سحر کے باغبان کا سحر صنعت پر اثر نہ کیا صنعت نے وہ سحر جو افراسیاب سے سیکھا تھا وہ باغبان کے مُنہ پر پڑھکر پھونکا باغبان اندھا ہوگیا صنعت نے دوڑکر باغبان کو پکڑ لیا بڑی خوشی افراسیاب لشکر مین ہوئی لاکھون ساحر افراسیاب کے جمع ہوگئے حیرت افراسیاب وغیرہ سب باتفاق ہوکر آئے اور ایک آہن کا چبوترہ بنوایا اُسپر باغبان کو قتل کرنیکے واسطے بٹھایا اور اِسطرف سے عمرو بھی روانہ ہوئے کہ مین جاکر دیکھون تو کیا ماجرا ہی ازبسکہ دریاے خون رواں خشک ہوگیا ہی اور پل پر پیزار ان بھی ٹوٹ گیا ہی یہ جاکر قریب باغبان پہونچے وہان گلچین زوجہ باغبان کو خبر گرفتاری باغبان پہونچی تھی وہ غم مین اپنے شوہر کے گریان و نالان زار مثل ابر بہار کے تھی کہ عمرو وہان ایک ساحر کی صورت بنکر آیا گلچین نے اس ہنگامۂ نوحہ و شیون مین اسکی جانب کچھ توجہ نکی اور اسنے گلچین کو جال الیاسی مارکر زنبیل مین ڈال لیا اور آپ معجزہ طلب کے اسکی ایسی صورت بنا پھر تو دکان باغ کو اسنے اکھیڑنا شروع کیا اور اپنے تئین اٹھا اٹھا کے

دے دے مارتا تھا کنیزین ہر چند سمجھاتی تھین مگر اسکو تاب نہ آتی تھی گریبان گل اسکے غم مین چاک تھا سنبل کی زلف پریشان تھی لالہ کے دلمین داغ تھا سرو اُسکی نظر مین بصورت دار تھا عجب کیا تھا جو نرگس بھی رونے لگے بیقراری سے نوحہ کرنے لگے گریبان پھٹا ہوا پچھاڑ کھاتی ہوئی سر پٹختی ہوئی سینہ کوٹتی ہوئی بادل بریان و دیدہ گریان داد بیداد کنان باہزاران شور و فغان باغ سے نکلکر چلی اشعار

ہوئی جوش وحشت مین جینے سے سیر	کیا نوچکر سر کے بالون کا ڈھیر	وہ نازک طبیعت وہ نازک مزاج
چلی سر کو ٹکراتی ہو لا علاج	اسیطرح سے یہ صنعت کے سامنے آئی صنعت نے جسناکہ	

باغبان کی جورو آئی ہے اُسنے ایک سادہ سے کہا کہ گلچین سے جاکر پوچھو کہ اگر تو اُنکو آئی ہو تو موجود ہون اور نہین جو تیرا مطلب ہو صاف صاف کہدے گلچین نے رو کر کہا کہ مین بیوہ بیکس کیا اُنکی مقدور کہ مین تمسے مقابلہ کرون واسطے جمشید و سامری کے میرے خاوند اور مجکو ایک ہی جا قتل کرو کیلئے کہ جس روز سے میرا اور باغبان کا ساتھ ہوا ہے وہ کبھی دم بھر جدا نہین ہوا اور جو تم نہانوگی تو مین ستی ہو جاؤنگی مگر نعش اور سر کو میرے خاوند کے مجھے دے ڈالنا صنعت نے رونا پیٹنا اور گریہ و زاری گلچین کی سنکر گلچین کو سامنے بلالیا اور کہا ای گلچین جادو کیا تجھے یہ دن معلوم نہ تھا خیر جو ہوا سو ہوا مگر اب بھی جو افراسیاب سے بچاؤ تو مین تمھاری جانبخشی کرادون گلچین نے کہا کہ یہ تو ہو گا کہ مین افراسیاب کی تابعداری کرونگی غرض ہمکو اگر تم چھوڑ دو تو ہم اور کسی شہر مین نکل جائینگے نہ ہمکو کوکب رو شنضمیر سے واسطہ نہ افراسیاب کا ساتھ ہمکو قبول اسپر صنعت نے کہا کہ اگر تم تابعداری افراسیاب کی کروگی تو مین باغبان کو قتل کرونگی گلچین نے کہا کہ خیر جو مرضی سامری و جمشید کی اچھا صاحب مبارک ہو ہمکو قتل باغبان کا یہ کہکر اپنے ساتھ کے ساحرون سے کہا کہ لکڑیون کا ڈھیر لگاؤ مین ستی ہونگی اور یہان تیاری گلچین کے ستی ہونے کی لاکھون ساحر دونون طرف سے جمع ہو گئے وان چہرت و افراسیاب کو خبر پہونچی وہ دونون سوار ہو کر آئے یہ تماشا دیکھا اور گفتگو گلچین جادو کی سنی افراسیاب نے کہا کہ لاؤ گلچین جادو کو میرے سامنے کہ اتنے مین دیکھا کہ کئی ہزار ساحر اور لاکھون تماشہ بین آئے ہین اور شاہ و گدا صغیر و کبیر امیر و فقیر ہر گروہ از خرد تا کلان تاجران اور ملازمان دولت ایک

حشر کی طرح کا مجمع کثیر انبوہ غفیر سامنے سے نظر آیا اور کچھ جلوس برات کا ایسا کہ قریب سو سوا سو طائفہ مرنہ نواز اور نوبت خانہ بجتا ہوا اور سحر کرتے ہوئے اور ڈنکے بجتے ہوئے ٹکورے نوبت کے بھلے معلوم ہوتے تھے اور کئی سو منقلین عنبر و عود اور عبیر کا بکھیڑا پڑتا ہوا جنکی خوشبو سے نسیم عنبر شمیم جو چلتی تھی تو دماغ جان معنبر اور معطر ہوتا تھا اور قریب سوا سو سقون کے کہ بادلے کی گیلیان انکے کاندھون پر پڑین اور لنگوٹ تمامی کے بندھے کانون مین اور اچ پڑے ہزارے کا فوارہ مشکیزہ پر چڑھا کانٹے طلائی تسمون مین لگے ساون بھادون کی ایسی گھٹا برستی ہوئی اور بیچ مین ایک تخت پر زر مکلل بہ جواہر پچیس جادو سوار اور اسپر کئی سو گلدستے طرح بطرح کے رکھے ہوئے اور گرد و پیش تخت کے چار سو باغبان بچیان چنگیر مین پھولون کی لیے ہوئے لنگے قیمت کے مہنگے پہنے ہاتھون مین کرے مگر دھان پڑے اور گلچین جادو جوڑہ شاہانہ پہنے مگر ابھی نہاکے جو سوار ہوئی ہے تو وہ کھلے کھلے بال جنسے بوندین پانی کی ٹپکتی چلی آتی ہین آنکھون کا اسکی یہ حال ہے کہ نشہ عشق مین شور ہر کے آلی ہوئی ہین اشعار

مژہ ہے غیرت ناوک ہوئین ہین یہ مشک کمان	ہین آنکھین ترک نگہ کا لیے ہوئے ہر چھا	وہ بینی اس بت پرفن کی دیکھے جو وہ کھ
ہے خط نسخ مین لکھی مگر یہ حمد خدا	جو دیکھے عارض گلگون وہ رشک صد خوشہ	تو آفتاب قیامت کا زرد ہو چہرا
اگر وہ ہو متبسم تو رشک سے بلبل	گلونکو نوچکے منقارسے کرے نوحا	کیت دامن چھپ جاب

دیکھو اکو مسکیات چاند سورج مین بھلا کہان یہ سندرتائی ہے + پان مین نہ پھول مین نہ کنول مین نہ کنھ ملین دیکھت موجبا ہے وہ تو یہ کرلتائی ہے + کیوڑا اور سیوتی گلاب کی ایسوا کی سی سوگندہ تو عطر ہو نہ پائی ہے + کہوے بزرگن کے چی ہے جو لالی تا پہ پانوان وا سکے جیسے مہندی سی لگائی ہے +

نظم

لبو پہ ہے مسی و پان کا عجب عالم	دخان و شعلہ کہ جسطرح ہو تہ بالا	ہزارہ ان کی مسی لب پہ ہر کھانے لگے
ہزارون خون ہوئے دیکھ اسکے پانکا لاکھا	ہزارون دیکھکے شکل گلیم تھے مشتاق	گلوے نور تھا وہ تمع طور سے زیبا
وہ گول ساعد و بازو جو دیکھے سو یہ کہے	مراجیونکو ہے سانچے مین نور کے ڈھالا	اب آگے کیا کرون تعریف غیر محرمون
جو ہوئے محرم راز اس سے جا کے صاف کہا	کہ حالدار قنادیل نور تھے محرم	وہ اسمین شمعین تھین کافوری دونون جلوہ نما
نقاب دار زرہ پوش یا کھڑے تھے دو	کہ ملک حسن کے کرتے تھے دونون دعوا	کہ دو وہ ایلچی جو بنکے اسکے تھے آگے

دکھاتے شان تھے اپنی ہر اک سے پوچھا — جگر کو تھام رہا لعنتوں سے رہ گئے لاکھو — حبیب اسکا وہ شاہ صاحبان خلق نے دیکھا
کہ جس سے مہ کو بھی نسبت تھا مخل السیار — وہ پرزہ اکت و بیراغ جاند میں دھبا — وہ ناف اسکی ہو گرداب بحر حسن جہان
شناور عشق کے دیا کا سیکڑون ڈوبا — نشان نہ پایا کسینے کمر کا اسکی جب — تو عقل گم ہوئی اسطرح سے ہوئے گویا
سوا خدا کے کسے علم غیب ہو معلوم — کمر ہے اسکی مگر اس زمانہ مین عنقا — اب آگے ہوتی ہے تعریف اس گلستانی
حجاب مانع ہے اور ستر رہ ہے شرم و حیا — جلاوے مرد یکو ٹھور کے جسمین قدرت — کچھ بری رستمونکو آتے ذکر مین اسکا
وہ ساق سیمین اور پاکیزہ نور کیصورت — پریکی شکل وہ اس حور کا ہر اک اعضا — فلک پہ کاہش مہ سے ہلال بنتے ہے
جو دیکھے مدبر منیر اسکا ایک تلغن پا — مرصع زیور و پوشاک فاخرہ پہنے — جو دیکھے اسکو ملک کہ اٹھے وہ ش
جو ذکر اس قد موزون کا باغ خلد مین ہے — تو سرنگون ہو خجالت سے قامت طوبا — تو ریل اور تاریخ اچھالتی ہوئی

کئی سو ساحر عزیز و اقربا اسکے تخت کے گرد و پیش تال مکھانہ بادام چھوہارے وغیرہ لٹاتے ہوئے
ڈہرو بجاتے گھڑیال ناقوس بجتا ہوا اس تہیہ اور ارادے پر چلی آتی کہ بست

للج اور سلوج چھانڈ پر بھوگ جوگن ہین سیلی گرے ڈار بستر گدی رنگاؤن گی
ہردے کی کھٹائی سہونگی دھیا اترے تن من سب مار بھسم دیہہ کو چراؤن گی
کام ہو نہ رام اور رحیم کے نام سے آنسوون کے مالا پر اسین کا نام گاؤن گی
پیارے کے درسن کی بھیا کے مانگنے کو آنگھن کے کھرلے چار اور دھاؤن گی

ادھر تو باغبان قدرت کو صنعت سحر ساز نے قتل کیا ادھر مین اسکے ساتھ ستی ہو جاؤنگی
غرض اسطرح سے برابر افراسیاب کے لشکر کے اور سامنے صنعت سحر ساز کے پہونچی افراسیاب
کو خبر ہوئی وہ حیرت جادو کے پاس آیا اور یہان آکر جو دیکھا تو گلچین ستی ہوتی ہے افراسیاب
نے اس سے کہا کہ ای گلچین ہم دو سوال تجھسے کرتے ہین اسکا جواب ہمین دے اول سوال تو یہ
ہے کہ کوکب اور جمشید اور عمرو سے الگ ہو جاؤ اور انکا ساتھ چھوڑ کر تابعداری ہماری
قبول کرو تو ہم تم دونون کو بدستور مالک و مختار کر دین لیکن چھ مہینے باغبان قدرت کو
قید رکھ کر اسکے مافی الضمیر کو دیکھ لینگے گلچین نے کہا کہ مجھے کوکب و جمشید اور عمرو کا ساتھ
منظور نہین ہے نہ تمھاری تابعداری قبول ہے مجھے تو یہ خوشی ہے کہ اگر تم میرے حال پر رحم کرو تو
باغبان قدرت اور مجھے دونونکو طلسم سے باہر نکلوا دو کیلیے کہ جہان انسان باعزت

وحرمت حکم فرمائی اور سلطنت کرتا ہو وہان جس حالت مین کہ ذلت اُٹھائی اور ایسی رسوائی ہوئی کہ
کہ اوسنے اور اعلیٰ سب کو معلوم ہوگیا کہ افراسیاب نے باغبان کو ذلیل کیا پھر
وہان رہنے کا اب کیا لطف رہا افراسیاب نے کہا کہ اب دوسرا سوال یہ کرتے ہین
کہ جس حالت مین کہ ہمسے تجھے نفرت ہو اور ہماری اطاعت تو اگر نہ کرے گی تو ہم ضرور
باغبان کو قتل کرینگے ہمین تیرے مرنے اور جینے سے کیا کام رہا لیکن یہ تو بتا کہ مرنے والے
کے ساتھ کوئی مرتا ہین جاتا کروڑون بندہ خدا سے باختر کے پیدا ہوئے اور مرگئے اور مرتے
ہین کسی کا بیٹا اور کسی کا باپ کسی کا بھائی کسی کی جورو بہن بیٹی ماں مرنہین گئی اور
نہ کسی کے مرجانے سے کوئی جی اُٹھتا ہو بنظر غور تو ہی دیکھ کہ خداوند باختر اٹھارہ ہزار
ملک باختر کا خدا ہو اور اُسنے گلزار جہان کو کیا رونق دی ہو اور کیسے کیسے لطف اور تماشے
اپنے بندون کے واسطے پیدا کیے ہین یہ قضا سے دنیا اور بہار رہگانی بعد

از مرگ پھر کہان یہ جینا کہان یہ لذت کہان یہ چہلین کہان یہ حلاوت کہان اور علاوہ اسکے ذرا غور کر کہ اب بات

ایسا دلچسپ مکان ہو کہ جدھر جائے نظر	ہو وہ مطرب وساقی شب مہ نور نظر
جو کہ سنی ہی وہ ہی مرغوب دل پیر وجوان	سبزہ وابر وہوا لالہ جسمن گل تر
دیکھ صحرا کو کہ کیا سبز زمرد گون ہو	دیکھ دریا کو کہ ہو موجون سے زبجیر بہ بر
قطرہ باران کے ذرا دیکھ کہ کیا عالم ہو	لوٹتے پھرتے ہین دامان صبا مین گوہر
برق جون چشم تبان ابر پہ چمک زن ہو	رعد مین نالۂ عشاق کا پیدا ہو اثر
شفق جامہ پہنتے ہین جو بادل سر شام	ہوتی ہو جملہ زمین بوقلمون سرتاسر
تمسے خوبون کا یہ عالم ہو کہ ہر رنگ سے روز	پیستے ہین دل عشاق بہ انداز دگر
غمزہ وعشوہ انداز وادا ناز خرام	ایک سے ایک رقیبان جہان چابک تر

اے گلچین تم ہو سامری جمشید کی مین فی الحقیقت یا غبان کو اب قتل کرونگا کسی طرح نہ
چھوڑونگا لیکن اگر سچ پوچھو تو میرا دل اسوقت تیری طرف مائل ہوگیا ہو تیری بیقراری
اور بے چینی مجھے گوارا نہین قسم ہے مجھے خداوند باختر کی کہ مین لاکھ جان سے شیدا ہے

جال پری تمثال تیرا ہون مجھے اپنا شہید خنجر ابرو اور ذبح تیغ ادا سمجھ اور تو ارادہ مرنیکا نہ کر۔ مجھے سلطنت ہفت اقلیم کی بخش دونگا یہ دیوانے پن کی حرکت نادانی سے نہ کر۔

سُن اے نادان دو ہا سچ تبلا تیمن کیا مزہ من تجھ بن جیوات جیتا ہوکر کیون جلے موئے ہو تو مرتا

جبکہ یہ باتین افراسیاب جادو کی زبان پگلہین سے سنین تو اُسنے ہنسکر کہا کہ اے افراسیاب یہ جو تو نے فضاے دنیا اور بہار گلشن دہر کا ذکر کیا سچ ہے لیکن او نادان ذرا یہ بھی جان کہ ایسا

عالم خواب سمجھتے ہین جو ہین اہل نظر	شاق ہو اسکی جدائی تو سبھو نکو لیکن
آبشاری مین سدا نوحہ گر اس گلشن کی	لطف لاکھون ہین پر افسوس کہ ہے نقش برآب
وہ دن آئے گا کہ بیٹی کو نہ ماں کی خبر	چھوڑ دین اُسکی محبت کو جو ہین صاحب حس
بے بسی مین بھی جو ہو عشق تو ہین لاکھ ضرر	اختیار اپنا جہان ہو نہ دہان الفت کیا

سُن اے افراسیاب یہ دنیا سراے فانی ہے نہین جاتا نظم

کدھر آج ہے عدل نوشیروان	ہوا پر وہ تخت سلیمان کہان	کدھر ہے سکندر کا وہ تخت و تاج
کہان ہے وہ دارا کا لشکر سپاہ	کہان اب کیومرث کا نام ہے	کہان اب وہ جمشید کا جام ہے
نظر کن درین دیر بازیچہ رنگ	کہ بنشست چون طاق کسریٰ بسنگ	کہین شور رستم غو ہ عند لیب
کہین طوطیان خوش لحانی کی دھوم	کہین شور رستم غو ہ عند لیب	کہین بہر گل نالہ و اجیب
کہین سبز ہین سبزہ زار چمن	کہین زلف سنبل وہان خم بخم	کہین غنچہ گلشن بدو مند ہے
کہین کانٹون سے راستہ بند ہے	کسی شے کو یان کے نہین اعتبار	خزان کے تصرف مین ہے یہ بہار

اور تو نے یہ بات کہی کہ مردے کے ساتھ جلنا کیا ضرور ہین شہنشاہ ساحران عالم ہون مجھے تو قبول کر سن اے افراسیاب کبت

چین باجن باجے پیا کو موہ لین اب بجاوت ہم چلین پیا کو بدیو دین جا کے سنگ سکھ اور اندلی اسی سے تا کو چھوڑ کہو کا کو مکھ جوئیے تجے سب راگ رنگ تجے سکھین کے سنگ یہان ہمارے پران ہوتے ہاتھ دھوئیے جا کے سہاگ بھاگ ہوئی ہے اتنک اپور راگ ہا لو آدھین ہو کیا رانڈ ہو کے روئیے جا کے سنگ چاندنی سی راتن مین جاگت تھی تا کے سنگ اکبار آگ ہو کے سوئیے ٭ ٭

اور بس اے افراسیاب جادو اب جو تجھے کرنا ہو بسم اللہ دیر نہ کر اور تو جو اپنے سحر و ساحری پر
متکبر اور مغرور ہو استغفار پیر اخیال خام ہی کوکب روشن ضمیر تجھسے کچھ سحر مین کم نہین ہے
بردار ان شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ عیار کشدۂ ساحران عالم ہی جسنے کافرستان کشمیر بنگالہ
کانور و دیس اندر کوٹ چاہ ماران چاہ الماس فرعون شداد ہامان نمرود لات منات تیستا مستا
دم جیستا لوٹم لوٹم جھوٹم جھوٹ پونے دو سو خدائیان برباد کردین در کرب نمازی اُس شخص کا
نواسہ ہی کہ جسے امیر ابو قیر سلطان ظفر احتشام حمزۂ عالی مقام کہتے ہین اور
بارگاہ نوشیروان ملک العادل کسریٰ گہ جسکے چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو تاجدار کرسی
نشین اٹھارہ سو عیداران سلطنت چوبیس سو پہلوان پایہ تخت کے کروڑ سوار کے
افسر جسکے دربار مین بیٹھے تھے ان سبکو غارت کردیا اور لقا خدا سے باختر کو بھگاتے بھگاتے
نوبت بحد سے رسید کہ اس زمین مین قدم نہ رکھ سکیم اُسکا آیا پھر تو یہ سمجھ دیکھ کہ اب تو
بھی چراغ سحری اور آفتاب لب بام ہی تجھکو لازم ہی کہ اس سودائے خام اور تصور ناتمام کو دماغ
سے نکالکر اطاعت شاہزادہ اسعد بن کرپ کی قبول کرکے شاہزادہ انجم کروہ رستم شکوہ
فتنہ ملک سنجان و باختر اور ملکہ تصویر جادو اور مہ جبین الماس پوش کو قید سے رہا کردی اور

سخن اے افراسیاب کہ ابیات

بقا کس کو جز ذات پاک خدا ہے	بقا مین فنا ہی فنا مین بقا ہے
یہ جاہ و حشم عارضی ہی جہان مین	مُسندی نکھ تب پھر خدا ہی خدا ہی

بس سنتے ہی آتش غضب کی لو سینے مین افراسیاب کے مشتعل ہوئی جسکا دود
بدماغی جان سے نکل گیا اور پکارا کہ او اے مردیم ای گچین تو نصیحت نامے کی کتاب میرے
واسطے لیکر بیٹھی ہی اور میری اتالیق بنی ہی دیکھ تو سہی مین تجھسے او اجل رسیدہ کیا سلوک
کرتا ہون خیر اچھا تو میرے سامنے زندہ باعبان کو لیکر جلجا اور جو تو نہ جل گئی تو مین تجھے
جلا جلا کے مار ڈالونگا یہ کہکر کہا کہ لاؤ باعبان قدرت کو بس ساحران اقتدار
کشان کشان اُسکو سامنے افراسیاب کے لائے افراسیاب نے کہا کہ ای باعبان
تیری جو رو تیرے لیے سنی ہوتی ہی پھر اب کیا ضرور ہی کہ جو مین اب تیری گردن مارون

اِس سے یہی بہتر ہی کہ تم دونون کو لکڑیون کے انبار پر بٹھادون کہ ساتھ ہی جل جاؤ
باغبان قدرت نے کہا کہ ای افراسیاب مرنے سے ڈرنا کیا جو کچھ منشی تقدیر
اور کاتب ازل نے صفحۂ ناصیہ پر میرے تحریر کیا ہی وہ ہی پیش آتی ہی افراسیاب
نے خفا ہوکر لکڑیان جمع کروائین اور باغبان قدرت اور گلچین کو اُسپر بٹھادیا
اور گرد انبار ہیزم کے افراسیاب نے چار طرف سحر بند کردیا اور کہا آگ لگادو لیکن
مہتر قران نامدار کا حال لکھا جاتا ہی کہ یہ لکڑیان بڑی دیر سے جمع ہورہی تھین
تو اُنھون نے اُسکے نیچے نقب کھودی اور سرانقب کا بیچ مین لکڑیون کے نکالا اور دوسرا
سرا تین کوس پر جدھر لشکر جمشید بن کوکب کا پڑا ہی اُدھر رکھا جب لکڑیون مین
آگ لگائی گئی معاذ اللہ عجب طرح کا تلاطم اور تہلکا دونون لشکرون مین برپا ہوا
کہ مہرخ سحر چشم اختر بن فیل زور شمشیر زن ہامان سحر افگن شکیل جادو سپار جادو
طاؤس جادو کافرمان جادو سرخ موے کاکل کشا خونخوار کاکل کشا
سب سیر زنان و سینہ کوبان داد و بیداد کنان تھے اُسطرف بھی لشکر ساحرون کا ہر چند کہ
وہ سب دشمن جمشید کے تھے لیکن افسوس کرتے تھے مان یہ ظاہر خوف ہی افراسیاب
کے کچھ بول نہ سکتے تھے کہ اسمین دھنوان لکڑیون کا ملبند ہوا اور ضرغام و جانسوز
وغیرہ جو عیار اور عزیز و اقربا گلچین کے تھے اور تال کھانہ اور میوہ اُچھالتے ساتھ آتے
تھے اُنھون نے زال کے چھڑنے کو وہ تمام بیہوشی آغشتہ تھے آگ پر ڈالنا شروع کیے
شعلے آگ کے بلند ہوئے اور دھنوان پھلاب افراسیاب و حیرت و صنعت
اور جسقدر لشکری تھے وہ سب بیہوش ہوکر گرے اندر لکڑیون کے تو کوئی جا نہ سکتا تھا
کہ افراسیاب نے وہ جگہ سحر بند کر رکھی تھی اور نہ عمرو باغبان کو لیکر باہر آسکتا تھا
بس اسنے باغبان کو زنبیل مین ڈال لیا اور آپ اُسی نقب کی راہ سے باغبان کو
لیکر بارگاہ جمشید مین آیا اور بعد ازان قران اور آپ تاک بند کرکے اُسی غول مین کہ
عالم خفتگان نظر آتا تھا مع افراسیاب اور حیرت وغیرہ بیہوش پڑے تھے آیا یہان جو
دیکھا تو ضرغام شیر دل اور جانسوز بن قران و جالاک بن قران و جالاک بن عمرو

دامن گرد اسنے خبر نہ کی کہ ہین پہلے تو امی و نامور ساحرون کا گلا کاٹ ڈالا پھر اور ساحرونکو قتل کیا بہتون کو مارا اور قران نے آکر پشتارہ افراسیاب باندھا اور کہا کہ ای جانسوز حیرت کا پشتارہ باندھ لشکر چل بارگاہ جمشید مین اور عمرو نے کہا کہ ای بیشاطر غلام اور او جوانمرگ چالاک خبردار کسی ساحر کا اسباب خراب ہونے پائے اور لڑتے بھی بیٹھے نہ ہوسنے پائین مین و حلالی کہان سے دونگا غرض قران اور جانسوز تو دونون پشتارونکو لیکر چلے باقی اسباب اور جواہر کا رزیور وغیرہ جو عورتین کہ بیٹھی تھین وہ عمرو نے اتار لیا اور حال مارکر سب تدرز نبیل کیا اور وہان جمشید کو خبر ہوئی کہ اس طرح کا سانحہ گذرا بس یہ اپنے لشکر کو لیکر چڑھ دوڑا اور آکر لشکر افراسیاب پر گرا پھر وہان جو لشکر ہوشیار تھے اُنسے تلوار چلنے لگی نظم

ہزونای روئین و برنشست کوس	ہوا نیلگون شد زمین آبنوس	ز رخشان بہ گرد اندرون تیغ
تو گفتی برآمد ہمین رستخیز	بہ یوشید روے ہوا یہ تیر	بہ خورشید گفتی برانداختہ
بجنبید دشت و بترنید کوہ	ز بانگ سواران ہر دو گروہ	غرض وہ لشکر تمام بھاگا جسنے

نے خیمہ و بارگاہ تاخت تاراج کیا اور فتح کرکے بخوبی تمام داخل بارگاہ ہوئے اب حال سنیے قران افراسیاب کا پشتارہ باندھ کر لیکر چلا اور جانسوز پشتارہ حیرت لیکر روانہ ہوا تو اتنا راہ مین بیہوشی افراسیاب کی اتر گئی اور اسنے دیکھا کہ مین پشتارہ مین بندھا ہوا چلا جاتا ہون اب سحر جو یاد کرتا ہی تو یاد نہین آتا ہی بس یہ برق بنکر تڑپا قران گھبراکر پشتارہ لیکر بھاگا لیکن جانسوز جو پیچھے پیچھے حیرت کو لیے چلا آتا تھا اسنے دیکھا کہ کچھ برق سی قران کے پشتارے مین سے چمکی اسنے گھبراکر ایک غار مین پشتارہ حیرت جادو کا پھینک دیا اور آپ ایک جادوگر کی صورت بنکر درہ پہاڑ کی جانب چلا گیا مگر افراسیاب جادو سے سوائے بھاگ جانے کے اور کچھ نہ بن پڑا یہ بھاگ کر لشکر سیب کی طرف گیا اور وہان جاکر بزور سحر اسنے لشکر ساحرون کا پھر تیار کیا اور ازراہ بے حیائی کوچ کی تیاری مین تھا کہ اب جاکر حیرت جادو کو ڈھونڈھ لاؤن اور یہان حیرت جادو کو جانسوز نے غار مین ڈال دیا تھا تو وہان صیاد فتار

کمند انداز عیار بھی آنکلی اُسنے دیکھا کہ ایک پشتارہ بندھا پڑا ہی اُس پشتارہ کو دیکھکر
جو دیکھا تو حیرت جادو کو پایا یہ اُسکو لیکر بہت دور ایک جنگل مین آئی اور فتیلہ دفع بیہوشی کا
اُسکو سنگھایا کہ ہوش آیا صبا رفتار نے حیرت جادو سے کہا کہ بی بی تم اِسطرح بندھی
پڑی تھین اُسنے اپنا منھ پیٹا اور رو دھوکر ذلیل ہوکر بزور سحر آسمان کی طرف روانہ
ہوئی اور گنبد نور مین آئی یہان آکر باقیماندہ جو ساحر تھے اُنکو بلایا اور لشکر تیار کیا اس
عرصے مین افراسیاب بھی آیا اور یہ دونون ملکر بیٹھے اور فوج کشی کرنے مین مصروف
ہوئے قریب تین لاکھ ساحر کے جمع ہوگئے اور وہان جانسوز نے جب پشتارہ حیرت جادو
کا نمار مین نہ پایا تو پھر کر بارگاہ جمشید مین آیا لیکن بران شمشیر زن کو جو عشاق
جادو نے سحر سے مارا تھا اور اُسکو تالاب معمار قدرت کے بنائے ہوئے مین رکھا تھا
بران مری نہین ہی سحر مین بیہوش ہی لیکن بظاہر مردہ ہی غرض کہ کوکب روشنضمیر
نے ایک بچہ سحر کا عمرو کے لینے کو روانہ کیا عمرو یہان جمشید کی بارگاہ مین بیٹھا تھا
اور ملکہ مہر رخ وغیرہ سب جشن کر رہی تھین مہتاب طبلے پر پڑتی تھی گانے بجانے کی صدا
ملند تھی کہ دفعتہً ایک بچہ پیدا ہوا اور عمرو کو اُٹھاکر سوے آسمان لے گیا اب جو عمرو
کی آنکھ کھلی کہ ایک صحرا لالہ زار ہی گلہاے بوقلمون کی بہار ہی اُسکے بیچ مین ایک بارہ دری
بلور کی بنی ہی جسکے دروازے پر پتلیان کھڑی ہین عمرو اندر بارہ دری کے آیا تو دیکھا کہ
کوکب روشنضمیر تخت پر بیٹھا ہی اور ایک طرف ایک بنگلہ فیروزہ کا ستون اور گھونگھیان
بلور کی ہین اور کھپرے چاندی کی ہین اُسمین چار سو زنان پوشاکین پر تکلف پہنے
ہوئے بیٹھی ہین غرض عمرو دنگل پر بیٹھا اور کوکب نے تعریف عمرو کی کہ خواجہ
تمنے کیا خوب عیاری سنی کی کرکے افراسیاب کے لشکر کو غارت کیا اور ساحران
نامی کو مارا واہ کیا کہنا ہی لیکن افسوس صد ہزار افسوس ای شہنشاہ عیاران بران
شمشیر زن مردہ پڑی ہوئی ہی اور مین مردہ اپنی آنکھون سے دیکھون ایسا بھی کبھی
خدا کریگا کہ وہ زندہ ہوگی عمرو بھی بران کو یاد کرکے رونے لگا اُسوقت کوکب نے کہا کہ
آپ ارادہ کرین تو بران شمشیر زن کی جان بچتی ہی اور دوبارہ گویا مان کے پیٹ سے

پیدا ہوتی ہی عمرو نے کہا کہ مین حاضر ہون کوکب نے کہا کہ اگر تم عشاق کو مار ڈالو تو بدان
زندہ ہو عمرو نے پوچھا کہ عشاق جادو کہان رہتا ہی کوکب نے کہا کہ گنبد جمشید مین عمرو نے
کہا کہ مجھے گنبد جمشید تک پہونچا دو کوکب نے ایک جانور سحر کا تیار کیا اور عمرو کو اُسپر سوار
کرکے جمشید کے گنبد کی طرف روانہ کیا عمرو کو وہ جانور ایک پہاڑ پر لیجا کر بیٹھایہ
عجب غضب کا مکان ہی عمرو نے دیکھا کہ ایک صحرا سبز معلوم دیتا ہی اور ہر ایک ٹھاں
کی جڑ مین سے شعلۂ آتش کا نکلتا ہی اور گرد اُس گھاس کے پھر کر طرف آسمان کے
وہ شعلہ رجوع ہوتا ہی عمرو حیران ہوکر میدان کو دیکھ رہا تھا کہ عشاق جادو کو خبر پہونچی
کہ ایک جانور ایک آدمی کو لیے پہاڑ پر بیٹھا ہی یہ عشاق اُستاد افراسیاب کا ہی
اور بڑا زبردست ساحر ہی اپنے مکان سے اُٹھا اور مشیر بن ظہیر جادو سے کہا کہ جاکر تو دیکھ
تو آکہ کون آیا ہی جو کوئی ہو اُسے پکڑ لا میرے پاس مشیر بن ظہیر جادو عمرو کے قریب پہاڑ
پر آیا اور بنگاہ اولین عمرو کو اُسنے پہچان کر پکڑ لیا اور عشاق جادو کے پاس لایا عمرو سے
عشاق جادو نے پوچھا کہ تو یہان کیون آیا عمرو نے کہا کہ میرے مارنے کو تو نے بڑا عضیب
کیا ہی کہ ملکۂ ترکستان شمشیر زن کو بیہوش کرکے ڈال رکھا ہی مین اُسکے بدلے مین تجھے قتل
کرنے آیا ہون یہ سنکر عشاق جادو نے درہم و برہم ہوکر ایک پنجرا فولاد کا منگاکر عمرو کو اُسمین
بند کیا اور ارزان جادو کو بلاکر کہا کہ اس پنجرے کو یہ حضور لقا سے خدا سے باختر
لیجاکر میری طرف سے عرض کرنا کہ یہ دزد آیکا حاضر ہی آپ میری خاطر سے اِس مدذات
کو ابھی قتل کرائیے گا اور سر اُسکا قلعہ کوہ عقیق مین لٹکا دیجیے گا لاش گھسٹواکے پھکوا دینا
ارزان جادو عمرو کے پنجرے کو لیکر کوہ عقیق سلیمانی کی طرف آیا اور بارگاہ لقا خدائے
باختر مین پہونچکر لقا کو بجرا کیا لقا نے عمرو کو دیکھکر کہا کہ ای بندگان قدرت من چہ تقدیر
کردیم دیکھا تمنے کہ بیت

ہستی نظارہ گاہ جہان جلوہ گاہ ہی	یہ دونون ملک میری ہین اور من کہان نہین

بھلا دیکھو تو یہ بندہ گستاخ کہان سے کہان جاکر پہونچا بختیارک بھی نہایت خوش تھا
مگر بختیارک نے اشارہ کیا کہ اسکا سر وہین کیون نہ کٹوا ڈالا یہان بھیجنا کیا ضرور تھا

غرض لقمانے ارزان کو تو بہت بھاری خلعت دے کر روانہ کیا مگر اب عمرو کے قتل کی تیاری لقمانے کی اور جلادون نے عمرو کو زیر تیغ بٹھایا خلقت کا اُس مقام پر ہجوم ہو پلٹنیں اور لشکر تیار ہو کر یہان آگیا اسلیے کہ کوئی عمرو کو چھڑا نہ لیجائے چبوترہ نکبت کا بنایا اور بوریا فلاکت کا اُسپر بچھایا مگر اس خبر کو نامیان خیبری و توسیان خیبری و سرہنگ مصری و ابو طاہر خونریز نے سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے جاکر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دے کر اسطرح دعا و ثنا بادشاہ کی کرکے عرض کیا نظم

ترا قیام حکومت رہے قیامت تک	مطیع خلق کو تیرے سدا رکھے خالق	کرور عید کی شادی نصیب ہو تجھ کو
ہمیشہ نذر بجھے دیوین ساکنان آفاق	بسر کرے جو ترا دوست ہو بعشرت و عیش	عدو ترا ہو زمانے کا مورد دشنام

اِسوقت عمرو کو طلسم سے پکڑ کر کے وہان کے ساحرون نے لقما کے پاس بھیجا ہی اور اُسکو وہ قتل کرتا ہی باقی خیر و عافیت ہی بس یہ سننا تھا کہ سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام اُٹھ کھڑے ہوئے پھر تو بادشاہ بھی نکلکر بارگاہ سے سوار ہوئے لشکر تیار ہوا پانچ ہزار پالنسو پچپن گردان گردن کش شجاعت شعار روانہ ہوئے اور وہان عمرو دست بدعا بدرگاہ کبریا بلند کیے ہوئے پکار رہا تھا شعر

خداوندا بحق آل پیمبر	رہائی مجکو دشمن سے عطا کر	یہ دعا کر رہا تھا کہ صدا سے

نقارہ کان مین آئی وہان جلاد حکم پوچھ رہے تھے کہ یکایک گرد و غبار کا تق بلند دیکھا جسمین سناہے نیزہ کی بجلیان چمک رہی تھین اور اسلحہ کی چقاچاق بلند تھی عمرو تو خوش ہوا کہ یقین ہے حمزہ صاحبقران لشکر لیکر آتے ہین اور وہان تہلکہ پڑا تماشائین تو بھاگے کہ یکایک صدا نعرہ کی سُنی اور ہر پہلوان اور سردار نے لشکر امیر کے اپنا اپنا نعرہ بلند کیا از بسکہ نعرے مین نے کسی مقام پر بیان نہین کیے ہین اسوجہ سے

اس مقام پر چند نعرے لکھے جاتے ہین

نعرہ ہائے سرداران

امیر عرب حمزۂ نامدار		عم مصطفےٰ شاہ اشقر سوار	
سپہدار جم قدر و رستم توان		منم شاہ سلطان صاحبقران	

منم سعد فرزند قباد شاه
شهنشاه اسلام و عالم پناه

منم شاه سامان فریدون حشم
بهار گلستان کاوس و جم

چراغ شبستان صاحبقران
فروزنده تاج و تخت کیان

تجلی ده فوج اسلام و دین
یل نامور رستم بزم کین

علم شاه رومی شه پیل زور
که بر تخت مرزوق افگنده شور

چو شمشیر کین برکشم از غلاف
ترازل فتد در میان مصاف

ملک قاسم آن شاه خاور سپاه
زنم تیر بر ابر و نیزه بماه

ز تیغم بسی ملک اسلام شد
که سر فتنه باخر نام شد

منم شیر صولت یل صف شکن
شه نامور هاشم تیغ زن

ز تیغم بمیدان جنگ آوران
بهر سو شود الامان الامان

منم ایرج نامور دلپذیر
که شاه ضهانیم و آفاق گیر

چو اسفندیارم شه نامدار
شده در جهان نام اسفندیار

بصحرای کین شیر صید افکن است
گریزان ز نامم شود پیل مست

جهان پهلوان شاه گیلان منم
ز تیغم بجنگت قیامت کنم

یل نامور اشجع دین منم
بدشت وغا شاه شیر افگنم

شهنشاه دارا کشور کشا
یل نامور شیر دشت وغا

منم گرد فوج افگن و شیر گیر
کمند و کمان دارم و گرز و تیر

شه کشور کشا زیبنده تاج جهانبانی
منم سلطان سعد ابن عمر ابن خزرج ابن ثابت

منم آن هژبر ژیان پیل مست
یل نامور سرور حق پرست

کرب پرحرب نامور نامدار
نظر کرده شاه ولدان سوار

منم زیبنده اورنگ و تاج چتر سلطانی
گل گلزار عم احمد محبوب سبحانی

چراغ محفل اسلام و شمس دودهٔ اقبال
عدو سوز دین کفاران عالم رستم ثانی

منم صاحب عمود و جان لشکر حمزه در گردان
ملک لشدهور بن سعدان شجاع و رستم دوران

فلک را بارگه انجم سپه خورشید تاج من
بفرمانم یلی نهصد هزار و ملک هندستان

جزیره های دریا را گرفتم از جوانمردی
نهنگ بحر رزمم اژدر صحرای خون ریزان

چو بیند زیر رانم فیل میمون مبارک پی
بزیر چرخ گردد صورت گاو زمین لرزان

عمودم چون بضرب آهد صد مغفر صد جوشن
شود پیوند ارض صد لقا و فوج کفرستان

نعره چشم اژدر کنام آدرم
شجاع عرب مالک اشترم

بیک پنجه گیرم ز رستم خراج
سنانم ز ترک فلک تخت و تاج

جهان پهلوانم یل نامدار
پسر خوانده شاه اشقه سوار

بمیدان جنگاه رستم نژاد
شهنشاه مغرب فرامرز داد

شه عالم شجاع عصر نورالدهر عالیشان
سپهر حشمت صاحبقرانی دهرنبانی

مه برج شجاعت آفتاب عزو تمکینم
کشد از لشکر من فوج اعدا پشه سانی

نهنگ بحر رزمم دست بر قبضه چو بگذارم
شود از آب تیغم لشکر کفار طوفانی

شه کشور گشا زبده تاج جهانبانی
هزبر دیو کش نامم عمرو بن حمزه یونانی

منم گرد بهرام خاقان چین
که از نعره من بلرزد زمین

ز خون ریزی تیغ من وقت جنگ
شود تخته گل زمین لاله رنگ

نامم شده در سلک یلان برهمه روشن
جمهور جهان سوز شهنشاه تیزران

یل طهماس شیر بیشه رزم گلنگانم
پدر من عنقوبیل و دیو پرور رستم ثانی

بجنگ از دست من بردست ملک الموت افغانی
بمیدان حریم این ساط و قهرناک میدانی

غلام حمزه ام شاهم چو نورالدهر عالیشان
عدوی کافرانم عاشق دین مسلمانی

صد شکوه کجکلاهان بسته گشت انصولتم
بنده میر عرب شاه سلیمان فارسم

ضیغم دشت وغا شیر نیستانم چو زال
رستم دستان بلرزد روز کین از حملهام

اژدر آتش فشانم جنگ دیده پیل مست
چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیده است

مظفر منم در صف رزم و جنگ
بدریا نهنگ و به صحرا پلنگ

یکی از غلامان میر عرب
بباریدن تیغ ابر غضب

اگر مکشم تیغ کین از غلاف
منم سرفروش این جان نثار
منم آنکه در رقاب زنجیر خاک
منم آنکه در چنگل من نهنگ
ز دل علم آموز رستم صفت
روز میدان لاف مردان چه زنی
در ایران عالم چون آفتاب مشهورم
بیل عادیان پور شداد یان
گران هر کرا بار سر بر تن است
منم مقبل شیر نر نوجوان
چو بر شاخ آهو کشم چرم گور

زهیبت بلرزد عدو در مصاف
عفریت را سر بر کنم آن رستم دشمنم
علمدار فوج سپه نامدار
بیل شیر دل پیشوای یلان
که فرق عدو را بکوبم چو مار
شود گله میش افواج غنیم
جنگ دیده ترک جوشن پوش نام آورم
بازی طفلانه جنگ بهمن و رویین تنم
شیر بیشه رزم فضل بن گیاهورم
منم آن عمرو عادی پهلوان
حکیم علاجش بدست من است
غلام وفادار صاحبقران
بدوزم سر مور بر پای مور

جلادون کا تو یہ عالم ہوا کہ ہاتھون مین رعشہ پڑ گیا تلوارین پھینک پھینک کر بھاگ کھڑے ہوئے اور چار طرف سے عنصر کوہی اور منصور کوہی و ضیغم خون آشام و حالوت رعد آواز و یاقوت شاہ دفرامرز نابکار اور افسران لشکر سب لشکر امیر سے لڑنے لگے اور تلوارین چلنے لگین ادھر بھی مالک اژدر کے لوگ دار و دھان دانتون کے تلے دبائے اصفہانی اور خراسانی اور سیستانی اور ایک طرف سے لشکر ہندوستان یہ سب لڑنے لگے ابیات

مہاراجۂ ہند انجم سپاہ
شجاع و جوان مرد شمشیر زن
بسمت یمین راہ پوده ملک
ز فوج دکھن یکصد و سی ہزار

بہ غرید برخود چو ابر سیاہ
بجوش غضب آمده شاہ سند
نہاده کلہ گوشۂ بر فلک
سہ لک راجپوتان مرد دلیر

مہاراجہ جیپال لشکر شکن
برآورد فوج شجاعان ہند
عنان رو بملک سند بسمت یسار
بدشت وغا ہمچو غرنده شیر

همه خنجر و تیغ زرین بدست
همه بر سپهر خرد آفتاب
همه تیغ زن کوه پیکر همه
همه رزم جویا به خون ریختن
بجنبید دریا و صحرا و کوه
چنان دید در عرصهٔ کارزار
چنان تیزه با نیزه آمیختند
شمان را چنین کے بود کارزار
به فوج عدو شد اجل چیره زان
شده خویش و بیگانه پهلوی هم
یکے بود در خواب مرگش رسیده
یکے مرگ را از خدا خواسته
یکے داشت در سر هوای گریز
یکے بر برادر یکے بر پسر
سر مرده در زیر نعل ستور
زمین شد به پیکار گردون زجا
صدا برون آمد از طبل جنگ
سر از جادهٔ مهر چیده چرخ
چنان گرم گردید بازار جنگ
گزیره بملک بدن شد تلف
یکے چشم بر نم چو بنماند راست
به آمد از پیر خائش جنگ آوران

همه شیر افگن همه پیل مست
همه غرق رزم و همه کینه جو
سر افراز اورنگ و افسر همه
زمین آمد از نعل تازی بتنگ
بجان آمده گاو و ماهی ستوه
یکی را به بازو یکے را بسر
سنان یک بدیگر در آویختند
شکستند صدها به گوپال سر
همین کرو پرواز جانها ز تن
یکے بود بے پا و بے سر یکے
اجل را یکے در دم تیغ دید
یکے را روان خون ز زخم سنان
یکے چاره جو از دم تیغ تیز
گدا سپه هر سو هزاران هزار
شده سرمه دیدهٔ مور کور
ز آواز جانکاه رو بلنه خم
در نگا در نگ و در نگا در نگ
کشیده یکی تیغ کین از غلاف
کزی سوخت پرهای تیر خدنگ
یکے نیم بسمل تپان بر زمین
یکے بر لب از سوز دل ناله داشت

همه نامداران با جاه و آب
همه رستم بخت و سهراب خو
همه یکدل و یکزبان و سخن
نهان شده به گرد آسمان ز ورنگ
کشیده از میان تیغهٔ آبدار
یکے را به پشت و یکے بر کمر
که بر هم نبیه چسپند زان گونه بار
برون مغز صدها شده از بتر
ز بس کشته افتاده پهلوے هم
یکے کشتهٔ تیغ و خنجر یکے
یکے را ز پیکان جگر کاسته
بمیدان یکے تشنه لب داده جان
یکے بود گریان بحال پدر
همین گشته در دشت چون بیقرار
ز غریدن طبل حیرت فزا
دل شش جهت از میان گشته گم
ز سم ستوان ناف در دیده چرخ
پے قتل کفار و اهل خلاف
غریوا ز قفقان سر شد از هر دو سمت
به دشت عدم شد همه روانه چنین
نقیبان بفریاد از بر کران

کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگ گئے دریاے خون
جاری ہوا امیر لڑتے ہوئے قریب عمرو کے آکر پہونچے اور قید کو اسکی کاٹ دیا عمرو بھی

اسکو خنجر کسی مردے کا لیکر لڑنے لگا چوٹ مار مار کے ٹانگین سپاہیون کی کاٹتا تھا اور کاندھون
پر چڑھ چڑھ کر سر جدا کرتا تھا لقا روبہ فرار لایا اور اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلا آیا بہت فوج
اس لڑائی مین کام آئی جب لقا بھاگ گیا اور اُسنے دروازہ قلعہ کا بند کرا لیا
تو امیر عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر پھرے اور بارگاہ مین آئے لشکر نے مکرکھوں آسودہ
ہوا عمرو سب سرداروں سے ملا پھر ملکہ سرو سیمین تن کے پاس گیا اور شب بھر
اُسکے پاس رہا یہان کوکب رو شنضمیر نے ایک پتلہ اُسکے ساتھ کرکے گنبد جمشیدی
کی طرف بھیجا تھا اس پتلہ نے آکر کوکب کو خبر دی کہ عمرو کو عشاق نے گرفتار کرکے لقا
کے پاس بھیجا ہے کوکب نے ایک ساحر لشکر لقا اور امیر کی طرف بھیجا کہ جا کر دیکھے
کہ عمرو پر کیا گذری چنانچہ وہ ساحر ہوا کر پہونچا تو اُسنے یہان لڑائی دیکھی جب امیر عمرو کو
چھڑا لائے اُسنے جاکر کوکب سے کہا کہ امیر عمرو اس طرح چھڑا کر لے گئے کوکب نے
ایک عرضی خدمت مین صاحبقران کے لکھی اور اُسمین یہ لکھا کہ عمرو میرے
پاس بھیجدیجیے جب وہ عرضی امیر کے پاس آئی صاحبقران نے عمرو کو اُس ساحر
کے ہمراہ روانہ کردیا چلتے وقت ملکہ سرو سیمین تن نے عمرو سے کہا کہ خواجہ کچھ نشانی ہمکو
دیتے جاؤ عمرو نے ایک جھنجھی کوڑی اور لوہے کی کیل اور ہلدی کی گرہ نکال کر دی ملکہ
سرو سیمین تن نے کہا کہ تمھاری خست نہین جاتی ہے غرض بڑی دیر تک ہنستی رہی
پھر آخر عمرو وہان سے روانہ ہوا اور وہ ساحر اسکو کوکب کے پاس لایا لیکن اب یہان کا
حال سُنیے کہ ملک جام جادو کہ جو طلسم آئینہ مین رہتی ہے اور طلسم آئینہ کی مالک ملکہ
مرأت جادو ہے چنانچہ جام جادو اپنے مقام سے واسطے اعانت لقا کے
کوہ عقیق مین آئی بختیارک نے لشکر کو اُسکے اُتروایا اور اُسنے آکر خداوند کو
سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا دنگل پر بیٹھی لقا اپنی فوج کو لیکر مع جام جادو
کے پھر لشکر تیار کرکے باہر قلعہ کے نکلا بارگاہ نصب کرائی اور فروکش ہوا اور جب جام
زرین مہر یعنی خانۂ فلک سے اُٹھا کر سپہر مینا فان دہر نے طاق مغرب مین رکھا اور انجمن سیارگان
ایوان آسمان مین ترتیب پذیر ہوئی نظم

شروع شب کے گیسو دوتا	چھپا رخسار عالم جا بجا سے	عروس شام نے گیسو کیے وا
بڑھا آہستہ آہستہ اندھیرا	ملکہ حمام جادو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسی وقت	

طبل و کوس رزمی پر چوب پڑی ہر کارے دوان دوان خدمت صاحبقران مین دعا و ثناء شاہی لائے کہ اشعار

رہے جہانمین در دولت سر اکیان	ناکام ہما آنکے ہوتا ہی کامیاب	قطرہ تجھ ابر فیض سے پاتے ہی ہو گہر
جائے رکاب نے چرخ کو موج دُر خوش آب	دریا کو سیر کشتی سے تر ہی ہو یہ سر تعت	لائے عجب نہین جو ہما بیضۂ حباب

اسوقت ایک ساحرۂ غدار اق سکے یہان آئی ہے اور اُسنے طبل جنگ بجوایا ہی بابی خبر ہوا امیر نے یہ خبر سنکر ابوالفتح سے کہا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگ ہے ابوالفتح نے جاکر طبل سکندر پر چوب لگائی جس سے دنیا تھرائی دربار سویرے سے برخاست ہوا بہادران روزگار آلات حرب و ضرب کو تیار کرنے لگے سلح خانے کھل گئے گلشن جنگ مین پھر بہار آئی سپرون کے پھول کھلے نیزے ہر ایک سرو بن گئے کمند ہر ایک زلف سنبل تھی خون کی نہرین صبح کو جاری ہونگی گلہاے رخم جسم پر کھلینگے طول ہر مقام پر چاہی چار پہر رات غلغلہ دونون لشکرون مین برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ لباس شب آب شبنم سحر سے دھو گیا اور آفتاب خواب سے

سو کر اٹھا نظم	مزاج صبح بیباکی پہ آیا	رخ خورشید سے پردہ اٹھایا
فلک کا سینہ تا روشن ہوا صاف	چلے لڑنے امیر جنگ اوصاف	یعنے صاحبقران مسجد کیا

سے اشقر دیو زاد پر سوار ہو کر مع تمام سرداران نامی اور نامور کے در دولت آسمانجاہ سے نکلے اسد سلطان لشکر اسلام پہنچے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا کہارون نے تخت بدلوایا زنانہ سامان سب محل مین پھر گیا امیر نے اور سب سرداران نے مجرا کیا قلب لشکر مین تخت شاہنشاہی کو رکھکر جانب میدان مصاف روانہ ہوئے وہ عجب وقت تھا کہ نسیم سحر وزان تھی نقیب منقبت خوانی کرتے تھے بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر تھے چھوٹے چھوٹے تارے چھپے تھے لشکر کے علم جلوہ دکھاتے تھے اسی طرح سے بصد کرو فر وارد دشت

مصاف ہوے پیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا نشیب و فراز جہانکا بہادرون کی
آنکھون کے سامنے پھر گیا سقون نے نکلکر آپ پاشی کی آبرو ابرو نہار کی ڈبوی اور اُس
طرف سے لقا مع ملکہ جام جادو کے وارد میدان کارزار ہوا صفوف لشکر آراستہ
ہوئین نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور مدت دنیاے فانی زبان پر جاری فرمائی نظم

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی ملک روم ہی کیا سرزمین روس ہے

گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی
اک طرف آواز طبل ایدھر صداے کوس ہے

مل رہا ہو دل کئی چنچل پریزادون کے ساتھ
شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے

بولی عبرت چل دکھاؤن اک تماشا مین تجھے
تو جو ایسا آج قید آز کا محبوس ہے

لے گئی اکبارگی گور غریبان کی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

تربتین دو تین دکھلا کر مجھے کہنے لگی
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

پوچھ تو انسے کہ مال و حشمت و دنیا سے آج
کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

ای بہادران دنیا مین زندگی چار دن کی ہے لڑ بھڑ کر نام اپنا کر جاؤ ساکھے اور بہادری سے
مرجاؤ رئیس قدردان بر سر نظارہ ہو بھلا دیکھین تو کس نے کس کو مارا ہی یہ کہکر نقیب
کنارے ہوئے اور ملکہ جام جادو لقا سے اجازت لیکر نات میدان مین آئی اور پکاری کہ
ای خدا پرستان و زبردستان ہر کرا آرزوے مرگ است پیش ما باید امیر نے چار طرف
خیال کیا اسمین جمہور جہان سوز اپنا مرکب جولان کرکے روبرو آیا اور کہا کہ نا کیا حرکت
لائی ہی جام جادو نے طرف آسمان کے دیکھا اور دستک دی سامنے سے گرد پیدا ہوئی
گرد کا دامن پھٹا ایک جادوگر گاؤ سوار پیدا ہوا ملکہ جام جادو نے کہا کہ اے
مدہوش گاؤ سوار لڑنے کو جادہ اپنے مرکب کو بڑھا کر روبرو آیا اور جمہور جہان سوز پر
سونٹا مارا جمہور نے سپر پر روکا کچھ زور نہ معلوم دیا لیکن غش کھاکر گر پڑا لوگ دوڑے
باندھ کے لے گئے اسی طرح چالیس پچاس آدمی قید کر لیے بختیارک نے کہا وقت
دوپہر کا ہے بہتر یہ ہی کہ اب طبل بازگشت بجوا دیجے جام جادو نے کہا اچھا کل سمجھ لینگے
چنانچہ طبل بازگشت بجوا کے بخوشی تمام داخل بارگاہ ہوئی لقا اپنے تخت پر بیٹھا

اور بلکہ جام جادو اور مدہوش گاؤ سوار کی نہایت خاطرداری کی خلعت سے
سرفراز کیا ناچ رنگ شراب کباب مین مشغول ہوئے وقت شب جام رخصت
ہوکر اپنے خیمے کو گئی یہان امیر بانو فرد داخل بارگاہ ہوئے لیکن فکر مین سرنگون تھے
ابوالفتح نے دل مین کہا ای ابوالفتح تو نوکر امیر کا ہے اگر تجھسے اتنا کام نہ نکلا تو سب کی
آنکھون مین حقیر ہو جائیگا جس طرح ہو سکے اسکا کام تمام کر یہ سوچکر بانے عیاری کے
بدن پر آراستہ کرکے چلا جاکے جو دیکھے تو مدہوش گاؤ سوار بیٹھا ہی اور ایک لونڈا
خوبصورت ساقی گری کرتا ہی ابوالفتح نے ایک شرابی کی صورت بنکر آنکھین سرخ
سرخ ایک پانوٗن مین جوتا ایک مین نہین بند کھلے ہوئے بکتا ہوا برابر مدہوش کے
جاکر گرپڑا مدہوش نے کہا شراب خوب چڑھی ہی دیکھو تو کیا نشہ کیا ہی اور پانی لیکر چھینٹا
دیا ابوالفتح اُٹھا مدہوش نے پوچھا تو کون ہی کہا جادوگر ہون مدہوش نے کہا شراب
پینے کا یون کیا لطف ہی جب تک کباب نہون اور اُس سے کہا کہ بیٹھو بیٹھا اُسنے کباب
منگائے ابوالفتح نے کہا کہ جہان کباب منگائے ہین لیمون بھی چاہیے یہ کہکر ایک لیمون
اپنی کمر سے نکالا اور کہا کہ ہمنے بھی سیکڑون روپیہ شراب مین گنوائے ہین اب مفلس ہوگئے
ہین تو کیا ہوا ای مدہوش لو اسکو نچوڑکر کھاؤ یہ کہکر کبابون مین وہ لیمون نچوڑ دیا اُسنے
شراب پی کباب کھائے بیہوش ہوگیا اُسوقت بارگاہ مین کوئی نہ تھا ابوالفتح نے
سیسہ گرم کرکے مدہوش کو پلا دیا کہ وہ ہلاک ہوا صدائے گردار بلند ہوئی ابوالفتح تو بھاگ
گیا اور جام جادو کو خبر ہوئی کہ مدہوش مارا گیا اور سردار جو گرفتار ہوئے تھے وہ چھوٹ
گئے اور زندان سے نکلکر نگہبانان زندان کو قتل کرکے اپنے لشکر مین چلے آئے آخر اسی
غم والم مین وہ رات بسر ہوئی اور قیدی اندر زندان مشرق سے نکلا اور سارہ
شب نے روپہ گریز رکھا نظم

سحر نے کردیا رنگ قمر فق	زمین کو کردیا خورشید نے شق	اُڑائی دھجیان پھر جیب شب کی
ہوئی کاوش ستارون سے عضب کی	ہوا کو امیر بانو دربار مین دنگل ناو عنبر پر آکر بیٹھے ابوالفتح	

کو خلعت سے مخلع کیا اور کہا کہ ای ابوالفتح ہمنے تمکو جب بارگاہ مین نہین دیکھا تھا جب ہی

ہم سمجھے تھے کہ تم کسی فکر مین گئے ہو اب ملکہ جام جادو کو جاکر قتل کرو تو البتہ تمھارا نام ہوا اسنے
عرض کی کہ انشاء اللہ آپ کے اقبال سے اُسکو بھی مارونگا امیر نے اس کلمے پر ہزار روپیہ
اور عنایت کیے یہان ملکہ جام جادو سے بختیارک نے کہا کہ اے ملکہ تم جو ساحرہ
لائین تھین وہ تو مارا گیا اب کیا ارادہ ہے اُسنے کہا کہ ہم ایک ساحر کے محتاج نہین ہین
ابھی تو بہت سے ہین اور لقا سے کہا کہ لونڈی آج اور کل کی رخصت مانگتی ہی پرسون
حاضر ہوگی لقا نے کہا پرسون ضرور آنا جام جادو نے کہا لونڈی کو چین کب پڑے گا
لڑائی کا سامنا ہے پھر گھر کا جانا شاق ہی یہ کہکر تخت پر سوار ہوکر چار سو جادوگر زبردست
اور چار سو ساحرہ چیدہ روزگار ہمراہ لیکر طلسم آئینہ کو رخصت ہوگئی بعد چھ سات گھڑی کے
دروازہ طلسم آئینہ پر پہونچی جادوگر جو طلسم آئینہ مین چوکی کو بیٹھے تھے اُنھون نے کہا تم کون
ہو اور کہان سے آئینکا اتفاق ہوا بغیر حکم مرأت جادو کے یا شیشہ جادو کے کہ بیٹی
اُسکی ہی ہم جانے نہ دینگے ملکہ جام جادو نے کہا کہ تم خبر کرو کہ ملکہ جام جادو افراسیاب
کے پاس سے آئی ہی کچھ لوگون نے کہا ارے میان کون خبر کرے کہدو کہ نہین ہین کچھ
لوگون نے کہا کہ یہ ملکہ ہی عزت دار معلوم دیتی ہی ایسا نہو ملکہ مرأت جادو خفا ہوون چلو
خبر کرا دیوین چنانچہ دو جادوگرون نے جاکر خبر کی اسنے ملکہ جام جادو کا نام سنتے ہی کہا ارے
جلد بلا لاؤ میری طبیعت بہت گھبراتی تھی بھلا طلسم کا احوال پوچھونگی لوگ دوڑے آگے
عرض کی کہ ای ملکہ جام جادو جلد چلیے یاد فرمایا ہے ہمسے آزردہ نہونا ہمکو معلوم نہ تھا ہملوگ
اسی واسطے ہین کہ خبر کرین ہماری طرف سے ملال خاطر مین نہ لانا اور لے گئے چنانچہ دروازہ
مرأت پر پہونچی سترہ سو جادوگر کان پھٹے حلقہ زمرد کے کانون مین پڑے بیٹھے تھے ایک
دروازہ عالیشان ہی تمامی کا پردہ کھنچا ہوا مرأت جادو کو خبر ہوئی دو ہزار جادوگر
اپنے ہمراہ لے کے پیشوائی کو نکل آئی اور ملکہ جام جادو نے سلام کیا وہ بغلگیر ہوئی
اور کہا مزاج تو اچھا ہی کہا دعا کرتی ہون دیکھا کہ مرأت جادو باغ مین کہ در و دیوار آئینہ
کا ہے ایک بارہ دری مرأت جادو کی ہی اُسمین ایک تخت آئینہ کا بچھا ہے اُسپر
جاکے دونون بیٹھین ملکہ مرأت جادو نے پوچھا کہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ جام جادو نے

پہلے ابتدا سے انتہا تک عیارون کی سب کیفیت مرأت جادو سے بیان کی اور پھر احوال
لڑائی کا اور مد ہوش گاؤ سوار کے مارے جانے کا سب بیان کیا اور کہا مجکو بیدرجہ
کمال ذلت ہوئی اب تمہارے پاس آئی ہون کہ کوئی پہلوان طلسمی زبردست ایسا دیجیے
کہ نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے نہ بیہوش ہو ملکہ مرأت جادو نے کہا بہت اچھا لیکن
آپ کے واسطے بارگاہ عالیشان تیار ہوئی اسمین بیٹھو چند روز آرام کرو طلسم کی سیر دیکھو
مین ضیافت کرون میرا بھی بیٹھے بیٹھے دل گھبراتا تھا ہم تم طلسم کی باتین کرین ذرا دل بہلے گا
ملکہ جام جادو نے کہا مجکو فرصت نہین کس واسطے کہ ایسی ذلت مین نے اٹھائی ہے جب
تلک انکو نہ مارونگی چین نہ آئے گا ملکہ مرأت جادو نے کہا مین نے ملکہ بلور جادو
کو بلایا ہے اسکو نہایت آرزو ہے کہ طلسم کے باشندون سے ملاقات کرون یہ کہتی تھی
کہ اسنے جو دو جادوگر کہ بھیجے تھے وہ آئے کہا کہ ملکہ بلور جادو سوار ہو گئین ہین ہم کہ آئے
ہین کہ جسوقت آوین کہدینا کہ ملکہ بلور کو انکی مان نے یاد کیا ہے ملکہ جام جادو نے کہا
اگر میری خوشی منظور ہے تو پہلوان قدرت کو میرے ساتھ کیجیے ملکہ مرأت جادو
نے کہا اور اثر جادو وہ جو طلسم کے چارون برج مین ہین انمین ایک ایک پہلوان رہتا ہے
ایک پہلوان کو بلا لاؤ اثر جادو ایک برج مین گئی دیکھا کہ پہلوان لنگوٹا کسے ہوئے ورزش کر رہا ہے
مگدر لیزم دھری ہے ایک طرف کڑاہی چڑھی ہے دودھ جوش ہو رہا ہے
میوہ کے خوان دھرے ہین حلوا پک رہا ہے میوے کے پھنکے مارتا جاتا ہے ڈنڈ
کرتا ہے اثر جادو نے کہا کہ آپ کو ملکہ مرأت جادو نے یاد فرمایا ہے پہلوان قدرت
سلاح اپنے بدن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہو کے ایک چوبدست ہاتھ مین اٹھا کے
بارگاہ مرأت جادو مین حاضر ہوا مجرا کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ غلام کو کیون یاد فرمایا تھا
مرأت جادو نے کہا خداوند تعالے نے حکم کیا ہے کہ باشندگان طلسم مرأت سے
ایک پہلوان زبردست آوے سو ملکہ جام جادو کو بھیجا ہے انکی تابعداری کرنا جو حکم
کرین عذر نہ کرنا پہلوان نے کہا وہ ہین کیا جنسے پیدا کیا ہے ملکہ مرأت جادو
نے کہا وہ ہی خداوند ہے خدا پرستون سے لڑائی ہو رہی ہے اب جلد جاؤ پہلوان نے

تجکیہ آرزو ہو کہ کسی مقام قلب پر پہنچو کہ مین تابع دار ہون اسمین ملکہ جام جادو نے اور مرأت جادو نے کھانا کھایا بعد فراغ طعام و شراب کے ملکہ جام جادو نے کہا مین رخصت ہوتی ہون اگر چاہا تو لقا نے تو جب فراغت ہوگی چندے تمھارے پاس رہونگی اور سب احوال طلسم ہوشربا کہونگی یہ کہکر روانہ ہوئی ملکہ مرأت جادو نے بابخ جادوگر کو بابخ جادوگر ہمراہ کیے کہ خبر بھیجا کرین قصہ مختصر ملکہ جام جادو داخل لشکاہ لقا ہوئی لقا کو نذر دی سات مرتبہ گرد تخت کے پھر کر کرسی پر بیٹھ کے تاج دیکھنے لگی جام نے کہا کہ اب ہم دیکھین کہ کون مارڈالتا ہے اور کیون کر بیہوش کرتا ہے پہلوان نے کہا کہ یہان لڑائی کا کیا طور ہو جام جادو نے کہا کہ پہلے تو طبل جنگ بجتا ہو راتکو ہتھیار وغیرہ درست ہوتے ہین صبح کو صف آرائی ہوتی ہے غرض دور جام ارغوانی شروع ہوا جب بیاض آسمان پر سیاہی شب سے نکتے انجم کے دیے گئے اور آفتاب عالمتاب پردۂ مغرب مین پنہان ہوا کر نظم

کہ ناگہ آفتاب نور افشان	ہوا جو پردۂ مغرب مین پنہان	عروس شام نے جلوہ دکھایا
لقا نے طبل جنگی کو بجایا	تامیان اور تومیان ہرکارے خدمت بادشاہ اسلام مین	

حاضر ہوئے اور بادشاہ کی تعریف کرنے لگے ابیات

جہان پناہ تری درگہ عدالتمین	کسیکو دیوے اذیت کوئی معاذاللہ	چلے جو شام کو پروانہ بزم مین تیری
تو جسکی شمع کے آتا ہے سر پہ روز سیاہ	رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ	بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ

لشکر لقا مین طبل جنگ بجا باقی خیر صلاح ہو امیر نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے یہان بھی طبل رزمی پر چوب پڑی دلاور آگاہ اور چوکنے ہوئے پھر ہنگامہ اور غلغلہ ہوا تیاری لڑائی کی ہونے لگی بحر شجاعت جوش زن ہوا تلوار کے گھاٹ سب کو اترنا صبح کو ہوگا اب تو آب تیغ کی طغیانی ہوئی کشتی جان طوفان ہوئی تلوارین چرخ پر چڑھنے لگین سنان رخنہ آبدار ہوئے دوست دوست سے عزیز عزیز سے ملنے لگا ہر ایک کو تھالہ دیے کل پہلوان دون [illegible] کیا رنگ دکھاتا ہے کون بچاتا ہے اور کون مارا جاتا ہے گردون [illegible] ہوئی شیر رن کی شمائین تلوارین

آئین اور چاؤش ہر طرف دلاورون کو پکار رہے تھے نعرے مار رہے تھے خوب زور شور سے دوہا

یک آگے پت رہے اور پگ پاچھے پت جاے	کاگا ایسے پوت کپوت کا کبھو ماس نہ کھاے

ہان اے بہادران کل سحر کہ جنگ ہو اور نام و ننگ ہو اسلحہ اپنا صاف کر رکھو عازم مصاف ہو رہو
چار پہر رات یہی ہنگامہ اور غلغلہ برپا رہا لیکن ابو الفتح اصفہانی اس رات کو اپنے دلمین
سوچا کہ اے ابو الفتح دیکھنا چاہیے کہ کس کس کی قضا آئی ہو اور کون کون مارا جاتا ہو اور اگر
ہو سکے تو چلکر کام جام جادو کا تمام کر یہ سوچکر روانہ ہوا اور ایک خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ
مین لقا کی آیا یہان دیکھا کہ ملکہ جام جادو بیٹھی تھی اور پہلوان طلسمی بھی دنگل پر بیٹھا تھا
اسمین مختیارک نے کہا کہ اے ملکہ جام جادو پہلوان طلسمی سے خبردار رہنا اور اسکو
بچائے رہنا اُسنے کہا کہ مین خوب خبردار ہون آپ خاطر جمع رکھیے یہ کہکر مع پہلوان کے
اپنی بارگاہ مین آئی اور سب کو رخصت کر دیا مگر ایک تیس چالیس آدمی بیٹھے رہے ابو الفتح
بھی یہان آیا ہی اُسنے دیکھا کہ ایک شخص کو احتیاج پیشاب کی ہوئی وہ باہر بارگاہ کے پیشاب کو
نکلا ابو الفتح نے پشت پر آکر کمند اُسکے ماری جب وہ پلٹا تو اُسنے جاب بیہوشی مار
دیا کہ وہ بیہوش ہوا یہ اُسکی صورت بنکر اندر بارگاہ کے آیا اس عرصہ مین پہلوان نے
کہا ارے لاؤ شراب لاؤ ابو الفتح دوڑا اور دو قرابے شراب سے بھرے دھرے تھے
اُن دونون مین بیہوشی ملاکر جام تیار کر کے لایا پہلوان نے کہا کہ یہان سب برابر
ہین تم ایک سرے سے پلاتے آؤ اُسنے سب کو وہ شراب پلائی جب ایک دو دور ہو چکے
تو بیہوشی نے اثر کیا جسکا ہاتھ جہان تھا وہین رکھا رہا اور جسکی گردن جھکی تھی جھکی رہگئی سوا
طلسمی کو بیہوشی اثر نہ کرتی تھی مگر نشہ ہوتا تھا یہ بھی نشے مین چور آنکھین بند کیے ہوئے بیٹھا
تھا ابو الفتح کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسکو بیہوشی اثر نہین کرتی ہے بس یہ خنجر لیکر برابر جام جادو
کے آیا اور پکارا کہ زدم و پست کردم مارا اور کام تمام کیا پہلوان کے کان مین آواز جو اُسکی
گئی تو اُسنے آنکھ کھولکر دیکھا کہ ایک شخص خنجر لیے ملکہ جام جادو کے برابر کھڑا ہی
اُسنے کہا کہ تو کون ہی او خیرہ سر ابو الفتح نے چاہا کہ مین بھاگ جاؤن لیکن اُسنے بحر کر کے
پکڑ لیا مگر اُسوقت داہنی طرف سے قنات چاک ہوئی اور ایک شخص پیدا ہوا کہ

موتیون کا مالا گلے مین پڑا تھا اور ہاتھون مین کڑے طلائی اور بازوون پر نورتن بندھے تھے
کمر مین زنجیر طلائی تھی اور زنجیر کے پر بازوون پر لگے تھے جنسے لقا کے پس پشت فرشتہ کھڑے
ہوئے تھے غرض اُسنے آکر کہا ای پہلوان طلسمی مین فرشتہ قدرت خداوند لقا ہون اور
مجکو خداوند لقا نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ابوالفتح اصفہانی کو پہلوان طلسمی نے گرفتار
کیا ہے تم جاکر اُسکو میرے پاس لے آؤ تو آپ اپنا سحر اُتار لیجیے مین اُسکو لیجاؤن اُس نے
سحر اُتار کے فرشتۂ قدرت کے حوالے کیا وہ لیکر چلا باہر آکر اُسنے کہا کہ مین ہون
عمران خطائی تمہارا بھائی ابوالفتح نے کہا کہ خوب وقت پر پہونچا اور وہان خبر لقا کو ہوئی
کہ پہلوان نے ابوالفتح کو پکڑا ہے اُسنے بختیارک کو بھیجا کہ تو جاکر لے آ بختیارک پہلوان
کے پاس آیا اور کہا کہ لاؤ ابوالفتح کو دو خداوند نے مانگا ہے پہلوان نے کہ اسکو تو مین نے
فرشتہ قدرت آیا تھا اُسکے حوالے کیا بختیارک ہنسا اور کہا کوئی
عیار لے گیا ہوگا غرض سب کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور ملکہ جام جادو نے
کہا کہ تمہارے سبب سے سب کی جان بچگئی غرض اب باقی رات تاج رنگ مین
کٹی جب مشعل خورشید روشن ہوئی ستارون نے ملک عدم کی راہ لی نظم

چھپا جو صبح کا نظرون سے تارا	ہوئی مشکل جسے پھر آشکارا	ہوا پُر نور سارا قالب خاک
ہوا روشن زمین سے تا بہ افلاک	صبح کو امیر کشور گیر جلو خانہ شاہنشاہی مین آئے اور	

سردار بھی سب اُس مقام پر جمع تھے کہ یکایک بادشاہ برآمد ہوئے سب نے مجرا اور
سلام کیا اور قلب لشکر مین تخت شاہی رکھکر میدان مصاف کی طرف چلے آتے
سے دونون فوجون کے کرۂ ہوا کرۂ خاک ہوا روے آفتاب گندلا ہوگیا زمانے کی
ہوا بدل گئی طائر آشیان گم کردہ پھرنے لگے میدان مین صف آرائی ہوئی نقیبون
نے نقابت کی کرنکیون نے کرنا کہا اُسوقت ملکہ جام جادو پہلوان کو لیکر میدان
مین آئی اُدھر بھی فوج نے صف کشی کی پھر جام نے لقا سے اجازت لیکر پہلوان کو
میدان مین بھیجا پہلوان نے آکر مبارز طلبی کی اُدھر سے فرامرز عازم معرکہ بادشاہ
سے اجازت لیکر اُسکے مقابلہ کو گیا اُسنے ایک سونٹا اسکے سر پر دھکر مارا کہ یہ بیہوش

ہوگیا وہ اسکو پکڑ لے گیا پھر اور سردار اسکے مقابلے مین یکے بعد دیگرے گئے لیکن یہ سب کو اسیر
کرلے گیا قریب شام طبل بازگشت بجواکر لشکر پھرے اور لقا اپنی بارگاہ مین آیا یہان
ابوالفتح اصفہانی نے امیر سے عرض کیا کہ اگر حکم دیجے تو ہم اس پہلوان کا کام تمام
کرین امیر نے فرمایا کہ خدا کے سپرد کیا غرض یہ اور عمران خطائی دونون ملکر بتہیہ قتل
پہلوان روانہ ہوئے لیکن اب حال سنیے کہ عمرو جو کوکب کے پاس جاکر پہونچا
تو اسکی زنبیل مین باغبان قدرت اور گلچین دونون ہین اسنے انکو زنبیل سے نکالا
اور دیکھا کہ باغبان قدرت کی آنکھین اچھی ہوئی ہین باغبان قدرت
نے کوکب کو نذر دی اور عرض کیا کہ آج سے مین غلام خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا
ہوا کوکب نے اسکی دعوت اور ضیافت کی پھر اسکو مع عمرو اور گلچین کے لشکر
مریخ مین بھیجدیا اور عمرو چلتے وقت کہ گیا کہ مین گنبد خورشید کو دیکھ آیا ہون انشاء اللہ
عشاق جادو قتل کرونگا آپ اطمینان رکھیے اب یہ بارگاہ مریخ مین آکر پہونچا انکو
تو اس مقام مین رہنے دیجیے او حال غضنفر کا بھی بیان کیا جائیگا مگر کچھ حال لشکر امیر
کشور گیر کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہان ابوالفتح اصفہانی اور عمران خطائی اپنے لشکر مین
سیر کرتے پھرتے ہین اور انھون نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ پہلوان کے واسطے تمام
دھوم دھام تیاری ہو رہی ہے عمران خطائی نے کہا کہ ای بھائی ابوالفتح ہمنے سنا ہے
کہ پہلوان طلسمی کو جام جادو نے طلسم بند کیا ہے دیکھیے کہ وہ مارا جاتا ہے یا نہین یہ کہکر
صورت ساحرون کی بنا کر داخل بارگاہ لقا ہوئے جام جادو نے دو پنجے بنا رکھے تھے اسلیے
کہ جو کوئی عیار آئے اسکو تم پکڑ لینا انکو تو یہ حال معلوم نہ تھا فی الفور دو پنجے پیدا ہوئے
اور ان دونون کے ہاتھ پکڑ لیے ہر چند انھون نے زور کیا مگر نہ چھوٹے اور لیکے روبرو لقا
کے چلے بختیارک نے کہا ارے یہ کون ہے اور کیا مقدمہ ہے جام جادو قہقہہ مارکر
ہنسی اور کہا بختیارک دیکھو کیا معاملہ ہے وہ نیچے جام جادو کے پاس آئے ملکہ جام جادو
اٹھی اور پانی کا چھینٹا دیا رنگ و روغن عیاری اتر گیا بختیارک نے دیکھا کہ عمران خطائی
اور ابوالفتح ہے کہا ارے عیارو تمکو اپنی جان کا خطرہ نہین ہے اور یہ دن معلوم نہ تھے

نے بختیارک سے پوچھا کہ وہ انکو کیا کرین بختیارک نے کہا انکا سر کاٹ ڈالو بس اس سے بہتر اور کوئی بات نہین پھر کوئی مارے عبرت کے آنہ سکے گا جام چادو نے کہا ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار ہین اگر وہ کو مار ڈالا تو کیا کمال کیا وہ کے مارے جانے سے لشکر خالی ہو جائے گا مثل مشہور ہے کہ سو پنسے کے مارے سے ناؤ ہلکی نہین ہوتی بختیارک نے کہا پھوٹین پھوٹین تالاب بھرتا ہی اسمین ملکہ جام چادو نے ابو الفتح اور عمران خطائی کی مشکین بندھوا کے دو جادگرون کے ہاتھ لشکر مین امیر کے بھجوا دیا اور کہا امیر سے کہدینا کہ ان عیارون کو قتل ناحق کراتے ہو یہان کسی کی عیاری نہ چلے گی بعد دو تین گھڑی کے دونون جادوگر لیے ہوئے لشکر مین امیر بالوقیر کے داخل ہوئے لوگون نے دیکھا کہ وہ دو عیارون کو مشکین باندھے لیے آتے ہین لیکن لقا کی طرف کے ہین تمام لشکر مین ہر جا یہ ایک سخن ایک کہتا تھا کہ یہ کیا مقدمہ ہی چوبدارون نے امیر کشور گیر سے عرض کی کہ اسطرح کا مقدمہ ہے امیر نے فرمایا آنے دو کوئی نہ روکنا چنانچہ دروازہ بارگاہ پر آکے جادوگرون نے کہا کہ ہم دونون جام چادو کے جادوگر ہین لقا نے بھیجا ہی لوگون کو آگے ہی خبر ہوئی تھی اور انھون نے کہا نہ روکو کیونکہ امیر نے فرمایا ہی کہ کوئی نہ روکے غرض کہا کہ جاؤ جا کے دونون جادوگرون نے مجرا کیا اور عرض کی کہ ان دونون عیارون کو ملکہ جام چادو نے پکڑا تھا سو حضور مین بھیجا ہی کہ انکو آپ ناحق بھجواتے ہین یہان کوئی غافل نہین ہی اگر اب کوئی آئیگا تو مارا جائے گا امیر نے کہا بہت بہتر مجھے عیار کہکر نہین جاتے ہین دونون جادوگر رخصت ہوئے امیر نے کچھ روپیہ اور خلعت سے سرفراز کیا اور عمران خطائی سے پوچھا کہ تم کیونکر گرفتار ہو گئے عرض کی اے شہریار جسوقت ہم بارگاہ مین گئے دو بچون نے ہاتھ پکڑ لیا امیر خاموش ہو رہے لیکن جب نگاہین مہ آسایش پر آئین اور پابوس زمین کو

گیسو شب کے کھلے نظم

اٹھی مغرب سے ہلکی سی سیاہی	ہوئی بڑھکر نقاب قصر شاہی چراغ و شمع کے رخسار جھلکے
طلسمی نقش ہر دیوار چمکے	ملکہ جام چادو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم کے

طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے خدمت امیر مین آکر بعد دعا ثنا کے خبر عرض کی امیر نے

بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اسطرف بھی طبل سکندر پر چوب پڑی جسکی
صدا چوشٹھ کوس تک جاتی ہے بہادر اور سردار گردان گردن کش تلوارون کو صیقل
مصیقل کرنے لگے تیرون اور سنانون اور خنجرون کو آبداری ملنے لگی کمانین جو خانہ گرگ
تھین انکو سینک کر درست کیا پرانے پرانے تیر ترکشون سے نکال ڈالے اور نئے تیر
داخل کیے گرزون کو سربلندی ہوئی بہادرون کو فرحت سے ارجمندی ہوئی کمانین گرگ
کر چلاتی تھین زبان تیر تیزیان دکھاتی تھین رات بھر یہی غلغلہ بپا رہا جب مثل احسان

کم ظرف رات گھٹی اور چادر شب لپیٹی گئی ابیات

کمی دیکھی ستارون کی چمک مین | اُداسی پائی شعلے کی لپک مین | فراق شب مین روئی شمع موزان
نثار یار پروانون نے کی جان ۔ نوبت کے طلکور کی صدا آنے لگی چھوٹے تارے چھپ
گئے ہوا کا سناٹا چلنے لگا جانور صحرائی صفت وثناء الٰہی کرنے لگے اسوقت امیر بانو قیر ورود ظلمت
سے فراغت کر کے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے قندس دیوانہ نے رکاب کو پکڑ لیا ایکطرف سے مقبل
وفادار کا چالیس ہزار تیر انداز سے تجرا ہوا ایکطرف سے بہرام گرد خاقان چین نے مجرا کیا دہنے کو
عمران خطائی بائین کو ابوالفتح اصفہانی اسقر دیوزاد کے ہوئے سواری مانند نسیم عنبر
شمیم کے روانہ ہوئی جسوقت نقارخانہ بلورین پاس سواری بادہواری امیر کشور گیر کی
پہونچی سامنے سے پردۂ عیش محل کی ڈیوڑھی کا خرچی پر کھنچا بادشاہ سعد تخت طاؤس پر
بیٹھے ہوئے برآمد ہوئے سترہ سو فانوس مینا کار آگے آگے عود سوز عنبر سوز روشن
لخانہ کے لوٹے لیے ہوئے طفلان ماہ پیکر نقیب چوبدار عصابردار آگے آگے امیر بانو قیر
اشقر سے نیچے اُترے نقیب نے پکارا بادشاہ سلامت مہابلی ظل اللہ صاحقران نگاہ رو
امیر نے جھک کے مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ چھاتی پر رکھا اشارہ سوار ہونے کا کیا امیر کشور
گیر آداب بجالا کے سوار ہوئے پھر علم شاہ و قاسم کا مجرا ہوا قصہ مختصر مشرقی اور مغربی و
جنوبی و شمالی و اصفہانی و ترکستانی و بلخی و سیرازی و کشمیری سب کا مجرا ہونے لگا غٹ
کے غٹ پلٹنین کی پلٹنین گردہ انبوہ انبوہ قشون قشون دستے کے دستے آنے
لگے اسی نوع سی ہزار سے بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کے لڑکیان تمامی کی باندھی ہوئی مشکون کے

دہانون پر فوارے ہزارے کے طلائی چڑھے ہوئے کٹورے کمرون مین کھنے گرد کو مٹھاتے ہوئے
جاتے تھے جب اسطرح سواری حضور کی میدان حرب مین قائم ہوئی اُدھر سے دروازہ کوہ
عقیق سلیمانی کا کھلا لقا بے لقا رانده درگاه آله زمرد شاه باختری اکیس ہاتھی کے
تخت پر سوار ہوکے بختیارک کمس رانی کرتا ہوا ساٹھ لاکھ سوار سے آیا ایک طرف سی
اسی ہزار جادوگرنیون سے ملکہ جام جادو آئی صفین دو جانب سی تیار ہوئین اسمین
پہلوان طلسمی آیا اور لقا کو مجرا کیا لقا نے پوچھا مزاج تو اچھا ہی آداب بجالا کے تخت
کو بوسہ دیا سات مرتبہ تصدق ہوکے اجازت خواہ میدان کا ہوا لقا نے دست کرمت
پشت پر پھیر کر کہا اپنے دست قدرت کو سونپا پہلوان طلسمی مرکب کو جولان کرکے
میدان مین آیا لشکر امیر کشور گیر کا آراستہ تھا پکارا ای خدا پرستو وزید دستو ہوشیار آرروے
مرگ است بیاید بمیدان تم لوگ خداوند لقا کو بھول گئے جسنے تم کو پیدا کیا مثل مشہور ہی صبح کا
بھولا جو شام کو آئے اُسکو بھولا نہین کہتے ہین اب بھی اطاعت لقا کی قبول کرو تمھارا
عفو تقصیرات ہوجائیگی لشکر اسلام مین سے ایک ایک نے کہا ارے خیرہ سر تیرہ روزگار
کیا جھک مارتا ہی لعنت ہی تیرے لقا پر تجکو بھی مارینگے اور خداوند لقا کو بھی جہنم واصل
کرینگے یہ کہکر ایک مرتبہ مغربیون کے علمون کو جلوہ ہوا فرامرز عاد مغربی فی بادشاہ
اسلام کو مجرا کیا اجازت لیکے میدان مین آیا مرکب کو اڑا کے لگا دی اور ایک تلوار ماری
تلوار اُچٹ گئی برابر سے پہلوان طلسمی نے چوبدست ماری فرامرز عاد مغربی بیہوش
ہوکے گر پڑا لوگ دورے باندھکر لے گئے ایک پہر کے عرصے مین ساٹھ ستر جوان مغربی
بندھ گیا ملکہ جام جادو نے کہا ای ملک بختیارک وزیر اعظم شیطان درگاہ اب وقت
دوپہر کا آگیا ہی اگر اجازت ہو تو طبل بازگشت بجوادین کل سمجھ لینگے بختیارک نے کہا یہی
بہتر ہی کہ روز چالیس پچاس کو باندھ لیا کرو لیکن عیارون کی تدبیر سے غافل نہونا جام
جادو نے کہا مجکو عیارون کا کچھ ڈر نہین ہی یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کے روانہ ہوئی
امیر اپنے خیمے مین آئے لیکن متفکر اور بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے کہا یارو کسی تدبیر
سے یہ کافر نہین مارا جاتا کیا فکر کرون اور لقا اپنی بارگاہ مین داخل ہوا جاتے ہی ملکہ جام جادو

نے نامہ مرأت جادو کو لکھا کہ تمہارے پہلوان نے دو تین میدان داریان خوب کین
چنانچہ سوا سو جوان مغربی قید کر لیے یقین ہوتا ہے کہ کل سب کو باندھ لیگا وہ جو
جادوگیر ملکہ مرأت جادو نے خبر کے واسطے ساتھ کر دیے تھے اُنمین سے ایک کو نامہ دیکے
روانہ کیا بعد پانچ چھ گھڑی کے وہ جادوگر نامہ لے کے مرأت جادو کے پاس پہونچا اور اسنے
بجالا کے نامہ دیا مرأت جادو پڑھکر بہت خوش ہوئی کہا ارے ملکہ شیشہ جادو تشریف
لائی ہین لوگون نے عرض کیا کہ باغ شیشہ مین ہین مرأت جادو نے کہا جلد بلا لاؤ لوگ
دوڑے اور ملکہ شیشہ جادو سے کہا آپ کو ملکہ مرأت جادو نے یاد کیا ہی ملکہ شیشہ جادو
بارہ سو لونڈی دُر در گوش مرصع پوش کو ہمراہ لے کے داخل مکان مرأت جادو ہوئی
دیکھا کہ مرأت جادو بیٹھی ہین لیکن نہایت خوش ملکہ شیشہ جادو نے ان کو مجرا کیا ماں
نے سر چھاتی سے لگایا مزاج پوچھا کہا دعا اور آپکی یاد مین مشغول رہتی ہون کہا بیٹا خدا
پرستون سے اور ہم سے لڑائی پڑ گئی شیشہ جادو کچھ کام تو خدا پرستون سے نہ تھا
کہا اماجان خدا پرست کہان ہم کہان کہا بیٹا تمکو یہ احوال معلوم نہین یہ کہکر سب حال
جام جادو کے آنے کا اور پہلوان کے نصیحنے کا اُس سے بیان کیا اور نامہ ملکہ جام جادو
کا اُسکو دکھلایا ملکہ شیشہ جادو نے کہا پہلوان طلسمی کا کون مقابلہ کر سکتا ہی خوب ہوا
کہ بغیر ہمارے لڑے خداوند تعالیٰ کی مہربانی ہوئی یہ کہکے اِسنے کہا کہ اماجان میرا جی گھبراتا ہی
اور آپ فرمائین تو مین بیابان زمرد رنگ کی سیر کرون بیابان زمرد رنگ مین جھیل ہے
مکان فضا کا ہے مرأت جادو نے کہا کہ بیٹا تمہارا گھر ہی شوق سے جہان مزاج مین
آئے سیر کرو پھرو چلو کون منع کرتا ہی یہ سنکے ملکہ شیشہ جادو رخصت ہوئی اور بارہ سو
کنیز دُر در گوش مرصع پوش غرق دریاے جواہر اور اپنی وزیرزادی حور چہرہ کو ساتھ
لیکر روانہ ہوئی صحرا ے زمرد رنگ مین آئی یہان کوسون تک سبزہ لہلہاتا تھا کوڑیالہ
رشک لالہ کھلا ہوا تھا کنارے چشمون اور جھیلون کے بگلے قاز قرقرے مرغابیان
بیٹھی تھین اور غوطہ بازی سے کلیل کر رہی تھین بیت نظم

سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ		مردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ	سوئے اُس سبزہ پر اگر بیمار

تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
یہ ہوا سے خوش اُس سے آتی تھی
روح بالیدگی سی پاتی تھی

بس نظر کرتی تھی جہان تمام
تھی مخملی سبزہی بچھا تھا تمام
کف پا جسنے اُس زمین پہ دھری

پڑھ گئی بس دماغ کو سردی
دل شبنم یہ چاہتا تھا وہان
ہون اسی سبزہ زار پر غلطان

اک طرف کوہ سبزہ نوخیز
اک طرف کو زمین عنبر بیز

ملکہ کا خیمہ تمامی ایک جھیل کے کنارے استادہ ہوا اتفاق سے یہان شاہزادۂ ایرج نوجوان بھی شکار کھیلنے آئے تھے اور ایک درہ مین پہاڑ کے بیٹھے تھے یہ شاہزادی جو یہان آئی تو اُسنے دیکھا کہ ایک جوان رعنا غضنفر گردن بلند بالا قوی تن قوی من ہال بھورے بھورے مُنہ پر پڑے ہوئے درشت چنگال ہاتھ پانوُن گول گول اور آنکھین بڑی بڑی جٹی بھوین چہرہ مثل آفتاب ومہتاب کے روشن اشعار

خط کی خوبی یہ لکھے خط غلامی غلمان
چاند سے چہرے پہ اُس خط سبزہی ہالے کا گمان

حسن خط نور کے چہرے پہ عیان راجہ بان
مصحف رو پہ ہی خط شان نزول قرآن

خط سے پہلے تو دل جور پھسلتے دیکھا
آج پروانہ ہے پریون کو بخط طغرا

گورا گورا رنگ خود ٹیڑھا سر پر رکھے بیٹھا ہی اور اُدھر شاہزادے نے بھی اُس ملکہ کو دیکھا کہ جسکی زلف رسا سنبل کی دھنوین اُڑاتی تھی بال بال سنبل گنہگار نظر آتی تھی پیشانی مین اُسکی وہ چمک کہ صدقہ جسپر آفتاب فلک بھوین اُسکی خمدار شمشیر دودم جو کرین اشارے مین قتل عالم آنکھین نشہ حسن سے سرشار دل اُنکے محبت مین لوگون کا گرفتار غرض اُن آنکھون کو دیکھکر آنکھین چوراسے اور غزال ختن صدقے ہو جائے روسے تابان شمع انجمن حسن حسینان یا ماہ درخشان ومہر تابان اقلیم حسن اُسکے زیر فرمان لب لعلین پر لعل بدخشانی ہیرا کھائے گوہر دندان کی چمک کے آگے موتی بے آبرو ہو جائے ذقن اُسکا سیب جنت سے کہین بہتر ہی چاہ ذقن مین یوسف دل ڈوبا ہوا سراسر ہی سینہ اُسکا دریا ہے حسن کے حباب جان مضطر عشاق جسکو دیکھنے سے بیتاب گول گول اُبھرا ہوا کڑا نوکیلا اونچا کنج خوبی کا ڈوبا قبۂ نور حسن سے معمور شکم صاف بعینہ آئینہ ماہ فلک آفتاب ہی اُسکے سامنے بے نور نرمی مین مثل مخمل وسمور رگ گلبرگ سے زیادہ تر پتلی اُسکی کمر جادۂ ملک عدم نظرون سے

ہر ایک سے کم آگے جاسے جاتھی مگر لوح الماس مین درز پڑی ہی یا دو ہلال ایک جا ہین بقیہ
ایوان لطافت سرین دو کوہ سیمین آئینہ زانو کو مشک ماہ کہنا نازیبا ہی برق تجلی نام انکا ہی

سینہ دولت خداداد کا گنجینہ سقف افلاک صباحت کے زینہ ابیات

موے سر ایسے جی بھی کریے نثار
کاکل صبح پر نظر نہ کرد
اُسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے
صبح صادق کا دعوی ہی کاذب
کہون چتون کے دیکھنے کا طور
جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھیے معاف
ہی دہن تنگی سے سخن کوتاہ
غنچہ ناشگفتہ سے بھی کم
کوئی جا تھش یون کہے تو کہے
منھ نہین دیتے لعل و مرجان کو
نہین دیکھے مسی ملے دندان
کاش سینے پہ رکھدے غم زیان ہی
کیا بیان خوبی شکم کو کرے
ہو نہ آنکھو نمین کیون جہان تاریک
ناخن یا حنائی ہین ایسے

بل ہی کھایا کرے یہ عمر دراز
کچھ بھی نسبت ہی تمکو سودا ہی
رہے سنبل کے بیچ پانچ دھرے
ایسی بھوین کشیدہ بھی ہین کہین
اس قیامت پہ ہی قیامت اور
لطف بینی کا فہم ہی دشوار
کچھ نکلتی نہین سخن کی راہ
برگ گل سے زبان ہے نازکتر
ہم تو مرتے ہی ان لبون پہ رہے
ایسی ہوتی نہین ہی سرخ لبی
برق ابر سیہ مین ہی خندان
سینہ کے ناپہ سے لے تا ناف
دیکھنے سے کبھو نہ پیٹ بھرے
پنڈلی نازک ہی شاخ سنبل کی
برگ گل پاس سر دہون جیسے

اُسکی کاکل سے حرف سرنہ کر
کالے گوسون کی بات کا کیا
اُس جبین پر جو دل ہوا جاوے
یہ کمانین کسو سے کھنچی نہین
صفحہ رخسار آئینہ سان صاف
لیک باریک بینی ہے درکار
اُس سے گل کیا چنے ہی کوے عدم
پھول جھڑتے نہین بات بات مین
جب وہ کھاتے ہین سبزہ یان کو
رنگ گویا ٹپک پڑیگا ابھی
وہ کف دست راحت جان ہے
چپ کی جا گہ ہی کیون کہ کہیے صاف
گئی نظر دنسے وہ کمر باریک
پشت پا پنکھڑی سی ہی گل کی

ایرج اسکو دیکھکر شیفتہ اور

فریفتہ ہوا کہ وہ عورت بارہ پندرہ برس کا سن زیور الماس مین غرق آنکھون مین سرمہ لگا ہوا ہونٹون پر پان کا لاکھا جما ہوا گلے مین موتیون کا مالا ماتھے پر افشان چنی ہوئی ہاتھون مین مہندی لگی ہوئی پور پور مین چھلے دل بیتاب کو چھل لیتے ہاتھون مین دست بند بازوون پر نورتن کان مین بالا ہلال کی طرح پڑا پانوں مین گھنگروون کا چھاگل کڑے دل کو نرم کرتی چلی آتی ہی شہزادہ ایرج کمنکھارا عقیشہ جادو نے

دیکھا کہ آفتاب تابان درہ مین بیٹھا ہی اور دیکھتے ہی تیر مژگان سینے کے پار ہوا سلطان عشق نے
اقلیم دل مین خیمہ کیا نشان محبت کے برپا ہو گئے لشکر غم نے چڑھائی کی
مزرعۂ سرسبز دل کو پامال کیا نہال امید جو فصل بہاری سے شاداب تھا خزان نومیدی
سے تھڑ ہو گیا باغ جوانی پر پالا پڑا آنکھون سے جوے آب روان ہوئی آنکھین بسان نرگس
بیمار رنگ سرخ پریدہ مثل گل پژمردہ مگر ضبط کر کے خیمے مین داخل ہوئی وہ جھیل کا کنارا
اور کوسون تلک سبزۂ زمردی کا فرش کیا ہوا کوہ زمرد پر کوڑیالا پھولا ہوا تھا لیکن یہ
بہار آنکھون مین ملکہ شیشہ جادو کے مدتر خزان سے معلوم ہوتی ہی دل مین کہتی ہے
ای ملکہ بڑا غضب ہوا یہ کیسا تیر تھا کہ دار پار ہو گیا کیون آئی تھی وزیرزادی حور چہرہ نام
لکھڑی تھی دیکھتی ہی کہ ملکہ کی رنگت سفید ہی آنکھین ڈبڈبائی ہین ہونٹھ خشک ہین
آہ سرد ہی عشق کے آثار ہویدا ہین کہا قربان گئی آپ کا کچھ رنگ متغیر معلوم دیتا ہی خیر تو
ہی ملکہ شیشہ جادو نے کہا کچھ میرا دل بیچین ہی حور چہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا دیکھا تو آتش
عشق نے تمام بدن پھونک دیا ہی کہا بلا لون تمھارا تو بدن جلتا ہی خداوند لقا و جمشید
دسامری سلامت رکھین آپ کی کیا حالت ہی پلنگ پر تشریف فرما ہو جیسے دریا کا کنارہ
ہی کوسون تک سبزہ زار ہی ہوائے سرد آتی ہی مزاج کو فرحت ہو گی شیشہ جادو نے
کہا اچھا یہ کہکے سناٹے مین گئی حور چہرہ نے دیکھا کہ بلائے مبرم مین گرفتار ہی ہاتھ پکڑ کر اٹھا
کہتے ہین کہ حور چہرہ کا ہاتھ گرمی عشق ملکہ سے جل گیا تھا حور چہرہ نے کہا بلا لون
تمھاری عجب حالت ہی سودا گر پیسون پر شاہ زادیون پر پیچ پڑتا ہی لیکن محرم راز
سے نہین چھپاتے ہین آپ بھی فرمایئے ایک مرتبہ ملکہ شیشہ جادو کے صدف چشم
سے در آبدار اشک مسلسل چلنے لگے کہنے لگی ای حور چہرہ وہ جھیل کے کنارے جو درہ
کوہ مین جوان بیٹھا تھا جسوقت سے دیکھا ہی دل بیچین ہی لاکھ لاکھ تدبیرین کرتی ہون
دل کو سمجھاتی ہون کچھ بن نہین آتا ہی حور چہرہ نے کہا ملکہ بڑی بات کا ثمرہ بڑا ہی آپ کے
ماں باپ کو خبر ہو گی تو غضب نازل کرین گے وہ جوان طلسم کا رہنے والا نہین معلوم
دتا ہی نہین معلوم کس مکان سے آیا ہی آپکے ماں باپ پوچھینگے آپ مکر جائینگی ہم پر آفت آئے گی

ملکہ نے کہا ای حور چہرہ اگر زمانہ الٹ جائے گا مین نہ پھرون گی لازم ہی تجھ کو میرے اس زخم جگر پر مرہم لگا حور چہرہ نے خیال کیا کہ اسکی حالت غیر ہی ایسا نہو پھڑک کر دم نکل جائے تیر عشق کا رنی لگ چکا ہی کہا اچھا قربان گئی مین لاتی ہون وہ ہی جوان جو درہ کوہ مین خود سر پر رکھے ہوئے بال بھورے بھورے منھ پر پڑے ہوئے ہاتھ مین تیغہ پکڑے بیٹھا تھا ملکہ شیشہ جادو نے کہا ہان ہان یہ کہکے حور چہرہ چلی ملکہ نے خیمے مین پلنگ جواہر نگار بچھوایا فرش معقول کرایا عطردان پاندان چنگرین پھولون کے گلدستے رکھوا دیے قناتین لگا دین چوکی کی جو ہمراز تھین اُنھین تو خیمے مین رہنے دیا باقی سب کو رخصت کیا اس عرصے مین حور چہرہ درہ مین کوہ کے پہونچی دیکھا کہ ایک جوان خورشید طلعت بیٹھا ہی لیکن آثار عشق چہرے سے ظاہر ہین گرفتار دام بلا ہی اور ایرج نے دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت اسطرف کو آتی ہی حور چہرہ دہنی طرف کو ٹال کر دیکھنے لگی پھر پھرتی ہوئی ایرج کی طرف کو آئی سلام کیا اور کہا کہ آپکا کہان سے آنا ہوا اور کدھر جاتے ہین اور آپ کون ہین اور کہان سے آئے ہین ایرج نے کہا ہم راہ بھول کر ادھر کو نکل آئے مگر عجب طرح کا کوڈھب رستہ ہے کہ نکل نہین سکتے ہین حور چہرہ نے ہنسکر کہا کہ ارے مردوے کیا مکاری کی باتین بناتا ہے چل تجکو ہماری ملکہ نے بلایا ہی شہزادہ اُسکے ساتھ ہوا اور خیمے مین ملکہ کے پاس آیا وہ اسکو دیکھکر بہت شرمائی لجائی پھر آخر کو یہ مسند پر بیٹھا ملکہ نے جام مے ارغوانی سے بھر کر اُسکو دیا شاہزادے نے کہا کہ ای ملکہ یہ شراب ہمپر حرام ہی تاوقتیکہ تم اسلام نہ اختیار کرو اب ملکہ خاموش ہوئی اور بعد تھوڑی دیر کے کچھ سوچکر کہا کہ اچھا صاحب مین کلمہ پڑھتی ہون پھر ایسا ہی ہی تو کچھ کفارہ اسکا دیدونگی شاہزادے نے کہا کہ نہین ایسا نہ کرنا صدق دل سے تمام عمر کے لیے مسلمان ہو اور کوئی کسی طرح سے لالچ دے یا دھمکائے ڈرائے جب بھی اسلام کو نہ ترک کرنا ملکہ نے ناچار ہوکر از بس کہ فریفتہ اسپر ہو چکی تھی کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوئی پھر تو دور جام مے دغدغۂ نیرنگی انجام چل نکلا اور ملکہ نے طوائفون کو بلوایا اُنھون نے آکر بصد حسن و خوبی اس غزل کو گایا کہ ابیات

نتیجہ جب مول وہ بانکا جوان لینے لگا | موت کے جی مین مزے نیم جان لینے لگا
تہ چٹکی مین لیا اُسنے سپئے جانِ عدو | رشک میرے دلمین کیا کیا چٹکیان لینے لگا
جگو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر | مجھسے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا
ہی جو غنچون کا چٹکنا اُنگلیون کیسی چٹک | یہ بلائین کسکی باغ ای باغبان لینے لگا
جسنے کی اس میکدے مین بیعت دست سبو | وہ قدم تیرے لبون ای پیر مغان لینے لگا
لے کے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار | اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا
موت اُسکو یاد کرتی ہی خدا جانے کہ گور | یون تیرا بیمار غم جو چٹکیان لینے لگا
رات کو ای ذوق اُسکی نوک مژگان کا خیال | تن پہ ہر مو سے مری کار سنان لینے لگا

لبان شیرین کی گزک چلنے لگی شنگریون کی قینچیان پڑگئین گلابیان شراب کی سینے پر آگئین اسوقت شہزادۂ ایرج نے کہا کہ ای ملکہ ہمارے لشکر مین تمھارے یہان سے ایک پہلوان گیا ہی کہ وہ ہر ایک کو قتل کرتا ہی ملکہ شیشہ جادو نے کہا کہ ای شہریار تم اِسکا کچھ غم نکرو مین تمکو تلوار اُسکے مارنے کے لیے لا دونگی بس تم اُسکو لقا کیطرف سے قتل کر ڈالنا واقعی وہ یون نہ مارا جائیگا شہزادے نے کہا کہ اگر ایسا کرو تو احسان ہی شیشہ جادو اُسی وقت یہانسے روانہ ہوئی اور ایک تہخانے مین صندوق کے اندر وہ تیغہ رکھا تھا اُسکو نکالکر لائی اور شاہزادۂ ایرج کو دیا اور یہان جب وہ زمانہ آیا کہ تیغہ مہر غلاف مغرب مین رکھا گیا اور سیر شب کو ترک دیکر منہ برآر گیا ظلم

کہ عمر روز گھٹتے گھٹتے اِک بار | ہوئی ساقط بشکل نبض بیمار
مزاج شام نے تفریح پائی | اُبھر کر مثل ابر زلف آئی

ملکہ جام جادو نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے امیر سے جاکر خبر کی صاحبقران نے بھی طبل بجنے کا حکم دیا یہان طبل حشامی اور سکندری نوازش مین آیا دلاور آگاہ اور خبردار ہوئے دربار برخاست ہوا پھر اُسی طرح ہتھیار صاف ہونے لگے شب بھر تیاری رہی جب حسن شب کا رنگ تبدیل ہوا اور جمال صبح نے نور پیدا کیا کہ ابیات

کہ اُٹھا عکس زلف شب زمین سے | گھٹا کچھ نور شعلون کی جبین سے
کمی کی تلخی مے نے دہن مین | جھلکے شرما کے ساغر انجمن مین

صبح کو امیر کشور گیر مع سرداران باتوقیر کے جلوخانہ شہنشاہی مین آئے بادشاہ برآمد ہوئے
مردہ پکارا سلطان عالم مہابلی ظل اللہ صاحبقران نگاہ روبرو امیر نے مجرا کیا
پھر تو بہرام و جمہور و فرامرز سب کا مجرا ہوا اور سواری ظل اللہ کی میدان مصاف مین
چلی فوج پہلے ہی گروہ گروہ انبوہ انبوہ عرصۂ رزم مین جا چکی تھی غرض یہ بھی جاکر
جنگاہ مین پہونچے اُدھر سے لقا مع جادو اور پہلوان طلسمی کی فوج کثیر لیکر آیا
صفوف لشکر آراستہ ہوئین اور پہلوان طلسمی لقا سے اجازت لے کر میدان مین
آکر للکارا کہ ای فرقۂ خدا پرستان و زبردستان تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے
مقابلے مین آئے ادھر سے سردار جانے لگے اور سونٹے کھا کھا کے بیہوش ہوتے تھے مگر
وہان سے ایرج نوجوان وہ تیغہ لیکر دو گھڑی رات سر اپنے لشکر کی طرف چل نکلا تھا
اور ملکہ شیشہ جادو کو اُسی مقام پر چھوڑ آیا تھا یہان دو چار سردار اسیر ہوئے تھے کہ یکایک
دامن صحرا سے گرد اُڑی اور شہزادہ ایرج نوجوان پیدا ہوئے اور آتے ہی انھون
نے مقابلہ اُس پہلوان طلسمی سے کیا اُسنے سونٹا مارا انھون نے خالی دیکر ہاتھ ایک
تیغے کا مارا وہ تو جانتا تھا کہ مرونگا نہین اُسنے سر سامنے کر دیا تلوار جو سر پر بیٹھی تنگ کے
رستہ سے نکل گئی غریو جان کفاران سے نکلا اور جام جادو نے للکارا کہ ارے ہان
لینا فوج ایرج پر گھر کر چار طرف سے آئی یہ بہادر تھا تا دار پکڑ کر اُس دریاے فوج مین
ڈوبا پھر تو امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور تمام سپاہ لینا لینا کہکر
آپس مین غٹ پٹ ہو گئی تلوار چلنے لگی اشعار

قیامت کی چالش تھی آفت کا زور
لگے کٹنے مرنے جری چار سو
یہ کافر گرا اور وہ غازی بڑھا
بھرے تھے قتیلون سے دشت و دمن
جری سب تھے خونین نہائے ہوئے
برسنے لگی موت مانند میغ

ہلی بہمن و سام و رستم کی گور
کہین تیغ چمکی کسی جا سنان
وہ مرکب کٹا اور یہ راکب گرا
کسی پر تبختر کسی پر تھی شان
گرجتے تھے گھوڑے اُٹھائے ہوئے
ہوا منقطع کافرون کا ثبات

چڑھے منہ پہ تلوار کے جنگ جو
کوئی حملہ در تھا کوئی تھا طپان
گری لاش پر لاش اور سر پہ سر
کوئی پیر و یہ مین کوئی نوجوان
چلی غازیون کی اجل بار تیغ
کٹی ایک دم مین دو رویہ حیات

امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر	بدن سے کہا جان نے اس سر کی خیر	مجھے چھوڑ دے اب بنے گا نہ ساتھ
بلاتی اُٹھا کر ہے وہ تیغ کا تھ	غضب کی تھی پیچھے پڑی تیغ تیز	نہ جائے امان تھی نہ پائے گریز
ہجوم عدو مین پڑا انتشار	ہوئے سب کے سب بیجگہ سے فرار	عنانم کو پھیرے کے یا مہ طرب

پھرا اپنے مورد پہ جیش عرب لیکن شہزادہ ایرج نوجوان کو ملکہ جام جادو نے سحر کرکے پکڑ لیا کس واسطے کہ یہ سب سے پہلے لڑنے لگے تھے اب جو لشکر یہان پھر کر آئے شاہزادہ ایرج نوجوان نہ آئے تو امیر کو انتشار ہوا اور وہان ملکہ جام جادو نے لقا سے کہا کہ ایرج کو قتل کر ڈالیے لقا نے کہا کہ قدرت نے یہ تقدیر ہونے ہزار برس پیشتر کی تھی اچھا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر حکم دیا کہ میدان سیاست تیار ہو اُسی وقت ارہ کش تسمہ کش جلاد آکر حاضر ہوئے غریو لشکر مین پڑ گیا ہر شخص عبرت اور عشرت کرنے لگا بعضے کہتے تھے میان سرکشی کا یہی نتیجہ ہے بعض کا یہ قول تھا کہ بھائی خدا نہ کرے کہ کوئی ذلیل و خوار ہو اور بختیارک نے جام جادو سے کہا کہ اے ملکہ امیر ضرور ایرج کو چھوڑا لے جائینگے اسکی فکر کرنا چاہیے اُسنے سحر سے ایک دیوار آتش کی دور تک اُٹھا دی

اور شہزادۂ ایرج نوجوان درگاہ خدا مین دعا کرنے لگا شعر

اسیر بلا ہون مین پروردگار		کرم سے مجھے اپنے کر رستگار

وہان ملکہ شیشہ جادو جو صبح کو اُٹھی تو اُسنے حور چہرہ سے کہا کہ شہزادہ یہان سے گیا ہے نہین معلوم کس آفت مین مبتلا ہے مجکو جانا چاہیے اسلیے کہ میرا دل اسوقت مضطر ہے حور چہرہ نے کہا کہ واری اب تو تمنے تلوار اُنھین دیدی ہے پھر اب کیا غم ہے اُسنے کہا کہ نہین کوئی آفت ضرور آئی ہے جب تو مجکو بیتابی ہوئی ہے یہ کہکر ایک تخت بلور پر سوار ہوکر اور اپنی چند خواصون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی جب یہان آکر پہونچی تو اُسنے دیکھا کہ دیوار آتش اُٹھی ہوئی ہے اور شاہزادۂ ایرج چبوترہ پر تخت کے بیٹھا ہے خلقت جمع ہے جام جادو قتل کیا چاہتی ہے بس یہ دیکھکر اُسنے حکم دیا کہ حور چہرہ نے سحر پڑھا اور وہ دیوار باطل ہوئی اور اُسنے شہزادۂ ایرج کو تخت پر اُٹھا کر بٹھایا جام جادو نے اسے دیکھکر فوج کو حکم دیا کہ مان لینا جانے نہ دینا فوج اُسکی

لیتا لیتا لیکر چلی اسوقت اسنے کچھ پتلے سحر کے پیدا کیے اور ان پتلون سے کہا کہ مارو انکو
پتلون نے مارنا شروع کیا اسوقت جام جادو للکارتی ہوئی آگے آئی حور چہرہ
نے ایک نیچہ اسکو مارا کہ ہاتھ اسکا کٹ گیا فوج تو بھاگی اور شیشہ جادو ایرج کو لیکر چلی
گئی ملکہ جام جادو نے لقا سے کہا کہ اب میں پھر مرأت جادو کے پاس جاتی ہون چنانچہ
روانہ ہوئی یہان تو ملکہ مرأت جادو باغ میں بیٹھی تھی لوگون نے جاکر کہا کہ ملکہ جام جادو
آئی ہین ملکہ مرأت جادو نے کہا شاید حمایت کو آئی ہین اسنے طلسم کا پچھا لیا ہر اسمین سامنے سے ملکہ
جام جادو آئی سلام کیا آنکھون سے آنسو جاری رنگ چہرہ سفید ہاتھ کٹا ہوا منہ مین ڈوبی ہوئی کہا جام جادو
خیر تو ہی یہ کیا آفت پڑی جام جادو نے کہا ہمتو تمہارے پاس کفالت معاملت کو آئے تھے پہلوان
طلسمی آپنے دہاتھا اُسنے بہت سے خدا پرست پکڑے آخر مارا گیا مین حیران تھی کہ یہ تلوار کہان سے آئی
معلوم ہوا آپکی بیٹی نے تلوار دی تھی چنانچہ مین ایرج کو پکڑ لائی تھی چبوترے پر بٹھا کے
اُڑن مارا چاہتی تھی ایک حکم خداوند تعالا کا ہوا دوسرے کی منتظر تھی کہ آپ کی بیٹی ملکہ
شیشہ جادو ہوئی میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پتلے سحر کے پیدا کرکے ہزارون جادوگر میرے
قتل کیے ایرج کو اٹھا کے لے گئی ملکہ مرأت جادو نے کہا ارے کیا کہتی ہی ملکہ شیشہ جادو
وہ پہاڑ مین شکار کر رہی ہی کوئی اور ہوگا اُسکو ان باتون سے کیا کام وہ کیا جانے
ابھی بچا ہی ہاری پرگانی بیٹیون پر تہمت لگاتی ہی جام جادو نے کہا ملکہ مرأت جادو
کیا مین ملکہ شیشہ جادو کو پہانتی نہین ایک طرف لشکر لقا کا تھا بختیارک نقا
عقیق کوہ سلیمانی پر بیٹھے ہوئے تھے ایک طرف لشکر حمزہ کھڑا تھا مین نے سب سے
دیوار آتش کھڑی کر دی تھی کوئی خدا پرست نہ آسکتا تھا سب کے سامنے اٹھا
لائی ملکہ مرأت جادو کی رنگت سفید ہو گئی کہا ارے دو تین لونڈیان جاکے خبر تو
لائین ملکہ شیشہ جادو کیسے ہین ہین یا نہین دو تین لونڈیان گئین جاکے خیمے مین دیکھا
آپکی لونڈیان بیٹھی ہین پوچھا کہ شیشہ جادو کہان ہین کسی نے کہا شکار کو گئی ہین
کسی نے کہا ابھی یہان کھڑی تھین کسی نے کہا پچھواڑے گئی ہین لیکن مفصل کسی نے
نہ کہا وہ لونڈیان جو گئی تھین لوگ آپسمین منہ جوڑے ہوئے کچھ باتین کرتے ہین چار طرف کو

چرچا ہو رہا ہو یہ دیکھنے تاکہ مرأت کے پاس آئین مرأت جادو نے کہا ہی کہو تو ملکہ شیشہ جادو
ہر لونڈیون سے کہا تمان جائین ہم گئے تھے ملکہ شیشہ جادو وہان نہ تھین لیکن لوگ
آپس مین باتین کرتے تھے چپکے چپکے چرچا ہو رہا ہی ہمنے سب سی یوچھا کسی نے کہا شکار کو
گئی ہین کسی نے کہا ابھی پکڑی نہین لیکن پکڑی مفصل نہ کہا ملکہ مرأت جادو سوار ہوکر
خیمے مین گئی اور لونڈیون کو بلاکے کہا اگر احوال تفصیل نہ کہا تو ایک ایک کی گردن مارونگی
پیٹ پھاڑ ڈالونگی ناک چوٹی کاٹ ڈالونگی اور جو تحقیق کہا تو قسم ہی سامری اور جمشید کی
کچھ نہ کہونگی دو چار جو لونڈیان تھین اُنھون نے کہا ملکہ ایک جوان خوبصورت کو جو خبر
کھنچا کر لے آئی تھی دو روز خیمے مین رہا شراب کباب ملکہ نے ساتھ کھایا پیا تین روز
سے وہان نہین آیا کہین گیا ہی آج حور چہرہ نے ملکہ کے کچھ کان مین کہا بس ملکہ شیشہ
جادو چلی گئین مرأت جادو نے کہا ارے دو ایک جادوگر کوہ عقیق سلیمانی اور جمزہ
کے لشکر کی خبر لائین اور دریافت کرین ملکہ شیشہ جادو کہان ہی جادوگرون نے کہا کہ
دو چار جاگرون سے کب تلاش ہو گی ملکہ نے کہا ایک بیس جادوگر جاوین چنانچہ جادوگر تو روانہ
ہوئے اور مرأت جادو جام جادو کے علاج معالجہ مین مشغول ہوئی اور وہ جادوگر
کوہ عقیق سلیمانی کو سب ڈھونڈھ کر لشکر امیر مین گئے دو دو چار چار ہر ایک بازار کو جا
مین خیمے مین ڈھونڈھنے لگے دو چار جادوگر اُس طرف بھی ڈھونڈھتے تلاش کرتے
جا نکلے دیکھا کہ ایک بارگاہ بڑی دھوم دھام کی ٹیکر سے پر کھڑی ہی لوگ آتے جاتے ہین ناچنے
ناچنے والیون کو انعام مین دوشالے مل رہے ہین بڑی کیفیت کا مکان ہے وہ جادوگر
سوانگ سے اپنے تئین پوشیدہ کر کے اندر بارگاہ کے گئے دیکھا کہ ملکہ شیشہ جادو تخت مرصع
پر بیٹھی ہوئی ہی ایک جوان تیغہ بکمر کھڑے ہوئے زانو بزانو بیٹھا ہوا ہی حور چہرہ پنکھا
ملکہ کے منہ کو جھل رہی ہی پیچھے اُڑاتی ہی ایک رنگ کا جوڑا گلے مین پہنے ہی جواہر مین
غرق موتیون کا مالا پڑا ہوا ہی لبون پر لاکھا پان کا جما ہی سفید سفید دانت مارے سلگ
مروارید چمکتے ہین جب ہنستی ہی تب معلوم ہوتا ہی کہ شفق مین برق چمک جاتی ہی وہ
آنکھونکی پتلیان جسکو دیکھ کے جمشید و سامری کی پتلیان پتھر کی ہو جاتی ہین اور

ایک بدھی موتیے کے عطر مین بسی ہوئی ران پر پڑی ہی عطردان یا ندان دھرا ہی عطردان
بطور فوارے کے چھوٹ رہا ہی خاصدان مین گلوریان اس وضع سے چنی ہین جیسے طاؤس
رقص کرتا ہی سات آٹھ لونڈیان ململ کے دوپٹے اوڑھے ہوئے کرتیان ململ کی پائجامے گلنار
گلبدن کے ڈھیلے ڈھیلے پائنچے کے پہنے ہوئے پیڑوون پر ازار بند لٹکے ہوئے ہاتھون مین
موٹے موٹے کڑے سونے کے پڑے ہوئے دست بستہ سامنے کھڑی ہین ملکہ شیشہ
جادو کے گلے مین چنپا کلی کا یہ عالم ہی کہ جیسے ستارون کی لڑی چمک رہی ہی ایک نے کہا یار و
ایسی ملکہ خوش بیٹھی ہین کہ کبھی طلسم مین اسطرح نہین دیکھا ایک نے کہا ایسی بان شفیق مہر ملکو
خفا کر کے آئی ہین تمام عالم مین رسوائی ہی گھر غارت کیا کہان خدا پرست کہان لقا پرست
سنیے کہا چلو میان خیر گذری ہین ایک نے کہا بھائی ہمارا کیا حرج ہوتا ہی نہ کہو خدا جانے کس فوج
مین گرفتار ہو جائے گی ایک نے کہا ہمتو کہینگے غرض آپسمین حجت کرتے ہوئے روانہ
ہوئے شیشہ جادو بہت شاد و ناچ دیکھ رہی ہی لیکن یہ گردون نیرنگ ساز ایک رنگ پر نمانند
بوقلمون کے نہین رہتا ہی گاہے دھوپ ہوتی ہی گاہے چھانون ہو جاتی ہی ملکہ فکر مین ہی کہ
رات کو عیش کرینگے مثل ہی کہ مصرع من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال * راہ مین ان
جادوگرونکو اور جادوگر ملے کہا بھائی ہم بھی دیکھ آئے غرض ہمراہ ہوگئے طلسم مرأت جادو مین
پہونچے ملکہ مرأت جادو نے کہا کیا مرأت جادو نے کہا کیون دیکھ آئے کہا ملکہ مرأت جادو
جام جادو جو کہتی تھی سچ ہی ملکہ ایرج کی بارگاہ مین بیٹھی ہی زانو بزانو ہی اور حور چہرہ کھڑی
ہی ملکہ مرأت جادو کے کانون سینے مین آگ بھڑکی اس غضب کا شعلہ اٹھا کہ
دماغ مین جا پہونچا کہا واہ جمشید و سامری عجب طرح کا مقدمہ درپیش ہوا عجیب وضع
کا سامنا ہوا ایجاد گھمنڈ تھا کہ ہماری بڑی عزت ہی کوئی مکروہات زمانے کا درپیش نہوگا
وہی سامنا ہوا قسم ہی جمشید و سامری کی کہ اگر لاکر منھ مین ارزور کے نہ ڈال دیا تو نام اپنا
مرأت جادو نہ پایا ایسی آفت و بلا مین گرفتار کرون کہ تمام عمر تڑپتی رہے یہ کہکے جو
سناٹے مین آئی نہ کسی سے کہا نہ سنا سناٹا مارکے روانہ ہوئی ملکہ مرأت جادو
کوہ عقیق سلیمانی کو کبھی نہ آئی تھی معلوم نہ تھا کہ کیسا ہی کوہ عقیق مین جسوقت پہونچی

دیکھا کہ کوہ عقیق نہایت آباد ہی دروازے کھلے ہین بازار آراستہ ہی کٹورا بج رہا ہے دیکھے تو ایک طرف ہزارہا ستارے اور آفتاب مہتاب سفید و سرخ و زرد و سبز رنگ برنگ کے چمکتے ہین دلمین کہتی ہی کہ آسمان زمین پر اترا ہی یا جگنو کا جنگل ہی یہ کیا اسرار ہی اور یہ تھا کیا کہ گلشن لشکر کی بارگاہون کے تھے کہ کوئی آفتاب کی صورت کوئی ستارے کی صورت کوئی بشکل مہتاب کے سونے روپے جواہر کے ہر ایک سردار کی بارگاہ پر دھوم دھام ہو رہی ہے کٹورے سونے روپے کے کھنک رہے ہین آبپاشی ہوتی ہی ہر ایک دوکاندار مالامال بیٹھا ہی دوکانین گلدستے دھرے ہین صرافا بازار جوہری بازار کھلا ہوا ہی جواہر و کمخواب اسباوری متروع ململ بک رہا ہے خریدار کھڑے ہین ایک طرف کو گدڑی لگی ہوئی ہی مرغ بٹیر تیتر کبک کبوتر بکتا ہی ایک سمت تلوارین بک رہی ہین ہزار در ہزار نشان کھلے ہین پھریرے پھرا رہے ہین کوئی جگت بولتا ہی کوئی نلج دیکھتا ہی کوئی رنڈی کے پاس کھڑا ہی جیسے ہو رہے ہین وہ دھوم دھام ہے کہ بیان مین نہین آتی بہتر بازارین بہتر جھنڈا کھڑا ہے ایک بازار سے ایک بازار اونچا ہی جس مقام پر بازار ہو چکا ہے وہان سات بنگلے ہین ایک دروازہ ہے نوبت بج رہی ہے بہتر دروازہ کھلا ہوا ہی حیران ہے کہ کیا لشکر ہی کہ از مشرق تا مغرب لشکر ہی معلوم دنیا ہی اور جو آگے بڑھ کے دیکھا تو ایک نفیس خیمہ استادہ ہی سہ پہر کا وقت ہے تمامی کا فرش ہے سونے روپے کی چلمنین بندھی ہین تمام فرشی رنگین لالٹینین چمن بندی کی وضع پر دھری ہین بیچ مین شمعدان سنہرے روپہلے لگے ہوئے جھاڑ بلور کے لگے گلدستے موتی دھرے ہین واسطے روشنی کے ٹٹیان چاندی کی کھڑی ہین دروازے بنگلے بارہ دربان سجی ہوئی ہین جھولے ہنڈولے آتشبازی جا بجا لگی ہوئی ہی بڑے بڑے جو درخت تمام تمامی سے منڈھے ہین مقیش کے گلبند پہنے ہین مقیشی لٹک رہے ہین طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے گانا ہو رہا ہے بھانڈ بھگتیے ناچتے ہین دوشالے انعام ملتے جاتے ہین مجولیان کھڑکھڑیان رنڈیون کی آتی جاتی ہین ہر ایک کا مجرا ہو رہا ہی شراب کا پیالہ گردش مین گزک کے خوان دھرے ہین لوگ خوش ہین ملکہ مراد جاد

نے کہا ارے صاحبو یہ بارگاہ کسکی ہے لوگون نے کہا یہ بارگاہ ایرج نوجوان کی ہے یہ
سُنکے بارگاہ کے اندر آئی دیکھا کہ ملکہ شیشہ جادو تخت پر بیٹھی ہے پاس ایرج بیٹھا ہی
حور چہرہ کھڑی پنکھا ہلاتی ہی آگ لگ اُٹھی پکاری اری شوخ دیدہ گیسو بُریدہ آفت
رسیدہ تو کہان جاتی ہے حور چہرہ آواز سُنتے ہی کانپ گئی شیشہ جادو سے
کہا ملکہ مرأت جادو کی آواز آتی ہی ایک مرتبہ مرأت جادو روبرو آئی کان پھٹے
ہوئے سیندور لگا ہوا ایک دانت بڑا سا نکلا ہوا جوڑا اندھا ہوا ایک ناریل ہاتھ
مین لیے ایرج نوجوان تیغہ پکڑکے اُٹھا چاہا کہ لڑ بھڑ کر اپنی معشوقہ کو اس ساحرہ سے چھوڑا
ون لیکن وہ جو تڑپ کے گری ایک ہاتھ مین ملکہ شیشہ جادو کو ایک ہاتھ مین حور چہرہ
کو پکڑکے طرف آسمان کے یکایک پرواز کرگئی اور وہان سے ملکہ شیشہ جادو
پکاری لو ایرج تمھین خدا کو سونپا ہمتو دنیا سے اُٹھ چلے دل کی ہوس دل مین رہی
رات کو روشنی بھی نہ دیکھنے پائے فلک بدکردار نے نہ چاہا ہمکو بھول نہ جانا فاتحہ سے یاد کرنا
ایرج کے درد اُٹھا کلیجہ پکڑکے بیٹھ گیا ہائے کہکے بیہوش ہوگیا جہان ہاتھ تھا وہین
رہ گیا جہان پانون پڑا تھا وہین پڑا رہا سکتے کا عالم ہوگیا دانت بیٹھ گئے شاپور شیر دل
نے گلاب چھڑکا آنکھ کھلی کہا شہریارجی ٹھہرایئے کوئی اتنی بیقراری کرتا ہے کہا ہائے یہ کیا
غضب ہوگیا یہ خبر علمشاہ و قاسم کو ہوئی اور ملکہ مرأت جادو ملکہ شیشہ جادو
کو لیکے ایک بیابان ویران کی طرف گئی کیسا بیابان کہ چغد کی آواز آرہی ہی جنگل سانین
سانین کرتا ہی درخت کے ڈنڈ کھڑے ہین لومڑی گیدڑ بھیڑیے بھاگے جاتے ہین ہو سیا
معلوم ہوتے ہین ہوا سے گرم چلتی ہی پتون کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز آتی ہی جسلین خشک
پڑی ہین گدون نے جو مُردون کو کھایا ہی ہڈیان پڑی ہین وہان ملکہ شیشہ جادو کو چھوڑ
دیا کہا ارے یہ کیا حرکت تو نے کی گھر غارت کردیا میری عزت مین خلل کردیا ارے
جو کوئی ایسی حرکت کرتا ہی تو چھپ کے کہ ہرگز کسیکو خبر نہین ہوتی دو دن کی صحبت
مین یہ عشق بہم پہونچایا کہ ملکہ جام جادو کا ہاتھ اُڑا دیا پہلوان طلسمی کو قتل کرایا ایسی
اندھی ہوگئی ملکہ شیشہ جادو نے کہا امان جان فی الحقیقت مین اندھی ہوگئی ہو کون

عشق کرتا ہے چین اٹھاتا ہے عیش کرتا ہے میری قسمت مین پہلے ہی رسوائی تھی سو ہوا
سو ہوا آپ اپنے گھر جاؤ سے تصدق کرکے مجکو اُسی کے حوالے کردیجیے مرآت جادو
غصہ آیا ایک طمانچہ مارکے کہا اری کمبخت بریدہ اب جو تو چاہے کہ زندہ و سلامت
جاؤن یہ تو ہونیکا نہین کہکے دستک دی ایک درخت چنار کا پیدا ہوا اُسمین حور چہرہ کی
کمر مین زنجیر باندھکے پھر دستک دی ایک اژدر نکلا منہ کھلا ہوا شعلہ آتش کے نکلتے
ہوئے مرآت جادو نے ملکہ شیشہ جادو کو پکڑکے اُس اژدر کے منہ مین ڈالا اژدر
غائب ہوگیا یہان قاسم علمشاہ جو آئے دیکھا ایرج کی حالت تباہ ہے ہر چند سمجھایا
ایرج نے نمانا کہا تجکو قسم ہے پروردگار عالم کی کہ بغیر طلسم کے توڑے نہ پھرونگا قاسم نے کہا
مین بھی چلون ایرج نے کہا آپ کیا کیجیے گا پہلے خبر سنگو لیجیے گا یہ کہکے مانند سودائیون کے اِدھر اُدھر
طلسم آئینہ کے ہوا شاپور شیر دل فوج لیکر چلا قاسم نے کہا امیر باتوفیر ایرج یکدو تنہا گیا ہے
ہر چند کہ تمنے سمجھایا نمانا اُسکے باپ دادا پردادا اُون نے بہت طلسم توڑے ہین اور وہ بھی
توڑیگا لیکن مجکو ہر گھڑی بُری باتونکا دھیان آتا ہے طلسم بڑا زبردست ہے ایسا نہو کچھ پیچ
پڑجاے غلام کے دل کو تاب نہین ہے ہر چند دل کو روکتا ہون لیکن نہین رکتا غلام کو اجازت
ہووے کہ غلام بھی جاوے امیر کے آنسو بھر آئے ہر چند ضبط کیا لیکن نہو سکا آنسو ٹپک پڑے
کہا بیٹا اب تمکو معلوم ہوا ہوگا کہ فرزند کی آنچ ایسی ہوتی ہے مین کس طرح سے کہون تم بھی
جاؤ میرے دلمین کیا خیال بد نہ آئیگا لیکن یہ بھی نہین جی چاہتا کہ ایرج کے دشمنون پر کچھ
پیچ پڑے لو جاؤ خدا کو سونپا یہ سنتے ہی مجرا کرکے مرکب پر بیٹھکے روانہ ہوا پیچھے لشکر بھی
چلا لیکن سواری ایرج نوجوان کی ہمراہ شاپور شیر دل مع لشکر ظفر پیکر ایک بیابان
ریگستان مین پہونچی لیکن احوال معلوم نہین ہے کہ یہ کون سا مقام ہے ایکمقام اُس بیابان مین
کیا دوسرے دن کوچ کیا بعد از طے مراحل و منازل ایک قلعہ عظیم الشان معلوم دیا جہانتک
نظر کام کرتی تھی دیوار قلعہ کی نظر آتی تھی دل سے کہا ای ایرج یہ بہت بڑا قلعہ ہے کچھ انتہا
نہین معلوم دیتی دیکھیے مقدر کیا دکھاتا ہے یہ کہکے دہن دروازہ قلعہ کے خیمہ اسرتا در کنار فوج
دریا موج اُتری خیمے استادہ ہوگئے ایرج نوجوان بارگاہ کے دروازے پر بیٹھ گیا چپکا

وہ قلعہ ورہ طلسم آئینہ ہی طوفان شاہ بادشاہ ہے اُسکا ایک پہلوان فیل جہان زور ہی اُسکے سبب سے بادشاہت کرتا ہی طوفان شاہ کو خبر ہوئی کہ فوج کسی شاہ و شہریار کی سرحد قلعہ کے اُتری ہی طوفان شاہ نے جوڑی ہرکارے کی بلاکے کہا ای تیز رفتار و تیز نگاہ دریافت کرو کہ یہ لشکر کس کا ہی کون ہی کہان کا عزم ہی کسواسطے آیا ہی کوئی شکار کھیلنے کھیلتے راہ بھول گیا ہی جلد خبر لاؤ جوڑی ہرکارے کی روانہ ہوئی سامنے تو لشکر پڑا تھا واحل ہوئے احوال دریافت کرنے لگے ایرج نوجوان کو خبر ہوئی کہ جوڑی ہرکارے کی قلعہ سے آئی ہی پوچھتی پھرتی ہی ایرج نے کہا ہمارے پاس بلا لاؤ لوگ دوڑے جاکے بلا لائے ہرکارون نے دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت قوی ہیکل بشکل شاہ و شہریار دروازے پر بارگاہ کے بیٹھا ہی جھک کے مجرا کیا عرض کی کہ یہ ملک طوفانیہ تمام رکھتا ہی یہان کا بادشاہ طوفان شاہ ہے آجتک کوئی شاہ و شہریار اسطرف نہین آیا اُسکو خبر ہوئی ہے کہ ایک لشکر آیا ہی ہمکو بھیجا ہے کہ خبر لاؤ کون شخص ہے کیا نام ہی کیون آیا ہی کدھر کا عزم ہی یا شکار کو آیا تھا راہ گم کرکے اسطرف کو نکل آیا ہی بڑے بڑے بہادر تلورے شجاع سخی گذرے ہین لیکن اسطرف کوئی نہین آیا یہ قلعہ طلسم آئینہ کا ہی یہانسے آگے کوئی پھر انہین اگر کوئی اور ارادے پر آپ آئے ہین تو بہتر یہ ہے کہ پھر جایئے ایرج نوجوان نے کہا بھائی مین پوتا ہون امیر حمزہ کا بیٹا ملک قاسم کا ہون پوتا علمشاہ رومی کا ہون ہرکارون نے کہا آپ کے منھ پر ایک دبدبۂ شجاعت دریافت ہوتا ہے یہ طلسم آئینہ ہی اُسکو توڑنا بہت مشکل ہی کسی بادشاہ نے فتح نہین پائی ایک پہلوان ہے فیل جہان زور کسینے آجتک اُسکو زیر نہین کیا بیس بیس چالیس چالیس مگرون کے کباب پکے پکے کھا جاتا ہے تنگ کے تنگ شراب کے پی جاتا ہی اُسکے زور پر شاد بادشاہت کرتا ہی پہلے تو اُسی سے لڑائی پڑیگی اگر اُس سے فراغت ہوئی تو آگے بہت سے قصے بکھیڑے ہین ہم کچھ روکنے کو نہین آئے ہین ازراہ دولت خواہی کے عرض کرتے ہین کہ آپ چلے جایئے ہرگز ہرگز ارادہ نہ کیجئے ایرج نوجوان نے کہا اگر ہماری قسمت مین توڑنا طلسم کا ہی تو توڑینگے یہ سنکے جوڑی ہرکارے کی طوفان شاہ پاس گئی طوفان شاہ نے کہا ارے دریافت کرکے عرض کی کہ خداوند نعمت ایرج نوجوان

بیٹا ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سیاہ کا ہے یوتا علمشاہ کا پردتا امیر حمزہ صاحبقران
دوران کا ہی اس ارادے پر آیا ہے اور ہمنے بہت سا سمجھایا پر ممکن نہین مانتا از ابتدا
تا انتہا سب بیان کیا طوفان شاہ نے ایک وزیر کو کہا ای عزیز ایرج کو جاکر سمجھا کہ معلوم
دیتا ہے کسی دشمن نے تمکو بہکا کے بھیجا ہے کوئی اس مکان سے جیتا اور سلامت نہین گیا
تم کیون اپنی کشتی حباب کو طوفان مین غرق کرتے ہو بہتر یہ ہی یہان سے کنارہ کرو وزیر سوار ہو کے
روانہ ہوا خبر ایرج کو ہوئی ایرج کو ہوئی ایرج خیمے مین آ بیٹھا گرد کردن کش بہادر تلوارین پکڑ
پکڑ کے آ بیٹھے اسمین سواری وزیر کی آئی دروازے پر اترا خبر ایرج کو ہوئی کہا بلا لو چوبدار
آ کے وزیر کو لے گیا بارگاہ مین جا کے مجرا کیا نذر دی کرسی عنایت ہوئی آداب بجا لا کے کرسی
پر بیٹھا عرض کی ای شہریار طوفان شاہ مالک اس زمین کا ہی ہرکارے خبر لیگئے تھے
کہ ایرج نوجوان طلسم کے توڑنے کو آیا ہے چنانچہ مجکو طوفان شاہ نے آپ کی خدمت مین
بھیجا ہے اور کہا ہی کہ بہت سے بادشاہ اور بہادر آئے ہین لڑے ہین آخر مارے گئے ہین اور
جو طلسم مین گیا پھر باہر نہ نکلا تم اپنی جان کو کیون تہلکے مین ڈالتے ہو چند روز کی زندگی ہی
اسکو ضایع نکرو اب چلے جاؤ اسکا فتح کرنا بہت مشکل ہے ایرج نے کہا ہمارے بھائی بند
بزرگون نے جس کام کے کرنے پر قدم مارا ہی اسکو انصرام کیا ہی اور نہین تو مارے گئے ہین
اگر ہماری قسمت مین طلسم توڑنا ہی تو توڑ ڈالینگے اور نہین تو مر جانا ایکدن تو ہے
ہمسے تمسے ملاقات تو ہوئی تم اگر راہ دو ہم تمہارے قلعے سے نکل جائین تمہارا احسان
ہوگا آگے جو ہماری قسمت مین ہوگا وہ ہو رہے گا خیر تمہاری ملاقات سے یہی حصول
ہوا وزیر نے کہا ای شہریار پہلوان فیل جہان زور کب جنال مین کسی کو لاتا ہی
جسوقت مین گیا اور کہا اسی وقت طبل جنگ بجوا دیگا اور ایسا کوئی شخص زمین
مین نہین جو اسکو مار سکے آپ کی جوانی پر ہمکو رحم آتا ہی آپ ہمکو دشمن جانتے ہون گے
ہم دشمن ابھی تو نہین ہین آپ چلے جائیے ایرج نے کہا اے وزیر مرد جس بات پر قدم
مارتے ہین پھر نہین پھرتے ای عزیز جسدن سے پیدا ہوئے طبل جنگ کی آواز ہر روز
سنا کیے تمنے ہماری دوستی سے کہا لیکن ہمکو منظور نہین ہے اسیطرح سے کہدینا غرض وزیر رخصت

ہوکے طوفان شاہ پاس آیا اور سب حال بیان کیا طوفان شاہ نے کہا جسکے طلسم
ٹوٹا پھر آگے لوار رنگین معلوم دیگی دریاے رنگین نظر پڑیگا آگے طلسم آئینہ ہی جمشید سامری کا
گنبد ہے بڑا غضب ہوگا یہ تو مگر کا گھر مٹ گیا بلاؤ فیل جہان زور کو لوگ گئے اور پہلوان
فیل جہان زور کو بلا لائے طوفان شاہ نے فیل جہان زور سے سب احوال
کہا فیل جہان زور کو گھمند اپنے زور کا سمایا ہوا تھا کسی کو نہ سمجھتا تھا بے تامل
طبل جنگ بجوادیا طبل گڑگڑانے لگے ایرج کو خبر ہوئی طبل جنگ بجوادیا دونون لشکرین
تیاری ہونے لگی شاپور شیدل کہتا ہے کہ عجب کارخانہ ہی کیا تدبیر کیجیے مقدمہ
جادوگرونکا ہی آگے طلسم آئینہ ہی پہلوان زبردست کا سامنا پڑا ہے کیا ہوگا طوفان
شاہ کو بھی فکر ہے کہ شکنندۂ طلسم آگیا ہے دیکھیے کیونکر سامنا ہوتا ہی اسمین وقت صبح کا ہوا
آفتاب عالمتاب طلوع ہوا ایرج نوجوان خود تیغہ دو بلغہ زرۂ اصفہانی چہار آئینہ
موزے پہنکے شمشیر کمر لگاکے مرکب پر سوار ہوا پیچھے فوج دریا موج روانہ ہوئی میدان
حرب پر مرکب کھڑا ہوا دروازہ قلعہ کا کھلا طوفان شاہ فوج لیکر تخت پر سوار ہوکے نکلا
داہنے ہاتھ کو فیل جہان زور کھڑا ہوا تھا سب نے دیکھا کہ ساٹھ پینسٹھ ایرج کا قد ہی اسکا
گودگدنکو دوڑا سکے طوفان شاہ کے تخت پاس گیا اجازت مانگی کہا جمشید و سامری کو
سونپا اور میدان مین آکے پکارا ای ایرج نوجوان تمھاری بہادری شمشیر زنی سخاوت
شجاعت مین کوئی شبہہ نہین ہے لیکن طلسم آئینہ کو کوئی فتح نہین کرسکا ہمارا کام سمجھائی کا
نہین ہی لیکن کہتا ہون کہ پھر جاؤ اگر تمنے سامنا کیا تو مارے جاؤگے اور اگر پکڑے گئے تو
سدا ابد قید سے نہ چھوٹوگے ایرج نوجوان نے کہا ای فیل جہان زور کیون لاف زنی
کرتا ہی بحکم پروردگار توڑا طلسم کو یہ سنکے اب فیل جہان زور برچھا پکڑکے سامنے آیا ایرج
نے بھی برچھا اپنا لیا ایرج نوجوان عمدہ کا سکھایا ہوا تھا طعن نیزہ کی چلنے لگی بعد دو تین
گھڑی کے ایرج نے ایک مقام پر گانٹھ کے نیزہ باد ہوائی کردیا سن سے نیزہ ہاتھ سے نکلگیا فیل
جہان زور کا رنگ زرد ہوگیا کیا ای شہر یار نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی جمال بازی
ہم تم کشتی لڑین یہ کہکے گھوڑے پر سے کود پڑا ایرج نوجوان بھی کود ادونون نے ہاتھ ملائے

کشتی ہونے لگی جب خوب زور ہوئے فیل جہان زور نے خیال کیا کہ ایرج زبردست ہی پکڑا نہ جائیگا ایسا نہو کہ تجکو ذلت ہو اور تمام عمر کو خفت ہو چاہیے کہ سحر سے گرفتار کرلے بس یہ سوچکر اسنے سحر کیا ایرج کے دست و پا بے قابو ہو گئے فیل جہان زور نے کمر مین ہاتھ دے کر اٹھالیا شاپور کا رنگ سفید ہو گیا اور طوفان شاہ نے ایرج کی فوج سے کہا کہ یارو اب تم پھر جاؤ کہ تمام عمر تمھاری شہزادے سے ملاقات نہو گی بالکہ لازم کہ اطاعت کرو کس لیے کہ معمول ہو کہ جسکا سردار مارا جاتا ہی یا پکڑا جاتا ہی تو اُسکی فوج اطاعت کرتی ہی اُسوقت شاپور شیر دل نے کہا کہ ای طوفان شاہ یہ تمنے سچ کہا کہ تمنے ایرج کو زور دست پکڑ لیا ہی مگر آج تین دن ہوے ہین کہ اسنے نہ کھانا کھایا ہی نہ شراب پی اور تمھارے پہلوان نے کھانا بھی کھایا اور شراب بھی پی ہی آج تم ایرج کو چھوڑ دو اگر کل پکڑ لے جاؤ گے تو ہم سمجھینگے کہ بیشک تمنے مردی اور بہادری سے پکڑا ہی ہم سب تمھاری اطاعت کرینگے طوفان شاہ نے ایرج سے اُسوقت پوچھا یہ تمھارا کون ہی ایرج نے کہا کہ میرا بھائی ہی اور جو یہ کہتا ہی سچ کہتا ہی طوفان شاہ نے فیل جہان زور سے کہا کہ اسکو آج چھوڑ دو کل سمجھ لینا وہ اپنے زور پر مغرور تھا اُسنے کہا کہ ای شاپور کل تو کچھ تقریر نہ کروگے شاپور نے کہا نہین بھائی آج ہم کھلا پلا کر کل تمھارے تابعدار ہین ہمارے بھی دلکی ہوس نکل جاے اُسنے ایرج کو چھوڑ دیا اور شہر آمار لیا شاپور نے کہا کہ روز جنگ جنگ روز آشتی آشتی ہم بھی تمھارے یہان سیر کو آینگے غرض ایرج اپنے خیمے مین آئے اور شاپور نے کہا ای شہریار اس ملعون نے سحر کیا تھا جسوقت آپ کے دست و پا بے قابو ہوئے تھے اُسی وقت غلام سمجھا تھا ایرج نے کہا کہ اچھا کل پھر کیا کرینگے شاپور نے کہا کہ ای شہریار گھڑی مین گھڑیال ہی پلک مین دریا ہی دیکھیے کل خدا کی کیا مرضی ہے آج تو چھوٹ گئے فیل جہان زور نے یہان سے جاکے طبل جنگ بجوایا ایرج کو خبر ہوئی یہان بھی طبل جنگ بجا شاپور نے اپنے دل مین کہا کل پھر سحر کرکے پکڑ لیجائینگے آج کی رات جسطرح سے ہو سکے پکڑ لاؤ اور گاڑ دے کہ کہین ٹھکانا نہ لگے اور کسی پہلوان کو اُسکی صورت بتاکے چھوڑ دے لیکن کسی سے کچھ نہ کہا اور خیمے مین خود بر ہنہ طپشہ کے جاکے کہا ہم تمسے ایک بات کہنے کو آئے ہین اگر ایرج نوجوان پکڑا گیا تو قہر ہوگا مجکو کسیطرح فتح نہین معلوم ہی

کہا ای شاپور ہم اپنی جان سے بہتر جانتے ہین کہو کیا کہتے ہو شاپور نے کہا ہم فیل جہان زور کو پکڑ کے لائے ہین اور تمکو اُسکی صورت بنانے ہین صبح کو خبوقت لڑائی ہوگی سمجھ لینا خود برہنہ طیشی نے کہا کہ مین حاضر ہون چلیے شاپور نے کہا کہ پہلے مین پکڑ لاؤن تو پھر لے چلون یہ کہکر روانہ ہوا اور قلعہ کے دروازے پر آیا وہان کے لوگون نے جو دیکھا تو کہا کہ آپ نے اجازت لے رکھی ہے جائیے غرض یہ اندر قلعہ کے گیا بازار اور کوچون کی سیر کرتا ہوا مکان کی طرف فیل جہان زور کے آیا اس عرصہ مین منزل مغرب مین خورشید گیا اور سیاہی شام نے عالم مین قدم رکھا شعر کہ ناگہ چھا گئی تاریکی شام + گیا قلعہ مین شاپور خوش انجام + شاپور قلعہ مین ادھر اُدھر پھرکیا جب چار گھڑی رات گذری فیل جہان زور دن بھر کا تھکا ماندہ تھا سو رہا شاپور ایک خدمتگار کی شکل بنکر اُسکے مکان مین داخل ہوا دیکھا تو ایک مکان الگ ہے کہ اُسکے صحن مین قناتین کھڑی ہین مسیح قنات کی اُکھاڑ کر اندر گیا تو دیکھا کہ فیل جہان زور سو رہا ہے اُسنے کانٹے سے دو ستارے سرکا کر کفچے مین داروے بیہوشی رکھکر اُسکی ناکمین پھونکدی کہ اُسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا شاپور نے چادر عیاری بچھا کے اُسکا پشتارہ باندھا اور وہان سے نکل کر یہ جا وہ جا قدم مارتا ہوا جب دروازہ قلعہ پر پہونچا تو اُسکو گٹھری کیطرح پکڑ لیا اور چلا کسی نے روکا نہین جانا کوئی چیز لیے جاتا ہے یہ اُسکو خیمے مین خود برہنہ طیشی کے لایا اور وہان پشتارہ رکھکر خود برہنہ طیشی کی اُسکی ایسی صورت بنا کے اور ایک بڑا سا غار کھود کر فیل جہان زور کو دفن کر دیا پھر خود برہنہ طیشی سے کہا کہ اب تم مُنھ وغیرہ اپنا لپیٹ لو اور میرے ساتھ چلو چنانچہ اُسکو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اُسکو بھی کسی نے نہ روکا اور شاپور نے اُسکو پلنگ پر لا کر لٹا دیا اور وہان سے پھر آیا جب وہ وقت آیا کہ قیدی مشرق کی میعاد پوری ہوئی اور خورشید روشن کو رہائی ملی کہ بیت

ہوئی شب خوف کھا کر جلد کالنور	سیاہی ہوگئی ظلمات کی دور

صبح کو طبل جنگ توپ بجی لشکر طوفان شاہ فیل جہان زور نقلی کو اپنے ہمراہ لیکر مع فوج میدان مین آیا اسطرف سے ایرج نوجوان بھی سوار ہو لشکر کے علم جلوہ کھانے لگے طبل و نقارہ بجتے تھے غرض بڑے جاہ و حشم سے یہ بھی میدان مین آئے اور شاپور نے طوفان شاہ

سے جاکر کہا کہ ہمنے کھانا بھی کھلایا اور شراب بھی پلائی اور جو کچھ کرنا تھا کرلیا اب کوئی عذر
باقی نہین ہی اگر آج تم پکڑ لیجاؤگے تو ہم سب تمھاری فرمانبرداری کرینگے غرض فیل
جہان زور نقلی میدان مین آیا اور ایرج بھی گھوڑا اوڑا کر چلے جب میدان مین
پہونچے مرکب پر سے کودے اور کشتی دونون مین شروع ہوئی پیچ اور توڑ جوڑ بند
ہونے لگے آخر ایرج نوجوان چھاتی مین مردے کر ریل لیچلا یہان تک اوہان پہنچا اور
دس میس قدم ریل کے جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوی کمر بند مین ہاتھ ڈالکر
اور اٹھا لیا اور سر سے اونچا کیا اور چرخ دیا سر سے خود ہاتھ سے دامن پانون سے موزے
نکل گئے چاہتا تھا کہ زمین پر پٹکے شاپور پکارا کہ اے شہریار زمین پر نہ مارییے گا اس سے
بہت سے کام نکلینگے طوفان شاہ کا تو رنگ سفید ہوگیا کیونکہ اسی کے بھروسے پر
وہ سلطنت کرتا تھا آخر کچھ بن نہ آیا ہاتھون کو رومال سے باندھکر ایرج نوجوان کے
آگے قدم پر گرا اور کہا کہ اے شہریار مین نے اطاعت قبول کی ایرج نے گلے سے لگالیا
اوسنے کہا قلعہ مین تشریف لیچلیے ایرج نے کہا تم چلو مین آتا ہون یہ کہکر خیمے مین اپنے
آیا شاپور نے اوسوقت کہا کہ مین نے یہ عیاری کی تھی ایرج نے کہا کہ تمنے بہت
برا کیا ہمارا خدا حافظ اور نگہبان ہی ہم یون ہی کسی نہ کسی طرح سے پہونچ جاتے یہ کہکر سوار
ہوکر مع لشکر قلعہ مین داخل ہوا طوفان شاہ نے حکم دیا طائفہ آئے ناچ ہونے
لگا لیکن اعظم شاہ بیٹا طوفان شاہ کا ہے وہ شکار کو گیا ہوا تھا اوسکو خبر
ہوئی کہ تمھارا باپ مسلمان ہوگیا اور ایرج کو قلعہ مین لایا ہی جب اوسنے سب حال
سنا تو غصہ آیا اور کہا قسم ہی جمشید اور سامری کی کہ ابھی جاکے مین اوسکو قتل کرونگا
لوگون نے کہا کہ اے شہریار آپ کے باپ نے اطاعت قبول کی ہی آپ کو بھی مناسب
ہی کہ ملجائیے کیونکہ جب ایسے پہلوان کو ایرج نے پکڑ لیا کہ جسکے بھروسے پر آپکے
باپ سلطنت کرتے تھے تو اور کوئی کب روسکتا ہی بعضے بعضے حرامزادون نے کہا کہ اتنو
ملجائیے پھر دعوت کرکے بیہوشی دیکر پکڑ لیجیے گا یہ کلمہ سنکر اوسنے کہا کہ تم لوگ سچ کہتے ہو
یہ تدبیر اچھی ہی پس یہ وہان سے آکر قلعہ مین داخل ہوا چلتے تو اپنے باپ کو مجرا کیا تھا

ایرج کو اور کہا کہ اے شہریار میرے باپ نے اطاعت اختیار کی ہے اسلیے مین نے بھی اطاعت
اختیار کی اب میرے یہان آپ کی دعوت ہے یہ کہکر اپنے گھر چلا گیا اور تیاری دعوت
کی کی شراب کباب پلاؤ قلیہ پانی وغیرہ سب مین بیہوشی ملائی اور ایک دن ضیافت کا
ٹھہراکر ایرج کو لیگیا ایرج اور طوفان شاہ مع اپنے رفیقون کے اور شاپور کے
گیے ناچ دیکھا کیے پھر دسترخوان چنا گیا سب نے کھانا کھایا شاپور تو یہ جانتا ہی تھا کہ اسکا
باپ مسلمان ہو چکا ہے بس غفلت مین سب نے کھانا کھایا بعد کھانے کے پھر ناچ ہونے
لگا اس عرصہ مین شاپور کو چکر آیا اور پکارا ای اعظم شاہ تو نے دغا کی غرض سب بیہوش
ہو گئے اونسے سب کو گرفتار کر لیا اور صندوقون مین بند کیا اور فوج جو باہر ایرج کی
پڑی تھی اونسے کہلا بھیجا کہ ہمنے ایرج اور شاپور اور اپنے باپ کو پکڑ لیا ہے تم سبکو
چاہیے کہ ہماری اطاعت کرو جو افسران فوج نے سنا تو وہان سے کوچ کرکے جانب
لشکر امیر روانہ ہوئے اور اعظم شاہ اُن صندوقون کو ارابہ پر رکھکر جانب طلسم آئینہ
روانہ ہوا پچاس ساٹھ ہزار سوار اور جادوگر ہمراہ لیے اور کہتا جاتا تھا کہ ایسا الناس مین حیران
ہون کہ پہلوان فیل زور کو کیا کیا یہ کہتا ہوا ایک پہاڑ کے درہ مین اترا اور کچھ ناشتا
کرکے پھر روانہ ہوا اور وہان سنیے کہ افسران فوج جو وہان سے روانہ ہوے تھے اونکو رستے
مین شہزادہ قاسم ملے اونھون نے شہزادہ مذکور سے کہا کہ اے شہریار ایرج کو اعظم شاہ
نے پکڑ لیا ہے قاسم نے جو یہ سنا تو اوسیوقت جانب قلعہ طوفانیہ روانہ ہوے اعظم شاہ
صندوقون کو لیے چلا جاتا ہے کہ یکایک گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد آسمان رسیدہ دپای گرد
نیرین دور دیدہ نمود ہوئی اعظم شاہ نے کہا کہ خبر لینا یہ گرد کیسی ہے گرہوا نے مارا گرد
کو گردنے ہوا کو سامنے سے نشان یاقوت رنگ پیدا ہوے اوسی نوے ہزار جوان
یاقوت پوش نظر آئے اور قاسم نے سیارہ بن عمرو سے کہا کہ خبر تو لا یہ خزانہ کیسا ہے
سیارہ وہانسے سناٹا بھرکر اعظم شاہ کی فوج مین آیا اور لوگون سے پوچھا کہ یہ خزانہ
کہان جاتا ہے اور تم کون ہو اور کہان جاؤگے اونھون نے کہا کہ تم کون ہو اور کہان سے
آتے ہو سیارہ نے کہا ہم تو شکار کھیلتے آتے ہین اونھون نے کہا کہ بھائی ایرج حمزہ کا پوتا

ذاوسنے آکر قلعہ طوفانیہ کو لیا یا اور طوفان شاہ اوسکا مطیع ہوا اعظم شاہ بن طوفان شاہ شکار کو گیا تھا وہ خبر سنکے آیا اور اوسنے ضیافت کرکے بیہوشی کھلاکر سب کو پکڑ لیا اب طلسم آئینہ کو جاتا ہی سیارہ نے پوچھا کہ ان صندوقون مین کیا ہی اونھون نے کہا کہ ایک مین ایرج ہی اور ایک مین شاپور اور ایک مین اعظم شاہ کا باپ سیارہ یہ خبر تحقیق کرکے خدمت قاسم مین آکر پہونچا اور اوس سے سب حال بیان کیا قاسم کو یہ خبر سنکے تاب باقی نرہی تلوار کھینچکر مرکب پر اٹھایا اور اوس لشکر پر اکر گرا پھر قیماس خان خاوری اور حسن خان خاوری فیروز خان خاوری سب نے تلوارین کھینچکر گرجکر تلوار چلنے لگی دھڑ سر دھڑ اور مردی پر مردہ گرنے لگا نظم

جبھی کھینچکر سب وہ خونی حسام	لگے قصہ گبر کرنے تمام	قیامت کی تیغ آزمائی ہوئی
کہ جس صف پہ آئی صفا کی ہوئی	ہوا چھوگئی اوس جا کی ٹھہر	گیا خاک پر مثل ماہی تڑپ
کمانون سے تا صف فوج شہر یار	روان تھا ہم تیر کے بعد تیر	ہدف سے کمان تک تھی پیدا رو
جو تیر تھے مثل تیر نگاہ	صفون پر وہ چلتی تھی بن پر چپک	روان سطح دریا پہ جیسے موج
کیا قصۂ مرگ کو وہ دراز	کہ خود مرگ تھی طرفہ حیرت طراز	کمون پر تھا ہر سمت خوش نگاہ
سب زخم تھے ساحل جوئبار	عبیری ہوئی خاک دشت نبرد	ہوا پر بجز خون نہ اوٹھتی تھی گرد
وہ آمد تھی اوسکی کہ طوفان مرگ	برش تھی ضماندار سلمان مرگ	زمین پر گری تن سے اڑ اڑ کے سر
ہوا سے درختون کی جیسی ثمر	پس وہ فوج صندوقون کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگی قاسم نے	

کسیکو سنبھلنے نہ دیا اور اعظم شاہ گھبرا گیا و چار جمدار صوبہ دار جو ساتھ تھے اونسے کہا کہ مجکو درہ پہاڑ مین پہونچا دو غرض یہ بھی بھاگ نکلا اور قاسم نے خیمہ و خرگاہ وغیرہ سب لوٹ لیا اور صندوقون کو کھلوایا اور ایرج و شاپور و طوفان شاہ وغیرہ کو نکلوایا سیارہ بن عمرو نے فتیلہ رفع بیہوشی سبھون کو سنگھایا کہ ہر ایک کی آنکھ کھلی قاسم کو ایرج نے تسلیم کی اور شاپور سے سیارہ نے پوچھا کہ یہ جوان کون ہی شاپور نے کہا یہ طوفان شاہ ہے اور طوفان شاہ نے قاسم ہے کہا کہ اے شہریار قلعہ مین تشریف لے چلیے قاسم نے کہا کہ آج اسی مقام پر قیام کرینگے غرض وہین خیمہ استادہ ہوے بارگاہ مین سب بیٹھے ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا اور اعظم شاہ

دو تین آدمیون سے عرق عرق پسینے مین غرق گردین آلودہ پائون سوجے ہوے ننگے پائون
ننگے سر بدحواس کوہ رنگین مین پہونچا وہان کی مالک ملکہ رنگین جادو ہی لوگون
نے دیکھا کہ اعظم شاہ اس حال آیا ہی اونھون نے کہا کہ ای شہریار خیر تو ہی فرمایئے
کہ کیا مصیبت پڑی اوسنے کہا کہ ہان خیر ہے ملکہ رنگین جادو کو جاکر جلد خبر کرو کہ قاسم
زمیری فوج سب غارت کردی مین بھاگ کر یہان آیا ہون لوگون نے جاکر ملکہ رنگین جادو
سے کہا کہ اعظم شاہ اس شکل سے آیا ہی اور یون کہتا ہی اوسنے کہا کہ جلد لاؤ اسکو کیون روکا
سب نے کہا کہ ہمنے روکا نہین اوسنے آپ ہی کہا کہ خبر کرو غرض لوگ اوسکو لیگئے ملکہ رنگین جادو
نے مقام صدر پر بٹھایا اور مزاج پرسی کی اوسنے کہا کہ ای ملکہ رنگین جادو ایرج پر تاخت قاسم
کا طلسم توڑنے کو آیا پہلے میرے باپ سے لڑائی ہوئی وہ اوسکا مطیع ہوگیا مین شکار کو گیا تھا
راہ مین مجکو خبر ہوئی مین نے آکر دعوت کرکے بیہوشی دیکر پکڑ لیا اور قید کرکے طلسم آئینہ
کو جاتا تھا راہ مین ایرج کے باپ ملک قاسم نے آکے ایسی تلوارین ماریں کہ سنبھلنے نہ دیا
بھاگ کر مین تمہارے پاس آیا ہون اور اوسنے قید بھی چھین لی رنگین نے کہا کہ ایرج قاسم
کون ہین اوسنے کہا کہ قاسم تو پوتا حمزہ کا ہی اور ایرج قاسم کا بیٹا ہی رنگین
نے کہا کہ وہی حمزہ جسنے لقا کے ملک چھین لیے ہین اچھا مین جاکے پکڑ ہی لاتی ہون یہ کہکر
اوٹھی اوسوقت عذار جادو ایک کنیز کھڑی ہوئی تھی اوسنے کہا کہ ای ملکہ آپ کو ذرا سے
کام مین جانا نہ چاہیے ہم فرمانبردار حاضر ہین رنگین جادو نے کہا کہ ای عذار جادو
اچھا تو ہی جاکر پکڑ لا عذار چار سو ساحر ہمراہ لیکے روانہ ہوئی جب کہ اوس بیابان مین
پہونچی تو دیکھا اوسنے کہ خیمہ اشادہین فوج اتری ہی یہ پکاری کہ ای خدا پرستو و بردستو تم
وہ ہو کہ تمنے خداوند لقا کو حیران کیا ہی جسنے کہ تمکو پیدا کیا ہی اوس سے لڑنے ہو یہ کہو کہ اوسکے
مزاج مین رحم ہی اسوجہ سے بچ جاتے ہو نہین وہ چاہی تو غارت کردی اور اب تمنے ارادہ کیا کہ
طلسم آئینہ کو جلینگے کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روید مین لشکر
مین سب نے دوت و ہاب بتائی شاپور شیر دل اور سیارہ بن عمرو ساحرنیون کو دیکھکر بھاگ گئی
اور ان چار سو جادوگرنیونکی جھولیون مین رائی سرسون سرمش کرداغ اگ دھتورے کی پھل بھر ہوئی

ہی پس اونھون نے تاریخ تیرنے لشکر پر مارنا شروع کیا اور عذار جادو نے ایک تار میں اپنی چوٹی سے نکال کر جانب آسمان اوچھالا اور تڑاقے کی بلند ہوئی اور دھوان ہوکر چادر ظلمات لشکر پر چھا گئی تمام لشکر ڈھک گیا اندھیرا ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا اور گرمی ہوئی اور غل مچ گیا لوگون کا پیاس کے مارے دم نکلنے لگا انسان ماہی بے آب تڑپنے لگے مقام ظلمات وہ جگہ بن گئی ایرج اور قاسم یا دو دو کو پکارتے تھے چاہ بابل اوس جگہ سے شہر مژدہ تھا عذار جادو نے کوس بھر کا میدان دیکر خیمہ استادہ کیا اور کہا ارے لونڈیان انکو کاہیکو قتل کرون یہ آپہی مارے پیاس کے تڑپ تڑپ کر مرجائینگے اور دو جادوگرنیون کو بھیجا کہ ملکہ رنگین جادو سے حال کہہ آؤ کہا کہنا آپکے اقبال سے مین نے فتح کی اون دونون جادوگرنیون نے آکر ملکہ رنگین جادو سے عرض کی کہ مبارک ہو عذار نے لڑائی فتح کی رنگین اوسوقت کھانا کھا رہی تھی یہ حال سنکر خوش ہوگئی ساتھ سفرخوان کھانے کے صنع شراب وکباب عذار جادو کیواسطے دو جادوگرون کو بلاکے روانہ کیے چنانچہ شاپور و سیارہ بن عمرو جو لشکر کیطرف آتے دیکھا کہ چادر سیاہ بڑی ہے غل ہورہا ہے بھاگے اور ایک درہ پہاڑ مین جاکے بیٹھے دیکھا کہ سامنے سے خوان کھانے کے آتے ہین دونون دہقان کی شکل بنکر آگے پوچھا یہ کھانا کہان جاتا ہے اون دونون جادوگرون نے کہا عذار جادو کیواسطے ملکہ رنگین جادو نے کھانا بھیجا ہے اس سبب سے کہ دریافت ہوا تھا لشکر ایرج کا عذار جادو نے غارت کیا ہے شاپور نے یہ سنکر سیارہ سے کہا بھائی وقت ہے پھر ایسا وقت نہ ملیگا اور ایک پہاڑ مین جاکے دونون جادوگر کی صورت بنکر پیچھے دوڑے کہا بھائی ٹھہر جانا اور قریب آکے کہا ملکہ نے بلایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ تم کھانا پہونچاؤ اون دونون کو جلد بھیجدو یہ سنکے اونھون نے خوان کھول کھول کر دکھلائے شاپور اور سیارہ نے دیکھنا شروع کیے وہ دیکھنا کیا تھا کہ سب کھانے مین بیہوشی ملائی وہ تو چلے گئے یہ دونون کھانا لیکر آنے خبر ہوئی کہ ملکہ نے کھانا بھیجا ہے عذار جادو کو یہ دن کب نصیب ہوے تھے خوش ہوکے کہا میرے واسطے کیون نہ بھیجتین ہین نے ایسا ہی کام کیا ہے لونڈیون نے کہا بلا لون ملکہ بہت خوش ہونگی ہونگی اور آپ سے نہایت رضامند ہین آپ جو چلیے گا تو خلعت ہوگا اس عرصہ مین لے کے بارگاہ مین

دونون آئی غدار جادو اوٹھ کھڑی ہوئی آداب بجالائی لونڈی پھول کے آپ مین نرگس
مثل گدھے کے پھول کے بیٹھی تھی کہ دسترخوان بچھواکے چار سو لونڈیون کے ساتھ کھانا کھایا
شاپور وسیارہ بیچ دسترخوان کے آبیٹھے قابین اوٹھا اوٹھا کر دیتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ ملکہ
بہت تحفہ بچا ہی اور یہ خوش ذائقہ ہی یہ مٹھائی ملکہ کے کھانیکی ہی غرض سب نے پیٹ بھر بھر کے
کھایا اور شراب پی بعد لمحہ کے بیہوشی ذ اثر کیا سب کو برابر چکر آیا ایک مرتبہ پڑا رسو لونڈیان
آئی سب کے سب بیہوش ہوئین ایک طرف سے شاپور شیر دل خنجر کھینچکر دوڑا ایک طرف سے
سیارہ بن عمر و خنجر لیکر چلا پہلے تو غدار جادو کا سر کاٹ ڈالا بعدہ چار سو کنیزون کے
سر کاٹ ڈالے دار وگیر کی آواز بلند ہوئی لشکر پر سے چادر جاتی رہی روشنی ہوئی سب ہوش
یا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا لگی قاسم اور ایرج نے سجدہ کیا بارگاہ مین بیٹھ شاپور وسیارہ نے آپ
پیش قیمت جادوگرنیون کا اوتار کے بارگاہ مین آپہونچے قضا کا ردہ دونون جادوگر ملکہ
رنگین جادو پاس پہونچ مجرا کیا ملکہ نے کہا ارے تم دونون کھانا کھلا آئے دونون نے عرض کی کہ
آپ نے یاد فرمایا تھا ہم حاضر ہوے کہا ارے کس نگوڑی گمبخت ستیاناس گئی نے بلایا تھا عرض کی
کہ ہم کھانا لیے جاتی تھی دو جادوگر پیچھے سے آکے کہنے لگے کہ تمکو ملکہ نے یاد فرمایا ہی ہم اونکو کھانیکے
دسترخوان دیکے حاضر ہوے رنگین جادو حیران ہوئی اور کہا ارے کوئی جاکے غدار جادو کی خبر
لاؤ دو جادوگر روانہ ہوے جاکے سر کٹی پڑی ہین گھبرا کے بھاگے خبر کی ملکہ نے کہا ارے سچ کہتے ہو
کہا چشم خود دیکھا ہے رنگین جادو اڑی اور آپ کتاب جمشید و سامری منگوائی
اور دیکھی معلوم ہوا کہ ایک تو شاپور ہی اور ایک سیارہ ہی ان دونون نے سب کے سر کاٹے
ہین اعظم شاہ نے کہا ملکہ بڑے زبردست عیار ہین تلوار سے ہین کسیکو خاطر مین نہین
لاتے رنگین جادو کے آگ لگ گئی باغ گلزار مین جاکے پہونچی ایک دیو کو اسنے پالا ہی اوسکو
وہان رکھا ہی بڑا زبردست ہے بیس پچیس اونٹ کے کباب کھاتا ہے چالیس پچاس
منگ شراب کے پیتا ہے اور عیش شبانہ روز کرتا ہے اوسکے پاس ملکہ جا پہونچی
اوسنے مجرا کیا کہا امان جان آج کیونکر آنا ہوا رنگین جادو نے سب حال
بیان کیا اوسنے کہا ارے جان تم آئے ہی کے دن کیواسطے ہین آپ نے بہت بہتر

کیا کہ غلام کو خبر کی غلام جا کے سب کو پکڑ لاتا ہی یہ کہکر اوٹھا پس سر اوسکا تا بہ فلک سیدہ
اور پا بہ زمین دوزیدہ تھا ایک چوب دست کئی ہزار من کی ہاتھ مین لیکے روانہ ہوا یہان
بارگاہ مین سب بیٹھے ناچ دیکھ رہے تھے شراب کا جام گردش مین تھا کہ وہ دیو آپہونچا لوگون نے
دیکھا کہ ایک گولہ پیچ زہاب کھاتا ہوا آتا ہی اوسنے برابر آکے ایک چیخ ماری کہا ری خدا پرستو
سیر ہی تم لوگ تم ہو میرا سامنا کرو آج مین تمکو کھاؤنگا آیا ہون یہ خبر قاسم کو ہوئی کہ ایک دیو
آیا ہی اور یون کہتا ہی قاسم نے سیکڑون دیو مارڈالے تھے ارادہ کیا کہ اسکو مارڈالون ایرج
نے کہا قبلہ عالم آپ نے ہزارون دیو ماری ہین غلام کو ہوس ہی آج حضور ملاحظہ فرمائین
کہ کسطرح سے اسکا کام تمام کرتا ہون اور ملکہ رنگین جادو نے کچھ جادوگر واسطے خبر کیساتھ
کردیئے تھے چنانچہ ایرج یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور مرکب پر سوار ہوکے میدان مین آیا کہا ری
خیرہ سر کیا لاف زنی کرتا ہی اور بڑبڑا رہا ہی لا کیا حربہ لایا ہی دیو نے بے تامل وہ چوب
دست ایرج پر ماری ایرج نے خالی دی پھر ایک چوب دست ماری ایرج نے پھر خالی دی
پھر ایک چوب دست ماری ایرج نے پھر خالی دی جھنجھلا کر تیسری مرتبہ چوبدست ماری
ایرج نے پھر بھی خالی دی مگر اس زور سے ماری تھی کہ زمین مین غار پڑ گیا جیسے تک
چوبدست کو پھر اوٹھائے ایرج نے مرکب کو دیا کے ایک تلوار ماری کہ دیو دو ٹکڑے ہوکے
گر پڑا غل وشور مچایا اور ایرج پکارا تم ایرج نوجوان زدم ولیست کردم بحکم پروردگار
عالم وہ جادوگر جو ہمراہ رنگین نے واسطے خبر کے کردیے تھے وہ بھاگے اور جاکے رنگین
جادو کو خبر دی کہ ایرج نوجوان نے دیو کو مارڈالا اوسنے کہا ری کیونکر مارا کہا پہلے تو دیو نے
تین چوبدست ایرج نوجوان پر ماری ایرج نے خالی دیکر ایک شمشیر ایسی ماری کہ مانند خیار کے دو
ٹکڑے دیو کے ہوگئے رنگین جادو کے بدن سے شعلے اوٹھنے لگے پکاری صنم رنگین جادو اگر ایرج کو نہ مارا
کچھ کام ہی نہ کیا یہ کہکر تڑپ کر سنبھالا مار کر اڑی لیکن کچھ لوگ ساتھ ہوئے جاکے جو دیکھا تو دیو کے
دو ٹکڑے پڑے ہین چوٹی سے نابدان نکال کے آسمان پر مارا کہ تڑاقا ہوا ایک برق گری کہ سبھونکو جلا دیا
سب مارے بڑی قاسم نے کہا یارو یہان سے چلو یہ بیدل آفت ہی سیارہ اور شاپور
تو پہلے ہی بھاگ گئے تھے پھر تو جسکا منھ جدھر کو اوٹھا اودھر بھاگا جب کہ سب چلے گئے رنگین

قاسم اور ایرج کو پکڑ لیگئی جادوگر ونسے کہا کہ بارگاہ اور اسباب ایک جگہ انبار کردو یہ کہکے
اپنے کوہ پر لیجاکے چھوڑ دیا اعظم شاہ آیا کہا ای ملکہ تم طوفان شاہ کو نہ لائین جسکا
طوفان تھا کہا وہ کہان جائیگا سمجھ لونگی یہ جو فوج بھاگی ایسا کہ آٹھ نوسو جوان خوارزمی
اور طوفان شاہ ایک دری مین چھپے ہین اعظم شاہ نے کہا ای ایرج ایک طوفان کو تابعدار
کہکے بہت خوش ہوی تھی اس آفت کی خبر نہ تھی رنگین جادو نے قید سخت مین گرفتار
کیا اور کہا ارے اب تمکو زندہ اور سلامت کب چھوڑتی ہون تمنے چار سو لونڈی ساحرہ
زبردست قتل کی ہین ایرج نے کہا تمنے نہین مارا انکو رنگین جادو نے کہا تمنے کا ہیکو
مارا تمھارا عیارون نے قتل کیا ایرج نے کہا ہمکو چھوڑ دو نہین تو پھر کوئی آفت آیا چاہتی
ہے رنگین جادو نے غصہ کھاکر حکم کیا کہ کوہ رنگین کی چھوٹی چوٹی پر نکبت جلد تیار ہو مین گردن
مارونگی آٹھ نوسو جادوگر کوہ کے نیچے اوتری قاسم نے کہا پہلے میرا سر کاٹنا کہ یہ میرا بیٹا ہے مین
آنکھونسے نہ دیکھون کہ یہ مارا جاے ایرج نے کہا پہلے میرا سر کاٹنا رنگین نے قاسم سے کہا کہ ایرج
دیو کو مارا ہے مین پہلے ایرج کا سر کاٹونگی کہ تیرے دل کو لگے لیکن ایک طرح چھوڑ دی
دیتی ہون کہ ہمارے پاس لقا اور جمشید و سامری پراری چڈوہ کیا منتر ہے ہین ایکبار
مرکے پھر جیا نہین تو شوق سے گردن مارہا را پروردگار ہماری جان کا نگہبان اور بچانیوالا
ہے یہ سنکے رنگین جادو دونون کو پکڑ لائی اور چوٹی پر بٹھایا سامنے بھاگے ہوے
سردار پہاڑ مین تھے یہ حال دیکھکے تلوار پکڑ پکڑ کر آگرے لڑائی ہونے لگی ادہر
کہا منم قیماس خان خاوری اور منم شہزارہ کج گردن نفیرون کی آواز بلند ہوی
چار طرف سے آکر گرے سیکڑون جادوگر مار ڈالے اوسوقت رنگین جادو نے
سحر کیا آسمان پر ایرج نوجوان اور قاسم کو لے کے پہاڑ مین بھاگی شاہ پور
نے دیکھا کہ وہ کوہ مین گئی ہے ایسا سنو مار ڈالے ایک لونڈی زخمی کی شکل بنکر
لہولہان ہوا روتی ہوی بدحواس پیچھے دوڑی ملکہ نے سب کو منع کیا تھا کوئی ساتھ آئے
دس پانچ لونڈیان دوڑ دوڑ چلی آتی تھین ملکہ رنگین جادو نے کہا ارے یہ کیا ہوا کیا تجکو زخمی کیا ہے
ملکہ میرے جی چاہتا ہے کہ انکی بوٹیان کاٹون تو ٹھنڈک پڑے رنگین جادو نے کہا تو ہی

مارڈال لونڈی نے کہا ملکہ تمہیں وسامری تمکو سلامت رکھی ان سبون نے کیا سراوٹھایا ہی ہمکو نی
وارث سمجھے ہوی تھی جسطرح میرے شانے سے خون بہتا ہی اسی طرحے ان ستیاناس
گیون کا لہو بہتا ہوا دیکھون تب چین آوی یہ کہکر کہانی بی میرے پاس کوئی ہتھیار نہین ہی
رنگین جادو نے دستکدی ایک تلوار پیدا ہوئی وہ تلوار لونڈی کو دی لونڈی نے تلوار
لیکے کہا ای ملکہ پہلے انکو مارون یا تمکو مارون کہا اری چڈ دیا کہتی ہی شاپور نے کہا چڈ تو
اور تیری مان یہ کیا بکتی ہی رنگین جادو نے ایک دو ہتڑ زمین پہ مارا ساتھ دو ہتڑ کے شاپور
نے ایک تلوار ماری کہ مانند خیار تر رنگین جادو کے دو ٹکڑے ہوی دارو گیر کی آواز بلند ہوئی
لیجیو پکڑ لیو کشتی مرا نام من رنگین جادو بود ادھر پکارا ستم شاپور سیر دل ایرج نے دوڑ کے
گلے لگالیا اور سبکو جمع کرکے بٹھایا اور کہا آپ آرام کیجیے مین فوج کے ڈھونڈھنے کو جاتا ہون
یہ کہکے شاپور شیر دل روانہ ہوا فوج کی فکر مین اب سنیے کہ وہان کارخانہ سحر رنگین جادو
برطرف ہوا تھوڑی ہی جادوگر جو وہان تھے اونھون نے اطاعت قبول کی شاپور شیر دل
جو گیا تو ہر ایک مقام پر درہ پہاڑ مین لوگ چھپے بیٹھے تھے اونسے کہا یارو تمہارے شہریار نے فتح کیا یہ کہکے
سب کو چار طرف سے جمع کرکے لے آیا ایوان شاہی یعنی جو مکان رنگین جادو کے رہنے کا تھا
اسمین قاسم وایرج بیٹھے تھے شاپور سب کو لایا ہر ایک اپنے اپنے مقام صدر پر بیٹھے اب کوئی
رنگین پہ ناچے گانیوالے آتے ہین مجرا ہوتا ہی گانا ہو رہا ہی ہر ایک کو موافق اوسکے حوصلہ کے
انعام ملتے ہین ایک سمت کو طوفان شاہ بیٹھا ہوا ہی مگر اعظم شاہ جو بھاگا تو صحرا ہی کا لک سے
نکلکر قلعہ نیستان مین گیا وہانکا بادشاہ نیستان شاہ ہی اعظم شاہ دروازہ قلعہ پر پہونچا
لوگ پہچانتے تھے کہ طوفان شاہ کا بیٹا ہی دیکھا کہ تنہا مارا ماندہ حال کپڑے پھٹے ہوی تاج تباہی
سر پر رکھا ہوا پانون سوجے ہوی دو تین آدمی ساتھ حیران سرگردان چلا آتا ہی لوگون نے کہا
اعظم شاہ آپکی کیا حالت ہی کچھ فرمایئے تو کہا یارو مین کیا کہون جو قسمت مین تھا وہ ہوا کس کس
کے احوال بیان کرون تم جاکے نیستان شاہ کو خبر کردو لوگون نے کہا آپ بادشاہزادے ہین آپ
کے باپسے ہمیشہ ملاقات رہی ہی آپ جایئے اعظم شاہ نے کہا جو ہمارا دور تھا وہ کہان اب بحال
فلاس ہین نہ طبلیں نہ نشان نہ بادشاہت نہ دو آدمی تو نے ہمارے ساتھ ہین میری یہ حالت ہی کہ شنا

کسی اور کی شوخی اس سے بہتر یہ ہے کہ پہلے خبر کر دو تمھارے واسطے بھی خبر کر دینا بہتر ہے کسواسطے
کہ تم تعینات ہو لوگون نے کہا بہت اچھا ہمارا کیا تصور جو آپکو روکین لیکن بموجب حکم آپکے
ہم جاتے ہین ہرکارے کی جوڑی روانہ ہوئی نیستان شاہ بیٹھا ہوا تھا تخت سلطنت پر
آٹھ نوسو سردار ہاتھ باندھے کھڑے ہے چار دزبرگرد تخت کھڑے ہوے تھے مورچھل بال ہما کا زرد
تھا دروازے پر چوبدار عصا بردار تیولاڈر قاصی بیٹھے تھے کہ جوڑی ہرکارے کی جا کے پہونچی مجرا کیا
عرض کی جہان پناہ سلامت اعظم شاہ بیٹا طوفان شاہ کا دربندادن کا جو بادشاہ ہے
آیا ہے کہا ارے تمنے کیون روکا جلد لاؤ لوگ دوڑے اور لیگئے نیستان شاہ جو دیکھے عجب حالت
تباہ سے آیا ہے کرسی بیٹھنے کو ملی اعظم شاہ آداب بجالا کے بیٹھا نیستان شاہ نے انھین نیچی
کرلین فکر مین ہے کہ یہ کیا ہوا اور اس سے کیونکر پوچھون کہ تیرے اوپر کیا گذری بعد دو گھڑی
کے پوچھا کہو تو اعظم شاہ کیا معاملہ ہے تمھارے باپ نے تمکو نکال دیا کوئی آفت پڑی
یہان مال خزانہ ملک وہان حکم حاصل پھر تعجب ہے کہ تم اسطرح سے آئے کچھ تو احوال بیان کرو
اعظم شاہ رو دیا اور کہا اے عمو جان مین تو شکار کو گیا ہوا تھا بعد میرے ایرج
نوجوان بے وتا صاحبقران دوران کا آیا میرے باپ سے لڑائی ہوئی فیل جہان زور کو مارلیا
میرا باپ تابعدار ہوا مجکو اثناء راہ مین خبر ہوئی مین نے آکے خیانت کی سب کو کھانے
مین بیہوشی کھلا کے قید کر کے صندوقون مین بند کر کے طلسم آئینہ کو لیچلا راہ مین ایک
گرد نمود ہوئی قاسم نے مارتلوار دنکی وہ قیدی چھوڑا لیے وہان سے مین کوہ رنگین
مین ملکہ رنگین جادو پاس آیا ملکہ رنگین جادو سے لڑائی پڑی رنگین جادو پکڑا لائی
عیار دون نے اوسکا کام تمام کیا ایرج آیا ہے توڑنے کو آیا ہے ہمارا گھر غارت کیا چاہتا ہے مین جا کے
پکڑ لاتا ہون اعظم شاہ کو حمام کرا کے پوشاک نفیس پہنائی حکم کیا سواری جلد حاضر ہو
نقارہ کوچ کا ہوا نیستان ستر ہزار جادوگر لیکے مع اعظم شاہ روانہ ہوا دو چار
کوچ مقام کر کے آپہونچا یہان قاسم و ایرج نوجوان باتین کرتے تھے ناچ ہو رہا تھا کہ
سامنے سے گرد نمود ہوئی گرد برطرف ہو کر سواری معلوم ہوئی ہرکارون
نے خبر دی کہ کوئی بادشاہ اس طرح پر آیا ہے ساتھ اوسکے

اعظم شاہ ہوا ایرج نوجوان ملک تخاتم مسلحہ بدن پیراستہ کرکے مرکب پر سوار ہوکے میدان مین
آئے کسب لشکر تیار ہوکر میدان مین آیا ایرج نوجوان کھڑا ہوا تھا کہ تخت نیستان شاہ
کا میدان عرب و ضرب پر قائم ہوا میمنہ و میسرہ تلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ پیراستہ
ہوا سات صفین آراستہ ہوئین بیلداردن نے زمین پشت و بلند ہموار کی نشیب و فراز جہانتکا
بہادرون کی آنکھون مین بھر گیا سقے آبپاشی کر گئے نقیبون نے نقابت کی کہ اے
جوانمردو بہادرو آج کا دن لڑائی کا ہی اپنے اپنے باپ دادے کا نام کرو ابیات
روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + تا شود مرد حاضر میدان
تنگ بر اسپ تنگ باید کرد + کڑکا ہونے لگا نقیبون کی آواز بلند ہوئی نیستان شاہ
تخت سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوکر میدان مین آیا اور پکارا کہ ای خدا پرستو اس سرزمین پر
جو کوئی بہ ارادہ رزم آیا وہ زندہ اور سلامت نہ گیا اگر تمکو اپنی زندگانی درکار ہی تو پھر جاؤ
اور ایک پوٹا ہمارا تمھارے پاس یعنی طوفان شاہ آیا ہی اوسے بھجوا دو کیونکہ اسی کی
یہ سب خرابی کی ہی ایرج نوجوان نے جواب دیا کہ ارے کیا لاف گزاف کرتا ہی اگر تو لڑنے
آیا ہے تو ہوس اپنی نکال لے اور کہین جاتا ہی تو چلا جا ہمارے جدا بانے بہت سے طلسم
توڑے ہین ہم بھی حکم پروردگار عالم اس طلسم کو توڑ نیگے طوفان شاہ ہمارا بھائی ہی
رفیق ہی خصوصاً نی ذاوسکو گمراہی و راہ ضلالت سے نکالا راہ راست پر پہونچایا تو اب ہم
اوسکو بھلا کب دینگے یہ سنکے نیستان شاہ نے کہا کہ ای خدا پرستو بھلا تم اب مانگ دانے ہو جبتک
کہ اپنے کی سزا نہ پاؤگے ایرج گھوڑا ڈال کر اوسکے سامنے آیا اوسنے کہا کہ ای ایرج بھی
تم کوئی دم طلسم سمجھے ہوکے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی ایرج نے کہا
کہ او بیہودہ کیا بکتا ہی کہ بیت زبان در کش و تیغ کش از غلاف کہ جای سخن نیست اندر مصاف
بس اوسنے اٹکل کرکے نیزہ سینہ بے کینہ شہزادہ ایرج نوجوان پر لگایا شہزادہ نے سنان نیزہ
کو نیزہ کی سنان پر لیا لگی برابر سے نیزہ بازی ہونے لگی خنجر یان آگ کی جھڑ پڑن کہ ابیات
یکسکر ہوی دونون گرم ستیز + غضب کی تھی آویزش مرگ خیز + تہ ران دبا کر بہ قہر و عتاب
ستور صبا سیر در شکل عقاب + قضا سی جھپٹتی ہی دونون دہ کرد قیامت تھی گھوڑونکی آوردو برد

اچھل کود مین تھی بلا رہا ہوا	نہین ملکہ برق جندہ شرارہ	یہ آئے وہ پہونچے یہ چمکے اڑے
وہ سمٹے وہ لپکے یہ جھپکے مڑے	جو خو تھی وہ تھی دلربا دلفریب	بناوٹ دم رزم قاتل غریب
ہوے گرد اک دو پہر کی جری	دکھانے لگی لطف چالیں گری	کھلے رن مین تیغ و سپر کی بہار
جو دل اوسنے تاکا تو اوسنے خبر	عجب گھات سے تھی بہم زد و گشت	یہ سینہ پہ آیا تو وہ سوی پشت
سنان اوسنے جوڑی تو اوسنے نظر	شکم اوسنے باندھا تو اوسنے کمر	تماشے مین تھی گرم رزم و عرب
ملاے سنان سے نگاہین تھی سب	ہنر سے نہ خالی تھی دونون کی وار	بہادر تو ہو ہو گئے بیقرار

دو گھڑی کامل نیزہ بازی رہی بعد دو گھڑی کے ایک مقام پر جو نیزے گھسیٹتے ہین تو نیزہ نیستان شاہ کے ہاتھ نکل گیا وہ تیغہ پکڑ کر آ گرا اور تلوارین جھپٹ جھپٹ کر مارنے لگا ایرج نوجوانون نے خالی دینا شروع کیا اوسوقت وہ گھوڑے پر سے کود پڑا اور کہا اوہم تم کشتی لڑین ایرج بھی کود اسلحہ اور رزمہ جوشن اوتار کے الگ رکھدیا کشتی ہونے لگی سر ملا کر ایک ٹکر لی اگر تابہ اہن مقابل مین ہوتا تو وہ بھی نوتیا اور سرمہ ہو جاتا پیچ اور توڑ جوڑ ہونے لگے جہان اڑک کر لڑتے تھے تلے پیچنے کے بندھ جاتے تھے اسیطرح پہر بھر کامل کشتی رہی ایرج نے دیکھا کہ پہر بھر ہو گیا اور یہ زیر نہین ہوتا بس سینے مین مہرہ اکر لیجا یہان مارا وہان پٹکا بیس چالیس قدم ریل کے لیگیا اوسنے چاہا کہ لنگر مارے سنبھل نہسکا اوسوقت اوسنے سحر کر کے آف جو کیا ایرج کے دست و پا بی حس حرکت ہوی بیدکیطرح کانپنے لگا زور بالکل جاتا رہا نیستان شاہ نے کمر مین ہاتھ دیکر اوٹھا لیا اور زمین پر دے مارکر شکین باندھکر اپنے لشکر مین بھیجدیا یہ حال دیکھکر قاسم مرکب اڑا کر آیا اوسنے بھی کشتی ہوئی اوسنکو بھی بزور سحر اوسنے باندھا اور پکارا کہ افسران لشکر قاسم دایرج ہمنے تمہارے مالکون کو بزور مردی پکڑ لیا تمھین چاہیے کہ اطاعت کرو اونھون نے کچھ جواب نہ دیا لیکن قیماس خان وغیرہ ماسوان قاسم کے اوسکے سامنے آئے اوسنے بھی کشتی ہوئی انکو بھی اوسی طرح اوسنے باندھا اور طبل آسایش بجوا کے پھر گیا خیال کیا کہ ان تینون کا سر کاٹ کے ملکہ مراد کے پاس بھجوادون غرض طبل گرمکراتا ہوا بیابان کلک سے نکلکر قلعہ مین داخل ہوا اور حکم دیا دروازہ قلعہ کا بزور سحر بند کر لیا شاپور شیر دل اور سیارہ بن عمرو بھی پیچھے

نیستان شاہ کے روانہ ہوئی تھی یہ چارطرف قلعہ کے پھری مگر کہین راستہ نہ ملا ناچار ہوکر ایک ڈونگی
مین کوہ کے آئے اور وہان نیستان شاہ سے اعظم شاہ نے کہا کہ آپ طوفان شاہ
کو کہان چھوڑا ئے اوس نے کہا کہ تم گھبراتے کیون ہو مین انکی گردن مارلون تو پھر طوفان
شاہ کہان جائیگا مین اوسکو بھی قید کرونگا دو چار مہینے مین آپ ہی ڈھیلا ہو جائیگا یہ کہکر
کہا کہ یہ خدا پرست بڑے بخس قدم ہین انکا رکنا اچھا نہین لاؤ مین گردن مارون اوس نے
قیدیون کو بلوایا اور دارالامارت سے باہر جلادونکو طلب کرکے حکم دیا کہ انکی گردن مارو ان تینون نے
کہا کہ کیون تم طلسم توڑنے آئے تھے مگر تمھارا ہی طلسم ٹوٹ گیا اب جو کچھ مانگنا ہو مانگ لو ایرج
نے کہا کہ تو نے ہمکو زور مین پکڑا کہ جو ہم تیری تابعداری کرین یا کچھ تجکو نہ کہین تو جادوگر ہے اور
ہم جادوگری پر لعنت کرتے ہین نیستان شاہ یہ سنکر جلگیا اور کہا کہ تم خدا پرست بھلا
کب ماننے والے ہو اوسوقت جلادونکو حکم دیا انکو چھوڑ دو اور گردن مارو جلاد انکو کشان
کشان دارالامارت کے باہر لائے جبو ترے ریگ کے بنائے بوریے فلاکت کے بچھا ئے اتبو
خلقت کا اژدہام ہوا لوگ عبرت کرنے لگے ایک حکم ہو چکا تھا دوسرے حکم کی دیر تھی کہ یکایک
آواز طبل اور نقارہ بجنے کی آئی جبرین نیستان شاہ شکار کو گیا تھا وہ آیا اور اوسنے باپ کو
مجرا کیا یہ جوان بہت خوبصورت ہے کشتی لڑنے اور لکڑی کا بہت شوق ہے نیستان نے اوس
سے پوچھا کہ بابا کہان سے آتے ہو اوسنے کہا کہ باباجان شکار کو گیا تھا اور اوسنے چوقاس
وایرج اور قیماس کو دیکھا تو پوچھا کہ کیون بابا جان یہ کون ہین اور کیا معاملہ ہے نیستان شاہ
نے کہا بابا یہ شکنندۂ طلسم ہین یہ کہکر سب حال بیان کیا اور کہا کہ مین نے ان کو بہ قوت بازو
پکڑا ہے ہرچند کہتا ہون کہ تم جمشید و سامری کو سجدہ کرو یہ نہین مانتے ہین جبرین نیستان
نے اوسوقت ان لوگون سے کہا کہ جوانو تمکو جس حالت مین کہ بقوت بازو و بزور شمشیر گرفتار
کیا ہے تو پھر اطاعت کیون نہین قبول کرتے ہو ایرج نے کہا کہ اگر اوسنے ہمکو بقوت بازو
گرفتار کیا ہوتا تو ہم اطاعت کرتے اسنے تو ہمکو بزور سحر گرفتار کیا ہے اگر ہمکو چھوڑ دے
اور کشتی لڑے اور سحر نہ کرے اور سحر نہ کرے اور گرفتار نہ کرے تو ہم اسکی اطاعت کرین جبرین
نیستان نے کہا کہ آپ انکو چھوڑ دیجے یہ باتین تھین کہ یکایک ایک تڑاقا ہوا اور پانچ

پیچے پیدا ہوی ایرج اور قاسم و نیستان و قیماس خان و پیرن نیستان کو اوٹھا لیگئے
اور لیجا کے ایک مقام پر رکھدیا بیان جو دیکھا تو ایک بارگاہ کھڑی ہی اوسمین ایک مہنت بیٹھا
ہے ماتھے پر کھپر کا قشقہ کھنچا ہوا بیچ مین سیندور بطور ترسول لگا ہوا بازو دن پر اور چھاتی
پر صندل کے کھنور کیے ہوی ہین کان پھٹے پھٹے کنڈل کانون مین پڑے ہوی بال چھاتی پر جٹا ہین
خاکستری تونند بڑی سی نیلون کے بال بڑھے ہوی ایک لنگوٹا باندھے بیٹھا ہی اوس نے کہا
کہ انکو چھوڑ دو جب کہ چھوڑ دیا اور سحر اوتار لیا تو اوسنے پوچھا کہ تم کیون آئے تھے ایرج نے کہا
کہ طلسم آئینہ توڑنے کو مہنت نے کہا اے عزیز اپنی جان کیون کھوتا ہی کسی نے بھی طلسم آئینہ
توڑا ہی بہتر تو یہ ہی کہ چلے جاؤ اور اگر یہی مزاج ہی کہ طلسم کو توڑ دینگے تو یہی طلسم آئینہ ہی اگر
تمسے جایا جای تو اس درہ مین پہاڑ کے چلے جاؤ آگے طلسم ملیگا اور لوگون سے لڑنے
اور قتل کرنے سے کیا فایدہ ہی یہ سننا تھا کہ ایرج اور قاسم و قیماس خان
اوس درہ پہار مین گھسے ایک شعلہ آگ کا آیا کہ اونکے بال جل گئے ناچار ہوکر پھر آئے
مہنت نے کہا کہ کیون صاحبو آخر نہ جا سکے خیر جانے کی ہوس تو نکل گئی اب چلے جاؤ اور
اگر نہین جانا منظور ہی اور لڑنا تو مین اکیلا بہت ہون پیرن نیسان نے کہا کہ مہنت صاحب
آپ انکو انکی فوج مین پہونچا دیجیے اور اگر نہ گئے تو مین سمجھ لونگا یقین تو ہی کہ چلے جائینگے
القصہ انکو انکی فوج مین پہونچا دیا نیستان شاہ اپنے مکان مین آیا اونکے ہمراہ
پیرن نیستان بھی آیا اور سب بیٹھے شاپور و سیارہ بن عمرو بھی آئے جب کہ سب
بیٹھ چکے تو پیرن نیستان نے کہا کہ صاحبو مجکو ہمیشہ سے جوان خوبصورت اور بہادر سے شوق ہی
لکڑی خوب سیکھا ہون کشتی خوب لڑتا ہون برچھا چلاتا ہون جو جو فن سپاہ گری کے
ہین سب یاد ہین اور ہمیشہ کی تلاش رہتی ہی تمھاری بہادری کا کیا مذکور ہے تم تو بادشاہ
لیکن مین بھی اپنے ملک کا شہزادہ ہون اگر اپنا دوست تصور کرکے میرا کہنا مانو تو ایک بات
مین کہون اسپر عمل کرو مین یہان کا باشندہ ہون مجھے یہان کا سب حال معلوم ہی جو تمھارا
مقصد ہے راست راست کہدو اگر ادا جانے کا ہی تو ویسا کہو اور اگر جان بچانے کا ہے
تو جدھر سے آئے ہو چلے جاؤ کیون اپنے تئین ہلاک کرتے ہو ایرج نوجوان نے قسم کھائی کہ ہم

ہین بغیر توڑے طلسم کے ہرگز نہ جاؤنگا اسمین چاہے کچھ ہی کیون نہو بیرن نے کہا کہ اے ایرج میرا تمھارے ہمراہ ہونیکا یہ سبب ہے کہ اگر تم نہین جانتے ہو تو یہان ایک میلہ ہوا کرتا ہی اس میلے مین ملکہ مرات جادو آتی ہین اور اونکے ہمراہ ایک حباب جادو ہی کہ وہ آتی ہی اور مین اوسپر عاشق ہون چنانچہ جب میلہ ہوا کرتا تھا تو ہمسے اور حباب سے ملاقات ہوا کرتی تھی اب جب سے کہ مرات جادو کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ مجکو آنے نہین دیتی ہی اگر تم طلسم توڑتا تو حباب جادو کو مجھ دیتا شہزادہ ایرج نے کہا کہ بھائی مجھی قسم ہے پروردگار کی کہ حباب کو مین تجھ دونگا یہ کہکر بیرن نیسان نے کہا کہ فی الحال صلاح یہ ہی کہ یہان سے مع لشکر کوچ کر جایئے تاکہ سب کو معلوم نہو کہ ایرج کوچ کر گیا دست راست کو جو بیابان ہی اودھر راہ طلسم آئینہ کی ہی اودھر سے مین لیجاؤنگا آپکو اور اگر اور طرف سے ارادہ کیجیگا تو تمام عمر اسی قصہ لڑائی مین گذر جائیگی ایرج نے قبول کیا اور بارگاہ لد وائی اور مع لشکر دست راست کی طرف روانہ ہوی یہ خبر نیسان شاہ کو ہوئی کہ لشکر ایرج کا دست راست کی طرف جاتا ہی بس اونے خیال کیا کہ ادھر سے بھی تو راہ طلسم کی ہی ضرور پھر ملگیا ان خدا پرستون کا یہی دستور تو رہوڑ کا ہی اسلحہ آلا و فنون نے اٹھا رہ ملک باختر چھین لیے اور مرکب پر سوار ہو کر برسم یلغر پہونچا اور پکارا کہ اے خیرہ سر و کیان جاتے ہو مجکو تمھارا ارادہ معلوم ہوا بھلا مین کب جانے دیتا ہون اور بیرن نیسان سے کہا کہ کیون او ملعون تو ملگیا مثل مشہور ہی کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے یہ کہکر برچھا پکڑکر سامنے آیا اوسوقت تو ایرج کو تاب نہ رہی اوسنے بیرن کو تو ہٹا دیا اور آپ لڑنے لگا چند ہی طعن مین نیزہ اسکے ہاتھ سے اوسنے ہوائی کیا اور بیرن کے بازو پر ایک ایسا نیزہ مارا تھا کہ جس کے سحر اثر نہ کرتا تھا وہ اوسنے ایرج کے بازو پر باندھ دیا غرض بعد نیزہ بازی کے کشتی ہوئی ایرج پر اوسنے سحر کیا کچھ اثر نہ ہوا اور ایرج نے ایک لمحہ بھر مین اوسکو کمر زنجیر پکڑکر اوٹھا لیا اور تین چکر دے کر زمین پر مارا اور شکین باندھکر اپنے عیار کے حوالہ کیا اور آپ بارگاہ مین اپنی آیا نیسان شاہ کو بلوا کر کہا کہ اگر ہماری اطاعت قبول کرتو چھوڑ دین نیسان شاہ کلمہ پڑھکر دلمین کینہ رکھکر طوطی کیطرح مسلمان ہوا ایرج تو جوان نے چھوڑ دیا اور ایک بارگاہ عنایت فرمائی یہ اوسمین آکر بیٹھا جبکہ قیدی مہر کی مسہد پوری ہوئی اور جام زرین آفتاب طاق مغرب مین رکھا گیا

شعر پھر آئی روکش دیوسہ شام ؛ فراق یار مین کیا ماہ کا کام ؛ رات کو نیستان شاہ بھاگ کر روانہ ہوا اور چاہا اسنے کہ ملکہ مرات جادو سے چل کر یہ سب حال بیان کرون اور یہان بارگاہ مین بعد فراغ طعام ناچ ہونے لگا شراب کا دور چلنے لگا شب بھر جلسہ عیش و عشرت رہا جب گل خورشید شاخ سحر سے شگفتہ ہوا اور مہتاب پر شبنم کا پانی پھرا ابیات چھپے مثل حیا آنکھون سے تارے + ہوے صدقے سحر پر سب ستارے + سر دامن پہ زلف شب جو بکھری یکایک کھلگئین آنکھین سحر کی + صیحکہ قاسم وایرج و ببر وغیرہ نے خبر منگائی نیستان شاہ کے لوگون نے کہا کہ وہ خیمہ مین نہین ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہ بھاگ گیا ببر بن نیستان نے کہا کہ اسکی قسمت مین تباہی ہی معلوم ہوا کہ ملک آئینہ کو مرات جادو سے کہنے گیا اب مناسب نہین ہی یہان رہنا کیونکہ مرات جادو بڑی زبردست ساحرہ ہی اور اوسکے قبضہ مین زمین و آسمان طلسم ہین اگر آپ کو طلسم توڑنا ہی تو یکہ و تنہا چلیے مین آپ کے ہمراہ ہون غرض مشورہ کرکے قاسم وایرج و قیماس و ببر بن نیستان روانہ ہوے عیار بھی ساتھہ چلا بعد قطع منازل و طی مراحل ایک بیابان نرگس زار مین پہونچے کوسون تک تختہ نرگس شہلا لگی ہوئی تھی ہوا سرد اوس جنگل مین چل رہی تھی چشمہ چشمہ چاہ لبریز تھے دوبرے موج خیز تھے کنارے کنارے اونکے بگلے پنڈوبیان لبط مرغابی سرخاب بیٹھے تھے اور ایک طرف کو اوس بیابان کے ایک نقارہ سونے کا رکھا تھا اور اوسی برجوب بھی اوسکی رکھتی تھی اوس مقام پر سات کوہ ہین اور سات باغ ہین اور سات بیابان نرگس زار ہین چنانچہ حال اونکا بیان ہوگا اب ایرج نے پوچھا کہ کیون اے ببر یہ نقارہ کیسا ہی ببر بن نیستان نے کہا کہ ہمنے سنا ہے کہ جو شخص طلسم توڑنے آئے وہ چوب اس نقارہ پر لگائے آگے ہمین نہین معلوم کہ کیا ہوا ایرج نے یہ سنکر ارادہ کیا قاسم نے منع کیا لیکن ایرج نے وہ چوب اوٹھا کے اور الا للہ کہکر اوس نقارے پر لگائی آواز بلند ہونا تھا کہ دہنی طرف سے ایک آندھی سیاہ اوٹھی اور بیک چشم زدن تمام عالم مین پھیل گئی اور ایک بیخبر پیدا ہوا وہ ایرج کو اوٹھا لیگیا ایک آہ کی تو آواز آئی پھر کچھ معلوم نہ ہوا یکایک آسمان بیچ سے الگ دھڑ الگ گر پڑا قاسم نے چاہا کہ دوڑ کر اٹھا

کہ دوڑکر اٹھالون آواز آئی کہ باش یہ خوراک باشندگان طلسم کی ہی بس اوسوقت جادو گرآئے
اور اٹھا لیگئے قاسم کا تو رنگ سفید ہوگیا مگر پیرن نیستان نے کہا کہ اے قاسم تم اسقدر
بدحواس کیون ہوتے ہو یہ طلسم کا کارخانہ ہی ایسا ہی ابھی زندہ ہی یہ تو اسطرح ہین مگر اب
حال سنیئے کہ افراسیاب جادو جو شکست کھاکر گیا تو اوسنے ملکہ حیرت سے کہا کہ اگر عمرو بن امیہ
ضمری مارا جاے تو یقین ہی کہ پھر کوئی گردن نہ ہلاسکے اور ارجادو ایک ساحر کہ وہان موجود تھا
اوسنے عرض کی کہ حضور اگر ارشاد فرمائین تو مین عمرو کو پکڑلاؤن افراسیاب نے کہا کہ اے
بھائی بڑی بڑی زبردست ساحر پکڑنے کو عمرو کے گئے مگر مارے گئے اب نہین جی چاہتا کہ کوئی
مارا جاے اور ارجادو نے کہا کہ اگر قضا میری نہین ہی تو کوئی کچھ نہین کرسکتا ہی افراسیاب نے کہا کہ
مضایقہ ہی بس یہ سنکر اوسنے تسلیم کی اور روانہ ہوا اوسکے جانے کے بعد منظہر جادو کیطرف دیکھکر
افراسیاب نے کہا لازم ہی کہ تم بھی جاؤ یہ بھی روانہ ہوا اظہر جادو منظہر کا بیٹا کھڑا تھا اوسنے
عرض کی کہ غلام کو بھی اجازت ہو افراسیاب نے کہا کہ اچھا تم بھی جاؤ غرض آگے پیچھے گھڑی
گھڑی بھر کے بعد یہ سب چلے اور افراسیاب نے مصور جادو کو نامہ لکھا کہ ہم تمکو اپنا قوت بازو
سمجھتے ہین تم ہماری سلام کو بھی گئی روز سے نہین آئی اسکا کیا سبب ہے اور یہان عمرو ایک جادو
سے نکلکر سیر کو نکلا ایک رہ پہار کیطرف چلا ادھر سے ارجادو آتا تھا اوسنے عمرو کو دیکھا اور عمرو نے اوسکو
دیکھکر گردن نیچی کرلی کہ یہ پہچانے نہین لیکن اوسنے عمرو سے آکر پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی عمرو نے کہا
مجکو حواس جادو کہتے ہین اور ارجادو نے اپنی بغل سے ایک تختی نکالکر دیکھا تو معلوم ہوا
کہ یہ عمرو ہی تیری قسمت زبردست تھی کہ جو یہ اسطرح ملگیا تبھی اسے گرفتار کرلے اوسنے
ایک دانہ ماش کا جو پڑھکر مارا تو عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے اور ارنے ہاتھ پکڑکر کہا
کہ ارے خیرہ سر چوٹے دغاباز ستم اور ارجادو آج افراسیاب کی بارگاہ مین بیڑا اوٹھاکے
آیا تھا جمشید و سامری نے حرمت رکھلی ہین اب تجھے افراسیاب پاس لیجاؤنگا عمرو نے
یہ سنکر طمانچہ مارا طمانچہ کیا تھا کہ قضا کا طمانچہ تھا ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی اور ارجادو کو جھپکی
آئی بیہوش ہوکر گر پڑا عمرو نے خنجر سے سر کاٹ ڈالا پانون اسکے کھل گئے بھاگا پیچھے منظہر جادو
آتا تھا اوسنے دیکھا کہ اور ار کی لاش پڑی ہی سمجھا کہ عمرو نے مارا بس یہ آگے بڑھا عمرو کو تو معلوم

نہین کہ اور کوئی آتا ہی اسمین مظہر نے عمرو کو دیکھا پکارا کہ او خیرہ سر کہان جاتا ہی مین نے پہچانا عمرو ذ
پھر دیکھا تو ایک جادوگر کو لئے ہوی پایا اوسنے کہا کہ تم عمرو عیار یہ کہکے اوسکی طرف آیا اور
گوپی اتار کے قدم پر گر پڑا مظہر نے کہا کہ تو ذ کیا حرکت کی اوس ذ کہا کہ مجکو افراسیاب کے
رفیقون مین کوئی ایسا نہ ملا کہ جو افراسیاب سے میری تقصیر معاف کرادی مین نے اس جادوگر
سے بھی کہا تھا کہ تو میری تقصیر معاف کرادی اوسنے میرا کہنا نہ مانا اور مجکو کھینچتا ہوا لیچلا میرے کسی
شاگرد نے اسکو مار ڈالا ہے مظہر جادو ذ کہا کہ مین چلتا ہون بہتر یہ ہی کہ افراسیاب کی
اطاعت کرنا ضرور ہی تو عقلمند ہی کہ تو ذ اطاعت افراسیاب کی قبول کی یہ باتین کر رہے
تھے اور وہان ملکہ مخمور سرخ چشم ذ کہا کہ کوئی جاکے خواجہ کو بلالائے کہ کچھ کہتا ہی ایک جادوگر جاکے
تمام خیمون مین ڈھونڈھ آیا کہین پتا نہ پایا اوسنے آکر مخمور سے کہا کہ خواجہ کسی خیمہ مین نہین ہین
مخمور کو ہول ہوا اور یہ ڈھونڈھنے چلی اور یہان مظہر جادو ذ کہا کہ ای عمرو یہ سچ ہی کہ تو اطاعت
کریگا عمرو ذ کہا کہ ای مظہر بغیر اطاعت کیے جان نہ بچی یہ تو مین ہی ایسا شخص تھا جو اتنبک
اپنے کردار سے بچتا رہا اسی طرح باتون مین لگا کے کمند اسپر ماری اور جھاپ مار کر بیہوش
کیا مگر اوسوقت ایک ترا قا ہوا اور زمین سے ایک بنچہ پیدا ہوا مظہر کو لیکر غرق زمین
ہوگیا مظہر کو جو سردی زمین کی معلوم ہوئی تو آنکھ اوسکی کھلگئی مین تڑپکر زمین سے
نکلا اور سحر سے دریافت کیا کہ عمرو ادھر کو جاتا ہی بس یہ بھی اودھر ہی کو چلا مگر صورت کو
سحر سے تبدیل کر لیا دیکھا اوسنے کہ عمرو بھاگا جاتا ہی بس اوس ذ دوڑکر کمر مین ہاتھ ڈال
دیا اور طمانچہ مارا کہ عمرو بیہوش ہوگیا اوسنے ایک زنجیر آہنی مین اوسکو باندھا اور ہوشیار
کیا اور کہا کہ مین مظہر جادو ہون ای عمرو لو مجکو دم دیکر کمند مار کے بھاگا عمرو ذ کہا ای مظہر تو
مجکو چھوڑ دی میرا گرفتار کرنا تیری حق مین برا ہی مظہر ذ کہا کہ مین افراسیاب پاس تجکو لیجاتا مگر
اب نہ لیجاونگا تجکو یہین قتل کرونگا خنجر نکالکر تیز کرنے لگا قضای کار مخمور سرخ چشم اسطرف
جا نکلی یہ ماجرا دیکھکے سحر کرکے بطور نسیم چلی مظہر کے منھ کو ہوا جو لگی تو اوسنے پھر کے دیکھا
معلوم ہوا مخمور سرخ چشم آئی ہی پس اوسنے کہا کہ او نمکحرامہ تو ہی مخمور سرخ چشم ہی اوسنے کہا کہ او نطفہ حرام
کیا گوہ کھاتا ہی مظہر نے کہا کہ افراسیاب نے مجکو بھی بھیجا تھا کہ تو عمرو کو پکڑ لا اوسنے اور ار کو

مارا اور محبوبہ دلبر کمند کا حلقہ مارا اب تو اوسکی طرف سے دشمن ہوکر آئی ہی مخمور نے کہا کہ مین تیری دشمن اور افراسیاب کی دشمن ہون یہ تو باتین کر رہا تھا کہ ادھر سے اظہر جادو آتا تھا اوسنے یہ تماشا دیکھا اور چھپ کر اونکی باتین سننے لگا مخمور نے کہا ارے کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی تو ہمارا شریک ہوجا اظہر کو تو اور کچھ بن نہ آیا افراسیاب پاس دوڑا گیا اور سب حال کہا افراسیاب نے کہا ارے مارا تو نہین گیا اظہر نے کہا کہ اور ارتو مارا گیا لیکن مظہر ابھی جیتا ہی اور مخمور مہرخ چشم کہتی ہی کہ تو میرا شریک ہوجا مخمور کا نام سنتے ہی افراسیاب بلا گیا اور چاہا کہ چلون لیکن ٹھوکرین بہت سی کھا چکا تھا ذلیل ہوچکا تھا اوسنے مارے خوف کے جرات نہ کی سامنے مارا ژدرخوار سیاہ چشم کھڑا تھا اوس سے کہا کہ تو جاکے عمر دکو مع مخمور پکڑ لا یہ رخصت ہوکر چلا یہان مظہر نے ارادہ کیا کہ بھاگ جاہی کہ ایک بڑا سانپ ہوا جیسے اژدہا آتا ہی یا نسیم چلتی ہی عمر دتو گایم اور دھ کے غائب ہوگیا مارا ژدہ خوار سانپ کا چابک ہاتھ مین لیے ہوئے شراب کے نشہ مین اژدر کے کباب کھاتا ہوا مخمور کے سامنے آیا پکارا ستم مارا ژدرخوار کے گذ درم کہ از دست من زندہ دسلامت روی مخمور مہرخ چشم نے نادل فولاد کا مارا مارا ژدرخوار نے خالی دیا پکارا ری لونڈی احمق ہم جانتے ہین کہ تو افراسیاب پاس رہتی ہی لیکن ہم بھی غلام افراسیاب کے ہین ایسا نہین ہی کہ ہمین کوئی مار ڈالے غرض ہونے لگا اور مارا ژدرخوار چابک گلے مین ڈال کے زمین پر گر پڑا اور کالا سانپ بنکے پھنکارا مخمور گر پڑی یہ تڑپ کر پھر آدمی بنا اور مخمور کو یا نزھد لیا مظہر اور اظہر تو دونون بغلین بجانے لگے اور کہا کہ کیون ہی مخمور اب تم کہان جاؤگی لیکن افسوس کہ عمر دنکل گیا یہ کہکے کوس کوس بھر عمر کو دھونڈھا جب نہ پایا تو مخمور کو لیکر چلے ادھر عمر دانپے دلمین کہتا ہی کہ مخمور نے مجکو بچایا ہی تجھ سے اگر ہوسکی تو مخمور کو بچا یہ سوچکر پیچھے پیچھے چلا مگر کوئی عیاری نہ بن پڑی قضا کا سامنے ہی پہنچ گئی آتا تھا اوسنے دور سے پہاڑ کے دیکھا کہ مخمور تبدیل ہوتی جاتی ہی یہ ایک جادوگرنی کی صورت بنکر مظہر و اظہر کے پاس آیا اور کہا کہ مین دریا کے نور کے اس پار رہتی ہون میرا نام نقشہ جادو ہی کنیز ہون افراسیاب کی افراسیاب کا حکم ہوا ہی کہ جادوگر مخمور کو لیکر آتی ہین ایسا نہو کہ عمر دبیہوش کرکے جاکے یہ تین گلوریان اون تینون کو دو تاکہ بیہوشی اثر نہ کرے از بسکہ جادوگرون کو تو عیار دنکا

کھٹکا لگا رہتا ہی اتر درخوار نے سحر سے دریافت لیا تو معلوم ہوا کہ یہ عیار ہی اوسنے ایک ماتش کا دام
مارا کہ پانون برق کے زمین نے پکڑلئے مظہر اور اظہر قہقہہ مار کر ہنسے اور مارا ژدرخوار نے اوس سے
پوچھا کہ تو کون ہی برق نے کہا مین برق فرنگی ہون مخمور لوچھڑا نے آیا تھا مگر گرفتار ہو گیا
عمرو نے دیکھا کہ برق بھی گرفتار ہو گیا بس یہ سنتا مار کے ایک طرف چلا دیکھا تو ایک جادوگر
بیمار دبلا چلا آتا ہے اوسنے ایک بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کر کے اپنی صورت ایک جادوگر کی
بنا کے اور اوسکو اپنی صورت کا بنایا اور کندھے پر لاد کر سامنے مارا ژدرخوار کے آیا اور پکارا کہ
ای افراسیاب کے خلاموجبکی فکر مین تم تھے اوسکو لایا مین اژدرخوار کے آیا اور پکارا
کہ اے افراسیاب بہت خوش ہوگا عمرو نے کہا کہ بھائی مین نے صبح سے کچھ کھایا نہین ہی اور
میرے مگر کے پاس کسیکا ایک باغ ہی کہ اوس مین انار بہت سے لگے ہین تو مین انار توڑ لایا ہون
اوسکے دانے نکالکر چاہتا تھا کہ بال بچون کو دون مگر اب مارے بھوک حالت تباہ ہی وہی دانے
کھاتا ہون یہ کہکر دانے نکالے اور کھانے لگا وہ سرخ سرخ دانے تازہ تازہ دیکھکے سبکا
جی للچاتا اور کہا کہ ہمین دو عمرو نے ایک ایک مٹھی سبکو دی ہر ایک نے کھائے اور کہا کہ کیا خوب شیرین
دانے ہین کہ کلیجہ سرد ہو گیا غرض چند قدم چلے تھے کہ چھینک آئی اور گر پڑے عمرو نے نعرہ کیا کہ منم
عمرو امیہ ضمری بھلا اب مین کب چھوڑتا ہون یہ نعرہ کر کے خنجر سے ہر ایک ساحر کا سر کاٹ
ڈالا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی اور صدا آئی کہ کشتی مرا نام من اظہر و مظہر و مارا ژدرخوار
بود مخمور دیو قرنگی چھوٹ گئے اور اپنی بارگاہ مین آئے ادھر خبر افراسیاب کو ہوئی کہ مظہر
وغیرہ سب مارے گئے اور اسنے صرصر وغیرہ عیارنیون کو بلا کر حکم دیا کہ جاؤ عمرو کو گرفتار کر لاؤ یہ بیان
سنے چلے مگر وہان مخمور نے مہرخ سے سب حال اپنی رہائی کا بیان کیا اور کہا کہ میری مان کو
یہ علم پر رہتی ہی کہ جیان گھاس نیلی لگی اور بقیش کے پھندے اوس گھانس مین لگے ہین عمرو نے کہا انشا
اللہ ہم جاکر تمہاری مادر کو لائینگے اور ادھر خرس و ندان جادو کو افراسیاب نے بہر گرفتاری عمرو
روانہ کیا اور عمرو بھی سیر کرتے کرتے صرصر کو تو افراسیاب نے بھیجا ہی تھا یہ خواجہ کی فکر مین چلی تھی اوسنے عمرو کو
دیکھا بس فوراً برق کی ایسی صورت بنکر سامنے عمرو کے آئی اور ہاتھ پکڑ لیا کہا مجھکو کچھ آپ سے کہنا ہی پس الگ لیجا کر باتون مین
لگا کر ایک بیضہ مارا عمرو کو چھینک آئی اور گر پڑا صرصر اوسکو پتارہ یا ندھکر لیچلی مگر مخمور انتظار مین تھی اوسنے برق سے کہا کہ

کچھ حال نہین معلوم کہ کہان ہین برق ذ کہا مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون ادھر صرصر عمرو
کو مصور کے خیمہ مین آئی مصور ذ کہا کہ ای صرصر تو کسکو لائی اوس ذ کہا عمرو کو اور عمرو
پشتارہ ذ سے نکالکر ہوشیار کیا اوسکی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ مصور بیٹھا ہے اور صرصر کھڑی ہے سمجھا کہ
صرصر تجکو پکڑ لائی ہے اور مصور ذ کہا کہ تو یہان سے جا مین اسکا سر کاٹونگا صرصر ذ کہا سر کاٹ
لین خبگل اور گھر کی کیا ضرور ہے آپ سر کاٹیے یہ سنکے مصور عمرو کو لیکر چلا صرصر بھی اوسکے پیچھے
چلی مصور عمرو کو ایک درہ مین کوہ کے لائی لایا اور تیغہ کھینچکر چاہتا تھا کہ مارے اوسوقت ایک
پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اٹھا لیگیا مصور ذ کہا بڑا غضب ہوا اب افراسیاب کو خبر ہوگی تو وہ
ناراض ہوگا بس اوس ذ ایک پتلا عمرو کی صورت کا بنا کے سر کاٹا قضای کردگار ضرغام
شیر دل آتا تھا اوسنے دیکھا کہ مصور جادو ایک سرد مال مین باندھے لیے جاتا ہے خیال
کیا کہ مقرر اوستاد کا سر ہے بس اوسنے آکر دہنی طرف سے ایک بھپہ مصور کے مارا کہ مصور گر پڑا
ضرغام ذ رومال کھولکر دیکھا تو عمرو کا سر پایا دل سے کہا کہ ہای یہ کیا غضب ہوا بس اوسنے
خنجر کو نکالکر چاہا کہ مصور کا سر کاٹ ڈالون وہین ایک پنجہ پیدا ہوا اور مصور کو اوٹھا لیگیا ضرغام
شیر دل رومال لیکر بھاگا اور جانب بارگاہ چلا مگر عمرو کو جو پنجہ لیگیا تو عمرو دلمین کہتا ہے کہ خدا
کرے کسی دوست کا پنجہ ہو مگر یہان سب تیرے خون کے پیاسے ہین یہ پنجہ ضرور کسی دشمن کا ہے
یکبارگی آنا تھا کہ ایک خبگل سے عطر کی بو آنے لگی اور گلہای رنگارنگ کھلے تھے اوس پنجہ ذ عمرو کو وہان
لاکر چھوڑ دیا عمرو حیران تھا کہ یہان کون ایسا تھا جو مجکو اوٹھا لایا ای عمرو یہ کوئی دوست معلوم ہوتا
ہے نہ دشمن دیکھا چاہیے اب کیا ہوتا ہے یہ سوچ ہی رہا تھا کہ چالیس عورتین در در گوش مرصع پوش
سراپا غرق دریای جواہر ایک تخت اپنے ہمراہ لیے ہوے آئین اور اونھون نے عمرو کو سلام کیا عمرو
ذ اونسے پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ تخت کسنے بھیجا ہے اوسنے کہا افراسیاب نے بھیجا ہے جلد سوار ہوکر چلیے
افراسیاب کا سنکے عمرو کی جان نکل گئی دلمین کہتا ہے کہ یہ تخت تخت تابوت سے بدتر ہے اے
عمرو بھاگ میانسی پھر کہتا ہے کہ اگر بھاگونگا تو کہان جاؤنگا یہانسی پکڑوا منگایا وہ پھر کیا اور کہین سے
نہین منگا سکتا ہے خیر بجواب مرضی پروردگار عالم کی جو کچھ تیری حقمین بہتر ہوگا وہی خدا کریگا وہ خدا
ہم تیران بچانے والا ہے بس یہ سوچکر تخت پر سوار ہوا وہ عورتین لیکر چلین عمرو بھی

ایسا شخص تھا کہ جو سوار بھی ہوا اور نہ دو سرا ہوتا تو کلیجہ پھٹ جاتا اب دلمین لاکھ لاکھ تدبیرین کرتا جاتا ہے مگر کوئی بن نہین پڑتی غرض نظم

بڑھے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ — نظر آیا دہین یک قلعہ کا رنگ
کرتا بندہ ہے مثل مہر انور — جڑے ہین زر کے دیوارون مین گوہر
رہین شفاف رستہ صاف دروا — نہال سبز مثل باغ پیدا
درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ — نہ ملتا ایک سو تھا ایک کا رنگ
کوئی اودہین زمرد سی تھا خوش آب — کوئی مانند لعل سرخ نایاب
ثمر کی جا گہر سب مین نمودار — چمک پتون مین جیسے عارض یار
وہ سب گویا بشکل آدمی زاد — کہ جنکو دیکھکر حیران ہو بہزاد
قریب اک حوض اودسمین خون لبریز — کنارون پر کشیدہ خنجر تیز
کمین پتھر کے انسان وہ بھی گویا — اسے دیکھا تو سارا باغ رویا

اس باغ مین ایک بارہ دری جواہر کی بھری آگے اوسکے نمگیرہ باسلک مروارید استادہ تھا تین سمت مخملی بیل بوٹہ حوض حاشیہ جواہر کا وہ تھا تین کھڑی ہولین درخت تمام باغ کے بادلہ سے مندھے ہوے سفیش کے پھندنے اور قمقمے لٹکتے نمگیرے کے نیچے فرش تمامی کا بچھا ہوا اگر سونہ عنبر سوز روشن عطردان پاندان خپگر چوگھڑے گلابیان گلاب کی کشتیان ڈالیان میوون کی لیکر چین بندی کے آراستہ اور تخت طاؤسی بچھا ہوا اوسپر افراسیاب جادو بیٹھا ہوا ناچ سامنے ہوتا تھا تھاپ جلسے پر پڑتی تھی کہ اون عورتون نے تخت کو لاکر سامنے رکھدیا اور عمرو سے کہا اترو یہ مقام مجرا کرنے کا ہے عمرو اتر پڑا اور افراسیاب کو جھک کر مجرا افراسیاب مسکرایا اور لوگون نے کہا عجب طرح کا جادوگر افراسیاب نے بلایا ہے مگر ایک کرسی آکر الماس کی بچھی عمرو کو اوسپر حکم بیٹھنے کا دیا عمرو سلام کرکے بیٹھا اور افراسیاب سے کہا خداوند سامری و لقا تمھاری عزت رکھے جیسا تم غریبون کی عزت کرتے ہو افراسیاب نے کہا خواجہ کمان ہے عمرو نے کہا تیر سب روشن ہے مین بارگاہ کے دروازے پر کھڑا تھا کہ صرصر شمشیر زن محبوبہ کو لیکر مصور کے پاس لیگئی اوسنے

میری قتل کی تدبیر کی بچہ مجکو اوٹھالایا ہمارے منھ سے ایک بات نکل گئی تھی اس سبب سے تیرہا شہری لڑنے ہین درنہ کیا مقدور کسیکا کہ تجسے لڑسکے اے افراسیاب زمین و آسمان تیرے فرمان مین ہین جسوقت تیرے مزاج مین جو آوے وہ کر ے افراسیاب نے کہا کہ مین نے اسواسطے تجکو پکڑ بلایا ہے کہ مہرخ سحر چشم کو اب مین غارت کرونگا پس تجکو بھی اوسکا قید ہونا دکھاؤن عمرو نے کہا کہ مہرخ پر لیا منحصر ہے تو جسکو چاہے دم بھر مین غارت کردیوے فی الحقیقت کیسی کیسی ذلتین سرے ہاتھ سے ہوئین سیکڑون جادوگر میرے ہاتھ سے مارے گئے تیری بارگاہ مین آکے تجکو ذلیل کیا لوٹ لیگیا بارہا تجکو ہیوش کیا مگر آگے جو کچھ ہوا سو ہوا اب افراسیاب نے کہا کہ تو اپنی حرکتون سے باز نہین آتا اے عمرو مین تیرا دشمن ہون تو میرا دشمن ہے اگر اپنی زندگی چاہتا ہے مہرخ کو نامہ لکھ کے بیان بالا مین شکیل جادو کی معشوق بخش دونگا لیکن اسد کی معشوق کہ یہ قیدی طلسم ہے نہ بخشونگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ پنجہ مصور جادو کو لیکر آیا مصور نے افراسیاب کو مجرا کیا مصور نے دیکھا کہ عمرو کرسی پر بیٹھا ہے بھیانک ہوکر دیکھنے لگا افراسیاب نے کہا کہ اے مصور تصویر تو دیکھو کہ عمرو یہ ہے یا نہین مصور نے تصویر کو دیکھا معلوم ہوا کہ یہ عمرو ہے اوسنے کہا کہ مین اسکو قتل کرنے لیگیا تھا اسلیے پنجہ اسکو اوٹھالایا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ایک لکا ابر کا نمودار ہوا اور بجلی چمکنے لگی آگے آگے سترہ سو عورت زیور یاقوت مین غرق چمکتی یاقوت کی پھراتی ہوئین قمقمہ عنبر و گلاب کی ادچھالتی ہوئین آٹھ سو لونڈیان آگے پیچھے عہدے لیے ہوے اور ایک تخت پر ایک عورت نہایت حسین سوار آتی ہے بس وہ ابر جھکا اور وہ تخت اترا وہ عورت تخت سے اتری اور افراسیاب کو مجرا کیا پھر وہ تخت داہنی طرف افراسیاب کے بچھ گیا وہ عورت اوسپر بیٹھی افراسیاب نے اوس سے پوچھا کہ اے ملکہ مشتری ہفت سحر مزاج تو اچھا ہے اوسنے عرض کیا کہ دعا کرتی ہون پھر اوسنے عمرو کو دیکھا شرمائی سر جھکا لیا اور کہا کہ اے افراسیاب یہ کون ہے افراسیاب نے کہا کہ یہ عمرو عیار ہے مشتری ہفت سحر نے کہا کہ یہ وہی عمرو کہ جسنے اٹھارہ ہزار ملک یا جنر غارت کیے نمرود شداد و ہامان اور دامہ کو مارا اوسنے کہا کہ ہان مشتری ہفت سحر نے پھر مصور سے پوچھا کہ آیا مزاج تو اچھا ہے مصور نے کہا کہ اچھا ہے اے ملکہ مشتری ہفت سحر تم عمرو کو جو پوچھتی ہو تو

یہ کہے نہین آئی ہین افراسیاب کے بلائی ہوی آئے ہین عمرو نے کہا ای افراسیاب تم مجکو بارگاہ مہرخ
مین بھجوادو مین سب جادوگرون کو سمجھا کے لاتا ہون ملکہ مشتری ہفت سحر نے کہا جاؤ دیکھو
افراسیاب نے کہا اگر تو پھر جائے تو کیا کرین عمرو نے کہا اگر مین پھر جاون تو سر کاٹ لینا ملکہ مشتری
ہفت سحر نے کہا خواجہ تمھارے قول کا اعتبار ہی یہ کہکے دو سورے اور ایک لڑی موتیون کی دی
افراسیاب نے کہا ای عمرو مین نے جو انکو بلایا ہی یہ وہ مشتری ہفت سحر ہین کہ کوئی لاکھ سحر
کرے کچھ نہو سکے گا یہ مالک ہفت سحر ہین کوئی ایک سحر رد کریگا دو کریگا کسان تک رد کریگا اور
عمرو کو ہمراہ جادوگر کے بھجوادیا منصور جادو نے کہا اب عمرو عیار نہین آئیگا بارگاہ مین جاکے
مہرخ کو بھڑکائیگا احوال سب کہیگا اوسمین مشتری ہفت سحر اوٹھی اور سحر کرکے کچھ
رنڈیان اور ایک رنڈی اپنی صورت کی بنائی وہ غائب ہوگئین آپ آکے افراسیاب
پاس بیٹھی اور اون جادوگرون نے عمرو کو ایک جنگل مین چھوڑدیا عمرو نے کہا ای عمرو افراسیاب
کہتا ہی کہ ملکہ مشتری ہفت سحر ہفت برق سے بہتر ہی نہایت زبردست ہی ہفت سحر کی مالک
ہے سوا میرے کوئی سامنا نہین کرسکتا ہی بیدل آئی ہی عمرو بھاگا اور مہرخ سے یہ کہتا ہوا کہ مین
چھپا جاتا ہون پہاڑ مین گھستا ہوا جنگل کو طے کرتا ہوا نکلا دیکھا کہ سامنے ایک در ہے مین ملکہ
مشتری ہفت سحر کھڑی تھی دس بارہ خواصین در در گوش ایک چبوترہ پر استادہ ہین
مکان مین چلمنین سبھی ہین فرش کیا ہوا ہی عمرو نے خیال کیا کہ افراسیاب تو اٹھگیا ہے
مشتری ہفت سحر اپنے مکان مین آئی ای عمرو ایسے مقام پر چوکنا کیا ہی کام تمام کر مالک
ہفت سحر نے کو کیا ہوا بس ایک رنڈی کیصورت بنا کر انگیا مسکی ہوئی کرتی پہنی ہوئی دوپٹہ کی وجہ
اڑی ہوئی پائجامہ پہنے جوتیان کیچڑ مین بھری ہوئین کچھ گنگناتا ہوا نچا ہوا بیٹھکے رونے لگی
کان مین ملکہ کے آواز گئی کہا ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہی ایک عورت نے نکل کے دیکھا ایک
رنڈی خوبصورت روتی ہی پاس آکے شانہ پکڑ کے کہا بی بی تو کیون بیٹھی روتی ہی ایک مرتبہ
چیخ کے کہا ارے تم بھگ تو نہین ہو وہ عورت ہنسی اور کہا ارے بی بی دن دھاڑے ڈاکا پڑتا ہے
کہا ارے مین تو یونہین کہتی ہون مین سوداگر بچی ہون میرے ماں باپ لیے جاتے تھے راہ مین بھگدڑ
اگرے سب لوٹ لے گئے مین ایک قنات اور کھیڑ کے بھاگی دور سے بھاگی ہون مارے

خاقون کی بُری حالت ہوئی ہے آج یہان پہونچی ہون نہین معلوم یہ مکان کون ہے تم کون ہو
اس لونڈی نے ملکہ کو خبر کی مشتری ہفت سحر نے کہا جاکے بلا لا لونڈی گئی اور کہا اے سوداگر
بچی تمکو ہماری ملکہ نے بلایا ہے دلمین تو عمر دہی چاہتا تھا لیکن ظاہر مین کہا مجھ کمبخت نصیبون
پھوٹی کو کون بلائیگا اور مین جاکر کیا کرونگی میرا باپ مارا گیا گھر غارت ہوا مال سب لٹ گیا
غلام نوکر چاکر مارے گئے خیر تمھاری خاطر سے چلتی ہون یہ کہکے ساتھ ہولی گئی روبرو جاکے
صاحب سلامت کی آہ کرکے بیٹھ گئی اور سب احوال کہا ملکہ نے کہا بی بی تو آہ کرکے
کیون بیٹھی کہا ملکہ تین روز سے ہون کہ خاقہ سی ہون کچھ میسر نہین ہوا کبھی دالان سے باہر نکلنے کا اتفاق
نہوتا تھا سو تین روز ہوگئے چلتے چلتے پانون مین چھالے پڑگئے ملکہ مشتری نے حکم کیا ارے کچھ تیار
ہوی تو جلد لاؤ اسوقت کباب تیتر بٹیر کبوتر مرغ کے تیار تھے لاکے موجود کیے ملکہ نے جو کباب دیا
کھاکے چپکی بیٹھ رہی ملکہ نے کہا تم چپ کیون ہو رہین کہا ملکہ بغیر شراب کے کیا مزا ہے حکم کیا ارے
شراب لاؤ ایک قرابہ شراب کا لاکے رکھدیا عمرو نے کھول کے دیکھا دیکھنا کیا تھا کہ نمک سرکاری
داخل ہوگیا غرض سب نے وہ شراب پی عمرو نے بھی دو تین جام پیے لیکن جب جام پیا بغل
سونگھ لی نشہ ہوا جب کہ خوب پی چکی ایک مرتبہ سکو نشہ ہوا چکر آیا بیہوش ہوگئی عمرو نے
اوٹھکر باندان عطردان خیگیردان فرش فروش چلمن پردے سب اسباب داخل زنبیل کیا ایک
مرد در زنبیل سے نکال کے عتاب کیا اور کہا ان سب کے کپڑے اتارلے خبردار پھٹنے نہ پائین
اور آب خنجر لے کے مشتری ہفت سحر پر دوڑا پاس جاکے تمام گہنا اوتار لیا اور خنجر آبدار نکال
کے چاہے کہ سر کاٹون ایک مرتبہ تڑاقا ہوا بجلی چمکی دو بچے پیدا ہوے عمرو اور مشتری کو اوٹھا لیا
بعد عمرو نے دیکھا کہ طبقہ زمین کو جنبش ہوئی اور اکھڑ کے چلا یہان افراسیاب مصور ملکہ
مشتری ہفت سحر بیٹھی ہین رنج ہو رہا ہے کہ وہ طبقہ پہونچا لوگون نے کہا ارے آسمان پر سے کچھ آفت
آتی ہے افراسیاب نے کہا ارے کچھ احمق ہوگئے ہو کیا بکتے ہو چنانچہ وہ طبقہ نیچون نے لاکر رکھدیا مشتری
ہفت سحر نے دیکھا کہ عمرو خنجر پکڑے کھڑا ہے اور وہ مشتری کہ جسکو مین بناکر بھاگ آئی تھی بیہوش پڑی
ہے پس اوسنے کمر مین عمرو کی زنجیر باندھی اور افراسیاب نے جنبھلا کر ایک طمانچہ عمرو کے مارا اور اوس
لونڈی کو ہوشیار کرکے حال پوچھا اوسنے کہا کہ یہ سوداگر بچی بنکے آیا تھا اوسوقت کہا کہ ارے

جلاد کو بلاؤ تاکہ اسکا سر کاٹے عمرو نے کہا کہ اب مجھے چھوڑ دیجئے پھر ایسی حرکت کبھی نہوگی یہ تو ملکہ کے دشمنون کے قتل کی فکر کی تھی افراسیاب نے کہا کہ مین اب نچھوڑونگا اوسوقت عمرو گھبرایا پھر اپنے دل سے کہا کہ اے عمرو پروردگار تیرا حافظ اور نگہبان ہے اور افراسیاب سے کہا کہ اے افراسیاب مین جو تیری منت سماجت کرون تو اسقدر اپنے پروردگار کی یون نہ منت کرون کہ وہ خالق لم یزل ہے تو لیا مجکو بچانگا میرا خدا بچانے والا ہے افراسیاب نے کہا ارے وہ خداوند لقا خود مجھ سے بیزار ہے عمرو نے کہا کہ ارے تیرے لقا پر اور تجھپر لعنت ہے میرا خدا وہ ہے کہ جسنے لقا کو بھی پیدا کیا ہے اور عمرو رویا مشتری ہفت سحر نے حکم کیا وہ جادوگر اوٹھے عمرو کو پکڑ کے کشان کشان لیچلے لاکے چبوترے پر بٹھایا حکم کیا کہ سر کاٹو جلاد تیغ آبدار کھینچ کے سر پر آیا کوتلے کا خط گردن پر کھینچا عمرو رو دیا اور کہا حقیقت مین زندگی پر حروف آیا رو رو کر مناجات کرنے لگا ابیات

بگرداب بلا اوفتادہ ام یا مصطفےٰ دریاب	بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضیٰ دریاب	ز حالات شب معراج دانستم یدالٰہی
چرا دستم نہ گیری یا علی بہر خدا دریاب	افراسیاب بچارا ارے یہ کیا بڑبڑاتا ہے اور سحر کرتا ہے عمرو نے	

کہا میں ساحر پر لعنت کرتا ہون میرا مولا بچانیوالا ہے اسمین تیرا حکم ہوا تیغہ کھینچے جلاد کہا اب جو مانگنی کی ہو مانگ لو عمرو نے کہا ارے ساحر ہوس تجکو ہوگی یا افراسیاب حرامزادے کو ہوگی دیکھہ تو کیسی ہوس نکلتی ہے اور جلاد نے ہاتھ اوٹھایا ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اوٹھا لیگیا افراسیاب جادو ملکہ مشتری ہفت سحر مصور جادو حیران رہگئے کیا معلوم ہوا کہ مخمور سرخ چشم یا مسرخ مقرر لیگئی افراسیاب نے کہا قسم ہے خداوند لقا کی سمجھ لونگا ملکہ مشتری ہفت سحر نے کہا مین پکڑ لاتی ہون اور جو پنجہ لیگیا وہ کون تھا کہا ملکہ قریشیہ سلطان ملک فرنگ سے آتی تھی قضا کا راسی طرف سے گذری دیکھا کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور جلاد سر کاٹنا چاہتا ہے لیکن عمرو کی خبر نہ تھی اسمین آنکھ عمرو کی کھلی مجرا کیا ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا خواجہ تم طلسم مین کہان گئے تھے عمرو نے سب حال بیان کیا ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا اے خواجہ اگر فرمائیے تو ابھی اتر کے طلسم کو غارت کیے دیتی ہون ایک دیو سیکڑون کو کھا جاتا ہے عمرو نے کہا اے ملکہ عمرو کو اس بڑھاپے مین جوتیان کھلوانا چاہتی ہو اگر حمزہ چاہتا تو گوہر تاد و کمر تاد کو بلا کر غارت نہ کرا دیتا اوسکو منظور

نہین چاہتا ہی کہ آدمی سی آدمی لڑی اور مین یہ حکم پروردگار عالم طلسم توڑونگا اب یہ کسیکو حکم
کیجیے کہ مجکو مہرخ کی بارگاہ مین پہونچا دی اور تم کہان جاتی ہو ملکہ قرلیشہ نے کہا مین طلسم سفید
بوم کو جاتی ہون یہ کہکر ملکہ نے کہا اے ملکہ آئینہ پری تم خواجہ سلامت کو بھجوا دو یہ سنکر ملکہ
آئینہ پری تخت پر عمرو کو بٹھاکے روانہ ہوئی مہرخ کی بارگاہ کے قریب جبکہ عمرو پہونچا
تخت پر سی اوتر کے خیمے مین گیا ملکہ مہرخ و مخمور بہار و شکیل و نافرمان سب انتظار مین
تھے کہ خواجہ نہین آئے ایک مرتبہ عمرو سامنے سے آیا مہرخ سحر چشم دیکھتے ہی دوڑی گلے لگایا ہاتھ
پکڑکے کسی پر بٹھایا کہا خواجہ سلامت کہان تشریف لے گئے تھے عمرو نے صرصر کی عیاری
مصور پاس جانا اور افراسیاب کا حال ملکہ مشتری ہفت سحر کی کیفیت قرلیشہ سلطان
کا اوٹھا لیجانا سب بیان کیا مہرخ نے کہا کہ خواجہ خدا تمکو لایا مشتری ہفت سحر بلا کی جادوگرنی
ہے اور مالک ہفت سحر ہی کوئی اوسکا مقابلہ نہین کرسکتا عمرو نے کہا یقین ہی کہ وہ آج آئے
مہرخ نے کہا کہ مقدمہ لڑائی کا ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑے یہ باتین ہو رہی تھین کہ آواز
طبل اور نقارے کے بجنے کی کان مین آئی یعنی مشتری ہفت سحر لشکر لیکر آئی ہین اور وہان
آئی ہن یہ طبل اور نقارے اُنھین کے داخلے کے بجے تھے ملکہ مہرخ نے ایک جادوگر واسطے
خبر کے روانہ کیا اوسنے آکر خبر دی کہ حیرت اور مشتری ہفت سحر لشکر لیکر آئی ہین اور وہان
ساحر باز و بط قرقری ہنس آتشین فیل آتشین پر سوار ہوکر آئے تھے چنانچہ بارگاہین اور خیمے نصب
ہوے لشکر اترا کنوا کھلنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی اور ملکہ مشتری ہفت سحر نے
نامہ ملکہ مہرخ کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے مہرخ سحر چشم افراسیاب مالک دمختار ہی اور ہم سب
تابعدار ہین جسوقت ہماری تمہاری درمیان خبگ قصہ ہوا تو کچھ مضائقہ نہین لازم یہ ہی کہ آشتی کرو
اور اطاعت افراسیاب قبول کرو ورنہ ہماری تمہاری خبگ ہی یہ نامہ لکھکر اور مہر کرکے ایک
جادوگر کو دیا وہ مہرخ پاس لایا ملکہ مہرخ نے نامہ پڑھا اور جواب لکھا کہ اے مشتری ہفت سحر
بہت سی جادوگر یہان آئی اور ماری گئی چنانچہ اب ہمسے تم امید ملنے کی نرکھو اور جو کچھ تمسے ہوسکے قصور
کوتاہی نکرو یہ لکھکر بھیجدیا جب مشتری ہفت سحر نے یہ پڑھا تو بہت کچھ برہم ہوئی اور کہا اللہ رے عمرو
کا ایسا کچھ جواب ہمکو لکھا غرض جب دامن مغرب مین مہر تابان نے عارض اپنا چھپایا اور دن نے

نقارہ کوچ کا بجایا کہ نظم	بہار شام نے پیدا کیا رنگ	آگاہ ہونکو نظر آئے نہ ڈھنگ
شعاع مہر مثل زلف جانان	آگاہون سے لگی ہونے پریشان	ملکہ مشتری ہفت سحر نے

طبل خنگ بجوایا مہرخ نے بھی خبر سنکر نفیر سحر کو دم دیا تیاری دونون لشکرون مین سحر دساحری کی اور آلات حرب وحرب کی ہونے لگی کڑاہیان چڑھگئین بیرون کو بھیجین ملین اوس شکوہ دریا سحر جوش زن تھا زندگی حباب آسا نظر آتی تھی کشتی حیات طوفانی ہوتی جاتی تھی ہر ایک کے دلمین لڑنے کی موج اوٹھتی تھی تلوار کا گھاٹ آج باڑھ پر تھا کہین خنجر چمکتے تھے کہین تیر وسنان آبدار کیے جاتے تھے چار پہر رات دونون لشکرمین غلغلہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ سامان ظلمت پر تباہی پڑی اور شب کی سیاہی دنمنوان ہوکر اری اپیات

ہوئی خوابیدہ چشم انجم بیدار	بڑھی یاد اش فسحت کو گہنگار	گھٹی جب رات مثل عمر مشتاق
شعاع مہر چمکی سوی آفاق	سبکو ملکہ مشتری ہفت سحر تخت پر سوار ہوئی جا ملا کھ اسی ہزار	

چودہ سو جادوگر ہمراہ لیکر کہ وہ سب طایران سحر پر سوار تھے اور اگ دھتورے کے پھل اوچھالتے ہوئے نارین دنارنج ترنج ہاتھون مین لیے ماش رائی سرسون کرداغ جھولیون مین بھرے آتش بگولے اوٹھتے ہوئے یہ سب میدان حرب مین آکر قائم ہوئے بیرقین سرخ وسبز وزرد ہوا مین فرافے لگین چرچے کارکا سامری کے عمل ہوا ادھر سے ملکہ مہرخ اور مخمور دنافرمان وہمار سب اپنے اپنے تختون پر سوار ہوکر کئی لاکھ جادوگرون کی جمعیت سے میدان کارزار مین آئین صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کیا کہ ہان اے ساحران نامی یہ یاد رکھو کہ کوئی ہمیشہ دنیا مین نہ رہا۔ نظم

کجا شد فریدون وضحاک جم	نباشد کسے در جہان پائدار	ہمہ نام نیکے بود یادگار
زہیر امیان وذ انشکانیان	مہان عرب خسروان عجم	کجا آن بزرگان ساسانیان
فریدون فرخ تالیش نہ برد	کہ بیداد گر بود ونا پاک بود	سخن ماندہ اندر جہان یادگار
سخن بہتر از گوہر شاہوار	تمہی آہکا دون از بود دشمن کوتہ تیغ کربو یہ کہکر نقیب تو کناری ہوئے اوٹھلگے	

مشتری ہفت سحر تخت بڑھا کے آگے آئی اور پکاری کہ اے مہرخ تیری عقل ماری گئی ہے کہ جو تو نے میرا کہا نہ سنا کیا یہ میرا کہا نہین کیا تو نے کیا سنا کیا ہے سیکڑون لونڈی غلام اونکے اوپر نثار ہونیکو موجود ہین اچھا بھیج کسیکو

بتا بڑ کیلئے اس للکار نے سے مہرخ کیطرف سے ناگ جادو نکلا اور برابر تک اوسنے ایک تاریل ماری ملکہ
مشتری ہفت سحر نے خالی دیکر ایک قولاد کا گولہ مارا کہ ناگ جادو کی مان توڑکر نکل گیا پھر
اسلحہ جادو آیا اوراد سنے اکر ایک چکر مارا اوسنے خالی دیکر ایک تیغ مارا کہ وہ بھی زخمی ہوا پھر کوہ نکلا
وہ زخمی ہوا مہرخ نے ارادہ کیا عمرو نے کہا اے ملکہ مہرخ ابھی ارادہ نہ کرنا لڑنے کا جادوگر موجود ہین
لاکھو ساحر کا لشکر پڑا ہوا ہے مہرخ نے کہا اے خواجہ مجکو کسی طرح فتح ہوتی نہین معلوم دیتی عمرو نے کہا
اگر تین ہی کہ مین نہ رہ سکونگی تو مضایقہ نہین ہے مہرخ نے کہا ہے بڑی زبردست فتح شکست خدا کے
اختیار ہے لیکن جو نکلتا ہے زخمی ہوجاتا ہے پکڑا جاتا ہے آخر کیا ہوگا عمرو نے کہا اے ملکہ اگر تم زخمی ہوگئین
یا ماری گئین تو تمام کھیل بگڑ جائیگا مین بھی ڈھیلا ہوجاونگا مین ڈھیلا ہوجاونگا جب تلک یہ لڑائی
ہے جادوگرونکو لڑنے دو مجکو عیاری بخوبی سوجھی ہے مین مقررات کو کام کرونگا اسمین مہرخ کیطرف
تیس چالیس زخمی ہوگئے پچاس گرفتار ہوگئے مہرخ نے طاؤس بڑھاکر کہا اے ملکہ مشتری
ہفت سحر بیجان اللہ خوب لڑین مشتری نے کہا اے مہرخ تمنے جسکو بھیجا اوسکو مینے زخمی کیا تمنے ارادہ
نہ کیا مہرخ نے کہا اے مشتری ہفت سحر اب تو ہمارے تمہارے لڑائی ہے مجھ لینگے مشتری نے کہا
کیا آج تو چل اسایش بجا دے کل سر میدان مہرخ کو للکارنا یہ خیال کر کے بل آشا مین ہوا سے
بھر گئی تمام جادوگر خوش ہوئے اور کہتے تھے کہ اے ملکہ خوب لڑین معلوم ہوتا ہے کہ مہرخ تمہارا سامنا
نہ کریگی ملکہ مشتری خیمہ مین داخل ہوئی حیرت جادو طلسم سے آئی باتین ہونے لگین
افراسیاب ظلمات کو گیا ہوا تھا وہ بھی طلسم مین داخل ہوا حیرت کو خبر ہوئی حیرت
نے افراسیاب سے تمام احوال کہا افراسیاب نے کہا تم جاکے ملکہ مشتری ہفت سحر کو
بلا لاؤ حیرت سوار ہوکے آئی مشتری کو لیگئی مشتری ہفت سحر نے مجرا کیا افراسیاب نے
مشتری کو گلے لگایا تخت پر بیٹھی کہا اے افراسیاب مہرخ کے میرا سامنا نہ کیا میرا ارادہ ہے کہ
کل صبحکو پہلے مہرخ کو للکارون افراسیاب نے کہا تم فتحیاب رہو ابھین کھانا آیا مشتری کو
کھلایا شراب کباب کھلا پلاکے تخت طلسم کے دیئے اور کہا اے مشتری ہفت سحر تمنے بڑی
لڑائی ماری ہے عیار نابکار لگے ہونگے آج کا دن تم یہین رہو ایسا نہ ہو گرفتار ہوجاؤ ماری جاؤ
کچھ چوٹ چپیٹ آجاوے تو غضب ہوجاویگا ملکہ مشتری نے کہا آپ نے دیکھ لیا کہ مین نے

کسطرح عمرو کو پکڑوا بلوایا تھا میرا کیا کر سکتا ہے مین خبردار ہون یہ کہکے رخصت ہوئی اپنے خیمے مین گئی
افراسیاب ذ صرصر شمشیر زن صبا رفتار کمند انداز شرارہ نقب زن شمیم سنگ انداز تیز نگاہ
خجر دن کو بلاکر کہا اے صرصر تو جانتی ہے کہ ملکہ مشتری ہفت سحر نے کیسی لڑائی ماری ہے کہ مہرخ
کا منہ نہ پڑسکا اب وہ اپنے خیمے کو گئی ہے تمیارہ مکار فکر مین لگے ہونگے تم پانچون خبرداری
کرو اگر کچھ پیچ پڑگیا تو قسم ہے خداوند لقا کی صبحکو تم پانچونکا سر کاٹ ڈالونگا صرصر نے کہا اے
افراسیاب جادو ہم اپنی سی کوتاہی نہ کرینگے آگے جو ہماری قسمت مین ہے اوس سے کیا جاتا
ہے غرض صرصر کو خلعت دیکر روانہ کیا راہ مین صرصر ذ صبا رفتار کمند انداز سے کہا کچھ سنا
افراسیاب نے کیا کہا خبردار رہنا آج اوسنے قسم کھائی ہے اگر کچھ پیچ پڑا تو مقرر مار ڈالیگا اور
عمرو بھی جانبازی کریگا اور مشتری کو مار ڈالیگا اور افراسیاب ذ مشتری کو کہلا بھیجا
مین نے پانچون عیار بچیان تمھارے چوکی پہرے کو بھیجی ہین اسمین پانچون عیار بچیان
جاسوسی پہنچین اور داخل بارگاہ ہوئین جاکے مجرا کیا مشتری ہفت سحر ذ کتاب سامری
دیکھی معلوم ہوا کہ پانچون عیار بچیان ہین کہا حاضر رہو میان عمرو عیار چار گھڑی رات گئے
رخصت ہوکے مہرخ سے چلا مہرخ ذ خدا حامی و خدا حافظ کہا عمرو ذ منظور کیا قبطورہ
زربفتی و تپیادہ سقرلاتی گوپن عیاری سے چست و چالاک ہوکر روانہ ہوا راہ مین برق نگی
ملا کہا مین بھی حاضر ہون غرض جسوقت نزدیک بارگاہ کے گیا دیکھا کہ خدمتگاردن کی آمد و رفت
تھی ایک خدمت گار کی صورت بنکر صاف خیمے مین داخل ہوکے خدمتگاردن مین بیٹھ گیا بعد
دو ایک گھڑی کے بارگاہ کے ستون سے لگ کے کھڑا ہوا ادھر سے صرصر شمشیر زن
صبا رفتار کمند انداز آتی تھین پہچانا کہ عمرو کھڑا ہین عمرو ذ بھی تیوردن سے
دریافت کیا کہ ان دونون ذ پہچانا ستون سے الگ ہوکے کمال چستی سے کھڑا ہوا
صرصر ذ کہا صبا رفتار عمرو پر ہرگز ارادہ نہ کرنا عمرو عیار گلیم عیاری اوڑھکے غائب
ہوگیا صرصر و صبا رفتار ڈھونڈھنے لگین شرارہ نقب زن سامنے کھڑی تھی اوسکو
معلوم نہ تھا مشتری ہفت سحر نے کہا ارے تم کیا ڈھونڈھتی ہو صرصر نے کہا بلا لون
ابھی جو ستون سے خدمت گار کی صورت بنا کھڑا تھا وہ عمرو عیار تھا لیکن

صاف نکلگیا مشتری ہفت سحر بیٹھی کہا میں بھی رات بھر نہ سوؤنگی سامنے شرارہ
جو کھڑی تھی صرصر نے ہاتھ پکڑلیا کہا ارے برق فرنگی تو کہاں جائیگا برابر ہے کمند کے حلقہ مارے
بیلا عیاری کا صرصر کے ہاتھ میں رہگیا برق فرنگی صاف نکل گیا مشتری نے دیکھکر کہا
ارے یہ کون تھا کہا یہ برق فرنگی تھا صرصر نے کہا ارے شرارہ شمیمہ کا کچھ
نہیں معلوم عمرو ذی کہا کچھ نہیں معلوم ہے صرصر نے پھر کے دیکھا اور تلوار کھینچ کے دوڑی
عمرو نے بھی نیمچہ تلوار چلی مشتری ہفت سحر نے سحر کرنے کا ارادہ کیا عمرو ذی پہچانا
صاف جست کر کے نکل گیا صرصر نے کہا بیدل نقشہ ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے اسمیں دیکھتی
ہے کہ باہر سے شرارہ شمیمہ چلی آتی ہے صرصر نے نشانی اپنی دیکھ کے سب
احوال کہا اسمیں آسمان پر سے ایک تڑاقا ہوا ایک جادوگر زرین پوش آیا اور مشتری
کو نامہ دیا کہ افراسیاب نے یہ نامہ بھیجا ہے صرصر نے کہا ای صبا رفتار عمرو
تو شوے چلو دیکھ آویں صبا رفتار صرصر چلیں داہنی طرف شمیمہ کھڑی تھی کہا ارے
کہاں جاتی ہے اور جھاپ مار کر بیہوش کر دیا لیکن صرصر کو بڑھکر صبا رفتار نے فتیلہ رفع
بیہوشی دیا صرصر کی آنکھ کھلی صبا رفتار نے کہا بلا لوں اسوقت وہ شمیمہ نہ تھی کوئی
اور تھا مشتری ہفت سحر نے کہا کہا واہ ای لو کوئی لڑائی اچھی نہوئی عیار بڑے حرافہ
ہیں اور مشتری ذی نامہ پڑھکے کہا میری طرف سے آداب عرض کرنا اور کہنا ہم نہایت
خبردار ہیں وہ جادوگر بھر آئے دہیں صرصر آ پہونچی پہچانا کہ عمرو ہے دوڑ کے کمند کے حلقہ مارے
عمرو اگر سیدھا نکل جاوے تو پھنس جاوے لیکن عمرو ٹیڑھا ہو کے نکلا داہنی طرف صبا رفتار کھڑی
تھی پانچوں حلقہ مارے لیکن جلدی کے مارے کمند کی گرہ نہ کھل سکی ایک حلقہ عمرو
کی گردن میں پڑا دھم سے آ رہا برابر سے صرصر نے دوڑ کے نیمچہ مارا کمند کا حلقہ کٹ گیا
پکارا ہتھ خضر غلام شیر دل غل ہوا لیجو پکڑ لیو صرصر نے ہاتھ پر ہاتھ مارا چلتے چلتے عمرو کہہ
گیا تھا اگر صبح کے ہوتے ہوتے مشتری کا سر نہ کاٹا تو عمر نام نہ پایا غل ہو رہا تھا
مشتری ذی کہا ارے کیا غل ہے عمرو ذی کہا مشتری ہفت سحر تم سحر نہیں کرتیں کہا ارے
میں کس پر سحر کروں ابھی شرارہ کھڑی تھی ابھی شمیمہ کھڑی ہے صبح افراسیاب سے

کہونگی کہ آپ ہی کا مقدور ہے جو آپ ان عیاروں سے لڑتے ہیں صرصر نے کہا میں اکیلی چوکی دیتی ہوں پانچ عیار بچیاں چرکی کو موجود ہیں آپ آرام کیجئے ہم پلنگ کے گرد بیٹھی ہیں اور خیمے کے گرد خبردار باش ہوشیار باش کی آواز بلند ہے بچشمانے روشن ہیں یہاں عمرو جو بھاگتا ہے صرخ کی بارگاہ میں پہونچا صرخ کہا خواجہ کہاں سے آئے ہو عمرو نے سب احوال کہا صرخ ہمارے ساتھ ایک پچاس ساٹھ جادوگر نیاں گردو صرخ نے کہا خواجہ بہت اچھا اور عمرو عیار صورت نگار کی صورت بنکے ایک تخت پر سوار ہوا گرد جادوگرنیاں ہیں بچشمانہ دشیاں روشن نقیب پکارتا ہوا چلا جاتا ہے اسی طرح سے خیمے میں مشتری ہفت سحر کے داخل ہوئی خبر ہوئی صورت نگار جادو آئی ہیں مل ہے لشکر میں عیار وں کا صورت نگار کہا ہے عیار بچیاں کیا کرتی ہیں انکے کیے کچھ نہوسکا عمرو کے نام سے بھاگتی ہیں دیکھا کہ مشتری پلنگ پر لیٹی ہیں لیکن شراب کا خوب نشہ ہے صرصر سامنے سے آئی مجرا کیا ہر ایک حال و خط بچانا لیکن کچھ نہ پہچانا صرصر نے عیار مختار سے کہا اوے تو تو دیکھ یہ صورت نگار ہے صیاد نے خوب دیکھا کہا صرصر رخصت ہوکے آئی ہوں کہ میں بھی رات کو چوکی دونگی میں اکیلی جاگوں ہے پوچھ کے آئی ہوں میں رات کو نہیں رہونگی صرصر نے پھر گھور کے دیکھا اور کہا ملکہ آپ شوق آرام کیجئے یہ بارگاہ خالی ہے صورت نگار جادو یہ بارگاہ خالی ہے صورت نگار جادو اپنی جادوگرنیوں کو ہمراہ لیکے خیمے میں جا بیٹھی پانچوں عیار بچیاں مشتری کے پلنگ کے گرد صرصر جب کہ پہر رات باقی رہی صورت نگار جادو نقابی نے پانچ چار جادوگرنیوں سے کہا تم یہ بیہوشی لیکے شعلوں پر ڈالتی ہوئی چلی جاؤ اسوقت عیار بچیوں کو بھی کچھ غنودگی سی ہے جادوگرنیاں بیہوشی ڈالتی ہوئی چلی گئیں بعد دو گھڑی کے عمرو قنات چاک کرکے مشتری کے خیمے میں گیا دیکھا پانچوں بیہوش ہیں عمرو نے سب جادوگرنیوں سے کہا جب میں خیمے کے باہر نکلوں تم مارتی ہوئی نکل جانا غرض خیمے سے مشتری ہفت سحر کا بچہ تا پکڑ کے سر کاٹ ڈالا عمل ہوا پانچوں عیار بچیوں آنکھ کھلی عمرو بھاگا جادوگرنیاں جادو مارتی ہوئی صاف نکل گئیں عمل ہوا مشتری ماری گئی خبر افراسیاب کو ہوئی کہا یہ کیا عمل ہے حیرت جادو نے کہا مشتری ہفت سحر کا سر کاٹا گیا افراسیاب نے کہا قسم ہے صبحکو

عیارنیون کا سر کاٹونگا اور تپلے پر جمشید کے ہاتھ رکھا اور پرواز کرکے اوڑا جب کہ اوس
جگہ مین آیا دیکھا مشتری پڑی ہی عیار بچیان کھڑی ہین افراسیاب نے کہا اری تم کہان
جاؤگی مین تم پانچون کی گردن مارونگا صرصر نے کہا اے افراسیاب جادوگر مشتری
بچ گئی ہو تو حضور خوش ہودینگے یہ کہکے پلنگ کا اوپہ جو اوٹھایا مشتری پڑی تھی افراسیاب
نے کہا اری صرصر یہ کیا کیا کہا بلا لون ہمنے مشتری ہفت سحر کو بیہوش کرکے پلنگ کے
تلے رکھا تھا اور مشتری کی صورت بناکے سلادی تھی افراسیاب نہایت خوش ہوا
اور کہا مشتری ہفت سحر کو فتیلہ رفع بیہوشی کا دیکر طلسم مین لے آ ۔ یہ کہکے افراسیاب
نے باغ عیش مین آکر ملکہ حیرت جادو سے کہا عمرو نے ملکہ مشتری ہفت سحر کو مار ڈالا تھا لیکن
اسطرح سے بچی حیرت جادو نے کہا مار ڈالنے مین باقی کیا تھا اوسکی عیاری مین کچھ فرق نہین
افراسیاب نے کہا بھلا صرصر کے باعث سے بچ تو گئی اوسمین پانچ عیارنیان مشتری
ہفت سحر کرلے کے پہونچین افراسیاب نے صرصر شمشیرزن کو خلعت دیا اور کہا شاباش
ری تو نے بڑا کام کیا ہم جانتے ہین وہ سانہشاہ عیارنان اور دو سر برق فرنگی ساتھ تو نے
آج کام کیا ہی صرصر نے عرض کی اے شہریار لونڈی کیا کری ادھر تو حضور خفا ہوتے ہی
ادھر ایسے کا سامنا ہی لونڈی کیا کری افراسیاب نے کہا صرصر ہمن غافل نہین ہون اب
مہرخ کو غارت کرتا ہون یہ تذکرہ کرکے صرصر تو باہر نکلی اور مشتری کو خلعت دیا اور جملہ
ماجرا جو گذرا تھا بیان کیا کہا حقیقت مین عمرو نے کام تمام کیا تھا لیکن بچ گئین مشتری
بدحواس ہوگئی اور کہا افراسیاب جادو جسدن مہرخ کو مارونگی اوسدن سرخرو ہونگی
لیکن مشتری کا دل دھڑکتا ہی کہ عمرو ہمارا زبردست ہی اور افراسیاب پاس سے رخصت ہوکے
روانہ ہوئی اور عمرو جو مہرخ کی بارگاہ مین آیا سب احوال بیان کیا مہرخ نے کہا مشتری کو مارا
عمرو نے کہا مین نے جتنے جادوگر مارے دارو گیر کی آواز بلند ہوئی مشتری کو جو مارا کچھ اور آواز
ہوئی مہرخ نے کہا کہ خواجہ مشتری نہین ماری گئی عمرو نے کہا یہ ہماری عیاری سیکھ گئی ہین کوئی اور
مشتری بنائی ہوگی اور مشتری اپنے خیمہ مین داخل ہوئی ضرغام شیردل آیا اور کہا ملکہ مشتری
ہفت سحر خیمہ مین داخل ہوئین عمرو نے کہا مہرخ تم تو یہین رہو مین مشتری کی بارگاہ مین خبر لاتا ہون اور مشتری نے

کو اب مین مہرخ کو غارت کرونگی مگر اب کیفیت طلسم آئینہ کی بیان ہوتی ہی کہ وہ پنجہ جو ایرج
کو اوٹھا لیجا یا ایرج جو دیکھی کہ تیکو ایک پنجہ لٹکا ہوی لیجاتا ہی اسمین ایک میدان نظر آیا اور
اکیس اتیت فولاد کے تخت پر بیٹھی ہین اوس پنجہ نے ایرج کو اتیتون کے بیچ مین بٹھا دیا
اتیتون نے کہا تو کون ہی کہان سے آیا ہے اور کیا ارادہ ہی کہا مین ایرج بن قاسم
ہون طلسم آئینہ توڑنے کو آیا ہون ایک اتیت نے کہا تم اس مقام پر کیونکر آئے
قیدی بادشاہ طلسم ہو چکی تمام چھوٹ چکے طلسم آئینہ توڑنے کی ہوس رہجائیگی ایرج نے کہا
انشاء اللہ توڑونگا اکیسون نے تدبیر کی کہ اوسکو مار ڈالیے لیکن پہلے ملکہ مرات جادو کو اطلاع
کیجیے جسطرح پر وہ کہین عمل مین آوی ایک اتیت نے ملکہ مرات جادو سے کہا کہ طلسم مین
ایرج بن قاسم گیا ہے آکے اوسنے نقارہ بجایا تھا پنجہ سحر ہمارے پاس اوٹھا لایا ہی مرات
جادو نے کہا اوس سوی مونڈی کاٹو کو چین نہ آیا پیچھا چھوڑا اتیتون نے کہا جو حکم ہو تے د
کرین مرات جادو کے روبرو ایک لونڈی ابرک جادو نام سفید پوشاک پہنے کھڑی تھی
کہا ای ابرک جادو اتیتون کے مکان پر ایرج آیا ہی تو سر کاٹ لا چنانچہ اتیت کے ساتھ
ابرک جادو جا پہونچی دیکھا کہ ایرج بیٹھا ہی لیکن جوان خوبصورت حسین ہاتھ پانون بھرے
بھری دلمین کہا اسکی کیا تقصیر ہی کہین سے نکل آیا نقارہ دھرا تھا بجا دیا اوسکو گردن
مارنی کو کہا ہی ای ابرک جادو اوسکو قتل کرکے کیا لقا وجمشیدہ سامری کو منہ دکھائیگی
پاس جاکے کہا حکم کیا ہی مرات جادو نے کہ سر کاٹ کے لے آ ایرج نے کہا ارے احمق اگر ہماری
زندگی ہی تو کس کا مقدور ہی جو سر کاٹ سکے اور ایرج کو ابرک جادو کمر مین ہاتھ دیکر لے
اڑی اپنے مکان مین بٹھا دیا ایرج نے دیکھا کہ ایک مکان چھوٹا سا ہی پانچ چار درخت انار و
امرود کے لگے ہین ایک دالان پختہ چھوٹا سا ہی دو لونڈیان نیلی سوسی کا پائجامہ پہنے بیٹھی ہین
انھون نے ابرک جادو سے کہا ای ایرج ملکہ مرات جادو کا حکم تھا کہ سر کاٹ لاؤ مین
تمکو اوٹھا لائی ہون لازم تو یون ہی کہ جو کوئی جسکے واسطے جا کھنچے اوسکی وہ خاطر کرے ایرج
نے کہا ہم تابعدار تمھارے ہین سو تمھارے ہمارا کون ہی ابرک سمجھی کہ مجکو چاہتا ہی کہا ارے لونڈیو
تم انسے خبردار کسی بات کا تصدیعہ نہو ہمکو خدمت مین حاضر رہنا کسی شی کی تکلیف نہو لونڈیون نے

کہا خدا نے ہمارے ہماری بی بی کا گھر آباد کیا ہم خدمت کو موجود ہین ابرک جادو نے کہی
اور لونڈیون نے پلنگ بچھاڑکر بچھا دیا شراب کباب موجود کیا اور ابرک جادو ایک سرپاش
کے آڑ کا بنا کے سحر کرکے رومال مین باندھکر لیجا کر بہت دیر تک لوٹتے رہے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی
سر کاٹ ڈالا ہے اور مرات جادو پاس لائی میان شاپور شیر دل کو شاباش دل مین کہتا
ہے کہ خدا نے ایرج کو داخل طلسم کیا تو میان رہگیا کسی ترکیب سے چل یہ سوچ کے چلا
چلتے چلتے ایک دروازہ معلوم دیا اوسمین ایک پیر مرد نہایت ضعیف بیٹھا تھا
شاپور نے نزدیک جاکے کہا کیون بڑے میان یہ کون ملک ہے اور کہان کی سرزمین
ہے اوسنے تو یہ کہا لیکن ایک تڑاقا ہوا اور ایک بلی پیدا ہوئی ہاتھ مین جانک لیے اوسنے
کہا کہ بڑے میان یہ عیار ایرج کا ہے اسکو پکڑ لو نی النور شاپور یہ سنکر بھاگا اور دو نکلا گیا
مگر وہان بھی بڑے میان بہر سوار چلے آتے تھے شاپور کے گھوا گئی اور اوسنے بہر سے
اوتر کے شاپور کے ایک چانک مارا اور پکڑ کے بہر پر ڈالکر طلسم مین داخل ہوا مرات جادو
باغ مین تھی یہ بہر سوار شاپور کو لیے ہوئے داخل ہوا مرات جادو نے پوچھا کہ اری کسکو لایا
تو اوسنے کہا یہ شاپور عیار ایرج کا ہے اوسی چڑانی کو آیا تھا اور پوچھتا تھا کہ یہ کون ملک ہے اوسنے
ایک بلی پیدا ہوئی اوسنے کہا کہ یہ عیار ہے اوسکو پکڑ لو بس مین پکڑ لایا مرات جادو نے
یہ حال سنکر حکم دیا کہ اسکو قید کرو ہین ہاتھون مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق
بغلون مین خاردار لوہے کے اور بانہون پر چوڑے فولاد کے اور کمر مین
زنجیر ڈالکر قید سخت مین گرفتار کیا بہر سوار تو چلا گیا اور مرات جادو نے شاپور سے کہا کہ کیون او
سوی تو شہزادی کو چھڑانے آیا تھا شاپور نے کہا کہ ملکہ پیٹ بڑی چیز ہے مین نوکر ہون اوسکا نہ
نہ آتا اگر اوسکی رہائی کو تو کیا کرتا مگر اب آپ کا تابعدار ہون اس سے کچھ کام نہین مرات جادو
نے کہا اری سوی تو مجکو دم دیتا ہے یہ باتین تھین کہ اسنے جادو رومال مین سر باندھے ہوئے لیکر آئی
اور مرات کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ بندہ سامری حضور آپ کے دشمن کا سر لائی ہون مرات نے
یہ سنکر حکم دیا کہ اسکو کنگوری پر چڑھا دو شاپور کا تو دم نکلتا دل مین کہتا تھا کہ جسکے واسطے یہ
عیاری کی تھی وہی مارا گیا پھر اب زندگی کی کیا حلاوت ہے اور مرات جادو نے کہا کہ یہ عیار بھی دیکھنے کے

ایرج کا تو ذکر سر کاٹا ہی تو اسکا بھی سر کاٹ ابرک یہ سنکر شاپور کو بیحد راہ مین شاپور ذ کہا کہ ای
ملکہ مین تمہارا غلام و فرمانبردار ہون تمہارے گھر کا کام کاج کرونگا مجکو چھوڑ دو ملکہ ابرک جادو
ہنستی جاتی تھی اور کہتی ہی کہ ارے شاپور کیون گھبراتا ہی محبت کا یہی مزا ہی جو حالت اسکی ہوئی ہی
تیری بھی ہوگی اب شاپور سمجھا کہ ایرج زندہ ہی جب تو یہ کہتی ہی کہ جو حالت اوسکی ہوئی وہی
وہی تیری بھی ہوگی غرض جب یہ مکان مین آئی شاپور ذ دیکھا کہ ایرج پلنگ پر بیٹھا ہے
اسمین ابرک ذ کہا کہ ای شاپور مین ایرج پر عاشق ہون سن ابرک جادو کا ساڑھے چار سو
برس کا ہی سحر کے سبب سے پندرہ سولہ برس کی بنی ہوئی غرض ابرک ذ حکم دیا کہ کھانا لاؤ داسیون
دسترخوان اگر بچھا اور خشکا دو سالن کے پیالے اور ماش کی تھوڑی دال اور کچھ چپاتیان
آئین ایرج ذ ایک پیالہ سالن کا اور کچھ روٹیان کھانے کا ارادہ کیا اور دل ہی کہا کہ یہ وہ مقام
ہی کہ جہان کچھ میسر ہوتا تھا شکر ہے کہ کھانا تو ملا اوسوقت ابرک جادو نے کہا کہ ای ایرج
جادو ذ کہا کہ ای ایرج ہمارے ساتھ تم نہ کھاؤ گے کیون عاشق اور معشوق نے الگ الگ
بھی کھایا ہی ایرج کی ناک مین بو بد آئی ایسی کہ جیسے سڑا ہوا مس سڑ گیا بس ایرج کو نفرت
ہوئی کھانے سے طبیعت بھر گئی ایرج نے کہا میرا جی نہین چاہتا ابرک جادو ذ کباب
اوٹھالیا اور آدھا کھاکے ایرج کو دینے لگی اور کہا کہ اے پیارے آدھا تم نے کھایا آدھا
تم کھاؤ اوسنے کہا مین نہ کھاؤنگا اوسوقت اوسنے کہا ارے سیوہ لاؤ لونڈیان جاکر انگور
زنگترے وغیرہ لیکر آئین ایرج ذ وہ کھایا اور تھوڑا سا شاپور کو دیا پھر گلابی شراب کی آئی
اور ابرک ذ کہا کہ لو صاحب ایسا نہو کہ ہمارے منہ کا کچھ لگ جائے ایرج ذ کہا کہ خدا نہ کرے
بھلا تمہارے منہ کا کیا لگ جائیگا ابرک ذ جو نشہ شراب کا ہوا ایرج کے گلے مین ہاتھ
ڈال دیے اور کہا ای جانی مین تجکو بچا لائی اپنی جانکا خطرہ کیا ملکہ مرات جادو سنیگی تو مار
ڈالیگی اور تم ہمسے اختلاط بھی نہین کرتے ایرج ذ کہا اسوقت مین فکر مین ہون ابرک
ذ کہا تمکو کس بات کی فکر ہے تمام طلسم کی کنجیان میرے پاس ہین تم کیون فکر کرتے
ہو یہکر ایرج کے گلے مین پھر ہاتھ ڈالدیا ایرج ذ کہا ارے چل اختلاط کی خوبی مین تیرا کہنا
نہین مانتا ابرک ذ کہا اوخیرہ سر مین ذ تیرا سر نہین کاٹا بجا کے اپنے گھر سے آئی کہ تو میرا مقصد

پورا کریگا تو یہ باتین کرتا ہے مین تجکو اب کب چھوڑتی ہون یہ کہکر تلوار لینے دوڑی اوسوقت ایرج
نے شاپور نے کہا کہ خدا کے واسطے اے شہریار جان بچا یہ یہ کہکر سکھایا کہ آپ یہ کہیے گا کہ دریا کا
کنارہ ہو شکار ماہی کھیلتے جایئے اور شراب پیتے جایئے کباب کھاتے جایئے جب اخلاط بھی خوش آتا ہے
غرض جب وہ ابرک جادو آئی شاپور نے کہا کہ اے ملکہ یہ اسطرح کہتے ہین کہ دریا کا کنارہ ہو صید ماہی
کرتے جائین اور شراب پیتے جائین اوسنے کہا کہ پھر یہ کیون نہین کہتے اور شاپور وایرج کو لیکر روانہ
ہوئی ایرج نے دیکھا کہ سامنے کچھ درخت لگے ہین دریا کا کنارہ ہے تخت بچھے ہین ڈورے کے
گولے دھرے ہین اس تخت پر آنمٹھے شکار کھیلنے لگے شاپور نے جو دیکھا تو ایک تہہ کچھ پانی مین
اچھلا اور ایک جانور نکل کے اوڑ گیا شاپور چھوٹا ہوا تو تھا ہی کسی سے اسنے کچھ نہ کہا اٹھکر
ایک جھنڈی مین چھپ رہا لیکن وہ جو اچھلی تھی مچھلی سحر کی تھی بس وہ مرات جادو کے پاس
گئی اور اوس سے کہا کہ اے مرات جادو دریاے سحر پر ابرک جادو ایرج کو لیے بیٹھی
ہے مرات نے کہا ارے کیا کہتی ہے وہ تو سرکاٹ لائی تھی مچھلی سحر نے کہا چلو دیکھ لو
مرات جادو پرواز کرکے چلی جا کے جو اوسنے دیکھا تو ایرج کو شکار کھیلتے ہوے پایا بس اوسنے
روبرو ابرک کے جاکر کہا کہ اری چڈو یہ تو عیش کرنے اپنے دھگڑے کو لائی تھی ابرک نے
کہا پھر ابھی تو میرا مطلب پورا نہین ہوا مرات نے یہ سنکے ابرک کو مار ڈالا اور ایرج
کو لیکر چلی شاپور دیکھ رہا تھا وہ بھی پیچھے روانہ ہوا مگر وہ چلی گئی اسکو پتہ نہ ملا آخر یہ ایک
درہ کوہ مین آکر بیٹھا اور مرات ایرج کو لیکر باغ مین آئی اور وہان قید کیا کہا صبح کو قتل
کرونگی کتاب سامری مین دیکھا اوسمین لکھا تھا کہ تم اسکو قتل نہ کرسکوگی اوسنے کہا مین
آج رات کو پہرا چوکی دونگی کنیزون نے کہا اسکو کسی پنجرے مین بند کر دیجیے ہم پھر آوینگے
آپ آرام فرمائیے یہ باتین تھین کہ یکایک خبر پہونچی زیور جادو تمھاری بھانجی آتی ہین چنانچہ
چالیس حبشی اوسکے ہمراہ تھے اوسنے آکر تسلیم کی اور کہا خالہ جان مینے سنا تھا کہ آپ کچھ آزردہ
ہین اسلیے مین آئی ہون کہ آپ کو راضی کرون اور زیور نے پھر کر جو دیکھا تو ایک نوجوان
کو بیٹھے پایا پوچھا کہ خالہ جان یہ کون ہے مرات جادو نے سب احوال بیان کیا اور کہا مین
پہرا دونگی اور صبح کو اسے قتل کرونگی زیور نے کہا تم کاہیکو بے آرام ہو لاؤ مجھے دو

مین لیجا کر کے زیور اوسکو اپنے ساتھ لیگئی اور اپنے باغ مین لیجا کے
بٹھلایا لیکن شاپور جس درے مین بیٹھا تھا اوسی راہ سے لیکر نکلی تھی شاپور پیچھے چلا تھا ایک
زنڈی سنگھ آیا زیور جادو ایرج کو بٹھا کے باہر آئی تھی شاپور نے مجرا کیا اور ایک خوشہ انگور
کا دیا کہا ملکہ مرات جادو نے یہ دیا ہے زیور جادو نے انگور اوٹھا لیے کچھ دانے آپ کھاتے
تھوڑے لوگونکو بانٹ دیے اور ہاتھ اوس زنڈی کا پکڑ کے کہا چلو دیکھ لو مینے ایرج کو کس مقام
پر قید کیا ہے شاپور کو لیکے اندر گئی انگور تو کھا چکی تھی نشہ ہوا چکر آیا چھینک مار کر تڑاقے سے
گر پڑی شاپور نے خنجر نکال کر پکڑ کے چوٹا سر کے دو ٹکڑے کیے آواز دار و گیر کی بلند ہوئی مکان
باغ سب اور گماغل شور آندھی اوٹھی شاپور نے ایرج کی قید کا نہ کہا شہریار اس اندھیرے
مین نکل چلیے یہ کہکے ہاتھ ایرج کا پکڑ کے شاپور روانہ ہوا کہا شہریار قوطا طلسم کو اب خدا کرے
بلدی یہان سے چلنا ہوئے اور مرات جادو کو خبر ہوئی کہ ملکہ زیور جادو ماری گئی
ایرج نہین معلوم کہان گیا مرات جادو کے ہاتھ پر ہاتھ مارا کہا ارے بڑا غضب ہے
مین سمجھی تھی کہ فقط ایرج آیا ہے لیکن عیار بھی آئے ہین جتنے جادوگر کھڑے تھے سب سے
کہا کہ جو ایرج کے عیار کا سر لائے گا نہال کر دونگی سیکڑون جادوگر تفحص کو ایرج اور
شاپور کے روانہ ہوے اور ایرج و شاپور ایک جگہ آئے تھوڑی رات جو باقی
تھی وہ گذر گئی گریبان سحر چاک ہوا نماز پڑھکے ایرج نے دعا کی الٰہی سوا تیرے کون مدد
کرنے والا ہے تو کریم ہے رحیم ہے شاپور سے ایرج نے کہا اے شاپور جیسے کنتھا گھر رہے
ویسے رہے بدیس کسی گانون اور کسی باغ مین چلکے رہیے تھوڑی جو رات تھی وہ گذر گئی اب
یہان گذارا نہین یہ کہکے ایرج اور شاپور چلے جبکہ تھوڑی راہ طے کی ایک دیوار باغ نظر آئی لیکن
دروازہ بند ہے یہ نزدیک گئے اور شاپور سے ایرج نے کہا آواز لوگون کے بولنے کی آتی
ہے پھر بند کیون ہے شاپور نے کہا اکثر باغبان دروازہ بند کر لیتے ہین اسواسطے کہ آپ تو
کام مین رہتے ہین کوئی آکے کچھ توڑ نہ لے ایرج نے چول مین ہاتھ دیکے دروازہ اکھیڑ ڈالا
اور اندر داخل ہوے دیکھا باغ بہت آراستہ ہے گل مہندی کے تختے کھلے ہوے ہین گرد انگور
کی دار بست ہے کہلے لٹکتے ہین انار کو لار نگترے لگے ہوے ہین مکان سجے ہوئے ہین چار کونے

بیا بیچ ہین چار بنگلے ہین باغبان سونے روپے کے پیچے کھڑیان لیے ہوے روش بندی
کرتے ہین ہاتھون مین سونیکے کرے گلے مین ہنسلیان دھوتیان بندھی ہین گلے مین جنیو
پڑے ہوے کمر مین زنجیرین روپے کی ہین وہان ایک باغبان نے سلام کیا ایرج کو دیکھکے
پہلے ہنسا پھر رو دیا شاپور نے کہا تو نے ہنسکے جو رو دیا اسکا کیا سبب ہے باغبان نے کہا
تمکو اس سے کیا مطلب ہے خیر تم سیر کو آئے ہو سیر کرو شاپور نے کہا بھائی تم رحم دل معلوم
ہوتے ہو تم نہ کسی کے دوست ہو نہ دشمن کچھ تو سبب ہے کہ تمنے رو دیا باغبان نے کہا اے
غریب بغیر بیچے مرات کے جو یہان آتا ہے پھر نہین نکل سکتا دوسرے نے کہا دروازہ تو بند تھا
یہ کیونکر آئے جاؤ دیکھو باغبان نے جاکے دیکھا تو دروازہ ٹوٹا پڑا ہے آکے پوچھا صاحبو تم جو
آئے دروازہ بند تھا یا ٹوٹا ہوا تھا یا تم توڑکے آئے ایرج نے کہا ہم جھوٹ نہین بولتے
باغ کی سیر کو جی چاہتا تھا تمھاری آواز سنی اور دل چاہا کہ سیر کیجیے دروازہ بند یا یا ہمنے چول
کو جو اکسایا کچھ چول سڑ گئی تھی دروازہ گر پڑا شاپور نے کہا شہریار چلو نکل چلین ایسے
مین دروازہ ٹوٹا ہوا ہے ایرج نے کہا اچھا یہ کہکے چلے دیکھا کہ دروازہ ہے لیکن جب
نزدیک پہونچے دروازہ نہ معلوم دیا دیوار کھنچی ہوئی تھی اسیطرح سے چار طرف پھرے دروازہ
نہ ملا شاپور بحر فکر و دریاے حیرت مین غرق ہو کہتا ہے اے شاپور تو نے بڑی بڑی عیاریان کین
یہان آکے گھبرا گیا اور ایرج کو یہ طلسم اول تھا اسمین وقت دوپہر کا آیا سب باغبان ایک درخت
سایہ دار کے تلے آبیٹھے اور آپسمین کہتے ہین تو جا ایک کو ایک کہہ رہا ہے کہ تو جا وہ کہتا ہے کہ
تو جا شاپور نے دیکھا کہ کچھ باتین ہو رہی ہین بس اسنے کہا تم کہان جانیکو کہتے ہو باغبان نے
کہا کچھ پروا نہین ہے ہم جاکے ملکہ مرات جادو کو خبر کرینگے شاپور نے کہا بڑا غضب ہوا وہ مقرر
آئیگی اسمین ایک باغبان نے کہا مین جاتا ہون اور اٹھکے ایک برج پر گیا وہان ایک طاؤس تھا
اور موتیون کا مالا دھرا ہوا تھا باغبان نے جاکے وہ مالا طاؤس کے گلے مین ڈال دیا وہ طاؤس
باغبان کو لے اڑا اور مرات جادو حیران بیٹھی تھی اور کہتی تھی کہ مینے شیشہ جادو کو ازدر کے
منہ مین ڈال دیا زبور جادوئین ماری گئی کیا بلا کی طلسم پر آفت آئی ہے کہ وہ باغبان جا پہونچا
مجرا کیا مرات جادو نے پوچھا ارے خیر تو ہے عرض کی کہ دو شخص باغ مین آئے ہین بیٹھے

دریافت کیا تو ایک ایرج ہوا اور دوسرا شاپور ہے دروازہ باغ کا توڑکے چلے آئے اب نکل نہین
سکتے ہین مین خبر کو آیا ہون مرات جادو نے اے اختر جادو وعتاب جادو تم ہمارے ساتھ
چلو ہمارے قیدی کہان جا سکتے ہین ہم پکڑ لائینگے اور تخت پر سوار ہوکے روانہ ہوئی جبکہ نزدیک
باغ کے پہونچی لگے ابر کے معلوم دینے لگے ایرج و شاپور باغبانون سے باتین کر رہے تھے
شاپور کو خیال آیا کہ وہ باغبان گیا ہوا ہے مقرر کچھہ آفت آئیگی یہ سوچ کے دو باغبان بچون کو
بلاکر کہا ارے ایک خوشہ انگور کا مین دیکھہ آیا ہون تم چلکے توڑ دو باغبانون نے کہا ہم نہین
توڑ سکتے تمکو ممانعت نہین ہے تم جاکے آپ توڑلو شاپور نے کہا میان ہم آپ توڑ لینگے لیکن
تم ہمارے ساتھہ چلو تم کھڑے رہنا مین توڑ لونگا غرض بہت سی حجت کرکے دو باغبان کو لے گیا
جسوقت انگور کی تاک کے تلے پہونچے ایک بیضہ بیہوشی دونون پر مارا دونون گر پڑے شاپور
نے ایرج کو اشارے سے بلاکے کہا اے شہریار زندگی کسی صورت نظر نہین آتی ان دونون کا
بھیس لے لیتا ہون ایک کی صورت مین بنون ایک کی صورت آپ بنیے اور آپکو معلوم ہے کہ عمرو
عیار جو صاحبقران کو کہتا تھا وہ قبول کرتے تھے آپ بھی میرا کہنا قبول کیجیے چنانچہ ایرج کو
بصورت باغبان بنایا مگر ایرج نے کہا شاپور مین زنار نہ پہنونگا کہا شہریار حق تعالے کو درپیش
ہے کہ جان بچانے کے لیے پہنتا ہے اور یہ تو تاگا ہے اور جان بچانے کے واسطے قسم کھاتے
ہین جھوٹ بولتے ہین معاف ہے شاپور نے زنار کو دو تین جگہ سے توڑکے گانٹھہ دیکے پہنا دیا
اور اپنی صورت باغبان کی بناکے اور دونون باغبانون نے بیہوشی کی باندھ کے بھسولے
مین گاڑ دیا پھر آئے شاپور نے کہا اے شہریار مین تمسے پوچھتا ہون آپ جواب دیتے چلیے
چنانچہ کہا شاپور نے کہ بھیا یہ آدمی تھے یا کوئی ساحر تھے کون تھے کہ غائب ہوگئے یا آسمان
پر اڑ گئے یا زمین مین گھس گئے ایرج کو جھوٹ بول نہ آتا تھا کہے تو کیا کہے کہا بھائی شاپور
مجھہ سے تو جھوٹ نہین بولا جاتا شاپور نے کہا اے تم پوچھو مین کہونگا ایرج نے پوچھنا شروع کیا
شاپور نے کہا ہان بھائی بڑے تعجب کی بات ہے نظرون سے غائب ہوگئے ہین معلوم نہین آسمان
پر اڑ گئے یا زمین مین گھس گئے باغبانون نے کہا ارے کیا ہوا شاپور نے کہا ارے میان
وہ تو اڑ گئے ایکبارگی سامنے سے غائب ہوگئے وہ جو املی کا درخت ہے اوسپر کچھہ کھٹکا سا

معلوم دیا تھا پھر نہین معلوم کیا ہوا دو ایک باغبان نے کہا کل بھی کچھ ایسی ہی خبر
معلوم ہوئی تھی ایک باغبان نے کہا اگر ملکہ پوچھینگی تو کیا کہینگے اور ون نے کہا ہم کہدینگے کہ ڈھونڈھ
لو یہین ہونگے یہ باتین کرتے تھے کہ ملکہ مرات جادو باغین آئی اور باغبان سے مخبر کیا وہ باغبان
جو خبر کو گیا تھا وہ بھی اوسی بن سے اترا ملکہ مرات جادو نے کہا ارے وہ دشمن آئے تھے
وہ کہان ہین کس مکان مین ہین ایک نے کہا صاحب ابھی اسطرف گئے ہین مرات جادو نے کہا
جاؤ ڈھونڈھ لاؤ سب باغبان مع ایرج و شاپور ڈھونڈھنے کو گئے لیکن کہین نہ پایا آکے کہا ملکہ
وہ تو نہین ملتے کہین نکل گئے مرات جادو نے کہا ارے احمق ہو آج تک یہان سے آگے کوئی نکلا بھی ہے
ارے ڈھونڈھو تو غرض سب مکان کونے تہ خانے ڈھونڈھے گئے پتا نہ لگا ملکہ مرات جادو نے
کہا ان سب کی مشکین باندھ لو مین لیجاؤنگی یہ سکے کہا ارے بہانے کہان جائینگے مین ابھی پیر کرونگی
کہ تڑپ تڑپ کے مارے پیاس کے مرجائین یہ سکے جو سحر کیا تالاب کنوین کا پانی خشک کردیا
باغبانونکو لیکے اپنے مکان پہنچی لوگون نے پوچھا ملکہ انکو کس لیے باندھ لائین انکی کیا تقصیر ہے
مرات جادو نے کہا اصلیت انکی کچھ تقصیر نہین ہے لیکن مین اسواسطے لائی ہون کہ رات کو ہوم کرکے
سحر کرونگی یہ سب اپنے اپنے دل کا احوال کہدینگے شاپور نے کہا اب پکڑے گئے مفت جان دیدی
جائیگی شاپور نے کہا ملکہ ہمتو بعد ازین بھاگ کے کہان جائینگے کچھ تقصیر نہین گناہ نہین کیا
کہ ہم ڈرین ہماری مشکین کھول دیجیے ہم حاضر ہین اختر جادو نے عتاب جادو سے کہا انکی مشکین
کھول دو لیکن خبردار کہین بچ جانا شاپور و ایرج فکر مین ہین کہ انکی آنکھ بچے تو نکل جائیے اور
قاسم و طوفان شاہ بیٹھا دیکھا ارے سیارہ بن عمرو کئی دن ہوے کہ گوشت نہین میسر ہوا ہے
جی چاہتا ہے کہین شکار ہوئے تو شکار کرین سیارہ بن عمرو نے کہا مین خبر لاتا ہون یہ کہکے روانہ ہوا
تھوڑی دور جاکے دیکھا کہ ایک درہ پہاڑ مین کچھ نیل گائین کھڑی ہین لیکن بہت سی ہین سیارہ
یہ دیکھکے آیا اور کہا قاسم مرکب پر سوار ہوا اور کئی نیل گاؤ شکار کرکے چمڑے مین لے آیا
کباب طیار ہونے لگے اور اہل جنگل کا مجادو گر تھا وہ مرات جادو پاس آیا مجرا کیا عرض کی
کہ جو حضور نے شکار کی نیل گائین روکی تھین قاسم باپ ایرج کا شکار کرکے بہت سی گائین
لے گیا مرات جادو نے کہا ای آفت چشم جادو تم جاؤ اور سب کو غارت کردو اور

قاسم کو پکڑ لاؤ مین قید کرونگی آفت چشم نے کہا حکم ہوئے تو سو اسو لونڈی چین کے لونڈی لیجائے مرات جادو نے کہا اچھا چنانچہ لونڈیان چنکے بجلی اوسی غل مین ایک رنڈی کی صورت بنکے شاپور چلا گیا لیکن ایرج رنڈی نہ بنا اس طرح نکل گیا باہر نکلکے ایرج نے شاپور سے کہا بھائی تم عیاری مکاری سے بچتے ہو مجکو آتی نہین لو خدا حافظ مین تو اس پہاڑ کے درے مین جاتا ہون شاپور نے کہا شہریار تڑپ کر مر جائیگا یہ فوج تمھارے باپ کے قتل کرنیکو جاتی ہے آپ ادھر جاتے ہین تو ذرا ٹھہر جاؤ ایرج نے کہا مجکو کسی سے کچھ کام نہین ہے مین تو جاتا ہون یہ کہکے چلا گیا شاپور نے کہا ارے اب زندگی ناحق ہے تو بھی جی کے کیا کریگا بھلا یہان تو ایک نام کردے کہ سو اسو لونڈی کو ایسے مکان پر غارت کردے مع آفت چشم جادو کے کہ مرات جادو حیران رہجائے قلعہ چھوڑ دے آفت چشم جادو نے ایک بارگاہ کھڑی کی تھی شاپور جو آگے جاکے دیکھتا ہے تو لونڈیون کے بیچ مین بیٹھی ہے سحر کی تیاری ہو رہی ہے سیندور گوگل لوبان جل رہا ہے جا بجا آگ پڑی تھی شراب چل رہی تھی سحر جگاتے تھے شاپور الگ جاکے مٹھائی کچھ دونون مین لگا کے ایک بڑی سی ٹوکری مین رکھکے آیا دستک دی آفت چشم جادو نے کہا ارے تو کون ہے کہا ملکہ مرات جادو کی کنیز ہون آفت چشم نے کہا بی تو چلی آ تجکو کسنے روکا کیا کوئی غنمی ہے یہ سنکے شاپور وہ مٹھائی لیکے اندر گیا آفت چشم نے سر سے پانون تلک دیکھا سب آپسمین باتین کرنے لگین شاپور نے کہا ارے تم کیا باتین کرتی ہو ملکہ مرات جادو بھیجی تھین کچھ ڈالیان باغبان لائے تھے کہین سے مٹھائی آئی تھی مجھے کہا مینے آفت چشم کو بڑے کام پر روانہ کیا ہے تو یہ پہونچا آ تو مین لیکے آئی ہون آفت چشم نے کہا تو ملکہ کے پاس سے آئی ہے اور ہاتھ پکڑ لیا کہا سچ بتا کسنے بھیجا ہے آفت جادو نے ایک ڈھول ماری اور کہا اری ملکہ نے ہمسے کہدیا تھا کچھ کھانا نہین اور وہ چیز کھلائی تھی کہ تین روز تلک بھوک پیاس لگیگی سچ بتا دے کہ کسی دشمن کے پاس سے آئی ہے یہ سنکے شاپور خوب قہقہہ مارکے ہنسا ایسا ہنسا کہ سب ہنسنے لگے کہا اری آفت تیرے صدقے تیرے قربان تم ہماری سنگھی ہو ملکہ نے فقط انار تمکو بھیجا تھا آفت کی خاطر جمع ہوئی اور اپنا سحر تیار کرکے جگا کے آگے کو چلی شاپور نے کہا آفت اگر تم کہو تو ہم بھی ساتھ چلین اب کیا کرین

ملکہ یاس جاکے آفت کی خاطر مجمع تھی کہا اچھا ہمارے ساتھہ چلو یہ کہکے چلی جاتی ہے جاتی ایک بیابان
مین پہونچی سو اسو لونڈی ایک طرف چلی جاتی ہین آفت شاپور کا ہاتھہ پکڑے الگ سے چلی
جاتی تھی قضاے کار ایک غار راہ مین ملا جبکہ برابر غار کے پہونچی برابر سے شاپور نے کمند کے حلقے
مارکے اوس غار مین گرا دیا پہلے تو ارادہ کیا کہ سر کاٹ ڈالے پھر کہا کہ دار و گیر کی آواز ہوگی بہتر
نہین ہے بیہوشی دیکے اوسی غار مین ڈال دے غرض بیہوشی دیکر غار مین اوسنے ڈال دیا اور آپ
اوسکی صورت بنکے غار کے باہر نکلا لونڈیان تعجب مین تھین کہ بی بی ابھی نہین آئین کہ اندر گئین
کہ سامنے سے جاکے پوچھا ارے تم کیا دیکھتی ہو کہا بی ہم تمکو دیکھتے تھے شاپور نے کہا ارے
لونڈیو ہمتو اقرار کرآئے ہین کہ راہ مین کچھہ کھانے کے نہین لیکن ابھی سے کلیجہ ملا جاتا ہے اور پیاس
معلوم دیتی ہے لونڈیون نے کہا بلا لون سحر مین یہ کونسا سحر ہے کہ کچھہ کھانے پینے کے نہین
ملکہ ہماری بھی بُری حالت ہے کسی نے ہمکو پیاس لگی ہے کسی نے کہا بھوک سے بُری حالت ہے
ملکہ نے کہا لیجے شاپور نے کہ کچھہ تدبیر کیا چاہیے ایک مرتبہ ہو دیکھا کہ دو زمیندار چار بیل شکر کے لیے
آتے ہین شاپور نے کہا ارے لونڈیو اگر انکو لاکھہ روپے قیمت شکر کی دوگی تب بھی یہ زمیندار
اس جنگل سنسان مین ہرگز نہ بیچین گے تم سحر کرکے انکو مار ڈالو اور شکر کا شربت بنا کے سب پیو۔
لونڈیان دوڑین اور سحر کرکے اونکو مار ڈالا اور بیل شکر کے ہمراہ اپنے لے آئین ایک جھیل پر جاکے
بیلون پر سے چڑھ اوتار کے شاپور نے اپنے ہاتھہ سے شکر کا شربت کیا تمام بیہوشی ملائی اور کہا ارے
لونڈیو کوئی پیالہ آبخورہ نہین ہے تین تین چلو سب پیو سو اسو لونڈی آن گرین چڑھے تلک کو
دھو کے پی گئین بعد ایک گھڑی کے چکر آیا ایک ایک چھینک آئی تڑاق تڑاق بر زمین افتادہ
ہوئین شاپور نے خنجر نکال کے سر کاٹنے شروع کیے دار و گیر کی آواز موافق اپنے اپنے سحر کے بلند
ہوئی جبکہ دو تین سر رہ گئے آفت چشم کی غار مین آنکھہ کھلی بیہوشی رفع ہوئی باہر نکلے دیکھا کہ لونڈیان
نہین ہین ایک مرتبہ بھاگی راہ وہی تھی قدم مارے چلی جاتی تھی یہان شاپور سبکا سر کاٹ چکا تھا
ہر ایک جادوگرنی کا سر کاٹنے کو باقی رہا ہے کہ آفت چشم جادو جا پہونچی شاپور نے دیکھا
فی الفور روغن عیاری ملکے اور اپنے گلے مین خنجر ذرا چبھو کے کب مین پڑ گیا آفت چشم نے پاس
آکے دیکھا کہ سو اسو لونڈی سر کٹی پڑی ہے ہاتھہ پر ہاتھہ مارا ایک ایک کا نام لیکے رونے لگی ہائے

فلانی ہاے ڈھکی ہاے ایکی دیکھتے دیکھتے وہان پہونچی جہان شاپور پڑا تھا دیکھا کہ سر نہین کٹا
ہی کہا ای جمشید و سامری تیرے صدقے تیرے قربان اس لونڈی کا سر نہین کٹا یہ جیتی ہی اور پاس
بیٹھکے کلیجے پر ہاتھہ رکھا کہا ارے شکر ہے جیتی ہی سر اٹھاکے گودی مین رکھا شاپور نے آنکھہ کھولکے
پھر بند کرلی ملکہ نے کہا ارے لونڈی مین ہون آفت چشم تو آنکھین کھولدے خیر تیرا جینا غنیمت ہے
ہوا ان سبکا بدلا چلکے قاسم کے لشکر سے لونگی شاپور نے آنکھین کھولدین ملکہ نے پوچھا اونے
سب احوال کہا کہتے کہتے کہا ارے وہی آتا ہی جسنے مارا تھا آفت چشم پھیرکے دیکھنے لگی دیکھنے
کی ساتھہ ہی کمند کے حلقے مارے چھاتی پر چڑھہ کے خنجر نکال کے سر کاٹ ڈالا آواز آئی کشتی مرا
کہ نام من آفت چشم جادو بود ایک آندھی اوس غل مین شاپور تو نکل گیا مرات جادو
کو خبر ہوئی کہ آفت چشم مع سوا سو لونڈیون کے ماری گئی یہ سنکر حیران ہوگئی اور کہنے لگی ارے
مرات جادو عجیب طرح کا مقدمہ پڑا اگر غافل بیٹھتے ہین تو طلسم غارت ہوتا ہی اگر تو نے لڑائی
ڈالی تو تمام عمر لڑائی پڑی رہیگی ارے مرات جادو تدبیر یہ ہے کہ ایک سوار طلسمی کو بارہ
ہزار سوارے لقا کے پاس روانہ کر کہ صاحبقران کا لشکر غارت کرے قاسم اور ایرج یہان
آئے ہین طلسم مین اونسے لڑائی ہوئی وہان اوس سوارے لڑائی ہو دونون کو غارت کردے
خداوند لقا سے رسوخیت ہوگی اور خداوند خوش بھی ہونگے ایک ہی مرتبہ سب کا کام تمام
کردے بس اسنے سوار خیل زور بدن کو بلایا اور کہا کہ اے سوار طلسمی ہمنے تمکو اسواسطے بلایا ہی
کہ تم جانتے ہو کہ خداوند لقا نے زمین و آسمان پیدا کیا ہے اور اب سامنا خدا پرستون سے
پڑا ہی تم حضور مین لقا کے جاؤ اور کام خدا پرستون کا تمام کرو غرض اونسے سوار طلسمی کو بارہ ہزار سوار
سے خوب سمجھا کے روانہ کیا اور ملکہ مرات جادو نے ساحرونسے حکم کیا کہ جس گانون مین یا جس
مرتام پر ایرج و شاپور جس کسی کے ہاتھہ لگین پکڑلاؤ ہمارے پاس ہم اوسکو نہال کردینگے
اور جس کسی نے چھپا رکھا ہوگا اوسکا گھر مع عیال و اطفال غارت جائیگا یہ خبر جلد طرف ہوگئی
چنانچہ ایرج شاپور سے جدا ہوگیا اور ایک رہ مین پہاڑ کے بیٹھا تھا چنانچہ تمام رات اوسی
پہاڑ کے درہ مین یہ رہا جبکہ مشعل مرغ رات گھلنے لگی اور آفتاب تابان جوبن سے چمکا نظم
جمال صبح چمکا بھینا بھینا + ہوا سرد سے سوکھا پسینا + گل بستر نے بوے رخصتی دی

بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی + ایرج نماز پڑھ کے ایک سمت کو چل نکلا تھوڑی سی راہ طے کر کے
ایک بیابان مین ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان پچاس ساٹھ درخت گنجان تھے اور اونپر عجب
طرح کے جانور بولیان بول رہے تھے ایرج کو وہ بولتا جانورون کا نہایت خوش آیا
درخت کے نیچے جا کے دیکھا تو رنگ برنگ کے جانور ہزارہا بول رہے تھے اور ایک کنوان
اوس مقام پر تھا کہ اوسکا تمام چبوترہ آئینہ کا تھا اور پیڑ ابھی آئینہ کا لگا تھا مگر بند تھا ایرج
وہان بیٹھ گیا اسوقت ایک جھونکا ہوا کا ایسا آیا کہ اسکی آنکھ جھپک گئی پھر جو آنکھ کھلی
تو دیکھا کہ چار ہندولے کھڑے ہین اور اونپر تیس تیس چالیس چالیس عورتین زیور پہنے
ہوے بیٹھی ہین ایرج وہان سے آگے چلا اسلیے کہ یہ طلسم کا کارخانہ ہی ایسا نہو کہ کسی آفت
مین گرفتار ہوجاؤن ان عورتون نے کہا بھلا ایجوان ایسے مقام پر آکے کوئی جاتا ہی
بیٹھو سیر کرو یہ وہ کہہ رہی تھین کہ ایک مرتبہ آواز نقارہ کی آئی اور ایرج نے دیکھا کہ ایک
عورت ادھر سفید پوش محمودی کی چادر اوڑھے ہوے تخت پر وہان اوتری پریزادین
نکلین اور فرش کر گئین وہ عورتین اوس فرش پر جا بیٹھین پھر اوس کنوین مین سے سات
رنڈیان نکلین کسی کے ہاتھ مین سارنگی کسیکے ہاتھ مین طبلہ کوئی مرچنگ لیے کوئی تال کی
جوڑی لیے ہوے آئین اور جا کے ناچنے لگین تمام جنگل مین سناٹا ہو گیا چرند و پرند
اپنے مقام پر سب جھومنے لگے ایک عورت نے کہا کہ ایجوان ہماری بی بی نہایت رحمدل
ہے نہ کسی سے بغض ہے نہ بیر تم چلو بیٹھکے گانا سنو ایرج محو ہو رہا تھا فرش پر بیٹھکے گانا
سننے لگا جبکہ گانا ہو چکا وہ ساتون کنوین مین چلی گئین اوس عورت نے کہا اے شخص
معلوم ہوا تو ہی شکنندۂ طلسم ہے ایرج نے کہا طلسم توڑنے کو آیا ہون اوس عورت نے کہا
ارے احمق اگر دو چار ہزار ہون تو طلسم نہ توڑ سکینگے لیکن ایرج سحر مین گرفتار ہو گیا ہی جب
اوٹھنے کا ارادہ کرتا ہے جی نہین چاہتا ہی کہ اٹھہ جائے اوس عورت نے کہا بیٹھے گانا نہین سنا
ہمارے طایفے خوب گاتے ہین سنو یہان کی مالک مرات جادو ہی ہین نہ مرات جادو سے
کام ہے نہ طلسم سے کام ہی میرے گھر چلو گانا سنو اگر طلسم تم توڑو گے تو ہمسے ملاقات کھنا یہ کہکے
اپنے مکان پر لیچلی دس بیس قدم چلا ہی کہ ہوا آئی ایرج کی آنکھ بند ہو گئی بعد ایک گھڑی کے

جو آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان ہے بڑی تیاری کا دروازہ کھلا ہوا ہے طبلے کی آواز آتی ہے چھت پر رنڈی
تماشے کے لگے ہوے ہین آٹھ سو نو سو لونڈی کھڑی ہین جبکہ باغ مین داخل ہوے لونڈیان
روبرو سے ہٹ گیئن ایرج نے آگے جا کے دیکھا کہ ایک تخت پر مرات جادو بیٹھی ہے
ایرج حیران ہو گیا مرات جادو نے دیکھا اوس جادوگرنی نے مجرا کیا کہا اے ملکہ مرات جادو
یہ بیابان طایران مین پہونچا تھا مین پکڑ لائی مرات جادو نے کہا اے ملکہ سفید جادو یہ بڑا
زبردست ظالم ہے طلسم توڑنے کو آیا ہے سفید جادو نے کہا ملکہ دیر نہ کیجیے سر کاٹ ڈالیے
مرات جادو نے کہا میرا بھی یہی جی چاہتا ہے یہ کہکے کتاب جمشید و سامری منگا کر دیکھا
کہ ایرج کو گردن مارو لکھا ہوا تھا اے مرات جادو آجکی رات قید کرو کل سوا پہر دن چڑھے
گردن مارنا مرات جادو نے کہا ملکہ سفید جادو سحر راہ نہین دیتا اگر ہوسکے تو رات بھر
اپنے مقام پر لیجا کے قید کرو یہان رکھنا مناسب نہین ہے ملکہ سفید جادو نے کہا مین تمام رات
پہرہ کی دونگی ملکہ سفید جادو تخت پر اپنے پاس بٹھا کے لیچلی اپنے مکان مین داخل ہوئی لونڈیان
بہت سی ایسی تھین جو اپنے ہاتھ سے کھاتی پکاتی تھین کبھون سرکار سے کھانا پکا ہوا مقرر تھا
سب اپنے اپنے کام کو روانہ ہوئین قضاے کارا دھر سے شاپور ایک عورت کی صورت
بنے ہوے آتا تھا دلمین کہتا تھا ای شاپور ایرج نے تیرا کہنا نہ مانا تجھسے الگ ہو گیا اگر کسی
آفت مین گرفتار ہوا تو بڑا غضب ہوگا چنانچہ کئی لونڈیان قہقہہ مارتی ہوئین شراب پینے کو
کلال کے گھر جاتی تھین آپس مین کہتی جاتی تھین کہ اب جو یہ گرفتار ہوا ہے کہین صبح کو سر
کاٹا جائیگا تو طلسم کا کھٹکا مٹ جائیگا لونڈیون نے دیکھا کہ لونڈی چلی آتی ہے کہا بھینا
تم بھی شراب پینے آئین شاپور نے کہا ہان مین بھی آئی ہون لونڈیون نے کہا بھینا ہمارے
ساتھ پھر چلو کل سے عذاب مین تھے آج فرصت ملی شاپور نے کہا بھینا طلسم مین کیا ہے
لونڈیون نے کہا تمکو نہین معلوم شاپور نے کہا مین کل سے شراب پینے کو گئی تھی لونڈیون
نے کہا ہماری بی بی ایرج کو پکڑ کے ملکہ مرات جادو پاس لیگئین تھین مرات جادو نے
کتاب مین دیکھا اوس مین معلوم ہوا کہ کل سوا پہر دن چڑھے قتل کرنا سو آج کی رات ہماری پاس
قید ہے کل گردن مارا جائیگا شاپور نے کہا خوب ہوا پکڑا گیا وہ تو شکنندہ طلسم تھا ہمارا گھر غارت کیے

کیا چاہتا تھا یہ کہکے اونکے ساتھ ہولیا جبکہ شراب پی چکین ہمراہ اونکے مکان مین داخل ہوا دیکھا
کہ ایرج فولادی پنجرے مین قید ہی سامنے کے درمین پنجرا لٹک رہا ہے شاپور نے کہا بڑی ظالم ہے
ذرا رحم نہین ہی ایسے شکیل خوبصورت بہادر کو پنجرے مین قید کیا ہی اوسمین سفید جادو کو نہین
آئی حکم کیا کہ پلنگ پر جاتی ہون خبردار کوئی میرے پاس آئے اور ہاتھ سے پنجرا دتار کے
چھپر کھٹ کی چھت مین لٹکا دیا اور آپ لیٹ رہی اور شاپور آنکھ بچا کے برابر ایک کوٹھی تھی
اوسمین لیٹ رہا سفید جادو کروٹین لیتے لیتے اٹھ بیٹھی دیکھا کہ ایک لونڈی لیٹی ہے
اوسکے ہاتھ پکڑ لیا کہا او حرامزادی تو چپکے سے آ لیٹی ہے یہ کہکے رقعہ جمشید و سامری کا دیکھا
لکھا ہوا تھا کہ اے سفید جادو نفیسا تیرا بڑا زبردست تھا یہ شاپور شیر دل عیار ہے جس نے
سوا سو لونڈیان سمیت آفت جادو مار ڈالین یہ دیکھ کے پکاری ای علامہ جادو۔ علامہ جادو
ہوم کر رہی تھی آواز سنکے چلی آئی سفید جادو کو مجرا کیا سفید جادو نے کہا اے علامہ جادو وہ
شخص ہی جسنے آفت چشم کو سمیت سوا سو لونڈی کے غارت کیا تھا اسکو باہر لیجا کے گردن مار و علامہ
جادو ہاتھ پکڑ کے لیچلی شاپور نے پکار کے کہا کہ ای ایرج نوجوان ہم تمہارے چھڑانے کو آئے تھے
لیکن نصیبا ہیٹا ہوگیا تم تو قید ہوے اور ہم دنیا سے اوٹھ چلے اسمین شاپور جب باہر گیا
کہا اے علامہ جادو اگر تو مجکو ہماری مرآت جادو کے پاس لیچلے تو ایرج کو قسم دلوا کے طلسم
توڑنے کے لیے نکال لیجاؤن علامہ نے کہا ارے عیار تو مجکو دم دیتا ہی مین تجکو مار ڈالونگی وہ ہاتھ
پکڑ کے کھینچتی ہوئی لیچلی لیکن شاپور شیر دل زبانے دلمین کہا کہ ای شاپور تو اور امیر کا بیٹا ایک
ہین تجھپر نہ سحر کیا ہی تو مین جو گرفتار ہے اوسکا آٹے کا پتلا بنا چلا جاتا ہی اسکا کیا سبب
ہے لازم ہی کہ کام اسکا تمام کریہ سوچکے اوسنے کہا کہ اے ملکہ ذرا ادھر دیکھنا یہ کیا ہے علامہ جادو
نے جو پھر کر دیکھا اوسنے مینہ بیہوشی مارا کہ وہ منھ پر پڑا علامہ جادو کو جھینک آئی اور بیہوش
ہوگئی شاپور نے سجدۂ شکر خدا کیا اور پٹی دار وے بیہوشی کی اوسکی ناک پر باندھ کے
پہاڑ کے درے مین ایک غار تھا اوسمین ڈالدیا اور اوسکی صورت بنکر کپڑے اوسی کے پہنکر دروازے
پر باغ کے آیا کنیزون نے کہا کہ کیا شاپور کو مار ڈالا اوسنے کہا کہ مینے ایک پتھر مار
بھڑوے کا سر پھٹ کیا کنیزون نے کہا مبارک ہو کہ شاپور کا کام تمام کیا سفید جادو

پوچھا کہ شاپور کو کیونکر مارا اوسنے کہا کہ بلالون پتھر سے مارا کہ اوسکا سر پھٹ گیا لیکن کہا ہے
سفید جادو مین نے عجب طرح کی خبر پائی ہے کہ کہین نہین دیکھی جمشید و سامری کی قدرت کا
تماشا ہے ایک پھول گیندے کی صورت کا ہے کہ اوسکی اودی پتیان ہین اور سنہری تحریر ہے گھاس
کی جھنڈی مین پانچ چار کلیون کا ایک پھول کھلا تھا مین توڑ لائی ہون اور عجب خوشبو آتی
ہے سفید جادو نے کہا لے علامہ وہ کہان ہے علامہ نے ایک پھول اوسی طرح کا اوسکو
نکال کے دیا اوسنے اوسکو نکال کے دیا اوسنے اوسکو سونگھا بیہوش ہو گئی شاپور نے خنجر
کھینچکر سر اوسکا کاٹ ڈالا صدا دار و گیر کی بلند ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سفید جادو
بود لونڈیان جو ماش کے آٹے کی تھین وہ تو گر پڑین اور جو اصلی تھین وہ لاش سفید جادو
کی لیکر مرات جادو پاس آئین اور وہ پنجرہ فولادی ٹوٹ گیا مرات جادو نے حکم دیا
کہ لاش اسکی میدان مین پھوک دو اور اب مین آپ پکڑ لاؤنگی پھر آپ ہی اپنے دل مین
کہتی ہے کہ جاؤن یا نہ جاؤن یہ تو اس فکر مین ہے اور وہان ایمرج سے شاپور
نے کہا کہ اے ایمرج وہ سامنے سڑک معلوم ہوتی ہے ادھر چلو کیونکہ بغیر ہاتھ سے نوخ
طلسم کے طلسم فتح نہ ہوگا یہ کہکے اسی جانب روانہ ہوئے مگر وہ سوار طلسمی بارہ ہزار سوار سے
کوہ عقیق گلنار سلیمانی مین پہونچا خبر لقا کو ہوئی کہ مرات جادو نے ایک سوار طلسمی آپکی خدمت
کے لیے بھیجا ہے اوسوقت لقا نے بختیارک کی طرف دیکھکے کہا کہ اے شیطان درگاہ ذیدی قادر
بختیارک نے کہا کہ کئی روز سے بارگاہ مین سناٹا تھا ایک آدہ قتل کرانے کو آپنے بلوایا لقا
نے کہا کہ یہ سوار قدرت ہے کسکا مقدور ہے جو اسے قتل کر سکے اس عرصہ مین سوار طلسمی آکر
داخل ہوا بختیارک نے لشکر اوسکا اوتروایا اوسنے لقا کو نذر دی سجدہ کیا اور سات بار گرد
تخت خداوندی کے پھرا کرسی بیٹھنے کو ملی جب یہ بیٹھا تو بختیارک نے کہا کہ تم مین یہ بتا دو کہ کیا
وصف ہے اوسنے کہا کہ نہ کوئی تلوار مجھپر اثر کرتی ہے اور نہ کسی شخص سے کشتی مین زیر ہو نگا
لقا نے کہا کہ مینے ایسے ایسے بندے پیدا کیے ہین بختیارک نے کہا کہ ہمتو جانتے ہین کہ تیرے یہ
بندے سب کم زور ہین اور ادھر کے سب زور آور ہین غرض یہ باتین کچھ دیر رہین سوار طلسمی کئی
روز تک آسودہ ہوا کیا ایک روز جب سر شام آنکھون مین لگا شل احسان کمظرف ذن گھٹا نظم

اک ابر نیلگون مغرب سے آیا	فروغ مہر دامن میں چھپایا	سیاہی مثل زلف یار پھیلی
میان کوچہ و بازار پھیلی	سر شام حکم دیا کہ طبل جنگ بجے	بموجب حکم نقارہ پر چوٹ پڑی

ہرکارون نے اگر امیر کو خبر دی یہان بھی نقارۂ جنگی بجا دلاور آگاہ و خبردار ہوئے دربار برخاست ہوا ہتھیار صاف ہونے لگے دریاے شر و فساد جوش پر تھا دلون مین لڑنے کی موج اٹھتی تھی سپرین گرداب تھین تلوارین آبدار ہوتی تھین بہادر تلوار کے گھاٹ اترنا چاہتے تھے خنجر کا پانی آج خون کا پیاسا تھا کمین تیغین صیقل ہوتی تھین کمین کمانین چلا رہی تھین لشکر مین غلغلہ برپا تھا دونون طرف کی سپاہ کینہ خواہ مرنے پر آمادہ لیس تھی چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ مزاج شمع مین سردی آئی اور مرغان سحر ہر طرف

چہکارے نظم	سفیدی سی لباس شب مین پائی	زبان نے کی ادا سے آشنائی
کیا نور سحر نے گرم بازار	شب تیرہ ہوئی رخصت بیانی	صبح کو امیر کشور گیر سعد

بن قباد کو لیکر روانہ ہوے لشکر گروہ گروہ انبوہ انبوہ سرق سرق بخق بخق علم علم حشم حشم میدان کارزار مین آئے گرد و غبار سے دنیا بھر گئی ادھر سے لقا کی سواری آئی جھاڑی جھنڈی بیلدارون نے کاٹ کر میدان کو ہموار کیا ستون نے آبیاشی کی آبدار بہار کی کھودی صفوف لشکر یمنہ و میسرہ و ساقہ کمینگاہ قلب و جناح اگلا ہراول پچھلا چنداول آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی گویون کے لڑکے گیتی ستان دیو سرون پر باندھے گرگا کہنے لگے اور مدحت دنیا مرغانی زبان پر جاری کی جب نقیب بھی گرگا کہہ چکے تو اوسوقت صفون پر مثل صف مژگان کے سناٹا آیا اور سوار طلسمی نے لقا سے اجازت لیکر میدان مین قدم بڑھایا اور پکارا کہ اے خدا پرستان و اے زبردستان تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو آئے میرے مقابلے مین ادھر سے قرامرز عاد مغربی بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے ہوسکے گئے اور ایک للکار ماری کہ گھوڑا اسکا چھ سات قدم ہٹ گیا اور آپ ہی مرکب اوسکا زور مین بڑھگیا اوسوقت سوار طلسمی نے ایک سونٹا اونکے مارا کہ یہ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے اسیطرح سے کئی سوسے زیادہ بیہوش ہوکر گرفتار ہوے دن بھر لڑائی رہی جب دن مثل حیا آنکھون سے چھپ اور شاہد شب نے اپنی زلف کو کھولا یکبیت

ردائے شام پھیلی جانب خاک	نگاہوں سے چھپے سامان افلاک

طبل آسایش بجوا کے سوار طلسمی پھر گیا اور جاتے ہی اوسنے پھر طبل جنگ بجوایا یہان بھی طبل جنگ بجا اور پھر تیاری جنگ شروع ہوئی اور چار پہرات تیغین صاف ہوا کین کڑکیت کڑکا کیا کیے ہر قبض آنیس مین بغلگیر ہوتے تھے کہ دیکھا چاہیے کل گردون دون دانقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہے اور خاک مذلت کسکے سر پر ڈالتا ہے ابیات

کہ حسن صبح نے جب منہ دکھایا	کیین آنکھونسے نیندین ہوتین پیدا	بنے اختر حیاے چشم جانان
نظر آسا نظر سے سبکی پہان	صبح کو امیر کشور گیر بصد توقیر فریضۂ رب قدیر سے فارغ ہوکر	

جلوخانہ شہنشاہی مین آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوے امیر اور سب سردارون کا جمگا ہوا لشکر خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون میدان کارزار کو گیا بادشاہ بھی مع صاحبقران اور سردارونکے جگاہ مین آئے حسب دستور اوسی طرح صف آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی کرکیتون نے کڑکا کیا جب نقیب کنارے ہوے اوسوقت لقا بھی فوج لیکر میدان مین آیا تھا سوار طلسمی سے اوس سے اجازت لیکر اپنے تئین میدان مین پہونچایا اور پھر نہیب دی کہ اے خدا پرستان ہر کرا تمناے مرگ باشد بیاید بہ میدان مایہ کہتا تھا کہ لشکر اسلام سے مغربیون کے علمدن کو جلوہ ملا اور جنوبی ہندوستانی وترکستانیون کے بھی علم جلوہ دکھانے لگے امیر نے دیکھا کہ سبکی طرف علم جلوہ دکھا رہے ہین اور نقارے بج رہے ہین کہین ایسا نہو کہ آپس مین بگڑ جائے اور وہ اصلی سبب یہ ارادہ کیا تھا کہ اس سوار طلسمی کو جیتا نجانے دینگے بس خود جا کہ واسطے لڑنے کے جابین آواز سم مرکب کے کڑاکے کی آئی اور دیکھا تو ایک سوار جواہر مین غرق گھوڑے کی کنوتی پر برچھا رکھے پیدا ہوا اور پکارا کہ ہان ہان اے خدا پرستان یہ شکار میرا ہے مین نہ تھا را دوست ہون نہ لقا کا ہون مین تم دونون سے سمجھونگا امیر نے تو جانا میدان مین موقوف کیا اور اوس جوان نے کہا کہ اے لقا پرستو وہ خدا وہ ہے کہ جسنے لقا کو بھی پیدا کیا ہے اگر لقا حمزہ سے نہین بنتا ہے تو میرے خدا کی پرستش قبول کرے بختیارک نے کہا کہ یہ کون جوان ہے اور کہان سے آیا ہے لقا نے کہا ایسی ایسی آوازین بہت آتی ہین اسمین لگاوٹ کی ہوئی دونون طرف سونا

پڑنے لگا اسکا سونٹا اوسپر اوسکا اسپر اور ان سونٹون سے جنگاریان اڑنے لگین ومانند تیغ
دو سونٹے سرخ ہوگئے اوسوقت تو ان سونٹون کو پھینک دیا اور سوار طلسمی نے لقا کی طرف
تلوار ماری اوسنے سپر پر روکی اور اوس جواہر پوش نے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹکر خود دو بلغہ زرہ ٹوپیہ
عرق جبین کو کاٹ کر صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو ویران کرکے زین و مرکب کو کاٹکر
زیر تنگ تلوار نکل گئی آدھا ادھر آدھا ادھر بختیار ک پکارا کہ صلوٰۃ بر محمد و لعنت بر
لقا وہ مارا اور وہ مرکب کو موڑکے سوار چلا امیر نے کہا کہ اے عزیز اشتیاق ملاقات کا کہیا یہ سنتا
تھا کہ اوس جواہر پوش نے دستک دی کہ مرکب تو اڑ گیا اور وہ لشکر کے پاؤن پر گرپڑا امیر نے
لشکر سے کود کے سر اوسکا سینہ سے لگایا اور کہا یا صاحبقران مین لونڈی آپ کی ملکہ
حنظل جادو و مادر نرگسی چشم ہون جسنے اپنی دختر قاسم کو دی ہے امیر نہایت خوش ہوئے
اور کہا یارو قسم ہے پروردگار کی کہ مین اس ملکہ سے بہت خوش ہون اوسوقت طبل و نقارے
بجنے لگے اور امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ حنظل تم اپنی بیٹی کے پاس محل مین رہو اوسنے عرض کی
کہ اے شہریار آپ کے فرمانے سے آجکے دن تو مین یہان رہتی ہون لیکن پانچ چار روز مین لشکر
پر آفت آیا چاہتی ہے مین جاتی ہون پھر جو آؤنگی تو رہونگی امیر نے کہا اچھا اپنی دختر سے تو
ملاقات کرتی جاؤ ملک قاسم تو گیا ہوا ہے امیر نے فرمایا کہ چلو بارگاہ مین وہان سب حال
کہینگے غرض طبل بازگشت بجا وہ بارہ ہزار سوار جو طلسم آئینہ سے آئے تھے اونسے کہا کہ
طلسم آئینہ کو جاؤ مرات جادو سے کہدینا کہ سوار طلسمی مارا گیا غرض لقا میدان سے پھرا
ادھر امیر حنظل کو بارگاہ مین لیکر آئے لشکرون نے کمر کھولی امیر دنگل کا دھنبر پہ لیئے بارہ
بارہ پہلوان دنگل پر بیٹھے اور حنظل نے کہا کہ اے شہریار یہ سوار طلسمی تھا اگر سوا برس بھی
آپ لڑتے تو مارا نہ جاتا امیر نے کہا آگے بھی ایک سوار آیا تھا اوسکو ایرج نے مارا
اب وہ طلسم آئینہ کو گیا اور اوسکے پیچھے قاسم بھی گئے ہین اسمین نرگسی چشم کو
خبر ہوئی کہ میری مادر نے آکر سوار کو مارا ہے اور بارگاہ مین بیٹھی ہین اوسنے آدمی بھیجا کہ جاکے
بلا لاؤ آدمی آیا اوسنے آکر کہا کہ اے حنظل جادو آپکو آپکی بیٹی نے بلایا ہے امیر نے کہا جاؤ
نرگسی چشم سے ملاقات کرآؤ حنظل خیمے مین نرگسی چشم کے آئی اوسنے مجرا کیا

حنظل نے دیکھا کہ اسکی طبیعت کچھ مکدر ہے رنگ رخ سفید بال اور بجھے ہوے میلے ہین نکھون
مین آنسو ڈبڈبائے ہوے ہین اور اوسنے کہا امان جان ایرج نوجوان طلسم آئینہ
کو گئے ہین پیچھے آپ کے داماد بھی گئے ہین طلسم آئینہ مشہور جگہ ہے بڑا قلب مکان ہے
افسوس ہی کہ مجکو سحر نہ آیا حنظل نے کہا کہ بیٹا مین جاونگی امیر سے رخصت ہوکر آئی ہون
نرگسی چشم نے کہا آپ کا جانا بہتر و انسب ہی کہ قاسم کی جان بچایئے حنظل نے کہا
اگر میرا سامنا ہوگیا مرات جادو کا تو مین بھی لڑونگی کچھ دل سے کم نہین ہون نرگسی چشم
نے خاصہ طلب کرکے ماں کو کھانا کھلایا آپ بھی کھایا پان ڈلیان دیکر رخصت کیا یہ امیر کے پاس
آئی اور کہا اے شہریار بیٹی کے دیکھنے سے تو نہایت طبیعت فکرمند ہوئی اب مین طلسم آئینہ
کو جاتی ہون امیر نے فرمایا کہ خدائے کریم کو سونپا اور خلعت عنایت کیا حنظل جادو
رخصت ہوکر روانہ ہوئی اور اپنے مکان مین گئی اور وہان بارہ ہزار جادوگر اور چار سو لونڈی
چنین اور کہا جسکو مرنا ہو لڑنا ہو وہ میرے ساتھ چلے سب نے کہا کہ ہم حاضر ہین بس اوسنے
نقارہ کوچ کا بجایا اور کوچ و مقام کرتی ہوئی تیسرے دن ایک پہاڑ کے درے مین
پہونچی کہ جہان قاسم اور ایرج کا لشکر پڑا ہوا تھا اس مقام پر اوسنے بھی خیمہ کیا لشکر
اوسکا اترا قاسم کو کچھ فکر تھی قیماس خان اور تہمتن خان وغیرہ بیٹھے ہوے
تھے ذکر و مذکور ہو رہا تھا اور ملکہ مرات اپنے مقام پر فکر مین تھی اور آب جادو ایک جادوگرنی ہی
کہ وہ ہمیشہ آیا جایا کرتی ہی اس پہاڑ کے درہ مین وہ جو آب آئی تو اوسنے لشکر اترے دیکھا اوسکے
ساتھ چار سو کنیزین غرض یہ مرات جادو کے پاس گئی اور اس سے پوچھا کہ اے مرات جادو
یہ لشکر کسکا فلان مقام پر اترا ہوا ہے مرات جادو نے کہا اے آب جادو تو نے سنا ہوگا
کہ شیشہ جادو نے جو کچھ سلوک کیا ہے اب ایرج طلسم توڑنے آیا ہی اسکے باپ کا لشکر
پڑا ہی آب جادو نے کہا کہ اے مرات جادو پھر تمسے یہ نہین ہوسکتا کہ اسکی فوج کو غارت کردو اگر تمسے
نہین ہوسکیگا تو مجکو حکم دو کہ مین اونکو غارت کردون اور قاسم کو قید کرلون ایرج کو پکڑ لاؤن
اگر یونہین تم غافل رہوگی تو سب کھیل بگڑ جائیگا ایسا نہو کہ لوح طلسم ہاتھ لگجائے پھر بڑا
غضب ہوگا مرات جادو نے کہا مین بھی اسی فکر مین ہون آب جادو نے کہا جو مالک

سلطنت ہوتے ہین اونکو آرام نکرنا چاہیے آپکے لونڈی غلام بہت سے ہین جسکو فرمائیے وہ دم بھر
مین غارت کردے مرآت نے کہا جی تو یہی چاہتا ہی کہ کوئی مجھسے جدا نہ ہو اچھا اگر تمھارا ارادہ لڑنے
کا ہی تو کیا مضایقہ ہی جاؤ لڑو آب جادو دس ہزار جادوگر ہمراہ لے گئے رخصت ہوئی اور قاسم
کے لشکر مین چلی قاسم کو خبر ہوئی کہ کچھ جادوگر اس سمت کو آتے ہین اسنے کہا کہ بحکم پروردگار
عالم ہم اونکو قتل کرینگے یہ کہکر قاسم اور قیماس خان اور فرامرز خان وغیرہ تلوارین ٹیک
کر اوٹھے اور قاسم نے کہا کہ خدا بچانے والا ہی اس عرصہ مین آب جادو آپہونچی دس
ہزار ساحرانکے ساتھ کال دیو اک تھے نارنیل اور نارنج وترنج اچھالتے ساتھ آتے تھے غریو
برپا تھا بازو بط و مرغابی پر ساحر سوار آب جادو آگے آگے یہان آکر آپہونچی اسوقت
قاسم خیمے سے نکلا اوسکی بھی فوج نے کمر باندھی ہل چل پڑگئی دنیا دہلنے لگی طبل و نقارہ بجنے لگے تمام
لشکر کمر باندھکر لڑنے کو مستعد ہوگیا اوس وقت آب جادو نے پکارکر کہا کہ اے قاسم اگر تجھکو زندگی
درکار ہے تو ملکہ مرات جادو کے پاس چل اور ہاتھ باندھکر اوس سے عذر کر اور ایرج کو سمجھا کے
لے آ اور اگر تجھکو نہ منظور ہو تو مین مشکین باندھکر لیجاؤنگی قاسم نے کہا کہ او کینا نابکارہ
حرامزادی تو کیا بکتی ہے آب جادو نے جھلاکر ایک ساحر کو اشارہ کیا کہ وہ اپنا ہنس اڑاکر
نکلا اور پکارا کہ اے خدا پرستو آؤ مجھسے لڑنے کو فیروزخان گھوڑا اپنا اٹھاکر میدان مین آیا اور
کہا لا کیا حربہ لاتا ہے جادوگر نے دوڑکے ایک سونٹا مارا سر پر روکا لیکن سحر کا سونٹا تھا
فیروزخان بیہوش ہوکے گر پڑا اوس جادوگر نے باندھکے لشکر مین بھیجدیا دوبارہ تہمتن خان
خاوری نکلا اوسنے قریب آکے تیغہ مارا جادوگر نے تیغے کو روک کے سونٹا مارا بیہوش ہوکے
یہ بھی گرا اوسنے اسکو بھی باندھکے لشکر مین بھیجدیا پھر قیماس خان خاوری نے آکر تلوار ماری
اوس جادوگر نے خالی دیکر سونٹا مارا کہ بیہوش ہوا اسکو بھی باندھکر بھیجدیا اور پکارا کہ اے
قاسم تو نکل کھڑا کیا دیکھتا ہے قاسم مرکب کو دوڑاکے میدان مین آیا اوسنے اسپر بھی سونٹا
مارا قاسم نے خالی دیا اوسنے دہنی چڑھکے جو سونٹا مارا انھون نے پھر خالی دیا اوسنے جھنجھلاکے پھر
سونٹے مارنا شروع کیے قاسم نے مرکب کو کاوے اٹیرن پر لگاکے خالی دینا شروع کیا جب اوسنے سمجھا
کہ سونٹا نہین کھاتا اوسوقت اوسنے تلوار ماری ملک قاسم نے تلوار بھی خالی دی یہ گھوڑے

پرسے کود پڑا قاسم بھی کود ے اور چیتا کی سحر کرے اونھون نے اسکی کمر مین ہاتھہ دیکر اوٹھالیا
ملک قاسم نے تین چکر دیکر زمین پر مارا کہ یہ چارون شانے چت گرا ہر اسکا پھٹ گیا اوس وقت
رعد جادو نے ایک نادل مارا کہ تڑاقا ہوا دھوان نکلا کہ تمام لشکر پر پھیل گیا سب بیہوش
ہوے قاسم بھی بیہوش ہوگئے آب جادو نے کہا کہ انکو یون ہی رہنے دو مین ملکہ مرات جادو
کو دکھادونگی اور قاسم کو پکڑکے مع قیماس خان و فیروزخان تہمتن خان غیرہ کے لیگئی
لیکن حنظل جادو یہان آکے پہونچی ہے وہ ایک منزل پیچھے اس لشکر سے آہری تھی اب وہ
کوچ کرکے جو آگے بڑھی تو اونے دیکھا کہ ایک لشکر یہان اوترا ہوا ہے بارگاہ سرخ مخملی قاسم
کی استادہ ہی مگر فوج بیہوش پڑی ہے جو جس حالت مین ہے وہ اوسی طرح ہے سیارہ
بن عمرو کہ یہ بھاگ گیا تھا وہ آکر یہان پہونچا اور اونے حنظل کو پہچانا اور کہا اے ملکہ
حنظل یہ سب سحر مین گرفتار ہین ملکہ حنظل نے کہا کہ قاسم کو تو ڈھونڈھو کہ وہ کہان
ہین سیارہ نے ہرچند تلاش کیا مگر قاسم کو نہ پایا اونے کہا کہ قاسم تو نہین ملتے اب یہان
پوچھین تو کس سے پوچھین حنظل جادو آگے بڑھی تو اونے دیکھا کہ کچھ جادوگر نیان
بیٹھی ہین اور آگے جاکے جو دیکھا تو ایک خیمہ استادہ ہے اور دس ہزار ساحر ایک طرف کو
اوترا ہوا ہی اور تخت پر ملکہ آب جادو بیٹھی تھی ابھی مرات کے پاس لے نہین گئی ہی کوے دیکھ رہے
ہین اور یہ کہہ رہی ہی کہ یہ سیمین لاؤ مین کباب لگاؤنگی حنظل جادو اپنے دل مین کہتی ہے کہ یہ
کباب کسکے لگائیگی ادھر آب جادو نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر اوس طرف چلے آتے ہین
فکرمند ہوئی کہ یہ کون آتا ہی اس عرصہ مین حنظل جاکر پہونچی اور اونے کہا کہ ای آب جادو
یہ میرا داماد ہی تو اسکو میرے حوالے کرتا کہ مین لیجاؤن تمھارا گنہگار اگر ہے تو اسرج ہے
آب جادو نے کہا کہ تم خدا پرستون سے رشتہ داری کرکے اب انکی حمایت کو آئی ہو حنظل نے
کہا کہ تو بکتی کیا ہی مین زبردستی لیجاؤنگی آب جادو یہ سنکے کھڑی ہوگئی اور تلوار اوسکو ماری اونے
تلوار کو روک کے آپ بھی تلوار لگائی اسکی کمر پر پڑی دو ٹکڑے ہوگئے ساحرادے کے دوڑے اوسکے بھی
ساحر آکر آپس مین تاریخ تیغ ناریل چلنے لگے غرضکہ آب جادو کے ہمراہی بھاگ گئے اور یہ قاسم کو
اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئی قاسم نے سب احوال بیان کیا اور کہا کہ جبتک ہم مین دم ہی حنظل

کیے جائینگے اوہر آپ جادو کے ملازم جو بھاگ گئے تو مرات جادو کے پاس گئے اوسنے کہا ارے کیا خیر تو ہی تم زخمی کیون ہوا ون لوگون نے کہا کہ ملکہ آپ جادو قاسم کو مع رفیقون کے پکڑنے درہ کوہ مین لالی مقیدن اور لباب لگانا چاہتی تھین انکو آکر حنظل جادو نے مارا اور قاسم کو پکڑلیگئین مرات جادو کے یہ سنکے آگ لگ گئی اور کہا کہ کہان یہ کوہ عقیق کی رہنے والی اور کہان آئی ہی اگر مینے سر نہ کاٹا تو نام اپنا مرات جادو نہ بتایا یہ کہکے سواری طلب کی مگر اُدھر شاپور شیر دل اور ایرج نوجوان چلے تھے راہ مین ایرج نے کہا کہ ہی شاپور کہین سے کچھ ہاتھ لگے تو کھانے کو ہا شاپور تو اس فکر مین چلا لیکن وہم جادو ایک سامرہی کہ اوسکا مکان اوسی جگہ ہے اوسنے ایرج کو جو دیکھا تو دریافت کیا یہی شکنندہ طلسم ہے اوسنے سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کون ہین اوسنے کہا کہ مین ایرج ہون قاسم ہون بس اوسنے ایک دانہ ماش کا مارا کہ ایرج کے پانون زمین نے پکڑلیے یہ ایرج کو گرفتار کرکے مرات جادو کے پاس لیگیا وہ سوار ہوا چاہتی تھی ایرج کو دیکھکر تھم گئی اور کہا وہم جادو مین بہت خوش ہوئی تو نے بڑا کام کیا اور خلعت دیا پھر ایرج سے کہا کہ اے ایرج کیون تمنے طلسم توڑا ایرج نے کہا کہ اگر قسمت مین ہی تو توڑونگا مرات جادو ایرج کو تخت پر بٹھاکے ایک درہ مین پہاڑ کے پیچھے لوگ پہلے ہی روانہ کیے تھے وہان مقام ہورہی تھی کہ مرات جادو کی آئی قضاے کار ملکہ حنظل جادو کے کچھ لوگ اوس مقام پر کسی کام کو آئے تھے اونھون نے جو سنا تو آکے ملکہ حنظل جادو کو خبر کی کہ مرات جادو ایرج کی گردن مارا چاہتی ہی یہ خبر سنکے قاسم اوٹھہ کھڑا ہوا حنظل جادو نے کہا کہ تو ہمارے جانے سے بکھیڑا پڑیگا مین تمکو بچاونگی یا اونکی فکر کرونگی تم یہین رہو مین جاتی ہون یہ کہکر بارہ ہزار جادوگر لیکر یہ چلی بوق اور نفیر بجتے ہوے لکے ابر کے اوڑتے ہوے سامرہا دو لبط قرقرے پر سوار چلے جاتے جو دیکھا تو غلغلہ ہورہا ہے مرات جادو ایرج کا سر کاٹتی ہی اور مرات جادو نے کہا کہ یہ فوج کسکی آتی ہی لوگون نے کہا کہ حنظل جادو کی مرات نے کہا کہ روکو اسکو لیکن حنظل نے دہان پہونچکر ایک ریل ماری کہ تیرگی چھاگئی اوس اندھیرے مین ایرج کی کمر مین پنجہ دیکر یہ لے اوڑی اور ارادہ کیا کہ لشکر کو چلون لیکن ذرا جو ترچھی ہوئی ہر قلعہ طلسمی مین جا پڑی اور شاپور شیر دل ایک درہ مین پہاڑ کے بیٹھا تھا وہان ایک جادوگر آیا اور اوسنے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے چاہا کہ مین بھاگ جاؤن

اوس جادوگر نے شاپور کو پکڑ لیا یہ کہکر خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھا اور کہا کہ تو بیمار ہے مین میرا
کاٹونگا قضارا اودہر سے حنظل جادو آتی ہی اوسنے دیکھا کہ ایک جادوگر ایک شخص کی چھاتی
چڑھا بیٹھا ہی قریب آکے جو دیکھا تو شاپور کو پایا بس اوسنے للکارا کہ باش او ناکار ساحر غدار کے
گزارم کہ از دست من زندہ وسلامت بدر روی یہ کہکر ایک نیزہ ایسا مارا کہ اسکی چھاتی کے وار پار
نکلگیا شاپور کی آنکھ کھلی دیکھا تو ملکہ حنظل جادو کھڑی ہی اوسنے کہا کہ اے ملکہ تمنے میری
جان بچائی یہ کہکر وہان سے روانہ ہوے راہ مین شاپور نے کہا کہ ایک جگہ لوح کا پتا ملا ہے
مگر دریا بیچ مین حائل ہی تم ہمکو وہان پہونچا دو حنظل جادو نے کہا اچھا بس شاپور وایرج کو
لیکر روانہ ہوئی راہ مین اوسنے کہا کہ اب مین تمھاری نظرون سے غایب ہوئی جاتی ہون جسوقت
کسی جادوگر سے سامنا ہوگا پہلے تجھے مقابلہ ہوگا ایرج نے کہا جسطرح تم مناسب سمجھو بس نظر سے
غائب ہوگئی اور شاپور وایرج ایک سمت کو روانہ ہوے دیکھا کہ ایک درہ کوہ کا ہے مگر تہا
پر تکلف سرخ سلیمانی ایرج نے کہا شاپور یہ کیا خوب پہاڑ ہے صاف ورنگین وقطعدار
ہے شاپور نے کہا اے شہریار یہ درہ طلسم ہے جو کچھ عجایبات وغرایبات نظر نہ آوین تو تعجب نہ
ایرج سیر کرتا ہوا اوس درے کے باہر نکلا شاپور نے کہا اے شہریار اب کسی جادوگر کی آپ شکن بنیے
اس اثنا مین ایک جادوگر نظر آیا ایرج ادھر سے رستہ کاٹ کر چلا وہ جادوگر سامنے ایرج کے آیا اور
اوسنے کہا کہ تم کہانسے آئے ہو اور کہان جاوگے اور تمھارا نام کیا ہے ایرج نے کہا بشر ہین راہ
بھول گئے آنکلے ہین تین دن سے خراب سرگردان پھرتے ہین رستہ نہین ملتا ہی جادوگر نے کہا میرے
ساتھ چلو مین رستہ بتا دون ایرج نے شاپور کیطرف دیکھا اوسنے کہا چلیے کیا مضایقہ ہے
وہ جادوگر اونکو ساتھ لیکر اپنے مکان مین آیا ایرج نے دیکھا کہ ایک باغ ہی اوسمین اوونچی جگہ
جادوگر نے اوس اوونچی مین اونکو بٹھایا اور کہا مین تمھارے واسطے شراب وکباب لیتے جاتا
ہون غرض اونکو اوونچی مین بٹھا کے آپ ایک شیر آتشین پر سوار ہوکے چلا ایرج اس فکر
مین تھا کہ وہ آپ شراب وکباب لاتا ہوگا کہ یہ سامنے سے شیر پر سوار آیا شاپور نے کہا اے
شہریار ذرا سنبھل بیٹھیے تیور اسکے بُرے معلوم ہوتے ہین اور یہ جادوگر پکارا کہ اے خیرہ سران
اب مجھے معلوم ہوا کہ تم طلسم غارت کرنے آئے ہو شاپور نے کہا کہ ہان بھائی

سچ ہی دیکھو تمھارے پیچھے کون آتا ہی اوسنے پیچھے پھر کے جو دیکھا تو اوسنے کلہ گوپھن مان پتھر رکھکے جو مارا
تو بھیجا اسکا نکل پڑا یہ تو سیدھا جہنم کو پہونچا آواز آئی کشتی مرا نام من اسرام جادو پر بسرام
جادو اسکا بھائی ہے وہ جو نکلا تو اوسنے دیکھا کہ اسرام مرا پڑا ہے اور ایرج اور شاپور
وہان سے چلے بس بسرام نے ایک دانہ ماش کا مارا کہ شاپور اور ایرج کے بالون زمین سے
پکڑے اور کہا اوسنے کہ تو نے غضب کیا کہ میرے بھائی کو بے تقصیر مارا ایرج نے کہا کہ تیرے
بھائی نے پہلے ہماری رفاقت قبول کی پھر شیر پر سوار ہوکے آیا اور ہمکو للکارنے لگا ہمنے مار
ڈالا اوسنے کہا کہ ان باتون سے میری تسلی نہین ہوتی مین بدلا لونگا یہ کہکر شاپور اور
ایرج کی کمر مین زنجیر باندھکے لے چلا حنظل جادو تو کہہ چکی تھی کہ بس ساحر سے سامنا ہوگا
مین پہلے لڑونگی پس یہ ظاہر ہوکے پکاری کہ او خبیث سر کہان جاتا ہی بسرام سمجھا کہ کوئی طلسم
رہنے والے ہین مگر یہ مجکو خبیث سر کیون کہتے ہین بس اوسنے ایک ناریل حنظل کے مارا حنظل
نے خالی دیکھا ایک نیچہ ساحر کا مارا کہ اوسکے دو ٹکڑے ہوے صدائے دار و گیر پیدا ہوئی ایرج
نے کہا کہ اے ملکہ تو نے احسان کیا ہے حنظل نے کہا کہ مین تمھارے یہ دادا کی لونڈی ہون مگر
تم خبردار رہنا کہ یہ راہ بیڈھب بہت ہی شاپور نے کہا کہ اے حنظل ہمکو تم ایسی راہ سے لیچلو کہ جسمین
کچھ کھٹکا نہو حنظل نے ساحر سے دریافت کیا کہ کدھر لیچلون معلوم ہوا کہ اس سمت سے لیچل اور
وہان جو حنظل فوج لیکر ایرج کو چھڑانے گئی ہے تو وہ فوج بھی ہزار ہزار دو دو ہزار متفرق ہوکر
ہر طرف کو چل نکلی اور خبردارون نے مرات کو خبر پہونچائی کہ شکستہ طلسم کو حنظل جادو
نوح کی فکر مین لیے جاتی ہے اوسنے کہا کہ یہ کہان جائیگی اگر مین نے اسکو نہ مارا تو نام اپنا
مرات جادو نہ پایا یہ کہکر بیس ہزار جادوگرنیان اور بیس ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لیکر روانہ
ہوئی لیکن اب حال طلسم ہوشربا کا سنیے کہ جسوقت مشتری ہفت سحر کو پانچون عیار
بچیان لیکے افراسیاب پاس گیین مشتری نے مجرا کیا لیکن آنکھین نیچی کرلین افراسیاب
نے کہا اے مشتری کس بات کی فکر ہے مشتری نے کہا اے افراسیاب جادو مہرج
کی بارگاہ مین سب بیٹھے تھے لیکن میرا سامنا کوئی نہ کرسکا آپ جو فرماتے تھے کہ عمرو عیار
بڑا عیار ہے فی الحقیقت اگر صرصر نہ بچاتی تو وہ مار چکا تھا عیار کے ہاتھ سے مارے جانیسے

بہتر یہ ہے کہ شمشیر زنی کیجیے یا تو مہرخ کو غارت کر دیجیے یا مارے جایئے اور دیکھیون عمرو اب کیونکر
آتا ہے آگے چار طرف قناتین جمنے لگی ہین اب دو طرف کی کھول دونگی افراسیاب نے کہا
مشتری ہفت سحر کیون جہالت کرتی ہی وہ عیار بڑا زبردست ہی افراسیاب نے کہا ہین
نہایت خبرداری کرونگی اور رخصت ہوکے خیمے مین آئی آتے ہی طبل جنگ بجوادیا یہان مہرخ
کو خبر ہوئی مہرخ نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا تیاری ہونے لگی بلکہ مشتری ہفت سحر
سوار ہوکے چار لاکھ جادوگر سے چلی مہرخ کو خبر ہوئی بہارونا فرمان مہرخ اپنے اپنے
تختون پر سوار ہوکے میدان مین آئین سامنے سے مشتری ہفت سحر آئی کیا کہون صاحبو
تمنے ہمارے مار ڈالنے کی فکر کی ہے تمکو کچھہ سحر کا زور نہین ہی غیر شخص کا بل ہے ارے بل تو
اپنا بل لگا نا بل جا بل آ ویسا سامنا کرو یہان جادو کی طرف سے نیستان جادو نکلا فولاد
کا گولہ مشتری پر مارا مشتری نے خالی دیکے ایک پتھر مارا نیستان کے سینے سے پار
ہوگیا مشتری نے کہا اے مہرخ تو میرا سامنا کر یہ سنکے بہار جادو نے داہنی طرف سے
نکلکے ایک گیند پھولون کا مارا مشتری نے خالی دیکے ایک ناریل مارا پنجہ بنا ناریل روک لیا
مشتری نے کہا ارے تو نے میرا گولہ رد کیا جھنجھلا کر تلوار ماری بہار نے روکی بہار نے تلوار
مشتری کے ماری اڑگئی اگر اڑ نہ جاوے تو کو بچین اڑھائین دستک دی داہنے بائین طرف
سے زمین پھٹی سو ہاتھی ادھر سے اور سو ہاتھی ادھر سے نکلے لشکر مہرخ پر آکے گرے فوج
پسپا ہوئی بہار جادو نے گچھا پھولون کا مارا بہت سے ہاتھی مر گئے بہار جادو نے ناریل
مارا مشتری کا چہرہ چھیلتا ہوا نکل گیا مشتری نے دستک دی ایک لکہ ابر کا پیدا ہوا
اور برسنے لگا تمام لشکر کا یہ عالم ہوا کہ اپنا اپنا سر پکڑکے ہر ایک بیٹھہ گیا مہرخ و بہارونا فرمان
تختون پر سے گر پڑین مشتری ہفت سحر پکاری زدم و بست کردم آنی سی لڑائی پر اتنا سر
اوٹھایا تھا افراسیاب کو یہ تماشا دکھاؤن ان سبکو یونہین رہنے دو پھر مشتری ہفت سحر
طبل بوق خوشی کے بجواتی ہوئی خیمے کو روانہ ہوئی خیمے مین اتر کے ایک تختہ پر مہرخ
و بہارونا فرمان کو قید کیا اور ایک جادوگر کو نامہ لکھکے دیا کہ افراسیاب جادو کے
پاس لیجا وہ جادوگر نامہ لیکے طلسم کو گیا ملکہ حیرت جادو نے کہا کہ افراسیاب جادو ظلمات کے

کیا ہی نامہ محبوبہ دیدہ وجادوگر نے نامہ حیرت کو دیا حیرت جادو نے نامہ پڑھا نہایت خوش ہوئی
اور کہا زمرد و یاقوت ملکہ مشتری ہفت سحر نے لڑائی ماری اور مہرخ و بہارو نافرمان کو
پکڑ لائین اسواسطے سوار ہوکے خیمے مین مشتری کے آئی کہا ملکہ مزاج تو اچھا ہی مشتری نے کہا
اچھا ہے دیکھو تو مین انکو پکڑ لائی کہ جنکو کوئی نہ پکڑ لایا حیرت نے کہا اگر افراسیاب ہوتا تو بھی
سر کاٹتا اپنے پاس رہنے دو عیار بچیون کو بلاتی ہون یہ کہکے عیار بچیون کو بلایا اور دو سو
جادوگر زیر دست طلسم کے بلائے کہا صرصر تم خبرداری کرنا جبتک افراسیاب آوے چنانچہ
دو سو جادوگر طلسمی دو سو مشتری کے پانچو عیار بچیان جو حاضر تھین اونکو سونپکے حیرت
جادو روانہ ہوئی کہا مشتری ہفت سحر جمشید و سامری کو سونپا عمرو عیار سے خبردار رہنا
مشتری ہفت سحر نے کہا قسم ہے لقا کی مین آپ خبردار سونگی تمام رات نہ سوؤنگی غرض
حیرت جادو تو سب کو خبردار کرکے رخصت ہوگئی مشتری نے چار سو جادوگر گرد قید یون کے
بٹھا رہے اور عمرو عیار نے جو آکے دیکھا کہ تمام لشکر گردن جھکائے بیٹھا ہے اور بہارو نافرمان
و مہرخ نہین ہین بارگاہ مین آکر شکیل جادو سے دریافت کیا اور قنطورۂ زریفتی یا تابہ سقر لاتی میدہ
ناحق سے چست و چالاک ہوکے مشتری ہفت سحر کے خیمے کیطرف روانہ ہوا اور ایک فراش
کی شکل بنکے چلا گیڑی سر پر سات پاٹ کا جامہ کمر مین گلگیر بغلا سا رومال ہاتھ مین لیکر داخل
بارگاہ مشتری ہفت سحر ہوا دیکھا کہ پنجشاخے دو شاخے روشن ہین گلگیر سے نکالکے گل کرنے لگا
قضا کا رصرصر شمشیر زن وہان آئی اور اوسنے پہچانا کہ عمرو گل کاٹ رہا ہی پکاری ارے
مونڈی کاٹے تو یہان بھی آیا ارے اس فراش کو لینا جانے نپائے صرصر پنجہ پکڑکے آگری عمرو نے
پنجہ کھینچا پنجہ بازی کرتے کرتے اُچک کے خیمے کے باہر گلیم عیاری اوڑھکے غایب ہوگیا مشتری
نے کہا یہ کون تھا صرصر شمشیر زن نے کہا عمرو تھا جان بچے پھرتا ہی اوسکے سر دارتم پکڑ لائی
ہو وہ حتی الوسع جانے نہ دیگا ایسی ہی ہوشیاری سے رات گذر جاوے تو بہتر ہے اور عمرو نے
باہر جاکر دیکھا کہ شرارہ کا ہاتھ ایک جادوگر پکڑے لیے جاتا ہی شرارہ نے عمرو کو پہچانا عمرو نے
جست کی شرارہ نے کہا خواجہ کہان چلے دس جادوگر نے ہاتھ چھوڑ دیا دونون عمرو کے پیچھے
دوڑے جب شرارہ ایک پہاڑ کے درے مین پہونچی ساحر نے پیچھے سے کمند کے حلقے مارکے شرارہ کی

مشکین باندھ لین پکارا منم برق فرنگی عمرو خوش ہوا کہا بیٹا بڑا کام کیا عزت رکھلی عمرو شرارہ
کی صورت بنا اور شرارہ کو پہاڑ کے درے مین باندھ دیا برق فرنگی نے کہا استاد صرصر ہی پیچھے
رہنا عمرو نے کہا چاو پھر ڈیڑھ پہر رات جا چکی ہے اگر افراسیاب آگیا تو غضب ہو جائیگا اپنی دانست
مین تو بچونگا آگے جو مقدر یہ کہکے خیمے کو آیا شرارہ تو بندھا ہوا اور پانچوان عیار یحیون کا بندوبست
تما صاف خیمے مین چلا آیا صرصر نے کہا شرارہ تو کہان گئی تھی کہا بلالون خیمہ کی گرد آوری کرتی
تھی صرصر نے کہا میرا اسباب دے شرارہ نے کہا جلدی کیا ہے اب نہین دو گھڑی کے بعد لینا صرصر نے
پھر بلانا یہ عمرو نے پکاری لیجیو یہ عمرو ہے چار طرف سے جادوگر آگرے عمرو نے نیچہ کھینچکر مارہٹایا
جب لوگ متفرق ہوے صاف گلیم عیاری اوڑھکے غائب ہوگیا صرصر نے کہا شرارہ کی قسمت
مین خدا جانے کیا تھا نہین معلوم کیا کیا مشتری اوٹھ بیٹھی کہا ارے قیدیون کے میرے
پلنگ کے برابر لاؤ پلنگ کے برابر تخت لے گئے چار سو جادوگر کی چوکی کو ہٹا کہا ایک سائے
کی قنات کھول دے اور کوئی آنے نہ پاوے عمرو جو بھاگا دل مین کہتا ہے یاد اداجان کوئی
عیاری بتاؤ ہوا کے پلٹنے مین دیر لگتی ہے وہین عیاری سوجھی پکارا وہ مارا خیمہ مین شکیل کے
آکا صاحب سلامت کی دہان بیٹھکے سو دو سو جادوگرون کو بلایا برق فرنگی کو ایک دولھا
بناکے گھوڑے پر بٹھایا تاشہ مرفہ ڈھول لیکے روانہ ہوا جبکہ مشتری کے خیمے کے نزدیک پہنچا
ایک مرتبہ پہنشانے روشن کروا دیے باجا بجنے لگا برات لیکے چلا جادوگر دوڑے کہ برات آتی ہے
مشتری بھی دیکھنے لگی صرصر صبا رفتار و شمیم نقب زن تیز نگاہ سب دیکھنے لگین عمرو نے
زنبیل سے سو اسو انار بیہوشی کے نکال کے دیے کہ چھوڑتے چلو لوگ کہتے ہین کیا خوب انار ہین اور
برات ٹیڑھے کیطرف دبتی آتی ہے برابر خیمے کے آکے بہت سے انار بیہوشی چھوڑ دیے ملکہ نے کہا کیا روشنی
پھیلی معلوم دیتی ہے لیکن گندھک کی بو نے سر پھرا دیا عمرو عیار برات لیے ہوے ایک پہاڑ کے درے
مین گیا سب جادوگر حیران ہین کہ عمرو نے کیا عیاری کی برات لیے ہوے چلا آیا اور عمرو نے
جادوگرون سے کہا اواب تم جاؤ برق سمجھا کہ جو کچھ عیاری تھی وہ انارون مین تھی برق نے
کہا مین تو نجاؤنگا کہا اچھا بیٹا تم رہجاؤ عمرو عیار برات رخصت کرکے خیمے مین آیا دیکھا تو سب
کے سب بیہوش پڑے ہین پکڑکے خنجر کہا بیٹا برق فرنگی کا ٹوسر چار مزدور

زنبیل سے نکال کے کہا خبردار بندہ تو منہ نہ پاوے اور آپ خنجر پکڑے گھسا چار سو جادوگرون کا سر کاٹ ڈالا مہرخ وبہار وغیرہ سے کہا تم شاد عیاران عیار یون چھوڑا لیجاتے ہین اور خنجر پکڑے مشتری ہفت سحر کا چوٹا پکڑ جیون ہی خنجر مارا خنجر جھڑ گیا اور جا بجا سے کر گیا پھر تو سب شمعون کو جمع کر کے پھونک دیا زنبیل سے کڑاہی نکال کے سیسہ گرم کر کے مشتری کے حلق مین چھوڑ دیا مہرزکی راہ نکل گیا غل ہوا کہ کشتی مرنام من مشتری ہفت سحر بود مہرخ وبہار و نافرمان کا سحر اوتر گیا لشکر یرآگرے سیکڑون ہزارون جادوگر یار ڈالے حیرت جادو کو خبر ہوئی مشتری ماری گئی عمرو عیار مہرخ وبہار و نافرمان کو لیکے طرف خیمے کے روانہ ہوا جسوقت مہرخ اپنے خیمے مین پہونچی نہایت خوش ہوئی افراسیاب کو خبر ہوئی کہ مشتری ہفت سحر ماری گئی سُن ہو گیا دلمین کہا ای افراسیاب عجب طرح کا مقدمہ ہے جو گیا جیتا نہ پھرا بعد فتح کے شکست ہوتی ہے کہا ای حیرت جادو اب کچھ تدبیر بتا و حیرت جادو نے کہا آپ مالک و مختار ہین افراسیاب نے کہا مجکو مشتری کے مارے جانے کا رنج ہوا ہی کہ بیان مین نہین آتا جب عمرو پکڑا جاتا ہی مجکو دم دیکے چھوٹ جاتا ہے اب جی چاہتا ہے اسکو خوب ایذا دون یا اسکا کوئی شاگرد مار ڈالون جب چین آوے یہ کہکے کہا ملکہ حیرت جادو جاؤ اسوقت مین ظلمات کو جاتا ہون کل آکے عمرو کا کام تمام کرونگا اور سوار ہو کے ظلمات کو گیا ملکہ حیرت جادو اپنے مکان پر گئی اب یہان مہرخ نے عمرو عیار سے کہا ہمارا ارادہ یہ تھا کہ کوکب کے مکان مین جائین اور یران شمشیر زن جو مردہ ہے اسکے لیے کچھ تدبیر کرین مشتری ہفت سحر کے مارے جانیسے افراسیاب کو قلق ہوا ہوگا کچھ نہ کچھ آفت آئیگی یہ کہکر خاموش ہو رہی اسکو تو رہنے دیجیے مگر اب حال ایرج کا سنیے کہ وہان تا کہ بندی ہو رہی ہے اور مرات جادو کا حکم ہے کہ جسکے ہاتھ شاپور اور ایرج لگین وہ پکڑ لائے کہ بہت سا کچھ انعام پائے اور شاپور اور ایرج ایک سمت کو چلے جاتے ہین ملکہ حنظل جادو نظرون سے غائب ہین ایرج کو راستے مین ایک جادوگر ملا اور اوسنے کہا کہ ایرج یہ جیسے تم بے کلیجے بہادر ہو کچھ کہا نہین جاتا ہے مگر جو تم طلسم فتح کرنے آئے ہو تو یہ ممکن نہین کیونکہ یہ طلسم ایسا ہے کہ جسکو کوئی توڑ نہین سکتا ہے ایرج نے کہا اب تو ہم آگئے پھر بغیر طلسم کو ٹوٹے

کہان جاتے شاپور یہ کہکر جادوگر تو ایرج سے باتین کرتا تھا یہ بھاگ کے کسی غار مین چھپ رہا اور
اوس جادوگر نے ایرج سے کہا کہ پہلے تو مجھے پوچھ لے پھر طلسم توڑنا یہ کہکر دستک دی کہ ایرج
کو لینے آیا ایرج بیٹھ گیا اوس جادوگر نے کہا کہ بس اتنی ہی کہا تھی کہ طلسم توڑنے آئے تھے
یہ کہکر ایرج کو اپنے ہمراہ لیا اور مرات جادو کے پاس لیکر چلا ایرج نے کہا بھی کہ تو میرا شریک
حال ہوگا مگر اوسنے نہ مانا شاپور غار مین حیران ہے کہ ایرج کدھر گیا غرض یہ غار سے نکلکر ایک
سمت کو چلا اور حنظل جادو ایک درے مین پہاڑ کے گئی تھی پانی پینے کو وہان دیکھتی کیا ہے
کہ ایک ساحر پانی بھر رہا ہے حنظل نے کہا کہ مین پیاسی ہون اوسنے کہا کہ لو پانی پیو اوسنے پانی بھرا
پانی پیتے ہی اسکو نیند بھری آئی اور اوس ساحر نے کہا کہ اے ملکہ تو مجکو نہین جانتی ہے اور مین تجھے
جانتا ہون تیرے ہی تو گھر غارت کیا حنظل نے کہا ارے تو کون ہے اوسنے کہا مین کوئی ہون مین
تجھین پکڑ کر مرات جادو کے پاس لیجاؤنگا چنانچہ جو پانی پلایا تھا وہ پانی سحر کا تھا حنظل کا کچھ بس نہ
چل سکا اور یہ اوسکو گرفتار کرکے لے چلا راہ مین شاپور نے یہ حال دیکھا اوسنے کہا کہ یہ بھی قدرت خدا
کی ہے کہ حنظل پکڑی گئی یہ کہکر ایک جادوگر بنکے اوس جادوگر کے پاس آیا اور کہا العزیز شاباش
تو کیا کام کیا ہے مرات جادو کو خبر ہوئی کہ ایک جادوگر حنظل کو پکڑ لایا ہے وہ بہت خوش ہوئی
ہین اور مجکو بھیجا ہے کہ تم جاکر اوسکو لے آؤ کوئی چھڑانے نہ پائے جادوگر نے کہا کہ دیکھیے ملکہ مرات جادو
کیا سلوک کرتی ہون شاپور نے کہا کہ وہ سلوک ہوگا جو کبھی کسیکے ساتھ نہوا ہوگا یہ کہکے تجھے
بہت سے کمند کے حلقے مارے کہ ساتون بند اوسکے کسے ہوگئے اوسنے جھٹکا مارا وہ اوندھے منہ گرا
اوسنے اوسکا سر کاٹ ڈالا حنظل جادو حیران تھی کہ یہ کون ہے کہ حنظل پر سے سحر اثر کر گیا ایک پنجہ پیدا
ہوا کہ وہ شاپور کو اوٹھا لیگیا حنظل جادو پیچھے پیچھے پرچھائین کے اوڑھی دیکھتے دیکھتے وہ غائب
ہوگیا حنظل نے بلند ہوکے دیکھا تو ایک بارگاہ تمامی کی میدان مین معلوم دیتی ہے دو چار ہزار جادوگر
کی بھیڑ بھاڑ ہے وہ پنجہ اوس طرف جاتا ہے حنظل جادو نیچے اوترتی دیکھا کہ مرات جادو ایک تخت
الماس پر سوار سترہ اٹھارہ سو جادوگرنیون سے چلی آتی ہے اور آکے اوس خیمے مین اتری وہ
جادوگر شاپور کو لیکے آئے کہا ملکہ آپکے حکم سے شاپور کو پکڑ لایا ملکہ مرات جادو بہت خوش ہوئی
اور کہا ایک کام تو بخوبی تمام ہوا حنظل فکر مین کھڑی ہے کہ ذرا ہاتھ سے

چھوٹے تو صاف اوسکے اوپر چلون حنظل اس فکر مین تھی کہ مرات جادو نے کہا اسکو چھوڑ دے
جادوگر نے چھوڑ دیا حنظل جادو نے خیال کیا کہ شاپور اوسکے سحر مین گرفتار ہے پہلے اسکو
مار ڈال پھر لیچل یہ سوچکے حنظل جادو نے ایک گولا فولادی اوس جادوگر کے اوپر جادو کر
کے پھینکا اوسکا سر اوڑ گیا مرات جادو حنظل کی یہ چھائین پر دوڑی حنظل یہان شاپور سے ہاتھ
پانون کھیل لے شاپور مرات کے پیچھے پیچھے دوڑا اندھیر دے اڑگیا مرات جادو نے
پکارا ری حنظل کہان جاتی ہے حنظل جادو نے ایک تیر مارا مرات جادو نے خالی دے کر
ایک تیر مارا حنظل نے خالی دیا حنظل نے ایک تیر مارا زمین پر پانون ہاتھون سے زمین
کھسکنے لگی تھی شاپور نے پیچھے سے کمند کے حلقے مارے سالون بندھی ہو گئے جھٹکا مارا زمین
پر گر پڑی ایک مرتبہ آسمان پر سے تڑاقا ہوا جیسے کوئی پچکاری چھوڑتا ہے اور کچھ بوندیان
شاپور و مرات جادو پر پڑین مرات جادو و شاپور دونون پتھر کے ہو گئے حنظل جادو
ایک پہاڑ کے درے مین چھپ کے دیکھنے لگی بعد دو گھڑی کے دو سو جادوگر تخت لیے
ہوے آئے اور مرات جادو کو اور شاپور کو اوس تخت پر بٹھا کے لیچلے حنظل جادو
یہ دیکھکے پیچھے پیچھے روانہ ہوئی دلمین کہتی ہے کہ اے حنظل جادو اگر تجھپر بھی یہ منتر
پڑتین تو تو بھی پتھر کی ہو جاتی کہ سامنے سے ایک دریا سامنے نظر آیا وہ جادوگر آئے
اور تخت رکھکے سر نگا کر کے دعا کرنے لگے چنانچہ وہ تخت پانی مین غائب ہوا اور ایک بھنور
پیدا ہوا اوپر سب سامر کود کر جا بیٹھے حنظل نے خیال کیا کہ اگر تو نہین جاتی تو شاپور کا
ٹھکانا معلوم نہ دیگا یہ سمجھ کے یہ بھی کود کے بھنور پر گئی سحر سے غائب تو تھی ایک جادوگر
نے بھنور سے جو ہلا تو پکارا کہ تو کون ہے جو بھنور پر آیا حنظل جادو ہنسکر اڑ گئی اوس جادوگر نے
خوب دریافت کیا مگر کچھ معلوم نہ دیا اب حنظل پھر اڑتی اڑتی پکڑ کے لٹک گئی اسکی
عجب حالت ہے پانی کے تھپیڑے لگتے ہین ہاتھ چھل چھل گئے ہین غرض جاتے جاتے حنظل
نے دیکھا کہ ایک دیوار بنی ہوئی ہے اور اوسمین تین در ہین اور اوسکے ایک در مین اژدہا
اژدہا اور ایک مین شیر اور ایک مین حنت بیٹھا ہے ماش کے آٹے کی مچھلیان بنا بنا کے
دریا مین پھینکتا جاتا ہے اور اون دروں کے برابر پانی ملا ہوا ہے یہانتک کہ وہ بھنور ابھی اوس

برابر پہونچا اوسوقت وہ اتیت اوٹھہ کھڑا ہوا اور وہ بجرا ڈوبنے لگا حنظل کو اور کچھ تو بن نہ آیا اڑکر اوس دیوار پر جا بیٹھی یہان جو اوسنے دیکھا تو ایک باغ ہے بہشت برین کا چراغ ہے تختہ تختہ گل و لالہ کھلے ہیں جوانان چمن جھوم رہے ہین زمین وہانکی آئینے کی ہے درختون مین بھی آئینے لٹکتے ہین ایک بارہ دری آئینے کی ہے اور باغ مین سنبل پر پیچ کی بہار ہے کہین لالہ باد ل داغدار ہے نظم

گرڈے شاخ شمشاد کے ہر جا نشان	اڑان بان کی اور ہی آن بان	چنبیلی کہین اور کہین موتیا
کہین رہے بیل اور کہین موگرا	زمرد کے مانند سبزے کا رنگ	روش پر جواہر کٹا جیسے سنگ
ہوا ہے بہارین سے گل لہلہے	چمن سارے شاداب اور ڈہ ہرے	چمن ہے بہرا باغ گل سے چمن
کہین نرگس و گل کہین یاسمن	کہین ارغوان اور کہین لالہ زار	جدا اپنے موسم مین سب کی بہار
کہین جعفری اور گنیدا کہین	سمان شب کو داؤدیونکا کہین	کہین زرد نسرین کہین نسترن
عجب رنگ پر زعفرانی چمن	اور سترہ سو حورین الماس پوش کہ ایک ایک حور جنت سے	

کبھی بہتر ہے اس بارہ دری مین بیٹھی تھین اس عرصے مین وہ مہنت دو پتلون کو لیکر اوس باغ مین آیا اور دو سو جادوگر جو بجرے پر سوار تھے کچھ تو اڑ گئے اور کچھ مچھلیان اور نہنگ بنکے اوس دریا مین کود کر غائب ہوے اور اون پتلون کو اوس نہنگ نے بارہ دری مین رکھا اور ایک انار توڑ کے کچھ قطرے اوسکے پتلون کے ہونٹھون پر ٹپکائے اور کچھ انگیٹھی مین ڈالے کہ دھوان ہونے لگا اور ایک ناریل زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور ایک چشمہ پانی کا پیدا ہوا اور دھوان شاپور اور مرات کو لگا کہ یہ دونون انسان ہو کے اوس چشمے مین گرے اور پانی نے چرخ کھایا ایک کشتی پیدا ہوئی جب کچھ عرصے کے وہ چشمہ تو غائب ہو گیا ملکہ مرات جادو ایک کرسی پر کہ جس مین آئینے جڑے تھے بیٹھی اور وہ سترہ سو لونڈیان جو اوس بارہ دری مین تھین ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہوئین اور ایک طرف شاپور طوق و زنجیر مین گرفتار دو ساحر چابک مارتے تھے مہنت نے مرات جادو کو مجرا کیا اوسنے کہا مزاج اچھا ہے مہنت نے کہا دعا کرتا ہون پھر کہا کہ اے ملکہ یہ جمشید و سامری کا باغ ہے کبھی کسی خدا پرست کا قدم یہان نہین آیا پرچھائین نہین پڑی

یہ تم طلسم پر کیا آفت لائین ملکہ نے کہا کہ مین کیا آفت لائی مہنت نے کہا اگر تم چام چادو کے ساتھ پہلوان طلسمی کو نہ کر دیتین تو یہ آفت کبھی نہ ہوتی اور اے ملکہ یہ کون ہے ملکہ نے کہا کہ یہ عیار ہے ابرج کا اور حنظل جادو اپنی دانست مین دیوار پر چھپی بیٹھی تھی اور یہ تماشا دیکھ رہی تھی لیکن پرچھائین دیوار پر معلوم ہوتی تھی مہنت نے کہا کہ اے ملکہ یہ دیوار پر کون بیٹھا ہے مرات جادو نے جو دیکھا تو معلوم کیا کہ پرچھائین حنظل جادو کی معلوم ہوتی ہے بس اوسنے ہنسکر کہا کہ اے مہنت اسکو پکڑ لے کیونکہ اسنے جو سلوک کیا ہے وہ کاہیکو کوئی کرتا ہے اب حنظل جادو نے چاہا کہ مین کود پڑون مگر دیوار نے چوتڑ پکڑ لیے اور مرات نے کہا اے مہنت اسکو دیوار پر سے اتار لا مین دونون کا سر کاٹون گی مہنت اوٹھکے وہان آیا جہان پرچھائین نظر آتی تھی اور قلم کو گل سرخ مین ڈبو کے تصویر کھینچی اور ماش کے دانے پڑھکے مارے دیوار تڑقی اور تیلہ پیدا ہوا اوس تیلے سے مرات جادو نے کہا کہ جا اپنے ہمنام کو پکڑ لا وہ تیلہ اوڑا اور دیوار پر سے حنظل جادو کو اتار لایا اور سامنے مرات جادو کے چھوڑ دیا حنظل جادو ہوا اس ہونٹھ خشک برہنہ سر کھڑی تھی کہ مرات جادو نے اوس تیلے سے کہا کہ جا اپنے مقام پر وہ تیلہ اڑکر پھر اوسی دیوار مین سما گیا اور مہنت نے حنظل جادو سے کہا کہ اپنے تئین ظاہر کرو ہم تم سا مرد دونون ایک ہین یہ تمھاری کیا سمجھ تھی کہ جو تم ہمسے لڑنے کو آئین حنظل نے کہا کہ اے مرات جادو مین آئی تھی تمھاری ملاقات کو مجکو کسی نے طلسم مین آنے نہ دیا اور کہین مقام رہنے کا نہ ملا سامنے فوج قاسم کی پڑی تھی کہن آوسین گئی قاسم نے میری بہت خوشامد کی مین اسکے شریک ہو گئی مرات جادو نے کہا کہ اگر ایسا کچھ ہے تو شاپور کا سر کاٹ دے اور حنظل جادو کا رنگ سفید ہو گیا دل مین کہا کہ اب تو کیا کریگی عجب طرح کا مقدمہ درپیش ہوا آخر مرات جادو نے کہا کہ خدا پرست کا ذبح کرنا ثواب ہے حنظل نے کہا فی الحقیقت ثواب ہے لیکن اگر یہ تیری اطاعت قبول کرے تو تقصیر تو اسکی معاف کر مرات جادو نے کہا کہ اس کلام سے ہوتا ہے کہ تو ولی ہوئی ہے حنظل نے کہا مین تیری تابعدار رہون جو تیرا جی چاہے تو کہہ مہنت نے یہ سنکے کہا کہ انکو آج قید کر دیں اور سنے ایک کوٹھری مین اسکو قید کر دیا کہ اوسمین ایک لونڈی بھی قید تھی

چنانچہ دو جادوگرون کو حکم کیا کہ وہ دونون حنظل اور شاپور کو کوٹھری مین بند کرآئے وہان ایک اندھیرا ظلمات تھا جب یہ وہان قید ہوے تو اوس لونڈی نے پوچھا کہ تم کون ہو شاپور نے کہا ہم کمبخت تھے جو پھنس گئے لیکن اب طلسم ضرور توڑینگے اوسنے کہا تم نصیبون کے بڑے بلی ہو کہ جو طلسم توڑنے کو آئے حنظل نے اوس وقت سب احوال بیان کیا اور اوس سے پوچھا کہ تو کون ہے اپنا حال بیان کر اوسنے کہا کہ مین کنیز ہون مرات جادو کی اوسنے مجھپر تہمت لگائی کہ یہ زہر دیتی ہے بس اوسنے مجکو قید کیا ایک دن بیچ کر کے ایک لونڈی آتی ہے کھانا اور پانی دیجاتی ہے چنانچہ کل جو آئی تھی اوسنے کہا تھا کہ مین تجکو نکالونگی اور یہان اوس کنیز سے کہ جو کھانا پانی لیجاتی ہے حکم ہوا کہ آج اوس قید خانہ مین تین حصے لیجانا وہ کنیز سب کو کھانا پانی پہونچاتی ہے تین حصے لیکر اوس کوٹھری مین اون لوگون کو دے گئی اور کوٹھری کو بند کر کے چلی گئی راوی کہتا ہے کہ یہان سات اتیت رہتے تھے اور سبکو کھانی پانی پہونچاتے ہین چنانچہ ایک اتیت کیطرف جو وہ کنیز گئی تو اوسنے دیکھا کہ وہ کچھ تختی مین دیکھتا ہے اور روتا ہی اوسنے کہا کہ میان اتیت تم کیون روتے ہو اتیت نے کہا کہ مین جو روتا ہون تو تجھے کیا کنیز پانون پر گری اور کہا واسطے لقا اور جمشید کے سچ بتاؤ کہ تم کیون روتے ہو اوسنے کہا کہ آج کے ساتوین روز یہ طلسم ٹوٹ جائیگا کنیز نے کہا تو تم پھر اسیواسطے روتے ہو مہنت نے کہا ہان مین اسی فکر مین ہون لیکن اگر تو کسی سے نہ کہے تو مین تجھسے ایک بات کہون اوسنے کہا کہ مین کسی سے نہ کہونگی مہنت نے کہا کہ جس بندت خانے مین وہ کنیز قید ہے اوسمین دو شخص اور بھی قید ہین کنیز نے کہا کہ یہ تو مین جانتی ہون بلکہ آج کھانا بھی اونکو دے آئی ہون مہنت نے کہا کہ یہ جو دونون قیدی ہین یہ طلسم کشا کے رفیق ہین اور ایرج شکنندہ طلسم ہے اوسپر سات پہر بھاری ہین بعد اسکے اونکا بجا کے فتح کریگا کنیز نے کہا کہ میرے پاس کنجی ہی اوس کوٹھری کی چلو تو اونکو نکال لون یہ سنکے وہ مہنت اوٹھا اور قید خانے کی کنڈی کھول کے اندر گیا اور حنظل جادو کا ہاتھ پکڑکے کہا کہ اے حنظل اگر تم طلسم آئینہ کی مالک ہوجانا تو ہمکو بھول نہ جانا حنظل نے کہا مہنت جی مین تمکو بڑا آدمی کرونگی مہنت نے کہا کہ یون تو نکلنا نہ ہوگا مگر مین ایک اژدر بنتا ہون اور تمکو

نکل جاتا ہون ایک بیابان مین کچھ لوح کا احوال مجکو معلوم ہے وہان لیجاؤنگا اوس لونڈی نے
کہا پھر مین بھی تمہارے ساتھ چلونگی اوسنے کہا کہ تم چارون مینڈھے رہو یہ کہکے وہ دست اژدہا
بنا اور پانی مین گرکے ایک طرف کو روانہ ہوا دل مین کہتا ہی کہ جہانتک پانی کی شورش ہی تو
چلا چل اب انکو تو جانے دیجیے لیکن حال سنیے کہ ملکہ مرات جادو ملکہ مہلک جادو کے پاس
بیٹھی ہے اور مرات نے مہلک جادو سے کہا کہ عجب طرح کا تماشا ہی کہ ایسے دشمن جانی سکنندہ
طلسم ہاتھ لگین اور قتل نہ کیے جائین اوس وقت مہلک جادو نے کہا کہ اچھا کتاب تو دیکھو
مرات جادو نے کتاب اوٹھاکے سات ورق اولٹ کے دیکھا لکھا ہوا تھا کہ تمھارے ملک کا
جو آفتاب جادو ایتیت ہے وہ قیدیون کو لیکر نکل گیا مرات جادو حیران ہوگئی اور مہلک جادو
کا منھ دیکھنے لگی اوسنے کہا کہ تم میرا منہ کیا دیکھتی ہو مرات نے کہا کہ تم کتاب دیکھو اوسنے کتاب
دیکھی تو معلوم ہوا کہا اے مرات جادو گھر کا بھیدی لنکا ڈھاے گھر کے لوگ تو مل مل کے خواب
کرتے ہین اچھا تم لڑو ہم جاتے ہین دیکھین کہ آفتاب جادو کہان جاتا ہی یہ کہکے پہلے تو چھپون
حجرے اوس باغ مین آکر صنمون کے دیکھے اور جاکے اوس کوٹھری کو دیکھا تو وہ
کھلی پڑی تھی بس اوسنے کہا کہ اے ملکہ تم میرے مکان مین بیٹھی رہو مین جاتی ہون آفتاب
جادو کو مع قیدیون کے پکڑے لاتی ہون یہ کہکے غوطہ مارکے پانی مین ڈھونڈھتی ہوئی چلی لیکن
ایرج نوجوان کو ایک ساحر عظام جادو نام رہتے ہین ملا اور وہ انکو اپنے ساتھ اپنے گھر بہم
لایا اور خیال کیا کہ اسکو اپنے یہان رکھنا بہتر نہین ہے ایسی جگہ رکھنا چاہیے کہ جہان کوئی نجا
اسکی ایک لڑکی ہی قہر چشم جادو اوسکو بلاکے اوسنے کہا کہ اسکو مین لایا ہون تو قید کرا اوسنے
نے ہتکڑیان و بیڑیان پہناکے قید کیا اور آپ ایک تخت پر آکے بیٹھی حقہ پینے لگی اور ایک لونڈی سے
دس گھڑا کھیلنے لگی اور عظام جادو کا دل گھبرایا جی مین آیا کہ شکار کھیلنا چاہیے وہان
غلام ہمراہ لیکر شکار کو روانہ ہوا اور ایک دریا اسکو نظر آیا کہ موج مارتا تھا حباب اوٹھ رہے

تھے پاٹ دریا کا نسان آئینہ مسطح و مصفا نظم

آب تہ دار اور تیرہ بہت	لہر اوٹھی بڑی سو خیرہ بہت
ہوش جاتا تھا دیکھ جوش آب	گوش کرتا تھا کر خروش آب

لیجے نظمے کا کیا کہون مین اوج	باتین کرتی تھی آسمان سے موج

شراب کا شیشہ تو اوسکو خوب تھا دلمین آیا کہ ماہی کا شکار کیجیے اور تازہ تازہ کباب بجھلی کے کھائیے بس اوسنے مہا جال دریا مین ڈالا اُدھر سے آفتاب جادو آتا تھا وہ جال مین پھنسا عظام نے جال کو کھینچا اور غلامون نے جھٹکا مارا اور کہا کہ کوئی مہا شیر پھنسا ہے یا کچھ ہے یا نہنگ ہے غرض جال کو کھینچا جبکہ باہر نکلا دیکھا کہ ایک اژدہا ہے کہ سفید رنگ اوسکے ہاتھ پر دیا ہے عظام جادو نے کہا کہ یہ تو کوئی جادوگر ہے یا کسی ساحر نے سحر کیا ہے اور آفتاب جادو نے دیکھا کہ عظام جادو ہے کہ مجھے ملجائے تو صورت اصلی بن بس یہ جھگڑا پہلے تو شاپور اور حنظل اور لونڈی کو اکل کر گیا اور آپ تڑپ کر صورت اصلی بننے لگا عظام نے دیکھا کہ اس مین ایک خدا پرست ہے اور دو طلسم کی عورتین ہین مگر ایک اون مین غیر ہے عظام جادو نے ان تینون کو تو غلامون کے ساتھ بھجوادیا اور آپ خنجر پکڑکے آفتاب جادو کے سر پر آیا آفتاب جلد اصلی صورت بنا اور اوسنے دیکھا کہ عظام خنجر پکڑے ہوے کھڑا ہے بس اوسنے کہا اے عظام مین نے ان لوگون کا ساتھ کیا ہے تم بھی مل جاؤ عظام نے ایک ناریل اوسکے مارا آفتاب جادو نے اوس ناریل کو کاٹ دیا اور ایک کتل مارا کہ عظام کے سر کے دو ٹکڑے ہوے اب یہ غلامون کو مارنے لگا اون سب کو بھی مار ڈالا پھر وہان سے ایک قلعہ کے دروازے پر آیا اور ایک گولہ نولادی اوس قلعہ کے دروازے پر آیا اور ٹوٹ گیا قلعہ مین پانچہزار جادوگر رہتے تھے اوسنے اون سب کو مار کے بھگا دیا جمعدار رسالدار جو تھے وہ سب آفتاب جادو کے پانون پر آکے گرے یہ غل دوانے عظام جادو کی سنا ارادہ کیا کہ چلیے پھر خیال مین آیا کہ ایرج کی قید کس کے حوالہ کرون وہان ایک پہاڑ تھا اوسپر محبوب جادو نام ایک ساحر رہتی تھی برس اٹھارہ ایک کا سن زلف گرہگیر اوسکی سر حلقہ دلپریشان روے تابان بسان ماہ درخشان جبیان انمول گات سڈول نظم ؎ جب بناگوش اوسنے دکھلایا

صبح کا سا سان نظر آیا	کنج لب آرزوے خال و دل	آگے چلنا نگاہ کو مشکل
ہو تبسم سے لعل کا دل خون	ہنستے دیکھا تھا سو مجھی ہے جنون	ناز کی اوس بیان کی کیا ہے
ہنسی تو ہاتھون ہی مین لے ہے	اسمک اگر ہنسے تو قیامت ہے	پھر قیامت قیامت ہے

دو اجادو کے اُسکو بلا لائی اور اُس سے کہا کہ اے محبوب جادو طلسم مین کچھ خلل ہو رہا ہے بس ہم ایرج خبردار رہو یہ فیدی پرسون کا آیا ہوا ہے مین جاکے لاتی ہون یہ کہکے چلی گئی محبوب جادو نوجوان ہے اور ایرج بھی نہایت خوبصورت ہاتھ پاؤن گول گول سانچے مین ڈھلے ہوئے رخ سرخ و سفید کہ مسدس

دام ولہاے حسین حلقۂ مہ خمدار	تار ہو کافر سودائی کے حق مین زنار
طرہ چھوٹا ہوا اور سر پہ ہی بانکی	اور ٹیڑھی سی وہ ٹوپی ہی مرصع زرتار
صاف پیشانی سے تھا بخت بلندی پیدا	چاند ماتھا تھا تو سجدے کا نشان تھا تارا

محبوب جادو اسپر فریفتہ ہوئی اور ایرج بھی عاشق ہوئے سلطان عشق نے دونون کے دلپر

چڑھائی کے ڈیرے ڈالدیے لشکر	ملک دلپر عشق نے جب آنکر ڈنکا کیا	کھر لیا املاک میرا جا پر دعوی کیا
بھیجکر کوچہ بکوچہ رہ بدہ فوج جنون	کرکے تسخیرات پھر اپنا عمل پورا کیا	محبوب جادو نے ہر خید ضبط

کیا مگر نہو سکا ایک آہ کی اور زبان سے نکلا کہ بیت تیر ازان ناوک پرفتنہ جست ✤ بر جگرم آمد و تا پر نشست ✤ ایرج نے بھی شعر عاشقانہ پڑھے ابیات

اس تپش کا ہی مزا دل ہی کو حاصل ہوتا	کاش مین عشق مین سرتا بقدم دل ہوتا
آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا	تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا
دل گر فتونکی اگر خاک چمن مین ہوتی	تو جہان دیکھتے ہو غنچہ وہان دل ہوتا

محبوب جادو نے بیساختہ کہا کیون صاحب یہ کیا پڑھا ایرج نے کہا جو تمنے پڑھا وہ ہمنے بھی پڑھا ایرج نے دل مین کہا کہ طلسم مین ہمتو قید ہوے مگر اب ہمتو قید تھے ہی دل بھی ہمارا قید ہوا اور محبوب اپنے دل مین کہتی ہے کہ دو آئیگی تو ایرج کو لے لیگی کچھ تدبیر کر سوچتے سوچتے کہا کیون صاحب تمہارا نام کیا ہے ایرج نے کہا میرا نام ایرج بن ملک قاسم نعل خقتان خاور سیاہ علمشاہ کا پوتا ہون اور امیر حمزہ صاحبقران کا پرتا ہون محبوب نے کہا یہ تو معذور رہنین کہ طلسم سے مین تمہارا ساتھ دون مگر سامنے وہ جو پہاڑ ہے اُسپر میرا مکان ہے اور کسی کا دیا لیا نہین کھاتی ہون تابع دار نہین ہون تم میرے مکان مین چلو خوبی بنیگی یہ کہکے محبوب نے ایک بانس کے آٹے کا پتلہ بنا کے زندہ کرکے ہتکڑی بیڑی پہنا کے ایرج کی

قید تو دفع کردی اس پتلے کو وہی ہتکڑی بیڑی پہناکے ایرج کو سحر سے غائب کرکے کنیزون کو
طلب کیا اور کہا مین کسی کام کو جاتی ہون تم خبردار رہنا یہ کہکر ایرج کو لے گئی اور اپنے مکان
مین لائی وہان تمام اشیا اسباب عیش و آرام مہیا تھا کنیزین خدمت کو حاضر تھین گلابیان
شراب کی کباب کی قابین چنگیردان چوگھڑے عطردان پاندان وغیرہ سب موجود تھا چنانچہ
ایرج وہان بیٹھا ناچ ہونے لگا ایرج نے محبوب سے کہا اگر تم مسلمان ہوجاؤ تو مین شراب
پیون وہ مطیع اسلام ہوئی اب دور جام مے ارغوانی چلنے لگی جلسۂ عشرت آراستہ
ہوا یہان دو اجو قلعہ مین آئی دیکھا کہ عجب طرح کی تباہی ہے لوگ بھاگے جاتے ہین غل ہے اُسنے
ایک آدمی سے پوچھا کہ کیون یہ غل کیسا ہے اُسنے کہا کہ عظام مارا گیا آفتاب جادو کے
ہاتھ سے اور آفتاب جادو نے یہان آکر اور ساحرون کو مارا یہ اُسی کا غل ہے دو آنے یہ سُنکر
ایک ناریل سحر کا تیار کیا اور چلی حنظل جادو اور شاپور خوشنود بیٹھے تھے کہ دو آسامنے سے
نظر آئی وہ ساحر جو بھگے تھے اُنھون نے کہا کہ عظام جادو کی دو آئی ہے اے آفتاب جادو یہ
بڑی آفت برپا کریگی یہ وہ ساحر کہہ رہے تھے کہ دو آنے آکر ناریل آفتاب جادو پر مارا آفتاب
جادو نے خالی دیا لیکن پیچھے جو دس بارہ ساحر کھڑے تھے وہ ناریل انکو توڑ گیا شاپور
جست کرکے دو آکے برابر آیا دو آنے اُسکے ایک تلوار ماری آفتاب جادو نے جو جست کی
شاپور کے تلوار نہ پڑی مگر اُسکی ایڑی کٹ گئی اور حنظل جادو نے گولا فولاد کا مارا وہ دو آکی
داہنی ران لگا توڑ گیا دو آنے اب چاہا کہ مہلک جادو کو خبر کرون بس یہان سے
چلی آفتاب جادو نے کہا کہ یہ ضرور کہین گر کر مر جائیگی اور مہلک جادو دو تین کوس
تو پانی مین آیا بعد اسکے پانی سے نکلا اور حیران کھڑا ہے کہ آفتاب جادو زمین مین گھس گیا
اُڑکر آسمان پر گیا کیا ہوا اور دو آ چلی جاتی ہے اُسکو پیاس معلوم دی اور کچھ بھوکی ہوئی خیال مین
آیا کہ دریا پر مرغابیان بیٹھی ہین چلکے شکار کرانھین کے کباب کھا اور پانی دریا کا پی یہ سوچ کر
جانب دریا چلی مگر ران جو زخمی تھی تو گر پڑی اور اُسنے دیکھا کہ مہلک جادو کھڑا ہی اور
مہلک نے بھی دیکھا کہ ایک عورت گر پڑی دیکھا جو ہی تو عظام کی دو آ ہی پکارا کہا ری تجکو
کیا ہوا پس اُسنے کہا کہ جمشید و سلیمری نے مرہدی اے مہلک قلعۂ عظامیہ مین یہ حال ہی

کہ حظام جادو کو آفتاب جادو نے مار ڈالا یہ کہکر سب حال بیان کیا مہلک جملہ کیفیت
سُنکر قلعہ کے برابر آیا اور اُسنے برف گرائی کہ دو تین سو ساحر ہلاک ہوا پھر پتھر برسائے شتابپور
اور حنظل حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا ہے اور ودا نے کہا اے مہلک دیکھیے وہ چارون جادوگر
کھڑے ہین مہلک نے سحر کرکے چار گھڑی مین سبکو قید کیا اور جو شریک ہوگئے تھے
وہ مہلک کے پانون پر گرے مہلک سب کو باندھکر لیچلا ودا نے کہا ای مہلک ایرج بھی
میرے پاس ہے مہلک یہ سُنکر نہایت خوش ہوا اور مہلک کو اپنے مکان مین لائی تذرد ی
اور کہا بالون اندر دالان مین چلیے ہین محبوب جادو کو چھوڑ گئی دالان مین جاکر دیکھا
محبوب جادو کو نپایا کنیزون سے پوچھا کہ محبوب جادو کہان گئین کنیزون نے کہا ابھی کہین
گئی ہین مہلک نے آگے بڑھکے جو دیکھا تو ایرج کی آنکھ نہین پھرتی ہے مہلک نے کہا ای
ودا یہ تو سرد ہوگیا ودا نے ہاتھ پکڑکے دیکھے تو واقعی مرگیا ہے ہوا جو لگی ودا کے ہاتھ مین آٹا لگا تھا
خشک ہوگیا مہلک نے کہا کہ ارے تیرے ہاتھ مین ماش کا آٹا لگا ہے اُسنے کہا صدقہ گئی کل
یہ بگڑا آیا تھا آج کیا سڑ گیا مہلک نے ایک لکڑی سے ایرج کے پتلے کو ڈھکیلا وہ ماش کا پتلا
تھا گر پڑا سر الگ دھڑ الگ ہوگیا مہلک نے کہا یہ تو ماش کا آٹا ہے اے ودا چلو تو
محبوب کے پاس وہان محبوب جادو نے خوب شراب پی تھی ایرج کو نشہ تھا بارہ دری مین
پردے ڈال کے ایرج کے ہاتھ پر سر رکھے لیٹی تھی ایرج نے اُسوقت دیکھا کہ محبوب کی
چوٹی سے کچھ کھل کے تیرے ہاتھ پر آرہا اُٹھاکے جو دیکھا تو کاغذ پایا اُسمین لکھا تھا کہ شاید یہ
کاغذ ایرج کے ہاتھ لگے یہ صندوق مخملی جو دھرا ہے اِسمین ایک تلوار ہے ایرج اُٹھا برابر
محبوب نے آنکھ کھولی کہا ایرج کہان جاتے ہو کہا پیشاب کو جاتا ہون محبوب جو دیکھے کہ چوٹی
کھلی ہے بے اختیار کہا ہاے میری مان نے کہا تھا کہ تیری چوٹی جو کھلی دے تو جانا کہ تیری
جان گئی اور ایرج صندوق پاس پہونچا کہا ارے کمبخت کہان جاتا ہے میرے مارنے کا ارادہ ہے
اور دوڑی ایرج یہ نہ جانتا تھا کہ اُسکی قضا اس تلوار سے ہے محبوب نے ایک تانیخ ماری
ایرج نے دوڑکے ایک تلوار ماری محبوب جادو دو ٹکڑے ہوگئی سب مکان مین غُل مچ گیا بارہ دری
اُتر گیا دیکھے تو میدان ہے خیال جو کرے قبضہ پر لکھا ہے کہ جسکے ہاتھ تلوار لگی وہ سکی

قسمت بڑی زبردست ہے اسی طلسم کے تہخانہ مین ایک گھوڑا ہے اُسپر سوار ہوکے جاوے
لوح کا ٹھکانا لگیگا ایرج نوجوان تہخانہ کو لگے دیکھنے دیکھا ایک طرف گھوڑا مع ساز و یراق کھڑا ہے
ایرج بسم اللہ کہکے سوار ہوکے طرف مشرق کے روانہ ہوا دل مین کہتا جاتا ہے کہ دیکھیے کہ ہر مقدر
لیے جاتا ہے چنانچہ ایک بیابان ملا دیکھا کہ ایک درہ پہاڑ کا ہے اُسپر چار عصا بردار عصا ہاتھ مین
مین لیے کھڑے ہین پہاڑ پر سے اُترے اور ایرج کو سلام کیا کہا ہم جانتے ہین کہ تم شکنندۂ
طلسم ہو لیکن کسی نے طلسم آئینہ فتح نہین کیا ہمکو تیری جوانی پر رحم آتا ہے اے عزیز
اِن دروں مین ایک درہ ہے بہتر یہ ہے کہ نکل جا ایرج نے کہا اگر ہماری زندگی ہے اور قسمت مین ہے
تو فتح کرینگے اگر نکلجانے کا ارادہ ہوتا تو کیون آتے کہکے ایرج ایک سمت کو چلا عصا بردارون نے
کہا بھائی اسکا نصیب زبردست ہے اُسی سمت جاتا ہے جدھر کچھ فائدہ ہو رہیگا غرض ایرج
کو جاتے جاتے ایک بیابان ملا دیکھا ایک باغ ہے دروازہ کھلا ہوا ہے پہلے تو ارادہ کیا
کہ باغ مین جاکے سیر کیجیے پھر خیال مین آیا کہ اے ایرج ہاتھ پانون کھلے ہوے ہین
مرکب پر سوار ہو باغ مین جا کے کسی آفت مین جو گرفتار ہو جاؤ اس سے نہ
نہ جانا بہتر ہے یہ سوچ کے ایک سمت کو چلا اور مہلک جادو جو محبوب جادو کے
مکان پر آباد دیکھا کہ محبوب ماری گئی مہلک نے کہا ارے دوا یہ کیا ہوا دوا نے کہا زندگی قسمت
مین لکھی دوست دشمن نہ سمجھی آخر اپنی جان کھوئی مہلک جادو نے کہا میرے ہاتھ سے
کہان جائیگا لیکن ان قیدیون کو ساتھ لیے چلنا مناسب نہین ہے انکو قید کیجیے مہلک جادو
کو سب احوال طلسم معلوم ہے یہ ایک جنگل مین گیا وہان ایک مکان بنا ہوا تھا اُسکا دروازہ
کھول کے حنظل جادو آفتاب جادو شاپور اور دونون لونڈیون کو قید کیا اور آپ ایرج
کی فکر مین چلا اور ایرج پھر دن رہے ایک بیابان مین پہونچا کہ وہ جنگل باغ کی طرح روشن
پڑی ہے آراستہ درخت گنجان سایہ دار لگے ہوئے کوڑیالہ رشک لالہ پھولا ہوا
سبزۂ زمرد بن لہلہاتا ہوا چلتی تو جوبن دکھاتا **نظم** ؎ زمین شفاف رستے صاف دروا
نہال سبز مثل باغ پیدا ؎ درخت اکثر بگرد سب کے جدا رنگ ؎ نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
تو لذن جابجا مرغ خوش آہنگ ؎ ہر اک کے زمزمہ کا کچھ نیا ڈھنگ ؎ لبالب آب سے نہرین ہر اک سو

جو لجائین دل عاشق سے قابو + کوئی گل مثل رو سے اہ بُراق + اُداہٹ مین کوئی مشہور آفاق

وہان ایک نقاب دار مرکب پر سوار برچھا ہلا رہا تھا اور پیچھے اُسکے آٹھ دس سوار کھڑے تھے اور ایرج نے دیکھا کہ نہایت خوب برچھا ہلاتا ہے اور کس خوبصورتی سے بچھے کے ہاتھ نکلتے ہین کہ طبیعت وجد کرتی ہے بس اُسنے آگے بڑھکے کہا کہ سبحان اللہ کیا خوب برچھا ہلاتے ہو اور کیا خوب کثرت بھ پہونچائی ہے اسمین گھوڑے نے جو جست کی جھٹکا جو پڑا نقاب کے بند ٹوٹ گئے ایرج نے دیکھا کہ ایک عورت ہے جسکا چہرہ بسان آفتاب تابان اور مہر درخشان تابندہ ہے مانگ سے اُسکی کہکشان منفعل زلف مین اُسکی شب قدر کا منفعل دل خنجر مژگان سے دل عاشق ٹکڑے ٹکڑے چھریان کلیجے پر چلین چشم فتان مفسدہ پرداز گردش مردمک چشم فسون ساز بینی سے گل شبو کا ناک مین دم عارض تابان سے ماہ مہر نادم ذقن سیب جنت سے بہتر انار سینہ انار بہشت سے خوشتر ناف ساغر صہبا شکم لوح سیمین آئینہ کف پا حنا سی رنگین ابیات

چشم کرشمہ جان تغافل	سامان اُسکے شان تغافل	پانی ہے ابرو کا اشارا
غمزہ نے اک خنجر مارا	رخصت دے گر عشوہ گری کو	ایک ہی جلوہ بس ہے پری کو
ہنسنے مین وہ صفائی دندان	برق خرمن عالم امکان	آہ صفائی اُس سینہ کی
غیرت افزا آئینہ کی	شکل جبین مین یہ نہ گمان ہی	صورت ہے انداز کہان ہی

اِدھر تو اسکے بند قبا ٹوٹے اُدھر ایرج کا دل ٹوٹ گیا اور اُس عورت نے اپنے سوارون سے کہا کہ یہ عجب بات ہی کہ سالہا سال سے یہ نقاب بند مین رہتی تھی کبھی بند نقاب نہین ٹوٹے آج کیا ہے کہ یہ ٹوٹ گئے یہ کہکے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا اے جوان تیرا کیا نام ہے ایرج نے کہا مجھے ایرج بن قاسم کہتے ہین اُسنے کہا کہ اے عزیز یہ طلسم سبز کا مقام نہین ہے یہان جو آیا پھنسا جیتے جی باہر نہ نکل سکا تم ناحق آئے ایرج نے کہا کہ ہمارے تمھارے راہ مین ملاقات ہوئی اگر اپنے گھر لے چلو تو سب حال بیان کرین یہ شہزادی کہ نام اِسکا مینا ہے جادو ہے اُسنے کہا کہ اچھا چلو ایرج اُسکے ساتھ ہوا راہ مین اِسنے کہا کہ اے ایرج دس بارہ دن ہوئے ہین کہ قلعہ مینا کی کچھ خبر نہین معلوم اور ہین اپنے بھائی آسمان جادو کو قائم مقام کرکے شکار کو نکلی تھی ایرج نے کہا کہ خیر و عافیت ہوگی کچھ گھبراؤ نہین مگر

حال سنیے کہ ایک جلاد جادو ہے کہ وہ قزاقی کیا کرتا تھا اُسنے جو یہ خبر سُنی تو چالیس ہزار قزاقون کو ہمراہ لے کر قلعہ مینا پر چڑھ آیا آسمان جادو نے قلعہ بند کر لیا جلاد جادو نے قزاقون سے کہا کہ تم اگر ارادہ کرو تو مین نہ جاؤن اور نہین تو مین جاتا ہون اور اُدھر قلعہ کے خندق عمیق اور پُر آب ہے تو مین لچھڑ لچھڑ قلعہ پر لگی ہین تیل کے کڑھاؤ گرم ہو رہے ہین پُرانے پُرانے چھپر دیوار قلعہ سے لگے ہین رہٹ و رام چنگے چوپے چلستار قلعے پر رکھے ہین گولہ انداز برق انداز بندوق انداز توپون کے دہنے باہین سنبھل رہے ہین آسمان جادو زیر نگیہ زرتار تاج شاہی سر پر رکھے کرسی پر بیٹھا ہے کہ

نظم

ہوا اک بات کہنے مین وہ بیتاب — جو کچھ اسباب جنگی ہوے درکار
لگین ہر سمت توپین اور بندوق — بنایا جسمین لشکر غیر کا راہ
کہ جانا جسکے مُنہ پر سخت دشوار — رکھی چار دانگ طرف آتش کی وہ مار
کیا سب بند و بست ایسا کہ جاے — مہیا جنگ کا تھا سارا اسباب
بنایا قلعہ کو آتش کا صندوق

غرض در بند و خندق کر کے پر آب

جلاد جادو مرکب کو دوڑاکے چلا قلعہ والون نے ایک نامہ لکھکر تیر مین باندھ کر پھینک دیا اُسمین لکھا کہ اے جلاد جادو کیون اپنی جان دیتے ہو پھر جاؤ نہین تو ہم گولے مارین گے تمھارا کہین ٹھکانا نہ لگیگا جلاد نے اُس نامہ کو پڑھا اور کہا ع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است اور گھوڑا ڈال کے چلا قلعہ پر سے گولون کی بوچھار ہونے لگی اور جھکا جھکا کر توپین گولے مارنا شروع کیے کہ وہ میدان تمام آتش بہار ہو گیا لیکن جلاد جادو گولون کو بچاتا ہوا اور سپر سے روکتا ہوا قریب خندق پہونچا اور خندق کو فرّا گیا اسوقت چھپرون مین آگ لگائی گئی تیل کے کڑھاؤ ہانڈیان بارود کی پڑنے لگین اینٹین اور پتھر قلعہ دار مارنے لگے ابابیل

لگا چھٹنے قلعہ کا تو یہ نشانہ — ہر اسان جسکی آتش سے زمانہ — دھوئین مین اسطرح اُڑھار رنجک
کہ جیون بادل مین بارش کی برق چمکے — نکلنا توپ سے گولے کا رخشان — گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
وہ بندوقون کی پھٹنا ہر طرف باڑھ — کہ شمشیر اجل ہین بانٹتی باڑھ — یہ گولہ سر خ نکلے تھا شتابی
شب یلدا مین جون تیر شہابی

جلاد جادو نے سپر فراخ دامن چہرہ پر رکھ کے ان بلاؤن کو جھیلا اور گزارا کہ پھاٹک ٹوٹا اُسوقت تو فوج بھی اُسکی لینا لینا کہکے چلی اور مٹی کی ٹوکریون سے خندق کو پاٹا نردبانین لگا لگا کے قلعہ پر چڑھ گئے کچھ لوگ دروازے سے

داخل ہوئے ادھر کی فوج بھی آئی اور تلوار چلنے لگی کہ پھر تو اشعار

جوانون نے پیا بس آب پیکان	در آورده ہوا لشکر وہ اکبار
کرون کیا دشتۂ نازک کی تقریر	کہ پہلو اُنسے تھے قندیل پر تیر
ہوا ہستی سے بعضونکا نشان گم	ہزارون ہی غرض مجروح تن تھے
ہوئے کفار کچھ گولون سے فی النار	ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار

کہون کیا مین ہو جو تیر باران
لگی چلنے جہم دونون من تلوار
اِدھر اُودھر ہوئے مجروح مردم
ہزارون مُردے بے گور و کفن تھے
مین گرمی جنگ مین آسمان

جادو کا جلاد جادو سے مقابلہ ہوا آسمان جادو نے تلوار ماری جلاد جادو نے سپر پر روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا تو سپر کو کاٹ کر خود دو بلغہ زرہ ٹوپ کو کاٹ کر تا دو ابرو تلوار اُتری آسمان جادو نے داستانے مارے کہ تیغہ جھنا کے نکلگیا مگر جلاد جادو نے کمر مین ہاتھ دے کر آسمان جادو کو اُٹھالیا اور چکر دے کر زمین پر مارا اُسوقت سب فوج بھاگ گئی اور اُسنے آسمان جادو کی مشکین باندھین اور اپنی فوج کے حوالہ کیا پھر وہان سے دار الامارت شاہی مین آیا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوے اُنسے کہا کہ ای رئیسو شریفو ایک رنڈی ہے مینائے جادو وہ میرا کیا کر سکتی ہے جسکو کہ میری اطاعت کرنا ہو وہ تو قلعہ مین رہے اور جسکو نہ کرنا ہو نکل جائے کچھ لوگ تو پہلے ہی بھاگ گئے تھے جو باقی تھے اُنھون نے اطاعت کی شادیانے عشرت کے بجنے لگے اور جلاد جادو نے خزانہ کھلوا کے روپیہ لوگون کو بانٹے اور بعشرت تمام بیٹھا لیکن ملکہ مینائے جادو جو ایرج کو لیے آتی تھی راہ مین اُسنے خیال کیا کہ ایرج پوشاک اور کپڑے طلسم کے نہین پہنے ہے بلکہ جیسے خدا پرست پہنتے ہین وہ لباس پہنے ہے یہ ضرور خدا پرست ہے اس قسم دے کے پوچھنا چاہیے یہ سوچ کر ایرج سے کہا کہ تمکو قسم اپنے دین و مذہب کی سچ بتاؤ کہ تم کون ہو ایرج نے سب حال بیان کیا اُنکو ڈر کسکا تھا مینائے جادو نے اپنے دل مین کہا کہ شکنندہ طلسم ہے گھر غارت کرنے آیا ہے اسکو چلکر کسی درے مین زیر کر کے مار ڈالیے اسی فکر مین تھی کہ ایک درہ پہاڑ کا معلوم دیا اُسمین اُتر کے کہا کہ کوئی شراب لائے وہ جو سوار ساتھ تھے گھوڑے دوڑا کے گئے اور گلابیان شراب کی لائے مینائے جادو کی چوٹی مین ایک نہر کی رہا کرتی ہے اُسنے ایک گلابی مین زہر کو ملایا اور ایرج سے کہا کہ لو شراب پیو ایرج نے کہا کہ تم

نشہ خوب ہوا اور مین پیتا بھی کم ہون اس اثنا مین دیکھا تو بہت سے جادوگر گٹھریان بقچیان لیے ہوے زخمی برہنہ پا برہنہ سر کچھ عورتین کچھ بچے کچھ اڑکے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ مین لیے ماں کا دامن پکڑے ماں اسکی نہیتا رے بھیا رے کہتی چلی آتی ہین میناے جادو نے پوچھا کہ یہ تو تیرے قلعہ کے لوگ ہین پس یہ بدحواس ہوئی اور پکاری کہ تمکو کیا ہوا کس نے زخمی کیا اُن لوگون نے جو میناے جادو کو دیکھا تو کل حقیقت بیان کی ملکہ نے کہا کہ مین کیا کرون وہ مرد ہے میرے اسکے مقابلہ کیا ایرج نے کہا کہ ای ملکہ تمنے مجھپر احسان کیا ہے کہ اسوقت شراب پلاتی ہو اور گھر لیے چلتی ہو تم مجکو لے چلو مین بحکم خدا ایک ہی ضرب مین دو پرکالہ کر دونگا ملکہ سمجھی کہ جمشید اور سامری نے اسی واسطے اسکو بھیجا تھا اگر فتح ہوئی جب تو تیرا ملک ملا اور ناحق تو اسکو زہر دیتی ہے پھر یہ یون ہی مرجائیگا مار ڈالنے سے اسکے مطلب ہر کیا مضائقہ ہے لے چل یہ سوچ کر گلابی زہر کی اسنے پھینک دی ایرج نے کہا تمنے شراب کیون پھینک دی کہا مین اٹھاتی تھی میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی قصہ مختصر سوار ہو کے دونون چلے جبکہ دو تین کوس پر قلعہ لگیا دیکھا کہ گانون گراؤن دیہ قریہ اطراف جوانب سب کو لوٹ لیا ہی جبکہ نزدیک قلعہ کے پہونچے قلعہ پر لوگ دوربین لگائے ہوے بیٹھے تھے دیکھا کہ میناے جادو ایک سوار کو لیے چلی آتی ہے دوڑکے جلاد جادو کو خبر کی جلاد جادو نے کہا ایک رنڈی کے واسطے دروازہ بند کرنا بہادری سے بعید ہے ارے میرا مرکب لاؤ اور سوار ہو کر چلا اسمین میناے جادو آپہونچی جلاد پکارا ارے تیرے سپاہی کو مین نے مار اکام تمام کیا قلعہ بزور شمشیر مین نے لیا اگر تو چاہے تو تجکو ایک حویلی پختہ قلعہ کے باہر بنوا دون بخوبی روٹیان کھایا کر ایرج نے کہا جو بہادر ہوتے ہین وہ روبرو لڑتے ہین یہ نہین کہ ملکہ تو شکار کو گئی مکان خالی دیکھ کے لے لیا پھر کہتا ہے بزور شمشیر لیا اب اگر تے لیوے تو ہم جانین کہ بزور لیا جلاد نے کہا ارے تو کون ہے نام تو بتا کہا منم ایرج بن قاسم لعل ختتان خاور سیاہ تیری قضا مجکو یہان لائی ہے جلاد جادو نے ملتفت کھا اور چھاپکر کے سامنے آیا ایرج نے ملکہ کے ہاتھ سے برچھا لیکے سامنا کیا نیزہ بازی ہونے لگی ایرج نے ایک جگہ اٹکل کی نیزہ سے نیزہ ملا کے جو جھٹکا مارا صاف جلاد کے ہاتھ سے نیزہ نکلگیا جلاد نے دوڑ کے تلوار ماری ایرج نے سپر روک کے

تلوار ماری جلاد جادو نے سحر کیا داستانے مارے لیکن انگلی کاٹ کے نکل گئی چادر خون کی منہ پر چھوٹنے لگی جلاد جادو مرکب سے کودا ایرج بھی کودا کشتی ہونے لگی بعد پہر بھر کے جلاد جادو نے دیکھا کہ ایرج زبردست ہے ایسا نہو کہ باندھ لے سحر کرکے پکڑ لے یہ سوچ کے سحر کیا ایرج کے ہاتھ پانوں ڈھیلے ہوگئے جلاد جادو پکڑ کے لیچلا ملکہ مینا سے جادو نے کہا ایسے جوان بہادر کہان پیدا ہوتے ہین جو بگانے واسطے اپنی جان دین دوڑ کے پکاری ای شہریار دل کا حال کہو کیا ہوا ایرج نے کہا ملکہ دغا کی مینا سے جادو بھی سحر مین گرفتار ہوگیا ایک پچکاری پانی کی سحر کرکے ماری تھوڑا پانی ایرج کے منہ مین گیا ایسا پرے سحر اتر گیا مینا سے جادو کے بازو پر یہ بندھا ہوا تھا کہ سحر اثر نہ کرتا تھا ملکہ نے ایرج کے بازو پر باندھ دیا جلاد نے ہر چند سحر کیا کچھ اثر نہوا مینا سے جادو نے آہ شہریار مارے اسکو ایرج نے شانے پکڑ کے ایک پٹکہ دیا چھاتی مین سر دے کے لیچلا یہان مارا یہان پچھاڑا چند قدم لیجاکر کمر مین ہاتھ دے کے اٹھایا برابر ایک غار مین مارا ہڈی پسلی برابر ہوگئی ایرج نوجوان تلوار کھینچ کے قلعہ کے اندر گھسا مینا سے جادو کی فوج نے جلاد کی فوج کو جو تھی مار تلوار مین بھگا دیا اور بہت سے لوگون نے اطاعت قبول کی مینا سے جادو نزر نثار کرتی ہوئی ایرج پاس داخل قلعہ ہوئی کہا اے ایرج نوجوان پہلے مین تیری دشمن تھی لیکن اب تیری دوست ہون مقرر تو طلسم فتح کریگا یہ کہکے کہا باغ عیش مین جشن کی تیاری ہوئی جبکہ تیاری ہوچکی خبر ہوئی منکہ ایرج سوار ہوکے باغ مین گئی تخت پہ بیٹھی دیکھا نہایت پر تکلف باغ تیار ہی ناچ ہونے لگا راگ کا سمان بندھا بعد ناچ کے دسترخوان چنا گیا ملکہ ایرج نے کھانا کھایا شراب کباب اڑ رہے ہین جو آتا جاتا ہے ایرج کو نذرین ہوتی جاتی ہین اور وہان مہلک جادو فکر مین ایرج کی دد اسے کہتا جاتا ہی کہ مین ایرج کا ٹھکانا نہ لگا چنانچہ کچھ آدمی زخمی معلوم دیے مہلک جادو نے ایک دو سٹرڑ زمین پر مارا ایک اژدہا پیدا ہوا مہلک سحر کا اسباب آراستہ کرکے چلا دد ابھی چلی جبکہ قلعہ مینا پر آیا اژدہا قلعہ سے بلند ہوا لوگون نے خبر مینا سے جادو کو پہونچائی لیکن اکہ ایرج کے بازو پر بندھا ہوا تھا ملکہ بھی بھول گئی تھی ایرج تلوار پکڑ کے اٹھا اور سامنے مہلک جادو کے آیا مہلک نے کہا

منم مہلک جادو کے گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت بروی ایرج نے کہا منم
ایرج نوجوان مہلک اژدر دہا کے آگے آیا اژدر کے منہ سے آگ نکل رہی تھی بہت
سے جادوگر جلگئے مہلک جادو نے ایرج پر تلوار ماری ایرج نے سپر پر روکی سپر کے دو
دو ٹکڑے ہوئے ایرج نے خالی دے کے برابر سے ایسی ایک تلوار ماری خود دو بلغ عرق
چین کا ٹکڑے مع اژدر دو ٹکڑے کیے لیتا پڑا کشتی مرانام من مہلک جادو بود دوا جو دیکھے تو
مہلک مارا گیا مرأت جادو جاگی اور ایرج کو مینائے جادو کے مکان مین آئی ایوان
شاہی مین تلاش ہونے لگا مینائے جادو کہتی تھی عجیب مقدمہ ہے اب تو مہلک جادو
مارا گیا آگے دیکھیے کس طرح پر سامنا ہوتا ہے لیکن مینائے جادو کو نہایت خوشی
تھی اور جس وقت مہلک جادو مارا گیا کند مین سے شاپور شیر دل و حنظل جادو
و آفتاب جادو دونون لونڈیان چھوٹین حنظل جادو نے کہا جنسے قید کیا تھا یا تو وہ مارا گیا
یا کچھ اسکے مزاج مین رحم آیا کہ چھوڑ گئے یہ کہکے پانچون شخص وہان سے چلے ایرج نوجوان کی سب
کو فکر ہے مہلک جادو مرأت جادو کو اپنے مکان مین بٹھا آیا تھا جسوقت مہلک جادو
مارا گیا وہ دریا خشک ہو گیا مرأت جادو کہ یہ حال دیکھکر بسان آئینہ حیران ہو گئی
ہر ایک کا منھ دیکھنے لگی دل مین کہنے لگی مہلک جادو ایسا نہ تھا کہ مارا جاوے جھوٹ
ہے پھر کہتی ہے کہ اگر مارا نہین گیا تو دریا خشک کیون ہوا مقرر مارا گیا اسے ملکہ مرأت جادو
غضب خان چوب زن کو نامہ لکھ یہ خیال کرکے پانچون آدمیون کو بلا کے وہ مکان
سونپ کے کہا مین غضب خان چوب زن کو لکھتی ہون دس بارہ روز سے وہ
شکار کھیلنے کو گیا ہے مین مقرر بلاتی ہون یہ لکھکے وہان سے سوار ہو کے اپنے مکان مین
آئی لوگون نے مجرا کیا کہا ملکہ دو روز سے تم نہین آئین ہمارا دل لگا ہوا تھا طبیعت
نہایت متفکر تھی دیکھا کہ مرأت جادو حیران ہے آنسو بھرے ہوے ہین ایک نے عرض
کی ملکہ ہمکو آپ کی طبیعت متفکر معلوم دیتی ہے کیا باعث ہے مرأت جادو نے کہا تقدیر
مقدر یون معلوم دیتا ہے کہ طلسم ٹوٹ جاوے یہ کہکے نامہ غضب خان چوب زن کو
لکھا کہ طلسم آئینہ مین حمزہ کا پوتا پہونچتا آیا ہے چنانچہ مہلک جادو مارا گیا حنظل جادو سے

بہت لوگ ملگئے ہین معلوم یہ دیتا ہے کہ طلسم ٹوٹ جاویگا بہتر یہ ہی کہ اپنے تئین جلد پہونچاؤ
اور ایک جادوگر کو بلاکے کہا جلد یہ نامہ غضب خان چوب زن کے پاس لیجاؤ وہ شکار کو
طرف کوہ عقیق سلیمانی کے گیا ہی اور غضب خان کوہ عقیق کے جنگل مین شکار کھیلکے خیمہ مین
داخل ہوا تھا وہان کباب لگ رہے تھے شراب پیتا تھا اور کباب کھاتا تھا چالیس ہزار جادوگر
بارہ ہزار سوار کا لشکر پڑا ہوا تھا تمام لشکر مین نیل گاو ہرن چیتل باڑھے مارنے کے کباب ہو
رہے تھے لوگ بیٹھے ہوے تھے کوئی کباب لگاتا تھا کوئی قورمہ پکاتا تھا کسی نے پلاؤ پکایا
تھا کوئی قلیہ پکا رہا تھا دھوم دھام تھی خاصت کا اژدھام تھا کہ وہ جادوگر نامہ لیکر آیا خبر
ہوئی کہ مرآت جادو کے پاس سے ایک جادوگر نامہ لایا ہے غضب خان نے کہا
کہ بلالو وہ آیا اور اُسنے سلام کرکے نامہ دیا اُسنے نامہ پڑھا رنگ اُسکا سفید ہوگیا اور کہا کہ اے
قاصد حال تو بیان کر کہ کیا مقدمہ گذرا اُسنے سب حال بیان کیا غضب خان کو ایک
سناٹا آیا اور قاصد نے کہا کہ جلد تشریف لیجیے دیر نہ کیجیے لیکن غضب خان نے کہا کہ ای
طوفان جادو یہ کونسا مکان ہی کہ جہان ہم شکار کھیل رہے ہین طوفان نے کہا کہ کوہ
عقیق ہی اور یہان لقا بھی اُترا ہوا ہے خدا پرستون سے سنا ہے غضب خان نے کہا
کہ اے بھائی ایرج نے تہمکا طلسم مین ڈال رکھا ہے مہلک مارا گیا مرآت جادو
نے نامہ مجکو لکھا اور طلب کیا ہی چاہتا ہے کہ پہلے لشکر حمزہ کو غارت کرون بعد اُسکے طلسم
مین چلکے ایرج سے سمجھ لینگے طوفان جادو نے کہا کہ سامنا ایرج سے ہے اور ملکہ مرآت
جادو حیران ہی بہتر یہ ہے کہ طلسم کو چلیے ادھر سے جب پھریگا تو سمجھ لیجیگا اُسنے کہا کہ مین
اکیلا خداوند لقا کے پاس رہونگا دوسرے دن چلونگا اسمین قاصد نے کہا کہ کل تو تم
چلوگے ہم بھی تمہارے ساتھ چلینگے بس غضب خان سوار ہوکے مع قاصد اور لشکر کے
قلعہ کوہ عقیق کو روانہ ہوے جاسوس غضب خان کا حال دریافت کرکے لقا
پاس گئے اور بعد دعا وثنا کے عرض کی کہ ایک شخص غضب خان چوب زن
چالیس ہزار جادوگر اور بارہ ہزار سوار سے آیا ہے باشندہ طلسم آئینہ ہے لقا نے منصور
کوہی عنصر کوہی زاغ چشم کوہی نخچیر رک وغیرہ کو استقبال کرنے بھیجا نخچیر رک نے اگر لشکر اُسکا آتا دیکھا

بارگاہ مین سامنے لقا کے آیا اُسنے نذر دی تخت کو بوسہ دیا تخت کے گرد پھرا دنگل بیٹھنے کو ملا
آداب بجالاکے بیٹھا سب نے دیکھا کہ نہ سپر ہے نہ تلوار ہے نہ کمر ہے ایک چوب کاندھے پر دھری
ہے بختیارک نے کہا کیون غضب خان مزاج تو اچھا ہے خداوند کل فرماتے تھے کہ غضب خان
کو مین یاد کرون گا کہ غضب خان نے کہا ہم بندے تابعدار ہین خداوند نہ یاد کرین گے
تو کون یاد کریگا لقا قہقہہ لگاکر ہنسا اور کہا کہ وہ کل قدرت مرا بختیارک نے کہا کہ ہم تو ہمیشہ
سے سمجھتے ہین اور جو آپ نے فرمایا تھا وہ آج سامنا ہوا غضب خان سے کہا کہ خداوند
لقا کو تو سب معلوم ہے لیکن ہم سے بیان کیجیے کہ آپ کا مکان کہان ہے اُسنے کہا کہ مین
طلسم آئینہ کا باشندہ ہون اُسمین ایرج گیا ہوا ہے مجکو مرأت جادو نے بلا بھیجا تھا
مگر میرے خیال مین یہ آیا کہ پہلے لشکر حمزہ کو غارت کرلون تو پھر جاؤن بختیارک ہنسا اور
کہا ایرج بڑا صاحب نصیب ہے اُسکے خدا نے یہ تدبیر کی کہ غضب خان ہمین
مارا جائے اور طلسم فتح ہو جائے اے غضب خان تم چوک گئے پہلے طلسم کو
جانا تھا اب بھی چلے جاؤ اگر وان مارے جاؤگے تو دفن کفن اچھا ہوگا اور مارے تو جاؤ ہی
گے غضب خان نے کہا کہ تو بڑا بدزبان ہے لوگون نے کہا کہ یہ بختیارک وزیر اعظم شیطان
درگاہ خداوند ہے جو چاہتے ہین وہ کہتے ہین تمیز کیا ہے خداوند کو بھی کہتے ہین غرض یہ ایک
روز تو آسودہ ہوا دوسرے دن جب وہ زمانہ آیا کہ روے شاہد روز سیاہ ہوا اور دامن روز تابزانو ہو گیا نظم

یکایک مثل بخت ناتوان مین ہوا خورشید پھر محتاج تمکین فلک پر مہر کا عارض ہوا زرد
ہوا مغربی نے دل کیے سرد

حکم سے غضب خان کے طبل جنگ بجا ہرکارے دوان دوان خدمت والاے صاحبقران مین حاضر ہوے اور دعا و ثناے شاہنشاہی بجالاکر عرض کیا

جم حشم انجم سپہ گردون شکوہ مرجع خرد و کلان عالم مآب دست ہمت گرز اور بازو ہو
پانی پانی شرم سے ہوئے سحاب فخر سام و رستم انکی بندگی داخل خدام یان افراسیاب
جس سحر حرات سے کھینچی تو نے تیغ ڈھال رکھے منہ پہ نکلا آفتاب رزم گے عرصہ مین ہل چل پڑ گئی
آسمان کے خیمہ کی کاٹی طناب

غضب خان جادو نام ایک ساحر نامدار نے طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیر و عافیت امیر نے حکم دیا ابوالفتح نے طبل سکندر پر چوب لگائی آواز

شر و فساد بلند ہوئی دربار سویرے سے برخاست ہوا آلات حرب و ضرب صیقل ہونا شروع ہوئے
تیر اور سنانون کی زبانین تیزیون پر آئین گرزون کو سربلندی حاصل ہوئی دل مغرور کی خود
پسندی مٹی تلوارین چمکنے لگین اسطرح لہرین لیتی تھین کہ جیسے دریا کی موج ہوتی ہے تلوار کا
گھاٹ ملک عدم کا راستہ تھا اجل کا فرشتہ لڑنے والون پر ہنستا تھا بہادرون کے
لبون پر کف غیظ آگئے تھے ارادے دست و بغل کے بڑھے تھے طول ہر مقام پر
بجا ہی شب بھر یہی ہنگامہ رہا جب فروغ شمع مٹ گیا اور مشعل خورشید روشن ہوئی لطف

کہ جب اُس رات نے انجام پایا | سحر کی روشنی سے نام پایا | جولی پھر شب نے سر پر چادر نو
ہوا حسن فروغ صبح مشہور | صبح کو امیر باتوفیر ورد وظائف فراغت کرکے دربدولت آسمانی
جاہ ظل اللہ پر تشریف لائے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوے ابیات

ہوئی صبح قیامت جب نمودار | ہوے تیار بہر جنگ و پیکار | لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
کیے تو فلزم ہستی کی ہر موج | معصم بر سر خونریزی و جنگ | چلے وان سے امیر برق آہنگ
چلے تیار مردان نمکخوار | کیا دامان صحرا خون سے گلزار | لقا بھی اور امیر صاحب تنگ
ہوے دونون مقابل بر سر جنگ | صفین دونون ہوئین آراستہ جب | کہ لڑنے کے سوا بنتی نہین اب
دو جانب سے نقیبان سرافراز | نکل کر بولے ای مردان جانباز | دم تیغ آج یان ظلمہ چشک ہے
نکل کر کھائے تو شرط نمک ہے | بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے | کہ پاوے آفرین ساری جہان سے
کرو اب تیغ خون آشام روشن | کہ ہو جس سے تمہارا نام روشن | تمہارا جگ مین ہو نام نکوئی
کرو میدان مین اپنی سرخروئی | وہ کرکے جب نقیبون نے سنائے | جوانون کے لہو نے جوش کھائے

میدان مین جب صفین آراستہ ہوچکین نقیب لقا بت کرکے ہٹ گئے لیکن وہان
شفق جادو سے درآت جادو نے کہا اے شفق دیکھ تو قاصد غضب خان پاس پہنچا
یا نہین شفق روانہ ہوا یہان آکر جو دیکھا تو اُسنے صفین آراستہ پائین غضب خان نے
لقا کے تخت کو بوسہ دیا اور اجازت مانگی اُسنے کہا مین نے تجکو اپنے ید قدرت
کے سپرد کیا زود برد کا مسلمان تمام کن شفق نے آکے سلام کیا اور کہا کہ ای غضب خان
ملکہ تمہارے لیے بیقرار ہین تمکو جو دیر لگی تو تجکو خبر کو بھیجا ہی غضب خان نے کہا کہ تم

جاکے میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا مین یہان پہلے امیر کے لشکر کو غارت کرلون تو پھر آؤن
شفق تو رخصت ہوگیا اور یہ میدان مین آکر للکارا کہ ای فرقۂ خداپرستان و زبردستان تم
مین سے جس کسی کا مرنے کو جی چاہتا ہو وہ آئے میرے مقابلہ مین یہ نعرہ سُنکر مرزبان خراسانی
مرکب اُڑاکر سامنے تخت شہنشاہ اسلام کے آیا بادشاہ نے جام کلہ عفریت مرحمت کیا
اور فرمایا کہ جاؤ خدائے کریم کے سپرد کیا یہ گھوڑا اڑاکر میدان مین آیا اور بعد تگاور زنی
غضب خان نے اُسپر وہی چوب لگائی وہ چوب سحر کی تھی مرزبان کو غش
آیا جادوگر دوڑے باندھکے لیگئے اب تو سردارون نے نکلنا شروع کیا اور گرفتار ہونے
لگے تیسرے پہر تک کئی سو سردار گرفتار ہوے پھر طبل آسائش بجواکے دونون لشکر پھیرے
بختیارک نے کہا سبحان اللہ کیا خوب لڑے لشکرون نے بستر پر آکے کمر کھولی امیر کو ایک
سناٹا ہے لقا اپنی بارگاہ مین نہایت خوش اور شاد بیٹھا ہے شراب کا پیالہ گردش مین ہے
اور لقا کہہ رہا ہے کہ کیون تمنے میری قدرت کو دیکھا سب نے کہا کہ تو مالک و مختار ہی تیرے
غضب کا ٹھکانا کہان اور وہان مرأت جادو نے غضب خان کو نامہ لکھا کہ وہ لیکر آیا
اور اُسنے لقا کو سجدہ کیا غضب خان کو نامہ دیا اور کہا کہ ملکہ مرأت جادو نے اورار
جادو سے کہا ہے کہ کچھ لوگ اُدھر بلگئے ہین تو اے اورار تو اُنکا سامنا کر اور تمکو جلد بُلایا ہے
غضب خان نے اُسوقت لقا سے کہا کہ مین مرأت جادو کا تابعدار ہون اگر حکم دیجیے
تو جاؤن اور فتح کرکے وہان سے پھر آؤن بختیارک نے کہا وہین جانا بہتر ہے کیونکہ جاؤگے
وہان تو مارے جاؤگے دنیا کے دھندھون سے چھوٹ جاؤگے اُسنے کہا کہ او بدزبان تو کیا
بکتا ہے اُسنے کہا کہ ہم سچ کہتے ہین جنکی عرش پر چھولتی تھی اور جانتے تھے کہ ہمسا یہان اور کوئی نہین ہے
وہ تو مارے گئے یہ تم جو سوکھی سی لکڑی کندۂ ناتراش باندھ کر آکے ہو اس سے کیا
ہوتا ہے اورنے میان امیر مالک اسم اعظم ہین جب وہ نکلینگے تب قدر و عاقبت کھلیگی
غضب خان نے اُسکو تو کچھ جواب نہ دیا اور رخصت ہوکر چلا امیر کو خبر ہوئی کہ
غضب خان طلسم کو گیا سنتے ہی امیر کو فکر ہوئی کہ ایرج وہان ہے فرمایا ارے کوئی
عیار ہے کہ اسکا راہ مین کام تمام کرے سرہنگ مصری کھڑا تھا آداب بجا لایا خلعت

ہوا رخصت ہو کر چلا لشکر مین غضب خان کے جا کے جو دیکھا کہ تیاری ہو رہی ہے فراش
اتر رہن پر خیمہ لاد کے دو فراش بیٹھے ہین اور اژدر اڑا جاتا ہے سرہنگ مصری فراش کی
صورت بنکے مل گیا غرض دو چار خیمہ لاد کے ایک فراش کے ہمراہ سوار ہو کے روانہ ہوا اور
مرأت جادو کو خبر ہوئی کہ حنظل جادو شاپور کی لونڈیان جاتی ہین مرأت
جادو نے اورارجادو کو کہا جلد جا کے انکا کام تمام کرو پچاس ہزار سوار سے روانہ ہوا جبکہ
اُس مقام پر پہونچا چار طرف محاصرہ کر لیا حنظل کو خبر ہوئی کہ اورارجادو نے تمام جنگل گھیر لیا
حنظل جادو نے سحر کر کے ایک سختی آسمان پر ساری تیس چالیس فرسخ فوج پر اورارا
کے گرے اورارجادو سوار ہو کے آیا ایک ناریل مارا آفتاب جادو کا شانہ
چھیلتا ہوا چلا گیا آفتاب جادو نے تیر مارا اورار نے خالی دیا حنظل جادو
نے چوٹی کھول کے کاغذ کے پتلے نکالے ماش کے دانے پڑھ کے مارے چالیس پتلے تلوارین پکڑ پکڑ کے
جا گرے تمام لشکر تہ و بالا کر دیا ایک ایک پتلے پر سو سو آ گرے تلوارین مارنے لگے لیکن پتلے کو کچھ
نہوتا تھا اورارجادو نے برابر سے آ کے حنظل جادو کو ناریل مارا حنظل جادو
نے خالی دیا پیچھے سے آفتاب جادو نے جو ایک نارا اورارجادو کے جو بیٹھا
وار پار نکل گیا پتلے جو تھے وہ مارے گئے باقی بھاگ دیے حنظل جادو بارگاہ مین اورارجا
دو کے آ بیٹھی تمام مال خزانے لیا اورار کے لوگون نے اطاعت قبول کی اسکی خبر
مرأت جادو کو ہوئی کہ اورارجادو مارا گیا مرأت جادو اسی ہزار
جادوگر سے تخت پر سوار ہو کے چلی ایک سمت سے دیکھا کہ فوج آتی ہے پیشانیون پر
تعریف بقا کی لکھی ہے خبرداروں نے خبر دی کہ ملکہ مرأت جادو غضب خان آیا
اور غضب خان کو کہ ملکہ خود سوار ہو کے جاتی ہین تخت اُڑا کے آیا تاج اُتار کے
مرأت جادو کے پاؤن پر رکھدیا کہا آپ کی لونڈی غلام ایسے ہین کہ بگڑ لاوین گے
زری سے کام کیوا سطے آپ نے ارادہ کیا ہے مناسب نہین ہے آپ تشریف لیجا ئیے غلام انکو پکڑ کے
لاتا ہے یا انکے کام تمام کرتا ہے یہ کہکے بمنت و سماجت مرأت جادو کو پھیر دیا اور اپنا خیمہ ستادہ کر دیا سرہنگ
مصری تو بارگاہ مین ہے اور غضب خان چوب زن سوار ہو کے میدان مین آیا خبر

حنظل جادو کو ہوئی دہی پتلے لے کے آئی غضب خان نے کہا ری نادان ایسے
مقام پر آکے یہ حرکت ناشائستہ کرنی بہتر نہین ہے اپنے بالون کی لٹ کرکے مرأت جادو
کے پاس چل نہین جیتا چھوڑونگا حنظل نے کہا ارے موے کیا بکتا ہے ہم شریک
رفیق ایسے نوجوان کے ہین ہمکو مرأت سے کیا کام آفتاب جادو نکلا غضب خان
نے کہا ارے آفتاب پٹھے تنہا یہ کیا نمکحرامی کی آفتاب جادو نے کہا ارے کیون احمق
ہوا ہے ہمارا ساتھ کر یہ طلسم توٹ چکا ہے ہم مالک ہونگے غضب خان نے کہا ارے
نمکحرام تو یہی سمجھ کے ملگیا ہے کہان جاتا ہے آفتاب جادو نے تلوار ماری غضب خان نے
خالی دے کے وہ چوب دست ماری آفتاب بیہوش ہوگیا پکڑ لیا حنظل نے دستک
دی وہ پتلے آکر یے مار مار کے فوج کے ٹکڑے اڑا دیے غضب خان نے دیکھا یہ مارے
نہین جلنے دستک دی چالیس پنجے پیدا ہوئے چالیسون پتلون کو اٹھالے گئے حنظل نے
دوڑ کے تلوار ماری خالی دے کے چوب ماری بیہوش ہوگئی پکڑ لیگئی غرض سبکو باندھ لیا
شاپور شیر دل بھاگ کے ایکطرف نکلگیا غضب خان خیمہ مین آیا ارادہ کیا کہ
ابھی جاکر سبکو مرأت جادو پاس لیچلے اور مرأت جادو کو خبر ہوئی کہ غضب خان نے
سب کو گرفتار کرلیا کہلا بھیجا کہ تم آنے کا ارادہ نکرنا مین آپ آتی ہون جادوگر نے
آکے غضب خان سے کہا غضب خان نے کہا بہت بہتر جو ملکہ کی
خوشی اور خیمہ مین بیٹھا اور مرأت جادو سوار ہوکے جو چلی داخل ہوئی غضب خان
نے مجرا کیا ملکہ مرأت جادو نے آفتاب کو دیکھا کہا لعنت ہے کیا حرکت کی آفتاب
نے کہا اب حرکت معلوم ہوگی اور جو کچھ کیا اپنی جان پر کیا کسی کو کیا اور شاپور جو چلا جاتا
تھا راہ مین دو جادوگرون نے پہچانا گرفتار کرکے مرأت جادو پاس لے آئے مرأت نے
کہا شکر ہے جمشید و سامری کا کہ یہ بھی کھٹکا مٹا اور پنجرے مین قید کرکے مرأت نے کہا چلیے انکا
سر کاٹیے غضب خان نے کہا مین تھکا ماندا ہون آپ قلعہ مین تشریف لیجیے مین کل
انکو لیکے حاضر ہونگا مرأت جادو تو چلی گئی اور غضب خان نے کہا ارے کوئی ہے
اس راؤٹی مین پلنگ بچھادے میری طبیعت سست ہے قضائے کارو ناں سر ہنگ
مصری موجود تھا اُسنے پلنگ بچھا کے چادر پر بیہوشی چھڑک کے بیٹھ رہا اور غضب خان جاکے لیٹا

جب آئینۂ آفتاب تاریک ہوا اور چراغ و شمع کے رخسار نے جلوہ دیا **بیت** عروج شام کا اقبال چمکا ✦ لیا خورشید نے رستہ عدم کا ✦ چار گھڑی رات گئے بیہوشی کی خوشبو دماغ مین غضب خان کے پہونچی یہ چھینک مارکے بیہوش ہوگیا کچھ فراش چوکی پر بیٹھے تھے اُنھون نے کہا کہ بارہ کچھ بھبک اور پیاس توتین ہے لیکن حقے کو جی چاہتا ہے طبیعت بیچین ہے سرہنگ مصری نے کہا بھائیو مجکو بھی لت ہے یہ کہکے ایک چلم نکال کے تمباکو بھری تھوٹ مہوٹ پیتا ہوا آیا اور فراشونکو دیا لو پیو سب نے ایک ایک دم لگایا بیہوش ہوگئے سرہنگ مصری نے پہلے تو غضب خان کی خوب ناک مڑوڑی اور خنجر سے اُسکو ذبح کرنا چاہا لیکن خنجر جھڑ گیا پھر تو اُنسے وہ شمعین جو وہان جل رہی تھین سب کو ایک جاکر کے چربی پگھلائی اور کسبت عیاری سے ہتوڑا نکال کے وہ چربی جوش کھائی ہوئی پلادی غضب خان جادو تڑپ تڑپ کر مرگیا جہان فانی تیرہ و تاریک ہوگیا آندھی پانی کے بعد قید سے حنظل وغیرہ سب چھوٹ گئے اور فراشون کو بھی قتل کرڈالا حنظل نے کہا کہ اب کیا تدبیر ہے سرہنگ نے کہا کہ اب جل کے ایک پہاڑ مین بیٹھو پھر سمجھ لینگے چنانچہ ایک درۂ کوہ مین آکر پہونچے اور شاپور نے کہا کہ ای سرہنگ آناکیونکر ہوا اُنسے سب احوال بیان کیا شاپور نے کہا کہ خدا نے بڑی خیر کی کہ جو تمھارا آنا ہوا ہماری زندگی باقی تھی ورنہ یہ ہمکو پکڑلیجاتا مرأت جادو قتل کرڈالتی حنظل جادو نے کہا کہ اے آفتاب جادو تم باشندۂ طلسم ہو ایسا کچھ کرو کہ ایرج سے ملاقات ہو اور کوئی صورت لوح کی نکلے آفتاب نے کہا کہ ایرج کا تو کچھ احوال معلوم نہین مگر لوح طلسم کا دستیاب ہونا ممکن ہے لیکن بڑی مشکل سے ملیگی حنظل جادو نے کہا جبتک لوح ملے جبتک ہماری آبرو خدا رکھے اسمین شاپور اور سرہنگ نے کسبت عیاری سے کچھ میوہ نکالا اور آفتاب حنظل اور اِن دونون عیارون نے کھایا اور باتون مین مشغول ہوے اُدھر خبر دارون نے مرأت جادو کو خبر پہونچائی کہ غضب خان چوب زن مارا گیا یہ حیران ہوئی اور آنکھون مین آنسو بھر لائی رفیق بھی شانے مین آگئے ایک عالم سکوت کا ہوگیا ہر ایک یہی کہتا کہ اب طلسم پر آفت آئی چنانچہ ایک سرے پر طلسم کے مرأت جادو ہے اور ایک طرف کو جم زرین کلاہ بادشاہ ہے مرأت جادو کو خیال آیا کہ جم زرین کلاہ کو اس معاملہ کی خبر بالکل

نہین ہر ایسا نہو کہ وہ ناراض ہو اُس سے چلکر اظہار کرنا چاہیے یہ تصور کرکے سواری مانگی اور
چھ سات ہزار جادوگر ہمراہ لیکر چلی اور جاکر اُسکے قلعہ پر پہونچی دیکھا تو قلعہ نہایت خوبصورت بنا ہے
چارون کونون پر چار باغ ہین گرد قلعہ کے چھاؤن درختون کی ہے خندق پر آب ہے پل پختہ بنا ہوا ہے
اُدھر جم زرین کلاہ کو خبر ہوئی کہ ملکہ مرأت جادو آئی ہین جم زرین کلاہ ایک بارہ دری مین
بیٹھا تھا اُٹھ نوسو ساحر کرسیون پر گرد اگرد بیٹھے تھے یہ خبر سنکے اُٹھا اور کہا الفت اِسکو کہتے ہین
مدت ہوئی ہے کہ ہم نہین گئے تھے وہ اب آئین بیٹا جم زرین کلاہ کا گلزار زرین تاج
بیٹھا ہوا تھا اُس سے اُسنے کہا کہ جاؤ ملکہ مرأت جادو کو لے آؤ گلزار زرین تاج آیا ملکہ کو اُسنے
سلام کیا ملکہ نے کہا مزاج تو اچھا ہے اُسنے کہا کہ دعا کرتا ہون آپکے آنے سے نہایت خوشی
ہوئی بلکہ صلہ گاہ کہتے تھے کہ دیکھو الفت اِسکو کہتے ہین کہ ہماری ملاقات کو مرأت جادو
آئی ہین مرأت جادو نے اشارہ کیا گلزار زرین تاج سوار ہوا باتین کرتے ہوئے قلعہ مین
آئے اور وہ پانچ چھ ہزار سوار بھی ایک مقام پر اُترے اور مرأت جادو جم زرین کلاہ
پاس آئی اُسنے اِسکو تعظیم کرکے بٹھایا جام شراب ارغوانی دیا مزاج کا حکم کیا اور جم زرین
کلاہ نے کہا کہ ای ملکہ آج ہمنے تمکو آگے سے اسوقت زیادہ دُبلا پایا اِسکو تو خبرین پہونچتی رہتی ہین
لیکن اسوقت اجنبی بنکے اُسنے پوچھا کچھ فکر اُداسی چہرے پر معلوم ہوتی ہے ملکہ نے کہا
آپ کو معلوم نہین کہا ان وہ جو ہمنے سُنا تھا کہ آپکے دروازے سے کوئی خدا پرست
چلا ہے چند جادوگر مارے گئے ہین سمجھا تھا کہ نکلگیا ہوگا یا مارا گیا ہوگا اب تلک
موجود ہے ملکہ مرأت جادو نے کہا اے جم زرین کلاہ قاسم آیا ہے ایرج ہے دو عیار
ہین حنظل جادو ہے یہ سب لوگ متفق ہوگئے ہین غضنب خان چوب زن
مارا گیا مہلک مارا گیا میری عقل ہین طلسم غارت ہوچکا ہے جم زرین کلاہ نے کہا ای ملکہ
اُن سب کی قضا لائی ہے طلسم سے کوئی زندہ اور سلامت گیا ہے کہ وہ جاوین گے
یہ سُنکے کہا ایک جادوگر سے کہ زغادہ خوک پشانی کو جلد لاؤ وہ جادوگر گئے زغادہ خوک پشانی
شراب کے نشہ مین بڑ مار رہا تھا اور دو بکرے کے کباب پکے پکے دھرے تھے دو تنگیں شراب کی
دھری تھین خبر ہوئی کہ بلایا ہے پہلے تو بڑبڑایا کیا کہ عیش مین میری خلل آیا اور بیمزہ ہوکے

کرگدن پر سوار ہوکے چار سو جادوگر لیکر یہان آیا مجرا کیا دنگل پر بیٹھا شراب کباب موجود
ہوا پینے لگا بعد کچھ دیر کے کہنے لگا کہ اللہ آج تو یہان مرآت جادو آئی ہین جم زرین کلاہ
نے سب حال کہا زغادہ خوک پیشانی نے کہا کہ غضب خان چوب زن اپنے برابر
کسی کو نہ سمجھتا تھا اور نہ کسی کو سامنے جانتا تھا کیسی مردار موت مارا گیا جم زرین کلاہ نے کہا
کہ مجکو شاپور شیر دل اور حنظل وغیرہ کی خبر معلوم نہین ہی اگر ملجاتی تو کام انکا تمام کرتے اب
برج کی تلاش کرنا ہے زغادہ نے کہا کہ مین خبر منگاتا ہون یہ کہکے ایک طائر سحر کا بنا کے
کہا کہ جلد خبر لاوہ طائر اڑ کر گیا اور سب کہین بیابان اور کوہ وغیرہ مین دھونڈھا مگر کہین ٹھکانا
نہ ملا آخر یہ پھر آیا دل مین کہتا ہی کہ چلکے کہدے کہ ملاقات نہین ہوئی قضاے کار اُسی طرف
گزرا کہ جدھر یہ سب پہاڑ کے درے مین بیٹھے تھے یہ دیکھکے چلا گیا حنظل نے یہ دیکھا کہ جیسے
کوئی کسی کی تلاش کرتا ہے یہ طائر اُسی طرح دیکھ کے گیا ہی اُسنے شاپور سے کہا کہ یہانسے چلو
پہلے تو شاپور اُٹھ گیا پھر سرہنگ مصری اور دونون دو طرف چلے گئے طائر نے جاکے
زغادہ سے کہا کہ سب پہاڑ کے درے مین بیٹھے ہین مین دیکھ آیا ہون زغادہ اُٹھکے
میدان مین آیا اور دو تختیان سحر کی بناکے ماش کے دانے اُنپر مارے کہ وہ تختیان اڑکر پہاڑ
کے دونون درون مین لگ گئین پہاڑ مین اندھیرا ہوگیا آفتاب جادو نے کہا مرآت جادو
نے شائد بند کیا ہے عیار پہلے ہی نکل گئے تھے آفتاب جادو نے کہا ای حنظل من
تجکو چھوڑ دیگی مجکو نہ چھوڑیگی کہ اسکا گھر مین نے غارت کیا ہے زغادہ جادو نے ارادہ
چلنے کا کیا ایک ساحر زاغ چشم جادو غلام زغادہ کا ہے اُسنے عرض کی کہ ای شہریار
ذرا ذرا سے کام پر آپ کو جانا مناسب نہین جسکے غلام ہم ایسے موجود ہون وہ آپ ارادہ
کرے تو تعجب ہے ہم پھر کس دن کام آئین گے حضور بیٹھین غلام آپ کا پکڑے لاتا ہی زغادہ
نے زاغ چشم کو پالا تھا نہایت اُنس رکھتا تھا اُسکا جانا منظور نہ کیا وہ منت سماجت کرکے
بدقت تمام طائر کو لے کر چلا زغادہ نے کچھ جادوگر ساتھ کر دیے جبکہ درے مین پہونچے زاغ
چشم نے ایک ناریل مارا کہ وہ تختیان لوہے کی الگ ہوگئین اُسوقت تو حنظل نے
ایک ناریل زاغ چشم کے مارا زاغ چشم نے خالی دیا اور ہنسا پھر ایک ناریل مارا کہ وہ شق ہوا اور

چادر ظلمات پھیل گئی سبکی آنکھون مین اندھیرا آگیا جادوگرن نے آفتاب و مشعل کو باندھ
لیا زاغ چشم نہایت خوش خوشامدی کہنے لگے کہ واہ کیا لڑائی ماری ہے کسی کا کیا مقدور ہے جو آپ
سامنا کر سکے زاغ چشم سب کو لیکر روانہ ہوا یہان شاپور نے جو آگر دیکھا تو درے
مین کسی کو نہ پایا دل سے کہا کہ افسوس ہے اسے شاپور یہ دونون مفت مارے گئے
آخر یہ ایک سمت کو چلا اور ایک جنگل مین آکر پہونچا یہان دیکھا تو سوا سوجادوگر
چلے جاتے ہین خیال مین آیا کہ باشندگان طلسم ہین کسی طرف جاتے ہونگے اور وہ زاغ چشم
کے ساتھ کے تھے شاپور بھی ایک جادوگر کی صورت بنکر چلا تو اُسنے دیکھا کہ حنظل و آفتاب
بندھے جاتے ہین اور وہ جادوگر اُسکو دیکھکر پکارے کہ ارے میان جادوگر ادھر آنا شاپور
وہان سے الگ ہوا اور ایک درخت کی اوٹ کہ وہان پہاڑ بھی تھا چھپ رہا اور جب وہ چلے
گئے تو یہ بھی پیچھے پیچھے چلا اور دل سے کہتا ہے کہ اگر قسمت زبردست ہے اور نصیبون نے
یاوری کی تو کہین تو یہ ٹھہرین گے وہان کام نکل رہیگا غرض جاتے جاتے اب بستی مین
پہونچے اور وہان ایک کلال کی دوکان تھی اُسکو خبر پہونچی کہ زعفادہ کا غلام زاغ چشم آتا ہے
بچاس ساٹھ کشتیان گلابیان شراب کی اُنمین لگا کے اور بہت کباب مٹھائی خوانون مین
لگا کے مزدورون کے سر پر زاغ چشم کے پاس لایا تسلیم کی زاغ چشم نے پوچھا کہ تو کون ہے
عرض کی مین کلال جو سردار اسطرف سے گذرتا ہے غلام کا معمول ہے کہ نذر پیش کرتا ہے زاغ چشم نے
یہ سُنکر کہا ارے فرش بچھاؤ ہم شراب پینگے اُسی جا زمین مین فرش بچھ گیا زاغ چشم
بیٹھا شراب پینے لگا کلال نے عرض کی کہ غلام امیدوار ہے کہ ملکہ کے یہان میرے یہان کی شراب
بھیجا کرے دیکھیے تو کیا چوکھی بنائی ہے یہ کہا کہ یار و میرا سر پھرتا ہے اب تو سبکو غصہ ہوا اور یہ
بکنے لگے ایک نے کہا پہاڑ ہے دوسرے نے کہا دھنوان اُٹھ رہا ہے زاغ چشم نے کہا
لگے ابر کے ہین لوگون نے کہا سچ ہے ایک نے کہا زمین ہلتی ہے غرض سوا سو جوتے جھٹک
مار کر گرے اور کیفیت یہ ہوئی ہے کہ سرہنگ نے ایک بستی مین آکر کلال بیہوش کیا ہے اور
آپ کلال بنکر بیٹھا ہے یہ اُسی کی عیاری ہے بس سرہنگ مصری اور شاپور کہ پیچھے پیچھے
آتا تھا وہ پکارا کہ بھائی سرہنگ واہ کیا کام کیا ہے اور دونون نے خنجر کھینچکر سب کے سر کاٹ ڈالے

صدائے دار و گیر بلند ہوئی آندھی سیاہ آئی حنظل اور آفتاب جادو کی قید چھوٹ گئی اور انھون نے
کہا ای سرہنگ تجھے جان بچانی سرہنگ نے کہا چلو یہان سے زغادہ نے ایک ساحر کو خبر
کے لیے ساتھ کر دیا تھا وہ خبر لیکر گیا اور زغادہ سے اُسنے جاکر کہا کہ ای شہریار زاغ مارا گیا
زغادہ کا رنگ سفید ہو گیا کہا ارے مسخرے دیوانہ ہوا ہے وہ ایسا کون ہے کہ جسنے اُسکو
مارا تو ساتھ نہین گیا شاید کوئی اور مارا گیا ہے اُسنے کہا اجی میرے سامنے شراب پلائی اور سر کاٹا
میرے ساتھ کسی کو کر دو تو مین دکھا دون گلزار زرین کلاہ نے کہا کہ اے زغادہ
اب ہم سمجھ لینگے اُسنے کہا جو کل ہوا وہ آج ہے یہ کہکر اُسکے آنسو بھر آئے اور کہا اگر خون کا بدلہ نہ لیا
تو اپنا نام نہ پایا یہان آفتاب اور حنظل جو چلے تو ایک بیابان مین پہونچے وہان کچھ جادوگر
تھے اُنھون نے پہچانا اور کہا بھائی یہ بادشاہ کے چوٹے جاتے ہین اِنکو پکڑ لو یہ کہکر ایک ساحر
نے ناریل مارا حنظل نے خالی دے کر ایک تاریخ مارا کہ اُسکا سینہ توڑ گیا وہ مر گیا آفتاب جادو
نے دوسرے ساحر کو مارا پھر تو سبکو تاریخ تریخ مار کر مارا اور آگے چلے اُسوقت ایک ساحر اژدر پر سوار
اور ایک طرف سے آیا تیغہ آبدار اُسکے ہاتھ مین تھا اور پکارا کہ اے گنہگاران شاہ کہان
جاؤگے میرے ہاتھ سے اور اژدر کو اُڑا کر ایک ناریل مارا کہ تمام جنگل مین چنگاریان پھیل گئین
اور زمین سے شعلے اُٹھنے لگے شاپور سرہنگ تو بھاگے یہ زغادہ ہے جو اژدر پر سوار
ہو کر آیا غرض اُسنے ایک طمانچہ آفتاب کے مارا اور اُسکو پکڑ لیا اور حنظل کو طمانچہ مار کر گرفتار
کیا اور اُن دونون کنیزون کو بھی پکڑا اور اژدر پر ڈالکر چلا سرہنگ اور شاپور تو بھاگ گئے تھے
اور یہان بڑی دھوم سے جم زرین کلاہ نے باغ زرین مین تیاری دعوت مرأت جادو
کی ہے طوائف چلے آتے ہین ناچ ہو رہا ہے کہ خبر ہوئی زغادہ حوک پیشانی حنظل اور آفتاب
کو پکڑ لایا ہی غرض زغادہ انکو باغ مین لایا سلام کیا جم زرین کلاہ اور مرأت کو جم زرین کلاہ
نے کہا ای زغادہ تجھنے بڑا کام کیا اُسنے کہا آپ کے اقبال سے مین اِنکو پکڑ لایا ہون اور اِنھون نے
وہ حرکت کی ہے کہ اگر لاکھ آدمی مارے جائین جب بھی خون زاغ چشم کا داغ مٹے گا
مرأت جادو نے کہا زغادہ اب صبر کرو زاغ چشم لقا کی بہشت مین گیا غرض حکم
ہوا کہ جلاد کو بلا لاؤ اور شاپور و سرہنگ پھر یہان سے جاکر پہونچے ساحر بنکر قلعہ مین گئے

اور اُسی باغ مین جاکر یہ بھی پہونچے اور سرہنگ نے شاپور سے کہا کہ بھائی ایک عیاری ہے
چاہو تو جو کھم اُٹھاؤ شاپور نے کہا کہ مین حاضر ہون کہا اچھا تم ایرج کی صورت بنو اور مین جادوگر
تو بنا ہوا ہون ہی تکو مین مرأت کے سامنے لیجاؤنگا شاپور نے کہا اچھا اور ایرج کی صورت
بنا سرہنگ مصری جادوگر نکے پشتارہ باندھ روانہ ہوا ایسان جلادون کی فکر ہے دونون سحر
مین جکڑے بیٹھے ہین زعادہ نے کہا وقت قتل کے سحر نہین رکھتے غرض سحر اُتار لیا اسمین جلاد آئے
ایک حکم ہو چکا جلادون نے لیکر گردن پر کھینچی حنظل کہنے لگی کہ اے پروردگار عالم تو ہی بچانے والا ہے
کچھ دل مین آرزو نہین ہے اگر ہے تو یہ ہے کہ ایک مرتبہ اور صاحبقران کے قدم نہ دیکھے سامنے
لوگ کیا دیکھتے ہین کہ ایک پشتارہ جادوگر لیے آتا ہے اُسنے آکر مجرا کیا جم زرین کلاہ نے
کہا کسکو لایا ہے کہا ایرج کو لایا پہلے اسکا سر کاٹو جم زرین کلاہ نے کہا کسکو لایا ہے کہا ایرج کو لایا پہلے
اسکا سر کاٹو جم زرین کلاہ نے کہا تم نے بڑا کام کیا جمشید اور سامری نے اور پشتارہ کھولکے رکھا
مرأت جادو پہچانتی تھی کہا یہ ایرج ہے حسکم کیا گردن مارو مرأت جادو نے کہا ہوں
کیا ہے پکڑ تو چکے ہین پہلے کتاب تو دیکھ لو کتاب منگا کے دیکھی معلوم ہوا لکھا
ہے کہ آج کے دن اگر طلسم مین خون گرا تو طلسم غارت ہو جائیگا اُنھون
نے یہ نہ دیکھا کہ یہ ایرج ہے یا نہین مرأت جادو نے کہا دیکھا اگر مار ڈالتے تو غضب
آچکا تھا زعادہ نے کہا مین اپنے پاس قید رکھونگا وہ جادوگر جو ایرج کو لایا تھا کہا اگر
حکم ہووے تو غلام اپنے پاس رکھے زعادہ بھی ڈرا ہوا تھا کہا بہتر ہے صبح کو لے آنا تمکو انعام ہوگا
جاگیر ملیگی جادوگر نے کہا اپنا سحر اُتارو تو مین لیجاؤن جسکا سحر تھا اُسنے اُتار لیا جادوگر نے جھوٹ موٹ ماتر
کے دانے پڑھکے ماری آفتاب نے حنظل کو دیکھا کہ ہمارے ہاتھ پاؤن کھل گئے پاس جاکر کہا بس چلیے چلو یہ کہکے
سبھون کو لیچلا جبکہ شب گذر چکی صبح ہوئی سب کو خوشی ہے کہ آج گردن ماری جائیگی اور جلادون کو بلا
تمام شہر مین غل ہے ہر ایک دیکھنے کیواسطے آتا ہے ایک میلہ ہوتا ہے اور سب منتظر بیٹھے ہین کہ وہ جادوگر اب آتا ہے
جبکہ عرصہ گذرا زعادہ نے کہا مین اب ڈھونڈھنے کو جاتا ہون قصہ مختصر یہ تلاش کو چلا اور حنظل چاند
و آفتاب جادو و دونون عیار ایک بیابان مین پہونچے آفتاب جادو نے کہا حنظل جادو
تم ٹھہرو مین ایک بات کہون حنظل نے کہا سامنے درہ پہاڑ کا ہے وہان بیٹھیے پنا پنچھوان

جاکے آفتاب جادو نے کہا یہان کوئی جگہ ٹھہرنے آرام کرنے کی نہین ہے اور ابھی طلسم ٹوٹتا
معلوم نہین دیتا ہم تم دونون شریک ہوکے ایک مکان سحر کا تیار کرین بھلا بیٹھنے کی جگہ تو ہووے
حنظل نے کہا بہت بہتر ہے چنانچہ حنظل جادو و آفتاب جادو نے متفق ہوکے ٹھہرے گاڑے
کچا سوت باندھا کچھ ماش کا آٹا لے کے در و دیوار بنائے سحر کرنے لگے بعد گھڑی بھر کے ایک
آندھی آئی تیرگی ہوگئی کچھ کھڑکھڑاہٹ ہوئی بعد چند رعصہ کے آندھی برطرف ہوئی ایک احاطہ
سنگ موسیٰ کا تیار معلوم دیا ایک دروازہ نہایت خوبصورت چاردن کونون پر چار برج بنگلے
پڑے ہوے بیچ مین بارہ دری عالیشان چھت پردہ چلمن فرش پلنگ شیشہ آلات
سب لگا ہوا جو پڑکی نہر پانی سے بھری ہوئی فوارے چھوٹتے ہوے ایک تالاب پختہ گود درخت
لگے ہوے شاپور و سرہنگ مصری دروازے پر بیٹھے ہوے آفتاب جادو و حنظل جادو
اندر مکان کے گئے ماش کے آٹے کے سو پتلے بنائے سحر کیا بعد دو گھڑی
کے کچھ لوٹریان کچھ جادوگر تیار ہوے آفتاب نے جو باہر آکے دیکھا کہ دو عیار بیٹھے ہین
نے کہا ملک عجب کارخانہ ہووے ہر ہر مین مکان بنالیا غرض سب کچھ موجود شراب پی کباب کھائے
شاپور نے کہا ملک جسوقت ہمارا جی چاہے کہ مکان مین جائین تو ہم آسکتے ہین یا نہین ملک حنظل نے
کہا جسوقت تمہارا جی چاہے چلے آؤ کوئی نہ روکیگا بعد اسکے دونون عیار ایک سمت کو
چلے سرہنگ مصری کو معلوم دیا سرہنگ مصری بھاگ کے ایک بیابان
مین نکل گیا اور زعادہ خوک پیشانی تلاش مین اُس
جادوگر کی جو پھرتا تھا مراۃ جادو کے مکان کی طرف سے نکل کے
اُسطرف جا پہونچا جدھر قاسم کا پڑاؤ تھا زعادہ نے پوچھا یہ
کسکا لشکر ہے لوگون نے کہا یہ لشکر ملک قاسم لعل خفتان خاور سپاہ کا
ہے پوچھا ملک قاسم کون ہے کہا باپ ارے نوجوان کا زعادہ نے دل مین کہا ارے
نے تیرا بیٹا مارا تو بھی ملک قاسم کا سر کاٹ ڈال بھلا خون کا بدلہ تو لے سوا اسکے مسلمان کا مارنا
ثواب عظیم ہے یہ سوچ کے آگے چلا ارادہ کیا کہ سب کو پکڑ لیجیے قاسم کو خبر ہوئی قاسم نے
مرکب مانگا سیارہ بن عمرو نے کہا شہریار یہ طلسم ہے جتنے ہین سب جادوگر ہین آپ

بیٹھے رہین جانا بہتر نہین قاسم نے کہا سیارہ بن عمرو تم سچ کہتے ہو لیکن یہ بہتر ہے کہ پکڑ لیے جاوین
سیارہ نے کہا جس طرح مناسب ہو وہ کیجیے اس عرصہ مین قاسم سوار ہوا فیروزخان
خاوری و تہمتن خاوری سوار ہو کے باہر آئے زغادہ نے کہا اے خدا پرستو ہر کرا از
روے مرگ است بیاید بمیدان ما رے حسطرح تم لڑتے ہو مین بھی لڑتا ہون سحر نہین کرتا
ہون بزور لیجاتا ہون قاسم نے ارادہ کیا فیروزخان خاوری نے کہا پہلے میرا
سامنا ہو تو دیکھیے دیکھین کسطرح پر لڑتا ہے قاسم نے قبول کیا فیروزخان نے مرکب دوڑا کے ایک
تگاوردی زغادہ نے اوجھڑ ماری فیروزخان نے سپر پر روک کے تیغہ مارا اچٹ گیا مرکب سے کود پڑا
فیروزخان بھی کود از غادہ نے کمر بند مین ہاتھ دے کے اکھیڑ لیا باندھ کے جادوگرون کے
حوالہ کیا تہمتن خان خاوری نکلا اسکو بھی اسی طرح باندھ لیا قیماش خان نکلا اسکے تلوار ماری
اُسنے روک کے باندھ لیا قاسم نے مرکب دوڑا کے تگاوردی زغادہ تیغہ مارا قاسم نے
خالی دے کے تلوار ماری سپر پر روکی لیکن سپر کو کاٹ کے مُنہ پر پڑی اور جیسے گھن پر سے
اچٹ جاتی ہے اسطرح سے اچٹ گئی زغادہ نے مرکب ملا کے کمر مین ہاتھ دے کے اُٹھانا
چاہا تھا کہ پہلے قاسم کا پنجہ کمر مین پڑا زور کر کے اکھاڑ لیا تھا کہ زغادہ سحر کیا مانند
لٹھ فولاد کے بنگیا قاسم نے دیکھا کہ مانند پہاڑ کے جم گیا زغادہ نے قاسم کی کمر مین
ہاتھ ڈال کے اُکھاڑ لیا اور باندھ کے حوالے اپنے جادوگرون کے کیا سیارہ بن عمرو ایک سمت کو
بھاگ گیا تمام فوج کا رنگ سفید ہو گیا زغادہ نے کہا ارے جوانو بہادرو مین جانتا ہون تم
نوکر ہو رشتہ دار جو تھے مین نے اُنکو پکڑ لیا یہ مکان طلسم ہے ہم غلام جمشید و سامری کے
ہین ساحر ہین یہ قدرت رکھتے ہین کہ جسکو چاہین بکری بھیڑ گائے ہاتھی کتا بنا دین
قاسم کو مرا سمجھو یہ جو بارگاہ ہے لاد کے حمزہ پاس لیجاؤ کہدینا کہ ایرج اور قاسم مارے گئے
آج تک طلسم آئینہ سے کوئی جیتا نہین گیا جو یہ جائینگے کسی نے کچھ جواب نہین دیا
اور قاسم کو ایک آرابہ پر ڈال کے داخل طلسم ہوا قضاے کار سیارہ بھی
آ کے ملا ہوا داخل ہوا مرات جادو کو خبر ہوئی کہ زغادہ خوک خوک پیشانی ملک قاسم کو پکڑ لایا
رکھی رفیق بھی ہین مرات جادو نے کہا ارے کوئی جا کے بلا لاوے ایک جادوگر گیا اور بُلا لایا

زعفادہ آیا ملکہ نے کہا زعفادہ کیا کام کیا ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی زبان قاصر ہے بیٹھو زعفادہ نے کہا امیدوار ہوں کہ میرا بیٹا جو تھا وہ جم زرین کلاہ کے سامنے مارا گیا ہے دہن لیجا کے گردن مارو ملکہ مرأت جادو نے کہا میری بھی یہی خوشی ہے لیکن شراب تو پیو زعفادہ بیٹھ گیا اور شراب پینے لگا ایک معشوق کو احتیاج ہوئی باغ میں ایک چنبیلی کے جھاڑ کے تلے پیشاب کرنے لگی سیارہ بن عمرو نے بیہوشی کا بیضہ مارا اسکی صورت آپ بنکے شراب پلانے لگا لیکن سادی شراب پلائی زعفادہ نے کہا ارے ایک جام میرے واسطے لا سیارہ ایک جام لبریز کر کے لیگیا اور زعفادہ نے اٹھالیا کہ داہنی طرف سے پنجہ نے ہاتھ پکڑ لیا زعفادہ نے سیارہ کی طرف دیکھا دیکھنے کے ساتھ سیارہ جست کر کے چلا تھپکی دے کے اڑا چاہتا تھا زعفادہ نے سحر جو کیا جیسے جانور کو گولی لگتی ہے اسطرح سے سیارہ آرہا جادوگر دوڑے پکڑ لیا کہا اسکو قید کرو قاسم سامنے بیٹھا تھا سیارہ نے کہا غلام چھڑانے کو آیا لیکن گرفتار ہو گیا زعفادہ نے کہا میں اسواسطے نہ ٹھہرتا تھا عیار زبردست ہیں اگر میں غافل ہوتا تو ابھی پیچ پر چکا تھا اور ارابے پڑ ڈال کے سیارہ کو لیچلا سیارہ نے کہا ارے زعفادہ ہمکو چھوڑ دے اگر زندگی درکار ہے زعفادہ نے کچھ جواب نہ دیا اور روانہ ہوا قضاے کار اسی سمت سے نکلا جدھر حنظل جادو کا مکان تھا زعفادہ نے پوچھا ارے یہ مکان کسکا ہے جاکے دریافت کرو اور ہمارے پاس بلا لاؤ چنانچہ لوگ گئے اور حنظل جادو سے کہا ایک جادوگر آیا ہے اور بلاتا ہے حنظل کو زعفادہ کی خبر نہ تھی حنظل جادو باہر نکلی دیکھا کہ زعفادہ خوک پیشانی ہے حنظل جادو کی جان نکلگئی زعفادہ مرکب پر سے کودا اور کہا ارے جادوگر جس طرح تمہارا جی چاہے مجھ سے لڑلو میں ایسا نہیں ہوں کہ مارا جاؤں حنظل نے نارنیل مارا زعفادہ نے خالی دے کے دو ہتڑ زمین پر مارا زمین تڑقی دو بچے پیدا ہوئے حنظل کے پانوں پکڑ لیے آفتاب جادو سے کہا ارے نمک حرام تو کہاں جائیگا تو نے مہلک کو مارا گھر غارت کیا غرض آفتاب کو بھی پکڑ لیا زعفادہ نے سجدہ کیا کہ اے جمشید و سامری آج کا دن نہایت نیک تھا اور میں اچھی ساعت گھر سے نکلا تھا کہ سب میرے ہاتھ آئے اب جم زرین کلاہ پاس لیجاؤنگا یہ کہکے انکو بھی قید کر کے لیچلا اسمیں وقت شام کا ہوا جم زرین کلاہ تلک یہ نہ پہونچنے پایا کہ رات ہو گئی شب ماہ

تھی فراش ماہ نے فرش چاندنی کا بچھایا تھا دس بارہ کوس سے مکان جم زرین کلاہ نظر آتا تھا
زعادہ نے کہا اس مقام پر خیمہ کرین صبح کو جائینگے اُسی وقت خیمے استادہ ہو گئے زعادہ
اُترا قیدیون کو بُلایا اور کہا ارے جادوگرو آج کی رات اور تمھاری حیات ہے صبح کو گردن مارونگا
ارے او آفتاب جادو تو سمجھا تھا کہ اب طلسم توڑیگا اب مین تمکو قتل کرلون تو اُسکی
فکر کرون سب نے کہا ارے، ہماری قضا آئی ہے تو کوئی بچا نہین سکتا اور اگر قضا نہین ہے تو تیرا کیا
مقدور جو ہمکو مار سکے غرض شراب مانگی پہلے شراب پینے لگا اور سرہنگ مصری
جو شام کو حنظل کے مکان پر آیا دریافت ہوا کہ کوئی جادوگر پکڑ لیگیا سنّاٹا کرکے آگے چلا بڑھ کے جو
دیکھے تو ایک طرف کو کچھ روشنی ہے جیسے استادہین سرہنگ مصری نے کہا خدا جھوٹ
نہ کرے یہی پکڑ لایا ہے اور سرہنگ مصری ایک جادوگر کی صورت بنکے نمگیرے کے تلے کھڑا
ہو رہا دیکھا کہ قاسم اور فیروزخان و یمین و قیماش و سیّارہ و حنظل جادو
آفتاب جادو قید بیٹھے ہین جبکہ پہر رات گئی زعادہ خوک پیشانی نے کہا مین پیشاب
کو جاؤنگا ایک جادوگر نے شمعدان اُٹھا لیا اور سرہنگ مصری نے آفتابہ لیا زعادہ
چلا سرہنگ مصری نے آگے جاکے آفتابہ رکھدیا اور زعادہ خوک پیشانی جو کی
بیٹھا چکا پیشاب آفتابہ اُٹھاکر آبدست کیا چاہتا تھا جو ن ہاتھ ڈالا چٹاخا ہوا پیچھا کمند کا گلے
مین پڑ گیا ایک کمر مین ایک ہاتھون مین جو ن چٹاخے کی آواز سُنی سرہنگ نے کہا
حاضر ہے ا جادوگرون نے کہا ارے تو جو بکتا ہے کب بُلا ہے سرہنگ مصری نے کہا
بھائی تمنے سُنا بھی نہین اپنے کام مین رہتے ہو یہ کہکے چلے ضرور مین گیا دیکھا کہ پھندے
پڑے ہوے ہین لیکن پنجے گرہ کھولتے ہین سرہنگ تو بھاگا اور پنجون نے گرہین کھولین
زعادہ ! ہر آیا وہ خدمتگار جو کھڑے تھے بے تامل مار ڈالے وہان سے آگے بیٹھا
کہا ملک قاسم تمھارے عیّار نابکار لگے ہوے ہین لیکن تمکو کب چھوڑتا ہون ابھی کسی
عیار نے کمند کے حلقے مارے تھے مین بچ گیا اور سب بیان کیا سیّارہ نے کہا زعادہ کہا مان
کوئی تجکو مار لیگا رات یہ نہ گذرے کی اور سرہنگ مصری ایک بیابان مین نکل گیا دل
مین کہا ای سرہنگ اگر ایسا ہی بھاگنا تھا تو کیون آیا تھا چل کچھ عیاری کر یہ سوچ کر وہان سے

آباد دیکھا جادوگر بیٹھے ہین ایک جادوگر کی صورت بن حقہ بھر کے آیا چنانچہ سب کو پلایا جبکہ سب بیہوش
ہوئے جمعدار کی صورت بنکے خیمہ کے اندر آیا لوگون نے کہا جمعدار کیون آئے کہا مارو عیار لگے ہوئے ہین
دیکھنے کو خبردار رہنا سامنے **زعادہ** پڑا ہے لوگون نے کہا جمعدار ایک گھونٹ ہمکو بھی دو کہا بھائی
ابھی بہرا ہے ذرا ٹھنڈا ہو سب نے ایک ایک گھونٹ پیا سب بیہوش ہو گئے اسمین
سر**ہنگ زعادہ** پاس گیا بیہوشی ہاتھ پر رکھکے اڑانے لگا دو مرتبہ اڑائی کہ بچے پیدا
ہوئے ایک نے ہاتھ پکڑ لیا ایک نے شانہ پکڑ لیا ایک بچہ **زعادہ** کا شانہ
پکڑ کے ہلانے لگا **زعادہ خوک پیشانی** کی آنکھ کھلی دیکھا تو بچہ ایک جادوگر کو پکڑے ہے
پتلے نے مجرا کیا سب حال بیان کیا اسی وقت **زعادہ** نے کوچ کیا دو چار گھڑی رات
باقی تھی چلا جاتا تھا چنانچہ گریبان سحر چاک ہوا کچھ اندھیرا ہے صاف روشنی نہین معلوم ہوتی شبنم
پڑتی ہے ہر ایک گھاس پر شبنم کا یہ عالم ہے کہ موتی جڑ دیا ہے چڑیان بولتی ہین ڈارین بگلون
کے جھیلون پر اترے ہین مرغابیون کے غول جابجا بیٹھے ہوئے ہین **زعادہ خوک پیشانی**
قید لیے ہوے بارہ ہزار سوار سے چلا جاتا ہے ایک مرتبہ آفتاب عالمتاب مرکب پر سوار
نکلا سب نے دیکھا کہ **آفتاب صاحبقران** ہے تلوار ہاتھ مین مرکب طلسمی پر سوار قضاے
کا روہ اکہ بندھا ہوا ہے ایک مرتبہ سامنے آیا بہت سے لوگ پہچانتے تھے اُنھون نے کہا
ایرج نوجوان یہی ہے **زعادہ** نے کہا عجب آجکا دن ہے کہ جسکا کھٹکا تھا وہ بھی آپ سے بغیر
تجسس ہاتھ لگا ایرج نے جو دیکھا کہ **قاسم** و سر**ہنگ** و **سیارہ** و **حنظل جادو** و
آفتاب جادو سب قید ہین **ایرج** نوجوان نے نعرہ کیا ارے خیرہ سر کجا میروی از دست
من **سیارہ** نے قید مین سے کہا وہ مار اُ **زعادہ** نے ایک نارہیل ایرج پر مارا ایرج نے
کے آکے گر پڑا تیر و پیکان مارا ایرج کے نہ لگا جب تو جھنجلا کے **زعادہ** نے تلوار ماری ایرج نوجوان
نے خالی دے کے وہ **محبوب جادو** والی تلوار مرکب کو چمکا کے برابر آکے ماری مع مرکب
چار ٹکڑے ہوے اندھیری اور تیرگی چھا گئی **ایرج** نوجوان فوج پر آرہا جادوگرون کے مع **قاسم**
اور **فیروزخان خاوری** و **تہمتن خان خاوری** و **قیماس خان** کے ہاتھ پیر پھولنے لگے
پھر تو ان لوگون نے تلواریں پکڑین اور فوج پر آگرے **حنظل** نے کہا **ایرج** بچان اللہ فوج ماری پڑی کچھ بھاگ گئی

حنظل جادو نے کہا ای ایرج نوجوان خوب ہوا تجھ سے ملاقات ہوئی سامنے درہ پہاڑ کا ہے
وہان چلکے کچھ تدبیر کیجیے سب ملکے درہ پہاڑ مین چلے اور فوج جو بھاگی طرف جم زرین کلاہ کے گئی ایرج
نوجوان و ملک قاسم و آفتاب جادو و حنظل جادو و سیارہ و سرہنگ مصری و
شاپور پہاڑ کے درے مین بیٹھے ہین قاسم نے کہا نہین معلوم فوج کا کیا حال ہوگا حنظل جادو
نے کہا جو اس طلسم کی رہنے والی ہے تمہارے ساتھ لڑنا مرنا اختیار کیا اور شکنندۂ طلسم ہے ایرج
نوجوان اے ملک قاسم تمہارا رہنا خوب نہین ہے مین آفتاب جادو کو آپکی فوج مین
پہونچائے دیتی ہون ایسے ویسے جادوگرن سے لڑنے کو بہت ہے قاسم نے کہا جسطرح
تمہاری خوشی حنظل جادو ملک قاسم کو اور آفتاب جادو کو لیکے چلی اور سیارہ
کو بھی لیا آفتاب جادو کو راہن تو معلوم تھین اور ساحر بھی تھوڑے عرصہ مین پہونچے
حنظل نے کہا ای آفتاب جادو تم اپنے تئین ظاہر نہ کرنا جب کوئی آفت آوے اُسوقت
ظاہر کرنا اسمین جان رہے یا جاوے یہ کہکے حنظل جادو رخصت ہوکے ایرج کے پاس
آئی کہا مین پہونچا آئی لیکن اے ایرج نوجوان ایک بات کا تعجب ہے یا تو اُسنے جادو نہین کیا یا تیر سحر اثر نہین
کرتا ایرج نوجوان ایک بات کا تعجب ہے یا تو اُسنے جادو نہین کیا یا تیر سحر اثر نہین
کرتا ایرج نے اکہ کا حال نہ کہا اتنا کہا کہ وہ جادو نکرنے پایا تھا کہ پہلے میری تلوار پڑی حنظل نے
کہا بغیر تدبیر لوح ٹھکانا ملنا معلوم نہین دیتا ایرج نوجوان نے کہا ای ملکہ حنظل اگر مقدر مین ہو تو
طلسم توڑتے ہین یہ کہکے مرکب پر سوار ہوا شاپور شیر دل اور سرہنگ مصری
نے عرض کی ہم جان دینے کو حاضر ہین لیکن جدھر حضور جاوین وہ سمت معلوم ہووے ہم حاضر
ہونگے اور وہ فوج جو بھاگی تھی جم زرین کلاہ سنانے مین آیا اور کہا ارے کیونکر مارا گیا ہی لوگون
نے سب حال بیان کیا تب اُسنے کہا اے سیلان خرس سوار جاکے خدا پرستون کا کام
تمام کرو وہ پانچ سو سوار سے روانہ ہوا جس درے مین ایرج تھا اُسی طرف راہ تھی ایرج
پر مرکب پر سوار حنظل جادو سے باتین کر رہا ہے سرہنگ مصری اور شاپور شیر
دل کھڑے ہین کہ سامنے سے گرد و غبار معلوم دیا ایرج نے کہا ملکہ حنظل جادو فوج آتی معلوم دیتی ہے
حنظل جادو نے کہا ہماری واسطے آتی ہے یہ باتین تھین کہ سامنے سے سیلان خرس سوار نمود ہوا

ایرج نے مرکب خاصہ کو دیکھ کے نعرہ کیا منم ایرج نوجوان اور جادوگرون نے نام سنکر مارے
ایرج وہی تلوار پکڑ کے پانچ سو جادوگرون مین گھس گیا جسکے دور کے ماری دو ٹکڑے کیے چار
طرف سے نانچ نانچ چلنے لگے سحر ہوتا تھا لیکن کچھ اثر نہ کرتا تھا جبکہ چالیس پچاس جادوگر
مارے گئے سیلان خرس سوار مرکب کو بڑھا کے آگے آیا پکارا ان غریب جادوگرون
کو تو نے مار لیا میرا مقابلہ کر اور ایک نارین مارا ایرج نے خالی دیا تلوار طلسمی جو
ماری دو ٹکڑے کیا آواز آئی کشتی مرا نام من سیلان خرس سوار جادو بود جتنے جادوگر تھے
بھاگے جم زرین کلاہ کو خبر ہوئی کہ سیلان خرس سوار مارا گیا گلزار زرین تاج بیٹھا تھا
کہا ایسے ایسے جادوگر مارے جاتے ہین دیکھیے جمشید و سامری کیا کرتے ہین اسمین ایک
ابر معلوم دیا ایک تخت پر ایک پریزاد آٹھ نو سو رنڈی دُر در گوش مرصع پوش ہمراہ جم زرین
کلاہ سے کہا کون آتا ہے کہ وہ تخت ٹھہرا اُتر کے ملکہ اختر زرین کلاہ نے سلام کیا پوچھا
مزاج تو اچھا ہے عرض کی کہ دعا کرتی ہون آ کے کرسی پر بیٹھی شراب کا پیالہ گردش مین آیا جبکہ
نشہ ہوا اختر زرین کلاہ نے پوچھا اس مقام پر کس طرح سے لڑائی پڑی کہ اے ملکہ ایرج
نوجوان شکنندۂ طلسم آیا ہے زغادہ خوک پیشانی اور سیلان سوار مارا گیا کہا ای شہریار
مین اسی واسطے آئی ہون اب سامنا نہ کیجیے گا لڑائی بیڈول پڑی ہے اسکو لوح کی فکر مین پھرنے
دو مجکو احوال معلوم ہے جب گھر کے لوگ بربادی کی فکر کرین پھر تم کیا کرو گے جم زرین کلاہ
نے کہا کہو تو وہ احوال کیا ہے ملکہ اختر زرین کلاہ نے کہا وہ مینائے جادو تھی اُسنے
اگر جمشید ہی دیا تھا دے کے بھول گئی اُسکے باعث کوئی سحر یا کوئی اثر نہین کرتی جم زرین کلاہ کا
رنگ سفید ہو گیا جم زرین کلاہ مع اختر مرأت جادو کے پاس آیا مرأت جادو
خود حیران بیٹھی تھی دمبدم خبر ایرج کی منگاتی تھی کہین یہ کہتی تھی غضب ہو جاتا ہے وہ مارا جاتا
ہے اسمین جم زرین کلاہ مع اختر کے پہونچا مرأت جادو نے کہا مین نے سنا ہے کہ زغادہ
خوک پیشانی مارا گیا جم زرین کلاہ نے کہا تم ملکہ اختر سے دریافت کرو ملکہ نے سب
احوال کہا مرأت جادو نے کہا اگر میرے قلعہ مین یا تمھارے قلعہ مین گھس آوے تو کوئی سامنا
نہین کر سکتا مگر کچھ تدبیر کیا چاہیے اختر نے کہا مین اسکی تدبیر کرتی ہون اگر ایک سمت کا

مال اسباب مجکو دو چنانچہ جم زرین کلاہ نے ایک طرف کا مال آمدنی سب لکھدیا اختر نے
کہا جب ایرج گرفتار ہووے مناسب یہ ہے کہ افراسیاب جادو پاس بھیجوادو وہ سمجھ لیگا یہ
کیکے اختر جادو چلی ایک بیابان مین خیمہ استادہ کروایا کوئی سوا سو لونڈی ساتھ لے لی بعد دو تین
گھڑی کے اختر جادو ہاتھ مین جریب سحر کی پکڑکے اکیلی روانہ ہوئی اور سحر سے دریافت کیا کہ
ایرج اس سمت کو ہے اسطرف جا پہونچی نہایور اور سرہنگ مصری ایک سمت کو چلے
گئے تھے حنظل جادو ایرج سے باتین کرتی تھی اختر نے ایرج کو اور حنظل کو جو دیکھا اور حالت
سے دیکھنے لگی ایرج نے جو دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت میلے کپڑے پہنے ہوے ہے حنظل
نے کہا یہ جادو کرنی ہے ایرج نے کہا خدا بچانے والا ہے اختر نے شکر ہے خداوند جمشید و
سامری کا جسکو مین ڈھونڈھتی تھی وہ آج ملا پھر ایرج نے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا
کہ مالک لوح طلسم آئینہ ہون جسوقت سے طلسم بنا تھا لوح پر نام ایرج کا لکھا تھا سنتی ہون
کہ آج وہ مارا گیا اور مین نے خیال کیا کہ آخر شکنندہ طلسم میرے پاس آئیگا اور مجکو مارکے
لوح لیجائیگا بس اس سبب سے مین آپ ہی حاضر ہوئی اسوقت حنظل جادو نے ایرج
سے کہا کہ ای شہریار تمھارا نصیب بڑا زبردست ہے اس آسانی سے لوح کسی کے ہاتھ نہ لگی ہوگی
پھر حنظل نے اختر سے کہا کہ اے ملکہ اختر مین کوہ نرگسین کی رہنے والی ہون اور حنظل
میرا نام ہے اسکے باپ کے ساتھ میری بیٹی کی شادی ہوئی ہے ای ملکہ اب جو تم یہان آئی ہو تو بہت
چین سے رہوگی اختر نے کہا کہ یہان سے میرا خیمہ قریب ہے وہان چلکے بیٹھے ایرج اور حنظل چلے
اور ایک دو گھڑی کے بعد خیمہ مین داخل ہوئے اختر جادو اگر تخت پر بیٹھی ان دونون کو بھی
مقام صدر پر بٹھایا کنیزین خدمت کے لیے حاضر ہوئین اور اختر نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے
شہریار اب مجھسے دغا نہ کیجیے گا ایرج نے کہا کہ ہم خدا پرست ہین دغا مطلق نہین جانتے
اختر اسوقت اٹھکر حمام مین گئی اور نہا دھو کے کپڑے نفیس پہنکر مسی کاجل لگا کے
آئی اور ایرج کی طرف بنظر محبت دیکھنے لگی حنظل جادو کو ثابت ہوا کہ شاید یہ ایرج کو
پسند کرتی ہے اور اختر کرسی پر آکر بیٹھی اور کہا اے شہریار اب تو مین آپکی کنیز ہون تمام زمانہ
میرا دشمن ہوگا اور مرآت جادو کو خبر ہوگی تو وہ بھی میری جان کی دشمن ہوگی اب دیکھین

کہ آپ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہین حنظل نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو تمھارے لیے سب سے زیادہ بہتر ہوگا غرض بعد کچھ عرصہ کے اختر نے اشارہ کیا کہ الگ چلیے یہ کہکر شہزادہ ایرج کا ہاتھ پکڑ کر الگ لے گیا اور حنظل جادو سے بولی کہ اگر یہ عاشق نہوتی تو آپ سے آپ ایرج دیے کہ کیون آئی اور وہان شراب کا پیالہ لیکر دوڑی ہین آیا ایرج نے کہا کہ تم مسلمان ہوجاؤ تو ہین شہزادی نے کہا کہ ہین بیشک مسلمان ہوئی اور اس طرح اختلاط کیا کہ طرح مدت کے عاشق و معشوق ہوتے ہین جبکہ خوب نشہ ہوا ایرج نے بیلا پلنگ پر لیٹی اور ایک گلابی لیکر دوڑی شراب آپ پی اور باقی ایرج کو دی اور کہا میرے سر کی قسم تم جاؤ ایرج نے وہ بھی پی لی خوب نشہ ہوا آنکھ بند ہوگئی اختر نے عامل پاکر بارہ پر سے وہ آگ کھول لیا اور پرواز کر کے روانہ ہوئی اور حنظل جو الگ بیٹھی تھی اسکے خیال مین آیا کہ اسے حنظل ایسا عشق نہین دیکھا کہ اتنا جھٹ پٹ ہو جاے یہ سوچ ہی رہی تھی کہ ایک سناٹا معلوم ہوا حنظل نے جانا کہ ایرج کو اختر لیے جاتی ہے لیکن معلوم نہین کہ ایرج غیر ہین ہین تو اسکا حال یہ اسکو یقین ہے کہ ایرج کو لیے جاتی ہے اور وہان مرات جادو و جم زرین کلاہ آنند نو سو جادوگر سب کو بیٹھے ہین اور باتین کرتے ہین کہ اختر آتی ہوگی اور حنظل قریب پہنچی اور کہا کہ اے ہوشی رو سیاہ تو نے خوب دغا فریب کیا اختر جو دیکھے کہ حنظل آئی ہے اسنے کہا تیرا یہ مقدور ہے کہ جو تو مجکو روک سکے یہ کہکر پھر چلدی تمام روانہ ہوئی برابر قلعہ کے پہونچی حنظل جادو نے اپنے دل مین کہا کہ اے حنظل تو امیر حمزہ صاحبقران کو کیا منہ دکھلائیگی افسوس کہ ایرج مارا گیا بس دوڑی اور قلعہ مین داخل ہوا کہ اختر جادو آئی مرات جادو جم زرین کلاہ سب اٹھ اٹھ کر دیکھنے لگے اختر قریب اس برج کے پہونچی تھی کہ ایرج نے آواز دی لیکن ایک بلا میرے پیچھے لگی ہے اسوقت تو حنظل نے جھپٹ کے ایک تلوار ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرے مرات جادو نے کہا ذرا تو جلدی پہونچ کیا ماجرا ہے دو ترین حنظل تو اسکو مارنے وہان سے بھاگ کھڑی ہوئی اور ازبکا ساحرہ تھی اسوجہ سے کسی اہل قلعہ نے بھی نہین روکا اور وہان ایک کنیز آئی اسنے جو دیکھا کہ اختر مری پڑی ہے حنظل ہاتھ مین اسکے ایک زخم کا نشان ہی اسنے لیکر کمر مین رکھ لیا اور کہا مین قرضدار تھی کسی روز یا خدمتگار سے

ملکہ بیج لونگی آدھا اُسکو دونگی آدھا مین لونگی اور وہان سے آکے مرات جادو سے کہا کہ اختر
ماری گئی جم زرین کلاہ نے حکم دیا کہ لاش اختر کی پھونک دو اُسکو تو پھونک دیا اور حنظل
جادو جو بھاگ کے خیمہ مین آئی تو اختر کی کنیزون کو مار کے اُسنے بھگا دیا اور اُس خیمہ مین جا کے
جو دیکھا تو ارج بیہوش پڑا ہے نشہ مین چور ہے اُسنے پانی وغیرہ چھڑک کے اُسکو
ہوشیار کیا جب ارج کی آنکھ کھلی تو حنظل نے سب ماجرا بیان کیا ارج نے بازو پر
اگندیکھا رنگ سفید ہو گیا حنظل نے کہا خیر تو ہے ارج نے کہا جو کرامات تھی جس کے باعث سے
جان بچتی تھی وہی نہین ہے اور حنظل سے اگہ کا حال بیان کیا حنظل نے کہا افسوس تم ہمکو غیر سمجھے
پہلے نہ ہم سے کہا اچھا اب چلکے اُس خیمہ مین بیٹھو ارج نے کہا کہان تک بیٹھے رہین گے یہ کہکر بہت
سرہو کے رونے لگا اور دعا کرنے لگا بصد گریہ وزاری ونالہ وبیقراری پکارا کہ اے پروردگار عالم
واسطہ اپنی خدائی کا اور واسطہ اپنے دوست کے نور کا میری آبرو تیرے ہاتھ ہے اور جو میرے
بھائی ہین اُنھون نے طلسم فتح کیے ہین مین بھی تیری ہی ذات امیدوار ہون کہ تو
میرے حال پر رحم کر یہ کہتے کہتے غنودگی آئی آنکھ لگ گئی دیکھا کہ ایک بیابان پُر
فضا ہے جہان گلہائے بوقلمون بیشمار کھلے ہین اور وہ صحرا تمام نورانی ہے خوشبوئے بہی
ہے صدائے صبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح کی بلند ہے اور ایک مرد پیر
بارعب مقدس لباس سبز پہنے ہوے استادہ ہین ابیات

کہ جن سے بات بھی کرنا ہے مشکل	زبان ساکت ہے لب محو خموشی	وہان دیکھا کہ ہین اک صاحبدل
جسکا تسلیم کو یہ دست بستہ	کہا اے دارو ے دلہائے خستہ	خدا کی یاد مین ہے گرمجوشی
بہت مدت سے مجکو جستجو ہے	کہ جون موئے قدم آنکھین ملو نین	غریبون کو کرم کی آرزو ہے
		بہاے عمر رفتہ اپنی لو ن مین

انھون نے فرمایا کہ اے فرزند سوا ے پروردگار عالم کے کوئی کسی کے کام نہین آتا ہی دعا
تمھاری قبول ہوئی طلسم تم توڑو گے لیکن اس جادوگرنی کے ساتھ سے الگ ہو جاؤ کیسلیے کہ
فتح ایک ہی شخص کے نام ہوتی ہے جب الگ ہو جاؤ گے تو ایک طرف کو جانا ایک دریا ملیگا
تم کشتی پر مع گھوڑے کے سوار ہو جانا آگے جو کچھ مرضی خدا کی یہ خواب دیکھ کے ارج کی آنکھ کھلی سجدہ
شکر ادا کیا حنظل نے کہا کہو کیا دیکھا اُنھون نے سب حال خواب کا بیان کیا حنظل نے

کہا کہ اب تم ضرور ہوگی یہ کہکر حنظل سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوے اور ایکطرف کو چلے ایک بیابان سبزہ زار نظر آیا آگے جو بڑھے تو ایک دریا کو بڑے جوش و خروش کے ساتھ بہتے پایا مضمون

پانی پانی تھا شور سے طوفان	اودھی دریا کو سوکھتی تھی جان
ساتھ تھے سب تری کے حیوانات	جزر و مد سب حواس کھوتا تھا
	ہمرہ موج سیکڑون گرداب
	خضر کا رنگ سبز ہوتا تھا

ایرج وہان کنارے دریا کے حیران کھڑا تھا کہ یکایک ایک کشتی ایکطرف سے اسطرف آتی نظر آئی یہان تک کہ وہ کشتی کنارے پر آلگی ایرج گھوڑا چھکاکر کشتی پر چڑھا اور وہ کشتی اسکو لیکر چلی دریا مین درخت بہت سے معلوم دیتے تھے ایرج قال ارکبوا فیہا بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا ان ربی لغفور الرحیم پڑھتا ہوا اور دل سے کہتا جاتا تھا کہ دیکھا چاہیے یہ کشتی کہان لیکر جاتی ہے چنانچہ وہ کشتی بہتے بہتے ایک درخت کے پاس پہونچی وہ درخت جھوم کے گر کشتی مین تہلکہ پڑا غرق ہونے لگی اسوقت دو پیر مرد دریا سے نکلے اور اُنھون نے کہا کہ اے شہسوار کشتی غرق ہوتی ہے تم مرکب اڑا کے نکلجاؤ ایرج نے اپنے دل مین تصور کیا کہ پیر مرد سچ کہتا ہے لیکن مین گھوڑے کو پیرا کے نکلجاؤنگا یہ خیال کرکے مرکب کو جو ایڑ دی وہ تڑاپھڑ کے دریا مین گرا مگر بہت دور پر گرا کہ وہان گھٹنون گھٹنون پانی تھا دونون پیر مرد نے کہا کہ اے شہریار ہمکو نہ بھول جایئے گا ایرج نے کہا کہ بھائی یہ کام ہمارا نہین ہے کہ جو بیکسی اور تنہائی مین ہمارے کام آوے اُسکو بھول جاوین یہ باتین کرتے ہوے کنارے پر آئے اور آگے چلے تو ایک بیابان ریگستان نظر آیا اور اُن دونون پیر مرد نے کہا کہ اے ایرج آپ شکنندۂ طلسم ہین ہمارے ساتھ آپ چلین لیکن اِس بیابان سے گذر کے ایک باغ ہے کہ اُسکو باغ سلیمانی کہتے ہین جو کوئی راہ بھول جاتا ہے اور روٹی میسّر نہین ہوتی وہ اُس باغ مین جاتا ہے اُسکو وہان سب کچھ ملتا ہے آپ بھی جایئے ایرج نے کہا اچھا غرض راستہ طے کرکے اُس باغ مین آکر پہونچے تو دیکھا کہ باغ کیا

پُر بہار ہے نسیم مشکبار مژدۂ جانفزا لاتی تھی مےخوارون کو دل بہلاتی تھی ہوا	شجر گلبرگ مین ہین سیکڑون رنگ
نظر آتے ہین ہر غنچہ مین نئے ڈھنگ	جو دروازہ ہے باغ جانفزا کا
طلسمی جانور طائر ہین گویا	دُر و یاقوت سے لبریز ہے جا
وہن غنچون کے اکثر بند کھلیں کیا	کہان دنیا مین ایسے پھول پیدا
	ہزارون رنگ ہر گل مین ہوئیدا

بہت سے تھے چمن پھولونسے لبریز	بہت دلچسپ خوشبوئین مگر تیز	نہال و برگ گل تھے اُسمین نایاب
غرض وہ باغ تھا سرسبز و شاداب	لبالب آب سے نہرین تھین جاری	عجب صورت کی پیدا آبداری
بنی تھی اُس جگہ بارہ دری بھی	نظر آتی تھی بس قدرت خدا کی	کنول روشن در و دیوار تابان
مصفا فرش ہر جانب گرمان	نہ پایا صاحب خانہ کو اُسجا	بچھا ہر سمت فرش زعفران تھا

وہان دیکھا ایرج نے دو پیر مرد آئے اور اُنھون نے کہا اے ایرج سلام علیک ایرج نے کہا علیکم السلام اُنھون نے کہا حضور تشریف لائین اور بیٹھین مکان حضور کا ہے ایرج مسند پر آکے بیٹھا اور شراب پینے لگا اب انکو تو یہان بٹھا رہنے دیجیے لیکن حال طلسم ہوشربا و افراسیاب کا سُنیے کہ افراسیاب جادو اور حیرت اور ابریق و سرمایہ برف انداز و زنار جادو وغیرہ یہ سب بیٹھے ہوے ہین اور افراسیاب کو مشتری ہفت سحر کے مارے جانے کا بہت رنج ہے اور دل سے کہتا ہے کہ اے افراسیاب لوح کا حال تو کسی کو معلوم نہین اور اسد گنبد جہان نما پر قید ہے پھر وہ جو چھوٹیگا اور یہ طلسم ٹوٹیگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ باران سنگ انداز جادو کا نامہ آیا اور مصور جادو بھی آیا اور افراسیاب نے ملکہ حیرت سے کہا کہ باران سنگ انداز کے جی مین کیا آیا کہ جو یہان آیا ہے لیکن اسے حیرت جادو ایک جادوگر عزت دار کو بہر پیشوائی روانہ کرو حیرت نے دو جادوگرون کو روانہ کیا اُنھون نے آکے جو دیکھا تو خیمہ اژدر پر لدا ہوا ہاتھی بردار مرکب بردار ہوا پر اُڑتے ہوے باز لبط ہنس قرقرے فیل آتشین پر جادوگر اور جادوگرنین سوار باران سنگ انداز آگے آگے ایک اژدہے پر سوار آتا ہے بادلہ کا جھولا گلے مین پڑا ہے کنڈل کانون مین کمر مین سونے کی زنجیر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہین قشقہ سیندور کا ماتھے پر کھنور چندن کے بازوون پر لگے ہین مگر سیاہ و کالی ڈاک یہ ساحر ہر کان و آنکھ و ناک سے شعلے آتش کے نکلتے ہین غرض دریاے خونروان تو خشک ہو گیا ہی جہان وہ دریا تھا وہین خیمہ استاد کرا کے اُترا اور آپ افراسیاب کے باغ مینا نگار کو گیا دو بیٹے اُسکے ساتھ تھے اُسنے اور اُن دونون نے افراسیاب کو نذر دی افراسیاب نے خلعت سے سرفراز کیا اور دنگل بیٹھنے کو دیا جام شراب گردش مین آیا چار گھڑی تک یہ

بیٹھے رہے افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ ایک بارگاہ مخمل اور باورچیخانہ ہمارے یہانسے
جائے حیرت جادو نے اُسی وقت حکم دیا کہ بارگاہ استاد ہوگئی باورچیخانہ کی تیاری ہونے لگی خاصہ
تیار ہوا باران نے افراسیاب سے کہا کہ اے شہریار جیسا طلسم ہوش ربا ہے ایسا کوئی
طلسم نہین ہے جو جو عجائبات اور غرائبات کہ اسمین ہین کہین نہین ہین لیکن بُرا نمانیے تو کون
الامر فوق الادب آپ کو رحم ان نمکحرامون پر نہ چاہیے آپ ایسا شخص اور اسطرح ناچار ہوجائے
اے شہریار یہ ملکون ملکون خبر اڑ گئی ہے کہ افراسیاب ناچار ہے اِن کو اِسطرح قتل
کیجیے کہ ماہیان دریا دم مرغان ہوا انکے حال زار پر روئین افراسیاب نے کہا کہ میرا جی
انکے قتل کرنے کو نہین چاہتا اسد بن کرب نماز فی گنبد نور پر قید ہے اب مین اُسے قتل
کرونگا لیکن یہ جانتا ہون اور سب جتنے ساحر ہین وہ میری اطاعت قبول کرین باران
نے کہا امیدوار ہون کہ یہ لڑائی میرے سپرد کیجیے اور مصور جادو سے کہا کہ تم مالک تصویر ہو تمنے
کیون نہ عمرو کا سر کاٹا مصور نے کہا وہ میرا سامنا نہین کرتا ملکہ حیرت نے کہا کہ اے
بھائی باران عمرو انکے خیمہ مین آیا اور اِن کے گلے سے تصویر لیگیا اور اُنکی جورو کو تمانچے
مین پیٹ دیا اور پھر روتے ہوئے میرے پاس آئے لیکن یہ غافل نہین ہین
باران نے کہا کہ ہمارے نام پر طبل جنگ بجوائیے غرض ایک روز تو یہ آسودہ ہوا دوسرے
روز جبوہ زمانہ آیا کہ مثل مرض دن گھٹا اور ردائے خورشید میلی ہوئی نظم

کہ روے مہر کا ہلکا ہوا رنگ	گھٹی گرمی بڑھی ٹھنڈک بہ سنگ	جبین شام نے بخشی سیاہی
مزاج روز پر آئی تباہی	سر شام بحکم باران ناکام نفیر سحر کو دم دیا گیا یہ خبر مہرخ سحر چشم	

کو ہوئی اُسنے بھی طبل جنگ بجوایا تیاری سحر کی دونون طرف ہونے لگی لیکن یہان
علامہ شوخ چشم بیٹھا تھا اُس سے باران نے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو یہ کہکے اسکو ہمراہ
لے کے اپنے لشکر مین آیا وہ جو دیکھے تو ایک بارگاہ مخمل کی استاد ہوا اُسنے پوچھا کہ یہ بارگاہ
کسکی ہے لوگون نے کہا کہ افراسیاب نے یہ بارگاہ اور باورچیخانہ تمہارے لیئے بھیجا ہے
علامہ نے کہا کہ اے باران افراسیاب جیسی تمہاری خاطر کرتا ہے کسی کی نہین کرتا اگر
تمنے کوئی لڑائی فتح کی تو اور بھی زیادہ خوش ہوگا اور وہان عمرو نے ملکہ مہرخ سحر چشم سے

پوچھا کہ باران سنگ انداز کیونکر لڑتا ہے اُسنے کہا کہ وہ ساحر زبردست ہے دیکھا چاہیے کہ خدا کیا کرتا ہے اب یہان بنگالی منتر جنتر پڑھنے لگے فسون سازی اور شعبدہ بازی شروع ہوئی اگیاری ہونے لگی جوت کے دیے جلائے گئے زرد زرد ٹینین اُڑائے گئے چار پہر رات ہنگامۂ شر و فساد برپا رہا جب کوالب حیاے چشم جانان مین اور نظر کی طرح سبکی نظر سے پنہان ہوئے اشعار

فلک پر مہر جو بن ٹھن کے چمکا
ہوا آغاز ہر اک بیش و کم کا
جمالِ صبح نے کی بارشِ نور
جبین خاک چمکی مثل بلور
صبح کو ملکہ مہرخ سحر چشم

وہان روناقرمان وزلزلہ کئی لاکھ سلح طائران سحر و تخت ہاے سحر پر سوار ہو کر میدان مین آئے اسطرف سے باران سنگ انداز اپنی فوج لیکر جنگ گاہ مین آیا گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے ابر سحر کو برسایا گرد و غبار کو بٹھایا بجلیان گرا کر جھاڑی جھنڈی میدانکی کاٹ ڈالی میدان مثل آئینہ پاک و صاف ہوا اُس وقت نقیب کڑکانے لگے ابیات

جہان ایک مہم سراہی عجب
نہین جاے باس اور جاہی عجب
جوانی گئی موسم شیب ہی
شہود ایک دو روز کو عیب ہی
سکون یا نکا دیکھا سراسر شتاب
چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب
نہ جدول رہیگی نہ سرو روان
گلستانکو پائینگے ہو کا مکان
جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش
یہ منزل نہین جاے بود و باش
یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کہان
جہان جملہ ہے ایک بزم روان
بجا ہی گیا کوس رحلت مدام
کسی نے نہ آکر کیا یان مقام
اجی بہادران اب نہ سامری ہی

جمشید ہے آج اور جنگ ہی کچھ اپنے ہنر اور کرتب دکھا اس دنیا مین نام کر جا
یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوئے اور باران سنگ انداز میدان مین نکلا اور پکارا کہ اے
مہرخ سحر چشم تمھاری نواسی مہ جبین الماس پوس مالک طلسم تھی اور اُسکو سب مجرا
کرتے تھے اور تمھاری وہ عزت تھی کہ جو بیان مین نہین آتی کوئی شاہ و شہزادہ تمسے
مقابلہ نہ کر سکتا تھا اب یہ تم نے کیسی نمک حرامی کی ہی جو افراسیاب سے لڑتی ہو افراسیاب
نہین چاہتا کہ تم لوگ مارے جاؤ اگر عزت درکار ہے تو افراسیاب پاس چلو مین تمھاری خطا
معاف کرا دونگا مہرخ نے پکار کر کہا کہ اے باران جادو جو کچھ ہماری زبان سے ایکمرتبہ نکل گیا سو نکل گیا
اب بار بار کہنے سے تو یہی بہتر ہی کہ اب ہمارے تمھارے جواب سوال تلوار سے ہو باران نے

کہا کہ میں تجھ سے کچھ کم نہیں ہوں یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا خبردار رہیو یہ کہکر ارادہ کیا کہ صف لشکر
مہرخ پر جا پڑوں اسوقت فہم جادو اژدر چمکا کے اسکے پاس آیا اور کہا کہ آپ تامل کیجیے میں
میں سب کو مارے لیتا ہوں بس اسنے للکارا ادھر سے مخمور مہرخ چشم تخت اپنا اژدر کے
سامنے فہم کے آئی فہم نے ایک ناریل مارا مخمور نے انگلی سے اشارہ کیا کہ وہ ناریل دو ٹکڑے
ہو گیا اب مخمور نے ایک گولہ فولادی فہم کے لگایا اسنے خالی دیا مخمور نے ایک مارا کہ اژدر پیدا
پیدا ہوا وہ اژدر اگر فہم پر حملہ آور ہوا اسنے ہر چند چاہا کہ یہ ہلاک ہو ممکن نہ ہوا اور اس اژدر نے
فہم کو نگلیا بعد چند عرصہ کے سینے دیکھا کہ اژدر تو غائب ہو گیا مگر نقش فہم کی پڑی ہے اس
ماجرے کو دیکھکر کمان چشم میدان نکلا ہاتھ میں لیے تھا کہ وہ کمان سونگنی ہو جاتی تھی
بس وہی کمان اسنے مخمور مہرخ چشم پر ماری مخمور نے دستک دی کہ ایک پتلا پیدا ہوا
فولادی اور اس پتلے نے کمان کو پکڑ کے جھٹکا مارا کہ وہ ٹوٹ گئی وہ پتلا کمان کو لیے چلا گیا
پھر ازاینجہ فیل پیشانی آیا اور اسنے مخمور پر ناریل مارا مخمور نے خالی دے کر تلوار سے اسکو
دو ٹکڑے کیا اسوقت زباران نے کہا کہ ارے بڑا غضب کیا کہ تین ساحر ہمارے
یہ کہکر خود میدان میں آیا اور کہا کہ خردار باش اور ایک ناریل مارا مخمور مہرخ چشم نے
انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا اب مخمور نے گولہ فولادی مارا زباران
نے خالی دیکر اب کی جو گولہ فولادی مارا تو تخت پر پڑا مخمور تو تخت پر سے اڑ گئی مگر تخت
تختہ تختہ ہو گیا مخمور نے چوٹی سے اپنی ناریل نکالکر باران سنگ انداز پر لگایا اور پکارا
کہ اے ظلم آسمانی لینا پس دھنوان پیدا ہو کر فلک پر گیا اور ابر گھر آیا پتھر برسنے لگے
دو چار ہزار ساحر اندھے ہو گئے مہرخ سحر چشم نے کہا کہ اے مخمور اب تم چلی آؤ مخمور
نے اسوقت زمین پر دو ہتڑ مارا چار پتلے فولاد کے تخت لیے پیدا ہوئے انسے کہا کہ پتلو
روکنا پتلے جو اڑے تو آسمان معلوم دینے لگا مخمور نے پھر گھاسوئیوں کا چوٹی سے نکال کر
مارا کہ پانچ ہزار ساحر کے سینوں کو ان سوئیوں نے توڑا اور وہ ہلاک ہوئے ایک سوئی
باران کے بیٹے کے بھی لگی مگر اسکے شانے کو اسنے توڑا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ مخمور نے آسمان
فولاد کا بنایا اسنے ایک گولہ فولاد کا زمرد جادو کے ہاتھ بھیجا کہ زمرد جادو نے اگر وہ گولہ

باران کو دیا اور اُس سے کہا کہ اِس گولہ کو اِس آسمان پر مارو اور آج لڑائی پر گئی ہر کل سمجھ
لینا باران نے وہ گولہ اُس آسمان پر مارا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے اُڑ گیا مخمور نے اُسوقت کہا
کہ اے باران یہ سحر افراسیاب کا تھا جس سے یہ آسمان بنا تھا اور کسی کا مقدور نہ تھا
جو اُسکو توڑتا اور تجکو شرم نہین آتی کہ برائے سحر پر لڑتا ہے باران نے کہا آج تو مین جاتا ہون کل
تم سب کو قتل کرونگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کے پھر گیا لوگون نے اُس سے کہا کہ آپ نے
تدبیر بُری کی فتح پر شکست ہوئی پہلے سحر کیجیے پھر لڑائی لڑیے عرض یہ بارگاہ مین پہونچا شراب
پینے لگا مہرخ اپنی بارگاہ مین آئی عمرو نے کہا کہ اے مہرخ مین سیر کو جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا
اور ایک ساحر کی صورت بنکر خیمہ مین باران کے بیٹے کے آیا وہ لڑائی پر سے جو آیا تھا وہ
بارگاہ مین اکیلا بیٹھا تھا اِسنے اُسکو ایک گلوری نکالکر دی کہ یہ افراسیاب نے دی ہے اور
کہا ہے کہ اسکو کھاؤ تو سحر اثر نہ کریگا اِسنے جانا کہ سچ ہے پس اُس گلوری کو کھایا اور بیہوش ہوا
مہمان باران نے کچھ دیر کے بعد کھانا مانگا دسترخوان بچھا وہ کھانا نے لگا عمرو اُسکے بستر
پلنگ کے چھپا کر آپ اُسکی صورت بنکر باران کی بارگاہ مین آیا اور اُسکے ساتھ کھانا
کھانے لگا اور جتنے کہ رفیق تھے وہ بھی ساتھ کھانے لگے افراسیاب نے کتاب سامری
کو دیکھا تو اُسمین معلوم ہوا کہ باران کا جو فرزند ہے وہ تو اپنی بارگاہ مین پلنگ کے نیچے شکین
بند صا ہوا پڑا ہے اور عمرو عیار باران کے ساتھ کھانا کھا رہا ہے افراسیاب نے خیرت
سے کہا کہ تم جلد جاؤ اور باران جادو کو بھاؤ وہ باران کے پاس آئی عمرو نے اپنے دل مین
کہا کہ خیرت کا آنا بے سبب نہین اگر تجکو اُسنے پکڑ لیا تو پھر خیر ثنا دشوار ہے فن سے
باران سے کہا کہ بابا جان افراسیاب کے اچار کیا بُرے ہین ہمنے جو اچار بنایا تھا وہ
خوب ہے یہ کہکر اُٹھا کہ لے آؤن اور اِس بارگاہ مین کہ باران کا فرزند بیہوش پڑا تھا
آیا اور اُسکو فتیلہ رفع بیہوشی دیا اور آپ جلد سحر طلب کرکے جادوگر کی صورت بنا اور باہر
سے کہ تمھارا باپ کھانا کھاتا ہے تم دو یہ اچار رکھے ہوے ہین لیجاؤ اگلا پچھلا کچھ ذکر نہ کرنا اگر
تمھارا باپ پوچھے تو کہنا مین اچار لیتے تھا اُسنے کہا مین سوتا تھا مجکو کیا معلوم اُسنے کہا تمھارے باپ نے
تمھاری صورت کے بیٹے بنائے ہین غرض وہ اچار لیکر آیا اور بیٹھکر کھانا کھانے لگا اُسوقت

ملکہ حیرت جادو آئی اور اُسنے کہا کہ اے زمرد دیکھ تو سوے کا دیدہ کیسا بیٹھا کھا رہا ہے اور
اُسکے ہاتھ مین ایک چابک سحر کیا دہ چابک اُسنے برابر مارا باران جادو کا بیٹا ابران
پکار اکہ ہاے مین مرا باران نے اُسوقت حیرت سے کہا کہ یہ تیرا بیٹا ہی تجھے کیون اسکو
مارا اُسنے کہا یہ تیرا بیٹا نہین ہے عمرو ہے یہ کہکر چابک مارتی ہوئی اسکو لیکر روانہ ہوئی اُسوقت
عمرو سامنے آیا اور پکارا کہ اے باران مین عمرو ہون پہلے تیرا بیٹا بنا ہوا تھا اور سب حال بیان
کیا جاسیری پاپوش کے صدقہ مین اُسکو چھوڑ دیا یہ کہکر جب تک وہ اُسکو گرفتار کرے یہ گلیم اوڑھکے
غائب ہوگیا اور حیرت نے بلاکر ابران کو پٹک دیا اور افراسیاب سے کہا کہ اے
بار خدا اِسکا سزا ہے افراسیاب نے کہا اچھا اور چاہا کہ سر کاٹون اُسوقت باران
پہونچا اور کہا ہاے ہاے یہ میرا بیٹا ہے ابران جادو جب ہی تو ملک غارت ہوا ایسی ایسی
بخریان کرنے سے افراسیاب نے کہا یہ تیرا بیٹا نہین عمرو ہے ہمنے کتاب مین دیکھا ہے کہا
پھر کتاب مین دیکھو ایکی جو کتاب منگاکے دیکھا معلوم ہوا کہ اس طرح عمرو اُسکی صورت
بنا تھا سب حال معلوم کرکے خلعت دیا اور بہت خاطر کی اور کہا اب مین عمرو کا سر کاٹے بغیر
نہ رہونگا یہ کہکر باران جادو رخصت ہوکر خیمہ مین آیا اور ابران سے پوچھا کہ بیٹا کچھ حال
تو کہو کیا ماجرا گذرا اُسنے کہا مین سوتا تھا تجھکو جگاکر اس طرح بھیجا باران کا بھائی
طہماس جادو ہے اُسکو خبر ہوئی کہ باران اسطرح گیا ہے اُسنے کہا افسوس ہمکو خبر نہ کی
یہ کہکر اسی نوے ہزار سالیکر روانہ ہوا اور ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر باران سے ہمارے آنے کی
خبر کرو وہ ساحر آیا اور اُسنے باران کو سلام کیا اور کہا آپ کے بھائی آتے ہین باران
پیشوائی کو گیا طہماس سے ملاقات کی بگلہ شکوہ کرتے ہوے خیمہ مین آئے باران نے
سب حال بیان کیا طہماس نے کہا کہ عیار بڑے زبردست ہین باران نے کہا کہ
بھائی پہلے افراسیاب کی ملاقات کرنا چاہیے یہ کہکر ایک ساحر کو بھیجا اور کہا کہ حیرت سے
کہنا طہماس جادو براے قدمبوسی شاہ جادوان حاضر ہوے ہین امیدوار باریابی ہین
وہ ساحر گیا اور حیرت سے اُسنے اطلاع کی حیرت نے افراسیاب سے کہا افراسیاب
نے کہا آئین اُنکا گھر ہے اور رائون نے بہت بہتر کیا جو آئے حیرت نے اُس ساحر سے کہا کہ جاکر

بلالا وہ جادوگر آیا اور کہا افراسیاب نے یاد کیا ہے باران طہماس کو لیکر آیا طہماس نے
بحر اکبا نذر دی خلعت سے سرفراز ہوا دنگل بیٹھنے کو ملا طہماس نے کہا ای شہریار یہ نہایت حرام
کیونکر پھر گئے افراسیاب نے سب حال بیان کیا طہماس نے کہا غلام کو اجازت ہو کہ ایک
لڑائی غلام بھی لڑے افراسیاب نے کہا جس طرح تمہارا جی چاہے یہ کچھ دیر بیٹھکر رخصت
ہوا اور جب وہ زمانہ آیا کہ شاہد روز نے رداے سیاہ شب کو اوڑھا اور چیراغ آفتاب
ایوان فلک مین بجھگیا ابیات + ہوئی نیلی رداے نور خورشید + برآئی عاشقونکے دل کی امید
جمال شمع نے پیدا کیا نور + ہر اک پروانہ بولا چشم بددور + تفیر سحر کو طہماس نے بجایا
خبر طائران سحر نے مہرخ کو پہونچائی اُسنے بھی نقارہ رزمی کو بجایا تیاری سحر کی ہونے لگی لشکرون
مین دیے جلنے لگے بھینٹ بیرون کو دی گئی منتر ون کی جاپ ساحر کرنے لگے طول دنیا
نہین چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب رنگ شب مبدل بہ نور سحر ہوا اور جامہ شب دھویا گیا نظم
گئی شب صبح کا جلوہ عیان ہے + سراپا نور صحن آسمان ہے + گل مہتاب کے پھولون نے لٹائے
زمین نے موتیون کے ڈھیر پائے + تب کوہ مہرخ نامور تخت شاہی پر سوار ہوکر
مع مخمور و بہار و تزلزلہ و لرزان و غیرہ لشکر کثیر ہمراہ لے کر میدان کارزار مین
آئی عمرو ایک ساحر کی صورت بنکر کھڑا ہو رہا اُدھر سے طہماس سوار ہوکر چلا باران
نے کہا مین بھی چلتا ہون اُسنے کہا تمہارا چلنا مناسب نہین تم گھر مین رہو اگر بیچ مین پڑے
گا تو آنے کا تمہارا مضائقہ نہین یہ کہکر چالیس ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لیکر اور ساٹھ ہزار
ساحر باران کے لیکر میدان مین آیا اور ابر سحر برسا کر گرد و غبار صحرا کا بٹھایا صفین آراستہ
ہوئین عمرو نے مہرخ سے کہا کہ تم لڑنے کا ارادہ نہ کرنا اُسنے کہا کہ مین بھی جانتی ہون کہ اور
ساحر لڑینگے غرض طہماس مرکب کو دوڑا کر میدان مین آیا اور طالب مرد نبرد ہوا مخمور
کو عمرو نے قسم دی کہ تم نہ نکلنا شعلہ چشم جادو مہرخ سے اجازت لیکر نکلا اور سامنے
طہماس کے آکر ایک بیضہ فولادی اُسنے مارا طہماس نے خالی دیکر دستک دی آسمان
سے کڑاکا ہوا اور ایک پتلا پیدا ہوا کہ تلوار اُسکے ہاتھ مین تھی اُسنے شعلہ چشم کے تلوار لگائی کہ شعلہ چشم کے
دو ٹکڑے ہوے پھر اختر چشم نکلا اور جب سامنے طہماس کے آیا اُسنے پتلے سے کہا کہ مارا سکو

اُسنے تلوار ماری کہ اختر چشم کا شانہ زخمی ہوا ایکی نفیر جادو نکلا اور روبرو سے طہماس آکر کہا کہ
اے طہماس تو خود مقابلہ کر یہ کیا لطف ہی کہ پتلے کو لڑواتا ہی یہ کہکر ایک تیر اُسنے مارا طہماس
نے تیر کو مقراض سحر سے کاٹ ڈیا اور دستک دی کہ وہی پتلہ پیدا ہوا اور اُسنے چاہا کہ تلوار
مارے مہرخ پکاری خبردار ای نفیر جادو محمور سرخ چشم اُسوقت آڑی اور پتلے کو پکڑکے آسمان
پر اُڑ کر چلی محمور نے جو دیکھا کہ پتلہ جاتا ہی کیونکہ پتلہ تڑپ کر ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا بس
اُسنے تلوار ماری کہ پتلے کے دو ٹکڑے ہوے طہماس پکارا محمور سرخ چشم کی گذارم کہ
از دست من زندہ بردی محمور نے کہا ارے دیوانہ ہوا ہے مین تیرے سامنے سے کیا
بھاگ گئی محمور سرخ چشم کود کے سامنے آئی طہماس بھی کودا طہماس نے گولہ فولادی مارا
محمور نے خالی دے کے پیکان تیر مارا شانے مین طہماس کے لگا توڑ کے پار نکلگیا طہماس
نے جھنجھلا کے ناریل مارا ناریل پھٹا چادر آتش جو محمور پر گری لپیٹ کے آسمان پر لیچلی
محمور پکاری افسوس ہوئی مہرخ نے کہا ہاے یہ کیا غضب ہوا دوڑ کے ایک ناریل مارا
ناریل پھٹا چادر آب ہوکے گری آتش بجھ گئی لیکن محمور غش مین ہوگئی اور تمام بدن مین آبلے
پڑ گئے محمور کو جادوگر اُٹھا کے خیمہ مین لیگئے طہماس نے کہا اگر مین زخمی ہوا تو کیا ہوا جسکا جی
چاہے میرا سامنا کرے موجود ہون اور طہماس نے سحر کرکے خون مند کیا خاک جمشیدی لگائی
باران سنگ انداز کو خبر ہوئی کہ طہماس زخمی ہوا باران آیا کہا بھائی مین نے سُنا تمھارے
دشمن زخمی ہوے آپ خیمہ کو تشریف لیجائیے مین سمجھ لونگا طہماس نے کہا بھائی مین نے لڑائی
اُٹھائی مہرخ کو للکارا مہرخ نے ایک چکر مارا طہماس نے خالی دیا زمین پر مہرخ نے دو ہتڑ مارے
زمین پھٹی اور طہماس غرق ہوا تھا کہ کود کے بھاگا لیکن مرکب دھنس گیا طہماس نے دو ہتڑ زمین
پر مارا مہرخ تا کمر غرق ہوئی تھی کہ دو بچے پیدا ہوئے مہرخ کو کھینچ لیگئے مہرخ تلوار کھینچکر دوڑ
پڑی باران جادو نے بیس ہزار پیکان کا گچھا مارا دس بارہ ہزار جادوگر مہرخ کے مر گئے
اور زخمی ہوے بہار جادو نے کہا اب تو دغا کی لڑائی ہوگئی دستک دے کے کہا ارے
جادوگرو کیا دیکھتے ہو چالیس پتلہ پیدا ہوا کہا منہم غلام بہار جادو پکڑ پکڑ کے تیر و کمان لشکر مین
جا سب مارے تیرون کے تمام لشکر کو تیر باران کر دیا نقش پر نقش دھڑ پر دھڑ مردے پر مردا

گرا دیا اور ملکہ بہار نے فرمایا بسم اللہ
کمان را بزہ کرد و یکسر بہ تیر
بدین نیستان تا ہمی گشت گرگ
سنانہا ے خرشان و تیغ سران
زمین یکسر از نعل و از جوشن است
دل چرخ گردان ہمہ چاک شد
زبس گرد کز رزمگہ بر دمید
بران لشکرش تیر باران گرفت

بفسہ مود تا تیر باران کنید
کہ بیکانش را دادہ بد زہر تیز
ببارید الماس از تیرہ میغ
غرانیدن گرزہا ے گران
چو دریاے خون شد ہمہ دشت و راغ
ہمہ کام خورشید پر خاک شد
زبس نالہ کوس با کرنا ے
چپ و راست جنگ سواران گرفت

ہموار اچو ابر بہاران کنید
ہمین تیر بارید ہمچون تگرگ
ہمین آتش افروختہ بارید تیغ
ہوا گفتی از گرز و از آہن ست
جہان چون شب و تیغہا چون چراغ
چنان شد کہ کس روز را ہم ندید
ہمین کس ندانست سر را ز پا

توتے لوائی بگاڑدی بہار جادو نے کہا کہ اگر ان چالیس پتلون سے تم سبکو غارت نہ کرو یا تو تمام اپنا پنا یا حیرت جادو بھی افراسیاب کے پاس سے اٹھکر یہان آئی اور ایک ناریل اسنے مارا ناریل پھٹا چادر آتش گری وہ چالیسون پتلے مانند انار کے چھوٹ گئے بہار جادو نے کہا اے حیرت جادو چوری سے لڑائی لڑتی ہو اگر جم کے لڑو تو حقیقت معلوم ہو اے حیرت تو چلی گئی طہماس نے کہا یاران سنے لڑائی بگاڑدی مہرخ سحر چشم میدان میں کودی تھا جادو گر بنا کھڑا تھا پیچھے چلا طہماس نے کہا مہرخ تم لڑنے کو آئی ہو یا یہ جادو گر مہرخ نے جو دیکھا عمرو آتا ہے کہا خواجہ ٹھہر جاؤ ایسا نہو کچھ پیچ پڑ جاوے سحر کی لڑائی ہے عمرو نے کہا تم چلی جاؤ میں نہین آتا مہرخ آگے چلی طہماس نے ناریل مارا اسے خالی دے کے مہرخ نے تلوار ماری پتلہ پھر لیکے نکلا سر چار ٹکڑے ہوئی مہرخ نے تاک مارا طہماس نے خالی دیکے تلوار ماری سر پر جو لگی لہو جاری ہوا عمرو کی جان نکلگئی مہرخ خنجر پکڑ کے دوڑی دو پنجے پیدا ہوے مہرخ کا ہاتھ پکڑ لیا طہماس دوڑا تلوار پکڑ لے عمرو نے کہ برابر ہی تھا کمند آصفا باصفا ماری ساتون سندیچی ہو گئے جھٹکا مار کر گرا دیا خیال کیا کسی پہاڑ مین لیجا کے مار ڈالونگا بھاگا یاران سبع فوج اگر تلوار چلنے لگی تاریخ چلنے لگا مہرخ نے کہا بہادر روح افزا جادو گوش باش مارا ہے حیرت جادو و افراسیاب بیٹھے تھے گلگون چشم کھڑی تھی افراسیاب نے کہا عمرو کو پکڑ لا گلگون چشم پیچھے چلی برابر پہونچکے آواز دی اے خواجہ

کہان جاتے ہو عمرو کے خیال مین آیا کہ مہرخ نے کوئی جادوگرنی بھیجی ہے گلگون چشم نے یہ کہکے
ایک ماش کا دانہ مارا عمرو کے ہاتھ پاؤن کا دم نکلگیا پکاری اری دزدہ مار یک لک لک
سایبان زادے کہان جائیگا غضب کیا لیکن عمرو نے اسی حالت مین کمند کے حلقے ڈھیلے
کرکے پھینک دی گلگون چشم دونون کی کمرین پنجہ دے کے لے اڑی قضاسے کار مہرخ اپنی
فوج کو للکار رہی تھی سناٹے کو ہوا گردن اٹھاکے دیکھا ایک پنجہ طلسم کواہ عمرو کو لیے جاتا ہے
پرواز کرکے چلی پکاری اری حرامزادی کہان جاتی ہے گلگون کے دونون ہاتھ رکے ہوے
تھے خیال کیا کہ عمرو کو چھوڑ دے زمین پر گریگا ہڈی پسلی ایک ہوجائیگی اور عمرو کو چھوڑ دیا
مہرخ نے دیکھا کہ عمرو زمین پر گریگا تو ہڈی چور چور ہوجائیگی اسواسطے مہرخ نے لمین روکا
بہار بھی قریب پہنچ گئی تھی اُسنے بھی عمرو کو روکا مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا گلگون کے ہاتھ پر
لگا طہماس چھوٹا باران نے روکا افراسیاب نے کہا جلد طبل آسائش بجاؤ لڑائی بند ہوگئی
اسواسطے طبل آسائش بجا دونون طرف غنیمت ہوا عمرو کو لیکے پھر آئے اُدھر طہماس
کو لیکے پھر گئے طہماس نے کہا مجکو کونسا جادو کرکے گیا تھا باران نے کہا عمرو عیار لیگیا تھا
طہماس نے کہا مین جاتا ہون ابھی سر کاٹے لاتا ہون باران نے کہا افراسیاب نے
طبل آسائش بجوادیا ہے گلگون جادو کو افراسیاب نے تمہارے چھڑانے کو بھیجا تھا
وہ ماری گئی افراسیاب کو خبر ہوئی کہ طہماس نہین مانتا ہے افراسیاب نے کہا حیرت
تم جاکے سمجھاؤ حیرت جادو آئی کہا طہماس جادو لڑائی تو لگی ہوئی ہے کل سمجھ لینا حیرت
نے نہ سمجھایا حکم کیا دونون لشکرون کے زخمیون کی مرہم پٹی ہونے لگی حیرت جادو طہماس کو
و باران کو افراسیاب پاس پہنچی افراسیاب باغ نیتا مین ناچ دیکھ رہا تھا طہماس نے
اور باران جادو نے مجرا کیا افراسیاب نے کہا تمہاری فوج اور تم خوب لڑے طہماس
نے کہا مار لیا تھا لیکن عمرو بچ لیگیا افراسیاب نے کہا گلگون کی کیا مفت مین قضا
آگئی طہماس نے کہا جتنی عزت پیدا کی تھی سب مٹی مین ملگئی بڑی ذلت ہوئی افراسیاب
نے کہا کوئی عمرو کے پنجے سے نہین بچا جمشید و سامری سے تمکو بچا لیا طہماس نے کہا ہی
افراسیاب دانہ ہائی حرام ہے جب تلک عمرو کو نہ پکڑ لاؤن حیرت نے کہا عمرو ایسا

ہی کہ پکڑلائیے گا افراسیاب نے کہا بھلا شراب تو پیو طہماس نے کہا حرام ہوچکی ہر چند سمجھایا نہانا یاران نے شراب پی کباب کھائے رخصت ہوکے خیمہ مین آیا وہان سے طہماس جو خیمہ مین آیا یاران نے کہا اب یہان کھانا کھاؤ کہا مین نے قسم کھائی ہے یاران تو حیران ہی بعض کہتے ہین اسکی قضا آئی ہی بعض کہتے ہین عمرو کو پکڑلائیگا چنانچہ یکہ و تنہا طہماس چلا لیکن پوشیدہ ہوکے یہان سب بیٹھے ہوئے ہین مخمور سر بخ چشم لیٹی ہے طہماس نے عمرو کے نام پر سحر کیا اور عمرو کا دل گھبرایا عمرو نے کہا مین ذرا لشکر کو دیکھ آؤن مہرخ نے کہا عمرو باہر نجا دشمنے کام ایسا کیا ہی کسی بیچ مین نہ آجانا عمرو نے کہا خدائے ما بزرگ است یہ کہکر عمرو باہر نکلا ہر ایک جادوگر کہتا ہی خواجہ سلامت آئیے بیٹھیے عمرو ایک جادوگر کے پاس بیٹھا تھا طہماس ایک جادوگر کی صورت بنکر عمرو کے پاس جا بیٹھا قضائے کار عمرو اٹھکر فوج کے کنارے پر گیا ایک مرتبہ یہ پنجہ مین پکڑ کے لیچلا پہلے خیال مین آیا کہ افراسیاب پاس لیچلو پھر دل مین آیا کہ کئی مرتبہ عمرو افراسیاب پاس گیا اور چھوٹ آیا کسی پہاڑ مین لیچل کے مارڈالو یہ سوچ کر ایک درے مین پہاڑ کے اترا طہماس نے کہا ای عمرو عیار دیکھا ایک دن تم ہمکو پکڑ لیگئے تھے گلگون کو مارڈالا آخر ہم تمکو پکڑلائے ہین اب تمھارا ہم کام تمام کرین گے عمرو کا تمام قرآن حبش کے کان مین گیا اُس درہ پہاڑ مین قرآن کھچڑی پکا رہا تھا نکل کے دیکھے استاد بیٹھے ہین اسمین طہماس خنجر لیکے چلا قرآن حبش سامنے آیا کالی صورت لال لال آنکھین تھین طہماس سمجھا کہ کوئی جادوگر ہی پوچھا او جادوگر تیرا نام کیا ہی کہا سیاہ رو کہتے ہین افراسیاب جادو نے یہان رکھا ہے مدت سے تعینات ہون طہماس نے کہا عمرو کو پکڑلایا ہون اب مارڈالونگا قرآن نے کہا سر راہ کیا ضرور کہ گردن مارو اس کوہ مین غار ہی اُسمین مارکے گرادیجیے کہا سر کاٹ کے افراسیاب پاس لیجاؤنگا قرآن حبش نے کہا یہ دشمن افراسیاب کا ہے خوب کیا قرآن نے خیال کیا کہ بیہوش کرنے اور مارنے مین عرصہ ہوگا ایک بغدا مار ساتھ ہی خیال آنے کے برابر سے ایک بغدا مارا طہماس کے سر کے چار ٹکڑے ہوگئے لینا پکڑنا کی صدا منہ سے نکلی کہ کس نے مارا نام من طہماس جادو بود اندھیرا ہوگیا معدوم گھڑی کے روشنی ہوئی قرآن نے کہا استاد اب بھاگیے کچھ بلا آئی کہ سامنے سے گرد و غبار معلوم دیا ایک طرف

قران حبشن گیا ایک سمت عمرو عیار روانہ ہوا معمول قران حبشن کا یہ ہو کہ ہمراہ نہین رہتا
اور کسی عیار کے ہاتھ نہین لگا لیکن گاہے گاہے ساحر کمزور کیا طلسم مین کوئی مقام ایسا نہین
کہ ساحرون نے طائران سحر سب مقام پر سحر سے بنا کے خبر کے لیے متعین نہ کیے ہون چند
یاران کو خبر ہوئی کہ طہماس مارا گیا اُسکے حواس جاتے رہے زار زار روتے ابر بہار خوب رویا
اور لباس سیاہ پہنا اُدھر افراسیاب کہ رہا تھا کہ طہماس خوب ہوا اُسوقت ایک جادوگر
آیا اُسنے کہا کہ اے بادشاہ طہماس جادو عمرو کو پکڑے لیے جاتا تھا قران حبشن پہاڑ کے
درے مین بیٹھا تھا اُسنے نکلکر ایک نعرہ مارا کہ طہماس کا سر پھٹ گیا افراسیاب کو یہ سنکے نہایت
رنج ہوا اور حیرت نے کہا کہ یاران سے کہلا بھیجیے کہ وہ نعش طہماس کی جلادے یاران نے
حسب فرمائش افراسیاب نعش طہماس کی جلادی اور طہماس کے ملازم جو بھاگے تو ایک ساحر کے
افسر شعلہ زن پہاڑ مین رہتا ہے اُس سے کہا کہ طہماس جادو مارا گیا اُسنے کہا کہ کسنے مارا کہا کسی جادوگر نے
مارا لوگون نے کہا کہ پہلے تو ایسا لڑا کہ مہر رخ سحر چشم کے دانت کھٹے کر دیے پھر نہین معلوم کسنے مار ڈالا
افسر شعلہ زن خوب رویا اور کہا کہ عمرو کی قضا میرے ہاتھ ہے یہ کہہ چالیس ہزار کی جمعیت سے
روانہ ہوا یاران جادو کو خبر ہو گئی کہ افسر شعلہ زن آتے ہین سوار ہوکے پیشوائی کو گیا
ملاقات ہوئی گلے لگکے خوب رویا پھر وہان سے آکے خیمہ مین داخل ہوئے افسر نے پوچھا کہ یہ
کیا مقدمہ درپیش ہوا یاران نے سب حقیقت بیان کی پھر وہان سے افسر شعلہ زن
یاران افراسیاب کے پاس گئے مجرا کیا نذر دی دنگل پہنچے خلعت سے سرفراز ہوئے

افراسیاب نے کہا کہ دنیا مین جو آیا ہے اُسکو ایکدن فنا ہے	نظم
جسمین رہتے ہین مسافر بیشمار	ایک دن آخر کو سب اُٹھ جائینگے
ہے یہ دنیا اک سرائے نابکار	کچھ نہ نیک و بد سوا لیجائینگے

افسر شعلہ زن نے کہا کہ ای شہریار یہ طلسم ایسا ہے کہ ہوا ہے اور رہوگا جسمین گلۂ سلیمانی
سیرگاہ جمشیدی ساٹھ مرحلے ساٹھ عقدے ساٹھ بادشاہ زادیان ساٹھ بادشاہ ہفت دریا
ہفت باغ آپ ایسا شہریار زبردست پر تعجب ہے کہ ایسی جگہ سے عمرو نکل جائے لیکن میرے ہاتھ
سے کہان جائیگا اسمین حیرت جادو نے کہا کہ عمرو کا نام نہ لو مہر رخ کا ذکر کرو عمرو کا نام لینا بہت مشکل
ہے مصور جادو جو صاحب تصویر ہین اُنسے تو کچھ ہو ہی نہین سکتا تم کیا کر لوگے

افسر شعلہ زن نے کہا ای ملکہ جو اپنا دشمن ہو اُسکا نام کیون نہ لین حیرت کو یقین ہوا کہ افسر شعلہ زن کی قضا آئی ہی پھر افسر شعلہ زن نے کہا کہ غلام کو لڑائی تو نہین لڑا آتی لیکن جسیطرح پر جی چاہتا ہی لڑ لگا لیکن مجکو عمرو کا خون معاف کر دیجیے جی چاہے مار ڈالون اور جی چاہے حضور مین لے آؤن افراسیاب نے کہا کیا مضائقہ ہی ہمنے تمھاری ہی طبیعت پر رکھا غرض کچھ دیر وہان بیٹھکے رخصت ہوئے اور باران و افسر وغیرہ خیمہ مین آئے باران نے کہا کہ کھانا تیار ہی کچھ پونش کر لیجیے افسر نے کہا کہ آپ دسترخوان بچھوائیے مین آتا ہون یہ کہکے وہانسے چلا اور پیکان تیر بنکر مہرخ کی فوج پڑی ہوئی تھی اُسپر جاکے گرا اور بہت آدمیون کے سینون کو توڑا پھر بھال بنکر دوسری طرف گرا بہت جادوگر مارے گئے لشکر مین جلد جلد کمر بندی ہونے لگی کہ یہ میرے غول مین گرا اور قریب سو جادوگر کے وہان بھی مارے پھر وہان سے پھرکے اپنے خیمہ مین آیا خون کی چھینٹیں پڑی تھین یہ نہاکے کپڑے بدن کے سیندور سے ٹیکے لگاکے آیا باران نے کہا کہ تم کہان گئے تھے اُسنے کہا کہ کہین نہین اور وہان خبر مہرخ کو ہوئی کہ افسر شعلہ زن کے ہاتھ سے چار ساڑھے چار سو جادوگر لشکر کے مارے گئے اور ادھر خبر باران کو بھی ہوئی اُسنے افسر سے کہا کہ آپ اسی واسطے گئے تھے افسر نے کہا قسم ہی جمشید کی اگر مین نے انکا دم نہ بند کر دیا تو نام نہ پایا اور یہان مخمور نے مہرخ سحر چشم سے کہا کہ دیکھو تو مین کیا کرتی ہون یہ کہکے ایک گولہ بنکے زمین مین غرق ہو گئی عمرو عیار بھی ایک جادوگر کی صورت بنکر وہان دسترخوان باران کے یہان بچھا ہی اور افسر اور باران جادو کھانا کھا رہے ہین کہ یکایک لشکر مین زمین شق ہوئی اور گولہ آن کر نکلا عمرو یہان جادوگر بنا ہوا آیا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک گولہ زمین سے نکلا اور اُس گولے نے ساحرون کی چھاتیان توڑنا شروع کین جو گرا اُسکی پگڑی اور جھولی و کردھنی وغیرہ عمرو نے لیکر مذکر زنبیل کی اسی طرح سے مخمور نے دوسرے غول مین اور تیسرے غول مین گرکے بہت سی ساحر قتل کیے اور پھرکے اپنے خیمہ مین چلی آئی باران کو خبر ہوئی کہ یہان چھ سو جادوگر مارے گئے لیکن جتنی لاشین پڑی ہین پگڑی اور ٹوپی اور کردھنی کسی کی نہین ہی اور مخمور سرخ چشم خیمہ مین گئی تو مہرخ نے پوچھا اُسنے سب حال بیان کیا اور عمرو بھی آیا اُس سے مہرخ نے کہا

کہ خواجہ تم بھی گئے تھے اُنھون نے کہا کہ ای ملکہ کبھی مجھ سے کوئی چیز ضائع نہین ہوئی لیکن ابکی مین ایسا مگبرایا کہ انگرکھے اور پایجامے اور دھوتیان سلحران ملازم افسر کی چھوٹ گئین اب ہمسے چند روز کچھ کام نہین ہوگا اس رنج مین ہم بیمار ہوجائینگے مہرخ نے کہا کہ اے خواجہ یہ مال سو پچاس روپیے کا آپ مجھ سے لیجیے عمرو نے کہا کہ ملکہ تم تو دوگی جو ہمارا ہی وہ ہمارا ہی جو تمھارا ہی وہ ہمارا ہی ملکہ ہنسی اور کہا کہ اے مخبر جادو ہزار روپیے خواجہ کو لاکے دو عمرو نے کہا کہ ملکہ مین مو ضعیف تھا لیکن اب ہاتھی ہوگیا انشاء اللہ آج رات کو کام افسر کا تمام کرونگا اور وہان خبر افراسیاب کو ہوئی پہلے اسطرح افسر نے مہرخ کے لشکر مین جاکے جادوگرون کو مارا پھر مخمور سرخ چشم نے گولے کے افسر کے لشکر مین جادوگرون کو مارا لیکن پگڑیان اور ٹوپیان اور کردھنی وغیرہ نہین معلوم کون لے گیا افراسیاب نے کہا اے حیرت تمنے معلوم کیا کہ کون لے گیا حیرت نے کہا کہ یہ کام عمرو کا ہی اور یہان جب رنگ

خور شید لاجورد ہوا اور آفتاب بشکل چہرۂ راز پوشیدہ ہوگیا نظم		اُٹھا اک ابر تیرہ آسمانپر
بسانِ حسرتِ عاشق برابر	ہوا روے زمین پر ظلمت افشان	چھپا جسطرح نور روے جانان

باران نے نفیر سحر کو بجایا مہرخ سحر چشم نے بھی طبل جنگ بجوایا تیاری سحر و ساحری کی ہونے لگی سپہر اور ستارے پُر از آواز نقارہ تھے تلوارون کی چمک بجلی گراتی تھی زمین نعل اسپان سے طوق پوش ہوئی تھی نیزون سے وہ مقام نیستان تھا پیکان اور گز اور ژوبین اور تیر سے روے زمین مثل دریاے قیر کے تھا اور منتروں جنتروں کی جاپ ہوتی تھی کڑاہیان چڑھی تھین موہن بھوگ تیار ہوتا تھا ہر طرف ہاے ہوے دلیران بلند تھی شعلے اُٹھ رہے تھے بیرون کو بھینٹ چڑھائی جاتی تھی رات بھر یہی غلغلہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ ستارے حیاے معشوق کی طرح چھپ گئے اور مسافر شب کمر کسکر چلنے پر آمادہ ہوا اشعار

سفیدی تھی سیاہی سی ہم آغوش	ہجوم شوق کی ٹھنڈے ہوا جوش	اُٹھے عاصی کہ شرمائین خدا کو
زبانپر لائین عرض التجا کو	صبح کو مہرخ اور بہار لشکر بیکران لیکر جانب میدان کارزار	
روانہ ہوئین نظم	چو خورشید بر چرخ لشکر کشید	شب تار تاریدہ شد ناپدید
خروشیدن آمد ز پردہ سراے	ہمہ نالۂ کوس با کرناے	ہوا شد ز لبس پر ثیانی و فرش

چو بازار چین سُرخ و زرد و بنفش
برفتند شاہان و لشکر زجاے
زبس رنگ و آرائش نای و کوس
زمرجد نشاندہ بتخت اندرون
بہ زرّین درع و خرسہا در نگ

سیاہی برفت اندران دشت رزم
ہوا پُر شد از نالۂ کرناے
زپیلان نہادند بر پیچ تخت
زدیباے زربفت پیروزہ گون
زافسر سر پیلبانان پُرنگار

کز ایشان ہمین آرزو خواست بزم
زمین شد بکردار چشم خروس
سراسر زدیباے چینش درخت
پر از زرّ بین شام و جناح پلنگ
سر پاک باطوق و باگوشوار

یہ لشکر اس کرّ و فر سے میدان مصاف مین آیا اُسطرف سے باران دافسر شعلہ زن یہ دونون دلفگار سے کڑاتے لشکر ساحران بیقیاس اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوئے صفین جم گئین ابر سحر برسا کے غبار زمین بٹھایا پھر نقیبون نے کڑکا سُنایا جب کڑکیت بھی کڑکا کہکر ہٹ گئے اُسوقت افسر شعلہ زن میدان مین آیا اور پکارا کہ اے جادوگرو دنیا چند روز ہے آخر مارے جاؤگے افراسیاب کو غنیمت جانو ایسا ملک پھر میسر نہ آئیگا اُسطرف کے ساحرون نے افراسیاب پر اور اُسپر لعن وطعن کی اور کہا تو کیا جھک مارتا ہی اور گوہ کھاتا ہی اور مہرخ نے مخمور سے کہا کہ تم ابھی لڑنے کا ارادہ نہ کرنا کیونکہ تم ایک لڑائی لڑ چکی ہو اُسنے کہا کہ مجھ سے نہ ہوا ہی اور نہو سکیگا اور مہرخ ایک جادوگر کی صورت بنکر ایک طرف کو کھڑا ہو رہا اس اثنا مین افسر نے اشارہ کیا کہ خونخوار جادو نکلا اور مہرخ کی طرف سے ظلمات کاکل کشا نے آکے سامنا کیا خونخوار نے ایک خنجر مہرخ کا مارا کہ ظلمات زخمی ہو گئی پھر سرخ موے کا کلکشا نکلی خونخوار نے ایک ناریل مارا کہ اُس ناریل سے ران سُرخمو کی زخمی اُسوقت مارا ذرد پیشانی جادو نے آکر سامنا کیا خونخوار نے اُسپر بھی ایک تیغ مارا مار نے خالی دی گرایک تلوار سحر کی ماری کہ وہ تلوار بجلی بنکر گری اور خونخوار کے دو ٹکڑے کیے افسر جادو ٹال رہا ہی اور یاران کہہ رہا ہی کہ تمام زمانہ ہے لیکن عمرو معلوم نہین دیتا اُسنے کہا کہ بغیر سحر کے دریافت نہین ہوگا عمرو ایسا تھوڑی ہی کہ اُسکو کوئی پکڑ لے مگر مین نے ایک تدبیر کی ہی کہ مصور جادو کے پاس جاکے دریافت کرون جس صورت پر تمرو ہوگا اُسکی تصویر وہ بنا دیگا یہ کہکے کہا ای یاران جادو تم اس لڑائی کو رہو مین جاتا ہون یاران وہان میدان مین آیا اور افسر مصور کے پاس گیا مصور نے تاڑا افسر آتا ہے صورت نگار نے کہا ذرا تصویر

دیکھ لینا ایسا نہ ہو کہ ذات شریف افسر تک تشریف لائے ہون مصور نے تصویر کو دیکھا اور کہا کہ عمرو جادوگر بنا ہوا میدان جنگ مین کھڑا ہی یہ کہہ رہا تھا کہ افسر آیا مصور نے تصویر دکھادی افسر وہان سے پھر کر میدان مین آیا اور عمرو کو گھورنے لگا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ پھر بھرسے یہ لڑتا تھا تو اُسنے نہین دیکھا تھا اب کیا ہی جو گھورتا ہی ضرور اُسنے پہچانا ہی اور افسر نے یاران سے کہا مین انگلی سے تو نہ بتاؤن لگا وہ جو جادوگر ایسے کپڑے پہنے کھڑا ہے وہی عمرو ہے اور عمرو غائب ہوکے مرخ کے تخت کے نیچے آیا ایک عورت بنکر سامنے کھڑا ہورہا افسر نے جو دیکھا کہ عمرو نہین ہے پھر مصور کے پاس گیا اور کہا عمرو نہین معلوم دیتا ہے مصور نے جو تصویر کو دیکھا تو عورت بنا ہوا کھڑا ہی مصور نے تصویر دکھائی اور کہا بھائی تم عمر بھر نہین دوڑوگے عمرو کو نہ پاؤگے وہان سے افسر نے آکے کچھ روپیہ اشرفیان پھینک دین کہا یارو لوٹ لو دنیا چندروزہ ہے اور اس لڑائی مین ہم بچتے نہین معلوم دیتے بھائی تم چندروز تو بیٹھ کے کھاؤگے عمرو کے منہ مین پانی بھر آیا اور چلا مرخ منع کیا چاہتی تھی پھر کے جو دیکھا عمرو نہین ہی اور عمرو نے لوٹنا شروع کیا افسر نے پہچانا کود کے عمرو کو پکڑ لیا اور بارگاہ کی طرف چلا پکار کے کہا طبل آسائش بجوادو باران نے طبل آسائش بجوادیا قضاے کار برق فرنگی کو جو بھوک لگی افسر کے باورچی خانہ مین جاکے کھانے کو لکڑیون کے ڈھیر مین دبا دیا آپ کباب لگانے لگا آدھا کھاتا جاوے آدھا رکھتا جاوے اور افسر نے بارگاہ مین جاکے بغیر سحر کے عمرو کو ستون سے بندھا خبر اُڑی کہ افسر عمرو کو پکڑ لایا باورچیخانہ خیمہ کے متصل تھا برق نے سنا کباب چھوڑ کے چلا لوگون نے کہا میان کبابی کہان جاتے ہو کہا مین بھی عمرو کو دیکھ آؤن اور یہان افسر نے کہا کہ اے عمرو تو نے طہماس کا خون کیا عمرو نے قسم کھائی کہ مین نے طہماس کو نہین مارا باران جادو نے کہا اے پھٹے منہ سو دفع سنار کی تو ایک دفع لوہار کی اب تم بچ کے یہان سے نہین جاؤگے اس عرصہ مین برق نے آکر دیکھا کہ عمرو ستون سے بندھا کھڑا ہی مگر سحر اُسپر نہین ہے بس اُسنے پشت بارگاہ پر جاکے نقب کھودنا شروع کی ایک مہرہ نقب کا لشکر کے باہر اور ایک بارگاہ کے اندر لگایا اور باہر نقب سے نکل کر جلد

عمرو کی رسّی کاٹ دی عمرو اور برق دونون نقب مین کود کے بھاگے افسر جادو نقب مین کود اوہان برق نے کمند لگائی تھی یہ اُسمین پھنسا اور پکارا کہ یارو بچانا اب کوئی نقب مین نہین کودتا یاران کود ا برق و عمرو نکل گئے لیکن افسر کو یاران باہر نقب سے لایا اور کمند کے حلقہ کاٹ کے بٹھایا اور پوچھا کہ مزاج اچھا ہی آپکی حالت غیر ہوگئی جمشید و سامری نے بچالیا افسر کا رنگ سفید ہوگیا خجالت زدہ آنکھین کسی سے نہین ملاتا دل مین کہتا ہے کہ جو افراسیاب کہتا تھا حقیقت مین عیار بڑے زبردست ہین خبر افراسیاب کو ہوئی حیرت جادو کو افسر کی خبر کے واسطے بھیجا حیرت جادو آئی کہا ای افسر شعلہ زن افراسیاب نے مزاج کی خبر پوچھی ہے اور کہا کیا احوال گزرا یاران نے حال بیان کیا مہرہ نقب کا دکھایا حیرت جادو نے کہا ایسا بھی ہوجاتا ہی کچھ مضائقہ نہین ای افسر جادو افراسیاب جھوٹ کہتا تھا اور ہمارے کہنے کا تو بہت سا برا مانا تھا افسر نے کہا ملکہ سچ کہتی ہے یا تو ہمنے عمرو کو مارا یا عمرو نے ہمکو مارا حیرت جادو نے کہا کیون گھبراتے ہو اور جادو گرون کا سامنا کرو ایک عمرو کا سامنا ہوا تو کیا ہوگا یاران نے کہا اگر ہمنے جادوگرون کا سامنا کیا عمرو تو شریک ہے وہ سامنا نہ کریگا اس سے عیارون کا پہلے سامنا کرنا مناسب ہی یہ کہکے حیرت جادو و افسر جادو دونون افراسیاب پاس گئے افراسیاب نے احوال پوچھا سب عرض کیا افراسیاب نے کہا خاطر جمع رکھو کوئی نہ کوئی تدبیر ہوجائیگی پانچون عیار بچیان کھڑی تھین افراسیاب نے کہا ای افسر شعلہ زن یہ عیار بچیان ہین انکو دعوے عیاری کا ہے خاک نہین ہوسکتا عمرو کو کبھی نہ پکڑ لائین سرخ کو پکڑ لائین نہ کوئی جادوگر مارا گیا نہ پکڑا گیا صرصر شمشیر زن نے کہا لونڈی کے نصیب و قسمت مین لعنتی ہی کئی بار سرخ کو پکڑ لائی عمرو کو پکڑ لائی ایسا مقدمہ ہوتا ہے کہ چھوٹ جاتے ہین آپ گردن نہین مارتے ہمکو حضور کے کہنے کا کچھ پرکھا نہین آپ خاوند ہین مالک ہین خفا بھی ہوتے ہین سرفراز بھی کرتے ہین خیر اب لونڈی سے جو ہوسکیگا کوتاہی نکرونگی صرصر صبار فتار افسر جادو رخصت ہوکر اپنے اپنے خیمہ مین آئے صرصر شمشیر زن و صبار فتار کمند انداز قطورۂ زرہ بکتر پہنا وہ سر تراشی کمند عیاری حیلہ سازی سے آراستہ ہوکر یاران کی بارگاہ مین آئین یاران نے کہا یہ بھی کچھ

کم نہین ہی صرصر نے کہا کئی مرتبہ عمرو کو مہرخ پکڑلائی افراسیاب نے زمارد افسر جادو سے کہا اگر عمرو کو پکڑلائے تو بہت کچھ انعام دونگا اور طلسم مین تیرا نام ہوجائیگا صرصر شمشیرزن نے کہا مین لائی یہ کہکے عمرو کی فکر لوچلی اور عمرو جو نقب سے نکلا برق فرنگی کو گلے سے لگایا برق فرنگی نے کہا حضور میرا کہنا مانین تو عرض کرون عمرو نے کہا کہو برق نے کہا حضور کو تمام زمانہ نے لالچی سمجھ لیا ہے حضور اس مقدمہ سے باز رہین عمرو نے کہا بھلا کچھ اشرفی روپیہ کا لالچ میرے مزاج مین ہی اور ادھر اُدھر سے نلاؤن تو کام کیونکر چلے تم سمجھتے ہوگے کہ زنبیل مین دس بیس ہزار روپیہ ہوگا دیکھو تو پھوٹی کوڑی نہین ہی برق نے کہا حضور سچ فرماتے ہین لیکن خدا کی طرف خیال نہ فرمائیے گا یہ باتین کرتے ہوے عمرو عیار اور برق فرنگی چلے جاتے تھے کہ سامنے سے مصور جادو کی سواری آگئی برق نے کہا مصور آتا ہی الگ ہوجائیے عمرو نے کہا اسکے واسطے شہر چھوڑ دون اور ایک حاجب کے لڑکے کی صورت بنکے ساتھ مصور کے چلا مصور تو اپنے خیمہ مین داخل ہوا عمرو عیار دروازہ پر لگ رہا بارگاہ مین آٹھ نوسو دنگل بچھا تھا جادوگر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا عمرو خدمتگار کی صورت بنکے اندر آیا دل مین لاکھ لاکھ تدبیرین کرتا ہی کہ کسی تدبیر سے تصویر لیجائیے اور سرکاٹ ڈالیے مصور کو خیال رہتا ہی ہر مرتبہ تصویر دیکھتا ہی خیال جو آیا تصویر پر ہاتھ ڈالا عمرو بھاگ کے ایک غار مین پڑگیا مصور جادو تصویر دیکھ کے چپ ہو رہا مصور نے کھانا مانگا دسترخوان چنا گیا مصور کھانا کھانے لگا عمرو پھر خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ مین آیا فکر مین ہی کہ اگر مصور پانی مانگے تو خوب شورہ مین جھل کے پلا مصور نے کھانا کھاکے ہاتھ دھوئے گلوری کھائی اور آب خاصہ طلب کیا عمرو نکل کر آبدارخانہ مین گیا اور تھالی جوڑ سرپوش اُٹھالیا دس بارہ آدمی آبدارخانہ والے بیٹھے تھے ایک نے عمرو کو پکڑلیا کہا ارے میرا ہاتھ کیون پکڑتے ہو مصور جادو نے آب خاصہ مانگا ہے لوگون نے کہا ہمکو مصور نے سب پتے دے رکھے ہین عمرو نے اچھل کے ایک پاؤن مارا موزون مین کانٹے لگے ہوے تھے ایک کانٹا چھاتی مین لگا جست جو کرتا ہی پگڑی لیکے یہ جا وہ جا آبدار ہاے کرکے بیٹھ گیا دیکھین تو تھالی جوڑ نہین ہے کہا یار و پگڑی کو کیا روتے ہو تھالی جوڑ لیگیا غل ہوا کہ چلد آب خاصہ لاؤ آبدارخانہ والے پانی پانی ہوگئے اُس زخمی کو لے کے آئے عمرو جو بھاگتا ہے

ایک درہ پہاڑ مین مہنت کی صورت بنکے انگیٹھی دہکا کے بیٹھ رہا دل مین کہتا ہی کہ مصور دیکھیگا
تو بہت خوش ہوگا اسمین وہ آبدار آئے کہا ارے کیا ہی لوگون نے سب مقدمہ بیان کیا
مصور نے کہا ارے میرا پانچ ہزار روپیہ کا تھالی جوڑ تھا تم آپ ہی چرائے ہو عمرو کا نام لگاتے ہو
اور مصور نے جادوگر بھیجے ہین چارکوس تلک دیکھ آئے عمرو کو نہ پایا لوگون نے کہا آپ کا
خدمتگار گیا تھا مصور نے کہا بھلا وہ خدمتگار کیسا بنا تھا صورت نگار نے کہا کئی دن
کے بعد عمرو نے کروٹ لی تھی مصور نے تصویر دیکھی معلوم کیا کہ ایک پہاڑ مین مہنت بنا
بیٹھا ہی جسدن سے کہ عمرو تصویر لے گیا ہے مصور نے تصویر مین چار کنڈی لگا کے چار زنجیرین
لگائی ہین وہ کمر مین بندھی رہتی ہین اور ڈورا گلے مین رہتا ہے صرصر اور صبا رفتار جو
عمرو کی فکر مین مہرخ کی بارگاہ مین گئین عمرو کو نپایا صرصر ضرغام شیر دل کی صورت
بنکر چلی برق فرنگی آتا تھا کہا بھائی کہان سے آتے ہو استاد کا احوال معلوم نہین برق
نے کہا استاد مقرر مصور کی طرف گئے صرصر کا رنگ سفید ہوگیا برق نے صرصر کو پہچانا
کہا صرغام اور بھی کچھ سنا عجیب غریب مقدمہ ہے اور برق نے قدم آگے بڑھایا صرصر نے
کہا اب کیا ہوتا ہے برق نے کہا صرصر عمرو نہایت خفا ہی باران سے لڑائی پڑی ہے صرصر کہتی
ہے احمق ہو عمرو سے مل نہین جاتے یہ کہکر کہا مین عمرو کو پکڑے لاتی ہون آگے آگے صرصر
اور پیچھے پیچھے برق چلا ایک درے مین صرصر جو گھسی دوسری طرف راہ تھی نکلگئی برق نے
کہا ارے برق ایسا نہووے کھڑکیان لگا گئی ہو تو عیاری سے ماہر ہی برق دیکھتا ہوا چلا
اور صرصر داہنی طرف سے جو نکلی خیال مین آیا بارگاہ خالی ہے عمرو تو مصور کی طرف گیا ہی
تو مہرخ کو پکڑ لا اور عمرو کی صورت بنکے مہرخ کے پاس کی کرسی پر بیٹھی مہرخ نے کہا اے
عمرو عیار وہ جو تنے وعدہ کیا تھا وہ ہوا کہا کیا وعدہ کیا تھا مہرخ نے دیکھا صرصر اٹھ کے بھاگی
مہرخ نے کہا ارے لینا صرصر بھاگ کے نکلگئی اور ایک جادوگر کی صورت بنکر خیمہ مین
آئی مہرخ سے بہار نے کہا یہ کیا معاملہ تھا مہرخ نے کہا عمرو نے ہمکو ایک انگشتری
اور ایک اکہ دکھایا تھا اور کہا تھا کہ ای مہرخ سوائے میرے اور تمہارے یہ نشانی کسی کو نہین
معلوم اگر کوئی عیار بچی آوے تو اسکے سبب دریافت ہو جائیگی صرصر کھڑی سنتی تھی باہر

جاتے عمرو کی شکل بنکے آئی پسینہ پسینہ عرق قطرہ بارکے کہا ملکہ صرصر کو تو سب پکڑا تھا مہرخ نے کہا یا صرصر تھی یا صبا رفتار تھی عمرو نے کہا کہ وہ صرصر تھی کہ جال بازی کرتی تھی اگر عین انگشتری اور اگہ نہ دے جاتا تو لیگئی تھی ای ملکہ اب ایک پتا اور دیتا ہون تمام اعضا بدن کے دکھاتے ہین جو ہمارے لوگ ہمراز ہین انکو معلوم ہی اور مہرخ کو لیکے خیمہ مین چلی جبکہ خیمہ مین آئی برابر سے بیضہ مارا تڑاق چھناک آئی بیہوش ہوگئی چادر عیاری مین ڈال کے صاف جست کرکے نکل گئی ارادہ کیا کہ بارگاہ باران مین سے چل اتفاقاً برق فرنگی دامان کوہ سے نکلا صرصر کو نہ دیکھا دلمین کہتا ہے اے برق فرنگی صرصر کہان گئی ایک مرتبہ نظر وںسے غائب ہوگئی ایک آدھ کوس پر درخت تھا آڑ مین کھڑا ہو ہاتھون کے نشان معلوم دیے ارے برق ایسا نہو مہرخ کو پکڑ لیجاے یہ سوچ کے برق فرنگی خیمہ کی طرف چلا اتفاقاً مہرخ کو صرصر لیے آتی تھی برق فرنگی نے دور سے پشتارہ دیکھا جبکہ صرصر نزدیک سے نکلی برابر سے نعرہ کیا صرصر کہان جائیگی سامنے لشکر باران کا پڑا تھا صرصر پکاری ارے جادوگرو مجکو بچالینا مین مہرخ سحر چشم کو لائی ہون برق فرنگی نے دوڑکے تپچہ مارا صرصر نے خالی دیا غل ہوا لینا پکڑنا جب تک جادوگر دوڑین صرصر کا پانون پھسل گیا صرصر گر پڑی قضاے کار پشتارہ کی اک گرہ کھلگئی جیسے اٹھی پشتارہ گر پڑا جادوگر دوڑ پڑے برق فرنگی نے سبکو مارا کسی کا ہاتھ اڑا دیا کسی کا پانون اڑا دیا جادوگرون نے کمند کے حلقے مارکے پکڑ لیا کچھ جادوگر پشتارے پر جاگرے پشتارہ کھول کے مہرخ کا ہاتھ رسّی سے باندھ لیا مہرخ کو جو ہوا لگی اور آنکھ کھولی دیکھا کہ آٹھ نو سو جادوگر ہین اور مجکو باندھے لیے جاتے ہین مہرخ سحر چشم کو غصہ آیا سردار تھی رعب اُسکا تھا نوکرون کی کیا حقیقت جو سانس کرتے کہا ارے او نطفہ حرامو جادوگرو چھوڑدو جادوگرونکے ہاتھ سے رسّی چھوٹ گئی ملکہ نے چوٹی مین سے ایک گولہ نکال کے مارا جسکی چھاتی مین لگا پار ہوگیا مہرخ نے دوڑکے اُس جادوگر کو اٹھا پچھ مارا جو برق کو لیے جاتا تھا برق کو اُسنے چھوڑ دیا مہرخ نے دستک دی ایک نالچ آسمان پر سے ساٹھ ستر ساحر گرے اب نالچ تالچ مہرخ پر پڑنے لگے باران شعلہ فشان و افسر جادو وابران جادو پڑے چار طرف سے مہرخ پر سحر ہونے لگا پھر کے ایک تلوار ایک

جادوگر نے ماری مہرخ زخمی ہوگئی قضاسے کار خیمہ مین خبر پہونچی بہارو تا فرمان لشکر
لے کر روانہ ہوئین ایک مرتبہ آگرین نار نے تریخ آگ دھتورے کے پھل رائی لون کوئلہ باش
کا چھڑا چلنے لگا جبتک معلوم ہوگیا غل ہوا افراسیاب نے کہا ارے دیکھو تو یہ غل کیسا ہے
لوگ دوڑے افراسیاب نے کہا حیرت جادو آئین کہا ابھی نہین مہرخ کو تخت پر
ڈال لیا تھا بھار جادو نے نفیر کی جو انو دلیرو جادوگرو مار لیا ہے نہ چھوڑنا سب آکر باران پر گرے
چنانچہ فوج جو آکے گرتی ہے خیمہ کی طنابین کاٹ دین اسباب لوٹ لیا باورچی خانہ مین جو
دیکھا دیگین لگن رکابی کفگیر چمچے سونے روپے کے ہین لوٹ لیے حیرت جو آئی اُسنے
یہ رنگ دیکھا افراسیاب کو خبر دی افراسیاب نے کہا ای حیرت جادو یہ ناریل باران کو
دے کہ فوج پر مارے قران حبش دریہ پہاڑ مین سوتا تھا غل سے جو آنکھ کھلی بغدا لیکے
دوڑ پڑا جسکے بغدا مارا کام تمام کیا قضاسے کار ایک گور کسی جادوگر کا باران کے لگا تخت
پر لوگ پہونچے قران حبش نے جو دیکھا کہ باران کو لیکے جاتے ہین بڑان کی شکل بنکے لڑنے
لگا حیرت جادو کود کے باران پاس آئی وہ ناریل دیا اور کہا افراسیاب بنگلہ پر بیٹھا ہے
یہ ناریل دیا ہے کہ مہرخ کی فوج پر مار تمام جل کے خاک ہو جائینگے لیکن حیرت جادو کی
قضا نہ تھی اگر قران حبش بغدا مار بیٹھے تو کام تمام ہو چکا تھا قران کے خیال مین اُسوقت
نہ آیا قران حبش نے ناریل لے لیا اور مہرخ کی فوج کی طرف چلا حیرت جادو
نے کہا بس یہان سے ناریل مارا اُسنے اپنی فوج مین جاکے کہا منم قران حبش اُسنے ناریل بحکم
افراسیاب جادو جو کام ہے وہ کرا اور ناریل مارا باران کی فوج پر حیرت تو بھاگی اور ناریل پھٹا
چنگاریان پھیل گئین تمام بیابان گلزار ہو گیا شعلے اُٹھے جادوگر جلنے لگے بارگاہ مین آگ
لگ گئی افراسیاب نے کہا اری کمبخت لعنت خدا کی پھٹے منہ یہ کیا کیا حیرت نے کہا میرا
پوشش جلنے تو نے دیا تھا مین دے آئی مین آپ جلی جاتی ہون خدا جانے جمشید بھی ہے
یا نہین اور قران نے کہا اب چلو یہان سے افراسیاب نے دو ہتڑ مارے لکہ ابر کا پیدا
ہوا برسنے لگا تمام آتش بجھ گئی بارگاہ جل کے خاک ہو گئی مہرخ مع قران حبش و
برق فرنگی خیمہ مین داخل ہوئی افراسیاب طلسم کے نیچے اُتر آیا باران کے جادوگرو نکو

جمع کروایا پھونک دیا کہا اب کل بھونگا مہرخ سحر چشم بھی خیمہ مین گئی سب فوج کو ایک ساتھ
انعام دیا سب کہتے ہین کہ صاحبو مہرخ سحر چشم نہایت عقلمند ہے اسی کے ساتھ رفاقت کرنا
مناسفہ نہین ہر کیسی عزت اور حرمت کرتی ہے اور افراسیاب جو شکست کھاکے گیا حکم کیا بارگاہ
کا اسباب اور جادوے ایک بارگاہ عالیجاہ مع اسباب کے آگے استاد ہوئی وہ جو زخمی تھے اُنکا
علاج مرہم پٹی ہونے لگی افراسیاب نے کہا باران جادو کو بلالاؤ افسہ جادو نے کہا کچھ عزت
نہین ہی شکست فاش ہوئی ذلت زدہ ہوے ہر ایک کی آنکھون مین ذلیل ہوگئے باران
نے کہا بھائی ابھی لڑائیان بہت ہین کیون گھبراتے ہو افسر نے کہا ہمکو لڑائی سے کچھ مطلب نہین
عمرو سے کام ہے جس طرح سے پکڑا جائیگا مین اُسکو پکڑونگا اسمین جادو گر آیا کہا کہ افراسیاب
نے یاد کیا ہے باران و ابران و افسر سوار ہوکے چلے افراسیاب مینا مین بیٹھا ہے ناچ
ہو رہا ہے افراسیاب وہ چلتا گھڑا ہے کہ بوند پڑی پھسل گئی اپنے غرور مین کچھ خیال نہین
باران نے جانا تھا کہ افراسیاب کو نہایت غم ہوگا فکر ہوگی آکے جو دیکھا کہ ناچ ہو رہا ہے گیند پہ چلتے ہین
قمقمے چلتے ہین ملکہ حیرت جادو جو فکرمند ہوتی ہے تو کہتا ہے ای ملکہ تم چپکی کیون بیٹھی ہو ایسی لڑائی
کا کچھ غم نہ کرو حیرت نے کہا ای شہنشاہ یہ آپ نے لڑائی ڈال رکھی ہے افراسیاب نے
کہا اے افسر شعلہ زن ہمنے نارنل بھیجا تھا عیار کے ہاتھ وہ لگ گیا نہین آج کام تمام تھا
افسر نے کہا مجکو نہ لڑنے سے کام ہے نہ مہرخ سے مجکو تو عمرو سے کام ہی یا تو میری جان گئی یا مین نے
عمرو کو مارا یہ کہکر رخصت ہوکر اپنے خیمہ مین آیا حیرت بھی افسر کے خیمہ مین آئی اسمین صرصر
شمشیر زن آئی اور کہا مہرخ سحر چشم کو مین پکڑلائی تھی مگر چھوٹ گئی پھر یہ بھی میری قسمت
کا لکھا ہوتا ہر دو اسکے چلنے پات افراسیاب کہتا ہے کہ اس سے کچھ ہو نہین سکتا پھر مین
کیا کرون یہ باتین تھین کہ مصور جادو آیا اور اُسنے سارا حال عمرو کا بیان کیا اور کہا کہ
چلتے چلتے تھالی جوڑے گیا اس ذکر مین افراسیاب بھی آیا اور اُسنے مصور سے کہا کہ بڑا
تعجب ہے کہ تم تصویر عمرو کی اپنے پاس رکھتے ہو اور اُسکو گرفتار نہین کرسکتے اُسنے کہا کہ مین نے
چار تصویرین بنائی ہین مہرخ اور مخمور اور عمرو اور برق فرنگی کی اور خواص اُنکا یہ ہے
کہ جس تصویر کی گردن کاٹ ڈالو اُسکی گردن کٹ جاے اور جس تصویر کے ہاتھ کاٹ ڈالو

ہاتھ کٹ جاے افراسیاب نے کہا وہ تصویرین کہان ہین کہ عاقل جادو میرا استاد ہر اسکے پاس ہین جبتک وہ نہین لڑتا ہے اسمین خیر ہے جسوقت اُسنے ارادہ کیا پھر کوئی سامنا نہین کرسکتا حکم ہووے تو غلام طبل جنگ بجوادے افراسیاب نے کہا اچھا مصور جادو نے جو دیکھا کہ حیرت جادو کچھ بگڑی ہو کہا ملکہ مزاج اچھا ہے حیرت نے کہا بھائی یہ مین جانتی ہون کہ کل جو نا ریل مین قران کو دے آئی تو لوگ طعنہ دیتے ہین مصور جادو تمھارے پاس تصویر عمرو کی ہر دم بھی دھوکا کھا جاتے ہو کئی مرتبہ افراسیاب کو دھوکا دے کے چلا گیا یہ مین جانتی ہون کہ تمام طلسم کا مال دولت خزانہ عیش و آرام تمھارے واسطے ہے مصور نے کہا ملکہ تمھارا خیال کدھر گیا ہر جو کہتے ہین جھک مارتے ہین حیرت نے کہا مصور یہ ہم جانتے ہین تم کسی کے نوکر چاکر نہین ہو اپنے ملک کے مالک و مختار ہو مصور نے کہا کہ جو سردار ہوتے ہین انکو لوگ بُرا کہتے ہین اب مین جاکے طبل جنگ بجواتا ہون یہ کہکے اپنے خیمہ مین آیا اور دن بھر تامل پذیر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ بسان نصیب نا توان مین مکے خورشید پھیر محتاج تمکین ہوا اور رداے ظلام جانب زمین پھیلی سامان افلاک ننگا ہون

سے پوشیدہ ہوے کہ ابیات	مثالِ تنگ ظرف و بے مروت	نکلی اُس روز کی اسد رجہ ہمت
کہ لاہو کر ملا مضمون لامین	چھپایا انتہا کو ابتدا مین	تر شام مصور نے طبل جنگ

بجوایا خبر مہرخ کو ہوئی اُسنے نفیر سحر کو دم دیا تیاری سحر کی دونون لشکرون مین آغاز ہوئی چار پہر رات متتر جنتر پڑھے گئے جب وہ وقت آیا کہ جلوہ سحر نمایان ہوا اور شب مثل فکر مخمور گھٹ گئی کہ اشعار

رہا باقی نہ تاریکی کا انجام	کہ وہ شب گھٹکے مثل عمر دشمن	ہوئی جسدم جہان مین گرم توسن
	چھپائی چادرون نے زلف کی شام	صبح کو لشکر لیکر مہرخ نامور آرد

دشت صاف ہوئی عمرو بھی آیا مہرخ نے اُس سے کہا کہ بھیا مصور نے کوئی زبردست سحر تیار کیا ہے اسی کے بھروسے پر لڑتا ہے لیکن کیونکر اُسکا احوال دریافت ہو حضرغام نیزدل نے کہا کہ مین جاکے خبر لاتا ہون اور روانہ ہوا وہان جاکر جو دیکھا حرحر و صبا رفتار خیمہ مین ہین اور کوئی نہین ہے یہ شرارہ نقب زن کی ایسی صورت بنکے ایک رومال زرد منہ پر رکھکر خیمہ مین گیا حرحر نے کہا اے شرارہ تو کہان گئی تھی کل سے نہین

دیکھا اُسنے کہا ای ملکہ میری آنکھین دُکتی تھین صرصر نے کہا حضور نے چار تصویرین بنائی ہین مہرخ
مخمور و برق و عمرو کی جس تصویر کا جو عضو کاٹے صاحب تصویر کا وہی عضو کٹ جائیگا اور
عاقل جادو مصور جادو کا اُستاد ہی اُسکے پاس وہ تصویرین ہین یہ سُنکر شرارہ وہان سے چلی
صرصر نے کہا کہان جاتی ہو اُسنے کہا پیشاب کرنے جب یہ چلی گئی تو شرارہ اصلی آئی صرصر نے
کہا کہ تیری آنکھین اچھی ہوگئین اُسنے کہا کہ میری آنکھون کو کیا ہوا تھا صرصر نے کہا کہ تو وہ کوئی
عیار ہوگا جو ابھی آیا تھا اور حضرخام نے جائے عمرو سے سب احوال بیان کیا عمرو بھی وہان سے
چلا یہان آکر جو دیکھا تو خیمہ کے دروازے مین تکمہ لگا ہوا ہی اور چوکی پہرے بیٹھے ہین طائر سحر
کے اُڑ رہے ہین عمرو وہان سے پھر آیا اور مصور جادو میدان جنگ مین ابھی نہین آیا
عاقل جادو کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ میرا ارادہ ہی کہ آج مہرخ و مخمور و برق و عمرو
کا سر کاٹون عاقل نے کہا کہ کیا افراسیاب مین ایسی قدرت نہ تھی کہ ہو اُسکو مارتا مصور
نے کہا کہ وہ چاہے تو زمین آسمان کے قلابے ایک کردے اور سبکو غارت کردے عاقل نے
کہا کہ بس کچھ تو ایسا ہے جو وہ غارت نہین کرتا ہی اگر مصور جسطرح ہم کہین وہ کرو اگر مہرخ جادو
تو خیر اور نہین تم سب ملکے افراسیاب پاس چلو اور خوب پختگی کرکے قتل کا ارادہ کرنا آج تو مہرخ
کو سمجھاؤ دھمکاؤ کل ایسا ہی ہو تو قتل کرڈالنا مصور نے کہا اُستاد آپ سچ فرماتے ہین اور
خیمہ مین آکے تخت پر سوار ہوا چار لاکھ جادوگر اپنے ہمراہ لیکر چلا نشان بان سحر کے کھلے ہوئے
گھنٹے گھڑیال بجتے بوقون اور نفیرون کو دم ملتا برقین سرخ سبز زرد جلوہ دکھاتی ہین جادوگر سیاہ
ساریان باندھے کانون مین کنڈل ڈالے ہاتھون مین سمرنین موتیون کی بندھی مانگ مین
سیندور بھرا ماتھے پر ٹیکا صندل کا دیا گاتیان بندھین طاؤس اور ہنس بازو بط وغیرہ پر
سوار ہر سہر کرتی ہاتھی سحر کے مرکب سحر کے پرواز کرتے اژدر اُڑتے ہوئے ماش کا چھڑہ چلتا
شعلے رال و گوگل کے اُڑتے نارنج ترنج گولے فولادی نارنل آگ دھتورے کے پھل اُچھلتے
گوگل کی چراینڈ پھیلی ہوئی اس سامان اور تجمل سے یہ میدان مین آیا ایک طرف مارزان
جادو نے اپنی فوج لے کر علیحدہ کھڑا ہوا کوس دو مامے گڑگڑانے لگے افراسیاب
جادو بنگلہ مینا پر جاکے بیٹھا مصور نے جاکر اُسکو بجرا کیا اور پھر وہانسے آیا مہرخ و نامزدان دہمار تو میدان مین

آہی چکی تھین اور عمرو ایک جادوگرنی کی شکل بنکر ایک غول مین ساحرون کے مصور کے پیچھے کے کھڑا ہوا مصور نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور پکارا کہ اے مہرخ و نافرمان و بہزاد و غیرہ افراسیاب جادو اگر چاہے تو ایک دم مین تم سب کو غارت کردے اسکے حکم مین زمین و آسمان کوہ و بیابان ہین آؤ مین تمھاری تقصیر معاف کرادون جادوگرون نے اُدھر سے دوڑ رو ملک بنائی اور مہرخ نے کہا جب تک دم مین دم ہی ہم لڑے جائینگے مصور جادو نے کہا تو آؤ میرے مقابلہ مین یہ کہکے اپنے تخت کو بڑھایا اُدھر سے مہرخ بھی تخت بڑھاکر چلی مصور نے ایک پتلہ مہرخ کی صورت کا اپنی جھولی سے نکالا اور کہا مہرخ دیکھ یہ کسکا پتلا ہے یہ کہکے اُس پتلے کے ناخون کاٹے مہرخ کے بھی ناخن کٹ کے گر پڑے اُسنے کہا دیکھو اب بھی سمجھ جاؤ ابھی کچھ نہین گیا ہے افراسیاب سے ملجاؤ ورنہ ہلاک کیجاؤگی یہ کہکے عمرو کا پتلہ نکالا اُسکے شانہ مین سوئی چبھوئی عمرو کے شانہ مین درد ہوا عمرو نے ہاتھ ہی ملکے جو دیکھا کہ سوئی چبھی ہوئی ہے خون نکل آیا ہے اُسنے اس سوئی کو چاہا کہ نکال لون مگر نہ نکل سکی مصور نے کہا اے مہرخ آج تو مین تجکو یہ نمونہ دکھائے جاتا ہون اگر تجھے نہ مانا تو کل یا پرسون تجکو قتل کرونگا یہ کہکے طبل آسائش بجوا کے پھر گیا لشکر تو جاکر اُترا اور مصور نے افراسیاب کو جاکر سلیم کی یہان مہرخ اپنے خیمہ مین آئی لیکن ہونٹھ خشک بدحواس ہر ایک کا مُنھ دیکھتی ہے عمرو نے کہا اے مہرخ مزاج تو اچھا ہے کسواسطے فکرمند ہو وہ خالق لم یزل کریم و رحیم ہے مہرخ نے کہا جب افراسیاب سے لڑنے کا ارادہ کیا پھر مصور کیا ہے لیکن عمرو تیرا غم ہے دیکھ تو میرے ناخن کٹ کے گر پڑے اب عمرو خاطر جمع کرتا ہے مصور جادو جو ہین پہونچا صورت نگار نے کہا عاقل جادو کو بلا کے تصویرین حوالے کیجیے اپنے پاس نہ رکھیے گا مصور نے عاقل کو بلا یا لوگ جاکے بُلا لائے جبکہ عاقل آیا مصور نے تصویرین دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو بیابان مین کھڑا ہے اُسنے ایک انگوٹھی جھٹک دی عاقل نے آٹھائی عاقل نے کہا کیا غضب ہے کہ ایک عیار کے سبب آپسمین آزمائش ہوتی ہے مصور نے کہا استاد یہ تصویرین لیجائیے عاقل جادو تصویرین لیکے اپنے مکان مین آیا اور ایک طاقچہ مین رکھکے بغل مین تکیہ لگاکے بیٹھا اور برق نے یہ سب ماجرا دیکھا تھا ایک جادوگر کی صورت بنکے آیا کہا ای مصور جادو افراسیاب نے کہا ہے کہ مقرر آج تعاقب کریگا تصویرین

اپنی جان سے برابر رکھنا مصور نے کہا آداب کہنا اور کہنا میں نے اپنے استاد کو دیکھا ہے لیکن
گھر سے رہو دیکھتے جاؤ یہ کہکے عاقل کو جو آیا وہ بیگ لیتا ہوا آیا مصور نے کہا بیٹھ تم
دیکھتے جاؤ کہ ابھی پاس تصویریں ہیں برق فرنگی سے کہا گویا اس نکیہ میں تصویریں ہیں
عاقل نے جو تھیلی سونگھی سحر نے خبر دی کہ یہ برق فرنگی ہے عاقل نے ماش کا دانہ مار کہا
یہ برق فرنگی ہے مصور نے کہا ارے تیرا ستیاناس جائے او بیحیا بدذات تیرا کیا بگڑا ہے
برق نے کہا ستیاناس تو جا چکا ہے لیکن رات تمہیں بھی نہیں ملتی معلوم دیتی اور کہا اے
مصور جادو تصویر تیرے پاس ہے نہیں تو حقیقت معلوم ہو جاتی اگر زندگی درکار ہے تو تصویریں دیدے
یہ سب متعلقات طلسم کی مجھے ملیگی مصور قہقہہ مار کے ہنسا کہا دیکھ تو کیا گھمنڈ ہے کہ ایک شاخ
ہوا پکار کر آواز دی ہم غلام افراسیاب جادو اور کہا یہ برق فرنگی ہے تصویریں لینے کو آیا ہے
غافل نہ رہنا خبردار خبردار چھوڑنا نہ دینا مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ تصویریں سامان میں
ہے مصور نے کہا عاقل جادو تم ہمارے پاس سے نہ جاؤ یہیں رہو آٹھ نوکری دنگل
پیچھے ہوئے تھے برابر ہی آکے پکارا ہم قران حبشی ایک بغدا مارا سر کے چار ٹکڑے ہوکے گرے بیحیا
نکل پڑا سیدھا جہنم کو پہونچا لوگ دوڑ پڑے وہ تکیہ گر پڑا قران نے اٹھالیا غل مچ گیا
اسمین عمرو بیک طرار آپہونچا تو یار نگاہ کے اوپر سے ایک سو ایک حقہ اشتبازی کا مارا پکارا ہم رستم
قدرت اور ایک جال مارا برق فرنگی کو اور قران حبشی کو لپیٹا کہا یارو ان دونوں کو جلدی
مین لیے جاتا ہون مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا عمرو ہی پکارا لیجیو لیجیو عمرو سناٹا کر کے
صاف نکلگیا اور افراسیاب جادو باغ بینا مین بیٹھا ہوا حیرت جادو سے کہتا ہے کہ اب
لڑائی تمام ہو چکی یا تو یہ سب تابعداری کرتے ہین یا کل مارے جائینگے مصور نے خوب تدبیر کی
لیکن تعجب کا مقام ہے کہ باشندگان طلسم جو ہین انکو ہراس ہے یہ نہین جانتے کہ افراسیاب
مالک ہے حیرت جادو نے کہا کہ ناحق گھبراتے ہین کل جیسا ہوگا ظہور مین آجائیگا یہ ذرا تھا کہ
جوڑی ہرکارے کی آئی عرض کی کہ شہزادہ جو چار دن تصویرین بنائی تھین کام بند کیا
حیرت جادو کا دھڑکا ہو گیا اور اون ہرکارون سے کہا کہ گھر جاؤ اور برق فرنگی کو
آنے دو اور تصویرین لے گئے اور عاقل جادو کو قران حبشی نے بغدا مارا کہ سر کٹ گیا

سُنکے رونے لگی اور یہان عمرو بارگاہ مہرخ مین آیا اور اُسنے کہا کہ تم ایسا خوش ہو کہ جیسے مصور کو مار ڈالا عمرو نے کہا کہ پروردگار وہ بھی دن کریگا اور وہ تکیہ نکال کے ڈال دیا مہرخ نے کہا کہ خواجہ اسمین جواہر ہے یا مال ہے یہ کیسا تکیہ ہے عمرو نے وہ چارون تصویرین دکھائین مہرخ نے قہقہہ مارا کہا خواجہ سچ تو یون ہے کہ افراسیاب کا کیا مقدور کہ تیرا سامنا کرسکے لیکن وہ ساحر ہے اور تم نہین ہو اسی بات کا خطرہ ہے یہ تصویرین بڑی محنت سے تیار ہوئی ہونگی اور بہت سے روپے عمرو کو دیے برق کو قران کو خلعت دیا مصور جادو افراسیاب پاس گیا سب احوال کہا باران جادو ابران جادو افسر جادو بھی گئے غرض کی اخضر جادو بڑے بھائی افسر جادو کے آتے ہین افراسیاب نے کہا کہ آنے دو جب آئے افراسیاب نے کہا ہمنے سنا تھا کہ دنیا کو ترک کرکے بیٹھے ہین افسر جادو نے کہا ہمسے بھی ملاقات ترک کی تھی دو سو غلام پاس ہین وہ پہاڑ جمشید و سامری کی پرستش کیا کرتے ہین طہماس جادو کا جو مرنا سُنا ہے سو آتے ہین افراسیاب نے حکم دیا کہ کوئی اخضر جادو کو نہ روکے اور بارگاہ مین جاوے اسمین اخضر جادو دس بارہ ہزار کی جمعیت سے خیمہ مین آیا لوگون نے عرض کی کہ آپکے بھائی افراسیاب کے پاس ہین آپ بھی تشریف لیجائیے اخضر جادو روانہ ہوا اور افراسیاب جادو باغ مینا مین بیٹھا تھا تمام باغ طلائی تکیے زمرد کے جڑے ہوے تمام روش پٹری پر نگینے جڑے ہوے تخت طاؤس پر افراسیاب بیٹھا ہوا تھا کہ اخضر جادو نے مجرا کیا کہا مزاج تو اچھا ہے اور جتنے جادوگر تھے تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوے اخضر جادو نے افراسیاب جادو کو نذر دی دنگل بیٹھنے کو ملا شراب کا پیالا گردش مین آیا افراسیاب نے کہا تمارے مزاج مین کیا آیا جو آئے کہا سُنا تھا کہ خدا پرست آئے ہین تعجب احمق ہین کہ ایسا خداوند حاضر حضور ہو وہ خدا نادیدہ کو پرستش کرے افراسیاب نے کہا خداوند لقا کے حوالے بندے ہین اٹھارہ ہزار ملک باخر بخش دیے اب ملک غربیہ و شمالیہ رہگیا ہے اخضر نے کہا جو طلسم مین رہنے والے ہین اپنے اپنے لڑکون بالون کو لیے ہوئے نکلے ہوجاتے ہین اے افراسیاب جادو عمرو جو آیا ہوا ہے اُسی کا فتور ہے امیدوار ہون کہ طبل جنگ کا میرے نام پر بجے افراسیاب نے کہا تم ہمارے مہمان ہو دو چار دن ضیافت کھاؤ ناچ رنگ دیکھو آرام کرو بعد اسکے سمجھ لینا

حیرت جادو نے کہا کہ جسطرح آپ کی مرضی ہو نے وہ کرین اخضر نے کہا ایک لڑائی لڑلون تو چین آوے افراسیاب نے کہا جس طرح تمہارا مزاج چاہے لڑو غرض رخصت ہوکے خیمہ مین آیا افراسیاب نے کچھ کشتیان کچھ کھانا کچھ ڈالیان بھیجین سب نے ملکے کھانا کھایا پھر پوچھا کہ طہماس کیونکر مارا گیا افسر شعلہ زن نے کہا کہ شہنشاہ عیاران عمرو نے مارڈالا غرض یہ منظر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ دن کی عمر تمام ہوئی اور دختر شب بطن دہر سے پیدا ہوئی ابیات

اسی عرصہ مین مہر عالم افروز	کہ تھا جو اس جہان سے بہرہ اندوز	ہوا اطراف مغرب کو روانہ
بڑھا تابان شب کا شاہ ایران	اخضر جادو نے طبل جنگ بجوایا مہرخ کو خبر ہوئی اُسنے بھی	

نفیر سحر کو دم دیا دونون لشکرون مین تیاری سحر کی ہونے لگی لیکن حیرت نے صرصر سے کہا کہ تو جاکے اخضر کی خبرداری کر اور ضرغام شیر دل کو حیال گزرا کہ تم سے عیاری نہین بس اُسنے جانسوز سے کہا کہ آؤ بھائی چلین اخضر کو پکڑ کے اُستاد کو دین دونون مشورہ کرکے چلے جاکے دیکھا کہ لشکر مین جادوگر سحر تیار کر رہے ہین بعضے کنوین پر نہاتے ہین چندرمان کو پلتی دیتے ہین بعضے چارطرف کنڈے سُلگا کے بیچ مین آپ بیٹھے ہین اور منتر پڑھ رہے ہین جوگیون کے کانون مین کنڈل پڑے ہین بنگالی ڈہرو بجا رہے ہین گھنٹے ناقوس پھکتے ہین آجکی شب مہتاب بھی رال کا گولہ ہے ستارے رائی سرسون کے دانے کہکشان سحر کا جال ہے زحل یعنی فلک کا جوگی پربت پر ساتوین آسمان کے تن من مار کے سا بیٹھا ہے ہر طرف ہنگامہ عظیم برپا ہے دونون ساحر کی صورت بارگاہ مین اخضر کی آئے یہان دیکھا تو شراب کا پیالہ گردش مین ہے تاج ہو رہا ہے اس عرصہ مین بچیان بھی آئین صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کمند انداز نے آکر تسلیم کی کہا افراسیاب نے آپ کے چوکی پہرہ کے لیے ہمین بھیجا ہے اخضر نے رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ یہ عیار بچیان ہین اُنسے کہا کہ بیٹھ جاؤ صرصر نے کہا ہمارا کام بیٹھنے کا نہین اسمین افسر شعلہ زن نے اخضر سے کہا کہ صبح کو لڑائی ہے اب آرام کیجئے تو اچھا ہے ملک اخضر سبز پوش اُٹھا در بار برخاست ہوا اخضر پلنگ پر لیٹا جابجا بند و بست ہو گیا ضرغام شیر دل اور جانسوز یہ ایک طرف کو بیٹھے تھے چنانچہ جانسوز تو اُٹھ کے پنکھا جھلنے لگا اور ضرغام شمع کے گل کترنے لگا صرصر جو پہرہ کے لیے آئی ہے اُسنے انکو پہچانا

اور صبا رفتار سے کہا کہ ان موون کی ڈھٹائی تو دیکھتی ہو بس اُسنے ملکہ اختر سے کہا کہ یہ دونون عیارہین اُسنے ضرغام اور جانسوز کی طرف دیکھا اُسوقت جانسوز اور ضرغام نے جست کی اور بھاگے ملک اختر نے کچھ سحر کیا کہ جانسوز تو پلنگ کے پاس گر پڑا اور ضرغام دروازے کے اوپر گرا لوگ دوڑے ضرغام کو پکڑ لیا لیکن جانسوز لوٹ مار کے پلنگ کے نیچے گھس گیا لوگون نے کہا کہ بھائیو دوسرا عیار کہان گیا کسی نے کہا کہ یہان گرا تھا کسی نے کہا نکل گیا ہوگا لیکن ضرغام کو ستون سے باندھا صرصر نے کہا بلا لون بارگاہ مین رکھنا مناسب نہین ہے کسی جادوگر زبردست کو بُلا کے اُسکو حوالے کیجیے اختر نے ایک جادوگر کو بُلا کے اُسکے حوالے کیا اور اپنا سحر اُتار لیا وہ سادہ اپنا سحر کر کے لیگیا اُسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور زمانہ نے پوشاک

نظم	
نوراتی زیب جسم کی تخت سحر تری پر آیا	فروغ مہر چمکا بام و در پر
ہوے قصر و مکان ہر سو منوّر	دکھایا صبح نے حسن حسین کو
	کیا تابندہ رخسار زمین کو

صبح کو طبل گڑگڑانے لگے مہر رخ و بہار وغیرہ تخت ہاے سحر پر سوار ہوکر جانب میدان کارزار روانہ ہوئین تخت طاؤسی پر ملکہ مہر رخ سوار تھین اور ملکہ بہار تخت زرنگار پر بیٹھی تھین گرداگرد گلدستے جو گلزار ارم کو ہنستے رکھے تھے اسی طرح ملکہ نافرمان و سرح موے کاکلکشا و مخمور سرخ چشم وغیرہ عقاب اور طاؤس اور ہنس پر سوار تھین چنانچہ اسی طرح اور تمام لشکر سوار و پیدل کا آراستہ و پیراستہ جانب جنگ گاہ روانہ تھا اور غلغلہ عظیم

دنیا مین برپا تھا ابیات	زگرد سپہ روشنائی نماند	زخور شید شب را جدائی نماند
زنیزہ زپیکان ہوا تیرہ گشت	ہمین آفتاب اندران خیرہ گشت	خروش سواران و اسپان بدشت
زبہرام و کیوان ہمین درگذشت	دو لشکر برو اندر آورد رو	زگرد ان شبدیز پیش تک جنبجو
بر کوہ لشکر بیکار استند	در فش خجستہ بہ پیراستند	چو با میسرہ راست قلب یمنہ
ہمہ ساقہ و قلب جاے بنہ	برآمد خروشیدن کرونا ے	سپہ چون سپہر اندر آمد بجاے

اسطرف سے ملک اختر اور افسر شعلہ زن سوار ہوئے اور طبل و نقارے بجاتے ہوے میدان کارزار مین آئے جانسوز بن قران جو پلنگ کے نیچے تھا جب یہ بارگاہ سے چلے آئے تو وہ بھی لوٹ مار کے نکلگیا غرض صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابتکی

ملک اخضر میدان مین نکلا اور پکارا کہ ای نمک حرام تو آ میرے مقابلہ کو مہرخ کی طرف سے
طولان دراز قد اُسکے سامنے آیا اخضر نے ایک گرز سحر کا اُسکے لگایا کہ وہ غرق زمین ہو گیا
پھر سلان جادو آیا اسی طرح بہت سے ساحر غرق زمین ہوئے اور اخضر نے پکار کر مہرخ
سے کہا کہ مجھ سے کام ہے یہ نعرہ سُنکے مہرخ میدان مین نکلی اخضر نے گرز اُسکے بھی لگایا کہ مہرخ
بیمو زمین ہو گئی اخضر پکارا کہ زدم و پست کردم لیکن مہرخ سحر کرکے زمین توڑ کے نکلی اور
جہان اخضر کھڑا تھا یہ جست کرکے وہان پہونچی اور اُسکے مرکب کی کوچے کاٹ ڈالے اخضر
جو کودتا ہی قضا سے کا گرز ہاتھ سے چھوٹ گیا خونخوار گرز افگن مہرخ کا جادوگر کھڑا تھا
اُسنے دوڑکر گرز اُٹھا لیا اخضر نے گرز پکڑا آپ سمین زور ہونے لگا اخضر نے سحر کیا آسمان
سے ایک زنجیر پیدا ہوئی اور گرز مین لپٹ گئی دونون کے ہاتھ سے گرز نکل گیا صاف آسمان
کو وہ زنجیر گرز کو لیگئی مہرخ نے دوڑکے تیغہ مارا اخضر کے دو ٹکڑے کیے غل ہوا لیجو پکڑلو
کشتی مرا تمام سن اخضر جادو یہ عمرو نے آکر کہا سبحان اللہ کیا کام کیا ہی تمام طلسم مین تمام ہو گیا
سیماب جادو اخضر کا غلام تھا اُسنے دوڑکے گولہ مارا مہرخ کے رخسارے کو چھیلتا ہوا
نکل گیا ایک مرتبہ سیماب جادو چادر سیماب بنکے مہرخ پر گرا مہرخ بیہوش ہو گئی اور
سیماب جادو مہرخ کو لے کے بھاگا جدھر باران تھا اُدھر چلا اور پکارا مین مہرخ کو پکڑلایا
باران بھی طبل آسائش بجواکے پھر گیا اور سیماب نے فولاد کی زنجیر گلے مین ڈالی اور
ایک کمر مین باندھکے بارگاہ کو گیا اُفراسیاب کو خبر ہوئی کہ اخضر مارا گیا اور سیماب جادو
مہرخ کو پکڑلایا اُفراسیاب نے کہا ہمارے پاس لے آؤ مین سر کاٹونگا جادوگر تنگئے اور
بحر الکیا پھر اُفراسیاب نے کہا میرے نزدیک لاؤ گردن مارونگا اور ایک کشتی مین خلعت
اور ایک کشتی مین جواہرات اُفراسیاب نے بھیجا جادوگرون نے آکے کہا اُفراسیاب نے
یہ کشتیان اُسکو عنایت کی ہین جس نے مہرخ کو پکڑا ہی اور سیماب زنجیر کو پکڑے ہوئے
سحر کرتا تھا ایک مرتبہ سیماب کو خبر ہوئی کہ کشتیان آئی ہین مارے خوشی زنجیر چھوڑ کے رواں
کہ خلعت پہن کے کچھ جواہر بیناباتی کو کہا تو شب خانہ مین داخل کر و بعد لحظہ کے مہرخ کی
آنکھ کھلی جب تلک سیماب آوے مہرخ نے ایک پانون سخت پر مارا لوٹ کر سحر کرکے

غرق زمین ہوگئی اور ایک مقام سے نکلکے کہا ارے جادوگرو گذاریم کہ از دست من زندہ وسلامت
بروید مہرخ کی بغل مین ایک صندوقچہ تھا اُسکو کھولا اُسمین سے ایک شیر آتشین مع سوار
پیدا ہوا اور کود کے تلوار ماری اسمین عمرو بھی آپہونچا پکارا ملکہ یہ خصیہ سوار رکھتی ہو اُسکی
خبر ہمکو نہین ہے مہرخ نے کہا وقت پر موقوف ہے افراسیاب بنگلہ پر بیٹھا تھا مہرخ نے
کہا خواجہ سلامت اِس سوار کو افراسیاب ماریگا لیکن ایک چیز ہمارے بھی ہاتھ لگی ہے
یہان سے بھاگو عمرو نے کہا ملکہ تم بھاگو مین تماشا دیکھتا ہون سحر کرکے مہرخ تو غرق زمین
ہوگئی اور افراسیاب نے انگشتری پھینکی ایک مچھلی بڑے بڑے نگ جڑے ہوے
اور ایک جوان خوبصورت سوار تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے بسان برق آیا اور
وہی تیر مارا کہ سوار مہرخ کا مر گیا اور وہ تیر ایک پہاڑ کو توڑ کے درخت مین رہگیا عمرو نے
کہا مہرخ نے کہا تھا ایک چیز ہمارے بھی ہاتھ لگی کہ شاید اسی تیر کو کہا تھا عمرو نے دوڑکر
تیر درخت سے نکالا اور اپنی بارگاہ کو روانہ ہوا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ عاقل جادو
مارا گیا اور عمرو تصویرین لے گیا افراسیاب نے کہا جائیے مصور جادو کو بلا لائیے
ایک جادوگر گیا اور مصور کو بلا لایا افراسیاب کو مجرا کیا لیکن خجالت زدہ خفیف ہوکے
کہا ای افراسیاب جادو بڑی محنت سے یہ تصویرین کھینچی تھین لیکن اس طرح پر
مقدمہ ہوا نصیبا اُنکا زبردست معلوم دیتا ہے افراسیاب جادو نے کہا مصور جادو
تصویرین تمسے تھین یا تم تصویرون سے تھے اسمین نامہ گمیت فیل دندان کا آیا لکھا تھا
کہ غلام کو احوال معلوم ہی جہان تک مرحلے ہین جہان تک شہزادیان ہین سب نے
آنے کا حضور مین ارادہ کیا ہے غلام بھی حاضر ہوا چنانچہ کوہ نیلم پاس پہونچا ہون حیرت
جادو نے کہا جتنے جادوگر ہین سب حاضر ہون گے وسطے جان نثاری کے باران جادو
وابران جادو افسر شعلہ زن بیٹھے تھے حکم کیا کہ تم پیشوائی کو جاؤ یہ تینون سوار
ہوکے چلے میدان مین نکل کے دیکھا کہ گمیت فیل دندان ایک فیل منگلو سے پر
سوار لاکھ ساحر کی بھیڑ ساتھ فیل سوار اور مرکب سوار و اژدر سوار و گرگدن سوار زرین کلاہ
زرین پوش چلے آتے ہین جبکہ نزدیک آپہونچے باران سے ملاقات ہوئی گمیت نے

کہا باران جادو مدت ہوئی جسدن کہ نوروز ہوا تھا میلہ مین ملاقات ہوئی تھی کہو طلسم کا کیا احوال
ہی تمکو انہون نے کیا عذر مچاکھا ہی کیا تدبیر کی ہی باران نے سب احوال کہا جسوقت چلے سب
فوج تو دہین چھوڑی چار سو جادو گرد و سو غلام ہمراہ لیکے طلسم مین داخل ہوا باغ مینا مین جاکے
افراسیاب جادو کو نجرا کیا نذر دی خلعت سے سرفراز کیا دنگل بیٹھنے کو عنایت کیا کمیت فیل
و ندان بیٹھا افراسیاب نے کہا اے کمیت فیل و ندان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا
ای شہریار مین نے خبر لڑائی کی سنی اسوجہ سے چلا ایا حیرت جادو نے کہا اگر سچ پوچھو تو باتی
نساد عمرو ہی اگر عمرو نہوتا تو مہرخ کی کیا حقیقت نہین غرض افراسیاب نے کہا کہ
کمیت فیل و ندان کے واسطے بارگاہ استادہ کراؤ اور خاصہ و کباب و شراب لیجاؤ بارگاہ استادہ
ہوئی برابر بارگاہ باران کے سامان شراب و کباب موجود ہوا کمیت فیل و ندان خصت
ہوکر بارگاہ مین آیا شراب پی کباب کہائے خاصہ نوش کیا ناچ ہونے لگا یہان مہرخ
سحر چشم کو خبر ہوئی کہ کمیت فیل و ندان آیا ہے عمرو نے کہا کہ ملکہ یہ کیونکر لڑتا ہے کہا ہاتھی پر
سوار ہوکر لڑتے نہین کبھی لڑتے نہین دیکھا عمرو نے کہا اے مہرخ جی چاہتا ہے کہ اسکو
پکڑ لاؤن مہرخ نے کہا ذرا بچکے رہنا اور خبردار ی سے کام کرنا عمرو یہ سنکے رخصت ہوا اور چپلا بچکہ
قریب پہونچا دیکھا کہ برابر خیمہ باران کے کمیت کی بارگاہ استادہ ہے اور لشکر جرار اترے
ہوئے ہین مرکب سحر کے ہرن سحر کے اژدر اور طاؤس سحر کے پھرتے ہین عمرو ایک فقیر
اژدر کی صورت بنکے سیلی تاگے تھنکے بنکے سے آراستہ ہوا ہتھ باندھی نشہ لگایا رومال پھیرتی
تامہ مین لی بلبل کا پنجہ لے کر صدا یون کہتا ہوا بیت کہتا ہی میرا میرا یان تیرا کون ہی
کوئی دم کا ہی بسیرا پھر آتا گون ہی + اس لشکر مین پھرنے لگا جب اسنے دیکھا کہ کوئی صورت
بارگاہ مین جانے کی نہین پیدا ہوئی تو ایک خدمتگار کی صورت بنا چپکن پہنی گولیدار پگڑی
سر پر رکھی برکے پائنچے کا پایجامہ پہنا بینتی پاک کمر سے لگایا اور بارگاہ مین کمیت کی آیا کمیت
کے سر پر ایک خدمتگار اور کھڑا رومال جھل رہا تھا اسکو احتیاج پیشاب کی معلوم ہوئی عمرو
خدمتگار بنا ہوا تو تھا ہی وہ خدمتگار عمرو کو رومال دے کر چلا گیا اب عمرو رومال جھلنے لگا اور
مصور جادو سے صورت نگار نے کہا کہ ای مصور سب دو تم غافل نہ رہا کرو لازم ہے کہ

دسپدم تصویر دیکھا کہ مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ کمیت کے سر پر رومال عمرو جھل رہا ہر وہ تصویر صورت نگار کو دکھلائی کہ اسی ملکہ دیکھو تو کیا بے کلیجے ہے یہ کہکے اُٹھ کھڑا ہوا صورت نگار نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بیگانی بارگاہ مین اکیلے جانا بہتر نہین ہر کچھ جادوگر ساتھ لے لو چنانچہ سو اسو جادوگر ہمراہ لے کے چلا جبکہ بازار مین پہونچا ہرکارون نے خبر کمیت کو دی کہ مصور جادو سو اسو جادوگرون سے آتے ہین اور مصور جادو نے کچھ بھیڑ بھاڑ ڈنکا نقارہ ساتھ نہین لیا کہ عمرو کو خبر ہو جائیگی تو بھاگ جائیگا اور عمرو نے ایک خدمتگار سے کہا بھائی تم رومال ہلاؤ ہم آتے ہین اُسکو رومال دے کر ایک فراش کی صورت بنکے کھڑا ہو رہا مصور جادو آیا سب تعظیم کو اُٹھے اور مصور نے اُس خدمتگار کا ہاتھ پکڑ لیا ارے دزد لک لک پامین کب چھوڑتا ہون کمیت فیل دندان نے پوچھا مصور جادو کیا ہی کہا عمرو عیار ہی اُسپر ایک ماش کا دانہ مار کے چھوڑ دیا کہا صاحبوم بھی تصویر دیکھ لو یہ کہکے جیون تصویر دیکھی خدمتگار نہ تھا مصور جادو نے خجالت سے تصویر ڈھانپ لی کمیت جادو اور باران جادو نے کہا ہم بھی تصویر دیکھین مصور نے کہا یارو قسم ہی لقا کی مین نے جسوقت تصویر دیکھی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ عمرو خدمتگار کی صورت بنا ہوا تھا کمیت فیل دندان نے کہا کہ اب پھر اسوقت تصویر دیکھیے یہ کلمہ عمرو سنکے باہر نکلگیا اور یہان مصور نے پھر تصویر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ عمرو فراش بنا تھا لیکن اب صورت اصلی ہو کر لشکر مین پھر رہا ہی اُسنے کمیت سے کہا کہ عمرو کا ہاتھ آنا دشوار ہی غرض مصور تھوڑی دیر بیٹھ کے وہان سے چلا آیا اور عمرو نے صورت اپنی مثل نازنین مہ جبین کے بنائی کہ زلف رسا اُسکی شب دیجور کو شرماتی تھی شب قدر صاف نظر آتی تھی مانگ دل عاشق کا مانگتی کہکشان بھی ایسی نہوگی واقعی ظلمات کی راہ تھی رخسار پر خال جیسے چاند کے اندر داغ کہ جسکے دیکھنے سے دل عاشق کو غم سے فراغ پیشانی عید کا چاند بلکہ وہ بھی اُسکے سامنے مانند صبح صادق کی روشنی کا اظہار افق مطلع انوار ابرو طاق خانہ کعبہ محراب قوسین کا اُنکو حاصل رتبہ چشم فتان تو سحر تاز ابلق لیل و نہار کا انداز سرمہ دبالہ دار تازیانہ نہین نہین تو وہ شاخ آہو دفتر حسن پر منشی قدرت نے صاد کیا تھا بادام کا ایسا رتبہ کہان تھا مینی نردبان حسن یا وہ رتبہ کہ جسپر

شب معراج مین پیغمبر خدا گئے تھے نہین نہین یہ انگشت پیغمبر خدا مصحف پر رکھی گئی تھی
گورے گورے ملائم رخسار جنکے بوسہ کی ہوس عمر بھر دل سے بجائے اُس رُخ کو دیکھکر حور کے رخ
چھوٹتے ہین لب حوض کوثر پر لب چشمۂ حیوان دکھائی دیتے ہین دندان کے سامنے انجم بالکل
بیکار الماس انگشت بدندان مولی اُن دانتون پر قربان ذقن کو دیکھکر یہ خیال آتا ہی کہ سرو مین
سیب لگا ہوا ہی یا یہ چاہ کنعان ہی جسمین یوسف دل ڈوبا ہوا ہی گردن نہایت مصفا صراحی دار
کلا اونچے شانون سے خدا کی شان پیدا کلائی اُسکی شاخ بلور ہتیلی افق نور چھاتیان سینہ پر گول
گول اُبھری کڑی نوکیلی ڈبیان معجون مہی کی گنجینۂ حسن شکم لوح سیمین ناف گرداب بلا رنگ
قمر سامنے شکم کے پیٹکا کمر بالکل معدوم کچھ حال اُسکا نہین معلوم کاف نافۂ آہو قد اُسکا سر و لب جو

رامین بسان آئینہ مصفا قد رعنا نخل طوبےٰ ابیات

نگہ ایک عالم کی سر کشتگی — ہین سودائی اُس زلف تاریک کا
شکن اسکے کاکل کی دام بلا — ہر اک حلقۂ زلف کام بلا
مہ نو کی گردن ڈھلک جاتی تھی — کمان اُسکے ابرو کی عاشق کمین
نہ آنکھونکی مستی سے اُسکو خبر — خرابی تھی عاشق کی مدِ نظر
طرفدار بھی اپنی ہی چشم تھی — شہید اُسکی چشمک کی خستگان
غمزہ موجب قتل جمع کثیر — غرض سب تھے یہ ایک نرگس کے تیر
کہ چین مانی خوبان نوشاد نے — ادا اُسکی عاشق کے جی کی بلا
اگر جلوہ گر ہو وہ محشر خرام — تو معلوم ہی اس جہان کا قیام
ستم اُسکے کوچہ سے بچ کر چلے — اُسی صورت سے آراستہ و پیراستہ ہوکر لباس و زیور پہنکر اٹھلاتی

غمزہ بخت عاشق کی برگشتگی
ہر اک موسبب ریخ باریک کا
اگر اُسکی ابرو چمک جاتی تھی
خدنگ اسکی مژگانکے سب دلنشین
نگہدار تھی سرخی اُس چشم کی
نشانہ نگاہونکے دل بسگان
جبین کھول دی اُس پریزاد نے
ہماری تمھاری سبھی کی بلا
ترحم کو پاتون تلے وہ ملے

ہوئی اپنی آن بان دکھلاتی ہوئی روانہ ہوئی جب کرن آفتاب کی دریاے مغرب مین ڈوبی اور
ہر ایک چیز نے عکس سے رنگ کبودی دیا اشعار: جمال شمع نے پیدا کیا نور
ہر اک پروانہ بولا چشم بد دور :: سحاب شام نے عالم کو گھیرا :: نگاہون سے ملا ہر سو اندھیرا
رات کو بارگاہ مین شمع و جھاڑ و کنول روشن ہوئے مسند مغرق آراستہ تھی کمیت فیل دندان
بیٹھا تھا کہ یہ نازنین خرامان خرامان چمان چمان اُسکی بارگاہ مین آئی یہان دیکھا تو ابیات

چراغ و شمع کا جلوہ ہر اک سو	دلون مین گھر کرین مانند جادو	کہین ساقی کہین مطرب کہین ساز
کہین معشوق نوازین خوش آواز	چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام	حسینان پری پیکر گل اندام

یہ شب اُس بارگاہ مین حاضر تھے کہ اُس نازنین نے نکہت کو آکر ایک نامہ دیا کہ یہ نے جو اُسکو پڑھا تو افراسیاب نے لکھا تھا کہ اے کمیت فیل دندان اُس نازنین کو جو ہم نے کرآتی ہی ہمنے تمہاری خدمت کے لیے بھیجا ہی اُس سے خدمت لینا اور ہوشیار رہنا کمیت نے جو اُسکی صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کو دیکھا بیک نگاہ شیفتہ وار خود رفتہ و فریفتہ ہوا اور مسکرا کے ہاتھ پکڑ کے اُسکو اپنے پاس بٹھالیا اور تخلیہ کرا دیا کسی کو اُس جگہ ٹھہرنے نہ دیا بارگاہ کے دروازہ مین تکیہ لگا کے یہ مسند پر آکے بیٹھا اور اُس نازنین سے اختلاط کرنے لگا اُس نازنین نے اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا ایلو کمبختی کی نشانی نم مجکو کیا چھنال یا بیسوا سمجھتے ہو اُسنے اُسکو گلے سے لگایا یہ تڑپ کر مثل سیماب کے الگ ہوئی چھوٹے کپڑے ڈھانکتی جاتی تھی دوپٹہ سنبھال سنبھال کر اوڑھتی تھی وہ سینہ پر کچن کا اُبھار بنی بہار دکھاتا تھا اور یہ کہتی تھی کہ جمشید کسون مین رونے لگونگی او صاحب تمنے میری جان ہلکان کر ڈالی شہنشاہ کیا اسی واسطے مجھے بھیجا تھا یہ کہکے آنکھون مین آنسو بھر لائی کمیت نے اپنے ہاتھ سے آنسو پونچھے اُسنے اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ اُسکے منہ پر لگایا اُسنے اُسکو پھر گلے سے لپٹایا یہ مثل برق چمک کر علٰحدہ ہوئی اور کہا مجکو ایسی دل لگی خوش نہین آئی غرض اُسنے ناز اور کرشمہ مین کمیت کی آنکھ بچا کے گلابی مین استراب کی بیہوشی اُسے پلائی اور ایک جام مئے ارغوانی سے بھر کر پنجہ نگارین خوشنما پر رکھکر اُسکو دیا یہ کافر تو فریفتہ تھا ہی اُس جام کو لے کر بے اندیشۂ انجام پی گیا پیتے ہی جی گیا پھر اُس سے لپٹنے لگا وہ بھاگی یہ اُسکے پیچھے اٹھ کے دوڑا طمانچہ بیہوشی کا لگا سر نیچے تا گیین اوپر دھم سے گرا عمرو نے شیشہ گرم کر کے منہ اُسکا سنسی سے کھول کے پلا دیا کہ یہ کافر تڑپ کر سرد ہوا صدائے دار و گیر بلند ہوئی آندھی سیاہ آئی عمرو وہان سے نکلکر بھاگا ساحر باہر سے دوڑے آکر جو دیکھا کمیت فیل دندان مرا پڑا ہے یہ تو سب رونے پیٹنے اور عمرو جو یہان سے بھاگا تو صرصر کی صورت بنکے افسر شعلہ زن اور باران جادو کے پاس کہ وہ دونون

ایک ہی بارگاہ مین تھے اسلیے جاکر ان دونون سے کہا کہ کمیت فیل دندان مارے گئے
مین ابھی وہین سے آتی ہون اُنھون نے کہا کیونکر مارے گئے اُسنے کہا کہ آپ علیحدہ چلیے
تو مین بتا دون یہ دونون بارگاہ سے اُٹھکے باہر آئے دیکھا کہ غل ہو رہا ہی بیر شور کر رہے ہین
آندھی کالی اُٹھی ہی صرصر نے ان دونون کو الگ لیجاکے کہا کہ آپ ذرا کمیت فیل دندان
کی بارگاہ مین چلیے تو پھر مین بتاؤنگی یہ اُسکے کہنے سے اُسی طرف روانہ ہوئے اُسنے اثنائے
راہ مین ایک کے مُنھ پر بیضۂ بیہوشی اور دوسرے کے مُنھ پر ایک طمانچہ مارا اِدھر یہ اُدھر وہ
دونون بیہوش ہوکر گر پڑے عمرو نے دونون کے سر خنجر سے کاٹ ڈالے اور وہان سی بارگاہ
مین مہرخ کی آیا اس ہنگامہ مین رات بھی کٹ گئی تھی اور خنجر آفتاب بنام مغرب سے
نکلا تھا شعر جبین صبح سے تھا نور پیدا ٭ ہوا خور بھی بہ شکل حور پیدا ٭ عمرو نے مہرخ
سے تمام ماجرا بیان کیا مہرخ نے کہا خواجہ تم بڑے دلاور ہو اُدھر افراسیاب کو خبر پہنچی
کہ ماران وافسر و کمیت تینون مارے گئے اُسکو نہایت رنج ہوا ملکہ حیرت نے لاشین
اُنکی پھنکوادین اور سحر تازہ کرنے کی فکر مین مشغول ہوئی لیکن عمرو بن اُمیہ ضمری صورت
ملکہ حیرت کی بنا اور یہان سے نکلکر ایک پہاڑ پر جاکے تعویذ کوکب کا دیا ہوا اُسنے
زبان کے نیچے رکھا کوکب روشن ضمیر کو از بس عشاق جادو کے قتل کرانے کی غرض ہے
اسوجہ سے وہ خود یہان آیا آکے جو دیکھا تو ملکہ حیرت کو استادہ پایا یہ حیران ہوا کہ حیرت
کو میرا دیا ہوا تعویذ کہان سے ملا بس اُسنے کہا کہ ای ملکہ حیرت جادو آپ یہان کہان
حیرت نے ہنسکر کہا کہ مین افراسیاب سے خفا ہوکر آئی ہون کوکب نے اپنے دلمین
کہا کہ یہ دشمن جانی ہے اس سے دوستی کرنا عین نادانی ہے کچھ سحر کرکے آزمانا چاہیے کہ یہ حیرت
ہی یا نہین بس اُسنے ایک مالا موتیون کا نکالا اور کہا کہ اے ملکہ حیرت اس مالے کو لیکر پہنے
اور میرے ساتھ میرے ملک مین تشریف لیچلیے عمرو نے اس مالے کو لیکر جمال الیاسی مین
رکھ لیا کوکب تو سمجھا تھا کہ جب یہ مالہ پہنے گی تو اسکے بدن مین آبلے پڑجائینگے لیکن جب اُنھون
نے جمال الیاسی مین رکھ لیا تو کوکب کھڑا پاپسر کوکب نے ایک خنجر سحر کا پیدا کیا
عمرو نے اُس پنجہ پر بھی جمال الیاسی مارا کہ وہ پنجہ غایب ہوگیا اب تو کوکب کو نہایت

درجہ اندیشہ پیدا ہوا اُسوقت خواجہ نے ہنسکر کہا کہ اسے کوکب مین حیرت انہین ہون عمرو
بن اُمیہ ضمری ہون اُسوقت کوکب ہنسا اور کہا خواجہ تمنے بڑا کمال کیا کہ جو حیرت بنکر آئے
اُسنے کہا کہ اب مجکو آپ ایک طاؤس سحر پر بٹھاکے گنبد جہان نما پر کہ جہان عشاق جادو
رہتا ہے بھیجد یجیے کوکب نے کچھ پتلے سحر کے اُسکے ساتھ کیے اور کچھ ورق اس طرح کے کہ
جیسے سامری اور جمشید کے ہوتے ہین انکو دیے اور کہا خواجہ جب تم وہان جاؤ گے تو
عشاق جادو اور اق سامری و جمشید کو ضرور دیکھے گا اسلیے کہ یہانون یہ حیرت ہے
یا نہین پھر تم اُسوقت اُن ورقون کو چالاکی سے بدل لینا یہ کہکر ایک طاؤس آتشین اُسنے
بنایا اور اُسپر انکو سوار کیا اور وہ پتلے سحر کے ساتھ کر دیے اور انکو روانہ کیا چنانچہ وہ طاؤس
انکو لے کر گنبد جمشید مین کہ جہان عشاق سبز رنگ رہتا تھا لایا اُنھون نے دیکھا کہ اس گنبد
مین تصویرین شاہان جہانکی نصب ہین اور شمعہا نے ہندیان جھاڑ کنول اُس نور کے + در دستے
مرصع جنبر نثار + اُس مقام پر لگے ہین چنانچہ عشاق سبز رنگ نے جو حیرت کو دیکھا تو تعظیم
کرکے مسند مغرق پر بٹھایا شراب ارغوانی کو منگایا اور بیٹھ کر باتین کرنے لگا کہا ای ملکہ عالم گنبد
بہان آئین اُسنے کہا کہ اُستاد میرا جی آپ کے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا اسلیے چلی آئی یہ عشاق
ملکہ حیرت پر مدت سے عاشق ہے لیکن بوجہ خوف افراسیاب کے کچھ نہین
کہہ سکتا تھا اب اُسنے دیکھا کہ یہ آپ سے آئی ہے اختلاط کرنے لگا اور کہا کہ شراب پیو عمرو نے
اُسکی آنکھ بچاکے جام شراب کو گریبان مین انڈیل لیا پھر یہ اُس سے باتین کرنے لگا اُن
باتین کرنے مین اسکو خیال آیا کہ ایسا نہو کہ عمرو حیرت کی صورت بنکر آیا ہو بس اُسنے وہ
صندوق کہ جسمین ورق سامری و جمشید کے تھے طلب کیا چار پتلے اُس صندوق کو اُٹھاکر
لائے عمرو نے دیکھا کہ مخمل کاشانی سے وہ صندوق منڈھا ہوا ہے اور جواہر اُسپر جڑا ہے بس
عشاق نے اُس صندوق کے پٹرے کو کھولا اُسمین ملکہ حیرت نے کہا کہ لاؤ مین تو دیکھون
یہ کہکر اُس صندوق پر جھک گئی اور جھک کے دیکھنے لگی اُس دیکھنے مین سینہ کی آڑ
تو تھی ہی اُسنے وہ ورق کوکب کے دیے ہوے رکھدیے اور وہ ورق جو اُسمین رکھے
تھے نکال لیے اور دوپٹہ مین چھپاکے زنبیل مین رکھ لیے اب عشاق نے اُن ورقونکو

نکالا اور اُسمین دیکھا تو لکھا ہوا تھا کہ یہ ملکہ حیرت جادو ہے بس اُسنے اور کچھ زیادہ نہین دیکھا پھر اُن ورقون کو صندوق مین رکھدیا چلے وہ صندوق اُٹھا کے لیگئے اور عشاق پھر حیرت نقلی سے باتین کرنے لگا اُس باتین کرنے مین عمرو نے اُسکی آنکھ بچاکے بیہوشی شراب مین ملائی اور ایک جام اُسکا عشاق کو بھر کر دیا کہ وہ پی گیا لیکن اور ماجرا سُنیے کہ دہان ملکہ حیرت نے کتاب سامری مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ عمرو میری صورت بنکے عشاق کے پاس گیا ہے اور اُسکو قتل کیا چاہتا ہی بس یہ طاؤس پر سوار ہوکر فوراً روانہ ہوئی اور جیسے ہی اگر گنبد کی دیوار پر پہونچی ہی عمرو نے جو دیکھا تو دل سے کہا کہ بڑا غضب ہوا کہ حیرت آگئی بس گھبراکے یہ اُٹھا جیسے وہ دیوار کے نیچے اُتری ہی کہ اُسنے جال الیاکی مارا اور اُسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا عشاق تو نشہ شراب مین بیہوش اور مدہوش تھا اُسکو کچھ تمیز نیک و بد باقی نہین تھا یہ بھی گھبراکر اُٹھا اور کہا کہ اے ملکہ حیرت تم کہان گئی تھین اُسنے کہا کہ مین تو کہین بھی نہین گئی چنانچہ وہ بیہوشی تو پی ہی چکا تھا وہ قدم جیسے ہی چلا بیہوش ہوکر گرا اور ازبسکہ یہ ساحر زبردست ہی اور اکیلا اس گنبد مین رہتا ہی ملازم اُسکے سب بیرون گنبد رہتے ہین عمرو نے جب یہ بیہوش ہوا تو اُسکو بھی زنبیل مین ڈال لیا اور اپنے طاؤس پر سوار ہوکر کوکب پاس ملک کوکبان مین آکے اور دہان عشاق کو زنبیل سے نکالا اور زبان قفل اُسکی سوزن دیا پھر اُسکو ہوشیار کیا اُسنے جو دیکھا سامنے کوکب کو اور ملکہ حیرت کو بیٹھے ہوے پایا ازبسکہ زبان مین سوزن دیے ہوے تھا اسوجہ سے کچھ نہین کرسکتا تھا کوکب نے کہا ای عشاق چشم خود را و اکنون دحال خود را تماشا کن دیکھا تو نے قدرت خداوند عالم کو کہ کسطرح تجکو گرفتار کیا ہی عشاق جواب کیا دیتا آخر کوکب نے حکم دیا کہ بہت سے ساحر گرداگرد آکے جمع ہوگئے اور اُسوقت ایک کڑھاؤ تیل کا گرم کرا کے جب خوب تیل کڑکڑایا تو عشاق کو اُسمین ڈال دیا کہ وہ اسمین تل گیا صدا اے داروگیر کی بلند ہوئی آندھیان سیاہ آئین بیرون نے غل مچایا بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ برطرف ہوا اور قبران جو کشتہ سحر عشاق تھی وہ زندہ ہوگئی لیکن اتنے دنون تک جو مری پڑی رہی تھی اسوجہ سے آنکھین بسان نرگس شہلا تھین رنگ رخ تغیر صورت مین نہ وہ رعنائی نہ وہ زیبائی کچھ دیر کے بعد اُسنے تمام

کیا اور وہان سے سوار ہوکر کوکب کے پاس آئی خواجہ یہان اصلی صورت بنے تھے انسے
ملاقات کی کچھ دن خواجہ پاس رہی پھر وہان سے رخصت ہوکر مہرخ کی بارگاہ مین آئی عمرو
نے یہان ملکہ حیرت جادو کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین اُسکے بھی سوزن دیا لیکن افراسیاب
جادو کو اس بات کی خبر ہوئی کہ عمرو نے عشاق کو قتل کیا اور اب حیرت کو بارگاہ مین لاکر
بانمتا ہی اور قتل کیا چاہتا ہی بس افراسیاب اپنے مقام سے بغیظ و غضب تمام چلا
اور بارگاہ مہرخ پر آکے ٹھہرا یا دیکھا تو حیرت ستون بارگاہ سے بندھی ہی اور عمرو کو ڑا پکڑے
کھڑا ہی افراسیاب نے نعرہ کیا کہ باش تا ہم رسیدیم عمرو نے تو جلد تر گلیم کو اوڑھ لیا اور افراسیاب
جو کڑاکڑا گرا حیرت کو پنجہ مین داب کرلے اُڑا جتنے ساحر کہ وہان موجود تھے سب دنگ بیٹھے
رہے جب حیرت کو افراسیاب لیگیا اُسنے حیرت کی زبان سے سوزن نکالی اور بارگاہ
مین لاکر پہونچایا اور کہا ای ملکہ تم دیکھنا مین ان باغیون کو کیونکر قتل کرتا ہون حیرت رونے
رونے لگی اور کہا ای شہنشاہ اب میری یہ عزت رہگئی ہے کہ لوگ مجکو پکڑے جاتی ہین افراسیاب
نے بہت کچھ اسکی دلداری کی پھر ظلمات کو چلا گیا یہان بعد لیجانے حیرت کے عمرو نے گلیم
اُتاری اور مہرخ سے کہا ای ملکہ دیکھا تمنے کہ افراسیاب کس طرح لے گیا اب خدا وہ دن کرے
کہ شہزادۂ اسعد رہا ہون اور افراسیاب کو مارین غرض اب سب بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے انکو
اس حال مین رکھیے لیکن اور حال سُنیے کہ غضنفر بن اسعد جو برق بلا افگن کو قتل کرکے
چلے تھے تو انکو ایک مقام پر باغ ملا یہ اندر اُس باغ کے گئے تو دیکھا باغ نہایت سرسبز
و شاداب ہے بلبلین وہان کی باب پنجم گلستان کا سبق پڑھتی ہین قمریان حق سرہ کا دم بھرتی
ہین درخت سب ہمرنگ طوبے ہین قامت یار کا نقشہ پیدا ہی سنبل تر زلف گرہ گیر معشوق
کو شرماتی ہوا سرو آتی ہی نرگس بعینہ چشم یار ہی لالہ بادل داغدار ہی ساغر مے کا لطف لالہ دکھاتا
جام بادہ تر ہوت سے لبریز نظر آتا ہی انگور کی داربست کا عجب بندوبست ہی تاک لگائے انکی مے
پرست ہی نہرین جاری ہین بگلے اور قرقرے و مرغابی کنارے نہرون کے بیٹھے خوشی سے
کلیل کرتے ہین فوارے ساون بھادون کے نام سے چھوٹ رہے ہین سامنے ایک بارہدری
مصفا بہتر از روے ہر دو پری جواہر جڑی تعمیر ہی نور کی تصویر ہی پردے زنبوری بندے ہوے

ہین اندر اُس بارہ دری کے فرش مصفا بچھا ہی چھپر کھٹ مرصع نگا بچھا ہی گلدستے گلزار ارم کو ہنستے
رکھے ہین گلدانون مین گلونن پر چڑھی ہین جھاڑ کنول شیشہ آلات تمام اُسمین آراستہ ہی کیا بیات

زمین کا کرون وان کی کیا مین بیان
کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیان
بنی سنگ مرمر سے چوپڑ کی نہر

گئی چار سو اُسکے بالی کی نہر
قرینہ سے گرد اُسکے سرو سہی
کچھ اک دور دور اُس سے سیف سہی

کہون کیا مین کیفیت دار و بست
لگائے رہین تاک وان مرمریت
زمرد کے مانند سبزہ کا رنگ

روش پر جواہر کٹا جیسے سنگ
روش کی صفائی پہ بے اختیار
گل اشرفی نے کیا زر نثار

لیے ہاتھ مین سیمچے مالنین
چمن کو لگین دیکھنے بھالنین
وہ کیلون کی اور مولسریون کی چھانون

کھلی جاتین آنکھین لیے جسکا اون
خوشی سے گلون پر سدا بلبلین
تعشق کی آپسمین باتین کرین

سہانا جو گئی ڈھریان کر کے پھول
پڑے ہر طرف مولسریونکے پھول
عمارت کی خوبی دررونکی وہ شان

لگے جسمین زر لفت کے سائبان
چھتین اور پردے بندھے زرنگار
درون پر کھڑی دست بستہ بہار

کوئی دور سے در پہ اٹکا ہوا
کوئی زہ پہ خوبی سے لٹکا ہوا
وہ مقیش کی ڈور یان سر بسر

کہ کا بندھا جسمین تار نظر
صفونکا تماشا تھا آنکھونکا جال
نگہ کو وہان سے گذرنا محال

سنہری مخرق چھتین سائبان
وہ دیوار اور در کی گلکاریان
دیے ہر طرف آئینے جو لگا

گیا جو گنا لطف اُسمین سما
وہ مخمل کا فرش اُسکا ستھرا کہ بس
بڑھے جسکے آگے نہ پائے ہوس

رہین خلق اسمین روشن مدام
معطر شب و روز جس سے مشام
چھپر کھٹ مرصع کا دالان مین

چمکتا تھا اسطرح ہر آن مین
صدا قرقرون کی بطون کا وہ شور
درختون پہ بگلے منڈیرون پہ مور

شہزادہ غنچہ دہن شگفتہ چہران کا رکہ الٰہی یہ کس بادشاہ کا باغ ہے جسمین خوبی کا روشن چراغ ہی جسمین سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے تو انھون نے دیکھا کہ ایک مہ پارہ غزال صحرائے رعنائی طاؤس دلستہ زیبائی ماتھے پر اسکے افشان چنی ہوئی آسمان خوبی کے تارے چھٹکے ہوئے مسی لبون پر ملے ہوئے شام حسن کی کیفیت دکھاتی لالی اُسپر شفق پھولی ہوئی زلف چلیپا ناگن آنکھون سے نرگس بیمار مین بادام بے مغز ہی جو آنکھ ملاتا ہی تیر مژہ سے دل چھد اجاتا ہی چتون مین اُسکے شوخی و غارت بھری رخسارون پر شمس و قمر قربان گل خورشید ایسا کہان لب پر نزاکت سے رنگ پان گلرن دہن تنگ کا بچند دکھلانا دشوار ہی نکتہ موہوم ہی غنچہ ہی یا میم حسن کا اسرار ہے لب نغلین سے

عقیق یمنی خون جگر کھائے غنچہ کی زبان انکو دیکھکر لال ہوجائے گلا نور کے سانچے مین ڈھلا چاہ ذقن مین دل عشاق ڈوبا ہوا سینہ وہ سینہ کہ حسن صفا اپنے قربان شجر طور پر نور کے پھل جان انکے دیکھے سے بسمل دریاے حسن کے دو حباب لطافت اور خوبی مین لاجواب زانو اور رانین

اسکی شاخ طوبیٰ خوبی سے سراسر معمور شمع محفل حسن جہان کف پا حنا سے لال

اک الف نور کا ہی سرو خوشخرام مین کھنچا
گوش وہ گوش کہ مین کان جواہر ہی سوا
سر سے قدمنے یہ کیا خوب نکالی ہین انار
دانت وہ دانت کہ ہیرے کی کنی خم کھائے
دیکھ گلدستہ لب بام دھرے ہین گویا
ٹوپیان باڑہ پہ رکھی ہین یا بہر شکار
رنگ لانے کی غضب طبع مین رنگینی ہی
نازک ایسی ہی کمر چلنے مین سو کھائے بل
عضو عضو اس حور جنت کو دیکھکر غش

اسطرح چہرہ تابان مین ہی مشرق کی ضیا
آئنہ گرد ہی رخسار نے پائی وہ صفا
جان سو جان سی ہی خوبی پیشان آستان
یا ہوے قمقمے دلنور کے روشن کیلئے
ہی سراپا جو قیامت تو ہی آفت چھل بل
وہ لگاوٹ کے ہین انداز کہ دل ہو بسمل

کر گیا اس نازنین نے گلاب اسکے منہ پر چھڑکا کہ اسکو ہوش آیا اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا مسکرا کے نازو انداز دکھا کے کمر کو لے کا عالم دکھائی چلی اور غضنفر کو بارہ دری مین لاکے مسند پر بٹھایا کشتی شراب کی طلب کی جام مرصع ارغوانی سے بھرا اور بوسہ جناگلو در شک بنجہ آفتاب پر رکھکر دیا غضنفر نے کہا کہ ای ملکہ بیت اگر شاہی ترا آنچہ نام است ✤ وگر ماہی ترا منزل کدام است ✤ اُسنے ہنسکر کہا کہ مین ملکہ سرخ موے کاکل کشا کی بیٹی ہون میرا نام سلطان عنبرین مو ہی اور مین بسبب اپنی ماں کے مطیع اسلام ہوئی یہ سُننا تھا کہ غضنفر نے جام اُسکے ہاتھ سے لیکر پیا پھر تو دور جام بے دغدغہ چلنے لگا تا ایام چل نکلا مابین محبت آمیز ہونے لگین شہزادہ نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور ملکہ کے بوسہ لیے ملکہ کا شرم سے عجب حال ہوا پسینہ آگیا شرما کر سر جھکا لیا کنیزین دُور دور گوش مرصع پوش دہان حاضر تھین طوائفین رشک زہرہ اور خوش گلو فن رقص سے ماہر تھین وہ گانے لگین سماں بندھ گیا ملکہ سلطان عنبرین مو اشکال جادو ایک ساحر ہی اُس سے منگنی ہوئی ہی چنانچہ ایک کنیز نے یہان سے جاکر اُس سے کہا کہ ای اشکال ایک شہزادہ باغ مین ملکہ سلطان عنبرین مو کے آیا ہے اور بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہی اشکال غصہ مین آکر وہان سے چلا اشکال ملک یاقوت رنگ مین رہتا ہی کہ وہ ملک بھی یہان سے چند فرسخ پر ہی چنانچہ وہ بغضب تمام یہان آکر پہونچا اور اُسنے آتے ہی للکارا کہ باش او خیرہ سر یہ تو میرے معشوق سے کیون سرگرم اختلاط ہے

غضنفر اسکے للکارنے پر تیغہ ٹیک کر اُٹھے اُسنے ایک سحر ایسا کیا کہ ملکہ سلطان عنبرین مو کا دم نکلیا جب ملکہ کا دم نکل چکا تو وہ ساحر پرپرواز پیدا کرکے اُڑ گیا اور غضنفر اسکی فکر مین مرکب پر سوار ہوکے چلے لیکن اشکال جادو ملک یاقوت رنگ مین آکر وہ ملک سرخ موے کاکلکشا کا ہی تمام ساحر جو وہان رہتے ہین انکو قتل کرنا شروع کیا وہ ساحر وہان سے بھاگے اور ملک سرخ موے کاکل کشا کے پاس آئے اُسنے اُنکو دیکھکر کہا کہ ارے کیا ہوا اُنھون نے کہا کہ اے ملکہ اشکال جادو نے تمام ملک تیغ کیا ہے اور آفت برپا کر رکھی ہے چنانچہ ہمنے قلعہ بند کر لیا ہے اب آپ تشریف لیچلین نہین تو قلعہ لٹ جائے گا سرخ موے کاکل کشا وہان سے بیقرار ہوکر روانہ ہوئی اسکو راہ مین غضنفر ملے اُنکو ہمراہ لیکر یہ چلی اُنکو تو جانے دیجیے لیکن اور ماجرائے تازہ سنیے کہ افراسیاب جادو ایک روز سیر کرنے ملک یاقوت گلال چشم کہ جو شاگردہ آفات چہار دست ہی اُسکے یہان گیا یاقوت نے تعظیم و استقبال کیا اور مسند پر تکلف پر بٹھایا سامان عیش و نشاط مہیا کیا شراب و کباب منگایا سامنے بادشاہ کے ناچ ہونے لگا اور گلال چشم نے پوچھا کہ ای شہنشاہ مزاج کیسا ہی اور آج کس طرف بھول پڑے افراسیاب نے کہا کہ ملکہ اب آشب و روز تردد مین بسر ہوتی ہے آج میرا جی تمھارے دیکھنے کو چاہا اسوجہ سے اسطرف چلا آیا یاقوت نے کہا کہ زہے نصیب میرے جو آپکو میری یاد آئی ورنہ آپنے تو اپنی سنگیستر ملکہ لعل سخندان کی خبر نہ لی اور وہ ملکہ آجتک آپکے بیٹھی رہی افراسیاب نے کہا کہ حقیقت مین مجھسے غلطی ہوئی اور ای ملکہ آج کل چند ساحر باغی ہوگئے ہین یعنی مہرخ و بہار اور جتنے کہ ساحر ہین اُن سب کا نام اُسنے بتایا پس اُنکی لڑائی کی وجہ سے مجھکو خیال لعل سخندان کا نہا ملکہ یاقوت نے کہا کہ مہرخ وغیرہ آخر کسکے بھروسہ پر لڑتی ہین افراسیاب نے کہا کہ عمرو اور برق اور قران اور جانسوز اور ضرغام لشکر اسلام سے یہان آکر داخل ہوئے ہین اور شہزادہ اسعد اور بدیع الزمان کو جو قید کیا ہی یہ سب حال تمام و کمال داخلہ عیاران کا اُسنے بیان کیا یاقوت نے کہا کہ ای شہنشاہ بہار و مہرخ وغیرہ کی یہ طاقت اور لیاقت ہوئی کہ آپسے مقابلہ کرتی ہین افراسیاب نے کہا کہ ای ملکہ اتبو بہار نے آفتین برپا کر رکھی ہین اسیطرح بہت تعریف سحر بہار کی افراسیاب نے کی یاقوت نے کہا کہ اب اسمین بھی اشتیاق ہوا کہ لشکر حیرت مین جاکر اُنسے مقابلہ کرکے سحر بہار وغیرہ کا دیکھین القصہ بڑی دیر تک افراسیاب وہان بیٹھا

صحبت مے نوشی رہی پھر وہان سے رخصت ہوکر باغ سیب مین آیا اور ایک نامہ ملکہ حیرت کو
لکھا کہ ملکہ یاقوت گلال چشم شاگردہ آفات چہاردست تمھارے پاس آتی ہین انکی بڑی
تعظیم کرنا یہ نامہ طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر پاس ملکہ حیرت جادو کے گیا ملکہ نامہ پڑھکر تخت سحر پر سوار
ہوکر استقبال کو گئی اور طبل شادیانہ بجواتی ہوئی لشکر مین آئی اور یاقوت کو بڑی عزت سے
لاکر داخل بارگاہ کیا یہ آکر دنگل پر بیٹھی حیرت نے بھی سب کیفیت لڑائی کی بیان کی
اور کہا عیارون نے ناک مین دم کیا ہے کہ ہر وقت وہ دربار مین رہتے ہین کوئی فراش
اور کوئی خدمتگار بنے رہتے ہین اور ساحرون کو قتل کرتے ہین ملکہ یاقوت گلال چشم نے
اسوقت اپنے جوڑے سے ایک حباب نکال کر زمین پر مارا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ
حباب بڑھکر ایک گنبد کلان ہوگیا اور اسنے کہا کہ یہ زندان خانہ مین نے لشکر حریف
کے لیے بنایا ہے اسمین آن سب کو بند کرونگی پھر ایک صندوقچہ اسنے منگایا اور اُسے کھولا
جو اُسمین سے ایک پتلی سونے کی نکلی اور بڑھکر مثل زن حسینا و جمیلہ ہوگئی اور اُسنے یاقوت
کو سلام کیا اور عرض کیا ای ملکہ جو کچھ آپ ارشاد فرمائین بجالاؤن یاقوت نے کہا کہ تو ان
لوگون کو جو یہان بیٹھے ہین پہچانتی ہے اُسنے حیرت جادو کو بھی سلام کیا اور سرمایہ
اور ابریق جو جو کہ وہان موجود تھے سب کے نام فرداً فرداً بتائے اتفاقاً برق فرنگی اور جانسوز
اور حسن خانم صورت بدلے ہوئے یہان کھڑے تھے پتلی نے انکا نام بھی بتایا
اور کہا کہ فلان فلان عیار یہان کھڑے ہین اُسوقت برق نے یاقوت کو بڑھکر سلام
کیا اور کہا کہ ہم بھی واسطے دیکھنے آپ کے حاضر ہوئے ہین یہ کہکر چند پھول ہاتھ پر
رکھکر نذر دی اور کہا مصرع

برگ سبز ست تحفہ درویش ۔ ح گر قبول افتد زہے عز و شرف ۔ یاقوت نے ہنسکر وہ
پھول لے لیے قاعدہ ہے کہ جب کوئی پھول پاتا ہے تو اُسکو سونگھتا ہے کیونکہ وہ ہین ہی اسی کام
کے پس یاقوت نے بھی اُسکو سونگھا اور بیہوش ہوگئی حیرت نے ہوشیار کردیا برق
نے پھر تسلیم کی اور کہا ای ملکہ جو کام کہ ہم کرتے ہین وہ آپ کو دکھلا دیا یاقوت یاقوت
ہنسی یا تو اُسکی باتون پر ہنسی پڑی اور کہا اے برق تو نے بہت خوب عیاری کی ہے اب

حال مہرخ و بہار وغیرہ بھی بیان کر اور اُن سے کہدینا کہ ملکہ یاقوت گلال چشم آئی ہین
سب کو اس حباب مین بیہوش کرینگی برق نے کہا آپ جانیے اور ملکہ مہرخ جانین
لیکن مجکو اس عیاری کا کچھ انعام دیجیے کہ ہم کیا یاد کرینگے کہ اتنی بڑی شہزادی نامی گرامی
یہان آئی تھین مگر ہمکو کچھ عنایت نہ فرمایا یاقوت نے پچاس پچاس روپئے عیارون کو
انعام مین دیے اور رخصت کیا اور دوسری پتلی اُس صندوقچہ سے نکالی کہ وہ بھی اسیطرح
عورت بنی اور اُسنے بھی حیرت اور یاقوت وغیرہ کو تسلیم کی اور کہا اگر حکم ہو تو مین جاکے
کل لشکر مہرخ کا غارت کردون یاقوت نے کہا ابھی نہین کل پرسون مین تجکو لڑانے کے لیے
بھیجونگی پھر یاقوت نے تیسری پتلی نکالی کہ وہ بھی بڑھکر مثل زن حسینہ و جمیلہ کے ہوگئی اُسنے
بھی کہا کہ اگر آپ فرمائیے تو مین عمرو کو پکڑ لاؤن یاقوت نے کہا کہ ابھی نہین پھر مین سمجھ لونگی یہ
کہکے چوتھی پتلی نکالی کہ وہ بھی بڑھکر مثل ایک عورت خوبصورت کے ہوگئی اُسنے حیرت کو
سلام کرکے کہا کہ اگر آپ فرمائیے تو مین طبقہ اُلٹ دون غرض کہ تین پتلیان یاقوت نے
پھر صندوقچہ مین بند کردین اور ایک پتلی کو رکھ لیا اور کہا کہ صرف یہی سبکی گرفتاری کو
کافی ہے پھر برق وغیرہ عیارون سے کہا کہ اب جاؤ سب ہمارا حال مہرخ سے کہدینا
برق وغیرہ عیار بارگاہ مہرخ مین آئے اور یہان طائران سحر نے خبر مہرخ
کو پہونچائی تھین لشکر مین تلاطم ہو رہا تھا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یاقوت گلال چشم آئی ہے
یہ ساحرہ بڑی زبردست ہے غرض کہ عیار یہان آکر پہونچے اور انھون نے کل ماجرا
گلال چشم کا مہرخ سے بیان کیا اور روپئے بھی انعام کے دکھائے
عمرو بیٹھا ہوا تھا اسکے مُنہ مین پانی بھر آیا اور اُسنے کہا کہ ہمارا حصہ نہین ہے اب ہم
تم سب سے زیادہ لاتے ہین اور اُٹھکر چلا مہرخ نے کہا خواجہ وہان نہ جاؤ وہ بڑی زبردست
ہے جیسا اُسنے کہا ہے وہی ہوگا ہمسے کسی سے کچھ نہو سکے گا اور وہ اُس حباب مین سب کو
بند کرلیگی کہ وہ شاگردہ آفات چہار دست کی ہے عمرو نے کہا کچھ پروا نہین
مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر روانہ ہوئے یہان یاقوت بیٹھی ہے کہ خواجہ نے
ایک کلاونت کی شکل اپنی بنائی پاجامہ مشروع کا پہنا جامہ گلے مین ڈالا اور ایک ڈھولک

بیجا سار کی لکڑی کی کہ جسکے اندر بیہوشی بھری تھی لیکے بارگاہ حیرت مین آئے دربانون
سے کہا کہ ہماری خبر کردو کہ ایک کلاونت آیا ہی اُنھون نے جاکے حیرت سے
عرض کیا یاقوت نے کہا کہ بلالو لوگ اِنکو بلاکے لیگئے سب نے دیکھا کہ لباس مین پیوند
لگے ہین مشروع کے پایجامہ کا تانا اُدگیا ہی بانا باقی ہی ڈھولک گلے مین ڈالے ہی کلاونت
نے آکر سلام کیا اور دعا دی کہ چراغ سامری و جمشید روشن رہے عالی عالی مراتب ہون ملکہ
نے اس سے کہا کہ اے کلاونت ہمکو محظوظ کر کہ ہم تجکو بہت سا کچھ انعام دین کلاونت نے
کہا کہ حضور یہ ڈھولک بیجا سار کی لکڑی کی ہے مین نے بنائی ہی اور مدھی خوب بجتی ہی اسکو آپ
بجائین تو مین گاؤن ذرا ملاحظہ فرمائیے ایسی ڈھولکین بھی کم دیکھنے مین آئی ہونگی یاقوت
نے ڈھولک اُس سے لیکر کڑیان اُسکی درست کرکے اُسکے پورے پر ہاتھ بجانے کے لیے لگایا یا
جیسے ہی ہاتھ لگایا اُسمین سے بیہوشی کا غبار نکلا اور چمک شعلہ کی ایسی ہوئی اور حیرت
اور ملکہ یاقوت گلال چشم اور اور ساحر جو کہ گرد و پیش مین قریب تر بیٹھے تھے پچھاڑین
مار مار کر بیہوش ہوگئے مگر وہ پتلی جو ملکہ یاقوت نے نکالی تھی اُسنے یہ ماجرا دیکھا تو منہ سے
اوف جو کیا تمام بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا عمرو چپکا کھڑا رہا اِس عرصہ مین اور ملازم وغیرہ جو آئے
اور سبکو بیہوش پایا تو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور پتلی نے وہ تاریکی دفع کی اُسوقت عمرو نے
ملکہ یاقوت کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے ملکہ عالم قدردانی حضور کے ہاتھ ہی سچ فرمائیے کہ یہ
کیسی عیاری مین نے کی میرے شاگردون کو حضور نے انعام دیا اب مین بھی امیدوار ہون
کہ مجھے بھی عنایت فرمائیے یاقوت نے کہا کہ حقیقت مین تم لوگ بڑے زبردست ہو اور
عیار ہو تو ایسا ہو کہ یہ کہکر سو روپیے اُسنے عمرو کو انعام مین دیے عمرو بھی وہانسے رخصت
ہوکر بارگاہ مہرخ مین آیا لیکن جب وہ زمانہ آیا کہ آہوے فلک صحرائی آسمان سے غار
مغرب مین گیا اور سرائے مغرب مین ساحر فلک نے نزول کیا اشعار

چھپاون مہر نے رخصت طلب کی	نظر مین پھر گئی تصویر شب کی	جبین شام پھولی ہر طرف سے
چلے مشتاق اپنی اپنی صف سے	ملکہ یاقوت گلال چشم نے طبل جنگ بجوایا طائران سحر	

ملکہ مہرخ سحر چشم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بزبان فصیح اس طرح دعا دینے لگے نظم

یاالٰہی جو یہ تیرا ہی چراغ دولت — تا ابد اُس سے منور رہے قندیل فلک — تا قیامت رہے مسجود خلائق دیگ
مسند جاہ کی سر پر تجھے تیری تو شک — جو ترا دوست ہو اب آئنہ گیتی پر — اُسکی تمثال کبھی ہو نہ زمانے منفک
کاتب دست قضا شکل عمل کی تیرے — صفحۂ ہستی سے جون حرف غلط کردے تجھے — ملکہ یاقوت گلال چشم نے

طبل جنگ بجوایا باقی خیریت ہی یہ خبر سُنکے سب عیار تو جنگل کو چلیگئے اور مہرخ سحر چشم نے نقارہ کو بجایا طبل اور نقارے بجنے لگے صدائے طبل نہ تھی صدائے کوس رحیل تھی مگر بہادر اور منچلے سحر کی تیاریان کرنے لگے مریخ سا جادوگر اور زہرہ سی جادوگرنی آج فلک پر کانپتی تھی گلستان سحر پھلا پھولا تھا کڑھائیان شیخ سدو کی ہوتی تھین کلوا بھیرون نار سنگھ کی پکارتھی کالی لونا چماری دھنترو وغیرہ کو بھیٹ دیے جاتے تھے بنگالی کا ٹورو دیس کے ساحر اکیار کر رہے تھے ڈہرو بجتا تھا شب بھر یہی غلغلہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ رات مثل دہان تنگ معشوق کے آنکھون سے پنہان ہوئی اور ستارے سب مردہ ہوے اشعار

کہ جب اُس شب نے مُنہ اپنا چھپایا — دم آغاز حسن صبح آیا — وہ ہلکی ہلکی رنگت کی سفیدی
کہین پھیلی کہین سمٹی اُبھر کر — بشکل عکس زلف و نور رخسار — بہم ہو کے بڑھی جیسے کبھی مار
اپنا لشکر لیکر جانب وعدہ گاہ — مصاف روانہ ہوئی مگر پڑے تجمل و احتشام سے یہ لشکر چلا ہے اشعار

زبس بخت فیروزہ بر پشت پیل — درخشان بکردار دریاے نیل — زبیلان و آرایش تخت عاج
ہمہ یار و افسر ہمہ تخت و تاج — ہمہ افسر پیلبانان و زر — ہمہ طوق و زرین و زرین کمر
ہمہ رنگ زرین و زرین جرس — کہ اندر جہان آن ندیدست کس — خروشیدن رنگ و ہندی درآے
ہمین دل برآورد گفتی زجاے — پر از خاک شد چشم کام و سپہر — تو گفتی بہ فیر اندر اندوده چہر
سپہبد بتر و پاے روئینہ خم — خروشش آمدہ نالہ گاؤدم — غرض یہ میدان مین جاکے

سب پہونچے اور صف لشکر کو آراستہ کیا اُس طرف سے ملکہ یاقوت گلال چشم مع حیرت جادو کے سوار ہو کر گھنٹ اور ناقوس بجواتی ہوئی میدان مین آئی فوج نے اُسکی بھی پرا جایا نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا اُس وقت ملکہ یاقوت گلال چشم نے وہی بتلی جو نکالی تھی اُسکو حکم دیا کہ جا مہرخ اور بہارو وغیرہ کو پکڑلا

وہ پتلی چمک کر میدان مین آئی اور اُسنے پکارا کہ اے مہرخ مین اور کسیکو نہین جانتی سوا اسکے کہ تو میرے سامنے آکل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور آواز کرّہ دم گاؤدم نقارون کی ملبند ہوئی اور مہرخ اپنا تخت بڑھاکر سامنے اُس زن سحر کے آئی اُس زن سحر نے گردن اسکی جست کرکے پکڑی اُسوقت مہرخ کو ایک عالم محویت تھا کچھ اُس سے نہو سکا اور اُس پتلی نے مہرخ کو اُسی گنبد مین بند کردیا یعنی یاقوت نے سحر کیا اُس گنبد کا در کھلا اُسمین مہرخ کو بند کیا یہ ماجرا دیکھکر ملکہ بہار اور یاعنبان قدرت گلچین یہ تینون تو اُڑکر کسی طرف کو چلے گئے اور زلزلہ جادو نے زمین مین غرق ہوکر قلاب زمین کو جنبش دی پتلی نے ناریل زمین پر مارا کہ وہ سخت ہونے لگی زلزلہ تڑپ کر نکل آئی پتلی نے اسکی بھی گردن پکڑکر گنبد مین بند کردیا پھر ملکہ مشکین مو کاکل کشا نے اپنی کاکل کو کھولا کہ ستارے اُسمین سے گرے لیکن پتلی نے آف جو کیا ایک آفتاب نکل آیا وہ ستارے ماند ہوگئے پھر پتلی نے اُسکی بھی گردن پکڑکر اُسی گنبد مین بند کیا پھر ہلال سحر افگن نے طوق اپنا گلیسے کھینچکر مارا پتلی نے ایک دستک دی کہ وہ طوق پلٹ کر پھر ہلال ہی کے گردن مین پڑگیا اُس پتلی نے اُسکی بھی گردن پکڑکر اُس گنبد مین بند کیا پھر رعد نے آکر چیخ ماری اور برق جادو چمک کر کڑکڑاکر اُسپر گری لیکن پتلی کو نہ رعد کی چیخنے کا کچھ اثر ہوا اور نہ برق اُسکو کاٹ سکی اور اُسنے ایک جال سحر کا برق پر مارا کہ وہ اُسمین پھنسی اور رعد جادو کی گردن پکڑکر اُسنے ان دونون کو اسی گنبد مین بند کیا اب تو جتنے سردار نامی اور نامور تھے وہ سب اسکے سامنے یکے بعد دیگرے آئے مگر سب گرفتار ہوئے اُسوقت بقیہ لشکر وہ قلعہ کہ جو معمار نے بنایا ہے اُسمین چلا گیا اور گلال چشم اور حیرت اپنا لشکر لیکر پھیرین لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا اور یہ دونون بارگاہ مین آکر تاج دیکھنے لگین اور حیرت نے عرضی اس حال کی افراسیاب کو لکھی کہ ملکہ یاقوت نے سب باغیون کو گنبد سحر مین بند کیا ہے یہ عرضی ایک چیلہ کو دیکھکر بھیجی اور حیرت نے کہا کہ اب عیار باقی ہین ملکہ یاقوت نے اُس پتلی سے کہا کہ جا عیارون کو پکڑ لا پتلی یہان سے روانہ ہوئی برق اور ضرغام و جانسوز یہ تینون ایک درہ مین پہاڑ کے بیٹھے تھے کہ پتلی آکر پہونچی اور اُسنے کہا کہ اے عیارو چلو کہ تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہین عیارون سے کچھ بن نہ آیا پتلی کے ساتھ بارگاہ مین حیرت کے آئے

پتلی نے ان تینون کو بھی اُسی گنبد مین بند کیا اب یاقوت پھر اُس زن سحر سے حکم دیا کہ عمرو کو بھی
جاکے پکڑ لاؤ وہ روانہ ہوئی یہان عمرو نے ایک درہ کوہ مین صورت اپنی لونا چماری کی ایسی
بنائی بال سر پر چھار جھنکار آنکھین لال لال جیسے دو طاس خون ماتھے پر سور کی تصویر کانون مین
چھڑیان پڑین دانت مثل دندان فیل کے باہر بڑے بڑے نکلے ہوے تھے تہمد کھار وے
کی باندھے چھاتیون کے ٹکے لٹکتے کھیسے اُنپر پڑے ہوے جیسے بیگن ابلا ہوتا ہی ایک جھولا
اسباب ساحری کا گلے مین ڈالے یہ وہان بیٹھا ہڈیون کھوپریون کے ہار پیاز لہسن کی گٹھیان
گلے مین ڈالے تھا اور مہتر قران جوگی بنکے یعنی ایک لنگوٹ باندھکر ہاتھ مین لوہے کا کڑا ڈالکر
کانین کنڈل پانون مین کھڑاؤن کھوڑ چندن کی جسم مین لگاکے سر پر عمرو کے رومال جھلنے لگا
اور چالاک بن عمرو کو عمرو کی صورت بناکے مشکین باندھ کے اُسی مقام پر ڈالدیا اُس
عرصہ مین وہ پتلی آئی اور اُسنے کہا کہ لاؤ عمرو کو مجھے دو عمرو نے اُس پتلی کو اور ملکہ یاقوت دونون
کو گالیان دینا شروع کین اور کہا کہ اُس قحبہ مال زادی بیسوا چھنال یاقوت سے جاکر
کہدے کہ لونا چماری آئی مین اور تجھے بلاتی ہین اُس پتلی نے اُسکا کہنا نہ سنا اور عمرو پر حملہ کیا عمرو
نے منڈھی کو حضرت دانیال علیہ السلام کی سنکال کر استادہ کیا کہ وہ پتلی اُس منڈھی مین آکر اُلٹی
لٹک گئی جب اُس پتلی کو عرصہ ہوا تو یاقوت گلال چشم نے دوسری پتلی بھیجی اُسنے آکر جو
دیکھا تو پتلی کو اُلٹا لٹکے ہوئے پایا پس یہ بھی غصہ مین آگئی عمرو پر حملہ آور ہوئی جب منڈھی کے اندر پہونچی
یہ بھی اُلٹی لٹک گئی جب اسکو بھی عرصہ ہوا تو یاقوت گلال چشم تیسری پتلی کو بھیجا وہ بھی آئی
اور اُسنے ان دونون پتلیون کو لٹکتے ہوے دیکھا پس وہ بھی عمرو پر غصہ کرکے چلی جب اندر
منڈھی کے آئی اُلٹی لٹک گئی اب کی مرتبہ چوتھی پتلی کو یاقوت گلال چشم نے بھیجا وہ بھی آکر اُسی طرح
منڈھی مین اُلٹی آویزان ہوئی اب عمرو نے تخت زبرجد شاہ کا نکالا اور اُسپر سوار ہوا
قران کو بھی اسی طرح سے اُسپر سوار کرلیا اور چالاک جو عمرو بنا تھا اُسکو بھی آگے ڈال لیا
اور اُس منڈھی کو تخت پر قائم کرکے تخت کو اُڑایا اور سامنے بارگاہ حرث کے آیا اور نعرہ کیا
کہ منم لونا چماری حیرت اور یاقوت مگبر اکر باہر نکل آئین عمرو نے یاقوت کو ڈانٹا کہ کیون
او قحبہ یہ تو نے سحر کی پتلیون کو ہمپر بھیجا تھا اُسنے عرض کی کہ میری کیا مجال ہی جو آپ پر انکو بھیجتی

عمرو نے ایسا اُسکو گھرکا اور ڈانٹا کہ یہ رونے لگی اور عمرو نے تخت اپنا زمین پر اُتار لیا اور کہا ہمارے پاس آؤ تو ہم کچھ سحر تعلیم کرین اور عمرو کو ہمنے پکڑ لیا ہے دیکھو یہ موجود ہی یاقوت یہ سُنکے تسلیمیں کرتی ہوئی اندر منڈھی کے آگئی اور اُسوقت افراسیاب بھی اور یہ سب پونجا اُسکا کرتے ہین اور یاقوت شاگردہ آفات چہار دست ہی چنانچہ آفات چہار دست نے کتاب سامری مین اِس حال کو دیکھا کیونکہ وہ ہر روز بلا تشبیہ مثل تلاوت قرآن اُسکو ثواب سمجھکر ہر روز پڑھتی ہی چنانچہ آج جو اُسنے پڑھا تو اس حال کو دیکھا کہ عمرو لونا چماری بنا ہوا حریت کے پاس گیا ہے اور اُسنے پتلیون کو یاقوت کی گرفتار کر لیا ہے بس اُسنے ایک نامہ لکھکر ایک پتلے کو دیا کہ وہ لیکر افراسیاب کے پاس آیا نامہ مین مضمون یہ تھا کہ ای افراسیاب بدان واگاہ باش کہ یہ لونا چماری نہین ہی یہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہی خبردار اِسکو پکڑ لینا ورنہ دغا پائیگا چنانچہ وہ پتلا جب نامہ لیکر افراسیاب کے پاس آیا تو عمرو بھی کچھ سمجھ گیا بس اُسنے نعرہ کیا کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری یاقوت جو منڈھی مین کھڑی تھی اُسنے چاہا کہ مین سحر کرکے پکڑلون خاصہ منڈی کا یہ ہی کہ جو کوئی ارادہ بدی کا خواجہ سے کرے وہ اُسمین لٹک جاتا ہی پس جب اُسنے سحر کا قصد کیا یہ بھی اُلٹی لٹک گئی اب افراسیاب اور حیرت و سرمایہ وابریق ساحرون کی گولہ گولہ آگ مارے آگ برسائی بجلیان گرائین پتھر بڑے بڑے منڈھی پر گرائے مگر کچھ اثر نہوا اور وہ منڈھی اُڑتی ہوئی ایک طرف کو روانہ ہوئی یہانتک کہ درۂ کوہ مین آکر عمرو نے یاقوت سے سوال اسلام کیا یعنی کہا کہ ای ملکہ کیا کہتی ہو شناخت مین پروردگار عالم کی کیونکہ ایسا پروردگار وہ ہی کہ جسنے صفحۂ خاک کو السنانون سی رونق دی اور ورق افلاک کو ستارونسے زینت بخشی ابیات

جہان اُسنے یک کن سے پیدا کیا	مہ و خور کا جلوہ ہویدا کیا	وہ معبود یکتا خدائے جہان
کہ جس نے کیا کن مین کون و مکان	دیا عقل و ادراک اُسنے ہمین	کیا خاک سے پاک اُسنے ہمین
وہ ہی مالک ملک دنیا و دین	ہی قبضہ مین اُسکے زمان و زمین	یاقوت گلال حشم نے کہا کہ

لاکھ جانمین میری نقش پائے جمشید و سامری پر سے فدا ہین عمرو نے یہ سُنکے اسکو ذبح کر ڈالا صدائے گیر و دار و دار و گیر بلند ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین ملکہ یاقوت گلال حشم جادو بود مرنے سے اسکے اندھیرا ہو گیا اور وہ گنبد جسمین سب قید ہین ٹوٹ گیا اور جتنے کہ ساحر اُسمین

قید تھے وہ سب چھوٹ گئے اور لشکر حیرت پر گرے صندل جادوگرون کو قتل کرکے اپنی اپنی بارگاہون مین آئے اور وہ لشکر جو قلعہ مین چلا گیا تھا وہ بھی نکل کر باہر آکے آتراکار سازی لشکر کی ہونے لگی اور عمرو اور سب عیار بھی آئے اور عمرو نے وہ تعویذ دیا ہوا کوکب کا زبان کے نیچے رکھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اٹھا لیگیا وہان اسوقت جمشید بن کوکب بھی آیا ہوا تھا اسنے کہا کہ لشکر امیر مین ملکہ جام جادو آجکل لڑ رہی ہین عمرو نے کہا کہ ای جمشید تم مجکو بھی لشکر حمزہ مین پہونچا دو جمشید نے زبردست جادو کو حکم دیا کہ انکو لیجاؤ چنانچہ زبردست جادو و نرگسن جادو اور ہنگامہ پرداز جادو عمرو کو لیکر روانہ کہوئے اور لالا لشکر حمزہ صاحبقران مین چھوڑ دیا یہان شام کو جب وہ زمانہ آیا کہ دریاے فلک مین حباب سیارگان ابھرے اور چادر زمین سیاہی شب سے مبتلا ہوئی

کہ ناگہ حدت خورشید روشن	جو تھی سوے زمین افتادہ دامن	گئی جسطرح تقدیر گنہگار
بڑھی سرعت مین جیسے نبض بیمار	شتام کو طبل جنگ لگا کے یہان ہمان جادو نے بجوایا ہر کارون	

نے آکر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر دعاے و ثناے شاہنشاہی کو ادا کیا اشعار

مگر زیر آسمان ہو زمانے مین صبح و شام	اپنی ہی یہ جناب الٰہی سے آرزو	روشن ہو تیرے دوست کا ہر شب چراغ عیش
بدخواہ کے نصیب نہو روز خوش کبھو	اسوقت طبل جنگ بجا ہی باقی خیریت ہی امیر نے بھی حکم دیا	

کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہان بھی نقارے پر چوب پڑی صدا اسکی تمام عالم مین پھیلی دربار برخاست ہوا آلات حرب و ضرب کی تیاری ہونے لگی تلوارین چرخ پر چڑھائی گئین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی خنجر جان ستان کی چمک نگاہون کو خیرہ کرتی تھی چار پہر رات غلغلہ اور ہنگامہ برپا رہا اور عمرو بن امیہ ضمری خدمت والاے صاحبقران مین آیا امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا اور حال طلسم کا پوچھا عمرو نے تمام ماجرا بیان کیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ زنگی شب نے کوچ کیا اور رومی روز کشور مین قدم زن ہوا اشعار

چو خورشید تابان زبالا بگشت	خروش تبیره برآمد زدشت	به شهر اندرون کوس باگ نماے
خروشیدن زنگ و هندی درای	سپاهش نشستند پیشت زین	سر پرنگین ابر دان پرز چین
بیامد سپه را به هامون کشید	سر ایرده و پیل بیرون کشید	سپه اندر آمد به پیش سپاه

امیر جلو خانہ شاہنشاہی مین مسجد کرپاس سے تشریف لائے

بادشاہ لشکر اسلام بھی برآمد ہوے ڈنکے پر چوب پڑی صدائے نصر من اللہ و فتح قریب کی بلند ہوئی
سواری بادشاہ کی بسان باد بہاری جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی اُس طرف سے
لقا فوج بیدان سمرہ لیے میدان کارزار مین آیا بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا مقوقس
نے آب پاشی کی نقیبون نے نقابت کی کرکیتون نے کرکا کہا جب کرکا کہکر وہ ہٹ گئے تو
اسوقت جام جادو اپنے اژدر کو اُڑاکر سامنے تخت لقا کے آئی سجدہ کیا اور اجازت میدان مین
جانے کی چاہی لقا نے حکم دیا کہ جا تجکو مین نے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا پس یہ اژدر اُڑاکے
میدان مین آئی اور پکاری کہ اے فرقۂ خدا پرستان و زبردستان جسکو مرنا منظور ہو وہ آئے میرے سامنے
یہ نعرہ سُنکے شہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے گھوڑا اپنا صف لشکر سے نکالا اور سامنے
تخت بادشاہ کے آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے جام کو عنایت رخصت کیا
خلعت دیا پھر خدا ے کریم کے سپرد کیا شاہزادے نے گھوڑے کو زیر تنگ درست کرکے
خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن اور منور کیا اور گھوڑے کو اُڑاکے سامنے جام جادو
کے گئے اُسنے کہا کہ اے شہزادے تمنے روز الست کیا اقرار اپنے پروردگار سے کیا تھا یہ اسباب
جہالت دور کرو اور جانب صحرا جاؤ یہ کلمہ سحر کے تھے کہ شاہزادۂ نور الدہر گھوڑے سے اُترکے تمام
اسلحہ و زرہ وغیرہ پھینک کے جنگل کی طرف چلے گئے پھر دوبارہ قرامرز مغربی آئے
اُنکا بھی یہی حال ہوا اسی طرح جمہور منڈویل اصفہانی مہلیل جنگ عراقی وغیرہ سب
سحر اکی طرف ایک کے بعد دوسرا روانہ ہوا کئی سو سردار اسیطرح جنگل کو گئے قریب شام لیل
آسایش بجوا کے ملکہ جام جادو پھری لشکر آسودہ ہوے سب نے کر کھولی عمرو بن امیہ ضمری
نے جب وہ زمانہ آیا کہ زنگی شب نے اس عالم مین قدم رکھا اور روز کا سایہ مغرب

مین جاکر آرام پذیر ہوا شعار	بہار شام نے پیدا کیے رنگ	ہوئی ظلمت لباس صاحب ننگ
چھپی عریانی جسم پریشان	صدا آنے لگی احسان صد احسان	ایک جادوگر کی شکل اپنے

شین بنایا اور وہان سے ملکہ جام جادو کے خیمہ مین آیا جام جادو جنگ گاہ سے پھر کر پہلے تو
بارگاہ لقا مین آئی تھی پھر وہان سے بسبب خستگی کے اپنے خیمہ مین آئی اور آرام پذیر ہوئی
عمرو بن اُمیہ ضمری اسکے پاس آئے وہ پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی اُنکو دیکھکر اُٹھ بیٹھی اور پوچھا

کہ تم لوگ ہو عمرو نے کہا کہ ہمین طلسم ہوشربا سے آیا ہون افراسیاب نے بھیجا ہی تمکو دعا کہی ہے
اور یہ نامہ دیا ہے یہ کہکر ایک خط نکال کر اسکو دیا اسنے جو اسکے لفافہ کا منھ چاک کرکے
چاہا کہ اس خط کو نکالون وہ نہ نکلا اُسوقت اسنے دونون ہاتھ سینہ کے پیچھے رکھکے ایک جھٹکا
دیا کہ بقہ بہوشی اُسمین سے اُڑا اور دماغ مین اُسکے غبار ہوشی گیا کہ یہ جھینک مارکر بیہوش ہوا
اتفاق سے اُسوقت اُس خیمہ مین کوئی نہ تھا عمرو نے جب یہ بیہوش ہوئی تو اُسکا سر
کاٹ ڈالا ہنگامہ عظیم برپا ہوا آندھیان سیاہ آئین بیرون نے غل مچایا عمرو تو کود پھاند کر
بھاگ گیا اور اُدھر تخت تیار کرکے نے کہا کہ وہ مارا خداوندہ آیکی بندی گندی ٹانگ پسار کر
جہنم مین پہونچی بیان ملازمان جام جادو نے لاش اُسکی اُٹھائی اور پھونک دی وہ سردار جو جنگل
کو چلے گئے تھے ہوش مین آگئے اسلحہ اور گھوڑے اُسکے تو امیر نے اُٹھوا لیے تھے اب
وہ بھی سب لشکر مین آئے اور حمام کرکے لباس زیب بدن کیا اسی ہنگامہ مین وہ رات
بسر ہوئی کہ شب نے ختم جگر پیدا کیا اور نور سحر پر دل خلق کا شیدا ہوا تیرہ پھٹین کچھ کچھ کواکب
کی نگاہین ❊ نظر آنے لگین آنکھون کو راہین ❊ صبح کو عمرو ملکہ سرو سیمتن اپنی زوجہ سے
ملکر جانب طلسم چلا اور تعویذ کوکب کا اپنی زبان کے نیچے رکھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور اسکو
اُٹھا لیگیا اور کوکب کے پاس لایا یہ وہان کچھ دن رہے پھر وہانسے کوکب نے انکو لشکر
مہرح مین بھجوا دیا جب یہ یہان آکر پہونچے تو ایک روز واسطے بالا دوی کے بہت دور
نکل گئے وہان جو دیکھا تو ایک جنگل ایسا ہی کہ جسمین درخت بہت گنجان لگے ہین اور چھاڑیان
بیشمار ہین اُنھون نے اُن درختون کو پنجہ نکال کے کاٹنا شروع کیا مگر اس محنت کرنے
مین پیاس کی شدت جو معلوم ہوئی تو مشکیزہ سے پانی لیکر پیا یہان تک کہ وہ پانی بھی
ہو چکا اب عمرو کا عجب حال ہے اس فکر مین ہین کہ کہین پانی ملے کہ سامنے سے ایک
چشمہ پانی کا نظر آیا اور یہ جلدی سے جاکے چشمہ پر پہونچے اور پانی کو ہاتھ سے ہلا کر جانا کہ پانی
اور اُس پانی سے مشکیزہ بھرا کوئی دس قدم چلے ہین کہ پیچھے سے آواز آئی کہ ای عمرو کہان
جاتا ہی پس یہ حیران ہوے کہ یہ آواز کہان سے آئی پھر چلے پھر آواز آئی ارے سنتا
نہین اور اُس پانی کو تلاطم ہوا اور ایک برق چمک کر ان درختون پر گری اور چاطرف

پھیل گئی اُن درختون سے آگ نکلی اور اُن سعلون نے چاہا کہ عمرو کو گھیرین عمرو نے گلیم اوڑھلی
اور پھر اُسی چشمہ کے طرف چلا اُس چشمہ پانی کو تلاطم ہو رہا تھا اب اُسمین سے ایک ساحر
نکلا اور اُنکو ڈھونڈھنے لگا یہ گلیم اوڑھے تھے جب اُسنے نہ پایا تو ناچار ہو کر پھرا اُسوقت عمرو نے
قریب اُسکے آکے گلیم اُتاری اور نعرہ کیا کہ باش او کافر مین آپہونچا جب تک وہ سنبھلے سنبھلے
اُنھون نے چمک کر ایک خنجر مارا کہ سر اُس کافر کا کٹ کر زمین پر گر پڑا غل وتاریکی ہوئی کہ مارا
اُس شخص کو کہ نام جسکا عفریت جادو تھا اُس چشمہ کا پانی دھوان ہو کر اُڑ گیا اور نقش اُسکی
بیر لیکر جانب افراسیاب چلے اور عمرو اور آگے بڑھے جب کوئی تین فرسخ راستہ طے کیا تو
دیکھا اُنھون نے کہ ایک خیمہ بہت بڑا ہے کہ اُسکو دس پندرہ آدمی استادہ کر رہے ہین اپنے گلیم
اوڑھی اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ چار گلاس ہین کہ اُنمین چار گلدستے رکھے ہین اور وہ چار
گلاس چار طرف ہین اوپیچ مین ایک تخت تکیہ دار جواہر نگار بچھا ہے اور گرد اُسکے کرسیان بچھی
ہین اور اُس تخت پر ایک مسند بچھی ہے اب اُن آدمیون نے ایک منقل لیجا کی سامنے
تخت کے رکھی اور ایک کرسی قریب تخت بچھائی ہر ایک نے دھتورے کے پھل اُس تخت
پر رکھے جب یہ سامان ہو چکا عمرو نے دیکھا کہ تخت کے گرد ایک اوچھا رکھا ہے آپ نے
جلدی سے اُس اوچھے کو اُٹھا کے تخت کے نیچے جا کے دو سوراخ کر کے دیکھنا شروع کیا
اب جو دیکھا گنبد نور کی جانب سے ایک ساحر کو آتے ہوئے پایا کہ وہ خرس پر سوار ہے
اور خرس سفید رنگ کا ہے لیکن نہایت دراز قد ہے اور وہ بھی نہایت قوی ہیکل ہے
جھولے گلے مین سحر کا پڑا بغلون کے بال بڑے بڑے کان آنکھ سے شعلے آگ کے نکلتے
ایک ہاتھ مین ترسول دوسرے مین تریخ اُس تریخ کو اُچھالتا ہوا آیا اور اُن آدمیون سے
اُسنے پوچھا کہ کوئی دشمن تو یہان نہین آیا اُنھون نے عرض کی کہ کوئی یہان نہین آیا
اب اُسنے سحر کیا کہ اُن گیلاسون مین سے آگ نکلنا شروع ہوئی اور وہ چار طرف پھیل گئی
اور رستہ اُسنے روکا یہ ساحر خرس سے اُتر کر تخت پر بیٹھا اور ایک چار سو ساحر اور آئے اور وہ
اُس خیمہ مین کرسیون پر بیٹھے اور دیکھا ایک تخت بہت بڑا ہے کہ اُسپر ایک ساحر قوی ہیکل بیٹھا
ہوا آتا ہے کہ بال اُسکے اسقدر بڑے ہین کہ جو تخت کے گرداگرد پڑے ہین اور بغل کے بال

بھی بہت بڑے بڑے ہین جھولا سحر کے گلے مین پڑا ہے سینہ پر تصویر سور کی بنی ہی ماتھا سیندور سے رنگا ہی یہ بھی آکے یہان بیٹھا وہ جو پہلے آیا ہی وہ خرسان جادو ہے اور جو اب آیا ہے اسکا نام پیر خود پرست ہے چنانچہ پیر خود پرست نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہی کہ دشمن آپہونچا اور اسی جگہ ہی پس خرسان جادو نے پھر اُن آدمیون سے پوچھا کہ کوئی آیا تو نہین اُنھون نے عرض کی کہ ہم جسوقت سے آئے ہین اُسوقت سے تو کوئی نہین آیا پھر خود پرست نے اپنی ناک پر انگلی رکھکر کچھ بچار کیا اور کہا کہ حقیقت مین حریف آیا ہی اُسوقت دھیان آیا عمرو کو اب کچھ عیاری کرنا چاہیے پس آپ اُس تخت کے نیچے سے گلیم اوڑھے ہوے نکلے اور الگ جاکر صورت اپنی ایک پری کی ایسی بنائی کہ زلف رسا پر عاشق دل سودا زدہ قربان ابروکمان انار پستان خال ہندو چشم جادو سیب زنخدان اشعار

جبین مین تھے شکن گیسو کمر تک	نظر معروف جلادی ہر اک دم	غضب ابرو کی چتون کا اشارے
بلا لائے ہوے جسکے نظارے	ادا مین دلربائی مثل انداز	نگاہین تو نظر ہر گھات مین ناز
لب گلرنگ خون خاطر چند	نہ چاک دل کو کرنے دین چھپوند	مژہ کی برچھیان تکتی تھین دلکو
نگاہ مست کے ایما تھے سنبھلے	لپکتی تھی دمک عارض کی ہر سو	نہایت تیز تھی شمشیر ابرو

اس صورت پر تیار ہوکر کے زر و زیور سے آراستہ ہوے اور صحرا سے اونچے ہوے اور حقہ آتشین واسے کہ اُسمین سے آواز تڑاق تڑاق کی بلند ہوئی سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہی پس آپ پیچھے آئے اور سامنے پیر خود پرست کے جاکے سلام کیا اور کہا کہ مجھے بھیجا ہے خداوند قابیل نے یہ کہکر ایک کاغذ نکال کر دیا اور آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہوے پیر خود پرست نے جو اس کاغذ کو پڑھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے پیر خود پرست ہمارا نائب اس صحرا مین آیا ہی اُسکے پاس جاؤ جو وہ کہے وہ کام کرو یہ پڑھکے پیر خود پرست اُٹھا اور صحرا کی طرف چلا وہ ساحر ہمارسو اسکے ساتھ چلے اور یہان عمرو نے پہلے سے جاکر ایک چٹان پتھر کی تھی اور اُسکے قریب ایک قبر بنائی تھا وہان اپنی صورت ایک ساحر کی سی بنائی کہ چار آنکھین چار ہاتھ درست کیے کالے کوڑالے دھامن ناگن سانپ موم کے گلے مین لپٹے آنکھین طاس خون کی طرح سرخ تھین اور نہایت ہیبت زدہ صورت بناکر اس پتھر کی چٹان پر بیٹھے اور

ادھر سے پیر خود پرست جو چلا تو اُسنے اُن ساحرون کو منع کیا کہ تم میرے ساتھ نہ آؤ مین پہلے دیکھ آؤن کہ نائب خداوند کہان ہین وہ ساحر سب ٹھہر گئے اور یہ چلا اور تھوڑی دور جاکے پکارا کہ ای نائب خداوند آپ کہان ہین کیا مین اب جہان مین نہ رہون مجھے آپ کے بندے دق کرتے ہین اُسوقت عمرو نے پکار کے کہا کہ ادھر آؤ اور ایک تختی اپنے گلے سے اُتار کر اُسکو دی کہ اسمین جو لکھا ہو اُسپر عمل کرنا وہ تختی اُسنے لیکر آنکھون سے لگائی اُس تختی مین روغن پوشی ملا ہوا تھا جب اُسنے آنکھون سے لگایا تو بو اُسکے دماغ مین گئی عمرو تو گلیم اوڑھکے غائب ہو گیا تھا پیر خود پرست اُسکی بو کے جانے سے بے ہوش ہوا پس آپنے اُسکو اُٹھا کے زنبیل مین ڈال لیا اور اسی کی ایسی صورت بنکر کچھ دور چلے اور ساحرون کو پکارا کہ آؤ وہ چار سو ساحر اُنکے پاس آکر حاضر ہوے اور اُنھون نے کہا کہ تمسے ملاقات ہوئی نائب قابیل سے عمرو نے کہا اُن اور یہ تختی مجھے دی ہے اور فرمایا ہو کہ اس تختی کو دھو کے پی لو چنانچہ اس تختی کو دھو کر سب ساحرونکو پانی اُسکا پلا دیا اور کہا عمر تمھاری ہزار ہزار برس کی ہو گی اور وہ دشمن بھی گرفتار ہو گا یہ سب خوش ہوے اور اُس پانی کو پیتے ہی بیہوش ہو گئے آپنے خنجر سب کے گلے کاٹ ڈالے اور پیر خود پرست کو زنبیل سے نکال کے خنجر مارا مگر اُچٹ گیا آپ نے تھوڑا حضرت داؤد علیہ السلام کا نکالکر جو مارا تو اُسکے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے پس آپ نے جلدی سے گلیم اوڑھ لی اور اُن نعشون مین ایک جگہ ٹھہرے لیکن خرسان جادو جو خیمہ مین بیٹھا ہوا تھا وہ کچھ دیر کے بعد اُٹھکے وہان سے چلا تو آکے دیکھا کہ مع پیر خود پرست چار سو ساحر مرا پڑا ہے دیکھکر اُسنے ایک چیخ ماری اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگا دل سے کہتا تھا کہ افسوس یہ کیا غضب ہو گیا اور ایک برق اُسکے سحر سے چمک چمک کر اُن نعشون پر گرتی تھی اور غائب ہو جاتی تھی کچھ دیر مین وہ برق غائب ہو گئی اور آپ گوپھن مین پتھر رکھکر ظاہر ہوے اور پکارے کہ اوکافر کسے ڈھونڈھ رہا ہے وہ دوڑا کہ اسکو پکڑ لون اُنھون نے وہ پتھر جو چرخ دیکر مارا تو اُسکا سر کے بھی ہزار ٹکڑے ہوے آگ جو چار طرف خیمہ کے پھیلی ہوئی تھی وہ بجھ گئی آپنے گلیم اوڑھ لی اور دل سے کہتے ہین کہ دیکھیے گنبد نور پر کیونکر جانا ہوتا ہی کہ اسد کو چھوڑ آئین کیونکر وہ طلسم بنا ہی یہ اس فکر مین تھے کہ گنبد نور کی طرف سے ایک قاز اور اُسپر ایک ساحر سوار ایسی صورت سے

کہ خدا کی پناہ سیاہ کفنی گلے مین پڑی مانگ مین سیندور بھرا پھٹے پھٹے دیدون مین کاجل ریل پیل لگا
سہ کھا رہ کا بندھایہ آکر اس مقام پر پہونچی اور رونے لگی اور پکاری کہا کہ ای پدر بزرگوار یہ آپ کی
خفگی نے جو کچھ کیا سو کیا پھر اسنے یہ کہا کہ یہ تو اب اس قابل نہین ہی جو اسطرح جائے خود
قاز پر سے اُترکے نعش کو چٹان پر تھپر کی درست کرکے رکھا اور ایک دوات قلم جوڑہ سے
نکالکر کچھ کاغذ پر لکھا اور وہ کاغذ اُس پیر خود پرست کی چھاتی پر رکھکر کچھ اسم پڑھا بس نعش اسکی
بیٹون نے اٹھائی اسنے کہا کہ لیجاؤ اس نعش کو شہر خود پرستان مین اور گنبد حسرتی مین کہ وہان جو
اُسکے پیر مرد نکے پاس انھون نے خود کہا تھا اپنی زندگی مین کہ اگر ایسا اتفاق ہو کہ مین مارا جاؤن تو
میری نعش کو میرے پاس بھیجدینا کہ وہ کچھ اسم پڑھنے کا کام کرینگے یہ حکم سُنکے بیٹے تو نعش لیکر چلے اور اسنے ایک اور
سحر کیا کہ وہ جو چار سو چشمین بڑی تھین وہ بھی اٹھکر جانب پشتہ نور چلین اسوقت آکر یہ قاز پر سوار ہوے
بس عمرو تو گلیم اوڑھے ہوئے کھڑے تھے یہ بھی اُس قاز کی دم پر سوار ہوئے اب آگے آگے نعشین جاتی ہین
اور پیچھے پیچھے یہ جب جا کے پشتہ نور پر پہونچے وہان نعش تو آگے گئی اور یہ جو اس حد مین پہونچے
یعنی پشتہ نور پر تو وہان سے شرارے اُڑ اُڑ کر اسپر گرنے لگے اسوقت تو قاز جادو جھنجھلا کے کچھ
دانے سرسون کے پھینکنے لگی کہ وہ شرارے جب یہ دانہ پھینکتی ہی تو آگ ہو جاتے ہین اور پھر آکے
گرتے ہین اسوقت اسنے کہا کہ کیا کوئی دشمن میرے پاس ہی آواز آئی کہ ای قاز جادو تیرے ساتھ
دشمن بیٹھا ہی اسوقت اسنے سحر کیا کہ ایک تخت اُڑتا ہوا آیا یہ اُس تخت پر بیٹھی عمرو بھی دم پر سے
جست کرکے اُس تخت پر آئے قاز جادو نے ایک ترنج اُس قاز پر مارا کہ اُس قاز کے تین
حصہ ہوے اور وہ قاز جلنے لگا اُس قاز نے کہا ای ملکہ تینے مجھے ناحق مارا مگر تمھاری بھی خیر
نہین کہ دشمن تمھارا تمھارے پاس تخت پر موجود ہی بس سنتے یہ جو سُنا رنگ اُسکے چہرے کا
زرد ہو گیا اور یہ چاہتی تھی کہ اُڑے تخت پر سے کہ عمرو نے اُسوقت گلیم اُتار کے نعرہ کیا کہ ہنم
عمرو باش کی گذارم ترا یہ نعرہ کرکے پاس تو اُسکے بیٹھی ہی تھے جھٹ اُس زور سے اُسکی
گردن پر مارا کہ سر اُسکا کٹ کے نیچے گرا اور دھڑ کو عمرو نے خود پھینک دیا اور جلد قسر غول اور
بادھرے جبرئیل علیہ السلام کے پانون مین باندھے مرنے سے قاز جادو کے وہ تخت
بھی غائب ہو گیا لیکن عمرو مرے تو باندھ چکا تھا نیچے اُترا اور گلیم اوڑھ لی یہان ایک دیوار

از زمین تا چرخ برین بلند اور کھنچی اور اُس دیوار کے اُسطرف پشتہ نور اور کمند نور اور شہر ناپرسان
وغیرہ ہین قاز جادو کے مرنے کا غل جو ہوا تو نور جادو مالک گبند نور اور تین چار لاکھ ساحر اُسکے
مطیع فرمان ہین اور خرسان جادو جو مارا گیا گو توال تھا گنبد نور کا اور اُسکی عزیز تھی قاز جادو
غرض اُسوقت نور جادو ایک تخت پر سوار اور اُسکے پس پشت بہت سے ساحر اِسلیے آئے
کہ دیکھین یہ کیا ہوا اور عمرو قدرت خدا سے اُن ساحرون کو قتل کر کے چلا اور نور جادو کے
ساتھ کے ساحر یہان آکے جب قریب پہونچے تب یہان کوئی چیز سفید مثل کہربا کے تھی اور
نور جادو اور اُن ساحرون نے قاز جادو کی نعش کو اُٹھایا اور عمرو جو چلے تو معجزہ سے ایک
مقام پر ہوا اونچے ہوے تو دیکھا اُنھون نے کہ ایک سفید پہاڑ ہی مثل موتی کے اُسپر ایک دیر نور کا
بنا ہی اور ایک بت ہی فولادی وہ اُسکے اندر تخت پر بیٹھا ہی اور ایک ساحر ہی کہ اُسکا نام تنزیل
جادو ہی اور یہ تنزیل جادو صندل جادو کے ساتھ کا ہی ایک کرتہ چرمی پہنے اور اُسکے سامنے
بت اوندھے پڑے رو رہے تھے اور چیخ رہے تھے کہ یا خداوندا سطرح پونے دو سو خدا کا میری
فریاد کو پہونچے اور عمرو نے آکے اس دیر مین پہونچایا اور پانی چشمۂ زمسیدی کا گلیم اُتار کے اُسپر
چھڑک دیا کہ وہ بہوش ہوے اُسنے اپنے تنزیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنے اور چیخین مارنی
لگے پھر وہان سے نکل کر آگے چلے لیکن بسبب اُسکی دیوار کے ہر چند اُنھون نے چاہا کہ مین اُس طرف
جاؤن مگر ممکن نہوا ناچار ہو کر یہ وہان سے چلے اور بہت زمانہ مین لشکر جرخ مین آکر پہونچے
اب کچھ دیر یہان ٹھہر کر پھر صحرا کی طرف روانہ ہوئے اور ایک پہاڑ کے قریب پہونچے تو وہان
دیکھا کہ سامنے سے ایک ابر دھوان دھار ایسا تاریک ہی کہ جسکا بیان نہین اور اُسمین برقین ہزاران
چمکتی ہوئی اُسطرف کو آتا ہی جب وہ قریب آیا تو اُسمین سے سواری بران شمشیر زن کی نمود
ہوئی مرزان وزیر ساتھ تھی اور تخت پر بران سوار تھی مگر رنگ چہرہ کا زرد کیونکہ مدت تک
یہ مردہ پڑی رہی ہی اسوجہ سے یہ بیمار اور لاغر ہی غرض بران کو دیکھکر عمرو اُسکے پاس گیا اُسنے
ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھایا اور کہا مزاج تو آپکا اچھا ہی عمرو نے کہا کہ دعا کرتا ہون بران نے کہا
خواجہ اِس افراسیاب کو جی مین آتا ہی کہ ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اُڑاؤن عمرو نے کہا
کہ ای ملکہ مین نے تنزیل جادو کو زنبیل مین ڈال لیا ہی تو اُسکو نکال کے قتل کرنا چاہیے یہ کہکر عمرو نے

تنزیل کو زنبیل سے نکالا تو اسوقت یہ معلوم ہوا کہ کسی نے میرے شانیکو کھینچا اور انھون نے پیٹھ پھیر کے
دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ ایک آئنہ ہے بالشت بھر کا اور اسمین ایک پتلی ہے طلائی نہایت خوبصورت اور
تمام جواہر مین غرق ہے وہ کہتی ہے کہ یہ آپنے کیا کیا اور یہ وہ جگہ ہے کہ جہان آپنے مارا ہے پیر خود پرست اور
خرسان جادو کو اب تو عمرو گھبرایا اور چاہا کہ بھاگ جاؤن اسوقت پھر ایک چمک ہوئی اور تخت
نمودار ہوا کہ اسپر کوکب بیٹھا تھا اور کوکب نے آکر کہا کہ اے خواجہ عمرو سلام علیک انھون نے
کہا وعلیک السلام یہ کہا اور گلیم کو اوڑھ لیا کوکب نے پکارا کہ خواجہ کہان جاتے ہو جب انھون نے
جواب نہ دیا کوکب نے ایک سحر کیا کہ وہ پتلی اور آئنہ سب دھوان ہوکر جاتا رہا یہ کوکب
ویران و مرزان افراسیاب و ابریق و سامریہ ہین اور دہان حیرت جادو سوار ہوکر شہر
نا پرسان کو چلی جب بازار مین پہونچی تو صرصر عیارنی نے عرض کی کہ مصور جادو و صورت نگار
جادو نے آپ کے چھوٹنے کی نہایت خوشی کی ہے اور اب وہ گنبد نور کے پاس جو باغ ہے وہان ہین
اور آپ کو بلاتے ہین حیرت جادو یہ سنکے اس باغ مین آئی مگر حال سنیے کہ برق فرنگی جو گیا تھا
واسطے دریافت کرنے حال لشکر کفار کے اور سابق مین بیان ہوچکا ہے کہ اسکے پاس ایک چادر ہے
جمشیدی اسکو اوڑھے ہے اور چونکہ دریاے خون روان خشک ہوگیا ہے تو شہر نا پرسان کے دروازہ
سے داخل ہوا اور بازار مین جب پہونچا تو دیکھا اسنے کہ ایک چوبدار دوڑا آتا ہے اور ایک مکان مین
ایک عورت خوبصورت بیٹھی ہے برق بھی اس چوبدار کے پاس آیا اس چوبدار نے اس عورت سے
کہا کہ جاؤ تمکو ملکہ صورت نگار نے یاد کیا ہے بس اس عورت نے آئنہ سامنے رکھکر سنگار کرنا شروع
کیا اور کشتی پوشاک کی جو پاس دھری تھی اسمین سے دیکھا جو دوپٹہ اچھا ہو وہ اوڑھے اسوقت
برق نے اوڑھ کی چادر طلسمی صورت اپنی ایک حبشی کی ایسی بنائی آنکھین لال لال بال سر کے پیچدار
مڑے ہوئے رنگ سیاہ کرکے بنتو چلے اور وہ چوبدار اس عورت کو پیغام دیکے چلا گیا اسوقت
یہ آکر پہونچے اور اس عورت کو سلام کیا اور پاس اسکے بیٹھے اور اپنی کمر سے کچھ میوہ نکال کر کھانے لگے
پھر اس نازنین سے کہا کہ لو تم بھی کھاؤ اسنے پہلے تو انکار کیا پھر انکے کہنے سے کچھ دانہ انار کے اور ایک
سیب لیکر کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوگئی برق نے پٹی دارو سے بیہوش اسکے دماغ پر چڑھا کے
کپڑے اتار لیے اور اسی چادر مین لپیٹ کر کنوین مین ڈال دیا اور آپ اسکی صورت بنے اس

اثنا مین ایک چوبدار اور آیا کہا چلو تمھین بلایا ہی تمنے دیر کی اُسنے کہا مین اپنے سازندون کو تو اپنے ساتھ لے لون یہ کہکر اور دوسرے مکان مین سازندے تھے اُنکو اپنے ہمراہ لیا اور اُس چوبدار کے ساتھ آکر باغ مین پہونچی صورت نگار اور حیرت وغیرہ کو سلام کیا صورت نگار نے کہا کہ ای یاسمن تمنے تو بہت دیر لگائی اُسنے عرض کی کہ کنیز نہاتی تھی اس وجہ سے یہ شاگرد رشید ہی خواجہ عمرو کا اسنے گانا اور ناچنا شروع کیا اُس وقت آمد ہوئی افراسیاب کی ابر سفید پیدا ہوا اُسمین سے بارش مروارید ہوتی ہوئی یہ بھی آکر محفل مین پہونچا مصور و صورت نگار و حیرت نے استقبال کرکے تخت پر لاکر بٹھایا افراسیاب نے بیٹھتے ہی یاسمن کی طرف دیکھا اور نگاہ اول پہچانا کہ یہ عیار ہی بس اسنے ایک سحر جو کیا تو ایک چوکی نور کی بنکے تیار ہوئی اُسوقت اُسنے کہا کہ ای یاسمن تم اس چوکی پر بیٹھ کہ گاؤ برق نے جو دیکھا تو ایک چوکی نور کی ہی اور کہڑا اطلائی لگا ہی اور گبھا مخمل کاشانی کا بہت بر قدم بچھا ہے یاسمن ناچار ہوکر بیٹھی جیسے ہی وہ بیٹھی چوکی اونچی ہوئی تین سو گز زمین سے بلند ہوگئی اُسوقت افراسیاب نے مصور سے کہا کہ تمنے پہچانا برق عیار اور وہ چوکی کبھی ہزار کوس اُدھر جاتی ہی کبھی ہزار کوس اُدھر جاتی ہی اور یہ برق اُسپر ناچار بیٹھا ہی بیٹھے بیٹھے افراسیاب ایک سحر جو کیا تو ایک سا حر سیاہ فام آکے موجود ہوا اور مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور عرض کی کہ مجھے کیا حکم ہے افراسیاب نے فرمایا کہ ای بوزنہ تیرہ رو وہ تیرا بیر کہان ہی کہا حاضر ہی بس کہا افراسیاب نے کہ ہمنے حکم دیا تھین کہ تم جاکر لشکر اسلام پر گرو اور سب کو باندھ کہ لاؤ جو کچھ اور طور ہو تو سر حاضر کرو اسوقت بوزنہ تیرہ رو نے سحر کیا کہ یہ غائب ہوا اور ایک صحرا مین آکے پہونچا وہان پر اسنے سحر کیا کہ بندر بہت بڑا مثل لنگور کے تھا وہ آکر موجود ہوا پھر اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ کئی سو ٹوکری مٹھائی کی اور موہن بھوگ آکر موجود ہوا بوزنہ تیرہ رو نے وہ مٹھائی اور موہن بھوگ اُس بندر کو کھلانا شروع کیا ایسا کہ پچاس ٹوکری مٹھائی کی اسنے اسکو کھلائین وہ بندر بہت خوش ہوا اور کہا مجھے کیا حکم ہی اُسنے کہا کہ ای بندر خوشی ہی شہنشاہ طلسم کی کہ کچھ نمکحرامون نے دشمنی پر کمر باندھی ہی اور مجکو حکم دیا ہی کہ اُنکو جاکر قتل کرو مجھے وہان جلد پہونچاؤ بس یہ بندر پشت کی طرف سے آکر بغل کی طرف پہونچا اور بوزنہ تیرہ رو کو اپنی پشت پر سوار

کرکے اڑا اور بات کہتے مین لشکر مہرخ کے کنارے پر اتار دیا بوزنہ نے کہا کہ ای مالک
وہ جو آپ کے پاس سیندور ہی طلسمی اسکا ٹیکا میرے ماتھے پر دیدیجے کیسی ہی تکلیف
آپ کو کیون نہو گھبرا نجائیگا مین کام تمام کرتا ہون اور وہان افراسیاب ذ جب
بوزنہ تیرہ رو کو بھیجا بعد اسکے پہونچنے کے پھر دستک دی دیکھا تو اور ایک ساحر آکے
موجود ہوا اس سے کہا کہ ای زفران رعد آواز مین نے بھیجا ہی بوزنہ تیرہ رو کو مگر تم بھی
جاؤ اگر اس سے کام بن آیا تو خیر اور جو دیکھنا کہ معاملہ نوعدیگر ہی تو تم اسکی مدد کرنا یہ سنکے زفران
بھی آداب بجالاکر چلا حال اسکا بھی بیان کیا جائیگا مگر اب حال سنیے کہ جب اس بندر نے
ٹیکا دینے کو کہا تو بوزنہ تیرہ رو نے اپنی جھولی سے ایک ڈبیا سیندور کی نکالی اور ٹیکا
سیندور کا اسکے ماتھے پر دیا اور یہ بندر چلا یہان بارگاہ مہرخ مین بہار تخت شاہی پر بیٹھی
اور سب سردار یعنی نافرمان مشکین موے کاکل کشا شکیل جادو رعد جادو
برق جادو طاؤس لرزان زلزلہ باغبان قدرت گلچین جادو وغیرہ سب بیٹھے
ہین کہ بس اس بندر نے چاہا کہ بہار کو اٹھا کر لے چلین تخت بہار کے سامنے
پہنچا رکھا تھا اسے اٹھا کر مارا کہ بندر کے سر پر پڑ کر تا دو ابرو اترا اور اسکے سر سے دھوان
پیدا ہوا کہ وہ دھوان جسکی آنکھ مین لگا اندھا ہو گیا سب نابینا ہونے لگے تلاطم تمام لشکر
مین پڑ گیا اور یہ بندر چار طرف لشکر کے دوڑ رہا ہی اور دھوان بھق بھق نکل رہا ہی اور
خلقت اندھی ہوتی جاتی ہی یہان مہرخ معابد جمشیدی مین چلا کھینچنے گئی تھی چنانچہ اس
معابد مین پہونچکر ٹھہری اور کچھ دانے ماش کے ایک جا پر رکھے کہ وہ دانہ بیر بنکے مجکو خبر دین
لشکر اسلام کا جب یہ حال ہوا کہ لشکر اسلام کا سب نابینا ہوا تو ایک دانہ ماش کا اچھل کر
سامنے آیا اور پھٹا اسمین سے آواز آئی کہ ای ملکہ مہرخ صاحب آپ تو یہان بیٹھی ہین اور
سحر کر رہی ہین اور وہان بوزنہ سب کا خاتمہ کر چکا بوزنہ تیرہ رو بھیجا ہوا ہی افراسیاب کا
بس اسنے کچھ دھیان نہ کیا اور پھر پڑھنے لگی اسوقت دوسرا دانہ اڑ کر سامنے آیا اور شعلہ بنکے
آواز دی کہ جلد چلیے نہین ایک کو بھی زندہ نہ پائیے گا جب تو گھبرا کر اس معابد سے باہر آئی
اور سحر جو کیا تو ایک طاؤس زرین بال آگے موجود ہوا زین پر زر اسپر کھنچا تھا یہ اسپر سوار ہوئی

اور اپنے لشکر کی طرف چلی پھر پھر مین آکر پہونچی بوزنہ تیرہ رو تو باہر تھا اور وہ بندر اندر ستم کر رہا تھا اور اس بندر نے اور اس بوزنہ تیرہ رو نے ایک گنبد بھی دھوئین کا بنایا تھا کہ دشمن تو لاد کے تھا نہ کوئی اندر آسکتا تھا اور نہ کوئی باہر بس مہرخ قریب آکر پہونچی اور اس بندر نے اس گنبد سے سر نکالا پھر ہاتھ پاؤن سب باہر کیے اور بوزنہ تیرہ رو سے کہا کہ ای مالک مین نے اسکو قید کرلیا ہی اور سب اندھے مین نے سوا اسکے آیا ہون کہ اگر مجھے حکم کیجیے تو مین خالی سب کے سر آپ کی خدمت مین لاکر حاضر کرون یہ وہ کہی رہا تھا کہ مہرخ جو قریب آکے پہونچی تھی اسنے کہا کہ باش او کافر کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے ذرا ادھر دیکھ اسکو تو اسنے سر پر گھنڈا ہی بس وہ پھرا اور اسنے کہا کہ ای مہرخ تیری کیا حقیقت ہی جو تو ہمسے مقابلہ کرے یہ کہکر چاہا کہ ہمکو ہاردن خاک سیاہ کردون مہرخ نے کچھ دانہ معابد جمشیدی مین بنائے ہین ان دانون کو چوٹی سے نکال کے اس بندر پر مارے کہ انمین سے شعلہ آگ کا نکلا وہ بندر کے سر پر آکے پڑا اور کہکے سر سے شعلہ آگ کا نکلا کہ وہ بوزنہ تیرہ رو پر پڑا کہ یہ دونون جلکر خاک ہوے بس مہرخ چاہتی تھی کہ اندر جائے کہ نعرہ ہوا کہ او مہرخ غضب کیا تو نے کہ مارا ان شخصون کو جو اپنا مانی نذر رکھتے تھے اور کہان جاتی ہی میرے ہاتھ سے بس مہرخ چلی کہ مین اسے بھی مارون اسنے جو نعرہ کیا یہ بیہوش ہوکر گری اسنے جلد اسے لیکر زبان مین اسکی سوزن دیا اور لیکر چلا کہ اسے مارکر شنشاہ کے پاس سر لیکر چلون چنانچہ یہ جاکر ایک پہاڑی پر اترا اور چاہا کہ دم لیلون تو ہارون یہان جو دیکھا تو ایک چوکی ہی اسپر ایک نازنین عورت سوار ہی بس یہ ایک دل چھوڑ ہزار جان سے عاشق ہوا اور اسنے سحر کیا کچھ سنا کیونکہ یہ سحر ہی افراسیاب کا اور یہ وہی چوکی ہی کہ جسپر برق بیٹھا ہوا ہی اور وہ چوکی ہزار کوس ادھر اور ہزار کوس ادھر جاتی ہی اب اسنے جھنجھلا کر بال اپنے سر کے نوچے اور اپنی انگلی کاٹ کے خون نکالا اور ان بالون پر ڈال کے بالون کو چوکی پر پھینکا کہ وہ جال بنکر چوکی کو سامنے لے آئے اسنے کہا کہ ای نازنین تو کون ہی برق نے کہا کہ میان مین ایک طوائف ہون مجھے گانے کو بلایا تھا مصور جادو اور اسکی زوجہ صورت لگا لے پھر صورت نگار نے کہا کہ تو مصور جادو پر عاشق ہی اور مصور سے کہا کہ کیون جی تمہاری آشنا ہی مصور نے قسمین کھائین مگر اسنے نہ مانا اب کل کا ذکر ہی کہ مین کمرہ پر بیٹھی تھی

سواری صورت نگار کی اُدھر سے نکلی پھر جو نگاہ پڑی تو جھنجھلا کے میرے اوپر سحر کیا کہ میں
اس چوکی پر بیٹھی ہوں اور یہ مجھے لیے پھرتی ہے صورت نگار نے کہا بھی تھا کہ تو تغیر دانہ
پائی اس چوکی پر مر جائیگی پس حقیقت میں کل سے اسوقت تک میرے منہ میں مگڑ کر کھیل رہی
تھیں گئی زفران رعد آواز نے کہا کہ تم کچھ غم نکرو میں تمہیں لیے چلتا ہوں شہنشاہ کے سامنے اُنسے
کہونگا کہ اسطرح صورت نگار تمہاری رعایا تو دق کرتی ہے اور جان مارتی ہے اُس نازنین نے کہا
کہ میرے صاحب مذاوند سامری تمہارا بھلا کرے تمنے مجھے عمر دوبارہ بخشی زفران نے کہا
اے نازنین اگر شراب ہوتی تو پیتے لیکن میرے پاس ایک بوتل ہے کہ اسمیں شراب ناقص ہے
اس نازنین نے کہا اے یہان گندم اگر ہم نرسد جو خنیت ست اُسنے اس بوتل کو اسکے
کمنے سے نکالا اس نازنین نے اُس بوتل کو لیکر سونگھا پھر اُسکی آنکھ بچا کر مہوشی ملائی اور کہا
میرے پاس ایک قلم شراب کی ہے کہ دو نین نے چلتے وقت لیلی تھی اگر تم کہو تو وہ بھی میں اسمیں ملا دون
اُسنے کہا کیا مضائقہ ہے برق نے وہ قلم شراب کی بھی بوتل میں ملا دی اور جام شراب سے
بھر کر اسکو دیا اور کہا یہ جام محبت ہے اسکو نوش کیجیے زفران نے بیک جرعہ درکشید کیا کوئی تین
جامون کی نوبت پہونچی ہوگی کہ زفران نے کہا اے نازنین مجھے تو نہایت گرمی معلوم ہوتی ہے
برق نے کہا اٹھکے ٹہلئے بس یہ اٹھ کر ٹہلنے لگا کہ مارا مہوشی نے کہ سر نیچے ٹانگیں اوپر
دھم سے گرا برق نے خنجر سے سر کاٹ ڈالا غل و شور اکبارگی ہوا آواز ہوئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام
تھا زفران رعد آواز نقش اُسکی بیر اٹھا کے یعنی بونڈ ی چکر دیتے ہوئے جانب افراسیاب روانہ ہوئی
یہان جو بارگاہ مہرخ میں دھومیں سے چاہ بابل تھا اور اندھے اپنی آنکھوں کو رو رہے تھے اور
سمیع و بصیر کو یاد کر رہے تھے چنانچہ وہ دھوان تو برطرف ہوا اور سب کی آنکھیں اچھی ہوئیں
اور برق مہرخ کو لیکر بارگاہ میں آیا یہان خوشی ہوئی جشن کی تیاری ہوئی تاج ہونے لگا
اور نقش زفران رعد آواز اور بورنہ تیرہ رو کی شہر نابرسان میں افراسیاب کے پاس
آکر پہونچی اور بیرون نے آواز دی کہ بورنہ تیرہ رو کو مارا ہے مہرخ نے اور زفران رعد آواز
نے مہرخ کو پکڑ لیا تھا مگر چوکی پر برق بیٹھا تھا اُسنے مارا زفران رعد آواز کو یہ حال سُنکے
افراسیاب کو نہایت رنج ہوا ان دونون کی نعشون کو بھجوا دیا اور خود چاہا کہ کچھ سحر کرون مگر

اور کیفیت اسنے کہ حیرت جادو نے ایک بیٹا کیا ہی کہ اسکا نام ہی موواج جادو اور یہ امون خوبصورت
کا ہوا جب خوبصورت قید ہوئی تو اسنے چاہا کہ مین کوئی صورت نکال کے اسکو چھڑا ؤن
مگر حیرت نے منع کیا کہ تم اس مقدمہ مین دخل نہ دو شہنشاہ کو اختیار ہی کہ کیا اسکے
جگر کا وہ ٹکڑا نہین ہی موواج نے کہا مجھسے دیکھا نہین جاتا لیکن خیر اب کچھ نہ کہونگا حیرت جادو
نے افراسیاب سے کہکر کوہ تاریک کے ملک کی جگہ اسکو دلوائی ہی یہ وہین رہتا ہی اور بہت سے
ساحر اسکی تابعداری مین حاضر رہتے ہین اور یہ کوہ تاریک مین سنا کرتا تھا کہ کچھ مفسد عیار لشکر
امیر سے آئے ہین اور یہان طلسم مین بھی ملازمان شہنشاہ نے نمکحرامی پر کمر باندھی ہی عجب طرح کا
مقدمہ درپیش ہی کہ جو سر دار جاتا ہی وہ مارا جاتا ہی اسنے ارادہ نہین کیا اسلیے کہ شہنشاہ مجھے خود
بلا بھیجے جب اسنے دیکھا کہ شہنشاہ نے نہین بلایا تو یہ خود چلا کوئی تین سو ساحر زبردست اسکے ساتھ ہین
اور عمارہ بھی کوئی چار پانچ ہزار آدمی کا ہی اس تزک سے یہ چلا ہی اور اسکے خیال مین ہی کہ چل کے
اس فساد کو دفع کرو ادھر مہرخ جو سالار فوج ہی اسکے باعث سے اس فساد کو ترقی ہوتی
جاتی ہی اگر شکیل کے ساتھ خوبصورت کا عقد ہو جاے تو یہ فساد جاتا رہی اسکو یہ نہین
معلوم ہی کہ خوبصورت کو بران شمشیر زن چھڑا لائی ہی اور دریاے خون رواں بھی
خشک ہی اور پل پریزادان ٹوٹ گیا ہی القصہ جب یہ کبند نور کے قریب پہونچا تو اسکو
وہیان کہا کہ تو ہین خیمہ کرو پس کبند نور سے چار کوس ہٹ کر اسنے خیمہ استادہ کرایا اور منتظر ہوا کہ
کہ کوئی استقبال کو آئے تو مین چلون چنانچہ اسنے جہان خیمہ کیا ہی وہ مقام کوہ ارم ہی کہ جہان
ملکہ مہارجادو حاکم ہی لیکن بسبب ٹوٹ جانے پل پریزادان کے اور دریاے خون رواں کے
خشک ہو جانے سے راستہ کھل گیا ہی یہ مقام نزدیک ہو گیا ہی ورنہ بہت دور تھا اور اب
یہان کا سرحد دار شمیر جادو ہی پس یہ موواج تو اس فکر مین ہی کہ کوئی استقبال کو آئے خیمہ مین
بیٹھا اور اسنے دیکھا کہ ایک پہاڑی چھوٹی سی ہی کہ طول مین دس کوس اور عرض مین پانچ
کوس اور اسپر ایک بارہ دری بنی ہی کہ جسمین کوئی دو سو دروازے ہین اور سب کمرے جدا جدا ہین
اور شیشہ آلات میز کرسی دنگل کوچ وغیرہ سے آراستہ ہی موواج جادو بیٹھا ہوا تھا کہ میر
جادو جو یہان کا حاکم ہی وہ آیا اور آداب بجالایا اور عرض کی کہ آپ چلیے اور اس

بارہ دری مین چل کے بیٹھے موج سفید پوش اُٹھا اُسکے ساتھ اُس بارہ دری مین آیا اور وہ
جریب کا دہی اُسکے آگے ایک نمگیرہ زرتار کھچا ہی یہ اُس درمین بیٹھا اور سب کمردن مین ادب
سردار بیٹھے موج نے کہا ای بھائی منیر تمھین قسم ہی ہمارے سر کی جو تم خبر کرو دیکھو تو کوئی آتا ہی
یا نہین غرض یہان ناچ ہونے لگا بڑی عیش و عشرت مین یہ اُس مقام پر بیٹھا ہی لیکن اب
حال بیان کیا جاتا ہی کہ ضرغام شیر دل جو عیار ہی شہزادہ اسد کا وہ ساحر کی شکل بنا اور بہت
سانپ اُسنے موسوم سے بناکر کالے ناگن اور دھامن سر و گلے مین لپٹے اور آپ اکتارہ
بجاتے بھجن گاتے چلے رستہ مین برق ملا اُس سے اُنھون نے سارا حال موج سفید پوش
کے آنے اور کوہ ارم مین اُترنے کا بیان کیا برق نے کہا کہ تم جاؤ اور آپ چلا بارگاہ کی طرف
اور بہار سے آکر چپکے سے کہا غرض کہکے یہ تو چلا گیا اور بہار نے نافرمان سے کہا کہ میرے
سر مین درد ہی مین جاتی ہون اپنے خیمہ مین اور یہ آئی کنیزون سے کہا کہ خبردار کوئی آنے پائے
اور آپ آکر پلنگ پر لیٹی دو پھول گجرے کے توڑ کر خیمہ کی چھت کی طرف ماری وہ چھت شگافتہ
ہوئی اور یہ شکل برق کے نکل کے چلی وہان برق فرنگی پہلے ہی سے آگیا تھا اُسنے کہا کہ ای
ملکہ بہار آپ تو بنے ملکہ یاقوت کی صورت اور مین صرصر کی صورت بنتا ہون آپ مجکو وہان
چھوڑ کر چلی آئیے گا اسوقت بہار نے کچھ پھول گجرے کے توڑ کر آسمان کی طرف ماری کہ ایک
ابر سرخ رنگ آگر موجود ہوا اور اُس ابر سے تین سو انیسین حبشین اور چار ہزار عملے کے لوگ یعنی
خادم خدمتگار چوبدار وغیرہ موجود ہوے اُسوقت برق صرصر کی صورت بنکے تیار ہوا اور
بہار جادو بزور سحر یاقوت کی صورت بنی اور آگے سامنے گنبد نور کی طرف سے روانہ ہوئی
اور جب قریب پہونچی تو موج سے لوگون نے خبر کی کہ ملکہ یاقوت وزیرزادی حیرت کی
آتی ہی موج نے کچھ لوگ استقبال کو بھیجے یاقوت نقلی اور صرصر نقلی آکر سامنے پہونچین اور
بہت جھک کر آداب بجالائین کیونکہ یہ فرزند ہی ملکہ حیرت کا موج نے بہار کا سر چھاتی سے
لگایا اب یاقوت نقلی بیٹھی اور کہا کہ ملکہ حیرت آپ کی والدہ نے مزاج کی خبر پوچھی ہی اور کہا
ہی کہ مین نہایت خوش ہوئی جو آپ آئے اب آپ اس صرصر کو اپنے پاس رہنے دیجئے کیونکہ
لشکر اسلام کے عیار بہت بدہین صرصر آپ کی نگہبانی کرے گی یہ کہکر کچھ دیر بیٹھی شربت کباب کی

صحبت رہی پھر وہان سے یہ تو چلی اور صرصر رہ گئی معواج بہت خوش ہی اور کہتا ہی ہر بار
مینہ جادو سے کہا کہ والدہ نے میری بہت عزت کی غرض جب وہ زمانہ آیا کہ سفیدی روز سیاہی
شب سے ہم آغوش ہوئی اور شاہد شب نے پیشواز ستارون کی زیب جسم کی اشعار
لگاہون نے کیا آنکھ نمین آرام ۔ چلے ہر سمت مشتاقان خود کام ۔ سیاہی بڑھتے بڑھتے ہوگئی شام
کہ جیسے مشک گیسوے دل آرام ۔ جب رات ہوئی تو معواج نے کہا کہ بی صرصر تمھین کوئی کہانی
بھی آتی ہی صرصر نے کہا کہ سردار صاحب ہان کچھ ٹوٹی ماری کہانی کہہ لیتی ہون مگر مجھے ساقی گری
خوب آتی ہی اسنے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی کچھ قرابے اور شیشے منگا کر اسکے حوالہ کیے اسنے ان قرابون
مین کچھ الٹ پھیر کرکے بیہوشی ملادی اور جام بھر بھر کے ہر ایک شخص کو دینا شروع کیا اور کہتا جاتا تھا شعر
آرٹھا کر کاگ بوتل کا مئی گاگون نکلتی ہی + بشر لبی جمع ہین پیتا نہین بوتل چھلتی ہی + اور کبھی کہتا تھا شعر
ساقیا بر خیز در دہ جام را + خاک بر سر کن غم ایام را + کبھی کہتا تھا شعر پلا ساقی
شراب ارغوانی + غنیمت ہی بہار زندگانی + اسی طرح سے سب عملہ کو اور جتنے سردار
تھے انکو شراب پلائی اور کہا کہ یہ صحبت رندان ہی اور جلسہ مے پرستان ہی اسمین
امیر و غریب کسی کا لحاظ نہین ہی معواج تو نشہ مین بیخود ہو رہا تھا اسنے بھی کچھ نہ کہا اور اب ایسا
نشہ ہوا کہ جھومنے لگا اور کہا کہ ای صرصر تمنے دیکھا کہ شہنشاہ خود بیرنی طاقات کے لیے
آئے ہین اسنے کہا کہ تعظیم کو اٹھیے یہ گھر اکر اٹھا پٹخا ۔ زا بیہوشی سے سر سیدھے نہ ہوئے اوپر
اسکے اٹھانے کو اور لوگ جو اٹھے وہ بھی چھینکین مار مار کر بیہوش ہوگئے غرض کل اہل قلعہ
اور سردار اور معواج سب بیہوش ہوے برق نے معواج اور چند سرداران نامی کا سر کاٹ ڈالا
اور وہان سے چلا اب کچھ دیر مین وہ وقت آیا کہ جمال صبح عالم کو نظر آیا اور رات نے دامن سمیٹا شعا
گر شبنم کے پھولون نے لٹائے ۔ زمین نے موتیون کے ڈھیر پائے ۔ جدا پروانون سے ہونے لگی شمع
کم رخصت جو تھا خاموش تھی شمع ۔ افراسیاب نے دیبان کتاب ساحری مین دیکھا تو یہ دیکھا
کہ معواج سفید پوش آکر کوہ ارم مین اترا ہی پس اسنے کہا کہ ای ملکہ حیرت جادو تمھارا بیٹا
آیا ہی اور کوہ ارم مین اترا ہی یہ کہکر یہ تو چلا گیا قلعہ طلسمی مین اور یہان ملکہ حیرت نے رات کو
کتاب ساحری مین جو دیکھا تو یہ وہ وقت ہی کہ برق صورت صرصر کی بنا ہوا خنجر لیے ہوئے

اُسکا سر کاٹا چاہتا ہی پس اُسنے دونون ہاتھون سے سر اپنا پیٹا کہ تاج سر سے گرا ملکہ یاقوت نے
اُسکو اُٹھاکے سر پر رکھا اور کہا ملکہ خیر تو ہی آپ تو اِس طرح بدحواس ہوجاتی ہین کہ یہ تاج سر سے
گر پڑا حیرت نے کہا کہ ارے کوئی جاے اور بجاے میرے بیٹے کو برق کے نام سے خوف ہی
ہر ایک کو کسی نے کچھ نہ کہا مگر ایک کنیز ہی حیرت کی کہ اُسنے حیرت کو پالا ہی اور معراج کو بھی دیکھا ہی اُسنے کہا کہ مین جاتی ہون یہ کہکر وہ چلی اور یہان آکر جو دیکھا تو اندھیرا ہی اور جون جون سر
کاٹے جاتے ہین آوازین مہیب آتی ہین اور تاریکی بڑھتی جاتی ہی جب تین سو ساٹھ دن کے
سر برق کاٹ چکا اور صبح ہوگئی روشنی ہوئی تو اُسوقت ضرغام جو اکتارا بجاتا ہوا چلا تھا وہ بھی
آکر پہونچا اور اِس کنیز نے نعرہ کیا کہ او موے نابکار تونے مارا اُس شاہزادی کو کہ اپنا ماتی نرکھتا تھا
یہ سنکر سحر کیا کہ برق کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اور اِسنے چاہا کہ مین برق کو قتل کرون ہیں تو
اُسکا برق کی طرف تھا پیچھے سے ضرغام نے خنجر مارا کہ سر اُسکا جسم سے جدا ہوگیا لعش لیکر جیر
چلے سامنے حیرت کے لائے اِسنے اپنا عجب حال تباہ کیا جو کہ قتل سے بچ گئے تھے وہ بھی آکر
پہونچے اور کہا دہائی ہی کہ ہمارا سردار مارا گیا اِسنے نعش اُسکی بڑے دھوم سے اُٹھوائی اور لوگون سے کہا کہ تم جاؤ باغ مین یہ کہکے اِنکو ایک باغ مین بھجوا دیا اور آپ قلعہ طلسمی مین آئی
وہان افراسیاب بیٹھا تھا اور ابرق و سرمایہ و مصور و صورت نگار یہ سب بیٹھے تھے اُسوقت
حیرت نے اپنا گریبان تا بدامن چاک کیا اور سامنے افراسیاب کے پیٹنے لگی اور کہا میرے
بیٹے کو اِس موے برق نے مار ڈالا افراسیاب نے کہا کہ ہی کوئی ایسا جو جاکے پکڑ لاے برق
کو یہ حکم سنکر ابرق کوہ شگاف دزیر اُسکا اپنی جگہ پر سے اُٹھا اور عرض کی کہ مین جاکر لاتا ہون
افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ یہ روانہ ہوا اور برق فرنگی و ضرغام چادر طلسمی اوڑھے کوہ ارم سے
اپنے لشکر کو چلے مین راستہ مین برق نے دیکھا کہ یہان کوئی نہین ہی پس اِسنے چادر طلسمی کو اُتار ڈالا
اور ابرق جو چلا تو اُسنے سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ اِس طرف عیار جاتی ہین پس یہ بھی سیدھا
چلا اور جاکے جب قریب برق پہونچا تو ضرغام تو بھاگ گیا مگر ابرق دلکند سحر کی برق پر ماری
کہ گلے مین حلقہ اُسکے پڑی ہوئے برق نے جلدی سے چادر کو لیکر کوٹ مین رکھا اسوقت ابرق
نے اُسکو باندھ لیا اور ضرغام نے دور سے دیکھا کہ برق قید ہوگیا یہ گھبرا کر چلا تو راستہ مین قران

ملا اُس سے خضر غلام نے کہا کہ ای خلیفہ عیاران لشکر اسلام برق اس طرح قید ہوگیا قران نے
کہا کہ اچھا تم جاؤ مین سمجھ لونگا پس یہ کچھنی گلشن عیاری کی کرنے لگا آخر ایک گل مراد ہاتھ آیا
یعنی ایک درخت چندن کا ایک مقام پر لگا تھا اسنے اُسکی ٹہنی کر تراش کر ایک طاق اُس درخت
مین بنایا اور ایک چبوترہ اُس درخت کے نیچے پتھر کا بنا کے ایک لوح کہ اُس لوح مین یہ لکھا کہ یہان
آکر سامری و جمشید بیٹھتے ہین یہ بڑا معابد ہی اور اُس لوح مین عطر بیہوشی کا لگایا اور آپ علیحدہ ایک
طرف کو بیٹھے مگر اسنے صورت ایسی بنائی کہ آدھا بدن سرخ رنگا اور آدھا سفید اور بڑے بڑے
بڑے دانت بنائے آنکھین لال لال خون کبوتر کی طرح سرخ اور مثل مشعل کی روشن
سر پر بالون کی جٹائین لٹکے ایک جگہ پر بیٹھ رہا ابریق کوہ شگاف جو برق فرنگی کو لیے
ہوئے آتا تھا اس مقام پر آکر پہونچا تو دیکھا اسنے کہ ایک درخت بنا ہی اور ایسی بوی خوش آتی ہی کہ
دماغ جان معطر و معنبر ہوا جاتا ہی پس معلوم ہوا کہ یہ جگہ کوئی خاص ہی آگے بڑھ کے قریب اُس درخت
کے آیا اور برق فرنگی کو ایک مقام پر ڈال دیا کہ یہ بندھا ہوا پڑا ہی پس اس تختی کو آنکھون سے
لگایا بوسے دیے بیہوشی جو دماغ مین گئی بیہوش ہوے قران نے آکر مشکین برق کی کاہ
دین اور ابریق کی زبان مین سوزن دیا اور ہوشیار کیا اور اُس سے کہا کہ تجھے کیا داخل ہی ہمارے
کارخانہ مین ہمنے اپنا فقر نازل کیا ہی تمام طلسم ہوش ربا پر یہ کہنا چاہتا تھا کہ اُسکو قتل کرے
اُسوقت افراسیاب نے کتاب سامری مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابریق کوہ شگاف کو قران
قتل کیا چاہتا ہی پس یہ وہان سے بیقرار ہوکر اٹھا لوہ آکر یہان پہونچا اور پکارا کہ باش لو ناعیار
یہ نعرہ سنتے ہی قران کے پاس ایک دعا ہی کہ اُسکے پڑھنے سے مہر و ق جن اٹھا لیجاتا ہی
اور تاج نور البصار بھی اُنکے پاس ہی کہ اُسکے پہن لینے سے غائب ہوجاتے ہین بہرصورت
اُنھون نے اُس دعا کو پڑھا اور تاج نور البصار کو سر پر رکھا کر غائب ہوے اور برق نے
چادر طلسمی اوڑھ لی افراسیاب ابریق کوہ شگاف کو اٹھا لیگیا اور برق اور قران وہان سے
اپنے لشکر کی طرف آئے وہان ابریق کوہ شگاف کی زبان سے سوزن نکالا اور اُسنے کہا کہ
ای شہنشاہ عیار بڑی زبردست ہین غرض یہ بیٹھکر تاج دیکھنے لگے اور شراب پینے لگے مگر حال
سنیے کہ باغبان قدرت جو متبع اسلام ہی وہ ایک روز صحرا مین برائے شکار آیا اور صید غزالان

کرنے لگا دہان افراسیاب نے کتاب سامری مین دیکھکر معلوم کیا کہ اسوقت باغبان
قدرت شکار کھیل رہا ہی اسنے قینچی سے دو پتلے کاغذ کے کاٹے اور سحر پڑھکر انکو مثل انسانون
کے بنایا اور کان سے کہا کہ جاؤ باغبان قدرت کو فلان صحرا سے پکڑ لاؤ وہ دونون پتلے چلے
اور آکر باغبان قدرت کے لپٹ گئے اسکو کھینچتے ہوے سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ
اسوقت باغ سیب مین بیٹھا ہوا تھا پس اُس نے دستک دی کہ ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور
تاریکی ہوگئی پھر جو روشنی ہوئی تو سامنے جو صحن ہی اُسمین بہت سے درخت لگے ہین اور ایک
درخت نارنگی ہزاری کا لگا ہی کہ اُسمین سُرخ سُرخ نارنگیان لگی ہین چنانچہ افراسیاب نے
باغبان قدرت سے کہا کہ اِس درخت سے نارنگیان توڑ لا باغبان قدرت نے آکر اُسکی
ایک نارنگی توڑنا چاہی تو دیکھا کہ مثل فولاد کے ہی اسنے زور کرکے اسی توڑا جیسے یہ ٹوٹی ویسی ہی
ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور ایک شعلہ نکلا اندھیرا ہوگیا باغبان بیہوش ہوکر گر پڑا اسوقت
افراسیاب نے دستک دی کہ ایک ابر گرد گرداکرد سے ہوا پر آیا اور اُسمین سے ایک شخص
پیدا ہوا سیاہ رنگ اور اُتر کر سامنے افراسیاب کے آکر تسلیم کی اور عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہی
افراسیاب نے کہا کہ ای شہیر لے لے اِس باغبان قدرت کا سب اسباب پس اُس نے آکر پاس
باغبان قدرت کے جھولا سحر کا اور ہاتھون کے کڑے اُتار لیے اور سامنے افراسیاب کے
لاکر حاضر کیے باغبان قدرت کو شونون سے باندھ دی کے باندھ دیا پھر اُس سے کہا
افراسیاب نے کہ تو جا اور پھر دستک دی افراسیاب نے کہ ایک ساحر اور پیدا ہوا کہ جسکا تمام
بدن شیشے کا تھا اور ہاتھ مین اُسکے ایک شیشہ بھی پانی کا تھا افراسیاب نے اُس سے کہا
کہ دے پانی کا چھینٹا باغبان کو اسنے پانی کا چھینٹا دیا اور غائب ہوگیا باغبان ہوش
مین آیا اور اُسنے دیکھا کہ مین بندھا ہون پس اُسنے افراسیاب سے کہا کہ ای شہنشاہ مین نمکحرام تھا
مگر آپنے مجھے نمکحرام بنایا اور آنکھ سے آنکھ افراسیاب سے یہ ملائے رہا افراسیاب نے کہا
کہ آنکھ نیچی کیون نہین کرتا باغبان نے کہا کہ مین نے کوئی حرکت ایسی نہین کی کہ جس سے
مین آنکھ نیچی کرون اسوقت افراسیاب نے ایک ترنج جانب آسمان اچھالا وہ پھٹا
اور آواز تڑاقے کی ہوئی اور ایک ابر گھر کر آیا تاریکی ہوگئی پھر جو دیکھا تو وہ درخت جو نارنگی

کا تھا آسمین سے پانی نکلنا شروع ہوا اور زمین بھی شق ہوئی آسمین سے بھی پانی نکلنے لگا یہانتک
کہ کچھ دیر مین پانی مثل دریا کے موج مارتا تھا اب ایک بجرا اُس پانی مین بہتا نظر
آیا کہ بالکل مچھلی کے تھا اور یا بھی ڈنڈا پکڑے ہوے ہین ادھر سے اُدھر کھیتے چلے آتے
ہین جب وہ بجرا قریب آیا تو آسمین سے دھوان نکلا اور ایک آواز تڑاقے کی ہوئی پھر
آسمین سے ایک عورت یہ نام کریہ منظر تیرہ رو تیرہ درون پیازلہسن کی گٹھیون کی ہڈیان
کھوپریون مردون کے ہار گلے مین ڈالے دانت مثل دندان خوک باہر نکلے ہوے میل
اُنپر تھپا زرد مثل ہلدی کے تھے تہمد کھاردے کی باندھے چھاتیون کے تکے لٹکتے سامنے
افراسیاب کے اُس بجرے سے نکلکر آئی افراسیاب نے کہا کہ او قہر جادو دے اس
باغبان قدرت کی آنکھ مین سلائی اُسکے ہاتھ مین ایک سلائی اور چھوٹی سی سرمہ دانی
تھی چنانچہ اُسنے سحر جو کیا باغبان بیہوش ہو گیا اُسنے اُسکو ستون سے کھول کر چھاتی پر چڑھ کے
اُس سلائی کو تین بار سرمہ دانی سے رگڑ کے باغبان قدرت کی آنکھ مین دیا اسی طرح
دوسری آنکھ مین بھی سلائی کو پھیر دیا اور پھر باغبان قدرت کو ہوشیار کر دیا اور آپ کود کر
اُس بجرے پر گئی اور غائب ہوئی اور افراسیاب نے باغبان سے کہا کہ کیون بے نمکحرام
اب پہونچا اپنی سزاے اعمال کو اُسنے کہا ابتک تو مین نمکحرام نہ تھا مگر اب بیشک ہون افراسیاب نے
اسکو ایک حجرے مین بند کیا اور آپ جا کر ایک محل مین سو رہا مگر چالیس ہزار ساحرون کا پہرہ مقرر
کر دیا لیکن خواجہ عمرو جو گلیم اوڑھ کر کوکب تقلی کے پاس سے جو بھاگے تھے تو اُنھون نے
دیکھا ایک صحرا مین کہ برق چلا آتا ہی اور چادر جمشیدی اوڑھے ہی مگر سر کھلا ہی عمرو نے کہا کہ ای برق
کہان جاتی ہو برق نے سلام کیا اور کہا اُس طرح ابریق کوہ شگاف نے مجھ قید کیا تھا مگر
قران نے مجھے چھڑایا عمرو نے کہا اچھا جاؤ مگر تمکو کچھ باغبان قدرت کی بھی خبر ہی برق نے
کہا نہین یہ کہکر عمرو جانب باغ سیب روانہ ہوے راہ مین کچھ ساحر ملے تھے اُن سے سنا کہ
باغبان قدرت کو افراسیاب نے اس طرح قید کیا ہی اور اب وہ جلا دیا جائیگا پس عمرو نے
کوکب کو پایا ہوا تو یہ منہ مین رکھا کہ ایک تبلا اُنکو آ کر اٹھا لے گیا جب یہ پہونچے پاس کوکب کے تو وہان کی
زمین شق ہوئی اور ایک پتلی یاقوت نگار بالشت بھر کی زمین سے نکلی دو کاغذ اُنکے ہاتھ مین دیے

اور کہا اِن کاغذون کے بموجب کام تجھے گا بس یہ خوشی خوشی وہان سے چلے یعنی کوکب نے انکو ایک
تخت سحر پر بٹھا کے قریب باغ سیب پہونچا دیا اب کیفیت سنیے کہ ایک کوتوال ہی شہر نا پرسان کا
اسفل شب گرد جادو نام اور ایسا زبردست کافر ہی کہ صورت اپنی بدلکر نکلتا ہی اور جہان کوئی
مسلمان ملجاتا ہی اُسے قید کر کے خوش ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ جب مین ہزار مسلمانون کو مار ونگا تب اپنی
شادی کرونگا چنانچہ وہ شب گرد آج شہر نا پرسان سے نکل کے باغ سیب کی طرف آیا ہی وہان
عمرو نے اپنی صورت ایک بڑھیا کی ایسی بنائی ہی سر سفید پہکا پایجامہ سوسی کا گرا ہین آستین
دی ہوئین گاڑھے کی چادر کی چادر اور ٹھے دانت ٹوٹے ہوے گالون مین جھریان پڑی ہوئین
کہتی ہوئی کہ خدا رہ کون دن کرے گا جو مین اپنی ملکہ مہرخ کے پاس پہونچونگی پس یہ سنکے اسکے
بدن مین آگ جو لگی تو سر مین جا کے بجھی اور چلا کہتا ہوا کہ اوبڑھیا کہان جاتی ہی میرے ہاتھ
سے اور برابر پہونچکر چاہتا تھا کہ مارے ایک لات کہ بڑھیا کا کام تمام ہو پس آپنے خالی دیکر
ایک گنٹی جو ماری تو یہ گرا منھ کے بل آپنے جھاب بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوا اپنی دارے
بیہوشی کی اسکی ناک پر باندھ دی اور لٹو خاردار اسکے گلے مین اُتار کے اب آپ نقب دیتے
ہوے چلے یہان تک اُس حجرہ مین کہ جسمین باغبان قدرت قید تھا پہونچے باغبان
مارے درد کے بیہوش ہو لیا تھا اور اُس حجرے مین ایک تخت تھا کہ باغبان ماری درد
کے اُسکے کٹھ سے سر لگائے بیہوش پڑا تھا پس آپ نے بیہوشی دیکر اُسکو زنبیل مین ڈالا
اور اسفل شب گرد کو نکال کر باغبان کی صورت بنا کر لٹو خاردار تو گلے مین اُتار ہی چکے تھے
اُسکو وہین لٹا دیا اور رقعہ کاغذ جو تیلی نے دیے تھے اُسکو ڈھکری کر کے پھینکا اور وہان اسفل کو
ہوش جو آیا تو اِدھر اُسنے سانس لی تو وہ لٹو خاردار نیچے اُتر گیا اُسکے صدمہ سے اُسکی جان نکل گئی
اور اِدھر اُس کاغذ کو خواجہ نے پھاڑ کر پھینکا کہ یکایک آواز پیدا ہوئی کہ افسوس مردیم و جان دادیم
و بہ مطلب خود نرسیدیم پس سنتی مرا کہ نام من باغبان قدرت جادو بود عمل اور شور اِس طرح
کا ہوا کہ شب گرد کے مرنے کا بھی عمل معلوم نہ ہوا وہ جو چالیس ہزار دربان بیٹھے تھے اُنھون
نے کہا کہ باغبان قدرت مر گیا اور ایسا غل ہوا کہ افراسیاب اپنے محل مین جاگ پڑا
اور اُسکو بھی رنج ہوا باغبان کے مرنے کا خواجہ اُس نقب کی راہ سے نکل کے صحرا مین آئے

اور اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے اور یہان صبح کو جب وہ زمانہ آیا کہ شب نے نقارہ رخصت کا بجایا اور مثل پری زاد کے پردۂ عدم مین منھ چھپایا **اشعار**

یہانتک رمز مطلب یار تا گوش	کہ رخصت کا ہوا اس رات کو جوش	بشکل قلب عاشق تنگ ہو کر
رخ عشاق سے ہمرنگ ہو کر	ادی جسطرح خون تیغ جلاد	چھپے یون جیسے پردہ مین پرند

صبح کو حجرہ کھول کر نقش باغبان کی نکالی اور اسکو پھونک دیا اور یہان عمرو جب آکر پہونچا تو گلچین جادو نہایت رنجیدہ زار زار رو رہی تھی کہ عمرو نے آکر باغبان کو نہ پاکر سے نکالا اور تخت جواہر نگار پر بٹھایا اور کہا کہ آپ کی آنکھین کیونکر اچھی ہون باغبان نے کہا سب سامان سحر کا میرے لیے قبر جادو نے کیا ہی مگر ایک تعویذ تھا کہ وہ میرے بازو پر بندھا رہتا تھا وہ اب نہین ہی اگر وہ ہوتا تو کچھ حال معلوم ہوتا خواجہ عمرو نے کہا کہ ایک تعویذ تو میرے پاس ہی یہ کہکے ایک تعویذ نکال کے دیا اسوقت باغبان قدرت نے گلچین جادو سے کہا کہ اری بی تم وہ عمل کرو جو پہلے کیا کرتی تھین گلچین نے چوکا دیکر تعویذ عمرو کا دیا ہوا رکھ لیا اور آپ اس چوکے مین بیٹھی اور کچھ پڑھنے لگی بعد ایک گھڑی بھر کے دیکھا تو ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور روشنی ہو گئی سب کی آنکھین بند ہوئین اب جو دیکھا تو ایک جانور انگارے کی تون مین استادہ ہے اور جواہر کا ہی گلچین نے اس سے پوچھا کہ اے طائر طلسمی بتا کہ کیا صورت ہو جو آنکھین باغبان قدرت کی اچھی ہوئین اسنے کہا کہ جب تک قبر جادو نہ ماری جائیگی آنکھین نہ روشن ہونگی اور وہ رہتی ہی کوہ فنا کے پاس پس یہ کہکر وہ جانور تو غائب ہو گیا اور گلچین نے وہ تعویذ اٹھا لیا اور باغبان قدرت کو دیا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ بہت مشکل ہے جانا وہان عمرو نے کہا خدا مین سب قدرت ہی اور بہار جادو سے کہا کہ تم چلو میرے ساتھ بہار نے ایک طاؤس زرین سحر سے بنایا اور اسپر سوار ہوئی یہ تو روے ہوا پر چلی اور عمرو پیچھے پیچھے چلے پھر جادو کی فکر مین اور مہرخ نے کہا کہ مین بھی جاتی ہون چنانچہ یہ بھی چلی کوہ فنا کشتہ تاریک کے قریب ہی جو چلی تو ایک میدان سیاہ رنگ کا نظر آیا اور پہاڑ بھی سیاہ نظر آتا ہی یہ خوش ہوئی اپنے دل مین کہ باغ مینا نظر آیا آگے جو بڑھی تو دیکھا کہ ایک دیوار

سیاہ اُٹھی ہوئی ہے اُسکے دوسری طرف ایک پہاڑ ہے عمرو اُس پہاڑ پر چڑھ گیا تو وہان سے بھی وہی حال نظر آیا غرض ناچار ہوکے نیچے پہاڑ کے اُترے اور دیوار کے پاس پاس چلے تو اِس دیوار مین بیچ بیچ مین پیلے جو بیچ ملا وہ بند تھا جب دوسرے بیچ کے پاس پہونچے وہ بھی بند تھا جب تیسرے بیچ کے پاس پہونچے تو اُسمین جالی بنی تھی اور اُس جالی مین اُنھون نے جھانک کے دیکھا تو اُس طرف چمن بندی کی ہوئی تھی گلہاے بوقلمون کھلے ہین جانور زمزمہ سرائی کر رہے ہین انواع اقسام کے درخت لگے ہین سرو اپنی اکڑ مڑوڑ دکھاتا ہے لالہ رنگین داغدار نظر آتا ہے کہین نرگس یاسمن ہے بہار پر عروس گلشن کا جوبن ہے سنبل زلف معشوق کو شرماتا ہے

نرگس نگاہ باز ہے نظم

نظر اے نہال سبز شاداب	کہ جسکے دیدے خاطر ہو بیتاب	عجب خوشرنگ پتے لہلہاتے
ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے	کوئی گل مثل روے ماہ تاباں	اُداہٹ مین کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگین	کسی مین اور ہی صورت کی تزئین	کسی مین سب طرح کے رنگ پیدا
کسی مین اک نیا جلوہ ہویدا	ثمر کی جا گہر سب مین نمودار	چمک پتون مین جیسے عارض یار
صداے غنچہ سے نغمے ہویدا	سر ہر شاخ سے بارش تھی پیدا	زمین جنبش مین مثل قلب بیتاب
تلے اوپر کہین ہمایۂ آب	وہ سب گویا بشکل آدمی زاد	جمین خندان لب بلبل ہے فریاد

علاوہ اِن درختون کے اور اِس عجائبات کے ایک درخت ہے تاڑ کا کہ پتے ہین مثل شیر کے اور پھل آدمی کے چہرہ کی طرح اب اُنھون نے جالی مین جھانکنا شروع کیا تو دیکھا کہ یہان عجب سیر ہے کہ چشمے چمن ہین اُمڈے ہین بجاے درخت کے کسی جگہ ہاتھ ہین آدمی کے ایسے اور کسی جگہ پاؤن ہین آدمی کے مگر تلوے اوپر ہین اور اُنمین نیچے ہین خون بھرا اور کہین دھڑ ہین اُنمین یہ معلوم دیتا ہے کہ تازہ خون لگا ہے اور کسی جگہ سر تازے کٹے ہوے رکھے ہین اور اُس طرف کو روش ہے اُسپر بجاے سرخی کے تلوارین چڑھی ہین یہ جو دیکھا تو گھبرا کے عمرو ایک طرف کو بھاگا اُسوقت آواز آئی کہ اے عمرو کہان جاتا ہے ذرا ٹھہر عمرو نے نہ تو پیچھے پھر کے دیکھا اور نہ کچھ اُس آواز کا جواب دیا چلتے چلتے ایک میدان نظر آیا عمرو نے وہان نماز پڑھی اور دعا درگاہ الٰہی مین مانگی رونے لگا اسقدر رویا کہ روتے روتے بیہوش ہوگیا عالم رویا مین دیکھا کہ ایک بزرگ

فرماتے ہین اے عمرو اُٹھ تو قیر جادو کو مارے گا عمرو کی آنکھ تو یہ اُٹھکر چلے تو دیکھا بندرون نے ہزارہا درخت ناریل کے لگے ہین اور اُنمین ناریل بھی بے گنتی اور بے حساب لٹکرہے ہین یہ دیکھکے عمرو ایک پہاڑ کے پاس پہونچا وہان دیکھا تو ایک درہ ہے یہ اُس درے مین چلے کوئی بارہ کوس پہونچے تھے کہ ادھر ایک پتھر کی چٹان درے مین لگی تھی یہ اُس چٹان کے پاس پہونچے تو آواز آئی کہ آئے کیون نہین ہو پس یہ گلیم اوڑھکے باہر درے کے نکل آئے اب کوئی چار ہزار بندر اور لنگور اور درے سے نکلے اور اُن درختون پر چڑھے اور ناریل توڑ توڑ کر کھانے لگے اور اُنکے پتے اپنے گلون مین باندھے اور پھر اُن درختون سے اُترکے اُسی درے مین چلے گئے عمرو بھی گلیم اوڑھے اُن بندرون کے پیچھے اس درے مین چلا اب اس جگہ پہونچے کہ جہان پتھر کی چٹان لگی تھی تو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہین یہ باہر درے کے نکلے تو ان بندرون نے اُس چٹان کو درہ مین پھر لگا دیا اور بند کر دیا اور وہ بیٹھے بھی اِس سبب سے تھے کہ اُسکو ہٹاکے بندر اُس طرف آئے تھے اب پھر جب اُدھر گئے تو پھر بند کر دیا القصہ عمرو وہان سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک درخت ہے بہت بڑا اور اُسکے نیچے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہے اور اُسپر ایک ساحر بیٹھا اکتارہ بجاکے بھجن گا رہا ہے اور گویہ یہ بندر اور لنگور سامنے اُسکے بیٹھے سنتے رہے اور عمرو بھی ایک جگہ بیٹھا رہا جب دوپہر دن آیا تو اُس ساحر نے اکتارہ کو درخت پر رکھدیا اور بت کو نکال کر سامنے رکھا اور کچھ چاول سرسون رائی کے دانے اُسپر چڑھائے اور ڈنڈوت اور سجدہ کیا اور دیکھا عمرو نے کہ ایک ابر کا ٹکڑا دہنی طرف چھایا ہوا ہے غرض جب فراغت ہوئی تو وہ ساحر اُٹھا اور چلا جب کوئی آدھ کوس زمین طے کی تو وہان سوائے میدان کے اور کچھ نظر نہ آیا اور اُس ساحر نے وہان کھڑے ہوکر کچھ دانے سرسون کے پڑھکے چار طرف پھینکے تو ایک چمک ہوئی کہ آنکھین خیرہ ہوگئین اور ایک دیوار سیاہ رنگ کی نظر آئی اور ایک دروازہ اُس دیوار مین لگا تھا یہ ساحر جاکے اُس دروازے کے قریب ٹھہرا اور اسنے کچھ پڑھنا شروع کیا کہ وہ لنگور اور بندر اُچک اُچک کر اُس دیوار پر جانے لگے اور گرد دیوار کے بھی وہ بندر اور لنگور پھرنے لگے یہ ساحر اندر اس دروازے کے گیا تو دیکھا عمرو نے کہ ایک چشمہ ہے سیاہ پانی کا مثل قیر کے اور اُسپر ایک ابر کا ٹکڑا چھایا ہوا اس ساحر نے کچھ پڑھکے اُس چشمہ مین ماش کے دانے ڈالے تو ایک چمک اُس پر ہوئی کہ

بجلی چمکتی ہے اور آواز گڑگڑاہٹ کی آنے لگی اور وہ چشمہ بڑھنا شروع ہوا یہان تک بڑھا کہ دریا سے ذخار
مثار آفت زا لطمہ سنج ہو گیا ابیات

جنبدو مد سب حواس کھو تا تھا	خضر کا رنگ سبز ہو تا تھا	موج اُٹھنے لگی جو طوفان زا
کچھ نہ آیا نظر سوغان زا	ریلا پانی کا جبکہ آتا تھا	خوف سے جی ہی ڈوب جاتا تھا

اب اُس پانی مین ایک جہاز ایک طرف سے پیدا ہوا اور دیکھا تو اُس جہاز پر بجلی چمکتی ہوئی اور لگاہ ابر گڑگڑاتا ہوا اور بجلی آ آکر پانی پر گرتی تھی اور پھر بلند ہو جاتی تھی پانی کو بھی تلاطم تھا ایک شور عظیم برپا تھا پانی کا رنگ سیاہ اور لگاہ ابر بھی اُسپر کالا چھایا ہوا خدا کی پناہ سوائے تاریکی کے کچھ اور نظر نہ آتا تھا جب جہاز وہ کنارے پر آیا تو اُسمین چمک ہوئی اور ایک درجہ اُسکا کھلا اور اُسکے اندر سے ہزارہا پریزاد نکلے کہ اُنکا اوپر کا جسم پری کا تھا اور نیچے کا مچھلی کا اور ایک مگر نکلا کہ وہ سوگز کا تھا اور اُسپر ایک ساحرہ سوار تھی کہ تمام بدن اُسکا سیاہ تھا تہمد کھارو سے کی باندھے کانون مین سندرسے پڑے ہاتھون مین لوہے کے کرتے اور جھولی جواہر دور کا ندھے پر ڈالے مگر پر کا ٹھر الکھنجا اور اوسپر وہ سوار تھی چنانچہ اُتر کر کنارے دریا کے ایک تمکین جواہر نگار تخت کرا کر مسند پر بیٹھی اور وہ پریزادین کہ جنکا بدن مچھلی کا تھا یہ اسکی انیسین جلیسین ہین القصہ جب یہ بیٹھ چکی تو وہ ساحر کہ نام اُسکا ہوشمند جادو ہے ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا اور وہ سندرو لنگور چار طرف دیوار پر اور نیچے دیوار کے کھڑے ہین اور وہ مگر جو جہاز سے اُترا ہے اور اُسکی سواری بھی کنارے دریا کے ٹھہری ہے اب عمرو نے چاہا کہ کوئی تدبیر کرون پس اُنھون نے اپنے تئین پریزاد بنایا پر جواہر کے کاندھے پر لگائے پیشواز پہنی دوپٹہ آنچل پلو کا اوڑھا اور قرغول اور باد مہرے جبرئیل علیہ السلام کے پانون مین باندھکر اونچے ہوئے اور وہان حقہ آتشین داغ کر چھینکا تو صدا اُڑانے کی بلند ہوئی اور آپ نیچے اُترے اور ایک خط کہ جسپر مہر افراسیاب کی تھی وہ لاکر اِس فیر جادو کے ہاتھ مین دیا اور کہا منم فرستادۂ افراسیاب عرض یہ اُٹھی اور آداب بجالائی اور خط ہاتھ مین لیا اُسے کھولا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے فیر جادو یہ بین ہے حسین جادو کی جسے ہمنے بھیجا ہے اور یہ نہایت سحر مین دخل رکھتی ہے پس آگاہ ہو جاؤ کہ عمرو باغ فنا کے پاس آکے پہونچا ہے عمرو کا نام پڑھنا تھا کہ سوکھی

قمر جادو کو خلجان ہوا یہ اُٹھکے اُس اژدر پر سوار ہوئی اور وہ اژدر جہاز پر گیا اور جہاز چل نکلا ہوشمند
جادو کھڑا دیکھ رہا تھا اور خیال اُسکا اُس طرف تھا عمرو نے دیکھا کہ قمر جادو تو
گئی پس انھوں نے خنجر نکال کے ایک ہاتھ جو مارا تو سر ہوشمند کا کٹ کر گر پڑا غل ہوا ماریں کی
ہو گئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام ہوشمند جادو تھا اور قمر جادو جو گئی تو اُسنے
ایک جگہ پر ایک خط افراسیاب کو سحر سے لکھکر بھیجا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے شہنشاہ
معلوم ہوا کہ عمرو باغ فنا کے قریب پہونچا ہے اب آپ مہربانی سے دمبدم کی خبر عمرو کی
مجکو لکھتے رہیے اور جس پری کو کہ آپ نے بھیجا ہے وہ یہاں آکے پہونچی لیکن من نے
کچھ توجہ اُسکے حال پر نہیں کی اور یہاں اب جو دیکھا تو وہ دریا اور دیوار سب غائب ہو گئی سوائے
جنگل کے اور کچھ نظر نہ آیا اور عمرو اُدھر چلے کہ جدھر سے آئے تھے جب ایک کوس بھر کا مارا
اُنھوں نے طے کیا تو اُنکی پشت کی طرف آگ لگی ہوئی معلوم ہوئی اور اسقدر گرمی ہوئی کہ
بیچین ہو گئے اور پشت کی طرف جو انھوں نے دیکھا تو جیسے چراغ جلتا ہے کبھی بجھ جاتا ہے کبھی
روشن ہے اور جہاں سے کہ یہ آئے ہیں وہاں سے یہاں تک برابر جلتا چلا آتا ہے پھر جو دیکھا تو ایک
شیر گیارہ ہاتھ کا بہت قوی اور اُسکی دُم اکھٹی ہوا اور ایک ساحر سوار ہے اور وہ شیر اسطرف
کو آتا ہے اور ایک گھوڑا ہے سیاہ کہ وہ شیر اُسکے قریب آیا اور خواجہ بھی ایک پتھر کے پرتاب پر آگے
چلے تو آواز آئی کہ ای ہیر سوار ذرا ادھر دیکھ اُس ہیر سوار نے پیچھے پھر کر جو دیکھا تو ایک
نازنین بہت خوبصورت حسین کو استادہ پایا پس اُس نازنین نے کہا کہ ای ہیر سوار بہت
خبردار اور ہوشیار رہنا کہ عمرو آپہونچا ہے عمرو تو گلیم اوڑھے ہوئے تھے انکو تو اُسنے دیکھا
نہیں لیکن آپ ایک کنوان تھا اُسمیں کود کے غائب ہو گئی اور عمرو آکر اُسی جگہ ٹھہرے
اور وہاں ایک ٹیکرا ہے چھوٹا سا اور اُس ٹیکرے پر دس بارہ درخت آگ کے ہیں کہ اُنمیں
سفید پھول کھلے ہیں کلیاں لگی ہیں اور کچھ پھل سبز ہیں اُس ٹیکرے پر خواجہ عمرو بھی آئے
کہ اس ہیر سوار نے اُس خبر کو اشارہ کیا کہ اُسنے وہاں خاک پانوں سے ہٹانا شروع کی
اب عمرو حیران ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے مگر خاموش ہے غرض ایک چٹان پتھر کی جب خاک کو ہٹا
تو نکلی اب دیکھا خواجہ عمرو نے کہ ایک تہ خانہ ہے اور اُسمیں صندوق اور جامدانی رکھی ہے اور اُس

پر سوار نے اُس صندوق کو کھول کر ایک ساغر نکالا اور اُسکو بھاگے سمندر نے تازہ بھائی اور یوتلین شراب کی اور جام نکال کے رکھے اور ایک جامدانی کھول کے ایک خفتان بہشت بھائی نکال کے پہنی اور ایک مندیل جواہر نگار پہنی اور ایک صندوق کھولا اُسمین سے بت جواہر نگار طلائی و نقرئی بہر کے نکال کے سامنے رکھکے پوجا کرنا شروع کیا اور جہان سے یہ آیا تھا وہان تک لو اٹھتی ہوئی معلوم ہوتی تھی اب جو اُسنے سحر کیا تو ہر ایک تختہ آگ کا روشن معلوم ہوتا ہی اور تمام صحرا آگ کا ہی اور سامنے اُسکے کچھ دانے مارے کہ وہ زمین پھٹ گئی اور کچھ دانے مارے کہ تین طرف اُسکے دیوار سے کی بنگئے تیار ہوئی اور شیر گرد اُسکے اس طرح پھر رہا ہی کہ جیسے کوئی پہرہ دیتا ہی جب یہ سب اپنی نگہبانی کر چکا پھول اور چاول بتون پر چڑھا چکا تو اُسنے پھر ایک صندوق نکالا اور اُسکے شیشے کو سحر پڑھکے کھولا تو اُس صندوق کے اندر سے ایک پریزاد قامت رشک سمنشاد آنکھین غزال صحرا سے رعنائی رخسار آفتاب فلک زیبائی بال اُسکے پیچ کہ سمیل کے پیچ اُسکے سلسلے پیچ تمام جواہر کے گہنے مین لدی ہوئی پوشاک نفیس و نادر پہنے نکلی اور ایک طنبورہ بھی تحفہ نکالا اور اُس ساحر کے ہاتھ مین اُس پری نے دیا اور جام شراب سے بھر کے اُس پری نے آپ بھی پیا اور اُسے بھی پلایا اسوقت خواجہ عمرو بھی پاس آ بیٹھے اور آپنے بیہوشی شراب مین ملادی اور اُس پری کے کان مین کہا کہ ای پریزاد مین ہون خواجہ عمرو کہو کہ تمہارا کیا حال کرون وہ پریزاد حیران ہوئی کہ کوئی نظر تو آیا نہین یہ آواز کہان سے آتی ہی اُسنے اُس ساحر سے کہا کہ ای شخص سنتا تو نے کوئی کہتا ہی کہ مین ہون خواجہ عمرو اُسنے کہا تو دیوانی ہی عمرو کے آنے کی خبر جو سنی ہی یہ اُسکا خیال ہی یہ پریزاد چپ ہو رہی اور شراب ان دونون نے بھر پی کہ آثار بیہوشی کے ظاہر ہوے اور طنبورہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹا یہ جھکا اُسکے اُٹھانے کو بیہوش ہو گیا اِدھر وہ جو شہر ہی وہ اسی ساحر کے سحر کا ہی اُسکے بیہوش ہونے سے وہ بھی چپ ہوا اُسوقت خواجہ نے گلیم کو اُتارا اور اُس پری کو ہوشیار کیا اور کہا کہ ای ملکہ تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کیونکر اس کافر کے بس مین آئین اور تمہارا نام کیا ہی اور زیور مین بھی دیکھا تھا کہ نام اُسکا کھدا ہے شہپال مین شہرخ خواجہ کو یقین ہوا کہ یہ رشتہ مین ہوگی آسمان پری کے اِس سبب سے تاکید اُسنے پوچھا اُس پری نے کہا کہ نام میرا درد انہ گوہر بوش ہی اور گوہر نگار جو ملکہ ہی

وہ میری ماں کا ہے شماست اعمال میری کہ شہیال بن شہرخ کا عرس ایک مقام پر ہوتا ہے
اور وہان سب ساکنان قاف جمع ہوتے ہین اور ناچ ہوتا ہے اُس عرس مین مین بھی
گئی دیکھا تو یہان تمام پیزادین اور جن جمع ہین مین بھی بیٹھی کچھ دیر کے بعد خبر سنی کہ قمقمہ
سر چشمی کی اولاد مین جو دیو ہین اُس وقت فوج لیے آتے ہین اور شب خون مارین گے
بس سب پیزاد اُٹھ اُٹھ کے ہر طرف کو روانہ ہوگئے اور مین بھی اپنے تخت پر
سوار ہوکر شب تاریک مین چلی تو راستہ بھول کر اس جنگل کی طرف آنکلی اس
ساحر نے مجھکو دیکھ کر گرفتار کیا اور اسکا بھائی تھا ایک ہوشمند جادو نام
اُسنے جو سحر کیا تو میرے دیو بھاگ گئے اور مین اسکے قید مین آئی اور اسنے اسکے مجھے
اسطرح رکھا کہ جسطرح تمنے مجھے دیکھا اب مجھکو بارہ برس قید ہوے گذرے اور یہ شکر
عمرو نے کہا کہ تمھین کچھ حال یہ بھی معلوم ہے کہ قید جادو کہان رہتی ہے اُسنے کہا کہ دیکھو
سامنے وہ کنوان ہی سیاہ اُسکے اندر ایک ساحر ہے کہ نام اُسکا ہی رازدار جادو اُسکے
پاس قید جادو اگر مشورہ ہر ایک بات کا کرتی ہے اور کچھ کنیزین ہین کہ اُنکے پاس جو زیورہی
وہ سحر کا ہی اور اُن زیورون مین کسی مین مُنھ کتے اور لنگور اور بندر کا بنا ہی اُسوقت خواجہ
عمرو نے ایک کنیز کو صورت نگار کی زنبیل سے نکال کے جام حضرت الیاس علیہ السلام کا
لیکے چھینٹا پانی کا اُسکے مُنھ پر دیا اور کہا کہ یا حضرت الیاس اسکی صورت دردانہ پری کی ہو
جاے پس اُسکی ویسی ہی صورت بن کے تیار ہوگئی اُس سے اِنھون نے کہا کہ تو جانتی
ہی کہ مین تیرے سر پر ہر وقت موجود ہون ایسا نکر تاکہ جو مین تجکو قتل کر ڈالون تجھے چاہیے
ہے کہ یہ ساحر کہ نام جسکا بیران ببر سوار ہے اور یہ جو پیزاد بیٹھی ہے دردانہ ہے اسپر
یہ عاشق ہی پس نام تیر اور دردانہ پری اپنے رکھا تو اس ساحر کو جسطرح ہو سکے قتل کر ڈالنا
یہ کہکے پڑیا دارو دے بیہوشی کی اسکو دی اور دردانہ پری کے کپڑے اُتار کے اسکو
پہنائے اور دردانہ کو داخل زنبیل کیا پھر فتیلہ رفع بیہوشی بیران ببر سوار کو دیا اور
آپ گلیم اوڑھ لی بیران چھینک مار کے ہوشیار ہوا اُٹھ بیٹھا اُس وقت کہا بقلی
دردانہ نے کہ تو نے تو اب خوب طور نکالا ہے کہ جاکے اور جگہ شراب خواری کر تا ہی اور یہان ہوگئی

ہو ہو کر گرتا ہی بیران بہر سوار نے کہا کہ مجھے قسم ہی جمشید اور سامری کی جو مین کہین جاتا ہون
مجھے فرصت ہی کہان ہوتی ہے یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ ایک کنیز سامنے سے پیدا ہوئی کہ اُسکے
گلے مین جو طوق ہے اُسکا منھ کتے کا سا ہے بجاے چاند وہ کنیز سامنے بیران بہر سوار کے آئی
اور کہا کہ تمکو یاد کیا ہی ملکہ قیر جادو نے اُسوقت بیران نے کہا دروانہ پری سے کہ تم
ذرا یہان ٹھہرو مین جاتا ہون اور ابھی آتا ہون یہ کہکے یہ تو چلا گیا لیکن خواجہ عمرو نے گلیم اُتار کے
اُس کنیز کے حباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گری طوق اُسکا اُتار کر گلے مین پہنا اور اُسکی
صورت آپ بنے اِس عرصہ مین بیران بہر سوار آیا اور اُسنے دروانہ نقلی کو تو صندوق مین بٹھایا
اور سحر کیا تو پڑا سو گیا اُس صندوق کو اُٹھا کے دونون ہاتھون سے سر پر رکھا اور شہر پر بیٹھ
کے چلا خواجہ جو کنیز بنے تھے یہ بھی چلے اور جاکر پہونچے اُس کنوین پر کہ جسکو دروانہ نے بتایا
تھا بیران جھم سے کود پڑا خواجہ بھی کودے غلطان و پیچان پیچان و غلطان جب
تہ پر پہونچے تو دیکھا کہ ایک دروازہ ہی اُس دروازے مین جب گئے تو دیکھا مکان بنا ہوا ہے
اور اُس مکان مین ایک تخت بچھا ہی اُس تخت پر ایک ساحرہ یعنی رازدار جادو بیٹھی ہے
اِس بیران بہر سوار نے وہ صندوق رازدار کو دیا اور کہا ای ملکہ اسے اپنے پاس رکھیے
آجکل نہایت اندیشہ و فکر ہی کیلیے کہ وہ کمبخت زندہ آیا ہی رازدار جادو نے وہ صندوق لیکر
ایک الماری اُس مکان مین تھی اُسمین رکھا اور سحر سے اس الماری کو بند کر دیا اور بیران بہر سوار
نے رازدار جادو سے کہا کہ ای ملکہ اب چلو قیر جادو کے پاس اِسنے کہا اچھا چلو بس
اِسنے ایک تخت سحر سے بنایا اور اُسپر کچھ میوہ مٹھائی رکھدی عمرو نے کہا کہ ای بی بی
مین مین بھی چلون کیونکہ اب تو کچھ کام نہین اسنے کہا چلو بس اُس تخت پر بیٹھ کے مع
چار کنیزون اور بہر سوار اُس مکان مین ایک دروازہ ہی اُسکو کھول کے روانہ ہوئی عمرو
اپنے دل مین کہتا ہے کہ حقیقت مین کیونکر آنا ہوتا اس جانک مگر خدا نے پہونچایا اب کچھ دور
چلا تھا وہ تخت کہ ایک دھنوان معلوم ہوا کہ جیسے رست نہین ہے رازدار نے سحر
پڑھا کہ وہ دھنوان سق ہوا اور وہ تخت آگے چلا اب ایک دیوار سیاہ رنگ کی معلوم
ہوئی اُسپر بھی رازدار نے سحر پڑھا کہ دروازہ معلوم ہوا اُس دروازہ مین وہ تخت گیا

پھر ایک میدان مین پہونچی اور وہان بھی ایک دیوار نظر آئی راز دار جادو نے سحر پڑہ کے
دروازہ اُسمین بھی پیدا کیا اور وہ تخت چلا اسی طرح دس دیوارون مین دس دروازہ
پیدا کر کے راستہ کیا اور جب اُن دیوارون سے نکلی تو کنارے پر سمندر
کے پہونچی وہان راز دار جادو نے تخت کو روکا اور کچھ سحر پڑھ کے باشر
کے دانے سمندر مین پھینکے شعلۂ آتش کے نکل نکل کے نمایان ہوے اور کچھ زمانہ گذرا
تھا کہ شور و غل سمندر مین پیدا ہوا اور پانی کو اسقدر تلاطم ہوا کہ کشتی آسمان
اُسمین ڈوب جاتی تو عجب نہ تھا اب جو دیکھا تو ایک مگر مچھ بہت بڑا کہ وہ جست کر کے
کبھی سیدھا کبھی ترچھا ہوتا ہوا آتا ہے جب وہ آکر کنارے پر پہونچا تو ایک بجلی چمکی اور
آواز ہوئی کہ سب کی آنکھین بند ہو گئین اور ایک دیوار آتشین بنکر تیار ہوئی عمرو نے دل
مین کہا کہ قدرت خدائے لایزال کی ہے کہ جو اُسنے مجھے یہانتک پہونچایا ہے تو کوئی
صورت پہونچنے کی ہے ہی اور کسقدر اسنے اپنی حفاظت کی ہے الحاصل جب دیوار
آتشین بجھی اُٹھ چکی تو اُس مگر مچھ نے منھ کھولا اور اُسمین سے وہ قیر جادو نکلی اُسوقت
عمرو کو خوف معلوم ہوا اور اُسنے لنگ جا کے اُس کنیز کو زنبیل سے نکالا کہ جو بلائے بیران ہر سوار
کو گئی تھی اُسے کپڑے پہنا کے اوطاق مگے مین ڈال کے ہوش سے شیار کر دیا اور آپ کلیم اور
لی وہ کنیز حیران ہوئی کہ مجھے یہان کون لایا اور اسی حیرت مین وہان سے چلی اور کسی سے
کچھ نہ کہا اور یہان قیر جادو نے سحر کیا کہ شعلہ آکے گرا کہ بیران ہر سوار
بیہوش ہوا اور پانچون کنیزون پر شعلہ گرا کہ وہ بھی بیہوش ہوئین یہ اسنے
اسواسطے کیا کہ یہ لوگ میرے راز کو نہ سُنین جب یہ بیہوش ہو گئین تو راز دار جادو
جو کھانا اور مٹھائی لائی تھی وہ اُسنے بھی کھائی اور قیر جادو نے بھی کھائی جب کھانے
سے فرصت ہوئی تو کہا اُسنے اے راز دار جادو مین پہلے کچھ دن ہوے ہین کہ عرس مین
خداوند قابیل کے گئی تھی اور مجھے افراسیاب نے نہین پوچھا تھا مین
چاہتی تھی کہ مجھے وہ خود بلائے اور مجھسے کچھ کام لے اور میری قدر کرے چنانچہ
اُس عرس مین بھی دعا مین نے مانگی تھی وہ دعا میری قبول ہوئی کہ افراسیاب

نے اتنا بڑا کام مجھسے لیا کہ باعیان قدرت پر مجھکو فوق دیا لیکن عیارون سے مجھکو نہایت خوف
خصوصاً یہ کہنہ درزد عمرو بن امیہ ضمری تو کسی جا رحم نہین کرتا اب مین پھر جاؤنگی خداوند قابیل
کے معابد مین اور دعا کرونگی کہ کوئی شے ایسی مجھکو ملے کہ وہ میری حفاظت کو کافی ہو اور دست
ظلم عیاران سے نجات ملے جب تک خداوند قابیل اپنے مُنھ سے نہ فرمائینگے کہ جا تجھنے
تجکو یہ شے عنایت کی اُسوقت تک مین ہرگز نہ مانونگی اور وہین رو رو کر اپنی جان دونگی
اِسمین رازدار جادو نے کہا کہ چند روز بہت خراب ہین اور حضور کتاب سامری مین ملاحظہ
فرمائین اُسمین تو سب کے راس اور دن لکھے ہین پیر جادو نے کہا کہ تنے خوب
بتایا یہ کہکے جھولی مین سے اوراق سامری و جمشید کے نکالے اور اُنکو دیکھا
تو بہت خوش ہوئی اور کہا کہ وہ دن آج ہی کا ہے کہ جو ناقص ہے اب مین جاتی
ہون خداوند قابیل کے معابد پر یہ کہکے اِسنے تخت سحر بنایا اور اُسپر بیٹھ
بیٹھکے چلی اور رازدار جادو اپنے تخت پر روانہ ہوئی راستہ مین انواع انواع
طرح کے سحر کرتی جاتی تھی کہین جنگل مین آگ لگا دیتی تھی اور کسی جا موتی برساتی تھی
اسیطرح سے جب یہ معابد قابیل پر پہونچی تو وہان دیکھا کہ بہت سے کشیشان اور رہبان
اتیت جوگی بڑے بڑے ساحر زبردست بیٹھے ہین اور ایک گنبد بلور بنا ہے گرد
اُسکے احاطہ کھنچا ہے اُس احاطہ مین درخت انواع اقسام کے طلسمی لگے ہین کہ اُن
درختون مین پھل کی جگہ انسانون کے سر لٹکتے ہین اشعار

قریب ایک حوض اسمین خون لبریز — کنارون پر کشیدہ خنجر تیز
کہین پتھر کے انسان وہ بھی گویا — اِسے دیکھا تو سارا باغ رویا
پکارا ایک نے آ اِسطرف کو — کہا اُس دوسرے نے دور بھی ہو
درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ — نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
زمین شفاف رستہ صاف روا — نہاں سبز مثل باغ پیدا
کوئی پتھر زمرد سے بھی خوش آب — کوئی مانند لعل سرخ نایاب

اِس گنبد بلور مین گھنٹے لٹکے تھے آفتاب سحر نکلا ہوا تھا ایک تختہ شیر کا ایک تخت صندلین پر

رکھا تھا اور چوکیون پر چھوٹے چھوٹے بت تیتا یتا دم خیتا سراگاے کا بچھڑا لقاے کا بچھڑا
لقاے زرین تن لاثانی مناات معلی تابوت معلق صندوق معلق فرعون شاہ نمرود شاہ شداد
ہامان لوٹم لوٹک جھوٹم جھوٹک ادھو بدھو خداوند مینارہ نشین وغیرہ رکھے تھے عمرو
نے کہ گلیم اوڑھے ہوے ہین اُس بت کے کہ جو قابیل کی شبیہ ہے پیٹھ کے
پیچھے اپنے تئین پہونچایا اور کھڑے رہے اُسوقت قیر جادو آئی گھنگھرو اور ناقوس
بجے جرجر کا کا امتیون اور جوگیون نے خداوند قابیل کے غل کیا اور ملکہ قیر جادو نے
جاکر اُس بت کے پانوٗن پر سر رکھا اور رو رو کر عرض کرنے لگی کہ یا خداوند قابیل میری فریاد
کو پہونچیے ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالون گی یہ کہکر خنجر اپنے نکالا اُسوقت عمرو نے اُس بت کے
مُنھ سے مُنھ ملاکے کہا کہ او قحبہ یہ ہمارے سامنے مُرجہ اپن کرتی ہے اُسنے ہاتھ باندھے
اور کہا کہ یا خداوند مین کیا عرض کرون جو میرا حال ہے اُس کمنہ وزدہ کے مارے
ڈر کے کوئی چیز ایسی عنایت کیجیے کہ جس سے مین محفوظ رہون پھر اسنے حقہ آتشین
داغے کہ چمک مثل برق کے پیدا ہوئی اور آواز تڑاق تڑاق کی آئی اور کہا کہ اے
مالزادی تو اِس قابل تھوڑی ہے کہ جو ہم کچھ تجکو دین اسنے پھر منت کی اور سجدہ کیا
اُسوقت آپ نے کہا کہ اچھا ہم اپنی ایک حور قدرت کو تیرے پاس بھیجین گے
کہ وہ تیری حفاظت کرے گی قیر جادو نے کہا کہ یا خداوند قابیل
مین تیرے تصدق بھیجیے آپ اُس حور کو اسنے کہا کہ اچھا تو جا مین بھیجتا ہون
پس یہ وہان سے پھری اور پھرتے وقت اسنے کئی ہزار اشرفیان پائین
بت چڑھائین اور نہایت خوش اور شاداں ہو کر باہر گنبد کے آئی اُس
وقت خواجہ عمرو گنبد کے باہر نکلے اور علیحدہ جاکر اُنھون نے صورت اپنی
حور کی ایسی بنائی کہ بدر کامل پیشانی کو دیکھکر سجدہ کرے اور حیران رہے
خال ہندو چمنستان رخسار مین بسان غنچہ گل ہے نہین نہین حور کی آنکھ کا تل ہے یا
ہندو بھی حافظ قرآن ہے روے کتابی پر وہ تل بصد خوبی نمایان ہے ابرو
پُرخم مہ نو بین قاب قوسین کا مرتبہ عیان ہے یا کشیدہ کمان بھی زلف سیاہ کو مشک

ختن کہنا خطا ہی عاشقون کی گردن کی رنجیر ہے لیلی دل کو مجنون کی طرح
اُسی کا سودا ہی رخسار دونون آئینہ حلبی ہین سرمایۂ خوبی ہین دہن تنگ و دہن
گوہر ہے دندان سفید مروارید ہمسر ہین سینہ صاف پرکھون کا اُبھار دینا
جوبن اور نئی بہار مسدس

لب شیرین کا وہ عالم ہی کہ شیرین ہی فدا
لیلیٰ زلف سے لیلی بھی ہی زنجیر بپا

شکل یوسف جو کبھی سامنے آئی تو کہا
سامنا میرا اسی حسن پہ اچھا اچھا

شان اللہ کی اور خدا کی قدرت
آپ بھی اتنے ہوے واہ خدا کی قدرت

پیر پیشانی کو دیکھے تو جھکے سر بہ سجود
کہکشان کو ہی فقط مانگ کی نسبت سے نمود

خال ہندو کا ہوا گلشن عارض مین ورود
سونگھکر یو پڑھے مومن کی طرح کیون نہ دود

تل سیہ روسے کتابی پہ نمایان دیکھو
طفل ہندو بھی ہوا حافظ قرآن دیکھو

دل کیا نظر کیا جسکو اشارا اُسنے
غم مین ڈوبا وہ کیا جس سے کنارا اُسنے

سیکڑون کو نگہ نازسے مارا اُس نے
تیغ کے گھاٹ ہزارون کو اتارا اُسنے

تیغ سے ابرو سے پرخم نوعمرہ ٹیڑھی ہے
قدر انداز بھی ہے صاحب شمشیر بھی ہے

برق پر برق گرائے وہ شرارت اُسمین
گرمیان شعلہ کی سیماب کی خصلت اُسمین

نازکی وہ کہ سوا گل سے نزاکت اُسمین
ماہ کنعان مین کہان ہے جو صباحت اُسمین

گردش چشم فسون ساز غضب چکرد ے
بوٹی بوٹی کے پھڑک جان کو بسمل کردے

اِس صورت سے جنگل سبز ہین کر کہ اس حلقہ کا ایسا رنگ تھا جسکی سبزی آنکھون مین کھبی جاتی تھی اور یہ خاص ماہین کے واسطے ہے کہ یہ زنبیل سے کہ جس مین سات شہر سات بیابان اور باغ و دریا ہین نکال لیتے ہین بس تخت زبرجد شاہ پر سوار ہوکر کہ وہ تخت اُڑتا ہے یہ ملکہ قیمر جادو کے پاس اسی گنبد بلور کی طرف سے آئے اور پکارے کہ منم حور قدرت خداوند قابیل قیمر جادو اُنکو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی اور اِس حور نے کہا کہ ای ملکہ تم اپنی آنکھین بند کرلو تو مین یہ تخت بھجوادون رازدار جادو اور قیمر جادو نے

آنکھون کو سند کیا عمرو نے تخت کو زنبیل مین ڈال کر کہا کہ لو آنکھین
کھول دو غرض قیر جادو حور قدرت کو لیکر چلی وہ تخت اڑتا ہوا
چلا حور قدرت کو بھی اپنے پاس تخت پر بٹھا لیا اور کنارے سمندر کے راستہ
طے کرکے آئی عمرو اپنے دل مین بہت ڈرا کہ ایسا نہو کہ یہ مجھکو سمندر مین
لیجاے پس انھون نے کہا کہ اے ملکہ قیر جادو تمھین اب کیا غرض ہے کہ تم
سمندر مین جاؤ کسی کی کیا طاقت ہے جو تمھاری طرف آنکھ اٹھا کے دیکھے اس
کہنے سے اسکی خاطر جمع ہوئی اور یہ اب چلی بیدان بیر سوار اور کنیزون
جو وہان بیہوش تھین انکو بھی ہوشیار کرکے ساتھ لے لیا اور اس مکان مین
جہان رازدار جادو رہتی تھی آئی اور اس سیاہ کنوئین سے نکل کے
باہر جو آئی تو دیکھا کہ میدان آتش خیز قطعہ آتا ہے آگ ہر مقام پر لگی ہوئی ہے
اب اسنے چاہا کہ مین تخت پر سے اترون اس وقت تین طرف سے ابر پیدا ہوا ایک تو
گنبد نور کی طرف سے ایک طلسم باطن کی طرف سے اور ایک ادھر سے
جہان پریل پریزادان تھا اور وہ ابر آتے آتے اس میدان کے روبرو ہوا پر آیا
قیر جادو نے ایک ساحرہ سے کہا کہ جادریافت تو کر کہ یہ ابر کیسے ہین وہ ساحرہ
اڑکر گئی اور پھر آئی تو اسنے کہا کہ شہنشاہ نے آپ کی حفاظت کے واسطے زرافشان
جادو کو کہ جو وزیرزادی ملکہ ظلمت نور چشم کی ہے بھیجا ہے دو سردار اور بھی اسکے ساتھ
ہین یہ سنکے اس قیر جادو نے ایک پتھر سیاہ نکال کر اسپر پڑھا اور ایک طرف کو
پھینکا کہ بجلی چمکی اور آنکھون مین ہر ایک کی چکاچوندھ آئی پھر جو آنکھین ملکر دیکھا تو ایک
بنگلہ بنا ہوا سیاہ رنگ کا پایا اس عرصہ مین زرافشان جادو بھی مع ان سردارون کے
اور چند سیاہ کے اسکے پاس آئی اسنے کہا کہ اے زرافشان تم اس بنگلہ مین رہو پھر اسنے
کچھ سحر پڑھکے اور ایک پتھر پر دم کرکے پھینکا تو اور چمک ہوئی کہ آنکھین سبکی خیرہ ہوگئین پھر
ایک محل سنگین تیار ہوئی پھر اسنے تیسری طرف ایک پتھری سحر پڑھکر ماری کہ چہل ستون
بنکر تیار ہوا اسمین ان سردارون کو اور فوج کو رہنے کا حکم دیا وہ سب اترے اب قیر جادو

نے سحر کیا کہ ایک چوکا تختون کا اُس میدان مین بچھ گیا اور اُسپر فرش بچھا کر مسند زرتار بچھائی اور اُسپر قیر جادو بیٹھی اور سامنے وہ حور بیٹھی اور وہ دونون سردار مع دو سو ساحرون کے آگے بیٹھے اور اُن سردارون نے کہا اے ملکہ قیر جادو شہنشاہ نے ہمکو تمھاری حفاظت کے لیے بھیجا ہے اور اب ہم ہر طرف دیکھتے رہینگے اور حفاظت کرینگے القصہ اُس حور قدرت نے بین بجانا شروع کی اور کشتیان شراب کی آئین اُسوقت عجب سمان بندھا پھر اُس حور قدرت نے کہا کہ ای ملکہ جو مین کہون وہ کیجیے اُسنے کہا کہ مین تابعدار ہون حور نے کہا تو پھر شراب منگوائیے اُسوقت قرابے شراب کے اور گلابیان مے ارغوانی کی موجود ہوئین خواجہ نے اُس شراب کو کنڑ مین اور جام مین اور صراحی مین اُلٹ پھیر کرنا شروع کیا اور اُسی اُلٹ پھیر کرنے مین بیہوشی ملادی اور وہ بیہوشی ایسی قاتل تھی کہ خدا اپنی پناہ مین رکھے اور جام بھر کے قیر جادو کو دیا پھر تین جام تو اُسکو پلائے بعد زر افشان اور راز دار جادو اور سران پر سوار دغیرہ سب کو دو دو ایک ایک جام اِسنے پلائے کہ اُس نشہ کی حالت مین کمر ان کو تماشہ عجیب و غریب نظر آنے لگا قیر جادو نے کہا کہ خداوند قابیل نشر عنہ لائے ہین تمھرو نے کہا کہ تعظیم کو اُٹھیے یہ کہکر اُٹھی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر نیچے تانکین اوپر دھم سے گری اُسکے اُٹھانے کو جو اُٹھا وہ جہان سے اُٹھا سب محفل بیہوش ہوگئی اُسوقت خواجہ نے خنجر نکال کر سب کے سر کاٹ ڈالے اور قیر جادو کو سیدگرم کے سنسی سے مُنھ کھول کر ملا دیا صدا کے گیر و دار و دار و گیر آنے لگی پتھر برسنے لگے اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ مارا مجکو تمام میرا قیر جادو تھا نقشین اُنکی کچھ بوم خوم آکے لیگئے اور کچھ برکال آتش گنبد نور کی طرف چلے اور کچھ طلسم ماطن کی طرف یہان افراسیاب تخت شاہی پر بیٹھا تھا کہ کچھ شرارے باغ فنا کی طرف سے اور میدان آتش خیز کی طرف سے آتے ہین بس یہ اُٹھلے چلا جب پانچ چار کوس نکل آیا تو وہان اُسنے دیکھا کہ باغ فنا کی طرف اندھیرا ہے بس یہ خاک پر بیٹھ گیا اور کچھ پڑھنے لگا پھر اپنے ہاتھ ملے اور دو انگلیون کی چٹکی بنا کے جو دیکھا تو اُسکو اندھیر انظر آیا اُسنے اپنی چھنگلیا کاٹ کے خون نکالا اور اُسکو ہتھیلی مین ملا اب اِسکو صاف نظر آیا دیکھا اِسنے کہ قیر جادو مری پڑی ہے اور صدہا ساحرون کی نقشین پڑی ہین اور ایک نازنین کہ اُسکے ہاتھ مین خنجر خون آلود ہے"

کھڑی ہی یہ دیکھکر اُسکو غصہ آیا اور چاہا اُسنے کہ مین خود جاؤن لیکن چھینک آئی اور تاج سر سے
گر پڑا بدشگونی جو ہوئی یہ خود تو نہ گیا مگر اُسنے زمین پر دو ہتڑ مارا کہ وہ زمین پھٹی اور اُسمین سے
تین ساحر نکلے ایک کا نام **مریخ جادو** دوسرے کا **طیفور جادو** تیسرے کا **چار چشم جادو**
کہ اوسکی دو آنکھین کنپٹی کے پاس ہین اور مثل شعلہ کے چمکتی ہین افراسیاب نے
اُنسے کہا کہ تم تینون جاؤ اور اِن باغبان کو مارو پس یہ تینون چلے راوی کہتا ہی کہ عمرو نے
چلتے وقت **گلچین جادو** کو بھی زنبیل مین ڈال لیا تھا اب عمرو نے چقماق پتھری نکال کے ایک
کاغذ نکالا اور اُسکو پیٹ کر جلایا منہ کے پاس رکھدیا **قہر جادو** کے پھر گلچین کو زنبیل سے
نکالا اُسنے جو دیکھا تو کہ خواجہ آپ ہی کے واسطے عیاری ہے عمرو نے اُس میدان
مین جہان کنوان تھا اُس مقام پر کچھ سکان کچے پکے بنے تھے مگر بسبب سحر کے نظر نہ آتے تھے اب
دکھائی دینے لگے اور گلچین چلی ایک مقام پر جاکے جو پہونچی تو دیکھا کہ چمن ہی گلاب کا اور ایک درخت
اُس چمن کے بیچ مین لگا ہی اور اُسمین ایک پھول ہی گلاب کا بہت بڑا گلچین جو اُس چمن مین
آئی اُن درختون سے آوازین عجیب و غریب آنے لگین لیکن اُس گلچین نے اُس پھول کو
توڑا اور عمرو نے **باغبان قدرت** کو بھی زنبیل سے نکالا اور اُس پھول کو جلاکر
دھوان اُسکا آنکھون مین **باغبان قدرت** کے دیا آنکھون سے پانی نکلنا شروع ہوا
اور عمرو نے ایک کنتھا زنبیل سے نکالا کہ اُس کنتھے کو گلے مین باندھا اور گلیم اوڑھے ہوے
یہ سر پر **باغبان قدرت** کے کھڑے ہین اب کنتھے پر کچھ شمار کرنا شروع کیا اُسوقت
مریخ جادو آکے پہونچا اور اُسنے چاہا کہ مین **باغبان قدرت** کو پکڑلون **باغبان قدرت**
کی آنکھین روشن ہو چکی تھین اُسنے اٹھکر ایک تلوار سحر کی جو **مریخ جادو** پر ماری تو وہ ٹانگون
کے راستہ سے نکلگئی صدائے دار و گیر برپا ہوئی اُسوقت **طیفور جادو** آکے پہونچا اور اُسنے
ایک تیغ سحر کا **باغبان قدرت** پر مارا لیکن لشکر اسلام کی طرف سے ایک ابر نمودار ہوا اور
ملکہ نافرمان جادو آکر پہونچی **باغبان قدرت** نے **طیفور جادو** کے تاج کو سحر سے کاٹ
دیا اور نافرمان جادو نے کچھ دانے سرسون اور رائی کے **طیفور جادو** پر مارے اُسنے
ابھی سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ دانے اُلٹے پلٹ گئے اور اِسنے ایک تیغ نکال کر

جھولی سے نافرمان جادو پہارا کہ نافرمان جادو بیہوش ہوگئی اسوقت ملکہ بہار جادو جو چلی تھی وہ آکر پہونچی اور اُسنے ایک گجرہ پھولون کا طیفور جادو پر مارا کہ طیفور جادو بیہوش ہوکر گرا بہار جادو نے اُسکا سر خنجر سے کاٹ ڈالا افراسیاب نے یہ حال جو دیکھا کہ دو ساحر زبردست مارے گئے ابریق کوہ شگاف کو بُلایا کہ اُسنے آکر ایک صندوقچہ کھولا کہ اُسمین سے ایک بلا جواہر کی نکلی اُسوقت سرمایۂ برف انداز بھی آیا اور افراسیاب خاک پر بیٹھا ہوا اور یہ دونون کھڑے ہین افراسیاب نے بارہ ہزار پُتلے طلسمی طلب کیے کہ وہ آکر موجود ہوئے اور یہان چار چشم جادو اور بہار جادو کا سامنا ہوا اور چار چشم نے چاہا کہ پاؤن تخت سے پکڑکر کھینچ کر لون اُسوقت بہار نے نیچہ اُٹھاکر مارا کہ وہ اُسکے تا دو ابرو اُترا اور بجلی چمکی آنکھین سب کی خیرہ ہوئین اب جو دیکھا تو ایک پتلی ہے ابر مین غرق اور اُسکے ہاتھ مین ایک آئینہ ہے اُس آئینہ کو اُس پتلی نے بہار جادو کو دکھلایا یہ آئینہ رو اپنی زلفین بنانے لگی اور نافرمان جادو بھی اپنے بال سنوارنے لگی اور یہ چار چشم جادو ہنسنے لگا اور باغبان قدرت کے پاس آیا اور کہا کہ او نمک حرام اب تیری آنکھین اچھی ہوئین یہ کہکے قریب پہونچا اُسوقت گلچین جادو نے نعرہ کیا کہ او چار چشم جادو کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اب چار چشم جادو نے کہا کہ اے ملکہ تم بھی سنگار کرو اپنے ہاتھ سے گلچین نے کہا کہ باش کی گذارم ترا اور اُسنے ایک پھول نکالکر اُسپر مارا اُس پھول سے شعلہ ہو نکلا تو چار چشم جادو پر پڑا یہ دھڑ دھڑ جلکر خاک ہوگیا عمرو نے بہت تعریف کی کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا کہنا بہار جادو اور نافرمان جادو بھی ثنا خوان ہوئین اور یہ سب لوگ ہوسے اور لشکر اسلام کی طرف چلے قیر جادو نے راستہ کو پھیر دیا تھا باغ فنا کی طرف سے اب سیدھا راستہ ہوگیا ہے راستہ مین وہ پُتلے جو افراسیاب نے بارہ ہزار طلب کیے ہین اُنکو اسطے گرفتاری ان لوگون کے بھیجا تھا وہ اُنکو شے اُن پتلون پر عمرو بن امیہ ضمری نے جال الیاسی ارا کہ وہ سب اُس جال مین پھنسے اُنکو زنبیل مین ڈال لیا اور مع بہار جادو و نافرمان جادو اور باغبان قدرت و گلچین جادو وغیرہ کے یہ روانہ ہوئے اور ایک جگہ پر پہونچے کہ وہان تین پہاڑ ہین اور تین راستے ہین کہ تین طرف کو راستہ گیا ہے ایک تو جانب دریائے

ہفت رنگ کہ ادھر طلسم نور افشان قلعہ کوکب روشن ضمیر ہے اور ایک شہر نا پرسان
کی طرف اور ایک کوہ گلزار کی طرف کوہ گلزار کے دہان پہونچکر باغبان قدرت نے
ایک گنڈلہ گول زمین پر کھینچا اور ایک اور گنڈلہ بڑا کھینچکر ایک مین گلچین کو بٹھایا اور
ایک مین آپ بیٹھا اور ایک مالہ تلسی کا ہزار دانے کا گلچین کے ہاتھ مین دیا اور ایک اسم بتایا کہ
اسکو پانچ ہزار دفعہ پڑھو اور آپ بھی رائی سرسون اُرد بنولے ماش مٹر کے دانے سامنے
رکھکے تلسی کا مالا لیکر کچھ پڑھنا شروع کیا یہان تک کہ گلچین جادو نے اشارہ سے کہا کہ اب
پانچہزار بار پورا ہوچکا بس باغبان نے کچھ اسم سحر کا پڑھکر ایک انگلی اپنی ڈورے سے
باندھی اور اُس انگلی پر پھر کچھ اور پڑھا کہ وہ انگلی سیاہ ہوئی اُسکو چھری سے کاٹا تو ایک
بوند سیاہ خون کی اور ایک بوند زرد خون کی اور ایک بوند سُرخ خون کی نکلی اور ایک چمک ہوئی
کہ جس سے سب کی آنکھین خیرہ ہوئین اُسوقت باغبان قدرت نے خواجہ عمرو سے کہا کہ آپ
نکالیے اب اُن تینون کو عمرو نے جال مین ہاتھ ڈالکر کھینچا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے آدمی کا گلا
ہوتا ہے ایسی کوئی چیز ہاتھ مین آگئی لیکن عمرو نے کھینچ کھینچ کر باہر اُن تینون کو ڈالا تو وہ
اُڑکر آسمان کی طرف چلے اُسوقت باغبان قدرت نے وہ رائی سرسون مٹر وغیرہ کے دانے
جو آگے رکھ لیے تھے اُن تینون پر کھینچکر مارے کہ ایک بجلی چمکی اور دھنواں ہوا اور یوہی ایندھ
کی ایسی آنے لگی کہ جیسے گوشت جلتا ہے غرض وہ سب تینے جلکر خاک ہوگئے اندھیرا ہوگیا
اور آوازین عجیب و غریب آنے لگین کہ افسوس صد ہزار افسوس مارا اُن شخصون کو کہ جنکا ثانی
نہ تھا پھر کامل اندھیرا رہا قیامت برپا رہی پھر روشنی ہوئی باغبان نے کہا ای خواجہ آپ
خاطر جمع رکھیے عمرو نے ایک خیمہ زنبیل سے نکالا اور فرش کیا پھر ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر
شراب لائے وہ جاکر کسی بستی سے شراب لایا عمرو نے باغبان نے گلچین نے اور سب
ساحرون نے پی گلچین نے باغبان سے کہا کہ اے میرے وارث آپکو لازم ہے کہ خواجہ
صاحب کو ایسا کچھ بتا دیجیے جس سے یہ ہر مقام پر زبردست رہین یہ کلمہ عمرو کو ناگوار ہوا
کیونکہ وہ سمجھا کہ یہ دونون جانتے ہین کہ عمرو کے کیے کچھ نہین ہوتا ہے پھر آپ ہی اپنے
دلمین کہا کہ غور کرنا زیبا نہین ہے اسکو بتانے تو دو دیکھو کیا بتاتا ہے یہ سمجھکر خاموش ہوا اور باغبان نے

گلچین سے کہا کہ تو احمق ہو گئی ہین بھلا خواجہ کو کیا بتاؤن وہ خود اپنے وقت کے اُستاد ہین
داستان رنگین و بیان دلنشین آنا متین جادو و لباس پوش آدم خوار و نیز جادو
و مردم خوار جادو و شبو کا اور بیہوش کرنا مہر رخ و باغبان قدرت و گلچین جادو
کو باعانت صرصر شمشیر زن و صبا رفتار عیار نیون کے پھر عیاری عیاران لشکر
اسلام کی اور مارا جانا اُن ساحران مذکور کا اور آنا مہار شعلہ بدن کا اور منگوانا
لباس طلسمی از اسباب کا اور چاک ہو جانا چادر جمشیدی کا برق کے پاس سے
اور مارا جانا تنویر آہن کلاہ کا جانا از اسباب کا مزرعۂ گندم اور نہر حلیمون پر
اور وہان جانا قران کا عصائے درخت ارا کا لیکر اور ملاقات ہونا حوت
تا جدار فرزند ماہی زمرد رنگ سے اور مارا جانا کرسی نشین جادو اور مہتر جادو
کا مزرعۂ گندم پر اور رہائی پانا کوکب و بُران و عمرو کا مزرعۂ گندم پر
سے اور فتح کرنا کوکب کا دشت فنا کو اور مارنا غضنفر کا اشکال جادو
کو اور ملاقات کرنا بلقہ سلطان عنبرین موسی اور جانا لقا کا جانب نردہ
قاف وہان ایک اژدہے کو اُڑا دینا مار ودسے اور ایک دیونی شے
ملاقات کرنا پھر اپنے لشکر مین آنا المؤلفہ

ساقی مرا مے سے نہ دُھلا دے
مے دینے مین کر نہ مجھ سے تکرار

دل کہتا ہی لا مجھے بھی دی جام
باقی نہین دل کو اب میری صبر

بغیر از نشہ ہی بیکار ہستی
نہین مے پینے سے ہی دل میرا بیمار

بہت بیتاب ہے یہ جان مشتاق
خدارا ساقیا دی اب مے ناب

تو یسی یکی نغز و نو داستان

نیند آتی ہے مے مجھے بلا دے
خاطر مین ہے میرے جوش ساقی

ساقی ترا نیک ہوے انجام
دیگر اشعار آبدار

کرین مجرا مجھے گردن جھکا کر
بنو شیشے مین ہی قسمت کا پھیر

وفور شوق سے بیخود ہوا ہون
کہ اپنی جان مضطر ہی بیتاب

بے مے کے زندگی ہے دشوار
اس دل کو ہی عزم نوش ساقی

ہی عزم کہ امڈون صورت ابر
طلب کرتا ہی دل میرا یہ مستی

جھکے تسلیم کو شیشے برابر
بغیر از مے کو اب ہی زندگی شاق

شراب اک جام پانی سے جیا ہون
بنو شید سے مے جاہ رنگین بیان

شیفتگان گیسوے جانان تقریب دل پذیر خوش بیانی

وواردشگان شیرین زبان کلام نمکین مطلوب معانی زینت فزایان مجلس سخن و رونق دہندگان
بزم کلام کہن صدر نشینان انجمن کلام ہو باریابان دربار سخن مسند الیتام شاہد عاشق
مضامین و مستاقان کلام نمکین و شیرین آرائش دہندگان محفل علم و ہنر و محرران دفاتر
ہنر گستر شہزادہ سخن کو اقلیم مضمون کے تخت پر اسطرح بٹھاتے ہین اور حکم دریا بخوش
کلامی یون فرماتے ہین کہ افراسیاب بے ایمان جب باغ سیب مین آیا تو ہر طرف نگاہ کی اور تخت
پر جا کے بیٹھا ابریق کوہ شگاف و سرمایہ برف انداز اور ساحران نامی گرامی بیٹھے ہین اس
وقت ملکہ حیرت جادو مع صرصر شمشیر زن اور صبا رفتار کمند انداز کے آئی ان عیار
بچون کے پاس تمنہ ہے اور کچھ اسم بھی پڑھتی ہین کہ جسکی وجہ سے جہان کہین افراسیاب
ہوتا ہے یہ پہونچ جاتی ہین اب جو یہ آئین افراسیاب نے پوچھا کیونکر آئین حیرت نے
کہا کہ میرے ساتھ آئین یہ کہکر حیرت پہلوے افراسیاب مین بیٹھی پاندان سونے کا کھلا
ایک گلوری بنا کر بادشاہ کے منہ مین دی لیکن افراسیاب بسبب ہلاک ہونے ساحرا
نامی کے رنجیدہ تھا حیرت بادشاہ کو چھیڑنے لگی اور دلجوئی کرنے لگی اسوقت ایک ابر سیاہ
سیاہ رنگ آکر چھایا اور اس ابر سے آوازین عجیب عجیب آنے لگین پھر آواز آئی کہ مارا ان
شخصون کو کہ جو خاص شہنشاہ کی فوج تھی مع پتلے اور کچھ خاک سیاہ رنگ کی تخت پر بادشاہ
کے اور سامنے تخت کے گرجی تخت کے سامنے چار منقلین ایک تو فولادی دوسری طلائی
تیسری نقرئی چوتھی جواہر نگار رکھی تھین افراسیاب نے وہ خاک چٹکی مین اٹھا کر منقل فولادی
پر ماری ایک آواز بڑے زور سے گڑگڑانے کی آئی اور منقل مین سے آواز آئی کہ ای شہنشاہ
عمرو نے ایک ایک کر کے پتلون کو جال سے نکالا اور انکو مارا با غیبان قدرت نے
یہ سنکر افراسیاب نے صرصر شمشیر زن و صبا رفتار سے کہا کہ تمسے کوئی کام ایسا
ہوا کہ جو موجب تمہاری ناموری کا ہوتا صرصر نے عرض کی اے شہنشاہ ہمارے پاس وہ
چیزین نہین ہین جو عمرو کے پاس ہین اگر ہمارے پاس بھی ہون تو آپ دیکھین کہ ہم کیا کام
کرتے ہین سرکار ہی ہمکو کوئی ایسی چیز دیدے تو ہم مہرخ وغیرہ کو باندھکر لے آئین اور
کچھ ساحر ہمکو ملین وہ ساحر کہ جنکے عزیز مارے گئے ہین آنکھین ہمکو دیجیے کہ

اُنھون نے ذلت اُٹھائی ہرافراسیاب نے کہا اچھا اور دربار مین چند ساحر حاضر ہین اُنمین سے
نفیر جادو کہ جسکو چالاک نے ذلت دی تھی لقا کے سامنے اور دوسرے شبلو اور تیسرے
نافرمان یہ نافرمان افراسیاب کی طرف کی ہر اور نفیر جادو نے سحر ایسا تیار کیا ہر اب کوئی
اسکا جواب دینے والا نہین اور تین سردار ہین نفیر جادو کے ایک کا نام متین جادو
اور دوسرے کا نام پلاس پوش جادو اور تیسرے کا نام مردار خوار جادو چنانچہ ان تینون
سردارون نے اور نفیر اور نافرمان اور شبلو نے صرصر سے کہا کہ ہم سب تمھارے ساتھ چلنے
کو حاضر ہین اور سرمایہ برف انداز نے کہا کہ مین بھی چلونگا تمھارے ساتھ اور جہان جو
چیز درکار ہوگی مجھ سے طلب کرنا مین موجود کرونگا صرصر اور صبار فتاران سب ساحرونکو
لیکے کرروانہ ہوئے مگر یہ سب ساحر الگ الگ چلے اور جس مقام پر کہ پل پر مزادان تھا
پہونچکر نفیر جادو نے ایک کاغذ نکال کے آسمان کی طرف اُچھال دیا کہ اسمین چمک ہوئی
اور شعلہ بنکے وہ کاغذ غائب ہوا تھوڑی دیر مین پھر اُڑتا ہوا جو آیا تو اُسمین نفیر جادو
نے لکھا ہوا پایا کہ گلزار مین خیمہ استادہ ہے اور باغبان قدرت اور بہار اور گلچین اور
نافرمان یہ سب چند نازنین کے بیٹھے ہین صرصر نے کہا اے نفیر جادو ملکہ مہرخ کی بھی خبر منگوائیے
کہ وہ کیا کرتی ہین نفیر نے اُسی کاغذ کو کاٹ کے آدھے کو ایک طرف اُڑا دیا اور آدھے کو
دوسری طرف اُچھال دیا وہ دونون ٹکڑے کاغذ کے شعلہ بنکے غائب ہوگئے بعد کچھ دیر کے
جو آئے تو نفیر نے لکھا ہوا دیکھا کہ مہرخ سحر چشم و ہلال زرین سحر جادو و ہلال ظلمت افگن
جادو اور یاقوت زرین پنجہ و خورشید زرین رکاب وغیرہ بہت سے سردار مہرخ کے
ہمراہ ہین اور وہ جانب کوہ گلزار جاتی ہے اور دوسرے کاغذ مین لکھا پایا کہ بارگاہ مہرخ مین
اور لشکر مین اُسکے بہت سے ساحر ہین کہ وہ بھی بیٹھے ہوے خوشی کر رہے ہین نفیر
نے یہ پڑھکے اُن دونون پرچون کو جھولی مین ڈال لیا اور اپنے سحر کو زور دیا کہ ایک
چادر نفیری بنکے تیار ہوئی اور اُس چادر پر صرصر و صبار فتار اور نفیر بیٹھ کر چلے اور ساحر تو
اور طرف سے آئے ہین لیکن یہ اُسطرف سے چلے ایسا کہ جب کوئی دو کوس مہرخ
رہی اور اُدھر باغبان قدرت وغیرہ رہے تو صبار فتار نے صرصر شمشیر زن سے کہا کہ اے ملکہ

تم تو باغبان قدرت کی طرف جاؤ اور مین مہرخ کی طرف جاتی ہون بس نفیر جادو اور شبو
یہ لوحصر صر شمشیر زن کے ساتھ ہوئے اور نافرمان و متین اور بلاس پوش اور آدم
خوار یہ سب چلے صبار فتار کے ساتھ اور تھوڑی دور جاکر صبار فتار نے اپنی شکل باغبان
قدرت کی بنائی اور متین جادو بزور سحر بہار کی صورت بنا اور سب سرداروں کو کہ جو ساتھ ہین
صبار فتار کے اُدھر کے سرداروں کی ایسی شکل پر بزور سحر تیار کرایا اور کچھ گلدستے بہوشی کے
بناکر تخت سحر پر اپنے سامنے رکھ لیے اور چلی یہان تک کہ قریب مہرخ پہونچی اُسنے دیکھا کہ
باغبان قدرت آتا ہے بس یہ نہایت خوش ہوئی اور باغبان قدرت نے جلد تخت کو نیچے
آتا دیکھ مہرخ نے بڑھ کے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا باغبان قدرت نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال کے اُس مقام
پر کچھ فرش بچھوا کے اُسکو بٹھایا اور آپ بھی بیٹھا اور خورشید و ہلال و یاقوت وغیرہ سب سردار یہ بھی
آکر بیٹھے اور باغبان قدرت نقلی نے کہا کہ ای ملکہ کیا کام کیا ہی خواجہ صابر نے کہ جاسے
تیر جادو کو مارا یہ ذکر و تذکرہ ہو رہا تھا کہ کچھ ساحرون نے سحر بھی کیا اور کچھ اُن گلدستون کی خوشبو
سے مہرخ کو غش آنے لگا اور اُسنے باغبان قدرت سے کہا کہ مجکو کچھ گرنی معلوم ہوتی ہی باغبان
قدرت نے کہا واقعی گرنی ہی مہرخ گھبرا کر اُٹھی اور اُٹھتے ہی گری اور سردار بھی گرے اب متین
جادو اور بلاس پوش جادو اور آدم خوار وغیرہ نے وہ جو چونتیس ہزار کا لشکر مہرخ
کے ہمراہ تھا اُنپر سحر کرنا شروع کیا کہ ایک ابر آسمان پر پیدا ہوا اور پانی برسنے لگا جس ساحر پر
کہ بوند پڑی وہ بیہوش ہوا یہان تک کہ سب بیہوش ہوگئے اور وہ بحر بھی تھے اُنھین کیا
معلوم کہ باغبان قدرت ایسا کچھ کریگا جب یہ سب بیہوش ہوئے تو مہرخ کی زبان مین سوزن
دیا اور تخت پر ڈال لیا اور سحر سے ایک احاطہ گرد اُس لشکر کے کھینچ دیا پھر مہرخ کو تو جانب
بادشاہ ایک ساحر کے ساتھ روانہ کیا اور یہ پھر یہان سے چلے تو راستہ مین صرصر شمشیر زن
اور نفیر جادو اور شبو یہ اُنکو ملین پس صرصر نے اپنی شکل مہرخ کی ایسی بنائی اور صبار فتار
نے خورشید زرین سحر کی ایسی بنائی اور نفیر جادو نے یاقوت زرین سحر کی ایسی بنائی
غرض یہ سب کے سب صورتین تبدیل کرکے باغبان قدرت کی طرف چلے جب قریب
پہونچے تو باغبان قدرت کو خبر ہوئی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم آتی ہین بہار نے کہا کہ

اے باغبان قدرت آپ جانتے ہین کہ خواجہ صاحب نے ملکہ مہرخ کو بادشاہ لشکر کیا ہے
اور مین بین ہون حیرت جادو لیکن مرتبہ ملکہ مہرخ ہی کا بلند ہے آپ کو استقبال اُنکا
کرنا چاہیے باغبان قدرت نے کہا مجھے خود منظور ہے کہ قدمبوسی ملکہ کی کرون یہ کہکر
باغبان اُٹھا مہرخ تو قریب آہی چکی تھی یہ جاکر بغلگیر ہوا اور اُسنے پاے ملکہ کو بوسہ بھی
دیا اب یہ سب آکر خیمہ مین بیٹھے اور شراب وکباب کا جلسہ ہوا اس عرصہ مین شباب
سدرہ سبدل بہ پیری ہوا اور قہر جادو سے شب دراز رائی سر ہوئی مژگان کو اکٹھا کیکر عالم مین آئی ابیات

کھلا مانند گیسو شام کا رنگ	نظر آنے لگے کچھ اور ہی ڈھنگ	چلا دن مثل عمر بیغم بسہل
نہ ٹھہرا جسطرح بیتابی دل		

رات کو شمع ہاے موی وکافوری گلکاری کی کہ حضرت نے اُنکو بلایا
تھا اور اُنمین بیہوشی کو ملایا تھا روشن کی گئین کہ اُنمین سے خفیف سا دھندوان نکلا اور بو
پیدا ہوئی اور دماغ مین وہ بو ہر ایک کے گئی باغبان قدرت نے دیکھا کہ میرا بدن بوجھل ہوا
جاتا ہے اور گلچین جادو جو گدگدائی تو اُٹھکر چلی اُٹھتے ہی گر پڑی اور بہار نے کچھ پھول لیکر
کے توڑ کر گریبان مین اپنے ڈالے اور باغبان نے تین دفعہ چٹکی بجائی لیکن سب
محفل بیہوش ہوگئی اُسوقت متین اور شبنم اور نافرمان نے اپنے اپنے سحر کو زور دیا اور ایسے
سحر پڑھے کہ دس رنگی آدم خوار پیدا ہوے اور اُن رنگیون سے کہا کہ جاؤ باغبان قدرت
کو اُٹھالاؤ وہ رنگی اُٹھانے کو جو آئے تو ایک پھول گلاب کا اور سے گرا اور پنکھڑیان اُسکی
الگ ہو گئین اور تیر شہاب نکلکر اُن دسون رنگیون پر پڑے تو وہ جلکر خاکستر ہوے
اور کچھ رنگی متین نے بناکر گلچین کی طرف بھیجے جب وہ رنگی اُسکی طرف پہونچے تو ایک بجلی
چمکی کہ اُنکو بھی جلاکر خاک کیا پھر آدم خوار نے کچھ رنگی بناے اور اُنکو بہار کے اُٹھانے کے لیے
بھیجا مگر ملکہ بہار بھی اسقدر ہشیار تھی کہ اپنی جگہ سے نہ ہلی کیونکہ اُسنے گجر اپنے گریبان مین
ڈال لیا تھا اب زمین سے شعلے پیدا ہوئے اور اُن رنگیون کو اُن شعلون نے جلا دیا
اُسوقت صبا رفتار نے کہا کہ ایک کام کرو کہ ہلال اور خورشید و یاقوت پر ان سبکو
ڈالو پس باغبان قدرت پر یاقوت زرین سحر کو ڈالا بقدرت خداوند عالم ایک
پھول آکر باغبان کے پاس گرا اُسنے گرا اُسنے کشور کے مقاصد کو توجہ کرکے علیحدہ

ہوئی اور اُس پھول سے شرارے پیدا ہوئے کہ اوجو ساحر تھے اُنکو جلایا اُس وقت سرمایہ برف انداز آگیا پہونچا لیکن حال سُنیے کہ عمرو اُس مقام پر نہین ہی خواجہ یہان سے واسطے لینے مہرخ کے گئے تھے اور مہرخ وہان سے چل چکی تھی جب عمرو لشکر مین جاکر پہونچا تو اُسنے خبر سنی کہ ملکہ مہرخ تو یا جنان کی طرف گئی ہین یہ لشکر مین کچھ دیر ٹھہر کر پھر وہان سے چلا یہ تو راستہ مین آتا ہے مگر مہان سرمایۂ برف انداز جو آیا تو شیر پر سوار ہے اور بتیس انیسین جلیسین خوک صحرائی پر سوار ہین اس سے صرصر نے کہا کہ ای وزیر اعظم شہنشاہ نے اتنا تو کام کیا کہ سب کو بیہوش کر دیا ہے لیکن اب ہمسے یہ اُٹھ نہین سکتی ہین سرمایہ نے اُسوقت ایک صندوقچہ منگا کر کھولا کہ اُسمین سے بجلی چمکی اور ستارہ نکلکر جانب آسمان گئے اور فلک کی طرف سے کچھ موتی اور پھول گرے اب سرمایہ نے اور سحر کرنا شروع کیا یہ تو سحر کر رہا ہے اور وہان عمرو بن اُمیہ ضمری چلے آتے ہین جب کوئی تیس فرسخ راہ طی کی آگے تو دل نے گواہی آگے جانے کی نہ دی آخر ناک پر اُنگلی رکھکر تین چکر اُنھون نے کئے لشکر مہرخ کی طرف مُنھ اُنکا اُٹھ گیا اُسی طرف چلے جب ایک پہاڑ کے قریب آکے پہونچے تو اُس پہاڑ کے درے مین قران ملا اور اُسنے کہا کہ اُستاد بڑا غضب ہوا کہ صرصر و صبار فتار نے آکر اُسکو قید کیا ہی عمرو نے سب کیفیت سُنکر دل سے کہا کہ خوب ہوا جو مین اُسطرف نہین گیا پھر آگے عمرو جاتا ہی پر یگاہان اتنا ہی کہ پہلے پہنچے تھے اب ہوشیار ہین پس قران تو اُنسے حال کہکے چلا گیا اور یہ آگے جو چلے تو برق فرنگی ملا اُس سے سب حال کہکے اُسکو اپنے ساتھ لیا اس ہنگامہ مین چشم شاہد شب مین سفیدی آئی اور دیدۂ خورشید سنور درخشان ہوئے نظم

گذرگاہین ہوئین روشن زمین پر	کھلا عالم پہ ہر سو پردۂ زر	بعد از شب ہوئی جب صبح آغاز
اُسوقت عمرو نے دیکھا کہ لشکر کی طرف سے گرد اُٹھی اور اُس گرد کے		ہوئی ٹھہرا کہین کوئی کہین پر

بلوہ چار دست خودار ہوا اور آکر اُسنے خواجہ کی قدمبوسی کی اور کہا کہ مجھے یہ فرمان کوکب روشن ضمیر آیا ہی کہ ہمنے تجکو خواجہ عمرو کی اطاعت مین دیا اگر وہ کہین کہ نفرے کو سلام کر تو سے بھی تو سلام کرنا اور دیکھیے یہ فرمان میرے پاس موجود ہے عمرو نے جو اُسے پڑھا تو اُسمین یہی لکھا تھا کہ اے عمرو وہان سرمایہ برف انداز آیا ہوا ہی اور اسطرح سب

ساحر بیہوش ہین تو آپ اُسکی فکر کرکے باغبان قدرت کو لیکر ہمارے پاس آیئے اِسکو پڑھکے عمرو نے برق سے کہا کہ بیٹا ایک چٹان پتھر کی کوئی بیس گز سے تیئس گز تک لمبی اور چوڑی ہو تلاش کرو یہ کہکر اپنی شکل افراسیاب کی ایسی بنائی تاج جواہر نگار سر پر رکھا اور ایک ابر روئی کا بناکر یعنے اُس روئی کے بیل کو سُرخ رنگا ہی اور اُسکے بیچ مین کمند اصفا صفا کو باندھا ہی اور بلور چار دست کو صورت کسی ساحر زبردست کی بناکے اور برق کو حیرت کی شکل بناکے اُس چٹان پر پتھر کی آپ بیٹھے اور حیرت کو پہلو مین بٹھایا اور بلور سر پر رومال کھڑے ہوکر جھلنے لگا اور بلور سے اُنھون نے کہا کہ چٹان کو سحر سے اُڑا اور اُس ابر کو بھی سر پر میرے سایہ فگن کر بلور نے چٹان پتھر کی اُڑائی اور اُس ابر کو بھی سحر سے اُڑایا اور اُس چٹان پر پتھر کے گلدستے سامنے افراسیاب کے رکھے ہین اور وہ چٹان اُڑتی ہوئی چلی اتفاق سے وہ ساحر کہ جو مہرخ کو لیکر جانب بادشاہ روانہ ہوے ہین وہ اُنکو ملے اور اُنھون نے اُنکو بادشاہ افراسیاب سمجھکر سلام کیا عمرو نے مہرخ کو جو تخت پر بیہوش پڑے دیکھا خیال مین آیا کہ ساحرون کو قتل کرنا چاہیے یہ سوچکے عمرو بادشاہ تو بنا ہوا تھا ہی اُن ساحرون سے پوچھا کہ تم مہرخ کو کہان لیے جاتے ہو اُنھون نے کہا حضور ہی کے پاس لاتے تھے افراسیاب نے بلور سے اشارہ کرکے چٹان کو زمین پر اُتروایا وہ تخت بھی ساحرون نے اُتارا اُسوقت افراسیاب نے ہنسکے کہا کہ تم نے بڑا کام کیا ہی مین تمکو بہت کچھ دونگا مگر اسوقت میرے ہاتھ سے دو دو جام شراب پی لو یہ کہکے دو جام شراب زنبیل سے نکالکر اُنکو دیے کہ اُنھون نے پیتے ہی کچھ دیر مین بیہوش ہو گئے عمرو نے اُنکے سر کاٹ ڈالے مہرخ ہوشیار ہوئی زبان سے اُسکی سوزن نکالا اور اُس سے کہا کہ تم یاقوت جادو جو وزیرزادی حیرت کی ہی سحر کے زور سے اُسکی صورت بنو مہرخ یاقوت کی شکل بنکر تیار ہوئی اور افراسیاب نقلی یعنی عمرو کے ساتھ اُس چٹان پر بیٹھکر سے ہوکر روانہ ہوئی اور اب وہ وہان سے چلکر سرمایہ برف انداز جو یہان سحر کر رہا تھا ہوپہنچے سرمایہ نے چاہا ہے کہ اپنی زبان کاٹے اُسوقت افراسیاب نقلی آگر ہو بولا اور اُسنے کہا کہ اب تک اُن لوگونکو لیکر کیون نہ حاضر ہوئی صرصر نے کہا ای شہنشاہ یہ سبلوگ نشے اُٹھے ہین افراسیاب نقلی نے کہا دیکھو یعین

سب کو اٹھائے دیتا ہون یہ کہکر بلور سے کہا کہ اُسنے صرصر و صبار فتار کو پکڑ لیا اور مہ سیخ
اور بلور نے ملکر جو سحر کیا تو سرمایہ برف انداز کو بھی گرفتار کر لیا اب شیبو و نافرمان و نفیر جو
باقی تھین اور اپنے دل مین حیران تھین کہ یہ افراسیاب کو کیا ہوا ہے کہ جو اُنکو گرفتار کراتا ہے چنانچہ
متین و پلاس پوش و مردم خوار یہ سب حیران کھڑے تھے افراسیاب نقلی نے حکم دیا
کہ انکو بھی باندھو کوئی فرط خوف و خطا بہ شاہی سے دم نہین مارتا انکو بھی بلور و مہ سیخ وغیرہ نے
باندھکر زبانو نمین سبکی سوزن دیا اُسوقت عمرو نے نعرہ کیا کہ منم عمرو بن امیہ ضمری اب
تو سب گھبرائے لیکن کیا کر سکتے تھے کہ بندھے ہوے تھے اور سوزن در زبان تھی اب سب
سرداروں کو لیتے باغبان و گلچین کو آب سحر چھڑک چھڑک کر ہوشیار کیا اور اُن سرداروں کو
کہ جنکو قید کیا ہی بیہوش کر دیا اتفاقیے کہ کوئی فتور نکرین غرض جب سب ماہو چکے تو کہا کہ یہان
رہنا مناسب نہین ہے بس اُسی وقت خیمہ اکھاڑ کے عمرو نے زنبیل مین ڈالا اور سرا پردہ
اور صرصر و صبار فتار وغیرہ سحاروں کو بھی زنبیل مین ڈال لیا اور آپنے لشکر کی طرف چلے
جب کوئی دو فرسخ لشکر باقی رہگیا تو وہان جاکر بروق نے خبر کی کہ اُستاد اور سب سردار آتے ہین
بس لشکر کے سوار و پیدل سب سردار جلیل القدر برائے استقبال چلے لشکر سے جہان تک کہ
باغبان قدرت وغیرہ چلے آتے تھے آدمی ہی آدمی نظر آتا تھا اُسوقت عمرو نے کہا
کہ چوبیس ہزار کا لشکر مہ سیخ کا بیہوش پڑا ہے اور احاطہ سحر کا گرد اُس لشکر کے کھنچا ہی کوئی ایسا
ہے کہ جو اُس لشکر کو ہوشیار کرے اور اُس احاطہ سحر کو مٹائے یہ سُنکر باغبان قدرت نے
و بلور چہار دست اور ملکہ بہار نے کہا کہ ہم ایسا کر سکتے ہین چنانچہ اُس مقام پر آکر بہار نے
ایک گجرا پھولون کا اُس احاطہ پر مارا کہ وہ دھنوان ہوکر اُڑ گیا اور بلور چہار دست نے ابر سحر
برسایا کہ جسپر پانی کی بوندین پڑین وہ ہوشیار ہو گیا جب سب ہوشیار ہو چکے تو یہ بھی سب
لشکر کی طرف چلے اب عجب طرح کی خوشی ہی طبل شادیانے بجتے ہین اور یہ سردار کن افشا
افراسیاب کا باغبان قدرت نے اسلیے اشرفیان اور روپے بہت کچھ لٹائے کہ درویش
غنی ہو گئے القصہ طبل و نقارہ بجاتے ہوے بڑی شان و شوکت سے آکر بارگاہ مین پہونچے
لشکر جو چوبیس ہزار کا تھا اُسنے تو یا ہی کمر کھولی اور بستر لگائے اور سردار سب بارگاہ مین آکر

باغبان قدرت نے کہا کہ مجھے ایسی جگہ بٹھایئے کہ جہان اُنکی مرضی کے موافق ہو عمرو نے کہا کہ مین تجکو تخت پر بٹھاتا لیکن اب جب چھوٹیگا طلسم کشا یعنے شہزادہ اسعد نوجوان تو وہ اُس سے ملاقات ہوگی تو اُسوقت سمجھا جائیگا مگر طریق ہے صاحبقران کی بارگاہ کا کہ چار طرف گرسیان و دنگل بچھتے ہین اور بیچ مین بادشاہ کا تخت اسلیے کہ سب پر نگاہ بادشاہ کی پڑے بس تمکو بھی تخت مہرخ کے قریب دنگل بیٹھنے کو مین دیتا ہون باغبان نے کہا کہ مجھے سب طرح منظور ہے جیسی آپ کی خوشی پس عمرو نے باغبان قدرت کو دنگل پر قریب تخت مہرخ بٹھایا اور گلچین اُس کے پاس بیٹھی اور مہرخ تخت پر متمکن ہوئی پھر تو سب سردار اپنی اپنی جگہ پر بہار و نافرمان و مشکین مو وغیرہ بیٹھے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز پیالہا سے جواہر نگار و صراحیان مرصع کار لیکر حاضر ہوے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدای ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی جب دماغ ہر ایک کا بادہ ناب سے گرم ہوا تو اُسوقت عمرو نے باغبان سے کہا کہ کیا کہتے ہو صرصر و صبا رفتار و سرمایہ وغیرہ کے مقدمہ مین باغبان قدرت نے کہا بہتر ہے کہ اُنکو زنبیل سے نکال کر باندھیے اور سوال اسلام کیجیے اگر نہ مانین تو قتل کر ڈالیے عمرو نے اِن سب کو زنبیل سے نکالا اور ستون بارگاہ سے باندھا فیلہ رفیع ہیوشی سب کو دیا کہ آنکھ ہر ایک کی نکلی عمرو نے ہر ایک سے سوال اسلام کیا اور کہا کہ اے گرا ہو پروردگار عالم کو وحدہ لاشریک جانو کہ جس نے شجر و حجر ماہ و سیارہ بحر و بر نباتات و جمادات انسان و جن و دیو و ہر ایک کو پیدا کیا ہے ابیات

نگوہر ہین سب وہ نہ ہے سنگ مین	ولیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین	
وہی نور ہے سب طرف جلوہ گر	اُسی کے یہ نوری ہین شمس و قمر	وہی مالک الملک نیا و دین
ہی قبضہ مین اُسکے زمان اور زمین	وہ معبود یکتا خدائے جہان	کہ جسنے کیا کُن مین کون و مکان

یہ سمت سُنکر کسی نے جواب نہ دیا بلکہ سب نے گردن جھکالی مگر سرمایہ نے اشارہ کیا کہ میری زبان سے سوزن نکال لو عمرو سمجھا کہ شاید یہ راہ راست پر آیا اُس نے دوڑکر سوزن زبان سے کھینچ لیا بس اُس نے سحر پڑھا کہ جس کمند سے یہ بندھا تھا وہ جل گئی اور اُس نے انگڑائی لی تو پر نہ رہا ڈالا عمرو کو گھور کے دیکھا اور سحر پڑھکر جو پھونکا تو صرصر و صبا رفتار کی بھی کمندین جل گئین اُن کی زبان مین تو سوزن تھا نہین کس واسطے کہ وہ ساحرہ نہین ہین بس یہ چھوٹتے ہی

بست کرکے سرنیچہ بارگاہ فرا گئین اور سرمایہ بھی اُڑکر چلا اور اسطرح جاتا تھا کہ جیسے بجلی چمکتی ہی
اُسوقت گلچین نے کہا کہ کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ کہکر اُڑی اور ایک پھول گلاب کا تھا
وہ اُسنے سرمایہ پر کھینچ مارا کہ چمک ہوئی اور ایک زنجیر طلائی از خود اکر سرمایہ کے لپٹ گئی سرنیچہ
نے اپنی جھولی سے ایک نارنج جو مارا تو وہ زنجیر کٹ کر اور دو ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گری
اُسوقت گلچین نے دو پتھریان چھوٹی چھوٹی سرمایہ پر ماریں اُس وقت پھر چمک ہوئی اور
وہ دونون پتھریان سر پر سرمایہ کے پڑین اور ایک حباب بنکر تیار ہوا اور اُس مین سرنیچہ
بند ہوگیا بس سرمایہ نے کچھ سرسون کے دانے نکال کر مارے کہ وہ حباب دھوان ہوکر برطرف
ہوگیا اور اُسنے پکار کر کہا کہ اے بیرو تم چالیس ہزار فوج شاہی سے آئے ہو تو کیا کرتے ہو ارے
گلچین پر تیر مارو بیرون نے تیر مارنا شروع کیے اور بیرون کا غلغلہ بلند ہوا اُسوقت گلچین
جادو نے ایک سنگریزہ نکال کر مارا کہ اُس سنگریزے کے ہزارون ٹکڑے ہوے اور
وہ ٹکڑے تیر شہاب بنکر اُن بیرون کے لگے کہ وہ سب جل کر خاک ہوگئے اور بوچرا بندھی
آنے لگی اُسوقت ابریق کوہ شگاف وزبردوم افراسیاب یہان آگیا اور اُس نے
ایک ترنج گلچین پر آکر مارا کہ اُس ترنج سے ہزارہا شرارے پیدا ہوے کہ اُنھون نے گلچین کے
جسم کو جلایا لیکن لڑائی کو طول جو ہوا تو باغبان قدرت اور بہار اور بلور بھی بارگاہ سے
آشکار آئے تو دیکھا کنارے لشکر کے لڑائی گلچین سے ہو رہی ہے بس یہ بھی آکر لڑنے لگے
لیکن گلچین زخمی ہو چکی تھی اور ابریق اور سرمایہ کی مدد کو اور فوج بھی آگئی اِدھر سے
بھی اور سردار جاکر پونچے لشکر مین کمربندی ہونے لگی اُسوقت بہار اور باغبان نے
دیکھا کہ اب لڑنا بیکار ہے چنانچہ طبل آسایش بجوایا اور اپنے لشکر مین پھر آئے گلچین کے
مرہم سب لگایا کہ زخم اُس کے اچھے ہوے باقی سب باعیش وعشرت تمام
تمام مہینے بعد کچھ دنون کے عمرو واسطے بالادی کے صحرا مین آیا تو اُسنے دیکھا کہ طلسم نورافشان کی طرف
سے ایک پیادہ شمشیر بردار طلائی آتا ہے اور ایک رقعہ اُسکے ہاتھ مین ہے وہ رقعہ اُس نے عمرو کو دیا عمرو
نے جو پڑھا لکھا تھا کہ ای خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بعد سلام نیاز کے معلوم ہو کہ اسی وقت
اپنے ساتھ باغبان قدرت کو لے کر ہمارے پاس تشریف لائیے ضرور وہان رہنے

کا ارادہ نہ کیجیے گا رفیقہ شوق کوکب رو شنضمیر عمرو وہان سے اُس پتلے کو لے کر بارگاہ مین آیا اور باغبان قدرت سے کہا کہ بھائی دیکھو یہ رقعہ کوکب رو شنضمیر نے لکھا ہے اِس امر مین تمھاری کیا صلاح ہے باغبان قدرت نے کہا کہ جو آپ کی صلاح ہے وہی میری صلاح ہے بمصداق مصرع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست ۔ عمرو نے کہا میری رای تو یہ ہے کہ چلنا چاہیے باغبان قدرت نے کہا اچھا اُسوقت اُس پتلے سے کہا کہ ایک چٹان پتھر کی تو ہمین لا دے اُس نے لا دی عمرو اُس پتھر کی چٹان پر بیٹھا اور باغبان و گلچین اپنے تخت سحر پر بیٹھے اور چلے کچھ دور چلے تھے کہ قلعہ طلسمی کی طرف سے ایک ابر پیدا ہوا اور چالیس ہزار ساحرون کو دیکھا کہ تیر کمانون مین جوڑے چلے آتے ہین اور ماریو ماریو کی صدا بلند ہے چنانچہ اُنھون نے آکے ایک بارہ تیرون کی ماری اُس پتلے نے ایک تختی یاقوت رنگ اُسکو دیکھا اُس تختی سے ہزارہا تیر شہاب نکلکر اُن ساحرون پر پڑا کہ کچھ ساحر جلکر خاک پر گرے لیکن جو ساحر کہ باقی رہگئے تھے اُنھون نے پھر تیرونکی بارہ ماری اُس پتلے نے وہ ہی تختی پھر دکھائی کہ وہ تیر از خود کٹ کر زمین پر گرے جب دیکھا اُن ساحرون نے کہ تیر کام نہین کرتے تو تلوارین کھینچ کھینچ کر چلے جب قریب پونہچے تو اُسوقت اُس پتلے نے وہی تختی پھر دکھائی کہ اُسمین سے پھر تیر شہاب پیدا ہوے اور اُن ساحرون کو اُن تیرون نے جلا دیا عمرو اور باغبان و گلچین پھر وہان سے چلے وہ پتلہ شمشیر سوار ساتھ ہے یہان تک کہ دریاے ہفت رنگ پر آکر پونہچے اُس دریا مین سات رنگ کا پانی بہتا ہے اور ہزارہا مگرمچھ سوسس اور رنگ برنگ کی مچھلیان نکلکر اچھلنے لگین اسلیے کہ ساڑھے تین رنگ دریا کے تو افراسیاب کے قبضہ مین ہین اور ساڑھے تین رنگ کوکب کے قبضہ مین ہین پس اُن مچھلیون اور سوسس اور مگر نے چاہا کہ انکو ہم زمین پر کھینچ لین اور پلٹ جائین اُس وقت اُس پتلے نے وہی تختی یاقوت رنگ جو دکھائی تو شعلے اُسمین سے نکلے کہ وہ سب جانور جل کر خاک ہوے اور یہ صحیح و سلامت اُس طرف روانہ ہوے یہ تو اُسطرف چلے لیکن حال سُنیے افراسیاب کا کہ یہ تخت شاہی پر بیٹھا ہے کہ ابر یخ کوہ شگاف اور سرما برف انداز اور صرصر و صبا رفتار آکر پونہچے تو یہ عرق عرق پسینے مین غرق تھے افراسیاب نے

کہا کہ اے سرمایہ تمہارے کیے کچھ بھی نہوا اُسنے عرض کیا غلام چالیس ہزار فوج لے کر اب جائیگا تو حضور کے قدم پر سر نثار کریگا یہ ذکر تھا کہ چالیس ہزار ساحر اور آکر یہان موجود ہوے لیکن افراسیاب کو رنج نہایت تھا اُس نے چاہا کہ مین خود جاکر کام مہرخ کا تمام کرون لیکن جیسے ہی اٹھنے لگا تاج سر سے گرنے لگا اُسنے روکا اور ہاتھون کو اپنے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسوقت ساعت بُری ہے بس یہ رنجیدہ ہوکر چپ بیٹھا رہا لیکن کچھ سوچتا تھا جب وہ چالیس ہزار ساحر اُسکے سامنے سے چلے گئے تو اُسنے ایک دستک دی اور کہا کہ حاضر ہو بس یہ کہنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور پانچ آدمی اُس مین سے نکلے ایک کی تو آنکھین چھوٹی تھین اور اسقدر سرخ تھین کہ جیسے خون کبوتر اور دوسرا جو ہے وہ ارزق چشم ہے کہ بالکل مثل کہربا کے اُسکی آنکھین ہین اور ایک کے ہاتھ نہین ہین کُنی سے اور چوتھے کے پانون نہین ہین گھٹنے سے اور پانچوین کی آنکھین نہین ہین لیکن دو سوراخ ہین سوئی کے ناکے کے برابر اُنکے اندر ایک شمع جلتی ہے ایک کا نام ہے قہرنگاہ اور دوسرے کا نام ارزق چشم اور تیسرے کا نام ہے فتنہ انگیز اور چوتھے کا نام ہے بادانگیز اور پانچوین کا نام ہے شورانگیز چنانچہ ارزق چشم اور قہرنگاہ نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای شہنشاہ ہمکو کیا حکم ہوتا ہے افراسیاب نے کہا کہ عمرو اور باغبان قدرت اور گلچین نہین ہین تم جاکے لشکر اسلام کو تباہ کرو ان دونون نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ہمکو جو معاہدہ آپ کا ہے اُسمین دو دن ہوم کرنے کی اجازت ملے افراسیاب نے کہا جاؤ کسنے منع کیا ہے یہ دونون اُس معابد مین آئے اور ہوم کرنا شروع کیا ڈہرو بجاتے تھے اور بوتلین شراب کی اگیا رہی پر لنڈھاتے تھے دو دن یہ وہان رہے اور بعد دو دن کے نکلے تو خدمت افراسیاب مین آئے افراسیاب نے اُنھین خلعت دیا اور رخصت کیا یہ چلے بعد اُنکے جانے کے اُن تینون سامرون سے افراسیاب نے کہا کہ تم بھی جاؤ اُنکی حفاظت کو وہ تینون بھی زمین پر گرکر غائب ہوگئے اور یہ دونون جب چلے تو جس مقام پر دریاے خونروان تھا وہان اُنکے سامنے شہرنا پرسان تھا اُن کے جی مین آیا کہ چلکر شہرنا پرسان مین حیرت سے ملاقات کرین کہ وہ آج کل وہین ہے بس یہ آئے

شہزادہ پریشان ہین ملکہ حیرت کو خبر ہوئی کہ قہرنگاہ اور ارزق چشم آئے ہین اُنہنے اُنکو بلاکر خلعت دیا اور حکم دیا کہ تیاری رہے مین خود جاؤنگی لڑنے کو اور اُسنے کچھ فوج کو تیار کیا اور سوار ہوکر ان دونون کو لیکر چلی اور اُن دونون نے دو ابر بنائے ایک سفید اور ایک سیاہ رنگ اور اُن ابرون کو اُڑاتے ہوے یہ بھی چلے کہ وہ ابر اُنکے سر پر سایہ فگن رہے کنارے پر شہر کے پونہچکر سواری ملکہ حیرت جادو کی تو ٹھہری اور ایک ٹیکرے پر خیمہ استادہ کرا کے دوربین سحر لگا کے دیکھنے لگی اور یہ دو ساحر اُس شہر سے باہر نکلکر لشکر مہرخ کے پاس آئے اُسوقت دربار مین مہرخ تخت شاہی پر بیٹھی تھی اور بہارو نافرمان و مشکین موے وغیرہ سب سردار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین کہ جوڑی ہرکارون کی گردمین آلودہ پسینہ مین غرق سامنے آکر حاضر ہوئی اور دعا و ثنا ربادشاہی بجالائی

نکہت گل سے پریشان ہے دماغ بلبلان
شمع عشاق پر بیٹھا انہین سے ہے تبر دو
چاہیے ہو تربیت اس سے جفای آسمان

طوطی تصویر آگے سامنے کرتی ہے نطق
نازنے نیرنگ کیا پامال زہد زاہدان

زلف کا تیری چنین یاران
ہوا آئینہ سان
عشوہ کرتا ہے ترا جو کچھ جہانکے سیر رہ

شہنشاہ کی عمر دراز دشمن کینہ کا مزاج ناساز ہو قہرنگاہ و ارزق چشم آئے ہین فوج کثیر ساتھ لائے ہین یہ خبر سُنکر مہرخ نے نصیر سحر کو دم دیا بہارو نافرمان و مشکین موے وغیرہ تمام سردار جمع لیان سحر کی گلے مین ڈالکر باز بند فرقرے فیل آتشین ہنس آتشین عقاب تیز پرواز طاؤس زرین بال اژدر خونخوار شیر ژیان ببر دمان تخت اے سحر پر سوار ہوکر جانب میدان مصاف روانہ ہوے شعلے سحر کے اُڑتے تھے برفین سُرخ سُرخ جلوہ دکھاتی تھین تاریخ تاریخ اُچھلتے تھے اسی طرح میدان مین پونہچکر صف آرائی ہوئی اسطرف سے قہرنگاہ و ارزق چشم فوج سحر اپنے ساتھ لے کر میدان مین ابر سحر برسا صفین کھنچ گئین نقیب و چاؤش للکارے سامنون کو سحر کے لڑنے کی ترغیب دی بعد ازان قہرنگاہ نے اپنے ابر کو اشارہ کیا کہ وہ گرگ اکچک کر برسنے لگا سب اوپر نگاہ اُٹھا کر دیکھنے لگے جسکی آنکھ مین بوند پڑی وہ اندھا ہو گیا اُس وقت بہار نے ایک گلدستہ اٹھا کے مارا کہ ابر طلائی آکے موجود ہوا اور برسنے لگا مگر اُس ابر نے قہرنگاہ کے ابر طلائی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اُسوقت بہار نے ایک سنگریزہ مارا ایک ابر سیاہ رنگ فولادی آیا لیکن اُس ابر کو بھی قہرنگاہ کے ابر نے توڑ دیا پھر مہرخ نے ایک

کھڑستہ اچھال کے مارا کہ آپ تو غائب ہوگئی اور ایک پتلا اسکی شکل کا بنکے تیار ہوا اور تخت پر بیٹھا
باقی سب ناچیز ہوگئے اور لگے ٹٹولنے بس یہ ارزق چشم فرخ خوشی سے اچھلنے لگا اور کہا کہ وہ
مارا اور قہرنگاہ نے اپنے ابر کی طرف اشارہ کیا کہ وہ گڑگڑایا اور چمک ہوئی اور ایک حباب بنکر
تیار ہوا اور وہ حباب بڑھکر ہر طرف چھاگیا اور سب سرداروں کے گلے مین ایک ایک سی
پڑگئی اب یہ ارزق چشم چلایا انکو لیکر خوشی خوشی اور وہان سے حیرت بھی خیمہ اکھڑوا کے اپنے
لشکر مین آئی لیکن برق فرنگی نکلگیا تھا وہ ایک ساحر کی شکل بنکے خیمۂ حیرت مین آیا اور اسکو
آداب بجالایا حیرت نے جانا کوئی ساحر ہوگا بس اسنے کہا کہ تم اپنی حفاظت رکھو لیکن برق
سمجھا کہ دون عیاری نہ چلے گی بس یہ خیمے سے نکلگیا اور اسنے اپنی صورت مثل صرصر کے
بنائی اور ایک فرمان نقلی بناکر اور اسکی پیشانی پر مہر افراسیاب کی کرکے خیمہ مین حیرت
جادو کے پاس آیا وہان ایک ساحر ہے کہ نام اس کا دربان جادو ہے اسنے کہا کہ اے بھائی
قہرنگاہ اب تم ہوشیار رہو کہ کوئی خیمہ کے اندر نہ آنے پاوے اسنے کہا بہت خوب صرصر
نے وہ فرمان بادشاہ کا جو جعلی بنایا ہے اسکو دیا اسنے جو اسکو پڑھا تو اسمین لکھا تھا کہ اے قہرنگاہ
واے ارزق چشم اسوقت ہم کتاب سامری دیکھ رہے تھے تو معلوم ہوا کہ دو عیار نکل گئے ہین
قمران اور برق وہ اگر ضرور ان قیدیون کو چھڑائینگے بس ہمنے صرصر کو تمہاری حفاظت کی
لیے بھیجا ہے خبردار اسکے کہنے پر عمل کرنا اور یہ تمہاری بہت خبرداری کرے گی یہ پڑھکر
اسنے کہا کہ لے صرصر آؤ اندر خیمہ کے بیٹھو اور یہ قہرنگاہ ہمیشہ سے اسے پیار کرتا ہے اور اکثر
اس سے باتین مست آمیز کیا کرتا ہے مگر صرصر چپ ہو رہتی ہے اسلیے کہ یہ سردار شاہی ہے کیا
ضرور ہے کہ اسکو ناراض کرون غرض اب اندر خیمہ کے اسکو لیکر بیٹھا اور شراب کے شیشے کشتیان
وغیرہ اگر موجود ہوئین اور تاج ہونے لگا برق نے الٹ پھیر کرکے شراب مین دارو دے
بیہوشی کو ملایا اور قہرنگاہ کو جام بھر کر دیا لیکن وہان سنیے کہ افراسیاب نے کتاب
سامری مین یہ حال دیکھا اور صرصر کو نیچہ بھیج کر بلایا اسنے کہا کہ جلد تو جا برق تیری شکل بنا ہوا قہرنگاہ
کو بیہوش کیا چاہتا ہے یہ سنکر صرصر وہان سے چلی جب یہان آکر پونچی تو دربان جادو
دروازہ پر تھا اس نے دیکھا کہ ایک صرصر تو اندر ہے دوسری کیسی آئی معلوم ہوتا

ہے کہ یہ کوئی عیار ہے یہ سمجھکر اُس نے کہا کہ اسکو بین گرفتار کرلون صرصر نے اُسکی نگاہ کو پہچانا
اور یہ اور طرف چلی اور جاکر پشت خیمہ پر اُسنے نقب لگائی لیکن قہر نگاہ کو بیہوشی نے تاثیر کی ہو
اور ارزق چشم بھی جھوم رہا ہے اور جام اُسکے ہاتھ مین ہے ایک پیا ہے اور ایک نہین پیا ہے
کہ صرصر نے نقب سے سر نکالا لیکن جہان اُس نے نقب لگائی ہے وہان قرآن آگر پونچے یہ بھی
اُس نقب مین کودکر چلے صرصر اس عرصہ مین باہر نکل آئی تھی کہ قرآن بھی آکر سر نقب پر پونچے
اور یہ ہوشیار و عقلمند ہین اُنھون نے سر نکالا باہر نہین نکلے لیکن صرصر نے اُنکا سر دیکھ لیا
یہ تو بھاگی اور وہان قہر نگاہ اور ارزق چشم دونون بیہوش ہوے برق و قران نے
دونون ساحرون کے سر کاٹ ڈالے اور بھاگے اور جتنے سردار تھے وہ چونکے غل دار و گیر کا بلند
ہوا اندھیرا ہوگیا سردارون نے مارنا شروع کیا نار نج ناریل پڑنے لگے ساحر مرنے لگے کچھ سوئینگے
اور بار مرچونکے پڑنے تھے شعلے اُٹھتے تھے اور ہیر غل مچاتے تھے ابر گھر گھر کر آئے تھے بارش ہو رہی تھی
آگ برس رہے تھے اُسوقت باد انگیز جادو نکلا کہ اُسکو بھی افراسیاب نے بھیجا تھا اور اُس نے سحر کیا کہ
برف برسنے لگی لیکن خورشید سحر افگن نے ایک نیزہ مارا کہ وہ اُسکے سبب سے پار ہوگیا پھر شور انگیز جادو آیا
اور اُس نے ایسا سحر کیا کہ سب ساحرون کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اُسوقت ہمارا آکر پونچی کہ وہ غائب
ہوگئی تھی اور اُس نے آکر ایک گرز مارا کہ شور انگیز جادو نے دیوانہ ہوکر اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا
پھر باد انگیز آیا اور اُسکی آنکھ سے شرارے نکلے کہ وہ جسپر پڑے اُس کو جلا دیا بہت سے آدمی
مارے گئے اُسوقت مہرخ جو غائب ہوگئی تھی وہ آکر پونچی اور اُس نے ایک نیزہ باد انگیز
کے مارا کہ وہ سینہ کو اُسکے توڑ گیا یہ حال دیکھکے اور فوج بھی آگئی اور دونون طرف لڑائی سحر
کی ہونے لگی اُسوقت ملکہ حیرت جادو نے طبل آسائش بجوادیا سب طرح قتل و غیرہ اور لوٹ
مار کرکے اپنے اپنے خیمون مین آئے مہرخ تخت پر بیٹھی اور ہمارہ و نگل، زرین پر
یہان ملکہ حیرت نے اُن ساحرونکی نعشون کو اُٹھوا کر افراسیاب کے پاس بھیجا اور ایک عریضہ بھی تحریر
کرکے روانہ کیا اُس عریضہ مین یہ حال لکھا ہے کہ اے شہنشاہ دوران بادشاہ طلسمات
جہان برق نے صورت صرصر کی بنکر ان ساحرون کو مارا نعشین اُن کی آپ کے پاس بھیجی
ہون یہان جنگ عظیم ہوئی اب مہرخ قتل و غارت کرکے اپنی بارگاہ مین گئی ہے

باقی خیریت ہے یہ عرضی اور نقشین جب افراسیاب کے پونچین یہ تخت شاہی پر نہایت
خوشنود بیٹھا تھا کہ اب ساحر گئے ہین کام نکھر امون کا تمام کرکے آتے ہونگے جب یہ نقشین پونچین
تو یہ آبدیدہ ہوا اور بہت اِسنے افسوس کیا پھر اُن نقشون کو پھنکوا دیا اور آپ قصد کیا کہ مین چلکر
مہرخ وغیرہ کو غارت کردون بس اپنے ہاتھون کو اُسنے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دو ساعتین منجم
کی یعنے پانچ گھڑی نہایت بدہین اس کے بعد جہان جی چاہے جانا بس یہ ٹھہر گیا اور پانچ گھڑی
کے بعد اُس نے انگڑائی لی اور قمقمے کی طرح چمک کر غائب ہوا سب اہل دربار کی آنکھین
بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی تو اُنھون نے دیکھا کہ افراسیاب نہین ہے اور افراسیاب
جا کے ایک پہاڑ ہے کہ نام اُس کا گلزار ہے اُس پر اُترا اور چار طرف اُس نے نگاہ کی اُسوقت
وہان آواز آئی کہ اے شہنشاہ آپ یہان کہان اُس نے پکار کر کہا اے گلزار جادو
جلد آکر مابدولت کی خدمت مین حاضر ہو یہ کہتے ہی ایک ساحر نوجوان سیہ فام
تیر و تبر و بالمن جھولا سحر کا گلے مین ڈالے ترسول ہاتھ مین لیے سامنے آیا اور آداب بجالایا
اور کہا کہ اے شہنشاہ چلیے میرے مکان پر بادشاہ اُس کے ساتھ ہوا اُس نے کچھ دور چلکر
سحر پھکوا دی کہ دروازہ ایک باغ کا نمودار ہوا جڑی دروازے کی مثل فیل مست
کے جھوم رہی تھی پٹون مین جواہر کی کاری کیا ہوا تھا دیوار ہاے باغ مثل آئینہ کے مصفا
بادشاہ اُس باغ کے اندر گیا گل در باچین سے اُس باغ کو ملو پایا روش پٹری
آراستہ چارون کونون پر چار بنگلے چمن مین سبزہ نوخاستہ مصور و بہار نے نصاویر رنگا رنگ
و نقوش بوقلمون صفہ گلفن پر کھینچے تھے اور منشی بہار نے قلمدان سے رنگین تختہ قرطاس چمن پر
تحریر کیے تھے گلاب کیوڑا نسرین و نسترن کی آن و بان بہار پر جو ہی کیتکی من بان
سنبل مین ہر سو روان بلبل شوریدہ غزلخوان سرو مثل قامت یار سنبل
کی زلف پیچدار ایک سمت لالۂ خونی جگر رنگین پیالہ انگور کی دار بست جسپر تاک لگائین مے پرست
نرگس بیمار ٹکٹکی باندھے دیکھتی چمن کی بہار

رخصت چمن سے ہے بہ شاہ منزل	سرسبز ہے خوشنما ہے طوطے	ہر شاخ شجر پہ ہے صنادل
شنوا دہر ایک شگفتہ طوبے	قمری ہے وہ جسپہ ہو رہے شیدا	طوطی کہین بولتا ہے طوطی
		جان بخش ہوئی ہوا جو آئی

ہر پھول نے جان تازہ پائی ؛ ہر برگ پہ بس یہی رقم ہے ؛ باد سحری مسیح دم ہے

بادشاہ کو اُس باغ مین لاکر چار چمن کے بیچ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا تھا کمر اطلائی اُسپر جڑا تھا مسند مغرق بچھی تھی اُسپر بٹھایا اور یہ گلزار جادو سامنے دوزانو بیٹھا اور عرض کی کہ یا شہنشاہ یہ چند مفسد نکرام جو جمع ہوے ہین مین سنتا ہون کہ جو ساحر ادھر سے جاتا ہے وہ مارا جاتا ہے اسکا کیا سبب ہے **افراسیاب** نے کہا کہ ہمارے یہان کے کچھ لوگ ملکے ہین وہ خبر مین پہنچاتے ہین اور باقی **سامری و جمشید** بھی کچھ ہمسے خفا ہین ورنہ ان نکرامون کی کیا حقیقت تھی ایک دم بھر مین انکو غارت کردیتا **گلزار جادو** نے آنا پوچھکر کشتیان شراب کی قابین کباب کی گزک کے لیے گلدستہ پھولون کے ڈالیان میوون کی منگائین بادشاہ نے شراب پی میوہ کھایا پھر گلزار جادو نے عرض کیا کہ آپ اب یہ مشہور کیجیے کہ جس مقام پر دریاے خونریزان تھا وہان مکان ان پانچون ساحرون کے جو مارے گئے ہین یعنے قہرنگاہ وغیرہ ان مکانون کو ہمنے حکم دیا کہ جسکا جی چاہے لے لے خواہ اسمین دوست ہو یا دشمن جب آپ یہ مشہور کیجیے گا تو یقین ہے کہ لشکر مہرانج سے کچھ لوگ اُنکے لینے کو آوین پھر اُسوقت آپ ملاحظہ کیجیے گا کہ کیا کچھ ہمن نے کیا **افراسیاب** نے کہا اچھا اور ایک نامہ بال کبوتر مین اندھا اور کبوتر سے کہا کہ جا ملکہ حیرت کو یہ نامہ پہنچا وہ کبوتر سبک پر تیز پرواز ہی کرکے بارگاہ حیرت مین آیا ملکہ حیرت نے یا قوت وزیرزادی اپنی سے کہا کہ نامہ اس کبوتر کے پر سے کھول لے اُس نے کھولکر ملکہ حیرت کو دیا کبوتر تواڑ گیا اور نامہ ملکہ حیرت نے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ تم ڈھنڈھورا پٹوا دو کہ قہرنگاہ وغیرہ کے جو مکانات ہین اُنکو جسکا جی چاہے لے ہمکو کچھ غرض نہین ہے یہ پڑھکر اُسنے منادی کرنے کیلیے حکم دیا اُسی وقت ڈھنڈھورا پٹا کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم **افراسیاب جادو** کا مکانات قہرنگاہ دارزق چشم و فسوراانگیز و فتنہ انگیز کے جو ہین اُنکو جس فرد بشر کا جی چاہے لے لے آواز جو ڈھنڈھورا پٹنے کی بہار و مخمور و نافرمان وغیرہ نے سُنی کچھ دیر کے بعد یہ ایک کے پیچھے ایک اُٹھ اُٹھ کر روانہ ہوئین اس خیال سے کہ دیکھین تو وہ مکانات کیسے ہین یہان مہرانج اور بلورچہار دست و شکیل وغیرہ چند ساحر تو رہگئے اور باقی سب چلے گئے جب وہان جاکے پہنچے تو دیکھا کہ پانچ باغ ہین اور پانچ محلسرا ہین کہ اُس مین برج اور کمرے تعمیر ہین یہ سب

ساحزان باغون مین پھرنے لگے دیکھا گلہاے رنگارنگ وشگوفہاے بوقلمون کھلے ہین فاختہ سروپر کوکررہی ہے جانوران باغ زمزمہ پیراہین نہرون کے کنارے فوارے نصب ہین ساون بھادون کی جھڑی لگی ہے نہرون پر شیشے لگے ہوے ہین فوارے اُن پر چھوٹ کرگرتے ہین اُن شیشون مین تصویرین غوک اور صفدع کی بنی ہین نہرون مین مچھلیان رنگ برنگ کی شناوری کررہی ہین لب گردانی نہر کی یاقوت احمر کی بنی ہے بلبل شوریدہ کا شور چمن مین رقصان مور ہواے سرد کے جھونکے آتے ہین دل میکشون کا ہلاتے ہین طغرا نویس قدرت نے عشق پیچان کی بیلون کا طغرا لکھا ہے اور کاتب بہار نے چشم نرگس کا صاد دفتر باغ پر کیا ہے

ابیات

تماشہ ہے بسمل چمن زار	ہے جوگرے ہین جھڑکے ہرجا	کیا آنکھین ہون فیضیاب دیدار
گلبن ہے ہرایک چترطاؤس	ہے افسرگل کہ تاج کاؤس	گلشن مین بچھا ہے فرش دیبا
خیری سے تمام باغ کی خیر	ہین سُرخ جوہرطرف شقائق	شبوکی بہار قابل سیر
		گلبیرہنون پہ ہین وہ فائق

غرض ایک باغ مین جو یہ سیر کرتے ہوے آگے تو دیکھا کہ بارہ دری صورت مین پری بنی تھی چبوترہ اُس بارہ دری کے آگے بنا ہے کرسیان اُسپر بچھی ہین اور بارہ دری مین پردے پڑے ہین آگے چبوترہ کے جو چار چمن لگا ہے چوگلا کلغا ہزار اُس مین کھلا ہے یہ سب سردار جاکر کرسیون پر بیٹھے گوشۂ باغ سے کچھ باغبان بیلچے ہاتھون مین لیے سامنے اُنکے آئے آداب بجالاکے بہار جادو نے پوچھا کہ تم کون ہو اُنھون نے عرض کیا کہ ہم باغبان ہین قہر نگاہ کے پھر بہار نے استفسار کیا کہ اس بارہ دری مین پردے کیون پڑے ہین اُنھون نے عرض کی کہ ہمارے مالک نے جہان جہان سناکہ جانور آتے ہین وہان سے اُنھین منگاکے اِس بارہ دری مین رکھا ہے قفس اُنکے اِس بارہ دری مین ہین اور کچھ جانور چوپایہ چھوٹے چھوٹے یون بھی چھوٹے ہوے ہین آپ سیر دیکھین تو ہم دکھائین یہ کہکر اُن باغبانون نے اس بارہ دری کے پردے باندھے اب جو اُنھون نے دیکھا تو ہزارہا طائر قفس مین بند ہین اور بہت سے جانور چوپایہ زمین پر پھر رہے ہین دھانوا کریلا کوکلا ڈھیر پدا تیتر لوا بٹیر بلبک ممولا لال بنا چرکوا کبوتر طاؤس طوطی بلبل طوطا مینا اگن ہریل سارنگا وغیرہ پنجرون مین بند

تھے اور قفس کنکے بارہ دری کے فلابے مین آویزان تھے آہو خرگوش بوزنہ لنگور وغیرہ بھرے تھے اور جتنے کٹہرون پر بیٹھے تھے وہ جانور سب ان ساحرون کو دیکھکر خوش فعلیان کرنے لگے اور ایک طاؤس زرین بال سامنے آکر ملکہ مہارا ور سب سردارون کے ناچنے لگا اور ایک آئینہ بہت بڑا مثل دیوار کے جو بارہ دری مین نصب تھا اور چوکھٹا اُس کا طلائی تھا وہ اُن آئینہ رویون کے سامنے باغبانون نے لاکر لگایا اب یہ سب محو ہوکر جھومنے لگے اور اشعار پڑھتے تھے کوئی کہتا تھا شعر زباغ رفتی وگردیدعارض گلہا۔ برنگ چہرۂ مفلس ز شرم مہمان سرخ۔ کسی کی زبان پر تھا کہ بیت داغ خوشی افتاد زعشق تو بدستیم۔ این لالہ بہ از آبش دستار فرستیم۔ کسی نے یہ شعر پڑھا تھا کہ شعر دیدم سحر زمرغ چمن زاد در قفس۔ مانا لید نے کہ زلزلا افتاد در قفس۔ کسی نے اس شعر کو ورد زبان کیا تھا بیت اثر نالہام آخر بہ قفس آتش زد کس چنین نالۂ مرغان گرفتار ندید۔ اسی طرح سے سب بیخود ہوکر جھومنے لگے اور حالت مستاری مین منھ شاہد ارض کا چومنے لگے اُسوقت بقدرت کردگار ایک ساحر نامدار لشکر مہرخ کا اُس طرف سے اُڑتا ہوا نکلا اور اُسنے اِن سبکی حالت پر جو انکو دیکھا خائف ہوا کہ ایسا نہو مین بھی آئینہ کو دیکھکے محو و حیران ہوجاؤن بس وہان سے بعجلت تمام خدمت مہرخ نامور مین آکر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ملکہ آپ یہان بیٹھی کیا کرتی ہین باغ مین قہرنگاہ جادو کے سب سردار آپ کے گرفتار ہین بیٹھے ہوے جھوم رہے ہین اور حالت بیخودی مین شعر پڑھتے ہین اب یقین ہے کہ سب قید ہوجائین مہرخ یہ سنکے اُٹھی اور بلور چہاردست کو اپنے ساتھ لیا اور اُس سے یہ سب حال بیان کیا اور یہ دونون اُسی باغ مین آئے اور دور سے کھڑے ہوکر تماشہ کو دیکھا کہ سب سردار کرسیون پر بیٹھے جھوم رہے ہین بس اُسنے سحر پڑھکر دمک دی کہ ایک دیوار اُس مقام پر اُٹھگئی بلور چہاردست اور مہرخ اُس دیوار کے پیچھے بیٹھی لیکن حیرت جادو نے بھی سنا ہے کہ گلزار جادو نے سرداران اسلام کو اسطرح سے قید کیا ہے بس تخت پر سوار ہوکر چلی اور آکر جو پوچھی تو دیکھا عجیب کیفیت ہے کہ سب سردار بیہوش اور مدہوش ہین حیرت نے پکارا کہ اے گلزار جادو تم کہان ہو جلد ہمارے پاس آؤ کسی نے جواب نہ دیا اُس وقت حیرت نے اپنے سر سے تین سو زنگی بنائے اسطرح کہ مٹی گوندھ کر اُسکے پتلے بنائے اور سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہوکر

زنگی ہوگئے اُنسے حکم کیا کہ جاؤ گلزار جادو کو بلالاؤ قریب ڈیڑھ سو کے روانہ ہوے مہرخ جو
پس دیوار بیٹھی تھی اُسنے ایک ترنج مارا کہ وہ زنگی سب جلکر خاک ہوگئے حیرت حیران ہوئی
کہ یہ ترنج کس نے مارا کیونکہ مہرخ نے دیوار مین شگاف کرکے دیکھا بھی تھا اور ترنج بھی لگایا
ملکہ حیرت جادو نے اُن باقی ڈیڑھ سو زنگیون کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور گلزار کو بلالاؤ یہ بھی چلے
مہرخ نے پھر ایک ترنج مارا ترنج پھٹا اور اُس مین سے شرر نکلکر اُن زنگیون پر پڑے
کہ وہ جلکر خاک ہوے اُسوقت حیرت جادو نہایت پریشان ہوئی اور اُس نے سحر جو کیا تو گلزار
جادو ایک کوٹھری مین بیٹھا وہان سحر کر رہا تھا اُس کو اسکے سحر سے بیتابی ہوئی اس کوٹھری
مین تصویرین باغ و مکان و جانورون کی بنی ہین حیرت کے سحر کرنے سے وہ نکل آیا
اور اُس نے حیرت کو سلام کیا اور کہا اے ملکہ آپ نے بڑا غضب کیا کہ مین سحر کو زور
دے رہا تھا جو آپ نے بلا بالیکن اب مین ان سب کو دیوانہ کر چکا ہون اب ان کو
قتل کیجیے یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا ملکہ حیرت سے باتین کر رہا تھا کہ بلور چہار دست نے مین غفلت
مین سحر کرکے برق اپنے تئین بنایا اور چمک کر جو اُس پر گرا تو کاٹ کر ٹانگون کی راہ سے نکلگیا
غل و شور و تاریکی ہوگئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو جسکا تمام گلزار جادو تھا حیرت جادو
تو بھر حیرت مین غوطہ زن ہوئی مگر اپنی حفاظت کے لیے جلد زمین مین سما گئی بعد کچھ دیر کے
زمین سے نکلی تو وہ جانور و باغ دبارہ ویسی کہ سحر نمودہ بود بھی غائب ہوگئی لیکن وہ دیوار
مہرخ کی بنی رہی اور حیرت نے دیکھا کہ اُس دیوار کے پیچھے مہرخ بیٹھی ہوئی ہے بس
اُسنے اُسکو دیکھکر ایک ناریل مارا کہ جسکی تاثیر سے ملکہ مہرخ بیہوش ہوگئی اور حیرت
پھر زمین کے نیچے جاکر جستہ کو زمین کے اکھیڑکر بلند ہوئی اُسوقت بلور چہار دست نے
دیکھا کہ جتنے ساحر مین وہ بیہوش ہین اور بلور بھی تو اُسی زمین پر کھڑا ہوا تھا اُسکو بھی حیرت
اُٹھائے ہوئے ہے اُسوقت دیکھا کہ ایک پتلہ شیر پر سوار چلا آتا ہے اور اُس پتلے نے آکر بلور
چہار دست کو ایک شقہ دیا کہ لے یہ شقہ خاص اور ایک موتی بھی دیا اور کہا کہ اُس موتی کو
پڑھکر یہ لوگ کہ جو بیہوش اور سحر ہین اُنپر مار و بلور نے وہ موتی سحر پڑھکر جو مارا تو ایک چمک
ہوئی اور سب کو ہوش آگیا اور ہر ایک نے دیکھا کہ ہمکو حیرت طبقہ زمین کا اکھیڑکر

لیے کھڑی ہے بس ہر ایک پر پرواز سحر سے پیدا کرکے اڑکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے اُسوقت
حیرت نے طبقہ زمین کو اُلٹ دیا اور غصہ مین آکر ایک تلوار اُس شیر سوار پتلے پر لگائی اُسنے
کیا دیکھے اچھا نہین ہے لیکن حیرت کو غصہ تھا یہ کب مانتی ہے جب اُسنے تلوار ماری
پتلے کے سر سے دھوان نکلا کہ وہ حیرت کی ناک بن گیا اور یہ بیہوشی ہوئی اُدھر افراسیاب
کو جو خبر ہوئی تو یہ بھی اُٹھکر اپنے مقام سے چلا ادھر بلور چہار دست اور وہ پتلا شیر سوار
دونون اپنی اپنی طرف روانہ ہوے یہان آکر افراسیاب نے حیرت کو اُٹھایا اور بہت
کچھ سمجھاکے بارگاہ مین لاکے تخت پر بٹھایا اور آپ ظلمات کو چلا گیا لیکن قہار شعلہ بدن
تمام گلزار جادو کی زوجہ ہے اور اُسکی ایک لڑکی ہے پانچ برس کا اُس کا سن ہے اور یہ اُسکو
بہت پیار کرتی ہے اور اُسنے جو سُنا کہ میرا شوہر مارا گیا تو یہ شہر نا پرسان سے روتی پیٹتی روانہ ہوئی
اُس لڑکی کو بھی ساتھ لے لیا اور ایک کریوہ پہاڑی پر یہ آکر اُتری اُدھر برق جو بالا دیو کو گیا تو اُسی
پہاڑی پر یہ بھی پہنچا اور اُس نے اُس ساحرہ کو دیکھا کہ کچھ کنیزین اُس کے ساتھ ہین ایک
لڑکی پانچ برس کی اُس کے ہمراہ ہے برق نے چادر طلسمی اوڑھ لی اور اُس ساحرہ نے اُس
پہاڑ پر تخت کو بچھایا اور اُسپر بیٹھکے غم مین اپنے شوہر کے گریہ وزاری کرنے لگی اُس سے اُس
لڑکی نے کہا کہ مجکو پیشاب لگا ہے دو کنیزین اُسکے ساتھ ہوئین اور پیشاب کرانے لے چلین
کچھ دور اُس پہاڑ پر جاکر اُس لڑکی نے کہا کہ اب تم یہان ٹھہرو مین کسی گوشہ مین بیٹھکر پیشاب
کرون وہ کنیزین ٹھہر گئین وہ لڑکی تو جاکے ایک غار مین پیشاب کرنے لگی لیکن برق نے جو
دیکھا اِس کیفیت کو تو چادر اُتار ایک ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا اُن کنیزون کے پاس آیا
اور اُنمین سے ایک کنیز کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو الگ چل تو تجھسے ایک بات کہون وہ بھی
کہ نہین معلوم یہ کون ساحر ہے مگر جو کہتا ہے وہ سُن لینا چاہیے بس ساتھ اُسکے چلی آئی اُس نے
الگ لیجاکر جاب بیہوشی اُسکے مُنہ پر مارا یہ بیہوش ہوئی اُسکے کپڑے اُتار لیے اور اپنی صورت
اُسی کی سی بنائی اور پچی داروے بیہوشی کی اُسکے دماغ پر چڑھاکر ایک گڑھے مین اُس کو ڈال
دیا اور آپ وہان سے اُس دوسری کنیز کے پاس آیا اِس عرصہ مین وہ لڑکی بھی پیشاب
کرکے آئی اُسکو لے کر یہ دونون کنیزین قہار شعلہ بدن کے پاس لے کر آئین وہ لڑکی بھی پیشاب

گھٹنے پر سر رکھ کے سو گئی لیکن اُسکی بہن ہے زنار گوہر پوش وہ بھی اُسکے ساتھ آئی ہے برق
جو کنیز بنکے آیا تو اُسنے زنار گوہر پوش کو دیکھا کہ ایک طرف ایک خیمہ استادہ ہے مسند پر زنار
گوہر پوش بیٹھی ہے برق فرنگی نے ایک کنیز سے انجان بنکے پوچھا کہ نام ان ملکہ کا بھول
گئی ہون اسوقت یاد نہین آتا ہے تم بتاؤ اُسنے کہا کہ اوئی تم ایسی ننھی نادان ہو کہ نام بھول
جاتی ہو ارے یہ بہن ہے قہار شعلہ بدن کی نام اس کا زنار گوہر پوش ہے برق یہ سنکر
زنار گوہر پوش کے پاس گیا تسلیم کی اور رومال مین عطر بیہوشی لگاکر اُس کے سر پر جھلنے
لگا خوشبو جو اُسکی ناک مین گئی تو گاؤ پر سر رکھ کے بیہوش ہو گئی اُس نے اور جو دو ایک کنیزین
تھین اُن سے کہا کہ ملکہ سو گئین ہین اب یہان تخلیہ کرو کیونکہ تم غل مچاؤ گی ملکہ کی نیند پریشان
ہو گی وہ کنیزین خیمہ سے باہر نکل آئین اور برق نے اُسکے دماغ پر بھی بیہوشی کی چڑھائی اور
پیرہن اُسکا اُتار کر اُسی کی ایسی صورت اپنے تئین بنایا اور اُس کو اُس مقام پر ایک
صندوق مین بند کر کے قفل لگا دیا اور آپ پلنگ پر لیٹ کر سو رہا یہان افراسیاب
نے ظلمات مین جا کے اژدر چشم جادو ایک ساحر کو بلایا اور اُس کے ساتھ کئی ہزار ساحران
نامی کر کے برائے گرفتاری مہرخ روانہ کیا یہ ساحر بارگاہ حیرت مین آکر پہنچا وہ کئی
ہزار تو ایک مقام پر اُترے اور یہ حیرت کی بارگاہ مین بیٹھا رہا چنانچہ ایک روز تو آسودہ
ہوا دوسرے روز جب وہ زمانہ آیا کہ بحر عالم مین حباب پھوٹ گیا اور بحر اسود شب مین
موجزن ہوا شہر جہان گشت چون چہرۂ اہرمن۔ کشادہ سیہ مار گردون دہن۔ اژدر چشم
جادو نے نفیر سحر کو دم دیا یہ خبر ہرکارون نے مہرخ سحر چشم کو پہنچائی کہ اژدر چشم جادو
نے نفیر سحر بجایا ہے اُسنے بھی طبل جنگی کو بجوایا تیار یان اب دونون طرف ہونے لگین ایک
طرف ہتھیار مصقل و مصقل کیے جاتے تھے ایک جانب ساحر سحر کر رہے تھے ڈھولے جو بجتے تھے
منتر جنتر سو ہنی چھوہنی پڑھی جاتی تھین بیرون کی زبان پر قتلوا جاری تھا کمانین چلا کر نصر من اللہ
فتح قریب پڑھتی تھین لب سوفار زبازہ کی صدا دیتی تھی سنان نیزہ کی زبان بڑھ بڑھ کر سخن
کرتی تھی چار پہر رات ہنگامہ و غلغلہ برپا رہا آخر وہ رات آخر ہوئی جمال شمع پرکواسی
آئی اور مزاج شب مین بدحواسی پھیلی ابیات

چو خورشید زد عکس بر آسمان	پراگندہ بر لاجوردی غوان	چو خورشید برزد سر از تیغ کوہ
بیامد سبک مرد افسون پژوہ	بلکہ مہرخ صبح کو شبستان سے برآمد ہوئی سب سحر دار دن	

نے جو اکیا پھر دہل و نقارہ بوق و نفیر گھنٹے اور ناقوس بجتے ہوے ساحر طائران سحر پر سوار جھولی سحر کی ہر ایک کے گلو نین زرتار بہار اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی گرد اسکے پچاس گلدستے سجے ہوے ماتھے پر افشان لگی ہونٹون پر مسی عمدہ آراستہ جوڑا زرچا بندھا ہوا سبزہ رنگ جوانی کی بہار جوڑا کلے مین دھانی اٹھنا جوبن نئی جوانی ایک طرف مخمور سرخ چشم جوڑا ارغوانی پنے طاؤس نرین بال پر سوار ایک جانب بلکہ طاؤس چادو کہ جس کے گلے مین موتیون کا ہار پڑا ہوا اسی طرح سرخ مو اور بلکہ مشکین کا کل کشا وغیرہ بازو بط و قرقرون پر سوار سحر ہر ایک کو یار بیشمار وہ عجب وقت تھا کہ نسیم سحری چل رہی تھی جمال صبح بھینا بھینا یونہی سی خنکی دریاے فلک مین تارے ڈوبے جاتے تھے جنگل مین درخت لہلہاتے تھے شہنا نوازدم بازی کے ساتھ بھیرون بھیاس کی تانین اڑاتے تھے نوبت کی ٹکور جنگل مین ٹھیکا کھاتی تھی شہنا سے بارب کی صدا آتی تھی اسی طرح سے یہ لشکر میدان مین آکر ٹھہرا اس طرف سے اژدر چشم جبرت جادو کی فوج بیشمار ساتھ لیے جنگاہ مین آیا سب ساحر زمین پر اتر آئے اور صف کشی ہوئی ابر سحر برسایا گرد و غبار کو بٹھایا پھر کڑکیتون نے کڑکا کہا اور مذمت دنیاے فانی کو زبان پر جاری کیا پکارے اے نوجوانو اس دنیاے فانی کو مثل حباب بھر بھو کشتی عمر کو ہونون مین قلب ہے دیکھو جو لوگ کہ مر گئے دنیا سے گذر گئے اب انکو کوئی بھی نہین کہتا کہ وہ کدھر گئے اور انکا بھی یہ حال ہے

نظم

سو کیسے منھ ایک بھی نہ کھولے	دو لاکھ صدا کوئی نہ بولے	کیا دخل کرے کوئی سخن ایک
گر ایک پسند پیرہن ایک	تقویم کہن قوا سے جانی	تذکرہ کتاب زندگانے
سو تخت کے بور یا برابر	بیگانہ و آشنا برابر	مطلب نہ سرور سے نہ غم سے
کو کام نہ مدح سے نہ ذم سے	تربت پہ چڑھاوے کل انھین کیا	ٹھکرا کے چلے جو کوئی اچھا

اسی طرح سے تم بھی ایک روز گذر جاؤ گے آج جا نین لڑائی مین لڑا دو دولت جان دے کر متاع نام کو خرید لو یہ کہکر وہ تو کنارے ہوے اژدر چشم جادو حیرت سے

اجازت لیکر میدان مین آیا یہ ساحر ظلمات کا رہنے والا ہے اور وہ کالا ہے کہ جسکے کاٹے کا منتر نہین
کردھنا سونے کا باندھے آنکھین اژدہے کی مگر لال لال دلمین طیش کمال ایک ہونٹھ پرہ بینی سے
گزرا ہوا دوسرا ٹھوڑھی سے نیچے اترا ہوا پیمبر زربفت کا باندھے ترسول ہاتھ مین لیے اژدر پر سوار
شعر تاب دہنے سیہ زبانے ۔ بودہ وہنش چو دیگدانے ۔ پکارا اے مہرخ ایک ایک سے
فرداً فرداً لڑنے مین بہت طول ہوگا اس سبب سے ہوشیار ہو جاؤ کہ مین تم پر سحر کرتا ہون یہ کہکر
اُس نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ کئی ہزار پتلے زمین سے زنجیرین فولادی لیے ہوے پیدا
ہوا پھر ایک ابر سرخ رنگ آسمان پر گھر آیا اور آسمین سے آگ برسنے لگی ترک دہر کا جسم
جلنے لگا خانۂ دنیا مین آگ لگی وقار بنا عذاب النار عجب آفت کی گھڑی تھی کہ یکایک ایک طرف
دریاے زخار و قہار لطمہ سنج آفت زا جوش مارتا ہوا پیدا ہوا تکلف یہ کہ وہ آگ اُس
دریا کے پانی سے نہ بجھتی تھی ہر طرف شعلۂ جوالہ سر بفلک کشیدہ تھا ساحران مہرخ نے ہزارہا
سحر پڑھے کہ اُس آگ کو بجھائین اور دریا کو خشک کرین مگر ممکن نہوا اب لشکر مین بھگدر پڑی خیمہ
اور بارگاہین سب ڈوب گئین مگر کئی ہزار سردار باقی رہے کہ اتنک پانی نہ آیا اور انھون نے
سپرین سحر کی آڑ کین اور بنگلے سحر کے بنائے مگر اُسپر بھی پناہ نہ ملتی تھی آخر اُس آتش کے برسنے
سے سب بیہوش ہو گئے اُسوقت اُن پتلون نے کہ جو زمین سے نکلے تھے فولادی زنجیرون
مین باندھ لیا اور اژدر چشم کے سامنے لائے اژدر چشم نے ہر ایک کو ہوشیار کیا اور
اپنی فوج کو اُسی جگہ چھوڑکر اُن سب کو لیے ہوے شہر نابرسان مین آیا دریاے خونروان کے
خشک ہونے سے اور پل پر بزادان کے ٹوٹنے سے راستہ کھلگیا ہے اِسوجہ سے یہ اُنکو
شہر نابرسان مین لایا وہان ایک باغ ہے اُسمین چار برج ہین اور بیچ مین اُس باغ کے
ایک چہل ستون بہت نادر بنا ہے اقرا سباب ع حیرت جادو کے اُسی باغ مین
آیا اور اژدر چشم اِن سب قیدیون کو سامنے شاہ کے لایا حیرت جادو آکر بغل مین بیٹھی اور
بادشاہ نے اِن قیدیون کو درختون مین لٹکوا دیا اب ہر ایک کی آنکھین تو کھلی ہین اور زبانین
مین سوزنین دی ہین ۔ بیچارے آفت کے مارے لٹکے ہوے ہین اِن کے نزدیک
زمانہ برگشتہ ہے اِنقلاب دنیا کو ہوا ہے آنکھون سے ہر ایک کی آنسو جاری ہین بیقراری

دلون پر طاری ہے اور بیان افراسیاب جس ستون مین جوآکے بیٹھا ہے تو اُس نے حیرت
جادو سے کہا کہ ای ملکہ تینے دیکھا آج تک مین خود نہ چاہتا تھا کہ اُنکو غارت کرون اب اُنکو
قتل کرنا چاہیے حیرت نے بادشاہ کی بلائین لی کہ اے سیان مین تیرے صدقے اب جلدی
اُنکو مار ڈالیے اِس اثنا مین خبر پونہچی کہ ملکہ قہار شعلہ بدن اور اُن کی بہن زنار گوہر پوش
اپنے شوہر کے مرنے کی خبر سنکر آپ کے پاس آتی ہین اِدھر قہار شعلہ بدن اُس پہاڑ
پر سے کوچ کرکے جو چلی تو وہ صندوق جسمین زنار گوہر پوش بند ہے برق نے اپنے
ساتھ لے لیا اور یہ آکے شہر تاپرسان مین پونہچی جب قریب اُس باغ کے کہ جس مین بادشاہ
بیٹھا ہے پونہچی تو بادشاہ نے سرمایہ برق انداز سے کہا کہ تم جاکے لے آؤ سرمایہ برق انداز
نے کہا کہ آپ نے جو حصار باندھا ہے اُس باغ مین جانیکا مانع ہے افراسیاب
انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر دی اور کہا کہ تو اِس انگوٹھی کو اُسے بھی دکھانا اور تم بھی اِس
حصار سے نکلجاؤ گے سرمایہ برق انداز اُس انگوٹھی کو لے حصار سے باہر نکلا وہان حصار
شعلہ بدن ننگ نکلکر جو چلی تو اُس حصار سے نکل نہ سکی اِسکو اِس بات کا بہت ملال ہوا
اِس عرصہ مین سرمایہ پونہچا اور اُس نے وہ انگوٹھی اُسکو دکھائی قہار شعلہ بدن نے کہا کہ اے
سرمایہ برق انداز ہمارا شوہر تو رفاقت مین شہنشاہ کی قتل ہوا اور ہمکو بادشاہ نے روکا
سرمایہ نے کہا کہ آپ کو روکا نہین بلکہ بلایا ہے اور سب مقدمہ طے ہوکر آئے اب آپ
تشریف لے چلیے بس اُسنے تخت بڑھایا اور صورت اپنی اصلی بنائی اور اُس حصار کے اندر
آئی سامنے بادشاہ کے آکر آداب بجالائی اُسکے ہمراہ اُسکی بیٹی اور ملکہ زنار گوہر پوش
بھی مع چند کنیزون کے آئی غرض یہ سب تنکون پر بیٹھے اُسوقت حیرت کا دل خود بخود قابو
اور افراسیاب کو خلجان ہوا اور اُس نے اپنے آدمیون کی طرف دیکھا پھر بالتفات قہار
شعلہ بدن کو اور اُسکے آدمیون کو دیکھا اور پوچھا ملکہ زنار گوہر پوش کو کہ یہ کون ہین قہار نے
کہا کہ یہ میری بہن ہین اور یہ جو میرے پہلو مین بیٹھی ہے یہ میری بیٹی ہے اور یہ جو استادہ ہین کنیزین
ہین اور یہ چند مصاحبین ہین افراسیاب نے زنار گوہر پوش سے کہا کہ اے ملکہ زنار
زنار آنکھین نیچے کیے چپ بیٹھی رہی قہار سے کہا اُن کو شرم بہت ہے افراسیاب

خاموش ہو رہا مگر حیرت جادو کے دل کو قرار نہ آیا اور اُسنے کہا کہ اے شہنشاہ میرے دل کا اسوقت عجب حال ہے افراسیاب نے کہا کہ لاؤ کتاب سامری اب برق گھبرایا کہ ضرور حال کھلجائیگا بس اُسنے قہار شعلہ بدن سے کہا کہ اے بہن مجھے پیشاب کی احتیاج ہے اُسنے کہا چپکی رہو یہ دربار شہنشاہ ہے پیشاب کرنے کی جگہ نہین ہے اُسنے کہا کہ میرا تو عجب حال ہے حیرت جادو نے اس کا کہنا سُن لیا اور کہا اے قہار یہ کیا کہتی ہے اُسنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ان کو رفع احتیاج کی ضرورت ہے حیرت نے کہا کیا مضائقہ لیجاؤ ہماری چوکی پر بس یہ اپنے مقام سے اُٹھی پانچ کنیزین اُسکے ساتھ ہوئین اس چہل ستون کے سامنے ایک کمرہ ہے اُسکے کمرہ کے برابر چوکی لگی ہے قناتین گھری ہین چوکی مخمل کاشانی سے منڈھی ہے قرابہ گلاب وکیوڑے کے منہ کھلے ہوے رکھے ہین آبنے قنات مین لٹکتے ہین زنار گوہر پوش چوچلی تو اُسنے ایک کنیز سے کہا کہ جا بڑا آفتابہ لیے آ پھر تھوڑی دور چلکر دوسری کنیز سے کہا کہ قہار شعلہ بدن کو بُلا لا اور اُن تینون سے کہا کہ تم یہین ٹھہرو وہ ٹھہرین اُسنے چادر جمشیدی اوڑھ لی اور چھپ گیا کنیزین کچھ دور ٹھہر کر چوکی کے پاس آئین اور پکارین بی بی آپ بی بی ہون تو بولین جب جواب نہ پایا تو اُنھون نے اندر قناتون کے جاکر دیکھا کہ وہان کوئی نہ تھا یہ پھر کر آئین اور قہار شعلہ بدن سے کہا کہ ملکہ زنار گوہر پوش غائب ہوگئین قہار گھبرائی اور بادشاہ نے کتاب سامری منگاکر دیکھی تو اُسمین معلوم ہوا کہ برق تھا اور اُسنے ایک کنیز کو بیہوش کرکے پہاڑ پر غار مین ڈالدیا ہے اور زنار کو صندوق مین بند کیا ہے افراسیاب نے کہا کہ اے قہار یہ تو برق تھا جو تیری بہن کی شکل بنا اور زنار کو صندوق مین بند کیا ہے بس یہ سُنکر قہار رونے لگی اور صندوق سے زنار کو نکلوایا اور اُس نے کہا کہ مین اب رخصت ہوتی ہون افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ اب کچھ کام تو ہے نہین یہ تو رخصت ہو کر اور حصار سے نکلکر باہر روانہ ہوئی اور یہان برق فرنگی نے آکر ایک جھپٹ ملکہ حیرت جادو کے لگائی کہ تاج جو پہنے ہوے تھی وہ اُسکے سر سے گر پڑا حیرت گھبرائی برق نے ایک لات کس کے جو ماری تو یہ گری برق نے دوپٹہ چھین لیا اُسوقت حیرت نے کہا کہ مین اپنی جان دے دونگی اس سوے نے مجکو نہایت ہی ذلیل کیا ہے افراسیاب نے کہا خاطر جمع

رکھو مین اسکی تدبیر کرتا ہون یہ کہکے اپنے جوڑے سے ایک ترنج نکالا اور اُس ترنج کو اُچھالدیا
ایک آواز بڑاقے کی ہوئی اور بجلی چمکی اب جو دیکھا ایک اژدہا بہت بڑا تخت کے گرد دم اپنی منہ مین
لیے ہے برق اُس اژدہے سے علیحدہ ہٹ گیا لیکن بسبب حصار کے باہر نہین جا سکتا ہے
اب افراسیاب نے ایک اسم سحر کا پڑھنا شروع کیا اور حیرت ڈھرو بجانے لگی اور کچھ بھین
گانے لگی کچھ دیر کے بعد بجلی چمکی اور آواز مہیب آئی پھر جو دیکھا ایک ضعیف سیاہ رنگ تخت
پر بیٹھے ہوے یہان آکر پونچے افراسیاب نے حصار آتش کر دیا تھا اُنھون نے کچھ پڑھ کے
پھونکا کہ وہ آگ دو طرف ہو گئی اب سامنے افراسیاب کے آکر اُنھون نے سبقت
سلام کی کی افراسیاب نے جواب سلام دیا اور کہا کہ اے مفتی طلسم آپ کا مزاج کیسا ہے
اُنھون نے جواب دیا کہ شہنشاہ کی جان و مال کو دعا کرتا ہون فرمایئے مجھے اسوقت کیون طلب
کیا ہے افراسیاب نے کہا کہ وہ جو چادر جمشیدی جانی رہی ہے وہ ایک عیار برق فرنگی
کے پاس ہے اور اُسنے ہمکو دق اور پریشان کیا ہے مفتی طلسم نے کہا کہ آپنے ایک نالائق کو کیسی
شے کیون دی افراسیاب نے کہا کہ مین نے نہین دی بلکہ ایک ساحرہ کو مارکے اُسنے خود ہی حاصل
کی مفتی طلسم نے کہا کہ اچھا آپکو سب طرح کا اختیار ہے لیکن یہ سحر پڑھیے یہ کہکر کچھ سحر تعلیم کیے کہ
افراسیاب اُنکو پڑھنے لگا اور ملکہ حیرت نے ڈھرو بجاکے گانا شروع کیا بعد کچھ دیر کے مغرب
کی طرف سے ایک تخت اور نمودار ہوا اُسپر ایک ساحر نہایت کریہ منظر قریب اندام ایک دست
سامنے رکھے بیٹھا تھا جب وہ ساحر یہان آیا تو آگ کے حصار کے اوپر ایک دانہ رائی کا مارا تو
برطرف ہو گئی یعنی دھوان ہوکر غائب ہو گئی اور اُس ساحر نے افراسیاب کو آکر سلام کیا اور
مفتی طلسم کے برابر بیٹھا افراسیاب نے کہا کہ لاؤ دست بچہ اس ساحر نے وہ دست بچہ
جواہر نگار کہ تمام نگینے اُس مین یاقوت و الماس اور زمرد کے جڑے تھے بادشاہ کو دیا بادشاہ
نے اُسکو کھولا تو اُسمین سے بہت سے لباس کارچوبی نکلے اور ایک جامہ اطلس کا نکلا پھر ایک
سیاہ چادر محمودی کی نکلی اور ایک جامہ برنگ شنجرفی اور ایک دستار نکلی افراسیاب نے
کہا کہ اسے مین پہنون مفتی طلسم اور اُس ساحر نے کہا کہ سوائے آپ کے کسکی مجال ہے جو اسکو
پہن سکے جمشید نے اس جامہ کو اپنے گلے مین پہنا تھا اور ہزارہا اُسپر جوکی پہرے تھے اب

آپ مالک ہین چاہے پہنیے چاہے نہ پہنیے افراسیاب نے اس جامہ کو گلے مین پہنا اور دستار کو سر پر رکھا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارا کہ برق فرنگی کے سر مین درد ہونے لگا کہ اسکی جان پر بنگئی مگر چپکا ایک طرف کو چادر اوڑھے بیٹھا ہے افراسیاب نے پھر کچھ افسون پڑھنا شروع کیا اور حیرت ڈہرو بجانے اور گانے لگی افسون پڑھکر دستک دی کہ ایکی یہ حال ہوا برق کا کہ جیسے کلیجہ نکلا جاتا ہے مگر اسنے ضبط کیا اور افراسیاب نے پھر اسم پڑھنا شروع کیا اور ایک موتی صراحی دار نکالکر ہاتھ پر رکھا مفتی طلسم نے کہا کہ ہان پھونکیے اسکو بس اسنے اس موتی کو منہ سے لگاکے جو دم دیا تو ایک بجلی چمکی اور وہ بجلی جامہ افراسیاب پر گری کہ وہ جابجا سے پرزے پرزے اڑگیا برق فرنگی نے چادر کو مثل عبا کے اوڑھ لیا ہے کہ چار طرف سے جسم اسکا ڈھنکا ہے کچھ دکھائی نہین دیتا ہے اب جو دیکھا تو وہ چادر بھی پرزے پرزے ہوکر جہان جہان سے کہ وہ جامہ پھٹ گیا تھا اس مین لگئی اور یہ برق بالکل برہنہ ہوگیا اب تو حیرت نے ڈہرو اسکے سر پر مارا کہ وہ چکی کے پاٹ کی طرح ہوکر اسکے گلے مین پڑگیا کیونکہ اس پاٹ مین جوف بھی تھا اور حیرت نے کہا کہ او سونڈی کاٹے جوا نامرگ اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے برق فرنگی نے کہا میرا خدا مالک ہے اب افراسیاب نے اس جامہ کو چادر سیاہ پر رکھا اور مفتی طلسم نے کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون اور اسم جو پڑھا تخت مفتی طلسم کا اڑکر روانہ ہوا پھر وہ دستہ بقچہ والا ساحر بھی روانہ ہوا ان دونون کے جانے کے بعد طلسم باطن کی طرف سے کچھ شعلے چمکتے ہوئے پیدا ہوئے اور صدا گڑگڑاہٹ کی آئی اور دیکھا کہ ایک بیضہ بہت بڑا اڑتا ہوا آتا ہے اور روشنی اسمین ایسی ہے کہ نگاہ خیرہ ہوتی ہے وہ بیضہ سامنے تخت افراسیاب کے گرا اور پھٹا جیسے دروازہ کھلجاتا ہے اتنا بڑا شگاف اسمین پیدا ہوا اور ایک بوم سیاہ رنگ اسمین سے نکلا اور سر پر افراسیاب کے آکر ٹھہرا اور کہا ای شہنشاہ چلیے طلسم باطن مین کہ لنسات جادو ہین بہت سے جنہون کی جادو کی اور بہت سی شہزادیان جلیل القدر وہان بیٹھی ہین اور آپکو بلا رہی ہین بس افراسیاب نے اپنے ہاتھون کو دیکھا تو اس مین لکھا تھا کہ اے افراسیاب جلد جاکر کئی چار گھڑی کے واسطے پھر چلا آتا افراسیاب نے حیرت جادو سے کہا موقوف حیرت سنکر وہ جامہ اور چادر جمشید کو اپنے پاس پہلو مین رکھا اور

افراسیاب یہان سے روانہ ہوا لیکن عمرو اور باغبان قدرت جو چلے تھے جب دریاے ہفت رنگ پر پونہچے اُنھون نے ایک قلعہ دیکھا اور وزیر مرزان جاسوس شاہی لے کر حاضر ہوا اور اُس نے آکر خواجہ کی تعظیم کرکے عرض کی کہ اے عمرو حکم شہنشاہ کوکب کا ہے کہ باغبان قدرت جاکے قلعۂ شیشہ مین رہے اور یہ آپ کی خاطر ہے جو ایسا اُنھون نے فرمایا ہے ورنہ افراسیاب اور شاہان طلسمات کو تو اس قلعہ کا دیکھنا نصیب نہین ہوا اور آپ جائیے پاس بُران کے پس عمرو نے باغبان سے کہا کہ آپ جہان پر حکم کوکب ہے جائیے پس یہ تخت پر بیٹھ کے صبح گلچین کے روانہ ہوا اور سب فوج شاہی باجے خوشی کے بجاتی ہوئی چلی جب دروازہ مین قدم رکھا تو وہ قلعہ آنکھون سے ناپدید ہوگیا اور یہ معلوم ہوا کہ یہ قلعہ شیشہ کا ہے یہ جاکر ایک قصر شاہی مین اُترے تو اب سب قلعہ نظر آنے لگا ایک روز کے بعد مرزان وزیر مع بران شمشیرزن کے آگے آگے قرنا بجتی ہوئی جلوس شاہی ساتھ سامان باد بہاری ہمراہ لیا دل مرد ہے چوبدار لباس زرق برق پہنے ہمراہ ہین پلٹنین اور رسالے جنگ کے دیکھے بھالے ساتھ ساتھ آتے ہین ڈنکا بجتا ہوا نقیب آداز دین لگاتے بڑھے عمرو دولت کی صدا مین دبدبے جریب شاہانہ ٹپکتے ہوے چال ادب پڑتا ہوا یہان

سواری کے آگے پے اہتمام	لیے سونے روپے کے اعضا تمام	نقیب اور جلودار اور چوبدار
یہ آپسمین کہتے تھے ہردم پکار	اُسی اپنے معمول و دستور سے	ادب سے تفاوت سے اور دور سے
بلا نوجوانو بڑھے جائیو	دو جانب سے باگین لیے آئیو	بڑھے جائین آگے سے چلتے قدم
بڑھے عمرو دولت قدم باقدم	عمرو پہلوے بران شمشیرزن مین بیٹھا تھا کہ یہ سب کر باغبان	

کے پاس پونہچے اور اُس سے ملاقات ہوئی پھر اسکو لیکر باغ مرواریہ مین آئے سامان اور جلوس شاہانہ تو سب ٹھہر گیا اور یہ اُس باغ مین کہ جسکی بہار رشک فردوس برین تھی چبوترہ بلور پر فرش بچھواکر بیٹھے اور اُس باغ کی کیفیت دیکھنے لگے کہ درختان سایہ دار مین ثمر کی جگہ موتی لٹکے ہوے ہین ہوا کا رشاطگی کرتی ہے کہ شاخون کو آپس مین ملاتی ہے نسیم عنبر شمیم جو چلتی ہے تو بدن مین جان تازہ آتی ہے درخت آپسمین ہم بغل ہین اسطرح کہ جس طرح عاشق و معشوق لپٹے ہوتے ہین باغبانان لنگے قیمت کے منگے پہنے بیلچے ہاتھون مین لیے چمن کو دیکھتی

بھاتی ہین ایسا ست

شاخین ہین یہ تازگی سے توام	ہو جاتی ہین بار رنگ سے خم	ہر گل ہے چمن مین صاحب زر
ہر برگ زبان شکر دادر	ہے ایک سے ایک بڑھکے نرگست	چشمک زن لالہ نرگس ست
ہے عطر سے بڑھکے بو سمن کی	بوغنچون مین ناف ختن کی	آرائش بوستان ہے سوسن
اڑ ہے وہ زبان ہے سوسن	ہین اوج پہ تخت جھومتے ہین	مستی سے درخت جھومتے ہین

اب یہان بیٹھے ہوے عمرو کو دس بارہ دن ہوے ہین کہ دیکھا ایک پتلہ سشیر سوار آکر موجود ہوا یہ سب بیٹھے ہوے تھے کہ اُس پتلے نے ایک کاغذ بران کو دیا اُس نے جو اُسکو پڑھا تو لکھا تھا کہ اے خواجہ مین جو آپ کی ملاقات کو نہین آیا تو اُسکا باعث یہ ہے کہ میری طبیعت بہت علیل ہے آپ دعا کیجیے کہ مجھے جلد شفا بخشی مطلق صحت عنایت کرے یہ کاغذ پڑھ ہی رہا تھا کہ ایک پتلہ اور آکر موجود ہوا اُسنے بران شمشیر زن کو نامہ دیا اُس نامہ مین لکھا تھا کہ ای بران افراسیاب سنے مہرخ اور سب سرداروں کو قید کیا ہے اسکی فکر تمکو لازم ہے پس یہ پڑھکر عمرو کو وہ نامہ دیا کہ اُسنے پڑھا اور کہا کہ مجکو آپ پر پہنچا دیجیے تاکہ مین وہان جاکے کچھ تدبیر کرون بران نے کہا کہ تم ٹھہرو دیکھو مین اسکی تدبیر کرتی ہون یہ کہکر خود اُٹھکر چلی سب کو منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے مگر اُسکی ایک انیس ہے کہ وہ عاشق ہے اُسکی اُسکا نام زفران زعفرانی پوش ہے وہ چلی پیچھے پیچھے یہان برق فرنگی سامنے حیرت کے قید بیٹھا ہے اور ایک چھڑی جواہر نگار ہے کہ اُس سے وہ ماری جاتی ہے جہان وہ چھڑی پڑجاتی ہے آبلہ پڑجاتا ہے اور برق کا حال ابتر ہوتا جاتا ہے کہ ادھر سے ملکہ بران دریای ہفت رنگ کے پار اُتری اور قریب شہر نابرسان پہنچکر زمین مین سماگئی اور اُسی باغ مین کہ جہان سب قید ہین زمین سے نکلی اور ادھر زفران بھی آکر پہنچی بران نے حیرت کو ڈانٹا کہ او قحبہ تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ تو نے برق کو قید کیا ہے حیرت اُٹھکر اُس سے لڑنے لگی اُس نے ایک ترنج حیرت کے مارا اُسنے خالی دیکر ایک ناریل مارا ان دونون مین لڑائی ہونے لگی اور زفران جو آئی تھی اُسنے وہ چادر اور جوتے پر رکھا تھا برق فرنگی کو اُٹھا کر دے دیا برق کے گلے سے وہ چمکی کا پٹہ نکل گیا اب حیرت چاہتی ہے کہ کچھ سحر کرے اُسوقت ایک آئینہ بران

نے نکالکر حیرت کو دکھایا کہ وہ بیہوش ہو گئی پھر ان نے زعفران پوش سے کہا کہ اسکی مشکین باندھ لو اُسنے اسکی مشکین باندھین اور بران نے مہرخ دبارہ تا فرمان وغیرہ جتنے سردار تھے لیکے اُنکی زبانون سے سوزن نکالی اور درختون سے کمولا اور اُنسے کہا کہ اب تم اپنے لشکر کی طرف جاؤ میں آپ ملکہ حیرت کو تخت سحر پر ڈال کر مع زعفران زعفران پوش کے اپنے طلسم کی طرف روانہ ہوتی ہون تو اُدھر چلی اور یہان افراسیاب جو روانہ ہوا تھا تو ایک دریا ہے کہ نام اُسکا دریا ہے گوہر بار ہے اور اُس دریا کے اُس پار دو ساحر رہتے ہین کہ نام ایک کا گوہر جادو اور دوسرے کا نام نائب جادو ہے اور یہ دونون خوبصورت ہین افراسیاب اُنکے پاس آکر پوچھا ابھی وہان نہین گیا ہے کہ جہان اُسکو جانا منظور ہے یہ دونون ساحر اپنے مکان مین بیٹھے ہوے تھے انھون نے افراسیاب کی تعظیم کی بٹھایا اُسوقت چند ساحر شہر نابرسان سے آئے اور اُنھون نے کہا کہ اے شہنشاہ بران شمشیر زن نے آکر سب قیدیون کو چھڑایا اور ملکہ حیرت کو پکڑ لے گئی افراسیاب یہ سنکر ایک چیخ ماری اور کہا بڑا غضب ہوا اب اِسنے جہان کہین جانا تھا وہان جانا موقوف رکھا اور واسطے رہائی حیرت کے روانہ ہوا لیکن حال سرداران لشکر مہرخ سحر چشم کا سنیے کہ یہ جو یہان سے روانہ ہوے تو پرواز پیدا کر کے آڑے یہان تک کہ اثنا راہ مین اُنکو ایک باغ ملا کہ جو فردوس برین کا چشم و چراغ تھا درخت بار ثمر سے پھلے پھولے گلہاے بیشمار کھلے شاہد بہار گویا زیور جواہر آگین سے مزین و مجلی ہے و شاخ نونہال پھولی پھلی ہے ہوا مین وہان کی خاصیت دم عیسیٰ ہے شعر جان تازہ بدن مین آتی تھی۔ روح بالیدگی سی پاتی تھی۔ ایک بارہ دری برنگ عروس شب اول نبی سُنہرے پردے اُسمین زنبوری بنبھے فرش مخمل کاشانی کا بچھا ہوا جھاڑ کنول شیشہ آلات سے وہ مکان سجا ہوا شعر ہانڈیان جابجے کنول اس نور کے ۔ روشنی مہر و مہ جسپر نثار بیچ مین ایک تخت جواہر نگار گستردہ اور گرد اگرد گلبدن و نگل یاقوت و زمرد کی بچھی ہوئین یہ سب سردار اُس باغ مین آکر اُترے اور آکر اُس تخت پر سب سردار بیٹھے اور تخت پر ملکہ مہرخ جلوہ فرما ہوئی اُس باغ مین چھڑکاؤ عطر اور بید مشک کا تھا کہ جس سے دماغ جان معطر و معنبر ہوتا تھا یہ سب بیٹھے ہوے ہین

کہ ناگاہ ملکہ مہرخ کی ایک طرف کو جو پڑی تو دیکھا کہ ایک تختی جواہر کی لٹک رہی ہے اور اسمین کچھ لکھا ہے مہرخ نے اُس تختی کو لے کر پڑھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے سرداران لشکر اسلام حیرت جادو کو توبران شمشیر زن لیگئی اور اُسے قید کیا ہے اور باغ شہنشاہ نے راستہ مین بنوادیا ہے اسمین جب تک تمھارا جی چاہے رہو باغ کے اندر رہو گے اور سیر دیکھو گے تو تمکو کوئی نہین دیکھنے کا ہان باہر قدم رکھو گے تو تمکو سب دیکھین گے جی چاہے ایک دن رہو چاہے برسون رہو یہ جگہ فضا کی ہے اور جو لشکر مین جانے کا جی چاہے تو یہ اسم جو تختی پر لکھا ہے پڑھکر تین مرتبہ دنیا سب سامان آکر حاضر ہوگا اور تمکو لشکر مین بخوبی پہنچا دیگا یہ جو مہرخ نے پڑھا تو بہار نے کہا بہتر یہ ہے کہ لشکر ہی مین چلو مہرخ نے کہا بہتر ہے اور صحن مین آکر مہرخ نے اُس اسم کو پڑھا جو تختی مین لکھا تھا اور تین دستکین دین اسوقت ایک تخت مہرخ کے واسطے اور کئی تخت بہار و نافرمان و شکیل جادو وغیرہ کے لیے آئے کہ یہ سب اُن تختون پر سوار ہوے جیسے ہی وہ تخت کچھ دور چلے ہین کہ کچھ گھوڑے عربی ترکی عراقی دکھنی کاٹھیاوار ساز و یراق جواہر نگار سے درست آکر موجود ہوے اُنپر سب سردار سوار ہوے اور وہ تختی کہ جس سے اسم پڑھا تھا اُسمین آواز تڑاقے کی ہوئی اور دھوان نکلا اور دھوئے سے کاغذ نکلکر طرف طلسم نورافشان کے اُڑتا ہوا چلا گیا جب باغ کے دروازے سے باہر نکلے تو باغ بھی مثل آتش بازی کے جلنے لگا اور دیوارون سے اُسکی انار چھوٹے دیوار اور دروازہ اور وہ باغ و بارہ دری سب غائب ہوگیا بارہ سو فوج جنگی داہنے اور بارہ سو فوج جنگی بائین بیچ مین کچھ سردار چند ہزار آدمیون کی جمعیت سے یہ سب چلے آتے ہین اور ازبسکہ شہر پرستان سے تو یہ آگے ہی تھے اب سامنے گنبد نور دکھائی دینے لگا بہار نے کہا کہ تو گنبد نور کی طرف آئے اے ملکہ مہرخ حیرت جادو تو قید ہے اور افراسیاب گیا ہے شہر خالی ہے چلو شہر مین بن پڑے تو طلسم کشا کو چھڑا لین مہرخ نے کہا کہ اے بہن یہ تمھارے کہنے کی بات ہے گنبد نور ایسا تھوڑا ہی ہے کہ جہان کوئی جا سکے بہار جادو نے کہا چلو تو سہی سمجھ لینگے مہرخ نے کہا میرا دل نہین قبول کرتا اب کیفیت سنیے کہ گنبد نور کی چار سمتین ہین دو کوس اِدھر اور دو کوس اُدھر ایک سمت مین جو کوئی جاتا ہے وہ قید ہوتا ہے طلسم کے زندان مین اور جو دوسری طرف سے

جاتا ہے اُسے قتل کرتے ہین اور جو تیسری طرف جاتا ہے اُسے چھوڑ دیتے ہین اور جو چوتھی طرف جاتا ہے تو اُس سمت ایک دشت ہے اور اُس دشت مین ایک باغ ہے جو جانیوالے کو اُس باغ مین چھوڑ دیتے ہین تو وہ تمام عمر خراب ہتا ہے اور ایک حاکم ہے افراسیاب کی طرف سے کہ تمام اسکا تونیرا آہن کلاہ ہے اور مالک ہے تمام گنبد کا اور ایک ساحر معزم جادو نام کہ وہ طلسم باطن مین بادشاہ ہے اُس سے اور تونیرا آہن کلاہ دوستی اور محبت سے تو تونیر بسبب محبت کے وہین رہتا ہے اور سحر و ساحری کے سوا اور کچھ کام نہین کرتا ہے اسقدر اُسے سحر مین مہارت پیدا کی ہے کہ ایک مرتبہ یہ افراسیاب بھی رشک کرتا ہے کبھی کبھی یہ افراسیاب کے سلام کو بھی آتا ہے اب جو اُسنے سُنا کہ طلسم مین عذر مچا ہے اور آفت برپا ہے تو معزز جادو کے پاس سے رخصت ہوکر اُسنے بھی گنبد نور پر آکر رہنا شروع کیا ہے اور گنبد نور سے علیحدہ دو کوس پر ایک مینار اُسنے نور کا بنایا ہے کہ وہ ایک ڈال نور کا ہے اور اُسکے سات درجے ہین اور ایک مکان بلور کا کہ وہ بھی سراسر نور کا معلوم ہوتا ہے معلق مابین زمین و آسمان اُسنے بناکر قائم کیا ہے کہ اُس مکان کے چارون طرف تین تین سو دروازے ہین اور ہر دروازے مین ایک ایک نازنین خوبصورت مثل چاند کے استادہ ہے پوشاک جواہر نگار اور زیور مرصع کا زیب بدن کیے ہین اور بیچ مین جو دروازہ ہے فیل بند اُس مین کچھ چوبدار خاص بردار وغیرہ عملہ شاہی رہتا ہے اور اندر سے آواز گانے کی آتی ہے اور ایک طرف میدان مین چار چمن ہین کہ اُس مین سُرخی کٹی ہے اور پھولدار درخت لگے ہین چنانچہ سرداران لشکر اسلام اس ارادہ سے پہلے کہ شہزادہ اسد بن کرب غازی کو چھڑا لین چلے تو اگر اُسی چمنستان مین پہنچے گنبد نور وہان سے بہت دور ہے اور ایک ابر سفید ایسا چھایا رہتا ہے کہ جسکی روشنی کی وجہ سے وہ گنبد نظر نہین آتا ہے الحاصل جب یہ چمنستان مین پہنچے ایک بجلی چمک کر اُنکے اوپر گری کہ اِن لوگون کی زبانین بند ہوئین اور ایک حباب پیدا ہوکر اُنہا بڑا ہوا کہ یہ سب اُسمین سما گئے اُسوقت ایک پرسیاہ طلسم نورافشان کی طرف سے پیدا ہوا اور گرگرا ہوا اسطرف کو آیا جون جون قریب آتا گیا چھوٹا ہوتا گیا جب اِس چمنستان پر آکر پہنچا تو ایک بجلی چمک کر گری کہ وہ حباب ہوا ہوکر اُڑ گیا اور یہ سب سردار چھوٹے اور وہ جو قصر معلق ہے اُسمین پریزادین ہین اور بیچ مین جو دروازہ اُسمین ہے اُسکے اندر سے تین ہزار ساحر زبردست

تر مبلے ہاتھون مین لیے نکلے اور آگر چاہتے تھے کہ اُن سترارون کو ماریں وہ جو طلسم نور افشان کی طرف سے ابر آیا ہے اُسمین سے ایک آواز مہیب ہوئی اور ایک سوار دلاوری شیر پر سوار ہاتھ مین ترسول لیے پیدا ہوا اور اُسنے آکر ایک ترسول کو پتھر پر مارا کہ اُس پتھر سے کئی ہزار شرارے نکلے اور اُن ساحرون پر گرے کہ وہ جلکر خاک ہوگئے پھر دیکھا تو اسی دروازے سے چھ ہزار ساحر اور نکلے لیکن اُس سوار نے پھر ترسول کو پتھر پر مارا کہ وہ بھی جلکر خاک ہوے اُسوقت تنویر آہن کلاہ خود آیا اور اُسنے کہا کہ او پتلے اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا اور اسم سحر کا پڑھ کے اپنی انگلی کو کاٹا اور تین بوند لہو کی اور کچھ دانے سرسون کے لے کر اُن دانون پر پھونکا یا اور اُن سب دانون کو جانب قصر معلق اُچھال دیا کہ اُس قصر سے ایک ٹکڑا مکان کا جدا ہوکر اس پتلے کے سر پر آیا ایک دیوار اُسکی اُسکے پانون کے نیچے آگئی اور چھت سر اور یہ دبا اور جتنے سردار ہین وہ بھی سب قید ہوے یعنی ایک حباب ہے مثل سرپوش کے کہ اُسمین سب بند ہین اور کچھ کسی کے کیے سے نہین ہو سکتا تنویر آہن کلاہ ہنس رہا ہے اُسوقت برق چمکی اور پھر طلسم نور افشان کی طرف سے ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور بہت جلد بڑھتے بڑھتے یہان تک آکر پہنچا اور اب پے در پے بجلیان چمکنے لگین پھر ایک شعلہ نکلا اور وہ ابر اُٹھا آدھا تو سر پر آیا اور آدھا زمین پر اُسوقت تنویر آہن کلاہ نے کہا کہ اے شخص یہ کون بات ہے کہ تو چھپ کے آیا ہے شعلہ بنکے نکلکر مرد میدان ہوا سکا یہ کہنا تھا کہ ایک تڑاقے کی آواز ہوئی اور وہ شعلہ پھٹا ایک نازنین خوبصورت غرق دریاے جواہر بال چہرے پر بکھرے ہوے ماتھے پر افشان چینی آسمان حسن مین ستارے نکلے ہوے نظم

روکش عارض خورشید تھی عارض کی ضیا :: خال کا ہندسے لیتا چیش تھا شہرا :: چاہ غبغب کبھی گر دیکھلے یوسف اُسکا
عمر بھر چاہ مصیبت مین رہے اُسکی سزا :: غبغب سے ذقن سیب ذقن تھا اُسکا :: شعلۂ طور جسے کیسے بدن تھا اُسکا

ایک تخت جواہر نگار پر سوار سامنے آکر پکاری کہ او تنویر آہن کلاہ تو نے کیا کہا کہ مرد میدان نبرد ہو ارے کوکب رو شنضمیر وہ بادشاہ جلیل القدر ہے کہ اُسکا مثل نہین ہے اُسکے خادم اور کنیزین جو چاہین وہ کرین تیرے حق مین یہ ہے کہ چل کر خدمت شہنشاہ کوکب مین حاضر ہو کہ تیری جان بھی بچے اور مال بھی ملے نہین تو کتے کی موت مارا جائیگا تنویر نے جھنجھلا کر

ایک ناریل چوٹی سے نکال کر مارا اس نازنین پر کہ اُسمین سے ہزار ہا ستارے پیدا ہوے اور وہ ستارے گرنے لگے لیکن وہ ستارے بائین گرتے ہین اس نازنین پر نہین پڑتے اور نام اُس نازنین کا ملکہ زرافشان جادو ہے بس اُسنے بھی اپنی چوٹی سے ایک موتی چھوٹا سا صراحی دار نکالکر آسمان کی طرف مارا کہ اُسمین سے ہزار ہا بوند پانی کی پیدا ہوئی اور سب ستارون کو دھوان کر کے اُڑا دیا پھر تنویر آہن کلاہ نے غصہ مین آکر ایک ناریل مارا کہ اُسمین سے ہزار ہا پتھر پیدا ہوے اور اس نازنین پر گرنے لگے اس نازنین نے ایک پتھری چھوٹی سی نکالی اور اُس کو اُس قصر معلق پر کھینچ مارا کہ وہ قصر معلق اور یہ پتھر جو گر رہے تھے سب دھوان ہوکر اُڑ گئے اُسوقت تنویر آہن کلاہ نے اپنے سر سے خون نکالا اور اُس خون کو ہاتھون پر لے کر اُس نازنین پر مارا کہ وہ خون شعلہ ہوکر قریب تھا کہ اُس نازنین پر گرے اُس نے اپنی دو زلفون کو بل دیا کہ اُسمین سے ہزار ہا شرارے پیدا ہوے اور اُن شعلون کو اُن شرارون نے بجھا دیا اور پھر اُس نازنین نے ایک پتھر چھوٹا سا نکال کر مارا اُس مینار پر جو سات درجے کا تھا وہ مینار بھی دھوان ہوکر اُڑ گیا اُسوقت تنویر غلطک مار کر اژدہا بنا اور اُس نازنین پر پھنکارتا ہوا چلا اُسنے ایک ڈبیا نکالکر کھولی اور کئی ہزار آدمی آتشین بنا لیے اور اُنکے ہاتھون مین گرز دیے اور کہا مارو اس اژدہے کو اُن سوارون نے کہ چین جو اُس اژدہے پر مارین تو اپنی صورت اصلی پر آگیا اُسوقت اُس نازنین نے خنجر جمشیدی نکال کر جو مارا تو گردن تنویر آہن کلاہ کی کٹ گئی آواز دار و گیر کی بلند ہوئی صدا آئی کہ اے شخص مارا تو نے اُسکو کہ جو اپنا ثانی نہ رکھتا تھا اسکا دوست معزز جادو طلسم بالمن مین بادشاہ ہے وہ ضرور بدلا اسکا لیگا اب مہرخ دیہار وغیرہ سب سردار مع اُس پتلے کے چھوٹے زرافشان نے کہا کہ تم لوگ کیون دیوانے ہوے ہو جو گنبد نور کی طرف جاتے ہو ابھی نہین جب وقت آئیگا تو آپ ہی اسد چھوٹ جائینگے اب اپنے لشکر کی طرف چلو چنانچہ یہ سب کو سمجھا کے تخت پتلے پر سوار کر کے انکو لیکر روانہ ہوئی جب لشکر مین آکر پہونچی تو یان بسبب سحر اژدر چشم کے لشکر بھاگ گیا تھا اب آکر پھر جمع ہوا ہے خیمہ اور بارگاہین استادہ کرا کے یہ سب کے سب اُترے ڈھنڈھورا پٹوایا کہ اب امان ہے لوگ آکر آباد ہون ملکہ زرافشان

کو سب سرداروں نے نذرین دین اور مہرخ نے کچھ کشتیان جواہر کی منگا کے چاہا کہ زرافشان کو دین اُسنے کہا کہ یہ کبھی نہوگا آپ ہماری مالک ہین اور ہمین ہر طرح یہ اختیار ہے کہ جو چاہین منگا لین یہ کہکر اُسنے ایک اسم سحر کا پڑھا ایک ابر طلائی آکر موجود ہوا اُس مین سے کچھ فوج کشتیان جواہر کی لیے ہوے نکلی وہ کشتیان زرافشان نے لے کر مہرخ کے سامنے رکھین اور کہا کہ اِسکو قبول کیجیے مہرخ نے کہا کہ جب تم نہین لیتین تو ہم بھی ان کو نہین لین گے غرض بعد حجت بسیار مہرخ نے وہ کشتیان لین اور زرافشان نے ایک سحر جو پڑھا تو وہ فوج اور پتلہ شہسوار سب غائب ہوگئے مہرخ نے حکم دیا کہ رواج ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا یہ تو بعیش و عشرت اُس مقام پر بیٹھے ہین لیکن افراسیاب جادو جو برائے رہائی ملکہ حیرت جادو روانہ ہوا تھا تو جاکر یہ ایک پہاڑ بلند و وسیع پر پہونچا اور اُس پہاڑ پر بیٹھا اُسکی ہیبت سے سرما یہ برف انداز وغیرہ چند سردار بھی آکر بیٹھے اُسوقت قلعہ ظلمات کی طرف سے ایک ابر پیدا ہوا بڑی چمک دمک سے قریب آکر پہنچا بیٹھا تو دیکھا کہ دو اژدہے ہین بہت بڑے بڑے ایک اژدہے پر تخت کھنچا ہے اُس پر ملکہ عنقاے جادو نام ایک ساحرہ سوار ہے اور یہ ہین ہے چندن جادو کی کہ جس کا قتل کرنا جلد اول مین اسی طلسم ہوشربا کی لکھا گیا ہے آئی دوسرا اژدہا مثل چیز کے اُسکے سر پر سایہ کیے تھا ملکہ عنقاے جادو بڑی ساحرہ زبردست ہے بعد اسکے دو زبان جادو اور اندر جادو کہ جو اُسی پہاڑ پر رہتے ہین آئین اور بادشاہ کو ان تینون نے سلام کیا اور عنقاے جادو نے کہا کہ اے شہنشاہ یہ کیا آپ نے لڑائی کا طور کر رکھا ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ سب تقدیر کی امورات ہین ملکہ عنقاے جادو نے اُس اژدہے کی طرف اشارہ کیا کہ اُسنے پانون اپنا زمین پر مارا کہ زمین اُس جگہ کی شق ہوگئی اور ہزارہا خیمہ جواہر نگار ساحرے کر نکلے اُن خیمون کو استاد کیا اور افراسیاب سے کہا کہ چلکے بیٹھیے ان خیمون مین پھر اژدہے کو اشارہ کیا کہ اُس نے زمین پر پانون مارا ایکی مرتبہ پھر دو کانین طلائی و نقرئی بنگلین اور تیسرے پانون مارنے سے طعامہاے نان بائی وغیرہ جتنے پیشہ ور ہوتے ہین وہ سب موجود ہوے اور چوتھا پانون مارنے سے ساحرون نے نکل کر سب دوبست کر لیا گرما گرم

بیان ہونے لگی اب افراسیاب نے کہا کہ مجکو خود جانا منظور ہے جبر سے چھوڑانے کو مستعد ہے
جادو نے کہا کہ نہین اول کسی اور کو بھیجیے تو بہتر ہے اُسوقت سرمایہ برف انداز نے کہا کہ
غلام جائیگا افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ سرمایہ نے خیمہ سے باہر نکلکر ایک ابر تیار کیا اور
کچھ فوج ساتھ لی کہ برف کے آدمی تھے اور یہ ابر بہت دور تک پھیلا ہے غرض وہ سب چلے
اور جاکر دریاے ہفت رنگ پر پونچے تو سامنے تین رنگ جو قبضہ مین افراسیاب کے ہین
انکو جب طے کیا تو اُسطرف کوئی بھی مزاحم نہوا سرمایہ بہت خوش ہوا اور اُدھر اُتر گیا تو ایک پہاڑ
ملا برف کا اُسپر سب فوج کو جو برف کی تھی اُتارا اور آپ بھی یہان اُترا ارادہ آگے چلنے کا کرتا ہے
آگے دیکھیے کیا ہو مگر یہ خبر بران شمشیر زن کو پونچی کہ سرمایہ آتا ہے بران شمشیر زن جبر
کو یہان عمرو کے پاس لاچکی تھی اور بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک پتلہ شیر پر سوار آکر موجود ہوا اور ایک
کاغذ بران کے ہاتھ مین دیا اُسنے جو اُسکو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے بران سرمایہ برف انداز
آیا ہے تمھین لازم ہے کہ یہی کاغذ جسپر نامہ لکھا گیا ہے اُس شیر کے ماتھے پر کہ جسپر پتلہ سوار ہے لگا دینا
اور جو تم کو اس مین لکھا ہے اُسے پڑھنا بران نے وہ کاغذ پڑھکر شیر کے ماتھے پر لگا دیا اختر
سوار بد کو بالون سے نکال کر سات لوین اُسکی کاٹین اور اُس پتلے پر وہ لوین مارین کہ سات
قانوسین روشن ہوگئین اور اُس پتلے بران نے کہا کہ تم جاؤ اور سرمایہ کو روکو پتلہ یہان
سے چلا سرمایہ دریاے ہفت رنگ اُتر آیا تھا کہ یہ پتلہ جاکر پونچا اور اُسنے للکارا کہ اے
سرمایہ کہان آتا ہے ٹھہر اسی جگہ سرمایہ نے اُس پتلہ کو دیکھکر ایک ڈھیلا برف کا کھینچ مارا کہ وہ
ڈھیلا زمین پر گرا اور ہزارہا برف کے پتلے تیار ہوے اور اُس شیر سوار کی طرف چلے اُسنے
اپنے ہاتھون کو اونچا کیا کہ پانچ انگلیون سے پانچ شرارے نکلے اور اُن پانچ شرارون سے
ہزارون شعلے نکلکر اُن برف کے پتلون پر پڑے کہ وہ سب پگھل گئے اُسوقت سرمایہ نے
جھنجھلاکر اور ایک ٹکڑا برف کا اُس پتلے پر مارا کہ وہ آکر اُسکے سر پر پڑا اور ایسی ہوا سرد پیدا
ہوئی کہ جس سے وہ پتلہ جھومنے لگا اور اُسنے ایک ترہنج نکالکر مارا کہ وہ ہوا سرد موقوف ہوئی
اور ایک ابر گھر آیا پھر اُس پتلے نے ایک چھوٹا سا پتھر سیاہ رنگ کا لیکر کچھ پڑھکر مارا وہ ہوا
ایک پہاڑ تھا اُسپر سب فوج سرمایہ کی تھی پس گرگراہٹ ہوئی اور وہ ابر جو گھر آیا تھا

نیچا ہوکر اُس پہاڑ پر گرا کہ وہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور یہ سرمایہ نیچے کو چلا اور جو وہ سات فانوس بھین اُسمین سے ایک کمند بنکر طیار ہوئی اور اُس تپلہ نے سرمایہ کو دوڑکر پکڑ لیا اور وہ جو اسکی فوج تھی وہ پہاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے ہونیسے کچھ دب کر ہلاک ہوئی اور باقی جو بچی بھاگ گئی اور یہان عرصہ ہوا تو افراسیاب نے دو انگلیون کی چٹکی بنا کر دیکھا معلوم ہوا کہ سرمایہ پکڑا گیا اُسنے کہا کہ تپلے کا تو فقط دھوکا ہے پردہ بہ پردہ یہ بران نے پکڑا ہے اُسوقت ابریق کوہ شگاف نے کہ یہ وزیر پایہ تخت سوم ہے اِسنے عرض کی کہ مجھے بھیجیے افراسیاب نے کہا جاؤ یہ اُٹھکر وہان سے چلا تو اِسنے دو پہاڑ بنا کے ایک تو چھوٹا ہے کہ اُسپر سب فوج پتھر کی ہے اور دوسرا پہاڑ جو بہت بڑا ہے اُسمیں یہ خود بیٹھکر چلا یہان بران کے پاس پہر ایک تپلہ سٹیر سوار آیا اور اُسنے کاغذ بران کو دیا بران نے اُس کاغذ کو پڑھکر اپنے گھر سے پھر لوہین کاٹ کے اُس تپلے کے بدن مین لگائین اور کہا جاؤ ابریق آتا ہے اُسے مارو یہ تپلہ روانہ ہوا یہان ابریق جو چلا تھا دریاے ہفت رنگ کے پار اُترآیا کوئی مزاحم نہوا یہ بہت خوش ہوا کہ شاید میرا خوف ساحران دریا نے مانا پس جب اُس حد پر پہنچا کہ جہان سرمایہ قید ہوا تو تپلہ آکر پہنچا اور اُسنے کہا کہ اے ابریق تمہاری بجائی سرمایہ تو قید ہین اور تمھین لازم ہے کہ چلکر خواجہ عمرو کی پابوسی کرو اور دین اسلام ملت برحق کو قبول کرو ابریق کو غصہ آیا اور ایک اسم جو سحر کا پڑھا تو وہ پہاڑ جسپر یہ بیٹھا تھا ڈسکا ایک ٹکڑا علیحدہ ہوکر اُس تپلے کے اوپر آیا اور ہزارہا پتھر گرنے لگے اِس تپلے نے اپنے دونون ہاتھون کو جنبش دی کہ اُسمین سے ہزارہا شرارے پیدا ہوکر ان پتھرون پر پڑے کہ وہ سب دھنوان ہوکر غائب ہوے اُسوقت ابریق خود پہاڑ پر سے کود پڑا اور تپلے کی طرف چلا تپلے نے ایسا اسم سحر پڑھا کہ وہ پہاڑ غائب ہوا اور ایک پہاڑ اور پیدا ہوکر چند پتھر ابریق کے سر پر اور چند نیچے پانون کے آگئے اور یہ ابریق بیچ مین اُنکے دبا اور وہ تپلہ آنکھ سے آنکھ ملائے ابریق سے کہتا ہے اور ابریق بیہوش ہے یعنی آپ مین نہین ہے

جب افراسیاب نے پھر اپنے ہاتھون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابریق کوہ شگاف بھی قید ہوا اب اِسکو غصہ آیا اور یہ خود اُٹھ کے [illegible] ساتھ بہت سے ساحرین اور عجیب غصہ مین

وہان سے آتا ہے اور ایک تخت ہے کہ اُسکا دور ہفت پیل ہے اور ایک ایک پا
بین پچاس پچاس پا لگے ہین چار سو پا سب ہوئے ہر جانور کی شکل اُن پایون مین بنی ہے اور یہ آگے
ساتھ ہے عنقاے جادو اور سرداب جادو اور اژدر جادو اور دو زبان جادو وغیرہ
اور یہ ساحر بڑے زبردست ہین اب یہ اُن کے دریاے ہفت رنگ کے کنارے پر پہونچا
وہان جو اُسکے ساحر ملازم ہین وہ آکر اسکی خدمت مین حاضر ہوے اُنمین سے کسی کا سر سوس
کا کسی کا مگر کا کسی کا ماہی کا ہے اُن سب نے عرض کی کہ ہم ناچار ہین ہمین نگہرانون نے بہکا دیا
اور یہ کہا کہ خبر ہوا خود شہنشاہ کو منظور ہے کہ سبکا دل دیکھے اسوجہ سے ہمنے کچھ لوگون کو جانے
دیا افراسیاب جادو کو غصہ تو تھا اُسنے ہاتھ ہلایا کہ برق چمکی کہا جل جاؤ بس یہ مُنھ سے
نکلنا تھا کہ آگ پیدا ہوئی اور ساحر جل گئے اُسوقت عنقاے جادو نے کہا کہ ای شہنشاہ
غصہ کو جانے دیجیے افراسیاب چپ ہو رہا کشتیان آکر موجود ہوئین یہ سوار ہوکر چلے جب
اپنے ساڑھے تین رنگ طے کر چکا تو اسطرف کے رنگون کا یہ حال ہوا کہ لاکھون آدمی کشتیون پر سے
کود کود کر دریا مین آپ سے آپ گرے اور وہان کے ساحر دریا سے نکلکر لڑنے لگے لیکن
یہان کا حکم پہنچا کہ انکو منع نہ کرو آنے دو القصہ یہ سب کے سب بموجب حکم ملکہ یہان
کے مطمئن ہوے اور ساحرون نے مزاحمت نہ کی تو اُس پار نکلگئے جب آدمی پر پہنچے تو دیکھا
کہ کچھ درخت ہین مولسری اور ہزار کے فوج تو افراسیاب کے ساتھ اسقدر تھی کہ جہانتک نگاہ
کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے سب نہمدین باندھے ہوے رسول ہاتھ مین لیے تھے
وہان افراسیاب نے ایک گولہ فولادی نکال کر جانب آسمان اُچھالا کہ وہ بارہ گز اونچا
ہوا اور چمکتا ہوئی مگر وہان ایک دیو رہتا ہے کہ قد اُسکا تین سو گز کا ہے اور ایک قرنا اُسکے
ہاتھ مین ہے کہ وہ بھی تین سو گز کی ہے پس اُس قرنا کو جو دیو نے دم دیا تو اُسمین سے ذرا ذرا
آواز نکلی کہ کچھ آدمی جلکر مرے اُسوقت افراسیاب نے عنقاے جادو سے کہا کہ دیکھا
تھے اس دیو کی حرکت کو عنقاے جادو نے ایک بیضہ اپنے جوڑے سے نکالا اور اُسے
آسمان کی طرف مارا کہ وہ ہمانگر اُس دیو پر چلا اور چاہا کہ اُسکو مارے اُس دیو نے ایک تیر چھوڑا
ساکر سے نکلکر اُس ہما پر مارا لیکن جب وہ تیر ہما پر پڑا تو اُس مین سے شرارہ نکلا اور

تو غائب ہو کر چلا آگے آگے عجوز جادو اب یہان عنقا سے جادو اور سب فوج مع افراسیاب
کے پتلے کے پھر گئی اور یہان افراسیاب نے کچھ دور جاکے دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے سیاہ رنگ
کا اور راستہ نہین ہے اور ایک دیو اُس پہاڑ پر کھڑا ہے افراسیاب نے نکال کر ایک ترنج
مارا کہ وہ دیو اور پہاڑ غائب ہوا پھر آگے چلے تو دیکھا کہ ایک دریا ہے اور اُس دریا مین ایک
مگرسر نکالے کھڑا ہے اور اُسکے سر پر پانون رکھے ایک پریزاد کھڑی ہے افراسیاب
نے وہ ثمرن جو بوٹیان کاٹ کے بنائی ہے اب اُسکے دانے یاقوت احمر کے ہین اور سات
دانے ہین چنانچہ ایک دانہ اُسنے اُس پری پر کھینچکر مارا کہ وہ پری اور مگر جل کر خاک ہو گئے
اور دریا کا پانی بھی اُڑ گیا اسی طرح راستہ مین کئی بلائین آئین مگر اُس نے سب دفع کین
اب حال سُنیے کہ بران نے حیرت کو لاکر ایک ستون سے کہ پہاڑ پر چہل ستون بنا ہے باندھا
اور سرکوہ پر بندوبست کر دیا ہے اسوقت ایک پتلہ نامہ لشکر کوکب کا آیا کہ اے بران جلد خبر لو
کہ افراسیاب اُس پہاڑ پر پہونچگیا ہے بران اپنے مقام سے اُٹھی اور اُس پہاڑ پر آئی کرسی
بچھا کر سامنے چہل ستون کے آبیٹھی اسوقت افراسیاب جادو جاکر پہنچا جو لوگ کہ سرکوہ
پر متعلق تھے اُن کو تو اُسنے جلا دیا لیکن ملکہ بران شمشیرزن نے عجوز جادو
کو دیکھکر کہا کہ او نکحرام تو نے بھی یہ طاقت پیدا کی کہ افراسیاب کو لے کر یہان آیا ہے
یہ کہکر ایک ہاتھ تلوار کا اُٹھکر جو مارا تو عجوز جادو گر پڑا خواجہ عمرو بھی یہان آئے ہین مگر بران
سے پوشیدہ گلیم اوڑھے ہوے ہین افراسیاب نے حیرت جادو کو ستون سے جلد تر
کھولا بران نے ایک نیزہ افراسیاب کے بھی مارا افراسیاب نے کچھ پڑھکر دمکدی
کہ کئی ہزار پتلہ پیدا ہوا بران نے اختر سوا سید کی لوین کاٹین اور اُن پتلون کو جلا دیا اُسوقت
افراسیاب نے ایک آئینہ نکالکر بران کو دکھایا کہ یہ بیہوش ہوی عمرو نے
جو یہ ماجرا دیکھا تو جال الیاسی نکال کر اور گلیم اُتار کر جو افراسیاب پر مارا تو مع حیرت و افراسیاب
اور تین سو پتلون کو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا لیکن ہمان مرزان نے کچھ فوج سامنے سے کر
عنقا وغیرہ کا تعاقب کیا آخر ایک مقام پر لڑائی ہونے لگی نارنج ترنج ناریل چلنے
لگے کچھ سوئیون کے سر جون کے پڑنے لگے رائی سرسون اور دھونے

کے دانے جل رہے تھے دھنوان اٹھتا تھا شعلے بلند تھے بیر نکل جاتے تھے ہر طرف آواز
ہائے ہو دلیرون کی بلند تھے مردہ پژمردہ نعش پر نعش گر رہی تھی اسوقت عنقائے
جادو نے کیا کام کیا کہ دونون ہاتھون سے کچھ ماش پڑھ پڑھ کے مارنا شروع کیے اب
ہزارون سرکٹ کے گرنے لگے اور ایک ابر سبز رنگ پیدا ہوا اسمین سے آواز تڑاقے کی
آئی اور ایک حوض فولادی چکر کھاتا ہوا اسی ابر سے نکلا لیکن عنقا نے اپنے ہاتھون کو بلند کیا
کہ پانچون انگلیون سے پانچ شرارے پیدا ہوے اور ان پانچون شرارون سے بہت
سے شعلے نکلکر ادھر کی فوج پر پڑے کہ بہت سے آدمی جلے اور ایک شاگرد ہے
عنقائے جادو کا عقاب جادو نام اسے ایک تیر اور ایک ترنج مارا کہ بران
کے بہت سے ساحر ہلاک ہوے اسوقت طرف سے ظلمات کے ایک ابر سیاہ
رنگ پیدا ہوا اس ابر مین سے یہ آواز آئی کہ اے نمکحرامون تمنے بھی یہ طاقت پیدا کی کہ اے بادشاہ
طلسم ہوش ربا طلسم نور افشان سے لڑتا ہے خبر بھیجا جائیگا اور اسوقت ایک دریاے
آتش جوش مارکر پیدا ہوا سب سرارون عنقائے جادو اندر جادو دا پریق کوہ
شگاف و سرمایہ برف انداز و نیرو نے اپنے تئین اس دریاے آتش مین گرادیا اور
وہ ابر ایک طرف کو چلا باقی اور لوگ جو تھے وہ دریاے ہفت رنگ کی طرف چلے اور وہ
ابر اب کرہ نور کی طرف جاتا ہے لیکن حال سنیے کہ عمرو جو جال مین حیرت و افراسیاب
کو ڈالکر چلے تو انکو ایک تاریکی معلوم ہوئی اور یہ اسمین چلے جاتے ہین کہین اونچا کہین نیچا ملتا ہے
بعد کچھ دور کے روشنی معلوم ہوئی اور آواز آئی ای خواجہ صاحب خاطر جمع رکھیے مارا ہے
سب فوج افراسیاب کو کہ وہ سب بھاگے اور انکے واسطے اب بڑی تیاری ہو رہی ہے
عمرو نے دیکھا تو کوئی آواز دینے والا معلوم نہوا یہ آگے چلے تو ایک میدان سبزہ خیز انکو نظر
آیا کہ کوڑیالہ رشک لالہ و رنگ کھلا ہے درخت سایہ دار ہین چشمہ جا بجا ہین لبریز ڈیرے موج
خیز کنارے دریا کے جانوران آبی کا مجمع ہے ہواے سرد عیسی نفس چل رہی ہے جب جھونکا
ہوا کا آتا ہے دماغ جان معنبر و معطر ہو جاتا ہے اشعار

آئی ہے بہار مرغ گلزار	کرتی ہے نواے سینہ افگار	گل یاد صبا کی تا کمر ہے

دامان بلند ابر تر ہے	آئی ہے بہار ہر خیابان		ہے لطف ہوا سے گل بداماں

اور اُس صحرا مین ہزارہا خیمے استادہ ہین اور بیچ مین ایک بارگاہ نصب ہے کہ وہ جواہر نگار ہے اور عجب تزک اُس بارگاہ کا ہے جب یہ قریب پونہچے تو دیکھا کہ دو سو آدمی اس بارگاہ سے نکلے اور اُنھون نے کہا کہ اس بارگاہ مین چلیے اب جو یہ بارگاہ کے اندر آئے تو دیکھا کہ گیارہ کشتیان جواہر سے بھری رکھی ہین اور نورہ پوش اُٹھے ہوے ہین اُن آدمیون نے کہا کہ ان کشتیون کو لیجیے اور لٹائیے یا کسی کو دیجیے یا آپ لیجیے عمرو نے وہ کشتیان لے لین پھر جو وہان سے نکلکر چلے تو دیکھا کہ بارہ ہزار جلاد تینغے چوڑے باندھے بارناک کان کٹے کا گلے مین پہنے کردھنی باندھے ایک طرف کھڑے ہین اُن آدمیون نے کہا کہ یا اسواسطے آئے ہین کہ دشمنون کو گردن ماریں عمرو یہ سنکر چند قدم اور آگے بڑھا تو دیکھا کہ تین سو شاہزادے ہین اُنکے سرون پر تاج جواہر نگار ہین اور پوشاک نفیس جواہر دوز ہے جسم اُن کے مرصع دمجلے ہین اور تین سو شاہزادیان ہین کہ اُنکے بھی سرون پر اور گلون مین تاج اور لباس عمدہ مرتب و آراستہ ہے اب یہ سب سامنے اس بارگاہ کے آئے اب جو دیکھا تو وہ تخت بہت نادر اور کرسی یاقوت احمر کی بیچ بارگاہ مین بچھی ہے اور کرسی پر ایک شخص مبٹھا ہے کہ عمامہ اُسکے سر پر ہے اور کلغی بال ہما کی عمامہ مین لگی ہے اور پوشاک بھی پُرزر گلے مین ہے عمرو کو دیکھکر وہ آدمی اُٹھا اور قریب آکر اُسنے عمرو سے کہا کہ آپ کو بارگاہ ہو کہ فوج افراسیاب نے شکست کھائی اور دن بخس کوکب رو مستضمحل کے نکل گئے طبیعت اب اُنکی اچھی ہے خدا کی عنایت سے بادشاہ مذکور خوشوقت ہین آپ بھی ان مصیبتون کو زنبیل سے نکالیے دیر نہ کیجیے عمرو جاکر تخت پر بیٹھا اور خوشی مین آکر پہلے تو افراسیاب اور حیرت اور خیال جادو کو زنبیل سے نکالا پھر نیلون کو بھی افراسیاب کی نکال کر باہر چھوڑ دیا اور بران و مجلس اور اُنکی بہن ان تینون کو فرطمسرت سے رہنے دیا اُسوقت وہ جو آدمی تھا کہ جسکے سر پر کلغی تھی اُسوقت دل خواجہ کا گھبرایا اور دیکھا اُس شخص کو کہ رنگ رُخ سیاہ معلوم ہوتا ہے وہ جو منھ پر اُسکے سرخی تھی اور داڑھی سفید تھی تو داڑھی تو لال ہے اور ہاتھ سیاہ فقیر ہین خواجہ یہ دیکھکر چاہتے تھے کہ گلیم اوڑھ لین اُس وقت

ایک موتی صراحی دار اُس آدمی نے نکالا اور سامنے اِنکے اُسکو پھونکا کہ یہ بیہوش ہو گئے اور
اُسنے ایک سحر جو کیا تو ایک زنجیر طلائی عمرو کے گلے مین اور دست و پا مین پڑ گئی اور افراسیاب
و حیرت اور خیال جادو جو کہ ساتھ تھے وہ سب ہوشیار ہوے اُسوقت اُس
آدمی نے کہا کہ ای افراسیاب تو نے اپنے تئین غارت ہی کیا تھا وہ تو خداوند دیجور
نے اپنی کتاب مین دیکھا اور اُسنے مجھے بھیجا کہ مین نے آکر تجکو چھڑایا اور اُسکو گرفتار کیا اب جلد
یہان سے چل افراسیاب نے کہا کہ مین عمرو کو مارلون تو چلون یہ ذکر تھا کہ ایک ابر سیاہ
پیدا ہوا اُس ابر مین سے ایک کو نکلا اور اُسنے ایک کاغذ اس کرسی نشین کو دیا اور افراسیاب
نے کہا کہ اِس جینے سے تو مرنا بہتر ہے مین نہین جاؤن گا جب تک عمرو کو نہ مارلون گا یہ کہکر
خنجر کھینچا اور چاہا کہ قتل کرے اُس کرسی نشین نے ہاتھ پکڑا اور ایک ابر قلعۂ نورافشان کی طرف
سے پھر نمودار ہوا اِس کرسی نشین کا نام نائب راشد الشیاطین ہے غرض جب وہ ابر
قریب پہونچا تو اُس کوے نے بازی کرنا شروع کی اور آواز مین تڑاق تڑاق آنے لگین جو جو
آواز آتی ہے ہزار ہا کوا پیدا ہوتا ہے چنانچہ ایک کوے نے مُنہ کھولا اُسکے مُنہ سے ایک پری
نکلی چھوٹے قد کی اور پانون پنجہ پر کوے کے رکھکر کھڑی ہوئی اور بزبان فصیح افراسیاب
سے کہا کہ ای شہنشاہ چلیے آپ کو مزرعۂ گندم پر چلنا ہوگا یہ کہکر اُسنے ایک قلابازی کھائی
اور تاریکی ہو گئی پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا نہ عمرو ہے نہ افراسیاب ہے نہ وہ کرسی نشین ہے
ایک دیوار سُرخ رنگ شمال سے جنوب کی طرف چلی گئی اور اُس دیوار کے اُدھر میدان ہے
کہ اُسمین سر ہین کٹے ہوے تازے کہ گز بھر زمین سے اونچے اِستادہ ہین اور ہزارون ہاتھ اور
ہزارون پانون ران سے تازہ کٹے ہوے زمین پر ہین اور ہزارون دھڑ ہین کہ زمین پر استادہ
ہین نون تازہ ان سب سے بہتا ہے اِس میدان مین اور ایک ابر قلعۂ نورافشان
کیطرف سے نمودار ہوا اور وہ ابر شق ہوا تو دیکھا کہ بارہ ہزار خرس سوار اور بارہ ہزار گاؤ سوار
اور بارہ ہزار خرسوار اور بارہ ہزار شیر سوار کہ سب مصلح و مکمل تھے پیدا ہوے اور ایک تخت
جواہر نگار پر کوکب رو شفق مہر سوار ہے پشت پر اُسکی ابر طلائی گڑگڑاتا ہوا آتا ہے کوکب
کا مُنہ بسبب بیماری کے زرد ہے آب ایک چمک ہوئی اور ایک ابر اور پشت پر ابر طلائی کے

سفید نمودار ہوا اور اُس پر سے ایک تخت کہ جسمین جواہر ترتیب کیا ہوا تھا نکلا اس تخت پر ایک مرد پیر نہایت مقطع اور مہذب بزرگ ریش سفید نما بہ سینہ عمامہ سر پر عبا گلے مین پہنے تھے وہ تخت جب قریب تخت کوکب روشنضمیر آیا کوکب نے اُٹھکر اُس پیر مرد کی تعظیم کی اور ہاتھون کو بوسہ دیا مرد پیر نورافشان جادو قلب طلسم آشنا کوکب روشنضمیر سے اُس پیر نے کچھ کہا کوکب کو تعلیم کیے اس عرصہ مین ایک سوار سبزہ آغاز آیا اور اُسنے کوکب کو سلام کرکے کچھ اسم تعلیم کیے پھر وہ دونون چلے گئے اور کوکب نے اب قصد کیا کہ دشت فنا کو فتح کرون اِس قصد سے اِسنے وہ اسم جو نورافشان نے تعلیم کیا تھا پڑھنا شروع کیا اُسوقت وہان سے ایک سر بلند ہوا اور اُن خرس سوارون پر گرا کچھ خون کی بوندین اُس سر سے ٹپکین اور مثل تیر شہاب کے وہ بوندین ہوکر اُن خرس سوارون پر گرین کہ وہ جلکر خاک ہوے پھر ایک ہاتھ اُٹھا کر اور آواز ڑاتے کی ہوئی اور ہزارون بوندین خون کی تیر شہاب بنکر شیر سوارون پر گرین کہ وہ بھی جلکر خاک ہوے اور خرسوار و نیل گاؤ سوار تلوارین کھینچکر کوکب کی طرف چلے کوکب اسم پڑھتا تھا کہ ایک پانون بلند ہوکر اور اُس مین سے بوندین خون کی نکلکر تیر شہاب بنکر خرسوارون پر وہ تیر برسے کہ وہ بھی جلے پھر دھڑون سے خون کی بوندین تیر شہاب بنکر نیل گاؤ سوارون پر پڑین وہ بھی جلے اُسوقت کوکب نے کچھ سحر پڑھکر دمی کر لاکھون آدمیون کی فوج آکر حاضر ہوئی کہ وہ سب فوج جو لبان سحر کی گلے مین ڈالے تھی اور ترنج ناریل نارنج اُچھالتی ہوئی آتی تھی اب تخت کوکب نے آگے بڑھایا تو ایک دیوار بنی ہوئی دکھائی دی کہ اُس دیوار مین خون بھرا تھا جب تخت اُس دیوار کے قریب پونہچا تو آواز ڑاتے کی ہوئی اور بجلی چمکی اور اُس دیوار مین دروازہ پیدا ہوا اور اُس دروازے سے ایک آدمی نکلا کہ اُسکے تین سر ایک گدھے کا ایک سور کا ایک آدمی کا مگر اسقدر خوف زدہ صورت کہ شیطان بھی اُسکی صورت کو دیکھکر خوف کھاوے چار ہاتھ ہین ایک ہاتھ مین تلوار ہے ایک مین لکڑ آگ کا ایک ہاتھ مین نیزہ ہے ایک ہاتھ مین پتھر ہے اور ایک ہاتھ مین سر ہے تازہ کٹا ہوا سینہ نکلکر دروازے سے اِس سر کو پھینکا جانب آسمان کہ اُس مین سے ہزارہا ستارہ ٹوٹ کر گرا اور فوج کے ہزارون آدمی دھڑ دھڑ جلکر خاک ہوے اور اُس نے

تلوار اپنے سر پر پھیری کہ وہ کٹ گئے اور زمین پر گر گھومنے لگے اور وہ سر جو گرے تھے وہ چار طرف پھرنے لگا اور زبان نکالکر دیکھتا تھا اسوقت کوکب روشن ضمیر نے قلمدان سے ایک کاغذ نکالا اور اُس کاغذ پر کچھ اسم پڑھکر اسکے چھ ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑا اُس آدمی پر کہ اسکا ہاتھ کٹ کر زمین پر گر پڑا بس وہ ہڑا اسکا مار مار کرتا ہوا بھاگا اور دوسرا اور پیچھے اُسکے ایک شیدی ہے کہ وہ جامہ پہنے ہے پگڑی باندھے قلمدان ہاتھ میں لیے ہے کہ اس قلمدان پر بہت سی فرد بین لکھی ہیں وہ بھی آتا ہے اُدھر کوکب نے ایک پرچہ کاغذ اور اُس آدمی کے مارا کہ دوسرا ہاتھ اُسکا کٹ کر زمین پر گرا پھر وہ آدمی آگے بڑھا اور چاہتا تھا کہ کوکب سے لپٹ جاے کوکب نے وہ چارون کاغذ مارے کہ وہ جلکر خاکستر ہوا اب شیدی نے چاہا کہ بین حربہ کرون فرد کاغذ کی اُٹھانے نہ پایا تھا کوکب نے وہ ایک پرچہ کاغذ کا باقی جو بچہ میں رہگیا ہے اُسپر بھی مارا کہ یہ جلکر خاک ہوا اور پھر دو پرچے کاغذ کے نکال کر اُس دیوار اور میدان فنا کے سرون اور ہاتھون پر مارے کہ وہ بھی سب فنا ہوے یعنے جلکر خاک ہو گئے اب صحراے خوفناک رہگیا نہ وہ دیوار خون آلودہ ہے نہ وہ سر ہین نہ وہ ساحرون کی لاشین البتہ وہان پڑی تھین اُسوقت کوکب آگے چلے دشت فنا کو فتح کرکے یہانتک کہ ایک درہ پہاڑ کا انکو ملا اس درے مین بالکل اندھیرا تھا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھ دیتا تھا فوج جو کوکب نے بلائی تھی وہ بھی اُسکے ساتھ ہے اب کوکب اس درہ مین قدم زن ہوا جب نصف راستہ طے کیا تو پکارا کہ او قمقما جادو یہ کہتا تھا کہ آواز آئی حاضر اور آکر وہ حاضر ہوا ایک ساحر تھا کہ جھولی گلے مین سحر کی ڈالے تھا کوکب نے اُس سے کہا کہ ہان روشنی کر قمقما نے ایک گوہر سحر جھولی سے نکال کر سحر پڑھا کہ وہ روشن ہوا اسکو اپنے ایک طرف پھینکا اور وہ درہ سے باہر نکلے تو دیکھا یہان بھی اندھیرا ہے مگر ایک ابر سیاہ رنگ گھر آیا کہ اُسمین ہزارہا چاند ہین اور ہر چاند مین ایک شعل روشن ہوئی اب بخوبی معلوم ہونے لگا اور دیکھا کہ ایک سڑک ہے کہ اسی سڑک پہ سنگ موسی کٹا ہے اور دونون طرف سڑک کے درخت ہین جو ہی اور کیتکی کی بو بی خوش آتی ہے کوکب سیر دیکھتا ہوا چلا دوپہر کا پل سواری اُسکی چلی تو ایک دروہ پہاڑ کا بہت بڑا ملا کہ اسمین ہزارہا محراب بنے ہوے اور عرض اس درہ کا کوس بھر کا اور طول دو کوس کا

اور ہر محراب مین ایک ایک موتی بہت بڑا لٹکا ہوا ہے پس جیسے ہی سواری اس درہ مین پہنچی وہ
موتی تڑاق تڑاق چٹخے اور غبار نکلکر اُس لشکر پر چھایا اور چھت سی بندھ گئی اور ایک درخت
بہت بلند اُس مقام پر تھا کہ اُسپر ایک چیل بیٹھی تھی اُسوقت کوکب نے فمقہا جادو سے کہا
کہ مار تو حربہ اپنا بس اُسنے نکالکر کچھ دانے ماش کے سحر پڑھکر مارے کہ اُس چھت مین ہزارہا چھید
پڑے لیکن اُس چیل نے ایک آواز مہیب دی بہت زور سے چلائی اسکی آواز کا دینا تھا کہ
بجلی چمکی اور ہزارہا انکارا اُن چھیدون سے گرنے لگا اور تمام لشکر مین تلاطم ہوا اُسوقت
کوکب نے آواز دی کہ او کرگس حاضر ہو آواز دینے ہی سب نے دیکھا کہ پشت کی طرف
سے ایک پرند چلی آتی ہے اور آکر سامنے کوکب کے استادہ ہوئی کوکب نے کہا کہ او
کرگس طلسمی جا مار تو اس چیل کو یہ حکم سنکر چلا اور کچھ دور چلکر گد بنا اور اُس نے اِس چھت کو مثل
آسمان گھیری تھی اپنے پرون کو مارا کہ وہ چھت شگافتہ ہوئی اور یہ گد جاکر قریب چیل کے پہنچا
چیل نے چاہا کہ مین اُسکو مارون لیکن گد نے گلا اُس چیل کا منقار سے پکڑا اور نیچے
لے داب دیا تاریکی ہوگئی غل ہوا کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام تھا عصفور جادو اور نگہبان
تھا اُس جا کا اب جو دیکھا تو ایک نقش ساحر کی پڑی ہے طوق زمرد مین گلے مین ہے کوکب
نے کرگس سے کہا کہ یہ طوق لے لے تیرے کام آئیگا گد نے جاکر وہ طوق لے لیا اُسوقت آواز آئی
کہ ارے یہ اندھیرو دیکھو کہ مارا بھی اور طوق بھی لے لیا پرائے گھر مین آکر خبر کہان جاؤگے اب
ایک ریچھ پیدا ہوا کہ وہ لاش عصفور کی اُٹھالے گیا اب سواری آگے چلی تھوڑی دور چلے تھے
کہ دیکھا ہزارہا خرس چلے آتے ہین اور ایک ریچھ پر ایک ساحر سوار ہے اور اُسنے
آکر فمقہا جادو کے آدمی کو مارنا شروع کیا کوکب نے اُسوقت پکار کر کہا کہ اے ارکان
حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ دیکھا ایک شیر چلا آتا ہے وہ شیر قریب آکر ڈکارا کہ اُس خرس سوار کا
سر پھٹ گیا اور جلکر خاک ہوگیا اب سواری آگے بڑھی کوس بھر زمین پونچھے ہونگے کہ دیکھا ایک
شخص قوی ہیکل منھ بندر کا دو ہاتھ پیٹھ پر بندر کے اور دو ہاتھ جو آگے ہین وہ آدمی کے سامنے
سے آکر پکارا کہ کیون شامت آئی ہے بہتری ہے کہ پھر جاؤ نہین تو مارے جاؤگے پس فمقہا
نے مارا دو نے کہا کہ کیا جھک مارتا ہے جادو رہوا اُسنے وہ ہاتھ جو پیٹھ پر تھے منھ کے پاس لاکر

کچھ پھونکا تو ایک بجلی چمکی کوکب کی آنکھین بند ہوگئین اور غبار زمین سے اٹھکر مثل سرپوش کے بنا اور اُسنے دوسری مٹھی جو کھولی تو چمک ہوئی اور دیکھا کہ ہزارون بندر چلے آتے ہین اور بندرون نے صف باندھی اور غلطک کمائی کہ دو دو پہر ہر ایک بندر کے پیدا ہوے اور سر آدمیون کے ایسے پیدا ہوگئے اور ایک شیشہ زمین سے نکلا اب اُن بندرون نے قیامت برپا کردی چار چار پانچ پانچ آدمی فوج کے پکڑے اور اُس شیشہ پر مارے کہ وہ آدمی غائب ہوے اُسوقت کوکب نے نورافشان کے قلعہ کی طرف دیکھکر کہا کہ آئینہ جمشیدی یعنے مرأت واقع جلد حاضر ہو یہ کہتے ہی چند ساحر ایک آئینہ قدآدم لے کر سامنے کوکب کے حاضر ہوے کوکب نے ایک کاغذ اُس آئینہ کے سامنے کردیا اُسمین سے ایک پنجہ نکلا کہ مثل پنجہ آفتاب کے روشن تھا انگلیان سُرخ سُرخ گول قلمی ہتھیلی بھری ہوئی جب وہ پنجہ نکلا کوکب نے قلم اُس پنجہ کو دیا دوات سامنے رکھی اور بس پنجہ نے کاغذ پر لکھا کہ وہ موتی جسپر سامری نے ہوم کیا تھا تمھارے مالے مین ہے اُسکو توڑکر اُسپر بارہ کوکب نے اُس موتی کو مالے سے توڑکر ہاتھ مین لے کر اُن بندرون اور اُن آدمیون کو جسکے ہاتھ بندر کے ہین دکھایا وہ بندر یا تو رہے نہ یا بنے آنکھین بندکرلین یہ خود بوزنہ جادو پھر کر چلا لشکر مین غل ہوا کہ بھگوڑا بھاگا جاتا ہے اُسوقت تو بوزنہ کو غصہ آیا اور یہ پھر لشکر کی طرف پھرا کہ ساتھ ہی کوکب نے تیر مارا کہ وہ اُسکے سینہ پر پڑا اور اُسمین سے شعلے آگ کے نکلکر بندرون پر پڑے کہ وہ سب جلکر مع بوزنہ جادو کے خاک ہوے اب تخت کوکب کا اور آگے چلا تو دیکھا کہ کمال شہر کی چالیس گز کی لمبی نہر ہے اور اُس کمال پر ایک چوکی فولادی بچھی ہے اور اُس چوکی پر ایک ساحر بیٹھا ہے کہ جسکا بدن اُس کا سیاہ ہے اور وہ کچھ بیٹھا پڑھ رہا ہے جب فوج کوکب کی وہان پونہچی تو اُسکے باون مین سب آدمی بند ہوگئے اب وہ چوکی زمین سے پچاس گز اونچی ہوئی اُسوقت قمقما جادو نے کہا کہ اے بالدار جادو بہتر ہے جس مین یہ ہے کہ تو اطاعت شہنشاہ کی قبول کر تیرے واسطے بہت بہتر ہوگا ورنہ تو تنہا کہان تک لڑیگا اُسنے کہا کہ تو نے مجھے تنہا سمجھا تو فوج میری دیکھیگا یہ کہکر چوٹی سے کچھ خاک نکال کر اُسپر افسون پڑھکر بائین طرف اُسے پھینکا یہ خاک سفید ہے پھر کچھ خاک زرد اُسنے نکالی اور اُسپر افسون پڑھکر دہنی طرف پھینکا اور کچھ گولی

سی اُسکے ہاتھ مین تھی اُسکو کسی طرف پھینکا تو چمک ہوئی اور تاریکی ہو گئی پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا
ہزارون پتلہ طلائی رنگ کے داہنی طرف آکر صف کشیدہ ہوے اور بائین طرف نقرئی چلون
کی فوج آکر استادہ ہوئی اور پشت کی طرف سے آزد ہے ہزارون آگر سیاہ رنگ کے موجود ہوے
اور یہ بالدار جادو نہایت خوش ہے اور تخت اپنا بڑھا کر آگے چلا ہے اور اُن آزدہون نے
منہ کھولکر ہزارون آدمیونکو نگلنا شروع کیا اُسوقت کوکب نے آواز دی اے بساط جادو
جلد حاضر ہو یہ صدا دینا تھا کہ ایک ابر طلائی پیدا ہوا اور بہت جلد قریب آیا اور گھٹ کر چھوٹا ہوا
سب نے دیکھا کہ ایک بساط ہے طلائی اسپر ایک شخص سرخ و سفید جسیم قامت چست لنگوٹ
باندھے جانگیا پہنے جیسے کوئی کشرت کرتا ہے اُس بساط پر بیٹھا تھا جوڑہ سر پر بالون کا
بندھا تھا وہ قریب کوکب آیا اور سلام کرکے عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہے کوکب نے کہا کہ
جا مار بالدار جادو کو وہ آداب بجالاکے چلا اور پہنچا قریب بالدار جادو کے اور اُسکی
بساط کھال پر شیر کے چڑھ گئی بالدار جادو نے کہا کہ تیری یہ طاقت ہوئی کہ میری کھال پر اپنی
بساط کو چڑھایا یہ کہکر اُسنے تیر لیکر مارا بساط جادو نے اپنا سر سامنے کر دیا اُس تیر نے
تا دو ابر دکھایا اور ایک انار چھوٹتا ہوا معلوم ہوا پھر وہی انار شعلہ بنگیا اور اس شعلہ مین سے ایک
پری پیدا ہوئی اور بساط کے ہاتھ مین ایک آئینہ تھا کہ اُس نے اِس آئینہ کو دکھایا کہ اُسمین
سے ایک شعلہ نکلا اور وہ شعلہ بالدار جادو کے سر پر پڑا اور اُس کے سر سے جو شعلہ نکلا وہ آکر
طلائی اور نقرئی فوج اور آزدہون پر پڑا کہ یہ سب جلکر خاک ہوے بس سواری آگے
بڑھی اُسوقت اُس پری نے عرض کی کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے کوکب نے کہا کہ جا اپنے مقام
پر وہ پری سر مین بساط جادو کے سما گئی اور وہ ابر طلائی بھی مع بساط جادو کے چلا گیا
اور کوکب یہان سے آگے بڑھا تو ایک بیابان گلزار مین پہنچا اور اُس نے حکم
دیا کہ یہان مقام کیا جاوے اُسوقت ہزارہا خیمہ اور بارگاہین استادہ ہو گئین کوکب اور کچھ سردارون کی
فوج داخل خیام بارگاہ ہوے اب یہ تو یہان بیٹھے ہین لیکن افراسیاب جو لیکر غائب ہوا تھا عمرو
کو اور کرسی نشین جادو اُسکے ساتھ ہے اور سب فوج اُسکی یعنی عنقاے جادو و سرمایہ
ابریم وغیرہ کو جو وہان سے بھاگ کر چلے ہین وہ بھی اِس طرف کو آئے ہین اور یہان

ایک پہاڑ ہے سفید اس پہاڑ کے اسطرف میدان ہے کہ اسمین ہزارہا درخت ہین گندم کے مثل
اُن درختون کے کہ جو بڑے بڑے ہوتے ہین اور ایسی بوی خوش اُنمین آتی ہے کہ دماغ جان معطر
ہوتا ہے اور ایک طرف ایک نہر ہے کہ وہ مثل دریا کے جوش زن اور موج خیز ہے اُس میدان کا نام
کہ جسمین درخت گندم ہین مزرعۂ گندم ہے اور اُس نہر کا نام جلیون ہے اور کچھ تھوڑی سی زمین ہے
کہ اُسپر ایک دیرینا ہے فیروزہ کا کہ اُس دیر کے چار دروازے ہین کہ ہر دروازے کے پٹ یاقوت
کے ہین اور چوکھٹ بازو زمرد کے اور کیلین طلائی اسمین جڑی ہین اب اس نے بیٹے کرسی
نشین نے پکارا کہ اے مسیر جادو آیے کہ بادشاہ طلسم تشریف لائے ہین پس اس کا یہ کہنا
تھا کہ ابر سفید پہاڑ کی طرف سے اُٹھا اور سب طرف سے اُٹھا اور سب طرف محیط ہوگیا اور دیکھا کہ اس
پہاڑ مین ہزارون درے پیدا ہوگئے اور اُن دُرون مین گرسیان بھی ہین اور بیچ کے درہ مین سرے پر
ایک کرسی بچھی ہے کہ اُسپر ایک ساحر بیٹھا ہے رنگ تو اُسکا سفید ہے اور تہبند نیلی باندھے ہے عمامہ سر پر
کالا باندھا ہے پس اُنے اُٹھکر کرسی نشین سے صاحب سلامت کی کرسی نشین نے کہا کہ اے
برادر بادشاہ طلسم تشریف لائے ہین آپ کی ملاقات کو مسیر جادو نے کچھ خاک سفید نکالکر پھر چھین
پھینکی اور تھوڑی سی اُس سیدا نہر کے پانی کو تلاطم ہوا اور ہزارہا مچھلیان نکلکر پریزادون کی شکل
بنین اور کچھ مچھلیان جوان سبز رنگ بنکے تیار ہوئین تاج مکلل بجواہر سر و پر پوشاک نفیس جواہر دوز
گلون مین یہ سب آکر صف باندھکر کھڑی ہوئین اُسوقت ابر افراسیاب کا گڑگڑاتا ہوا اور اُسمین
سے بارش مروارید ہونی ہوئی آیا اور افراسیاب بہت خوش ہے اور تخت پر سوار ہے جب
قریب پونچا تو وہ پریزادین مبارکباد گانے لگین افراسیاب نے اپنے لبون پر انگلی رکھی کہ خاموش
رہو اُسوقت کرسی نشین جادو سے مسیر جادو نے کہا کہ ہمکو کچھ طور اچھے معلوم نہین ہوتے
ہین اس بادشاہ نے اپنی حرکتون سے تمام طلسم مین رخنہ ڈالا ہے یہ جا خوشی
کی ہے یا یہ کہ مکر کرتا ہے بادشاہ کہ پیر ہوے ہے اپنے بزرگون سے سُنا ہے کہ ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ بادشاہ
طلسم عاجز ہوگا اور دشمن اپنا کام کرینگے اور کچھ خون آکر اس نہر جلیون اور مزرعۂ گندم مین
گرے گا پس یہ فکر تھا کہ تخت افراسیاب کا نیچے اُترا اور مسیر جادو سے اُسنے ملاقات
کی اور نہین سو پیادے ہاتھ باندھکے سامنے کھڑے ہوے اور اُنھون نے عرض کی کہ

بادشاہ اعظم بینے کوکب روشنضمیر نے آکے بالدار جادو اور بوزینہ جادو اور عشقفور کو بلا
اور درخت قفا کو فتح کیا اور اب خیمۂ اسکا دشت گلزار مین اشادہ ہے افراسیاب کو جو غصہ آیا
تو اسنے ایک مٹھی خاک کی اٹھاکر اُن پر ماری اور کہا جل جاؤ وہ سب دھڑدھڑ جلکر خاک ہوگئے
اب اور خبر دلدون نے دوڑکر آپس مین کہا کہ ہمکو کیا غرض ہے جو ہم خبر دین بادشاہ خود باخبر ہے
منیر جادو نے کرسی نشین جادو سے کہا کہ یہ کیا حرکت کی بادشاہ نے اب اِس کا
ادبار سے خبر جو ہوا وہ ہوا اب چلکر خداوند سے اپنا حال عرض کرین یہ کہکر دو جو گنبد فیروزہ کا
ہے اُسکا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک خرس ہے فولادی بہت بڑا اُسپر ایک پتلہ فولادی سوار ہے
زبان مُنہ سے نکلی ہے باہر کچھ بت ہین چھوٹے چھوٹے کہ وہ چوکیون پر رکھے ہین سب نے اُسکو سجدہ
کیا مگر افراسیاب نے سجدہ نہ کیا اور اسے غرور آیا دل سے کہا کہ مین سجدہ کرتا ہون خداوند
دیکھکر اِسکو کیون سجدہ کرون اُسوقت کرسی نشین جادو سے منیر جادو نے سر
سجدہ سے اُٹھاکر کہا کہ اے برادر معلوم ہوتا ہے کہ زوال سلطنت ہے کہ اس بادشاہ سے جو
حرکت ہوتی ہے وہ ایسی ہی ہوتی ہے یہ کہکر گنبد کے باہر نکلا اور نہر جلمون کے کنارے آکر آواز
دی کہ اے رازدار جادو جلد حاضر ہوا اُسوقت نہر کے پانی کو جنبش ہوئی اور ایک مچھلی نکلی کہ مُنھ
اُسکا آدمی کا تھا اور تہمتن باندھے ہوے اور جواہر نگار گہنا پہنے ہوے اور اُسنے آکر کنارے
مزرعۂ گندم کے گانا شروع کیا کہ سب آدمی جھومنے لگے اور محو ہوے اور وہ جو خرس پر سوار تھا
وہ اسی طرح غصہ مین بیٹھا ہے اُسوقت منیر جادو نے افراسیاب سے کہا کہ اے بادشاہ اب
کوئی تدبیر کیجیے کہ خداوند خوش ہون افراسیاب نے وہ جو قیدی کہ طلسم مین آکر عرصۂ بیت
اور مدت مدید سے قید ہوے ہین اُنکو طلب کرنا چاہا پکارکر کہا کہ اے عیار یک رنگ
قیدیان طلسم کو لیکر جلد حاضر ہو اور تاج کو اُتارکے طرف آسمان کے پھینکا اب جو دیکھا ایک
ابر پیدا ہوا اور اُسمین برق چمکتی ہوئی جب وہ آکر قریب پہنچا اور نیچے اُترا تو دیکھا کہ ایک بساط ہے
کہ اُسپر کچھ قیدی زنجیرون مین بندھے ہوے بیٹھے ہین بس جلادون کو طلب کرکے حکم دیا کہ ان
قیدیون کو قتل کرو جلاد حکم پوچھنے لگے لیکن ملکہ یران شمشیرزن اور مجلس جادو اپنے
مقام سے اٹھکر دونون چلین اور اُنھون نے کہا آج تو جی مین آتا ہے کہ مزرعۂ گندم

اور نہر حلیمون پر چلین مجلس نے کہا وہان جانا مشکل ہے برآن نے کہا چلو تو خدا مالک ہے
یہ کہکر دونون چلین جب اپنے طلسم سے نکلکر آگے بڑہین تو ایک دیوار سیاہ رنگ انکو نظر آئی
کہ اُس دیوار پر بہت سی چلین بیٹھی تھین وہ انکو دیکھکر چلچلائین بہت سے شعلے نکلے کہ وہ آکر
مجلس اور برآن پر پڑے کہ انکے جسم مین آبلے پڑ گئے لیکن برآن نے اخترمرواریدسے
بالون سے نکال کے لوین اُنکی کاٹین اور اُن چیلون پر ماریں کہ وہ چیلین جلکر خاک ہوگئین
اور وہ دیوار بھی اُڑ گئی اب یہ آگے چلین تو ایک دریا تھا روز خار ملا کہ جہان نہ کشتی نہ ڈونگی
نہ ملاح تھا ایک ایک موج اُسکی اُٹھکر سر کوہ تک جاتی تھی برآن نے مجلس سے کہا اس
دریا کے پار کیونکر اترین اُسنے اپنا ڈوپٹہ اتارکے دریا مین ڈالا وہ ڈوپٹہ کشتی بنگیا یہ دونون
اُس کشتی پر سوار ہوئین برآن اخترمرواریدہاتھ پر رکھ لیا اب خلقلیہ بلند ہوا کہ لیجو پکڑ لیجو
اور ہزارون مچھلیان اور سوسمگر گھڑیال دریا سے نکل نکل کر کشتی پر چلے مگر بسبب
اخترمرواریدکے کوئی کشتی تک نہ آیا اور یہ دونون صحیح وسلامت پار دریا کے اترین
اور جب وہان سے اُترکر آگے چلین تو راہ مین انکو ایک دیو ملا کہ کئی سو گز کا اُسکا قد
تھا منھ بھاڑ سا کھولے ہاتھ ہر ایک برگد اور پیپل کا ٹہنا تھا ناخن اتنی بڑی بڑی کہ چھورا
کے محل کی کڑی سینہ چبوترہ سر قلعہ کے برج کی طرح وہ ان دونون پر لپکا مگر برآن نے
اخترمرواریدسے لوین کاٹ کر جو ماریں تو وہ دیو جل گیا اب یہ آگے اُسی جگہ کہ جہان
افراسیاب ہی پہونچین راوی کہتا ہی کہ عمرو نے حیرت زنبیل سے جو نکالا تھا تو افراسیاب
مزرعۂ گندم پر آیا لیکن حیرت اپنے لشکر کی طرف گئی اور یہان برآن اور مجلس جو آگر
پہونچین تو افراسیاب اور منیر جادو نے سحر اُنکے اوپر کیا اور ازبسکہ یہ جگہ غیر ہے
منیر جادو نے نہر حلیمون کا پانی لیکر برآن اور مجلس پر چھینٹا دیا تو یہ دونون بیہوش
ہوگئین اُنکو بھی پکڑ لیا اور مجلس و برآن کو زیر تیغ بٹھایا اور افراسیاب نے
کہا کہ پہلے انھین کی گردن مارنا چاہیے جلاد قریب برآن و مجلس کے تیغہ لے کر آیا اور
چاہا کہ ہاتھ تیغے کا مارون برآن کے باؤن کے نیچے سے ایک پتلہ طلائی پیدا ہوا اُس پتلے نے
آکر جلاد کے ہاتھ سے تلوار چھین کر جو ماری تو سر بدن سے اُسکا جدا ہوگیا اور پھر وہ پتلہ

غائب ہوگیا پھر دوسرا جلاد چلا اُسکو بھی اُسی طرح اُس پتلے نے مارا افسر اسیاب جادو کچھ پڑھنے لگا اور تاج کو اُسنے اچھال دیا اور تین بار کچھ پڑھکر دستک دی اور منیر جادو سے کہا کہ مجکو کچھ طور بُرے معلوم ہوتے ہین غرض وہ تاج جو اُچھالا تھا مثل سر پوش کے آکر بران و مجلس و عمرو پر ڈھک گیا اور افسر اسیاب پہاڑ پر جاکر بیٹھا اور وہان خون خوک سے نہایا اور قید پان طلسم کو اسنے پھر بھیجدیا کہ لیجاؤ اِنکو قید کرو اور یہان حیرت جادو آکر بارگاہ مین پہنچی اور اُسنے یہان یاقوت جادو اپنی وزیرزادی سے کہا کہ مین نے سُنا ہے کہ کوکب بہت قریب آگیا ہے تو جاکر خبر لا کہ کس جگہ ہی یہ تو خبر کو جاکر مہتر قران کا حال سُنیے کہ یہ ہمیشہ پہاڑ مین رہتے ہین ایک دن درۂ کوہ مین سو رہے تھے کہ اُنھون نے خواب مین خواجہ عمرو کا قید ہونا دیکھا جب اُنکی آنکھ کھلی تو یہ روئے اور پھر دعا مبلا کر مانگی اور اُٹھ کر اپنی جگہ سے چلے طلسم باطن کی طرف روانہ ہوئے اور ہوا کی طرح سے جاتے تھے جاتے جاتے ایک پہاڑ سیاہ اُنکو ملا تو یہ اُس پہاڑ پر چڑھ گئے چار طرف اُنھون نے دیکھا تو طلسم باطن کی طرف ایک ابر سیاہ رنگ نظر آیا اُسوقت اُنکو رقت طاری ہوئی اور نیچے پہاڑ کے جھانک کر جو دیکھا تو وہ اسقدر بلند ہے کہ نیچے کے آدمی بالشت بالشت بھر کے معلوم ہوتے ہین قران نے رونا اور فریاد کرنا شروع کیا اور پکارا کہ خداوند عالم تو مرے حال پر رحم کر میرے اُستاد کو قید سے نجات دے اور مجکو اِن کافرون پر فتحیاب کر ایسا رویا کہ ہچکی بندھ گئی اور غش کر گیا اُس عالم رؤیا مین بھی یہ ایسا رویا کہ چونک پڑا اور پھر خواب مین دیکھا کہ گنبد نور کی پشت کی طرف سے ایک ہلال نمودار ہوا اور بڑھ کر وہ بدر کامل بنا اور بلند ہونا شروع ہوا یہانتک کہ گنبد نور سے بہت اونچا ہوگیا اور کرن اُسمین سے پیدا ہوئی یہ معلوم ہوا کہ جیسے چاند کے گرد موتی لگے ہین پھر وہ گنبد نور مین آکر سمایا اور اندھیرا ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد بیچ آسمان پر وہ چاند آکر نکلا اور چلا جاتے جاتے وہ ابر جو سیاہ معلوم ہوتا تھا اُس جا پہونچا اور ایک چبوترہ اُس ابر کے نیچے دیکھا کہ بنا ہے اُسپر گنبد بلور کا ہے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے الماس کا ہے یہ جاکر اُس گنبد مین سمایا اور وہ گنبد مثل فانوس کے روشن ہوا بعد کچھ دیر کے دروازہ اُس گنبد کا کھلا اور ایک

مردانی صورت ریش تا بہ سینہ عمامہ سر پر باندھے عبا گلے مین کفش پاؤن مین عصا ہاتھ مین
وہ چلے آتے ہین اور اِدھر ہی کو آتے ہین قران کے خیال مین گذرا کہ یہ گنبد بہت دور ہے
نہ مین پہونچ سکتا ہون اور نہ یہ پیر آسکتے ہین اس اثنا مین اِسکی پشت کی طرف آہٹ ہوئی تو
اُسنے پھر کر دیکھا کسی کو نہ پایا پہلو کی جانب جو خیال کیا تو اُنھین مرد بزرگ کو استادہ دیکھا یہ
جھک کے آداب بجالایا اور کہا اے بزرگ آپ میری بر اے خدا اعانت کیجیے اُستاد میرے
قید ہین وہ کسی طرح رہائی پائین اُن مرد بزرگ نے ایک کاغذ بعنے مکتوب خوش اسلوب اسکو
دیا اور کہا کہ اِسکے لکھے کے موجب کام کر نا یہ کہکر چمک ہوئی اب جو دیکھا تو وہ مرد پیر نہین ہین مگر
مکتوب میرے ہاتھ مین ہے اُس مکتوب کو جو کھولا تو اُسمین بعد بسم اللہ لکھا تھا کہ ہم قطب طلسم
ہین اس اسم کو چالیس دفعہ پڑھکر سامنے جانا گو خوف کی جگہ ہو مگر نہ ڈرنا قران نے وہ اسم ورد
زبان کیا اور سامنے کی طرف چلا چالیس مرتبہ اُس اسم کے پڑھنے کی تعداد تھی وہ تعداد جب
ختم ہوئی تو دیکھا اسنے کہ پہاڑ مین غار ہے اور راستہ نہین ہے اُسوقت اُسنے پھر مکتوب
کو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اب ہم دس مرتبہ پڑھو اسنے اُس اسم کو پڑھا تو ایک سڑک بنکر تیار
ہوئی یہ اُس سڑک پر سے چلکر پہاڑ کے نیچے اُترا تو ایک جنگل خاردار اسکو ملا جھاڑ مان
مثل دل بخیل کے تنگ تھین اور کانٹے برابر اُنکے گتھے ہوئے تھے مگر قران اسم پڑھکر اُن
جھاڑیون کو ٹے کرگیا کانٹے نہ چبھے جب اُن جھاڑیون سے نکلا تو دیکھا کہ میدان مین ایک
درخت ہے اور بیچ مین اُس درخت کے روشنی ہے اور پتے اُسکے مثال شیر کے ہین اور ہزارون
سانپ اُس درخت سے لپٹے ہین اور جو سانپ کہ سُرخ ہین اُنکی آنکھین الماس کی ہین اور
جو سفید ہین اُنکی آنکھین یاقوت کی ہین اور جو سیاہ ہین اُنکی آنکھین زمرد کی ہین اسی طرح
ہزارون سانپ زمین مین پھر رہے ہین اور ہزارون سر بلند کیے کھڑے ہین اور قصد کرتے
ہین کہ مارین قران کو مگر جب چلتے ہین تو اُسی جا رہجاتے ہین اُسوقت قران نے پکارکے
کہا کہ اے مارا فگن چینی تمھارے حق مین بہتر یہ ہے کہ تم اطاعت خواجہ عمرو طلسم کشا کی کرو
اور یہ سند دیکھو میرے پاس موجود ہے اور یہ حکم ہے ماہ فلک چینی کا جو قطب طلسم ہے یہ کہکر
قران نے وہ کاغذ دکھایا اُسوقت چمک ہوئی اور تاریکی ہو گئی اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ سانپ

بالکل غائب ہو گئے اور اُنکی جگہ پر انسان ہین مسلح اور مکمل اُن آدمیون سے قران نے کہا
کہ تمھارا سردار مارافگن چینی کہان ہے اور مجھے ماہ افلاک چینی نے بھیجا ہے اِس پر کہتا تھا
کہ ایک جوان رعنا مقص گردن بلند بالا قوی تن قوی من درشت چنگال قران کے سامنے آیا
اور کہا مین حاضر ہون اُسوقت قران نے کہا کہ مین تمکو خوب جانتا ہون تم وہ نہین ہو اور دیکھو میرے
پاس یہ سند موجود ہے یہ کہکر وہ کاغذ دکھایا اُس کاغذ کا یہ نقشہ ہے کہ جو حکم اُسمین سے نکلتا ہے وہ غائب
ہو جاتا ہے اور آگے حرف اُسمین پیدا ہوتے ہین چنانچہ وہ کاغذ دیکھتے ہی چمک ہوئی اور درخت
کی جڑ سے ایک جوان نکلا بہت خوبصورت کہ اُسکے بازو پر بندھے تھے انگوٹھیان مثل ہوا لباس کے
ہاتھ مین تھین اُسنے آکر قران کو سلام کیا اور کہا کہ فرمائیے کیا کہتے ہین آپ قران نے کہا
کہ اب تمھین لازم ہے کہ دین اسلام قبول کرو مارافگن چینی سے کہا کہ ہمنے سنا ہے کہ جب اُسکا
طلسم کشا طلسم کشا یا کوئی سردار ورنہ اُسکا اُسے ہمارے مسلمان کرنے کا اختیار ہے اُسوقت
مہتر قران نے دیکھا اُس کاغذ کو ایک اسم لکھا تھا اُسکو پڑھکر پھونکا کہ سب کی ہیئت کالی
ہو گئی اُسوقت مارافگن چینی مہتر قران کے قدمون پر گرا مہتر قران نے سر اُسکا سینہ
سے لگایا مارافگن چینی نے کہا کہ مجھے حکم ہو کہ مین پھر اپنی صورت اصلی پر آجاؤن مہتر قران
کچھ پڑھکر پھونکا کہ وہ سیاہی جاتی رہی اب سب آدمی تو اچھی طرح غلطکین مارکر سیدھے بن گئے
مگر مارافگن بونہین کھڑا رہا اُس سے قران نے کہا کہ تو مجھے پھل پاس قطب اعظم کے اُس نے
کہا چلیے اور لیکر چلا کوئی دس بیس قدم اُس درخت سے آگے بڑھے ہونگے کہ نام اُسکا اراک ہے
تو دیکھا کہ ایک دروازہ ہے سنگ سیاہ کا اُسے کھولا اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ زینہ ہے اور زینہ
لگا ہے اُس زینہ سے جو اُترے تو ایک چھت دکھائی دی اُس چھت سے جب نکلے تو ایک مکان نظر
آیا اُس مکان مین کئی دالان تھے اور تخت فولادی ایک دالان مین بچھا تھا اُسپر ایک مرد مقدس
کو دیکھا کہ بیٹھا ہے سامنے اُسکے قلمدان رکھا ہے اور ایک کشتی کہ تمام سامان ہر طرح کے رکھے تھے
بیس بیٹھے ہی یہ بڑھے اُس مرد نے کہا کہ ٹھہرو اِسی جگہ اور لاؤ کاغذ میں قران نے وہ کاغذ
اُسکے ہاتھ مین دیا اُس کاغذ کو جو کھولکر دیکھا تو جو مقام کہ پڑھتے ہین وہ مسفید ہو جاتا ہے اُسمین لکھا تھا
کہ اسطرح خواجہ عمرو قید ہوئے اور یون ہرات اسیر ہوئی اور اب سر پوش اُسکا ڈھکا ہے

قران نے اُنسے پوچھا کہ اے قطب اعظم آپ کو غذا کہان ملتی ہے اُنسنے کہا کہ مجکو پانچ روز میان
اور پانچ آبخورہ پانی ملتا ہے اور تیرا کیا مطلب ہوا اے قران مین بھی ایک طرح سے قید ہون
جس دن وہ قید حیاتی پوری ہوگی مین چھوٹ جاونگا قران نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ خواجہ عمرو
کو چھڑاون اُس مرد بزرگ نے کہا اچھا اور یہ کہکر مار افگن چینی سے کہا کہ تو دین اسلام قبول
کر تیرا بہت بڑا رتبہ ہوگا اور نا جو تجھے دنیا ہو وہ دے اُسوقت قران نے دیکھا کہ وہ مرد
ارا کہ جو لگا ہوا تھا اُسکی جڑ اُس مرد بزرگ کے سر پر آگئی اور اُس مرد بزرگ نے اس جڑ کو ہاتھ بڑھا کر
کھینچا اور کچھ تھوڑی دور پر سے کاٹ کے مہتر قران کو عصا بنا کر دیا اور کہا کہ یہ تمھارے
کام آئیگا اُس سے ہر ایک بلا کو دفع کرنا اور مار افگن چینی سے کہا کہ انکو محیط آہن کلاہ کے
پاس لیجاؤ اور اُس سے کہنا کہ انکو قطب کوچک کے پاس پہونچا دے پس یہ سلام کرکے وہ
نکلکر نکلے اور کوئی دس قدم آگے چلے ہین دیکھا کہ ایک حوض ہے ہشت پہل اور پانی اُسمین
سیاہ رنگ کا بھرا ہی اُس حوض کے کنارے مار افگن چینی آکے پکارا کہ اے محیط آہن کلاہ کے
حکم ہے قطب اعظم کا کہ ان مہتر کو قطب کوچک کے پاس پہونچا دو یہ کہنا تھا کہ اُس پانی مین
ایک جوش ہوا اور اُبلنے لگا اور سامنے کی طرف وہ پانی چلا تو ایک جھیل سی بنتی جاتی ہے یہانتک
کہ نظرون سے غائب ہوگیا پھر کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ ایک کشتی ہے سیاہ رنگ کی اور اسقدر چھوٹی
ہے کہ ایک آدمی کھڑا رہے وہ اُس حوض مین آئی اور قطب اعظم جو وہ کاغذ مانگ لیا ہے کہ
جو خواب مین ملا تھا ایک کاغذ اپنے پاس سے دیا کہ یہ تمھارے کام آئیگا جب سامنا ہوگا قطب
کوچک کا وہ کاغذ اُنکے پاس ہے اب مار افگن چینی نے اُنسے کہا کہ جائیے آپکو خداوند علا
کے سپرد کیا قران جاکر اُس کشتی مین کھڑے ہوئے عصائے اراک اُنکے ہاتھ مین ہے
مگر کشتی سے عصا اُونچا ہے اُسکو ٹیکتے نہین اسواسطے وہ تو اسلیے ہے کہ جو بلا آئے تو اُس سے
کام لین اب وہ کشتی مثال ہوا کے چلی اور آوازین آنے لگین کہ یہ کون جاتا ہے عرض جاتی جاتی
ایک پہاڑ نظر آیا سیاہ مثل قیر اور ایک درہ ایسا ہے کہ یہ کشتی اُسمین گئی وہان ہاتھ کو ہاتھ نہین
سوجھائی دیتا ہے ایسا اندھیرا ہے مہتر قران نے وہ کاغذ جو کہ اُسکو دیا تھا دیکھا اُسمین سے
ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور روشنی ہوئی اب بخوبی معلوم ہونے لگا کہ دو طرف دیوارین

ہین اور ایک چھت ہے غرض ایسا کہ کوئی کوس بھر کا محل وہی حال رہا اب جو اُس سے کشتی نکلی
تو دیکھا کہ ایک تالاب ہے سنگ یشب کا نہایت نادر اور گرد اُسکے مکان بنے ہین کہین بارہ دری
ہے کہین منگ کہین چہلستون اور سامنے ایک بیچ ہے کہ وہ ایک ڈال یاقوت کا ہے اور دروازہ
بند ہے مگر جب کشتی قریب پہونچی تو اُسکا دروازہ کھلا اور دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہے جواہرنگار
اُسپر ایک مرد بزرگ جیسے کہ خواب مین دیکھا تھا وہی صورت اِس بزرگ کی ہے پس مہتر
قران نے سلام کیا اور اُترکے کشتی سے اندر گنبد کے گئے تو اُس بزرگ نے کہا کہ تمھارے پاس
تمھارے درخت ارک ہے مہتر قران نے عرض کیا کہ حاضر ہے اُس بزرگ نے پکار کے کہا کہ اے
شمعیان حاضر ہو ایک پری زاد آکر حاضر ہوئی اور آداب بجالائی اور عرض کیا کہ ہماری ملکہ نے
کہا ہے کہ مین بادشاہ کے کام مین ہون ہوں مجھے فرصت نہین ہے اور مین حاضر نہین ہو سکتی
یہ سنکر قطب نے کہا کہ جاؤ اور لیکر حاضر ہو پس وہ گئی اور پھر حاضر ہوئی عرض اسنے کی
پھر وہ آئی تھی یہ مرد بزرگ کہتا تھا کہ نہین کہو وہی حاضر ہو پس جب وہ نہین آئی تو قطب
نے جھنجھلا کر کہا کہ تو جل جا پس وہ جلتی ہوئی بھاگی اور ایک مقام پر جاکے گری اور مرگئی اب
پھر دیکھا تو ایک تخت جواہرنگار پر ایک عورت بہت خوبصورت چالیس برس کا سن تاج
جواہرنگار سر پر رکھے زیور جواہر کے پہنے دریا مین غرق تخت پر بیٹھی ہوئی آکر پہونچی اور بہت چمک
کے آداب بجالائی اور کہا کہ مجھے کسی طرح خبر نہ تھی کہ بادشاہ نے چارون طرف
سے بندوبست کیا ہے اور اب مزرعۂ گندم کے پہاڑ پر بیٹھے ہوئے ہوم کر رہے ہین اور امریق کوہ
شنگاف سرمایہ بردن انداز منیر جادو عفاریت جادو یہ سب وہان حاضر
ہین اور ہوشیاری ہو رہی ہے آپ کا جو عتاب ہوا تو یہ کنیز حاضر ہوئی قطب کو چمک
نے کہا کہ اب وہ زمانہ آیا ہے کہ تو دین اسلام قبول کر اور مہرۂ حقالا کر دے اب اِسکو
ایک تردد ہوا اُسوقت قطب کو چمک نے کہا کہ کیون تو بھول گئی ہمارا آداب اسنے ہاتھ
باندھ کر عرض کی کہ کنیز کو کسطرح عذر نہین ہے جو آپ کی خوشی ہو پھر اُسنے ایک تالی بجائی
بجائی اور آواز سڑاقے کی آئی اور غائب ہوئی بعد پھر بھر کر دیکھا کہ ایک ناگن ہے سیاہ اور منھ مین اُسکے
ایک دانہ جیسے خروس سیاہ کا ہوتا ہے وہ اُسنے ڈال دیا قطب کو چمک نے قران سے کہا

کہ تو اٹھالے اسے اور اپنے پاس رکھ اُسی ناگن نے غلطکین ہارین اور اپنی اصلی صورت پر
آئی اور کہا کہ مین مطیع اسلام ہوئی اور رخصت ہوتی ہون یہ کہکر تخت پر بیٹھکر چلی گئی اُ قطب
کوچک نے ایک تصویر نکالکر اپنے پاس سے دی اور قران سے کہا کہ اس عصا کو گنبد پر
مار قران نے بحکم قطب کوچک وہ عصا گنبد پر مارا وان دھنوان پیدا ہوا اور اُس
دھنوین سے ایک بجلی پیدا ہوئی کہ لوٹتی چلی آئی ہے قطب نے کہا کہ اس بجلی پر سوار ہوجاؤ
اُس بجلی پر سوار ہوئے اور وہ ہوا کی طرح چلی گھڑی بھر کے بعد دیکھا کہ ایک میدان
چھوٹا سا ہے اُسمین چارون طرف مکان جواہر نگار بنے ہین اور ایک مکان مین ایک تخت والان
ہے کہ اُسمین ایک تخت بچھا ہے اور اُسپر ایک جوان خوبصورت بیٹھا ہے مگر منہ اُسکا پھلکا ہے تاج
جواہر نگار سر پر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہین اور دونون طرف سردار اُسی طرح کے کہ تخت کے
پھلیون کے ہین پس اُسکی نظر پڑی قران پر وہ غصہ مین آکر اُٹھا اور کہا کہ تو یہان کیونکر
آیا قران نے کہا کہ مین جو آیا ہون تمھارے کام کے واسطے آیا ہون یہ تصویر دیکھئے کسکی ہے
یہ کہکر وہ تصویر دکھائی وہ قران سے لپٹ گیا اور کہا کہ ہم کیا جانین یہ کسکی تصویر ہے
اختر بن نسل سہیل کی اور اُی حوت تاجدار یہ طاقت خواجہ عمرو مین ہے کہ وہ چاہین
تو تمھارے پہلو مین بیٹھین پس اُسنے کہا کہ اچھا وہ کیونکر آئین مہتر قران نے کہا کہ
ہران شمشیرزن اور مجلس جادو قید ہین مزرعہ گندم پر بھیجے تم وہان پہونچا دو یہ حوت
تاجدار بیٹھا ہے ماہی زمرد رنگ کا اور وہ بیمار ہے اُسکے سر مین درد ہے کہ جو کوئی بات
کرتا ہے تو ناگوار معلوم ہوتا ہے اور وہ یہان سے کچھ دور پر کرہ ہے کہ وہان ہے حوت تاجدار نے
کہا کہ اے قران چلو مین چلون تمکو قران نے کہا چلو حوت اُنکو لیکر چلا مگر حال کوکب بیان
کیا جاتا ہے کہ انھون نے جو دشت گلزار مین خیمہ کیا تھا دو روز تو انھون نے مقام کیا تیسرے
دن حکم دیا کہ فوج چلے فوج تیار ہوکر روانہ ہوئی آگے آگے اور پیچھے تخت پر بادشاہ کوکب
سوار ہوکر چلا ایسا کہ کوئی تین فرسخ چلے ہونگے کہ دہنی طرف سے غبار سرخ رنگ اُٹھا اور
لشکر کوکب کے پاس آکر بیٹھا اور اُسمین سے ایک لال نکل کر زنبیلا اُسکا زنبیلنا تھا اُڑ چلا
ہوئی اور سب کی آنکھین بند ہوگئین اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک دیوار سرخ کھڑی ہوئی ہے

چاروطرف لشکر کے اور سب فوج اُسکے بیچ مین ہے اُسوقت کوکب نے کچھ پڑھکر پھونکا ایک بیضہ
طلائی پیدا ہوا اور وہ بیضہ شق ہوکر اُس دیوار کے برابر بیٹھا اور اُسمین سے ایک لال نکلکر زمین سے
ساتھ ہی اس آواز سے وہ دیوار دھنواں ہوکر غائب ہوئی اب جو دیکھا تو نقش ایک سحر کی
پڑی ہے فوج آگے چلی تو زمین سفید رنگ ملی جب اُس زمین کے اور جو زمین ہے اُسمین سات
رنگ ہین برابر پس جیسے ہی لشکر وہان پہونچا زمین سے غبار اُڑا اندھیاری ہوگئی پھر جو روشنی ہوئی
تو دیکھا کہ زمین ہفت رنگ پر ایک دیوار ہفت رنگ کھنچی ہے اور زمین سفید رنگ خالی ہے
اور مثل غبار کے ہے اور اُوپر ایک عورت تخت فولادی پر بیٹھی ہے اور تمام سامان سحر سازی
آگے رکھا ہے جب یہ سب جاکے وہان پہونچے تو اُس عورت نے پکارکے دیوار ہفت رنگ
کے پاس کہا کہ اے بہارخوشرنگ یہ مرد صحرائی آپہونچا ہے پس وہ دیوار تڑقی اور ایک دراڑ پڑی
اور آواز آئی کہ اے بن تمکو لازم ہے کہ کام پر بادشاہ کے مستعد رہو اور جان تک ہوسکے لڑائی
مین جان مارو اور جسوقت اس آواز آنے کے وہ دیوار برابر ہوگئی اور یہ فوج قریب اُس عورت کے
پہونچی تو اُسنے نشتر اُٹھا اپنے گلے کے پاس مارا اور جگر سے ناف تک چیر ڈالا اور خون اپنا
دونون ہاتھون مین لیکر ملنا شروع کیا پس جسپر اُس خون کی بوند پڑگئی وہ مردہ
ہزار سال تھا اُسوقت کوکب نے پشت کی طرف دیکھکر آواز دی کہ جلد حاضر ہو دیکھا
تو تخت پر ایک پری سوار آکر حاضر ہوئی کوکب نے اُس سے کہا کہ جا مار اس قحبہ کو وہ پری
اُسکی طرف چلی اور اُسنے وہی خون اُچھالنا شروع کیا اُس خون کی کچھ بوندین اُس پری کے
بھی بائین ہاتھ پر پڑین کہ ہاتھ مین اُسکے آبلے پڑگئے اور اُسنے بھی ایک تلوار آبدار اُسکے ماری
کہ سر پر پڑکے ٹانگون کی راہ سے نکل گئی غل وشور تاریکی ہوئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جو
بن تھی خوشرنگ جادو کی اُسکے مرنے سے وہ دیوار ہفت رنگ جاتی رہی اور دیکھا کہ ایک
ساحر ہے وہ تخت پر بیٹھا ہے گرد اُسکے چھ سو کرسی دھنے اور چھ سو باین بچھی ہین اُنپر جوانان
تمتن مسلح و مکمل بیٹھے ہین جب فوج وہان پہونچی تو یہ خود اُٹھا اور جھولی سے نکالکے
دانے ماش کے مارنا شروع کیے وہ دانے جسپر پڑے شعلے بدن سے نکلے اور جلکر خاک ہوا اب
ایک غل و ہنگامہ برپا ہے اُسوقت کوکب نے تخت پر جو سامنے اسباب سحر رکھا تھا

اسمین سے ایک قلم اور ایک تختی فولادی اٹھاکر تختی پر لکھا اور قلم کو آسمان کی طرف پھینکا چمک پیدا ہوئی اور ایک جوان قوی ہیکل خرس پر سوار نیزہ ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوا اور وہ خوشرنگ جادو کی طرف چلا خوشرنگ جادو چلا آتا ہے اور جسپر وہ دانتے پڑتے ہین وہ سبکدوش ہوجاتا ہے کہ یہ خرس سوار پہونچا اور اُسنے نیزہ سینہ پر مارا کہ توڑکے پشت کے پار ہوا اور ایک شعلہ نکلا خوشرنگ جادو سے کہ اُس شعلے کے بارہ سو حصے ہوئے اور ہر حصے سے سو آدمی وہ جو کہ کرسیون پر بیٹھے ہوئے تھے اُتر پڑے کہ وہ سب دبا خاک ہوئے اب آگے اور بڑھے تو دیکھا مزرعۂ گندم سامنے سے نظر آتا ہے پس منیر جادو کچھ اسم تیار کر رہا تھا اُسنے جو دیکھا کہ فوج آتی ہے تو ایک بال توڑکر اپنے سر سے کچھ پڑھکر اُسپر پھونکا اُسوقت بوستون دماغ مین کچھ لوگون کے آئی اور بیہوش ہوئے اور کوکب نے اپنا تخت بڑھایا اور اُسے بھی کچھ نشہ سا ہوا اور منیر جادو نے ایک خوشہ گندم کا توڑکر اور کچھ اسم پڑھکر پھینکا زمین پر کہ اندھیرا ہوگیا پھر روشنی ہوئی تو دیکھا کہ چار نازنین دُر و گوش مرصع پوش سر تا پا دیبا و جواہر مین غرق تاج جواہر نگار سر پر رکھے قد و قامت قیامت از سر تا پا وہ شب شوخ و شنگ دست و پا مین ہر ایک کے حنا ملی ہوئی ہاتھون مین ایک ایک کشتی طلائی لیے کہ اسمین جواہر اور شیستان عطر کی رکھی ہوئی تھین دیکھتا تھا اُن نازنینون کا کہ سب لشکر کے آدمی فریفتہ ہوئے اور جسنے وہ گندم کھائے پیاس کی شدت ہوئی نہر حلیمون کا پانی جاکر پیا تو سب کو پانی حضرت خضر علیہ السلام کی دینے لگے اور ایک نازنین قریب کوکب کے آئی اور کوکب سے کہنے لگی کہ تجکو مزرعۂ گندم نے نامنبر کی کوکب نے نا بدقت اُٹھاکر تاج کو سر سے اونچا کیا کہ اُسمین سے شعلے آگ کے نکلے اور وہ آگے اُن نازنینون پر پڑے کہ وہ جلنے لگین اور چمک ہوئی اور ایک فانوس شیشہ کی کوکب پر آئی کہ یہ اُسمین سما گیا اور تمام فوج بیہوش ہوگئی اور کوکب فانوس کے اندر بیہوش ہے اب یہ منیر جادو فرط عشرت سے جھومنے لگا اور بادشاہ جادوان سے عرض کرنے لگا کہ چاہیے کوکب کو قتل فرمایئے بلکہ ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیے افراسیاب کا کچھ اسمین بس نہ تھا اگر وہ اسم بھولپر رہ جاتے تو بہت مشکل ہوتی خوشی مین آگر اُٹھا اور چلا تو اُس طرف چلا اور منیر جادو وہنی طرف اور کرسی نشین جادو

سامنے کو چلا یہ سب غرض دشمن کو کب چین سے تشنہ خون وگرسنہ جان
کو کب ہین مگر قران جو چلے ہین تو حوت تاجدار انکے ساتھ ہو کچھ دور چلے تھے کہ انکو ایک
حوض ملا کہ پانی اُسکا سیاہ تھا اور قران نے جو دیکھا تو پانی اُسکا جیسے برف کے ڈھیلے ہوتے
ہین ایسا ہے حوت تاجدار نے وہان پکار کے کہا کہ ای نوش صحرائی تیرا سردار کہان ہے
اُسے جلد حاضر کر اب جو دیکھا تو ایک چوہا برابر فیل کے حوض مین کودا اور اُس حوض کے
پانی کو تلاطم ہوا اور ایک چوہا دیو کی صورت کا نکلا اور عرض کی کہ اے صاحبزادے یہ کیا ہے
حوت تاجدار نے کہا کہ حکم ہے اباجان کا کہ اس شخص کو پہونچا دو وہان جہان عمرو اور برہان
قید ہین اس چوہے نے کچھ تامل کیا تھا اسوقت حوت نے کہا کیون قضا آئی ہے جو مین کہتا
ہون وہ کر اُسوقت اس چوہے نے دو ڈھیلے برف کے نکال کے اُس حوض پر مارے وہ
سڑکین بلور کی بنگئین ہمنے کہا لیجیے جایئے یہ راستہ ہے قران اور حوت تاجدار چلے کچھ دور
پہونچے تھے دیکھا یہان ایک دیوار ہے فولادی حوت تاجدار نے کہا کہ ای مہتر قران دیکھ
کاغذ کو قران نے اسم کو پڑھا اور مارا عصا تڑاقا ہوا اور اُس دیوار مین ایک در پیدا ہوا حوت تاجدار
نے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون آپ جایئے قران چلے تو دیکھا سر پر ایک چھت ہے اُسے
بھی اسم پڑھکر توڑا اور سر اپنا نکالا تو دیکھا کہ خواجہ عمرو بیہوش پڑے ہین اور برابر برہان
بیہوش پڑی ہے اور سر پوش ڈھنکا ہے قران نے عصا سے درخت آرا کو اس سر پوش
پر مارا کہ وہ نقع ہوا اور عمرو و برہان کو ہوش آیا اور عمرو نے کہا کہ ای قران کارے کردی قران نے کہا
کہ آپکا اقبال ہے اور عصا اور کاغذ اور مہرہ نظر کیا اور اختر مروارید برہان نے اپنی کاکل سے نکالا
اور مہرہ کو دم دیا اور قران بھی بغدہ پکڑ کر چلا ایکطرف سے عمرو چلا نعرۂ اللہ اکبر قران نے
کیا اور برہان نے اختر کو اچھالا اختر انیاب تو پہاڑ پر تھا اسوجہ سے دور تھا اب جو
صدا اسنے سُنی تو گھبرایا اور یہان تلوار چلنے لگی اور یہ قریب پہونچا قران اور منیر جادو
کے مارا وہی عصا کہ سر پہونچا سر اُسکا پھٹ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا آواز آئی کہ مارا اس
شخص کو جسکا نام تھا منیر جادو اور کرسی نشین جادو کے خواجہ نے گوپھن مین بھر
رکھکر مارا کہ وہ بھی ہلاک ہوا اسوقت نہر حلیمون کو جنبش ہوئی اور ایک ساحر نکلا مگر

عمرو نے پتھر سے اُسکو بھی ہلاک کیا اب ابریق اور سرمایہ وغیرہ تو بھاگے اور بران آکر سر پر
کوکب کے پکاری کہ حضور ہوش مین آیئے وہ تو فانوس مین بند تھا افراسیاب
نے عصاے درخت اراک کو مارا کہ وہ فانوس دفع ہوئی اور کوکب ہوشیار ہوا
افراسیاب نے کچھ سحر کرکے دانے ماش کے مارے اور اپنے کنٹھے سے ایک دانہ توڑکر مارا
کوکب نے اُسوقت قدم اُٹھاکر مارا کہ وہ دانہ اور ماش وغیرہ سب دھنوان ہوکر اُڑ گئے افراسیاب
نے اُسوقت اپنے ہاتھون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ پتھیر چند ساعتین بھاری ہین پر دیکھکر اُسکو
بڑا رنج ہوا اور ایک تخت زمرد کا اُسنے بنایا دو پتلے پیدا کرکے اُسپر بٹھائے اور ہزارہا پنجہ پیدا ہوئے
کہ وہ سب فوج اور سردارون کو لیگئے اُسوقت کوکب نے جلدی یاد کیا آئینہ جمشیدی
کو وہ آیا تو اُسکے پنجہ نے لکھا کہ خبردار اب یہان نہ ٹھہرجا اپنے ملک کی طرف اُسوقت
کوکب نے ایک قہقہہ مارا کہ منھ سے اُسکے بجلی نکلی اور اب جو دیکھا تو ایک بساط
ہے بہت بڑی اُسپر تمام لشکر کے سردار سوار ہین غرض کوکب اور وہ سرداران لشکر
طرف طلسم نور افشان کے چلے خواجہ عمرو و بران شمشیرزن و مجلس جادو یہ بھی سب
قلعۂ ہفت رنگ مین آئین اور عمرو نے کہا کہ ای بران اب کوئی تدبیر ایسی کرو کہ اسد کو چھڑکر
گنبد نور سے چھڑا لین بران نے کہا جب تمھارا جی چاہے تب چلو مین حاضر ہون اُسوقت
فولاد بدن نام ایک ساحر نے اُسنے بھی کہا کہ بہتر تو ہے اگر چلوگے تو مین بھی چلونگا عمرو فولاد
آہن بدن کو اور قلعۂ شیشے سے ماعنان قدرت وگلچین کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر
سوار ہوکے دریاے ہفت کے پار اُترکر اپنے لشکر مین آئے اور سب سے بھی مشورہ
کیا کہ اب اسد کو تو گنبد نور سے چھڑانا چاہیے اُسوقت بہار نے کہا کہ خواجہ مین ہوا ایسی چلاؤنگی
کہ دشتی گنبد نور کی گل کردونگی اُسی طرح سے مخمور و زلزلہ و ارزان وغیرہ سب نے
ایک ایک کام کرنے کے لیے کہا کہ وقت پر اُنکا بیان ہوگا افراسیاب یہان جو آکر
سیب مین پہونچا تو بسبب رنج کے اپنے حواس مین نہ تھا کچھ دیر مین جب حواس اپنے درست
ہوئے تو اُسنے سب فوج اور سردارون کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا اور اپنے ہاتھون کو دیکھا
معلوم ہوا کہ جو ساعتین کہ نحس تھین اب وہ نکل گئین یہ دیکھکر اُسنے پھر ہوا پیدا کیے

اور مزرعہ گندم اور نہر حلیمون پر پھر آیا تو دیکھا نہ وہ رونق ہی نہ وہ زیبائش ہی اور وہ جو گنبد
تھا جسمین شبیہ خداوند قابیل تھی وہ بھی غائب ہے اسکو بہت تلاش اور صدمہ ہوا اور
چار طرف مشرق و مغرب جنوب و شمال کو کب رو شنضمیر کو ڈھونڈھتا ہوا چلا اور
دس کوس راہ اسنے طے کی مگر کہین پتا کوکب رو شنضمیر کا نہ ملا ناچار ہوکر پھر آیا اور
بلاغ سیب مین اپنے تخت پر بیٹھا جو سردار کہ وہان حاضر تھے اونسے کہا کہ اس جنگلی جینے
کوکب رو شنضمیر نے بہت سر اٹھایا ہی بادولت اسکے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے اڑا
دینگے یہ تو یہان تک بھک رہا ہے مگر طلسم کوکب مین ایک ساحر ہی کہ نام اسکا ہومان روئین
تن ہی جسوقت کہ خواجہ نے بران شمشیر زن سے برائے رہائی اسد مشورہ کیا تھا یہ
اُس مقام پر موجود تھا اسکے دل مین بدی آئی اور اسنے اپنے مکان پر جاکر جو لوگ کہ اسکے
رشتہ دار تھے اونسے کہا اسنے کہ تمنے سنا اب بران کا یہ ارادہ ہی کہ گنبد نور رہا کے لڑکے
چنانچہ تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جو عرضی میری مخفی طور پر افراسیاب کے پاس لیجائے تاکہ
بھائی نے اُسکے کہا کہ لائیے مین ہوں جاتا ہون لیں اسنے عرضی افراسیاب کو لکھی اور اسمین لکھا کہ ای
شہنشاہ آگاہ ہوجائیے کہ یہان کوکب اور بران کا ارادہ اسد کے چھڑا لینے کا ہی اور وہ امرو زخم کھا
مین آیا چاہتے ہین باقی خیریت ہی یہ عرضی اپنے بھائی کو اسنے دی کہ وہ لیکر چلا اور اپنی دانست
مین بہت احتیاط کرتا ہوا افراسیاب کے پاس آیا تسلیم کی اور وہ عرضی اُسکو دی افراسیاب
نے پڑھکر اُسکو خلعت دیا اور کچھ تحفہ ہومان روئین تن کے لیے بھی اسکے ہاتھ بھیجا اور
حسرت سے کہا کہ تم شہر نا پرسان مین وار کھڑی کر آؤ تاکہ مین طلسم کشا کو قتل کر ڈالون حیرت
نے کہا بہت مناسب یہ کہکر اُٹھی اور جانب شہر نا پرسان روانہ ہوئی اور اپنے یاقوت جادو کو
جو خبر کے لیے بھیجا تھا تو یاقوت جادو نے بھی آکر اس سے خبر عرض کی کہ کوکب اپنے
ملک مین ہی القصہ خیرت تو شہر نا پرسان مین آئی اور قتل اسد کی تدبیر مین مشغول ہوئی
لیکن حال غضنفر بن اسد کا سُنیے کہ انکو ملکہ سرخ موے کا کلکشا لیکر روانہ ہوئی تو اسنے
شہر یاقوت رنگ مین آئی یہان اشکال جادو کہ جسکے ساتھ منگنی ملکہ سلطان عنبرین موی
کی ہوئی تھی وہ موجود ہی اور ملکہ سلطان عنبرین مواب باغ مین بیہوش پڑی ہی غرض

جب شاہزادہ غضنفر بن اسعد ہمراہ سرخ مرو کے ملک یاقوت رنگ میں پہنچے تو
اشکال جادو اپنی فوج لیکر قلعہ کے باہر نکلا سامنے اژدہائے خونخوار پر سوار جھولی سحر کی اٹھنے لگے
جس سے زنار پڑی تاریکی نار بل نار بچ اچھلنے میدان میں آکر صف کشدہ ہوئے اور سر جھکو کے آنے
سے از بسکہ ملک یاقوت رنگ اسی کا ہے تو جو فوج کہ یاں ہووے بسبب اسکے ہونے کے
اشکال جادو کی مطیع ہو گئی تھی اب جو یہ آئی تو وہ سب فوج اسکے پاس چلی آئی اور غضنفر
بن اسعد کے پاس انگشتری مہر و ماہ اور تیغہ سحر کش و اسپ بادخور ہے پس اُس فوج کو لیکر یہ بھی میدان
میں صف بستہ ہوئے دونوں طرف دہل اور دمامے اور نقارے بجنے لگے اور بجلیاں چمکنے لگیں
ایک طرف سوار پر اجمائے ہوئے تھے کہ جو سحر نہیں جانتے تھے ایک طرف پیادے جنگ پر
آمادہ کھڑے تھے جب صفیں آراستہ ہو چکیں تو قحبوں نے نقابت کی اور کرگدنوں نے کرگدنی
کہا جب کوکا کہکر وہ ہٹ گئے اُسوقت اشکال جادو جو میدان میں آیا اس طرف سے
غضنفر اسپ بادخور کو اڑا کر سامنے اُسکے گیا اور بسبب انگشتری مہر و ماہ کے کوئی سحر تاثیر
نہیں کرتا ہے اشکال جادو نے کئی تاب اپنی لگائے مگر وہ قریب سینہ آکر شق ہوئے اور
اُسمیں سے کاروں لونگیں ہلدی کی گریں وغیرہ ادھر ادھر گر پڑیں جیسے کوئی موتی نثار کرتا ہے
یہ عالم ہوا اسوقت اشکال جادو گھبرایا مگر یہ سپاہی بھی ہے اب اسنے نیزہ اٹھا کر بار اشکال
غضنفر نے نیزے کو نیزہ کی سنان پر گا تھا نیزہ بازی ہونے لگی چند ہی طعن رد و بدل ہوئی تھیں
نیزہ ہاتھ سے اشکال کے ہوا گیا اسوقت اسنے تیغہ ابدار کھینچا شاہزادہ غضنفر بن اسعد
پر لگایا شاہزادہ نے تیغہ کو بقوت بازو روکیا اور آپ تیغہ سحر کش کھینچا خبردار خبردار کہکر نعرہ
اللہ اکبر جگر سے گھسیٹ کر جو ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کیا گیا
کا نگ کا ٹیکا تھا کہ جو سر پر چڑھا تلوار سپر کو کاٹ کے کاسۂ سر میں در آئی گلے چیرے کو تر اگر
صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو ویران کرتی ہوئی شکم کے اوجھ جھونج کو کاٹ کر زین تک
مرکب بہ تنگ ہو کر زمین پر تلوار نے آکر بوسہ دیا سوار اور مرکب چار ٹکڑے ہوئے آندھی
تیرہ و تار تیک اٹھی اور صدا نالے مہیب پیدا ہوئی کہ افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب
خود نہ رسیدیم کشتی مرا کہ نام سن اشکال جادو بود مرنا تھا اسکا کہ تمام فوج اسکی لینا لینا کہکر

غضنفر پر چلی اسطرف سرخ مو بھی اپنے لشکر کو لیکر اُس فوج پر حملہ آور ہوئی دونون لشکر ملگئے اور تلوار چلنے لگی سلحرون مین ناچ تیغ نایل کی مار ہوئی مارلو مارلو کی پکار ہوئی دھڑ پر دھڑ مردہ پر مردہ گرنے لگا تیغ جان ارزان تھا پیر نودہ سالہ دکو دک وہ سالہ کا بھاؤ ایک ہی لگ تھا تلوار مثل شمع کے روشن تھی پروانہ ہاتے جان نثار ہو رہے تھے رن کے کھیت بھرے بھرے تھے تار نفس کے جھولے پڑے تھے نقیب کوئل کی طرح کوکتے تھے دریاے خون جاری تھا سر و تن مین جدائی باپ اور بیٹے سی لڑائی اشعار

خروشش آمد نالہ گرنا سے ۔۔۔ بجنبید چون کوہ لشکر زجاے ۔۔۔ از آواز اسپان و گرد سپاہ
نہ خورشید پیدا نہ تابندہ ماہ ۔۔۔ درخشیدن تیغ الماس گون ۔۔۔ سنان ہاے آبدار دادہ بخون
بہ گرد اندرون ہمچو ابر بہار ۔۔۔ کہ شنگرف بارد برو آفتاب ۔۔۔ پر از نالہ کوس شد مغز میغ
پر از آب شنگرف شد جان تیغ ۔۔۔ چکا چاک گرز آمد و تیغ و تیر ۔۔۔ زخون یلان دشت گشت آبگیر
زمین شد بکردار دریاے قیر ۔۔۔ ہمہ موجش از خنجر و گرز و تیر ۔۔۔ آسقدر شمشیر زنی ہوئی کہ وہ

فوج بے سردار کے تاب جنگ نہ لائی آخر بھاگ کھڑی ہوئی اور غضنفر دلاور منصور و مظفر ہو کر قلعہ یاقوت رنگ مین داخل ہوے مرنے سے اشکال کے ملکہ سلطان عنصر مین موبھی ہوشیار ہوئی اور شاہزادہ غضنفر اُسکے پاس گئے جلسہ عشرت جمع باعیش و آرام بیٹھے ہے تو یہان باعیش و آرام متمکن ہین لیکن اب حال بران کا سنیے کہ یہ اپنے قلعہ ہفت رنگ مین بیٹھی ہوئی تھی بیٹھے بیٹھے اسنے ایک پنجہ بھیجا کہ جاکر عمرو کو اُٹھا لائے اُسنے خواجہ کو خلعت دیا اور پھر جلسہ نابج و رنگ کا ہونے لگا اُسوقت ایک ابر زرد رنگ نمایان ہوا ملکہ بران نے پہچانا کہ یہ آمد میرے باپ کی ہے یعنے کوکب روشنضمیر آتا ہے کہ اس عرصہ مین ملکہ نے دیکھا کہ سحاب جادو صاحب کوکب روشنضمیر آگے بڑھا ہوا آیا اور کہا کہ عمرو کہان ہے کہ اسمین عمرو بھی برابر ہو گیا سحاب جادو نے کہا کہ اے شاہ عیاران عیار کوکب نے فرمایا ہے کہ آپ پہلے ایک کام کرین بعد ازان مین افراسیاب اور حیرت جادو سے بھونگا عمرو نے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے سحاب جادو نے کہا کہ کوکب نے کہا ہے کہ اسد بن کرب گنبد جہان نما پر قید ہے اُسے آپ اول چھڑا لیجیے عمرو نے کہا بھائی یہ کام تو بہت مشکل ہے سمجھا جائیگا لیکن صرصر عنبر زن عیار بھی کو حیرت

نے بلاکر کہا کہ اے حرحر دیکھ تو عیاران لشکر اسلام کیا کام کر رہے ہین مجھ سے کچھ نہین ہو سکتا حرحر نے کہا کہ کونسا آپ کا حکم ہے کہ مین بجا نہین لائی کونسا کام ایسا مشکل ہے کہ لونڈی نہین کر سکتی حیرت نے کہا کہ جاکر بران کو پکڑ لا حرحر نے کہا کہ ابھی لائی بس یہ کہکر طرفۃ العین مین بران کی بارگاہ مین پہونچی اور ایک ساحرہ لونڈی کوئی بران کی ہے کہ نام اُسکا خمار چشم ہے اُسے ایک جگہ پکڑ کر بیہوش کیا اور باندھ کر اُسکو ایک نہار مین ڈال دیا بعد ازان آپ اُسکی شکل بنکر بارگاہ مین بران کی حاضر رہی دو پہر رات گئے جب بران نے آرام کیا شب اُسنے بران کو بیہوش کیا سر اپنے قبا سے چاک کرکے پشتارہ بران کا باندھ سیدھی روانہ ہوئی اور حیرت کی بارگاہ مین پہونچی جب بارگاہ کے دروازے پر پہونچی اُسی وقت ایک پنجہ پیدا ہوا کہ حرحر کو مع پشتارہ بران کے پکڑ کر آسمان پر لیگیا وہ پنجہ افراسیاب کا ہے غرض افراسیاب نے حرحر کو ایک میدان مین اُتار کر پوچھا کہ یہ پشتارہ کسکا ہے حرحر نے ہاتھ باندھکر کہا کہ بران شمشیر زن کو لونڈی پکڑ لائی ہے یہ سُنکر افراسیاب نہایت خوش ہوا اور پشتارہ کھلوا کے ملک بران کو نکالا اور اُسی حالت بیہوشی مین بران پر خوب سحر کرکے جب دیکھا کہ بالکل اب بران مین سکت مُنھ ہلانے کی نہین رہی تب ہوشیار کیا جیسے ہی بران نے آنکھ کھولی دیکھا کہ قضا برقضا و اجل برجبین ایکطرف افراسیاب ایکطرف حرحر عیار بھی آخر افراسیاب نے کہا کہ کیون بران اب کہو مین تجھے کس طرح سے قتل کرون بران نے قلب کو اپنے سمت خدائے عزوجل متوجہ کرکے کہا کہ سبحان اللہ اشعار

دل ظالم بفکر کشتن ماست	دل مظلوم مین بسوے خداست	اودرین فکر تا مرا چہ کند
من درین فکر تا خدا چہ کند	بعد ازان افراسیاب سے کہا کہ ای افراسیاب جو مرضی	

خدا کی اور مجھے کیا جواب دون افراسیاب نے کہا کہ اگر اب بھی عمرو کا ساتھ چھوڑ دے تو مین تیری تقصیر معاف کر دیتا ہون بران شمشیر زن نے کہا کہ جب تک دم مین دم ہے مین شریک عمرو کی ہون خواہ جیون خواہ مرون اے افراسیاب تو مجھے مار ڈال میرا باپ بچہ سے سمجھ لیگا یہ سُنکر افراسیاب نہایت جھنجھلایا اور پکارا کہ ای ذوالحرام جادو وہ بولا کہ حاضر افراسیاب نے کہا کہ بران کو لیجاکر چاہ ظلمات مین قید کر جہان برق فرنگی ہر

کہا بہت خوب لیکن ایک تکرار اور عذر ہے کہ غلام اُس اندھیرے مین کیونکر لیجاویگا افراسیاب نے ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر دی اور کہا کہ اسکی روشنی مین تو چلا جائیو اُسنے وہ انگوٹھی لیکر مجرا کیا غرض افراسیاب نے اپنا سحر بران پر سے اُتار لیا اور وہ ذوالحرام جادو ملکہ بران کو لیکر بیہوش کر کے ڈھائی پہر مین اُس چاہ پر آیا جہان برق فرنگی قید تھا غرض آدھی اُس کنوین مین اُترا وہان برق فرنگی کی جو آنکھ کھلی تو کچھ روشنی سی معلوم ہوئی اُٹھ بیٹھا اور جی مین اپنے کہتا تھا کہ شکر ہی خدا کا بعد بہت ایک روشنی معلوم ہوئی پھر برق کے خیال مین آیا کہ روز تو دو بجے پیدا ہوتے تھے ایک کے ہاتھ مین آبخورہ پانی کا ایک کے ہاتھ نان خشک میرے لیے آتی تھی آج یہ کون ہی اور کسلیے آیا ہی اسمین ذوالحرام جادو نے پشتارہ بران شمشیر زن کا وہان لاکر کھولا جب برق نے بران کو دیکھا نہایت افسوس کیا اور کہا برق فرنگی کی ٹوٹ گئی غرض ملکہ بران ذوالحرام کے سحر مین گرفتار تھی اسمین برق فرنگی کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ آپ کا کیا نام ہے ذوالحرام نے کہا مجھے ذوالحرام کہتے ہین برق نے کہا کہ ای ذوالحرام ہماری تقصیر افراسیاب سے معاف کرادو برق فرنگی یہ کہتا تھا لیکن فکر مین تھا کہ ذوالحرام کو کیونکر مارون غرض برق کو ایک عیاری سوجھی نے کہا کہ ای ذوالحرام تمہارے ساتھ پیچھے کون ہی جسے ہی ذوالحرام پیچھے پھر کر دیکھنے لگا وہین برق نے کمند ماری کہ ذوالحرام سامنے چت گرا برق نے خنجر مارا کہ ذوالحرام کے دو ٹکڑے ہوئے آواندارو گیر کی ملبند ہوئی غرض ذوالحرام کا سر کٹتے ہی بران شمشیر زن ہوش مین آگئی اور اُٹھ بیٹھی طرف بعد کے دیکھا برق نے مجرا کیا بران بڑی تعریف برق فرنگی کی بعد ازان برق نے وہ انگشتری افراسیاب والی ذوالحرام کی انگشت سے اُتار لی بران نہایت خوش ہو کر کہنے لگی کہ تم اس کنوین سے باہر نہ نکل سکوگے مین سلیمان ہون مین تمکو بزور سحر لیے چلتی ہون یہ کہکر بران شمشیر زن نے برق فرنگی کو کنوین سے باہر نکالا اور بصورت عقاب بنکر برق فرنگی کو پکڑ کر صاف آسمان کی روانہ ہوئی اور یہان حال بارگاہ بران یہ ہی کہ صبح کے وقت غل ہوا کہ بران شمشیر زن کو کوئی رات پکڑ لیگیا عمرو جو یہ ماجرا سنا نہایت مغموم اور اندوہگین ہو کر پچھاڑین کھاتا تھا اسمین چار گھڑی دن چڑھا تھا

کہ ملکہ بران برق فرنگی کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوئی تمام ساحر بارگاہ کے دور پڑے ایک
ایک آکر ملکہ سے ملاقات کرتا تھا اور برق فرنگی کو دیکھکر سب کے سب خوش ہوئے کیونکہ
برق فرنگی کے چھٹنے کی امید کسی کو بھی نہ تھی مدت ہو چکی تھی کہ برق کا سر کنگورے پر طلسم کے
لٹکتا تھا غرض معلوم ہوا کہ وہ سحر کا سر کاٹا گیا تھا غرض ملکہ بران عمرو کو لیکر بارگاہ مین آئی برق
کو عمرو نے گلے سے لگایا دونون ملکہ خوب روئے تمام فوج مین شادیانے بجنے لگے بارگاہ
مین ناچ گانا شروع ہوا وہان افراسیاب نے سنا کہ دوالحرام مارا گیا اور بران شمشیرزن
برق فرنگی کو لیگئی نہایت حفا ہوکر حیرت جادو کی بارگاہ مین آیا اور کہنے لگا کہ صرصر
شمشیرزن نے بڑا کام کیا تھا لیکن دوالحرام جادو نے فریب کھایا اور مفت مارا گیا
لیکن اے حیرت جادو مجھے کھانا حرام ہے کہ جبتک مین بران شمشیرزن کا سر کاٹون یہ
کیکے طبل جنگ کا بجوایا یہان ملکہ بران نے طبل جنگ کا بجوایا صبح کو افراسیاب
تخت جنگی پر سوار ہوا ہر چند حیرت جادو نے منع کیا اسنے نمانا اور سات لاکھ جادوگر سی
اور لکھا سے ابر عجیب عجیب ساتھ لیکر ملکہ بران شمشیرزن کی فوج پر آیا یہان ملکہ بران شمشیرزن
مع عمرو اور ساحرون کے میدان جنگ مین آکر قائم ہوئی افراسیاب کی طرف سے سمک جادو
نکلا مبارز طلب کیا تہمتن جادو نکلا اور ان دونون مین سحر کی لڑائی ہونے لگی اسوقت سمک
نے گرز فولادی تہمتن جادو کے مارا کہ اسکی چھاتی کے پار نکلگیا اسوقت افراسیاب نے خود
ارادہ نکلنے کا کیا کہ سامنے سے ایک لکہ ابر پیدا ہوا اس ابر مین سے چار ہزار عقاب برنگ سفید
اور آنکھین انکی مثل یاقوت سرخ کے اور بیچ مین ایک عقاب بہت خوشرنگ پر ایک ساحر
سوار افراسیاب کے سامنے آیا افراسیاب نے دیکھا اور پہچانا کہ کلاب عقاب سوار
جادو بیچارا دہ بھائی افراسیاب کا ہے غرض آتے ہی عقاب پر سے اترکے کلاب نے افراسیاب
کو مجرا کیا افراسیاب نے گلے لگایا کلاب نے دیکھا کہ میدان جنگ طرفین سے آراستہ ہے
پوچھا کہ بھائی صاحب یہ کیا ماجرا ہے افراسیاب نے ابتدا سے انتہا تک سب حال مفصلا
ومشروحا تمام وکمال بیان کیا کہ پہلے اس طور سے ملکہ شرارہ جادو بدیع الزمان کو پکڑ لائی تھی
تصویر جادو اسکی بیٹی اسپر عاشق ہوئی پھر عمرو آیا اسنے یہ کیا پھر اسد آیا اسپر مہ جبین البلاس

عاشق ہوئی اُسنے فلان فتور برپا کیے اب چہارم طلسم شریک اُن لوگون کے ہو گیا ہے
اور کوکب روشن ضمیر طرفدار اُنکا ہی کلاب عقاب سوار نے پوچھا کہ اسد کہان ہی جو شکنندہ
طلسم کہلاتا ہی افراسیاب نے کہا وہ میرے پاس قید ہی تب پھر کلاب نے کہا کہ آپ پھر
اب کسلیے لڑتے ہین اب چھ مہینے تو ہو چکے ہین اسد کو چلکر قتل کرین کہ جھگڑا ہی رفع ہو جائے
جب شکنندہ طلسم کو مارا تو طلسم کشائی کیونکر کوئی کریگا ان سب کی آس ٹوٹ جائیگی یہ بات
افراسیاب کو بہت پسند آئی اور کہا کہ واہ بھائی کیا خوب تدبیر تمنے مجھے بتلائی غرض افراسیاب
نے طبل آسائش بجوا کر اپنے لشکر کو پھیرا اُدھر ملکہ بران شمشیر زن مع اپنے لشکر کے
پھر کر داخل بارگاہ ہوئی مگر افراسیاب گنبد جہان نما پر جہان اسد قید تھا وہان جاکر
مع کلاب جادو بیٹھا اور کہہ رہا تھا کہ رات گذر جائے صبح کو اسد کو قتل کرینگے بعد ازان تمام
ساحرون کا مجمع گنبد جہان نما جو ہی تو اسکی دیوار طلسم مین ہے اور ہشت پہل چار در اسکے
طلسم کے اندر ہین اور چار باہر طلسم کے فی الجملہ یہان تو اس فکر مین ہین کہ رات
گذرے تو صبح کو قتل اسد ہے لیکن ایک جادوگر نے بران شمشیر زن کو خبر دی کہ افراسیاب
اور کلاب عقاب سوار اور چند سردار مع فوج ولشکر کے گنبد جہان نما کے نیچے جاکر اُترے
ہین اور وہان جادو ساحرون کا ہوتا جاتا ہے کل صبح کو اسد کے دشمنون کے قتل کی فکر ہی یہ
سنتے ہی عمرو ایک سکتے کی حالت مین رہگیا ملکہ بران نے عمرو کی طرف دیکھا عمرو رو دیا اور
کہا کہ نیت شب کی حرام ہی یا تو صبح دم اسد کو مین جاکر چھڑا لاتا ہون یا سُن لینا کہ عمرو بھی مارا گیا
بران شمشیر زن عمرو کے گلے سے لپٹ گئی غرض بعد دو گھڑی کے کوئی چار گھڑی دن باقی ہو گا
کہ عمرو بران سے رخصت ہو کر فکر رہائی اسد بن کر ب غازی مین روانہ ہوا قران حبشی
و برق فرنگی بھی الگ الگ چلے اور سبھون نے کہا کہ حضور سے تو بڑے بڑے کام نکلین گے
ہم سب غلام بھی شریک ہین عمرو نے ہر چند منع کیا مگر قران اور برق نے نمانا اور اپنی شکلین
تبدیل کیے ہوئے ساحر بنے ہوئے گنبد جہان نما کے برابر پہونچے تو دیکھا کہ یہان جماؤ جادوگرون
کا ہے یہ بھی فکر مین ہر طرف پھرنے لگے اب چھوٹنا اسد کا انشاء اللہ پانچوین جلد مین بیان
کیا جائیگا کہ یہ کس طرح رہا ہوے مگر اب تھوڑا سا حال لشکر صاحبقران کا سُنیے کہ

لقا نے نامہ افراسیاب کو لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای شاہ جادوان اب ہم ناراض ہوکر
جانب کوہستان چلے جائینگے کیونکہ تمنے ہماری خبر نہ لی تمھین لازم ہی کہ کسی ساحر کو ہماری مدد کے لیے جلد
تر روانہ کرو یہ نامہ جو افراسیاب کو پہونچا تو اسکو پڑھکر ایک فکر ہوئی اُسوقت حکم جادو نامی جو
ساحرہ بڑی تھی اُسکو افراسیاب نے ایک خط لکھکر دیا کہ تو لیجا اپنی بہن نازک چشم کے پاس اور اُسکی
زبانی بھی کہدیا کہ جاؤ خداوند لقا کی مدد کو کوہ عقیق مین حکم جادو وہ خط لیکر نازک چشم کے پاس
آئی نازک چشم نے وہ خط اپنے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا اور اُسکو پڑھا تو اُسمین لکھا تھا
کہ ای نازک چشم ہم تجھسے بہت خوش ہین اب تم فی الحال خداوند لقا کی مدد کو جاؤ جب ہم فرصت
پھر آؤگی تب ہم تمکو سرفراز کرین گے یہ مضمون پڑھکر نازک چشم بہت خوش ہوئی اور اپنی
انیسون جلیسون کو طلب کیا کہ وہ سب دریاے جواہر مین غرق تھین سب انیسین سامنے آنے
حاضر ہوئین اب یہ تخت جواہر نگار پر سوار ہوئی اُس تخت کو دو شیر طلائی اُٹھاکر چلے بعد قطع
منازل و طی مراحل یہ آکر بارگاہ لقا مین پہونچی اسکے آنے سے آندھی اُٹھی بجلی چمکی اور یہ بارگاہ
مین اُتری لقا کو اسنے سجدہ کیا تخت کے گرد پھری نذر دی خلعت دنگل پر بیٹھی بختیارک
نے اسکے لیے بارگاہ استادہ کرائی اور انیسون کے لیے خیمے نصب کرائے کئی روز تک یہ
آرام پذیر رہی ایک دن جب وہ زمانہ آیا کہ گوہر آفتاب درج مغرب مین رکھا گیا اور
شمع و چراغ نے اپنا جلوہ دکھایا اشعار

کہ اس عرصہ مین دن سمٹا یہانتک	کہ مشکل ہوگیا آغاز بان تک	عرض مثل مرض گھٹنے لگا دن

پھیلا جلد اسقدر گویا نہ تھا دن + شام کو طبل جنگ لشکر لقا مین بجا ہرکارون نے جاکر یہ خبر خدمت
امیر نامور مین پہنچنے کی عرض کی امیر نے بھی فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی بجے
ابو الفتح نے نقارخانہ سلیمانی مین جاکر طبل اسکندر پر چوب لگائی جسکی صدا سے دنیا
دہل گئی دربار سویرے سے برخاست ہوا ہتھیار صاف اور صیقل ہونے لگے سلاح خانے
کھلگئے ترکاورون کی چمک موج دریا تھی تیز سے راست بازی چھوڑکر سینۂ عدو چھیدنے
کے مشتاق تھے چار پہر غلغلہ و ہنگامہ دونون لشکر و مین بلند رہا جب وہ زمانہ آیا کہ روے
شب سفر اضی سحر سے قطع ہوئی اور جامۂ نورانی خناے خورشید کاون نے پہنا اشعار

حنائے مہر پہیلی مثل چادر سو مغرب بڑھا خورشید خاور ہوا آغاز صبح نو نمودار
رہی ہر چشم وا معروف دیدار صبح کو لشکر گروہ گروہ میدان مصاف کی جانب روانہ ہوا امیر
مسجد کربا میں سے نکلکر جلوہ خانہ شاہنشاہی مین مع سردار نامی کے آئے بادشاہ بھی سوریہ سے
سے برآمد ہوئے سبھون نے مجرا اور سلام کیا تخت بادشاہ کا دل کی طرح قلب لشکر مین رکھکر
رزمگاہ کی طرف چلے اُسوقت نقیبون کی منقبت خوانی اسلحہ کی چقاچاق ہوا مین چلتی
تھی بڑے کرّ و فر جاہ و حشم سے وارد دشت مصاف ہوئے اُسطرف سے لقا ہاتھیون پر تخت
کھنچوا کر سوار ہوا اور فوج بیشمار اپنے ہمراہ لیے ہوئے میدان قتال مین آیا سوارون کی بڑی
بڑی گھوڑے الف ہوتے تھے باسے جنگی بجتے تھے پیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو
ہموار کیا سقون نے گرد و غبار چھڑکاؤ کرکے بٹھایا صفوف لشکر میمنہ و میسرہ بمراستہ ہوئین
نقیبون نے نقابت کی اُسوقت صفون پر مثل صف مژگان سناٹا آگیا امیر چالیس قدم
سرداری کے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے تخت بادشاہ کا قلب لشکر مین قائم ہوا ملکہ نازک چشم تخت پر
سوار دو شیر طلائی اُس تخت کو اُٹھائے اور ایک طاؤس پر ایک نازنین خوبصورت جواہر مین غرق
تین سو جاودگر نبان جو اُسکی انیسین ہین وہ اسکے ہمراہ اور یہ جو نازنین طاؤس پر سوار ہے
اِسکا نام الماس زبرجد پوش ہے اور یہ بیٹی ہے نازک چشم کی اِسنے اپنی ماں سے کہا کہ مین
لڑنے کو جاتی ہون اُسنے ہرچند منع کیا مگر اِسنے نمانا اُسوقت نازک چشم نے ایک چھڑی گلاب
کی کہ جسکے سر سے پر پھول گلاب کا لگا ہے وہ اسکو دی اور کہا لقا سے اجازت
لیکر جاؤ یہ سامنے تخت لقا کے آئی سجدہ کیا اور ہاتھ باندھ کر اجازت لڑائی کی مانگی
اُسنے کہا کہ اے بندی قدرت جا تجکو اپنے دست قدرت کے سپرد کیا سب مسلمانون کی موت
تیرے ہاتھ مین ہے الماس زبرجد پوش وہ چھڑی لیے ہوئے نات میدان مین آئی
اور پکاری کہ ای فرقہ خدا پرستان و ای زبردستان تم مین سے جو آرزو مرنے کی رکھتا ہو وہ آئے
میرے سامنے اِسکا نعرہ کرنا تھا کہ صف لشکر اسلام سے فرامرز عاد مغربی نے اپنا
گھوڑا نکالا اور سامنے بادشاہ کے آکر مرکب سے کود کے اجازت مانگی بادشاہ نے حمام
کلۂ عفریت اُسکو دیا اور خلعت سے مخلع کیا فرمایا کہ جاؤ خدا کے سپرد کیا یہ مرکب اپنا اُڑا کر سامنے

الماس زبرجد پوش کے آیا الماس زبرجد پوش نے کہا کہ مین تجھپر کیا وار کرون تو اپنا حوصلہ نکال لے میرا وار خدا کا قہر ہی کہ فولاد زرہ کی سختی کا نہین ہے تو اپنا وار کر جب ہمکو خدا اچہا ئیگا تو پھر ہم بھی وار کرین گے اُسوقت اُسنے ہنسکر اُسی گلاب کی چھڑی کو اُسکے سر پر مارا اُسنے سپر کو سامنے کیا مگر سپر اُس چھڑی کے پڑنے سے جلگئی اور سر پر وہ چھڑی جو پڑی تو تا بناف اُسکو کھینچا پس ناف تک آیا تھا کہ فوارۂ خون نکلا اور گھوڑے پر سے گرا فراشتر ایک سرخاب بہت بڑا اُسکو آکر اُٹھا لیگیا اور جو سرداران نامی و پہلوانان گرامی نکلے انکا بھی یہی حال ہوا شام تک قریب چار سو سردارون کے اِسی طرح سے مارے پڑے جب سُرخابیہ آسمان چشمۂ مغرب مین غوطہ زن ہوا اور زاغ شب نے عالم مین آکر تمشیانہ کیا اشعار

چو خورشید در جامۂ نیلگون ٭ نہان شد چو زنگی شب آمد برون ٭ یکے رزم تا شب بر آمد زکوہ
بگردند نامدول ازکین ستوہ ٭ شام کو طبل آسائش پر چوب پڑی لشکر پھر کر اپنے مقاموں پر آئے
اور آرام پذیر ہوئے بادشاہ اور امیر کو سردارون کا بہت رنج ہی عیار اس فکر مین پھرتے
ہین کہ حال دریافت کرین سردارون کے مرنے کا لیکن انکو کچھ ثابت نہین ہوتا ہے اِسی
تردد مین وہ رات تمام ہوئی اور لباس شب پارہ پارہ ہوا اور بطن کلاغ شب سے
بیضۂ آفتاب نکلا شعر چو خورشید بر کشور لاجورد ٭ سراپردۂ زد زدیبائے زرد ٭ صبح کو
بادشاہ ذی تبار دربار مین سریر جہانبانی پر آکر متمکن ہوئے اور خواجہ زادون کو بلا کر حال
سرداران دریافت فرمایا اُنھون نے قرعۂ تعقل کو تختۂ تفکر پر پھینکا اور اشکال سعد و نحس
کو ملاحظہ کرکے بعد خوض و غور بسیار سر اُٹھایا اور فرمایا کہ یہ سب شعبدۂ سحر کا ہی یا امیر سردار
زندہ ہین آپ کچھ تردد نہ فرمائیے غرض اسی اندیشہ مین وہ دن تمام ہوا خواجہ زادون کو تو
خلعت دے کر رخصت کیا اور جب مثل مرض دن گھٹا اور طبیب روزگار نے نسخۂ بخط کہکشان لکھا اشعار
چو شد روے گیتی بکردار قیر ٭ نہ ناہید پیدا نہ بہرام و تیر ٭ سراز موج ماہی بر آورد ماہ
بدر آمد تا ناف شیر سیاہ ٭ شام کو نازک چشم نے طبل جنگ بجوایا امیر بالوہیر سے آکر
ہرکارون نے بعد ازدعا و ثنائے شاہنشاہی خبر عرض کی اور یہ اشعار ثنا و صفت امیر
شہنشاہ مین پڑھے اشعار

تو ئی پرورانندہ تاج و تخت	فروغ از تو گیرد جہاندار بخت	دل چرخ در بوک شمشیر تست
سپہر و زمین و زمان زیر تست	ز تیغ تو خورشید بریان شود	ز گرز تو ناہید گریان شود
تو پرویز سیکان کلک تو شیر	بہ روز بلا گردد از جنگ سیر	ناز ک چشم سنے طبل جنگ

بجوایا امیر نے بحکم بادشاد حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے یہان بھی کوس حرب پر چوب پڑی شعر نالیدن کوس باگرنا سے ❊ ہمی آسمان اندر آمد ز جا سے ❊ تیاری آلات حرب وضرب ہونے لگی سنانین چمکنے لگین سپاہ مانند دریا کے جوش مارنے لگی روے گیتی کثرت سپاہ سے سیاہ تھا روے ہوا ابیر قون سے زرد و سرخ و سبز ہو گیا تھا خنجر گلو گیر خونخوار دشمن بھی تھے نیزے مثل جوانان تہمتن کے سیدھے ہو کر تنتے تھے کمانین خمیدہ ہو کر بڑھی سیدھی لب سوفار سے چلا کر سناتی تھین چار پہر رات ہنگامہ برپا رہا جب عقاب آفتاب سنے پر پہر پرواز عالم مین کھولا اور علیوا ز شب مثل عنقا معدوم ہوئی ابیات

چو خورشید بر خ لشکر کشید	شب تار تا زندہ مست ناپدید	چو خورشید زد پنجہ بر پشت گاؤ
نا موس بر آمد خروشش چکاؤ	تبرہ بر آمد ز پردہ سرائے	بر فتند گردان لشکر ز جائے
ز بانگ ستیزہ زمین و سپہر	بلرزید ز ایشان ببرید مہر	امیر ہا تو قیز عبادت آلی سے

فراغت پاکر اشقر پر سوار ہو کر جلو خانۂ بادشاہ مین آئے جب بادشاہ بر آمد ہوئے امیر نے مجرا کیا مرد با یکا را بادشاہ مہابلی سلطان عالم ظل اللہ صاحبقران با اقبال نگاہ روبرو بادشاہ نے نگاہ اٹھا کے دیکھا امیر نے تسلیم کی شاہ نے ہاتھ اٹھا کر سینہ پر رکھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہے سواری بادشاہ کی حلقہ مین سرداران تہمتن کے جانب میدان جنگاہ روانہ ہوئی شعر سوے دشت شہ کی سواری چلی ❊ کہے تو کہ باد بہاری چلی ❊ بڑے جاہ و جلال سے وارد دشت قتال ہوے اسطرف سے لقا مع نازک چشم کے عرصۂ نبرد گاہ مین آیا فوج بیشمار اپنے ہمراہ لایا اشعار

بر آمد ز ہر دو سپہ بوق کوس	نماند ایچ راہی مسون و فسوس	تو گفتی کہ دریا بموج اندر ست
عقاب اجل سوی اوج اندر ست	ہمین لرزہ از ان شدہ دست و کوہ	زمین شد ز سم ستوران ستوہ
از ان روے لشکر ہور بر میمنہ	ہمہ فوج او زندہ پیل و تنہ	بر میسرہ لشکر آراے بند

زرہ دار در جنگ رومی پرند | بقلب اندرون جای سلطان سعد | شدہ آسمان نار و جنبان زباد
سیہ میسر مالک باد بود | منفتہ تنش زیر پولاد بود | ہمین دود آتش بر آمد ز آب

نہ بیند چنان جنگ جنگی بخواب ۔ جب صفوف لشکر آراستہ ہو چکین اسوقت نقیبون نقارہ کی اور کرناٹیون نے کرکا کیا اور نیرنگی دیناے خانی کو نہایت جاری کیا اور پکارنے کہ اے

بہادر و دلیرو کا یہ حال ہی نظم | روشن ہی شمع کشتہ کدہ کر جلا ہی سحر | یعنے کہ بعد مرگ بھی آرام ہی محال
رکھتا ہی پر غرور کو جو ن نیزہ سر بلند | جون جادہ خاکسار کو دی ہی زمین ڈال | آج روز جنگ ہی وقت نام و ننگ

ہی لڑائی مین جان لڑا دو نام اپنا کر جاؤ لڑ بھڑ کر مر جاؤ یہ کرکا کہکر ہٹ گئے ملکہ الماس زرجد پوش طاؤس زرین بال کو اڑا کر اجازت لقا سے لیکر میدان ناف مین آکر ٹھہری اور طالب مرد نبرد ہوئی اسطرف سے مندویل اصفہانی مرکب اپنا اڑا اسکے سامنے بادشاہ کے آیا اور اجازت طلب کی بادشاہ نے اسکو خلعت سے سرفراز کرکے رخصت فرمایا اور یہ سامنے الماس زرجد پوش کے آیا اسنے وہی چھڑی اسپر لگائی سر سے تا بناف ننگا ہوا اور یہ گھوڑے پر سے گرا ایک سرخاب آکر اسکی نعش کو اٹھا لیگیا اسی طرح سے بیس سردار سامنے اسکے آئے اور ہلاک ہوئے اور وہی سرخاب نعشین اٹھا اٹھا لے گیا اسمین وقت صاحبقران کو تاب نہ رہی اور انھون نے اشقر اپنا آگے بڑھایا نقارے لشکر مین بجنے لگے کل علم لشکر کے حلوہ گری پر آئے تمام سردار پیادہ ہو کر دوڑے امیر نے سب کو بسہل و آسانی رخصت کرکے اشقر کو اڑاتے ہوئے چلے گھوڑا انکا طرارے بھرتا ہوا روانہ ہوا اشعار

گرد جولان گاہ کو اسکے کہون کیا مین دماغ | عارض خوبان کے خط ہونے سے جسکو ننگ ہے
جھانکے ہی ہفت آسمان کو جلدی اسکی ہر قدم | بسکہ عرصہ شش جہت کا اسکے اوپر تنگ ہے
بگڑا ہی جاتا ہی باتون مین جلو لینے کے وقت | نکلا ہی پڑتا ہی رانون سے یہ اسکا رنگ ہے
اسمین بھی ٹک گرم ہوا آیا تو بس سیر آگیا | ہی تو گھوڑا ہی پہ کچھ سیماب کا سا ڈھنگ ہے

جب یہ سامنے الماس زرجد پوش کے پہونچے تو وہی چھڑی صاحبقران کے بھی ماری ابو الفتح صاحبقران کے ساتھ آیا تھا اسنے کہا کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ چھڑی خالی گئی اور امیر نے عقرب سلیمانی کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ سر پر پڑکے

طاؤس سے نکلگیا تاریکی ہوگئی آواز آئی مارا الماس زبرجد پوش کو نازک چشم رونے لگی اور
اپنا تخت بڑھا کر چلی اُسوقت ایک ابر طلائی پیدا ہوا اور قریب آکر وہ پھٹا گڑگڑاہٹ کی صدا
پیدا ہوئی اور اُسمین سے ایک شیر سونے کا نکلا کہ اُسپر ایک ساحر فربہ اندام جوڑا باندھے
سامنے امیر کے آیا اور کہا میرا مقابلہ کیجیے امیر نے فرمایا کہ تو اپنا وار کر اُسنے تلوار صاحبقران
پر لگائی امیر نے خالی دی اور عقرب سلیمانی کھینچکر جو ہاتھ مارا تو اُسکے سر پر پڑا کہ سر سے اُسکے
شعلہ نکلا اور لاٹ اُس شعلہ کی بندھ گئی اور اُس لاٹ سے ایک جانور سونے کا نکلکر گرد
صاحبقران کے پھرا کہ امیر کا رنگ زرد ہوگیا اور اب جو اسم اعظم کو یاد کیا تو بالکل یاد نہ تھا
اُسوقت امیر بیہوش ہوکر گرے اور ایک ابر پیدا ہوا وہ ابر آکر نیچا ہوا اور اُسمین سے دھنوان نکلا
کہ تاریکی ہوگئی امیر اُس تاریکی مین غائب ہوگئے اب تو بادشاہ لشکر اسلام اور تمام سردار
نالان وگریان چاہتے تھے کہ جنگ مغلوبہ کرین لیکن لقمانے طبل آسائش بجوادیا دونون لشکر
پھرے اور اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے اور ملکہ نازک چشم جو چلی تو کوہ عقیق
گلزار سلیمانی مین ایک باغ ہی کہ خلد برین کو جسکے رشک سے دل مین داغ ہے چمنو مین
درخت جواہر نگار لگے ہین بلبل شاخ گل پر چہچہے کرتی ہی تختۂ گلہاے بوقلمون کھلے ہین

سورج مکھی کے منھ کو چار چاند لگے ہین اشعار

نسرین و سمن بہار پر ہین	سرو قد نو خطان تجر ہین	مستی ہے صبا مین پانی جاتی
چلتی ہی روش پہ لڑ کھڑاتی	بلبل کو دماغ باغبان ہے	رشک سبد گل آشیان ہے
ہی قہقہہ کبک کا دو چندان	طاؤس روش روش پہ رقصان	سبزہ سے چمن کا ہی یہ انداز
معشوق ہی کوئی سبزہ آغاز	ملکہ نازک چشم اُس باغ مین آئی اسمین ایک بارہ دری	

ہزار خوبی تعمیر سے اشعار	وہ قصر کہ رشک قصر گردون	شش در ہو جو دیکھے لے فلاطون
ہی گرچہ فلک مکان عالی	ہی کرسی آستان عالی	کیا نور فضا وہ تازہ گھر ہے
وہ گھر ہی کہ منزل قمر ہے	دیکھی نہین ایسی جاے عالی	ایسی ہی کہان بناے عالی

نازک چشم اُسی بارہ دری مین جاکر بیٹھی تاکہ خفقان میرا رفع ہو ناج کو حکم دیا رقصان ماہ
جبین و نسرین و نسرین آکر حاضر ہوئین اور ناچنے لگین لیکن دل اُسکا کچھ شاد نہوا اور اُس

اتنے مین وہ زمانہ آیا کہ رخت سیاہ لیل کا ترک روزگار نے پہنا چشم آفتاب اُس کی خواب ہو کر بند ہوئی نظم
چنین تا شب تیرہ اندر کشید ٭ درخشندہ خورشید شد ناپدید ٭ چو آمد شب و روز شد در نہان
سیاہی گرفتش سراسر جہان ٭ کچھ رات گئے چاندنی نے کہیت کیا لگا نازک چشم بارہ دری سے
اُٹھکر دریا کے کنارے آئی اور بیٹھکر سیر دیکھنے لگی ہوا چلتی تھی چاند پانی مین ہورین لیتا تھا بگلے اور
سرخاب اور مرغابیان کنارے دریا کے بیٹھی تھین پانی کا لہرین لینا یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین پر
اُتر گیا ہی اور مہتاب آئینہ کیطرح اُسمین چمک رہا تھا نازک چشم نے دریا مین دست دالی لیکن
لشکر اسلام سے عمران خطائی جو چلا تو اُس نے صورت اپنی ایک زن جمیلہ اور حسینہ کی ایسی بنائی
زلف مسلسل کے بیچ دل عشاق کو پیچ مین لاتے رخسار تابان آئینہ کو اپنے سعر و شرماتے دہان
تنگ غنچہ خلد برین بدن پر مستی سے تزئین یہ اشعار اُس کے وصف مین کافی ہین اشعار

حسن ایسا کہ جسے ماہ شب چاردہم	تک بیکدیگر تو رہجاے وہ یک چند جھجک
چہرہ مین ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جسے	یاد کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک
زلفین یون چہرہ پہ بکھری ہوئی ہانکی تھین دل	جسطرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک
جسمین وہ فربہ کہ بنسنے مین ہون جسکے ہر لہر	گھر ڈبا دینے کو عشاق کے دریا ہی اٹک
ناگنی بیچ مین آنکے نہ ہانکے ہا نی ٭	کھیل جاوی ہے مین کالا جو ڈسی اُسکی لٹک
زنگ رخسارے شرمندہ ہو کندن کی دمک	آگے عنبر کی خجالت زدہ سونکی ڈلک

اِس شکل سے تیار ہو کر پیرہن ہر چند کہ معقول اور عمدہ تھا مگر جا بجا سے پھٹا ہوا پہن کر کنارے دریا
کے کچھ دور نازک چشم سے ہٹ کر بیٹھا اور چیخین مار مار کے رونے لگا نازک چشم اُٹھکر اُس کے پاس
آئی اور اِس نے دیکھا کہ ایک عورت صاحب جمال برس بیس ایک کا سن و سال با حالت پریشان بیٹھی
رو رہی ہی یہ بھی پاس اُس کے بیٹھ گئی اور مستفسر ہوئی کہ اے بہن یہ کیا تمہارا حال ہی کونسا صدمہ
و ملال ہی جو یون تم بلک بلک کر روتی ہو جان اپنی کھوتی ہو اِس عیار نے کچھ زخم کے نشان اپنے
بدن پر بنائے تھے وہ زخم اِسکو دکھائے اور کہا شعر چہ گویم از سر و سامان خود عمری
است چون کاکل ٭ سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم ٭ مین ایک سوداگر کی بیٹی ہون
اُسکو قزاقون نے آکر مارا خدا کو مجھی بچانا منظور تھا کہ اُسوقت کچھ فوج خداوند نقا کی وہان آگئی

اُس فوج کے خوف سے قزاق بھاگ گئے مین نے اپنے باپ کی نعش مع گماشتون کے اِس دریا مین بہادی اور مین آکر اُنھین کو یاد کرکے رونی ہون نازک چشم نے کہا کہ اے بہن اب صبر کرو خداوند لقا کی جو مرضی انسان مجبور ہی کیا چارہ لو آؤ میرے ساتھ باغ مین چلو یہ کہکر اسکو تسکین کرکے اُسی باغ مین لائی دو ایک روز مین زخم اُس کے اچھے ہوے کیونکہ وہ شعبدہ عیاری کا تھا نشان زخم کے اِس نے مٹا ڈالے اِسکو تو ملکہ نے باغ مین رہنے دیا اور آپ اکثر دربار لقا مین آیا کی ایک روز نازک چشم نے پوچھا کہ کیون بہن تم کو کچھ کام بھی آتا ہے اِس نے کہا کہ مجکو گانے سے بہت شوق ہی ہر چند کہ باپ میرا مر گیا ہی مگر پھر بھی جی گانے کو چاہتا ہی اور ساقی گری بھی خوب کرنا جانتی ہون نازک چشم نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے لو آج تمھین شراب پلاؤ اور ہمارے سامنے بیٹھ کے کچھ گاؤ یہ کہکر کشتبان شراب کی طلب کین گلابیان شراب کی کہ جن کے کمھڑے سوہے سے بندھے تھے اِس نازنین کو دین اِس نے اُس شراب کو کچھ آلٹ پھیر کرکے بیہوشی ملائی پھر انیسون کو اور اسکو وہ شراب پلائی اور بیٹھ کے گانے لگی کچھ دیر مین بیہوشی نے اڑکیا نازک چشم اور اسکی انیسین سب بیہوش ہوگئین اِس نے انیسون کے تو سر کاٹ ڈالے اور نازک چشم کے جو خنجر مارا تو خنجر اُچٹ گیا اِس نے چاہا کہ مین سیسہ گرم کرکے پلادون مگر نازک چشم کو نیچے اُتھا لیگئی اور بارگاہ لقا مین لائے اُس وقت عمران خطائی بھی ڈر کر وہان سے بھاگا کہ مبادا اپنے مجکو بھی اُٹھا لیجائین تو بڑا غضب ہوگا یہ تو بھاگ کر اپنے لشکر مین چلا آیا اور اُس ہنگامہ مین وہ رات بھی تمام ہوگئی ایران دنیا مین سفیدی ضیائی آفتاب کی پھیری گئی اور درخشت زرین خورشید قصر فلک مین معمار قدرت نے جڑی اشعار

سپیدہ چو از جاے خود بردمید ٭ سیاہ شب تیرہ اندر خمید ٭ چو پیدا شدہ چاک روز سفید
دوپیرایہ نمود روز سفید ٭ صبح کو لقا اُس تخت پر مینجا بختیارک بھی آیا نازک چشم
نے اُس سے سب ماجرا بیان کیا وہ گھبرائے ہوکر اُٹھنے لگا اور کہا کہ ای ملکہ شکر کرو خداوند لقا
کا کہ تم بچگئین غرض اُس نے تینون انیسون کی اُٹھوائین اور آپ اپنی انیسون اور بیٹی کے
غم مین کئی روز تک خیمہ مین پڑی رہی اب حال سُنیے لشکر اسلام کا کہ توریج بن ہاشم
شکار کو گئے تھے راہ مین اُنھون نے دیکھا کہ ایک جگہ ہزارہا سانپ ہین توریج کو بڑی

حیرت ہوئی کہ ایک جگہ ان سانپون کا اکٹھا ہونا کچھ نہ کچھ اسرار ہے لیکن یہ راہ گزر کے اور طرف چلے اور ایک مقام پر خیمہ استادہ کر کے اترے تب تورج لشکر اسلام کے اسطرف کو آنکلے اور انمون نے حال لشکر اسلام بیان کیا تورج نے کیفیت لشکر اسلام کی سنکر درگاہ خدا مین استغاثہ کیا اور رونے لگا روتے روتے جب سو گیا تو اس نے عالم رویا مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ اس اسم کو پڑھ تجھ سے اور یاران چینی سے ملاقات ہوگی اور وہ لیجائے گا تجھکو امانت دار چینی کے پاس امانت دار چینی کے پاس ایک تلوار ہے اس تلوار سے قضا مارک چشم کی ہے تمکو وہ اسم تعلیم کیا آنکھ تورج کی کھل گئی دیکھا تو وہ اسم یاد تھا اس نے اسکو پڑھا ایک سانپ بہت بڑا سامنے اس کے آیا اور غلطکین مار کر صورت انسان بنا اور اس سے کہا کہ فرمایئے مجھے کیا حکم ہے تورج نے کہا مجھے امانت دار چینی کے پاس لیچل اس نے کہا چلیے تورج اس کے ساتھ ہوا اور ایک مقام پر آکے دیکھا کہ ہزارہا سانپ اس جگہ تھا یاران چینی نے ان سانپون سے کہا کہ امانت دار چینی کو بلا لاؤ اس مین سے چند سانپ ایکطرف کو گئے کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ ایک اژدہا پیدا ہوا جب وہ اژدہا سامنے آیا تو وہ بھی آدمی کی شکل بنا اور یاران چینی سے کہا کہ ای برادر تمنے مجھے کیون بلایا اس نے کہا کہ مین نے نہین بلایا یہ جو میرے ساتھ ہین انھون نے طلب کیا ہے اے امانت دار چینی تم مسلمان ہو ہر چند کہ بیشمار افراسیاب ولقا کے ہو مگر کچھ پاس دین اسلام کا بھی چاہیے نازک چشم اہل اسلام سے لڑنے آئی ہے تمکو چاہیے کہ وہ تلوار جس سے اسکی قضا ہے انکو دو امانت دار چینی نے پہلے تو بہت کچھ انکار کیا آخر کار ایک صندوق اٹھا کر لایا کہ اس مین وہ تلوار آبدار جسکی ملکہ نازک چشم تھا اس تیغہ کو تورج کے حوالہ کیا تورج اس تیغہ کو لے کر بہت خوش ہوا امانت دار چینی کو تو رخصت کر دیا اور آپ وہ تیغہ لے کر جانب لشکر اسلام چلا اور کہا کہ آخر تو چلتے ہین پھر شکار کیون نہ کھیلین اب یہ شکار کھیلتا ہوا چلا راہ مین ایک ہرن ملا اس نے اس ہرن کے تعاقب مین گھوڑا اٹھایا اور بہت دور نکل گیا اس کے ساتھ کے سردار بھی سب چھوٹ گئے کوئی دو فرسخ پہونچا ہوگا وہان دیکھا کہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے اور اس کے قریب ایک دیوار اٹھی ہے یہ ہرن جب دیوار کے قریب پہونچا اسوقت تورج نے ایک تیر

مارا وہ ہرن گرا تو برج نے اسپر تیکیر سو پنچائی اور چھاتی چھری سے آگ نکال کر کباب لگائے اور
ایک جھیل کے کنارے آکر وہ کباب کھانے لگا اُس وقت ایک ابر بلائی ایک طرف سے
اُٹھا اور آکر اُس جھیل پر آیا اور تمام جھیل پر چھا گیا اور اُسمین سے ایک چمک پیدا ہوئی کہ
آنکھین تو برج کی بند ہو گئین آب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک خر بیٹھا ہے اور سامنے اُس کے ایک
شیشہ رکھا ہے کہ اُس شیشہ مین کچھ نور سا چمکتا ہے تو برج کو خیال آیا کہ تمنے خبر تو سنی ہے کہ اسم اعظم
صاحبقران بند ہوا ضرور اِس شیشہ مین اسم اعظم ہیگا پس سمجھ کر اس نے ایک تیر بکمان مین
جوڑ کر جو مارا اُس شیشہ پر پڑا تو وہ شیشہ ٹوٹ گیا اور وہ نور مٹ گیا اِس ساحر کو پہلے تو خیال
تھا کہ یہ جو بیٹھا ہے کوئی آدمی ہوگا لیکن اب جو اِس نے دیکھا کہ شیشہ ٹوٹ گیا تو چیخ اُس نے ماری
اس عرصہ مین سردار بھی تو برج کے آئے اور اُس ساحر نے ایک ترنج پانی پر مارا کہ وہ پانی بہ کر
چلا اور آکر سردارون کو مع تو برج کھینچکر لے گیا اُس وقت گلباد عراقی کہ عیار
تو برج ہے اُس نے صورت ایک ساحرہ کی بنائے بال اپنے پریشان کیے ہڈیون کھوپرون کے ہار
گلے مین ڈالے تہمد کھاردے کی باندھی پہلے پہلے کانون مین تربیان پہنین اور گشتی ہوئی چلی
ہی یہ غضب دیکھ کر نیرہ حمزہ نے تمام ساحرون کو مارا اُسوقت اُس ساحر نے اِس کو
دیکھکر کہا کہ جان من یہ کیا حال ہے نیرا اُس نے کہا کہ اے سردار کیا حال بیان کرون میرے گھر
مین چراغ جلانے والا نہین رہا اب مین اطمینان سے بیٹھون تو اپنی کیفیت بیان کرون
اُس ساحر نے کہا کہ تو آ میرے ساتھ چل مگر پہلے ان لوگون اور اِس مفسد کو قتل کر
چاہیے گلباد ساحرہ بنا ہوا اُس کے قریب گیا اور بیٹھکر باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے
ایک حباب بیہوشی اُس کے منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اُس نے خنجر سے سر اُسکا کاٹ ڈالا غل شور
ہوا تاریکی ہوئی صدا آئی کہ مارا اُس شخص کو جو نگہبان اسم اعظم تھا تو برج اور سب سردارون نے
رہائی پائی سجدۂ شکر کیا اور وہان سے چلے یہ تو ادھر سے چلتے ہین اور وہان جب عقاب آفتاب
آشیانہ مغرب مین جا کر بیٹھا اور کوکب انجم رشتۂ کہکشان مین پروئے گئے شعر
تابندہ نبود پشت ہوا شد سیاہ و زمین شد درشت ۔ سر شام نازک چشم نے
طبل جنگ بجوایا یہ خبر ہرکارون نے بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچائی بادشاہ نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہان بھی کوس رزمی پر چوب پڑی صدائے شر و فساد بلند ہوئی تیاری آلات حرب و ضرب شروع ہوئی ہتھیار صاف ہونے لگے بہادر عازم مصاف ہوے ہر ایک نے غسل کرکے کفن سر سے لپیٹا اور مشت خاک اٹھاکر گریبان مین ڈالی کہ اسی خاک تو ہی لحد ہو جیو شب بھر غلغلہ دونون لشکرون مین برپا رہا آخر بستر خواب سے آفتاب اٹھا اور رات نے بستر اپنا لپیٹا اشعار

چو خورشید بر زد سر از نیزہ کوہ	جہان را ہا فزود فر و شکوہ	چو خورشید بر زد سر از پشت زاغ
جہان گشت از و ہمچو نوروز باغ	صبح کو بادشاہ بارگاہ سے مسلح و مکمل ہوکر برآمد ہوی اور مرکب	

خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوکر اور لشکر کو لیکر وعدہ گاہ مصاف مین آکر اسطرف سے نقاب نازک چشم کے میدان مین آیا دلاورون نے پرے جمائے جب میدان پاک و صاف ہو چکا اور نقیب نقاب کر چکے تو نازک چشم لقا سے اجازت لے کر سامنے لشکر اسلام کے آئی اور پکاری کہ اے بادشاہ آپ کی بہت بڑا رتبہ ہی آپ کو لازم ہی کہ خداوند لقا کے پاس چلے آیئے آپ کے شراب پینے کو کچھ مقرر کر دیا جاوے اودھر سے کچھ سردارون نے گھوڑی بڑھا کر لعن و طعن کی اور کہا کہ او فحبہ کیا بکتی ہی اسوقت نازک چشم کو غصہ آیا اور اسنے ایک ترنج جانب آسمان اچھالدیا کہ وہ ترنج پھٹا اور اسمین سے ایک شعلہ نکل کر آفتاب بنا سبکی آنکھین بند ہو گئین اب جو دیکھا تو آفتاب نکلا ہوا ہی وہ آفتاب آکر لشکر اسلام پر تابندہ ہوا اسوقت مع بادشاہ سبکو شدت تشنگی ہوئی اور سب نے اپنے اپنے خدمتگارون سے پانی منگایا خدمتگار گلاسون مین پانی لے کر آئے جب اس پانی کو پینا چاہا اور گلاس منھ تک لائے وہ پانی شرارہ بنکر اڑ گیا اور گلاس چور چور کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے زبانین سب کی منھ کے باہر نکل آئین پیاس کے مارے سب کا عجب حال تھا اسوقت ایک ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور آسمین پھیل چکتی ہوئی یہ آیا یہ آیا قریب آکر لشکر اسلام کے شق ہوا اور اسمین سے لمحہ برق جادو بھانجی ملکہ دامہ جادو کی پیدا ہوئی اور اس نے آکر بادشاہ کو سلام کیا تذر دی اور کہا کہ صاحبقران کہان ہین بادشاہ لشکر اسلام نے کہا کہ اسی برق جادو کے بہ حال صاحبقران و سرداروں کا گزر برق نے اپنے جوڑے سے ایک سوئی نکالی اور وہ سوئی اس آفتاب پر ماری کہ اس آفتاب پر

تیر کی آگئی یہان تک کہ آنکھون سے ٹاپ پدید ہوگیا پیاس کی شدت جاتی رہی سب نے پانی پیا
اور نازک چشم نے ایک قہقہہ مارا اور کہا کہ اور برق تو نے یہ طاقت پیدا کی کہ اب ہماری سحر
کو رد کرتی ہی یہ کہکر ایک ترنج پھر جانب آسمان اچھالا کہ وہ ترنج پھٹا اور چمک ہوئی کہ سب کی
آنکھین بند ہوگئین اب جو دیکھا تو ایک قندیل ہوا اسمین شمع جل رہی ہی اور وہ قندیل گری
اگر برق پر اور یہ برق غائب ہوگئی اور اُس قندیل سے کچھ شعاعین پیدا ہوئین کہ برق
کے ساتھ کچھ انیسین چلیسین تھین اُنکے گلون مین وہ شعاعین پڑین اور لٹکتی ہوئی چلین
اور وہ قندیل اوپر کھنچی ہوئی اور ہوا کے جاکر ٹھہری سرداران لشکر اسلام پکار رہے کہ او
قحبہ تو سحر سے نکلی ہی ہم دیکھتے ہین کہ تیرا یہ سحر کب تک چلیگا نازک چشم نے کچھ اس
بات کا جواب نہ دیا اور اشارہ کیا اپنی پشت کی طرف کہ گینڈا پیدا ہوا اور اُسپر زین کسا تھا
اور ایک جنگی خاک کی نازک چشم نے لیکر اس کر گدن پر ماری اُسوقت ایک عورت نہایت
قوی ہیکل جوڑہ باندھے زرہ گلے مین پہنے اُس گینڈے پر آکر سوار ہوئی اور میدان مین آکر
پکاری کہ ای سرداران لشکر اسلام تم یہ نہ جانتا کہ صرف ساحر ہون نہین بلکہ مین پہلوان بھی
ہون نازک چشم یہ جانتی ہی کہ میری قضا نہین ہی اس دم سے زیادہ بیان کرتی ہی الحاصل ابھی
کہ لشکر اسلام سے نکلنے نہ پایا تھا شعر ازدامن دشت عاج اورنگ + گردی برخاست
تو تیار رنگ + سر گرد آسمان رسیدہ دپای گرد بزمین دوزیدہ غلطان پیچان پیچان دغلطان پیدا
ہوئی جب ہوا نے ہارا گرد کو اور دامن گرد چاک ہوا تو اسمین سے شہزادہ تورج بن ہاشم مرکب
پہی پیکر پر سوار پشت پر انکی سب سے سردار پیدا ہوے اور قریب لشکر اسلام آکر بادشاہ
کو سلام کرکے اجازت لے کر گھوڑا ڈالا اور سامنے اُسی زن سحر کے آئے اُس زن سحر نے
گینڈے کی تگاور دی اسی کا گینڈا اپسپا ہوا کچک مار کر اس نے گینڈے کو آگے بڑھایا اور تلوار
اس نے شہزادہ تورج پر ماری تورج نے خالی دے کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو یہ عورت اور
گینڈا غائب ہوگئے کیونکہ سحر کے تھے اُس وقت نازک چشم للکارتی ہوئی آگے بڑھی اور
اس نے آکر ایک ترنج شاہزادہ تورج پر مارا تورج پر بسبب اس کے کہ وہ تلوار جس مین اسکی
قضا ہے اس کے پاس تھی ترنج نے اثر نہ کیا اور اب تورج نے وہی تلوار آبدار کھینچ کر جو ایک

ہاتھ مارا تو سر پڑکے ٹانگون کے راستہ سے نکل گئی شور و غل پیدا ہوا آگ بھبھر رہنے لگے بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا اُس وقت بختیارک نے کہا کہ امیر اور گنجہ سردار نہین ہین یہی وقت ہے انکے مار لینے کا یہ کہکر سپاہ کو اشارہ کیا فوج لینا لینا کہکر چلی تو برچ تلوار پکڑ کر اُس دریاے فوج مین غوطہ زن ہوا اس طرف سے بادشاہ نے بھی گھوڑا اُٹھایا اور نعرہ کیا اشعار

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس جم	بمن میرسد باروی بہمنی
کہ اسفندیارم بروئین تنی	پھر تو اور سردارون کے نعرے بلند ہوے آب تیغ کی طغیانی	

ہوئی کشتی حباب بہادران طوفانی ہوئی تلوارون کی چمک بڑھی دریا خون کا جاری تھا سر اسمین مثل حباب تیرتے تھے دمبدم مراد مرخون مین غوطہ کھاتے تھے کسی مقام پر جو سرکٹ کے زمین پر گرا تھا وہ ٹھوکرین کھاتا تھا سچ ہے اس دنیاے فانی کا یہی نقشہ ہے شعر کاسۂ چینی بہ ای منعم نہ کز انا غرہ و رد ہمنی دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو اشعار

برآمد خروشیدن دار و گیر	درخشیدن خنجر و رخم و تیر	بران ترک نوبن و زین سپر
غمے شد سراز چاک چاک تبر	تو گفتی کہ ابرے برآمد ز کنج	ز شنگرف بیرنگ زد بر ترنج
دو لشکر بہم اندر آویختند	تو گفتی بیک دیگر آمیختند	چکا چاک گرز آمد و تیغ و تیر
ز خون یلان دشت گشت آبگیر	جہان یکسرہ ہمچو دریا بجود	تہنگ اندرو گرز شمشیر بود
سواران چو کشتی روان اندرو	برو اندر آورد از کینہ رو	ہمین گرز بارید بر خود برگ
چو باد خزان بار و از بید برگ	فراوان سر افتاد مانند گوی	دل و سینہ ہا خاک و خون بدبجوی

لشکر کی فوج تاب نہ لائی آخر اُس نے طبل امان بجوایا لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے اور آسودہ ہوے اور مارے جانے سے نازک چشم کے امیر اور سردار کہ جو بظاہر ہلاک ہو گئے تھے وہ ایک درۂ کوہ مین قید تھے چنانچہ اب امیر کو اسم اعظم یاد آگیا اور بطبیعت بشاش ہوئی اِنھون نے اسم اعظم پڑھا قید سحر کی جاتی رہی اور جو ساحر کہ وہان معین تھے انکو انھون نے قتل کیا اور مع تمام سردارون کے اُس درۂ کوہ سے نکل کر اپنے لشکر مین آئے انکے آنے سے یہان طبل شادمانی پر چوب پڑی ہر ایک لبان گل شگفتہ خاطر ہوا

اور سب انکے مارے جانے کا یہ تھا کہ ملکہ الماس زہر جدید پوش سحر کے زور سے ان سرداروں کو
توبکڑو الیتی تھی یعنی ایسا سحر کرتی تھی کہ لشکر اسلام کے سب سردار غافل ہوجاتے تھے اُس وقت
وہ ایک پتلہ سحر کا مع مرکب قطع کرکے کہ وہ اُس نے پہلے ہی سے قطع کر رکھے تھے میدان مین
چھوڑدیتی تھی اور اُنھین کو پھر قتل کرتی تھی اب وہ حال کھلگیا اور امیر اپنے لشکر مین
آگئے لیکن لقا یہان سے جو اپنی بارگاہ مین گیا تخت شاہی پر بیٹھا تھا کہ دفعتہً ایک آندھی
سیاہ پیدا ہوئی اور اُس آندھی سے دو دیو نکلے اور اُنھون نے آکر لقا کو سلام کیا
اور کہا کہ پردۂ تاریک مین قمقمہ سے چشمی کا بیٹا کرتب بن قمقمہ جو ہے اُس نے آپ کو بُلایا ہے
لقا نے نجتیارک سے کہا نجتیارک نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے چلیے نجتیارک اپنے دل
مین کہتا ہے کہ وہان چل کر اگر ہو سکے تو کچھ دیوون کو لاکر امیر سے لڑوا لیں غرض نجتیارک
نے کہا کہ حمزہ سے اپنے جانے کے لیے کہلا بھیجیے کہ خداوند کچھ دنون کے لیے پردۂ قاف
جاتے ہین لقا نے کہا کہ مین نے یہی تقدیر کی نجتیارک نے وسواس وخناس دو عیارون
کو بلا کر کہا کہ جاؤ اور حمزہ صاحبقران سے یہ پیغام کہہ آؤ وہ دونون بارگاہ امیر مین آکے
اور پیغام لقا کا دیا امیر نے فرمایا کہ بعد چند روز کے اگر وہ چلا آئے تو کیا مضائقہ ہے جائے

وسواس اور رخناس نے آکر لقا کو یہ بد دعا دی نظم

کلاہ سرت سبز تا خسران بچرند	شکمت طبل تاسگان بدرند
برسر تو سوکلان بہ زنند	اگر از آتش ہزار رنگا رنگ

نجتیارک نے کہا بیشی بات کہو کیا خوشخبری لائے انھون نے
پیغام امیر کا لقا کو پہونچایا اب ملک نجتیارک اور لقا تخت پر سوار ہوے اور اُن دیوون نے
تخت اُٹھا لیا اور چلے یہان تک کہ پردۂ تاریک مین لاکر پہونچایا جب وہان پہونچے تو ایک
باغ مین اُس تخت کو لاکر اُتارا اشعار

ریاحین و گل اُس مین انواع کے	طلسمات گل اُس مین انواع کے	طلسمات کے اُسمین دیوار و در
نہ یان کی سی کوٹھی نہ یان کا سا گھر	سراسر منقش مشبّک تمام	یہ کیا ہو جو ہو دھوکا اُسمین تمام
کری چمپئے وان اُس لطافت سے وہ	کہ زرد لگا چون عنبر آبدوز	نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر
نہ سردی نہ گرمی گا اُسمین خطر	زمین و انکی ساری جواہر نگار	ادھر مین چمن اور ہوا مین بہار

تھا اُس باغ مین اُترا کرتب بن قہقہہ نے آکر ملاقات کی اور اُسکی دعوت اور ضیافت مین مصروف
ہوا کچھ دن یہ بیان رہا پھر کرتب نے کہا کہ یا خداوند یہان شبیہ ہی خداوند راشد الشیاطین کی
کہ اُسمین خود خداوند شیطان آکر بولتے ہین چلیے اور اُنکی زیارت کیجیے لقا نے کہا کہ وہ بھی
ہمارا بھائی ہی اور بندۂ قدرت ہی اچھا چلو یہ کہکر کرتب کے ساتھ ہوا کرتب اُسکو لیکر ایک
صحرا مین لایا کہ وہان ایک پہاڑ تھا سیاہ اور اُس پہاڑ کے درہ مین ایک گنبد اُس گنبد مین
ایک گدھا چوکی پر پتھر کی بیٹھا تھا اور وہ گدھا بھی سونے کا تھا اُس خرنا شخص یعنی کرتب نے جاکر اُسکو
سجدہ کیا اور لقا سامنے کھڑا رہا اِس لیے کہ یہ تو خود خداوند ہی یہ کسیکو کیون سجدہ کرنے لگا مگر
بختیارک نے سجدہ کیا کچھ دیر تک وہان ٹھہرے بعد اُس کے کرتب نے کہا کہ مین نے آپ کو
اِس لیے بلایا ہی کہ یہان ایک اژدہا رہتا ہی کہ جس کے زہر کے اثر سے پانچ کوس تک زمین سبز ہی
اُس کے مارنے کی کوئی تدبیر بتلائیے لقا نے بختیارک کی طرف دیکھا بختیارک نے کہا کہ ہم
تدبیر اُس کے قتل کی بتلا دینگے تم ہمکو وہان لیچلو کرتب اُنکو لے کر چلا اور ایک پہاڑ پر لایا اُس
پہاڑ سے ہر چند کہ وہ مقام جہان اژدہا رہتا ہی دور ہی لیکن اِنھون نے جو قلہ کوہ پر چڑھکر نگاہ
کی تو ایک کنوین سے دیکھا کہ اژدر نے سر نکالا سر اُسکا بہت بڑی مینار کے برابر تھا اور ہر سر
اژدہے نے قلاب آتشین چھوڑی کہ وہ جنگل سب جلنے لگا یہ دیکھکر بختیارک نے کہا کہ کچھ بارود
لاؤ کرتب بن قہقہہ نے بارود منگوائی اُسوقت پانچ کوس تک نقب لگا کے بارود کو بچھایا
اور اُسمین فتیلہ لگا کر ایک گنہگار واجب القتل کو بلا کے کہا کہ اِس مین آگ لگا دو اگر بچ جائیگا
تو ہم تجکو چھوڑ دینگے اُس گنہگار نے اُس فتیلہ مین آگ لگا دی اور بھاگا یہ تو بھاگ کر بچ گیا
اور وہ طبقۂ زمین کا مع اژدر اُڑکر فلک پر پہونچا وہان سے بختیارک اور لقا پھر کر اُسی
باغ مین آئے ایک روز برائے سیر جانب صحرا روانہ ہوے ایک باغ مین آکر پہونچے اُس
باغ مین میوہ کثرت سے پھلا تھا درختون کے پتے چاندی سونے سے منڈھے تھے زمین
زمین مین بار اشجار سے جھوم رہی تھین منہ شاہد ارمن کا چوم رہی تھین ایک طرف لالہ
صورت پیالہ شراب شبنم مانگ رہا تھا کہین نرگس کا دیدۂ حیران کھلا تھا کہین سنبل کی زلف
پریشان تھی کہین جعد بنفشہ عطر آگین تھا سرو لب جوئبار کھڑا تھا شمشاد سے

فات ناز شرمندہ نظر آتا تھا اشعار

وہ زلف بنفشہ مشک آگین	ملتا ہی نہین دماغ تر مین	عنبر سے عیان ہی شان جمشید
ہی سرو بجاے چتر خورشید	ہون لوث و خطا سی یکقلم پاک	یخوار جہا مین سایہ تاک
اشجار کی کس قدر ہی کثرت	ہر نخل چمن ہی خوان نعمت	سو جان سی رنگ بو ہے ہین بخش
جتنے کہ جہان مین ہین پریوش	اس باغ مین ایک بارہ دری بنی تھی بیشت آلات سے آراستہ	

تھی فرش عمدہ اسمین بچھا تھا لقا اور بختیارک اس بارہ دری مین آئے تو وہان ایک دیو بیٹھی تھی اور اُس کے پاس چند دیو نیان حاضر تھین سینگ اُس کے سر پر تھے مگر جوان تھی چھاتیان دونون نسل مشک پر آب کے پھولی ہوئی تھین ایک ساری پر نور باندھے اور کرنی پہنے تخت پر بیٹھی تھی لقا کا قد بھی ایک سو بچانوے انچ کا ہے دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہی اُس دیو نی کو دیکھکر یہ فریفتہ ہوا اور وہ دیو نی بھی اپنے مقام سی اُٹھی اس نے کہا کہ اے بندی قدرت مزاج اچھا ہی اُس نے ہنسکے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ مردوے تجھے کیون کرتا ہی آ اس تخت پر بیٹھ بختیارک نے کہا کہ اب خوب بنے گی غرض لقا اُسکے تخت پر بیٹھا اُس نے دیو نیون سے کہا کہ ارے شراب لاؤ وہ بگنے شراب لے کر حاضر ہوئین اور ایک کاسہ بہت بڑا لائین اُس دیو نی نے کہ عفریت مردار خوار اُس کا نام ہی لقا اور بختیارک کو شراب پلائی جب دو دو تین تین جام پی کے نشہ ہوا اُس حالت نشہ مین بختیارک اور دیو نیان چلی گئین لقا نے اُس کے ساتھ اپنا منھ کالا کیا پھر اُس نے تاج کو حکم دیا کہ کچھ دیو نیان پاؤن مین بجای گھنگرو پھر باندھ کے آئین اور رقص کرنے لگین پھر کچھ اپنی زبان مین گایا کہ جسکو لقا نہ سمجھا مگر کچھ دیر یہان بیٹھا پھر وہان سے اُٹھکر جب چلنے لگا تو اُس دیو نی نے کہا کہ مین تمہاری پاس آیا ہا یا کرونگی لقا قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ اے جانی والے مایہ عمر و زندگانی اب تم نے الحال میرے ساتھ چلو اُس نے کہا کہ مین ابھی نہین جا سکتی ہون کس لیے کہ میرا ایک بھائی ہی وہ ملکہ آسمان پری سے جو زوجہ امیر صاحبقران گیتی پناہ ہین اُن سے لڑنے گیا ہے وہ آئے تو مین چلون لقا یہ سُنکر وہان سے روانہ ہوا اور کرتب بن قہقہہ کے پاس آیا کرتب اُسکو ایک دن صحرا مین شکار کے لیے لایا وہان نبت سے

اژدر و شیران ژیان کو قتل کیا اور آگے جو بڑھے تو ایک دریا ملا اُس دریا کا پاٹ کئی کوس کا تھا اُسوقت کشتیان بڑی بڑی منگا کر سوار ہوے اور سیر کرتے دریا مین چلے غرض کئی روز تک اُس دریا مین سیر کرتے پھرے پھر کرتب بن قمقمہ نے لقا کو رخصت کیا اور اِنکو دیو لیکر چلا راہ مین ایک پہاڑ ملا کہ اُس پہاڑ پر ایک گنبد بنا تھا اور اُس گنبد مین ایک مرد درویش بستا تھا کہ وہ مرد خدا پرست ہی لقا نے دیوون سے کہا کہ اِس گنبد کے قریب مجھے اُتار دو دیوون نے اُسکو اُتارا اُس نے جو دیکھا تو دریاے بیرا بچھا ہی اور اُسپر ایک مرد صاحب کمال جنکی داڑھی ناباف ہی اور پلکین بڑھکر رخسار پر پڑی تھین عبا گلے مین پہنے عمامہ سر پر باندھے صحیفۂ ابراہیمی کی تلاوت کر رہے ہین لقا کے پاؤن کی آہٹ پاکے اُنھون نے سر اُٹھایا اور کہا کہ او لقا تو یہان کیون آیا جا یہان سے لقا بھی اُسکو مرد خدا پرست سمجھ کر تخت پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین آیا

تمت